

قد نبانا الله من اخبارکم وسیری الله عملکم ورسوله

ثم تردون الی عالم الغیب والشهادة فینبئکم

سیحلفون بالله لکم اذا انقلبتم الیهم لتعرضوا

مولوی دہلی کا رسول نمبر

جلد ۱۲ | بابت ماہ صفر و ربیع الاول سنہ [illegible] ہجری | نمبر ۲ و ۳

279462

رسول نمبر سے پہلے

[illegible]

[illegible]

یہ تو مسلمہ بات ہے کہ مسلمان اپنے رسول کے عاشق ہیں [illegible] کا کوئی فرد اپنے رسول کا شیدائی نہ ہو۔ ان کی کا اسد رجہ دیوانہ نہیں ہے لیکن عملی کیفیت یہ ہے ہندوستان کی مختلف زبانوں میں ہر سال کئی کروڑ کرشن نمبر نکلتے ہیں اور ہاتھوں ہاتھ بک جاتے ہیں، اور ربیع الاول کے مہینے میں ہندوستان کے چند پرچے مستقلاً سیرۃ رسول شائع کرتے ہیں، اور سب اس محنت کی قیمت کے لیے اکثر رونا ہی روتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف ہماری عدم سعی و شوق کا نتیجہ ہے ورنہ مجھ جیسا غریب بھائی بھی جب آپ اس کو مولوی کا رسول نمبر دکھائیں گے خوشی سے اس کا خریدار ہو آمادہ ہو جائے گا

خدا کے فضل سے اس وقت آپ پندرہ ہزار مولوی کے معاونین ہیں، اگر ہر بھائی صرف پانچ خریدار مہیا کر دے تو ۷۵ ہزار مسلمان سیرۃ رسول کے مقدس لٹریچر اور اسلام کے مقدس احکام سے بہرہ ور اور سعادت اندوز ہو جائیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگر آپ ہمت کریں تو یہ ذرا بھی مشکل نہیں ہے،

رپورٹ

پچھلے دو ماہ کی رپورٹ بہت بہت نکلی اور حوصلہ فرسا ہے مختصراً اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر اس میں دو سو نمبر کے سب خریدار نہ ہو گئے اور چار ہزار روپے ان پانچ چھوٹے پرچوں کے ذریعہ حاصل نہ ہوئے تو ربیع الثانی کا پرچہ نہ بروقت شائع ہو سکے گا اور نہ ہی صفحات کا آئندہ مستقل رسالہ رہ سکے گا، کیونکہ جب روپیہ ادا ہی نہ ہوگا، تو نہ کاغذ کی کمپنی سے کاغذ ملیگا اور نہ پریس چھاپ کر دے گا،

خدا نے آپ کا نام سربلند کیا ہے، آپ کا کام سرفراز رہا ہے اور آپ کی سعی کامیاب ہوئی ہے تو اس کا استقلال باقی رکھئے اور ہر شخص یہ سمجھے کہ میں مولوی کا سالانہ چندہ پانچ روپے دیتا ہوں، ایک روپیہ اپنی جیب سے اور چار روپے کسی عزیز و دوست سے تنگ دو دو سے اور اپنے اثر سے، کچھ اور کیا ہی کا لیجئے

کتابوں کی فروخت

جس پر مولوی کے تین سو روپے کا ہوا نقصان کی تلافی کا مدار تھا، آپ سن کر ہنسیں گے کہ مئی اور جون میں سال گزشتہ کی نسبت ایک تہائی رہی ہے،

یہ کہنا فضول ہی ہے اور غیر حق بجانب بھی کہ آپ خواہ مخواہ کتابیں خریدیں لیکن یہ ضرور کہونگا اور بہت زور سے کہونگا، کہ اگر آپ کوئی بھی کتاب جمیعۃ پریس کے علاوہ کہیں اور سے منگائیں گے تو پھر اس رسالہ کے اصلی مقاصد اور اس کی افادیت دینی کو سخت ضرب لگے گی۔ اور اس حالت میں کہ جمیعۃ پریس دہلی سے ہر کتاب کفایت سے ملتی ہے، جو جانتے ہیں وہ تو جانتے ہیں، اور جن کو ابھی علم نہیں وہ تجربہ کر لیں،

میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر آپ کسی اخبار، کسی فہرست، کسی اشتہار میں کوئی ہنگامی رعایت یا مستقل کفایت کا اعلان دیکھیں تو مجھے مطلع کر دیں، انشاءاللہ ان مشتہو اعلانات سے بھی کسی نہ کسی صورت وہی رعایت پیش کروں گا، غرضیکہ کہ اس کا موقعہ آپ کو کبھی نہ ہوگا کہ آپ یہ کہہ سکیں کہ کوشش ہم وہاں سے کتابیں منگاتے

ناجائز فائدہ - یہ بھی عرض کردوں، کہ کسی غلط اطلاع کی بنا پر آپ رعایت کا فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ فرمائیں، مولوی کی مشتہرہ رعایت کے علاوہ کسی خصوصی رعایت کی طلب کیلئے اشتہار کا حوالہ ضروری ہے، انشاءاللہ کچھ پلے سے ہو تو تب تک تو خدمتگزار رہوں، لیکن گرہ سے کچھ نہ دے سکونگا

[illegible] خریدار بڑھانے والے [illegible]

[illegible] حضرات کے نام [illegible] جنہوں نے [illegible] کے لئے خریدار فراہم کئے، [illegible] مثال سے [illegible]

[illegible]	تعداد	نام صاحبان
مولوی عبدالخالق صاحب بلند شہر	۱۴	جناب محمد حسین صاحب [illegible]
جناب شیخ وزیر شیخ [illegible]	۱	، عبدالصمد صاحب [illegible]
، محمد عبد اللہ صاحب کاپشی	۱	، محمد یعقوب خان صاحب [illegible]
، اللہ دیا صاحب مستری چنیوٹ	۱	، حاجی محمد حاجی صاحب [illegible]
، محمد اعجاز حسین صاحب جلیسر	۴	، [illegible] شیخ جی صاحب [illegible]
، قاضی نبی جان صاحب فرید پور	۲	، محمد یعقوب خان صاحب [illegible]
، شیخ عبدالرزاق صاحب [illegible]	۱	، مظفر حسین صاحب [illegible]
، عبدالشکور صاحب [illegible]	۱	، مستری نور الدین صاحب [illegible]
، شیخ [illegible] صاحب [illegible]	۲	، حبیب الرحمن صاحب [illegible]
، مولوی رکن الدین صاحب [illegible]	۱	، محمد رضا صاحب [illegible]
، رکن الدین صاحب [illegible]	۲	، محمد نوشاد علی صاحب [illegible]
، ممتاز خان صاحب [illegible]	۳	، محمد حیات صاحب [illegible]
، محمد اشرف علی شاہ صاحب کراچی	۴	، عبدالرحمن صاحب [illegible]
، مولوی عبدالکریم صاحب [illegible]	۱۴	، فضل الدین صاحب [illegible]
، غلام علی صاحب [illegible]	۴	[illegible]
، شیخ محمد عمر صاحب [illegible]	۴	، عبدالغفار صاحب [illegible]
، محمد نصیر الدین صاحب نوشہرہ	۴	[illegible]
، سید احسان علی صاحب [illegible]	۴	، منشی [illegible] صاحب [illegible]
، حکیم حافظ احمد صاحب [illegible]	۲	، حافظ عبد اللطیف صاحب [illegible]
، سید محسن [illegible] صاحب [illegible]	۲	، بشیر الحق صاحب [illegible]
، رفیع اللہ صاحب [illegible]	۲	، شیخ احمد صاحب [illegible]
، شہاب الدین صاحب [illegible]	۱	، سید [illegible] صاحب [illegible]
، منشی عبدالرحیم خان صاحب [illegible]	۹	[illegible]
، مولوی رکن الدین صاحب [illegible]	۷	، حکیم [illegible]
، محمد [illegible] صاحب [illegible]	۴	[illegible]
، مولوی محمد یوسف خان صاحب [illegible]	۱	[illegible]
، مولوی [illegible] صاحب [illegible]	۲	[illegible]
، [illegible] صاحب [illegible]	۴	[illegible]
، ولی محمد صاحب [illegible]	۴	[illegible]
، محمد [illegible] صاحب [illegible]		[illegible]
، [illegible] صاحب [illegible]		[illegible]
، منشی نبی بخش صاحب [illegible]		[illegible]
، [illegible] صاحب [illegible]		[illegible]
، [illegible] صاحب [illegible]		[illegible]

[illegible]

- [illegible] صاحب [illegible] ۲
- [illegible] صاحب [illegible] ۲
- [illegible] صاحب [illegible] ۳
- [illegible] صاحب [illegible] ۲
- [illegible] علی صاحب [illegible] ۳
- [illegible] صاحب [illegible] ۲
- [illegible] صاحب حیدرآباد ۲
- [illegible] ناصر صاحب [illegible] ۲
- [illegible] شکور صاحب [illegible] ۱
- مولوی عبدالحلیم صاحب [illegible] ۱
- مظہر الحسن صاحب [illegible] ۱
- خواجہ عبدالمجید صاحب [illegible] ۳
- خلیل احمد صاحب [illegible] ۱
- علاء الدین صاحب [illegible] ۱
- حاجی احمد علی صاحب [illegible] ۱
- مولوی رحیم اللہ صاحب [illegible] ۱
- مولوی پیر بخش صاحب [illegible] ۲
- بابو الہی بخش صاحب [illegible] ۱
- بابو عبد[illegible] صاحب [illegible] ۲
- منشی [illegible] صاحب [illegible] ۲
- عبدالکریم صاحب [illegible] ۲
- عبداللہ صاحب [illegible] ۳
- عبدالحکیم صاحب [illegible] ۲
- عبدالکریم صاحب [illegible] ۲
- [illegible] صاحب [illegible] ۳
- [illegible] صاحب [illegible] ۲
- [illegible] صاحب [illegible] ۳
- [illegible]

- [illegible] صاحب [illegible] ۲
- ملک احمد صاحب [illegible] ۲
- [illegible] صاحب [illegible] ۳
- [illegible] خان صاحب [illegible] ۲
- عبدالحکیم صاحب [illegible] ۳
- [illegible] صاحب [illegible] ۲
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- محمد علی صاحب [illegible] ۱
- عبداللہ صاحب [illegible] ۳
- [illegible] صاحب [illegible] ۳
- محمد [illegible] صاحب [illegible] ۲
- [illegible] صاحب [illegible] ۲
- [illegible] صاحب [illegible] ۲
- [illegible] اسماعیل صاحب [illegible] ۱
- محمد [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۳
- مولوی [illegible] علی صاحب [illegible] ۲
- محمد [illegible] صاحب [illegible] ۲
- عبدالقیوم صاحب [illegible] ۳
- منشی [illegible] صاحب [illegible] ۶
- احمد خان صاحب [illegible] آباد ۱
- محمد اسماعیل صاحب [illegible] ۱
- عبدالصمد صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- محمد [illegible] صاحب [illegible] ۲
- محمد [illegible] صاحب [illegible] ۲
- منشی [illegible] صاحب [illegible] ۶
- [illegible] صاحب [illegible] ۲
- احمد [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] خان صاحب [illegible] ۲
- [illegible] صاحب [illegible] ۲

- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۳
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۹
- حکیم [illegible] صاحب [illegible] ۱۰
- [illegible] صاحب [illegible] ۱۰
- قاضی [illegible] الدین صاحب [illegible] ۳
- نواب [illegible] ۱
- [illegible] الدین میاں صاحب [illegible] ۲
- میر منصور علی صاحب [illegible] ۱
- پیر [illegible] علی صاحب [illegible] ۱
- [illegible] علی صاحب [illegible] ۳
- عبداللطیف صاحب [illegible] ۲
- سید اسماعیل صاحب [illegible] ۴
- منشی عبدالرحمن صاحب [illegible] ۷
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۳
- سید [illegible] صاحب [illegible] ۳
- محمد [illegible] الدین صاحب [illegible] ۴
- سید [illegible] صاحب [illegible] ۱
- محمد اسماعیل صاحب شاہ آباد [illegible] ۵
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- حافظ نبی [illegible] صاحب [illegible] ۴
- علی [illegible] صاحب [illegible] ۱
- ملک [illegible] صاحب [illegible] ۳
- کفایت اللہ صاحب [illegible] ۱
- قاضی [illegible] الدین صاحب [illegible] ۱
- شیخ [illegible] صاحب [illegible] ۳
- [illegible] الدین صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۵
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۳
- [illegible] ۱

- [illegible] ۹
- [illegible] ۳
- [illegible] صاحب [illegible] ۴
- [illegible] صاحب [illegible] ۳
- [illegible] علی صاحب [illegible] ۴
- [illegible] صاحب [illegible] ۳
- عبداللہ صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۲
- محمد [illegible] اللہ صاحب [illegible] ۹
- [illegible] صاحب [illegible] ۲
- مولوی [illegible] صاحب [illegible] ۱
- محمد [illegible] صاحب [illegible] ۵
- قاضی [illegible] الدین صاحب [illegible] ۲
- سید شاہ [illegible] صاحب [illegible] ۲
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] خان صاحب [illegible] ۱
- مولوی [illegible] اللہ صاحب [illegible] ۱۳
- مولوی [illegible] الدین [illegible] ۴
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۱
- علی بخش صاحب [illegible] آباد ۲
- [illegible] خان صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۳
- قاضی [illegible] صاحب [illegible] ۱
- [illegible] صاحب [illegible] ۳
- اللہ بخش صاحب [illegible] ۳
- عبدالحکیم صاحب [illegible] ۳
- [illegible] صاحب [illegible] آباد ۲
- حکیم سید [illegible] صاحب [illegible] آباد ۲
- محمد [illegible] خان صاحب [illegible] آباد ۲
- محمد اکرم شاہ صاحب [illegible] ۲
- سید احمد حسن صاحب [illegible] ۱
- [illegible] خان صاحب [illegible] ۱
- عبدالعزیز صاحب [illegible] ۱
- عبدالحفیظ صاحب [illegible] ۱
- عبدالحمید صاحب [illegible] ۳
- [illegible] علی صاحب [illegible] ۱
- [illegible] خان صاحب [illegible] ۱۳

[illegible]

جب جلال و جبروت والے شہنشاہ کا دربار ہوگا

جب اپنے کئے پر دل میں آخر شرمندہ ہو جانے گا جب وامتازوا الیوم ایہا المجرمون کا فرمان [illegible]
اور کافر دل عالموں اور جاہلوں ... [illegible] جہالت عالم میں ... [illegible]
یہ بات قابل شنوائی ہوگی کہ ہم اس جرم کی سزا ... [illegible]
کیونکہ

قانون سے ناواقفیت سزا کی تقلیل کو کم یا بالکل نہیں کر سکتی

مگر جب اس کا فضل ہو جائے اس کی رحمت سہارا ہو جائے لیکن آہ اس حالت میں ہم ... [illegible]
ہمارے کتب خانے خالی ہیں ... [illegible] ... مذہبی کتابوں سے ... [illegible]
ہم مسلمان ... اسلام کے ... [illegible]
سو با افسانوں سے ... [illegible]
بڑھانے کیلئے وقت کریں تو تھوڑے ہی دنوں میں ہماری مذہبی تعلیم ... [illegible]
آخرت کی زندگی کا انحصار ہے اس کیلئے خدارا کچھ تو وقت نکالو ... [illegible]
لگاؤ تو ایسی کتاب پڑھو جو سہل زبان کی ہو ... [illegible]

اسلامی تعلیم ہے جو صد ہا عربی کتابوں کا عطر ہے ... [illegible]
بے بہا گنجینہ ہے اگر اس کتاب کو آپ ... [illegible]
ہو جائے ظاہر ہے کہ کتاب ... [illegible]
... [illegible] ہے۔

اسلامی تعلیم ۰۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اسکی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے قیمت [illegible] مجلد یا مجلد پارچہ [illegible]

باب العقائد، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اولیاء اللہ، کتب آلہیہ، صحابہ کی تعلیم، خلفیہ صحابہ کون تھے، تدوین مسائل، صحابہ نے اصول فقہ کے، کعقہ مسائل جاری کئے، فرشتے ملائکہ، کفر و ایمان، قضا و قدر، قیامت نفخ صور، محشر حساب کتاب، جنت دوزخ پلصراط، باب الطہارت، غسل کا بیان، موجبات غسل [illegible]، جھوٹے پانی، تیمم کا بیان

تیمم کی سنتیں، کس چیز سے تیمم کرنا جائز، موزوں پر مسح، مسح کس چیز سے ٹوٹتا ہے، اعضاء وضو پر مسح، صاحب عذر کا بیان، نجاستیں، نجاستیں پاک کرنا، استنجے کا بیان، حیض و نفاس کے احکام، کتاب الصلوٰۃ، اذان کا بیان، نماز کی شرطیں، نماز کے فرائض، نماز کے واجب، نماز کی سنتیں مستحب، احکام قرات، قرات کی غلطیاں، احکام امامت، لائق امامت

مسائل جماعت، نماز میں بے وضو ہونا، خلیفہ بنانا، نماز کو توڑنے والے، نماز میں بھولنا، نماز کے سامنے سے گزرنا، مکروہات نماز، نماز توڑنی کب درست ہے، جمعہ کے احکام، جمعہ کی شرطیں، نماز وتر کا بیان، عیدین کی نماز، سجدہ سہو، سجدہ تلاوت، نماز قضا، نماز مسافر، سنن و نوافل، جماعت کی شرکت

نماز استسقا، نماز خوف احکام [illegible]، جنازہ کی نماز، جنازہ کی [illegible] نیت، جنازہ کے مسائل، قبر اور دفن کا طریقہ، مسائل تعزیت، احکام شہید، کعبہ میں نماز پڑھنا، کتاب الصوم، روزہ توڑنے [illegible]، روزہ کی قضا و کفارہ، مکروہات روزہ، بیان سحری و افطاری، روزہ نہ رکھنے کی سزا، جائز صورت روزہ [illegible]، نفلی روزے، نذر کا بیان

متفرق مسائل، کتاب الزکوٰۃ، [illegible]، [illegible]، اونٹ کی زکوٰۃ، بکری کی زکوٰۃ، [illegible]، کی زکوٰۃ، صدقہ فطر [illegible]، [illegible]، کتاب الحج، احکام حج، میقات، احکام احرام، احرام محرمات [illegible]، [illegible]، طواف کے [illegible]

[illegible]، [illegible]، وقوف عرفہ، وقوف [illegible]، حج کی تقیہ [illegible]، حج قران حج تمتع، [illegible] قربانی، [illegible]، جنایات کی تفصیل، قربانی کے [illegible]، [illegible]، [illegible]، [illegible] قصور، سعی [illegible] تصور، [illegible]

[illegible]، احرام کے مسائل، [illegible] مسائل، حج [illegible]، حج جبل حج [illegible]، [illegible] قربانی کے، [illegible] مسائل، محرمات، [illegible]، [illegible]، مسائل کفایت، [illegible]، [illegible]

[illegible]، احکام [illegible]، عورت کا بیان، شوہر کی نافرمانی، [illegible]، [illegible]، [illegible]، [illegible]، ذبائح، [illegible]، [illegible]، [illegible]

حقوق الناس، حقوق اولاد، [illegible]، [illegible]، [illegible]، [illegible]، [illegible]، [illegible]، [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کریں

خطبہ

الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك في الملك
ولم يكن له ولي من الذل وكبره تكبيرا فلله الحمد رب السموات
ورب الارض رب العالمين وله الكبرياء في
السموات والارض وهو العزيز الحكيم واشهد ان لا اله الا
الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله
الذي ارسله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله شاهدا
[illegible] اجمعين ونذيرا مبينا ورحمة للعالمين ومبشرا
للمؤمنين بان لهم من الله فضلا كبيرا صلى الله على نبيه
وآله واصحابه وبارك وسلم تسليما كثيرا۔

[illegible] اس نعمت پاک کو [illegible] ہے جس نے [illegible] کی [illegible] کے لئے انبیاء مبعوث کئے اور ان پر اپنا کلام نازل فرمایا اور [illegible] خدائے پاک کی ذات [illegible] ہے جس نے دعائے [illegible] کو مستجاب فرما کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر رشد و ہدایت خلق کے سلسلہ کو مکمل فرمایا اور قیامت تک کے لئے اس کو آخری دین کا آخری نبی بنا دیا۔ اما بعد

برادران اسلام! ماہ مبارک ربیع الاول پھر ہم پر [illegible] ہو گیا ہے وہ مقدس مہینہ ہے جس کا احترام ہر ایک مسلم قلب میں ہے کیونکہ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں وہ ہستی اس عالم وجود میں تشریف فرما ہوئی جو ہمارے عالم کا خاتم [illegible] اور تمام عالم کے لئے رحمت سراپا رافت بنا کر بھیجا گیا تھا جس نے [illegible] شرک کی تاریکی سے نکالا اور خدائے واحد کی توحید کا [illegible] میں [illegible] حضور کی بعثت جس وقت ہوئی اس سرزمین عرب تو [illegible] کفر کی گمراہیوں اور شرک کی بدیوں میں گھری ہوئی تھی قبیلے قبیلے [illegible] علیحدہ علیحدہ تھے خدا کو سب بھول گئے تھے اور سب نے پتھروں [illegible] کو معبود بنا رکھا تھا اور نہ صرف عرب کا یہ حال تھا بلکہ دنیا کے ہر حصہ [illegible] کا تقریباً یہی حال تھا کہ خدا سے رشتہ توڑ کر اس کی مخلوق سے جوڑ [illegible] کہیں شمس و قمر کی پوجا کی جاتی تھی اور کہیں آگ کی کہیں آفتاب کی [illegible] ایران، ہندوستان، مصر [illegible] کا یہی حال تھا الغرض عرب [illegible] اور بدیوں کا مرکز تھا [illegible] ہوئی تھی [illegible] سے اخلاق اور نیکی کا کوئی [illegible]

[illegible] خدائے رحمن و رحیم نے اپنے [illegible] دنیا کو اس بدی اور جہالت سے نجات [illegible] کی جو مخلوق [illegible] پھر [illegible] کریں۔

[illegible] ہیں کہ حضور کے قدوم میمنت لزوم نے [illegible] سے [illegible] کس طرح [illegible]

[illegible] اور جنگل اور بیابان کے پاس [illegible] — [illegible] اور بدیوں کی [illegible] چند ہی سال [illegible] ساتھیوں کا [illegible] جس کی [illegible] سے [illegible] دنیا کو سیراب کر دیا اور [illegible] کے سینوں کو [illegible] سے [illegible] کو [illegible] میں تبدیل کر دیا۔ اس لئے یہ [illegible] یقیناً ساری دنیا کے لئے [illegible] کے لئے خصوصیت کے ساتھ [illegible] مسعود و مبارک دن ہے [illegible] جس قدر مسرت اور خوشی کا اظہار کریں تھوڑا ہے یقیناً وہ ساعت نہایت مبارک تھی جس وقت دنیا کا یہ ہادی اعظم [illegible] میں تشریف فرما ہوا اور اپنے مقدس وجود سے دنیا کی [illegible] اور تاریکیاں [illegible] اور اس کو نور ہدایت و سعادت سے [illegible] کر دیا۔

اس لئے اس ماہ مبارک میں اور اس مہینہ کی اس مقدس تاریخ کو جو تاریخ ہے [illegible] فخر عالم و عالمیان و خلاصہ [illegible] آدم [illegible] اس دنیا میں تشریف فرما ہوئے ہم جس قدر [illegible] مسرت و شادمانی [illegible] جس قدر خوشی و خرمی کا اظہار کریں کم ہے ہمارا فرض ہے کہ جس قدر ہو سکے اس عید میلاد کو شان و شوکت سے منائیں اور اس امر کا ثبوت دیں کہ اس افضل الرسل و فخر انبیاء کی ولادت باسعادت کو ہم خداوند قدوس کا سب سے بڑا فضل اور سب سے بڑی نعمت سمجھتے ہیں اور حضور کے مبعوث فرما کر دنیا پر عموماً اور ہم پر خصوصاً [illegible] حضور کے نام لیوا [illegible] خدا نے اپنا سب سے بڑا فضل و احسان کیا ہے۔

برادران اسلام!

ماہ مبارک ربیع الاول ہمارے لئے کیسا مبارک ہے [illegible] ہم اس ماہ مبارک میں مسرت و شادمانی کا اظہار کیوں [illegible] اس سوال کا جواب آسان ہے چونکہ خدا کا ہم پر یہ سب سے بڑا احسان ہے کہ اس نے ہماری ہدایت کے لئے آنحضرت کو مبعوث فرمایا اس لئے ہم اس کے شکریہ میں اظہار مسرت کرنا اپنا فرض تصور کرتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ اظہار شکر و احسان اور اظہار مسرت کے طریقے وہی ہو سکتے ہیں اور وہی ہونے چاہئیں جو اس عید میلاد کے شایان شان ہوں مسرت [illegible] ضلالت و گمراہی سے ہم کو آنحضرت نے نکالا انسانیت و سعادت کی راہ دکھلائی اور جو کل تک [illegible] سے بدتر وحشیوں سے خراب تر زندگی بسر کرتے تھے وہ چند ہی دنوں میں انسانیت اور روحانیت کے اس بلند اور رفیع درجہ اور مرتبہ پر پہنچ گئے جہاں پر کسی مصلح کسی ریفارمر کسی لیڈر کے ساتھی کبھی نہیں پہنچے۔

آنحضرت کی بعثت کا مقصد و منتہا یہی تھا کہ دنیا کا ہر ایک فرد خواہ کسی خطہ زمین پر بستا ہو انسانیت اور روحانیت کے اسی مرتبہ بلند پر پہنچ جائے جس پر حضرت ابوبکر، عمر اور حضرت عثمان و علی پہنچ گئے تھے۔

اب ہمیں اس میلاد کے موقع پر اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہیے کہ اس مقدس

مقصد سے ہم کس قدر قریب ہیں اور کہاں تک قریب ہونے کی کوشش کی ہے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت یا عبادت پر المدارست [illegible] ہم اس وقت حق بجانب ہو سکتے ہیں جب حضور کی بعثت کا جو مقصد تھا اس سے اپنے آپ کو قریب تر کریں اور اپنے اندر وہی کیفیت پیدا کریں اور اسی قسم کا انقلاب رونما کریں جو ہادی اعظم کے عہد مبارک و مسعود میں رونما ہو گیا تھا۔

مگر برادران اسلام! اس قسم کا انقلاب کیونکر رونما ہو سکتا ہے اور وہ کیفیت کس طرح پیدا ہو سکتی ہے یہی مسئلہ ہے جس پر ہم کو غور کر لینا چاہیے اس لئے کہ محض المدارست ہی اس درجہ پر یا اس کے قریب نہیں پہنچا سکتی بلکہ ہم بھی کسی طریقہ پر چل کر اس انقلاب کو اپنے اندر پیدا کر سکتے ہیں جو عہد مبارک نبوی میں پیدا ہو گیا تھا یا یہ کہ اس سے قریب تر ہو سکتے ہیں اور وہ طریقہ اتباع رسول کا ہے جو بغیر حب رسول کے ناممکن ہے کیونکہ کسی شخص یا کسی فعل کا اتباع پوری طرح ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اس شخص کی محبت رگ و پے میں طاری و ساری نہ ہو یا اس کو پسندیدگی کی نظر سے نہ دیکھتا ہو اور حب رسول کا مرتبہ یہ ہے کہ زن و فرزند اہل و عیال خویش و اقارب اور مال و جان عزت و آبرو ہر ایک چیز سے زیادہ حضور کی محبت ہونی چاہیے جب تک اس معیار اور اس ذریعہ کی محبت نہ ہو اس وقت تک محبت رسول کا کوئی دعوی نہیں کر سکتا اور جب تک ایسی محبت نہ ہو اس وقت تک ہماری روحوں اور دلوں کے اندر وہ انقلاب نہیں پیدا ہو سکتا کہ ہر ایک امر ہر ایک فعل اور ہر ایک بات میں والہانہ اتباع رسول کریں۔

حضرت ابوبکر کی محبت رسول دیکھو کہ گھر بار بیوی بچے مال و متاع سب کچھ چھوڑ کر حضور کے ساتھ ہجرت کر گئے اور اپنی جان کو حضور کے نفع و ضرر اور نقصان پر نثار کرنے کے لئے غار ثور میں پہلے خود گئے تاکہ موذی اور مہلک جانور اگر ہوں تو ان سے حضور کو گزند نہ پہنچے پھر مدینے میں جب ایک غزوہ میں حضور نے چندہ کی اپیل کی تو حضرت ابوبکر ایک کمبل پوش کر اور کچھ سامان لیکر حاضر ہو گئے رسول اللہ نے دریافت فرمایا کہ عمر کس قدر مال لائے تو عرض کیا یا رسول اللہ نصف مال اہل و عیال کے لئے چھوڑ کر آیا ہوں اور نصف یہاں لیکر حاضر ہو گیا ہوں۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں خیال کیا تھا کہ آج میں حضرت ابوبکر سے بڑھ جاؤں گا لیکن آنحضرت نے حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ تم کس قدر لائے اور کس قدر اہل و عیال کے لئے چھوڑ آئے ہو تو آپ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو اہل و عیال کے لئے چھوڑ آیا ہوں باقی سب کچھ حاضر کر دیا ہے۔

جنگ احد میں حضرت پر جب قریش مکہ نے حملہ شروع کئے اور تیر و تلوار چلا رہے تھے تو صحابہ آپ کے گرد پروانہ وار جمع ہو گئے تھے اور حضرت طلحہ تو تلوار اپنے ہاتھ پر روکتے تھے جس طرح ڈھال سے تلوار کے وار روکے جاتے ہیں یہاں تک کہ ہاتھ حضرت طلحہ کا ساری عمر کے لئے شل اور بیکار ہو گیا۔ حضرت علی ہجرت کی شب کو آنحضرت کے بستر پر لیٹ کر سو گئے تھے حالانکہ دشمنان دین چاروں طرف آنحضرت کے قتل کے لئے منڈلا رہے تھے اور

[illegible] بستر پر سوتے ہوئے [illegible] بستر سے نکل گئے حضرت علی کو قتل کر دیتے مگر حضرت علی نے [illegible] کے مقابلہ میں جان کی مطلق پرواہ نہیں کی۔

اس قسم کی فدا کاری اور وارفتہ محبت کے سینکڑوں واقعات [illegible] نے قبیلے عضل اور قارہ کی فرمائش پر جن [illegible] صحابہ کو تعلیم کے لئے ان کے ساتھ کر دیا تھا ان لوگوں نے [illegible] کے ساتھ ان کو [illegible] شہید [illegible] انقلاب عظیم پیدا ہو گیا تھا [illegible] اور دو کو قید کر لیا ایک خبیب بن عدی اور دوسرے زید بن دثنہ [illegible] قریش کے ہاتھ فروخت کر دیا [illegible] حضرت خبیب کا قاتل [illegible] کے لئے [illegible] اگر اسلام چھوڑ دو تو جان بخشی [illegible] مگر دیکھو کیسا انقلاب ہو گیا تھا آپ نے جواب دیا کہ جب اسلام نہ رہا تو جان کو بچا کر کیا کروں گا ظالموں نے مظلوم کو صلیب پر [illegible] اور [illegible] نیزوں سے [illegible] ایک عضو کو [illegible] حضرت خبیب کے جگر [illegible] نیزہ [illegible] پسند کرتے ہو گے کہ محمد [illegible] نے نہایت جوش سے فرمایا کہ خدا کی قسم [illegible] جان بچانے کے لئے آنحضرت کے پائے مبارک میں [illegible] یہ تھی محبت رسول اور یہ تھا [illegible] قلوب [illegible] کا انقلاب عظیم [illegible] لئے حضور مبعوث ہوئے تھے [illegible] محبت تھی جو اس [illegible] باعث تھی جس کی وجہ سے ایسا عظیم انقلاب پیدا ہو گیا تھا [illegible] روحانیت انسانیت اور اخلاق [illegible] کے اس بلند ترین مرتبہ پر پہنچ گئے تھے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے عاجز ہے۔

برادران اسلام! اس مبارک موقع پر [illegible] رسالت کے مقصد کے حصول کی [illegible] سے اپنے آپ کو قریب کر سکتے ہیں اور اس مقصد سے قریب تر ہو [illegible] ہیں [illegible] محبت رسول [illegible] مقدس [illegible] جاتا ہے اور اگر نہیں جاتا [illegible] اس وقت تک [illegible] رسول کی محبت [illegible] کے دل [illegible] سے زیادہ ہو [illegible] ہر ایک [illegible] حالت کا جائزہ [illegible] کی کوئی حقیقت نہیں [illegible]

[illegible]

ہے ... [illegible] ... کا وقت ... [illegible]

... [illegible] ... نہ آتے بلکہ ... محبت رسول ... [illegible]

... [illegible] ... مقامات ... [illegible]

... محبت رسول کے ... [illegible] ... بزرگ ... [illegible]

... رسول سے ... [illegible] ... حاصل ... [illegible]

... ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارہ پر قربان ... [illegible]

... [illegible] ... جیسا کہ صرف چند ... [illegible]

... سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا اس کا نتیجہ کیا تھا ... [illegible]

... [illegible] ... اتباع کا سچا ذوق پیدا ہو گیا تھا ... [illegible]

... [illegible]

ہماری حالت کیا ہے ... [illegible] ... کی روشنی میں ... اچھی طرح غور ... [illegible]

... [illegible] ... میلاد ... [illegible]

برادران اسلام ... [illegible] ... ہماری حالت ... [illegible]

... [illegible] ... محبت رسول اور اس کے اتباع ... [illegible]

... [illegible] ... صحابہ کرام کی زندگیاں ... [illegible]

... [illegible]

... حالت ... [illegible] ... حقیقت یہ ہے کہ ... [illegible]

... [illegible] ... صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

... [illegible] ... زندگی ... [illegible]

... [illegible] ... میلاد ... [illegible] ... منعقد کریں ... [illegible]

... [illegible] ... آنحضرت صلی اللہ ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible] ... سے نجات حاصل کرنے ... [illegible] ... ہزار سال ... [illegible]

... [illegible] ... الٰہی ... [illegible]

برادران اسلام اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنی موجودہ حالت سے نجات حاصل کریں اور ... [illegible] ... کی جس حالت میں مبتلا ہیں اس سے نکلیں تو اس کی ایک صورت ہے اور وہ یہ ہے ... [illegible] ... اتباع ... اسوۂ حسنۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... اتباع رسول کا ... [illegible] ... نتیجہ ... [illegible] ... محبت رسول کی ... [illegible] ... مثال ... [illegible] ... پیروی ... [illegible] ... ساتھ ... [illegible] ... محبت رسول ... [illegible]

... [illegible] ... رسول اللہ کے قول و فعل ... [illegible]

... [illegible] ... زندگی ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ... [illegible]

... [illegible] ... محبت رسول ... [illegible]

... [illegible] ... میلاد کی مجلسیں ... منعقد ... [illegible]

... [illegible] ... صحابہ کرام ... [illegible] ... محبت رسول ... [illegible]

... [illegible] ... اسوۂ حسنۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...

برادران اسلام آپ جانتے ہیں کہ صحابہ کرام ... [illegible] ... میلاد ... منعقد ... [illegible]

... [illegible] ... محبت رسول ... [illegible]

... [illegible]

برادران اسلام ... [illegible] ... میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ میلاد کی مجلسیں منعقد ... [illegible] ... منعقد کرنی چاہئیں بلکہ ... [illegible] ... مقدس زندگی ... [illegible]

... [illegible]

کی طرف سے اس کی تجویزیں بعض جماعتوں کی طرف سے رکھی گئیں مگر
مسلم کانفرنس والوں نے سب کو نامنظور کر دیا مثلاً ایک تجویز یہ تھی کہ
ابتداءً میں نئے دستور میں پانچ سال تک دو تہائی جداگانہ انتخاب کے ذریعہ
اور صرف ایک تہائی مخلوط انتخاب کے ذریعہ ممبران کا انتخاب ہو اور
دوسرے پانچ سال میں آدھے جداگانہ کے ذریعہ اور آدھے مخلوط انتخاب
کے ذریعہ اور دس سال کے بعد مخلوط انتخاب کلیتہً رائج ہو جائے مگر اس
شرط کے ساتھ کہ رائے دہندگی کا حق ہر ایک بالغ کو دیا جائے دوسری
تجویز یہ تھی کہ دس سال تک اور جداگانہ انتخاب جاری رہے اور دس سال
کے بعد مخلوط انتخاب خود بخود رائج ہو جائے لیکن اگر درمیان میں کونسل
کے دو تہائی ممبران چاہیں تو جداگانہ انتخاب کو چھوڑ سکتے ہیں۔

ان دونوں تجویزوں کو قوم پرست پارٹی نے منظور کر لیا مگر مسلم کانفرنس
والوں نے ان کو بھی ٹھکرا دیا اور ایک انچ بھی اپنی جگہ سے آگے بڑھنے
یا پیچھے ہٹنے سے انکار کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اس طرح تو باہم سمجھوتہ نہیں ہو سکتا
کہ میں جو کچھ کہتا ہوں اسکو حرف بحرف مان لو اور میں تو ایک نقطہ بھی تمہارا
نہ مانوں گا مصالحت اور مفاہمت کا دنیا میں ایک ہی طریقہ رائج ہے کہ دونوں
فریق تھوڑا تھوڑا اپنی جگہ سے ہٹیں اور کچھ کچھ اپنی ضد سے باز آئیں اور اپنی اپنی
جگہ چھوڑ کر اور آگے بڑھ کر مصافحہ کریں مگر جب ایک فریق یہ کہتا ہو کہ میں
تو اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہٹوں گا تو مصالحت کیونکر ہو سکتی ہے۔

اب اس کے مقابلہ میں رسول رب العالمین کا اسوہ حسنہ ملاحظہ فرمائیے
عہد رسالت میں مسلمانوں کے دو فریقوں میں باہمی مصالحت کا تو کوئی سوال
ہی نہیں پیدا ہوا کیونکہ وہاں اختلاف پیدا ہونے کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی
لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں مشرکوں اور اہل کتاب سے
متعدد مفاہمتیں اور مصالحتیں فرمائی ہیں ان سے ہمیں سبق مل سکتا ہے کہ
اگر مسلمانوں کے اندر اختلاف رونما ہو جائے تو ہمیں کس طرح اس کو دور
کرنا اور کس طرح باہم صلح کرنی چاہیے۔

سب سے زیادہ مشہور صلح حدیبیہ ہے جس سے ہر ایک لکھا پڑھا مسلمان بخوبی
واقف ہے یہ صلح کفار مکہ اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی تھی معاہدہ مذکور کی
ایک دفعہ یہ تھی کہ اگر کوئی مسلمان کفار کی حدود میں پکڑا جائے گا تو وہ اس
کو واپس نہ کریں گے اور اگر کوئی قریش کا آدمی پکڑ لیا جائے گا تو وہ واپس کر دیا
جائے گا یہ کس قدر بے انصافی کی دفعہ تھی اور اس سے کس قدر مکہ والوں کی
زیادتی اور زبردستی اور فرعونیت کا اظہار ہوتا ہے اور نقصان تو ظاہر ہی
ہے کہ سراسر مسلمانوں کا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منظور
فرما لیا اور صرف یہی نہیں بلکہ جب دستخط کرنے کا وقت آیا تو علی رضی اللہ عنہ نے
محمد رسول اللہ لکھا کفار بگڑ گئے اور انھوں نے کہا کہ ہم نام کے ساتھ رسول اللہ
کا لفظ نہیں لکھنے دیں گے حضرت علی کو بہت غصہ آیا اور بگڑ گئے کہ میں تو
رسول اللہ کا لفظ نہیں کاٹوں گا قریب تھا کہ معاہدہ ٹوٹ جاتے اور صلح
ختم ہو جاتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے
رسول اللہ کے لفظ کو قلمزد فرما دیا اور صلح ہو گئی۔

اس صلح کا نتیجہ معلوم ہے کہ فتح مکہ کی شکل میں نکلا حالانکہ یہ صلح ازسرتاپا

مسلمانوں سے وہ بگڑ گئی [illegible]
حیرانی ہے۔

غور فرمائیے کہ حضور آقائے دو جہاں نے کفار مکہ سے جنھوں نے مسلمانوں
کو ستانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا کیسی کیسی کڑی شرطوں پر صلح فرمائی تھی اور
کے بعد اس اسوہ حسنہ کی موجودگی میں مسلم کانفرنس والوں کا طرز عمل ملاحظہ
فرمائیے کہ قوم پرست پارٹی نے ان کی تمام شرائط منظور کر لیں باوجودیکہ
ان کو شدید اصولی اختلاف تھا مگر مسلمانوں میں دو فریق میں اتحاد ہو
کی غرض سے انھوں نے اپنے اصول کی بھی قربانی کر دی مگر پھر بھی مسلم کانفرنس
والوں نے اتحاد کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا اور مصالحت سے صاف انکار کر دیا
اور کہہ دیا کہ جب تک جداگانہ طریق انتخاب کو نہ مانو گے تو ہم صلح نہ کریں گے
کہاں آقائے دو جہاں سرکار دو عالم کا اسوہ حسنہ کہ کفار مشرکین مکہ سے تو
اس طرح صلح کر لی اور کہاں ہمارا طرز عمل کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ بھی صلح
کرنے سے انکار کر دیا حالانکہ دوسرا فریق حد سے زیادہ جھک چکا تھا۔

مسلمانان ہند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ مقدس کی روشنی میں
مسلمانوں کی دونوں سیاسی جماعتوں کے طرز عمل کو بغور دیکھنا چاہیے کہ دونوں
میں کس کا طرز عمل سرور دو عالم کے اسوۂ حسنہ سے قریب تر ہے اور کس کا طرز عمل
بعید تر ہے اور اسی جماعت کا ساتھ دینا چاہیے جس کا طرز عمل اسوہ حسنہ کے
مطابق یا اس سے قریب تر ہو اور جو اپنے بھائیوں سے صلح کرنے کے لئے دب
رہا ہو آج اگر مسلم کانفرنس والے اس مقدس اسوہ حسنہ کو سامنے رکھتے
تو شملہ میں جو گفت و شنید مصالحت کا خاتمہ ہو گیا وہ ہرگز نہ ہوتا اور آج
مسلمان سیاسیات میں متحد و متفق ہوتے اور دنیا کے لئے مذاق کا سامان
نہ ہوتے اور اپنے اغیار کی رسوائی و بدنامی کا موجب نہ بنتے۔

اقلیت کا خوف اور اسوہ حسنہ

مسلمانوں کی ایک جماعت

جو اپنے آپ کو مسلمانوں کے حقوق کی بہت بڑی محافظ کہتی ہے وہ رات
دن اقلیت میں ہونے کا وظیفہ پڑھتی رہتی ہے اور مسلمانوں سے کہتی ہے
کہ چونکہ ہم ہندوستان میں ہندوؤں سے تعداد میں کم ہیں اس لئے ہم
کو خوف ہے کہ کہیں ہندو ہم کو نگل نہ جائیں اور کھا نہ جائیں اسی بنا پر وہ جب
کبھی آزادی وطن اور حریت و استقلال ملک کی تحریک شروع ہوتی ہے
تو اگر مسلمانوں کے ناصح مشفق بن کر ان کو نصیحت کرنے لگتے ہیں کہ دیکھو مسلمانو
یہ تحریک ہندوؤں کی ہے تم اس میں ہرگز شریک نہ ہونا ورنہ آزادی ملنے پر
ہندو تم کو کھا جائیں گے کیونکہ تم ان سے تعداد میں اور دولت میں کم ہو تمہارے
واسطے یہی بہتر ہے کہ سرکار دولت مدار کی امداد و اعانت کرتے رہو اور
اس کے ساتھ مل کر غلامی کو قائم رکھو تاکہ جو تمہارے حقوق ہیں وہ محفوظ رہیں
یعنی دائمی غلامی کو قبول کر لو اور آزادی کا نام بھی نہ لو۔

لیکن ہمارے رسول مقبول کا اسوہ حسنہ کیا تھا اس پر بھی غور کیجئے سب سے
پہلی چیز تو خداوند عالم کا ارشاد مبارک ہے جو فرماتا ہے کہ من فئة قليلة
غلبت فئة كثيرة باذن الله کتنی ہی قلیل جماعتیں ہیں جو اللہ کے
حکم سے کثیر جماعتوں پر غالب ہو جاتی ہیں اور جب مسلمان تعداد [illegible]

تھے اور بیاری طرف ان کے [illegible] بھی دشمن تھے اس وقت خداوند قدوس نے مسلمانوں سے فرمایا تھا لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ سستی اور بزدلی نہ کرو اور ملول اور غمگین نہ ہو اگر تم سچے مومن ہو تو تم ہی سربلند اور سرفراز ہو گے۔

اب ان کمالات کے ساتھ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس و مبارک زندگی کو دیکھو جو ہمارے لئے تا قیامت ایک ایسی شمع ہدایت ہے جس کی روشنی کبھی بھی کم نہ ہوگی۔ غزوۂ بدر میں مسلمان بہت ہی کم تعداد میں تھے اور سامان حرب بھی ان کی نسبت جو کہ تھا یعنی تمام لشکر میں طرف دو گھوڑے اور سات اونٹ تھے کفار کا لشکر مسلمانوں کی نسبت سہ گنا زیادہ اور ان کا سامان ہر طرح چند زیادہ تھا لیکن باوجود اس بے سرو سامانی اور باوجود اس قلیل تعداد کے نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان نہایت شاندار طریق سے کامیاب ہوئے دشمن کو شکست ہوئی اس کے ستر زبردست سردار ابو جہل جیسے مارے گئے اور ستر ممتاز سردار گرفتار اور اسیر ہوئے اس کی وجہ کیا تھی اگر کثرت تعداد ہی قوموں کی حفاظت کیا کرتی ہے تو مسلمانوں کا تو صفحہ ہستی سے نام و نشان ہی مٹ جانا چاہیئے تھا مگر خدا کے فضل سے وہ ہر جگہ بڑھتے چلے گئے اور آج چالیس کروڑ کے لگ بھگ ساری دنیا میں موجود ہیں اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ان کے ایمانی قوت بھی خدا پر اور اس کی نصرت بخشیوں پر ان کو اعتماد تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ سبق اچھی طرح پڑھا دیا تھا کہ قوت کثرت تعداد میں نہیں ہوتی ہے جتنے بھی جنگ و غزوات ہوئے سب ہی میں مسلمان تعداد میں کم تھے مگر ہمیشہ ہی فتح مسلمانوں کو حاصل ہوئی اور جب تک مسلمان اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے رہے یعنی قلت و کثرت کے چکر میں پڑ کر دھوکے میں نہیں پھنسے اس وقت تک برابر ترقی کرتے چلے گئے۔

ایک طرف تو اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے ہے کہ اپنے سے کئی گنا زیادہ دشمن سے بھی خوف زدہ نہ ہوئے اور دوسری طرف ہمارے موجودہ مسلمان ہیں جو بات بات میں حقوق ہی حقوق چیختے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خود کچھ نہ کرو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو بلکہ جو ملک کو غلامی سے چھڑانا چاہیں اور محکومی سے نجات دلانے کے لئے ہاتھ پاؤں ماریں اور اس کے لئے ہر قسم کی قید و بند کے مصائب جھیلیں ان کے ساتھ بھی شرکت گوارا نہ کرو اور جو قوم ہم پر حاکم ہو گئی اور جس نے غلام بنا لیا ہے اسی کا ساتھ دیتے رہو۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم اسی طرح سیرت مقدسہ کے اتباع اور اسوۂ حسنہ سے روگردانی کرتے رہے تو ہماری تباہی یقینی ہے ان لوگوں نے جو اقلیت و اکثریت کو ہوا بنا رکھا ہے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور روز نقصان پہنچاتے ہی چلے جا رہے ہیں کیونکہ اس سے مسلمانوں کی ہمت پست ہوتی جا رہی ہے کہ ہم بہت کمزور ہیں اور ہندو ہم کو فنا کر دیگا ہندو نہیں چھوڑیں گے یہ ذہنیت سخت خطرناک ہے اور قوم کو اپنی حفاظت کے نا قابل بنا رہی ہے جیسا کہ [illegible] قلت [illegible]

اور اکثریت جو مسلمانوں کی زندگی اور زندگی کی طاقت کا انحصار نہیں ہے۔ اگر تمام عرب مسلمانوں کا دشمن تھا اور مسلمان صرف مٹھی بھر تھے رات دن ان پر حملے ہوتے رہتے تھے ہر طرح کے مظالم توڑے جاتے مگر مسلمانوں کا بال بھی بیکا نہ کر سکے یہی نہیں بلکہ گو ان کی تعداد کم تھی مگر وہ منظم تھے متحد تھے ایمانی قوت و طاقت ان میں تھی اس بات پر کامل یقین تھا کہ وہ حق کی حمایت ہی کر رہے ہیں اور اس کا انجام وہ ہی ہوگا جو وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا ہوگا۔

اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ اپنے اسلاف کی طرح مضبوط اور طاقتور ہوں تو ہمیں بھی ملک بلکہ انہی کی طرح قلت و کثرت تعداد کی فریب کارانہ صداؤں کی طرف سے آنکھ بند کر کے اس اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا چاہیئے جس پر عمل پیرا ہو کر عہد رسالت کے مسلمانوں نے اپنی حفاظت آپ کی تھی اور باوجود اقلیت میں ہونے کے نہ صرف اکثریت سے اپنے وجود کو تسلیم کرا لیا بلکہ ان پر غالب آ گئے تھے۔

بین الاقوامی معاہدے اور آنحضرت صلعم

چونکہ آجکل بھی بین الاقوامی معاہدے اور میثاق کا ذکر چھڑا ہوا ہے اور گذشتہ کئی سال سے اس کا شور برپا ہے اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم اقوام سے جو معاہدے فرمائے ہیں ان کا ذکر اس موقع پر موزوں و مناسب ہوگا یہ معاہدے قیام امن و ترقی تہذیب و تمدن کے لئے کئے گئے تھے کیونکہ باہمی جنگ و فساد میں جو اقوام مبتلا رہتی ہیں وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتیں نہ تہذیب میں ترقی کر سکتی ہیں نہ تمدن میں نہ تجارت و صنعت میں اور نہ علم و فن میں اس سب سے مقدم چیز امن کا قیام ہے تمدن امن سے ہی بدتر کوئی چیز ہے تو وہ غلامی و محکومی ہے اس لئے اگر کوئی قوم محکوم و غلام ہے تو سب سے پہلے اس کو غلامی سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اس کے بعد امن و امان کے قیام کی سعی ہر ممکن طریقے سے کرنی چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے قیام امن کی سعی فرمائی اسلئے کہ غلامی کا وہاں کوئی سوال نہ تھا اور نہ مدینہ پر کسی کی حکومت تھی۔

یہ معاہدہ رسول اللہ کے ذریعہ سے مسلمانوں اور یہودیوں کا عیسائیوں اور دیگر مذاہب والوں کے درمیان ہوا تھا اس معاہدے کے بعض فقرے حسب ذیل ہیں۔

یہ تحریر ہے محمد النبی کی جانب سے مسلمانوں کے درمیان جو قریشی یا یثرب کے باشندے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ جو مسلمانوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ کام کرتے ہیں کہ یہ سب لوگ ایک ہی قوم سمجھے جائیں گے بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم ہیں اور جو کوئی ان معاہدہ کرنے والی قوموں کے ساتھ جنگ کرے گا تو اس کے خلاف سب کے سب مل کر کام کریں گے مسلمان ان کی مدد کریں گے متعاہد اقوام کے باہمی تعلقات باہمی خیر خواہی خیر اندیشی اور فائدہ رسانی کے ہوں گے ضرر اور نقصان اور گناہ کے نہ ہوں گے جنگ کے زمانہ میں یہودی مسلمانوں کے ساتھ مصارف میں شامل رہیں گے یہودیوں کی

ہو دستخط قوموں کے حقوق [illegible] کے بارے میں جائینگے کوئی شخص
اپنے معاہدہ کے خلاف [illegible] ورزی نہ کرے گا مظلوم کی مدد فرض
کی جائیگی مدینہ کے اندر کشت و خون کرنا معاہدہ کرنے والی سب قوموں
پر حرام ہوگا یہودی اپنے حلیفوں سمیت معاہد قوموں جیسے سمجھے جائیں گے
اگر معاہد قوموں کے اندر کوئی ایسی بات پیدا ہو جائے جس سے فساد کا
اندیشہ ہو تو اس کا فیصلہ خدا اور اس کے رسول محمد رسول اللہ کے
متعلق سمجھا جائے گا۔

اس معاہدہ پر مدینہ کے سب آباد قوموں کے دستخط ہوگئے تھے
اس کے بعد آنحضرتؐ نے اس کو اور وسعت دی اور بیرون مدینہ تک کے
لوگوں کو اس میں شریک کر لیا۔

اس بین الاقوامی معاہدہ کی دفعات پر غور کرو تو اس میں کہیں یہ مذکور
نہیں ہے کہ مسلمانوں کو خاص رعایتیں دی جائیں یا ان کی حفاظت کا
خاص بندوبست کیا گیا ہو حالانکہ مسلمان اس وقت نہایت درجہ اقلیت
میں تھے مگر کوئی ایک شرط اور ایک دفعہ بھی اس میں ایسی نہیں ہے جس سے
یہ معلوم ہوتا ہو کہ مسلمانوں نے اپنی کمی تعداد سے خوفزدہ ہوکر خاص حقوق
طلب کئے ہوں بلکہ معاہدہ بالکل عام ہے اور اس میں تمام قوموں کے حقوق
یکساں تسلیم کئے گئے ہیں اور سب قوموں کو قوم واحد کا خطاب دیا گیا ہے
اصل معاہدہ کے الفاظ میں "امۃ واحدۃ" کا فقرہ موجود ہے یعنی سارے
معاہد قومیں ایک ہی قوم سمجھی جائینگی۔

کیا اس معاہدہ کی روشنی میں ہم کوئی معاہدہ باشندگان ہند سے
نہیں کر سکتے اور کیا یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو کمزور و ناتواں ہی سمجھتے
رہیں اور مطالبہ کرتے رہیں کہ ہمارے ساتھ رعایت کرو ہم کو خاص حقوق
دو اور ہماری حفاظت کے لئے ہم کو یقین دلاؤ عہد رسالت صلی اللہ علیہ
وسلم کے مسلمانوں نے تو اس قسم کی کوئی شرط معاہدہ میں رکھنے کی خواہش
کا اظہار نہیں کیا پھر آخر ہم جو آج سرزمین ہند پر سات کروڑ کی تعداد میں
آباد ہیں آخر اس قدر مرعوب اور خوف زدہ کیوں ہیں اور کیوں نہیں ایک عام
معاہدہ اس قسم کا کر لیتے جس میں سب کو ترقی کرنے کا مساوی حق دیا گیا ہو
اور کسی کو نہ تو کسی پر ترجیح دی جائے اور نہ کسی کے راستہ میں رکاوٹ پیدا کی جائے
مگر افسوس بین الاقوامی معاہدہ کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے موجود ہے
مگر ہم ہیں کہ خاص حقوق اور خاص مراعات اور تقسیم و علیحدگی حقوق کے لئے
جان لڑائے دے رہے ہیں۔

قیام امن و نگرانی حقوق عامہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امن و امان کس قدر عزیز تھا اس کا اندازہ کچھ تو اوپر کے سطور سے ہو جائے گا اور کچھ
ذیل کی سطور سے ہوگا جس میں ہم قبل بعثت کے ایک واقعہ کا ذکر کریں
گے یہ تو معلوم ہے کہ اسلام سے پہلے عرب کا کیا حال تھا غارت گری لوٹ
مار قتل و غارتگری ظلم و ستم رہزنی بد امنی کا ہر طرف دور دورہ تھا ذرا ذرا
سی بات پر ایسا شدید فساد ہو جاتا تھا کہ برسوں اس کی آگ بجھائے نہیں
بجھتی تھی اور لا متناہی سلسلہ لڑائی کا جاری ہو جاتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] جا [illegible]
دینہ کو [illegible] کے ساتھ [illegible] دیکھ سکتے تھے جاہلیت [illegible]
کے تمام معاشرے [illegible] ہوں اور جہالت [illegible] انتہا [illegible]
حالی ہو اور انسانیت مفقود ہو رہی ہو وہ انسانیت کے تمام فضائل حسنہ کا
لپیٹ کر چکی ہو اس حالت سے حضور کا متاثر ہونا بالکل ناممکن تھا۔

چنانچہ اس حالت بد امنی کو دور کرنے اور امن و اصلاح کی غرض سے کئی
قبیلوں کے سرداروں کی توجہ حضور نے اس طرف مبذول کرائی اور ایک
انجمن قائم کرا دی جس میں بنو ہاشم بنو مطلب بنو اسد بنو زہرہ اور بنو تمیم شامل
ہوگئے اس انجمن کے اغراض و مقاصد میں قیام امن، راستوں کی حفاظت، ظالم
کے ظلم سے لوگوں کی حفاظت کیا کریں گے وغیرہ تھے چنانچہ اس انجمن کے ممبران
کو مندرجہ ذیل عہد کرنا پڑتا تھا۔

(۱) ہم ملک سے بد امنی دور کریں گے (۲) ہم مسافروں کی حفاظت کیا کریں گے
(۳) ہم غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے (۴) ہم زبردست کو زیردست
پر ظلم کرنے سے روکیں گے۔ اس تدبیر سے بہت کچھ جان و مال کی حفاظت
ہوگئی تھی یہ انجمن بہت مفید ثابت ہوئی تھی اور اس نے اچھی خدمات انجام
دی تھیں۔

ہمارے ملک میں بھی آئے دن جھگڑے فساد ہوتے رہتے ہیں فرقہ وارانہ
کشیدگی کی وجہ سے مسلمان مسلمانوں میں بھی اور ہندو مسلمانوں میں بھی فساد
ہو جاتے ہیں جن سے شدید جانی و مالی نقصان پہنچتا ہے۔ کانپور کا خونیں ہنگامہ
ہمارے سامنے ہے جس قدر جان و مال کا نقصان اس فساد میں ہوا اس کا
اندازہ لگانا بھی مشکل ہے سارا ہندوستان اس وحشیانہ فساد سے چیخ اٹھا
اور تمام لوگ جنہوں نے اس کی تفصیلات سنیں ان کی روحیں لرز اٹھیں
اور ہندو مسلمان سب ہی الامان والحفیظ پکار اٹھے۔

ایسے وحشیانہ مظالم ایسے خونخوارانہ فسادات اور درندانہ افعال کی
روک تھام یوں تو ہر ایک انسان پر فرض ہے مگر مسلمانوں پر خصوصیت کے
ساتھ یہ فرض عائد ہوتا ہے کیونکہ ان کے سامنے دوسری روشنی بھی ہے یعنی
وہ شمع نبوت کی روشنی ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام امن
کے لئے اور زبردستوں کے ظلم سے زیردستوں کی حفاظت کے لئے ایک
انجمن کی بنیاد قائم فرمائی اسی طرح ہم بھی ہر جگہ قیام امن و اتحاد کے لئے
مشترکہ ہندو مسلم انجمنیں قائم کر سکتے ہیں اور کرنی چاہئیں اور اس کی
ابتدا اول اول مسلمانوں کو کرنی چاہئے۔ ہر جگہ کے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ
ہندوؤں کے ساتھ مل کر اور اگر ہندوؤں کے علاوہ کوئی اور قوم ہو تو اس کو
بھی ساتھ ملا کر انجمن قائم کریں اس کے اغراض و مقاصد یہ ہونے چاہئیں
کہ آپس میں خوشگوار تعلقات قائم ہوں اتحاد و اتفاق بڑھے کوئی طاقتور
غریبوں اور زیردستوں پر ظلم کرنے نہ پائے کوئی کسی کے ساتھ بد سلوکی نہ کرنے
پائے اگر کوئی مظلوم ہو تو اس کی مدد کی جائے کبھی کوئی تنازعہ ہو تو
اس کا فیصلہ کرا دے اور فساد نہ ہونے دے آپس میں [illegible]
نہ پہنچنے دے غرض یہ کہ امن و اتحاد کی فضا پیدا کرے اور [illegible]
زندگی بسر کرنے اور [illegible] رواداری سے [illegible]

[illegible] ہیں بہت جلد ان کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

اس قسم کی انجمنوں کا قائم کرنا انفرادی طور پر خواہ کسی قدر دشوار و مشکل کیوں نہ ہو مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کی ضرورت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا جو ہندو یا مسلمان سے اس کا ذکر کیا جائے اور اس کا ضرور خیر مقدم کرے گا [illegible] کر سکتا کیونکہ سوائے چند شر پسند اور خود غرض بدمعاشوں کے ملک کا شریف آدمی [illegible] فساد کو پسند نہیں کرتا اس لئے کہ جب کبھی اور جہاں کہیں بھی فساد ہوتا ہے وہاں انہی ہندو مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہے جن کا لڑائی جھگڑے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لڑائی شروع کرنے اور کرانے والے تو بھاگ جاتے ہیں جان و مال کا جتنا نقصان ہوتا ہے وہ بے قصور ہندو مسلمانوں کو پہنچتا ہے۔

بہرحال مسلمانو، تمہارے سامنے تمہارے نبی کریم کا اسوۂ حسنہ موجود ہے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا شہر یا گاؤں یا قصبہ ایسے فسادوں اور ہنگاموں سے اور ان کے مصائب و آلام سے محفوظ رہے اور یقیناً تمہاری یہ خواہش ہوگی تو تمہارا اولین یہ فرض ہے کہ اپنے آقائے دو جہاں کے نقش قدم پر چلو اور ایسی انجمن یا کمیٹی بناؤ جس میں با اثر لوگ ہوں اور بھروسہ کے لائق مخلوق خدا کی خدمت کریں اگر ایسی انجمن قائم ہوگئی تو یہی انجمن تم کو بہت سے فائدے پہنچا سکتی ہے مسلمان مسلمانوں کے اور ہندو ہندوؤں کے اور ہندو مسلمانوں کے تنازعے اس کے ذریعہ فیصل ہو سکتے ہیں۔

تجارت نبوی

مسلمان آجکل نہایت سخت افلاس و تنگدستی میں مبتلا ہیں آئے دن اپنی مفلسی کی شکایت کرتے رہتے ہیں مگر کبھی سنجیدگی کے ساتھ اس امر پر غور نہیں کرتے کہ ان کے افلاس کی اصلی اور حقیقی وجہ کیا ہے۔

یعنی ایک افلاس تو ملک کا ہے یعنی ہندوستان جو ہمارا پیارا وطن ہے باوجود اس امر کے کہ اس کی آغوش میں ہر قسم کی دولت بھری پڑی ہے اس کی جیب و دامن میں چند کھوٹے سکوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا کیونکہ ساری دولت [illegible] قوم مختلف طریقوں سے کھینچ کر اپنے ملک میں پہنچا چکی ہے اس کے علاوہ دنیا کے بہت سے ملک ہماری دولت میں حصہ بٹانے [illegible] اس لوٹ کھسوٹ سے جو اس قدر کم دولت بچی ہے اگر اس کو سب پر برابر تقسیم کر دی جائے تو [illegible] ظاہر ہے کہ [illegible] ملک کی [illegible] مفلس اور کنگال نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا [illegible] سب سے پہلی [illegible] مقدم [illegible] تمام ملک کے باشندوں کو [illegible] کر لینی چاہئے کہ [illegible] ملک کی دولت باہر نہ جانے پائے اس کی [illegible] صورت [illegible] ہم حتی الامکان باہر کی آئی ہوئی کوئی چیز [illegible] اپنی ضروریات اپنے ہی ملک کی مصنوعات سے پوری کریں [illegible] خوشنما نہ ہوں گی مگر [illegible] بہرحال [illegible]

[illegible] اپنی [illegible] تجارت [illegible] ملک [illegible] ہر سال [illegible] اضافہ ہوتا رہے گا اور [illegible] تھوڑے عرصہ کے بعد سارا ملک دولتمند بن جائے گا [illegible] کوشش [illegible] میں سے مسلمانوں کے حصہ میں بھی آنے لگا۔

لیکن اس کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ مسلمان جو دوسری اقوام ہند سے زیادہ مفلس ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تجارت کو ہاتھ نہیں لگاتے بلکہ اس کو ذلیل پیشہ تصور کرتے ہیں اور تجارت پر نوکری اور ملازمت کو ترجیح دیتے ہیں لیکن وہ نہیں سمجھتے کہ کبھی کسی قوم کا افلاس نوکری اور ملازمت سے دور نہیں ہوا کرتا افلاس اگر دور ہو سکتا ہے تو صرف تجارت ہی کے ذریعہ سے دور ہو سکتا ہے مگر [illegible] خود غرض نے عام مسلمانوں کو ایسے فریب میں مبتلا کیا ہے کہ وہ [illegible] ہندوؤں سے نوکریوں کے واسطے تو لڑا کرتے ہیں کہ ہم کو ہماری آبادی کے حساب سے نوکریاں دو مگر تجارت کی طرف توجہ نہیں کرتے جو دولت کمانے کی اصلی کنجی ہے اور جس سے بہت جلد مسلمانوں کا افلاس دولتمندی سے بدل سکتا ہے۔

ہمارے رسول و پیغمبر کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ آپ نے اپنی معاش کے لئے شروع ہی میں تجارت کے پیشہ کو سب پیشوں پر ترجیح دی تھی سب سے پہلے آپ ابو طالب اپنے چچا کے ساتھ تجارت کے سفر پر روانہ ہوئے تھے اور شام تشریف لے گئے تھے اس کے بعد پھر ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا مال تجارتی شرکت کے ساتھ آپ مکہ سے شام کی طرف لے گئے تھے اور نفع کما کر لائے تھے اور اس شغل میں نصف عمر مبارک حضور نے بسر فرمائی اور ہمیشہ سب کو تجارت ہی کی تلقین فرمایا کرتے تھے چنانچہ تمام صحابہ کرام اور تجارت ہی ذریعہ کسب معاش کیا کرتے تھے حضرت صدیق اکبر کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے حضرت عثمان جو اپنی دولتمندی کی وجہ سے غنی کہلاتے تھے وہ بھی تجارت ہی کرتے تھے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور سارے صحابہ تجارت ہی کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور کے پاس ایک سائل آیا آپ نے فرمایا تمہارے گھر میں کچھ ہے اس نے عرض کیا کہ ایک زرہ پڑی ہوئی ہے آپ نے اس کو لانے کا حکم دیا وہ لے آیا آپ نے اس کو نیلام کر دیا دو یا تین درہم یا دینار میں وہ فروخت ہوئی حضور نے اس میں سے نصف کا غلہ گھر میں خرید کر بھجانے کا حکم دیا اور نصف میں سے ایک ایسی کلہاڑی خرید منگوائی اور کلہاڑی میں اپنے دست مبارک سے دستہ ڈال کر سائل کو دے دیا اور کہا جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور فروخت کرو۔ ان صحابی کا بیان ہے کہ اس دن کے بعد پھر کبھی مجھ کو تنگدستی اور افلاس نے نہیں ستایا اور وہ رفتہ رفتہ خوشحال ہو گئے اور فراغت کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔

یہ تھا آنحضرت کا اسوۂ حسنہ لیکن مسلمان ہیں کہ [illegible] طرز عمل [illegible] کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور تجارت کی طرف رخ نہیں کرتے۔

اگر واقعی مسلمانوں کی دلی خواہش یہ ہے کہ ان کا افلاس اور تنگدستی دور ہو تو انہیں اپنے ہادی و رہبر اور اپنے نبی و پیغمبر کی سنت

[illegible] راستہ پر عمل کرنا چاہیے اور تجارت کی طرف توجہ کرنا چاہیے ہندوستان بہت بڑا ملک ہے اور اس کی گنجائش اس کے اندر ہے کہ اپنے ہر ایک فرزند کا پیٹ بھر سکے اور تن ڈھک سکے مگر مسلمانوں کو ضروریات کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیے کہ ایسی تجارت ہرگز نہ کرنی چاہیے جس کے ذریعہ سے وطن کی دولت کا بیشتر حصہ غیر ملکوں میں چلا جائے یہ ایک گناہ ہے کیونکہ اس سے چند افراد کو تو ضرور تھوڑا سا فائدہ پہنچ جاتا ہے مگر ملک کا افلاس اس سے روز بروز بڑھتا چلا جاتا ہے اس کے برعکس مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ کارخانے کھولیں فیکٹریاں بنائیں کمپنیاں قائم کریں اور اپنے ملک کی مصنوعات کو ترقی دیں اور اس ذریعہ سے دولت کمائیں۔

آنحضرتؐ کی زندگی سے سبق

نبوت کے تیرہ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں بسر فرمائے اس تیرہ سال میں جس قسم کی زندگی حضورؐ نے بسر کی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے ہادی اعظم کی مقدس زندگی کا ایک لمحہ بھی چین اور آرام سے نہیں گزرنے پایا کوئی ایسی رکاوٹ کوئی ایسی مزاحمت کوئی ایسا ظلم و ستم نہیں ہے جو قریش مکہ نے نہ کیا ہو راستہ میں کانٹے بچھا دینا جسم اطہر پر غلاظت پھینک دینا راستوں میں گڑھے کھود دینا راہ چلتے آوازے اور فقرے کسنا لڑکوں کی جماعت مقرر کر دینا کہ وہ تالیاں بجائیں استہزا کریں پتھر پھینکیں قتل کی سازش کرنا ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک آدمی کو مقرر کرنا کہ سب مل کر حضورؐ کی زندگی کا خاتمہ کر دیں اور تین سال تک شعب ابو طالب میں اس طرح محصور کر دینا کہ کوئی چیز کھانے پینے کی اندر نہ جا سکے نہ غلہ پہنچ سکے نہ دانہ پانی اور نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ بھوک اور پیاس کی شدت سے بچے بلکنے لگیں اور ان کے رونے کی آواز مکہ میں سنائی دے اور پھر بھی ان ظالموں کو رحم نہ آئے اسی طرح طائف میں حضورؐ کے ساتھ جو شقاوت اور بے رحمی کا برتاؤ کیا گیا اور جس طرح حضورؐ پر پتھر برسا کر آپ کو زخمی کیا یہاں تک کہ آپ بیہوش ہو گئے یہ سارے واقعات ہر ایک مسلمان کو معلوم ہیں اور اس کے علاوہ جو حضورؐ کی ہدایت سے مسلمان ہوئے ان پر جو ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے ان کے بیان سے بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں گرم ریت پر لٹا کر اوپر سے گرم پتھر چھاتی پر رکھ دینا اور دن دن بھر دھوپ میں لٹائے رکھنا یہ تو معمولی مظالم ہیں جو بیسیوں شہید کر ڈالے گئے بیسیوں کو گھر بار مال و اسباب اور جائداد چھوڑ کر ہجرت کرنی پڑی وہ اس کے علاوہ ہے غرض ان سب حالات پر نظر ڈالئے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس طرز کو دیکھئے کہ اس تیرہ سال میں کیا رہا ہر شخص جانتا ہے کہ کل تیرہ سالہ زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے مظالم و مصائب صبر و خاموشی کے ساتھ کامل امن و سکون کے ساتھ برداشت فرمائے اور کبھی زبان اقدس سے بددعا نہیں نکلی بلکہ اگر کسی نے عرض کیا کہ آپ ان شقیوں اور بدبختوں کے حق میں بددعا فرمائیے کہ ان کی سرکشی اور ان کا تمرد و عدوان حد سے بڑھ گیا ہے تو حضورؐ نے اس کے جواب میں یہی فرمایا کہ میں مخلوق کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں

[illegible] فقرہ نکلا تو یہ کہ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون اے اللہ میری قوم کو سیدھا راستہ دکھا یہ مجھے نہیں جانتی۔

اب موجودہ سیاسی جدوجہد اور اس کی تفصیلات پر غور کیجئے اور دیکھئے کہ کیا یہ پروگرام مشکوٰۃ نبوت ہی کی روشنی سے اخذ نہیں کیا گیا دنیا اس کو نئی چیز کہتی ہے اور سمجھتی ہے کہ گاندھی جی نے جو ستیہ گرہ کی تحریک شروع کی ہے وہ بالکل اچھوتی ہے اور اس سے پہلے دنیا کے کسی خطہ اور کسی حصہ میں کارروائی نہیں کی گئی حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل مسلسل تیرہ سال تک خدا کے ایک محبوب اور مقدس بندے نے ظلم کے مقابلہ میں صبر و استقامت پر عمل کر کے دنیا کی ہدایت کے لئے نئی روشنی دکھائی تھی۔

مسلمانوں کو اسی نقطۂ نظر سے اس تحریک ستیہ گرہ کو دیکھنا چاہیے کہ یہ ان کی ہی تحریک ہے اور ان پر سب سے زیادہ فرض ہے کہ وہ اس پر عمل کر کے دنیا کو دکھا دیں کہ یہ تحریک جو تیرہ سو سال پہلے شروع ہوئی تھی وہ کامیاب ہو کے رہی تھی اور ہے جس طرح کہ مکی زندگی نے مدنی زندگی کے لئے راستہ صاف کر دیا تھا۔

دشمنوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے

دوست اور دشمن سب کے ہوتے ہیں اور سب کو ان دونوں سے سابقہ پڑتا ہے مبارک ہیں وہ لوگ جو دشمن کے ساتھ بھی جادۂ اعتدال سے باہر قدم نہیں رکھتے اور اس کے ساتھ بھی ایسا سلوک نہیں کرتے جو انسانیت شرافت اور اخلاق سے گرا ہوا ہو لیکن ایسے لوگ دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں اس لئے کہ دشمنی اور عداوت کا جذبہ انسان کی عقل و خرد پر ایسا پردہ ڈال دیتا ہے کہ پھر صحیح اور غلط کا فرق اور اچھے برے کی تمیز اٹھ جاتی ہے اور جوش غیظ و غضب میں انسان اپنے دشمن کے ساتھ وہ کچھ کر گذرتا ہے جو قانونی شرعی اور اخلاقی حیثیت سے بھی جائز نہیں ہوتا۔

لیکن ہمارے سامنے نور وحی اور نبوت کی روشنی موجود ہے اور اس ہادی اعظم کا اسوۂ حسنہ جس کا اتباع ضامن ہے فلاح دارین کا ہم سے کہتا ہے کہ ہم اس کی پیروی کریں۔

مولوی کے صفحات میں بیسیوں جگہ آپ نے پڑھا ہوگا کہ شدید ترین دشمنوں سے بھی حضورؐ نے انتقام اور بدلہ نہیں لیا مکہ کے لوگوں نے کیا کچھ نہیں کیا جب مکہ فتح ہوا اور آنحضرتؐ کو دشمنوں پر قابو ملا تو آپ کو معلوم ہے کہ حضورؐ نے ان ظالموں سے جنہوں نے قتل کی سازش کی تھی وطن سے بے وطن کیا تھا جنہوں نے ظلم کئے اور ستم توڑے اور ترک وطن کے بعد بھی جنہوں نے مسلسل حملے کئے کبھی چین سے نہ بیٹھنے دیا ان دشمنان دین کے ساتھ معلوم ہے کہ حضورؐ نے کیا سلوک کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو امان دی اور عام طور پر معاف کر دیا اور حضرت یوسفؑ کی طرح فرما دیا لا تثریب علیکم [illegible] فانتم الطلقاء تم پر آج کوئی مواخذہ نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو ابو سفیان جس نے شروع سے لیکر آخر تک دشمنی اور عداوت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا [illegible]

[illegible] کے گھر گھس جائے امن قرار دیا کہ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہوگا اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ حضور کو قتل کرنے کی ایک تو بڑی خطرناک سازش کی گئی تھی کہ جس کے بعد جب [illegible] کے تشریف لے آئے تھے تو وہاں تلوار لے کر [illegible] روانہ کیا گیا اور پکڑے گئے اور انہوں نے اقرار کیا کہ ہم قتل کے لئے آئے تھے مگر آنحضرت نے ان کو بھی معاف فرما دیا۔

ایک دفعہ جنگل میں ایک درخت کے سایہ میں حضور استراحت فرما تھے اور حضور کی تلوار درخت سے لٹکی ہوئی تھی کہ ایک شخص آیا اور تلوار پر قبضہ جما لیا اور حضور کو جگا کر کہا کہ اب تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت اطمینان کے ساتھ فرمایا کہ اللہ اس آواز کا اور ایمان سے لبریز دعوے آواز کا اثر اس پر اس قدر ہوا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی جسکو حضور نے اٹھا لیا اور آپ نے بھی دریافت فرمایا کہ اب تجھکو میرے ہاتھ اور میری تلوار سے کون بچا سکتا ہے اس پر اس قدر ہیبت طاری ہوگئی تھی کہ گڑگڑانے لگا اور عرض کیا کہ آپ ہی کے قبضہ میں میری جان ہے اور آپ ہی بچا بھی سکتے ہیں حضور نے فرمایا کہ ظالم ابھی کہہ دیا تھا کہ وہی اللہ مجھکو بھی بچا سکتا ہے جس نے آپکو بچا لیا اس کے بعد حضور نے اس کو معاف فرما دیا۔

یہ ہم کسی دوسری جگہ لکھ چکے ہیں کہ مکہ والوں نے شعب ابو طالب میں آپکو اور آپ کے تمام خاندان کو اور بہت سے مسلمانوں کو محصور کر کے دانہ پانی سب کچھ بند کر دیا تھا یہ سلوک تو تھا دشمنوں کا اب حضور رحمۃ للعالمین کا سلوک دشمنوں سے دیکھو ایک دفعہ جب مکہ میں قحط پڑا تو ابو سفیان اور دوسرے آدمیوں نے درخواست کی کہ حضور دعا فرمائیں تاکہ بارش ہو اور قحط دور ہو چنانچہ حضور نے دعا فرمائی اور بارش ہوئی اور قحط دور ہوا اور دوسری دفعہ جب قحط پڑا تو ثمامہ بن اثال نے نجد سے کھانے والا غلہ اس وجہ سے بند کر دیا کہ اہل مکہ حضور کے دشمن تھے آنحضرت کو جب معلوم ہوا تو آپ نے ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔

اسی طرح ایک دفعہ حضور کو زہر دیا گیا مگر حضور نے کوئی بازپرس نہیں فرمائی اس قسم کے سینکڑوں ہزاروں واقعات موجود ہیں اور ہم ان سے سبق حاصل کر سکتے ہیں کہ اپنے دشمنوں کے ساتھ ہمیں کیا سلوک کرنا چاہیے آج ہی سے [illegible] کر لینا چاہیے کہ آئندہ سے ہم اپنے دشمنوں سے [illegible] یا ہی سلوک کریں گے جیسا کہ ہمارے سرکار دو عالم کیا کرتے تھے اگر ہم اس [illegible] پر عمل کرنے لگیں تو چند ہی دن کے بعد ہم محسوس کر لیں کہ [illegible] دشمن کو دوست بنانے میں کس قدر کامیاب ہوتا ہے۔

کامیابی کا راز

دنیا میں کتنے ہی آدمی ہیں جو ہمیشہ ناکامی کا رونا رویا کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ خدا [illegible]

[illegible] ہوتا ہے اور طبیعت کی ہدایت [illegible] کی [illegible] ہو جاتی ہے۔

آجکل مسلمان قوم کی بڑی حد تک اس مرض میں مبتلا ہے جب انسان کسی تدبیر میں کامیاب ہوتا ہے تو اس کے اندر زیادہ قوت و طاقت پیدا ہوتی ہے مگر ناکامی طبیعت کو بجھا دیتی ہے۔

لیکن یہ حال عام طور پر عوام کا ہے سمجھدار و ذی ہوش انسان ناکامی سے کبھی بددل نہیں ہوتے بلکہ وہ اس کی ضرورت محسوس کرنے لگتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مستعدی اور محنت سے کام کرنے کی ضرورت ہے

ہمارے سامنے ہمارے آقائے نامدار کا اسوۂ حسنہ اور مقدس زندگی ہے جس کیں وہ اس تلاش اور تجسس میں جانے کی ضرورت نہیں ہے کہ ناکامی کو کیونکر ناممکن اور کامیابی کو کس طرح اپنا غلام بنائیں۔

حضور کی مقدس زندگی ایک ایسی داستان کامیابی و کامرانی ہے کہ دنیا میں اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ ایک مذہب میں تن تنہا صدائے حق بلند کرتے ہیں اور ایسے حالات میں بلند کرتے ہیں کہ تمام حالات نامساعد ہوتے ہیں در و دیوار سے مزاحمت کی پرجوش صدائیں بلند ہوتی ہیں خویش و اقارب قوم و ملک سب کے سب دشمن بن جاتے ہیں لیکن ان تمام موانع و مشکلات کے باوجود حضور کا عزم صمیم ہے کہ پہاڑوں سے زیادہ مضبوط اور سمندروں کی متلاطم موجوں سے زیادہ پرجوش اور خروش کے ساتھ اپنے کام میں مشغول ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ۲۳ سال کی قلیل مدت کے اندر تمام ملک عرب کی کایا پلٹ جاتی ہے اور حجۃ الوداع کے اندر حضور نے چاروں طرف صرف کامیابی ہی کامیابی دیکھتے ہیں ناکامیاں نظر ہی نہیں آتیں۔

یہ کس چیز کا فیض تھا یہ کس بات کا نتیجہ تھا اس پر اگر آپ غور کریں گے تو آپکو وہی باتیں نظر آئیں گی ایک حق و صداقت کی ہمنوائی دوسرے عزم صمیم اور استقامت راسخہ۔ حق و صداقت تو ظاہر ہی ہے کہ اسی کی نشرواشاعت کے لئے حضور مبعوث ہوئے تھے اور عزم صمیم کا حال بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ لاکھوں موانع و مشکلات کے باوجود ایک لمحہ کے لئے حضور اس مقصد کی تکمیل کی طرف سے سست قدم نہ ہوئے اور نہ کسی موقع پر پائے استقامت میں لغزش آئی صرف ایک واقعہ اس موقع پر بیان کیا جاتا ہے اس سے ہم اندازہ ہو سکتا ہے کہ عزم صمیم اور استقامت علی الحق آنحضرت میں کس قدر تھی ایک مرتبہ عتبہ جو مکہ کا مالدار رئیس تھا آنحضرت کے پاس گیا اور کہا کہ اے میرے بھتیجے محمد اگر تم اس کارروائی سے مال و دولت جمع کرنا چاہتے ہو تو ہم خود ہی تمہارے پاس اتنی دولت جمع کر دیتے ہیں کہ تم مالا مال ہو جاؤ اگر تم عورت کے بھوکے ہو تو ہم اپنا سر تسلیم کئے بیٹھے ہیں اور اگر حکومت کی خواہش ہو تو ہم اپنا بادشاہ تم کو بنائے لیتے ہیں یعنی تمام عرب کا بادشاہ بنا لیتے ہیں غرض یہ کہ جو چاہو سو کرنے کو حاضر ہیں مگر تم اپنا یہ طریق چھوڑ دو اور اگر تمہارے دماغ میں کچھ خلل ہے تو بتا دو ہم تمہارا علاج کرائیں۔

حضور نے فرمایا جو کچھ تم نے میری نسبت کہا اس میں ذرا بھی صداقت نہیں نہ مجھے مال کی حاجت ہے نہ عورت و دولت کی خواہش ہے اور

وہ حکومت درکار ہے اور نہ میرے دماغ میں خلل ہے میری حقیقت تم کو قرآن کی ان آیات سے معلوم ہوگی اس کے بعد آپ نے قرآن کی چند آیات تلاوت فرمائیں جن کو سنکر عتبہ مسحور ہوگیا۔

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ ہے کہ حضور کو تبلیغ و ہدایت سے باز رہنے کے لئے کہا گیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ اگر ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند میرے سپرد کیا جائے تب بھی میں جس کام پر مامور ہوں اس کو نہیں چھوڑ دوں گا۔

یہ تھا وہ عزم صمیم اور یہ تھی وہ استقامت جس نے دارین کی کامیابی کو حضور کے قدموں پر نثار کر دیا ہمارے سامنے یہ اسوۂ حسنہ ہے اگر ہم بھی دین و دنیا کی کامیابی حاصل کرنی چاہتے ہیں تو اسی اسوۂ حسنہ پر چل کر کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

برادرھڈ یا مواخاۃ اسلامی

دنیا میں بہت سی سوسائٹیاں قائم ہوئیں اور ہیں جن کے مقاصد میں برادرہڈ کو ترقی دینا ہے مگر اسلام نے اور آنحضرت نے جو برادرہڈ قائم کی جس کا نام اسلامی اصطلاح میں مواخاۃ ہے اس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔ سب سے پہلی چیز تو یہ ہے کہ خداوند قدوس نے اپنے قرآن کے ذریعہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی قرار دیا فاذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا اور فرمایا انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم اس ارشاد ربانی کے بعد تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی بن گئے اس ارشاد الٰہی کو عملی جامہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرح پہنایا کہ مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم فرما دیا مہاجر وہ تھے جو مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ چلے گئے تھے اور انصار وہ اہل مدینہ تھے جو مسلمان ہوگئے تھے اور جنہوں نے آنحضرت کی مدد کی تھی چونکہ مہاجرین ترک وطن اور گھر بار چھوڑ کر مدینہ گئے تھے اس لئے ان کے پاس بسر اوقات کے لئے بھی کچھ نہ تھا جائداد وغیرہ سب کفار مکہ نے ضبط کر لی تھی بالکل بے گھر بے در بے زر تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم فرما دیا تھا یعنی اس کے بعد مہاجر اور انصار ایک دوسرے کے بھائی بن گئے تھے اور بھائی بھی ایسے کہ بالکل حقیقی اور سگے بھائیوں کی طرح تعلقات قائم کر لئے تھے اس مواخات کا اثر یہاں تک ہوا کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کی وراثت میں حصہ لیتا تھا اور بھائی بننے کے پہلے ہی گھنٹہ کے بعد امیر بھائی اپنے غریب بھائی کو اپنی تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائداد میں سے نصف تقسیم کر دیتا تھا ہم تبرکاً چند نام مہاجرین اور انصار کے اس جگہ لکھتے ہیں حضرت کے علی رسول اللہ کے بھائی بنے تھے اس کے بعد

انصار	مہاجر
خارجہ بن زید عقبی بدری رضہ	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
عتبان بن مالک بدری	عمر فاروق رضی اللہ عنہ
اوس بن ثابت عقبی بدری	عثمان ذوالنورین

انصار	مہاجر
معاذ بن جبل عقبی بدری	جعفر بن ابی طالب رضہ
سعد بن معاذ بدری رضہ	ابو عبیدہ بن جراح رضہ
سعد بن ربیع عقبی بدری رضہ	عبدالرحمن بن عوف رضہ
سلمہ بن سلامۃ العقبی رضہ	زبیر بن العوام رضی
کعب بن مالک رضہ	طلحہ بن عبیداللہ رضہ

اسی طرح اور بہت سے بزرگ تھے اور ان سب نے اپنے بھائی مہاجرین کے لئے اپنے کل اثاثہ کا نصف تقسیم کر دیا تھا مسلمانوں کو اپنی موجودہ حالت پر اور رسول خدا کے اس سبق پر غور کرنا چاہئے کہ کس قدر زمین آسمان کا فرق ہے ایک وہ مسلمان تھے کہ انہوں نے اس طرح بھائی چارہ قائم کیا تھا اور ایک ہم مسلمان ہیں کہ اللہ کا قرآن اور رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کی موجودگی ہماری زندگیوں پر اس اخوت کے عملی سبق کا ذرہ برابر کوئی اثر نہیں ہے اخوت تو کجا ایک طرف بھائی بھائی کا دشمن نظر آتا ہے اور ذرا ذرا سے اختلاف رائے پر ایک دوسرے کی جان و مال اور عزت آبرو کے لاگو ہو جاتے ہیں

رسالہ پیشوا کا رسول نمبر

رسالہ مولوی کی طرح رسالہ پیشوا کا بھی ہر سال رسول نمبر نکلتا ہے اور گزشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی نہایت شاندار شکل و صورت کے ساتھ پیشوا کا رسول نمبر نکلا ہے مگر گزشتہ سال کی نسبت فرق صرف اس قدر ہے کہ گزشتہ سال دو ماہ کا مجموعی پرچہ نکلا تھا اس لئے زیادہ ضخیم تھا اور اس دفعہ ایک ہی ماہ کا نکلا ہے اور ۴۰ صفحات پر مشتمل یعنی اپنی معمولی ضخامت سے اب بھی بہت زیادہ صفحات اس نمبر کیلئے خاص طور پر اضافہ کیا گیا ہے۔ کاغذ اور طباعت وغیرہ سب بہترین قسم کا ہے اور مضامین کی ترتیب بھی نہایت اچھی ہے متعدد ابواب قائم کرکے ان کے ماتحت مختلف عنوانوں کے مضامین کو مرتب شکل میں پیش کیا گیا ہے جس سے ایک خاص حسن ترتیب پیدا ہوگئی ہے تصاویر اس دفعہ کم ہیں مگر پھر بھی کافی ہیں طباعت رنگین بھی ہے اور یکرنگی سیاہ بھی۔

یہ حال تو ظاہری شکل و صورت کا ہے اب مختصر حال مضامین کا سنئے نظم و نثر کے دونوں حصے اچھے اچھے مضامین سے مزین و آراستہ ہیں خصوصاً نظم کا حصہ بہت اچھا ہے حالانکہ نعتیہ کلام مشکل سے اچھا دستیاب ہوتا ہے مگر پیشوا کے حصہ میں جو نظمیں آئی ہیں وہ بہت عمدہ ہیں خصوصاً ... صاحب ... محمود صاحب اسرائیلی ... صاحب کی نظمیں بہت ... اچھی ہیں ان کے اندر کیفیت بھی ہے اور شعریت بھی ہے البتہ ... صاحب کی نظم نہایت پھیکی بے اثر بے کیف ہے ... شعریت سے بالکل خالی ہے۔ مضامین سب کے سب نہایت اچھے بلند پایہ اور اپنی اپنی نوعیت کے اعتبار سے شان رکھتے ہیں مثلاً ... صاحب ... کا مضمون ... کے عنوان کا مضمون جذبات پریم و محبت کے لحاظ سے بہت خوب ہے ... کے عنوان سے مولوی سعید الرحمن ندوی صاحب کا مضمون بہت اچھا ہے ... یہ ہے کہ مضامین میں بھرتی کا کوئی مضمون نہیں ... پیشوا کا سالانہ چندہ ... صاحب ... اسی چندہ میں ... ہے ...

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(گزشتہ سے پیوستہ)

سنت اور نفل کے متعلق فقہی مسائل

اور مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعتیں مستحب ہیں ان کو "صلوٰۃ الاوابین" کہتے ہیں ان میں ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرنا افضل ہے۔ امام صالح جنازی اپنی کتاب فضیلۃ الصلوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ صلوٰۃ الاوابین تزکیۂ قلب کے لئے بہترین نعمت ہے میں نے اس نماز کو چالیس برس تک پڑھا ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس کی برکتیں بے شمار ہیں جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا قلب روشن ہو جائے اور روح منور ہو جائے اور عالم قدس کی تجلیاں اس کے قلب پر نور پاشی کریں اسے چاہیئے صلوٰۃ الاوابین پڑھا کرے۔ اور اس کی حفاظت کرے۔

اور نماز عشاء سے قبل کی غیر موکدہ سنتیں اگر جاتی رہیں تو ان کی قضا نہیں ہے ہاں اگر بعد میں پڑھے گا تو نفل مستحب ہو اور اجر و ثواب کا مستحق ہو۔

اور چار رکعت والی سنت موکدہ کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اس کے قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے اگر غلطی سے درود شریف کی تلاوت کی تو سجدہ سہو کرے اور ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو سبحانک اللہ اور اعوذ باللہ بھی نہ پڑھے۔

اور جب کوئی شخص چار رکعت نفل پڑھے اور قعدہ اولیٰ فوت ہو جائے تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی اور اگر کوئی شخص غلطی سے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو عود نہ کرے اور سجدۂ سہو کرے نماز ہو جائے گی۔

اور اگر تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری پر نہ بیٹھا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر دو رکعت کی نیت باندھی تھی اور بغیر قعدہ کئے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو عود کرے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔

اور نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ مگر نماز تراویح اور تحیۃ المسجد کے نوافل اور سفر سے واپسی کے دو نفل ان کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے اور طواف کعبہ کی دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پاس پڑھنی چاہئیں۔ اور سورج گہن کی نماز کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔ اور عام نوافل کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر یہ اندیشہ ہو کہ گھر پہنچ کر کام میں مشغول ہو جانا پڑیگا اور اس میں مشغولیت کی وجہ سے نوافل فوت ہو جائیں گے تو مسجد میں پڑھنا بہتر ہے۔

اور نفل کی ہر رکعت میں امام اور منفرد پر قرأت فرض ہے اور اگر مقتدی ہو اگر فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کی ہو تو امام کی قرأت اس کے لئے بھی کافی ہے۔

اور نفل نماز قصداً شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے، مطلب یہ ہے کہ اگر نیت توڑ دیگا تو قضا پڑھنی ہوگی۔ اور اگر کسی شخص کو فرض نماز کا پڑھنا یاد نہیں رہا اور اس نے دوبارہ شروع کر دی اور نصف پڑھنے کے بعد اسے خیال آیا کہ میں نماز پڑھ چکا تھا تو اب یہ نماز نفل کہی جائے گی اور اگر اس کی نیت توڑ دی گئی تو قضا واجب نہیں۔

اور اگر بلا قصد نماز فاسد ہو گئی تب بھی قضا واجب ہے مثلاً ایک شخص تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا اور اثنائے نماز میں پانی پر قادر ہوا تو قضا واجب ہو گئی اسی طرح اگر نفل پڑھتے ہوئے عورت کو حیض آگیا تو قضا واجب ہے اسے چاہیئے کہ بعد طہارت قضا پڑھے۔

اور اگر کسی شخص نے فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت سے نماز شروع کی پھر اسے خیال آیا کہ مجھے یہ فرض نماز ہی پڑھنی ہے اور اس خیال کے آتے ہی اس نے نیت توڑ کر اس فرض کی نیت سے اقتدا کی تو اس صورت میں نفل کی قضا واجب نہیں۔

اور اگر طلوع و غروب کے وقت یا نصف النہار کے وقت نفل نماز شروع کی تو واجب ہے کہ نیت توڑ دے اور غیر مکروہ وقت میں قضا پڑھے۔ اور بلا وجہ شرعی نفل نماز شروع کر کے نیت توڑ دینا حرام ہے ہاں اگر کوئی شرعی عذر ہو تو کوئی حرج نہیں۔

بیٹھ کر نفل پڑھنے کی اجازت ہے

اگر کسی شخص کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی قدرت ہو تب بھی وہ بیٹھ کر نفل پڑھ سکتا ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یاد رکھو بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نصف ہے اور اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی۔

آجکل عام طور پر یہ رواج ہے کہ لوگ بیٹھ کر نفل پڑھتے ہیں اور اکثر آدمیوں سے ہم نے یہ سنا ہے کہ بیٹھ کر نفل پڑھنا افضل ہے یہ خیال قطعاً غلط ہے ہر نماز کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر کوئی عذر نہیں ہے تو کھڑے ہو کر پڑھو اور نفل بیٹھ کر پڑھ سکتے ہو لیکن نصف ثواب ملے گا۔

اور وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھے جاتے ہیں ان کے متعلق بھی یہ حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ صحیح مسلم کی ایک حدیث سے یہ ثابت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ وتر کے بعد کے نفل بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔

یہ حدیث بالکل صحیح ہے لیکن اس سے دلیل لانا غلط ہے اس لئے کہ تمام

محدثین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھنا حضور کے مخصوصات میں سے ہے جنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا میں یہ دیکھتا ہوں کہ لوگ بیٹھکر نماز پڑھتے ہیں۔ اے عبداللہ یاد رکھو بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہوکر پڑھنے والے کی نماز سے نصف ہے" میں نے کہا حضور کا ارشاد صحیح ہے"

اس تقریر کے ایک ہفتہ کے بعد میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے یہ دیکھا کہ حضور بیٹھکر نماز پڑھ رہے ہیں جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا یا حضرت آپ نے مجھ سے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہوکر پڑھنے والے کی نماز سے نصف ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ حضور بیٹھ کر پڑھتے ہیں" ارشاد ہوا اے عبداللہ میں تم جیسا نہیں ہوں یہ میرے مخصوصات میں سے ہے"

اس حدیث کی شرح لکھتے ہوئے حضرت امام صالح جزائری فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ صحابہ کرام کسی بات کو دل میں چھپا کر نہیں رکھتے تھے اور اگر ان کے دل میں کوئی شک واقع ہوتا تھا تو اس کے اظہار میں تکلف نہیں کرتے تھے اسی لئے ان کے دل پاک وصاف تھے اور اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول کے کاموں میں اور عام آدمیوں کے افعال میں حفظ مراتب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اس لئے کہ ہر رسول کے کچھ مخصوصات ہوتے ہیں اور ان خصائص میں ان کا کوئی شریک نہیں ہوتا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول کی حیثیت میں اور ہماری حیثیت میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے وہ نہایت بے وقوف اور گستاخ اور جاہل ہیں"

اور اگر کسی شخص نے نفل نماز کھڑے ہوکر شروع کی تھی پھر بیٹھ گیا یا اس نے بیٹھ کر شروع کی تھی پھر کھڑا ہوگیا ان دونوں صورتوں میں نماز جائز ہے۔

اور اگر کوئی شخص کھڑے ہوکر نفل پڑھ رہا تھا۔ اثنائے نماز میں تھک گیا اور تکان کی وجہ سے بیٹھ گیا یا دیوار سے سہارا لگاکر پڑھنے لگا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور جب کوئی شخص بیٹھ کر نفل نماز پڑھے تو اس طرح بیٹھے جیسے تشہد میں بیٹھتے ہیں اور قرأت کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جس طرح قیام میں باندھتے ہیں۔

اور جب کوئی شخص سفر میں جائے اور شہر سے باہر نکل جائے تو سواری پر نفل نماز پڑھ سکتا ہے اس حالت میں استقبال قبلہ (یعنی قبلہ کی طرف منہ کرنا) شرط نہیں بلکہ جس طرف سواری جا رہی ہو اسی طرف منہ کرکے نماز پڑھ سکتا ہے اور رکوع وسجود اشارے سے ادا کر سکتا ہے۔

جو مخالفین اسلام یہ کہتے ہیں کہ جس طرح ہندو بتوں کو پوجتے ہیں اسی طرح مسلمان قبلہ کی پرستش کرتے ہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں اگر ایسا نہ کریں تو ان کی نماز نہیں ہوسکتی وہ ذرا اس مسئلہ پر غور کریں اور اپنی بیوقوفی پر ماتم کریں حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو جو قبلہ کی طرف منہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اس کی غرض صرف یہ ہے کہ سب ایک ہی حالت میں ایک ہی طرف متوجہ ہوکر عبادت کریں اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ مسلمان قبلہ کی پرستش کریں اور اسے معبود سمجھیں کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی قبلہ کو یا سنگ اسود کو معبود نہیں سمجھتا بلکہ ان کا اعتقاد ہے کہ عبادت کا مستحق صرف حق سبحانہ وتعالیٰ ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے بے نیاز ہے، اس کا کوئی شریک نہیں وہ ساری کائنات کا مالک ہے اور سب کا رازق ہے اسی نے ہر چیز پیدا کی ہے اور وہی دنیا کی تمام نعمتوں کا سرچشمہ ہے یہ وہ اعتقاد ہے جو مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا اور یہی وہ احسان عظیم ہے جو اسلام نے دنیا پر کیا ہے اس بات کو سب جانتے ہیں کہ اسلام کا آفتاب چمکنے سے پہلے دنیا پر باطل پرستی کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اور ہر طرف بت پرستی کا طوفان برپا تھا بتوں کی نسبت لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ ان کے اندر غیر معمولی طاقتیں ہوتی ہیں اور خدا کے کارخانے میں ان کو کچھ خاص اختیارات حاصل ہوتے ہیں اور جزا وسزا میں ان کو دخل ہوتا ہے اور قسمتوں کے فیصلے ان کی مرضی اور رائے سے بدلتے ہیں اور نفع وضرر پر ان کا اقتدار ہوتا ہے اور خیر وشر کے وہ مالک ہوتے ہیں اور کائنات کی تمام قوتیں ان کے تابع ہوتی ہیں ان ہی خیالات کی بنا پر وہ بتوں کو پوجتے تھے اسلام نے ان عقائد فاسدہ میں سے ایک ایک کی تردید کی اور صاف بتادیا کہ بتوں کا خدائی طاقتوں اور خدائی کاموں میں ذرہ برابر کوئی حصہ نہیں وہ بالکل عاجز اور مجبور ہیں اور دوسروں کو ضرر سے بچانا تو درکنار خود اپنے آپ سے ضرر کو دفع کرنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے اگر انصاف دنیا سے مٹ نہیں گیا ہے تو ارباب عقل کو تسلیم کرنا چاہئے کہ سب سے بڑی خدمت اور سب سے بڑا احسان جو اسلام نے دنیا پر کیا ہے وہ توحید خالص کا قیام اور بت پرستی کا انسداد ہے ایسے پاک مذہب کے ماننے والوں کی نسبت یہ کہنا کہ وہ قبلہ کی پرستش کرتے ہیں یا سنگ اسود کو پوجتے ہیں نہایت ظلم ہے۔

یہ اعتراض تھا جس کا جواب دینا ضروری تھا اب پھر مسائل کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص گھوڑے پر یا خچر پر یا کسی اور سواری پر نفل پڑھنے میں مصروف ہے اور اسے ہانکنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ ایک پاؤں سے ایڑ لگا سکتا ہے اور اگر ہاتھ میں چابک موجود ہے تو اس سے ڈرا سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کوئی شخص سفر میں تھا اور اس نے شہر سے باہر سواری پر نماز شروع کی تھی اور پڑھتے پڑھتے شہر میں داخل ہوگیا تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ جب تک گھر کے دروازے پر نہ پہنچے نماز پوری کرسکتا ہے اور اگر جانور کو ہانکنے کی ضرورت ہے تو ایک پاؤں سے ایڑ لگا سکتا ہے۔

اور محمل پر اور گاڑی پر نفل نماز مطلقاً جائز ہے۔

اور محمل پر فرض نماز اس وقت جائز ہے جبکہ اترنے پر قادر نہ ہو اور اگر

ریل وغیرہ کسی حالت میں ہو جب تک [illegible] ہوتا ہے اور [illegible] کو یاں دی گئی ہو تو اس صورت میں بلا تکلف نماز جائز ہے۔

اور اگر گاڑی کا جوا جانور کی گردن پر ہو اور گاڑی خواہ کسی حالت میں بالکل کھڑی ہو یا چل رہی ہو تو اس کے متعلق وہی حکم ہے جو سواری پر نماز پڑھنے کا ہے یعنی فرض اور واجب نمازیں بلا عذر جائز نہیں اور نفل نماز جائز ہے اور اگر گاڑی کا جوا جانور کی گردن پر نہ ہو اور وہ ساکت کی حالت میں ہو تو بلا تکلف نماز جائز ہے کوئی حرج نہیں۔

اور گاڑی میں اور سواری پر نماز پڑھنے کے لئے شرعی عذر یہ ہیں:- مینہ برس رہا ہو یا کیچڑ اس قدر ہو کہ پاؤں دھنس جانے کا اندیشہ ہو یا لباس کے آلودہ ہونے کا اندیشہ۔ یا ہمراہیوں کے چلے جانے کا اندیشہ ہو یا گاڑی کے روانہ ہو جانے کا اندیشہ ہو یا جان و مال یا عزت و آبرو کا اندیشہ ہو تو ان سب صورتوں میں سواری پر نماز جائز ہے۔

اور اگر کوئی ایسا مقام ہے جہاں چاروں طرف کیچڑ ہے اور کوئی محفوظ جگہ نہیں ہے اور کیچڑ اس قدر ہے کہ ہاتھ پاؤں دھنس جانے کا اندیشہ ہے تو اس صورت میں یہ حکم ہے کہ کھڑے کھڑے اشارہ سے نماز پڑھے اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور ریل میں نماز پڑھنے کے متعلق یہ حکم ہے کہ چلتی ریل میں فرض اور واجب نمازیں نہیں ہو سکتیں اور ریل کو جہاز اور کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے ذرا غور کیجئے اگر کشتی ٹھہرائی بھی جائے تب بھی زمین پر نہیں ٹھہرے گی اور ریل ایسی چیز نہیں اور کشتی میں بھی نماز اسی وقت جائز ہے جبکہ وہ بیچ دریا میں ہو اگر کنارے پر ہو اور مسافر خشکی پر آسکتا ہو تو کشتی پر نماز جائز نہیں لہذا جب اسٹیشن پر ریل کھڑی ہو اس وقت نماز پڑھنی چاہئے اور اگر وقت میں گنجائش نہ ہو تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے یعنی وقت میں گنجائش نہ ہونے کی صورت میں چلتی ریل میں بھی جائز ہے۔

نفل نمازوں کی تفصیل

نوافل بے شمار ہیں اوقات ممنوعہ کے سوا آدمی جتنے چاہے پڑھے مگر ان میں سے بعض جو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں بیان کئے جاتے ہیں حق تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے۔

تحیۃ المسجد

جو شخص مسجد میں جائے اسے دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد میں داخل ہو اسے چاہئے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔ ان دو رکعتوں کا نام تحیۃ المسجد ہے۔

اور اگر کوئی شخص ایسے وقت مسجد میں داخل ہو جس میں نفل نماز مکروہ ہے مثلاً طلوع فجر کے بعد یا عصر کی نماز کے بعد تو اسے چاہئے کہ وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ تسبیح و تقدیس میں مشغول ہو جائے یہ بھی تحیت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہے یعنی اس سے مسجد کا حق ادا ہو جاتا ہے۔

اور اگر کسی نے فرض یا سنت یا اور کوئی نماز مسجد میں پڑھ لی تو اب تحیۃ المسجد کی ضرورت نہیں اس نماز کا اس شخص کے لئے ہے جو نماز کی نیت سے مسجد میں نہ گیا ہو بلکہ درس و تدریس یا ذکر و فکر کے لئے گیا ہو۔

اور دن میں صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد کافی ہے ہر دفعہ ضرورت نہیں اور اگر کوئی شخص بے وضو مسجد میں داخل ہوا یا اور کوئی وجہ ہے کہ تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا تو اسے چاہئے کہ چار مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہے۔ یہ تسبیح و تکبیر تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہے۔

نماز تحیۃ المسجد کی تاکید و تکبیر کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں عبادت کا ذوق پیدا ہو اور وہ صدق و اخلاص کے ساتھ نماز کی طرف مائل ہوں بعض مقامات پر ہم نے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ صبح سے شام تک سینکڑوں آدمی مسجد کی زینت و آرائش اور اس کا ظاہری حسن و جمال دیکھنے کیلئے آتے ہیں اور جب نماز کا وقت آتا ہے اور موذن کی صدائے دلنواز سنائی دیتی ہے تو وہ جلدی سے جوتیاں اٹھا کر روانہ ہو جاتے ہیں ان کے نزدیک نماز پڑھنا ایک عظیم ترین مصیبت ہے خدا تعالیٰ ایسے کاہل آدمیوں پر رحم فرمائے اور ان کو اعمال حسنہ کی توفیق عطا فرمائے حقیقت یہ ہے کہ نماز سے وہی شخص پریشان ہوتا ہے جس کا دل ایمان کی نعمت سے محروم ہے اور جو حساب و کتاب اور سزا و جزا اور حشر و نشر پر یقین نہیں رکھتا اور جن کے سینے اسلام کے نور سے منور ہیں وہ ذوق و شوق کے ساتھ اپنے خالق کے حضور سر بسجود ہوتے ہیں۔

نماز تحیۃ الوضو

وضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے اسے نماز تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔ اور اگر کسی شخص نے وضو کے بعد فرض یا سنت یا اور کوئی نماز پڑھ لی تو وہ تحیۃ الوضو کے قائم مقام ہے۔

نماز اشراق

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی اور وہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی تقدیس و تحمید بیان کرتا رہا یہاں تک آفتاب بلند ہو گیا اس کے بعد اس نے دو رکعتیں پڑھیں اسے پورے حج اور عمرہ کا ثواب ملیگا ان دونوں رکعتوں کو نماز چاشت کہتے ہیں۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بچپن سے نماز اشراق کا شوق تھا میرا معمول تھا کہ میں نماز فجر سے فارغ ہو کر لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ پڑھتا رہتا تھا جب آفتاب بلند

ہو جاتا تو میں ذوق و شوق سے ساتھ دو رکعتیں پڑھتا اس نماز کی بدولت حق سبحانہ و تعالیٰ نے مجھے بے شمار برکتیں عطا فرمائیں۔

نمازِ چاشت

نمازِ چاشت کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور نمازِ چاشت کی کم سے کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں یہ نماز مستحب ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں حق سبحانہ و تعالیٰ اسے قیامت کے دن عزت کا تاج پہنائیگا۔

اور ایک روایت میں حضور نے فرمایا جس نے دو رکعتیں چاشت کی پڑھیں وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔ اور جس نے چار رکعتیں پڑھیں وہ عابدین میں شمار ہوگا اور جس نے چھ رکعتیں پڑھیں وہ شاکرین میں لکھا جائیگا اور جس نے آٹھ رکعتیں پڑھیں وہ قانتین میں لکھا جائے گا اور جس نے دس رکعتیں پڑھیں وہ صالحین اور محسنین میں شمار ہوگا اور جس نے بارہ رکعتیں پڑھیں اسے قیامت کے دن عزت کا تاج پہنایا جائے گا بشرطیکہ اس کی عبادت میں اخلاص ہو اور ریا سے اس کا دامن پاک ہو۔

اور حضرت امام صالح جزائری لکھتے ہیں کہ میرے علم و یقین اور میرے تجربہ اور مشاہدہ میں نمازِ چاشت ایک عظیم الشان سعادت ہے میں نے اپنے زمانہ شباب سے اس نماز کو اختیار کیا اور اب بھی پابند ہوں میں بیان نہیں کر سکتا کہ اس کی برکت سے کیسی کیسی شاندار کامیابیاں حاصل ہوئیں اور میری مدح کس قدر مسعود ہوگئی میں اپنے دوستوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ بھی نمازِ چاشت پڑھا کریں۔

نمازِ سفر

سفر میں جاتے وقت جو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں ان کو نمازِ سفر کہتے ہیں۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص سفر میں جانے کا ارادہ کرے تو پاک و صاف ہو کر حق سبحانہ و تعالیٰ سے امن و عافیت کی دعا مانگے اور خشوع و خضوع کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے یہ ایک مستحسن طریقہ ہے اور جو شخص اس پر عمل کرتا ہے وہ امن و عافیت میں رہتا ہے۔

اور حضرت امام صالح جزائری نمازِ سفر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو اشخاص یہ کہتے ہیں کہ سفر سے پہلے نماز میں مشغول ہونا باعث تکلیف ہے اور جو لوگ نماز نہیں پڑھتے اور سفر میں جاتے ہیں کیا وہ امن و عافیت میں نہیں رہتے اور کیا ان کو نقصان پہنچ جاتا ہے اگر نہیں پہنچتا تو پھر ایک ذمہ داری قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ نفع اور ضرر حق تعالیٰ کے اختیار میں ہے جس کو وہ امن و عافیت میں رکھنا چاہتا ہے اس کے لئے کوئی ضرر نہیں اور جس کو وہ سزا دینا چاہتا ہے اس کا کوئی محافظ نہیں ہم نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ حضور کے ارشادات پر

لوگوں کو نقصان پہنچا ہے جو حق سبحانہ و تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہے اطمینان بخش ہے زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا یہ صحیح ہے کہ جو اشخاص نماز نہیں پڑھتے وہ بھی نقصان سے محفوظ رہتے ہیں لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ خطرناک مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور ثواب تو بہرحال رہتا ہی ہے اگر سفر میں جانے والا اپنے خالق و مالک سے امن کی دعا مانگ لے تو یہ کوئی جرم نہیں ہے۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص سفر سے واپس آئے تو اسے چاہیئے کہ مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے یہ بندے کی طرف سے اپنے خالق و مالک کا شکریہ ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تھے تو مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدہ لکھتے ہیں کہ اگر ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ حضور سرورِ عالم کی پیروی ہمارے لئے باعث نجات ہے تو ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم حضور کے نقش قدم پر چلیں اور شیطانی تحریکوں سے متاثر نہ ہوں۔ ہم میں سے ہر ایک آدمی حضور اقدس کی محبت کو جانِ ایمان سمجھتا ہے میں اس سلسلہ میں یہ کہتا ہوں کہ محبت کا مظاہرہ متابعت ہے اگر اطاعت نہیں تو کچھ نہیں۔ محبت کا زبانی دعویٰ بالکل ہیچ ہے جب تک عمل نہ ہو اگر کوئی محبت کا مدعی ہے تو اس کا عملی ثبوت اس طرح پیش کرے کہ حضور کے نقش قدم پر چلے اور آپ کی زندگی کی پیروی کرے اور کوئی قدم ایسا نہ اٹھائے جو حضور کے طریقے کے خلاف ہو میں ایسے ہزاروں آدمیوں کے حالات جانتا ہوں کہ جو محبت رسول کے مدعی ہیں لیکن ان کا عمل ان کے دعوے کی تردید کرتا ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے دعوائے محبت کا امتحان لیں اگر ہمیں کامیابی حاصل ہو تو بیشک ہمارا دعویٰ صحیح ہے اور اگر ہم کامیاب نہ ہوں تو ہمارا دعویٰ غلط ہے اور ہمارا زعم نفس کا دھوکا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آزمائش ہمیشہ مقابلہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ مثلاً ایک طرف تو نماز پڑھنے کی تاکید ہے جس میں محنت کرنی پڑتی ہے اور دوسری طرف نفس کا یہ حکم ہے کہ ان پابندیوں کو قبول نہ کرو اس حکم کی تعمیل میں راحت ہے اس کشمکش کی حالت میں جس نے رسول کے فرمان کو قبول کر لیا اور بہرحال رہا اس کا دعوائے محبت صحیح ہے اور جس نے نفس کے حکم کی تعمیل کی اس کا دعویٰ غلط ہے افسوس ہے کہ ہم اپنے انجام پر غور نہیں کرتے اگر ہم ہی غور کریں تو اطاعت نفس سے بیزار ہو جائیں اور ابدی راحت کے حصول میں مصروف ہو جائیں خدا نخواستہ ہے کہ اس سے زیادہ کون بدبخت ہوگا جس کے پاس قرآن ہو اور وہ اس پر عمل نہ کرے اور جس کے پاس حدیث ہو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھے اور اس سے زیادہ نالائق کون ہوگا جس کا گھر علم و حکمت سے معمور ہو اور وہ جہالت میں گرفتار رہے اس میں شک نہیں کہ آج ہمارے حالات ایسے ہیں کہ ہمارے پاس سب کچھ موجود ہے لیکن نہیں ہے تو خدا کی مہربانی نہیں ہے اس حضور سرورِ عالم کی سنت سے ہم کسی طرف سے غافل ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو سنت کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے

معارف القرآن

(سلسلہ گذشتہ)

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ
الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۝ وَاللَّهُ
أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ۝ مِّنَ
الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَ
يَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَ
رَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ
قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا
لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا
يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

ترجمہ: کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک بڑا حصہ ملا ہے وہ لوگ گمراہی خرید رہے ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بے راہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالیٰ کافی حامی ہے۔ یہ لوگ یہودیوں میں سے ہیں کلام کو اس کے مواقع سے دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہیں سمعنا وعصینا اور اسمع غیر مسمع اور راعنا اس طور پر کہ اپنی زبانوں کو پھیر کر اور دین میں طعنہ زنی کی نیت سے اور اگر یہ لوگ یہ کلمات کہتے سمعنا واطعنا اور اسمع اور انظرنا تو یہ بات ان کے لئے بہتر ہوتی اور موقع کی بات تھی مگر ان کو خدا تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینک دیا ہے سو وہ ایمان نہ لاویں گے مگر تھوڑے سے آدمی۔"

ابن اسحاق نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے رفاعہ بن زید اور مالک بن خشم یہودیوں میں دو بڑے سردار تھے وہ ہر طرح کی شرارتیں آنحضرتؐ سے کرتے تھے کبھی آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتے اور آپ جو جواب دیتے اس کو بدل کر اور طرح پر لوگوں سے بیان کرتے کبھی زبان دبا کر وہ کلمات آپ کو کہتے مثلاً راعنا کو ان معنوں میں لے جس کا ذکر سورہ بقرہ میں گذرا اور بظاہر میں سمعنا و اطعنا کہہ کر چپکے سے کہتے سنا ہم نے اور نہ مانا اور واسمع غیر مسمع سے یہ مطلب نکالتے آپ بہرے ہو جائیں غرض ان دونوں شخصوں اور ان جیسے شریر النفس جو یہود تھے ان سب کی تنبیہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا جس طرح سے ان لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کی نبوت معلوم ہوئی اسی طرح تورات میں نبی آخر الزمان کی نبوت کا پورا ذکر ہے مگر ان لوگوں نے

ہدایت کے معاوضہ میں گمراہی خریدی ہے یعنی تو اسی دشمنی کے سبب سے کہ ان کے گھرانے تک یہ آخری نبوت کیوں نہیں ہوئی اور کچھ دنیا کے تھوڑے سے لالچ کے خیال سے انہوں نے تورات کے لفظوں اور بعض جگہ معنوں کو بدل ڈالا اس دھوکے سے مسلمانوں یہ لوگ تم کو بھی نیک راستہ سے بہکانا چاہتے ہیں لیکن اللہ کو خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ تمہارے دشمن ہیں تم ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو اس کی مدد تم کو کافی ہے اس کی مدد کے آگے ان کی دشمنی کیا چل سکتی ہے اگر وہ لوگ بجائے سمعنا وعصینا کے سمعنا و اطعنا اور اسمع اور انظرنا کہتے تو یہ بہتر ہوتا ان کے حق میں اور درست لیکن لعنت کی ان کو اللہ نے ان کے کفر کے سبب اس لئے ایمان نہیں لاتے مگر کم۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ یہ یہود لوگ اگر ان شرارت کے لفظوں کی جگہ یہ سیدھے سیدھے لفظ کہتے تو ان کے لئے دین و دنیا میں یہ ان کے لئے بہتر تھا دین کی بہتری تو یہ تھی کہ تورات میں نبی آخر الزمان پر ایمان لانے کا حکم تھا اس کی تعمیل ہو کر ان لوگوں کی عقبیٰ درست ہو جاتی اور دنیا کی بہتری یہ تھی کہ یہ لوگ جزیہ کی ذلت سے بچ جاتے اور ان لوگوں کے طرح طرح کے گناہوں کے سبب سے ان پر تنگ دستی جو سوار ہو جاتی رہتی چنانچہ سورہ مائدہ میں فرمایا ولو ان اهل الکتاب امنوا واتقوا لکفرنا عنهم سیاٰتهم ولادخلنا هم جنات النعیم ولو انهم اقاموا التوراة والانجیل وما انزل الیهم من ربهم لاکلوا من فوقهم ومن تحت ارجلهم حاصل مطلب ان سورہ مائدہ کی آیتوں کا وہی ہے جو اوپر بیان ہوا کہ اگر یہ اہل کتاب تورات اور انجیل کے حکم پر چل کر نبی آخر الزمان اور قرآن پر ایمان لاتے تو ان کے لئے دین و دنیا میں بہتر تھا پھر فرمایا کہ یہ ہوتا تو کیونکر ہوتا یہ تو ایسوں کی اولاد ہیں جو اپنے بڑوں کے ڈھنگ پر ہیں جن پر داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں خدا کی لعنت اتر چکی ہے یہ پورا قصہ تو سورہ مائدہ میں آوے گا لیکن مسند امام احمد ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ میں جو روایتیں بنی اسرائیل پر لعنت اترنے کی ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں جب گناہوں کی کثرت ہو گئی اور ان کے علماء نے جاہل لوگوں کی نصیحت کو چھوڑ کر خود بھی ان گناہگاروں کی مجلس میں شریک ہونا شروع کر دیا تو حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کی زبانی ان پر اللہ کی لعنت اتری یہ روایت متصل اور مرسل چند طریقوں سے جس سے ایک روایت کو دوسری سے تقویت ہوتی ہے آخر آیت میں فرمایا کہ اس خاندانی پھٹکار کے سبب ان میں سے عبداللہ بن سلام وغیرہ چند لوگ راہ راست پر آئے باقی سب اسی پھٹکار میں گرفتار ہیں اللہ کی لعنت اور پھٹکار کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں پر اللہ کی رحمت نہ ہوگی اگرچہ یہ قصہ یہود کا ہے لیکن اس امت میں بھی جب وہ حالت گناہوں کی کثرت اور علماء کی چشم پوشی کی پیش آوے گی تو اسی طرح کے کسی عذاب کے آنے کا خوف ہے چنانچہ ترمذی میں حذیفہ سے روایت ہے جس کا حاصل

یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا اے لوگو نیک باتوں کی تاکید اور بری باتوں کی ممانعت ان جان لوگوں کو کرتے رہو ورنہ عجب نہیں کہ تم میں ضرور ہے گی تو کوئی نہ کوئی عذاب اللہ کا آوے گا اور پھر اس عذاب سے بچنے کی دعا کی جاوے گی تو کسی کی دعا قبول نہ ہوگی ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝

(ترجمہ) اے وہ لوگ جو کتاب دیئے گئے ہو تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے نازل فرمایا ہے ایسی حالت پر کہ وہ سچ بتلاتی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے پہلے کہ ہم چہروں کو بالکل مٹا ڈالیں اور ان کو ان کی الٹی جانب کی طرح بنا دیں یا ان پر ہم ایسی لعنت کریں جیسی لعنت ان ہفتہ والوں پر کی تھی اور اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہی ہو کر رہتا ہے۔

ابن اسحاق نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن صوریا اور کعب بن اسید یہود کے علماء سے کہا کہ تورات سے تم کو میری نبوت تم کو بخوبی معلوم ہو چکی ہے پھر تم خدا سے کیوں نہیں ڈرتے اور نبی برحق پر ایمان کیوں نہیں لاتے انہوں نے جواب دیا کہ ہم کو تورات سے آپ کی نبوت ہرگز نہیں معلوم ہوتی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ ان لوگوں کو تورات کی ہدایت کے موافق قرآن اور نبی آخر الزمان پر ایمان لانا ہے تو یہ لوگ جلدی کریں ورنہ جس طرح ان لوگوں نے جان بوجھ کر حق باتوں سے منہ پھیرا ہے اسی طرح ہم بھی ان کو یہ سزا دیں گے کہ ان کا چہرہ۔ آنکھ ناک سب گدی کی طرف پھیر دیویں گے اور ان کے بڑوں میں سے جن لوگوں نے شکار کھیلا تھا ان کی طرح ان کو بھی ملعون ٹھیرا کر بندر اور سور کی شکل کر دیا جاوے گا۔ اس قصہ کا تذکرہ سورہ بقرہ میں گذر چکا ہے اور اس قصہ کی زیادہ تفصیل سورہ اعراف میں آوے گی۔ عبداللہ بن سلام آنحضرت کے زمانہ میں اور کعب بن احبار حضرت عمر کے زمانہ میں اسی آیت کو سنکر ایمان لائے اللہ نے جو حکم کیا سو ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا حکم ایسا زبردست ہے کہ ایک کن کے کہنے سے سب کچھ پیدا ہو گیا اس لئے اس کے حکم کے آگے کسی عذاب کا ان لوگوں پر آجانا ادنیٰ سی بات ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۝

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دیں گے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھیراتا ہے وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوگا۔

طبرانی[1] اور ابن ابی حاتم نے ابو ایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرا ایک بھتیجا ہے وہ رات دن برے کاموں میں مصروف رہتا ہے آپ نے فرمایا اس کا دین کیا ہے اس شخص نے عرض کیا خدا کو ایک جانتا ہے نماز پڑھتا ہے آپ نے فرمایا پہلے اس کو اس کے دین سے مفت پھر کہلا لو دیکھو بیٹھا نا چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ باوجود برے کام کرنے کے وہ دین پر کہاں تک پکا ہے تھوڑے دنوں کے بعد اس شخص نے پھر آنحضرت کے پاس آ کر بیان کیا کہ وہ اپنا دین کسی طرح نہیں چھوڑتا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حاصل معنی آیت کے وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائے ہیں چنانچہ مسند ابو یعلیٰ موصلی اور تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ آپ نے اس آیت کو پڑھ کر یہ معنے بیان فرمائے کہ جو شخص اس حالت میں مرا کہ ایک شرک تو اس میں نہیں ہے لیکن سوا شرک کے اور طرح طرح کے گناہوں میں بلا توبہ کے مبتلا ہے تو ایسے شخص کے لئے مغفرت تو اللہ کی حلال ہو چکی اب یہ بات اللہ کے اختیار میں ہے کہ چاہے بلا کسی مواخذہ کے اس کو جنت نصیب کرے چاہے کسی قدر مواخذہ کے بعد اس کو جنت میں داخل کرے یہ جابر کی روایت صحیح مسلم میں بھی ہے مگر مختصر طور پر بغیر ذکر آیت کے طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ کو گناہوں کے بخشنے پر قادر جانکر مرے گا اور اس کے گناہوں میں شرک بلا توبہ نہ ہوگا تو اللہ کو اس کے بخشنے میں کچھ دریغ نہ ہوگا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس آیت اور ان احادیث کے سبب سے جمہور سلف اور عام اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ خواہ قتل نفس کا گناہگار ہو یا اور کسی کبیرہ گناہ کا گناہگار اگر بلا توبہ مر جاوے گا تو اس کی مغفرت اللہ کے اختیار میں ہے اور توبہ شرک اور ہر کبیرہ گناہ کی مقبول ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس کا خلاف اس باب میں مشہور ہے کہ وہ آیت وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا سے یہ حجت قائم کرتے ہیں کہ جو شخص مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالے تو وہ اس کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی ہے یہ مذہب حضرت عبداللہ بن عباس کا ایسا ہے کہ اس میں سلف کو بھی بڑا تردد ہے چنانچہ بخاری وغیرہ کتب حدیث میں روایت ہے کہ سعید بن جبیر نے خاص طور پر جا کر حضرت عبداللہ بن عباس سے آیت وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا اور آیۃ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الآیۃ دونوں کو ملا کر مطلب پوچھا اس سے غرض سعید بن جبیر کی یہ تھی کہ جب آیت وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ میں قاتل کی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے تو پھر آپ یہ کیونکر فتویٰ دیتے ہیں کہ مسلمان کے قاتل کی نہ مغفرت ہے نہ اس کی توبہ قبول ہے لیکن حضرت عبداللہ

[1] طبرانی کی سند میں اگرچہ ایک شخص واصل بن السائب ضعیف ہے لیکن ابن ابی حاتم کی روایت سے طبرانی کی روایۃ کو تقویۃ ہو جاتی ہے۔ ۱۲ منہ حفظہ اللہ

[illegible] جواب ... آیت " والذین لا یدعون " ... کے قاتلین کے لئے ہے مسلمان کے قاتل کا حکم سورہ نساء کی آیت ومن یقتل میں بیان ہے اور سورہ نساء سورہ فرقان کے چھ مہینے کے بعد نازل ہوئی ہے اس لئے سورہ نساء کی آیت سے میں یہی کہتا ہوں کہ مسلمان کے قاتل مسلمان کی تو مغفرت ہے نہ توبہ ہے اور علماء نے حضرت عبد اللہ بن عباس کے جواب کا جواب الجواب اس طرح دیا ہے کہ طبرانی کی روایت میں یہ صراحت آچکی ہے کہ جب آیت " والذین لا یدعون " نازل ہوئی تو صحابہ حاضرین مجلس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ یہ آیت اہل شرک کیلئے خاص ہے آپ نے فرمایا نہیں سب مسلمانوں کے لئے عام ہے پھر یہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ وہ آیت اہل شرک کے لئے خاص ہے؟ ابو سعید خدری کی متفق علیہ حدیث میں جب یہ آچکا ہے کہ ایک شخص اسرائیلی نے ننانوے خون کئے اور پھر بنی اسرائیل کا جو عالم یہ کہتا کہ جا کر تیری توبہ قبول نہیں اس کو بھی قتل کیا آخر توبہ کی نیت سے جاتے جاتے مرگیا آخر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے زمین کی ماپ کرائی اور جدھر یہ شخص توبہ کی نیت سے جاتا تھا ادھر زمین کے ایک بالشت بھر قریب نکلنے سے باوجود ننانوے خون کے اللہ تعالیٰ اس شخص کی مغفرت فرمائی اور اس کی توبہ قبول کی پھر یہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ مسلمان کے قاتل کی توبہ قبول نہیں۔

حافظ ابن کثیر نے حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ قتل کا جرم حق العباد میں سے ہے اس لئے حضرت عبد اللہ بن عباس کا مقصود یہ ہے کہ قصاص یا معافی جرم سے جب تک صاحب حق کے حق کی کچھ تلافی نہ ہو اس وقت تک حقوق عباد میں فقط توبہ سے آدمی کی سبکدوشی نہیں ہوسکتی اس صورت میں حضرت عبد اللہ بن عباس اور جمہور کے مذہب میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا کیونکہ حقوق عباد میں جمہور کا مذہب یہی ہے جو مطلب حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کا حافظ ابن کثیر نے بیان کیا ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنْفُسَهُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ انْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۖ وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُبِينًا ۝

(ترجمہ) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کو مقدس جتلاتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں مقدس جتلا دیں اور ان پر تاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔ دیکھ تو یہ لوگ اللہ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور یہی بات صریح مجرم ہونے کے لئے کافی ہے۔

ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ یہود ایک دفعہ کچھ اپنے چھوٹے بچوں کو آنحضرت کے پاس لائے اور پوچھا کیا وہ گنہگار ہیں آپ نے فرمایا نہیں پھر یہود نے کہا ہم بھی ان ہی کی مانند ہیں جو گناہ ہم دن کو کرتے ہیں وہ رات کو اور جو رات کو کرتے ہیں وہ دن کو معاف ہوجاتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا غیب کا حال اللہ کو ہے [illegible] کسی کا اپنے منہ [illegible] بولنے والا ہے۔ لوگ جو اپنے آپ کو بے گناہ یہود کی طرح عذاب آخرت سے بری بتلاتے ہیں۔ اسکی تائید قیامت کا ایک صریح [illegible] ہے جس میں ایک ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہوگا کہ نیکوں کی جزا بدوں کو یا بدوں کی سزا نیکوں کو دی جاوے بلکہ وہاں تو جیسا کوئی کریگا ویسا پا دیگا اور گناہ کرنے والوں کا اللہ کی شان میں یہ ایک جھوٹ بات کہنا ہوگا کہ باوجود طرح طرح کے گناہوں کے ان سے عقبیٰ میں مواخذہ نہ ہوگا یہی ایک ایسا بڑا گناہ ہے کہ ان کی آخرت کے لئے کافی ہے۔ فتیل اس چھلکے کو کہتے ہیں جو کھجور کی گٹھلی پر تاگے کی طرح باریک ہوتا ہے۔ تزکیہ کے معنی اپنے نفس کی بڑائی کرنا۔ صحیح مسلم وغیرہ میں شیخی کے طور پر اپنے آپ کو جو کوئی اچھا کہنے لگتا ہے اس کی اور خوشامد کے طور پر دوسرے کی جو زبردستی تعریف کرتا ہے اس کی ممانعت آئی ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ۝ أُولٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۖ وَمَنْ يَلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا ۝

(ترجمہ) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں اور وہ لوگ کفار کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ لوگ بہ نسبت ان مسلمانوں کے زیادہ راست پر ہیں یہ لوگ وہ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ملعون بنا دیا ہے اور خدا تعالیٰ جس کو ملعون بنا دے اس کا کوئی حامی نہ پاؤ گے۔

مسند امام احمد تفسیر ابن جریر تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس مجاہد عکرمہ اور قتادہ کی روایتوں سے جو شان نزول ان آیتوں کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب یہود لوگ احزاب کی لڑائی کے لئے قریش کو رغبت دلانے کے لئے مکہ کو گئے اس وقت قریش نے حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف یہود کے سرداروں سے پوچھا کہ تم اہل کتاب ہو بھلا تو بتلاؤ کہ ہم لوگ حق پر ہیں یا محمد اور ان کے ساتھی حق پر ہیں اس وقت یہود کی یہ غرض قریش سے متعلق تھی کہ کسی طرح قریش کو بہکا کر جنگ احزاب برپا کیا جائے اس لئے ان یہود کے سرداروں نے کہا کہ تمہارا دین اچھا ہے اور تم حق پر ہو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا ان لوگوں کی بے ایمانی دیکھنے کے قابل ہے کہ دنیا کی ایک غرض کے سبب سے انہوں نے اہل کتاب ہو کر شرک کو توحید سے اور مشرکوں کو مومنوں سے اچھا بتلایا ایسے بے ایمانوں پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جس پر اللہ کی پھٹکار ہو اس کو دنیا اور آخرت میں اللہ کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ یہ جو فرمایا کہ اہل کتاب ہو کر مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو اس شان نزول کی بعض روایتوں میں اس کا قصہ یوں ہے کہ جب یہود کے ان یہود کے سرداروں نے قریش کو احزاب کی لڑائی کے لئے ابھارنا چاہا تو قریش نے کہا کہ تم اور محمد اہل کتاب ہو اور دونوں ایک ہو اس لئے ہم کو تمہاری باتوں پر اس وقت تک بھروسہ نہیں ہے جب تک تم ہمارے بتوں کو سجدہ نہ کرو اس پر یہود کے دونوں سرداروں نے شیطان کے بہکانے سے اہل مکہ کے بتوں کو اپنی غرض کے لئے سجدہ کیا جبت کے معنی بتوں کے ہیں اور طاغوت کے معنی شیطان کے۔

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

پارہ دوسرا کتاب الغسل

باب جس نے حالت جنابت میں وضو کیا بعد اس کے اپنے باقی بدن کو دھویا اور وضو کے مقامات کو دوبارہ پھر نہیں دھویا (اس کا وضو ہوا یا نہیں)

(۲۶۲) میمونہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جنابت کے وضو کے لئے پانی رکھا پھر اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر دو مرتبہ یا تین مرتبہ پانی گرایا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین میں یا دیوار میں دو مرتبہ یا تین مرتبہ مارا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے دونوں ہاتھ اور کہنیاں دھوئیں پھر اپنے (باقی) بدن کو دھویا پھر وہاں سے ہٹ گئے اور اپنے دونوں پیر دھوئے میمونہ کہتی ہیں کہ پھر میں آپ کے پاس ایک کپڑا لیکر گئی تو آپ نے اُسے نہیں لیا اور اپنے ہاتھ سے پانی نچوڑتے رہے۔

باب جب مسجد میں (داخل ہو جانے کے بعد) یاد آ جائے کہ جنب ہے تو اُسے چاہیئے کہ) فوراً نکل جائے اور تیمم نہ کرے۔

(۲۶۳) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نماز قائم کی گئی اور صفیں کھڑی کر کے برابر کی گئیں پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ ہماری طرف تشریف لائے تو جب آپ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ کھڑے ہو گئے اس وقت یاد کیا کہ جنب ہیں پھر ہم سے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور آپ لوٹ گئے اور غسل کیا بعد اس کے ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا پھر آپ نے تکبیر تحریمہ کہی اور ہم سب نے آپکے ہمراہ نماز پڑھی۔

باب غسل جنابت کا (پانی) ہاتھوں سے جھٹکنا۔

(۲۶۴) حضرت میمونہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کا پانی رکھدیا اور آپ کے لئے پردہ ڈال دیا پھر آپ نے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو دھویا پھر اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی گرایا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر مار کر اسکو ملا پھر اسے دھویا بعد اس کے کلی کی اور ناک میں پانی لیا اور منہ اور ہاتھوں کو دھویا پھر اپنے سر پر پانی ڈالا اور باقی بدن پر پانی بہایا بعد اس کے (وہاں سے) ہٹ گئے اور اپنے دونوں پیر دھوئے پھر میں نے ایک کپڑا (بدن پونچھنے کو) آپ کی طرف بڑھایا مگر آپ نے اسے نہیں لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے (بدن) جھاڑتے ہوئے چلے آئے

باب جس شخص نے غسل میں اپنے سر کے داہنے حصہ سے ابتدا کی (اس نے سنت کی پیروی کی)

(۲۶۵) عائشہ کہتی ہیں کہ جب ہم میں سے کسی کو جنابت ہو جاتی تھی تو وہ (اس طرح غسل کرتی تھی کہ) اپنے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ اپنے سر پر (پانی) لے کر ڈال لیتی تھی پھر اپنے ہاتھ سے سر کے داہنے حصہ کو پکڑ (کر مل) لیتی تھی اور دوسرے ہاتھ سے سر کے بائیں حصہ کو (ملتی تھی)

باب جس شخص نے ایک گوشہ میں بحالت تنہائی برہنہ ہو کر غسل کیا اور جس شخص نے ایسی حالت میں بھی) پردہ کیا (دونوں نے غسل جائز کیا) مگر پردہ کر لینا افضل ہے بہز نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کے دادا سے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ لوگوں سے زیادہ اس امر کا مستحق ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔

(۲۶۶) ابو ہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل برہنہ غسل کیا کرتے تھے ایک دوسرے کی طرف دیکھتا جاتا تھا اور موسیٰ علیہ السلام تنہا غسل کیا کرتے تھے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ واللہ موسیٰ کو ہم لوگوں کے ہمراہ غسل کرنے سے سوا اس کے کچھ مانع نہیں کہ وہ فتق میں مبتلا ہیں اتفاق سے ایک دن موسیٰ غسل کرنے لگے اور اپنا لباس پتھر پر رکھدیا وہ پتھر ان کا لباس لیکر بھاگا اور موسیٰ بھی اس کے تعاقب میں یہ کہتے دوڑے کہ ثوبی یا حجر ثوبی یا حجر[۱] یہانتک کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ کی طرف دیکھ لیا اور کہا کہ واللہ موسیٰ کو کچھ بیماری نہیں ہے اور (وہ پتھر ٹھہر گیا) موسیٰ نے اپنا لباس لے لیا اور پتھر کو مارنے لگے ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم (حضرت موسیٰ کی) مار سے (اس) پتھر پر چھ یا سات نشان (اب تک باقی) ہیں۔

(۲۶۷) ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اس حال میں کہ ایوب برہنہ نہا رہے تھے ان پر سونے کی ٹڈیاں گریں تو ایوب ان کو اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے تو انھیں ان کے پروردگار نے آواز دی کہ اے ایوب کیا میں نے تمہیں اس (سونے کی ٹڈی) سے جو تم دیکھ رہے ہو بے نیاز نہیں کر دیا انہوں نے کہا ہاں قسم تیری بزرگی کی (تو نے مجھے سب سے بے نیاز کر دیا ہے) لیکن مجھے تیری برکت سے بے پرواہی نہیں ہے

باب لوگوں کے پاس نہانے کی حالت میں پردہ کرنا ضروری ہے)

(۲۶۸) ام ہانی بنت ابی طالب کہتی ہیں کہ میں فتح (مکہ) کے سال رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا اور فاطمہؓ آپ پر پردہ کئے ہوئے تھیں آپ نے فرمایا یہ کون ہے میں نے عرض کیا کہ میں ام ہانی ہوں۔

(۲۶۹) حضرت میمونہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر پردہ کیا اس حال میں کہ آپ غسل جنابت کر رہے تھے پس آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ پر پانی گرایا اور اپنی شرمگاہ کو اور جہاں کہیں (نجاست) لگ گئی تھی اس کو دھویا پھر اپنا ہاتھ دیوار یا زمین پر ملا پھر وضو فرمایا جس طرح آپ وضو نماز کے لئے (کیا کرتے تھے)

---

[۱] ثوبی حجر ۔ اے پتھر میرے کپڑے دیدے ۔ اے پتھر میرے کپڑے دیدے۔

سوا [illegible] کے دوران [illegible] چھوٹ [illegible] ہوئے

باب جب عورت کو احتلام ہو (تو کیا کرے)

(۲۷۰) ام المومنین ام سلمہ کہتی ہیں کہ ابو طلحہ کی بی بی ام سلیم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ اللہ حق بات کے کہنے سے نہیں شرماتا کیا عورت پر غسل فرض ہے جبکہ اس کو احتلام ہو تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اگر منی (کی تری کپڑے وغیرہ پر) دیکھے تو اس پر غسل فرض ہے۔

باب جنب کا پسینہ پاک ہے اور مومن کسی حال میں نجس نہیں ہوتا۔

(۲۷۱) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ مدینہ کی کسی گلی میں انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے اور ابو ہریرہ جنب تھے پس (وہ کہتے ہیں کہ) میں آپ سے علیحدہ ہو گیا اور جا کر غسل کیا پھر آیا تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ تم کہاں چلے گئے تھے ابو ہریرہ نے کہا کہ میں جنب تھا اور ناپاکی کی حالت میں میں نے آپ کے پاس بیٹھنا برا جانا آپ نے فرمایا سبحان اللہ مومن (کسی حال میں) نجس نہیں ہوتا۔

باب جنب کو اختیار ہے (کہ وہ اپنے گھر سے) باہر نکلے اور بازار وغیرہ میں چلے اور عطاء نے کہا ہے کہ جنب کو اختیار ہے کہ (وہ) پچھنے لگوائے اور ناخن کتروائے اور اپنا سر منڈوائے اگرچہ اس نے وضو (بھی) نہ کیا ہو۔

(۲۷۲) قتادہ سے روایت ہے کہ انس بن مالک نے ان لوگوں سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی تمام بیبیوں کے پاس دورہ کر لیتے تھے اور اس وقت آپ کی ۹ بیبیاں تھیں۔

(۲۷۳) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے اور میں جنب تھا پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں آپ کے ہمراہ چلا یہاں تک کہ آپ (ایک جگہ) بیٹھ گئے تو میں آہستہ سے نکل گیا اور اپنے مقام پر جا کر غسل کیا پھر آیا اور آپ بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ تم کہاں چلے گئے) تھے میں نے آپ سے کہہ دیا کہ میں ناپاک تھا نہانے گیا تھا) آپ نے فرمایا سبحان اللہ مومن (کسی حال میں) نجس نہیں ہوتا۔

باب جنب کا غسل سے پہلے گھر میں رہنا جبکہ وہ وضو کر لے (جائز ہے)

۲۷۴ ابو سلمہ کہتے ہیں میں نے عائشہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں سو جاتے تھے وہ بولیں کہ ہاں وضو کر لیتے تھے۔

باب جنب کا (قبل از غسل) سونا (جائز ہے)

۲۷۵ ابن عمر سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کوئی بحالت جنابت سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں جب تم میں سے کوئی جنب ہو تو وضو کر لے اور سو جائے۔

باب جنب (کا) پہلے (اپنی شرمگاہ دھو کر) وضو کر لے اس کے بعد سوئے

۲۷۶ عائشہ کہتی ہیں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بحالت جنابت سونے کا ارادہ کرتے تو اپنی شرمگاہ دھو ڈالتے اور نماز (جیسا) وضو کر لیتے۔

۲۷۷ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ

[illegible] جاہے تو کیا [illegible] بحالت جنابت سو جائے؟ [illegible] آپ نے فرمایا وضو کرے اور شرمگاہ دھو ڈالے پھر سو جائے

۲۷۸ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ مجھے رات کو جنابت ہو جاتی ہے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کر لو اور اپنے عضو خاص کو دھو ڈالو اور پھر اس کے بعد سو رہو

باب غسل جب ہی فرض ہو گا جب دونوں ختنے مل جائیں

۲۷۹ ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں (کونوں) کے درمیان بیٹھ جائے پھر اس کے ساتھ کوشش کرے تو یقیناً غسل واجب ہو گیا۔

باب جو چیز عورت کی شرمگاہ سے (خارج) ہو اور وہ کہیں لگ جائے اس کا دھونا (ضروری ہے)

۲۸۰ زید بن خالد جہنی نے عثمان بن عفان سے پوچھا اور کہا بتائیے کہ جب مرد اپنی عورت سے جماع کرے اور منزل نہ ہو (تو اس کا کیا حکم ہے) عثمان نے کہا کہ وضو کر لے جس طرح نماز کے لئے وضو کرتا ہے اور اپنے عضو خاص کو دھو ڈالے اور عثمان نے کہا کہ یہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے پھر میں نے اس کے متعلق علی ابن ابی طالب اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ اور ابی بن کعب سے پوچھا انہوں نے بھی اس کو اسی بات کا حکم دیا۔

۲۸۱ ابی بن کعب نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب کوئی عورت سے جماع کرے اور منزل نہ ہو تو کیا کرے آپ نے فرمایا اس جگہ کو جہاں عورت سے مس کیا ہے اسے دھو ڈالے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے (ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ غسل میں زیادہ احتیاط ہے اور ہم نے اس اخیر حدیث کو لوگوں کے اختلاف کے سبب بیان کر دیا ہے اور ہمارے نزدیک پانی زیادہ پاک کرنے والا ہے یعنی بہرحال غسل کر لینا چاہیے انزال ہوا ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیض کے مسائل) کی کتاب اور اللہ تعالیٰ کا قول ویسئلونک عن المحیض قل ھو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرن فاذا تطھرن فاتوھن من حیث امرکم اللہ ان اللہ یحب المتطھرین حیض کے اکثر مسائل پر دلالت کرتی ہے

باب۔ حیض کی ابتدا کیونکر ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ یہ ایک چیز ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھدی ہے (کس موقع پر ہوا) اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ سب سے پہلے حیض بنی اسرائیل پر بھیجا گیا ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا تمام مرتبہ ہے۔

۲۸۲ عائشہ کہتی ہیں کہ ہم سب لوگ مدینہ سے صرف حج کا خیال

[illegible] سے کنارہ کر لیتے ہیں [illegible] بیچ میں بیٹھ جائے [illegible] لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ وہ نجاست ہے پس تم حالت حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اسی طریقے سے جاؤ جیسے اللہ نے تم کو حکم دیا ہے بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور پاک رہنے والوں کو

کر لینے کے بعد پھر جب (مقام) سرف میں پہنچے تو مجھے حیض آگیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی تو آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے کیا تمہیں حیض آگیا میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھدی ہے لہذا حج والے افعال حج کرنے والا کرتا ہے تم بھی کرو سوا اس کے کہ تم کعبہ کا طواف نہ کرو عائشہ کہتی ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

باب حائضہ عورت کا اپنے شوہر کے سر کو دھو دینا اور اس میں کنگھی کر دینا جائز ہے

۲۸۳۔ عائشہ کہتی ہیں کہ میں بحالت حیض رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھی کر دیا کرتی تھی۔

۲۸۴۔ عروہ سے پوچھا گیا کہ حائضہ عورت میری خدمت کر سکتی ہے یا عورت بحالت جنابت میرے قریب آسکتی ہے تو عروہ نے کہا کہ یہ سب میرے نزدیک آسان ہے اور یہ سب عورتیں میری خدمت کرتی ہیں اور میری کیا تخصیص ہے (اس بات میں) کسی کے لئے کچھ حرج نہیں ہے مجھے عائشہ نے خبر دی ہے کہ وہ بحالت حیض رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھی کر دیتی تھیں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں معتکف ہوتے تھے آپ اپنا سر عائشہؓ کے قریب کر دیتے تھے اور عائشہ اپنے حجرہ میں ہوتی تھیں پس وہ بحالت حیض آپ کے کنگھی کر دیتی تھیں۔

باب مرد کا اپنی بی بی کی گود میں (سر رکھ کر) اس حال میں کہ وہ حائض ہو قرآن کی تلاوت کرنا درست ہے) اور ابو وائل اپنی خادمہ کو بحالت حیض ابو رزین کے پاس بھیجتے تھے اور وہ انہیں قرآن مجید لا دیتی تھی اور وہ اس کے (جزدان کے) فیتہ کو پکڑ کر (لے آ) تی تھی۔

۲۸۵۔ عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگا لیتے تھے حالانکہ میں حائض ہوتی تھی پھر آپ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔

باب جو کوئی حیض کو نفاس کہدے تو اس نے بھی صحیح کہا)

۲۸۶۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ اس درمیان میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ یکایک مجھے حیض آگیا تو میں چلی گئی اور میں نے اپنے حیض کے کپڑے پہن لئے تو آپ نے فرمایا کیا تمہیں نفاس آگیا میں نے کہا ہاں پھر آپ نے مجھے بلایا اور میں آپ کے ہمراہ اسی ایک چادر میں لیٹ رہی۔

باب حائضہ عورت سے اختلاط کرنا (درست ہے)

۲۸۷۔ عائشہ کہتی ہیں میں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک ظرف سے غسل کیا کرتے تھے اور ہم دونوں جنب ہوتے تھے اور حالت حیض میں مجھے آپ حکم دیتے تھے تو میں ازار باندھ لیتی تھی پھر آپ مجھ سے اختلاط کرتے تھے اور آپ بحالت اعتکاف اپنا سر میری طرف نکال دیتے تھے اور میں اسکو دھو دیتی تھی حالانکہ میں حائض ہوتی تھی۔

۲۸۸۔ عائشہ کہتی ہیں کہ ہم میں سے جب کوئی بی بی حائضہ ہوتی تھی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس سے اختلاط کرتے تھے عائشہ نے کہا کہ تم میں سے اپنی حاجت پر کون اس قدر قابو رکھتا ہو جس قدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش پر قابو رکھتے تھے۔

۲۸۹۔ میمونہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی بیبیوں میں سے کسی بی بی کے ساتھ اختلاط کرنا چاہتے تو آپ حکم (دیتے) کہ وہ حالت حیض میں ازار پہن لے۔

باب حائض کا روزے چھوڑ دینا (جائز ہے)

۲۹۰۔ ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عید اضحیٰ یا عید الفطر میں نکلے اور (عیدگاہ) عورتوں (کی جماعت) پر گذرے تو آپ نے فرمایا کہ اے عورتو صدقہ دو اس لئے کہ میں نے تمہیں زیادہ دوزخ میں دیکھا ہے وہ بولیں کہ یا رسول اللہ کیوں؟ آپ نے فرمایا کہ تم لعن کی کثرت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو اور میں نے تم سے زیادہ کسی کو باوجود ناقص العقل والدین ہونے کے پختہ رائے مرد کی عقل کا لیجانے والا نہیں دیکھا عورتوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمارے دین میں اور ہماری عقل میں کیا نقصان ہے آپ نے فرمایا کہ عورت کی شہادت (شرعاً) مرد کی شہادت کے نصف کے برابر نہیں انہوں نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا یہی اس کے عقل کا نقصان ہے کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے انہوں نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا پس یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔

باب حائضہ عورت حج کے تمام مناسک ادا کرے سوا طواف کے اور ابراہیم نے کہا ہے کہ حائضہ عورت کو آیت (قرآنیہ) کا پڑھ لینا کچھ مضائقہ نہیں ہے اور ابن عباس نے جنب کے لئے تلاوت کرنے میں کچھ حرج نہیں سمجھا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اوقات میں اللہ کو یاد کیا کرتے تھے اور ام عطیہ کہتی ہیں کہ ہمیں عید کے دن حکم دیا جاتا تھا کہ ہم حائضہ عورتوں کو (بھی) باہر لائیں تاکہ وہ (بھی) مردوں کے ساتھ تکبیر کہیں اور دعا کریں اور ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھے ابو سفیان نے خبر دی کہ ہرقل نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خط جو اس کے (پاس بھیجا) گیا تھا، منگایا اور اسے پڑھا تو اس میں یہ لکھا تھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یا اہل الکتب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا الی قولہ مسلمون[۱] اور عطاء نے جابر سے نقل کیا ہے کہ عائشہ کو حیض آیا اور انہوں نے تمام مناسک ادا کئے سوا طواف کعبہ کے اور نماز نہ پڑھتی تھیں اور حکم نے کہا ہے کہ میں (حالت) جنابت میں ذبح کر دیتا ہوں اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ اس چیز کو نہ کھاؤ جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو (یعنی بسم اللہ ضرور پڑھ لیتا ہوں)

---

[۱] (ترجمہ) اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے تمہارے درمیان مشترک ہے یعنی ہم تم سب خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں ۱۲

مقالات غوث اعظم

(سلسلہ گذشتہ)

المقالة العاشرة

(في النفس واحوالها)

قال انما هو الله ونفسك و
انت المخاطب والنفس ضد الله
وعدوه والاشياء كلها تابعة
لله والنفس لله خلقا وملكا
وللنفس ادعاء وتمن وشهوة
ولذة بملابستها فاذا وافقت
الحق في مخالفة النفس وعداوتها
كنت لله خصما لنفسك كما
قال الله لداود يا داود انا
بدك اللازم فالزم بدك العبودية
ان تكون لي خصما على نفسك
فحينئذ تحقق موالاتك لله و
عبوديتك له عز وجل واتتك
الاقسام هنيئا مريئا مصيبا
وانت عزيز مكرم وخدمتك
الاشياء وعظمتك لانها
باجمعها تابعة لربها موافقة
له اذ هو خالقها ومنشئها
وهي مقرة له بالعبودية
قال الله وان من شيء الا
يسبح بحمده ولكن لا تفقهون
تسبيحهم اي تذكيره وتحميده
وقال عز وجل فقال لها وللارض
ائتيا طوعا او كرها قالتا اتينا
طائعين فالعبادة كل العبادة
في مخالفة نفسك وهواك
قال الله تعالى ولا تتبع الهوى
فيضلك عن سبيل الله واهجر
هواك فانه لا منازع ينازعني
في ملكي غير الهوى والحكاية
المشهورة عن ابي يزيد
البسطامي لما رای رب العزة

مقالہ دسواں

نفس اور اس کے احوال میں

فرمایا رضی اللہ عنہ نے اس کے سوا نہیں
کہ اللہ ہے اور تیرا نفس ہے اور تو مخاطب ہے
اور نفس اللہ کا دشمن اور مخالف ہے اور سب
چیزیں اسکی فرمانبردار ہیں اور نفس حقیقت
اسکی مخلوق اور ملک ضرور ہے لیکن
نفس کے لئے شہوت اور لذت اور جھوٹا
ادعا اور آرزو اور بڑا گھمنڈ ہے کیونکہ یہ چیزیں
اس کے مناسب طبع ہیں پھر اگر تو نفس کی
مخالفت وعداوت میں اللہ کے ساتھ
موافقت اختیار کرے گا تو اللہ کے
واسطے تو اپنے نفس کا دشمن ہو جائیگا جیسا
اللہ تعالی نے حضرت داؤد سے فرمایا کہ
داؤد میں تیرا لازمی چارہ کار ہوں اپنے
چارہ کار کو مجھ ہی کو گرفت کر لے عبودیت یہ
ہے کہ تو میرے لئے نفس کا دشمن ہو جا
اس وقت اللہ کے ساتھ تیری موالات اور
عبودیت ثابت ہوگی اور تجھے پاک حلال
اور خوشگوار حصے ملیں گے اور تو عزیز مکرم
بنایا جائے گا اور تمام اشیاء تیرے تابع
ہونگی اور تیری خدمت گزاری اور تعظیم
وادب احترام کریں گی اس لئے کہ سب
چیزیں اللہ کے تابع اور اسی کی موافقت
میں ہیں اللہ ان کا خالق اور انہیں از سر نو
پیدا کرنے والا ہے اور سب چیزیں اسکی
وحدانیت اور عبودیت کی مقر ہیں اللہ
تعالی نے فرمایا ہے ہر چیز حمد کے ساتھ اس
کی تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں
سمجھتے یعنی وہ ذکر اور عبادت کرتی ہیں
اور اللہ تعالی نے فرمایا آسمان سے اور
زمین سے کہ کیا میری فرمانبرداری میں
طوعاً یا کرھاً خوشی یا زبردستی کے ساتھ
آؤ تو وہ کہنے لگے کہ ہم فرمانبردار آئے

في المنام فقال له كيف الطريق
اليك قال اترك نفسك وتعال
فانسلخت من نفسي كما تنسلخ
الحية من جلدها فاذا الخير
كله في معاداتها في الجملة في
الاحوال كلها فان كنت في حالة
التقوى فخالف النفس بان
تخرج من حرام الخلق وشبهتهم
ومننهم والاتكال عليهم والثقة
بهم والخوف منهم والرجاء
لهم والطمع فيما عندهم
من حطام الدنيا فلا ترج
عطاءهم على طريق الهدية
والزكوة والصدقة والكفارة
والنذر فاقطع همك منهم
من سائر الوجوه والاسباب
حتى ان كان لك نسيب ذو مال
لا تتمنى موته لترث ماله
فاخرج من الخلق جدا و
اجعلهم كالباب يرد ويفتح
وشجرة توجد فيها ثمرة تارة
وتحيل اخرى وكل ذلك
بفعل فاعل وتدبير مدبر
وهو الله لتكون موحدا للرب
ولا تنس مع ذلك كسبهم لتخلص
من مذهب الجبرية واعتقد
ان الافعال لا تتم بهم دون
الله تعالى كيلا تعبدهم و
تنسى الله ولا تقل فعلهم
دون الله فتكفر فتكون قدريا
لكن قل هي لله خلقا ولهم
كسبا كما جاءت به الآثار
لبيان موضع الجزاء من
الثواب والعقاب وامتثل
امر الله فيهم وخلص قسمك

نبی ہے کہ عبودیت یہ ہے کہ نفس اور خواہش
کی مخالفت میں ہے جو قرآن شریف میں ہے کہ
تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا
اتباع ہوا ترک کر دے خواہش کی پیروی نہ کر
وہ تیرے راستے سے گمراہ کر دے گی اور حدیث
قدسی میں ہے کہ حضرت داؤد سے فرمایا گیا
اپنی خواہش کو چھوڑ دے کیونکہ میرے
ملک میں نفس کی خواہش کے سوا کوئی جھگڑنے
والا نہیں ہے اور ایک حکایت مشہور حضرت
بایزید بسطامی سے ہے کہ جب انہوں نے
خواب میں رب العزت کو دیکھا تو انکو کہا
تیری طرف پہنچنے کا راستہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ
نے فرمایا اپنے نفس کو چھوڑ دے اور آ جا
حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ جیسے
سانپ کی کینچلی کی طرح اپنے نفس کو چھوڑ
دیا غرض سب کی ہر حال میں بہتری ہے
نفس کے ساتھ دشمنی رکھنے میں پس اگر تو
پرہیزگاری کی حالت میں ہو تو اپنے نفس کا
مخالف ہو جا کہ مخلوق کے مال حرام اور شبہ
سے اور لوگوں کے احسان اور ان پر تکیہ
لگانے اور بھروسہ رکھنے سے اور ان سے
ڈرنے اور امید رکھنے اور تھوڑا مال دنیا
جو لوگوں کے پاس ہے اس کا لالچ رکھنے سے
تو نکل جائے اور بطریق ہدیہ یا زکوٰۃ یا صدقہ
یا کفارہ یا نذر دینے کی ان سے عطا کی
امید نہ رکھ اور اپنے ارادے کو ہر طرح سے ان
کے اسباب منقطع کر لے یہاں تک کہ اگر تیرا
کوئی قرابت دار ہے جس سے تجھ کو ترکہ ملنے کی امید
ہے تو اس کی موت کی تمنا نہ کر کوشش
کر کے مخلوق سے کنارہ کش ہو جا اور ان کو
ایسے دروازوں کی طرح سمجھ جو کھلتے اور بند
ہوتے ہیں اور درخت کی طرح جو کبھی پھلتا
ہے اور کبھی نہیں پھلتا سمجھ لے یہ سب امور
فاعل کے فعل اور مدبر کی تدبیر سے ہوتے
ہیں اور وہ فاعل و مدبر اللہ ہے تاکہ

منهم بامره ولا تجاوزه
فحكم الله فيهم يحكم مليك
وعليهم فلا تكن انت
الحاكم وكونك معهم قدر
فالقدر ظلمة فادخل
في الظلمة بالمصباح وهو
الحاكم كتاب الله وسنة
رسوله لا تخرج عنهما فان خطر خاطر
او وجد الهام فاعرضهما
على الكتاب والسنة فان وجدت
فيهما تحريم ذلك مثل ان تلهم
بالزنا والرياء او مخالطة
اهل الفسق والفجور وغير
ذلك من المعاصي فادفعه
عنك واهجره ولا تقبله ولا
تعمل به واقطع بانه من الشيطان
الرجيم فان وجدت فيهما
اباحته كالشهوات المباحة
من الاكل والشرب واللبس
والنكاح فاهجره ايضا ولا
تقبله واعلم انه من الهام
النفس وشهواتها وقد امرت
بمخالفتها وعداوتها ان لم
تجد في الكتاب والسنة تحريمه
ولا اباحته بل هو امر لا تعقله
مثل ان يقال لك ائت موضع
كذا وكذا الق فلانا الصالحا
ولا حاجة لك هناك ولا
في الصالح لاستغنائك عنه
بما اولاك الله من نعمه من
العلم والمعرفة فتوقف في ذلك
ولا تبادر اليه فتقول هل
هذا الالهام من الحق فاعمل
به بل انتظر الخيرة في ذلك
وفعل الحق عز وجل بان يتكرر
ذلك الالهام وتؤمر بالسعي
او علامة تظهر لاهل العلم
بالله عز وجل يعقلها العقلاء
من الاولياء والمؤمنون

بایں ہمہ مخلوق کے کسب کو بھول نہ جانا تاکہ
فرقہ جبریہ سے نجات پائے اور اعتقاد کر
کہ مخلوق کے افعال بغیر خدا کے پورے نہیں ہوتے
اور یہ اس لئے تاکہ تو خدا کے سوا مخلوق کی
پرستش نہ کرنے لگے اور خدا کو بھول نہ جائے
اور یہ مت کہہ کہ مخلوق کا فعل بغیر قدرت خدا
ہے اور پھر تو کافر ہو جائے اور قدریہ بنجائے
بلکہ کہہ کہ یہ افعال خدا کے پیدا کئے ہوئے مخلوق
کے لئے کسب ہیں جیسا کہ عذاب و ثواب کی
سزا و جزا کے بیان کے مواقع میں حدیثیں آئی
ہیں اور بندوں کے معاملہ میں صرف خدا کا حکم
بجا لا اور اپنے حصہ کو باہر ان مخلوق سے
جدا کر ۔ حکم خدا سے تجاوز نہ کر کیونکہ اسی کا
حکم قائم ہے تجھ پر اور تمام مخلوق پر وہی حاکم کرتا ہو
کسی امر میں خود حاکم نہ بن بیٹھ اور مخلوق کے
ساتھ تیرا ہونا یہ مقدر ہے اور مقدر تاریکی میں ہو
پس ظلمت میں چراغ کے ساتھ داخل ہو وہ چراغ
کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہے اور یہ ہی دو کتاب و
سنت حاکم ہیں ان دونوں کی حکومت سے باہر نہ جا اگر
تیرے دل میں کوئی خطرہ گذرے یا الہام پائے
تو اس کو قرآن و حدیث سے ملا اگر قرآن و حدیث
میں اس کی حرمت پائے جیسے صورت زنا و ریا و فاسق
و فاجر کے ساتھ میل جول اور دوسرے گناہ ہیں
بس ایسی باتوں کو اپنے دل سے دور کر اور ان سے الگ رہ
ان کو قبول نہ کر ان پر عمل نہ کر اور یقین کر کہ ایسے
وسوسے شیطان کی جانب سے ہیں اور اگر اس خطرہ
کو قرآن و حدیث میں مباح پائے جیسے کھانے پینے
پہننے اور نکاح کرنے کی خواہشیں تو ان کو بھی چھوڑ
دے اور قبول نہ کر اور جان کہ یہ خطرہ نفس اور نفس
کی خواہشات ہیں اور تو مخالفت اور عداوت
نفس پر مامور ہے اور اگر قرآن و حدیث میں اباحت
و حرمت نہ پائے بلکہ وہ ایک ایسی بات ہو کہ جسے
تو نہیں سمجھتا جیسے تجھ سے کہا جائے کہ فلاں
جگہ جا اور فلاں مرد صالح سے ملاقات کر حالانکہ
خدا پاک کی عطا کی ہوئی نعمت علم و معرفت کی وجہ
سے تجھے وہاں جانے اور اس مرد صالح
سے ملاقات کرنے کی حاجت اور غرض نہیں ہے تب
تو وہاں ٹھیرجا اور جانے میں جلدی نہ کر اور
سوچ کر کیا یہ الہام حق کی طرف سے ہے تاکہ میں

من قبيل الدواعي والعادات المستنبطة
والشيطان لانك لا تعلم عاقبته
وما يؤول الامر اليه وما كان
فيه فتنة وهلاكا ومكرا
من الله وامتحانا فاصبر
حتى يكون هو الفاعل فيك
فاذا تجرد الفعل وحملت الى
هناك واستقبلتك فتنة
كنت محفوظا فيها لان الله
تعالى لا يعاقبك على فعله وانما
يتطرق العقوبة نحوك لكونك
في شيء وان كنت في حالة
الحقيقة وهي حالة الولاية
فخالف هواك واتبع الامر
في الجملة واتباع الامر على
قسمين احدهما ان تاخذ
من الدنيا القوت الذي
هو حق النفس وتترك الحظ
وتؤدي الفرض وتشتغل بترك
الذنوب ما ظهر منها وما بطن
والقسم الثاني ما كان بامر
باطن وهو امر الحق يامر عبده
وينهاه وانما يتحقق هذا الامر
في المباح الذي ليس له حكم
في الشرع على معنى انه ليس
من قبيل النهي ولا من قبيل
الامر الواجب بل هو مهمل
ترك العبد يتصرف فيه
باختياره فسمي مباحا فلا
يحدث العبد فيه شيئا من
عنده بل ينتظر الامر فيه
فاذا امر امتثل فيصير حركاته
وسكناته بالله ما في الشرع
حكمه فبالشرع وما ليس له
حكم في الشرع فبالامر الباطن
ثم يصير محققا من اهل الحقيقة
وما ليس فيه امر باطن فهو
مجرد الفعل حالة التسليم
وان كنت في حالة حق الحق

[illegible]
کرنے میں خطا [illegible]
بار ہو اور تجھ کو جلد جانے کی خواہش [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کر تو اپنا [illegible]
کو نہیں [illegible] اور کر
[illegible]
کر کر [illegible] فعل ہو جائے [illegible]
[illegible]
ہو گئی [illegible]
محفوظ رہے گا [illegible] کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے
فعل پر تجھے عقوبت نہیں کرے گا اور عذاب
کسی کام میں تیرے دخل کی وجہ سے پہنچتا ہے
اگر تو حالت حقیقت یعنی حالت ولایت میں ہو
تو نفس کی مخالفت کر اور امر حق کا پورا اتباع کر
[illegible] قسمیں ہیں پہلی قسم
[illegible]
اور ترک گناہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] امر باطن نہیں وہ مجرد فعل حق کا
محل اور حالت تسلیم ہے اور اگر تو
[illegible] حالت [illegible]

تاریخ اسلام

(خاص طور پر ... بسلسلہ گذشتہ)

(از جناب مولانا ... سید نذیر الحق صاحب ...)

عرب کے اقوام و قبائل قدیم زمانہ میں ملک عرب میں سام ابن نوح کی اولاد آباد رہی ہے عرب کے باشندگان کو بلحاظ زمانہ تین قسمیں ہیں۔ عرب بائدہ۔ عرب عاربہ اور عرب مستعربہ۔ عرب بائدہ سے عرب کی وہ قدیم قومیں مراد لی جاتی ہیں جو سام ابن نوح کی اولاد سے تھیں وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے اور اب دنیا میں ان کا کوئی نام و نشان باقی نہیں۔

عرب عاربہ عرب بائدہ کے بعد عرب کے اصلی باشندے عرب عاربہ ہوئے جو بنو قحطان کی اولاد تھے اور ان کا اصلی مسکن یمن تھا۔

عرب مستعربہ یعنی بنو اسمٰعیل کی اولاد جو حجاز میں آباد تھی۔ ظہور اسلام کے وقت عرب میں بنو قحطان اور بنو اسمٰعیل آباد تھے اور کہیں کہیں یہودی بھی پائے جاتے تھے عرب کی قوموں کا اگر بالتفصیل ذکر کیا جائے تو ایک علیحدہ مستقل کتاب بن جائے جس سے کوئی خاص فائدہ متصور نہیں لہذا صرف ان قبائل کے ذکر پر اکتفا کی جاتی ہے جن کا تعلق تاریخ اسلام سے ہے اور جن کا جاننا تاریخ اسلام کے مطالعہ کرنے والے کے لئے ضروری ہے۔

بنو قحطان اس خاندان کی تین بڑی بڑی شاخیں ہیں قضاعہ، کہلان اور حمیر یمن کی شاخ جو یمن میں حکمران تھے۔

قبائل قضاعہ اس کی حسب ذیل شاخیں ہیں بنو کلب۔ بنو تنوخ۔ بنو جرم۔ بنو جہینہ۔ بنو ہند۔ بنو عذرہ۔ بنو بلی۔ سلیح۔ جہینہ۔ تغلب۔ نمر۔ اسد۔ تیم اللات اور کلب۔

کہلان بجیلہ۔ خثعم۔ ہمدان۔ کندہ۔ مذحج۔ طے۔ لخم۔ جذام اور عاملہ ازد۔ ازد کی شاخیں یہ ہیں۔ اوس۔ خزرج۔ خزاعہ۔ غسان اور ...

عدنان کے قبائل کا آخری مقسم مضر ہے۔ قبائل مضر اولاً بنو خندف۔ بنو قیس اور دو خاندانوں پر منقسم ہے

(۱) خندف۔

ہذیل۔ کنانہ۔ اسد۔ خزیمہ۔ مزینہ۔ ارباب۔ تمیم اور ... ان میں سے ہر ایک کے متعدد فروع ہیں۔

اصل	فروع
کنانہ	قریش۔ دئل
اسد	قارہ
رباب	عدی۔ تیم۔ عکل اور ثور
تمیم	مقاعس۔ حنظلہ۔ بنو سعد۔ بنو یربوع۔ ریاح۔ ثعلبہ اور کلیب۔

(۲) قیس

عیلان۔ غطفان۔ اعصر۔ سلیم اور ہوازن

غطفان۔ عبس۔ ذبیان۔ فزارہ اور مرہ۔

اصل	فروع
ہوازن۔	سعد۔ نصر۔ جشم۔ ثقیف۔ سلول۔ بنو عامر (عامر کی شاخیں بنو ہلال۔ بنو نمیر اور بنو کعب)
اعصر	غنی۔ باہلہ

یہود

بنو قینقاع۔ بنو نضیر۔ بنو قریظہ۔

اہل عرب کی اخلاقی حالت چونکہ اہل عرب زمانہ دراز سے وحشی اور آوارہ گردی کی زندگی بسر کرتے تھے اس لئے ان سے تہذیب اور انسانیت کے جوہر رخصت ہو گئے تھے اور ان کی جگہ بدویت و حیوانیت کے سفلی جذبات پوری قوت کے ساتھ بروئے کار آ گئے تھے۔ سنگدلی اور جباریت کے آفریں جذبات سے ہر فرد سرشار تھا۔ بات بات پر لڑنا اور قتل و غارت کا بازار گرم کر دینا ایک دلچسپ مشغلہ اور معمولی بات تھی بلکہ قتل و غارت میں وہ اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور فرحت محسوس کرتے تھے عرب کا ایک شاعر کہتا ہے ؎

بیوم کریهة ضرباً وطعناً ۔ اقر به موالیک العیونا

(ترجمہ) ہم تجھکو ایسے روز جنگ کی خبر دیں جس میں ہم نے ایسی شمشیر زنی و نیزہ بازی کی ہے کہ اس کے سبب تیرے چچیرے بھائیوں نے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کی ہیں بسبب قتل اعداء کے۔

نیز یہی شاعر کہتا ہے ؎

متی ننقل الی قوم رحانا ۔ یکونوا فی اللقاء لها طحینا

(ترجمہ) جب ہم کسی قوم پر اپنے تشدد کی چکی چلاتے ہیں تو وہاں سے ملتے ہی آٹا ہو جاتے ہیں۔

یہی شاعر ایک جگہ کہتا ہے ؎

کان سیوفنا منا ومنهم ۔ مخاریق بایدی لاعبینا

(ترجمہ) ہم اور وہ ایسے بیباکانہ لڑتے ہیں کہ گویا ہماری اور ان کی تلواریں شمشیر چوبیں یا کپڑے کے کوڑے کھیلنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں یعنی جیسے لڑکے کھیل کود میں ضرب کی پرواہ نہیں کرتے ایسا ہی ہمارا حال ہے۔

عرب کی دو مشہور لڑائیاں قبیلہ بکر اور تغلب کی لڑائی جو حرب بسوس کے نام سے مشہور ہے اور جس میں ستر ہزار آدمی مارے گئے تھے اس کا سبب محض اتنی سی بات پر تھی کہ ایک شخص کا کرت کسی کے کھیت میں جا گھسا کھیت والی عورت نے اونٹنی کو مارا، اس پر اونٹنی والے نے اس عورت کی چھاتی کاٹ لی اس بات پر سلسلہ شروع ہو کر حرب ... تک جاری رہا ... میں صرف

بکر اور تغلب میں جنگ چھڑ گئی جس میں رفتہ رفتہ عرب کے تمام قبائل اس میں شریک ہو گئے ؎

جو بکر اور تغلب کی باہم لڑائی | صدی جس میں آدھی انہوں نے گنوائی
قبیلوں کی کردی تھی جس نے صفائی | تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی

نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ اک ان کی جہالت کا تھا وہ

دوسری مشہور جنگ حرب داحس ہے جس کی بنیاد یہ تھی کہ گھوڑ دوڑ میں ایک شخص کا گھوڑا داحس نامی آگے بڑھا جاتا تھا ایک شخص نے آگے آکر اسے بدکا دیا بس اسی بات پر قبیلے کے قبیلے کٹ مرے ؎

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا | کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا | کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا

یونہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں
یونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

جب کسی شخص سے دشمنی ہو جاتی تو وہ دشمنی خاص شخصوں سے گذر کر تمام خاندانوں اور قبیلے پر چھا جاتی تھی اور جب تک خاطر خواہ بدلہ نہ لے لیتے کلیجہ ٹھنڈک نہ پڑتی تھی جب کوئی شخص مرتا تو اپنی اولاد کو نصیحت کر جاتا کہ فلاں شخص ہمارا دشمن ہے اس سے بدلہ لے لینا اس کی اولاد اپنی اولاد کو وصیت کر جاتی اسی طرح نسلاً بعد نسل یہ سلسلہ جاری رہتا بعض اوقات تو ایسا ہوتا کہ زمانہ دراز گذر جانے کی وجہ سے صرف یہ تو یاد رہتا کہ فلاں شخص ہمارا دشمن ہے اور اس سے بدلہ لینا ہے مگر وجہ دشمنی یاد نہ رہتی۔

غرض قتل و غارت کا سلسلہ اتنا دن رات جاری تھا سال میں صرف چند مہینے ایسے مقرر کر رکھے تھے کہ جن میں لڑائی موقوف رہتی اس موقع میں حج کرتے مشاعرے منعقد ہوتے اور تجارتی کاروبار کی سہولتیں بہم پہنچاتے تھے۔

مے نوشی اور عشق بازی

شراب اور زناکاری کا تو عرب میں اس قدر دستور تھا کہ گویا ان کی گھٹی میں شراب پڑی تھی ایک شاعر نے مرتے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میری قبر پر شراب کا مٹکا رکھ دیا جائے۔

طرفہ ابن العبد البکری عرب کا ایک بلا نوش اور مشہور شاعر کہتا ہے ؎

کریم یروی نفسہ فی حیاتہ | ستعلم ان متنا غدا ایّنا الصدی

(ترجمہ) میں ایسا شریف مرد ہوں جو اپنے آپ کو جیتے جی شراب سے سیراب کرے اے مخاطب لا محالہ اگر ہم دونوں کل مر گئے تو عنقریب جان لے گا کہ ہم میں کون پیاسا ہے کس کی روح بھٹکتی پھرتی ہے۔

مے نوشی کا ایک واقعہ

ایک دن عرب کا ایک بادشاہ عمرو شکار کے ساتھ لیکر شکار کو گیا [illegible] مگر کہا کہ وہ اس کے قابو میں نہ آیا بادشاہ نے بعد ازاں طنزاً یہ کہا کہ طرفہ نے تیرے حق میں جو کہا ہے وہ درست ہے اور طرفہ نے اس کی ہجو میں جو اشعار کہے تھے وہ سنا دیے اس پر عبد عمرو نے کہا کہ حضور آپ کی ہجو میں جو طرفہ نے جو اشعار کہے ہیں وہ اس سے بہت زیادہ سخت ہیں اور وہ

[illegible] کی [illegible] بادشاہ نے قتل کا ارادہ کیا مگر چند مصاحبوں نے [illegible] کر دینگے تو اس کا ماموں شاعر جو طرفہ کا حلیف ہے آپ کی ہجو کرے گا بہتر ہے کہ دونوں کو قتل کیا جائے یہ مشورہ بادشاہ کو پسند آیا اور [illegible] کو بلا بھیجا جب وقت پر دونوں بادشاہ کے پاس پہنچے تو ان دونوں کو انعام دیا اور دونوں کے لئے عہد [illegible] بحرین کے حاکم کے نام لکھ کر روانہ کر دیا جن میں لکھا تھا کہ ان دونوں کو قتل کر دیا جائے جس وقت حاکم کے پاس پہنچے اور وہ حکم قتل سے آگاہ ہوا تو طرفہ سے پوچھا کہ کس صورت سے قتل ہونا چاہتا ہے اس نے کہا کہ پہلے مجھے بہت سی شراب پلائی جائے اور پھر فصد کھول دی جائے غرض اسی طرح سے اس کو ہلاک کیا۔

چونکہ مے نوشی کا لازمی اثر زناکاری اور فسق و فجور ہے اس لئے اہل عرب زناکاری کی بھی حد سے زیادہ کثرت تھی باپ کی منکوحہ بیٹے کو وراثت میں ملتی تھی۔ ازدواج کی کوئی حد نہ تھی حقیقی بہنوں سے ایک ساتھ شادی جائز تھی۔

عشق بازی

عشق بازی تو اہل عرب کا شعار خصوصی تھا حسن و عشق کے مضمون کو عام مجمعوں میں مزے لے لیکر شوق سے کہا کرتے تھے ان کے عاشقانہ جذبات کی ہوسناکی کا نقشہ عشق عموماً عورتیں بنتی تھیں جو ان کی قریبی رشتہ دار ہوا کرتی تھیں نہ صرف یہ کہ عشق اور ہوسناکی کی جا بجا داستان کو عام مجمعوں میں فخریہ سنایا کرتے تھے بلکہ اپنی خلوت کی عریاں تصویریں کھینچ کر اس کو بھی اپنا زور بیان اور بہادری سمجھتے تھے عرب کا ایک بڑا فصیح و بلیغ شاعر اور ایک رنگیلا شخص امرؤ القیس اپنے چچا کی بیٹی عنیزہ پر عاشق تھا اس کو مخاطب کر کے کہتا ہے ؎

فمثلک حبلی قد طرقت ومرضع | فالھیتھا عن ذی تمائم محول

(ترجمہ) اے عنیزہ سوائے تیرے میری [illegible] بہت سی حسین و جمیل حاملہ محبوبہ ہیں کہ میں ان کے پاس رات کو آیا اور بہت سی دودھ پلانے والیاں کہ میں ان کے پاس شب کی تاریکی میں آیا اور ان کو اپنی لذت وصال اور گفتار کی محویت کی وجہ سے ان کے بچہ سے غافل اور بے پروا کر دیا۔

اس سے زیادہ عریاں بیانی اور اخلاق سوزی کا یہ شعر ملاحظہ کیجئے ؎

اذا ما بکی من خلفھا انصرفت لہ | بشق وتحتی شقھا لم یحول

(ترجمہ) جب وہ بچہ اپنی والدہ کی پیٹھ پیچھے روتا تھا تو وہ اپنے نصف جسم فوقانی کو دودھ پلانے کے لئے اس کی طرف پھیر دیتی تھی اور اس کا نصف حصہ جسم تحتانی میرے نیچے رہتا تھا۔

اہل عرب کے نزدیک وہ شخص کمینہ رذیل اور بخیل سمجھا جاتا تھا کہ جس پر عاشق ہوا ہو اور کہیں تعلق پیدا کیا ہو عشق بازی میں بہت مشہور تھا [illegible] تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ اہل عرب کا جسم بہت [illegible] یہ تمام مرد اور عورتوں کو کھلی اجازت تھی کہ ایک دوسرے سے ملیں اور داد عیش دیں [illegible] گرم [illegible] اور بیکاری جو تھے سفاکی شاعری ان [illegible]

شاعری اور قادر الکلامی

عرب جاہلیت کے لئے جو جوہر باعث فخر و ناز تھی اور جس پر وہ بجا طور پر فخر کرتے تھے ہماری شاعری اور قادر الکلامی تھی اور حقیقی انصاف یہی ہے کہ ان کی فصاحت و بلاغت کا آفتاب ہمیں نصف النہار پر اپنی ضو فشانی دکھا رہا تھا۔ آج سے تیرہ سو سال پہلے تھا ان کے بلند تخیل اور حقائق تشبیہات و استعارات کا سدا بہار گلشن آج بھی ویسا ہی شگفتہ و شاداب ہے جیسا کہ پہلے تھا۔

اس معاملہ میں ان کا کوئی ہمسر نہیں ملک وہ صرف تمام عرب میں بلکہ ساری دنیا میں گوئے سبقت لے جا چکے ہیں۔ چنانچہ اہل لغت کہتے ہیں کہ عرب اور اعراب کے معنے ہی فصاحت اور زبان آوری کے ہیں یہی وجہ ہے کہ اہل عرب اپنی زبان آوری کے سامنے تمام دنیا کو ہیچ اور حقیر سمجھتے تھے اور اسی لئے اپنے سوا دوسری تمام قوموں کو عجم یعنی ژولیدہ بیان کہتے تھے۔ غرض مجملہ دیگر یادگار ہائے زمانہ کے عرب کی شاعری بھی یادگار زمانہ ہے اور آئندہ رہے گی۔ ان کی یادگار زمانہ شاعری کی ایک عمدہ یادگار قصائد سبعہ معلقہ ہیں۔ ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں ہر برس شعرائے عرب عکاظ میں جمع ہوتے تھے اور لوگوں کو اپنے اشعار سنایا کرتے تھے جو اشعار پسند کئے جاتے ان کو ارکان کعبہ پر لٹکا دیا جاتا اور شاعر کے لئے باعث فخر و ناز ہوتے تھے سو یہ سات قصائد وہ ہیں جو ارکان کعبہ پر لٹکائے گئے تھے اور جنہیں خلائق پر ایک شرف حاصل کیا تھا۔ چند اشعار نمونۃً پیش کئے جاتے ہیں۔ امراء القیس اپنی محبوبہ کی تعریف میں کہتا ہے ؎

تضیٔ الظلام بالعشی کانہا   منارۃ ممسی راہب متبتل

(ترجمہ) محبوبہ مذکورہ ایسی حسین و جمیل ہے کہ اس کے چہرہ کی درخشانی تاریکی شب کو چراغ نصرانی تارک الدنیا کی طرح روشن کر دیتی ہے جو بوقت شب ہونے بھٹکے مسافروں کی رہنمائی کے لئے جلایا جاتا ہے۔

جو لوگ شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے ہیں اور علم معانی و بیان کا حقہ واقف ہیں وہ اس شگفتہ اور وجد آور تشبیہ پر غور کریں مزہ لیں اور عرب کی شاعری کی داد دیں۔

طرفہ بکری شاعر کہتا ہے ؎

وتقصیر یوم الدجن والدجن معجب   ببھکنۃ تحت الخباء المعمد

(ترجمہ) اور میرے جینے کی غرض یہ ہے کہ میں اس بدلی کو جس میں گھٹا جھوم رہی ہو خوشنما ہو اور ایک ایسے خیمہ میں جو بلند ستونوں کے قائم پر مختلف ادا میرا شہر ... مثل چاندنی کے کم قصائد تنگ رو بلند ... ایک محبوبہ حسینہ نازک اندام گلبدن کے کوتاہ کرتا رہوں۔ ... دہ مغرور کے صبح و شام کا پیچھا ہی پتہ نہیں رہتا۔

کیسی پر لطف سادہ پر اثر زبان ہے کیا ... ہے اور ندرت کا کیا اعلیٰ تخیل ہے باوجود قدامت زبان کے اب تک زبان کی حلاوت اور شیرینی کم نہیں ہوئی ... ہے کہ آج کل کی شاعری کی طرح صرف الفاظ ہی الفاظ نہیں بلکہ معنی ... کی کثرت ہے جو ان کی قادر الکلامی کی دلیل ہے۔

کہتا ہے ؎

فصددتہم بالسیف فیہم   والموت حاذا انطاع آتما

(ترجمہ) اور ... بڑے ... کے حق میں جبکہ بسبب مصیبت و قحط وغیرہ کے ان کے ... ہو جاتا ہے اپنی جود و سخا کی وجہ سے ... ہو سکتے ہیں۔

یعنی جیسے موسم بہار کے بادل ... جاتے ہیں ... ہوئے مظلوموں ... اور ... ہو جاتے ہیں اسی طرح جاہلی قوم کے آدمی مظلوموں اور بیکسوں کی دستگیری کا باعث ہو سکتے ہیں کیا عالی تخیل اور عمدہ مضمون ہے۔

مشہور ہے کہ ایک مرتبہ کوئی عرب مسافر اپنی جائے قیام سے دور کسی خانہ بدوش عرب کے خیمہ میں شب باش ہوا اس خیمہ میں صرف ایک نیم و بیوہ عورت لڑکی تھی جو فرائض مہمانداری ادا کر رہی تھی اس نے مسافر سے پوچھا کہ آپ کس قبیلہ سے ہیں اس نے اپنے قبیلہ کا نام بتلایا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس قبیلہ اور لڑکی کے قبیلہ سے دشمنی تھی۔ لڑکی نے یہ معلوم کر کے جھٹ ایک شعر اس قبیلہ کی ہجو میں کہہ ڈالا مسافر سن کر حیران اور نادم ہو گیا اور کہا میں نے بھول کر اپنے قبیلہ کا یہ نام بتایا ہے حالانکہ میں فلاں قبیلہ سے ہوں یہ سن کر اس لڑکی نے اس قبیلہ کی ہجو میں بھی ایک گرم شعر سنا دیا غرض یہ کہ مسافر شرمندہ ہوا اور نادم تھا کہ اپنے قبیلہ کے نام بتلاتا رہا اور وہ ہر ایک کی ہجو میں شعر کہتی رہی حتیٰ کہ اس لڑکی نے تمام قبیلوں کی ہجو میں اشعار کہہ ڈالے اس واقعہ سے عرب کی زباندانی اور قادر الکلامی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

عرب کی ادب شناسی

جہاں عرب میں شاعری کا آفتاب نصف النہار پر تھا اور بڑے نامور شعراء کی کثرت تھی وہاں شعراء کی داد فصاحت دینے والوں، قدر افزائی کرنے والوں، ادب شناسوں اور ذوق آشناؤں کی بھی کمی نہ تھی۔ عمرو بن مرثد ایک بڑا سردار ہے جب طرفہ بکری شاعر کے یہ دو بیت سنے ؎

فلو شاء ربی کنت عمرو بن مرثد   ولو شاء ربی کنت قیس بن خالد

(ترجمہ) سو اگر میرا پروردگار چاہتا تو میں مثل عمرو بن مرثد اور قیس بن خالد کے کثیر الاولاد و اموال ہو جاتا۔

فاصبحت ذا مال کثیر وزارنی   بنون کرام سادۃ لمسود

میں بڑا مالدار ہوتا تھا اس وقت بنا یا سردار ہوتا اور میرے سلام کو میرے بیٹے حاضر ہوتے۔

عمرو بن مرثد نے یہ بیت سن کر اپنے دسوں بیٹوں اور طرفہ کو بلایا اور کہا کہ بھائی بیٹے تو خدا تجھ کو ہی عطا کر سکتا ہے البتہ میں یہ کر سکتا ہوں کہ تجھ کو اپنے موافق مالدار کر دوں یہ کہہ کر اپنے دسوں بیٹوں کو حکم دیا کہ ہر ایک اپنے مال کا عشر یعنی دسواں حصہ طرفہ کو دیدے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مالدار ہو گیا۔

لبید بن ربیعہ عامری کا ایک شعر ہے ؎

وجعلنا السبيل من النطفو [illegible]

دیوغیدمتوضا اقلامہا

(ترجمہ) اور متواتر سالیوں نے ان کے شعلوں کو جو بسبب تیز ہوا کے مٹی میں دب گئے تھے ظاہر کر دیا ہے وہ کہنڈر گویا ایسی کتابیں ہیں جن کے مٹے ہوئے حرفوں کو ان کے قلموں نے دوبارہ اجال دیا ہے۔"

جس وقت فرزدق شاعر نے یہ شعر سنا تو سجدے میں گر پڑا لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ تم سجدات قرآن کو خوب پہچانتے ہو اور میں سجدۂ شعر کو خوب پہچانتا ہوں۔

دیگر خرابیاں

تجارت میں کم ہوتا تھا اور دہوکہ بازی وغیرہ عیوب عام تھے۔ مدجزرلی اور دغا کرنا لانے میں بیباک اور بد مزاج تھے کسی تنہا مسافر کو پاتے تو اس کا مال چھین لیتے تھے اور اس کو غلام بنا کر بیچ ڈالتے تھے راستے میں کنووں کو اس خیال سے گھاس میں چھپا دیتے تھے کہ مسافروں کو پانی نہ ملے اور وہ پیاس سے تڑپ کر مرجائیں اور ان کا مال ہاتھ آجائے اور چوری بھی ان کا ایک ذریعہ معاش تھا۔

تکبر اور خودنمائی کے مرض نے ان کو اس درجہ تک پہنچا دیا اور خود سر بنا دیا تھا کہ کسی کو اپنا ہمسر ہی نہیں سمجھتے تھے یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اور اسی وجہ سے انبیا و رسل کو جھٹلاتے اور ہادیان برحق کی تعلیمات کا مضحکہ اڑاتے رہے اور احکام الٰہی سے منہ موڑتے رہے۔

مرنے کی رسمیں مثلاً کہوٹنا، بال نوچنا، ہائے واویلا کرنا، سر پر خاک ڈالنا اور عورتوں کا بال کھولے جنازہ کے پیچھے پیچھے چلنا وغیرہ قریب قریب وہی تھیں جو ہندوستان میں ہندو اور بعض جاہل مسلمان گھرانوں میں پائی جاتی ہیں۔ تیجہ، سوسواں، چالیسواں اور برسی وغیرہ رسوم بھی عرب میں رائج تھیں جن کا وجود آج تک مسلمانوں میں بھی پایا جاتا ہے اگرچہ فرق ہے تو محض اتنا کہ ان بیہودہ رسموں کو اسلامی رنگ دے دیا گیا اور ذرا شائستہ صورت بنالی گئی۔

حیرانی اور تعجب ہے کہ عرب جاہلیت کی یہ رسوم مسلمانوں میں کیونکر آگئیں حالانکہ اسلامی تعلیمات نے ان کا کما حقہ استیصال کر دیا تھا اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نظر نہیں آتی کہ جہالت اور لاعلمی کے سبب ان کے قلوب میں اسلامی تعلیمات نے گھر نہیں کیا۔

دخترکشی کی ظالمانہ اور وحشیانہ رسم سب سے زیادہ رائج تھی اس سنگدلانہ فعل پر فخر کیا جاتا تھا اس کو خاندانی شرافت و عزت اور خودداری سمجھا جاتا تھا آہ وہ کیسا خوفناک اور بھیانک سین ہوتا تھا کہ جب لڑکی چار پانچ سال کی ہوتی اور اپنی میٹھی میٹھی باتوں سے والدین کو بھاتی تو ظالم باپ پہلے سے ایک گڑھا کھود آتا اور اس کو نہلا دھلا کر اور بنا سنوار کر لیجاتا اور گڑھے میں دھکا دے دیتا اور اگر وہ چیختی چلاتی اور شفقت پدری سے استمداد کرتی تو اوپر سے پتھر مارے جاتے اور ہمیشہ کے لئے اس معصوم ہستی کو زندہ درگور کر دیا جاتا۔

جوا کھیلنے کا عیب بھی ان میں حد سے زیادہ تھا جو ازلام کے ذریعہ کھیلا جاتا تھا جو ایک خاص قسم کے تیر ہوتے تھے ان کی تعداد دس تھی

(۷) نہیل ولہ حق (۸) منیح (۹) [illegible]

ظاہر ہے کہ ان تیروں پر جو نشانات لگے ہوئے [illegible] کہ کعبہ کے اطراف میں بیٹھ کر سب تیروں کو ایک تھیلی میں رکھ کر ایک شخص کے ہاتھ میں دیدیتے وہ ایک ایک تیر نکال کر ایک شخص کے ہاتھ میں دیتا جس شخص کے پاس آتا اسی کے موافق اس کو حصہ مل جاتا جن کے ہاتھ میں آتے وہ نقصان میں رہتے۔ جوا خاص کعبہ کے سامنے کھیلا جاتا تھا۔ ایک طریقہ قمار بازی کا یہ تھا کہ کسی کے کوئی چیز ریت میں چھپا دیتے اس کے بعد اس ریت کی ڈھیری کو دریافت کرتے کہ بتاؤ وہ چیز کونسی ڈھیری میں ہے۔ جو شخص ٹھیک بتا دیتا وہ جیت جاتا اور جو غلط بتاتا وہ ہار جاتا۔

توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی

جنوں بھوتوں اور پریوں کے قائل تھے ان کا اعتقاد تھا کہ پریاں انسانی مردوں پر عاشق ہو جاتی اور جن انسانی عورتوں سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں جنوں کو وہ غیر مرئی مخلوق سمجھتے مگر ساتھ ہی یقین رکھتے تھے کہ مجردات اور مادیات میں تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ جرہم انسان اور جن کے تناسل سے پیدا ہوا تھا۔ یہی عقیدہ ان کا ملکۂ سبا بلقیس کی نسبت تھا۔ عمرو بن یربوع کی نسبت ان کا خیال تھا کہ آدمی اور غول بیابانی کے تناسل سے پیدا ہوا تھا جس اونٹنی کے پانچ بچے پیدا ہو چکے ہوں اور پانچواں نر ہو اس کو بحیرہ کہتے ہیں اور اس کا کان چیر کر چھوڑ دیتے تھے وہ جہاں چاہے چرتی کوئی اس سے تعرض نہ کرتا تھا اگر بہیر کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو اس کو بتوں پر چڑھا دیتے تھے اور اگر مادہ ہوتا تو اپنے لئے رکھتے اور اگر دونوں بچے نر و مادہ پیدا ہوتے تو نر کو قربانی نہ کرتے اس کا نام وصیلہ ہوتا تھا جس نر اونٹ کی پشت سے دس بچے پیدا ہو چکے ہوں اس کو ذبح کرنے نہ اس پر بوجھ لادتے نہ سواری کرتے تھے سانڈ کی طرح آزاد چھوڑ دیتے تھے اس کا نام حام ہوتا تھا بتوں کے سامنے یا خانوں کی زیارت پر بہت رہتے تھے ان کو ازلام کہتے تھے ایک تیر پر لا اور دوسرے پر نعم لکھا ہوتا یہ تیر ایک تھیلی میں ہوتے جب کوئی خاص اور اہم کام درپیش ہوتا تو جاتے اور ترکش میں سے تیر نکالتے اگر لا والا تیر نکل آتا تو اس کام سے باز رہتے اور نعم والا نکلتا تو اجازت خیال کرتے اور اگر خالی تیر نکلتا تو پھر دوبارہ تیر نکالتے۔ بت کے پاس جو درخت اقوم ایک کیکر کا درخت ہے جب کبھی سفر میں جاتے تو وقت آخری کسی شاخ میں گرہ لگا جاتے سفر سے واپس آکر دیکھتے اگر شاخ میں گرہ گری ہوئی ملتی تو سمجھ لیتے کہ گرہ لگی ہوئی دیکھتے تو سمجھتے ہماری بیوی بیکار [illegible] نہیں ہوئی تو سمجھ لیتے کہ ہماری بیوی نے ہماری غیر موجودگی میں [illegible] مرجاتا تو اس کی اونٹنی کو اس کی قبر کے پاس باندھ دیتے اور اس کی آنکھیں بند کر دیتے وہ مرجاتی یہاں تک کہ [illegible] دیتے اور اس حالت میں چھوڑ دیتے [illegible] اس لئے کیا جاتا تھا کہ مرنے کے بعد جب وہ قبر سے اٹھے [illegible] اور جب کوئی شخص کسی بستی میں جاتا [illegible]

سرکار رسالت کا نذرانہ

مرتبہ عبدالحمید خان

دعاء

شب بہار گدایان بے نیاز ترا — بہ بارگاہ خدائے اگر گذر افتد
بود کہ باہمہ حیرت ملتفت گردد — بود کہ جانب ما ہم گہے نظر افتد
بگویمش و بصد شور التجا گویم — چہ گویمش بہ سخنے حرفے از دعا گویم
ہمیں کہ اے شہ شاہنشہان بے ہمتا — خدائے این شب پر بہار مستی زا
بہ خلوتے کہ تو داری بہ ہیبتے کہ ترا — بایں حجاب تو مانند ظاہر و پیدا
چنیں ببار کہ پیش تو التجا بکنم — بوقت کرب و بلا ہم خدا خدا نکنم

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

مولود شریف کی مجلسیں

(از جناب [illegible])

[illegible] مجلس میلاد سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ ایک جگہ چند آدمی جمع ہو کر [illegible] رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کریں اور سنیں اور اس کے ساتھ آنحضرت کی سیرت مبارک پر غور کریں کہ اس سے بہتر درس اخلاق [illegible] مسلمان کے لئے اور کوئی نہیں ہو سکتا پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ مجلس ایسے متبرک مقاصد کے لئے منعقد کی جاتی ہے تو اس کو بدعت و ناجائز کیوں کہا جاتا ہے وہ علماء جو ان محافل کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور ان کے انعقاد کو بدعت خیال کرتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ سیرت مبارک کے ذکر کو ہرگز برا نہیں سمجھ سکتے یا کسی مسلمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب سے انکار اور نہ مجالس میں ان کے ذکر کرنے سے کوئی عذر ہو سکتا ہے بلکہ ان فضائل و مناقب کے ذکر سے بفحوائے عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ رحمت الٰہی کا نزول ہوگا یہ کوئی ضروری نہیں کہ فلاں تاریخ مخصوص ماہ معین ہی میں ہو بلکہ بارہ مہینے اور ہر ماہ کے تیس دن اور ہر دن کے چوبیس گھنٹوں میں جب کوئی چاہے کسی با خدا عالم کو بلا کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل و شمائل خود سنے اور لوگوں کو بھی سنوائے اس لئے یقیناً اس کے اسباب کچھ اور ہوں گے جن کی بناء پر ایسا حکم لگایا جاتا ہے ہمارا فرض ہے کہ اس پر غور کریں اور مجلس میلاد کے تمام ضروری پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہوئے خود انصاف سے کام لیں کہ آیا وہ بدعت ہے یا نہیں عقل سلیم اسے جائز قرار دے سکتی ہے یا نہیں سب سے پہلے موجودہ طرز عمل کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کیا ہے ہندوستان کا ہر شخص آگاہ ہے کہ عموماً جب محفل میلاد منعقد کی جاتی ہے تو پہلے تعین وقت اور روز کی اطلاع پبلک کو دیجاتی ہے جب وقت معینہ پر سب آدمی جمع ہو جاتے ہیں تو ذکر خیر شروع ہوتا ہے ذکر کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ مجمع کے وسط میں ایک چوکی پر صاف ستھرا فرش بچھا دیا جاتا ہے اس کے قریب ہی خوشبو سلگائی جاتی ہے اور میلاد خوانوں کا گروہ جس میں کم از کم تین آدمی ہوتے ہیں اس چوکی پر جلوہ افروز ہوتا ہے سب سے پہلے درمیان کا میلاد خواں اس کی ابتدا کرتا ہے اور اکثر فاتحہ سے آغاز ہوتا ہے اس کے بعد کوئی کتاب کھول کر حمد و نعت میں غزل گائی جاتی ہے اور اس نغمہ سرائی میں تینوں آدمی جو کہ عموماً پیشہ ور میلاد خواں ہوتے ہیں حد درجہ بیباک ہوتے ہیں اور مطلقاً گلو بازیوں سے انھیں شرم نہیں آتی شریک ہوتے ہیں اس کے بعد کوئی نقل شروع کی جاتی ہے جس میں تخلیق زمین و آسمان۔ عالم ارواح نور محمدی وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے یہاں تک کہ آنحضرت کی ولادت کے ذکر کا وقت آتا ہے۔ اس وقت لوگ مودب کھڑے ہو جاتے ہیں اور عام طور سے اس وقت کوئی نظم نعت میں نغمے کے ساتھ پڑھی جاتی ہے پھر بیٹھکر آپ کے عالم طفولیت کا ذکر نشو و نما کے حالات مبعوث ہونے کی کیفیت نزول وحی کا حال اور معراج وغیرہ کا بیان ہوتا ہے [illegible] ان تمام باتوں میں کوئی امر خلاف مصلحت یا خلاف شریعت نظر نہیں آتا

لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے [illegible] مقصود کو پورا نہیں کرتی اول تو جو کتابیں [illegible] میلاد کے لئے [illegible] ہیں وہ اس قدر معمولی اس درجہ لغو روایات و حکایات [illegible] آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کرنا ہی اس ذات مقدس کی [illegible] دوسرے نغمہ سرائی وغیرہ اور نعتیہ کلام کے بعض عامیانہ انداز بیان و مضمون کو ایسی توجہ سے دی جاتی ہے کہ [illegible] میلاد مبارک تو نہیں سکتے ہاں اور جو ہیں [illegible] الغرض عام طور پر جو میلاد کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں ان میں [illegible] پڑھی جاتی ہیں اس لئے سب سے پہلے لوگوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے اور ان معمولی کتابوں کی روایتوں پر بھول کر بھی اعتقاد نہ کرنا چاہیئے مولانا شبلی کی سیرۃ النبی یا نشر الطیب۔ تاریخ حبیب اللہ یا ایک اور کتاب رحمۃ للعالمین اردو کی مشہور تصانیف اسی باب میں ہیں ان کو پڑھنا چاہیئے اسی کے ساتھ ساتھ نعتیہ غزل کی بھی ضرورت سمجھی جاتی ہے حالانکہ یہ بالکل [illegible] ہے رسول اللہ کے حالات کے ساتھ ایسی نظموں کا [illegible] کو کبھی جائز نہیں رکھا جا سکتا تو پھر لازم ہے کہ خاص طور پر اس کا اہتمام کرتے ہوئے صحیح معنی میں نعتیہ کلام پیش کیا جائے کیونکہ عموماً مجلس میلاد میں خوش الحان نعت خوانوں کو بلایا جاتا ہے جن میں اکثر بے نمازی ڈاڑھی منڈے نشہ کا استعمال کرنے والے سود کھانے والے اور احکام شرعی سے بھی بالکل ناآشنا ہوتے ہیں۔ عملی طور پر جن کے دلوں میں شریعت کے احکام کی کوئی عزت معلوم نہیں ہوتی لیکن محض خوش الحانی کے لحاظ سے [illegible] دیگر انکو زیب مجلس یا در صدر محفل بنایا جاتا ہے [illegible] نعتیہ کلام [illegible] عام طور پر رواج ہو گیا ہے لیکن وہ اس قدر خفیف [illegible] کوئی سنجیدہ اور صحیح الذوق شخص ان کا دیکھنا یا پڑھنا [illegible] تشبیہات وہی سوقیانہ جذبات وہی پست و ادنیٰ خیالات جو عام شعراء کی غزلوں میں پائے جاتے ہیں ان میں [illegible] رسول [illegible] اسی انداز و طرز بیان میں اظہار محبت [illegible] محبوب کے ساتھ اب آپ غور فرمایئے کہ مذہب کی [illegible] اور کیا ہو سکتی ہے کہ بعض اوقات تو ایسی [illegible] اسلامیہ کے اصولی احکام پر بھی زد پڑتی ہے [illegible] ایک شعر ملاحظہ فرمایئے ؎

شریعت کا ڈر ہے نہیں تو میں کہہ دوں | خدا خود رسول [illegible]
بے تسکین خاطر صورت بیرا بن یوسف | [illegible]
طواف کہ بہ مشتاق زیارت کم بہانہ ہو | [illegible]
وہی جو مستوی عرش ہے خدا ہو کر | اتر [illegible]

اس کے علاوہ [illegible]

[illegible] کے متعلق [illegible]

[illegible] ہے کہ میلاد شریف کے [illegible]

قسم ہو [illegible] بعض [illegible] [illegible]

[illegible] کہا ہے کہ آج کل لوگ اس کے

[illegible] بنا لیا جاتا ہے جس سے اور خرابیوں کے

[illegible] میلاد کا مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے۔ یہ حرکت صاف

[illegible] ہے کہ اگر محفل میلاد میں شیرینی تقسیم نہ ہو تو سامعین بھی ہرگز

[illegible] قدم چلنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں کیونکہ عوام کو ذکر خیر سننے یا ثواب حاصل

[illegible] نہیں آتے [illegible] ان کو جوتی جوتی کھینچ لاتی ہے بلکہ اس رواج

نے تو یہاں تک زور پکڑا ہے کہ امیر تو اپنی نام نمائی اور دوسروں کی نکتہ

چینی کی [illegible] سے شیرینی مہیا کرنے کے پس و پیش میں پڑ کر انعقاد محفل متبرک

سے محروم رہتے ہیں اور ہمارے غریب اپنی غربت کے مارے سہولی [illegible]

بھی بہم نہ پہنچا نے پر محفل میلاد کے انعقاد میں سبقت ہی نہیں کر سکتے اور

اور نہ ان کی یہ حسرت کہ میرا گھر بھی ایک دن ذکر مبارک سے منور ہو پوری

ہوتی ہے خیال کیجئے اگلے زمانے کے لوگ کیسے صدق و عقیدت اور خلوص

نیت والے تھے کہ اگر گھر میں کچھ موجود نہ ہوتا تو چنے ہی تقسیم کر دیتے

[illegible] صاحب کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی

کا قصہ مشہور و معروف ہے اب اگر مجلس میلاد شریف ہونے والی بھی ہوتی

ہے تو مذکورہ بالا وجوہ کی بناء پر تو یا ہرگز نہیں ہوتی جس سے ہر شخص بخوبی

اندازہ لگا سکتا ہے کہ ایسی حالت میں دینی اور دنیوی خسارہ کس قدر ہوتا

ہے اور کتنے بیچاروں کی آرزوئیں یوں ہی دل میں گھٹ گھٹ کر مردہ

ہو جاتی ہوں گی اگر کوئی اسلام کا سچا خادم ان بدعت اور خلاف شریعت

رسومات کے انسداد کی سعی کرتا ہے تو اس کے سر طرح طرح کے اتہامات

تھوپے جاتے ہیں بلکہ اس کے خلاف عام طور پر یہ پروپگنڈا پھیلایا جاتا

ہے کہ وہ اصل میں رسول اللہ صلعم کا دشمن ہے اور آپ کے ذکر خیر سے چڑتا

ہے [illegible] پر محفل و مجت ہیا بد گریت۔

حالانکہ ذکر میلاد کا حقیقی مقصود یہ ہے کہ لوگ رسول اللہ صلعم کی

زندگی کے کارناموں سے واقف ہو کر خود بھی اس کی پیروی کرنے کی کوشش

کریں اسی لئے ارشاد خداوندی ہے لقد کان لکم فی رسول

اللہ اسوۃ حسنۃ اور اس کے لئے ضرورت ہے کہ آپ کا سچا نمونہ

لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ آپ کا عام اخلاق صبر و تحمل۔ عزم و استقلال

[illegible] میلاد کی [illegible] ہے کہ کسی مستند

[illegible] کی جائے اور وہ نہایت سادہ اور پر

اثر [illegible] ہے اگر کوئی ایسا عالم مل جائے جو صاحب

دل اور اہل باطن بھی ہے تو کیا کہنا [illegible] اگر یہ دونوں صورتیں ممکن نہ ہوں

تو پھر کوئی معتبر کتاب پڑھ کر سنا دی جائے۔ بحمد اللہ بعض مقامات میں

تو اس کا احساس ہو رہا ہے اور رفتہ رفتہ رسم میلاد قدیمانہ ترک کی جاتی

جاتی ہے لیکن ظاہر ہے کہ جو رواج صدیوں سے قائم ہے وہ دفعتہ نہیں

اٹھ سکتا اور نہ ابھی اس کے اصلاح ہونے کے لئے زمانہ درکار ہے

لیکن اگر پھر بھی ہر شہر ہر محلہ اور ہر گاؤں کے سنجیدہ اور با اثر لوگ عوام

کو حقیقت سے آگاہ کرتے رہیں تو بہت جلد یہ بدعت سیئہ دور ہو سکتی

ہے۔ علاوہ بریں آجکل بعض مسائل مذہبیہ میں ایسا اختلاف واقع ہو گیا ہے

جس سے طرح طرح کی برائیاں اور دشواریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ خواص کا

وقت اور عوام کا دین الگ ضائع ہو رہا ہے منجملہ ان کے ایک مسئلہ قیام

میلاد شریف کا بھی ہے جو ایک مسئلہ مختلف فیہا ہے اور ہر فریق کے پاس

بزعم خود دلائل بھی موجود ہیں قوت و ضعف کا فرق ہو یہ اور بات ہے لیکن

خواص کا تو یہ فرض ہے کہ جو ان کو تحقیق ہو اس پر عمل کریں اور دوسرے

فریق کے ساتھ بغض و کینہ نہ رکھیں تنفر و تحقیر کی نگاہ سے اس کو نہ دیکھیں

اس کی تفسیق و تذلیل بھی نہ کریں بلکہ باہم صاحب سلامت اور ملاقات و

محبت کے رسوم جاری رکھیں اگر مانعین قیام مجوزین قیام کی محفل میں شریک

ہوں تو بہتر ہے کہ اس محفل میں قیام نہ کریں۔ بشرطیکہ کسی فتنہ کے برپا ہونے کا

احتمال نہ ہو۔ اگر قیام ہو تو مانعین قیام کو بھی لازم ہے کہ اس وقت

بمقتضائے آداب مجلس قیام میں شرکت کریں علیٰ ہذا الاصول اس کے برعکس

صورت میں مجوزین قیام بھی دلی پہلو اور طریقہ مدنظر رکھیں غرض فتنہ و فساد

سے بچیں اور عوام کو چاہیئے کہ جس عالم کو وہ متدین و محقق سمجھیں اس کی

پیروی کریں دوسرے فریق کے لوگوں سے تعرض نہ کریں خصوصاً دوسری جماعت

کے علماء کی شان میں گستاخی کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے غیبت اور حسد سے

اعمال حسنہ ضائع ہو جاتے ہیں لہٰذا ایسی حرکت نہ ہو جس سے کچھ نتیجہ بھی نہ

نکلے اور دونوں جہان میں روسیاہی بھی ہو کیونکہ نفس قیام میلاد شریف فرض

و واجب یا سنت تو ہے نہیں غایت ما فی الباب مستحسن ہے اور جب یہ امر

مستحبات سے ہے تو اس کا عامل مستحق ثواب ہے اور تارک مستحق عذاب نہیں

فاحفظ تنتفع انشاء اللہ

ظہور قدسی

(جناب اطہر [illegible])

چمنستان دہر میں ہزاروں بار پر رونق بہاریں آچکی ہیں چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس سروسامان سے سجائی ہے کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں سپہر کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کردیئے سیارگان فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے۔ چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جاں نواز کے لئے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا کارکنان قضا و قدر کی بزم آرائیاں عناصر کی جدت طرازیاں، ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں ابر و باد کی تیز دستیاں، عالم قدس کے انفاس پاک معجز طرازے موسیٰ جہاں نوازی مسیح سب اسی لئے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں ارز شہنشاہ کونین کے دربار میں کام آئیں گے آج کی صبح وہی صبح جاں نواز ہے وہی ساعت ہمایوں وہی دور فرخ فال ہے جو ارباب سیر اپنے محدود پیرایہ بیان میں سمجھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے۔ آتش کدہ فارس بجھ گیا۔ دریائے ساوہ خشک ہو گیا سچ تو یہ ہے کہ ایوان کسریٰ ہی نہیں بلکہ شان عجم شوکت روم اوج چین کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر۔ آتشکدہ کفر۔ آذر کدہ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی۔ تبدے خاک میں مل گئے۔ شیرازہ مجوسیت بکھر گیا نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کرکے جھڑ گئے۔ رات لیلۃ القدر بنی ہوئی تھی اور شہر من الف شہر کی بانسری بجاتی ہوئی ساری دنیا میں پھیل گئی موکلان شب قادر نے من کل امر سلٰم هی کی تسبیحیں پڑھیں ملائکان ملاء اعلیٰ نے تنزل الملئکۃ والروح فیہا کی شہنایاں شام سے بجانی شروع کردیں حوریں باذن ربہم کے پروانے ہاتھوں میں لیکر فردوس سے چل کھڑی ہوئیں اور حتیٰ مطلع الفجر کی میعادی اجازت نے فرشتگان مقرب کو دنیا میں آنے کی رخصت دیدی ستارے نکلے اور طلوع ماہتاب سے پہلے عروس کائنات کی مانگ میں موتی بھر کر غائب ہو گئے۔ چاند نکلا اور اس نے فضائے عالم کو نور کی سہانی چادر سے ڈھک دیا۔ آسمان کی گھٹنے والی کمانی آپ اپنے مرکز پر ٹھہر گئی۔ بروج نے سیاروں کے پاؤں میں کیلیں ٹھونک دیں غرضکہ کارخانہ قدرت کسی مہمان مقدس کا خیر مقدم کرنے کو ایک منٹ کے لئے بالکل خاموش ہو گیا اس کے بعد دو منٹ آیا جس کے ساتھ سارے انتظامات تھے فرشتوں کے پرے سرتوں سے بھرے آسمانوں سے زمین پر اترنے لگے اور دنیا کے جمود میں ایک انقلاب پیدا پوشیدہ طور پر کام کرتا ہوا نظر آنے لگا ملہم غیب نے منادی دی کہ افضل البشر اور خاتم الانبیاء سرا پردۂ عدم سے عالم وجود میں تشریف لانے والے ہیں۔ رات نے کہا میں نے شام سے یکساں انتظار کیا ہے اس لئے اس گوہر رسالت کو میرے دامن پر ڈال دے۔ دن نے کہا سیاہ رتبہ رات

سے بڑا ہے [illegible]

نظر آئیں کہ حصہ دن کا کچھ حصہ [illegible]

وقت نور علیٰ نور کی نورانی آوازوں کے ساتھ [illegible]

کائنات پر وہ لعل بے بہا رکھ دیا جس کے ایک خفیف سے جلوے نے دنیا بھر کے ظلمت کدے منور اور روشن ہو گئے توحید کا غلغلہ اٹھا سرزمین حجاز جلوہ حقیقت سے لبریز ہو گئی چمنستان سعادت میں بہار آگئی آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں دنیائے غیر متحرک جو سرور تشریف سے جمود و کیف میں تھی ایکدم متحرک نظر آنے لگی عالم انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا یعنی واقعہ اصحاب الفیل کے ۵۵ دن بعد موسم بہار میں بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سنہ عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء موافق یکم جیٹھ سمت ۶۲۸ بکرمی کو ہاشم کے گھرانے میں عبدالمطلب کے خاندان میں اور مکہ کے ایک معمولی مکان میں یتیم عبداللہ جگر گوشہ آمنہ خلاصہ کائنات فخر موجودات محبوب خالق کونین شہنشاہ دارین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم رونق افروز ہوئے۔ خانہ کعبہ کی مورتوں میں رخصت جاء الحق وزھق الباطل سبحان اللہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کس قدر مبارک تھی جس نے ایسی سعادت پائی اور پیر کا دن کس قدر متبرک تھا جس میں حضور نے نزول اجلال فرمایا۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین

یانبی سلام علیک یارسول سلام علیک یاحبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

ہیں طٰہٰ لقب محمد ہیں عالی نسب محمد ہیں فخر عرب محمد ہیں الاحب محمد

سرور دنیا و دیں ہو رحمۃ للعالمیں ہو تاجدار مرسلیں ہو اور شفیع المذنبیں ہو

ہو حبیب رب اکبر صاحب تسنیم و کوثر کون ہو تمہارا ہمسر اے شفیع روز محشر

تلماع بہر ہدایت جلوہ نیرنگ قدرت باعث [illegible] خلقت دافع کفر و ضلالت

معدن بذل و عطا ہو مخزن جود و سخا ہو شاقف [illegible] جان و دل تم پر فدا ہو

رہنمائے ہر دو عالم زبدہ اولاد آدم سارے نبیوں میں مکرم جہاں ادبح خلق اعظم

الٰہی حسب تمنا پھر پڑھے بار بار

ہے نہیں دوری گوارا ہو خبر [illegible]

ہوا ہے اے مسلمانو! وہ شاہ دو سرا پیدا خدا نے جس کی خاطر سے کئے ارض و سما پیدا

ہوئی کافور ظلمت کفر کی دم میں پیش بنا ہوا جب [illegible]

مسلمانوں میں شادی کا فزوں میں شور برپا تھا [illegible]

عزیزو بھر عصیاں کیوں اتنا ہیں مقتدا [illegible]

اٹھو تعظیم کو سرور ہے پاس ادب ملحوظ [illegible]

پہاڑوں نے درختوں نے نبوت کی گواہی [illegible]

نہیں آیا [illegible]

ہوئے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] علامہ راشد الخیری مدظلہ العالی

[illegible] نقیبوں کو [illegible] کی تفسیر کر رہی تھی جب کہ چشم کرم [illegible] رہی تھی جس کا دستِ شفقت یتیمیوں کا والی اور بیکسوں کا [illegible] جو دردمندوں کا یار اور اپاہجوں کی تسکین تھا

دنیا کے بہترین انسان! تاریخ تیری پاک زندگی کو سجدہ کر رہی ہے آسمان [illegible] تیرے احسانات گنوا رہا ہے اور زمین کا ہر ذرہ تیری انسانیت کے گیت گانے میں منہمک ہے کائنات تیرے نام کی تسبیح پڑھ رہی ہے اور ملائکہ تیری خدمت میں درود بھیج رہے ہیں (درود تجھ پر اور تیرے آل پر) خاتم النبیین! صداقت تیرے دربار کی جیری تھی رحم و کرم تیرے کوٹ [illegible] لگتے۔ انصاف نے تیرے قدم چومے۔ شجاعت تیرے پاؤں میں لوٹی۔ حاجتمند تیرے گھر سے اور نامراد تیرے در سے کامیاب گئے اور بامراد چلے۔ تیری مقدس زندگی نے ناپائدار دنیا کو زندگی کے معنی بتا دیے اور روئے زمین کی مخلوق تیرے کرم کی معترف ہے اور آبادی کے ہر حصہ سے تیرے کلمہ کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں (درود تجھ پر اور تیرے اہلبیت پر)

خطاؤں سے درگذر کرنے والے رسول عمر بھر کے روسیاہوں کا تیرے جمال جہاں آرا سے بیڑا پار ہوا۔ گناہوں سے لتھڑے ہوئے اور شرک سے بھرے ہوئے دل تیری ایک ہی جھلک سے پارس بن گئے حمد اللہ کے صدقے تیرے مبارک قدموں کی بدولت زاغ و زغن کے گھونسلوں سے نکل کر توحید کی شاخوں پر بیٹھے تیرے پاک نام کے رسیا تیری مقدس صورت کے پروانے تیرے دربار کے غلام تیری سرکار کے کفش بردار تیرے کرم کے طفیل تیری محبت کے صدقہ میں تیری عنایت کی بدولت اتنے بڑھے کہ فقیری میں امارت کو گدائی میں شہنشاہی کو ادنیٰ قدم میں تاجِ شاہی کو ٹھکرایا۔ دھتکار دیا اور لات مار دی۔

(صلِ علی النبی و اصحابہ الکبار)

دنیا و دین کے حقیقی بادشاہ، طیبہ کی خاک پاک میں آرام کرنے والے آقا مہر و ماہ کا چمکنے والا آفتاب اور ہر رات کا طلوع ہونے والا قمر تیرے نام کا ڈنکا بجا رہا ہے۔ دن کی روشنی اور شب ماہ کی چادریں تیری رسالت کا اعتراف کرتی ہیں۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے تیری زندگی پر مرحبا کے نعرے بلند کر رہے ہیں اور قمری کی کوکو اور بلبل کا نغمہ تیرے کرم کا [illegible] ہے

(درود تجھ پر اور تیرے دادا ابراہیم پر)

[illegible] ہو کر دو سرول کا پیٹ بھرنے والے مولا! [illegible] آقا دشمنوں [illegible] تکلیف میں صبر [illegible] اذیت کو رحمت [illegible]

حضرت ابراہیم کی دُعا

[illegible] کرنے والے پیغمبر مطلب کے پوتے آمنہ کے لال تو وہ گوہر تھا جس کا ثانی پیدا نہ کر سکی۔ تو جس کی نظیر چشم فلک نہ دیکھ سکا۔ کارخانہ حیات میں دنیا کے گورکھ دھندے میں بے مثل تھا اور بے نظیر تھا

رحم ہو ہم پر ہمارے آقا کرم ہو ہم پر ہمارے مولا
قبول فرما درود آقا ہمارے مولا ہمارے آقا

جب ارض حجاز کا ذرہ ذرہ شرک بت پرستی میں چور تھا اور کائنات کا وہ اولوالعزم انسان جو ابراہیم کے نام سے دنیا میں نمودار ہوا اپنی کھلیوں کا بڑا حصہ ختم کرنے کے بعد زندگی کی اس منزل پہنچا کہ آتشِ نمرود اس کے جلانے کے واسطے روشن ہوئی تو ان لوگوں کے سوختہ دل ابراہیمی خون کے پیاسے تھے بساطِ حیات میں ایک تہلکہ مچ گیا زمین دور دور آگ کے شعلے بلند کر رہی تھی اور آسمان پلک پلک کر آنسوؤں کے تارے گرا رہا تھا مگر قدرت کا رخِ روشن آگ کی روشنی پر مسکرا رہا تھا اور معبودِ حقیقی کی لازوال طاقت نمرودی انگاروں میں چمک رہی تھی بالآخر وہ نازک گھڑی آپہنچی کہ آگ مظلوم ابراہیم کو اپنی آغوش میں لیکر خاک کر دے یہاں تک کہ عالمِ اعلیٰ کی مخلوق بیکس ابراہیم کی حالت زار پر بجوم میں گری مگر قدرت اپنے تماشے دکھانے پر مستعد تھی یہ گریہ و زاری بیکار رہی اور جب نمرود کی حکم تعمیل کے قریب پہنچا تو مقلدِ خلیل کے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھے اور ہوا نے دامن ابراہیمی کے رسوا بدلہ پھول اپنے دامن میں بھرے۔

"الٰہی ان ہی میں سے ایک رسول پیدا کر جو ان کو تیری طرف بلائے ان کی اصلاح کرے اور سیدھا راستہ بتائے۔"

سلام سلام ہے اس ابراہیم پر جو ہمارے واسطے ایک بیش بہا نعمت کی دُعا کر گیا اور درود درود درود اس رسول پر جس نے پیدا ہو کر ہماری زندگی اور موت سنواری اور دنیا و دین درست کر دیا۔

اس بیکس انسان کی دعا خلیل کی صورت میں خدا کا پیالہ پیا کر خاک ہونے کے واسطے تیار تھا درگاہ رب العزت میں قبول ہوئی اور کائنات ایزدی میں اس وقت تک محفوظ رہی جب تک جسم انسانی میں اس کے ظہور کا وقت ہوا۔

یہ ہی وہ دُعا ہے جس نے کہیں نور محمدی کا لقب پایا اور کسی جگہ خالق الموجودات کی ہم نشینی کا خطاب حاصل کیا۔

ابراہیم کی دُعا اس پھول کی طرح جو روز بروز ترقی کر رہا ہو سو رہا ہے خدا دنیا کی [illegible] لمحہ بہ لمحہ پھیل پھول رہی تھی مخلوق فلک کی آنکھیں اس دعا پر لگی ہوئی تھیں اور دنیا کے کان اس مبارک وقت کے منتظر تھے جب اس [illegible] ہو کر [illegible] تیار ہو گئے۔

[illegible] میں [illegible]
کرم کی حسین وادیاں خلق و مروت کے ترو تازہ گلدستے ہاتھوں میں لئے عبدالمطلب کے گھر میں نمودار ہوئیں خلوص و صداقت کے گلشن بھرے چہرے پاکستی و ایثار کے جواہرات سے مزین ہو کر سامنے آئے عبادت و ریاضت نے علم بلند کر شرک و بت پرستی کو تاراج کرتے ہوئے خانہ کعبہ پر توحید کے جھنڈے گاڑنے لگے۔ آسمان فرط مسرت سے اچھل پڑا زمین اپنی خوش نصیبی پر فخر کرنے لگی اور وہ وقت قریب آگیا جب دنیا کے ہاتھ اس بچہ کو اپنی آغوش میں لیں جسکے ہاتھوں زمین کی اصلاح ہونی ہے ارضی و سماوی کائنات کی نظریں اس جمال پر پڑیں جو ایک عالم کو منور کرے گا اور وہ فخر موجودات ظہور پذیر ہو جس کے مبارک قدموں میں سرکشی گردنیں جھکیں گی اور عدل حقیقی اس کے پاؤں چومے گا۔

آمنہ کے لال تیری پیدائش ایک نعمت ہے جو خدا ہم کو عطا فرما رہا ہے۔ تیرا مبارک وجود جس نے کارخانہ حیات کو زیر و زبر کر دیا تیری مقدس ہستی جس نے دنیا کی تاریکی میں تہلکہ مچا دیا قدرتی انعام تھا۔ عبداللہ کے یتیم! تو انسانیت کا سرتاج تھا جو ہم کو آدمیت کے معنی بتا گیا تیری زندگی جس نے عدل نوشیروانی کو شکست دی اور عرب کی سنگلاخ زمین میں خلق و مروت کے دریا بہا دیئے عطیہ خداوندی تھا۔ دنیا کو روشن کر دینے والے چاند! خیبر و بحری کو ایک گھاٹ پانی پلا دینے والے بادشاہ! بڑھیا کی کاریزوں کی صدا پر لبیک کہنے والے آقا! یتیم کے زخموں پر مرہم رکھنے والے طبیب! بیوہ کے داغوں کو پھول بنا دینے والے باغبان! تو نے دکھایا اور ہم نے دیکھا کہ کس طرح ایک انسان بغیر کسی فوج اور لشکر کے لاتعداد دلوں پر حکومت کر سکتا ہے عرب کی جہالت کو مٹا دینے والے نور! عالم کے اندھیرے کو روشن کر دینے والے چراغ! بتوں کو ڈھانے اور شرک کو مٹانے والے رسول! تو نے بتایا اور ہم نے سنا تو نے زبان سے فرمایا اور ہم نے آنکھ سے دیکھا کہ ایک تن واحد کی صداقت، گروہ اور جماعت، ملک اور عالم کے مقابلہ میں کیونکر کامیاب ہو سکتی ہے تیرے کرم نے اندھے کی آنکھوں میں بصیرت پیدا کی تیرے رحم نے اپاہج کے دل میں گھر کیا تیرے خلق نے جانی دشمن کی عداوت ختم کی اور تیری عنایت نے غیر کو عزیز بنا دیا۔

رسالت کے لازوال چمنستان میں خالق حقیقی نے نبوت کا تاج تیرے تیرے سر پر رکھا اور دنیا کی محدود آبادی میں، دشمن تیری صداقت پر اور اغیار تیری امانت پر قربان ہوئے، صداقت کے مجسمے ایثار کے کامل انسان! تو نے دنیا کے ہر گوشہ کو اپنی روشنی سے جگمگایا آمنہ کے لال اور عبداللہ کے یتیم تو نے عالم میں اپنی انسانیت کا ڈنکا بجا دیا۔

آ آ آ تاجدار کرم کر تشریف لا

آمنہ کی گود میں۔ عبدالمطلب کے گھر میں ہماری آنکھوں میں۔

خدا کے حضور میں التجا

آج جبکہ کلمہ توحید کی پڑھنے والی ہر چند انسانی بستیاں کنیزوں کی صورت میں بکتے بچے اور تھوڑے سے مرد غلاموں کی حیثیت میں [illegible]

کی اس مبارک گھڑی [illegible] جہان کا بادشاہ پیدا ہوا [illegible] کو اس نعمت سے مالا مال کیا [illegible] کی زندگی [illegible] کر دیا مروت اور رشد [illegible] اور گنہگار گردیں اس خالق الموجودات کے حضور [illegible] جس نے اپنے فضل و کرم سے انسانیت کی اجڑی ہوئی [illegible] انسانی صورت میں وہ انعام عطا فرمایا جو ہم جیسے [illegible] مقصود پہ پہنچا گیا جس کی پاک زندگی ہمارے واسطے ایک شاہراہ چھوڑ گئی جس کے مقدس ہاتھ ہمارے واسطے قصر اسلام کی ایسی بنیاد رکھ گئے جہاں کے رہنے والے آج بھی راج کر رہے ہیں۔

زندگی اور موت کے مالک! ابراہیم کی التجا کو سننے والے بادشاہ! عرب کی زمین سے، مکہ کی خاک سے، عبدالمطلب کے گھر سے آمنہ کے پیٹ سے نور پیدا کرنے والے خالق! آگ میں ابراہیم کی، چھری کی دھار میں اسمٰعیل کی، قید زندان میں یوسف کی، اندھی آنکھوں میں یعقوب کی پکار پر پہنچنے والے آقا آج اس مبارک ساعت میں جب عید میلاد اور اس کی پیدائش کا دن ہے جو تیرا تھا اور جس کا تو ہے ہماری فریاد سن ہماری التجا منظور فرما کر ہماری دعا قبول کر۔

حکیم علی الاطلاق، گنہگار ہیں رحم کر، حکم الحاکمین! مجرم ہیں درگزر کر، خالق روسیاہ ہیں معاف فرما کس منہ سے! کس دل سے کس زبان سے التجا کریں۔ ہم کو نہ دیکھ، ہمارے اعمال کو نہ پرکھ، ہمارے افعال کو نہ جانچ دیکھ اپنے کرم کو کریم ہے! نظر ڈال اپنے رحم پر، رحیم ہے! الٰہ معاف کر ہمارے گناہوں کو علیم الحکمہ ہے!

نارِ نمرود کے آسمانی شعلوں کو گلزار بنانے والا تو تھا بچھڑے ہوئے یوسف کو اندھے باپ کے سینہ سے چمٹا دینے والی قدرت تیری تھی ابراہیم کی چھری کی دھار سے اسمٰعیل کو زندہ بچانے والا تو تھا، نوح کی کشتی کو قیامت خیز طوفان میں کنارے پر پہنچانے والی طاقت تیری تھی صدقہ نوح کی دعا کا واسطہ ان آنسوؤں کا جو یوسف کے فراق میں یعقوب کی آنکھوں سے گرے اور طفیل اس باپ کا جو پہاڑ کی چوٹی پر کلیجہ کے ٹکڑے کو تیری راہ میں ذبح کر رہا تھا ہماری دعا قبول فرما ہماری مرادیں بر لا اور ہماری فریاد سن۔

غفور الرحیم! گنہگار رشد سے نادم و شرمسار تیرے حضور میں حاضر ہوئے ہیں ہماری زبانیں گندی، ہماری آنکھیں اندھی، ہمارے دل کھوٹے، ہمارے منہ جھوٹے، تیری ذات ارفع، تیری شان اعلیٰ تیرا کام کرم، تیرا شیوہ رحم، دکھا اپنی قدرت کے کرشمے اور قبول کر ہماری دعا ظاہر کر اپنی شان کریمی اور سن ہماری التجا

رب العالمین دل کو عشرت دے جسم کو طاقت [illegible] کو قبول کر بھیک کو زندگی [illegible] قلب کو اطمینان مشکل کو آسان، مقاصد کی تکمیل [illegible]

[illegible]

[illegible]

ستانت تھی اور توحید کا ڈنکا تیری زبان آمنہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے
وہ بادشاہ ہم لونڈی غلاموں کا سلام قبول فرما چمنستان
تخیل کو اپنے رحم کے تر و تازہ کر ہمارا حقیر ہدیہ منظور کر لے اپنے کرم سے اور اپنے رحم سے۔

خدا کے نام سے نا آشنا ہر ایک انساں تھا — نہ تھا دین عبادت تھا انتقل تھا ترشہ تھا
وجود پاک نے تیرے خدا کا رنگ دکھلایا — تیرے ہاتھ نے تیری خدا کا نام بتلایا

درود ہے تجھ پہ اے مولا سلام ہے تجھ پہ اے آقا

قیامت خیز گھڑیاں کفر کی العظمۃ للہ — ستم کے سلسلے جاری مثالِ کہ تھا ایک نقشا
حقیقت تو نے دکھلائی بتایا راستہ سیدھا — خس و خاشاک کو تو نے صفا علیہم پہنچایا

درود ہے تجھ پہ اے مولا سلام ہے تجھ پہ اے آقا

خدا کے زندگی دی آدمیت دی تو نے اے آقا — لباس زنگ آلودہ کو صیقل تو نے دیا
فنا انسانیت ہو کر بہیمیت کا دورہ تھا — ہدایت تو نے کی اور امتیاز نیک و بد بخشا

درود ہے تجھ پہ اے مولا سلام ہے تجھ پہ اے آقا

دنیا کا دور دورہ تھا گھڑی آفت کی آئی تھی — جو بارش تھی تو ظلموں کی گھٹا تھی بے کسی چھائی

جو ہو کر ہوا کا نام ترغیب کی خدا کی تھی — [illegible]

درود ہے تجھ پہ اے مولا سلام ہے تجھ پہ اے آقا

حیا و خلق و ایماں سبھی نے تھے کفر و غارت — کہ تھی کفر کی کثرت نہ وحدت ہی کی عزت
بجائے کلفت و آفت کے دی آسائش تھا — اخلاق تشنگی کی خصلت کو دی عبادت کی عزت

درود ہے تجھ پہ اے مولا سلام ہے تجھ پہ اے آقا

یتیموں کی طرف تو نے بڑھایا ہاتھ الفت کا — دیا ایسے سہولت پیار کا تحفہ رحمت
دکھایا رنگ انسانی بتایا طرز الفت کا — غریبوں بے کسوں بھوکوں کا ساتھی تھا اے محترم

درود ہے تجھ پہ اے مولا سلام ہے تجھ پہ اے آقا

خدا کا فضل تھا انعام تھا تو رہنما تو تھا — شمع توحید ہادی کی کی ہر ایک جو ضیا بار تو تھا
ترے احکام منتظر رہے ساکت زبان گرچہ تھی — نہ ہوتا تو اگر منبر پہ تو بتلاتے کر کیا تو تھا

درود ہے تجھ پہ اے مولا سلام ہے تجھ پہ اے آقا

زبان احسان اخلاقی کا لینک ترے گونجے — بکھیرے ہیں جو تو نے پھول کھلتا رکھ کر جینے
تیرے احسان کا دنیا میں جواب یہ ہو — کہ ذکر خیر تیرا ہو ختنے اہل صدق کو سنائے

درود ہے تجھ پہ اے مولا سلام ہے تجھ پہ اے آقا

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہوگا کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائیں گے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا نہ کریں گے

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے قیمت ۲ر

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق جل و علا کی جانب سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور پھر ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعید یہ العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کیلئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۲ر

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائیگا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھئے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے بڑوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۲ر

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے قریب قریب تمام مسائل بھی لکھ دیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں انہی کی تھیں اور وہ نمازی ہی دنیا کی برتری دینی تحسین چنانچہ ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے ان میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۲ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لی جائیگی قیمت پانچوں مجلد عہ

یہ سب کتابیں جدید پریس دہلی سے منگائیے

ہمارا نبی اور ہمارا رسولؐ

(از جناب مولوی حاجی [illegible] صاحب انصاری)

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب — ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

دوستو سنو اور دیکھو اور غور کرو

عجب نور یست در جان محمد — عجب لعلیست در کان محمد
ز ظلمت پاد نے آنگہ شود صاف — کہ گردد از محبان محمد

مخلوقات والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ دنیا میں اس شے سے محبت والفت کی جاتی ہے جو اپنے وجود میں کم سے کم دو خوبیاں رکھتی ہو ایک حسن دوسرے احسان۔

حُسن ظاہری اعضا کا متناسب ہونا اور دلفریب و دلربا شکل کا ہونا اور محاسن ذاتی کا مالک ہونا اور خاص کر ان صفات کا مظہر ہونا جو انسان کی ذات کو حد تکمیل تک پہنچا دیں۔

دوسری خوبی **احسان** ہے جس کے معنے ہیں ایصال الخیر الی الغیر یعنی اجنبی کو اپنے اخلاق اور خو بخود اپنے ساتھ گرویدہ اور فریفتہ بنا لینا باقی جس قدر محاسن کسی میں ہوں اس کی ذات کے مکمل ہونے کا اعلان ہیں بہت سی خوبیوں کا ذکر تو بعد میں آئے گا اوپر کی دو خوبیاں بحد کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات فالاصفات میں پائی جاتی ہیں دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ حضور ممدوح ان ہر دو خوبیوں کے چشمہ ہیں تمام حسن کا خاتمہ آپ کی ذات پر ہے ے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

احسان کامل تو آپ کے وجود باجود سے دنیا میں کامل طور پر ظہور پذیر ہوا اس لئے خدا تعالیٰ کی ذات کے بعد اگر دنیا میں کسی سے کامل محبت کی جا سکتی ہے تو وہ محمد عربی کی ذات ہی ہو سکتی ہے جن کے لئے فیصلہ ناطق ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور خود حضور انور نے تکمیل محبت کے بارہ میں اپنے امتیوں سے ارشاد فرماتے ہیں لایکون احدکم مومنا حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (نہیں ہوتا کوئی تم میں سے مومن یہاں تک کہ ہو جاؤں میں بہت ہی پیارا اس کی طرف اس کے باپ سے اس کے بیٹے سے اور تمام لوگوں سے) پس دنیا میں انسان کی محبوب ترین ہستی اگر کوئی مخلوقات میں ہو سکتی ہے تو وہ محمد عربی کی ذات والاصفات ہے ے

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش — محمد ہست برہان محمد

ہم کو عورد خوشی کے ساتھ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق اور خَلق پر نظر ڈالنا چاہیے۔ انسانی کا عہد پر نظر ڈالو تو آپ کی پیدائش کا ڈھانچہ اور ڈیل ڈول بہترین صنعت الٰہی کا نمونہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کے متعلق اس قدر کتابیں موجود ہیں کہ ان کے نام ہی ایک طویل فہرست چاہتے ہیں ایک عربی کا مشہور شاعر جاہلی محامد کو کافی سے زیادہ سمجھتا ہے جو حضور انور کی شان میں کہا گیا ہے ے

خلقت مبرأ من کل عیب — کانک قد خلقت کما تشاء

اے محمد آپ پیدا کئے گئے ہیں حالانکہ آپ بری ہیں ہر ایک عیب سے گویا کہ آپ پیدا کئے گئے ہیں جیسا کہ آپ نے چاہا لیکن یہ شعر تو کسی مسلم ہستی کا ہے جادو ہے وہ جو سر پر چڑھ کے بولے بات تو جب ہے کہ جب غیر مسلم ہستیاں ہمارے رسول اللہ کے لئے مدح سرا ہوں۔ میں ذیل میں چند غیر مسلم ہستیوں کے اقوال لکھتا ہوں جنہوں نے آنحضرت کے متعلق اپنی زرین آرا کا وقتاً فوقتاً اخبارات اور کتابوں میں اعلان اور اظہار کیا ہے۔

ڈاکٹر ویٹ:۔ محمد عرب کے نہایت عمدہ خاندان اور معزز قوم میں سے تھے صورت میں شکیل اور طور طریق میں رسیلے اور بے تکلف تھے۔

(ترجمہ بائبل گارڈ فری ہیگن صفحہ ۹ دفعہ ۱ مطبوعہ بریلی [illegible])

جان ڈیون پورٹ:۔ نبی عرب کی شکل وشباہت خدوخال باقاعدہ کو دل پسند تھے آنکھیں سیاہ اور رسیلی تھیں۔ بینی ذرا اٹھی ہوئی اور بہت خوبصورت تھا دانت موتی کی طرح چمکتے تھے رخسار سرخ [illegible] تندرستی عیاں تھی آپ کا دل آویز تبسم اور رسیلی آواز [illegible]

ایڈورڈ گبن مشہور مورخ:۔ آنحضرت [illegible] تھے اور یہ نعمت صرف انہیں لوگوں کو بڑی معلوم ہوتی [illegible] کی طرف سے عطا نہیں ہوئی۔ پیشتر اس کے کہ آپ کو [illegible] آپ کی مجلس آدمی یا گروہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا کرتے تھے [illegible] آنحضرت کی شاہانہ شکل اور رسیلی آنکھوں اور ضعفاء تبسم اور لٹکی ہوئی ڈاڑھی اور ایسا چہرہ جو دل کے ہر ایک جذبہ کی تصویر کھینچ دے اور ایسی حرکت اعضا جو زبان کا کام دے دیکھ کر تعریف کیا کرتے تھے (محمد یہ اسلام صفحہ ۹)

زبور ۴۵ آیت ۲ و ۳ پڑھو جس میں لکھا ہوا ہے کہ تو بنی آدم میں از حد جمیل اور حسین ہے پس وہ پیارا نبی جس کے حسن وجمال کے اوائل اور لواحق اور ہمعصروں نے شہادت دی ہو اس کے حسن وجمال میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

مارکس ڈاڈز:۔ کتاب موسومہ محمد بدھ مسیح میں تبصرہ کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق وہی تھا جو ایک شریف عرب کا ہو سکتا ہے آپ کے نزدیک دنیاوی وجاہت کوئی شئے نہ تھی آپ جس تہذیب و اخلاق سے ایک قیمتی ملبوس رکھنے والے شخص کا خیر مقدم کرتے تھے اسی طرح ایک بوسیدہ لباس والے کی عزت کرتے تھے آپ اپنے غلاموں پر نہایت مہربان اپنے معتقدین سے محبت کرنے والے اور اجانب کے واسطے بہت دلکش تھے آپ کی خدمت میں ہر شخص بار یاب ہو سکتا تھا آپ کی تمام حرکات وسکنات سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ کو اپنے گرد وپیش کے لوگوں کی ضروریات کا بہت خیال ہے آپ کے لئے کسی سائل کو محروم واپس کرنا سخت ناگوار تھا آپ ذلیل سے ذلیل شخص کی بھی دعوت قبول کر لیتے تھے۔

اسٹینلے لین پول :- اپنی کتاب "ٹیبل ٹاک آف محمدؐ" میں لکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کسی کو نہیں مارا سب سے زیادہ خراب جملہ جو کبھی آپ نے استعمال کیا وہ یہ ہوتا تھا کہ "اس کو کیا ہو گیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلودہ ہو" جب کبھی آپ سے بددعا کی درخواست کی گئی تو آپ نے یہی جواب دیا کہ میں بددعا کرنے کے لئے مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ میں انسانوں کے لئے مجسمہ رحمت و کرم بنا کر آیا ہوں۔ آپ بیماروں کی عیادت کے واسطے تشریف لیجاتے جنازے کے ساتھ جاتے۔ غلاموں کی دعوت رد نہ فرماتے۔ اپنے کپڑوں کی مرمت کر لیتے بکریوں کا دودھ خود ہی نکالتے جن کی حفاظت کی ذمہ داری کرتے نہایت وفاداری سے کرتے آپ کی گفتگو بہت شیریں ہوتی اور جو کچھ کھانا کھاتے اس میں تمام حاضرین کو شریک فرما لیتے۔

ڈاکٹر گستاو ویل :- لکھتا ہے کہ محمد صلعم نے اپنی قوم کے لئے ایک بہترین مثال قائم کی آپ کی زندگی بہت پاک و صاف تھی آپ کا ملبوس اور آپ کی غذا نہایت معمولی سادہ ہوتی تھی آپ کے مزاج میں بالکل تمکنت نہ تھی یہاں تک کہ وہ صحابہ کو تعظیم و تکریم کے رسمی آداب سے بھی منع فرماتے تھے آپ نے اپنے غلام سے وہ خدمت کبھی نہیں لی جسکو آپ خود کر سکتے تھے آپ بازار جا کر ضرورت کی چیزیں خود خرید لاتے اور ہر شخص سے ہر وقت ملنے کو تیار رہتے تھے بیماروں کی عیادت فرماتے ہر شخص سے مہربانی کا برتاؤ کرتے آپ کی فیاضی غیر محدود تھی قوم کی فکر میں آپ ہر وقت مبتلا رہتے تھے آپ کے پاس بیشمار تحائف آتے تھے لیکن وصال کے وقت آپ نے صرف چار چیزیں چھوڑیں اور ان کو بھی وہ مسلمانوں کا حق سمجھتے تھے اسی لئے نبی کے مال میں میراث کا سلسلہ جاری نہیں ہوا۔

جان ڈیون پورٹ :- دوسری جگہ لکھتا ہے کیا کبھی ممکن ہے کہ جس شخص نے اپنے ملک میں مستقل طور پر ایک عظیم الشان اصلاح کر دی ہو اور وہاں ایک رذیل قسم کی بت پرستی کی بجائے جس میں اس کا ملک صدیوں سے مبتلا تھا خدائے واحد کی پرستش کا جھنڈا گاڑ دیا ہو اور جس نے بچہ کشی کے رواج کا قلع قمع کر دیا ہو اور شراب خوری و قمار بازی کے لئے احکام ممانعت جاری کر دیئے ہوں اور جس نے کثرت ازدواج کو جس کا اس وقت رواج تھا مقابلۃً نہایت ہی تنگ دائرہ کے اندر محدود کر دیا ہو پھر میں کہتا ہوں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ اس طرح کا عظیم الشان ریفارمر مصلح دھوکہ باز تھا اور اس کی تمام زندگی محض ریاکاری تھی ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

ایڈورڈ گبن :- لکھتا ہے کہ محمد صلعم کا مذہب صاف اور شک و شبہ سے بالاتر ہے اور خدا کی وحدانیت کی تصدیق میں قرآن ایک شاندار شہادت ہے جو محمدؐ پر نازل ہوا ہے۔

جے ٹو بلو لیٹنر :- لکھتا ہے کہ موسوی و عیسوی مذاہب اور اسلام سب آپس میں بھائی بھائی ہیں کیونکہ ایک ہی چشمہ سے نکلتے ہیں اور یہ سب امید دلاتے ہیں کہ وہ دن آنے والا ہے جبکہ عیسائی حضرات محمد کی عزت کرنے ہی سے جناب مسیح کی زیادہ تعظیم و تکریم کریں گے عیسائیوں اور مسلمانوں میں جو مشترکہ باتیں ہیں اور نہ ہی اچھا عیسائی ہے جو

محمد رسول اللہ کی بتلائی ہوئی صداقتوں کی تصدیق اور عزت کرتا ہے۔

آرتھر گلمین :- لکھتا ہے کیا ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ اعراب پر محمدؐ کی خبر وصال کا کیا اثر ہوا ہو گا کیا ہم بتا سکتے ہیں کہ وہ اپنے دلوں میں پیغمبر اسلامؐ کی رسالت کے متعلق کیسے عقائد رکھتے تھے کیا یہ لوگ آپ کی تعلیمات کو فراموش کر سکتے تھے کہ اپنے بچوں کو اپنے ماں باپ سے محبت کرنے کی کیسی تعلیم کی اور کس طرح آپ نے شوہر اور بیوی کے حقوق کو مساوی درجہ پر رکھا اسی طرح آپ نے بیوائیں کو ذلیل حالت سے نکال کر ان کی عزت کی۔ تعدد ازدواج کو محدود کیا اور کیونکر عربوں کو بت پرستی سے نکال کر اس خدا کی جانب مائل کیا جو صرف ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

مورخ ولیم ڈاڈ :- لکھتا ہے محمدؐ اپنے دائرہ حکومت میں پورے اختیارات رکھتے تھے لیکن پھر بھی مقابلہ اعدا میں آپ ہمیشہ نرمی و انصاف سے کام لیتے تھے آپ کے ابنائے وطن نے جس طرح آپ کے حقوق کے خلاف سرکشی کی وہ ایک ظالم حکمران کے لئے کافی وجہ ہو سکتی تھی کہ وہ ان سب کو تباہ کر دیتا لیکن انہوں نے سوائے چند مجرموں کے سب کو عام معافی دیدی اور تمام واقعات استہزا اور مظالم پر خاک ڈالدی آپ کا وہ کمال جو آپ نے فتح کے بعد منافقوں کے حق میں ظاہر کیا اخلاق انسانی کا ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے۔

جے جے پول :- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاں اسلام اور شعوب میں رہین منت ہے وہاں اس میں یہی ممنون احسان ہے کہ انہوں نے قرآن کے ذریعہ علم ادب میں ایک جدید طرز بنیاد ڈالی اور پاک خیالات اور اعلیٰ حقائق کے مطالعہ کا شوق پیدا کیا۔

ریورنڈ آر میکول مشہور پادری :- ابتدا میں محمد کا تامل۔ آغاز سلسلہ الہام عجز و انکسار پہلے انبیاء کے طرز عمل سے ان کی مشابہت ظاہر کرتا ہے ان کی ابتدائی زندگی بلحاظ جدوجہد نہ صرف ان تمام انبیاء کی زندگی سے مماثلت تامہ رکھتی ہے بلکہ ان کے حالات کو ہر زمانہ کے انبیا و اولیا کے حالات سے پوری پوری مطابقت ہے اور ان کے الہامات بھی ویسے ہی ہیں اگر ان کی تعلیم پر انصاف و ایمانداری سے تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ وہ مرسل و مامور من اللہ تھے۔

شردھے پرکاش دیو جی :- آنحضرت محمدؐ کی ذات سے جو جو فیض دنیا کو پہنچے ان کے لئے نہ صرف عرب دبلکہ تمام دنیا کو شکر گزار ہونا چاہیے کون کونسی تکلیفیں ہیں جو اس بزرگ نے نسل انسانی کے لئے اپنے اوپر برداشت نہیں کیں اور کیا کیا مصیبتیں اس کام میں ان کو اٹھانی نہیں پڑیں تنگدل اور متعصب لوگ ایسے بزرگ کی ذات کچھ ہی کہیں لیکن جو لوگ کشادہ دل اور انصاف پسند ہیں وہ کبھی محمدؐ کی ان بے بہا خدمات کو جو وہ نسل انسانی کی بہبودی کے لئے بجا لائے بھلا کر احسان فراموش نہیں ہو سکتے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ پرلے درجے کے تنگدل اور ناحق شناس لوگ ہیں اسلام کا جھنڈا جو ہمیشہ کے لئے

ان کی بلند کردار ہے کہ ان کی فضیلت کا اعلان کئے بغیر نہ رہ سکے۔

ویکیپیڈیا ہو انٹ جرمنی کا مشہور علامہ:- منشیات و مسکرات کو حرام قرار دینا محمد صلعم کا وہ زبردست احسان ہے جس کے باعث ان سے نسل انسانی کبھی بھی سبکدوش نہیں ہو سکتی یورپ کو اس بارہ میں مسلمانوں کا جس قدر ممنون ہونا لازم ہے۔ اسلامی تعلیم کی برتری و فضیلت منزلت اظہر من الشمس ہے مطلق اسلام کامل مذہب ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اسلامی تعلیم بالکل خالص ہے آہ اگر اسلامی تعلیم و تہذیب دنیا میں جلوہ فگن ہوتی تو ہماری کیا کیفیت ہوتی قوانین و آئین اسلام کی رو سے دنیا پر واجب ہے کہ دنیا پر آپ نے تہذیب و تمدن کا جو حیرت انگیز اثر ڈالا ہے اس کو کبھی فراموش نہ کریں۔

پروفیسر باسورتھ اسمتھ:- اپنی مشہور کتاب محمد اینڈ محمڈنزم میں لکھتا ہے بلاشک حضرت محمد خدا کے رسول ہیں اگر پوچھا جائے کہ افریقہ و ملکہ کل دنیا کو کسی مذہب نے زیادہ فائدہ پہنچایا یا اسلام نے تو جواب میں کہنا پڑے گا کہ اسلام نے اگر محمد صلعم کو قریش ہجرت سے پہلے خدانخواستہ شہید کر ڈالتے تو مشرق و مغرب دونوں ناقص و ناکارہ رہ جاتے اگر آپ نہ آتے تو دنیا کا ظلم بڑھتے بڑھتے اس کو تباہ کر دیتا اگر آپ نہ ہوتے تو یورپ کے تاریک زمانہ دوچند بلکہ سہ چند تاریک تر ہو جاتے اگر آپ نہ ہوتے تو انسان ریگستانوں میں پڑے بھٹکتے پھرتے اگر آپ نہ ہوتے تو عیسائیت بگڑ کر بد سے بدتر ہو جاتی جب میں آپ کے جملہ صفات اور تمام کارناموں پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالتا ہوں کہ آپ کیا تھے کیا ہو گئے اور آپ کے تابعدار غلاموں نے جن میں آپ نے زندگی کی روح پھونک دی تھی کیا کیا کارنامے دکھلائے تو آپ مجھے سب سے بزرگ سب سے برتر اور اپنی نظیر آپ ہی دکھائی دیتے ہیں آپ نے ابتدا سے لیکر انتہا تک یعنی بعثت سے لیکر دار البقا میں جانے تک اپنے کو نبی کہلایا اور اس سے رتی بھر آگے نہیں بڑھے میں یہ اعتقاد کرتا ہوں اور اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ نہایت اعلیٰ درجے کے فلاسفر اور سائنس داں اور فضلائے عالی دماغ اور عیسائی ایک دن بالاتفاق تصدیق کرینگے کہ بلاشک حضرت محمد خدا کے رسول ہیں۔

مہاتما ستیہ دیانند جی:- اپنی کتاب بحر بوت مصنفہ مطبوعہ ۲۰ جنوری ۱۹۲۶ء میں لکھتے ہیں۔ پیشوائے دین اسلام آنحضرت محمد صلعم کی زندگی دنیا کو بیشمار قیمتی سبق پڑھاتی ہے اور تقریباً آنحضرت صلعم کی ہر ایک حیثیت دنیا کے لئے سبق آموز ہے بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھ اور سمجھنے والا دماغ اور محسوس کرنے والا دل ہو۔

ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ:- اہل عرب غریب گلہ بان جیسے تھے دنیا میں تھی وہ عرب کے چٹیل میدانوں میں پھرا کرتے تھے کسی نے اس کس مپرسی قوم کی طرف آنکھ بھر کر دیکھا بھی نہیں تھا اسی قوم میں ایک اولو العزم پیغمبر حضرت محمد کا پیدا ہونا تھا کہ وہ چیز جو بہت ہی چھوٹی تھی اور جس سے کوئی واقف نہ تھا وہ تمام دنیا میں مشہور و معروف ہو گئی اور بہت بڑی بن گئی ایک صدی کے اندر اندر تمہیں عرب کو ہلاکو کا ایک اجھاوا ایک طرف دہلی تک دوسرا یورپ میں غرناطہ تک پہنچ گیا تھا گویا بانی عرب کی شجاعت بہادری، علم و فضل ایجادات و صناعات کا ذرہ ذرہ چمک اٹھا۔

ایمان ایک زبردست طاقت ہے جو مردہ جسم کو زندہ کر دیتا ہے جب کوئی قوم خالص عقیدہ کو صدق دل سے قبول کر لیتی ہے تو اس کے خیالات بلند اور نتیجہ خیز ہو جاتے ہیں۔ یہی بانیان عرب بھی تیرہ و تاریک تھے، ایک صدی گویا ایک چنگاری تھی جو ایک کس مپرسی ریگستان کے اندھیرے میدانوں میں پڑی اس ریت کے ذرے بارود تھے جو چنگاری کے پڑتے ہی بھک سے اڑے نیلا آسمان اور خاکی زمین اس کے شعلوں کی لپک سے ایک ہو گئے اور دہلی اور غرناطہ کے کنگرے اس روشنی سے جگمگا اٹھے۔

ڈیکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر:- آنحضرت محمد صلعم کی سیرت میں سب سے زیادہ جو بات غور کرنے کے لائق ہے یہ ہے کہ ان کی عظمت و شان و شوکت نے انسانوں کو فلاح اور بہتری کا معدن بنا دیا انہوں نے جو عبادت مقرر کی ہے وہ نہایت سادہ اور دلکش ہے عرب کے بت تخت خداوندی کے آگے ٹوٹ ٹوٹ کر چکنا چور ہو گئے انسان کے قتل و غارت کو انہوں نے عبادت نماز اور زکوٰۃ سے بدل دیا حضرت محمد صلعم نے انسانوں میں نیکی کی روح ڈالدی ہے باہم بھلائی کرنے کی ہدایت کی اور اپنے احکام اور نصیحتوں سے انتقام کی خواہش اور بیوہ عورتوں پر ظلم اور یتیموں کی حق تلفی کو انہوں نے روکا جو قبائل مخالف تھے وہ فرمانبرداری میں متفق ہو گئے۔

جو لوگ حضرت محمد صلعم کے سخت سے سخت دشمن اور آپکی نکتہ چینیاں پھیلاتے اور گالی گلوچ کرنے والے ہیں وہ بھی اس بات کو ضرور تسلیم کرینگے کہ آپ نے دعوائے رسالت ایک نہایت مفید مسئلہ توحید کی تلقین کے لئے کیا اگرچہ اسلام پر بیہودہ اعتراضات کرنے والے معترضین یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا مذہب تمام مذاہب میں افضل ہے لیکن زیادہ سے زیادہ اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ ان کے مذہب کو چھوڑ کر باقی دنیا کے تمام مذہب میں محمد صاحب کا اسلام ہی افضل ہے۔

الیٹی اینڈ ویسٹ آف لنڈن:- حضرت محمد صلعم ہی ایسے بانی مذہب تھے جو دینی بادشاہ بھی تھے اور دنیوی بھی جس وقت ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے قومی معاملات میں حق رسانی اور فتح کرنے میں رحم اور حکمرانی کرنے میں اعتدال اور سب سے مقدم دوسرے مذاہب کی ادائے رسوم و فرائض میں بے روک ٹوک آزادی کے احکام صادر فرمائے ہیں تو ہم کو یہ بات تسلیم کرلی پڑتی ہے کہ آنحضرت تمام نبیوں اور تمام بادشاہوں میں سب سے زیادہ اور بہت بڑی تعظیم کا استحقاق رکھتے ہیں۔

گبن انگلستان کا مشہور مورخ:- حضرت محمد صلعم کا مذہب اسلام شکوک اور شبہات سے پاک ہے اسی پیغمبر نے بتوں کی اعتقادی

کی سیاروں کی پرستش کو اس معقول دلیل سے رد کیا کہ جو شے طلوع ہو کر غروب ہو جاتی ہے اور جو حادث ہے وہ فانی ہے اور جو قابل زوال ہے وہ معدوم ہو جاتا ہے۔"

اگر ہم غیر مسلم ہستیوں کے اقوال ہی نقل کریں تو ایک جداگانہ کتاب ہو سکتی ہے لہٰذا ہم نے چند اقوال سے تبلا دیا کہ جادو وہ ہے جو سر پر چڑھ کے بولے چنانچہ غیر مسلم ہستیوں کی زبان بھی محامد اور مدائح سے قاصر پائی گئی مسلم ہستیاں تو شمار سے باہر ہیں طلب اللسان ہیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو چودھویں رات کے چاند میں دیکھا اور آپ کے اوپر سرخ رنگ کا حلہ تھا پس میں آپ کی طرف بھی دیکھتا اور چودھویں کے چاند کی طرف بھی لیکن بخدا آپ مجھے چاند سے حسن و جمال میں کہیں زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔

راقم الحروف نے بھی عرصہ کم از کم ۴۰ سال کا گذرا چار بجے صبح نہی چاند کی طرف باوضو ٹکٹکی باندھی تو کھلم کھلا نام محمد صلعم چاند کے اندر محسوس و معلوم ہوا اللھم صل علی محمد وسلم۔ ابھی تھیسر الساں ہے اکثر مقامات پر ۸ بجے شب کے آسمان پر ایک روشنی ظاہر ہوئی جس میں بخط نور کلمہ شریف منقوش نظر آیا۔

ابھی چند روز ہوئے دہلی میں ایک پتھر چیرا گیا تو اس کے اندر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" منقوش نکلا۔ حضور سرور عالم کے متعلق قرآن شریف میں یہ دعویٰ پیش کیا گیا ہے کہ انک لعلٰی خلق عظیم کہ اے محمد رسول تو عظیم الشان اخلاق اپنے اندر رکھتا ہے اس دعویٰ کے ثبوت میں چند مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جس سے کہ آپ کا حسن خلق اور احسان مبرہن اور مدلل طور پر ثابت ہو جائے گا۔

سنئے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کفار مکہ کا ایک مجمع جناب ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے عرض کیا کہ آپ کے بھتیجے نے (یعنی محمد صلعم) نے ہمارے بتوں کو برا بھلا کہا ہے یعنی غیر نافع اور غیر ضار بتلا کر ہمارے دین کو عیب دار کہا ہے اور ہمیں بے وقوف ٹھہرایا ہے پس آپ یا تو ان کو روک لیں یا ہمارے سپرد کر دیں اور آپ دخیل نہ ہوں ان لوگوں کو پہلا مرتبہ ابو طالب نے نہایت مدارات اور نرمی کے ساتھ واپس کر دیا لیکن بار دگر پھر یہ مجمع حاضر ہوا اور حضور سرور عالم کی شکایات پیش کیں تو حضرت ابو طالب نے حضور سرور عالم سے کہا کہ بھتیجے اور اپنی جان پر رحم کرو اور مجھ پر وہ بار نہ رکھو جس کی میں طاقت برداشت نہیں کر سکتا (یعنی صنادید قریش کی مخالفت) حضور سرور عالم نے فرمایا کہ اے میرے چچا اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ میں اور ماہتاب کو میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں اور مجھے اس کام کے ترک کرنے کو کہیں تو میں یقیناً باز نہ آؤں گا جب تک خدا کا دین ظاہر نہ ہو یا میں اس کوشش میں ہلاک ہو جاؤں۔

یا تن رسد بہ جاناں یا جاں ز تن برآید

پھر سنئے آپ ایک دن مسجد کے حجرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور سامنے صحن میں صنادید قریش کا ایک بڑا بھاری گروہ موجود تھا عتبہ بن ربیعہ جو آپ کا بڑا دشمن ہوا ہے اس نے غور کیا اگر کہا کہ اے برادر زادہ تو صاحب اوصاف حمیدہ اور عالی خاندان ہے مگر تو نے ہماری قوم میں تفرقہ ڈال دیا ہے اور ہمارے قبائل میں تفرقہ ڈال رہا ہے تو ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے اور ہمارے آباؤ اجداد کو کافر و بت پرست بتاتا ہے اب ہم تجھ سے ایک قول فیصل کہتے ہیں خوب سوچ کر جواب دینا اس قول کا قبول تیرے حق میں بہتر ہوگا حضور نے فرمایا کہ اے ابو الولید کیا کہنا چاہتے ہیں تیری بات خوب سنوں گا عتبہ نے کہا اے پسر برادر اگر تو اس ادعائے رسالت اور نبوت سے مال و دولت حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہم آپ کو اتنی دولت جمع کر دیں گے کہ سب سے مالدار ہو جاؤ گے اگر تم کو عزت و وقار مطلوب ہے تو ہم تم کو اپنا بادشاہ بنا سکتے ہیں لیکن اگر جنون تجھ پر غالب آگیا ہے تو ہم طبیب کو بلا کر تمہارا علاج کرا دیں جب عتبہ کی یہ تقریر پوری ہو چکی تو آپ نے پوچھا یا ابا الولید تیرا کلام ختم ہوا اس نے کہا ہاں یا محمد۔ آپ نے فرمایا میری سن آپ نے سورہ حم سجدہ رکوع ۱ سپارہ ۲۴ "تنزیل من الرحمٰن الرحیم" تک پڑھ کر سنائی اور پھر فرمایا کہ مجھے تمہارے اموال اور تمہاری شرافت اور تم پر حکومت کرنا مقصود نہیں۔ خدا نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے اور مجھ پر کتاب نازل کی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لئے بشیر و نذیر ہوں پس میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے اور خیر خواہی کی باتیں سنا دیں اگر قبول کرو گے تو دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو گے اور اگر تم نے اسے رد کیا تو خیر میں صبر کروں گا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے اور ہمارے درمیان فیصلہ کر دے۔

اللہ اکبر کس عظمت و شان کا یہ جواب ہے۔ حضور کی شجاعت اور بہادری بھی شہرۂ آفاق تھی آپ ہر وقت خطرناک جگہ میں سب سے پہلے قدم بڑھاتے تھے۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ خادم حضور کے تھے۔ آں حضرت سب سے زیادہ حسین سخی اور بہادر تھے ایک دفعہ مدینہ میں ایک کھٹکا رات کے وقت ہوا تو اس کی طرف لوگ گئے دیکھا کہ پہلے ہی سے نبی کریم لوٹ رہے آرہے ہیں فرمایا مت ڈرو میں نے تحقیق کی ہے کوئی خطرہ نہیں آپ اس وقت ابی طلحہ کے ایک بے زین گھوڑے پر سوار تھے اور تلوار لگی ہوئی تھی۔

ایک مرتبہ مکہ سے طائف کو جاتے تھے اور آپ کے ساتھ مومنین کی ایک جمعیت تھی تو یک بیک ایک پہاڑی سے بنی ہوازن نے تیر چلانے شروع کر دیئے چونکہ یہ قوم مشہور تیر انداز تھی اہل اسلام جو بفراغ خاطر جا رہے تھے مضطرب ہو گئے آنحضرت نے للکار کر فرمایا انا النبی لا کذب و انا ابن عبد المطلب میں نبی وہ نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ہے اور میں ہی ابن عبد المطلب ہوں۔

آپ کی امانت تمام عرب کے لوگ مانتے تھے آپ کو امین اور مامون کے نام سے یاد کرتے تھے موافق اور مخالف آپ کے وصف امانت سے انکار نہیں کر سکتے کہ مکہ میں عام دستور تھا کہ جس شخص کے پاس کوئی عجیب اور بیش قیمت چیز ہوتی جسے وہ اپنے پاس محفوظ نہ رکھ سکتا وہ آنحضرت کے پاس

[illegible] آپ کے [illegible]
[illegible] آپ میں [illegible] سب میں بڑھ کر [illegible]
[illegible] قوم کے [illegible]

حضور کا عفو اور رحم بدرجہ کمال موجود تھا، چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ ابوسفیان جو کسی زمانہ میں بڑا بھاری دشمن رسول اللہ تھا اس نے ایک شخص کو مقرر کیا کہ وہ خفیہ خفیہ آنحضرت کو قتل کر ڈالے۔ آپ ایک مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ بغل میں خنجر دبائے چلا آ رہا تھا۔ سامنے سے آتے دیکھ کر الہام الٰہی نے آپ کو آگاہ کر دیا اور آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ یہ شخص غداری کے ارادہ سے آیا ہے مگر خدا تعالیٰ اس کے اور اس کی مراد کے درمیان حائل ہو گا۔ [illegible] اسید بن حضیر صحابی نے آگے بڑھ کر اس کے کپڑے ٹٹولے تو بغل سے خنجر گر پڑا، اس پر بھی رحیم رسول نے ارشاد فرمایا کہ اس کو معاف کر کے جانے دو۔

ثمامہ بن اثال ایک رئیس تھا جس پر آنحضرت کی کمال عنایات مبذول ہوئی تھیں۔ کفار مکہ کی سخت عداوت اور ایذا کو جو وہ آنحضرت کو دیتے تھے دیکھ رہا تھا۔ [illegible] مکہ میں غلہ جانا بند کر دیا۔ اس پر کفار مکہ نے آپ کو لکھا کہ آپ تو صلہ رحم کے وعظ فرماتے ہیں اور ہماری یہ گت بنی ہے کہ بھوکے مر رہے ہیں۔ آنحضرت نے ثمامہ کو لکھا کہ غلہ مت روکو۔ سبحان اللہ اس سے بڑھ کر رحم و کرم اور کیا ہو سکتا ہے کہ وطن سے نکالنے والوں خون کے پیاسوں کے ساتھ یہ سلوک مرعی ہوتا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔

حضور کی لطافت جسم

حضور کے مزاج میں نفاست اور پاکیزگی اس قدر تھی کہ ہر وقت جسم اطہر سے خوشبو مہکتی تھی اور مشام جان کو معطر کرتی رہتی تھی۔ حضور کو عطریات سے بہت شوق تھا۔ حضور جس گلی سے گزر جاتے تھے وہ کوچہ معطر ہو جاتا تھا۔ حضور کی حدیث ہے کہ دین کا مدار پاکیزگی پر ہے۔ حضور کی صفائی پسندی کی ایک دلیل یہ ہے کہ جو شخص حضور سے مصافحہ کرتا تھا تو اس کا ہاتھ دن بھر معطر رہتا تھا۔

حضور کا فہم و ذکا

حضور کی عقل و ذہانت بھی دیگر محاسن کی طرح لاثانی تھی۔ عرب جیسی جاہل اور وحشی قوم کو ایک نظام میں کر دینا، ان میں تمدنی اور معاشرتی قوت پیدا کر دینا حضور کی ذہانت اور دوراندیشی کی روشن دلیل ہے۔ عربوں میں اخوت اور مساوات کو قائم کر دینا، نسلی امتیازات کو محو کر کے تمام افراد کو ایک [illegible] لا کر کھڑا کر دینا حضور کی دانشمندی کی بین دلیل ہے۔

حضور کی جود و سخا

حضور کا [illegible] کا یہ عالم تھا کہ کسی سائل کے سوال کو حضور نے رد نہیں فرمایا۔ اگر کسی وقت کچھ دینے کو پاس نہ ہوتا تو اس طرح عذر فرماتے تھے جیسے کوئی کسی سے معافی چاہتا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ حضور سب سے زیادہ سخی تھے خصوصاً ماہ رمضان میں حضور کی سخاوت اور بھی بڑھ جاتی تھی اور یہ وصف حضور میں نبوت سے قبل بھی تھا۔ اگر [illegible] ہزار درہم چٹائی پر سامنے لا کر رکھ دیے گئے جو سائل آتا حضور اسے عطا فرماتے حتیٰ کہ سب ختم [illegible]

حضور کی فصاحت و بلاغت

حضور کا [illegible] فصیح و بلیغ [illegible] جس کو بڑے بڑے [illegible] نے بالاتفاق تسلیم کر لیا تھا جو کہ مشہور خطیب اور زبان آور تھے [illegible]

[illegible] کے سامنے ظاہر ہوئے کہ تمام فصحائے عرب کی زبانیں [illegible] فصیح [illegible] جس زبان پر گفتگو فرماتے تھے حضور کی زبان مبارک سے جو فقرہ نکلتا تھا وہ اس درجہ جامع اور معنی خیز ہوتا تھا کہ ملک میں مشہور ہو جاتا تھا۔ اکثر علماء نے حضور کے جوامع الکلم یعنی اس قسم کے پرمعنی جملے اپنی کتابوں میں جمع کئے ہیں۔

حضور کا حلم و صبر

صبر و حلم بھی حق تعالیٰ نے حضور کے خصائل میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ مقام طائف میں حضور اقدس تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے حضور پر پتھروں کی بارش کی جس سے حضور اطہر کا جسم خون آلود اور غلاظت آمیز ہو گیا لیکن دعا فرمائی تو یہی کہ خداوندا ان کا بدلہ لینا نہیں چاہتا کیونکہ یہ لوگ مجھے شناخت نہیں کرتے، دل کی بصیرت نہیں رکھتے، کبھی تو راہ راست پر آئیں گے، ان کو اے پروردگار توفیق عطا فرما۔ حضور کو عرش سے برابر تاکید آتی تھی کہ حلم و صبر پر ثابت قدم رہو، دیگر پیغمبروں کی طرح اولوالعزمی کے ساتھ کام کرو۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جنگ احد میں حضور کے زخم لگا اور چہرہ انور خون سے تر ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ان کفار پر حضرت نوح کی طرح بددعا فرمائیے۔ ارشاد ہوا کہ میں لعنت کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ منافقوں سے شب و روز آزار سہتے تھے لیکن کبھی بدلہ لینے کے درپے نہیں ہوئے۔ حضور کو غصہ بہت دیر میں آتا تھا اور راضی بہت جلد ہو جاتے تھے۔

حضور کی شرم و حیا

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ حضور میں پردہ نشین عورت اور کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم تھی۔ جب کوئی بات ناگوار خاطر کی سنتے تو حضور کا چہرہ فوراً متغیر ہو جاتا تھا۔ جب کوئی شخص حضور سے معافی چاہتا تو شرم سے گردن جھکا لیتے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور کبھی کسی طرف تیز نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔ حضور اپنی آنکھیں ہمیشہ نیچی رکھتے تھے اور جب ہنسی آتی تھی تو مسکراہٹ سے تجاوز نہ کرتی تھی، قہقہہ مار کر کبھی نہ ہنستے تھے۔

حضور کا وفاء عہد

حضور کا ارشاد ہے کہ جو عہد کا پابند نہیں وہ بے دین ہے۔ اجتماعاً حضور وفاء عہد پر قائم رہے۔ جو وعدہ یا پیمان کرتے تھے اس کو پورا فرما دیتے تھے اور کبھی نہ بھولتے تھے۔ عبداللہ بن ابی الحمساء کہتے ہیں کہ نبوت سے قبل میں نے آنحضرت سے ایک معاملہ پر عرض کیا کہ حضور یہاں ٹھہر جائیں میں ابھی آ کر آپ سے ملوں گا۔ اس کے بعد میں بھول گیا، تیسرے دن وہاں گیا تو دیکھا کہ حضور وہاں موجود ہیں۔ میں حیران رہ گیا۔ فرمایا کہ تم کہاں چلے گئے تھے میں تو تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں۔ دوست یا دشمن جس سے جو وعدہ کر لیا اس کو ضرور پورا کیا۔

حضور کا پاس مروت

جس شخص سے حضور کا ذرا سا بھی تعلق ہوتا تھا تو اس کا خیال رکھتے تھے۔ جنگ حنین کے قیدیوں میں حلیمہ دائی کی شیما گرفتار ہو کر آئیں۔ جب حضور کو اطلاع ہوئی تو ان کو اپنے پاس بلایا اور چادر بچھا کر ان کو بٹھایا اور بہت محبت سے گفتگو فرماتے رہے اور بہت سے تحائف دے کر عزت کے ساتھ ان کو واپس فرمایا۔ غرض کہ حضور کے اخلاق حسنہ و فضائل کہاں تک بیان کئے جائیں۔ خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست۔

شمائل نبوی

(از جناب مراد صاحب مارہروی)

کسی انسان سے ملئے کسی کے پاس جائیے کسی سے گفتگو کیجئے آپ اس کی اچھائی برائی کے متعلق پہلا حکم اس کے اخلاق ہی کی بنا پر لگا لیں گے اور اس کی جتنی نیک عادات آپ کے سامنے آتی جائیں گی اتنی ہی اس کی محبت آپ کے قلب میں راسخ ہوتی جائے گی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان کی نیک عادتیں انسان کا کیرکٹر ہی اس کی بہتری و برتری کا معیار قائم کرتی ہیں اس وقت دیکھنا یہ ہے کہ دنیا کی عظیم ترین ہستی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و اطوار کیا تھے اور اس نور نے کس درجہ آپ کی مستجمع الصفات ذات گرامی کو جذب و کشش کا ایک بیش بہا خزینہ بنا رکھا تھا آپ کی زندگی کچھ اس انداز بیکسی کے ساتھ شروع ہوئی کہ کم عمری سے عرصہ شہود پر گامزن ہونے سے پیشتر پدر شفقت بار کا سایہ سر سے اٹھ گیا اس کے بعد طفولیت کے ابتدائی دور ہی میں مادر مہربان کے آغوش سے بھی آپ کو داغ محرومی نصیب ہوا۔ ماں باپ کی طرح کون بچہ کی نگہداشت اور اس کی عادات کی اصلاح کی طرف توجہ کرسکتا ہے کوئی استاد و معلم بھی نہ تھا جس کا وجود ہی جوہر بد کی تلافی بنجاتا اب آپ کے سامنے کوئی کتاب اور کوئی نصاب تعلیم نہ تھا کوئی بہتر صحبت نہ تھی اخلاق کی درستی کے سامان نہ تھے البتہ فطرت کا ایک صحیفہ ضرور تھا جس کے اوراق اس معصوم و جلیل القدر بچے کے سامنے کھلے پڑے تھے انہیں کا مطالعہ رہتا تھا اور قدرت اس کی معلم تھی۔

سعید فطرت انسان بے ادبوں سے ادب سیکھتے ہیں اور جاہلوں کی بد اخلاقی ان کے لئے وجہ عبرت بنکر ان کے زمین اخلاق کا سبب بنجایا کرتی ہیں یہی اصول آپ کے باب میں کارفرما رہا۔ کوئی معمولی فطرت ہوتی تو کسی نگراں کی عدم موجودگی اور عرب کے بد اخلاق بچوں کی صحبت آ کے اور تباہ کرتی لیکن آپ اس سے اور سنورتے اور عبرت حاصل کرتے رہے اور کتب فطرت یعنی علم قدرت سے سبق حاصل کر کے بچے سے جوان اور چھوٹے سے بڑے ہوئے یوں تو بچپن ہی میں آپ میں تمام اخلاقی محاسن اور نورانی تجلیات جلوہ گر ہو چکی تھیں۔ چلن نہایت شریفانہ رفتار میں وقار گفتار میں متانت اور مزاج میں محبت و ہمدردی کے جوہر موجود تھے کبھی جھوٹ نہ بولتے تھے لیکن جوان ہو کر آپ کا جوہر درخشاں اور چمک اٹھا آپ بددیانت جھگڑالو اور بد خصلت عربوں اور مشرکوں میں "امین" کے معزز لقب سے ملقب ہو گئے اور ہر چھوٹا بڑا آپ کی عزت کرنے لگا منصب نبوت عطا ہونے پر آپ کی ذات ایک مطلع انوار بن گئی اور آفتاب ایزدی کی پہلی شعاع نے آپ کے کاشانہ ہستی کو نور علیٰ نور بنا دیا۔ آپ دشمنوں اور مخالفوں کو فیاضی کے ساتھ بخشنے اور خطاؤں سے درگذر کرنے والے تھے کسی کو زبان سے کبھی برا نہ کہا کسی کے لئے بد دعا نہ کی کسی کو نہیں ستایا کسی کو دکھ نہیں دیا اور ہمیشہ ضعیفوں کے ملجا و ماویٰ بنے رہے کسی سائل کو نہ جھڑکا کسی کو جھکا کر محروم نہ جانے دیا ماتحتوں اور دوستوں کا پورا لحاظ رکھا ہر قسم کے لہو و لعب اور مجلس آرائی اور صحبتوں سے علیحدہ رہ کر غور و فکر کرنا شغل تھا اور یہ شغلہ میں وقت گذارتے تھے کی اصلاح بگڑانے ہوؤں کی درستی اخلاق اور مصیبت زدوں کی امداد شیوہ کل رہا تنہا پہاڑوں میں اور جنگلوں میں بیٹھے اور تنہائی میں مصروف عبادت رہتے دن بھر روزے رکھتے اور اکثر راتیں نماز و استغراقی میں گذر جاتیں خود بھوکے سو رہتے مگر حتی الامکان کسی کو بھوکا نہ سونے دیتے اس استغراق و محویت اور اس ورع میں بھی آپ کی خوش مزاجی اور شگفتگی طبع قائم رہتی۔ نرمی و لینت سے بات کرتے محبت و رافت سے ملتے تبسم و خوشی کے ساتھ باتیں کرتے کچھ لے کے بیٹھتے بیویوں کی دلجوئی کرتے اعزہ و اقارب کا خیال رکھتے تبلیغ دین میں پوری ہمدردی و اخلاق سے کام لیتے راست بازی امانت تدین حلم اور عفو و عدالت میں سارا عرب آپ کا سکہ مانے ہوئے تھے کوئی بدترین دشمن بھی کبھی آپ کے خلاف کوئی الزام عائد کرنے کی جرأت نہ کرسکا تمام قریش اور کفار مکہ میں آپ "الامین" اور "صادق" مشہور ہو گئے۔ جب آپ سے کسی کو معاملہ پڑتا تو وہ آپ کی دیانت اور سلیقے پر سہ سہ دیکھ کر آپ کا گرویدہ ہو جاتا مکہ اور اس کے گرد و نواح میں ہمیشہ فسادات کے شعلے بھڑکتے رہتے تھے لیکن آپ نے کبھی ان میں حصہ نہیں لیا بلکہ ہمیشہ مصالحت دا من کی سعی میں مصروف رہے جس سے ملتے پوری خاکساری اور عجز و انکسار سے بات کرتے آپ کے کلام میں بلا کی شیرینی اور مزاج میں حد درجہ نرمی و محبت تھی رستے میں کہیں بچے مل جاتے تو وہ آپ کی انگلیوں میں چمٹ جاتے اور آپ ان سے نہایت شفقت و محبت سے باتیں کرتے کسی کو گود میں اٹھا کر پیار کرتے کسی کو چومتے بوڑھے بڑوں کا ادب ہر موقع پر ملحوظ رکھتے تھے تواضع و اخلاق سے پیش آتے کوئی بات کرتا تو پوری توجہ سے سنتے اور لطف و نرمی کے ساتھ جواب دیتے پرلے درجہ کے مہمان نواز غریب پرور مصیبت زدوں کے غمگسار اور ضرورت مندوں اور محتاجوں کے ناصر و حامی تھے۔ مظلوم کی حمایت اور ظالم کی نہائش آپ کا وظیفۂ عمل تھا۔

خوش اخلاقی کی چند دلدوز مثالیں

حضرت انس آپ کے غلام تھے پورے دس برس تک آپ کی خدمت کی لیکن اس وسیع مدت میں آپ نے انھیں کسی قصور پر سزا دینا تو ایک طرف جھڑکا تک نہیں حضرت انس کا بیان ہے کہ مجھ سے اکثر قصور ہو جاتے لیکن آپ ہمیشہ درگذر کرتے حضرت ابوسفیان نے اپنی زندگی کے بہترین بیس سال آپ کی مخالفت میں نہیں بلکہ معاندت اور انتہائی دشمنی میں گذارے ہر لمحہ اور ہر ثانیہ آپ کی تباہی و بربادی و بربادی و نقصان رسانی کی تجاویز سوچے اور عمل میں

رہے۔ جب ہرقل روم نے آپ کے ... کے متعلق ابوسفیان سے جو اس وقت تک آپ کا ازلی دشمن تھا استفسار کیا تو یہ آپ کی شخصیت ہی کی تاثیر کے سلسلہ میں اس کے اپنے ... تھے اگر کہتے ہی بن پڑی کہ آپ ہمیشہ سچ بولتے اور سچائی پر قائم رہتے ہیں کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی وہ وعدہ خلافی نہیں کرتے اور نہ ہم نے آپ کا کوئی جھوٹ ثابت ہوا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ آپ ہمارے بتوں کو برا کہتے ہیں یہ ہے صداقت کی شان کہ ابوسفیان جیسے دشمن و حاسد کی زبان انتہائی عداوت و جنگ کے زمانہ میں اعتراف محاسن پر مجبور ہوئی اس سے بڑھکر یہ ہے کہ ایک وقت آتا ہے اس پر گھبراہٹ طاری ہوتی ہے غرور کے بجائے طبیعت میں عجز پیدا ہوتا ہے لشکر اسلام میں ایک ایک دروازے پر ایک ... کے پاس جاتے ہیں ایک ایک سے سفارش کے ملتجی ہوتے ہیں لیکن ان کی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ تک اسے ڈانٹ دیتی ہیں اور مشرک بتاکر اپنے بستر پر نہیں بیٹھنے دیتیں لیکن شنوائی ہوتی ہے تو پھر دربار نبوت میں آپ ایسے جرم کے شخص کو معاف بھی کرتے ہیں تو اس شان اور اس لطافت کے ساتھ کہ ان کا سر اور وقار قائم رہے اپنے عجز و بیکسی کا احساس نہ ہو اعلان کر دیا جاتا ہے کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اسے امان دی جائیگی چشم بصیرت وا کرو۔ سوچو اور غور کرو کہ ابوسفیان جیسے باغی خوفناک دشمن اور ازلی و قدیمی معاند کے ساتھ ایسے سیر چشمانہ سلوک کی مثال دنیا میں کبھی کہیں سنی اور دیکھی ہے۔ یہ تو پھر بڑی بات ہے کہیں اس کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے نہیں اور ہرگز نہیں یہ صرف رسالت مآب ہی کی شان کرم تھی اور عفو و درگذر کے یہ نظارے دنیا میں آپ کو اسی سرکار میں مل سکیں گے۔

حضرت زید آپ کا ایک آزاد کردہ غلام تھا چند لٹیروں نے اسے پکڑ کر مکہ میں فروخت کر دیا تھا رفتہ رفتہ یہ حضرت بی بی خدیجہ کے پاس پہنچ گیا آپ نے اسے رسول اکرم کے نذر کر دیا زید کا مصیبت زدہ باپ برسوں بیقرار اپنے لخت جگر کی تلاش میں پھرتا رہا ایک قافلہ کے ذریعہ اسے پتہ ملا تو غریب باپ کانپتا افتاں و خیزاں دربار نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ بیٹے کی جدائی میں خواب و خور حرام ہو کر رہ گیا ہے بہت بے چین رہتا ہوں مجھ سے معاوضہ لیکر میرے اس نور دیدہ کو مجھے واپس کر دیجئے حضور کو فوراً ترس آگیا۔ آپ نے بڑی دلسوزی کے ساتھ فرمایا کہ میں نے زید کو بلا معاوضہ آزاد کیا اگر وہ جانا چاہے تو چلا جائے البتہ میں خود اسے مجبور نہیں نکالوں گا۔ زید نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور مجھپر ماں باپ سے زیادہ شفقت کرتے ہیں میں باپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ یہی محبت نبوی اور شفقت رسول کہ بیٹا باپ کی محبت کو بھول گیا غلاموں کے ساتھ جب محبت و شفقت کا یہ عالم تھا تو آزاد تو پھر آزاد ہیں اور آزاد و غلام پر کیا آپ کا دریائے رحمت سب کے لئے ہر وقت جوش میں رہتا تھا اور آپ سب سے اسی طرح محبت و اکرام سے پیش آتے تھے۔

شفاء عیاض میں مرقوم ہے کہ جنگ احد میں کفار نے آپ کے دندان مبارک شہید کئے سر مبارک میں زخم پہنچائے حتیٰ کہ حضور ایک غار میں گر گئے صحابہ کرام نے بد دعا کرنے کی درخواست کی آپ نے فوراً جواب دیا کہ میں لعنت کرنے کے لئے نبی نہیں بنایا گیا مجھے تو خدا نے لوگوں کو اس کی بارگاہ تک پہنچا دینے کے لئے مبعوث کیا ہے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اس کے بعد یہ دعا فرمائی کہ خداوند کریم میری قوم کو ہدایت کا نور عطا فرما کہ وہ مجھے نہیں جانتے ابھی وہ مجھے سمجھے نہیں۔

بخاری شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے اور لیٹتے ہی نیند آگئی آپ نے اپنی تلوار درخت کی ایک شاخ میں آویزاں کر دی اتنے میں ایک دشمن غوث بن حارث آیا اور تلوار نکالکر رسول کریم کو جگایا اور سر پر سے گستاخانہ لب و لہجہ میں ڈانٹ کر کہا بتا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا آنکھ کھلتے ہی جواب دیا "اللہ" اس جواب میں کچھ ایسی روحانیت بھری ہوئی تھی کہ وہ چکر کھا کر گر پڑا آپ نے بڑھکر فوراً تلوار اٹھالی اور فرمایا اب تجھے کون بچا سکتا ہے وہ پر رعب الفاظ سنکر سن ہو گیا، سناٹے میں آگیا، زندگی سے مایوس ہو گئی۔ آپ نے قرینے سے اسکو یاس و اضطراب کا احساس کر کے فرمایا جاؤ میں انتقام نہیں لیا کرتا یہ میرا کام نہیں غوث یہ غیر متوقع کرم و جان بخشی دیکھکر حیرت میں آگیا کچھ دیر تک اس پر سکتہ کا سا عالم طاری رہا اور اس کے بعد وہیں کلمہ شہادت پڑھ لیا اس عفو و رحم اور رحمت و کرم کی نظیر کہاں ڈھونڈوگے اور کہاں ملیگی۔ دنیا میں خونخوار دشمنوں اور اپنی جان لینے کے ارادہ کرنے والوں کو اور ایسے شدید و اشد معاندوں کو چھوڑنے والا کون ہے ایک ہستی، ایک انسان، رسول کریم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ نے خانہ کعبہ میں کھڑے ہو کر پورے پیغمبرانہ انداز میں خطبہ پڑھا اور اعلان کیا کہ زمانہ جاہلیت سے لیکر آج کے دن قبائل میں جس باہمی جنگ و جدال کا سلسلہ چلا آتا ہے میں اسے معدوم کرتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان کے خون کا دعویٰ اور اپنے چچا کی رقوم قرضہ کو معاف کرتا ہوں۔

آپ کا یہ طریق کار تھا کہ آپ کسی کو کسی ایسے کام سے منع نہیں کرتے تھے جس پر سب سے پہلے خود عمل پیرا نہ ہولیں اسی لئے اس موقعہ پر اس اعلان عفو کے ساتھ آپ نے پہلے اپنے خاندان کے دعاوی خون بخشے اور اپنے چچا کا قرضہ معاف کیا اس کا اثر براہ راست قلوب پر پڑتا ہے اور زبانیں گنگ اور دماغ تیار ہو کر رہ جاتے ہیں یہی وجہ تھی کہ آپ کے نصائح بہت موثر اور کارگر ہوتے تھے۔

مشاہیر یورپ کا اعتراف

بخاری شریف میں مرقوم ہے کہ عائشہ فرماتی تھیں کہ ایک ایک مہینہ ہمارے چولہے میں آگ نہ جلتی تھی اور تمام کنبہ کھجوروں پر گذران کرتا تھا مکہ معظمہ سے مدینہ آکر کبھی مسلسل تین روز ایسے نہیں گذرے کہ گیہوں کی روٹی برابر ہمیں نصیب ہوتی رہی ہو۔

مسٹر ولیم میور لکھتے ہیں:۔

"رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خدائے برتر و توانا پر پورا بھروسہ اور اعتقاد تھا جس کی طرف سے آپ قوم عرب کی اصلاح و ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے آپ کے پائے ثبات کو کبھی ہی لغزش نہ ہوئی تھی آپ عالم تنہائی و مصیبت میں ایسے عالی پایہ اور جلیل الشان نظر آتے تھے کہ کتب مقدسہ سماویہ میں آپ کا کوئی عدیل و مثیل دکھائی نہیں دیتا۔ اسلام میں پر بتہ

کا ایسا درجہ موجود ہے جو کسی مذہب میں نہیں ہے۔

مسٹر چیمبر اپنی انسائیکلو پیڈیا میں لکھتے ہیں:-

"مذہب اسلام کا وہ حصہ جس سے اس کے بانی کی طبیعت صاف صاف معلوم ہوتی ہے نہایت کامل اور بدرجہ غایت موثر ہے اس سے ہماری مراد اس کی اخلاقی نصیحتیں ہیں یہ نصیحتیں کسی ایک یا چند صورتوں میں مجتمع نہیں ہیں بلکہ اسلام کی عظیم الشان عمارت میں سلسلۃ الذہب کے مانند ملی جلی ہیں۔ ناانصافی، جھوٹ، غرور، انتقام، غیبت، استہزاء، طمع، فضول خرچی، حرامکاری، خیانت اور بدگمانی کی شدید مذمت کی گئی ہے اور ان کے مقابلہ میں خیر اندیشی، فیض رسانی، پاکدامنی، حیا، بردباری، صبر، تحمل، کفایت شعاری، سچائی، راست بازی، عالی ہمتی، صلح پسندی، حق پرستی اور سب سے بڑھکر توکل برخدا اور انقیاد امر الٰہی کو سچی ایمانداری کی اصلی اور مومن صادق کا اصلی نشان قرار دیا ہے۔"

صبر و حلم کے اوصاف میں بھی آپ اپنا نظیر و مثیل نہ رکھتے تھے۔ شفاء عیاض میں مرقوم ہے کہ ایک روز ایک یہودی زید بن سعنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا قرض مانگنے آیا۔ آتے ہی چادر آپ کے شانہ مبارک سے اتار لی اور گریبان پکڑ کر جوش میں بکنے لگا کہ عبدالمطلب کے خاندان والے بڑے نادہند ہوتے ہیں میرا قرضہ دلواؤ اس گستاخی پر حضرت فاروق کو تاب نہ رہی غصہ میں سرخ ہو گئے اور اسے پوری شدت و سختی کے ساتھ ڈانٹ بتائی گو اس شریر و گستاخ یہودی کی حرکت سے آپ کا گلا گھٹنے لگا تھا تاہم آپ کے قلب پر ذرہ برابر بار نہ گزرا اور ہنسنے لگے فرمایا عمر تمہیں لازم تھا کہ اس سے سخت برتاؤ نہ کرتے آخر میں اس کا قرضدار ہوں تم مجھے حسن ادائیگی کے لئے کہتے اور اس سے حسن تقاضہ کے لئے پھر زید کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ابھی تو یوم وعدہ میں تین روز باقی ہیں پھر عمرؓ سے کہا کہ اچھا اس کا قرضہ پہلے ہی ادا کر دو بیس صاع زیادہ دینا کہ تم نے اسے ڈرایا دھمکایا ہے۔

اسی طرح ایک اعرابی نے آپ کی چادر کو زور سے جھٹکا دیکر بڑی گستاخی سے کہا تھا کہ مال نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا بلکہ خدا کا ہے اس میں سے ایک بار شتر مجھے بھی دے آپ نے یہ کہکر کہ تو سچ کہتا ہے اسے مال دیا اس سے زیادہ تحمل و بردباری کی مثال اور کیا سامنے آسکتی ہے آپ کے ایک اشارہ پر ان کے ٹکڑے اڑ سکتے اور سزا پا سکتے تھے لیکن آپ پیغمبر رسول تھے پیار سے بنی تھے آپ کا کام اذیت دہی و سزا نہیں بلکہ عفو و کرم تھا اور اسی سلوک و برتاؤ کا یہ نتیجہ تھا کہ جو یہودی از راہ شرارت آپ کی تذلیل کے لئے آیا تھا، وہیں سے مسلمان ہو کر گیا۔

دشمنوں پر کرم و لطف کی اور مثال سنئے کہ میں قحط پڑتا ہے ایسا شدید قحط کہ لوگ مردار، ہڈیاں کھانی شروع کر دیتے ہیں دشمنوں کے کیمپ میں بدحواسی پھیل جاتی ہے جان کے لالے پڑ جاتے ہیں انہی دشمنوں میں سے ایک سردار ابن حرب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے خود سمجھتا ہے کہ میں آپ کا جانی دشمن ہوں اور آپ بھی میری شرارتوں سے واقف ہیں لیکن آپ کی ذات ایک منبع جود و کرم ہے اور دوست دشمن سب سمجھتے ہیں کہ اس بحر سخا سے اپنا اپنا ہر شخص مستفیض ہو سکتا ہے پورا بھروسہ رکھتا ہے کہ محمد آپ تو لوگوں کو صلہ رحمی اور حسن سلوک کی تعلیم دیا کرتے ہیں تو آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے خدا سے دعا کیجئے آپ بہت متاثر ہوئے اور اس وقت ہاتھ اٹھا مالک ارض و سما سے دعا کی خوب بارش ہوئی اور سیراب ہو گئیں یہ ہیں لطف و کرم نبوی کی تجلیاں دوست تو دوست دشمن کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں۔ اسے بھی چھوڑیئے اور انسانیت و رسالت بلندی و عظمت پر غور کیجئے کہ خون کے پیاسے اور جان کے دشمنوں تک کو ہے کہ خدائے ذوالجلال کا یہ پیارا نبی ہمیں محروم نہ لوٹنے دیگا اور ہماری مصیبت میں اگر کوئی کام آسکتا ہے تو وہ یہی ہے اسقدر ہستی ہے جن کی جان لینے کی تمنا میں دن رات سوچتے رہتے ہیں۔ سچ ہے کہ ہمارے رسول ہمارے رسول غریبوں اور محتاجوں کے دکھ درد میں کام آنے والے رسول کیا تھے۔ اور کیا ہیں۔ ہم بدبخت نہیں سمجھ سکتے ہماری یہ بدنصیبی کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے کہ ہم کہلا کر ان کے ہو کر پھر داغ نصیب ہیں ہم نے اسوۂ رسول کو کیا چھوڑا کائنات عالم نے ہمیں چھوڑ دیا اور عرش والے فرش پر اوندھے آ رہے

حدیبیہ کا لق و دق میدان ہے آپ صحابہ کے ساتھ میدان میں نماز میں مصروف ہیں کہ کوہ تنعیم سے ۸۰ آدمی چپکے سے اترتے ہیں اور سب کو قتل کر ڈالنا چاہتے ہیں یکایک گرفتار ہو جاتے ہیں رسول کریم اللہ جانے کہ اور کس درجہ رفق و کرم آپ کے قلب کے پردہ ہائے نہانی میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا آپ کو ان کی بیکسی دیکھکر رحم آجاتا ہے بیچارگی کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے آپ اس وقت انہیں رہا کر دیتے ہیں۔ مکہ فتح کرتے ہیں تو بیس بیس برس کے جانی اور خونی دشمنوں کے اترے ہوئے چہرے اور حلقہ پڑی آنکھیں دربار نبوی میں شفیع بنجاتی ہیں آپ کا دل درد سے بھر جاتا ہے سب کو امان دیدیتے ہیں اور خون گرانے والوں اور اپنے چچا کے قاتلوں اور چچا کا کلیجہ چبا جانے والوں کسی کا بھی ایک قطرہ خون بہتا آنکھیں رکھنے والے دیکھیں اور دل میں تڑپ کے حامل غور تو کریں کیسے پیغمبرانہ کرم ہیں کہیں بھی شہر اس طرح فتح ہوئے ہیں اور مخالفین کے ساتھ کسی قوم میں بھی ایسے گھر بار اور دریا بخشش سلوک کئے گئے ہیں حضرت عائشہ صحیح فرماتی ہیں کہ کوئی شخص حسن اخلاق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر نہ تھا۔ . . . .

کوئی شخص گھر کا ہو یا باہر آپ کے جواب میں لبیک کہتے وعظ و نصیحت کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ لوگ اکتا نہ جائیں۔ راستہ میں کوئی مل جاتا تو سلام میں آپ ہی تقدیم کرتے۔ صحابہ کو عزت سے نام لیکر پکارتے کبھی کسی کی بات نہ کاٹتے اکثر اوقات متبسم رہتے ایک شخص خدمت میں حاضر ہوا ہیبت سے کانپ اٹھا فوراً آپ کھڑے ہو گئے کہنے لگے گھبراؤ نہیں میں بادشاہ نہیں ہوں قریش کی ایک غریب عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی

اللہ اللہ شہنشاہ دو عالم کا مرتبہ پورے عرب کے فرمانروا اور یہ خاکساری یہ فروتنی اللہ رے عجز و نیاز! اپنی تجلیوں اور مخلوق نوازیوں سے یورپ کے دہریوں اور ملحد فضلا تک کو مسحور بنا دیا ہے اور دھر جس وقت آپ مکارم اخلاق پر قلم اٹھاتے ہیں تو ان پر ایک وجدانی کیفیت طاری

ہے روس کا فاضل محقق کاؤنٹ ٹالسٹائی لکھتا ہے اور پورے سرشاری کے عالم میں لکھتا ہے کہ:۔

"حضرت محمدؐ بے انتہا منکسر المزاج رحمدل راستباز خلیق متحمل انصاف پسند اور جلیل القدر مصلح ریفارمر تھے آپ کے نزدیک دنیوی مفاخرت کوئی چیز نہیں تھی آپ جتنی عزت ایک دولتمند کی کرتے تھے اتنی ہی ایک غریب اور مفلوک الحال کی بھی کرتے تھے کبھی کسی غریب آدمی کو آپ نے نظر حقارت سے نہیں دیکھا ہر شخص سے بڑی محبت سے پیش آتے تھے بیماروں کی عیادت کو تشریف لیجاتے غریبوں کی دعوت کو قبول کر لیتے بکریوں کا دودھ دوہتے اپنے کپڑوں میں آپ پیوند لگا لیتے آگ سلگاتے جھاڑو دیتے اپنی جوتیاں گانٹھتے غرضکہ گھر کے ادنیٰ سے ادنیٰ کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے دنیا کے تمام انصاف پسند محققین اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت محمدؐ کا طرز عمل اخلاق انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے ہم یہ یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمدؐ کی تبلیغ و ہدایت خالص سچائی پر مبنی تھی"

حضور اکرمؐ کے مظاہر اخلاق

یوں تو پیغمبر اسلام ہیں خود خدائے قدوس اپنے پیارے حبیب کے اخلاق کریمانہ کی تعریف خود وانک لعلیٰ خلق عظیم کے الفاظ میں کر رہا ہے مولانا شبلی نعمانی مؤلف سیرت نبویؐ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم کے خلق عظیم میں سطوت کا غرور سنگ دلی اور غرور بیگانگی کوئی تیز تھی ابر رحمت دشت و چمن پر یکساں برستا تھا۔

ایک دفعہ چند یہودی آپ کی خدمت میں آئے اور شرارت سے سلام علیک کے بجائے السام علیکم (تم پر موت) کہا حضرت عائشہؓ نے غصہ میں آکر انھیں سخت جواب دیا آپ کو یہ غلط اور بیہ تیزی ناگوار گذری اور فرمایا کہ بدزبان نہ ہو نرمی کرو اللہ تعالیٰ ہر بات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اسی طرح ایک یہودی نے شکایت کی کہ ایک مسلمان نے میرے منہ پر تھپڑ مارا ہے آپ کو بہت غصہ آیا اور اسی وقت اس مسلمان کو گھر سے بلوا کر خوب ڈانٹ بتائی اور ملامت کی۔

عمرو بن وہب حضور سرور عالم کا جانی دشمن تھا ایک مرتبہ اس نے اپنی تلوار زہر میں بجھائی اور آپ کو شہید کر دینے کی نیت سے مدینہ آیا بھید کھل گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس کے ٹکڑے اڑا دینے چاہئیں لیکن آپؐ نے اسے اپنے دامن رحمت میں چھپا لیا اور بالکل معاف کر دیا جس پر وہ وہیں مسلمان ہو گیا۔

ایک مرتبہ جنگ میں کچھ قیدی گرفتار ہو کر آئے برابر کے مکان میں رکھے گئے دشمن تھے خطرناک مشکیں کس کر باندھ دی گئیں تھیں رات کا وقت تھا حضرت عباسؓ کے کراہنے کی آواز برابر آرہی تھی یہ آواز سنکر آپ بیتاب ہوئے جاتے تھے آپ کے چچا تھے ہنوز ایمان نہ لائے تھے کفار کی طرف سے لڑتے ہوئے قید ہوئے تھے خون جوش مار رہا تھا لیکن قیدیوں میں صحابہ کرام کے عزیز بھی تھے اس لئے کچھ کہہ نہ سکتے تھے بار بار اس طرف جاتے اور لوٹ آتے تھے صحابہ سمجھ گئے آپ نے جا کر ان کی مشکیں کھولدیں کراہ کی آواز بند ہوتے ہی آپ بشاش ہو گئے لیکن معاً فرمایا کہ قیدیوں میں میرے چچا ہی نہیں بلکہ تمہارے عزیز بھی ہیں یہ ناانصافی ہے اپنے عزیزوں کا سب کو درد ہوتا ہے صلہ رحمی سب کے لئے ضروری ہے جو صلہ رحمی نہیں کرتا اپنے اعزہ و اقربا سے مخالفت کرتا ہو محبت نہیں کرتا ان کے ساتھ سلوک نہیں کرتا ان کی امداد سے گریز کرتا ہو وہ قطعی جہنمی اور دوزخی ہے مانا کہ یہاں معاملہ دوسرا ہے مگر سلوک میں امتیاز درست نہیں سب کی مشکیں کھولدو مشکیں کھلنے پر آپ بجد مسرور ہوئے چہرہ پر بشاشت کی سرخی دوڑ ہو گئی یہ ہے عفو و درگذر اور دشمنوں پر رحم و کرم کا عالم تاریخ کے اوراق الٹو اور کوئی نظیر اس حسن سلوک کی دنیا کے کسی حصہ سے پیش کر کے دکھاؤ یہ جود و الطاف کہیں آپ کو نظر نہ آئیں گے۔ مرحبا سید مکی مدنی العربی آپ فرمایا کرتے تھے جو لوگ چھوٹوں پر رحم اور بزرگوں کا ادب نہیں کرتے وہ ہم میں سے نہیں ہیں اچھا شخص وہی ہے جو اللہ کے بندوں سے اچھا سلوک کرتا ہے تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو کسی مسلمان سے سلسلہ کلام منقطع رکھنا ہرگز جائز نہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور علی حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ میں شدید مخالفت ہو گئی ام المومنینؓ نے تو بول چال تک کی قسم کھالی لیکن جب انھیں رسول کریمؐ کا فرمان یاد آیا فوراً توبہ کر لی اور دل صاف ہو گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو جب تجارت میں نفع ہوتا تو اس میں نصف نفع اپنے غریب رشتہ داروں کو اور ہمسایوں کو بھجوا دیتے اور فرماتے کہ رسول اللہؐ نے رشتہ داروں اور ہمسایوں سے حسن سلوک کی بجد تاکید کی ہے۔

کعب بن زہیر اپنے عہد کا زبردست شاعر تھا رسول کریمؐ کے متعلق ہجو میں ناپاک شعر کہتا اور علانیہ مجلسوں میں سناتا اس کی معاندت کی بنا پر قتل کا فتویٰ دیدیا گیا فتح مکہ پر یہ ڈرا اور کہیں روپوش ہو گیا اس کا بھائی مسلمان ہو گیا تھا اس نے سمجھایا تو اس نے جل کر مزید توہین آمیز اشعار کہے جس سے مسلمان اس کے دشمن ہو گئے جب جا بجری دشوار نظر آئی تو ایک دوست کے مشورہ سے یہ اجنبی بنکر دربار نبوتؐ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کعب امان مانگنے آیا ہے کیا حضورؐ اسے بخشدیں گے یہاں عفو و کرم کا ایک سمندر لہریں مار رہا تھا یہ بات ہی کیا تھی اثبات میں جواب ملا کعب بول اٹھا کہ کعب اسی گنہگار کا نام ہے اور اسی وقت کلمہ پڑھا اور مودب کھڑے ہو کر ایک نعتیہ قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا آپؐ نے مسرور ہو کر اپنی چادر کعب کو اڑھا دی یہ چادر بیس ہزار درہم میں اس کے وارثوں سے حضرت امیر معاویہؓ نے خریدی اس کے بعد بنو امیہ اور بنو عباس میں ہوتی ہوئی ترکوں کے پاس پہنچی اور اب تک قسطنطنیہ کے خزانہ تبرکات میں موجود ہے یہ تھیں آفتاب نبوت کی شعاعیں اور رسول کریمؐ کے شمائل جب تک سطح ارضی پر یہ ماہ منور چمکتا رہا جب تک زندگی نے وفا کی جب تک زبان لے یارا گری کی اس وقت تک خدا کی مخلوق اور اللہ کے بندوں کے لئے آپ کی ذات گرامی الطاف و مکارم اور بیشمار نعمائے و برکات کا سرچشمہ بنی رہی اپنی جان کے دشمنوں ایمان کے دشمنوں عزیز و اقارب کے دشمنوں کسی سے انتقام لینا تو ایک طرف کسی کو ذرہ برابر نقصان بھی نہیں پہنچایا صبر و تحمل، عفو و درگذر جود و سخا اور رحم و کرم کی ایسی روشن اور فقید المثال نظیریں دنیا کے سامنے پیش کیں جنھیں چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا تھا ان شمائل نبوی کی اداؤں نے ایک دنیا کے قلوب کو مسخر کیا اور کرتی رہیں گی کاش مسلمان سمجھیں اور اپنی اصلاح پر آمادہ ہوں یہ گہرائی اور یہ ذرہ نایاب صرف کا شانہ نبوت میں دیکھے اور سہیں پائے جاتے ہیں قلب مسحور ہو چکا اور دماغ خط تاثر سے بے قابو ہو گیا اب یہ لذیذ ترین مضمون ختم کرتا ہوں کہ

؎ اب گفتار کی طاقت ہے نہ تحریر میں دم

رسول عربی اور صحف سماوی

(از ابوالمحمود جناب مولوی یعقوب احمد صاحب دہلی)

پیشگوئیاں اور بشارتیں

ہمیشہ سے انبیائے کرام اپنے بعد آنے والے نبی کی نسبت پیشگوئیاں کرتے رہے ہیں تاکہ جس مشن اور جس مقصد کے لئے وہ ساعی تھے اس کے بعد ان کے متبعین اس آنے والے نبی کی پیروی کر کے اس مقصد کی تکمیل میں کوشاں ہوں اس لئے جملہ انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد ایک ہی رہا ہے۔ حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے انبیاء و رسل دنیا میں آئے ان سب نے ایک ہی چیز کی منادی کی کہ وہ خدائے وحدہ لا شریک لہ کی وحدانیت کا اعلان اور شرک سے بچنے کی تلقین اور برائیوں اور بدیوں سے احتراز و اجتناب کرنے اور نیکیوں کے اختیار کرنے کا وعظ کہنا بس یہی مقصد تمام انبیا کا تھا اس لئے ہر ایک نبی نے اپنے بعد آنے والے نبی کے متعلق پیشین گوئی کی اور چونکہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم المرسلین تھے اور تتمہ نعمت الٰہی تھے اس لئے تمام انبیاء نے آپ کے متعلق پیشین گوئیاں کیں اور اپنی اپنی امت کو ہدایت کی کہ جب وہ آخری آنے والا آئے تو اس کی پیروی کرنا چنانچہ اس وقت جس قدر صحف سماوی موجود ہیں باوجودیکہ ان کے اندر بہت کچھ تحریف ہو چکی ہے اور ایک ملک کے نسخے دوسرے ملک کے نسخوں سے نہیں ملتے پھر بھی رسول عربی فداہ ابی و امی کے متعلق کثرت سے پیشین گوئیاں ان میں ملتی ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشین گوئی کا ذکر تو قرآن مجید میں بھی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے و اذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنی عیسے نے بنی اسرائیل کو جو بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک رسول آئیگا جس کا نام احمد ہوگا اس کا ذکر قرآن میں بھی کر دیا گیا ہے اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو دعا مانگی تھی اس کا ذکر بھی قرآن میں کر دیا گیا ہے حضرت ابراہیمؑ نے ان الفاظ میں دعا مانگی تھی۔

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتک و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ یہ دعا اس وقت مانگی تھی جب آپ نے حضرت اسمٰعیلؑ کو اس وادی غیر ذی زرع میں بسایا تھا اور باپ بیٹوں نے مل کر خانہ کعبہ کو تعمیر کیا جب خانہ کعبہ تعمیر ہو چکا تو منجملہ اور دعاؤں کے ایک دعا یہ بھی کی تھی کہ اے خدا میری اولاد میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان کو تیری آیات پڑھکر سنائے ان کے قلوب ارواح کا تزکیہ کرے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔

دنیا نے دیکھ لیا کہ حضرت مسیحؑ کی بشارت اور حضرت ابراہیمؑ کی دعا کس طرح قبول ہوئی اور پوری ہوئی۔

حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ حضرت یحییٰؑ حضرت داؤدؑ غرضکہ تمام مرسلینؑ نے آنحضرتؐ کی بعثت کے متعلق پیشین گوئیاں کی ہیں اور اپنی اپنی امتوں کو بشارتیں دی ہیں چنانچہ یہود و نصاریٰ کے علما بلکہ عوام بھی آنے والے نبی کے منتظر تھے اور یہود نے تو خوشیاں منائی تھیں کہ آنے والا آگیا مگر چونکہ آنحضرتؐ نے عیسیٰؑ کی تصدیق کی کہ وہ اللہ کے رسول تھے اور مریمؑ صدیقہ کے بطن سے باامداد روح القدس آپکی ولادت ہوئی تھی اور یہ کہ آپ کو صلیب نہیں دیگئی اس سے یہودی خفا اور مایوس ہوگئے اور آنحضرتؐ سے منحرف ہوگئے ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ان کی طرح آپ بھی حضرت عیسیٰؑ کو رسول تسلیم نہ کریں اور مصلوب مانیں لیکن اس کے علاوہ بعثت سے قبل آثار و علائم کو دیکھ کر متعدد عیسائی راہبوں نے آپ کی نبوت کی پیشین گوئی کی تھی اور جو علمائے یہود و نصاریٰ بعد میں ایمان لائے انہوں نے بیان کیا کہ توراۃ و انجیل میں آنحضرتؐ کے متعلق پیشینگوئیاں موجود تھیں ورقہ بن نوفل اور بحیرہ راہب کی پیشینگوئی تاریخوں میں صحیح روایت سے محفوظ ہے اب ہم صحف سماوی کی پیشین [illegible] نقل کر کے ان پر بحث کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کی پیشین گوئی

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا [illegible] خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کریگا (کتاب استثناء باب ۱۸ درس ۱۵) اسی باب کے ۱۸ اور ۱۹ درس میں اس سے زیادہ واضح ہے "میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالونگا اور جو کچھ میں اس سے فرماؤنگا وہ سب ان سے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکر کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری یہ دونوں پیشین گوئیاں حضرت موسیٰؑ کی زبان وحی ترجمان سے ادا ہوئی ہیں یہ کلام الٰہی کا ترجمہ ہیں کیونکہ خدا نے یہ فرمایا کہ اے موسیٰ میں تجھ سا اور تیرے مانند تیرے بھائیوں میں ایک نبی برپا کرونگا۔

حضرت موسیٰؑ کی یہ پیشین گوئی صاف طور پر ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اس پیشین گوئی کی تشریح یہ ہے کہ۔

بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمٰعیل ہیں جیسا کہ کتاب پیدائش باب ۱۶ و ۱۲ اور باب ۲۵ و ۱۶ میں اسکی صراحت موجود ہے اس کے علاوہ ساری دنیا جانتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے دو فرزند حضرت اسمٰعیلؑ و حضرت اسحاقؑ تھے حضرت اسحاقؑ کے فرزند حضرت یعقوبؑ تھے جن کی اولاد اسرائیلی کہلائی اور حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد اسمٰعیلی اور یہ دونوں قومیں آپس میں بھائی بھائی تھیں کیونکہ ایک دادا کی اولاد تھیں دوسرے یہ کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰؑ کے مانند کوئی دوسرا نبی نہیں ہوا اس لئے واضح طور پر یہ پیشینگوئی ہمارے ہی نبی کے متعلق ہے۔

اس پیشین گوئی میں خدا فرماتا ہے کہ "اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا" یہ رسول عربی صلعم ہی کے متعلق ہے کیونکہ قرآن حکیم کے سوا اور کوئی کتاب آسمانی ایسی نہیں جس میں خدا کے الفاظ بعینہ محفوظ ہوں۔ توراۃ اور انجیل کے متعلق یہودی و عیسائی پادری دونوں اس امر کے مقر ہیں کہ موسیٰؑ کے اس احکام کے سوا خدا کے الفاظ توراۃ میں محفوظ نہیں ہیں اور یہی حال انجیل کا بھی ہے اور پادریوں کو اقرار ہے کہ وحی آسمانی کے الفاظ محفوظ نہیں ہیں اب ظاہر ہے کہ جہاں تک کلام الٰہی کا تعلق ہے صرف حضور محمد رسول اللہؐ کی ایک ذات رہ جاتی ہے جس کے متعلق یہ پیشین گوئی پوری اترتی ہے کیونکہ قرآن مجید کا ایک ایک حرف ایک ایک نقطہ اور ایک ایک زیر زبر پیش تشدید سب کچھ بعینہ وحی آسمانی کے مطابق محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔

اب اس کے بعد پیشین گوئی کے لفظ "تیرے مانند" اور "تجھ سا" پر غور کیجئے حضرت موسیٰ کی زبان سے یہ پیشین گوئی کی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے مانند ایک نبی برپا کیا جائے گا۔ اب دیکھئے کہ حضرت موسیٰؑ کے مانند حضرت موسیٰؑ کے بعد آنحضرتؐ کے سوا اور کونسا نبی برپا کیا گیا حضرت موسیٰؑ صاحب شریعت صاحب ہجرت اور صاحب جہاد تھے اسی طرح ہمارے نبی کریمؐ بھی صاحب شریعت صاحب ہجرت اور صاحب جہاد ہوئے اور جس طرح حضرت موسیٰؑ کو بعثت اکتالیسویں سال کے شروع میں عطا ہوئی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نبوت عامہ و رسالت کے خلعت سے اکتالیسویں سال کے شروع میں سرفراز فرمایا گیا۔

اب منکرین نبوت محمدی کہتے ہیں کہ اس پیشین گوئی میں یہ الفاظ بھی ہیں "تیرے ہی درمیان سے" تاکہ اس طرح ان کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ حضرت موسیٰ کی زبان سے اس پیشین گوئی کے مصداق محمد رسول اللہ نہیں ہیں بلکہ بنی اسرائیل کا کوئی نبی ہو سکتا ہے۔ لیکن اول تو یہ اس وجہ سے غلط ہے کہ حضرت موسیٰ کا مماثل کوئی دوسرا رسول بنی اسرائیل میں مبعوث نہیں ہوا حضرت موسیٰؑ کے بعد اولوالعزم انبیاء میں حضرت عیسےٰؑ مبعوث ہوئے مگر وہ حضرت موسیٰؑ جیسے نہ تھے نہ وہ صاحب شریعت و صاحب جہاد تھے اور نہ صاحب ہجرت اس کے علاوہ یہ الفاظ الحاقی ہیں اسکی دلیل یہ ہے کہ یونانی توراۃ میں یہ لفظ موجود نہیں ہیں۔ اسی باب کے درس ۱۸ و ۱۹ میں دوسری پیشین گوئی دہرائی گئی ہے اس میں بھی یہ الفاظ نہیں۔ رسولوں نے اس آیت کو اعمال ۳ باب ۲۲ و ۲۳ میں درج کیا ہے اس میں بھی "تیرے ہی درمیان سے" کے الفاظ نہیں ہیں۔

حضرت موسیٰ نے دوسری پیشین گوئی بھی فرمائی جو یہ ہے "خداوند سینا سے نکلا شعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا اس کے ہاتھ میں آتشیں شریعت ہے اور دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔" سینا سے نکلا سے مراد حضرت موسیٰ ہیں شعیر سے چمکا سے مراد حضرت عیسےٰ ہیں اور فاران سے ظاہر ہوا سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں فاران مکہ کا نام ہے اور دس ہزار قدسیوں کے لشکر سے مراد وہ دس ہزار مسلمانوں کی فوج ہے جو فتح مکہ کے وقت آنحضرتؐ کے ہمرکاب تھی۔

حضرت سلیمانؑ کا ترانہ

عبرانی بائبل میں حضرت سلیمانؑ کا یہ ترانہ درج ہے:۔

"وہ تو ٹھیک محمد ہے میرا خلیل میرا حبیب یہی ہے اے دختران یروشلم"

تمام پادری صاحبان کا اس امر پر اتفاق ہے کہ غزل الغزلات میں سلیمانؑ نے کسی موعود بزرگ کے عشق میں ترانہ گایا ہے اور پھر اس کو حضرت مسیح کے متعلق بتلاتے ہیں اور محمد کا ترجمہ "عشق انگیز" کرتے ہیں عبرانی میں لفظ "محمدیم" ہے یہ ترانہ گویا قبلہ نے اپنی زبان سے ادا کیا ہے مگر اس کے مصنف حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں ان کے ترانہ میں لفظ محمدؐ موجود ہے اور ساتھ ہی آپؑ نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ وہ ہیکل میں دس ہزار آدمیوں کے ساتھ آوے گا اس کے بعد صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اس پیشین گوئی کا مصداق حضرت مسیحؑ کی ذات نہیں محمد رسول اللہؐ کی ذات مقدس ہے کیونکہ ہیکل (قبلہ) میں حضرت مسیحؑ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ نہیں گئے بلکہ فتح مکہ کے وقت حضرت محمد رسول اللہؐ دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ اپنے ہیکل (یعنی قبلہ) میں تشریف لے گئے تھے اس کا ثبوت حضرت موسیٰؑ کی پیشین گوئی سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے صاف بیان فرمایا ہے کہ خداوند سینا سے آیا شعیر سے چمکا اور فاران سے ظاہر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت ان کے لئے تھی فاران مکہ معظمہ کا دوسرا نام ہے اس سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ حضرت سلیمانؑ کا ترانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا۔

ملاکی نبی کی پیشین گوئی

"وہ خداوند جس کی تلاش میں تم ہو اور عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آوے گا دیکھو وہ یقیناً آوے گا رب الافواج فرماتا ہے پھر اس کے آنے کے دن کون ٹھہر سکیگا اور جب وہ نمود ہو گا کون ہے جو کھڑا رہے گا" (ملاکی نبی کی کتاب باب ۳ درس ۱)

اس الہامی پیشنگوئی سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عہد کے رسول کی پیشنگوئی انبیاء سابقین کرتے چلے آرہے تھے اس معہود و موعود کا انتظار ہر ایک عہد اور ہر اک زمانہ کے لوگ برابر کر رہے تھے اور اسکی علامات کے معلوم کرنے کا شوق سب کو رہتا تھا اس وجہ سے اپنے اپنے زمانہ میں انبیاء علیہم السلام اپنا فرض سمجھتے تھے کہ اس کی علامات بیان کریں ملاکی نبی کی کتاب عہد نامہ قدیم کی سب سے آخری کتاب ہے اور اس کا زمانہ حضرت عیسےٰ اور حضرت موسیٰ کے درمیان کا ہے اس لئے اس پیشنگوئی کا مصداق یا تو حضرت مسیح کا وجود ہو سکتا ہے یا محمد رسول اللہ کی ذات اقدس ہو سکتی ہے لیکن ادنیٰ تامل معلوم ہو جائے گا کہ اس کے مصداق حضرت مسیح نہیں ہیں بلکہ حضرت محمد صلعم ہیں۔

اس پیشنگوئی کے مصداق حضرت مسیح کیوں نہیں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ:۔ متی نے اس پیشین گوئی کا مصداق حضرت مسیح کو نہیں بتلایا حالانکہ اس نے مسیح کے متعلق تمام پیشین گوئیاں انجیل میں جمع کر دیا ہے لہٰذا قدیم مصنفین میں سے کسی نے بھی اس کو حضرت مسیح کی بابت نہیں بتلایا یعنی عیسائی مصنفین نے۔ مسیح علیہ السلام کو سب عیسائی ابن اللہ کہتے ہیں کہ رسول۔ ہیکل میں دشمن ان کے سامنے مغلوب نہیں ہوئے بلکہ دشمنوں نے

ان کو مغلوب کر لیا تھا اس کے برعکس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ پیشینگوئی ان وجوہ سے صادق آتی ہے

(۱) "اپنی ہیکل" کا لفظ موجود ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس مکان کی طرف آئے گا جسے خود اس نے ہیکل ہونے کا درجہ بخشا ہو چنانچہ کعبۃ اللہ کو آنحضرت نے فتح مکہ سے تقریباً سات سال قبل قبلہ قرار دیا تھا اس کے علاوہ

(۲) پیشین گوئی میں لفظ "ناگہاں آ دے گا" کے ہیں چنانچہ فتح مکہ کے وقت آنحضرت معہ دس ہزار مجاہدین کے ناگہاں پہنچ گئے تھے اور اہل مکہ کو صرف اس وقت معلوم ہوا تھا جب آپ نے مکہ کا محاصرہ کر لیا تھا حضور نے دفعتہً پہنچنے اور ناگہاں دشمنوں کو جا لینے کی دعا بھی کی تھی جو مستجاب ہوئی تھی

(۳) فتح مکہ کے وقت کوئی بھی اہل مکہ میں سے مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا تھا۔

(۴) لفظ "عہد کا رسول" اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہیں کیونکہ حضرت مسیح نے صاف انکار کر دیا تھا کہ میں "وہ نبی" نہیں ہوں۔ اسی سلسلہ میں یسعیاہ نبی کی پیشینگوئی کو بھی سامنے رکھیئے جس میں ایک اونٹ کے سوار کا ذکر کیا گیا ہے حضرت مسیح گدھے پر سوار ہو کر بیت المقدس کو دکانداروں اور کبوتر فروشوں سے صاف کرانے کے لئے تشریف لے گئے تھے اور ان کو وہاں سے نکال کر ان کو مقدس ٹھیرایا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار ہو کر گئے تھے اور کعبۃ اللہ کو بتوں سے پاک و صاف کیا تھا۔

وہ نبی جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے جس سے حضرت مسیح نے انکار کیا کہ میں "وہ نبی" نہیں ہوں اس کا انتظار ہر زمانہ میں ہر ایک نبی کی امت نے کیا ہے۔ انجیل یوحنا باب ۱۹ سے ۲۰ تک کا مطالعہ کیجیئے یوحنا نے اقرار کیا ․ ․ ․ ․ ․ ․ کہ میں وہ نبی نہیں ہوں انہوں نے پوچھا کیا تو الیاس ہے اس نے کہا میں نہیں ہوں پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا تو "وہ نبی" ہے اس نے جواب دیا نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت کے لوگ تین انبیاء کے منتظر تھے ایک الیاس دوسرے مسیح اور تیسرے وہ نبی انجیل سے ثابت ہے کہ یوحنا نے یسوع کو مسیح بتلایا اور مسیح نے یوحنا کو الیاس کہا اب تیسرا رہ گیا یعنی "وہ نبی" وہ محمد رسول اللہ ہی ہو سکتے ہیں جن کو مسلمان آنحضرت کہتے ہیں اگر آنحضرت "وہ نبی" نہ تھے تو پھر کو بتلایا جائے کہ حضرت مسیح کے بعد وہ نبی کہلانے والا کون ہے؟

امین اور صادق کی پیشین گوئی

ہر شخص کو معلوم ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل ہی قریش مکہ سے امین اور صادق کا لقب حاصل کر لیا تھا کیونکہ آپ کی زندگی اس قدر بے داغ اور مقدس و معاذ اللہ تھی کہ تمام قوم کی زبان پر آپ کے لئے امین و صادق کے الفاظ رائج ہو گئے تھے لوگ آپ کے پاس امانتیں رکھواتے تھے اور آپ کی ذات اقدس پر پورا بھروسہ کرتے تھے چنانچہ تعمیر کعبہ کے وقت جب حجر اسود کے نصب کرنے کا وقت آیا تھا تو ․ ․ ․ قبائل میں آپس میں جھگڑا ہو رہا تھا کہ کون اس کو اٹھا کر اپنی جگہ پر نصب کرے اور بالآخر یہ طے پایا تھا کہ جو شخص حرم میں سب سے پہلے ․ ․ ․ ․ میں داخل ہو وہی سب کا حکم ہوگا اتفاقاً حضور ہی صادق و امین ہی سب سے

پہلے داخل ہوئے تھے آنحضرت کو دیکھتے ہی تمام قبائل نے نعرہ لگایا تھا

هذا الامين رضينا "یہ امین ہے اور ہم سب اس سے راضی ہیں" یہ نبوت و رسالت سے قبل کا واقعہ ہے۔

اب اس لقب کی تصدیق دیکھو بائبل سے کس طرح ہوتی ہے۔ یوحنا حضرت مسیح علیہ السلام کا حواری ہے حواری کو صحابی کہتے ہیں۔ انجیل کے آخر میں حضرت یوحنا کے مکاشفات ہیں ان مکاشفات کی کتاب کے شروع میں یہ درج ہے:-

"یسوع مسیح کا مکاشفہ جو خدا نے اس کو دیا تھا کہ اپنے بندوں کو وہ باتیں جن کا جلد ہونا ضرور ہے دکھائے"

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مکاشفات میں ان باتوں کا ذکر ہے جو یوحنا کے بعد دنیا میں ہونے والی تھیں۔ واضح ہو کہ یوحنا نے حضرت مسیح کے بعد یہ مکاشفات دیکھے تھے۔ یوحنا فرماتے ہیں:-

پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور دیکھا کہ (۱) ایک نقرئی گھوڑا اور اس کا سوار (۲) امانتدار اور سچا کہلاتا ہے (۳) اور وہ راستی سے عدالت کرتا (۴) لڑتا ہے اور (۵) اس کی آنکھیں آگ کے شعلے کے مانند (۶) اور اس کے سر پر بہت سے تاج (۷) اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا (۸) اور خون میں ڈوبا ہوا لباس وہ پہنے تھا (۹) اور اس کا کلام کلام خدا ہے (۱۰) اور وہ فوجیں جو آسمان میں ہیں صاف سفید اور کتانی لباس پہنے ہوئے نقرئی گھوڑوں پر سوار اس کے پیچھے ہو لیں (۱۱) اور اس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے کہ وہ اس سے قوموں کو مارے (۱۲) اور لوہے کے عصا سے ان پر حکومت کریگا (۱۳) اور وہ خود قادر مطلق خدا کے قہر و غضب کے کولھو میں روندتا ہے (۱۴) اور اس کے لباس اور اس کی ران پر یہ نام لکھا ہے بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند۔

یوحنا کا مکاشفہ اور علمائے اسلام کی تشریح

اس مکاشفہ کی جو تشریح علمائے اسلام نے کی ہے وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:-

(۱) نقرئی گھوڑے اور اس کے سوار کا ذکر مکاشفہ ۶-۲ میں بھی ان الفاظ میں آیا ہے:- ایک نقرئی گھوڑا اور وہ جو اس پر سوار تھا کمان لئے ہے اور ایک تاج اسے دیا گیا اور وہ فتح کرتا ہوا اور فتحمند ہونے کو نکلا ان دونوں مکاشفوں میں صاحب کمان اور صاحب فتح ہونے کی علامت بیان کی گئی ہے اور یہ علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ اور یوحنا کے بعد کوئی شخص ان علامات کا مصداق نہیں ملتا آنحضرت کی سواری میں نقرئی گھوڑا بھی رہتا تھا جس کا نام سحر تھا اور آپ کمان بھی رکھتے تھے کبھی کبھی کمان پر سہارا دیکر خطبہ بھی ارشاد فرماتے تھے اور مسلمانوں کو تیر کمان چلانے کی تاکید بھی فرماتے تھے چنانچہ ارشاد ہے:-

ارموا بنی اسماعیل فان اباکم کان رامیا "تیر چلایا کرو کیونکہ تمہارے باپ حضرت اسمٰعیل تیر انداز تھے۔"

دوسری پیشینگوئی میں بھی فتح کا ذکر ہے اور قرآن حکیم میں بھی آپ کی فتح مبین

کا ذکر کیا گیا ہے اور دنیا کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسی شاندار فتح ہوئی اور سب سے بڑی فتح تو یہ تھی کہ جس مقصد کے لئے حضور مبعوث ہوئے تھے اسے بدرجۂ کمال پہنچا کر دنیا سے رخصت ہوئے وہ انکا حضرت موسیٰ اپنی امت کو وعدہ کی سرزمین میں پہنچانے سے پہلے رخصت ہو گئے اور حضرت مسیح بہت سی باتیں بتلانے سے پہلے دنیا سے الگ ہو گئے اس کے برعکس آنحضرت اتمام و کمال کا اعلان کر کے رخصت ہوئے یعنی انہوں نے "الیوم اکملت لکم دینکم" کا ارشاد الٰہی کا مژدہ دنیا کو سنا کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

(۲) "امانتدار اور سچا کہلاتا ہے" جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ حضور کی یہ دونوں ایسی صفتیں تھیں جو بعثت سے قبل ہی قریش کی زبانوں پر چڑھ چکی تھیں اور تمام اہل مکہ حضور کو الامین اور صادق کے الفاظ سے پکارتے تھے۔

(۳) "وہ راستی سے عدالت کرتا" ایسی ہی پیشینگوئی یسعیاہ نبی نے بھی کی ہے جس میں بتلایا ہے کہ وہ راستی سے مسکینوں کا انصاف کرے گا اور انصاف سے زمین کے خاکساروں کے لئے انفصال کرے گا اسی کے مطابق یوحنا کا مکاشفہ ہے اور یوحنا نے اپنے مکاشفات کے بارہ میں خود ہی فرمایا ہے کہ ان کا تعلق حضرت مسیح سے بعد سے متعلق ہے۔

(۴) "اور لڑتا ہے" حضورؐ نے جہاد کیا اور آپ کے بعد کسی مدعی نبوت نے جہاد راستی کے ساتھ نہیں کیا۔

(۵) "اس کی آنکھیں آگ کے شعلہ کے مانند" یہ بھی حضور پر صادق آتا ہے کیونکہ حضور کے حلیہ میں یہ چیز متفق ہے کہ حضور کی آنکھوں میں سرخ سرخ ڈورے تھے۔

(۶) "اس کے سر پر بہت سے تاج" انبیا علیہم السلام کی صفات کا ملاحظہ کرو کوئی واعظ ہے جیسے حضرت سلیمان، کوئی بشیر ہے جیسے حضرت عیسیٰ کوئی منذر ہے جیسے حضرت نوح کوئی نجی ہے جیسے حضرت موسیٰ کوئی مناظر ہے جیسے حضرت ابراہیم کوئی مجاہد ہے جیسے حضرت داؤد لیکن جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جملہ صفات جامعیت و کمال کے ساتھ موجود تھیں سچ کہا ہے کسی نے ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

قرآن حکیم میں ہے یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا۔ دوسری جگہ ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ایک اور جگہ حریص بالمؤمنین رؤف رحیم بہت سے تاج سے یہی مراد ہے کہ جملہ انبیاء کی صفات آپ کے اندر موجود تھیں آپ واعظ بھی تھے بشیر بھی منذر بھی تھے اور نجی بھی مناظر بھی تھے اور مجاہد بھی ظاہر ہے کہ ایک سر پر بہت سے تاج نہیں ہو سکتے اور انبیاء کو تاج سے واسطہ ہی نہیں ہوتا اس لئے اس پیشینگوئی سے مراد صفات عالیہ انبیاء علیہم السلام ہی ہیں۔

(۷) "اس کا ایک نام ہے جسے اس کے سوا کسی نے نہ جانا" آنحضرت کا نام مبارک احمدؐ اور محمدؐ تھا جو آپ سے پہلے کسی کا نہیں رکھا گیا اور یوحنا و مسیح حضرت عیسیٰ سے پہلے نبیوں اور آدمیوں کے نام تھے۔

(۸) "خون میں ڈوبا ہوا لباس وہ پہنے تھا" اس سے یہ مراد ہے کہ آپ کا جسم اطہر خون میں ڈوبا ہوگا چنانچہ طائف میں جب آپ تشریف لے گئے تو کفار نے سنگ باری کر کے آپ کو خون میں نہلا دیا تھا اور تمام جسم مبارک خون سے لہو لہان ہو گیا تھا اور لباس و جسم خون میں تر تھا (کلام اس کا کلام خدا ہوگا) آنحضرت کی یہ علامت حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ نے بھی بیان کی تھی اور باب یوحنا حواری حضرت مسیح نے بھی بیان کی جس سے ثابت ہوا کہ یوحنا کے مکاشفہ تک کلام خدا والی علامت کا پورا ہونا باقی تھا اور آنحضرت کی ذات پر وہ پیشینگوئی پوری ہوئی کیونکہ یوحنا کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوا جس پر یہ صفت صادق آتی ہو قرآن حکیم نے بھی ان الفاظ میں اس کی تصدیق فرمائی ہے ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔

(۹) "آسمانی فوجیں اس کے ساتھ ہوتا" یہ بھی آنحضرت پر صادق آتا ہے کیونکہ ملکوتی طاقتیں اور آسمانی فرشتوں کا غزوات میں آپ کے ساتھ ہونا قرآن سے بھی ثابت ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ والملائکۃ بعد ذلک ظھیرا یعنی فرشتے بھی اس کے مددگار ہیں۔

(۱۰) "اس کے منہ سے تیز تلوار نکلتی ہے" یہ جہاد کی طرف اشارہ ہے اور جہاد نہ تو حضرت عیسیٰ نے کیا اور نہ ان کے بعد کسی مدعی نے۔

(۱۱) "لوہے کے عصا سے حکمرانی کرے گا" یعنی نبوت کے ساتھ سلطنت بھی کرے گا یہ وصف بھی نہ حضرت مسیح میں تھا اور نہ ان کے بعد کسی اور میں۔

(۱۲) "وہ قادر مطلق کے غضب کی مے کے حوض میں روندتا ہے" مشرکین و کفار اور ظالم و سفاک قبائل کا جو حال ہوا اور قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان سلطنتوں کا جو حشر ہوا وہ قہر اور غضب الٰہی تو تھا۔

(۱۳) "اس کے لباس اور ران پر بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند لکھا ہوگا" آنحضرت کے القاب امام الانبیاء اور سید المرسلین ہیں اور یہی مراد ہے ورنہ پادری صاحبان بتلائیں کہ وہ کون سا نبی ہے جس کے لباس اور ران پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہوں۔

یوحنا کے اس مکاشفہ نے اچھی طرح بتلا دیا کہ "وہ نبی" ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور آنحضرت کے متعلق تمام انبیاء پیشینگوئیاں کرتے چلے آئے ہیں۔

یسعیاہ اور یرمیاہ کی پیشین گوئیاں

کتاب یسعیاہ کی ۴۲ میں نہایت صاف اور واضح طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ ہمارے نبی امی ہوں گے اور ان کو کتاب الٰہی دی جائیگی چنانچہ ملاحظہ ہو:-

"ان پڑھ کو کتاب دیگی کہ اسے پڑھ" ابتدائی وحی کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ آنحضرت پر پہلی وحی جو نازل ہوئی وہ سورہ اقراء کی ابتدائی آیت تھی جس میں علم الانسان ما لم یعلم موجود ہے اور شروع ہی میں لفظ اقرا کا ہے جس کے معنے ہی پڑھنے کے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا صاف پیشنگوئی ہو سکتی ہے قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کی تائید و تصدیق بھی کتاب استثنا میں کی گئی ہے دیکھو ۱۵ تا ۲۰ درس ۱۸ باب۔

یرمیاہ نبی کی کتاب ۴۹ ـ ۲۸ ورس کی پیشنگوئی دیکھو جس میں فتح مکہ

اور جنگ حنین کا ذکر اس بھاری غنیمت کے ہاتھ آنے کا بیان ہے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

اٹھو قیدار پر چڑھو اور پورب کے لوگوں کو ہلاک کرو ان کے خیمے اور گلوں کو وے لے لیں گے اور ان کے سارے برتنوں اور ان کے اونٹوں کو وے اپنے لئے لیتے جائیں گے۔

قیدار حضرت اسمٰعیل کے فرزند کا نام ہے جو سب سے زیادہ مشہور ہوئے اور قریش مکہ انھیں کی اولاد میں سے ہیں اس لئے قیدار پر چڑھائی سے مراد مکہ پر چڑھائی کرنے کے ہیں اور پورب کے لوگوں سے مراد طائف و حنین ہیں جو فتح مکہ کے بعد فتح ہوئے اور بہت زیادہ مال غنیمت آنحضرت کے ہاتھ آیا تھا طائف و حنین مکہ سے پورب کی جانب ہے۔

یسعیاہ نبی کی ایک اور پیشین گوئی ملاحظہ فرمائی یسعیاہ نبی کی کتاب میں خداوند نے بیت اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔

"اٹھ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا (۲) دیکھ تاریکی زمین پر چھا جائیگی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجھ پر طالع ہوگا اور اس کا جلال تجھ پر نمود ہوگا (۳) قومیں تیری روشنی میں اور بادشاہ تیرے طلوع کی تجلی میں چلیں گی۔ (۴) اپنی آنکھیں اٹھا کر چاروں طرف نگاہ کر وے سب کے سب اکٹھے ہوتے ہیں وے تجھ پاس آتے ہیں تیرے بیٹے دور سے آویں گے اور تیری بیٹیاں گود میں اٹھائی جاویں گی (۵) تب تو دیکھے گی اور روشن ہوگی ہاں تیرا دل اچھلے گا اور کشادہ ہوگا کیونکہ سمندر کی فراوانی تیری طرف پھرے گی اور قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہوگی، اونٹوں کی کثرت سے آکر تجھے چھپالیں گے، مدیان اور عیفہ کے جوان اونٹ، وے سب جو سبا کے ہیں آویں گے وے سونا اور لوبان لاوینگے اور خداوند کی تعریف کی بشارتیں سناویں گے۔

مکہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجبوراً ہجرت کرنا مکہ کے لئے اور خانہ کعبہ کے لئے ایک داغ اور حسرت و حرمان کا ایک نشان تھا کہ اس کا وہ فرزند عالی قدر گراں منزلت اس کی گود سے جدا کر دیا گیا جس کی بعثت کی دعا حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اس وقت کی تھی جب اس خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی تھی اور اس کو تعمیر کیا تھا لیکن وہی مہجور فرزند جب پورے جاہ و جلال کے ساتھ توحید خالص کا اظہار و استحکام اور اشاعت کرتے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہوگا تو ظاہر ہے کہ کعبہ کے لئے اس سے زیادہ مسرت و خوشی کا اور کونسا موقع ہو سکتا ہے بچھڑے ہوئے برادران دین کا باہم ملنا پھر دین حقہ کا پرشوکت و شان ہونا اس سے زیادہ اور کیا خوش نصیبی ہوگی۔

اس پیشین گوئی میں مدیان، عیفہ اور سبا کے الفاظ آئے ہیں مدیان حضرت کے فرزند ہیں جو بی بی قطورہ کے بطن سے تھے اور عیفہ و سبا دونوں آپ کے پوتے ہیں یہ سب عرب میں آباد ہوئے اور اس حج میں جس کی طرف اس پیشنگوئی میں اشارہ کیا گیا ہے وہ سب قبائل مسلمان ہو کر شریک تھے جن کے جداعلیٰ مدیان عیفہ اور سبا تھے۔

حضرت مسیح کی پیشنگوئی

حضرت سلیمان [illegible] یسعیاہ و یرمیاہ نبی اللہ [illegible] نبی کی پیشنگوئیاں ہو چکیں یہ سب اپنی امت کو یکے بعد دیگرے وصیت کر گئے کہ دنیا کو ایک آخری نبی کی بعثت کا منتظر بنا کر رخصت ہو گئے اسی طرح یوحنا نے بھی اپنے مکاشفات سے بتلا دیا کہ حضرت مسیح کے بعد ایک نبی آنے والا ہے۔ اب خود حضرت مسیح کی بشارت سنئے مسیح نے اپنے آخری [illegible] میں فرمایا۔

"میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گا اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہیگا بلکہ جو کچھ وہ سنے گا کہیگا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا اور وہ میری بزرگی کرے گا۔

حضرت مسیح کی پیشین گوئی بالکل صاف ہے وہ اپنے بعد ایک نبی کے آنے کی خبر دے رہے ہیں اور ان کے بعد اس صفت کا جو اس پیشین گوئی میں بیان کی گئی ہیں کوئی دوسرا شخص نہیں ہوا سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتلائیگا اس صفت کا کوئی نبی بھی حضرت مسیح کے بعد نہیں ہوا ساری سچائی سے مراد یہ ہے کہ دین کمل پیش کریں گے اور ساری دنیا کے لئے اور ہر زمانہ اور ہر ایک عہد اور قوم کے لئے جس کا پھر کوئی تبدیلی و تغیر نہ ہوگا مکمل سچائی کا راستہ کھلا دیا جائیگا تاکہ پھر کسی پیغمبر نبی کی ضرورت باقی نہ رہے ان صفات کا نبی حضرت مسیح کے بعد سوائے حضرت محمد رسول اللہ کے اور کوئی مبعوث نہیں ہوا اور اگر ہوا ہے تو وہ ہم کو بتلائیں کہ وہ کونسا رسول ہے۔

وہ اپنی نہ کہیگا بلکہ جو کچھ سنے گا وہ کہیگا یہ ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کی طرف اشارہ ہے جو ہمارے نبی کی صفت ہے تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا یہ ان پیشنگوئیوں سے مراد ہے جو آنحضرت نے بیان فرمائیں یا قرآن میں بتلائی گئیں اور وہ پوری ہوئیں اور جن کا ثبوت تاریخی طور پر موجود ہے۔

"وہ میری بزرگی کرے گا" حضرت مسیح کے بعد یہودیوں نے نہ تو آپ کو رسول تسلیم کیا اور نہ صلیب کے بارے میں یہ تسلیم کیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا ہے۔

لیکن اس کے برعکس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کی اور مسلمان کے لئے ان پر بھی مثل دیگر انبیا کے ایمان لانا فرض قرار دیا اور آسمان پر اٹھائے جانے کی تصدیق اور بغیر باپ کے پیدا ہونے کی بھی تصدیق کی اسی وجہ سے یہود آپ سے خفا ہیں یہ حضرت مسیح کی بزرگی بیان کرنے کے معنی ہیں۔

یہ چند پیشین گوئیاں ہیں اور اس قسم کی صحف سماوی میں سینکڑوں اور موجود ہیں کیا اس کے بعد بھی اہل کتاب آنحضرت کی نبوت سے انکار کر سکتے ہیں۔ یہ ایسے بین دلائل اور شواہد ہیں کہ ہرگز انکار کی گنجائش نہیں ہو سکتی فقولوا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ۔

افضلیت رسالت

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب)

انسان پر خدائے برتر و توانا کی طرف سے تین اہم ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں۔ پہلی ذمہ داری اپنی ذات کے حفظ بقا کے متعلق ہے دوسری ذمہ داری قوم و عوام کے ساتھ ہے اور تیسری ذمہ داری ایزد تبارک و تعالیٰ اور اپنے خالق اکبر کے تعلق کے سلسلہ میں اس پر عاید ہوتی ہے ان ذمہ داریوں کے فرائض سے عہدہ برآ ہونا اور انہیں بطریق احسن نبھانا حقیقت یہ ہے کہ کوئی آسان کام نہیں بلکہ بجد دشوار ہے خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان نے اپنے دوش ضعیف پر اس امانت کا بار اٹھا لیا ہے جس کے اٹھانے میں جملہ موجودات عالم اور ملائک و اجنہ تک کو تامل ہوا بہر کیف جو کچھ ہو اس نے اس بار کو اٹھایا اس کی ذمہ داریاں اپنے سر لیں اور تا قیام حشر وہ جس طرح بھی ہوگا ان کی ادائیگی و تکمیل میں مصروف رہے گا۔

ظاہر ہے کہ یہ ذمہ داریاں متضاد ہیں راستہ سیدھا نہیں سر راہ صدہا دلفریبیاں ہیں موانع اور لکھوکھا خار موجود ہیں ان حالات میں ہر پیش نظر چیز کو نظر انداز اور ہر مشکل کو عبور کرنا آسان کام نہیں نفس و شیطان پیچھے لگے ہوئے ہیں انسانی کمزوریاں قدم قدم پر لغزش کا سامان فراہم کرتی ہیں اور دنیا کی محبوبات ہر لحظہ اسے اپنی طرف کھینچنے میں مصروف رہتی ہیں انسان کے لئے رب قدیر اور قوم کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا تو ایک طرف وہ اپنی ہستی ہی کو بھول جاتا ہے اور یہی فراموش کاریاں اسے تنزل و ابتذال کے غار میں گرا دیتی ہیں۔

انسان چونکہ ربانی امانت کا حامل ہے اور اسے اشرف المخلوقات کا خطاب اور خلافت کا منصب عطا کیا گیا ہے اس لئے ضروری تھا کہ اسے کچھ ظاہری و باطنی طاقتیں عطا کی جائیں اور قدرت کی طرف سے اس کی اصلاح و ترقی کے اسباب بھی فراہم ہوں اسی لئے یہ انتظام ملحوظ رکھا گیا کہ انسان میں جسمانی ہی نہیں دماغی و روحانی قوتیں مرکوز کی جائیں اور اس کی اصلاح و تعلیم کے لئے روحانی معلم وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے رہیں۔ عرفان نفس، عرفان رسالت اور عرفان رب کی طاقتیں انسان اپنے ساتھ لیکر پیدا ہوتا ہے لیکن ان کے نشوونما ارتقا کے لئے تربیت و تعلیم لازمی ہوتی ہے جسے عرفان نفس ہو گیا اسے عرفان رب خود بخود حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اپنی ذمہ داریوں کے ساتھ ربانی ذمہ داریوں کو بھی سمجھنے لگتا ہے اور ترقی کے اسباب اس پر وا ہو جاتے ہیں لیکن اس حالت میں سب سے بڑا اندیشہ اس امر کا تھا کہ بندہ اپنے رب کے عرفان کی تابانیوں اور درخشانیوں کی شعاعوں میں الجھ کر رہ جاتا ہے اس پر ایسی وارفتگی اور بیخودی طاری ہوتی ہے ہوتی ہے کہ خود کو فراموش کر دیتا ہے اس سے بادی النظر میں کوئی نقصان نہ تھا بندہ و رب کا ملنا ایک مبارک صورت نظر آتی ہے۔

لیکن خدائے قدوس کو محض اپنی ہی پرستاری اور اپنا ہی عشق مقصود نہ تھا بلکہ اسے انسان سے بڑے بڑے کام لینے تھے اور جن میں انسانی ذمہ داریاں کو کمل حالت میں دیکھنا تھا اگر ہر بندہ اپنے رب کے ساتھ اسی طرح وابستہ اور اس کی تجلیوں میں مست و سرشار ہو کر رہ جاتا تو کائنات عالم کے اجتماعی نظام کو اس سے تباہی خیز نقصان پہنچتا اور یہ تمام دنیوی کارخانہ برباد ہو کر رہ جاتا۔ وصل و وصال کی سرشاریوں میں ہزار گونہ لطف سہی لیکن دنیا اور دنیا کی ذمہ داریوں کا قیام بھی ضروری تھا اس لئے ضرورت پیدا ہوئی کہ رسالت کو درمیانی واسطہ بنایا جائے جو بندے عرفان نفس سے محروم رہ کر ضلالت و کفر کی دلدلوں میں پھنس گئے ہیں وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ سکیں اور جو عرفان رب کی منزل پر پہنچ کر مست و سرشار ہو چکے ہیں وہ ایسی تربیت پاکر درمیانی رہ سے آگے نہ بڑھیں تاکہ ان پر بیخودی اور سرشاری کا عالم طاری ہو اور رسالت کی تربیت انہیں اس خود فراموشی سے محفوظ رکھے۔

رسالت کی علت غائی

یہی رسالت کی تخلیق کی علت غائی ہے ظاہر ہے جو منصب اتنا ضروری اتنا اہم اور اتنا نتیجہ خیز ثابت ہو اس کی افضلیت و عظمت کس قدر مسلم اور کتنی جلیل ہوگی۔ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی اصلاح کرنے والا اور صحیح راہ دکھانے والا پیدا نہ ہوا ہو۔ حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس قوم میں ایسے مصلح و نذیر کی آواز کسی فرد کے کانوں تک نہ پہنچی ہوگی اور اس کے اعمال بہتر اور عقیدہ توحید پختہ ہوگا وہ بخشا جائیگا اس سے آپ کو یہ تو واضح ہو چکا کہ رسالت عبد و معبود کے درمیان ایک راستہ ہے اور رسولوں کا کام قوموں اور افراد کو صحیح راہ دکھانا ہے لیکن فرق مراتب و ضروریات وقت کے اعتبار سے درجہ بندی یہاں بھی موجود ہے دنیا میں رب قدیر کی طرف سے لاکھوں مصلح و نذیر انبیا اور رسول پیدا ہوئے لیکن بعض کو اپنے فرائض کے اعتبار سے اہمیت اور خاص منزلت حاصل تھی ان میں بعض محض نذیر تھے ان پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی اور القائے ربانی کے ذریعہ یہ جماعت اپنی اپنی اقوام کو راہ راست دکھاتی اور معبود برحق سے ملاتی رہی ان کے بعد ان انبیا کی منزلت ہے جو نسبتاً بڑے کام اور بڑی اقوام کی اصلاح کے لئے مامور ہوتے رہے ان میں سے زیادہ جلیل القدر بزرگوں پر کتابیں بھی نازل ہوئیں لیکن ان کی شریعت نے محض زمانہ اور ماحول کو پیش نظر رکھا اور ایک معینہ یا غیر معینہ زمانہ کے بعد ان کی شریعتیں منسوخ یا ترمیم ہوتی رہیں۔

حضرت داؤدؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا شمار انہیں انبیا میں ہے خالق اکبر کا منشا دنیا کو بتدریج مراحل ارتقا طے کرانا تھا ذہن و ذہنیت میں حقیقی تبدیلیاں رونما ہوتی تھیں اسی کے مطابق قوانین ربانی کا مختلف انبیا و رسل کے ذریعہ لفظاً و واضح ہوتا رہا اور جس زمانہ میں جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیت و شہرت حاصل رہی وہی چیز بطور نشان نبوت و رسالت

بصورت معجزہ اس عہد کے پیغمبر کو عطا ہوئی حضرت داؤدؑ کو خوش الحانی حضرت سلیمانؑ کو فرمانروائی اور اجنہ پر قدرت اور حضرت یوسفؑ کو حسن عطا ہوا کہ اس دور میں یہ چیزیں خاص اہم اور مایہ الامتیاز خیال کی جاتی تھیں حضرت موسیٰؑ کے عہد میں سحر کا بہت شہرہ تھا اس لئے آپ کو عصائے موسوی عطا ہوا حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں دیوتاؤں سے پیدا ہونے والوں اور محیر العقول کام کرنے والوں کو خاص عظمت واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اس لئے آپ بلا باپ کے پیدا ہوئے اور آپ کو اعجاز مسیحائی بخشا گیا۔ آخر میں حضور ختمی مآب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس دور میں فصاحت و بلاغت کو اہمیت حاصل تھی اس لئے آپ کو امی رکھکر اور علم ظاہری سے بیگانہ ہونے کے باوجود معجزنما فصاحت و بلاغت عطا کی گئی اتنی کہ وقت کے بڑے بڑے زباندان اور ماہر وقادر الکلام شعرا گنگ ہو گئے اور انگشت بدنداں رہ گئے اس سے ربانی مقصد یہ تھا کہ لوگ ان کے سامنے اپنے عجز کو تسلیم کرلیں اور جس چیز کو وہ حد درجہ دشوار و محال سمجھتے ہیں وہ اس کے لئے بالکل معمولی اور عام سا لوگو چیز ہے اور لوگ اور قومیں اسکی عظمت وجلالت منزلت سے متاثر ہوکر اسے باسانی مامور من اللہ سمجھ لیں اور ان کی تعلیم میں آسانی پیدا ہو جائے

مکمل نظام حیات

ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو سب اہم رسالت عطا ہوئی اور آپ جو شریعت لیکر دنیا میں آئے وہ کسی خاص وقت خاص زمانہ اور خاص قوم کے لئے نہیں تھی بلکہ تمام دنیا کے لئے تھی اور ہے اس میں ربع مسکون کے ہر حصہ ہر گوشہ اور ہر قوم کی فطری ضروریات اور سرمدی خصوصیات کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے یہ درحقیقت ایک مکمل نظام حیات ہے جس میں زندگی کے ہر شعبہ ہر جذبہ ہر پہلو کے لئے دفعات اور روشنی و رہنمائی کا سامان موجود ہے سیاسیات اقتصادیات، علمیات، معاشیات، اجتماعیات کوئی چیز بھی ایسی نہیں جس کے متعلق انسان کو کسی رہبری کی ضرورت باقی رہ جائے چونکہ آپ خاتم النبیین تھے اور پوری دنیا کی اصلاح وفلاح کی ذمہ داریاں آپکے دوش مبارک پر رکھی گئی تھیں اس لئے ضروری بھی تھا کہ آپ کی شریعت مکمل ہو غور کیجئے کہ اسلام کے مختلف آئین واوامر پر ہر زمانہ اور ہر قوم کے افراد زبان طعن واعتراض دراز کرتے رہے لیکن ایک وقت آیا کہ یہ اعتراض کرنے والے خود ان اوامر کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہوئے اور فطری اقتضا نے انھیں ان کے ماننے ہی نہیں تسلیم کرنے پر آمادہ کر دیا۔

خدائے برتر و توانا اپنے بندوں کی اصلاح وہدایت کے لئے ہر قسم کا اہتمام کرسکتا تھا فرشتے اتر سکتے تھے اجنہ مامور ہو سکتے تھے غیبی آواز کی رہنما ثابت ہو سکتی تھیں لیکن اگر دقت نظر سے دیکھا اور غور کیا جائے تو رشد وہدایت کا بہترین طریق اور اعلیٰ ترین ذریعہ نبیوں اور رسولوں کی بعثت ہی نظر آتا ہے انسان اتنا علم سے نہیں سیکھتا جتنا عمل سے سیکھتا ہے پھر جنس کی رہنمائی رہوار عمل کیلئے اور مہمیز بنجاتی ہے ملائکہ اجنہ اور غیبی صدائیں ہرگز وہ کام نہیں کرسکتی تھیں جو انسان اور اپنے ہی جیسے انسان سے ممکن تھا اس لئے ذات باری نے رسالت ہی کے طریق کو بہتر اور افضل سمجھا اور انسانوں میں انسانوں ہی کو رہنمائی وہدایت کے

کام پر مامور کیا [illegible]
معاملات کے علاوہ روحانی قاصد بھی تھے۔ طعام وقیام، معاشرت وغیرہ کے معاملہ میں کوئی فرق وامتیاز باقی نہ رکھا گیا تو معلوم ہوتی تھی کہ یہ بھی ہم جیسا انسان ہے ہماری ہی طرح رہتا سہتا اور چلتا پھرتا ہے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ یہ ربانی قاصد اور ایزدی رسول ہے ہمیں اس کے حکم سناتا اور رشد وہدایت کی راہ پر لگاتا ہے اور اس کی زندگی ایک خاص روحانی اور عرفانی سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہے یہی رسالت کی عظمت وفوقیت کا راز تھا جس سلسلے سے بہا وہی فائز المرام ہوا اور جس نے اس طرف توجہ نہ کی وہ مزید پستیوں میں گر کر تباہ ہوگیا۔

رسالت کا شرف وامتیاز

رسالت کو جو شرف وامتیاز حاصل رہا ہے اور ہے وہ بڑی حد تک واضح ہو چکا یہ درجہ ومرتبہ انسانی سعی وجہد سے حاصل نہیں ہوتا انسان خواہ کتنی ہی بلندیوں پر فائز ہو جائے کتنی ہی روحانی وعرفانی منازل طے کرلے اور روز و عبادت اور حسن عمل میں کتنی ہی درخشانی رکھتا ہو لیکن وہ اپنی مساعی سے اس منصب فضیلت پر نہیں پہنچ سکتا یہ محض فضل الٰہی اور قادر ذوالجلال کی عطا وبخشش ہے جسے چاہے عطا کرے اور جسے اہل سمجھے بخشدے حضرت موسیٰؑ کو بکریاں چراتے چراتے آگ کی جستجو میں رسالت مل گئی اور کائنات کے بہترین شرف وافتخار سے سعادت اندوز ہو گئے ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق وبعثت ابتدائے عالم کے اولین نقطہ ہی سے پیش نظر رکھ لی گئی تھی اور گو باضابطہ طریق پر اس کی سند چالیس کی عمر میں عطا کی گئی لیکن آپ شکم مادر ہی سے مجسمہ نور اور پیکر رشد پیدا ہوئے یہ ایک افضل چیز کے بارے امتیازات ہیں انبیاء ورسل کو معجزات بھی عطا کئے جاتے ہیں لیکن خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کا استعمال ان کے اختیار کی چیز نہیں ہوتا جب اور جس وقت رب قدیر کو منظور ہوتا ہے معجزہ صادر ہوجاتا ہے رسالت چونکہ ایک افضل شے ہے اور اقوام وملل کی قیادت روحانی وجسمانی دونوں قسم کی تعلیم وہدایت اس کے ذمہ ہوتی ہے اس لئے اسے بڑے سے بڑے امتحانوں اور ابتلاؤں سے گذرنا پڑتا ہے اور لوگ طرح طرح سے اس کی جانچ کرتے اور اپنے قلب کا اطمینان بہم پہنچاتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ اس کی ذاتی وخاندانی حیثیت وروایات کیا ہیں ادعائے رسالت کی صداقت اور اس کے دعاوی کے من جانب اللہ ہونے کا ثبوت کیا ہے ذرائع علم کیسے ہیں تبلیغ اصول حق کے اعلاء کے لئے کی جارہی ہے یا ذاتی علو ونمود کے لئے اس کے مرید اور معتقدوں کی حالت عمل کیا ہے مدعی رسالت ان سے خود تو فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا عیش وعشرت کا تو حریص نہیں اعمال کیسے ہیں اور معاشرت کا رنگ کیا ہے یگانوں بیگانوں سے سلوک کی کیا حالت ہے اس کے کلام میں کس درجہ کشش ہے اور اس کی تعلیمات کس حد تک اصول فطرت بشری ضروریات اور انسانی اصلاح کے مطابق ہیں۔ ابوسفیان وہرقل شہنشاہ روم کے مابین حضور رسالت مآبؐ کے متعلق جو گفتگو ہوئی اور اس کے نتیجہ میں جس طرح اُسے اعتراف پر مجبور ہونا پڑا اس سے مذکورہ حقائق پر بہت روشنی پڑتی ہے رسول کے لئے لازمی ہے کہ وہ حسب ونسب کے اعتبار سے

امتیازی درجہ رکھتا ہوا اس کی ذاتی سیرت اس کی زندگی کے تمام پہلو روشن ہوں اور ایمان وعمل اور اخلاق میں خاص صفات ومحاسن کا سرمایہ دار ہو یورپ کے مشہور فاضل ومحقق مسٹر کارلائل رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"یہ دور افتادہ شخص جو جنگلی ملک میں پیدا ہوا تھا اپنے دل میں کھب جانے والی سیاہ آنکھوں اور شگفتہ اور با اخلاق اور پرشور طبیعت کے ساتھ بجائے جاہ طلبی کے کچھ اور ہی خیال رکھتا تھا وہ ایک غیر معمولی طاقتوں والی روح تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو سوائے راست باز ہونے کے اور کچھ نہیں ہو سکتے ہستی مطلق کا یہ عظیم مبرا اسے جلال و جمال کے اس پر کھل گیا تھا اور صداقت وحقانیت میں وہ اپنی نظیر نہ رکھتا تھا ہم اس کو ہرگز یہ خیال نہیں کر سکتے کہ وہ صرف شعبدہ باز اور تھی باطن شخص تھا ہم اس کو حقیر جاہ طلب اور دیدہ ودانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ سکتے ہیں انہوں نے دنیا کو جو پیغام دیا ہر حال وہ ایک سچا اور حقیقی پیام تھا اس ہستی کے نہ اقوال ہی جھوٹے اچھے اور نہ اعمال ہی خالی از صداقت اور نہ کسی کی نقل وتقلید تھی وہ حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینہ میں سے دنیا کو منور کرنے نکلا تھا۔"

مسٹر باسورتھ اسمتھ لکھتے ہیں کہ:۔

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے اخلاقی ذریعوں اور اپنی ذاتی قوت سے اپنا راستہ صاف کرتے جاتے تھے آپ کو جس قدر شدت کے ساتھ ایذا میں دی گئیں اتنی ہی آپ کی قوت ایمانی اور آپ کے معتقدین کی قوت برداشت ابھرتی گئی"

ڈاکٹر لیسیم سید رفرماتے ہیں:۔

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تعجب انگیز ۔۔۔ کام کیا اور شرک وبت پرستی سے جہاد عظیم کیا اس قسم کا حیات روحانی کبھی ایسی برانگیختہ نہ ہوئی تھی اور نہ کسی مذہب میں اس قدر جوش پایا جاتا تھا جیسا دین اسلام میں نظر آیا پورا عرب کفر وضلالت اور بے رحمی وبد اعمالی میں غرق تھا لیکن آپ نے اسے عظمت وعزت کے تخت پر بٹھا دیا"

یہ ہے رسالت کی افضلیت وشان کہ یورپ کے بڑے بڑے نامور علماء وفضلاء اس کے کام پر تعجب وحیرت کا اظہار کر رہے ہیں اور اسے "قدرت کے وسیع سینہ سے نکلا ہوا ایک نور" بتا رہے ہیں انسانیت کا رتبہ کتنا ہی رفیع ہو لیکن وہ رسالت کی بلندی تک نہیں پہنچ سکتی اور نہ اس کے کارناموں پر اس طرح اظہار استعجاب کیا جا سکتا ہے۔ رسول کی ہستی ایک بے لوث ذات ہوتی ہے اور لوگ اس کے ہر فعل وعمل پر نگاہ رکھتے ہیں مذکوٰۃ کے حکم پر کفار مکہ نے طعنًا کہا ہی تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مال ودولت جمع کرنا چاہتے ہیں اسی لئے فورًا حکم نافذ ہو گیا کہ رسول وآل رسول پر زکوٰۃ حرام ہے۔

رسالت بحیثیت کائنات کی سب سے بڑی فضیلت مجموعی کائنات

کی سب سے بڑی فضیلت ہے اس کی روحانی وعرفانی مراحل، تجلیوں کی تشریح تو کوئی صاحب باطن ہی کر سکتا ہے ورنہ اس کی لذات وفائز المرامیاں

اس کا اندازہ کرنے کے لئے نظامی ذہنی وقابلی نزدیکی ومعرفت کی ضرورت ہے لیکن دنیاوی انتساب سے بھی کوئی مرتبہ کوئی شرف اور کوئی عزت اس کی ہمسری نہیں کر سکتی رسول فطری قائد ہوتا ہے اور تمام انسانی فضائل وکمالات سے اس کی ہستی مطلع الانوار بنی ہوتی ہے سب ہی رسول معزز واشرف اور قابل احترام تھے اور ہیں لیکن رسول کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سب سے مکمل اور سب کے لئے تھی چونکہ آپ خاتم النبیین تھے اس لئے ہونا بھی یہی چاہیے تھا اور لازمی تھا کہ یہ تمام ضروریات انسان کی تکمیل ہو صرف رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی ایک ذات گرامی ایسی تھی جس کی روشنی انسان کی زندگی کے ہر پہلو پر پڑ رہی ہی آپ کے جلیل القدر رسولوں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے یہاں ہم گو اور مہربس قانون وطریق لطف نامہ پیش کے ایک عیسائی یہ سمجھنے سے قاصر رہے گا کہ ساہانہ زندگی کس طرح بسر کرے بھلا یک گدا گشت کس طرح ہو بیویوں سے کس طرح پیش آیا جائے اور جہانبانی کے فرائض کس نہج پر ادا ہوں ہمارے رسول کریم کی تعلیمات ہی نہیں بلکہ پوری زندگی ہر درجہ اور ہر حیثیت کے انسان کے لئے روشنی کا ایک مینار ہے غریب امیر خورد وکلاں جوان اور بوڑھے شاہ وگدا اہل وسپاہی ناجر وصناع خادم ومزدور مجتہد خود مختار تاجدار عابد وزاہد دنیادار مسرور مجرد وشادی شدہ دوست اور دشمن ہر حیثیت میں آپ زندگی کے دن گذار چکے ہیں تمام عالم کی مسند پر بھی فائز ہوئے سپاہی جنگ میں لڑائیاں بھی لڑیں رعیت بھی رہے رعایا بھی بنے۔ آپ کو اسوہ رسول سے معلوم ہو سکتا ہے کہ امیرانہ زندگی کس طرح بسر کی جائے غریب معلوم کر سکتا ہے کہ افلاس وعسرت میں اوقات کیونکر اپنے دن گذارے بادشاہ وبا شاہی کے طریق معلوم ہو۔ مزدورانہ زندگی کو خوشگوار بنانے کے ڈھنگ آپ ہی کی زندگی سے معلوم ہو سکتے ہیں بیویوں ہمسایوں عزیزوں دوستوں دشمنوں چھوٹوں بڑوں اور قوموں سے تعلق وبرتاؤ کے ڈھنگ آپ ہی کی زندگی سے معلوم ہو سکتے ہیں معلمین وواعظین علمائے ملت کو علم ہو جائیگا کہ اصلاح کے طریقے قیادت کے ڈھنگ اور مشکلات ومخالفت پر غلبہ کے فرائض کیا ہیں۔

غرض یہ ہے کہ آپکی پوری زندگی علمی فطری عسکری معاشی منزلی ملی اخلاقی اور سیاسی باب میں اس بھولی ہوئی دنیا کے لئے ایک روشن شمع ہدایت ہے آپ نے انتہائی مصیبت اور بیکسی وبیبسی کے نقطہ سے زندگی شروع کی راہ کی منزلوں میں صدہا دلدوز اور جانکاہ حوادث ونوائب سے دوچار ہوئے تلواروں اور تیروں کی باڑھوں سے گذرے اور ایک لمحہ اور ایک تانیہ کے لئے بھی دلشکستہ نہ ہوئے اور اپنی منزل کامرانی پر پہنچکر دکھا دیا کہ زندگی اور سلوک تا ساک اور عمل تند ایسی ہوتی ہے اس طرح دنیا کے پست ترین اکھڑ اور جاہل میں صلاح وخدا پرستی کی روح پھونکتے ہیں ہمارے نزدیک رسالت آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ نہیں ہے کہ آپنے حیرت انگیز معجزے دکھائے پہاڑ سے بڑی مشکلات پر عبور حاصل کیا بلکہ یہ ہے کہ آپ ۲۳ برس کے ایک قلیل وقفہ مدت میں عرب کی پوری کی پوری کفر وضلالت کی انتہائی گہرائیوں میں ڈوبی ہوئی قوم کو پستی وابتذال کے تحت الثریٰ سے نکال کر شرافت وعظمت کے عرش پر بٹھا دیا اور وہ لوگ جو اپنے عہد کے بدترین انسان تھے اپنے عہد کے بہترین انسان بن گئے یہ ہے

رسالت کی فضیلت کا اظہار اور یہ ہیں اس معزز ترین اور بہترین شرف کائنات کی تجلیاں۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

(حضرت مولانا حبیب الحسین صاحب صدیقی ردولی شریف)

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ
ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من
یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد
ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا
عبدہ ورسولہ [illegible]
وعلی آلہ [illegible]

اللہ پاک کلام اقدس میں ارشاد فرماتا ہے وَلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ
یعنی کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی جس میں ہر وقت ہادی نہ بھیجا گیا ہو۔
حضرات! اب آپ ان [illegible] دیکھئے دنیا میں [illegible] نظر سے
انقلاب جن کا تعلق [illegible] سے [illegible] آتے رہتے ہیں جب
کوئی قوم تباہی کے قریب پہنچ جاتی ہے اس کا جہاز عنقریب ڈوبنے
والا ہوتا ہے [illegible] مالک کی ذات ہوتی ہے [illegible] تباہی سے بچانے
اور ورطہ ہلاکت سے نکالنے [illegible] تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک
ممن تشاء تو وہ اس قوم میں ایک ایسی ہستی کو عالم وجود میں لاتا ہے جو
بگڑتے ہوئے قومی شیرازہ کی تنظیم [illegible] دنیا ہے زیادہ اچھا
اگر اس [illegible] کی وضاحت کے لئے [illegible] مثال پیش نظر
کردوں۔ اخبار بین حضرات پر عیاں روشن ہے کہ جب سلطنت ٹرکی ٹکڑے
ٹکڑے کر دی گئی اور اس کے حصے بخرے لگ گئے [illegible] عالم نے غازی مصطفی
کمال پاشا کو پیدا کر دیا جنہوں نے [illegible] دشمنوں
کے دانت کھٹے کر دیئے [illegible]
[illegible] سے بچا لیا اور آج [illegible]
سلطنتوں میں [illegible] سلطنت ایران کو دیکھئے جب اغیار نے
[illegible] اور بہت کچھ دبا لیا تو [illegible] ہو چلا
[illegible] مالک نے ایران کو [illegible] سے چھڑا دیا
رضا شاہ پہلوی [illegible] درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے ایک
دن سپہ سالار [illegible] حکومت
اپنے ہاتھ میں لے لی اور آج ایران کی [illegible] پوزیشن قائم ہے آپ
[illegible] اب آپ [illegible] اور اس مقام کا حال
سنئے جس کی سرحد کا ڈانڈا آپ کے ہندوستان سے ملا ہوا ہے [illegible]
جو آپ کی [illegible] سلطنت ہے یعنی مملکت افغانستان [illegible]
سابق شاہ امان اللہ [illegible] تباہی نصیب ہوئی اور یہ معلوم
ہونے لگا کہ [illegible] افغانستان [illegible]
[illegible] دشمنوں سے آپ کی اسکیم [illegible] فیل کر دی [illegible]
[illegible] ہو کر افغانستان کو ہمیشہ کے لئے گمنامی میں گرا دینے والا ہی تھا

کہ احکم الحاکمین نے جنرل نادر شاہ کو جو جنگل تباہی کے غار میں گرنے سے [illegible]
[illegible] کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ [illegible] افغانستان آسمان شہرت پر [illegible]
[illegible] حضرات! موجودہ دور کے چند واقعات مادی انقلاب کے [illegible]
عرض کئے [illegible] روحانی دنیا میں بھی انقلابات آتے ہیں [illegible]
[illegible] جب انسان کے عقائد [illegible] جاتے ہیں [illegible] باطل پرستی [illegible]
[illegible] اشرف المخلوقات [illegible] کے آگے [illegible]
[illegible] جانوروں [illegible]
[illegible] گردنیں جھکا دیتا ہے [illegible] پرستی اس کے ضمیر میں داخل
ہو جاتی ہے [illegible] اللہ سے سرکشی کرکے [illegible] خود ساختہ [illegible]
کے روبرو سر جھکاتا پھرتا [illegible] گڑگڑاتا ہے تو رحمت خدا
جوش میں آتی ہے ان بھٹکے ہوؤں کو راہ راست دکھلانے کے لئے
[illegible] ہادی بھیجے [illegible] عذاب خدا سے ڈرا کر نیکی
راستہ پر گامزن کرتا ہے۔ حضرات! اس دوسری قسم کے اللہ
جب دنیا [illegible] اس وقت سے [illegible] آپ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل تک ایک لاکھ ۲۴ ہزار [illegible]
مرتبہ [illegible] کوئی ملک کوئی شہر کوئی گاؤں
کوئی آبادی کوئی قوم [illegible] امت ایسی نہیں ہوئی جہاں عذاب خدا سے
ڈرانے والا [illegible] صراط مستقیم دکھلانے والا ہادی ہو کر نہ آیا ہو اور آخری
انقلاب تو جس نے ایک لاکھ [illegible] ہزار کی تعداد پوری کر دی غضب کا
تھا اس لئے دنیائے کفر کے چپے چپے کا [illegible] کر رکھ دیا جہاں جہاں
کفر و ضلالت کی بستی بسی ہوئی تھی اسے ملیا میٹ کر کے ایمان کی بستی بسا [illegible]
اور انقلابات تو مقام، قوم، نسل اور رنگ سے مخصوص تھے۔ کوئی
قوم کے سدھار کے لئے آیا اور کوئی ایک مخصوص جگہ کے لئے مگر آخری
انقلاب تمام دنیا کے لئے تھا جس کے پردہ میں رحمت باری آئی اور
جس نے ایمان کی خشک کھیتی کو ہرا بھرا کر دیا اور دنیائے ضلالت میں
ایک خدا کا [illegible] جانے لگا۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ چند انقلا[illegible]
روحانی بھی مختصراً عرض کر دوں ایک لاکھ [illegible] ہزار انقلابات کے [illegible]
[illegible] انبیاء کی تعلیمات کا دنیا کو علم نہیں ہاں ایک مختصر [illegible]
انبیاء کا بطفیل قرآن پاک معلوم ہو سکتا ہے ان میں سے چند کے حا[illegible]
بطور مثال عرض کرتا ہوں [illegible] سب سے پہلے انسان یعنی حضرت [illegible]
علیہ السلام کے اس زمانہ پر نظر ڈالئے جبکہ وہ جنت میں اپنی رفیق
حیات حوا کے ساتھ نعمات جنت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں شیطان
جس نے حکم ربی سے گریز کر کے حضرت آدم کو سجدہ تعظیمی نہیں کیا تھا
کے باعث مردود بارگاہ [illegible] ہو گیا تھا ان کی دشمنی پر کمر بستہ ہے

روز جناب [illegible] لنانے جنت سے محروم کر دیئے گئے ہیں اور دنیا میں [illegible] یہاں ان کی بہت سی اولادیں ہوئی ہیں جن کو ایمان کی تلقین کی گئی ہے اور انہوں نے ان کا کلمہ لا الہ الا اللہ آدم صفی اللہ پڑھ لیا ہے یہ پہلا روحانی انقلاب ہے ایک دن ان کے دو بیٹے ہابیل و قابیل نذریں مانتے ہیں خدا نے ہابیل کی قبول کر لی ہے قابیل کی نا منظور کیونکہ اس میں اخلاص نہ تھا چنانچہ اس نے نافرمانی اختیار کی ہے اور موقع پاکر ہابیل کو قتل کر کے اپنے ماں باپ سے چھپ کر ایک طرف چلا گیا ہے واضح رہے کہ انسانوں میں یہ سب سے پہلا انسان ہے جس نے خدا سے سرکشی اختیار کی بہرحال حضرت آدم کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد حضرت شیث کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ان کا بت بنایا جاتا ہے اسے یاد رکھئے کہ یہ سب سے پہلا موقع ہے جب بت پرستی نے خدا پرستی کی جگہ لی خیر ان کی اصلاح کے لئے حضرت ادریس نبی بنا کر بھیجے جاتے ہیں یہ تیسرا انقلاب ہے ان کے بعد حضرت نوح تشریف لاتے ہیں ساڑھے نو سو برس سمجھاتے ہیں بمشکل تمام اسی نفر سے کلمہ لا الہ الا اللہ نوح نجی اللہ پڑھواتے ہیں بقیہ کے لئے بددعا فرماتے ہیں چنانچہ کفار طوفان باراں سے ہلاک ہو جاتے ہیں یہ چوتھا روحانی انقلاب ہے اب تک جتنے انقلابات روحانی کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ ایک محدود دنیا مخصوص جگہ اور قوم سے متعلق تھے اب جوں جوں دنیا کی آبادی وسعت اختیار کرتی جائیگی انقلابات روحانی کا دائرہ بھی حسب آیت مندرجہ عنوان وسیع تر ہوتا جائے گا چنانچہ دنیا کی آبادی بڑھی آپ بھی قدم بڑھائیے ملک مصر میں چلئے دیکھئے خدا کے بارہ میں یہاں کیا خیال ہے؟ اجی یہاں تو نمرود بادشاہ خدا بنا بیٹھا ہے اور ایک ٹڈی دل اس کی پرستش میں مشغول ہے اس موقع پر اس امر کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ کوئی ایسا زبردست روحانی انقلاب ہو جو نمرود کی خدائی کو خاک میں ملا دے اور ٹڈی دل کو خدائے واحد کے آگے جھکا دے چنانچہ جناب ابراہیم علیہ السلام نازل ہوتے ہیں عذاب بھی سہتے اٹھاتے ہیں نہیں ماننا تھا نہ مانا اور گمراہ راہ راست پر آگئے لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ کا کلمہ پڑھ لیتے ہیں آپ کے بعد مختلف دوروں یوں ہی انقلابات آئے مصر اور اس کے نواح میں حضرت اسحٰق اور ان کی ذریت میں جتنے پیغمبر ہوئے انھوں نے قوم کی اصلاح کی حضرت موسیٰ کے زمانہ میں فرعون نے دعویٰ خدائی کیا انہوں نے اسے جہنم میں پہنچا دیا اور مشرکین نے لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ کا کلمہ زبان پر جاری کیا عرب والوں نے حضرت اسمٰعیل کے زمانہ میں ان کا کلمہ "لا الہ الا اللہ اسمٰعیل ذبیح اللہ" پڑھا حضرات بر اعظم افریقہ کے مشہور شہر مصر کی اور بر اعظم ایشیا میں عرب کی سیر کر چکے اور آپ نے وہ منزلیں طے کر لیں اب عرب سے ایران میں داخل ہو جائیے دیکھئے یہاں جناب زردشت پارسیوں کے عقیدہ کے مطابق اصلاح قوم میں مشغول ہیں ہندوستان آ جائیے وہ دیکھئے راون مظالم برپا کئے ہوئے ہے ہندوؤں کے عقیدہ سے رام چندر جی نے اوتار لیا ہے وہ اس کی شرارت کا جواب دیں گے [illegible] جبر و استبداد کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور رام راج قائم کر دیا سری کرشن مہاراج کے زمانہ میں راجہ کنس نے آفت ڈھا رکھی تھی

[illegible] نے اوتار لیکر ذات پات کی تفریق مٹا دی ہے اور ہندوستان سے لیکر برما اور سیام تک ان کا کلمہ پڑھا جاتا ہے چین میں کنفیوشس ہوئے ہیں انہوں نے ان کی حالت درست کر دی ہے اب بر اعظم یورپ میں بڑھ چلئے حضرت عیسیٰ گو ایشیا کے مشہور مقام بیت المقدس میں پیدا ہوئے تھے مگر ان کا کلمہ پڑھنے والے حضرت عیسائی یورپ میں چھائے ہوئے ہیں اور لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ سب کی زبانوں پر جاری ہے حضرات آپ کو اس قافلہ گری میں بڑی زحمت ہوئی مگر [illegible] ہر ملک قوم میں آئے ہوئے پیغمبر مصلح، اوتار اور ریفارمر کے کارناموں سے کسی قدر بہرہ حاصل ہو گیا اور یہ معلوم ہو گیا کہ انھوں نے دین حقہ کو قائم کر کے چھوڑا اب میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کو دوسری بار پھر دنیا کی اس حالت کی سیر کراؤں جبکہ آخری انقلاب روحانی آنے سے پیشتر اور حضرت عیسیٰ کے اٹھ جانے کے بعد دنیا ہو گئی تھا تو سب سے پہلے ایران میں داخل ہو جائیے اور دیکھئے کہ جناب زردشت کے کوچ کر جانے کے بعد ان کی امت کا خدا کے بارے میں کیا اعتقاد ہے یہاں تو ان کی امت دو خداؤں کی قائل نظر آتی ہے نیکی کے خدا کا نام یزدان اور بدی کے خدا کا نام اہرمن رکھ چھوڑا ہے اور آگ بمنزلہ خدا تصور کر رہی ہے بہتر ہے کہ ہندوستان آ جائیے ہم کرشن مہاراج اور رام چندر کے چیلوں کو دیکھئے بھائی یہاں کے تو باوا آدم ہی نرالے ہیں ایران میں دو خدا مانے جاتے ہیں تو یہاں تین بلکہ بقول بعض ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پرستش کی جا رہی ہے "ایکم برہم دویتیہ ناستی" یعنی لا الہ الا اللہ پر کوئی عمل نہیں کرتا وہ تو سب کے سب مندروں میں اپنے اپنے دیوتاؤں کی مورتیں بنائے ہوئے ان کے آگے ڈنڈوت کر رہے ہیں اتنے ہی پر بس نہیں۔ عناصر پرستی اور توہم پرستی میں بھی مبتلا پائے جاتے ہیں شودروں اور عورتوں کی کوئی وقعت نہیں۔ برہما اور سیام کی بھی حالت اچھی نہیں یہاں بجائے خدا کے گوتم بدھ کی مالا جپی جا رہی ہے ملک چین کا بھی عالم نرالا ہے بادشاہ کو لوگوں نے خدا سمجھ رکھا ہے کنفیوشس کی تعلیم فراموش کر چکی ہے۔ اب یورپ چلئے اس یورپ میں جس کو آج اسلام کی بدولت اپنی تہذیب پر ناز ہے اور دیکھئے کہ حضرت عیسیٰ کے رخصت ہو جانے کے بعد خدا کی خدائی کا کیا حال ہے؟ افسوس یہاں تو جناب مسیح خدا کے بیٹے بنا دیئے گئے ہیں اور روح القدس بھی شریک کار سمجھے جاتے ہیں حضرت عیسیٰ کے بتلائے ہوئے وحدانیت کے اسباق بھول گئے ہیں تثلیث پرستی جاری کر کے بھی ان کے علاوہ مقدسین کی پرستش بھی کی جا رہی ہے یہاں بھی عورتوں کی کوئی قیمت نہیں یہی نہیں معلوم کہ ان میں روح بھی ہے یا نہیں حضرات اب شہر مصر میں قدم رکھئے اور دیکھئے کہ خدا کا یہاں بھی گذر ہے یا نہیں حالانکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ ایسے اولو العزم پیغمبر نازل ہو چکے ہیں ہاں گذر تو ضرور ہے مگر وہ مجسم سمجھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ بھی ایک درجہ بیل ہی لگا رہا ہے یعنی حضرت عزیز کو اس کا فرزند سمجھ کر اسکے ساتھ ان کی عبادت کی جاتی ہے۔

حضرات! قریب قریب تمام دنیا کی سیر ہو چکی ہے اب صرف ایک مقام اور باقی رہ گیا ہے مگر وہ نہایت اہم جگہ ہے اس کا نام عرب ہے یہ کوئی معمولی مقام نہیں ہے یہاں تمام مذاہب عالم کا جماؤ ہے ہر قسم کا عقیدہ رکھنے والے لوگ

ہے ہیں عقائد بھی ایسے بگڑ گئے ہیں اخلاقی حالت بھی نا روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے پیغمبر سمجھا بجھا کر راستہ پر لگا کر چلے گئے ہیں مگر عقائد کا یہ عالم ہے کہ دو خدا ماننے والے آگ کی پرستش کرنے والے کئی خداؤں کے قائل عناصر پرست چاند سورج کے پوجنے والے خدا کے بیٹے کے قائلین۔ سرے سے خدا کے منکر افراد بت پرست ایک سے ایک نئے شانہ ملائے ہوئے موجود ہیں خانہ کعبہ جو موحدین کے لئے بنایا گیا تھا مشرکین کفار کی پرستش گاہ بنا ہوا ہے تین سو ساٹھ بتوں نے قبضہ کر رکھا ہے آج اگر حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور جناب اسمعیل ذبیح اللہ دنیا میں موجود ہوتے تو اس منظر کو دیکھ کر یقیناً سراسیمہ ہو جاتے اور گریبان چاک کر ڈالتے اور میرا تو گمان غالب ہے کہ جب عالم مثال میں اس کیفیت کا انعکاس ہوا ہوگا تو دونوں حضرات سجدے میں گر پڑے ہوں گے اور خدا سے فریادی ہوئے ہوں گے کہ خدایا ہم نے تجھ سے کعبہ کی داغ بیل ڈالتے وقت نیز پھر تعمیر کے وقت دعا مانگی تھی کہ اے پروردگار اہل مکہ میں سے کوئی رسول ان لوگوں میں بھیج جو تیری آیتیں انھیں پڑھ کر سنائے اور تیری کتاب اور حکمت ان کو سکھائے اور ان کی اصلاح کرے اور آج اس رسول اور مصلح کے بجائے بتوں کا کلمہ پڑھا جا رہا ہے لہٰذا تجھ سے بصد التجا درخواست کرتے ہیں کہ بھیج اور جلد بھیج اور ہمارے ہاتھ کی رکھی ہوئی بنیاد کو بے حرمتی سے بچا لے خیر عقائد کی تو یہ کیفیت ہو رہی ہے معاملات بھی ایک سرے سے خراب ہیں اخلاق بھی بد سے بدتر ہیں دختر کشی کی رسم جاری کر رکھی ہے۔ عورتوں کا کوئی درجہ نہیں ہے غلاموں کی مٹی پلید ہے جانوروں سے بھی بدتر خیال کئے جاتے ہیں بخل کا معیار ہی نرالا ہے جو کثرت سے شراب نہ پئے وہ بخیل ہے جہالت کی دن رات کی دل لگی ہے جوا کھیلے وہ کنجوس عورت تک کو داؤں پر رکھ دیتے ہیں ان کے لئے جنگ و جدل معمولی بات ہے ذرا ذرا سی بات پر لڑ بیٹھتے ہیں جس کا سلسلہ پھر کیا معنی صدیوں قائم رہتا ہے۔ سوتیلی رانڈ ماں کو بیٹے بیٹے کی بیوی بننے پر مجبور کی جاتی ہے شگون اور ڈھکلے کے بعد قائل تھا توہم پرستی غایت درجہ سرایت کئے ہوئے ہے جن ان کے بالکل پیشوا ہیں اور لوٹ مار میں فرد یگانہ ہیں غرض کچھ عجب حالت اور عجیب کیفیت ہے حضرات دنیا کی سیر ہو چکی آپ نے دیکھ لیا کہ وہ کفر و ضلالت سے یکسر مملو ہے کہیں بھوت پریت پج رہے ہیں اور کہیں نبیوں ولیوں اور دیوتاؤں کے مجسمے کائنات کے رچنے والے خدائے واحد کے ماننے والوں کا کہیں پتہ نہیں۔ ہاں ایسی نازک حالت میں آخری انقلاب روحانی آنیکی خبریں صحف آدم سے لیکر صحف ابراہیم تک۔ توریت سے لیکر انجیل تک دے رہی ہیں دنیا سراپا منتظر رحمت اللعالمین ہے۔ ہاں پھر لے رحمت باری کیا دیر ہے؟ آجا آجا خلقت کی چارہ آجا۔ ٹوٹے ہوئے دلوں کی امید آجا آجا نامرادوں کی مراد آجا۔ رانڈ و بیکس سہارا آجا۔ یتیموں کے مالک آجا۔ غلاموں کی نصرت یاد رس آجا۔ مسکین نواز آجا۔ ہر دل کی تمنا آجا۔ آجا بیکسوں کی آس آجا۔ آجا فقیر نلک کو لیا۔ ضعیفوں کی ماوی آجا۔ غریبوں کے مونس آجا۔ گنہگاروں کے شفیع آجا۔ آجا وحدت کی لے سنانے والے آجا آجا کفر و عصیان کی بنیاد اکھاڑ کر پھینک دینے والے آجا۔ دنیا کو نیکی پر لگانے

[illegible] آجا [illegible] سنبھالنے والے آجا ڈوبتی ہوئی دنیا کو بچانے والے آجا [illegible] ناف عالم یعنی مکہ کی گلیوں میں آجا۔ آجا قبیلہ قریش [illegible] بنی ہاشم کے معزز خاندان میں آجا آجا عبدالمطلب کے گھر میں آجا [illegible] جوان رعنا کے صلب میں آجا۔ آجا بی بی آمنہ میں آجا۔ آجا [illegible] میں آجا۔ آجا محبوب خدا کے روپ میں آجا۔ آجا [illegible] میں آجا۔ آجا احمد کی ہستی میں آجا۔ محمد کے وجود مسعود میں [illegible] آجا۔ ہاں اے نوید مسیحا آجا بس ؎

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت

الغرض ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ بوقت صبح صادق مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا دعائے خلیل اور نوید مسیحا

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ الصلوٰۃ السلام علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ السلام علیک یا حبیب اللہ الصلوٰۃ السلام علیک یا محمد رسول اللہ علیہ وسلم

حضرات! اس وقت تک جو کچھ عرض کیا گیا یہ رسول اللہ کی آمد کی تمہید تھی جس میں دو منظر دکھلائے گئے ایک نبیوں کی موجودگی کا دوسرا ان کے اٹھ جانے کے بعد کا اب میں یہ چاہتا ہوں کہ شمس نبوت کی ابتدائی اٹھائیس منزلوں سے بخوف طوالت سرسری طور پر گزر جاؤں تاکہ اپنی مطلوبہ منزلوں سے قریب تر ہو جاؤں سنئے (۱) حضور اقدس چھ ہی برس کے سن میں یتیم الطرفین ہو جاتے ہیں (۲) چونکہ قدرت کو علم ازلی سے آنحضرت کے سینہ کو معمور کرنا ہے وہ انھیں خود ہی تعلیم دینا چاہتی ہے اس لئے کچھ ایسے اتفاقات پے در پے پیش آ رہے ہیں جس سے آپ کو کسی دنیاوی معلم کے روبرو زانوئے شاگردی تہ کرنے کا موقع نہیں ملتا (۳) قیافہ شناس اور علمائے نظر مثلاً بحیرہ اور نسطورہ وغیرہ آپ میں آثار پیغمبری پا کر جناب ابو طالب (آپ کے چچا) سے عرض کرتے ہیں کہ بڑے میاں یہ بچہ خاتم النبیین ہونے والا ہے لہٰذا اس کی بہت کافی نگرانی کیجئے گا۔ (۴) آپ لڑکپن ہی سے اس قدر راستباز دیانتدار اور نیک کردار ہیں کہ قوم نے متفق ہو کر آپ کو صادق اور امین کا خطاب دے دیا ہے (۵) دیر نہیں لگی کہ آپ ۳۵ ویں منزل طے فرما رہے ہیں اس سال ایک ہولناک واقعہ پیش آگیا ہے خانہ کعبہ کی دیواریں گر پڑی ہوگئی تھیں قریشیوں نے از سر نو اٹھوانا شروع کیا ہے مگر حجر اسود کو ن نصب کرے؟ اس پر بحث ہے اور خاصی مقاتلہ تک کی نوبت آگئی ہے۔ اب اسے سلجھانے کون؟ یہ کام تو اسی سے ہو سکتا ہے جو صادق ہو امین ہو دانا ہو حکیم مصلح ہو اور ہادی رہبر ہو اور نجات دہندہ۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کے ادنیٰ تدبر کا رعب ان کے دلوں پر ابھی سے بٹھلانا مقصود ہے اس لئے ایسے موقع پر ان کو یکجا اس طرح فیصلہ کرا دیتا ہے کہ آپ چادر بچھا کر اس پر پتھر رکھ دیتے ہیں اور قبائل کے جملہ دعویداروں سے اسے اٹھوا کر نصب کر دیتے ہیں وہ سب کے سب اس فیصلہ سے بے حد خوش ہوتے ہیں اور اس طرح سنگین جھگڑا

[illegible]

رہتے ... کے سوا اور کوئی کام نہیں آپ چالیس برس منصب رسالت ... ہونے لگے مگر اس سے قبل یہ حالت ہے کہ ... بالی ایک ... ایسے وحشتناک مقام پر بغرض عبادت تشریف لیجایا کرتے ہیں ... کفر و ضلالت ہوشیار، باطل کا آفتاب غروب ہوا چاہتا ہے ... منزل میں ... اب تیری رخصتی کا زمانہ آیا ہی چاہتا ہے بستر اپنا فوراً لپیٹ دیا سمیٹ لو کہ غار حرا سے شمس رسالت طلوع ہونے ہی کو ہے کیونکہ اللہ السموات والارض کا فرستادہ امین غار حرا میں نازل ہو گیا ہے وہ عالم الغیب والشہادہ کے ارشادات چپکے چپکے پڑھا اور سمجھا رہا ہے اور نبوت و رسالت کا عہدہ منجانب خدا پیش کر رہا ہے اور عرض کر رہا ہے کہ آپ تمامی عالم کے نجات دہندہ مقرر فرمائے گئے ہیں اس لئے غار حرا سے برآمد ہو جائیے اور اپنے اسوۂ حسنہ کی شعاعوں سے عالم کو منور فرما دیجئے۔

(۴) اسلام کیا ہے؟ خدا کی وحدانیت کا اقرار، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا زبان سے کہنا اور دل سے اس کی تصدیق کرنا۔ شرک و کفر سے بچنا اور قیامت پر ایمان لانا چنانچہ غار حرا سے تشریف لانے کے بعد اس سیدھے سادے مذہب کو سب سے پہلے گھر میں پیش کرتے ہیں۔ جناب خدیجہؓ حضرت علیؓ، زید بن حارثؓ مشرف باسلام ہوتے ہیں۔ دوستوں میں مرد صالح حضرت ابوبکرؓ نے آپ کا کلمہ پڑھ لیا ہے (۵) کچھ مدت بعد بحسب فرمان خدا در بغرض تبلیغ کوہ صفا پر تشریف لیجاتے ہیں ایک ایک قبیلہ کو آواز دیتے ہیں جب سب جمع ہو جاتے ہیں تو آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے تم کیا خیال کرتے ہو سب متفق ہوکر بیک زبان عرض کرتے ہیں "آپ صادق اور امین" ہیں اس پر آپ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت پہاڑ کی چوٹی پر ہوں اور چاروں طرف دیکھ رہا ہوں اگر میں یہ کہوں کہ پہاڑ کی دوسری طرف ڈاکوؤں کا ایک گروہ مسلح موجود ہے اور عنقریب تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم اسے سچ سمجھو گے؟ وہ دست بستہ عرض کرتے ہیں لاریب تب آپ فرماتے ہیں کہ ایہا الناس، بت پرستی ترک کر دو شرک سے باز آجاؤ ایک خدائے واحد کی عبادت کرو برائیوں سے بچو معاملات درست کر لو اور میرے بتلائے ہوئے طریقوں پر عمل کرو مجمع جیسے ہی یہ سنتا ہے کانوں پر ہاتھ دھرتا ہے اور وہاں سے ہکا بکا ہو کر چل دیتا ہے۔ اور جلسہ طلب کرتا ہے مجمع میں تقریریں ہوتی ہیں اور اتفاق رائے سے بایں مفہوم ریزولیوشن پاس کیا جاتا ہے۔

" یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ محمد صلعم کی اسکیم فیل کرنے کے لئے ہر شخص کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ مندرجہ ذیل امور نہایت تندہی سے انجام دے۔

(۱) رسول اللہ جہاں مل جائیں آپ پر آوازے کسے جائیں گالیاں دی جائیں منہ چڑایا جائے باہری لوگوں کو آپ سے ملنے نہ دیا جائے

(ب) آپ جہاں وعظ فرمائیں، وہاں پہنچ کر شور و غل مچایا جائے تاکہ لوگ آپ کی تقریر نہ سن سکیں۔

(ج) جب حضور آتے جاتے پتھروں سے تواضع کی جائے۔ غلاظتیں چھوڑی جائیں آپ کی گذرگاہ میں کانٹے بچھائے جائیں اور عبادت میں خلل اندازی کی جائے۔

[illegible] ... ان کو تکلیفیں پہنچائی جائیں اگر کہنا نہ مانیں تو موقع پا کر قتل کر دیا جائے۔

حضرات! اس کے بعد یہ معاشی امور متذکرہ بالا سرانجام دینے پر کمربستہ ہو گئے ظلم و ستم کی آندھیاں چلنے لگیں جس گلی سے آپ گذرتے لچے لفنگے پیچھے پیچھے ہو لیتے ہیں چند بدکردار پیچھے ہو لیتے ہیں، آوازے کستے ہیں گالیاں دیتے ہیں جب آپ کسی کو کچھ سمجھانا چاہتے ہیں وہ تالیاں بجا دیتے ہیں قرآن شریف کی آیتیں پڑھ کر سنانا چاہتے ہیں وہ شور و غل مچا کر بولنا بند کر دیتے ہیں باہر لوگوں کو ملنے نہیں دیتے حسب موقع پتھر برساتے ہیں جس سے آپ اکثر لہولہان ہو جاتے ہیں ایک بڑھیا تو اس انتظار میں غلاظت سے آلودہ ٹوکری لئے بیٹھی رہتی ہے کہ جیسے ہی آپ اس کے بالاخانہ کے نیچے سے ہوکر گذریں وہ اوپر سے ڈالدے جب خانہ کعبہ تشریف لے جاتے ہیں اور سجدہ میں سر اقدس ہوتا ہے تو ظالم اونٹ کی وزنی اوجھڑی رکھ دیتے ہیں آپ اس کے بوجھ سے سر نہیں اٹھا پاتے کبھی گلے میں چادر کا پھندا ڈال کر کھینچتے ہیں جو مسلمان ہیں ان پر طرح طرح کے مظالم توڑے جاتے ہیں جلتی ہوئی ریت پر لٹا کر وزنی پتھر ان کے سینوں پر رکھ دیتے ہیں۔ داغ دیا کرتے ہیں یہ سب اس واسطے ہو رہا ہے کہ مسلمان کیوں ہو گئے؟ مرتد کیوں نہیں ہو جاتے؟ مگر کیا تعریف ہو سکتی ہے رسول اللہ کے صبر و استقلال کی اور مسلمانوں کی قوت برداشت اور ثبات قدم کی دکھ پر دکھ سہتے ہیں مگر کچھ پرواہ نہیں کرتے آخر کار انہی مردود کو اپنے منصوبے خاک میں ملتے ہوئے دیکھ کر جلسہ طلب کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

(۶) قبائل قریش جمع ہونے میں مشورہ ہوتا ہے۔ طے ہوتا ہے کہ زر۔ زمین زن۔ یہ تینوں چیزیں ایسی ہیں جو انسان کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہیں کیا عجب ہے کہ محمد صاحب طمع میں آکر اپنے ارادہ سے باز آجائیں اس لئے آپ بلائے جاتے ہیں۔ کفار عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ کو دولت کی حاجت ہو تو ہم سب مل کر اتنا چندہ کر دیں کہ آپ کے مقابلہ میں تمام عرب میں کوئی دولتمند نہ نکلے" اور اگر آپ کو زمین کی خواہش ہو تو ہم سب مل کر آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں اور اگر آپ کو کسی حسین و جمیل خاتون کی ضرورت ہو تو جس نازنین کو آپ منتخب فرمائیں اسے عقد کر لیں" اور اگر خدانخواستہ آپ کی دماغی حالت بہتر نہیں ہے تو اس کی اصلاح کے لئے ایک سے ایک اعلیٰ حکیم موجود ہے مگر خدارا ہمارے معبودوں کی تذلیل نہ کیجئے ہمیں بت پرستی سے نہ روکئے دختر کشی سے باز رہنے کی تعلیم نہ دیجئے المختصر ہمیں کسی قسم کی ہدایت نہ دیجئے ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دیجئے۔ حضرات جب وہ شرائط پیش کرنے کے بعد خاموش ہوتے ہیں تو آپ جواباً ارشاد فرماتے ہیں۔

" ایہا الناس۔ میں مامور من اللہ ہوں جن باتوں سے تم مجھے روکتے ہو انہیں پر عمل کرانے کے لئے میں بھیجا گیا ہوں زر۔ زمین اور زن کی ضرورت نہیں میری تو یہ خواہش ہے کہ میں اعلائے کلمۃ الحق کروں اور تم حق کے آگے اپنی اپنی گردنیں خم کر دو۔ برائیوں سے باز آجاؤ اور نیک بن جاؤ اس کے سوا مجھے کچھ نہ چاہئے۔ میں تو تمہارا ہی خیر خواہ ہوں یہ فرمانے کے بعد آپ چلے آتے ہیں۔ مجمع بھی اس وقت منتشر ہو جاتا ہے۔

(۷) آپ کا کام برابر جاری ہے سو دکھ پہ دکھ مصیبت پر مصیبت برداشت فرما

رہے ہیں مگر امر حق کی اشاعت میں سرگرم و کوشاں رہے۔ کفار پھر کچھ غور کرتے ہیں اور یہ طے پاتا ہے کہ ابوطالب بلائے جائیں ان کو دھمکی دی جائے شاید اس سے کوئی نتیجہ مترتب ہو۔ وہ آتے ہیں ان کو قتل کی دھمکی دی جاتی ہے وہ مضطرب ہوتے ہیں گھر واپس جاتے ہیں پیغمبر اسلام کو بلواتے ہیں اُن سے واقعہ عرض کرتے ہیں آپ نے نہایت اطمینان سے سننے کے بعد فرمایا "چچا جان اگر میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لاکر رکھ دیئے جائیں اور مجھ سے یہ کہا جائے کہ تم اعلان حق سے باز آجاؤ تو یہ ناممکن ہے یا تو اس کام میں میری جان ہی چلی جائیگی یا میں سب کو نیک راستہ پر چلا کے رہونگا۔ اور چچا میاں اگر آپ مجھ سے دستکش ہونا چاہتے ہوں تو ہو جائیں محمد (صلعم) کو اس کی کچھ پرواہ نہیں" جب جناب ابوطالب آپ میں استقلال ملاحظہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں "جاؤ بیٹا تم نہایت اطمینان سے بے کھٹکے اپنا کام جاری رکھو مجھے ہمیشہ اپنی امداد پر آمادہ پاؤ گے" آپ تشریف لے آتے ہیں اور کار رسالت میں مشغول ہو جاتے ہیں

۱۲۔ جب کفار کی دھمکیوں کا اثر حضرت ابوطالب پر نہیں پڑتا اور اس طرح بھی ان کا کام بنتا نظر نہیں آتا تو پھر ایک دن دارالندوہ میں جمع ہو کر مشورہ کرتے ہیں۔ بعد بحث و تمحیص کے یہ قرار پاتا ہے کہ رسول خدا اور ان کے ساتھ ہی قبیلہ بنی ہاشم کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے کنوئیں سے پانی نہ لینے دیا جائے اور کوئی شخص ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت نہ کرے اس طرح جب محمد صاحب کے ساتھ بنی ہاشم بھی پریشانیوں میں مبتلا ہونگے تو یقیناً وہ سب ان کو مجبور کریں گے اور اس طرح نہایت آسانی سے مقصد حاصل ہو جائیگا چنانچہ اعلان نامہ پر دستخط ہو جاتے ہیں اور خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا جاتا ہے بازاروں میں منادی کرا دی جاتی ہے کہ آج سے محمد (صلعم) اور ان کے قبیلہ پر کنوئیں کا پانی بند اور سودا کرنا لینا بند اور لین دین ترک جب اس اعلان کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ کو اطلاع ہوتی ہے تو آپ معہ بنی ہاشم کے شعب ابوطالب میں بغرض حفاظت تشریف لیجاتے ہیں یہ سنکر آپ کو حیرت ہوگی اور ساتھ ہی اس کے افسوس بھی کہ بائیکاٹ ایک دو دن کے لئے نہیں دس بیس دن کے لئے نہیں مہینے دو مہینے کے لئے نہیں سال دو سال کے لئے کیا جاتا بلکہ آپ کو تین سال تک محصور رہنا پڑتا ہے اس مدت مدید میں جو جو مصائب اور تکلیفیں آپ کو برداشت کرنی پڑتی ہیں اس کو تو خداوند عالم ہی بہتر جان سکتا ہے نوبت باینجا رسید کہ بنی ہاشم کے بچے بھوک اور پیاس سے بے چین ہو ہو کر گریہ و زاری کرتے ہیں رات رات بھر چلایا کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے بین سے کفار کی نیند میں خلل پڑتا جب وہ بالکل مجبور ہو جاتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ ہماری سنگدلی سے بچوں کو اذیتیں پہنچ رہی ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بدستور استقلال کا کوہ گراں بنے ہوئے ہیں تو وہ آپس میں مشورہ کر کے بعد بائیکاٹ کا خاتمہ کرتے ہیں اس طرح بنی ہاشم کو اپنے گھروں میں جانے کی اجازت مل جاتی ہے رسول اللہ تبلیغ حق کا کام زور و شور سے جاری کر دیتے ہیں دن گزرتے جاتے ہیں اب آپ نے عمر شریف کی باون منزلیں طے کر لی ہیں ۳ ھ والی شروع ہے کفار دانت پیس رہے ہیں کچھ بس نہیں چلتا۔

۱۳۔ ایک دن پھر سب ایک طرف سے جمع ہوتے ہیں یہ عفریتوں کا سا مجمع ہے اس جلسہ کی کارروائی کو صیغہ راز میں رکھنے کا عہد ہو چکا ہے یہ اجتماع معمولی نہیں ہے اس میں کفار اپنے زعم باطل میں شمع رسالت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گل کر دینے کی تدبیریں سوچنے والے ہیں اسلام کو صفحہ ہستی سے محو کر دیئے جانے کی فکر میں ہیں سنئے تقریریں شروع ہوگئیں تجویزیں پیش ہونے لگیں کوئی کہتا ہے موقع پاکر بانی اسلام کو قتل کر دیا جائے کوئی رائے دیتا ہے کہ یہ ایک آدمی کا کام نہیں چند جوان اس کو انجام دینے کے لئے تعینات کئے جائیں یونہی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں کہ اتنے میں ایک پیر فرتوت انسانی صورت شیطان بیت کھڑا ہوتا ہے کہتا ہے کہ اب تک جتنی تجویزیں پیش کی گئی ہیں اپنی اپنی جگہ پر وہ سب کی سب نامکمل اور ناقابل تدبیر ہیں۔ دیکھو فلاں تجویز اس وجہ سے قابل عمل نہیں اور فلاں رائے اس وجہ سے قابل اعتنا نہیں میری رائے اس معاملہ میں یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان منتخب کیا جائے اور وہ سب مل کر شب تاریک میں بانی اسلام کے مکان کا محاصرہ کرلیں اور موقع پاکر خاتمہ کردیں اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ قبیلہ بنی ہاشم بقیہ تمام قبیلوں کا تنہا مقابلہ نہ کرسکے گا اس طرح بغیر مقابلہ کئے ہوئے اور بغیر ان کو کھوئے ہوئے مقصد حاصل ہو جائیگا۔ جیسے ہی یہ اظہار رائے ہوتا ہے سب طرف سے احسنت۔ آفریں۔ مرحبا کی صدائیں بلند ہوتی ہیں اس کی رائے بلا کسی مخالفت کے پاس ہو جاتی ہے۔ ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان اسی وقت منتخب ہو جاتا ہے اور وہی شب اس کار خاص کے لئے طے پا جاتی ہے۔

۱۴۔ ادہر تو یہ فیصلہ ہوا ہے اور ادہر جبرئیل امین اللہ کا پیغام لیکر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوگئے ہیں کفار کے منصوبے سنا رہے ہیں اور حفاظت کی صورت بتلا رہے ہیں عرض کر رہے ہیں کہ آج ہی کی شب آپ مدینہ کی جانب ہجرت کر جائیے رسول خدا جناب علی مرتضیٰ کو کفار کے ارادوں اور اپنے ہجرت کر جانے کی خبر دیتے ہیں فرماتے ہیں کہ ابن عم آج شب کو تم میرے بستر پر سو رہو تمہارا بال بیکا نہ ہوگا شیر خدا علی مرتضیٰ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ کیا ایسا کرنے سے آپ محفوظ رہیں گے؟ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہاں ایسا ہی ہوگا یہ سنکر حضرت علی جوش مسرت سے اچھل پڑتے ہیں عرض کرتے ہیں میں ایسی ہزار جانیں آپ سے قربان کر دینے کے لئے تیار ہوں۔ اے علی کیا کہنے ہیں آپ کے آپ تو شیر دل، شیر خدا ہیں رسول خدا کے لئے جان جوکھوں میں ڈالنا تو آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

۱۵۔ حضرات شب کا کافی حصہ گذر چکا ہے نوجوانان کفار بیت النبی کا محاصرہ کئے ہوئے موقع کے منتظر کھڑے ہیں چاہتے ہیں کہ جب بالکل سناٹا ہو جائے تو اپنا کام کریں قریب نصف شب کے پیغمبر اسلام اٹھتے ہیں بستر مبارک پر حضرت علی کو سلا دیتے ہیں خود دروازہ پر تشریف لاتے ہیں مٹھی سی مٹی لیکر سورہ یاسین شریف کی چند آیتیں پڑھ کر کفار پر پھینک دیتے ہیں ان پر غنودگی کا عالم طاری ہوتا ہے آپ نہایت اطمینان سے انہیں سے ہو کر گزر جاتے ہیں حضرت ابوبکر کے مکان پر تشریف لے جاتے ہیں اور ان کو اپنے ہمراہ لیکر رات کی اندھیری میں غار ثور کی طرف کوچ کر جاتے ہیں

اسد اسد کس قدر خطرناک تھا مگر آپ کی تئیس سالہ محنت کا ثمرہ ہے
دہ کا مصیبت نہایت ہے سرد ساماں سے آوارہ وطن ہو رہا ہے
کہ شاید پھر اس مقدس وطن کا دیکھنا نصیب نہ ہو خانہ کعبہ چھوٹ گئی
جدائی سے آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں آپ زمزم آنکھ آنسو بہا رہے ہیں
گلیاں نوحہ کناں ہیں شب تاریک ہے اور ماہ رسالت کا چاند ان اور گھر کے
کانٹے ہیں اور آپ دونوں حضرات کے نرم و نازک پاؤں زخمی اور لہولہان ہو گئے
کف پا میں آبلے پڑ گئے آخر کار مکہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر غار ثور تک کسی نہ کسی
صورت سے پہنچ گئے جناب ابوبکرؓ نے غار کے اندر داخل ہو کر اسے صاف کر کے سوراخ
بند کر دئیے تب رسول اللہ اندر تشریف لے گئے ہیں اسے ابوبکر کیا کہنے ہیں آپ کے
کہ حق رفاقت ادا کر دیا اور وفاداری کا وہ ثبوت دیا ہے کہ رہتی دنیا تک یاد گار رہیگا
یہاں تو ان حضرات کو یہیں رہنے دیجئے اب ذرا یہ دیکھئے کہ حضرت علیؓ پر کیا گذری۔
۱۶۔ادھر جونہی رسول اللہ کے تشریف لے جانے ہی انہوں نے تو بستر پر دراز ہو جاتے ہیں
اور آپ نہایت اطمینان سے خواب شیریں کے مزے لے رہے ہیں چنانچہ آپ کا
ارشاد ہے کہ وہ شب ہجرت جیسی اطمینان کے ساتھ مجھے نیند آئی ہے ایسی تمام عمر میں ایک بار
بھی نصیب نہیں ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد ہی شیطان صفت پیر زال نمودار ہوتا ہے
دیکھنے والوں کے پاس پہنچ کر کہتا ہے تم کیا خاک نگرانی کر رہے تھے محمد تو کب کے نکل گئے
وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو نہایت چوکسی کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے ادھر سے کوئی نہیں گیا
یہ سب کے سب تلوار لے کر مکان کے اندر داخل ہو جاتے ہیں چار پائی کو خالی نہ پا کر
کہتے ہیں کہ محمد موجود ہے جو خواب نوشیں سے لطف اندوز ہو رہا ہے چادر پھر ہٹا
جاتے ہیں تو حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی جناب علیؓ کو پا کر دریافت کرتے
ہیں محمد صلعم کہاں ہیں؟ آپ نہایت بے خوفی سے جواب دیتے ہیں مجھے کیا معلوم
کفار اپنی اس غفلت پر سخت نادم ہو کر باہر نکل آتے ہیں تلاش جاری کر دیتے ہیں رات
بھر رات بھر ڈھونڈتے پھرتے ہیں مگر کہیں پتہ نہیں چلتا جب صبح ہوتی ہے کفار
پھر جمع ہوتے ہیں اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص محمد صلعم کو زندہ لائے یا ان
کا سر اقدس اس کو سو اونٹ انعام میں دئیے جائینگے۔ اس اعلان کو سنتے ہی سراغ
رساں چاروں طرف چل دیتے ہیں چند غار ثور کی طرف نشان پا کے ذریعہ پہنچ جاتے
ہیں جب آگے پتہ نہیں چلتا تو کہتے ہیں کہ وہ ضرور اسی کے اندر موجود ہیں مگر جب یہ
دیکھتے ہیں کہ دہانہ غار پر مکڑی کا جالا تنا ہوا ہے اور اندر کبوتر نے انڈے دے رکھے
ہیں کہتے ہیں کہ اگر کوئی اس کے اندر داخل ہوا ہوتا تو یہ مکڑی کا جالا سالم نہ رہتا
اور کبوتر موجود نہ ہوتا یہاں سے فضول وقت ضایع نہ کرو دوسری طرف چل کر ڈھونڈو
غرض خداوند عالم ان کو وہاں سے ہٹا دیتا ہے خدا جسے رکھے اسے کون چکھے۔
۱۷۔محبوا حضرت رسول خدا غار ثور کے اندر تین روز مقیم رہے حضرت
ابوبکرؓ کا غلام دودھ پلا جاتا ہے اور ان کے ایک صاحبزادے دشمنوں کے
منصوبوں سے مطلع کر دیتے ہیں۔ چوتھی شب کو چند اونٹ منگوا لئے گئے ہیں
اور آپ مدینہ کی طرف راہی ہو گئے ہیں راستہ میں چند واقعات ظہور میں آئے
ان سے قطع نظر کیا جاتا ہے بہر طور آپ مدینہ طیبہ پہنچ گئے ہیں انصار نے نہایت
گرمجوشی سے آپ کا خیر مقدم کیا ہے اور سر آنکھوں پر جگہ دی ہے۔
۱۸۔دشمنوں کو جب خبر ملتی ہے کہ رسول اللہ بعافیت تمام مدینہ پہنچ گئے ہیں
تو ان کی امیدوں پر پانی پھر جاتا ہے چہرہ پر سخت ملال ہوتا ہے مگر تے

تیاریاں کرتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں کہ محمد صلعم کو یا تو قتل کر دو یا اپنے یہاں سے
نکال دو ورنہ ہم حملہ کرکے تمہیں تباہ و برباد کر ڈالیں گے اور تمہارے اموال و
عیال کو اپنے تصرف میں لائینگے ساتھ ہی اس کے جنگ کی تیاریاں شروع
کر دیتے ہیں رسول اللہ کو دشمنوں کے ارادہ کی اطلاع ہوتی ہے مگر آپ صبر سے
کام لیتے ہیں اتنے میں جبرئیل امین خدا کا پیغام لیکر پہنچتے ہیں قاتلوا فی سبیل
اللہ الذین یقاتلونکم یعنی اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے
ہیں مسلمانوں کو مدینہ میں بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہیں ہے یہاں بھی کفار مکہ کے
علاوہ ایک پھر تین گروہ مشرکین، منافقین اور یہود سے مقابلہ کرنا ہے بہر حال
تمام جنگوں سے قطع نظر کرتے ہوئے اتنا عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ دشمنوں نے
بار ہا جان توڑ جارحانہ حملے کئے ہیں اور آپ نے محض خدا کے بھروسہ پر مٹھی بھر
مسلمانوں کی مدد سے خوب خوب مدافعانہ جوابات دئیے ہیں اور ہمیشہ اسلامی لشکر کو
غلبہ رہا ہے۔ اور ایک دن وہ بھی آگیا ہے کہ جس پیارے وطن مکہ معظمہ سے
نہایت بے سر و سامانی سے نکلے تھے اس میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوتے ہیں
اور خانہ کعبہ و بتوں کی نجاست سے طیب و طاہر فرماتے ہیں۔ اہل عرب جنکی کہ
یہاں نہیں ہے سمجھے آج ان کی گردنیں اسلام کے آگے خود بخود خم ہو گئی ہیں
اور ۸ھ تک تو سارا عرب رسالتمآب کے زیر نگین ہو گیا ہے۔
۱۹۔سنہ ۱۰ھ کے آخر ماہ ذی الحجہ میں آخری حج جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور
ہے ایک لاکھ مسلمانوں کے ہمراہ ادا فرماتے ہیں۔ بعد حج ایک نہایت فصیح و بلیغ
خطبہ ارشاد فرماتے ہیں جس کا ایک ایک لفظ درس عبرت ہے اور نصیحت کی بنا پر
حقوق اللہ اور حقوق العباد کا سبق پڑھا دیتے ہیں کوئی بات اٹھا نہیں رکھتے سب کچھ
تعلیم فرما دیتے ہیں مثلاً۔
مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون۔ آبرو
اور مال حرام ہے۔ قرآن پر سختی سے عامل رہنا۔ اہلبیت سے تمسک رکھنا
اگر قرآن اور اہلبیت کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہوگے تو میرے بعد کبھی
گمراہ نہ ہوگے وغیرہ وغیرہ اسی روز آیت الیوم اکملت لکم دینکم
نازل ہوتی ہے اور قرآن پاک مکمل ہو جاتا ہے۔
۲۰۔قرآن پاک وہ مکمل دستور العمل ہے جس نے اپنے وجود سے دوسری
کتب آسمانی مثل زبور، توریت، انجیل وغیرہ کو منسوخ کر دیا۔ اس میں کیا نہیں
عقائد اس میں اخلاق اس میں۔ احکام اس میں عدالت اس میں سیاست
اس میں احکام فوجداری اس میں احکام دیوانی اس میں احکام توریث اس
میں احکام جنگ اس میں۔ قانون شہادت اس میں۔ احکام تعزیر و ناد جب
اس میں طریقہ طہارت اس میں طریقہ عبادت اس میں۔ توحید کے اسباق اس
میں۔ سیاست مدن اس میں۔ تدابیر انسداد رسم غلامی اس میں۔ حقوق نسواں اس میں
غرض وہ سب کچھ اس میں جو دوسری کتب آسمانی میں نہیں اور جس کی دین و
دنیا کے لئے ہمیشہ ضرورت اور جو تمام دنیا کے لئے ہر زمانہ میں یکساں مفید
قابل عمل اور عین فطرت انسانی کے مطابق۔
۲۱۔پس جب ہدایت مکمل ہو چکی قرآن مدون ہو چکا اور رسول اللہ نے عمل کرکے
دکھلا دیا اور اب آپ کی ضرورت نہ رہی تو ماہ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۸ جون ۶۳۲ء
رفیق اعلیٰ و خداوند سے ملنے کے لئے سفر آخرت اختیار فرمایا۔ اللھم صل وسلم و بارک علیہ

ختم رسل صلعم

(از جناب مولوی ریاست علی صاحب قدوائی۔ کھیروالی)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ [illegible] محمد [illegible] محمد [illegible] وسلم۔

[illegible]

براداران اسلام [illegible]

محمد خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ [illegible]

کسی ایک قوم کے مخصوص [illegible]

تو ہمارے آقا حضرت [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم کے [illegible]

دنیا کی [illegible]

[illegible]

بالکل سچی بات ہے [illegible]

[illegible]

اس ظاہری [illegible]

[illegible] بالکل اسی طرح [illegible]

[illegible]

یہی انتہا کہ [illegible]

کے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم میں [illegible] اپنے اپنے ملک اور اپنی اپنی قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے یا ایک ہی [illegible] دنیا میں ظاہر ہو کر تمام ملکوں اور قوموں کی اصلاح کا بار [illegible] کے ایک کمال کے رنگ میں پیش کرے [illegible] نے اس بار عظیم کے اٹھانے کے واسطے خاص [illegible] حضرت خاتم النبیین رحمۃ للعالمین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو [illegible] یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا [illegible] محبوب دیا داوں کو [illegible]۔

کرانے [illegible] بلا تخصیص قوم و ملک [illegible] کرنے کے واسطے [illegible] ہے چنانچہ آپ نے حکم خدا کی تعمیل کی اور دنیا کی اصلاح فرمائی اس کو [illegible] بیان کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔

برادران اسلام! ہمارے سرکار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے [illegible] مختلف قوموں کی [illegible] ہدایت کے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے [illegible] انسانی آمیزش [illegible] اصلی حالت پر [illegible] اور اس سبب سے خدا [illegible] ظاہر کی گئی تھیں وہ تاریک ہوگئیں اور [illegible] اصول دین [illegible] حقیقت [illegible] ضرورت بیان فرمائی [illegible] دیکھی ہے کہ

[illegible] مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ [illegible] الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْكُمَ [illegible] اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ [illegible] فَهَدَی اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا [illegible] وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ [illegible] اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۝

[illegible] سب لوگ ایک ہی دین [illegible] درمیان آپس میں اختلاف [illegible]

[illegible] اور ان کے ساتھ ہی کتاب [illegible]

[illegible] ان لوگوں نے [illegible] جن لوگوں کو [illegible] اپنے تکلم [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے [illegible] اختلاف کر رہا تھا اور [illegible] ہدایت [illegible]۔

برادران اسلام! اس آیت کا پہلا حصہ اس عام قانون کو بیان کرتا ہے جس کے مطابق اللہ تعالیٰ دنیا کی مختلف اقوام میں وقتاً فوقتاً نبی بھیجتا رہا چونکہ سب لوگ ایک ہی گروہ کے حکم میں تھے اس لئے یہ نہ ہو سکتا تھا کہ بعض قوموں میں انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے جاتے اور بعض میں نہ کئے جاتے پھر ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا گیا کہ ہر ایک نبی کے ساتھ ایک ایک کتاب بھی نازل کی گئی تاکہ وہ ان مختلف فرقوں اور گروہوں میں جو نبی کے ظہور سے پہلے

موجود تھے ایک [illegible] پیش کرے [illegible]
[illegible] کو دفع اختلاف کے واسطے دیگئی تھی کہ اس کی پیروی کر کے آپس [illegible] خلاف کرنے لگے۔ پس اگرچہ ہر قوم میں ایک ایک نبی مبعوث کیا گیا تھا مگر ہر قوم راہ راست ترک کر چکی تھی اور انہی ہدایتوں کے خلاف کا ارتکاب کر چکی تھی جو اس کو دیگئی تھیں پس اس طرف پر اور اختلاف ہو [illegible] گے جن کی [illegible] سے ایک اور نبی کے بعثت کی ضرورت پیش آئی [illegible] کہ ایک سانبی مبعوث کیا جائے جو سب قوموں کو راہ راست دکھائے اور باہمی اختلاف [illegible] کرے کیونکہ اگر ہر قوم کے لیے ایک نبی کی ضرورت نہیں [illegible] تاکہ وہ [illegible] [illegible] اتفاقات و مشابہت تو یقیناً اب ایک ایسے نبی کی ضرورت تھی جو ایک ایک [illegible] [illegible] کے اختلاف کو دور کرے کیونکہ [illegible] جن کا [illegible] مختلف قوموں [illegible] [illegible] وقت پر ہوا تھا [illegible] میں [illegible] کر چکی [illegible] مختلف [illegible] کے اندر صرف اسلام [illegible] اور جس طرح [illegible] [illegible] کا یہ تقاضا ہے کہ ایک [illegible] [illegible] مختلف [illegible] کے اندر [illegible] ہو [illegible] [illegible] کے باہمی اختلافات [illegible] کے [illegible] اصلی [illegible]

برادران اسلام [illegible] اور [illegible] سے [illegible] انکار نہیں ہوسکتا اگر حکمت الہی کی [illegible] قوموں [illegible] ضروریات کے مطابق [illegible] مختلف [illegible] مختلف [illegible] [illegible] کے ذریعہ سے [illegible] آخر یہ سچ ہے کہ [illegible] کو دنیا میں ظاہر کرنے [illegible] [illegible] ہو [illegible] اور [illegible] [illegible] مقاصد اور ایک [illegible] [illegible] [illegible] سب [illegible]

[illegible] ایک [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] مختلف [illegible] اسلام [illegible] [illegible] حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خاتم النبیین [illegible] ناکے آخری نبی ہوئے۔

مگر برادران اسلام یہاں پر سوال [illegible] ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین [illegible] بنایا [illegible] کوئی [illegible] آپ کے تشریف لانے کے بعد [illegible] ہو گیا [illegible] اس قدر [illegible] سے [illegible] کا [illegible] [illegible] اس سوال کے صرف ایک پہلو پر اس وقت تھوڑی سی [illegible] عرض کرنا چاہتا ہوں۔

[illegible] ہم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ [illegible] غرض اور [illegible] [illegible] سے موت کی [illegible] انسان کے [illegible] پڑا ہوا ہے [illegible] اس [illegible] واسطے نہیں آیا کرتے کہ [illegible] لڑائی کو ظاہر کریں یا خدا ہی پہ جا کر [illegible] خدا کو [illegible] آپ لے لیں بلکہ وہ ایک پیغام لاتے ہیں جو انسان [illegible] کی ہدایت کے [illegible] سے اپنے [illegible] سے عمل میں لا کر دکھاتے ہیں وہ [illegible]

[illegible] احکام کو اپنی عملی زندگی میں لاکے [illegible] خود سب سے پہلے فرمانبردار ان احکام الہی کے ہوتے ہیں اور پھر دوسرے لوگوں کو بتاتے ہیں کہ کس طرح احکام الہی کی تعمیل کریں اس طرح پر خدا کا کلام اور نبی کی سنت ہو ایک مثال [illegible] دونوں [illegible] رہنما [illegible] ہدایت [illegible] اور اگر وہ اپنی اصلی [illegible] حالت میں [illegible] اور [illegible] طرح ہم کو [illegible] اور تعلیم بھی ان کے انبیا کے کمال میں ظاہر [illegible] [illegible] میں [illegible] نبی کی ضرورت [illegible] دونوں باتیں [illegible] دنیا کی [illegible] میں [illegible] حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے [illegible] کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری [illegible] واقع ہوئی [illegible] [illegible] میں [illegible] کر دی [illegible] اسلام [illegible] تمام مذہبی [illegible] اور [illegible] بیان کی صحت کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] حالت [illegible] لیکن اگر قرآن [illegible] کی شریعت کے الہامی موجود [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کے ساتھ محفوظ [illegible] [illegible] طور پر [illegible] کر دیا [illegible] [illegible] کی صورت [illegible] [illegible] [illegible] خاتم النبیین [illegible] [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے سے وہ یہی ہے کہ قرآن پاک ہدایت و شریعت کی [illegible] محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت [illegible] [illegible]

[illegible] قرآن شریف میں ہماری اخلاق اور روحانی [illegible] کامل طور پر [illegible] حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] زندگی میں [illegible] کے کام کی عملی [illegible] [illegible] ضرورت کیوں [illegible] [illegible] سمجھ میں [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خاتم النبیین میں اور [illegible] آپ کے بعد کوئی نبی [illegible] نہیں آیا کیونکہ [illegible] نبی کی ضرورت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

رسول عرب کی شان رحمت و رافت

(نوشتہ عبدالحمید قانت)

رسول عرب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے جس پہلو پر نظر ڈالیے اسی کو ایک ایسا گنج شائگاں پایا جائے گا کہ جی چاہے گا کہ بس حیات مقدس کے اسی پہلو کو اسوۂ حسنہ بنا کر زندگی اسی کے مطالعہ اور اسی پر عمل کرنے میں گزار دی جائے زندگی کا کوئی پہلو لے لیجئے وہ ہر ایک نقطۂ نظر سے جامع اور مکمل نظر آئے گا اور اس کو حرف گیری کی گنجائش نہ ملے گی بشرطیکہ تعصب اور تنگدلی اور جذبہ عناد و خصومت سے پاک و صاف ہو کر کوئی مطالعہ کرے۔

اسلام تمام انبیاء و رسل کی تعظیم و تکریم کا حکم دیتا ہے اور حکم بھی اس قدر سخت کہ اگر دوسرے انبیاء علیہم السلام کی شان مقدس میں ذرا بھی سوء ادب ہو جائے تو کفر تک نوبت پہنچ سکتی ہے جن انبیاء کا ذکر قرآن حکیم میں آیا ہے ان کو نبی اور رسول نہ ماننا بھی کفر ہے چہ جائیکہ ان کی شان میں گستاخی کرنی یا ان کی زندگی پر ایسے انداز سے بحث کرنی جس سے ان کی تنقیص کا پہلو نکل سکتا ہو اس لئے کوئی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح مقدس، حیات مبارک و سیرت پاک پر اس طرح پر بحث کر ہی نہیں سکتا جس سے دوسرے انبیاء کرام کی تنقیص نکلتی ہو۔

تاہم بحکم خداوند کریم تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض بعض کو بعض رسولوں پر خدا نے برتری خود ہی فضیلت عطا فرمائی ہے اور اسی ترجیح و تفضیل کے پہلو کو نمایاں کیا جا سکتا ہے اور اس مضمون کا مقصد صرف اسی قدر ہوگا کہ حضور نبی الرحمۃ کی شان رحمت و رافت تمام انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ سے ارفع و اعلیٰ تھی۔

خداوند رحمٰن و رحیم نے حضور کی شان رحمت و رافت کو اس قدر جامع صورت میں پیش فرمایا ہے کہ اس سے بہتر صورت عقل و فہم میں نہیں آتی ارشاد ہوتا ہے وما ارسلناك الا رحمة للعالمين ہم نے تم کو اے محمد تمام عالم کیلئے اور نہ صرف ایک عالم کے لئے بلکہ جملہ عالموں کے لئے سراپا رحمت و سرتاپا لطف و رافت بنا کر بھیجا ہے۔

مسلمانوں کے لئے یہ آیہ کریمہ اس یقین کے لئے کافی ہے کہ حضور کی ذات اقدس سراپا رحمت تھی کیونکہ اس سے زیادہ مستند سند اور اس سے زیادہ مدلل دلیل ان کے ایمان کے لئے ان کے عقیدہ میں اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ جس کتاب کو وہ اللہ جل شانہ کا کلام سمجھتے ہیں اس میں آنحضرت کی رحمت و رافت کا ذکر ہو اور ذکر بھی اس شان جمعیت کے ساتھ بغیر کسی تحدید و تخصیص کے بہرحال مسلمانوں کا تو عقیدہ تھا یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت و رافت تھے۔ مگر ایک غیر مسلم اس وقت تک اس دعوے کو صحیح تسلیم نہیں کر سکتا جب تک کہ واقعات اس کی تصدیق و تائید نہ کریں اس لئے ضروری ہے کہ واقعات پیش کئے جائیں اور واقعات بھی ایسے جن سے مجال انکار نہ ہو۔

سب سے پہلے رحمت و رافت کے معنے سمجھ لینے چاہئیں کیونکہ جب تک اس کا تعین نہ ہوگا اس کی تعریف ہی نہیں ہو سکتی اور نہ اس پر بحث کی جا سکتی ہے۔

ایک تو رحمت و رافت کا یہ مفہوم ہے کہ تمام چوروں ڈاکوؤں اور قاتلوں کو ہمیشہ ہر حال میں ان پر رحم کر کے ان کو معاف کر دیا جائے اور کسی کو کسی جرم کی سزا نہ دی جائے اگر رحمت و رافت کا یہ مفہوم لے لیا جائے تو دنیا میں امن و امان اور سکون و اطمینان کا نام و نشان باقی نہیں رہ سکتا اور یہ سطح ارض جو آسمان کے نیچے پھیلی ہوئی ہے قتل و غارت لوٹ مار چوری اور بدکاری کا ایک ایسا جہنم بن جائیگی جس میں نہ کسی کی جان محفوظ ہوگی نہ مال نہ عزت محفوظ ہوگی اور نہ آبرو امن و امان اور نظم و ضبط قائم رکھنے کے لئے تاکہ انسانی سوسائٹی حفظ جان و مال اور حفظ عزت کے ساتھ زندگی بسر کر سکے لازمی ہے کہ جس قدر نظم و امن قائم رکھنے کے لئے ضرورت ہو ارتکاب جرائم کی سزا دی جائے اس سزا دہی کو منافی رحم و کرم نہیں کہا جائے گا بلکہ عفو و کرم ہی کے اقتضا سے سزا دہی لازمی ہو جاتی ہے تاکہ دنیا میں جرائم کا ارتکاب اس قدر زیادہ نہ ہو جائے کہ ہر شخص کی زندگی اور اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو خطرہ میں پڑ جائے بلکہ سزا دہی کا ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ جرائم کا بالکل سد باب ہو جائے جس قدر زیادہ جرائم کا سد باب ہوگا اسی قدر اس امر کا ثبوت ملیگا کہ اس حکومت یا اس عہد کا حکمران خلق اللہ پر رحیم و کریم اور شفیق تھا۔

بہرحال رحمت و رافت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جرائم کے سد باب کے لئے سزا ہی نہ دی جائے بلکہ یہ افعال رحمت علی العالم ہی کے تحت میں آ جائیں گے۔

رسول عربی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن حکیم نے دعویٰ کیا ہے کہ خدا نے ان کو تمام عالم کے لئے سراپا رحمت و رافت بنا کر بھیجا ہے اس دعوے کی تصدیق اگر حضور اقدس کی زندگی سے ہو جائے تو اس کو ایک غیر مسلم بھی صحیح تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا۔

خدا کے فضل و کرم سے ہمارے سرکار ذات ستودہ صفات کی زندگی آئینہ کی طرح روشن اور شفاف ہے اور زندگی کا ہر ایک گوشہ اور ہر ایک گوشہ کی تمام جزئیات اس طرح دنیا کے سامنے رکھی ہوئی ہیں جس طرح کسی نمائش یا موزیم میں ایک ایک چیز جدا و علیحدہ کر کے نمایاں طور پر رکھدی جاتی ہیں جن کو اندھے کے سوا ہر ایک آنکھ والا دیکھ سکتا ہے بلکہ اندھا بھی ہاتھ سے ٹٹول کر معلوم کر سکتا ہے۔

دنیا کے کسی رہنما اور پیغمبر یا اوتار کو لے لیجئے آپ اس کی زندگی کے چند بڑے بڑے واقعات کے سوا کچھ بھی معلوم نہ کر سکیں گے کہ اس نے اپنی زندگی کس طرح گزاری بچپن کیونکر گزرا، جوانی کس طرح بسر ہوئی اور بڑھاپے میں کیا ہوا پھر اگر ان ہر سہ زمانوں کے کچھ واقعات ملیں گے بھی تو بہت موٹے موٹے واقعات ہوں گے جزئیات کا کچھ بھی پتہ نہ چلیگا اور یہ بھی جو کچھ معلوم ہوگا وہ افسانے کے رنگ میں معلوم ہوگا تاریخی حیثیت اس کی بھی نہ ہوگی اس کے برخلاف حضرت رحمت عالم کی زندگی اور زندگی کی

ایک ایک حرف کی [illegible] تک [illegible]
زیادہ صحیح تر ذرائع سے محفوظ ہے [illegible] ایک واقعہ کا راوی کون تھا اس کے
اخلاق عادات سیرت خصلت اور یہ کہ اس نے کس سے روایت کی اور
پھر اس نے کس سے روایت کی اور یہ سب راوی کیسے تھے کس قدر قوی
ان کا حافظہ تھا روایت بیان کرنے کا کیا طریقہ تھا اگر ساری عمر میں ایک
دفعہ بھی کوئی کمزوری دکھائی ہے تو اسی نسبت سے اس کی روایت کمزور
تسلیم کیجاتی ہے۔

بہرحال تاریخ میں اس قدر صحت روایت کا اہتمام نہیں کیا جاتا جس قدر حدیث میں کیا گیا ہے اور احادیث میں حضور کی مقدس زندگی کا ایک ایک واقعہ اور واقعہ کی جزئیات تک محفوظ ہیں۔

رحم و کرم کے چند واقعات تو ہر شخص کی زندگی میں مل جاتے ہیں اور ان کی بنا پر کسی کو رحمت مجسم و سراپا کرم نہیں کہہ سکتے۔ ہاں اگر زندگی کا ہر شعبہ اور سوانح حیات کا ہر ایک ورق رحم و کرم کے واقعات سے معمور ہے تو اس کو ضرور رحمت و رافت مجسم کہہ سکتے ہیں ہم یہ امر صاف کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے عقیدہ کے مطابق تمام انبیاء و رسل رحیم و کریم تھے کوئی بھی ان میں بے رحم و خونخوار نہ تھا اس لئے کہ خداوند خدا خود اپنے بندوں اور اپنی مخلوق پر حد سے زیادہ رحیم و کریم اور شفیق ہے اور ناممکن ہے کہ اس کے نبی و رسول اس کی مخلوق پر بے رحم ہوں لیکن بعض کو بعض پر فضیلت و ترجیح ہے اس لئے اگر کسی کی زندگی میں ایسے واقعات زیادہ ہیں جو رحم و کرم پر مبنی ہیں تو اسکو زیادہ رحیم و کریم کہنا پڑے گا۔

بعض رسولوں اور رہنماؤں کے بعض اقوال رحم و کرم ایسے خوشنما پائے جاتے ہیں کہ ان کے سنتے ہی دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ ان سے بڑھکر کوئی رحیم نہیں ہو سکتا مگر نرے اقوال سے دنیا کا کام کیونکر چل سکتا ہے جب تک کہ یہ ثابت ہو جائے کہ دنیا اس پر عمل بھی کر سکتی ہے مثال کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد مقدس ہے کہ اگر تمہارے ایک گال پر کوئی طمانچہ مارے تو تم دوسرا گال بھی اس کے سامنے کر دو اس میں شک نہیں کہ بڑی بیش بہا تعلیم ہے مگر اس پر ہم خاکسار عالم ارضی کیونکر عمل کر سکتے ہیں مسیحی حضرات اس قول کے معنے یہ لگاتے ہیں کہ حضرت مسیح کی تعلیم ہی یہ تھی اور گویا یہ بمنزلہ قانون کے تھی مگر ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اس سے حضرت مسیح علیہ السلام پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ آپ نے ایسی تعلیم دی کہ جس پر عمل ناممکن ہے حالانکہ کوئی پیغمبر ایسی تعلیم نہیں دے سکتا۔ اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ ہم اس قول کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت مسیح کا ارشاد نہیں ہے بلکہ یہ ارشاد اخلاقی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے اس کو قانون کا درجہ حاصل نہیں ہے یعنی اگر ایسا کیا جائے تو یہ بہتر اور اعلیٰ اخلاق کا ثبوت ہوگا جیسا کہ رسول عرب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو تمہارے ساتھ بدی کرے اس کے ساتھ نیکی کرو جو اس سے زیادہ مؤثر پیرایہ بیان ہے کیونکہ اس میں صرف یہ نہیں کہا گیا کہ اگر کوئی تمہارے ساتھ برائی کرے تو اس پر صبر کرو اور مزید برائی کا موقع دو بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دو لیکن یہ اخلاقی تعلیم سمجھا جانا ہے تو یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی قتل، چوری، زنا وغیرہ کرے تو اس کی سزا ہی

[illegible] دی جا سکتی ہے سزا بھی جا سکتی ہے لیکن اگر کوئی معاف کر دے اور اس کے بدلہ نیکی سے پیش آئے تو وہ بہتر صورت ہے چنانچہ قرآن حکیم میں یہی ہدایت ہے کہ دانت کا بدلہ دانت آنکھ کا بدلہ آنکھ اور قتل کا بدلہ قتل مگر اگر کوئی معاف کر دے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے یعنی عفو و رحم بہتر صفت ہے مگر یہ کسی کا اعتقاد نہیں کہ بدلہ لینا ہی برا ہے یا بدلہ لینے سے نیکی نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح حضرت گوتم بدھ کے متعلق ان کی تعلیمات اسی رنگ میں پائی گئی ہیں جو نظام ہے ممکن العمل ہیں مگر ہمارے نزدیک وہ تعلیمات بھی قانونی نہیں بلکہ اخلاقی حیثیت زیادہ رکھتی ہیں۔

ان کے مقابلہ پر رسول عربی فداہ ابی و امی کی تعلیمات ملاحظہ فرمایئے اور پھر آپ کا عمل دیکھئے اس سے ہر شخص کو اندازہ ہو جائے گا کہ جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا وہ از سر تا پا عملی ہے اور ساتھ ہی سراپا رحمت و رافت پر مبنی ہے۔

قانون تو یہ ہے کہ آنکھ کا بدلہ آنکھ کان کا بدلہ کان ناک کا بدلہ ناک دانت کا بدلہ دانت قتل کا بدلہ قتل ہے مگر اسی کے ساتھ ارشاد ربانی یہ بھی ہے کہ فمن عفا عنه فاجره على الله جس نے ان بدیوں اور برائیوں کو معاف کر دیا اور بدلہ نہ لیا اس کا اجر اور بدلہ خدا کے ذمہ ہے یعنی ایک طرف تو سلسلۂ اخلاق مخلوق کو متنبہ کر دیا کہ تم بالکل بے لگام نہیں ہو اگر کوئی جرم کرو گے تو اس کی سزا بھی پاؤ گے لیکن اگر معاف کر دو تو یہ بہتر صورت ہے اور اس حالت میں تمہارے عفو و کرم کا ثواب و اجر اللہ تعالیٰ پر ہے یعنی اس کا بدلہ خدائے تعالیٰ سے تم کو ملیگا یعنی یہ بتلا دیا کہ بہتر صورت بدلہ لینے کی نہیں بلکہ عفو و درگذر کی ہے یہ تو خداوند کریم کا حکم تھا اور اس زبان فیض ترجمان سے جو ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کا حکم رکھتی ہے یہ ارشاد ہوا ہے کہ بدی کے بدلہ میں نیکی کرو جسکو شیخ سعدی نے اس طرح لکھا ہے ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا — اگر مردی احسن الی من اسا

رسول عربی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کی طفولیت جوانی اور بڑھاپا سب کے حالات محفوظ ہیں اور ان ہر سہ دور میں حضور نے زندگی کے جملہ مراحل طے فرمائے۔ یتیمی کا دکھ آپ نے دیکھا، جوانی کے دور سے آپ گذرے، بحیثیت تاجر کے زندگی کے نشیب و فراز سے آپ کو سابقہ پڑا تجرد کی زندگی آپ نے بسر کی اور تاہل کی زندگی آپ نے اختیار فرمائی۔ عزلت و گوشہ نشینی بھی اختیار کی اور جلوت میں وعظ و مجالس میں آپ نے حصہ لیا خلق کے عزیز و محبوب آپ رہے اور مخلوق کے مبغوض و مقصود آپ ہو گئے اس دور سے بھی آپ گذرے جب آپ کو صادق و امین کے لقب سے قریش پکارتے تھے اور پھر اس دور سے بھی آپ گذرے کہ یہی قریش آپ کی جان کے دشمن ہو گئے قتل کی سازشیں کیں، اور قتل کے لئے آدمی متعین کئے اور قتل کے لئے انعام مقرر کئے۔ آپ کو محصور ہو کر بھی زندگی بسر کرنی پڑی اور آزاد ہو کر بھی آپ نے خانہ زندگی حیثیت سے بھی زندگی بسر فرمائی باپ کی حیثیت سے بھی تاہل کی حیثیت سے بھی محکوم کی حیثیت سے بھی آپ نے زندگی گذاری اور مظلوم کی حیثیت سے بھی فاتح کی حیثیت سے بھی آپ تخت حکومت پر جلوہ فرما ہوئے اور بادشاہ کی حیثیت بھی ایک مزدور اور ایک سپاہی کی حیثیت سے بھی زندگی کے دن گزارے اور ایک جنرل اور سپہ سالار کی حیثیت سے بھی حلیف کی حیثیت سے بھی آپ کی رہنی اور حریف کی حیثیت سے بھی دشمنوں کے

[illegible] کے معاہدہ اور ہجوم تھا [illegible]
مصائب و آلام بہت ہی آپ دوچار ہوئے اور راحت و آرام کے سامان بھی مہیا ہوئے جنگ میں آپ کو کوئی بڑی سے بڑی شکست ہوئی دشمنوں کے قبضہ میں آپ بےکس و گرفتار ہوگئے اور دشمنوں کے دیار بھی آپ کے قبضہ میں آئے۔

غرضکہ نیچے سے لیکر اوپر تک کے جتنے مدارج زندگی کے ہو سکتے ہیں سب آپ گزرے۔ زندگی کے ان تمام مدارج اور ان تمام منازل کے ایک ایک گوشہ کو دیکھئے اور بالاستقصا و جستجو کیجئے کہ کسی گوشہ میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نظر آتا ہے جو وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کے دعوے کے منافی ہو اس کے برعکس کوئی ایک گوشہ بھی زندگی مقدس کا ایسا نہیں مل سکتا جو رحمت و رافت لطف و کرم محبت و الفت کے واقعات سے پر اور معمور نہ ہو۔

بعثت سے قبل رحمت و شفقت کے مواقع کم تھے تاہم بچپن میں حضور نہایت محبوب اور عزیز و لطیف تھے اور یہ ممکن نہ تھا اگر آپ کے اندر جذبات محبت و الفت نہ ہوتے۔ اس کے بعد جوانی کا دور آیا اس عہد میں حضور کا طرز عمل ایسا رہا کہ تمام مکہ نے آپ کو امین اور صادق کا خطاب دیا کیا کسی سنگدل تند خو جذبات رحمت و رافت سے بیگانہ شخص کو اس قدر ہر دلعزیزی حاصل ہو سکتی ہے۔ سنگ اسود کے نصب کرنے کا واقعہ مشہور ہے کہ ہر ایک قبیلہ مصر تھا کہ وہ اس کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نصب کرے اور اس کشمکش کا نتیجہ سخت خونریزی و کشت و خون کی صورت میں نکلنے والا تھا آخر سب اس امر پر متفق ہو گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کی طرف سے نصب کریں یہ کیا چیز تھی جس نے جنگجو قریش کے تمام قبیلوں کو اس امر پر متحد کر دیا تھا کہ حضور سنگ اسود کو نصب فرما دیں کیا یہ آپ کی ہر دلعزیزی و محبت عامہ نہ تھی اور کیا کسی کو یہ محبت عامہ حاصل ہو سکتی ہے جب تک کہ خود آپ کا قلب رحمت و رافت سے معمور نہ ہو۔

لیکن یہ سب ملکی نتائج ہیں اصل حقیقت کا انکشاف تو ان واقعات سے ہوتا ہے جو براہ راست رحم و شفقت اور رحمت و رافت کے واقعات سے متعلق ہیں۔

دنیا جانتی ہے کہ دعوائے نبوت کے بعد قریش مکہ حضور کی جان کے در پے ہو گئے تھے اور جب تک آپ مکہ میں قیام فرما رہے طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں آپ کو دیتے رہے راہ چلتے آوازے کشی کرتے رہتے راستے میں کانٹے بچھا دیتے تھے بحالت نماز سجدے میں اونٹ کی غلاظت بھری اوجھڑی پشت مبارک پر لاد دیتے تھے جب آپ قرآن پڑھتے تو جمع ہو کر شور مچاتے تھے آپکے نقارے بجاتے تھے یہاں تک کہ جمع ہو کر سب لوگوں نے آپ کا ہر قسم کا بائیکاٹ کر دیا حتی کہ آپ مکہ کی ایک گھاٹی میں محصور ہو گئے نہ وہاں سے نکل سکتے تھے نہ وہاں کوئی جانے پاتا تھا دانہ پانی اور زندگی کی تمام ضروریات ان ظالموں نے آپ تک پہنچنی بند کر دی تھیں بچے بھوک اور پیاس سے بلکتے تھے بڑے بے چین اور مضطرب ہوتے ایسے عاجز اور درماندہ ہو گئے تھے مگر ان بے رحموں اور سنگدلوں نے مطلق رحم نہیں کیا اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قتل کی سازش کی جس کی وجہ سے حضور کو وطن مالوف چھوڑنا پڑا اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنی

[illegible]
ڈالا [illegible] کہ حضور [illegible] اس کے بعد … کو قتل کے لئے بھیجا [illegible] اس کے بعد مدینہ [illegible] زندگی … کو آرام سے بیٹھنے دیا بلکہ وہاں بھی حملے پر حملے کرتے رہے اور وہاں کے … سے سازباز کر کے ان کو فساد اور بدفعالی پر آمادہ کیا اور پھر ان سے مل کر … غرضکہ کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا اٹھا نہ رکھا خدا معلوم کتنے بیچارے مارے … مسلمانوں کے بیوی بچے چھین لئے گئے اکا دکا مسلمان ملا اس کو پکڑ لے گئے اور شہید کر ڈالا [illegible] ہو کر دیگر منادی و تبلیغ اسلام کے لئے مبلغین کو طلب … کر کے اپنے یہاں لے گئے اور پھر ان کو وہاں نہایت دردناک عذاب میں مبتلا کر کے قتل کر ڈالا۔

غرضکہ ایک لمحہ کے لئے نہ حضور کو آرام سے بیٹھنے دیا اور نہ مسلمانوں کو … وطن اور دیار عزیز و محبوب کو اور تمام جائداد اور اعزہ کو چھوڑ کر ہجرت کر آئے … ان کو آرام لینے دیا ایک مسلسل جنگ تھی اور ایک غیر منقطع عداوت و دشمنی اور متواتر و مسلسل ظلم و ستم۔

لیکن ان تمام مصائب و آلام اور ان تمام مظالم و شدائد اور ان تمام دشمنیوں اور عداوتوں اور ان تمام ایذا رسانیوں اور سفاکیوں کے باوجود جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ پر تسلط ہوا اور وہی مکہ معظمہ وہی سب … اور وہی وطن عزیز و محبوب جس سے آپ کو نکالا گیا تھا جہاں آپ پر اس قدر ستم کے پہاڑ توڑے گئے تھے جہاں آپ کو شہید کر ڈالنے کے منصوبے باندھے گئے تھے جس کی آبادی آپ کے خون کی پیاسی تھی اسی مکہ معظمہ پر جب آپ علم فتح لہرایا تو آپ نے کیا کیا اس کی آبادی کو آپ نے موت کے گھاٹ اتار دیا یا ان کا مال و اسباب لوٹ لیا یا ان کو ذلیل و خوار کیا۔

. . . . . . کہاں ان مظالم اور ان ستمگریوں سفاکیوں اور جفا کاریوں کا انتقام لیا جو انہوں نے آنحضرت اور آپ کے صحابہ اور صحابیات کے ساتھ روا رکھی تھیں۔

ان سب کا جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوا اس نبی الرحمۃ نے قتل و غارتگری ظلم و ستم اور اذیت دہی و تکلیف رسانی کا جواب دیا یہ تھا کہ تمام سرداران مکہ کو بلایا اور ابو سفیان وغیرہ جیسے دشمنوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح عرض کیا تاللہ لقد آثرک اللہ علینا وان کنا لخاطئین اور اس طرح اپنی سفاکیوں اور اسلام دشمنیوں پر ندامت کا اظہار کیا تو آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح فرما دیا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین
یعنی آج کے دن تم سے کوئی باز پرس نہیں خدا تمہارے گناہوں کو معاف کرے وہ بڑا رحم والا مہربان ہے۔

ذرا تاریخ اور سیر کی کتابوں کا مطالعہ کرو اور دیکھو کہ ابو سفیان کون تھا اور اس نے حضور کے ساتھ اور حضور کے صحابہ کے ساتھ اور اسلام کو … سے مٹانے کے لئے کیا کیا کیا تھا مدینہ پر جس قدر حملے ہوئے وہ سب ابو سفیان ہی کی کوششوں سے ہوئے تھے اور وہی تھا جس نے عرب کو آپ کے خلاف متحد کر دیا تھا اور فتح مکہ تک برابر اسلام کی بیخ …

جان [illegible]
گیا اور رحم کی [illegible]
کوئی خطا سرزد ہی نہیں ہوئی تھی اور تیرا سی پر [illegible] ظاہر ہے کی
فتح کو مجمد دیگر رحیمانہ و کریمانہ ہدایات کے [illegible]
ابوسفیان کے مکان میں پناہ لے اس کو قتل نہ کیا جائے
عام احکام جو اعلان کے وقت کئے گئے ان کو بھی ملاحظہ کیجئے۔

(۱) جو شخص ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔
(۲) جو شخص خانہ کعبہ کے اندر پہنچ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔
(۳) جو شخص اپنے گھر کے اندر بیٹھ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔
(۴) جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔
(۵) جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے
(۶) بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔
(۷) زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔
(۸) اسیر کو قتل نہ کیا جائے۔

کیا ان ہدایات سے بڑھ کر رحم و رافت کی دوسری ہدایات ہو سکتی ہیں اور کیا سوا اس شخص کے جو لڑنا چاہے کسی دوسرے آدمی کو خفیف سا زخم پہنچ سکتا ہے اور کیا ان ہدایات کے ماتحت وہ تمام قاتل وہ تمام غارتگر وہ تمام ستمگر و سفاک دشمن جنہوں نے ظلم و ستم کے پہاڑ آپ پر اور بیکس و بیدل مسلمانوں پر توڑے اور جنہوں نے اسلام کی بیخکنی کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر ڈالا وہ سب کے سب اپنے جرائم کی سزا سے بچ نہیں سکتے تھے یقیناً بچ سکتے تھے اور وہ سب بچ گئے فتح مکہ کی جنگ میں صرف ۳۰ آدمی مارے گئے تھے ۲ مسلمان اور ۲۸ مکہ والے اور یہ وہ لوگ تھے جو باقاعدہ لڑے اور جنہوں نے جنگ کی۔

آپ قرآن حکیم کے اس دعوے "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" کو دیکھئے اور فتح مکہ کے وقت کی شان رحمت و رافت نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمائی اس پر غور فرمایئے کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ حضور کا وجود سراپا رحمت و رافت نہ تھا کیا دنیا میں کوئی دوسری ایسی مثال پیش کی جا سکتی ہے کہ ایسے شدید دشمنوں کے ساتھ ایسا رحیمانہ و کریمانہ سلوک کیا گیا ہو۔

جب حضور طائف بغرض وعظ و تبلیغ تشریف لے گئے تھے تو وہاں کے لوگوں نے جو سلوک آپ کے ساتھ کیا تھا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے ظالموں نے آپ کی تذلیل کے لئے گلی کوچوں کے آوارہ گرد لونڈوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا تھا جو تالیاں بجاتے تھے مذاق اڑاتے تھے فقرے کستے تھے گالیاں دیتے تھے اور اسی پر بس نہیں کیا جسمانی اذیت اس قدر دی کہ آپ کا جسم اطہر سنگ باری سے لہولہان ہو گیا اور نعلین مبارک پنڈلیوں کے خون سے تر بتر ہو گئیں اور آپ اس قدر خستہ و نڈھال ہو کر ایک باغ میں جا پڑے تھے مگر جب طائف فتح ہو گیا تو کیا ان شخصوں میں سے کسی ایک کو بھی ظلم و ستم کی سزا آپ نے دی ہرگز نہیں بلکہ ان ظالموں کے لئے بددعا کا ایک لفظ بھی زبان اقدس سے نہیں نکلا

جنگ احد میں کفار نے دندان مبارک شہید کر دیئے تھے اور جسم مبارک کو تیروں [illegible] سے زخمی [illegible] کر دیا تھا اور قریب تھا کہ حضرت کو شہید کر ڈالیں مگر

[illegible] ہدایت [illegible]

جو لوگ تیغ و خنجر لیکر قتل کرنے [illegible] چنانچہ [illegible] کر دیا جس نے آپ کو زہر کھانے میں ملا کر کھلایا تھا جنہوں نے [illegible] گیا ان میں سے کسی ایک شخص کو بھی اقتدار و قوت حاصل ہونے کے بعد بھی آپ نے سزا نہ دی بلکہ ان کے حق میں دعائے مغفرت کی۔

وحشی امیر حمزہ کا قاتل تھا مگر آپ نے اس کو معاف فرما دیا ہندہ آپ کے حضرت امیر حمزہ کا کلیجہ نکال کر چبا گئی تھی اور ناک کان کاٹ کر ہار بنا کر گلے میں پہنا تھا مگر اس سے بھی بدلہ نہیں لیا اور معاف فرما دیا اسی طرح حبیار ابن اسود حضور کی صاحبزادی حضرت زینب [illegible] اس سنگدل ظالم نے حضرت زینب کو جبکہ وہ حمل سے تھیں اونٹ سے نیچے گرا دیا کہ آپ کا حمل ساقط ہو گیا اور اسی میں آپ کا انتقال ہو گیا ایسے ظالم سے بھی کسی قسم کا بدلہ حضور نے نہیں لیا اور معاف فرما دیا اس رحمت و رافت کا کوئی ٹھکانا ہے اور دنیا کا کوئی انسان ایسے ظالم انسان پر رحم کر سکتا ہے کوئی قانون اس کو معاف کر سکتا ہے کوئی حکومت بھی ایسے سنگدل انسان کو معاف کر سکتی ہے۔

تمہارے سامنے بھگت سنگھ وغیرہ کا واقعہ ہے ہندوستان کے ہر گوشہ سے ان کی پھانسی کی سزا کو حبس دوام میں تبدیل کرانے کی صدائیں بلند ہوئیں مگر اس کی شنوائی نہ ہوئی اور ان کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا حالانکہ ان کا مقدمہ معمولی عدالت میں فیصل نہیں ہوا تھا اور بہت سے لوگوں کے نزدیک ان کے مقدمہ میں انصاف نہیں ہوا تھا پھر بھی قتل کے بدلہ میں ان کو قتل کر دیا گیا لیکن تم دیکھو کہ حضرت نبی الرحمۃ نے کیا کیا اور کیسے قاتل کو معاف فرما دیا رحمت عالم ہونے کا اور کوئی ثبوت ان واقعات کے بدلہ میں درکار ہے۔

اوپر جو چند واقعات بیان کئے گئے وہ حقیقتاً مشتے نمونہ از خروارے تھے حضور انور کی سوانح حیات کا مطالعہ کیا جائے تو ہزار ہا واقعات اس قسم کے مل سکتے ہیں۔

اسیران جنگ کے ساتھ حضور اقدس جو سلوک فرمایا کرتے تھے وہ اپنی مثال آپ ہے اس وقت کا بین الاقوامی قانون یہ تھا کہ جو قیدی کسی فریق کے قبضہ میں آجاتے تھے وہ لونڈی غلام بنا لئے جاتے تھے یا قتل کر دیئے جاتے تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا حال پڑھیئے پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ اسیروں کے ساتھ نبی الرحمۃ کا سلوک کیا تھا۔

غزوہ بدر میں جو قیدی ہاتھ آئے تھے ان میں [illegible] اکثر سخت و شدید دشمنان اسلام اور اعدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے حضور نبی الرحمۃ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے جو شروع سے لیکر آج تک عداوت و دشمنی کے تمام اسلحہ کے استعمال کے سوا اور کچھ نہیں کرتے رہے حضرت عمر نے مشورہ دیا کہ سب کو قتل کر دینا چاہیئے کیونکہ قیدیوں کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا تھا مگر حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ ان سے فدیہ لیکر رہا کر دینا چاہیئے اور پیغمبر اسلام نے حضرت صدیق اکبر ہی کی رائے کو پسند فرمایا اور قلیل فدیہ لیکر سب کو رہا کر دیا اور جن کے پاس فدیہ ادا کرنے کو نہ تھا ان سے یہ معاہدہ ہوا کہ مسلمانوں میں جو لکھنا نہیں جانتے ان کو قیدیوں میں جو لکھنا پڑھنا جانتے

وہ بھی کھاتے تھے [illegible] اسی طرح ان قیدیوں کو جو عمر بھر کے دشمن تھے رہا فرمایا۔

پھر ان قیدیوں کو کس طرح رکھا گیا یہ بھی داستان ہے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ تمام قیدی صحابہ کرام پر تقسیم کر دیئے گئے تھے اور ان کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ چنانچہ خود ان قیدیوں کا بیان ہے کہ صحابہ نے اپنے سے اچھا کھلایا اور اپنے سے اچھا پہنایا جب یہ قیدی رہا ہوئے تو جن کے پاس کپڑے نہیں تھے ان کو اپنے پاس سے حضورؐ نے کپڑے عطا کئے۔

اسی طرح جب طائف فتح ہوا تو اس جنگ میں حضورؐ کے ساتھ علاوہ صحابہؓ مجاہدین کے بنی سلیم اور بنی فزارہ بھی تھے جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر آپ کے معاون اور حلیف بن گئے تھے طائف فتح ہو گیا تھا مال غنیمت ابھی تک تقسیم نہیں ہوا تھا اس فتح میں چھ ہزار قیدی مسلمانوں کے قبضہ میں آئے تھے ابھی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ ہی میں تشریف فرما تھے کہ قبیلہ ہوازن کے چند سردار آئے اور انہوں نے رحم کی درخواست پیش کر دی یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے طائف میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اس قدر پتھر برسائے تھے کہ آپ بیہوش ہو کر گر پڑے تھے اور حضرت زید اسی حالت میں آپ کو اٹھا کر ایک باغ میں لے گئے تھے اور ساق مبارک سے اس قدر خون بہا تھا کہ نعلین مبارک تک بہہ کر آ گیا تھا۔

جب یہ لوگ آئے تو آنحضرتؐ سراپا رحمت و رافت نے فرمایا کہ ہاں میں تو خود تمہارا انتظار کر رہا تھا اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ میں اپنے حصہ کے اور اپنے خاندان کے حصہ کے قیدیوں کو بآسانی چھوڑ سکتا ہوں اور اگر میرے ساتھ صرف انصار و مہاجر ہی ہوتے تو سب کا چھوڑ دینا بھی مشکل نہ تھا مگر تم کو معلوم ہے کہ اس لشکر میں وہ لوگ بھی ہیں جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے اس لئے کل صبح آنا اور عام مجمع میں درخواست پیش کرنا اس وقت کوئی صورت نکل آئے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا رحمت عالم نے فرمایا کہ میں اپنے اور بنو عبدالمطلب کے قیدیوں کو بلا معاوضہ رہا کرتا ہوں، رحمت عالم کی زبان رحمت و رافت سے یہ الفاظ نکلنے تھے کہ مہاجر و انصار نے بھی کہہ دیا کہ ہم بھی اپنے اپنے قیدیوں کو رہا کرتے ہیں لیکن بنو سلیم و بنو فزارہ چونکہ مسلمان نہیں ہوئے تھے اس لئے انہوں نے اپنے حصہ کے قیدی آزاد نہیں کئے کیونکہ بلا معاوضہ قیدیوں کا رہا کرنا آئین و دستور زمانہ کے خلاف تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا اور گفتگو کے بعد ہر قیدی کا معاوضہ چھ اونٹ قرار پائے یہ قیمت نبی الرحمۃ نے اپنے پاس سے ادا فرمائی اور اس طرح تمام قیدیوں کو حضورؐ نے رہا فرما دیا۔ پھر یہی نہیں بلکہ سب کو اپنے پاس سے لباس عطا فرمایا اور اس طرح رخصت کر دیا۔

کیا یہ واقعات سرکار دو عالم کے سراپا رحمت و رافت ہونے کی دلیل نہیں ہیں اور کیا "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" کا اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت درکار ہے۔

—————

سطور بالا میں ایک خاص قسم کے واقعات کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن حقیقت

[illegible]

اور پھر ایک حالت میں [illegible] حضورؐ کی رحمت و رافت کے بیشمار واقعات ملیں گے۔

دنیا جانتی ہے کہ کفار قریش نے شعب ابوطالب میں حضورؐ کو اور آپ کے خاندان کو محصور کر دیا تھا اور ایسا سخت پہرہ بٹھا دیا تھا کہ کھانے پینے کی کوئی چیز [illegible] سکتی تھی بھوک اور پیاس سے بچے روئا کرتے تھے مگر ان ظالموں کو رحم نہیں آتا تھا مگر ان [illegible] بدلہ اس سلوک سے کہ جو مکہ میں قحط پڑنے کے وقت حضورؐ نے اہل مکہ کے ساتھ کیا۔ ایک دفعہ جب قحط پڑا تو ابو سفیان نے آکر دعا کی درخواست کی اور آپ نے دعا کی جس کی برکت سے خوب بارش ہوئی لیکن دوسرا واقعہ اس سے بھی زیادہ عجیب ہے اور [illegible] سے عاجز ہے۔

مکہ قحط کے عذاب میں مبتلا ہو گیا یہ وہ وقت تھا کہ اہل مکہ برابر حملے پر حملے کر رہے تھے اور جنگ کی حالت جاری تھی مسلمان یمامہ یا نجد سے غلہ لیکر جاتے نہیں [illegible] مسلمانوں نے مکہ میں غلہ کا جانا بند کر دیا جس سے اہل مکہ سخت اذیت و بلا میں مبتلا ہو گئے حضورؐ کو معلوم ہوا تو باوجودیکہ حالت جنگ تھی اور آج بھی دنیا بھر کے قانون جنگ کی رو سے یہ بالکل جائز ہے کہ تمام ضروریات کی چیزیں روک دی جائیں چنانچہ یورپ کی جنگ عظیم میں ہر ایک فریق نے اس امر کی کوشش کی تھی کہ دوسرے کے ملک میں ایک دانہ غلہ کا اور ضرورت کی کسی چیز کا نہ پہنچنے پائے یعنی صرف حربی و جنگی ضروریات ہی کو نہیں روکا گیا بلکہ ضروریات زندگی تک روک دی گئیں۔

مگر آپ کو معلوم ہے کہ عرب کے اس نبی امی نے کیا کیا تھا جب حضورؐ کو معلوم ہوا کہ مکہ میں قحط ہے اور غلہ باہر سے جانا مسلمانوں نے بند کر دیا ہے تو رحمت عالم نے حکم صادر فرمایا کہ غلہ کا جانا نہ روکا جائے چنانچہ غلہ جانے لگا اور اہل مکہ کو زندگی نصیب ہوئی۔

غور کیجئے کہ اس سے بڑھ کر جود و کرم اس سے بڑھ کر فضل و احسان اور اس سے زیادہ رحمت و شفقت اور کیا ہو سکتی ہے۔

—————

مضمون طویل ہو گیا ہے اور ابھی خدا معلوم کس قدر واقعات موجود ہیں جو مختلف حیثیات کے ماتحت لکھے جا سکتے ہیں۔ بحیثیت دوست بحیثیت ہمسایہ بحیثیت خاوند بحیثیت مربی و شفیق غرض کہ بیشمار عنوانات کے ماتحت حضورؐ کی رحمت و رافت کے واقعات بیان کئے جا سکتے ہیں اور بحیثیت ہادی دین کے تو واقعات شماری ہی کی ضرورت نہیں کہ زندگی ہی اس لئے وقف تھی کہ مخلوق الٰہی کو ضلالت و گمراہی سے نکال کر رشد و ہدایت کے راستہ پر کھڑا کریں یہ رحمت و شفقت علی الخلق ہی کا جذبہ صادق تو تھا جس نے زندگی کے ۲۳ سال اس طرح گذار دیئے کہ ایک لمحہ کے لئے آرام نہ طالب و رنجیدہ دہن تھی کہ اس کی مخلوق کو گمراہی کی مصیبت اور ضلالت کی تکلیف سے نکال کر صراط مستقیم پر لگائیں اور ان کو دین و دنیا کی سعادت سے بہرہ اندوز کریں۔

—————

آنحضرتؐ کی قربانیاں

اور حضورؐ کا [illegible] ایک احسان عظیم

(از جناب [illegible] خدا بخش صاحب صنعت سابق ایڈیٹر اخبار المنیر چنیوٹ)

فلسفۂ قربانی نظام عالم میں خدا کا قانون بھی اسی طرح واقع ہوا ہے کہ کوئی چیز خواہ وہ روحانیت سے خواہ مادیت سے متعلق [illegible] کمال کو نہیں پہنچ سکتی خصوصاً انسان کے شرف دکمال کی تو بنیاد ہی سراسر قربانی پر ہے ہمارے اس دعوے پر بے شمار دلائل ہیں مگر بخوف طوالت صرف چند عرض کئے جاتے ہیں۔

مادی کائنات میں قربانی کے مظاہر

آج اس دنیا میں [illegible]

ترقیات سے جس قدر ان روشناس اور شاد کام ہے یہ جو عجیب و غریب حیران کن سائنس و ایجادات کے کرشمے اور چہل پہل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں یہ سب نتیجہ ہے ان حکما اور فلاسفروں کی دماغی کاوشوں اور قربانیوں کا جنہوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ غور و فکر میں گذارا اور عیش و آرام کو چھوڑ کر دن رات اس کوشش اور دھن میں لگے رہے کہ اپنی عقل خداداد سے کام لیکر قدرت کا کوئی نیا بھید کامیابی و ترقی کا کوئی نیا ذریعہ اور انسانی فلاح و بہبود کا کوئی نیا نکتہ ہاتھ آئے تاکہ ہم انسان کو نئے بلند مقام پر پہنچا کر اپنا انسانی فرض ادا کریں اور مزید شہرت و ترقی حاصل کریں اور طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں سہکر دوسروں کے آرام و آسائش کے سامان بہم پہنچائے اور اگر ان کی جد و جہاد و قربانیاں بروئے کار نہ آتیں تو یقیناً دنیا تاریکی میں مبتلا رہتی جس میں وہ صدیوں پہلے تھی۔ آج سے چند سال پہلے کسے معلوم تھا کہ انسان دریا نیل کی لہروں اور سمندر کی گہرائیوں میں زمین اور اس کے مخفی خزانوں آسمان کی بجلی اور اس کی طاقتوں آگ بھاپ اور اس کے مفاد ہوا اور اس کی روانیوں فلکیات اور اس کے ذرات کو مسخر کرنے اور ان پر حکمرانی کرنے کا مادہ رکھتا ہے اسٹیج عالم پر چند اولو العزم اور بلند خیال ہستیاں آئیں اور انہوں نے بتلایا کہ انسان سمندر کے طوفانوں کا مقابلہ کر سکتا ہے اور اس کی تہوں کو کھنگال سکتا ہے وہ طاقتور سے طاقتور جہاز بنا کر سمندر کے سینہ پر مونگ دل سکتا ہے بھاپ اور بجلی پر قبضہ کر کے ایسی ایسی سواریاں بنا سکتا ہے جو ایک ایک منٹ میں سو سو میل کا سفر طے کریں اور ہوا پر قابو پا کر اس کو اپنی آواز کا قاصد بنا کر دور دراز گوشوں میں اپنی کمزور آواز پہنچا سکتا ہے ان ایثار پیشہ ہستیوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور پرندوں کو اڑتے ہوئے پایا تو خیال کیا کہ پرندے جو بہ نسبت انسان کے حقیر اور ذلیل ہیں آسمان میں اڑتے ہیں اور ان کے مجنس انسان زمین ہی [illegible] عقل سے کام لیکر ایسے طیارے بنا [illegible]

[illegible]

قربانیوں نے کائنات کی ہر چیز پر قابو پا لیا اور ابھی نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی عقلیں اور کیا کیا کریں گی اور اس کا حاکمانہ قبضہ و تصرف کہاں تک عمل کہلائے گا۔

تاریخ نشو و ارتقا بتلاتی ہے کہ حکما اور فلاسفروں نے دوسروں کو فائدہ پہنچایا مگر خود تمام عمر تکلیفوں مصیبتوں اور پریشانیوں میں بسر کی یعنی خود کوئی فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ دوسروں کے مفاد کے لئے خود کو فنا کیا اور یہی مطلب ہے قربانی کا کہ اپنے مفاد پر دوسروں کے مفاد کو مقدم رکھے بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے خود کو قربان کرنے علم و عقل سے بہرہ ور جیوان صفت انسان کہتے ہیں کہ یونہی فلاں شخص نے کسی نیک مقصد کے لئے قربانی کی تو اس کو کیا فائدہ پہنچا اور ہم بھی کسی اہم مقصد کے لئے قربانی اور جد و جہد کریں گے تو ہمیں کیا فائدہ پہنچے گا اگر ان کو تمام انہی جیسے دوسرے انسان ہوتے تو خدا کی صنعت خالقیت معدومیت پر پڑی رہتا اور انسان ایک بیکار پتھر ہوتا۔

اگر ایک دانہ جو اپنی ہستی کو مٹی میں ملاتا ہے اور اپنے کاشت کرنے والے کو ایک دانہ کے عوض سینکڑوں دانے دیتا ہے وہ اگر جانے اور اُن بے عقل انسانوں کی طرح زمیندار کو کہدے کہ چل بے پرے ہٹ مجھے کیا غرض پڑی ہے کہ تیرے فائدہ کے لئے اپنی ہستی مٹاؤں تو بتلاؤ کہ کیا بھاؤ دانے بکیں اور انسان کی زندگی کیسی وبال جان ہو جائے اگر لیمپ اور چراغ کا تیل یہ کہکر انسان کو دھتا بتائے کہ میں جل کر مجھے کیوں روشنی پہنچاؤں، خود غرض ہو جاؤ۔ اندھیرے میں ہی ٹھوکریں کھاؤ اور راہ کو یاد کرو تو اندھیرا کیا اُن کا ناطقہ بند کرے اور ان کی زندگی دوبھر کر دے۔

اور اگر ایک گھوڑا یہ کہکر اپنی پیٹھ سے اپنے سوار کو دے پٹکے کہ خانصاحب چلئے پھرتے خود زمین ہی پر ٹھوکریں کھاتے پھرو میری جوتی کو کیا غرض پڑی ہے کہ تجھے اپنی پیٹھ پر لادے لادے پھروں اور خود کو بوجھ سے مارے تو بتلاؤ تمہاری ٹانگوں کا کیا حال ہو۔ الغرض کائنات عالم کی ہر چیز پر غائر نظر ڈالنے سے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ دنیا کی ہر چیز دوسری چیز پر قربان ہو رہی ہے نباتات حیوانات پر اور حیوانات انسان پر جان فدا کر رہے ہیں اور یہی حقیقت ہے انسانی قربانی کی جس کا عملی سبق مسلمانوں کو عید الضحیٰ پر سال کے سال ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کا قومی سال قربانی کی تعلیم [illegible] گا یعنی بقر عید پر ختم ہوتا ہے اور قربانی کے [illegible] ماہ محرم سے شروع ہوتا ہے یہی

اسلام کے پھیلائے ہوئے نکتہ کو سمجھ کر خلا سفریں اور عقلاء عالم نے انسانی زندگی پھر علمی ایجاد اور تحقیق ان کے وقت آرام اور علمی قربانیوں کی ایک بہت بڑی داستان ہے چونکہ اس موضوع پر روشنی ڈالنا ہمارے عنوان سے خارج ہے اس لئے اس کو نظرانداز کیا جاتا ہے۔

انسان کو قربانی کا سبق کس نے پڑھایا

قبل ظہور اسلام انسان کی علمی و عقلی قوتیں پڑی سو رہی تھیں اس کی زندگی حیوانیت کا لحاف اوڑھے جمادیت کے پتھر کے نیچے پڑی ہوئی تھی اور اس کی خداداد استعداد و قابلیت اور فطرت پر لاعلمی اور جہالت کے موٹے موٹے پردے پڑے ہوئے تھے اسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ میں اشرف المخلوقات ہوں یا ارذل المخلوقات وہ تو خود ہی پتھروں کو، درختوں کو، حیوانوں کو اور آسمان کے ستاروں کو اپنا معبود بنائے ہوئے تھا اور اس کا انسانی شرف و فضیلت یوں خاک میں مل رہا تھا دیگر مذاہب اور قومیں کی قربانیاں اعلیٰ کی قربانی ادنیٰ پر تھی۔

کچھ لوگ تھے جو تثلیث کے جال میں پھنسے ہوئے تھے اور راہبانہ زندگی بسر کر کے نظام عالم اور کائنات ارضی کو بیکار اور لغو ثابت کر رہے تھے چہ جائیکہ وہ کائنات کا راز معلوم کرنے کا کھوج لگاتے اور اپنی علمی قربانیوں سے دنیا کی رہنمائی کرتے غرض یہ کہ تمام کرۂ ارضی کے انسانوں کی علمی و عملی قوتیں غفلت و گمراہی میں تھیں۔

بالآخر قدرت کاملہ کی صفت ربوبیت کو تحریک ہوئی اور عرب جیسی بے آب و گیاہ سرزمین میں ایک عظیم الشان اور آخری نبی پیدا ہوا جو امی محض تھا ایک لفظ بھی کسی سے نہ پڑھا تھا وحشیوں اور بدوؤں میں پرورش پائی جہاں نہ کوئی علمی سوسائٹی تھی نہ کوئی کالج اور نہ کوئی یونیورسٹی تھی مگر اس امی محض نے دنیا میں ایسی مقدس کتاب پیش کی جس کی علم و حکمت کے سامنے دنیا کے تمام حکماء اور فلاسفر سرنگوں ہو گئے۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا

وہ راز ایک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

اس نے دنیا کے سامنے ایسی جامع اور مانع تعلیم پیش کی کہ آپ کے ادنیٰ امتیوں نے اپنے دماغی تجسس اور علمی شغف و قربانیوں سے موجودہ ایجادات کے سامان بہم پہنچائے دنیائے سائنس کا کونسا عقدہ ہے جو آپ کے پیروؤں نے حل نہیں کیا تحقیق و تدقیق کا کونسا مرحلہ ہے جو آپ کے نام لیواؤں نے طے نہیں کیا اور ترقی و کامیابی کا کونسا راز ہے جو ان کے جانباز خادموں نے کھول کر نہیں رکھ دیا۔

سب سے پہلے آپ ہی نے دنیا کو یہ بتلایا کہ انسان اشرف المخلوقات ہے وہ اگر اپنی دماغی طاقتوں سے کام لے تو زمین کے مخفی خزانوں کو اگلوا سکتا ہے پہاڑوں کے سینے چیر کر ان کی اندوختہ حاصل کر سکتا ہے اور ہواؤں میں پرواز کر سکتا ہے۔

کملی والے آقا اور نفع رسانی

آپ نے بتلایا کہ قربانی یہ نہیں کہ اعلیٰ کو ادنیٰ پر قربان ... مطابق اپنی کوشش کی جائے بلکہ قربانی یہ ہے کہ ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کیا جائے کے لئے جدوجہد اور کوشش کی جائے بلکہ قربانی یہ ہے کہ خدا کے لئے قربان کیا جائے اس کی علمی و عملی قوتیں خدا کی مرضی کے تابع ہو جائیں قولہ تعالیٰ بلیٰ من اسلم وجہہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیہم ولا ھم یحزنون یعنی اسلام یہ ہے کہ کلی طور پر خدا کا ہو جائے نیز ارشاد فرمایا کہ خیر الناس من ینفع الناس یعنی تم میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور دوسروں کی بہتری کے لئے مرمٹے تب جا کے یہ پاک تعلیم دیگر دنیا میں اس قربانی کی بنیاد رکھدی جس کی قربانیوں کا ثمر ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اسلام کا ایک بہت بڑا اصول یہ ہے کہ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچایا جائے اور کوشش کی جائے کہ آپ سے لوگوں کو آرام پہنچے۔ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک فاحشہ اور بدکار عورت صرف اس وجہ سے بخشی گئی کہ اس نے ایک کوئیں کے دہانہ پر ایک کتا دیکھا جو ہانپ رہا تھا مارے پیاس کے مرنے کو تھا اس عورت نے اپنا موزہ اتارا۔ اس کو دوپٹہ میں باندھ کر کوئیں سے پانی نکالا اور کتے کو پلایا اللہ نے اس کو اس نیکی کے بدلے بخش دیا۔

اس حدیث کا مفاد یہ ہے کہ ضعیف اور درماندہ اور بیکس و آفت رسیدہ مخلوق پر رحم کرنا اجر عظیم ہے جب ایک بدکار عورت ایک کتے کی جان بچانے سے بخشی گئی تو جو شخص کسی اشرف المخلوقات انسان کے ساتھ نیک سلوک کرے گا اور اس کے لئے دکھ اٹھائے گا تو اس کی یہ نیکی کیسے اکارت جائیگی۔

ایک حکایت منقول ہے کہ ایک بزرگ کو کسی نے اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا کہا کہ جب میں پروردگار کے سامنے حاضر ہوا تو ارشاد ہوا کہ تم دار دنیا سے عمل سے کونسی نیکی لایا ہے میں نے کہا کہ بار الٰہا میں نے ستر حج پا پیادہ کئے فرمایا میں نے تو ایک بھی قبول نہیں کیا۔ پھر میں نے کہا کہ میں نے تیری راہ میں ستر جہاد کئے ارشاد ہوا میں نے ان میں سے ایک بھی قبول نہیں کیا یہ سنکر میں بہت گھبرایا اور فکر دامنگیر ہوا کہ اب تو ضرور دوزخ ہی میں جاؤں گا مگر قربان اس کی شان رحیمی اور کریمی کے ارشاد فرمایا جا ہم نے ایک نیکی کے عوض تجھکو بخش دیا تو ایک دن کہیں جا رہا تھا تو نے راستہ سے ایک کانٹا ہٹا دیا تھا اور محض ہماری رضا کے لئے اس خیال سے کہ کسی بندہ خدا کو صدمہ نہ پہنچے۔

جہاں اسلام نے نفع رسانی کو ایک بہترین نیکی قرار دیکر قربانی اور جدوجہد کی بنیاد رکھی وہاں ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا کہ محض خدا کے لئے ہو جس کو نفع پہنچایا جائے اس سے کسی قسم کی امید نہ رکھی جائے کہ وہ ہم کو فائدہ پہنچائے گا یہ اس لئے کہ مخلوق کی ناقدری اور احسان فراموشی سے دل میں کسی قسم کی کدورت نہ پیدا ہو اور جذبہ قربانی میں کوئی کمی نہ آسکے یہ خیال رہے کہ ہم جو بھی ہم تو فلاں شخص یا تمام مخلوق کے لئے اگر کوئی قربانی نہیں اور مخلوق ہمارے ساتھ ایسا سلوک کرے جہاں ... جگر ... نہیں ... [illegible]

[illegible]

اللہ [illegible]

مسلمانوں تم ایسی نیکیوں اور قربانیوں کو احسان جتانے اور لوگوں کو تکلیف دینے سے خراب مت کرو" سبحان اللہ کیسی جامع نصیحت ہے اگر اس پر لوگ کاربند ہوں تو کس طرح روحانیت کے ساتھ زندگی بسر ہو اور دنیا راحت وآرام کا گہوارہ بن جائے۔

اسلام نے یہ نہیں کہا کہ انسان کو انسان کے لئے قربانی کرنا چاہئے بلکہ مخلوق کی نفع رسانی کو نیکی قرار دیکر اور اس پر اپنی رضا مندی ظاہر کر کے مخلوق کے لئے مرنے کو بھی خدا کے لئے قربانی بتلایا یعنی نفع رسانی میں صرف خدا کی رضا جوئی مطلوب ہونی چاہئے ارشاد باری ہے ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد یعنی لوگوں میں سے کچھ نیک بندے ایسے بھی ہیں جو خدا کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان تک دیدیتے ہیں اور اللہ بندوں پر بڑی شفقت رکھتا ہے۔"

یہ آخری جملہ اس لئے ارشاد فرمایا تاکہ بندوں کی محبت میرے نیک بندوں کے دلوں میں بیٹھ جائے انہیں یقین ہو جائے کہ خدا کو اپنی مخلوق پیاری ہے کیونکہ اسی کی پیدا کی ہوئی ہے سو میں جو مخلوق کی خدمت کرتا ہوں وہ اس لئے ہے کہ خدا اپنے بندوں پر مہربان ہے غرض اسلام ہی نے دنیا کے سامنے قربانی کا صحیح تخیل اور جذبہ پیدا کیا اور پیغمبر اسلام ہی کی اعلیٰ تعلیم اور عظیم الشان قربانیوں نے انسانوں میں ذوق عمل اور جذبہ قربانی پیدا کر کے دنیا پر احسان عظیم کیا جس کے شکریہ سے قیامت تک تمام دنیا کے انسان عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔

آپ نے اپنی امتیوں کے اچھی طرح ذہن نشین کر دیا کہ جو رضا الٰہی کے لئے مٹتے ہیں وہ مرتے نہیں بلکہ زندہ ہو جاتے ہیں قولہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربھم یرزقون جو لوگ خدا کی راہ میں شہید ہوتے ہیں ان کو مردہ تصور نہ کرو بلکہ وہ تو اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں یعنی ان کی حیات اس دنیا کی حیات سے زیادہ قوی اور زیادہ محسوس ہے۔ اس بات میں کسی سلیم الفطرت انسان کو کلام نہیں ہو سکتا کہ واقعی جو لوگ خدا کے راستے میں مرتے ہیں وہ زندہ ہو جاتے ہیں زمانہ اپنے لوح دل پر ان ناموروں کی یادگار کے انمٹ نقوش رکھتا ہے جنہوں نے قسم قسم کی قربانیاں کیں ان کے نام ابھی تک زندہ ہیں حاتم کا نام ابھی تک زندہ ہے کیوں اس لئے کہ اس نے مالی قربانیوں سے اپنے نام کو زندہ کیا ورنہ سینکڑوں مالدار کنجوسی کی موت مر جاتے ہیں کوئی ان کو جانتا بھی نہیں یہاں تک کہ خود ان کے گھر والے ان کے نام کو بھول جاتے ہیں۔ حضرت خبیب حضرت سعید بن جبیر حضرت ابن زبیر حضرت امام حسین علیہ السلام وغیرہ عزت و شہرت کے شہزادوں کے نام آسمان ارتقا پر روشن ستارے بنکر ابھی تک ضیا پاش ہیں اور قیامت تک رہیں گے اور انقلاب دہر کا زبردست ہاتھ ان کی یاد کو نہ مٹا سکے گا کیوں؟ اس لئے کہ انہوں نے دین خدا کی عزت و حرمت پر جانیں قربان کر دیں۔ حضرت خالد ابن ولید، صلاح الدین ایوبی، حضرت عمر ابن عبدالعزیز اور محمود غزنوی جیسے فاتح اور مجاہد زندہ جاوید

[illegible]

آقا کی قربانیاں کیسی ہے

زندہ ہو جاتے ہیں جو [illegible] ہیں واسکو ڈی گاما کو کس نے مسیحا کر دیا کولمبس، والٹیر، [illegible]، نپولین، سر اسحاق نیوٹن، ہنری کلے، بنجمن فرینکلن، ابراہم لنکن، [illegible]، نیلسن، [illegible] دیکھو بڑے بڑے موجد، حکیم، فلاسفر اور سائنس دانوں کے کارنامے اور ان کے نام زندہ ہیں اس لئے کہ انہوں نے ہمدردی نوع انسان اور رفاہ عام کے بڑے بڑے کارہائے نمایاں کئے۔

جہاں ہمارے آقا و مولا نے اپنی تعلیم کے ذریعہ قربانی کے جذبات برانگیختہ کئے وہاں خود بھی ہر ایک قسم کی قربانی پیش کر کے اپنے امتیوں کے افسردہ دلوں کے لئے جوش عمل اور ولولۂ عزیمت کے خصوصاً اور دیگر تمام اقوام کے لئے عموماً سامان فراہم کر دیئے اور اپنے ارتقا آموز ارشادات کو ایک جادو والی یا ایک نہ بھرنے والی حسرت کی مدح خوان احساس میں جاذب ہو کر تا دم مرگ دلمیں چٹکیاں لیتے رہنے کو چھوڑ دیا۔

حضور کی قربانیاں

جبکہ ہمارے نبی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس تیرہ خاکدان عنصری کو شرف و امتیاز بخشا تو اس وقت دنیا کی جہالت و گمراہی کی جو حالت تھی وہ محتاج بیان نہیں دنیا جانتی ہے ہر طرف شرک و کفر پھیلا ہوا تھا اور خاص شہر مکہ بت پرستی اور معصیت و سیاہ کاری کا اڈہ بنا ہوا تھا تہذیب و تمدن شائستگی اور اخلاق و روحانیت کا نام تک نہ تھا اور اہل عرب حیوانی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ان بگڑے ہوؤں کو بنانا ناچیز ذروں کو جواہر ریزوں میں تبدیل کرنا مس خام کو کندن بنانا اور حیوانوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنانا کچھ آسان کام اور معمولی بات نہ تھی بلکہ ایک ناممکن اور محال امر تھا اور کوہ سنگین سے جوئے شیر لانا تھا مگر آپ کی ان تھک کوششوں جوش عمل، ولولہ عزیمت عزم و استقلال اور سبق آموز قربانیوں نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ نپولین نے تو ایک بلند تخیل کا اظہار ہی کیا تھا کہ ناممکن کوئی چیز نہیں اور ڈکشنری سے ناممکن کا لفظ ہی نکال دینا چاہئے مگر محمد صلعم نے عملاً اس تخیل کو عملی جامہ پہنا دیا۔

آپ خدا کی طرف سے دنیا میں توحید کے حقیقی علمبردار بنکر آئے اور سب سے پہلے دنیا کے سامنے توحید کو پیش کیا کیونکہ اخلاقی و روحانی زندگی کی اصل اور اساس بنیاد یہی توحید ہے۔ بغیر اس کے نہ اخلاقی زندگی چمک سکتی ہے اور نہ روحانی کمال اور للہیت پیدا ہو سکتی ہے اور توحید ہی مادی اور روحانی ترقیات کا ذریعہ ہے آپ نے توحید کی مقبولیت اور اشاعت کے لئے ہر ایک قسم کی قربانی دی آپ کی راہ چونکہ دنیا کی راہ سے مختلف تھی اور آپ کا کام سخت مشکل اور کٹھن تھا مگر اس مناسبت سے آپ کو قربانیاں بھی بے نظیر دینی پڑیں آپ کی قربانیوں کا مختصر خاکہ ملاحظہ ہو۔

قربانیوں کو حسب ذیل اقسام پر منقسم کیا جاسکتا ہے (۱) آرام و آسائش کی قربانی (۲) عزت کی قربانی (۳) وجاہت کی قربانی (۴) جذبات

احساسات کی قربانی وطن کی قربانی مال اور جان کی قربانی غرضیکہ آپ کو سبھی دینی پڑیں۔

آرام و آسائش کی قربانی کے واقعات

حضور کو اپنے خدا داد مشن کو کامیاب بنانے کی خاطر ہر قسم کی تکلیف اور سختی برداشت کرنی پڑی اور آپ نے ہر قسم کے آرام و آسائش کو اپنے اوپر حرام کر لیا دن و رات کی تکالیف برداشت کیں لیکن آپ نے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ آنے دی اور تمام عمر بے آرامی اور تنگی میں گزاری حالانکہ اگر آپ چاہتے یا نعوذ باللہ آپ خدا کے فرستادہ نہ ہوتے تو شاہانہ زندگی بسر کر سکتے تھے۔

عتبہ بن ربیعہ قریش کی طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور کہتا ہے اے محمد تم کیا چاہتے ہو اگر مکہ کی ریاست چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا رئیس مان لینے کے لئے تیار ہیں اگر کسی بڑے گھرانے میں شادی کی خواہش ہے تو جس حسین و جمیل عورت سے چاہو شادی کر سکتے ہو اگر دولت چاہتے ہو تو دولت کے انبار تمہارے سامنے لگا دیئے جائیں غرض یہ سب کچھ مہیا کر سکتے ہیں اور اس بات پر بھی راضی ہیں کہ کل مکہ آپ کے زیر دستان ہو جائے مگر ہمارے معبودوں کو برا کہنے سے باز آجاؤ آپ نے یہ سنکر قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھیں ان میں سے ایک آیت یہ ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ۔

اے محمد کہدے کہ میں تمہارا جیسا آدمی ہوں البتہ مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک خدا ہے پس سیدھے اس کی طرف جاؤ اور اس سے معافی مانگو۔

آپ کا تمام خاندان بنو ہاشم تین سال شعب ابی طالب میں محصور رہا اور آپ کے سارے خاندان کا قریش نے مل کر بائیکاٹ کیا۔ خرید و فروخت ملنا جلنا اور رشتہ ناطہ سب بند کر دیئے حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں کہ میں دریافت حال کے لئے مکہ میں آیا مگر خوف کے مارے کسی سے آنحضرت کا پتہ نہ دریافت کر سکا اتفاقاً حضرت علی علیہ السلام مل گئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے مگر تین روز تک ان سے بھی پوچھنے کی ہمت و جرات نہ ہوئی آخر حضرت علی نے خود ہی دریافت کیا کہ تم کس غرض سے آئے ہو یہ سنکر حضرت علی آپ کو اپنے ہمراہ حضور کے پاس لے گئے اس بے امنی اور مصیبت و پریشانی کی حالت میں نہ صرف آپ ہی بے آرام تھے بلکہ آپکے صحابہ مثلاً حضرت بلال عمار بن یاسر اور صہیب رومی وغیرہ پر طرح طرح کے مظالم توڑے جاتے تھے حتیٰ کہ حضرت عثمان تک کا امن سے رہنا مشکل ہو گیا چنانچہ حضرت عثمان بعض دیگر صحابہ کے ساتھ حبش کو ہجرت کر گئے یہ دو تین واقعات صرف نمونتاً پیش کئے گئے ہیں ورنہ اس قسم کے بیشمار واقعات ہیں کہ آپ نے باوجود سامان عیش مہیا ہونے کے آخر عمر تک بے آرامی کی زندگی بسر کی۔

عزت کی قربانی کے واقعات

آپنے دین حق کی اشاعت کی خاطر ہر قسم کی ذلت و تحقیر برداشت کی مگر ایک قدم پیچھے نہ ہٹایا۔ آپ کو معاذ اللہ جادوگر اور پاگل کہا جاتا تھا طرح طرح کے ٹھٹھے اور مخول کئے جاتے تھے

[illegible] ایک دفعہ آپ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے ابوجہل کے اشارے سے عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھڑی لاکر آپ کی پشت مبارک پر رکھ دی اور سارے رؤسائے قریش جو وہاں موجود تھے آپ کا مخول اڑانے لگے اسی طرح اس نے ایک مرتبہ نماز کی حالت میں آپ کے گلے میں چادر ڈال کر اس زور سے کھینچا کہ حضور گھٹنوں کے بل گر پڑے۔

ایک مرتبہ آپ کسی راستے سے گزر رہے تھے کہ کسی بدبخت اور ظالم نے آپ کے سر مبارک پر خاک ڈال دی جب گھر تشریف لائے تو حضرت فاطمہ یہ حال دیکھ کر رونے لگیں اور آپ کا سر دھویا۔ جہاں کہیں میلہ یا کوئی مجمع ہوتا اور آپ دعوت اسلام کے لئے جاتے تو ساتھ ساتھ ابولہب جاتا اور یہ کہتا جاتا کہ اس کی بات کوئی مت سننا یہ بے دین اور جھوٹا ہے۔

طائف میں آپ تبلیغ دین کی غرض سے پہنچے تو کسی نے بھی آپ کی دعوت کو نہ سنا بلکہ تمسخر آمیز جواب دیئے خوب برا بھلا کہا گالیاں دیں پتھر مارے آپ کے پیچھے کتے لگا دیئے۔

حضرت ابوہریرہ کی والدہ جو کافرہ تھیں آپ کو گالیاں دیا کرتی تھیں اور بڑے بڑے شاعر مقرر تھے جو آپ کی ہجو کیا کرتے تھے۔

وجاہت کی قربانی

آپ اپنے خاندانی مرتبہ اور وجاہت کے لحاظ سے چوٹی کے شرفاء میں شمار ہوتے تھے اور آپ کا خاندان عرب کا نہایت ہی معزز اور باقتدار خاندان تھا مگر آپنے اپنے مشن کی ادائیگی میں ذاتی اور خاندانی وجاہت کو قربان کر دیا اور ساری قوم اور سارے ملک کو اپنا دشمن بنا لیا۔ آپ کی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم کو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں عتبہ و عتیبہ سے طلاق دلوا کر آپ کے خاندانی وجاہت پر حملہ کیا آپ کی صاحبزادی زینب کی شادی بعثت سے پہلے ابوالعاص بن ربیع سے ہوئی تھی مگر جب آپ نے ہجرت کی تو اس کے مشرک ہونے کی وجہ سے اپنی صاحبزادی کو ساتھ نہ لیجا سکے اور ان ظالموں کے پنجہ میں چھوڑ کر ذاتی وجاہت کی مطلق پرواہ نہ کی۔

آپ کی ازواج مطہرات کے رہنے کے گھر کچے تھے جن میں چراغ بھی نہیں جلا کرتے تھے اور ان کے پاس سوائے ایک ایک جوڑے کے اور کپڑا اور سامان نہ تھا مسجد قبا اور مسجد نبوی کے وقت آپ بھی خود مزدوری کرتے کسی سفر میں ہوتے اور رات کو ٹھیرنے کا اتفاق ہوتا تو سب کے ساتھ مل بانٹ کر کام کرتے آپ کی پوزیشن اور حیثیت میں کوئی ظاہری امتیاز اور فرق نہ تھا جوتے اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیتے دودھ خود دوہتے اپنا پھٹا پرانا کپڑا خود سی لیتے تھے حضرت فاطمہ آپ کی چہیتی بیٹی کے ہاتھ میں چکی پیستے پیستے گٹے پڑ گئے تھے اور ان کی شادی میں صرف ایک ایک بستر ایک مشک اور دو چکیاں میسر آئی تھیں وفات کے وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تین صاع جو میں گرو رکھی تھی اور جن کپڑوں میں آپ نے وفات پائی اس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔

جذبات و احساسات کی قربانی

اس کا مطلب یہ کہ اپنے جذبات [illegible]

[illegible]

[illegible] کے خلاف [illegible]

[illegible] مثالیں [illegible]

جب طائف کی تبلیغ میں آپ کو بدمعاشوں نے گالیاں دیں اور پتھر مارے لہو لہان کیا اور فرشتہ غیب نے پہاڑ الٹ کر ان پر گرا دینا چاہا تو آپ نے منع فرمایا کہ نہیں شاید ان کی نسل سے کوئی دین الٰہی کا پرستار پیدا ہو جائے۔

جنگ احد میں کافروں کے ہاتھ سے آپ کو سخت اذیت اور تکلیف پہنچی پیشانی مبارک لہو لہان ہو گئی اور دندان مبارک کو شہید کیا گیا آپ نے اس تکلیف پر بھی یہی فرمایا رب اغفر لقومی فانهم لا يعلمون اے رب اس قوم کو معاف کر یہ بے خبر ہیں کہ میں ایک دفعہ قحط پڑا ابو سفیان نے کہا کہ محمد تیری قوم ہلاک ہو رہی ہے آپ نے دعا کی خوب بارش ہوئی اور قحط دور ہو گیا۔

ابو حذیفہ بن الیمان اور ابو جبل دونوں صحابی جنگ بدر کے موقع پر مکہ سے آرہے تھے راستہ میں کافروں نے روکا کہ تم محمد کی مدد کرنے جا رہے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے ان کو جنگ میں شامل ہونے سے یہ کہکر روک دیا کہ جب تم ان سے جنگ میں شامل نہ ہونے کا عہد کر کے آئے ہو تو اس پر پابند رہو۔

قریش نے ابو رافع ایک غلام کو اپنا قاصد بنا کر آنحضرت کی خدمت میں بھیجا جب وہ مدینہ پہنچے تو مسلمان ہو گئے اور ان کا ارادہ ہوا کہ اب لوٹ کر نہ جائیں مگر حضور سرور عالم نے فرمایا کہ تم قاصد ہو اور قاصد کا روکنا عہد شکنی ہے اس لئے تم کو واپس جانا پڑے گا اگر تمہارا جی چاہے تو واپس آجانا غرض وہ لوٹ گئے۔ اور کچھ دنوں کے بعد دوبارہ حاضر خدمت ہو گئے۔

وطن کی قربانی

وطن کی محبت بھی انسان کے دل میں کچھ کم نہیں ہوتی مگر اس قربانی کا بھی آپ نے اعلیٰ ثبوت پیش کیا جب کافروں نے آپ کو حد سے زیادہ ستایا اور زندگی دو بھر کر دی اور طرح طرح کے مکر و فریب اور حیلوں سے قتل کے منصوبے ہونے لگے اور خدا کا حکم بھی آپہنچا تو آپ نے اپنا وطن عزیز چھوڑ کر بے وطنی کی زندگی اختیار کر لی حالانکہ مکہ آپ کو بہت ہی عزیز تھا ہجرت کے وقت آپ نے فرمایا کہ اے مکہ تو مجھے سب دنیا سے پیارا ہے مگر مکہ والے مجھے رہنے نہیں دیتے۔

مال و دولت کی قربانی

مال و دولت تو ایک ایسی عزیز از جان چیز ہے جو انسان کو دنیا کی تمام چیزوں سے محبوب اور پیاری ہے اس کی خاطر باپ بیٹے کی اور بیٹا باپ کی گردن اڑا دیتا ہے اور اسی کی وجہ سے دنیا فتنہ و فساد اور قتل و غارت کا گہوارہ بن رہی ہے مگر آنحضرت صلعم سلسلہ تبلیغ حق کے لئے مال و دولت کی عظیم الشان قربانی بخوشی گوارا کی۔

قریش نے آپ کے سامنے مال و دولت اور حکومت پیش کی مگر ان کو آپ نے ٹھکرا دیا جو کچھ آپ کی اہلیہ کی زندگی میں اور خدمتیں اس کو رضائی بیوگان غرباء مساکین اور مہمان نوازی میں صرف کر دیا تھا حتیٰ کہ آپ کی وفات کے وقت آپ کی اسلئے تو آپ دعا مانگا کرتے کہ اے اللہ مجھے مسکین ہی رکھ اور مسکینوں کے ساتھ میرا حشر کرنا آپ نے ہر قسم کے صدقہ خیرات کو اپنے اور اپنے خاندان پر

[illegible] ان [illegible] ساتھ ہو [illegible] دنیا [illegible] دنیا کے سارے [illegible] آپ ہرگز نہیں رہ سکتیں۔

جان کی قربانی

آپ کو تبلیغ حق کے کام میں کئی مرتبہ جان کے لالے پڑ گئے اور ہر وقت آپ کی جان خطرہ میں تھی اور ظاہر آپ کے بچنے کی کوئی امید نہیں تھی مگر باوجود اس اندیشہ کے کبھی ذرہ برابر خوف و ہراس کا اظہار نہ کیا اور بخوشی اپنے کام میں مشغول رہے۔

رؤسائے قریش میں سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، ابو سفیان، عاص بن ہشام، ابوجہل، ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل پر مشتمل ایک سفارت آپ کے چچا ابو طالب کے پاس آئی اور ان سے کہا کہ تمہارا بھتیجہ ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ کہتا ہے ہم کو احمق ٹھہراتا ہے اس لئے یا تو تم بیچ میں سے ہٹ جاؤ یعنی ان کی حفاظت و حمایت سے ہاتھ اٹھا لو یا تم بھی میدان میں آؤ تاکہ ایک ہی مرتبہ ہمارا فیصلہ ہو جائے اور روز روز کا جھگڑا ختم ہو ابو طالب نے جب دیکھا کہ یہ حالات نازک ہو گئی ہے قریش اب صبر و تحمل نہیں کریں گے اور میں تنہا مقابلہ نہیں کر سکتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جان عم مجھ پر اتنا بار نہ ڈالو جس کو میں اٹھا نہ سکوں آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لا کر دیدیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہیں آؤں گا خدا یا تو اس کام کو پورا کرے گا یا میں خود اس پر نثار ہو جاؤں گا۔

بارہا مشورے ہوئے کہ محمد کو قتل کر دیا جائے حضرت عمر آپ کی گردن اتارنے کی نیت سے آئے مگر مسلمان ہو گئے۔ غزوہ بدر کے بعد عمرو بن وہب کو مکہ سے آپ کے قتل کے لئے روانہ کیا گیا مگر وہ مسلمان ہو گیا۔ خیبر میں ایک یہودی عورت نے آپ کو زہر دیا۔ ایران کے بادشاہ خسرو پرویز نے آپ کے تبلیغی خطبہ پر ناراض ہو کر یمن کے گورنر کو فرمان بھیجا کہ اس مدعی نبوت کو پکڑ کر میرے پاس بھیجو۔ گورنر نے دو آدمی اس کام پر مامور کر کے مدینہ کو روانہ کئے انہوں نے آکر کہا کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں ورنہ ہمارا بادشاہ ایران تم کو اور تمہارے ملک کو تباہ کر دیگا آپ نے فرمایا کہ تم واپس چلے جاؤ اور اپنے مغرور بادشاہ سے کہو کہ اپنی خیر منائے اسلام کی حکومت انشاء اللہ پایۂ تخت ایران تک پہنچے گی۔

آپ ایک درخت کے نیچے اکیلے سو رہے تھے اور آپ کی تلوار اس درخت پر لٹک رہی تھی ایک بدو آیا اور وہ تلوار لیکر سر پر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے محمد اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائیگا آپ نے فرمایا اللہ پاک۔ مدینہ کے یہودیوں اور منافقین نے ملکر ایک خفیہ سازش کی کہ آپ کو کسی بہانہ سے بلا کر مار دیا جائے آپ جس دیوار کے سایہ میں کھڑے تھے وہاں ایک یہودی عمرو بن جحاش کو انہوں نے پہلے ہی سے متعین کر دیا تھا کہ وہ اوپر سے آپ کے اوپر پتھر گرا دے مگر بذریعہ وحی حضور کو اس کا علم ہو گیا اور آپ محفوظ رہے۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقصد اور مشن کی تبلیغ میں ہر قسم کی قربانی اعلیٰ ترین نمونہ پر بطیب خاطر برداشت کی اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ آپ کی زندگی اپنے واسطے نہیں تھی بلکہ خدا اور اس کی مخلوق کی خاطر تھی۔

اور اس طرح آپ نے دنیا کی ہدایت و ترقی کا سامان دنیا کے سامنے پیش کر دیا ؎

آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

آنحضرت صلعم دنیا کیلئے ایک کامل نمونہ ہیں

(از جناب مولوی سید عزیز الحق صاحب قادری)

حضور سرور کائنات نے جو تعلیم اور عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ دینی اور دنیاوی ترقیات کے ہر شعبہ میں کامل طور پر رہنمائی اور رہبری کرنے والا ہے اور تمام بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور مدارج ارتقاء پر فائز المرامی و شادکامی حضور صلعم کے اسوہ حسنہ کی تابعداری پر موقوف و منحصر ہے۔

اس مادی کائنات میں حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کی طرف سے کچھ غیر متبدل قوانین ہیں جن پر اشیاء عالم کا کمال منحصر ہے اشیاء عالم کا ان قوانین کی حدود میں . . . .

. . . .

. . . . معین رہنا اور صلاحیت جہاں کی عطا کی ہوئی فطرۃ میں ارتقاء ہونا ہی ان کی ترقی کا موجب ہے یعنی اس مادی دنیا کی ہر چیز کے لئے ایک فطرت اور قانون مقرر ہے اور اس چیز کا قیام و بقا اور ارتقا انہی قوانین مقررہ میں رہکر ہو سکتا ہے وہ قوانین تو محدود ہوتے ہیں مگر ان کی پابندی سے غیر محدود ترقیات کے دروازے کھل جاتے ہیں مثلاً دیکھئے کہ سورج اور چاند کی روشنی اور گرمی غیر متبدل ہے خود چاند اور سورج کی ساخت اور ان کے اجزا غیر متبدل ہیں لیکن نباتات و حیوانات کی غیر متناہی ترقی کا موجب بن رہی ہیں۔ آگ اور ہوا کے خواص محدود اور ان کے عمل کے لئے غیر متبدل قوانین ہیں مگر انسان ان ہی سے طرح طرح کی ترقیات کر رہا ہے اور نظام شمسی کے قائم رہنے کے لئے کشش ثقل کا قانون ہے جو اجرام فلکی کو اپنے اپنے مقام پر قائم کئے ہوئے ہے مگر یہی غیر متبدل قانون کائنات کے لئے لامحدود برکات کا موجب ہے اسی طرح شریعت عظمیٰ کے محدود اور غیر متبدل قوانین کی پابندی سے لامحدود برکات کے دروازے کھل جاتے ہیں کیونکہ یہ قوانین انسانیت کے قیام و بقا اور عروج و ارتقاء کے لئے خدا کی طرف سے مقرر ہیں اور اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم کا اسوہ حسنہ ہے جس پر چلکر روحانیات میں اخلاقیات میں سیاسیات میں تمدن و معاشرت میں اور تعلقات بین الاقوامی میں غیر متناہی ترقی ہو سکتی ہے آپ کی تعلیم انسانیت کے لئے غیر متناہی ترقیات کا دروازہ کھولتی ہے جو مخلوق کے لئے فیوض و برکات کا منبع ہے اور انسانی کمالات کے تمام شعبوں کو انتہا درجہ تک ترقی ہونے کا خدائی دستور العمل ہے

کائنات روحانی کا آفتاب

اگر اس مادی کائنات پر ظلمت کا پردہ پڑا رہے تو انسان کی زندگی ناممکن ہے اور مولیٰ کا یہ عظیم الشان ذخیرہ جو صرف انسان کی مختلف ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قدرت کی طرف سے رکھا گیا ہے اور جو انسان کو دعوت استفادہ دے رہا ہے آنکھوں سے اوجھل رہے سو مادی عالم کی ظلمت دور کرنے اشیاء عالم کی بقا اور عمل کے لئے اور ان کو حرارت و روشنی پہنچانے کے لئے آفتاب مقرر ہے جو ان ضرورتوں کو پورا کر رہا ہے آفتاب کی حرارت اور روشنی سے الگ ہو کر مادی کائنات کی کوئی چیز اپنے کمال کو نہیں پہنچ سکتی کیونکہ حیات و بقا اسی سے وابستہ ہے اسی طرح روحانی کائنات میں سید الانبیاء والاصفیا حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ علیہ الف الف التحیۃ والثناء کی ذات ستودہ صفات جامع جمیع کمالات معنوی و صوری ہے اور عالم انسانیت کی بقا اور کمال کا موجب ہے۔

انبیاء و رسل ذات باری کے مظاہر و ظلال ہوتے ہیں جو روحانی کائنات کو جلوہ گر کرنے کے لئے آتے ہیں مگر مادی کائنات کی طرح نبوت و رسالت کا ظہور بھی عالم موجودات کے اندر حسب ضرورت حسب اقتضائے زمانہ اور حسب عقول و افہام انسانی بتدریج ہوتا رہا جوں جوں طبائع انسانی انوار نبوت کی جلوہ گری کی متحمل ہوتی رہیں اور ان کے اندر پختگی و صلاحیت پیدا ہوتی رہی تمام انبیاء و رسل کے اندر ذات باری کے انوار جلوہ گر ہوتے رہے لیکن جب زمانہ ارتقائی منازل طے کر چکا اور عقول و افہام انسانی آفتاب نبوت کی ضیا پاشیوں کی متحمل ہونے کے قابل ہو گئیں تو حضرت فخر الاولین والآخرین افضل المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر انوار الہیہ ایسے کامل و اکمل اتم اور اعلیٰ طریقہ پر ظہور پذیر ہو گئے جس سے بڑھکر ممکن نہ تھا یعنی وہ تمام شرف و کمال جو ایک انسان کو بعد ذات احدیت مآب کے حاصل ہو سکتا ہے اس سے آپ کی ذات ستودہ صفات فیضیاب ہوئی آپ کی ذات مجمع الصفات و جامع الکمالات پر تمام انوار و برکات الٰہیہ تمام ترقیات و تجلیات الہیہ روحانیہ تمام اخلاق فاضلہ تمام خصائل محمودہ تمام اوصاف حسنہ اور وہ تمام مراتب و درجات عالیہ کہ جو اس سے بڑھکر انسانی قوی اس کے حصول سے قاصر ہیں حضرت ختمی مآب پر ختم ہو گئے اور باب نبوت قطعی طور پر مسدود ہو گیا اب اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عقول و افہام انسانی کو کمال سے زوال کی طرف لیجانا چاہتا ہے اور حضور ختمی مآب کی کامل و اکمل شریعت کی موجودگی میں کاذب نبی کے الہامات بالکل ایسے ہی ہوں گے جیسے ایک انسان کے جوان ہو جانے پر جبکہ وہ انواع و اقسام کی نعمتیں کھانے لگے تو اس کے سامنے حالت جنینی یعنی خون حیض کی غذا رکھی جائے اور اس کے بدن کے لئے بچپنے کے کپڑے دیئے جائیں۔

تو چونکہ آپ کی ذات اقدس پر تمام کمالات انسانی اور مراتب و درجات عالیہ ممکنہ ختم ہو گئے اور آپ نے ان کمالات سے دوسروں کو فیضیاب کرنے کیلئے صرف تعلیم ہی پیش نہیں کی بلکہ اس پر خود عمل پیرا ہو کر عملی نمونہ بھی چھوڑ دیا اور تعلیم کے دونوں پہلوؤں کو مکمل کر دیا لہٰذا آپ کا ختمی مرتبت ہونا ثابت کرتا ہے کہ اب انسان جو کچھ بھی روحانی و مادی کمال و ترقی حاصل کر سکتا ہے وہ آپ کے اسوہ حسنہ اور تعلیم کی روشنی میں اور صرف آپ ہی کی ذات دنیا کے لئے کامل و اکمل نمونہ ہے جس کی پیروی لامحدود ترقیات کا ذریعہ ہے۔

کامل انسان کی سیرت جانچنے کے معیار

یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے وہ

اور مستند عنوان کے مطابق ... کی تفصیل ... عقل کے نزدیک نہ عمل ہی پر محمول کیا جاسکتا ہے کیونکہ دنیا میں ... ہر زمانہ ... بیشمار مرد مجاہد مصلح ہادی اور بانیان مذاہب ہوئے ہیں جن کے متبعین قریب قریب ایسا ہی دعویٰ رکھتے ہیں اور انسانی نجات و فلاح اپنے اپنے بانیان مذہب کی سوانح حیات کی پیروی پر منحصر سمجھتے ہیں لہذا کوئی ایسا معیار اور بے لاگ ذریعہ ہونا چاہیئے جس سے ہم آزادانہ طور پر یہ فیصلہ کرسکیں کہ شارعین ادیان اور بانیان مذاہب کے سوانح اور سیرتوں میں سے کس کی سیرت انسانی سوسائٹی کے لئے ایک آئیڈیل زندگی کی صلاحیت رکھتی ہے اور کونسی انسانی سیرت دنیا کے لئے دائمی نمونہ بن سکتی ہے لہذا عقل کے نزدیک جو نمونہ تقلید بننے کے لئے منتخب کیا جائے اس لئے ضروری ہے کہ اس میں یہ چار باتیں پائی جائیں۔ تاریخیت، جامعیت، کاملیت اور عملیت یہ چار ذریعہ ہیں جن کو سامنے رکھکر ہم آسانی کے ساتھ یہ فیصلہ کرسکتے ہیں کہ کس شارع دین کی سیرت دائمی نمونہ بن سکتی ہے؟ تفصیل ملاحظہ ہو۔

پہلا ذریعہ تاریخیت

تاریخیت سے مراد یہ ہے کہ جس انسان کی زندگی کو قابل تقلید سمجھا جائے اس کے سوانح اور حالات تاریخ اور روایت کے لحاظ سے مستند اور یقینی ہوں۔ اس کی شخصیت اور زندگی روز روشن کی طرح عیاں ہو اور اس پر خوش فہم خیالوں مشتبہ افسانوں اور اوہام و قیاسات کے پردے پڑے ہوں۔ تاکہ ہر شخص کامل انسان کی سیرت کو صاف اور یقینی طور پر دیکھ سکے اس کے قابل عمل اور لائق پیروی ہونے کے متعلق بآسانی اندازہ لگا سکے اور استفادہ حاصل کرسکے نمونہ کی زندگی سے مقصود یہ ہے کہ لوگ عملی نمونہ کو دیکھکر اسی نمونہ پر اپنی زندگیوں کو ڈھالیں اور دینی و دنیوی امور میں اس کی پیروی کریں اب اگر سرے سے نمونہ کی زندگی پر پردے پڑے ہوئے ہوں تو نیز تاریخی و واقعی طور سے اس کے سوانح حیات معلوم نہ ہوسکیں تو لوگ کس چیز کی پیروی کریں اور اس کی تقلید کے لئے دنیا کو کیسے بلایا جاسکتا ہے۔

خیالی اور مشتبہ شخصیت کو خواہ کسی قدر موثر اور دلکش انداز میں پیش کیا جائے انسانی طبائع پر ہرگز ہرگز اس کا گہرا اور دیرپا اثر نہیں پڑ سکتا برخلاف اس کے تاریخی اور یقینی شخصیت کو طبیعتیں جلدی قبول کرلیتی ہیں غرض کامل انسان کی شخصیت اور سیرت کو روز روشن کی طرح عیاں ہونا چاہیئے اور ضروری ہے کہ اس کی سیرت تاریخی اسناد کے معیار پر پوری اترے۔

دوسرا ذریعہ جامعیت

اسوۂ حسنہ اور دنیا کے لئے کامل نمونہ بننے کے لئے دوسری شرط یا ذریعہ یہ ہے کہ وہ جامع جمیع امور معاش و معاد ہو یعنی انسان کو جن مراحل زندگی سے گذرنا پڑتا ہے جو جو واقعات و حالات اور ضروریات اس کارزار حیات میں پیش آتے ہیں اور تعلق باللہ اور تعلق بالدنیا کے ہر ہر شعبہ کے متعلق تعلیم موجود ہو کیونکہ اگر اس کی تعلیم صرف روحانی امور میں دستگیری کرتی تو مادی امور میں کسی اور ہادی کو تلاش کرنا پڑے گا اور اگر صرف مادی امور ... کی تعلیم مشتمل ہوگی تو روحانی امور کسی اور کی دستگیری کی [illegible]

ضرورت لاحق ہوگی اس لئے جامع تعلیم ہونا چاہئے۔ مذہب اور مذہبی زندگی یہی ہے کہ خدا اور بندوں اور باہم بندوں کے فرائض و واجبات بجالانا اور اگر کسی ہادی کی زندگی اور تعلیم میں صرف حقوق اللہ ہی لئے جائیں یہ راہبانہ زندگی ہے اور وہ انسان کی ہدایت اور رہنمائی نہیں کرسکتا کیونکہ صرف خدا کی عبادت کرنا اور ماسوا سے کوئی تعلق نہ رکھنا یہ کام صرف فرشتوں کا ہے اور فرشتہ انسان کی رہنمائی کے لئے منتخب نہیں کیا جاسکتا انسان عذر کرسکتے ہیں کہ یہ تو فرشتہ ہے انسانوں سے اس کو کیا تعلق اور اگر بانی مذہب کی زندگی میں صرف حقوق العباد ہی پائے جائیں تو پھر تو مذہب اور روحانیت کوئی چیز نہیں رہتی اور یہ مادیت ہے غرض نمونہ کی سیرت میں خدا اور بندوں کے تعلق کے متعلق اور گھر والوں رشتہ داروں پڑوسیوں اور شہریوں ملکیوں اور تمام بنی نوع انسان کے ساتھ برتاؤ تعلقات اور فرائض و واجبات کی تعلیم اور عملی نمونہ موجود ہونا چاہیئے اور اخلاق روحانیت تمدن و معاشرت اور سیاست وغیرہ تمام رنگ غالب اور نمایاں ہوں۔

تیسرا ذریعہ کاملیت

کسی سیرت کے دائمی نمونہ بننے کے لئے تیسری شرط یہ ہے کہ اس کی زندگی کے حالات اور تمام نقش و نگار اول سے لیکر آخر تک نگاہوں کے سامنے موجود ہوں زندگی کا کوئی جز ایسا نہو جو پردۂ راز اور گوشۂ گمنامی میں ہو اس کی زندگی کا کوئی حصہ آنکھوں سے اوجھل نہو اس کا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا گرد و پیش کے حالات روز و شب کا عمل اور تمام تعلقات و روابط کی پوری تفصیل اور وضاحت تاریخی اور یقینی حیثیت سے موجود ہو غرض زندگی کی کامل تصویر غیروں کی تنقید اور استفادہ و مادہ اپنوں کی تقلید کے لئے منظر عام پر ہو اور ان سب امور کا ہمیں بآسانی علم ہوسکے تاکہ ہر شخص معقول اور غیر جانبدارانہ رائے قائم کرسکے کیونکہ نمونہ اس لئے ہوتا ہے کہ دوسرے اس کی نقل کریں جس کے پورے اور مکمل حالات کا ہی ہمیں یقینی طور پر علم نہو تو روزمرہ کے کاروبار کے لئے کیسے نمونہ بنایا جاسکتا ہے۔

چوتھا ذریعہ عملیت

سب سے آخری معیار عملیت ہے عملیت سے مقصود یہ ہے کہ شارع دین اور بانی مذہب جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرے اس کے لئے خود ہی نمونہ اور مثال قائم کرجائے اس کی زندگی میں صرف چند خوش آیند خیالات اور اقوال ہی نہ پائے جاتے ہوں بلکہ اس کا قول و فعل مطابق ہو کیونکہ عملی نمونہ سے مقصد عملی جذبات کو برانگیختہ کرنا ہے نہ کہ صرف باتیں بنانا اگر کوئی شخص صرف میٹھا ہی میٹھا کہتا رہے تو یہ کہنے سے نہ خود اس کا منہ میٹھا ہوگا اور نہ دوسرے کا منہ میٹھا تو اس وقت ہوگا جب ترغیب دلانے والا خود کھاکر دکھائے تاکہ دوسرے بھی کھانے پر آمادہ ہو جائیں اگر کوئی شخص ساری عمر متعلقین پڑوسیوں شہریوں اور تمام مخلوق سے نیک سلوک اور عفو و کرم کی تعلیم دیتا رہے مگر خود تمام عمر کسی سے تعلقات نہ رکھے ہوں اور اخلاق فاضلہ کے اظہار اور عفو و کرم کا کبھی موقع نہ ملا ہو تو ایسے بانی شخص کی زندگی سے کیا سبق اور اثر لے سکتے ہیں۔

عمل کرانے کا سب سے بڑھکر موثر اور کامیاب ذریعہ عمل نمونہ ہے۔ بغیر عمل کے دوسروں سے عمل کرانے کی توقع رکھنا ایک امید موہوم اور عبث ہے الغرض اس دور عمل میں اگر کسی بانئی ہادی اور شارع دین کی زندگی کو بغیر عملیت کے دوسروں کے لئے نمونہ مان لیا جائے تو دنیا سے اچھے برے کی تمیز بھی اٹھ جائے۔ قوائے عملیہ پر تعطل اور جمود کی موت طاری ہو جائے اور دنیا محض ایک باتیں بنانے کی جگہ اور خیالی نقشہ بنجائے۔

یہ ہیں چار معیار جن کو سامنے رکھکر کسی ہادی کی نسبت یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ وہ دنیا کے لئے کامل نمونہ ہے۔ آیئے اب ان معیارات کی بنا پر دیکھیں کہ دنیا کا کونسا ہادی اس لائق ہے جس کی زندگی دوسروں کی فلاح و نجاح کا ذریعہ ہے اور دنیا کا ہادی اعظم کہا جاسکے۔

بانیان مذاہب میں سے کونسا ہادی ان معیارات پر پورا اترتا ہے

ان معیارات پر اگر کوئی پورا اترتا ہے تو وہ رہبر اعظم، جامع جمیع کمالات روحانیہ و مادیہ پیشوائے کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات مجمع الصفات ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ صرف رسول خدا صلعم کی حیات اقدس ہی اس لائق ہے کہ اس کو دنیا کے لئے کامل نمونہ کہا جاسکے اور غیر مذاہب والوں کو ہر زور چیلنج ہے کہ اگر ان میں کوئی دم خم ہے تو وہ آئیں اور اپنے اپنے ہادیوں کو ان معیاروں پر جانچیں اور ثابت کریں کہ ان کا ہادی ان پر پورا اترتا ہے اور مسلمانوں کا دعویٰ غلط ہے۔

سیرت نبوی کا تاریخی پہلو

سینکڑوں شارعین ادیان اور بانیان مذاہب میں سے صرف بانئے اسلام صلعم کو ہی تاریخی عظمت و وقعت حاصل ہے اور باقیوں کو نام کے سوا کوئی تاریخی اہمیت حاصل نہیں۔ نام اور مختصر حالات کے علاوہ کسی اور چیز کا ذکر تک نہیں تا ہم اگر کچھ حالات پائے بھی جاتے ہیں تو وہ محض قیاسات واوہام اور فسانوں کی حیثیت رکھتے ہیں جن سے یہ بھی یقینی طور پر معلوم نہیں ہوسکتا کہ وہ کس زمانہ، کس دور، کس صدی اور کس سال کے واقعات ہیں۔

ہندو سینکڑوں ہستیاں دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں مگر ان میں سے کسی رشی منی اور اوتار کو تاریخی عزت حاصل نہیں حتیٰ کہ ویدوں کے ملہم چاروں رشیوں کے متعلق خود ہندوؤں میں اختلاف ہے کہ ان سے کیا مراد ہے ویدک کہلانے والوں کی بھی ابھی تک تعیین نہیں ہوئی اگر فرضی وہ بھی رشی مانے بھی گئے ہیں تو ان کے حالات پر جہالت کے موٹے موٹے پردے پڑے ہوئے ہیں مسلمانوں کی دیکھا دیکھی اب قیاس سے زمانوں کی بھی تعیین کرنے لگے ہیں وہ بھی سیرت نبوی کی تاریخی عظمت دیکھتے ہوئے لیکن یورپین محققین تو ان کو تاریخ کا درجہ اور حیثیت ہی نہیں دیتے بلکہ کہتے ہیں کہ یہ فرضی داستانیں کبھی عالم وجود ہی میں نہ آئی تھیں۔

مجوسی مذہب کے بانی زرتشت جس کے متبعین کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے اس کی شخصیت ہی قدامت اور شک و شبہات کی تاریکی میں گم ہے چہ جائیکہ زندگی کے حالات معلوم ہو سکیں اس کی زندگی کے واقعات مسلسل اور قابل اعتماد نہیں حتیٰ کہ یورپین محققین کو اس کی شخصیت ہی سے انکار ہے۔

ایشیا کا قدیم اور وسیع مذہب بدھ ہے مگر اس کے بانی مہاتما کے زمانہ کی تعیین ہی نہیں دیگر حالات تو درکنار رہے اور اس کی زندگی میں سے کوئی چیز بھی قابل اعتبار نہیں سوائے مولد مسکن دعوی وغیرہ کے اسی طرح کنفیوشش کے حالات گمنامی میں ہیں۔

یہ تو تھا ایشیائی ہادیوں کا حال اب دیگر ملکوں کا حال ملاحظہ دیگر تمام انبیاء و رسل سوائے ان کے ناموں کے تاریخ نا آشنا موسیٰ علیہ السلام کو تاریخی حیثیت سے دیکھنے کا دنیا کے پاس کوئی ذریعہ ہی نہیں صرف توراۃ سے کچھ کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں اور توراۃ کا حال یہ ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صدہا سال بعد عالم وجود میں آئی اس پر مزید تاریکی اور اندھیر یہ کہ توراۃ میں بھی جو حالات ہیں وہ متضاد اور مخالف ہیں بھلا ایسی حالت میں اس کو تاریخی عزت کیسے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بانئے اسلام صلعم سے قریب العہد ہیں کے حالات بھی در پردہ راز ہیں، اناجیل مروجہ ان کے بعد مرتب ہوئیں اور پھر خود ان کے مولفین کے زمانہ اور شخصیت کی تعیین میں عیسائیوں میں اختلاف ہے حتیٰ کہ ان اختلافات کو دیکھکر بعض نقادوں نے ان کے وجود ہی سے انکار کر دیا ہے۔

محمد عربی صلعم کا تاریخی شرف

یہ تاریخی شرف و فضیلت صرف حضور سرور کائنات کے ہی حصہ میں آئی ہے کہ آپ کی شخصیت اور حالات زندگی روز روشن کی طرح عیاں اور آفتاب کی طرح درخشاں ہیں جس کی تابانی اور درخشانی سے غیروں کی آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں اور دیگر ہادیوں کے تاریخی قمقموں کی روشنی پر آفتاب سیرت نبوی کی روشنی غالب آجاتی ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جس قدر اہتمام اور کثرت کے ساتھ مورخین اور اہل قلم نے فخر موجودات صلعم کی حیات طیبہ پر تنقید اور روشنی ڈالی ہے کوئی نبی، کوئی رسول، کوئی ہادی اور کوئی ریفارمر اس میں شریک و سہیم نہیں ہوسکتا بانئی اسلام صلعم کا وہ تاریخی امتیاز ہے کہ مسلمانان عالم کا سر غرور ہمیشہ فخر کے ساتھ آسمان پر رہیگا۔

سیرت نبوی کی جامعیت

دنیا کے بانیان مذاہب کے سوانح حیات تو شک و شبہ کے پردوں میں مستور ہیں اگر کوئی ہستی اس کلیہ سے مستثنیٰ ہوسکتی ہے تو وہ صرف بانئے اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور یہ صرف آپ کے حلقہ بگوشان ہی کا دعویٰ نہیں بلکہ اعدائے اسلام بھی اس حقیقت باہرہ کے اعتراف پر مجبور ہیں کہ آنحضرت کا قول و فعل اور کل امور پیدائش تا وفات ایسا نظر نہیں آتا جسکے سوانح نگاروں، مورخین اور نقادوں نے سپرد قلم نہ کیا ہو

[illegible] نہیں لدھاسیت کے ساتھ سیرت [illegible]
[illegible] اسلام کی [illegible] میں ایک [illegible]
[illegible] کے ساتھ منظر عام پر موجود ہے اور [illegible]
[illegible] آپ کے بارے کچھ نہیں لیا جا سکتا۔

دنیا کے بانیان مذاہب

گوتم بدھ کی نسبت تاریخ صرف اتنا بتلاتی ہے کہ وہ نیپال کے کسی ایک راجہ کا لڑکا تھا چند مصیبت زدہ انسانوں کو دیکھ کر ان کی [illegible] سے متاثر ہو کر گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں نکل گیا معلوم نہیں کتنے عرصہ [illegible] بعد ایک انکشاف حقیقت کا دعویٰ کیا اور پھر اس دنیا سے رخصت ہو گئے [illegible] صرف مولد و مسکن کی بابت نہایت اجمالی طور پر ایک مختصر سا خاکہ موجود [illegible] اور باقی زندگی کے بڑے بڑے اہم واقعات پر پردہ پڑا ہوا ہے کیا [illegible] دنیا دار ایسی حالت میں آپ کی زندگی سے کوئی اخلاقی تمدنی اور سیاسی [illegible] سیکھ سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ سیاسی روحانیت کے باقی زندگی کے [illegible] شعبوں میں کسی اور کی طرف رجوع کرنا پڑے گا یعنی [illegible] کا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی مگر اس [illegible] [illegible] میں صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے فرعون کے یہاں [illegible] پائی [illegible] ان ہونے کے بعد ایک قبطی کے مظالم کے خلاف ایک اسرائیلی کی مدد [illegible] تے ہوئے اسے جان سے مار دیتے ہیں اور مصر سے بھاگ کر مدین چلے [illegible] تے ہیں یہاں حضرت شعیب کے یہاں بکریاں چراتے ہیں اور پیغمبر بنائے [illegible] جاتے ہیں پھر مصر واپس چلتے ہیں اور راستے میں پیغمبری مل جاتی ہے فرعون [illegible] پاس پہنچ کر معجزات دکھاتے ہیں اور بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ [illegible] تے ہیں مگر وہ سرکشی اور نافرمانی سے پیش آتا ہے بالآخر خدا کے حکم سے فرعون [illegible] ئے نیل میں غرق ہوتا ہے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر کنعان [illegible] [illegible] جاتے ہیں وہاں کے باشندوں سے لڑائیاں پیش آتی ہیں اور پھر ایک [illegible] [illegible] پر آپ وفات پا جاتے ہیں یہ ہے آپ کی ساری زندگی کا خلاصہ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل کے بیان کے مطابق ۳۳ سالہ زندگی [illegible] سے صرف ۳ سال کی زندگی کے صرف موٹے موٹے چند واقعات [illegible] [illegible] ہیں اور ۳۰ سالہ زندگی کے متعلق کچھ پتہ نہیں غرض سیرت نبوی کی [illegible] [illegible] مقابلہ میں بھی کسی بانئ مذہب کی سیرت نہیں لائی جا سکتی اور اس معیار [illegible] صرف آپ ہی کی ذات پوری اترتی ہے۔

سیرت نبوی کی کاملیت

دیگر بانیان مذاہب کی سیرتیں اول تو خود ہی ناقص اور ادھوری [illegible] [illegible] کیونکہ ان کو زندگیوں میں موقعہ ہی نہیں ملا کہ کامل زندگی کے نمونے چھوڑتے [illegible] [illegible] سرے نامکمل صورت میں ہیں جن کا ثبوت مذکورہ بالا تفصیلات میں موجود ہے [illegible] گوتم بدھ کی زندگی عیالدار اور دنیا دار کے لیے نمونہ نہیں بن سکتی کیونکہ ان [illegible] زندگی حقوق العباد سے خالی ہے صرف تارک الدنیا ہی لوگ کچھ حاصل کر لیں [illegible] [illegible] اسی طرح زرتشت کے ان مراحل زندگی سے گذرنے کی تفصیل موجود [illegible] [illegible] [illegible] سے لینا ان دونوں بزرگوں کی سیرت کی نسبت

[illegible]

حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی سیرت [illegible] کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے [illegible] کے طور طریق کا کچھ پتہ نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی [illegible] تعلقات و روابط سے یکسر خالی ہے غرض کسی بادشاہ اور بانی مذہب کی زندگی کی نسبت کاملیت کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا اس معیار پر بھی حضور انور صلعم ہی پورے اترتے ہیں۔

آپ کے بچپن کے اخلاق و عادات کی گواہیاں موجود ہیں شباب کا پاکیزہ زمانہ اپنی قدوسی ..... شان کے ساتھ درخشاں ہے آپ کے دن کے اشغال اور رات کی زندگی باریک اور نازک تفصیل کے ساتھ دعوت نقد و نظر دے رہی ہے آپ کے روز و شب کا ملاحظہ آج نہایت صفائی کے ساتھ ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے اور آپ کی مبارک زندگی ایسی صفائی سے نظر آ رہی ہے کہ باوجود چودہ سو سال گذرنے کے گویا ہم حضور [illegible] آپ کی زندگی کے حالات کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔

عجیب شان خداوندی ہے کہ ۲۳ سال کے مختصر عرصہ میں آپ نے زندگی کے ہر شعبہ میں نوع انسان کے لئے ایک کامل نمونہ پیش فرما دیا کوئی خلق انسانی ایسا نہیں جس کے ظاہر کرنے کا آپ کو پورا پورا موقعہ نہ ملا ہو ایک نہایت قلیل عرصہ میں اپنی زندگی کے ہر پہلو کے لئے انسانوں کے ہر ایک طبقہ کے لئے ایک پاکیزہ اور کامل نمونہ دنیا کی رہبری کے لئے چھوڑ دیا۔

سیرت نبوی کا مختصر خاکہ

آپ یتیم پیدا ہوئے تھے بچپن ہی سے آپ میں [illegible] خودداری عزت نفس شرم و حیا اور وقار و بردباری وغیرہ [illegible] تھے لیکن معاشرہ میں آپ کو مزدوری تک سے عار نہ تھا آپ نے بکریاں چرائیں اور تجارت بھی کی امانت دیانت راستبازی وعدہ کی پابندی اور صفائی معاملہ کی وجہ سے اس قدر عزت و شہرت حاصل کی کہ دشمنوں تک سے صادق اور امین کا خطاب حاصل کر لیا۔

آپ ایک ایسی ذلیل اور بدترین قوم میں پیدا ہوئے تھے جو اخلاقی دیمک کا شکار تھی بت پرستی شراب نوشی قمار بازی زناکاری لوٹ مار قتل و غارت اور طرح طرح کی بدکاریوں میں مبتلا تھی لیکن آپ ہر قسم کے عیب اور برائی سے پاک و صاف رہے جو معجزہ سے کم نہیں ۲۵ سال تک آپ مجرد رہے لیکن یہ زمانہ نہایت عفت و پاکبازی کے ساتھ گذرا اس کے بعد ۴۰ سالہ بیوی سے شادی کی اور ۵۰ سال کی عمر تک انہی سے نہایت وفاداری اور سلوک سے نباہ کیا۔

آپ ہر قسم کے پسندیدہ خلق سے متصف تھے اور آپ کا چال چلن اپنے اور غیروں سے برتاؤ و سلوک ایسا پاکیزہ اور دلکش تھا کہ ہر شخص آپ کا گرویدہ تھا حتیٰ کہ وحوش و طیور تک بھی جنہوں نے آپ کو سخت اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائیں اور جو آپ کے جانی دشمن تھے باوجود انتہائی مخالفت اور نفرت کے ان کو [illegible] آپ کی تکذیب تو نہیں کر سکتے کیونکہ آپ کی پاکیزہ اور مقدس زندگی کو دیکھتے ہوئے کسی خلاف واقعہ بات کا صدور محال ہے لیکن ہم آپ کے لائے ہوئے دین کو بھی نہیں مان سکتے۔

بنی نوع انسان کی ہمدردی غریبوں اور بیکسوں کی دستگیری، بزرگوں کی فرمانبرداری اور صلہ رحمی اور چھوٹوں پر شفقت کا مادہ شروع ہی سے آپ میں بدرجہ اتم موجود تھا۔

دعویٰ نبوت کے بعد آپ کو سخت شدائد و تکالیف کا سامنا ہوا۔ انتہائی ظلم و ستم برداشت کرنا پڑا یہاں تک کہ جان کے لالے پڑ گئے تھے اور آپ کی زندگی ہر وقت خطرہ میں تھی مگر یہ زمانہ آپ نے نہایت صبر و استقامت سے گذارا اور پیغام الٰہی کو پہنچانے میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کی جب تکلیفوں اور زحمتوں کی انتہا ہو گئی تو خدا کے حکم سے آپ کو گھر بار کنبہ قبیلہ اور پیارا وطن چھوڑنا پڑا۔ مدینہ میں پہنچ کر آپ نے تنظیم ملت کی تمدن و معاشرت کے اعلیٰ نمونے قائم کئے غیر مذاہب اور ممالک والوں سے تعلقات و روابط قائم کئے عہود و مواثیق کئے اور ان کو نباہا شاہانہ زندگی میں فقیری کے نمونے قائم کئے اور سیاسیات کی اعلیٰ تعلیم اور عملی نمونہ چھوڑا جب کچھ عرصہ کے بعد آپ فاتحانہ ... مکہ میں داخل ہوئے تو ان جانی دشمنوں کو جنہوں

پر پورا اترتا ہی

اعظم جامع جمیع کمالات ... کامل مختار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات مجمع الصفات ہے ہمارا ...

نے آپ کو طرح طرح کی ذہنیتیں پہنچائی تھیں بالکل اتار ... ثبوت دے دیا ... حق اور دین ... لطف و کرم اور رحمۃ للعالمین ہونے کا ثبوت دیا ... کو کامل اور عالمگیر رنگ میں بیان۔ اعتقادات عبادات اور دیگر اعمال کو کامل اور عالمگیر رنگ میں ... عبادت کو ایک مستقل چیز سمجھا جاتا تھا اس ... کیا عبادات کا فلسفہ بتایا عبادت کو ... اسے حکمت بتایا عبادت میں مساوات کا وہ دلپذیر اور ... کی وجہ بیان کر کے ... نقشہ پیش کیا جس پر آج دنیا کی نگاہیں حیرانی سے پڑ رہی ہیں آپ نے فرمایا کہ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب شاہ ہو یا گدا اور عالم ہو یا جاہل بندگی میں خدا کے سامنے سب یکساں ہیں دنیوی فرق اور مراتب عبودیت کو ... عبادت میں تشدد اور افراط تفریط کو ہٹا کر آسان ... کھول کھول کر بیان کر دیا عبادات میں ... پیدا کیں اور ہر طرح اصلاح کی۔

مجلسی اور معاشرتی قوانین

حق العباد میں ... اصلاحیں کیں معاشرتی زندگی کو اعلیٰ اصولوں پر قائم کیا۔ اقربا رشتہ داروں پڑوسیوں اور عام انسانوں کے حقوق قائم کئے۔ ... قومی اور ملکی امتیازات و تفرقات کو مٹا کر اخوت اسلامی کی تعلیم دی اتحاد و اتفاق پر زور دیا اور تمام بنی نوع انسان کو ایک رشتہ میں منسلک ہو جانے کی تاکید کی تمام انسانوں سے نیک سلوک اور رواداری کی تعلیم دی اور ان کی حفاظت و نگہداشت کا خاص اہتمام کیا۔

تمدن و سیاست

آپ نے سلطنت و حکومت بھی کی اور بادشاہی و فرمانروائی کے تمام لوازم میسر آئے اور سلطنت کو اچھی طرح نباہا دشمن قبائل کو زیر کیا۔ غیر قوموں سے تعلقات و روابط قائم کئے زمانہ جنگ اور امن کے متعلق علیحدہ علیحدہ قوانین بنائے جنگیں کیں فوجداری کے وہ اصول و ضوابط قائم کئے جو عالمگیر تھے جنگوں کی ضرورت و مدافعت کے سامان ... کئے ... اور جنگی تبدیلیاں مفتوحہ ممالک ... انہوں اقوام و ممالک سے سلوک و معاہدے ... غرض ہر رنگ کی ہدایتیں آپ نے دین اور سیاست ...

... تمدن تجارت بیع و شرا اور تجارتی کاروبار کے متعلق ہدایات ... سے سلوک برتاؤ کے متعلق غرض دنیا کے ساتھ ہر پہلو ... دو جہان کے وہ اعلیٰ اصول پیش فرمائے جن سے بہتر کوئی ... دنیا پیش نہیں کر سکتی اور نہ قیامت تک پیش کر سکے گی غرض ... کے تمام پہلوؤں میں معمولی معمولی باتوں کے متعلق احکام دیا ... اس لئے بڑھ کر سیرت نبوی کی کاملیت اور کیا ہو گی صرف آپ کی ذات ... کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ آپ مذہبی ہادی اور رہنما اخلاقی و اعلیٰ سوشل ریفارمر، بادشاہ، کمانڈر انچیف، سپہ سالار، شارع، مقنن، قوانین کا اجرا کرنے والے، جج اور مجسٹریٹ اور سیاسی و پولیٹکل مہمات کے پورا کرنے والے تھے۔

سیرت نبوی کی عملیت

عملیت سے مقصود یہ ہے کہ بانی مذہب نے جو تعلیم پیش کی اس پر ... عمل کر کے بھی دکھا دیا یا نہیں اور تعلیم اس قابل بھی ہے کہ اس پر ہر زمانہ ... حضرت عیسیٰ علیہ ... مخصوص دائمی ضروریات و مقتضیات کو مدنظر رکھتے ... میں اور ہر استعداد کا مرد ہو ... بالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دنیا ... ہوئے عمل پیدا ہو سکے حضور ... کے ماننے والوں کو بھی دکھلا دیا اس پر ہر زمانہ میں ہر شخص ... کے سامنے پیش کی اس پر خود عمل کر کے بھی کہ ان ... پر عمل کر کے دنیا کو دکھا دیا اور ہر ... عمل کر سکتا ہے آپ کے صحابہ نے پورے طور پر عمل کر دیا ... عمل کر کے دکھا رہے ہیں ... دعوے پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور آج بھی مسلمان ... امتیاز حاصل نہیں اور ... برخلاف دیگر بانیان مذاہب کے کہ انہیں یہ شرف ... مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو تعلیم پیش کی اس پر کامل طور پر عمل کر کے نہیں دکھایا ... اسلام کی تعلیم ہی کو لیجئے آپ فرماتے ہیں ... تا باقی اپنے دشمن کو پیار کرو ... اپنے خدا کو اپنی ساری جان و مال سے پیار کر ... جو تیرے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی سامنے ... کر دے جو تجھ کو ... اگر کوئی ... ایک میل بیگار میں لیجائے تو اس کے ساتھ دو میل چلا جا ... تو تو کرتہ بھی اتار کر دیدے تو اپنے تمام مال و اسباب کو خدا کی راہ میں دیدے ... مالدار کا ... تو اپنے بھائی کو ستر دفعہ معاف کر ... آسمان کی بادشاہت میں ... ہونا مشکل ہے۔

کیا یہ تعلیم اپنے ساتھ عملی تصدیق رکھتی ہے اور آج اس پر عمل ہو سکتا ہے ... ہرگز نہیں خود اس کے متبعین قولاً و عملاً ثابت کر رہے ہیں کہ یہ تعلیم ناقابل عمل اور خلاف فطرت ہے ... عیسائیوں کو اس قدر تحمل و بردباری ... کی تعلیم دیکھئے ہے ان کا عمل ساری دنیا جانتی ہے آج دنیا کی کوئی قوم نہیں جو عیسائی سے بڑھ کر ... ظالم ... سیرت ... نہ ہو کوئی خطہ زمین ... نہیں جو اپنے مفاد کے لئے نہ روندا ... گیا ہو انہوں نے دنیا کو ایک جہنم بنا رکھا ہے اور دنیائے امن و چین اور عیش و آرام کو اپنے عیش و آرام کے لئے حرام کر رکھا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت افراط و تشدد لئے ہوئے ہے ... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں تفریط کی ... شریعتوں کا افراط و تفریط نا قابل عمل ہے ...

کیا [illegible] اور عالمگیر [illegible]

[illegible] سامد [illegible] ہے [illegible] دعوے [illegible]

(۱) اے پرمیشور! جن آپ آگ کے لئے ہوئے پدارتھ (اشیاء) زمین کے لئے [illegible] رنگ کے [illegible] سانپ وغیرہ کو آکاش و زمین کے درمیان کھیلنے کے لئے اور پانی سے ناچنے والے نٹ وغیرہ کو پیدا کیجئے (یجروید تفسیر دیانند)

جو راجہ لذات نفسانی سے پیدا ہونے دس علامات جن میں پھنستا ہے وہ رہنمعنی حکومت و دولت وغیرہ سے محروم ہو جاتا ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۶۲)

(۱۰) اے جگدیش! جن آپ ناچنے کے لئے کشتری سے براہمن پیدا ہو سوت [illegible] کو گانے کے لئے اور نٹ کو دہرم کی حفاظت کے لئے پیدا کیجئے (یجروید تفسیر دیانند)

اے پرمیشور! جن آپ بین بجانے والے [illegible] اور تو تالی باجہ بجانے والے ان سب کو ناچنے کے لئے اور آنند (سرور) کے لئے تالی وغیرہ بجانیوالے کو پیدا و ظاہر کیجئے (یجروید تفسیر سوامی دیانند)

علاوہ ازیں قدامت روح و مادہ، نیوگ، جون چکر، جوگ کی تفصیلات اور دہرم شاستر کے احکامات و روایات مشہور و معروف ہیں۔

مگر ہم انہیں کو رہبار کرنا مناسب نہیں سمجھتے ناظرین خود اندازہ لگا لیں اور اپنی رائے قائم کر لیں۔

کیا اسلام کی بھی کوئی ایسی تعلیم اور حکم پیش کیا جا سکتا ہے جو قابل نفرت ہو حضور صلعم نے عمل شان نہ قائم کی ہو اور آپ کے صحابہ نے اس کی تصدیق نہ کی ہو۔

[illegible] ایک کامل نمونہ ہیں تمام انسانوں کی قیامت تک کے لئے دینی و دنیاوی فلاح [illegible] صرف آپ ہی کا [illegible] پر منحصر ہے [illegible] کا یہ غرض [illegible] آپ کی سیرت پاک [illegible] استقامت کی پیروی کریں اور [illegible] اخلاق و روحانیت سے اپنا [illegible] بگاڑ دیں نہ لیں

دیگر بانیان مذاہب ان معیاروں پر کیوں نہیں پورے اترتے

ہم نے سیرت نبوی کی جامعیت وغیرہ کی نسبت جو کچھ لکھا ہے وہ اس لئے کہ ہم کسی بانی مذہب اور ہادی کی تردید و تکذیب کریں کیونکہ ہم تمام انبیاء و رسل کا احترام و ادب کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور دل سے یقین رکھتے ہیں کہ تمام انبیاء و رسل سچے اور خدا کے برگزیدہ تھے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے اس تحریر سے مقصد صرف یہ دکھانا ہے کہ حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کو کیوں انسانی کامل سیرت ہونے کی حیثیت سے [illegible] دیگر انبیاء کو اس لئے شرف حاصل نہیں ہوا کہ ان کی شریعتیں جامع اور آخری نہ تھیں اور ان کی سیرتوں کا مقصد ایک خاص قوم کو ایک خاص زمانہ تک نمونہ دینا تھا یہی وجہ ہے کہ ان کی شرائع اور سیرتوں کی حفاظت و [illegible] خود قدرت ہی کو منظور نہ تھی یعنی ان کو محفوظ رکھنے کا خدا کی طرف سے کوئی خاص سامان نہ تھا اور چونکہ آنحضرت [illegible] تمام دنیا کی قوموں کے کامل نمونہ ہیں اس لئے آپ کی شریعت اور سیرت [illegible] کا خدا ہی کی طرف سے اہتمام و انتظام منظور تھا اس لئے [illegible] بانیان مذہب کا [illegible] دعا ہے کہ اللہ پاک مسلمانوں اور غیر مسلموں کو توفیق دے کہ وہ رسول [illegible]

معلم الاطفال

اس وقت اردو کی حفاظت ہر مسلمان کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جس قدر اسلام کی کیونکہ اگر آج خدانخواستہ برادران وطن اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوگئے جو وہ اردو کو نیست و نابود کرنے کے لئے کر رہے ہیں تو پھر مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت جو مذہب سے اردو ہی کے واسطے سے واقف ہے قطعاً اسلامی تعلیم سے علیحدہ ہو جائے گی۔ لیکن اردو کی حفاظت صرف اسی صورت سے ہو سکتی ہے کہ اردو رسم الخط کی ان مشکلات کو دور کر دیا جائے جو ابتدائی اردو پڑھنے والے کو پیش آتی ہیں مولانا مولوی محمد عبد الهادی خاں صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل شاہجہانپوری پروفیسر اردو کرسچن کالج دہلی مستحق صد آفرین و تحسین ہیں کہ انہوں نے اس مرحلہ کو ایک اردو قاعدہ بنام معلم الاطفال لکھ کر بڑی حد تک آسان کر دیا ہے اس قاعدہ کی مفصل خوبیاں تو خود ملاحظہ ہی سے معلوم ہوں گی اجمالاً یہ بتایا جا سکتا ہے کہ آپ نے الفاظ کے [illegible] کر کے بچہ کو اردو الفاظ کی ترکیب سے روشناس کرا دینے کی بہت کامیاب کوشش کی ہے:

(۱) حروف کی تقسیم موجودہ ترتیب کے مطابق نہیں بلکہ تعداد حرکات کے اعتبار سے کی ہے (۲) لفظوں کی تقسیم تعداد حروف کے اعتبار سے نہیں بلکہ تعداد حرکات کے اعتبار سے کی ہے (۳) تمام قاعدہ بھر میں کوئی مہمل لفظ نہیں کیونکہ اس سے بچہ کو حروف کے جوڑنے میں کوئی اندازہ نہیں ہوتا۔ (۴) کوئی ایسی بات اور لفظ نہیں بتایا ہے جو اصول اور ضابطہ کے ماتحت نہ ہو (۵) ہر نئی بات بتاتے ہوئے اس کثرت سے مثالیں دی ہیں کہ بچہ کے دل پر نقش ہو جاتی ہے (۶) لکھائی چھپائی کاغذ سب نہایت اعلیٰ ہے اور قاعدہ [illegible] صفحات پر ختم ہوا ہے (۷) اس سب کے باوجود قیمت صرف ۲/ ہے۔
ایک روپیہ کے دس اگر ایک قاعدہ منگانا ہو تو کسی کتاب کے ساتھ منگائیے۔

پتہ: منیجر [illegible] پریس دہلی

قرآن و حدیث کی پیشین گوئیاں

[illegible]

پیشین گوئی خواہ اپنے اندر خود کوئی اہمیت نہ رکھتی ہو مگر جب وہ پوری ہو جاتی ہے تو یقیناً اس کے اندر اہمیت پیدا ہو جاتی ہے خصوصاً جب کوئی شخص متعدد پیشین گوئیاں کرے اور وہ سب پوری ہو جائیں تو یقیناً ہم اس [illegible] پہنچیں گے اور یہ نتیجہ پر مجبور ہوں گے کہ یا تو اس شخص کے اندر کوئی غیر معمولی روحانی قوت ہے جو غیب کے اسرار اس پر منکشف ہو جاتے ہیں یا پھر تائید ایزدی اس کے ساتھ شامل حال ہے جو اس کو اسرار غیب سے مطلع کر دیتی ہے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ یہ تو نہیں ہے کہ آپ عالم الغیب تھے مگر یہ عقیدہ ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو بہت سے غیب کے اسرار سے آگاہ کر دیا تھا اور اگرچہ اس قسم کی آگاہی اولیاء اللہ کو بھی ہوتی [illegible] ہے مگر انبیاء علیہم السلام کا علم یقینی ہوتا ہے کیونکہ بلا واسطہ اس کا [illegible] ہوتا ہے ان [illegible] سے اس امر کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ پیشین گوئی کرنے والا مویدمن اللہ ہے اور یہ کہ اس کی دیگر تمام باتیں بھی وحی و الہام کے سرچشمہ سے نکلتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پیشین گوئیوں پر منحصر نہیں ہے اور کسی نبی کی صداقت کا معیار پیشین گوئیاں نہیں ہو سکتیں کیونکہ [illegible] گوئیاں نبی کے علاوہ بعض اوقات دوسرے لوگ بھی کر سکتے ہیں اور [illegible] ثابت ہو سکتی ہیں ایک ماہر سیاست ..... کے متعلق بھی پیشین گوئی کر سکتا ہے کہ فلاں سن میں فلاں فلاں ملکوں کے درمیان جنگ ہوگی [illegible] ہو سکتی ہے اس طرح ہر ایک پیشہ کا ماہر اپنے پیشہ کے متعلق پیشین گوئی کر سکتا ہے یہاں تک کہ نجومی بھی پیشین گوئی کر سکتا ہے [illegible] مگر یہ سب پیشین گوئیاں [illegible] ہوں گی مگر انبیاء کی پیشین گوئیاں محض [illegible] الہام پر مبنی ہوتی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں کے متعلق تو کوئی شخص [illegible] قیاس لگا ہی نہیں سکتا کیونکہ آپ ایک امی تھے [illegible] آپ کی زبان سے جو کچھ نکلا وہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کے مصداق تھے۔

ہم یہ پیشین گوئیاں صرف اس وجہ سے لکھ رہے ہیں کہ اکثر عیسائی پادری یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ آنحضرت نے کوئی پیشین گوئی نہیں کی چونکہ ان کے نزدیک نبوت و رسالت کا یہ بھی ایک جزو ہے اس لئے چند پیشین گوئیاں جو قرآن و حدیث میں کی گئی تھیں اور پوری ہوئیں اور آنحضرت نے کیں اور وہ بھی پوری ہوئیں اور ان کا ثبوت تاریخ و سیر میں موجود ہے لکھتے ہیں۔

پہلی پیشنگوئی

قرآن حکیم [illegible] پیشین گوئی یہ کی کہ آج جو لوگ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں اور اسلام کی دشمنی میں اپنا [illegible] باوجود اس قدر سخت عداوت و دشمنی کے ایک وقت آئیگا کہ یہی لوگ [illegible] آنحضرت کے جاں نثار بن جائیں گے چنانچہ قرآن میں ارشاد ہوا ہے ولتعلمن نباہ بعد حین [illegible] بعد میں جان لیں گے۔

اہل مکہ اور قریش کی عداوت و دشمنی کو دیکھتے ہوئے کون کہہ سکتا تھا کہ یہ لوگ جو اس قدر اسلام اور داعی اسلام کے دشمن ہیں کبھی اسلام لا سکتے اور آنحضرت کے فدائی بن سکتے ہیں مگر دنیا اس حقیقت سے واقف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ہی میں یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی اور تمام اہل مکہ قریش بلکہ جملہ قبائل عرب ۲۳ سال کی قلیل مدت میں مسلمان ہو کر آپ کے فدائی بن گئے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا

دوسری پیشین گوئی

اسی قسم کی دوسری پیشین گوئی دوسری جگہ قرآن میں کی گئی ہے ارشاد باری ہے سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انه الحق عنقریب ان کو اپنی نشانیاں ان کے گرد و پیش اور خود ان کے اندر ایسی دکھلائیں گے کہ وہ اچھی طرح جان لیں گے کہ اسلام سچا ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ بت پرست یہودی عیسائی صابی اور [illegible] باوجودیکہ ان سب کے اندر باہم نہایت سخت اختلافات بلکہ دشمنی و عداوت تھی مگر اسلام دشمنی میں سب [illegible] متفق ہو گئے تھے اور اسلام کو پھیلنے اور اس کو نیست و نابود کر دینے میں [illegible] کا زور لگا رہا تھا اور بظاہر ناممکن نظر آتا تھا کہ یہ اسلام کی صداقت کو تسلیم کر لیں گے مگر اس کے باوجود جیسا کہ قرآن حکیم نے پیشنگوئی کی تھی آنحضرت کی حیات مبارک ہی میں تمام عرب نے اور عرب کے جملہ مذاہب و قبائل نے اسلام کی سچائی کو تسلیم کر لیا اور سب مسلمان ہو گئے۔

تیسری پیشنگوئی

رومیوں اور ایرانیوں میں جنگ چھڑی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایرانی فتحمند ہوئے اور رومی بھاگ گئے چونکہ رومی عیسائی اہل کتاب تھے اس لئے مسلمانوں کی ہمدردی رومیوں کے ساتھ تھی اور ایرانی آتش پرست تھے اس لئے بت پرست [illegible] کی ہمدردی ایرانیوں کے ساتھ تھی ایرانیوں کی فتح پر بت پرستوں نے [illegible] منائی اور مسلمانوں کو خوب چڑایا اور اس سے یہ فال لینے لگے کہ اسی طرح ہم بھی مسلمانوں پر فتحیاب ہوں گے اس واقعہ کے متعلق قرآن نے ذیل کی پیشین گوئی کی غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین یعنی رومی [illegible] مغلوب ہو گئے ہیں مگر وہ چند برسوں کے اندر اپنے دشمنوں پر غالب آ جائیں گے۔ قرآن کی اس پیشنگوئی پر ابی بن خلف نے [illegible] کہا کہ اگر یہ پیشین گوئی پوری ہو جائیگی تو میں سو اونٹ ہار جاؤں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق ہو لئے اس سے شرط لگا لی کیونکہ آپ کو یقین تھا کہ قرآن کی پیشنگوئی ضرور پوری ہوگی چنانچہ اس پیشنگوئی کے آٹھویں سال رومیوں نے ایرانیوں پر فتح حاصل کی [illegible] کا لفظ [illegible]

[illegible] ابوجہل [illegible] کی [illegible]

چوتھی پیشگوئی [illegible] قریش [illegible] روٹھ گیا [illegible] ہوئے [illegible] اس کے متعلق خدا نے فرمایا وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ یعنی آپ کی آئندہ زندگی گذشتہ سے بہتر اور اعلیٰ ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

پانچویں پیشگوئی جب رسول اللہ کے فرزند کا انتقال ہو گیا دشمن خوشیاں منانے لگے کہ اب محمد کی نسل منقطع ہو گئی ان کا کوئی نام لیوا ابھی باقی نہ رہا۔ قرآن نے پیشین گوئی کی انا اعطیناک الکوثر یعنی ہم نے تم کو اے محمد خیر کثیر عطا فرمایا اس خیر کثیر میں تمام ظاہری و باطنی فضائل و کمالات شامل ہیں چنانچہ دیکھو کہ جنہوں نے کہا تھا کہ محمد کی نسل منقطع ہو گئی وہ اب ان کا کوئی نام لیوا بھی نہیں رہا دنیا میں کس قدر آپ کے نام لیوا اور آپ کے اسم مبارک پر جان نثار کرنے والے موجود ہیں اور کتنے ان طعنے بازوں کے نام لیوا موجود ہیں

چھٹی پیشین گوئی جس عزم و استقلال کے ساتھ کفار مکہ نے مسلمانوں اور اسلام کو مٹانے کی کوشش کی اور جس بے سروسامانی کے ساتھ آنحضرت مع اصحاب رسول اللہ کو کفار نے وطن سے جلاوطن کیا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ اب اسلام نابود ہو کر رہے گا مگر قرآن حکیم نے پیشین گوئی کی کہ:

وعد اللہ الذین [illegible] وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین [illegible] یعنی جس طرح تم سے پہلے اللہ کے بندگان اسی طرح خدا تم میں سے ایمان والوں اور اچھے عمل کرنے والوں سے وعدہ کرتا ہے کہ انہیں زمین کا خلیفہ بنائیگا چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ جلد ہی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ قرآن کے بعد احادیث رسول اللہ کی پیشگوئیاں سنئے۔

پہلی پیشین گوئی جب آنحضرت مکہ سے ہجرت فرمانے لگے اور حضور کے قتل کے لئے قریش کے تمام قبائل کے سرداروں نے دولت خانہ کو گھیر لیا تو آنحضرت نے حضرت علی سے فرمایا تم میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو فرمایا فکر نہ کرنا کوئی شخص تمہارا بال بھی بیکا نہ کر سکیگا چنانچہ یہی ہوا کہ صبح تک آرام سے حضرت علی سوتے رہے صبح اٹھے تو کفار نے پوچھا کہ محمد کہاں ہیں آپ نے فرمایا مجھے کیا خبر وہ وقت تھا کہ کفار یا تو سوتے ہی میں گھر کے اندر گھس کر حضرت علی کو آنحضرت سمجھ کر قتل کر سکتے تھے یا صبح غصہ میں آ کر قتل کر سکتے تھے مگر یہ کیونکر ہو سکتا تھا جبکہ زبان وحی ترجمان سے نکل چکا تھا کہ [illegible] کچھ نہ کر سکیں گے۔

دوسری پیشین گوئی [illegible] جب آنحضرت ایک دن قبل میدان جنگ کو معائنہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے [illegible] فلاں شخص قتل ہوگا [illegible]

[illegible] ارشاد فرمایا [illegible] دو پوری ہو گئی [illegible] اور ساز و سامان میں کم [illegible] تھا

تیسری پیشگوئی ہجرت سے قبل ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلید بردار خانہ کعبہ سے فرمایا کہ خانہ کعبہ کو کھول دو اس نے کھولنے سے انکار کر دیا آپ نے فرمایا عثمان دیکھ لینا ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جسے چاہوں گا اسے عطا کروں گا عثمان نے جواب دیا کہ کیا اس دن قریش کے سب ہی مرد ذلیل و تباہ ہو جائیں گے مطلب یہ کہ جب تک قریش کا ایک مرد بھی زندہ ہے اس وقت تک تو یہ نا ممکن ہے آپ نے فرمایا وہ اور بھی زیادہ باعزت و اقبال ہوں گے بالآخر یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ مکہ فتح ہوا اور خانہ کعبہ کی کنجی آپ کے قبضہ میں آئی اور آپ نے اسی عثمان کو بلا کر یہ کنجی عطا کی اور فرمایا کہ جو کوئی تم سے یہ کنجی چھینے گا وہ ظالم ہوگا چنانچہ اب تک انہی کے خاندان میں کعبہ کی کلید چلی آتی ہے۔

چوتھی پیشین گوئی جب تمام بادشاہوں اور والیان ملک کو آنحضرت نے اسلام کے دعوت نامے ارسال فرمائے اور ان کو اسلام قبول کر لینے کی تلقین کی جس طرح اور بادشاہوں کو نامہائے مبارک لکھے گئے اسی طرح خسرو پرویز بادشاہ ایران کو نامہ مبارک لکھا گیا اس کو نامہ مبارک میں لکھا گیا تھا کہ اگر تو اسلام قبول کرے گا تو سلامت رہے گا خسرو نے نامہ مبارک کو غصہ سے چاک کر ڈالا اور یمن کے اپنے والی باذان کو حکم دیا کہ اس شخص کو گرفتار کرکے میرے پاس بھیجو آنحضرت کو جب معلوم ہوا کہ اس نے اس طرح نامہ مبارک کو غصہ سے چاک کر ڈالا تو آپ نے ارشاد فرمایا [illegible] بلکہ اس نے اپنی سلطنت کو چاک کر ڈالا اس کے بعد عامل یمن نے آنحضرت کی گرفتاری کیلئے ایک فوجی دستہ مقرر کیا جس کا افسر خرخسرہ کو مقرر کیا اور اس کے ساتھ ایک سول افسر کا بھی تقرر کیا جس کا نام بابویہ تھا انکو ہدایت کی کہ وہ آنحضرت کے حالات پر گہری نظر رکھے اور آپ کو کسریٰ کے پاس پہنچا دے اور اگر آپ ساتھ جانے سے انکار فرمائیں تو [illegible] جب یہ دستہ طائف پہنچا تو اہل طائف خوشیاں منانے لگے کہ اب محمد ضرور تباہ ہو جائیگا کیونکہ شہنشاہ کسریٰ نے اس کو گرفتاری کی سزا دینے کا حکم دیا ہے جب یہ افسر مدینہ پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ وہ کل پھر دربار نبوت میں حاضر ہوں وہ حسب وعدہ جب یہ افسر حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ تمہارے بادشاہ کو خدا نے ہلاک کر ڈالا اور جا کر اس کی تحقیق کرو جب یہ واپس گئے تو معلوم ہوا کہ عامل یمن کو یہ اطلاع مل چکی تھی کہ خسرو کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پیشین گوئیاں فرمائیں جو پوری ہو چکیں اور ایک عجیب [illegible] ہو گئی [illegible] پہلی پیشگوئی تو آنحضرت نے نامہ مبارک میں فرمائی تھی کہ اگر تو مسلمان ہو جائے گا تو سلامت رہے گا چونکہ وہ مسلمان نہ ہوا اس لئے سلامت نہ رہا دوسری پیشگوئی اس وقت کی جب آپ کو نامہ مبارک کے چاک کرنے کی اطلاع ملی کہ اس نے نامہ مبارک کو چاک نہیں کیا بلکہ اپنی سلطنت کو چاک کر ڈالا چنانچہ یہ پیشین گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ بہت [illegible] ایران کا خاتمہ ہو گیا اور حضرت عمر کے عہد خلافت میں [illegible] اور جنگ [illegible] تیسری خبر

دنیائے نبوت و اقلیم رسالت کا سب سے بڑا معجزہ

(از جناب مولانا محمد ابوالحق کیسری ایم اے)

اکثر انبیائے کرام کو معجزات دیئے گئے تھے۔ معجزے کے معنے خرق عادت کے ہیں یعنی عادتاً جس امر کا ہونا ممکن نہ ہو کیونکہ عوام ایسے امور کے جو رہتے تھے اور نبی و رسول کے لئے مخصوص سمجھتے ہیں کہ خدا کی طرف سے کوئی خلاف معمول و خلاف عادت طاقت نبی کو دی جائے اس لئے اکثر انبیاء کو اس وقت کے حالات اور طبائع کے مناسب کوئی ایسا معجزہ دیا گیا تھا جسکو دیکھ کر لوگ اس پر ایمان لائیں چنانچہ حضرت موسیٰ کو ید بیضا اور عصا کا معجزہ دیا گیا تھا۔ ید بیضا کی صورت یہ تھی کہ حضرت موسیٰ کا کف دست جب آپ چاہتے تھے آئینہ کی طرح روشن ہو جاتا تھا اور عصا جو آپ کے پاس تھا جس کا نام ثعبان تھا جب آپ اسے زمین پر ڈال دیتے تھے تو وہ اژدہے کی صورت اختیار کر لیتا تھا چنانچہ جب مصر کے جادوگروں نے رسیوں کے سانپ بنا کر زمین پر لگا دیئے تو آپ نے عصا کو زمین پر ڈال دیا اور وہ اژدہے کی صورت بنکر تمام سانپوں اور سنپولیوں کو چٹ کر گیا تھا۔

اسی طرح داؤد کو یہ معجزہ دیا گیا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا اور لحن ایسا عطا ہوا تھا کہ طائر بھی مسحور ہو جاتے تھے۔

حضرت عیسیٰ کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا تھا اور آپ اندھوں کو بصارت اور لنگڑوں اپاہجوں اور جذامیوں کو صحت و تندرستی عطا کر دیتے تھے۔

اسی طرح اور انبیاء کو دوسرے قسم کے معجزات عطا کئے گئے تھے مگر معجزات نبوت کا کوئی جزو لازم نہیں ہیں کہ بغیر معجزے کے نبی ہو ہی نہیں سکتا ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی معجزات عطا ہوئے تھے جن کا صدور وقتاً فوقتاً ہوتا تھا شق القمر کا معجزہ اور سنگریزوں کا ہاتھ کی مٹھی میں گویا ہونا یا ستون حنانہ کا نالہ و بکا مگر ہم اس وقت اس قسم کے معجزات سے اس مضمون میں بحث نہ کریں گے اور نہ معجزات کی صحت پر عقلی و فلسفیانہ بحث کریں گے کیونکہ ہمارا مقصد اس مضمون میں اصطلاحی معجزات سے بحث کرنا نہیں ہے بلکہ ہم محمد رسول اللہ کی حیات طیبہ کے ایک ایسے حصہ سے بحث کرنی چاہتے ہیں جو حقیقتاً سب سے بڑا معجزہ کہلانے کا مستحق ہے وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح سخت و شدید دشمنوں کو چند ہی سال کے اندر جاں نثار دوست اور فدا کار خادم بنا لیا وہ جو کل تک جان کے دشمن اور خون کے پیاسے تھے جنہوں نے ظلم و ستم کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا جنہوں نے ایسی ایسی سفاکیاں کیں کہ انسانیت لرز اٹھی اور تہذیب و شرافت کانپنے لگی جنہوں نے آپ کا پانی بند کر دیا جنہوں نے آپ کے قتل کی سازشیں کیں اور جنہوں نے آپ کے سر کا انعام مقرر کیا جنہوں نے آپ کو اپنا پیارا وطن چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا اور جب آپ نے ہجرت کی تو آپ کا تعاقب کیا کہ کہیں آپ مل جائیں تو جام شہادت پلا دیں اور جنہوں نے دیس سے نکال دینے کے بعد بھی ایک لمحہ کے لئے بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا بلکہ مدینہ پر بار بار حملہ آور ہوئے اور قتل کے لئے ہر میدان میں موٹی تلوار لیکر گئے جو راہ چلتے گالیاں دیتے مضحکہ اڑاتے راستے میں گڑھے کھود دیتے اور کانٹے بچھا دیتے تھے اور کہا نماز کی حالت میں پشت مبارک پر غلاظت سے بھری ہوئی اوجھڑی ڈال دیتے تھے انہیں دشمنوں کو دوست بنا لینا اور دوست بھی

ایسے کہ آپ کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے کو سعادت دارین سمجھیں اور آپ پر پروانہ وار جاں نثار کر دینے کو اپنی سب سے بڑی خوش نصیبی تصور کریں کیا اس سے بڑا کوئی معجزہ اور ہو سکتا ہے۔

اور یہ فخر ہم گنہگاران امت محمدیہ ہی کو حاصل ہے کہ ہمارے آقا و مولا نے ایسے دشمنوں کو نہ صرف رام کر لیا بلکہ جاں نثار و فداکار بنا لیا۔

ہم ذیل میں صرف چند مثالیں پیش کرتے ہیں سب سے پہلے حضرت عمرؓ کا نام نامی ہے آپ کو اسلام سے اس قدر نفرت تھی کہ جب آپ کو معلوم ہوا کہ آپ کے بہنوئی اور آپ کی بہن مسلمان ہو گئی ہیں تو اس قدر ان کو زدوکوب کیا تھا کہ دونوں لہولہان ہو گئے تھے اور اس کے بعد ننگی تلوار لیکر آنحضرت کے قتل کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہوئے تھے مگر پاتا تو آپ مسلمان ہو گئے پھر جیسے جاں نثار اور رسول اللہ کے عاشق زار ثابت ہوئے اور جو جو کارہائے نمایاں اسلام کو انجام دیئے ان سے تمام دنیا اور تمام دنیا والے اچھی طرح واقف و آگاہ ہیں۔

حضرت خالد بن ولید کے نام سے کون ناواقف ہوگا آپ بھی آنحضرت کے اور دین مبین کے سخت دشمن تھے اور کئی لڑائیوں میں مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا چکے تھے کفار کی فوج کی سپہ سالاری کرتے تھے مگر آخرکار یہ بھی مسلمان ہو گئے اور مسلمان ہو کر جو گرانقدر خدمات انجام دیں وہ تاریخ اسلام میں آب زر سے لکھی جانے کی ہیں حضرت خالد کو اس درجہ عشق رسول تھا کہ موئے مبارک کو اپنی ٹوپی میں رکھ کر سلا لیا تھا اور اس کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

عکرمہ بن ابوجہل نے اسلام اور داعی اسلام کے خلاف جس قدر دشمنی کا اظہار کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ ابوجہل جیسے دشمن خدا و رسول کے فرزند تھے اور باپ کے بالکل قدم بقدم اسلام دشمنی میں چلے رہتے تھے صلح حدیبیہ کے خلاف مسلمانوں کے حلیف قبائل پر اچانک حملہ کیا اسلام کو زہریلی دولت میں تباہ و برباد کرنے میں انہی عکرمہ بن ابوجہل کا ہاتھ تھا اور عکرمہ خود اس جنگ میں شریک تھے اور جس قدر حملے اور سازشیں اسلام کو مٹانے کے لئے قریش نے کیں ان سب میں یہ شریک رہتے تھے غرضکہ سخت و شدید دشمن اسلام اور دشمن رسول تھے مگر آنحضرت کا معجزہ دیکھو کہ یہی عکرمہ چند دن کے بعد مسلمان ہو جاتے اور اسلام کے جاں نثار سپاہی اور آنحضرت کے سچے فداکار خادم بن جاتے ہیں کیا دوسرا معجزہ اس سے اہم اور عظیم ہو سکتا ہے کہ رسول کے جانی دشمن اس طرح بلاجبر و اکراہ دوست بن جاتے ہیں۔

ابوسفیان کا نام اسلام کے نام کے ساتھ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ ایسی خصوصیت رکھتا ہے کہ فراموش نہیں کیا جا سکتا بعثت کے وقت سے لیکر فتح مکہ تک پورے اکیس سال تک ابوسفیان اسلام اور داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایسا سخت دشمن رہا کہ اس کی عمر کا مشغلہ ہی آنحضرت کو نقصان پہنچانے اسلام کو دین سے نیست و نابود کر دینے اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی

طرح مسلمان ہو [illegible]
بھڑکا کر مدینہ ہو [illegible]
آنحضرت کو کام [illegible]

مگر یہی ابوسفیان جس کی بیوی ہندہ حضرت حمزہ کا جگر نکال کر چبا گئی تھی اور حضرت حمزہ کے ناک کان کاٹ کر ہار بنا کے پہنے تھی اور [illegible] کر لیا تھا یہی ابوسفیان مسلمان ہو جاتے ہیں پھر جب تک زندہ رہتے ہیں آنحضرت کا خادم و جاں نثار رہتا ہے جس وقت ابوسفیان مسلمان ہوئے ہیں اس وقت انہوں نے چند اشعار پڑھے تھے ان کو دیکھ کر اس سے ان کے جوش تأسف اور محبت رسول کا کما حقہ اظہار ہوتا ہے ؎

لعمرك انی حین احمل رایة — لتغلب خیل اللات خیل محمد
لکالمدلج الحیران اظلم لیلہ — فهذا اوانی حین اهدی واهتدی
هدانی هاد غیر نفسی ودلنی — الی الله من طردته کل مطرد

یعنی قسم ہے کہ جن دنوں میں نشان جنگ اس لئے اٹھاتا تھا کہ لات (بت) کا لشکر محمد کے لشکر پر غالب آ جائے ان دنوں میں [illegible] جیسا تھا جیسے اندھیری رات میں ٹکریں کھاتا ہوا ہے وقت آگیا کہ میں ہدایت پاؤں اور سیدھے راستہ پر ہو جاؤں مجھے ہادی نے نہ کہ میرے نفس نے ہدایت دی ہے اور خدا کا راستہ مجھے اس شخص نے بتلایا ہے جس کو میں نے دھتکار دیا اور چھوڑ دیا تھا۔

غور کیجئے کہ جس شخص نے ساری عمر عداوت و دشمنی میں گذار دی اور ظلم و تعدی میں انتہا کر دی اور ساری طاقت اور ساری قوت اس امر پر خرچ کر ڈالی کہ جس طرح ممکن ہو سکے دین اسلام اور محمد رسول اللہ کو صفحہ ہستی سے نابود کر دے وہ کس طرح جامۂ عداوت و دشمنی کو اتار کر محبت و دوستی کا لباس زیب تن کر لیتا ہے کیا یہ مردہ کو زندہ کر دینے لاٹھی کا سانپ بنجانے بلکہ کا مرہم ہو جانے سے عظیم معجزہ نہیں ہے۔

عمیر بن وہب، صفوان بن امیہ سے سازش کر کے آنحضرت کو قتل کرنے کے ارادہ سے مدینہ آتا ہے اور دشمن سے دوست بن جاتا اور کافر سے مسلمان ہو جاتا ہے واقعہ یہ ہے کہ صفوان جس کا باپ غزوہ بدر میں قتل ہو گیا تھا اور عمیر بن وہب جن کا بیٹا مسلمانوں کے ہاتھ میں قید تھا دونوں کعبہ کے ایک سنسان حصہ پر جمع ہوتے ہیں اور چونکہ دونوں ضرر رسیدہ اور زخم خوردہ تھے اس لئے آنحضرت کے خلاف گفتگو کرنے لگے عمیر بولا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جس کو میں ادا نہیں کر سکتا اور اگر مجھے اپنے کنبے کے بیکس اور بے یار و مددگار رہ جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں خود مدینہ جا کر محمد کو قتل ہی کر کے آتا صفوان نے قرض کی ادائیگی اور کنبہ کی ذمہ داری اپنے سر لی اور عمیر [illegible] تلوار کو زہر میں بجھا کر اسی طرح مدینہ کی طرف روانہ ہوا [illegible] اس کو زہر میں بجھا لیا [illegible] منہ [illegible] حضرت عمر نے دیکھ لیا اور عمیر [illegible] حضرت عمر نے آنحضرت کو اطلاع دی [illegible]
[illegible]

[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] عمیر [illegible] کہ اس طرح تم دونوں پہاڑ پر بیٹھے [illegible] آنحضرت نے اس کا ذکر کیا اور عمیر وعدہ [illegible] لانے [illegible]

عمیر [illegible] مسلمان ہو جاتا ہے۔ کیا یہ کم معجزہ ہے [illegible] آنحضرت کے [illegible] عمیر کی گفتگو و تمام [illegible] قتل کے ارادہ سے آتا ہے اور [illegible] ہو جاتا ہے کہ آنحضرت کے مونہہ سے اپنے [illegible] آپکا جاں نثار خادم بنجاتا ہے اور [illegible] جوش [illegible] جو اسلام کے ساتھ قتل کرنے آتا ہے مسلمان ہو کر اسلام کی اشاعت کے لئے [illegible] جاتا ہے چنانچہ متعدد آدمی اس کی دعوت سے داخل اسلام ہوتے ہیں۔

فتح مکہ کے بعد آنحضرت خانہ کعبہ کا طواف فرما رہے ہیں فضالہ بن عمیر نے ارادہ کیا کہ یہ وقت آپ کو شہید کر ڈالنے کا بہترین ہے پاس ہتھیار بھی ہے اور نیت بد سے آگے بڑھتا ہے کہ خداوند علیم و خبیر اپنے محبوب کو اس سے آگاہ فرما دیتا ہے خدا کا رسول مڑ کر دیکھتا ہے اور پوچھتا ہے کہ فضالہ کیا ارادہ ہے فضالہ کہتا ہے کہ کچھ نہیں میں تو اللہ اللہ کر رہا ہوں حضور ہنس پڑتے ہیں اور اس کے سینہ پر دست مبارک پھیر دیتے ہیں جس سے فوراً کفر و ضلالت کی تاریکی و ظلمت دور ہو جاتی ہے اور وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔

خود فضالہ بن عمیر کا بیان ہے کہ ہاتھ پھیرتے ہی ایسی تسکین و تشفی حاصل ہوئی کہ بیان سے باہر ہے اور آنحضرت کی محبت اس قدر پیدا ہو گئی کہ آپ سے بڑھکر کوئی مجھکو محبوب نہ رہا۔

کیا یہ کوئی معمولی معجزہ ہے کہ ابھی ابھی جو قتل کا منصوبہ باندھ رہا ہو دم کے دم میں عاشق صادق بنجاتا ہے۔

وحشی قاتل امیر حمزہ سے سب واقف ہیں اس نے دھوکے سے حضرت حمزہ کو قتل کیا تھا اور ان کی نعش مبارک کو بے حرمت بھی کیا تھا مگر آخر کار وہی قاتل محمد رسول اللہ حاضر خدمت ہو کر عفو تقصیرات چاہتا ہے اور مسلمان ہو جاتا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہو کر مسیلمہ بن کذاب کو جہنم واصل کرتا ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان واقعات سے بڑھکر کوئی اور معجزہ اہم اور اعظم ہو سکتا ہے قلوب و ارواح میں ایسا انقلاب پیدا کر دینا کہ عمر بھر کے دشمن جاں نثار دوست بن جائیں ایسا عظیم الشان معجزہ ہے کہ کوئی معجزہ اس سے بڑھکر نہیں ہو سکتا۔

پھر چند افراد و اشخاص کی مثالیں نہیں تم بعثت کے بعد سے وفات تک کے تمام حالات و واقعات پر غور کرو تمہیں سب کچھ ایک معجزہ ہی نظر آئے گا۔ ۲۳ سال کی مدت ہی کیا ہے کہ اس قلیل عرصہ میں تمام جزیرہ نمائے عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دینا اور اس قدر ناموافق و نامساعد حالات میں ایسا انقلاب برپا کر دینا دنیائے نبوت و رسالت کا سب سے بڑا معجزہ ہے اور کیوں نہ ہو جو قوم دشمن ہے اور پورے ۲۳ سال تک عداوت و عناد کا پوری طاقت کے ساتھ مظاہرہ کرتا مگر آخر کار وہی عرب اور اسکے ہی فرزند دشمنی و عداوت کے جہنم سے نکل کر دوستی و اخلاص کے جنات نعیم میں داخل ہو جاتے ہیں یہ ایسا عظیم و جلیل معجزہ ہے۔

غزوہ بدر

۲ھ ۶۲۲ء

از جناب مولانا محمد یاسین علی صاحب فدائی قادری فرآبادی

لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ ج فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون ○ اذ تقول للمومنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثۃ الاف من الملئکۃ منزلین ○ بلی ان تصبروا و تتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملئکۃ مسومین ○ وما جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم بہ ط وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم ○ لیقطع طرفا من الذین کفروا او یکبتھم فینقلبوا خائبین ○

(ترجمہ) اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جنگ بدر میں با وجودیکہ تم ناچیز تھے کفار قریش کے گروہ تعداد میں قریب ایک ہزار کے تھے بہت تمہارے حق میں تھے اور تمہاری تعداد صرف ۳۱۳ تھی پھر بھی اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کر کے فتح دی پس اے مسلمانوں جنگ کے بارہ میں تم سب لوگ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت سے ڈرتے رہو کہ شاید اس کے ضمن میں تم شکر گزاری بھی کرو اور اے حبیب ہمارے یاد کرو کہ یہ فتح تم کو اس وقت میسر ہوئی تھی کہ جب تم مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ اے مسلمانوں کیا تم کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتے آسمان سے اتار کر تم کو مدد پہنچا دے وہاں کافی اور ضرور کافی ہے۔ ہاں اے مسلمانوں مگر ایک شرط اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ تم اگر اپنے نبی کے ساتھ موقع جنگ پر ثابت قدم رہو اور اپنے اس نبی کی نافرمانی سے بچو اور کفار اپنے اسی جوش کے ساتھ تم پر چڑھ آئیں تو اس وقت تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد پہنچا دے گا اور اللہ نے یہ امداد صرف تمہاری خوشی اور تمہارے اطمینان قلب کے لئے کی کہ تم مطمئن رہو ورنہ (اصل میں) فتح (تو فرشتوں کے نازل ہونے) سے نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے جو بڑا زبردست حکمت والا ہے اور اس مدد کے پہنچانے سے غرض صرف یہ تھی کہ کافروں میں سے کچھ لوگوں کو ہلاک یا ان کو شکست دیکر ذلیل کر دے تاکہ وہ شکست کھا کر اپنے گھروں کو نامراد واپس چلے جائیں۔ (پارہ ۴ رکوع ۱۳)

محترم برادران ملت آلو دکا اٹھانا ہمیشہ خونریزی کے واسطے نہیں ہوا کرتا بلکہ بعض اوقات حمایت دین اور حفاظت حقوق اور قیام امن وامان کے لئے بھی ہاتھ میں تلوار اٹھانی ضروری سمجھی جاتی ہے آقا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جنگ کرنی پڑی مگر آپ نے اس وقت تک تلوار کو ہاتھ میں نہیں لیا جب تک کہ انسانی زندگی اور دین اسلام کی حفاظت اور امن قائم رکھنے کے واسطے سوائے اس کے اور کوئی ذریعہ باقی نہ رہا مگر آپ کی ان لڑائیوں میں ایک مفید کام بھی انجام پایا یعنی ان کی بدولت وہ مواقع پیدا

ہو گئے جن کا پیدا ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اخلاقی فاضلہ کے اظہار کے لئے ضروری تھا اور جو ان حالات کے پیدا نہ ہونے کی صورت میں پوشیدہ کے پوشیدہ رہ جاتے۔ منجملہ ان اخلاق فاضلہ کے آپ کا اعتنا دشمنوں کے ساتھ جو جنگ کے بعد مغلوب اور گرفتار ہو کر آپ کی خدمت میں لائے گئے ان کے ساتھ آپ کا اعلیٰ درجہ کا نیک سلوک کرنا ہے اور اس قسم کے واقعات سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی تاریخ بھری پڑی ہے پھر بھی مخالفین اسلام انکھیں بند کر کے یہی کہتے رہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں کی غرض یہ تھی کہ کفار کو بزور شمشیر دین اسلام میں داخل کیا جائے حالانکہ ہر جنگ کے اختتام پر سینکڑوں بلکہ بعض وقت ہزاروں قیدی بلا کسی جبر اور دباؤ کے آزاد کر دئے جاتے تھے اور ان کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کیا جاتا تھا اگر آپ نے تمام لڑائیاں محض اس وجہ سے کیں کہ بزور شمشیر کفار کو داخل اسلام کیا جائے تو کیوں ان کو بغیر اسلام قبول کئے ہوئے اجازت دیجاتی تھی کہ وہ اپنے گھروں کو واپس جائیں اور اسلام ان سے قبول نہ کرایا جاتا تھا کیا کوئی معاند شخص ایک واقعہ بھی پیش کر سکتا ہے کہ کسی کو بجبر مسلمان بنایا گیا ہو۔

برادران اسلام حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیرت انگیز اور انتھک کوشش (اپنے ملک بلکہ تمام دنیا سے بت پرستی دور کرنے اور دیگر اصلاحات قائم کرنے کے لئے ہمیشہ جاری رہی آپ کی یہ کوشش ملک کے اندر آپ کے خلاف ایک خطرناک مخالفت کی آگ بھڑکانے کی موجب ہوئی کیونکہ عرب کی ہر قوم پر اپنے الگ الگ بت رکھتی تھی اور ان کی پرستش کرتی تھی اس لئے اپنے خداؤں کی عزت قائم رکھنے کے لئے ہر ایک خدا پرست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے کے واسطے آمادہ ہو گیا یہ نہ اس وقت کا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہو چکے تھے۔

جب کفار مکہ کا مسلمانوں پر حملہ ہونا شروع ہو گیا تو مجبوراً آپ کو بھی وقتاً فوقتاً ان دشمنان اسلام والمسلمین کے مقابلہ یا تو خود میدان جنگ میں نکلنا پڑا یا کبھی اپنے ساتھیوں کو دشمنوں کی پیش دستی روکنے کے واسطے بھیجنا پڑا جن لڑائیوں میں آپ بنفس نفیس شریک ہوئے ان کو غزوات اور جن میں آپ شریک نہیں ہوئے صرف اپنے ساتھیوں کو بھیجا ان کو سریا کہتے ہیں۔

ابو الفدا اسمٰعیل نے اپنی تاریخ المختصر فی اخبار البشر میں کہا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ایام ہجرت سے وفات تک رجو گیارہ سال کا عرصہ ہے کفار کے ساتھ ۱۹ یا ۲۶ یا ۲۷ لڑائیاں لڑنے کا اتفاق ہوا مگر ان میں سے قتال کی نوبت صرف ۹ لڑائیوں میں پہنچی تھی جن کے نام

[illegible] غزوہ احد [illegible] غزوہ [illegible]
[illegible] فتح مکہ۔ غزوہ حنین، غزوہ طائف [illegible] دوسرا غزوہ تبوک تھا
[illegible] میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ ان کے سوا باقی سرایا ہیں جن میں [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لے گئے

برادران ملت! حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار مکہ کے درمیان جو سب
[illegible] باقاعدہ جنگ ہوئی وہ جنگ بدر ہے جو رمضان سنہ ۲ھ مطابق ۶۲۴ء
[illegible] میں مدینہ منورہ سے اسی میل کے فاصلہ پر ایک [illegible] مقام
[illegible] پر ہوئی جو بعض کے نزدیک ایک گاؤں ہے اور بعض اس کو [illegible] کہتے
[illegible] ممکن ہے کہ بدر ایک گاؤں کا نام ہو اور اسی کے پاس کوئی چشمہ جاری
[illegible] کی وجہ سے دونوں قول [illegible] لئے جا سکتے ہیں۔

برادران اسلام! بعض کوتاہ اندیش مسلمان مورخین نے اس جنگ کے
[illegible] اسباب ایسے بیان کئے ہیں جن سے یہ مطلب ظاہر ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ
[illegible] علیہ وسلم محض تین سو تیرہ مسلمانوں کے ابو سفیان کے قافلہ کو جو تجارت کے
[illegible] لئے لشکر کثیر کے ساتھ [illegible] آ رہا تھا [illegible]
[illegible] تیس چالیس آدمی تھے لوٹنے کو نکلے تھے قافلہ کو معلوم ہوا [illegible]
[illegible] راستہ سے بچ کر نکل گیا مگر [illegible]
[illegible] جمعیت کے ساتھ ابو سفیان کے قافلہ کی [illegible]
[illegible] بمقام بدر [illegible]
[illegible] بھی وہ غلط [illegible]
[illegible] الزام عائد کرتے ہیں [illegible]
[illegible] غرض یا لوٹ مار کی تھی [illegible]
[illegible] باتیں غلط [illegible]
[illegible]
[illegible] جو قرآن پاک [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کا فخر ہوا ایسے غلط اور بیہودہ الزام لگا [illegible]
[illegible] کی بات ہے۔

برادران اسلام! حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
کہ آپ ابو سفیان کا قافلہ [illegible]
[illegible] مورخین کا یہ بیان قرآن پاک کے سراسر خلاف [illegible]
یا حدیث خواہ وہ بالکل صحیح کیوں نہ ہو قرآن پاک کے خلاف ہو ہرگز
قابل تسلیم نہیں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اس واقعہ کے متعلق [illegible]
واقعہ کو یاد دلاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] ارشاد [illegible]
(۵) كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَاِنَّ فَرِيْقًا
مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ (۶) يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ
بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝
(۷) وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ
اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ

[illegible] (پارہ ۹ سورۃ الانفال رکوع ۱)
یعنی جیسا کہ تیرے پروردگار نے تجھ کو ساتھ حق بات کے تیرے گھر سے نکالا
(وہ ایسا ہی وقت تھا) بیشک مسلمانوں کا ایک گروہ ناپسند کرتا تھا (تیرے ساتھ
نکلنے کو) اور وہ تجھ سے حق بات پر جھگڑا کرتے تھے بعد اس کے کہ حق بات
ظاہر ہو چکی تھی (اور وہ تیرے ساتھ نکلنے سے ایسا انکار کرتے تھے کہ) گویا موت
کی طرف ہانکے جاتے ہیں اور وہ اس کو (یعنی موت کو) آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں
اور (اے مسلمانو) جبکہ خدا نے تم سے دو قافلوں میں سے ایک قافلہ کا
[illegible] کر رکھا تھا کہ وہ تمہارے واسطے ہے اور تم چاہتے تھے کہ وہ قافلہ تمہارے لئے
ہو جس میں کچھ (نقصان) شوکت نہیں (یعنی ابو سفیان کا تجارتی قافلہ) اور اللہ چاہتا
تھا کہ اپنے حکم سے حق بات کو قائم کرے اور کافروں کی جڑ (بنیاد) کاٹ کر ڈال دے

برادران اسلام! ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابھی حضور صلی اللہ
علیہ وسلم اپنے گھر یعنی مدینہ طیبہ ہی میں تشریف فرما تھے اور وہاں سے کوچ بھی
نہیں فرمایا تھا [illegible] صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان اختلاف تھا
[illegible] اپنی قوت ایمانی کے بل بوتے پر لڑنے کے واسطے نکلنا پسند کرتے تھے
اور بعض [illegible] ایمانی کے مادی اسباب کی کمی اور اپنی غربت کی وجہ
سے [illegible] انہیں کے متعلق اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے کہ گویا
[illegible] کی طرف ہانکے جاتے اور وہ [illegible] جانے کو آنکھوں سے دیکھ رہے
[illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو سفیان کا قافلہ جیسا کہ مورخ
[illegible] چالیس آدمی تھے ان کے مقابلہ میں ان کو لوٹ
[illegible] تین سو تیرہ مسلمانوں کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] میں تشریف رکھتے تھے کچھ خوف یا پریشانی نہیں ہو سکتی
[illegible] قریش کی اس فوج سے تھا جو تقریباً ایک ہزار
[illegible] ابو سفیان کی حفاظت کے بہانہ سے مدینہ منورہ پر حملہ
[illegible] آ رہا تھا اس سے لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قبل اس کے
[illegible] قریش کو لڑنے کے واسطے
[illegible] شک نہیں کہ آگے جنگ کے بعد اور مدینہ منورہ
[illegible] بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ رائے ہوئی پہلے ابو سفیان
[illegible] چاہئے پھر لشکر سے لڑیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
[illegible] بعض مسلمان مورخین سے غلط
[illegible] سے اس کو اس طرح بیان اور تحریر
[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ قافلہ لوٹنے کا تھا اور جو آگے کی
جنگ مدینہ منورہ میں ہوئی تھی وہ قافلہ لوٹنے ہی کے لئے ہوئی تھی زمانہ دراز
کے بعد کسی واقعہ کے بیان میں [illegible] آتا ہے اس قسم کی غلطی کا واقع ہونا
[illegible] بات نہیں ہے مگر قرآن پاک سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ روایتی
[illegible] باتیں غلط ہیں اور جو آگے کی جنگ مدینہ منورہ میں ہوئی وہ بمقابلہ کفار مکہ
[illegible] ہوئی تھی نہ واسطے لوٹنے قافلہ ابو سفیان کے اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھنے کے
قابل ہے کہ جبکہ قرآن پاک سے یہ امر ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
[illegible] کفار کے واسطے کوچ فرمایا تھا تو کوئی روایت یا کوئی حدیث جو اس کے خلاف
ہو اور کسی کتاب میں لکھی ہو اور اس کو کسی نے بھی روایت کیا ہو عقلاً و نقلاً مردود ہے

عقلاً اس لئے کہ جو لوگ مسلمان نہیں ہیں وہ لوگ اگر صرف تاریخانہ اصول پر نظر رکھیں تو بھی وہ اس بات کو تسلیم کر لیں گے کہ زبانی روایتیں جو ایک زمانہ بعد تحریر میں آئیں قرآن پاک کے مقابلہ میں جبکہ ان دونوں میں اختلاف ہو قابل قبول اور لائق ذکر نہیں ہو سکتیں پس اگر ان روایتوں پر جو قرآن پاک کے برخلاف نہیں ہیں اعتبار کیا جاوے تو معلوم ہو جاتا ہے اور جو واقعات پیش آئے ہیں ان سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ طیبہ سے جو لوگ لڑنے کو نکلے تھے وہ قریش مکہ کے مقابلہ میں ان کے حملے کے روکنے کے لئے نکلے تھے ابوسفیان کا قافلہ لوٹ لینے کو نہیں نکلے تھے۔

برادران اسلام مجکو سخت افسوس ہوتا ہے جبکہ میں خواجہ حسن نظامی صاحب کے میلاد نامہ کے دوسرے حصہ رسول بیتی میں یہ لکھا ہوا دیکھتا ہوں کہ:-

"جب ابوسفیان شام کے ملک سے مال لا کر اٹھا پھرا تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خبر ملی کہ ابوسفیان بہت سا مال لئے کہ جا رہا ہے آپ نے خیال کیا کہ یہی دولت ہے جس کے بل پر مکہ کے کافر دین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اکڑا کرتے ہیں اگر یہ برباد ہو جاوے تو ان کی شرارتیں کم ہو جائیں گی اور مسلمانوں کو خدا کے یاد کرنے میں آسانی ہوگی اور ان کو بہت سے تکلیف سے نجات مل جائیگی اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جلد آؤ سوداگری قافلہ کو چل کر لوٹ لیں تین سو مسلمان تیار ہو کر آپ کے ساتھ ہولئے" اللہ تعالیٰ خواجہ صاحب کو معاف فرمائے جنہوں نے اس کے صاحب صلے اللہ علیہ وسلم پر بغیر غور و تامل کے قافلہ لوٹنے کا الزام لگایا جس کی کچھ اصلیت نہیں اور قرآن پاک کے سراسر خلاف ہے کاش اگر خواجہ صاحب اسلامی مستند تاریخ نہیں تو پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ مسیحی ساکن لندن کی تصنیف پریچنگ آف اسلام کہ جس کا اردو ترجمہ دعوت اسلام کے نام سے علی گڑھ کالج سے شایع ہوا ملاحظہ فرماتے جس میں پروفیسر موصوف خدا [illegible] کا مبدا اگر تحت آیت كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ الخ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"ان دونوں گروہوں میں جن کا ذکر اوپر کی آیت میں ہے ایک گروہ تو ایک کارواں تھا جو مال و اسباب سے بھرا ہوا تیس یا چالیس آدمیوں کی جمعیت سے ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے آتا تھا اور دوسرا گروہ ایک لشکر ہزار آدمیوں کا تھا جس کو قریش کے لئے اس ظاہری مقصد سے فراہم کیا تھا کہ کارواں ابوسفیان کی محافظت کرے گا جس کی نسبت ان کو خبر ملی تھی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس پر حملہ کرنے کا قصد رکھتے ہیں مورخوں نے عموماً اس افواہ کو صحیح مانا ہے لیکن قطع نظر اس سے کہ افواہیں جن کو فریق مخالف دوسرے فریق کے مقصدوں کی نسبت مشہور کرتا ہے ادنیٰ قسم کے بیانات ہیں جس وقت ہم ان آیات کے معنی پر غور کرتے ہیں تو اس فرضی بات کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔

(۱) پانچویں آیت کے الفاظ سے یقینی معلوم ہوتا ہے کہ جب صحابہ میں اختلاف شروع ہوا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہی میں تھے اس وقت تک کارواں کو روکنے کے لئے کوچ نہیں کیا تھا جیسا کہ بہت سے مورخوں نے تسلیم کیا ہے اور یہ کہ بعض صحابہ راضی نہ تھے کہ حملہ قریش کے روکنے کے لئے جو کوچ کرنا تجویز ہوا تھا اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیتے

(۲) حضرت رسول اللہ صلعم کے حضرت صحابہ کو مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ سمجھتے تھے گویا وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے جاتے کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ چند لوگ جو ابوسفیان کے قافلہ کے ساتھ تھے ان کی وجہ سے کبھی ایسا خوف پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ پس ضرور ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لشکر قریش کے مقابلہ کا جو حملہ کرنے والا تھا حکم دیا ہوگا

(۳) اگر (حضرت) رسول اللہ صلعم کا رواں پر حملہ کرنے کا قصد رکھتے تو ضرور مدینہ سے شمال کی سمت میں کوچ کرتے تاکہ کارواں کو شام کے راستہ میں روکیں نہ کہ جنوب کی سمت میں بدر کی طرف جاتے جو مکہ اور مدینہ کے راستہ میں واقع ہے اور بالکل اسی سمت میں ہے جس میں آپ کو حملہ قریش کی مدافعت کے لئے جو آپ کے شہر پر ہونے والا تھا کوچ کرنا ضروری تھا۔

(۴) اگر قریش کی غرض فقط یہی ہوتی کہ کارواں ابوسفیان کی مدد کریں تو جب انہوں نے راستہ میں سنا تھا کہ کارواں مکہ میں سلامت پہنچ گیا تو اس وقت قریش کو واپس چلا جانا چاہیئے تھا مگر بجائے اس کے قریش نے مدینہ کی طرف بڑھکر اپنا اصلی مقصد ظاہر کر دیا۔

مذکورہ بالا دلائل اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ مکہ میں جو خبر آنحضرت صلعم کی نسبت مشہور ہوئی تھی کہ کارواں ابوسفیان کے لئے آپ تیاری کر رہے ہیں وہ بالکل بے بنیاد تھی حضرت رسول اللہ صلعم کے بعض صحابہ نے شاید ایسا خوف پیدا ہو جانے کا موقع دیا ہو لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے کہ آپ نے قریش کے آگے پر حملے سے مسلمانوں کا جلد مقابلہ کرا دیا بالکل بری رکھنا چاہیئے اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ رستہ لشکر کشی کا سبب یہی خبر ہوئی تھی تو بھی لشکر قریش میں اس کثرت سے آدمیوں کا ہونا صاف ظاہر کرتا تھا کہ کارواں کی محافظت اصلی مقصود نہ تھا بلکہ مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت تھی پس پیغمبر خدا صلعم پر اس بات کا الزام نہیں لگایا جا سکتا کہ قریش کے مقابلہ میں آپ نے ایسے ظاہری مخالفت کے لئے جس نے آپ کو اور مہاجرین کو ناامیدی میں کوچ کر کے محاصرہ کی سخت بلاؤں سے بچانا چاہا جن میں وہ اپنے موقع اور حالت کی وجہ سے مبتلا ہو کر سخت نقصان اٹھاتا اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ معاملات جنگ میں دخل دینا یہی شان رسالت کے خلاف تھا تو یاد رکھنا چاہیئے کہ آنحضرت کی تعلیم میں یہ قول شامل نہ تھا کہ میری بادشاہی اس دنیا کی نہیں ہے۔" (ملاحظہ ہو کتاب پریچنگ آف اسلام کا اردو ترجمہ دعوت اسلام)

علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الفاروق حصہ اول میں انہی آیات کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے نکلنا چاہا تو مسلمانوں کا ایک گروہ جھجکتا تھا اور سمجھتا تھا کہ موت کے منہ میں جاتا ہے (۲) مدینہ سے نکلتے وقت کافروں کے دو گروہ تھے ایک غیر ذات الشوکۃ یعنی ابوسفیان کا کاروان تجارت اور دوسرا قریش مکہ کا گروہ جو مکہ سے حملہ کرنے کے لئے سر و سامان کے ساتھ نکلا تھا اس کے علاوہ ابوسفیان کے قافلہ میں کل چالیس آدمی تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ سے تین سو بہادروں کے ساتھ نکلے تھے۔ تین سو آدمی چالیس آدمیوں کے مقابلہ میں کسی طرح موت کے منہ میں جانا نہیں خیال کر سکتے تھے اس لئے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قافلہ کے لوٹنے کے لئے نکلتے تو خدا ہرگز قرآن مجید میں یہ نہ فرماتا کہ مسلمان ان کے مقابلہ کو موت کے

مکہ میں جانا سمجھتے تھے۔

حضرت مولانا سید نواب علی صاحب ایم۔ اے نیو تنزی سابق پروفیسر بڑودہ اپنی بہترین تصنیف تذکرۃ المصطفیٰ ص ۱۲۰ کے حاشیہ میں تحت آیات مذکورہ بالا تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"انھیں آیات میں دو گروہوں کا ذکر ہے ایک وہ جس کے ساتھ کچھ شان و شوکت یعنی لڑائی کا سامان نہ تھا۔ اس گروہ سے وہ قافلہ مراد ہے جو شام سے آتا تھا اور جس کے ساتھ صرف تیس چالیس آدمی تھے۔ اور دوسرا گروہ قریش مکہ کا تھا جس کے ساتھ بہت سا لشکر اور بہت کچھ شان و شوکت تھی یعنی سامان جنگ تھا، خدا نے فرمایا کہ اے مسلمانو، ان دونوں گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارے لئے ہے اور حال یہ ہے کہ تم اس بے شان و شوکت گروہ کو لینا چاہتے ہو یعنی ابو سفیان کا قافلہ مگر خدا چاہتا ہے کہ جو حق بات ہے یعنی دین اسلام وہ ثابت ہو جائے اور کافروں کی جڑ کٹ جائے۔ پس اس آیت سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ لڑنے کا حکم قریش مکہ کے مقابلہ کے لئے تھا نہ اس قافلہ کے لوٹنے کے لئے بیان مذکورہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود قرآن مجید سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ مدینہ میں اور مدینہ سے کوچ کرنے کے پہلے یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ قریش لشکر کثیر کے ساتھ جنگ کے ارادہ سے نکلے ہیں دوسرے یہ کہ مدینہ ہی میں جا لینے کا حکم دیا تھا کہ قریش مکہ کے مقابلہ میں لڑنے کو جاؤ اور جن صحابہ نے اس درمیان میں قافلہ لوٹنے کی رائے دی تھی خدائے تعالیٰ نے مدینہ ہی میں اس کو نامنظور کیا تھا (ملاحظہ ہو کتاب مذکورہ)

جناب سر سید احمد خاں صاحب مرحوم مغفور اپنی تصنیف تفسیر القرآن جلد چہارم میں سورہ انفال کی تفسیر میں تحت آیت ... لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے مکہ کی طرف کوچ کیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کوچ قریش مکہ کے مقابلہ میں تھا نہ شام کے قافلہ پر۔ کیونکہ وہ قافلہ شام سے آتا تھا جو مدینہ سے جانب شمال واقع ہے اور مکہ جانب جنوب (دکھن) اور شام سے قافلہ کے مکہ میں آنے کا راستہ مدینہ سے جانب غرب (یعنی پچھم) پڑتا ہے پس اگر قافلہ پر حملہ کرنے کیلئے کوچ کیا جاتا تو مدینہ سے غرب کی جانب کا راستہ اختیار کیا جاتا نہ جنوب کا۔ اب یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں کوچ کیا مدینہ ہی میں کیوں نہیں رہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک لائق شخص جسکو خدا نے معاملات جنگ سمجھنے کی لیاقت دی ہے بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اگر حملہ آور قریش مدینہ کی دیوار تک پہنچ جاتے تو ان کو روکنا اور ان کے حملہ کو دفع کرنا ناممکن ہو جاتا مہاجرین کو وہاں گئے ہوئے پورے دو سال بھی نہیں گذرے تھے اور مدینہ کے جن لوگوں نے کہ جن کو انصار کہتے ہیں ان کو پناہ دی تھی اور دل و جان سے مہاجرین کے مددگار تھے ان کی تعداد بمقابلہ آبادی مدینہ اور اس کے گرد و نواح کے کچھ زیادہ نہ تھی پس جب اہل مدینہ دیکھتے کہ ان لوگوں کے سبب سے مدینہ پر یہ آفت آئی ہے اور دشمنوں نے ان کو گھیر لیا ہے تو بہت ممکن تھا کہ ان کی حالت بالکل بدل جاتی اور حملہ آوروں کا مدافعہ کرنا بالکل غیر ممکن ہو جاتا پس یہ ضروری بات تھی کہ مدینہ سے آگے بڑھ کر ہی ان کا یعنی قریش کا مقابلہ کیا جاتا اور جو کچھ خدا کو کرنا منظور ہو وہ مدینہ کے باہر ہو جائے اسی لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کے مقابلہ کے لئے باہر نکلنا اور آگے بڑھکر ان کو روکنا ضروری خیال فرما کر کوچ فرمایا ہے۔

اے برادران اسلام! آپ کو اس تمام تقریر سے واضح ہو گیا ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو الزام ابوسفیان کا قافلہ لوٹنے کا لگایا جاتا ہے سراسر غلط اور اس کی کچھ اصلیت نہیں اور نہ اس سبب سے جنگ بدر واقع ہوئی بلکہ اس جنگ کا اصلی سبب مورخین صادق البیان نے یہ لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں تشریف لائے ہوئے ابھی پورا ایک سال بھی گذرنے نہیں پایا تھا کہ کفار مکہ نے مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں یہاں تک کہ ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ ابو جہل لعین پوشیدہ طور پر مدینہ میں آیا اور یہاں کے مسلمانوں کا رنگ دیکھ کر عیاش بن ربیعہ کو مکہ لے کے چلا گیا وہاں ان کو نہایت بیدردی کے ساتھ بہت مارا پیٹا پھر اسی قدر پر بس نہیں کیا بلکہ کفار مکہ نے رؤسائے مدینہ کے نام ایک خط لکھا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"تم نے ہمارے آدمی کو اپنے یہاں پناہ دی ہے ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یا تو تم لوگ ان کو قتل کر ڈالو یا مدینہ سے نکال دو ورنہ ہم سب لوگ تم پر حملہ کر دینگے اور تم کو فنا کرکے تمہاری عورتوں پر تصرف کریں گے" (ملاحظہ ہو سنن ابی داؤد)

یہ خط اگرچہ رؤسائے مدینہ کے نام لکھا مگر حقیقت میں مسلمانوں کو جنگ کیلئے الٹی میٹم دیا گیا تھا اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ کفار مکہ مدینہ طیبہ پر حملہ کرنیکا ارادہ رکھتے اور جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے جب یہ خط مدینہ کے رؤسا کے پاس پہنچا تو سب لوگ مدینہ کے متعلق چہ میگوئیاں کرنے لگے مگر چونکہ مدینہ میں اب مسلمانوں کی تعداد بھی کافی ہو چکی تھی اس لئے کسی کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ کفار مکہ کے حکم کی تعمیل کرتا لیکن اس کے ساتھ ہی مسلمان ہر وقت متردد اور پریشان رہنے لگے اکثر تواریخوں میں لکھا ہے کہ مسلمان رات رات بھر پہرہ دیکر گذارتے کہ رات کے وقت کوئی دشمن حملہ نہ کر بیٹھے اور ہم سب غفلت میں مارے جائیں بلکہ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم بھی تمام مسلمانوں کے ساتھ اکثر پہرا دینے میں شریک ہو جایا کرتے ہیں۔

مسلمانوں کو اور خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ یہ پریشانی تھی کہ مسلمانوں کو جہاد کا حکم اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہیں ملا تھا۔ سوچتے تھے کہ اگر دفعتاً کوئی غنیم کسی طرف سے حملہ کر دے تو ہم لوگ بغیر حکم خدا کے کیونکر لڑ سکتے ہیں بالآخر اللہ تعالیٰ نے کفار کی زیادتیاں اور مسلمانوں کی پریشانیاں دیکھ کر مسلمانوں کو بھی لڑنے کا حکم دیدیا چنانچہ حکم جہاد کے متعلق پہلی جو آیت ہے وہ یہ ہے اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا و ان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ۔ یعنی جن مسلمانوں سے کافر لڑنے پر آمادہ ہیں اب ان (مسلمانوں) کو بھی (اُن کافروں سے) لڑنے کی اجازت دی گئی کیونکہ اب ان پر ظلم ہو رہا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مظلوموں کی مدد کرنے پر قادر ہے جو بیچارے صرف اتنی سی بات کہنے پر کہ ہمارا پروردگار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

عجز و نیاز اور بیقراری کے ساتھ فرماتے تھے "اے خدا اے قدوس تو نے جو وعدہ فرمایا ہے آج وہ اپنا وعدہ وفا کر" اس وقت آپ کی محویت اور بیخودی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے کاندھے سے چادر سرک کر گر پڑی مگر آپ کو مطلق خبر نہیں آپ اسی حالت بیخودی میں کبھی الحاح اور تضرع کے ساتھ سر اقدس سجدہ میں رکھ دیتے اور فرماتے تھے کہ اے پروردگار عالم! اگر آج یہ چند نفوس جو ایک تیری ذات کی پرستش کرنے والے ہیں ان دشمنوں کے ہاتھوں مٹ گئے تو اے پروردگار ان مسلمانوں کے مارے جانے کے بعد دنیا میں تیرا نام لینے والا اور تیری توحید کی منادی کرنے والا کوئی بھی نہ رہے گا۔" اس دعا میں تمام مسلمانان ہمراہی شریک تھے اور وہ نہایت عجز و انکسار کے ساتھ آمین آمین کہہ رہے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا سے فارغ ہوئے تو آپ پر نزول وحی کے آثار ظاہر ہوئے چنانچہ وحی نازل ہوئی اور آپ نے سبھوں کو فتحیابی کی خوشخبری سنائی اس کے بعد آپ نے فضیلت جہاد میں ایک پرمغز لیکن مختصر تقریر فرمائی اس عرصہ میں کفار مکہ کا لشکر تیار ہو کر میدان میں آگیا آپ نے بھی صفوں کو درست کیا۔ مہاجرین کے علمبردار حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور انصار میں قبیلہ خزرج سے علمبردار حضرت حباب بن منذر اور قبیلہ اوس کے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم مقرر ہوئے اس کے بعد آپ نے سبھوں کو منع فرمایا کہ جب تک کفار مکہ کی طرف سے شروعات نہ ہو تم مت جنگ شروع کرنا۔

یہ جنگ ۱۷ رمضان المبارک سنہ ۲ھ کو۔ مطابق ۱۳ مارچ ۶۲۴ء بروز جمعہ عربی قاعدہ کے ساتھ مبارزہ سے شروع ہوئی۔ مشرکین مکہ کے لشکر سے پہلے تین شخص یعنی عتبہ بن ربیعہ مع اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کے نکلا اور مبارز طلب کئے یعنی لڑنے کے واسطے اپنے مقابل کو بلایا لشکر اسلام سے تین انصاری جوان یعنی حضرت عوف۔ معاذ اور عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہم لڑنے کو نکلے مگر عتبہ نے متکبرانہ چلا کر کہا کہ اے محمد (صلعم) ہم مدینہ کے ان کسانوں پر کیا ہاتھ اٹھائیں ان سے لڑتے ہوئے شرم آتی ہے اگر ایسا ہے تو ہمارے قریشی بھائیوں کو بھیجو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت امیر حمزہ اور اپنے چچازاد بھائی اور داماد حضرت علی مرتضیٰ اور اپنے قریبی رشتہ حضرت ابو عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم کو میدان جنگ میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مقابلہ شروع ہوا حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ نے کمال بہادری سے پہلے ہی حملہ میں ولید کے دو ٹکڑے کر دیئے اور اسی طرح حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو فی النار والسقر کیا اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ کو قتل کیا مگر خود بھی سخت زخمی ہو کر میدان سے اٹھا لئے گئے۔

قریش اپنے ان تینوں سرداروں کے اس قدر جلد قتل ہو جانے سے متعجب اور متحیر ہو گئے۔ اب عام حملہ شروع ہو گیا دونوں طرف سے صفیں ٹوٹ پڑیں جس طرح کفار کے دستہ کے دستہ یکدم سے حملہ آور ہوتے تھے اسی طرح مسلمان بھی بڑھ بڑھ کر جواب دیتے اور نہایت بیجگری کے ساتھ لڑ رہے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر حمزہ۔ زبیر بن العوام اور ابو دجانہ انصاری رضی اللہ عنہم کے شیرانہ حملوں نے کفار کی صفوں کو درہم برہم کر دیا اور بڑے بڑے سرداروں کو گاجر ککڑی کی طرح کاٹ کر ڈال دیا ابو جہل نے یہ کیفیت دیکھ کر اپنے خاندان کے لوگوں کو لیکر ایک بہت ہی سخت حملہ کیا اس وقت مسلمانوں پر کفار کا زغہ ہو گیا یہ حالت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آپ عریش (یعنی اپنی جھونپڑی) میں جو آپکے واسطے مسلمانوں نے بنائی تھی تشریف لے گئے اور عجز و انکسار کے ساتھ سربسجود ہو کر اللہ تعالیٰ سے فتح اور نصرت کی دعا مانگتے تھے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی دعا پر آمین آمین کہتے جاتے تھے آخر آپ کی دعا عریش سے نکل کر عرش پر پہنچی اور قبولیت کے دربار سے امداد غیبی کو ساتھ لیکر واپس آئی آپ اپنی عریش سے آیت سیھزم الجمع ویولون الدبر (یعنی اب یہ گروہ بھاگا جاتا ہے اور اپنی پیٹھ دکھانا ہی چاہتا ہے) پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے مسلمانوں کو فتح و نصرت کی بشارت دی کہ خدا کے فرشتے تمہاری مدد کو آ رہے ہیں معاً فوج الٰہی ہوا سے تیز گھوڑوں پر سوار نازل ہوئی گرد و غبار بلند ہوا ادھر کافروں کے چہروں پر چانٹے سے پڑنے لگے سب کی گردنیں مڑ گئیں اور جوڑ جوڑ ہل گیا چنانچہ خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں ایسی تند اور تیز ہوا یعنی آندھی چلی کہ اس سے پہلے کبھی نہ چلی تھی اور مکرر سہ کرر تیز جھونکے چلتے رہے۔ اب مسلمانوں کے دل قوی ہو گئے۔ ہمتیں بڑھ گئیں اور جوش و خروش کے ساتھ کافروں پر ٹوٹ پڑے گروہ انصار سے دو بھائی حضرت معاذ (جن کا ذکر ابتدائی جنگ میں ہو چکا ہے) اور حضرت معوذ رضی اللہ عنہما اپنی جان پر کھیل کر ابو جہل کی طرف بڑھے نہایت سخت لڑائی ہوئی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو جہل پر ایسی تلوار ماری کہ اس کی پنڈلی کٹ گئی جس سے وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا عکرمہ ابن ابو جہل نے حضرت معاذ پر تلوار ماری جس سے آپ کا ایک ہاتھ کٹ کر لٹک پڑا آپ نے اس زخمی ہاتھ کو پیر کے نیچے داب کر کھینچ کر پھینک دیا۔ اتنے میں حضرت معوذ نے ابو جہل کا کام تمام کر دیا اور حضرت معاذ برابر ایک ہی ہاتھ سے لڑتے رہے اب لشکر کفار میں ابتری پھیل گئی ان کے چیدہ چیدہ سردار سب قتل ہو گئے اور اب ان کے ہوش و حواس درست نہ تھے بالآخر منہ موڑ کر بے تحاشا لوگ وہ بھاگے مسلمانوں نے بڑھ کر جس کو پایا گرفتار کر لیا اس جنگ میں قریش کا سارا کبر و غرور خاک میں مل گیا اور شامت اعمال سے ان کے ستر سردار قتل ہوئے جن میں شیبہ۔ حنظلہ بن ابوسفیان۔ عتبہ۔ ابو جہل۔ زمعہ بن اسود۔ عاص بن ہشام۔ اور امیہ بن خلف سرتاج قریش بھی قتل ہوئے تھے اور ستر آدمی گرفتار ہوئے۔ ابوسفیان جو اپنا تجارتی قافلہ حفاظت کو پہنچا کر اس جنگ میں آکر شریک ہوا تھا قتل و گرفتاری سے بچکر اپنی جان لیکر بھاگ گیا مسلمانوں کے ہاتھ بہت سا مال غنیمت آیا جو بدر سے واپسی پر وادی صفراء میں بحکم تمام غازیان بدر میں تقسیم ہوا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اگرچہ اپنی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی وجہ سے تیمارداری کے واسطے بحکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رہ گئے تھے جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے مگر مال غنیمت سے حصہ ان کو بھی ملا تھا۔ لشکر اسلام کے صرف ۱۴ جانباز جن میں چھ مہاجر اور آٹھ انصار تھے شربت شہادت سے سیراب ہوئے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ملک عرب میں پہلے یہ دستور تھا کہ جو جنگ میں لوگ گرفتار ہو جاتے تھے

وہ قتل کر دیئے جائے [illegible] مسلمانوں ہے

یہ نامعقول دستور اور خوفناک طریقہ چلا آ رہا تھا مگر رسول صلعم نے قیدیوں کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیئے اور تاکید کے ساتھ حکم دیا کہ وہ بطور خود ان بیدست و پا مجبور قیدیوں کو کسی قسم کی بھی تکلیف نہ ہونے پائے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس حکم کی تعمیل دل و جان سے کی اور قیدیوں کو اس آرام کے ساتھ رکھا کہ سر ولیم میور جیسے متعصب عیسائی مورخ کو اپنی تصنیف لائف آف محمد جلد سوم میں مجبوراً لکھنا ہی پڑا کہ :-

" محمد صلعم کے حسب ایما انصار اور مہاجرین نے قیدیوں کو اپنے پاس رکھا اور ان کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آئے ان قیدیوں میں سے ایک قیدی (حضرت مصعب بن عمیر کے بھائی ابوعزیز) بعد کو کہتا تھا خدا مدینہ والوں کا بھلا کرے ان جوانمردوں نے ہمیں سوار کیا اور آپ پیدل چلے ہمیں گیہوں کی روٹیاں کھلائیں اور آپ خالی خرمے (یعنی کھجوریں) کھا کر سو رہے "

جنگ ختم ہو جانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن بدر میں قیام فرمایا اس عرصہ میں شہداء بدر کی تجہیز و تکفین ہوئی اور اس کے بعد کشتگان قریش کو بھی ایک گڑھا کھدوا کر اس میں دفن کرا دیا تاکہ ان کے جسم طعمہ زاغ و زغن نہ ہوں اس کے بعد آپ مع جملہ قیدیوں کے مدینہ منورہ میں واپس گئے ان قیدیوں میں حضرت عباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا اور حضرت عقیل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھائی اور حضرت ابوالعاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر عالی قدر جو یہ سب ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے شامل تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ان قیدیوں کے متعلق دریافت فرمایا کہ ان کو کیا کیا جائے صحابہ رضی اللہ عنہم نے مختلف رائیں دیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور والا یہ سب اپنی ہی بھائی بند ہیں اس لئے ان سے فدیہ لیکر آزاد کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے حضرت عمرؓ نے اس رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ اسلام کے معاملہ میں رشتہ اور قرابتداری کو کچھ دخل نہیں ہے ان سب کو قتل کر دینا چاہئے اور ہم میں ہر شخص اپنے عزیز کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے علی عقیل کی گردن ماریں حمزہ عباس کا سر اڑا دیں اور فلاں شخص جو میرا عزیز ہے اس کو میں قتل کروں اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ دونوں رایوں کو پسند فرمایا مگر چونکہ آپ رحمۃ للعالمین تھے اس لئے شان رحمت کے اقتضا سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل فرمایا (اور سوا عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث کے جو قتل کئے گئے) باقی تمام قیدیوں سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا یہ دونوں قیدی جو قتل کئے گئے اس قدر ظالم تھے کہ اسلام کی مخالفت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت ابوالعاص نے فدیہ میں جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گلے کی ہیکل (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی کو جہیز میں دی تھی) پیش کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ہیکل کو دیکھکر آنسو نکل آئے اگرچہ آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور سردار دوجہان تھے اگر آپ اس ہیکل کو بغیر کسی سے دریافت کئے ہوئے واپس کر دیتے تو کوئی چون و چرا نہ کرتا مگر آپ نے ایسا نہیں کیا آپ کے آنسو جاری ہونے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے ہیکل کی کیفیت بیان کی صحابہؓ نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اس کو واپس کر سکتے ہیں چنانچہ آپ نے وہ ہیکل واپس کر دی۔ بعض قیدی ایسے تھے کہ وہ نقد فدیہ نہیں ادا کر سکتے تھے مگر لکھنا جانتے تھے ان کا یہ فدیہ مقرر ہوا کہ ہر ایک قیدی ایک شخص کو لکھنا سکھائے جب اسکو لکھنا آ جائے تو وہ قیدی آزاد ہے ذرا انصاف کے ساتھ ان حالات پر غور کریں اور بتائیں کہ دنیا میں کسی قوم نے اسیران جنگ کے ساتھ کیا اس قسم کا سلوک کیا ہے

دنیا کو آزادی دلانے والا نبی صلعم

از جناب مولانا مولوی [illegible] صاحب قادری

اگر کوئی متلاشی حق بے لاگ اور غالی الذہن ہو کر تاریخ عالم کا مطالعہ کرے تو اس پر یہ حقیقت [illegible] حضور پر نور کا دنیا میں ظہور ہوا اس وقت دنیا اس سے پہلے [illegible] اور قتل و غارت گری کی [illegible] مگر ہم [illegible] تہذیب و تمدن [illegible] کی ضابطہ اور قانون نہ تھا زبردست زیردستوں پر [illegible] رواداری اور باہمی تعلقات کا نام و نشان نہ تھا [illegible] دوسرے سے الگ اور بے تعلق تھے اور خیالات کی آزادی کا تعلق ہی نہ تھا گویا انسان کا دلی الطبع ہونا ہی متحقق نہ تھا [illegible] دنیا [illegible] بتلایا کہ اپنے مذہبی عقائد کی بنا پر [illegible] اور [illegible] کا ایک دوسرے سے الگ [illegible] زندگی ہے آپ [illegible] کی تلقین کی اور بہتر [illegible] انتہائی طاقت صرف کر کے دنیا میں خیالات کی آزادی اور رواداری کو قائم کیا اور [illegible] اور صلح و امن کی دائمی بنیاد رکھ دی۔

اس دعوے کے ثبوت میں صرف [illegible] جن [illegible] ذہنیت رکھتے تھے۔

[illegible] دنیا کی ذہنیت

[illegible] کا اس [illegible] ہے کہ جب شہنشاہ [illegible] اور [illegible]

[illegible] کی عبادت کرنا اور [illegible] اس امر پر مجبور کرنا [illegible] مذہب [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کا [illegible]

جب [illegible] غیر [illegible] کو [illegible] کہ ان کا [illegible] مذہب کا [illegible] دیا۔

اردشیر بابکان نے جب ملک ایران پر غلبہ اور تسلط حاصل کیا تو زردشتی جس کا شیرازہ درہم برہم ہو چکا تھا اس کے آئین و اصول از سر نو منضبط کئے اور جن لوگوں نے ان کے ماننے سے انکار کیا ان کو بے دین اور کافر قرار دیا گیا جنہیں اردشیر بابکان اور اس کے جانشینوں یعنی آل ساسان کی حکومت نے [illegible] کر دیا۔

اور [illegible] جب یونانیوں نے فتح پائی تو مصر کی قدیم ترین تہذیب جس کی چمک دمک سے کبھی دنیا کی آنکھیں خیرہ تھیں ظالم یونانیوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو گئی اور مذہبی تعصب نے خوب خوب اپنی درندگی کے جوہر دکھائے۔ یہی ایرانی اور یونانی تہذیب کی شرافت نیاں اور بربادیاں اور ان کی [illegible] ذہنیت۔

مسیحی دنیا کی ذہنیت

اگر غور سے دیکھا جائے تو مذہبی دنیا میں اپنے مذہب کی تبلیغ [illegible] تھی [illegible] ظلم و تعدی تعصب و عناد اور وحشیت و بربریت کی [illegible] مذہبی جوش اور قومی تعصب جو دوسروں کا مذہب [illegible] شروع ہوا۔ ورنہ عام طور پر مذہبی دنیا میں [illegible] تعصب بہت کم پایا جاتا تھا اور عیسائیت میں [illegible] بے پناہ جذبہ پیدا ہوا [illegible] پولیٹکل [illegible]

[illegible] تبلیغ عام کا سلسلہ شروع کیا تو ان کے مقتدایان دین [illegible] اطراف عالم میں پھیل پڑے اور لوگوں کو طرح طرح سے [illegible] اپنے مذہب کی طرف [illegible] شروع کیا دوسروں کے [illegible] کے ذہنی [illegible] شروع کیا اور [illegible] و مسائل [illegible] منافی تھے۔

[illegible] ان کے بادشاہ [illegible] رعایا پر طرح طرح کے مظالم [illegible] قبول کر لیتے [illegible] کرتے جہاں جہاں عیسائی [illegible] کو ستایا گیا رومیوں کو سوائے [illegible] قبول کریں کوئی چارہ کار نہ تھا یہودیوں پر جو جو مظالم [illegible] عالم [illegible] کا نپ اٹھتا ہے بیت المقدس [illegible] یروشلم کے نزدیک یہودیوں [illegible] یہودیوں کو [illegible] پناہ لینے کی بھی کوئی [illegible] دنیا کے نقشہ [illegible] حکومتوں [illegible] رعایا پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔

[illegible] میں [illegible] تاریخی دلائل پیش کر سکتا ہوں مگر صرف مذکورہ بالا اشارات پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے کیونکہ جو ذہنیت مسیحی دنیا کی آج تک قائم ہے وہ باوجود [illegible] تمدن کے دیکھتے ہیں [illegible] صرف فرق ہے تو یہ کہ اس وقت ان کی ذہنیتیں بے پردہ تھیں اور آج ان پر دبیز [illegible] پردے پڑے ہوئے ہیں مگر حقیقت شناس نگاہ میں ان کے چہروں کے اصلی خد و خال کو [illegible]

[illegible]

یہ ان کا اعتراف ہے جو ہندوستان کے قبضے میں [illegible] تھے وہ
تہذیب تھے ہاں اقوامِ عالم کو اس کی تعلیم تسلیم کرنی پڑی ہے
پہنچاتا ان کی حالت نا شناس ہے ؟ ... اصل ... ہر ... تھا کہ

"اس وقت مذہبی لوگوں کی عام رائے یہی تھی کہ لوگوں کو انہیں باتوں پر ایمان رکھنے کے لئے مجبور کرنا جائز سمجھتے ہیں جن پر وہ خود ایمان رکھتا تھا اور اگر کوئی انکار کرے تو اسے سزا دینا درست ہے"۔

نیز ایک محقق اور انصاف پسند انگریز جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب "اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن" میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے ازالہ جواب میں لیے ایسے خونی واقعات اور زبردستی کے مظالم ... کے بیان کر کے جن کو دیکھ کر بدن کے رونگٹے ... کھڑے ہوتے ہیں اور ان مذہبوں اور فرقوں کا ... جو خود بڑے پارسا اور رحم دل بنتے ہیں اور مسلمانوں کو ظالم اور جنگی قرار دیتے ہیں عجیب ڈھٹائی اور ... دلیری ہے کہ دوسروں کی آنکھ کی کنکر نکالتے پھرتے ہیں مگر خود ان کی آنکھوں میں جو بڑے بڑے شہتیر اٹکے ہوئے ہیں ان پر نظر نہیں سچ کہا ہے کسی نے

اپنے عیبوں کی نہ کچھ فکر ہے نے پرواہ ہے غلط الزام ہے اوروں پہ لگا رکھا ہے
یہی فرمائے رہے تیغ سے پھیلا اسلام یہ نہ ارشاد ہوا توپ سے کیا پھیلا ہے

ہندوستانی ذہنیت

اب ہمارے ملکی بھائی ہندوستانیوں کی ذہنیت اور ان کے مذہبی احکام بھی سن لیجئے۔

(۱) جو شخص وید اور وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے حرمتی کرتا ہے اس وید کی برائی کرنے والے منکر کو ذات جماعت اور ملک سے باہر نکال دینا چاہئے (ستیارتھ پرکاش سمولاس ۳ صفحہ ۵۹)

اے جاہ و جلال والے راج پرش آپ دھرم کے مخالف دشمنوں کو آگ میں جلا ڈالیں وہ جو ہمارے دشمنوں کو حوصلہ دیتا ہے آپ اس کو الٹا لٹکا کر خشک لکڑی کی طرح جلا ڈالیں (یجروید ۴۲)

ان پانچوں حوالوں سے آسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ویدوں کے کس قدر سخت اور ظالمانہ احکامات ہیں اور ان سے ویدوں کے متبعین میں کس قسم کی ذہنیت پیدا ہو سکتی ہے اب انصاف شرط ہے کہ اگر ان احکام کی حکومت ہو تو اس وقت عام رعایا کی کیا حالت ہو۔

الغرض اس وقت کی تمام اقوام اور مذاہب کی ذہنیت اور مذہبی حکومتوں کا یہی طرز عمل تھا کہ مخالف خیالات کے لوگوں کو جبراً اپنا ہم خیال بنا لیا جائے اور جو نہ بنے اسے سخت سے سخت سزا دی جائے مگر قربان اس رحمۃ للعالمین آمنہ کے لال کے کہ اس نے آتے ہی جابرانہ طریقوں کو منسوخ کر ڈالا قوموں اور جماعتوں کو خیالات کی آزادی بخشی اور خدا نے حکموں اور غیر مذاہب والوں سے خود بھی رواداری برتا اور اپنی امت کو بھی یہی ہدایت فرمائی کہ وہ خود بھی آزاد رہیں اور دوسروں کو بھی آزادی دیں یہی نہیں بلکہ اس سے [illegible] دیگر قوموں اور جماعتوں کی مذہبی آزادی کے لئے

[illegible]

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے

تبلیغ کے معنے ہیں اور کسی ... تک پہنچانا یعنی اپنے مذہب کو دیگر اقوام و ملل کے سامنے پیش کرنا اور اس کی دعوت دینا اور ان کو اپنے مذہب میں شامل کرنا اس لفظ کے مفہوم میں داخل ہے۔

اسلام کے سوا جس قدر مذاہب ہیں وہ اپنے تبلیغی ہونے کا ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہیں بلکہ ان کی تعلیم اور ان کے بانیوں کی زندگی اور طرز عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیگر مذاہب نے اپنے تبلیغی ہونے کا دعویٰ کیا نہ ان کے متبعین ہی نے کبھی اپنے اپنے مذہب کو تبلیغی بتایا اور نہ ہی ان کے بانیوں کی زندگی سے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے کبھی تبلیغ اور اپنی امت کو اس کام کے لئے مامور کیا۔

کسی مذہب کے تبلیغی ہونے کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے اول تو یہ کہ خود اس مذہب نے تبلیغی ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور دوسرے اس کے ہادی اور رہنما نے اس حکم کی تعمیل کر کے اپنے متبعین کے لئے کوئی عملی نمونہ چھوڑا ہو اور انہی دو امور کا ثبوت دیگر مذاہب پیش کرنے سے قاصر ہیں تفصیل کا موقعہ نہیں ورنہ میں دکھلاتا کہ مذاہب اور ان کے داعیوں نے غیر قوموں کو دعوت دینے اور غیروں کو اپنے مذہب میں شامل کرنے سے روکا ہے لہٰذا بلا خوف و تردید کہا جا سکتا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک تبلیغی مذہب ہے مذکورہ بالا دو امور کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

جس وقت حضرت محمد رسول اللہ کو منصب نبوت تفویض ہوا اور آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے اسلام کی پاک و صاف توحید اور پیغام خداوندی دوسروں تک پہنچا دینے کا یہ حکم نازل ہوا وَ اَنذِر عَشِیرَتَکَ الاَقرَبِینَ یعنی اپنے گھر والوں کو ڈراؤ۔

آیت بالا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ وہ اصلاح اپنے گھر سے شروع کریں اور جو لوگ ان کے نزدیکی قرابتدار ہیں ان کو تبلیغ کریں۔

(۲) لِتُنذِرَ اُمَّ القُریٰ وَمَن حَولَہَا گھر والوں کے بعد خاص شہر کے باشندوں اور اس کے اطراف و نواحی کے باشندوں کا نمبر آتا ہے لہٰذا اس آیت میں یہی حکم ہے کہ تبلیغ کا دائرہ مکہ اور اس کے اطراف تک بڑھاؤ

(۳) لِاُنذِرَکُم بِہٖ وَمَن بَلَغَ اس آیت میں حاضرین کے بعد غائبین تک تبلیغ کے پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۴) اِنَّمَا عَلیٰ رَسُولِنَا البَلٰغُ المُبِینُ یعنی رسول کا فرض یہی ہے کہ وہ تبلیغ کو روشن اور واضح طریق سے عام کرے۔

(۵) ھٰذَا بَلٰغٌ لِلنَّاسِ یعنی یہ قرآن جملہ نوع انسان کے لئے پیام ہے یا یہ کہ اس کی دعوت بنی نوع انسان کے لئے عام ہے۔

ان احکام کی تعمیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائی نبوت ہی سے تبلیغ کا کام شروع کر دیا تھا اور اس کام میں جس قدر سختیاں آپ نے برداشت کیں وہ بیان سے باہر ہیں آپ نے عرب کے گوشہ گوشہ میں (یعنی مکہ میں یا عرب کی کوئی جگہ کوئی آبادی اور کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس میں توحید و رسالت کی منادی نہ کر دی گئی ہو۔ آپ منڈیوں، میلوں اور اجتماعوں

پہنچے اور پیغام ربانی لوگوں کو سنا کے آشنا اور نا آشنا ہونے [illegible]
کے حقوق اور فرائض یاد دلا کے خانہ بدوشوں کا پتہ لگا کے وہاں پہنچے
اور تبلیغ فرمایا کرتے۔ کوہستانی آبادی کو بھی دعوت الی اللہ پہنچانے کے
بغیر نہیں چھوڑا ارکان اسلام سے روشناس کرانے کے لئے حضور نے
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا غرض خاتم الانبیاء کی صدائے حق اور ملکوتی
قوت سے کوہ صفا کی چوٹی سے بلند میدانوں بطحا کے نشیبوں اور عرب
کی وادیوں میں گونج اٹھی اور خاک عرب کا ذرہ ذرہ پیغام حق سے آشنا ہو گیا۔

مدینہ کی زندگی اور تبلیغ

جب حضور سراپا نور مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں پہنچے تو سب سے
پہلے آپ نے یہودیوں اور مسلمانوں کے تعلقات مستحکم بنانے کی کوشش کی
مکہ کی زندگی تبلیغی تھی وہاں دشمنوں نے سختیوں تکلیفوں اور اذیتوں نے
اتنی مہلت ہی نہ دی کہ آپ تنظیم ملت کی طرف بھی متوجہ ہوتے اب یہاں مدینہ
میں پہنچ کر جب آپ کو ذرا اطمینان نصیب ہوا تو آپ تنظیم ملت کی طرف
متوجہ ہو گئے اور جب صلح حدیبیہ کے بعد آپ کو مزید اطمینان ہوا تو اب
وقت آیا کہ اسلام کا پیغام تمام دنیا کے کانوں میں پہنچایا جائے اور یہیں
سے آپ نے سلاطین کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی۔

عرب کے یہودیوں کو فرمان آزادی

جو سند حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے عرب کے یہودیوں کو عطا فرمائی بقول سر ولیم میور دہان شرائط پر مبنی تھی
"۱۔ یہودیوں کی مدد و اعانت کی جائیگی ان کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائیگا
اور نہ ان کے خلاف کسی دشمن کو مدد دی جائیگی یہودی اپنے مذہب پر قائم رہیں
گے اور مسلمان اپنے مذہب پر اور اگر کوئی حملہ کرے گا تو وہ ایک دوسرے
کی مدد کریں گے" (لائف آف محمد ص ۱۸۳)

حضور نے اہالیان مدینہ کو جس میں مسلمانوں کے علاوہ یہودی بھی تھے
مشرک اور بت پرست بھی امن و آزادی کا فرمان بایں الفاظ عطا فرمایا جیسا کہ
سیرت ابن ہشام میں تحریر ہے۔

(۲) یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمام مسلمانوں کو خواہ وہ
قریش ہوں یا اہل یثرب اور سب لوگوں کو خواہ وہ کسی مذہب اور کسی قوم کے ہوں
جنہوں نے مسلمانوں سے صلح اور آشتی رکھی ہے لکھدیا ہے کہ صلح اور جنگ
کی حالت سب مسلمانوں کے لئے عام ہو گی اور کسی مسلمان کو یہ اختیار نہ ہو گا
کہ برادران اسلام کے دشمنوں سے صلح یا جنگ کرے یہود جو ہماری حکومت
اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں تمام اذیتوں اور ذلتوں سے بچائے جائینگے
اور ہماری امت کے ساتھ مساوی حقوق ان کو ہماری نصرت اور حمایت اور
حسن سلوک کے حاصل رہیں گے یہود بنی عوف، بنی نجار، بنی حارث، بنی
جشم، بنی ثعلبہ، بنی اوس اور سب ساکنان یثرب مسلمانوں کے ساتھ مل
کر ایک قوم سمجھے جائینگے اور وہ اپنے اعمال مذہبی کو ویسی ہی آزادی
سے بجا لا سکینگے جیسے مسلمان اپنے اسلامی دین کو ادا کرتے ہیں یہود کی حفاظت
اور حمایت میں جو لوگ ہیں یا جو ان سے دوستی رکھتے ہیں ان کو بھی تحفظ اور
آزادی حاصل رہے گی یہود مسلمانوں کی شرکت یثرب و مدینہ کے بچانے

[illegible]
اور امن سے رہیں گے مسلمان اور یہود کے [illegible]
کیا جائے گا جیسا کہ خود یہود کا سب سچے مسلمان اس شخص سے بیزار رہیں
گے جو کسی گناہ یا ظلم یا نا اتفاقی یا بغاوت کا مرتکب ہو گا اور کوئی شخص
مجرم کی حمایت نہ کریگا گو وہ کیسا ہی قریبی اور عزیز نہ ہو آئندہ جو تنازعات
ان لوگوں میں ہوں گے جو اس فرمان کو قبول کرتے ہیں ان کا فیصلہ خداوند
عالم کے حکم کے مطابق رسول اللہ فرمائیں گے۔

بنی ضمرہ کو امن و آزادی کا پروانہ

حضور نے جو معاہدہ بنو ضمرہ سے کیا
وہ حسب ذیل ہے:۔
"یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر ہے جو بنی ضمرہ کے لئے ان
لوگوں کا جان اور مال محفوظ رہے گا اور جو شخص ان پر حملہ کریگا اس کے
مقابلہ میں ان کی مدد کی جائیگی بجز اس صورت کے کہ یہ لوگ مذہب کے مقابلہ
میں لڑیں اور پیغمبر جب ان کو مدد کے لئے بلائینگے تو یہ لوگ مدد کو آئینگے"

بنو مدلج سے امن و آزادی کا معاہدہ

بنو مدلج چونکہ بنو ضمرہ کے حلیف
اور ساتھی تھے اس لئے ان سے بھی حضرت نبی کریم نے انہی لفظوں میں
معاہدہ فرمایا کہ:۔
"یہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی تحریر ہے بنو مدلج کے ان لوگوں کا
جان اور مال محفوظ رہے گا اور جو شخص ان پر حملہ کرے گا اس کے مقابلہ میں
ان کی مدد کی جائیگی۔ بجز اس صورت کے کہ یہ لوگ مذہب کے مقابلہ میں لڑیں
اور پیغمبر جب ان کو مدد کے لئے بلائیں گے تو یہ مدد کو آئیں گے۔"

یوحنا بن روبہ حاکم ایلہ کو امن و آزادی کا فرمان

جب یوحنا بن روبہ والئے ایلہ تین سو آدمیوں کو ساتھ لیکر مقام تبوک حضور کے پاس حاضر ہوا اور جزیہ
دینا قبول کر کے صلح کا عریضہ پیش کیا تو اس وقت حضور نے بایں الفاظ
امن نامہ عطا کیا۔

"یہ امن نامہ ہے اللہ اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف
سے یوحنا بن روبہ اور باشندگان ایلہ کے پادریوں اور باقی لوگوں کے لئے
جو خشکی اور تری میں ہوں وہ اللہ اور اس کے رسول کی امان میں ہیں
اس عہد نامہ کے بعد اگر کوئی شخص کوئی نئی بات کا مرتکب ہو گا یعنی عہد
توڑے گا تو اس کا مال اس کی جان کے خطرہ میں پڑ جائیگا اور ان کو کسی پانی کے چشمہ
پر جس پر کہ وہ جاری ہوں اور کسی راستہ خشکی اور تری سے جس پر وہ جانا چاہیں
روک ٹوک نہ ہو گی یہ عہد نامہ [illegible] الصلت اور شرجیل ابن حسنہ نے
حضور کے حکم سے تحریر کیا اور روبہ والوں کے حوالہ کیا گیا"

اہل جربہ و اذرح کو امن و امان کا فرمان

اہل جربا اور اذرح بھی وفد کی صورت میں حضرت کے پاس حاضر [illegible]

حاضر ہو کر اس [illegible]
مندرجہ ذیل امان نامہ عطا فرمایا۔

"یہ تحریر ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو اہل مقنا کی طرف بنی حبیبہ اور اہل اذرح کے نام لکھی گئی، وہ اللہ تعالیٰ کے رسول کی امان اور پناہ میں آ گئے اور سال بھر ہر ایک ماہ رجب میں وہ ایک سو دینار (جو مسلمانوں کے لئے) طیب ہے ادا کریں گے، چنانچہ انہوں نے عہد کیا ہے کہ وہ مسلمانوں سے احسان اور ہمدردی کا اظہار کریں گے اور اگر کوئی مسلمان کسی خوف اور گھبراہٹ کے وقت ان کے پاس پناہ لیگا تو اس کی مدد کریں گے۔"

منذر بن ساری کے نام یہود ومجوس کیلئے آزادی کا پروانہ

حضرت نبی کریم صلعم نے جہاں دوسرے والیان ملک کو دعوت اسلام کے خطوط بھیجے وہاں ایک خط منذر بن ساری کو بھی علاء بن حضرمی کے ہاتھ بھیجا تھا جس کا جواب اس کی طرف سے یہ آیا کہ:۔

"یا رسول اللہ میں نے آپ کا خط باشندگان بحرین کو سنایا بعض نے اسلام کو پسند کیا اور اس میں داخل ہوئے اور بعض نے اس کو ناپسند کیا میرے ملک میں یہود اور مجوس ہیں آپ ان کی نسبت کیا حکم فرماتے ہیں"

حضور علیہ السلام نے جواباً لکھوا بھیجا کہ:۔

"محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے منذر بن ساری کے نام سلام علیک میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہی معبود ہے اور محمد اس کا رسول ہے لیکن تجھ کو خدائے عزوجل کی یاد دلاتا ہوں اب جو میری بات قبول کرے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو میرے رسولوں (سفیروں) کی اطاعت اور ان کے حکموں کی تعمیل کرے گا وہ گویا میری اطاعت کرے گا جو ان سے اچھا سلوک کرے گا وہ مجھ سے ہی نیک سلوک کرے گا ہمارے قاصدوں نے تمہاری نسبت اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے اور میں نے تمہاری قوم کے بارے سفارش کی ہے جو لوگ ایمان لائے اور مسلمان ہوئے ان کو اسلامی حالت پر رہنے دو اور جنہوں نے نہیں مانا ان کو میں نے معاف کیا ہے تم بھی ان کو معاف کر دو اور جب تک اپنا کام (عدل و انصاف) اچھا کرتے رہو گے معزول نہیں کئے جاؤ گے اور جو لوگ یہودیت اور مجوسیت پر قائم ہیں (وہ اس پر) قائم رہیں مگر ان سے جزیہ لیا جائے۔"

حارث بن عبد کلال حمیری کو حمیر کے یہود و نصاریٰ کے متعلق مذہبی آزادی

جب حضور غزوۂ تبوک سے واپسی کے موقع پر ایک [illegible] ربانی سلام ہوا کہ حارث بن عبد کلال حمیری وغیرہ نے [illegible] مسلمان ہو گئے تو انہیں حضور نے ایک مکتوب بھیجا جس میں یہود و نصاریٰ کے متعلق لکھا تھا:۔

"[illegible] یہودی یا نصرانی مسلمان ہو جائے اس کے لئے بھی وہی حقوق [illegible] [illegible]"

[illegible] کہ خدا میں [illegible] بالغ مرد عورت ان سے ایک دینار جزیہ لیا جائے گا اس کے معاوض کوئی کپڑا یا [illegible] جو جزیہ ادا کرے گا وہ خدا اور اس کے رسول کی پناہ میں ہے اور جو انکار کرے گا وہ خدا اور اس کے رسول کا دشمن سمجھا جائے گا

نجران کے عیسائیوں کی امن اور مذہبی آزادی کا معاہدہ

جب وفد نجران کے پادریوں کا مدینہ میں حاضر ہوا تھا ان سے حضور علیہ السلام کا جو معاہدہ ہوا اس میں ایک فقرہ یہ بھی تھا:۔

"نجران والوں کو خدا اور محمد رسول اللہ کی حفاظت حاصل ہوگی جان اور مذہب اور زمین اور جائداد کے متعلق ان سب کو جو حاضر یا غائب ہیں۔ صاحب قبیلہ ہیں یا اتباع کرنے والے ہیں ان کی حالت میں اور حقوق میں کوئی تغیر نہ کیا جائیگا اور جو کچھ کم یا زیادہ ان کے قبضہ میں ہے اسے نہ بدلا جائے گا پچھلے زمانہ کے شبہات یا قتل کے جھگڑے ان پر نہ چلائے جائیں گے وہ بیگار میں نہ پکڑے جاویں گے ان کے علاقہ سے فوج عبور نہ کریگی۔"

نجران والوں کو دوسرا فرمان

چند روز کے بعد ایک اور بھی فرمان نجران کے پادریوں کو عطا ہوا تھا جس کے الفاظ بقول سر ولیم میور یہ تھے:۔

"پیغمبر نے بشپوں، پادریوں اور راہبوں کو یہ تحریر دی کہ ان کے گرجاؤں، عبادات اور خانقاہوں میں ہر ایک چھوٹی بڑی چیز جیسی تھی ویسی ہی برقرار رہے خدا اور اس کے رسول نے یہ عہد کیا ہے کہ نہ تو کوئی بشپ اپنے عہدے سے اور نہ کوئی راہب اپنی خانقاہ سے اور نہ کوئی پادری اپنے منصب سے خارج کیا جائے اور نہ ان کے اختیارات حقوق اور معمول میں کسی قسم کا تغیر ہونے پائے اور جب تک وہ امن و صلح اور بھلائی کے ساتھ ہیں نہ ان پر جبر و تعدی کی جائے اور نہ وہ کسی پر جبر یا زیادتی کریں۔"

تمام عیسائیوں کیلئے فرمان آزادی مذہب

نجران کے عیسائیوں کو جو فرمان ملا وہ تو صرف انہی تک محدود تھا مگر بعد میں حضور نے تمام عیسائیوں کے لئے آزادی کا پروانہ لکھ دیا اور اپنے متبعین کو تاکید کی کہ اس کی تعمیل قیامت تک کی جائے اور کبھی بھول کر بھی اس سے انحراف نہ کیا جائے فرمان نبوی کا ترجمہ یہ ہے:۔

"یہ عہد نامہ ہے جس کو محمد بن عبداللہ رسول اللہ بشیر و نذیر اور اس کے امین نے لکھا ہے تاکہ اس کے بعد لوگوں کا کوئی عذر و بہانہ باقی نہ رہے اس عہد نامہ کو میں نے مشرق و مغرب کے نزدیک و دور حال اور بعد کے عیسائیوں اور ملک عرب اور غیر عرب معروف و غیر معروف نصاریٰ کے واسطے لکھا ہے مسلمانوں میں سے جس نے بھی اس عہد کو توڑا اور اس سے تجاوز کیا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو شکن ٹھہرے گا اور اپنے وثیقہ کا خود ناقض ہوگا اور وہ خدا کی لعنت کا سزاوار بنے گا خواہ کوئی بادشاہ ہو یا رعیت۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کوئی راہب یا سیاح وغیرہ پہاڑ جنگل تالوں صحرا اور ریگستان اور عبادتگاہ میں حمایت کا خواستگار ہو گا تو میں [illegible]

اعوان و انصار و اہل ملت و تابعداروں کے ان کی حمایت کے لئے ان کے دشمنوں کو ہٹاؤں گا اور مدافعت کروں گا کیونکہ وہ میری رعیت اور میرے اہل ذمہ ہیں اپنی میرے اوپر عہد و پیمان اور میں دشمنوں کی ایذا و ضرر اور تکلیف معاہدہ والوں سے اس مالیت (جزیہ) کے بدلے رفع کروں گا جس کی ادائیگی کا انہوں نے وعدہ کیا ہے اگر ان کی مرضی ہو کہ وہ اپنے وجود و اموال کی خود حفاظت و نگہبانی کریں تو ان پر اس امر میں کوئی جبر و اکراہ نہ کیا جاوے کسی بشپ کو اس کے عہدہ اور کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے اور کسی عابد کو اس کی عبادتگاہ سے اور کسی سیاح کو اس کی سیاحت سے روکا نہ جاوے ان کا کوئی گرجا و عبادتگاہ ویران و منہدم نہ کیا جاوے ان کے گرجوں کے مال میں سے کوئی چیز مسلمانوں کی مسجدوں اور گھروں کے بنانے میں داخل نہ کی جاوے جس نے ایسا کام کیا اس نے خدا اور رسول سے وعدہ شکنی کی اور اہل ذمیوں پر کوئی جزیہ و تاوان نہ رکھا جائے اور وہ جنگل میں ہوں یا دریا میں خواہ وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں خواہ جنوب میں ہوں یا شمال میں میں ان کے لئے اس عہد کا ذمہ دار ہوں اور وہ عیسائی میرے ذمہ اور میرے وعدہ (امن) پر ہیں اور وہ ساری مکروہات سے امان میں ہیں اور جو انسان پہاڑوں اور امکنہ متبرکہ میں عبادت کے لئے گوشہ گزین ہوں جو کچھ بوتے ہیں اس کا ان سے خراج اور عشر نہ لیا جائے اور غلہ کی پیداوار ان کی امداد کا ذمہ نہیں۔ جنگ میں نکلنے کی تکلیف ان پر لازم نہ ٹھیرائی جائے اور نہ ان سے جزیہ لیا جائے۔ خراجی اور دولتمند صاحب اموال اور زمیندار اور سوداگر سے بارہ درہم سالانہ سے زیادہ نہ لیا جاوے اور کسی کو جو روظلم سے حصول مالگذاری پر مکلف نہ کیا جاوے کوئی مذہبی مباحثہ و مجادلہ پیش آوے تو ان سے بحسن اخلاق و تہذیب کلام سے پیش آنا چاہیئے اور وہ جہاں ہوں رحمت کا بازو ان پر مبسوط رہے (یعنی رحمت کا سایہ ان پر رہے) اور ایذا ان سے رفع کی جاوے اور جس نے خدا کا وعدہ توڑا اور اس کی ضد پر کھڑا ہوا اس نے خدا و رسول کی وعدہ شکنی کی ان کے عبادتخانے مکانات کی مرمت کرنے کے لئے ان کو امداد دی جائے اور یہ بات (امداد لینا) ان کے دین میں جائز ہے اور ان میں سے کسی پر آلات حرب کا رکھنا لازم نہ ٹھیرایا جائے بلکہ مسلمان ان کی حفاظت کریں گے اور اس عہد کی خلاف ورزی قیامت تک نہو۔"

حضرت نبی کریم صلعم کا پروانۂ آزادی ایران کے پارسیوں کو

اب ہم ایک ایسا فرمان نقل کرتے ہیں جو حضور صلعم نے پارسیوں کو عطا کیا جس میں نہ صرف فرخ بن شخصان کو (جس کے نام وہ فرمان ہے) ہر قسم کی مذہبی آزادی بخشی بلکہ اسکے ذریعہ تمام زردشتیوں کو ان کے جائز حقوق اور خیالات کی آزادی عطا فرمائی۔

ہر چند کہ اس فرمان کی نقل کسی اسلامی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گذری لیکن چونکہ اس فرمان کو شائع کرنے والے خود پارسی ہیں اور وہی اس کی صحت پر مصر ہیں اور دعوے کرتے ہیں کہ اس کی ایک پرانی نقل ایران میں ابھی تک محفوظ ہے اور بقول مسٹر نریمان پارسی "ایران کے پارسی بعض یورپین سیاحوں کو بھی اسی صورت کا فرمان دکھلاتے رہے ہیں۔" یہ فرمان حکام کی زیادتیوں سے پارسیوں کو بہت کچھ محفوظ رکھنے کا باعث ثابت ہوتا رہا ہے۔"

اس لئے ذیل میں اس کے بعض فقرات درج کئے دیتے ہیں امید ہے انھیں دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائے گا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط منجانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنام فرخ بن شخصان برادر سلمان (رضی اللہ عنہ) اور اس کے اہل خاندان اولاد کے لئے جو دنیا میں زندہ ہیں خواہ وہ مسلمان ہو جائیں یا اپنے دین پر رہیں۔ میرا مکتوب (فرخ بن شخصان) کے لئے خدا کی حفاظت سے ہے اور اس کی اولاد کے لئے ان کی جانوں کے متعلق جہاں کہیں وہ رہیں میدان یا جبل پر اور جو کنوئیں اور چراگاہیں ان کے قبضہ میں ہیں ان پر قابض رہیں گے ان کے ساتھ نہ بے انصافی ہونی چاہیئے اور نہ تنگی لوگوں کے روبرو میرا یہ مکتوب پڑھا جائے انھیں چاہیئے کہ ان کی (فرخ) بن شخصان اور ان کی اولاد کی، حفاظت کرے انھیں آزاد رہنے دیں دوسروں کو بھی انھیں نقصان نہ پہنچانے دے اور توہین یا تشدد ان سے عداوت ظاہر نہ کرے میں ان مخصوص سر منڈانے اور زنار باندھنے سے درگذر کرتا ہوں اور ادائیگی ٹیکس بھی تا یوم حشر و نشر مع مکلفات کے معاف کرتا ہوں وہ بالکل آزادی سے اپنے آتشکدوں اور ان کے متعلق زمین اور دوسری املاک ملحقہ پر قابض رہیں گے اور لباس فاخرہ استعمال، رکاب، تعمیر عمارات، اصطبل خانوں کے لیجانے اور اس کام کے کرنے سے جس کے لئے ان کا مذہب اجازت دیتا ہے نہیں روک سکتا ان کے ساتھ ہر دوسرے غیر مسلم ذمی سے زیادہ بہتر سلوک کیا جائے پس کسی کو میری اس وصیت (تاکیدی حکم) کی جو میرے سلمان اور ان کی آنے والی نسلوں کی آزادی اور حفاظت کے لئے کی ہے خلاف ورزی نہ کرنی چاہیئے۔ بلا لحاظ اس کے کہ وہ اسلام لاتے ہیں یا اپنے دین پر رہتے ہیں جو شخص میرے اس حکم کی اطاعت کرے گا اس پر خدا کا کرم ہوگا لیکن جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ قیامت تک لعنت میں رہے گا جس نے ان کے ساتھ کرم کیا اس نے میرے ساتھ کرم کیا اور ایسے شخص کو اس سے اجر حاصل ہوگا اور جو ان کا دشمن ہے میں یوم قیامت تک اس کا دشمن رہوں گا اس کی سزا دوزخ ہے اور میں اس کی شفاعت سے بری ہوں۔"

مذکورہ بالا فرمان اور معاہدات کو مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ہر انصاف پسند اور حق جو انسان بصدق دل یہ اقرار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ واقعی دنیا کے محسن اعظم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات کا ہی فیضان عام اور احسان عظیم ہے کہ آپ نے ایسے وقت میں جبکہ مد انسانیت ، حکومت کے پنجہ میں پھنسی ہوئی تھی اقتدار سے رہائی دلائی حقوق انسانی کی حفاظت و صیانت کی اس آزادی اور رواداری کی ان مٹ مثال قائم کی جس پر آج جو چل رہی ہیں اور جس سے اثر پذیر ہو کر دنیا کی تمام قوموں میں مذ

اور خیالات کی آزادی کا جذبہ پایا جاتا ہے اس کی نیک اور بہترین اعمال کی سعی اور اسوۂ حسنہ کی شکر گذاری سے دنیا کی قومیں تا قیامت تک عہدہ برآ نہیں ہو سکتیں۔

کیا اب بھی کسی حق پسند انسان کو اس میں کلام ہو سکتا ہے کہ دنیا بھر کے بڑے بڑے مذاہب دینی ترقی و اشاعت کے لئے ذی مقدرت سلاطین اور فرمانروایان ملک کی اعانت و خیانت کے محتاج رہے مگر صرف اسلام ہی ایک ایسا معقول و افہام انسانی کو مسخر کرنے والا مذہب ہے جو اپنے قلبی اثر اور سیدھے سادے اصولوں کے بل بوتے پر کامیاب اور اشاعت پذیر ہوا اور دیگر مذاہب نے اپنی اپنی حکومت کے ذریعہ صرف جسموں پر قبضہ حاصل کیا مگر اسلام نے اپنی روحانیت سے روحوں کو مطیع و مسخر کیا۔

ایسے پاک مذہب کی نسبت جبر و اکراہ کا الزام لگانا اور مقدس بانئے اسلام صلعم کی سیرت کو توڑ مروڑ کر پبلک میں پیش کرنا اور اتہامات لگانا اگر انتہائی ظلم و ناانصافی اور اپنی اندرونی کینہ پروری نہیں تو اور کیا ہے۔

ان معاہدات کی موجودگی اور روشن و درخشاں تاریخی حقائق کے ہوتے ہوئے دنیا کا کونسا دشمن حق انسان ہے جو پیغمبر اس کریم النفس ہستی پر ظلم و جور کا الزام لگائے اور اگر کوئی تعصب و عناد سے ایسا کرتا ہے تو آفتاب پر تھوکتا ہے جو اس کے منہ پر پڑے گا۔

کونی ہے میدان حق و صداقت کا شہسوار اور بانی اسلام پر ظلم و جور کا الزام لگانے والا متعصب انسان جو ان حقائق کو جھٹلا سکے یا اپنے ہادی اور بانی مذہب کی سوانح حیات سے ایک ہی اس قسم کا معاہدہ اور حسن سلوک کی نظیر دکھا سکے۔

بانئے اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے جو سلوک اپنے دشمنوں اور غیر مذہب والوں سے کئے اور صاحب اقتدار ہوتے ہوئے باوجود ان کی شرارتوں، مخالفت اور قتل و مظالم کی ابتدا کرنے کے جو فراخدلانہ امن و آزادی ان کو مرحمت فرمائی ان کی نظیر زمانہ قدیم میں تو کیا ملتی اب اس تہذیب و شائستگی کے زمانہ میں بھی اس کی نظیر نہیں مل سکتی قسم خدا کی زمانہ اس خلق و مروت کی نظیر نہ پیش کر سکا ہے اور نہ آئندہ کر سکے گا یا تو دنیا کے محسن اعظم رحمۃ للعالمین کی ہی ذات ستودہ صفات سے مخصوص ہے پس کیا ہمارے برادران وطن کا یہ فرض نہیں کہ وہ ان تاریخی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے یورپین مورخین اور حق و صداقت کے دشمنوں کے بچھائے ہوئے جال میں نہ پھنسیں ان کی فتنہ انگیز باتوں پر کان نہ دھریں اور اسلام کی نسبت بہتان طرازی اور انصاف سوزی سے باز آجائیں تاکہ امن و اتحاد کی فضا پیدا ہو جائے اور ہندو مسلمان امن و سلوک کے ساتھ مادر وطن کی خدمت کریں اور غلامی سے نجات حاصل ہو۔

اے خدائے قدوس ہمارے برادران وطن کو توفیق دے کہ وہ حق و صداقت کو سمجھ لیں میرے پیارے حبیب کی حیات طیبہ کے روشن و درخشاں انمٹ نقوش دیکھیں اور مخالفین کے جھوٹے پروپیگنڈہ میں آکر اشتعال انگیزی کر کے ہندوستان کو جہنم کدہ نہ بنائیں تاکہ تیس کروڑ مخلوق غلامی کے عذاب سے نجات پائے۔

آمین یا رب العالمین

حضور صلعم کی سیاسی زندگی

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب خاوری مدظلہ)

اس مضمون کا مقصد خصوصی

چونکہ اس مضمون کا مقصد اسوۂ حسنہ کی روشنی میں مسلمانوں کو سیاسیات میں حصہ لینے کی ترغیب و تحریص دلانا ہے جس کے بغیر ان کی قومی زندگی اور ترقی محال ہے ان میں سیاسی حس و شعور کو پیدا کرنا اور اسلامی نظریات سیاسیہ کی نشر و اشاعت ہے اس لئے اس سے پہلے کہ میں حضور کی سیاسی زندگی مسلمانوں کے غور و فکر کے لئے پیش کروں ایک بنیادی اور عظیم الشان غلط فہمی کا ازالہ اور اس پر متفرع چند فرضی و خلاف اسلام عقائد و خیالات کی تردید و اصلاح کر دینا ضروری ہے جس کے بغیر ناظرین اس مضمون کما حقہ استفادہ اور عبرت حاصل نہیں کر سکتے وہ گمراہ کن اور خلاف اسلام عقائد و خیالات کیا ہیں سنئے اور ذرا کان کھول کر سنئے۔

پہلی گمراہی سیاست کوئی اہم چیز نہیں

پہلی اور سب سے اندوہناک فروگذاشت۔ انتہائی بدقسمتی اور تیرہ بختی یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے چند خود غرض، شکم پرست غلامانہ ذہنیت رکھنے والے اور حقیقت اسلام سے بے بہرہ علماء اور مشائخ نے مسلمانوں کے یہ بات ذہن نشین کرا دی ہے کہ مذہب اور سیاست دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں اور سیاست کو مذہب سے کوئی تعلق نہیں ان کو مدت مدید سے یہ سبق مل رہا ہے۔

مذہب کچھ اور شئے ہے سیاست ہے اور چیز

سیاسی تفوق و برتری کے حصول پر کوئی دینی یا دنیوی ترقی منحصر نہیں وہ سیاسی حقوق اور بیداری حاصل کئے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ دنیاوی وجاہت و حشمت عز و شرف اور مال و دولت کوئی چیز نہیں بلکہ اللہ نے جو عزت اسلامی دولت کی وجہ سے کافروں کے مقابلہ میں دی ہے وہی بس ہے لبشری لی الحیوٰۃ الدنیا والآخرۃ کے شیریں الفاظ نعوذ باللہ محض دل بہلاوہ ہیں۔

حکومت و سلطنت کے حصول کے لئے خدا کی طرف سے کوئی شرط و قید نہیں بلکہ وہ جسکو چاہتا ہے بلا استحقاق اپنے فضل و کرم سے ایک سے چھین کر دوسرے کو بادشاہی دیتا ہے مگر مسلمانوں کو دنیاوی بادشاہی کی ضرورت بھی نہیں جب خدا ہی کو منظور ہوگا تو وہ ان کو تخت حکومت پر بٹھا دیگا ان الارض یرثھا عبادی الصالحون تو صرف تلاوت کے لئے ہے ورنہ وراثت ارض کوئی چیز نہیں۔ دنیوی ترقی علوم و فنون، صنعت و تجارت اور سائنس و ایجادات تو قابل ترک نجاستیں اور دنیا کی آلائشیں ہیں ہر مسلم غیر مسلم بادشاہ "اولی الامر" ہے جس کی اطاعت فرض ہے اور اگر ضرورت پڑے تو اسلامی سلطنتوں کے پرخچے اڑانے اور ان کی آزادی سلب کرنے ان کے اقتدار کا گلا گھونٹنے مسلمانوں کے سینوں میں گولیاں اتار دینے اور خدا و رسول کے احکامات کو بالائے طاق رکھ دینے اور جہاد کی آئینیں شروع کر دینے میں مدد دینا باطل کی قوتوں کو مضبوط کرنا اور بادشاہ وقت کو اپنے جان و مال سے مدد دینا عین مسلمانی کیا بلکہ "قطبیت" اور "پیری" ہے۔

دوسری گمراہی دین و دنیا سے علیحدہ ہیں

علاوہ ازیں کچھ عقائد ہیں جن کی غلط تفسیر نے ان کو دین و دنیا دونوں سے کھو رکھا ہے جن میں سے چند یہ ہیں قسمت کے سامنے تدبیر و ارادہ اور جد و جہد فضول و عبث ہے دنیا اور اس کی نعمتیں اور اس کی عیش و آرام سب کچھ کافروں کے لئے ہے کیونکہ آخرت میں جو ان کو دوزخ ملیگی مسلمانوں کے لئے تو صرف دریوزہ گری مفلوک الحالی غلامی و محکومی ذلت و خواری تنگی و جاپلوسی اور گداگری کافی ہے اور ان کو صرف وعدۂ حور ہی پر قناعت کئے رہنا چاہئے اسلام خدائی مذہب ہے لہٰذا وہ اپنے دین کی خود مدد کرے گا اور مسلمانوں کو اسلام اور مسلمانوں کی بربادی کا تماشہ دیکھتے رہنا چاہئے کیونکہ اسلام نام ہی گوشہ نشینی اور تسبیح خوانی کا ہے آزادی کا حصول کوئی اہم اور قابل توجہ بات نہیں یہ تو انھیں کفر کے سایہ میں ہی حاصل ہے اور ایسی کہ اگر کوئی نعوذ باللہ خدا ہی بن بیٹھے تو کوئی کہ جائے دم زدن نہیں پس ایسی صورت میں جبکہ آسمان کے فرشتے اور آزادی و خیر خواہی کے دلنواز پیکر ہم پر حکومت کر رہے ہیں ان کی غلامی کو چھوڑ کر اسلامی حکومت میں آنا کفران نعمت کیا بلکہ کھلی گمراہی اور کفر ہے امن کے ٹھیکہ داروں کی گرفت سے آزاد ہونیکی کوشش کرنا اور خدا کی حکومت کا قیام چاہنا وہ فتنہ انگیزی غداری اور ناقابل عفو جرم ہے جس کے نعوذ باللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مرتکب ہوئے تھے اور قرآن کریم نے تو مسلمانوں میں آزادی کی اسپرٹ پیدا کر کے گوشہ نشین پیروں پر بڑا ہی ظلم کیا ہے اور غلامی کوئی چیز نہیں محض ایک فرضی اور وہمی برائی اور لغزش ہے جسکو زبردستی لعنت سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ مسلمانوں کو غلامی و محکومی کے لئے پیدا کیا گیا ہے لہٰذا مسلمانوں کو غلامی پر ہی قناعت کئے رہنا چاہئے سیاسیات سے مجتنب رہنا چاہئے۔ اس میں ان کی بہتری اور یہی توکل کا مفہوم ہے۔

تیسری گمراہی زندگی جہد للحیات کا نام نہیں

جمود و تعطل اور غفلت و بیکاری کی زندگی بسر کرنا اور محض باتیں بناتے رہنا ہی زندگی ہے کشمکش حیات بیکار ہے مادی ساز و سامان اور طاقت و قوت ہیچ ہے خدا کی بادشاہی کا قیام ضروری نہیں امر معروف و نہی عن المنکر مسلمانوں کا فرض نہیں مسلمانوں کا غلبہ دنیا کے لئے امن و سلامتی کا موجب نہیں اور خدا کے قانون یعنی قرآنی قوانین کے بقا اور اجراء کے لئے مادی طاقت و قوت کا مظاہرہ لازمی نہیں صرف روحانی طاقت کافی ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہ ہیں وہ گمراہ کن ہلاکت آفریں اور تباہی خیز فاسد خیالات جو مسلمانوں کے دماغوں میں بھر دیئے گئے ہیں اور ان کا بیڑہ غرق کر دیا اور جن کی طرف شروع میں توجہ دلائی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ خرابیاں آئیں کہاں

سے جکڑی [illegible]
مفاسد کا تجزیہ کر کے صراط مستقیم [illegible] کی طرف رہنمائی کرنے
والا تھا سو معلوم ہونا چاہیے کہ جب کوئی قوم بگڑتی ہے تو پہلے اس کے رہنما
بگڑتے ہیں سو یہ مذہبی خرابیاں شیوخ و علماء اور پیران ریاکار کے
زبان و قلم سے پیدا ہوئیں اگر یقین نہیں تو ہوشیار ہو کے ایک پیر کا اپنے
مریدوں کے نام حکم ملاحظہ ہو ان میں سے ہر گمراہ کن خیال مستقل عنوان
رکھتا ہے اور اس لائق ہے کہ ان پر علیحدہ علیحدہ روشنی ڈال کر ہر طرح
اس کی بیخ کنی اور تردید بکمال کی جائے ان گمراہیوں اور بربادیوں کا محور
اور مخرج صرف ایک ہی خیال ہے یعنی مذہب و سیاست کی علیحدگی اور
مسلمانوں کی سیاسیات سے اجتناب۔

یہ تو اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں کہ ہر گمراہ کن خیال کی تردید کی جائے
البتہ ضمناً اور اشارۃً ان کی بھی تردید کرتا جاؤں گا نکتہ شناس حقیقت
بیں اور واقف حال مسلمانوں کے لئے تو صرف حضور کی سیاسی زندگی
کا مختصر مطالعہ کر لینا ہی ان گمراہیوں کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔

اسلام سیاسی مذہب ہے

چونکہ حضور کی سیاسی زندگی پر روشنی ڈالنا ہے اس لئے سیاست
کی اہمیت اور ضرورت کا ذہن نشین کرا دینا بھی ضروری ہے سو سنیئے کہ
قانون خواہ انسداد جرائم کے لئے ہو یا عبادات اور نیکیوں کی طرف رغبت
دلانے والا اور حرص پیدا کرنے والا ہو جب تک اس کی پشت پر قوت تنفیذیہ
نہ ہو اور طاقت و قوت کا مظاہرہ نہ ہو اس کے امتثال اور بجا آوری کی توقع
رکھنی عبث اور بیکار ہے۔

واضع قانون اس قدر طاقت و قوت کا ضرور مالک ہونا چاہیئے کہ جس کے
خوف سے قانون کی خلاف ورزی نہ ہو سکے اور ساتھ ہی لطف و کرم اور
شفقت و مروت بھی رکھتا ہو اور انعام و اکرام کا شوق دلانے والا ہو تاکہ عمل
کرنے والوں میں عمل کا صحیح جذبہ اور قانون کی پیروی کا سچا خیال پیدا ہو سکے
کیونکہ ہم کسی کے حکم کی تعمیل اور قانون کی پابندی اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ عمل
کرنے والوں میں دو چیزیں ہوں خوف یا شوق۔

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ جو خوف کے سامنے جھکتے ہیں
دوسرے وہ جو شوق کے پرستار ہیں لہذا واضع قانون کے لئے ضروری
ہے کہ دونوں قسم کی طبیعتوں کو ملحوظ رکھے۔

خوف کی وجہ سے جو عمل پیدا ہوتا ہے وہ اگرچہ ناقص، متزلزل
عارضی اور غلط میں شک و شبہ پیدا کرنے والا ہوتا ہے جب تک دلوں
پر خوف طاری ہے عمل میں بھی رہتا ہے اور جب خوف جاتا رہتا ہے
تو عمل رخصت ہو جاتا ہے اور شوق کی وجہ سے جو عمل پیدا ہوتا ہے وہ
مکمل غیر متزلزل مستقل اور دلوں میں پختہ عزم و یقین پیدا کرتا ہے مگر دنیا
میں ایسے لوگ بہت کم رہے ہیں اور رہیں گے جو شوق کی وجہ سے کسی
قانون کی پیروی کرتے ہیں۔

تو چونکہ قانون کے ساتھ قوت تنفیذیہ کا ہونا لازمی ہے جس میں کسی
عاقل کو کلام نہیں ہو سکتا تو کیا خدا کے قانون کے لئے قوت کی ضرورت

[illegible] ہے اور کہتا ہے تو پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام سیاسیات
سے نابلد ہے اپنے متبعین کو سیاسیات سے الگ رکھنا چاہتا ہے اور
یا اسلامی قانون بغیر سیاسی قوت کے قائم و برقرار رہ سکتا ہے اگر کوئی
حقیقت اسلام سے نا آشنا غلامی پسند اور ننگ اسلاف مسلمان ایسا حقیقت
سوز دعویٰ کرتا ہے اور یا عملاً ایسا ہی ثابت کرتا ہے تو میرے نزدیک نعوذ
باللہ وہ قرآن کریم کو جھٹلاتا ہے اور یا اس کو کلام الٰہی اور قابل عمل نہیں سمجھتا نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو جھٹلاتا ہے اور آپ کی زندگی پر پردہ ڈالتا ہے
صحابۂ کرام کے طرز عمل اور زندگی سے نا آشنائے محض ہے اور اپنی عقل و فہم
کو جواب دیتا ہے مگر وہ بلا تفصیلات کی روشنی میں اس قسم کا دعویٰ صریح
البطلان اور تکذیب و نفی کو مستلزم ہے لہذا ڈنکے کی چوٹ کہا جا سکتا ہے
کہ اسلام ایک سیاسی مذہب ہے کیونکہ قرآن کریم جو خدائی قانون ہے اس کی پشت
پر قوت تنفیذیہ اور سیاسی طاقت کا ہونا لازمی ہے جس کے بغیر حدود اللہ کا
قیام ناممکن ہے اور قانون شریعت ہیچ اور بیکار رہ جاتا ہے۔ یہ تو تھی عقلی دلیل
اب نقلی دلائل ملاحظہ ہوں۔

اسلام کے سیاسی مذہب ہونیکے نقلی دلائل

قرآن کریم میں جہاں جہاں خلیفہ کا لفظ
استعمال کیا اور نبی نوع انسان کی
خلافت کا ذکر کیا ہے اس کے
ساتھ "الارض" کا لفظ بھی ضرور
آیا ہے جس سے مراد زمین میں خلافت الٰہیہ کا قیام ہے اور خلیفہ سے مراد
حکمران ہے مثلاً ارشاد ہے قولہ تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفہ
یعنی ہم نے بنی آدم کو زمین میں خلیفہ بنایا اس آیت مقدسہ میں بنی آدم کی
عام خلافت کا ذکر ہے مگر ایک جگہ خاص مسلمانوں کو مخاطب کیا ہے ھو الذی
جعلکم خلائف فی الارض اس آیت میں عام خلافت کی تخصیص ہے
یعنی اے مسلمانو ہم نے تمہاری قوم کو حکمران قوم بنایا ہے اور دوسری
قومیں تمہاری محکوم ہیں اگر خلافت ارضی کے لئے صرف روحانی قوت ہی کافی
ہوتی اور اسلام کا مقصود مسلمانوں کے لئے سیاسی تفوق و برتری لازمی نہ ہوتا
تو زمین میں بجائے انسانوں کے فرشتے حکمران نظر آتے اور کسی انسان کو بھی شروع
سے آخر تک بادشاہی نصیب نہ ہو سکتی۔

اگر اس مادی دنیا میں رہتے ہوئے عالم سفلی سے تعلق رکھنا خدائی قانون کا
قوت ملکی سے قیام ہوتا اور زمین بادشاہت کا حصول اسلامی تعلیم کا منشا نہیں
تو پھر فرشتوں کی موجودگی میں ان درندوں کی ضرورت ہی کیا تھی اور پھر تو فرشتوں
کا اعتراض آدم کی خلافت پر صحیح ثابت ہوگا۔

پس اگر اس آیت پر مسلمانوں کا ایمان ہے اور وہ قرآن کریم کو خدا کا کلام
مانتے ہیں تو لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ اسلام ایک سیاسی مذہب ہے
اور مسلمانوں کے لئے سیاسی تفوق و برتری ناگزیر ہے۔

مسلمانوں سے وعدۂ خلافت

خاص مسلمانوں کو مخاطب کرتے
ہوئے اللہ پاک فرماتے ہیں
قولہ تعالیٰ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم
فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم یعنی جس طرح زمین میں

ہم نے دوسرے لوگوں کو حکمران بنایا تھا اسی طرح تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے ان کو زمین کی حکمرانی عطا کی جائے گی۔

کیا زمین کی بادشاہت بغیر جدوجہد سیاسیات میں حصہ لئے بغیر محض روحانی قوت سے حاصل ہوسکتی ہے اگر یہ مان لیا جائے کہ مسلمان مادی اسباب سے مستغنی ہیں ان کے لئے سیاسی تفوق و برتری لازمی نہیں صرف گوشہ نشینی کا نام اسلام ہے تو ایسی صورت میں یہ وعدہ خداوندی نعوذ باللہ لغو اور جھوٹا ہوا جاتا ہے حالانکہ ایسا اعتقاد کوئی مسلمان نہیں کرسکتا پس اسی سے ثابت ہوا کہ مذہبی اور سیاسی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے مذہب و سیاست لازم و ملزوم ہیں اور اللہ پاک مسلمانوں کو دینی اور دنیوی دونوں رفعتیں دینا چاہتے ہیں نہ کہ مسلمانوں سے فقط وعدہ حور کرکے دنیا میں ذلیل و خوار اور مادی اسباب سے کنارہ کش رہنے کی تعلیم دیکر انگریز کے بوٹ کی ٹھوکر کے لئے اس کا سر وقف کرنا چاہتے ہیں۔

اگر غلامانہ ذہنیت رکھنے والے مسلمانوں کا خیال صحیح ہے اور مسلمانوں کو سیاسیات سے مجتنب اور حصول آزادی سے باز رہنا چاہیئے انگریز کی چوکھٹ پر ہی قیامت تک سر رگڑتے رہنا چاہیئے اور نعوذ باللہ خود خدائے قدوس بھی چاہتے ہیں کہ مسلمان غیروں کی غلامی میں ہی رہیں جیسا کہ پنجاب کے ایک پیر گرامی کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ حکومت خدا کی رحمت کا سایہ ہے تو وہ خدا جس کے سایہ میں خود مسلمانوں کے ہاتھوں ترکوں عربوں اور قبائل ایرانیوں اور مصریوں کے سینے چھلنی ہوں چترال، افغانستان اور سرحد میں اسلامی اقتدار کا گلا گھونٹ دیا گیا ہو اسلامی سلاطین کے اقتدار اور فرمانروائی کی بجلیاں ہمیشہ چمکتی رہی ہیں مجاہدین اسلام کے سر پر استبداد کی تلوار لٹکتی رہے کعبہ کی دیواریں تک دشمنان دین کے حملوں سے نہ بچی ہوں شراب عملی الاعلان پی جاتی ہوں زناکاری کی عام اجازت ہو اور آسمان والے خدا کے قانون کی دھجیاں بکھر رہی ہوں تو ایسے خدا کو دور ہی سے سلام اور وہ انہی کو مبارک رہے۔ مسلمانوں کا خدا تو وہی ہے جو ان کو دین اور دنیا میں سربلند و سرفراز رکھنا چاہتا ہے جیسا اس آیت میں وعدہ کیا گیا ہے اگر حضرات لوٹیان کرام کے افکار اسلامی ذہنیت کا آئینہ ہیں تو پھر خدا نے قدوس کے اس وعدہ کے کیا معنے ہوسکتے ہیں کیا یہ صرف دل بہلاوے کیلئے ہے۔

مسلمانوں کا مقصد حیات

ارشاد باری ہے انتم الاعلون ان کنتم مومنین دین و دنیا میں تم ہی سرفراز ہوگے اگر مومن بنا رہا سے کہ آج دنیا میں کوئی قوم سرفراز نہیں ہوسکتی جب تک کہ سیاسی قوت نہ رکھے جو قوم آج بیش از بیش مادی سامان نہیں رکھتی وہ طاقتور قوموں کے مقابلہ میں اپنی قومی ہستی قائم و برقرار نہیں رکھ سکتی پس لازم آیا کہ ان اسباب اور سیاسی قوت کا حصول از بس ضروری ہے اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے اس دنیا میں مسلمانوں کا مقصد وحید یہ بتلایا ہے کہ وہ اعلیٰ بنکر رہیں نہ کہ غلام اور محکوم ہوکر۔

اسلام دین بھی دیتا ہے اور دنیا بھی

حضرت باری عز اسمہ اپنے کلام مبارک میں ہمیں یوں دعا کرنا سکھاتا ہے: ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ۔ [illegible] دونوں بھلائی اور کرامت و بزرگی عطا فرما اس سے معلوم ہوا کہ دینی و دنیوی ترقی اسلام کا منشا ہے نہ کہ صرف آخرت کی بھلائی اگر اسلام آخرت میں تو جنت دیتا ہے اور دنیا میں غلامانہ زندگی بسر کرنے غیروں کا دست نگر اور دنیا کی نعمتوں سے بہرہ یاب نہ ہونے کا حکم دیتا ہے اور یہ دنیا اور زیبائش و عیش و آرام صرف کافروں کے لئے ہے تو خدا کوئی بتلائے کہ خدا ان کے ساتھ مسخر اور جھوٹے وعدے کرتا ہے تاکہ وہ پستی و ذلت کے گڑھے میں گر کر اسلام کا منہ چڑا رہے ہیں کوئی بتلائے تو سہی آخر یہ تماشا اور عبد و معبود کی جنگ کیسی ہے کہ خدائے کریم تو ان کو دین و دنیا کی رفعتیں اور کرامتیں دیتا ہے اور عالم کے بست و کشاد اور انتظام و انصرام کی کنجیاں سپرد کرتا ہے مگر یہ نالائق سلطنت اور نااہل بندے ہو مسلمانوں کو دنیوی ترقی اور سیاسی قوت و اقتدار کے حصول سے باز رکھ دارین کے اقتدار کی ایک آنچہ ہی پھوڑے دے رہے ہیں اور ان کی زندگی کا ایک پیسہ توڑے مے رہے ہیں۔

تمکن فی الارض کا حصول مسلمانوں کیلئے ضروری ہے

مذکورہ بالا تین آیتوں سے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہوجاتی ہے کہ منشائے الٰہی اس دنیا میں یہی ہے کہ مسلمانوں کو منصب خلافت عطا کیا جائے دینی و دنیوی وجاہت و ثروت قوت استیلا اور ان اسباب کا ان کے قبضہ اختیار میں رہنا لازمی ہے جو دوسری قوموں کو ہدایت پر رکھ سکے۔ اور قرآنی اصطلاح میں فساد فی الارض کا مرتکب نہ ہونے دے نیز یہ دنیا عالم اسباب ہے قوموں کی تخریب و تعمیر عروج و زوال عزت و ذلت غرض جو کچھ بھی عالم میں ہو رہا ہے خاص قوانین کے ماتحت ہو رہا ہے اور وہ قوانین طبعی ہیں نہ کہ روحانی و ملکی سو جو قوم اس مادی عالم میں رہتے ان قوانین کی خلاف ورزی کرتی ہے اور بغیر مادی اسباب اپنی بقا اور ارتقا چاہتی ہے اس کو عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنے اور زیادہ دیر تک زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم کا زبردست اور اٹل قانون ان کو جلد ہی صفحہ ہستی سے مٹا دیتا ہے قوموں کے عروج و زوال کے قوانین کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کھول کھول کر بیان کردیا ہے اور وہ قوانین وہی ہیں جن پر آج دنیا کی ترقی یافتہ اور پسماندہ قومیں چل رہی ہیں کاش مسلمانوں کی نظر قرآن کریم پر ہوتی اور وہ اپنی قبر آپ نہ کھودتے مگر قرآن کے اندر سے مسلمانوں نے تو دنیا کو اس کی طرف آنے ہی نہیں دیا قرآن کریم نے نہ صرف عروج کے قوانین بیان کردیئے ہیں بلکہ ان قوانین کے علاوہ اپنا نذرانوں کی قرار دیکر کائنات کا راز معلوم کرنے اور کائنات ارضی سے کما حقہ استفادہ حاصل کرنے کی ترغیب و تحریص دلا دی ہے اور ان علوم و فنون اور سائنس ایجادات کی بنیاد رکھدی جن کو دنیا کی اس نشیں اور بجاستیں بچھا رہا ہے

کیا سیاسی قوت کے بغیر مسلمان زندہ رہ سکتے ہیں

عالم اسباب رکھنا

[illegible]

اور لازمہ [illegible] وقت [illegible]
ورنہ تو دشمن کے حملوں کی مدافعت کا بیڑا پورا سامان اور میدان جنگ میں
دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کر لی ہے اور ایک قوم سامان مدافعت سے بے پرواہ
ہو کر صرف گھر کی چار دیواری میں محصور رہ کے قسمت پر بھروسہ کئے باطور
ہاتھ دھرے بیٹھی رہتی ہے یا ہر کوشش نہیں کے تائید ایزدی حاصل کرنا چاہتی
ہے کامیابی اور زندہ رہنے کے خواب دیکھتی ہے دشمن کے مقابلہ میں اتنی
[illegible] تدبیروں کے ساتھ تسبیح و مصلیٰ اپنا کافی سمجھا اور رد قہر کے ہاتھوں سے
[illegible] کا منہ بند کرنا چاہتی ہے اور تعویذوں کے ذریعہ توپوں اور مشینوں
[illegible] رو کتی ہے ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں نجات اور کامیابی اول
[illegible] قوم کے حصہ میں [illegible]

کاش! مسلمان اس حقیقت پر [illegible] حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ
[illegible] سیاسی زندگی کا اعلیٰ [illegible] تو ان کو معلوم ہو جاتا
[illegible]

[illegible]

یہ حدیث صحیح مقصد کی کوشش کی ہی ملاقات ہے کی ہے اور ساتھ ہی [illegible]
بھی فرمائی ہے اگر ملکی اسباب سے مستغنی ہو کر محض دعاؤں سے کامیابی
ہو سکتی تو حضور سے زیادہ کون مستجاب الدعوات ہو سکتا تھا مگر حضور نے
تمام عمر سیاسی و تمدنی تدابیر کے اجراء و نفاذ کر کے غیر قوموں سے
تعلقات قائم کر کے اور [illegible] اسلام [illegible]
[illegible] زندگی [illegible]
اگر [illegible] قرآن پاک میں [illegible] زندگی اور
ترقی کا پورا [illegible]
[illegible] ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل [illegible]
[illegible]

[illegible]

خاموشی اور تبلیغ

مصنفہ حضرت العلامۃ مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند

[illegible]

[illegible] ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ [illegible] مسلمان [illegible]
[illegible] قوم تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے ان تمام واقعات و حالات سے متاثر ہو کر حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے یہ کتاب ایک دلچسپ پیرایہ میں
[illegible] اصول تجارت [illegible] ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت [illegible] تنظیم اسلامی تبلیغ
وغیرہ پر مفصل بحث ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا [illegible]
[illegible] اس کتاب نے اتنی ہر دلعزیزی حاصل کر لی ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے [illegible] دہلی [illegible]
[illegible] مسائل کو حل کر دیا ہے یہ کتاب [illegible] اقتصادی [illegible] مسلمانوں [illegible]

اسی لئے اس کتاب کا نام خاموشی اور تبلیغ رکھا گیا ہے
ضخامت ۱۴۴ صفحات قیمت دس آنے — پتہ منیجر جمعیۃ پریس دہلی سے منگائیے

رسول کریمؐ کے تعلقات ہمسایہ و معاہد اقوام

(از حضرت مولانا شریف ... صاحب (ڈائریکٹر تعلیم))

اسلام دنیا کا ایک زبردست عدیم النظیر، فقید المثال اور انتہائی رواداری مذہب ہے اور گو اسے تمام ادیان و مذاہب پر فوقیت حاصل ہے اور اپنے اجتماعی تمدنی معاشرتی سیاسی اور علمی محاسن و محامد کے اعتبار سے روئے عالم کا کوئی مسلک اور کوئی مذہب اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا تاہم اسلام نے دیگر مذاہب کی خوبیوں کے تسلیم کرنے میں ذرہ برابر بخل سے کام نہیں لیا اور اپنے پیروؤں سے ... دیگر مذاہب کے بانیوں اور پیشواؤں کا احترام کریں اور ان کی پاکبازی اور راست بازی کا اعتراف کریں ... مذہب کی برتری و فوقیت ... بلند و عظیم معیار عظمت ... کا تقاضا یہی ہے کہ ... [illegible] ... اور ... دوسروں کی خوبیوں اور بہتریوں کا کھلے دل سے اعتراف کیا جائے۔

قرآن کریم میں ... قالت النصاریٰ لیست الیھود علیٰ شئ وقالت الیھود لیست النصاریٰ علیٰ شئ ... قال الذین لا یعلمون مثل قولھم ... [illegible] ... کی باہمی ... جہالت ... [illegible]

[illegible]

... کو ... کافی ... اسلام ... [illegible] ... اور دنیا ... کے لئے آیا تھا اس کا مقصد ... تھا دنیا والوں کو ایک سلک ... میں ... کو ایک سطح پر ... اس کا مطمح نظر ... تھا کہ ... مذہب کی خوبیاں تسلیم کی جائیں ... کے لحاظ سے ان ... کوتاہی ... اسے پورا کر دیا ہے۔

رواداری و حسن سلوک کی اساس و بنیاد

... اس دور کی پھیلی ہوئی تندیوں اور تاریکیوں ... کے اسٹیج پر نارواداری کیا ... اور ... کے ... کیسے خونناک طوفان اٹھ رہے تھے ... جنگ و جدال ... نے ... کتنی ... دنیا ... روئی ... پرست ... کے خاتمہ پر تلے ہوئے تھے ... میں ایک ... بھلوں کی طرح ... علیحدہ علیحدہ ... تھے اور ایک طبقہ دوسرے طبقہ کو ... جاتا تھا ایک مذہب دوسرے مذہب کی برائی اور تفضیح ... کئے ہوئے تھا ... اس ... بلکہ ... زمانہ ... اسلام تمام مذاہب کی خوبیوں کو تسلیم کرتا اور ان کی

کو ... کی ... پورا کرنا ... حجاز سے نبی تا ... اور ... زمانہ ... کے ... مذاہب میں پہلی مرتبہ "معاہدی اور حسن سلوک" کی بنیاد رکھی جس پر اگر سچائی و وفاداری کے ساتھ عمل کیا جاتا ... تو بہت سے ... جنگ و جدال کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور باہمی تعلقات میں بین الاقوامی خوشگواری کے پیدا ہونے کا امکان ہے اسلام کی یہ ایک ایسی خوبی ہے جس کا مقابلہ دنیا کا کوئی مذہب نہیں کر سکتا۔ اسلام کسی دوسرے مذہب کو باطل نہیں قرار دیتا ... کسی مذہبی ... بلکہ وہ محض اپنی عالمگیر خوبیوں ... کا اعلان ... کرتا ہے۔

... [illegible] ... الدینھا ... مرتقوی ... [illegible]

[illegible]

اسلام ... کے قلوب میں ... اور ہر ملت کے ... صرف اس ایک ... کو تسلیم کر لیں ... تو ایک ... ہو سکتے ہیں اور تمام منافرتیں اور جھگڑے ... ہو جاتے ہیں۔

اسلام کی صداقت و حقانیت

اسلام نے تمام دیگر مذاہب کی خوبیوں کو ... نہیں کر دیا بلکہ اپنی عدیم المثال رواداری کی ایک بہترین ... مثال پیش کی ہے بلکہ ساتھ ہی اپنی حقانیت اور صداقت کی ایک زبردست ترین ... کو فراہم کر دیا ہے۔ اسلام دوسرے مذاہب کی ... وہ ... بنیاد کی نفی نہیں کرتا بلکہ وہ دیگر مذاہب کی ... ہوں کو لیتا ان کی ... اور اس کے بعد یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس ... دیگر مذاہب کی تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہونے کے ... بہت سی خوبیاں ہیں اس اعلان و دعا ... کسی کے جذبات کو ... کا امکان ہے نہ کسی ... کے پیدا ہونے کا اندیشہ ... آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ ... مذہب کی ... کیلئے اعتراف کے معانی اپنے مذہب

[illegible] سب ہی ساتھ ہی پیش کر دیئے گئے

اسلام کی مابہ الامتیاز خوبی یہ ہے کہ اس نے تمام مذاہب کی خوبیوں کے علاوہ ہزاروں ایسی اور خوبیاں [illegible] جن کی نظیر سامنے پیش کرنے سے قاصر رہ گیا۔ یہ اسلام کی برتری کا ثبوت نہیں اور حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عملی اعتبار سے اس کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اسلام نے دنیا میں نمودار ہوتے ہی تمام مذاہب والوں کو چیلنج کیا کہ اسلام ایک کامل و اکمل مذہب ہے اس کے تمام احکام فطری مقتضیات پر مبنی ہیں اگر کسی کو دعوٰی ہے تو وہ میدان میں آئے اور اس کے کسی ایک امر پر بھی اعتراض کرے [illegible] خوبیاں دنیا کے سامنے پیش کرے [illegible] مذہب ہے تا قیام قیامت کوئی پیش نہ کر سکے گا

[illegible] ازدواج، طلاق، قصاص، حد وغیرہ کے احکام [illegible] اعتراض بنائے [illegible] اسلام کے احکام دنیا کی حقیقی مصالح اور فطری مقتضیات پر مبنی [illegible] یورپ کی اقوام نہیں بلکہ [illegible] اسلامی احکام کو ایک ایک کر کے اختیار کر رہی [illegible] خاص احکام کو [illegible] طلاق، تعداد ازدواج اور مساوات [illegible] اسلامی اصول کا اعتراف [illegible]

معاندین و مخالفین سے حسن سلوک

[illegible] مجوسی اور مشرک قبائل بنو نضیر، بنی قینقاع، بنی قریظہ [illegible] ذوالحصیہ، بنو مدلج، فزارہ، بنی اشجع، عذرہ، خولان [illegible] مسلمان، بنی سعد، ثقیف، ہوازن، قریش، بنی تمیم، بنی بکر، بنی خزاعہ، بنی ثعلبہ، بنی مرہ، بنی غطفان، بنی قیس، بنی [illegible] اور بنی اشجع وغیرہ آباد تھے [illegible] حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے [illegible] نقصان رسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ انفرادی اور اجتماعی یورشیں اور سازشیں برابر جاری رہیں مسلمان جب ان کے ہاتھ پڑ جاتے بلا دریغ قتل کر دیئے جاتے لیکن حضور کریم کو جب [illegible] حاصل ہوا اور جب ان میں سے لوگ حضور کے ہاتھ پڑے آپ نے ان پر ہاتھ نہ اٹھایا اور سب کی جان بخشی کر دی۔

قریش کے مظالم و شدائد حد انتہا کو پہنچ چکے تھے انہوں نے چند ماہ نہیں بلکہ پورے تین سال تک شعب ابی طالب میں آپ کو اور آپ کے خاندان کو اس طرح محصور کیا کہ ایک دانہ [illegible] نہ پہنچنے دیا گو [illegible] طرح طرح کے ستم توڑے لیکن اس خلق مجسم اور سراپا رحمت نے کبھی ان کا برا نہ چاہا ان میں سے ایک شخص ہبار بن الاسود [illegible] شہر سے نکلیں راستہ میں حضور کریم کی صاحبزادی زینب کے [illegible] سے [illegible] ہے کہ آپ [illegible] اسی صدمہ سے ہلاک ہو جاتی ہیں [illegible] یہ شخص [illegible] پاش پاش ہو گیا ہوگا لیکن جب یہی قاتل [illegible] دربار نبوی میں پہنچا اور معافی کا خواستگار ہوا تو آپ بڑی فراخدلی سے اس کی خطائیں بخش دیتے ہیں۔ ہبار بھی اس شان عفو و حلم کو دیکھ کر فوراً مسلمان ہو جاتا ہے۔

مشہور دشمن اسلام ابوجہل کا بیٹا [illegible] بیس سال کی معاندانہ جدوجہد کے بعد قدموں پر گرتا ہے حضور کریم اسے بھی بخش دیتے ہیں۔ ہندہ وہ عورت ہے جو آپ کے محبوب چچا حمزہ کا کلیجہ چبا گئی [illegible] عضو عضو علیحدہ کرتی [illegible] آپ [illegible] خوفناک جرم کو نظر انداز کر کے اسے بھی معاف کر دیتے ہیں۔

[illegible] میدان [illegible] کے وقت [illegible] انتہائی سزا کے مستحق تھے لیکن آپ [illegible] انہیں بھی آزاد [illegible] ایک [illegible] معافی چاہتی ہے حضور کریم [illegible] فناک دشمن تھے [illegible] اسلام [illegible] تو آپ ان کے ساتھ [illegible] عزت سے پیش آتے ہیں اور پھر اسی پر [illegible] آپ کے مکان کے بیت الامن ہونے کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

فتح مکہ کے وقت عفو عام کے مظاہرے

حضور کریم کو مکہ والوں نے جس قدر اذیتیں [illegible] میں آپ اور آپ کے خاندان کو [illegible] مسلمانوں پر جتنے ہولناک اور [illegible] مظالم توڑے گئے اور جس طرح یہاں کا زمین و آسمان آپ کا تشنہ خون بن گیا اس کی نظیر تاریخ عالم میں ملنی مشکل ہے۔ آخر دن رات کے شدائد اور تکالیف [illegible] تنگ ہو کر آپ راتوں رات یہاں سے مدینہ منورہ ہجرت کر گئے [illegible] ان کے ظلم کا طوفان نہ تھما اور وہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا [illegible] جب دس برس کے بعد فتح مکہ ہوا ہے تو لوگ خوف و دہشت سے گھر چھوڑ کر پہاڑوں اور جنگلوں میں جا چھپے ہر زن و مرد پر لرزہ طاری تھا ہیبت سے پہلو میں دل کانپ رہے تھے وہ سمجھتے تھے کہ ہم نے رسول کریم کو سالہا سال انتہائی مصائب سے دوچار کیا ہے خدا جانے آپ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں اور اس زمانہ [illegible] کے مطابق ان کی یہ دہشت کچھ بیجا نہ تھی لیکن کل عرب تو کیا پوری دنیا یہ نادر اور عدیم المثال نظارہ دیکھ کر انگشت بدندان رہ گئی کہ آپ نے مکہ معظمہ میں داخل ہوتے ہی امن و امان کا اعلان کر دیا اور منادی کرا دی کہ جو شخص ہتھیار نہ اٹھائے گا اسے کچھ نہ کہا جائے گا جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا

[illegible]

کافر [illegible] بہت سے [illegible]
بھی گئیں لیکن [illegible] کے دن [illegible]
اتار دیے گئے [illegible] گئی کہ بے انسانی لاشوں سے پٹ
گئے اور شہر ویران ہو گیا [illegible] گزشتہ [illegible] فاتح جرنیلوں
کے کارنامے ملاحظہ کیجئے لیکن ہادیٔ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی
ذات گرامی اور مکارم نے رہتی دنیا تک کے لئے ایک نادر اور فریع مثال
زمانہ کے سامنے پیش کر دی اور واضح کر دیا کہ آپ [illegible] انسان کے لئے
رافت و خلق اور محبت و کرم کا مجسمہ بن کر آئے تھے [illegible] انسان کے لئے رافت
و خلق اور محبت و کرم کا مجسمہ بن کر آئے تھے اور انسان کی کوئی تکلیف آپ
ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہ کر سکتے تھے۔

اس عظمت و جلالت [illegible] دربار نبوی [illegible] فاتح مسلمان [illegible]
[illegible] بیٹھے ہیں۔
[illegible] کہتے ہیں
ایک شخص [illegible] آتا ہے [illegible] کی جلالت و منزلت اس
[illegible] ہو جاتے ہیں اور کہتے
ہیں کہ ڈرتے کیوں ہو [illegible] کی کیا بات ہے میں بھی [illegible] اس
[illegible] کھایا کرتی تھی۔ غرض یہ کہ
[illegible] پوری [illegible] دکھائی [illegible] مرد و عورت کو کوئی شکایت
[illegible] کوئی گھر [illegible] نہیں کیا گیا [illegible]
مسلمانوں کو [illegible] کی واپسی [illegible]
[illegible]
[illegible]
اکیس سال تک آپ کو [illegible] تکلیفیں دی تھیں اور بار بار [illegible] کرکے مسلمانوں
کو فنا کر دینے کی [illegible] تو حیرت ہی اور اضافہ ہو جاتا ہے کیا
تاریخ عالم اس عفو و درگذر کی کوئی مثال دنیا کے سامنے پیش کر سکتی
ہے ہرگز نہیں۔

وحشی، صفوان، عکرمہ، [illegible] ہبار، ہندہ اور عبد اللہ [illegible] اپنے
وحشیانہ مظالم کی پاداش کے خوف سے مکہ معظمہ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے
لیکن جب رسول کریم کے عفو و درگذر کے قصے ان کے کانوں تک پہنچے تو
یہ بھی دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور انہیں بھی آپ نے پوری دریادلی کے
ساتھ معاف کر دیا۔

اقوام عرب کے ساتھ روادارانہ برتاؤ

اقوام ہوازن اور ثقیف مذہبی جوش
سے لبریز ہو کر [illegible] فیصلہ کن جنگ کا فیصلہ کیا اور [illegible]
[illegible] کے ساتھ [illegible] کی لڑائی [illegible] جس میں انہیں شکست فاش
ہوئی بے شمار مال غنیمت ہاتھ لگا اور چھ ہزار مرد و زن قید ہو گئے سرکار
دو عالم نے ان قیدیوں کے سامنے تلوار یا اسلام پیش نہیں کیا ان کے
ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی بلکہ آپ ان اقوام کی طرف [illegible]

[illegible]
[illegible] سرکار دو عالم [illegible]
معافی چاہی [illegible] ان سب کو آزاد کیا اور آپ کے اس کریمانہ عفو کا
اثر ہوا کہ ہوازن کا سردار مالک بن عوف اسی وقت مسلمان [illegible]
کے بعد سرکار دو عالم کی صداقت و عظمت [illegible] قبائل [illegible]
باسلام ہو گئے۔ اس واقعہ کو [illegible] اپنی کتاب [illegible]
حضرت محمد میں [illegible] کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ
"[illegible] ہزار غیر مسلم عورت و مرد غلامی سے آزاد کئے گئے
اور کسی نے یہ وہم تک نہیں کیا کہ یہ مسلمان نہیں ہیں [illegible]
حقیقت یہ ہے کہ [illegible] خیرات کا [illegible] اور اسلام ایسی خیرات میں مسلم و غیر مسلم
کی کوئی تمیز پسند نہیں کرتا۔"

یہ تو تھی ہوازن، ثقیف اور بنی نضیر کے ساتھ حسن سلوک کی حالت جو
[illegible] مشرک یہودی تھے اب ایک دوسری قوم [illegible] سے رواداری کی مثالیں
ملاحظہ ہوں جب سرکار دو عالم کے عامل [illegible] ان سے صدقہ وصول
کرنے کے لئے گئے تو انہوں نے ان پر حملہ کر دیا آپ نے ان کی تنبیہ و [illegible]
کے لئے سوار بھیجے جو ان کے بہت سے مردوں، عورتوں اور بچوں کو گرفتار
کر لائے [illegible] نے ایک وفد بھیجا معذرت کی اور یقین دلایا کہ آئندہ
ایسا نہ ہوگا اس پر آپ کا دریائے کرم جوش میں آ گیا اور آپ نے ان تمام
قیدیوں کو فوراً آزاد کر دیا پھر صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ [illegible]
[illegible] مہمان بنایا اور [illegible] رخصت کیا سرکار دو عالم کے اس
[illegible] کی قید [illegible] حلقہ بگوش [illegible]
[illegible] اسلامی حکومت کے فریضہ کی ادائیگی میں انہوں
نے [illegible] خدمات انجام دیں۔

عرب میں قبیلہ [illegible] بہت بااثر قبیلہ تھا اس قوم میں عیسائی و مشرک
[illegible] تھے [illegible] اسلام پر یورش کر دینے کے جرم میں [illegible]
گئیں جنگ میں مال غنیمت کے علاوہ بہت سے قیدی بھی ہاتھ لگے
جن میں عرب کے نامور مشہور فیاض [illegible] حاتم کی بیٹی بھی تھی جس وقت
یہ [illegible] دربار نبوت میں پیش ہوئی تو [illegible]
[illegible] فیاض [illegible] باپ کا [illegible] اس نے عرض کیا
کہ اس حالت میں کہ میری قوم کے بہت سے لوگ اسیر [illegible]
[illegible] سرکار دو عالم نے تمام قیدیوں کو آزاد
کر دیا [illegible] انعام [illegible] شام کی طرف روانہ [illegible] جہاں
اس کا بھائی عدی بھاگ کر پناہ گزین تھا اس نے سرکار دو عالم کی عالی ظرفی
اور [illegible] اخلاق کا تذکرہ کیا جسے سن کر عدی بہت متاثر اور
حیران ہوا اور فوراً دربار نبوت میں [illegible] معافی مانگی آپ نہایت [illegible]
[illegible] سے پیش آئے اور عدی نے متاثر ہو کر کلمہ شریف پڑھ لیا [illegible]
[illegible] سے بھی آپ کے بہت اچھے تعلقات تھے اس نے آپ کو [illegible]
[illegible] بھیجا تھا جس پر آپ [illegible]

... علامت ان ... [illegible]
... میں انہوں نے شرکت کی اور ... کے
ساتھ ... اسلام کی محبت میں انہوں نے قوم ... کی ... شرکت
کی جب سرکار دو عالم ... ان قیدیوں کے ... کر ... وہ
ظاہر کیا ... قبیلہ ... تو انہوں نے اپنے قیدیوں کو رہا کر دیا لیکن غیر مسلم
... غیر مسلم ... اپنے قیدیوں کو مفت آزاد کرنے پر آمادہ
نہیں ... اسلامی تعلیم کے غلبہ ... سے جبر ...
... دعوائے ملک کی پاسداری لازمی ہے اس لئے آپ نے انہیں
... کیا اور اپنی طرف سے ان قیدیوں کا زر فدیہ ادا کر کے انہیں رہا
... اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو معاہدات کا جو احترام ملحوظ تھا کہ یہ
... قومیں اس وقت کوئی ... تشدد ... نہیں اسلام کی طاقت بہت
... تھی تاہم آپ نے ان کے جذبات کا پورا لحاظ کیا انہیں ان کی مرضی کے
خلاف مجبور نہیں کیا اور نہ اس ایثار کی توقع کی جو مسلمانوں
نے کیا تھا سب سے اہم بات یہ ہے کہ کسی ایک مسلمان کو بھی ان کے اس ایثار
سے رنج نہ پہنچا اس لئے کہ یہاں مشرک اور غیر مشرک اور توحید و شرک
کا سوال نہ تھا بلکہ حق کا معاملہ تھا چونکہ انھیں اپنے حق کے حاصل کرنے
کا کامل اختیار تھا اس لئے انھیں بہر حال اس سے فائدہ اٹھانے دیا گیا
اور کسی ایثار کی ان سے توقع نہ کی گئی اور نہ اپیل انہوں نے پوری آزادی
کے ساتھ اپنے حق کا مطالبہ کیا اور اسے پورا کیا گیا اور بڑی شان و
اہتمام کے ساتھ پورا کیا گیا آج اس بیسویں صدی میں دنیا میں کوئی ایسی
قوم موجود ہے جو اپنے ایثار و عمل کے خلاف غیر مذہب کی اقوام کو
علی الخصوص اس حالت میں کہ وہ ضعیف و کمزور ہوں اس شان و آزادی
کے ساتھ اپنے حقوق پورا پورا کی فیصلہ عطا کرے اور اس پر تمسخر و کدورت
تو ایک طرف کسی طعن و تعریض کا بھی اظہار نہ کرے یہ فیاضی کریم کی ...
کا مظاہرہ جس کی تاثیر نے پورے عرب میں حریت عمل کی ایک غیر فانی
روح پھونک دی حقوق ... تو ... مشرک قوی و ضعیف اور مسلم
و غیر مسلم کا امتیاز ... یہ اسی حسن سلوک اور فراخدلی کا اثر تھا کہ یہ
... قبائل بھی حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

زمانہ ... تنگ ... اپنے ... اب
مکمل کر چکے اور صدہا مکمل ہونے کے لئے باقی ہیں آج بیسویں دنیا میں حریت
و مساوات کی مدعی بہت سی اقوام موجود ہیں تہذیب و شائستگی کے اونچے
... ہیں اور آزادی و استقلال کے دعاوی ہیں لیکن ان میں سلوک اس مساوات
اور اس فراخدلی و فیاضی ... کی مثال آپ کو کہیں نہیں ملیگی اور تاقیام
قیامت کبھی آپ کو ایسے درخشاں نظارے دکھائی نہ دینگے۔
... سرکار دو عالم ... [illegible]

... معاہدہ ... [illegible]
کر اپنی معاہد قومی ... صدر ... آپ کا
ترتیب و شرک کے اعتقاد کا کوئی خیال نہیں ہو سکتا آپ ...
قوم کے اس نقصان کا معاوضہ ... لیں گے چنانچہ ...
... ابو سفیان کو بھیجا لیکن ... شرارت ... کی سزا ہی ہونی
تھی اس لئے آپ ایک لشکر عظیم لیکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے اس
اس موقع پر بھی آپ کے ساتھ غیر مسلم معاہد قومیں موجود تھیں اور ابو سفیان
بن حارث ... عبداللہ ... زبردست دشمن اسلام
بھی راستہ میں لشکر اسلام سے آ ملے تھے ... کے ساتھ
... فتح ... کے ساتھ ان کی قوم کے تمام
کے تمام ... سے انتقام نہیں لیا گیا اس جلسے میں انہوں نے قریش کے ایک
شخص کو ہلاک کر دیا ... کہ جب سرکار دو عالم کے چچا اور بیٹی کے
قاتل اور اسلام کے شدید ترین دشمنوں کو معافی دیدی گئی تو بنی خزاعہ
کے افراد کے قاتل کیا چیز تھے عفو عام کی ایسی نظیر تو کسی نے آج تک
دیکھی ہی اور سنی تھی آخر آپ نے کعبہ ... کے سامنے کھڑے ہو کر
خطبہ پڑھا اور ... اعلان کر دیا کہ:-

... خانہ جنگی اور قتل روا نہیں جو حاضر ہے غائب کو سنا دے
... خونریزی سے اپنے ... کو ... قتل
کر ڈالا ... ادا کر دوں گا مگر اب جو کوئی شخص کسی کو قتل
... مقتول کے ... [illegible]

یہودیوں اور عیسائیوں سے معاہدہ

سرکار دو عالم کے مدینہ میں اقامت پذیر ہونے کا ایک نتیجہ ... اوس خزرج ... قبائل کی لڑائیاں بند ہو گئیں اور سب نے آپ کو اپنا سردار تسلیم کر لیا معاملات تو کسی نہ کسی صورت ... ہو گئے ... آپ نے ... کے تمام اقوام کو ذیل کی سند عطا فرمائی اور ایک عہد نامہ مرتب ہو گیا۔

(۱) جو اقوام مسلمانوں کے معاہد ہیں خواہ وہ کسی فرقہ اور مذہب سے تعلق رکھتی ہوں ایک ہی قوم شمار ہوں گی۔

(۲) بنی عوف کے یہود مسلمانوں کے ساتھ ... مسلمان ایک ہی قوم سمجھے جائیں گے اور جو کوئی یہود سے جنگ کرے گا مسلمان اس کے مخالف کھڑے ہو جائیں گے

(۳) ... تو ادے جنگ ... کی صورت میں یہود مسلمانوں کی اور مسلمان یہود کی امداد ... اور ... کی خیر خواہی اور فائدہ رسانی کے ... رہیگا

(۴) ... حارث ... اقوام یہود جو مدینہ کے ... مسلمان ... [illegible]

مسلمانوں جیسے [illegible] ریاست و حکومت میں ان کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہوں گے۔

(۵) تمام ملکی [illegible] اور مناصب ملازمتوں میں دونوں کو یکساں حقوق حاصل رہیں گے۔

(۶) مدینے کے اندر کشت و خون تمام قوموں پر حرام ہوگا اور ظالم و مفسد خواہ کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو اس کی کوئی امداد و اعانت نہ کی جائے گی اور اگر ان معاہد اقوام میں باہم کوئی جھگڑا پیدا ہوگا تو وہ فیصلہ کے لئے خدائے قدوس اور اس کے رسول کے سامنے پیش کیا جائیگا۔

(۷) یہود کی دوست قوموں کے حقوق یہود کی برابر ہوں گے۔ مظلوم خواہ کسی قوم کا ہو اس کی امداد کی جائیگی اور سب معاہدہ کی دفعات کے پابند رہیں گے۔"

آپ مطالعہ کر چکے ہیں کہ سرکار دو عالم نے معاہدہ کی پوری پابندی کی اور اس شان کے ساتھ کی کہ ان کی رضا روا رکھنے کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا اور ان کے حقوق کی پوری پاسداری کی لیکن یہودیوں اور مشرکوں نے پیہم عہد شکنی کی دھوکے دیئے مخالفین سے ملے۔ اور انتہا یہ ہے کہ ان کے شعرا اور ان کے مفسدین اور ان کے سرداروں تک نے آگے چل کر پورے عرب میں مسلمانوں کے خلاف مخالفت کی آگ بھڑکائی۔ اس زمانہ میں پروپیگنڈا کا سب سے موثر ذریعہ اشعار تھے اور شاعر اس عہد کے جرائد و صحائف سے زیادہ خطرناک اور پروپیگنڈا کرنے والے ثابت ہوتے تھے انہوں نے جا بجا اشعار پڑھے سازشیں کیں قریش کو ستانے کے لئے جلسے کئے اور غنیم کے ساتھ جنگوں میں مسلسل شرکت کی ان شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں کے جواب میں آپ نے یہود کے دو قبائل بنی قینقاع اور بنی نضیر کے متعلق اتنا ضرور کیا کہ انہیں جلا وطن کر دیا اول الذکر نے نو ہجری کے [illegible] اور فساد برپا کرنے کے علاوہ ایک باعصمت مسلمان خاتون کو برہنہ ہی نہیں کر دیا تھا بلکہ اس کے حامی کو قتل بھی کر ڈالا تھا جس پر ایک محلہ میں شدید فساد رونما ہوا اور موخر الذکر نے نہ صرف اچانک حملہ کر کے بئر معونہ میں مبلغین اسلام کے ٹکڑے اڑا دیئے بلکہ انہوں نے سرکار دو عالم اور ان کے صحابہ کو ایک موقعہ پر دھوکہ اور فریب سے قتل و تباہ کر ڈالنے کی بھی سعی کی۔

انہوں نے بازپرس پر جواب بھی سخت دیا تھا اور آمادہ جنگ ہو گئے تھے جس پر پہلے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا گیا اور پناہ مانگنے پر پوری فیاضی کے ساتھ انہیں نکل جانے دیا گیا۔ موخر الذکر تو چھ سو اونٹوں پر اپنا سامان اور کوڑا تک لاد کر گاتے بجاتے شام کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر بھی ریشہ دوانی شروع کر دی۔ دنیا کی کوئی قوم بھی ایسی بتا سکتے ہو جس نے قاتلوں سازشیوں اور محاربین کو اس ساز و سامان کے ساتھ نکل جانے کی اجازت دی ہو اور خون کا ایک بھی دھبہ نہ [illegible] بین الاقوامی قوانین کی رو سے بھی یہ عہد شکن، مفسد، باغی، فتنہ پرداز، قاتل و محارب شدید سے شدید سزا کے مستحق تھے لیکن سرکار دو عالم نے محض معمولی سزا دی اور ان کا مال و اسباب بھی انہیں لیجانے دیا گیا یہی وہ حسن سلوک اور غیر فانی رواداری نہ طریق عمل تھا جس نے بڑے

[illegible] حلقہ بگوش اسلام [illegible]

ہمیں اس امر پر فخر و ناز ہے کہ مسلمان ہر زمانہ اور ہر عہد میں معاہدے کے پابند رہے انہوں نے ہمسایہ معاہد اور مفتوح اقوام کے ہمیشہ لحاظ کی ہمیشہ پاسداری کی لیکن غیر اقوام نے بہت کم اس کا احساس کیا اور موقع ملنے پر انہوں نے مسلمانوں کو تباہ کر ڈالنے کی سازشوں اور تدبیروں سے بھی گریز نہیں کیا۔

معاہدہ کی دفعات آج بھی دنیا کے سامنے ہیں اور اس کی روشنی میں عہد حاضر کی اقوام بھی راہ نجات تلاش کر سکتی ہیں اس سے نیشنلزم (قوم پرستی) کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے اور مسلمان [illegible] کہ صحیح مفہوم اسلام کے نزدیک کیا ہے۔ دیکھئے سرکار دو عالم کے زمانہ میں عیسائی، مسلمان، یہود، اور مشرک ایک قوم بنتے ہیں نیشنلزم کی فضا ہوتی ہے قومیت کا دور دورہ قائم ہو جاتا ہے لیکن اندرونی طور پر سب علیحدہ علیحدہ ہیں سب کو مذہبی آزادی ہے کوئی کسی میں مدغم و جذب نہیں، اکثریت و اقلیت کا تصور نہیں، سب شریک حکومت سب کے حقوق برابر مناصب و ملازمتوں میں مساوات، مظلوم کے سب حامی، مفسد کے سب دشمن دوست کے سب دوست اور دشمن کے سب دشمن کسی کے حقوق کو خطرہ نہیں کسی کو ناانصافی کی شکایت نہیں ہر شخص اپنی قوم کی بہتری کی تدابیر میں آزاد [illegible] اتنی قومیت ہے کہ بیرونی دشمن کے سب دشمن ہیں۔ مشترک مفاد میں ہمنوا ہیں اور جہاں تک اپنی قوم کے نفع کا سوال ہے وہ اس سے کسی کے مفاد پر ضرب بھی نہیں پڑتی سب جدا جدا ہیں کیا مختلف النسل اور مختلف المذاہب اقوام میں اس سے بہتر معاہدہ تصور میں آسکتا ہے۔

عیسائیوں سے مسلمانوں کا معاہدہ

سنہ ۹ھ میں نجران کے عیسائیوں اور مسلمانوں میں یہ معاہدہ ہوا کہ:-

"خدا اور اس کے رسول کی طرف سے یہ معاہدہ کیا جاتا ہے کہ گرجاؤں اور خانقاہوں میں ہر چیز جیسی تھی ویسی ہی برقرار رہے گی کوئی بشپ اپنے عہدہ سے کوئی راہب اپنی خانقاہ سے اور کوئی پادری اپنے منصب سے خارج نہیں کیا جائیگا ان کے حقوق و اختیارات اور معمولات میں کسی قسم کا تغیر نہ ہونے پائے گا ان کے اعزاز قائم رہیں گے ان کے مذہبی معاملات میں کوئی دخل نہ دیا جائے گا جب تک کہ وہ امن و صلح کے ساتھ رہیں گے ان پر کوئی جبر و زیادتی نہ کی جائیگی اور وہ بھی کسی پر جبر و زیادتی نہ کریں گے عیسائی فرقوں کی حفاظت کی جائے گی باہر کے عیسائیوں سے جنگ ہونے کی صورت میں اپنی عیسائی رعایا کی پوری حفاظت مدنظر رہے گی جو عیسائی گرجاؤں اور خانقاہوں کی تعمیر میں چندہ سے مدد کی جائیگی بامکان کے واسطے کوئی گرجا منہدم نہ کیا جائے گا کسی عیسائی کو تبدیلی پر مجبور نہ کیا جائے گا ان پر کوئی غیر منصفانہ ٹیکس نہ لگایا جائے گا ان کے گرجاؤں اور مکانات کی پوری حفاظت کی جائیگی۔"

اس عدیم المثال اور غیر فانی معاہدہ سے عیسائیوں کو بھی پورا [illegible]

رہے گی [illegible] جب ... بالکل ہوگیا حضرت
مستحکم صورت اختیار کرگئی تو حج کے موقع پر یہ اعلان کروا دیا گیا کہ اس سال
کے بعد کوئی مشرک خانہ کعبہ کے قریب نہ آئیگا بیت میں ننگے ہوکر کوئی ۴
ہی داخل ہونے گے جن قوموں سے عہد شکنی نہیں کی ان کے ساتھ جو عہد
ہیں وہ پورے کئے جائیں گے مشرکوں کو چار ماہ کی مہلت دی جاتی ہے
اب اسلام پورا اقتدار حاصل کر چکا تھا ہر چند کہ کم و بیش لوگ مسلمان
ہو چکے تھے بڑے بڑے دشمنان اسلام مسلمانوں میں ایمان لا کر
شامل ہو چکے تھے لیکن گذشتہ تجربات و معاہدات کے پیش نظر اب ان
مشرکوں پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا تھا جنہوں نے عفو و درگذر اور معاہدہ
کے باوجود بھی عہد شکنیاں کیں اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے بنے
رہے ایسے باغیوں کو بہر کیف سزا دینی لازمی تھی آپ نے پھر بھی رحم کیا
اور انہیں چار ماہ کی مہلت عطا کر دی ورنہ یہ باغی قوم نوح، قوم ثمود
قوم عاد، اور قوم لوط کی طرح تباہ کر دیئے جانے چاہیئے تھے۔ اٹھارہویں
صدی عیسوی تک ایسے باغیوں کے قتل و سلب کا طریقہ جاری رہا ہے
حتیٰ کہ انجیل میں حضرت مسیح کے الفاظ ہیں کہ میں مصالحت کے لئے نہیں
تلوار چلانے کے لئے آیا ہوں لیکن اسلام نے کبھی قتل عام کا حکم نہیں دیا
غرض اس حکم کو سنکر سرکش و غدار افراد کے قلب کانپ اٹھے اور اس
میسر شدہ مہلت میں اطراف عرب سے طلب معافی، تجدید معاہدہ یا قبولیت ۵
اسلام کے لئے قبائل پر قبائل آنے شروع ہوگئے۔ بحرین و عمان کے
فرمانروا اور ان کی رعایا کے تمام مجوسی یہود عیسائی اور مشرک سب مسلمان
ہوگئے یمن کے عیسائی قبیلہ بنو حمیار نے بھی بخوشی اسلام قبول کر لیا۔
جو قومیں مسلمان ہوگئیں ان کو ملکی و مدنی مسلمانوں کے برابر حقوق
مل گئے اور ہر طرح مساوات قائم ہوگئی اور جنہوں نے اپنے مذہب پر
قائم رہتے ہوئے رعایائے اسلام بننا منظور کر لیا انہیں زکوٰۃ کے
بھاری محصول اور جنگی خدمت سے ملانی دیکر ایک خفیف محصول جسے
جزیہ کہا جاتا ہے ان پر عائد کر دیا گیا اور اس کے عوض میں ان کی حفاظت
مسلمانوں کے ذمہ لازم ٹھہری۔

دشمنوں سے دیگر اقوام کا برتاؤ

پر اس اجمالی مضمون میں فتوحات نبوی اور صحابہ
و غیر مسلم اقوام سے سرکار دو عالم کے سلوک و رواداری کا ایک سرسری
خاکہ کھینچا گیا ہے کہ آپ کی پوری زندگی میں دشمنوں کی اذیت اور باغیوں
کے قتل کی آپ کو کوئی کہیں مثال نہ ملیگی اسلام میں تین شار فلیوں ۶
و دس شار خلیفہ ہو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر پر رہے
کا حکم نافذ تھا۔ بخلاف ازیں دیگر اقوام اور امتوں کی غضبناکیاں
ملاحظہ ہوں بنی اسرائیل کے جہاد میں قتل عام کیا جاتا تھا مردانہ
آدمیوں سے چھوٹا بڑا نا عورتوں بچوں تک کو بلا امتیاز قتل کرنا حاملہ
عورتوں کے پیٹ چیر ڈالنا بلکہ قبروں سے لاشوں تک نکلوا کر جلوانا معمولی
بات تھی توریت کی آیات ملاحظہ ہوں۔

[illegible] ... دنیا [illegible]
علاوہ ازیں لوگوں کو آگ سے جلانا اور کوڑے لگانا، پانیوں کے نیچے
پیر ڈالنا میں ڈال دیا۔
(۳) سموئیل باب ۱ یشوع نے شہر کے لوگوں کو بلا امتیاز زن و فرزند یک
لخت تہ تیغ کیا۔
لوقا ۲۲ باب ۳۶ درس میں ہے کہ مسیح نے کپڑا بیچ کر قتل کے لئے تلوار
لینے کا حکم دیا پھر ۵۰ درس سے ظاہر ہے کہ ایک یہودی مخالف کا کان کاٹا
گیا۔ ان حالات کے مقابلہ میں سرکار دو عالم کا سلوک کتنا نرم اور کس درجہ شائستہ
رہا مفتوحین سے صرف ایک ٹیکس جزیہ لیکر ان کی حفاظت کا بار اپنے ذمہ
لے لیا جاتا تھا یہ ٹیکس بالعموم تین روپے سے چھ روپے فی کس سالانہ تھا
اور شاذ حالتوں میں اس کی مقدار بیس روپے سالانہ سے زیادہ تھی اس کے
برعکس مسلمانوں کو بسلسلہ زکوٰۃ ایک ۵ کہیں ۲ فی ہزار روپیہ دینے پڑتے
اور جنگ میں لڑنا بھی۔ غیر مسلموں کے غربا اور اپاہجوں وغیرہ پر کوئی ٹیکس
نہ تھا۔
یہی کیفیت دیکھکر تو ایک انگریز سیاح سلیڈن نے مسلمانوں پر طعن کیا ہے
کہ وہ حد سے زیادہ دوسرے مذہب والوں کو آزادی دیتے تھے اور فلسطین
کے ایک عیسائی شاعر لامارٹین نے علانیہ کہا تھا کہ تمام روئے زمین پر صرف
مسلمان ہی ایک قوم ہیں جو دوسرے مذہب کو آزادی لیے رکھتے ہیں۔"
لائق و فائق مورخ مسٹر ایلر ایچ تاریخ دوانین سلطنت انگلستان کی
جلد اول باب دوم میں لکھتے ہیں کہ:۔
"اسلام کی اشاعت ضرور کی گئی مگر جبر کہیں نہیں ہوا جس نے اسے قبول کر لیا
اسے وہی حقوق مل گئے جو فاتح قوم کو حاصل تھے اور اس دین نے مفتوحین
کو ان تمام شرائط سے بری کر دیا جو اس زمانہ تک ہر فاتح اپنے مفتوحین پر
عائد کرتا رہا۔"
ایسٹ اینڈ ویسٹ کے ان الفاظ کو غور سے پڑھیئے کہ:۔
"اسلام نے کسی مذہب کے مسائل میں دست اندازی نہیں کی کسی کو ایذا نہیں
پہنچائی غیر مذہب کے لوگوں کے سزا دینے کے لئے کوئی مذہبی عدالت قائم نہیں
کی نہ ہی کسی کو تبدیل مذہب پر مجبور نہیں کیا اور اسلام قبول کرنے پر مشرکوں
کو فتحمندوں کے مساوی حقوق عطا کئے۔"
ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو میں لکھا ہے:۔
"اسلام نے ملکی حقوق کو برابر کر دیا مفتوحوں کو فتحمندوں کے برابر حقوق
دیئے غیر مسلموں کے ساتھ بہترین سلوک روا رکھا اور انہیں ہر قسم کی آزادی
عطا کی۔"
مسٹر جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں کہ:۔
"اسلام شرق کے لئے برکت تھا صلیبی جہاد، لوتھر کے پیروؤں اور رومن
کیتھولک مذہب والوں کا قدیم سے لیکر انتہائے شمال تک قتل
ہونا وہ قتل جس کا حکم ہنری ہشتم اور اس کی بیٹی ملکہ میری نے دیا، فرانس میں
سینٹ بارتھولومیو کا قتل، فرانسس اول کے عہد سے لیکر ہنری چہارم کے

تک پہنچ چکی تھی کیونکہ اسلامی حکومت میں [illegible] ان کے حقوق پورے طور پر محفوظ تھے اور انھیں سلطنت میں کل عہدے ملے ہوئے تھے۔

یورپ کے متعدد مؤرخ شاہد ہیں کہ آج تک کسی قوم نے اس کی نظیر پیش نہیں کی۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے صاف طور پر اعلان کر دیا تھا کہ مفتوح غیر مسلم رعایا کے حقوق ہمارے حقوق برابر ہیں اور ہمیں ان کے حقوق کا خیال رکھنا لازم ہے۔ دوسری جگہ آپ نے فرمایا جس نے کسی ذمی کو ستایا وہ ہماری جماعت سے خارج ہے۔ جو شخص غیر مسلم رعایا کے ساتھ ناانصافی کرے گا یا عہد توڑے گا یا اس پر ظلم کرے گا یا اس کی رضامندی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے گا تو میں قیامت میں اس کا دامن گیر ہوں گا۔

اس رواداری اور حسن سلوک کا نتیجہ یہ تھا کہ تمام عیسائی یہودی صابی اور مشرک [illegible] خوشی سے مسلمان ہو گئے جو غیر مسلم رہ گئے [illegible] وفاداری کرتے اور معاہدے توڑنے کے بجائے [illegible] معاہدات اور غیر مسلموں کی پوری پاسداری کی [illegible] اور قلیل المثال سلوک روا رکھے جن کی

نظیر آج تک دنیا کے کسی ملک میں نہیں مل سکتی جب تک عدالت نہ بنے کے ہم ... کل ہوتا ہے۔ کیونکہ ... میں لاکر نئی دنیا کے باشندوں کا صلیب کے ہاتھوں ملا چاہا اور نکلیں جن کا سلسلہ چھ سو برس تک نافذ رہا ایسی مثالیں ہیں جو عیسائیت کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتیں۔"

مسٹر سیل لکھتے ہیں کہ:-

"وہ لوگ دھوکہ کھاتے ہیں جو اسلام کی اشاعت کو شمشیر کا رہین منت سمجھتے ہیں یہ مذہب لوگوں نے از خود قبول کیا اور یہ لوگوں کے قلوب میں گھر کر گیا۔"

ڈاکٹر لیبان یورپ کا ایک شہرۂ آفاق مؤرخ ہے وہ لکھتا ہے کہ فتوحات اسلام تلوار سے نہیں ہوئیں بلکہ اس کا سبب یہ تھا کہ مسلمان ہمیشہ مفتوح اقوام کو اپنے مذاہب کی پابندی میں آزاد چھوڑ دیتے تھے اگر اقوام عیسوی نے اپنے فاتحین کے دین کو قبول کیا تو یہ محض اس وجہ سے تھا کہ انھوں نے اپنے جدید حاکموں کو ان قدیم حاکموں سے [illegible] پایا اور ان کا مذہب انھیں اپنے مذہب سے سادہ اور زیادہ [illegible] قدیم مذہب [illegible] کی پوری طرح رعایت کی جاتی تھی [illegible]

آنحضرت کی زندگی کے مختلف دور

(از حضرت مولینا مولوی عبدالقدیر صاحب)

حضرت سرور کائنات کی زندگی کے مختلف دور ہیں آپ کی مکی زندگی دعوت و تبلیغ حق کا پہلا دور ہے اس میں ہر قسم کی مشکلات اور تکلیفیں ہیں اور مدنی زندگی دوسرا دور ہے جس کے حالات مکی زندگی کے حالات سے بالکل مختلف ہیں ان دونوں مختلف قسم کے حالات میں امت مرحومہ کے لئے ایسے اصول و قواعد موجود ہیں جنھیں اختیار کرنا تحت سلطنت اور عہد غربت و محکومی دونوں حالتوں میں مسلمانوں کو باوقار اور کامیاب بنا دینے کا ایک صحیح سیدھا راستہ محفوظ ہے۔

آپ کی مکی زندگی سکھاتی ہے کہ حق کی ترویج و اشاعت کی راہ میں کن دشواریوں اور مشکلوں کا پیش آنا ناگزیر ہے! اور انھیں کس طرح برداشت کرنا چاہیئے اور مدنی زندگی عفو علی القدرت کا وہ سبق سکھاتی ہے جو سابقین میں سے کسی نے بھی سکھایا نہیں ہے اور صرف آپ ہی کی زندگی سے حاصل ہوتا ہے۔

طاقت اور قدرت نہیں ہے اور انسان صبر کرے یہ بھی ایک چیز ہے اور بڑی چیز ہے لیکن طاقت ہوتے ہوئے صبر کرنے اور معاف کر دینے کے برابر نہیں یہ سب سے دشوار منزل ہے اور آپ نے بتایا ہے کہ انسانی مجد و شرف کی اس سب سے اعلیٰ منزل کو کس طرح طے کیا جاتا ہے۔

آپ کی عملی زندگی کا ایک نہایت عظیم الشان پہلو یہ ہے کہ طاقت کو بے طاقتی یا صحیح لفظوں میں مادی قوت کو روحانی قوت سے شکست دینے کا ایک سب سے پہلا مکمل طریقہ ہے جو دنیا کو سکھایا گیا ہے اور آج ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا میں ہر جگہ کمزوروں کے لئے طاقت و اقتدار کے مقابلہ کا اور ظلم و ستم سے نجات حاصل کرنے کا سب سے بڑا یہی ہتھیار ہے۔

اس زمانہ میں ہم ہندوستانی اور گاندھی کی زندگی اور عمل میں جو کچھ دیکھ رہے ہیں وہ دنیا کے لئے کوئی نئی چیز نہیں بلکہ یہ وہی سبق ہے جو ساڑھے تیرہ سو برس ہوئے دنیا کو سکھایا اور بتایا گیا تھا اور جس نے اہل عرب کی مادی طاقت اور ان کے ولولوں کی سختی کو پاش پاش کر دیا تھا۔

بلاشبہ آپ کی زندگی میں تلوار کا جواب تلوار سے دینے کے واقعات بھی ہیں مگر یہ صرف مدافعت کے واقعات ہیں یعنی جب مخالفین اسلام نے مکہ کے علاوہ دوسرے مقام میں بھی اسلام کا سرسبز ہونا برداشت نہ کیا اور انہوں نے مظلوم داعیان حق پر جو برسوں ان کے ظلم و ستم کا نشانہ رہے تھے چڑھائی کی تو ایک تلوار کا جواب تلوار سے دینا ناگزیر ہو گیا تھا اور یہ جواب دیا گیا لیکن فتح مکہ کے بعد پھر جو اصلی کامیابی حاصل ہوئی وہ صرف آپ کی مکی زندگی کے حالات کا نتیجہ تھی یعنی جس طرح آپ نے مکی زندگی میں مخالفین کے ساتھ ہولی شفقت و رحم کا مظاہرہ کیا تھا اور ان کی برائیوں کے جواب میں ان کی بھلائی اور ترقی کے اصلی راستہ کے واسطے جدوجہد کرنے میں ثابت قدمی دکھائی [illegible]

کو معافی بخشش کا عام اعلان دے دیا گیا جس نے ان کے دلوں کی سختی کو پاش پاش کر دیا اور انھیں یقین ہو گیا کہ مکی زندگی میں ان کے ساتھ جس خیر سگالی اور ہمدردی کا آپ کو دعوی تھا وہ بالکل صحیح تھا ورنہ اب طاقت و اقتدار ہاتھ میں ہے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ سب مخالفین کو جن کے ہاتھوں آپ نے برسوں اذیتیں اٹھائی تھیں، دفعتہً تلوار کے گھاٹ نہ اتار دیا جاتا۔

اس طرح طاقت کے مقابلہ میں اس چیز کو استعمال کرنے پر جسے جس کا مادی دنیا میں "بے طاقتی" اور اخلاقی دنیا میں "اصلی روحانی طاقت" نام ہے آپ نے طاقت کے مقابلہ میں صبر و برداشت کے مذہب کا وہ مکمل نمونہ دنیا کے روبرو پیش کیا کہ اس مذہب کے اور کسی پیرو کو اب تک ایسا کامل و مکمل نمونہ پیش کرنے کا موقع نہیں ملا۔

اور ٹالسٹائی اور گاندھی جیسے لوگ پیرو اگر اس مذہب کے واقعی پیرو ہوئے تھے ہیں تو انھیں ظاہر ہے کہ ابھی تک اپنے مذہب کی صرف "روحانی صداقت" دکھانے کا موقع ملا ہے مگر وہ ابھی تک "طاقت" سے اقتدار حاصل کرنے میں کہیں کامیاب نہیں ہے ہندوستان میں صرف طرز سلطنت بدلا ہے اور ایک مادی طاقت کی جگہ دوسری مادی طاقت قائم ہو گئی ہے اگر مادی کمزوری روحانی قوت کی بدولت کامیاب ہو جائے اور پھر فتح کا نشہ دماغ کا توازن قائم رکھے اور مخالفین کے ساتھ صرف وہ سلوک کیا جائے کہ ان کے اخلاقی اصول و قواعد بھی بدستور قائم رہیں تب سمجھا جائیگا کہ پورا راستہ طے کیا گیا اور پورا نمونہ دنیا کو دکھایا گیا!

مگر یہ نہیں ہوگا داعی اسلام کی پاک زندگی کے صرف ایک شعبہ کا کہ کس طرح آپ نے کمزوروں کو طاقت پر فتحمند بنایا اور ہمیشہ کے لئے اس مقصد میں انتہائی کامیابی حاصل کرنے کی کیسی صراط مستقیم پیدا کر دی اس شعبہ کے علاوہ آپکی زندگی کے باقی شعبے اپنے اندر جو گوناگوں سبق اور فوائد رکھتے ہیں وہ موجودہ مادی دنیا کے فہم و ادراک سے بہت بالاتر ہیں اور بیان کے تذکرہ کا محل نہیں ہے۔

مکی زندگی میں آپ نے جو سبق سکھائے ہیں اور اس سبق کو سیکھ کر مسلمانوں نے اسلام کے مکی دور میں صبر و استقامت کے جو نمونے دکھائے ہیں وہ ہمارے لئے صد ہزار بصیرت و نفع رسانی کے سامان رکھتے ہیں۔

اس دور کی میں اگرچہ حق تنہا اور بالکل بے یار و مددگار تھا اور سر پر لٹکتی ہوئی تلواریں تھیں جو کسی آئین و ضابطہ کی پابند نہ تھیں بلکہ ایک بے پناہ طاقت تھیں جن پر کسی جوڈیشل عدالت کی اور کسی آئینی ضابطہ کی مطلق پابندی نہ تھی مگر ایں ہمہ حق اپنے اظہار میں بالکل بے باک تھا اور ان بے قید اور بے پناہ ننگی تلواروں کی چھاؤں میں اپنا اعلان کرتا تھا

اس حق کے ہر داعی کا یہ حال تھا کہ وہ طاقت اور تلوار کے مقابلہ میں کسی وقت بھی خائف نہ تھا اور جو کچھ اسے کہنا تھا اسے برملا کہتا تھا اور ان کے

محض ہر طرح کی مصیبتوں کو خوشی خوشی برداشت کرتا تھا۔

آج بدبختی سے ہندوستان کے مسلمان سات کروڑ ہوتے ہوئے "قلت وکثرت" کی بھول بھلیوں میں بھٹک رہے ہیں اور سات کروڑ مسلمان بھی اس کا بھروسہ نہیں رکھتے کہ جب تک ان کو "سیف گارڈ" (حفاظتی ضمانت) حاصل نہ ہو وہ "حق" کو بالاتر رکھ سکیں گے لیکن حضور کی "کلی زندگی" نے جو سبق سکھایا ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے اور قرآن مجید نے جو بتایا ہے وہ اس "احتیاط" اور "راندیشی" کی اگر گرستے بالکل جداگانہ چیز ہے صرف ۳۹ مسلمان تھے کہ جب حضرت عمر [illegible] کے اسلام لانے کے ساتھ ہم کی جماعت مکمل ہو گئی تو صرف [illegible] کی جماعت نے [illegible] قوم کی پوری طاقت کے خلاف اپنے حق کے لئے [illegible] میں اپنا اعتقاد رکھا کی [illegible] اور قرآن نے [illegible] یقین تھا کہ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

رہنا ہی غالب اور [illegible] ایمان والے ہو
اللہ اللہ ابتداء [illegible] اور آج انتہا [illegible]
آگ تھے ابتدائے عشق [illegible] ہوئے خاک انتہا ہے یہ

بہرحال [illegible] کی پاک زندگی سے جو سبق حاصل ہوتے ہیں ان کے متعلق چند اشارے ہیں اگر ہمیں آپ کی محبت اور پیروی کا دعویٰ ہے اور ہمارا اس پر ایمان ہے کہ [illegible] کے ہدایت کے والی اور پشت پناہ آپ ہی ہیں اور ہمارے لئے آپ ہی کی تعلیم براہ راست آپ کے الفاظ شریف سے (آپ کے [illegible]) پر غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے [illegible] نجات کا راستہ تو نہیں کسی سیاسی لیڈر یا کسی [illegible] نجات و آزادی [illegible] پاک تعلیم کی ہی پیروی کرنی چاہئے اور آپ کے اور ہمارے درمیان جو بت حائل ہوں انہیں ہٹا دینا چاہئے

[illegible] کی طرح مسلمانوں سے [illegible] دون اللہ کی پرستش کرائی جا رہی ہو کیا یہ سب بجابت اور بت پرستی نہیں اور شرک فی العبادۃ کی سزا تو آخرت کا ہی جہنم ہے اس شرک جلی نے تو دنیا ہی کو جہنم بنا دیا ہے ان بیچارے غریبوں کے لئے جنہوں نے "ان اربابا من دون اللہ" کو حضرت ٹھہرایا اور وہ ان کے گھٹنے پر جھکے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ سب جلی اور خفی شرک سے ہم توبۃ النصوح کریں اور صرف اللہ اور اللہ کے رسول کے پیچھے پیچھے چلیں اور سیرۃ نبوی کے [illegible] سے جو ہدایت اور روشنی حاصل ہوتی ہے اسی سے [illegible] استفادہ کریں۔

آپ کی زندگی کے مختلف دور ہمیں ایک ہی سبق سکھاتے ہیں کہ خوف غیر اللہ اور [illegible] نہیں ہو سکتے قلت و کثرت کا واہمہ صرف شیطانی [illegible] ہے اور [illegible] مومن اور مسلم قلب [illegible] ہمیں کوئی تنہائی نہیں [illegible] مقابلہ میں کسی طاقت کی [illegible] ہستی نہیں کہ کسی قلب مومن [illegible] اعلان حق کا فرض ادا کرنا چاہئے اور ہر طرح کی مصیبتیں اٹھانی چاہئیں کہ یہی جہاد فی سبیل اللہ ہے ہر مخالف کی خیرخواہی [illegible] انتقام قدرت اور [illegible] مخالف کے ساتھ یکساں [illegible] طاقت سے فتح کیا ہے جس کا نام [illegible] ایمان کی جھلک ہو [illegible] کا شکار ہیں اور بڑے بڑے بت مجسم حوائل [illegible] حائل ہو گئے ہیں اور بارگاہ [illegible] ان کا براہ راست تعلق قائم ہونے نہیں دیتے ہیں ہمارا اکبر [illegible] کے بتوں اور مسلمانوں کو ان رہنماؤں کے پھندے سے [illegible] جو یا تو دوسروں کے ہاتھ میں ایک آلہ کار ہیں یا حماقت کا [illegible] مفاد پرستی یا اپنی حماقت وبا دانی کا [illegible]

[illegible] انتہا [illegible] مسلمان [illegible] کی پرستش [illegible] ہیں اور انہیں کے پیچھے پیچھے چلیں جن کے قدموں کے نیچے نجات ہے [illegible] کائنات کی ہستی پیدا ہوئی دنیا کا کوئی حقیقی رہبر ہوا [illegible]

[illegible]

رہبروں کی محبت اور اسوۂ آنحضرت

(از جناب محمد عاشق [illegible] پورنی)

پنجاب میں ایک ضرب المثل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بڑوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنا چاہیے گو اسوۂ آنحضرت کے عنوان کے ماتحت یہ بات کتنی ہی نازیبا ہو تاہم دوسری قوموں کے حالات سے عبرت تو ضرور حاصل کرنا چاہیے۔ ہماری پڑوسی قوموں میں سب سے زیادہ قابل ذکر ہندو جاتی ہے کیا اس کے رہنما معاذ اللہ فرشتے ہوتے ہیں؟ کیا وہ تارک الدنیا ہوتے ہیں؟ کیا ان کا پیٹ نہیں ہوتا کیا وہ طمع دنیا کا شکار نہیں ہو سکتے؟ مختصر لفظوں میں کیا ان سے کمزوری بے ایمانی خیانت دغا و دو نمائش آبادی قومی خدمت کو محض معاش سمجھ کر اختیار کرنا اور طمع زر جیسے افعال سرزد ہونا محال ہے اگر وہ بھی یہ افعال قبیحہ کر سکتے ہیں اور یقیناً کر سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ [illegible] ان کے [illegible] نہیں ہوتی ان کے رہنما [illegible] دو ڈیڑھ دو اینٹ کا [illegible] میں جلیوں سے عزت [illegible] کبھی دامنگیر نہیں ہوتی اگر یہ کہا جاتا ہے کہ ہندو قوم کے پاس [illegible] ہے اور وہ قومی رہبروں کو باقاعدہ تنخواہیں [illegible] جواب یہ ہے کہ ہندو قوم اگر دولتمند ہے تو [illegible] بھی وہ اس قدر [illegible] (اور مسلمانوں) تو ایسے غریب نہیں کہ اپنے رہبروں کی [illegible] نہ کر سکیں ان میں بھی بڑے بڑے [illegible] بڑے عہدہ دار موجود ہیں کیا وہ [illegible] نہیں دیتے خیر اس کا مقصد تو بھر [illegible] دیکھا کہ شادی و مرگ کی غیر شرعی رسوم [illegible] اور تھیٹر سینما کی طرافات پہ سب سے بڑھ کر مسلمان ہی کا روپیہ اڑتا ہے یعنی اگر دوسری قوموں کی جیبوں سے پیسہ جھجک جھجک کر نکلتا ہے تو مسلمان کی تھیلی کا منہ ایسے فضول موقعوں پر دہانۂ آتش فشاں کی طرح دفعتہً کھل جاتا ہے اور ایک ایک [illegible] اس طرح نکل کر شیطان کی نذر ہو جاتا ہے جیسے سٹیشن سے نکل کر ڈاک گاڑی کے ڈبے دوڑتے نکلتے ہیں کیا یہ غربت کے آثار ہیں؟ پھر یہ کیا وجہ ہے کہ مسجد بانی [illegible] نہیں جاتی تو ایک ہی دو دن میں غریب مسلمان زمینداروں سے [illegible] ہیں مگر اسی گاؤں کے امام صاحب کا فقط جمعرات کی روٹی [illegible] اللہ اللہ خیر صلّا۔

شرط عقل است جستن از "دریا"

اور اگر سیاسی رہبروں کا سوال ہو تو دیہاتی گنوار تو اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے حالانکہ ابھی مسلمانوں جیسے جاہل دیہاتی ہندو [illegible] [illegible]

لیڈر صاحبان کا نہایت عزت و احترام سے نام لیتے ہیں مسلمان دیہاتی جو اپنے علما اور ائمہ مساجد سے مرد نہلانے اور گداگری کرانے کے عادی ہیں تحریک خلافت کے ایام میں بھی رہبران تحریک خلافت کو "[illegible]" اور یہ کیا نیا مذہب تلاش کیا ہے" کہہ کر ہنسی اڑاتے تھے۔

پس غور کیجیے مسلمان کیوں اپنے رہبروں کے حق میں ہمیشہ زبان طعن و تشنیع دراز کئے رکھتے ہیں اور ہر مجلس میں دیکھو کبھی کسی پر اور کبھی کسی پر الزاموں اور اعتراضوں کی بوچھاڑ کی جا رہی ہے کوئی کہتا ہے وہ اشارہ یہ کہا گیا کوئی کہتا ہے فلاں نے اتنا چندہ ہڑپ کر لیا۔ خیر چندہ ہڑپ کر لینا کوئی اچھا کام نہیں سراسر برا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ کیا دوسری قوموں میں زر خورد رہبر نہیں ہوتے اگر ہندو رہنما کھانے پینے کی حاجت ہی نہیں رکھتے یا [illegible] کے چندے کھا کر پیٹ بھر لیتے ہیں؟ آخر ایک ہی سرزمین کے رہنے والے [illegible] ہندو اور مسلمانوں میں [illegible] کا یہ اتنا بڑا فرق کیوں ہے؟ کیا علمائے یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے [illegible] پتھر کی مورتیاں ہو جائیں۔

بات اصل میں یہ ہے کہ مسلمانوں کا محض تماشہ بینی مقصود ہے انھیں اپنے رہبروں سے "محبت" نہیں [illegible] تماشا [illegible] تھیٹر سینما میلے [illegible] دیکھو [illegible] نظر آتے ہیں اور تو اور ان تماشوں [illegible] نے قید قانون تک کو نہیں چھوڑا وہاں بھی تماشا دیکھنے کے لئے بھی انہوں نے جوق در جوق جانا شروع کر دیا [illegible] بٹیر بازی پتنگ بازی آتش بازی [illegible] کھیل تماشہ جیسی [illegible] قوم جب کہ طفلی تو قائم ہیں۔

پس مسلمانوں نے اپنی عادت و خصلت سے مجبور ہو کر سیاست کو بھی کھیل تماشا سمجھ لیا ہے۔ لیڈروں کی تقریروں تحریروں اخباروں کے مضامین اور شعروں کی نظموں سب کو محض دلچسپی دل لگی اور ہنسی مذاق کا سامان سمجھتے ہیں بہت سے آدمی چندہ بھی اسی لئے دیتے ہوں گے کہ یہ تماشا قائم رہے اسی شان غریب نوازی کے صدقے میں جو اور تماشاگاہوں میں جلوہ نما ہے میدان سیاست میں بھی گلکاریاں ہو رہی ہیں اپنے رہبروں سے محبت تو اس وقت پیدا کریں جب وہ سیاست کو کوئی اہم چیز سمجھیں ان کو تو بہت عرصے سے یہ سبق ملتا رہا ہے کہ

مذہب کچھ اور شے ہے سیاست ہے اور چیز

[illegible] سیاسی امور کو کیوں اہم [illegible] کس قدر افسوسناک [illegible]

حضرات! قربان ہو اس کام کے لئے جسے بہت سے ہاتھ مل کر سرانجام دیں اعتماد و محبت کی ضرورت ہے اگر آپس میں اعتماد و محبت نہ ہو تو کام چل ہی نہیں سکتا [illegible] ہے کہ مسلمانوں کے کسی قومی کام کی پہلی منزل ہے [illegible] قربان جائیں اللہ میرے ماں باپ اللہ سب کچھ قربان ہو اس [illegible]

دو جہان (صلعم) پر اس کی حیات میں ایک بات تو اس کی ہر ادا میں ایک شان ہے اس کے ہر قول اور ہر فعل میں ہمارے لئے اسوہ ہے کما قال تعالیٰ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اس کی باتوں سے ظاہری طور پر بین نمونہ بھی ملتا ہے اور ذرا غور کرنے سے نہایت لطیف اور باریک اسرار بھی معلوم ہوتے ہیں جو اسوہ بنجاتے ہیں اور ہماری رہبری کرتے ہیں اس مضمون میں ہمیں اسی طرح کا ایک لطیف نمونہ واضح کرنا مقصود ہے جو قومی کاموں کی سر انجام دہی اور کامیابی رہبروں پر اعتماد اور ان سے محبت کرنے کے متعلق رسول دو عالم کی سیرت و سوانح حیات پر غور کرنے سے حاصل ہوا ہے۔

بجائے اس کے کہ ناظرین کو بہت دیر تک منتظر رکھا جائے پہلے ہی بتا دینا ضروری ہے کہ وہ کونسی شے اور خدا کو دین اسلام غالب کرنا تھا مگر نمونہ اس میں ہے کہ حضور کی کامیابی کا راز اس محبت و شیفتگی میں مضمر ہے جو صحابہ کرام کو حضور سے تھی اور اس اعتماد میں پوشیدہ ہے جو ان کو حضور پر تھا اور اگر یہ نہ ہوتا تو یقیناً جانثے ان کی خاطر جان و مال کو قربان کرنا اور سخت سے سخت اور تاریخ عالم میں لاثانی مصائب و مظالم کا شکار ہونا تو یکطرف وہ ان کے نزدیک تک نہ آتے خدا خود فرماتا ہے کہ

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لا انفضوا من حولک فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر

یعنی یہ کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو اے رسول، ان کو نرمل مل گیا اگر تو تند خو سخت دل ہوتا تو تیرے پاس سے متفرق ہو جاتے پس تو معاف کر ان کو اور ان کے لئے مغفرت مانگ اور ”امر“ میں ان سے مشورہ لے“ یہ حضور کا خلق عظیم ہی تھا جس نے سب کو محبت کے رشتہ اتحاد میں باندھ لیا اور اسی محبت کا کرشمہ تھا جو مصائب سے نجات فتح مکہ اور اشاعت اسلام کی صورت میں جلوہ گر ہوا اس آیت میں رہبروں اور عام لوگوں کے تعلقات پر کیا عمدہ روشنی پڑتی ہے ہمارے بعض رہبروں کی عادت ہے کہ خود سر بنکر اور عوام کی منشا معلوم کئے بغیر یا اس کی پروا نہ کرتے ہوئے آپ ہی دوسروں سے کوئی نہ کوئی فیصلہ کر لیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پبلک بدظن ہو جاتی ہے رہبروں کو تنہا چھوڑ دیتی ہے اور ہر اس صورت میں اغیار کی نظروں سے بھی گر جاتے ہیں کیونکہ جس کی اپنے گھر میں عزت نہ ہوتی ہو اس کی باہر بھی نہیں ہوتی دیکھئے اس آیت میں ایک ایسی ہستی کہ جس کی شان میں ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی آیا ہے یہ حکم ملتا ہے کہ صحابہ کرام سے مشورہ کر لیا کر حالانکہ صحابہ ان کے اشاروں کو وحی سمجھتے تھے اس میں ہمارے خود ساختہ رہبروں کے لئے نصیحت ہے اور اسوہ۔ اگر وہ بھی عوام کے جذبات اور قومی افکار کی پرواہ کرتے ہوئے غیر قوموں سے معاہدہ کریں تو لازمی طور پر قوم کو ان سے کمال درجہ کی محبت پیدا ہو جائے اور نتیجہ کامیابی کی صورت میں پیدا ہو اور حق بھی یہی ہے کیونکہ وہ صرف رہبر ہی نہیں ہوتے بلکہ قوم کے نمائندہ بھی ہوتے ہیں اور ان کی ہر بات قوم سے وابستہ رہنے پر منحصر ہوتی ہے جب رسول دو عالم کو مشورہ لینے کی ضرورت ہو تو ہمارے

رہبروں کو بطریق اولیٰ ... [illegible] ... کہتے ہیں کہ ان کو خود بخود سے مشورہ کی ضرورت ہی نہیں اور انھیں ضرورت ہے اب ذرا سوانح پاک ملاحظہ فرمائیے وہ محبت جو صحابہ کرام کو حضور سے تھی دنیا میں بے مثل اور لاثانی تسلیم کر لی گئی اتنی جلدی اتنی زبردست کامیابی کا راز سراسر یہی ہے کہ اس محبت نے کام کیا آپ اغیار کی زبان سے سنئے ایک نصرانی مورخ اپنی ایک مشہور تصنیف ”لائف آف محمد“ میں لکھتا ہے

”جب عیسیٰ کو سولی پر لے گئے تو ان کے پیرو بھاگ گئے ان کا نشہ دینی جاتا رہا اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ میں گرفتار چھوڑ کر چلدیئے اس کے برعکس اس کے ”محمد“ کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور اس کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر کل دشمنوں پر اس کو غالب کر دیا ......“

گویا مورخ تسلیم کرتا ہے کہ محمد کی کامیابی کا راز اس میں ہے کہ ان کے پیرو کو ان سے کمال درجہ کی محبت تھی وہ اپنے آقا (فداہ امی وابی) کی خاطر لاثانی قربانیاں کر گئے آئیے ذرا آپ کو اس محبت کے نمونے دکھائیں وہ کونسا ظلم تھا جو کفار قریش نے حضور پر اور ان کے دوستوں پر روا نہ رکھا ہو کسی کو ننگے بدن گرم ریت پر لٹا کر چھاتی پر وزنی پتھر رکھدیا کسی کے گلے میں رسی باندھ کر اسے شریر لڑکوں کے حوالہ کر دیا کہ وہ اسے گلی گلی گھسیٹتے پھریں کسی کو پانی میں ڈبکیاں دیں کسی کو گرم کوئلوں پر لٹا کر اس کی چھاتی پر خود کھڑے ہو گئے تاکہ وہ ہلنے نہ پائے یہاں تک کہ کوئلے ٹھنڈے ہو گئے کسی پر اس کے گھر سے بیدخل کر دیا کسی کا گلا گھونٹ دیا کسی کے سینے پر اس قدر بھاری پتھر رکھدیا کہ اس کی زبان نکل پڑی کوئی اپنی کنیز کو جو مسلمان ہو گئی تھی مارتے مارتے تھک گیا اور کہنے لگا کہ ذرا دم لے لوں تو پھر پیٹوں گا کسی کی آنکھیں نکال لی گئیں کسی کو سولی پر چڑھا کر اس کے سینے پر برچھی مار کر اس سے پوچھا گیا کہ کیا اب بھی تو محمد سے محبت کرتا ہے جواب دیا بیشک۔ اعر اسرے

ہزارے کیا کیا لے عشق نبی میں دار پر چڑھا کر۔

بھلا وہ بات اے واعظ کہاں مسجد کے منبر میں

کسی کو چٹائی میں لپیٹ کر درخت سے اوندھا لٹکا کر گندہ دھواں دیا گیا مگر یہ بتائیے وہ لوگ سب مصائب برداشت کر کے نام کس کا لیتے رہے کیا یہ اسی محبت کی وجہ سے نہ تھا جو ان کو محمد سے تھی جس سے محبت رکھے بغیر ایمان کی دولت ہی نصیب نہیں ہوتی۔

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ایک بڑھیا میدان میں آئی اسے بتایا گیا کہ تیرا خاوند باپ اور بھائی تینوں شہید ہو گئے مگر اس نے حضور کی خیریت پوچھی اور یہ سنکر کہ حضور سلامت ہیں پکار اٹھی

کل مصیبۃ بعدک جلل

یعنی تیرے ہوتے سب مصائب ہیچ ہیں اگر بڑھیا کے دل میں اپنے حقیقی رہبر سے محبت نہ ہوتی تو وہ اس طرح اول تو ایثار ہی نہ کرتی اور اگر شہداء میدان جہاد میں چلے ہی گئے تھے تو وہ یہ فقرہ کہکر تاریخ اسلام کی عزت بڑھانے کا باعث ہرگز نہ بنتی، پس نمونہ اس سے یہ اخذ کیجئے کہ

کرچاہئے [illegible]

کی محبت حاصل کریں [illegible] محبت سے عوام [illegible] میدان میں جان ومال قربان کرنے سے دریغ نہ کریں عام کی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ کسی کی محبت سے کام کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حضورؐ کی محبت اور عشق کی وجہ سے صحابہ کرامؓ نے وہ قربانیاں کیں کہ فطرت انسانی کے اس پہلو کی موجودگی میں وہ ان کا عشر عشیر بھی نہ کر سکتے۔

دیکھئے بعض دفعہ اگر عوام کو رہبروں سے اختلاف بھی ہو جائے تو محض محبت کی بدولت وہ جلد از جلد رفع ہو سکتا ہے اس کے لئے سوانح حضورؐ میں ایک زبردست اسوہ ہے فتح مکہ کے بعد حضورؐ نے مال غنیمت جدید الاسلام قریش رؤسا میں تقسیم کر دیا اس پر انصار کی طرف سے یہ آواز نکلی کہ مصائب کا شکار ہم ہوئے اور مال غنیمت وہ لے گئے گو اصل میں حضورؐ نے یہ تقسیم اس طرح جدید الاسلام رؤسا کی تالیف قلوب کے لئے کی تاہم حضورؐ نے اطمینان دلانے کے لئے ایک جلسہ منعقد فرمایا اور فصیح بلیغ تقریر کے بعد فرمایا! — اے انصار! کیا تم نہیں چاہتے کہ لوگ اونٹ بکریاں لیں اور تم اپنے محمدؐ کو

[illegible] کے لئے [illegible] مبارک [illegible] میں قیامت تک ہمیشہ انصار رہتے [illegible] یہاں تو ہوگئیں بہرحال تھے اور کہا کہ ہمیں محمدؐ ہی چاہئے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

اور کیا اس واقعہ کو آجکل کے مسلمان اسوہ نہیں بنا سکتے؟ حالانکہ ان سرور دوعالمؐ کا اسوہ فرض ہے آج عوام کو جو بدظنی اپنے قومی رہنماؤں سے پیدا ہو جاتی ہیں اس کا ہزارواں حصہ بھی موجود نہ رہے اگر وہ اس اسوہ پر عمل کرتے ہوئے اپنے رہنماؤں سے محبت پیدا کریں اور عوام کی محبت حاصل کرنے میں رہنما کامیاب ہوں۔ حضرات علماء اور رہنمایان قوم! جب کہ مسلمانوں کو حضور پر نور صلعم کے واقعات حیات سے قومی رہبری اور قومی کامیابی کے لئے نمونہ مل سکتے ہیں تو کیا آپ کو اس سے زیادہ لطیف اور زیادہ مفید نسخے نہ مل جائیں گے تفکر کی ضرورت ہے بس آپ کس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب آپ عوام کے اور عوام آپ کے خونخوار دشمن ہو جائیں گے خدارا جاگئے اور محبت پیدا کیجئے خلق محمدی کو اپنا ہر وقت کا شعار بنا لیجئے تاکہ آپ اپنی قوم کی محبت حاصل کر سکیں اور جب یہ چیز آپ حاصل کر لیں گے تو قوم کا بچہ بچہ آپ کے ایک ایک لفظ پر جان دیگا خدا

باپ اپنی بیٹیوں بھائی اپنی بہنوں کو دہلی سے ضرور

زنانہ بستہ

منگا کر پڑھائیں

جس کو ہر لڑکی پانچ سال کی عمر سے تیس سال کی عمر تک پڑھنے اور اس کے مضامین پر عمل کر لینے سے تمام عمر عیش وآرام سے زندگی گزار سکتی ہے یہ دس علمی پھولوں کا گجرا ہے جسکو گلدستہ بہار زندگی بھی کہتے ہیں اس میں بچوں اور بڑی لڑکیوں کے پڑھنے کے ایسے ایسے عمدہ قاعدہ بتائے گئے ہیں کہ الف بے تے سے لیکر اردو لکھنا پڑھنا اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد سیکھ جاتی ہیں شادی بیاہ تک کے تمام قاعدے جہیز کی تیاری ساس نند دل کے برتاؤ بھی بتلائے گئے ہیں اب کی مرتبہ تیسری بار بڑی تحقی پر شائع ہوا ہے کتابیں یہ ہیں اب کی مرتبہ ۱۸ سے ۲۲ تختی پر شائع کیا ہے۔

(۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) مذہب کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) دلہن کا اصلی جہیز

چونکہ جس مضمون پر کتاب لکھی ہے اس کو مکمل کر دیا گیا ہے۔ اپنی بچیوں کو ضرور اس کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کاموں مثلاً کھانا پکانے سینے پرونے لکھنے پڑھنے کے علاوہ [illegible] حاصل کریں قیمت فی جلد ۶ مجلد ۹ محصولڈاک ۶ ر

ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

ساوتری

ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کیلئے بہترین فسانہ

جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک اچھے گھرانے کا ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نومسلم خاتون نے کس طرح ہزار ہا مصیبتیں برداشت کرکے اور باوجودیکہ لوہے سے داغے جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور ہمعصر معارف اعظم گڑھ اور الجمعیۃ دہلی نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں ان اہل خیر حضرات کے لئے جو اس فسانہ کو تبلیغی مقاصد کے لئے منگانا چاہتے ہیں اور ایک بڑی تعداد ناواقف مسلمانوں میں مفت تقسیم کرکے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے ان کو ساوتری کی ۲۵ جلدیں ۴ فی روپیہ کمیشن کے حساب سے دی جائیں گی صاحب ثروت مسلمانوں کو بہت جلد توجہ کرنی چاہئے۔ ایک جلد کے خریدار کے لئے قیمت ۸ محصول ۴ ر

ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی۔

انیس الوارثین

کا مطالعہ کیجئے جس میں علامہ مصنف نے بڑی محنت سے ہر ایک وارث کا حصہ نکال کر درج کر دیا ہے علم فرائض کے جو مسئلے بڑے بڑے مفتی یا عالم نہ حل کر سکیں وہ اس کتاب کی مدد سے حل ہو جاتے ہیں

قیمت ۸ ر محصول ۵ ر کل ۱۳ ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

محمد عبدہ کی شان امتیازی

(از جناب مولانا مولوی محمد الف دین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل [illegible])

تقریب (۱) تہذیب و تمدن، روحانی یا اخلاقی تعمیر و تربیت [illegible] مسافتیں دور دراز دشوار گذار وادیوں [illegible] کی منزلوں کے نشیب و فراز طے کرتی ہوئی ہر تکمیل تک پہنچی ہے [illegible] اس راہ میں مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں کے راہنمایان دین اور مصلحان قوم اور تاریخی اور پیغمبران اولوالعزم [illegible] اس تکمیل انسانی اور پرشکوہ محل میں عبدہ اعلیٰ [illegible] متمکن ہوا۔

غیر مسلم دنیا شاید ہمارے اس بیان کو مبالغہ آمیز سمجھے مگر ہم واقعات کی روشنی میں ثابت کریں گے کہ یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے [illegible]

حضور کی امتیازی شان دور جدید اور دور [illegible]

یہ ایک تاریخی صداقت ہے اور تاریخ [illegible] موجود ہے جس سے حضور کی امتیازی شان [illegible] کہ قبل از بعثت [illegible] یہ خدائی اوتاروں دیوتاؤں کی اولاد [illegible] ایسا گیا گذرا ہوا تصور کیا گیا تھا کہ [illegible] آثار کا [illegible] بنا دیا یہ ذلت انسان کی [illegible] الانسانیت [illegible] قابل تھے کہ پیروی کی جا سکتی [illegible] نیکیوں اور مکارم اخلاق میں [illegible] تک بلند ہوا۔

استحکام توحید (۳) یہ خاص انعام آپ ہی پر ہوا ہے جو اس سے پہلے کسی نبی یا رسول کے حصہ میں نہیں آیا۔ توحید اور دین قیم ہمیشہ سے [illegible] بعد میں [illegible] نجومیوں، بت پرستوں [illegible] کی توحید خارج [illegible] کر ان کا خدا [illegible] قائم بالذات نہیں [illegible] عیسائی [illegible] کا خدا بھی ابنیت عزیر اور ابنیت عیسیٰ [illegible] قائم بالذات نہ رہا۔

خدا نے محمد جیسی قیوم [illegible] قائم بالذات [illegible] کی باعث وحدانیت کی بلندیوں پر [illegible] سے حضور کی بعثت سے پہلے بھی خدا تھا مگر وحدہ لاشریک لہ نہ تھا [illegible] یا خلیفۃ اللہ نہ تھا [illegible] حضور کے حصہ میں آیا کہ آپ کا خدا رب العالمین

لا شریک لہ ہے اور عبد یعنی عبودیت کے بلند ترین مقام پر فائز ہے اس کا توحید بھی کمال دین ہے اور یہی اکمل نعمت ہے اور یہی وہ نعمت ہے جو حضور نے عالم انسانی کو عطا کی اب توحید کا سرچشمہ ہمیشہ کے لئے کفر و شرک کی آمیزش سے پاک ہو گیا۔

دور مشرکانہ اور دور موحدانہ قبل از بعثت تھا دور مشرکانہ اور ذلت انسانی جس میں عدم مساوات کا دور دورہ تھا تمدن ناقص، اصولی نیکیاں ناپید، انسانیت عارضی عوارض میں [illegible] مگر بعد از بعثت ہے وہ دور موحدانہ حریت انسانی اور مساوات [illegible] تمدن کامل ہوا اصولی نیکیوں کو بلند جگہ دی گئی کوئی امارت کوئی عزت کوئی منصب کوئی پیشہ کوئی حرفت نیکیوں کی جگہ [illegible] شرافت [illegible] اور حسن خلق سے ہے اور بس۔

دور مشرکانہ اور دور موحدانہ کی خصوصیتیں دور مشرکانہ میں شرک کا [illegible] اور موحدانہ کا نقطہ [illegible] دور مشرکانہ میں انسان کا کوئی نصب العین نہ تھا اس لئے وہ ہر حالت میں پست ہمت، بزدل اور [illegible] تھا اور موحدانہ میں اس کا نصب العین متعین ہوا اس لئے [illegible] بلند ہمت [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] "شرک" نے [illegible] "امید و بیم" کی [illegible] پرست مخلوق [illegible] پرست ہو گیا۔

جب [illegible] دنیا کی ابتدائی منزل سے کچھ آگے بڑھا تو شرک نے [illegible] کی صورت اختیار کی [illegible] دوسرے بنی نوع [illegible] کی طرح پرستش کیا جانے لگا۔ [illegible] فرعون، جمشید وغیرہ اس کلیہ کی نظائر ہیں جب [illegible] زیادہ مہذب ہو گئی تو اس قسم کے لوگ "اوتار" اور دیوتاؤں کی اولاد کہلانے لگے۔

چنانچہ چین اور [illegible] سورج چاند و سورج کی اولاد کرشن جی مہاراج اوتار اور سکندر اعظم دیوتا [illegible] کی اولاد سے شمار کیا جاتا ہے۔ [illegible] مصری یونانیوں [illegible] کے عقائد (مالی تھا [illegible]) میں اس قسم کی بیشمار مثالیں ملتی ہیں۔

ان بادشاہوں کے مصاحب بالعض اوقات بادشاہ گر ہوتے تھے [illegible] چنانچہ ہندوؤں کے برہمن، زرتشتیوں کے موبد [illegible] یہودیوں کے احبار، عیسائیوں کے پادری اور پوپ [illegible] اور جنت کے مالک اور دوزخ کے ٹھیکیدار تھے۔

[illegible]
رہی حیثیت [illegible] کی [illegible] شرک ہے ہر ایک
ناتف ہے یہیں صرف ایک مثال پر اکتفا کریں گا جس کو شیروانی عاطل
بالنسبت فردوسی نے شاہنامہ میں درج کیا ہے۔ ایک موچی نے درخواست
کی کہ اس کے بیٹے کو تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ حکومت کی
طرف سے ادنیٰ اقوام کو تعلیم حاصل کرنے کی ممانعت تھی۔ نوشیرواں نے
درخواست نامنظور کرتے ہوئے فخاً الاستراتیجیت کا یوں اظہار کیا ہے

نہ باید از مرد موزہ فروش ‌‌ بیاید بہ چشم ہنر یاد گوش

بدست فروشندہ مرد شراد ‌‌ چہ ماند بجز حیرت و سرد باد

یہ وہ نقشہ شرکانہ کے عادل کی رائے ہے تا لیکن اگرچہ رسد۔
دختر کشی بھی تکبر ہی کی وجہ سے تھی کیونکہ مغرور و متکبر انسان لڑکی
کو کسر شان تصور کرتے تھے ہر ایک ملک میں کم بیش یہ رسم دختر کشی
جاری تھی فردوسی کی مسدس جو اس سے پہلے گزرا ہے یوں رقمطراز ہے

نگو گفت دانا کہ دختر مباد ‌‌ چو باشد بجز خاکش آخر مباد

جب ظہور اسلام سے دور موحدانہ کا آغاز ہوا اور سورہ فاتحہ نے ربوبیت
عامہ، [illegible] حیثیت تامہ اور مالکیت صفات ذوالجلال والاکرام
کا سکہ چار دانگ عالم میں بٹھا دیا تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ہر حد ڈرتا ہے
خدا سے صرف خدا سے اور ڈرتا ہے ساری دنیا کو جھکتا ہے خدا کے
آگے۔ جھکاتا ہے ساری دنیا کو اپنے آگے محکم ہے خدا کا حاکم ہے
سارے جہان کا سے

امید و بیم، خوف و رجا غرضکہ اس کی ہر ایک ادا فالقشا اسد ہو گئی
ہے سے

نہ غیر اللہ سے ڈرنا خدا کی راہ میں تا ‌‌ یہی ایمان کامل ہے نشان مومنانہ باقی
اب تکبر و تمرد کی بجائے تذلل و انکسار ہے مگر کہاں جناب احدیت میں
اور بس سے

غرق نیاز فرش زمین پہ دھرا ہوا ‌‌ ہمت کا ہاتھ عرش بریں پر گڑا ہوا

اس تذلل وانکسار نے مساوات پیدا کی جس سے روحانیت اخلاق اور
معاشرت کے سب عقد حل ہو گئے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم
ایہا الناس اکرم واشرف وہ تم میں متقی ہے عبث یہ امتیاز ابن فلاں ابن
فلاں پوچھا جاتا ہے نہ احبار، مرید ہوا کی اور نہ پادری خدا سب عبد لا
ورسولہ، انما انا بشر مثلکم نے ارباب پرستی اور بادشاہ پرستی
کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا توحید کے سرچشمہ پر عبودیت اور بشریت
کا مضبوط بند لگا کر اس پاک اور اطہر سرچشمہ کو شرک و کفر کی آمیزش سے
ہمیشہ کے لئے صاف کر دیا حضرت علی اس تعلیم سے متاثر ہو کر یوں فرماتے ہیں

انا ابن نفسی کنسلبی ادبی ‌‌ او کنت من عجم او من العربی

ان الفتی من یقول ها انا ذا ‌‌ لیس الفتی من یقول کان ابی

غرور نفسی کی جڑ کاٹ دی گئی دختر کشی عرب میں اس آیہ کریمہ کے نزول کے
واذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت بھی ختم ہو گئی جب حکومتیں
[illegible] بیدا ہوئی اور بنیاد یہ تہذیب میں

[illegible]
عامل [illegible] یا [illegible] ہیں روح انا منظر دیکھتے ہیں کہ توحید، اخلاص،
کی شکل میں تبدیل کر دی ہے جہاں میں وہ دوئی ہے تو اخلاص میں بدل لی۔
مختصر یہ کہ شرک منبع سیئات ہے اور توحید سرچشمہ حسنات، شرک،
ظلم ہے اور توحید عدل۔
رذائل اور فضائل کی لمبی فہرستوں پر جو علماء اخلاق نے مرتب کی ہیں جب
ہم نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کے اچھا یا برا ہونے کا معیار
یہ ہے کہ کہاں تک وہ شئے قریب وحدت یا بعید از وحدت ہے جس قدر وہ
شئے قریب وحدت یا منجر بوحدت ہوگی اسی قدر وہ شئے فضائل میں شمار
کی جائیگی اگر اس شئے میں وحدت نہیں یا اگر وہ منافی وحدت ہے رذائل
میں جگہ ملیگی دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ شرک اور افراط تفریط
ہے اور توحید عدالت ریا، نفاق، بغض، عداوت، حسد، کینہ وغیرہ
رذائل ہیں کہ ان میں وحدت نہیں دوئی ہے۔
اخلاص، اتفاق، مساوات، اخوت، محبت وغیرہ فضائل ہیں کہ ان
میں وحدت ہے یا منجر بوحدت ہیں۔
حسن ایک پیکر ہے اس میں تناسب اعضاء کی وجہ سے وحدت ہے
نغمہ دلکش ہے کہ اس میں عدالت ہے۔ عدالت بھی وحدت کی ایک نوع ہے
نظم میں ایک وحدت ہے اور یہی وجہ ہے کہ شاعری و موسیقی فنون لطیفہ میں
شامل ہیں۔
معاشرت اور تمدن کی بنا معدات پر ہے اس میں بھی فریقین ایک
امر منفقہ اور متحدہ پر متفق ہیں غرضکہ زندگی کے ہر ایک شعبہ میں اس کوشش
اسلوبی کے ساتھ بسر کرنے کے لئے وحدت کی شان پائی جاتی ہے۔
مختصر یہ کہ شرک تمام برائیوں کی جڑ ہے اور توحید تمام نیکیوں کی اصل
دور مشرکانہ کی یہ خصوصیت تھی کہ انسان بیرونی طاقتوں کی پیروی اور
اطاعت کیا کرتا تھا اور بیرونی طاقتوں کا تعبد شرک کے تاریک غار میں
لے گیا تھا۔
دور موحدانہ میں اندرونی طاقت کی پیروی کرنے لگا اور یہ اندرونی طاقت
کی اطاعت یوں کہو کہ قوت ضمیر کی متابعت اسی توحید کے پر فضا محیط
میں لے گئی۔
ہم واقعات کی روشنی میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ دور مشرکانہ
کا خاتمہ [illegible] حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت تعلیم سے
دور موحدانہ کا آغاز ہوا صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضور کے خاص امتیازات

آپ کی کتاب محفوظ ہے سینوں میں اور سفینوں میں
کوئی اور آسمانی کتاب ایسی محفوظ نہیں (۲) آپ کا پیغام کافۃ للناس ہے
انسانیت کے دعاوی نسل، رنگ، ملک، وطن، اور حسب و نسب وغیرہ
عارضی عوارض سے مقدم رکھے گئے ہیں (۳) آپ بیک وقت بانی مذہب
بانی قوم اور بانی سلطنت ہیں ایسی مثال کسی بانی مذہب یا رہبر کو نصیب
نہیں ہوئی۔ کہاں وہ بیکس یتیم اور کہاں وہ شہنشاہ عظیم یہ ایک عظیم الشان

معجزہ ہے جو حضور کی صداقت اور ہمہ گیر تعلیم کا شاہد ہے (۲۴) بدھ مذہب اپنی اشاعت مہاراجہ اشوک کی زبردستی، مذہب وارا گستا سپ کی اور عیسائیت قسطنطین اعظم کی تلوار کی ممنون ہے مگر حضور کے مذہب کی اشاعت خود آپ کی زندگی میں ہوئی خود بادشاہ ہوئے اور ایسا سلسلہ شاہان اسلام کا قائم کیا جو خدا کے فضل و کرم سے اب تک قائم ہے۔

عبدہ

اللہ اکبر یہ پیارا خطاب حضور کی امتیازی شان کلمہ کا مظہر ہے عبدیت "استحکام توحید" کی قطعی اور بین دلیل ہے۔ آپ کی تعلیم اور قرآن حکیم کی تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ توحید کی ضد ہے شرک، توحید کی ضد کثرت نہیں اگر کثرت کی نفی کر دی جائے تو توحید کا تحقق نہیں ہو سکتا۔ پس وحدانیت یعنی توحید کو وحدت لا شی اتحاد نہیں بنانا چاہیے اس غلط بحث سے دنیا میں دیانتیت اور اشراقیت نے جمود خمود اور رہبانیت کو پیدا کیا اخلاقی ذمہ داری سے انسان سبکدوش ہو گیا مضمون نے وحدانیت اور وحدت میں امتیاز پیدا کر کے خدائی تا ئم بالذات کو لیس کمثلہ شی کے ماتحت سرگرمی اعمال کا سرچشمہ بنایا تو ہب خداوندی

کو نصب العین [illegible] تباہ کن ہو جیسا کہ ہو ہمہ خدا کا نظریہ [illegible] قربان جائیے حضور صلعم پر کہ آپ نے اپنی ذات مقدس پر عبدیت اور بشریت کی قید لگا کر معبود کی وحدانیت کو منتزہ طور پر جلوہ گر کر دیا۔ قرب خداوندی کے حصول کے لئے اخلاقی دو بیش رہنمائی پیدا ہوئیں سلم

اکرم الناس عبدہ ہے خطاب	ایں بشر مشکلم وہ عالی جناب
عبدہ سے یہ کھل گئے اسرار	اب نہ آئیگا یاں کوئی اوتار
واسطے سارے ہو گئے زائل	تھے جو معبود عبد میں زائل
بام رفعت سے گر گئے یک بار	برہمن پوپ سربر اور احبار
لا یدلنس رد ا بشریت	عبدہ ہے ثبوت عبدیت
سب سے اعلیٰ ہے شان عبدیت	فادخل فی عبادی ہے غایت

اللہ اکبر کیا معزز خطاب ہے کہ خدا پرستی کے سامنے شخصیت پرستی کی جڑ کٹ گئی ہاں احترام شخصیت تا حسب استطاعت ہے [illegible] پرستی جائز نہیں لا الٰہ الا محمد رسول اللہ سوا اللہ کی پرستش کرنا جائز قرار نشئہ و ان عبدہ و رسولہ ہیں۔

چند نادر اور نایاب کتابیں

بغیر استاد کی فارسی سکھانیوالی کتاب فارسی بول چال

جس کی مدد سے آپ چند ہی دنوں میں فارسی زبان کی پوری مہارت اور لیاقت پیدا کر سکیں گے ہر قسم کی بول چال کے فقرے اور ہر قسم کی خط و کتابت اور کاروباری رقعہ جات کے نمونے گفتگو کے طریقے ضرب الامثال اور ایسے الفاظ جو اب ایرانی فارسی میں غیر زبانوں کے شامل ہو گئے ہیں ان کی تشریح اور ساتھ ہی ایک فرہنگ غرضیکہ فارسی خوان طلبا کے لئے بہترین عمدہ کتاب ہے قیمت عہ محصولڈاک [illegible]

ترکوں کی عظیم الشان سلطنت کی تاریخ

کا مطالعہ کیجئے اور دیکھئے کہ کس طرح سلطان عثمان خاں اول نے بیکسی کی حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی اور کس طرح مسلمانوں کی مجاہدانہ بہادری سے جلے ہوئے عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت کو ملیامیٹ کر دینے کے لئے کیا کیا منصوبے باندھے لیکن ترکوں نے جس بہادری اور استقلال سے ان دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا وہ ان کی حیرت انگیز کارنامہ تھا ایک طرف تمام دنیا کے عیسائی اور دوسری طرف چند مجاہدین اسلام آخر حق کو فتح ہوئی اور باطل مغلوب ہوا ترکوں کا نہ عروج ہوا کہ بڑی بڑی سلطنت کے تاجداروں نے ترکوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کر کے اپنے آپ کو محفوظ کیا غرضیکہ اس کتاب میں ترکوں کے ۳۷ بادشاہوں کے حالات نہایت تفصیل سے بیان کر کے آخر میں ترکان احرار غازی انور پاشا و مصطفٰے کمال پاشا کے حالات اور خلافت کی منسوخی اور خلیفہ کے حالات بھی درج ہیں کتاب میں بہت سی تصاویر ہیں کتاب کا نام "تاریخ سلاطین آل عثمان" ہے جس کی قیمت عہ محصولڈاک ۶ (کل ۲)

حیات سلطان صلاح الدین اعظم

جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا ہوا تھا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مجاہدوں کے ساتھ ان دشمنان اسلام عیسائیوں کو نیست و نابود کر کے ان کی آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا تھا کتاب پڑھتے پڑھتے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سفاکی اور نامرادی کے وہ سین آپ کی آنکھوں کے سامنے آئیں گے جن سے آپ کا مجاہدانہ خون جو مدتوں سے سرد ہو چکا ہے فی الفور گرم ہو جائیگا اور آپ میں حریت اور آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائیگا کتاب کے شروع میں سلطان کا عکسی فوٹو دیا گیا ہے قیمت صرف عہ

سلسلہ خلافت اسلامیہ

یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین کی سوانح عمریاں یہ چاروں کتابیں جن کو محترمہ عنبر بیگم صاحبہ نے حال ہی میں عورتوں اور لڑکیوں کے لئے بطور سوال و جواب نہایت سلیس اردو میں لکھا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی کی مقدس زندگیوں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں بچوں اور لڑکیوں کو صحابہ کرام کے حالات پڑھانے کے لئے نہایت مفید کتابیں ہیں قیمت عہ محصولڈاک [illegible] کل عہ

یہ سب کتابیں اس پتہ سے منگائیے حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۳۰ دہلی

سرورِ کائنات کے نکاح

(از [illegible])

[illegible] حضرات بالخصوص [illegible] کو بہکانے میں کہ حضرت [illegible] سے کام لیتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ حضور کی عظمت کے خلاف ہو [illegible] مسلمان عقلوں میں یہ منتر کامیاب ہو جاتا ہے میرے علم میں [illegible] کہ میری ایک عزیزہ کو غیر مسلم استانی پڑھانے آتی تھیں ان کے [illegible] دوسرا نکاح کر لیا اور وہ اس سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ شوہر سے تعلق پر آمادہ ہو گئیں تمام خاندان کو تشویش ہوئی معلوم ہوا کہ اس کی تہ میں [illegible] ساجسکا م کر رہی ہیں۔

ہم کو کیا کسی مسلمان کو اس سے انکار نہیں کہ حضور اکرم کی نو بیویاں تھیں [illegible] مسلمانوں کو چار بیویوں کی اجازت ہوئی ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ ان بیویوں [illegible] ہونے کا کیا مقصد تھا اور چار نکاحوں کی اجازت کا کیا منشا ہے۔

یہ تو [illegible] جانتی ہیں کہ سوا ام المؤمنین عائشہ کے حضور اکرم کی کوئی بیوی [illegible] ی دو شیزہ [illegible] دوگنی نہیں تو ڈیوڑھی ضرور تھیں۔ یہ بھی [illegible] کو معلوم [illegible] ایک دو دفعہ نہیں بار ہا یہ عرض کر رہے تھے [illegible] تو ہمارے ہاں کو نہ پڑا کہے تو جس قبیلہ کی اور جس گھر کی اور جو لڑکی کو پسند [illegible] ہم اس کا نکاح [illegible] کر دیں خوبصورت سے خوبصورت معزز سے [illegible] اور مالدار سے مالدار مگر آپ نے انکار کر دیا اور ہر مصیبت اور تکلیف [illegible] اور وہ اوسط عمر کا خیال ہی انسانیت کے لئے روح فرسا ہے گوارا [illegible] اس حقیقت کو سامنے رکھ کر کون ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ ان نکاحوں [illegible] نفسانیت شامل تھی ہم کو اور ہر کو نہیں ہر ایماندار کو تسلیم کرنا پڑتا ہے [illegible] شریعت [illegible] کوئی نکاح ایسا نہیں ہے جو مفاد اسلام سے متعلق نہ ہو۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اگر بی بی خدیجہ سے نکاح نہ ہوتا تو اسلام کی [illegible] ممکن تھی؟ اور اگر ام المؤمنین ابتدائی حالت میں شریک نہ ہوتیں اور اپنی دولت اسلام پر قربان نہ کرتیں تو یہ کامیابی بآسانی میسر آ جاتی۔

دو میاں بیوی اسلام قبول کر چکے مگر ان کے عزیز اور دوست ان پر [illegible] طرح طرح کی مصیبتیں ڈالتے اور سخت سے سخت اذیتیں دیتے رہے ہیں مگر کوئی تکلیف ان کے قدم نہیں ڈگمگا سکتی یہاں تک کہ وہ کا راستہ اور رات کا سکون بھی ختم ہو گیا باہر نکلتے ہیں تو گالیاں برستی ہیں اور گھر میں بیٹھے ہیں تو پتھر آتے ہیں۔

زمین جان کی دشمن اور آسمان خون کا پیاسا ہے دو کمزور انسانوں کے خلاف مکہ کی ایک پوری طاقت الٹھ کھڑی ہوئی شرارت و حماقت کے شعلے فضا میں [illegible] اور سیلاب نخوت میں رو سیاہ دلوں سے بلند ہو رہے ہیں سر پتھروں سے [illegible] زخمی ہوتے ہیں اور [illegible] کے معصوم [illegible] جب نبوت کی دوسری اور تیسری [illegible] [illegible] اور زندگی کی مشہور ترین نظام عالم سے

ہجرت چھوڑ کر وطن اور بس کے بسنے والوں کو خیرباد کہہ دیتی ہیں تو شوہر اس [illegible] گھر سے باہر نکلتے ہیں کہ شاید کوئی مسلمان اس کی خاموش بیوی اور بیگناہ بچہ کا پیٹ بھر دے مگر گنتی کے چند مسلمان بھوک کی آگ کو پتھروں سے دبائے مصروف عبادت نظر آتے ہیں۔ حقیقت تازیانہ بنتی ہے اور عقیدہ ہر کلفت فراموش کر دیتی ہے۔

جس وقت رات کی حکومت ختم ہوتی ہے: رب پہنچتی ہے تاریکی فلک میں پہلی شروع ہوتی ہے اور صدائے توحید فضا شرک کے کرۂ افق پر تو آوارگی نزول کے بعد شہر کی گردن دربار رسالت میں جھک کر اپنی داستان مصیبت زبان پر لاتی ہے پرستاران توحید کی ہمنوائی تکالیف و مصائب کی انتہا نسب مقدس کو مجروح اور چشم مبارک کو نم کرتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ تم لوگ ہجرت کر و مکہ چھوڑ کر حبش چلے جاؤ۔

تین سال کا بچہ اس کا باپ ابو سلمہ اور ماں ام سلمہ حبشہ پہنچ گئے مگر یہ زمین بھی آسمان سے خالی نہ تھی دشمنوں نے پیچھا کیا اور نت نئے ظلم توڑے گئے لاتعداد لعنت در ود اسلام کے اس ذات مقدس پر جس کی صداقت نے ان دلوں کو مسخر کیا اور ہزار ہا تحفے مبارکباد کے اس محترم خاتون پر جس نے اپنی اور شوہر کی ہر راحت رسالت پر قربان کر دی حبش سے زیادہ ظالم نکلا اور ابو سلمہ کا ہر قدم مصیبت کا پیام بن گیا یہاں تک کہ ام سلمہ مستقل مزاج آنکھوں نے اپنے عزیز و رفیق شوہر کی موت اس طرح دیکھی کہ پتھروں سے اس کا سر چور چور اور جسم سے خون کے فوارے جاری تھے۔

تاریخ اس استقلال پر سر دھنتی ہے اور انصاف مرحبا کے پھول بصد ادب ام سلمہ کے پاک جذبات پر نثار کرتا ہے شوہر کی موت اس محترم خاتون کے پائے استقلال نہ ڈگمگا سکی اور فانی زندگی کے عارضی ناتے واقعیت پر قربان ہوئے توحید کا یقین کامل صبر و شکر کے جواہرات فدا کرتا ہوا سامنے آیا اور دل نے بیساختہ صدا دی کہ حیات ناپائیدار کی گھڑیاں اس دربار میں بسر کرو جہاں یتیموں اور رانڈوں کا والی وارث اپنے جلوے سے دنیا کو جگمگا رہا ہے اتنا کا جوش عبدیت پر نثار ہوا اور تکلیفیں راحت کے لباس میں سامنے آئیں بچہ کو گود میں لیا اور اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ روانہ ہوئی۔

ایک بے وارث عورت بچہ کو ساتھ لئے حبشہ کی سڑک پر جھوک کی بیابی چلی جا رہی ہے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل کی آہیں زبان تک پہنچ کر خاموش ہو جاتی ہیں کلیجہ کے ٹکڑے اڑ رہے ہیں اور فراق شوہر کی اٹل مصیبت قدم قدم پر پہاڑ بن رہی ہے چاروں طرف مڑ مڑ کر دیکھتی ہے کہ شاید بچھڑی ہوئی صورت دکھائی دے جائے ٹوٹے ہوئے دل کی تسکین ہو اور بھولی ہوئی آنکھیں جو ہونے شوہر کے دیدار سے منور ہو جائیں حسرت و یاس سے حبشہ کو الوداع کیا اور شوہر کا

[illegible] دور ہی سے خدا حافظ کہکر آگے بڑھ گئی دل [illegible] ہیں اور ہیرا سے دنیا اجاڑ اور زندگی بہاڑ سے بارہیں ہو کر موت کی [illegible] ہے مگر بچہ کی محبت زبان ریگنی ہے اور مامتا کے ہاتھ ایک [illegible] بھیک [illegible] ڈوبکر اس کو کلیجہ سے لگا لیتے ہیں اونٹ اپنی رفتار میں محو ہے ہوا بدستور اپنا کام کر رہی ہے اور آفتاب لحظہ بہ لحظہ تیز ہو رہا ہے اور بد نصیب ام سلمہ کا معصوم بھوکا اور پیاسا ماں کی گود میں ہے مگر بی بی سلمہ کا کیا وہ نہ صرف پانی اور غذا ہی سے محروم ہے بلکہ یہ بھی خبر نہیں کہ راستہ کدھر ہے اور منزل مقصود کہاں اس قیامت خیز ساعت میں جب مصیبت نے جان پر بنا دی صرف ایک ارمان ہے اور وہ یہ کہ محبوب رب العالمین کے قدموں پر سر رکھ کر فنا ہو جاؤں۔

ریگستان عرب کے بگولے ایک بیوہ عورت کے مقابلہ کو آگے بڑھے تمازت آفتاب نے پوری طاقت سے حملہ کیا بھوکا بچہ پیاس سے بلبلا گیا مجبور و لاچار ماں نے ہر طرف نظر دوڑائی اور خدا کا شکر کرتی ہوئی آگے بڑھی۔

دوپہر کا سنسان وقت ہے ریتیلے میدانوں میں دور دور انسان کا پتہ نہیں پرند اور چرند ہانپتے کانپتے پہاڑوں کے سایہ میں خاموش بیٹھے ہیں، ہوا ریت کے میدانوں میں آگ لگا رہی ہے ریگ و آتش کا ایک دریا ہے جو آسمان سے زمین تک لہریں لے رہا ہے کلمۂ توحید کی شیدائی ام سلمہ ریگ کے دریا میں تیرتی اور خاک کے میدان میں دوڑتی چلی جا رہی ہے اس کا شوق ہر اذیت پر غالب اور عقیدت ہر مصیبت کو ٹھکرا رہی ہے بچہ کو کلیجہ سے لگائے چلی جا رہی ہے کہ سامنے سے چند آدمی نمودار ہوئے اور کہا۔

تیرے شوہر یعنی اپنے بھائی کو ہم نے قتل کیا اور اس کے کفر کی سزا دیدی اب تو کہاں جاتی ہے ابو سلمہ کیفر کردار کو پہنچا اور اس کی موت سے ہمارا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا تو اگر اپنے اعمال سے توبہ کرے اور اپنی حرکتوں سے باز آئے تو ہماری بہن ہے ورنہ اسی طرح تیری آنکھوں کے سامنے تیرے بچہ کو قتل کریں گے تو نے مسلمان ہو کر تمام خاندان کو بٹہ لگایا شوہر کھویا بچہ گنوا رہی ہے اب بھی باز آ ورنہ در در کی بھیک ہو گی اور تو ہو گی۔

عقیدت اور مامتا کا پورا مقابلہ تھا ننگی تلواریں سر پر چمک رہی تھیں طاقتور ہاتھوں نے بیکس ماں کی آغوش سے بچہ چھینا اور اس ننھی سی جان کی گردن پر تیغ آبدار رکھکر ماں سے پوچھا "بول کیا کہتی ہے؟"

بچوں والی مائیں اس کیفیت کا فیصلہ اور اس حالت کا اندازہ کریں کہ مامتا والی ماں کے قلب پر کیا گذر رہی ہو گی آنکھ سے آنسو جاری تھے اور نگاہ اس بچہ کے چہرہ پر تھی جو گردن پر تلوار لئے موت کی گود میں لیٹا تھا جذبات کا جوش امنڈ آیا اٹھے کہکر اونٹ سے کودی اور بچہ پر گر کر کہا۔

ابو سلمہ خوش نصیب تھا کہ کلمہ توحید پڑھتا ہوا دنیا سے رخصت ہوا اور تم کو دکھا گیا کہ آنکھوں والے کس صداقت سے فانی زندگی کو ٹھکرا کر شادمانی و فرحاں موت کی گود میں کھیلتے ہیں ابو سلمہ تم کو سبق دے گیا [illegible]

[illegible]

جیسے سات بچے ہوتے تو اسلام پر قربان کر دیتی [illegible] چاند کی محبت میرا منہ حق سے [illegible] اور مامتا کی آگ میری [illegible] زندگی کو خاک سیاہ کر [illegible] یہ ایمان [illegible] باپ کو قربان کیا وہ ہادی برحق [illegible] کی محبت خاک [illegible] ہیں۔ ان ایک اتنا ضرور کہونگی ابو سلمہ تمہارا بھائی تھا اور احسانات اگر تم کو یاد ہوں اور تمہارا ایمان اجازت دے تو [illegible] دیکھتی ہوں کہ ابو سلمہ کے بعد بچہ کی موت [illegible] دکھاؤ اور اس سے پہلے مجھکو قتل کر دو۔

ریگستان عرب میں ایک سنگدل قہقہہ گونجا اور ظالم جابر ہاتھوں نے ماں کو گھسیٹ کر بچہ سے جدا کیا جس نے ایک آخری نظر بچہ پر ڈال کر آنکھیں بند کر لیں اور یہ کہکر اونٹ پر بیٹھ گئی۔

تم اور تمہارے چھوٹے خدا، تم اور تمہارے بیکار بت، تم اور تمہاری مشرک جماعت تم اور تمہارے قبیلے بکر اور حبشہ کی پوری طاقت کو لے کر بھی مجھکو خدائے واحد سے گمراہ نہیں کر سکتے تم مجھکو قتل کر دو میرا خون میرے ان گناہوں کا کفارہ ہو گا جو قبل از اسلام مجھ سے سرزد ہوئے ہیں یہ طیب خاطر اپنے ہادی اور مولا پر اس لال کو قربان کرتی ہوں اور کہتی ہوں کہ اب ہمارا اور تمہارا فیصلہ قیامت میں ہو گا۔

کیا دنیا کا کوئی مذہب کوئی ہادی، کوئی قوم کوئی تاریخ ایسی یا اس جیسی ایک مثال بھی پیش کر سکتی ہے وہ [illegible] قربانیوں سے کارخانۂ حیات محروم نہیں مگر کلیجہ کے ٹکڑوں کی قربانی [illegible] گلستان اسلام لہلہا رہا ہے عدیم النظیر ہے۔

بی بی ام سلمہ کا اونٹ کھڑا ہو رہا تھا کہ [illegible] بڑھ کر نکیل پکڑی اور ان کو یہ کہکر دھکیل دیا۔

"اونٹ ہمارے بھائی کی ملکیت ہے تجھکو [illegible] پیدل چلی جا۔"

عرب کا وہ ریتلا میدان جس کی زمین آسمان کی طرح [illegible] ہے چاروں طرف پھیلا ہوا ہے دوپہر [illegible] زیادہ خوفناک [illegible] ہے آفتاب آگ برسا رہا ہے اور ریگ کے تودے [illegible] آتش میں آفت بپا کر رہے ہیں کوسوں شجر حجر انسان حیوان کسی کا پتہ نہیں اس قیامت خیز ساعت میں ام سلمہ پا پیادہ بھوکی پیاسی چلی جا رہی ہے، بیٹھتی ہے اٹھتی ہے چلتی ہے گرتی ہے تو جیسے کی نورانی شمع اس کے دل میں روشن ہے اور زبان رسول ہاشمی کے نعرے لگا رہی ہے [illegible] وہ دیکھے تمام تعلقات بھلا [illegible] کی محبت اور شوہر کا خیال دونوں اس کے دل سے رخصت ہو گئے آسمان و زمین اس کا تماشہ دیکھ رہے تھے مگر [illegible] کے سوا اس کے سامنے کچھ نہیں دن اور رات اس کے سامنے ایک تھے [illegible] ریت [illegible] یکساں پامال رہے ہیں اور جسم جلتا جو [illegible] اور بھوک پیاس گم ہو چکے وہ اس کوشش میں [illegible] میں نڈھال ہے کہ رحمت [illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں اور مسلمان [illegible] بلکہ تعدد ازدواج [illegible]
[illegible] لگے۔

مرحبا [illegible] مرحبا

تاریخ اسلام [illegible] الفاظ کو ہر وقت جگمگاتی رہے گی [illegible] چار سے بہت زیادہ تھیں اس لئے فرمایا کرتے

"میرے واسطے یہ ہرگز ممکن نہیں کہ قیامت تک مسلمانوں کی مائیں نہ اب ذی فہم حضرات غور فرمائیں کہ بی بی سودہ کی ان خدمات کا معاوضہ اسلام کیا دے سکتا ہے۔ حضرت نبوی اس کے جواب میں ام المومنین بی بی سودہ کے الفاظ دہرائے گی اور عقل سلیم انہیں پڑھ کر اس زور سے اتفاق کرے گی کہ حضور اکرم کا ہر نکاح اسلام کے واسطے تھا اور کسی نکاح میں نفسانیت شامل نہ تھی۔

ہم نے اس بحث کے شروع میں لکھا ہے کہ اگر بی بی خدیجہ سے نکاح نہ ہوتا تو اسلام اس قدر آسانی سے ترقی نہ کرتا اب ہم پھر دوبارہ سوال کرتے ہیں کہ کیا بی بی ام سلمہ کی خدمات کا معاوضہ جو زیادہ حسین تھیں شکر گزاری یہ نہ تھا کہ وہ ہماری ماں بنیں اور ام المومنین کے لقب سے سرفراز ہوں۔

[illegible] ہی ہیں نہ تعدد نہیں ہر نکاح صرف اسلام کے واسطے تھا [illegible] ایک ایسی حقیقت ہے جس سے ہر عقل اپسند کو اتفاق کرنا پڑے گا اب غیر مسلم حضرات کا ایک اعتراض اور باقی رہتا ہے [illegible] اسلام [illegible] کا مسئلہ ہے۔

ہم نے ان دو سطروں میں [illegible] اس تعدد کی ایک ہلکی سی جھلک دکھائی ہے جس میں چار بیویوں کی حد تھی نہ ہزار کی ناچار ہزار کی ان مثالوں کو اگر ایک جگہ پر بند کر دیا جاتا تو رسول کیا اگر خدا بھی آکر کہتا تو یہ ہزاروں کروڑ ماننے کو ضرورت نہ تھی کہ

"ہر گشن گیر تا بہ [illegible] شود"

چار کی قید بعض مصلحتیں تھیں اسی واسطے اس کے ساتھ عدل حقیقی کی ایسی شرط تھی جو واجب التعمیل ہی نہ تھی علاوہ ازیں یہ حکم نہ تھا صرف عمل فرض کرنے کے واسطے ایک قسم کی اجازت تھی مگر مسلمانوں نے اس بے نتیجہ فائدہ اٹھا کر اسلام کو بدنام کر دیا اس سلسلہ میں عام مسلمانوں کے ساتھ وہ گروہ بھی ہے جس کی زبان پر ہر وقت قرآن و حدیث کے نعرے ہیں اور جس نے اسلام کی بڑی خدمت یہ ہی سمجھی ہے کہ خود دو دو تین تین بیویاں کرے اور دوسروں کو جھوٹی حدیثوں کے جال میں پھنسائے۔

اسلام کا دامن اس داغ سے قطعاً پاک ہے اور سرور دو عالم نے عورت کو جو عزت عطا فرمائی وہ دنیا کے کسی مذہب کو نصیب نہیں۔

حجۃ الوداع

(حضرت مولانا مولوی محمد عبد الرزاق صاحب)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سورۂ اذا جاء نصر اللہ کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم ہو گیا تھا کہ اب اس عالم سے جدائی کا زمانہ قریب آگیا ہے اور ۹ھ میں حج فرض ہو چکا تھا لہٰذا آنحضرت نے ادائے فرض کے ساتھ اس ضرورت کو بھی محسوس فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت میں کفار نے ارکان حج (سنن ابراہیمی و اسمٰعیلی) میں جو تبدیلیاں کی ہیں وہ (یعنی اصلی حالت پر عملی طریقہ سے دکھائی جائیں اور بت پرستی کی تمام رسمیں مٹا دی جائیں نیز اس سال میں شریعت اسلامیہ کے وہ احکام اور اخلاق کے وہ اصول جن پر دین و دنیا کی فلاح منحصر ہے مجمع عام میں بآواز بلند بیان کئے جائیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے اس آخری فرض کو درجہ تکمیل پر پہنچایا اور ایسا فصیح و بلیغ خطبہ دیا جو جامع احکام تھا۔

حجۃ الوداع کی وجہ تسمیہ

اقامت مکہ کے زمانہ میں آنحضرت صلعم نے صرف تین حج کئے تھے آپ عرفات پر تشریف لیجاتے تھے اور اسی تقریب سے منیٰ میں قبائل عرب کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور بعد ہجرت مدینہ طیبہ میں آپ سالانہ قربانی کیا کرتے تھے اس قربانی میں دو مینڈھے ہوتے تھے ایک امت کے لئے اور ایک اپنی ذات اور اہل و عیال کے لئے لہٰذا ذو الحجہ ۱۰ھ میں جو حج فرمایا بہ لحاظ ہجرت یہ پہلا موقع تھا اور چونکہ اس کے بعد پھر سرورِ عالم کو حج کا موقع نہیں ملا اس لئے اس حج کا نام حجۃ الوداع قرار پایا۔

عرفات و منیٰ میں جو خطبے آنحضرت نے ارشاد فرمائے اور اس کے بعد تمام مسلمانوں کو الوداع کہا اور جو کچھ فرمایا وہ گویا امت کے لئے ایک نصیحت تھی اس بنا پر یہ حج حجۃ الوداع کہلاتا ہے لیکن حضرت عبد اللہ ابن عباس اور حضرت طاؤس حجۃ الوداع کے نام کو مکروہ سمجھتے ارباب سیر نے لکھا ہے کہ اس حج میں آنحضرت نے تبلیغی احکام صادر فرمائے اس لئے اس حج کو حجۃ البلاغ اور حجۃ الاسلام بہ لحاظ فرضیت حج بھی کہتے ہیں اور چونکہ اس حج میں آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی اور شریعت اسلامیہ کی تکمیل ہو گئی اس لئے دوسرا نام حجۃ التمام والکمال بھی ہے۔

اعلان حج

ذیقعدہ کے مہینے میں رسول اللہ نے حج کا اعلان فرمایا چنانچہ اعلان کے ہوتے ہی تمام قبائل عرب میں غلغلہ بلند ہو گیا خاص مدینہ میں اس وقت چیچک کا زور تھا اور اکثر اصحاب جانے سے معذور رہے تاہم نوے ہزار کا مجمع مدینہ میں ہو گیا اور شرف معیت کے شوق میں راستہ میں ہزاروں اصحاب آکر ملتے گئے چنانچہ مکہ معظمہ پہنچنے تک باختلاف روایت حضور کے ہمراہ ایک لاکھ چودہ، چوبیس یا چوالیس ہزار مسلمان مع اہل و عیال تھے۔

مدینہ کے انتظام کے لئے ابو دجانہ (یا سباع بن عرفطہ) کو حاکم مقرر کیا اور شنبہ کے دن ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ کو آپ نے غسل کیا بالوں میں کنگھی کی تیل ڈالا سفید چادر اوڑھی اور سفید تہبند باندھا اور عزم روانگی فرمایا۔

ازواج مطہرات میں حضرت عائشہؓ سودہؓ حفصہؓ ام سلمہؓ زینبؓ جویریہؓ ام حبیبہؓ میمونہؓ اور صفیہؓ اور صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ ساتھ ہوئیں آپ نے قربانی کے ۶۳ اونٹ بھی ساتھ لئے جن کے گلوں میں بطور امتیاز ہار (قلادہ) پڑے ہوئے تھے مکہ معظمہ پہنچکر جب حضرت علی یمن سے آکر شریک ہوئے اور انہوں نے ۳۷ اونٹ پیش کئے تو قربانی کے کل اونٹ ایک سو ہو گئے چنانچہ ظہر کی نماز پڑھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع خدم و حشم مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے

راستے کے حالات

مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ذو الحلیفہ میں جو اہل مدینہ کا میقات ہے مسجد الشجرہ میں سرورِ عالم نے وہ نماز عصر (نماز قصر شروع ہوئی) ادا فرمائی اور تمام رات اسی جگہ قیام فرمایا صبح کو قبل روانگی غسل کیا اور حضرت عائشہ نے عطر ذریرہ (ایک قسم کا عطر جس میں مشک ملا ہوا تھا) سے جسم اطہر کو بسا دیا اور آنحضرت نے دو رکعت نماز سنت الاحرام پڑھکر بعد نماز ظہر ناقہ قصواء پر سوار ہو گئے اور مقام بیداء (جو ذو الحلیفہ کے سامنے ہے) میں پہنچکر حج اور عمرہ کا احرام باندھا۔ ناقہ تیز کہیں تیز تھی اور کسی جگہ آہستہ اور بلند آواز شعار حج کے مطابق زبان پر یہ الفاظ جاری تھے

لبیك لبیك اللهم لبیك	اے خدا ہم تیرے سامنے حاضر ہیں!
لا شریك لك لبیك ان	خدا تیرے سامنے کوئی شریک نہیں ہم
الحمد والنعمة لك والملك	حاضر ہیں تعریف اور نعمت سب تیرے
لك لا شریك لك	ہے اور سلطنت میں تیرا کوئی شریک نہیں۔

یہ عجیب سماں تھا جس وقت رسول اللہ صلعم کی زبان مبارک پر لفظ لبیک آتا تھا اس وقت ہر مسلمان لبیک کو دوہراتا تھا یہ صدا تمام فضا میں گونج جاتی تھی اور دشت و جبل نعرۂ توحید سے گونج اٹھتے تھے۔ تاریخ اسلام میں یہ پہلا موقع تھا کہ ایک وقت میں ایسے عظیم الشان مجمع نے خدا کی حمد سرائی کی ہو۔

اس امر میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا احرام باندھا تھا یا قران کا یعنی حج اور عمرہ کی نیت، اور بعض صرف تمتع یعنی محض عمرہ کے قائل ہیں لیکن اکثریت قران کی جانب ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک قران افضل ہے راستہ میں جب کوئی ٹیکری یا کوئی بلند تودہ آجاتا تھا اس وقت ہی آنحضرت تین بار نعرۂ تکبیر بلند فرماتے تھے اور فتح مکہ کے وقت جن منازل میں مسلمانوں نے یادگاریں ...

ہر ایک مقام پر نمازیں پڑھتے جاتے تھے۔

داخلہ مکہ معظمہ

شنبہ کے دن مقام سرف (مکہ سے ۹ میل) میں جب یہ مقدس قافلہ پہنچا ہے اس وقت آفتاب غروب ہو چکا تھا اس لئے تمام شب یہاں قیام رہا صبح کو داخلۂ کعبہ کے لئے غسل سے فارغ ہو کر بعد نماز آنحضرتؐ مکہ روانہ ہوئے وادی ذو طویٰ (متصل مکہ) میں تھوڑی دیر قیام فرمایا پھر بالائے مکہ ثنیۃ العلیا یا جبل کداء کی راہ سے اتوار کے دن اول وقت ذوالحجہ کی چوتھی تاریخ (دس دن میں سفر تمام ہوا) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت جاہ و جلال سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور صحف سماویہ کی پیشین گوئیاں پوری ہوئیں۔

داخلہ کے وقت خاندان رسالت (بنی ہاشم) کے لڑکوں نے نہایت پر جوش استقبال کیا آنحضرتؐ نے بھی از راہ شفقت کسی کو اونٹ کے آگے اور کسی کو پیچھے بٹھا لیا۔

ارکان حج

جب سواری باب بنی عبد مناف (بنی شیبہ) پر پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پر جلال کعبہ کو دیکھا تو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی۔

اللھم زد ھذا البیت تشریفا وتعظیما وتکریما وزد من عظمہ ممن حجہ او اعتمرہ تشریفا وتکریما ومھابۃ وتعظیما وبرا خداوندا اس گھر کو اور زیادہ عزت و شرف عطا کر اور اس کی عزت و نیکی کو بڑھا جو اس گھر کی تعظیم و تکریم کرے اور جو اس کا حج و عمرہ کرے۔

اس کے بعد آپؐ نے بسواری ناقہ کعبہ کا طواف القدوم (داخلہ کا پہلا طواف) کیا پہلے تین چکروں میں رمل کیا یعنی اکڑ کر مونڈھے ہلاتے ہوئے زور سے طواف کیا اور بقیہ چار میں معمولی رفتار سے کام لیا رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان آنحضرتؐ نے یہ دعا پڑھی تھی

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار پھر حجر اسود کا بوسہ لیا اور فرمایا بسم اللہ واللہ اکبر۔

طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم میں دوگانہ ادا کیا پہلی رکعت میں "قل یا ایہا الکافرون" اور دوسری رکعت میں "قل ھو اللہ احد" پڑھی یہ آیت پڑھی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی

طواف و نماز کے بعد آنحضرتؐ ناقہ پر سوار ہو کر کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور بحالت سواری سعی کی صفا کی پہاڑی سے جب کعبہ نظر آیا تو عالم محویت میں ارشاد ہوا۔

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له له الملک وله الحمد یحیی ویمیت وھو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ انجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ	خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے سلطنت اور ملک اور حمد ہے وہ مارتا ہے اور جلاتا ہے اور وہ تمام چیزوں پر قادر ہے کوئی خدا نہیں مگر وہ اکیلا خدا اس نے اپنا وعدہ پورا

کیا اپنے بندہ کی مدد کی اور تنہا تمام قبائل کو شکست دی۔

صفا و مروہ کے درمیان آپ ناقہ سے بھی اتر سکتے لیکن چاروں طرف سے مرد، عورت اور بچوں کا ہجوم ہو گیا اور تل پڑ گیا تھا "ھذا محمد، ھذا محمد" تب آپ پھر سوار ہو گئے طواف القدوم میں رسول اللہ ناقہ سے نہیں اترے تھے۔

بعض ارباب سیرت لکھتے ہیں کہ مزاج مبارک ناساز تھا اور بعض کا قول ہے آنحضرتؐ اس وجہ سے ناقہ پر سوار رہے کہ ہر شخص آپ کو دیکھ سکے اور جو کچھ پوچھنا ہو پوچھا جائے چنانچہ یہی بیان صحیح ہے کیونکہ اکثر اصحاب نے اس موقع پر مختلف سوالات متعلق مناسک حج دریافت کئے۔

صفا و مروہ کے طواف و سعی کے بعد جن اصحاب کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے انہوں نے عمرہ تمام کر کے احرام اتارا اور جن کے ہمراہ جانور موجود تھے وہ بدستور احرام باندھے رہے اور انہیں لوگوں میں حضرت علیؓ بھی تھے جو یمن سے آ کر شریک حج ہوئے تھے اور اسی اصول پر جن مسلمانوں کے ساتھ قربانی کے جانور نہ تھے انہوں نے عمرہ کیا باقی نے تمتع (جاہلیت میں عرب زمانہ حج میں عمرہ ناجائز سمجھتے تھے) ان فرائض سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام گاہ پر واپس آئے اور ساتویں ذوالحجہ سنہ ۱۰ھ چہار شنبہ تک مکہ میں قیام رہا اسی تاریخ کو آپ نے ایک خطبہ دیا لیکن یہ خطبہ تاریخوں میں درج نہیں ہے

حضرت اسماء اور حضرت عائشہ کی مشکلات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں مقیم تھے کہ حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے یہاں حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی ولادت ہوئی اور مقام سرف میں پہنچ کر حضرت عائشہ صدیقہؓ ایام میں مبتلا ہو گئیں، اب یہ دونوں بیویاں ازحد پریشان اور حج سے مایوس تھیں جب آنحضرتؐ نے یہ واقعات سنے تو حضرت اسماء کو حکم دیا کہ غسل کے بعد لنگوٹ باندھ کر احرام پہن لیں اور حضرت عائشہ سے فرمایا کہ حیض آدم کی سب بیٹیوں کے ساتھ لگا ہے اور یہ ایک امر الٰہی ہے لہذا باستثنائے طواف اور سب ارکان حج ادا کرو طہارت کے بعد طواف کر لینا۔ چنانچہ بہت سے فقہی مسائل ہیں جو اس حج میں ادا ہوئے

مکہ سے منیٰ کو روانگی

جمعرات کے دن ۸ ذوالحجہ کو نماز صبح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے تمام مسلمانوں کے ہمراہ منیٰ تشریف لے گئے نماز ظہر، عصر، مغرب اور عشاء منیٰ میں پڑھی اور تمام رات قیام رہا۔

عرفات

۹ ذوالحجہ کو جمعہ کے دن بعد نماز صبح جب سورج نکل آیا تو قیام دولت عرفات کی جانب روانہ ہوئے اور ارشاد ہوا کہ وادی نمرہ (عرفات کے شرقی گوشہ میں واقع تھا) میں خیمہ خاص جو بالوں سے بنا ہوا تھا نصب کیا جائے اس سے قبل عربوں کا معمول تھا کہ وہ بجائے عرفات کے مزدلفہ میں ٹھہرا کرتے تھے کیونکہ مزدلفہ حدود حرم میں تھا اور قریش کا خیال تھا کہ ہم بنی اسمٰعیل اور متولیان خانہ کعبہ خدا بزرگی میں ہم کو حرم سے باہر جا کر ہرگز مناسک حج ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ اسی خیال کے باطل کرنے کے لئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عرفات کا تمام

میدان یا مستثنا ہے بطن عرفہ (مقابل عرفات) موقوف ہے اور ارشاد فرمایا

ثم افیضوا من حیث افاض الناس — پھر تم بھی وہاں سے لوٹ کر آؤ کہ جہاں سے سب لوگ لوٹ کر آئے تھے۔

اس کے بعد منادی کرا دی کہ

قفوا علی مشاعرکم فانکم علی ارث ابیکم ابراھیم — مقدس مقامات میں ٹھیرے رہو کیونکہ تم اپنے باپ ابراہیم کی وراثت پر ہو

چونکہ عرفات حضرت ابراہیم علیہ السلام کا موقف تھا اس لئے آنحضرت نے عرفات میں قیام فرمایا جب دوپہر ڈھل گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ مبارک سے نکلے اور ناقہ قصوا (جس کو عضباء اور جدعا بھی کہتے ہیں) پر سوار ہو کر میدان عرفات میں تشریف لائے۔

یہ عجیب سماں تھا کہ شاہنشاہ دو جہاں کے سامنے اس کی رعایا ایک ہی رنگ اور ایک ہی لباس میں تھی قصواء میں کوئی طلائی اور مرصع جھول نہ تھی بلکہ اس کا کجاوہ بھی کہنہ تھا اور ساز و سامان کی کل قیمت چار یا آٹھ درہم (ایک یا دو روپیہ) تھی اور اسی شان سے بحالت سواری ایک طویل خطبہ دیا جس کے الفاظ ربیعہ بن امیہ بن خلف جو بہت بلند آواز تھے اطلاع عام کے لئے دہراتے جاتے تھے اس کے بعد صف بہ صف دوسرے لوگ انھیں الفاظ کا اعادہ کرتے تھے اور ایک ایک لفظ لوگوں کو سنائی دیتا تھا یہ پورا خطبہ محفوظ نہیں ہے بلکہ اس کے مختلف جملے مختلف روایات کے ساتھ کتب حدیث میں درج ہیں تاہم مجموعی حیثیت سے سیرۃ ابن اسحاق ابن ہشام، زرقانی، ابن سعد اور تاریخ یعقوبی میں جو خطبہ درج ہے وہ نقل کیا جاتا ہے:—

"سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد اور معافی چاہتے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ہم اللہ سے اپنے اعمال کی برائیوں اور نفس کی شرارتوں سے پناہ مانگتے ہیں جس کو خدا ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی سہیم و شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے لوگو! میں تم کو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اعمال میں اس کی عبادت کی ترغیب و تحریک کرتا ہوں اور خدا سے بہترین فیصلہ چاہتا ہوں۔

اما بعد۔ لوگو میری بات سنو میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد میں تم سے پھر کبھی اس جگہ ملوں گا یا نہیں۔

لوگوں میں تمہارا خون تمہارا مال تمہاری عزتیں تا قیامت اسی طرح حرام کرتا ہوں جس طرح اس شہر مکہ میں آج کا دن اور مہینہ اور یاد رکھو تم کو ایک دن خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے جہاں تم سے تمہارے اعمال کی پرسش ہو گی میں نے تبلیغ کر دی لہٰذا جس کسی کے پاس کوئی امانت ہو وہ اس کے سپرد کنندہ کو واپس کر دے سارے عہد جاہلیت کے تمام سود باطل کر دیئے گئے اور تمہارے لئے صرف اصل رقم قابل وصول ہے نہ تم ظلم کرو نہ تم پر کوئی ظلم کرے خدا کا فیصلہ ہے کہ ربا جائز نہیں ہے اور ہاں عباس ابن عبدالمطلب کے تمام سودی کاروبار اور ایام جاہلیت کے تمام دستور جن کا حج میں اضافہ ہوا ہے باطل کرتا ہوں اور یہ سب میرے پاؤں کے نیچے ہیں

اور جاہلیت کے تمام خون بھی باطل ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان میں ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون باطل کرتا ہوں جو قبیلہ بنی سعد میں پرورش پاتے تھے اور جن کو ہذیل نے قتل کیا۔ لوگو مہینوں کا ہٹا دینا صرف کفر کی بدعت ہے جس سے کافر دھوکہ دیتے جاتے ہیں کہ کسی سال میں تو ان کو ایک مہینے کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور کسی سال حرام سمجھ لیتے ہیں تاکہ خدا کے حرام کئے ہوئے مہینوں کی گنتی پوری کر کے جس کو اللہ نے حرام کیا اس کو حلال بنا لیویں۔

اما بعد۔ لوگو! عورتوں کے معاملات میں خدا سے ڈرو جس طرح عورتوں پر تمہارے حقوق ہیں اسی طرح تم پر عورتوں کے حقوق ہیں تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی غیر کو نہ آنے دیں جن کا آنا تم کو ناگوار ہو ان کو لازم ہے کہ کوئی بے حیائی کا کام نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو تم کو خدا کی طرف سے اجازت ہے کہ ان کو اپنی خوابگاہوں میں نہ آنے دو اور تنبیہاً ان کو ہلکی سزا دو جو ضرب رساں نہ ہو پس اگر وہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں تو تمہارا فرض ہے کہ دستور کے مطابق ان کو کھلاؤ پلاؤ۔

عورتوں کے لئے بہترین وصیت کرو کیونکہ وہ تمہاری رفیق زندگی ہیں اور تم پر اپنی جانیں تک قربان کر چکی ہیں اور وہ خدا کی طرف سے تمہارے پاس امانت ہیں اور خدا کے کلام کے ذریعہ تم نے ان کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے خدا نے زمین پر جو چیزیں پیدا کی ہیں ان میں وہ سب سے زیادہ طلاق کو ناپسند کرتا ہے۔

اور کسی عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بلا اجازت شوہر کے اس کے مال سے کسی کو کچھ دیدے قرض ادا کرنا چاہئے عاریت واپس کی جائے اور منحہ لوٹایا جائے اور ضامن ادائے تاوان کا ذمہ دار ہے۔

لوگو! میری بات کو اچھی طرح سمجھو میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم نے مضبوطی کے ساتھ پکڑا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ کیا ہے میرے اہلبیت اور خدا کی کتاب!

لوگو! میری بات سنو اور سمجھو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تم مسلمانوں میں بھائی بندی ہے اس لئے کسی بھائی کو یہ جائز نہیں کہ اس کا مال بلا رضامندی لے لے مگر اسی قدر جو وہ خوشی سے دیدے پس اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو (یعنی کسی مسلم کا مال ناجائز طریقہ سے مت لو)۔

اسلام میں سب آدمی برابر ہیں نہ عربی کو عجمی پر اور نہ عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے سب میں مایۂ امتیاز صرف پارسائی ہے لوگو تمہارا خدا ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہی ہے تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے اور خدا کے نزدیک تم میں وہ زیادہ بزرگ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو تمہارے غلام، تمہارے غلام جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ اگر وہ کوئی ایسا قصور کریں جس کو تم معاف نہ کر سکو تو اللہ کے ان بندوں کو فروخت کر ڈالو لیکن ان کو تکلیف مت دو۔

وراثت میں خدا نے ہر حقدار کا حق مقرر کر دیا ہے لہٰذا کسی وارث کو ثلث سے زیادہ کی وصیت جائز نہیں ہے۔ زانی کے لئے سنگساری ہے لیکن جو لڑکا اپنے باپ کے

علاوہ کسی اور کے نسب کا مدعی ہو [illegible] غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی [illegible] نسبت کرے اس پر خدا کی فرشتوں کی [illegible]

وصال نبویؐ

(از جناب مولانا زاہد القادری صاحب)

پیام غم

ہجرت کا گیارھواں سال کچھ ایسا درد و غم کا سامان لیکر آیا کہ مسلمانوں کے دل فرط غم سے مضطرب اور بیقرار ہو گئے اور ان کی آنکھیں اشکباری میں مصروف ہو گئیں یہ پیام غم سرکار دوعالم کی وفات کا پیام تھا۔ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کی دوسری تاریخ آقائے نامدار کی علالت کا آغاز ہوا بخار اور درد سر کی شکایت تھی کئی روز تک طبیعت زیادہ ناساز رہی لیکن وصال شریف سے پہلے مزاج اقدس کسی قدر درست ہو گیا تھا افاقہ ہونے پر حضور اکرم سر مبارک کو باندھے ہوئے حجرے کے دروازہ تک تشریف لائے اور پردے کو اٹھا کر صحابہ کرام کو دیکھنے لگے اس وقت "مسجد نبوی" میں نماز ہو رہی تھی اور پرستاران حق خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے خالق و مالک کی عبادت کر رہے تھے حضور اقدس نے اس دلکش منظر کو غور کے ساتھ دیکھا اور تبسم فرمانے لگے۔

جمال اقدس کا نظارہ

مسلمانوں نے جب اس رخ انور کو دیکھا جس کی نسبت حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے:-

رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ اضحیان فجعلت انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی القمر فاذا هو احسن عندی من القمر	میں نے ایک دفعہ حضور کو چاندنی رات میں دیکھا (ایک عجیب شان نظر آ رہی تھی) میں کبھی حضور کے جمال اقدس کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی چاند کی طرف خدا کی قسم

میرے نزدیک حضور اکرم چاند سے زیادہ خوبصورت تھے) تو بیتابانہ سعادت قدمبوسی حاصل کرنے کے لئے دوڑے لیکن حضور نے دست مبارک کے اشارے سے ان کو منع فرمایا اور دل کی آرزو دل ہی میں رہ گئی ؎

والله یا خیر الخلائق ان لی
قلبا مشوقا لا یرو م سواک

خدا کی قسم اے بہترین مخلوقات میرا دل آپ کی زیارت کا بہت ہی مشتاق ہے اور سوائے آپ کے اور کسی چیز سے اس کو الفت نہیں ہے ع

درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

آخری تقریر

یا عباد الله! انی اوصیکم [illegible]	اے اللہ کے بندو! میں تم کو پرہیزگاری اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور [illegible]
طاعۃ اللہ واسمعوا ما ابین لکم والله انی لا ادری لعلی لا القاکم بعد هذا الوقت.	اللہ کی اطاعت کرنے کی رغبت دلاتا ہوں اور میں جو کچھ تم سے کہتا ہوں اس کو ذرا غور سے سنو کیونکہ خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ میں اس وقت کے بعد پھر بھی تم سے مل سکوں گا"
یا عباد الله! قد بلغت ما جاء عندی من الله اللهم اشهد!	اے اللہ کے بندو! میں نے تم کو وہ سب کچھ پہنچا دیا جو خدا کی طرف سے میرے پاس آیا تھا اے اللہ گواہ رہنا اور
وبعد ذالک انا اقول ان لنسائکم علیکم حقا وان لکم علیهن حقا فاتقوا الله فی النساء	اس کے بعد میں تم سے کہتا ہوں کہ بیشک تمہاری عورتوں کا تم پر حق ہے اور تمہارا بھی ان پر حق ہے پس عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہو
یا عباد الله! انما المؤمنون اخوۃ واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا الا بلغت؟ قالوا نعم. وقال اللهم اشهد وقال فلیبلغ الشاهد منکم الغائب والسلام ورحمۃ الله:-	اور اے اللہ کے بندو! کچھ شک نہیں کہ سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں پس مل جل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا حاضرین نے کہا یا رسول بیشک آپ نے سب کچھ ہم کو پہنچا دیا یہ سن کر حضور نے

فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔ پھر فرمایا حاضرین یہ پیام ان لوگوں کو پہنچا دیں جو حاضر نہیں ہیں غائب ہیں۔ اور تم پر اللہ کی سلامتی ہو اور رحمت۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جس وقت حضور اکرم یہ تقریر فرما رہے تھے تو فرط غم سے حضور کے آنسو جاری تھے اور جس وقت حضور نے یہ جملہ فرمایا کہ!

"اے مسلمانوں مجھے معلوم نہیں کہ اس وقت کے بعد میں تم سے مل سکونگا یا نہیں؟"

تو شدت غم سے حاضرین چیخ اٹھے اور اس طرح رونے لگے جس طرح بچے روتے ہیں حضور بھی بہت متاثر ہوئے اور کلمات تسکین فرمانے لگے۔

تقریر ختم کرنے کے بعد حضور اقدس واپس حجرے میں تشریف لے گئے اور پردہ گرا دیا یعنی مسجد نبوی میں بہت دیر تک آہ و بکا کی صدائیں بلند ہوتی رہیں اور عاشقان رسول انتہائی غم اور اضطراب محسوس کرتے رہے۔

منظر قیامت

آخر وہ وقت آگیا جس کا اندیشہ دلوں کو بیقرار اور روحوں کو مضطرب

اور آنکھوں اشکبار کر رہا تھا یعنی سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں وفات شریف کے وقت حضور کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھی وصال سے پہلے یکایک ایک سخت بیچینی محسوس ہوئی اور حضور نے فرمایا اللھم الرفیق الاعلیٰ اللھم الرفیق الاعلیٰ واشھد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ۔

اس کے بعد آفتاب ہدایت غروب ہو گیا صلاۃ وسلامی علی روح النبی صلے اللہ علیہ وسلم وفات شریف کی خبر بجلی کی طرح عاشقوں تک پہنچ گئی اور آستانہ نبوی پر جاں نثار خادموں کا ہجوم ہو گیا ہر شخص بے چین بے قرار اور مضطرب تھا اور رو رو کر کہہ رہا تھا یا رسول اللہ! تحیط بنفسی من جمیع جوانب ومصائب تقفوا امثالھا من مصائب فلست اری الا الحبیب محمد رسول اللہ الخلق جم المناقب

(اے اللہ کے رسول مصیبتوں نے میرے نفس کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے حال یہ ہے کہ مصیبتوں کے بعد مصیبتیں یکساں پے در پے چلی آ رہی ہیں ان حالات میں مجھکو کچھ نظر نہیں آتا مگر ہاں اس کا جمال اقدس جس کا نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو بیشک رسول حق ہے اور جس کی تعریفیں بہت ہیں)

اے پیارے رسول آخر وہ لمحۂ فراق آ ہی گیا جس کا اندیشہ تھا آپ اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لیگئے اور ہم کو تڑپتا چھوڑ گئے ؎

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

جب آستانہ رسول پر یہ حشر برپا تھا تو رب قدوس نے صبر و تسکین کا مینہ برسایا اور کسی کہنے والے نے کہا اے غلامان رسول کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ سرکار دو عالم اسی طرح مرے ہیں جس طرح اور مرنے والے مرتے ہیں نہیں نہیں خدا کی قسم ان کا مرنا ایسا نہیں ہو انہوں نے ایک حکم الٰہی کو پورا کیا ہے ورنہ حقیقتاً وہ زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔

سلطان محمد تغلق کی مکمل و مفصل سوانح عمری

(مصنفہ حضرت مولانا اکبر شاہ خاں صاحب)

ہندوستان کے مسلمانوں پر وارد ہونے والی مصیبتوں کی فہرست بہت طویل ہے قومی اتحاد مسلمانوں میں باقی نہیں رہا اولو العزمی اور بلند خیالی کی جگہ کم ہمتی اور پست خیالی ترقی پذیر ہے مذہب کی طرف سے بے پروائی عام طور پر پائی جاتی ہے مفید و نفع رساں علوم کا چرچا دن بدن کم ہو رہا ہے مالی اقتصادی اعتبار سے دوسری قومیں مسلمانوں کو ہر وقت نیچا دکھا رہی ہیں غرضکہ ہر ایک شرافت اور ہر ایک فضیلت مسلمانوں سے رخصت ہو رہی ہے جس کو دوسرے الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کی قوم مہلک امراض میں مبتلا ہو کر زندگی سے ناامید مرگ سے قریب ہوتی جاتی ہے مسلمانوں کی ان مہلک بیماریوں کے اسباب میں ایک سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ مسلمان اپنی اصلی اور صحیح تاریخ سے قطعاً ناواقف بنا دیئے گئے ہیں سرکاری مدرسوں اور کالجوں میں تاریخ کے نام سے جو چیز طلبا کو پڑھائی جاتی ہے وہ درحقیقت اصل تاریخ سے دور و مہجور رکھنے کا ایک زبردست سامان ہے اندیکھا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کو میدان جنگ میں نہیں بلکہ موجودہ زمانہ کے تعلیم گاہوں کے اندر شکست خوردہ مغلوب بنایا گیا ہے دنیا میں کوئی قوم اپنی تاریخ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی بزرگوں اور پیشرووں کے اصلی کارناموں اور ان کے اخلاق و معاشرت و تہذیب کی صحیح روایتوں ہی سے آنے والی نسلوں میں عقیدت ہمت اور رفعت حوصلہ کی روح پیدا ہو سکتی ہے حسرت و افسوس کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنی اس گرانمایہ یعنی صحیح علم تاریخ سے محروم نظر آتے ہیں اس گمراہی و ظلمت کے طوفان میں مندرجہ عنوان نام کی کتاب کا شائع ہونا ایسا ہے جیسا کہ ریگستان کے سفر میں کسی پیاسے کو ٹھنڈا پانی مل جانا۔ اس کتاب میں سلطان غیاث الدین تغلق سلطان محمد تغلق سلطان فیروز تغلق سلطان محمود تغلق ملو تیمور دولت خاں لودی خضر خاں سید مبارک شاہ سید محمد شاہ سید سلطان علاؤ الدین وغیرہ کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے سلطان محمد تغلق کی مکمل مفصل و مستند تاریخ اس کتاب کے سوا کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتی مصنف نے کس قدر جانکاہی اور عرقریزی سے کام لیا ہے اس کتاب کا اندازہ کتاب دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتا ہے مسلمان فرمانرواؤں نے ہندو محکوموں کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا یہ ایک نہایت قابل قدر ہندوستان کی تاریخ ہے کوئی بات بلا سند اور بلا حوالہ درج نہیں نہایت اچھے سفید کاغذ پر ۲۶×۲۰ تقطیع پر چھپی ہے ضخامت ڈہائی سو صفحہ کے قریب

قیمت ڈیڑھ روپے ۸ر محصولڈاک

پتہ:- مینیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

مجربات بوعلی سینا باتصویر

یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بوعلی سینا کے نادر اور مجرب نسخے جن کو مدت سے لوگ تلاش کر رہے تھے سخت جستجو و تلاش کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ کی جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ اپنے فریق ثانی پر غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھئے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر فریق سے حاصل کر سکتا ہے زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں کتاب میں آلہ دلکش تصاویر بھی دیگئی ہیں

قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے ۸ر

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے

اگر آپ اپنے خواب کی صحیح تعبیر معلوم کرنا چاہتے ہیں اگر آپ خواب کے نیک و بد کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں تو کتاب

مجموعہ خوابنامہ صدیقی

کا مطالعہ کیجئے اس کے مؤلف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کے خواب کو مفصل بیان کر کے بتایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں فراموش شدہ خواب کیسے یاد آ سکتا ہے اور دن کے کس حصہ یا مہینہ کے کس دن اور کس تاریخ کا خواب قابل تعبیر ہوتا ہے شروع میں فلسفۂ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کا ایک نہایت نایاب مضمون درج ہے قیمت صرف ۱۲ر

پتہ:- مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

اعتراف حق

رسول کریمؐ کے متعلق مشاہیر و مقتدر غیر مسلم بھائیوں کے خیالات

حضرت محمدؐ صاحب

(از قلم پنڈت رام دیو صاحب گورنر گوروکل کانگڑی)

حضرت محمدؐ صاحب ان برگزیدہ مذہبی ہادیوں میں سے ہیں جنھوں نے دنیا کی تاریخ پلٹ دی ہے اور لوگوں کے خیالوں میں ایک ایسا انقلاب پیدا کر دیا ہے جس کا اثر کئی صدیوں تک رہے گا۔ حضرت محمدؐ کی زندگی میں سب سے بڑا وصف مجھے یہ نظر آتا ہے کہ آنحضرت توحید کے قائل تھے اور [illegible] میں جو ان کا اعتقاد تھا وہ اس قدر مضبوط تھا کہ ان کی زندگی پر اس اعتقاد کا نمایاں اثر تھا۔ روایت ہے کہ ایک بار آنحضرت اور ان کے ایک رفیق ایک غار میں بند تھے اور چاروں طرف سے دشمن نے گھیر لیا تھا۔ رفیق نے کہا کہ حضرت میں اور آپ دو ہیں اور دشمن ہزاروں کی تعداد میں ہیں حضرت نے جواب دیا ہم دو نہیں بلکہ تین ہیں کیونکہ خدا بھی ہمارے ساتھ ہے۔ آنحضرت کی کامیابی کی ایک نمایاں وجہ یہ راسخ الاعتقادی تھی۔

دوسری خوبی آنحضرت میں جو تھی وہ یہ کہ ان کے اندر مذہبی رواداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور وہ اپنے ذاتی دشمنوں کو نہ صرف معاف کر دیتے تھے بلکہ ان سے محبت کا اظہار کرتے تھے دشمنی کا بدلہ دوستی سے دینا وہ اپنا ایک فرض سمجھتے تھے۔ ایک شخص ان کے بالکل قابو میں آگیا تھا وہ اگر چاہتے تو اس کا بالکل خاتمہ کر دیتے لیکن محض اس لیے چھوڑ دیا کہ [illegible] رسول اور اپنے ذاتی دشمنوں سے [illegible] کی التجا بھی کر سکتے تھے اگر آنحضرت کی یہ خوبی ہندوستان کے مسلمانوں میں آجائے اور ہندوستان کے ہندو پرانے رشیوں کی مذہبی رواداری سے سبق لیں تو ہندو مسلم فسادات ناممکن ہو جائیں [illegible] اس ملک کے لوگوں کو ثابت ہے کہ وہ حضرت محمدؐ کی ان خوبیوں کو اپنی انفرادی اور قومی [illegible]

حضرت محمدؐ صاحب اور انکی قوت ارادی

(از قلم لالہ دیش بندھو صاحب گپتا ڈائرکٹر تیج دہلی)

دنیا آج ترقی کی جس منزل پر پہنچ چکی ہے اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ دنیا اس سے زیادہ حق پرست اور حقیقت شناس ہو جاتی ایک انسان کا سلوک دوسرے انسان کے ساتھ بہتر ہوتا اور وہ عقل جو خدا نے انسان کو دی ہے اور جس کے ذریعے سے آج وہ عناصر پر حکمران ہے [illegible] پھیلاتے اور مذہب کی حقیقتیں واضح کرتے مگر [illegible] ہم دیکھتے ہیں کہ آج مذہب کا صحیح مقصد تقریباً فوت ہو چکا ہے مغربی ممالک یعنی یورپ و امریکہ میں تو مذہب کو ترک کیا جا چکا ہے [illegible] کہہ دیا ہے انسان کے دلوں میں مادیت نے ایسی جگہ بنا لی ہے کہ [illegible] چاندی کے خداؤں کے سوا اور کسی کی پرستش نہیں کی جاتی اکثر مغربی لوگ دنیاوی حرص و طمع میں مبتلا ہیں اور ان کے لیے حضرت مسیح کا مذہب [illegible] روحانیت کے پیاسے ہیں۔ مشرق جو مذہب پیدا کرنے اور مذہب کی روشنی پھیلانے کا تنہا ذمہ دار رہا ہے تو یہ بدنصیب خطہ زمین مذہب کی محکومیت کا شکار ہے جس کے باعث ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مذہب آپس میں لڑنے اور ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے لئے باقی رہ گیا ہے اور بجائے اس کے کہ مذہب لوگوں کے دلوں میں انسانی ہمدردی رحم اور اچھے اخلاق کا جذبہ پیدا کرے ایک دوسرے کا خون بہانے پر آمادہ کر دیتا ہے۔

اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ مذہب کی تعریف کیا ہے تو ظاہری اختلاف اور مذہبی تعصب کا خاتمہ آسانی سے ہو سکتا ہے مذہب نام ہے اس طریق کا اس طریق یا زندگی کے پروگرام کا جس سے وہ رشتے جو خالق اور مخلوق کے [illegible] اور وہ رشتے جو مخلوق اور مخلوق کے درمیان ہیں صحیح اور درست رہیں اور انسان اپنے تمام حقوق اور فرائض کو خوش اسلوبی سے ادا کر سکے۔ یہ [illegible] ایک ہی ہے اور اس پر چلنے والے ہم سب ہیں [illegible] ظاہر ہے کہ ہر مذہب یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ہمارے ہی اخلاق کی [illegible] کی تبدیلی اور روحانی نجات کے لیے بھیجا گیا ہے اس لیے [illegible] مذہبوں کی صورتیں مختلف ہیں لیکن حقیقت ایک ہی ہے اگر ایک حقیقت نہ ہو تو وہ حقیقت نہیں ہو سکتی حقیقت کی تعریف ہی یہی ہے کہ وہ ایک [illegible] ہندو ہوں مسلم ہوں عیسائی ہوں بدھ ہوں یا یہودی ہوں ان میں کسی کے پاس حقیقت کے معنے جانچنے کا ایک ہی سا [illegible] ذریعہ [illegible] اچھائی اور نیکی کا درجہ اس بنا پر کم نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی ہندو کا عمل ہے یا برائی [illegible] اس لیے قابل تحسین نہیں ہو سکتی کہ کسی مسلمان کا عمل ہے اس لئے کسی فلسفی نے خوب کہا ہے کہ مذہب بہت ہیں اور مذہب ایک ہے یہی سبب ہے کہ تمام مذہبی کتابوں میں اور مذہبی رہنماؤں کے قول و فعل میں حق پرستی کی شان قریب قریب ایک ہی ہے اور ایک ہی صورت اور رنگ میں جلوہ گر ہے اور ہر مذہب اچھائی اور برائی خیر و شر علم و جہل روشنی و تاریکی کا تقریباً ایک ہی معیار پیش کرتا ہے اور چونکہ ہر مذہبی رہنما کی زندگی اس کے تبلیغی پروگرام کا عملی نمونہ ہوتی ہے اس لئے ان کے پیروؤں کے لئے ایک لائق تقلید مثال ہوتی ہے حضرت

محمد صاحب بھی ایک ایسے ہی مذہبی رہنما تھے جنہوں نے عرب کی تاریخ اور جمہوریت کو [illegible] درحقیقت بدل دیا اور دنیا میں ایک ایسا مذہب قائم کیا [illegible] آج دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ [illegible]

حضرت محمد صاحب کی [illegible] کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنے سے پہلے [illegible]

[illegible]

تاکہ کوشش کریں ایسی حالت میں دس سال تک اپنے [illegible] مگر ایک بندہ ہے اور امید کی کرن کسی طرف نہ دیکھ کر [illegible] [illegible] کرتے رہے ایسی سخت مخالفت اور ناکامی کے باوجود [illegible] میں کوئی فرق نہ آیا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کا [illegible] زبردست تھی اور ان کی حق کوشی کتنی مضبوط اور اٹل تھی۔

[illegible] سے آزاد ہو گئے تو وہ مکہ چھوڑ کر طائف کی طرف گئے اور وہاں [illegible] لیکن تیسرے ہی دن وہاں کے لوگوں [illegible] شہر بدر کیا [illegible] کے باعث آپ کے جسم [illegible] اس کے بعد وہ پھر مکہ کو واپس آئے اور [illegible] کامل یقین رکھتے ہوئے پھر بڑی جلدی چند شہر [illegible] ہو چکی تھی۔ جو مہلک [illegible] کے مقابلہ میں ان کا [illegible]

[illegible]

[illegible] جو اخیر [illegible] کا ثبوت دیا [illegible]

[illegible] بانٹ [illegible] دیتے تھے۔

[illegible] حضرت محمد صاحب [illegible]

[illegible] ہیں ان میں سے بڑا [illegible] دل میں بھی طلب ہوتی [illegible] استقلال سے کام لیا جاتا۔ [illegible] قربانی اٹھانا نہیں پڑتی جاتی [illegible] کی راہ میں [illegible] کامیابی [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible] مشکلات ہمارے سچے طریق عمل کے باعث [illegible] اور حق کی فتح ہمیشہ اسی کے ہاتھوں ہوتی ہے چونکہ بڑی [illegible]

حضرت محمدؐ کی تعلیم جمہوریت اور اخوت

(از [illegible] صاحب [illegible])

[illegible] کے بغیر زندگی [illegible] کی ضروریات [illegible]

ہمدردی، پاکیزگی اور صفائی یہ وہ چیزیں ہیں جو انسانیت کی شرط [illegible] ان کے بغیر انسانیت حیوانیت سے بدل جاتی ہے ان کے بغیر زندگی [illegible] معاشرت اور تمدن کی ترقی ناممکن ہے ان کے بغیر [illegible] بھی محال ہے۔

جب دنیا میں ان چیزوں کی کمی یا فقدان ہوتا ہے تو ایک پیغمبر، پیشوا، رہبر یا رہنما کے لئے وقت ہوتا ہے کہ وہ وجود میں آئے اور بنی نوع انسان یا انسانوں کے کسی طبقہ کو جو اخلاقی پستی، دنیا اور ترقی کے اصول [illegible] یا تعصبات کے باعث پستی کے غار میں گر جاتا ہے، پھر سے اوپر اٹھائے اور راہ راست دکھائے۔ یہ قدرت کا اصول ہے کہ ایسی ضرورت کے وقت ایک پیغمبر، پیشوا، رہبر یا رہنما وجود میں آتا ہے اور حضرت انسان کو تاریکی سے روشنی میں لاتا ہے۔ حضرت محمدؐ بھی اسی طرح ایک پیغمبر، پیشوا، رہبر یا رہنما تھے۔

[illegible]

جب عرب کی زمین قتل و غارت گری [illegible] رنگی ہوئی تھی جان و مال کی قیمت بہت [illegible] تمدن اور اخلاق و معاشرت [illegible]

[illegible] شجاعت [illegible] اس قدر خونخوار [illegible] ان کے افعال کا ایک نمونہ [illegible] حضرت نے عربوں کو بتلایا کہ انسانیت انسان سے قتل و غارت گری کے بجائے یہ تقاضا کرتی ہے کہ ان کے درمیان اس سے بہتر رشتہ ہو یعنی باہمی خلوص و محبت ہو۔

حضرت محمدؐ نے پہلے جاہل عربوں کے دل میں خدا کا خوف پیدا کیا اس کے بعد آپ نے ان کے درمیان باہمی محبت کا رشتہ قائم کیا۔ پھر بتدریج ان کی بری عادات [illegible] انسانیت کے ابتدائی اصول سکھائے۔ حضرت محمدؐ نے عربوں کو بتلایا کہ صلح و امن کی قدر کیا ہے۔ حضرت محمدؐ نے عربوں کو بتلایا کہ غلامی کی رسم کس قدر [illegible] اور عورتوں سے [illegible] حضرت محمدؐ نے عربوں کو زندگی کا سلیقہ سکھایا اور تہذیب و تمدن کی ترقی کے

ابتدائی مرحلوں سے واقف کیا۔

لیکن حضرت محمدؐ کی زندگی اور تعلیم پر بیسویں صدی کے نکتہ چین جب تبصرہ کرتے ہیں تو انہیں اکثر بعض باتوں سے مطلق کشش نہیں ہوتی اور وہ ان باتوں کو کسی ہستی کی خاص عظمت و فضیلت کے منافی سمجھتے ہیں اور وہ اپنی نکتہ چینی کرتے ہوئے جن نتائج پر پہنچتے ہیں وہ دلیل و منطق کے لحاظ سے خواہ صحیح ہوں یا غلط [illegible] تاریخ پر [illegible] حضرت محمدؐ کی زندگی اور تعلیم [illegible]

[illegible]

[illegible] انقلاب [illegible]

[illegible] وقت عرب کی [illegible] ایک [illegible] سلطنت قائم [illegible] موجود تھے اس وقت عرب میں [illegible] ایک متحدہ قوم پیدا ہو چکی تھی جو بہت سے منتشر [illegible] قبیلوں کے درمیان ایک رشتہ [illegible] اس وقت عرب [illegible] ان کی [illegible]

پس حضرت محمدؐ کی زندگی اور تعلیم کا یہ کارنامہ تھا [illegible] غیر مسلموں کے نزدیک اسلام جیسا کہ حضرت محمدؐ نے اسے بنایا جمہوریت و اخوت کا ایک دائرہ تھا

جو مساوات کے مرکز پر کھینچا گیا ہے۔ جمہوریت اخوت اور مساوات یہ عطیات ہیں جو حضرت محمدؐ نے بنی نوع انسان کو عنایت کئے۔ اور حقیقت میں یہی وہ اصول ہیں جن کی ہر زمانہ اور ہر ملک کے معلموں نے اشاعت کی ہے یہی وہ اصول ہیں جن پر نہ صرف اسلام بلکہ دوسرے مذاہب اور جن پر نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام قوموں کی ترقی و نجات کا دارومدار ہے۔

بیسویں صدی کی موجودہ جدید جمہوریت انہیں اصولوں پر مبنی ہے مگر کیا مسلمان جو حضرت محمدؐ اور ان کے بتائے ہوئے اسلام پر فخر کرتے ہیں ان اصولوں کی اہمیت سمجھتے اور قدر کرتے ہیں؟ یہ ایک سوال ہے جس کا خود مسلمانوں کو جواب دینا چاہئے۔

(۷)

حاضر ناظر کا ایک قدم
ہمالہ کی برفانی چوٹیوں سے عرب کے ریتیلے ٹیلوں تک

(از قلم جناب پنڈت بھرتی صاحب ایم اے پروفیسر گورو کل [illegible] کانگڑی)

کسی مذہب کے بانی کے متعلق اس کے پیروؤں کے اقوال اور افعال سے رائے قائم کرنا سراسر غلطی ہوگی حضرت محمدؐ کے دل کی آواز قرآن کی آیات ہیں حضرت کی پاک اور اعلیٰ روح کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے حضرت کی کتاب کی شعلہ بیانی سے ان کے زندہ خیالات کو اخذ کرنا ضروری ہے حضور اور لغات کے معنی لگا دیئے ہیں پر لغات گویا ان کی عمارت کا باب ہیں جو مختلف اوقات کی وقتی ضروریات کے تحت بنی اور پھر دنیا کی سچ جو زمانہ کے بے باک ہاتھوں سے بچ رہی ہیں۔ اسلام کے نشیب و فراز کی تاریخ طویل ہے لیکن اس کی ابتدا سراغ [illegible] معلوم ہوتی ہے یہ دیکھ کر کمال مسرت ہوتی ہے کہ ابتدا میں اسلام اور اسلام کے [illegible] مقامات مواقعت [illegible] ہیں پر میشور کی رضا کا پیغام رشیوں نے اس ہمالہ کی برفانی چوٹیوں سے [illegible] کو [illegible] مقامات انسان کا ابتدائی [illegible] ہیں [illegible] ابتدائی الہامات اور ان کے [illegible] کی [illegible] سفید دامن میں [illegible] انہیں [illegible] کیا [illegible] شکایت [illegible] لگایا اور زمینی مشقت کے [illegible] جاتے تھے۔

قرآن شریف میں مقام [illegible] جنت کی [illegible] جنھیں پاک پیغمبر اہل زمین کو ان کی اپنی زبان کے [illegible] میں سناتے ہیں۔ پرمیشور کی وحدت کا [illegible] عقیدت [illegible] سے پہلے [illegible] ان [illegible] کے حاصل کیا اور [illegible] اپنی ہوئی تجربہ کی بہ نسبت کر کے [illegible] تعلیم کی [illegible] کر دیا عرب کے ان ریگستانوں کی پست میں بنا کی ابتدائی عقیدت [illegible] سے انسان کے مصنوعی [illegible] سے پاک [illegible] آتی ہیں [illegible] جانے والی [illegible] آب حیات کے چشمہ کی طرح پھوٹ پڑی تھی نہ آسمان کی [illegible] آواز تھی اس آسمان کی جو [illegible] سے زمین کے ساتھ تھی

حضرت [illegible] پرمیشور کی ہستی کی شہادت دی جب مسلمانوں اور آریہ سماجیوں میں [illegible] کے ایک باہمی [illegible] مباحثے [illegible] دیکھتا ہوں تو حیرت

دل میں اکثر یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا وید اور قرآن اس مسئلہ کا حل زیادہ صفائی سے نہیں کر سکتے؟ وید اور قرآن اس میں ہمزبان ہیں کہ پرمیشور ایک ہے [illegible] کی ہستی کا قرآن انکار نہیں کرتا ہے۔ [illegible] نے مجھے یقین دلایا ہے کہ وہ ان کی ہستی [illegible] ہے وید [illegible] پرمیشور کی ہستی [illegible] اپنے روزگار کو [illegible] ہوتا۔ قرآن [illegible] اہم ترین مضمون ہیں کاش کہ ہم اس توجہ کا [illegible] میں [illegible] پرمیشور کے [illegible]

وید اور قرآن [illegible] ایک دوسرے سے [illegible] رشتہ سے وابستہ ہیں [illegible] جہاں عمل کی [illegible] ہاتھ میں ہو وہاں ایک [illegible] قرآن [illegible] اپنے الفاظ میں [illegible] برداشت [illegible] انصاف کے حق میں جو اس کے نزدیک [illegible] کی بنیاد ہے اس [illegible] دو کیا [illegible] مخالف ہے [illegible] دونوں [illegible] اللہ جانتا ہے انسان کا [illegible] بسیط میدان نکل آتا ہے ہم [illegible] اور موجودہ [illegible] کے باوجود اپنی کوشش جاری رکھ سکتے ہیں اس [illegible] معلوم ہوتا ہے۔

اسلام جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ابتدا میں امن کا پیغام تھا۔ [illegible] مقصد [illegible] امن کا پیغام دیتا تھا جنگ کا [illegible] لڑنے پر آمادہ شخص [illegible] امن کی [illegible] جنگ جو اول اول مدافعانہ تھی اور بعد میں جارحانہ صورت اختیار کر گئی لیکن کی [illegible] حضرت محمدؐ نے خود کیوں [illegible] اگر یہ [illegible] ہے تو میری نظر میں ایک [illegible] مطلب [illegible] لا اکراہ فی الدین یہ آیت [illegible] نزدیک منسوخ ہے۔ میرے خیال میں یہ اسلام کے عقیدے اور خیال کی آزادی کا اولین منشور ہے جن کا اہل اسلام میں [illegible] علم کے انتشار کے ساتھ ساتھ ان کی اپنی ذہنی آزادی کی ناقابل [illegible]

سے استفسار کیا جائے گا۔ پرمیشور کو جانوروں کا خون نہیں پہنچتا تقویٰ ہی پہنچتا ہے جس شخص نے اس آیت کا مطالعہ کیا ہے وہ قرآن کو بے وجہ حیوانوں کے خون بہانے کا الزام نہیں دے سکتا۔ جن آیات میں گوشت خوری کی اجازت معلوم ہوتی ہے ان میں بھی درحقیقت خود غرض لوگوں کے معاملے میں اوہام ہی کا ازالہ مقصود ہے جو چیز کھاؤ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لو بیہودہ مشرکین کے پابند نہ ہو، وہ جانور اپنے اوپر حرام نہ کرو جن کی خاص تعدادیں یا خاص عمل کے نیچے ہوئے ہوں ان آیات کی غرض مشرکانہ اوہام کی تردید ہی معلوم ہوتی ہے گوشت خوری کا حکم ان میں کہاں ہے؟ آخر اضافی حکم تو نہیں ہوتا۔

قرآن شریف کا مطالعہ کرتے ہوئے مجھے اس خیال سے نہایت خوشی محسوس ہوئی ہے کہ میں وید کے نغموں کی گونج سن رہا ہوں۔ میں نے قرآن اور وید کے ہم معنی اقوال فراہم کیے ہیں۔ اور مجموعہ کا نام "گونج" رکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں ہمارے ہمالیہ کی چوٹیوں سے عرب کے ریتلے ٹیلوں تک بشنو (حاضر و ناظر پرمیشور) کا ایک قدم ہی تو ہے جب پرمیشور کے ہر ان کمل ان وزنی نطقات کو [illegible] ایک جن رہے ہیں ہم [illegible] اس روحانی باپ کی آغوش میں ہیں تو غیریت کے عالم میں [illegible] ایک طرف تمام

ہم پیغمبر کے بعض نغمات بھی اور دوسری طرف سے ہم آسمانی گانے سنیں کہ ساتھ گان کی تانیں کی ہم آہنگی میں بھی علیحدگی کی [illegible] نہیں رہیگی۔

عرب کا مہان آتما

(از قلم جناب ڈاکٹر لکشمی دت صاحب ایم اے ایل ٹی اسسٹنٹ ماسٹر آگرہ)

جب موسم گرما میں زمین پر آفتاب کا عتاب پوری شدت سے نازل ہوتا ہے تمام سبزہ جل جاتا ہے چھوٹے بڑے درخت مرجھا جاتے ہیں کملا جاتے ہیں غرضیکہ انسان کہیں ندی کہیں تالاب کہیں نہر کے پانی سے کچھ درختوں کچھ کھیتوں کو موت کے چنگل سے بچانے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس کی محدود طاقتیں تمام سبزہ زار کو تباہی سے نہیں بچا سکتیں وہ کچھ درختوں کو کچھ کھیتوں کو ایک حد تک موت سے زندہ رکھ سکتا ہے لیکن کل عالم نباتات کو اپنے دامن عاطفت میں پناہ نہیں دے سکتا وہ پورا زور لگا کر کوشش کرتا ہے لیکن اس کی تمام کوششیں [illegible] کے لئے ایک مٹھی بھر ریت سے زیادہ موثر ثابت نہیں ہوتیں تب ایک بڑی طاقت ایک بڑی شکل میں حرکت میں آتی ہے ابر رحمت کی صورت میں آسمان پر نمودار ہوتا ہے وہ ایک ایک پودے ایک ایک درخت اور ایک ایک کھیت کو سیراب کر کے زندگی عطا کرنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ وہ طوفان باراں کی صورت میں زمین پر نازل ہو جاتا ہے [illegible] میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیتا ہے کرہ ہوائی میں [illegible] رہتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف مرتے ہوئے مرجھائے ہوئے کملائے ہوئے پودے نئی زندگی حاصل کر لیتے ہیں بلکہ بیشمار نئے پودے اس سرزمین پر نمودار ہو جاتے ہیں جو چند روز پیشتر عالم نباتات کے لئے موت کا پیغام بنی ہوئی تھی!

یہی حالت اقوام عالم کی ہے جب کسی خطہ زمین پر جہالت کی بلا نازل ہوتی ہے ہر شخص کا آتما مرجھا جاتا ہے کملا جاتا ہے روحانی نقطہ نگاہ سے لاکھوں کی موت ہو جاتی ہے اور لاکھوں طرح طرح کے توہمات باطلہ میں پھنس کر موت کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ من حیث القوم سب کی زندگی معرض خطر میں آجاتی ہے ان حالات میں قدرتاً بہت سے اصلاح پسند حضرات حسب طاقت انفرادی طور پر کچھ انسانوں کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں کچھ کو راہ راست پر لانے میں کامیاب ہوتے ہیں [illegible] ہو گئے ہیں اور بعض کو سلامتی کی سطح سے بھی اٹھا دیتے ہیں لیکن تاریخ عالم اس بات کی شاہد ہے کہ ایسے حالات میں انفرادی اصلاحوں سے کبھی بھی قوم کا بیڑا پار نہیں ہوا جب تک کہ اس خطہ زمین پر کوئی ایسی زبردست شکتی کوئی مہان آتما نہ پیدا ہوا جس نے اپنی عظیم طاقتوں سے

ایک عالمگیر انقلاب

پیدا کر دیا ہو۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہر ملک و ہر قوم کے اندر انتہائی جہالت انتہائی گراوٹ کے وقت ایسی ہستیاں پیدا ہوتی رہی ہیں اور میں اسلام کے بانی حضرت محمد صاحب کو انہیں میں سے ایک [illegible] تسلیم کرتا ہوں [illegible] کسی کو کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو لیکن یہ ماننے سے کوئی انکار نہیں ہو سکتا کہ آپ کے اندر ایک زبردست آتما تھی [illegible] نہایت ہی مخالف و نامساعد حالات کے اندر عرب کے تاریک خطہ زمین پر ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کیا جس کمالات سے پتہ چلتا ہے اس وقت عرب کی مذہبی سوشل و پولیٹیکل حالات گراوٹ کی انتہائی منزل تک پہنچی ہوئی تھی انسان معبود حقیقی کو سر جھکانے کی بجائے پتھروں، درختوں، دریاؤں، ستاروں کو سجدہ کرتے تھے چاند سورج کی پوجا کرتے تھے ان سے دلی مرادیں مانگتے تھے اور انہیں کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے اس [illegible] کے شیشہ دل کو صدمہ پہنچا چوٹ لگی اپنی قوم کے [illegible] بلند سطح [illegible] اپنے جیسے پتھروں کے روبرو سر جھکاتے دیکھنا انتہائی ذلت معلوم ہوتی اور [illegible] دنیا میں ایسی زبردست آتماؤں کا ہمیشہ سے دستور رہا ہے آپ کمر ہمت باندھ کر [illegible] میدان عمل میں [illegible] ہو گئے تمام دنیا مخالف تھی خویش و اقارب [illegible] چھوڑ دیا [illegible] دشمن بن گئے ایک طرف مخالفت کی یہ زبردست طاقت تمام دنیوی جاہ و حشم تمام جمہوری طاقت [illegible] کا زبردست حربہ علم و دولت غرضیکہ ہر ممکن طاقت کا مخالف صفوں میں اجتماع۔ دوسری طرف حضرت [illegible] تنہائی [illegible] بے سر و سامانی [illegible] ساتھی نہ تھا۔ [illegible] یہ حال تھا کہ [illegible] فاقے [illegible] بمشکل نصیب ہوتا لیکن یہ تمام [illegible] حالات آپ کے عزم صمیم میں لغزش نہ پیدا کر سکے آخر تمام مصائب و آفات و آلائش سے گذرتے ہوئے سرزمین عرب پر وہ مذہبی و سوشل انقلاب پیدا کیا کہ جس کی لہریں عرب کے وسیع ریگستانوں پر رواں کرتی ہوئیں ایک طرف چین اور دوسری طرف ہسپانیہ تک پہنچیں عرب کی کایا پلٹ گئی قدیم توہمات باطلہ کافور ہو گئے اور تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک روحانیت کے زندگی بخش پانی سے سیراب ہو گیا مردہ قوم

[illegible] حد تک [illegible] کہ تمام ملک عرب جو ایشیا کی خشک و بنجر زمین تھا سبز و شاداب ہو گئی۔

پیغمبر

(از پروفیسر اندرجی خلف سوامی شردھانند جی آنجہانی)

مہاپرش کون ہوتا ہے

جو سادھارن منشیوں سے بڑھ کر شکتی رکھتا ہو اور اس شکتی کا منشا جاتی کی بھلائی کے لئے پریوگ کرے وہی مہاپرش ہے۔ ہو سکتا ہے کسی منش میں دماغ یا جسم کی غیر معمولی شکتی ہو لیکن وہ اسے سنسار کی بھلائی کے لئے نہیں لگا کر لوٹ مار یا ٹھگی کے لئے استعمال کرے تو وہ مہاپرش نہیں کہلا سکتا اسے تو مہا پاپی یا مہا ڈاکو ہی کہنا چاہیئے مہاپرش اور مہا پاپی میں یہی بھید ہے کہ جہاں ہم بیتنے کے ساتھ ساتھ مہاپرش کی عزت بڑھتی ہے وہاں مہا پاپی کو ہمیشہ مہا پاپی ہی سمجھا جاتا ہے بس یہ ہی مہاپرشوں کی کسوٹی ہے اسلام کے پروردنک پیغمبر محمد صاحب کو دنیا میں اپنے وچاروں کا پرچار کئے صدیاں بیت گئیں ان صدیوں میں پیغمبر کے بتلائے ہوئے آتمکتا کے اصولوں کو کسی نے اٹل ثابت کیا ہے ان کی مہک میں کمی نہیں ہونے پائی ہے اسی کسوٹی پر کسا جا کر اسلام کے پروردنک کا بتلایا ہوا ایکشور باد اور سماجی جیون کا اصول ابرا ہوا ملتا ہے پیغمبر کے مہاپرش ہونے میں اس سے اونچا ثبوت کوئی

محبت کی ضرورت نہیں ... ... کئی روپ ... ... کی آگ ہیں اور جھنیڑی کے کوچے میں ایک ... ... میں اسی ہو کا ایک مہاپرش ہے ... ... دیا ... ... سچائی کی لڑی ... ... ہے اگر ... ... کی ... دیکھو تو سب مذہب الگ ہیں پرنتو ان کے اندر چھپے ہوئے ... درشٹی ڈالو تو ان میں ایکتا ہی اور ایک ہی پرتیت ہوگا۔ دنیا کے ... دھرموں میں رما ہوا ایک مہا ... ہو تو وہ ایک ایشور واد میں ملیگا حضرت محمد صاحب ایک ایشور واد کے زبردست پرچارک تھے وہ سنسار کی سب سے بڑی اور بڑا سچائی کے ایک پر مہا وشال پھیل تھے منش جاتی کے ایک بڑے حصہ پر ان کے اوپکار کا بوجھ ہے جس منش کے ... میں آتمک واد کے لئے تھوڑی سی ... جو کا ... کی جیون کے ... سماجی جیون کو اوپر ... کرتا ہے وہ اسلام کے پروردنک کی اس ... میں ... کے دو پھول چڑھائے بنا نہیں رہ سکتا۔

شائقین موٹر و موٹر ڈرائیوروں اور طالبعلموں کیلئے

بہترین استاد "معلم موٹر"

اس میں موٹر کار مشین کے ... پرزوں کی تصویریں دیکر مشین کے میکنزم کو اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ معمولی سمجھ کا آدمی بلا امداد غیر آسانی سے سمجھ جائے اور موٹر مشین کی حقیقت کو جان لیتے ہیں قیمت دو روپے چار آنے علاوہ محصول ڈاک

اتالیق موٹر

اس کتاب میں موٹر کار مشین کے تمام نقائص بتلا کر ان کو ... آسان اور سہل ترکیبیں بتلائی گئی ہیں جس سے ہر شخص ہر قسم کے تمام نقائص کو بھی ان کے درست کرنے کی قابلیت ... ... علاوہ محصول ڈاک ... اگر دونوں ساتھ منگائیں تو ... محصول ڈاک معاف

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

عورت نے کمال کیا

لیڈی ڈاکٹر دعلیہ خانم نے دہرم پور میں ایک پچاس آدمیوں کے ... مباحثہ کیا بارہ روز مناظرہ رہا آخر میں اسلام کی فتح ہوئی اور ڈاکٹر صاحبہ نے اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لئے وقف کر دی یہ بالکل سچا واقعہ ہے جس کو ابو الفضل جناب مولانا محمد الدین صاحب ... ... ایرانی نے نظر زبانی دو سو صفحات میں لکھا ہے سارا مباحثہ قلمبند ہے کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر جی نہیں چاہتا کھانا پینا اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے اس کے مطالعہ کے بعد شائق کا بچہ اسلام کے مخالفوں سے مناظرہ کر سکتا ہے

قیمت صرف دس آنے محصول ڈاک ... (...)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

معجز نما معری حمائل

معجز نما حمائل مترجم اور معجز نما قرآن کا رد سائز کو دیکھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ حمائل کس قدر اعلیٰ پایہ کی چھپی ہوگی تازہ ایڈیشن تو چھپائی اور کاغذ کے لحاظ سے بہت ہی بہتر ہے اسقدر لاجواب نکلا ہے کہ باوجود ... سائز ہونے کے ذرا ... ... نہیں ہوتا کاغذ نہایت صاف سفید رنگ کا ہے اور ... ... بہت آسانی سے جیب میں آ جاتی ہے ... جلد چرمی ... ... جلد مجلد چرمی ... ... خرچ ہوتا ہے اس لئے ... ...

منیجر حمیدیہ پریس دہلی ...

جو مصیبت میں خدا کو نہ کوئی تو کہہ دے

(از نتیجہ فکر [illegible] صاحب [illegible] حیدر آباد دکن)

[illegible] بی اے ایل ایل بی وکیل

جو تیرے سوا [illegible] کوئی تو کہہ دے — مانگی ہو کسی سے جو دعا کوئی تو کہہ دے
یا ہم نے [illegible] تیرے لئے — معبود ہو تجھ سے ہی سوا کوئی تو کہہ دے
یا ہم کو مصیبت میں [illegible] پکار رہیں — ہو اعلیٰ اگر عقدہ کشا کوئی تو کہہ دے
کیا [illegible] کی خاطر — قدرت سے جو باہر ہو دعا کوئی تو کہہ دے
کیا تجھ کو [illegible] — دے جو مرض عشق سے شفا کوئی تو کہہ دے
کیا تجھ سا [illegible] میں کوئی ہے — ہو لطف و عنایت میں سوا کوئی تو کہہ دے
کیوں نہیں سنتا [illegible] بیکس کی دعا کو — ہو اسکی دعا جرم و خطا کوئی تو کہہ دے
الٰہی یہ تیرے در سے کہاں [illegible] — کعبہ سے اگر بڑھ کے ہو جا کوئی تو کہہ دے
یا رب [illegible] ہوئے [illegible] — دکھ درد کی ہو اور دوا کوئی تو کہہ دے

بندہ ہوں تیرا تو ہے خدا تجھ سے کہیگا
جو تیرے سوا اور خدا کوئی تو کہہ دے

فریاد بحضور رسالت مآب

(از نتیجہ جناب مولانا ظفر علی خاں صاحب بی۔ اے)

اے خاور حجاز کے رخشندہ آفتاب — صبح ازل ہے تیری تجلی سے فیضیاب
زینت [illegible] — دو نور جس میں جلوہ ریز [illegible]
چہرہ ہے [illegible] — تھامی ہے آسمان نے جھک کر ترے رکاب
خاتم [illegible] لقب — نازل ہے تجھ پر رحمت دارین کا خطاب
[illegible] — آدم کی نسل [illegible] احسان [illegible]
[illegible] — لایا [illegible] تیری صفات کا جواب
خیر البشر ہے تو ہے خیر الامم وہ قوم — جس کو [illegible]
لیکن [illegible] — حالانکہ تھی [illegible] زمانہ کا انتخاب
[illegible] — ایمان [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

خیمے [illegible] غرض کرکے [illegible] اسلام
دنیا میں [illegible] سرخرو ہو تو دنیا میں کامیاب

او گیسوؤں والے

(از نتیجہ جناب تسکین [illegible])

فرقت میں تری پڑ گئے جان کے لالے — او گیسوؤں والے
بیمار محبت ترا لیتا ہے سنبھالے — او گیسوؤں والے
حسرت تھی یہی دل میں کہ دیکھا نہ مدینہ — کام آیا نہ جینا
اس غم سے ہوئے جاتے ہیں زخم جگر آلے — او گیسوؤں والے
تو ہے مری بگڑی ہوئی قسمت کا سہارا — کر رحم خدارا
اب تو نہ سنبھالے تو مجھے کون سنبھالے — او گیسوؤں والے
آجا دل مایوس کی تسکین کو آجا — او رشکل دکھا جا
ایسا نہ ہو تو ہو جائیں رسا ہجر کے نالے — او گیسوؤں والے
قدموں پہ ترے یہ سر شوریدہ رکھا ہو — تو دیکھ رہا ہو
جس دم ملک الموت مری روح نکالے — او گیسوؤں والے
دشوار نہایت سفر ملک عدم ہے — اور پاس بہت غم ہے
رستہ میں جو کانٹے ہیں تو ہیں پاؤں میں چھالے — او گیسوؤں والے
گذری ہے گناہوں میں مری عمر گذشتہ — اے وائے دریغا
دامن میں چھپا لے مجھے دامن میں چھپا لے — او گیسوؤں والے

سلام

السلام اے نور ایماں السلام — السلام اے راحت جاں السلام
السلام اے بادشاہ دو جہاں — السلام اے سرور کون و مکاں
السلام اے خسرو دنیا و دیں — السلام اے راحت جان حزیں
اے قرار جان مضطر السلام — آفتاب ذرہ پرور السلام
درد غم کے چارہ فرما السلام — درد مند دل کے مسیحا السلام
بے سہاروں کے سہارے السلام — حامی و یاور ہمارے السلام
جاں بلب کی چارہ فرمائی کرو — جان جیسے جو مسیحائی کرو
بیقرار دل کے سرہانے آئیے — [illegible] کے سرہانے آئیے
راہ نامعلوم صحرا پر خطر — کوئی [illegible] ہے نہ کوئی راہبر
دل پریشاں پاس گھبرائی ہوئی — شکل پر افسردگی چھائی ہوئی
نبض ساقط روح مضطر جی نڈھال — [illegible] جو غیر حال
بے بلا [illegible] چشم تر کے سامنے — پاس [illegible] نظر کے سامنے
اے [illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

آپ سے بڑھ کے کسی کو نہ ملا کون دکھائی — آپ سے بڑھ کر ہے بزمِ جہاں
اے شہنشاہِ عرب شاہِ عجم — کیجئے بندۂ عاصی پہ کرم
[illegible] — السلام اے خستہ دل [illegible]

ابھی ہونی ہے سب کے جانے سے
اپنے رب سے [illegible]

سرخرو دنیا میں ہیں خادم رسول پاک کے

(از جناب سید محمد [illegible] صاحب [illegible])

مرتبہ کیا پوچھتے ہو [illegible] ذات پاک کا — [illegible]
خاتم پیغمبراں بھی رحمت عالم بھی ہیں — [illegible]
[illegible] نظر تھا بہتر [illegible] تھا — [illegible]
[illegible] آسان مشکل ہو گئی — [illegible] پاک کے
روضۂ اقدس تک ایسا بھی [illegible] — [illegible]
[illegible] — سرخرو دنیا میں ہیں خادم رسول پاک کے
اس شہ کونین کی رفعت کو عقل [illegible] — [illegible]

[illegible] اس کی خوش قسمت [illegible]
[illegible]

کون پوچھے آکے آنسو دیدۂ غمناک کے

(از جناب [illegible])

اے مسیحائے زماں [illegible] — [illegible]
اے انیس بیکساں [illegible] — [illegible]
سرزمین ہند تعلق مسلماں [illegible] — [illegible]
[illegible] ہماری کائنات میں [illegible] — [illegible] پاک کے
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
اے امام دو جہاں [illegible] — [illegible]
ڈوب جائے [illegible] — [illegible]
حزن دیں حل [illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] ایک تنکے کا سہارا بھی نہیں — [illegible]
[illegible] — [illegible] غمناک کے
لو خبر امت کی رحمت کی [illegible] — [illegible] پاک کے

[illegible] سرزمین [illegible]
ہیں بہت اس [illegible]

ہو کے آئے ہیں پشیماں رسول عربی

(از جناب مولوی [illegible] الحق صاحب [illegible])

میرا [illegible] رسول عربی — میرا ایمان مری جان رسول عربی
[illegible] — [illegible] پریشان رسول عربی
[illegible] — اب نہ وہ شان ہے [illegible]
[illegible] صداقت [illegible] — اب کہاں ہیں وہ مسلمان رسول عربی
[illegible] لیکن [illegible] — ہم بھلا دیں [illegible]
[illegible] نہ صداقت ہے نہ مذہب لیکن — [illegible] مسلمان رسول عربی
آخرش [illegible] — ہو کے آئے ہیں پشیمان رسول عربی
ترے [illegible] پاک [illegible] — تو ہمارا ہے نگہبان رسول عربی

[illegible] ہیں جذبات عجیب
دل بہت اب ہے پریشان رسول عربی

پیام لائی ہے باد صبا مدینے سے

(از [illegible] مولوی امیر احمد صاحب [illegible])

[illegible] مدینے سے — [illegible] دل کی تمنا مدینے سے
[illegible] — [illegible] ہوا مدینے سے
[illegible] — پیام لائی ہے باد صبا مدینے سے
[illegible] — [illegible] مدینے سے
[illegible] — [illegible] رسا مدینے سے
[illegible] — [illegible] مدینے سے
[illegible] — [illegible] دل کی دوا مدینے سے
[illegible] — [illegible] مدینے سے
[illegible] آب حیات — [illegible] مدینے سے

[illegible] آب حیات
[illegible] مدینے سے

تضمین بر غزل جامی

(از حضرت [illegible] حیدرآبادی)

[illegible] — [illegible] نظر کن
[illegible] — [illegible] کن

[illegible]

[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

[illegible]

[illegible] — [illegible]
[illegible] — تو ئی سلطان عالم یا محمد

[illegible] نظر کن

[illegible] صورت — [illegible]
[illegible] — [illegible]

[illegible] دیگر کن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ... بسمل تمنا کا

جس نے بچھڑ مرگ دوامی سے رہائی دی
جب اس ایام مرگ کے غلاموں پہ بہلاتے ہیں
حرم کے طائروں کو شانِ صیادی دکھاتے ہیں
میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں
اسی کا نام لیتا ہوں۔ اسی کو یاد کرتا ہوں
جس نے ابر رحمت بن کے بے جانوں کو جاں بخشی
چمن کو رنگ بخشا اور بلبل کو زباں بخشی
اسی کے باغ پر جب برق شعلہ ریز ہوتی ہے
اسی کے بے زبانوں پر چھری جب تیز ہوتی ہے
میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں
اسی کا نام لیتا ہوں اسی کو یاد کرتا ہوں
جس سے ربط قائم ہے زمینوں آسمانوں میں
جس کا ذکر ہوتا ہے موذن کی اذانوں میں
زمین و آسماں ری جب ستم ایجاد کرتے ہیں
اسی کے نام لیواؤں پہ جب بیداد کرتے ہیں
میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں
اسی کا نام لیتا ہوں۔ اسی کو یاد کرتا ہوں

روضۂ نبوی

(نوشتہ جناب ... ارشد تھانوی)

(۱)

... اجساد میں روحیں تھیں گھبرائی ہوئی — کائنات دہر پہ تھی تیرگی چھائی ہوئی
... بجھ چکے تھے اس سے پہلے ہدایت کے چراغ — ان کی ضو باقی کا دنیا میں ملتا تھا سراغ
... طرف تاریکیاں تھیں کفر کے الحاد کی — پرستش ہو رہی تھی آب و خاک و باد کی
... ظلمتِ مطلق میں کوئی ہادی و رہبر نہ تھا — نور ایقاں بزم ہستی میں ضیا گستر نہ تھا

(۲)

... ایک نور پرستش کن عالم ہوا — یعنی مکہ سے طلوع نیر اعظم ہوا
... اس سے مطلع انوار دنیا ہو گئی — منکشف ظلمت تجلی زار دنیا ہو گئی
... یہ وہ در شہوار جس کا عرش تھا صدف — جس نے سدرۃ المنتہی سے بھی کیا اونچا قرار
... جہاں تیرہ میں سراجا جالا ہو گیا — عالم لاہوت تک آخر بول بالا ہو گیا

(۳)

... چکا قطع منازل اپنی جب وہ آفتاب — وہ ذرہ ذرہ ہو چکا پرتو سے اسکے فیضیاب
... چکا اور کب نور، تیرہ خاکدان — دوسرے عالم میں تب وہ ہو گیا جلوہ فگار
... سب لیکن اس کا جلوہ دہر میں رخشندہ ہے — اک خدائی نور ہے جو تابہ تابندہ ہے
... یعنی وہ مجموعہ، ہم قرآن کہتے ہیں جسے — جاذبہ ایمان سے خود ایمان کہتے ہیں جسے

(۴)

جس جگہ وہ مہر عالم تاب بھی مستور ہے — روضۂ نبوی کے پیارے نام سے مشہور ہے
... شرف پایا مدینہ کی زمین پاک نے — رشک سے دیکھا ہے جس کو کرسی افلاک نے
... خاک یثرب میں وہ قدسی ذات آرامیدہ ہے — جس کی ہیں مشتاق [illegible] گردیدہ ہے

(۵)

وہ خدا کے پاک بندے صاحب اخلاق حق — جو پکارتے ہیں بیت اللہ میں جماعت حق
حاضر کاش آستانہ کی وجہ نازش ہو انہیں — باریابی پہ خداوندی ناز بس ہو انہیں
کاش روشہ میں رہیں بنو اس در پاک کے — اور جگہ پا دیں جوار سید لولاک میں
رشک آ نے زائروں کو میری قسمت دیکھ کر — فاتحہ کو فقرا الحمد ہی جائیں تربت دیکھ کر

قصیدۂ نعتیہ

(از مراقب ربانی)

فلک غبار سر کوئے کار خانۂ تست — ملک بذیل غلامانِ آستانۂ تست
علی عمود کشش رزم فاتحانۂ تست — جلال نغمہ سرا بزم یگانۂ تست
کنوز حضرت غناں پہائے نعلینت — رموز جملہ قرآں درپئے خزانۂ تست
جمال علم ترا بندہ صولتِ فاروق — کمال بوبکر از منطقِ صلوٰۃ ارکانۂ تست
ندایں کرحق بشر کلمۂ تو می خوانند — نیائے نغمہ و بسیاں ترانۂ تست
رسید طائر سدرہ با وجِ عرش بریں — عروج و فقش از زمین آسمانۂ تست
نقود حکمت یونان بجو نے ارزد — بآں درم کہ بہ دوں رفتہ از خزانۂ تست
بزور فلسفی دہر فاترا لعقل است — [illegible] تو آموز دور زمانۂ تست
تشونِ قیصر و کسریٰ کہ بہ فزوں ز شمار — کمینہ صید کہ صید دو نشانۂ تست
صلہ بس است بایں شعر ہائے ناموزوں — بجنبہ گرنی کہ ایں عرض عاشقانۂ تست

بہ ہیں بحال مراقب چہ بہ بس کشتی
چگونہ غرق گنہ ما درخ یگانۂ تست

کیا منہ دکھائیں داورِ محشر کے سامنے

(از جناب سید عبدالواحد صاحب حیدرآبادی)

کب سے کھڑا ہوں روضۂ انور کے سامنے — آنکھیں بچھی ہوئی ہیں ترے در کے سامنے
سب اپنی تشنہ کامی کی حالت بیاں کرو — ایسا ہو تو ساقیٔ کوثر کے سامنے
چشم کرم سے دیکھ لے محمل نشیں کبھی — مجنوں تڑپ رہا ہے ترے در کے سامنے
فیض حضور پاک سے حق تک پہنچ گئے — جو سر جھکائے رہتے تھے پتھر کے سامنے
آنکھیں وہ ہیں جو محو ہیں دیدار میں — ہے اہل دل وہی جو ہو دلبر کے سامنے

فضل خدا سے خاتمہ بالخیر ہو گیا
لاش وفن ہے گنبد اطہر کے سامنے

تم اگر چاہو تو مشکل مری آساں ہو جائے

از حضرت رضا امروہی حیدرآباد دکن

شوق دیدار ہے یا رب کوئی ساماں ہو جائے — اس کے دل کا آہی مسلماں ہو جائے
دل ہے بیتاب آج خدا خیر کرے — جوش میں آ کے کہیں چشم بھی گریاں ہو جائے
کیا عجب ہے اگر عشق نبی میں اپنا — چاک دل چاک جگر چاک گریباں ہو جائے
شکل دکھلا دو مجھے آج اللہ کر پھند — دل ناشاد مرا کھل کے گلستاں ہو جائے
دیکھ لوں آنکھوں سے جنت کا گلاب رخ سے — ایک دن وہ سر گھر آ کے مہماں ہو جائے

آرزو پوری ہو حبیب کبریا کی   پھر اگر چاہو تو نکلی مری کیا ہو جائے
مال و دولت نہیں رکھتا ہو کہ کروں میں نثار   ایک دل ہے جو حضرت یہ قربان ہو جائے
دامن جان کا تو نہ چھڑے گا نہ چھوڑے گا دامن
جان سے جائے کہ وہ خاک میں پنہاں ہو جائے

رکھ لی ہے شرم آپ نے چشم پر آب کی

امد ہے شان بخشش رسالت مآب کی   کعبہ سے آرہی ہے ضیا مہر تاب کی
کرتا رہا تصور زلف رسول پاک   الجھن بڑہی فراق میں جب اضطراب کی
موسیٰ بھی ہمکلام ہوئے تھا مگر یہ فرق   محبوب حق نے بات وہاں بے نقاب کی
دعویٰ ہمسری ہو رخ زیبا کے سامنے   انکھیں نہ پھوٹ جائیں کہیں آفتاب کی
بیباکیاں ذرا کلیم بیسوی کی دیکھئے   دیکھی اور آرہی ہے ضیائے حجاب کی
جلوہ گری سے کی ہیں جو عنبر فشانیاں   کانٹوں سے بھی مہکنے لگی بو گلاب کی
غار حرا سے نور مبیں جب عیاں ہوا   مشعل ہوئی صبا نے جھلک آفتاب کی
نعلین کی ارض پاک نے انکھوں میں کہہ لیا   تکمیل ہو گئی جو ہدایت کے باب کی
نار سقر تو سرد نہ ہوئی مگر اثیم
رکھ لی ہے شرم آپ نے چشم پر آب کی

جوش پر رحمت باری جو ذرا آتی ہے

(از جناب منشی دمساز خاں عاجز عطا پوری)

اے صبا تو در محبوب سے کیا آتی ہے   تیرے چلنے میں یہیں بوئے وفا آتی ہے
جسم ہجران میں وہ پیر جان ذرا آتی ہے   جب ادھر باغ مدینہ کی ہوا آتی ہے
دیکھ لیتا ہوں اگر خواب میں روئے حضور   نور دل میں مری انکھوں میں ضیا آتی ہے
در جنت پہ ملائک سے کہیگا رضواں   دیکھ وہ امت محبوب خدا آتی ہے
ان کے عشاق کو ہے بعد فنا بھی راحت   قبر میں گلشن جنت کی ہوا آتی ہے
چارہ گر میں ہوں غم ہجر نبی کا بیمار   مجھکو کب راس بھلا کوئی دوا آتی ہے
ہجر احمد میں رہا کرتا ہے جل کر بیتاب   دل بیتاب کو کب تاب ذرا آتی ہے
آپ کے روضۂ اقدس پہ کروں جاں نثار   یہی اب دل میں شہ ہر دوسرا آتی ہے
دل بیتاب کو آتا ہی نہیں صبر و قرار   یاد جب گلشن طیبہ کی ہوا آتی ہے
شوق عشاق کی دیکھئے یہ کرامت کوئی   ذرہ ذرہ سے انا الحق کی صدا آتی ہے
ہجر احمد میں ہی جان ہے ارمانوں کے   آج دل سے مرے آہ اف کی صدا آتی ہے
آجتک دین کا کچھ کام نہ عاجز نے کیا
شرم عصیاں سے کیا کیا بخدا آتی ہے

وہ گئے وہ آئے وہ آئے محمد

(از جناب منشی دمساز خاں عاجز عطا پوری)

پھنسا جیسے میں مبتلائے محمد   لگا ہوں میں دل میں سمائے محمد
چھوڑ دیجا سے پر ضیائے محمد   خدا خود ہوا ہے ملائے محمد
گنہگار بدکار ہیں روسیاہ ہیں   مگر دل سے ہیں مبتلائے محمد
وہیں حشر میں مجھکو پہنچا دے یارب   کھڑا جس جگہ ہو لوائے محمد

نہ کیوں بات میری نبات و شکر ہو   ترا نام لب پر جو آئے محمد
بنا لوں لگا ہیں اپنی انکھوں کا سرمہ   ملیگی اگر خاک پائے محمد
ہمیں غم ہو تاریکی قبر کا کیوں   کہ دل میں ہو نور و ضیائے محمد
فدا حور ہوگی غلماں پہ شیدا   اگر ہم تو ہیں مبتلائے محمد
ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر   یہی چار ہیں آشنائے محمد
چمک ایسی مہر و قمر میں کہاں ہے   مرے دل میں جو ہے ضیائے محمد
یہ معراج میں تھا ملک کی زباں پر   وہ آئے وہ آئے وہ آئے محمد
ترے در پہ جو کوئی بیمار جائے   شفا درد دل سے وہ پائے محمد
نہیں مٹنے کا داغ فرقت کبھی ہے   مٹائے اگر تو مٹائے محمد
نہیں جسم کا دنیا میں کوئی ما دا   جگر پہ وہ جو چوٹ کھائے محمد
فقط مستحق ہے وہ خلد بریں کا   ترا نام جو لب پہ لائے محمد
کریگی تو کیا ہمسری اس کی بلبل
کہ کرتا ہے عاجز ثنائے محمد

تضمین برغزل قدسی مسدس

(از قلم محمد زین العابدین صاحب جامی کمرمٹھ)

شافع روز جزا سرور عالی نسبی   زیب کونین بہار چمن مطلبی
تاب قوسین کو پہنچا نہ سوا کوئی نبی   انبیا چاہتے ہیں تجھ سے شفاعت طلبی
مرحبا سید کی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

نور سے تیرے منور ہے یہ سارا عالم   دیکھکر جس کو خجل شمس و قمر ہیں باہم
حسن تیرا ہے شہا غیرت ناہید و صنم   دیکھئے حضرت یوسف بھی تو کہتے ہیں ہم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

دو شرف رب دو عالم نے ہے تم کو بخشا   کہ ملائک بھی ہیں سو جان سے قربان و فدا
تاج و لاک لما حق سے لیا تم کو عطا   ایسا رتبہ بخدا اور نبی کو نہ ملا
نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

حال اسلام کا میں کس کو سناؤں جاکر   پھیلی ظلمت ہے مسلمانوں کا اب نور یہ
ہر جگہ جور ہے پامال ہے بے بسوں کی نظر   امت عاجز و بیکس کی ہے حالت ابتر
چشم رحمت بکشا سوئے مسلماں بنگر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

فیض مخصوص کسی پہ نہیں اے شاہ کرام   چشمہ لطف سے سیراب دو عالم ہے تمام
ہند کا حال ہے ابتر ترا اے شاہ انام   اہل توحید پہ ہے بارش لطف و اکرام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

انبیاء درس کرامت کے بہت آئے حضور   اتری انجیل کبھی تو کبھی توریت و زبور
نا مکمل تھا مگر رشد و ہدایات کا نور   دین ہو جائے مکمل تھا خدا کو منظور
زاں سبب ذات تو در ملک عرب کرد ظہور

زاں سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

جبکہ منظور ہوئی عرش کی کرنی گلگشت — آپ تشریف سے ہمراہ فرشتے اکثر گشت
طے کیا بعد وضو آپ نے عرفاں کا دشت — گرد رہ چراغ بنے خواہ وہ ہوں ہفت گنبد
شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت
بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

ہوگا ہنگامہ بپا حشر میں جب بہر نجات — کون پوچھے گا سوا تیرے گنہگاروں کی بات
سب اٹھیں گے یہی کہتے ہوئے منہ سے کلمات — اے شہنشاہ عرب اے شہ عالی درجات
ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
رحم فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

پہلے حالت جو تھی اب لگتے ہیں وہ تشنہ ستم — پاس دولت ہے نہ ثروت ہے نہ وہ شوکت و حشم
حالت زار مری دیکھئے اے شاہ امم — آپ کے در کا ہوں سگ کیجئے کچھ لطف و کرم
نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

بیچ گرداب معاصی سے مسلماں کا جہاز — نخل اسلام ہو پھر سبز پھر اے شاہ حجاز
اے رسول عربی ہاشمی و بندہ نواز — آپ کی ذات مبارک پہ ہے امت کو ناز
بہ در فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز
رومی و طوسی و ہندی و حلبی و عربی

چشم الطاف جو امت پہ تمہاری ہی تھی — دل سے ہو جائیں ظلم و رنج و قلق دور ابھی
ہے یہ غنی کی دعا تم سے بقول قدسی — مجھ گنہگار پہ بھی ہو نظر لطف کبھی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ غنی و قدسی بہ درمان طلبی

مناجات حضرت شاہ غلام حیدر صاحب صغیر مرحوم لکھنوی

اے خدائے دو جہاں خالق اکبر تو ہے — آفرینندۂ مہر و مہ و اختر تو ہے
تاج بخش سر ہر خسرو و قیصر تو ہے — سامع شور و فغان دل مضطر تو ہے
تری تسبیح میں ہر شئے ہے وہ معبود ہے تو
جس نے ڈھونڈا ہے تجھے جا بجا وہیں موجود ہے تو

تو نے ہر شئے کو ہر اک رنگ سے بخشی رعنائی — صنعت خاک کو گردوں کو کیا بینائی
پھل دئے شاخ کو بو گل کو عطا فرمائی — جملہ مخلوق سے کی تو نے جہاں آرائی
دی بلندی سر کہسار کو پستی کے لئے
ہم کو پیدا کیا معبود پرستی کے لئے

قوت باصرہ سب اہل نظر کو بخشی — آگ پتھر کو دی اور آب گہر کو بخشی
تیرگی شام کو تنویر سحر کو بخشی — منزلت علم کو توقیر ہنر کو بخشی
خاکساری میں شہنشاہ کیا درویشوں کو
مرہم وصل دیا عشق کے دل ریشوں کو

زندگانی کا اثر چشمۂ حیواں کو دیا — نور گرم آئینۂ مہر درخشاں کو دیا
جلوۂ سحر چراغ مہ تاباں کو دیا — جوہر عقل وہ مایۂ سر انساں کو دیا
اثر سعد دیا بال ہما کے پر کو
ہیرے لعل کو دیئے لعل دیئے پتھر کو

تو جو چاہے تو ہر اک برگ شجر بول اٹھے — ہاں اگر قبل از وقت سحر بول اٹھے
گر زباں گنگ کے منہ میں ہو یہ بول اٹھے — مرغ تصویر تو حکم اگر بول اٹھے
مردہ تجھ کو اگر ایما ہو تو زندہ ہو جائے
ریسماں چلنے لگیں مار گزندہ ہو جائے

تو نے شاداب ہر اک شئ کو کیا پانی سے — پرورش خاک کو دی ابر کی بارانی سے
قوت لامسہ دی جسم کو روحانی سے — موتی دریا کو دیے قطرۂ نیسانی سے
رتبۂ اکسیر کو بخشا تو شرف زر کو دیا
آگ میں صبر و آرام سمندر کو دیا

تیری مرضی ہو تو پانی لہر پتھر ہو جائے — تو جو چاہے تو بڑھاپے میں جوانی ہو جائے
قامت سرو گلستاں کو روانی ہو جائے — فصل گل آئی ہوئی باد خزانی ہو جائے
تیری قدرت سے ہر اک خار میں ہو گل پیدا
بیضۂ زاغ سے ہوں قمری و بلبل پیدا

تو جو چاہے تو بنا عہد کہن ہو میرا — صحت آباد ابھی خانۂ تن ہو میرا
جلوہ گر پھر در دنداں سے دہن ہو میرا — تو اگر چاہے تو پھر سبز چمن ہو میرا
وادئ عمر تر سعی کرم سے گلشن ہو جائے
بلبل جان کا پھر آباد نشیمن ہو جائے

نار کو جس سے ہے نفرت وہ گنہگار ہوں میں — جس سے جنت کو ہو پرہیز وہ گنہگار ہوں میں
جس سے ناخوش ہو رہائی وہ گرفتار ہوں میں — جس کو دوزخ میں کوئی پاؤں کرے وہ خار ہوں میں
جائے رحمت ہے یہی وقت عنایات کا ہے
آسرا اے میرے معبود تری ذات کا ہے

نفرت ارباب شریعت کو ہے یارب مجھ سے — منحرف ہو گئے سب صاحب مذہب مجھ سے
ناپسندیدہ دل کام ہوئے سب مجھ سے — دیدۂ اہل بصیرت میں پھرے رب مجھ سے
تو نہ پھیر اپنی نظر تیرا گنہگار ہوں میں
گو سیہ کار ہوں پر بندۂ غفار ہوں میں

میں ہوں ناپاک نجس تجھ سے ہو طہارت میری — داخل معصیت و کفر ہے طاعت میری
تو اگر چاہے تو ہو پاک نجاست میری — طالب رحمت معبود ہے غفلت میری
آرزوئیں جو ہیں دل میں وہ بر آئیں میری
بخش دے لے مرے معبود خطائیں میری

کوئی مذہب ہے نہ میرا کوئی ہادی ہے — جذبۂ عشق سے ایمان کی بربادی ہے
نامرادی سبب گریہ و ناشادی ہے — جسم پر دلق ریا خرقۂ آزادی ہے
کوئی سجدہ مرا درگاہ میں مقبول نہیں
خار ہیں گلشن طاعت میں کوئی پھول نہیں

شعلۂ نار جہنم سے بچا لے یارب — پڑ گئے جان کو ہیجان کے لالے یارب
کون مشکل میں سوا تیرے سنبھالے یارب — جوش تنگ آ گئے ہیں دل سے مرے نالے یارب
دل ہا سر دربار ہے انجام سے
نامرادی سے بچا لے مجھے ناکامی سے

تیری درگاہ معلی میں صغیر آیا ہے — اے شہنشاہ مجھ کو غفیر آیا ہے
لیکے پشتارۂ عصیاں کثیر آیا ہے — طالب عاقبت رب قدیر آیا ہے
ہے جبیں رکھ کے گنہگار جہاں نے یارب — [illegible]

میڈیکل کی خوشی کی خبر ... اور کارخانہ کی شہرت کی ...

حیرت انگیز ایجادیں

سال میں رعایت

(تعریف کے خلاف ثابت ہونے پر کل قیمت کی واپسی کا شرطیہ اقرار ہے)

طلا اور کریم چہرہ اور ہاتھوں کی جلد نرم چمکدار اور تروتازہ بناتی ہے جلد کو ... کرتی ہے لاجواب خوشبو کا گلدستہ ہے جس سے دماغ کو فرحت ہوتی ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ ... علاوہ ... ۱۲ ار۔

طلا ورسنو حسن و خوبصورتی کے لئے جادو ہے۔ سیاہ چہرے سپید گورے اور خوبصورت ہو جاتے ہیں۔ [illegible]

حصول شہرت [illegible]

حب طلافرد [illegible]

خوشبو قیمتی [illegible]

طلا اور فلیش ٹینٹ کریم گلاب کی مانند رخساروں ہاتھوں اور کلائیوں کو سرخ بنانے کے لئے لاجواب ایجاد ہے۔ [illegible]

نوجوان بنانے کیلئے

ایک جدید حیرت انگیز علاج

حال ہی میں اس طریقہ علاج سے کلکتہ کے دو مشہور ڈاکٹروں نے یا اس ... مریضوں کا علاج کیا ...

مریضوں نے جن کی تعداد اس جدید طریقہ علاج سے کئی ... پہنچ چکی ہے

چھ ما ... اٹھارہ بائیس اور بلکہ سات گیارہ سال سے اس مرض میں مبتلا تھے اور جن کو کسی دوا سے فائدہ نہیں ہوا تھا ذیل کی ادویات جدید طریقہ علاج سے کامل صحت حاصل ہوتی ہے۔ **وہ اکسیری دوائیں** جو دنیا میں نامردی کے علاج کے لئے بہترین مانی گئی ہیں وہ یہ ہیں:-

سفوف اصلاح اس کا استعمال پہلے ہفتہ سے شروع ہوتا ہے۔ مادہ منویہ کی اصلاح کرنے تولیم کو گاڑھا کرنے اور کافی مقدار میں پیدا کرنے کیلئے اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ بری عادتوں اور بے احتیاطیوں کے سبب جب مادہ پتلا پڑ جاتا ہے اور کم مقدار میں خارج ہوتا ہے اور جریان کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں ... اور ... بہت ... مادہ نکلنا سرعت رقت اور کثرت احتلام کا ہونا وغیرہ امراض کے ... کے لئے۔ یہ مجرب ترین سفوف ہے قیمت ... روپے ۱۲ ر۔

ماء الحیات اس کا استعمال دوسرے ہفتہ سے شروع ہوتا ہے اس کے استعمال سے جب مادہ منویہ کی اصلاح ہو جاتی ہے تو بدن میں تازہ خون پیدا کرنے اور خون کو کافی مقدار میں بڑھانے کیلئے اس کو استعمال کیا جاتا ہے جوانی کا ... شروع ہونے لگتا ہے اور اس کا ایک ... کا استعمال خون ... کو اتنا بڑھا دیتا ہے کہ بعض لوگ ضبط نہیں کر سکتے اور بعض مجبوراً شادی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ بوڑھے جوان بنے ہیں اور ماء الحیات کے استعمال کرنے والے اپنی عمر کو بڑھا سکتے ہیں بشرطیکہ ضبط سے کام لیں۔ قیمت ... سے

طلا دود ... والا یہ لاجواب طلا ہے جو عضو کی تمام ... کا ... پیدا شدہ نقائص کمزوری سستی ... کو ... [illegible] ... میں یوم شباب کی حقیقی قوت پیدا کرتا ہے ... خرابیاں رفع ہو جاتی ہیں اور بالکل ... بنا دیتا ہے۔ قیمت ... روپے ... کل بکس ... دویات۔ رعایتی صرف ...

رنگین [illegible]

تریاق رحم [illegible]

روغن گوش [illegible]

سوزاک کی دوا [illegible]

طلا ارزی [illegible]

ملوپیٹ کریم [illegible]

سپیک کریم [illegible]

دس روپے سے زیادہ کا مال منگانے والوں کو محصول ڈاک کی رعایت بنصف رقم پیشگی ضرور بھیجیں۔

المشتہر:- سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل دہلی

[illegible]

حمیدیہ پریس دہلی کی کتابیں

جن کی تمام آمدنی رسالہ مولوی کے نقصان میں صرف ہوتی ہے اور دو روپے سالانہ لاگت کا پرچہ ایک روپیہ میں دیا جاتا ہے اس لیے کتابیں خریدیے

مولوی کی قدر ہندوستان اور اتنی ارزانی اسی بنا پر ہے کہ ناظرین مولوی اپنا ذوق مطالعہ پورا کرنے کے لئے حمیدیہ پریس دہلی سے ہی کتابیں منگاتے ہیں، اور جب بھی انہیں کسی کتاب کی ضرورت ہوتی ہے تو حمیدیہ پریس کی معاونت کبھی نہیں بھولتے۔ انکی یہ عنایت دنیا میں ہی باعث ہے کہ ان کا پرچہ اب ہندوستان میں عدیم النظیر ہے اور اس رسالہ کی اس امداد سے جو دینی فائدہ مسلمانان ہند کو پہنچ رہا ہے اس کا اجر تو خدا ہی جانتا ہے۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ بلا ضرورت کتابیں خریدیے، لیکن یہ ضرور عرض کرونگا کہ جب بھی آپ کوئی کتاب یا قرآن شریف منگائیں تو صرف حمیدیہ پریس دہلی سے کیونکہ علاوہ اس کے کہ آپ کو کفایت یہاں سے کتابیں ملیں گی، اس کا ثواب مفت میں ملیگا، کہ آپ نے رسالہ مولوی کی اعانت کی، یعنی دین کی اعانت کی، خدا کے احکام مسلمانوں تک پہنچانے میں اعانت کی اور رضا الٰہی حاصل کی

باہر کی کتابیں جب آپ کوئی ایسی کتاب طلب فرمائیں جس کا مولوی میں اشتہار نہیں ہے تو اس کی قیمت ضرور لکھدیں، یہاں کے تاجر اپنے ہم عصر دوکانداروں سے دہ برتاؤ کرتے ہیں کہ کسی طرح ان کو نقصان پہنچ جائے یعنی ہم سے وہ ایسے کڑے دام لیتے ہیں جس سے کم وہ شاید معمولی گاہک سے لے سکتے ہوں، اور ایسی کتابیں جب گرانی کی وجہ سے واپس آجاتی ہیں تو علاوہ محصول ڈاک کے کتابوں کی قیمت بھی ضائع ہوتی ہے اور یہ بھی ایک سبب نقصان ہوتا ہے اس لئے کتابوں کی وہ قیمت جو ہ لکھدیجیے جہانتک خرچ سکیں

کتابیں منگانے سے پہلے یہ خوب ذہن نشین کر لیجیے، اگر کوئی ایک کتاب ہی چھوٹی سے چھوٹی بھیجی نہیں ہے جب پر محصول ڈاک نہ لگتا ہو یعنی محصول ڈاک کتاب کی قیمت سے بہر حال زیادہ ہوگا، مثلاً اگر آپ ۳ کی کوئی کتاب ہی منگائیں تو وہ کم سے کم ۳ آنے میں آپ کو ملے گی، وہ آنے رجسٹری وی پی اور فیس منی آرڈر، اور صرف ۲ پیکٹ کے وزن کا کرایہ، اب اگر آپ کتابیں زیادہ تعداد میں منگائیں تو فیس منی آرڈر اور رجسٹری وی پی تو بدستور رہیگا، لیکن پیکٹ کے وزن کا کرایہ صرف بڑھتا رہیگا، یا یوں سمجھئے کہ ۳ کی کتاب ۳ پیسے یعنی ۵ محصول ڈاک خرچ ہوا تو ایک روپیہ کتاب پر ۷ محصول خرچ ہوگا، ڈیڑھ روپیہ کی کتابوں پر ۸ اور دو روپے کی کتابوں پر ۹ غرض کہ آگے جا کر صرف جزوی اضافہ ہوتا رہیگا، اس لئے جہانتک ممکن ہو بقدر گنجائش زیادہ کتابیں ایک وقت میں منگائیے۔

وی پی کی وصولی میں بھی اب ترمیم ہوگئی ہے، اب جس وقت آپ کوئی وی پی منگائیں تو اسی وقت سے اس کی وصولی کا انتظام کر دیں، اب تو ڈاکخانہ صرف ۷ روز بھی وصولی کی مہلت نہیں دیتا، اس لئے وی پی پہنچتے ہی وصول کر لیجیے، وی پی کی واپسی پر دوہرا محصول ڈاک کا نقصان ہو جاتا ہے، خیال تو کیجیے اس نقصان کا کیا ٹھکانا ہے اور کیسا درد انگیز ہے کہ ۳ کی کتاب آگئے تو شاید ایک آنہ یا ڈیڑھ آنہ نفع کا ہے اور واپسی پر تو ۵ ضائع ہو جائیں، اور خدانخواستہ اگر کوئی قرآن شریف واپس ہوا تو ۲ یا ۳ تو نفع کے ہیں اور روپیہ سوا روپیہ کا نقصان ہو، اس لئے وصولی وی پی کا خاص اہتمام فرمائیے، یہ بھی یقین کر لیجیے کہ یہ نقصان حقوق العباد میں شامل ہے اور اس سے رستگاری بلا تلافی ممکن نہیں

مصری بہت شگفتہ ٹائپ کا چھپا ہوا بے نظیر مجلد سفید جرمنی کاغذ والا قرآن شریف

یہ قرآن شریف یورپ کی چھپائی کا بہترین نمونہ ہے جو جرمنی میں چھپا ہے، ایسی صاف چھپائی ہے گویا سنگ مرمر میں سیاہ پچی کاری ہو رہی ہے، کاغذ بھی بہت خصوصیت کے ساتھ جرمنی میں بنایا گیا ہے جو بائبل پیپر کے نام سے مشہور ہے، اس کی تقطیع مولوی سے نصف ہے، اور جرمنی سے ہی جلد شدہ آیا ہے، وہ لوگ جو قرآن شریف بھی ایسا اعلیٰ دیکھنا چاہتے ہیں جیسے یورپ کی اور بہترین کتابیں، ان کو یہ قرآن شریف ضرور منگانا چاہئے جس کے شل ملنا ممکن نہیں ہے، اس لئے ان کے لئے منگایا ہے،

یہی وہ قرآن شریف ہے جو پچھلے دو سال میں کئی ہزار ہدیہ ہوا جب اس کی قیمت مع محصول ڈاک ۳ روپے تھی، اور اب عید میلاد کی رعایت سے اس کا ہدیہ بھی کم کر دیا گیا ہے

یہی وہ قرآن شریف ہے جو ریاست حیدر آباد کے ہزارہا شوقین نوجوانوں کے زیر مطالعہ رہا ہے کیونکہ اب تو ذہین نوجوان ظاہری خوشنمائی اور نفاست کے بہت دلدادہ ہوتے ہیں، اسی لئے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوا

بمبئی میں تو یہ قرآن شریف ہر ایک کے پاس یہ قرآن شریف موجود ہوگا، اور جاوا میں تو سوائے اس قرآن شریف کے اور کوئی دوسرا قرآن ہی نہیں آپ بھی ایک منگا کر تحفہ لیجیے ہدیہ مجلد رعایتی مع محصول ڈاک ۲ روپیہ کل ہے

مینیجر ... حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

میلاد نامہ

حضرت خواجہ حسن نظامی کی مشہور کتاب کا بانی تصنیف ہے جس کے بارہ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، ایک سو چونتیس صفحہ کی کتاب ہے کہائی چھپائی اعلیٰ ہے کاغذ سفید اس کتاب کے اندر دو حصے ہیں پہلا حصہ دو صفحہ کا ہے جس میں حسب ذیل بیانات ہیں، میلاد شریف کی فضیلت اور احتیاط، صاحب میلاد کے بزرگوں کے احوال ولادت آنحضرت یہ ایسا موثر ہے کہ تمام محفل میلاد میں ذوق شوق پیدا ہو جاتا ہے نثر بھی اور نظم بھی اس بیان میں ولادت سے لے کر جوانی تک کے حالات ہیں بچپن کی پرورش کیفیت بچپن اور جوانی کی باتیں پہلی شادی تک کا ذکر ہے اس کے بعد حصہ ختم ہو جاتا ہے اور دوسرا حصہ رسول نبی شروع ہوتا ہے جس میں کتب قدیمہ کی بشارتیں اور پیش گوئیاں ہیں اور ذکر معراج ہے اور بنی ہاشم اور حضرت ابو طالب کی امداد کا حال ہے اور غریب مسلمانوں پر ستم، حضرت حمزہ کا اسلام حضرت عمر کا مسلمان ہونا اسلام کی بائیکاٹ مدینہ کی ہجرت، جہاد کا پہلا حکم جنگ بدر کی لڑائی، یہود کی لڑائی احد کی لڑائی، حضرت عائشہ پر تہمت خندق کی لڑائی، بنی قریظہ کا حملہ، فتح مکہ، اور متعدد حالات قیمت ایک روپیہ محصول ۵ (؟) حمیدیہ پریس دہلی

آمنہ کے لال

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود شریف حضرت علامہ راشد الخیری کی تازہ تصنیف جس کا کئی کئی سال سے تعلیم یافتہ مسلمانوں کو انتظار تھا نہایت آب و تاب کے ساتھ چھپ کر تیار ہے، اب پڑھی لکھی عورتوں کی مجالس میلاد میں بھی کتاب پڑھی جا سکی اور وہ اپنی غیر مسلم سہیلیوں کو بے تکلفی کے ساتھ بلا سکیں گی، اور اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد بڑے ذوق و شوق سے آمنہ کے لال" کا مطالعہ کریں گے، کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو خلاف عقل کہا جا سکے، نثر کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں نظم ہے وہ بھی اس قدر موثر ہے، کہ اہل دل تڑپ اٹھیں، کیونکہ تمام اشعار خود علامہ مخدوم ہی کے ہیں

آمنہ کے لال میں علامہ راشد الخیری کا بہترین لٹریچر ہے

آمنہ کے لال میں واقعات کا انتخاب بہت صحت سے ہوا ہے

آمنہ کے لال کی عبارت صدر درجہ فصیح اور دلآویز ہے۔

آمنہ کے لال میں حالات پیدائش اس درجہ ولولہ انگیز ہیں کہ محفل پر جوش و وجد طاری ہو جاتا ہے، غرضیکہ میلاد کی کتابوں میں سب سے بہتر اور موثر کتاب ہے، قیمت عہ محصول ۴ر

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

میلاد محمد مختار

اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات، عالم ارواح سے کر آپ کی پیدائش تک اور پیدائش سے لیکر زمانہ نبوت تک اور نبوت سے لیکر آپ کی وفات تک کا ذکر ہے اور یہ کل حالات ہیں جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور حضرت خواجہ قطب الدین دہلوی نے تصنیف فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری اور آپ کی میلاد میں آجتک اس سے بہتر کتاب تیار نہیں ہوئی، زبان سلیس اردو ہے نثر و نظم کا یہ ایک ایسا مجموعہ ہے جس سے پڑھنے والے اور سننے والے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس کے موجود ہوتے ہوئے رسول خدا کی سوانح عمری اور میلاد کی بابت پھر کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ اعلیٰ کاغذ چکنا و سبز روشن قلم اور رنگین، ٹائیٹل مع نقشہ مسجد نبوی اور روضہ اقدس

اس لحاظ سے تو یہ کتاب اور بھی دلچسپ ہو گئی ہے کہ جگہ بہ جگہ بہت کافی دلچسپ نظمیں ہیں، قیمت ۸ر محصول ۲ر کل ۱۰ر ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

سیرت الحبیب

یہ مولوی فاضل محمد عبدالتواب صاحب کی تصنیف ہے مولوی صاحب ممدوح نے قرآن شریف سیر و تواریخ، احادیث صحیحہ سے نہایت آسان سلیس اردو میں ترجمہ کر کے حضور پرنور کے واقعات زندگی کو سلف صالحین کے طریقے پر عجیب دلکش پیرایہ میں مسلسل طور پر قلمبند کیا ہے۔ احادیث و آیات کے ساتھ ہی بالمقابل تراجم اعراب اور حوالے نقل کئے ہیں،

بلیں وجہ علماء کرام نے اس کے آسان عام فہم ہونے نیز صحیح مستند روایات کی بنا پر اس کتاب کی بہترین صاف تعریف کی اور اس پر بہت اچھی تقریظیں لکھی ہیں

مجالس وعظ اور محفل میلاد میں اس کے پڑھنے اور سننے سے عجیب کیفیت اور رقت طاری ہوتی ہے، جو مسلمان حضور پرنور کے صحیح حالات زندگی اور فیضان سے مستفید ہونا چاہیں وہ سیرۃ الحبیب کا ضرور مطالعہ کریں قرآن شریف پڑھے ہوئی عورتیں اور بولنے والے بچے، عام طور پر مسلمان اس کتاب کو آسانی سے پڑھ سکتے ہیں قیمت ۱۲ر محصول ۵ر کل ۱۷ر حمیدیہ پریس دہلی

رحمۃ للعالمین کامل

امت وسطیٰ اور امت مرحومہ کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ ہر اس چیز سے پرہیز کرے جو تفریق بین المسلمین کا باعث ہو، لیکن ایسی راہ اختیار کرے جس میں زیادہ سے زیادہ گروہ مسلمین متفق ہو جائیں، بزم میلاد بھی ہماری بدبختی کے باعث موجب اختلاف بن گئی ہے اور کچھ نہیں تو قیام و اہتمام پر ہی لوگ کٹ مرتے ہیں سواد کی فقاہت اور عدم فقاہت پر ہی جوتا چل جاتا ہے اس امر کو مد نظر رکھ کر حمیدیہ پریس دہلی نے رحمۃ للعالمین کامل کتاب مجالس میلاد کے لیے پیش کر دی ہے جو اس سب اختلافوں سے پاک ہے اور بزم میلاد کے لیے سب سے اچھی کتاب ہے جس میں اس کا اہتمام کیا گیا ہے، کہ جہاں یہ کتاب پڑھی جائے وہاں کے سامعین ایک دوسرے پر معترض نہیں بلکہ ایک دوسرے کے ہمدرد و معاون ہو جائیں، اس کتاب میں یہ نہیں لکھا ہے کہ ظہور قدسی کے وقت کیا کیا معجزات ظہور پذیر ہوئے، بلکہ اس میں اس سے بحث کی ہے کہ حضور کی بعثت نے کس طرح معجزانہ طور سے دنیا کا نقشہ بدل ڈالا، اور حضور کی تعلیم کا اثر دنیا پر کیا پڑا، اس کے دو حصے ہیں پہلا حصہ مردوں کے لیے اور دوسرا عورتوں کے لیے قیمت کامل یکجا ۱۰ر محصول ۵ر کل ۱۵ر حمیدیہ پریس

سیرۃ نبوی

حضرت خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی بالکل نئی لکھی سیرۃ رسول عجیب و غریب کتاب اپنی نوع کی بے نظیر تصنیف ہے۔

سات سو چار صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور مقامات مقدسہ کے ۱۲ فوٹو ہیں، تمام چھپائی سبز رنگ کی ہے۔ کاغذ بھی اعلیٰ درجہ کا ہے۔

اس کی جدت یہ ہے کہ ہر مضمون ایک صفحہ کا ہے گویا اس کتاب میں سات سو چار مضامین ہیں اور مضمون کا ہر صفحہ سیرت رسول کا ایک واقعہ ہے اس طرح ۷۰۴ واقعات رسول اللہ کی زندگی کے اس کتاب سے معلوم ہو جاتے ہیں، کوئی سیرت رسول آجتک نہیں لکھی گئی جس میں سیرت رسول کی اتنی زیادہ تفصیل بھی ہو اور تعلیم و تربیت کے جدید سائنس کی حالت بھی مد نظر رکھی گئی ہو،

اس کتاب کی نسبت لارڈ ارون، گورنر پنجاب، گورنر یوپی، ہوم ممبر یوپی، اور کثیر التعداد والیان ریاست نے خطوط کے ذریعہ پسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور مختلف درسگاہوں نے اس کو داخل نصاب کر لیا ہے قیمت دو روپے محصول ڈاک ۶ر کل ۲ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مولود شریف کی چند مستند کتابیں

مولود وعظ شریف حضرت مولانا شاہ عبدالحق صاحب کی لکھی ہوئی کتاب ہے، اس کا استناد اظہر من الشمس ہے اکثر جگہ دلکش نظمیں بھی ہیں ۷۰ صفحات قیمت ۶ محصول ۲ کل

مولود عزیزی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کا لکھا ہوا مولود ہے جو اپنی نوعیت میں یگانہ ہے جو باتیں ایمان کا اصلی جزو ہیں، اور جن کا جاننا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے مثلاً حضور پر قرآن پاک نازل ہونے کا حال، معراج پیغمبر۔ عبادات کی حکمتیں یہ حالات مولود سے مستزاد ہیں، قیمت ۱ محصول ۲ کل

رسول عربی بہت جلی قلم کی لکھی ہوئی کتاب ہے جس کو عورتیں اور بچے آسانی سے پڑھ سکتے ہیں، زبان اس قدر صاف ہے کہ ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو عام فہم نہ ہو ضخامت تقریباً سوا دو سو صفحے قیمت صرف ۸ محصول ۵ کل ۱۳

محمد کائنات رسول کریم کی مختصر سوانح حیات چھوٹی اور مختصر مجالس میں پڑھنے کی کتاب ہے اس کا مصرف زیادہ تر کی ایک مجلس ہے یہ ہوا کہ شیرینی کی بجائے کتاب تقسیم کی گئی ضخامت ۹۶ صفحات قیمت ۴ محصول ۵ کل ۹ تعلیم کے لئے سات پیسے کی سو جلدیں علاوہ محصول حمیدیہ پریس دہلی

مولود شہیدی عاشق رسول غلام امام شہید کا لکھا ہوا بہت مشہور و معروف مولود جو لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکا طرز بیان ایسا عجیب و غریب ہے کہ سامع مبہوت رہ جاتا ہے درمیان میں بیسیوں دلنواز روح افزا نظمیں اور نعتیں ہیں ۱۴۴ صفحات قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳

زیور ایمان یعنی عورتوں کا میلاد نامہ اس میں خصوصیت کے ساتھ امہات المومنین کے حالات بہت دلچسپ ہیں رسول اللہ کے میلاد سے لے کر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں، زبان عورتوں کی سمجھ کے موافق ہے اور بہت ہی مقبول ہے قیمت ۵ محصول ۵ کل ۱۰

مولود سعدی و سعیدی یہ دونوں میلاد نامہ گو مختصر ہیں لیکن جذبات کو موثر کرنے میں ایسے بے مثل ہیں، کہ ان کے دل سے سننے کے بعد عشق رسول اور محبت حبیب کے نقوش دل میں گڑ جاتے ہیں، دونوں کی قیمت ۶ محصول ۵

رحمۃ الرحیم یہ ایک مختصر اور دلچسپ میلاد نامہ ہے نظمیں بھی ہیں اور غزلیں بھی اور مناجاتیں بھی قیمت ۴ محصول ۵

یہ سب مولود کی کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

اکبر وارثی میرٹھی کی نعتیں

مدینہ ستان کلام اکبر وارثی آپ کے نعتیہ کلام سے مخلص شعر ... ترانہ ...

تاج کلام اکبر یہ نعت میں اکبر صاحب مرحوم کا پہلا دیوان ہے اس کی مقبولیت کا اندازہ آٹھ مرتبوں کی قیمت سے ہو سکتا ہے قیمت ۸

جمال مصطفیٰ اکبر یہ دوسرا دیوان کثرت شوق اور کلام کی مقبولیت نے چھپوایا لاجواب مجموعہ نعت ہیں، قیمت ۸

ریاض اکبر کیفیت میں لاثانی، تمام نعتیہ غزلیں ہیں اکثر ... جیسے کلام ہے کہ سبحان اللہ بہت ضخیم ہے قیمت ۸

گلزار اکبر حصہ چہارم آنحضرت کی شان میں نعتیہ کلام نہایت عمدہ اپنی آپ نظیر ہے، تعریف سے زبان قاصر ہے، قیمت ۸

میلاد اکبر وارثی کہاں ہیں وہ عاشقان رسول میلاد شریف کے پڑھنے اور سننے والے رات دن نئی نئی نعتوں کے متلاشی رہتے ہیں، آئیں میلاد اکبر کو ملاحظہ کریں، تمام میلاد ... نرالا ڈھنگ نظم و نثر نہایت سلیس زبان میں ہوا ہے نعتیہ غزلیں و سلام وغیرہ سے جواز فتنے کہ معظمہ اور مدینہ منورہ، یہ بہت ہی والہانہ میلاد نامہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک حرف دل کی گہرائی سے نکلا ہے، قیمت ۱۲ ہر کتاب پر الگ الگ محصول ۵ اور سب پر یکجا صرف ۸ حمیدیہ پریس دہلی

امت کی مائیں

رسول کریم کی شان میں گستاخی کرنے والے عیسائی اور تہمت تراش آریہ مبلغین کے پاس ہمارے خلاف سب سے بڑا ہتھیار یہ ہے، کہ رسول کریم نے سب سے زیادہ بیویاں کیں جو اور مسلمان نہیں کر سکتے، اسی اعتراض کو قلع قمع کرنے کے لئے علامہ راشد الخیری نے ثابت کیا ہے کہ ان تمام نکاحوں میں ایک نکاح بھی ایسا نہ تھا جو صرف نفس کے لئے ہو سکتا ہو بلکہ سب میں اسلام کے مصالح وابستہ تھے۔ اور اس کے بعد ممدوح نے ہر زوجہ محترمہ کے حالات بشرح و بسط لکھے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کے مصالح اور ضروریات کا ذکر کیا ہے، سب سے زیادہ مکمل تذکرہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ ممدوحہ کیوں سب سے زیادہ حضور کی محبوب بیوی تھیں، اور حضرت ام المومنین کے ذریعہ اسلام کی کیا خدمت ہوئی

کتاب ہر لحاظ سے اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس کو پڑھے، قیمت صرف ۱۲ محصول ۴ اور ... چھپائی، لکھائی، کاغذ بہت اعلیٰ۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

خاتون جنت

سیدہ بنت رسول علیہ السلام کی حیات طیبہ یوں تو بہت سی کتابیں آپ نے پڑھی ہوں گی، لیکن اس قدر مکمل اور مبسوط کتاب اس موضوع پر اور کوئی کتاب نہیں ہے، قابل مصنف نے نہایت تلاش کے بعد تمام حالات یکجا جمع کئے ہیں، اور سب سے زیادہ خصوصیت اس کتاب میں یہ ہے کہ اس کتاب میں متعدد فوٹو بھی ہیں، جو خاص طور سے اس کتاب کے لئے حاصل کئے گئے تھے۔

تاریخ میں ایک بیش بہا اضافہ کے ساتھ یہ کتاب یہ بھی بتلاتی ہے کہ میاں بیوی کس طرح رہتے ہیں، ماں بچوں کو کیونکر پالتی ہیں، دنیا کے ساتھ دین کیونکر میسر آتا ہے،

اسی سلسلہ میں حضرت امامین علیہ السلام کے حالات اور جناب پیغمبر خدا کی سوانح عمری بھی شامل کتاب ہو گئی اور کتاب کی ضخامت بھی تین سو کے قریب پہنچ گئی ہے

یہ کتاب اس لحاظ سے بھی خاص ضروری ہے کہ اس کے ذریعہ متبرک مقامات مقدسہ کے فوٹو آپ کو مل جاتے ہیں قیمت اعلیٰ ۱۲ رعایتی صرف ۸ محصول ڈاک ۴ کل ۱۲

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے۔

رسالت نامہ

نور ماہ نبوت کے چلے دربار رسالت میں جھک جا، رخاک کی صورت انسان دو عالم کے شہنشاہ تاجدار مدینہ کو اپنے مصروف فریب میں فراموش نہ کرو آنکھوں کو ندامت کے آنسوؤں سے تر کر اور مدنی پیا کی حیرت انگیز زندگی مبارک کے حالات پڑھو اس جینے کی بالکل نئی اور لاجواب تصنیف "رسالت نامہ" آئینہ ہے امت کی کشتی کے ناخدا کی یہ آپ بیتی ہے، یہ اسلامی تاریخ بھی ہے، میلاد شریف بھی ہے، یہ مجلس میلاد میں پڑھنے کے قابل ہے، یہ گھر کی عورتوں اور بچوں کو جمع کر کے سنانے کے لائق ہے نہایت شستہ اور آسان زبان میں واقعات مفصل طور پر بیان کئے گئے ہیں، یہ وہ بھی اسلامی تاریخ ہے جو ابتدائے اسلام سے حضور کی وفات تک کے تمام واقعات بیان کرتی ہے

یہ کتاب انداز بیان کے لحاظ سے بہت جامع اور بہت دلکش ہے اور نثر کے ساتھ جہاں کہیں بھی نظمیں ہیں وہ بہت عمدہ و دلنشین ہیں،

قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۵ کل ۱۵

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

تاریخ مکہ

اب اگر بیٹھے گھر حرم محترم بیت اللہ کی زیارت کرنا چاہیں تو تاریخ مکہ منگا لیجئے، یہ وہ بے نظیر کتاب ہے جس سے جزیرۃ العرب کے تمام و کمال حالات معلوم ہو جاتے ہیں، اس وادی غیر ذی زرع کی مکمل تاریخ ہے جو اس وقت تک آباد ہے جب حضرت ابراہیم کا آباد کیا ہوا خطہ تھا، یہ اس مقدس مکان کی تاریخ ہے جس کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے پہلی مرتبہ بنایا تھا، یہ اس خطہ سعود کی تاریخ ہے جہاں اس کے مٹانے والے اصحاب فیل کو ابابیل نے مٹا دیا، ہر مسلمان کو جو قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتا ہے اس قبلہ کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے، اس کتاب میں تاریخ حج اور مناسک وغیرہ کی بھی پوری تفصیل ہے، اور خانہ کعبہ، فاران صفا و مروہ منیٰ حجاز وغیرہ کا ایک نیز دیگر ضروری مقامات کے فوٹو بھی ہیں، جدید اڈیشن میں جدید ترقیوں اور حجاج کی کافی سہولتوں کا بھی تذکرہ ہے علاوہ قبلہ کی معلومات اور تاریخی واقفیت کے ایام حج میں ساتھ رکھنی بھی ضروری ہے، قیمت عہ محصول ڈاک ۶ر کل ۱۲ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ مدینہ

عاشقان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک نادر کتاب ہے، سفر نامہ شہر مدینہ منورہ حضور اقدس و نقشہ غلاف روضہ مبارک و نقشہ شہر مدینہ،

کون مسلمان ہے جسے محبوب و پیارے حبیب کردگار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو یقیناً ہر مسلمان جس کو حضور سے محبت ہے اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا، لہٰذا ہم نے بصرف کثیر اس کتاب کو برادران اسلام کے لئے تیار کیا ہے، بے شمار تاریخ کی مستند کتابوں کی ورق گردانی کے بعد مدینہ طیبہ کے صحیح صحیح حالات، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جو جو واقعات پیش آئے ہیں ان کا مفصل تذکرہ موجود ہے غرض کہ یہ کتاب آجتک کے تمام حالات سے لبریز ہے، اور ابن سعود کے زمانہ میں جس قدر ● بروما ترکی شکست و ریخت ہوئی ہے ان سب کی تاریخی اہمیت بتلائی گئی ہے، ماشقان نبی کریم کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے، قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۶ر کل ۱ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ حبیب اللہ

سیدنا کریم حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حالات ہر طبقہ اور ہر خیال کے بزرگوں نے لکھے ہیں، بعض نے خوارق کو اہمیت دی ہے، بعض نے معجزات کو نمایاں کیا ہے، بعض مصنفین نے گرما گرم روایات سے بزم میلاد کو گرما گرم کیا ہے، لیکن علمائے دیوبند میں جس عالم نے بھی سیرت حبیب پر قلم اٹھایا ہے، اس نے ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی روایت اور ہر واقعہ کو بغیر سند لئے اور تحقیق کئے نہیں لکھا، اس لئے دیوبندی سیلاد ناموں میں کوئی روایت اور کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوتا جس پر ذرا بھی شک عاید ہو سکے، مذکورہ کتاب بھی اسی اہمیت کو ملحوظ رکھ کر لکھی گئی ہے، یہ تاریخ اسلام بھی ہے، تاریخ حالات رسول بھی، ایک ایک واقعہ حدیث کی ترازو میں تلا ہوا ہے، گو کتاب والہانہ نعتوں سے معمور نہیں ہے لیکن سنجیدہ اور رنگین نظموں سے بھی خالی نہیں، اور بہت حد تک اپنی آپ نظیر ہے، اس کی ضخامت بھی دو سو صفحوں کے اندر ہے اور قیمت صرف ۱۲ر ہے اور محصول خرچ ہوتا ہے، عہ میں پہنچتی ہے، اور حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہے

خیر القرون قرنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے، کہ سب سے بہتر قرن حضور کا ہی ہے، اور اسلام نے جو شاندار ترقی قرن اول میں کی وہ دوسرے قرنوں میں اس شد ومد کے ساتھ نہیں ہوئی، اس لئے اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ قرن اول، فردوس آسیہ پڑھئے، یہ تاریخ نور محمدی سے لے کر وفات رسول تک بشرح و بسط حالات ہیں اس کے بعد حالات خلیفہ اول حضرت ابوبکر، مع حالات خلافت، حضرت عمر حضرت عثمان، حضرت علی کے حالات مع حالات خلافت اور تاریخ تفرقہ اسلام مع جنگ صفین اس کے بعد سانحات امیر معاویہ مع حالات شہادت، ان میں حضرت حسین علیہ السلام کے حالات تو بہت ہی درد ناک اور رقت خیز ہیں،

کتاب اپنی جامعیت اور تفصیل کے لحاظ سے بھی اتنی ضخیم ہے ۔۔۔ صفحات کے بڑے صفحہ پر ہے،

قیمت مجلد ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۔۔ کل ۔۔

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

محرم نامہ

یعنی تاریخ اسلام کا خونفشاں حصہ

مصنفہ حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ یہ ۱۲۶ صفحہ کی کتاب ہے، ساتواں اڈیشن ہے، لکھائی چھپائی اور کاغذ سب اچھا ہے، اور حسب ذیل بیانات ہیں، وفات رسول اور خلافت کا جھگڑا، حدیث قرطاس کی بحث حضرت ابوبکر کی خلافت، حضرت عمر کی خلافت، حضرت عثمان اور حضرت علی کی خلافتیں اور تمام جھگڑوں کی تفصیل، شروع اسلام کے چند شہید، حضرت عثمان کی شہادت، حضرت علی کی شہادت، حضرت امام حسن کی شہادت، جمل اور صفین کی لڑائیوں کا برپا ہونا، خارجیوں کا خروج، حکومت اسلام کی پہلی بدعت، یزید کی تخت نشینی، حضرت مسلم کی شہادت ان کے دو بچوں کی شہادت، حضرت امام حسین کا سفر کوفہ امام حسین کی شہادت، اور کربلا کے تمام دردناک واقعات یزید کے دربار میں ظالمی قیدیوں کا جانا، خواجہ صاحب کی مشہور تصنیف ہے جس کے نو برس میں سات اڈیشن چھپے، قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۵ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

یزید نامہ

مصنفہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب ایک سو بادن صفحہ کی کتاب ہے، لکھائی چھپائی صاف، کاغذ اعلیٰ درجہ کا، اس کتاب میں بنی امیہ کی پوری تاریخ ہے اور ہر بادشاہ کی خانگی اور بیرونی زندگی کو وضاحت اور صفائی سے بیان کیا گیا ہے، خصوصاً یزید پلید کی افسوسناک زندگی اور اس کا انجام بہت عبرت خیز ہے، نیز ابن زیاد شمر اور سعد قاتلان حسین کا انجام بھی اس کتاب کے ذریعہ معلوم ہوگا، قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۵ر کل ۱ر

شامی جہاد یہ ساڑھے پانسو صفحہ کی کتاب ہے اور مجلد ہے اس میں اصحاب رسول کی ان لڑائیوں کا تذکرہ ہے جو ملک شام اور بیت المقدس کی ابتدائی فتوحات میں پیش آئیں یہ کتاب لاگت پر فروخت ہوتی ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ غافل و مجبور مسلمانوں میں اولوالعزمی اور حوصلہ کی روح پیدا کرنی مقصود ہے، لا یعنی قصوں اور فضول قصوں کو چھوڑ دو اور اس کا مطالعہ کرو، قیمت عہ محصول ڈاک ۶ر کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

الغزالی

مصنفہ علامہ شبلی مرحوم

امام الاتقیاء و الاصفیا امام محمد غزالی کی سوانح حیات علامہ شبلی کے لکھے ہوئے یہ کتاب جس پایہ کی ہے ہو کم ہے۔ اسرار و خواص تصوف، شریعت اور طریقت کا جنگ اس میں اگر ودبت ہوئی ہے۔ امام کا فیصلہ ہے کہ شریعت مقدم ہے،

یہی وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ جہلا کو عرفان حق نصیب ہوا۔ اور یہی وہ کتاب ہے جو امام غزالی کی حیات کے جاں فزا مناظر دکھلاتی ہے،

امام کا بچپن جوانی، تعلیمات، تصوف کے نکات ملفوظات، اور معتقدات، شاہی دربار کے اقرانات اس پر ہی دنیا سے علیحدگی، بیزاری سب حالات ایسے ہیں کہ مسلمان اپنے لیے شاہراہ بنائیں

یہ کتاب بیس برس میں کوئی پندرہ مرتبہ چھپ چکی ہے، اور ہر سال اس کا ایک اڈیشن تیار ہو جاتا ہے۔ قیمت اصلی عہ رعایتی صرف عہ محصول عہ کل ۱۱؁

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

حیات سعدی

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کو کون نہیں جانتا، وہی گلستان بوستان کے مصنف جن کی بیشتر تالیفات آج بھی حرز جاں بنی ہوئی ہیں۔ ان کے حالات زندگی بہت دلچسپ اور لطافت سے پُر ہیں، علامہ شبلی نے ان کو اور پُر سرور کن بنا دیا ہے۔ حکیم مرحوم کی کمال شگفتہ اور نصیحت آمیز تالیف ضرور دیکھنا چاہئے، کاش سوانحات پڑھ لی جائے۔ قیمت عہ رعایتی ۳ محصول

حیات حافظ

یہ بھی علامہ شبلی کی تصنیف ہے، اور بہت دلچسپ سوانح عمری ہے، دیوان حافظ کے پڑھنے والے علی العموم یقین رکھتے ہوں گے کہ حافظ جیسا ایک ایک شعر کیف شراب سے چور ہے ضرور کوئی پرانے سے خمار ہوں گے۔ شبلی کی اس تاریخی تحقیقات نے واضح کر دیا ہے، کہ حضرت حافظ نہایت مقدس، قانع اور صلح جو شاعر ہی نہ تھے بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے فلاسفر اور کامیاب ڈاکٹر و حکیم تھے

اصلی قیمت عہ رعایتی ۳ محصول ڈاک عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

آغاز اسلام

بچوں اور عورتوں کے لیے بہت مفید کتاب ہے جو علامہ شبلی نے رئیس بھوپال کی بہن کے لیے لکھی۔ یہ کتاب ہزارہا مدرسوں میں شامل نصاب ہے

اس میں رسول کریم کی پیدائش، معجزات پیدائش، طفولیت، مدت رضاعت، جوانی، شادی، تجارت، نکاح اول، بعثت، معراج، ہجرت، غزوات، مال غنیمت، غرض تمام کیفیات بالاختصار لکھی ہیں۔ انداز بیان ایسا ہے، کہ بچہ بوڑھا، عورت مرد سب آسانی سے سمجھ لیتے ہیں،

آپ بھی اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو یہ مختصر کتاب ضرور ہی پڑھا دیجئے تاکہ وہ رسول کریم کے حالات سے واقف تو ہو جائیں، اور کم از کم مختصر حالات ہی آغاز اسلام کے معلوم، یہ گویا تاریخ ابتدائے اسلام کا عطر ہے جو بچوں اور ناواقف مسلمانوں کو سکھانے کے لیے علامہ شبلی نے کھینچا ہے

اصلی قیمت عہ رعایتی ۳ ایک روپیہ کی ۸ جلدیں محصول الگ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

خواجہ معین الدین چشتی

وہ جن کے ذریعہ سے ہند میں اسلام پھیلا اور خوب پھیلا وہ جنہوں نے اپنے شرف سے عالم ہند کے زنگ آلود قلوب دم کے دم میں چمکدار کر دیئے، وہ جنہوں نے ہندوستان میں اسلام اور تعلیم اسلام کا سکہ موعظہ اور حکمت سے بٹھایا، جن کے دربار میں راجہ اور شودر دونوں ایک ہی وقت میں امرت رس لے رہے تھے ان کے حالات زندگی۔ لکھے کس نے، جامع حالات بھی کوئی ایسا نہیں قطب الاقطاب حضرت شاہ قطب الدین بختیار کاکی، جنہوں نے حضرت سے شرف صحبت حاصل کیا اور آپ کی تعلیمات کو اپنے روزنامچہ میں درج کیا۔ یہ روزنامچہ ایک بزرگ زادہ کے پاس جو تبرکاً قدیم سے چلا آتا تھا ہم نے دیکھ کر حضرت شاہ ناصر جلالی سے اس کا ترجمہ کرایا۔ اور اب کتاب کی صورت میں ہدیہ ناظرین ہے،

یہ گویا خواجہ غریب نواز کی تبلیغی سوانح عمری ہے

قیمت صرف ۸ محصول ۵ کل ۱۳

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

روحانیت کا بادشاہ

یعنی غوث پاک حضرت سید نا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات

حضرت کے نبیرہ (شجرۂ نسب) مولانا ناصر القادری کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور یہ ان ملفوظات کا عطر ہے جو ممدوح کو اپنے اسلاف سے نسلاً بعد نسل بطور توریث و تبرک ملتے رہے، یہ گو مختصر سوانح عمری ہے لیکن تعلیمات و ارشادات، و مقالات کے لحاظ سے ایسی عجیب ہے کہ اب تک کتابی صورت میں یہ چیزیں نہ تھیں۔ سینہ و سینہ ہوں تو ہوں،

آخر میں قصیدہ غوثیہ مع اقوال کے درج ہے اور اس کے متعلق قدما کا بیان ہے کہ قصیدہ کا عامل ہر کام میں بفضل ایزدی اور بدعائے پیران پیر کامیاب و فائز المرام ہے۔

اس کتاب کا اشتہار رسالے میں دو چار دفعہ ہوا ہے لیکن تقریباً ہر سال ایک اڈیشن فروخت ہو جاتا ہے

قیمت صرف ۹ محصول ۵ کل ۱۱

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

سیرت باقی

گو ہندوستانیوں کے جسم پر انگریزوں کی حکومت ہے لیکن مشرق سے مغرب تک روحانیت کے علمبرداروں کے دلوں پر نقشبندی حکومت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر رواں دواں تھے، آج بھی اس مادیت کے دور میں روحانیت کے شہنشاہ خواجہ حضرت باقی باللہ کے آستانہ مبارک پر ارباب حکومت کی پیشانیاں جھکی ہوئی دکھا رہی ہیں، اگر آپ ہندوستان کے اس روحانی تاجدار کے مبارک حالات دیکھنا چاہتے ہیں تو سیرت باقی پڑھیے یہ روحانیت کا قلمی درس ہے، یہ دنیا داری کی صحیح تعلیم ہے یہ دینداری کا سیدھا راستہ ہے اسمیں روحانی کہانیاں ہیں اسمیں پاکیزگی کے سچے قصے ہیں اسمیں اوراد و وظائف ہیں، اسمیں مصیبتوں سے نجات حاصل کرنے کے طریقے ہیں غرضکہ اسمیں وہ سب کچھ ہے جس کے لیے ایک دنیا دار اور دیندار مسلمان بیتاب ہے یہ کتاب پڑھنے والا اپنی اخلاقی مذہبی اور دنیاوی حالات صرف مطالعہ سے درست کر لیتا ہے قیمت ۱۲

محصول عہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

سیرۃ النبی

مصنفہ علامہ شبلی نعمانی مرحوم

سیرۃ رسول یوں تو سیکڑوں لکھی گئیں اور صدہا لکھی جائیں گی لیکن جو قبولیت اس کتاب کو ہے وہ کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ گو اس کی قیمت بہت زیادہ ہے لیکن پھر بھی اب تک ۵ ہزار سے زیادہ جلد بک چکی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ علامہ شبلی مرحوم کی زندگی کا حاصل صرف یہی کتاب ہے، اور بقول علامہ شبلی کہ خدا جب مجھ سے پوچھیگا کہ تو مجھ سے دنیا سے کیا لایا تو میں سیرۃ النبی کو پیش کر دونگا۔ حقیقت یہ ہے کہ شبلی کے اعمال صالحہ اور علمی خدمات میں مابہ الامتیاز صرف یہی ایک کتاب ہے۔ اس کے دو حصے ہیں، حصہ اول میں ولادت سے لے کر غزوات تک سلسلہ وار حالات ہیں، اور ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے۔ قیمت اصلی چھ روپے رعایتی للعہ

حصہ دوم از سنہ ہجری تا وفات جملہ مفصل و مکمل حالات قیمت اصلی پانچ روپے رعایتی ہے۔ دونو جلد کامل سوا آٹھ روپے محصولڈاک عہ کل نو روپے چھ آنے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

الفاروق

نپولین بونا پارٹ، الکزنڈر، جنرل وغیرہ کے کارناموں پر سر دھنتے والے جب اسلام کے اس شہنشاہ عادل کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ ان سب سے بڑھ کر عسکری تدبیر جب دنیا ان سب سے بے خبر تھی۔ ایک ان پڑھ بدوی تھا جس نے تاج کسریٰ کو پامال کیا اور قیصر کو شکست دی جو کبھی خیمہ نشین تھا۔ تو شیرواں عادل کا نام لینے والے جب اس فاروق اعظم کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ عدل کے کیا معنی ہیں۔ جب آزادی کے علمبردار فاروق کے دربار کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ حقیقی آزادی دلائی کیا ہے۔ ہے کوئی جس نے شہزادہ کی اتنی عزت کی جتنی کہ ایک فوج کی کمان کی ہو، ہے کوئی جس نے ایک لونڈی کی شکایت پر اپنے محبوب ترین بیٹے کے گورنر کو اسی کے سامنے کوڑے لگوائے ہوں، ہے کوئی جس نے غنیمت کی ایک چادر کے ٹکڑے کا حساب سر دربار ایک بڑھیا کو دیا ہو اور اس کو مطمئن کر کے کام شروع کیا ہو، ہے کوئی ایسا گورنر جو مدینہ پر اس شان سے جائے کہ غلام اونٹ پر سوار اور خود مہار پکڑے، یہ تھی پرانے اسلام کی شان۔ پڑھو مسلمانو پڑھو الفاروق پڑھو، اس قسم کے الکس لائف میں ہزاروں واقعات ہیں۔ قیمت اصلی عا رعایتی ۲ محصول عہ کل ...

حمیدیہ پریس دہلی

الھارون

عباسی حکمرانوں میں جس اولوالعزمی اس خلیفہ کو نصیب ہوئی اور جو شاہی کروفر اس کے دربار کا تھا، وہ نہ شاہجہاں کو میسر ہوا اور نہ ترکوں کے کسی بادشاہ کو۔

یہی وہ خلیفہ ہارون رشید ہے جس کی داد و دہش، علمی ترقیاں، رعایا سے ہمدردی، غریب نوازی اور رحم و کرم کی زندہ داستان الف لیلہ موجود ہے، چاہے دنیا اس کو کتنا ہی مبالغہ فسانجات کہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کے کارگزاریوں کے ساتھ مبالغہ کا لفظ ہی نہیں آسکتا، ہر چیز میں افراط تھی، حکومت تھی تو اس حد تک کہ شاہان عصر کا پتہ پانی تھا، علمی مجالس اور یونیورسٹیاں اور اکاڈمی تھیں تو ایسی کہ یونان کے فلاسفر کان پکڑتے اور آج بھی سائنس کی تمام کارگزاری اسی خلیفہ کی علم پروری کی رہین منت تھی، شاعری تھی تو اسی بلاکی، موسیقی تھی تو لاثانی، رقص و سرود کی کمال افزا مجلسیں تھیں تو اسی دربار میں، اور داد و دہش کی تو یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک طوائف پر تھیلیاں نثار تھیں، غرض کہ یہ ٹھاٹھ جو ہر اعتبار سے مکمل ہو کسی کو یک لخت میسر نہیں ہوا۔ قیمت عا رعایتی ۲ محصول ۔ کل عہ

حمیدیہ پریس دہلی

المامون

یہ اپنے باپ کا بڑا بیٹا یعنی عباسی خلیفہ ہارون رشید کا ولی عہد اور پھر عباسی اولوالعزم خلیفہ مامون رشید جس کے کارنامے اب بھی بغداد کے در و دیوار سے عیاں ہیں۔

اس کے حالات زندگی بھی بہت عجیب و غریب ہیں۔ یہی وہ خلیفہ ہے جس کے عہد میں اناطولیہ فتح ہوا اور قسطنطنیہ پر حملہ ہوا۔ یہی وہ خلیفہ ہے جس کے زرین عہد میں علم ہیئت کی عمارت تشکیل ہوئی، اور یہی وہ خلیفہ ہے جس کے عہد میں یونانی علمی لٹریچر سب کا سب عربی میں منتقل ہوا۔ اور یہی وہ خلیفہ ہے جس نے فن مناظرہ کی ترویج کی، خود بھی صاحب علم و ہنر تھا اور علم و ہنر کا قدر دان بھی، خلوت میں اس کی دربار کی حسن نوازیاں اور غنا پروریاں ماجرا اندلس کے فسانوں کو بھلا دیتی تھیں، دنیائے حسن کی نکھری ہوئی صورتیں اس کی محفل کی زینت تھیں، اور داد و دہش کی یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک شعر کی قدر و قیمت میں بہتر سے بہتر الائین سے حسین لونڈی دی جاتی تھی، اور روپیہ پیسہ کا تو ذکر ہی کیا۔ علامہ شبلی کی تصنیف ہے قیمت اصلی عہ رعایتی ۸ محصول ۸ کل ۱۲ حمیدیہ پریس دہلی

سیرۃ النعمان

یہ بھی علامہ شبلی کی تصنیف ہے، حضرت امام ابو حنیفہ رح کے حالات زندگی، ایک حنفی مسلمان کے لئے اس سے بڑی اور عزت اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے امام کے حالات سے واقف ہو۔

اس کتاب میں امام اعظم کے علمی کارناموں اور فقہ کی تدوین کو بہت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے، آپ کی ابتدائی ہوشمندی اور دماغی قابلیت کے صدہا نقشے دکھلائے گئے ہیں، خلیفہ وقت کی صحیح مخالفت نے آپ کو جیل تک پہنچایا، لیکن حق سے منہ نہ موڑا، اور لطف یہ کہ باوجود کمال علم کے کبھی اپنی معیشت کا بار نہ ڈالا، تجارت کرتے تھے اور علم کا دریا بہاتے تھے، واقعہ یہ ہے کہ ایک حنفی مسلمان اپنی زندگی میں کوئی امتیاز چاہتا ہے تو اسے امام اعظم کے حالات پڑھ کر ان کا اتباع کرنا چاہئے۔

فقہ کے تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے اور حقیقت میں امام موصوف کا یہی مابہ الامتیاز فن بھی ہے۔ قیمت اصلی عہ رعایتی قیمت صرف ۸ محصول ۸ کل ۱۲

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

سوانح مولانا روم

اسلام کے اس صوفی منش نے جیسے عرفان کے دریا مثنوی کے ایک ایک شعر سے بہائے ہیں، اس سے تو وہی لوگ واقف ہونگے جنہوں نے مثنوی کی شرح پڑھی ہے لیکن ان کے حالات زندگی بھی کچھ کم عجیب نہیں ہیں، علامہ شبلی مرحوم نے بہت سی تحقیق و تدقیق کے بعد مولانا روم کے حالات مرتب کئے ہیں، حقیقت میں عارفانہ سرمستی آپ کی لائف سے ہی ہویدا ہے۔

سوانحات کے ساتھ ساتھ قابل مصنف موصوف نے مثنوی شریف کے چیدہ چیدہ اشعار کا بھی ایک بڑا ذخیرہ لیا ہے اور ان کے محاسن شعری کے ساتھ ان کے اسرار و عرفان حقانی سے بھی بہرہ اندوز کیا ہے۔

غرضکہ ایک کامیاب انسان کے لئے یہ صحیح ہدایت بہت مفید ہے، اور اب جبکہ اس کی قیمت بھی ایک تہائی ہو گئی ہے، ہر شخص کے مطالعہ سے گذرنی چاہئے۔

جلد ہذا ... ایڈیشن ہے، قیمت اصلی عہ رعایتی صرف ۸ محصول ڈاک صرف ۸ کل ۱۲

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

تاریخ اسپین

ملک کے سب سے مشہور تاریخ نویس مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کی کتاب ہے جس میں اموی سلطنت کے سپہ سالار عبدالرحمن کا اسپین میں حکومت قائم کرنا، اسلامی شان و عظمت کا مظاہرہ، مسلمانوں کی حکومت تعمیرات کا بہترین نمونہ، اسی حکومت میں دنیا نے دیکھا۔ آج بھی غرناطہ کے در و دیوار اسلام کی اولوالعزمی کے شاہد ہیں،

یہ تاریخ بتلائے گی کہ مسلمانوں کے آپس کے افتراق نے کیونکر اپنی مستحکم و پرشکوہ سلطنت کو خاک میں ملا دیا، اگرچہ اسپین میں آج ایک بھی پرعظمت مسلمان نہیں ہے لیکن اُنکی داستان پارینہ مسلمانان ہند کے لئے صحیح معنوں میں درس عبرت ہیں،

ہندوستان کے مسلمان اس کتاب کو پڑھیں اور دیکھیں کہ کس طرح آپس کے افتراق نے ان کو اسپین کے مسلمانوں کی سی حالت پیدا کر دی ہے۔ اور اس خانہ جنگی نے مسلمانان ہند کی حالت کو اسپین کی حالت سے کہاں تک مطابق کر دیا، پڑھیں اور اس کا سد عمل کریں، قیمت عہ رعایتی قیمت ۱۲ محصول ڈاک ۴ کل ۱۲ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شاہان مغلیہ کی بیویاں

شاہان ہند کی عورتیں جہاں حسن صورت کی وجہ سے دختان تھیں وہاں اپنے نسب، شجاعت اور اولوالعزمی کے لحاظ سے بھی اپنی آپ نظیر تھیں یہ وہ عورتیں ہیں جن کا جواب ابتک ملک ہند کی گیتی پیدا نہ کر سکی اور جنہوں نے اپنے کارنامے دنیا میں چھوڑ ڈال دیا اس میں آسمان حسن کی چاند بھی ہیں اور میدان شجاعت کی جان بھی شاعرہ بھی ہیں اور شمشیر بھی، ہندو بیویاں بھی ہیں اور مسلمان بیگمات بھی، چند کے نام یہ ہیں،

حمیدہ بانو، فخرالنسا، عظمت النسا، آرام دل، آسائش بانو، آغا بیگم، درزم بانو، آرام جان، ممتاز محل، جہاں آرا، رانی بارتی، رانی تارا دیوی، رانی تسی بائی، اسم بائی، اکبرآبادی بیگم، اورنگ محل، آئی بیگم، بخت النسا، بہار بانو، بائی اودے پوری، بائی بھگوت دیوی، جودھی دیوی، سلطانی، بائی لاڈ ملک، رضیہ سلطانہ، بدرالنسا، جاناں بیگم، جانی بیگم، جودھا بائی، حسیبہ بانو، حاجی بیگم، زمانہ زادہ بیگم، شہزادہ خانم، دلپذیر بانو، دلرسا بانو، روشن آرا، روپ متی، رحمت بانو، رضیہ غرض کہ سوت نامدار بیگمات کے حالات ہیں، قیمت عہ رعایتی قیمت مجلد ۱۲ محصول ۴ (۲؎) حمیدیہ پریس دہلی

۵۵ - نادر خواتین

جنہوں نے پہلے حسن کمالات سے اور کنواریوں کی سلطنت میں ڈالی جنہوں نے بہادری کے جوہروں کی تلوار جنہوں نے ملک و قار و رفتہ حسن بڑھانے کے لئے اپنی جانیں بھی عزت پر قربان کر دیں یہ وہ ہیں جو اپنے وقت کی ملکہ حسن بھی تھیں اور حوری و شمائل علامہ بھی تھیں اور متقیہ بھی، ان سب کے قصے یاد اس کتاب میں ایسے نظر آتے ہیں، کہ بال بال اور رواں رواں نیر نظر آتا ہے، کیونکہ حضرت شرر لکھنوی ۵۵ افسانے حسن میں، اور جس لذت خیز پیرایہ میں نے ان کو لکھا ہے وہ میاد دل آویز ہے کہ نوجوان چاہنے لگیں اور ادیبوں کے باچھیں کھل جائیں جو ر جیری کے کہ بے خوانی پکار اٹھیں،

لطف یہ ہے کہ ان میں سے کوئی خاتون فرضی اور کسی کے حالات فرضی ہیں، بلکہ سب تاریخی ہیں، ضخامت ۲۰۵ صفحات قیمت عہ رعایتی ۱۲ محصول ڈاک ۴ (۲؎) منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرما

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی، تاریخ نگاری میں مولانا شرر کو جو شہرت ملی ہے وہ یگانہ روزگار ہے اور تحریر میں دلنشینی کو جو نصیب ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو، اس کتاب میں ذیل کے ناموران کے حالات ہیں،

محمود و ایاز۔ سلطان محمود غزنوی اور غلام ایاز کے حالات
علی بیگ۔ مصر کا ایک نامور حاکم جس نے عجیب طرح مصر فتح کیا
عوج بن عنق۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا ایک بڑا آدمی
قوم جبابرہ۔ نمرود اور حضرت ابراہیم کا تاریخی قصہ
ہرقل۔ روم کا شہنشاہ جو حضرت رسول کریم کے زمانہ میں تھا
ابوالعتاہیہ۔ ہارون رشید کے دربار کا ایک مشہور شاعر
ابن عنبر۔ ایک جادو بیان مقرر جس نے حکومت کا تختہ الٹ دیا
حسان بن ثابت۔ دربار نبوی کا شاعر جو کفار کی ہجو لکھتا تھا
افلاطون۔ یونان کا سب سے بڑا فلاسفر اور ریاضی کا استاد
ہنی بال۔ یونان کا سب سے بڑا سپہ سالار اور رومیوں کا حاکم
الپ ارسلان۔ سلجوقیوں کا مورث اعلیٰ مع حالات سلطنت
میر علی شیر جغتائی، شاہ بابر کا نامور وزیر
اصلی قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲ محصول ۴ (۲؎) حمیدیہ پریس دہلی

مقالات شرر

یعنی مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کے مضامین کا مجموعہ اس کا دوسرا نام جذبات تحریر بھی ہے، یہ مجموعہ نیچرل مضامین نہیں بلکہ نشانہ معجزات و معجز نگاری کی کرامتیں ہیں جنہیں انشا پردازی کا شوق اور اردو زبان کا باکمال نمونہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو ضرور دیکھیں اور ضرور لیں، انہی مضامین کی بدولت ہندوستان میں بیسیوں جادو نگار رہ گئے اہل شرر کے شاگرد سارے ہندوستان میں روشنی کر رہے ہیں، مولانا سے پیشتر ہندوستان میں نیچرل مضامین لکھنے والا کوئی نہ تھا، مولانا کی شہرت اور زور قلم بھی نیچرل مضامین ہیں، ہم نے ان کے ۲۵ سال کے مضامین جمع کر کے شائع کئے ہیں۔ مولانا نے یہ کمال کیا ہے کہ ہر خیال کو نیا لباس پہنایا ہے اور اس سے ایک نیا نتیجہ ظاہر کیا ہے، اس مجموعہ میں تقریباً پچاس مضامین ہیں جن کے عنوان یہ ہیں، دنیا کی عمر بیدروزہ، آدھی رات، آئینہ والی گھڑی، خودپسندی، خاموش آسمان، دیہات کی شام سرائے حسن، ملالہ خوردہ، زمانہ بیکسی، شادی و غم، عالم خیال وغیرہ قیمت مجلد عہ رعایتی قیمت ۱۲ محصول ۴ (۲؎) منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

فلورا فلورنڈا

علامہ شرر لکھنوی کا لکھا ہوا تاریخی ناول، جو دس بار چھپ چکا ہے، رہبانیت کے جامہ میں حسن کے ڈاکوؤں کا فسانہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو پڑھئے، اگر جانوں کے پوشیدہ راز معلوم کرنا چاہیں تو اس کتاب کو پڑھئے، عالم تنہائی میں عیسائی پادریوں کے سامنے عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کے خفیہ گناہوں کے اعتراف و معافی کے دلچسپ تماشے دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھئے، مسلمانوں کی مذہبی رواداری غیر اقوام کے ساتھ حسن سلوک کے حالات دیکھنا ہوں تو یہ کتاب پڑھئے، سلطان محمد خان فاتح قسطنطنیہ کی لڑائیاں دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھئے

حسن عالم آشوب کی سحر کاریاں اس کتاب میں، عشق و حسن کے راز و نیاز اس میں ہیں، حسن کے عجیب اخلاق سوز عصمت دریوں کے حالات اس کتاب میں ہے

غرض کہ عبرت ہے نصیحت ہے، دلچسپی ہے، کہ سب کچھ اس کتاب میں ہے قیمت عہ رعایتی ۱۲ ڈاک ۵ کل ۱۴ ضخامت ۳۰۰ صفحات منیجر حمیدیہ پریس

تفسیر سورہ فاتحہ
بمنفعت

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے، لیکن نئی اسٹ مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں، ملائکہ اور جنات انسان قادر ہے اور مجبور بھی، انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، خدا کے قہر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، ذاتی اور جانی وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول، قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے، بسم اللہ کی تفسیر، رضا پر پہونچنا، زمانۂ گذشتہ کے علما اور صوفیہ، اسلام اور وحدت، جہاد کی غرض و غایت، رسول عربی کا رحم و کرم، تفسیر سورۂ فاتحہ، قرآن مجید کا خلاصہ، بعض اسرار و معارف، وحدت و محبت کی تعلیم، آج کل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار، اسلام کا مقصد اولین، نشانوں کا مرکز اسلام ہے، مرتبہ عبودیت، صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب، باقی اصل کتاب میں دیکھئے قیمت دس آنے محصول ۵ر کل ۱۵ار حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت نفا مذاہب کے نکتوں کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے، یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے، صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے، ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کے ساتھ اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت پر زور بحث اور دلچسپ ہے۔

غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے، ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے ابتک نہ گزری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہے، کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور قیمت ۸ر ہے۔ محصولڈاک ۵ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

بستان التفاسیر
یعنی

اردو ترجمہ تفسیر فتح العزیز پارہ تبارک الذی از عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین امام العلاقدہ والمفتی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی

ایسے شخص کی تصنیف کی کیا کوئی تعریف کرسکتا ہے اور کیا لکھ سکتا ہے، صرف ان کا نام کافی ہے اس پارہ کی بڑی سورتوں کی تفسیر ہے مع احادیث کے

سورہ ملک، سورہ نون، سورہ حاقہ، سورہ معارج سورۂ نوح، سورۂ جن، سورۂ مزمل، سورۂ مدثر، سورۂ قیامت، سورۂ دہر، سورۂ والمرسلات

یہ اس تفسیر کی خصوصیت ہے کہ عربی اور اردو ساتھ پڑھتے چلے جاتے ہیں، گویا اردو عربی کا ایک جزو ہوگئی ہے اور ربط عبارت اور ربط مضامین کے لحاظ سے بالکل مسلسل ہے۔ ایسی اعلیٰ تفسیر اگر پورے قرآن شریف کی ہوجاتی تو پھر یہ وہ تفسیر ہوتی، کہ اس کا ثانی زمانہ کی کوئی تفسیر ہوتی نہ عربی کی، تقطیع مولوی سے ڈیوڑھی، ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت اصلی چار رعایتی ۸ر محصول ڈاک ۱۲ر (۱۳ر) حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تفسیر حقانی اردو
آٹھ جلدوں میں کامل

از شمس المحدثین والعلماء حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی، یہ وہ ضخیم تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے جو صرف دو سال نہ چھپ سکنے کے باعث چالیس روپے اور پچاس روپے تک ہو گئی ہو گئی اب نیا اڈیشن چھپ کر تیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلیٰ ہے، پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے۔ اور یہ مقدمہ ہی اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے کے قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہوجاتے ہیں، باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے، جلد اول کی قیمت ۶ اور باقی ساتوں کی فی جلد چار روپے ہے گویا اس مکمل کامل تیس روپے کی ہے، محصول ڈاک چار روپے خرچ ہوتا ہے، کامل تفسیر طلب کرنے والوں کے لیئے پانچ روپیہ کی کفایت ہے، یعنی ۲۵ روپے میں مل سکتی ہے ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے ریل سے منگانے والے لائن اور ریلوے اسٹیشن انگریزی میں ضرور لکھیں

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھ لیں تاکہ قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو اس میں حسب ذیل بیانات ہیں

نزول القرآن، قرآن کی تاریخی حکمتیں، وحی کی قسمیں (۴) نسخ آیات (۵) منسوخات قرآنی (۶) جمع و ترتیب قرآن (۷)، سورۃ اور آیات کی ترتیب (۸) صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت (۹) رسم الخط قرآن (۱۰) علامات قرآنی (۱۱) اوقاف قرآن (۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں (۱۳) اختلاف قراءت (۱۴) قراء کا بیان (۱۵) سات قراءت کی تحقیق (۱۶) قرآن پاک کا اعجاز (۱۷) قرآن مجید کے فضائل (۱۹) سورتوں کے فضائل (۲۰) فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے (۲۱) آداب تلاوت (۲۲) قرآن پاک کے آداب مع مسائل ضروریہ

یہ وہ کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے ۴۰ صفحہ کی ضخامت قیمت صرف ۸ر محصولڈاک ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معجز نما پنج سورہ مجلد
جدید اڈیشن معہ ہفت احزاب چشت

یہ نیا اڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا مجموعہ ۲۰۰ صفحہ کا تھا لیکن اب ۲۲۴ صفحہ کا ہے اس میں ہفت روزہ مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب دعوتیں و عائیں شامل ہوئی ہیں۔ ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب، خواص و فضائل اعمال سورۃ ہائے قرآن و شان نزول و ربط آیات و تفسیر کامل از مولانا اشرف علی صاحب تقطیع مولوی سے نصف ہے چھپائی کاغذ بہت اعلیٰ اس میں حسب ذیل دس سورتیں ہیں،

سورہ یاسین، سورۂ رحمن، سورہ فتح، سورۂ واقعہ، سورۂ ملک، سورۂ مزمل، سورۂ جن، سورہ کہف، سورہ فلق سورۂ ناس۔ اس کے علاوہ ہفت ہیکل مع اسناد و ہفت شش قفل مع اسناد، دعائے گنج العرش مع اقتباس حضور ۹۹ نام اسمائے رسول مع اسناد و شجرہ خاندان چشتیہ شجرہ قادریہ، درود کبریت احمر حضرت غوث الاعظم اس کے تمام حواشی رجسٹرڈ ہیں جو اس مجموعہ کے لئے مخصوص ہیں قیمت ایک روپیہ ۱۲ار اور محصول ڈاک ۷ر

تعزیرات دوزخ

[illegible] ہمارا خوف [illegible] حیدر بہرائچی کا خطب [illegible] اس کا یقین ہو کر تعزیرات دوزخ [illegible] ساتھ ہی یہ معلوم ہونا ہے کہ [illegible] احمد سید صاحب [illegible] کو غلط [illegible] بجانے اور بیان [illegible] کہ انہوں نے [illegible] کی ثبوت بنا دیا ہے ہر گناہ کی پاداش بھی بتلا دی ہے۔

تعزیرات دوزخ میں حسب ذیل گناہوں کی تفصیل و سزا: شرک و ریا، سوء ظن بالله، غضب، کینہ، حسد، تکبر، خود بینی، بدعت، ظلم، بے عمل تقریر و نشانہ، اہل باطن سے عداوت، اولیاء سے بغض، بدعہدی اور امانت میں خیانت، بخل اور فضول کلام کی کثرت، قرآن و حدیث سے استغنا، بول و براز سے غفلت، غسل اور حیض کی فرو گذاشتیں، نماز بے جماعت اور جمعہ بے پروائی، سفر اور بدفعالی، خنزیر کا ذبیحہ، ڈونگ، ماتم، نوحہ، اور قبروں کا احترام، زکوٰۃ، صدقہ، نفقہ، سوال اور [illegible] کا فوگر اشتہ، بیع اور اس کے متعلقات، سود، رشوت، بدسلوکی وغیرہ اس طرح ۷۰ مضامین ہیں آخر میں توبہ کا بیان ہے۔

قیمت ۸ محصول ۶ (۱۴) حمیدیہ پریس دہلی

دوزخ سے نجات

[illegible] ایک سیدھا راستہ ہے کہ انسان آیندہ گناہ [illegible] [illegible] معافی لینگا اسی کا نام توبہ ہے توبہ کی حقیقت اور توبہ کے فضائل و مغفرت کے متعلق [illegible] کوئی کتاب نہ تھی، حمیدیہ پریس نے مکمل ہی جی لیک کتاب

توبہ

کے نام سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں: توبہ کے معنی اسلام و لغت، مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت، فضیلت ثواب سرور عالم کے ارشادات، ارباب طریقت کی توبہ، توبہ کی ضرورت، باب توبہ کشادہ ہے، تائب اور صابر، قبولیت توبہ، علامات توبہ، ترک گناہ، حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ، توبہ کا ذکر قرآن میں، گناہوں کی لذت، گناہ کا خلل [illegible] کے ذریعہ صغیرہ گناہ بھی کبیرہ گناہ بن جاتا ہے، گناہوں کے بچنے کا مؤثر علاج، گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں، مولانا کی [illegible] [illegible] پڑھیں استغفار، عبادت ولی اسید ہم امجد و مسعود میں راز و نیاز، گناہوں سے نیکیوں کی بربادی، فوری مواخذہ [illegible] گناہوں سے نقصانات، نسخہ دافع مرض گناہ اس کے علاوہ بہت سے مضامین ہیں قیمت ۱۰ محصول ۶ کل ۱۶

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کے [illegible] سے بہتر ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ [illegible] معلومات اس کتاب میں ہے اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے: [illegible] روح انسانی، نفخ روح، اور [illegible] نتائج، موت کی حقیقت، موت، عبادت، سکرات موت، تلقین، جسم سے روح کا انقطاع، حضرت [illegible] وفات، بزرگ سلف کی وفات، ایمان و کفر، نیک و بد، [illegible] ابرار و مقربین، بُرا خاتمہ، بُری روحیں، [illegible] کے احوال، سوال و جواب، عالم برزخ، [illegible] ثواب کا فلسفہ، قبر کا عذاب، تجہیز و تکفین، نماز جنازہ، جنازہ کے تمام مسائل، دفن کے طریقے، اور مسائل فاتحہ و درود، تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان، زیارت قبور، تعزیت و تسلی، کھانا کھلانا، نجات اُخروی، مردوں کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے [illegible] میں ۳۳ اصحاب کرام و اولیاء عظام کے رؤیا کے احوال ہیں، جنہوں نے مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے قیمت ۱۲

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اوراد و ظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں، انسانی ہمت و دلچسپی ہو کر بیٹھ جائے، راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے جس کا نام اوراد و وظائف ہیں، یہی دینوی مشکلات کا آخری ذریعہ ہے یہی سے وہ شاہ [illegible] اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں، فقرا کی گرانبہا [illegible] اپنی اوراد میں مضمر ہے۔ ان میں بالخصوص حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف و اوراد کو جو کیونکہ آپ ایک عالم [illegible] [illegible] کر یہ خزانہ مہیا کیا، یہ خزانہ کس سلسلہ سے ہم کو ملا اس کا [illegible] کتاب میں موجود ہے۔ ایک ایک عمل ایسا ہے جو [illegible] کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کے فوائد و برکات کا اندازہ [illegible] کہ ایک سال میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک کتاب بھی [illegible] قیمت دس آنہ محصول ۴

[illegible] مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

اعمال کی چھ کتابیں

یہ وہ اعمال ہیں جن کو اکابرین مشائخ نے پسند فرمایا ہے بلکہ بہت بزرگان نے استفادہ کیا ہے یہی حضرت خواجہ حسن نظامی نے بھی ان کو اپنے مریدین کے لئے مخصوص فرمایا ہے جو حسب ذیل ہیں:

اعمال سورہ **فاتحہ** یعنی الحمد شریف کے وہ عملیات جو حضرت ابن [illegible] علامہ سیوطی جیسی ہستیوں کے مجربہ ہیں، مع زکوٰۃ و موکل ۸

اعمال **آیۃ الکرسی** معانی و خواص و اعمال آیۃ الکرسی کے [illegible] مجرب اعمال اس میں درج ہیں مع موکل و زکوٰۃ ۴

اعمال سورہ **مزمل** مع موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ جس میں [illegible] مزمل کے بڑے مستند اور مجرب اعمال ہیں، قیمت ۸

اعمال سورۂ **یاسین** مع موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ [illegible] اس سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے بہت عجیب ہے قیمت ۵

اعمال سورہ **اخلاص** با موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ و خواص از حضرت عبد القادر جیلانی، ہر عمل مجرب اور جیت کا حامل ۴

اعمال سورہ **والشمس** با موکل مع طریقہ زکوٰۃ حب و دشمنی کے [illegible] [illegible] اور اوراد و وظائف مجربہ ۴

ہر کتاب پر جلد [illegible] محصول الگ خرچ ہوتا ہے اور سب پر صرف ۸ خرچ ہونگے، حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک پوری تاثیر کا میابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کچھ ہوا کے لئے آپ سیری کو جائے تعویذ کو بنا دیں لیکن نیز [illegible] کو بیمار رہیگا۔ ان لوگوں کے لئے جو فقط پیروں کے عمل پر ہو کر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے [illegible] [illegible] کتابیں تیار کی گئی ہیں ان کے دو حصے ہیں، جو دو ماہران فن کی تیار کردہ ہیں اگر آپ ایک کی ہدایت سے فائدہ کامیابی نہ ہو تو دوسرے کے نسخے پر عمل کرنے سے توقف رہے ضرور ہی فائدہ ہوگا۔ ان کا نام دوائیں اور دعائیں، اور درج الامراض ہے ان کتابوں میں سر سے لے کر پاؤں تک بیماریوں کے نسخہ تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں۔ [illegible] نسخہ اتنا سو جچا ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کا نسخہ علاج ان کتابوں میں نہ ہو دوائے آرام نہ ہوگا دعا سے ہوگا، دعا سے نہ ہوگا تعویذ سے ہوگا یا سب کو ملا کر ہوگا

قیمت کامل ۱۰ محصول ۵ (۱۵) حمیدیہ پریس دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدسہ کا کیا حال ہوگا جب خاندان نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر و پا برہنہ بے یار و مددگار جانوروں کی طرح گھسیٹے جا رہے تھے۔ اگر ان حالات کا نقشہ صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک شہید کربلا منگائیے جس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں۔ اور ابتدا سے انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یزید کی تخت نشینی، حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا، ترک وطن، امام مظلوم کی مکہ کو روانگی، کوفیوں کی غدارت، ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا، اہل بیت پر مظالم۔ یہ کتاب کربلا کی نہایت درد انگیز تاریخ ہے۔ جگہ بجگہ میر انیس کے مرثیے بھی لئے گئے ہیں اور اس میں حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثری مرثیے اس قدر الم ناک ہیں کہ جس کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ دور حاضرہ کی سب سے زیادہ دردناک کتاب ہے اور لطف یہ ہے کہ ایک حرف یا واقعہ بھی غیر مستند یا موضوع نہیں۔ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

محبوبۂ کربلا

ریگستان عرب میں بے گناہوں کا خون کس طرح بہایا گیا، کس طرح بچوں کو ذبح کیا گیا۔ اور کیونکر عورتوں کو عالم بیکسی میں تڑپایا گیا، یہ دل تڑپا دینے والی سرگزشت اگر پڑھنی ہو تو قلم یزید یا محبوبہ کربلا پڑھئے۔ اس میں ظالم یزید نے جس بیدردی سے آل رسول کا خون بہایا ہے اس کی داستان بھی ہے اور مظلوموں کی دکھ بھری داستان کے ساتھ یزید کے عیش و عشرت کی بھی وہ باتیں ہیں جو لوگوں کو بہت کم معلوم ہیں۔ کتاب کی دلچسپی اس بات سے بہت بڑھ گئی ہے کہ تاریخی واقعات کے ساتھ ساتھ حسن و عشق کی داستان بھی ہے۔ الغرض یہ کتاب اسلام کی خونی تاریخ بھی ہے اور حسن و عشق کی داستان بھی ہے اور ہر طرح کی دلچسپیوں کا قابل قدر مجموعہ بھی۔ مصر کے مشہور مصنف جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال کے مشہور کتاب کا ترجمہ ہے جس کی قیمت ۴ ہے۔ لیکن ترجمہ کی رعایتی قیمت صرف ۱۲ر ہے۔ ضخامت ۲۰۰ صفحات، کاغذ چکنا گلیزڈ۔ یہی وہ کتاب ہے جس کے دو ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گئے جب اسکی قیمت بھی ۱۲ آنے تھی۔ محصول ۲ر کل ۱۴ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

حضرت علی کی شہادت

کہاں ہوئی اور کیونکر ہوئی اس کا جواب جرجی زیدان کی مشہور کتاب ۱۷۔ رمضان میں لیگا جس میں بتایا گیا ہے کہ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کے قتل کی سازش میں کون کون فریق تھے، خارجی کون لوگ ہیں اور انہوں نے کیا کیا فتنہ و فساد برپا کئے، عبد الرحمن شیر خدا کے کیوں خلاف تھے، اور پھر کس طرح راضی ہوئے اور قطام ایک خارجی عورت جو حضرت علی کے خون کی پیاسی تھی اس پر عاشق ہو کر مددگاران شیر خدا کے قتل کے جستجو میں قطام کے افسوسناک واقعات خولہ بنت محمد سے عشق و محبت کی داستان، غلام کی وفاداری، معاویہ اور عمرو بن عاص کا قتل سے بچ جانا، حضرت علی کی شہادت کے دردناک واقعات ابن ملجم وغیرہ کا عبرتناک انجام، قطام کے فسادات اور اسکا قتل۔ تاریخی اور علمی تحقیقات، سوز و ساز وصل و ہجر کے حیرت انگیز کارنامے، دراصل فسانہ کی صورت میں ایک مبسوط تاریخ ہے، ہر مسلمان کے لئے اس سے واقف ہونا ضروری ہے۔ ضخامت ۴۰۰ صفحات دو حصے ہر دو حصہ ۱۲ر محصول ۸ر کل ۱۴ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگاؤ

انجام یزید پلید

کربلا کے خونیں واقعات پڑھنے کے بعد فطرتاً ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایسے ظالم و جابر بادشاہ اور اس کے ایسے خونی کارپردازوں کی بوٹیاں چیل کوے کھائیں اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔

منصف حقیقی کا عدل ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچائے بغیر نہ رہا۔ اور آل نبی کے ولگداز ابتلاء آخر رنگ لائے اور قاتلان حسین کا جو عبرتناک انجام ہوا اس نے بتلا دیا ہے کہ دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔

ان ملعونین و گنہگار کے حالات کہیں کہیں تاریخ میں ملتے ہیں، اور چونکہ کتوں کی موت کی طرح انکو کوئی اہمیت نہیں دی گئی اس لئے وہ کتاب کی صورت میں یکجا نہیں آئیں۔

انجام یزید کتاب کے ذریعہ آپ کو معلوم ہوگا کہ قتل حسین کے بعد اس ظالم کی تمنا غارت ہو گئی۔ اور ایسا رنجیدہ ہو کر مرا ہے کہ العظمۃ للہ۔ اس موضوع پر شاید یہ سب سے پہلی کتاب ہے۔ قیمت ۴ر محصول ۵ر کل ۹ر

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

ہندوستان کا شہید اکبر

کون ہے وہ جس نے اپنی صحت کو قوم پر قربان کیا، اور قوم کی خاطر غریب الوطن ہو کر واصل بحق ہوا، یہ وہ عظیم الشان ہستی ہے جس کو دنیا رئیس الاحرار محمد علی کہتی تھی، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی قوم کو محمد علی کی ضرورت تھی، اور ضرورت ہے اور رہے گی، تو محمد علی کے عزم محمد علی کے جوش اور محمد علی کی خدمات ملی کی اتباع کیجئے، آپ میں کا ہر شخص

محمد علی کو زندہ کر لینا ممکن ہے

بشرطیکہ وہ خلوص نیت کے ساتھ محمد علی کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہو، ان کا راستہ اور نصب العین کیا تھا یہ آپکو کتاب

حیات جوہر

بتلائے گی، جس میں مولانا کے ہم وطن مولانا عشرت رامپوری نے آپ کی ابتدائے زندگی سے لیکر وفات تک کے حالات شائع کئے ہیں، ان میں نمایاں طور مولانا کی تعلیمات اور ان کے سیاسی مسالک کی تصریحات ہیں، اگر آپ کو اپنے اس شہید ملت سے محبت ہے تو اس کی داستان سے بھی محبت ہونی چاہئے، ضخامت ۱۶۴ صفحات متعدد فوٹو مع جنازہ قیمت ۱۰ر محصول ۶ر کل ایک روپیہ حمیدیہ پریس دہلی

ساوتری

سب مذہب خواہ کسی چولہ میں ہوں بالآخر اپنی صداقت سے دنیا کو حیرت میں ڈالتی ہیں، اور اسلام کے سادہ اصول اور حقانیت بالآخر زنگ آلود قلوب کو منور کر ہی دیتی ہے بشرطیکہ کوئی اس کا خواہشمند بھی ہو۔

ساوتری ایک ہندو خاندان کی چشم و چراغ مطالعہ اور کوشش حق کے بعد آخر صراط مستقیم تک پہنچ ہی گئی، روپیہ کے لالچ سے نہیں، عزت کی خاطر نہیں صرف اپنے شکوک اور اوہام کے رفع کرنے کے لئے اس نے ہر در کی خاک چھانی، ہر الہامی کتاب کا مطالعہ کیا لیکن ہدایت کا سرچشمہ اس کو وہاں ہی ملا جہاں کہ تمام دنیا ٹھوکریں کھا کر بالآخر آتی ہے۔

یہ تبلیغی فسانہ ہی نہیں ہے بلکہ واقعات سے لبریز تاریخی مقالہ ہے۔ اسلام کے تفوق کی داستان ہے اور یہ بالخصوص لڑکیوں کے لئے تو تحفہ ہے، اپنے ہندو بہائیوں کو تحفۃً دیجئے۔ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر مفت تقسیم کرنے کے لئے دس جلد ۵ر محصول ۱۲ر

ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟ یہ بات دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مضطرب رہتے ہیں جب آپ کے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا۔ اور تعبیر کی کتابیں سے ایک آدہ ایسا ملتا ہے جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات سے اطلاع دے سکے اور اس علم سے بہرہ لوگوں سے تعبیر لیکر خواہ مخواہ تشویش میں پڑتے ہیں۔ اب اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہوں تو **خواب نامہ صدیقی** کو منگا کر ساتھ رکھئے جس میں اس کے مولف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کا خواب کو مفصل بیان کر کے بتلایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے۔ نیز کون سے خواب سچے ہو سکتے ہیں اور دن کے کس حصہ یا مہینے کے کس دن اور کس تاریخ کو خواب قابل تعبیر ہوتا ہے۔ شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کے علم پر نہایت نایاب ضمیمہ ہے۔ قیمت وغیرہ — محصول — حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

فالنامہ ناصری

ہمارے ہاں عموماً بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اپنا ہر ایک کام قرآن مجید سے فال لے کر کرتے ہیں کیونکہ ان کا ایمان ہے کہ جو کچھ قرآن مجید میں ہے وہ سچ ہے۔ بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں سے یا جوتشی جوگیوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنس کر اپنے ایمان کو ضائع نہ کریں، بزرگان دین نے اچھے صحیح فالنامے ایسے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے۔ ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں، جنہوں نے ایک فالنامہ مستخرجہ قرآنیہ لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے۔ ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیاء یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام، فالنامہ غوث الاعظم، فالنامہ دیوان حافظ، فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے۔ یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک غیر معلوم کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس تمام مجموعہ کا نام **فالنامہ ناصری** ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی۔ قیمت — محصول — (۱۳۲) حمیدیہ پریس دہلی

عملیات باقی

ایک ہی وقت تھی کہ دنیا کے بہت سے لوگ ایسے تھے کہ اپنی روزی کے لئے جھکتے پھرتے تھے، کام بن جاتے تھے۔ لیکن جب خاصان خدا کا توسل ڈہونڈا تو بگڑی ہوئی بن گئی، خدا نخواستہ اگر آپ بھی پریشان ہیں، فکر معاش میں سرگرداں ہیں، دشمنوں کی یورش ہے، کوئی پیارا بچھڑ گیا ہے تو **عملیات باقی** منگائیے۔ اسمیں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت مجدد الف ثانی کے پیر و مرشد حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مجرب اعمال درج ہیں، جن کی مدد سے آپ کی ہر مشکل پوری ہوگی۔ یہ کتاب نہایت کوشش سے بعض نہایت کمیاب مستند قلمی کتابوں سے ماخوذ کی گئی ہے اور بعض کتابیں تو بمشکل تمام بیش بہا ہدیہ دے کر منگائی ہیں۔ اسمیں وہ اعمال و اوراد ہیں جو آج تک صرف خاص لوگوں پر ظاہر کئے گئے ہیں، جو اکثر خرقہ پوش نقشبندیہ کے پاس بطور حرز جان تھے۔ یہ کتاب اپنی ظاہری خوبی اور طباعت کی عمدگی کے لحاظ سے بھی ممتاز ہے۔ قیمت — محصول ڈاک — (۱۳)

ملنے کا پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

گھر کا مولوی

مبلغین کو بشارت ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے اور ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر موقع پر اس معاملہ میں پیچھے رہتے ہیں۔ اس اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب نے **ارشاد سعید** کتاب تالیف کی ہے جس کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس کتاب میں وعظوں کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے تاکہ انہیں کسانی ہو۔ اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کر لینے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے۔ اسمیں تمام ان احکامات کا بیان ہے جو آیات قرآن مجید و احادیث میں مذکور ہیں اور حکایات و مضامین سے بیان کو عام فہم کیا گیا ہے اور جس سے لطف دوبالا ہو گیا ہے۔ لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں۔ پہلی جلد کے صفحے — صفحات دوسری جلد کے — صفحات۔ قیمت ہر دو جلد — محصول ڈاک — حمیدیہ پریس دہلی

تازیانہ شیطان

یعنی شرح تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) نہایت فصاحت کے ساتھ اسمیں موجود ہے

شیطان کے بارے میں قرآن شریف کی جس قدر آیات آئی ہیں، ان کی تفسیر اور مطالب کا بیان

شیطان کی سوانح عمری۔ آدم علیہ السلام کی تخلیق۔ شیطان کے دشمنانہ کرتوت۔ شیطان کی مکاریاں اور فسوں سازیاں، تخلیق آدم سے تا ایندم اسمیں جابجا تفصیلی حکایات ہیں جس سے مطالب عام فہم ہو گئے ہیں

آنحضرت و صحابہ کرام کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہو گئی ہے، تمام شیطانی تدابیر کے ساتھ کہ شیطان اور اس کے نتائج اس طرح بیان کئے ہیں کہ انسان اس سے صراط مستقیم کی راہ پر آ جاتا ہے۔ یہ کتاب تمام انسانوں اور خصوصاً مسلمانوں کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ثابت ہو چکی ہے۔ ۱۲۸ صفحات قیمت — محصول — شرح کیا ہے اسمیں ہر شعر کی تفسیر اس کے نکات اور معارف بیان کئے گئے ہیں عجیب کتاب ہے۔ قیمت — محصول —

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

میاں بیوی کے فرائض

آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے، اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گذار ہو، آپ کا گھر فردوس بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے فرائض باحسن پورے کرتے ہیں لیکن دشواری یہ ہے کہ ہر گھر میں افراط و تفریط ہے کہیں میاں ہیں تو اپنے گھر کے مختار کل اور بیوی کی کوئی حیثیت ہی نہیں کہیں بیوی ہیں تو مساوات کی علمبردار، حقوق میں اور ہر انداز میں اپنا تفوق جتانے والی، یہی وجہ ہے ہر گھر دوزخ بنا ہوا ہے۔ اسی چیز کو مدنظر رکھ کر حمیدیہ پریس نے کتاب **میاں بیوی کے فرائض** شائع کی ہے اور قرآن و احادیث کے احکام میاں اور بیوی دونوں کو بتلاتے ہیں، بہت سلیس اسلوب میں عورت کو سمجھایا گیا ہے کہ انہیں کس طرح مردوں کی اطاعت کرنی چاہئے اور مردوں کو بتلایا ہے کہ عورتوں کی دلشکنی کس طرح گھر کو خراب اور رسول کریم کو ناراض کرتی ہے، فرمان رسالت ہے خیرکم خیرکم لاہلہ۔ یہ کتاب میاں بیوی تو دونوں محبت کی شاہراہ پر لے جائیگی یہ کتاب آزردہ اور کبیدہ دلوں کو یکجان کر دیگی، قیمت — محصول — کل — حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شاہی کوک شاستر

شاہان بغداد و ترکی نے جہاں بانی کے سب مراحل طے کر کے بسبب تعیش ذاتی کی وادی میں قدم رکھا تو ارباب ہنر نے لذت کے سرچشمہ عورت "کیسے کیسے عجیب انداز میں پیش کیا کہ وہ لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق کر سکتا ہے شاید وہ اس کے پاس تک نہ ہوں جہاں ارباب نقش نے عورت کے روپ رنگ تلاش کئے وہاں اسی طرح مرد کی قوت نہانی کی وہ وہ کہانیاں بیان کی گئیں سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف النفس اور بہ باطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے الا اس کی حقیقت بالکل ایک فن کی ہے جو ذرا سی ترکیب اور تعیش کے ہزاروں اور ہی پاور کی طاقت نمایاں کر دیتا ہے، اور ایک وہ نہیں صد اثر کیسی ایسی ہیں، جو ایک نہیں چار چار عورتوں کو مسخر کر سکتا ہے پہلے سے ایک بات اور سن لیجے اس کتاب میں منقشین اور ارباب کمال نے اپنی عمر بہ وہ وہ حکایتیں بیان کی ہیں کہ جسے اسلوب میں ایک طرف، اور ایک حکایت کے بننے کا اثر ایک طرف، غرض محبت مرد کی مراسلت کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ ۵۰ صفحات قیمت عہ محصول ۲ر منگا حمیدیہ پریس دہلی

عربی کوک شاستر

یہ عربی زبان میں سلطان سلیم خاں ترک کے لئے لکھی گئی تھی اب اردو میں ترجمہ کیا ہے اس کے دو حصے ہیں، اب تک اردو زبان میں یہ بالکل اچھوتی کتاب ہے صدیوں سے اپید تھی مرا مذ ساو کہلانے میں ترکل کر گئے تھے، حصہ اول کا نام ہی لطف شباب ہے، یہ کمزور مردوں کے لئے طاقت کا خزینہ ہے ناتوانوں کے لئے اکسیر ہے اور بے اولادوں کے لئے فروہ اولاد ہے، اور مقوی باہ مجرب نسخوں اور طلسمی نادر نایاب نسخوں کا مجموعہ ہے نسخے نہایت آسان ترتیب دئے ہیں دوسرا مرقع طلوع شباب ہے، اسمیں عورتوں کے اقسام ان کے حالات، ان سے لذت یاب ہونے کے کمالات ان کی آفرینش ان کی طفولیت، ابتدائے جوانی، جوانی کے جذبات، اور اکلی کلید مرد کے ہاتھ میں کیونکر آتی ہے عورتوں کے حسن و جمال کو دوبالا کرنے والی دوائیں، اسی سالہ عورتوں کا شباب پندرہ سالہ مست شباب کی طرح کیونکر نکھارا جا سکتا ہے، یہ سب باتیں اس کتاب کے اندر ہیں، دونوں حصوں کی قیمت ایک روپیہ ہے یہ رعایتی قیمت عارضی بجائے ایک روپیہ کے اصول ۲ر کل عہ حمیدیہ پریس دہلی

کشمیری کوک شاستر

یعنی

مجربات بو علی سینا با تصویر کتاب

میں شیخ الرئیس بو علی سینا کے وہ نادر اثر اور عجیب نسخے ہیں کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں، اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں، اگر آپ چاہتے ہیں، کہ آپ اپنے فریق ثانی لطف و مسرت زندگانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھئے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر رفیق حیات سے حاصل کر سکتا ہے، زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں

اس کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں ضخامت ۰۰ صفحات ہیں،

قیمت عہ ڈیڑھ روپیہ محصول ۲ر دعہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں، حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہئے، گلزار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے، شباب کی پرستش ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر عورت سے مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں، لذت شباب میں سرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے تاجداران بنگال اودھ اور رامپور کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول مجربات ہیں جو شاستیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بڑی دلچسپی سے دستیاب نہیں ہو سکتے، لذت شباب کے مطالعہ میں غرضکہ شباب جاودان کا راز پوشیدہ ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات آٹھ نہایت بہترین بلاک کی تصاویر اور قیمت صرف ایک روپیہ فہرست مضامین اصل کتاب سے معلوم کیجئے محصول ۲ر دعہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ہندوستانی کوک شاستر

اس کتاب کا نام لذت النکاح ہے، ہندوستانی مغرب اپنے سیدھے سادے طرز معاشرت کے سلسلہ میں نکاح کو ہی افضل ترین لطف زندگی تصور کرتے ہیں، انکی اسی زندگی کو پرکیف بنانے کے لئے یہ کتاب چھاپی گئی ہے اس لئے ہر شادی شدہ کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے کیونکہ اسمیں شادی شدہ نوجوانوں کی زندگی کے راز پوشیدہ ہیں جن سے واقف ہو کر میاں بیوی عیش و راحت کی زندگی بسر کر سکیں گے اور شادی حقیقی معنوں میں خانہ آبادی ہوگی اس لئے اس کتاب میں زندگی کا لطف اٹھانے کی تدابیر بھی ہیں اور عورت پر قابو پانے کی ہدایات بھی ہیں اس کتاب کے سربستہ رازوں میں زندگی کی سچی مسرت پوشیدہ ہے، یہی وہ کتاب ہے جس نے پچھلے دس سال میں ناتجربہ کار نوجوانوں کو غلط کاری کے راستہ سے ہٹا کر ازدواجی زندگی کی پرکیف سلطنت سے روشناس کرایا۔ اور دنیا نے ان لیا کہ حقیقی لذت صرف اسی جوڑے کی موانست میں ہے جو ایک دوسرے کے لئے مخصوص ہو ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت رعایتی صرف ۱ر محصول ۲ر کل عہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

انگریزی کوک شاستر

یعنی تقدم لطف اٹھائیے، اور آل لطف یعنی بچوں کے جھنجٹ سے رستگاری پائیے اسی لئے اس کتاب کا نام برتھ کنٹرول ہے عورت کی شباب آفرین لذت اسوقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم اسکے حسن و جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو، اور اولاد کی کثرت سے نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے، بلکہ غریب والدین کے لئے انکی پرورش سوہان روح ثابت ہوتی ہے اور انسان ازدواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہارے سکنے زندگی کی ایک ایک حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تو معلوم ہو جائیگا، کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا اچھا خیال طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی جب چاہوگے اولاد ہوگی اور جب چاہوگے اولاد نہ ہوگی پھر لطف یہ کہ اس حیرت انگیز کتاب کی مدد سے تم خواہش کے مطابق بیٹا یا بیٹی پیدا کر سکتے ہو، برتھ کنٹرول یورپ و امریکہ کی بہترین سائنٹفک کتابوں کا نچوڑ ہے اور سالہا سال کے تجربات کا خزینہ ہے قیمت ایک روپیہ محصول ۲ر دعہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

عورت

پہلوؤں کا صحیح جنسی علمیات

دیکھنے سے پہلے عورت کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب "عورت" پڑھیں۔ اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین جنسی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے "عورت" کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے۔ عورت کے پوشیدہ اعضا کی تعلیم، عورت کی فطرت، عورت کی تربیت، عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی، غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے۔ یہ کتاب حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر آپ ہر قسم کے کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ اس کتاب میں دس کے قریب رنگین فوٹو بلاک اور قلمی تصویریں بیس کے قریب ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے۔ ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ محصول ۶ (۲/۱۴) حمیدیہ پریس دہلی

شب نامچہ عروسی

یہ کتاب جنسیات دل آویز اور پر کیف انگیز ہے زندگی کے متعلق پوشیدہ حالات اور رازوں کو نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ عورت کی ابتدا ہی سے ... پوشیدہ ہے کہ وہ ... کے متعلق تعلیم سے واقف ہو جائے۔ ہندوستانی گھروں میں بدنصیب میاں بیویوں کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا۔ انہی خیالات کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب صدہا مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے۔ ہمارا دعوے ہے کہ نوعمر عورتوں کی جنسی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی جنسی، معاشرتی اور اخلاقی کتاب آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی۔ کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی و معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے۔ شب نامچہ عروسی میں کئی اعلیٰ درجہ کی فوٹو بلاک کی تصویریں دی گئی ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۲۴۴ صفحات قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۶، (۱/۶) حمیدیہ پریس دہلی

کیف مواصلت

خیالات لذت و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز کیف سرور اور جان ہے ہر نسل کا عورت سے مواصلت ہی اور یہی وہ کیف افزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا مدار ہے۔ یوں تو فطرت کی پیدا کردہ ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو محض قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں۔ لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گزار لیتے ہیں، بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبۂ حیات کو اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات ... علم سے مایہ الامتیاز ہو۔ کتاب "کیف مواصلت" مواصلت کو اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لطف ہی لطف اور لذت ہی لذت ہے۔ کتاب کے جزئیات سے تعارف تو مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سید سردار علی صابری ماہر علم جنسیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخری تصنیف ہے اور نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول کی مصداق ہے ۲۰۰ صفحات کی ضخامت ہے اور متعدد قلمی تصاویر اندرونی اعضائے جسمانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ محصول ۴، کل ۱/۴

قانون مواصلت

دنیائے کیف و نشاط کا ایک خاص رہنما کتاب ہے نام سے کتاب کے کام کا اندازہ لگائیے، جوانی اور شادی کی مسرتیں عورتوں کو مسحور کرنے کی تدبیریں، تندرستی قائم رکھنے کے اصول اور جنسی کو جوانی سے سعید بننے والے قوانین اور تقریباً ہر درجن فوٹو بلاک اعلیٰ قیمت ایک روپیہ رعایتی ۸، مختصر فہرست مضامین ملاحظہ ہوں، شادی کی ضرورت و اہمیت، شادی کس عمر میں ہونی چاہئے، ناموزوں نکاح، زوجین کے اختلافات کا اثر، موروثی امراض کا علاج، دنیا کی بہترین لذت، عورت پر شادی کا اثر، زندگی پر تجرد و تاہل کا اثر، میاں بیوی کے محبت آمیز تعلقات، ناعاقبت اندیشی کے نتائج میاں بیوی کی آرام گاہ، زن و مرد کے اعضائے تناسل مباشرت پر یورپ کے خیالات، پردۂ بکارت، اختلاط کا بیان، بعض مخصوص پر عمل جراحی، حفظ صحت عضو خاص، اور مختصر از حمل کی بہترین صورت، ہدایات مباشرت، حمل کے متعلق معلومات، حمل کے آثار وغیرہ ایک روپیہ رعایتی آٹھ آنے محصول ڈاک ۵، کل ۱/۱۳ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

خلوت صحیحہ

نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر کے صحیح مواصلت کے طریقوں کا لب لباب ہے۔ اس میں افزائش نسل اور بقائے صحت کے وہ طریقے بتائے گئے ہیں، جن سے نوجوانوں کی آگاہی بہت ہی ضروری ہے علی الخصوص ان حالات میں کہ طرفین ناواقف ہوں۔ کتاب میں ممالک غیر خصوصاً مہذب ممالک کے رازہائے مواصلت کا انکشاف کیا ہے اور یہ بھی بتلایا ہے کہ کون کون سے طریقے گو لذت یاب ہیں لیکن ان کی مضرتیں جوانی کے بعد کیا کیا رنگ لاتی ہیں، اس میں ہزاروں آسنوں کی خرابیاں بتلائی ہیں

کتاب جہاں سائنٹفک طریقے سے مواصلت کو لذت یاب بنانے کے طریقے بتلاتی ہے، وہاں بعض ایسے گر بھی بتلاتی ہے جن سے بآسانی لذت کے چند منٹ زندگی کا حاصل بن جاتے ہیں۔

اس کتاب میں علاوہ چند فوٹو تصاویر کے کچھ اور مستور اعضا کے خاکے بھی ہیں۔

قیمت اصلی ۱۲، رعایتی ۸، محصول ۵، کل ۱۱،
مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

طلوع شباب

پیکر حسن کا جب شباب طلوع ہوتا ہے، وہ کیفیات ازلی کس درجہ ستم آفریں ہوتی ہیں، پھر دل کے خیال ہی سے محو لذت ہو جاتا ہے اور جب کبھی یہ شباب پر اجڑ کبھی کبھی ہو جاتا ہے تو فطرت کی رنگینیاں دماغ و دل میں وہ دور بہار گلکاریاں کرتی ہے کہ عمر آئندہ ان لذتوں کو یاد کرتی ہے اور روتی ہے۔

جہاں اس کی ضرورت ہے کہ سیاح جنت ان بہار آفریں نغموں سے واقف ہو اور اس بہارستان کے پتہ پتہ سے واقف ہو، یہ کیفیت شادی سے قبل یا بعد ہی ہوتی ہے طلوع شباب مستان شباب کی روداد کیف ہے طلوع شباب، مواصلت کا آئینہ ہے، طلوع شباب کنجی جنس نسائیت کی کلید ہے، طلوع شباب فطرت کا اس پیکر رعنائی کی کنہ ہے، طلوع شباب ستانی ہے، شاطر ہے، دلالہ ہے، طبیب ہے، ... ہے، اور آخر میں کی آواز ہے، غرضکہ طلوع شباب میں وہ سب کچھ ہے جو ایسی کتاب میں ہونا چاہئے، قیمت ایک روپیہ رعایتی محصول ۴، (۱۵) حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عہد شباب

اس کتاب کا دوسرا نام کورٹ شپ ہے، کورٹ شپ جس کو کہتے ہیں وہ تمام باتیں اس کتاب کے ذریعہ بغیر کورٹ شپ کے حاصل ہو جاتی ہیں میاں بیوی ایک دوسرے کی عادات سے واقف ہو جاتے ہیں ایک دوسرے کی حرکتوں سے لطف اندوز ہونے کے سامان فراہم کرتے ہیں، مرد عورت کی چال اور اس کی حرکات سے معلوم کر لیتا ہے کہ یہ عورت کن کن ڈھنگوں سے مطیع اور لذت یاب ہوگی، اور وہ کیا کیا طریقے ہیں جو اپنی زندگی کو لطف و سرور سے دیوانہ کر دیں گے اس کتاب میں اس قسم کے چند علاج ہیں، چند گر ہیں، چند ٹوٹکے ہیں، اور باقی صرف نباتی مجموعہ ہے، اور ایسے مجرب اصول ہیں کہ آدمی بات کی بات میں اپنی دلربا کو مسرور و شاد کام رکھ کر اپنی زندگی پر کیف بنا لیتا ہے

یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل جداگانہ ہے اور اس میں مرد عورت کی خصوصیات کو وہ عجیب و غریب نکات ہیں، کہ آپ نے اس سے پہلے نہ دیکھے ہونگے قیمت ایک روپیہ رعایتی ۸ محصول ۵ ر (۱۳۱)

سو سال کی زندگی

بھی انسان کی زندگی ہوتی ہے بشرطیکہ صحت اور جانی حفاظت کا سامان ہو تو عمر سو سال بھی ہو سکتی ہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ بھی ... والے اعضا کے مالک ہو جائیں تو آج ہی ایک کتاب

مفتاح الصحت منگا کر اس کے پروگرام پر عمل کرنا شروع کر دیجئے۔ یہ کتاب دہلی کے سب سے بڑے حکیم کی لکھی ہوئی ہے اس میں حرارت غریزی اور روح حیات کی بقا کے لئے بہت سی اغذیا اور ترکیب خوراک بتائی گئی ہے جس سے زندگی میں اضافہ ہوتا ہے، ایک ہی قسم کی غذا ایک وقت میں خون پیدا کرتی ہے اور دوسرے وقت میں بلغم، یہ کتاب بتاتی ہے کہ اس غذا سے صرف خون ہی پیدا کیا جا سکتا ہے اس کے علاوہ ضرورت کے لحاظ سے ہر جگہ چھوٹے چھوٹے نسخے لکھے گئے ہیں، جن کی دوائیں ہر گوشہ میں مل سکتی ہیں ہز ہائنس حکیم اجمل خاں صاحب کا انسانوں پر بہت ہی بڑا احسان ہے کہ یہ کتاب عالم وجود میں آئی، تندرستی اگر عزیز ہے تو یہ کتاب بھی عزیز ہونی چاہئے قیمت فی جلد ایک روپیہ رعایتی ۸ محصول ۵ ر (۱۴۲) حمیدیہ پریس دہلی

صحت النساء

عورتیں ... میں ... کے لئے ... پوشیدہ رکھتی ہیں اور ان خفا کے لئے ہر وقت ... رہتی ہیں، اس کا کچھ نتیجہ ... سے ... لیکن عورتوں کی ... مرضیاں ... کے ... نگاہ ہی نہیں رکھتیں، اور ابتدائی ... و تفریط کے سلسلے میں غریب عورتیں ایسے امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں ... انہیں موت سے دوچار ہونا پڑتا ہے ... ہو جاتے ہیں تو پھر مردوں کی طرف سے ... اس سے ایک مقام ... ہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی عورتیں موذی امراض کا شکار نہ ہوں تو آپ کتاب جاب

صحت النساء کو ہمیشہ اپنے پاس رکھئے، یہ عورتوں کے ہر چھوٹے بڑے مرض کے لئے طبیب مطلق ہے، آپ خواہ کسی مقام پر ہوں اپنی بیویوں کو آنے والے خطرات سے ہر وقت محفوظ رکھ سکتے ہیں اس میں ہر مرض کی انگریزی، یونانی، دیسی دوائیاں ہیں، اور ہر مرض کے حفظ ما تقدم کی بیش بہا بات ہیں، ... صفحے کے قریب ضخامت ہے قیمت ۱۲ رعایتی ... محصول ۵ ر (کل ۱۵) منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

محافظ الصبیان

بچوں کی حفاظت، بچوں کی تندرستی اور صحت کے لئے ہر ماں باپ ہر وقت جویاں رہتا ہے، لیکن اپنی نااہلی اور عدم واقفیت کی وجہ سے بچوں کی بیماریوں کا اکثر خود موجب ہو جاتا ہے، جب ہر شخص کی یہ دلی تمنا ہو کہ اس کا بچہ تندرست رہے اور مضبوط بنے، تو پھر ہر گھر میں کتاب **محافظ الصبیان** بھی ضرور ہونی چاہئے، یہ کتاب انشاء اللہ ایسا موقعہ ہی نہ آنے دیگی کہ آپ کا پیارا بچہ کسی موذی یا شدید مرض میں مبتلا ہو، اس لئے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد بچے کی ابتدائے حیات سے جوانی تک کے ہونے والے امراض کی تشریح، اسباب و علل اور حفظ ما تقدم کا پروگرام ہے اور ایسی آسان اور سہل ترکیبیں بتائی ہیں کہ ہر شخص اس کے ذریعہ اپنے بچے کی حفاظت کر سکتا ہے ہر چھوٹے بڑے مرض کا دیسی یونانی انگریزی علاج ہے اور ساتھ ہی بہت ہی آسان آسان ٹکے جس میں اکثر ٹوٹکوں کے نسخے ہیں قیمت ۱۲ رعایتی ۸ محصول ۵ ر (۱۳)

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شوہری تسخیر

کا مجرب عمل آپ کو عملیات کی کتابوں میں نہیں ملے گا کیونکہ مرد کو تسخیر کرنے کے لئے سب سے مجرب عمل، کفایت شعاری سلیقہ مندی، گھر کی درستی اور اچھا کھانا پکانا ہے، اور یہ سب باتیں باحسن وجوہ آپ کو کتاب

دہلی کا باورچی خانہ

منگانے سے حاصل ہو سکتی ہیں، اس کتاب میں گھر داری کے اصول اور سلیقہ مندی کی ہدایات، اور صفا ستھرہ گھر رکھنے کے علاوہ ہزار ہا قسم کے کھانوں کے پکانے کے طریقے بتائے گئے ہیں، اور ہر چیز کے لئے ایسے مناسب اعزا تجویز کئے ہیں، کہ وہ تھوڑے صرف سے اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا پک سکے، ہر عورت اس کتاب کے ذریعہ اپنے گھر والے کو خوش رکھ سکتی ہے اور ہر خاوند اس کتاب کی عامل بیوی کا غلام ہو سکتا ہے، کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جو مرد کی کمائی کا بہترین طریقہ پر صرف کرنا سکھاتی ہے۔ ضخامت ۱۱۲ صفحات، رعایتی قیمت ۸ محصول ۵ ر کل ۱۳

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

محبت کے خطوط

... جو دل میں جدا جانے کیا کیا تھا، جذبات امنڈے ہوتے تھے کیفیات قلبی آنکھوں کے ذریعہ رواں تھے، ولولے دور تک مدعائے دل کا اظہار ضرور، قلم نے جذبات کی ... لکھا مگر نہ لکھا گیا۔ اور دل کا مطلب ادا نہ ہوا" ایسے وقت جتنی بھی حسرت ہو درست ہے، ایسے وقت میں کتاب

محبت کے خطوط ملتی، تو دل کا ہر لفظ ایک تیر ہوتا جو ناوک قلب دلربا کا نشانہ بن جاتا،

یہ وہ کتاب ہے جو جذبات کے ذریعہ الفاظ پیدا نہیں کرتی بلکہ الفاظ کے ذریعہ جذبات پیدا کرتی ہے ایک ایک خط حب کا عمل، تسخیر کا نقش ہے، جس میں ... فاضل مصنف نے اس انداز سے ان کو رقم کیا ہے کہ ہر خط آپ بیتی معلوم ہوتا ہے۔

اثر پذیری کی ضمانت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ ایک خاتون کی نازک انگلیوں ... جذبات ... کرتاس سے امنڈ رہے ہیں، قیمت رعایتی صرف ۸ محصول ڈاک ۵ ر

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عبدالحمید پرنٹر پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوایا

الرحمٰن

[illegible] ترجمہ مولینا مولوی عاشق الٰہی صاحب

مسند [illegible] شیخ الہند حضرت مولانا مولوی محمود حسن صاحب قدس اللہ سرہٗ

[illegible] والی حمائل شریف

[illegible]

سورۃ الملک مکیۃ ثلثون آیۃ و فیہا رکوعان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تبارک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیء قدیر ①

بڑی برکت والا ہے وہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے



رسالہ مولوی دہلی

| جلد ۱۳ | بابت ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۰ھ | نمبر ۴ |

وہی ہوا جس کا خطرہ تھا

پرچہ محرم میں بطور ریلیف بیان وعدہ وفائی کے سلسلہ میں جو محرم کے وی پی کی واپسی کا ذکر کیا تھا اور لکھا تھا کہ یہ کیفیت اگر ربیع الثانی کے تجدید چندہ کے سلسلہ میں ہوئی پھر جا بجا خطرہ ہو کی دیوار میرے سامنے ہوگی اور میں گریکسان۔

خدا کی قسمت کی وہی صورت پیش ہے صرف فرق یہ ہے کہ گزینیں اب ثوناً لے مدد ملنے کی نوبت ہے۔ معاونین بیانیوں کو نیک ہدایت دے جنہوں نے پورے مہینے دفتر مولوی کو نام کردہ بنائے رکھا اور ہر آئندہ روزنامہ مولوی وی پیسیوں کو دیکھ کر سلام سے پہلے تعزیت کرتا تھا۔ بفضلہ خدا کا دو ہزار ایک سو تیرہ ۲۱۱۳ واپسیاں یکم ربیع الثانی تک ہو چکی ہیں۔ اور ابھی باقی ہیں، میرے دل سے پوچھئے کہ ایک روپیہ سالانہ چندہ لے کر اس مہینے تین سو روپیہ کا نقصان مفت نذر کر چکا، اور محنت اور وقت جو خرچ ہوا وہ تو ہوا ہی کتنے ہی بیانیوں میں وہ ہیں جنہوں نے صاف لکھ دیا کہ اب ہم خریدار رہنا نہیں چاہتے خدا انہیں بس کا اجر دے کہ انہوں نے وی پی منع کر کے میرے ۳ روپے بچا دیئے۔

خیر خدا تو نیا دے لو بیگم اور کوشش کیجئے۔ اور اس رسالہ نمبر کو خریداروں تک پہنچا دیجئے۔ واقعہ یہ ہے کہ گذشتہ غم اور اس حوصلہ شکنی نے مجھے اس قدر متاثر کر دیا ہے کہ میرے ہاتھ پاؤں کے قابل نہیں رہے۔ اب کو اختیار ہے آپ کا پرچہ بڑا ہے یا شائع میں تو بہت محنت کر کے تھک گیا۔ خدا کی قسم کثرت کار نے میری آنکھوں کو بیکار کر دیا ہے۔ گھنٹہ کام کرنے کے بعد آنکھیں جواب دیتی ہیں۔ اور دو تین گھنٹہ اس جلاپے کے بعد ہی جو کام کر پاتا ہوں وہ خدا ہی جانتا ہے کہ کیونکر ہوتا ہے۔

خیال تھا کہ پنجم سال اشاعت ہو جانے کے بعد اگر کتابیں اچھی فروخت ہوتی رہیں، تو فکر مالی سے نجات مل جائیگی، اور پھر کتب تجارت کے بیل بکنا رکھا، یہاں یہ کیفیت ہے کہ سال سے سالی بگڑتا جاتا ہے اور ہر روز روز اول ہی رہتا ہے۔ خدا کا احسان ہے کہ وہ محنت کی ہی کھلاتا ہے۔

ہمیں یا بیگی چاک

یہ ہی یہ بھی کہ بعض پرجوش معاونین نے ایسی اولوالعزمی سے خریدار بہم فرمائے کہ بیشتر وقت ان وی پیوں کی اطلاع سلسلہ معاونین بیانیوں کے نام جمادی الاول میں ختم ہو گئے لیکن جن حضرات نے زیادہ خریدار دیئے ہیں ان کا شکریہ تو اسی وقت ضروری ہے۔ ہم خاص طور پر ان حضرات کا سلسلہ احسان و ملت کو بہت خاص اللہ رکھے ان کی ہمت کو [illegible]

مولوی کے تمام خریداروں کو ایسا ہی پر جوش اور نام کرنے والا ہونا چاہیے جیسا کہ ان حضرات کا تھا۔ ان میں سب سے زیادہ شکریہ کے مستحق چودھری محمد احسن صاحب بی اے ایجوکیشنل انسپکٹر ہیں جنہوں نے منی آرڈر کے ذریعہ ۳۲ خریدار دیئے۔ اور مولوی نعمت اللہ صاحب انسپکٹر سکول ڈنگا نے ۲۶ خریدار جی ایم کامل صاحب جہونے ۱۶ خریدار جناب حشمت احمد صاحب نے ۲۰ خریدار۔ غلام محی الدین صاحب جاورہ نے ۲۴ خریدار یاسین صاحب ساکن نے ۱۵ خریدار بابو عبدالعزیز صاحب کالا باغ ہزارہ نے ۱۵ خریدار اور منیر صاحب ہوم ٹریننگ سکول گورکھپور نے نو خریداروں کا چندہ ایک ساتھ بھیجا، مکرمہ بالا حضرات کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ انہوں نے چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کیا۔ دیگر معاونین کی تفصیل یہ ہے

نام خریدار	تعداد	نام	
جناب عبدالمجید صاحب یو ایس کالج شملہ	۲	جناب یسین خان صاحب کوئٹہ	۱
سی راج یوسف صاحب چدم برم	۱	سید یاسین علی صاحب بینو	۴
مولوی قاضی حامد علی صاحب سکرڈ	۱	سید ضیاء الدین صاحب [illegible]	۲
محمد حسین صاحب فاریسٹ گیا	۱	ایس جی ونگیر صاحب ساگر	۱
قادر خاں صاحب آگرہ	۱	سیٹھ میاں صاحب بمبئی	۱
محمد سعید صاحب مدرس میگام	۱	میرزا حلیم بیگ صاحب [illegible]	۱
یو۔ ایم۔ قریشی صاحب ای خاندیش	۲	خریدار نمبر ۴۰۲ [illegible]	۱
عبدالغنی صاحب سرفراز بیگ جہون	۲	مظفر الدین صاحب [illegible]	۱
حافظ محمد حنیف صاحب سرسہ	۲	عبدالجلیل صاحب [illegible]	۱
محمد صدیق صاحب مکالون	۱	میر الزمان صاحب [illegible]	۱
فتح بہادر خاں صاحب پونچھ	۱	سید محمد حسن سید علی صاحب [illegible]	۲
محمد یوسف خاں صاحب فاریسٹ مظفر	۵	محمد غوث صاحب [illegible]	۴
مولوی پیر محمد صاحب جمرآباد کوئٹہ	۵	شیخ قادر مالک صاحب بندہ	۱
ابوالوفا محمد قاسم صاحب حیدرآباد	۱	منشی عزیز الدین صاحب پٹواری	۵
این ۔ وی محمد صاحب کنانور	۳	محمد اعظم صاحب پونچھ	۱
عبدالصمد صاحب عباسی امروہہ	۱	مولوی مظہر علی صاحب شاہجہانپور	۲
بدرالدین میاں صاحب بمبئی	۱	نثار احمد صاحب نینی تال	۴
محمد منور صاحب داری پورہ کشمیر	۵	حافظ محمد یوسف صاحب [illegible]	۵
نذیر محمد صاحب جان نگر روڈ	۱	مولوی برکت علی سہو کوئی	۱
احمد حسین صاحب بمبئی	۲	[illegible] صاحب ورکن گوا	۵
احمد اللہ خاں صاحب [illegible]	۵	ولایت احمد صاحب سانڈی	۲

نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد
جناب محمد صدیق صاحب متھرا	۹	جناب عبداللطیف صاحب ماہی	۱	ماسٹر مولا بخش صاحب کلوریہ	۲	جناب کریم الدین صاحب [illegible]	۲
" قاضی امام الدین جبل پور	۳	" مولوی خیر محمد صاحب خانقاہ [illegible]	۲	ماسٹر محمد یوسف صاحب [illegible]	۳	" میر تاج محمد خاں صاحب [illegible]	۳
" شیخ رمضان علی صاحب [illegible]	۱	" محمد [illegible] صاحب [illegible]	۲	" نادر خاں صاحب [illegible]	۴	حاجی حسین حاجی علی محمد [illegible]	۴
" محمد ابراہیم صاحب بمبئی	۱	" سید طفیل احمد صاحب چونیاں	۲	منشی محمد نذیر صاحب الہ آباد	۲	" جان محمد صاحب جوناگڑھ	۳
منشی علاء الدین صاحب شیر کوٹ	۱	" سید احمد صاحب [illegible] ملیح آباد	۳	نثار احمد صاحب ستولی	۵	" محمد شاکر صاحب [illegible]	۲
" احمد میاں بابا میاں صاحب [illegible]	۲	" فضل محمد صاحب مدرس [illegible] پور	۳	معالحین صاحب ستولی	۳	ماشاءاللہ [illegible] صاحب [illegible]	۲
" ریاست حسین صاحب ہوڑہ	۱	" محمد نور صاحب [illegible] لودھراں	۲	مولوی [illegible] بخش صاحب [illegible]	۴	" ضیاءالدین صاحب [illegible]	۴
" احمد صاحب [illegible]	۳	" نذیر احمد صاحب [illegible]	۴	معشوق احمد صاحب جبل پور	۲۰	" محمد حسین صاحب [illegible] پور	۳
" محمد یاسین صاحب [illegible]	۲	" نظام الدین صاحب کوہ چائل	۳	سید غلام حیدر صاحب قرولی	۳	" بوعلی صاحب [illegible]	۲
" نصیرالدین صاحب [illegible]	۱	" امان اللہ صاحب اکولہ برار	۱	" ابراہیم یوسف صاحب بالو یا	۲	" احمد خاں صاحب [illegible]	۳
" [illegible] الدین صاحب [illegible]	۱	" حمید اعظم صاحب [illegible]	۳	" عبدالرحمن صاحب فاروقی [illegible]	۲	" سید حافظ علی صاحب خانپور	۵
" [illegible] محمد صاحب [illegible]		" محمد یوسف صاحب اجمیر	۱	" احمد حسن صاحب [illegible] جالون	۳	" سید میر احمد شاہ صاحب [illegible]	۳
شیخ احسان علی صاحب کاسن خورد	۳	" زین العابدین [illegible]	۱	" میجر شیخ جان محمد صاحب جوناگڑھ	۲	" سعادت حسین صاحب باران	۳
" فدا حسین صاحب [illegible] بریلی	۲	حکیم شیخ محبوب صاحب عالم پور	۱	" احمد [illegible] صاحب [illegible] نگر	۲	" جمال الدین صاحب [illegible]	۲
" نیاز احمد صاحب [illegible]	۴	" دل محمد صاحب خریدار نمبر ۲۱۰۳	۲	سرگن علی صاحب کوہاٹ	۱	" میرزا کاظم علی صاحب حیدرآباد	۵
" علی حسین صاحب [illegible] پور	۲	" سید فضل احمد صاحب بریلی	۱	" صداقت احمد صاحب [illegible]	۱	" محمد اکرام الحق صاحب [illegible]	۳
" محمد اسحاق [illegible] صاحب [illegible]	۵	" اکرام احمد صاحب اٹاوہ	۳	" عبدالغفور صاحب کیتھل	۲	" سید [illegible] الدین صاحب [illegible]	۲
" احمد اللہ صاحب شملہ ڈی سی	۳	" محمد عثمان صاحب [illegible]	۲	" غلام نبی صاحب [illegible]	۳	ایس کے چشتی صاحب [illegible]	۳
" عنایت الرحمن صاحب اورنگ آباد	۴	" مولوی نور محمد صاحب پورولیا	۳	" محمد حسین امین صاحب [illegible]	۲	ماسٹر غلام محی الدین صاحب [illegible]	۱۵
" [illegible] بخش صاحب راولپنڈی	۲	" رحمت اللہ صاحب پورولیا	۲	" ولی اللہ صاحب [illegible]	۳	عزیز الرحمن صاحب جلال آباد	۲
" محمد ضیاء اللہ [illegible] جون پور	۲	" عبدالغفار صاحب [illegible] آباد	۴	" ابوالخیرات صاحب پورنیہ	۳	شیخ ظہیر احمد صاحب [illegible]	۴
" میر احمد علی صاحب [illegible]	۱	" [illegible] ہاشم صاحب [illegible] آباد	۳	" سید فیض علی صاحب کیتھل	۴	محمد حبیب صاحب [illegible]	۳
" جمیل احمد صاحب [illegible]	۱	" شیخ حسن نظامی صاحب اکولہ	۴	" غالب حسین صاحب حصار	۵	محمد کفیل صاحب [illegible]	۲
ایم اے مجید صاحب [illegible] بنگلور	۲	" جی ایم کامل صاحب [illegible]	۱۶	" مولوی محمد عثمان صاحب [illegible]	۴	" عزیز الدین صاحب [illegible]	۳
" چودھری محمد اعظم صاحب [illegible]	۳	" ایس ایم [illegible] الدین صاحب [illegible]	۲	" قاضی عبداللطیف صاحب [illegible]	۱	سید جلال الدین صاحب [illegible]	۲
" انعام علی صاحب [illegible]	۱	" ڈاکٹر عزیز الرحمن صاحب	۵	" اشفاق احمد صاحب [illegible]	۳	شیخ [illegible] صاحب [illegible]	۳
" احمد شریف صاحب [illegible]	۵	" محمد حبیب صاحب رام پور [illegible]	۲	" علی رضا صاحب الہ آباد	۲	شیخ عبدالحق صاحب [illegible]	۲
" محمد [illegible] خاں صاحب [illegible]	۲	" [illegible] سلطان [illegible] صاحب احمد آباد	۲	" خان عبدالکریم صاحب منڈی	۳	" جعفر خاں صاحب جبل پور	۱
" منظور احمد صاحب [illegible]	۱	" شہاب الدین صاحب [illegible] روڈ	۴	" عبداللطیف صاحب [illegible] پور	۴	ایم ایس پارکر صاحب بمبئی	۳
" سید جعفر علی صاحب [illegible]	۳	" مولوی انعام علی صاحب [illegible]	۲	" نصیر الدین صاحب پٹنہ	۲	محمد ہاشم صاحب [illegible]	۴
" یوسف علی صاحب [illegible]	۱	" خواجہ محمد اکبر صاحب بہاولپور	۲	" عبداللطیف صاحب [illegible]	۲	سید عبدالعزیز صاحب بیجاپور	۱
" ایس محمد اسماعیل صاحب [illegible]	۱	" سلطان محمود صاحب [illegible]	۸	" حافظ رحیم بخش صاحب [illegible] پور	۴	" محمد الیاس صاحب مونگیر	۲
" ابو صالح ابن محمد اشرف صاحب [illegible]	۲	" تفضل حسین صاحب [illegible]	۴	" مولانا خیرالدین صاحب گیا	۵	" دلبر حسن صاحب [illegible]	۲
" سلطان محمود صاحب [illegible]	۱	" ایم اے خلیل صاحب [illegible]	۲	" عبدالرحمن صاحب شملہ	۴	" محمد رجب علی صاحب [illegible]	۳
" بی کے عبدالوہاب صاحب [illegible]	۲	" رجب علی صاحب [illegible]	۲	" اللہ بخش صاحب [illegible]	۴	" محمد عرفان صاحب [illegible]	۱
" مولوی نعمت اللہ صاحب [illegible]	۱۵	" خیرات علی صاحب [illegible]	۳	" قاضی علی اصغر صاحب سیالکوٹ	۲	" سید عبدالجبار صاحب [illegible]	۳
" [illegible] الرحمن صاحب [illegible] پور	۲	" مولوی برکت علی صاحب [illegible]	۵	" محمد یاسین صاحب اعظم گڑھ	۲	حاجی محمد امین [illegible] حیدرآباد	۲
" محمد یاسین صاحب [illegible] کلرک [illegible]	۴	" سید منیر احمد صاحب آرہ	۲	محمد سعید الدین صاحب [illegible]	۳	میزان ۲۳ جولائی تک [illegible]	[illegible]

شذرات

قاتلانہ حملے

جولائی کے آخری ہفتہ کے سب سے اہم واقعات میں سے وہ قاتلانہ حملے ہیں جو قائم مقام گورنر بمبئی، سرکٹ سیشن جج ۲۴ پرگنہ بنگال اور دو فوجی افسران ریل میں کئے گئے ان میں سے دو موخر الذکر جان سے مارے گئے اور گورنر بمبئی البتہ خوش قسمتی سے بچ گئے۔ گورنر بمقام فرگوسن کالج میں جب کالج کی عمارت دیکھ رہے تھے ایک طالب علم نے ریوالور سے فیر کئے ایک تو ان کے سینہ پر گولی لگی مگر چونکہ اسی جگہ جیب میں پاکٹ بک تھی اور اس میں کسی دھات کا ایک پھول تھا اور گولی اتفاقاً اسی پھول سے جا کر ٹکرائی اس لئے وہ وہیں جیب میں رہ گئی اور دوسری گولی آپ کے نہیں لگی حملہ آور اسی وقت گرفتار کر لیا گیا۔

دوسرا حادثہ اس طرح ہوا کہ سیشن جج صاحب عدالت میں بیٹھے ایک مقدمہ کی سماعت کر رہے تھے کہ ایک نوجوان پیچھے کی طرف سے گھس آیا اور ایک فائر عقب ہی کی طرف سے کیا جو خالی گیا پھر حملہ آور گواہوں کے کٹہرے میں چلا گیا اور سامنے سے ایک فائر کیا جس کی گولی جج صاحب کی پیشانی پر لگی اور آپ کا انتقال ہو گیا اس کے بعد پولیس مین اور حملہ آور میں باہم گولیاں چلنے لگیں اور پولیس مین زخمی ہوا اور حملہ آور پولیس مین کی گولی سے انتقال کر گیا۔

تیسرا واقعہ ریل میں ہوا دو فوجی افسر ایک ہی درجہ میں سفر کر رہے تھے کہ رات کو ایک یا ایک سے زائد آدمی درجہ میں داخل ہوئے ان کے ہاتھ میں خنجر تھا اور خنجر ہی سے انہوں نے حملہ کیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک افسران میں انتقال کر گیا مگر دوسرا بچ گیا لیکن اس واقعہ کے متعلق ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سیاسی حملہ تھا یا چوری اور ڈاکہ کے سلسلہ میں تھا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ دہلی کے قریب سونی پت کے اسٹیشن کے متصل ہوا کہ ایک انگریز فرسٹ کلاس میں جا رہا تھا اور لیٹا ہوا تھا کہ ایک شخص خنجر بدست درجہ میں گھس آیا مگر انگریز بیدار اور جاگ رہا تھا اس نے فوراً خطرہ کی زنجیر کھینچی جس سے گاڑی رکی اور حملہ آور فرار ہو گیا اس واقعہ کے متعلق بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کس نیت سے تھا سیاسی غرض تھی یا چوری وغیرہ کی۔

گورنر صاحب پر حملہ کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کا بمبئی پریسیڈنسی میں طرز عمل اچھا نہیں رہا اور گورنر کے رخصت پر جانے سے ان کی قائم مقامی کا حق ایک ہندوستانی کو پہنچتا تھا مگر ان کا حق چھین کر موجودہ گورنر کو دیدیا گیا اور سیشن جج پر حملہ کی وجہ حملہ آور کی جیب سے ایک خط نکلنے سے یہ معلوم ہوئی کہ اس نے انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات کے قاتل کو پھانسی کی سزا دی اور بہت سے سیاسی مقدمات میں جج کے فرائض ادا کئے۔

بہرحال یہ واقعات حد درجہ افسوسناک ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اس امر کے کہ کانگریس اور مہاتما گاندھی انتہائی زور لگا رہے ہیں کہ لوگ عدم تشدد پر عامل ہوں مگر نوجوانوں کا ایک طبقہ ایسا ہے جو عدم تشدد پر یقین نہیں رکھتا اور تشدد پر اعتقاد رکھتا ہے۔

ہم ان صفحات میں بارہا صدق دلی کے ساتھ نوجوانوں کو سمجھا چکے ہیں کہ ان کا طرز عمل ہندوستان کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہندوستان کے مقاصد کے لئے ہرگز ہرگز مفید نہیں ہے بلکہ مضر ہے مگر پرجوش نوجوانوں کی سمجھ میں اتنی سی بات نہیں آتی کہ سال بھر میں چند انگریزوں کو قتل کر دینے سے وہ اپنا مقصد یعنی ملک کی آزادی کیونکر حاصل کر سکیں گے آخر وہی انگریز تو ہیں جو جنگ عظیم میں لاکھوں کی تعداد میں اپنی عزیز جانیں قربان کر چکے ہیں اور کروڑوں روپیہ بہا چکے ہیں اپنے مقاصد کی حفاظت کے لئے پھر وہ کیونکر چند جانوں کے اتلاف سے ڈر کر ہندوستان کو آزاد کر دیں گے اور اگر فرض کر لو کہ یہ نوجوان تمام سول سروس والوں کو قتل کرنے میں کامیاب بھی ہو جائیں جو ناممکن ہے تب بھی کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی جگہ پر کرنے کے لئے دوسرے انگریز نہ آ جائیں گے اس کے علاوہ اس کو دوسرے نقطہ نظر سے بھی دیکھنا چاہئے وہ یہ کہ فرض کرو کہ اس طرح سے نوجوانوں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا تو کیا وہ ملک کو ایک ایسے خطرہ میں ڈال دیں گے کہ ملک کا جو طبقہ بھی مطمئن نہ ہو وہ اسی پر عمل پیرا ہوگا اور اسی طرح تشدد کے ذریعہ اپنا مقصد حاصل کرنے کی سعی کرے گا پھر کیا اس طرح ملک کے اندر جرائم کی وہ پرورش نہیں کر رہے۔

ہم پھر ایک دفعہ نوجوانوں سے اپیل کریں گے کہ وہ تشدد کے طریقہ کو چھوڑ کر عدم تشدد پر عامل ہو کر ملک کی آزادی کے لئے جدوجہد کریں اس راہ میں تشدد کے راستہ سے زیادہ قربانیاں کرنے کی گنجائش موجود ہے اور بہت زیادہ قربانیاں کر کے ہی ملک کو آزاد کرا سکتے ہیں نوجوانوں کو سمجھنا چاہئے کہ اگر تشدد کا راستہ صحیح ہوتا تو کانگریس کے اندر سینکڑوں ایسے بہادر موجود ہیں جو علانیہ تشدد کی حمایت کرتے کیا جواہر لال نہرو، سبھاش بوس وغیرہ بزدل ہیں ہرگز نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ باوجود اس امر کے کہ مہاتما گاندھی کی طرح عدم تشدد کو مذہباً نہیں مانتے پھر بھی ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ہندوستان کے حالات اس امر کے مقتضی نہیں کہ عدم تشدد کے ذریعہ آزادی کی جنگ لڑی جائے پھر آخر نوجوان ان کی بات کیوں نہیں مانتے اور کیوں اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بناتے ہیں ہم ایک دفعہ ان نوجوانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنی قاتلانہ جدوجہد کو ترک کر دیں اور پرامن جدوجہد اختیار کریں۔

یورپین ایسوسی ایشن

ان قاتلانہ حملوں سے جو پے در پے ہوئے ہیں یورپین طبقہ کے جذبات زیادہ بھڑک اٹھے ہیں اور کوئی منصف مزاج شخص انگریزوں کے غصہ کو بے محل نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ ایک قدرتی امر ہے کہ اپنے ہم قوموں اور ہم وطنوں کے قتل سے ان کو زیادہ تکلیف ہوتی ہے اور ان کے غیظ و غضب کے جذبات زیادہ قوت کے ساتھ ابھرتے ہیں۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ان قاتلانہ حملوں کی زیادہ سے زیادہ سخت الفاظ میں پرزور مذمت کی جانی چاہئے اور وہ تمام ضروری تدابیر اختیار کرنی چاہئیں جن سے ان جرائم کی روک تھام ہو سکے۔

مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ غلط طریقہ اظہار جذبات کا اختیار کیا جائے یورپین ا

کی بنگال اور یوپی کی انجمنوں نے صدائے احتجاج کا جو طریقہ اختیار کیا ہے گو ہم کو ان کے مجروح جذبات کے ساتھ پوری ہمدردی ہے پھر بھی اس طریقہ سے اتفاق نہیں ہے انہوں نے سخت الفاظ میں ایسے جرائم کی مذمت کی، یہ بالکل ٹھیک ہے ہم بھی ان کے ساتھ شریک ہیں اور ہر شخص شریک ہوگا اور نیز ان جرائم کے روکنے کی موثر تدابیر اختیار کرنے کا حکومت کو مشورہ دیا ہے یہ بھی درست ہے مگر یہ بالکل غلط ہے کہ ان جرائم کی ذمہ داری وہ کانگریس اور کانگریسی لیڈروں پر عائد کرتے ہیں سوائے برافروختہ جذبات انگریزوں کے کوئی شخص بھی اس خیال کی تائید نہیں کرسکتا اور ہر شخص جانتا ہے کہ گاندھی جی ہی ایک ایسے شخص ہیں جو زیادہ سے زیادہ موثر طریقہ پر نوجوانوں کو ان افعال سے باز رکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور کانگریسیوں کی بھاری اکثریت پوری قوت سے ایسے جرائم کو روکنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ممکن ہے کہ کچھ نوجوان کانگریس میں ایسے بھی شامل ہوگئے ہوں جو عدم تشدد پر اعتقاد نہیں رکھتے مگر اس میں کانگریس کا کیا قصور ہے۔

بہرحال یہ بالکل غلط ہے کہ کانگریس پر ان جرائم کی ذمہ داری ڈال کر حکومت کو مشورہ دیا جائے کہ وہ کانگریس کے خلاف تشدد اختیار کرے کیونکہ اس کے نتائج امید کے خلاف نکلیں گے۔

لیکن اسی کے ساتھ ہم ان لوگوں سے بھی درخواست کرینگے جو ایسے مجرموں کی سزا پر جلسے اور جلوس کے ذریعہ مظاہرے کرتے رہتے ہیں اس سے ملک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ نقصان پہنچتا ہے اور ان سے اجتناب کرنا چاہیئے انگریز لوگ ان مظاہروں کا یہ نتیجہ نکالتے ہیں اور جن لوگوں کے جذبات مجروح ہیں وہ مجبور ہیں کہ یہ نتیجہ اخذ کریں کہ ان لوگوں کو ایسے جرائم سے ہمدردی ہے اور ان کی خواہش ہے کہ ایسے جرائم ترقی کریں۔

اگر ان مظاہروں کی نیت یہی ہوتی ہے تو ان کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے اور اگر نیت نہیں ہوتی تو پھر خواہ مخواہ ایسا طرز عمل کیوں اختیار کیا جائے جس سے اس قسم کی شدید غلط فہمی پیدا ہونے کا احتمال ہو اس لئے ایسے مظاہرے قطعاً ترک کردینے چاہئیں۔

کشمیر کی مظلوم رعایا

کشمیر کی رعایا کو اپنی حکومت سے سخت شکایت تھی اور آج سے نہیں بلکہ عرصہ سے اس شکایت کی وجہ یہ ہے کہ حکومت غریب رعایا کو کسی بات کی بھی خبر نہیں لیتی، مہاراجہ کشمیر کا تمام ٹھاٹھ اسی مظلوم رعایا کے خون پسینہ کی کمائی پر منحصر ہے۔

مہاراجہ صاحب لاکھوں روپیہ اپنی عیش پسندی پر ہر سال خرچ کرڈالتے ہیں مگر اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کا ان کو مطلق خیال نہیں ہے کشمیری باشندوں کا یہ حال ہے کہ سارے ہندوستان میں ان سے زیادہ مفلس اور ان سے زیادہ مفلوک الحال اور ان سے زیادہ مصیبت زدہ کسی خطہ ہند کے باشندے نہیں ہیں ان کے پاس نہ کھانے کو غلہ ہے نہ تن ڈھکنے کو کپڑا نہ رہنے کے لئے آرام دہ مکان باوجودیکہ کشمیر نہ صرف ہندوستان کے بلکہ تمام دنیا کے ان مقامات چند مقامات میں سے ایک ہے جو صحت و خوش منظری کے لحاظ سے بہترین تسلیم کئے جاتے ہیں اور ہر سال ہزاروں لاکھوں آدمی وہاں سیر و تفریح اور صحت درست کرنے کی غرض سے جاتے ہیں اور وہاں کی آب و ہوا اور مناظر سے مستفید ہوتے ہیں مگر خود کشمیر کے باشندوں کا یہ حال ہے کہ ان کی صورت دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ ایسے فرح بخش و صحت افزا مقام کے رہنے والے ہیں کیونکہ ہر شخص زرد رو اور سوکھا ہوا نظر آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ برسوں کے بیمار ہیں جن کو نہ دوا میسر ہے نہ غذا۔ الغرض مہاراجہ صاحب ان لاکھوں بے بس انسانوں کے حکمران ہیں اور اپنی رعایا کی طرف سے بے فکر ہیں ان کے فلاح و بہبود کا ان کو خیال نہیں بلکہ کیفیت یہ ہے کہ اس حالت میں بھی یہ لوگ محنت و مزدوری کر کے جو کماتے ہیں اس کا بہت بڑا حصہ سرکاری خزانہ میں ٹیکسوں کے ذریعہ پہنچ جاتا ہے۔

جس سرزمین کی حالت یہ ہو وہاں ناممکن ہے کہ ہمیشہ یکساں حالت قائم رہے اور ایسی جگہ کے باشندے ہمیشہ کے لئے گونگے بہرے اور اندھے بنے رہیں یہ بالکل قدرتی امر ہے کہ جب مصائب حد سے زیادہ ترقی کر جاتے ہیں اور زندگی گذارنی لوگوں کو دشوار ہوجاتی ہے تو خودبخود بے چینی و اضطراب پیدا ہونے لگتا ہے ابتدا میں صرف آثار و علائم نظر آتے ہیں بعد میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور پھر اپنی رو میں اس تمام نظام اور اس سارے سسٹم کو بہا لیجاتی ہے جو اس حالت کا ذمہ دار ہوتا ہے اکثر ریاستوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے مگر جو حال کشمیر کا ہے اس کی دوسری مثال نہیں ہے۔

بہرحال معاملہ مہاراجہ کشمیر اور باشندگان کشمیر کا ہے مگر بدقسمتی سے باشندگان کشمیر ۹۵ فیصدی مسلمان ہیں اور انہی ۹۵ فیصدی کی حالت زیادہ خراب ہے ۵ فیصدی ہندو آبادی کی حالت نسبتاً بہتر ہے اور مہاراجہ کا طرز عمل ۵ فیصدی کے ساتھ اور ہے ۹۵ فیصدی کے ساتھ اس سے مختلف ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ۵ فیصدی اور ۹۵ فیصدی کی مالی اخلاقی اور تعلیمی و تجارتی حالات میں اس قدر فرق نہ ہوتا جو اس وقت کشمیر میں ہے۔

اس حکمران سے بڑھکر کوئی دوسرا بدنست حکمران نہیں ہوسکتا جس کی نسبت یہ خیال قائم ہوجائے کہ وہ اپنی رعایا کے ساتھ دو قسم کا سلوک کرتا ہے جو اس کے ہم مذہب ہیں ان کے ساتھ ہر قسم کی رعایت ہر قسم کی مدد اور ہر قسم کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور جو اس کے ہم مذہب نہیں ہیں ان کے ساتھ سرد مہری برتی جاتی ہے اور ان کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں۔

مہاراجہ کشمیر کے متعلق علاوہ اس امر کے کہ وہ اپنی رعایا کی کوئی خبر نہیں لیتے یہ بھی شکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ ہندوؤں کے ساتھ جو ریاست کی آبادی کا ۵ فیصدی حصہ ہیں بہتر سلوک کرتے ہیں۔

. . . . اور مسلمانان کشمیر کے ساتھ جو آبادی کا ۹۵ فیصدی حصہ ہیں بہت خراب سلوک کرتے ہیں۔

ان حالات میں کشمیر کے اندر اگر بے چینی نہ پیدا ہوتی تو تعجب ہوتا چنانچہ وہ قدرتی اسباب کی بنا پر پیدا ہوئی اور اس نے اس حد تک ترقی کی کہ ایک عام اضطراب کی شکل اختیار کرلی جذبات مجروح تھے اسی حالت میں بعض مقررین کو جیل میں بھیجا گیا اس سے اور زیادہ جذبات بھڑک گئے جیسا کہ قاعدہ ہے کہ بعض وقت غلط راستہ پر عوام پڑ جاتے ہیں عوام کا ایک ہجوم جیل خانے پہنچ گیا اور اس نے اپنے لیڈر کی رہائی کا مطالبہ شروع کیا دوسری طرف سے تشدد ہوا اور بلوہ کی صورت پیدا ہوگئی حکومت نے

اس مسئلہ ... [illegible] ... حاصل
... [illegible] ...
بھی ہو گئے ... ہو گئے ... پہلے سے بھی
... [illegible] ...

اس سلسلہ میں ... معلوم ... مسلمانوں میں بھی ... ہو گیا اور
ایک تاثر ... مطالبہ کا مسئلہ بدقسمتی سے فرقہ وارانہ سوال کی شکل میں
منتقل ہو گیا جس کا ہر ایک شخص کو افسوس ہو گا اور اب پروپیگنڈا جو کیا جا رہا
ہے بدکرایا جا رہا ہے وہ فرقہ وارانہ حیثیت ہی کا ہے۔

چونکہ کشمیر کے بہت سے مسلمان کشمیر سے باہر موجود ہیں اس لئے قدرتی
طور پر انہوں نے دلچسپی لینی شروع کر دی ہے اور چونکہ عرصہ سے کشمیری
مسلمان ملک کا شکار بنے ہوئے ہیں اس لئے عام مسلمانوں کو بھی ان سے
ہمدردی پیدا ہو گئی ہے اور اس طرح کشمیر کے مسلمانوں اور کشمیر کے حکمران
کا سوال ایک اہم سوال بن گیا ہے۔

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ کشمیر کے مسلمانوں کو وہاں کی حکومت سے جائز
شکایات ہیں ان کے ساتھ جانبداری کا سلوک ہوتا رہا ہے اور ان کے حقوق
ہمیشہ بیدردی کے ساتھ پامال ہوتے رہے ہیں اگر مہاراجہ صاحب کو خدا
عقل دے تو انہیں محسوس کرنا چاہئے کہ وہ حالت جاری نہیں رکھی جا سکتی
مہاراجہ صاحب اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ ان کی مسلمان رعایا کی حالت اس قدر
ذلیل و خوار ہے کہ شاید ہی ہندوستان کے کسی حصہ ملک کے باشندوں کی
حالت ویسی قابل رحم ہو پھر کیا ان کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اپنے ملک کے
۹۵ فیصدی آبادی کی طرف بھی کچھ دھیان دیں اور ان کے حقوق بھی ادا
کریں اور کم از کم ۹۵ فیصدی آبادی کو ۵ فیصدی آبادی کی سطح پر لے آئیں
اور اتنا ہی مسلمانوں کا بھی عملی حیثیت سے لحاظ رکھیں جتنا ہندو کا رکھتے ہیں

کشمیری مسلمانوں کی رواداری

کشمیر کی موجودہ بے چینی سے متاثر ہو کر شملہ پر ایک کانفرنس
مختصر سی منعقد ہوئی تھی جس میں چیدہ چیدہ مسلمان شریک ہوئے تھے
اس بزم مشاورت کا مقصد یہ تھا کہ کشمیری مسلمانوں کی حالت زار پر غور
کیا جائے اور ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جن سے کشمیری مسلمانوں کے مصائب
کا خاتمہ ہو اس میں کشمیری مسلمانوں کے نمائندے بھی شریک ہوئے تھے
جب کشمیری حکومت کی زیادتیوں پر بحث ہوئی تو یہ امر بھی سامنے آیا کہ
کشمیر میں جھٹکہ اور سور کا گوشت تو علانیہ فروخت ہوتا ہے مگر گائے
کے گوشت کے فروخت کرنے پر سات سال کی سزا مقرر ہے کشمیر کے باہر کے
لوگوں نے چاہا کہ اس ناانصافی پر بھی اس جلسہ کی طرف سے صدائے احتجاج
بلند کی جائے مگر کشمیری مسلمانوں نے اس سے سخت اختلاف کیا کہ ہم اس
حالت کو بدلنے کے خواہشمند نہیں ہیں ہمیں جو کچھ شکایت ہے وہ
حکومت سے ہے ... شکایت ہے ہم اپنے ہم وطن ہندو بھائیوں
کے جذبات کو مجروح نہیں کرنا چاہتے اور ہماری ہرگز یہ خواہش نہیں ہے
... ہندو ... گوشت کی طرح گائے کے گوشت کی بھی ہم کو اجازت
دی جائے ... ہندوؤں کو تکلیف ہو گی اور ہمارے باہمی تعلقات

... [illegible] ...
مسلمانان کشمیر کے یہ جذبات یقیناً نہایت قابل قدر ہیں اور اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے ... وہاں ہندو مسلمانوں کے درمیان ہو گیا
وہ بالکل اتفاقی تھا اور اب جو اس کے سلسلہ میں پروپیگنڈا ہو رہا ہے وہ
دانستہ ... کیا جا رہا ہے تاکہ بیرونی ہندوؤں کی ہمدردی حاصل کی جائے۔
ہم مسلمانان کشمیر کو مشورہ دیں گے کہ وہ پرامن جدوجہد جاری رکھیں
وہ یقیناً ایک دن کامیاب ہوں گے مگر اس کا لحاظ رکھیں کہ ایسے مواقع پر
خود غرض و مطلب اپنی اغراض کی وجہ سے جذبات کو بھڑکا کر غلط راستہ پر
ڈال دیا کرتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں سے بھی ہوشیار رہیں۔
مہاراجہ صاحب بھی یہ غور کریں گے کہ ۹۵ فیصدی آبادی کو ناخوش رکھ کر
وہ چین سے نہیں بیٹھ سکتے اس لئے ان کو اپنی رعایا کے مطالبات پر ہمدردانہ
غور کرنا چاہئے۔

کسانوں کی مشکلات اور غلہ کی ارزانی

آج سے ایک سال
قبل غلہ کی گرانی سے لوگ پریشان تھے چند برس سے غلہ کا بھاؤ چھ
سات سیر کا تھا اس کی وجہ سے مخلوق خدا سخت تکلیف و اذیت میں تھی اور
بادشاہی زمانہ کی ارزانی کی مثالیں دی جاتی تھیں اور اس زمانہ کو مبارک زمانہ
سمجھا جاتا تھا اور واقعی وہ مبارک زمانہ تھا جبکہ ہر چیز سستی تھی امیر و غریب
سب راحت کی زندگی بسر کرتے تھے۔
مگر اب وہی ارزانی ہے جس نے ایک مصیبت برپا کر دی ہے گو ابھی تک وہ
اس زمانہ کی سی ارزانی نہیں ہے جیسی کہ شاہی زمانہ میں تھی کیونکہ اس وقت
ڈیڑھ دو من کا گیہوں ملتا تھا مگر اب صرف ۲۰-۲۲ سیر کے نرخ نے ہر طرف
ایک کہرام مچا دیا ہے اگرچہ ایک طبقہ اس ارزانی سے خوش ہے جس کو غلہ خریدنا
پڑتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ غلہ خریدنے والے کم ہیں اور پیدا کرنے والے بہت ہیں
ملک کے اندر صرف ۱۳ فیصدی ایسے لوگ ہیں جو زراعت پیشہ نہیں ہیں باقی سب
زراعت پیشہ آبادی ہے اور ارزانی کی وجہ سے زراعت پیشہ آبادی ایسی ناقابل
حل مصیبت میں گرفتار ہو گئی ہے جس کا اہل شہر اور وہ لوگ جو ملازمت پیشہ ہیں
صحیح طور پر اندازہ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ کسان کی آمدنی تو بدستور ہے اور خرچ اشیاء کی
ارزانی کی وجہ سے کم ہو گیا ہے۔ اس کے برعکس غلہ کی ارزانی کا نتیجہ کسان کے حق
میں یہ نکلا کہ اس کا خرچ تو بدستور رہا کیونکہ اس کو تو لگان زمیندار یا سرکار کو دینا
پڑتا ہے اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور آمدنی گھٹ کر ایک چوتھائی رہ گئی جس کے
معنے یہ ہیں کہ بیج آبپاشی بیل وغیرہ کی قیمت بھی پوری وصول نہیں ہو سکی
اور کسان اور اس کے بال بچوں کی سال بھر کی محنت کا تو کچھ حساب ہی نہیں۔
اب حکومت کی مشکلات کا حال سنئے اس نے اپنا خرچ آمدنی کے حساب سے
رکھا تھا خرچ تو بدستور ہے یکایک اس میں کمی نہیں کی جا سکی اور آمدنی
جو زمین کے لگان سے وصول ہوتی تھی وہ بڑی حد تک بند ہو گئی کیونکہ کسانوں کے
پاس روپیہ ہی نہیں وہ دیں تو کہاں سے اور حکومت اپنا کام چلائے تو کیونکر
اس حالت نے تمام اقتصادی نظام کو درہم برہم کر دیا ہے اور عوام اور حکومت
دونوں سخت مشکلات میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ حالت کیوں پیدا ہوئی حکومت کا بیان تو یہ ہے کہ عالمگیر کساد بازاری کا نتیجہ ہے مگر ہندوستانی لیڈر اس کا الزام حکومت کے سر تھوپتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ شرح تبادلہ اور غیر ملکی تجارت کی آزادی کا یہ نتیجہ ہے۔

بہرحال کوئی وجہ ہو ملک کی حالت اس کی وجہ سے سخت تباہ حال ہو گئی ہے اور اب اصلی سوال یہ ہے کہ کس طرح اس مصیبت سے نجات حاصل کی جائے حکومت اور عوام دونوں کا فرض یہ ہے کہ اس مشکل کا اگر کوئی حل ہو تو اس پر عمل کریں۔

حکومت کے فرائض

اس مشکل مسئلہ کے حل کا جہاں تک عوام سے تعلق ہے ان کا فرض صرف اس قدر ہے کہ جس قدر ہو سکے کفایت شعاری سے کام لیں اخراجات کم سے کم کر دیں اور آمدنی بڑھانے کے جو ذرائع بھی ان کے امکان میں ہوں ان پر عمل کر کے اپنی آمدنی بڑھائیں اخراجات کے کم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تعیشات کی چیزوں کی خرید بالکل بند کر دیں اور صرف وہی اشیاء خریدیں جو زندگی گذارنے کیلئے ضروری اور لازمی ہوں اور ساتھ ہی یہ عہد کر لیں کہ کوئی ایسی چیز نہ خریدیں گے جس سے ان کا روپیہ ملک کا روپیہ غیر ملک میں جاتا ہو عوام کے امکان میں بس یہی دو چیزیں ہیں۔

البتہ اگر حکومت صدق دل کے ساتھ اس مشکل مسئلہ کا حل کرنا چاہے تو وہ بہت کچھ کر سکتی ہے اس کو سب سے پہلے تو یہ کرنا چاہیئے کہ اپنے اخراجات ممکن حد تک کم کرکے بڑی بڑی تنخواہوں میں ایکدم سے کم از کم پچاس فیصدی تخفیف کر دینی چاہیئے مثلاً پانسو سے اوپر کی تنخواہوں میں پچاس فیصدی کمی کر دی جائے تو کروڑوں روپیے کی بچت ہو سکتی ہے، فوج پر بے شمار روپیہ خرچ ہوتا ہے فوجی اخراجات میں بھی پچاس فیصدی کی تخفیف آسانی کے ساتھ کی جا سکتی ہے اس طرح کم از کم پچاس کروڑ سالانہ کی بچت ہو جائیگی۔

اس کے بعد دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ملک کی صنعت کو ترقی دینے کی مخلصانہ کوشش کی جائے اور ہندوستان کی دولت کو باہر جانے سے روکا جائے جس سے بہت جلد ملک کا افلاس دور ہو سکتا ہے ہندوستان کی دولت باہر جانے سے اسی طرح روکی جا سکتی ہے کہ باہر سے آنے والے مال پر بھاری محصول عائد کر دیا جائے تاکہ وہ ہندوستانی مال کے مقابلہ میں گراں پڑے مثلاً کپڑے پر جو باہر سے آتا ہے اس قدر محصول لگانا چاہیئے تاکہ دیسی کپڑے کے مقابلہ میں وہ گراں پڑے اور لوگ سودیشی کپڑا خریدیں اسی طرح جو چیزیں ہندوستان میں بنتی ہیں وہی اگر باہر سے آتی ہوں تو ان پر بھی بھاری محصول لگانا چاہیئے اور تعیشات کی چیزوں پر جو ضروریات زندگی میں شامل نہیں ہیں ان پر بہت زیادہ محصول لگا دینا چاہیئے تاکہ ہندوستانیوں کا روپیہ فضول چیزوں پر خرچ نہ ہو۔

اگر حکومت یہ طرز عمل اختیار کرے تو راعی اور رعایا دونوں کی مشکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے مگر ہم خوب جانتے ہیں کہ حکومت ایسا نہ کریگی وہ زیادہ سے زیادہ یہ کر سکیگی کہ چھوٹی تنخواہوں والے ہندوستانیوں کی ایک کثیر تعداد کو ملازمت سے برخاست کر دیگی اور بڑی تنخواہ والوں کو ہاتھ بھی نہ لگائیگی کیونکہ ان میں اکثریت انگریزوں کی ہے اسی طرح فوج کے مصارف میں بھی کمی نہ کر سکے گی کیونکہ فوج تو ہندوستانیوں کا سر کچلنے کے لئے ہے برٹش پارچہ اور دیگر اشیاء پر زیادہ محصول بھی نہ لگائیگی کیونکہ اس سے انگلستان کو نقصان پہنچیگا نتیجہ یہ رہیگا کہ یہ مشکلات بدستور باقی رہیں گی اور اس کی وجہ سے بے چینی میں برابر اضافہ ہوتا رہیگا اور اگر شورش ہوئی تو تشدد سے دبانے کی کوشش کی جائے گی مگر آخرکار یہ بیکار ثابت ہوگی۔

تنظیم اسلامی

آٹھ نو سال سے تنظیم کا شور برپا ہے سینکڑوں نظامِ تنظیم بنائے گئے، جو ملکیں جن میں ہزاروں ریزولیوشن پاس کئے گئے جلسوں اور جلوسوں کا کوئی انتہا نہیں رہی لاکھوں تقریریں کی گئیں سینکڑوں تجاویز مرتب کرکے شایع کی گئیں لاکھوں مضامین لکھے اور شایع کئے گئے اصحاب بھی جو لیڈر اور رہنما اپنی ہردلعزیزی قائم کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے قابو میں رکھنا چاہتے ہیں وہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اسی محبوب لفظ کا بار بار اعادہ اور استعمال کرتے رہتے ہیں۔

مگر حقیقت حال کیا ہے یہ بہت ہی تکلیف دہ ہے کیونکہ آج مسلمان بہ نسبت آج سے دس سال قبل کے زیادہ منتشر زیادہ متفرق ہیں اور روزانہ برابر ان کانفرنسوں تقریروں تجویزوں اور جلسوں جلوسوں کا اثر نہیں پڑا وہی افتراق و انشقاق جو پہلے تھا اب بھی ہے نہ اس سے کوئی تنظیمی مادہ پیدا ہوا کہ ہر ایک شہر اور قصبہ اور گاؤں کے مسلمان اپنے اپنے شہروں گاؤں اور قصبوں میں متحد ہوئے ہوں اور نہ ان کے اندر کوئی موافقت پیدا ہو گئی ہو۔

جو کچھ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ لیڈروں نے اپنی لیڈری کے لئے جتھہ بندیاں کر لی ہیں اور اس جتھہ کو سارے ہندوستان کے مسلمانوں کا نمائندہ کہتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں کی قسمتوں کا فیصلہ اپنے ہاتھ میں لے لینے کی جد و جہد کرتے رہتے ہیں ان کا محبوب مشغلہ یہ ہے اور ان کی رائے سے جو شخص اختلاف کرتا ہے اس کو دشمن اسلام، مسلم کش، ملت فروش کا خطاب دیکر کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کے نمائندے نہیں بلکہ ہم ہیں اگر ان کو گول میز کانفرنس میں لیا تو قیامت آجائیگی۔

اور یہ ہوا ہے کہ کل تک جو لوگ دوش بدوش اور شانہ بشانہ کام کرتے تھے اور ایک سلک میں منسلک تھے جو افکار و آراء میں متحد اور متفق تھے اور ایک آواز ہو کر کام کرتے تھے جس سے مسلمانوں کی طاقت کا اظہار ہوتا تھا اب وہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں اور ایک دوسرے سے اس قدر بعید ہو گئے ہیں کہ بظاہر متحد ہونے کی کوئی صورت نہیں رہی پچھلے دنوں دہلی بھوپال اور شملہ میں بہت کوششیں ہوئیں مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔

یہ ہے دس سالہ تنظیم کے شور و غوغا کا نتیجہ ہر ایک مسلمان کو غور کرنا چاہیئے کہ کیا یہ حالت قابل افسوس نہیں ہے ہر ایک شخص کو اپنے گرد و پیش کے حالات کا مطالعہ کرنا چاہیئے کہ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ تنظیم کے بجائے تفریق زیادہ ہو گئی ہے اگر آپ کسی دیہات کے رہنے والے ہیں تو قصبہ کی حالت پر اور اگر شہر کے رہنے والے ہیں تو شہر کی حالت پر غور کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ مسلمان اہل گاؤں یا قصبہ میں منظم ہو گئے ہیں تنظیم کے معنے کیا نہ کہ یہ ہیں کہ وہ اپنے مقدمات عدالت میں نہ لیجاتے ہوں بلکہ باہم کسی کو پنچ مقرر کرکے فیصلہ کر لیتے ہوں لڑتے نہوں سب کام اتفاق و اتحاد سے کر لیتے ہوں تعلیم کا چرچا پھیل گیا ہو کوئی مکتب مدرسہ یا اسکول کھول لیا ہو تجارت میں حصہ لیتے ہوں ایک دوسرے کی مصیبت میں ہاتھ بٹاتے ہوں غرضکہ اس معیار سے جائزہ لیجئے تو پتہ چلیگا کہ ہنوز روز اول ہے

تنظیم کیونکر ہو

لیکن سوال یہ ہے کہ پھر آخر مسلمان منظم کیوں نہیں ہوتے اور ان کے اندر تنظیم پیدا ہو تو کیونکر اور وہ کیا طریقے اور کیا اسباب ہیں جن کے ذریعہ یہ محبوب شے مسلمانوں کو دستیاب ہو سکتی

یہ ہے کہ اس وقت [illegible]

جلوس اور تقریروں اورکا فرقہ سے نہ کبھی کوئی تنظیم ہوئی ہے اور نہ ہوسکتی ہے یہ چیزیں ایک حد تک مفید ثابت ہوتی ہیں جب صحیح راہ عمل ہو قوم کا عزم ہو کہ جب تک سامنے کوئی راہ عمل نہ ہو اور اس پہ گامزن ہونے کیلئے اور جلوس تقریریں وغیرہ کبھی مفید نہ ہونگی بلکہ مضر ہوا کرتی ہیں۔

اگر ہم واقعی اپنی تنظیم کرنی چاہتے ہیں تو ہمیں دوسری قوموں کو دیکھنا چاہیے کہ ان کا عمل کیا ہے اور کس طریقے سے انہوں نے اپنے اندر نظم پیدا کیا ہے۔

اگر ہم خود سے تاریخ کا مطالعہ کریں یا اگر یہ بھی ممکن نہ ہو سکے تو صرف موجودہ اقوام خصوصاً اگر ہم اپنے ہمسایوں کی حالت کا بغور مطالعہ کریں تو یہ پتہ چل سکتا ہے کہ ہماری پستی اور تنزل کا واحد سبب ہماری بے عملی اور ہمارا جمود و تعطل ہے ہم نے مجاہدانہ زندگی کو بالکل خیرباد کہہ دیا ہے مجاہدانہ زندگی سے مراد جدوجہد کی زندگی ہے ہر قسم کی جدوجہد مگر افسوس کہ ہمارے اندر مذہبی سیاسی تجارتی کسی قسم کی جدوجہد نہیں ہے سیاسی جدوجہد جڑ اور بنیاد ہے اقوام کی زندگی کی مگر اس صف میں ہمارا حال یہ ہے کہ سوائے حقوق کے شور و غوغا کے کوئی دوسرا کام نہیں برادران وطن ہیں کہ جدوجہد میں ہمہ تن مشغول اور اس راہ میں ہر قسم کی قربانیاں کر رہے ہیں جو طاقت کا سرچشمہ اور قوت کا منبع ہے۔

ہم افلاس سے خستہ حال ہیں مگر تجارت میں عملاً کوئی حصہ نہیں لیتے جو تنہا ذریعہ ہے افلاس کے دور کرنے کا اسی طرح زندگی کے تمام شعبوں کو دیکھا جائے سب کا یہی حال ہے پھر تنظیم کیونکر ہو جب عمل کا یہ حال ہے۔

اگر ہمارے رہنما مخلص ہوں اور سچی تڑپ ان کے اندر ہو تو وہ عملی جدوجہد میں مسلمانوں کو حصہ لینے کی تلقین کریں اور ایسی تجاویز قوم کے سامنے پیش کریں جو منجر بہ عمل اور محرک جدوجہد ہوں مگر وہ ایسا نہیں کرتے ان کا تو صرف یہ کام ہے کہ اپنی لیڈری قائم رکھیں خواہ مردہ دوزخ میں جائے یا جنت میں۔

کانگرس کا فارمولا اور حقوق مسلمان

گذشتہ مہینہ میں فرقہ وارانہ مسئلہ کو حل کرنے کی غرض سے ایک فارمولا منظور کیا تھا یعنی ایک عام اصول اس کی بڑی بڑی مدات حسب ذیل ہیں:۔

سندھ کو علیحدہ صوبہ بنا دیا جائیگا مگر اپنی آمدنی پر۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان کو دوسرے صوبوں کے ساری حقوق دیئے جائینگے۔ ہر ایک فرقہ کی زبان تہذیب تمدن اور مذہب اور مذہبی تعلیمات اور مذہبی شعار قائم رکھے جائینگے اور سب کو عام مذہبی آزادی ہوگی۔ ہر ایک اقلیت جس کی ۲۵ فیصدی سے کم آبادی ہوگی اس کے لیے نشستیں مخصوص کر دی جائینگی اور ان کو اجازت ہوگی کہ مزید نشستوں کے لئے مقابلہ کر سکیں۔ انتخاب مشترک ہوگا اور رائے دہندگی کا حق ہر ایک بالغ کو ہوگا نظام حکومت وفاقی یعنی فیڈرل ہوگا اور صوبوں کی حکومتوں کو کامل اختیارات ہوں گے مشرقی بنگال کو بھی علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے گا اور مسلمانوں کے لئے وہاں نشستیں مخصوص کر دی جائینگی باوجودیکہ وہاں ان کی آبادی ۳۰ فیصدی ہے اور مزید نشستوں کے لئے ان کو مقابلہ کی اجازت ہوگی۔

اگرچہ تقریباً تمام مطالبات فرقہ پرستوں کے اس فارمولا کے ذریعہ سے پورے ہو جاتے ہیں مگر حقیقی مسلمانوں نے اس کو بھی منظور کرنے سے انکار کر دیا [illegible]

[illegible] اور فکر نہیں کیا اور جماعت کو بدنام کر کے اس کو ملتوی کر دیا۔

جمعیت علماء نے تھوڑی سی ترمیم کے بعد اس فارمولا کو منظور کر لیا ہے اور ہمیں امید ہے کہ جس وقت اس مسئلہ پر دوبارہ غور ہوگا اس میں ایسی ترمیم کر دی جائیگی کہ نوم پرور پارٹی اور جمعیۃ العلماء اس کو منظور کر سکیں گے رہے حقوق مسلم تو ان سے اب کوئی امید نہیں رہی وہ تو جداگانہ انتخاب پر مصر ہیں خواہ اس کی قربان گاہ پر پنجاب و بنگال کی مسلم اکثریت قربان ہو جائے۔

شرمناک تصادم بین المسلمین

بمبئی کے مسلمان آج بار بار یہ شرمناک منظر ملک کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ آپس ہی میں متصادم ہو کر اپنی ہوا خیزی کرا رہے ہیں۔

سب سے پہلے مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علمائے ہند پر وحشیانہ حملہ کیا گیا اس کے کچھ عرصہ کے بعد مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے ایک جلسہ میں مسلح حملہ کیا گیا اور ایک مسلمان رضا کار شہید کر ڈالا گیا اور متعدد آدمی زخمی ہوئے اور اب تازہ حملہ ۲ اگست کو کیا گیا جس میں عبدالحکیم ندوی بٹ ندوی اور سید عبداللہ بریلوی اوڈیٹر بمبئی کرانیکل اور مسٹر چھاگلہ اور متعدد دیگر مسلمان زعماء پر کیا گیا یہ تمام لوگ مجروح کئے گئے اور ایک شہید ہوا سب قوم پرور مسلمان ہیں ان کا قصور اور ان کا جرم صرف اس قدر ہے کہ یہ لوگ مخلوط انتخاب کے حامی ہیں اور ان کی رائے میں مسلمانوں کے لئے یہ مفید ہے کہ وہ آزادی کی جدوجہد میں شریک ہوں اور یہ مولانا شوکت علی کے افکار سے اتفاق نہیں رکھتے۔ حملہ آور کون ہیں یہ راسم پوری پٹھان ہیں جو بمبئی میں سکونت اختیار کر چکے ہیں یہ نہایت خوفناک گندے ہیں اور جرائم پیشہ ہیں مولانا شوکت علی کا ان پر اثر ہے اور ان میں سے ایک جماعت خلافت کی رضاکار ہے۔

نوم پرور پارٹی کی طرف سے جب کبھی کوئی جلسہ ہوتا ہے تو یہ جماعت بھیجی جاتی ہے جو وہاں پہنچ کر جلسہ میں گڑبڑ مچاتی ہے اور چھریوں چاقوں اور ڈنڈوں سے قوم پرور مسلمانوں پر حملہ کرتی ہے اور جلسہ کو درہم برہم کر دیتی ہے۔

کیا یہ شریفانہ اور اسلامی طریقہ ہے اور کیا اس سے اسلام اور مسلمانوں کا نام بلند اور روشن ہوتا ہے اور کیا اس طریقہ سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے خدا کے لئے اختلاف رائے کو اختلاف رائے کی حد تک محدود رکھو تم بھی اپنی رائے مسلمانوں کو سناؤ اور دوسروں کو بھی سنانے دو عام مسلمانوں کو موقع دو کہ وہ دونوں فریقوں کی باتوں کو سن کر ایک رائے قائم کریں اس طرح کی زبردستی نہ کرو اور جبراً اپنی رائے مسلمانوں سے منوانے کے لئے ایسے شرمناک طریقے مت اختیار کرو اس سے نہ تو تم کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے نہ مسلمانوں کو بلکہ اس سے مسلمانوں کی ہوا خیزی ہوتی ہے اور ان کا وقار کم ہوتا ہے اور اسلام بدنام ہوتا ہے۔

کشمکش اقتدار اور رشتہ جاہ سیاسی

کانگرس اور حکومت کے درمیان گذشتہ سال میں ایک عارضی صلح نامہ ہوا تھا جس کی رو سے تمام قیدی رہا کئے گئے تھے اور کچھ شرطیں دونوں طرف سے ہر دو فریق پر عائد کی گئی تھیں جن کی پابندی دونوں فریقوں پر لازمی تھی ایک عارضی صلح کا منشاء تھا کہ کانگریس

کا تعاون گول میز کانفرنس کے لئے حاصل کیا جائے کیونکہ حکومت نے یہ اچھی طرح محسوس کر لیا تھا کہ اگرچہ لندن میں کانفرنس منعقد کی گئی مگر ملک نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اسلئے ضرورت محسوس ہوئی کہ جب تک کانگریس اس میں شریک نہ ہوگی اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا چنانچہ لارڈ ارون نے بلا شرط کانگریس کمیٹی کو رہا کر دیا اور پھر چندہ بیس روز کی لارڈ ارون اور مہاتما گاندھی کی باہمی گفت و شنید کا نتیجہ گاندھی ارون مفاہمت کی شکل میں نکلا۔

اس کے بعد کراچی کانگریس نے طے کر دیا کہ کانگریس گول میز کانفرنس میں حصہ لیگی تھوڑے سے دن نہ گذرے تھے کہ معاہدہ کی خلاف ورزی کی شکایت کانگریس کو پیدا ہونی شروع ہو گئی کیونکہ حکومت کی طرف سے کسانوں سے لگان وصول کرنے کے سلسلہ میں جبو تشدد ہونے لگا بلکہ صوبہ متحدہ کی کانگریس کو تو یہ شکایت پیدا ہو گئی کہ حکومت کانگریس کے نظام کو درہم برہم کر دینا چاہتی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سینکڑوں کی تعداد میں گرفتاریاں ہونے لگیں اسی طرح پنجاب میں بھی گرفتاریاں جاری رہیں سب سے زیادہ شکایت باردولی اور پورے گجرات میں پیدا ہوئی۔

مہاتما گاندھی نے ان شکایات کے ازالہ کی حکام سے مل کر کوشش شروع کی آپ گورنر بمبئی کمشنر گجرات گورنر یوپی اور وائسرائے نیز ہوم ممبر وغیرہ سے ملے اور شکایات بیان کیں اور ان کے دور کرنے کی سعی کی غرض کہ اسی طرح کشمکش بڑھتی گئی اور الجھنیں زیادہ ہوتی گئیں حکومت کہتی رہی کہ اس کی طرف سے کوئی خلاف ورزی معاہدہ کی نہیں ہوئی بلکہ اس کے برعکس صوبہ سرحد میں کانگریس کی طرف سے خلاف ورزی ہو رہی ہے اور خدائی خدمتگار معاہدہ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور مہاتما جی کے پاس معہ ثبوت کے ایسے واقعات تھے جن سے حکومت پر معاہدہ شکنی کا الزام عائد ہوتا تھا۔

بالآخر مہاتما جی نے مطالبہ کیا کہ ایک غیر جانبدار ثالثی بورڈ مقرر کیا جائے جو طرفین کی شکایات کی تحقیقات کرے اور آئندہ کے لئے اطمینان دلایا جائے کہ معاہدہ کی خلاف ورزی نہ ہوگی مگر حکومت بمبئی نے اس سے انکار کر دیا اور کہدیا کہ اس امر کا حق صرف حکومت ہی کو ہے کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ معاہدہ کی خلاف ورزی ہوئی ہے یا نہیں مہاتما جی نے وائسرائے کو تار دیا تو وہاں سے بھی یہ جواب آیا کہ میں مجبور ہوں آپ کے اور گورنر بمبئی کے معاملہ میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ اس تمام کشمکش کا نتیجہ یہ نکلا کہ رشتہ اتحاد ٹوٹ گیا اور کانگریس نے فیصلہ کر دیا کہ ان حالات میں کانگریس گول میز کانفرنس میں کوئی حصہ نہیں لے سکتی۔

اس فیصلہ سے ہر طرف ایک تہلکہ مچ گیا اور نہ صرف ہندوستان بلکہ انگلستان اور دیگر ممالک کے اندر ایک مایوسی اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو گئی تجارتی حلقوں میں فوراً اس کا اثر ہوا اور نرخ ایکدم سے گر گئے خصوصاً معاملہ کا بھاؤ گھٹ گیا اور ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ یہ ایک ایسا سیاسی حادثہ ہے جسکے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مستقبل قریب میں اس کے نتائج کیا نکلیں گے۔

اس سلسلہ میں مہاتما گاندھی اور گورنر بمبئی و گورنر یوپی کلکٹر سورت اور مسٹر سمبھوسے جو خط و کتابت ہوئی تھی وہ شائع ہو گئی ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نے مصالح وقت کا لحاظ مطلق نہیں کیا اور اپنے اقتدار کا زیادہ لحاظ رکھا ہے جب صورت حال یہ تھی کہ حکومت کو کانگریس سے

اور کانگریس کو حکومت سے معاہدہ کی خلاف ورزی کی شکایات تھیں تو ان شکایات کے حل کی ایک ہی صورت تھی کہ کوئی غیر جانبدار ان کی تحقیقات کرتا۔ مہاتما جی کا یہی مطالبہ تھا اور بالکل حق بجانب تھا جس سے انکار کر کے حکومت نے گول میز کانفرنس کی کامیابی کی جو امید تھی اسے مشتبہ بلکہ آئندہ کی ... بنا دیا۔

. . . .

. . . . کیونکہ پہلی گول میز کانفرنس کا انعقاد کانگریس ہی کی وجہ سے کیا گیا تھا جب وہی شریک نہ ہوگی تو دوسری کانفرنس کا وہی حشر ہوگا جو پہلی کانفرنس کا ہوا تھا یعنی ناکامی۔

اب کیا ہوگا اور کیا ہونا چاہئیے

اب کیا ہوگا اس کا فیصلہ مستقبل کا

بیچ کرے گا مگر اس میں شک نہیں کہ اگر وہی سب کچھ ہونے لگا جو آج سے چند ماہ قبل ہو رہا تھا تو جہانتک قیاس کیا جا سکتا ہے اس دفعہ حالات گذشتہ حالات سے زیادہ تکلیف دہ رونما ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ ایک طرف حکومت پہلے سے بہت زیادہ سختی کرے گی دوسری طرف کانگریس بھی انتہائی قدم اٹھائیگی ملک کی اقتصادی حالت پہلے ہی سے خراب ہے اگر سول نافرمانی کی تحریک شروع ہوگی تو بد سے بدتر ہو جائیگی اور ایسا شدید اقتصادی بحران آئیگا کہ ملک اور حکومت دونوں کے لئے سخت ہوگا سیاسی بیداری برابر بڑھ رہی ہے اور اقتصادی زبوں حالی اس احساس کو اور زیادہ تیز کر رہی ہے کون کہہ سکتا ہے کہ دوبارہ اگر تحریک شروع ہوئی تو وہ پہلے سے زیادہ وسیع اور پہلے سے زیادہ منظم و طاقتور ہوگی۔

اس لئے دوسرا سوال کہ اب کیا ہونا چاہئیے اس پر اگر حکومت دوبارہ غور کرے تو اس کے اور ملک دونوں کے لئے بہتر ہی ہوگا ذرا سی بات پر اور وہ بھی حق بات پر دو ٹوک فیصلہ کر دینا اور کانگریس کو مجبور کر دینا کہ وہ کانفرنس کا مقاطعہ کرے دانشمندی نہیں ہے اس لئے ابھی ممکن ہے کہ مہاتما جی کے حق بجانب مطالبہ کو تسلیم کر لیا جائے اور شکایات کی تحقیقات کے لئے ایک غیر جانبدار بورڈ کی تجویز کو مان لینا چاہئیے ورنہ اگر حکومت اپنی ضد پر اڑی رہی تو ایک طرف تو ملک میں پھر وہی بے چینی و اضطراب رونما ہوگا دوسری طرف دوسری گول میز کانفرنس ناکام رہے گی اس لئے ہمارا مخلصانہ اور دیانتدارانہ مشورہ یہی ہے کہ خیالی اقتدار کی پیچ کو چھوڑ کر ایسی صورت نکالنی چاہئیے جو صلح و آشتی کی ہو اب یہ خیال فضول ہے کہ کانگریس کی پوزیشن فریق مقابل کی سی ہو گئی تھی جبکہ گاندھی ارون سمجھوتہ کے بعد اس کی حیثیت فریق مقابل ہی کی تھی اور اگر حکومت اس کو برداشت نہیں کر سکتی تو اس کو کانگریس سے سمجھوتہ ہی نہ کرنا چاہئیے تھا مگر سمجھوتہ کرنے کے بعد اس کے ساتھ مقابل فریق ہی کا سلوک کرنا پڑے گا اور کرنا چاہئیے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اگر آج نہ تسلیم کرے تو کل دنیا کا . . . . ہندو مسلم کانگریس کو یہ حق دینا پڑیگا۔ بہر حال اب بھی حالات بہ اصلاح ہو سکتے ہیں اگر حکومت ... کرنا چاہے۔

نوٹ۔ ہر قسم کے قرآن شریف اور ... نرخ پر ... دہلی سے طلب کیا ...

الحمد لله احمده واستعينه واستغفره واستهديه واومن
به ولا اكفره واعادى من يكفره واشهد ان لا اله الا الله
وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله ارسله بالهدى
والنور والموعظة على فترة من الرسل وقلة من العلم وضلالة
من الناس وانقطاع من الزمان ودنو من الساعة وقرب من
الاجل من يطع الله ورسوله فقد رشد ومن يعصهما فقد غوى
وفرط وضل ضلالا بعيدا اوصيكم بتقوى الله فانه خير ما اوصى
به المسلم المسلم ان يحضه على الاخرة وان يامره بتقوى الله
فاحذروا ما حذركم الله من نفسه ولا افضل من ذالك نصيحة
ولا افضل من ذالك نصيحة ولا افضل من ذالك ذكرا وان
تقوى الله لمن عمل على وجل ومخافة من ربه عون صدق على
ما يبتغون من الامر الاخرة ومن يصلح الذى بينه وبين الله
من امره فى السر والعلانية لا ينوى بذلك الا وجه الله
يكن له ذكرا فى عاجل امره وذخرا فيما بعد الموت حين يفتقر
المرء الى ما قدم فاتقوا الله فى عاجل امركم واجله فى السر و
العلانية فانه من يتق الله يكفر عنه سيئاته ويعظم له اجرا
ومن يتق الله فقد فاز فوزا عظيما وان تقوى الله يوقى مقته
ويوقى عقوبته ويوقى سخطه وان تقوى الله تبيض الوجوه
وترضى الرب وترفع الدرجة فاحسنوا كما احسن الله اليكم وصلى الله
تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه وسلم۔ اما بعد

برادران اسلام!

عربی کا جو خطبہ اوپر لکھا گیا ہے یہ حضور سرور کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک خطبہ میں سے اخذ کیا گیا ہے جو حضور نے سنہ ھ میں جمعہ کے دن ارشاد فرمایا تھا اس میں حضور نے مسلمانوں کو کیا نصیحت ارشاد فرمائی اس کا علم نہیں ہو سکے گا آپ کو جب تک کہ اس کا ترجمہ بھی سنا یا جائے چنانچہ ہم ذیل میں مختصر سا ترجمہ پیش کرتے ہیں اس کے بعد ان امور کی وضاحت و تشریح کرینگے جو اس خطبہ میں موجود ہیں۔

حمد ستائش خدا کے لئے ہے میں اسکی حمد کرتا ہوں مدد بخشش اور ہدایت اسی سے چاہتا ہوں میرا ایمان اسی پر ہے میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور نافرمانی کرنے والوں سے عداوت رکھتا ہوں میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے محمد اس کا بندہ اور رسول ہے [illegible] نے محمد کو ہدایت نور اور نصیحت کے ساتھ ایسے [illegible] بھیجا جبکہ مدت سے کوئی رسول دنیا میں نہ آیا تھا علم گھٹ [illegible] قیامت کے قرب اور موت کی [illegible] اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ راہ [illegible] ان کا حکم نہ مانا وہ بھٹک گیا اور بھٹک کر گر گیا اور بہت گمراہی میں پھنس گیا۔

مسلمانوں میں تم کو تقوی اور پرہیزگاری کی وصیت کرتا ہوں بہترین وصیت جو مسلمان مسلمان کو کر سکتا ہے یہ ہے کہ اسے آخرت کے لئے آمادہ کرے اور اسے تقوی کے لئے کہے اور جن باتوں سے خدا نے تمہیں پرہیز کرنے کے لئے کہا ہے ان سے بچتے رہو اس سے بڑھکر نہ کوئی نصیحت ہے نہ اس سے بڑھکر کوئی ذکر۔

مسلمانوں یاد رکھو کہ امور آخرت میں اس شخص کے لئے جو خدا سے ڈر کر کام کرتا ہے تقوی بہترین مددگار ثابت ہوگا۔

اور جب کوئی شخص اپنے اور اللہ کے درمیان کا معاملہ خفیہ و علانیہ درست کرلیگا اور ایسا کرنے میں اس کی نیت خالص ہوگی تو ایسا کرنا اس کے لئے دنیا اور آخرت دونوں کے لئے ذخیرہ ہوگا جبکہ انسان کو اعمال کی ضرورت و قدر محسوس ہوگی۔

مسلمانوں اپنے موجودہ و آیندہ ظاہر و خفیہ کاموں میں اللہ سے تقوی کو پیش نظر رکھو کیونکہ تقوی والوں کی برائیاں چھوڑ دی جاتی ہیں اور اجر بڑھا دیا جاتا ہے تقوی والے وہ ہیں جو بہت بڑی مراد کو پہنچ جائینگے۔ یہ تقوی ہی ہے جو اسکی بیزاری، عذاب اور غصہ کو دور کر دیتا ہے یہ تقوی ہی ہے جو چہرہ کو درخشاں پروردگار کو خوشنود اور درجہ کو بلند کرتا ہے۔

پس انسانوں کے ساتھ احسان کرو جیسا کہ خدا نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے۔ برادران اسلام اس مقدس خطبہ نبوی کو اچھی طرح سنئے اور اس پر غور کیجئے کہ حضور آقائے دو جہان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کن امور پر زور دیا ہے، برادران ملت آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس خطبہ میں سب زیادہ تقوی اور پرہیزگاری پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زور دیا ہے ایک جگہ نہیں دو جگہ نہیں بلکہ سارا خطبہ ہی تقوی اور پرہیزگاری اختیار کرنے کی تعلیم و ہدایت سے معمور ہے۔ یہ تقوی کیا چیز ہے اور اس کے معنے کیا ہیں اور یہ اس قدر اہم کیوں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر اس قدر زور دیا کہ سارا خطبہ اسی پر ہے۔

برادران اسلام! تقوی کے لغوی معنے توڑنے کے ہیں اور اسلام کی اصطلاح میں اس لفظ کے معنے نہایت ہی وسیع معنی ہیں اور جب کبھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ مسلمان اپنی زندگی کے ہر ایک شعبہ میں اور ہر ایک شعبہ کے ہر آن اور ہر لمحہ میں اس امر کا لحاظ رکھے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں خواہ اس کا تعلق قول سے ہو یا فعل سے یا خیال سے یا گفتار سے ہو یا کردار سے میری یہ حرکت اللہ تعالے کے احکام و اوامر کے خلاف یا نواہی کے مطابق تو نہیں ہے اور اس سے اللہ تعالے کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوگی یا نہیں یا یہ کہ اس سے خدا ناخوش و ناراض تو نہ ہوگا غرض یہ کہ انسان اپنی ہر ایک حرکت یہ سوچ کر کرے اور ہر ایک قدم یہ سمجھ کر اٹھائے کہ خداوند قدوس حاضر و ناظر ہے اور وہ عالم الغیب

واضح فرما دیا ہے ظاہر و باطن خفیہ اور علانیہ سب سے واقف و آگاہ ہے اس لئے جو حرکت بھی سرزد ہو وہ احکام الٰہی کے مطابق ہونی چاہیئے اور ایسا نہ ہو کوئی ایسا قدم عمل کی طرف اٹھ جائے جو اوامر الٰہی کے خلاف ہو یا جن چیزوں سے اس نے منع فرمایا ہے اس کے مطابق ہو۔ مسلمان اسی کا نام تقویٰ ہے اور اگر ہمارا معاملہ اس قسم کا ہو جائے یعنی ہم اپنی زندگی ایسی بنالیں کہ ظاہر و باطن ہر حال میں ہمارا ہر ایک عمل اور ہماری ہر ایک حرکت تقویٰ پر مبنی ہو تو پھر سمجھ لینا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مقدس کے مطابق خدا کی رضامندی ہم کو حاصل ہو گئی اور اس کے غضب اور عذاب سے ہم کو ضرور نجات ملیگی۔

برادران اسلام! اب ہمیں اس معیار پر اپنی زندگی کو جانچنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ تقویٰ کی کسوٹی پر ہماری زندگی ہمارے اعمال و افعال کا سونا کہاں تک ٹھیک اترتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ صبح سویرے جس وقت ہم اٹھیں اسی وقت سے یہ ارادہ کر لیں کہ زندگی کے کسی شعبہ میں بھی تقویٰ کے خلاف ہمارا قدم نہ اٹھیگا اور پھر اسی ارادہ پر عزم صمیم کے ساتھ قائم رہیں اور پوری مضبوطی کے ساتھ اس کو پورا کریں۔

ہماری زندگی کے مختلف حصے ہیں ایک حصہ خانگی ہے جو ہمارے بال بچوں اور اہل و عیال سے متعلق ہے دوسرا حصہ بیرونی ہے جو پاس پڑوس اور جوار و ہمسایہ سے لیکر تمام قوم اور ملک تک پھیلا ہوا ہے اسی حصہ میں معاش و معاد کے معاملات آجاتے ہیں ایک حصہ زندگی کا بالکل ذاتی ہوتا ہے جس کا تعلق انسان کے ذاتی نفس سے ہوتا ہے۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم ان سب شعبات حیات پر نگاہ رکھیں اور ہر ایک موقع اور محل پر اپنے اعمال و افعال کو تقویٰ کی کسوٹی پر کستے رہیں مثلاً سب سے پہلے ذاتی زندگی کو لیجئے جس کا تعلق آپکے اور ہمارے نفس سے ہے اس سلسلہ میں سب سے پہلے کھانا پینا پہننا اور اوڑھنا آتا ہے جب ہم کھانا کھائیں تو منہ میں لقمہ لینے سے پہلے ہم کو سوچ لینا چاہیئے کہ یہ لقمہ جو میں کھا رہا ہوں حرام کا ہے یا حلال کا یا مشتبہ ہے بہرحال یہ کھانا آپ کا ہی فراہم کردہ ہوگا سوچنا چاہیئے کہ جن داموں سے کھانے کی اشیاء خریدی گئی ہیں وہ دام حلال روزی کے تھے یا حرام کے خدا نے جو طریقے کسب حلال کے مقرر فرما دیئے ہیں انہی طریقوں سے یہ دام ہاتھ آئے تھے یا ایسے طریقے استعمال کرنے پڑے تھے جو جائز نہیں ہیں کسی کو دھوکہ دیکر کسی کو نقصان پہنچا کر کسی کا حق مار کر کسی پر جبر کرکے یا بہلا پھسلا کر تو یہ مال حاصل نہیں کیا کسی یتیم کا مال تو نہیں کسی بیوہ سے تو رقم مکر و فریب سے نہیں اینٹھی رشوت کا مال تو نہیں ہے ظلم و ستم کر کے تو یہ حاصل نہیں کی اگر سارا مال ایسا نہیں تو اس کا کچھ حصہ تو ایسا نہیں جس کو حلال اور طیب مال نہ کہہ سکیں۔

بہت سے لوگ ہیں جو تجارت کرتے ہیں ان کا خیال ہوتا ہے کہ ہر قسم کی تجارت بالکل جائز ہے اور اس کے ذریعہ خواہ کسی طرح روپیہ آئے وہ جائز ہے لیکن بہت سی ایسی صورتیں ہوتی ہیں جن سے حلال حرام ہو جاتا ہے یا کم از کم تقویٰ کے خلاف ہوتا ہے مثلاً کسی ایسی چیز کی تجارت کرنی جو خدا کی مخلوق کو نقصان پہنچانے والی ہو مثال کے طور پر کوکین کو لے لیجئے کوکین میں کسی قسم کا نشہ نہیں تو

اس لئے اس کو حرام .... اور چونکہ وہ .... استعمال اور اس کی تجارت کسی طرح بھی مسلمان کے لئے .... شخص کو معلوم ہے کہ جس طرح شراب کی عادت صحت دونوں اور اخلاق کے لئے مضر و مہلک ہے اس سے کہیں زیادہ کوکین کا استعمال صحت اور دونوں کے لئے تباہ کن اور ہلاکت خیز ہے اس لئے جس طرح شراب کی تجارت حرام ہے اسی طرح کوکین کی بھی حرام ہونی چاہیئے شراب کی حرمت کی علت نشہ نہیں بلکہ اس کی مضرتیں بھی ہیں چونکہ کوکین میں شراب سے بھی زیادہ مضرتیں ہیں اسلئے وہ پہلے حرام ہونی چاہیئے اور اگر یہ حضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتی تو ضرور حرام کر دی جاتی مگر یہاں صرف کوکین سے بحث نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ آمدنی کا ہر وہ ذریعہ جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو خواہ یہ اخلاقی نقصان ہو یا مادی ایسے ذریعہ سے مال جمع کرنا یقیناً تقوے کے خلاف ہے مثلاً بدیشی کپڑے کی تجارت ہی کو لیجئے بظاہر ایک جائز تجارت معلوم ہوتی ہے مگر جب غائر نظر سے دیکھئے تو پتہ چلیگا کہ حقیقتاً یہ تجارت سخت مضرت رساں اور اگر اس کو اسی طرح جاری رہنے اور بڑھنے دیا گیا تو سخت مہلک ثابت ہوگی۔ بدیشی کپڑے کے ذریعہ ہندوستان کا ستر اسی کروڑ روپیہ ہر سال ہندوستانیوں کی جیبوں سے نکل کر غیر ملکیوں کی جیبوں میں چلا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ روز بروز اہل ہند مفلس اور کنگال ہوتے چلے جا رہے ہیں یہ آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ ملک سے اتنی بڑی رقم ہر سال صرف ایک مد میں نکل جایا کرے تو وہ مفلس اور کنگال نہ ہوگا تو کیا ہوگا اور افلاس تمام اخلاقی برائیوں کی جڑ ہے افلاس کی وجہ سے جہالت کو ترقی ہوتی ہے اور جہالت ہر قسم کے معائب انسان کے اندر پیدا کر دیتی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ افلاس نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ نہ غیر ملکی کپڑے اور دیگر غیر ملکی اشیاء کا زیادہ استعمال کرتے ہیں اس سے ایک کھلا ہوا نقصان مسلمانوں کو یہ پہنچا ہے کہ کپڑے کی صنعت مسلمان جلاہوں کے ہاتھ میں تھی وہ بالکل تباہ ہو گئی اور اس کی جگہ باہر کے کپڑے نے لیلی جس سے مسلمانوں کا ایک طبقہ مخصوص طور پر تباہ ہو گیا اور اب مشکل اپنا پیٹ پال سکتے ہیں اسی طرح اٹلی کا مال خریدنا تقوے کے سراسر خلاف ہے کیونکہ پچھلے دنوں اٹلی کی گورنمنٹ نے طرابلس کے مسلمانوں پر ایسے وحشیانہ مظالم توڑے ہیں جن کی تفصیل سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اگر ہم اٹلی کا مال خریدیں تو اس کے یہ معنے ہوئے کہ ہم جان بوجھ کر دشمنان اسلام کی مدد کر رہے ہیں۔ اس کے بعد اہل و عیال کو لیجئے تقویٰ اور پرہیزگاری کا تقاضا ہے کہ ان کے معاملہ میں بھی اللہ سے ڈرتے رہیں اور یہ سمجھیں کہ خدا کی ایک امانت ہے جو ہمارے سپرد اس لئے کی گئی ہے تاکہ ہم اس کی نگہداشت کریں اولاد کی تعلیم و تربیت .... اور بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے .... سے انکار ہی اگر اس میں قصور واقع ہوگا تو یہ تقوے کے خلاف .... ڈرنے کے بھی حق ہیں کہ خدا کی طرف سے جو فرائض ہم پر عائد .... صحیح طور پر انجام دیں اور اس میں غفلت نہ برتیں مثلاً بچوں کی تعلیم .... سلسلہ میں یہ خیال رکھنا تقوے ہے کہ تعلیم ایسی دی جائے .... مسلمان اور مومن بنائے رکھے اور ان کو سونے کی چمک تعلیم ....

کر کوئی [illegible]

کرلے [illegible] درستی پر [illegible]

ہے کیونکہ بچوں کی [illegible]

کی تربیت [illegible] اور [illegible]

سے غافل ہوگئے ہیں ان کا صحیح احساس ان کے اندر پیدا نہ کیا تو وہ ان کی ذمہ داری

سے غافل ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے باز پرس فرمائیگا

دینی تعلیم و تربیت کی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ والدین اپنے بچوں کو اس قابل

بنائیں کہ وہ دنیا میں سرخرو اور سربلند ہوکر زندگی بسر کریں یہ نہ ہو کہ دنیا میں باعزت

زندگی بسر کرنے کی ان کے اندر نہ صلاحیت اور اہلیت ہی ہو اور وہ بے وقار ہوکر

تنگی گذاریں۔ تقوی اور پرہیزگاری کے یہ معنی نہیں کہ اللہ اور اس کا رسول جس قسم

کے انسان دنیا میں پیدا کرنا چاہتے ہیں ہم کوشش کریں کہ ہماری اولاد بالکل

ویسی ہی ہو یعنی دین اور دنیا دونوں جگہ سربلند اور سرفراز ہو۔

اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال کے بعد ہمسایہ، اہل شہر اور اہل ملک اور

اپنی قوم کی باری آتی ہے یعنی اپنے گھر کے باہر جو قدم بھی اٹھائیں وہ تقوی سے

باہر نہ ہو کوئی بھی معاملہ ہو کسی کے ساتھ ہو اور خواہ کیسا ہی معاملہ ہو اس امر کی کوشش

مدنظر رکھ کر اس میں حصہ لینا چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی خلاف مرضی نہ ہو

مثلاً آپ بازار میں گئے تاکہ کوئی سودا خریدیں اور سودا خریدتے وقت آپ کا

فرض ہے کہ پہلے یہ دیکھ لیں کہ جو چیز آپ خریدنی چاہتے ہیں اس کی ضرورت

آپ کو ہے بھی یا نہیں یا بلا ضرورت محض نفس کی خوشی پوری کرنے کے لئے وہ

چیز خرید رہے ہیں اگر بلا ضرورت کوئی چیز خرید رہے ہیں تو یہ اسراف ہوگا جس کی

قرآن پاک نے ممانعت کی ہے اور اسراف کرنے والے کو شیطان کا بھائی بتلایا

گیا ہے۔

اس کے بعد یہ دیکھنا چاہئے کہ جو چیز ہم خرید رہے ہیں وہ کسی ایسے ملک کی

تو نہیں ہے جو ہماری قوم یا ملک کا دشمن ہے کیونکہ کسی ملک کی چیز خریدنی اس کی

مدد کرنی ہے اور دشمن کی مدد کرنی ناجائز ہے یعنی ایسی مدد جس سے وہ ہم پر یا

ہماری قوم یا ملک پر ظلم کرنے میں زیادہ طاقتور ہوتا ہو مثلاً اٹلی کا مال خریدنا

گویا اس کو مسلمانان طرابلس پر اور زیادہ مظالم کرنے کی دعوت دینا ہے۔

اس کے بعد یہ دیکھو کہ خرید و فروخت میں تم دوکاندار کو دھوکہ دیکر بھوٹے

وادہ وہ اور اگر تم دوکاندار ہو تو گاہک کو دھوکہ نہ دو ایسا نہ ہو کہ بری

چیز اچھی کہکر خریدار کو دیدو یا جھوٹ بول کر خریدار کو ٹھگ لو۔ یہ سب باتیں

ایسی ہیں جن سے پرہیز کرنا چاہئے اور یہی تقوی ہے۔

دوسرا ارشاد خطبہ مندرجہ میں یہ ہے و احسنوا کما احسن اللہ الیکم

یعنی لوگوں کے ساتھ احسان کرو جیسا کہ تمہارے ساتھ اللہ پاک نے احسان

کیا ہے اور تمام اللہ کے احسانات کی کوئی حد نہیں ہے سب سے پہلا احسان

تو یہی ہے کہ اس نے ہم کو انسان بنایا پھر اسلام کی نعمت سے مشرف کیا

اس کے علاوہ اس نے آنکھیں دیں کان دیے ناک دی زبان دی ہاتھ

پاؤں دیے اور [illegible] عقل عطا فرمائی جس کے ذریعہ تمام کائنات

[illegible] تمام [illegible] فرمائیں خوشی یہ کہ

[illegible]

[illegible]

یہ نہیں کہ جو خوش اور بالعوض کسی کے ساتھ نیکی کرنا احسان کا تقاضہ ہے

[illegible] ہر قسم کی نیکی [illegible] بغیر رضا کے

[illegible] اس ارشاد نبوی پر ہمیں [illegible] عمل کرنا چاہئے اور اپنی

زندگی کا جائزہ لینا چاہئے کہ اس حکم نبوی پر ابھی تک ہم نے

کہاں تک عمل کیا ہے بلکہ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ ہر روز رات کو

سونے سے پہلے اپنے دن بھر کے کاموں پر نظر ڈال لیں اور دیکھیں کہ اس ارشاد

نبوی پر ہم نے کچھ عمل کیا یا نہیں شاید بعض لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو

کہ جو لوگ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ کسی پر احسان کریں وہ کیا کریں مگر ان کو یہ غلط

فہمی ہوئی ہے کہ احسان کے معنے انہوں نے صرف یہ سمجھے ہیں کہ روپیہ پیسہ سے

کسی کی مدد کرنی بس یہ احسان ہے لیکن حقیقت میں احسان کے معنے صرف یہی

نہیں ہیں کہ روپے پیسہ سے کسی کی مدد کی جائے بلکہ اس میں ہر قسم کی نیکی اور

بھلائی جو دوسروں کے ساتھ بغیر رضا دی جائے وہ احسان میں شامل ہے مثلاً اگر

ہم اپنے اثر اور رسوخ سے کسی کو فائدہ پہنچا سکیں تو یہ بھی احسان ہے اور اگر یہ بھی نہ

کر سکیں اور صرف کسی اندھے کا ہاتھ پکڑ کر اس کو کسی گڑھے وغیرہ میں گرنے سے

بچا سکیں تو یہ بھی احسان ہوگا اگر کسی بھٹکے ہوئے مسافر کو راستہ بتلا دیں تو یہ

احسان ہوگا یہاں تک کہ اگر کسی گمراہ کو نصیحت کے ذریعہ صحیح راستہ پر لگا دیں

تو یہ بھی احسان ہوگا اور اگر یہ رہنمائی کسی دینی معاملہ میں ہو تو سب سے بڑا احسان ہے

بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور

انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد

ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد یا معاشر المسلمین

آقائے دو جہاں سرکار مدینہ محمد رسول اللہ پر درود و سلام بھیجو کہ حضور کے صدقہ میں

دین و دنیا کی روشنی ملی اور ہم گمراہی سے بچ گئے اور تقوی و احسان کی زندگی ہم کو تعلیم

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت

فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی پر جنہوں نے آنحضرت سے تقوی کی

کی تعلیم حاصل کرکے اس پر پوری طرح عمل کیا اور کبھی یاد تقوی سے قدم نہ ہٹایا

اور یہ تقوی ہی تھا جس نے ان بزرگوں کو انبیاء کے بعد سب سے بلند و برتر رتبہ پر پہنچایا

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ و حضرت عباس پر اور درود و

سلام بھیجو آنحضرت کے نواسوں اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ پر جو تقوی

پیکر تھیں۔ اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات پر جو تقوی و طہارت

اور پرہیزگاری کی تصویر تھیں۔ اور درود و سلام بھیجو عشرہ مبشرہ پر جن کو تقوی

کی وجہ سے جنت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی۔ اور درود و سلام

بھیجو ائمہ اہل بیت و ائمہ اربعہ پر جو پرہیزگاری کو زینہ بنا کر مدارج علیا پر پہنچے

اور دعا کرو کہ اللہ تمام امت محمدیہ کو توفیق عنایت فرمائے کہ وہ تقوی اور پرہیزگاری اختیار

کریں اور احسان کرنے کی عادت ڈالیں اور تمام مخلوق الٰہی پر احسان و عنایت اور

شفقت سے پیش آئیں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان

و ایتاء ذی القربیٰ و ینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

تحفۂ الاسلام

باب الصلوٰۃ

(بسلسلۂ گزشتہ)

صلوٰۃ اللیل

رات کے وقت عشاء کی نماز کے بعد جو نوافل پڑھے جاتے ہیں ان کو "صلوٰۃ اللیل" کہتے ہیں اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشاء کے فرض پڑھنے کے بعد جو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں وہ سب صلوٰۃ اللیل میں داخل ہیں لیکن نماز وتر اس کے علاوہ ہے۔

اور حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ میں دن کی عبادتوں سے رات کی عبادت کو افضل سمجھتا ہوں اس لئے کہ اس وقت سکون ہوتا ہے اور آسودگی خاطر کے ساتھ جو سجدہ ہوتا ہے وہ ہزاروں سجدوں سے بہتر ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دن کے وقت کسی نہ کسی حد تک ہماری عبادتوں میں ریا شامل ہو جاتی ہے اور رات کے وقت اس کا امکان کم ہوتا ہے اگر تمہارے دل میں ذوق عبادت موجود ہے تو ذرا تصور کرو اس وقت کا جب رات کے سناٹے اور پچھلے پہر کے سکون میں ایک عاجز اور لاچار بندہ اپنے رب کے حضور میں سر بسجود ہو کر تسبیح کے نغمے گاتا ہے اور اپنی بے چینی اور بے قراری کا اظہار کرتا ہے اور وہ عجیب پر کیف سماں ہوتا ہے جب تارے جھلملاتے ہیں جب ہولے ہولے ٹھنڈے جھونکے چلتے ہیں جب دنیا آرام میں ہوتی ہے جب چڑیاں اپنے آشیانوں میں اور پرندے اپنے گھونسلوں میں محو خواب ہوتے ہیں تو ایک مضطرب و بے قرار عابد اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے میرے مالک اے میرے معبود اس رات کے پرسکون وقت میں میری التجا سن لے کہ میں ہر طرف سے بے نیاز ہو کر تیرے حضور میں سجدہ کر رہا ہوں۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرائض کے بعد افضل نماز رات کی ہے کہ اس وقت سکون ہوتا ہے۔ اور اے مسلمانو! اگر زیادہ فرصت نہ ہو تو رات کے وقت اتنی ہی دیر عبادت کیا کرو جتنی دیر میں بکری کا دودھ دوہتے ہیں۔

اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ رات کے وقت کچھ دیر تک نوافل پڑھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی ہے۔

اور حضرت علی فرماتے ہیں کہ جو شخص رات کے وقت عبادت کرتا ہے اس کا قلب منور ہو جاتا ہے۔

نماز تہجد

عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر کچھ دیر سونے کے بعد جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے نماز تہجد کہتے ہیں۔ سونے سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ نماز تہجد نہیں بلکہ صلوٰۃ اللیل ہے۔

نماز تہجد کی کم سے کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ ہیں۔

اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات میں نیند سے بیدار ہو کر صدق و خلوص کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھے وہ ذاکرین میں لکھا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اے مسلمانو تہجد کی نماز کو اپنے لئے لازم سمجھو یہ بزرگان کرام کا طریقہ ہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات میں اٹھے اور یہ دعا پڑھے:۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ

اس کی دعا مقبول ہو گی اور اگر وہ وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز مقبول ہو گی۔

اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھتے تھے اور جب نماز کے لئے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ وَأَنْتَ مَالِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ وَأَنْتَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

اور حضور اقدس نے فرمایا رات میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں ہر مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے خواہ وہ دنیا کے متعلق ہو یا آخرت کے متعلق۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تہجد کی نماز پڑھنے والوں کا درجہ بلند ہے جب قیامت کے دن سب لوگ جمع ہوں گے تو اس وقت ایک پکارنے والا پکارے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جن کی کروٹیں بستروں سے جدا ہوتی تھیں اور وہ اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑے ہو کر اس کی تقدیس و تمجید بیان کرتے تھے ایسے لوگ کم ہوں گے اور وہ جنت میں بلا حساب [illegible] جائیں گے۔

اور حضرت بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق سبحانہ و تعالیٰ کو سب نمازوں میں زیادہ محبوب وہ نماز ہے جو آدھی رات کے بعد پڑھی جائے اگر طالب ہو تو آدھی رات تک سونا چاہیئے اور پھر بیدار ہو کر تہجد کی نماز پڑھنا چاہیئے

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اے مسلمانو! اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو اور رات کے وقت نماز پڑھو جبکہ لوگ نیند میں مشغول ہوں یہ ایک عظیم الشان سعادت ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ حضور مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے کہ میں اس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہوں حضور نے فرمایا خدا کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور رات کے وقت نماز پڑھو جبکہ لوگ سوتے ہوں میں یقین کرتا ہوں کہ تم جنت میں داخل ہو گے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر آدھی رات تک سوتے تھے اور پھر وضو کر کے تہجد کی نماز پڑھتے تھے اور اکثر اپنے دوستوں کو ہدایت کرتے تھے کہ تہجد کی نماز پڑھا کرو اگرچہ دو رکعت ہی ہو اور ایک تقریر میں ارشاد فرمایا:- اے مسلمانو! تمہارے اعمال میں حق سبحانہ و تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ پسند ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ قلیل ہو۔

اور فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص دو تہائی رات تک سونا چاہے اور ایک تہائی رات میں عبادت کرنا چاہے اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ رات کے پہلے اور پچھلے حصہ میں سوئے اور وسطی حصہ میں عبادت کرے اور اگر کسی شخص کو آدھی رات تک سونے اور آدھی رات تک جاگنے کی عادت ہو تو اسے چاہیئے کہ شروع حصہ میں سو رہے اور آخر حصہ میں عبادت کرے

اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اے مسلمانو! حق سبحانہ و تعالیٰ ہر رات میں جب پچھلی تہائی رات باقی رہتی ہے تو آسمان اول پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی دعا مانگنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں اور کوئی مغفرت چاہنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں، صبح تک یہ "صدائے حق" جاری رہتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ جو اس قبولیت ساعت میں حق سبحانہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں" اور جو شخص تہجد کی نماز کا عادی ہو جائے اسے چاہیئے کہ اس عادت کو ترک نہ کرے۔ اور حضرت امام صالح جزائری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے علم و یقین میں تہجد کی نماز ایک بہترین سعادت ہے اور جو شخص دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ تہجد کی نماز پڑھا کرے اور اگر زیادہ نہ پڑھ سکے تو کم از کم دو رکعت ضرور پڑھ لیا کرے اور یہ میرا تجربہ ہے کہ تہجد کی نماز پڑھنے سے دل منور ہو جاتا ہے اور روح میں لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔

نماز استخارہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اپنے رب سے استخارہ کیا کرو۔ استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ اول پاک و صاف ہو کر دو رکعت نفل پڑھو اور نفل سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ

اس دعا کو ختم کر کے قبلہ رو ہو کر سو رہے حق سبحانہ و تعالیٰ اسے انجام سے مطلع فرمائے گا۔

اور حج یا خیرات یا جہاد یا کسی اور نیک کام میں نفس فعل کے لئے استخارہ جائز نہیں ہاں تعین وقت کے لئے استخارہ کرنا چاہیئے۔

اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ دعائے استخارہ کے ساتھ اول و آخر درود شریف بھی پڑھے اور نماز اور دعا سے فارغ ہو کر قبلہ رو ہو کر سو رہے اگر خواب میں سفیدی یا سبزی نظر آئے تو اس کے لئے کامیابی ہے اور اگر سیاہی یا سرخی نظر آئے تو وہ کام اس کے لئے بہتر نہیں ہے۔

اور حضرت ابو سعید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ استخارہ ایک مستحسن امر ہے میں نے جب کسی اہم کام کا ارادہ کیا تو حق سبحانہ و تعالیٰ سے استخارہ ضرور کیا اور اس کے بعد میں کامیاب ہوا۔

ایک دفعہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے مجھ سے کہا کہ میں یروشلم پر حملہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس علاقہ میں نصاریٰ ظلم و ستم کر رہے ہیں اور میرا حال یہ ہے کہ میں بیمار ہوں اور میرے پاس زیادہ لشکر نہیں ہے اس درخواست کو سن کر میں نے استخارہ کیا تو میں نے یہ دیکھا کہ مشرق سے مغرب تک ایک خوشنما سبزہ زار ہے جس میں طرح طرح کے پھول کھل رہے ہیں اس خواب کو دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ صلاح الدین کامیاب ہوگا پس میں نے اسے مشورہ دیا کہ تم ضرور حملہ کرو خدا کی مہربانی سے کامیاب ہوا اور کوئی طاقت اسے شکست نہ دے سکی۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر اہم کاموں کے لئے استخارہ کیا کرتے تھے اور ہمیں بھی ہدایت فرماتے تھے میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں نے آج تک کوئی اہم کام بغیر استخارہ کے نہیں کیا اور جس شخص کو کوئی حاجت ہو اسے چاہیئے کہ سات دفعہ استخارہ کرے اور دل میں سوچے کہ یقین کس طرف ہے اور اس بات پر غور کرے کہ اس نے خواب میں کیا دیکھا ہے اگر سفیدی و سبزی نظر آئے تو وہ کام اچھا ہے اور اگر سیاہی یا سرخی نظر آئے تو خرابی ہے۔

صلوٰۃ التسبیح

نفل نمازوں میں اس نماز کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اور اس کے پڑھنے والے کے لئے بے انتہا ثواب ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے ایک دن یہ پوچھا کہ اے چچا! کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ قیمتی ہے اور اگر کوئی شخص صدق و اخلاص کے ساتھ اسے اختیار کرے تو اس کے لئے بے انتہا ثواب ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کا قلب روشن ہو جاتا ہے۔ اس تقریر کو سنکر میں نے کہا کہ حضور ایسی چیز ضرور بتایئے اس کے بعد حضور نے فرمایا وہ قیمتی چیز صلوٰۃ التسبیح ہے میں آپ سے کہتا ہوں کہ اگر ہو سکے تو روزانہ ایک دفعہ پڑھیئے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو جمعہ کے دن ایک دفعہ ضرور پڑھیئے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینہ میں ایک دفعہ ضرور پڑھیئے اور اگر آپ ایسا بھی نہ کر سکیں تو سال بھر میں ایک دفعہ ضرور پڑھیئے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو عمر بھر میں ایک دفعہ ضرور پڑھیئے اس کے بعد فرمایا صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ یہ ہے کہ پاک و صاف ہو کر نماز کی نیت کرو اور اللہ اکبر کہکر اول سبحانک اللّٰھم پڑھو پھر پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اس کے بعد اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر پھر الحمد شریف اور اس کے بعد کوئی سورۃ پڑھو اور اس کے بعد پھر دس دفعہ وہی تسبیح پڑھو اس کے بعد رکوع میں جاؤ اور تین دفعہ سبحان ربی العظیم کہکر دس دفعہ تسبیح پڑھو پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور سمع اللہ لمن حمدہ کہو اور پھر دس دفعہ وہی تسبیح پڑھو اس کے بعد سجدہ میں جاؤ اور تین دفعہ سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہکر دس دفعہ وہی تسبیح پڑھو اور دوسرے سجدہ میں بھی ایسا ہی کرو اسی طرح چار رکعتیں پڑھو یہ صلوٰۃ التسبیح ہے۔ اور اگر نماز پڑھتے ہوئے سجدہ سہو واجب ہو تو سجدہ سہو میں تسبیحات کی ضرورت نہیں صرف سبحان ربی الاعلیٰ کہنا کافی ہوگا۔

اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص صلوٰۃ التسبیح پڑھے تو تسبیحات کو انگلیوں پر شمار نہ کرے بلکہ دل میں شمار کرے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر سے پہلے پڑھے۔"

اور حضرت امام صالح جزائری فرماتے ہیں کہ نفل نمازوں میں صلوٰۃ التسبیح کا افضل درجہ ہے اور میرا یہ مشاہدہ ہے کہ جو اشخاص روزانہ صلوٰۃ التسبیح پڑھتے ہیں ان کے اخلاق و اعمال کی اصلاح ہو جاتی ہے اور وہ ریا و غرور سے پاک ہو جاتے ہیں اور ان کی روح منور ہو جاتی ہے وہ اکثر قبول ہوتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ پڑھنے والا ریاکار نہ ہو اور اس کے عمل میں صدق و اخلاص ہو اور وہ پاک اور حلال روزی سے شکم پروری کرتا ہو۔

نماز توبہ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی بندہ گناہ کرے تو [illegible] کہ وضو کرے [illegible] اور پھر یہ آیت پڑھے [illegible] گناہوں کی [illegible] اس سے [illegible] آیۂ کریمہ یہ ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

اور جنہوں نے بے غیرتی یا بے حیائی کا کوئی کام کیا یا اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اپنے گناہوں کی مغفرت چاہی اور اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو معاف کرے لہٰذا سعادتمند وہ ہے جو اپنے فعل پر دیدہ و دانستہ ضد نہ کرے)

اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے امام صالح جزائری لکھتے ہیں کہ دنیا میں ایسا کوئی انسان نہیں جس سے کوئی نہ کوئی خطا سرزد نہ ہوئی ہو اور یہ اس وجہ سے کہ انسان کی فطرت کمزور ہے اور وہ خطا سے مرکب ہے پس کبھی نہ کبھی انسان سے غلطی ہو ہی جاتی ہے اس غلطی کا علاج یہ ہے کہ صدق و اخلاص کے ساتھ توبہ کرے اور اپنے قصور کی معافی چاہے اور آیندہ کے لئے عہد کرے کہ میں حتی الامکان ایسا نہ کروں گا اس احساس کا نام توبہ ہے اور یہ باعث مغفرت ہے۔ لیکن آجکل یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس حقیقت کو قطعاً فراموش کر دیا گیا ہے اور توبہ کو ایک ہنسی اور مذاق سمجھ لیا گیا۔ مشاہدات سے یہ ثابت ہے کہ صبح سے شام تک ہزاروں آدمی دیدہ و دانستہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور چند منٹ کے بعد توبہ توبہ پکارتے ہیں اور جب ایک گھنٹہ گذر جاتا ہے تو پھر اسی گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور پھر چند منٹ کے بعد توبہ توبہ کہتے ہیں۔ اس قسم کی توبہ اگر شریعت اسلامی کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے اور یہ ہولناک جرم ہے۔ سمجھدار آدمی کو چاہیئے کہ جب اس سے کوئی خطا سرزد ہو تو بلاتامل استغفار کرے اور سچے دل سے اس بات کا عہد کرے کہ میں آیندہ حتی الامکان اس گناہ سے اجتناب کروں گا یہ حقیقت ہے توبہ کی۔

اور امام شیخ عبدہ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ ہر انسان خطا اور نسیان سے مرکب ہے اور باوجود انتہائی احتیاط کے وہ کسی نہ کسی وقت غلطی کر بیٹھتا ہے اس غلطی کے بعد اس کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اپنے قصور پر ندامت کا اظہار کرے اور اپنے خالق و مالک سے گناہ کی معافی چاہے اور دو رکعت نماز پڑھکر آیت استغفار پڑھے یہ عمل حق تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے اور خوشنودی کا حاصل ہونا باعث نجات ہے اور جو اشخاص گناہ کے ارتکاب سے پہلے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہم ایسا کرنے کے بعد توبہ کر لیں گے وہ گویا قانون شریعت کے ساتھ استہزا کرتے ہیں اور خدا کو نہیں بلکہ اپنے نفس کو دھوکہ دیتے ہیں ایسے اشخاص کو چاہیئے کہ جلد توبہ کر لیں اور اسلام کو بدنام نہ کریں اور اسلامی تہذیب کی پیشانی پر داغ نہ لگائیں۔

معارف القرآن

(سلسلہ گذشتہ)

أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ۝ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ۝ فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُم مَّن صَدَّ عَنْهُ ۚ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ۝

(ترجمہ) ہاں کیا ان کے پاس کوئی حصہ ہے سلطنت کا سو ایسی حالت میں تو اور لوگوں کو ذرا سی بھی چیز نہ دیتے یا دوسرے آدمیوں سے ان چیزوں پر جلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں سو ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو کتاب بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہم نے ان کو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے سو ان میں سے بعضے تو اس پر ایمان لائے اور بعضے ایسے تھے کہ اس سے رو گرداں رہے اور دوزخ کی آگ سوزاں کافی ہے

اوپر ذکر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہود کو یہاں تک دشمنی تھی کہ یہ لوگ قریش کو اصحاب کی لڑائی پر آمادہ کرنے کے لئے اطراف مدینہ سے سفر کر کے مکہ گئے ان آیتوں میں فرمایا یہود کی یہ دشمنی فقط اس سبب سے ہے کہ نبی آخر الزمان بنی اسمٰعیل میں سے کیوں ہوئے اولاد اسحاق میں سے کیوں نہیں ہوئے حالانکہ بنی اسحاق اور بنی اسمٰعیل دونوں کا سلسلہ ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے اسحاق کی اولاد میں ایک مدت دراز تک نبوت بادشاہت سب کچھ رہا اب ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے اسمٰعیل کی اولاد میں ایک نبی آخر الزمان کے پیدا ہونے سے نبی آخر الزمان کے ساتھ ان لوگوں کی اس قدر دشمنی فقط ان لوگوں کی بخیلی کے سبب سے ہے کیونکہ ان کی بخیلی کی عادت یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ ان کے قبضہ میں ایک سلطنت بھی ہو تو یہ لوگ اپنے میں سے ایک تل برابر چیز بھی کسی کو نہ دیں کھجور کی گٹھلی پر نقطہ کی برابر ایک نشان جو ہوتا ہے اس کو نقیر کہتے ہیں۔ ام یحسدون الناس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ ناس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی مقصود ہیں اور ان آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لئے یہ بھی فرمایا کہ ان لوگوں کی مخالفت اللہ کے نبی کے ساتھ کچھ نئی نہیں ہے بلکہ نبی آخر الزمان کے بنی اسمٰعیل میں پیدا ہونے کا تو ایک حیلہ ہے یہ لوگ تو ایسوں کی اولاد ہیں جو اپنے وقت کے نبیوں کے ساتھ بڑی مخالفت کر کے (نبیوں کو قتل کرتے تھے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ ہوں یا ان کے بڑے ایسے مخالفوں کے لئے دوزخ کی آگ سزا کافی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا ۚ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَّهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ۝

(ترجمہ) بلاشک جو لوگ ہماری آیات کے منکر ہوئے بلاشک ہم ان کو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کریں گے جب ایک دفعہ ان کی کھال جل چکے گی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری کھال پیدا کر دیں گے تاکہ عذاب ہی بھگتتے رہیں بیشک اللہ تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے کہ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کے واسطے ان میں پاک صاف بیبیاں ہوں گی اور ہم ان کو نہایت گنجان سایہ میں داخل کریں گے۔

اوپر ذکر تھا کہ بد لوگوں کے لئے جہنم کی دہکتی آگ کی سزا کافی ہے اس پر یہ خیال گزر سکتا تھا کہ جب ایک دفعہ دہکتی آگ میں دوزخیوں کا گوشت پوست جل جاوے گا تو پھر اس جلی ہوئی کھال پر شاید آگ کی تکلیف کچھ کم ہو جاوے گی کیونکہ جلی ہوئی کھال مردار ہو جاتی ہے اس لئے فرمایا کہ اللہ کی آیتوں کے منکر لوگوں کی کھال جب دوزخ میں جل کر مردار ہو جاوے گی تو عذاب کی تکلیف قائم رہنے کے لئے فوراً تازی کھال بدل جاوے گی بیہقی تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن مردویہ میں حضرت عبداللہ بن عمر اور معاذ بن جبل سے جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ تھوڑی سی دیر میں دوزخیوں کی کھالیں کئی دفعہ بدلی جاویں گی یہ ان لوگوں کا حال ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے منکر ہونے کے سبب ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہیں جو لوگ دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہونے والے ہیں ان کی کھال نہیں بدلی جاوے گی بلکہ وہ ایک دفعہ کے جلنے میں مر کر کوئلہ ہو جاویں گے پھر ان کوئلوں کو نہر حیات میں غوطہ دیا جاوے گا جس سے وہ زندہ ہو جاویں گے اور ان کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا۔ چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی شفاعت کی ابوسعید خدری کی حدیث میں اس کا ذکر ہے۔

عزیزاً حکیماً کا یہ مطلب ہے کہ اللہ ایسا زبردست ہے کہ اس کے عذاب کو کوئی روک نہیں سکتا۔ صاحب حکمت وہ ایسا ہے کہ اس نے ہر ایک کی سزا جرم کے موافق مقرر کی ہے کسی کی کھال عذاب کی تکلیف بڑھانے کے لئے بدلی جاوے گی کوئی دوزخ کے پہلے ہی جھونکے میں جل کر کوئلہ ہو جاوے گا تاکہ دیر تک جلنے کی تکلیف نہ ہو۔ اہل دوزخ کے مقابلہ میں اب آگے اہل جنت کا ذکر فرمایا کہ ان کے رہنے کو عالیشان محل عمدہ باغ جن میں نہریں جاری

ہیں ان محلوں میں [illegible] رہیں گے جہاں ان کو بیماری کا کھٹکا ہو نہ موت کا ان کی صحبت کے لئے حیض و نفاس اور سب عیبوں سے پاک بیبیاں ہوں گی جنت کے باغوں اور محلوں کے گھنے درختوں کی زیادہ ٹھنڈک کے لئے اس کے سایہ میں جنتی لوگ بیٹھیں گے جو کہ بے سایہ ملک میں سایہ کی بڑی قدر ہے اس لئے خاص طور پر سایہ کا ذکر فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ٥

(ترجمہ) بیشک تم کو اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دیا کرو اور یہ کہ جب لوگوں کا تصفیہ کیا کرو تو عدل سے تصفیہ کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ جس بات کی تم کو نصیحت کرتے ہیں وہ بات بہت اچھی ہے بلاشک اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب دیکھتے ہیں۔

اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت عثمان بن طلحہ کی شان میں اتری ہے جو ابو طلحہ بشیر بن عثمان کے چچا زاد بھائی اور اسی گھرانے میں کعبہ کی دربانی آج تک ہے۔ معتبر سند سے ابن اسحاق نے و دیگر لوگوں نے اس قصہ کو نقل کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ سے کعبہ کی کنجی لیکر کعبہ کو کھولا اور کعبہ کے دروازہ پر خطبہ پڑھا اور لوگوں کو طرح طرح کی نصیحتیں کیں اسی موقع پر حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ کعبہ کی کنجی ان دونوں میں سے کسی کو مل جاوے تاکہ کعبہ کی دربانی آیندہ ان کے گھرانے میں رہے اتنے میں یہ آیت نازل ہوئی اور جن عثمان بن طلحہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنجی بطور امانت کے لی تھی اسی آیت کے موافق ان کو واپس کردی۔ بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنجی واپس دیتے وقت عثمان بن طلحہ سے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ کنجی واپس دلوائی ہے اس لئے اب جو کوئی بعد اس کے تم سے یہ کنجی چھینے گا وہ ظالم کہلاوے گا۔ اس روایت کے لفظوں سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آیت کا نزول اسی قصہ کے متعلق ہے اس شان نزول کے بیان کرنے کے بعد اکثر مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ اگرچہ اس آیت کے نازل ہونے کا سبب خاص ہے لیکن امانت کا لفظ ان سب حقوق کو شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ذمہ کئے ہیں مثلاً توحید اور عبادت یا وہ حقوق جو بندوں کے بندوں پر ہیں مثلاً امانت کی چیز یا مانگی ہوئی چیز واپس کرنا آیت انا عرضنا الامانۃ کی تفسیر علی بن طلحہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے جو صحیح روایت کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ امانت سے وہ باتیں مقصود ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انسان پر فرض کیا ہے جن کے بغیر کسی خیانت کے ادا کرنے کے انسان کی نجات ہی نہیں مثلاً جو عبادت بغیر ریاکاری کی خیانت کے ادا ہوئی وہ نجات کا موجب ہے ورنہ عبادت کی محنت رائیگان اور ریاکاری کا [illegible] قائم انہیں شرائط کے ڈر سے

آسمان و زمین اور پہاڑوں نے اس امانت کو قبول نہیں کیا اس کی پوری تفصیل تو سورہ احزاب میں آوے گی مگر یہاں مطلب اس قدر ہے کہ آیت ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات اور آیت انا عرضنا الامانۃ ان دونوں آیتوں میں امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کے نزدیک امانت کا لفظ سب حقوق اللہ اور حقوق الناس کو شامل ہے اور اس عام حکم میں یہود کو یہ تنبیہ ہے کہ تورات میں نبی آخر الزمان کے اوصاف کی آیتوں میں ان لوگوں نے تبدل تغیر جو کیا ہے وہ اللہ کی امانت میں انہوں نے خیانت کی ہے وقت مقررہ پر جس کا مواخذہ ہوگا۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی علامتوں میں سے امانت کی خیانت کو بھی ایک علامت فرمایا ہے ترمذی ابوداؤد اور مستدرک حاکم میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی کو امانت کا واپس کرنا لازم ہے اگر اس کے مال میں کوئی دوسرا شخص خیانت بھی کرے تو اس کو کسی کے مال میں خیانت نہیں چاہیئے۔ اس حدیث کی سند میں اگرچہ بعض علماء نے کلام کیا ہے لیکن ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے مستدرک حاکم میں اس طرح کی ایک روایت انس کی بھی ہے جس کی سند میں ایوب بن سوید ایک راوی ہے جس کو بعض علماء نے ضعیف الحافظ کہا ہے لیکن حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے قاضی حاکم امیر والی جن کے سپرد لوگوں کے ہر طرح کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنا ہے ان کے ذمہ بھی اللہ کی یہ امانت ہے کہ بغیر کسی رعایت کے ان کو ہر ایک فیصلہ انصاف سے کرنا چاہیئے چنانچہ صحیح مسلم میں ابوذر سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ابوذر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بستی پر حاکم ہو جانے کی خواہش کی آپ نے ابوذر کو جواب دیا کہ تمہارے مزاج میں ایک طرح کا ضعف ہے اور حکومت اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی امانت ہے جس کی ذمہ داری صاحب ضعف آدمی سے دشوار ہے غرض اسی تعلق کے سبب سے امانت کے ذکر میں حاکم لوگوں کا یہ ذکر فرمایا کہ جب جھگڑے کرنے لگیں لوگوں میں تو جھگڑے کو انصاف سے مسند امام احمد صحیح مسلم اور نسائی میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصاف سے لوگوں کا فیصلہ کرنے والے حاکموں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے داہنے ہاتھ کی جانب نور کے منبروں پر عزت سے بٹھاویگا پھر فرمایا یہ محض شفقت حاکموں کی عزت بڑھانے کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں یہ ان حاکموں کا ذکر ہے جن کی اصلی کوشش انصاف سے فیصلہ کرنے کی ہے اس لئے اکثر فیصلے تو ان کے منصفانہ ہیں اور شاذ و نادر اقتضاء بشریت سے بعض فیصلوں میں ان سے کچھ غلطی بھی ہوگئی ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل درگذر ہے رہے وہ حاکم جو رشوت کے لالچ یا سعی سفارش کے مارے [illegible] منصفانہ فیصلہ کی زیادہ پرواہ نہیں کرتے اس واسطے اکثر فیصلے تو ان کے ناحق اور نامنصفانہ ہیں اور کچھ تھوڑے سے فیصلے منصفانہ بھی ان کے قلم سے نکل گئے ہیں تو ایسے حاکموں کا ٹھکانا [illegible] چنانچہ سنن ابوداؤد میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس حاکم کے منصفانہ

[illegible]

[illegible] دیکھتا ہے اور جس طرح کانوں [illegible] کے برخلاف سوائے [illegible] جہاں [illegible] اب [illegible] کچھ [illegible] میں ان [illegible] میں اسد [illegible] نے [illegible] نصیحت [illegible] جو شخص پر عمل کرنے سے کوئی بات جس کو [illegible] نصیحت کرتا ہے کہ اللہ سب سنتا دیکھتا کا یہ مطلب ہے کہ اس نصیحت کی تعمیل جو بندہ تعالیٰ کے سننے سے متعلق ہے مثلاً آپس میں تمہارا وعظ و نصیحت پر قائم رہنا یا کچی گواہی کا ادا کرنا اس سب کو سنتا ہے اور جو عمل دیکھنے سے متعلق ہے نماز روزہ حج زکوٰۃ ان سب نیک عملوں کو دیکھتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝

(ترجمہ اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو اہل حکومت ہیں ان کا بھی پھر اگر کسی امر میں تم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کے حوالہ کر دیا کرو اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوشتر ہے۔)

اوپر کی آیت میں حاکموں کا ذکر فرمایا اس آیت میں محکوم لوگوں کا ذکر فرمایا اس آیت کی شان نزول قصہ طلب ہے اصل اس قصہ کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ صحابی کو سردار کر کے اور کچھ لوگ ان کے ساتھ کر کے کسی طرف ایک چھوٹی سی لڑائی پر بھیجا تھا راستے میں عبداللہ بن حذافہ کو اپنے ساتھ کے لوگوں سے کچھ رنجش ہو گئی اور انہوں نے اپنے ساتھ کے لوگوں سے کہا کیا آنحضرت نے تم لوگوں کو میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے ان لوگوں نے کہا ہاں دیا ہے اس پر عبداللہ بن حذافہ نے جنگل سے لکڑیاں جمع کرا کے ان لکڑیوں میں آگ لگا دی اور اپنے ساتھ سب آدمیوں سے کہا کہ تم سب اس آگ میں کود پڑو اب عبداللہ بن حذافہ کے ساتھیوں کے دو گروہ ہو گئے کچھ لوگ آگ میں کودنے پر آمادہ ہو گئے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ آگ سے بچنے کے لئے تو ہم آنحضرت پر ایمان لائے ہیں بغیر اجازت آنحضرت کے ہم ہرگز یہ فعل نہ کریں گے آخر یہ قصہ آنحضرت تک آیا آپ نے فرمایا کہ جس امر کی شریعت میں اجازت ہو اسی حاکم کی اطاعت ایسے امر میں ہے تم اگر آگ میں کود پڑتے تو ہمیشہ آگ میں رہتے۔

اس شان نزول کو امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عباس سے بخاری میں روایت کیا ہے اسماعیلی شارح صحیح بخاری نے اس شان نزول پر جو اعتراض کیا ہے اس کا جواب [illegible] حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں دیا ہے اور [illegible] شان نزول کے [illegible] نزول [illegible] اس آیت کے بیان [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] میں جو اعتراض [illegible] کا حاصل یہ ہے کہ اگر آیت کا نزول عبداللہ بن حذافہ کے قصہ سے پہلے مانا جاوے تو آیت کو قصہ سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا اور اگر آیت کا نزول قصہ سے بعد مانا جاوے تو عبداللہ کے ساتھ والوں کے اگر آیت میں کچھ مذکور نہیں ہے حالانکہ جب آیت اولی الامر کی فرمانبرداری کے حکم میں ہے اور قصہ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے سردار کا حکم نہیں مانا تو آیت میں ان کا کچھ ذکر بھی ہونا چاہیے تھا حافظ ابن حجر کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ قصہ میں حاکم اور محکوم کا اس پر جھگڑا اتھا کہ عبداللہ کے حکم سے جو آگ جلائی گئی ہے اس میں کود پڑنا جائز ہے یا نہیں اس کا حکم آیت میں یہ ہے کہ ایسی باہمی نزاع کی صورت میں کسی کو نزاع کو بڑھانا نہیں چاہیے بلکہ ہر ایک عاقل آدمی کو چاہیے کہ ایسے نزاع کی حالت میں اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم تلاش کر کے اس کے موافق آپس کے جھگڑے کا تصفیہ کرے تاکہ بغیر حکم خدا اور رسول کے عقلی طور پر کسی کام کو کر لینے سے دین کی کوئی خرابی نہ لازم آ جاوے جس طرح عبداللہ کے ساتھیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی بڑی خرابی جتلائی کہ اگر وہ بغیر آنحضرت سے پوچھنے کے اپنی سمجھ سے اس آگ میں کود پڑتے تو قیامت تک اس آگ میں رہتے یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ یہ صورت ایک قسم کی خودکشی کی تھی اور خودکشی کا حکم اور آیت "ولا تقتلوا انفسکم" کی تفسیر میں گذر چکا ہے کہ جس طرح سے کوئی شخص خودکشی کرے گا اسی طرح کا عذاب اس پر ہمیشہ کیا جاوے گا اولی الامر کی تفسیر میں سلف کا اختلاف ہے بعضوں نے اس لفظ کی تفسیر امراء کی ہے اور بعضوں نے علماء۔ دونوں تفسیروں میں کوئی تفسیر بھی بیجا نہیں جبکہ آیت کی شان نزول کی بعض روایتوں "الطاعۃ فی المعروف" اور بعض روایتوں میں انما الطاعۃ فی المعروف کا لفظ موجود ہے تو معنے آیت کے یہی ہوں گے کہ اولی الامر منکم کی اطاعت اسی حد تک ہے جو حد کسی شرعی حکم سے شریعت میں معروف ہے اسی واسطے اللہ اور رسول کے نام کے ساتھ اطیعوا کا لفظ فرمایا اور اولی الامر کے ساتھ اطیعوا کا لفظ نہیں فرمایا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ اولی الامر کا حکم مستقل طور پر شرعی حکم نہیں ہے بلکہ اللہ اور رسول کے حکم کی یہ ایک شاخ ہے اور دنیا میں کوئی شاخ بغیر جڑ کے قائم نہیں رہ سکتی چنانچہ اسی بنا پر اہل سنت اور مخالف اہل سنت فرقوں کے مابین قدیم سے یہ جھگڑا چلا آتا ہے کہ ان فرقوں نے احادیث شفاعت حوض میزان عذاب قبر صفات وغیرہ کے مخالف فقط قیاس سے اپنے مذہب کی چند شاخیں قائم کی ہیں جن کے رد و قدح کے اہل سنت درپے ہیں اور کہتے ہیں کہ صریح حکم شرعی کے مقابلہ میں کوئی قیاس مقبول نہیں ہو سکتا حاصل آیت کا یہ ہے کہ ما قبل کو ما قبل کے اور ما بعد کو مابعد کے رتبہ پر رکھنا حکم الٰہی کی فرمانبرداری اور اس کے برعکس میں نافرمانی ہے جس سے ہر مسلمان کو خوف کرنا اور ان کنتم مومنین کی شرط کو پورا کرنا چاہیے

"ذلک خیر و احسن تاویلا" کا مطلب یہ ہے کہ آیت کی ہدایت کے موافق عمل کرنے میں یہ خوبی ہے کہ جو اختلاف تھا وہ بھی رفع ہو جاویگا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کا اجر بھی عقبیٰ میں ملیگا تاویل کے معنے یہاں انجام کے ہیں۔

صحیح بخاری شریف اُردو

پارہ اوّل

(بسلسلہ گذشتہ)

(۲۹۱) عائشہ رضی کہتی ہیں کہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے ہم صرف حج کا ارادہ رکھتے تھے پھر جب (مقام) سرف میں پہنچے تو مجھے حیض آگیا پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں رو رہی تھی آپ نے فرمایا کیوں رو رہی ہو میں نے عرض کیا یہ چاہتی ہوں کہ کاش میں نے اس سال حج کا ارادہ نہ کیا ہوتا آپ نے فرمایا شاید تمہیں نفاس آگیا میں نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے فرمایا یہ تو ایک چیز ہے جو اللہ نے آدم کی تمام بیٹیوں پر لکھدی ہے (اس میں رونا کیا) جو افعال حج کرنے والا کرتا ہے تم بھی کرو سوا اس کے کہ تم کعبہ کا طواف نہ کرو جب تک کہ تم پاک نہ ہو جاؤ۔

باب استحاضہ کا بیان۔

(۲۹۲) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں کبھی طاہر نہیں ہوتی ہوں (ہمیشہ حیض جاری رہتا ہے) تو کیا میں نماز چھوڑ دوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو صرف ایک رگ کا خون ہے اور حیض نہیں ہے پس جب زمانہ حیض (کا) آجائے تو نماز چھوڑ دو اور جب بقدر زمانہ حیض گذر جائے تو اپنے (جسم) سے خون دھو ڈالو اور نماز پڑھو۔

باب حیض کے خون کا دھونا (ثابت ہے)

(۲۹۳) حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتی ہیں ایک عورت نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ بتائیے کہ جب ہم میں سے کسی کے کپڑے میں حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے کپڑے میں حیض کا خون لگ جائے تو چاہیئے کہ اسے مل ڈالے پھر اسے پانی سے دھوئے پھر اسی میں نماز پڑھے

(۲۹۴) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم میں سے کسی کو حیض آتا تھا تو وہ پاک ہوجانے کے بعد اپنے کپڑے سے خون کو کھرچ ڈالتی تھی اور پھر اسے دھو لیتی تھی اور باقی کپڑے پر پانی چھڑک دیتی تھی پھر اسی میں نماز پڑھتی تھی۔

باب استحاضہ والی عورت کا اعتکاف کرنا (درست ہے)

(۲۹۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کی کسی بی بی نے بھی اعتکاف کیا حالانکہ وہ مستحاضہ تھیں (خون کو خارج ہوتے ہوئے) دیکھتی تھیں پس اکثر اپنے نیچے خون کی کثرت کے سبب سے طشت رکھ لیا کرتی تھیں اور عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے ایکبار کسم کا پانی دیکھا تو کہا کہ گویا یہ وہی چیز ہے جسے فلاں بی بی (بحالت استحاضہ) دیکھتی تھیں۔

(۲۹۶) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کی بی بیوں میں سے کسی بی بی نے (بھی) اعتکاف کیا اور وہ خون اور زردی کو (خارج ہوتے) دیکھتی تھیں اور نماز پڑھنے کی حالت میں طشت ان کے نیچے (رکھا) رہتا تھا۔

(۲۹۷) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ کسی ام المومنین نے مستحاضہ ہونے کی حالت میں اعتکاف کیا۔

باب کیا عورت (ایسا کر سکتی ہے کہ) جس کپڑے میں حائضہ ہوئی تھی اس میں نماز پڑھ لے۔

(۲۹۸) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم میں سے کسی کے پاس ایک کپڑے سے زائد نہ ہوتا تھا اسی میں حائضہ ہوتی تھی پھر جب اس میں کچھ خون لگ جاتا تو اس پر تھوک دیتی اور اپنے ناخن سے اسے مل ڈالتی تھی۔

باب عورت کو اپنے غسل حیض کے وقت خوشبو لگانا (درست ہے)

(۲۹۹) حضرت ام عطیہ کہتی ہیں (کہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیں کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کی ممانعت کی جاتی تھی مگر (ہاں) زوج پر چار مہینہ دس دن سوگ کا حکم تھا اور (ایسی حالت میں) نہ ہم سرمہ لگاتے نہ خوشبو لگاتے اور نہ رنگین کپڑا سوا عصب[1] کے پہنتے اور ہمیں طہارت کے بعد جب کوئی ہم میں سے حائضہ ہو تھوڑا سا کست اظفار کی اجازت دیدی گئی تھی اور ہمیں جنازوں کے ہمراہ جانے کی ممانعت کر دیگئی تھی۔

باب عورت کا اپنے بدن کو ملنا جبکہ وہ حیض سے پاک ہو اور وہ کیونکر غسل کرے اور (کس طرح) مشک لگا ہوا کپڑا لیکر اسے خون (نکلنے) کے مقام پر ملے۔

(۳۰۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے غسل حیض کی بابت پوچھا تو آپ نے اسے حکم دیا کہ اس طرح غسل کرے فرمایا کہ ایک ٹکڑا (کپڑے کا) مشک سے بسا ہوا لے اور اس سے طہارت کر اس نے عرض کیا کہ اس سے کس طرح طہارت کروں آپ نے فرمایا سبحان اللہ طہارت کرلے تو میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ اُسے خون کے نشان پر پھیر لے۔

باب حیض کا غسل کس طرح کرنا چاہیئے۔

(۳۰۱) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں غسل حیض کس طرح کروں آپ نے فرمایا کہ ایک ٹکڑا کپڑے کا مشک سے بسا ہوا لے اور تین مرتبہ وضو کر پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم صاف صاف بیان کرتے ہوئے شرمائے اور اپنا منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ اس سے وضو کر پس میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد سے

[1] عصب ایک قسم کے رنگین کپڑے کا نام ہے کست اظفار ایک قسم کی خوشبودار چیز ہوتی ہے اس کو قسط بھی کہتے ہیں اور اردو میں اسے کوٹ کہتے ہیں

مت معلوم کر لیا۔

باب عورت کا اپنے غسل حیض کے وقت کنگھی کرنا ثابت ہے۔

(۳۰۲) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع میں احرام کیا تو میں ان لوگوں میں تھی جنھوں نے تمتع کیا تھا اور ہدی نہ لائے تھے پھر انہوں نے اپنے کو کہا کہ وہ حائضہ ہو گئیں اور شب عرفہ تک پاک نہ ہوئیں جب انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ عرفہ کے دن کی رات ہے اور میں نے عمرہ کے ساتھ تمتع کیا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنا سر کھول ڈالو اور کنگھی کر ڈالو اپنے عمرہ سے رکی رہو اور حج کر لو چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا پس جب میں حج کر چکی تو آپ نے عبدالرحمٰن (بن ابی بکر) کو حصبہ کی رات میں حکم دیا اور وہ میرے اس عمرہ کے بدلہ میں جس کا میں نے احرام باندھا تھا (اور نہیں کیا) مجھے تنعیم سے عمرہ کرا لائے۔

باب غسل حیض کے وقت عورت کو اپنے بالوں کا کھولنا درست ہے۔

۳۰۳۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم لوگ ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی (حج کو) نکلے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں ہدی نہ لایا ہوتا تو عمرہ کا احرام کرتا پس بعض نے تو عمرہ کا احرام کیا اور بعض لوگوں نے حج کا احرام باندھا اور میں ان لوگوں میں تھی جنھوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا پس عرفہ کا دن میرے اوپر اس حال میں آیا کہ میں حائضہ تھی تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ اپنے عمرہ کو (چھوڑ دے) موقوف رکھو اور اپنا سر کھول ڈالو اور کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھ لو چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب حصبہ کی رات آئی تو آپ نے عبدالرحمٰن بن ابوبکر کو میرے ہمراہ کر دیا اور میں تنعیم تک گئی اور میں نے اپنے عمرہ کے عوض میں عمرہ کا احرام کیا ہشام کہتے ہیں کہ ان میں سے کسی بات میں نہ ہدی دینا پڑی اور نہ روزہ رکھنا پڑا اور نہ صدقہ دینا پڑا۔

باب اللہ تعالیٰ کا فرمانا مخلقۃ و غیر مخلقۃ (کے کیا معنے ہیں)

(۳۰۴) انس بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر نے رحم میں ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے جو کہتا ہے کہ یا رب نطفہ یا رب علقہ یا رب مضغہ پس جب اللہ چاہتا ہے کہ اس کی خلقت پوری کر دے تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ مرد (ہے) یا عورت شقی ہو یا سعید پھر رزق کس قدر ہو اور عمر کتنی ہو آپ فرماتے ہیں جب پھر وہ فرشتہ (یہ سب پوچھ لے)، اس کے ماں کے پیٹ میں (اس کی پیشانی پر) لکھ دیتا ہے۔

باب حائضہ عورت حج اور عمرہ کا احرام کس طرح باندھے۔

(۳۰۵) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے تو ہم میں سے بعض لوگ وہ تھے جنھوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا پس ہم مکہ میں آئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور وہ ہدی نہ لایا ہو تو چاہیے کہ وہ احرام سے باہر ہو جائے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور ہدی لایا ہو تو جب تک اپنی ہدی کی قربانی نہ کرے احرام سے باہر نہ ہو اور جس نے حج کا احرام باندھا ہو وہ اپنا حج پورا کرے حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں حائضہ ہو گئی اور برابر حیض آتا رہا یہاں تک کہ عرفہ کا دن آگیا اور میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنا سر کھول ڈالوں اور کنگھی کروں اور حج کا احرام باندھوں اور عمرہ کو (بالفعل) چھوڑ دوں چنانچہ میں نے یہی کیا یہاں تک کہ میں نے اپنا حج پورا کر لیا تو آپ نے میرے ہمراہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بھیجدیا اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے عمرہ کے بدلے تنعیم سے عمرہ کر آؤں۔

باب حیض (کے زمانہ) کا سامنے آنا اور اس کا پیچھے چلا جانا (ضروری ہے یعنی حیض کا زمانہ ہمیشہ نہیں رہ سکتا) اور عورتیں حضرت عائشہ کے پاس لکڑی پر روئی رکھ کر بھیجتی تھیں اس میں زردی ہوتی تھی تو حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ جلدی نہ کرو یہاں تک کہ صاف و شفاف (پانی) نہ دیکھ لو مراد تھی اس سے حیض سے پاکی ہے اور یہ کہ وہ بغیر اس کے حاصل نہیں ہوتی اور زید بن ثابت کی لڑکی کو یہ خبر پہنچی کہ عورتیں شب کے وقت چراغ منگاتی ہیں اور طہر کو دیکھتی ہیں تو انہوں نے ان پر طعنہ زنی کی۔

(۳۰۶) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش مستحاضہ ہوتی تھیں تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کا مسئلہ) پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے اور حیض نہیں ہے پس جب حیض (کا زمانہ) آگے آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب پیچھے چلا جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔

باب حائضہ عورت نماز کی قضا نہ کرے اور جابر بن عبداللہ اور ابوسعید (خدری) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ (حائضہ عورت) نماز چھوڑ دے

(۳۰۷) حضرت معاذ کہتے ہیں کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ سے کہا کہ کیا ہم میں سے کسی کو اس کی نماز صرف اسی قدر (زمانہ میں) جبکہ وہ طاہر رہے کافی ہے تو حضرت عائشہ نے کہا کہ کیا تو حروریہ ہے یقیناً ہم (جب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (رہتے تھے) حائضہ ہوتے تھے مگر آپ ہمیں نماز کی قضا پڑھنے کا حکم نہ دیتے تھے یا عائشہ نے یہ کہا کہ ہم قضا نہ پڑھتے تھے

باب حائضہ کے ہمراہ اس حال میں سونا کہ وہ حیض کے لباس میں ہو درست ہے

(۳۰۸) ام سلمہ کہتی ہیں کہ مجھے اس حالت میں حیض آگیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چادر میں لیٹی ہوئی تھی پس میں آہستہ سے نکل گئی اور چادر سے باہر ہو گئی پھر میں نے اپنے حیض کے کپڑے لئے اور ان کو پہن لیا تو مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں نفاس آگیا میں نے عرض کیا کہ ہاں تو آپ نے مجھے بلا لیا اور اپنے پاس چادر کے اندر داخل کر لیا زینب کہتی ہیں کہ مجھ سے ام سلمہ نے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے بوسے لیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اور میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ظرف سے غسل جنابت کرتے تھے۔

---

[1] عورتوں کا دستور ہے کہ حیض کی حالت میں روئی یا کپڑا اپنے خاص عضو میں رکھ لیتی ہیں اسی روئی کو وہ عورتیں حضرت عائشہ کے پاس بھیجتی تھیں کہ اس کا رنگ اب سرخ نہیں رہا شاید حیض نہیں ہو سکے حروریہ ایک فرقہ ہے خارجیوں کا وہ اس بات کے قائل ہیں کہ حالت حیض میں جو نمازیں فوت ہوئی ہیں ان کی قضا ضروری ہے۔

باب جس نے طہارت کے لباس کے سوا حیض کا لباس بنایا (اس نے خلاف نہیں کیا)

(۳۱۰) حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ اس حالت میں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چادر میں لیٹی ہوئی تھی حائضہ ہو گئی تو میں آہستہ سے نکل گئی اور میں نے حیض کا لباس پہن لیا تو آپ نے فرمایا تمھیں نفاس آ گیا میں نے عرض کیا ہاں پھر آپ نے مجھے بلایا اور میں آپ کے ہمراہ چادر میں لیٹ رہی۔

باب حائضہ عورت کا عیدین میں اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہونا فلق ہے (اور) اتنا ضرور چاہیئے کہ نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔

(۳۱۱) حضرت حفصہ کہتی ہیں کہ ہم اپنی جوان عورتوں کو عیدین میں جانے سے منع کیا کرتے تھے تو ایک عورت آئی اور قصر بنی خلف میں اتری تو اس نے اپنی بہن سے نقل کیا اور کہا کہ میری بہن کے شوہر نے بارہ غزووں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا تھا اور چھ غزووں میں میری بہن ان کے ہمراہ تھیں (تو انہوں نے کہا کہ ہم زخمیوں کی دوا کیا کرتے تھے اور مریض کی تیمارداری کرتے تھے تو میری بہن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا جب ہم میں سے کسی کے پاس برقع نہ ہو تو اس کو باہر نکلنے میں کچھ حرج ہے آپ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ والی کو چاہیئے کہ وہ اپنا برقع اسے اڑھا دے اور اسے چاہیئے (مجالس) خیر میں اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہو پس جب ام عطیہ آئیں تو میں نے ان سے کہا کہ کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارہ میں کچھ سنا ہے تو انھوں نے کہا بابی ہاں (اور وہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتی تھیں تو بابی (ضرور) کہتی تھیں) میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جوان عورتیں اور پردہ نشین اور حائضہ عورتیں باہر نکلیں اور (مجالس) خیر میں اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں اور حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں حفصہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ حائضہ عورتیں (بھی شریک ہوں) ام عطیہ بولیں کیا حائضہ عورتیں عرفہ میں اور فلاں فلاں کام میں حاضر نہیں ہوتیں۔

باب جب کوئی عورت ایک مہینہ میں تین بار حائضہ ہو تو کیا حکم ہے) اور یہ کہ حیض اور حمل کے بارہ میں درصورتیکہ حیض ممکن ہو عورتوں کی تصدیق کی جائے بدلیل قول اللہ برتر کے "ولا یحل لھن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامھن" اور حضرت علی اور شریح سے منقول ہے کہ اگر عورت کے خاص عزیزوں میں سے کوئی ایسا آدمی گواہی دے جس کا دین پسندیدہ ہو کہ وہ ایک مہینہ میں تین بار حائضہ ہوئی تو اس کی تصدیق کی جائے اور عطا نے کہا ہے کہ حیض اس کے اس قدر ہوں گے جس قدر پہلے ہوتے تھے اور ابراہیم (نخعی بھی) اسی کے قائل ہیں اور عطا نے کہا کہ حیض ایک دن سے پندرہ دن تک رہ سکتا ہے اور معتمر نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ابن سیرین سے اس عورت کے بارہ میں پوچھا جو اپنے حیض کے پانچ دن بعد خون دیکھے تو انہوں نے کہا کہ عورتیں اس سے خوب واقف ہیں۔

(۳۱۲) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں مستحاضہ ہوتی رہتی ہوں پھر دونوں تک پاک نہیں ہوتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں آپ نے فرمایا نہیں یہ تو ایک رگ کا خون ہے لیکن بقدر ان دنوں کے جن میں تم حائضہ ہوتی تھیں نماز چھوڑ دو پھر جب اس قدر زمانہ گزر جائے تو غسل کر لو اور نماز پڑھو۔

باب غیر زمانہ حیض میں زردی یا مٹیلے پن کا دیکھنا (حیض میں محسوب نہیں ہوتا)

(۳۱۳) حضرت ام عطیہ کہتی ہیں کہ ہم مٹیلے پن کو اور زردی کو کچھ نہ سمجھتے تھے (یعنی حیض میں شمار نہ کرتے تھے۔

باب استحاضہ کی (ایک خاص رگ (سے ہوتی ہے)۔

(۳۱۴) حضرت عائشہ زوجہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ سات برس مستحاضہ رہیں تو انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارہ میں پوچھا تو آپ نے انھیں غسل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ ایک رگ کا خون ہے پس ہر نماز کے لئے غسل کیا کرتی تھیں۔

باب عورت (طواف) افاضہ کے بعد حائضہ ہو جائے (تو کیا کرے)

(۳۱۵) حضرت عائشہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ صفیہ بنت حیی حائضہ ہو گئی ہیں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید وہ ہمیں روکیں گی کیا انہوں نے تمہارے ہمراہ طواف نہیں کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہاں (کیا تھا) آپ نے فرمایا پھر (کچھ حرج نہیں) چلو۔

(۳۱۶) ابن عباس کہتے ہیں کہ عورت کو (طواف) افاضہ کے بعد جب حیض آ جائے تو اسے (اپنے گھر) لوٹ جانے کی اجازت دیگئی ہے اور ابن عمر اپنے پہلے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ نہ لوٹے پھر میں نے انھیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ لوٹ جائے بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اجازت دی ہے۔

باب جب مستحاضہ طہر کو دیکھے تو کیا کرے ابن عباس کہتے ہیں کہ غسل کرے اور نماز پڑھے اگرچہ (صرف) ایک گھڑی دن (اسے حیض آیا) ہو اور اس کا شوہر اس کے پاس آئے جبکہ اس نے نماز پڑھ لی ہو نماز بڑی چیز ہے۔

(۳۱۷) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حیض (کا زمانہ) سامنے آ جائے تو نماز چھوڑ دو اور جب پیچھے چلا جائے تو اپنے جسم سے خون کو دھو ڈالو اور نماز پڑھو۔

باب نفاس والی عورت (کے جنازہ) پر نماز پڑھنا اور اس کا طریقہ۔

(۳۱۸) سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ ایک عورت پیٹ کی بیماری میں مر گئی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور اس کے بیچ میں کھڑے ہوئے۔

باب اس باب کے متعلق کوئی خاص عنوان نہیں ہے۔

(۳۱۹) عبد اللہ بن شداد کہتے ہیں کہ میں نے خالہ میمونہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ حائضہ ہوتی تھیں تو نماز نہ پڑھتی تھیں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے سامنے فرش بچھائے ہوئے بیٹھی ہوتی تھیں اور آپ اپنی چادر پر نماز پڑھتے جب سجدہ کرتے تو آپ کا کچھ کپڑا مجھ سے لگ جاتا۔

مقالات غوث الاعظم

(سلسلہ گزشتہ)

وهي حالة الهوى والفناء وهي
حالة الابدال المنكسري
القلوب لاجله الموحدين
العارفين ارباب العلوم و
العقل السادة الامراء شحنة
الخلق خلفاء الرحمن
واخلائه واعيانه واحبائه
عليهم السلام فاتباع الامر
فيها بمخالفتك اياك بالتبري
من الحول والقوة وان لا يكون
لك ارادة وهمة في شيء
البتة دنيا وعقبى فتكون
عبد الملك لا عبد الملك
وعبد الامر لا عبد الهوى
كالطفل مع الظئر والميت
الغسيل على حسه بين يدي
الطبيب فيما سوى الامر و
النهي

چھوٹ جانے اور فنا ہو جانے کی حالت ہے
اور یہ حالت ابدال کی ہے جن کے دل خدا
کے لئے شکستہ ہیں اور وہ موحدین عارفین
صاحب علم و عقل اور امراء کے سردار اور
خلق کے کوتوال و نگہبان اور نائب خدا
اور خوشگان اور مصاحبان الٰہی ہیں علیہم السلام
بس اس حالت میں امر کی پیروی یہی ہے
کہ تو خود اپنا مخالف ہو جائے اور اپنے
حول و قوت سے بیزار ہو اور دنیا و آخرت
کی کسی چیز کی طرف تیرا قطعاً قصد و ارادہ
نہ ہو پھر تو اس وقت بندۂ بادشاہ
ہوگا نہ کہ بندۂ ملک امر حق کا بندہ
ہوگا خواہش کا نہیں اور دایہ کے
ہاتھ میں شیر خوار بچہ کی طرح اور
غسال کے ہاتھ میں نہلائے جانے والے
مردہ کی مانند اور طبیب کے روبرو بیہوش بیمار
کے مثل تو ہو جائیگا اور اللہ کے امر و نہی
کے علاوہ تو اور تمام امور میں ہمیشہ بے اختیار ہوگا

كانت قسمًا ساقها اليك
ملكها ههنا فيطلب الصبر
شكرًا وهو عز وجل وعد
الشاكرين بالزيادة
في العطاء وقال الله تعالى
لئن شكرتم لازيدنكم
ولئن كفرتم ان عذابي
لشديد وان لم تكن قسمًا
لك فاغنها عنها بقلعها
من القلب ان شاءت
النفس او ابت فالزم الصبر
وخالف الهوى وعانق الامر
وارض بالقضاء وارج
بذلك الفضل والعطاء
وقد قال الله تعالى انما
يوفي الصابرون اجرهم
بغير حساب۔

تو اسوقت یہ حصہ تیری طرف پہنچایا گیا
جو برکت والا اور گوارا ہے شکر کے واسطے ہے
اور اب تیرا صبر بدل جائیگا شکر کے ساتھ
اور اللہ عزوجل نے شاکرین سے وعدہ کیا
ہے زیادتی عطا کا چنانچہ اللہ نے فرمایا
کہ اگر تم شکر بجالاؤ گے تو ہم اور زیادہ
دینگے اگر ناشکری (کفران نعمت)
کروگے تو پھر ہمارا عذاب شدید ہے اور
اگر وہ خواہش تیری قسمت میں نہیں ہے
(اور کشائش نہ آئے) تو اس کا خیال ہی
دل سے مٹا دے خواہ نفس چاہے یا
نہ چاہے اور ہر حال میں اپنے لئے صبر
کو لازم کرے اور مخالف ہو جا خواہش کا
اور مضبوط پکڑ لے امر و حکم حاکم کو اور
راضی ہو جا حکم قضا و قدر پر اور امید
رکھ پس اس بکر آخر تیرا پروردگار
تجھ پر فضل و عطا کرے گا اور خواہش
صبر اور قسمت پر رضا مند رہنے کے سبب سے اللہ عزوجل تیرا نام صابر و شاکر رکھے
گا اور تجھے گناہوں سے بچنے کی عصمت اور طاعت پر قائم رہنے کی طاقت زیادہ
عطا فرمائے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک صبر کرنے والوں کو اجر بے حساب دیا جائیگا۔

المقالة الحادية عشر

(في الشهوة)

قال اذا القيت عليك شهوة
النكاح في حالة الفقر وعجزت
عن مؤنته فصبرت عنه
منتظرًا الفرج من الباري
اما ان يزيلها عنك
بقدرته التي القاها عليك
او يجلبها فيعينك
ويكفيك مؤنتها ايضًا
بايصالها اليك موهبة هنيئًا
مكفيًا من غير تعب في الدنيا
ولا تبعة في العقبى سماك
الله عز وجل صابرًا شاكرًا
لصبرك عنها ورضاك بقسمته
فزادك عصمة وقوة

مقالہ گیارہواں

(خواہشات کے بیان میں)

فرمایا جب فقر (غریبی و محتاجی) کی حالت
میں خواہش نکاح تجھ میں پیدا ہو اور
تو اس کے بوجھ اٹھانے سے عاجز اور
قاصر ہو تب تو اللہ سے کشائش و
فراخی کی امید رکھتے ہوئے صبر اختیار
کر جس کی قدرت سے یہ خواہش تجھ میں
پیدا ہوئی اس کو یا تو وہ ہی تیری حفاظت
کرتے ہوئے تجھ سے زائل و نابود
کر دے گا یا پھر وہ ہی تیری اس خواہش
کے پورا کرنے کا سامان (تیرے انتقال)
دنیا میں اور تعب اخروی اٹھائے
بغیر تجھے بطریق بخشش پہنچائے گا
جو تیرے لئے کفایت ... اور
ہوگی ... تیری قسمت میں ہے

المقالة الثانية عشر

(في النهي عن حب المال)

قال رضي الله عنه اذا اعطاك الله
عز وجل مالاً فاشتغلت به عن طاعته
حجبك به عنه دنيا واخرى وربما
سلبك اياه وغيرك وافقرك
عقوبة لك لاشتغالك بالنعمة
عن المنعم وان اشتغلت بطاعته
عن المال جعله لك موهبة
ولم ينقص منه حبة واحدة
كان المال خادمك وانت خادم
المولى فتعيش في الدنيا مدللًا
وفي العقبى مكرمًا مطيبًا في
جنة المأوى مع الصديقين
والشهداء والصالحين۔

مقالہ بارہواں

(مال کی محبت کے سبب خدا تعالیٰ سے منہ پھیرنے کی ممانعت)

جب اللہ عزوجل تجھے مال عطا کرے اور
تو اس کی طاعت و عبادت سے مال کی وجہ
سے منہ پھیرے تو خدا اپنے قرب سے تجھے
دنیا و آخرت میں محجوب کر دیگا اور ممکن ہے
کہ اس مال کو تجھ سے چھین لے تیرا حال
بدل دے اور تجھے فقیر کر دے منعم سے
پھر کر نعمت و مال ہی کی طرف مشغول ہو جانے کی
تیری سزا ہے اور اگر تو مال سے عبادت کی
طرف مشغول رہا تو اللہ تعالیٰ اس مال کو تیرے
لئے عطا و بخشش کر دے گا اور اس مال سے ایک
دانہ بھی کم نہ ہوگا مال تیرا خادم ہوگا اور
تو مولیٰ کا خادم پھر تو دنیا میں ناز و نعمت کے
ساتھ عیش کرے گا اور عقبیٰ میں بھی مکرم

تاریخ اسلام

(خاص مولوی کے لئے بسلسلہ گذشتہ)

(از جناب مولوی سید ضیاء الحق صاحب لائل پور)

دیگر ممالک کی حالت

مذکورہ بالا تفصیلات سے ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اہل عرب قبل ظہور اسلام کس قدر تاریکی میں تھے اور وحشت و بربریت کے عمیق گڑھے میں پڑے ہوئے انسانیت کا منہ چڑا رہے تھے ان کی ذلت و پستی کی کوئی انتہا نہ تھی ان کے اخلاق اور تہذیب و معاشرت پر جہالت اور حیوانیت کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی اور تمام دنیا جہان کی برائیوں جہالتوں اور اخلاق سوزیوں نے عرب کو اپنا مسکن اور مخزن بنا لیا تھا اور سیاہ کاری و فسق و فجور نے وہاں کی فضا سازگار پاکر وہاں ڈیرے ڈال دیئے تھے۔

کسی کو کیا معلوم تھا کہ سرزمین عرب کے وہ ذرے جو حیوانیت کے پاؤں تلے روندے جا رہے تھے وہ ایکدن فلک عظمت کے روشن ستارے بنکر چمکیں گے اور گمراہوں کی رہنمائی کا باعث بنیں گے۔ یہ حالت صرف عرب ہی کی نہ تھی بلکہ تمام دنیا پر یہی اندھیرا چھایا ہوا تھا اور کہیں بھی اخلاق، مذہب معاشرت اور معاملات کی روشنی نہ تھی قدیم اور باعزت ملک گوشۂ گمنامی اور گمراہی میں پڑے ہوئے تھے جو ممالک کسی زمانہ میں تہذیب و تمدن کا منبع اور مرکز تھے وہ برائیوں اور بداخلاقیوں کا مخزن بنکر رہ گئے تھے۔ ایران، روم و یونان اور مصر و ہندوستان جو اپنے علم و ہنر اور تہذیب و معاشرت میں ممتاز اور شہرۂ آفاق تھے وہ بھی وحشت اور بربریت میں پڑے ہوئے تھے اور ان کی خوبیاں و اخلاق برباد ہو چکے تھے۔

ایران میں زردشت نے آتش پرستی کو رواج دیکر علم و معرفت اور روحانیت کو بھسم کر دیا تھا چاند سورج اور ستاروں کی پرستش ہوتی تھی وہ خدا اہرمن اور یزدان معبود مانے جاتے تھے رہزنی اور زناکاری عام تھی حد ہے کہ مزدک نے ہر سردربار کسرائی ایران کی بانوئے سلطنت کی عصمت دری کی مگر کسی کو مخالفت کی جرأت نہ ہوئی۔ آتش پرستی بت پرستی شخصیت پرستی اور شاہ پرستی کی زنجیروں میں ہر شخص جکڑا ہوا تھا اور نحوست و ادبار کا سیلاب بہا چلا آ رہا تھا۔

یہی حالت روم و یونان اور مصر کی تھی خدا پرستی کا نام و نشان نہ تھا علم و معرفت اور حکمت و روحانیت کا کہیں پتہ نہ تھا غلاموں کی خرید و فروخت ایک تجارتی کاروبار بن گیا تھا یہاں تک کہ باپ اپنی اولاد کو فروخت کر دیتا تھا رہبانیت اختیار کر لینا اور اس کے پردہ میں عورتوں کی عصمت دری کرنا بزرگی کی علامت تھا اور ہوس رانی و شیطانی حرکات کو دینی رہنمائی سمجھا جاتا تھا۔

ہندوستان میں برہمنی مذہب کا زور تھا اور بدھ مذہب خارج ہو چکا تھا مورتی پوجا کو ذریعہ نجات تصور کیا جاتا تھا سندھ کے بعض راجا اپنی حقیقی بہنوں سے شادی کر لیتے تھے ستاروں پہاڑوں دریاؤں درختوں اور حیوانوں کی پرستش کی جاتی تھی جو اس ترقی کے زمانہ میں بھی موجود ہے اور بام مارگیوں کی پلید اور حیا سوز تعلیم عام ہو رہی تھی غرض تمام دنیا تیرہ و تار تھی اور علم و تہذیب شرم سے منہ چھپائے ہوئے دنیا کے کونے میں آہ و زاری کر رہی تھی۔

تمدن و اخلاق علم و حکمت اور شرم و حیا اپنی بربادی پر خون کے آنسو رو رہے تھے جہالت و معرفت کی وہ شمعیں جو وقتاً فوقتاً روشن کیگئی تھیں گل ہو چکی تھیں اور ایسا تاریک زمانہ دنیا میں کبھی نہ آیا تھا کہ دفعتاً عالم انسانیت پر ضلالت و گمراہی چھا گئی ہو۔

عرب جاہلیت پر تبصرہ

اہل عرب کی اسلام سے پہلے جو حالت تھی اس سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) وہ صدیوں تک کسی اصلاح و تربیت اور ترقی کی آواز سے ناآشنا رہنے کی وجہ سے اپنی فطری استعداد اور قبولیت کا مادہ ہی کھو چکے تھے۔

(۲) اسلام سے پہلے کسی الہامی اور غیر الہامی مذہب نے عرب کی اصلاح کا بیڑہ نہ اٹھایا اور یہ کہ تمام مذاہب ان کی اصلاح سے قاصر اور عاجز رہے۔

(۳) سیاسی و تمدنی نشو و ارتقاء کے مواقع ان کو شروع ہی سے میسر نہ آئے اور نہ ان کو کبھی حاکم و محکوم بننے کا موقع ملا۔

(۴) عرب میں صدیوں سے تہذیب، تمدن، اخلاق اور علم و حکمت کا پتہ نہ تھا اور نہ ہی ان کے دل و دماغ کسی خارجی تہذیب و تمدن سے اثرپذیر ہوئے تھے۔

(۵) دیگر ممالک کسی نہ کسی وقت تہذیب و شائستگی کی وجہ سے سرفراز اور مشہور رہ چکے تھے مگر عرب کو یہ بات کبھی بھی حاصل نہیں ہوئی۔

(۶) چونکہ ان کو حاکم و محکوم بننے کا موقعہ نہیں ملا تھا اس لئے وہ جہانبانی و کشورکشائی اور غلامانہ و محکومانہ دونوں قسم کے جذبات سے خالی الذہن تھے۔

کسی ملک کی ترقی ان دو باتوں پر منحصر ہے کہ یا تو خود اس ملک میں مصلح ہادی اور رہبر پیدا ہوں جو اس ملک میں ترقیات کی بنیاد رکھیں اور اہل ملک کو کسی کامیاب شاہراہ پر ڈالدیں اور یا وہ دوسرے متمدن و مہذب ممالک کی ترقیات اور خیالات سے اثرپذیر ہوں سو عرب نے ہمیشہ اپنے ہادیوں کو جھٹلایا اور ان کی تعلیمات کا ٹھکرا کر پہلا موقعہ اپنے ہاتھ سے کھویا اور دوسرا موقعہ بھی ان کو میسر نہ آیا کیونکہ عرب کے جغرافیائی حالات ہی اس قسم کے تھے کہ ان کو دیگر ممالک سے کسی قسم کا تعلق اور رشتہ نہ تھا اور نہ ہی دیگر اقوام کو عرب کی خشک اور بنجر زمین کی وجہ سے اہل عرب کو مفتوح اور محکوم بنانے کا شوق و امنگ رہا کہ وہ فاتح قوم کے تہذیب و تمدن سے اثرپذیر ہوتے پس وہ تہذیب و تمدن سے ناآشنا رہتے گئے اور وہ

انسان بنے تو کیسے۔

بعض عیسائی مصنفین کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے عرب کا تمدن کملہ میں اوج کمال تک پہنچا ہوا تھا کیونکہ اصول ارتقا کی رو سے کوئی قوم محض وحشت کی حالت سے دفعتہً اعلیٰ درجہ کی تہذیب و تمدن تک نہیں پہنچ سکتی۔

مگر یہ ایک قیاسی استدلال ہے اور محض اسلئے گھڑا گیا ہے کہ قرآن کریم کی ظاہری تاثیر مقناطیسیت اور قوی تاثیر اپنی پوری اور حقیقی شان میں جلوہ گر نہ ہو سکے مگر قرآن کریم کے ذریعہ تہذیب اخلاق اور تزکیہ نفس کا جو عظیم الشان اور کایا پلٹ کام سرانجام پایا ہے اس کی عظمت و شان پر کوئی انسانی دماغ اور ہاتھ پردہ نہیں ڈال سکتا۔ اور سفید کو سیاہ نہیں بنایا جاسکتا۔

عرب کے دیگر حصص مثلاً یمن۔ حضرموت۔ منطلہ۔ تلیس اور حیرہ وغیرہ میں اگر تہذیب و تمدن کسی زمانہ میں ہو تو ہو لیکن عرب کے خاص اور اندرونی مقامات میں جہاں سے اسلامی تمدن کی بنیاد پڑی تہذیب و تمدن کے کوئی آثار نہیں پائے جاتے۔ حد ہے کہ ظہور اسلام کے وقت تک تمام جہانتے تک کہ چلنیاں نہ تھیں راتوں کو گھروں میں چراغ نہ جلا کرتے تھے۔

عرب حشرات الارض کھنکھجورا، گرگٹ اور سیہی وغیرہ جانوروں کا چمڑہ کھا جاتے تھے۔ بعض قبائل بچھو بھی کھا لیتے تھے اور اونٹ کے بال خون میں جوش دیکر مزے سے کھا لیتے تھے۔

لباس بہت ہی سادہ پہنتے تھے گاڑھے کے کرتے میں چمڑے کا پیوند لگا لیتے تھے اور بعض اشخاص چمڑے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے سوئی سے جوڑ کر چادر بنا لیتے تھے اور اسکو اوڑھتے تھے۔

علامہ شبلی مرحوم اپنی کتاب سیرۃ النبی جلد اول کے صفحہ ۱۱۱ و ۱۱۲ پر لکھتے ہیں کہ:۔

عربی زبان نہایت وسیع ہے باوجود اس کے جن چیزوں کو تمدن اور اسباب معاشرت سے تعلق ہے ان کے لئے خاص عربی زبان میں لفظ نہیں ملتے بلکہ ایران یا روم سے مستعار آئے ہیں سکہ کے لئے ایک لفظ بھی موجود نہیں . . . . درہم اور دینار دونوں غیر زبان کے الفاظ ہیں درہم یونانی لفظ درخما ہے اور یہ وہی لفظ ہے جو انگریزی میں ڈرام ہو گیا ہے۔ چراغ معمولی چیز ہے تاہم اس کے لئے عربی میں کوئی لفظ نہ تھا چراغ کو لیکر سراج کر لیا پھر ایک مصنوعی لفظ بنایا "مصباح" یعنی ایک آلہ جس سے صبح بنائی جاتی ہے کوزہ کے لئے کوئی لفظ نہیں کوزہ کو کوز کر لیا ہم لوٹے کو ابریق کہتے ہیں جو آب ریز کا معرب ہے۔ تشت فارسی لفظ تھا اسی کو عربی میں طست کر لیا ہے پیالہ کو کاس کہتے ہیں وہی کاسہ فارسی لفظ ہے کرتہ کو عربی میں "قرطق" کہتے ہیں یہ بھی فارسی ہے پاجامہ کو سروال کہتے ہیں جو شلوار کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔

جب ایسی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے لفظ نہ تھے تو تمدن کے بڑے بڑے سامانوں کے لئے کہاں سے لفظ آتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب [illegible] پاس کے ممالک کی تہذیب و تمدن سے متاثر ہو سکی تھی اس لئے جو مقامات ان ممالک سے دور تھے اسی حالت پر رہ گئے۔

مکہ معظمہ

جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بادشاہ مصر کے ظلم و جور اور نمرود کے فریب سے نجات پائی تو آپ ملک شام میں فلسطین کے قریب آکر آباد ہو گئے اللہ تعالیٰ نے انکی زراعت میں برکت عطا فرمائی اور گائیں بکریاں بکثرت ہو گئیں تو ایک دن حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ مجھ سے تمہاری کوئی اولاد نہیں ہوئی میں چاہتی ہوں کہ ہاجرہ کو تمہیں بخشدوں آپ نے منظور فرمایا اور ان سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ لیکن آخرکار حضرت سارہ کو رشک پیدا ہوا اور چاہا کہ ان کو اپنی نظر سے دور کر دیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک نے حضرت ابراہیم کو حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو وادی مکہ میں پہنچا دینے کا حکم دیا پس حضرت ابراہیم علیہ السلام ان دونوں کو ساتھ لیکر بیت العتیق کے پاس ایک درخت کے نیچے جہاں چاہ زمزم ہے اس کی طرف چھوڑ گئے اور ایک مشک پانی کی اور ایک تھیلی چھوہاروں کی کھانے پینے کو دے گئے۔

جس وقت آپ ملک شام کو واپس ہونے لگے تو حضرت ہاجرہ نے بیتاب ہو کر پوچھا کہ آپ ہم کو ایک ایسی وادی غیر ذی زرع میں چھوڑے جاتے ہیں جہاں کوئی آبادی ہے اور نہ ہی کوئی مونس و غمخوار ہے۔ بار بار یہی الفاظ دہرائے مگر حضرت ابراہیم نے کوئی جواب نہ دیا تو حضرت ہاجرہ نے کہا کہ کیا آپ کو اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی حکم ہوا ہے فرمایا ہاں تب حضرت ہاجرہ نے اطمینان سے فرمایا کہ تو آپ شوق سے تشریف لیجائیے اللہ پاک ہم کو ضائع نہ فرمائیگا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے رخصت ہو کر ثنیۃ الوداع تک پہنچے اور آپ کو بتلایا گیا کہ بیت العتیق یہیں ہے تو خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے آپ نے دعا مانگی کہ اے اللہ میں نے اپنی ذریت کو بے زراعت اور بنجر وادی میں بسایا ہے اس کو قبول فرما اور برکت عطا فرما۔

جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ اس وادی میں مقیم ہو گئے اور چاہ زمزم بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ظاہر کر دیا تو ایک قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ جانب کدا سے آکر اسفل مکہ میں اترے تو دیکھا کہ اس جگہ پرند اڑتے ہیں یہ دیکھکر آپس میں کہنے لگے کہ یہ پرند تو پانی کے گرد اڑا کرتے ہیں حالانکہ ہم اس سے پہلے کئی مرتبہ ادھر آئے مگر پانی کا کوئی نشان نہ پایا یہ قدرت خداوندی اور نئی بات دیکھکر دو آدمی اس بات کی تلاش میں روانہ کئے ناگاہ انہوں نے دیکھا کہ پانی کا ایک چشمہ ہے اور اس کے پاس حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل ہیں تو ان سے عرض کیا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم لوگ یہاں آکر آباد ہو جائیں آپ نے بخوشی ان کو اجازت دیدی اور اس طرح سب سے پہلے وادی مکہ میں جرہمی آباد ہوئے اور پھر کعبہ کی برکت سے اس کی کشش اور دعائے خلیل کی وجہ سے اور لوگ بھی آس پاس آباد ہونے لگے۔

قبیلہ جرہم میں ایک شخص مضاض بن عمرو جرہمی ممتاز شخص تھا حضرت اسمٰعیل نے اس کی لڑکی سے شادی کر لی اس سے بارہ اولادیں ہوئیں جن میں سے

قبائل کی اولاد بکثرت ہوئی حضرت اسمٰعیل کی وفات کے بعد آپکے بڑے بیٹے نابت کعبہ کے متولی ہوئے ان کے بعد ان کے نانا مضاض نے یہ منصب حاصل کیا اور خانہ کعبہ کی تولیت خاندان اسمٰعیل سے نکل کر جرہم کے خاندان میں آگئی اور ان کے بعد خزاعہ نے کعبہ پر قبضہ کر لیا۔

مکہ معظمہ کی قدامت

ابن ابی حاتم نے کعب احبار سے روایت کی ہے کہ زمین کی پیدائش سے چالیس برس پہلے اللہ تعالیٰ نے بیت العتیق کو پانی پر مثل جھین کے پیدا کیا اور یہیں سے زمین پھیلائی گئی۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ بیت العتیق اس زمانہ میں ٹیلہ کی طرح زمین سے بلند تھا اور جب کوئی سیل آتی تو اس کے دائیں بائیں سے ہو کر نکل جاتی۔

نیز مجاہد فرماتے ہیں کہ بیت العتیق کو اللہ تعالیٰ نے زمین کی پیدائش سے پہلے پیدا کیا تھا غرض روئے زمین پر سب سے پہلا عبادت کا گھر مکہ معظمہ ہے۔

مگر بعض متعصب عیسائی مورخوں کو مکہ معظمہ کی قدامت سے انکار ہے لیکن علامہ شبلی مرحوم نے سیرۃ النبی میں پر زور دلائل سے اس کی قدامت کو ثابت کر دیا ہے اور عیسائی مورخوں کے اعتراض کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔

عیسائی مورخوں کو جہاں مکہ معظمہ کی قدامت سے انکار ہے وہاں اتنی بات کا تو اعتراف ہے کہ مکہ معظمہ ولادت مسیح سے ۶۰ برس پہلے موجود تھا کارلائل نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ:۔

"مورخ سلیر نے کعبہ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ دنیا کے تمام معبدوں سے قدیم اور اشرف ہے اور یہ ولادت مسیح سے پچاس برس پہلے کا ذکر ہے۔

نیز بطلیموس نے اپنے جغرافیہ میں مکہ معظمہ کا ذکر کیا ہے جو قدیم زمانہ کا مورخ ہے اس سے زیادہ قدامت کی اور کیا سند ہو سکتی ہے۔

بنائے کعبہ

جب حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل اور ہاجرہ کو وادی مکہ میں چھوڑ کر ملک شام کو واپس آگئے تو کچھ عرصہ کے بعد حضرت سارہ کا انتقال ہو گیا اور آپ بھی مکہ میں چلے آئے۔

حضرت اسمٰعیل جوان ہو چکے تھے جب دونوں مقدس باپ بیٹے ایک جگہ جمع ہو گئے۔ آزمائش و ابتلا سے فراغت ہوئی اعلان حق میں آزادی و فارغ البالی نصیب ہوئی اور ایک ہم آواز ہاتھ آیا تو سب سے پہلے ایک معبد بنانے کا خیال دامنگیر ہوا اور دونوں باپ بیٹوں نے مل کر اس جو کعبہ نے گھر کی بنیاد ڈالی ؎

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل میں مشیت نے تھا جس کو تاکا
کہ اس گھر سے ابلے گا چشمہ ہدیٰ کا

حضرت اسمٰعیل پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم لگاتے جاتے تھے اور دونوں خدا کے پیارے اور عرش الٰہی کے تارے زبان سے کہتے جاتے تھے تو ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۝ ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

(ترجمہ) اے اللہ ہم سے یہ مقدس خدمت قبول فرما۔ تو ہی اچھا سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے اللہ ہم دونوں کو اپنی عبادت کے واسطے مطیع کر لے ہماری ذریات میں سے ایک امت کو اپنی مطیع کر لے اور ہم کو ہمارے مناسک دکھلا اور ہم پر عطوفت سے رجوع فرما بیشک تو رجوع کرنے والا رحیم ہے۔"

جب یہ ہدایت اور مغفرت کا گھر بن چکا تو وحی الٰہی نے آواز دی قد قلنا وطھر بیتی للطائفین والقائمین والرکع السجود ۝ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلٰی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق ۝

(ترجمہ) ہمارا گھر طواف کرنے والوں۔ نماز میں قیام کرنے والوں۔ رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کر اور تمام لوگوں کو پکار دے کہ حج کو آئیں پیدل بھی اور دبلی اونٹنیوں پر بھی ہر دور دراز گوشوں سے آئیں گے۔

یہ مبارک اور قلوب انسانی میں پیوست ہونے والی آواز مشرق سے مغرب شمال سے جنوب اور زمین سے آسمان تک پہنچی اور سعید روحوں نے اس پیاری صدا کو دل کے کانوں سے سنا اور آج دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے کہ اسی آواز پر لبیک کہنے والے حج کے دنوں میں دنیا کے دور دراز گوشوں سے کس طرح والہانہ فرائض عبدیت ادا کر رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم نے جو تعمیر بنائی تھی اس کا طول و عرض حسب ذیل تھا۔ بلندی زمین سے چھت تک ۹ گز۔ طول حجر اسود سے رکن شامی تک ۳۲ گز عرض رکن شامی سے غربی تک ۲۲ گز۔

جب اس گھر کی تعمیر مکمل ہو چکی تو حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل سے کہا کہ ایک پتھر لاؤ تاکہ میں ایسے مقام پر نصب کر دوں جہاں سے طواف شروع کیا جائے اسی کو حجر اسود کہتے ہیں۔

چونکہ یہ گھر نہایت سادہ تعمیر ہوا تھا اس لئے جب قصی بن کلاب کو کعبہ کی تولیت حاصل ہوئی تو انہوں نے قدیم عمارت گرا کر نئے سرے کی تعمیر کی اور کھجور کے تختوں کی چھت پاٹی۔

اس کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا وہ عظیم الشان واقعہ پیش آیا جس نے خدا کے فرماں بردار اور جاں نثاروں میں ایثار و فداکاری کا وہ جوش بھر دیا جو شہدائے اسلام کا خصوصی حصہ ہے اور جس کی یاد ہر سال عید الضحیٰ کے موقع پر تازہ ہوتی ہے۔

محبوب سبحانی غوث ربانی

حضور غوث پاک کے سبق آموز سوانح حیات

(از حضرت مولانا شریف احمد صاحب مراد آبادی)

ز بسم اللہ کنم آغاز مدح شاہ جیلانی
کہ بر پیشش بدست آمد لباس جبرانی

حضور غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی اپنے وقت کے ایک جلیل القدر اور پرشکوہ بزرگ تھے اولیائے کرام اور عارفان خدا میں ایک امتیازی پایہ کمال ہے ارض عالم پر بہت سی گرامی قدر اور ذی شان ہستیاں پیدا ہوئیں لیکن آپ کی عظمت و سربلندی سب پر فائق اور سب سے بالا ہی طول و ارض عالم میں تمام فرزندان توحید آپ کا بصد ادب و احترام کرتے اور آپکے مسلک کا اپنا روحانی پیشوا سمجھتے ہیں ہر ماہ گیارھویں شریف گھرانوں میں خاص اہتمام وعقیدت کے ساتھ کی جاتی ہے اور لوگ اسے باعث صد برکات وحسنات خیال کرتے ہیں حقیقت ہے کہ آپ کو جو روحانی سرفرازی اور عالی رتبہ حاصل ہوا اس تک بہت کم اولیائے کرام کی رسائی ہو سکی اور آپ ہر ایک کو شرف و امتیاز حاصل رہا۔

طفولیت

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات، ایک ہندوستانی ضرب المثل ہے لیکن اس کی صداقت وسچائی کا اعتراف ہر ملک اور ہر زمانہ میں کیا جاتا رہا۔ آپ نپولین بونا پارٹ، سیزر، گیری بالڈی، فریڈرک لنکن، کراسول، مصطفےٰ کمال، اور سر سید اور مولانا محمد علی کے بچپن کے حالات پر اگر غور کریں گے تو آپ کو بیک نظر معلوم ہو جائے گا کہ ان کی عظمت اور ان کے مستقبل کی تابناکی ان کی ہر ادا سے ظاہر و ہویدا تھی اور مبصرین نے ابتدا ہی زمانہ میں حکم لگا دیا تھا کہ یہ بچہ کسی دن ایک تناور درخت ہو کر رہے گا۔ ایسا تارا ایک روز آفتاب بنکر چمکے گا سطحی نظریں حقیقت کی تہ تک نہ پہنچ سکیں لیکن گہرائیوں اور اعماق تک اتر جانے والی نگاہیں بچہ کی حرکات اور رفتار ہی سے اس کی آئندہ زندگی کے متعلق حکم لگا دیا کرتی ہیں یہ ایک سچی صداقت ہے جس کے صد ہزار ثبوت اور بیشمار شواہد ہیں روزمرہ زندگی میں ہی نظر آ سکتے ہیں۔

حضور غوث الاعظم [illegible] میں [illegible] مسند شہود پر جلوہ گر ہوئے ملک ایران کا ایک قصبہ گیلان اپنے بازؤں اس پیکر سعادت کے آغوش میں بیٹھنے کے لئے کروٹیں بدل رہا تھا چونکہ آپ آئندہ چل کر غوثیت کے منصب جلیل پر فائز ہونے والے تھے اس لئے اولیں کرامت دنیا نے یہ دیکھ لی کہ آپ جس وقت پیدا ہوئے اس وقت آپ کی والدہ کریمہ کا سن مبارک ساٹھ سال [illegible]

دس پندرہ خرافات اور گندے جائیں اور کوئی لٹ ان کو اپنے حیطہ اثر میں سلسلے اور پھر اولاد دے ہو لیکن چونکہ آپ کی ذات گرامی ایک بہت بڑی ہستی سے عبارت تھی اس لئے قدرت ربانی کو کچھ نہ کچھ محیر العقول واقعہ کا اظہار کرنا اور بندوں کو یہ جتانا مقصود تھا کہ پیدا ہونے والی ہستی دنیا کی ایک عظیم الشان ہستی ہے اور اس موقع پر .... قوانین عامہ میں قدرے تغیر لازمی ہے۔

ساتھ ہی ظاہر پرستوں پر یہ واضح کرنا بھی مقصود تھا کہ حق تعالیٰ قادر مطلق ہیں اور وہ جب جو چاہے کر سکتا ہے آپ پیدا تو بہت ناتواں ہوئے مگر آپ کے روحانی اعجاز و قوت کا مظاہرہ بچپن ہی سے شروع ہو گیا۔

تاریخ الاولیا اور سیر الاقطاب میں مذکور ہے کہ رمضان شریف کے شروع ہوتے ہی حضور غوث پاک نے اپنی ماں کا دودھ چھوڑ دیا ماں نے ہزار کوشش کی لیکن اس پورے ماہ مبارک میں آپ نے دن کے وقت کبھی دودھ کو منہ نہ لگایا۔ اتفاق سے عید کے چاند پر اختلاف شروع ہوا اس اختلاف نے بڑھتے بڑھتے کسی قدر نازک صورت اختیار کر لی بعض کہتے تھے کہ کل چاند ہو گیا اور بعض اس سے منکر تھے آپ کی والدہ ماجدہ نے فیصلہ دی کہ میرے بچے نے چونکہ آج بھی دودھ نہیں پیا اس لئے میں وثوق کیساتھ کہہ سکتی ہوں کہ کل چاند نہیں ہوا اور میں اس بچہ کا یہ ابتدائے رمضان سے یہ دیکھ رہی ہوں کہ یہ دن کو دودھ نہیں پیتا اس سے مجھ پر یہ حقیقت واضح ہو چکی کہ یہ بچہ بھی روزہ رکھتا ہے اگر کل چاند ہو گیا ہوتا تو میرا بچہ آج ضرور دودھ پیتا لوگ اس شہادت سے مطمئن ہو گئے اور دوسری مرتبہ لوگوں کی نگاہیں آپ کی طرف اٹھیں۔

یہ زمانہ چونکہ دہریت و فلسفہ کا زمانہ ہے اس لئے بہت ممکن ہے کہ نئی روشنی کے افراد اس واقعہ کو مسلمانوں کی خوش عقیدگی پر محمول کریں اور کہہ دیں کہ یہ بات خلاف عقل ہے لیکن اگر ذرا غور و فکر سے کام لیا جائے تو دور حاضر کی تحقیقات و بصیرت بھی بول اٹھے گی کہ یہ خلاف عقل امر نہیں حس اعصاب کے ماہر بتا سکتے ہیں اور شہادت دے سکتے ہیں کہ جو بچے شکم مادر سے قوی احساس اور ذکی الحس اعصاب لیکر پیدا ہوتے ہیں ان سے صغیر سنی ہی میں بعض اوقات ایسی باتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں جو اچھی عمر کے انسانوں کے مماثل ہوتی ہیں آپ مسلمانوں میں پیدا ہوئے مسلم گھرانے میں جنم لیا ایک روزہ دار مسلم خاتون کی آغوش میں پرورش پائی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور حس اعصاب روز بروز تیز سے تیز تر صورت اختیار کرتی چلی جاتی تھی تو بچے نے اپنی والدہ کریمہ اور خاندان کے دیگر افراد سے محسوس کر لیا

ہوگا کہ یہ لوگ دن کو کچھ کھاتے پیتے نہیں اس لئے آپ نے بھی دودھ چھوڑ [illegible] رحمت خداوندی سایہ فگن تھی اور آپ کی روح بدو ازل سے ایک پیکر نور بن کر آئی تھی اس بنا پر آپ نے یہ بھی معلوم کر لیا ہوگا کہ چاند کب ہوا اور دودھ کب پینا چاہیئے۔

مسلمان اس واقعہ کو کرامت کہیں یا فلسفہ کمال انسانی کا مظاہرہ لیکن اس میں ان کے لئے ایک اہم سبق موجود ہے ایک غوث پاک تھے جنہوں نے آغوش مادر میں بھی رمضان کا احترام کیا اور خدائے قدوس کے احکام کے اتباع کی سعادت کو ہاتھ سے نہ دیا ایک اس زمانہ کے مسلمان ہیں کہ آفتاب کی روشنی میں بازاروں اور دوکانوں پر پان چباتے اور سگرٹ کے دھوئیں اڑاتے پھرتے ہیں انھوں نے احکام و اوامر الٰہیہ کی تقدیس و تحریم کو چھوڑ دیا اس لئے ربانی کرم ان سے اٹھ گیا اور وہ دنیا میں پست و ذلیل زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئے۔

جب آپ اور بڑے ہوئے تو آپ کو غیبی آوازیں سنائی دینے لگیں چونکہ آواز دینے والا کوئی نظر نہ آتا تھا اس لئے اکثر آپ ڈر جاتے تھے۔ آپ کے اطوار بچپن ہی میں انتہائی شائستگی کا رنگ لئے ہوئے تھے اپنے گھر والے آپ سے بہت محبت کرتے تھے آپ کی والدہ ماجدہ بہت ہوشمند خاتون تھیں آپ نے بچپن ہی میں آپ کو بہترین تربیت دینی شروع کر دی اور جب ابتدائی تعلیم کے مراحل ختم کر چکیں تو آپ کو تکمیل تعلیم کے لئے بغداد شریف بھیجنے کا ارادہ کیا بغداد شریف اس وقت ارض عالم کا گہوارہ تمدن بنا ہوا تھا اور علوم و فنون کے دریا یہاں پوری روانی و ذخاری کے ساتھ بہ رہے تھے اس لئے قافلے برابر جاتے اور اطراف و اکناف سے طلبا اکتساب علوم کے لئے یہاں برابر پہنچتے رہتے تھے۔

عظمت غوثیت کا اولین مظاہرہ

جب آپ بغداد شریف جانے لگے تو شفیق ماں نے آپ کو چالیس اشرفیاں دیں اور انھیں آپ کے چوغے کے استر کے اندر سی دیا تاکہ کسی کو ان کا پتہ نہ چلے اور یہ رقم محفوظ رہے آخر میں یہ فرمایا کہ بیٹا میں تجھے اپنے سے جدا کرتے وقت یہ نصیحت کرتی ہوں کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا اور ماں کی اس تلقین کو ہر حالت میں یاد رکھنا اتفاق وقت کہ اثنائے سفر میں ڈاکہ پڑا اور پورا کا پورا قافلہ لٹ گیا آپ بچے تھے بار بار کوئی نہ کوئی ڈاکو آپ کے پاس آتا ٹٹولتا اور پوچھتا کہ تیرے پاس کچھ ہے آپ سادگی کے ساتھ کہہ دیتے کہ ہاں چالیس اشرفیاں ہیں۔

وہ پھر ٹٹولتے اور جب کچھ نہ ملتا تو واپس چلے جاتے انھوں نے اپنے سردار سے اس واقعہ کا بھی ذکر کیا جس نے آپ کو بلا کر پوچھا کہ آخر وہ چالیس اشرفیاں ہیں کہاں آپ نے فرمایا چوغے میں استر کے اندر سلی ہوئی ہیں سردار نے حیران ہو کر پوچھا کہ تجھے ڈاکوؤں کا خیال بھی نہ ہوا اور اشرفیوں کا بھید بتا دیا تو نہ بتاتا تو ہمیں پتہ بھی نہ چلتا آپ نے فوراً جواب دیا کہ میں چالیس اشرفیوں کا خیال کرتا یا اپنی والدہ ماجدہ کی نصیحت کا میری والدہ نے تو چلتے وقت عہد لے لیا تھا کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا پھر میں اس سے کس طرح انحراف کرتا۔ صداقت ایک نور ہے جو ہزاروں پردوں میں چھپانے سے بھی نہیں چھپتا [illegible] قلب پر اس صداقت آمیز الفاظ نے اتنا اثر کیا کہ اس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل پڑے قلب پلٹ گیا اور کہنے لگا کہ یہ بچہ اپنی والدہ کے حکم کا اتنا پابند ہے اور میں صاحب عقل و فہم ہو کر مالک حقیقی کے احکام سے غافل ہوں یہ کہا اور آپ کے قدموں پر سر رکھ کر توبہ کی اور ڈاکہ کا تمام مال و متاع قافلہ والوں کو واپس کر دیا سردار کے ساتھ تمام ڈاکو بھی اپنے اپنے افعال و معاصی سے تائب ہو گئے

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ رسول کریم نے ایک بار کچھ صحابہ کو دیکھا کہ وہ اللہ اور رسول کی محبت کے حصول کے لئے آپ کے وضو کا استعمال شدہ پانی اپنے جسم پر مل رہے ہیں اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس مقصد کے لئے چاہیئے کہ تم لوگ ہمیشہ سچ بولو امانت کا شیوہ اختیار کرو اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ صداقت امانت اور ہمسایہ سے سلوک خدا اور رسول کی محبت کے لئے بہترین چیزیں ہیں اور یہ انسان کو محبوبیت کے مرتبہ پر فائز کر دیتی ہیں اب آپ خود ہی غور کریں کہ جو بزرگ بچپن ہی سے صداقت کا دامن تھامے رہے ہوں ان کی محبوبیت میں کیونکر شبہ ہو سکتا ہے اس سے [illegible] کو یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ تبرکات سے صفات حسنہ کا اپنے اندر پیدا کرنا زیادہ موجب برکات و حسنات ہے۔ جو بچہ سفر کی صعوبتوں ڈاکوؤں کے دل کے ہجوم اور خطرات کے اندیشوں میں بھی جھوٹ نہیں بولتا اور اپنی والدہ کی نصیحت کو آویزہ گوش بنائے رکھتا ہے اس کی غوثیت میں کسے شک کرنے کا موقع مل سکتا ہے اور جس کی تربیت ایسی پاکیزہ اور شاندار ہوئی ہو وہ آئندہ چل کر اگر فلک الافلاک کے کنگروں پر عندلیب اسلام بن کر چہکے تو کونسی تعجب کی بات ہے۔

عبادات و مجاہدات

علوم متداولہ اور فنون رائجہ سے فارغ التحصیل ہو کر آپ نے عبادات و مجاہدات میں اپنا وقت گذارنا شروع کر دیا عراق کے جنگلوں اور بیابانوں میں دو چار سال نہیں بلکہ پورے ۲۵ سال تک تنہا پھرتے اور گھومتے رہے اس اثنا میں کوئی لمحہ اور کوئی ثانیہ بھی ایسا نہیں گذرا کہ آپ یاد رب قدیر سے غافل رہے ہوں سالہا سال عشاء کے وضو سے آپ فجر کی نماز ادا کرتے رہے نیند کا غلبہ ہوتا تو آپ ایک پاؤں پر کھڑے ہو جاتے برسوں رات کی نماز میں کھڑے کھڑے پورا قرآن کریم ختم کیا ہے [illegible] میں آپ نے یہ جانا ہی نہیں کہ پلک جھپکانا کسے کہتے ہیں۔

آپ کے پیش نظر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قول تھا کہ جس انسان کو [illegible] سربلندی کی آرزو ہو وہ شب بیداری [illegible] حضرت غوث پاک خود فرماتے ہیں کہ میں نے مجاہدات کی عادت [illegible] پہلے سال میں [illegible] کے کھنڈروں میں مجاہدہ کرتا رہا [illegible] برگ نباتات [illegible] اور رات دن عبادت خداوندی میں [illegible] آپ نے [illegible]

[illegible]

[illegible] صاحب بیان کرتے ہیں کہ آج [illegible]
کرتے لیکن [illegible] یہ دور [illegible]
نہیں کر ایک [illegible] پیٹ بھر سکنے کے لئے ہیں پانچ پانچ بیس بیس
روپے تک کیا کچھ محنت نہیں کرتا راتوں رات پڑھنے لگتے ہیں سویرا نہ کہتا ہو
اور ابھی بتاتی اٹھا [illegible] صاحب بچہ کو جیتا ہے ایک ماں
کتنے دکھ اٹھا کر بچہ کو پالتی ہے اور بڑا کرتی ہے دہقان صبح سے لیکر گیارہ
بجے رات تک کس قدر سخت محنت کرتا ہے اور [illegible] کامیابی کے
بے مشکل [illegible] جانکاہی سے کام لیتے ہیں محنت و مجاہدہ کے سلسلہ
ہر شعبہ میں جاری ہے پھر یہ محنت ایک حد تک بے کیف ہوتی ہے اور
مجاہدہ و ریاضت میں ایک روحانی سرور اور عرفانی لذات بھی حاصل ہوتی
ہیں یہ محض درستی ہے کہ ہم مجاہدات و ریاضت کے ذکر و اذکار سے گذر جائیں
اور ہمت ہار بیٹھیں بغیر محنت کے تو دنیا میں کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا پھر
جب دنیوی کاموں کا یہ حال ہے تو اخروی نعائم اور روحانی مراتب
کیونکر بلا مجاہدہ و محنت حاصل ہو سکتے ہیں حضرت محبوب الٰہی، حضرت
صابر کلیری، حضرت بہاؤالدین، بابا فرید الدین گنج شکر نے کیا کیا مجاہدے
نہ کئے۔ راقم الحروف کو بھی دنیا میں سب سے بڑا اور ایک مایہ ناز شرف یہ حاصل
ہے کہ افضال الٰہی سے اسے بھی ایک ایسا شیخ کامل نصیب ہوا جس نے
پورے چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی اور نوے برس کی
عمر میں بھی یہ عالم تھا کہ وصال سے چند گھنٹے پیشتر ہی شدت بخار میں
غسل کیا اور نماز ادا کی ان بزرگ جلیل کا اسم گرامی حضرت شیخ عبد القادر [illegible]
تھا اور روحانی کمالات اور عرفانی ذوق میں نہایت بلند پایہ رکھتے تھے۔

اب رہا مراتب کا سوال تو یہاں فضل اللہ یوتیہ من یشاء کا
معاملہ ہے جسے [illegible] جس طرح ہر گز [illegible] محمد علی نہیں بن سکتا
اسی طرح ہر ولی غوث نہیں ہو سکتا حضور غوث پاک کو بلاشبہ تمام اولیائے
کرام پر شرف حاصل ہے آجکل حالت یہ ہے کہ دنیاوی کام کے لئے کتنی
ہی محنت کر لی جائے کلبوں، جلسوں اور پارٹیوں میں راتیں گذار دی جائیں
کرکٹ [illegible] شکار کے لئے جھیلوں کے اندر منتظر
کھڑے رہیں لیکن عشاء کی نماز کے انتظار میں جاگنا یا صبح اٹھکر وضو کرنا ایک
مصیبت معلوم ہوتا ہے باطنی نعمتیں آسانی سے کسی کو نہیں ملا کرتیں
سردی کے خوف سے صبح کی نماز قضا کر دینے والے باطنی کمالات کی آرزو
کیا کر سکتے ہیں زمانہ ایسا [illegible] ہے کہ عہد ماضی کے اکابر صوفیا میں بھی
تن آسانی کے جراثیم سرایت کر گئے ہیں یہی سبب ہے کہ زمانہ میں کوئی ولی
نہیں [illegible] کاملین کا یا حضرت خضر کی ملاقات کے مترادف ہو کر
رہ گیا ہے

حضرت غوث [illegible] کا ارشاد ہے کہ
[illegible]

[illegible]

[illegible] صاحب [illegible] ہر خواہش پر
غالب آ جاتا [illegible] اچھا کھانے کی آرزو اور اچھا پہننے کی خبر
چھوڑ کر ہر خواہش [illegible] طرف تنہا اسی کی عبادت میں مصروف
رہتا تھا۔

یہی عشق الٰہی کی تڑپ اور محبت خداوندی کا ذوق و شوق جس نے آپ کو
تمام اولیاء کرام کا سردار بنا دیا۔

خدمت خلق اور وعظ و نصیحت

انسان محض اپنے لئے نہیں پیدا کیا گیا

اور خدائے قدوس کا یہ منشا ہے کہ بندہ محض اسی کا ہو رہے اور دنیا
رہکر دنیا کو چھوڑ دے بیشک بعض اولیاء نے کنار دنیا سے قطع تعلق
رہے لیکن وہ جذب و عشق کا ہیجان تھا سالک کے لئے خدمت خلق
ضروری ہے جب آپ عرصہ تک مجاہدات و ریاضات سے تزکیہ باطن کر چکے اور
ظاہری علوم و فنون میں بھی کمال حاصل کر لیا تو ایک شب کو خواب دیکھا
سرور دو عالم آپ کو کچھ بولنے کی ہدایت فرما رہے ہیں آپ نے عذر کیا تو سرور
دو عالم نے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ
پڑھکر میرے حلق پر دم فرمائی دوسرے روز پہلی مرتبہ آپ منبر پر تشریف لے گئے
اور چند کلمات وعظ کے کہے جسے سنکر لوگ وجد و حال میں آ گئے۔ اس کے
بعد تو یہ عالم ہو گیا کہ آپکے وعظ کی دھوم سارے بغداد میں مچ گئی آپ ہفتہ
میں تین بار تقریر کیا کرتے تھے چالیس سال تک آپ دین و ملت کی یہ علمی
روحانی خدمات انجام دیتے رہے آپ کی تقریر میں بلا کا جادو ہوتا تھا کہ گرد
سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا تھا اور کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہتا تھا اکثر
ایسا ہوا ہے کہ بعض آدمی بیہوش ہو گئے ہیں۔ اخبار الاخیار میں مرقوم ہے
کہ جلسہ میں انسانوں کی تعداد بعض اوقات ستر ستر ہزار تک پہنچ گئی۔
سامعین کی کثرت کا یہ عالم ہوتا تھا کہ جلسہ میں تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی
اور دور دور تک سڑکیں اور گلیاں خلقت سے پٹی ہوتی تھیں ہر جلسہ میں یہود
و نصاریٰ مسلمان ہونے کا اعلان کرتے تھے متعدد کتب میں اس امر کی تصریح
ہے کہ اس مدت میں تقریباً ایک لاکھ فاسقوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ
کی اور پکے دیندار بن گئے۔

تقاریر کے چند اقتباسات

حضور پاک کے مواعظ تقاریر مرتب صورت میں

آج بھی موجود ہیں ہر جلسہ میں معتقدین کا ایک انبوہ کثیر آپ کے ارشادات قلمبند
کرنے کے لئے موجود رہتا تھا ایک تقریر میں آپ نے فرمایا کہ:۔

(۱) اے سوئے ہوئے غافل انسان خدا سے توبہ کر خدا سے معافی
مانگ اور اخلاص سے خدا کی عبادت کر ایک ہفتہ میں خدا ایک بار تجھکو
ماہ میں ایک مرتبہ بھی اس تک نہ پہنچ سکے تو سال ہی میں ایک مرتبہ
کے دروازہ پر جا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساری عمر میں ایک دفعہ تو اس مالک حقیقی
[illegible]

سب کچھ مل گیا ۔

(۴) ایک اور موقع پر آپ نے دوران تقریر میں فرمایا کہ :

"میری شمشیر مشہور ہے میری کمان کھنچی ہوئی ہے میرا سینہ نگاف شدہ ہے میرا نیزہ نشانہ پر پڑتا ہے میں محفوظ ہوں۔ روزہ داروں آؤ شب بیدارو آؤ پہاڑوں کے عبادت گزارو آؤ خانقاہ نشینو آؤ - آؤ آؤ خدا کے لئے میرے پاس آؤ خدا کے کام کے لئے میرے پاس آؤ میں اسی کیلئے اسی کے حکم سے تم کو بلاتا ہوں۔ میرے فیض کا دریا بیکنار ہے۔ عزت رب کی قسم ہے تم سب میرے سامنے ہیں میری نگاہ میں لوح محفوظ ہے میں دریائے علم و مشاہدہ کا تیراک ہوں میں خدائے تعالیٰ کی حجت ہوں میں نائب و وارث رسول اللہ ہوں ۔"

ان تقاریر پر روحانی زاویہ نگاہ سے نظر ڈالئے اور خطابت کے رنگ میں انھیں پیش نظر رکھ کر ان کی اثر اندازی کا اندازہ کیجئے آپ خود فرماتے ہیں کہ "میں جب کلام کرتا ہوں خدائے تعالیٰ کی تجلیاں اثر بنکر نمودار ہو جاتی ہیں کیونکہ میری نظر حقیقت پر رہتی ہے میں خود ی گم کر کے کلام کرتا ہوں اور خودی میں قائم ہو کر بولتے ہوئے نہیں" وجہ ہے کہ آپ کی تقریر میں قیامت کا اثر اور بلا کا جادو کھپتا تھا اور لوگوں پر ایک بیخودی کا عالم طاری رہتا تھا ۔

درس اور فتوی

علوم ظاہری سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اور مجاہدات و ریاضات سے تزکیہ نفس اور کمال روحانی کا پیکر بنجانے کے بعد آپ نے باطنی تلقین شروع کر دی اور وعظ و نصیحت اور درس و فتاوی کے ذریعہ بنی نوع انسان کی اصلاح و خدمت شروع کر دی ۵۲۱ھ سے لیکر ۵۶۱ھ تک درس و تدریس اور فتاوی کا سلسلہ جاری رکھا آپ کا یہ معمول تھا کہ اول وقت میں مدرسہ میں تفسیر و حدیث کی تعلیم دیتے تھے اور ظہر کے بعد قرآن کریم مع قراءت کو خود پڑھاتے تھے ۔

مسائل اور امور شرعیہ پر آپ کو اتنا عبور حاصل تھا کہ فتوے لکھتے وقت نہ آپ کچھ غور و تامل کرتے اور نہ کوئی کتاب دیکھتے بلکہ قلم برداشتہ جواب لکھ دیتے ۔ تبحر اور کمال علمی کا یہ عالم تھا کہ فضلائے وقت تک آپ کے فتوے پر اعتراض کی جرأت نہیں کر سکتے تھے اور تمام علمائے عراق آپ کے جواب کو صحیح تصور کرتے تھے ۔ ایک شخص نے قسم کھائی تھی کہ میں اگر ہفتہ بھر کوئی ایسی عبادت نہ کروں جو کسی مسلمان نے آجتک نہ کی ہو تو میری بیوی پر تین طلاق ہوں تمام علمائے عراق اس عجیب مسئلہ کے جواب میں حیران تھے اور کوئی یہ نہ بتا سکتا تھا کہ ایسی عبادت کونسی ہے جو کسی زمانہ میں کسی مسلمان نے نہ کی ہو جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ فرمانے لگے اس کے لئے حرم کعبہ میں یہ انتظام کیا جائے کہ ایک ہفتہ تک کوئی مسلمان طواف کعبہ نہ کرے اور یہ شخص تنہا سات روز تک تنہا طواف کرتا رہے پھر اس کی عبادت مخصوص ہو جائیگی اور اس کی بیوی طلاق سے بچ جائے گی تمام علماء و فضلا آپ کی اس وسعت ذہن اور برجستگی پر انگشت بدندان رہ گئے ۔

قد و قامت اور لباس

شیخ عبداللہ سے روایت ہے کہ آپ کا قد میانہ جسم شریف دبلا

رنگ گندمی ، سینہ فراخ ، ریش مبارک لمبی اور گھنی ابرو ملے ہوئے تھے آپ جس وقت تقریر کے لئے منبر پر تشریف لے آتے مجلس میں آپ کی گونج ہو جاتی تھی آپ کی آواز میں عجیب رعب تھا جس وقت آپ بولنا شروع کرتے تھے تو مجمع پر ایک سکوت کا عالم طاری ہو جاتا تھا اور سب مؤدب سر جھکائے بیٹھے رہتے تھے آپ کی آنکھوں کی بھی یہی حالت تھی جس شخص کو ایکبار نگاہ بھر کر دیکھ لیتے سب کی نظریں جھک جاتیں اور آپ کے سامنے مسخر ہو جاتے ۔

مزاج میں لطافت اور طبیعت میں نفاست پسندی بہت زیادہ تھی لباس شاندار استعمال کرتے تھے وضع عالمانہ رہتی تھی قیمتی سے قیمتی کپڑا خرید کر پہنتے تھے بغداد شریف کے ایک سوداگر و تاجر شیخ ابو الفضل احمد بن قاسم قرشی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور غوث پاک کا ایک خادم میری دوکان پر آیا اور کہنے لگا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ مجھے ایسا گرانبہا کپڑا چاہیئے جس کی قیمت فی گز ایک اشرفی سے کم نہ ہو اسی وقت میرے دل میں خیال آیا کہ جب فقراء گراں قیمت کپڑا استعمال کریں گے تو پھر بادشاہوں کے لئے کون کپڑا پہننے کو رہ جائیگا انھوں نے تو خلیفہ وقت کے لئے بھی کوئی کپڑا نہ چھوڑا ۔ خادم کو کپڑا دینے کے بعد میں جب حضور غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مکاشفہ سے میرے دل کی حالت معلوم کر لی اور فرمانے لگے ۔

"ابو الفضل قسم ہے معبود حق کی جب تک خالق اکبر مجھے خود حکم نہیں دیتا میں کوئی بیش قیمت کپڑا نہیں پہنتا اس کپڑے کے متعلق بھی مجھے حضرت حق کا حکم ملا تھا کہ ایسے کپڑے کی قمیص پہن جس کی قیمت ایک اشرفی فی گز ہو اے ابو الفضل یہ لباس نہیں بلکہ میت کا کفن ہے اور فقیر عالم سلوک میں جب ہزار بار مرتا ہے تو اسے ایک کفن نصیب ہوتا ہے ۔"

حضور کی خدمت میں اس کثرت سے نذریں گذرتیں اور تحائف پہنچتے کہ ان کا کوئی شمار نہ ہو سکتا تھا لیکن آپ خود کبھی انھیں ہاتھ بھی نہ لگاتے تھے بلکہ خادم کو ان کے اٹھانے اور مستحقین کو تقسیم کر دینے کا حکم دیدیتے ۔

امراء و اکابر سے سلوک

عام طور پر تو آپ کا سلوک سب سے ہموار رہتا تھا لیکن امارت و تمول کی آپ کے دل میں کوئی وقعت نہ تھی ایک دفعہ خلیفہ وقت نے آپ کو ایک بیش بہا خلعت عطا کیا آپ نے خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اسے روٹی کی قیمت میں ابو الفتح نان بائی کو دیدو اس لئے کہ تحفہ پیش کیا جا سکتا ہے کہ دنیا میں سب سے قیمتی شئے روٹی ہے اور اس کی قیمت ہر گرانمایہ سے گرانمایہ شئے دی جا سکتی ہے جب تک کہ دو روٹیاں اطمینان کے ساتھ مل جائیں تو اسے پھر کسی چیز کی حاجت نہیں رہتی آپ کے لئے چار روٹیاں نکالی جائیں جب سامنے آئیں تو آپ نے ان میں سے ایک ایک ٹکڑا تو ہر حاضر کو تقسیم کر دیئے اور باقی نوش فرمائیں ۔

شریف ابو عبداللہ محمد کا بیان ہے کہ حضور غوث پاک کسی امام وقت کی تعظیم کو کھڑے نہ ہوتے تھے اور خود کبھی سلطان کے دروازے پر نہ جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے [illegible]

[illegible]
[illegible]
مرتبہ کچھ لیتے تاکہ اس کا دل نہ ٹوٹے البتہ دوبارہ [illegible]
طلب نہ فرماتے۔

جب آپ کو اطلاع ملتی کہ خلیفہ وقت آپ سے ملاقات کے لئے آ رہا ہے تو آپ پہلے ہی سے کھڑے ہو کر ٹہلنے لگتے تاکہ بادشاہ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا نہ پڑے کھڑے ہی کھڑے اس سے باتیں کرتے اور اگر بیٹھتے بھی تو جھجکانہ اور بڑی بے پرواہی کے ساتھ گفتگو کرتے اور جب آپ نصیحت کرنے پر آتے تو ایسی ایسی کھری کھری بے لاگ سناتے کہ لوگ انگشت بدنداں رہ جاتے۔ خلیفہ وقت عموماً دست بوسی کے بعد مؤدبانہ سامنے بیٹھ جاتا اگر کچھ لکھتے تو اس رنگ میں لکھتے کہ عبدالقادر تجھ سے فرماتا ہے یا تیرے متعلق عبدالقادر کا حکم یہ ہے۔ خلیفہ اس تحریر کو دیکھتا اور چومتا اور آنکھوں سے لگا کر کہتا کہ شیخ کا فرمانا بالکل بجا و درست ہے۔ اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ آپ کو غرور تھا یا آپ انھیں ذلیل تصور کرتے تھے بلکہ مقصد یہ تھا کہ بادشاہوں کے مزاج میں مطلق العنان اور خود مختار ہونے کے باعث جو رعونت پیدا ہو جاتی ہے وہ دور ہو انھیں بھی اپنے عجز و تذلل کا احساس ہو اور خود پرستی کا زنگ ان کے بگڑے ہوئے دماغوں سے چھوٹ جائے یہاں تو ہر حالت میں اصلاح پیش نظر ہوتی ہے اور غرور و پندار کے بت توڑنے مقصود ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اولیائے کرام سے بڑھ کر دنیا کا مصلح کوئی نہیں ہوتا ورنہ یہ کب ممکن تھا کہ درماندوں اور غریبوں کی عزت کی جائے اور سربلندوں کے سر جھکائے جائیں ایک کا غرور توڑا جاتا ہے اور دوسرے کے قلب میں عزت نفس کا احساس پیدا کیا جاتا ہے۔

محاسن اخلاق

گو شاہان وقت آپ کی خدمت میں غلاموں کی طرح دست بستہ حاضر رہتے تھے لیکن آپ کا اخلاق عام تھا ہر شخص سے نہایت خوش مزاجی سے ملتے اور گفتگو کرتے تھے آپ سراپا خلیق کریم النفس، سیر چشم، فیاض وضع دار اور غربا نواز تھے ابھی مجاہدات ہی کا زمانہ تھا کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ یہیں ٹھیریے میں ابھی آتا ہوں وہ بھول گیا اور آپ کافی عرصہ تک وہیں ٹھیرے رہے چھوٹوں پر بے انتہا شفقت فرماتے تھے اور بڑوں کا احترام ہمیشہ آپ کے پیش نظر تھا مجلس پر رعب اس قدر طاری رہتا تھا کہ کسی کو یارائے دم زدن نہ تھا مگر راحت و سکون بھی ایسا نصیب ہوتا تھا کہ حضار خدمت تمام افکار بھول جاتے تھے آپ کی صحبت میں لوگوں کی دلی تسکین اور قلبی اطمینان میسر آتا تھا غربا اور مساکین کے ساتھ بیٹھ کر بلا تکلف کھانا تناول فرمایا کرتے تھے ان سے اس طرح ان کے حالات پوچھتے کہ گویا ان کے عزیز ہیں [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] تو خلق کے ساتھ [illegible] سیر چشمی و سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کوئی سائل اس در سے محروم نہ جاتا اور جو کوئی جو کچھ مانگتا فوراً عطا کر دیتے پاس نہ بھی ہوتا تو قرض لیکر دیدیتے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک غریب آدمی خدمت میں حاضر ہوا چہرے پر غم کے آثار تھے چنانچہ آپ نے پوچھا کیا حال ہے اس نے عرض کی کہ پاس پیسہ نہیں پار جانا ہے ملاح کرایہ مانگتا ہے اسی وقت کسی امیر نے آپ کو اشرفیوں کی تھیلی بھیجی آپ وہ تھیلی کی تھیلی اس مسکین کو دیکر کہا کہ جاؤ اور اسے ملاح کو دیکر کہو کہ تجھے بہت دن تک کا کرایہ دیا جاتا ہے۔ آیندہ تیرے پاس جب کوئی غریب و محتاج آئے تو اسے بلا کرایہ لئے پار اتار دیا کرنا۔

ایک دفعہ ایک سوداگر نے عرض کیا کہ میں زکوٰۃ کے علاوہ کچھ روپیہ خیرات کے طور پر دینا چاہتا ہوں مگر مجھے مستحق و غیر مستحق کی شناخت نہیں فرمایا سب کو دے جو مستحق ہوں ان کو بھی اور جو مستحق نہیں ان کو بھی تاکہ خدائے قدوس بھی تجھے بلا استحقاق عطا کرے۔ ان دونوں قصوں سے تعلیمات اسلامیہ پر کیسی روشنی پڑتی ہے اور یہ واضح ہوتا ہے کہ انسان کو ہر وقت اپنے معاصی پیش نظر رکھنے چاہئیں دوسرے کی اہلیت کا اندازہ لگاتے وقت اپنی اہلیت پر بھی نظر ڈال لینی چاہیئے کہ اگر خدائے قدوس بھی استحقاق دیکھنے لگے تو انسان کو اس کی خطاکاریوں کی بنا پر کچھ بھی نہ ملے ایک دفعہ آپ کی چھت سے بار بار مٹی گری اور آپ نے بار بار صاف کر دی تو نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک چوہا چھت کرید رہا ہے آپ کی زبان سے تیرا سر کٹ جائے کے لفظ نکل گئے چوہا فوراً گر پڑا آپ چوہے کی اس حالت پر بے اختیار رو پڑے اسی طرح آپ وضو کر رہے تھے کہ چڑیا نے بیٹ کر دی آپ نے غضبناک ہو کر اس کی طرف دیکھا فوراً گر گئی اس چڑیا کو دیکھ کر آپ بہت مغموم ہوئے اور اسی وقت اپنا لباس اتار کر خیرات کر دیا ان روایتوں سے آپ کی رحمدلی کا راز ظاہر ہوتا ہے جب جانوروں پر اتنا کرم تھا تو پھر انسان تو انسان ہیں۔

ایک سبق آموز حکایت

ایک مرتبہ آپ حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے خدام کا گروہ آپ کے ساتھ تھا ایک بستی کے قریب شام ہو گئی آپ نے سب سے غریب گھر تلاش کرایا جس میں دو بوڑھے مرد و عورت رہا کرتے تھے ان کے ایک بچہ تھا آپ خود اس مکان پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ہم تمہارے ہاں ٹھیرنا چاہتے ہیں جواب ملا کہ بسر و چشم مگر ہم کسی خدمت کے قابل نہیں ہمارے مکان پر تشریف لے چلے مجمع [illegible] اسی مکان پر دعوت کا سامان اور نذرانے لا کر جمع کرنے شروع کر دیئے جب بہت ڈھیر لگ گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سب اسی غریب گھرانے کا حق ہے جس کے ہم مہمان ہیں کچھ تناول فرمایا اور سب کچھ اسے دیکر تشریف لے گئے۔

بادی النظر میں یہ معمولی روایت معلوم ہوتی ہے مگر آپ کا کوئی عمل مصلحت سے خالی نہ ہوتا تھا اور جو فعل بھی آپ سے صادر ہوتا تھا اس میں [illegible]

سبق مرموز ہوتا تھا آپ نے دولتمند ول کو چھوڑ کر غریب گھرانے
…نجام فرما کر یہ ظاہر کیا کہ اسلام میں امیر و غریب کا امتیاز کوئی حقیقت
…رکھتا اور سب مال و اسباب عطا کر کے یہ جتایا کہ اگر قصبہ و بستی میں
…ن غریب گھر ہو تو سب کو مل کر آسودگی کا انتظام کرنا چاہئیے اور اس انتظام
…پنی آسودگی پر بھی مقدم سمجھنا چاہیئے آپ نے اس طرح بتا دیا کہ بستی کے
…سے کسی کو بےخبر نہ رہنا چاہئیے اور یہ سوچنا چاہئیے کہ جب غوث پاک نے
…چیز کو بہتر سمجھا تو دوسرے تو کس شمار و قطار میں ہیں۔

…دور حاضر کی تو یہ خصوصیت ہے کہ امرا اور غربا کا طبقہ بالکل جدا ہو کر
…گیا ہے اور امرا یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ہم کسی عالم بالا کی مخلوق ہیں انھیں
…پنے عیش اور نفس پرستیوں سے کام رہتا ہے اس کی خبر ہی نہیں ہوتی
…ملہ میں کوئی غریب ہے بھی اور اگر ہے تو اس کے روز و شب کس طرح
…رتے ہیں پہلے تو کچھ اور بھی دردمند ہوتے تھے لیکن آجکل تو خود پسندی
…رور نشہ دولت نے انھیں دنیا و مافیہا سے غافل بنا دیا ہے غربا کی موت
…بات میں شرکت تو ایک طرف مساجد میں نماز پڑھتے ہوئے امرا بھی اس
…ال سے نہیں جاتے کہ غریبوں کے دوش بدوش کھڑے ہو کر نماز پڑھنی پڑے گی
…ث پاک جیسے فقید المثال بزرگ تو زندگی بھر غربا نوازی کرتے رہیں
…ن آجکل کے امرا کو اس میں عار ہو آخر آپ سے زیادہ تو علم تقویٰ
…دولت میں ہونا غیر ممکن ہے کیا مسلمان حضور کے اس مسلک سے
…سبق حاصل کریں گے۔

(غ)وث پاک کی تعلیمات

حضور غوث پاک کی پوری زندگی خدمت خلق اور تعلیم
…میں صرف ہوئی آپ کی تعلیمات سے دنیا کے دفتر بھرے پڑے ہیں
…کتب معتبرہ سے اخذ کر کے قارئین کے افادہ کے لئے کچھ حصہ آپ
…تعلیمات کا درج ذیل کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ:-

ہر حالت میں خدا اور رسول کی اطاعت کرتے رہو فرائض ادا کرو
صبر کو اپنا شیوہ بناؤ سختی کے بعد راحت کا آنا لازمی سمجھو مصائب
و تکالیف میں مایوس و ناامید نہ ہو جاؤ کہ خدا کے ذکر پر جمع رہو جاؤ
پراگندگی اور افتراق کی زندگی بسر نہ کرو معاصی اور گناہ کے
داغوں کو توبہ کے پانی سے برابر دھوتے رہو اپنے مولا کے
دروازہ سے کبھی نہ ہٹو اپنے نفس کے دربان بنو جس کے اندر
جانے کا خدا حکم دے اسے اندر جانے دو اور جس سے منع کرے
اس سے روک دو۔ دلوں کی خواہشات کو پورا نہ ہونے دو ہلاک
ہو جاؤ گے کسی مقام اور کسی منزل پر بھروسہ کر کے یہ نہ سمجھ لو
کہ ہمیشہ یہی حالت قائم رہے گی کیونکہ کل یوم ھو فی شان
ایک مسلم حقیقت اور تغیر و تبدیل لازمی ہے۔ کسی سے محبت کرنے
میں جلدی سے کام نہ لو عداوت و نفرت میں بھی جلدی نہ کرو بلکہ
پہلے قرآن و حدیث کی کسوٹی پر اس کو پرکھ کر دیکھ لو مبادا کہ تم
شرارت نفس سے کسی پر بدگمانی کر بیٹھو کہ یہ گناہ ہے جو خدا کو
چھوڑ کر دوسرے سے مانگتا ہے وہ اس کے درجہ اور رتبہ کو

نہیں پہچانتا۔"

آپ فرماتے ہیں اور کس صداقت و انائی کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:-

"مومن کی علامت یہ ہے کہ وہ حلال روزی کی تلاش میں مصروف
رہتا ہے اور قسمت پر بھروسہ کر کے بیکار نہیں بیٹھ رہتا اگر تلاش
میں کامیاب ہوا تو روزی حاصل اور ورنہ تلاش بھی وہ صرف
تلاش کا ثواب حاصل کرتا ہے۔"

یہ تعلیمات قرآنی احکام کا نچوڑ ہیں۔ اگر آج مسلمان ان پر عمل کرنے لگیں
تو روئے عالم پر انھیں وہی مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے جو عہد اول اور سلف صالحین
میں حاصل تھا آپ نے افتراق اور پراگندگی سے مسلمانوں کو روکا ہے دیکھ
لیجئے کہ آج مسلمان اس افتراق اور پراگندگی ہی کے باعث کس ذلت و
پستی کی زندگی کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔ عجلت پسندی کی یہی حالت ہے
کہ جہاں کسی نے چار باتیں موافقت میں کہہ دیں اس پر فریفتہ ہو گئے اور اگر
کسی نے اختلاف کر دیا تو فوراً بگڑ بیٹھے نہ سوچتے ہیں اور نہ غور کرتے ہیں اگر
آج مسلمان قرآن و حدیث کو اپنی محبت و عداوت کی کسوٹی بنا لیں تو ان میں
معاً زندگی کی ایک زبردست روح پیدا ہو جائے آجکل کی محبتوں اور
عداوتوں کے فلسفہ پر اگر غور کرو گے تو صاف معلوم ہوگا کہ یہ سب کچھ
شرارت نفس ہی کا کرشمہ نظر آئے گا۔

یہ بھی نہ سہی اگر ہر مسلمان آپ کی تلقین کے مطابق اپنے دل کے دروازہ
کا پاسبان بنکر بیٹھ جائے اور کسی غیر شرعی خواہش کو دل میں جگہ نہ دیں اور
ناجائز و بے فیض جذبہ کو بلا روک ٹوک اندر داخل ہونے دیں اور خدا اور رسول کی
اطاعت ہر معاملہ میں پیش نظر رکھیں تو ان کے صدہا بگڑے کام چند دنوں
میں سنور جائیں اور زندگیوں میں انقلاب عظیم پیدا ہو جائے اسی طرح "پیری"
کے متعلق آپ نے فرمایا کہ:-

"جس پیر میں یہ پانچ صفات نہیں وہ پیر نہیں دجال ہے شریعت
ظاہری کا عالم ہو علم حقیقت جانتا ہو پاس آنے والوں سے
خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آتے اور مسافروں کو کھانا
کھلاتا ہو غربا اور بے حقیقت انسانوں سے قولاً و فعلاً عجز و انکسار
سے پیش آتا ہو۔ آخری چیز یہ ہے کہ مریدوں کی باطنی تربیت و
تعلیم کی اہلیت و لیاقت رکھتا ہو اور خود ریا حسد خود بینی عیش
طلبی اور غفلت سے۔"

اب اس معیار پر آپ عہد حاضرہ کے پیروں کو جانچیں گے تو شاید نہیں تو
۹۰ فیصدی پیر آپ کو ناکام ہی نظر آئیں گے غریبوں اور بے حقیقت انسانوں
کا اس زمانہ میں کون خیال کرتا ہے اور باطنی تربیت و تعلیم کا تو دروازہ عملاً
بند ہی ہو چکا ہے عیش پرستی خود بینی اور حسد ہی عام ہے کرم خلائق کا تو
اب نام ہی نام رہ گیا ہے کوئی کچھ ہے اتنا تو ہم اپنے مشاہدہ کی بنا پر دلیری
کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ حسن اخلاق اور غربا سے حسن سلوک کے سلسلہ میں
ہم نے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کو بہت ممتاز پایا ہے آپ ہمیشہ
تبسم اور طبیعت شگفتہ رہتی ہے اور جس سے ملتے ہیں پوری خندہ پیشانی
سے ملتے ہیں ان سے مل کر ایک پیر ... کو یاد ... ہو جاتا ...

[illegible] کو ایک [illegible] لوگ ہوگئی یا یہ [illegible] ابتداء [illegible] چلی
[illegible] ایک ایسا سلسلہ تھا جس سے مسلمانوں کی بہتر تربیت و تعلیم کا کفیل ہوسکتا ہے۔ اسلام کو دنیا میں انہی بزرگوں کے طفیل عزت و حرمت نصیب ہوئی [illegible] اصحابی [illegible] کے [illegible] سے ملے لیکن اس زمانہ میں انہی بزرگوں کے طفیل عظمت و برکت نصیب ہونے کے بجائے [illegible] کی وجہ سے ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آتی ہے اور مسلمانوں کے اخلاق روز بروز مبتذل ہوتے چلے جاتے ہیں ان کی تعلیمات کی ایک [illegible] کو ان کے کہنے کا اثر یقینی ہوتا تھا اب علماء ظاہر جو کہتے ہیں وہ لوگ ایک کان سے سنکر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں اور اصلیت یہ ہے کہ جب تک کہنے والے کے قلب میں خشیت الٰہی کی آگ روشن نہ ہو دوسرے کے قلب کو ان کا کلام کیونکر گرما سکتا ہے۔ جو حقیقی شیوخ اور سچے پیر موجود ہوں اور ان تک ہماری یہ آواز پہنچ سکے تو ہم ان سے عرض کریں گے کہ وقت نازک ہے اور مسلمانوں کی حالت روز بروز نازک ہوتی چلی جاتی ہے آپ اب میدان میں نکلیں اور خدا کے گمکردہ راہ بندوں کو پکڑ لاکر اس کے دروازہ تک پہنچائیں اور ساتھ ہی باطنی تلقین و تعلیم کا سلسلہ بھی جاری کریں۔

غوث پاک کی گرانمایہ تصانیف

حضور غوث پاک نے اپنی زندگی میں مخلوق خدا اور آنے والی نسلوں کے اصلاح خیال کے لیے اپنی تصانیف و تالیف کا ایک نادر ذخیرہ چھوڑا ہے مگر افسوس کہ اب ان کا پڑھنا تو ایک طرف لاکھوں مسلمانوں میں چند ہی مسلمان ایسے ہوں گے جو ان کے نام سے بھی واقف ہوں۔ غنیۃ الطالبین آپ کی ایک بلند پایہ تصنیف ہے جس میں مختلف مسائل شرعی کی تشریح و وضاحت کے بعد آپ نے مختلف فیہ عقائد پر بھی روشنی ڈالی ہے اور اہل سنت والجماعت کے عقائد کے بموجب ہر گمراہ فرقہ کی تردید کی ہے آگے چل کر آپ نے پیر و مرید کے آداب، حقوق العباد، آداب سماع اور ان تمام امور پر نظر ڈالی ہے جن کی سالک کو ضرورت پڑتی ہے یہ کتاب

[illegible] بہت [illegible] کتاب ہے۔
فتوح الغیب میں مختار و لفاء [illegible] قلب و نفس کے علاج بتاتے ہیں [illegible] سلوک کے لئے یہ کتاب ایک نعمت عظمیٰ ہے مترجمین کی توجہ میں بھی آپ کے ایک رسالہ ہے علاوہ ازیں آپ کے صد ہا اشعار و قصائد موجود ہیں جو اس قدر موثر ہیں کہ اب تک لوگ انھیں پڑھتے اور اپنی تشاؤں اور مرادوں میں ان کے ذریعہ کامیاب ہوتے ہیں ان کے علاوہ بھی آپ کی اور متعدد تصانیف موجود ہیں۔

بہرکیف آپ کی ذات ایک نازش کائنات گرامی تھی تمہاری زندگی کا ہر لمحہ خداوند خدا کی مخلوق کی خدمت میں صرف کیا۔ خوف و رجا اور دنیا کے متعلق کسی نے آپ سے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ گنہگاروں کو عذاب کا اور عابدوں کو ثواب ملنے اور نہ ملنے کا اور عارفوں کو عظمت الٰہی کا خوف ہوتا ہے لیکن یہی خوف بڑا درجہ رکھتا ہے اور کبھی زائل نہیں ہوتا۔ اولیاء اللہ کا رجاء ایک ایسی امید ہے جس کے ساتھ خوف بھی ملا ہو۔ حیا کے متعلق فرمایا کہ خدائے برتر و توانا کی نافرمانی خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس شرم سے ترک کر دینی چاہیے کہ وہ میرے مالک کی نافرمانی ہے۔ دنیا کی تعریف آپ نے لاثانی رنگ میں کی ہے فرماتے ہیں کہ:۔
دنیا کو دل سے نکال لو اور ہاتھ میں لیلو یعنی دنیا کماؤ دولت حاصل کرو مگر وہ تمہارے ہاتھ ہی میں رہے دل پر قبضہ نہ پالے۔ [illegible] خدمت بنی نوع [illegible] کے جذبے کا یہ عالم تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ صبح سے شام تک ہزار ہا درہم میرے ہاتھ میں آتا ہے اور سب [illegible] کر دیتا ہوں مجھے تو اگر سونے کے پہاڑ بھی مل جائیں تو محتاجوں اور ضرورتمندوں کو بانٹتا رہوں اور کسی کو بھوکا نہ سونے دوں۔ یہ چشمہ بانشاط اور پر شکوہ ہستی گرامی ۵۶۱ھ میں رہگزائے عالم بقا ہوئی مگر آپ کے فیض کا چشمہ ابھی تک اسی شان سے جاری ہے خلقت کا اس قدر ہجوم تھا کہ سڑکیں بند پڑی تھیں اور اسی وجہ سے انھیں رات میں دفن کرنا پڑا آپ کی وفات عباسی خلیفہ المستنجد باللہ کے عہد میں ہوئی۔ ہمارا تجربہ ہے کہ جو شخص ہر ماہ آپ کی گیارھویں کرتا ہے وہ خرچ سے کبھی پریشان نہیں رہتا مسلمانوں کو چاہیئے کہ آپ کے حالات سے سبق حاصل کریں۔

مصری بہت شگفتہ ٹائپ کا چھپا ہوا بے نظیر مجلد سفید جرمنی کاغذ والا قرآن شریف

یہ قرآن شریف یورپ کی چھپائی کا بہترین نمونہ ہے جرمنی میں چھپا ہے ایسی صاف چھپائی ہے گویا سنگ مرمر میں سیاہی کی کاری ہو رہی ہے کاغذ بھی بہت خصوصیت کے ساتھ جرمنی میں بنایا گیا ہے جو بائبل پیپر کے نام سے مشہور ہے اس کی تقطیع مروی سے نصف ہے اور جرمنی ہی سے مجلد شدہ [illegible] جو لوگ قرآن شریف بھی ایسے اعلیٰ دیکھنا چاہتے ہیں جیسے یورپ کی اور بہترین کتابیں ان کو یہ قرآن شریف ضرور منگانا چاہیئے بچوں کے پڑھنے کے لائق نہیں ہے اس لئے ان کے لئے نہ منگائیں۔ یہی وہ قرآن شریف ہے جو پچھلے دو سال میں کئی ہزار ہدیہ ہوا ہے جب اس کی قیمت معمولی [illegible] ہوتے تھے اور اب عید میلاد کی رعایت میں اس کا ہدیہ کم کر دیا گیا ہے۔ یہی وہ قرآن شریف ہے جو ریاست حیدرآباد کے ہزار ہا شوقین نوجوانوں کے [illegible] ہے کیونکہ [illegible] ظاہری خوشنمائی اور نفاست کے بہت دلدادہ ہوتے ہیں اسی لئے یہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوا [illegible] قرآن شریف موجود ہوگا [illegible] سوائے اس قرآن شریف کے اور کوئی دوسرا قرآن شریف [illegible] ہدیہ مجلد [illegible] محصول ڈاک ۱۲ [illegible]
[illegible] دہلی سے طلب فرمائیے

کرامات غوث الاعظم

(از جناب مولوی ریاست علی صاحب قدرعالی گیروی)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد والہ وصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ اجمعین اما بعد

معزز برادران اسلام! گزشتہ ماہ ربیع الثانی شریف ۱۴۰۳ھ میں حضور غوث پاک محبوب سبحانی سید شاہ محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ مختصر حالات بتوسل اسی رسالہ مولوی کی خدمت اقدس میں عرض کر چکا ہوں اس لئے امسال یہ بہتر ہے آپ کے چند وہ حالات اور واقعات جن کو عرف عام میں کرامات کہا جاتا ہے بیان کروں تو غالباً آپ غیر مناسب نہ سمجھیں گے اس بیان سے دو فوائد کے حصول کی امید ہے یعنی اول بموجب ارشاد عند ذکر الاولیاء اللہ تنزل الرحمۃ کے رحمت خداوندی سے مستفید ہونا دوم آپ کے مراتب عالیہ سے آگاہی۔

برادران اسلام! اگرچہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کے ذکر سے سینکڑوں غیر مستند نہیں بلکہ مستند اور معتبر کتابیں بھری پڑی ہیں مگر میں ان کرامات میں سے بنظر اختصار صرف چند کرامات کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں برادران! حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی **پہلی کرامت** تو یہی ہے کہ آپ اپنے والدین رحمۃ اللہ علیہم کی ایسی عمر میں پیدا ہوئے جس عمر میں عورتیں اور مرد دونوں پیدائش اولاد سے مایوس اور ناامید ہو جاتے ہیں اور **دوسری کرامت** یہ کہ آپ کے سن ولادت میں قصبہ جیلان میں جتنی عورتوں کے بچے پیدا ہوئے سب لڑکے ہی لڑکے ہوئے ایک بھی لڑکی نہیں اور سب تندرست و سلامت رہکر عمر طبعی کو پہنچے اور سب کے سب ولی اللہ ہوئے اور **تیسری کرامت** یہ کہ آپ نے پیدا ہوتے ہی روزہ رکھا۔ **چوتھی کرامت** یہ کہ آپ نصف سے زیادہ قرآن پاک کے حافظ پیدا ہوئے اور آپ مادرزاد ولی پیدا ہوئے۔ **پانچویں کرامت** یہ کہ جب آپ اپنے مدرسہ میں پڑھنے تشریف لیجاتے تو غیب سے آواز آتی افسحوا لولی اللہ یعنی اے لڑکو اللہ کے ولی کے واسطے جگہ خالی کر دو۔ **چھٹی کرامت** یہ کہ لڑکپن میں جب آپ اپنے ہمجولی بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتے تو ندائے غیبی ہوتی کہ الی یا مبارک یعنی اے مبارک کدھر جاتے ہو میری طرف آؤ کہ میں ہی تمہارا یار وفادار ہوں یہ تمام کرامات آپ کے بچپن کی ہیں جو میں نے بخوف طوالت صرف چھ کرامتیں عرض کیں ان کے علاوہ اس عمر سے زیادہ عمر میں جو کرامتیں آپ سے صادر ہوئیں ان کے متعلق کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ

کرامت جب حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عمر شریف کی سترہ منزلیں طے کر کے اٹھارویں میں قدم رکھا تو آپ نے . . . .

. . . .

تو آپ نے تحصیل علوم ظاہری کے واسطے بغداد شریف جانے کا قصد فرمایا والدہ صاحبہ حضرت محترمہ سے اجازت مانگی جناب والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا نے اجازت بھی دی اور چالیس دینار جو آپ کے ترکہ پدری سے تھے

[illegible] وقت رخصت گی کے نصیحت کی کہ عرض فرما کر دعائے خیر دی اور عبد القادر جان بچہ جو کچھ بھی ہو مگر کبھی جھوٹ نہ بولنا آپ نے اپنی والدہ محترمہ کی یہ پاکیزہ نصیحت بگوش ہوش سنی اور ایک قافلہ کے ساتھ روانہ ہو گئے جب آپ مع قافلہ کے ہمدان کے جنگل میں پہنچے تو دفعتہ چالیس ڈاکوؤں نے حملہ کیا سبھوں کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا ایک ڈاکو نے آپ سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کیا مال و اسباب ہے لاؤ پیش کرو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں جب ڈاکو نے آپ کے پاس دینار تلاش کئے تو نہیں ملے آپ کو پکڑ کے اپنے سردار کے پاس لے گیا سردار کے پوچھنے پر بھی آپ نے بتا دیئے اور کہا دیکھو یہ دیکھو میری عبا کی بغل میں سلے ہوئے ہیں چنانچہ وہ دینار ڈاکو نے نکالے تو نکل آئے اس پر سردار کو تعجب ہوا اور کہا کہ جب تم یہ جانتے ہو کہ ہم سبھوں کا اسباب چھین لیتے ہیں تو ایسی حالت میں کہ تمہارے دینار ڈھونڈھنے پر بھی نہیں مل سکتے تھے تو تم نے کیوں بتا دیئے اس میں کیا راز ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں قافلہ کے ساتھ چلنے لگا تو میری والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا نے نصیحت کی کہ بیٹا کبھی جھوٹ نہ بولنا اس لئے میں جھوٹ نہیں بولا اور دینار بتا دیئے آپ کے اس ارشاد سے سردار پر رقت طاری ہو گئی زار زار روتا اور کہتا کہ وائے بر حال ما کہ یہ لڑکا اپنی ماں کے حکم کا اس قدر پابند ہے اور ہم احکم الحاکمین کے حکموں سے غفلت کریں اور اس کی قہاری سے مطلق نہ ڈریں یہ کہکر ڈاکوؤں کا سردار آپ کے قدموں پر گر پڑا اور اپنے تمام اعمال شنیع سے ہمیشہ کے واسطے توبہ کی اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اپنے سردار کو دیکھ کر تمام ڈاکوؤں نے بھی توبہ کی اور جو کچھ مال و اسباب قافلہ کا لوٹا تھا سب واپس کر دیا آپ نے ان سب کو بھی مرید کیا یہ سب کے سب مع سردار کے آپ کی توجہ سے ولایت کے درجہ پر پہنچ گئے کیا خوب فرمایا ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بریلوی نے کہ ؎

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا | اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف | تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

کرامت مرآۃ الفیضان میں حضرت شیخ ابو مسعود [illegible] سے منقول ہے کہ ایک روز ایک راہب عیسائی [illegible] غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا [illegible] بستہ ہو کر اپنی حاضری کا سبب اس طرح بیان کیا کہ [illegible] والا ہوں [illegible] [illegible] اسلام قبول کر لیا [illegible]

[illegible]

[illegible] ایک [illegible] کو [illegible]

[illegible] بہت [illegible] شامل [illegible]

کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف اسلام ہو جاب [illegible] علیہ السلام کی

بابت کے [illegible] حاضر خدمت ہوا ہوں آپ مجھ کو مسلمان کر کے اپنے خدام میں

شامل فرما لیں [illegible] حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنے دست

حق پرست پر مسلمان کر کے اپنے حلقہ خاص میں شامل فرمایا۔ سبحان اللہ جس کی

ولایت [illegible] کی ایک جلیل القدر پیغمبر گواہی دے اس کی بزرگی و عظمت

کون کیا بیان کر سکتا ہے۔

کرامت کتاب اسرار السالکین میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضور غوث پاک

رحمۃ اللہ علیہ کہیں تشریف لئے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک مقام پر

ایک مسلمان اور عیسائی کو آپس میں جھگڑا کرتے ہوئے دیکھا۔ مسلمان حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہتا تھا اور عیسائی

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت مسیح علیہ السلام کو فضیلت دیتا تھا۔ حضور

غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں کے پاس تشریف لے گئے اور عیسائی

سے [illegible] فرمایا کہ تم اپنے پیغمبر کو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کس وجہ

سے افضل [illegible] ہو اس نے عرض کیا کہ ہمارے پیغمبر مردوں کو زندہ کر دیا کرتے

تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ امتی

ہوں تم جس مردہ کو کہو میں زندہ کر دوں وہ عیسائی آپ کو ایک پرانی قبر

پر لے گیا اور کہا کہ اس میں جو مردہ ہے اس کو زندہ کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا

کہ یہ قبر ایک مطرب (یعنی قوال) کی ہے اگر تم کہو تو گاتا ہوا اپنی قبر سے

نکل آوے عیسائی نے کہا واہ اس سے بہتر کیا بات ہو سکتی ہو۔ آپ قبر کے

قریب جا کھڑے ہوئے اور مردہ سے مخاطب ہو کر فرمایا قم باذن

اللہ [illegible] اللہ کے حکم سے اس فرمانے کے ساتھ ہی فوراً قبر پھٹ

گئی [illegible] گاتا ہوا نکل آیا آپ نے اس عیسائی سے کہا کہ اب بھی

نہیں [illegible] وہ عیسائی آپ کی یہ کرامت دیکھ کر کلمہ شہادت پڑھ کر

مشرف [illegible] ہو گیا۔

کرامت ایک بار حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں رات کو

چور [illegible] کی کمل اٹھانے کا جیسے ہی قصد کیا اندھا ہو گیا کمل اسی

وقت [illegible] سب کچھ نظر آنے لگا پھر حرص نے [illegible]

[illegible] پھر اندھا ہو گیا جب کمل کو رکھ دیا تو پھر آنکھیں

کھل [illegible] حرکت اس چور نے چار دفعہ کی بالآخر چوتھی دفعہ اگر چہ اس

نے کمل [illegible] اندھا۔ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اسی آن

کے ایک [illegible] پڑھ رہے تھے اگرچہ آپ کو اپنے نور

باطن سے چور کی کیفیت [illegible] ہو گئی تھی مگر آپ نے کچھ بھی نہ کی جب

[illegible] حضرت خضر علیہ السلام تشریف [illegible]

اور فرمایا کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ [illegible] کی کہ اس کا اندھا پن جاتا رہا اور وہ اسی حال ہو گیا اور

حضرت خضر علیہ السلام کے حوالہ کیا کہ اس کو اس ابدال کی جگہ پر مقرر کر دیجئے

کرامت ایک بار حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ وعظ فرما رہے تھے کہ بارش

برسنے لگی مجمع منتشر ہونے لگا آپ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور ابر سے

مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ میں اور کے اکٹھے ہو رہے ہیں تو ان کو ہٹانا

چاہتا ہے اور تو برستا ہے آپ کے اس فرمانے کے ساتھ ہی ابر پھٹ گیا

اور بارش بند ہو گئی۔ **کرامت** تحفۃ القادریہ میں حضرت شیخ ابوالعباس

رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ دار خاص سے روایت ہے کہ ایک وقت زمانہ قحط سالی

میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو ایک پیمانہ گیہوں دیئے اور فرمایا

کہ اس پیمانہ کا منہ مت کھولنا صرف ایک سوراخ کر دینا جس کی راہ سے جس قدر

جب بھی چاہے گیہوں نکال لیا کرنا چنانچہ ہم نے آپ کے فرمانے پر عمل کیا

اور خدا کی قسم پانچ برس کامل ہم اس پیمانہ سے گیہوں اسی سوراخ کی

طرف سے نکال نکال کر کھاتا خدا کے نام پر خیرات کرتا رہا بدقسمتی سے ایک روز

میری بیوی نے اس پیمانہ کا منہ کھول دیا بہت جلد وہ برکت جاتی رہی اور

پیمانہ خالی ہو گیا۔

کرامت بعض مشائخین کرام رحمۃ اللہ علیہم سے منقول ہے کہ شب معراج

میں جب حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم قریب عرش اعظم کے پہنچے تو عرش

کو بہت بلند پایا غیب سے آواز آئی کہ اے محبوب میرے عرش پر آیئے چونکہ

عرش بلند تھا آپ اس پر جا نہ سکے کہ فوراً مجھ کو خداوند عزوجل روح پاک

حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بصورت ایک جوان رعنا کے کہ اس کے

چہرہ کی روشنی سے عرش اعظم روشن ہو گیا خدمت سراپا رحمت میں حاضر ہوئی

اور دست بستہ سلام عرض کیا اور جھک کر کہا کہ آپ میری گردن پر اپنے قدم

مبارک رکھ کر عرش اعظم پر تشریف لیجائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

مبارک قدم اس کی گردن پر رکھے وہ روح کھڑی ہو گئی اور اس قدر بلند ہوئی

کہ آپ عرش اعظم پر تشریف فرما ہو گئے پھر آپ نے اس سے نام دریافت

فرمایا مگر سوائے دولت بستہ چپ کھڑا دیکھنے کے اس سے کوئی جواب نہ پایا

آپ نے دل میں خیال کیا کہ شاید یہ جوان گروہ انبیاء میں سے کوئی ہے کہ ناگاہ

ہاتف غیبی نے پکار کر کہا کہ اے محبوب میرے یہ جوان روح ہے ایک تیرے

فرزند کی یہ جب دنیا میں پیدا ہوگی تو اس کا نام عبدالقادر ہوگا اور جب تمہارا

دین ناپاک لوگوں کے ہاتھوں مانند مردوں کے ہو جائیگا تو یہ جوان اس کو

از سر نو زندہ کر کے محی الدین (یعنی دین کو زندہ کرنے والا) خطاب پائے گا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلام غیبی سنکر بہت خوش ہوئے اور دعائیں

دیتے ہوئے زبان در فشاں سے ارشاد فرمایا کہ آج اس وقت جس طرح

میرا قدم تیری گردن پر ہے جب تو دنیا میں پیدا ہوگا تو اسی طرح تیرا قدم

جمیع اولیاء زمانہ کی گردنوں پر ہوگا جو قبول کرے گا اس کو مراتب عالیہ

ملیں گے اور جو انکار کرے گا وہ درجہ ولایت سے اتار دیا جائے گا کتابوں میں

لکھا ہے کہ جب حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قدم ناز سے دنیا کو

سرفراز فرمایا تو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان گردن پر نشان قدم حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود تھا۔

کرامت حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ ایک دن ایک مجمع کثیر میں کہ جسمیں بہت سے اولیاء اللہ رحمتہ اللہ علیہم بھی شامل تھے وعظ فرما رہے تھے کہ بحالت جوش و خروش ارشاد فرمایا کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ یعنی بموجب ارشاد حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ لکہا ہے کہ اس ارشاد پاک کے وقت مجلس میں جس تعداد اولیاء اللہ موجود تھے سبہوں نے باری باری اپنی گردنیں آپ کے قدم مبارک کے نیچے رکھدیں علاوہ حاضرین کے دیگر دور دراز مقامات میں جو اولیاء صاحب باطن تھے بمجرد ارشاد پاک کے فوراً وہیں اپنی اپنی گردنیں جھکادیں ان سب بزرگان دین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین میں سے سب سے پہلے جس نے سر نیاز خم کیا وہ حضرت خواجہ خواجگان سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ تھے جوان دنوں خراسان کے پہاڑوں پر [illegible] ریاضت شاقہ میں مشغول تھے آپنے سر جھکا کر فرمایا کہ بل علی راسی وعینی یعنی آپکا قدم مبارک گردن ہی پر نہیں بلکہ میرے سر آنکھوں پر چنانچہ خود حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میرے قول پر جنہیں اولیاء اللہ میں سے سب سے پہلے [illegible] ذات ہو آپکی [illegible] کہ رحمتہ کے رحمت خداوندی [illegible] الدین کی

قدم آپ مراتب عالیہ سے آگاہی۔ [illegible] کے ذکر سلام اگرچہ حضور غوث پاک جس نے اپنا سر جھکایا وہ معین [illegible] غیر مستند نہیں بلکہ نور باطنی سے یہ معلوم ہوگیا تھا اور تمامی اولیاء اللہ کے طالب تھے آپ نے بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ برادر معین الدین حسن کے اس عجز و انکسار نے اپنے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خوش لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ملک ہند کا حاکم بنائے گا چنانچہ آپ نے جیسا ارشاد فرمایا ویسا ہی ہوا۔

تنبیہ۔ برادران ملت! یہاں پر یہ ظاہر کر دینا اور بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قول مبارک صرف ہمعصر اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم کے متعلق تھا نہ کہ اولیائے متقدمین و متاخرین کے واسطے کیونکہ اولیائے متقدمین میں حضرات خلفائے راشدین و حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں لہٰذا یہ حضرات بالاتفاق و بالاجماع جمیع امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل و اعلیٰ ہیں اور اولیاء متاخرین میں حضرت امام مہدی آخر الزماں رضی اللہ عنہ ہوں گے ان کا مرتبہ بھی حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ سے کہیں برتر ہے بس آپ کے فرمان مبارک میں اولیاء متقدمین و متاخرین شامل نہیں ہیں فقط اسی زمانہ کے بزرگان دین کے واسطے آپ کا یہ فرمان تھا یہی خیال جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی فاروقی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہم کا بھی ہے الغرض اس میں کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ سے آپ کی بزرگی و عظمت کا کافی ثبوت ملتا ہے۔

کرامت ایک دفعہ حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ اپنے دولتخانہ میں بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے چھت سے بار بار مٹی گرنے لگی تین دفعہ تو آپنے جھاڑ دی چوتھی مرتبہ جب پھر مٹی گری تو آپنے اوپر نظر کی دیکھا کہ ایک چوہا مٹی گراتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا قطع اللہ راسک یعنی اللہ تیرا سر کاٹ ڈالے اس فرمان کے ساتھ ہی اس چوہے کا سر الگ

گر پڑا اور چوہا مر گیا اس کے بعد آپ یہ کیفیت دیکھکر بہت رونے لگے جب لوگوں نے سبب گریہ دریافت کیا تو آپنے ارشاد فرمایا کہ ڈرتا ہوں کہ کل قیامت کے دن خدا مجھ سے اس کے متعلق باز پرس نہ کرے

کرامت صاحب سفینۃ الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی اسی کتاب میں اور حضرت شیخ الحرمین شریفین امام عبداللہ یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب مراۃ الفیضان میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک ضعیفہ عورت اپنے ایک نوجوان بیٹے کو لیکر حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئی اور عرض کیا یا محبوب سبحانی یہ میرا فرزند آپکی طرف بہت مائل ہے کاروبار دنیا وی چھوڑ دیے ہیں اس واسطے میں اس کو آپکے سپرد کرتی ہوں اور اپنا حق جو اس پر ہے معاف کرتی ہوں آپ اس کو اپنی خانقاہ شریف میں رکھیے اور تعلیم باطنی سے مشرف فرمایئے آپنے اس ضعیفہ کے لڑکے کو قبول فرمایا اور ریاضت و عبادت اور سبق باطنی میں مشغول کر دیا وہ ضعیفہ کبھی کبھی اپنے بیٹے کو دیکھنے آیا کرتی تھی چنانچہ ایکبار جب دیکھنے کو آئی تو دیکھا کہ بیٹا بیٹھا ہوا جو چبا رہا ہے اور بہت ہی نحیف و نحیف ہو گیا ہے۔ اپنے نور چشم کی یہ حالت دیکھکر بڑا ہی سخت رنج ہوا حضور غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوئی دیکھا کہ آپ عمدہ عمدہ کہانے [illegible] نے نکالے ہوئے ہیں [illegible] کہ ہم سبہوں کا اسباب چھین لیتے ہیں [illegible] بس میں مرغ وغیرہ کے ہیں تمہیں کیوں بتاتے ایا عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا بات ہو کہ آپ تو مرغ اڑا دیں اور میرا بچہ جو چبائے آپ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ غصہ نہ کریں تھوڑی دیر بیٹھکر آرام کریں پھر میں آپکے اعتراض کا جواب دونگا ضعیفہ بیٹھ گئی۔ آپ جب کہانے سے فارغ ہوئے تو مرغ کی تمام ہڈیوں کو ایک جگہ جمع کرکے ارشاد فرمایا کہ قم باذن اللہ یعنی اے مرغ اٹھ کھڑا ہو یعنی زندہ ہوجا اللہ کے حکم سے مرغ فوراً زندہ ہوگیا اور بانگ دینے لگا ضعیفہ بیٹھی ہوئی خاموشی سے آپ کی یہ کرامت دیکھ رہی تھی اس کے بعد آپ نے ضعیفہ سے فرمایا کہ آپ اپنے بیٹے کے واسطے بہت جلدی کرتی ہیں ابھی اپنے بیٹے کو چننے ہی چبانے دیجیے پھر جب اس میں بھی مرغ کو زندہ کرنے کی قدرت ہوجائیگی تو وہ بھی میری طرح مرغ کا گوشت کہائے گا سبحان اللہ کیا کھلی ہوئی کرامت ہے۔

کرامت کتاب مناقب غوثیہ میں لکھا ہے کہ ایکدن حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوالحسن علی ابن احمد فارس بصرہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے حضرت ابوالحسن قدس سرہ نے وقت رخصت کے عرض کیا کہ یا حضرت میرے گھر میں ایک قمری اور ایک بلبل کا جوڑا پلا ہوا ہے مگر عجیب بات ہو کہ نہ قمری بولتی ہے اور نہ بلبل انڈے بچے دیتی ہے حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے پہلے اس بلبل کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا انفع لمالک یعنی اے بلبل انڈوں سے اپنے مالک کو نفع پہنچا پھر قمری سے فرمایا سبح لخالقک یعنی اے قمری اپنے خالق کی پاکی بیان کر چنانچہ آپ کے حکم سے بلبل انڈے دینے لگی اور قمری بھی بولنے لگی

کرامت رسالہ الاولیاء میں حضرت سید ہاشم علوی [illegible] رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص کسی ملک کا منصب [illegible] ہے تو پہلے [illegible] حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

یہی ظاہر کیا ہے چونکہ آپ اس کو حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت
میں بھیجتے ہیں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اگر اس شخص کو قابل دیکھتے
ہیں تو اس کو نامزد فرماتے ہیں، بعض یہی دستور
کہ عہد غوثیت سے جاری ہے اور انشاء اللہ تا قیامت جاری رہے
گا۔ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ... اور فنا فی الرسول کا پورا پورا حصہ ملا تھا۔ آپ کی کرامات میں
سے یہ بھی ہے کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک اور پسینے
سے خوشبو آتی تھی اور جسم مبارک پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی اسی طرح حضور غوث
پاک رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک اور پسینہ میں خوشبو آتی تھی اور جسم اطہر پر
کبھی مکھی نہ بیٹھی تھی۔ چنانچہ آپ کبھی کبھی جوش میں آکر فرمایا کرتے تھے کہ واللہ
هذا جسد جدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا جسد عبد
القادر یعنی خدا کی قسم یہ جسم میرے جد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے
عبدالقادر کا جسم نہیں ہے۔ کرامت ایک بار آپ کے گھر میں بچھو نکلا
آپ نے اس کو دیکھ کر ارشاد فرمایا مر جا، فوراً وہ مر گیا پھر آپ پر خوف
طاری ہوا اور رونے لگے خادم کو بلا کر اپنا پیراہن دیا کہ اس کو فروخت کر کے
خیرات کر دے تاکہ میرے اس فعل کا کفارہ ہو اور بہت دیر تک توبہ و
استغفار میں مشغول رہے۔ کرامت ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت
میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت میں لاولد ہوں آپ دعا فرما دیں کہ اللہ
تعالیٰ مجھکو لڑکا عطا فرما دے آپ نے اس کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ جاؤ
اللہ تعالیٰ تم کو بیٹا دیگا مگر اس کو اطمینان نہ ہوا وقتاً فوقتاً آیا کرتا اور یہی تمنا
پیش کرتا اور آپ اس کو تولد پسر کی خوشخبری سنایا کرتے ایک روز جب وہ
آیا تو آپ نے فرمایا کہ جس کی تجھکو تمنا ہے وہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہے جب
نو مہینے حمل کے گذر گئے تو لڑکی پیدا ہوئی وہ شخص اس لڑکی کو آپ کی خدمت
میں لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت مجھکو تو لڑکے کی آرزو ہے مگر
لڑکی پیدا ہوئی جس کی آرزو نہ تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا اس کو ایک
کپڑے میں لپیٹ دو اور گھر جا کر خدا کی قدرت دیکھو چنانچہ اس نے آپ
کے حکم کی تعمیل کی جب گھر پہنچ کر کپڑا کھولا تو اس میں سے ایک نہایت حسین
و جمیل لڑکا نکلا خدا کا شکر بجا لایا۔ کرامت اخبار الاخیار میں حضرت شیخ ابو القاسم
سالانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے
ارشاد فرمایا کہ زمانہ حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ میں کوئی ایسا نہیں تھا
کہ ان کی دستگیری کرکے ان کو لغزش سے بچاتا اس زمانہ میں اگر میں موجود
ہوتا تو ضرور ان کی دستگیری کرتا اور لغزش سے بچاتا میرے مریدوں میں سے
اگر کسی سے ایسی لغزش ہوتی ہے تو میں اسکو بچا لیتا ہوں اور اس کی
دستگیری کرتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح قیامت تک کرتا رہوں گا۔
کرامت حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے دس فرزند صلبی تھے جن
کے اسمائے گرامی یہ ہیں حضرت عبدالرزاق حضرت عبدالوہاب۔ حضرت
عبدالعلی حضرت عبدالجبار حضرت شرف الدین حضرت موسیٰ حضرت
محمد حضرت یحییٰ ... حضرت ابو نصر رحمۃ اللہ علیہم
[illegible] رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

ان کے والد حضرت شیخ علی المعروف بہ عربی رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ
علیہ کے مرید تھے چونکہ ان کی اولاد کوئی بھی نہ تھی اس لئے غمگین رہا کرتے تھے
ان کی یہ حالت دیکھ کر ایک دن حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو رحم آیا
فرمایا کہ اے علی غمگین کیوں رہتے ہو عرض کیا کہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے فرمایا
کہ تمہاری قسمت میں تو اولاد ہے نہیں مگر میں اپنا ایک فرزند جو ابھی پیدا نہیں
ہوا ہے تم کو دیتا ہوں۔ تم کل صبح کے وقت آؤ جب میں وظیفہ پڑھتا
ہوں اس وقت تم میری پیٹھ سے اپنی پیٹھ لگا کر . . . .
بے تکلف بیٹھ جانا بے ادبی کا کچھ خیال نہ کرنا جب لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام محمد
رکھنا مگر وہ محی الدین کے لقب سے ملقب ہوگا۔

دوسرے دن صبح کے وقت حضرت شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث
پاک رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل کی اور اسی دن رات کو اپنی بیوی سے ہم بستر
ہوئے حمل قرار پا گیا اور بعد انقضائے نو ماہ مدت حمل کے حضرت محی الدین ابن
عربی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جو علم ظاہری اور باطنی میں اپنا مثل نہیں رکھتے
تھے آپ کا علم علم لدنی تھا نہ کسی استاد کے آگے زانوئے ادب تہ کیا اور نہ کسی
مرشد سے تعلیم باطنی حاصل کی۔ جب یہ پیدا ہوئے تو حضرت شیخ علی رحمۃ اللہ
علیہ ان کو حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے آپ نے دیکھتے
ہی ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ کیا عجیب شخص پیدا ہوا ہے یہ میری زبان ہوگا
اور جو اسرار اور بھید اولیاء اللہ نے اپنے سینوں میں پوشیدہ رکھے ہیں
ان کو عالم آشکارا کر دے گا اور قطب زمان ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا ان کی
یادگار میں سے منجملہ اور بہت سی کتب توحید و تصوف کے فصوص الحکم اور
فتوحات مکیہ مشہور کتابیں ہیں۔ الغرض جو کمالات اور فضائل حضرت محی الدین
ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ میں تھے وہ سب محض حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی
دعا و برکت اور کرامت کا نتیجہ تھے۔ کرامت ایک شخص کی بیوی کو مرگی
کا دورہ ہوتا تھا اس نے بہت کچھ معالجہ جھاڑ پھونک کیا مگر اس موذی
مرض سے اس کی بیوی کو چھٹکارا نہیں ہوا بالآخر حضور غوث پاک رحمۃ اللہ
علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام کیفیت بیان کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ
اب کی جب مرض کا دورہ ہو تو مریضہ کے کان میں کہنا کہ اے مرگی اس شہر
میں شیخ عبدالقادر جیلانی جو رہتے ہیں مجھکو انہوں نے فرمایا ہے کہ یہاں
سے بھاگ جا اور پھر کبھی مت آنا اگر پھر آوے گی تو ماری جاوے گی چنانچہ اس
شخص نے بموجب آپ کے حکم کے عمل کیا اس کی بیوی سے ہمیشہ کے واسطے
یہ مرض جاتا رہا سوا اس کے تا حیات آپ کے شہر بھر میں کسی کو کبھی یہ مرض
نہ ہوا۔ کرامت حضرت شیخ الشیوخ عمر شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ
علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایام جوانی میں علم کلام یعنی منطق، پڑھا کرتا تھا
ہر چند میرے چچا حضرت شیخ نجیب الدین سہروردی نے مجھ کو اس علم کے
پڑھنے سے منع کیا مگر میں نہیں مانا مجبور ہو کر مجھکو حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ
کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا کہ یا حضرت یہ میرا بھتیجا علم کلام
پڑھنے میں مشغول رہتا ہے میں منع کرتا ہوں مگر مطلق میری بات نہیں مانتا آپ اس کو منع
کر دیجئے شاید آپ ہی کا کہنا مان جائے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے
منع کرنے کے بعد مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم نے کون کونسی کتابیں اب تک

پڑھی تھیں میں نے پڑھی ہوئی کتابوں کے نام بتائے یہ سنکر میرے سینہ پر آپ نے اپنا دست مبارک پھیر دیا جسکا یہ اثر ہوا کہ میں نے تمام علم کلام جو پڑھا تھا بھول گیا اور قسم خدا کی اب اسقدر یاد بھی نہیں کہ کبھی پڑھا بھی تھا اسکے ساتھ تمام علم لدنی مجھپر آشکارا ہو گیا پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے عمر تم اہل عراق کے مشاہیر متاخرین میں سے ایک ہو گے
کرامت ایک بار شہر بغداد میں مرض طاعون پھیلا کثرت سے لوگ مرنے لگے لوگوں نے آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ مریضوں کو ہمارے مدرسہ کی گھاس لیجا کر پلاؤ لوگوں نے ایسا ہی کیا جسکو وہ گھاس استعمال کرائی گئی وہ اچھا ہو گیا یہانتک کہ گھاس ختم ہو گئی تو آپ نے فرمایا کہ اب پانی لیجا کر پلایا کرو چنانچہ پانی کے استعمال سے سب اچھے ہو گئے اور پھر کبھی شہر بغداد میں مرض طاعون نہیں پھیلا۔ کرامت ایکدن آپکی مجلس مبارک کے سامنے ایک چیل ہوا میں اڑتی ہوئی بولنے لگی اس کی آواز کچھ ایسی کرخت تھی کہ سبھوں کو ناگوار ہوئی آپ نے حاضرین کی یہ کیفیت دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اے ہوا اس کا سر کاٹ ڈال فوراً اس کا سر کٹ کر گر گیا اور وہ مر گئی پھر آپ کو اس پر بہت رحم آیا منبر سے اتر کر ارشاد فرمایا بسم اللہ زندہ ہو جا اور ابھی زندہ ہو جا چنانچہ وہ چیل زندہ ہو کر اڑ گئی۔ کرامت ایک دفعہ حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ بغداد شریف جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ کے وعظ کے طریقہ پر واقعہ معراج شریف بیان فرمانے لگے سامعین میں ایک بیجا الخیال شخص بھی موجود تھا اس نے چیں بجبیں ہو کر کہا کہ اتنے بڑے بزرگ اور صاحب عقل و فراست ہو کر ایسے واقعات بیان کرتے ہیں جن کو نہ کوئی عقلمند مان سکتا ہے اور نہ کسی کی عقل و سمجھ میں آسکتے ہیں میں ایسی فضول بکواس سن نہیں سکتا یہ کہکر مجلس مبارک سے نکل کر گھر کی طرف راہی ہوا راستہ میں ایک بڑی اور زندہ مچھلی خریدی گھر لیجا کر بیوی کو دی اور کہا کہ میں دریا پر نہانے جاتا ہوں اور وہیں سے پانی بھر کے لاتا ہوں تو جلدی آ کر اس مچھلی کو پکا بیوی جو چرخہ کات رہی تھی اس نے کہا کہ میرے ہاتھ میں جو پونی ہے اس کو کات کر ابھی پکاتی ہوں اس کے بعد وہ شخص دریا پر نہانے گیا پانی میں اتر کر غوطہ جو لگایا تو خود کو ایک دوسری جگہ پایا اور اپنے جسمانی بناوٹ کو دیکھا تو عورت کی صورت و شکل پر نظر پڑی سخت پریشان ہوکر الٰہی یہ کیا ماجرا ہے کچھ سمجھ میں نہ آیا چارو ناچار دریا سے نکل کر ایک درخت کی آڑ میں چھپکر بیٹھ گیا تھوڑی دیر میں ادھر سے ایک شخص کمال رئیس گھوڑے پر سوار نکلا دیکھا کہ دریا کے کنارے درخت کی آڑ میں چھپی ہوئی ایک نہایت حسینہ و جمیلہ عورت برہنہ جسم بیٹھی ہے صورت دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اپنا دوشالہ دیکر کہا کہ اس سے اپنا ستر چھپا لے اس کے بعد یہ شخص گھوڑے پر سوار کرکے اپنے گھر لے گیا نکاح کیا اور عزت و شوکت تعلقات کو بخوبی نباہتا رہا اس میں آٹھ برس گذر گئے کہ اس کے سات لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں ایکدن یہ عورت معامرد (یعنی نجری) اپنی ہمسایہ عورتوں کے ساتھ پھر دریا پر نہانے آیا پانی میں اتر کر غوطہ جو لگایا اور باہر نکلا تو پھر اپنی اصلی صورت یعنی مردانہ شکل میں تھا اور اپنے دریا کے کنارہ پر جہاں پر کپڑے اتار کر رکھ گئے وہیں پائے گھڑے پانی سے بھرے ہوئے ویسے ہی رکھے دیکھے جو لگ

سامنے بیٹھا تھا [illegible] کرتے ہوا گھر پہنچا دیکھا بیوی [illegible] رہی ہے اور مچھلی [illegible] ہے ہیں کہا کہ اس قصہ [illegible] اور میں نے ابھی مچھلی نہیں پکائی بیوی نے کہا کہ میاں کیا ہوش سے باہر ہو گئے ہو ابھی تو گئے تھے ابھی تو میں نے پونی بھی ختم نہیں کی جلدی مچھلی کیونکر پکا سکتی ہوں وہ شخص اور بھی متعجب اور پریشان ہوا کہ کیا قصہ ہے بالآخر سوچتے سوچتے سمجھ گیا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراج کو جو حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ بیان فرما رہے تھے غلط سمجھا یہ اسی کی سزا مجھکو ملی ہے اس خیال کے ساتھ ہی گھر سے روانہ ہو کر حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ ابھی وہی واقعہ معراج شریف بیان فرما رہے ہیں اور لوگ اسی محویت کے ساتھ سن رہے ہیں یہ کیفیت دیکھکر دور ہی سے چلا یا کہ یا حضرت میں نے آپ کے وعظ میں واقعہ معراج شریف کو غلط سمجھا اس کی سزا بھگت چکا اب میں معافی چاہتا ہوں اور اپنے انکار سے توبہ کرتا ہوں اور صدق دل سے پڑھتا ہوں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کے بعد لوگوں نے اس سے کیفیت دریافت کی تو اس نے اپنی تمام سرگذشت اول سے آخر تک بیان کی حاضرین یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور یہ کرامت حضور غوث پاک کی سب پر ظاہر ہوئی
کرامت حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی ایک باعفت و عصمت اور پاکیزہ باطن حسینہ و جمیلہ عورت مرید تھی اس پر ایک فاسق و فاجر دل سے فریفتہ تھا مگر اس کو کبھی کوئی موقعہ اپنی خواہش نفسانی پوری کرنے کا نہ ملتا تھا ایکدن اتفاقاً وہ عفیفہ کسی کام کو جنگل کی طرف گئی مرد فاسق کو جب اس کے جنگل جانے کی خبر لگی تو یہ بھی پیچھے سے پہنچا اور آمادہ بد ہوا عفیفہ اس کو دیکھکر سہم گئی اور حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی طرف رجوع لائی اور فریاد کی یا حضرت اس وقت اس مرد فاسق سے میری عصمت بچائیے اس وقت حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ اپنی خانقاہ شریف میں وضو کر رہے تھے اپنی مریدہ کی کیفیت سے آگاہ ہو کر فوراً اپنی کھڑاؤں کو اشارہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ اس مرد فاسق سے میری مریدہ کی حفاظت کرو اور اس مردود کو کیفر کردار کو پہنچاؤ آپ کا یہ حکم پاتے ہی اڑ کر وہاں پہنچیں اور اس کے سر پر پڑنے لگیں یہانتک کہ اس مردود کا سر پھٹ گیا اور بیہوش ہو کر گر پڑا اور وہ عورت بعافیت تمام معہ ان کھڑاؤں کے خدمت میں حاضر ہوئی اور سب لوگوں سے اپنی سرگذشت بیان کی پھر آپ کے قدموں کو بوسہ دیکر اپنے گھر واپس آگئی
کرامت ابو المعالی کا بیان ہے ایک مرتبہ میں بہت سخت تنگ جنگل میں اونٹوں پر تجارتی مال بار کئے ہوئے پہنچا اتفاقاً اس جنگل [illegible] چار اونٹ معہ سامان کے گم ہو گئے ہر چند تلاش کی [illegible] رات دیر گئے [illegible] تو مجھکو حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ [illegible] کوئی مصیبت [illegible] اس [illegible] معہ سامان [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] نے [illegible] آپ [illegible] سپرد [illegible]
ایک [illegible] کی [illegible] عمر [illegible]
گیا [illegible] سپرد [illegible]
چنانچہ وہ لڑکا نیک بنا اور منزل مقصود کی طرف بڑھتا رہا۔

بائیسویں کرامت سیر العارفین میں حضرت [illegible] صاحب
محدث رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت غوث پاک محبوب سبحانی رحمتہ اللہ
علیہ کے پاس سو سو غلام [illegible] اور اسی وقت شرف بیعت سے مشرف
ہو [illegible] آنا نو [illegible] آپ کی برکت اور فیضان عالی سے کوئی زوال
[illegible] آپ کا ولایت [illegible] آپ باوجود ایسے کامل و اکمل ہونے
کے نہایت متبع شریعت اور بڑے ریاضت اور عبادت کرنے والے بہت
زیادہ نفلیں پڑھنے والے اور روزے رکھنے والے صدقہ اور خیرات تقسیم
کرنے والے نہایت منکسر مزاج تحمل فرمانے والے اور بہت ہی کم سونے والے
تھے آپ ہمیشہ روزے رکھتے اور باوضو رہتے تھے تمام عمر آپ کبھی قبلہ کی طرف
پیٹھ کرکے نہیں بیٹھے آپ کو خوشبو بہت پسند تھی جسم مبارک اور لباس طاہر
اور ہمیشہ خانقاہ شریف ہر وقت معطر رہتی تھی اور اکثر اپنی زبان در فشاں
سے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ

اگر ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

پنجگانہ فریضہ نماز کے علاوہ روزانہ دو ہزار رکعت نماز نفل کھڑے ہو کر ادا فرماتے
بعد نماز تہجد کے روزانہ ایک قرآن پاک ختم کرتے۔ اشراق چاشت اوابین
سنت قبل عصر اور سنت قبل عشا اور نوافل تحیۃ الوضو و تحیۃ المسجد کوئی آپ سے
کبھی نہ چھوٹتی تھی چالیس سال تک متواتر آپ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی
اور اس عرصہ میں کبھی آپ نے اپنی بستر سے پیٹھ تک نہیں لگائی چھت میں ایک
رسی لٹکی رہتی اور اس میں اپنے سر کے بال باندھ کر شب بیداری فرمایا کرتے یہ
اس لئے کہ نفس غافل ہو کر خواب کی طرف نہ مائل کرنے پاوے کبھی نماز میں اس قدر
طول قیام فرماتے کہ پائے مبارک ورم کر آتے تھے کثرت اشغال سے یہاں
تک نوبت پہنچتی کہ ایک ایک ہفتہ تک شکم مبارک غذا سے آشنا نہ ہوتا
خوراک بھی آپ کا اللہ کا ذکر تھا صرف دو شنبہ یعنی پیر کے دن دو چار
لقمے رزق حلال سے تناول فرمایا کرتے تھے آپ نے وجہ حلال سے کچھ زمین
خرید لی تھی اس میں آپ کے مرید کاشت کر دیا کرتے تھے جو غلہ اس میں
پیدا ہوتا اس میں سے روزانہ مغرب کے وقت تین روٹیاں پک کر آپ کی
خدمت میں آتیں آپ ان میں سے ایک روٹی خدا کی راہ میں خیرات کر دیتے
اور ایک روٹی ٹکڑے کر کے احباب و مریدین میں تقسیم فرماتے اور ایک [illegible]

سے [illegible] افطار فرماتے تھے آپ بہت اس کپڑا پہنتے [illegible] قدر [illegible]
[illegible] دست مبارک سے پہنا آپ اگرچہ بہت
بہت [illegible] کپڑے کا پہنتے تھے مگر اس کپڑے میں [illegible] پرانا ہو
جاتا تو کبھی کا [illegible] لیتے تھے [illegible] ایک [illegible] دن بہتر دو ہزار
دن [illegible] کو دیدیتے تھے [illegible] گھر میں [illegible] سب خیرات
کر دیتے تھے دوسرے دن کی فکر نہ فرماتے تھے غرض آپ بالکل تارک الدنیا
بالعرش عرش کے حضور ماسوائے اللہ سے بالکل بے تعلق رہتے تھے
پس اگر ایسی پاک ہستی اور مقدس ذات سے اگر مذکورہ بالا جیسی کرامات کا صدور
ہوا تو کوئی حیرت انگیز اور تعجب خیز بات نہیں ایسے برگزیدہ حضرات کے متعلق
اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بعض خاص بندے ایسے
بھی ہیں کہ جب وہ کسی خاص کام کے ہو جانے پر قسم کھا جاتے ہیں تو میں ان
کی قسم پوری کر دیتا ہوں میں ان کی کثرت نوافل سے ان کا ہاتھ ہو جاتا ہوں
جس سے وہ کام کرتے ہیں اور گرفت کرتے ہیں میں ان کے پیر ہو جاتا ہوں
جس سے وہ چلتے پھرتے ہیں میں ان کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتے
ہیں میں ان کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سوچتے ہیں پھر جو وہ چاہتے ہیں
وہ میں کر دیتا ہوں۔

بس اے برادران اسلام! ایسے بزرگان دین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین
کا ہر فعل اللہ کا فعل اور ہر قول اللہ کا قول ہوتا ہے۔ حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ
علیہ فرماتے ہیں سہ

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

یا اللہ پاک بطفیل اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ سرتاج انبیا صلے اللہ علیہ
وسلم و بحرمت و برکت حضرت غوث پاک محبوب سبحانی قطب ربانی سید
شاہ محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر حسنی حسینی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ راقم
مضمون کو اور اس مضمون کے چھپوانے والے اور چھاپنے والے اور کاپی
لکھنے والے اور پڑھنے والے اور سننے والوں اور ان کے علاوہ جمیع اتباع
حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی تمام حاجتیں دینی اور تمام دنیاوی جائز مرادیں
پوری فرما اور ہم تمام مسلمانوں کو شریعت اسلام کا متبع اور سچا مسلمان
بناوے اور قیامت کے دن اپنے خاص رحمت کے سایہ میں جگہ دینا اور
اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
نصیب کرنا آمین ثم آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ و
اولیاء امتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

مسلمان کی زندگی

(از حکیم مولانا عبدالله صاحب سندھی)

(۱) ان فی ذلک لذکریٰ لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید۔ جن کے دلوں میں حق بات کے قبول کرنے کی قابلیت ہے اور جو کان لگا کر دل سے حق بات کو سنتے ہیں ان نصیحتوں سے انھیں کو فائدہ ہوگا۔

(۲) من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون۔ جو عورت یا مرد ایمان لا کر اچھے کام کریگے تو ہم اسے دنیا میں اچھی اور پاکیزہ زندگی عطا کرینگے اور ان کے اچھے کاموں کے بدلے میں انھیں ثواب بھی دینگے۔

(۳) قل من حرم زینۃ الله التی اخرج لعبادہ والطیبت من الرزق قل ھی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ کہد و خدا کی بنائی ہوئی آسائش اور زینت کو (جو نعمت ہے) کس نے حرام کیا اور کھانے کی پاکیزہ چیزوں سے کس نے روکا ہے انھیں آگاہ کر دو کہ یہ تمام چیزیں دنیا کی زندگی ہی میں ایمان والوں کے لئے ہیں اور قیامت میں تو ان نعمتوں میں ان کا کوئی شریک نہیں وہ خالص انھیں کو ملینگی۔

قرآن اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ اسلام میں بدوحشی اور ترک دنیا کی تعلیم نہیں ہے وہ دنیا کو حکومت اور پالٹیکس کے اصول سکھا کر مذہب اور سیاست کو جوڑ دیتا ہے اس قسم کی آیتیں قرآن میں بیشمار ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آخرت کے ثواب کے ساتھ مسلمانوں سے دنیا کی عزت اور سلطنت کا بھی وعدہ فرمایا تھا بشرطیکہ وہ اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر قائم رہیں اور آپس میں مل کر رہیں قوم کی بہتری اور مذہب کی حفاظت اور اشاعت کو اپنی زندگی کا ضروری مقصد قرار دیکر جان و مال تک دریغ نہ کریں اور جو لوگ مسلمانوں کی ذلت اور بربادی کے معاملے میں اس خیال سے مطمئن ہیں کہ مسلمانوں کو جنت میں ذلت کے بدلے میں بڑے بڑے درجے ملیں گے۔ وہ یقیناً بڑے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں ان لوگوں نے غالباً یہ سمجھ رکھا ہے کہ اسلام ترک دنیا اور درویشی کی تعلیم دیتا ہے اور خدا نے گویا دنیا اور آخرت کو اس طرح کافروں اور مومنوں میں تقسیم کر دیا ہے کہ دنیا اور اس کی تمام دولت اور عزت تو کافروں کو دیدی اور جنت اور اس کی نعمتیں مسلمانوں کو عطا فرما دی ہیں اقبال سے

دلم سوزد بہ بے سامانی تو میکر می گوید
بہ کافر ایں جہاں دادند مارا عالمے دیگر

او پر کی آیات سے اس خیال کی غلطی آفتاب کی طرح روشن ہو جاتی ہے اگر یہ خیال صحیح ہوتا تو خدا ہمیں آخرت کے ساتھ بلکہ اس سے پہلے دنیا کی بہتری مانگنے کی دعا اس آیت میں نہ سکھاتا:۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ	اے ہمارے رب دنیا میں بھی بھلائی
وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا	عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہمیں آگ
عذاب النار	کے عذاب سے بچا۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن

چونکہ ترک دنیا کی خلاف فطرت تعلیم ہی انھی نے ان لوگوں کو جو ترک دنیا کے مدعی ہیں اس اصول کی اشاعت میں کامیاب نہیں ہونے دیا بلکہ انھیں میں بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ زبان سے دنیا اور اس کی عزت کو برا کہتے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ دل سے اسکے طالب ہوتے ہیں وہ جس قدر بھی دولت اور عزت حاصل کرنے کا موقع مل جاتا ہے اس میں کسی طرح کی کمی نہیں کرتے کاش وہ اس حقیقت کو سمجھ سکتے کہ دولت اور عزت بری نہیں ہیں بلکہ ان کا نشہ برا ہے جو شراب کے نشے سے بھی زیادہ انسان کو متوالا بنا دیتا ہے اور دولت بری نہیں بلکہ سرکشی، تکبر، غرور اور خدا کی نافرمانی بری ہے وہ مال نہ و لستغنا کا سب سے بڑا احسان ہو جس سے قوم اور مذہب کو فائدہ پہنچے اور موقع اور محل پر خرچ کیا جائے الغرض خدا اور بندوں کے حقوق کا پورا کرنا ہی ان تمام نعمتوں کا شکریہ ہے اور ان کا پورا نہ کرنا تمام برائیوں کی جڑ ہے اور اسی کی برائی کی گئی ہے ان حقوق کے پورا کئے بغیر مسلمان نہ دنیا میں عزت کے مستحق ہیں اور نہ آخرت کے۔

ترقی کے قوانین

یہ بالکل یقینی ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ تباہی اور بربادی ایک عذاب ہے جو اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر نہ چلنے کی وجہ سے ان پر نازل ہوا ہے یہ اصول کیا ہیں؟ آپس میں متحد ہونا ترقی کے تمام ان ذرائع سے کام لینا جن پر عمل کر کے دوسری قومیں ترقی کر رہی ہیں اور جن پر عمل کرنے سے مسلمان ان سے زیادہ حقدار ہیں ترقی نتیجہ ہے کوشش اور عمل کا آپس کی ہمدردی اور اتحاد کا بچوں کی تعلیم و تربیت کا باقاعدہ اور مستقل فنڈ قائم کر کے مذہبی اور قومی ضرورتوں کے انتظام کا دنیا میں اس سرے سے اس سرے تک چلے جاؤ اور ہر ہر قوم کی حالت کو جانچو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جتنی قومیں ان اصولوں کی پابند ہیں وہی دنیا میں باعزت ہیں اور جو ان اصول کی پابند نہیں وہ ذلیل و رسوا ہیں خاصکر مسلمان جو کبھی ان اصولوں کی پابندی میں یکتا تھے وہی آج سب سے زیادہ ذلت کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں ان کی اس گری ہوئی حالت نے اسلام کی تمام خوبیوں پر پردہ ڈال دیا ہے انھیں دیکھ کر مشکل یہ یقین آسکتا ہے کہ مسلمانوں ہی نے دنیا کو تمدن اور سلطنت کے اصول سکھائے تھے۔

البتہ مسلمانوں کی وہ چند سلطنتیں جو اپنی بربادی کے اسباب سے اچھی طرح واقف ہو کر ترقی کے اصولوں کی پابند ہوتی جاتی ہیں کسی قدر بہتر حالت میں ہیں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جب تک خدا کے اس مقرر کئے ہوئے قانون کے مطابق جو قوموں کے بننے اور مٹنے کا ہے مسلمان اپنی قومی اور اجتماعی حالت کو درست نہ کریں گے [illegible] بھی ترقی نہیں کر سکتے ہیں ان کی تمام نیکیاں اور اچھے عمل [illegible] زندگی کے بیکار ثابت ہوں گے

قوم کی مثال ایک درخت کی سی ہے اور وہ اصول جو ہم نے اوپر بیان کئے ہیں اس درخت کی جڑوں کی طرح ہیں ان اصولوں کے علاوہ دوسری نیکیاں بمنزلہ پتیوں کے ہیں جو لوگ یہ خیال رکھتے کہ درخت کی جڑوں کو پانی نہ ملائیں پتیوں کو ہرا رکھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی کوششیں رائیگاں جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمان بہت سی نیکیاں کرنے پر بھی دوسری قوموں کے مقابلہ میں ذلیل ہیں۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم	خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب
حتی یغیروا ما بانفسہم	تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔

جب لوگ اپنی حالت بدل ڈالتے ہیں تو خدا کی نعمت کے مستحق نہیں رہتے۔

ہلاکت سے بچنے کی تدابیر

یا ایہا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم

اے ایمان والو اگر تم خدا کے کاموں میں مدد کرو گے تو خدا تمہاری مدد کرے گا۔

(دنیا سے استفادہ)

وابتغ فیما اتاک اللہ الدار الاخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا واحسن کما احسن اللہ الیک خدا نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اسے خدا کی مرضی کے کاموں میں صرف کرو (اور تم سے یہ نہیں کہا جاتا کہ دنیا سے فائدہ نہ اٹھاؤ بلکہ مال و دولت سے اپنی ذات کے لئے بھی کچھ لے لو) اور اپنے دنیاوی حصہ کو بھی نہ بھلاؤ جس طرح خدا نے تم پر احسان کیا ہے تم لوگوں کے ساتھ احسان کرو اور خدا کی زمین پر فساد نہ کرو۔

(آخرت کا خیال)

ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ فنا ہونے والا ہے (ختم ہونے والا ہے) اور جو خدا کے پاس ہے وہی باقی رہنے والا ہے۔

(اشاعت اسلام)

ولتکن منکم امۃ یدعون	تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی
الی الخیر ویامرون بالمعروف	چاہئیے جو بھلائی کی طرف لوگوں کو
وینہون عن المنکر واولئک	بلائے اور اچھی باتوں کا حکم کرے اور
ہم المفلحون	بری باتوں سے منع کرے اور یہی

لوگ کامیابی حاصل کرنے والے اور چھٹکارا پانے والے ہیں۔

(تعلیم)

وما کان المومنون لینفروا	اور ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ سب مسلمان
کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ	نکل کھڑے ہوں اور یہ بھی نہیں ہو سکتا
منہم طائفۃ لیتفقہوا فی	کہ سب کے سب بیٹھے رہیں پھر ایسا کیوں
الدین ولینذروا قومہم	نہیں کرتے کہ ان کی ہر ٹولی میں سے
اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون	ایک جماعت دین میں سمجھ حاصل

کرنے کے لئے نکل کھڑی ہو اور علم حاصل کرنے کے بعد جب یہ جماعتیں گھر کو لوٹیں تو اپنی قوم کو وعظ و نصیحت کریں تاکہ اس طرح ان کی قوم منع کی ہوئی باتوں سے بچے۔

ان آیتوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک جماعت ہر زمانے کے مسلمانوں میں ضرور ایسی ہونی چاہیے جو علم دین میں کمال حاصل کرے یہ ایک ایسا فرض ہے جس کے انجام دینے کی صورت میں دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح ہے اور اس سے غفلت کا نتیجہ دنیا میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی اور آخرت میں عذاب و رسوائی ہے۔

اسلامی تعلیم اور مسلمان

یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات

خدا ایمان والوں اور علم والوں کے درجے بلند کرتا ہے۔

• مسلمانوں کے بچے اسلام کی پود ہیں اور ان کی غذا اسلامی تعلیم ہے اگر تم چاہتے ہو کہ اسلام کا درخت پھلے پھولے تو مسلمانوں کے بچوں کو کارآمد تعلیم دو جس قدر دولت اس پر خرچ کر سکتے ہو کرو اور اپنی تمام ضرورتوں سے اسے مقدم جانو اسلام کی محبت بچوں کے دلوں میں اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب وہ اسلام کی خوبیوں سے واقف ہوں اور واقفیت کا ذریعہ صرف تعلیم ہے۔ بچوں کے دلوں میں جب تک اسلام کی محبت اور اس کی واقفیت نہ ہوگی وہ اسلام کی ترقی کا باعث نہیں ہو سکتے۔

اگر تم اسلام کی ترقی چاہتے ہو تو سب مل کر مسلمانوں کے بچوں کو کارآمد تعلیم دو یقین رکھو کہ مسلمانوں کی ترقی اسلام کی ترقی سے وابستہ ہے اگر تم اسلام کی حفاظت اور اشاعت میں جان و مال سے مدد کرو تو یہ نیکی خود اپنی ذات کے ساتھ کرو گے اور اس کا پھل بھی تمہیں ملے گا ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلہا اگر تم بھلائی کرو گے تو اپنے لئے کرو گے اور اگر نقصان پہنچاؤ گے تو اپنے آپ کو یعنی خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔

بس اگر تمام خیراتوں اور صدقوں بلکہ شادی بیاہ اور غمی کے اخراجات کو بھی موقوف کر کے تم مسلمان بچوں کو کارآمد تعلیم دلا سکو تو جب بھی یہ سودا بہت ہی سستا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ مسلمان دولت صرف نہیں کرتے تو نا انصافی ہوگی وہ یقیناً بہت کچھ خرچ کرتے ہیں مگر ان کے خرچ کرنے کی اس سے زیادہ صحیح مثال نہیں دی جا سکتی کہ وہ درخت کی جڑوں کو پیاسا رکھتے ہیں اور پتیوں پر پانی چھڑکتے ہیں اور امید لگائے بیٹھے ہیں کہ ان کے پانی چھڑکنے سے درخت کی جڑیں بھی ہری رہیں گی یا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایک گرتی ہوئی اور کھوکھلی دیوار کو رنگ و روغن کر کے یہ خیال کر رہے ہیں کہ صرف رنگ و روغن ہی سے دیوار کی بنیاد مضبوط ہو جائیگی حالانکہ یہ خیال خام ہے۔

تعلیم کی تعریف

اس وقت ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے تمام جھگڑوں کو اسلام کی عزت بچانے کے لئے دلوں سے بھلا دیں آپس میں متحد ہو جائیں اور مسلمان بچوں کی تعلیم کا کسی نہ کسی طرح انتظام کریں تعلیم ایسی ہونی چاہیے جو بچوں کی کاہلی کو مٹا کر انہیں سست و بیکار نہ بنا دے کسی زبان کے پڑھ لینے کا مطلب نہیں ہے کہ طوطے کی طرح اسے غلط سلط پڑھ لیا جائے

مسلمانوں کو ایسے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ضرورت ہے جو عربی زبان میں نہایت قابلیت کے ساتھ بچوں کو تعلیم دے سکتے ہوں مذہب سے واقف ہوں عربی آمد پڑھنے [illegible]

قدرت حاصل ہو، جیسے انگریزی اور فرنچ پر حاصل ہوتی ہے یہی تعلیم یافتہ جماعت انگریزی اور فرنچ کے ذریعہ سے غیر مسلمانوں کو بھی اسلام کی خوبیوں سے واقف کر سکتی ہے۔

طلباء کی امداد کی ضرورت

بہت سے نوجوان کالج یا اسکول چھوڑ کر نوکری کی تلاش میں سرگرداں و پریشان ہیں اگر مسلمان متوجہ ہوتے اور انہیں یہ معلوم ہوتا کہ ان کی دولت کا صحیح مصرف کیا ہے تو انہی نوجوانوں سے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام اسلامی ممالک میں معلمین و مبلغین کی ایک ایسی قابل جماعت تیار ہو سکتی تھی جو عربی، اردو، انگریزی اور ہندی چاروں زبانوں میں تعلیم و تبلیغ کی خدمت انجام دیتی۔ اسی طرح ان ذہین اور قابل لڑکوں کو بھی جو اسکے برعکس بار کالجوں میں چلے جاتے ہیں اور مشرقی تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں اعلیٰ تعلیم دی جا سکتی تھی مدرسوں میں تو صرف وہی لڑکے رہ جاتے ہیں جو کند ذہن ہوتے ہیں یا اپنی بد شوقی کی وجہ سے اسکولوں میں ترقی نہیں کر سکتے اور یہ بھی چند دنوں میں مدرسہ چھوڑ کر معاش کی تلاش میں لگ جاتے ہیں۔

یہ یقینی ہے کہ سب لڑکے اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کریں، دین و دنیا کے تمام کاموں کے لئے اسباب مقرر ہیں کوئی کام بھی اللہ یا دہند بغیر اسباب کی تکمیل کے انجام نہیں پا سکتا اس قاعدے کے ماتحت انگریزی اور دیگر زبانوں کی طرف لوگوں کی توجہ اور رغبت کا اصل سبب یہ ہے کہ ان کی روزی اس سے بظاہر وابستہ ہے اور کالجوں اور اسکولوں سے انہیں کامیابی کی صورت میں انعام پانے کی امید ہوتی ہے یہ ایک فطری جذبہ ہے اس پر انہیں الزام نہیں دیا جا سکتا تمام دنیا کے کام کسی نہ کسی امید پر کئے جاتے ہیں جو لوگ صرف غریب طالب علموں اور ان کے والدین کو مذہبی اور مشرقی علوم حاصل نہ کرنے پر الزام دینے میں وہ غلطی پر ہیں، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ دنیا میں ایسے نامور لوگ بھی گذرے اور اب بھی خال خال کہیں پائے جاتے ہیں جنہوں نے باوجود اپنی غربت اور تنگدستی کے علمی کمالات حاصل

دنیا کو حیرت میں ڈال دیا [illegible] چند خشک روٹیاں کھا کر علم کو صرف علم کے لئے حاصل کریں محال ہے بیشک اس زمانہ میں جبکہ مسلمان عروج پر تھے غریبوں میں علم کے ایسے فدائی اور عاشق پیدا ہوتے رہتے تھے مگر اب یہ کام قوم کے بڑے لوگوں کا ہے کہ وہ زمانہ کی رفتار کو دیکھیں اور مسلمانوں کی اس ضرورت کا بندوبست کریں اور انہیں اس خطرہ سے بچائیں جو پوری قوم کو تباہی و بربادی کی طرف لیجا رہا ہے۔

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً
اس عذاب سے بچو جو صرف ظالموں کو نہیں پہنچے گا بلکہ سب کو گھیر لیگا۔

اگر غریب اپنی غربت کا دکھڑا روتے رہے اور مالدار اپنے فرائض سے اس طرح بیخبر اور غافل رہے تو خدا را تمہیں بتاؤ کہ کیا اسلام کی خدمت کے لئے آسمان سے فرشتے اترا کرینگے یا کوئی اور قوم پیدا ہوگی۔

امرائے ملت سے خطاب

اسلام کا درد رکھنے والو اور اسلام کو اپنی جان و مال سے زیادہ پیارا سمجھنے والو! خدا کے لئے اٹھو اور اسلام کی خبر لو اس وقت اسلام کو ایسے غریبوں کی ضرورت ہے جو جان نثار ہوں ایسے مالداروں کی ضرورت ہے جن کا مال و دولت اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہو۔

مالدار غریبوں سے زیادہ اسلام کی خدمت کے ذمہ دار ہیں کیونکہ انہیں کھانے پینے کی فکر بہرحال غریبوں سے کم ہی ہے۔ مالدارو! تم کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو علم دین پڑھاؤ اور اسلام کے دامن پر سے اس دھبے کو مٹا دو کہ یہ ہمیشہ فقیر اور مالداروں کے محتاج ہوتے ہیں اگر تم اپنے بچوں کو عالم نہیں بنا سکتے تو خدا کے ان حکموں کی تعمیل اس طرح کرو کہ غریب بچوں کی تعلیم میں اپنی دولت کا ایک حصہ صرف کرو اور زکوٰۃ یا اور دوسری آمدنیوں میں سے غریب ہونہار بچوں کو وظیفے دیکر پڑھاؤ ان کے لئے معقول تنخواہیں مقرر کرو ان کو عالم بناؤ تاکہ یہ تمہاری طرف سے اسلام کی خدمت کرنے کے قابل بن سکیں اور تمہاری دنیوی

القوۃ للہ جمیعا

از جناب مولوی ابوالفیض محمد محمود عالم صاحب فاضل الٰہیات [illegible]

اس سے پہلے کہ دنیا اسلام کے نور سے منور ہو، اسلام کی عالمتاب روشنی سے روشن ہو، اسلام کی ضیا پاشی سے عقل انسانی کی بارش سے سرسبز و شاداب تر و تازہ و کامیاب، ہماری انسان کی کیا حالت تھی، کیا صورت تھی کیا رنگ تھا، کیسی ظلمت و تاریکی چھائی ہوئی تھی، کس ضلالت و گمراہی، بربادی و تباہی کے دلدل میں پھنسا ہوا تھا، کس ذلت و خواری، محکومی و غلامی کے قعر مذلت میں گرفتار تھا!

وہی اشرف المخلوقات، وہی دنیا کی تمام چیزوں کا سردار، وہی کائنات عالم کا تاجدار، وہی ہر چھوٹے سے چھوٹے بڑے سے بڑے بہتر سے بہتر اچھے سے اچھے اعلیٰ سے اعلیٰ ادنیٰ سے ادنیٰ کل جاندار زندہ و خونخوار پر قبضہ رکھنے والا انسان اس حال میں تھا کہ وہ دنیا کے ذرہ ذرہ ریزہ ریزہ قطرہ قطرہ کو خدا سمجھتا تھا، جنگل کے ہر بڑے درختوں، گلشن کے ہر حسین و چمکتے ہوئے پھولوں، لہلہاتے ہوئے غنچوں، مسکراتے ہوئے کلیوں، شبنم کے چمکتے ہوئے قطروں، دریا کے لہروں، گنگا جمنا کی موجوں، کو اپنا پرمیشور خیال کرتا تھا، زمین کا ہر خوفناک حشرات کیڑا مکوڑا اس کا معبود تھا، پہاڑ کا ہر کالا اجلا نیلا پیلا پتھر اس کا مسجود تھا، وہ ہر موذی سرکش، زبردست طاقت کو اپنا دیوتا سمجھتا تھا۔

وہ سانپ بچھو کیڑے مکوڑے کو پوجتا تھا کہ یہ سب دیوتا تھے وہ ہر چھوٹی چھوٹی نہروں بڑے بڑے دریاؤں گنگا جمنا کی موجوں کو پوجتا تھا کہ دریا دیبی تھی، وہ پہاڑ کے پتھروں کی پرستش کرتا تھا کہ پتھر دیوتاؤں کا مسکن اور اوتاروں کا وطن تھا، وہ آگ کو پوجتا تھا کہ کہیں اگنی دیوی تھی کہیں خدا کا مظہر تھی۔

وہ ستاروں کی پرستش کرتا تھا کہ وہ حکمران عالم تھے وہ چاند اور سورج کو پوجتا تھا کہ نیر کبیر تھے۔ وہ حیوانوں نباتاتوں جمادات کی پوجا کیا کرتا تھا کہ بعض ہم انسانوں سے زیادہ طاقت تھے اور بعض دیکھنے بھالنے میں خوفناک و مہیب اور بعض صورت شباہت میں مختلف الالوان اور حسین تھے انسانوں کو اس لئے پوجتا تھا کہ خدائے پروردگار کے اوتار تھے۔

ہندوستان جو علوم ریاضیہ کا سرچشمہ تھا پتھروں اور مورتوں حسین و خوبصورت چیزوں کا بندہ بن رہا تھا یونان جو علوم عقلیہ کا مرکز تھا جہاں کے لوگ عقل پر نازاں تھے عقل ہی کو رہبر و پیغامبر سمجھتے تھے طرح طرح کے دیوتاؤں کا مسکن تھا، مصر و بابل جو علم ہیئت فن تعمیر کے سب سے پہلے معلم تھے ستاروں کے ہیکل سے آباد تھے دنیا ایسی اندھیری و تاریکی و بربادی میں گری پڑی تھی کہ کہیں روشنی کا پتہ نہیں چلتا تھا یعنی ذلت و خواری کے [illegible] نظر نہیں آتا تھا، دنیا والے اپنے [illegible] آقا اپنے مالک اپنے رازق اپنے خالق

کیا یہ بھول بیٹھے تھے کہ فرشتے ان دنیا داروں کی حالت دیکھکر عش عش کر رہے تھے الست بربکم قالوا بلیٰ کے وعدہ خلافی پر طعنہ زن تھے ہر طرف ذلت و خواری کا بادل منڈلا رہا تھا ہر طرف تباہی و بربادی کی گھنگھور گھٹا چھا رہی تھی، دنیا والوں کی وہ ضمیر جس میں کچھ برائے نام زندگی باقی تھی ملامت کرنے لگی، دنیا والوں کے برباد شدہ دل تباہی و بربادی ذلت و خواری سرکشی و طغیانی پر نادم و پشیمان ہوکر اپنے گذشتہ مظالم کی فریاد کرنے لگے اور ہر گوشے ہر کوچے ہر محلے سے یارب ارحم ارحم کی صدا بلند ہونے لگی جب خداوند عالم کو اپنی بندوں کا خیال آیا تب غیرت ربانی نصرت رحمانی بھٹکتے ہوئے مسافروں بھولے ہوئے راہیوں کی رہبری و بندہ پروری کے لئے بے نقاب ہوکر نصرت و فتح و کامرانی کا پیام سنانے کے لئے کمربستہ ہوگئی ایک آتش پرست بت تراش بت فروش کے گھر میں اس مسلم خدا پرست کو ظاہر کیا جس نے رات کو جگمگاتے ہوئے ستاروں ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کا نیلگوں آسمانوں کو حسین و خوبصورت روشن و منور کرتے ہوئے زیب و زینت دیتے ہوئے دیکھکر کہا کہ یہ میرا خدا ہے،

لیکن جب جگمگانے والے ستارے اور روشن کرنے والے چراغ زینت دینے والے تھے چھپ گئے تو اس نے کہا کہ میں چھپنے والوں تھوڑی دیر میں گر جانے نازل فنا ہونے اور چھپنے والوں کو خدائی کے لئے پسند نہیں کرتا۔

پھر ایک ایسا چراغ دیکھا جو روشنی میں ان ٹمٹماتے ہوئے چراغوں سے زائد خوبصورتی میں ان جگمگاتے ہوئے ستاروں سے بڑھکر اس روشن چاند نے اپنی پوری روشنی سے برآمد ہوکر شب تاریک کے ظلمت و تاریکی کو دور کرکے صفحۂ آسمان کو چمکا دیا جب اس روشنی پر نظر پڑی تو پکار اٹھا کہ یہ میرا خدا ہے۔

جب چاند بھی نظر سے غائب ہوگیا اور اس کی روشنی بھی مدھم پڑ گئی تو کہنے لگا کہ وہ شے جو روشنی میں دوسرے کا محتاج ہو جس کی زندگی کا قیام ہو نہ دوام ایسے بے ثبات شے کو میں معبود نہیں کہتا پھر دن کو آفتاب ذرہ نواز اپنے آب و تاب چمک دمک شان و شوکت سے رات کی تاریک چادر کو پھاڑتے اور سونے والوں کو خواب غفلت سے جگانے اور منتظر مراد کو پیام کامرانی سنانے اور منزل مقصود کے راستے دکھاتے ہوئے نمودار ہوا جب دیکھا کہ آفتاب کے طلوع ہوتے ہی سونے والے اپنے بستر سے اٹھ بیٹھے کاروباری اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوگئے اندھیرے گھروں میں روشنی ہوگئی دنیا میں چہل پہل کے آثار نمایاں ہونے لگے دنیا کی تمام چیزیں منور ہوگئیں مغموم دلوں کو مسرت کا پیغام سنانے لگا بھٹکے ہوئے قبیلوں کو منزل مقصود پہنچانے لگا اور غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس میں دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ صفات

چمکتا ہوا یہی روشن سورج میرا خدا ہے یہی میرا معبود ہے یہی مسجود ہے یہی میری عبادت کے لائق ہے اسی میں ربوبیت کی شان جھلک رہی ہے اسی میں حی و قیوم کی خو جھلک ہے اسی میں الوہیت و عظمت کی چمک دمک ہے دنیا کا دارو مدار اسی فیض و نور پر ہے اسی کے ضیا پاشی سے دنیا کی ہر چیز دنیا کا ہر خطہ ہر گوشہ ہر چپہ روشن ہے دنیا کا کاروبار عالم کا نظام عام اسی کے ماتحت ہے، لیکن جب اس کا رنگ بھی متغیر ہونے لگا اور ہر طرف چیزوں پر تاریکی و تیرگی چھانے لگی، تدریجاً متغیر ہوتے ہوتے خود بھی نظر سے غائب ہو گیا تو اس سچا خدا پرست نے اپنی قوم کو مخاطب کیا کہ اے قرب و جوار کے رہنے والوں ایک ساتھ کے بسنے والوں جن کو تم خدا کا شریک بنائے ہو جن صورتوں کو تم خدا سمجھتے ہو جن مورتوں کو تم دیوتا مانتے ہو جن درختوں پہاڑوں دریاؤں کو تم اوتاروں کا مسکن اور اپنا معبد جانتے ہو جن درندوں خونخوار مخلوق غلاموں کو آقا اور مالک سمجھ کر سر نیاز خم کرتے ہو جن بے دست و پا کو تم اپنا ماوی و ملجا سمجھتے ہو جن محتاج دیوتاؤں اور دیویوں کو اپنا معین و مددگار کریم و کارساز فریادرس و مددگار ٹھہرائے ہو میں ان تمام باطل خود ساختہ خود آراستہ معبودوں سے بری ہوں ؎

جو خود محتاج ہو دوسرے کا بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا

میں تمام جھوٹے معبودوں سے منہ پھیر کر اس سچے پروردگار معین و مددگار ستار غفار بخشندہ و قدرت گار کی طرف رخ کرتا ہوں گردن اطاعت جھکاتا ہوں جس نے ہم کو تم کو تمہارے باطل معبودوں مسجودوں دیوتاؤں اوتاروں دیویوں دنیا کی تمام چھوٹی بڑی چیزوں کو اپنے دست قدرت سے صرف کن کے اشارے سے عالم وجود میں لایا جس نے آسمان و زمین کو بلا کسی ستون بلا کسی میخ بلا کسی رسی و چوب کے صرف اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کر کے چاند اور سورج سے مزین فرما کر اپنی وحدت و اپنی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ ظاہر فرمایا جس نے ایک نقطے سے ظلمت میں نور پیدا کیا جس نے دونوں کے نام رکھے جس نے صبح کو رات سے جدا کیا، جس نے سمندر کی لہروں کو ایک دوسرے سے الگ کیا جس نے عناصر عنصر زمین، سمندر، آگ اور پانی اور تمام عالم پیدا کئے اور ان ہی کے ساتھ ان ہستیوں کو بنایا جو ان سے راحتیں حاصل کرتی ہیں جب اس نے ایسی خوشنما اور دلفریب چیزیں پیدا کیں کہ انسان دیکھتے ہی فریفتہ ہو جاتا ہے، جو بے دست و پا جانوروں کے منہ میں بلا چلے پھرے آپ کے آب و دانہ پہنچاتا ہے ؎

چناں پہن خوان کرم گسترد کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد

جو دوست و دشمن کافر و مومن ہندو مسلم کو ہمیشہ رزق دیتا اور باوجود معصیت و نافرمانی بددینی و سرکشی کے کسی کی روزی کو بند نہیں کرتا ؎

ادیم زمیں سفرۂ عام اوست بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

میں اس ذات وحدہ لاشریک کو خدا سمجھتا ہوں جو سارے عالم کا پیدا کرنے والا معین و مددگار رب ہے میں اسی معبود حقیقی کو اپنا معبود جانتا ہوں جو نہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا ہے نہ کسی چیز میں دوسروں کا محتاج ہے نہ اس کے بال بچے ہیں نہ کسی کا باپ ماں ہے نہ کوئی اس کا رشتہ دار ہے نہ کوئی اس کا

شریک ہے اس جیسا کوئی نہیں ہے وہ یکتا ہے بے مثال ہے میں اس خدا کو خدا سمجھتا ہوں جو سب سے بہتر تمام معبودوں سے افضل تمام دیوتاؤں سے اشرف ہے جو مالک ہے جو تمام مالکوں کا مالک تمام آقاؤں کا آقا تمام بادشاہوں کا بادشاہ و تمام مولاؤں کا مولا ہے میرا خدا شریک کرنے والوں کی شرکت سے پاک عیب لگانے والوں کے عیب سے صاف وہم و گمان و خواب و خیال سے منزہ و بری الذات ہے۔

یہ پہلا دن تھا جب اسلام نے حقیقت انسانی سے پردہ اٹھایا گم گشتگان راہ کو سیدھا راستہ بتایا غلاموں کو آزادی کا سبق دیا جھوٹے معبودوں کے پوجنے والوں کو سرنگوں بنایا بت پرستوں کے دلوں کو معبود حقیقی کے جلوے سے منور فرمایا اور اس نے بتایا کہ اے انسان تو مخلوقات کا بندہ نہیں حیوانات و نباتات و جمادات وغیرہ کا غلام نہیں تو تمام مخلوقات کا آقا ہے، تمام چمکتے ہوئے ستاروں ماہتاب کی شعاعوں آفتاب کی کرنوں سے بڑھکر ہے، خوشبودار پھولوں رنگدار کلیوں دلآویز پھولوں سے بہتر سے بہتر ہے تو ان چیزوں کیلئے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ تمام کائنات عالم تیرے غلام بنائے گئے ہیں درند پرندے چرندے سانپ بچھو کیڑے مکوڑے ہر چھوٹی بڑی چیزیں بیش بہا نعمتیں صرف تیرے لئے ہیں تیری غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں تیری محکومی کے دم بھر رہے ہیں تیرے عیش و آرام راحت و اطمینان کے لئے ہیں تیری زندگی کو زیب و زینت سے مزین کرنے کے لئے ہیں تو تمام مخلوقات سے اشرف اور تیری ذات ان تمام ہستیوں سے ارفع ہے۔

تو صرف خالق مخلوقات پروردگار کائنات رزق رساں انسان و جنات تروتازگی و بالیدگی بخشندہ جمادات و نباتات کا بندہ ہے عبادت کرنے والا ہے، پرستش کرنے والا ہے، تو صرف اس خدا و ندعالم کا غلام ہے جس کے قبضہ قدرت میں لیل و نہار ہے جس کے اشارے پر دنیا کی تمام چیزوں کی حیات و موت کا دارو مدار ہے جس کے ماتحت تمام عالم کا نظام ہے۔

اے انسان اشرف المخلوقات تو ذات واحد معبود حقیقی کے سوا تمام مخلوقات عالم کا سردار ہے ہر تو ان کا آقا ہے ان کا مالک ہے ان کا نگراں ہے ان کا سرپرست ہے ان کی زمام تیرے ہاتھ میں ہے ان کا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا تیرے اختیار میں ہے۔

حیف صد حیف ان انسانوں پر کہ جو ان کے غلام ہیں ان کو اپنا خدا بناتے ہیں ان کو اپنا معبود و مسجود سمجھتے ہیں ان کے آگے غلامی کی گردن جھکاتے اور اپنے سر نیاز کو اس کے دربار میں خم کرتے ہیں و لقد کرمنا بنی آدم وحملنٰھم فی البر والبحر ہم نے انسان کو عزت اور بزرگی بخشی اس کو خشکی اور تری میں سواری دی الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض تم نہیں دیکھتے کہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں تمہارے لئے خدا نے مسخر کر دی ہیں۔

انسان کی آنکھیں کھولدیں اور بتلا دیا کہ تو دریا کا دیوتا نہیں ہے کہ وہ تیری عبودیت کا ایک خانہ ہے تو حیوانات کو دیوتا نہ سمجھ جو تیرے ہی کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں آگ دیوی نہیں بلکہ وہ تیرے [illegible]

[illegible] کے آنسو [illegible]
[illegible] ستارے [illegible] تیرے [illegible]
[illegible] ہیں۔

مسخر لکم البحر لتجری الفلک فیه بامره ولتبتغوا من فضله — دریا کو مسخر کر دیا تاکہ اس میں خدا کے حکم سے کشتیاں [illegible] وهو الذی سخر البحر لتاکلوا منه لحما طریا وتستخرجوا منه حلیة تلبسونها وتری الفلک مواخر فیه ولتبتغوا من فضله ولعلکم تشکرون — خدا وہی ذات قدوس ہے جس نے دریا کو مسخر کر دیا تاکہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے اپنی زینت کی اشیاء نکالو اور اس میں تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں پانی کو پھاڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں تاکہ تم اس سے خدا کی برکت تلاش کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔"

تو حیوانات کو دیوتا یا اوتار یا پرستش [illegible] مت سمجھ کیونکہ حیوانات تیرے ہی فائدے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں وجعل لکم من الفلک والانعام ما ترکبون لتستووا علی ظهوره ثم تذکروا نعمة ربکم اذا استویتم علیه وتقولوا سبحان الذی سخر لنا هذا وما کنا له مقرنین کشتی اور جانور تمہارے لئے پیدا کئے تاکہ تم ان کی پیٹھ پر سوار ہو پھر اپنے خدا کے احسان کو یاد کرو اور کہو پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے مخلوقات کو مسخر کر دیا ہم اپنی قوت سے اس کو مسخر نہیں کر سکتے تھے۔"

آگ دیوی نہیں آگ میں خدا کا مظہر نہیں آگ میں خدا کا جلال و جمال نہیں وہ تو تیری ضروریات کے لئے پیدا ہوئی ہے۔

والذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا — وہ پروردگار ہے جس نے سبز لکڑی سے تمہارے لئے آگ پیدا کی۔

پہاڑ دیوتاؤں کا مسکن اور وطن کیسے ہو سکتا ہے پہاڑ تو خود ہی انسان کے تابع اور خدا کی تسبیح خواں ہے۔

انا سخرنا الجبال معه یسبحن بالعشی والاشراق — ہم نے پہاڑ کو مسخر کر دیا تاکہ صبح و شام خدا کی تسبیح و تہلیل کریں۔"

تو آفتاب ماہتاب ستارے وغیرہ کو خدا کیوں سمجھتا ہے حالانکہ وہ تیرے ہی فائدہ کے لئے ہیں وسخر لکم الشمس والقمر دائبین۔ تمہارے لئے آفتاب ماہتاب کو مسخر کر دیا جو حرکت کرتے ہیں:

اے نافہم انسان تو کیوں خدا کے سوا اوروں کی طرف دست امید بڑھاتا ہے تو کیوں [illegible] اونچی چیز کی طرف جھکتا ہے؟ کیوں اپنی تمناؤں کا زینہ کمزور [illegible] بناتا ہے؟ کیوں اپنی کامیابی و فتحیابی کا منزل مقصود شئی مفقود و موہوم کو سمجھتا ہے؟

کیا تو ان میں سے بعض سے بہتر اور بعض کے برابر نہیں ہے تو کیوں خدا کے سوا اوروں سے ڈرتا ہے کیوں دنیا کے معاملہ میں اپنے دین مبین کو خیرباد کہتا ہے کیا وہ بھی تیری ہی طرح [illegible] قادر مطلق کو چھوڑ کر کسی سے حاجت روائی کی درخواست [illegible] خدائے تعالے [illegible] نہیں۔

[illegible] ایک ہے [illegible] صفات [illegible] کی طرف ہاتھ پھیلانا ہے ایک کا ہے جس کے آگے [illegible] جس سے دنیا ہے جس کے آگے گڑگڑانا ہے ایک ہی ہستی ہے جس [illegible] سے بالاتر [illegible] ایک ہی ہے جس سے حاجت برآری کی [illegible] ہو۔

خیال کرو اور سوچو اگر خدا تعالے تجھے مصیبت پہنچانا چاہے تو کیا وہ معبود روک سکتے ہیں! ہرگز نہیں۔

ہاں کہہ دو کہ خدا ہی کارساز کافی ہے خدا تعالے کے ماننے والے صرف اسی کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں اور اسی کی ذات پر بھروسہ کرنے والے ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں ومن یتوکل علی الله فهو حسبه

پس جو خدا تعالے کا ماننے والا اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ماننے والا اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا کرنے والا ہے وہ مسلم ہے جو مسلم ہے وہ خوددار ہے جو خوددار ہے وہ صاحب وقار ہے جو ذی وقار ہے وہ قابل احترام ہے جو قابل احترام ہے وہ دنیا کا سردار ہے جو دنیا کا سردار ہے وہ مملکت کا بادشاہ عزت کا تاجدار ہے العزة لله ولرسوله وللمومنین عزت صرف خدا کے لئے ہے اس کے رسول کے لئے ہے مسلمانوں کے لئے ہے۔

اسلام خدا کے سوا کسی کے سامنے سر جھکانے کی اجازت نہیں دیتا اسلام معبود حقیقی کے سوا کسی کو معین و مددگار بنانے کا حکم نہیں دیتا اسلام بجز قادر مطلق کے کسی کے دروازہ پر ہاتھ پھیلانے نہیں دیتا اسلام بڑے سے بڑے رمال نجومی ساحر جادوگر کی اتباع نہیں کرنے دیتا خدا کے برتر کے سوا کسی سے نہیں ڈراتا اس لئے کہ اسلامی عقائد یہ ہیں:-

خدائے قیوم کے سوا نفع و ضرر فائدہ و نقصان کسی کے ہاتھ میں نہیں ہر طاقت و قوت کا وہی مالک ہے مخفی اور ظاہری دعاؤں کا سننے والا ہر پوشیدہ اور غیبی باتوں کا جاننے والا وہی ہے دنیا کی تمام حکومتوں کا عنان صرف اسی کے دست قدرت میں ہے عطائے موت و حیات نفع و ضرر اسی کا کام ہے انسان کی طرح دنیا کا ذرہ ذرہ اسی کے حکم کے منتظر ہیں بغیر اس کی مرضی کے زمین کی کوئی چیز جنبش نہیں کر سکتی بغیر اس کے حکم کے درخت کا ایک پتہ بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں گر سکتا۔

نبارد ہوا تا نگوئی ببار — نیارد زمیں تا نگوئی بیار

اسلام کا اساس اولین توحید ہے اسلام کی پہلی تعلیم استحکام وحدت ہے تمام انبیاء کرام اولوالعزم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا مقصد صرف خدا کے بندوں کو غیروں کی پرستش سے چھڑا کر ظلمت و تاریکی سے نکال کر روشنی میں کھڑا کرنا تھا۔

اسلام سکھاتا ہے کہ صرف خدا کو مانو اور صرف خدائے برتر کے آگے جھکو اسی سے مدد مانگنی چاہیئے اور اسی کی اعانت پر اعتماد کرنا چاہیئے ایاک نعبد و ایاک نستعین جس طرح خدا کی ذات کو ایک ماننا توحید میں داخل ہے اسی طرح اس کی صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک کرنا جزو توحید ہے۔

پس خدا کے سوا کوئی نہیں جس کا حکم انتہائی حکم ہو جس کا فیصلہ

قطعی فیصلہ ہے کوئی نہیں جو عاجزی و تذلل کا مستحق ہو کوئی نہیں جس کی جبروت و عظمت آگے چون و چرا کی گنجائش نہ ہو اور کوئی نہیں جو قلب سے اس کو خوف کرنے کے لائق ہستی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خیر الامم بنایا اور دنیا میں اپنی نیابت اور خلافت بخشی پس اپنے درجہ کو ہر مسلمان محسوس کرے اور افسردگی و پست ہمتی و خوف و مرعوبیت کی جگہ اپنے اندر بلندی و خودداری طاقت و استحکام پیدا کرے۔

اسلام ان کے لئے ایک جامع اور اکمل قانون لیکر آیا اور انسانی اعمال کا کوئی ضروری شعبہ ایسا نہیں جس کے لئے مشعل راہ نہ ہو وہ اپنی توحید کی تعلیم میں نہایت غیور ہے اور یہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی چوکھٹ پر جھکنے والے کسی دوسرے کے دروازے کے سائل بنیں وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ ہمارے ماننے والے کسی دوسرے سے خوف کھائیں وہ کبھی نہیں دیکھ سکتا کہ ہم کو چاہنے والے کسی محتاج و بے طاقت شے کی طرف رجوع کریں اور اس سے مدد مانگیں۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ شدائد و خطرات کا مہیب دیو اس مسلم کو خوفزدہ بنا سکے جس کا قلب مطمئن خدائے برتر کے سوا کسی سے خائف نہیں کیونکر ممکن ہے کہ خوف و ہراس اس دل پر قبضہ کر سکے اور مغروروں و متکبروں خود پرستوں و خود داروں کی ہیبت و عظمت جابروں کا قہر و غضب فرعونوں کا جاہ و جلال تیغ و سنان مرعوب بنا سکے جس کی نظر میں یہ سب ایک مشت گل اور ایک عضو معطل سے زیادہ نہیں ہے پھر کیا یہ سچ نہیں کہ الحمیة فی المسلم العزة للہ جمیعا صرف اسلام کا سبق ہے اسی لئے مسلم فطرتاً خوددار ہے کیا یہ سچ نہیں ہے کہ مسلم مذہباً حر اور آزاد ہے کہ خالق عالم خدائے برتر کے سوا کسی کو خدا نہیں سمجھتا خدائے تعالیٰ کے سوا کسی کے نزدیک عبادت کے لئے نہیں جھکتا، قادر مطلق کے سوا کسی کو امیدوں کا پورا کرنے والا تمناؤں اور مرادوں کا بر لانے والا کامیابیوں اور فتحیابیوں سے کامیاب و فتحیاب بنانے والا نہیں سمجھتا۔

اے زمانہ کے مسلمانو! جب اسلام خدا کے سوا کسی کو معین و مددگار نہیں بناتا کسی کے آگے جھکنے کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ خالق برحق کی بندگی کے سوا آزادی کا سبق پڑھاتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم آج ہر چھوٹی بڑی ہستیوں کے غلام بنتے ہوئے ہو پہاڑ و درختوں کے آگے سر نیاز خم کرتے ہو کیا سبب ہو کہ اسلامی تعلیم کو فراموش کر بیٹھے ہو کیا وجہ ہے کہ دوسرے کے در کے بھکاری بنے ہوئے ہو در بدر ٹھوکریں کھا رہے ہو جہاں جاتے ہو بجز ناکامی کے کچھ نہیں پاتے ہو جدھر رخ کرتے ہو ذلیل و خوار ہوتے ہو جس کو اپنے درد کا درماں اور اپنے مرض کا مسیحا سمجھتے ہو ان سے بجز محرومی و محزونی مرض میں ترقی و افزونی کے کچھ نہیں ملتا جس کے ساتھ دوستی و محبت کا دم بھرتے ہو اس سے دشمنی و عداوت کا پیغام سنتے ہو، کچھ سوچا تو سمجھو اس کا کیا سبب ہے؟ صرف دربار خدائی کے چھوڑنے تعلیم ربانی ارشاد رحمانی سے منہ موڑنے کا نتیجہ ہے کہ در بدر رسوا و ذلیل اداس و غمگین پھرتے ہو اور ہر کس و ناکس سے ٹھوکریں کھا رہے ہو۔

عزیزیکہ ہر کہ از درش سر بتافت — بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت
کسانیکہ زیں راہ برگشتہ اند — بر فتند بسیار سرگشتہ اند

خلافت نہیں ہے سرکے [illegible] کہ ہر [illegible] مستقل [illegible] مسلمانوں کے لئے تمام اطراف عالم میں ایک ہی راستہ ہے جو [illegible] ہے اور ایک ہی [illegible] ہے جو لغزشوں سے بچا سکتی ہے ایک ہی رہنما ہے جو منزل مقصود تک پہنچا سکتا ہے ایک ہی ذات ہے جو تمام آفتوں اور مصیبتوں تکلیفوں اور اذیتوں سے بچا کر عیش و آرام راحت و اطمینان کے باغ میں لیجا کر مسرور و شاداں بنا سکتی ہے۔

یہ وہی ذات والا صفات مجمع خوبی و برکات مخزن انوار و تجلیات ہے جو کبھی کوہ سینا پر تجلی حق بنکر چمکی کبھی فاران کی چوٹی پر ابر رحمت بنکر نمودار ہوئی کبھی غار ثور میں لاتحزن ان اللہ معنا کی صدا میں تھی کبھی بدر کے کارزار ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم کے پیغام میں تھی کبھی احد کے دامن میں وکان حقا علینا نصر المومنین کی بشارت میں تھی۔

اور آج بھی ایک بھٹکے ہوئے مسافر تھکے ہوئے قافلہ لٹے ہوئے کارواں دم توڑتے ہوئے مریض ڈوبتی ہوئی کشتی اور ایک برباد شدہ انجمن اور ایک برہم شدہ سوسائٹی کے لئے امید کا آخری سہارا اور مریض کا آخری اور ڈوبتی ہوئی کشتی کی آخری نجات اور زندگی کی آخری روشنی ہے۔

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ءالہ مع اللہ قلیلا ما تذکرون امن یھدیکم فی ظلمات البر والبحر ومن یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ ءالہ مع اللہ تعالی اللہ عما یشرکون کون ہے کہ جب ایک مضطر اور بے قرار روح اسے پکارتی ہے تو اس کی فریادوں کو سنتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے اور کون ہے کہ اس نے تم کو زمین پر اپنا نائب بنایا اور اس کی وراثت بخشی کیا خدا کے سوا کوئی اور ہے؟ پھر بتلاؤ کون ہے جو خشکی اور تری کی تاریکیوں میں ہدایت کرتا ہے اور باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بشارت کے لئے بھیجتا ہے کیا خدا کے سوا کوئی دوسرا ہے۔

دنیا میں جب کبھی کسی قوم نے اصلاح حیات کی کوئی منزل طے کی جب کبھی انسان نے ترقی کے زینہ پر قدم رکھا ہے جب اپنی تمناؤں اور مرادوں کو پایا ہے جب اپنی حسرتیں نکالی ہیں جب اپنے دامن مراد کو گل مقصود سے بھرا ہے تب تب صرف اسی دست قدرت کی رہنمائی اور اسی ذات واحد کے پرچم کے نیچے آنے اور اسی قادر مطلق کی تعلیم کی برکت کی وجہ سے دنیا میں عزت و عظمت حاصل کی اور جو اس کی رہنمائی میں آگیا اور اس کی تعلیم کو مشعل راہ بنایا جس پر اس کے ابر کرم کی بارش ہوگئی جس کے باغ میں اس کے باران رحمت کی آبپاشی ہوگئی پھر اس کے لئے ضلالت و گمراہی کہاں تیرگی و تاریکی کہاں اس کے لئے محکومی و غلامی کہاں اس کے لئے بربادی و تباہی ذلت و خواری مفلسی و ناداری کہاں اس کے لئے در بدر ٹھوکریں کا کھانا کہاں۔

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ فویل للقاسیة قلوبھم من ذکر اللہ خدا جب کسی شخص کو راہ راست پر چلانا چاہتا ہے تو اس کے دل کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور [illegible]

[illegible] سامنے [illegible] قوموں [illegible] کے [illegible] سخت ہو گئے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ خود مسلمانوں کے پاس کوئی دستور العمل قواعد [illegible] ترقی کے لئے ہے یا نہیں؟

قبل اس کے کہ اس سوال کا جواب آپ کے سامنے آئے مجھے حسرت و افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج مسلمانوں کے سامنے غیر قوموں کی جدوجہد کے سوا کوئی دوسرا نمونہ نہیں ہے وہ بھی اپنی ترقی کا منتہا المنتہی صرف یہی سمجھتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح غیر قوموں کے قدم بقدم چلنا سیکھ جائیں غیر قوموں کا رنگ ڈھنگ رفتار گفتار کردار ہم میں آ جائے بیشک آجکل اگرچہ اسلامی نقطہ نظر سے ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا مسلمانوں کے لئے عبرت اور تنبیہ کا سب سے بڑا سبق بڑھتے ہوئے قوموں کی سیاسی چال سیاسی اعمال میں ہے اور بڑی بدبختی یہی تھی کہ آجتک اس سے عبرت نہیں حاصل کی گئی۔

لیکن پیروان امامِ مبین قرآن مجید فرقانِ حمید کے لئے اس سے بڑھکر کوئی مذہبی موت نہیں ہو سکتی کہ اعمالِ زندگی کے ایک ایک ضروری شعبہ میں ان کو اسلام تعلیم دینے سے مجبور و لاچار ہو گیا اور اس کی طرف سے مایوس ہو کر ایک دوسری قوم کے دسترخوان کی جنجھوڑی ہوئی ہڈی پر للچانا پڑے۔

منزہ عن شریک فی محاسنہ … فجوهر الحسن فیه غیر منقسم

وہ اپنے تمام محاسن اور کمالات میں فرد اور یگانہ ہے اس لئے اس کے جوہر حسن میں تقسیم نہیں ہو سکتی ہمارے نزدیک اسلام کے دامن تقدیس پر اس سے بڑھکر کوئی بدنما دھبا نہیں ہو سکتا کہ انسانی حریت اور ملکی فلاح کا سبق مسلمان با وجود ان تبیانا لکل شیء و لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین کے دوسری قوموں سے لیں۔

اگر غائر دیکھا جائے تو اسلام کی روشنی میں یہ نظر آتا ہے کہ جس طرح اسلام کا خدا اپنی ذات و صفات میں وحدہٗ لاشریک ہے کوئی ہستی اور وجود اس میں شریک نہیں اسی طرح اس کا قرآن کریم اپنی جامعیت اور کمال تعلیم میں وحدہٗ لاشریک ہے اور بالکل اسی طرح اس کا لانے والا رسول کمال انسانیت و تعبد اور قوائے نبوت و اصلاح میں بھی وحدہٗ لاشریک ہے ان کے صفات و خصائص میں کوئی اس جیسا نہیں سب ضرور ہے کہ جو جماعت جو گروہ جو فرقہ اس خدائے واحد اس قرآن واحد اور اس رسول واحد کے دامن تعلیم سے وابستہ ہو وہ بھی اپنے اعمال زندگی کی ہر شاخ میں وحدہٗ لاشریک ہو اور اپنے اندر اسی شان وحدت و یکتائی کا جلوہ رکھے اس کے اعمال و خصائص بھی "من رآنی فقد رأ الحق" کی صدائے اتحاد سے غلغلہ انداز عالم ہوں اور تمام دنیا کی قومیں اس کے اعمال کی پیروی کریں زندگی کے ہر حسن و جمال میں اس کے خال و خط مرقع عالم کے لئے نمونہ بنیں اور اسی لئے مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ یا ایہا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا مسلمانو! اگر تم اللہ کا خوف اپنے اندر پیدا کر کے متقی بن جاؤ گے تو وہ تمہارے لئے تمام دنیا میں ایک خاص امتیاز و خصوصیت پیدا کر دے گا جس قوم کو اس صداقت الٰہی نے مخاطب فرمایا

جس قوم کو اس امت شناسی نے خوشخبری سنائی ہو جس قوم کو اس قرآن نے صفات کے راستہ دکھایا ہو اس کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا بدبختی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کی ہر شاخ غیروں کے لئے نمونہ بننے کی جگہ خود دوسروں کا چاک کھسوٹ اور قبلہ آمال بنا رہی ہے یہی بنیادی گمراہی ہے جس نے جذبہ حقیقت کو پژمردہ کر دیا ہے جس نے سبقت جوئی قوم کی ترقی کو روک دیا ہے مسلمان اگر مسلمان ہوتے اگر صاحب اسلام ہوتے مومن اگر ایمان والے ہوتے تو سمجھتے ان کے لئے بجز آقائے نامدار رسول کردگار احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ کے دنیا میں اور کوئی نمونہ نہیں ہو سکتا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ غیر قوموں کے اتباع اور پیروی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان جس قدر اصلاح کی طرف قدم بڑھاتے ہیں اتنا ہی ضلالت و گمراہی ان سے قریب تر ہوتی جاتی ہے وہ جس قدر ترقی ترقی پکارتے ہیں اتنی ہی تنزل تنزل کی آواز سنائی دیتی ہے جتنی ہی عزت و عظمت دبدبہ و شوکت حشمت و منصب حاصل کرنا چاہتے ہیں اتنا ہی ذلت و خواری تباہی و بربادی ان کے نزدیک آتی جاتی ہے جس قدر دولت و ثروت حکومت و بادشاہت کا خواب دیکھتے ہیں سب کی تعبیر الٹی نکلتی ہے وہ گویا دلدل میں پھنس گئے ہیں یا رشتہ فلاح میں گرہ پڑ گئی ہے جس قدر زور کرتے ہیں اتنی ہی گرہ اور زیادہ کستی جاتی ہے اور پاؤں زیادہ دھنستے جاتے ہیں ہائے افسوس صد افسوس

جس کے سے تھی عرب میں سرور کیف ہستی … ہندوستان میں آکر ذائل کی اس کی مستی
رفعت سے گر کے پیدا ہے ان میں اتنا خراب پستی … تقلید جن کی خو ہو شیوہ صنم پرستی

جس شمع دین کے مسلم فانوس تھے ازل سے
یارا نہ کر رہے ہیں اب باد مبتذل سے

اگر مسلمان زندگی حاصل کر سکتے ہیں تو مومن بنکر اگر مسلمان ترقی کے زینہ پر چڑھ سکتے ہیں تو خدا و رسول سے ڈرکر اگر مسلمان دنیا میں عزت کی زندگی بسر کر سکتے ہیں تو خدا کی کتاب پڑھکر اگر مسلمان دنیا میں چار چاند لگا سکتے ہیں تو آفتاب رسالت کا نمونہ بنکر ہندو یا مسیحی بنکر نہیں غیر قوموں کے قدم پر چلکر نہیں جب آپکے یہاں شمع کافوری جل رہی ہے تو آپ کو کسی غیر کے جھونپڑے سے اس کا ٹمٹماتا ہوا دیا چرانے کی کیا ضرورت ہے۔

مسلمان اس وقت کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کسی نظم کے ماتحت نہ ہوں جب تک کسی قانون کے پابند نہ ہوں جب تک کسی اصول کے عامل نہ ہوں جب تک آپس کا نفاق و شقاق نہ دور کر دینگے جب تک باہمی ربط و اتحاد نہ پیدا کر لینگے جب تک ایک دوسرے کو شب و ستم دینا نہ چھوڑ دینگے جب تک ایک دوسرے کی ایذا رسانی نہ ترک کر دینگے۔ مسلمانو! خدارا غور کرو کہ ہماری بربادی کیسی المناک اور حالت کیسا دردناک ہے ہم نے اپنے مذہب کی تمام اچھی باتیں چھوڑ دیں اب ہماری [illegible] روز بروز ہماری کشتی حیات کو بھنور کے قریب لئے جاتی ہیں کمان ہے یہ کہ ہر دم [illegible] ہے مسلمانو! خواب غفلت سے چونکو دور زمانہ کا رنگ دیکھو کیا تم کو اپنی بربادی پر افسوس نہیں آتا اسلام کی تباہی و بربادی کا اس سے زیادہ نازک وقت کونسا ہو گا پھر تم کیوں خاموش ہو تمہاری غیور طبیعت کہاں ہے تمہاری رگوں کا خون کیوں سرد ہے دنیا میں اگر رہنا ہے تو اپنے آپ کو سنبھالو تم کو چاہیے کہ ایسا دستور العمل بناؤ جس [illegible] تبدیل کلمات اللہ کی صدا آتی ہو جو تمام خارجی اثرات سے محفوظ ہو نیز کیا جا سکے

لا یعلمون الکتاب الا امانی

(مولانا اسلم عمر صاحب ندوی گوڈوم)

ہندوستان میں معالمان دین کا گروہ تناسب آبادی کے لحاظ سے یقیناً جوتیوں سے کم نہیں ہو لیکن اگر ان میں سے پچیس فیصدی سے زیادہ ان عالم نما حضرات کو نکال دیا جائے جن کو غیر عالم کہنا بھی زیادتی ہے اور پھر نیم ملاؤں کو خارج کیا جائے (لگنا وعلاقہ کی طرح نہیں بلکہ صرف ریاضی طور پر) پھر باقی میں سے علما رسو ایک ایک کر کے کم کئے جائیں اور آن کے بعد عالمان بے عمل کو گھٹایا جائے (کیونکہ صاحب رسالت کی رائے عالی میں صرف عالم باعمل ہی عالم کہے جانے کا مستحق ہے) تو اب اخیر حاصل تفریق جس قدر رہے گا اس کو ایک بحر بھی بار انگن لیگا اور اسی سب سے چھوٹے عدد کو کہا لانبیاء بنی اسرائیل کا تمغہ عنایت فرمایا گیا ہے باقیوں کے بارہ میں خواہ وہ پیر ہوں یا صوفی احبار ہوں یا رہبان عوام کا سفت کا لشکر اجند محض یعنی عوام یہ بیان دارشاد قرآنی کس قدر صادق آتا ہے: ومنہم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی وان ہم الا یظنون فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ہذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لہم مما کتبت ایدیہم وویل لہم مما یکسبون ان آیات مقدسہ میں گویا کہ ہمارے ہی عوام اور ملاؤں کی حالت بیان فرمائی گئی ہے جو ایک مسلمان کو خوف وندامت میں غرق کر دینے کو کافی ہے اگر ہم خوش ہیں کہ ہمارے عالمان باعمل اور علمائے ناقص کے لئے عالی ترین عزت واکرام ہے تو ہمیں ماتم بھی کرنا چاہئے کہ باقی کا بڑا اور اکثر حصہ ہمارے بنی اسرائیل بھائیوں کی اس کیفیت کے لحاظ سے جو ان آیات میں اور قرآن کے دوسرے مقامات پر تذکرہ نہیں بلکہ ہمیں درست اور تائب کرنے کی غرض سے بیان فرمائی گئی ہے بالکل اس زمانہ کے یہود کے مشابہ ہو رہا ہے۔ مسلمان عموماً علم دین سے بے خبر دوسرے علوم سے بے بہرہ اور توہمات میں مبتلا ہیں صرف یہی نہیں بلکہ شرم ہے کہ ان کے مذہبی پیشوا بھی ان کا علوم سے مستفیض ہونا پسند نہیں کرتے تاکہ ان کی جھوٹی سرداری میں فرق نہ آئے عوام میں جب علم دین نہیں رہتا تو علماء سو اور نیم ملاؤں کو لفظی ومعنوی تحریف کا موقع خوب ملتا ہے اور وہ خوشامد سے موقع کی فکر میں رہتے ہیں بدبخت اور قابل افسوس ہیں وہ مسلمان جو ان کی اس تمنا کے پورا ہونے میں معاون ہوتے ہیں ہم یہودیت وعیسائیت کو بڑی حد تک اپنے طرز عمل میں اختیار کر چکے ہیں۔

(۱) کیا ہم قرآن کی ویسی ہی غلط قسم کی تلاوت ہی تک قانع نہیں کر دیئے گئے ہیں جیسی کہ برادران یہود میں رائج تھی اللہ تعالیٰ تو اس صورت کو تلاوت فرماتا ہی نہیں کیونکہ تلاوت کے معنے اس طرح سمجھ کر پڑھنے کے ہیں کہ پڑھنے والا کتاب کی پیروی کر سکے، وہ اس کے لئے لا یعلمون الکتاب الا امانی فرماتا ہے۔

(۲) کیا ہم نے اپنے رہبان واحبار کو اپنا آقا اور حاجت روا نہیں سمجھ رکھا ہے؟

(۳) کیا یہ ہمارا قول ہؤلاء شفعاءنا عند اللہ نہیں ہے؟

(۴) کیا اپنے دستور عمل کی بابت ہماری سب سے بڑی دلیل بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا کل للہ یفعلون نہیں ہوا کرتی ہے؟

(۵) کیا ہم یہود سے بھی زیادہ کتاب اللہ کو طوطے کی طرح پڑھنے میں مصروف ہونے کے علاوہ اپنے ملاؤں کی برکت سے اس کو بہت زیادہ باعث [illegible] بھی خیال کرنے میں گرفتار نہیں ہیں۔

(۶) کیا تعویذ گنڈے اور [illegible] نیلانی کی سرپرستی ہمارے ملاؤں میں یہود سے زیادہ نہیں موجود ہے؟ جو بزدل حقیقتاً نہیں بلکہ صرف سوسائٹی کے پاس وخوف سے مسلمان ہیں ان کے سوا سب کو اپنی غیرت وانسانیت سے سوال کرنا چاہئے کہ آیا ان پر الہٰی کتاب اللہ کا مطالعہ اور اس کی صحیح تلاوت یعنی سمجھ کر پڑھنا اور غیر مسلمین سے اپنے دین کی بابت گفتگو کی استعداد رکھنا واجب ہے یا شودروں کی طرح ہر وقت برہمنوں کا محتاج رہتے ہوئے ان کے پیر چومنا اور ان کے آگے خود کو ذلیل کرنا باعث فخر وثواب ہے؟

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

قرآن اس کو پسند نہیں فرماتا کہ علم دین صرف ایک خاص گروہ کے ہاتھ میں ہو اور دوسروں کے لئے سوائے اندھی پیروی کے اپنی ذاتی بصیرت ہی نہ ہو معلم کتاب وحکمت نے کسی خاص گروہ کو نہیں بلکہ تمام صحابہ کو تعلیم ہدایت فرمائی اور اسی لئے ایک جاہل قوم دنیا میں قاسم العلوم بن گئی ہماری موجودہ غفلت وجہالت اور توہمات میں گرفتاری سوائے ہمارے رہبان واحبار کے باقی تمام مہذب دنیا کے لئے کس قدر قابل افسوس بات ہو سکتی ہے اسلام کو برہمنوں کا ایک مخصوص گروہ مطلوب نہیں وہ ہم میں سے ہر ایک فرد کو چھتری وبرہمن دیکھنا چاہتا ہے مسلم پر فرض ہے کہ اپنے بدن اور اپنے سینہ بازو کو بھی چست اور اپنے عقل وفہم کو بھی درست کرے صحت وقوت کے لحاظ سے دماغ کی جسم سے علیحدگی نہیں ہو سکتی۔ عیسائیوں نے اپنے مسئلہ کفارہ وتثلیث کی وجہ سے عقل کا داخلہ مذہب میں ممنوع قرار دیا تھا اسلام ہر موقع پر عقل کو رہنما بنانے کی تعلیم دیتا ہے اور ان لوگوں کو ملزم گردانتا ہے جو قبول علم کے لئے قدرت کی بخشی ہوئی اس قوت کی قدر نہیں کرتے مثلاً یہود کے ملاؤں سے ارشاد ہوتا ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب اللہ کو پڑھتے اور سمجھتے ہو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے! افسوس کہ آج اس ارشاد کو ہمارے ملا اپنے لئے بھی صحیح طور پر خیال فرما سکتے ہیں قرآن تم عقل سے کام لینے کی ہدایت کرتا ہے اسلام کا حقیقی مذہب ایک طرف علم اور سائنس کی [illegible] ہے وہ انسان کی نفسی خواہشات اور [illegible] نہیں دلتی [illegible] اصحاب [illegible] الذی جادلک من العلم [illegible] سے خالی نہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] بعض لوگوں کے لئے [illegible] ہے اگر [illegible]

کی مخالفت نہیں رہی ہے وہ [illegible] تعلیم قرآنی [illegible]

برداشت نہیں کر سکتی لیکن عمل فوراً کرنے کے لئے [illegible]

کرنے والی چیز ہے [illegible] سمجھ [illegible]

[illegible] یا صورت [illegible] کی حقیقت دوسرے

[illegible]

قل ان ھدی اللہ ھو الھدی ولئن اتبعت اھواء ھم بعد الذی جاءک من العلم الذین آتینھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یؤمنون بہ ومن یکفر بہ فاولئک ھم الخاسرون

یہود و نصاریٰ کے بگاڑ سے اور غضب کئے ہوئے دین کو بیان "ان ھدی اللہ" اور اسلام کو "ہدی" اور علم سے موسوم فرمانے کے بعد ہی حامل اسلام یعنی قرآن کی تلاوت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے "یتلونہ حق تلاوتہ" مجاہد نے اس کے معنے "یتبعونہ حق اتباعہ" مروی ہیں اور اس میں شبہ کیا ہو سکتا ہے تلاوت کے معنے ہی میں پیروی کا مفہوم ہے اور اسی لئے یہ لفظ کتب سماوی کے لئے اختیار کیا گیا کہ ان کو بہت سمجھ کر پڑھنا ہی کار آمد ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ انکو سمجھکر پڑھنا اور ان پر عمل کرنا ہی اصل ایمان ہے غور کیجئے تو جس طرح صحابہ کرام نے قرآن حکیم پر عمل کیا شاید کسی قوم نے کسی آسمانی کتاب پر اس طرح عمل کیا ہو؟ [illegible] سال کی برائیوں اور رسم و رواج کو قرآنی آیات کے نزول پر وہ یوں چھوڑ دیتے تھے گویا کبھی ان میں مبتلا ہی نہ تھے کوئی حکم ایسا نازل نہیں ہوا جس پر انہوں نے خوشی کے ساتھ فوراً عمل نہ کیا ہو

تھے تو آبا وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو!

افسوس کہ ہمارا طرز عمل آج بڑی حد تک اس کے خلاف اور اس کے برعکس ہے

اس وقت [illegible] کے آخری حصہ [illegible] ہے جب تک کہ ان کو صحیح معنوں میں تلاوت قرآن کی توفیق [illegible] تلاوت [illegible] تو بعد کی چیز ہے جب اصحاب "تلاوت" ہی "ہدایت" [illegible] میں داخل ہونے کا خیال ہی کیا صحیح ہو سکتا ہے کیا قرآن کے ترجمہ کو پڑھنا اور تفسیر کا مطالعہ کرنا جب ہم کے علاوہ بڑی پابندی کا متقی نہیں ہو سکتا کیا اس کے مطالعہ کے لئے گھنٹہ آدھ گھنٹہ روزانہ بھی ہمارے موجودہ مشاغل پر بار گراں ہوگا؟ کیا مسلمانوں کی محبت اس درجہ زائل ہو چکی ہے کہ قرآن کی صحیح تلاوت ثواب اور اعمال کو ایک ہزار گنا زیادہ نہ کر دیگی؟ اور رائج الوقت غیر صحیح تلاوت اس کو اسی قدر کر نہیں کر دیتی ہے؟ کیا سمجھ میں نہ آنے والے الفاظ کو زبان سے ادا کرنے اور حروف کی شکل کو آنکھوں سے مشاہدہ کر لینے میں بہت زیادہ فرق ہو سکتا ہے؟ کیا کتاب کو اس طرح یعنی طوطے کی طرح یعنی ایک حیوان کی طرح پڑھنے پر قناعت کر لینا سمجھداروں کے لئے اس کی شان سے بہت گری ہوئی بات نہیں ہے کیا قرآن کا مطالعہ یعنی اس کی صحیح تلاوت کرتے ہوئے کوئی مسلمان کبھی یا کہیں بھی لامذہب بن سکتا ہے؟ اور کیا سوائے اس کے کوئی دوسری تدبیر اس کے مسلم بنے رہنے کی قابل اطمینان ہو سکتی ہے؟ کیا اس نعمت سے بہرہ یاب ہوتے ہوئے ہمیں کوئی غلط راستہ کی طرف موڑ سکتا ہے؟ اگر اسلاف کی طرف دیکھنے سے محبت اور وابستگی ہو تو ان کی طرف دیکھو جو سرچشمہ تعلیم و ہدایت سے براہ راست تعلق رکھتے تھے

یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یؤمنون بہ

خودکشی شیوہ تمہارا وہ غیور و خوددار | تم ترستے ہو کلی کو وہ گلستان بکنار
وہ زمانہ میں معزز تھے مسلماں ہوکر | اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

حضور صلعم کی سیاسی زندگی

(از جناب مولوی نذیر الحق صاحب عشق آبادی)

(گذشتہ پیوستہ)

اسلام میں سیاسی لوازمات

سیاست نام ہے جماعتی زندگی کا اور انفرادی یا شخصی زندگی سیاست کی ضد اور رہبانیت کی شاخ ہے سو اسلام نے جماعتی زندگی کے متعلق اس قدر تاکید اور شد و مد کے ساتھ تعلیم دی ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں تنظیم ملت پر بہت زیادہ زور دیا ہے اور ہر پہلو سے جماعت کے رشتوں کو استوار اور مستحکم کر دیا ہے مثلاً ارشاد ہے کہ سب مل کر اللہ پاک کی رسی کو مضبوط پکڑ لو۔ آپس میں پھوٹ نہ ڈالو اور آپس میں جھگڑا نہ ڈالو ورنہ تمہاری ہوا خیزی ہو جائیگی تمہاری ساکھ جاتی رہیگی اور دشمنوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاؤ گے تم سب برابر ہو بھائی بھائی ہو ایک جسم کی مانند بنجاؤ ایک دیوار کی طرح ہو کر ایک ہو جاؤ درخت کی پتیوں اور ٹہنیوں کی طرح ہو جاؤ بہر حال جماعت کے ساتھ رہو خواہ تمہیں درختوں کی جڑیں ہی کیوں نہ کھانی پڑیں تو بھی جماعت سے علیحدہ نہ ہو اگر جماعت سے علیحدہ ہو گے تو جاہلیت کی موت مروگے۔

اسلام میں عیالداری سے لیکر قومی و وطنی حقوق اور سلطنت و حکومت وغیرہ سب کے سب حقوق العباد اور حقوق سیاسیہ ہیں اور یہ تمام حقوق شریعت اسلامیہ کی نگرانی میں سرانجام پاتے ہیں جن کی حفاظت و نگہداشت کی حضور سرور کائنات نے سختی اور اہتمام کے ساتھ تاکید فرمائی ہے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تمہاری بیوی تمہارے بچوں تمہارے ماں باپ تمہارے خویش و اقربا اور تمہارے اپنے جسموں کا تم پر زبردست حق ہے جس کا پورا کرنا اور نباہنا ہی اسلامی زندگی ہے تمہارے پڑوسیوں ہموطنوں ملکیوں اور سفر میں چلنے والوں تک کا تم پر حق ہے اور دنیا بھر تا زندگی ہر مسلمان بھائی اور تمام بنی نوع انسان کا تم پر حق ہے۔

بندوں کے حق معاف نہونگے

اسلام نے حقوق العباد اور حقوق سیاسیہ کی تاکید کرتے ہوئے بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اپنے حقوق کے لئے سامحت بھی فرمائے گا اس لئے کہ اس کی رحمت غضب پر سابق ہے مگر حقوق عباد کی معافی جب ہی ہوگی کہ صاحب حق معاف کرے لہذا بڑا خوف انہی حقوق کے ترک کرنے میں ہے مومن کامل وہی ہے جو ہر حقدار کا حق پورا پورا ادا کرے۔ حدیث ابوہریرہؓ میں حضور فرماتے ہیں کہ جس کسی کا مظلمہ آبرو یا کسی اور شئے کا اس کے بھائی کے پاس ہو تو وہ آج اس دنیا میں اسے معاف کرالے قبل اس کے کہ بندوں کے حقوق کی نسبت قیامت کے دن باز پرس ہو جبکہ اس کے پاس دام و دینار کچھ نہ ہوں گے اگر اس کے پاس عمل صالح ہوں گے تو بقدر مظلمہ کے لے لئے جائیں گے اور اگر اس کے پاس حسنات نہ ہوئے تو حق والوں کے سیئات اس پر لاد دیئے جائینگے یہانتک کہ بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا۔

مسلم نے روایت کیا ہے کہ فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ سنو مفلس ہم میں وہ ہے کہ جو قیامت کے دن نماز وغیرہ عبادات لیکر اس حالت میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی کسی کو زنا کی تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال خورد برد کیا ہوگا کسی کا خون کیا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو مظلوم شخص کو جس کے حقوق تلف کئے گئے اس کو اس کے حسنات دیئے جائینگے اور اس کی خطائیں اس کے بدلے ڈالدی جائینگی اور اسکو آتش جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حقوق عباد کا مواخذہ سخت ہوگا اور کوئی یہ سمجھے کہ نماز روزہ وغیرہ عبادت بجا لانے سے مطالبہ حقوق عباد کا نہ ہوگا اور وہ مومن کامل بنجائے گا تو اسکی یہ سخت غلط فہمی ہے

حدیث ابوامامہ میں ہے کہ سب سے بدتر درجہ میں قیامت کے دن وہ ہوگا جس نے اپنی آخرت دوسرے کی دنیا کے پیچھے برباد کر دی ہوگی نیز مخلوق خدا کی جان و مال اور آبرو تین طرح کے حقوق اسلام نے قائم کئے ہیں اور ان کی نسبت حضور نے بہت ہی تاکید فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ اضاعت حقوق میں غیر کی دنیا کے لئے اپنی آخرت کا ضایع کرنا ہے یہ نمونۃً چند ارشادات نقل کر دیئے گئے ہیں ورنہ بیشمار احادیث ہیں جن سے حقوق عباد کی تاکید اور اہمیت ثابت ہوتی ہے الغرض ہر مسلمان ایماندار پر حقوق عباد بھی شرعاً واجب ہیں اور یہی حقوق سیاسیہ ہیں۔

حضور نے اپنی امت کو جہاں بندوں کے حقوق کے متعلق اعلیٰ تعلیم دی وہاں خود بھی عمل کر کے دکھایا تمام عمر آپ خانگی الجھنوں میں رہے اور اپنی خانگی زندگی سے تمدن و معاشرت کے اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے قائم کر گئے جس کی نظیر عالم انسانیت میں نہیں ملتی آپ نے بیویاں بھی کیں اور ان کے حقوق کی نگہداشت کی بچوں کی پرورش کی خویش و اقربا کے ساتھ احسانات کئے پڑوسیوں اور ہموطنوں کے ساتھ بہترین سلوک اور برتاؤ کئے حقوق عباد کو بطریق احسن نباہا اور اپنی امت کے لئے عملی نمونے چھوڑ گئے پس جماعت کا قیام اور جمعیت کا اہتمام جو سیاست کی جڑ ہے اس کی اسلام نے بہت تاکید کی ہے [illegible] وہ تردید اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام نام ہی جماعت اور سیاست کا [illegible]

جماعت کے امیر کی اطاعت

نظام جماعت کے قیام پر جس قدر زور دیا ہے وہاں جماعت کے امیر کی اطاعت کا بھی اہتمام فرمایا ہے کیونکہ اس کے بغیر جماعت کوئی چیز نہیں اور سیاست بے جان شئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مسلمانو اللہ کی اطاعت کرو اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے حاکم ہوں ان کی اطاعت کرو اگر کسی امر میں تنازع ہو جائے تو فیصلہ خدا اور اس کے رسول کے حکم پر ہے۔

ایک نکتہ اس آیت میں تم میں سے کی قید اپنے اندر ایک عجیب شان رکھتی ہے جو قرآن مجید کے اعجاز کی دلیل ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام سیاسی تفوق و برتری اور آزادی و حکومت چاہتا ہے اس قید کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح عورتیں مسلمانوں کی امیر اور خلیفہ نہیں ہو سکتیں اسی طرح کافر و مشرک بھی مسلمانوں کا حاکم اور بادشاہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی مومن کی یہ شان ہے کہ وہ کافر و مشرک حاکموں کی متابعت کرے اور اگر بدقسمتی سے ایسا ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ ان سے ایمان کا حصہ سلب کر لیا گیا ہے اور جماعت اسلامیہ سے علیحدہ ہو گئے ہیں عجب اندھی تقلید خیرہ چشمی، ڈھٹائی اور بے حیائی ہے کہ اسلام تو کسی فرد مشرک کی متابعت اور غلامی و محکومی کا متحمل نہیں مگر ہمارے بعض پیران ریاکار اور نفس پرست علماء اس روشنی اور ترقی کے زمانہ میں بھی کو سفید کی دعظ سے باز نہیں آتے وہ برابر مسلمانوں کو یہ سبق دیئے جا رہے ہیں کہ موجودہ حکومت سرچشمہ برکات ہو اور بادشاہ وقت "اولی الامر" میں "منکم" کا لفظ یار لوگوں کے دماغوں اور فکروں سے ایسا محو ہوا ہے جیسے جوگانیوں سے اعتماد علی النفس اور توکل علی اللہ کا جذبہ کیا یہ اسلام کی بیخ کنی مسلمانوں کے ساتھ دشمنی اور خدا کے ساتھ غداری نہیں

امیر جماعت کی شان اطاعت

امیر جماعت کی شان کا یہ عالم ہے کہ اس کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے حضور نے فرمایا ہے کہ اگر تم پر حبشی غلام امیر بنا دیا جائے تو بھی اس کی اطاعت کرو البتہ شرع کے احکام نہ مانو مگر پھر بھی امیر اس کو مانو تاکہ تمہارا نظام درست رہے اور امت میں بدنظمی اور ابتری نہ پھیلے قومی ضروریات کیلئے کوئی اسی کو دواسی کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اپنے ملک اور قوم سے لڑو خواہ تمہیں درختوں کی جڑیں ہی کیوں نہ کھانی پڑیں اور خواہ تمہارے بدن کی کھال ہی کیوں نہ ادھیڑ دی جائے تو بھی امیر کی اطاعت کرو اس سے بڑھکر تنظیم ملت اور کیا ہو گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے امیر کی گوش دل سے باتیں سنو اور ان کی اطاعت کرو اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام مقرر کیا جائے جس کا سر خشک انگور کی طرح ہو جب تک وہ کتاب اللہ سے تم پر حکومت کرے "بخاری اس کے راوی ہیں۔ یعنی مقصود نفس خلیفہ و امیر کی ذات نہیں بلکہ کتاب اللہ اور تنظیم ملت ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ

جو شخص امام شرعی کی اطاعت سے باہر ہو جائے اور جماعت سے علیحدہ ہو جائے اور وہ اسی حالت میں مر جائے تو اس کی موت زمانہ جاہلیت کی موت ہو گی یعنی وہ کفر کی موت مریگا کیونکہ امیر کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت ہے اور خدا اور رسول کی اطاعت سے منہ موڑنا اور انکار کرنا ہی کفر ہے۔

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر ایک وقت میں امامت اور خلافت کے دو مدعی اٹھ کھڑے ہوں تو ان میں سے ایک کو قتل کر دیا جائے تاکہ فساد فی الارض کا موقع نہ ملے مسلمانوں کی جمعیت منتشر نہ ہو اور ان کی زندگی کا مقصد فوت نہ ہو جائے۔

ان تفصیلات سے بخوبی ثابت ہو گیا ہوگا کہ اسلام کسی صورت میں بھی سیاسی نظام کو ترک کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور مسلمانوں کا کوئی دینی یا دنیوی کام بغیر سیاسی قوت اور آزادی کے سرانجام نہیں پا سکتا۔

اسلام کے جملہ قوانین منجانب اللہ ہیں مگر ان کو لانے سنانے کرنے اور دکھانے والے رسول اللہ صلعم تھے اس لئے آپ نے مذکورہ بالا تعلیمات کے متعلق خود عمل کر کے بھی دکھایا آپ مظہراً امیر تھے آپ نے جہاں عبادات و طاعات کے طریقے اور عبدیت کا صحیح مفہوم اپنی امت کے ذہن نشین کیا اور اسوہ حسنہ چھوڑا وہاں سیاست کی ضرورت و اہمیت بھی بتلادی اور اس طرح دین اور دنیا دونوں کو مکمل کر دیا اگر آپ صرف نبی اور دینی رہبر ہی ہوتے سیاست مذہب اسلام کا لازمی جزو نہ ہوتی اور آپ سیاسیات سے کنارہ کش رہتے تو اسلام کی کاملیت و اکملیت اور صداقت ہی معرض خطر میں پڑ جاتی عرب سے ایک اچھہ بھی باہر نہ نکلتا اور اس دور ترقی میں ہرگز ہرگز قائم نہ رہ سکتا مگر حاشا وکلا ایسا نہیں دین و دنیا کے معلم جامع جمیع کمالات ارضی و سماوی اور سرتاج انبیاء نبی محترم صلے اللہ علیہ وسلم نے سیاسیات میں کامل رہنمائی فرمادی سیاست کے ہر پہلو کو واضح اور سبز کر دیا تمدن و معاشرت کے وہ بہترین طریقے سکھائے اور ایسے اعلیٰ اصول وضع کئے جن کے سامنے تمام دنیا کے سیاسی مدبر ریفارمر مقنن فلسفی اور مصلح تمدن اسلامی کے سامنے سرنگوں ہیں۔

آپ نے ملکی و وطنی حقوق کو واضح کیا۔ بین الاقوامی تعلقات کی بنیادیں ڈالیں اخوت انسانی کا سبق پڑھایا انسانیت کو بلند معیار پر پہنچایا قوانین سیاسی کا احیا فرمایا اور اپنی امت کی دینی و دنیوی رفعتوں کو ثریا کی بلندیوں سے بھی آگے پہنچا دیا۔

آزادی و حکومت نعمت ہے

اسلام نے آزادی و حکومت کو ایک بیش بہا نعمت قرار دیا ہے اور اس کے حصول پر ابھارا ہے اسلام کی ایک آنکھ اگر خدمت خلق دنیا کی رہنمائی۔ فقر و مسکنت سادگی گوشہ نشینی اور عبادت و ریاضت ہے دوسری آنکھ دنیا کی تمام قوموں پر برتری و غلبہ، مظلوموں کی دستگیری حکومت و جہانگیری عدل و رواداری دولت مندی و تونگری۔ اور حقوق العباد کی حفاظت ہے اور مسلمانوں کے فخر و غرور کی یہ شان ہونی چاہیئے

تیور بدل گئے تو زمیں کانپنے لگی ابرو کے اک اشارہ سے محشر بپا ہوا

مسلمانوں کی سرفرازی صرف فیضانِ سماوی اور نعمائے آخرت ہی سے نہیں اور آسمان کی بادشاہت ہی ان کے لئے بس نہیں بلکہ اسلام کا منشا تو یہ ہے کہ وہ دنیا کی نعمتوں سے بھی مسلمانوں کو سرفراز کرے عالم کے بست وکشاد اور انتظام و انصرام کی کنجیاں سپرد کرے زمین کی بادشاہی بھی عطا فرمائے اور زمین و آسمان پر ان کی حکومت ہو یہی اسلام کا صحیح مفہوم اور منشائے خداوندی ہے جس کو سمجھ کر صحابۂ کرام اور ہمارے اسلاف نے دنیا میں اپنی عظمت و شوکت کا جھنڈا گاڑ دیا تھا ؎

خورشید و ماہ و انجم لیل و نہار پر ان کی ید اللّٰہی کا علم ہے گڑا ہوا

ارشاد باری ہے کہ جب موسٰی نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے قوم اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تمہیں بخشی تم میں سے انبیا پیدا کئے تمہیں وہ دیا جو جہانوں میں کسی کو نہیں دیا۔

اس آیت مبارکہ میں جس نعمت کی طرف اشارہ ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ بنی اسرائیل فرعون کی غلامی میں نہایت ہی ذلیل اور مظلومی کی زندگی بسر کرتے تھے اللہ پاک نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے حضرت موسٰی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا بالآخر ان کو فرعون کی غلامی سے نجات ملی وہ دریائے نیل میں غرق ہو گیا تو موسٰی علیہ السلام کو حکم ملا کہ وہ اپنی امت کو لیکر ملک شام پر قابض ہو جائیں جس وقت حضرت موسٰی نے ان کو جہاد کا حکم دیا تو انہوں نے تعمیل حکم سے انکار کر دیا کیونکہ عرصہ دراز کی غلامی نے شجاعت و جواں مردی کے جوہر کھو دیئے تھے اس وقت حضرت موسٰی علیہ السلام نے ان کو خدا کی نعمتیں یاد دلائیں منجملہ دیگر انعام کے سلطنت کے عطا کئے جانے اور آزادی دلانے کو نہایت اہتمام کے ساتھ بیان کیا۔

فرمایا آزادی و حکومت وہ نعمت عظمیٰ ہے جس کی مثال عالم میں نہیں ملتی یہ وہ چیز ہے جو فرشتوں کو نصیب نہیں ہوئی صرف انسانوں ہی کے حصہ میں آئی ہے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ لکھا تھا کہ زمین کی وراثت ہمارے صالح بندوں کو ملے گی اور یہ نعمت عابدین کے لئے بھی ہے ایک جگہ مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں سے جو نیک عمل کریں وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلافت عطا کرے گا جیسے کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلافت دی تھی ان کے دین کو تمکنت دیگا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیگا نیز فرمایا آزاد ہو جاؤ سوائے خدا کے کسی کے آگے نہ جھکو خدا کے حکم میں کسی دوسرے حاکم کو شریک مت گردانو اگر تم ایماندار بنجاؤ تو تمہیں اعلیٰ اور برترین قوم ہو حقیقی دینی اور دنیوی عزت اور رفعت صرف اللہ اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے اللہ کا ارشاد ہے کہ اللہ کا گروہ ہی غالب ہو غرض اسلام مسلمانوں کو سب ترقیات کا سرچشمہ اور بیش بہا نعمت حکومت و جہانداری ہی عطا کرنا چاہتا ہے صرف ان سے مطالبہ یہ کرتا ہے کہ وہ مومن بنجائیں اور اپنے اندر حکومت کی صلاحیت پیدا کر لیں ایمان اور خدا کی فرمانبرداری کا ایک لازمی اثر اور نتیجہ یہ بھی ہے کہ اس دنیا میں سلطنت و حکومت حاصل ہو صحابۂ کرام جو خاک سے اٹھکر افلاک پر جا پہنچے تھے اس کی وجہ یہی تو تھی کہ وہ واقعی مومن تھے اور خدا کے سچے دوست بنے ہوئے تھے اگر آج بھی مسلمان سچے مومن بنجائیں تو وہ چیزیں مل سکتی ہیں کیا اب بھی کسی مسلمان کو یہ کہنے کی جرأت ہو سکتی ہے کہ اسلام سیاسی مذہب نہیں ہے بغیر سیاست کے اسلامی زندگی کامل ہو سکتی ہے اور اسلام صرف مدینہ تک محدود رکھا جا سکتا ہے۔

ایک مرتبہ قبل زمانہ نبوت دو سوداگر ایک ایرانی اور ایک رومی آئے ہوئے تھے لوگوں میں اپنے اپنے بادشاہوں کی تعریف و توصیف کر رہے تھے اہل عرب سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تم ہمارے بادشاہ کی رعیت بنجاؤ اور ان کی غلامی قبول کر لو تو بہت بہتر ہے بہت جلد تمہاری اصلاح ہو جائیگی اور ترقی کے بلند معیار پر پہنچ جاؤ گے حضور نے ان دونوں سوداگروں کی یہ ناپاک گفتگو سنی اور فرمایا کہ تم کیوں ناحق جھک مارتے ہو سنو عرب نہ کسی کے غلام ہوئے نہ آئندہ ہوں گے اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ ان کو کسی کا غلام ہونے دوں گا لہذا تم ہم پر حکومت کرنے کا خیال خام اپنے دماغوں سے نکال پھینکو عرب تو حکومت اور بادشاہی کے لئے پیدا ہوئے ہیں نہ کہ غلامی کے لئے۔ حضور کے یہ الفاظ ایک الہٰی صداقت لئے ہوئے تھے دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ واقعی عرب صرف حکومت و جہانداری کے لئے نہیں بلکہ دنیا کو بادشاہی کے آئین و ضوابط سکھلانے کے لئے پیدا ہوئے تھے۔

ایک دفعہ عرب کے لوگ ایرانی اور رومی سلطنتوں کی تعریف و توصیف کر کے اپنے دل بہلا رہے تھے ان کی ترقیات سے خوش ہو رہے تھے آپ نے جب یہ باتیں سنیں تو فرمایا کہ دوسروں کی تمکنت و رفعت اور حکومت و دولت سے خوش ہونا کوئی چیز نہیں بلکہ اپنی ترقی اور اصلاح سب سے بہتر خزانہ ہے۔

آپ جہاں ایک اولوالعزم نبی تھے وہاں بادشاہ اور حکمران بھی تھے یہ عجیب بات ہے کہ آپ نے بادشاہی میں فقیری اور سادگی کی شان دکھلائی ؎

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا | اور تین دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا
اپنا یہ حال ہے کہ ہے جو بھا بچھا ہوا | ہیں دوسروں کی واسطے سیم و زر و گہر
اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا | کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے

آپ نے حکومت و جہانبانی کے بہترین طریقے سکھائے سلاطین کو دعوت نامے ارسال کئے لشکر کشی کی فوج کی کمان کی سامان حرب و ضرب مہیا کیا اور رکھنے کی تاکید کی۔ حالت جنگ اور حالت امن کے متعلق اعلیٰ سے اعلیٰ اصول وضع کئے جنگی اسیروں کے متعلق قوانین بنائے اور نیک سلوک کی تعلیم دی نیز اور حکمرانوں سے صلح نامے اور باہمی عہد کئے غیر اقوام سے تعلقات قائم کئے وطن کی محبت کو ایمان کی علامت قرار دیا جو سیاست کی جان اور تمدن کی کڑی ہے اہل وطن سے غداری اور نفرت یا ترک تعلقات کو ناجائز قرار دیا وطن کی سیاست کو عین مذہب بتلایا غلامی سے نفرت دلائی اور آزادی کو اسلام کا لازمی جزو قرار دیا غرض ؎

سکھائے معیشت کے آداب اُن کو | پڑھائے تمدن کے سب باب اُن کو
کہیں حفظ صحت کے آئین سکھائے | سفر کے کہیں شوق ان کو دلائے
مفاد ان کو سوداگری کے جتائے | اصول ان کو فرمانروائی کے بتائے
[illegible]
[illegible]

حضور کی سیاسی تدابیر کا مفصل تذکرہ کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے
مذہب کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ یہ سیاست سے ناآشنا ہے۔ اپنے متبعین
کو سیاسی آزادی سے باز رکھتا ہے اور دنیوی ترقی کے خلاف ہے

جمہوریت فی الاسلام

آج دنیا میں بادشاہی اور سرمایہ داری کے خلاف ایک عالمگیر جذبہ پایا جاتا ہے مطلق العنانی اور سرمایہ داری کو ختم کرنے کا جذبہ ابھر رہا ہے اور شخصی حکومتیں مٹ گئیں۔ ملتے جا رہے ہیں مگر موجودہ ترقیات ہمدردی نوع انسانی کے جذبات اور آزادی و جمہوریت کے مطالبوں میں اسلام کی روح کار فرما ہے اسلام اور صرف اسلام ہی ہے جس نے سب سے پہلے دنیا کو جمہوریت کا سبق پڑھایا اسلام سے پہلے کوئی قوم جمہوریت سے آشنا نہ تھی اگر اسلام دنیا میں نہ آتا تو دنیا بدستور شخصی حکومت اور سرمایہ داری کے جال میں پھنسی رہتی۔ قرآن مجید نے بہانگ دہل اعلان کر دیا وامرھم شوریٰ بینھم یعنی مسلمانوں کی حکومت آپس کے مشوروں پر موقوف ہے اسلام کی سیاست تمام تر جمہوریت پر مبنی ہے غرض اسلامی سیاست میں جمہوریت ایک نہایت اہم چیز ہے مطلق العنان بادشاہ کا اسلام ہرگز ہرگز متحمل اور معاون نہیں قوت نافذہ ارباب حل و عقد کی باہمی مشورت پر مبنی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاست کے تمام لوازمات میں کامل رہنمائی فرما دی ہے۔

امیر کا انتخاب، امیر کے لئے شرائط، رعیت کے حقوق ذمیوں اور غیر قوموں کے حقوق مجلس مشاورت کے دستور اور جمہوریت و آزادی وغیرہ تمام چیزیں دنیا نے صرف عہد نبوت اور دور خلافت ہی میں دیکھیں حضور کی ذات جمع الصفات میں تمام خوبیاں جمع تھیں آپ رموز سلطنت سے آشنا تھے فلسفہ حکومت سے واقف تھے واقف اسرار سیاست تھے اور مدبر اعظم و فاتح اکبر تھے

کیا تفصیلات بالا کی موجودگی میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلام سیاسی مذہب نہیں بغیر سیاسی قوت کے زندہ غلامی میں قائم رہ سکتا ہے اور مسلمانوں کو سیاسی جد و جہد اور حصول آزادی سے باز رہنا چاہیئے جو لوگ مسلمانوں کو سیاست سے مجتنب رہنے کی تعلیم دیتے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں بغیر سیاست کے نہ اسلامی زندگی ہو سکتی ہے اور نہ ہی ایمان مکمل ہو سکتا ہے۔

اسلام سیاسی تفوق و برتری کیوں چاہتا ہے

اسلام سیاسی قوت اس لئے نہیں چاہتا کہ دوسروں کے حقوق غصب کرے اُن کی آزادی کا گلا گھونٹے ان کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ان کی جائداد و املاک پر قبضہ کرے ان کے مال و دولت کو بے ڈکار ہضم کرے اور کمزور و ضعیف قوموں کا عرصہ حیات تنگ کرے بلکہ اسلئے کہ قوم کی شیرازہ بندی ہو کر روح اسلام اخوت اسلام [illegible] اور انصار باہمی قائم رہے دنیا میں قرآن کا قانون شامل عام ہو مسلمانوں کو [illegible] اور حرام کی ناجائز معاش اور فتنہ و فساد سے روکے ان کی فلاح [illegible] حکومت کا [illegible]

اسلامی سیاست

منظلوم و کمزور نہ ہو اور سیاست سے محفوظ رہیں اور دنیا پھر اور امن بن جائے سیاسیات سے مجتنب اسلامی تعلیمات کو پامال اور دنیا استبداد سے لرزاں و ترساں رہنے والے مسلمانوں کو مذکورہ بالا تفصیلات زیادہ دیدۂ عبرت واکر کے مطالعہ کرنی چاہئیں اور سیاست کو شجر ممنوعہ سمجھنے والوں کو بگوش ہوش سن لینا چاہئے کہ اسلام کی سیاست وہ سیاست نہیں جس میں کسی قسم کا خوف و خطر ہو جو اہل دنیا کے تعلقات کشیدہ کرے جس میں فتنہ و فساد و لغض و عداوت کا ذرا بھی شائبہ ہو اور جس کا مفہوم آجکل سمجھا جا رہا ہو۔

آجکل کی سیاست یہ ہے کہ اپنی قوم کے فائدہ کے لئے دیگر کمزور اقوام کے حقوق انسانی ہمدردی کے پردے میں ان کا امن و آزادی وغیرہ لے لی آزادی سلب کر لینا کوئی ظلم اور ناانصافی نہیں ہر ناجائز باتیں جائز تصور کی جاتی ہیں دشمن کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا کوئی برائی، بزدلی اور نامردی نہیں بلکہ دانائی اور سیاست دانی کا کمال ہے قومی مفاد کے لئے دے دھوکہ فریب اور جھوٹ بری چیز نہیں طاقت اور قانون ہی حکمرانی کا حقیقی سرچشمہ ہے کمزوروں کو دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں غرض سوائے اسلام کی سیاست کے باقی تمام قوموں کی سیاست کی بنیاد خود غرضی، ظلم و ناانصافی، قہر و استبداد اور مکر و فریب ہے۔ یہ مغربی طریقہ سیاست جس سے دنیا کی تمام ضعیف اور کمزور قومیں نالاں اور زندہ درگور ہیں یہ اسی خطرناک اور تباہ کن سیاست کا نتیجہ ہے کہ دنیا سے اخوت انسانی اور سچی ہمدردی کا جذبہ مفقود ہے اور آج کوئی قوم دوسری قوم پر بھروسہ اور اعتماد نہیں کرتی یہی وجہ ہے کہ دنیا میں ہر طرف بغاوت اور بغاوت کا دور دورہ ہے دنیا ایک جہنم کدہ اور خارزار بنی ہوئی ہے جس میں امن و سکون مفقود ہے۔ آجکل کی سیاست کا اصول یہ ہے کہ دوسروں کو کمزور یا فنا کر کے زندہ رہو، جس کا نتیجہ یقینی طور پر ضعیفوں اور بیکسوں کی تباہی و بربادی ہے آج سرمایہ داروں اور سیاست دانوں کے ظلم و ستم سے دنیا کے کسی گوشہ میں بھی کوئی درماندہ اقوام امن و چین کی زندگی بسر نہیں کر رہی غرض موجودہ سیاست چونکہ حق و انصاف اور رحم و مروت پر مبنی نہیں اسلئے یہ سیاست نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں ہلاکت و بلاکت ہے صحیح سیاست صرف اسلام ہی بتلاتی ہے جو حق و انصاف اور مساوات و رواداری پر مبنی ہے جس کا زرین اصول یہ ہے "خود زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے دو" دوسروں کے مفاد کی اپنے مفاد کی طرح حفاظت کرو کمزوروں اور ضعیفوں کی دستگیری اور امداد کو اپنا فرض منصبی سمجھو۔ یہی سیاست ہے جو دنیا کو گہوارہ امن و سکون بنا سکتی ہے۔ اگر اسلامی سیاست کو عملی رنگ میں دیکھنا ہو اور اس کی ابر باریوں و فیض رسانیوں کا مشاہدہ کرنا ہو تو اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہیے جس نے تمام دنیا کے ضعیفوں اور کمزوروں کو ایک بلند سطح پر لا کھڑا کیا تھا ایسی بے خطر اور پر امن سیاست سے نہ انگریزوں کو خائف ہونا چاہیے نہ ہندوؤں کو

سخت تعجب اور حیرانی ہے کہ ایسی پر امن سیاست سے خود مسلمان کیوں گھبراتے ہیں سیاست کے نام سے ان کی روحیں فنا ہوتی ہیں ان کا دم نکلتا ہے انجمنیں اعلان کرتی ہیں کہ ہمارا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ان کے ہمنوا اور نام ہیں گویا سیاست کا نام ہے موت [illegible] یہ سب تبرہ ہے اس بات کا کہ ان سے

[illegible] مسلمان بنائے اور اسلامی تعلیمات

اتفاق و ہمدردی

(از جناب غلام محمد صاحب طالب علم بستی)

مسلمانوں میں جس قدر تعصبات کی دریا موجیں مار رہی ہیں اس کا تمام اندازہ کرنا ممکن نہیں آجکل مسلمانوں میں آزادی اور مذہب سے بے پروائی تعصب اور خود رائی کی خطرناک لہروں کا دریا بہہ رہا ہے غیر قومیں ہماری فرقہ بندیوں اور آپس کی تو تو میں میں کو دیکھکر خوش ہوتی اور تمسخر اڑاتی ہیں جس طرف نظر اٹھتی ہے باہمی مناقشوں اور کشیدگیوں کا ایک تکلیف دہ عالم نظر آتا ہے ان کشیدگیوں اور باہمی تعصب و نفاق کو دیکھتے ہوئے کیا یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اگر چندے اور یہی حالت رہی تو روح اسلام پژمردہ ہو جائیگی اور باغ اسلام کے تر و تازہ اور خوشنما پھول اور پھل مرجھا کر خشک ہو جائینگے۔

مسلمانو! غور کرو کیا اسلام نے تمہیں یہی سکھایا ہے کہ تم آپس میں تنازعات بپا کر کے آسمانی بلاؤں کا شکار بنو؟ آج ہماری خطرناک روش نے جو حد مایوسی پیدا کر دی ہے اس کو دیکھتے ہوئے بے تکلف یہ کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کی ہستی ہنی موہوم سے زیادہ نہیں اسلام اس لئے آیا تھا کہ سخت قلوب کو پانی کر کے باہمی رنجشوں کو مٹائے اور دشمنوں کو دوست بنائے لیکن ہمارے تعصب کی خطرناک لہروں نے اس خوبی کو مٹا کر دوستوں اور بھائیوں میں وہ تفریق و عداوت پیدا کی کہ الامان والحفیظ کسی قوم اور مذہب کے لئے اس سے زیادہ نازک وقت کوئی نہیں ہوسکتا کہ اس میں بات بات پر مجادلہ اور خطرناک نتائج کا محاکمہ شروع ہو جائے کسی امر میں مشورہ کرنا یا تحقیق و جستجو کی نظر سے اس پر محاکمہ کرنا مذہب کے خلاف نہیں اسلام نہ صرف اس کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس طریقہ کو بہترین صورت فیصلہ قرار دیتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں کسی ایک مقام پر بھی جائز مشورہ اور محاکمہ کی صورت نظر نہیں آتی کسی ایک خیالی و عقیدہ کے مجمع میں بھی باہمی کدورت و کاوش اپنا رنگ دکھائے بغیر نہیں رہتی اور جو امر بہترین طریقہ سے فیصل ہونے کے پیش ہوتا ہے اس میں ذاتی کاوش ایک نہ ایک تکلیف دہ صورت ضرور پیدا کر دیتی ہے اور یہ شورہ بجائے خود ایک مضر نتیجہ کا موجب بنجاتا ہے۔

تاریخ عالم پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر ادیان و ملل سابقہ کی تباہی اور کمزوری باہمی مخالفت سے ہوئی ہے جس وقت تک اختلاف محض اختلاف رائے تک محدود رہا اس وقت تک کسی قوم اور مذہب کو نقصان نہیں پہنچا لیکن جب اختلاف نے مخالفت کی صورت اختیار کی اور مشورہ یا محاکمہ کا جلسہ خود رائی کا اکھاڑہ بن گیا اسی وقت سے قوم کی تباہی کا وقت شروع ہو گیا اور آخر اسی کی بدولت قوم تباہ و برباد ہو گئی۔ مسلمانو! غفلت کی نیند سے بیدار ہو فرقہ بندیوں کو مٹاؤ تعصب و نفاق کو اپنے قلوب سے نکال کر پھینک دو کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اس کی بدولت تم کس درجہ ذلیل و ضعیف ہو چکے ہو غیر قومیں تمہارا مضحکہ اڑا رہی

ہیں تمہاری اس خطرناک روش نے نہ صرف اسلام کے بڑھتے ہوئے دائرہ کو محدود کر دیا ہے بلکہ تمہارے وہ بھائی بھی جو تم میں دوسری قوموں میں سے آکر شامل ہوئے تھے تمہاری کج خلقی سخت تعصب اور باہمی کاوشوں کو اسلام کے خصائل و عادات پر محمول کر کے تم سے علیحدہ ہوتے جارہے ہیں کیا تمہیں اس کا احساس بھی نہیں کہ جو لوگ اسلام کو خلق و مروت کا مذہب دشمن سے مراعات اور بہتر سلوک کرنے کا مذہب آسانیوں اور خوبیوں کا مذہب اخوت و ہمدردی کا مذہب سمجھکر اسلام میں داخل ہونیکی کوشش کرتے تھے تمہاری روش کو ان خوبیوں کے منافی پاکر تم سے دور ہوتے جاتے ہیں اور اسلام پر اس قسم کی نکتہ چینی کی گنجائش پیدا ہوتی جاتی ہے کہ جس اسلام کو مسلمان پیش کرتے خود مسلمانوں کا طرز عمل اس کے خلاف ہے جس سے صرف یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ یا تو اسلام میں یہ خوبیاں نہیں جو بیان کی جاتی ہیں اور یا مسلمانوں کا طرز عمل اسلام کے خلاف ہے اگر موخر الذکر خیال صحیح ہے تو کیا وجہ ہے کہ مسلمان اسلام کے پیرو اسلام کی خوبیوں سے دور ہوتے جاتے ہیں مسلمانو! غور کرو کیا تمہارے پاس اس کا کچھ جواب ہے۔

مسلمانو! تمہاری ہدایت کا سرچشمہ قرآن مجید تمہیں کیا حکم دیتا ہے دیکھو اور غور سے پڑھو واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذلک یبین اللہ لکم آیتہ لعلکم تہتدون۔ اے مسلمانو تم سب مل کر خدا کی رسی (قرآن مجید) کو خوب مضبوط پکڑ لو اور آپس میں پھوٹ مت ڈالو یعنی علیحدہ علیحدہ راستوں پر مت بھٹکتے پھرو تم خدا کی دی ہوئی نعمت (اسلام) کا شکر ادا کرو ایک وہ وقت تھا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں خدا نے محبت ڈالدی اور تم آپس میں اس نعمت (اسلام) کے سبب بھائی ہوگئے (تم اسلام لانے سے پہلے) ایک آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پس خدا نے تم کو اس آگ سے بچا لیا خداوند تعالیٰ اپنے احکام اسی طرح بیان کر رہا ہے تاکہ تم سیدھے راستہ پر آجاؤ۔

ظہور اسلام سے پہلے عرب کی کیا حالت تھی حالی نے حسب ذیل الفاظ میں اس کا خاکہ کھینچا ہے ؎

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے
سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے
تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر واں شرارا
تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

عرب کی خود سری، عداوت، حسد اور باہمی عناد دنیا میں مشہور تھا ایسے سرکش لوگوں کو کس چیز نے خلق و مروت اور احسان و مراعات کا پتلا بنا دیا؟ وہ مبارک اور برگزیدہ طاقت اسلام تھی جس نے ان کے کانوں میں انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم کا نغمہ جو نکا اور ان کی تمام عداوت و سرکشی کو

مثال کر اخوت و ہمدردی کا ... ان میں پیدا کر دیا ... کی تاریخ کو پڑھو اور غور کرو کہ آپس کی وہ عداوتیں بغض و عناد جو صدیوں سے چلے آتے تھے منٹوں میں اسلام کی بدولت کافور ہو گئے

اسلام دنیا میں تفریق و عداوت پیدا کرنے نہیں آیا بلکہ آشتی، اخوت اتحاد اور محبت پیدا کرنے اور اپنے متبعین کے لئے راہ ہدایت دکھلانے آیا ہے۔ اس لئے نہایت رنج وافسوس ہے ہماری حالت پر کہ ہم اسلام کی اصلی حالت سے دور ہو کر تفریق و عداوت کو نشوونما بخش رہے ہیں۔

مسلمانو! خداوند تعالیٰ کے نزدیک فساد باہمی عداوت اور بغض و عناد سے بری کوئی چیز نہیں کہ اس سے عزت و آبرو اور تمام خوبیوں پر پانی پھر جاتا ہے چنانچہ کلام پاک میں ارشاد ہے ولا تنازعوا فتفشلوا و تذہب ریحکم آپس میں نہ جھگڑو یعنی تنازعات برپا نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا (آبرو) جاتی رہے گی۔

پس اب خود سوچو اے مسلمانو! کہ ہمارے لئے اس سے زیادہ موجب تاسف کوئی دوسرا امر اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہمارے مذہب کا سرچشمہ ہمیں اتحاد و یکجہتی اور اخوت و ہمدردی کی تعلیم دے تفرق و تشتت کے مضرات سے آگاہ کرے اور خود واقعات اور تجربات سے امور کا مشاہدہ بھی ہو اور ہماری حالت میں فرق پیدا نہ ہو باوجود ہر قسم کی ذلتوں، کمزوریوں اور خرابیوں کے وہی سب وشتم اور وہی تعصب، خود رائی جو پہلے تھی مسلمانوں میں اب بھی پائی جاتی ہے اس قدر ضعف و انحطاط نے بھی ہمیں غافل سے بیدار نہیں کیا اور جز ئیہ امور فروعات میں اپنے خیال کو حق اور دوسرے کی رائے کو گو وہ دلیل و برہان کو مخالف کہ اسلام سمجھ نہ صرف شک و شبہ کیا جاتا ہے بلکہ نہایت بے دردی سے اس کو خارج از اسلام بھی قرار دیا جاتا ہے کیا یہ واقعات مایوس کن نہیں ہیں؟ کیا یہ تصویر مایوسی مسلمانوں کا درد دل میں رکھنے والوں کے لئے زہرہ گداز نہیں ہے؟ کیا متبعین اسلام کے لئے اس سے بھی زیادہ کوئی سخت وقت آئے گا؟ افسوس! اسلام میں جو چیز باعث رحمت ہے ہماری کجروی کی بدولت آج وہی شئے سبب زحمت بنی ہوئی ہے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اختلاف امتی رحمۃ یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے کہ اس سے امور دینیہ میں کافی تنقیح کا موقع ملتا ہے اور اچھے برے کا بہترین طریقہ پر امتیاز ہو جاتا ہے لیکن افسوس ہے کہ جو سبب رحمت تھا خود غرضی تعصب عداوت، تنگدلی اور نفس پرستی کی بدولت مخالفت سے بدل گیا اور سبب زحمت بنکر مسلمانوں کی روحانی، تمدنی اور معاشرتی حالت میں تغیر پیدا کر دیا کہ اسلام سے اس کو بھی کچھ تعلق نہیں ہے۔ مسلمانو اگر تم میں احساس ہے تمہاری مذہبی روح اگر بالکل بے مردہ نہیں ہو گئی ہے اور تمہارا جذبہ اسلام اگر کچھ باقی ہے تو خدا کے لئے اپنی حالت کو درست کرنے خالص مسلمان بن جاؤ کہ اس کے بغیر مسلمانوں کی زندگی اور روح اسلام کا بقا ناممکن ہے۔ مسلمانوں کی زندگی مسلمانوں کی قومیت اور مسلمانوں کا مذہب اخوت و ہمدردی پر مبنی ہے اسلام دشمن کیساتھ بھی بہترین سلوک کا حکم دیتا ہے پھر نہایت افسوس ہے اس پر جو مسلمان ہو کر مسلمانوں کے ساتھ بدترین برتاؤ کریں۔

اسلامی سادگی اور کفایت شعاری

(ڈاکٹر طفیل بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے)

مولانا مرحوم بھیرہ میں صحیح بخاری کا درس دے رہے تھے حدیث شریف میں لکھا ہوا تھا کہ سود لینے والے اور سود دینے والے سود کے لکھنے والے اور اس پر گواہی دینے والے سب پر لعنت ہے۔ اتفاق سے عین اسی وقت بھیرہ کا ایک بہت بڑا ساہوکار جس کا کام ہی سود کے لین دین پر چلتا تھا اور ہزار ہا روپے کا مالک تھا مسجد کے سامنے سے گذر رہا تھا سود کے متعلق تذکرہ سنکر مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا مذکورہ بالا حدیث سنکر وہ چونکا مولانا مرحوم سے کہنے لگا کہ کیا سود دینا بھی حرام ہے؟ فرمایا ہاں کہنے لگا اگر آپ کی لڑکی کا بیاہ ہو اور آپ کے پاس روپیہ نہ ہو تو کیا کرو؟ حضرت مولانا نے فرمایا کہ میں کبھی سودی روپیہ نہ لوں گا بلکہ نہایت سادگی سے مسجد میں لڑکی کا نکاح پڑھ دوں گا۔ اسلام میں نکاح پر تو ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوتا جہیز حسب استطاعت ہوتا ہے اور پیسہ نہیں تو جہیز بھی نہیں۔ اس پر وہ ساہوکار بولا کہ شادی تو خیر یوں گزر گئی اگر آپ کے ہاں موت ہو جائے تو کیا کرو گے؟ فرمایا نہلا کر نماز جنازہ پڑھ کر گڑھا کھود کر دفن کر دیں گے کفن کے لئے پیسہ نہ ہوگا تو جن کپڑوں میں مردہ ہے انہی میں دفن کر دیں گے اس پر وہ ساہوکار بولا کہ اگر کھانے کو گھر میں نہ ہوگا تب کیا کرو گے فرمانے لگے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤں گا سر پر گٹھا رکھ کر بیچوں گا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالوں گا مگر سودی قرضہ نہ لوں گا۔ اس پر لالہ جی بہت متاثر ہوئے کہنے لگے مولوی صاحب آپ کو جب بھی روپے کی ضرورت ہو آپ مجھ سے لے لیں میں آپ سے کبھی سود نہیں لوں گا لیکن حضرت مولانا نے کبھی اس سے قرضہ نہیں لیا۔

افسوس ہے مسلمان اپنے سید و مولا حضرت نبی کریم صلعم کے اسوۂ حسنہ کو بھول گئے آپ پرلے درجہ کے فیاض واقع ہوئے تھے آپ کی فیاضی غربا اور حاجتمندوں پر ابر بہار کی طرح برستی تھی لیکن خود اپنی زندگی نہایت سادہ رکھتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ آپ کے حجرہ میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں جس کے نشان آپکے جسم پر پڑ گئے ہیں ایک طرف مشکیزہ لٹکا ہوا ہے اور ایک کونہ میں جَو کا چھوٹا سا ڈھیر ہے بس ختم یہ اس وقت کا ذکر ہے جب آپ کل ملک عرب کے بادشاہ بن چکے تھے آپ کی غذا نہایت سادہ تھی یہ بہت پسند تھا کہ ہانڈی میں پانی ڈال کر سالن کو پتلا کر کے اس میں غریب ہمسایوں کو شامل کر لیا جائے۔ حضرت امام حسن اور امام حسین حضور کے نواسے تھے جوان ہونے کے بعد ایک بزرگ صحابیہ سے فرمائش کی کہ ہمیں وہ کھانا پکا کر دو جو ہمارے نانا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھایا کرتے تھے وہ کہنے لگیں کہ تم وہ کھا نہیں سکتے انھوں نے اصرار کیا کہ نہیں ضرور پکا دو۔ پکایا تو وہ بھی نہ کھا سکے کیونکہ نہایت ہی سادہ اور سب چیزیں ملی جلی ایک ہی جگہ پکی ہوئی تھیں آپ نے نکاح بھی کیا تو اس میں بھی کوئی تکلف کبھی نہیں کیا ایک دفعہ دعوت ولیمہ کے لئے کچھ نہ تھا تو سب اصحاب کو کہہ دیا کہ اپنے اپنے گھر سے کھانا لے آؤ۔ آپ بھی اور وہ سب کھانا لے آئے تو سب نے مل کر کھا لیا آپ کی صاحبزادی حضرت زینب فوت ہوئیں تو کفن کے لئے کچھ نہ تھا فرمایا میری تہبند میں لپیٹ کر قبر میں رکھ دو۔ یہی حال صحابہ کی زندگی کی سادگی کا تھا جس سے اسلامی تاریخ بھری ہوئی ہے لیکن ایک واقعہ سے مجھے بہت تعجب ہوا کرتا ہے وہ یہ کہ ایک دفعہ ایک عورت نکاح کے لئے حاضر ہوئی آپ نے صحابہ سے دریافت کیا کہ کسی کو نکاح کی ضرورت ہے؟ کسی کو ضرورت نہ تھی سوائے ایک مفلس و نادار صحابی کے جو صرف ایک تہبند باندھے ہوئے تھے بدن میں کرتہ بھی نہ تھا آپ نے دریافت فرمایا کہ مہر کیا دو گے؟ عرض کی کہ حضور میرے پاس تو اس تہبند کے سوا کچھ بھی نہیں فرمایا۔ فرمایا جاؤ ایک لوہے کا چھلا لے آؤ۔ وہ تھوڑی دیر بعد واپس آئے تو عرض کیا کہ حضور میں تلاش کر آیا ہوں میرے گھر میں تو ایک لوہے کا چھلا بھی نہیں آپ نے نکاح کرنے سے انکار کیا اس پر وہ صحابی نہایت مایوس ہو کر چلے ان کے اس طرح مایوس ہو کر لوٹنے پر آپ کو بہت ترس آیا آپ نے فرمایا کہ تمھیں کچھ قرآن یاد ہے عرض کی کہ یاد ہے فرمایا کہ اس عورت کو کم سے کم چالیس آیات قرآن کی یاد کرا دو انھوں نے منظور کر لیا آپ نے عورت کی رضامندی کے ساتھ نکاح پڑھ دیا۔

اس واقعہ پر مجھے حیرت ہوا کرتی ہے کہ اس صحابی نے لوہے کا چھلا جو زیادہ سے زیادہ ایک پیسہ یا ایک [illegible] کا ہوگا کسی سے قرض کیوں نہیں لے لیا قرض لیکر نکاح کر لیتے یا آجکل کے مسلمانوں کی طرح کہہ دیتے کہ حضور جہیز سے گھر بھر دیں گے جتنا مرضی چاہے مہر باندھ دو۔ نہیں قرض لینے کا خیال بھی اس کے دل میں نہیں آیا وہ نکاح سے مایوسی کو اس پر ترجیح دیتے ہیں کہ کسی سے ایک آنہ قرض لیکر لوہے کا چھلا خرید لیں بالمقابل آج مسلمان بیاہ شادی میں گھر پھونک تماشا دیکھنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں کس قدر مقام عبرت ہے

(سلف ان کے وہ تھے خلف ان کے یہ ہیں)

مقالات مشاہیر

(از حضرت مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مدظلہ)

فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنٰہم بغتۃ فاذا ہم مبلسون

پھر جب وہ ان چیزوں کو بھولے رہے جنکی انہیں نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کردیئے یہانتک کہ جو چیزیں ان کو ملی تھیں جب ان پر وہ خوب اترا گئے تو ہم نے دفعۃً ان کو پکڑ لیا پھر تو وہ ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔

کلام پاک میں بعض اگلی شامت زدہ وگمراہ قوموں کا ذکر کرکے ارشاد ہوتا ہے کہ جب وہ لوگ احکام الٰہی سے برابر غفلت ہی برتتے ہی رہے اور چوکنے سے نہ چوکے تو حکمت الٰہی نے دفعۃً انھیں کوئی سزا نہیں دی فوراً ان پر درستی بند نہیں ہوا بلکہ اس کے برعکس ان پر ہر شے کے دروازے کشادہ کردیئے گئے فتحنا علیہم ابواب کل شیء ان کی آمدنیاں بڑھنے لگیں ان کی دولت واقبال میں ترقی ہونے لگی ان کا جاہ وحشم عروج پر آگیا یہانتک کہ وہ اپنی ان کامیابیوں اور کامرانیوں کے نشہ میں اور زیادہ مست و سرشار ہوگئے خود پرستی اور خدا فراموشی میں اور زیادہ منہمک ہوگئے اپنی عقلمندیوں خود بینیوں اور خود اعتمادیوں کے گھمنڈ میں اور زیادہ آگئے اس وقت ان پر یک بیک قہر الٰہی نازل ہوا اور وہ پاداش عمل میں دھر پکڑے گئے۔

آج آپ کو سود خوری کی تلقین دی جاتی ہے اور دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ دیکھئے مغرب کی سود خوار قومیں کیسی خوشحال ہیں۔ آج آپ کو شریعت شکنی کا سبز باغ دکھایا جاتا ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ دیکھئے مغرب کی اقبالمند قومیں ان قیود سے آزاد ہوکر کیسی کیسی ترقیاں کررہی ہیں کلام پاک کی جو تصریح ابھی آپ کی نظر سے گذری اس کے بعد اس قسم کے دلائل و شواہد کا کوئی وزن باقی رہجاتا ہے؟ "خوش قسمت" اور "اقبالمند" اور قابل رشک وہ قومیں نہیں جن کا آغاز خوش گوار ہوتا ہے بلکہ وہ ہیں جن کا انجام خوشگوار ہوتا ہے۔ گھوڑدوڑ میں بازی اسی گھوڑے کے ہاتھ نہیں رہتی ہے جو دوڑ کے شروع میں آگے ہوتا ہے بازی اسکے ہاتھ رہتی ہے جو خاتمہ پر سب سے آگے ہوتا ہے۔ فرعون اور نمرود ہامان اور قارون اور قوم عاد اور قوم ثمود سے زیادہ شاندار اور زیادہ با اقبال "آغاز" کس کا رہا ہے لیکن ان کا انجام آخرت میں نہیں اسی دنیا میں جو کچھ ہوا ہے اسکا ذکر بھی قرآن ہی میں محفوظ ہے! خوشحالی واقبالمندی کو لازمی طور پر اور ہر حال میں کسی قوم کی "صلاح" و "فلاح" کی دلیل قرار دینا قرآن پاک کی تعلیم سے یکسر بیگانگی کا ثبوت دینا ہے۔

رسول کریم کے زمانہ میں جب بعض منافقین کی شرارت سے امت کی سب سے بڑی مومنہ صدیقہ پر ایک نہایت گندی تہمت لگی اور اس کے چرچے پھیلے تو کلام مجید میں یہ دو آیتیں نازل ہوئیں!۔

(۱) لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنات بانفسہم خیراً وقالوا ھذا افک مبین

جب تم لوگوں نے یہ گندی حکایت سنی تھی تو مسلمان مردوں اور عورتوں نے اپنے لوگوں سے متعلق گمان نیک کیوں کام نہ لیا اور چھوٹتے ہی یہ کیوں نہ کہدیا کہ یہ صریح افترا ہے۔

(۲) ولولا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک ھذا بہتان عظیم یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابداً ان کنتم مومنین۔

اور جب تمہارے کانوں تک یہ گندی حکایت پہنچی تھی اسی وقت تم نے یہ کیوں نہ کہدیا کہ ہم کو ایسی بات منہ سے بھی نہ نکالنا چاہئے معاذ اللہ یہ تو بڑی سخت تہمت ہے! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اگر تم ایمان والے ہو تو ایسی حرکت پھر کبھی نہ کرنا

خبر کے گڑھنے کا ذکر نہیں، اتہام تراشی کا ذکر نہیں گھڑی ہوئی خبر کے صرف قبول کرنے اور بے سوچے سمجھے اس کے چرچے کرنے پر یہ ڈانٹ پڑ رہی ہے کسی مسلمان پر افترا تو کوئی مسلمان کیوں کرنے لگا کسی افترا کو قبول کرنا اور اس کی اشاعت میں معین ہونا بھی ہرگز کسی مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا ارشاد یہ ہے کہ ایسی نامعقول روایتوں اور حکایتوں کے سنتے کے ساتھ ہی انھیں رد کردینا چاہئے اور کسی مسلمان کی عزت پر حملہ سنکر اسی وقت اس کے قبول کرنے سے صاف انکار کردینا چاہئے وہ مسلمان کیا جو دوسرے مسلمان کی دینا پر عزت پر اخلاق پر حملہ ہوتے ہوئے دیکھے اور چپکا بیٹھا رہے یا یہ کہکر اور چرچا چڑا لے کہ سنا ایسا ہی تھا اسے تو فوراً اٹھکر اس کی تردید کرنا چاہئے بغیر اس کے وہ مسلمان ہی کیسا اور اس کا ایمان ہی کیا

آج دنیائے اسلام کے کسی گوشہ میں اس پر عمل ہو؟ پبلک جلسے ہوں یا گھروں کے اندر تخلیہ کی صحبتیں اخبارات کے مقالات ہوں یا خانگی خطوط، کہاں یہی چرچے بھی مذکرے نہیں کہ فلاں لیڈر قوم کا روپیہ کھا گیا فلاں انگریزوں سے مل گیا، فلاں لیڈر نے ہندوؤں سے رشوت لے لی، فلاں مولانا صاحب چھپے رستم نکلے، فلاں شاہ صاحب کی چوری پکڑی گئی، محلہ کے چودھری صاحب کے کچھ ہرہوں کھل رہے ہیں شہر کے قاضی جی کی یہ حرکتیں ظاہر ہوئیں، اس کا گھر جواریوں کا اڈا ہے اس کے ہاں کی بہو بیٹیوں تک کی عزت کا ٹھیک نہیں جہاں چار مسلمان جمع ہوئے

نہ خدا کا ذکر نہ رسول کا، نہ موت کا نہ آخرت کی فکر، بس نفسیں ہیں، یہی مسلمانوں کی اصلاح گو نیاں ہیں تو اپنے ہی بھائی بندوں کی۔ ایک ایک کر کے پرزے کھل رہے ہیں اور دنیا جہان کا کوئی عیب ایسا نہیں جو خود مسلمانوں ہی کی زبان سے مسلمانوں پر نہ لگ رہا ہو، تہمتیں تراشنے والے مسلمان، ان پر یقین کرنے والے مسلمان، انھیں پھیلانے والے مسلمان، تجہ بخشیں، عداوتیں، مقدمہ بازیوں، فوجداریوں کی صورت میں بعونانہ موجود، لیکن زبانوں کو چاٹ ایسی پڑی ہوئی ہے کہ ساری تکلیفیں گوارا لیکن ان چرچوں اور تذکروں سے ہاتھ اٹھانا ناممکن۔

والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا

اور وہ مومنین جو ان لوگوں کے بعد آئے کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار بخش دے ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ایمان لانے میں ہم سے سابق ہوئے اور ہمارے دلوں میں میل نہ رکھ ان کی طرف سے جو ایمان لائے

کسی بندہ کا نہیں خدا کا کلام ہے۔ مومنین کے لئے ایک عام دستور العمل ارشاد ہوتا ہے مومنین کا شعار یہ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ اپنے پیش رؤوں سے بغض عداوت رکھنا، ان کی تنقید و تنقیص کرتے رہنا الگ رہا، ان کے حق میں دعائے مغفرت اپنی دعائے مغفرت کے ساتھ کرتے ہیں اور جس طرح اپنی نجات کے حریص ہیں ان کی نجات کے بھی طالب رہا کرتے ہیں اور اپنے قول و عمل سے ان کی تحقیر و توہین کرنا تو کجا دعائیں اسکی مانگتے رہتے ہیں کہ دل تک میں ان کی طرف سے غبار نہ رہنے پائے۔ اگلوں کی عزت و نیکنامی کو گویا اپنی عزت و نیکنامی سمجھتے ہیں ان کی ناموری سے خوش ہوتے ہیں ان کی رسوائی سے کڑھتے ہیں۔

امت کو تعلیم یہ ملی تھی امت کا عمل کیا ہے؟ آج جو بے ادب اگلوں کی عزت پر حملہ کرنے میں جتنا زیادہ بیباک اور بے دھڑک ہو اسی قدر زیادہ محقق و روشن خیال۔ حدیث میں ہر طالب العلم امام بخاری و امام مسلم پر نکتہ چینی کے لئے آمادہ، تفسیر میں ہر جاہل مجاہد و ابن جریر کا حریف، فقہ میں ہر عامی ابوحنیفہ و شافعی کی تنقید میں سرگرم کہ آج یہی دلیل کمال اور یہی معیار فضیلت ہے اور ان سے بھی گذر کر اصل صحابہ اور خلفائے راشدین تک کے مقابلہ میں یہ دلیل قطعی و برہان پر موجود کہ "بہرحال وہ معصوم نہ تھے عام اہل امت کی طرح خاطی ہی تھے"۔ آج سائنس کا اکسپرٹ (ماہر فن) جو کچھ کہہ دے اس کے مقابلہ میں سب کی زبانیں گنگ اور سب کے قلوب جھکے ہوئے لیکن فقہ و تصوف، حدیث و قرآن کے اکسپرٹس (ماہرین فن) کے اقوال اگر نقل ہوں تو انھیں مان لینا حریت ضمیر کے منافی، آزادی عقل و رائے کے حق میں مہلک۔

کسی بزرگ سے کسی مسئلہ میں غلطی ہو گئی ہو، تو غور و تحقیق کے بعد سنجیدگی و شرافت سے اسے واضح کر دینا نہ کوئی گناہ ہے نہ کوئی شرعی جرم نہ کہیں

اس کی مخالفت ہے [illegible] رسانی [illegible] اس سنت بلکہ [illegible] و جماعت کے دوسرے سرے تک پہنچ جاتا، بلاضرورت اور بلا غور و تحقیق اپنے بڑوں کی، اپنے اکابر کی، اپنے مرحوم بزرگوں کی تحقیر و تضحیک کرتے رہنا ان کی ادنیٰ سی ادنیٰ غلطیوں کی ٹوہ میں خواہ مخواہ لگے رہنا اور اگر کوئی ہاتھ آجائے تو اسے بڑے شوق کے ساتھ فاتحانہ انداز سے شائع کرنا یہ آخر کس آئین اخلاق، کس آئین شرافت، کس آئین شریعت کے مطابق ہے؟

حج کے موقع پر منیٰ میں رسول اللہ صلعم کا طریقہ یہ تھا کہ نماز بجائے پوری پڑھنے کے قصر سے ادا فرمایا کرتے تھے حضرت صدیق اور حضرت فاروق کا بھی اپنے اپنے عہد خلافت میں یہی طریقہ رہا جب حضرت عثمان غنی کی نوبت آئی تو ابتداء میں آپ کا بھی اسی پر عمل رہا بعد کو کسی مصلحت یا ضرورت سے آپ نے پوری نماز پڑھنی شروع کر دی اس وقت جو صحابہ منیٰ میں موجود تھے ان میں ایک حضرت عبداللہ بن عمر بھی تھے ان کا زہد و ورع عالم آشکارا تھا۔ اتباع سنت کا ذوق اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ لوگوں کی نظر میں والہانہ جنون کی حد تک پہنچ گیا تھا صرف عبادات و مجاہدات میں نہیں رسول کریم کی اتفاقی اور بشری عادات تک کی پیروی میں انہماک تھا حج کیلئے نکلتے تو جن راستوں سے حضور انور گذرے تھے خود بھی گزرتے جہاں جہاں حضور نے منزلیں کی تھیں خود بھی منزل کرتے اور انتہا یہ ہے کہ جس جس مقام پر حضور نے طہارت فرمائی تھی وہیں خود بھی طہارت کے لئے بیٹھ جاتے۔

ایسے عاشق صادق ایسے پیرو کامل کے دل پر نماز جیسی اہم ترین عبادت کے معاملہ میں سنت رسول سے علیحدگی خواہ وہ کیسی ہی مصلحت پر مبنی ہو دیکھ کر کیا کچھ نہ گذر گئی ہوگی؟ لیکن اہل سیر متفق ہو کر یہ روایت لکھتے ہیں کہ یہی ابن عمر منیٰ میں جب تنہا نماز پڑھتے تو حسب معمول و حسب سنت رسول قصر ہی کرتے لیکن جب امام وقت خلیفہ رسول کی اقتداء میں شریک جماعت ہوتے ہیں تو خود بھی سب کے ساتھ چار ہی رکعتیں پڑھتے ہیں اور جب اس پر لوگ حیرت سے سوال کرتے ہیں تو جواب میں فرماتے ہیں "الخلاف شر"، اختلاف و تفریق پیدا کرنا بڑی بری بات ہے؟ اسلئے امت میں تفریق اور جماعت میں انتشار پیدا کرنے سے کتنی نفرت اس کی کیسی اہمیت دل میں جاگزیں؟

اس مقدس و برگزیدہ صحابی نے اتفاق و اتحاد کے فوائد پر کوئی طویل لکچر نہیں دیا نا اتفاقی کے نقصانات پر کوئی مقالہ فصاحت تحریر نہیں فرمایا صرف اپنے عمل سے اپنے کردار سے اپنے آپ کو دوسرے کے تابع کر کے دکھا دیا کہ امت کو تفریق و اختلاف سے بچانا کس قدر ضروری ہے اور اس غرض کے لئے ایثار کس قدر پسندیدہ ہے۔ آج زبانوں پر سب کے اتحاد، اتفاق اتفاق کی پکار ہے لیکن کوئی صاحب بھی دوسرے کے آگے جھکنے، دوسرے کی بات کے سامنے اپنی بات کو دبا دینے، دوسرے کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے کے مغلوب کر لینے پر آمادہ ہیں؟ افسر سب بننا چاہتے ہیں کوئی کسی کا سپاہی بنکر رہنا گوارا ہے؟

دادی اماں کا خواب

(از ... سید احمد صاحب ...)

ارے یہ چھوٹا کیسا پھیلا ہے کہ یہاں تک ... ابھی پتہ ابھی ... سا کسے آ کے پھوٹ ابھیلا بان پھیلا دیتیں! جتنا ان سے ... پیالی سب زمین پر انڈیا یا۔ اس گھر میں تو چیز کی پالیں ہی پہلو ہی ہوئی ہے کہ اللہ کی پناہ پورا ڈیڑھ سیر دودھ تھا اب صبح کو ... ناک میں دم کردے گا وہ الگ۔ طاہرہ! او طاہرہ!!

میں نے تو تم سے کہہ دیا تھا کہ دودھ چھینکے پر رکھ دینا اب صبح کو بچہ کیا پئے گا! بلی پی جاتی تو کیا تمہارے لئے چھوڑ جاتی ایک بوند تو دیگچی میں بھی رہی نہیں بھری دیگچی سب کی سب اس نے انڈیل دی اس کے گرنے کی آواز سے تو میری آنکھ کھل جاتی جو دیکھتی ہوں تو یہاں سے وہاں تک زمین پر سلا دودھ ہی دودھ! یا اللہ یہ دودھ کہاں سے آیا دیگچی دیکھی تو معلوم ہوا کہ پینے کے ... سلیقہ مند بیٹی نے دودھ کو چھینکے پر نہیں رکھا ہے۔

غضب خدا کا تھوڑا نہ بہت ڈیڑھ سیر دودھ بلیوں کے نیگ لگا یہ گھر کرنے کے ڈھنگ ہیں مزاج میں ایسی ہی بے پرواہی ہے تو بیٹی عمر بھر ساس نندوں کی جوتیاں کھاؤ گی۔ لو اور غضب دیکھو اسے اب بھی کچھ پرواہ نہ ہوئی باتیں کرتے کرتے اتنی سی دیر میں سو گئی۔ طاہرہ او طاہرہ اٹھتی ہے کہ نہیں اب میں پنکھا کھینچ کر مارتی ہوں اٹھیگی کہ نہیں! بھلی بھلا کی بکی! تو نے دودھ چھینکے پر کیوں نہیں رکھا! بھری دیگچی دودھ جو بلیوں کو پلا دیا اب بچہ کو اسار کہاں سے دوں گی پینے تو جاکے تجھ سے کہہ دیا تھا کہ دودھ کی دیگچی چھینکے پر رکھ دینا یہی تو جوتیاں کھانے کے ڈھنگ ہیں ہمارے وقتوں میں خدا نہ کرے ایسی لڑکیاں ہوتیں! اب صبح کو حقیقت معلوم ہوگی جب بابا کو چاہ نہیں ملیگی اور وہ چیخ چیخ کر سارا محلہ سر پر اٹھا لیگا اور پھر وہ اسلم کیا کھائیگا کہ جب تک دودھ نہیں مل جائیگا اس وقت تک ماں کی ایک ہی ... کے رکھیگا اور پھر کوئی کچھ کہے یا نہ کہے میں تو یہ پوچھتی ہوں کہ یہ جو سب آنے پیسے کے مفت کے آگئے تھے جو اس طرح پھینک دیئے گئے مفت کے ... ہے اسی کو اس طرح برباد کرو ساس نند پر ایک بال بھی نہ چھوڑے گی ..... اب وہ مردار پھر سو گئی! اس ... یہ حالت ہے تو آگے چل کر ان سے کیا ... اور اس بے پرواہی کو تو دیکھو میرے کہنے کو اس نے ... یہ بھی خیال نہ کیا کہ کون کیا بک رہی ہے منہ سے پڑ کے سو گئی یہ ساری ... اماں یاد سے ... پیدا کی ہے

اماں جان اب ... گی یا ساری رات جگانے کا ارادہ ہے ... نے ... کہا۔

[illegible]

لئے پھر رہتے تھے۔ نہیں کر لڑکی کو بھیا کی طرح گاؤدی بنا دے کر جا سے چونکہ کسی ... تو بیہ ہر وقت اس کی تھوڑی بہت تنگ لیتی رہتی ہے تو اتنا بھی ہے کہ گھر کا ایک آدھ کام کر دیتی ہے نہیں تو خدا جانے اجکل کیا حال ہوتا اللہ نہ کرے کہ مسلمانوں کی بچیاں ایسے بے ... بن جائیں۔

فاضل۔ اماں جان آپ خواہ مخواہ بھی جیسا الزام لگایا کرتی ہیں میں ایسی کونسی دنیا سے نرالی محبت اس سے کیا کرتا ہوں کل کو کسے معلوم ہے کہ اپنے گھر جا کے اسے کیا کچھ بھگتنا ہے چار دن کو ہمارے ساتھ ہے تو ہم بھی اسے تکلیف ہی میں رکھیں کچھ ہے دودھ کی دیگچی رکھنا بھول گئی بچوں سے ... بھی ہوا ہی کرتی ہیں آپ نے ذرا سی بات کا اتنا بڑا جھگڑا بنا دیا۔

بڑی بی۔ بیٹا میں کب کہتی ہوں کہ اسے کوئی تکلیف دو خدا نہ کرے میں کیا اس کی دشمن ہوں میں تو یہ کہتی ہوں کہ جیلی ذات کو بالکل آزاد نہیں چھوڑنا چاہیئے اسے پرائے گھر جانا ہے وہاں اس سے محبت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا اور عیب نکالنے والے ستر موجود ہوں گے تمھیں کیا معلوم ہے کہ ہمارے زمانہ میں لڑکیاں کیسی کیسی قیدوں اور بندشوں سے پلی تھیں۔

فاضل۔ مگر ساس نندوں کی جوتیاں پھر بھی کھانی پڑتی تھیں پھر بندشوں کا فائدہ کیا ہوا۔

بڑی بی۔ ہم نے تو کبھی بھی جوتیاں نہیں کھائیں۔

فاضل۔ میں چھوٹا سا تھا تو مجھے یاد ہے کہ آپ ہی دادا اماں کی اور پھوپی جان کی رات دن شکایتیں کیا کرتی تھیں اور ہر ایک سے کہتی رہتی تھیں کہ میری ساس کو مجھ سے خدا واسطے کا بیر ہے۔

بڑی بی۔ (غصہ سے) بس اب چپکا پڑا رہ۔ بڑا میرا بڑا بڑا بکنے آیا ہے جو تیرا جی چاہے سو کر مجھے دلہن نے وہ نگوڑے اس کا گوشت کھلا دیا ہے اس کا نام اب رات کے وقت کون لے اب اس زمانہ میں ماؤں کی یہ عزت رہ گئی ہے کہ بیٹیوں اور بہوؤں کی جوتیاں کھائیں اور لے لگیں،

فاضل (رہائی سے اٹھکر اور گلے میں ہاتھ ڈال کر) میری اماں جان میرا قصور معاف کر دیجئے میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ اتنی رات گئے تو میں مولود شریف کے جلسے سے آیا اور اب آپ کی خفگی کا سلسلہ شروع ہوا تو کسی طرح ختم ہی نہ ہوتا تھا آپ کو معلوم ہے کہ مجھے صبح تڑکے ہی اٹھنا پڑتا ہے اور پھر شام تک اتنا موقع بھی نہیں ملتا کہ ذرا دیر کو چار پائی سے کمر لگا لوں اس لئے میں نے کہا تھا کہ اگر آپ اسی طرح خفا ہوتی رہیں تو میں سو نہ سکونگا آپ خواہ مخواہ کے لئے خفا ہو گئیں بھلا میری کیا مجال کہ آپ کی خدمت میں کوئی گستاخی کروں آپ اگر میرے جوتیاں بھی ماریں گی تو میں ہرگز ہرگز اف تک نہیں کرونگا آپ ہی اسے تربیت نہ دیں گی تو کون دیگا بس اب میرا قصور معاف کر دیجئے میری اماں جان آپ کہہ دیجئے کہ معاف کر دیا

بڑی بی نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا ... اور ... ڈپٹا اور رکھنے

اس نوری [illegible] ہے [illegible]
صبح سے لیکے شام تک روز کام کرتے کرتے [illegible] کی [illegible]
ہوگئی ہے میں سوچتی ہوں کہ اس دن کہا تھا کہ صبح کو ایک [illegible]
ذرا سی خواہش میں گھس گئی ہیں بچارے کے پلاؤ پکا کر [illegible]
تو انہیں عقل کے سامنے کسی [illegible] ہیں، اچھا بیٹا اب تم آرام
کرو میں طاہرہ کو صبح کو کہا دوں گی [illegible] سب کا سب
یونہی پھینک دیا گیا۔

محمد فاضل - اٹھکر اپنی چارپائی پر گئے لیکن اس عرصہ میں بڑی بی
کی آواز سے صبا [illegible] جاگ اٹھا تھا محمد فاضل کی بیوی اور طاہرہ تو دم
سادھے خاموش پڑی رہیں مگر ان کا لڑکا عاقل جسکی عمر کوئی بارہ گیارہ برس
کی تھی باپ سے کہنے لگا۔

عاقل - ابا جان آپ کہاں گئے تھے ہمیں اپنے ساتھ نہیں لے گئے!

فاضل کیا تم بھی جاگ گئے ہم حکیم مسعود حسن صاحب کے یہاں مولود
شریف کی محفل میں گئے تھے۔

عاقل - مولود شریف کی محفل میں کیا ہوتا ہے ہمیں آپ کیوں نہیں لے گئے

فاضل - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور ان کی زندگی کے حالات
پڑھکر سنائے جاتے ہیں اچھے خوش آواز لوگ آپ کی تعریف میں غزلیں
پڑھکر سناتے ہیں بس یہی ہوتا ہے۔

عاقل - اس روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی ایک غزل
پڑھ رہا تھا تو آپ تو مجھ پر ناراض ہوئے تھے کہ اس قسم کے شعروں سے
رسول اللہ کی شان میں گستاخی ہوتی ہے پھر آج آپ خود ایسے شعر سننے
کیوں گئے؟

فاضل - میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ نعت کے شعر پڑھنا یا سننا برا ہے
میں نے تو اس خاص شعر کو برا کہا تھا جو تم پڑھ رہے تھے اس کے الفاظ
بہت ہی گستاخانہ تھے بہت سے بیوقوف شاعر محض اپنے کلام کا زور
دکھانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل اس طرح عشق کا
اظہار کیا کرتے ہیں کہ گویا آپ کوئی خوبصورت عورت تھے کوئی آپ کی آنکھوں
سے اپنا عشق ظاہر کرتا ہے کوئی آپ کے ابروؤں کو تلوار سے تشبیہ دیکر
اپنے آپکو ان کا زخمی بتاتا ہے اور کوئی آپ کی زلفوں میں اپنے کھوئے
ہوئے دل کو تلاش کیا کرتا ہے غرضکہ اس قسم کی لغو اور بے سروپا باتیں
غزلوں میں لکھ مارتے ہیں اور اس بات کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتے کہ
جس مقدس ذات کی شان میں ہم یہ خرافات لکھ رہے ہیں وہ خدا کا
سب سے زیادہ برگزیدہ پیغمبر اور دنیا کا سب سے بہتر انسان تھا اپنے اس آقا
اور اپنے اس مولا سے ہمیں ایسی ہی محبت ہوسکتی ہے اور ایسی ہی ہونی
چاہئے کہ جیسے ایک بیٹے کو اپنے باپ سے یا ایک لائق غلام کو اپنے
شفیق اور مہربان آقا سے ہوتی ہے اور دنیا میں کہیں بھی ایسا نہیں ہوتا
کہ بیٹا اپنے باپ سے یا غلام اپنے مالک سے اس قسم کے عشق کا اظہار
کرے جیسا نعتیہ غزلوں میں علی العموم کیا جاتا ہے بہرحال [illegible]
ہی بڑی کیا [illegible] ہے میلاد شریف کی محفلوں میں جو کچھ [illegible]

[illegible] ہوتا ہے [illegible]
[illegible] ہوتی کہ [illegible] ہے یا غلط۔

عاقل - تو ابا جان آپ نے جلسے میں کیوں گئے تھے وہاں تو سب
ایسی ہی باتیں سننے میں آتی ہوں گی۔

فاضل - نہیں بیٹا یہ جلسہ عام جلسوں سے مختلف تھا ایک بہت
اچھے عالم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات
بیان کئے تھے خصوصیت کے ساتھ صلح حدیبیہ کے حالات [illegible]
تھے جس کے بعد سے اسلام کی ترقی شروع ہوئی اور عرب میں اسلام
پھیلنے لگا۔

عاقل - صلح حدیبیہ کیا؟

فاضل - صلح حدیبیہ کا مطلب سمجھانے کے لئے مجھے اسلام کے
ابتدائی زمانے کی ساری تاریخ بیان کرنی پڑے گی اور [illegible]
نہ سمجھ سکوگے اس لئے اب اس وقت تو سو جاؤ کل خدا نے چاہا تو سمجھا
دوں گا۔

عاقل - نہیں میرے ابا جان! اب ایک دن آپ نہیں سوئینگے تو کیا
ہوجائے گا۔ دادی اماں اگر چلاتی رہتیں تو آپ جاگتے کہ دو جاگتے

فاضل (ہنسکر) تم بڑے شریر ہو۔

عاقل دوڑ کر باپ کی چارپائی پر پہنچ گیا اور لگا خوشامد کرنے، میرے
ابا جان صلح حدیبیہ کا حال سنا دیجئے۔ آج سنا دیجئے پھر کبھی کچھ
نہ سنائیے گا۔ ابا کو تو آپ سنگ دل تھے کہانیاں سنا کرتے تھے ایکدن
ہمیں سنا دیجئے گا تو کیا ہوگا۔

فاضل (ٹالنے کے طور پر) بیٹے حدیبیہ ایک جگہ کا نام ہے جو کہ مکہ معظمہ
اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے اس مقام پر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے مکہ کے کافروں کے ساتھ بعض شرطوں پر صلح کی تھی اسی
صلح کا نام صلح حدیبیہ ہے۔

عاقل - تو آپ بس اتنی سی بات سننے کے لئے گئے تھے۔

فاضل - تم بڑے شریر ہوگئے ہو اب سو جاؤ [illegible]

عاقل - آپ خود ہی تو ہم سے کہا کرتے ہیں کہ ہر بات [illegible]
پوچھا کرو اور اب جب ہم پوچھتے ہیں تو بتاتے [illegible] آپ
کو نیند ہی نہیں آئے گی۔

فاضل - کیوں؟

عاقل - میں باہر بھی غالباً میں جا کے چپکے سے [illegible]
زمین پر گرا دوں گا ان کی آواز سے دادی اماں [illegible]
گی اور یہ سمجھ کر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] ہو کر ... کی بات

کی ... جان اور ... [illegible]

... بھی ...

عاقل - مجھے ... بہت اچھا سنو اب اگر تم میں سے کوئی سننے سے ... تو سخت سزا ملیگی۔

عاقل - ... اور جو چاہیئے سزا دیجئے گا۔

کامل - اچھا اب ... سنو۔

... پہلے آپ کو میں یہ بتا دوں کہ صلح حدیبیہ اس قدر مشہور کیوں ہے مسلمانوں نے سینکڑوں برس تک مختلف ملکوں میں حکومتیں کی ہیں اور بہت سی صلحیں مختلف قوموں سے کیں لیکن صلح حدیبیہ کو اسلام کی تاریخ میں تمام واقعات سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اللہ تعالےٰ نے اس صلح کو "فتحاً مبیناً" یعنی کھلی ہوئی فتح کے لقب سے یاد کیا ہے حالانکہ ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانوں نے اپنی ہار اور شکست تسلیم کر لی ہے حقیقت یہ ہے کہ اسی صلح کے بعد سے ایسا ہوا کہ اسلام عرب میں ترقی کی اور سال دو سال ہی کے اندر ہزار ہا آدمی سچے دل سے مسلمان ہو گئے اور مذہب اسلام کو اس قدر تقویت حاصل ہو گئی کہ وہ دن دونی رات چوگنی ترقی کرنے لگا ورنہ اس صلح سے پہلے یہ حالت تھی کہ کا دکا کوئی کوئی آدمی مسلمان ہوتا اور اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑتا ... تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ تشریف لے گئے ہیں تو اس وقت تک مسلمانوں کی تعداد بس اتنی تھی کہ انگلیوں پر گنی جا سکے کفار نے آپ کو اور آپکے اصحاب کو انتہائی تکلیفیں دی تھیں اور اب یہ ارادہ کر لیا تھا کہ جس طرح بھی ہو آپ کا خاتمہ کر دیا جائے اسی لئے مجبور ہو کر آپ نے مکہ چھوڑا تھا اور مدینہ میں جا کر پناہ لی تھی جہاں کچھ ذی اثر لوگ آپ کے وعظ و تلقین سے اثر قبول کر کے آپ پر ایمان لا چکے تھے

... مکہ ... آپ کا پیچھا نہ چھوڑا اور دو ایک ہی سال کے بعد ... انہوں نے ایک بڑی تعداد میں فوج جمع کر کے مسلمانوں پر چڑھائی ... جو لڑائی جنگ بدر کے نام سے مشہور ہے اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کافروں کی تعداد مسلمانوں سے چوگنی کے قریب تھی ... اور اونٹ سب کچھ تھے اور مسلمان ... کے لئے نکلے تھے کافروں کے پاس ... بہت اچھے اور بالکل کافی تھے ... [illegible] ... لیکن ... جس نے ... کر وہ ... [illegible]

... کے ... میں طاقت ... بہت اور ... ان ... کا خیال ... اگر ... صرف ... اس کے ... ثابت نہیں۔

حق اور انصاف کی طاقت رنگ لائی جس ... مسلمانوں کو ... تھا ... ان کی مدد کی اور مظلوموں کے ... کے پاؤں اکھڑنے شروع ہو گئے۔ مسلمانوں ... حق و انصاف کی ایک لہر سی ان کی رگوں سے نکلتی تھی ... دشمنوں کے دلوں میں گھستی چلی جاتی تھی جس کے صدمہ سے ان کے دل سہم جاتے تھے اور ان کی ہمتیں پست ہو جاتی تھیں چند گھنٹوں کی ... لڑائی نے بتا دیا کہ فتح ہمیشہ حق ہی کو ہوتی ہے اور اپنی طاقت اپنی تعداد اور اپنے ساز و سامان پر مغرور کفار میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگے اور اس طرح بھاگے کہ پیچھے پھر کر دیکھنے کی بھی ہمت نہ پڑی۔

اس لڑائی میں کفار کو ایسی تھوڑی سی ذلت نہیں ہوئی تھی کہ وہ خاموش ہو کر بیٹھ رہتے ان کے دل سے لگی ہوئی تھی کہ کسی طرح بدلہ لیں اور اسلئے انہوں نے پھر دو ایک چھوٹی چھوٹی لڑائیاں لڑیں لیکن ہر مرتبہ شکست ہی کھانی پڑی۔ ہر فتح کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی قوت بڑھتی جاتی تھی اور جنگ احد کے موقع پر کہ جب کفار مکہ نے بہت ہی بڑی تیاریوں کے ساتھ حملہ کیا تھا مسلمانوں کی حالت بھی جنگ بدر کی طرح گری ہوئی نہ تھی ان کی تعداد بھی پہلے کی بہ نسبت زیادہ تھی اور کسی نہ کسی حد تک سامان جنگ بھی انہوں نے مہیا کر لیا تھا اس لڑائی میں بھی حسب معمول شروع شروع میں مسلمانوں ہی کو غلبہ حاصل رہا اور کفار عاجز آکر میدان چھوڑ چکے تھے کہ یکایک ان تھوڑے سے مسلمانوں کی غفلت اور حماقت کی بدولت کہ جنہیں پشت کی جانب پہاڑی کے درہ کی حفاظت پر مقرر کیا گیا تھا فتح شکست سے بدل گئی ان لوگوں کو حکم تھا کہ اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہٹیں اور اگر دشمن پشت کی طرف سے حملہ کرنا چاہے تو اسے روکیں لیکن انہوں نے جب دیکھا کہ کفار کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدان سے بھاگ گئے تو انہوں نے لوٹ مار کے لالچ میں اپنی جگہ چھوڑ دی اور باقی فوج کے ساتھ مل کر لوٹ مار میں مصروف ہو گئے دشمنوں کے سپہ سالار نے یہ بات کو دیکھ لیا اور فوراً اپنے بھاگتے ہوئے سپاہیوں کو جمع کر کے پشت کی جانب سے حملہ کر دیا اور مسلمانوں کی فوج کو اچھی طرح تباہ کیا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک اس لڑائی میں شہید ہوا اور بہت سے بڑے بڑے بہادر اور جری مسلمان کام آئے بدشواری تمام اصحاب کی پہاڑی پر چڑھ کر مسلمانوں کو پناہ ملی اور انہوں نے اپنے ... درست کئے لیکن اس عرصہ میں کفار بھی اتنی ہی سی فتح کو غنیمت سمجھ کر بھاگ چکے تھے۔

عاقل - یہ تو آپ لڑائیوں کا حال بیان کر رہے ہیں اس میں صلح کا ذکر تو کہیں نہیں آیا۔

کامل - یہ سب حالات میں نے تمہیں اس لئے سنا دیئے کہ تمہیں اس بات کا اندازہ ہو جائے کہ اس وقت مسلمانوں کی حالت ... [illegible]

ہو گیا کہ ایک طرف تو کہ کے کفار تھے جن کے ساتھ عرب کے اور بھی بہت سے قبیلے شامل ہو گئے تھے اس لئے ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی اور دوسری طرف مسلمان تھے جن کی تعداد کافروں کے مقابلہ میں بہت ہی تھوڑی تھی لیکن جوش ایمانی نے انھیں اس قدر دلیر اور طاقتور بنا دیا تھا کہ ان میں سے ہر ایک بہادروں کے شانہ بشانہ چڑھ چڑھ کر جان دینے میں ایک لذت محسوس کرتا تھا اور تن تنہا آٹھ آٹھ دس دس سے مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ رہتا تھا کفار کے لشکروں نے متعدد مرتبہ مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر حملے کئے تھے لیکن ہر مرتبہ شکست کھائی تھی اور احد کی لڑائی میں اگرچہ انھوں نے مسلمانوں کو بہت کچھ نقصان پہنچا دیا تھا لیکن دونوں طرف والوں کو معلوم تھا کہ شکست در حقیقت کفار کے لشکر کو ہوئی تھی اور بعد میں انھیں جو کامیابی حاصل ہوئی وہ مسلمانوں کی کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی اتفاقی غفلت کے سبب ہوئی تھی مسلمانوں کی تعداد اگرچہ بہت ہی آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی لیکن برابر بڑھ ہی رہی تھی اس لئے وہ کسی طرح بھی کمزور اور دل شکستہ نہ تھے اور انھیں دب کر صلح کر لینے کا خیال تک نہ آ سکتا تھا۔

جب مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار سے بھی اوپر پہنچ گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے مشورہ سے ارادہ کیا کہ کعبۃ اللہ کی زیارت کریں چونکہ آپ کا ارادہ لڑنے کا نہ تھا اس لئے آپ نے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور قربانی کے اونٹ بھی ہمراہ لے لئے تاکہ کسی کو آپ کے ارادہ کے متعلق شک نہ ہو سکے آپ نے اور آپ کے ہمراہیوں نے اس سفر میں اپنے ہمراہ بجز ایک ایک تلوار کے اور ہتھیار بھی نہ لئے جب آپ حدیبیہ میں پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ کفار مسلمانوں کو عمرہ کی اجازت نہیں دینی چاہتے اور لڑنے پر آمادہ ہیں مسلمان اپنی قوت سے بھی خوب واقف تھے اور کفار کی طاقت کا بھی گذشتہ لڑائیوں میں اچھی طرح اندازہ لگا چکے تھے اور ان کے لئے خوف و ہراس کی کوئی وجہ نہ تھی لیکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کو کسی حالت میں بھی مناسب خیال نہ فرمایا اور خود اپنی طرف سے صلح کے پیغامات بھیجے صلح کی گفت و شنید شروع ہوئی اور کفار کی جانب سے سہیل نامی ایک شخص جو تقریر کرنے کے لئے بہت مشہور تھے ان کے نمایندے بنکر آپ کی خدمت میں آئے کفار کی سے صلح کی جو شرطیں اپنی طرف سے پیش کی تھیں وہ بہت ہی سخت تھیں اور ان سے یقینی طور پر مسلمانوں کی سبکی اور توہین ہوتی تھی لیکن حضور انور اس حقیقت سے واقف تھے کہ حقیقی اور اصلی وقار کاغذ کے پرزوں کے ذریعہ سے نہیں قائم ہوا کرتا بلکہ دوسروں کے دلوں میں ہمارے اس شریفانہ برتاؤ سے ہوا کرتا ہے جو ہم ان کے ساتھ کریں اس لئے آپ نے ذرا سی بھی پرواہ نہ کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ صلح کا عہدنامہ تحریر کریں حضرت علی حکم کے بموجب لکھنے کے لئے بیٹھ گئے اور اسلامی دستور کے مطابق سب سے پہلے بسم اللہ لکھی سہیل نے فوراً اعتراض کیا اور کہا کہ اسے ہم گوارا نہیں کر سکتے اسے کاٹ دو حضرت علی کو تامل ہوا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ

کاٹ دیا جائے اور بسم اللہ کی جگہ باسمک اللّٰہم لکھا جائے اور [illegible] کی پیروی میں آگے حضرت علی کے قلم سے [illegible] لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے خیال سے انھیں [illegible] اور [illegible] کہہ نکلی۔

اس کے بعد دوسرا مرحلہ یہ پیش ہوا کہ حضرت علی نے عہدنامہ کی اس طرح لکھنی شروع کی کہ یہ شرطیں ہیں جنھیں محمد رسول اللہ منظور کرتے ہیں۔ سہیل نے اب پھر اعتراض کیا اور کہا کہ اگر ہم آپ کو رسول مانتے ہوتے تو پھر ہمارا اور آپ کا جھگڑا ہی کیا تھا آپ رسول اللہ کی بجائے محمد بن عبد اللہ لکھئے اپنے رسول کو یہ کھلی ہوئی توہین مسلمانوں کو سخت ناگوار گذری اور ایک عالم بے اختیاری میں بہت سے ہاتھ تلواروں کے قبضہ میں پہنچ گئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضبط سے کام لیا اور حضرت علی کو حکم دیا کہ رسول اللہ کاٹ کر ابن عبد اللہ لکھ دیں اس حکم کی تعمیل کے لئے حضرت علی جیسے فرماں بردار عزیز بھی تیار نہ تھے انھوں نے قلم ہاتھ سے رکھ دیا اور مودبانہ لہجہ میں عرض کیا کہ مجھ سے تو ایسی گستاخی ہرگز نہ ہو سکیگی کہ اپنے ہاتھ سے آپ کا لقب کاٹ دوں لیکن اس صلح کے شیدائی پیغمبر کو اب بھی غصہ نہ آیا اور آپ نے مسکرا کر قلم ہاتھ میں لیا اور اپنے نام کے سامنے سے رسول اللہ کاٹ دیا مسلمانوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور ڈاڑھیاں دانتوں کے نیچے دبا کر پہلو بدل بدل کر رہ گئے۔

اس کے بعد صلح کی شرطیں لکھی گئیں اور وہ یہ تھیں کہ مسلمان اس سال بغیر حج کئے اسی طرح واپس چلے جائیں گے اور اگلے سال حج کو آئیں گے لیکن اس شرط پر کہ کسی کے پاس تلوار کے سوا اور کوئی ہتھیار نہ ہوگا اور وہ تلوار بھی میان کے اندر ہوگی اس صورت سے جب وہ آئینگے تو انھیں صرف تین روز مکہ معظمہ میں ٹھہرنے کی اجازت دی جائیگی نیز یہ کہ اگر کافروں میں سے اگر کوئی شخص مسلمانوں کے پاس چلا جائیگا تو ان کا فرض ہوگا کہ اسے واپس کر دیں [illegible] لیکن اگر کوئی مسلمان کافروں کے پاس پہنچ گیا تو وہ واپس نہ کیا جائیگا۔

یہ شرطیں بہت ہی توہین آمیز معلوم ہو رہی تھیں اور مسلمان اگر پاس ادب سے خاموش تھے لیکن دل میں سخت پیچ و تاب کھا رہے تھے کہ یکایک عین اسی وقت کہ جب یہ شرطیں لکھی جا چکی تھیں خود اسی سہیل کا بیٹا ابو جندل کہ جو مسلمان ہو چکا تھا اور اب تک کافروں کی قید میں تھا کسی طرح بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا سہیل نے اسے دیکھتے ہی حضور انور سے مطالبہ کیا کہ عہدنامہ کی شرط کے مطابق ابو جندل کو واپس کر دیجئے آپ نے فرمایا کہ عہدنامہ ابھی مکمل نہیں ہوا اس لئے ابھی اس کی پابندی لازم نہیں [illegible] لکھی جا چکی ہے اور اسے آپ تسلیم کر چکے ہیں [illegible] ابو جندل کو واپس نہ کیا گیا تو صلح [illegible] نہ چاہتا تھا مگر پابندی عہد [illegible] ابو جندل سے کہہ دیا کہ [illegible]

... حضرت عمرؓ کو ... انہوں نے ... جا رہا ہے جیسے
ذلیل ہو رہے ہیں ... پڑ گئے تھے اور خاص طور پر ان کی یہ حالت
تھی ... پھر آپ نے حضرت عمرؓ کی یہ حالت دیکھی کہ وہ آپے سے باہر ہو گئے
اور بیت ... ہو گئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
کہ کیا آپ خدا کے سچے رسول نہیں ہیں آپ نے فرمایا "کیوں نہیں"۔ تب
انہوں نے کہا کہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں آپ نے جواب دیا کہ ضرور ہیں
پھر انہوں نے پوچھا کہ جب ایسا ہے تو پھر ہم کیوں اس قدر دب کر صلح
کر رہے ہیں کیوں ان کافروں سے ڈرتے ہیں۔ حضورؐ نے جواب دیا کہ میں خدا کے
حکم کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا حضرت عمرؓ کی اب بھی تسلی نہ ہوئی اور وہ
حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچے اور ان سے یہ تمام حالات شکایت کے
طور پر بیان کئے حضرت ابوبکرؓ نے انہیں سمجھا بجھا کر خاموش کر دیا اور اس
کے بعد حضرت عمرؓ کو اپنے اس گستاخانہ طرز عمل کا بعد رنج ہوا اور تمام عمر
وہ رنج رہا۔

اس صلح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معاہدہ کے مطابق حدیبیہ سے
واپس ہوئے اور تیسرے روز آپ پر یہ آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا
نازل ہوئی اور آپ نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ خدا تعالےٰ نے اس صلح
کو جو بظاہر مسلمانوں کے لئے باعث ذلت معلوم ہوتی تھی فتح (کھلی ہوئی
فتح) کے لقب سے یاد فرمایا ہے اس کے بعد جو واقعات ظہور میں آئے
انہوں نے ثابت کر دیا کہ درحقیقت یہ صلح فتح مبین ہی تھی۔

عاقل۔ بعد میں کیا ہوا تھا؟

فاضل۔ بات یہ ہے کہ اب تک تو مسلمانوں اور کافروں سے لڑائیاں
ہو رہی تھیں اور دونوں ایک دوسرے کو اپنا دشمن سمجھتے تھے اس لئے
آپس میں اٹھنا بیٹھنا میل جول لین دین کچھ نہ ہوتا تھا اور اس قسم کا کوئی
موقع نہ ملتا تھا کہ کافروں پر مسلمانوں کی وہ خوبیاں ظاہر ہو سکتیں کہ
جو اسلام نے ان کے اندر پیدا کر دی تھیں حالت یہ ہو رہی تھی کہ ادھر
کسی کافر نے کسی مسلمان کو دیکھا اور نفرت و غصہ کے ساتھ اس کی طرف
سے منہ پھیر لیا ایسی حالت میں اگر مسلمان فرشتے بھی ہوتے تب بھی
کسی کو ان کی طرف توجہ نہ ہو سکتی تھی لیکن اب آپس میں صلح ہو جانے کی
وجہ سے مسلمان بلا کھٹک ان سے ملنے اور ان میں آنے جانے لگے ہر وقت
کا ساتھ رہنے اور خلا ملا زیادہ ہونے پر کافروں نے دیکھا کہ اسلام نے
ان جیسے وحشی بندوں کو جو کل تک بالکل انہی کی طرح ظالم، نا منصف
بھوکے، شہوت پرست، فریب کار، بدکار، بدباطن اور بد معاش لٹیرے پورے
طور پر کایا پلٹ کر دی ہے وہ انتہا سے زیادہ نیک، شریف، ایماندار اور
خلق اللہ کے خدمت گزار ہو گئے تھے خود بینی، خود ستائی، اور خود غرضی
... جنگ ... دل آزاری اور لڑائی جھگڑے
... اور چھپانے کے قابل باتوں
... اب ان کی زندگیاں نہایت سادہ
... ظاہر ہو گئی تھیں اور
ان ... کی

حقیر ہوا ہے دوسروں پر ظاہر کرنے سے ... بہتر سمجھتے تھے
... کی خدمت کے لئے مر مٹتے تھے کہ خدا اور اس کی
مخلوق کی خدمت ہی تھی تو اس کے لئے اور کسی کی بھی تو اس کے واسطے
اور ... یکساں کی زندگی کا مقصد اپنی ذات کو آرام پہنچانے اور اپنے
لئے راحت اور عیش حاصل کرنے کی بجائے اب یہ تھا اور ہر طرح کی تکلیف
اٹھا کر دوسروں کو آرام پہنچانا اور دوسروں کی خدمت کرنا ہو گیا تھا غرض نیک
کا اس قدر اعلیٰ اور افضل نمونہ دیکھ کر یہ کیسے ممکن تھا کہ ہر شخص کو مسلمانوں سے
محبت نہ ہو جاتی اور ہر شخص کے دل میں یہ تمنا پیدا نہ ہوتی کہ اپنے اندر بھی
ایسے ہی اچھے اور پسندیدہ اخلاق پیدا کرے نتیجہ یہ نکلا کہ وہی کفار عرب جو کل
تک مسلمانوں کے نام تک کے دشمن تھے اب سینکڑوں اور ہزاروں کی
تعداد میں آ آ کر مسلمان ہونے لگے اور عرب میں اسلام کو وہ ہر دلعزیزی
حاصل ہونے لگی جس کا وہ مستحق تھا مسلمانوں کو اگر دس بیس نہیں بلکہ سینکڑوں
برس تک تلوار چلانے اور کافروں سے لڑتے رہتے تب بھی کسی طرح اسلام کو
اس قدر مقبولیت نہ حاصل ہوتی کہ جتنی اس طرح میل جول اور خلا ملا پیدا
کرنے سے صرف ایک سال میں حاصل ہو گئی مسلمان جب تک تلوار کے
جواب میں تلوار پیش کرتے رہے اس وقت تک اس کے سوا اور کچھ نہ ہو سکا
کہ کفار کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے نفرت اور عداوت بڑھتی
چلی جائے اور وہ نہ صرف مسلمانوں سے بلکہ خود مذہب اسلام سے بھی متنفر اور
بیزار ہو جائیں لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال دانشمندی سے
تھوڑی سی ظاہری توہین اور سبکی برداشت کر کے کفار کی مقرر کی ہوئی
شرطیں مان لیں اور ان سے صلح کر کے انہیں اس بات کا موقع دیا کہ وہ
مسلمانوں کے اخلاق کو دیکھیں تو ایک دم سے حالات بدل گئے اور چند ہی
روز میں عرب کا ایک بہت بڑا حصہ آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کے قدموں
میں سر ڈال دیا۔

عاقل۔ لیکن ابا جان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیسے گوارا کر لیا
کہ مسلمانوں کی اس قدر ذلت ہو کہ وہ گویا ڈر کر اور دب کر صلح کر رہے ہیں۔

فاضل۔ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اسلام کی ترقی اور بہبود پر اپنا مال
اپنی جان اور اپنی عزت وآبرو سب کچھ قربان کر دے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو یقین تھا کہ جنگ کی بہ نسبت صلح کی فضا اسلام کی ترقی کیلئے
زیادہ مفید ہوگی نیز یہ کہ مسلمانوں کے ایک ذرا دب جانے سے قتل اور
خونریزی بچتی تھی جس سے حضور کو بالطبع نفرت تھی اس لئے آپ نے اپنی
ذاتی توہین کی بھی پرواہ نہ کی اور مسلمانوں کی تحقیر بھی گوارا کر لی اور حقیقت
یہ ہے کہ بہادری کی اس سے بہتر اور کوئی مثال ہو بھی نہیں سکتی جب مسلمان
کمزور تھے اور کافروں کے مقابلہ کی بظاہر کوئی قوت نہ رکھتے تھے اس وقت
آپ ذرا بھی نہ دبے اور ہر جگہ برابر دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے لیکن
جب مسلمانوں کی طاقت اور تعداد بڑھ گئی اور کافروں کو بھی یہ محسوس
ہو گیا کہ مسلمان موم کے بنے ہوئے نہیں ہیں تو آپ نے دب کر صلح
کر لی اور یہ دکھا دیا کہ اسلام جنگ و خونریزی کا بانی نہیں ہے۔

ظاہرہ۔ مگر ابا جان آجکل تو مسلمانوں کا عمل اس کے خلاف ہے۔

فاضل۔ اور ہوا کرم [illegible] حالت ہندی ہو [illegible] اس سے خلاف [illegible]

طاہرہ۔ ہمارے ہندوستان میں بھی حالت بالکل دیسی ہو رہی ہے۔ اس زمانہ میں عرب [illegible] مسلمانوں کی تعداد صرف [illegible] ہے اور ہندو [illegible] تحقیر کرتے ہیں آپس میں لڑائی جھگڑے بھی اکثر ہوتے ہی رہتے ہیں لیکن بجائے اسکے کہ مسلمان کوشش کر کے ان کے ساتھ صلح کر لیں بجائے الٹی ہی کوششیں جاری ہیں کہ کسی طرح آپس کی لڑائی بلند ہو اور صلح نامہ کسی صورت میں بھی مرتب نہ ہونے پائے آپ نے خود ہی اس دن [illegible] سے کہا تھا کہ ہندوؤں کے ہاں سے کوئی چیز نہ خریدا کرو اور ملک آپ پر کیا منحصر ہے رات دن اخباروں میں یہی چرچا رہتا ہے کہ جب تک ہندو ہماری ایک ایک شرط قبول نہ کر لیں اس وقت تک ان سے صلح نہ کرو یہی نہیں بلکہ ان مسلمانوں کو بھی برا کہا جاتا ہے کہ جو ہندوؤں کے ساتھ شریک ہو کر وطن کو آزاد کرانے کی کوششوں میں مصروف ہیں اور رات دن جیلخانے جاتے سینوں پر گولیاں کھاتے اور پھانسیاں پاتے ہیں۔

فاضل۔ بیٹی تمہیں کیا خبر ہے کہ ہندو ہمارے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہیں اور کس کس طرح ہمیں تکلیفیں اور نقصان پہنچاتے رہتے ہیں انہوں نے پہلے ہی سے مسلمانوں کا مقاطعہ کر رکھا ہے اور جہانتک ممکن ہوتا ہے کبھی کسی مسلمان سے سودا نہیں خریدتے ہیں ایسی صورت میں اگر مسلمان بھی ان کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کریں تو حرج کیا ہے۔

طاہرہ۔ حرج کیا ہوتا؟ حرج یہی ہے کہ ان کے دل میں مسلمانوں کی طرف سے نفرت اور زیادہ ہو جائیگی۔

فاضل۔ ہو جانے دو تو پھر ہو جائے یوں بھی وہ ہمارے کہاں کے دوست ہیں!

طاہرہ۔ لیکن ابھی ابھی تو آپ نے ہی یہ سمجھایا تھا کہ تلوار کے جواب میں جب تک مسلمان بھی تلوار ہی دکھاتے رہے اس وقت تک اسلام کو بالکل ترقی نہ ہوئی لیکن جب تلوار کو مسلمانوں نے میان میں رکھ لی تو ایکدم سے اسلام پھیلنے لگا۔

فاضل۔ وہ ابتدائی زمانہ تھا اس وقت تک تو اس بات کی ضرورت تھی کہ جس طرح بھی ہو سکے اسلام کی اشاعت کی جائے۔

طاہرہ۔ [illegible] تو کیا اب یہ ضرورت جاتی رہی ہے؟ کیا اب مسلمانوں کی زندگی کا مقصد یہ نہیں رہا ہے کہ اسلام کو ہر ملک اور ہر قوم میں ہر دلعزیز بنائیں کیا مذہب اسلام کی تبلیغ ہر مسلمان پر اب فرض نہیں ہے اور کیا اگر ہماری غلطیوں کی وجہ سے لوگ اسلام سے نفرت کرنے لگے اور اس کے دشمن بن گئے تو ہم خدا کے سامنے جوابدہ نہ ہوں گے؟

فاضل۔ لیکن بیٹی تم یہ تو سوچو کہ جب وہ ہر وقت ہمیں اذیتیں اور تکلیفیں پہنچایا کریں تو ہم کہاں تک صبر کر سکتے ہیں؟

طاہرہ۔ اول تو یہ غلط ہے کہ تمام ہندو تمام مسلمانوں کے دشمن ہیں اور پھر مان لیجئے کہ یہ صحیح بھی ہو جب بھی تو ابا جان ان سے میل جول پیدا کر کے [illegible] ربط ضبط بڑھا کے ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا کرنا تو ہماری اپنی غرض اور ہمارا اپنا مقصد ہے اور ہمیں اپنی اس غرض کی خاطر گالیاں [illegible] چاہئیں پتھر [illegible] چاہئے حتیٰ کہ مرنا بھی [illegible] آپ کہہ ہی تو سکتے ہیں کہ

[illegible] کا [illegible] ہندوستان [illegible] کرا لیا جائے کہ تمام ہندوؤں کا [illegible] ہمارا [illegible] ہے کہ [illegible] پہنچاتے ہیں تب بھی [illegible] صورت اور [illegible] کہ پر اینٹ سکے جواب میں پتھر پھینکیں [illegible] لگے تو ہم کیسے کہ سکتے ہیں تو تم میں اور ان میں فرق ہی کیا رہا اور ان [illegible] کوئی فوقیت کس طرح حاصل ہو گی۔

فاضل۔ یہ سب کچھ سہی پھر بھی [illegible] ہندو چاہتے ہیں [illegible] کہ وہ اپنے اوپر ہر قسم کی تکلیف اٹھا کر اسلام کی خدمت [illegible] دیدیں۔ یہاں تو پوری کی قوم کے حقوق خطرہ میں ہیں [illegible] اگر ہندو اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گئے اور انھیں سوراج مل گیا تو [illegible] اگر وہ ہمارے دشمن ہیں تو اپنی تمام قوت اسی بات پر صرف کر دیں گے کہ ہمیں بالکل فنا کر دیں ایسی صورت میں اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان سے ایک عہد نامہ [illegible] اور اس کے ذریعہ سے اپنے حقوق کا تحفظ کر لیں تو یہ اسلام کی اور مسلمانوں کی بھی خدمت ہے۔

طاہرہ۔ آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ اگر ہندو اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گئے اور انھیں سوراج مل گیا۔ یوں کہئے کہ اگر ہندو اور مسلمان اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گئے کیونکہ سوراج حاصل کرنے کی کوشش تو ہندو اور مسلمان دونوں ہی کر رہے ہیں کیا آپ کے خیال میں وہ صدہا بہادر مسلمان جنہوں نے سینوں پر گولیاں کھائیں اور اپنے وطن پر قربان ہو گئے مسلمان نہ تھے [illegible] ہزاروں فدائیان اسلام مسلمان نہیں ہیں جنہوں نے قید کی مصیبتیں خوشی خوشی جھیلیں پھر یہ کہنا ہی غلط ہے کہ اگر ہندوؤں کو سوراج مل گیا کیونکہ جو راج ہندوؤں کو ملے گا وہ سوراج کیسے ہو سکتا ہے وہ تو ہندو راج ہو گا سوراج تو ہم اسے اسی وقت کہہ سکتے ہیں کہ جب سوراج میں ہندوستان کی ہر قوم شامل ہو۔ خیر یہ تو ایک الگ بات تھی میں تو آپ سے یہ کہہ رہی تھی کہ جب آپ خود ہی یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اگر ہمارے دشمن ہوتے تو سوراج کے زمانہ میں وہ اپنی تمام قوت ہمیں فنا کر دینے پر صرف کر دیتے تو پھر آپ انھیں دشمن بنانے ہی کیوں ہیں آپ ایسی کوششیں کیوں نہیں کرتے کہ وہ آپ کے دوست بن جائیں یا دوست نہ بھی ہوں تو کم سے کم دشمن تو نہ ہوں۔

فاضل۔ ہم جو ان سے سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کا مقصد بھی تو یہی ہے۔

طاہرہ۔ مگر آپ تو اپنی منہ مانگی شرطیں ان سے منظور کرانا چاہتے ہیں کیا آپ نے اندازہ کیا کہ کتنی بڑی بھاری [illegible] حاصل کی ہے اور [illegible] اس میں دبے ہوئے ہیں کہ آپ [illegible] کہیں گے وہ [illegible] جب [illegible] یقین ہے کہ اسلام کو جنگ سے نہیں بلکہ [illegible] پہنچے گا تو پھر آپ کو بات بات پر اپنے حقوق کی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے تو [illegible] میں اپنے حقوق [illegible] دنیا میں ہمارا [illegible] تک اس طرح اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آپ

مرچند اسلام کی [illegible] کو اس

کی خدمت کے لئے [illegible] اسلامی امور کے [illegible] ہوتے تھے

ایسے حالات ہو سکتے کہ ہم سرکاری نوکریوں کے لئے یا کونسلوں کی کرسیوں

کے لئے [illegible] اسلام [illegible] پھر یہ مسلمان تو

[illegible] کی خصوصیت ہونی چاہئیے [illegible] حق

پرستی [illegible] کونسل کی کرسیاں کیا چیز ہیں [illegible] سکتا رہے

کی نشستیں ہیں کہ جن کے لئے ہم آج اس قدر بیتاب اور بیقرار ہیں غضب

خدا کا [illegible] سے کچھ [illegible] مصالحت کی بات چیت ہو رہی ہے اور کچھ تو ہے

کہ کسی طرح [illegible] نہیں چکتا اگر کچھ ہے ہماری غرض اسلام کی خدمت ہو

تب تو جس طرح ہمارے ہادی اور ہمارے آقا نے دس منٹ میں سب کچھ

طے کر دیا تھا ہمیں بھی اسی طرح طے کر دینا چاہئیے لیکن اگر اسلام کی بجائے

اپنے پیٹ کی خدمت مقصود ہے تو پھر خواہ مخواہ یہ شور کیوں مچایا جاتا ہے کہ

"اسلام خطرہ میں ہے" اور کیوں غریب مسلمانوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ اسلام

کو خطرہ میں [illegible] کا ڈھونگ رچانے [illegible] اگر کبھی بھولے سے بھی قرآن پاک

کی تلاوت کر لیتے تو انھیں معلوم ہو جاتا کہ اسلام کی حفاظت کا وعدہ تو اللہ

تعالےٰ نے خود فرمایا ہے وہ ہماری کمزوریوں سے اچھی طرح واقف تھا

اسی لئے اس نے ایسی ذمہ داری کا کام ہمارے سپرد نہیں کیا۔ اسلام کی

[illegible] کا دعویٰ کرتا ہے [illegible]

[illegible] مسلمانوں کو [illegible] دیئے گیا

[illegible] اسلام کے دشمنوں کے [illegible] اور [illegible] کو

[illegible] کہیں بہت [illegible] وہی لوگ [illegible]

[illegible] اور حکومت [illegible] خطابات اس قدر

پیارے ہیں کہ ان پر ایمان اور ایمان سب کچھ قربان کر دیتے ہیں اور

اپنے آپ کو مسلمان سمجھنے کے باوجود مسلمانوں کا گلا کاٹنے کے لئے

تیار ہیں کہ جو نہ صرف ہندوستان کے مسلمانوں کو بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں

کو غیروں کی غلامی سے آزاد کرانے کے لئے اپنی جانیں ہتھیلی پر لئے پھرتے

ہیں کیا وہی لوگ اسلام کی حفاظت کریں گے؟ کیا اسلام بھی انگریز کا کوئی

کا قانون ہے کہ جس کی حفاظت کے لئے [illegible] اور مشین گنوں کی ضرورت

ہے؟ کیا دنیا میں حق و صداقت کو بھی حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے

کیا دنیا میں حق اور صداقت سے بڑی بھی کوئی اور طاقت ہے جو حق کو مٹا دے

اگر نہیں ہے تو پھر اسلام کو خطرہ کیا؟ [illegible] آپ ذرا غور کیجئے کیا اس کے

صاف اور کھلے ہوئے معنے یہ نہیں ہوتے کہ یہ اسلام کی حفاظت کے مدعی

درحقیقت اسلام کو حق ہی نہیں سمجھتے انہوں نے [illegible] انگریزی گورنمنٹ

اور اس کے [illegible] قانون کو دیکھا ہے اور سمجھتے ہیں کہ [illegible]

اور [illegible] قانون کا مجموعہ اسلام بھی ہوگا اسی لئے جب اس کی حفاظت کا

خیال آتا ہے تو فوراً کونسلوں اور کرسیوں پر نگاہ جاتی ہے خدا ایسے نام نہاد [illegible]

کے شر سے اسلام کو محفوظ رکھے اور انھیں توفیق دے کہ وہ اسلام کا فدائی [illegible]

[illegible]

انتقادات

رسالہ سعید

ہمیں یہ معلوم کرکے دلی مسرت ہوئی ہے کہ آہستہ آہستہ دہلی ادب اسعد کی خدمت برسائل ہوتی جارہی ہے ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی کے نام سے دہلی کے شائقین کلام اچھی طرح واقف ہیں اب انھیں یہ سنکر خوشی ہوگی کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنا ایک ذاتی ماہوار پرچہ "سعید" کے نام سے شائع کیا ہے اور حق یہ ہے کہ ہمارے لئے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ اس پرچہ کی ظاہری خوبی اور خوشنمائی کی زیادہ تعریف کریں یا اس کے دلکش اور مفید مضامین کی۔ رسالہ کا ٹائٹل پیج اپنی انتہائی سادگی کے باوجود حد سے زیادہ جاذب نظر اور ملک کے تمام موجودہ رسائل سے بالکل انوکھے اور نرالے طرز کا ہے کاغذ کتابت اور طباعت بھی بہت ہی اچھی اور قابل تعریف ہے، مختصر یہ کہ جہاں تک ظاہری شکل و صورت کا تعلق ہے رسالہ یقیناً اس قابل ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ قدر کی جائے۔

مضامین کے پڑھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ قابل ایڈیٹر نے علم و ادب کی خدمت کے ساتھ اس کا مقصد اصلی مسلمان نوجوانوں میں صحیح جوش عمل پیدا کرنا ہے بدنصیب اور برگشتہ بخت مسلمان آج جس پستی اور ذلت کے غار میں پہنچ گئے ہیں اس کا اصلی باعث صرف یہی ہے کہ ہماری قوم کے نوجوانوں میں جوش عمل مفقود ہے سستی کاہلی آسان پسندی خلفشار سے الگ الگ اور دور دور رہنا آج اس قوم کی خصوصیات بن گئی ہیں جو اپنی عمل جد و جہد کے لئے تمام دنیا میں مشہور تھی اور جس کے عظیم الشان کارنامے اس تمام ترقی اور تہذیب کی بنیاد ہیں جس پر آج یورپ ناز کر رہا ہے اور جسے دیکھ دیکھکر آج ہماری آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے رسالہ کا اولین مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر ممکن ذریعہ سے قوم کے نوجوانوں کو بیدار اور آمادہ عمل کیا جائے شذرات ہیں تو ان میں یہی تعلیم ہے، مضامین ہیں تو وہ زیادہ تر اسی چیز سے بھرے ہوئے ہیں افسانہ ہے تو وہ اسی رنگ کا ہے حتیٰ کہ علم و ادب کے عنوان کے ماتحت جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بھی تقریباً سب اسی مقصد کو پیش نظر رکھکر لکھا گیا ہے اور ان سب چیزوں کے ساتھ ساتھ یہ ڈاکٹر صاحب کا کمال صحافت ہے کہ بادی النظر میں رسالہ صرف ایک دلچسپ ادبی رسالہ معلوم ہوتا ہے جس میں شعر و شاعری بھی ہے قصے کہانیاں بھی ہیں ظرافت کی چاشنی بھی اور حفظان صحت کے متعلق نہایت مفید اور ضروری معلومات بھی ہیں واقعہ یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے چند دیو غفلت کی کونین کی گولیاں کچھ اس خوبی سے شکر میں لپیٹی ہیں کہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے۔

طبقۂ نسواں کو بھی ڈاکٹر صاحب نے نظر انداز نہیں کیا اور ان کی مشہور و معروف "بی ہسلائی" اس رسالہ میں بھی جلوہ گر ہیں ہمارا خیال ہے کہ عورتوں کے لئے صرف چند صفحے مخصوص کرنا کافی نہیں ہیں عورتیں مردوں سے زیادہ تعلیم و تربیت کی محتاج ہیں اور مناسب ہوگا کہ ڈاکٹر صاحب انھیں کچھ صفحات اور دیدیں۔

پرچہ کی ضخامت [illegible] صفحے ہے اور تصاویر کا حصہ ان کے علاوہ ہے اور ان تمام خوبیوں پر قیمت صرف تین روپے سالانہ [illegible] ہے۔ ہم قارئین مولوی سے پرزور سفارش کرتے ہیں کہ اس نئے رسالہ کی بھی قدر کریں جس کا وہ مستحق ہے نمونہ کا پرچہ ٹکٹ بھیجکر منیجر صاحب رسالہ سعید کوچہ چیلان دہلی سے منگایا جاسکتا ہے۔

نظام المشائخ کا رسول نمبر

تمام رسائل و اخبارات میں یہ فخر صرف نظام المشائخ کو حاصل ہے کہ اس نے رسول نمبر شائع کرنے کی ابتدا کی اس کے بعد پھر دیگر اخبارات و رسائل نے اس کی تقلید میں رسول نمبر شائع کرنے شروع کر دیئے اور اب تو اس کثرت سے رسول نمبر شائع ہوتے ہیں کہ شاید ہی کوئی مذہبی و نیم مذہبی رسالہ ایسا ہو جو رسول نمبر نہ نکالتا ہو بلکہ اب تو بہت سے ہفتہ وار و روزانہ اخبارات بھی اس سعادت کو حاصل کرتے ہیں۔

اگر ان رسائل اور اخبارات کے رسول نمبروں سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچتا یا وہ ان سے کچھ فائدہ اور فیض حاصل کرتے ہیں تو اس کا پھر ثواب مترتب ہونا (جو اس کے قائل ہیں ان کے نزدیک) ضروری ہے اور اس حدیث کے مطابق کہ جو کوئی نیک کام شروع کرتا ہے جب تک وہ جاری رہتا اور لوگ اس کی تقلید کرتے اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس وقت تک شروع کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا خود اس نیک کام کرنے والوں کو، ایڈیٹر صاحب نظام المشائخ مفت میں ان سب رسالوں اور اخبارات کے رسول نمبروں کا ثواب لوٹ رہے ہیں محض اس وجہ سے کہ انہوں نے اس نیک عمل کا آغاز کیا تھا یعنی اگر پیشوا اور مولوی کے ایڈیٹروں کے حصہ میں جتنا تک جتنا نمبر ثواب آتا ہوگا تو ملا واحدی صاحب کو آدھا ثواب ان دونوں کے رسول نمبروں کا ملتا ہوگا اور جتنا کہ پھر خود اپنے رسالہ نظام المشائخ کے رسول نمبر کے ذریعہ سے جو ہر سال شائع ہوتا ہے اور اس دفعہ بھی بہ پابندی وضع شائع ہوا ہے۔

ہر سال کی طرح اس دفعہ بھی نظام المشائخ کا رسول نمبر اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ شائع ہوا ہے بلکہ یہ خصوصیت زیادہ ہے کہ اس دفعہ صرف ایک ماہ کا رسالہ تقریباً دو ماہ کے برابر ضخیم بنا کر رسول نمبر کی شکل میں شائع کیا گیا ہے نظام المشائخ کا رسول نمبر کا لحاظ سے امتیازی شان اپنے اندر رکھتا ہے سب سے پہلی خصوصیت تو اس کی یہ کہ [illegible] انداز سے ابتدا سے کھلتا ہے اسی . . . . [illegible] ہے اور گردش ایام کا آج تک اس پر نہیں ہوا جتنا کہ اس کے ایڈیٹر پر [illegible] پر اس سے زیادہ کوئی اثر نہیں کہ عمر بہ نسبت پہلے کے ایک سال زیادہ ہے۔

مضامین کے اعتبار سے ہمیشہ اپنے نظم [illegible] اس دفعہ بھی بلند ہے بعض مضامین تو بہت ہی اچھے ہیں [illegible] اسلام کی [illegible] نظم کا حصہ بھی اچھا ہے [illegible] نمبر کی قیمت [illegible] دفتر نظام المشائخ کوچہ چیلان دہلی [illegible]

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ
اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ
وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ
فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ○ قَدِ افْتَرَيْنَا
عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُم بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا

خوشنما سولہ سطری لاجواب قرآن مجید مصری

جو صرف چھ مہینے کے اندر ہندوستان کے تقریباً ہر مکتب میں پڑھایا جانے لگا اور مقبول عام ہو گیا

دعویٰ ہے کہ ایسا قرآن شریف آپ نے نہیں دیکھا ہوگا یہ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف بغدادی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے منشی ممتاز علی صاحب یگانہ خوشنویس جواہر رقم کے ہم جانشین منشی صلاح الدین صاحب نے کتابت کا کمال اس قرآن شریف میں دکھایا ہے اور چونکہ ذہنیت لحاظ رکھکر اس کی کتابت کی ہے یعنی حروف کی نشست اور ان کے جوڑ اس قدر واضح رکھے ہیں کہ بچہ بلا قصد غلط پڑھ ہی نہیں سکتا اور بچہ کو یہ سمجھ لینے کے لئے ذرا بھی توقف نہیں کرنا پڑتا کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہے اور کونسا بعد میں اس قسم کی غلطیاں الفاظ کے درمیانی ف۔ ق، ی، ب وغیرہ میں ہوتی ہیں اور چونکہ حروف کی گنجانی اور جوڑوں کی عدم آمدگی کی وجہ سے مذکورہ حروف میں اشتباہ ہو جاتا ہے اسلئے بچہ کا پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے قابل لحاظ ہے یہ دشواری ملحوظ رکھکر کتابت کی ہے تجربہ نہیں دعویٰ ہے کہ جو بچہ دوسرے قرآن شریف کا سبق گھنٹہ میں یاد کرتا ہے تو اس قرآن شریف میں پندرہ منٹ میں یاد کر لیگا اور کم از کم اس قرآن شریف میں کبھی غلط نہیں پڑھے گا اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ استاد کو اس قرآن کا ایک دفعہ پڑھایا ہوا سبق بچہ کے ذہن نشین کرنے کے لئے اتنا موثر ہوگا جتنا دوسرے قرآن شریف میں چار دفعہ پڑھایا ہوا یہ بھی دعویٰ ہے کہ جن عمر والوں کو نہ ہی حرف شناسی ہوگی وہ اس قرآن شریف کو با آسانی پڑھ لینگے ہر صفحہ گرد اگرد نقش و نگار سے مرصع ہے اور ہر پارہ کے شروع و آخر پارہ کے نقوش سے [illegible] ہے ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے اصل قرآن شریف اس نمونہ سے بہت بہتر ہے بس یہ سمجھ لیجئے کہ یہ نقل ہے اور وہ اصل ہے قاریوں کے لئے ایک آسانی یہ ہے کہ اختلاف قرأت جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلا دی ہے۔ ابتدا میں قرآن شریف کے متعلق ضروریات کا خلاصہ ہے آخر میں دعائے ختم قرآن ہے اور صحت کی سند میں سو مستند حفاظ نے قرآن شریف کی حفاظت [illegible] اس میں ذرا سی غلطی کا بھی امکان نہیں۔

چھپائی دعویٰ ہے اور شدید دعویٰ ہے کہ مصری قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں اس کے برابر کوئی قرآن شریف نہیں چھپا واللہ یہ اشتہاری ترغیب نہیں اس قرآن کے سامنے آنے کے بعد تم میری نہیں آپ بھی اتنا ہی اثر ہوگا اور دیکھنے تو اپنے ذہن میں الفاظ سے زیادہ اس میں خوبیاں پائیں اس لحاظ سے تو یہ قرآن شریف اور بھی اہم ہے ہے کہ اس کا ہدیہ بہت سستا ہو یعنی مجلد چرمی ڈیڑھ روپیہ مجلد پارچہ فی جلد صرف ایک روپیہ **پانچ** جلد مجلد چرمی سات روپے مجلد پارچہ [illegible]
دس جلد مجلد چرمی ساڑھے تیرہ روپے مجلد پارچہ ساڑھے آٹھ روپے اب محصولڈاک بڑھ گیا ہے اس لئے ایک جلد خواہ مجلد چرمی ہو یا پارچہ [illegible]
دور و نزدیک [illegible] اور دس جلد [illegible] اب پانچ جلد یا دس جلد بذریعہ ریل منگائیے ریل کے پارسل پر علاوہ کرایہ ریل ۱۲ روپیہ ضرور خرچ آتا ہے ریل کے اسٹیشن [illegible] **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

الجزء التاسع

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ
کہا سرداروں نے جو
اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ
متکبر سرداروں نے کہا ان کی قوم کے تکبر کرتے تھے قوم اس کی سے البتہ نکال دیں گے ہم تجھ کو کہ اے شعیب ہم آپ کو
يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ
اے شعیبؑ اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں ساتھ تیرے بستی (اپنی) سے یا پھر آؤ گے تم
اور جو آپ کے ہمراہ ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا یہ کہ تم ہمارے مذہب

قال الملأ جو متکبر علیہ السلام سے اپنی مراد یا ہٹ کی طرف اور ان کو حق کی اسرار العباد کے انکار کئے گئے تو انھوں نے یہ جواب دیا کہ آپ کو مع متبعین کے ہم شہر دیں گے ورنہ آپ کو لازم کہ آپ ہمارے مذہب اور انھوں نے یہ دیکھ کر شعیب کے پیرو غوب آ یہ بھی کہا کہ اے شعیب کہ تمہارے جو مرید ہیں آدمی زیادہ ہیں ہم کو تو شامل ہوتے ہوئے آتی ہو جب ان منکروں

اکیاون ۵۱

خوبیوں والا قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ مصدقہ و مفسرہ علامہ حضرت حکیم الامت مولانا صاحب مدظلہ سبحان اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا لکھائی ہو ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے! بلا مبالغہ پچھلے سال ایسا قرآن شریف نہیں چھپا یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف آپ بھول جائینگے حمیدیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگا نے ہیں وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے اشتہاروں میں کبھی مغالطہ نہیں ہوتا قلم کٹ کر مطبع کے قرآنوں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نظر سے نہیں گزرا اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا اس میں حسب ذیل (۵۱) خوبیاں ہیں (۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ دوسرا ترجمہ جس کی انہوں نے خود تصدیق فرمائی (۲) دوسرا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن و بیان القرآن ایک حد تک کامل ہو (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے (۵) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عربی لکھی ہوئی ہو (۶) ترجمہ منشی ریاض الدین صاحب کا لکھا ہوا (۷) اعراب زیر زبر پیش بالکل اپنے صحیح موقع پر لگے ہوئے (۸) صحت حضرت خاتم المحدثین علامہ احمد علی صاحب کی ہو (۹) اس کے علاوہ سات حافظ و قرآ نے اس کی مزید صحت کی ہو (۱۰) ایک ترتیب لفظی ہے تاکہ عربی عبارت کے ساتھ الفاظ کے معانی پر عبور ہو جائے (۱۱) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہو (۱۲) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۳) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح نے لکھی ہے (۱۴) ہر سورت کے متعلق نقش و تعویذات ہیں جو اولیائے کرام کا معمول رہے ہیں (۱۵) تعبیر نامہ خواب (۱۶) قرآن شریف کی تفسیر حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی (۱۷) فضائل قرآن (۱۸) سورتوں کے خواص (۱۹) سورتوں کے پڑھنے کے طریقے (۲۰) ایک آیت کا دوسری آیت سے (۲۱) الزامات کی تردید (۲۲) کلام الٰہی کو معقول طور پر ثابت کیا ہو کہ خاص الہامی اور منزل من اللہ ہے (۲۳) بہشت و حور و غلمان کے بیانات (۲۴) تخلیق عالم یعنی آفرینش کا قرآن شریف سے (۲۵) قبل اسلام عرب کی کیا حالت تھی (۲۶) قرآنی تعلیمات کا اثر اقوام عالم پر (۲۷) قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات (۲۸) باحق قرآن شریف کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہو (۲۹) رسول کریم کے حالات مبارک مفصل (۳۰) رسول کریم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی (۳۱) غزوات نبوی اور ان کی برکات (۳۲) غزوات و سرایا سورہ انفال سے (۳۳) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۴) حالات وفات سرور کائنات (۳۵) خلافت راشدہ میں قرآن پاک کی تحریر و یکجائی (۳۶) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۳۷) تلاوت قرآن کے ظاہری آداب (۳۸) خواص القرآن (۳۹) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہیے (۴۰) وہ آیتیں اور الفاظ جن کے غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۴۱) خاص خاص تعویذات قرآن شریف (۴۲) تقطیع ۲۲×۲۷ کاغذ ولایتی ۳۲ پونڈ (۴۳) ہر مرض کی دوا قرآن شریف ہے (۴۴) معاندین نے جو الزامات تحریف قرآن کے لگائے ہیں ان کے جوابات (۴۵) قرآن شریف خود ایک زندہ معجزہ ہے (۴۶) قرآن مجید کی امتیازی شان (۴۷) دوسری کتب سماوی کیسے تحریف ہوئی (۴۸) قرآن شریف کا ایک ایک حرف ... (۴۹) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ دہلی کے موجودہ قرآنوں میں سب سے بہتر ہے (۵۰) صحت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے اب تک غلطی نہیں نکل سکی (۵۱) جلد چرمی نقرئی کار ... سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اب جو بہت سستا کر دیا ہے گزشتہ تین سال تک برابر جو ... اب اس کا ہدیہ مجلد چرمی صرف چار روپیے اور محصول ڈاک ہر ایک روپیہ ... **منیجر حمیدیہ پریس دہلی۔**

[illegible] سُلَیْمٰنُ وَلٰکِنَّ [illegible]

[illegible]

الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ

شیاطین کفر کیا کرتے تھے اور حالت یہ تھی کہ آدمیوں کو بھی سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے ۔ اور اس کا بھی جو ان دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا بابل

هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ

میں جن کا نام ہاروت ماروت تھا ۔ اور وہ دونوں کسی کو نہ بتلاتے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہمارا وجود بھی ایک امتحان ہے ، سو تو کہیں

غریبوں کا ترجمہ والا قرآن شریف ترجمہ تفسیر مولوی اشرف علی صاحب

اس قدر گراں بازاری اور بے روزگاری ہیں جبکہ ہزاروں بھائی قوت لایموت کے ساتھ دین کا دامن بھی تھامے ہوئے مترجم قرآن شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبور نا خرید تھے ۔ ضرورت تھی کہ ایک ایسا قرآن شریف پیش کیا جاتا جو ترجمہ بھی ہو مفسر بھی اور ہدیہ کسی سے کم ہو ۔ الحمد للہ کہ ہمیں اس میں کامیابی ہوئی آج وہ قرآن شریف پیش کیا جاتا ہے جو تقطیع کلاں ہے ، ترجمہ جو مولوی اشرف علی صاحب کا آخری نظر ثانی شدہ ہے ، اور تفسیر جو بیان القرآن مولوی اشرف علی صاحب سے ماخوذ ہے ابتدا میں ایک مقدمہ ہے جس میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) تعداد سورہ قرآن شریف ترتیب نزول و ترتیب تلاوت ، (۲) تلاوت قرآن اور دوسری عبادتوں کا موازنہ ، اور تلاوت مع ترجمہ کی برکات (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا ، اور جبریل کیونکر آیات قرآنی لاتے تھے ، احادیث صحیحہ سے اقتباس ہے (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآن فوائد اور اس کے اثرات اور اس کے برکات (۶) تلاوت قرآن کے ثواب بصورت مختلفہ مثلاً نمازمیں ، جنگل میں ، رات میں دن میں (۷) تلاوت کے آداب ، (۸) قرآن کریم کی فضیلت دوسری کتب سماوی میں (۹) اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے فضائل اور ان کے اعمال (۱۰) بیان فضائل سورۂ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورۂ بقر (۱۲) فضائل سورۂ انعام مع قبولیت دعا (۱۳) بیان آیۃ الکرسی مع فضائل و اعمال (۱۴) سورہ کہف اور اس کی آیات کا اثر مع قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورہ یاسین کے فضائل و اعمال (۱۶) فضیلت سورۂ فتح اور اس کے اعمال (۱۸) فضیلت سورۂ ملک اور اس کے اعمال (۱۹) فضائل سورۂ اخلاص مع اعمال حب (۲۰) فضائل سورہ واقعہ مع اعمال رفع گرانی و بارانِ رحمت (۲۱) سورہ عم یتساءلون کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۲) فضائل معوذتین (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے جب تہذیبی صحت کے بعد (۲۴) فضائل درود شریف (۲۵) دعوت قرآن (۲۶) ۔۔۔ن عمرہ رسول کریم (۲۷) فہرست ترتیب سورۃ و آیات ، (۲۸) دعائے ختم القرآن مع فضائل ، ضخامت ۔۲۰ صفحات معہ ہدیہ سنکر حیرت ہو جائے گی مجلد چرمی لیستہ مضبوط صرف ڈیڑھ روپیہ ، محصولڈاک ۱۲ ر کل ۱ ؍ ۔ بیس نولہ پچاس رعایت معلق ہیں ۔ منیجر حمیدیہ پریس

معجزنما پنجسورہ مجلد جدید ایڈیشن معہ ہفت ہیکل و حزب البحر

یہ نیا ایڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا پنجسورہ ۱۶۸ صفحہ کا تھا لیکن اب ۲۲۴ صفحہ کا ہے اس میں ہفت روزہ مناجات و ختم جشت کے علاوہ بہت سی مجرب و مفید دعائیں شامل ہوئی ہیں ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور خواص و فضائل اعمال سورہ ہائے قرآن وشان و ربط آیات و تفسیر کامل از مولانا اشرف علی صاحب تقطیع متوسط سے لفظ ہر ۔۔۔ کا غذ چکنا بہت اعلیٰ اس میں حسب ذیل دس سورتیں ہیں : ۔

سورہ یاسین ۔ سورہ رحمٰن ۔ سورہ فتح ۔ سورہ واقعہ ۔ سورہ ملک ۔ سورہ مزمل سورہ جن ۔ سورہ کہف ، سورہ فلق سورہ ناس ۔ اس کے علاوہ ہفت ہیکل شریف دعائے گنج العرش مع اسمائے حسنیٰ ۹۹ نام اسمائے رسول مع اسناد و شجرہ فاضلیہ شجرہ قادریہ درود کبیر از حضرت غوث الاعظم اس کے تمام حواشی رجسٹرڈ ہیں جو اسی کے لئے مخصوص ہیں قیمت اب ۱۲۰ روپیہ ۔۔۔ محصول ڈاک ۔۔۔ کل ۔۔۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن بھی پڑھیں تاکہ قرآن شریف اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو

اس میں حسب ذیل بیانات ہیں : ۔

نزول القرآن ۔ قرآن کی تاریخی حکمتیں ۔ وحی کی قسمیں (۳) نسخ آیات ۔ منسوخات قرآنی جمع و ترتیب قرآن ۔ سورہ اور آیات کی ترتیب ۔ صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت ۔ رسم الخط قرآن ۔ علامات قرآنی ۔ اوقاف قرآن ۔ وصل اور وقف کی علامات اختلاف قرأت ۔ قرا کا بیان ۔ سات قراتوں کی تحقیق ۔ قرآن پاک کا اعجاز ۔ قرآن مجید کے فضائل ۔ سورتوں کے فضائل ۔ فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے ۔ آداب تلاوت ۔ قرآن پاک کے آداب معہ مسائل ضروریہ یہ وہ بیش بہا کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے ضخامت تقریباً ۱۲۰ صفحات ۔ قیمت صرف آٹھ آنے (۸؍) محصول ڈاک پانچ آنے کل ۱۳ ؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

الفاروق

ہندو بزرگ اکبر نیر اکبر نوشیرواں ... کا رنامے ہیں مگر ایک مسلمان بچہ سلام کے اس فرزند کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ ایک چھوٹی صدی پیشتر جب ... عرب نابلد تھی ... رجحان ہو گا۔ ایشیا میں تھا جس ... کس طرح ... بنا تا تھا ... نوشیرواں عادل کا نام سننے والے جب فاروق اعظم کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ عدل کے کیا معنی ہیں جب زمانے کی آزادی کے علمبردار فاروق کے دربار کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ حقیقی آزادی دنیا نے کیا ہے کوئی ہے جس نے ... تھامتے ہوئے ... کی ہو! ہو کوئی جس نے ایک لونڈی کی شکایت پر اپنے محبوب بیٹے کے ... اپنی آنکھوں کے سامنے ... ہوں ہو کوئی جس نے غنیمت کی ایک ... کا حساب ... ایک چادر پہنا ... اور اس کو ... کر کے کام شروع کیا ہو کوئی ایسا گزرا ... اس شان سے ... غلام ... پر ... بڑھ کر یہ نہیں ... اسلام کی شان ... ہو سکا تو پڑھو۔ الفاروق ... اس لاالفیں ... الفاظ ہیں قیمت اصلی عا رعایتی ۱۲ر محصول ۵ر (غیر مجلد)

حمیدیہ پریس۔ دہلی

الہارون

عباسی ... خلیفہ کا لقب ... جو شاہی ... کے دربار ... شاہجہاں ... اور نہ ترکوں کے کسی بادشاہ کو

یہی وہ خلیفہ ہارون رشید ہے جس کی داد و دہش علمی ترقیاں رعایا سے ہمدردی غریب نوازی اور ... کرم کی زندہ داستانیں الف لیلہ موجود ہے چاہے دنیا اس کو کتنا ہی مبالغہ ... کہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کے حالات حکومت کی ... کا لفظ ہی نہیں آ سکتا ہر ... حکومت ہی تمام ... کی کرشمات ... کا پتہ پانی تھا علمی مجالس اور یونیورسٹیاں اور اکادمیاں تھیں تو یہی کہ یونان کے فلاسفر ... آج بھی سائنس کی تمام ... اسی خلیفہ کی علم پروری کی رہین منت ہے شاعری تھی تو اسی ... موسیقی تھی تو ... رقص و سرود کی کمال افزائی ... تو اسی دربار میں اور داد و دہش کی تو یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک ... نثار تھیں غرض کہ یہ ... ہر اعتبار سے مکمل ہو کسی کو ... نصیب نہیں ہوا قیمت عا رعایتی ۱۲ر محصول ... کل ...

حمیدیہ پریس۔ دہلی

المامون

... باپ کا بیٹا ... عباسی خلیفہ ہارون رشید ... عباسی خلیفہ امین رشید ... بغداد کے ... سے عیاں ہیں۔

جس کے حالات زندگی بھی عجیب و غریب ہیں یہی وہ خلیفہ جس کے عہد میں ... فتح ہوا اور ... وہ خلیفہ ہے جس کے ... عہد میں علم ہیئت کی ترقی ... ہوئی اور یہی وہ خلیفہ ہے جس کے عہد میں یونانی ... کا سب ... منتقل ہوا اور یہی وہ خلیفہ ہے جس نے فن مناظرہ کی ترویج کی خود بھی صاحب علم ... اور علم و ہنر کا قدر دان تھا۔

خلوت میں اس کی دربار ... اور ... دربار ... ماجد ... کو بھلا دیتی ... حسن کی ... بھولی صورتیں اس کی محفل کی زینت تھیں اور داد و دہش یہ کیفیت تھی کہ ایک ... شعر کی قدر و قیمت ... بہتر ... اور حسین سے حسین ... دیدی جاتی تھی اور ... کا تو ذکر ہی کیا علامہ شبلی کی تصنیف ہے۔ قیمت اصلی ... رعایتی ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

حمیدیہ پریس۔ دہلی

سیرۃ النعمان

یہ بھی علامہ شبلی کی تصنیف ہے حضرت امام ابو حنیفہ کے حالات زندگی ایک حنفی مسلمان کیلئے اس سے بڑی نعمت اور کونسی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے امام کے حالات سے واقف ہو۔ اس کتاب میں امام اعظم کے علمی کارناموں اور فقہ کی تدوین کو بہت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے آپ کی ابتدائی ہوشمندی اور دماغی قابلیت ... کہ ... خلیفہ وقت کی ... میں آپ کو جیل تک جانا پڑا لیکن حق سے منہ نہ موڑا اور ... باوجود کمال علم کے ... اس پر ... تجارت کرتے تھے اور علم کا دریا مفت بہاتے تھے واقعہ یہ ہے کہ ایک حنفی مسلمان اپنی زندگی میں کوئی انقلاب چاہتا ہے تو اسے امام اعظم کے حالات پڑھ کر ان کا اتباع کرنا چاہیئے۔ فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے جن سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے اور حقیقت میں امام موصوف کا یہی ایک امتیازی فن ہے۔ قیمت اصلی ... رعایتی صرف ۸ر محصول ۶ر کل چودہ آنے ۱۴ر

حمیدیہ پریس۔ دہلی

سوانح مولانا روم

اسلام کے اس صوفی حکیم نے جیسے عرفان کے دریا مثنوی کے ایک ایک شعر میں بہائے ہیں اس سے تو وہی لوگ واقف ہوں گے جنہوں نے مثنوی کی شرح پڑھی ہے لیکن ان کے حالات زندگی بھی کچھ کم عجیب نہیں ہیں علامہ شبلی مرحوم نے بہت ہی تحقیق و تدقیق کے بعد مولانا روم کے حالات مرتب کئے ہیں حقیقت میں عارفانہ سرمستی آپ کی ذات سے ہی ہویدا ہے۔ سوانحات کے ساتھ ساتھ قابل مصنف موصوف نے مثنوی شریف کے چیدہ چیدہ اشعار کا بھی ایک بڑا ذخیرہ لیا ہے اور ان کے محاسن شعری کے ساتھ ان کے پر اسرار و عرفان معانی سے بھی بہرہ اندوز کیا ہے۔ غرضکہ ایک ... انسان کے لئے یہ شمع ہدایت بہت مفید ہے اور اب جبکہ اس کی قیمت بھی ایک تہائی ہو گئی ہر شخص کے مطالعہ سے گذرنی چاہیئے

بار ... ایڈیشن ہے قیمت اصلی ... رعایتی صرف ۸ر محصول ڈاک صرف ۶ر کل ۱۴ر

منیجر حمیدیہ ... سے منگائیے

حیات سعدی

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کو کون نہیں جانتا ... بوستاں کے مصنف جن کی کامیاب تالیفات آج ... زبان بنی ہوئی ہیں ان کے حالات زندگی بہت ... اور لطف سے پر ہیں علامہ شبلی نے ان کو اور ... بنا دیا ہے شیخ مرحوم کی کمال شاعری اور نصیحت آمیز مضمون ... نکلتے ہیں کہ ان کی سوانحات پڑھ جائے قیمت ۸ر رعایتی ۳ر محصول ...

حیات حافظ

یہ بھی علامہ شبلی کی تصنیف اور بہت دلچسپ سوانح ... دیوان حافظ کے پڑھنے والے علی العموم یقین ... ہوں گے کہ حافظ کا ایک ایک شعر ... کوئی بہانے ... ہوں گے۔ شبلی ... نے واضح کر دیا ہے کہ حضرت حافظ ... تارخ اور ... شاعری ... اصلی ... سفر اور ... قیمت رعایتی ۳ر محصول ...

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

نماز کے چھپے ہوئے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مسائل نماز کے دیکھنے ہوں تو صرف کتاب

رکن دین

پڑھئے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جائیگی اور نماز کے متعلق چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال و جواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگائیے ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات قیمت اصلی ایک روپیہ رعایتی ۱۰ محصول ڈاک ۶ کل عہ

حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے

یہ کتاب مستند کتب سے مولانا محمد علی صاحب نے لکھی ہے جو فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کا خلاصہ اس حصے میں

حصہ اول الف بے سے لیکر خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان

حصہ دوم وضو طہارت حیض و نفاس کے احکام نماز کے مسائل

حصہ سوم روزہ زکوٰۃ حج قربانی حج منت وغیرہ کے مسائل

حصہ چہارم طلاق نکاح مہر ولی عدت وغیرہ کے احکام

حصہ پنجم معاملات حقوق معاشرت زوجین اور قواعد تجوید

حصہ ششم اصلاح باطن و تہذیب اخلاق ذکر قیامت و جنت

حصہ ہفتم اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی میلاد عرس تیجہ وغیرہ

حصہ ہشتم نیک بیویوں کی حکایتیں و سیرت اخلاق نبوی کے مسائل

حصہ نہم طب زنانہ اور بعض علاج معالجے اور نسخے بچوں اور عورتوں کے

حصہ دہم دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ

حصہ یازدہم بہشتی گوہر گیارہواں حصہ خاص مردوں کے لئے ہے مسائل اور معالجات اور نسخوں کا ہے ہر حصہ کی قیمت ۵ رہے اور گیارہویں حصہ کی ۱۲ ر لیکن کامل سٹ کا رعایتی ہدیہ نصف ہے یعنی کامل گیارہ حصے صرف عا محصول ڈاک ۱۳ ر کل عہ

حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ مدینہ

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک دلکش کتاب جو معہ شہر مدینہ و نقشہ حضور اقدس و نقشہ غلاف روضہ مبارک و نقشہ مسجد نبوی۔

کون مسلمان ہو گا جسے آقائے نامدار حبیب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو یقیناً ہر مسلمان جس کو حضور سے محبت ہے اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہو گا لہٰذا ہم نے بصرف کثیر اس کتاب کو برادران اسلام کے لئے تیار کیا ہے جس میں تاریخ کی مستند کتابوں کی ورق گردانی کے بعد مدینہ طیبہ کے صحیح صحیح حالات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جو جو واقعات پیش آئے ہیں ان کا مفصل تذکرہ موجود ہے غرضکہ یہ کتاب آج تک کے تمام حالات سے لبریز ہے اور اب ابن سعود کے زمانہ میں جو مقابر و مآثر کی شکست و ریخت ہوئی ہے ان سب کی تاریخی اہمیت بتلائی گئی ہے عاشقان نبی کریم کے لئے ایک بہا تحفہ ہے قیمت عہ محصول ۶ کل عہ

حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ مکہ معظمہ

اگر آپ گھر بیٹھے حرم محترم بیت اللہ کی زیارت کرنا چاہیں تو تاریخ مکہ معظمہ منگائیے یہ وہ بے نظیر کتاب ہے جس سے جزیرۃ العرب کے تمام و کمال حالات معلوم ہو جاتے ہیں یہ اس وادی غیر ذی زرع کی مکمل تاریخ ہے جو امت مرحومہ کے باپ حضرت ابراہیم کا آباد کیا ہوا خطہ تھا یہ اس مقدس مکان کی تاریخ ہے جس کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل نے پہلی مرتبہ بنایا تھا یہ اس خطہ ملک کی تاریخ ہے جہاں اس کے منشا خداوندی سے اصحاب فیل کو ابابیلوں سے مٹا دیا ہر مسلمان کو جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے اس قبلہ کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے۔ اس کتاب میں تاریخ حج اور مناسک حج وغیرہ کی بھی پوری تفصیل ہے اور خانہ کعبہ مقامات مقدسہ صفا و مروہ منیٰ چاہ زمزم اور ابواب مکہ نیز دیگر متبرک مقامات کے فوٹو بھی جو مستند ذرائع سے حاصل کر کے ترتیب و اہتمام کی کافی سہولتوں کا بھی تذکرہ ہے علاوہ قبائل عرب کے معلومات اور تاریخ کی واقفیت کے لئے اہم چیز ہے ساتھ ہی مکمل فہرست بھی قیمت عہ محصول ۱۰ کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس سے منگائیے

تاریخ حبیب الٰہ

مولائے کریم حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حالات ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگوں نے لکھے ہیں بعض نے خوارق کو اہمیت دی ہے بعض نے معجزات کو بالا کیا ہے بعض نے ضعیف مگر موضوع روایات سے بزم میلاد کو گرما گرم کیا ہے لیکن علمائے دیوبند سے جس عالم نے بھی سیرت حبیب پر قلم اٹھایا ہے اس نے ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی روایت اور ہر واقعہ کو بغیر سند لئے اور تحقیق کئے نہیں لکھا اس لئے تو دیوبندی میلاد ناموں میں کوئی روایت اور کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوتا جس پر ذرا بھی شک عاید ہو سکے مذکورہ کتاب بھی اسی اہمیت کو ملحوظ رکھ کر لکھی گئی ہے یہ تاریخ اسلام بھی ہے۔ تاریخ حالات رسول بھی ایک ایک واقعہ حدیث کی ترازو میں تلا ہوا ہے گو کتاب پرانے نقلوں سے معمور نہیں ہے لیکن سنجیدہ اور متین نقلوں سے بھی خالی نہیں اور بہت خوب اپنی آپ نظیر ہے اس کی ضخامت بھی دو سو صفحوں کے اندر ہے اور قیمت صرف ۱۲ ر ۲ ر محصول خرچ ہوتا ہے مجموعہ میں پہنچتی ہے۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

خیر القرون قرنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ سب سے بہتر قرن حضور کا ہی ہے اور السلام نے جو منازل تر قرن اول میں طے کئے وہ دوسرے قرنوں میں اس شدومد کے ساتھ نہیں ہوئے اس لئے اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ

قرن اول، فردوس آسیہ

طلب کیجئے اس میں تاریخ ولادت محمدی سے لیکر وفات رسول تک بشرح و بسط حالات ہیں اس کے بعد حالات خلیفہ اول حضرت ابوبکر معہ حالات خلافت حضرت عمر حضرت عثمان و حضرت علی کے حالات مع حالات خلافت اور تاریخ تفریق اسلام معہ جنگ صفین اس کے بعد سانحات المناک ہا میں معہ حالات شہادت ان میں حضرت حسین علیہ السلام کے حالات شہادت جو بھی حضرت حسین علیہ السلام کے تو بہت ہی دردناک اور قیامت خیز ہیں کتاب اپنی اور تفصیل کے لحاظ سے بھی اتنی بڑی کہ ۲۴۰ صفحات پر مضامین ہیں قیمت مجلد عہ محصول ڈاک ۵ کل عا

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگئیے

تاریخ اسپین

ملک کے سب سے بڑے تاریخ نویس مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کی کتاب ہے جس میں اموی سلطنت کے بانی عبدالرحمٰن کا اسپین میں حکومت قائم کرنا اسلامی شان و شوکت کا ظاہر ہونا انصاف کی حکومت تعمیرات کا بہترین شکوہ اسی حکومت میں زمانے نے دیکھا۔ آج بھی غرناطہ کے در و دیوار اسلام کی اولوالعزمی کے شاہد ہیں۔

یہ تاریخ بتلائیگی کہ مسلمانوں کے آپس میں افتراق نے کیونکر اپنی مستحکم و پرشکوہ سلطنت کو خاک میں ملا دیا اور گو اسپین میں اب ایک بھی پڑھنے والا مسلمان نہیں ہے لیکن ان کی داستان پارینہ مسلمانان ہند کے لئے صحیح معنوں میں درس عبرت ہیں۔

ہندوستان کے مسلمان اس کتاب کو پڑھیں اور دیکھیں کہ کس طرح آپس کے افتراق نے ان کو اسپین کے مسلمانوں کی سی حالت پیدا کر دی ہے اور اس خانہ جنگی نے مسلمانان ہند کی حالت کو اسپین کی حالت سے کہانتک مطابق کر دیا ہے اور اس کا سد عمل کریں قیمت عہ رعایتی قیمت ۱۴؍ محصولڈاک ۶؍ کل عہ

حمیدیہ پریس۔ دہلی

شاہان مغلیہ کی بیویاں

شاہان ہند کی خواتین جہاں حسن صورت کی نمود مثل تھیں وہاں لحاظ نسب، شجاعت اور اولوالعزمی کے لحاظ سے بھی بے آپ نظیر تھیں یہ وہ عورتیں ہیں جن کا جواب ابتک سامنے پیدا نہ کر سکی اور جنہوں نے اپنے کارناموں سے دنیا میں تہلکہ ڈال دیا اس میں آسمان حسن کی چاند بھی ہیں اور میدان شجاعت کی جانباز بھی شاعرہ بھی ہیں اور مغنیہ بھی ہندو بیویاں بھی ہیں اور مسلمان بیگمات بھی۔ چند کے نام یہ ہیں۔

حمیدہ بانو، فخر النساء، عظمت النساء، آرام دل، آسائش بانو، آغا بیگی، مذہر بانو، آرام جان، ممتاز محل، جہاں آرا، رانی پاربتی، رانی تارا دیوی، رانی تکسی بائی۔ ارہم بائی، اکبرآبادی بیگم اور محل، نئی بیگم، بخت النساء، بہار بانو، بائی اودے پوری، بائی بھگوت دئی، لچھمی دیوی، سلطانی۔ بائی راؤ۔ ملکہ جنیہ سلطانہ۔ بدرالنساء، جانان بیگم، جانی بیگم، جودھا بائی، عمیدہ بانو، حاجی بیگم، خانہ زرو بیگم، شہزادہ خانم، دلپذیر بانو، دردانہ بانو، روشن آرا۔ روپ متی، رحمت بانو، رضیہ غرض کر تیس سے زائد بیگمات کے حالات ہیں قیمت عہ رعایتی قیمت مجلد ۱۲؍ محصول ۲؍ کل عہ

حمیدیہ پریس۔ دہلی سے منگائیے

نادر خواتین

جنھوں نے اپنے حسن و کمالات سے بادشاہوں کی سلطنت قدموں میں ڈالدی جنھوں نے بہادری میں جوانمردوں کی تلواریں کند کر دیں جنھوں نے ملک اتحاد و ارضیہ میں جہازوں کے جہاز اپنی چاندسی صورت پر قربان کر دئے یہ وہ خواتین ہیں جو اپنے اپنے وقت کی ملکہ حسن ہی نہیں اور جری و شجاع ہی نہ تھیں بلکہ مغنیہ ماہر قلمی اور نقلی نوٹ اس کتاب میں ایسے نظر آتے ہیں کہ بال بال اور رواں رواں زیر نظر آجاتا ہے کیونکہ یہ حضرت شرر لکھنوی کے لکھے ہوئے افسانہ حسن ہیں اور جس طرز خوبی سے شرر صاحب نے ان کو لکھا ہے وہ ایسا دلآویز ہے کہ نوجوان تو ہونٹ چاٹنے لگیں اور بیڑوں کی باچھیں کھل جائیں اور بڈہے جھر جھری لیکر ہائے جوانی پکار اٹھیں

لطف یہ ہے کہ ان میں سے کوئی خاتون فرضی نہیں ہے اور کسی کے حالات فرضی ہیں بلکہ سب تاریخی حیثیت رکھتی ہیں ضخامت ۲۲۵ صفحات قیمت عہ رعایتی صرف ۱۲؍ محصولڈاک ۲؍ کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی۔ تاریخ نگاری میں مولانا مرحوم کو جو شہرت ملی ہے وہ یگانۂ روزگار ہے اور تحریر کی دلنشینی جادو کو بھی شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو اس کتاب میں ذیل کے ناموران کے حالات ہیں۔

محمود ایاز۔ سلطان محمود غزنوی اور غلام ایاز کے حالات علی بیگ۔ مصر کا ایک نامور حاکم جس نے عجیب طرح مصر فتح کیا۔ عوج بن عنق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا ایک عجیب آدمی۔ قوم جیلد یا۔ نمرود اور حضرت ابراہیم کا تاریخی قصہ۔ ہرقل روم کا شہنشاہ جو حضرت رسول کریم کے زمانہ میں تھا۔ ابوالکنا ہیہ ہارون رشید کے دربار کا ایک مشہور شاعر ابن مقنع۔ ایک جادو بیان مقرر جس نے حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ حسان بن ثابت دربار نبوی کا شاعر جو کفار کی ہجو بھی لکھتا تھا۔ افلاطون یونان کا سب سے بڑا فلاسفر ارسطو۔ ریاضی کا استاد۔ ہیلی بال یونان کا سب سے بڑا سپہ سالار۔ دوا... کے حالات الپ ارسلان سلجوقیوں کا مورث اعلیٰ مع حالات سلطنت میر علی شیر چغتائی شاہ بابر کا ہمعصر وزیر۔ قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲؍ محصول ۲؍ کل عہ حمیدیہ پریس دہلی

مقالات شرر

یعنی مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کے مضامین کا مجموعہ اس کا دوسرا نام جذبات شرر بھی ہے یہ مجموعہ نیچرل مضامین نہیں بلکہ شاعرانہ معجزات و سحر نگاری کی کرامتیں ہیں جنھیں انشاپردازی کا شوق اور اردو زبان کا باکمال نمونہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو ضرور دیکھیں اور یہ وہی نیچرل مضامین ہیں جن کی بدولت ہندوستان میں بیسیوں جادو نگار بن گئے مولانا شرر کے نثر اور سارے ہندوستان کو دل کش نثر سے ہیں مولانا سے پہلے ہندوستان میں نیچرل مضامین لکھنے والا کوئی نہ تھا مولانا کی شہرت اور ندرت قلم بھی نیچرل مضامین ہیں ہم نے ان کے ۵۰ سال کے مضامین جمع کرکے شائع کئے ہیں مولانا مصنف نے یہ کمال کیا ہے کہ ہر خیال کو نیا لباس پہنایا ہے اور اس سے ایک نیا نتیجہ ظاہر کیا ہے اس مجموعہ میں تقریباً پچاس مضامین ہیں چند کے عنوان یہ ہیں دنیا کی عمود روزنہ، اندھیری رات، آئینوں کا نظر، خود پسندی، خاموش آسمان، دیہات کی شام، سراب، حسن لازوال، زمانہ بیکسی، شادی و غم، عالم خیال وغیرہ قیمت مجلد عہ رعایتی قیمت ۱۲؍ محصول ۲؍ کل عہ

حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

فلورا فلورنڈا

علامہ شرر لکھنوی کا لکھا ہوا تاریخی ناول جو دس بار چھپ چکا ہے رہبانیت کے جامہ میں حسن کے ڈاکوؤں کا نظارہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو پڑھیئے۔ گرجاؤں کے پوشیدہ رازوں کو معلوم کرنا چاہیں تو اس کتاب کو پڑھیئے عالم تنہائی میں عیسائی پادریوں کے عورتوں اور لڑکیوں کے خفیہ گناہوں کے اعتراف و معافی کے دلچسپ مناظر دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھیئے مسلمانوں کی رواداری اور غیروں کے ساتھ حسن سلوک کے حالات دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھیئے سلطان محمد خان فاتح قسطنطنیہ کے عہد کی لڑائیاں دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھیئے۔

حسن عالم آشوب کی سحرکاریاں اس کتاب میں ہیں جوش عشق کے ولولے نیاز اس میں ہیں حسن کے ڈاکوؤں کے عجیب اخلاق سیدہ عصمت مدینہ کے حالات اس کتاب میں ہیں غرضکہ عبرت ہے نصیحت ہے دلچسپی ہے غرض کہ سب کچھ ہے قیمت دو روپیہ۔ رعایتی عہ محصول ڈاک ۵؍ کل عہ ضخامت ۲۲۵ صفحات

حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

شاہی کوک شاستر

شاہان ہندوستان کی نے جانبازی کے سب مراحل طے کرنے کے بعد عیش و عشرت ذاتی کی وادی میں قدم رکھا اور لذت کے سرچشمے عورت سے ایسے ایسے عجیب انداز سے پیار کیا کہ وہ لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق کر سکتا ہے شاید وہ اس کے پاس بھی نہ ہوں جو اور اہل تحقیق نے عورت کے روئیں روئیں سے تلاش کیں اور اسی طرح مرد کی قوت جسمانی کی وہ وہ کہانی بیان کی کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور بے جان ہڈیوں کا حامل ہو اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی ہے جو ذرا سی ترکیب اور جنبش کے بعد ہزاروں پاور کی طاقت نمایاں کر دیتا ہے اور ایک دو نہیں صد ہا ترکیبیں ایسی ہیں جو ایک نہیں چار چار عورتوں کو مسخر کر سکتا ہے

چٹکلے ایک بات اور سن لیجئے اس کتاب میں ارباب منتخب اور ارباب کمال نے اپنے تجربہ دہ حکایتیں بیان کی ہیں کہ صدہا سمجھ میں ایک طرف اور ایک حکایت کے سننے کا اثر ایک طرف غرض عورت مرد کی مواصلت کی انسائیکلوپیڈیا ہے ۲۰۰ صفحات قیمت عہ محصول ۸ ر کل ۱۰ر

حمیدیہ پریس دہلی

عجیب کوک شاستر

جو عربی میں سلطان سلیم خاں ترکی کے لئے لکھی گئی تھی ابتدا صدیوں تیار ہے اس کے قدر ہیں اب تک کسی دوسری زبان میں یہ بالکل اچھوتی کتاب ہے صدیوں سے بڑے بڑے امراء و روسا دیکھنے میں قبال کرتے تھے حصہ اول کا نام ہی **لطف شباب** ہے یہ کمزور مردوں کے لئے طاقت کا خزینہ ہے ناتوانوں کے لئے اکسیر ہے اور بے اولادوں کے لئے فرزند لاجواب ہے اور مقوی باہ مجرب نسخوں اور طلسمی نادر نایاب نسخوں کا مجموعہ ہے نسخہ نہایت آسان تیر بہدف ہیں دوسرا **مرقع طلوع شباب** ہے اس میں عورتوں کے انتہائی حالات ان سے لذت یاب ہونے کے کمالات ان کی آفرینش ان کی طفولیت ابتدائے جوانی جوانی کے جذبات اور ان کی کلید مرد کے ہاتھ میں کیونکر آتی ہے عورتوں کے حسن و جمال کو دوبالا کرنے والی دوائیں سی سالہ عورتوں کی شباب سترہ سالہ ست شباب کی طرح کیونکر نکھارا جا سکتا ہے یہ سب باتیں اس کتاب کے اندر ہیں دونوں حصوں کی قیمت ایک روپیہ ہے یہ رعایتی قیمت عا کے بجائے عہ ہے محصول ۸ر کل عہ

حمیدیہ پریس دہلی

کشمیری کوک شاستر

یعنی

مجربات بوعلی سینا با تصویر یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بوعلی سینا کے وہ نادر اور مجرب نسخے جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنی زندگی سے لطف و مسرت حاصل کرنے کے اور اس پر ہمیشہ غالب رہنے کے خواہشمند ہیں تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیئے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنی ہم عمر رفیق حیات سے حاصل کر سکتا ہو زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔

اس کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں ضخامت ۳۰۰ صفحات ہیں۔

قیمت عہ ڈیڑھ روپیہ محصول ۸ر ۲ ۱۰ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو صد سالہ عمر تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں۔ عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کس طرح رشک خزاں ہوتا ہے شباب کی اڑتی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر خود بخود اور مرد بیجا اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سرستان شباب کو حیا سے تعلق رکھنے کے لئے تاجدار ان شمال اور عرب اطبائے معیاری طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول صدری مجربات ہیں جو عیاشیوں کو لاکھوں روپے خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاودانی کا راز پوشیدہ ہے ضخامت تقریباً پونے دو سو صفحات آٹھ بہترین بلاک کی تصاویر قیمت صرف ایک روپیہ فہرست مضامین اصل کتاب سے معلوم کیجئے محصول ۶ر کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

ہندوستانی کوک شاستر

اس کتاب کا نام لذت النکاح ہے ہندوستانی غریب اپنے سیدھے سادے طرز معاشرت کے سلسلہ میں نکاح کو ہی افضل ترین لطف زندگی تصور کرنے ہیں ان کی زندگی کو پر کیف بنانے کے لئے یہ کتاب چھاپی گئی ہے اس لئے ہر شادی شدہ نوجوانوں کی زندگی کے راز پوشیدہ ہیں جن سے واقف ہو کر میاں بیوی عیش و راحت کی زندگی بسر کر سکیں گے اور شادی حقیقی معنوں میں خانہ آبادی ہوگی اس لئے اس کتاب میں زندگی کا لطف اٹھانے کی تدابیر بھی ہیں اور عورت پر قابو پانے کی ہدایات بھی اس کتاب کے سربستہ رازوں میں زندگی کی سچی مسرتیں پوشیدہ ہیں یہی وہ کتاب ہے جس نے پچھلے دو سال میں ناتجربہ کار نوجوانوں کو غلط کاری کے راستہ سے ہٹا کر ازدواجی زندگی کی پر کیف مواصلت سے روشناس کرایا اور بتا دیا کہ حقیقی لذت صرف اسی جوڑے کی ہم آہنگی میں ہے جو ایک دوسرے کے لئے مخصوص ہو ضخامت ۲۰۷ صفحات قیمت رعایتی صرف ۱۰ر محصول ڈاک ۶ر کل عہ ۱ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

انگریزی کوک شاستر

یعنی لذت دم لطف تمنائے اور آل لطف یعنی بچوں کے جھنجھٹ سے رستگاری پایئے اسی لئے اس کتاب کا نام برتھ کنٹرول ہے عورت کی شباب آفرین لذت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سیکھ لو اولاد کی کثرت سے نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین کے لئے ان کی پرورش سوہان روح ثابت ہوتی ہے اور انسان ازدواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے **برتھ کنٹرول** امریکہ کی انگریزی طلسمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تم کو معلوم ہو جائیگا کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا سچا پر شباب طریقہ کیا ہے اس کو پڑھ کر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی جب چاہو گے اولاد ہوگی اور جب چاہو گے اولاد نہ ہوگی بہتر یہ کہ اس حیرت انگیز کتاب کی مدد سے تم حسب خواہش بیٹا یا بیٹی پیدا کر سکتے ہو برتھ کنٹرول یورپ امریکہ کی بہترین کتاب کا ترجمہ ہے جو ہر ہے اور سالہا سال کے تجربات کا نچوڑ ہے قیمت عہ محصول ۶ر کل ۱۰ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

REGD. L. NO. 1866

[illegible]

مولوی دہلی

جلد ۱۳ بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ نمبر ۶

پورے سات سال کی محنت

زمانہ نازک ہے۔ ہر طرف الحاد و زندقہ کی ہوائیں نہیں آندھیاں چل رہی ہیں مادیت کا سیلاب مغرب کی طرف سے امنڈا چلا آ رہا ہے اور مسلمانوں کے متاع ایمان پر ہر طرف سے ڈاکے پڑ رہے ہیں مسلمانوں کے پاس بہترین اندوختہ عزیز ترین چیز اور سب سے گراں بہا دولت اگر کوئی تھی تو وہ ان کا ایمان و ایقان تھا مذہب کی چٹان پر قائم تھا اس دولت اور متاع عزیز کے حامل و امین ہو کر فرزندان توحید نے بڑے بڑے معرکے سر کئے علوم و فنون کے مالک بنے تخت و تاج کے مستحق ٹھہرے اقبال و عروج نے ان کے سروں پر اپنا سایہ رکھا یہ ساری عظمتیں اور یہ تمام اقتدار نتیجہ تھے مسلمانوں کی پختگی ایمان اور پاکیزگی اخلاق کے جو تعلیمات اسلامی نے نور بنکر ان کے قلوب و اعمال میں راسخ کر دئے تھے۔

جب تک مسلمان تعلیمات اسلامی کے متعلم و عامل بنے رہے اور انہوں نے اپنے عقائد و اعمال عبادات و تحریرات کو شریعت حقہ کے سانچے میں ڈھالے رکھا اس وقت تک دنیا اور دنیا کے تمام لذائذ و تفاخرات کے جلو میں رہے اور جب انہوں نے خدا اور خدا کے بتائے ہوئے راستہ سے اعراض و انحراف کیا دنیا میں ذلیل ہو گئے اور ذلیل و خوار بھی ایسے کہ بیہودہ اچھوت بھی ان پر ہنسنے لگے اور ذلیل و خوار ہو [illegible] مالک و فرماں روا کے انعام و اکرام کو نظر میں نہیں رکھنا چاہیئے اس لئے جو نعمت بہ ترین بدترین کر دی جاتی ہے اور کافر نعمت لاتا اور انھیں کھلاتا ہے اس کی جانب ہر وہ حاصل ہوتی ہیں اتنی ہی نکبتیں اس کو جتنی عظمتیں شکر نعمت کے زمانہ میں آتی ہیں۔

پر کفران نعمت کی صورت میں مسلط کر دی جاتی ہیں۔ احسان کیا اسلام و ایمان کی مسلمانوں پر خدائے بزرگ و توانا نے وضلالت کی دونوں راہیں ان پر واضح کر دیں [illegible] لا زوال انھیں عطا کی رشد و ہدایت کے لئے فوز و فلاح کی راہ مستقیم دکھلا دی اور انسان پر واضح کر دیا کہ دیکھو تمہارا مذہب ہے اس پر گامزن ہو گے تو فلاح ہے قرآن مجید نے تمہارے سامنے پیش کیا مصداق بنو گے قد تبین الرشد من الغی یا تو گے وردِ فسر اور نیاوات [illegible] کے مسلمانوں پر سایہ ڈال من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ [illegible] مذہب اسلام اور دین قیم کی میں [illegible] ملت مستقیم سے بھٹک گئے اور نتیجہ الحاد کی [illegible] اسلامی تاریخ ہیں [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] جب تک مسلمان مذہب کی حبل المتین مضبوط

اس وقت تک دنیا کو فروغ و عروج حاصل ہو جائے تو ہو جائے لیکن مسلمانوں کا ابھرنا اور اٹھنا محالات سے نہیں غیر ممکن ہے۔

میں نے اسی احساس کے پیش نظر مذہبی تعلیم کی جامع کتاب "کتاب الاسلام" خاص محنت و کاوش سے مرتب کرائی ہے اور یہ سعی کی ہے کہ دین و مذہب کا کوئی ضروری مسئلہ کوئی موضوع اور کوئی عنوان تشنۂ تشریح نہ رہ جائے اور کوئی ایسی چیز باقی نہ رہ جائے جس کی تلاش و جستجو میں مسلمانوں کو کسی اور کتاب کی ورق گردانی کی ضرورت داعی ہو تفہیم مطالب کے لئے کتاب کو مختلف ابواب اور ذیلی اور ضمنی عنوانوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

پہلا باب عقائد کا ہے اس میں عقائد اسلام کی اہمیت و عظمت پر عقلی و نقلی دونوں اعتبار سے جامع بحث کی گئی ہے اور یہ التزام رکھا گیا ہے کہ اس ضمن میں اصول تو درکنار کوئی جزئی اور فرعی مسئلہ بھی زیر بحث آئے بغیر نہ رہ جائے تمام متعلقہ نصوص قرآنی آیات یا احادیث نبوی اور ان کے متعلق روایات صحیحہ اور جملہ فقہی مسائل [illegible] نے مجتہدانہ استنباط بہ سند و حوالہ درج کر دئے ہیں [illegible] حشر و نشر ملائکہ غرض جملہ عقاید پر مفصل بحث [illegible] موجود ہے اس ایک ہی باب کے مطالعہ کے بعد عقائد کے متعلق آپ کو پھر کسی کتاب پر نظر ڈالنے اور کسی سے استفسار و استنباط کی ضرورت باقی نہ رہے گی اور آپ اپنی تمام ضروریات اسی سے پوری کر لیں گے۔

دوسرے ابواب طہارت صلوٰۃ، صوم، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کے متعلق تمام قرآنی اور اسلامی ہدایات شرح و بسط کے ساتھ درج کر دی ہیں ان کے طریقے ان کے فرائض ان کی سنن اور ان کے واجبات کے متعلق بہ کثرت مواد فراہم کر دیا گیا ہے اس سے آپ بآسانی سمجھ سکیں گے کہ نماز روزہ کی حقیقت و حکمت کیا ہے اس میں کون سے دینی و دنیوی فوائد مرکوز ہیں کن احتیاطوں اور کن امور کی ضرورت ہے نماز روزہ میں مقبولیت و حقیقت کی شان کس طرح پیدا کی جا سکتی ہے کن حالتوں میں یہ چیزیں دل کا ایمان اور روح کا جزو بنجاتی ہیں۔ زکوٰۃ کیوں فرض کی گئی اس کی مقدار کیا ہے یہ کن لوگوں کو کس ترتیب و تعیین کے ساتھ دینی چاہیئے اس سے کون سے دینی و دنیاوی مصالح و مفاد مقصود ہیں اور خدا و رسول نے اس کے متعلق کس قدر اور کس شدت کے ساتھ تاکید کی ہے اور فقہا علماء و صلحا کا عمل اور ان کی تعلیم

اس کے متعلق کیا ہی ہے اور کیا ہے تمام اہم مسائل ہی ضبط تحریر میں لے آئے گئے ہیں اور کوئی پہلو غور و فکر کے بغیر رہنے نہیں دیا گیا۔

حج کے متعلق بھی ہر چیز ہر مسئلہ اور ہر ہدایت موجود ہے اس سے مقصود ایزدی کیا ہے اسے رکن دین کیوں قرار دیا گیا اس سے کتنا ثواب ملتا ہے اور مخلصانہ حج انسانی مارنج اور روحانی احکام میں کیا دلفریب اور روح پرور انقلاب پیدا کر دیتا ہے حج کس طرح کرنا چاہیئے کب کرنا چاہیئے کس حالت میں کرنا چاہیئے اس کے فرائض و سنن اور واجبات بھی تحریر کر دیئے گئے ہیں اور تمام متعلقہ مسائل کو اس طرح واضح و دلکش کر دیا ہے کہ ہر چیز آئینہ بنکر سامنے آجاتی ہے یہ چیزیں جتنی اہم اور جتنی اساسی و بنیادی ہیں اتنی ہی مہارت و قابلیت کے ساتھ عقلی و نقلی نقطۂ نظر سے ان پر بحث کی گئی ہے ان ارکان اسلام کے متعلق اس باب میں پوری معلومات اور سارے مسائل جمع کر دیئے گئے ہیں اور ایک دلفریب اور سرشار انداز میں سب کچھ بتا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد جنازے ذبح قربانی اور عقیقہ کے متعلق ابواب ہیں حقیقت یہ ہے کہ ان کے متعلق اس خوبی و تبحر کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ ہر چیز آئینہ ہو کر سامنے آگئی ہے۔ جنازے کے غسل، نماز کے طریق، دفن ضروری اور موقت آیات کی ترتیب اور جملہ مسائل درج کر کے فرزندان توحید کی پوری رہنمائی کی گئی ہے ذبح و قربانی کی اہمیت و ضرورت پر بہترین تبصرہ اس کی حکمت و مصلحت پر پر مغز بحث اور اس کے مسائل پر عالمانہ نظر موجود ہے کوئی ایک مسئلہ کوئی ایک چیز اور کوئی ایک بات بھی بیان کئے بغیر نہیں چھوڑی۔ عقیقہ کے متعلق ہر چیز اس باب میں موجود ہے کسی سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں کتاب کھولئے اور سب کچھ دیکھ لیجیئے۔

لعان۔ ادر دوسرا آل کی نکاح و طلاق اور حقوق کے متعلق ہے یہ ابواب بہت ہی اہم ابواب ہیں ان پر عقلی پہلو ہی سے نظر کی ضرورت تھی اور آپ دیکھیں گے کہ اس ضرورت کی تکمیل کس خوبی و دل آرائی کے ساتھ کی گئی ہے نکاح طلاق خلع جیسے اہم امور کے متعلق تمام اسلامی احکام، دینی مسائل اور مذہبی معلومات یکجا کر دی گئی ہیں اور جا بجا ان کی اہمیت ضرورت اور مصلحت کو واضح کرتے اور ان پر زور دیتے ہوئے ان کے متعلق فاضلانہ بلاغت سے کام لیا ہے۔

حقوق میں ذاتی حقوق، اہل و عیال کے حقوق پڑوسیوں اور اہل محلہ کے حقوق اہل مسجد کے حقوق ملک کے حقوق ہم مذہبوں کے حقوق غیر مذاہب کے پیروؤں کے حقوق اور انسانی حقوق کے ساتھ اللہ کے حقوق رسول کریم کے حقوق پیر و مرشد کے حقوق معلم و استاد کے حقوق دوست احباب کے اور ملت و ملک کے حقوق ہر شعبہ اور ہر پہلو پر فقیہانہ اور مجتہدانہ نظر موجود ہے اور ان کے متعلق اتنی عقلی و نقلی معلومات یکجا کر دی ہیں کہ آپ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے یہ محض مسلم مفاد و ضرورت کا مخلصانہ جذبہ ہی تھا جس نے اتنا کچھ ایک کتاب میں لکھوا دیا وراثت و ہجرہ کے متعلق یہی نہیں کہ تعلیمات اسلامی کو یکجا کر دیا گیا ہے بلکہ تمام امور نہایت وضاحت سے کھول کر بیان کئے ہیں ظاہر ہے کہ وراثت کے معاملات میں مسلمانوں کو بڑی دقتیں پیش آتی رہتی ہیں اور یہ ایک اتنی دقیق اور علمی چیز بن گئی ہے کہ عوام تو بیچارے ہی ہیں اکثر و بیشتر پڑھے لکھے بھی علماء ہی کے پاس دوڑتے اور فتوے کے لئے بھاگتے ہیں اور

خاندانوں میں بعد ہا مناقشات کے دروازے کھل جاتے ہیں اس اعتبار سے ہم نے اس باب کو علمی باب قرار دیا ہے مسائل تو دیکھتے ہی گئے ہیں اور دیکھیں گے آپ کو اس کتاب کے ہر باب میں ملے ہی گی لیکن اس میں تمام وارثوں کے حصص کی تفصیل و صراحت کے ساتھ حصے نکالنے اور حصص قائم کرنے کے طریقے بھی بتلائے گئے ہیں آپ اس باب کے مطالعہ کے بعد خود اس قابل ہو جائیں گے کہ ضرورت کے وقت خود حصص قائم کر سکیں اور اگر یہ نہ بھی کریں تو کتاب آپ کے سامنے ہوگی کھولی اور ہر چیز دیکھ لی اور معلوم کر لیا کہ کس عزیز و رشتہ دار کو کتنا ترکہ پہنچتا ہے اور وہ کتنے حصے کا مستحق ہے۔

مختصر یہ کہ کوئی دینی اور مذہبی چیز ایسی نہیں چھوڑی گئی جس پر اس کتاب میں بحث و نظر نہ ہو اور آپ کو کسی دینی معاملہ میں کسی دوسری کتاب کے کھولنے کی ضرورت پڑے آپ اس کتاب کی جامعیت و سود مندی دیکھ کر حیران رہ جائیں گے ایک کتاب کے اندر تمام دینی و مذہبی معلومات کو فراہم و مجتمع کر دینا ہی نہیں بلکہ ان پر عقلی و نقلی پہلو سے نظر اور ہر حکم کے فلسفہ پر نگاہ ڈالنا اس کی ایک ایسی مابہ الامتیاز خصوصیت ہے جو بلاشبہ آپ کو کسی قدیم العہد اور جدید العہد انسانی تصنیف و تالیف میں نظر نہ آئے گی کوزہ میں دریا کے بند کرنے کی ضرب المثل اس وقت زبان زد خاص و عام ہے آپ نے اسے ہزار ہا مرتبہ سنا اور پڑھا ہوگا لیکن یہ حقیقت اگر آپ کو کسی جگہ اصلی رنگ میں جلوہ گر نظر آئے گی تو یہی کتاب اور ایک گرانقدر اور گرانمایہ تالیف ہے۔

۰۰ ۹ صفحات میں اسلام کی پوری تعلیم اور تمام فقیہانہ و مجتہدانہ معلومات و مسائل اور جملہ عالمانہ مباحث مرکوز کر دیئے گئے ہیں اور اس کتاب کو بجا طور پر تعلیمات اسلامی کی انسائیکلوپیڈیا یا دائرۃ المعارف کہا جا سکتا ہے اس سعی و جہد کا مرکزی نقطہ یہی تھا کہ ایک ایسی کتاب زیور طبع سے آراستہ کر کے شائع کی جائے جس کی موجودگی میں حلقہ بگوشان اسلام کو کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہ رہے اسی خیال کی محرک یہ چیز ہوئی کہ قدما کی ہمتیں وسیع حوصلے بلند، مشاغل کم اور معاشی افکار تھوڑے سے تھے قدرت نے ان کے جسم کے ساتھ ان کے دماغ بھی قوی ودیعت کئے تھے اس لئے وہ اپنی زندگی میں ہزاروں نہیں لاکھوں صفحات لکھ گئے لیکن عہد حاضر میں کہ نہ وہ جسم و دماغ ہے اور نہ وہ اطمینان و فراغتیں اتنی بڑی بڑی کتابیں لکھنا تو ایک طرف ان کا پڑھنا اور مطالعہ کرنا ہی جوئے شیر لانا ہے ہر فن و علم اور ہر مسئلہ دام کے متعلق کتابیں اور مجلدات موجود ہیں لیکن فی ہزار ایک دو شخص ہی انھیں کھولنا اور پڑھنا تو درکنار انھیں مطالعہ کرنے کا تصور بھی اپنے ذہن میں لاتے اور محض ارادہ کرنے سے گھبراتے ہیں اور کوئی ضرورت ہی پڑ جاتی ہے تو لائبریریوں اور کتب خانوں میں کتابیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں اول تو ان کتابوں کی مانگ کم ہو جانے کی وجہ سے ان کا ملنا ہی امکانی امر نہیں اور مل ہی جائیں تو تلاش کی سلیقہ کہاں سے لائیں۔

کبھی کسی نے ان کتابوں کو پڑھا اور دیکھا ہو تو جلد تلاش بھی کر لیں کوئی نسبت ان کے ساتھ نہیں ہوتی اور ہوتی بھی ہے تو کون سینکڑوں کتابیں دیکھے اور ہزاروں صفحات کی ورق گردانی اور تلاش کرنے کی زحمت اٹھائے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنی قیاس آرائیوں اور خیال ذہنی کو

[illegible] ہیں بلکہ ایمان کو بھی صدمہ پہنچاتے ہیں بسا اوقات بڑے لوگ اول تو علماء کے دروازے پر قدم ہی رکھنا اپنی توہین سمجھتے ہیں اور اگر چلے بھی جاتے ہیں تو مسئلہ پوچھنا ان کی شان کے خلاف ہے اس سے ہی مذہب کی گرفت ڈھیلی ہونے میں بہت مدد ملی ہے مگر ہیں کوئی جامع و مانع اور جدید طرز تالیف کے مطابق طبع کی ہوئی کتاب موجود ہو تو یہ مشکلات و موانع باقی نہ رہیں اور ضرورت کے وقت فہرست کتاب پر ایک نظر ڈال کر جس مسئلہ کو چاہیں آسانی سے تلاش کرلیں اس سے صرف یہی فائدہ نہ ہوگا کہ مسئلہ معلوم ہو جائے گا بلکہ جب ایک دینی کتاب بار بار سامنے آتی رہے گی تو مذہب کی وقعت بھی دلوں پر قائم ہوگی چند سطور کے ساتھ چند صفحات بھی پڑھ لئے جائینگے دینی مسائل کے دیکھنے کی ضرورت کے لئے کوئی وقت نہیں آئے دن ان کی ضرورت اسلامی گھرانوں میں محسوس ہوتی ہی رہتی ہے کبھی زکوٰۃ ہے کبھی روزہ کبھی جنازے کے ساتھ جانا ہے کبھی قربانی کرنی ہے کبھی لڑکے کا نکاح ہے اور کبھی بچہ کا عقیقہ کبھی وراثت کا قضیہ درپیش ہے اور کبھی عیدین کے مسائل دیکھنے کی ضرورت ہے زیادہ یہ کہ جو چیز پاس ہو آسانی ہو تو لامحالہ بھی ضرورتیں پیدا ہوتی ہی رہتی ہیں اور فرصت کے وقت بھی وقت گذاری کے لئے کتاب ہاتھ میں آجاتی ہے کتاب کو دلچسپ اور عبارت کو سلیس و فصیح و چست بنانے کی سعی بھی اسی خیال کے پیش نظر کی گئی کہ ایک سطر پر نظر پڑے تو دو سو سطور پڑھے بغیر کتاب ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

اس طرح مختلف مسائل پر بار بار غور کرنے اور ہر مرتبہ مختلف عنصروں کے سامنے آتے رہنے سے پوری کتاب نظر سے گذر جائے گی کیا گزرتی رہے گی تو معمولی لکھا پڑھا انسان بھی نادانستہ اور غیر ارادی طور پر دینی تعلیمات کا اچھا خاصا واقف ہو جائے گا اور خدا کے فضل سے جتنی یہ کتاب پھیل کر جتنے ہاتھوں میں پہنچ گئی اتنے ہی مسلمان مذہبیات کے واقف و شیدا ہو جائینگے پھر خربوزے کو دیکھکر خربوزہ کے رنگ بدلنے والا معاملہ ہوگا ایک سے چار اثر پذیر ہوں گے اور ایک انقلابی کیفیت رونما ہو جائے گی یہ فلسفہ بہت عمیق بہت وسیع اور علم نفسیات کے نقطۂ نظر سے بہت اہم ہے انسان کی فطرت ہے کوئی بات معلوم ہوتی ہے نئی چیز سامنے آتی ہے تو کچھ فطرت کے اقتضا اور کچھ اظہار علم کے لئے اسے مجالس و محافل میں بیان کرتا اور گھر بار میں اس کا ذکر رہتا ہے اس سے بھی تعلیم کو وسعت ہوگی

گھر کی لڑکیاں تھوڑا بہت پڑھکر جب ذہن میں ایک تشنگی محسوس کرنے لگتی ہیں باپ بھائی کی کتابیں ٹٹولتی ہیں اور جو کتاب ہاتھ لگ جاتی ہے پڑھ ڈالتی ہیں ضرورت ہے کہ ان کی یہ تشنگی اس کتاب سے فرو ہو اور بچپن ہی سے ان کے ملوح سادہ پر اسلام کا نقشہ کھنچ جائے اس نقطۂ نظر سے بھی یہ کتاب بیحد مفید اور سود مند رہے گی۔

خدا جانتا ہے کہ اس کتاب کی نشر و اشاعت کے متعلق کیسی کیسی بے چین آرزوئیں اور بے قرار تمنائیں اپنے قلب میں لئے ہوئے تھا اور بفضل خدا ان کے پورے ہونے کا وقت آگیا ہے جو یہ اعلان کرنے پر مجبور ہوا کہ جو صاحب کتاب کی اصلی لاگت مبلغ دو روپے بطور قیمت اور دس آنے بر اے محصولڈاک ایسے ارسال کردینگے انھیں کتاب چھپتے ہی ارسال ہوگی ورنہ بعد کو اس کی قیمت کسی طرح چار روپے سے کم نہ لی جائے گی اور نہ لی جا سکتی ہے کیونکہ اس کتاب پر شبانہ روز محنت و کاوشیں اور مسلسل و متصل سعی و جہد کے علاوہ صد ہا روپیہ صرف ہو چکا اور ابھی ہزاروں کا خرچ پیش نظر ہے اس کی تالیف و ترتیب کا اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ مولوی عبدالماجد صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند جیسے لائق اور بزرگ شخص نے عرصہ دراز کی عرقریزیوں اور دماغ سوزیوں کے بعد میری استدعا پر اسے تالیف کیا ہے اس کی خوبی و عظمت کی کفالت کے لئے مولوی صاحب موصوف کا اسم گرامی کافی تھا لیکن چونکہ میں اسے ہر پہلو سے مکمل و مستند چیز بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا اس لئے اس کا مسودہ گورنمنٹ اسکول کے پروفیسر علامہ فاضل مولوی عبدالتواب صاحب فاضل چشتی جیسے متبحر عالم کے سامنے پیش کیا آپ مولانا کفایت اللہ صاحب کے نائب افتا نویس بھی ہیں آپ نے اسے بغور مطالعہ فرمایا اس کی تصحیح کی اس میں مفید معلومات کا اضافہ کیا اور مستند کتاب بنانے کے لئے ان فقہ و حدیث کی کتابوں کے حوالے درج کئے جن سے اس کے مسائل و مضامین ماخوذ ہیں اور اب میں اسے حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں خدا کرے حضرت کی غیر معمولی مصروفیات اس کی تصحیح و تنقید میں مانع نہ ہوں ان کی نظر ثانی کے بعد مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا کہ یہ کتاب اپنی بہ گیری استناد افادہ اور ہر اعتبار سے اردو زبان کی بے نظیر بے بہا اور عدیم المثال کتاب ہو جائے گی۔ اور پھر یہ کتاب ہر اعتبار سے نہایت مستند نہایت معتبر اور حنفی عقائد کی پوری مظہر ہو کیونکہ یہ کام بہت ذمہ داری اور حوصلہ کا کام ہے کئی منازل قطع کی جا چکی ہیں اور اب بعض چند آخری مراحل طے کرنے کو رہ گئی ہیں مجھے صرف پانچ ہزار ایسے قدر دانوں کی ضرورت ہے جو دس ہزار روپے دو روپیہ فی نسخہ کتاب کے حساب سے علاوہ محصولڈاک پیشگی ارسال کردیں اس سے بڑا مدعا یہ ہے کہ مجھے اس کی اشاعت اور مسلمانوں کے احساس کے متعلق صحیح اندازہ ہو جائے گا کم استطاعت بھائی بھی اس کے مطالعہ سے مستفید ہوسکیں اور چار روپے کی کتاب شوقین مند ہاتھوں میں دو روپے یعنی نصف قیمت ہی میں پہنچ جائے غور فرمایئے کہ نو سو صفحہ کی ضخیم و مطول کتاب کے مرتب کرانے اس کے لئے کتابوں کا ایک انبار فراہم کرنے اور ایک عرصہ تک لکھانے اور تصحیح کراتے رہنے میں کیا کچھ زیر باری نہ اٹھانی پڑی ہوگی پھر اچھے کاتبوں کی اجرت اچھے سفید کاغذ کی خرید اور اچھے پریس میں طباعت بلاشبہ ہزاروں ہی روپیہ ہی صرف کا کام ہے اور مجھ کو اس مرحلہ سے گذرنے کے لئے صرف زر کثیر ہی نہیں صرف دماغ بھی بہت ہی کرنا پڑا ہے گو میرا اندازہ لاگت کے متعلق اس سے بھی زیادہ ہے اور ہونا چاہیے کہ قدم قدم پر روپیہ نچھاور کرنا پڑ رہا ہے اور بہت بڑی تعداد میں اسے شائع کرنا اور نکالنا مقصود ہے تاہم میں نے دو ہی روپے میں پانچ ہزار جلدیں فروخت کرنے کا عزم کیا ہے مولوی کے ہندوستان کے ہزار ہا معاونین میں سے پانچ ہزار ایسے افراد کا نکل آنا معمولی بات ہے جو اس نہایت مفید اور نہایت اہم کتاب کو نصف قیمت پر بخوشی و شوق خریدنے اور فوراً منی آرڈر کے ذریعہ روپیہ بھیجدینے پر آمادہ و تیار ہو جائیں گے

میں اعلان کے ساتھ ہی کتاب کی اشاعت کے انتظام و اہتمام میں پورے انہماک کے ساتھ مصروف ہوں پیشتر قیمت بھیجنے والوں کے لئے ایک رجسٹر کھولا گیا ہے اور روپے بھیجنے والوں کے اسمائے گرامی بھی درج ہونے شروع ہو گئے ہیں جن کا نوں میں اس معرکۃ الآرا عظیم الشان اور بیحد ضروری و مفید کتاب کی تالیف کی بھنک پڑ گئی ہے وہ بلا ایماء و تحریک روپیہ بھیج رہے ہیں کتاب کی اشاعت کے یوم تک یہ رجسٹر کھلا رہے گا اس کے بعد کسی سے کم قیمت نہ لی جائے گی بلکہ اس وقت پورے چار روپے ہی دینے پڑیں گے۔ شیدایان مذہب اور شیفتگان دین قیم کا فرض ہے کہ وہ اس کتاب کی ایک ایک جلد ضرور خرید کر اپنے گھروں میں رکھیں اور اپنے اعزا و اقارب کو بھی فوری ترسیل فرمائش کی ترغیب دیں کیونکہ پھر یہ موقع نکل جائے گا اس وقت تو ہم خرما و ہم ثواب کا معاملہ ہے روپیہ بھی کم دینا پڑتا ہے بہترین چیز بھی ہاتھ میں آتی ہے اور ثواب بھی ملتا ہے۔

ناظرین مولوی غالباً اس طرف سے تو بالکل مطمئن ہوں گے کہ دفتر مولوی میں ان کا ایک ایک پیسہ امانت ہے اور خدا کے فضل سے مولوی کی امانت ظاہر من الشمس ہے روپے کے ارسال فرمانے میں بعجلت فرمایئے مگر کا منی آرڈر آنا چاہیئے محصول ڈاک کے بھیجے بغیر کتاب محصول کے لئے رکی رہے گی۔ خدا کے فضل و کرم سے امید ہے کہ کتاب رمضان شریف سے قبل چھپکر طیار ہو جائے گی کتاب اگر ۰۰۰ صفحات سے زائد بھی ہوگی تو پیشگی روپیہ بھیجنے والوں سے اضافہ کی درخواست نہ ہوگی بلکہ اصل قیمت میں اضافہ ہو جائے گا اگر ۰۰۰ صفحات سے کم رہ گئی تو پیشگی روانہ کرنے والوں کو مجلد ارسال ہوگی بہرحال پیشگی روپیہ دینے والے بہت سے اعتبارات سے فائدہ میں رہیں گے علاوہ نقد کے نفع کے اجر اخروی بھی ہے کہ وہ ایسی کتاب کے چھپوانے میں شامل ہو گئے۔

یہاں سے جو منی آرڈر کی رسید جائیگی وہ ضرور محفوظ رکھیں یا کم از کم یہاں روپیہ پہنچنے کی تاریخ ضرور نوٹ کر لیں نیز طباعت کے زمانہ میں اگر پتہ تبدیل ہو تو اسکی اطلاع بھی ضرور دی جائے تاکہ رجسٹر میں تبدیلی کر دی جائے

خدمتگزار

عبدالحمید منیجر رسالہ مولوی دہلی

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ھے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری رکن ہے اور سب سے زیادہ اہم فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں اور آپ نماز کے فرائض و واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ معلوم نہ ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائیں گے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگایئے انشاء اللہ اس کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا نہ کریں گے

نماز کی حقیقت

پہلے تو معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے قیمت ۲/

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تائید شامل دعا کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعید یں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی۔ قیمت ۳/

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو تو پھر نماز کی ترکیب پڑھیئے اور بچوں کو پڑھایئے بلکہ دل کو سمجھایئے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۳/

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے قریب قریب تمام مسائل بھی لکھ دیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲/

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھنے لگے اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کو برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے ہیں یہ کتاب عورتوں کو پڑھایئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے قیمت ۶/

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت بھی نہیں لی جائے گی۔ قیمت پانچوں مجلد ایک روپیہ (عمہ) محصول ڈاک ۱۰ رجسٹری عمہ

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

خطبہ

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً کما امر واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ادغاما لمن جحد بہ وکفر واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی ارسل الی الناس کافۃ بشیرا ونذیرا وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ وسلم۔ حمد وثنا بیان کرو اس ذات واحد قدوس کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت ہے اور نہ کوئی قابل پرستش ہے اور نہ توکل و اعتماد کے قابل وہی ایک ذات ہے جو ہر قسم کی عبادت و طاعت کی مستحق ہے اور اسی ذات واحد پر ہر قسم کا بھروسہ کیا جاسکتا ہے جو کائنات کا خالق اور جو سب کا پروردگار ہے جس نے اس پر بھروسہ کیا اس کو سعادت دارین حاصل ہوئی اور جس نے اس سے منہ موڑا وہ بدبختی کے جہنم میں گر پڑا۔

اور درود وسلام بھیجو آقائے مدنی سرکار دوعالم محبوب رب العالمین محمد رسول اللہ پر جنہوں نے دنیا کو توحید خالص کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور بتلایا کہ خدائے واحد کے سوا کوئی پوجنے کے لائق ہے اور نہ طاعت و بندگی کا مستحق اور اس ذات واحد کے سوا کسی پر بھی بھروسہ نہیں کیا جاسکتا اور جس نے اس کے دامن عزت کو چھوڑا وہ برباد ہوا اور اس ازل کے اس سبق پر خود پوری طرح عمل کرکے دنیا کو بتلا دیا کہ اس طرح عبادت کرتے اور کس طرح اس پر تمام کاموں پر بھروسہ کرتے ہیں اور بھروسہ کرکے فلاح دارین کے مستحق بنتے ہیں

اما بعد۔ برادران اسلام!

آج کے خطبہ میں ایمان باللہ اور توکل علی اللہ پر بحث کی جائے گی جو حاصل اسلام ہے اور حقیقتاً جس کے لئے آنا آدم تا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء و رسل مبعوث ہوئے اور جس پر تمام انسانوں کی نجات اور سعادت و فلاح دارین کا انحصار ہے۔

توحید خالص کا ایمان باللہ ہی وہ دولت ہے جو ہر طرح کی فلاح و بہبود کے خزانوں کے منہ مخلوق الٰہی پر کھول دیتی ہے اور جب تک اس دولت کا کوئی حصہ انسان کو نہیں ملتا اس وقت تک نعمت الٰہی سے وہ قطعاً محروم رہتا ہے البتہ نعمت الٰہی میں حصہ دار ہوتا ہے جس قدر ایمان باللہ اور توکل علی اللہ کا حصہ دار ہوتا ہے۔

برادران اسلام! کہنے کو تو ہم سب مسلمان کہلاتے ہیں اور اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں مگر غور سے اگر اپنے سینے اور ہمارے قلوب و دماغ یکسر خالی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم نہ دنیا میں کامیاب اور سربلند اور سرفراز ہیں اور نہ دین میں ہماری وہ حالت ہے جو ہمارے اسلاف کرام کی تھی دنیا کے جس کام میں بھی ہم ہاتھ ڈالتے ہیں اس میں ناکامی ہوتی ہے اور ہمارے اسلاف کرام جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتے تھے اس میں صرف کامیابی سے ہمکنار ہو [illegible] اگر مٹی میں ہاتھ ڈالتے سونا بن جاتی اور ہم سونے پر ہاتھ ڈالتے ہیں تو مٹی بن جاتی ہے یہ کیوں محض اسلئے کہ ان کو اللہ پر کامل ایمان اور مکمل اعتماد و بھروسہ تھا اور ہمارا ایمان ناقص و نامکمل ہے۔

ایمان کامل کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر اس قدر یقین ہو کہ اپنے وجود اور اپنی ہستی سے زیادہ اس کا یقین ہو اس یقین کے بعد یہ درجہ حاصل ہو جاتا ہے کہ اگر ساری دنیا کی طاقتیں ایک طرف ہوں اور سب مخالف و دشمن ہوں تب بھی خوف اور ہراس کا ذرہ برابر اثر نہیں ہوتا کیونکہ خدا ہر وقت اپنی تمام صفات کے ساتھ اس کی نظر کے سامنے ہوتا ہے وہ محسوس کرتا ہے کہ اگر تمام دنیا کی طاقتیں مل کر اس کو نقصان پہنچانا چاہیں تو ہرگز نہیں پہنچا سکتیں اور اگر فائدہ پہنچانا چاہیں تو اس سے بھی معذور ہیں کیونکہ نفع اور نقصان سب کچھ صرف خدا ہی کے قبضہ قدرت میں ہے اور ہمارے اسلاف کرام نفع اور فائدے کی امید بھی خدا ہی سے رکھتے تھے اور نقصان و ضرر سے بھی اسی سے پناہ مانگتے تھے اور ساری دنیا سے بیخوف اور بے طمع رہتے تھے۔

برادران اسلام! عہد گذشتہ کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ خزانہ غیب کی دیمچور دنیاوی دروازے مسلمانوں پر کھلے ہوئے تھے اور نعمت الٰہی کے خوان بچھے ہوئے تھے مسلمانوں کے ایام عیدوں عیدات شب برات کی طرح بسر ہوتے تھے کیونکہ دنیا ان کے قدموں پر لوٹتی تھی اور دین کی سرفرازیوں سے ان کے دامن معمور تھے۔

یہ کیوں محض اسلئے کہ وہ خدا پر کامل ایمان اور مکمل یقین رکھتے تھے اور جس کام کو بھی شروع کرتے تھے کہ خدا ان کی نصرت و اعانت فرمائے گا اس لئے کہ خدا ان بندوں کی ضرور مدد کرتا ہے جو اس پر بھروسہ کرتے اور اس کے احکام و اوامر کی پابندی کرتے اور اس کی نواہی سے پرہیز کرتے ہیں۔

برادران اسلام! ایمان باللہ کی قوت کا اندازہ اگر تم کرنا چاہتے ہو تو اس کے لئے بھی اپنے آقائے دوجہان محمد رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کی طرف تم کو رجوع کرنا پڑے گا یہ قوت ایمان ہی تھی کہ تن تنہا ایک ذات واحد نے باوجود ہزار ہا مصائب و مشکلات کے خدا کے پیغام توحید کو سارے عرب میں گھر گھر پہنچا دیا اور ہر ایک سرکش و باغی کو خدا کے سامنے جھکا دیا اور جھکایا بھی اس طرح کہ پھر وہ سر کبھی کسی مخلوق کے سامنے نہ جھکے صرف ایک آستانہ الٰہی کے سامنے جھک کر ہر ایک مخلوق کے سامنے ہمیشہ کے لئے سربلند ہو گئے۔ ایمان باللہ ہی تو تھا جس کی قوت کے سامنے قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں سربسجود ہو گئیں مصر و شام نے طوق اطاعت و انقیاد پہن لیا اور نصف دنیا نے اطاعت قبول کر لی ذرا دیکھو تو ایک یتیم محمد بن عبداللہ خاک عرب سے اٹھتا ہے ہر طرف تمرد و سرکشی کے طوفانات متلاطم ہیں عناد و دشمنی اور عداوت کی آندھیاں چل رہی ہیں ظلم و ستم کی گھٹائیں امڈی ہوئی ہیں ہر شخص کی یہ کوشش ہے کہ شمع توحید کو پھونک سے بجھا دے نہیں اپنے جان کے دشمن ہیں قدم قدم پر رکاوٹیں اور موانع و مشکلات کے کانٹے بچھاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کلمۂ حق کسی کے کان میں نہ پڑنے پائے قرآن حکیم تلاوت کیا جاتا ہے تو کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں اور خود بھاگتے ہیں۔

مگر ذرا غور سے دیکھو کہ ایمان باللہ کس طرح تمام طاغوتی اور شیطانی قوتوں پر غالب آتا ہے وہی لوگ جو جان کے دشمن تھے اور ظلم و اذیت رسانی میں

فرعون وقت تھے وہ خدا کے پیغام کے آگے سربسجود ہوجاتے ہیں اور کفر و طغیان کی جگہ ان کے قلوب دارواح نور ایمان سے ایسے معمور ہوتے ہیں کہ ان کے نور سے ایک عالم منور ہوجاتا ہے یہ کس کا کرشمہ تھا کیا قوت ایمان کے علاوہ اور کسی کا تھا۔ ایمان کامل ہی تھا جس نے دم کے دم میں نہ صرف عرب کی بلکہ سارے عالم کی کایا پلٹ دی ایک شخص واحد کے اندر یہ قوت کہاں سے آئی ظاہر ہے کہ کسی ایک شخص کے دست و بازو میں تو اتنی طاقت نہیں ہوسکتی کہ تمام دنیا کی مخالفتوں کے باوجود دنیا کی کایا پلٹ دے دشمنیاں دوستیوں میں کفر اسلام میں سرکشی وعدوان یقین وایمان میں بدل دے اور بدیوں اور برائیوں کے سیلاب کو روک کر اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ کا بند باندھ دے۔

برادران ملت! جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے یہ اعجاز صرف ایمان باللہ کا تھا غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان کس قدر کامل اور مکمل تھا دو ایک واقعات بطور نمونہ اس جگہ درج کیے جاتے ہیں ان سے ایمان باللہ کی حقیقت پر روشنی بھی پڑے گی اور اس امر کا اندازہ بھی ہوگا کہ کیسا ایمان اور کیسی ایمانی طاقت اور کس قسم کا توکل علی اللہ ہونا چاہیئے جو ایک انسان کو ہزارہا مشکلات کے باوجود دین و دنیا دونوں کا میاب اور بامراد کرسکتا ہے۔

برادران اسلام! سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی توحید کا پیغام صرف اپنے اعزا تک پہنچایا کیونکہ خدائے قدوس کا یہی حکم تھا کہ وانذر عشیرتک الاقربین اپنے قرابتداروں کو ڈراؤ اس کے بعد حکم ہوا کہ عام لوگوں تک پیغام پہنچاؤ تو آپ نے عام تبلیغ شروع کرتے ہی مخالفت کا طوفان امنڈ کر آیا مگر آپ جانتے ہیں کہ سرکار دو عالم نے اس مخالفت و دشمنی کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کی ظلم و ستم کی انتہا ہوگئی مگر یانی پھر اس کا آپ پر اثر نہیں ہوا اور آپ برابر خدائی پیغام پہنچاتے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف بلاتے رہے یہ ایمان باللہ کی قوت و طاقت تھی جس نے آپ کو اس قدر شدید طوفان مظالم میں اپنی جگہ پر قائم رکھا اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا حال تھا ان کے ساتھ بھی ہر قسم کے مظالم ہوئے مگر جو حکم الٰہی تھا اس کی تبلیغ سے غافل نہ ہوئے۔

ابتدا میں یا یوں کہئے کہ ابتدائے تبلیغ اسلام میں جب کفار مکہ نے حضور کے قتل کی سازش کی تو جاں نثاران رسول آپ کی حفاظت کیا کرتے تھے اور ہر وقت ساتھ رہتے لیکن جس وقت یہ آیت واللہ یعصمک من الناس اللہ مجھکو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا نازل ہوئی تو حضور نے فوراً اسی وقت چوکی پہرہ موقوف فرمادیا اور جو لوگ حفاظت کیا کرتے تھے ان کو منع فرمادیا کہ اب خدائے حافظ و ناصر نے میری حفاظت کا خود وعدہ فرمالیا ہے اس لئے اب مجھے انسانی محافظوں اور ان کی حفاظت کی ضرورت نہیں ہے۔

برادران اسلام! غور فرمایئے کہ حضور کو خداوند حی و قیوم پر اور اس کے وعدہ حفاظت پر کس قدر یقین تھا کہ ہر چہار سمت دشمن ہی دشمن تھے اور وہ دن رات حضور کو ایذا پہنچاتے رہتے تھے اور قتل کے درپے تھے مگر اس کے باوجود جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو فی الفور حفاظت کرنے والے فدائی صحابہ کو روک دیا اور پھر کبھی کوئی محافظ اپنے ساتھ نہیں رکھا۔

ہمیں اس واقعہ کی روشنی میں اپنے قلوب وارواح کا جائزہ لینا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ ہمارے اندر ایمان باللہ کی اور ایسی قوت نہیں تو اس کی نسبت سے کس قدر ہے کیا ہمیں اس یقین کے مقابلہ میں اللہ تعالے کے وعدوں پر کا حصہ بھی یقین ہے اور اگر دسواں حصہ بھی اللہ اور اس کے وعدوں پر ہمارا ایمان اور یقین ہو تو سوائے کامیابیوں کے کبھی بھی ہم کو ناکامی و نامرادی سے سابقہ نہ پڑے کیونکہ ایمان باللہ تمام مشکلات کو حل کردیتا ہے اور ایسی قوت و طاقت عطا کرتا ہے کہ اگر پہاڑ بھی راستہ میں ہوں تو ہٹا کر راستہ صاف کردیتے ہیں بلکہ ایمان عزم و ارادہ کی ایسی پختگی عطا کردیتا ہے جو ناقابل تسخیر ہوتے ہیں اسی قسم کا دوسرا واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں جنگل میں بالکل تنہا ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے اور آپ کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی اس نے وہ تلوار اپنے قبضہ میں کرلی اور چاہتا تھا کہ کام تمام کرے کہ اتنے میں حضور اقدس کی آنکھ کھل گئی اس نے نہایت بے خوفی سے آنحضرت سے کہا کہ اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے آپ نے فوراً جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس دلیرانہ جواب کا یہ اثر ہوا کہ دشمن کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھا لیا اور فرمایا کہ اب تجھکو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے اس نے نہایت لجاجت سے اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ محمد کا رحم و کرم آپ نے فرمایا کہ کاش تو بھی وہی کہتا جو میں نے کہا تھا یعنی اللہ بچا سکتا ہے کیونکہ حقیقت وہی ہے کہ سوا اللہ تعالیٰ کے کسی میں یہ قدرت نہیں ہے۔

ایک دشمن جو جان کی فکر میں ہے اور مدتوں سے تاک لگائے بیٹھا ہے کہ کب موقع ملے اور شمع رسالت کو اپنی تلوار کی ضرب سے گل کرے اس کو موقع ملتا ہے تلوار اسکے ہاتھ میں ہوتی ہے اور موقع بھی اس قدر موزوں کہ حضور تنہا اور نہتے ہوتے ہیں پس ایسے نازک موقع پر قاتل کے پوچھنے پر جو جواب آنحضرت نے دیا کیا اس سے بڑھکر خداوند تعالیٰ کی قدرت و طاقت پر ایمان اور یقین کی کوئی دوسری مثال مل سکتی ہے صرف وہی شخص ایسا جواب دے سکتا ہے جسکو خدا پر اور اس کی قدرت پر کامل یقین ہو کہ فی الواقع وہی ایک ذات واحد ہے جو سب کچھ کرسکتا ہے جسکے قبضۂ قدرت میں ہے کہ دریاؤں کی روانی اور اس کے بہاؤ کے رخ کو پلٹ دے آفتاب کو مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع کرے اور پہاڑوں کو روئی کے گالے کے مانند اڑادے آگ سے حرارت اور برف سے برودت زائل کردے اتنا یقین اور اس قدر ایمان ہی ایسا ہی جواب ایسے نازک وقت پر دے سکتا ہے چنانچہ آپ نے دیکھا کہ خدا نے کس طرح اپنے مومن کامل کی حفاظت کی۔

یہی ایمان تھا جس نے عرب کی زمین اور آسمان بدل دیئے اور اسی کا پرتو صحابہ کرام کے قلوب پر پڑا تھا جنہوں نے دنیا کی تاریخ بدل دی جن کے لئے زمین نے اپنے خزانے اگل دئے اور آسمان نے اپنے دروازے کھول دئے آسمان کی برکتوں نے ان کو ڈھانپ لیا اور زمین کی نعمتوں نے ان کو گھیر لیا۔

برادران اسلام! غور کیجئے کہ کیسی ایمانی قوت کا اسوۂ حسنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش کیا اور آج ہمارے ایمان باللہ اور یقین علی اللہ کی کیا حالت ہے کیا اس ایمان کا دسواں اور بیسواں حصہ بھی

ہمارے سینوں اور دلوں کے اندر ہے، یقیناً نہیں ہے اور اسی لئے ہم اللہ پر پورا بھروسہ اور کامل اعتماد کرنے سے قاصر ہیں اور اسی وجہ سے ہمارے سارے کام ناقص رہتے ہیں اور قدم قدم پر ناکامی اور نامرادی سے واسطہ پڑتا ہے اور یہی کمزوری ایمان ہے جس کی وجہ سے ہم کوئی پختہ ارادہ پورے عزم کے ساتھ نہیں کرسکتے اور جب ارادہ کے پیچھے یقین اور عزم راسخ نہیں ہوتا تو اس میں کبھی بھی کامیابی نہیں ہوتی کامیابی کا اصل گر یہ ہے کہ پہلے عزم راسخ کرو پھر اللہ تعالیٰ پر توکل اور اعتماد و بھروسہ کرو خدا فرماتا ہے فاذا عزمت فتوکل علی اللہ جب تم عزم کرلو تو اللہ پر توکل کرو اور اسکی ذات پر بھروسہ کرو کہ وہ ضرور تم کو تمہارے عزم و ارادہ میں تم کو کامیابی عطا فرمائے گا۔

برادران اسلام! ہم نے توکل کے معنے ہی غلط سمجھ لئے ہیں آجکل تو توکل کے یہ معنے لے لئے گئے ہیں کہ ہاتھ پاؤں مت ہلاؤ اور غیب سے جو خدا بھیجدے وہ لیلو یہ غلط توکل ہے توکل کے معنے صرف یہ ہیں کہ صرف خدا ہی پر بھروسہ کیا جائے اور یہ یقین کیا جائے کہ صرف وہی ذات قدوس ہے جو میرے عزائم کو پورا کرسکتا ہے اور اس کے سوا کسی میں یہ قدرت اور قوت نہیں ہے جو ان کے ارادوں کو پورا کرسکے۔

حضرات! آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سوانح حیات کا گہری نظر سے مطالعہ کیجئے آپ کو ایک واقعہ بھی ایسا نظر نہ آئیگا جس میں آجکل کے توکل کا رنگ موجود ہو بلکہ پوری زندگی آپ کو ایسی ہی ملے گی کہ حضور پہلے عزم فرماتے تھے اور اس کے لئے اسباب جمع فرماتے تھے اور خدا پر بھروسہ کرتے تھے کہ وہ اس میں کامیابی کی برکت عطا فرمائے گا

کفار مکہ نے کس قدر حملے مدینہ پر کئے حضور نے ہر ایک حملہ کے لئے دفاع کا سامان کیا فوج اکٹھی کی ہتھیار جمع کئے خندقیں کھودیں اور مقابلہ کیلئے مناسب تدبیریں کیں لیکن اسی کے ساتھ فوج ہتھیار اور خندقوں پر بھروسہ نہیں کیا بلکہ اللہ عزوجل پر بھروسہ کیا اور اسی پر توکل کیا کہ وہی کامیابی عطا فرمانے والا ہے چنانچہ غزوہ بدر کا واقعہ ہمارے سامنے ہے جس میں کفار کی تعداد مسلمانوں سے تین گنی زیادہ تھی مگر باوجود فوج اور ہتھیاروں کی کمی کے حضور کو پورا یقین تھا کہ فتح مسلمانوں کی ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نصرت بخشی کا وعدہ فرمالیا تھا اور حضور اور آپ کے ساتھ تمام مسلمانوں نے اللہ پر توکل کامل کرلیا تھا ہمیں ان واقعات سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور اپنے ایمان کی کمزوری کو دور کرنا چاہئے اور جو کام کرنا ہو اس کے لئے عزم و ارادہ کے بعد اللہ پر اعتماد اور توکل اور بھروسہ کرنا چاہئے۔

برادران اسلام! ہمیں اسوۂ حسنہ کی ان چند مثالوں سے بہت کچھ سبق مل سکتا ہے اور اگر ہم غور کریں کہ ان واقعات حسنہ کے مقابلہ پر ہمارے قلوب واذہان کی کیا حالت ہے اور پھر کوشش کریں کہ اسکی اصلاح کریں تو ہمارے دین و دنیا کے سارے کام درست ہوسکتے ہیں ایمانی قوت کا کمال ہر مشکل کو حل کرسکتا ہے اور چونکہ ہمارے ایمان کمزور ہوگئے ہیں اور ہم اس خامی کی وجہ سے عزم راسخ نہیں کرسکتے اور اللہ پر توکل اور بھروسہ بھی نہیں کرتے اس لئے سو فیصدی ناکامیاں ہمارے حصہ میں آتی ہیں۔

بہرحال تمام انبیاء کرام کی بعثت کا مقصد صرف یہی تھا کہ انسان اللہ پر کامل ایمان لائیں اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈریں اور نہ کسی سے طمع اور لالچ کریں اور اپنے سب کاموں میں خدا ہی کی کارسازی و نصرت بخشی پر بھروسہ کریں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ اما بعد

درود و سلام بھیجو اس آقائے دوجہان اور اس سرکار دوعالم محمد رسول اللہ پر جس نے دولت ایمان سے ہم کو سرفراز فرمایا اور بتلادیا کہ ایمان کامل کسکو کہتے ہیں اور توکل علے اللہ کے کیا معنی ہیں اور قوت ایمانی و توکل سے کیسی کیسی دینی اور دنیاوی سربلندیاں حاصل ہوتی ہیں۔ اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلا آل و اصحاب خصوصاً حضرات خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی پر جو زیور ایمان کامل سے مزین تھے اور عزم راسخ کے مالک تھے اور اللہ پر کامل توکل کرتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت امام حسن و حضرت امام حسین اور آپ کی والدہ ماجدہ اور آنحضرت کی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا پر کہ یہ آنحضرت کی آل کامل الایمان اور راسخ العزم اور صاحب توکل تھی۔ اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ و حضرت عباس پر جو کہ آنحضرت کے پرتو ایمان کے مظہر تھے۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر جو رسول اللہ کی فیض صحبت و برکت سے زیور ایمان و عزم و توکل سے آراستہ و پیراستہ تھیں۔ اور درود و سلام بھیجو حضرات ائمہ اہلبیت پر جو دولت ایمان و توکل اور عزم راسخ سے مالامال تھے اور ایک دنیا ان بزرگوں کی فیض صحبت سے سیراب ہوئی۔ اور درود و سلام بھیجو ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ امام مالک امام شافعی اور امام احمد بن حنبل پر جنہوں نے ایمان عزم اور توکل کی تشریح کرکے لوگوں کو بتلایا اور انبیاء کرام کے پیغام کو گھر گھر پہنچایا۔

اور سلام و رحمت بھیجو صلحاء امت و اولیائے کرام خصوصاً حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری پر جن کو خدا تعالیٰ نے وہ روحانی برکتیں اور نعمتیں عطا فرمائیں اور معرفت و عرفان الٰہی کی وہ دولت بخشی جس سے ایک عالم نے اپنی تشنگی معرفت بجھائی اور یہ سب کچھ کمال ایمانی اور توکل علے اللہ کی برکت سے حاصل ہوئی۔

اور اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ اپنے دلوں کو ایمان کی کامل روشنی سے منور کریں اور عزم راسخ سے اپنے قلوب میں خدائی قوت پیدا کریں اور تیری ذات پاک پر کامل بھروسہ اور اعتماد کرکے دین اور دنیا کے مقاصد میں کامیابی حاصل کریں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واعز واجل واتم واعظم واکبر

شذرات

پریس بل پاس ہوگیا

باوجود سخت ایجی ٹیشن کے آخر کار پریس بل اسمبلی میں پاس ہوگیا اور تعزیرات ہند کا ایک قانون بن گیا اس کا اندیشہ شروع ہی سے تھا کیونکہ اس دفعہ اسمبلی آزاد خیال اور صحیح نمایندوں سے خالی ہے چونکہ کانگریس نے اسمبلی اور کونسلوں کا بائیکاٹ کر دیا تھا اس لئے آزاد خیال ہندو اور مسلمانوں نے انتخاب میں حصہ ہی نہیں لیا اور کانگریس پارٹی جو اسمبلی اور کونسلوں میں سب سے بڑی پارٹی ہوا کرتی تھی اور حکومت کی مخالفت کیا کرتی تھی اس زمانہ میں حکومت کے لئے نہایت مشکل ہوتا تھا کہ وہ اس قسم کے قوانین اسمبلی سے منظور کرا سکے مگر اب چند ممبران کے سوا جو سب اس قماش کے ہیں کہ حکومت کی رائے سے اختلاف کرنیکی ذرہ برابر جرأت نہیں رکھتے اس لئے نہایت آسانی کے ساتھ حکومت ہر موقع پر کامیاب ہوتی ہے خواہ ملک کی رائے کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ بہرحال اب یہ قانون پاس ہوگیا اور اخبارات کی زندگی کا انحصار ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے رحم پر ہے ہوم ممبر نے حسب دستور وعدہ کیا ہے کہ قانون مذکور کا استعمال غلط نہ کیا جائے گا اور صرف انہی اخبارات پر اس کا استعمال ہوگا جو تشدد کی ترغیب واشاعت کے مرتکب ہوں گے اگر فی الواقع ایسا ہی ہوا تو کسی کو شکایت نہ ہوگی کیونکہ تشدد کے واقعات کا روکنا اور اس کی ترغیب کو مسدود کرنا حکومت کی طرح کانگریس کا بھی مقصد ہے کہ تشدد اور اس کی ترغیب کا انسداد اور سد باب ہو اگر نیک نیتی کے ساتھ صرف اسی مقصد کے لئے اس قانون کا استعمال کیا جائے تو کبھی کسی کو اس سے شکایت پیدا نہ ہو مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایسا نہ ہوگا اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان من مانی کارروائی کریں گے اور اس کے ذریعہ قوم پرست اخبارات کا گلا بلا وجہ بھی گھونٹ دیں گے تاہم یہ غنیمت ہے کہ ضمانت طلبی کی اپیل ہائیکورٹ میں ہو سکے گی جس سے کسی قدر آنسو پونچھ جاتے ہیں اگرچہ ہر شخص اور ہر ایک اخبار کے لئے ہائیکورٹ کا دروازہ کھٹکھٹانا دشوار ہوگا کیونکہ انصاف کا حاصل کرنا آجکل سخت مہنگا پڑتا ہے۔

اب اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ مجسٹریٹوں کو توفیق عطا کرے کہ وہ اس کا صحیح اور جائز استعمال کریں۔

ایک نئی مصیبت

گذشتہ ہفتہ ہندوستان پر ایک نئی مصیبت وارد ہوگئی ہے اور مثل مشہور ہے کہ مصیبت تنہا نہیں آتی اس لئے اپنے ساتھ دوسری مصیبت بھی لائی ہے۔ یہ مصیبت یہ ہے کہ سونے کا معیار مسترد کرکے انگلستان نے سکہ اسٹرلنگ کو معیار قرار دے دیا۔ اب تک سکہ کا معیار سونا تھا یعنی جس قدر رائج الوقت سکے تھے خواہ تانبے کے ہوں خواہ چاندی کے اور خواہ کاغذی سکے نوٹ وغیرہ سب کے عوض میں ہر وقت سونا مل سکتا تھا مگر چونکہ انگلستان کی مالی حالت نہایت خراب ہوگئی اور انگلستان سے سونا بے شمار نکلنے لگا اور ڈر پیدا ہوا کہ اگر جلد تدارک نہ کیا گیا تو ملک میں جس قدر سونا ہے سب باہر چلا جائے گا اسلئے سونے کا معیار ہی بدل دیا گیا اس کا اثر ہندوستان پر بھی پڑا اور حکومت نے تین دن کے لئے بنک بند کرکے ہندوستان کے روپیہ کا تعلق انگلستان کے اسٹرلنگ کے ساتھ جوڑ دیا۔

یہ صرف واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کا اثر ہندوستان کی مالی و اقتصادی حالت پر کیا پڑے گا اور کیوں پڑے گا اس کا سمجھنا مشکل ہے صرف ماہرین اقتصادیات ہی اس کو سمجھ سکتے ہیں ہم تو صرف ان کی رائے سے اثر پذیر ہو سکتے ہیں اور ہندوستان کے تمام ماہرین اقتصادیات متفق اللفظ ہیں کہ سونے کا معیار اگر مسترد کر دیا تو کوئی حرج نہیں مگر ہندوستان کے روپیہ کا انگلستان کے اسٹرلنگ سے جوڑ دینا اور روپیہ اور روپیہ کی قیمت وہی ۱۸ پنس رہنے دینا ہندوستان کے لئے سخت مصیبت کا باعث ہوگا اور اس سے سخت نقصان کسانوں اور ہندوستان کی صنعت و حرفت کو پہنچیگا ہاں اگر روپے کی قیمت ۱۸ پنس کی بجائے ۱۶ پنس کر دی جائے تو ہندوستان اس نقصان عظیم سے بچ سکتا ہے لیکن اگر ۱۶ پنس کر دی جائے تو انگلستان کا نفع نہیں پہنچ سکتا اس لئے بغیر حکومت ہند کے مشورہ کے وزیر ہند نے اعلان کر دیا کہ ہندوستانی روپیہ کی قیمت ۱۸ پنس ہی رہے گی حالانکہ حکومت ہند کے وزیر مال اس کے مخالف تھے اور اس تغیر کے بعد ۱۶ پنس کی قیمت قائم کرنے کے وہ حق میں ہو گئے تھے لیکن وزیر ہند کے مقابلہ پر بھلا غریب حکومت ہند کے وزیر مال کی جرأت ہو سکتی تھی کہ اس سے اختلاف کرتے آخر انہوں نے بھی ہندوستان کے مفاد پر انگلستان کے مفاد کو ترجیح دیدی ہندوستانی ماہرین اقتصادیات کا متفقہ بیان ہے کہ کروڑوں روپیہ کا اس جدید صورت حال سے نقصان ہو جائے گا۔ وزیر ہند کے اس فیصلہ کی ہر طرف سے مذمت کی جا رہی ہے اور صدائے احتجاج بلند ہو رہی مگر اب تک اس کا کوئی اثر نہیں ہوا صرف ایک اطلاع یہ موصول ہوئی ہے کہ تمام ہندوستان کے وزیر ہند کے فیصلہ کے خلاف پر زور احتجاج کرنے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ وزیر ہند نے اس مسئلہ پر دوبارہ غور کرنے کا وعدہ کر لیا ہے اگر دوبارہ غور کرنے کا وعدہ کر لیا ہے اگر دوبارہ غور کرنے کا یہ نتیجہ نکلا کہ روپیہ کی قیمت ۱۶ پنس کر دی گئی تو امید ہے کہ ہندوستان تباہی سے بچ جائے گا۔

دوسری مصیبت

انگلستان نے سونے کا معیار کا لعدم کرنے کا جو فیصلہ کیا اس کے سلسلہ میں حکومت ہند نے بغیر سوچے سمجھے بنکوں کی تین یوم تعطیل کر دی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عوام کے اندر سخت فکر و تشویش پیدا ہوگئی اور یہ خوف پیدا ہوگیا کہ بنکوں کے پاس روپیہ نہیں ہے کہیں بنک دیوالہ نہ نکال دیں اس خوف سے بنکوں کے کھلتے ہی لوگوں نے بے تحاشا روپیہ نکالنا شروع کر دیا ہندوستانی بنک اس وجہ سے سخت خطرہ میں مبتلا ہو گئے کیونکہ ان کی حیثیت ابھی اتنی زیادہ نہیں ہے کہ ایسے خطرات کا مقابلہ کر سکیں۔

چنانچہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت کی ذرا سی غلطی کی وجہ سے

دو ہندوستانی بینک فیل ہو گئے اور کئی فیل ہوتے ہوتے بچ گئے، فیل ہونے والے بینکوں میں ایک سرحد بینک ہے اور دوسرا پنجاب پیپلز بینک ہے لوگوں نے اپنا جمع شدہ روپیہ ان دونوں میں اس قدر کثرت سے نکالا کہ بالآخر ان کا حق نیلام ہو گیا اور ان کو بینک کے دروازے بند کرنے پڑے۔

بات یہ ہے کہ کسی بینک کے پاس بھی سارا روپیہ ہر وقت جمع نہیں ہوتا کہ وہ سب امانتداروں کا روپیہ چار روز کے اندر ادا کر سکے کیونکہ اگر بینک ہر وقت تمام روپیہ جمع رکھیں تو نفع کیونکر کما سکتے ہیں اور لوگوں کو منافع کس طرح تقسیم کر سکتے ہیں ان کو اپنا روپیہ نفع کمانے کے لئے کاروبار میں لگانا پڑتا ہے اور جو روپیہ کاروبار میں لگا دیا جاتا ہے وہ فوراً واپس نہیں مل سکتا ان دونوں بینکوں کی مالی پوزیشن یہ تھی کہ جس قدر رقم ان کی واجب الادا تھیں اس سے زائد کی جائداد ان کے پاس موجود تھی مگر نقد روپیہ نہ تھا پھر بھی پیپلز بینک نے ۸۰ لاکھ روپیہ لوگوں کو ادا کیا مگر اس سے زیادہ اس کے پاس نہ تھا اور جس کاروبار میں روپیہ لگا تھا اس سے فوراً چند گھنٹوں میں روپیہ واپس نہیں مل سکتا تھا اس لئے جس قدر روپیہ موجود تھا اس سے زیادہ مانگ بڑھ گئی۔

بینک کے کارکنان کا بیان ہے کہ دو وجہ سے بینک فیل ہوا ایک تو اس وجہ سے کہ گورنمنٹ جو نیا قرضہ لے رہی ہے اس پر ساڑھے چھ فیصدی سود دے رہی ہے اور کوئی بینک اس قدر زیادہ شرح سود نہیں دے سکتا اس لئے لوگ بینک سے روپیہ نکال کر گورنمنٹ کے ٹریجری بونڈ خریدنے لگے اس سے لاکھوں روپیہ بینک سے گیا۔ دوسرے بینکوں کی جبری تعطیل سے لوگوں کو خوف پیدا ہو گیا کہ بینک فیل ہو جائے گا اس لئے فوراً اپنا روپیہ نکال لینا چاہئے اور تیسری وجہ یہ ہوئی کہ امپیریل بینک نے جو نیم سرکاری بینک ہے اور سب سے بڑا بینک ہے اس نے کوئی مدد نہ کی اگر چالیس پچاس لاکھ روپیہ امپیریل بینک قرض دیدیتا تو پیپلز بینک فیل ہونے سے بچ جاتا۔

بہرحال ان دونوں بینکوں کے فیل ہونے سے شمالی ہندوستان کے صنعتی کاروبار کو سخت نقصان پہنچے گا اور یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ اس گڑبڑ سے نقصان بھی پہنچا تو ہندوستان ہی کے بینکوں کو پہنچا۔

تیسری مصیبت

اکساد بازاری کی وجہ سے جو ایک عام مصیبت برپا ہے اس کا اثر جس طرح ہر ایک شخص انفرادی طور پر محسوس کر رہا ہے اسی طرح حکومت کو بھی محسوس کرنا پڑا اور اس طرح کہ حکومت کو جو آمدنی سالانہ ہوتی تھی اس میں کمی ہو گئی اور کمی بھی اس قدر زیادہ کہ مالی سال کے خاتمہ سے قبل اس کو ایک نیا مالی بل اسمبلی میں پیش کرنا پڑا اور خاص اجلاس نومبر میں اسی غرض سے اسمبلی کا طلب کیا گیا ہے تاکہ اس مالی بل کو جلد سے جلد پاس کر دیا جائے۔

دنیا بھر میں یہی ایک قاعدہ ہے کہ جب کبھی آمدنی میں خسارہ اور گھاٹا ہوتا ہے تو اس کو اس طرح پورا کیا جاتا ہے کہ اخراجات میں تخفیف کی جاتی ہے اور آمدنی بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے حکومت ہند نے بھی اسی دو ذرائع پر عمل کرنے کا اعلان کیا ہے اگر ٹھیک نیتی اور ملک کے حالات کو پیش نظر رکھ کر صحیح طریقہ پر یہ کوشش کی جائے تو پھر کسی کو شکایت کا موقع نہیں رہتا بلکہ اس کے بعد شکایت کرنا بیجا ہوتا ہے کیونکہ جس طرح ایک خاندان کا

سربراہ اپنے کنبہ کے انتظام کے لئے مجبور ہو جاتا ہے کہ اخراجات میں کمی کرے اور آمدنی بڑھانے کے ذرائع تلاش کرے اسی طرح حکومت بھی مجبور ہوتی ہے کہ ملک کا انتظام چلانے کے لئے بجٹ کا توازن قائم رکھے اور اخراجات کے لئے روپیہ فراہم کرے۔

لیکن شرط یہ ہے کہ اہل ملک کی راحت و مصیبت کا خیال مقدم رکھے اور اسی نقطہ نظر سے انتظام کرے چنانچہ حکومت ہند نے اپنے بجٹ کے خسارہ کو پورا کرنے کے لئے ان دونوں ذرائع پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس کی یہ کوشش اہل ملک کے نقطہ نظر سے بڑی حد تک قابل اعتراض ہے اور اس نے جو ذرائع آمدنی بڑھانے کے اختیار کئے ہیں ان پر بھی سخت نکتہ چینی کی جا رہی ہے اور ان کو غیر ہمدردانہ قرار دیا جا رہا ہے اور اخراجات میں جس طریق پر کمی کی گئی ہے اس سے بھی لوگوں کو اتفاق نہیں ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اخراجات میں جو کمی کی گئی ہے اس کو ناکافی بتلایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ابھی اس سے بہت زیادہ تخفیف کی جا سکتی ہے بلکہ صرف اخراجات میں کمی کر کے ہی بجٹ کا گھاٹا پورا کیا جا سکتا ہے آمدنی بڑھانے کے لئے نئے ٹیکس لگانے اور مفلس ہندوستان پر مزید بار ڈالنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی بشرطیکہ ہندوستان کے افلاس اور اہل ہند کی غربت کا صحیح احساس ہو اور ان کی ہمدردی مدنظر ہو۔

حکومت نے ۱۹ کروڑ کا خسارہ پورا کرنے کے لئے ٹیکس لگانے کی تجویز کی ہے اور متعدد قسم کے ٹیکس بڑھانے کی اسکیم اسمبلی میں پیش کی ہے مثلاً کارڈ دو پیسہ کے بجائے تین پیسہ کا لفافہ چار پیسہ کی بجائے چھ پیسہ کا آنہ ٹکٹ لگا کرے گا اس طرح نمک کا محصول بڑھا دینے کی تجویز ہے انکم ٹیکس پہلے دو ہزار سالانہ آمدنی سے شروع ہوتا تھا اب تجویز ہے کہ ایک ہزار سالانہ کی آمدنی پر بھی انکم ٹیکس لگا دیا جائے اس کے علاوہ بیرونی مال پر بھی جو ہندوستان میں آتا ہے محصول بڑھایا گیا ہے مگر اس میں بھی انگلستان کو دوسرے ملکوں کی چیزوں پر ترجیح دیگئی ہے یعنی انگلستان کی اشیاء پر کم محصول لگایا گیا۔

جہانتک بیرونی اشیاء پر محصول بڑھانے کا تعلق ہے اس پر صرف یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ سب کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہئے تھا خصوصاً لنکاشائر و مانچسٹر کے سوتی اور اونی مال پر جس قدر محصول لگایا گیا ہے وہ بہت کم ہے اور ابھی بہت سی ایسی ولایتی چیزیں ہندوستان میں آتی ہیں کہ اگر ان پر سو فیصدی محصول بڑھا دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے مثلاً فیشن کی ہزاروں چیزیں ہیں جن کے نہ آنے سے نہ کسی کو تکلیف ہوگی اور نہ نقصان بلکہ ہندوستان کو اس سے فائدہ پہنچے گا اسی طرح کپڑے پر کم از کم پچاس فیصدی محصول بڑھایا جاتا تو اس سے بھی ہندوستان کو نفع ہی ہوتا کسی قسم کا نقصان نہ ہوتا اور حکومت کو کافی آمدنی ہو جاتی۔

باقی رہا وہ اضافہ جو ہندوستانیوں پر کیا گیا ہے مثلاً کارڈ لفافہ نمک اور ایک ہزار سالانہ پر انکم ٹیکس یہ ہر ایک لحاظ سے قابل اعتراض ہے کیونکہ ان سب محصولوں کا اثر زیادہ تر غرباء پر پڑتا ہے جو پہلے ہی فاقہ کشی کی زندگی بسر کر رہے ہیں نمک کا محصول تو بالکل ہی نامعقول ہے پہلے نمک کا بنا

ممنوع کر دینا ہم اس کو گراں فروخت کرنا بہت ہی تکلیف دہ ہے اگر صورت ہو کہ ہر شخص کو آزادی حاصل ہو کہ اگر وہ چاہے تو نمک بنا سکتا ہے تو اس کے بجائے حکومت اپنے بنائے ہوئے نمک کو جس قیمت پر چاہے فروخت کرتی ہے مگر زندگی کی ایسی نعمت اور اہم ضرورت کو بالکل اپنے قبضہ میں کر لینا اور پھر اس کو اس قدر گراں قیمت پر فروخت کرنا انسانیت کے بالکل خلاف ہے نمک زندگی کی ایسی ہی ضروری چیز ہے جیسے کہ پانی جس طرح کہ پانی کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے اسی طرح نمک کے ساتھ بھی کرنا چاہیئے یعنی لوگوں کو نمک بنانے کی عام اجازت ہونی چاہیئے جس طرح ہر شخص کو اپنے لئے پانی فراہم کر لینے کی اجازت ہے مگر حکومت آب رسانی نلوں وغیرہ کے ذریعہ جو انتظام کرتی ہے اس کی مناسب قیمت وصول کرتی ہے اسی طرح نمک جو وہ بہم پہنچائے اس کی جو قیمت چاہے وصول کرے بہر حال نمک کے محصول میں اضافہ ہرگز مناسب نہیں ہے خصوصاً اس لئے کہ اس سے ایک بھی فرد بشر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور ملک میں چونکہ غربا کی اکثریت ہے اس لئے گویا یہ ٹیکس غربا ہی پر لگایا گیا ہے۔

ہم اس سے بہتر تو یہ سمجھتے ہیں کہ ۱۰۰۰ کی آمدنی پر غیر معمولی ٹیکس زیادہ کر دی جاتی اور ایک معینہ آمدنی کے بعد مثلاً پانچ ہزار سالانہ آمدنی پر جس شرح سے ٹیکس کیا جاتا ہے اس سے ڈیوڑھا اور دوگنا کر دیا جاتا اس سے حکومت کو کافی آمدنی بھی ہوتی اور عوام پر اس کا اثر بھی نہ پہنچتا اور یہ امرا پر زیادہ ٹیکس لگا دینا یوں بھی موزوں ہے کہ ان کی آمدنی کے ذرائع اکثر و بیشتر غربا کی محنت و مشقت ہی پر منحصر ہوتے ہیں اور انہی کے خون پسینے کی کمائی کا اندوختہ ہوتا ہے۔

نمک کے بعد لفافہ و کارڈ کی قیمت میں اضافہ کا سوال ہے یہ تجویز بھی عوام اور غربا کے لئے سخت تکلیف دہ ہے اور اس کا اثر بھی عوام ہی پر زیادہ پڑے گا اور گو دولتمند طبقہ کو نمک کی طرح کارڈ و لفافہ کی قیمت کا اضافہ بھی کچھ زیادہ محسوس نہ ہوگا مگر جہاں تک عوام کا تعلق ہے ان کے لئے یہ اضافہ سخت تکلیف دہ ہوگا اور ہم حکومت کو اس اضافہ پر بھی نمک کے محصول یا قیمت میں اضافہ کی طرح مبارکباد نہیں دے سکتے۔

اب رہ گیا ایک ہزار سالانہ آمدنی پر انکم ٹیکس کی تجویز یہ بھی ہماری رائے میں غلط تجویز ہے اور اس کا اثر متوسط طبقہ پر پڑے گا جو پہلے ہی سے پریشان حال و مبتلائے مصائب و آلام ہے بلکہ ایک حیثیت سے غربا سے زیادہ مصیبت میں مبتلا ہے کیونکہ اس طبقہ نے غلط یا صحیح طور پر اپنی معاشرت ایسی بنائی ہے جس کے لئے ان کو سو ڈیڑھ سو روپے ماہوار کی کم از کم ضرورت ہوتی ہے اور ان کے ذرائع اتنی آمدنی بھی ان کو مہیا نہیں کر سکتے اس حالت میں حکومت کا اس طبقہ کی آمدنی پر بھی ٹیکس لگا دینا ہرگز قرین انصاف نہیں ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ دوسرے ذرائع سے اس کمی کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

نا تسلی بخش تخفیف

جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں حکومت ہند نے اپنے بجٹ کے خسارہ کو پورا کرنے کے لئے دو ذریعے اختیار کئے ہیں جن پر ہم تبصرہ کر چکے ہیں اور ہمارے نزدیک کارڈ و لفافہ اور نمک کے محصول میں اضافہ اور ایک ہزار سالانہ آمدنی پر بھی انکم ٹیکس کی تجویز غلط تجویزیں ہیں جن سے اظہار ہوتا ہے کہ حکومت نے ہندوستان کے ساتھ انصاف نہیں کیا اور نہ اہل ہند کے مفاد کو اس نے مقدم رکھنے کی کوشش کی ہے۔

دوسرا ذریعہ خسارہ کو پورا کرنے کے لئے حکومت نے جو اختیار کیا ہے کہ اپنے بڑھے ہوئے اخراجات میں تخفیف کا اعلان کیا ہے اور وائسرائے نے رضاکارانہ طور پر اپنی تنخواہ میں ۲۰ فیصدی کمی کر دی ہے اور وائسرائے کی کونسل کے ممبران نے بھی ۱۵ فیصدی کی کمی کا اعلان کر دیا ہے اور عام طور پر تنخواہوں میں دس فیصدی کی کمی کی جائے گی۔

حکومت کا یہ اقدام یقیناً مبارکباد کا مستحق ہے اس لئے کہ پہلی مرتبہ یہ پہلا قدم اس نے اٹھایا ہے مگر اسی کے ساتھ ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اگرچہ اس لحاظ سے حکومت مستحق شکریہ ہے کہ پہلی مرتبہ اس نے صحیح سمت کی طرف پہلا قدم اٹھایا ہے وہ اس سے زیادہ بڑا ہونا چاہیئے تھا یہ واقعہ ہے کہ ہندوستان تمام دنیا سے زیادہ مفلس ہے مگر اس کے باوجود تمام دنیا سے زیادہ ہندوستان کی حکومت کے عمال تنخواہیں لیتے ہیں ہر شخص کو معلوم ہے کہ امریکہ اور انگلستان دنیا میں سب سے زیادہ مالدار ملک ہیں مگر ان دونوں ملکوں میں سے عمال حکومت کی کسی جگہ بھی اتنی بڑی تنخواہیں نہیں ہیں جتنی کہ ہندوستان کے عمال حکومت لے رہے ہیں۔

اس لئے تخفیف کا جو اصول مقرر کیا گیا ہے وہ حقیقتاً صحیح نہیں ہے بلکہ یہ اصول مقرر کرنا چاہیئے کہ دو سو تک کے تنخواہ دار ملازمین کی تنخواہوں میں کوئی تخفیف نہ کی جائے اور دو سو سے اوپر کے تنخواہ پانے والوں کی چار پانچ درجے میں تقسیم کر دینی چاہیئے مثلاً پانسو تک تنخواہ پانے والوں کی تنخواہوں میں دس فیصدی کی تخفیف کی جائے پانسو سے ہزار تک ۱۵ فیصدی ہزار سے تین ہزار تک ۲۰ فیصدی اور تین سے پانچ تک ۲۵ فیصدی اور پانچ سے اوپر تنخواہ پانے والوں کی تنخواہ میں ۳۳ فیصدی کی تخفیف ہونی چاہیئے۔

اگر حکومت ہند اور لوکل حکومتیں اس اصول پر تخفیف کریں تو اتنی بچت ہو سکتی ہے کہ ہندوستان پر کسی مزید نئے ٹیکس کے لگانے کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔

لیکن اس سے بھی زیادہ آسان صورت اخراجات میں کمی کی یہ ہے کہ محکمہ فوج پر جو پچاس کروڑ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اس کو گھٹا کر یکدم سے نصف کر دیا جائے اور یہ موجودہ حالات میں آسانی سے کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس وقت کسی بیرونی حملہ کا مطلق اندیشہ نہیں ہے اور اگر صرف برطانوی فوج میں گو تخفیف کو نصف کر دیا جائے جو ۶۲ ہزار یا اس سے کسی قدر کم و بیش ہے تو بہت رقم بچا کر بچت ہو سکتی ہے کیونکہ ایک گورے اور ایک ہندوستانی سپاہی کے خرچ میں ایک اور چار کی نسبت ہے یعنی اگر ایک ہندوستانی سپاہی پر ۲۶ روپے ماہوار خرچ آتا ہے تو گورے پر ۱۰۴ روپے ماہوار خرچ آتا ہے مگر ایک گورا کم کر دیا جائے تو چار ہندوستانی سپاہیوں کا خرچ اس سے چل سکتا ہے۔

اس کے علاوہ فوج کی ضروریات جس قدر خریدی جاتی ہیں سب انگلستان سے خریدی جاتی ہیں حالانکہ دیسی مال ہندوستان اور جرمنی امریکہ و جاپان وغیرہ سے اس سے بہت زیادہ سستا مل سکتا ہے اس طرح کافی بچت

ہوسکتی ہے مگر اب وہ وقت بیت چکا ہے جب حکومت ہند کے پیش نظر محض طور پر ہندوستانی کا مفاد ہو اور اس کے دل میں ہندوستانیوں کی محبت و اخلاص کا درد ہو لیکن اگر یہ صحیح ہے کہ ہندوستانی مرض یا جیسی انگریزوں کی انگریزوں کے علیحدہ ہو جانے میں ترقی دہ گئے تب تو اس کی امید نہیں کی جاسکتی کہ حکومت صحیح قدم اٹھائے گی۔

لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اگر حکومت ہند ایسا نہ کرے گی تو ہندوستان کی بہبودی کا خیال نہ ہو سکے گا۔

کشمیریوں پر دوبارہ مصیبت

گذشتہ اشاعت میں ہم نے ایک حد تک اطمینان کا اظہار کیا تھا کہ کشمیری رعایا کے مابین مصالحت اور مفاہمت ہو گئی مگر افسوس کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہاں پھر مصائب و آلام کے بادل امنڈ آئے اور پہلے سے زیادہ نازک صورت حال پیدا ہو گئی جس سے از سر نو تشویش پیدا ہو گئی اس دفعہ ایک لحاظ سے اس بات کی خوشی ہے کہ قضیہ نے ہندو مسلم سوال کی صورت اختیار نہیں کی اور نہ ہندو مسلمانوں میں کسی قسم کا کوئی تصادم ہوا پہلی مرتبہ بدقسمتی سے بلا وجہ سرینگر کے ہندو اور مسلمان باہم میں لڑ پڑے تھے اور اس کی وجہ سے فرقہ پرستوں کو موقع مل گیا تب کہ وہ اپنے فرقہ کی تائید حمایت کے جوش میں بالکل فرقہ وارانہ اسپرٹ میں اس مسئلہ پر بحث کریں چنانچہ اس قسم کے اخبارات نے ہندو مسلمانوں کے اندر کافی تلخی پیدا کی اور ہم کھلے دل سے اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس ایک غلطی کی وجہ سے کہ ہندو اور مسلمان باشندگان ریاست کا تصادم ہو گیا مسئلہ کشمیر نے بدنما صورت اختیار کر لی اگر ہندو مسلمانوں کی باہمی آویزش نہ ہوتی تو ناممکن تھا کہ اس مسئلہ کو فرقہ وارانہ رنگت دی جاتی اور اگر کوئی ایسی کوشش کرتا تو دنیا کی منصف نگاہ اس کو لازمی طور پر متعصب فرقہ پرست کا خطاب دیتی مگر باہمی آویزش سے ان لوگوں کو موقع مل گیا اور ان لوگوں نے خوب دل کھول کر فرقہ وارانہ بغض و عناد کی نمائش کی۔

لیکن اب دوسری دفعہ جو شورش برپا ہوئی اگرچہ اس میں پہلے سے زیادہ کشمیری رعایا کا خون پانی کی طرح بہایا گیا مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہندو مسلم نزاع اور ہندو مسلم فساد کی صورت اختیار نہیں کی اور وہ لوگ جو کشمیری ریاست کی حیثیت ہندو کہونے کے حامی کر رہے ہیں تازہ صورت حال کو بھی کشمیریوں کی حکومت کے خلاف کھلی بغاوت سے تعبیر کرتے ہیں اور خود کشمیری حکومت نے بھی جو اعلانات کئے ہیں وہ یہی ہیں کہ حکومت کے خلاف منظم بغاوت کی گئی اور گنڈاسوں لاٹھیوں اور پتھروں وغیرہ سے ہجوم مسلح تھا جس نے پولیس اور فوج پر حملہ کیا۔

دوبارہ شورش برپا ہونے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جن لوگوں کو معاہدہ کے مطابق رہا کیا گیا تھا انہوں نے عہد کی خلاف ورزی کی اور حکومت کے خلاف باغیانہ تقریریں کیں ان کو متنبہ کیا گیا مگر وہ نہ مانے اور ان کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا جس پر دوسری شورش برپا ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی جگہ گولیاں چلائی گئیں اور متعدد آدمی ہلاک ہو گئے اور بہت سے آدمی زخمی ہوئے [illegible] ہلاکت ہوئی اور شاید کوئی ہلاک بھی ہوا۔

اس کے بعد کشمیری حکومت نے نہایت سختی کے ساتھ اس بغاوت کو فرو کرنے کی تدابیر اختیار کیں جس کے سلسلہ میں کئی جگہ حکومت نے گولیاں چلائیں اور فوج و پولیس کو خاص اختیارات عطا کئے جو مارشل لا کے مشابہ تھا ان اختیارات کے ماتحت جو کچھ عمل میں آیا ہوگا اس کا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے کہ جب کبھی ایسی صورت برٹش انڈیا میں پیدا ہو جاتی ہے تو بہا لیا کیا کچھ ہوتا ہے جب برٹش انڈیا میں ایسی حالت میں وہ سب کچھ ہو جاتا ہے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تو ریاستوں میں جو کچھ ہو سکتا ہے اس کا صحیح اندازہ بالکل مشکل ہی ہے کرسکتے ہیں بہرحال انتہائی سختی اور تشدد کیا گیا تازیانے لگائے گئے اور گرفتاریاں ہو گئیں اور خدا معلوم کیا کیا ہوا مگر آخر کار پھر حکومت کو مجبور ہو کر سختی کی پالیسی سے دست بردار ہونا پڑا۔

حکومت کشمیر کا دوسرا قدم

اس دوبارہ شورش کے بعد جس قدر لوگ گرفتار کئے گئے تھے اور ان پر بغاوت کے الزام میں مقدمات چل رہے تھے جس کی وجہ سے سخت بے چینی اور اضطراب پھیل گیا تھا لیکن مہاراجہ صاحب کشمیر نے نہایت دانشمندی سے کام لیا کہ انہوں نے اپنی سالگرہ کے موقع پر تمام سیاسی قیدیوں کو عام معافی دیدی اور مقدمات واپس لے لئے اور فوج و پولیس کو جو خاص اختیارات دیئے گئے تھے وہ بھی واپس لے لئے گئے یعنی تمام گرفتار شدہ لیڈروں اور عوام کو رہا کر دیا گیا۔

ہم اس امر کے حق میں نہیں ہیں کہ مہاراجہ کے اس عمل نیک کی اس طرح تخفیف کریں کہ آخر ان کو جھکنا پڑا بلکہ ہم تو یہی کہیں گے کہ مہاراجہ صاحب نے یہ دانشمندانہ قدم اٹھایا ہے اس کا قدرتی اثر یہ ہوا کہ اب پہلے کی طرح تشویش و اضطراب سے لبریز خبریں نہیں آ رہی ہیں اور پھر ایک دفعہ امن و امان کی فضا پیدا ہوتی نظر آ رہی ہے خدا کرے راعی اور رعایا کے درمیان خوش اسلوبی کے ساتھ معاملات کا تصفیہ ہو جائے۔

ہمیں افسوس ہے کہ اب تک مصدقہ مطالبات دنیا کے سامنے نہیں آئے اور ابھی چند روز ہوئے حکومت کشمیر کی طرف سے بھی یہ اعلان ہوا تھا کہ اب تک مسلمانوں نے مہاراجہ صاحب کے سامنے اپنے مطالبات پیش ہی نہیں کئے ہمارے نزدیک یہ بنیادی غلطی ہے کسی ایجی ٹیشن سے پہلے اس کی بنیاد مضبوط ہونی چاہیئے اور ایجی ٹیشن کی بنیاد مطالبات ہی ہو کرتے ہیں اور مطالبات تکالیف و ناانصافی کا شکار ہونے سے پیدا ہوتے ہیں لیکن دل میں تو مطالبات ہیں تحریر ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ معرض تحریر میں آ جائیں تا کہ دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کیسے وجوہ اور اسباب ہیں جن کی وجہ سے اس قدر شدید بے چینی پیدا ہوئی ہے کشمیریوں نے یہ غلطی کی کہ اب تک اپنے مطالبات نہیں مرتب کئے تھے یا ان کو حکومت کشمیر کے سامنے باضابطہ پیش نہیں کیا تھا۔

ہم یہاں تک لکھ چکے تھے کہ ہماری نظر سے ایک اخبار کا یہ مضمون گذرا کہ کشمیریوں نے اب ازاذیل کے مطالبات پیش کئے ہیں ایک کونسل قائم کی جائے جس کے ممبران قوم کے منتخب کردہ ہوں اسی کے ہاتھ میں نظم و نسق ہو وزراء میں ایک انگریز داخل کیا جائے ہندو یا مسلمان کونسل کی وزارت نامزد کی جائے تعلیم کی ترقی کی طرف زیادہ توجہ دی جائے کسی فرقہ کے ساتھ ترجیحی نہ کیا جائے بلکہ سب کے ساتھ

مساوی سلوک کیا جائے یہ بنیادی مطالبات بیان کئے گئے ہیں اسکے بعد بیان کیا گیا ہے کہ دوسرے اور وقتی مطالبات پیش کئے جائیں گے۔

ہم ان مطالبات میں سے سوائے ایک مطالبہ کے سب کے مؤید و حامی ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ کوئی منصف مزاج اور قوم پرست ہندو تک اس کی مخالفت نہیں کر سکتا البتہ یہ مطالبہ کہ ایک انگریز کو وزارت میں داخل کیا جائے یا یہ کہ وزیر اعظم انگریز کو بنایا جائے ہم اس کے حق میں نہیں ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ ہندوستانیوں میں انتظام کی اہلیت و صلاحیت نہیں ہے اور بغیر انگریز کے کام نہیں چل سکتا جس کو ہم ایک لمحہ کے لئے تسلیم نہیں کر سکتے یہ تو ممکن ہے کہ خالص کشمیر میں کوئی ایسا آدمی نہ ہو مگر ہندوستان میں ایسے آدمیوں کی کمی نہیں ہے اس مطالبہ سے غلامی کی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے۔

اگر یہ مطالبات واقع میں صحیح ہیں تو ہمیں پوری امید ہے کہ مہاراجہ صاحب جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ترقی پسند حکمران ہیں وہ خود ان مطالبات کو تسلیم کر لیں گے اور ان کو تسلیم کر لینا چاہیئے کیونکہ ان میں سوائے انگریز کے تقرر کے سب مطالبات صحیح اور معقول ہیں ہم انگریز کے تقرر کے مخالف نہیں ہیں بلکہ اس کو مطالبہ کے طور پر پیش کرنے کے مخالف ہیں ویسے ایک نہیں دس انگریز ریاست میں ملازم رکھ لئے جائیں تو کوئی حرج نہیں اس پر اگر اعتراض ہوگا تو دوسرے نقطۂ نظر سے ہوگا۔

بہر حال ہمیں امید ہے کہ جہاں مہاراجہ نے پہلا قدم اٹھایا ہے اور تمام قیدیوں کو رہا کر کے اور مقدمات واپس لیکر اور مارشل لا منسوخ کر کے حوصلہ مندی اور تدبر کا ثبوت دیا ہے وہیں وہ دوسرا قدم اٹھانے میں بھی حوصلہ جرأت اور فیاض طبعی کا ثبوت دیں گے اور اپنی ریاست کو ہمیشہ کے لئے شورش و اضطراب کے اسباب سے پاک کر دیں گے اگر رعایا کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اسکے جائز مطالبات پورے کر دیئے جائیں اور صحیح شکایتیں دور کر دی جائیں تو پھر کسی بے چینی اور اضطراب کا باقی رہنا ممکن نہیں ہو سکتا۔

اس لئے اگر ہماری آواز حکومت کشمیر کے کانوں تک پہنچ سکے تو ہم اس کو یہی مشورہ دیں گے کہ اپنی ریاست کے اندر ایسی اصلاحات کا اعلان کر دے کہ جس سے یہ بے چینی دور ہو اور ریاست ترقی کی طرف قدم بڑھانے کے قابل ہو سکے۔

میکلگن کالج کے قضیہ کا انجام

مغلپورہ لاہور میں ایک انجینئرنگ کالج ہے دو

دو ماہ کا عرصہ ہوا اس کالج کے پرنسپل نے جو ایک انگریز ہے اسلام اور مسلمان قوم کے خلاف ایسے الفاظ کہدیئے تھے جس سے مسلمان طلبا نے یہ محسوس کیا تھا کہ پرنسپل صاحب نے اسلام کی اور مسلم قوم کی توہین کی ہے اس بنا پر مسلم طلبا کے اندر سخت شورش اور ہیجان پیدا ہو گیا اور انہوں نے کالج کو مقاطعہ کر دیا اور ایک شورش و اضطراب پھیل گیا پرنسپل صاحب نے بجائے اسکے کہ تدبر سے کام لیتے ان طلبا کو کالج سے نکال دیا جنہوں نے ایجی ٹیشن میں حصہ لیا تھا اس سے صورت حال اور نازک ہو گئی اور طلبا سے نکل کر یہ ایجی ٹیشن عوام تک پہنچ گیا۔

مسلمانوں کا مطالبہ یہ تھا کہ ایک تحقیقاتی کمیشن کے ذریعہ پرنسپل کے طرز عمل کی تحقیقات کی جائے تحقیقاتی کمیٹی نے تحقیقات کی مگر اس کی رپورٹ شائع نہیں کی گئی اور صرف اتنا کیا گیا کہ جن طلبا کو پرنسپل نے نکال دیا تھا ان کو پھر سے داخل کر لینے کی سفارش کی گئی اور طلبا نے ... اس شرط کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا کہ طلبہ یہ تحریری وعدہ کریں کہ آئندہ شورش میں حصہ نہیں لیں گے۔

ظاہر ہے کہ اس فیصلہ سے لوگوں کو اطمینان نہیں ہو سکتا تھا مگر حکومت بہت طیش اس سے آگے بڑھ کر قدم اٹھا نہیں سکتی تھی آخر جماعت احرار اسلام نے اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس نے کالج پر پکیٹنگ لگا دیا جس میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولوی مظہر علی اظہر اور سو سے زیادہ رضاکار گرفتار کر لئے گئے یہ سلسلہ دو تین مہینہ تک جاری رہا اور اس کے بعد کامیابی کے ساتھ اس کا خاتمہ ہو گیا یعنی پرنسپل صاحب نے اپنی نازیبا حرکت کی معافی مانگ لی اور طلبا کو غیر مشروط طور پر کالج میں داخل کر لیا گیا اور جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا تھا ان کو رہا کر دیا گیا اس طرح ایک ناخوشگوار قضیہ ختم کر دیا گیا۔

ہم اس سلسلہ میں جماعت احرار اسلام کو مبارکباد دیتے ہیں کہ اس کی شبانہ سرگرمیوں نے اس مسئلہ کو کامیابی کے ساتھ حل کر دیا مسلمانوں کو اس سے سبق لینا چاہیئے کہ بغیر ایثار و قربانی کے کوئی کام بھی کامیابی کے ساتھ انجام نہیں پا سکتا طاقت کا سرچشمہ ایثار و قربانی کے اندر ہے ایثار و قربانی کے ساتھ چند لمحوں کی جدوجہد برسوں کی چیخ و پکار سے زیادہ مؤثر ثابت ہوا کرتی ہے جس کے پشت پر کوئی جذبۂ ایثار و قربانی نہ ہو آج کانگریس سب سے طاقتور جماعت کیوں تسلیم کی جاتی ہے اور وہ کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے حکومت باوجود اس کی شدید مخالف اور دشمن ہونے کے اس کے آگے سر جھکاتی ہے اس کی تنہا وجہ یہ ہے کہ کانگریس ایک ایسی جماعت ہے کہ اس نے اپنا جو نصب العین قرار دیا ہے اس کے حصول کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس کی طاقت روز بروز بڑھ رہی ہے زبانی جمع خرچ کرنے والے مسلمان اس پر غور کریں۔

قانون وقف اور جماعت ہمہ

صوبہ بمبئی میں مسلم اوقاف کے تحفظ کی غرض سے

سالہا سال کی جدوجہد کے بعد ایک قانون بنایا گیا ہے جس کے اغراض یہ ہیں کہ اوقاف کی حفاظت ہو سکے اور اس کا بیجا اور ناجائز استعمال نہ ہو اور بے ایمان و غاصب متولی اوقاف کی آمدنی کو ذاتی مصارف میں صرف نہ کر سکیں اور واقف کے منشا کے مطابق مسلمانوں کی سود و بہبود اور صلاح و فلاح کے نیک اور خیراتی کاموں میں صرف ہو۔

ہر شخص کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کے اوقاف کا کیا حال ہے یہ واقعہ ہے کہ کروڑوں روپے کی آمدنی کے اوقاف اب تک موجود ہیں اگر ان کی آمدنی ایک نظم کے ماتحت صحیح مصارف میں صرف کی جائے تو اس سے بیشمار فائدے مسلمانوں کو پہنچ سکتے ہیں اور آمدنی کی کمی کی وجہ سے جو بہت سی اصلاحیں مسلمانوں کے اندر نہیں ہو سکتیں وہ عملی جامہ پہن سکتی ہیں۔

مثال کے طور پر ایک تعلیم ہی کو لے لیجیئے بعض روپیہ کی کمی کی وجہ سے ہم ابتک اپنی تعلیمی پستی کو دور نہیں کر سکے مسلم یونیورسٹی ہندو یونیورسٹی سے پہلے قائم ہوئی تھی مگر آج ان دونوں کا مقابلہ کیجیئے تو معلوم ہوگا کہ دونوں یونیورسٹیوں میں زمین آسمان کا فرق ہے یہ فرق صرف اس وجہ سے ہے کہ مسلم یونیورسٹی کو ترقی دینے کے لئے جس قدر روپیہ کی ضرورت ہے وہ اس کو نہیں مل سکا اور ہندو

یونیورسٹی کو جس قدر روپے کی ضرورت ہوتی ہے ادا نہیں ہوتا اس کو ل جاتا ہے لو
اس میں مسلمانوں کا افلاس بھی حارج رہا مگر زیادہ تر مسلمانوں ہی کا قصور ہے
چونکہ مسلمانوں کو تعلیم سے اس قدر دلچسپی نہیں ہے یا یوں کہئے کہ ان کی جہالت
کی وجہ سے ان کے اندر تعلیم کا احساس کم ہے اس لئے تعلیم کے لئے وہ بہت
ہی کم روپیہ دیتے ہیں بہرحال کوئی وجہ ہو یہ امر واقعہ ہے کہ تعلیم کی کمی کی اصل
وجہ یہ ہے کہ مسلمانان تعلیمی درسگاہوں کو روپیہ کافی مقدار میں نہیں ملتا اس لئے
وہ نہ تو زیادہ وسعت کے ساتھ تعلیم کی اشاعت مسلمانوں میں کر سکتی ہیں اور
نہ جدید شعبے کھول سکتی ہیں مثلاً آج تک مسلم یونیورسٹی انجینئرنگ کالج نہیں کھول
سکی یہ حال تو ان درسگاہوں کا ہے جو قائم ہیں اور اسی کمی روپے کی وجہ سے
درسگاہوں میں کمی ہے یعنی جس قدر ضرورت ہے اتنے کالج و اسکول نہیں قائم
ہو سکتے۔

لیکن اگر مسلم اوقاف کا حسب منشا انتظام ہو جائے اور ہندوستان کے تمام
اوقاف ایک سلک میں منسلک ہو جائیں تو ان سے لاکھوں روپے سالانہ کی آمدنی
ہو سکتی ہے اور اگر متولیوں کی دست برد سے یہ اوقاف نکال لئے جائیں اور اب تک
جس طریق پر ان کی آمدنیاں خرچ ہوتی رہتی ہیں اس کو بند کر کے قوم کی تعلیمی
کاموں میں صرف کی جانے لگے تو موجودہ تعلیمی رفتار کو چند ہی برسوں میں
دو نی ترقی دی جا سکتی ہے واقف صاحبان کو خدا جزائے خیر دے انہوں نے
مسلمانوں کے سود و بہبود کے لئے یہ جائدادیں وقف کی تھیں مگر ان اوقاف کے
متولیوں کا یہ حال ہے کہ شیر مادر کی طرح اوقاف کی آمدنی کو کھا بیکر برابر کر رہے ہیں۔
ان حالات کو پیش نظر رکھکر عرصہ سے جد و جہد ہو رہی تھی کہ اسلامی اوقاف
کے انتظام اور تحفظ کی غرض سے ایک ایسا قانون بنا دیا جائے کہ اس کے ذریعہ
سے غاصب بد دیانت متولیوں کی دست برد سے محفوظ ہو جائیں اگرچہ
ابھی تک کوئی اس قدر وسیع قانون نہیں بن سکا تاہم صوبہ بمبئی میں ایک قانون
اس قسم کا بن گیا ہے جس سے ایک حد تک اوقاف کی تحفظ ہو سکتا ہے۔
یہ قانون مسلمانوں کی ہر جماعت اور ہر ایک فرقہ کے لئے ہے جو اپنے آپکو
مسلمان کہتی ہے ضرورت اس امر کی تھی کہ تمام مسلمان اس قانون کا خیر مقدم
کرتے کیونکہ اس کے ذریعہ سے اوقاف تباہی سے بچ جائینگے اور ہم حکومت
کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے سالہا سال کی مسلمانوں کی ایک خواہش کو پورا
کر دیا مگر کس قدر رشک کی بات ہے کہ ملا طاہر سیف الدین صاحب جو بوہروں
کے مذہبی پیشوا ہیں انہوں نے یہ کوشش شروع کر دی کہ بوہروں کے اوقاف
کو اس قانون کی زد سے مستثنیٰ قرار دیدیا جائے۔ ملا صاحب کی یہ کوشش
اس لئے ہے کہ بوہروں کے تمام اوقاف ان کے اپنے قبضہ میں ہیں اور مطلق العنان
بادشاہ کی طرح جس طرح وہ چاہتے ہیں ان کا انتظام کرتے ہیں اور جس طرح
چاہتے ہیں ان کی آمدنی کو خرچ کرتے ہیں ظاہر ہے کہ اس قانون کی وجہ سے ملا
صاحب کے قبضے سے آمدنی کے بہت بڑے ذرائع باہر نکل جائینگے یا کم از کم اتنا ضرور
ہوگا کہ اب پہلے کی طرح من مانی کارروائی نہ کر سکیں گے اور حساب کتاب باقاعدہ
رکھنا پڑیگا ان حالات میں ملا صاحب کی اس قانون کے خلاف مساعی بالکل
واضح ہیں [illegible] عمل سمجھکر بوہروں کی جماعت کا یہ فرض تھا کہ اپنی ملت کے نفع نقصان
کو دیکھتے اور [illegible] مذہبی عقیدت کی بنا پر ملا صاحب کی اس ناجائز خواہش

کا تائید کرتے مگر معلوم ہوتا ہے کہ مآل اندیشی پر ان میں عقیدت جو ملا صاحب کی
ذات مقدس سے ہے غالب آگئی ہے۔
لیکن اس کے ساتھ یہ امر موجب مسرت ہے کہ اسی جماعت میں کچھ لوگ نکل
آئے ہیں جو اس قانون کی بوہرہ جماعت کے اوقاف پر توسیع کو پسندیدگی کی
نظر سے دیکھتے ہیں چنانچہ تازہ ترین خبر ہے کہ حکومت بمبئی نے اعلان کے
ذریعہ شائع کر دیا ہے کہ بوہرہ جماعت کے اوقاف بھی اس قانون کے ماتحت رہیں
ہم ملا صاحب کی جد و جہد کے اس لئے اور زیادہ مخالف ہیں کہ اس طرح
ہر ایک فرقے کے لئے فتنہ غصب و بد دیانتی کا دروازہ کھلتا ہے اگر بوہروں کے
اوقاف مستثنیٰ کر دئیے گئے تو شیعہ، سنی، وہابی، حنفی، اہلحدیث، صوفی، احمدی
سب یہی مطالبہ شروع کر دیں گے اور کوئی وجہ نہیں کہ ایک جماعت کو مستثنیٰ کیا
جائے اور دوسری جماعتوں کو نہ کیا جائے اور اس طرح قانون کا منشا، اصلی فوت
ہو جائے گا اور جو اصلاح پیش نظر ہے وہ نہ ہو سکے گی۔

لیڈران کا اختلاف اور عوام کا فرض

مسلمان اس وقت
عجیب کشمکش میں ہیں کیونکہ ان کے رہبر و رہنما ہم آواز نہیں ہیں جتنے لیڈر ہیں
اتنی ہی رائیں پیدا ہو گئی ہیں اور ہر ایک رہنما اور راہبر عوام کی خیر خواہی کا
دعویٰ کرتا ہے اور جس رائے کا وہ اظہار کرتا ہے اسی کو صحیح بتلاتا ہے اور اسی پر
مسلمانوں کی نجات کو منحصر کرتا ہے اور دوسروں کی رائے کو غلط گمراہ کن اور خود غرضی
پر مبنی بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تباہی و بربادی کا راستہ ہے اور یہ قوم کا
نمایندہ نہیں ہے بلکہ ساڑھے سات کروڑ مسلمانوں کا واحد نمایندہ میں ہوں یا
وہ جماعت ہے جس سے میرا تعلق ہے۔
تمام لیڈروں کی تقریروں کو دیکھو اور پڑھو تو سب کے خیالات اور انکا
اور آراء کا یہی مفہوم ملیگا اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ عوام بیچارے سخت پریشان
ہیں کہ کس کی بات صحیح مانیں اور کس کی غلط کس کو اپنا سچا اور حقیقی بہی خواہ رہنما
تسلیم کریں اور جسکو جھوٹا اور غدار قوم تصور کریں اور اصل یہ ہے کہ کسی رہنما اور
یا لیڈر کے متعلق یہ رائے قائم کر لینا کہ وہ جھوٹا اور مسلمانوں کا دشمن ہے
کسی اصل و قانون کی بنا پر صحیح نہیں ہو سکتا جب تک کسی صحیح منطقی اصول
پر اس کو پرکھ نہ لیا جائے مجکو یا آپ کو کیا حق ہے کہ میں زید کو غدار و دشمن اسلام
کہا دوں بغیر کسی معقول وجہ کے اور عمرو کو بھی خواہ اسلام کہہ دوں بغیر کسی ثبوت
اسلام دوستی کے۔
اسی کے ساتھ ہر ایک فرد از قوم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے خیالات کی تبلیغ
و اشاعت کرے اور لوگوں کو اپنا ہم خیال و ہم رائے بنائے اس میں نہ کسی کو
مزاحمت کرنی چاہئے نہ مداخلت نہ جبر و تشدد سے کام لیکر ایک دوسرے
کو روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔
اچھا یہ اصول آپ نے طے کر لیا لیکن اس مصیبت کا کیا حل ہے کہ مسلمانوں
کے اندر برابر افتراق و انشقاق بڑھتا جاتا ہے اور بجائے اس کے کہ مسلمان
کوئی ایک راہ عمل اختیار کریں وہ ابتری اور بد نظمی کا شکار بنے ہوئے ہیں
یہ توقع رکھنا کہ مسلمان رہنما ایک مرکز پر آجائیں ایک خیال خام ہے اور ہمیں
کسی کو مجبور کرنے کا کوئی حق ہے جو لوگ ایمانداری کے ساتھ کسی رائے کو صحیح

سمجھتے ہیں اس کو ترک کر کے دوسروں کی رائے کو قبول کر لیں جو ان کے نزدیک غلط ہے اگر مولانا شوکت علی کی ایمانداری کے ساتھ یہ رائے ہے کہ انگریزوں کے ساتھ صلح کر لینا مفاد ملی کے لئے مفید ہے تو ان سے یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ وہ ڈاکٹر انصاری کی رائے تسلیم کر لیں کہ انگریزوں سے لڑنا اور ہندوؤں سے صلح کر لینا مفید ہے۔ اسی طرح اگر ڈاکٹر انصاری صاحب کی ایمانداری کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں کہ انگریزوں سے کچھ فائدہ مسلمانوں کو نہ ہوگا بلکہ نقصان ہی پہنچے گا تو ان سے کس طرح یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس رائے کو چھوڑ کر مولانا شوکت علی کی رائے کو تسلیم کر لیں۔

دنو یہ مطالبہ صحیح ہے اور نہ کوئی ایماندار آدمی ایسا کر سکتا ہے اور نہ کبھی ایسا ہوگا اس لئے عام مسلمانوں کو کوئی ایسا ہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس سے اس مشکل مسئلہ کا حل ہو سکے۔

اس مسئلہ پر ہم نے بہت غور کیا ہے اور اس کے سوا اور کوئی صورت ہمارے ذہن میں نہیں آئی کہ عوام اندھا دھند کسی لیڈر اور رہنما کی پیروی ترک کر دیں خواہ وہ کتنا ہی بڑا اور کسی قدر بلند بانگ لیڈر کیوں نہ ہو اور ہر ایک مسئلہ کے متعلق قبل ہر خود ہی غور و فکر کرنے کی عادت ڈالیں ہر ایک جماعت اور اس کے افراد کے پیش کردہ افکار و آراء پر جانبداری اور عصبیت سے علیحدہ ہو کر غور کریں اگر ایک دفعہ وہ کوئی رائے قائم نہ کر سکیں تو جب تک خود کوئی رائے نہ قائم کر سکیں اس وقت تک کسی کا بھی ساتھ نہ دیں اور کسی کا بھی اتباع نہ کریں بلکہ دونوں سے برأت کا اظہار کر دیں اور پھر دوسری مرتبہ غور کریں تیسری مرتبہ غور کریں بار بار غور کر لینے کے بعد ناممکن ہے کہ کوئی رائے صحیح قائم نہ ہو جائے جو رائے قائم ہو وہ جس فریق کے ساتھ متفق ہو اس کے ساتھ مل جانا چاہیے اور پھر مضبوطی کے ساتھ اسی پر قائم رہنا چاہیے۔

لیکن ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان سیاسیات کے اس قدر اہم مسائل پر غور کرنے اور کسی نتیجہ پر پہنچنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس لئے کہ حکومت کی مہربانی اور اپنی غفلت سے مسلمانوں کے اندر جہالت اس قدر ہے کہ دس فیصدی بھی تعلیم یافتہ نہیں ہیں اور اس قدر اہم مسائل پر غور کرنے کے لئے جس قدر تعلیم اور تجربہ کی ضرورت ہے اس قسم کی تعداد مسلمانوں میں دو فیصدی بھی نہ ہوگی مگر اس کے باوجود اگر ہم اس اصول کو پیش نظر رکھیں تو خواہ آج بالکل یعنی خواہ جلدی اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلے مگر کچھ عرصہ کے بعد ضرور مفید نتیجہ نکلے گا اور عوام کے اندر غور و فکر کی عادت پڑے گی اور حقیقت یہ ہے کہ صحیح علاج یہی ہے جب تک ہمارے عوام کے اندر غور و فکر کا مادہ نہ پیدا ہوگا اور کھوٹے کھرے کی پرکھ نہ ہوگی اس وقت تک یہی انتشار رہے گا کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ اختلاف رائے بالکل دور ہو جائے اور یہ بھی ناممکن ہے کہ سب رہنما صادق و راستباز اور ایماندار ہوں کچھ نہ کچھ خود غرض اور مفریبی و مکار بھی رہیں گے اور دونوں میں امتیاز کرنا اور سرنے اور تانبے کو پہچاننا یہ عوام ہی کا کام ہوگا انہی کو اپنے اندر یہ قوت پیدا کرنی پڑے گی کہ سچ کو جھوٹ سے اور کھرے کو کھوٹے سے اور نور کو ظلمت سے امتیاز کر سکیں۔

اس کے علاوہ دوسری صورت یہ ہے کہ جو مدعیان رہبری و رہنمائی ہمارے سامنے آتے ہیں ان کی زندگیوں کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ وہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا جو دعویٰ کر رہے ہیں اس میں کہاں تک صادق ہیں اور صداقت کا ثبوت یہ ہے کہ وہ قوم کے لئے کہاں تک قربانیاں کر چکے ہیں اور اپنے افکار و عقائد کے لئے کس قدر ایثار و قربانی کرنے کو تیار ہیں وہ لوگ جو محض اسلام کے بہی خواہ اور مسلمانوں کی ہواخواہی کے دعوے کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمانوں کا نمایندہ کہتے ہیں مگر خطرات کے وقت گھروں میں بیٹھ رہتے ہیں اور مصائب و آلام سے بچ جاتے ہیں وہ یقیناً صادق نہیں ہیں ان کے مقابلہ پر وہ لوگ زیادہ قابل اعتماد اور بھروسہ ہیں اور ان کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا جو اپنے دعوے کے لئے ہر قسم کے مصائب و آلام خندہ پیشانی سے جھیلنے کے لئے تیار ہوں اور مالی و جسمانی ہر طرح کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہوں جب کبھی کوئی مدعی رہنمائی آپ کے سامنے آئے تو دیکھئے کہ اس کا ایسی جماعت سے تعلق ہے جو اپنے عقائد کے لئے سر بکف رہتی ہے یا صرف اس جماعت سے جو صرف باتیں بناتی عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتی اور کبھی اپنی انگلی پر پھانس بھی نہیں چبھنے دیتی ظاہر ہے کہ اول الذکر بہ نسبت موخر الذکر کے زیادہ قابل اعتماد اور لائق بھروسہ ہوگا۔

لندن میں کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے

تمام ہندوستان کی آنکھیں لندن کی خبروں پر لگی رہتی ہیں کیونکہ بظاہر ہندوستان اور ہندوستانی اقوام یا فرقوں کی قسمت کا فیصلہ آجکل لندن میں ہو رہا ہے اگرچہ ہم کو ایک لمحہ کے لئے اس کا یقین نہیں ہے کہ لندن میں جو کانفرنس ہو رہی ہے وہ صحیح معنوں میں نتیجہ خیز ثابت ہوگی ہمارا شروع سے یہ یقین رہا ہے کہ یہ کانفرنس بالکل ناکام رہے گی کیونکہ اس کی ساخت اور تعمیر ہی میں بنیادی خرابی اور کجی ہے اور خشت اول چوں نہد معمار کج۔ تا ثریا میرود دیوار کج کے مصداق ثابت ہوگی۔

اصل یہ ہے کہ حکومت نے اس کانفرنس میں ایسے عناصر جمع کر دیے ہیں جو کبھی قیامت تک باہم کسی فیصلہ پر نہ پہنچیں گے اور کانفرنس کو ناکام رکھیں گے اور یہ ایسی خدمت ہے جس کی توقع پر ان کی نامزدگی عمل میں آئی ہے لیکن باوجود اس امر کے کہ تمام ذی ہوش احباب کا یہی خیال ہے پھر بھی کانفرنس کے کاموں پر تمام ہندوستان کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں اور ہر ایک شخص صبح اٹھ کر سب سے پہلے اس معنوی تماشہ کی خبروں کے پڑھنے اور سننے کا مشتاق رہتا ہے۔

پہلی چیز یہ ہے کہ مہاتما گاندھی کو لندن پہنچے ہوئے ایک ماہ سے زائد ہو چکا ہے مگر عوام کا اشتیاق دید اور ان کے مظاہرات عقیدت کا یہی حال ہے جب تک جہاں کہیں گاندھی جی جاتے ہیں ہزارہا آدمیوں کا ہجوم ہو جاتا ہے اور نہایت جوش و خروش کے ساتھ ان کا خیر مقدم ہوتا ہے پہلے دنوں لنکا شائر اور مانچسٹر گاندھی جی گئے تھے باوجودیکہ ان دونوں شہروں کی صنعت و حرفت کو مہاتما جی کی تحریک سے شدید اور نقصان پہنچا ہے کپڑے کے بیسیوں کارخانے بند ہو گئے ہیں مگر اس کے باوجود لندن سے ان شہروں تک جس قدر اسٹیشن راستے میں آتے ہیں سب پر ہزارہا آدمیوں کا ہجوم ہوتا رہا حالانکہ شب کا وقت تھا اور ہجوم کو اکثر جگہ مایوس جانا پڑا کیونکہ مہاتما جی سو رہے تھے اور لنکا شائر و مانچسٹر میں باوجودیکہ داخلہ پرائیویٹ تھا اور آمد کو پوشیدہ رکھا گیا تھا مگر پھر بھی ہزارہا آدمیوں کا ہجوم استقبال کے لئے جمع ہو گیا اس کے علاوہ خبر ہے کہ امریکہ کے ایک جوق در جوق لندن چلے آ رہے ہیں اور ہندوستان کے

اس طرح یہ ان کے نمایندے کی نیابت کر کے چلے آئے ہیں غرض یہ کہ اس وقت گاندھی جی کے متعلق وہی پوزیشن ظاہر ہے جو انھیں حاصل تھی۔

گول میز کانفرنس

گول میز کانفرنس کا حال یہ ہے کہ جتنا روز اول تھا اب تک اس کے کسی سمت میں ابھی کوئی خاص امید افزا ترقی نہیں ہوئی اور نہ ظاہر امید ہے کہ جلد کوئی خوشگوار نتیجہ نکلے گا کیونکہ کانفرنس کے اجزاء و عناصر ہی ایسے ہیں کہ وہ کوئی نتیجہ نکلنے دیں گے۔

گذشتہ ہفتہ اقلیتوں کے نمایندوں کی ایک بے ضابطہ سب کمیٹی کا اجلاس متواتر آٹھ دس دن مہاتما گاندھی کی صدارت میں ہوتا رہا مگر افسوس ہے کہ فرقہ وارانہ مسائل کا کوئی باہمی تصفیہ نہ ہو سکا اور گاندھی جی کو اعلان کرنا پڑا کہ کمیٹی ناکام رہی۔

صورت حال یہ ہے کہ اقلیتوں کے مطالبات ایک دوسرے کی خواہشوں کے متضاد ہیں اور کوئی اپنی جگہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہے سب کی خواہش یہی ہے کہ اس کے سو فیصدی مطالبات تسلیم کر لئے جائیں اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں باہمی تصفیہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

اگر مولوی کے ناظرین مولوی کے شذرات غور سے پڑھتے رہے ہیں تو وہ آسانی کے ساتھ موجودہ الجھنوں کو سمجھ لیں گے جھگڑا زیادہ تر پنجاب کے متعلق ہے پنجاب کی پوزیشن یہ ہے کہ وہاں مسلمان ۵۴ فیصدی ہیں اور اب نئی مردم شماری کے لحاظ سے ۵۶ فیصدی ہو گئے ہوں گے اور سکھ گیارہ فیصدی ہیں اور ہندو ۲۶ فیصدی ہو گئے ہوں گے اور سکھ گیارہ فیصدی مسلمانوں کا مطالبہ یہ ہے کہ جن صوبوں میں وہ اقلیت میں ہیں وہاں ان کی وہ رعایت بحال رکھی جائے جو اس وقت ان کو حاصل ہے مثلاً یو پی میں مسلمانوں کی آبادی ۱۴ فیصدی ہے مگر کونسل میں ان کو ۳۰ فیصدی نشستیں حاصل ہیں اسی طرح ان تمام صوبوں میں آبادی سے زیادہ نشستیں حاصل ہیں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں وہاں ان کو اکثریت کے حقوق دیئے جائیں مثلاً پنجاب و بنگال وغیرہ میں۔

اب اس کے مقابلہ پر سکھوں کا یہ مطالبہ ہے کہ جس طرح یو پی وغیرہ میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں ان کو رعایت دی گئی ہے اسی طرح ۱۴ فیصدی پنجاب میں سکھوں کو رعایت دی جائے اور مشکل یہ ہے کہ ۳۰ فیصدی کیا معنی اگر ۲۰ فیصدی بھی سکھوں کو رعایت دی جاتی ہے تو مسلمان جو اکثریت میں ہیں ان کی اکثریت ختم ہو جاتی ہے کیونکہ مسلمان صرف ۶۰۵ فیصدی اکثریت میں ہیں۔

یہ ہے اصل نزاع کا پیچیدہ مسئلہ جو کسی طرح حل نہیں ہوتا نہ مسلمان سکھوں کا مطالبہ قبول کر سکتے ہیں کیونکہ اس سے ان کی اکثریت ضائع ہو جاتی ہے اور نہ سکھ اپنے مطالبہ سے ہٹتے ہیں اس پیچیدگی کے حل کے لئے متعدد صورتیں وقتاً فوقتاً پیش کی گئیں مگر کسی پر بھی اتفاق نہ ہو سکا۔

لندن میں بھی بے ضابطہ کمیٹی کے جلسے ہوئے ان میں بھی سر تو ڑ کوشش مہاتما گاندھی جی کی جس کا اعتراف سر شفیع وغیرہ نے علانیہ کیا مگر نتیجہ صفر ہی نکلا کبھی مسلمان راضی ہو سکتے تھے کبھی سکھ مانتے تو مسلمان نا راض اور کبھی ہندو ناخوش غرضکہ اس کمیٹی نے انتہائی کوشش کی پر جب کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا تو مہاتما جی نے ناکامی کا اعلان کر دیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ فی الحال اس مسئلہ کو ملتوی رکھے۔ بیچ مسائل کے حل کی کوشش کرے اور فیصلہ کر دے کہ ہندوستان کیا چاہتا ہے اور کیا نہیں چاہتا مگر حکومت نے اپنا مافی الضمیر بتلانے سے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ پہلے آپ لوگ اپنا تصفیہ کر لیجئے اس کے بعد حکومت بتلائے گی کہ وہ کیا دے گی۔

ناکامی کے اسباب

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ناکامی کے اسباب ظاہر ہی تھے کہ نہ صرف ہندو سکھ اور مسلمانوں کے مطالبات ایک دوسرے کے متضاد تھے بلکہ عیسائیوں اور اچھوتوں کے مطالبات بھی اسی قسم کے ایک دوسرے کے متضاد تھے اور طرح ان کو ایک جگہ جمع ہی نہیں کیا جا سکتا تھا اول تو سب مطالبات یکسر کرم لائے ہی نہیں جا سکتے تھے اور اگر تھوڑا سا تضاد دور کر کے مطالبات کو جمع کرنے کی کوشش کی تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ ہندوؤں کو تقریباً ہر جگہ کلیتہً اپنے حقوق سے دست بردار ہونا پڑتا تھا مثلاً مسلمان۔ سکھ۔ اچھوت عیسائی اینگلو انڈین یورپین یہ سب اپنی آبادی سے زائد رعایت مانگتے تھے ظاہر ہے کہ اس صورت میں فیصلہ کیونکر ہو سکتا تھا کوئی ۳۰ فیصدی مانگتا ہے کوئی بیس فیصدی کوئی ۱۵ فیصدی اگر سب کے مطالبے منظور کر لئے جائیں تو ہندوؤں کی جیب بالکل ہی خالی ہو جاتی تھی اس کو ہندو کیونکر قبول کر لیتے۔ مہاتما جی نے بہتیری کوشش کی کہ لوگ معقولیت اختیار کریں اور منصفانہ مطالبات کریں مگر وہاں تو خود غرضی کا بھوت سب کے سر سوار کر دیا گیا ہے وہ کیونکر اترے ان اسباب کی وجہ سے اقلیت کی بے ضابطہ کمیٹی ناکامی کے ساتھ ختم ہو گئی۔

مسلمان اور گاندھی جی

جب مہاتما جی نے دیکھا کہ جو عنصر گول میز کانفرنس میں زبردستی داخل کر دیا گیا ہے نا ممکن ہے کہ وہ سب متحد و متفق ہو کر کوئی سمجھوتہ کر لیں اس لئے مہاتما جی نے یہ کوشش کی کہ کم از کم مسلمانوں ہی سے کوئی سمجھوتہ ہو جائے چنانچہ مسلم لیڈروں سے انہوں نے گفتگو کی اور مسلسل گفت و شنید کے بعد مسلمانوں نے تحریری طور پر حسب ذیل مطالبات پیش کئے فیڈرل اسمبلی میں مسلمانوں کو ۱/۳ نمایندگی پنجاب و بنگال میں ۵۱ فیصدی نمایندگی طریق انتخاب کے متعلق مسلمانوں سے استصواب رائے۔ غیر مصرحہ اختیارات مسلمانوں کو دیئے جائیں۔

مہاتما گاندھی نے ان مطالبات کو تسلیم کر لیا اور مسلمانوں کو لکھا کہ وہ حصول آزادی کے مقصد میں ہندوستان کو متحد دیکھنا چاہتے ہیں اور کانگریس نے آزادی کامل کا جو مطالبہ پیش کیا ہے اس کی تائید کی مسلمانوں سے توقع رکھتے ہیں کانگریس کے مطالبۂ آزادی کی تشریح میں حسب ذیل پانچ امور درج کر کے مسلمانوں سے ان کی تائید و حمایت کا مطالبہ کیا۔

حق رائے دہی بالغان۔ سلطنت برطانیہ سے قطع تعلق کرنے کا حق۔ قرضہ عامہ کی تحقیقات، فوج اور مالیات پر مکمل قبضہ، جدید اقلیتیں جو مخصوص نیابت و مراعات کا مطالبہ کرتی ہیں اس کی مخالفت۔

آخری شرط کے متعلق مہاتما جی نے لکھا کہ اگر دوسری اقلیتیں نیابت کے مسئلہ میں کوئی باہمی تصفیہ کر لیں تو میں اپنی ذاتی رائے کو ترک کر کے اس کی تائید کروں گا لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو اور مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ کانگریس

من حیث الجماعت اور مجموعی حیثیت میں اتحاد کریں تو آج کے مطالبات کی تائید کریں گا وہ میری شرائط تسلیم کرلیں۔

واضح ہو کہ مہاتما جی نے جو شرطیں پیش کی تھیں ان میں سے ایک بھی ایسی شرط ایسی نہیں ہے جو مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہو بلکہ اس کے برعکس تمام شرائط وہ ہیں جن کا خود مسلمان دعوٰی کرچکے ہیں اور بعض خاص طور پر مسلمانوں ہی کے حق میں مفید ہیں اور ان کی فہرست مطالبات میں وہ ابتک شامل ہیں مثلاً حق رائے دہی بالغان یہ شروع ہی سے مسلمانوں کا مطالبہ رہا ہے دوسری شرط یہ ہے سلطنت برطانیہ سے قطع تعلق کا حق یعنی ہندوستان کو یہ اختیار حاصل ہوگا اگر وہ چاہے تو سلطنت برطانیہ سے اپنا رشتہ اور تعلق منقطع کرلے مسلمان ایک دفعہ نہیں ہزاروں بار یہ کہہ چکے اور لکھ چکے ہیں کہ وہ آزادی کامل کے مدعی ہیں اور ہندوستان کے لئے مکمل آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں چنانچہ لاہور خلافت کانفرنس میں مکمل آزادی کا ریزولیوشن پاس ہو چکا ہے اور جب کبھی ان سے کہا گیا کہ تمہارا طرز عمل آزادی وطن کے خلاف ہے تو انہوں نے بانگ دہل یہی کہا کہ ہم تو مکمل آزادی چاہتے ہیں اور کانگریس ڈومینین اسٹیٹس چاہتی ہے فوج اور مالیات پر ہندوستان کا قبضہ مکمل آزادی کا ایک جزو ہے اسی طرح قرضہ عامہ کی تحقیقات سے بھی حصہ رسد سب ہی کو فائدہ پہنچے گا ... ... پانچویں شرط کہ چھوتی اچھوتوں کی مخصوص نیابت کی مخالفت تو اس میں بھی مسلمانوں ہی کا سب سے زیادہ فائدہ ہے کیونکہ ان ہی کی وجہ سے مسلمانوں کے مطالبات کی منظوری کے راستہ میں دقتیں پیش آرہی ہیں۔

لیکن دنیا یہ سنکر حیران ہوگی کہ وہ مسلمان جو حریت و آزادی کا فدائی اپنے آپ کو کہتا ہے اور جو آج سے چند روز پہلے تک بانگ دہل مکمل آزادی کا دعوٰی کر رہا تھا اس نے سلطنت برطانیہ سے قطع تعلق کے حق کی تائید و حمایت کرنے سے صاف انکار کردیا اسی طرح بعض دیگر شرائط کے تسلیم کرنے سے بھی انکار کردیا۔

واقعات یہ ہیں کہ جس وقت یہ خبر باہر نکلی کہ مہاتما جی نے مسلمانوں کے تمام مطالبات جو انہوں نے پیش کئے تھے منظور کرلئے تو سرکاری و غیر سرکاری حلقوں میں ایک ہلچل مچ گئی اور اضطراب و بے چینی کا ایک طوفان لندن سے لیکر شملہ تک بپا ہوگیا جو قوتیں یہ سارا کھیل کھیل رہی تھیں اور اس امید پر گول میز کی کشتی کو بچا رہی تھیں کہ خواہ کچھ ہو مگر مسلمانوں کو آلہ کار بنا کر وہ اس کانفرنس کو کامیاب نہ ہونے دیں گے ان کے منصوبے خاک میں ملتے نظر آنے لگے چنانچہ شملہ سے لیکر لندن تک ایک تہلکہ پڑگیا اور کوششیں شروع ہوگئیں کہ جو کام بن رہا ہے اور جو عمارت تعمیر ہو رہی ہے وہ پیوند زمین کے برابر کردی جائے چنانچہ یہی ہوا کہ مخفی کوششوں کا ہاتھ غیب سے نمودار ہوا اور اس نے اس صورت میں اس سمجھوتہ کی عمارت کو پیوند زمین کردیا کہ ایک طرف تو مدعیان آزادی کامل نے سلطنت برطانیہ سے قطع تعلق کے حق کی تائید و حمایت کرنے سے انکار کردیا اور دوسری طرف سکھ ہندو اور دوسری اقلیتوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا کہ گاندھی جی نے مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کرکے ہمارے حقوق کا خون کردیا اور ہم اس کو قبول نہ کرینگے۔

اس کے بعد مہاتما گاندھی مجبور تھے کہ اس کے سوا کیا چارہ کار تھا کہ وہ اقلیت عالی سب ضابطہ کمیٹی کی ناکامی کا اعلان کردیں چنانچہ انہوں نے گول میز کانفرنس کی اس ضابطہ اقلیت کمیٹی جس کے صدر وزیر اعظم ہیں اعلان کردیا کہ میں نہایت شرمساری کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ فرقہ وارانہ مسئلہ کا حل کرنے کی جو کوششیں ہو رہی تھیں وہ سب بے نتیجہ رہیں اور ناکام ہوگئیں اور اس کی دو وجوہ مہاتما گاندھی نے بیان کیں تو اس حقیقت کا اظہار کیا جو آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ گول میز کانفرنس کے نمائندے قوم کے نہیں بلکہ حکومت کے نامزد کردہ ہیں اس لئے آن سے یہ امید رکھنی کہ وہ قومی نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے نمائندگی کا حق ادا کریں گے بالکل فضول ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ابھی تک حکومت نے کچھ نہیں بتلایا کہ وہ کیا دینا چاہتی ہے اس لئے مختلف فرقوں کو اپنی پوزیشن کا صحیح علم نہیں ہے کہ ان کو کیا کیا ملیگا اس لئے وہ سرگرمی کے ساتھ فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کی کوشش کر رہے ہیں اس بنا پر مہاتما جی نے مطالبہ کیا کہ وہ قفل سکوت توڑے اور بتلائے کہ وہ ہندوستان کو کیا دینا چاہتی ہے۔

مگر وزیر اعظم نے حکومت کا عندیہ ظاہر کرنے سے انکار کردیا اور فرقہ وارانہ سمجھوتہ نہ ہونے پر خوب بگڑ کر نگاہیں اس قدر طعن و تشنیع سے کام لیا کہ اگر غیرت و حمیت ہوتی تو تمام گول میزیوں کو ڈوب مرنا چاہئے تھا۔

مسلمانوں کے مطالبات کس طرح تسلیم کرائے جائیں

ناظرین مولوی کو یاد ہوگا کہ مولوی فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کی ایک صورت بار ہا متعدد میں پیش کرچکا ہے ایک صورت تو وہ ہے جو کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے پیش کی ہے یعنی ہر ایک صوبہ کی تمام اقلیتوں کے لئے ان کی آبادی کے تناسب سے نشستیں مخصوص کردی جائیں اور ان کو یہ حق دیا جائے کہ وہ عام مقابلہ میں بھی مزید نشستوں کے حاصل کرنے کی کوشش کرسکیں مثلاً صوبجات متحدہ میں مسلمانوں کے لئے ان کی آبادی کے مطابق ۱۴ فیصدی نشستیں مخصوص کردی جائیں گی لیکن ان کے علاوہ بھی مسلمان مزید نشستیں حاصل کرنیکی کوشش عام مقابلہ میں کرسکتے ہیں مگر طریق انتخاب مشترک ہوگا یہ عام قاعدہ ہوگا اور ہر ایک صوبہ میں ۲۵ فیصدی والی اقلیت کے فرقوں کو یہ حق ہوگا اس سے پنجاب کا مسئلہ اس طرح حل ہو جاتا ہے کہ وہاں سکھوں کے لئے نشستیں مخصوص ہونگی اور عام انتخابات میں بھی وہ حصہ لے سکیں گے۔ لیکن اگر یہ مسلمانوں کو منظور نہ ہو تو دوسرا حل اس مسئلہ کا یہ ہے کہ مسلمان صرف آبادی کے تناسب سے نشستوں کو مخصوص کرنے کا مطالبہ کریں گے اور ہر جگہ ایک اصول اختیار کریں خواہ وہ اقلیت میں ہوں یا اکثریت میں اور کسی جگہ کسی صوبہ میں بھی کوئی رعایت طلب نہ کریں اس میں یہ تو نقصان ضرور ہے کہ یوپی وغیرہ میں جہاں ان کو آبادی سے ۱۵ فیصدی زائد از استحقاق نشستیں ملی ہوئی ہیں ان سے دست بردار ہونا پڑے گا مگر اس کے ساتھ جن صوبوں میں مسلمان اکثریت میں ہیں ان کی اکثریت جوں کی توں باقی رہتی ہے اگر آبادی کے تناسب سے نشستوں کی تخصیص کا مطالبہ کیا جائے اور رعایت طلبی ترک کردی جائے تو پنجاب اور بنگال کی مشکل گتھی سلجھ سکتی ہے اور اس کے بعد سکھوں کو ۳۰ فیصدی مانگنے کا کوئی حق نہیں رہتا اور اگر پھر بھی سکھ ۳۰ فیصدی کا مطالبہ کریں گے تو چونکہ ان کا یہ مطالبہ معقولیت سے خالی ہوگا اور ساری دنیا ان کو بیجا ضد کرنیوالا اور ان کو ضدی اور ہٹ دھرم قرار دیگی۔ ہمارے نزدیک اس دشوار مسئلہ کے حل کی بہترین صورت یہی ہے اور مسلمانوں کو اس پر غور کرنا چاہئے اور اس قابل ننگ طرز عمل کو ترک کردینا چاہئے کہ جہاں وہ اقلیت میں ہیں رعایت طلب کرتے ہیں اور جہاں اکثریت میں ہیں [illegible]

اگر لندن میں باہر سمجھوتہ کے آثار پیدا ہوگئے ہیں اور مہاتما گاندھی نے امید ظاہر کی ہے کہ کوئی نہ کوئی سمجھوتہ ہو جائے گا اگر ایسا ہوگیا تو یہ نہایت ہی مبارک [illegible]

باب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(سلسلہ گزشتہ)

قضا نماز کا بیان

ہر انسان کے ذمہ کچھ نہ کچھ مشاغل ہوتے ہیں اور ایک آدمی بھی سہو و نسیان سے پاک نہیں ان حالات میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نماز قضا ہو جاتی ہے ان دشواریوں کو محسوس کر کے فقہائے کرام لکھتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو نماز صحیح وقت پر ادا کی جائے اور اگر قضا ہو جائے تو سچے دل سے توبہ کرے اور قضا نماز پڑھے۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ خندق میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی چار نمازیں قضا ہو گئیں جب ذرا اطمینان ہوا تو حضور نے فرمایا کہ اب قضا نمازیں پڑھی جائیں اس ارشاد کو سنکر سب نے وضو کیا اول حضور نے ظہر کی نماز پڑھی پھر عصر کی پھر مغرب کی اور پھر عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر حضور نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی نماز قضا ہو جائے تو وہ جلد سے جلد اس کو پڑھ لے اور جب کوئی شخص کسی نماز کو بھول جائے تو جس وقت بھی یاد آئے اسی وقت پڑھ لے اور بغیر کسی شرعی عذر کے نماز قضا کرنا سخت گناہ ہے جس کی نماز قضا ہو جائے اس پر فرض ہے کہ جب موقع حاصل ہو اس کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے۔

اور دشمن کا خوف نماز قضا کر دینے کے لئے شرعی عذر ہے مثلاً ایک شخص پیدل سفر کر رہا ہے اور جس راستے سے گذر رہا ہے وہاں چوروں اور ڈاکوؤں اور قزاقوں کا اندیشہ ہے تو اس صورت میں نماز قضا کر سکتا ہے

اور نماز پڑھنے کے لئے حضور سرورِ عالمؐ نے جو وقت مقرر کیا ہے وہ صحیح وقت ہے اور اس کے بعد قضا ہے۔ اور اگر کسی شخص نے ایسے وقت نماز شروع کی جبکہ وقت قریب الاختتام تھا اور وقت کے اندر وہ صرف "اللہ اکبر" کہہ سکتا تھا تو اس نے اگر وقت ختم ہونے سے پہلے اللہ اکبر کہہ لیا تو نماز قضا نہیں ہوگی بلکہ ادا ہی جائے گی اور نماز فجر اور نماز جمعہ اور نماز عیدین کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر سلام پھیرنے سے پہلے وقت ختم ہو گیا تو نماز قضا ہو گئی یعنی نماز باطل ہو گئی۔

اور اگر سونے میں یا بھول سے نماز قضا ہو گئی تو اس پر قضا کا گناہ نہیں لیکن قضا پڑھنا فرض ہے۔ اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ سفر میں گیا تھا راستے میں ایک نماز بھول گیا منزل پر پہنچنے کے بعد مجھے خیال آیا تو میں نے اسی وقت پڑھ لیا پھر جب میں سفر سے واپس آیا تو میں نے حضور کے سامنے یہ حال بیان کیا فرمایا اگر کوئی شخص نماز بھول جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے کہ یہی اس کا وقت ہے اور اگر کوئی شخص سو گیا

اور تنگ وقت پر بیدار ہوا تو اگر وقت مکروہ ہوا ہو تو فوراً پڑھ لے کہ تاخیر مکروہ ہے اور بالکل وقت نہیں ہے تو قضا پڑھے۔

اور اگر کوئی شخص سو رہا ہے یا اسے نماز یاد نہیں رہی تو جسے معلوم ہے اس پر واجب ہے کہ سوتے ہوئے کو جگا دے اور بھولے ہوئے کو یاد دلا دے اور اگر کوئی شخص مریض ہو اور تکلیف برداشت کرنے کے بعد سو گیا ہو تو اسے بیدار نہ کرے۔ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ علاقہ شام سے ایک رئیس آیا ہوا تھا اور وہ حضرت فاروق اعظم کے ہاں مہمان تھا اس کا یہ معمول تھا کہ نماز کے وقت سویا کرتا تھا ایک دن ظہر کی نماز کے وقت وہ سو رہا تھا جب وقت تنگ ہونے لگا تو ایک شخص نے اسے جگا دیا اس حرکت پر وہ ناراض ہوا اور اس نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی اس کی تقریر سنکر حضرت عمر نے کہا کہ شریعت اسلام کا یہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص سو رہا ہے تو جاگنے والے پر واجب ہے کہ اسے جگا دے تو میں نے کہا کہ میری حیثیت اور غریب مسلمانوں کی حیثیت میں فرق ہے کیا ہمارے لئے استثنٰی نہیں! حضرت عمر نے فرمایا کہ بیشک اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے دنیا امارت پرستی کے عذاب میں گرفتار تھی ہر شخص نے اس بات کو فراموش کر دیا تھا کہ بحیثیت انسان ہونے کے سب انسان برابر ہیں ہم نے وہ زمانہ دیکھا ہے جب امرائے شہر اور رؤسائے قبائل انسانی درجے سے بالاتر سمجھے جاتے تھے اور غریبوں کی زندگی کا موضوع صرف اس قدر تھا کہ وہ امیر آدمیوں کی اطاعت کریں۔ اور ان کے کسی کام پر اعتراض نہ کریں اسلام نے اس مصیبت کو ختم کر دیا اور امارت پرستی کا تختہ الٹ دیا اس نے صاف طور پر اعلان کیا کہ سب آدمی بحیثیت انسان ہونے کے برابر ہیں اور خدا کے نزدیک زیادہ بزرگ وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے اس اعلان سے حقیقت ظاہر ہو گئی اور انسانی جباریت کا طلسم ٹوٹ گیا امیر و غریب، بلند و پست اور ادنٰی و اعلٰی سب مساوی الرتبہ قرار پا گئے کیا اس قانون سے واقف ہونے کے بعد بھی آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جس شخص نے آپ کو نماز کے لئے بیدار کیا اس نے کوئی جرم کیا حضرت فاروق اعظم کی تقریر سنکر وہ رئیس بہت شرمندہ ہوا اور اس نے اپنے قصور کی معافی چاہی۔

اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جب شام کے علاقہ میں تھا تو ایک عیسائی رئیس نے اسلام قبول کیا وہ حد درجہ کا عیش پرست اور کاہل تھا اس کا یہ معمول تھا کہ صبح کی نماز کے وقت سویا کرتا تھا ایک دن ایک سپاہی نے اسے فجر کی نماز کے لئے اٹھا دیا اس حرکت پر وہ ناراض ہوا اور اس نے سپاہی کو برا بھلا کہا شام کو جب وہ میرے پاس ملنے آیا تو اس نے سپاہی کی شکایت کی اور مجھ سے کہا کہ عیسائیوں میں یہ دستور ہے کہ وہ امیر آدمیوں کا احترام کرتے ہیں اور ان کو ادنیٰ آدمیوں کی برابر نہیں سمجھتے اگر آپ میرے

قول کی تصدیق چاہیں تو کلیسا میں جاکر دیکھئے کہ امیر آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ الگ ہے اور غریبوں کی نشست گاہ الگ ہے اس تقریر کو سنکر مجھے رنج ہوا اور میں نے کہا جو کچھ آپ کہتے ہیں صحیح ہے اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے ایسا ہی دستور تھا میں نے وہ زمانہ دیکھا ہے جب امیر آدمیوں کو لائق پرستش سمجھا جاتا تھا اگر ایک غریب مر جاتا اور ایک رئیس کی ہستی قابل عبادت نہیں تو کم سے کم مرتبہ انسانیت سے بالاتر ضرور تھی اور ایک غریب آدمی کی ہستی ایک کیڑے مکوڑے سے زیادہ حقیر تھی امیر آدمیوں کے سامنے غریبوں کا بیٹھنا ممنوع تھا ان کے حضور میں تقریر کرنا گناہ اور ان کے کسی کام پر اعتراض کرنا موجب قتل تھا اسلام نے اس امارت پرستی کی بنیادیں ہلا دیں امیر آدمیوں کو مرتبہ قدوسیت سے گرا کر عام سطح انسانی پر قائم کیا اور غریب آدمیوں کو خاک ذلت سے اٹھا کر فرمانروا بنایا۔ ملک امرائے شہر اور روسائے قبائل کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا اگر آپ میرے قول کی تصدیق چاہتے ہیں تو مسجدوں میں جاکر دیکھئے آپ کو روسائے قبائل اور امرائے شہر اور درماندہ غریب ایک ہی صف میں نظر آئیں گے۔ پس جس نے آپ کو نماز کے لئے بیدار کیا اس کا فعل جائز ہے۔

اور جب کسی شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو اسے بلا ضرورت شرعیہ رات میں دیر تک جاگنا منع ہے۔

اور فرض نماز کی قضا فرض ہے اور واجب کی قضا واجب ہے اور سنت کی قضا سنت ہے ان سنتوں سے وہ سنتیں مراد ہیں جن کی قضا ضروری ہے مثلاً فجر کی سنتیں جبکہ فرض بھی فوت ہوگیا ہو اور ظہر کی شروع کی سنتیں جبکہ ظہر کا وقت باقی ہو اور قضا نماز کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں جب پڑھے گا بری الذمہ ہو جائے گا مگر طلوع و غروب کے وقت اور زوال کے وقت نماز جائز نہیں۔

اور کوئی شخص مرتد ہو گیا ہو اور وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہو تو زمانہ ارتداد کی نمازوں کی قضا ضروری نہیں اور مرتد ہونے سے پہلے جو نمازیں قضا ہوئی تھیں ان کی قضا واجب ہے۔

اور اگر دار الحرب میں کوئی شخص مسلمان ہوا اور احکام شرعیہ نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ سے اسے واقفیت نہ ہوئی تو جب تک وہ وہاں رہا ان دنوں کی قضا اس پر واجب نہیں اور جب وہ دار الاسلام میں داخل ہوا تو اب جو نماز قضا ہوگی اسے پڑھنا فرض ہے۔

اور جو مریض اشارے سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا اور اس کی یہ حالت پورے چھ وقت تک قائم رہے تو اس حالت میں جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا واجب نہیں۔ اور جو نماز جس حال میں فوت ہوئی اسی حال میں قضا پڑھی جائے گی مثلاً اگر سفر میں نماز قضا ہوئی اور وہ سفر چھتیس میل سے زیادہ کا تھا یعنی وہ اس سفر میں قصر پڑھ رہا تھا تو چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھی جائے گی اور اگر حالت اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے اور اگر قضا نماز پڑھتے وقت کوئی عذر ہو تو اس کا اعتبار کیا جائے گا مثلاً جس وقت نماز فوت ہوئی تھی اس وقت قیام کے ساتھ نماز پڑھ سکتا تھا اور اب کسی وجہ سے قیام نہیں کر سکتا مثلاً

بالکل ہی معذور ہو گیا کمزوری بہت زیادہ ہے تو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے اور اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو اشارے ہی سے پڑھ سکتا ہے اور صحت حاصل ہونے کے بعد ان کا اعادہ ضروری نہیں۔

قضا نمازوں میں ترتیب واجب ہے

فقہائے کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قضا نمازوں میں ترتیب واجب ہے اور فرض اور وتر میں بھی ترتیب ضروری ہے مثلاً فرض کیجئے ایک شخص کی نماز فجر اور نماز ظہر اور نماز عصر اور نماز مغرب اور نماز عشا اور نماز وتر فوت ہو گئیں تو اسے چاہیے کہ پہلے فجر پڑھے پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشا پھر وتر پڑھے اور اگر ان میں سے بعض قضا ہوں اور بعض ادا مثلاً ظہر کی نماز قضا ہو گئی تو فرض ہے کہ اسے پڑھ کر عصر پڑھے اور اگر وقت میں اتنی گنجائش نہ ہو کہ ادا اور قضا سب پڑھ سکے تو وقتی نماز یا قضا نمازوں میں سے جس کی گنجائش ہو وہ پڑھے باقی میں ترتیب ساقط ہے۔

اور اگر وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ اگر چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھے تو وہ وقت کی نمازیں پڑھ سکتا ہے تو اس صورت میں یہ حکم ہے کہ ترتیب قائم کی جائے اور بقدر جواز جہاں تک ممکن ہو مختصر نماز پڑھے اور اگر کسی شخص کی جمعہ کے دن فجر کی نماز قضا ہو گئی اور جمعہ کے وقت وہ پڑھ سکا تو اس صورت میں یہ حکم ہے کہ اگر فجر پڑھ کر جمعہ میں شریک ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ پہلے فجر پڑھے اگرچہ خطبہ شروع ہو چکا ہو اور اگر جمعہ نہ ملے اور ظہر کا وقت باقی رہے تب بھی فجر پڑھ کر ظہر پڑھے۔

اور اگر ایسا نازک وقت ہو کہ فجر پڑھنے کی وجہ سے جمعہ بھی جاتا رہے گا اور وقت بھی ختم ہو جائے گا تو اس صورت میں حکم یہ ہے کہ جمعہ پڑھ لے اور پھر فجر پڑھے اس صورت میں ترتیب ساقط ہے۔

اور اگر وقت کی تنگی کے باعث ترتیب ساقط ہو گئی اور ایک شخص وقتی نماز پڑھ رہا تھا کہ وقت بھی ختم ہو گیا تو اب ترتیب کا خیال فضول ہے اس کی وقتی نماز ہو گئی۔ اور اگر کسی شخص کو قضا نماز یاد نہیں رہی اور اس نے وقتی نماز پڑھ لی اور پھر قضا نماز کا خیال آیا تو وقتی نماز ہو گئی اور اب دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں اور اگر اثنائے نماز میں قضا یاد آگئی تو وقتی نہیں ہوگی پہلے قضا پڑھنی چاہیے۔

اور اگر کسی نے اپنے آپ کو باوضو گمان کرکے ظہر کی نماز پڑھی پھر وضو کرکے عصر کی پڑھی اور عصر کے بعد معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز کے وقت وضو نہیں تھا تو عصر کی ہو گئی صرف ظہر کی نماز کا اعادہ کرے۔

اور اگر کسی شخص کی فجر کی نماز قضا ہو گئی اور یاد ہوتے ہوئے اس نے ظہر کی نماز پڑھ لی پھر فجر کی پڑھی تو ظہر کی نہیں ہوئی اور عصر کی نماز پڑھتے وقت ظہر کی یاد تھی مگر اپنے گمان میں ظہر کو جائز سمجھا تھا تو عصر کی ہو گئی مطلب یہ ہے کہ جو شخص فرضیت ترتیب سے ناواقف ہے اس کا حکم بھولنے والے کی مثل ہے پس اس کی نماز ہو جائے گی اور جو شخص فرضیت ترتیب سے اچھی طرح واقف ہے اس کی نہیں ہو گی۔

اور جس شخص کی چھ نمازیں قضا ہو گئیں اس پر ترتیب لازم نہیں ہے

اب اگر اس کی بھی قضا نمازیں یاد ہیں تب وہ صاحب ترتیب ہو جائے گی یہ چھ نمازیں خواہ مسلسل قضا ہوئی ہوں یا متفرق طور پر ایک ہی حکم ہے اور جب چھ نمازیں قضا ہو جاتی ہیں تو ترتیب ساقط ہو جاتی ہے اب اگر ان قضا نمازوں میں سے اس نے بعض پڑھ لیں اور کچھ باقی رہ گئیں تو ترتیب عود نہیں کرے گی یعنی اگر ان میں سے دو ایک باقی ہیں تو وقتی نماز ہو جائیگی ہاں اگر سب قضا نمازیں پڑھ لیں تو اب وہ صاحب ترتیب ہو گیا اب اگر اس کی کوئی نماز قضا ہو گئی تو اسے قضا نماز پڑھ کر وقتی پڑھنی چاہیئے

اسی طرح اگر بھول جانے کی وجہ سے یا وقت کی تنگی کے باعث ترتیب ساقط ہو گئی تب بھی ترتیب عود نہیں کرے گی۔ مثلاً ایک شخص نے بھول کر نماز پڑھ لی اور اس کے بعد اسے قضا نماز یاد آئی تو نماز کا اعادہ ضروری نہیں اگرچہ وقت میں بہت کچھ گنجائش ہو۔

اور اگر کسی عورت کی ایک نماز قضا ہوئی اور اس کے بعد اسے حیض آ گیا تو جب وہ حیض سے فارغ ہو تو پہلے قضا نماز پڑھنی چاہیئے پھر وقتی پڑھے اور اگر قضا یاد ہوتے ہوئے اس نے وقتی پڑھی تو نہیں ہوئی اور اگر حیض جاری ہونے سے پیشتر دو نمازیں قضا ہوئیں مثلاً فجر کی نماز قضا ہوئی اور ظہر کی تو اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ جب حیض سے فارغ ہو تو اول فجر کی پڑھے پھر ظہر کی۔ اور جس شخص کے ذمہ قضا نمازیں زیادہ ہوں اس کے لئے یہ حکم ہے کہ جلد سے جلد ادا کرے اور اگر وہ بال بچوں کی پرورش اور کفالت کا فرض ادا کرتا ہے اور مختلف قسم کے مشاغل میں مصروف رہتا ہے تو اس کے لئے تاخیر جائز ہے امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ وہ اس طرح سبکدوش ہو سکتا ہے کہ اپنا کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے اس میں قضا نمازیں پڑھتا رہے یہاں تک کہ تعداد پوری ہو جائے اور یہ بات یاد رکھیئے کہ قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جو شخص نوافل پڑھتا ہے اُسے چاہیئے کہ نوافل چھوڑ کر ان کے بدلے میں قضا نمازیں پڑھے تاکہ بری الذمہ ہو جائے۔

اور اگر کسی شخص کی ایک نماز ہو گئی اور یہ یاد نہیں کہ کس وقت کی نماز قضا ہوئی تو اسے چاہیئے کہ ایک دن کی نمازیں پڑھے اور اگر کسی شخص کی دو نمازیں دو دنوں میں قضا ہو جائیں تو اسے چاہیئے کہ دونوں دن کی سب نمازیں پڑھے اسی طرح اگر تین دن کی تین نمازیں اور پانچ دن کی پانچ نمازیں قضا ہو جائیں تو سب پڑھے۔ اور اگر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک دن عصر کی اور ایک دن ظہر کی نماز قضا ہوئی اور یہ یاد نہیں کہ پہلے دن کس وقت کی نماز قضا ہوئی اور دوسرے دن کس وقت کی تو غور و فکر کرنے کے بعد جو دل کا فیصلہ ہو اسی پر عمل کرے۔

اور بعض مقامات پر یہ دستور ہے کہ ماہ شعبان کی ستائیسویں تاریخ یا ماہ رمضان کی آخری تاریخوں میں قضائے عمری پڑھتے ہیں یعنی کچھ لوگ جمع ہو کر اول توبہ و استغفار کرتے ہیں پھر جماعت سے قضائے عمری پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضا نمازیں اس ایک نماز سے ادا ہو گئیں؟ محض غلط ہے معلوم نہیں یہ قضائے عمری کی رسم کب سے جاری ہوئی اور کون لوگ اس کے محرک ہوئے شریعت میں اس کی کوئی اصلیت نہیں نہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی قضائے عمری پڑھی نہ صحابہ کرام نے اور ہم نے اکثر بزرگوں سے سنا ہے کہ سوائے ہندوستان کے کسی اور اسلامی آبادی میں یہ رسم نہیں ہے اور حضرت امام المشائخ خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ صرف ایک نماز کے پڑھنے سے تمام عمر کی قضا نمازیں معاف ہو سکتی ہیں وہ جاہل اور بے وقوف ہے اور توبہ اسی وقت صحیح ہے جبکہ قضا پڑھ لے اگر کوئی قضا نہیں پڑھتا اور توبہ استغفار کرتا ہے تو یہ توبہ معتبر نہیں قضا نماز پڑھنے کے بعد توبہ کر لی چاہیئے۔

اور اگر کوئی شخص عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر اول وقت سو گیا اور طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے صبح تک سوتا رہا اور فجر کی نماز کے وقت اس کی آنکھ نہ کھلی تو نماز کے قضا ہونے کا اس پر گناہ نہیں جب بیدار ہو تو فوراً قضا نماز پڑھے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص سفر میں ہے اور ایسے راستے سے گزر رہا ہے جہاں شیر وغیرہ کثرت سے ہیں اور اس کو اپنی جان کا خطرہ ہے اور اس حالت میں کوئی نماز قضا ہو گئی تو اس پر کوئی گناہ نہیں جب

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانفِرُوا ثُبَاتٍ أَوِ انفِرُوا جَمِيعًا ۝ وَإِنَّ مِنكُمْ لَمَن لَّيُبَطِّئَنَّ فَإِنْ أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَالَ قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُن مَّعَهُمْ شَهِيدًا ۝ وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللَّهِ لَيَقُولَنَّ كَأَن لَّمْ تَكُن بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ يَا لَيْتَنِي كُنتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۚ وَمَن يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی تو احتیاط رکھا کرو پھر متفرق طور پر یا مجتمع طور پر نکلو اور تمہارے مجمع میں بعضا بعضا شخص ایسا ہے جو ہٹتا ہے پھر اگر تم کو کوئی حادثہ پہنچ گیا تو کہتا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ حاضر نہیں ہوا اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے تو ایسے طور پر کہ گویا تم میں اور اس شخص میں کچھ تعلق ہی نہیں کہتا ہے ہائے کیا خوب ہوتا کہ میں بھی ان لوگوں کا شریک حال ہوتا تو مجھ کو بھی بڑی کامیابی ہوتی تو ہاں اس شخص کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑے جو آخرت کے بدلے دنیوی زندگی کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑے گا پھر خواہ جان سے مارا جاوے یا غالب آجاوے ہم اس کو اجر عظیم دیں گے۔

اوپر ذکر تھا کہ بعضے مسلمانوں نے یہود کی توبہ قتل سے قبول ہونے کا حال یہود سے سنکر یہ کہا تھا کہ ہمارے اوپر بھی اگر کوئی ایسا حکم نازل ہوتا تو ہم خود بھی اس کی تعمیل کرتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور ان میں جہاد کا ذکر فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے قتل جیسا حکم تو اس شریعت میں نہیں ہے لیکن اس شریعت میں دین کی ترقی کے لئے دین کے مخالفوں سے لڑنے کا حکم ہے جس کو اجر کمانا ہو وہ اس حکم کی تعمیل کی کوشش اور جرأت کرے لغت میں جہاد کے معنے مشقت کے ہیں اور شرع میں جہاد اس لڑائی کو کہتے ہیں جو خاص دین کی ترقی کے لئے کی جاوے۔ مشہور قول علماء کا یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جہاد فرض کفایہ ہے۔ فرض کفایہ اس فرض کو کہتے ہیں کہ قوم کے بعضے لوگوں کے عمل سے تمام قوم کے ذمہ سے اس فرض کا وجہ ساقط ہو جاوے صحاح ستہ کی جن سب کتابوں میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرعی جہاد وہی ہے جس میں فقط دین کی ترقی کے لئے لڑائی کی جاوے صرف دنیاوی فائدہ یا ناموری یا کسی بدلا لینے یا دکھانے کے لئے جو لڑائی کی جاوے کہ وہ شرعی جہاد نہیں ہے خوف کی چیز سے بچنے کو حذر کہتے ہیں حاصل مطلب آیت کے یہ ہیں کہ ہتھیاروں سے فوج کی تعداد سے جب دشمن کا حملہ روکنے کے قابل ہو جاؤ تو پھر تھوڑے تھوڑے یا اکٹھے لڑائی کے لئے نکلو پھر فرمایا بعض تم میں ایسے مسلمان بھی ہیں جو لڑائی پر جانے سے جی چراتے ہیں اور جب تم کو کسی لڑائی میں کچھ صدمہ پہنچ جاتا ہے تو اپنی جان کی خیر منا کے یوں کہتے ہیں کہ خدا نے بڑی خیر کی۔ ہم ان لوگوں کے ساتھ نہ تھے ورنہ ہمارا بھی وہی حال ہوتا جو ان کا ہوا اور جب کسی لڑائی میں تم کو کامیابی ہوتی ہے تو بالکل غیروں کی حسرت سے یہ کہنے لگتے ہیں کہ کاش کہ ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے تاکہ ہم بھی اس کامیابی کے حصہ دار ٹھیرتے ان کچے مسلمانوں کی حالت سے نفرت دلانے کے بعد پکے مسلمانوں کو دین کی لڑائی کی یوں ترغیب دلائی کہ جن لوگوں نے دنیا کی چند روزہ زندگی کو بیچکر عقبیٰ کا اجر مول لیا ہے ان کو دین کی لڑائی پر ہمت باندھنی چاہیے بعضے علماء نے کہا کہ جہاد کریں اللہ کی راہ میں کا ارشاد ان ہی کچے مسلمانوں کے حق میں ہے کہ کچے مسلمانوں کی فتح اور شکست پر گھر بیٹھکر باتیں بنانے سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ ان لوگوں کو چاہیے کہ پکے مسلمان بنجاویں اور نیک نیتی سے دین کی لڑائی لڑیں کیونکہ نیک نیتی کی دین کی لڑائی میں جان دینا یا فتح پانا دونوں حالتیں اجر عظیم سے خالی نہیں صحیحین میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک نیتی سے دین کی لڑائی لڑنے والوں کو ہر طرح فائدہ ہے خدا کی راہ میں جان دی تو جنت کمائی زندہ بچکر گھر آئے تو عقبیٰ کا اجر جدا کمایا اور لوٹ کا مال جدا ہاتھ آیا۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا ۝ الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا ۝

(ترجمہ) اور تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم جہاد نہ کرو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کی خاطر سے جن میں کچھ مرد ہیں اور کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں جو دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے باہر نکال جس کے رہنے والے سخت ظالم ہیں اور ہمارے لئے غیب سے کسی دوست کو کھڑا کیجئے اور ہمارے لئے غیب سے کسی حامی کو بھیجئے جو لوگ پکے ایماندار ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں تو تم شیطان کے [illegible]

ساتھیوں ...

اوپر کی آیتوں کی ترغیب علاوہ مشرکین کے مقصد جنگ لڑائی میں ہے اور طرح سے ترغیب مسلمانوں کو لڑائی کی یوں کہ ہجرت سے پہلے بہت لوگ تھے جو حضرت کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ کو نہ آ سکے تھے وہ مظلوم بنکر مشرکین مکہ کے تابو میں تھے اور مشرکین مکہ ان مظلوموں پر طرح طرح کی زیادتی کرتے تھے تاکہ وہ تنگ آکر اپنے دین سے پھر جاویں اس لیے فرمایا کہ اے مسلمانوں تم کو کیا بات نے کس لیے روکا ہے کہ تم نہ لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں کو چھڑانے جو مغلوب بنکر بے بس کافروں کے قابو میں ہیں اور رات دن اسی آفت سے نجات پانے کی اللہ سے التجا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یا اللہ جلدی ہم کو کوئی ایسا حامی کھڑا کر جس کی حمایت سے ہم ان ظالموں کی بستی سے نکلیں۔ صحیح بخاری مسلم سنن اور مستدرک حاکم میں ابن عمر اور ابو ہریرہ سے جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی کسی طرح کی سختی رفع کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی سختی رفع فرما دے گا اور دنیا میں بھی ایسے شخص کی ہر طرح سے مدد کرے گا غرض اوپر کی آیتوں میں دین کی لڑائی کا جو اجر اور فائدہ تھا مشرکین مکہ سے لڑنے میں اس کے علاوہ مظلوموں کی مدد کا بھی اجر تھا اس لئے اس کو خاص طور پر ان آیتوں میں فرمایا۔ پھر لڑائی پر مستعد ہو جانے کی مسلمانوں کی یوں جرات بڑھائی کہ تم لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہو اس لئے اللہ اپنے وعدہ کے موافق ہر حال میں تمہاری مدد کرے گا اور اللہ کی مدد سے تمہارا ہی غلبہ ہوگا کیونکہ اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اور تمہارے دشمن شیطان کے ہوا خواہ ہیں جو خود ہی جھوٹا ہے اور اس کے سب وعدے بھی مکر و فریب کے ہیں اس واسطے تمہارے دشمن آخر کو مغلوب ہوں گے فتح مکہ کے وقت اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کا ظہور ہوا سب دشمن مغلوب ہو گئے اور جو مسلمان مظلوموں کی طرح دشمن کے قابو میں تھے ان کی رہائی ہو گئی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہجرت سے پہلے جب تک مسلمانوں کی جماعت تھوڑی سی تھی اور ان کے پاس لڑائی کا سامان بھی نہ تھا اس وقت تک اگرچہ مکہ کے موجود مسلمان مشرکین مکہ کی طرح طرح کی ایذا سے تنگ آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہتے تھے کہ مشرکین سے لڑیں چنانچہ آگے کی آیت میں اس کا ذکر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت میں اس وقت تک لڑائی کے حکم نازل ہونا خلاف مصلحت تھا ان مسلمانوں کی خواہش پر لڑائی کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا بلکہ درگذر کی آیتیں نازل ہوتی رہیں یہاں تک کہ ہجرت کا حکم نازل ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لے آئے مہاجرین اور انصار کے ایک جا ہونے سے مسلمانوں کی جماعت بڑھ گئی لڑائی کا کچھ سامان بھی فراہم ہو گیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دین کی لڑائی کا حکم نازل فرمایا اور اس حکم کی تعمیل کی یہ ترغیبیں ہیں جن کا ان آیتوں میں ذکر ہے شریعت موسوی سے لیکر شریعت محمدی تک دین کی لڑائی کے جائز کر دینے میں بڑی مصلحت یہ ہے کہ اس سے دین کی حفاظت ہوتی ہے کوئی مخالف کسی دین کی ... نہیں کر سکتا جس کی تفصیل سے ... کی تفسیر میں آوے گی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ
اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ
خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَا
اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ
خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا
يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَاِنْ تُصِبْهُمْ
حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ
يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۗ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ فَمَالِ
هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ مَآ اَصَابَكَ
مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ
نَّفْسِكَ ۗ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

(ترجمہ) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ ان کو کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو تھامے رہو اور نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو پھر جب ان پر جہاد کرنا فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ ان میں سے بعض بعض آدمی لوگوں سے ایسا ڈرنے لگے جیسا اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا اور یوں کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار کہ آپ نے ہم پر جہاد کیوں فرض فرما دیا ہم کو تھوڑی مدت مہلت دی ہوتی آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا تمتع محض چند روزہ ہے اور آخرت ہر طرح بہتر ہے اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے بچے اور تم پر دھاگہ برابر بھی ظلم نہ کیا جاوے گا چاہے کہیں بھی ہو وہیں تم کو موت آ جاوے گی اگرچہ تم قلعہ بند کے قلعوں ہی میں ہو اور اگر ان کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ ہو گئی اور اگر ان کو کوئی بری حالت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ آپ کے سبب سے ہے آپ فرما دیجئے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے لیکن لوگوں کو کیا ہوا کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے۔ اے انسان تجھ کو جو کوئی خوشحالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ کی جانب سے ہے اور جو کوئی بدحالی پیش آوے وہ تیرے ہی سبب سے ہے اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔

اوپر جہاد کا ذکر تھا یہ آیتیں بھی اسی ذکر سے متعلق ہیں معتبر سند سے نسائی حاکم ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی شان نزول جو بیان کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ میں جب مسلمان کمزور تھے تو مشرک لوگ مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے ایک روز ان تکلیفوں سے تنگ آکر عبدالرحمن بن عوف اور مقداد بن اسود اور قدامہ بن مظعون اور سعد بن ابی وقاص اور چند صحابہ نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرکین کی ایذا دہی کی شکایت پیش کی اور

لڑائی کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابھی لڑائی کی اجازت نہیں ہے اس لئے بالفعل لڑائی سے ہاتھ روکنا اور فقط نماز اور زکوٰۃ پر قائم رہنا چاہئے مدینہ میں آنے کے بعد لڑائی کا حکم آیا اور جب احد کی لڑائی ہوئی اور بعضے مسلمانوں کے دل میں مشرکوں سے لڑائی کا وہ جوش نہیں پایا گیا جو لڑائی کے حکم سے پہلے مکہ میں تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو الزام دینے کو یہ آیتیں نازل فرمائیں شان نزول کی چند روایتیں ہیں جن کے سبب ایک روایت کو دوسری روایت سے تقویت ہو جاتی ہے اس کی آیت میں زکوٰۃ کا جو ذکر ہے اس سے ان علماء کے قول کی تائید ہوتی ہے جو مکہ میں زکوٰۃ کے فرض ہونے کے قائل ہیں لیکن بعضے علماء کا یہ قول ہے کہ ہجرت سے پہلے جب مسلمان مکہ میں تھے تو ان کو محتاج لوگوں کے ساتھ مقدور کے موافق کچھ سلوک کرنے کا حکم تھا اسی کو ان آیتوں میں زکوٰۃ فرمایا ہے جہاد کا حکم نازل ہونے کے بعد کچے مسلمان دو طرح کی باتیں کرتے تھے ایک تو لڑائی پر جانے میں موت کے اندیشہ سے یہ کہتے تھے کہ جہاد کا حکم تھوڑی مدت کے لئے ٹل جاتا تو اچھا تھا اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ لڑائی پر جانے سے کچھ وقت مقررہ سے پہلے موت نہیں آتی موت کا تو ایک خاص وقت مقرر ہے اور جب وقت آجائے گا تو لڑائی کے میدان پر کیا موقوف ہے یہ لوگ اگر مضبوط قلعہ میں بھی ہوں تو موت ان کو ہرگز نہ چھوڑے گی پھر جب یہ بات ہے کہ دنیا کے عیش فقط اور دنیا کی زندگی چند روزہ ہے تو ایسی عارضی عیش و آرام ایسی عارضی زندگی کے پیچھے ہمیشہ عیش و آرام ہمیشہ کی زندگی کے حاصل کرنے کی ہمت نہ باندھنا کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے کیونکہ عقبیٰ میں پرہیزگاروں کے لئے جو عیش و آرام اللہ تعالیٰ نے ان کے ذرہ ذرہ سے عمل کی جزا میں رکھے ہیں دنیا کے عیش و آرام کی ان کے آگے کچھ اصل نہیں ہے صحیح مسلم میں مستورد بن شداد سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح دریا میں کوئی شخص انگلی ڈبو کر نکالے اور اس کی انگلی میں پانی کی تری اسی لگی رہ جاوے دنیا اور عقبیٰ کی بالکل ایسی مثال ہے کہ عقبیٰ کا عیش و آرام ایک دریا ہے اور اس کے مقابلہ میں دنیا کا عیش و آرام مثل اس تری کے ہے جو اس شخص کی انگلی کو لگ کر رہ گئی تھی دوسری باتیں یہ کچے مسلمان اور ان کے ملنے جلنے والے یہودی مل کر جو کرتے تھے وہ یہ تھیں کہ مثلاً جب جنگ بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کو فتح ہوئی تو اس فتح کو اللہ کی مدد سے ایک اتفاقی فتح کہتے تھے اس بات کے قائل نہیں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی مدد فرمائی اس لئے یہ فتح ہوئی اسی طرح جب احد کی لڑائی میں معاملہ برعکس ہوا اور مسلمان کچھ اس میں کام آئے تو اس معاملہ کو آنحضرت کے مدینہ میں آنے کی ایک بد فالی خیال کر کے یوں کہتے تھے کہ نہ یہ نبی مدینہ میں آکر اس طرح کی بے انتظامی کی لڑائی لڑتے نہ یہ مصیبت ہماری بستی کے لوگوں کی جانیں جاتیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی نادانی ہے جو یہ ایسی باتیں کرتے ہیں دنیا میں فتح و شکست اور رنج و خوشی کی باتیں اللہ کے حکم سے ہوتی ہیں کسی بد فالی کو اس میں کچھ دخل نہیں رہی لشکر اسلام کی کبھی کبھی کی ناکامیابی اور وقتی ناکامی کا صدمہ وہ انسان کی شامت اعمال سے ہے مثلاً جیسے تیر اندازوں کے گروہ نے پہاڑ کا ناکہ چھوڑ کر احد کی لڑائی میں ناکامی اٹھائی اور اس دنیا کے صدمہ میں حکمت اللہ کی مصلحت یہ ہے کہ مسلمانوں کے گناہوں کا کفارہ یہیں دنیا میں ہو جاتا ہے جس کی تفصیل آگے آتی ہے رہا جاتا صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل ہے کہ ایماندار آدمی کو دنیا میں ایک کانٹا چبھنے کا صدمہ بھی پہنچے تو اس کا صدمہ اس کے گناہوں کے کفارہ میں لکھا جاتا ہے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے تم کو اللہ نے رسول بنا کر دنیا میں بھیجا ہے تاکہ یہ لوگ تم سے دین کے احکام سیکھیں اور ان پر عمل کریں جس سے ان کی نجات ہو اور اللہ کی گواہی تمہارے رسول ہونے پر ایک کافی بات ہے یہ لوگ جو اس کے سوا تم کو بدفالی کا سبب ٹھیراتے ہیں یہ ان کی کمال نادانی ہے۔

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَا أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۝ وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ ۖ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۖ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا ۝ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْاٰنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝

ترجمہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور جو شخص روگردانی کرے سو ہم نے آپ کو ان کا نگران کر کے نہیں بھیجا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا کام اطاعت کرنا ہے پھر جب آپ کے پاس سے باہر جاتے ہیں تو شب کے وقت مشورے کرتی ہے ان میں کی ایک جماعت برخلاف اس کے جو زبان سے کہہ چکی ہے اور اللہ تعالیٰ لکھتے جاتے ہیں جو کچھ وہ راتوں کو مشورے کیا کرتے ہیں سو آپ ان کی طرف التفات نہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کے حوالہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں تو کیا پھر قرآن میں غور نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بکثرت تفاوت پاتے۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کی گواہی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچا نبی ہونے کا ذکر فرمایا تھا اب ان آیتوں میں فرمایا کہ جب یہ نبی اللہ کے رسول ہیں اور لوگوں کو جو حکم کرتے ہیں وہ اللہ کے فرمانے کے مطابق کرتے ہیں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں تو ان کی فرمانبرداری عین اللہ کی فرمانبرداری ہے حدیث اس آیت کی پوری تفسیر ہے اپنے بعد اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو ارشاد فرماتا ہے کہ جو کوئی اس فرمانبرداری میں کوتاہی کرے تو اے رسول اللہ کے تم ایسے لوگوں کا تمہیں نگہبان نہیں ٹھہرایا اور پھر فرمانبرداری میں کوتاہی کرنے والوں منافقوں کی مذمت فرمائی کہ اے رسول اللہ کے یہ لوگ تمہارے روبرو فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے ہاتھ سے ان کی جان اور ان کے مال کو کوئی صدمہ نہ پہنچ جائے لیکن تمہارے سامنے سے جب یہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو جاتے ہیں تو اپنے اقرار کے برخلاف رات کو مشورے کرتے ہیں اللہ کے دفتر میں ان کے یہ سب کرتوت لکھے جاتے ہیں دنیا میں اے رسول اللہ کے تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو وقت مقررہ پر اللہ ان سے خود سمجھ لیوے گا پھر فرمایا کہ اگر یہ لوگ قرآن کی فصاحت اور اس کی غیب کی خبروں اور احکام کے بغیر کسی اختلاف کے آئندہ ٹھیک ظہور پر غور کرتے تو ان کو اچھی طرح یقین آجاتا کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور جس پر یہ نازل ہوا ہے وہ اللہ کے رسول ہیں مگر جو لوگ علم ازلی الٰہی میں جن لوگوں کا نفاق کی حالت میں دنیا سے اٹھنا قرار پا چکا ہے وہ اس راستہ پر کبھی نہ آویں گے

صحیح بخاری شریف اردو

بقیہ گذشتہ

کتاب الصلوٰۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نماز شب معراج میں کس طرح فرض کی گئی اور ابن عباس نے کہا ہے کہ مجھ سے ابو سفیان بن حرب نے ہرقل کی حدیث میں بیان کیا اور کہا کہ وہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز کا اور صدقہ کا اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہیں۔

(۳۴۴) انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ابوذر کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ایک شب) میرے گھر کی چھت پھٹ گئی اور میں مکہ میں تھا پھر جبرئیل علیہ السلام اترے اور انہوں نے میرے سینہ کو چاک کیا پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا پھر ایک طشت سونے کا حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا لائے اور اسے میرے سینہ میں ڈال دیا پھر سینہ کو بند کر دیا بعد اس کے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے آسمان پر چڑھا لے گئے تو جب میں دنیا کے آسمان پر پہنچا تو جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ (دروازہ) کھول دے اس نے کہا کہ یہ کون ہے وہ بولے یہ جبرئیل ہے پھر اس نے کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی (اور بھی) ہے جبرئیل نے کہا ہاں میرے ہمراہ محمدؐ ہیں پھر اس نے کہا کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں جبرئیل نے کہا ہاں پس جب دروازہ کھول دیا گیا تو ہم آسمان دنیا پر چڑھے پس یکایک ایک ایسے شخص پر نظر پڑی جو بیٹھا ہوا تھا اس کے داہنی جانب کچھ لوگ تھے اور اس کی بائیں جانب بھی کچھ لوگ تھے جب وہ اپنی داہنی جانب دیکھتے تو ہنس دیتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو رو دیتے پھر انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں انہوں نے کہا کہ یہ آدم ہیں اور یہ لوگ ان کے داہنے اور بائیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں داہنی جانب جنت والے ہیں اور بائیں جانب دوزخ والے اسی سے جب وہ اپنی داہنی جانب نظر کرتے ہیں تو ہنس دیتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں یہاں تک کہ مجھے دوسرے آسمان تک لے گئے اور اس کے داروغہ سے کہا کہ (دروازہ) کھول دے تو اس سے داروغہ نے اسی قسم کی گفتگو کی جیسا کہ پہلے نے کی تھی پھر (دروازہ) کھول دیا گیا انس کہتے ہیں کہ پھر ابوذر نے ذکر کیا کہ آپ نے آسمانوں میں آدم اور ادریس اور موسیٰ اور عیسیٰ اور ابراہیم (علیہم السلام) کو پایا اور یہ نہیں بیان کیا کہ ان کے مدارج کس طرح ہیں سوا اس کے کہ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ آدم کو آسمان دنیا میں اور ابراہیم کو چھٹے آسمان میں پایا انس کہتے ہیں پھر جب جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ادریس کے پاس گذرے تو انہوں نے کہا مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح آپ فرماتے ہیں میں نے (جبرئیل سے) پوچھا کہ یہ کون ہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ ادریس ہیں پھر میں موسیٰ کے پاس سے گذرا تو انہوں نے کہا مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح میں نے (جبرئیل) سے پوچھا یہ کون ہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ موسیٰ ہیں پھر میں عیسیٰ کے پاس سے گذرا تو انہوں نے کہا مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبرئیل نے کہا یہ عیسیٰ ہیں پھر میں ابراہیم کے پاس گذرا تو انہوں نے کہا مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ ابراہیم ہیں ابن شہاب کہتے ہیں مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس اور ابو حبہ انصاری کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے چڑھا لے گئے یہاں تک کہ میں ایک ایسے بلند مقام پر پہنچا جہاں (فرشتوں کے) قلموں کی کشش کی آواز میں سنتا تھا ابن حزم اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں پس میں ان کے ساتھ لوٹا یہاں تک کہ موسیٰ پر گذرا موسیٰ نے کہا کہ اللہ نے آپ کے لئے آپ کی امت پر کیا فرض کیا میں نے کہا کہ پچاس نمازیں فرض کی ہیں انہوں نے (یہ سنکر) کہا کہ اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جائیے اس لئے کہ آپ کی امت (اس قدر عبادت کی) طاقت نہیں رکھتی پس میں لوٹ گیا تو اللہ نے اس کا ایک حصہ معاف کر دیا پھر میں موسیٰ کے پاس لوٹ کر گیا اور کہا کہ اللہ نے اس کا ایک حصہ معاف کر دیا ہے پھر حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ اپنے پروردگار سے رجوع کیجئے کیونکہ آپ کی امت (اس کی بھی) طاقت نہیں رکھتی پھر میں نے رجوع کیا تو اللہ نے ایک حصہ اس کا (اور) معاف کر دیا پھر میں ان کے پاس لوٹ کر آیا (اور کہا) تو وہ بولے کہ آپ اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جائیے کیونکہ آپ کی امت (اس کی بھی) طاقت نہیں رکھتی چنانچہ پھر میں نے اللہ سے رجوع کیا تو اللہ نے فرمایا کہ (اچھا اب) یہ پانچ (رکھی جاتی) ہیں اور یہ (درحقیقت باعتبار ثواب کے) پچاس ہیں میرے ہاں بات بدلی نہیں جاتی پھر میں موسیٰ کے پاس لوٹ کر آیا انہوں نے کہا پھر اپنے پروردگار سے رجوع کیجئے میں نے کہا (اب) مجھے اپنے پروردگار سے (بار بار کہتے ہوئے) شرم آتی ہے پھر مجھے روانہ کیا گیا یہاں تک کہ میں سدرۃ المنتہیٰ پہنچایا گیا اور اس پر بہت سے رنگ چھا رہے تھے میں نہ سمجھا کہ یہ کیا ہیں پھر میں جنت میں داخل کیا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں موتی کی لڑیاں ہیں اور اس کی مٹی مشک ہے۔

(۳۴۵) ام المومنین عائشہ کہتی ہیں کہ اللہ نے جب نماز فرض کی تھی تو وہ دو دو رکعتیں فرض کی تھیں حضر میں بھی اور سفر میں بھی تو سفر کی نماز (اپنی اصلی حالت پر) قائم رکھی گئی اور حضر کی نماز میں زیادتی کر دی گئی۔

باب نماز کا کپڑوں میں واجب ہونا (ثابت ہے) اور اللہ بزرگ و برتر کا فرمانا خذوا زینتکم عند کل مسجد (اس پر دلیل ہے) اور جو شخص ایک ہی کپڑے میں لپیٹ کر نماز پڑھے وہ درست ہے اور سلمہ بن اکوع سے

ل یعنی ہر کپڑا [illegible] برہنہ نماز پڑھنا [illegible] تم ہر نماز کے وقت اپنی آرائش [illegible]

کے لیے کوئی جگہ نہیں تو اس کی پرواہ نہیں۔ جس نے ... نبی صلی اللہ علیہ وسلم ...
اعلان کی مسافت یہاں عراض ہے اور جس ... اس کی پاس میں ...
جس میں جماع کرتا ہے تاوقتیکہ اس میں پہلے سے نہ دیکھے اس نے جائز کام
کیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ کعبہ کا کوئی طواف برہنہ نہ کرے
(٣٣٦) ام عطیہ کہتی ہیں کہ ہمیں آپ نے حکم دیا تھا کہ ہم عیدین کے دن حائضہ
عورتوں اور پردہ نشینوں کو باہر نکالیں تاکہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں اور
ان کی دعا میں حاضر ہوں حائضہ عورتیں اپنے مصلے سے علیحدہ رہیں ایک عورت
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں سے کسی کے پاس دوپٹہ نہیں ہے تو وہ کیا
کرے، آپ نے فرمایا کہ اس کی ساتھ والی کو چاہیے کہ اسے اوڑھا دے

باب نماز (تنگی حالت) میں ازار کا پشت کی طرف باندھنا (درست ہے) اور
ابوحازم نے سہل بن سعد سے روایت کیا ہے کہ صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے ہمراہ اپنے ازاروں کو اپنے شانوں پر باندھ کر نماز پڑھی

(٣٣٧) محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جابر نے ایسے ازار میں جس
کو انہوں نے اپنی پشت کی طرف باندھا تھا نماز پڑھی حالانکہ ان کے کپڑے
کھونٹی پر رکھے تھے تو ان سے ایک کہنے والے نے کہا کہ آپ ایک ازار میں
نماز پڑھتے ہیں انہوں نے کہا میں نے یہ اس واسطے کیا ہے کہ تیرا جیسا احمق مجھے
دیکھے اور (تو) اتنا بھی نہیں جانتا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم
سے کس کے پاس دو کپڑے تھے۔

(٣٣٨) محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے جابر کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے
ہوئے دیکھا اور انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے
میں نماز پڑھتے دیکھا۔

باب ایک کپڑے میں اسی کو لپیٹ کر نماز پڑھنا درست ہے اور زہری
نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ ملتحف کے معنے متوشح کے ہیں اور متوشح
وہ شخص ہے جو چادر کے دونوں سرے اپنے دونوں شانوں پر ڈال لے اور
یہی اشتمال علی منکبیہ کا مطلب ہے اور ام ہانی نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے ایک کپڑے سے التحاف کیا اور اس کے دونوں سرے دونوں
شانوں پر ڈال لئے۔

(٣٣٩) عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
کپڑے میں نماز پڑھی اس کے دونوں سروں کے درمیان میں تفریق کر دی تھی۔

(٣٤٠) عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
ام ہانی کے گھر میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا آپ نے اس کے دونوں سرے دونوں شانوں پر ڈال رکھے تھے

(٣٤١) عمر بن ابی سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے ام سلمہ کے گھر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا آپ اس کا اشتمال کئے ہوئے تھے یعنی
اس کے دونوں سرے اپنے دونوں شانوں پر ڈالے ہوئے تھے۔

(٣٤٢) ام ہانی بنت ابی طالب کہتی ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس فتح مکہ کے سال گئی تو میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا اور آپ
کی بیٹی فاطمہ آپ پر پردہ کئے ہوئے تھیں ام ہانی کہتی ہیں میں نے آپ کو سلام
کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کون ہے میں نے عرض کیا کہ میں ام ہانی بنت ابی
طالب ہوں آپ نے فرمایا ام ہانی مرحبا ہو جب آپ غسل سے فارغ
ہوئے تو کھڑے ہو گئے اور ایک کپڑے میں التحاف کر کے آٹھ رکعت نماز
پڑھی جب فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ
کے بیٹے (علی مرتضی) کہتے ہیں کہ میں ایک شخص کو مار ڈالوں گا حالانکہ میں نے
اسے پناہ دی ابن ہبیرہ کے فلاں بیٹے کو تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اے ام ہانی جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی ام ہانی کہتی
ہیں یہ نماز چاشت[1] تھی۔

(٣٤٣) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک پوچھنے والے نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا تو رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کے پاس دو دو کپڑے ہیں۔

باب۔ جب ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو چاہیے کہ اس کا کچھ حصہ
اپنے شانے پر ڈال لے

(٣٤٤) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں
سے کوئی ایسے ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے جس میں اس کے شانہ پر کچھ نہ ہو۔

(٣٤٥) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ایک کپڑے میں نماز
پڑھے تو چاہیے کہ اس کے دونوں سروں کے درمیان تفریق کرے۔

باب جب کپڑا تنگ ہو (تو) اس میں کیسے نماز پڑھے؟

(٣٤٦) سعید بن حارث کہتے ہیں کہ ہم نے جابر بن عبداللہ سے ایک
کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا تو انہوں نے کہا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہمراہ آپ کے کسی سفر میں نکلا تو ایک رات کو اپنی کسی ضرورت سے
میں آپ کے پاس آیا تو میں نے آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا اور میرے جسم
کے اوپر ایک کپڑا تھا پس میں نے اس سے اشتمال کیا اور آپ کے پہلو میں
کھڑے ہو کر میں نے نماز پڑھی جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے جابر
رات کو آنا کیسے ہوا میں نے آپ کو اپنی ضرورت بتا دی پھر جب میں فارغ
ہوا تو آپ نے فرمایا یہ اشتمال جو میں نے دیکھا کیا تھا میں نے کہا کپڑا تھا
آپ نے فرمایا اگر کپڑا وسیع ہو تو اس سے التحاف کر لیا کرو اور اگر تنگ ہو تو
اس کی ازار بنا لو۔

(٣٤٧) سہل کہتے ہیں کہ کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز
پڑھتے تھے لڑکوں کی طرح اپنی ازاروں کو اپنے شانوں پر باندھ کر اور
عورتوں سے کہہ دیا جاتا تھا کہ جب تک مرد سیدھے بیٹھ نہ جائیں اپنے
سروں کو نہ اٹھانا۔

باب جبہ شامیہ میں نماز پڑھنا درست ہے اور حسن بصری نے کہا ہے
کہ ان کپڑوں میں جنہیں مجوس بنتے ہیں کچھ حرج نہیں سمجھا گیا اور معمر نے
کہا ہے کہ میں نے زہری کو یمن کے وہ کپڑے پہنے دیکھے جو پیشاب سے
رنگین ہوتے تھے اور علی بن ابی طالب نے بے دھوئے کپڑے میں نماز
پڑھی۔

---

[1] نماز چاشت مسنون ہے وقت اس کا طلوع آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے اور نصف النہار زوال تک رہتا ہے۔

[2] مشجب لکڑی کی ایک چیز ہے اس پر کپڑے رکھے جاتے ہیں

(۳۴۸) [illegible] کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ
ایک سفر میں تھا تو آپ نے فرمایا کہ اے مغیرہ پانی کا برتن اٹھا لو تو میں نے
اٹھا لیا پھر آپ چلے یہاں تک کہ مجھ سے چھپ گئے اور آپ نے اپنی ضرورت
رفع کی اور اس وقت آپ کے جسم پر جبہ شامیہ تھا پس آپ اپنا ہاتھ اس
کی آستین سے نکالنے لگے تو وہ تنگ ہوا لہٰذا آپ نے اپنے ہاتھ اس کے نیچے
سے نکالا پھر میں نے آپ کے اعضائے شریفہ پر پانی ڈالا اور آپ نے
وضو فرمایا جس طرح آپ کا وضو نماز کے لئے ہوتا تھا اور آپ نے موزوں پر مسح
کیا پھر نماز پڑھی۔

باب نماز میں اور غیر نماز میں برہنہ ہونے کی کراہت (کا بیان)

(۳۴۹) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ (کی)
تعمیر کے لئے قریش کے ہمراہ پتھر اٹھاتے تھے اور آپ (کے جسم) پر آپ
کی ازار (بندھی ہوئی) تھی تو آپ سے آپ کے چچا عباس نے کہا کہ اے میرے
بھتیجے کاش تم اپنی ازار اتار ڈالتے اور اسے اپنے شانوں پر پتھر کے نیچے
رکھ لیتے جابر کہتے ہیں کہ آپ نے ازار کھول ڈالی اور اسے اپنے شانوں پر
رکھ لیا تو بیہوش ہو کر گر پڑے، پس اس کے بعد آپ کبھی برہنہ نہیں دیکھے گئے۔

باب قمیص اور سراویل اور تبان اور قبا میں نماز پڑھنا (درست ہے)

(۳۵۰) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
(متوجہ ہو کر) کھڑا ہوا اور اس نے آپ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے
کا حکم پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے ہر شخص دو کپڑے پاتا ہے پھر
ایک شخص نے (یہی) مسئلہ عمر سے پوچھا تو انہوں نے کہا جب اللہ وسعت
کرے تو تم بھی وسعت کرو (اب) چاہیے کہ ہر شخص اپنے کپڑے (دو دو)
پہنے کوئی ازار و چادر میں نماز پڑھے کوئی ازار و قمیص میں کوئی ازار اور
قبا میں کوئی سراویل اور چادر میں کوئی سراویل اور قمیص میں کوئی اور قبا
میں کوئی تبان اور قبا میں کوئی تبان اور قمیص میں (ابوہریرہ کہتے ہیں میں
خیال کرتا ہوں کہ عمر نے یہ بھی کہا کہ کوئی تبان اور چادر میں)

(۳۵۱) ابن عمر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کہ محرم کیا پہنے آپ نے فرمایا، قمیص پہنے اور نہ سراویل اور نہ عمامے
اور نہ ایسا کپڑا جس میں زعفران لگ گیا ہو اور نہ اس میں ورس لگا ہو
پھر جو کوئی نعلین نہ پائے تو موزے پہن لے اور چاہیے کہ ان کو کاٹ دے
تاکہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں (اور نافع نے ابن عمر سے انہوں نے نبی صلی اللہ
علیہ سے اسی کی مثل روایت کی ہے)

باب (جسم) عورت میں سے کیا چیز چھپائی جائے

(۳۵۲) ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمال
صماء سے اور اس بات سے کہ آدمی ایک کپڑے میں احتباء کرے اور اس
کی شرمگاہ پر اس کا کوئی حصہ نہ ہو منع فرمایا ہے۔

ل تہبند کو کہتے ہیں سراویل پائجامہ کو تبان جانگیا کو قبا مشہور و
معروف ہے ۔ ل اشتمال صماء اس کو کہتے ہیں کہ برہنہ آدمی چادر اس طرح اوڑھے
کہ ہاتھ پیر سب اس کے اندر چھپ جائیں پیر اٹھے ہوئے ہوں کہ اس کی شرمگاہ
[illegible]

(۳۵۳) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بیع سے
منع فرمایا ہے لماس اور نباذ سے اور اس بات سے کہ کوئی شخص اشتمال صماء
کرے اور اس بات سے کہ کوئی شخص ایک کپڑے میں احتباء کرے۔

(۳۵۴) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوبکر نے اس حج میں قربانی کے
دن بزمرہ مؤذنین بھیجا تاکہ ہم منیٰ میں یہ اعلان کریں کہ بعد اس سال کے کوئی
مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف کرے حمید بن عبدالرحمٰن
(جو ابوہریرہ سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں) کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے (ابوبکر کے پیچھے) علی کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ سورۂ برات کا اعلان
کریں ابوہریرہ کہتے ہیں پس علی نے قربانی کے دن ہمارے ساتھ منیٰ کے لوگوں
میں اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ ہو کر
کعبہ کا طواف کرے۔

باب۔ بغیر چادر کے نماز پڑھنا درست ہے۔

(۳۵۵) محمد بن منکدر کہتے ہیں میں جابر بن عبداللہ کے پاس گیا اور وہ ایک
کپڑے میں اس سے التحاف کئے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور ان کی چادر رکھی
ہوئی تھی پس جب وہ فارغ ہو گئے تو ہم نے کہا کہ اے ابوعبداللہ آپ نماز پڑھ
لیتے ہیں اور آپ کی چادر علیحدہ رکھی رہتی ہے انہوں نے کہا ہاں میں نے چاہا کہ تمہارے
جیسے جاہل مجھے دیکھیں (میں نے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھتے
دیکھا ہے۔

باب۔ ران کے بارہ میں کیا بیان کیا جاتا ہے (یعنی وہ عورت ہے یا نہیں) ابو
عبداللہ کہتا ہے ابن عباس اور جرہد اور محمد بن جحش کی روایت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے ہے کہ ران عورت ہے اور انس کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنی ران کھول دی تھی ابو عبداللہ کہتا ہے انس کی حدیث قوی السند
ہے اور جرہد کی حدیث میں احتیاط زیادہ ہے (پس اسی پر عمل کرے) تاکہ علماء کے
اختلاف سے باہر ہو جائے ابو موسیٰ کہتے ہیں جب عثمان آئے تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے گھٹنے چھپا لئے اور زید بن ثابت کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) اللہ
نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی اور آپ کی ران میری ران پر تھی وہ
مجھ پر بھاری ہو گئی یہاں تک کہ میں خوف کرنے لگا کہ میری ران کی ہڈی ٹوٹ جائیگی۔

(۳۵۶) انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
خیبر میں جہاد کیا تو ہم نے صبح کی نماز خیبر کے قریب اندھیرے میں پڑھی
پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور ابوطلحہ بھی سوار ہوئے اور میں ابوطلحہ
کا ردیف تھا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی گلیوں میں چلے اور میرا گھٹنا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے مس کرتا جاتا تھا پھر آپ نے ازار اپنی ران سے
ہٹا دی یہاں تک کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران کی سپیدی کو دیکھنے لگا پھر
جب آپ بستی کے اندر داخل ہو گئے تو آپ نے فرمایا خربت خیبر انا اذا
نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین اسے تین بار فرمایا انس
کہتے ہیں (بستی کے) لوگ اپنے کاموں کے لئے نکلے تو انہوں نے کہا محمد آ گئے
(عبدالعزیز کہتے ہیں ہمارے بعض دوستوں نے کہا ہے (کہ ان لوگوں نے یہ بھی کہا

ل جاہلیت میں دستور تھا کہ [illegible] مشتری نے کسی چیز کو چھو لیا تو بیع [illegible]
طرف کوئی چیز پھینک دی [illegible] صورت اول کو بیع لماس اور دوسری [illegible]

کو ابو عمیس یعنی لشکر واپس آیا) پس ہم نے خیبر کو بزور شمشیر حاصل کیا پھر قیدی جمع کئے گئے تو دحیہ آئے اور انہوں نے کہا کہ یا نبی اللہ مجھے ان قیدیوں میں سے کوئی لونڈی دیدیجئے آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور کوئی لونڈی لے لو انہوں نے صفیہ بنت حی کو لے لیا پھر ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یا نبی اللہ آپ نے صفیہ بنت حیی (قبیلۂ) ابو نضیر کی سردار دحیہ کو دیدی وہ سوا آپ کے کسی کے قابل نہیں ہیں آپ نے فرمایا ان کو مع صفیہ کے لے آؤ پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کی طرف نظر کی تو فرمایا کہ ان کے علاوہ کوئی اور لونڈی قیدیوں میں سے لے لو انس کہتے ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا ثابت نے انس سے کہا کہ اے ابو حمزہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کا مہر کیا مقرر کیا انس نے کہا کہ خود انہیں کی ذات کو انہیں آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا یہاں تک کہ جب راہ میں چلے تو ام سلیم نے صفیہ کو آپ کے لئے آراستہ کیا اور شب کو آپ کے پاس بھیجا تو صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم عروس تھے پھر (عبد العزیز) کہتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ انس نے ستو کا بھی ذکر کیا انس کہتے ہیں پھر انہوں نے حیس بنایا اور یہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔

باب کتنے کپڑوں میں عورت نماز پڑھے اور عکرمہ کہتے ہیں کہ اگر (صرف) ایک کپڑے میں اپنا بدن چھپالے تو جائز ہے۔

(۳۵۷) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھتے تھے تو آپ کے ہمراہ کچھ مسلمان عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئیں حاضر ہوتی تھیں پھر وہ اپنے گھروں کی طرف (واپس وقت) لوٹ جاتی تھیں کہ (اندھیرے کے سبب) کوئی انہیں پہچانتا نہ تھا

باب۔ جب کسی ایسے کپڑے میں نماز پڑھے جس پر نقش و نگار ہوں اور اس کے نقش کی طرف نظر جائے (تو کیا کرے)

(۳۵۸) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی خمیصہ میں نماز پڑھی جس میں نقش تھے تو آپ کی نظر اس کے نقوش کی طرف پڑی تو جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میری اس خمیصہ کو ابوجہم کے پاس لیجاؤ اور مجھے ابوجہم کی انبجانیہ لا دو کیونکہ اس خمیصہ نے ابھی مجھے میری نماز سے غافل کر دیا اور ہشام بن عروہ اپنے باپ سے وہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز میں اس کے نقش پر نظر کرتا رہا لہذا میں خوف کرتا ہوں کہ یہ مجھے فتنہ میں ڈالے گی (انبجانیہ ایک قسم کی چادر کو کہتے ہیں)

باب اگر کسی مصلب[1] یا تصویر دار کپڑے میں نماز پڑھے تو کیا نماز اس کی فاسد ہو جائیگی اور اس کی کیا ممانعت ہے

(۳۵۹) انس کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ کے پاس ایک پردہ تھا کہ اسے انہوں نے اپنے گھر کے ایک گوشہ میں ڈالا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے پاس سے اپنا پردہ ہٹا دو اس لئے کہ اس کی تصویریں برابر میری نماز میں

---

1. ترجمہ خیبر کی خرابی آگئی بیشک ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں (مقصد جنگ ہوتی) ہوتی تو ان ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری (حالت میں) ہوتی ہے۔ حیس ایک قسم کا کھانا ہے جس میں چھوارے گھی ستو پنیر وغیرہ ملا کر بناتے ہیں ۱۲

سامنے آتی ہیں۔

باب جس نے حریر کے فروج میں نماز پڑھی پھر اسے اتار ڈالا (تو اسے بہت سخت کیا)

(۳۶۰) عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک فروج ہدیہ کیا گیا تو آپ نے اسے پہن لیا اور اس میں نماز پڑھی پھر جب فارغ ہوئے تو اسے زور سے کھینچ کر اتار ڈالا گویا آپ نے اسے برا جانا اور فرمایا کہ پرہیزگاروں کو یہ کپڑا زیبا نہیں۔

باب سرخ کپڑے میں نماز پڑھنا درست ہے۔

(۳۶۱) ابوجحیفہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چمڑے کے ایک سرخ خیمہ میں دیکھا اور بلال کو میں نے دیکھا کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو کا پانی لیا اور لوگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ اس وضو کے پانی کو دست بدست لینے لگے پھر جس کو اس میں سے کچھ مل جاتا تو وہ اسے (اپنے چہرہ پر) مل لیتا تھا اور جسے اس میں سے کچھ نہ ملتا وہ اپنے پاس والے کے ہاتھ سے تری لے لیتا پھر میں نے بلال کو دیکھا کہ انہوں نے ایک عنزہ[2] اٹھایا اور اسے گاڑ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سرخ پوشاک میں (اپنی چادر) اٹھائے ہوئے برآمد ہوئے اور عنزہ کی طرف لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور میں نے لوگوں کو اور جانوروں کو دیکھا کہ وہ عنزہ کے آگے سے نکل جاتے تھے۔

باب چھتوں پر اور منبر پر اور لکڑیوں پر نماز پڑھنا درست ہے (ابو عبد اللہ کہتے ہیں) کہ حسن (بصری) نے برف پر اور پلوں پر نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں سمجھا اگرچہ پلوں کے نیچے یا اس کے اوپر یا اس کے آگے پیشاب بہ رہا ہو جبکہ ان دونوں کے درمیان میں کوئی حائل ہو اور ابوہریرہ نے مسجد کی چھت پر امام کے شریک ہو کر نماز پڑھی اور ابن عمر نے برف پر نماز پڑھی۔

(۳۶۲) ابوحازم کہتے ہیں کہ لوگوں نے سہل بن سعد سے پوچھا کہ منبر (نبوی) کس چیز کا تھا تو انہوں نے کہا کہ اس بات کا جاننے والا لوگوں میں مجھ سے زیادہ (اب) کوئی نہیں (رہا) وہ مقام (غابہ) کے جھاؤ کا تھا اسے فلاں عورت کے فلاں غلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنایا تھا اور جب بنا کر رکھا گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے اور قبلہ رو ہو کر تکبیر (تحریمہ) کہی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر آپ نے قرأت کی اور رکوع فرمایا اور لوگوں نے آپ کے پیچھے رکوع کیا پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا بعد اس کے پیچھے ہٹے اور زمین پر سجدہ کیا پھر منبر پر لوٹ گئے اور قرأت کی اور رکوع کیا پھر اپنا سر اٹھایا بعد اس کے پیچھے ہٹے یہاں تک کہ زمین پر سجدہ کیا (ابو عبد اللہ کہتا ہے علی بن عبد اللہ نے کہا کہ (امام) احمد بن حنبل نے مجھ سے یہ حدیث پوچھی اور کہا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے اوپر تھے پس بدلیل اس حدیث کے کچھ مضائقہ نہیں کہ امام لوگوں سے اوپر ہو علی بن عبد اللہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ (تمہارے استاد) سفیان بن عیینہ سے تو یہ حدیث اکثر پوچھی جاتی تھی کیا تم نے ان سے نہیں سنا وہ بولے کہ نہیں)

---

1. مصلب وہ کپڑا جس میں صلیب کی تصویر ہو۔ فروج جبہ کو کہتے ہیں ۱۲
2. عنزہ چھوٹے نیزے کو کہتے ہیں ۱۲

مقالات غوث الاعظم

(سلسلہ گزشتہ)

المقالة الثالثة عشر

(في التسليم لامر الله تعالى)

عجزت عن اداء امره وصلت عن الشرف بطاعته لعل ذلك بشوم دعاويك وسوء ادبك بطاعته وبرعونتك واتكالك على حولك وقوتك واعجابك بعملك وشركك اياه بنفسك وبخلقه فصدك عن بابه وعزلك عن طاعته وخدمته وقطع عنك مادد توفيقه وولى عنك وجهه الكريم ومقتك وقلاك وشغلك بدنياك وهواك وارادتك ومناك اما تعلم ان كل ذلك مشغل عن مولاك ومسقطك عن عين الذي خلقك ورباك وخولك واعطاك وحباك احذر لا تلهيك عن مولاك غير مولاك كل من سوى مولاك غيره فلا تؤثر عليه غيره فانه خلقك له فلا تظلم نفسك فتشتغل بغير عن امره فيدخلك ناره التي وقودها الناس والحجارة فتندم ولا ينفعك الندم وتعتذر فلا يعذرك وتستغيث فلا يغاث وتستعتب فلا تعتب وتسترجع الى الدنيا لتستدرك وتصلح فلا ترجع ارحم نفسك واشفق عليها واستعمل

مقالہ تیرہواں

(احکام خداوندی مان لینے کا بیان)

دکاوی کی نحوست اور طاعت و بندگی میں تیرے سوء ادب اور اپنے حول و قوت پر تیرے بھروسہ کرنے اور اپنے عمل و عبادت پر گھمنڈ کرنے اور نفس کو اور خلق کو خدا کے ساتھ شریک کرنے کے سبب ہو اور شاید کہ اللہ نے تجھے اپنے دروازہ سے دور کر دیا ہو اور اپنی طاعت و خدمت کے منصب سے معزول کر دیا ہو اور توفیق کی مدد تجھ سے قطع کر دی ہو اور اپنا وجہ کریم یعنی پیارا چہرہ تیری طرف سے پھیر لیا ہو اور تجھ پر اس کا غصہ و خفگی ہو اور تجھے دشمن رکھا ہو اور تجھ کو تیری دنیا اور ہوا و خواہش نفس اور ارادہ اور آرزو میں مشغول کر دیا گیا تو نہیں جانتا کہ یہ سب چیزیں تیرے مولا کی مشغولی (محبت) سے باز رکھنے والی اور جس نے تجھے پیدا کیا اور تیری پرورش اور ترتیب کی اور دنیا کے سامان کا مالک بنایا عطا کیا اور بخشش کی اس کی نظر رحمت سے تجھ کو گرانے والی ہیں پس حذر کر یہ چیزیں تجھے تیرے مولا سے غیر مولی (ما سوا اللہ کی طرف) نہ پھیر دیں اور جو چیز کہ اللہ کے سوا ہے وہ غیر مولی ہے پس تو اس (مولی) پر اس کے غیر کو مت قبول کر اس لئے کہ اللہ نے تجھے اپنے لئے پیدا کیا ہے پس اپنے نفس پر اس طرح ظلم نہ کر کہ غیر اللہ کے باعث اللہ کے حکم سے بے پرواہ ہو جائے ورنہ پھر وہ تجھے اپنی ایسی آگ میں داخل کرے گا اور جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں پھر تو نادم ہو گا اور ندامت

الآلات والادوات التي اعطيتها في طاعة مولاك من العقل والايمان والمعرفة والعلم استضئ بانوارها في ظلمات الاقدار وتمسك بالامر والنهي وسر بهما في طريق مولاك وسلم ما سواهما الى الذي خلقك وانشاك فلا تكفر بالذي خلقك من تراب ثم من نطفة ثم سواك رجلا ولا ترد غير امره ولا تكره غير نهيه اقنع من الدنيا والاخرى بهذا المراد واكره فيهما هذا المكروه فكل مراد تبع لهذا المراد وكل مكروه تبع لهذا المكروه اذا كنت مع امره كانت الاكوان في امرك واذا كرهت نهيه فرت منك المكاره اين كنت وحللت قال الله في بعض كتبه يا ابن ادم انا الله لا اله الا انا اقول للشيء كن فيكون اطعني اجعلك تقول للشيء كن فيكون وقال يا دنيا من خدمني فاخدميه ومن خدمك فاتعبيه فاذا جاء نهيه فكن كانك مسترخي المفاصل ساكن منخرم الجنان ضيق الذرع متماوت الجسد زائل الهوى منطمس الرسوم منمحي الاثر مظلم الفناء منهدم البناء خاوي البيت ساقط العرش لا

کچھ نفع نہ دیگی اور تو عذر کرے گا پر تو معذور نہ رکھا جائے گا تو فریاد کرے گا پر تیری فریادرسی نہ جائے گی اور تو رضا و خوشنودی مانگیگا پر خدا تجھ سے راضی نہ ہوگا اور دنیا میں اپنی متاع عمر کو کامل اور خراب کو درست کرنے کیلئے واپسی چاہے گا مگر دنیا میں دوبارہ واپسی تجھے نصیب نہ ہو گی پس اپنے نفس پر رحم کیا اور شفقت کر اور جو آلات عقل و علم و ایمان و معرفت تجھے عطا ہوئے ہیں انہیں اپنے مولی کی طاعت و بندگی پر لگا دے اور انہیں عقل و ایمان و معرفت و علم کے انوار سے مقدرات و اندھیرا کی ظلمات (تاریکیوں) میں روشنی کی راہ حاصل کر اور امر و نہی سے تمسک اختیار کر اور امر و نہی کے موافق راہ مولی میں چل اور ان دونوں کے سوا ہر چیز کو اس ذات کے سپرد کر دے جس نے تجھے پیدا کیا اور بنایا اور جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا اور تیری پرورش کی تو نطفہ تھا اور تجھے پورا انسان بنا دیا پس اس سے کفر اور اس کے حکم کے خلاف ارادہ نہ کر اور اس کی نہی (ممنوعات) کے سوا کچھ مکروہ نہ جان اور اسی مراد (طلب مولی) پر دنیا و آخرت میں قناعت کر اور نہی الہی کو دونوں جہان میں مکروہ جان پس تیری ہر مراد اسی مراد کے تابع ہو اور تیری ہر کراہت اسی مکروہ کے تابع ہو جب تو حکم خدا کا مطیع ہو جائے گا تو تمام کائنات تیرے حکم کی پابند ہو گی جب تو اس کی نہی سے کراہت کرے گا تو جہاں کہیں بھی تو رہے گا سب ناخوشیاں تجھ سے دور رہیں گی اللہ تعالی نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا اے بنی آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی الٰہ (معبود) نہیں

حسب وارادا ثر فلیکن سمعك كانه اصم عن ذلك مخلوق وبصرك كانه معصب او مهود او احمه او مطموس وشفتاك كان بها قرحة وشبور او لسانك كان به خرس او كلال واسنانك كان بها ضربانا او الاما ونشور او يداك كان بهما شلل وعن البطش قصورا ورجلاك كان بهما رعدة وارتعاشا وجرحا وفرجك كان به عنة وبغير ذلك لشان مشغولا وبطنك كان به امتلاء او ارتواء وعن الطعام غناء عقلك كانك مجنون ومجهول وجسدك كانك ميت والى القبر محمول والتسامع والتسارع في الامر والتقاعد والتقاعس في النهي والتمادي والتعادم والتفاني في القدر فاشرب هذه الشربة وتداو بهذا الدواء وتغذ بهذا الغذا تنجم وتشفى وتعافى من امراض الذنوب وعلل الاهواء۔

میں جس شخص کو کہہ دیتا ہوں ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے اور عدم سے وجود میں آجاتی ہے میری ہی خدمت و اطاعت کرتا کہ میں تجھے ایسا بنا دوں کہ تو بھی جس چیز کو کہے ہو جا پس وہ ہو جائے اور یہ بھی فرمایا اے دنیا جو میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کر اور جو تیری خدمت کرے اسے تعب اور سختی میں رکھ پس جب خدا کی نہی تجھ پر آئے تو اس وقت تو اس طور پر ہو جا گویا تو ڈھیلے جوڑوں والا ہے چنانچہ زخمی دل تنگ سینہ مردہ جسم بے خواہش سوم طبیعت سے پاک علامات بشریت سے معدوم نشانی شہوت سے مفقود ایک اندھیرا صحن ایک بنیاد منہدم ایک مکان خالی ایک گری ہوئی چھت اور ایک غیر محسوس بے نشان ہستی ہو اور چاہیئے کہ تیرے کان ایسے ہوں گویا بہرے پیدا کئے گئے ہیں اور تیری آنکھ ایسی ہو گویا پٹی بندھی ہوئی دکھیاری اور پیدائشی نابینا اور نابدید ہے اور تیرے دونوں ہونٹ گویا زخمی اور سوجے ہوئے جنبش سے قاصر اور تیری زبان گویا گونگی اور (تیری) کند ہیں اور دانتوں کی جڑ میں گویا پیپ بھری ہوئی ہے اور وہ پر درد اور پراگندہ ہیں اور تیرے دونوں ہاتھ گویا پکڑنے سے (عاری) خشک اور سکڑے ہوئے ہیں اور تیرے دونوں پاؤں گویا لرزیدہ اور مجروح ہیں اور تیری شرمگاہ میں گویا نامردی اور کار زندگی

ہے اور تیرا شکم گویا پر اور خواہش طعام سے بے نیاز ہے تیری عقل گویا مجنون کی سی بھول دعقل ہے اور تیرا جسم گویا مردہ ہے اور قبر کی طرف لایا گیا ہے پس یہ تیری حالت ہو اور اس طرح تو امر و حکم مولیٰ کو سن اور اس کی بجا آوری میں جلدی کر مگر نہی دآنے کی حالت میں تھیر جا اور سستی نرمی اور کوتاہی کر اور اسے گو مردہ سمجھ اور حکم قضاء قدر میں فانی اور معدوم ہو جا پس اسی شربت کو پی اور اسی دوا سے اپنا علاج کر اور اس غذا سے تغذیہ حاصل کر تو آسودہ ہو جائے گا اور گناہوں کے امراض اور خواہشات نفسانی کی بیماریوں سے شفا اور عافیت حاصل کرے گا۔

المقالة الرابعة عشر

قال لا تن جعا لس القوم يا صاحب الهوى انت تعبد الهوى وهم عبيد المولى انت ورغبتك في الدنيا ورغبة القوم في العقبى انت ترى الدنيا وهم يرون رب الارض والسماء انت وانسك بالخلق وانس القوم بالحق قلبك متعلق بمن في الارض وقلوب القوم برب العرش انت يصطادك من ترى وهم لا يرون من ترى بل يرون خالق الاشياء وما يرى فاز القوم وحصلت لهم النجاة وبقيت انت رهينا بما تشتهي من الدنيا وتهوى فالقوم فنوا عن الخلق والهوى والارادة والمنى فوصلوا الى المليك الاعلى فاوقفهم على غاية ما رام منهم من الطاعة والحمد والثناء ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء فلازموا ذلك واظبوا بتوفيق منه وتيسير بلا عنا فصارت الطاعة لهم روحا وغذاء وصارت الدنيا اذ ذاك في حقهم نعمة وحريا فكانها لهم جنة المأوى اذ ما يرون شيئا من الاشياء حتى يروا قبله فعل الذي خلقه فانشاه فبهم ثبات الارض والسماء وقرار الموتى

مقالہ چودھواں

فرمایا اے صاحب ہوا (اے بندۂ نفس) حالت قوم واصلان حق کی حالت کا دعویٰ مت کر اس لئے کہ تو ہوا و نفس کا پوجنے والا ہے اور وہ عبید المولیٰ (مولیٰ کی پرستش کرنے والے) ہیں تجھے دنیا کی رغبت ہے اور رغبت قوم عقبیٰ میں ہے تو دنیا کو دیکھتا ہے اور وہ پروردگار زمین و آسمان کو دیکھتے ہیں اور تیرا آرام اور انس مخلوق کے ساتھ ہے اور ان کا آرام و انس حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ تیرا قلب زمین کے رہنے والوں سے متعلق ہے اور اس قوم کے قلوب پروردگار عرش کے ساتھ مشغول ہیں اور تو جس شئے کو دیکھتا ہے اس کا تو شکار ہو جاتا ہے مگر وہ اس چیز کو نہیں دیکھتے جسے تو دیکھتا ہے وہ اشیاء کو نہیں بلکہ اشیاء کے خالق کو دیکھتے ہیں جسے سر کی آنکھ سے نہیں دیکھا جاتا ہے اس قوم نے رہائی پائی اور نجات حاصل کی اور تو اب تک اپنی دنیوی خواہشات کے عوض مرہون اور قیدی ہے یہ قوم مخلوق اور خواہش اور ارادہ اور آرزو سے فنا ہو گئی اور خدائے برتر و اعلیٰ کے قرب میں جا پہنچی اور اس قوم کو حق تعالیٰ نے اس چیز سے واقف کر دیا (یا اس چیز پر ٹھیرا دیا) جو ان کے پیدا کرنے سے اس کی غرض تھی یعنی اطاعت الٰہی اور اس کی حمد و ثنا یہ اس کا فضل ہے جسے چاہتا ہے اسے دیتا ہے اس قوم نے طاعت و حمد و ثنا کو لازم جانا اور اس میں ہمیشہ توفیق الٰہی سے بلا رنج مشقت آسانی کے ساتھ مصروف رہے حتیٰ کہ ان کی غذا اور روح ہو گئی اس لئے دنیا ان کے حق میں نعمت و سرور بن گئی اور گویا ان کے واسطے جنت الماویٰ ہو گئی گویا وہ تمام اشیاء میں سے کسی شئے کو دیکھنے سے پہلے اس کے خالق اور پروردگار کے فعل کو دیکھتے ہیں انہیں لوگوں سے آسمان و زمین کا ثبات و قیام اور مردوں اور زندوں کا آرام ہے کیونکہ ان کے مولیٰ

تاریخ اسلام

خاص مولوی کے لئے سلسلہ گذشتہ

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب فاضل پھلواری)

ظہور قدسی

آفتاب رسالت کا طلوع

اے ساقی بادہ بادہ عصمت خیز | کآمد بادار گیر باطل بستیز
درساغرم اے ساقی خمخانہ راز | آں بادہ ز رمز اسمہ احمد ریز
محمد عربی ختم انبیائے جلیل | خلیل پست مثال و کلیم رسالت مثیل
تبارک اللہ امام پیغمبر است | کہ خواند فارقلیطا اش مسیح در انجیل

ظہور قدسی کے انتظار میں زمانہ کروٹیں بدل بدل کر انقلابات کی نئی اپنی طرز نکالتا اور بوالعجبیاں دکھا کر بہتر سے بہتر رنگ پلٹنے اور رنگ رچانے کے لئے بیقرار تھیں تغیرات دہر جلوہ ہائے شرف و فضیلت سے مستنیر ہو جاتے تھے مادی کائنات اس شرف و شرافت کی چشم براہ تھی جو کائنات اور کائنات شرافت کی پہلی اور آخری یادگار ہو اور اولیت و آخریت شرف کمال کا جس پر خاتمہ ہو جائے عالم خلق کی نیرنگیاں اور رنگ آفرینیاں ایک ایسی شان جلوہ نمائی کا منظر پیش کرنے کے لئے بیتاب تھیں جس کا نظارہ عقل و فکر کی نگاہ کو خیرہ اور فہم و ادراک انسانی کو تیز کرے اور اپنی درخشندگی جمال اور تابش کمال سے ہر آنکھ کو کرہ انوار بنا لے اور ہر نظر کو شعاع آفتاب حقیقت کا مقابل بنا دے تاج نبوت جس روح پرور ہیکل کا ازل سے چشم براہ تھا گلشن سعادت کی نسیم پر جو خوشبو بیج جس کلی کی شگفتگی کی محتاج تھی اور باغ عالم کی رنگینی و بوقلمونی جس وجود ذیجود سے وابستہ تھیں وہ ساعت سعید ہزاروں انوار و تجلیات کے ساتھ آ پہنچی یعنی باعث ایجاد عالم شہنشاہ امم اور قائد سالار انبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم عالم قدس سے عالم امکان کی طرف تشریف فرما ہوئے صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ؎

یا نبی سلام علیک | یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک | صلوٰۃ اللہ علیک

۲۲ اپریل ۵۷۱ء جبکہ مریخ کا اقتران زحل کے ساتھ برج عقرب میں ہو چکا تھا ۱۲ ربیع الاول پیر کا دن اور صبح صادق ظہور ولادت کی ساعت ہے آپ کی پیدائش کا عظیم الشان واقعہ اصحاب فیل کے ۵۵ روز کے بعد پیش آیا۔

حضرت آمنہ کا خواب

ابھی آپ حمل ہی میں تھے کہ آپکی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ تیرے شکم مبارک میں شہنشاہ کونین ہیں جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام احمد رکھیو مگر آپ کے دادا عبدالمطلب نے اپنے پوتے کا نام محمد رکھا لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اپنے خاندان کے مروجہ ناموں کے خلاف یہ نئی قسم کا نام کیوں رکھا آپ نے جواب دیا کہ میں نے یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ میرا پوتا تمام دنیا کی تعریف و ستائش کا شایاں قرار پائے اور اس تعریف و عقیدت کا غلغلہ تمام دنیا کے انسانوں کے کانوں میں گونج اٹھے۔

ایک نکتہ

محمد کے معنے ہیں تعریف کیا گیا اس لحاظ سے مسلمان صحیح معنوں میں دعویٰ اور فخر کر سکتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف پر دوست و دشمن مسلم غیر مسلم اور ہر فرد و بشر طوعاً و کرہاً مجبور ہے کیونکہ جو شخص جب کبھی بھی آپ کی نسبت معاندانہ یا عقیدتمندانہ خیالات کا اظہار کرے گا تو اول اس کی زبان سے آپکی تعریف و توصیف لامحالہ ادا ہو جائے گی بعد میں خواہ وہ کچھ ہی بکواس کرتا ہے پیغمبر اسلام کی یہ وہ عظیم الشان فضیلت و عظمت اور خصوصیت ہے جس کی وجہ سے آپ کے شرف و القاب کا طرہ عرش الہی سے قیامت تک لہراتا رہے گا اور باطل پرستوں کو سرنگوں کئے رہے گا۔

معجزات بروقت ولادت

جس مبارک رات کی صبح کو صبح جاں نواز آنے والی تھی اور جس صبح کو خورشید عالمتاب کی فروغ انگیزیاں آفتاب و ماہتاب کی ضیا ریزیوں کو شرمانے والی تھیں اس رات کو ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے جو اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ شہنشاہ کونین کی عظمت و جبروت کے سامنے سلطنت کسریٰ کے فرمانروا سرنگوں ہو جائینگے آتشکدہ فارس کی آگ بجھ گئی جس میں یہ راز پنہاں تھا کہ فارس والوں کی ناری روشنی اسلام کی نوری روشنی کے سامنے کافور ہو جائے گی دریائے ساوہ خشک ہو گیا جو اس بات کی شہادت تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف روحانی سیرابی سے پیاسی اور گمراہ روحوں کو شادکام کر دینگے بلکہ دنیاوی رفعتوں اور فراغتوں سے بھی اپنے امتیوں کو فارغ البال کر دیں گے غرض یہ معجزات غیبی اشارات تھے جن پر زمانۂ مستقبل نے مہر تصدیق ثبت کر دی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو کسی قسم کی آلائش جیسی کہ اور بچوں کے ساتھ بوقت پیدائش لگی رہتی ہے اور آپ ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے۔

رسول اللہ کی جسمانی صحت

بہت ہی اچھی تھی پیدائش کے بعد جو شخص آپ کو دیکھتا تو یہی کہتا کہ یہ بچہ تو کئی مہینہ کا معلوم ہوتا ہے بلکہ

آپ نہایت ہی خوبصورت تھے جو دیکھتا دل و جان سے عاشق ہو جاتا جیسا کہ آپ نے روحانی کمال پایا اسی طرح جمال ظاہری میں بھی آپ اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔

رضاعت

ابتدا دو تین یوم تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ نے دودھ پلایا اور اس کے بعد ثوبیہ نے جو ابولہب کی لونڈی تھی عرب کا دستور تھا کہ خاندان قریش اور بعض دیگر قبائل اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے کسی گاؤں میں بھیج دیا کرتے تھے تاکہ بچہ بدوؤں میں پل کر فصاحت و بلاغت کے جوہر پیدا کرے مضبوط و توانا ہو اور عرب کی خالص خصوصیات اور نسلی امتیازات محفوظ رہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب کے لوگ اپنی قومی خصوصیات اور نسلی امتیازات کی حفاظت و نگہداشت میں تمام دنیا کی قوموں سے آگے اور نہایت ہی مستعد تھے اور ان کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت اس درجہ عزیز تھی کہ اپنے بچوں کو شروع سے ہی اپنی آنکھوں سے اوجھل کر دیتے تھے اور والدین کی اندھی محبت اس راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالتی تھی یہی وجہ ہے کہ عرب کے بچے محنتی، جفاکش، مستعد، مضبوط، اعتماد علی النفس اور خودداری وغیرہ اعلیٰ جذبات اور سامان ارتقا کے مالک ہوتے تھے یہی چیز ہے جس پر اسلامی تعلیم نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا اور ان کے قوائے عملیہ میں ایک برقی رو دوڑا دی۔

جو قوم اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام اور خیال رکھتی ہے اور قومی تمدن و نسلی امتیازات کا احترام و محبت بچوں کے دلوں میں شروع ہی سے نقش کالحجر کر دیتی ہے وہ اپنا مستقبل شاندار ...... اور قومی ترقی کا لازوال خزانہ رکھتی ہے وہی اپنی قومی ہستی کو قائم و برقرار رکھتی ہے اور دوسری قوموں میں جذب نہیں ہونے پاتی اور جو قوم اس فرض اولین کی بجا آوری سے غافل اور لاپرواہ ہے اس کا مستقبل تاریک اور حوصلہ فرسا ہے اس کا قومی وجود معرض خطر میں ہے اور وہ رفتہ رفتہ دوسری قوموں میں جذب ہو کر فنا ہو جاتی ہے کاش مسلمان اس تاریخی واقعہ سے سبق حاصل کریں اور اپنی عبرت پذیری دانشمندی اور عاقبت اندیشی کا ثبوت دیں۔

غرض اس دستور کے مطابق سال میں دو مرتبہ دیہات کی عورتیں شہروں میں آیا کرتی تھیں اور شرفائے عرب اپنے شیرخوار بچوں کو ان کے حوالہ کر دیا کرتے تھے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد حسب دستور قبیلہ ہوازن کی چند عورتیں آئیں جن میں حضرت حلیمہ سعدیہ بھی تھیں اور سب عورتوں کو تو بچے مل گئے مگر حضرت حلیمہ کو کوئی بچہ نہ ملا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم بچہ سمجھ کر نہیں لیا مگر یہ سوچ کر کہ خالی ہاتھ جانے سے تو یہی بہتر ہے کہ حضور کو لے لیا جائے چنانچہ رسول اللہ کو وہ لے گئیں اور خوب اچھی طرح پرورش کا حق ادا کیا۔

حضرت حلیمہ کی ایک صاحبزادی تھیں جن کا نام شیما تھا ان کو رسول اللہ سے بہت زیادہ محبت اور وابستگی ہو گئی وہی آپ کو کھلایا کرتی تھیں جب آپ دو برس کے ہوئے تو حضرت حلیمہ آپ کو واپس دینے کو آئیں لیکن چونکہ ان دنوں مکہ میں وبا پھیلی ہوئی تھی اس لئے آپ کی والدہ نے دوبارہ ان کے ہمراہ بھیج دیا اور آپ غالباً چھ برس تک حضرت حلیمہ کے پاس رہے۔

حضرت حلیمہ کے شوہر یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی باپ کا نام حارث بن عبدالعزی تھا حضور کی بعثت کے بعد مکہ میں آئے اور اسلام لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار رضاعی بھائی بہن تھے جن کے نام یہ ہیں عبداللہ، انیسہ، حذیفہ اور شیما ان میں سے عبداللہ اور شیما کا اسلام لانا ثابت ہے اور باقیوں کا حال معلوم نہیں۔

مدینہ کا سفر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جب چھ برس کی عمر ہوئی تو آپ اپنی والدہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کو گئے اور اپنی ننہال بنی نجار میں ٹھیرے اس سفر میں ام ایمن بھی ساتھ تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ تھیں حضرت آمنہ نے یہ سفر اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے کیا تھا ایک مہینہ تک مدینہ میں مقیم رہیں واپس ہوتے وقت مقام ابواء جو جحفہ سے سولہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے انتقال فرمایا اور یہیں مدفون ہوئیں۔ ام ایمن حضور کو لیکر مکہ آئیں۔

حضرت آمنہ کے انتقال کے بعد عبدالمطلب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کفالت میں لے لیا عبدالمطلب نے بیاسی سال کی عمر میں وفات پائی اور حجون میں مدفون ہوئے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ برس کے تھے مرتے وقت عبدالمطلب نے اپنے پوتے کی تربیت و کفالت اپنے بیٹے ابوطالب کے سپرد کی آپ نے اس فرض کو نہایت تندہی اور خوش اسلوبی سے نبایا۔

عبدالمطلب کی وفات کا اثر

یہ ہوا کہ بنی ہاشم کا امتیاز و اقتدار گھٹ گیا بنو امیہ کا خاندان برسر اقتدار آگیا اور عبدالمطلب کی مسند ریاست پر حرب متمکن ہو گیا جو امیہ کا نامور فرزند تھا صرف سقایہ عبدالمطلب کے چھوٹے بیٹے عباس کے ہاتھ میں رہا۔

ابوطالب کی کفالت

چونکہ عبداللہ اور ابوطالب ماں جائے بھائی تھے اس لئے عبدالمطلب نے ابوطالب ہی کو حضور کی تربیت و کفالت کیلئے منتخب فرمایا ابوطالب کو آپ سے بہت زیادہ محبت تھی ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے جہاں جاتے ساتھ لیکر جاتے اور ساتھ لیکر سویا کرتے تھے غرض آپ حضور کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

بارہ برس کی عمر میں آپ نے بکریاں چرائیں بکریاں چرانا اہل عرب کے نزدیک کوئی معیوب بات نہ تھی بلکہ بڑے بڑے شرفاء اپنے بچوں سے یہ کام لیتے تھے دوسرے چونکہ یہ گلہ بانی عالم کی رکھوالی کی تمہید تھی اور آئندہ آپ تمام عالم کے رہبر ہونے والے تھے اس لئے قدرت نے آپ کی [illegible]

دونوں قسم کی گلہ بانی جمع کر دی تھی بکریاں چرانا انبیائے سابقین کی سنت تھی اس وجہ سے بھی نبیوں کی سنت تھی اور ایک شہری کی تجارت۔

شام کا سفر

ابوطالب تجارت کا کاروبار کرتے تھے اور اس غرض کے لئے سال میں ایک مرتبہ ملک شام کو جایا کرتے تھے حسب دستور سابق آپ نے شام کے سفر کا ارادہ کیا مگر کسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہمراہ نہ لیجانا چاہتے تھے جب اس ارادہ کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ آپ مجھے ساتھ نہ لیجائیں گے تو آپ رونے لگے اور ان سے لپٹ گئے یہ دیکھکر ابوطالب کا دل بھر آیا اور آپ کی دلشکنی گوارا نہ کرتے ہوئے اپنے ہمراہ لے لیا۔

جب ابوطالب کا یہ تجارتی قافلہ بصری میں پہنچا جو ملک شام کے جنوبی حصہ میں ہے تو بحیرہ راہب کا مشہور واقعہ پیش آیا تفصیل یہ ہے کہ بحیرا راہب بصری میں رہتا تھا جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آثار نبوت چہرہ سے عیاں پائے تو ابوطالب سے کہا کہ مناسب اور بہتر یہی ہے کہ آپ یہیں سے مکہ کو واپس ہو جائیں اور آگے یہودیوں کے ملک میں داخل نہ ہوں ایسا نہ ہو کہ آپ کے بھتیجے کو یہودی کچھ گزند پہنچائیں یہ مخلصانہ مشورہ سنکر ابوطالب نے اپنا مال وہیں فروخت کر دیا اور آپ کو لیکر مکہ میں واپس آگئے۔

حرب فجار

مقام عکاظ میں ہر سال ایک میلہ لگتا تھا اس موقع پر قبیلہ ہوازان اور قبیلہ قریش میں ایک معمولی سی بات پر جھگڑا ہو گیا اول تو معاملہ فہم اور سمجھدار لوگوں نے بات کو بڑھنے نہ دیا اور اس معاملہ کو رفع دفع کرنا چاہا مگر فسادی عنصر اور فتنہ جو لوگوں نے صلح و صفائی کی کوشش کو کامیاب نہ ہونے دیا چنانچہ جدال و قتال کا بازار گرم ہو گیا۔ آل ہاشم کے علمبردار زبیر بن عبدالمطلب تھے اور قریش کا قیس اور سپہ سالار حرب بن امیہ تھا شروع میں قیس غالب رہے اور قریش باقی آخر صلح پر اس لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔

اس جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے تھے کیونکہ خاندانی ننگ و ناموس کا معاملہ تھا مگر آپ نے جدال و قتال میں کوئی حصہ نہیں لیا صرف اپنے چچاؤں کو تیر اٹھا کر دیتے جاتے تھے اس وقت آپ کی پندرہ سال کی تھی اس لڑائی کو حرب فجار اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ لڑائی ماہ محرم میں ہوئی تھی اور یہ ماہ ان چار مہینوں میں شمار کیا جاتا تھا جن میں جنگ و جدال ناجائز سمجھا جاتا تھا اور صرف تفریحی مشاغل میں گذارا کرتے تھے۔

حلف الفضول

عرب کی جنگجویانہ ذہنیت اور فسادی طبیعت آئے دن میدان قتال گرم کرتی رہتی تھی سینکڑوں گھرانے برباد ہوتے رہتے تھے یہ دیکھکر بعض طبیعتوں میں اصلاح کا خیال پیدا ہوا سو جب جنگ فجار سے لوگوں کو فرصت ملی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے ایک معاہدہ کی تجویز پیش کی [illegible] باہمی معاہدہ ہوا

کہ ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا اور کسی ظالم فسادی کو مکہ میں نہ رہنے دیا جائیگا۔

اس معاہدہ کو حلف الفضول اسلئے کہتے ہیں کہ اول اول اس معاہدہ کا خیال جن لوگوں کو آیا ان کے نام میں "فضیلت" کا مادہ داخل تھا یعنی فضیل بن حارث، فضیل بن وداعہ اور مفضل یہ لوگ جرہم اور قطورا کے قبیلہ سے تھے اگرچہ یہ معاہدہ بیکار گیا اور کسی کو یاد بھی نہیں رہا چنانچہ قریش نے نئے سرے سے بنیاد ڈالی تاہم ان اول کرنے والوں کی نیکی کا بدلہ یہ کہ ان کے نام کی یادگار اب تک باقی ہے۔

رسول اللہ کے زمانہ طفولیت پر تبصرہ

اگر کسی رسول اور پیغمبر کے دعویٰ نبوت کی جانچ پڑتال کرنی ہو تو منجملہ دیگر کسوٹیوں کے ایک کسوٹی نبوت کے دعوے سے پہلے کی زندگی ہے سو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں سب سے بڑی خوبی اور فضیلت یہ ہے کہ حضور کی زندگی قبل دعوئ نبوت بھی جملہ برائیوں سے محفوظ اور پاک تھی۔

آپ ایک ایسے وحشی ملک میں پیدا ہوئے تھے جہاں ہر قسم کی بدکاری اور گندگی کی کثرت تھی ملک کی آب و ہوا طریقۂ معاشرت اور سوسائٹی ہی اس قسم کی تھی کہ ان کے بداثرات سے محفوظ رہنا ناممکن تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچپن ہی سے ہر قسم کی ناپاکیوں سے پورے طور پر مجتنب رہے پھر آپ بکریاں چراتے رہے دیہاتی زندگی بسر کی اور اجڈ و وحشی لوگوں کی صحبت میں رہے مگر ان تمام مؤثرات کا آپ پر ذرہ برابر اثر نہ ہوا اور ہوتا بھی کیوں جبکہ قدرت کاملہ نے آپ کو عالم ازل میں ہی نبوت کے لئے چن لیا تھا۔

نیز یہ کہ آپ یتیم تھے بوجہ یتیمی کے اور تعلیم و تربیت کے خاطر خواہ مواقع میسر نہ آنے کے سبب اخلاقی کمزوریوں، برائیوں اور عیبوں سے بچنا ایک امر محال تھا۔ مگر اس وجہ سے بھی آپ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

بچپن ہی سے آپ میں وقار اور ضبط نفس کے اوصاف موجود تھے سوال سے نفرت تھی حتیٰ کہ گھر میں کھانا بھی مانگ کر نہ لیتے تھے آپ اور دوسرے بچے تعمیر بنا کعبہ کے موقع پر پتھر اٹھا کر لا رہے تھے آپ کا تہبند اتار دیا گیا تو برہنگی کی شرم کی وجہ سے آپ کو غش آگیا۔

ابوطالب جن کی نگرانی میں آپ کا بچپن کا زمانہ گذرا تھا حضور کی نسبت فرماتے ہیں لما ارمنه كذبة ولا ضحكا ولا جاهلية ولا وقفا مع الصبيان یعنی نہیں دیکھا میں نے آپ کو جھوٹ بولتے ہوئے یا ہنسی مذاق کرتے ہوئے نہ جاہلیت کا کام کرتے ہوئے اور نہ بازاری لڑکوں کے ساتھ میل جول کرتے ہوئے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ آپ دوسرے بچوں کی طرح شریر نہ تھے نہ گالیاں بکتے تھے نہ فضول کھیل کود میں وقت ضائع کرتے تھے اور نہ ہی کسی سے لڑتے جھگڑتے تھے۔

آپ میں نیکی اور فطری پاکیزگی کے جوہر بچپن ہی سے اتنے نمایاں تھے یہی وجہ ہے کہ بحیرا راہب نے آپکے آئینہ زندگی میں نبوت کے جلوے دیکھ لئے آپ کے

اوصاف حمیدہ اس درجہ دلکش اور موثر تھے کہ عبدالمطلب، ابوطالب اور حضرت حلیمہ سعدیہ کا قبیلہ آپ کا گرویدہ اور جاں نثار غلام ہو گیا تھا غرض آپ کی بچپن کی زندگی حسن مرضی تصویر اور آئینہ مصفا تھی جو ہر قسم کے زنگ سے پاک وصاف تھا۔

کعبہ کی تعمیر اور آپ کا حسن تدبر

کعبہ کی عمارت صرف ایک چار دیواری تھی جو نہایت سادہ اور بغیر چھت کے مانند عیدگاہوں کے تھی نشیب میں واقع ہونے کی وجہ سے ہمیشہ کے سیلاب عمارت کو نقصان پہنچاتے رہتے تھے اس لئے شرفاء مکہ کی تجویز قرار پائی کہ موجودہ عمارت گرا کر نئے سرے سے ایک مضبوط اور مستحکم عمارت بنائی جائے تاکہ روز روز کی دردسری سے نجات مل جائے چنانچہ مختلف قبائل نے عمارت کے مختلف حصے آپس میں تقسیم کر لئے تاکہ اس شرف سے کوئی محروم نہ رہے لیکن جب حجر اسود نصب کرنے کا وقت آیا تو سخت جھگڑا پیدا ہو گیا کہ یہ سعادت اور خدمت جلیلہ کس کے حصہ میں آئے ہر شخص کی یہی کوشش تھی کہ یہ کام میرے ہاتھوں سرانجام پائے یہاں تک کہ لڑائی پر نوبت پہنچی یہ صورت حال دیکھ کر ابو امیہ بن مغیرہ جو قریش میں معمر اور صائب الرائے تھا یہ رائے دی کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے حرم کعبہ میں نمودار ہو وہی ثالث اور حکم قرار دیا جائے۔

حسن اتفاق اور کرشمہ ربانی ملاحظہ ہو کہ صبح موعود کو سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نمودار ہوئے اور باہمی فیصلہ کے مطابق آپ ہی حکم قرار پائے آپ نے انتہائی دانشمندی کو کام میں لیکر یہ تدبیر نکالی کہ ہر دعویدار قبائل میں سے آپ نے ایک ایک سردار لے لیا اور پھر ایک چادر میں حجر اسود رکھکر سب سرداروں سے کہا کہ چادر اٹھا لیں جب رکھنے کا موقع آیا تو آپ نے اٹھا کر نصب فرما دیا اور اس طرح آپ کے حسن تدبر اور عقلمندی سے ایک خونریز جنگ رک گئی سب خوش ہو گئے اور یہ کام بحسن وخوبی حضور کے ہاتھوں سرانجام پا گیا۔

تجارتی کاروبار

جب آپ سن رشد کو پہنچے اور فکر معاش دامنگیر ہوئی تو تمام دیگر ذرائع معاش سے قطع کر کے اپنے خاندانی شغل تجارت ہی کو اختیار فرمایا کیونکہ تجارت نہ صرف حج سے بلکہ قدیم زمانہ سے ایک معزز اور کامیاب ذریعہ معاش سمجھا جاتا تھا آپ اپنے چچا ابوطالب کی معیت میں سفر اور تجارت کا عملی تجربہ کر چکے تھے اس لئے تھوڑی ہی عرصہ میں آپ نے حسن معاملہ اور دیانتداری کی کافی شہرت وعزت حاصل کر لی آپ صادق القول اور ایفادار ہونیکی شہرت سنکر لوگ اپنا سرمایہ منافع کی شرکت پر آپ کو دیدیتے اور آپ بخوشی قبول فرماتے اور لوگ اپنے روپیہ وغیرہ کو حضور ہی کے پاس امانت رکھتے۔

ایفائے عہد کا یہ عالم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی الحمساء سے خرید وفروخت کا کوئی معاملہ کیا تھا کچھ معاملہ ہو چکا تھا اور کچھ باقی تھا اس نے آپ سے وعدہ کیا اور کہا کہ آپ یہیں ٹھیرے رہیں مگر گھر جا کر اس کو یہ وعدہ یاد نہ رہا تین دن کے بعد جو وعدہ گاہ پر پہنچا تو حضور کو منتظر پایا اس کو دیکھکر حضور کی پیشانی پر ذرا بل نہ آیا صرف اتنا فرمایا کہ تم نے مجھے زحمت دی قیس بن سائب مخزومی اور دیگر شرکائے تجارت اس قدر آپ کی راست بازی اور دیانتداری کے مداح تھے کہ جب ایک صحابی سائب بن ابی السائب ہجرت کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو لوگوں نے آپ کی تعریف وتوصیف کی انہوں نے کہا کہ میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں آپ میرے شریک تجارت رہ چکے ہیں اور ہمیشہ معاملہ صاف رکھا اسی طرح تمام شرکائے کار آپ کے حسن معاملہ کی شہادت دیتے ہیں۔

حضرت خدیجہ بنت خویلد قریش میں ایک مالدار عورت تھیں جو آگے چل کر حضور کے نکاح میں آئیں وہ بیوہ تھیں تو خاوندوں سے شادیاں کر چکی تھیں ان کے دوسرے خاوند نے بہت کچھ مال واسباب چھوڑا تھا جب انہوں نے حضور کی امانت ودیانت کا شہرہ سنا تو اپنے بھتیجے خزیمہ کی معرفت اس امر کی خواہش ظاہر کی کہ ان کی تجارتی خدمات انجام دیں آپ نے اس درخواست کو قبول فرما لیا اور مہتمم مال ہو کر شام کی طرف روانہ ہو گئے اس سفر میں حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ اور ایک عزیز خزیمہ ابن حکم بھی آپ کے ہمراہ تھا۔

شام کا دوسرا سفر اور نسطورا راہب کی شہادت

اس سفر کے دوران میں آپ کو ملک شام میں اس صومعہ کے نزدیک ٹھیرنے کا اتفاق ہوا جس میں نسطورا راہب رہتا تھا وہ تجارتی قافلہ کی آمد اور حضور کی شہرت سنکر کتب سماویہ لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بغور آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھنے لگا کبھی آپ کے چہرے کے خدوخال کو دیکھتا اور کبھی کتب سماویہ پر نظر ڈالتا یہ دیکھکر خزیمہ کے دل میں کچھ شک پیدا ہوا اور بآواز بلند پکارا کہ اے آل غالب جلدی مدد کو پہنچو یہ سنکر قافلہ کے تمام لوگ دوڑ پڑے نسطورا راہب نے جب یہ بھاگ دوڑ دیکھی تو ڈر کے مارے بھاگ کر صومعہ کی چھت پر جا بیٹھا وہاں سے قافلہ والوں کو مخاطب کر کے کہا کہ خطرہ کی کوئی بات نہ تھی تم لوگ خواہ مخواہ ہی گھبرا گئے میں تو کتب سماویہ میں جو جو نشانیاں اور علامتیں نبی آخر الزماں کی لکھی ہیں ان کا معائنہ کر رہا تھا کیونکہ آپ کے سردار میں وہ تمام باتیں اور علامتیں پائی جاتی ہیں یہ سنکر قافلہ والوں کو اطمینان ہوا اور ان کا فکر دور ہوا اس سفر میں آپکو بہت منافع ہوا اور اس طرح آپ کئی مرتبہ حضرت خدیجہ کا مال لیکر بحرین، یمن اور شام کی طرف گئے اور ہر مرتبہ خوب خوب منافع ہوا۔

صادق اور الامین کا خطاب

تجارت کے لئے جن اوصاف وخصائص کی ضرورت ہے مثلاً ایفائے عہد، اتمام وعدہ، خوش معاملگی، صادق القولی، راست گفتاری، نیک کرداری اور امانت ودیانت وغیرہ آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔ ان اوصاف میں اس قدر شہرت اور ناموری حاصل کی کہ لوگ آپ کو نام لیکر نہیں بلکہ الصادق یا الامین کے خطاب سے پکارتے تھے اور انہیں خطابوں سے لوگ آپ کو پہچانتے اور یاد کرتے تھے۔

حاملانِ قرآن کا اشاعتِ قرآن سے اعراض

(از جناب مولانا مولوی محی الدین احمد صاحب بی اے قصوری)

قرآن حکیم خدا کا مکمل اور آخری الہام ہے۔ اور الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کہہ کر بانی اسلام نے ان کے پیش نظر کو صاف صاف بتا دیا ہے کہ اس کی فلاح و بہبود کی راہ میں جو قدر رکاوٹیں اور موانع حائل تھے دور ہو کر غیر محدود ترقی کی راہ ان کے سامنے کھل گئی ہے۔

چشمہ شفا

قرآن کریم انسان کی ہر قسم کی اخلاقی، روحانی اور انفرادی و اجتماعی امراض کے لئے علاج الحیات کا حکم رکھتا ہے اور اس نے صاف اعلان کر دیا ہے۔ کہ اگر نوع انسانی ان تمام امراض سے شفا حاصل کرنے کی خواہشمند ہے جو اس نے اپنے اندر اپنے جسم قومی میں پیدا کر لی ہیں تو اس کو اسی دار الشفا کی طرف آنا چاہیے۔

ونزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا	اور قرآن میں ہم وہ آیتیں اتارتے ہیں جو مومنوں کے لئے (ہر قسم کے روگوں سے) باعث شفا و رحمت ہیں اور ظالموں کے اضافہ نقصان

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:-

وشفاء لما في الصدور	وہ قلوب انسان کی تمام بیماریوں کیلئے شفا ہے

چشمہ نور

آنحضرت سرور عالم (صلعم) کے وجود باجود کو جو رحمۃ للعالمین کے عظیم الشان لقب سے ملقب و مشرف فرمایا۔ تو وہ بھی اس لئے کہ آپ (علیہ السلام) قرآن کریم کے حامل اور اس کو پہنچانے والے تھے اور آپ نے اس کی تبلیغ و اشاعت سے خشک لب نوع انسانی پر الٰہی رحمتوں کا موسلا دھار مینہ برسا دیا۔ قرآن حکیم دنیا کی سب سے منور اور سب سے آخری شمع ہدایت ہے۔ جو انسانوں کو گمراہی کی ظلمتوں سے نکالنے کے لئے روشن کی گئی۔

فآمنوا بالله ورسوله والنور الذي انزلنا۔	پس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نور (قرآن) پر جو ہم نے اتارا ہے۔

قرآن کریم نے انسانوں کو اس کی ابدی بڑائی سے جسے بھول کر وہ قعر ذلت میں گر چکا تھا روشناس کرایا اور اسے یہ بتلایا کہ اس کا مرتبہ کائنات عالم میں کیا ہے:

لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم	بلاشبہ ہم نے انسان کو بہترین بناوٹ میں پیدا کیا۔

زنجیروں کو توڑنے والا

قرآن حکیم نے اپنی ایک ہی صدائے زلزلہ انگیز میں نوع انسانی کو اس کی تمام اخلاقی، روحانی، تمدنی اور جسمانی غلامیوں سے آزاد کر دیا۔ اور بتلا دیا کہ انسان صرف ایک ہی خدا ہی کے لئے پیدا ہوا ہے۔

ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث ويضع عنهم اصرهم والاغلال التي كانت عليهم	ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور ناپاک اشیا کو حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ کو اور ان زنجیروں کو جو ان پر جکڑی ہوئی تھیں دور کرتا ہے۔

یہ قرآن حکیم کی ربانی آواز کا معجزانہ انقلاب تھا۔ جو عرب کے مقدس و برگزیدہ ملک سے بلند ہوئی اور جس نے دنیا کی سب سے زیادہ گمراہ اور ناشائستہ قوم کو سب سے زیادہ مہذب و متمدن قوم بنا دیا اور اس کو دنیا اور دنیا والوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے مامور فرما دیا۔

تبلیغ قرآن کا حکم

اسی انتخاب کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ملا تھا:-

یاایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته۔	اے رسول (صلعم) جو کچھ تجھ پر تیرے پروردگار کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے کچھ بھی نہیں پہنچایا۔

اسی طرح جو امت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وارث چھوڑی اسکو بھی صاف و واضح الفاظ میں حکم دیا۔

بلغوا عني ولو آية۔	میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو

پھر اس سے بھی زیادہ صاف الفاظ میں تبلیغ و تعلیم قرآنی کی وصیت فرمائی:

خيركم من تعلم القرآن وعلمه	تم میں سے سب سے اچھا وہ شخص ہے جو قرآن کو پڑھے اور اسے پڑھائے۔

چنانچہ انہوں نے جس عجیب و غریب طریق پر اس حکم کی تعمیل فرمائی۔ اس کی شہادت اندلس سے لیکر سوڈان تک خدا کی زمین کا چپہ چپہ اب تک دے رہا ہے

اخلاف کی غفلت و گمراہی

مگر افسوس وہی ہوا جس کا خدشہ تھا اور جس سے قومیں تباہ ہوا کرتی ہیں۔

فخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوٰة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا۔	پس ان کے جانشین ہوئے جو ناخلف تھے جنہوں نے نمازوں کو ترک کر دیا اور خواہشات نفسانی کے پیچھے لگ گئے پس وہ عنقریب اپنی گمراہی کی سزا پائیں گے۔

مسلمانوں نے کتاب اللہ کی نہ صرف تبلیغ و اشاعت ہی چھوڑ دی بلکہ خود بھی اس سے پوری طرح کنارہ کش ہو گئے۔ دوسری قوموں نے جہاں اپنی منسوخ و متروک کتابوں کو دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے اور شائع کرنے کا کام پوری مستعدی سے شروع کر رکھا ہے اور ایک چھوڑ سینکڑوں زبانوں میں ان کو منتقل کر دیا ہے وہاں مسلمان اس کے ترجمہ کرنے اور پڑھنے پڑھانے ہی کو وجہ تفسیق و تکفیر سبب اختلاف و تفریق اور باعث ضلالت و گمراہی قرار دے رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی نے جب قرآن حمید کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا اور اس کی خبر علمائے دہلی کو ہوئی، تو شہر میں ایک کہرام مچ گیا اور اگر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل شامل حال نہ ہوتا۔ تو یہ علما اور ان کے درباری خدام تو حضرت شاہ صاحب کو مسجد فتحپوری میں نماز عصر کے بعد شہید کر ہی چکے تھے

ایک اور دردناک واقعہ

حضرت شاہ صاحب کے زمانہ کو تو کم و بیش ایک صدی گذر چکی ہے۔ ابھی کل بات ہے۔ کلکتہ میں ایک کانفرنس قدیم عربی مدارس کے نصاب میں اصلاح کرنے لئے قائم ہوئی تھی اس میں جو سلوک اس تجویز کے ساتھ ہوا کہ قرآن مجید کو داخل نصاب کیا جائے۔ وہ ہم خود مجوز تجویز ہذا کے الفاظ میں (بلفظہ) ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ قرآن حکیم کے متعلق جو ہماری مذہبی کتاب ہے۔ اور جس کو منزل من اللہ مانتے ہیں مسلمانوں کے جو خیالات ہیں۔ اس کا صحیح پتہ چل سکے۔

مولوی حافظ محب الحق صاحب عظیم آبادی اپنی کتاب "شرعۃ الحق" کے صفحہ ۱۳۶-۱۳۷ پر تحریر فرماتے ہیں:-

" دنیا بدل گئی اور بدل رہی ہے۔ اور ہر کوئی اپنی اصلاح کی جانب متوجہ اور سرگرم ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں کا دھیان جدھر تھا ادھر ہی ہے۔ اور اب تک ویسی ہی اسلام سے چشم پوشی ہے۔ کئی دن کی بات ہے۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ کے مدرسہ نتیل کانفرنس میں بھی بلایا گیا تھا نصاب کی اصلاح مقصود تھی۔ اولاً تو مدرسہ کا بنیان اس بنا پر قائم ہوا تھا کہ حدیث کی تعلیم وہاں نہ دیجائے۔ کیونکہ حدیث پڑھ پڑھ کر لوگ اہل حدیث ہوجائیں گے۔ اس دفعہ اس کی اصلاح تو ہوئی اور حدیث کی تعلیم نصاب میں داخل کی گئی۔ میں نے پیش کیا قرآن مجید کی تعلیم شروع سے آخر تک ہونی چاہیئے۔ وہ اس طرح کہ اول اول لڑکے کو قرآن مجید ناظرہ پڑھایا جائے۔ عبارت رواں ہوجانے کے بعد پارہ عم اور چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد کرائی جائیں۔ اس وقت تک کہ صرف و نحو میں کافی مہارت ہوجائے۔ پھر قرآن مجید کا ترجمہ بلحاظ صرف و نحو پڑھایا جائے جب ادب میں کچھ قابلیت ہوجائے۔ تو قرآن مجید کی تعلیم بلحاظ خوبی ادب اور بلحاظ و بلاغت دی جائے۔ جب یہ تکمیل کو پہنچے۔ تو پھر مسائل قرآنی دیئے جائیں۔ کہ طالب علم ان کو حل کرے۔ اور اس میں مادہ پیدا ہو کہ وہ قرآن مجید سے اپنی دوسروں کی اور دوسرے مذہب والوں کی تشفی کرسکے اور تبلیغ کی خدمت بوجہ احسن انجام دے سکے اور یوں خدا کے اس فرمان کی تعمیل کی جائے جو اس نے فرمایا ہے:-

فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔

غرض قرآن مجید تو جیتے سے مرتے دم تک ہمارا نصب العین اور ہمارا طریقہ زندگی رہنا چاہیئے کہ یہی صراط مستقیم ہے"

علماء تو رونے کا مقام اور ماتم کی جگہ ہے کہ اس جلسہ میں جتنے علماء اور شمس العلماء موجود تھے سب نے اس کی مخالفت کی۔ اور شدید مخالفت کی۔ مسٹر جیمس میں ایک عیسائی اس جلسہ کے صدر تھے۔ وہ اس اختلاف کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھ کر علماء سے کہنے لگے۔ کہ میں تو مسلمان نہیں اور نہ عربی داں ہوں ہاں انگریزی میں میں نے قرآن پڑھا ہے۔ اس میں کوئی بری بات تو میں نے نہیں پائی جس کی تعلیم سے آپ مزاحمت کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اسلام اس حال کو پہنچ گیا ہے کہ مدعیان وراثت انبیاء ہی اشاعت دین اور تبلیغ اسلام سے روکتے ہیں جن کی اشاعت کے لئے خود بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبتیں اٹھائی تھیں آج اس تبلیغ کے دروازے میں دھرنے مارے بیٹھے جاتے ہیں۔ وہ وقت یہ سے خلاف تھا میں ناکام رہا۔ مگر ان کی دلیل کیا تھی قرآن مجید کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خیال نہ فرمایا تھا وہ یہ کہ قرآن مجید کی تبلیغ سے سینکڑوں مذاہب پیدا ہوجائیں گے"۔

مقام حسرت و افسوس

ولقد قالوا کلمۃ الکفر سبحان اللہ عما یقولون۔ یقولون ما لا یعلمون ویفعلون ما لا یؤمرون۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ وقد قال اللہ فی کتابہ الکریم کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ۔

سبحان اللہ! قرآن حکیم تو اس لئے نازل ہو کہ رفع اختلاف کرے اور اللہ بطور احسان عظیم اس کا ذکر فرمائے کہ اس نے اس قرآن کے ذریعہ سے مسلمانوں کو واحد جماعت بنا دیا ہے۔ اور اس امر کا دعویٰ کرے کہ سوائے قرآن حکیم کے اور کوئی چیز مختلف الخیال جماعتوں کو متحد نہیں کرسکتی۔

والف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم۔	اور اس نے ان (مسلمانوں) کے دلوں میں محبت پیدا کردی۔ اگر تو (اے پیغمبر) تمام زمین کے خزانے بھی صرف کردیتا تو بھی ان میں اتفاق و آشتی پیدا نہ کرسکتا۔ لیکن اللہ نے یہ محبت پیدا کی ہے!

اور ہمارے علماء کرام خود کتاب اللہ ہی کو اختلاف پیدا کرنے والی کتاب یقین کریں!

بلاد اسلامیہ کی افسوسناک حالت

بلاد اسلامیہ کا حال اس سے بھی زیادہ افسوسناک ہے۔ کہ ان کے نزدیک قرآن کا ترجمہ پڑھانے یا شائع کرنے کے برابر کوئی دوسرا گناہ نہیں ہوسکتا افغانستان میں اس وقت تک قرآن حکیم کا کوئی ترجمہ رائج بلکہ موجود نہیں۔ اور نہ کسی سکول یا مکتب میں اس کی تعلیم (ناظرہ پڑھائی کے بدون) داخل درس ہے ترکی زبان میں آج سے چند سال قبل تک کوئی ترجمہ قرآن حکیم کا صرف وہاں کے علماء کی مخالفت کی بنا پر شائع نہیں ہوسکا تھا اور یہ فخر بھی حضرت المرحوم شیخ الہند مولانا محمود الحسن ہی کو حاصل ہے کہ انہوں نے دوران قید فرنگ (مالٹا) میں صرف خود قرآن کریم کا ترجمہ اردو زبان میں کیا بلکہ اپنے رفیق قید ترکی عالم کو مائل کرکے ترکی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے پر مجبور کیا۔ اور اگر وہاں کے علماء مانع نہ ہوتے اور حالات نے اجازت دی تو یہ کام جو صدیوں تک ترکی سلطنت کے اندر سرانجام نہ ہوا تھا۔ اس عہد انحطاط و تنزل میں ایک ہندی بزرگ کی تبلیغی مساعی سے پیدا ہوگا۔ سنا ہے کہ ایک ترجمہ پہلے ہوچکا ہے لیکن اس کی اشاعت کا عجیب حال ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے!

سلطنت ترکی کا تو یہ حال تھا کہ اخبار و جرائد میں اگر کبھی کسی آیت قرآنی کے اندراج اور اس سے استشہاد و استدلال یا اخذ و تمسک کی ضرورت ہوتی تو اسے بلا ترجمہ ہی شائع کرنا ضروری خیال کیا جاتا تھا۔

عیسائیوں کی کوشش

اس کے خلاف اب ان مسیحی کوششوں کو ایک نظر دیکھنا چاہیئے۔ جو وہ نشر و اشاعت تورات و انجیل میں کررہے ہیں۔ اس وقت تک انجیل یہ تورات دنیا کی ۵۰۰ زبانوں

ترجمہ ہو چکی ہے جن میں ۶۰ تو صرف ہندوستانی زبانیں اور بولیاں ہیں۔ اس ضمن میں عیسائیوں کی کوششیں فی الحقیقت حیرت انگیز ہیں۔ ایک شخص امریکہ سے نکلتا ہے۔ ہندوستان میں تبلیغ مسیحیت کا ولولہ اس کے سینہ میں موجزن رہتا ہے اگر وہ مقیم ہو جاتا ہے۔ کامل ۳۰ سال کی محنت و جانفشانی کے بعد وہ انجیل کا براہی زبان میں ترجمہ کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس ۳۰ سالہ زمانہ کی مشکلات کا اگر تذکرہ کروں تو سننے والے محو حیرت ہو جائیں۔

اس سے بھی زیادہ حیرت و انفعال میں غرق کر دینے والی شے ایک مسلمان کے لئے یہ ہے کہ مسیحی پادری ولایت سے چلتے اور یہاں ہندوستان کے بعض حصوں میں آکر مقیم ہو جاتے ہیں۔ علاقہ کی زبان کو سیکھتے ہیں، اور زبان کی حالت یہ ہے کہ کوئی گرامر نہیں، کوئی رسم الخط نہیں، کوئی قواعد تکلم و تحریر موجود نہیں۔ پادری ولایت سے آتے ہیں۔ زبان کو سیکھتے ہیں۔ اس کی گرامر بناتے اور اصول و قواعد تقریر و تحریر وضع کرتے ہیں، ایک خاص رسم الخط اختیار کرتے ہیں۔ تا آنکہ وہ بولی ہندوستان کی زبانوں میں ایک زبان قرار پاتی ہے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے کہ تورات و انجیل ترجمہ ہو کر ان لوگوں کے کانوں تک پہنچائی جا سکے۔

لاہور میں چند سال ہوئے ایک نمائش ہوئی تھی جس میں سو زبانوں میں کتب مقدسہ کے ترجمہ شدہ نسخوں کو دیکھنے کا اتفاق تو ہمیں بھی ہوا ہے۔ بس غیرو دیا حمیت اسلامی کی وہ جماعت جو اپنے آپ کو خیر الامم کے لقب سے یاد کرتی ہے، اللہ کی محبوب جماعت پکارتی اور دنیا کی اصلاح کی واحد ذمہ دار بنتی ہے سوچے اور غور کرے، کہ کل کو جب نصاف کا دن ہوگا۔ اور خدائے واحد و قہار کا تخت انصاف بچھایا جائے گا۔ اور ان ایک مقدس و پاک وجود پکارے گا۔ یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا (اے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن پاک کو بالکل چھوڑ دیا) تو ان کے پاس اس صدائے دادطلب کا کیا جواب ہوگا؟

جاوا کی حالت

اب غیروں کی اس کوشش اور اپنی غفلت کے نتائج پر بھی غور کرو۔ جاوا سے حال ہی میں جو خبریں موصول ہوئی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بیس فیصدی مسلمان آبادی حلقۂ محمدی علیہ التحیۃ والسلام سے نکل کر مسیحی غلامی میں جا چکی ہے

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ویالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا۔

خیر مبالغہ آمیز ہو پھر بھی اس قدر یقینی معلوم ہوتا ہے کہ جاوا کے بدبخت مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ علم ہلالی سے نکل کر صلیبی جھنڈوں کے سایہ میں پناہ گزین ہو رہا ہے۔

ٹرینی ڈاڈ کی حالت

ٹرینی ڈاڈ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے اس کے متعلق ایک چشم دید گواہ مولوی عبدالکریم صاحب بی اے کا بیان ہے کہ "وہاں کی آبادی میں کئی ہزار مسلمان ہیں لیکن ہمارے دلوں کو یہ خبر بالکل پاش پاش کر دیتی ہے کہ وہ بالکل نام کے مسلمان ہیں۔ ان کے بچے تمام مسیحی مدارس میں تعلیم پاتے ہیں۔ اور نوبت باینجا رسید کہ ان کی شادی و ماتم کے رسوم تک عیسائی پادریوں کے ہاتھوں طے پاتی ہیں۔ یعنی جو نکاح ہونا ہو، تو کسی پادری آکر نکاح پڑھا جائے۔ اور جو کسی بدنصیب کی تجہیز و تکفین کی نوبت ہو تو وہ بھی پادری صاحب ہی کی تثلیث پرست ہاتھوں سے سرانجام پاتے ہیں کی اسلامی معلومات بھی تمام اپنی مطلب پرست عیسائیوں سے ماخوذ ہوتی ہیں۔"

یہی حال ... [illegible] ... ایسے اور کس ... جس قوم کے علماء قرآن کی

تعلیم کو ذریعہ نفاق بناتے ہوں وہ اس کی تبلیغ کیا کریں گے؟

عالمگیر مسیحی کانفرنس کا فیصلہ

پچھلے دنوں تمام دنیا کی مسیحی تبلیغی جماعتوں کی ایک متحدہ کانفرنس بمقام لیک موہنک ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں یہ قرار پایا کہ اب عیسائی تبلیغی جماعتیں کو اپنے اندرونی اختلافات بالکل بھلا کر متفقہ طور پر تبلیغ و اشاعت مسیحیت میں لگ جانا چاہیئے۔ اور اگر اب بھی وہ ایسا نہیں کریں گی تو ان کی تمام گذشتہ ڈیڑھ سو سالہ تبلیغی کوششیں خاک میں مل جائیں گی۔ چنانچہ ایک عالمگیر تبلیغی مشن کا انعقاد عمل میں آیا جس کے لئے صرف اسی ایک مجلس میں۔ ۹ لاکھ پونڈ چندہ کا اعلان ہوا۔ اور ابھی چندہ کی رقم وصول ہو رہی ہے۔ اس مشن کی طرف سے ایک لاکھ جدید مبلغین کو بھرتی ہونے کے لئے اپیل کیا گیا۔

اس امر کے کہنے کی ہرگز ضرورت نہیں کہ یہ تمام کوششیں فقط ایک ہی حریف (اسلام) کے زیر کرنے کے لئے جاری ہیں۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ اگر مسیحی تبلیغی سرگرمیوں کا اندازہ کرنا ہو تو مصر، عرب، شام، فلسطین وغیرہ میں جا کر دیکھو۔ دنیا کی کوئی مشن نہیں جس کی نمائندہ جماعت نے وہاں ڈیرے نہ ڈال رکھے ہوں۔ پندرہ پندرہ اور بیس بیس جوان عورتیں مل کر شام کو غریب مسلمانوں کے گھروں میں جاتی اور تثلیث اور کفارہ کا دل کھول کر پرچار کرتی پھرتی ہیں۔

موعظت و عبرت

مسلمانوں کو سمجھنا چاہیئے کہ یہ حال اس قوم کا ہے جس کے مختلف فرقوں کے اعتقادات مذہبی تک میں اس درجہ تضاد ہے کہ اگر ایک کا نام مسیحیت رکھا جائے تو دوسرے کو کوئی دوسرا شخص مسیحیت نہیں کہہ سکتا۔ بر خلاف اس کے اس جماعت شریفہ اور امت عظیمہ کا جس کے اختلافات نہایت ہی لوئے جزئیات سے آگے نہیں بڑھتے۔ یہ حال ہے کہ اس کے کوئی دو فرد بھی ایک آن واحد کیلئے یکجا نہیں ہو سکتے۔ اور ایک ایسے نازک دور میں بھی جب کہ اسلام نہایت ہلاک اور مہیب خطرات میں گھرا ہوا ہے اور جب کہ اس کے بچانے کی صرف یہی ایک صورت تھی کہ تمام دنیا کے مسلمان اس خطرہ سے آگاہ ہو کر متحد و واحد کھڑے ہو جاتے ان میں آیت ہی اونے سے اونے اختلافات پر جوتی اچھل رہی ہے۔

اس قوم کی بدبختی کا کہاں تک ماتم کیا جائے جس کے خلاف ایک دنیا اعلان جنگ کر چکی ہو اور وہ آپس میں دست و گریباں ہو رہی ہو۔ قرآن حکیم دنیا میں تمام اختلافات باہمی کو مٹانے کے لئے آیا تھا لیکن وائے بر حال ما کہ آج اس کتاب مقدس کو کامل طور پر پس پشت ہی نہیں پھینک دیا گیا بلکہ پوری طرح اپنی چیرہ دستیوں کا ہدف ہی بنا دیا گیا ہے۔

ایک طرف مسیحی قوم کا چیلنج ہے اب وقت آگیا ہے کہ اسلام کے سامنے تلوار اور مسیحیت کی دو راہیں پیش کر دی جائیں۔ اور اس کے نام لیوؤں کو پورا اختیار دیا جائے کہ وہ دونوں میں سے جس کو چاہیں اختیار کر لیں۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کا باہمی نفاق، فرقہ بندی، دشمنی اور بغض و عناد ہے اس حالت میں جنگ کا جو بھی فیصلہ ہو گا ظاہر ہے۔

بیداری کا وقت

کیا مصر، الجزائر، مراکو، ٹیونس، سوڈان، غرضکہ تمام افریقہ، ایشیائی روم، ایران، سنٹرل ایشیا، شام، فلسطین، عرب، سسلی، سارڈینیا، جاوا، سماٹرا، غرضکہ تمام اسلامی ممالک کی ہلاکت و بربادی کے اندر مسلمانوں کے لئے کوئی تازیانہ عبرت نہیں رہا، اور اگر ابھی وہ وقت نہیں آیا تو کیا اس وقت آئیگا جبکہ آفتاب قیامت چمک اٹھے گا اور صور محشر پھونک دیا جائے گا۔

ایک اور دردناک واقعہ

حضرت شاہ صاحبؒ کے زمانہ کو تو کم و بیش ایک صدی گذر چکی ہے۔ ابھی کل کی بات ہے۔ کلکتہ میں ایک کانفرنس قدیم عربی مدارس کے نصاب میں اصلاح کرنے کے لئے قائم ہوئی تھی اس میں جو سلوک اس تجویز کے ساتھ ہوا کہ قرآن مجید کو داخل نصاب کیا جائے۔ وہ ہم خود مجوز تجویز ہٰذا کے الفاظ میں (بلفظہ) ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ قرآن حکیم کے متعلق جو ہماری مذہبی کتاب ہے۔ اور جس کو منزل من اللہ مانتے ہیں مسلمانوں کے جو خیالات ہیں۔ اس کا صحیح پتہ چل سکے۔

مولوی حافظ محب الحق صاحب عظیم آبادی اپنی کتاب "شرعۃ الحق" کے صفحہ ۱۳۶-۱۳۷ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"دنیا بدل گئی اور بدل رہی ہے۔ اور ہر کوئی اپنی اصلاح کی جانب متوجہ اور سرگرم ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں کا دھیان جدھر تھا ادھر ہی ہے۔ اور اب تک ویسی ہی اسلام سے چشم پوشی ہے۔ کئی دن کی بات ہے۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ کے مدرسین کا کانفرنس جب بھی بلایا گیا تھا۔ نصاب کی اصلاح مقصود تھی۔ اول تو مدرسہ کا اثبات اس بنا پر قائم ہوا تھا۔ کہ حدیث کی تعلیم وہاں نہ دی جائے۔ کیونکہ حدیث پڑھ پڑھ کر لوگ اہل حدیث ہو جائیں گے۔ اس دفعہ اس کی اصلاح تو ہوئی اور حدیث کی تعلیم نصاب میں داخل کی گئی۔ میں نے پیش کیا قرآن مجید کی تعلیم شروع سے آخر تک ہونی چاہیئے۔ وہ اس طرح کہ اول اول لڑکے کو قرآن مجید ناظرہ پڑھایا جائے۔ عبارت رواں ہو جانے کے بعد پارہ عم اور چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد کرائی جائیں۔ اس وقت تک کہ صرف و نحو میں کافی مہارت ہو جائے۔ پھر قرآن مجید کا ترجمہ بلحاظ صرف و نحو پڑھایا جائے۔ جب ادب میں کچھ قابلیت ہو جائے۔ تو قرآن مجید کی تعلیم بلحاظ خوبی ادب اور بلحاظ و بلاغت دی جائے۔ جب یہ تکمیل کو پہنچے۔ تو پھر مسائل قرآنی دیئے جائیں۔ کہ طالب علم ان کو حل کرے۔ اور اس میں مادہ پیدا ہو کہ وہ قرآن مجید سے اپنی 'دوسروں کی' اور دوسرے مذہب والوں کی تشفی کر سکے اور تبلیغ کی خدمت بوجہ احسن انجام دے سکے اور یوں خدا کے اس فرمان کی تعمیل کی جائے جو اس نے فرمایا ہے:-

فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔

غرض قرآن مجید تو بچپنے سے مرتے دم تک ہمارا نصب العین اور ہمارا طریقہ زندگی رہنا چاہیئے کہ یہی صراط مستقیم ہے"

مسلمانو! رونے کا مقام اور ماتم کی جگہ ہے کہ اس جلسہ میں جتنے علماء اور شمس العلماء موجود تھے سب نے اس کی مخالفت کی اور شدید مخالفت کی۔ مسٹر جیپ مین ایک عیسائی اس جلسہ کے صدر تھے۔ وہ اس اختلاف کو تعجب کی نگاہ سے دیکھ کر علماء سے کہنے لگے کہ میں تو مسلمان نہیں اور نہ عربی داں ہوں ہاں انگریزی میں میں نے قرآن پڑھا ہے۔ اس میں کوئی بری بات تو میں نے نہیں پائی جس کی تعلیم سے آپ مزاحمت کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اسلام اس حال کو پہنچ گیا ہے کہ مدعیان وراثت انبیاء ہی اشاعت دین اور تبلیغ اسلام سے روکتے ہیں جن کی اشاعت کے لئے خود بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبتیں اٹھائی تھیں آج اس تبلیغ کے دروازے میں وہ ہر سے تالے ڈالے جاتے ہیں۔ وہ

میرے خلاف تنہا میں ناکام رہا۔ مگر ان کی دلیل کس قدر معقول تھی جس کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خیال نہ فرمایا تھا۔ وہ یہ کہ قرآن مجید کی تبلیغ سے سینکڑوں مذاہب پیدا ہو جائیں گے"۔

مقام حسرت و افسوس

ولقد قالوا کلمۃ الکفر سبحان اللہ عما یقولون۔ یقولون ما لا یعلمون ویفعلون ما لا یؤمرون۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ وقد قال اللہ فی کتابہ الکریم کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ۔

سبحان اللہ! قرآن حکیم تو اس لئے نازل ہو کہ رفع اختلاف کرے اور اللہ تعالیٰ بطور احسان عظیم اس کا ذکر فرمائے کہ اس نے اس قرآن کے ذریعہ سے مسلمانوں کو واحد جماعت بنا دیا ہے۔ اور اس امر کا دعویٰ کرے کہ سوائے قرآن حکیم کے اور کوئی چیز مختلف الخیال جماعتوں کو متحد نہیں کر سکتی۔

والف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم۔	اور اس نے ان (مسلمانوں) کے دلوں میں محبت پیدا کر دی۔ اگر تو (اے پیغمبر) تمام زمین کے خزانے بھی صرف کر دیتا تو بھی ان میں اتفاق و آشتی پیدا نہ کر سکتا۔ لیکن اللہ نے یہ محبت پیدا کی ہے!

اور ہمارے علماء کرام خود کتاب اللہ ہی کو اختلاف پیدا کرنے والی کتاب یقین کریں!

بلاد اسلامیہ کی افسوس ناک حالت

بلاد اسلامیہ کا حال اس سے بھی زیادہ افسوسناک ہے۔ کہ ان کے نزدیک قرآن کا ترجمہ پڑھانے یا شائع کرنے کے برابر کوئی دوسرا گناہ نہیں ہو سکتا افغانستان میں اس وقت تک قرآن حکیم کا کوئی ترجمہ رائج بلکہ موجود نہیں۔ اور نہ کسی سکول یا مکتب میں اس کی تعلیم (ناظرہ پڑھائی کے بدون) داخل درس ہے ترکی زبان میں آج سے چند سال قبل تک کوئی ترجمہ قرآن حکیم نہ صرف وہاں کے علماء کی مخالفت کی بنا پر شائع نہیں ہو سکا تھا اور یہ فخر بھی حضرت المرحوم شیخ الہند مولانا محمود الحسن ہی کو حاصل ہے کہ انہوں نے دوران قید فرنگ (مالٹا) میں صرف خود قرآن کریم کا ترجمہ اردو زبان میں کیا بلکہ اپنے رفیق قید ترکی عالم کو مائل کر کے ترکی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے پہ مجبور کیا۔ اور اگر وہاں کے علماء مانع نہ ہوتے اور حالات نے اجازت دی تو یہ کام جو صدیوں تک ترکی سلطنت کے اندر سرانجام نہ ہوا تھا۔ اس عہد انحطاط و تنزل میں ایک ہندی بزرگ کی تبلیغی مساعی سے پورا ہو گا۔ سنا ہے کہ ایک ترجمہ پہلے ہو چکا ہے لیکن اس کی اشاعت کا عجب حال ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے!

سلطنت ترکی کا تو یہ حال تھا کہ اخبار و جرائد میں اگر کبھی کسی آیت قرآنی کے اندراج اور اس سے استشہاد و استدلال یا اخذ و تمسک کی ضرورت ہوتی تو اسے بلا ترجمہ ہی شائع کرنا ضروری خیال کیا جاتا تھا۔

عیسائیوں کی کوشش

اس کے خلاف اب ان مسیحی کوششوں کو ایک نظر دیکھ لینا چاہیئے۔ جو وہ نشر و اشاعت تورات و انجیل میں کر رہے ہیں۔ اس وقت تک انجیل و تورات دنیا کی ۵۰۰ زبانوں

میں ترجمہ ہو چکی ہے جن میں ۶۰ تو صرف ہندوستانی زبانیں اور بولیاں ہیں۔ اس ضمن میں عیسائیوں کی کوششیں فی الحقیقت حیرت انگیز ہیں۔ ایک شخص امریکہ سے نکلتا ہے۔ ہندوستان میں تبلیغ مسیحیت کا ولولہ اس کے سینہ میں موجزن ہے برما میں آکر وہ مقیم ہو جاتا ہے۔ کامل ۲۰ سال کی محنت و جانفشانی کے بعد وہ انجیل کا برمی زبان میں ترجمہ کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس ۲۰ سالہ زمانہ کی مشکلات کا اگر تذکرہ کروں تو سننے والے محو حیرت ہو جائیں۔

اس سے بھی زیادہ حیرت و انفعال میں غرق کر دینے والی شے ایک مسلمان کے لئے یہ ہے کہ مسیحی پادری ولایت سے چلتے اور یہاں ہندوستان کے بعض حصوں میں آکر مقیم ہوتے ہیں، علاقہ کی زبان کو سیکھتے ہیں۔ اور زبان کی حالت یہ ہے کہ کوئی گرامر نہیں اکوئی رسم الخط نہیں کوئی قواعد تکلم وتحریر موجود نہیں۔ پادری ولایت سے آتے ہیں۔ زبان کو سیکھتے ہیں۔ اس کی گرامر بناتے اور اصول و قواعد تقریر و تحریر وضع کرتے ہیں ایک خاص رسم الخط اختیار کرتے ہیں تاکہ وہ بولی ہندوستان کی زبانوں میں ایک زبان قرار پائی ہے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے کہ توراۃ و انجیل ترجمہ ہو کر ان لوگوں کے کانوں تک پہنچائی جا سکے۔

لاہور میں چند سال ہوئے ایک نمائش ہوئی تھی جس میں سو زبانوں میں کتب مقدس کے ترجمہ شدہ نسخوں کو دیکھنے کا اتفاق تو ہمیں بھی ہوا ہے۔ بس غیور و باحمیت انسان کی وہ جماعت جو اپنے آپ کو خیر الامم کے لقب سے یاد کرتی ہے، اللہ کی محبوب جماعت بکارتی اور دنیا کی اصلاح کی واحد ذمہ دار بنتی ہے سوچے اور غور کرے کہ کل کو جب انصاف کا دن ہوگا۔ اور خدائے واحد و قہار کا تخت انصاف بچھایا جائے گا۔ اور وہاں ایک مقدس و پاک وجود پکارے گا۔ یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا" اے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن پاک کو بالکل چھوڑ دیا۔ تو ان کے پاس اس صدائے دادطلب کا کیا جواب ہوگا؟

جاوا کی حالت

اب غیروں کی اس کوشش اور اپنی غفلت کے نتائج پر بھی غور کرو۔ جاوا سے حال ہی میں جو خبریں موصول ہوئی ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کچھ فیصدی مسلمان آبادی حلقۂ محمدی علیہ التحیۃ والسلام سے نکل کر مسیحی غلامی میں جا چکی ہے فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ ویالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا۔

یہ خبر مبالغہ آمیز ہو پھر بھی اس قدر یقینی معلوم ہوتا ہے کہ جاوا کے بدبخت مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ پرچم ہلالی سے نکل کر صلیبی جھنڈوں کے سایہ میں پناہ گزین ہو رہا ہے۔

ٹرینی ڈاڈ کی حالت

ٹرینی ڈاڈ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے، اس کے متعلق ایک چشم دید گواہ مولوی فضل کریم صاحب بی اے کا بیان ہے کہ "وہاں کی آبادی میں کئی ہزار مسلمان ہیں لیکن ہمارے دلوں کو یہ خبر بالکل پاش پاش کر دیتی ہے کہ وہ بالکل نام کے مسلمان ہیں۔ ان کے بچے تمام مسیحی مدارس میں تعلیم پاتے ہیں۔ اور نوبت بایں جا رسید کہ اُن کی شادی و ماتم کے رسوم تک عیسائی پادریوں کے ہاتھوں طے پاتی ہیں۔ یعنی جو نکاح ہونا ہو۔ تو مسیحی پادری آکر نکاح پڑھاتے۔ اور جو کسی بدنصیب کی تجہیز و تکفین کی ضرورت ہو تو وہ بھی پادری صاحب ہی کی تثلیث پرست ہاتھوں سے سرانجام پاتے ان کی اسلامی معلومات بھی تمام اپنی مطلب پرست عیسائیوں سے ماخوذ ہوتی ہیں۔" یہی حالت برٹش گیانا وغیرہ کی ہے اور کہیں لوگوں میں تو دینی علماء قرآن کی

تعلیم کو ذریعہ نفاق سمجھتے ہوں وہ اس کی تبلیغ کیا کریں گے؟

عالمگیر مسیحی کانفرنس کا فیصلہ

پچھلے دنوں تمام دنیا کی مسیحی تبلیغی جماعتوں کی ایک متحدہ کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس کانفرنس میں یہ قرار پایا کہ اب عیسائی تبلیغی جماعتیں اپنے اندرونی اختلافات بالکل بھلا کر متفقہ طور پر تبلیغ و اشاعت مسیحیت میں لگ جانا چاہیئے اور اگر اب بھی وہ ایسا نہیں کریں گی تو ان کی تمام گزشتہ ڈیڑھ سو سالہ تبلیغی کوششیں خاک میں مل جائیں گی۔ چنانچہ ایک عالمگیر تبلیغی مشن کا انعقاد عمل میں آیا جس کے لئے صرف اسی ایک مجلس میں۔ ۵ لاکھ پونڈ چندہ کا اعلان ہوا۔ اور ابھی چندہ کی رقوم دنیا بھر سے آرہی ہیں اس مشن کی طرف سے ایک لاکھ جدید مبلغین کے بھرتی ہونے کے لئے اپیل کیا گیا۔

اس امر کے کہنے کی ہرگز ضرورت نہیں کہ یہ تمام کوششیں فقط ایک ہی حریف (اسلام) کے زیر کرنے کے لئے جاری ہیں۔ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون اگر کسی کو تبلیغی سرگرمیوں کا زندہ نقشہ دیکھنا ہو تو مراقش عرب شام فلسطین وغیرہ میں جاکر دیکھے دنیا کی کوئی مشن نہیں جس کی نمائندہ جماعت وہاں ڈیرے ڈال نہ رکھے ہوں پندرہ پندرہ اور بیس بیس عیسائی عورتیں مل کر شام کو غریب بدوؤں کے گھروں میں جاتی اور تثلیث اور کفارہ کا دل کھول کر پرچار کرتی پھرتی ہیں۔

موعظت و عبرت

مسلمانوں کو سمجھنا چاہیئے کہ یہ حال اس قوم کا ہے جس کے مختلف فرقوں کے اعتقادات مذہبی تک میں اس درجہ تضاد ہے کہ اگر ایک کا نام مسیحیت رکھا جائے تو دوسرے کو کوئی دوسرا شخص مسیحیت نہیں کہہ سکتا، بخلاف اس کے اُس جماعت شریفہ اور امت عظیمہ کا جس کے اختلافات نہایت ہی لوئے جزئیات سے آگے نہیں بڑھتے۔ یہ حال ہے کہ اس کے کوئی دو بھی ایک آن واحد کیلئے یکجا نہیں ہو سکتے۔ اور ایک ایسے نازک دور میں بھی جب کہ اسلام نہایت مہلک اور مہیب خطرات میں گھرا ہوا ہے اور جب کہ اس کے بچانے کی صرف یہی ایک صورت تھی کہ تمام دنیا کے مسلمان اس خطرہ سے آگاہ ہو کر مرد واحد کھڑے ہو جاتے ان میں نہایت ہی ادنیٰ سے ادنیٰ اختلافات پر جوتی اچھل رہی ہے۔

اس قوم کی بدبختی کا کہاں تک ماتم کیا جائے جس کے خلاف ایک دنیا اعلان جنگ کر رہی ہو اور وہ آپس میں دست و گریباں ہو رہی ہو۔ قرآن حکیم دنیا میں تمام اختلافات باہمی کو مٹانے کے لئے آیا تھا لیکن وائے بر حال ما کہ آج اس کتاب مقدس کو کامل طور پر پس پشت ہی نہیں پھینک دیا گیا بلکہ پوری طرح اپنی جیرہ دستیوں کا ہدف بھی بنا دیا گیا ہے۔

ایک طرف مسیحی قوم کا چیلنج ہے اب وقت آگیا ہے کہ اسلام کے سامنے تلوار اور مسیحیت کی دو راہیں پیش کر دی جائیں۔ اور اس کے نام لیوؤں کو پورا اختیار دیا جائے کہ وہ دونوں میں سے جس کو چاہیں اختیار کر لیں۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کا باہمی نفاق، فرقہ بندی، دشمنی اور بغض و عناد ہے اس حالت میں جنگ کا جو بھی فیصلہ ہو ظاہر ہے

بیداری کا وقت

کیا مصر، الجزائر، مراکو، ٹیونس، سوڈان، غرضکہ تمام افریقہ، ایشیائی روم، ایران، سنٹرل ایشیا، شام، فلسطین، عرب، سسلی، سارڈینیا، جاوا، سماٹرا، غرضکہ تمام اسلامی ممالک کی ہلاکت و بربادی کے اندر مسلمانوں کے لئے کوئی تازیانہ عبرت نہیں رہا۔ اور اگر ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ تو کیا اس وقت آئیگا جبکہ آفتاب قیامت چمک اٹھے گا اور صور محشر پھونک دیا جائے گا۔

نماز کا راز

(از جناب مولوی محمد غالم صاحب صدیقی سیوہاروی)

یہ تو دنیا کو تسلیم ہے کہ انسان اس مقدس ہستی کا نام ہے جس کی پیشانی پر اشرف المخلوقاتی کا ستارہ نہایت آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہے جس کی عظمت و رفعت کو دیکھ کر جن و ملک بھی انگشت بدندان ہیں۔ لیکن کیا یہ بات بھی ہر شخص کو معلوم ہے کہ وہ کونسا وجود ہے جو معنوی طور پر بھی انسان کہلانے کا مستحق ہے۔ بادی النظر میں ہر شخص کو یہی معلوم ہوگا کہ انسان ایک بولتی چالتی، چلتی پھرتی تصویر کا نام ہے یا ایک خاک کے پتلے کو انسان کہتے ہیں۔ لیکن اس پہلی صفت سے تو وحوش و طیور بھی متصف ہیں اور دوسری صفت کے واسطے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سے

گر بہ در ایں پیکر گل آدمی نہ در رود دیوار ندارد کمی

پس تجسس کی عینک لگا کر گو ہر شب چراغ عقل کی روشنی میں صفحات ہستی کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی و محتجب نہ رہے گا کہ انسان صرف اسی ذات ستودہ صفات کو کہتے ہیں جو اپنے معبود حقیقی کے انعام و اکرام پر حق بجانب متصرف ہو۔ اپنی ذات کو کما حقہ پہچان سکے اور اپنے وجود کو کارآمد بنانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے انسان کی تخلیق اس غرض سے کی ہے کہ وہ اشرف المخلوقات ہو کر عبد و معبود کے درمیان امتیاز حاصل کر سکے تقرب الہی اور رضائے الہی حاصل کرنے کی جستجو کرے۔ جس شخص نے اس نکتہ کو نظر انداز کر دیا ہے اس نے اللہ کی نادر امانت کو رائگاں کر کے اپنے وجود پر سخت ظلم کیا ہے۔ حکما کا قول ہے کہ "مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست" جس طرح انسان اپنی ضروریات زندگی کے لئے حفظ ماتقدم کے طور پر مختلف سامان کی فراہمی کے لئے جد و جہد کرتا ہے اسی طرح اس کو انجام حقیقی کا درست کرنا بھی اقتضائے عقل ہے۔ مزرعۂ آخرت کو سرسبز و شاداب بنانا ہر عاقل و بالغ کا فرض ہے۔ ہم لوگ جس کو عرف عام میں ہستی سمجھتے ہیں وہ ایک وجود موہوم ہے۔ اس کی اصلیت سایۂ دیوار سے بھی بدتر ہے۔ دنیا ایک مہمان سرا ہے جس میں ضرورتمند اپنی ضرورتوں کی مجبوری سے خوش و ناخوش اوقات بسر کر کے اپنے اصلی وطن کو روانہ ہونیوالے ہیں سے

مرا بذرہے ہو نسے چلنے کو یہاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

تمام ارباب وطن کے افراد و نفوس متفق ہیں کہ دنیا کی اقامت عارضی ہے اور انسان کو ایکدن ایک احکم الحاکمین کے سامنے جانا ہے اس لئے ضروری ہے کہ دنیا میں انسان وہ کام انجام دے جس سے اس کی عاقبت بخیر ہو۔ اسی نقطۂ نگاہ سے ہر شخص نے اپنے وسائل معلومات و مبلغ علم کے مطابق رضائے الہی کے حاصل کرنے کے وسائل پھیلائے ہیں۔ کوئی تو مندروں میں جا کر گھنٹہ بجاتا ہے۔ کوئی کے سامنے ڈنڈوت بجا لاتا ہے۔ کوئی گرجا میں پریئر "Prayer" ادا کرتا ہے۔ کوئی آفتاب کی پرستش کرتا ہے۔ کوئی گنگا مائی سے لو لگائے بیٹھا ہے۔ کوئی مسجد کے محراب میں سجدہ ریزی سے اپنی لوح جبیں کو گھس رہا ہے۔ الغرض ہر شخص کا مقصد اصلی یہی ہے کہ ایک دن وہ اپنے معبود حقیقی کے سامنے سرخرو پہنچے۔ لیکن ہمارا روئے سخن صرف مسلمانوں کی جانب ہے اس لئے ہم وہ بحث چھیڑتے ہیں جو صرف اسلامی مذہب سے متعلق ہو۔

انسان پیدا ہو کر ایک دن فنا ہو جائے گا اس کا مرافعہ اور روداد کے ساتھ پیش ہوگا۔ سزا و جزا کے مراحل طے کرنے پڑیں گے۔ میزان عمل سے سابقہ ہوگا۔ اس لئے انسان کو چاہیئے کہ دنیا میں احکام الہی کی تعمیل و تکمیل میں کما حقہ جد و جہد کرے اور معرفت الہی و قرب الہی حاصل کرنے میں اپنی تمام کوششیں مبذول کر دے۔ اب صرف اقسام تحصیل معرفت الہی و قرب الہی کے وسائل کا سوال پیش ہوتا ہے لہذا نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور بہت سے ایسے وسیلے ہیں جو انسان کو خدا سے واصل کر دیتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہماری شریعت مقدسہ کے تحت نماز سب سے زیادہ مہتم بالشان اہمیت رکھتی ہے اس لئے ہم کو صرف اسی کے فضائل و فوائد اور فرائض کی توضیح مقصود ہے۔

نماز رضائے الہی کا رکن رکین اور اسلام کا فرض اولین ہے۔ ہمارا قرآن مجید فرقان حمید شروع سے آخر تک ہدایات نماز سے مزین ہے۔ نماز کا سلسلہ تو دور قدیم سے چلا آتا ہے لیکن ہماری مروجہ پنجگانہ نماز ہمارے سرور عالم نبی معظم نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فضیلت معراج سے مشرف ہونے کے وقت فرض ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الیٰ غسق اللیل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشہودا ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا (سورہ بنی اسرائیل)

(ترجمہ) آفتاب کے ڈھلنے کے وقت (ظہر، عصر، مغرب) سے لے کر رات کے اندھیرے (عشاء) تک نمازیں پڑھا کرو۔ اور صبح کی نماز۔ اور صبح کی نماز میں حضور قلب خوب ہوتا ہے۔ اور رات کے ایک حصہ میں تہجد پڑھا کرو۔ یہ تمہارے لئے نفل ہے۔ تعجب نہیں کہ تمہارا رب تم کو مقام محمود میں پہونچا دے۔"

کتب قدیمہ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ زردشت وغیرہ کے زمانہ میں آفتاب پرستی ہوتی تھی۔ اور اسفندیار بادشاہ توران نے اس کو علم علو پر شاہانہ طاقت سے فروغ دیا۔ آفتاب کی پرستش روشنی کے ظہور و کمال کے اوقات میں کی جاتی تھی اسی لئے مذہب اسلام نے طلوع آفتاب سے لیکر نصف النہار تک کوئی نماز فرض نہیں کی بلکہ اس کے برعکس زوال کے اوقات مقرر کئے ہیں۔ آفتاب کے انحطاط کی پہلی منزل سمت راس سے ڈھلنے کی ہے اس وقت نماز ظہر کا وقت مقرر کیا۔ دوسری منزل برابر کی نگاہ سے نیچے اترنے کی ہے۔ اس وقت عصر کی نماز کا وقت مقرر کیا۔ تیسری منزل سمت افق سے نیچے گرنے کی ہے اس وقت نماز مغرب کا وقت مقرر کیا۔ اس کے بعد آفتاب کے بقیۃ الوجود یعنی شفق کے بھی نیست و نابود ہو جانے پر نماز عشا کا وقت مقرر کیا۔ اور چونکہ آتش پرست آفتاب کے علاوہ کواکب کی پرستش بھی کیا کرتے تھے اس لئے صبح کی نماز کا وقت

ستاروں کی روشنی کے زوال و انحطاط کے وقت مقرر کیا. نماز پنجگانہ کے تعین وقت کا یہی ایک سربستہ راز ہے جس کے متعلق اکثر کوتاہ اندیش حماقت مآب ہستیاں رد و کد کیا کرتی ہیں۔

اسلام نے نماز کی بنیاد ایک زبردست فلسفہ پر رکھی ہے۔ اور اس میں انواع و اقسام کے منافع جلیلہ اور فوائد جمیلہ مخفی ہیں۔ اول تو ادائے نماز میں ایک ایسے سہل اور مرغوب اسلوب پر ورزش ہو جاتی ہے کہ جس کو ایک طفل مکتب سے لیکر پیر کہن سال تک باسانی انجام دے سکے۔ دوسرے نماز کی مداومت کے باعث انسان افعال قبیحہ کے ارتکاب سے باز رہتا ہے اور اس کے دل پر ہر وقت رب العالمین کا خوف طاری رہتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میری روز و شب میں پانچ مرتبہ احکم الحاکمین کے اجلاس میں پیشی ہوتی ہے۔ تیسرے نماز کے ذریعہ سے انسان کے سر سے کبر و نخوت کے دیو کا تسلط دور ہو جاتا ہے اور اس میں سجدات نیاز کی ادائیگی کے باعث عاجزی و انکساری کے خوشگوار اطوار پیدا ہو جاتے ہیں۔ اب میں نماز کی پانچ عقلی خوبیاں اور نذر ناظرین کرتا ہوں۔

(۱) ظہر کے وقت انسان صبح سے لے کر نصف النہار تک دنیاوی اشغال اور کاروبار کی زحمت سے بے ماندہ ہو کر چند ساعت کے لئے آرام لیتا ہے۔ اس لئے جب اسکو اطمینان قلبی نصیب ہوتا ہے تو اس خیال سے کہ ؎

تنہا برائے لذت دنیا زباں نہیں
منعم کے ذکر میں بھی ملائیں کبھی کبھی

وہ صبح سے لے کر دوپہر تک جو مصائب جھیلے ہیں اُن کے بارہ میں امداد طلبی کیلئے اور جو انعامات خداوندی حاصل کئے ہیں اُن کے شکریہ کے لئے نماز ادا کرتا ہے اور صبح سے دوپہر تک کی کثافت سے دل کو صاف کرتا ہے۔

۲. عصر کے وقت نیر اعظم جیسی زبردست ہستی پر نزع کا عالم طاری ہوتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا و متعلقات دنیا حادث ہیں قدیم نہیں ہیں۔ انسان کو بھی ایک روز نزع کی مردم شماری کی مصیبت جھیلنا ہے اور یہ اہو کرشمہ ناچر اس لئے بے ثباتی عالم کے تیقن اور معبود حقیقی کی قدرت کاملہ کے تکرر کا اعتراف کرنے کی غرض سے اُس وقت نماز ادا کی جاتی ہے۔

(۳) مغرب کے وقت روز روشن کا قافلہ کوچ کر کے شب کی آمد آمد ہوتی ہے یہ وقت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا و متعلقات دنیا بے ثبات ہیں۔ دریاں کی اقامت غیر مستقل ہے۔ اور ہر عروج کو زوال نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے دنیا کی تمامی اشیاء انسان کے لئے معدوم محض اور ہیچ ہیں۔ اصل استقلال صانع عالم اور کارساز حقیقی کی ذات کو حاصل ہے اس لئے مقتضائے عقل یہی ہے کہ اُسی کی طرف لو لگائی جائے اور اُس کی خوشنودی کی جد و جہد کی جائے۔ اسی لئے اس وقت بارگاہ بے نیاز میں سجدہ ہائے نیاز ادا ہوتے ہیں۔

(۴) عشاء کے وقت ایک تاریکی کا عالم ہوتا ہے۔ اُس وقت انسان کاروبار زندگی سے کلیتہً فارغ ہو کر بستر استراحت پر پہنچنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اور چونکہ خواب کے عالم میں انسان کی ایک روح جس کو عرف عام میں سیلانی کہتے ہیں جہاں تہاں سیاحی کیا کرتی ہے۔ اس لئے اس خیال سے کہ وہ روح مقامات فاسدہ میں بھٹکتی نہ پھرے۔ یا انسان رات کی تاریکی میں جو عیبوں کی پردہ پوشی کرتی ہے افعال قبیحہ کا مرتکب نہ ہو خداوند عالم سے نیک توفیق و استمداد طلب کرنے کے لئے نماز ادا کرتا ہے۔

(۵) فجر کے وقت انسان شب بھر سکون کی نیند سو کر بیدار ہوتا ہے اور عالم بیہوشی سے ہوش میں آتا ہے۔ اور اس چارپائی سے جو کہ ایک دن اس کا جنازہ بننے والی ہے حق القائم اٹھتا ہے۔ گویا وہ اپنی کتاب زندگی میں ایک باب جدید کا مطالعہ کرتا ہے اس لئے اُس کے ذمہ شکر الہی واجب ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اسکی یہ بھی تمنا ہوتی ہے کہ دن کا ثانی حصہ خیر و خوبی سے انجام پائے اس لئے وہ شکر الہی و استمداد طلبی کی غرض سے نماز ادا کرتا ہے۔

صدائے حق

(جناب مولانا یوسف سکندرآبادی)

مذہب کے معنی راستے کے ہیں جو راستہ انسان اختیار کرے وہی اس کا مذہب ہے کوئی شخص دنیا میں لامذہب نہیں کہا جا سکتا۔ اگر کوئی شخص باری تعالیٰ کے وجود سے بھی منکر ہے تو یہی اس کا مذہب ہے یا اگر کوئی شخص پالیسی جھوٹ مکر کو پسند کرتا ہے اور دولت کا دیوانہ ہے تو یہی جھوٹ دغابازی اس کا مذہب ہے۔

وجود باری تعالیٰ پر فلسفیانہ بحث کی چنداں ضرورت نہیں۔

بقول حضرت اکبر

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں
ذہن میں جو گھر گیا لاانتہا کیونکر ہوا جو سمجھ میں آ گیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا

ابتدائی دنیا سے اس وقت تک ہر مذہب نے پھر بھی کسی نہ کسی طرح وجود باری تعالیٰ کو تسلیم کیا ہے اور ابتدائی دنیا سے تمام مذاہب و مختلف اقوام کا خدا کی عظمت کو تسلیم کرنا اور تمام پیغمبران کے احکام کی پابندی ہی کا نام اسلام ہے۔

البتہ ماننا ابتدائی وہ اس قدر مکمل نہ تھا بالآخر اسے دنیا کی مکمل اصلاح کا سبق پیش کر دیا اور قانون خدائی کی آخری اشاعت ہو چکی جس نے دور حاضرہ تا بہ آخیر کی مکمل اصلاح و ترمیمات پیش کر دیں یہ ہی ایسا مکمل قانون ہے کہ جس نے موجودہ اور آئندہ مادی و روحانی زندگی کے لئے کامل و اطمینان بخش موافق فطرت معاشرت کی وضاحت کی دنیا کے دیگر مذاہب تقریباً انسانی تمدن و معاشرت کے لئے خاموش ہیں اور ان کے عالی دماغ و صاحب عقل حضرت ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ امن و امان و اطمینان انسانی کے لئے کچھ قوانین اخذ کئے جائیں لیکن اگر کچھ بنائے بھی جاتے ہیں تو بیکار ثابت ہوتے ہیں۔ المختصر۔

ہر معمولی تمدن و طرز معاشرت میں آخر کار زمانہ مجبور کر کے اسلام کے بنائے ہوئے اصول تمدن و معاش پر لے آتا ہے۔ قطعی و یقینی بات ہے کہ دنیا کا آخری تمدن و معاشرہ جس میں دنیا امن چین کی زندگی گزار سکے گی اسلامی قوانین کے ماتحت ہوگا اور بعد دوسری قومیں خواہ اپنے کو مسلم نہ کہیں لیکن ملوی دنیا کی زندگی اصول اسلامی پر گزاریں گی اور بالآخر دنیا کا آخری مذہب اسلام ہوگا۔

یہ امر مسلم ہے کہ اسلام رحمۃ اللعالمین لیکر دنیا میں آیا جس نے تمام اقوام عالم کو خواب غفلت سے بیدار کیا۔ یورپ جیسے ترقی یافتہ ملک میں بھی ابتدائی روشنی اسلام ہی نے ڈالی۔

اسلام کا یہ معجزہ مسلم و غیر مسلم سے پوشیدہ نہیں ہے نہ تاریخ دنیا ایسی کوئی نظیر پیش کر سکتی ہے کہ اہل عرب نے جو اپنی بے بضاعتی و جہل و بد اخلاقی کے لئے مشہور تھے غیر ملکی اقوام دنیا سے پیچھے تھے اسلام لاتے ہی اپنی فطری تحصیل انسانی کے بعد ہی نصف صدی سے کم زمانہ میں کیسی حیرت انگیز ترقی کی اور دنیا کی اقوام میں افضل اگلی صف میں کھڑے ہو گئے دولت عزت حکومت علم سیاست ہر فن و دنیا میں وہ ممتاز ہو گئے۔

ارکان اسلام میں ایسی خوبیاں برقرار ہیں کہ اس کے پیرو کبھی دنیا میں ذلیل (زندگی بسر نہیں کر سکتے کہ دنیا کی شہنشاہی اسی کو شایاں ہے جو سب سے بڑا صاحب اسلام ہو اور جب تک یہ نہ ہوگا دنیا امن چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتی۔ اسلام کے ارکان کا بابرکت و الطاف روحانی کے علاوہ مختصر موازنہ کیجئے۔)

اولاً توحید۔ اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے ہر مذہب کسی نہ کسی طرح خدا کو مانتا ہے اہل سائنس اور فلسفہ بھی منکر نظر نہیں آتے۔ اسلام نے توحید کو جس تقدسات اور شرک وغیرہ سے پاک پیش کیا ہے اس کی کوئی نظیر نہیں دوسرے مذاہب میں نہیں ملتی۔

دوم نماز۔ عبودیت کی شان اور اپنی بندگی و عجز و کم مائگی، بے چارگی کا اظہار اور اس شہنشاہوں کے شہنشاہ رب العالمین کے رحم و کرم کی التجا اور تنظیم و اتحاد اور طہارت کی پابندی ہے۔

سوم روزہ۔ نفس کشی یعنی ہر قسم کی خواہش حیوانیہ کو مغلوب کر کے صبر و تحمل کا خوگر بنانے غریب برادران کی بھوک کا احساس پیدا کرنے اور تندرستی کی قدر کرنے اور مشکلات پر غالب آنے بہت سی مضر اخلاط کا تنقیہ کرنے اور آلات انہضام کو قوی کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

حج۔ مفارقت احباب اور تکالیف و تجربات سفر، بیداری عقل و دانش، اخوت و تنظیم اور اتحاد اسلامی کو ایک مرکز پر لانے کا اعلیٰ مقصد ہے اسلام کی عظمت اور پیغمبر اسلام کی محبت کا عمدہ ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ۔ اپنے غریب بھائیوں کی امداد کے لئے متمول اصحاب کا مال کے ٹیکس کی ادائیگی کا فرض عین میانہ روی و اعتدال پسندی و مساوات ہے۔

جب تک دنیا ان ارکان کے ماتحت اعتدال پر نہ آئیگی کامل امن و آزادی و اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا ان ہی ارکان و اصول کے ماتحت انسانی تکمیل ہو سکتی ہے بغیر ان کے نہ انسانی تکمیل ہو سکتی ہے اور نہ دنیا امن چین کی زندگی بسر کر سکتی ہے نہ فتنہ و فساد دور ہو سکتا ہے چاہے سوراج ہو جاوے یا اپنی قومی ذاتی حکومت ہی کیوں نہ ہو۔

اسلام کے مکمل خاکہ پر اور روحانی و مادی ترقیات کے اصولوں کو احاطہ تحریر میں لانا انسانی قدرت سے بعید ہے۔ روحانی لطف و فوائد کا کچھ اندازہ تکمیل انسانیت کے بعد ہی ہو سکتا ہے صرف دنیاوی مادی اصولوں کے ماتحت کسی دوسرے چند احکامات پر غور کرو مثلاً پیغمبر اسلام کا تو یہ حکم ہوتا ہے کہ کوئی کامل مسلمان نہیں ہو سکتا اس وقت تک جب تک کہ وہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے اس چیز کو پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

یکانگت اتحاد و مساوات اس حکم پر ختم ہوتی ہے۔ یہ ہی اسپرٹ تھی کہ جس کی بدولت کوئی دنیا کی طاقت ان کے مقابلہ میں ٹھہر سکی تھی اور نہ اگر آج مسلمان اس پر عمل شروع کر دیں تو آ سکتی ہے قوم و ملت تو درکنار اگر کوئی گروہ قلیل بھی ایسا اتفاق و اتحاد پیدا کرے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے اگر آج یہ جذبہ پیدا ہو جائے تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ بقول اقبال

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا — آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

مساوات اسلام کو دیکھئے کہ ذات پات نسل رنگ کوئی اہمیت نہیں رکھتے ایک خادم و مخدوم ادنیٰ اعلیٰ فقیر امیر سب ایک صف میں نماز پڑھتے ہیں ساتھ کھاتے ہیں۔ برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہندوستان میں دوسری اقوام اس کیلئے جان توڑ کوشش کر رہی ہیں اور حقیقتاً بغیر اس کے انسانی تکمیل غیر ممکن ہے۔

اسلامی اصول طلاق اور چند شادیوں کے متعلق اب سے قبل دنیا کی مخالفت عام تھی لیکن اب زمانے نے ان کو بتلا دیا کہ ازدواجی زندگی سے مجبور اگر مسئلہ طلاق کس قدر ضروری اور اہم ہے اسی طرح مغربی جنگ عظیم کے بعد جب مردوں کی بہت کمی اور عورتوں کی بہت زیادتی ہو گئی تو دنیا کی قومیں پکار اٹھیں کہ یہ اسلامی اصول چند شادیوں کا عین موافق فطرت اور لازمی ہے اور اکثر صورتوں میں کوئی دوسرا چارہ کار نہیں۔

ملوکیت و قیصریت اور غلامی کے محلوں کو ڈھانا اسلام ہی کا کام تھا جن کو دوسری اقوام نے زمانہ سے مجبوراً کر تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ قانون بنا دیا۔

اسی طرح حرمت شراب و سود کے متعلق دنیا کی اقوام اب تسلیم کر رہی ہیں کہ بلا اس کے انسانی دور زندگی کی تکمیل ناممکن ہے۔

تقسیم دولت کا مسئلہ کس قدر صاف ہے اگرچہ مسلمانوں کی فلاکت و افلاس ان کی بداعمالی کا نتیجہ ہے لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ عموماً ہندوستان میں جو مسلمان نہایت نادار مفلس ہیں۔ دوسری اقوام کے مقابلہ میں ان کے یہاں دولت نہیں جمع ہو سکتی جس کی وجہ سے وہ موجودہ تعلیم و سرمایہ داری میں سب سے پیچھے ہیں حقیقت یہ ہے کہ برادران وطن کا سا تمدن اسلام نہیں پیش کرتا کہ ایک شخص ساہوکار دسیٹھ بن جائے اور صدہا اس کے برادران اس کے غلام اور سود و ہند ہیں وہ گاؤ تکیہ لگائے بیٹھے رہیں اور دوسرے برادران کی محنت شاقہ ایڑی سے چوٹی کا پسینہ بعض اپنے سود کے تبادلہ میں جذب کر لیا کریں اور واقعی مذہب دنیا کا اس وقت سب سے دلچسپ مشغلہ دولت کی فراہمی ہے لیکن اب ظاہر ہو رہا ہے کہ اسی کی بدولت سرمایہ داری اور مزدوری کی عالمگیر جنگ جاری ہے اور مخالفین بھی اب اسی اصول پر آ رہے ہیں کہ دولت کا اجتماع انسانی ذلیل حالت سے کم نہیں۔ دولت تقسیم کے لئے ہے نہ کہ اجتماع کے لیے۔ دولت کو زیادہ سے زیادہ عام کرنا ہی بنی نوع انسان کی آسائش اور آرام و اطمینان کی زندگی کا بہترین ذریعہ ہے۔

بہر حال یہ مسلمہ ہے کہ دنیا و عقبیٰ میں اطمینان و راحت سے زندگی گذارنے کے لئے صرف محض اسلام کی ہی پابندی لازمی ہے اور حقیقتاً محض اس خیال سے مسلمانوں کو مطلق ہراساں و پریشاں نہ ہونا چاہئے کہ ہندوستان میں دوسری اقوام کی مالی حالت زیادہ قابل اطمینان ہے اور ان کے یہاں سیٹھ ساہوکار دولتمند بکثرت ہیں سود کا ذریعہ ان کے لئے ایک بہترین اطمینان بخش آمدنی ہے میرے نزدیک جو ہمدردان اسلام جواز سود کے بغرض فلاحیت مسلمانان حامی ہیں وہ ان کی ذاتی اسلامی کمزوری ہے ورنہ یہ واقعہ ہے کہ اس کو اب دوسری اقوام بھی محسوس کر چلی ہیں کہ سرمایہ داری اور رواج سود سے ذلیل ترین تمدن کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا جو دوسرے معنی میں محض اپنے غریب برادران قوم وطن کا خون چوسنا ہے جس کو انسانیت کسی طرح جائز نہیں رکھ سکتی۔

لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ مسلمانوں کی موجودہ فلاکت و تذلیل کا راز محض ان کے مذہب کو پس پشت ڈال دینا ہے جن کے یہاں خدائی حکم تو یہ ہے کہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین یعنی کھاؤ پیو لیکن بے جا خرچ نہ کرو اسراف بے جا خرچ کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ یا دوسرا حکم ہے کہ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین یعنی فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

لیکن افسوس ہے کہ مسلمان اپنے احکام مذہبی سے بالکل بے خبر و لاپرواہ ہیں۔ دن رات اسراف و بیکار اخراجات۔ رسم و رواج کی پابندی میں جکڑے ہوئے ہیں۔ شادی بیاہ موت۔ پیدائش رنج خوشی کوئی ایسا عمل نہیں جس میں وہ خلاف اصول و خلاف احکام مذہب فضول خرچی و قرض و سود کے جال میں نہ پھنستے ہوں غور سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ مخالف قومیں جن کا یہ مذہبی حکم بھی نہیں ہے اس حکم پر کاربند ہیں جس کی بدولت خوش حال و فارغ البال ہیں لیکن مسلمان باوجود ان کا مذہبی حکم الٰہی ہونے کے اس حکم کی تعمیل کیا معنی اس سے قطعی لا پرواہ و بے خبر ہیں مردوں کو ریشمی کپڑا اور عام طور پر بغرض نمائش و زیبائش خوش پوشاکی مذہباً ممنوع ہے اس طرح خوش خوراکی بھی تقریباً فضول خرچی ہی کی تعریف میں آتی ہے۔ اولاً تو بلحاظ حقوق مسلمانان و مساوات برادرانہ ایک مسلمان کو اس کا موقعہ نہیں ملتا۔ دوئم زندگی کے قیام کے لئے سادہ اغذیہ ہی کافی ہیں مرغن اور اعلیٰ اغذیہ تندرستی کا ذریعہ نہیں بلکہ تندرستی کے لئے مضر ثابت ہوتی ہیں۔ سوم پیغمبر خدا نے جو نمونہ زندگی ہماری پیروی کو پیش کیا ہے جس کی پیروی سنت اور ثواب دارین ہے کس قدر سادہ ہے۔

پس اسلام جو تمدن پیش کرتا ہے وہ بہت ہی سیدھا سادا تمدن ہے اور حقیقتاً دنیاوی مشکلات و تکالیف پر قابو اور اطمینان و فارغ البالی کا واحد ذریعہ یہی ہے لیکن مسلمان اس سے بالکل بے خبر ہیں اور خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ اس راز سے قطعی ناواقف ہے جس کی بدولت نہ ان کی ذاتی اصلاح ہو سکتی ہے نہ وہ اپنے غریب برادران کے کام آ سکتے ہیں قوم کے لئے ان کا باعث برکت ہونا تو درکنار باعث بربادی ثابت ہوتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی یہ خراب خستہ و مبتذل حالت کیوں ہے تو یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے اس میں اسلام کی کوئی کمزوری نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم کو یہ دھوکہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور محض اس وجہ سے مسلمان ہیں کہ مسلمان کے یہاں پیدا ہوئے گوشت کھاتے ہیں مسلمان کہلاتے ہیں جاہلوں کا ذکر کیا ہے تعلیم یافتہ مسلمان جو کہلاتے ہیں وہ مذہبی احکامات و فرمان خداوندی احادیث سے واقف تو درکنار روزمرہ کے ضروری مسائل نماز روزہ سے ناواقفیت۔ نماز جنازہ تک سے ۹۰ فی صدی مسلمان بے خبر ہیں ؎

نماز ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ ہے نہ حج ہے — تو خوشی پھر کس کیا ہو کوئی جنتکو نہ بچ ہے (اکبر)

ہمارے کسی عمل میں صدق و خلوص باقی نہیں ہے غرضکہ کوئی اثر اسلامی ہم میں نہیں پایا جاتا۔ صرف اسلام کا ایک نام باقی ہے ورنہ موجودہ مسلمانوں اور اسلاف میں کوئی نسبت باقی نہیں۔ ہی وہ جو کچھ کرتے تھے صرف خدا و رسول کے لئے اور موجودہ مسلمان اپنے لئے ؎

اگلی امت کی علامت تو کوئی تم میں نہیں — ہے جو اسلام کا ... وہ اس غم میں نہیں
پس بجا ہے کہ مسلمان ہو جاؤ کہ دنیا کی نعمتیں بر کتیں — تم ... کہیں کا نہیں

خدا نے وعدہ فرمایا ہے اور تم ہی حکومت اطمینان و آسائش کے مستحق ہو سکو اور تمام تباہیوں بربادیوں کو یک لخت مٹا سکو۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مادہ کا زمانہ ہے روحانیت کا نہیں۔ خوب سمجھ لو کہ روحانیت کی اصلاح کے ساتھ مادہ کی خود اصلاح مکمل ہو جاتی ہے جب سے کوئی اسلام اختیار کرتا ہے۔ دین و دنیا کی ترقی شروع کر دیتا ہے۔ اسلام کی حالت اور اس کی تاریخ شاہد ہے کہ مٹھی بھر مسلمانوں نے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے اگر آج ہم میں سچا جذبہ اسلامی پیدا ہو جائے تو نہ تبلیغ کی ضرورت ہے نہ اصلاح کی۔ تمام عالم مسلمانوں کا ہی ہو۔ پس اس بلائے ناتمام اسلام کو چھوڑ دو یعنی زبانی مسلمان ہونے سے گریز کرو اور اپنی اصلاح آپ کرو جس کا صرف واحد نسخہ یہ ہی ہے کہ عملاً مسلمان ہو جاؤ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود نہ بدلے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

۱۔ جس زبانی مسلمان کی بدولت یہ تباہیاں رونما ہیں اس کو اپنے عمل سے یک لخت تبدیل کر دو۔

۲۔ فرائض مذہبی کو نہایت خلوص و پابندی سے انجام دو۔

۳۔ احکام شرعی کی سختی سے تعمیل کرو۔

۴۔ تقدیر کے حقیقی فلسفہ پر غور کرو اور اپنی کاہلی سستی لاپرواہی، غفلت کو تقدیر کے پردہ میں نہ چھپاؤ۔

۵۔ تدبیر و کوشش کو فرض اولین جانو اور تقدیر و خدا پر تہمت نہ دھرو۔ بعد تدبیر کامل اس کے سپرد کر دو۔

۶۔ سود کو بموجب شریعت قطعی حرام ہی جانو جس کی بدولت عام تباہی آ رہی ہے بڑے بڑے رئیس، نواب فقیر ہو گئے کسی حالت میں سود دینا جائز نہ جانو نہ کسی حالت میں سودی قرض مسلمان کو جائز ہے۔ زکوٰۃ کی صورت کا نام لینے میں ہے۔

۷۔ شادی، بیاہ، مونڈن، ختنہ، بسم اللہ، تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، تیج تیوہار میں کی رواجی وغیرہ ضروری رسومات اور فضول اخراجات کو ایک دم بند کر دو جس کی بدولت عام تباہی و بربادی بڑھتی جاتی ہے بصورت قرض تو کسی طرح جائز ہی نہیں اگر ۲۔۴ فیصدی باقی ہزار اشخاص فارغ البالی بھی ہوں اور ایسی رسومات کے لئے ان کے پاس اندوختہ بھی ہو کسی طرح ان غیر ضروری رسومات کے جاری رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اولاً تو سینکڑوں ہزاروں میں معدودے چند کی زیارت بھی لاحاصل رہنے کا راز، تمیز حق سے بدتر ہے ان کو اپنے امارت سے اپنے غریب بھائیوں کی اصلاح اور قومی کام و فرائض کی انجام دہی کی فکر کرنا چاہیئے روزانہ ایسے لوگوں کو غیر ضروری رسومات۔ بیخ و خوشی کی اجازت دینا ان چند نفوس کو تباہ کرنے کے علاوہ غریب برادران کو ایسا کرنے کی ترغیب دیتا ہے جس کا نتیجہ ظاہر ہے قرض و سود اور تباہی و بربادی۔ اگر ان معدودے چند نفوس کو کچھ کرنے کا ہی خیال ہو تو قومی احساس و ضروریات کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ ہماری قومی ضرورتیں اس قدر وسیع ہیں کہ اگر ان کی اصلاح کا ہم خیال کریں تو قارون کا خزانہ بھی کم ہے۔ الغرض شادیاں کرو خانہ بربادیاں نہ کرو۔ مشاوی وغیرہ کے ہر شعبہ خرچ پر غور کرو اور صحیح نتیجہ اخذ کرو۔ بہت سے رسم و رواج

قوم کی فارغ البالی و امارت و حکومت کے زمانہ میں بہت ضروری و مناسب تھے لیکن اس زمانہ میں باعث ہلاکت مثلاً بعض کہیں گے کہ عزیز و اقارب کا اجتماع و کھانا پلانا کوئی مسرفانہ عمل نہیں کہا جا سکتا یہ درست ہے اور واقعی اس سے محبت و اتحاد پیدا ہوتا ہے لیکن یہ ایک ایسی ہی مثال ہے کہ ورزش جو تندرستی کے لئے جزو اعظم ہے لیکن ایسے بیمار کے لئے جس کی طاقت سلب ہو چکی ہو باعث ہلاکت ہے پس مسلمانوں کی عام ناداری و غربت اور اصلاح کا خیال اس کی بھی اجازت نہیں دیتا ہے کہ بجائے اگر قوم برادری کنبہ کا ایک ہونہار یتیم بے کس پروان چڑھایا جائے تو پھر کیا ہی اچھا ہو۔

زیورات کا رواج بھی محض عبث ولاحاصل ہے غرضکہ بعد غور کامل ہر بات کی اصلاح کرو

۸۔ شراب، افیون، کوکین، جوئے وغیرہ کی بدعادات کو فوراً چھوڑ دو کہ یہ سب مذہبًا حرام و ناجائز ہیں۔

۹۔ فرقہ بندی کو خیرباد کہو اور سمجھ لو کہ از سر نو مسلمان ہو رہے ہیں جن کا خدا ایک رسول ایک اور ایک جماعت ہے۔ باہمی اختلافات میں تعصب و ضد عناد سے کام نہ لو بلکہ درد خلوص ایمان و نیک نیتی سے اور اسلام کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ ؎

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں کیا زمانہ میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

۱۰۔ تمدن کی اصلاح کرو اور اپنے طرز معاش و زندگی کو بے حد سادہ بناؤ اور اخراجات میں سخت کفایت شعاری کو کام میں لاؤ فضول خرچی قطعی بند کر دو۔

۱۱۔ اسلامی حقیقی تعلیم سے مسلمان مرد و عورتوں کے دماغ روشن کر دو۔ خصوصاً طبقہ نسواں کی بہترین مذہبی تعلیم کا خاص انتظام کرو جن پر آئندہ نسلوں کی اصلاح و تعلیم کا دارومدار ہے کیونکہ تعلیم یافتہ ماں کے بچے جاہل نہیں رہ سکتے عورتوں کی تعلیم ذہنی دماغی اصلاح کی اس لحاظ سے بھی سخت ضرورت ہے کہ جو مسلمان اپنی حالتوں کی اصلاح اور فضول رسومات کو بند بھی کرنا چاہتے ہیں وہ ان جاہل اور مرحوم کی ناک والی عورتوں سے عاجز اور مجبور آ جاتے ہیں، ان کو اپنے کیرکٹر کو مضبوط بنانا چاہیئے۔

۱۲۔ اپنے مذہبی عقائد کو درست کرو محض عقائد و طبیعت کی کمزوری سے دن رات مختلف بیماریوں کا شکار رہتا ہے اور خوب سمجھ لو کہ بلا اپنی قوت روحانی کوئی چھوت ذات اثر نہیں رکھتی اور بلا اصلاح اس قوت کے وعدہ بیماری ممکن ہے۔ کیا تم کو اسلامی تاریخ کا یہ واقعہ یاد نہیں کہ حضرت خالد سیف اللہ نے ایک عیسائی حاکم سے زہر ہلاہل لے کر اور یہ فرماتے ہوئے کہ کیا بغیر حکم الٰہی یہ کوئی طاقت رکھتا ہے پھانک لیا تھا اور ان کا بال بیکا نہ ہوا۔ اگر تمہاری قوت روحانی اور اعتقاد و طبیعت اقوی درست ہو تو ہر قسمت بیماری کا اثر بیکار ہے اور اگر بیمار ہو ہی جاؤ تو خدا پر بھروسہ کر کے دعائیہ اور دوائیہ علاج کرو لیکن آنکھیں بند کر کے جیسا کہ بعض ذرا سے مرض دق پر ایک شخص کی عمر بھر کی کمائی ضائع ہو جاتی ہے۔ اعلیٰ تمدن کے علاجوں سے بچو۔ اعلیٰ علاجوں اور معمولی علاجوں کا نتیجہ ایک ہی نظر آ رہا ہے زمانہ گذشتہ اور دیہاتی و حال و شہری اور شہریوں میں اعلیٰ تمدن والوں اور غربا کا مقابلہ کرو تو مقابلہ ہو گا کہ اوسط صحت و مرض میں اسلاف و دیہاتیوں اور غریبوں کا پلہ گراں ہے۔ ہومیو پیتھی علاج اچھو

بجدا رذال وتاند کشش نہ بلا اصول سے اختیار کرو معمولی شکایات ذاتی اپنی توجہ سے دور کرسکتے ہو اور بڑے سے بڑے مرض میں بھی اس اصول کے ماتحت چند پیسے سے زائد کا خرچ نہیں۔

۱۳۔ تجارت کرو صنعت سیکھو پسندیدہ طریقہ سے کماؤ تجارت و پیشہ و مزدوری کو ذلیل نہ جانو تاکہ ذلیل و خوار نہ ہو اور فارغ البالی حاصل کرو۔

صرف تجارت پیشگی بدولت دوسری قومیں دوسرے ملک مسلمانوں کا خون چوسے جاتی ہیں پیدائش سے موت تک مسلمان دوسروں کے لئے کماتے ہیں اور سود کے ذریعہ یا تجارتی منفعت یا پیشہ کی اجرت کے ذریعہ اپنی گاڑھی کمائی کا کثیر حصہ بلاکسی محنت کے دوسروں کے سپرد کر دیتے ہیں آٹھ کروڑ مسلمانوں کا خرچ روزانہ اوسطاً تقریباً چند آنہ فی کس اگر لگاؤ تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ تقریباً دو کروڑ روپیہ روزانہ کی خرید ہوتی ہے جس پر ۴، ۶ پیسہ فی روپیہ منفعت کے اعتبار سے پندرہ بیس لاکھ روپیہ بعض منافع میں دوسروں کو روزانہ بلاکسی جد و جہد کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ مزدوری اجرت ہے وہ اپنے منافع علیحدہ کیا ایسی قوم دنیا میں زندہ رہنے کے لائق ہو سکتی ہے مختصر یہ کہ مسلمان دوسروں کے لئے کماتے ہیں اور مرتے وقت بھی بذریعہ خرید کفن دوسروں کی ہانڈی کئی روز کے لئے گرما جاتے ہیں۔

بھائیو ہوش میں آؤ اور اپنی حالتیں درست کرو ورنہ یہ برائے نام مسلمانی کوئی دن کی مہمان ہے تجارت کرو پیشہ سیکھو اور اپنے ملکی و قومی تباد لہ اجناس اجرت کا احساس رکھتے ہوئے اقتصادی حالت کی اصلاح اور موجودہ تنزلی اور بیکاری پر قابو حاصل کرو۔

۱۴۔ مہد سے لحد تک تعلیم حاصل کرنے کی کوشش جاری رکھو اور آیندہ نسل کی اعلیٰ تعلیم کے لئے پوری جد و جہد کرو۔

۱۵۔ گمراہیوں سے بچو اور خود ایسے بنو کہ بطور خود دلیل راست پر چلنے کے لائق ہو کیونکہ ہمارے خود ساختہ لیڈر خود غرضی کی بدولت غلط راستہ پر لیجاتے ہیں اسی طرح الکتراف یہ کی بدولت اسلام سے محبت و تنظیم کیا معنی مسلمانوں میں خانہ جنگیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور فرقوں کے بیچ اصلاح قوم کیا معنی رسم و رواج و فضول خرچی کی پابندی کے علمبردار ہیں۔

(۱۶) چونکہ کر خلوص نیت و سچائی سے ہر عمل میں خداوند عالم کی خوشنودی مقصد جانو تمام دنیا کی عزت و ثروت و اطمینان اسی اعلیٰ مقصد کے زیر اثر ہیں اور اسی مقصد کے ساتھ مسلمان ہو کر زندگی گذارنے پر دنیا کے تمام عزت و جلال دولت و ثروت باوجود عدم خواہش ٹھوکروں پر لگتی ہے محض رسم و رواج و ظاہرداری ہم کو چھوٹے بڑے سے اور ہم کو اپنے نفس پر قابو نہیں ہے۔

ہمارے تمام کام مذہبی بھی عموماً کسی نہ کسی غرض پر مبنی ہوتے ہیں تعجب ہے کہ کھیلوں کے کلب حقہ پارٹی چنڈو بازوں میں محبت و تنظیم پیدا ہو جائے لیکن ہم نمازیوں میں جو پانچ وقت ایک غرض اور ایک مقصد پر ایک جگہ جمع ہوں نہ محبت نہ تنظیم پس اپنے میں خلوص پیدا کرو اور ہر عمل و فرائض مذہبی کو خلوص نیت سے صرف خدا کی خوشنودی کے لئے انجام دو اور اپنی اصلاح کرو اور سنت مذہب اسلام کے نام نہ کرو بیدار ہو جاؤ اسی میں تمہاری بہبودی کا راز مضمر ہے ان سب باتوں کے لئے ہمارے سرکار دو عالم نے اپنی زندگی بطور نمونہ پیش کی ہے اس نمونہ پر اور ان کے احکامات کے مطابق دین و دنیا کو راہ راست پر لاؤ اور ہر احکام مذہب کی پوری پابندی کرو زندگی کی ہر ضرورت کے احکامات موجود ہیں اور پس پہلے سچے مسلمان ہو جاؤ اور کہو

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دنیا کا بہترین ملٹری نظام

(جناب مولانا شریف احمد صاحب مراد آبادی)

دنیا میں کوئی قوم اس وقت تک زندہ نہیں رہ سکتی اور نہ مراحل نشو و ارتقا طے کر سکتی ہے جب تک اس کے اندر تنظیم و اتحاد اور اتنی طاقت پیدا نہ ہو جائے کہ وہ معاند طاقتوں کی دستبرد اور مخالف عناصر کی یورشوں سے خود کو محفوظ رکھ سکے اور اس قابل ہو جائے کہ اسے کوئی ضرر نہ پہنچا سکے اس دنیا میں روز ازل سے طاقت کا راج ہے اور کمزور ہمیشہ طاقت سے کچلے جاتے رہے ہیں۔ قبنقا کا کیا قصور تھا کہ رومیوں نے ان کی عظمت کے پرخچے اڑا کر پھینک دیئے بخت نصر نے شام کو کس خطا پر تباہ کر کے چھوڑ دیا؟ کیخسرو کی افواج قاہرہ کیوں رومیوں پر چڑھ دوڑیں۔ سکندر نے ایران و عراق کو کیوں پامال کیا نپولین نے کس لئے یورپ کے امن و امان کو متزلزل کر کے رکھ دیا۔ تاتاریوں کا سیلاب کیوں اٹھا اچھوت صدیوں سے کس قصور پر مبتلائے آفات و مصائب بنے رہے ترکوں پر کیوں مصائب و آلام کی بجلیاں ٹوٹتی رہیں اور مصر و ہند پر انگریزوں نے کس استحقاق سے قبضہ جمائے رکھا؟

کچھ نہیں وہی طاقت کی کارفرمائیاں ہیں جسکے ہاتھ میں لاٹھی ہے بھینس اسی کی بنکر رہتی ہے کمزور کا سب کچھ چھن جاتا ہے اور طاقت ہمیشہ آمادہ شر رہتی ہے ایسی حالت میں ضرورت تھی کہ مسلمانوں کو بھی تنظیم و اتحاد کی ہدایت کی جاتی اور حکم دیا جاتا کہ وہ بھی ان دشمنوں سے جنگ کرنے کے لئے ہمہ وقت آمادہ و تیار رہیں جو بلا وجہ ان کے مقابلہ کے لئے معاند بنے بیٹھے تھے اور چاہتے تھے کہ ان کا خاتمہ کر کے رکھدیں۔

تعلیم جہاد کی غرض و غایت

جب مسلمانوں پر کفار عرب کے ظلم کی کوئی انتہا نہ رہی تو خدائے قدوس نے انہیں بھی کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم کے الفاظ میں جنگ کرنے کا حکم دیا اور کہدیا کہ تم اب جنگ کرو خواہ یہ جنگ تمہاری طبیعت اور مزاج کے اور تمہاری خواہشات کے خلاف ہی کیوں نہ ہو وھو کرہ لکم اس لئے کہا گیا ہے کہ اس وقت کفار کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد آٹے میں نمک کی برابر تھی سامان جنگ پاس نہ تھا رسد کا ملنا تو ایک طرف پہننے کو کپڑے اور کھانے کو روٹی کے توڑے تھے دشمنوں پر غلبہ کی بظاہر کوئی صورت نہ تھی ایسی حالت میں جنگ کا حکم یقیناً ان کی خواہشات کے خلاف ہی تھا اگر حکم میں محض اجازت کا رنگ ہوتا اور فرضیت نہ پائی جاتی تو مسلمان یقیناً اس کے لئے آمادہ نہ ہوتے

لیکن خدائے قدوس کو اس کا علم تھا کہ اب جنگ کے بغیر چارہ نہیں اور جب تک جنگ نہ کی جائے گی اس وقت تک ملت بیضائے اسلام کا پھولنا پھلنا مشکل ہے بادی النظر میں ایسے کمزور مسلمانوں کو لڑنے کا حکم دینا ضرور ایک سختی نظر آتا ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اس حکم میں صدہا فوائد مضمر نظر آتے ہیں اگر اس وقت مسلمان یونہی مصائب اٹھاتے اور خاموش بیٹھے رہتے تو اس کے انسداد کی کونسی صورت تھی مسلمان یونہی بھاگتے بچتے انہیں نہ اطمینان کا سانس نصیب ہوتا اور نہ ترقی اور مظالم کا سلسلہ بدستور جاری رہتا۔

شر و فساد کا انسداد

ان دلدوز حالات میں رفع شر و فساد اور انسداد مظالم کے لئے مٹھی بھر مسلمانوں کو کفار سے لڑنے اور مقابلہ پر کھڑے ہونے کا حکم دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ اس وقت غیر خطرات سے لبریز تھا مسلمانوں کو اپنی جانوں کی پڑی تھی ایک ایک کے مقابلہ میں ہزار ہزار کفار تھے ایسی صورت میں محض تبلیغ دین اور نشر مذہب کے لئے تلوار اٹھانے کا خیال بھی کسی کے دماغ میں نفوذ نہ کر سکتا تھا کینے والے کہہ تو دیتے ہیں اور لکھنے والے تعصب میں ڈوب کر لکھ بھی گئے کہ اس حکم کا مقصد اسلام کو بزور شمشیر پھیلانا تھا لیکن جن کی نظر حقائق اور واقعات پر ہے وہ ہرگز اس مغالطہ کا شکار نہیں ہو سکتے اور نہ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ یہ سب کچھ تحفظ ملین کے لئے نہیں بلکہ تبلیغ دین کے لئے کیا گیا۔

غیر اقوام جہاد اور جزیہ کا نام سنکر بھڑک اٹھتی ہیں اور وہ سمجھتی ہیں کہ ان کا مدعا محض غیر اقوام اور غیر مسلمین کو ڈرا دھمکا کر مار توڑ کر حلقہ بگوش اسلام بنانا اور پھر ان کے غیر مذہب کا حامل ہونے کے جرم میں ایک ٹیکس وصول کرنا تھا مگر یہ صرف ان کی کوتاہ نظر ہے جہاد کے معنی محض جنگ اور جزیہ کے معنے محض ٹیکس کے ہیں اور بس۔

چونکہ مسلمانوں نے جنگ اپنے اور مذہب کے تحفظ کے لئے شروع کی تھی اور اس میں ملک گیری کے جذبہ کا کوئی شائبہ موجود نہ تھا اس لئے اسے ایک پاک اور مقدس جنگ و جہاد کے نام سے موسوم کیا گیا آگے چل کر چونکہ اسلامی جنگوں نے بہت خوفناک صورت اختیار کرلی اور معاندین کی معاندت و طاقت کے پرخچے اڑنے لگے اس لئے قدرتی طور پر اس کے اندر ایک ہیبت مرکوز ہوگئی اور اقوام غیر جہاد کا نام سنکر لرزنے اور کانپنے لگیں اور اس کی اسی ہیبت و عظمت نے بہت سے لوگوں کو جن کی نظر حقائق پر نہ تھی دھوکہ میں ڈالدیا اسلامی لڑائیوں کو جہاد کے نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان مسلمان ہوتے ہوئے کبھی ناانصافی کی جنگ نہیں لڑتا بلا وجہ تلوار نہیں اٹھاتا ملک گیری کے لئے بنی نوع انسان کا خون نہیں بہاتا شمشیر کے قبضہ پر اس کا ہاتھ اسی وقت پڑتا ہے جبکہ اسے کسی قوم سے صدمہ اور نقصان پہنچا ہو کوئی اس کی طرف خود قدم بڑھائے یا اس پر ظلم و ستم کی انتہا ہو جائے مسلمانوں کو محض توسیع حکومت و دین یا مقاصد ملک گیری کے لئے جنگ کی ممانعت کر دی گئی لا اکراہ فی الدین۔

امن و سلامتی کا مذہب

اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے لیکن جو لوگ دوسروں کی جان و مال اور آبرو کے دشمن ہو جائیں اور ہمیشہ ظلم و ستم پر کمر باندھے رہیں ان کا استیصال بالکل لازمی اور مفاد عامہ کے لئے نہایت ضروری ہے

اگر کسی حالت میں بھی جنگ مول لی جائے تو دنیا سے ظالم دشمن کا استیصال غیر ممکن کیا حال ہے اسلام کے اصول جنگ پر اعتراض کرنے والے دنیا ہندو مت، یہودیت اور عیسائیت کے اصول جنگ اور ان کی مشقتوں، سختیوں اور شدائد پر نظر ڈالیں اور پھر ان سے احکام اسلام کا مقابلہ کریں پھر ان کی آنکھیں کھلیں گی کہ مسلمانوں کا قرآن کیا حکم دیتا ہے اور ان تینوں مذاہب کے یہاں جنگ کے متعلق کیا حکم ہیں۔

ہندو مذہب میں حربی احکام

(۱) جیسے میں بیرون کی گردن کاٹتا ہوں ویسے تو بھی ہو جا (یجر ۳۴/۹)

(۲) اے راجہ آپ انصاف میں با اقبال ہوں آپ اپنے ہم مذہبوں کو سکھ دیں۔ آپ سخت سزا دینے والے ہیں آپ دہرم کے مخالفوں کو جلا کر خاک کر دیں اور ہمارے دشمن کے مددگار کو الٹا لٹکا کر سوکھی لکڑی کی طرح جلا کر راکھ کر دیں (یجر ۱۳/۱۱)

(۳) اے سبھاپتی جو ہم لوگوں سے دشمنی رکھتا ہے یا جس سے ہم دشمنی رکھتے ہیں اس کے لئے مبل اور اناج وغیرہ دینے والے سب کے سب ہمارے دشمن کے مانند ہیں۔ (یجر ۲۲/۶)

(۴) اے سورج کی مانند رعایا کی رکشا کرنے والے اور دگیان کے بڑھانے والے جس طرح سورج بادلوں کو دور کرتا ہے اسی طرح تو میدان کارزار میں دشمنوں کا ستیاناس کر (یجر ۲/۳۴)

(۵) اے آگ کی مانند دشمنوں کو جلا دینے والے سپہ سالار جو ہمارا یا آپ کا دشمن ہے خواہ وہ دور ہے یا نزدیک آپ اسے بہت ہی جلد گرفتار کر کے سزا دیں تاکہ وہ ہمیں کسی قسم کی سزا نہ دے سکے۔ (یجر ۲۳/۲)

(۶) اے ارجن جیسے میں تیرے جیوں کا گلا کاٹتا ہوں ویسے تو بھی کاٹ اور اسی طرح مجھے نفرت کرنے والوں کو دور کر اور جو میرے صریحاً خلاف ہیں ان کو الگ کر (یجر ۶/۸)

(۷) بخوف دشمنوں کو خوف کرا اور بہتی لیکرات کو دہکا نامی باجہ کی آواز سے زیادہ تکلیف دے (منو ۱۹۰/۷)

(۸) راجہ صلح کرے تو محض دولت وزمین وغیرہ کی امید پر کرے (منو ۷/۲)

غور کیجئے دہرم کے خلاف چلنے والوں کو نہیں بلکہ محض مخالفوں کو کس طرح جلا کر خاک کر دینے اور دشمن کے مددگار کو زندہ جلانے کی تعلیم دی گئی ذرا یہ ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ اپنے سے دشمنی رکھنے والا تو خیر دشمن ہے جس کے یہ بھی دشمن ہو جائیں اور خواہ مخواہ اس کی معاندت پر کمر باندھ لیں ان کے لئے یہی حکم ہوتا ہے کہ ان کا بھی آب ودانہ بند کر دیا جائے۔

ہندو مت میں مصالحت کی صورت محض یہ ہے کہ دولت حاصل ہو یا زمین اور کوئی صورت نہیں دشمنوں کو جلانا تباہ کرنا، بھوکوں مارنا، شمنوں مارنا ہو لا محالہ ان پر چڑھ دوڑنا سب کچھ روا قرار دیا گیا ہے کسی کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ وہ ہمارا دشمن ہے یا ہم اس کے دشمن ہو گئے ہیں اس کی تباہی کے ذریعے کافی عذر ہے

اقوام بنی اسرائیل کے جہاد

آگے چلئے اب ذرا توریت کی تعلیم اور یہودیت کے کارنامے ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) موسیٰؑ نے مدیان پر فوج بھیجی جس نے تمام مردوں کو قتل کر دیا اور بچوں اور عورتوں کو اسیر کر لیا۔ مال مویشی لوٹ لئے شہروں اور قلعوں کو آگ لگا دی جب لشکر فتحمندانہ واپس ہوا تو موسیٰ ناراض ہو گئے کہ ان عورتوں کو کیوں زندہ رکھا تمام عورتوں کو قتل کر دو صرف کنواری لڑکیوں کو اپنے لئے رکھ لو اور لڑکوں اور بچوں کو تہ تیغ کر ڈالو (گنتی ۳۱/۱۸۱)

(۲) موسیٰ کو حکم ہوا کہ بنی اسرائیل کو کہہ دو کہ جب تم کنعان میں داخل ہو تو وہاں کے تمام باشندوں کو وہاں سے نکال دو کسی عورت کو زندہ نہ چھوڑو اور وہاں خود قیام کرو (گنتی ۳۳/۵۴)

(۳) داؤد نے ابد کے بادشاہوں کا تاج اتار کر اپنے سر پر رکھا لوگوں کو آروں کلہاڑوں سے چروایا گاڑیوں کے نیچے روندا اور اینٹوں کے جلنے پزاوے میں ڈال کر خاکستر کر دیا (۲ سموئیل ۱۲/۳۱)

(۴) اسا تھو نے تمام حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر ڈالے اور مردوں کی ہڈیاں الٰہی حکم سے قبروں کے اندر سے نکلوا کر جلائیں (۱ سلاطین ۱۶)

(۵) جب خدا تیرا خدا ساتھ قدموں کو تیرے حوالے کرے تو انہیں مار یہ حرم میں دے اور ان سے عہد نہ کر یہاں پر رحم نہ کریو (استثنا ۷/۲)

(۶) تم کو توڑ ڈالیو جھنے باغوں میں آگ لگانا ان کے معبودوں کی گھڑی ہوئی مورتوں کو چکنا چور کر دیجو (استثنا ۱۲/۳)

اس قسم کے غضبناک آتشیں احکام توریت میں بکثرت موجود ہیں ہم ان پر اعتراض نہیں کرتے اور نہ انبیا اندوہ ان اقوام پر کسی قسم کا الزام عائد کرتے ہیں اور نہ ان کے متعلق سوء ظنی کو کام میں لاتے ہیں اس زمانہ اور اس عہد کے حالات اور اقوام کی ذہنیت کے اعتبار سے یہ عین انصاف ہوں گے ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ مذاہب سابقہ صرف ایک مخصوص عہد اور مخصوص زمانہ کے لئے تھے ان کی تعلیمات بھی اسی عہد کے تقاضے تھیں لیکن اسلام چونکہ تمام دنیا کے لئے ہے اس لئے اس کے احکام میں انسانی فطرت کے ہر پہلو کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

عیسائیت کی تعلیم

یشوع نے خود قتل کیا اور سترہ ہزار مرد اور عورتوں کو تہ تیغ کر کے بھالا ہاتھ سے چھوڑا اور ملک عی کے تمام لوگوں کو جلا کر خاک کر دیا۔

عیسیٰؑ نے اپنے پیروؤں کو تلواریں خرید نے مقابلے کے لئے کمر بستہ ہونے اور لڑنے کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جس کے پاس تلوار نہیں وہ کپڑا فروخت کرے کچھ کرے مگر تلوار خریدے اور جنگ کے لئے ہر طرح تیار ہو جائے (لوقا ۲۲ باب ۳۶ ورس)

ایک یہودی کا کان کاٹا گیا جو مخالف تھا مسیح نے بھی اسی کا کوڑا اٹھا کر ان لوگوں کو ہیکل میں سے نکال دیا جو سودا فروخت کر رہے تھے۔

جہاد کے متعلق اسلامی احکام

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا و ان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم

ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوٰت ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا جن لوگوں سے جنگ کی جاتی ہے انھیں بھی اجازت ہے کہ وہ جنگ کریں کیونکہ وہ ستم رسیدہ ہیں اور اللہ تعالیٰ یقیناً ان کی نصرت پر قدرت رکھتا ہے انھیں ان کے وطن سے محض اس لئے نکالا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خدا مانتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ بعض انسانوں کو بعض ظالموں کے روکنے کا حکم نہ دیتا تو عیسائیوں کے گرجے ترساؤں کے عبادت خانے یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مساجد گرا دی جاتیں جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے ہوتا ہے۔

(۳) وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین. واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم ...... فاقتلوھم کذلک جزاء الکافرین فان انتھوا فان اللہ غفور الرحیم اللہ کہتا ہے ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو کیونکہ زیادتی کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا جہاں کہیں بھی پاؤ ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکال دیا ہے تم بھی انھیں نکال دو کیونکہ فتنہ جنگ کی نسبت سخت تر ہے مسجد حرام کے قریب ان سے نہ لڑو جب تک وہ تم سے وہاں لڑائی نہ کریں لیکن اگر وہ تم سے جنگ چھیڑیں تو تم بھی ان سے جنگ کرو یہی کافروں کی جزا ہے اور اگر وہ باز رہیں تو تحقیق اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

ان آیات بینات کا بغور مطالعہ کرو ان سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو انھیں لوگوں کے قتل کی اجازت ہے جو انھیں قتل کرتے رہے ہیں اور جنہوں نے انھیں ان کے گھروں سے نکال کر بے وطن اور پریشان و خانماں برباد کیا ہے اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ برابر مسلمانوں کو تباہی کے منصوبوں میں شریک دشمنوں رہتے ہیں۔

ساتھ ہی برابر تاکید بھی کی جا رہی ہے کہ دیکھو زیادتی نہ ہونے پائے تمہارا یہ فعل ردعمل ظلم وستم کی حد تک نہ پہنچ جائے اعتدال پر قائم رہو اور اس سے ایک انچ نہ ہٹو صاف حکم ہے کہ وہ دشمن ہو یا بدخواہ اگر وہ ابتدا نہ کریں اور باز رہیں تو تم بھی باز رہو بار بار حکم ہے کہ جس قدر زیادتی وہ تم پر کر چکے ہیں اسی قدر زیادتی تم بھی ان پر کر سکتے ہو اس سے آگے کوئی قدم نہ اٹھے۔

اور سنئے خدائے قدوس فرماتا ہے وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذلک بانھم قوم لا یعلمون اگر مشرکین میں سے کوئی شخص تجھ سے پناہ چاہے تو اسے پناہ دے کہ وہ خدا کا کلام سن لے اور پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دے اس لئے کہ وہ لوگ بے علم ہیں۔

دیکھئے صاف حکم ہے کہ لڑنے والے مشرکین میں سے کوئی پناہ بھی چاہے تو اسے پناہ دینے سے انکار نہ کیا جائے یہاں مقصد محض اصلاح و امن ہے نہ کہ انتقام محض معاندت کی بنا پر زندہ جلانے کلہاڑوں سے چیرنے اور گھروں میں بیٹھے قتل کر ڈالنے کا کوئی ذکر ہی نہیں ذاتی معاندت سے کوئی سروکار نہیں مقصد یہ ہے کہ اتنی ہی تکلیف دی جائے جتنی کہ وہ تمہیں دے چکے ہیں لیکن اگر دوران جنگ ہی میں کوئی پناہ مانگ لے تو پھر انتقام کا خیال ترک کر دیا جائے۔

جہاد کا بہترین فلسفہ

کتنے بہتر اور کتنے مبنی بر فطرت احکام ہیں برابر بدلہ لے لیا جائے گا تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا کلیجہ بھی ٹھنڈا ہو جائے گا اور دشمنوں کے قلوب میں بھی کوئی کینہ نہ رہے گا کہ ہم پر زیادتی کی گئی وہ سمجھ لیں گے کہ جو کچھ ہم نے دوسروں کے ساتھ کیا وہی ہمارے ساتھ کیا گیا عوض معاوضہ گلہ نہ دارد کا مضمون ہے روزمرہ کے مشاہدات ہیں کہ لڑائیاں ہوتی ہیں میدان ہائے کارزار میں تلوار یں چلتی ہیں اور ایک دوسرے کو اس سے بڑھ چڑھ کر مٹانے اور انتقام لینے کی سعی کرتا ہے اور سعی کیا کرتا ہے اپنا لمحہ اسی میں کھپاتا ہے کہ اس نے ایک شہر برباد کیا ہے تو یہ اس کے دس شہر برباد کر کے رکھ دے۔

انتقام کے جوش میں کسی کو کچھ سوجھتا نہیں زن و بچہ بلا امتیاز قتل کر دیئے جاتے ہیں اور بستیاں کی بستیاں خاک کے ڈھیر بنا کر رکھ دی جاتی ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوسرا فریق بجائے بچنانے اور اس تباہی کو اپنی غلطی اور ستم کا نتیجہ سمجھنے کے اپنے قلب میں انتقام کے شعلے دبا کر بیٹھ جاتا ہے اور کسی موقع مناسب پر میدان میں آ دھمکتا ہے اور یہ اس دفعہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر بدلہ لیتا ہے اب اس کے دل میں اپنی تباہی کے انتقام کے شعلے بھڑکتے ہیں اور یہ اپنی زیادتیوں کو بھول کر اس کے مظالم کے پیش نظر انتقام کی فکر میں رہتا ہے اور فتنہ و فساد کی آگ فرد ہونے کے امکانات بعید سے بعید تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور خدا کی سرزمین پر کبھی امن قائم نہیں ہونے پاتا۔

عرب کے جنگی آئین

عرب میں خود یہ طریقہ تھا کہ اگر کوئی قبیلہ دوسرے قبیلہ کی عورت کو قتل کر دیتا تھا تو دوسرا قبیلہ جب تک اس کا ایک مرد قتل نہ کر لیتا تھا چین نہ لیتا تھا اب اس کا ایک مرد قتل ہو جاتا تھا تو حسب دستور اس کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ یہ اس کے دو مرد قتل کر کے اپنے قلب کی جلتی آگ کو بجھائے یہ سلسلہ برابر قائم رہتا تھا اور فتنہ کسی طرح معدوم نہ ہونے پاتا تھا اس بیسویں صدی کے مہذب دور میں بھی انسانی ذہنیت کا یہی عالم ہے بات بات پر تلواریں کھنچتی ہیں فرانس نے پہلے جرمنوں کو کچلا کچھ عرصہ بعد جرمن برق و باد کی طرح اٹھ کر فرانس کے سر پر گرے فرانس اسے دل میں لئے رہا اور گذشتہ محاربہ عظیم میں اس سے خوب دل کھول کر بدلے لئے اور اب تک وہ جرمنوں پر داشت نہیں رہا ہے جرمن بھی اپنی زیادتیوں کو بھول کر ان سے انتقام کی فکر میں لگے ہوئے ہیں قیام امن زمان کے لئے بہترین صورت یہی تھی کہ بدلہ لینے والوں کا عمل ظالموں کے عمل کے برابر رہے یہ ہرگز نہ ہو کہ انہوں نے ایک شہر تباہ کیا اور تم نے چار کا صفایا کر دیا اس سے کسی فریق کے قلب میں بھی انتقام کا جوش نہ پیدا ہوگا اور پہلا یہ سمجھ کر خاموش ہو جائے گا کہ بلکہ نادم ہوگا کہ جیسا کیا تھا ویسا پایا۔

مقابلہ کرنے اور لڑنے کی بھی اجازت انہی لوگوں سے دی گئی ہے

جو مسلمانوں سے لڑیں انھیں ان کے گھروں سے نکالیں اور چین سے نہ بیٹھنے دیں یہ نہیں کہ اندھا دھند حملہ کر دیا جائے۔

حکم جہاد کی علت

الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدؤکم اول مرۃ فرما کر ان لوگوں سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کے لئے کہا گیا جنہوں نے عہد شکنی کی لڑائی کا آغاز کیا اور اللہ کے رسول کو نکالنے کی کوشش کی جب قوم معاہدہ امن مکمل کر چکی ہو امن و امان قائم ہو گیا ہو پھر وہ اگر ازخود شرارت اپنا عہد فسخ کر کے تلوار نکال لے اور بیٹھے بٹھائے یورش کر دے تو ایسی صورت میں خاموشی اول تو ہلاکت کے مترادف ہے دوسرے اس سے دشمن کے حوصلے بڑھ جانے اور آئندہ کے لئے بھی اس سلسلہ کے قائم رہنے کا قدرے امکان ہے۔

یہ حکم اس وقت دیا گیا جب مسلمان کمزور تھے لڑتے ہوئے ڈرتے تھے ان کی مظلومیت حد انتہا کو پہنچ گئی تھی ان پر پے در پے حملے ہی نہیں ہو رہے تھے بلکہ انھیں فنا کر دینے کی تدابیر سوچی جا رہی تھیں اور رسول کریم تو مکہ معظمہ سے نکل چکے تھے انھیں غیرت دلائی گئی کہ تمہارے ساتھ اتنا کچھ ہو چکا ہے اب خاموش بیٹھے کا وقت نہیں اٹھو اور تم بھی تلوار ہاتھ میں لو کچھ ہوا اس سے بھی ثابت یہی ہوتا ہے کہ اندھا دھند حملہ کرنے اور بلا وجہ لڑنے کی اسلام میں کوئی وجہ نہیں جب قومی عذرات پیدا ہوئے تو حکم جنگ دیا گیا۔

جنگ سے مصالحت بہتر ہی

لیکن ساتھ ہی یہ حکم بھی موجود ہے کہ جب تک دشمن اپنے عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو بہت ممکن تھا کہ مسلمان یہ دیکھ کر کہ یہ دشمن تو ہیں ہی کسی وقت حملہ کر بیٹھیں تو فضول نقصان ہو گا پھر دشمن سے دشمنی ہی ہوتی ہے آخر مسلمان بھی انسان ہی تھے اس کا امکان موجود تھا کہ وہ خود ان پر حملہ کر دیں اس لئے حکم دیا گیا کہ جب تک دشمن کے کیمپ میں حرکت پیدا نہ ہو تم بھی خاموش رہو یہ بھی ممکن تھا کہ اس سے مسلمانوں کو کچھ مایوسی ہو اس لئے ان کی تسلی کے لئے حکم دیا گیا کہ یہ پرہیزگاری اور تقوی کا کام ہے اور اللہ بزرگ و برتر متقین کو دوست رکھتا ہے فما استقاموا لکم فاستقیموا لھم ان اللہ یحب المتقین کتنا بہتر حکم ہے اور کس طرح قدم قدم پر انسانی فطرت اور انسانی جذبات کے نشیب و فراز اور اتار چڑھاؤ کو ملحوظ رکھا گیا ہے کیا یہ ضبط یہ اعتدال یہ پیشبندیاں آپ کو اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں نظر آسکتی ہیں ڈھونڈے مل سکتی ہیں نہیں اور ہرگز نہیں۔

اسلام میں مصالحت کی تاکید

اور آگے بڑھیئے اور اسلامی احکام کے فلسفہ اور ان کی مصلحت آمیز ندرتوں پر وجد کرتے جائیے حکم ہوتا ہے وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ انہ ھو السمیع العلیم وان یریدوا ان یخدعوک فان حسبک اللہ اور اگر وہ صلح کے لئے ہاتھ بڑھائیں تو تم بھی صلح کے لئے جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو اور اگر ان کا ارادہ دغا کرنے کا ہے تو بھی اللہ تمہارا محافظ ہے اسی پر اعتماد رکھو۔

دشمن نے عمر بھر دشمنیاں کی ہیں۔ عہد کر کے توڑے ہیں اور وہ وقت آگیا ہے کہ وہ پاداش عمل کی منزل سے گذریں اور اپنے کئے کی سزا پائیں جنگ کا پانسہ پلٹنے والا ہے عین اس وقت وہ مصالحت کی درخواست کرتے ہیں اس درخواست کے ساتھ ہی مسلمانوں کو ہاتھ روک لینے اور صلح کر لینے کا حکم دیا گیا ہے کیوں؟ اس لئے کہ اسلام جنگ پر مصالحت اور فتنہ پر امن کو پسند کرتا ہے۔

دشمن دشمن کو نقصان پہنچانے اور خود نقصان و شکست سے محفوظ رہنے کے لئے ہر قسم کی چالیں اختیار کرتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ وقت و حالت کی نزاکت کے پیش نظر شکست کی ذلت و نقصان سے بچنے کے لئے دشمن کی مروت و فیاضی سے بھی فائدہ اٹھاتا اور اپنا پہلو دبتا دیکھ کر مصالحت کر لیتا ہے اور کچھ دنوں بعد پھر نئی طاقت اور نئی قوت سے حملہ آور ہو کر اپنا مقصد پورا کرنا چاہتا ہے ایسے موقع پر اکثر یہی ہوتا ہے کہ دشمن کے ارادہ کو سمجھ کر اس کی درخواست کو رد کر دیا جاتا ہے لیکن اسلام ایک روحانی و عرفانی مذہب بھی ہے خدائے قدوس اس کی عظمت کو اس سوء ظنی کے داغ سے ملوث نہیں ہونے دیتا وہ کہتا ہے کہ تمہیں دشمن کی نیت سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اس کی ٹوہ میں رہنا چاہیئے تم تو خدائے برتر کو سننے اور جاننے والا سمجھ کر اپنا ہاتھ بھی اس دست مصالحت کو پکڑنے کے لئے بڑھا دو اور اگر یہ ان کا فریب ہی نکلا تو بات ہی کیا ہے ہم تمہارے محافظ ہیں اور ظاہر ہے کہ جس کا ایمان خدا پر ہو اور وہ اسے اپنا حقیقی محافظ سمجھ لے اسے دنیا میں کوئی طاقت کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی اب بتائیے اور سوچئے اور بتائیے کہ یہ تعلیم کتنی پیاری تعلیم ہے اور اس میں امن و امان کی مقتضیات کی کتنی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے یہ جنگ کی تعلیم ہے امن کی تعلیم ہے معترضین ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اس سے اس کا جواب لیں۔

ارتفاع فتنہ وفساد کی سعی

لڑائی کا حکم ہے جہاد کا فرمان ہے قتال کے لئے ارشاد ہے مگر کس لئے کیا اس لئے کہ روپیہ حاصل ہو جائے زمین ملے؟ نہیں اور ہرگز نہیں ہماری زبان سے نہیں قرآن کریم ہی کی زبان سے سنو وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ یعنی ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ و فساد فرو ہو جائے کہاں یہ حکم ہے کہ لڑو یہاں تک کہ لڑنے والے تمہارا دین قبول کر لیں کلمہ طیبہ ورد زبان بنا لیں یا تمہارے سپرد اپنا ملک اور اپنی دولت کر دیں یہاں ان میں سے کسی چیز اور کسی بات سے غرض نہیں غرض ہے تو صرف قیام امن اور فتنہ و فساد کے انسداد سے۔ یہ ہے اسلام کی عظمت اور اسلام کی سربلندی یہاں تمدنیت کی طرح مکانوں کے انہدام شہروں کی بربادی قتل عام زن و مرد کے بلا امتیاز قتل نیز اور دوں میں جلوانے اور سے چڑھانے کنواریوں کو سپاہیوں کے واسطے رکھنے اور حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ ڈالنے کر ہیبت جتانے اور لرزا دینے سے غرض نہیں غرض ہے تو صرف امن سے۔

ہند و مت کی طرح اسلام میں کہیں دشمن کا ستیاناس کرنا ہے نہ کہیں لکڑی کی طرح جلانے اور اس کے مال و اثاثہ اور دولت و زمین پر قبضہ کر لینے کا ہی یہاں کوئی ذکر نہیں یہاں جو کچھ ہے تحفظ نفس و آبرو انسداد شر و فساد اور قیام امن کے لئے ہے۔

اسلام میں جبر جائز نہیں

تبلیغ دین اور نشر مذہب کے لئے شمشیر کو ہاتھ میں لینا تو ایک طرف یہاں تو حکم ہے لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی یعنی اسلام میں کسی پر کوئی جبر جائز نہیں اس لئے کہ ہدایت و گمراہی بالکل واضح ہو چکی ہیں۔

جب اسلام کے احکام بالکل واضح ہو چکے ہدایت و گمراہی کی دونوں راہیں ظاہر ہو گئیں تو پھر ضرورت ہی کیا تھی کہ کسی پر کوئی جبر کیا جائے اسی حکم کے مطابق رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور خلفائے راشدین کا یہ عمل رہا کہ جب کوئی اسلامی لشکر کسی طرف جاتا تو سردار لشکر کو یہ نصیحت کر دی جاتی کہ عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کو نقصان نہ پہنچانا خانقاہوں عبادتگاہوں اور ان کے رہنے والوں کو خراب نہ کرنا کھیتوں کو نہ جلانا پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا اور جو عہد کرو اس پر قائم رہنا۔

اسلام کی لاثانی تعلیم

معترضین جبریہ اشاعت کو لئے پھرتے ہیں لیکن یہاں یہ حالت ہے کہ قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم یعنی اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اے رسول تم ان سے کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یہ کہو کہ ہم فرمانبردار ہو گئے کیونکہ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے۔

کیا اس آیت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ایمان کا تعلق محض زبان سے نہیں بلکہ دل سے ہے زبان کے اقرار سے کچھ بھی نہیں ہوتا اگر دل میں نہو تو وہ منافق کہا جاتا ہے منافقین کے لئے حکم ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار یعنی ان لوگوں کو جو دل سے تو ایمان نہیں لائے البتہ زبان سے اقرار کرتے ہیں ان کا ٹھکانا جہنم کے سب سے نچلے اور خوفناک حصہ میں ہوگا۔

تاکید پر تاکید ہے اور کسی سے نہیں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے مخاطب ہو کر خدائے قدوس فرماتا ہے کہ افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین اے محمد کیا تو لوگوں کو مومن بننے پر مجبور کرتا ہے نہیں۔ دوسری جگہ فرماتا ہے انما انت مذکر لست علیہم بمصیطر اے محمد تو تو محض نصیحت کرنیوالا ہے ان پر کوئی داروغہ نہیں ومن تولی فما ارسلناک علیہم حفیظا اگر کوئی پھر جاتا ہے تو پھر جائے ہم نے تجھ کو ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

اس کے بعد ایک بالکل صاف اور روشن حکم ملاحظہ ہو خدائے قدوس فرماتا ہے فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر یعنی جس کا دل چاہے ایمان لائے اور مسلمان ہو جائے اور جس کا دل چاہے کافر رہے۔

جہاد کی تعلیم فطری تعلیم ہے

اس سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ اسلام میں جہاد کی تعلیم ہے وہ کوئی خوفناک یا قابل اعتراض چیز نہیں بلکہ وہ ایسی بہترین تعلیم اور اعلیٰ درجہ کا ملکی دستور العمل ہے کہ اگر آج ساری دنیا اس پر عمل پیرا ہو جائے تو فتنہ و فساد کی لئے فیصدی اسباب کا انسداد ہو جائے اور ہر ملک و بلاد میں امن و امان کی لہریں چلنے لگیں ازمنہ سابقہ موجودہ میں جارحانہ اور دفاعی جنگ کے لئے جتنے دستور العمل بنے ان سب میں سب سے بہتر دستور العمل اسلامی دستور العمل ہے اس لئے یہ فطرت انسانی پر مبنی ہے اور خدائے برتر و توانا کا بنایا اور مرتب کیا ہوا ہے بیشک اسلام کی تاریخ میں قصابی و ظلم کی کچھ مثالیں موجود ہیں لیکن ان کی ذمہ داری اسلام اور اسلامی تعلیم پر نہیں بلکہ ان کی ذات پر ہے جن فرمانرواؤں نے اس مبارک تعلیم سے ہٹکر کوئی زیادتی کی اس کی ذمہ داری انہی پر ہے کیونکہ اسلام پر اسلام تو بنی نوع انسان کو دارین کی نعمتوں سے مالا مال کرنے اور انہیں سچے عیش و سکون کی زندگی بسر کرنے کا سبق سکھانے کے لئے آیا تھا اس سے اور ظلم و جبر سے کوئی نسبت نہیں۔

مغربی مشاہیر کی رائیں

لائق و نامور مورخ مسٹر ہالم اپنی تاریخ "آئین سلطنت انگلستان" کی جلد اول باب دوم میں لکھتے ہیں کہ "دین اسلام لوگوں کے سامنے پیش ضرور کیا گیا تھا مگر ان سے جبراً کبھی قبول نہیں کرایا گیا جس نے اسے قبول کر لیا اسے فاتح قوم ہی جیسے حقوق حاصل ہو گئے اس نے مغلوب ذمیوں کو ان تمام شرائط سے بری کر دیا جو ابتدائے خلافت عالم سے ہر ایک فاتح نے مفتوحین پر قائم کر رکھی تھیں سب کو مذہبی آزادی عطا کی گئی دین اور سیاست میں کئی ایک شخصیں اور فرقوں نے مذہبی آزادی دینے کی ترغیب دی مگر اس پر عمل بہت کم ہوا لیکن شارع اسلام نے مذہبی آزادی دی ہی نہیں بلکہ اسے احکام شریعت میں داخل کر دیا۔ لطف و شفقت کا اصول ہر ایک قوم کے ساتھ برتا گیا کسی قوم کے مذہبی امور میں مداخلت کو سراسر خلاف شرع اور حرام سمجھا جاتا ہے۔"

"الیسٹ انڈلیٹ" کے بھی حسب ذیل الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

"اسلام نے کسی مذہب کے مسائل میں کبھی دست اندازی نہیں کی کسی کو ایذا نہیں پہنچائی خلاف مذہب کے لوگوں کے لئے عیسائیت کی طرح کوئی "مذہبی عدالت" کبھی قائم نہیں کی گئی اور کبھی اسلام نے لوگوں کے مذہب کو بجبر تبدیل کرنے کا قصد نہیں کیا اسلام قبول کرنے سے لوگوں کو فتحمندوں کی برابر حقوق حاصل ہو جاتے تھے اور مفتوح ملکتیں ان شرائط سے بھی آزاد ہو جاتی تھیں جو ہر ایک فاتح نے ابتدائے دنیا سے عہد مسلم کے زمانہ تک ہمیشہ برقرار رکھی تھیں۔"

ایک شہرہ آفاق عیسائی لا مارٹین نے بعثت نبوی کے بارہ سو برس بعد لکھا تھا کہ "صرف مسلمان ہی تمام روئے زمین پر ایک ایسی قوم ہیں جو دوسرے مذہب کو آزادی دیتے ہیں اور آزادی سے رکھتے ہیں۔"

ایک اور انگریز سیاح مسٹر سلیڈن نے تو مسلمانوں پر یہ طعن کیا تھا۔

"مسلمان حد سے زیادہ دوسرے مذہب والوں کو آزادی دیتے ہیں۔"

لالہ لاجپت رائے ہوں یا پروفیسر جادو ناتھ یا کوئی جن کی نظر ہی تہ تک اتری ہو انہوں نے اسلام کی صداقت و عظمت کے اعتراف کے ساتھ اقرار کیا ہے کہ اسلام دنیا میں تلوار کے زور سے نہیں پھیلا اور اس کی جہاد کی تعلیم کوئی خوفناک تعلیم نہیں کاش مسلمان جن کی آنکھیں مغربی ملمع کی چمک سے چکا چوند ہو رہی ہیں اسلامی تعلیمات کے فلسفہ پر غور کریں اور دیکھیں کہ اس گلشن میں کیسی کیسی روح پرور بہاریں کھل رہی ہیں اور اس کی نزہت کے مقابلہ میں کوئی چمن اور گلزار کھڑا نہیں کیا جا سکتا۔

اسلام کی دنیاوی برکتیں

(از جناب محمد یوسف حسین صاحب طالب علم گورنمنٹ سٹی کالج)

اسلام جس کے معنے سلامتی کے ہیں اس میں دنیا کی سلامتی ہی داخل ہے اسلام نے دنیا میں تمام انسانوں کو ہم مرتبہ کیا اور مساوات کا سبق سکھایا سوائے اسلام کے کسی مذہب میں خواہ وہ اب موجود ہو یا نہ ہو مساوات کا نام نہیں اسی ضمن میں غلامی کو جو دنیا میں بدترین چیز تھی اس طرح بدل دیا کہ غلام آقا کے برابر ہو گئے یہاں تک کہ آقا کے بعد غلام بادشاہ ہوا جس کی تاریخ شاہد ہے

(۱) اسلام سے پہلے جتنے مذاہب تھے ان سب میں تعلیم عام نہ تھی بلکہ خاص خاص لوگ تعلیم پر عبور رکھتے تھے برخلاف اس کے اسلام نے زیور علم سے ہر ایک فرد بشر کو آراستہ کیا اور علم کا حاصل کرنا ہر ایک کا فرض قرار دیا جس کی وجہ سے دنیا تاریکی کی جہالت سے نکل کر علم کے نور سے منور ہوئی تیرہ سو برس پہلے سے اسلام نے تمام عورتوں اور مردوں پر علم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا اور علم کے چمن کو مفت تعلیم کے پانی سے سیراب کیا علم کے ساتھ اخلاق کا جو رابطہ ہے وہ تو سب پر ظاہر ہے اسلام نے علم سکھلا کر اخلاق کی درستگی کی اور ایسے اخلاق حسنہ سکھائے جو دنیا میں اپنی آپ نظیر ہے مثلاً شراب نوشی منع کی گئی آج یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے سائنسداں ایک مدت مدید اور عرصہ بعید کے تجربے حاصل کرنے کے بعد معاشی اخلاقی اور جسمانی امور کو مد نظر رکھ کر شراب نوشی کو مضر قرار دیا ہے اور اس کے انسدادی قوانین مرتب کر رہے ہیں۔

(۲) اسلام ہی کی بدولت آج تمام دنیا تہذیب اور شائستگی و ترقی اور اصولی روشنی سے جگمگا رہی ہے اسلام سے قبل جو دنیا کا حال تھا اسے ہر صاحب عقل خوب جانتا ہے دنیا کی تاریخیں خود گواہ ہیں اور حکومت و سلطنت اور دولت سب کچھ اسلام سے پہلے بھی تھی لیکن گمراہی خیالات دماغی تاریکیاں اور ذہنی بیماریاں عام طور سے چھائی ہوئی تھیں روحانی اخلاقی اور تمدنی زندگی میں ایک موت کا عالم طاری تھا ہر جگہ ہر طرف پژمردگی ہی پژمردگی کا عالم تھا اسلام نے اپنی قیمتی تعلیم اور بیش بہا ہدایات اور تفہیم سے باغ عالم کو شاداب بنایا تفصیلاً میں اپنے خیالات کے اظہار سے اسلام کی چند کتب کو گنتا ہوں جن سے ثابت ہوگا کہ اسلام قطع نظر دین کے دنیا کے حق میں کس قدر مفید ثابت ہوا ہے اور دنیا کی ترقیوں تہذیب و معاشرت کی ترقیوں میں اسلام کا کتنا زبردست حصہ ہے اور اس سے یہی روشنی پڑتی ہے کہ اسلام کی تعلیم اور اسلامی اصول پر جو آج اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ کس حد تک درست ہیں۔

(۳) تمام دنیا میں باہم دیگر مذاہب عالم کا برتاؤ مساویانہ اور دوستانہ نہیں تھا ہر شخص اپنے مذہب کو ممتاز و فائق اور دوسرے مذاہب کو باطل غلط وغیرہ وغیرہ ثابت کرتا تھا اسلام ہی کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ وہ تمام دنیا کے مذاہب کی تصدیق کرتا ہے اور فراخ دلی کی تعلیم دیتا ہے اس سلسلے تمام قرآن شریف بھرا ہوا ہے۔

(۴) چوتھی خصوصیت اسلام کی عملی زندگی کی تعلیم ہے اور مذاہب میں جو قیود یا چند رسمیں ہیں اور وہ چند رسوم اور پابندیاں تھیں ان میں کچھ نہیں لئے غیر معقول تعلیم و عقائد ہیں نہ مشکل اور کڑی عبادتیں ہیں غرض جو کچھ ہیں سیدھے اصول پر ہیں جو ہر فرد بشر کا زینہ ترقی ہو سکتا ہے رہبانیت جیسا کہ عیسائی مذہب میں ہے پسند نہیں کرتا۔ اخلاق، اعمال اور خیالات سب کے لئے جامع قواعد موجود ہیں اعتدال اور تناسب سے کوئی تعلیم خالی نہیں اور یہ بات سوائے اسلام کے کسی مذہب کو حاصل نہیں ہے۔

(۵) پانچویں خصوصیت اسلامی عبادات کا طرز ہے جو کسی دوسرے مذہب کو حاصل نہیں اسلامی عبادتوں سے صرف پرستش ہی مقصود نہیں بلکہ خود انسانی زندگی کے فوائد ملحوظ ہیں۔ نماز ہو یا زکوٰۃ روزہ ہو یا حج ہر چیز میں معاشرت اور تمدن کے بہترین فوائد مضمر ہیں۔

(۶) چھٹی خصوصیت اسلام کی یہ بھی ہے کہ انسانی زندگی کی حقیقت اور مقصد پر کافی سے زیادہ روشنی ڈالی گئی ہے جس کے طفیل میں آج تمام دنیا بالخصوص یورپ شاہراہ ترقی پر نظر آ رہا ہے مثلاً سورہ والتین ہی کافی ہے جو ہدایات کا ایک چشمہ ہے اور ترقی کا منبع ہے جس میں دکھلایا گیا ہے کہ آدمی بڑی سے بڑی ترقی کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ کوشش کرے۔

(۷) دختر کشی کی رسم اور لڑکیوں کی اہانت اور توہین کا خاتمہ اسلام ہی نے کیا ہے۔

(۸) یتیم اور غریب بچوں کے حقوق کی حفاظت اور نگہداشت کا انتظام مذہب اسلام ہی میں ہے۔

(۹) اسکوٹس اور ان کے پبلک کو فائدہ رسانی کے قواعد مسٹر بیڈن پاول نے یورپ کی جنگ عظیم کے بعد معلوم کئے اور جس کو آج اندھی دنیا قدر کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے لیکن صاحب بصیرت جانتے ہیں کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے ایک زبردست ہستی نے ہمدردی کا ایسا سبق سکھلایا کہ تمام مسلمان امداد کے ضابطہ و ہمدردی رفاہ عام کے امور میں آجکل کی اسکوٹس تو کیا بلکہ اسکوٹس ماسٹر سے بھی گویا سبقت لے گئے وہ خود نہیں کھاتے تھے بھوکوں کو کھلاتے تھے وہ خود نہیں پہنتے تھے ننگوں کو پہناتے تھے وہ ضعیفوں اور ناچاروں کی مدد کرنا عبادت سے زیادہ سمجھتے تھے۔

(۱۰) امداد باہمی کی تحریک ڈنمارک سے اٹھی اور تمام دنیا میں پھیل گئی جس کا مقصد یہ ہے کہ غریبوں کو ساہوکاروں کے پنجہ سے نجات دے اور انہیں کم شرح سود سے قرض دیکر ضروریات کا رفع کیا جائے لیکن یہ تحریک اسلام کے قرض حسنہ سے بہت کچھ ملتی جلتی ہے اصل نام کو بدل کر توڑ جوڑ کیا اور وہی تحریک کا بانی کہلایا لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ اس کی اصل کہاں سے ہے۔

(۱۱) یورپ نے چند سال سے تجارت میں قدم رکھا اس کی تقلید امریکہ اور جاپان نے بھی کی اور کامیابی حاصل کی بانی اسلام نے نصرت تجارت

کی تعلیم دی بلکہ عملی طور پر خود تجارت کر کے لوگوں کو بتلا دیا کہ تاجر ہی معراج ہو اکرتے ہیں۔

(۱۲) کسی مذہب میں حقوق الزوجین کا اتنی عمدگی سے اظہار نہیں ہے جتنا کہ مذہب اسلام میں ہے۔ باوجود قدیم قوانین کو پیش نظر رکھ کر سلطنتوں اور ملکوں کے جدید قوانین یورپ اور امریکہ نے مرتب کئے لیکن پھر بھی وہ ایسے بودے ہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر ٹوٹ جاتے ہیں اور ہڑ کی طرح الگ الگ سکڑ جاتے ہیں۔ نکاح اور شادی بیاہ کے بہترین اصول تعلیم کئے۔ ایشیا یا خصوصاً یونانیوں اور یہودیوں وغیرہ کے ہاں نکاح کے قاعدے نہایت رکیک تھے لیکن اسلام نے زن و شوہر کی زندگی کو معین کیا ہے۔

(۱۳) عورت اور مرد کی باہمی محبت اور حرمت شوہر اور بیوی کے حقوق شوہر پر اسلام ہی کی دی ہوئی تعلیم ہے جس پر آج دوسری اقوام فخر کر رہی ہیں۔

(۱۴) ماں باپ کے حقوق اولاد پر اور اولاد کے حقوق ماں باپ پر غرض ہزاروں چیزیں ہیں جب کو ایک ایک کر کے گنا یا جائے تو ایک ضخیم کتاب کی صورت بن جاتی ہے۔

(۱۵) بیوہ عورتوں کی شادی کا رواج اسلام ہی کی بدولت ہوا۔

(۱۶) حرام و حلال رشتوں کی وضاحت اسلام ہی کی دی ہوئی تعلیم ہے ورنہ حیوانیت عام طور سے پھیلی ہوئی تھی۔

(۱۷) جان و مال کی عزت اور حفاظت خودکشی کی ممانعت بھی ایک برکت ہے جو اسلام ہی کی عطا کی ہوئی ہے۔

(۱۸) معاملات میں سچائی و امانت داری و ایفائے عہد۔ معاشرت کی اصلاح حکام کی اطاعت فتنہ و فساد کی ممانعت کی پابندی اور عام ہمدرد و فلاح وغیرہ کی ہدایت بھی ایک بڑی برکت ہے۔

(۱۹) زنا کی ممانعت کیا دنیا کے لئے بڑی نعمت نہیں ہے کیا اس سے شیرازہ اخلاق پراگندہ نہیں ہوتا۔

(۲۰) قمار بازی جوا وغیرہ کی حرمت بھی اسلام ہی کی تعلیم ہے جس سے آج نظام قومی درہم برہم نہیں ہو سکتا۔

(۲۱) لہو و لعب بے ہودہ تماشے کھیل کی اجازت اسلام نے نہیں دی ہے گویا عملی اسپرٹ پیدا کرانے کا معیار ہے اسلام کی تعلیم ایک عظیم الشان تحریک ہے۔

(۲۲) ایک عظیم الشان برکت یہ بھی ہے کہ اسلام جس جس چیز سے تعلق ہو خواہ وہ بے جان ہو یا جاندار اس کا حق ادا کرنا ایک فرض انسانی ہے اور یہ جلیل القدر تعلیم اعلیٰ ترین ترقی اور اعلیٰ ترین قابلیت کی ضامن ہے کاش مسلمانوں کی توجہ ہو اور وہ اپنے اسلام کی بیش بہا تعلیمات و اصول سے فائدہ اٹھانے کی طرف ملتفت ہوں اب میں اپنے مضمون کو دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو رسول کریم کی پیروی کرنے کی ہدایت عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

سلسلہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر حضرات اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالے ایسے جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کئے جائیں انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا۔ حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضروریات کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کر دیا۔ مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپ کی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضروریات سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں۔ تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کی عادات و اخلاق پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کر لیں۔

ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے بہرحال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہوں گی۔

اب تک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اکثر مدارس اسلامیہ اور قومی سکولوں کے نصاب میں داخل کر لیا گیا ہے بمبئی بنگال۔ یوپی۔ پنجاب گجرات میں خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جا رہا ہے ان رسالوں کا گجراتی۔ بنگالی۔ برمی اور مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ بعض اہل خیر کا یہ خیال بھی ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کرایا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آ گیا ہے۔ طہارت نماز روزہ زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد ہیں۔ توحید۔ کتب آسمانی۔ ملائکہ جنت دوزخ۔ عذاب و ثواب معجزات رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مکمل و مفصل بیان و تشریح صحابہ کرام اور اولیاء اللہ اور کرامات اولیاء اللہ کا ذکر اور اس کا ثبوت۔ قیامت کے متعلق علامات و معلومات کا ذخیرہ اور مسئلہ تقدیر کے متعلق بیان عام فہم جو بچوں اور عورتوں کے ذہن میں جلد آ سکے نہایت خوش اسلوب طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اعمال صالحہ کا حال اور کفر و شرک بدعات وغیرہ کا مفصل بیان کیا گیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی

کامل سٹ پانچ حصے ۸ مجلد ۱۲ علاوہ محصول ڈاک

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مسلمان اور سوراج

(از جناب منشی ایشور سرن صاحب ممبر سابق امپیریل لیجسلیٹو کونسل)

اپنے مسلمان اہل وطن کے متعلق ایک ہندو کا صداقت کے ساتھ اظہار خیال کرنا خود کسی حد تک خطرناک ہے لیکن مجھے میری وہ محبت جو میں اپنے وطن اور اپنے ہندو اور مسلمان ہم وطنوں سے رکھتا ہوں اس بات پر آمادہ کر رہی ہے کہ میں غلط فہمیوں سے نہ ڈروں اور اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہ کروں کہ میری کسی بات کا کیا مطلب لگایا جائے گا اگر میں وطن اور اہل وطن کی کوئی خدمت انجام دے سکتا ہوں تو پھر مجھے اس کی پرواہ کیوں ہو کہ میری نیت پر اعتراضات کئے جائیں گے۔ شخصیت فی الحقیقت کوئی وقعت نہیں رکھتی اہم اور قابل وقعت تو اس مقصد کی کامیابی ہے جو انسان کو عزیز اور محبوب ہے۔

ہماری تمام مشکلات کی اصلیت حقیقتاً نفسیات سے تعلق رکھتی ہے ہمارے آپس کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے اختلافات کو بہت اہمیت دی جاتی ہے اور ان پر بہت کچھ زور دیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم میں سے بعض احباب جن کی تعداد خدا کا شکر ہے کچھ بہت زیادہ نہیں ہے لیکن روز بروز کم بھی نہیں ہو رہی ہے جیسا کہ اسے ہونا چاہئے تھا ہر بات پر مذہبی نقطہ نظر سے غور کیا کرتے ہیں جب تک یہ ذہنیت اور یہ جذباتی کیفیت موجود ہے اس وقت تک کوئی میثاق اور کوئی معاہدہ ہماری دشواریوں کے حقیقی سبب کو رفع نہیں کر سکتا حکومت کی مداخلت بھی خواہ وہ ایک فریق کی موافقت میں ہو یا دوسرے کی اس عقدہ کو حل کرنے میں ناکام رہے گی جس کی اہمیت کو ہمارے مخالفین اپنے مخصوص اغراض کی بنا پر برابر بڑھا چڑھا کر ظاہر کیا کرتے ہیں وقت اور حالات کی ضرورت فی الحقیقت اس بات کی مقتضی ہے کہ تمام گذشتہ روایات کو کالعدم کر کے ہم اپنے زاویہ نگاہ میں کامل تغیر پیدا کر لیں ہم سب اول ہندوستانی ہیں اور ہر مرد و زن کا مذہب ایک ایسی چیز ہے جس کا تعلق صرف اس کی اپنی ذات سے ہے ملک میں شیعہ بھی ہیں اور سنی بھی اسی طرح برہمن بھی اور غیر برہمن بھی بلکہ ان کے علاوہ اور بہت سے فرقے موجود ہیں لیکن عمرانی تعلقات میں جو چیز قابل لحاظ ہے وہ یہ ہے کہ وہ سب کے سب اسی ایک مادر وطن کے فرزند ہیں وہ سب ہندوستان میں پیدا ہوئے اور ہندوستان ہی میں مریں گے یہی نہیں بلکہ ان کے بچے اور پھر بچوں کے بچے بھی اسی سرزمین پر زندگی بسر کریں گے گویا ان کے تمام بنیادی تعلقات اور بنیادی مفاد اسی ہندوستان کی ترقی اور خوشحالی سے وابستہ ہیں۔

ہندو مہاسبھا اور مسلم لیگ کے گروہ کے نعرے آج کل ہمارے کانوں میں پڑتے رہتے ہیں [illegible] ہندو مسلم [illegible] اور مفاہمت کا ہر [illegible] [illegible] ہم پہلے کا مسئلہ [illegible] [illegible] بہت سی [illegible] باتوں کو خود فرض لگ [illegible] کرتے رہتے ہیں

لیکن ان تمام باتوں کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ فریقین کمزور اور پہلے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاتے ہیں نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ خرابی یہ پیدا ہوتی ہے کہ ہمارے مخالفین ہمارے ان آپس کے جھگڑوں کو دنیا کے سامنے پیش کر کے ہمارے حقوق اور ہمارے مطالبات کی اہمیت کو اور بھی کم کر دیا کرتے ہیں ہندوستان کے باہر جا کر جب ایک ہندوستانی کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام دنیا کا یہ خیال ہے کہ ہندو اور مسلمان ہمیشہ آپس میں لڑتے رہتے ہیں تو وہ حیران اور ششدر رہ جاتا ہے

میں جب جینوا میں تھا تو میری ملاقات ایک البانی مسلمان سے ہوئی یہ آکسفورڈ کا تعلیم یافتہ تھا اور پہلے اپنے ملک میں وزیر رہ چکا تھا اس نے مجھ سے میرا وطن دریافت کیا اور یہ سنتے ہی کہ میں ہندوستانی تھا اس نے یہ بھی نہ پوچھا کہ میں ہندو تھا یا مسلمان بلکہ فوراً چلانے لگا کہ تم لوگ آخر اس قدر احمق کیوں ہو تم اپنے وطن کی آزادی کے طالب ہو لیکن ہندو اور مسلمان آپس میں ایک دوسرے کا سر پھوڑتے رہتے ہو تم میں اتنی بھی عقل نہیں ہے کہ تم یہ سمجھو کہ تمہارے یہ آپس کے فسادات تمہاری غلامی کو دائمی کئے دے رہے ہیں!

آخر میں اس نے کہا کہ البانیا میں تو ہمیں اس سے کوئی بحث ہی نہیں ہوتی کہ کوئی شخص مسلم ہے یا غیر مسلم۔ ہمارے لئے یہ کافی ہے کہ وہ البانی ہے۔

بہت وثوق کے ساتھ میری یہ رائے ہے کہ ہمارے اختلافات کو رائی سے پہاڑ بنا دیا گیا ہے جو بعض اختلافات درحقیقت موجود ہیں مجھے ان پر دلی افسوس ہے لیکن میرا اعتقاد ہے کہ ہماری آبادی کا اصلی اور بڑا عنصر ان اختلافات سے ناآشنا محض ہے اور دونوں فرقے کامل امن و اتحاد کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک مرتبہ لندن میں برطانیہ کی پارلیمنٹری ایسوسی ایشن کے کمرہ میں بہت سے دارالعوام کے ممبروں اور بعض دارالامرا کے ممبروں کے سامنے اپنی تقریر میں یہ کہا تھا کہ کوئی حکومت خواہ وہ بدیشی ہو یا دیسی ہندوستان میں ایک مہینہ کے لئے بھی امن قائم نہیں رکھ سکتی اگر ہندو اور مسلمان اپنے دل میں ایک دوسرے کا سر پھوڑنے کی ٹھان لیں۔

لیکن آج جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں اس کی ذمہ داری کس کے سر ہے؟ بڑے غور و خوض کے بعد میں نے یہ رائے قائم کی ہے کہ خود غرض گروہ ہے ہندو اور مسلمان اکثر موقعوں پر اپنی ذلیل شخصی اغراض کی خاطر مذہبی اختلافات کی چنگاریوں کو خود ہی سے بھڑکاتے ہیں۔

یہ لوگ ہندوستان کے بدترین دشمن ہیں انتہائی بے رحمی کے ساتھ ان لوگوں کی چالوں سے غریب عوام کو آگاہ اور ان کی مفسدہ پردازیوں کے خلاف متنبہ کر دینا بہت ہی ضروری ہے اپنے دام ہم خود ہوں تو پھر مجھ کو اس کا الزام دینے سے کیا فائدہ! ایسی تعبیر [illegible]

قرتیا کو ملزم قرار دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں خود اپنے آپ کو الزام دینا چاہیئے دیگر بیت نما، ذلیل تر مقاصد کو چھوڑ دیجئے تو صرف ایک لیڈری ہی کی خاطر آپ دیکھیں گے کہ بہت لوگ کیا ہیں جو کہ دیتے ہیں ہماری نا اتفاقیت اور بعض دیگر اسباب ہیں ان کے فریب کا شکار بنا دیتے ہیں وہ ہمیں زہر کھلاتے ہیں اور ہم بلا تکلف کھا لیتے ہیں سب سے پہلا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ ان لیڈروں کو قوم کے کاموں سے بالکل سبکدوش کر دیں فلاں مولانا صاحب نے کچھ فرما دیا [illegible] پنڈت جی یا منشی صاحب نے اس معاملہ میں کچھ ادر را سے ظاہر فرما دی اور ہم ہیں کہ بلا ذرا سا بھی شک کئے ہوئے کہ یہ لوگ اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں ان کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں یہ لوگ اپنی ذلیل ذاتی اغراض کی خاطر ہمیں تباہ کرتے رہتے ہیں آخر وہ کونسا دن ہوگا جب ہم میں عقل ہمت اور طاقت پیدا ہوگی؟

بعض حلقوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کو سوراج سے کوئی دلچسپی نہیں ہے یہ واقعہ کے بالکل خلاف ہے میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ ہندوستان کے بعض حصوں میں وہ تحریک آزادی میں اپنا پورا حصہ نہیں لے رہے ہیں لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ انہیں ہندوستان کی آزادی عزیز نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ مسلمان غلامی کو پسند کرتے ہیں درحقیقت ان کی انتہائی توہین کرنا ہے یہ صحیح ہے کہ ان میں سے بہت سے اپنے بعض پیشواؤں کے اثر میں ہیں لیکن مجھے امید ہے کہ جلد ہی وہ ان کی اصلیت و حقیقت سے آگاہ ہو جائیں گے تنی سی کمی کے علاوہ مسلمان اپنی صحیح جگہ سے ذرا بھی نہیں ہٹے ہیں اسلامی اخوت اسلامی کے باوجود دراصل صحیح اخوت اسلامی اور سچی قوم پرستی بالکل ایک ہی چیز ہے۔ میرا خیال ہے کہ مسلمان بڑی سرعت کے ساتھ راہ پر آتے جا رہے ہیں اور بہت جلد وہ ملک کے مشترکہ مقصد کے حصول میں اپنا پورا حصہ لینے لگیں گے میں نے مشترکہ مقصد اس لئے کہا ہے کہ ہندوستان ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کا یکساں وطن ہے۔

میں نے قصداً معاملات کو بالتفصیل نہیں بیان کر رہا ہوں میرا عقیدہ ہے کہ موجودہ دشواری کا حل بہت بڑی حد تک ہماری نیتوں پر منحصر ہے ہمیں یہ فکر نہ ہونی چاہیئے کہ گول میز کانفرنس میں جو لندن میں منعقد ہو رہی ہے کیا ہوتا ہے ایسی کانفرنسیں تو ہوتی ہی رہتی ہیں اصلی دشواری کا حل تو حقیقتاً ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہے دل صاف اور نگاہ بلند ہو تو پھر ہر چیز مختلف روشنی میں نظر آنے لگے گی ہماری آنکھوں میں بصارت پیدا ہو جائے گی اور

ہم اپنی اس حالت پر خود تعجب کرنے لگیں گے جس نے ہمیں تما کی نگاہوں میں ایک مضحکہ انگیز چیز بنا رکھا ہے۔

بعض نکتہ چین حضرات خیال کریں گے کہ میں نے جو رائے ظاہر کی ہے وہ ایک خیالی بات ہے میں اس سے انکار کرنا نہیں چاہتا لیکن وہ بڑے سے بڑے مسائل ایسے ہی خیالی باتوں سے حل کئے جا سکتے ہیں فرض کر لیجئے کہ سرکاری ملازمتوں اور قانونی مجالس کی نشستوں کا مسئلہ کانفرنس میں طے ہو گیا اور دیگر اختلافی مسائل سے قطع نظر کر لیں تب بھی اگر ہمارے دل صاف نہیں ہوتے ہیں اور ہماری نگاہوں میں وسعت نہیں پیدا ہوتی ہے تو ایسے سینکڑوں مسئلے اور نکل آئیں گے اور ہندو مسلمان گویا ہمیشہ برسر پیکار رہیں گے لیکن اس کے برعکس اگر ہم دونوں اس کو سمجھ لیں کہ ہندوستان جو ہمارا مشترکہ وطن ہے اسے آزادی ملنی اور ممالک عالم میں اس کا وہی درجہ ہونا چاہیئے جو کہ کم کینیڈا کا ہے تو اپنے آپس کے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کو ہم بھول جائیں اور اپنی متحدہ کوشش کے ذریعہ اسے آزادی دلانے میں مصروف ہو جائیں گے ہندوستان کے ہر باشندے کی عزت خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا بچہ بلا لحاظ اس بات کے کہ اس کا مذہب اور اس کی ذات کیا ہے کی عزت پر منحصر ہے جو عزت ہندوستان کی ہے وہی اس کے باشندے کی ہوگی اگر آپ کسی غیر ملک میں جائیں تو کوئی آپ سے یہ نہ پوچھے گا کہ آپ ہندو ہیں یا مسلمان اور پارسی ہیں یا عیسائی ان کے لئے صرف اتنا معلوم ہونا کافی ہے کہ آپ ہندوستانی ہیں میں تو اس امید پر رہا ہوں کہ جلد وہ دن آئے گا کہ جب ان چھوٹے لیڈروں کا دور ختم ہو اور ہم بطور خود سب معاملات پر غور کرنا سیکھ جائیں گے اور جب ہم ٹھیک طرح یہ بات دیکھ سکیں گے کہ خود ہمارے بچوں کی خوشحالی کا معیار عزت و وقار کی خاطر ضروری ہے کہ ہندوستان آزاد ہو اور دنیا میں سے ایک باعزت جگہ مل جائے مجھے اس خیال سے آرام اور تسکین ہوتی ہے کہ وہ دن اب دور نہیں ہے فی الحقیقت وہ اس سے بہت زیادہ قریب ہے کہ جتنا قریب بعض لوگ اسے خیال کرنا پسند کرتے ہیں جب ہم سب اپنا سب کچھ اور وطن پر نثار کرنے لگیں گے تاکہ وہ دنیا میں ایک مرتبہ پھر فخر کے ساتھ اپنا سر اونچا کر سکے اب ہمیں ہر ہندو ایک ہی ہند یا مسلمان ایسا موجود ہے جسے اپنی مادر وطن کی آزادی نہ ہو! حقیقت یہ ہے کہ ہر ایک مسلمان کو بھی آزادی کا اتنا ہی دلدادہ ہونا چاہیئے کہ جتنا ایک ہندو کو۔

کام میں دل لگانا

(ترجمہ از جناب مولوی محمد شفیع الدین صاحب نیر ہیڈ ماسٹر ... اسکول ...)

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہوں کہ کوئی شخص اپنے متعلقہ کام کو پسند کرتا ہے یا نہیں تو یہ بات اس سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس کا اندازہ اس کے چہرہ کی بشاشت سے ہو جائے گا جس خوش طبعی اور سرگرمی سے وہ اپنے کام کو انجام دیتا ہے جس قسم کی دلچسپی اور جوش اس کے کام میں کارفرما ہے وہ اس کی پسند کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے اس کو اپنے کام سے اس قدر عشق ہونا چاہیئے کہ وہ اس میں انتہائی مسرت محسوس کرے اور اس کی یہ باطنی مسرت اس کے بشرے کو چمکاتی ہو۔

کسی شخص کی انفرادی خوبی کا پتہ اس کے جوش عمل سے لگ سکتا ہے اگر وہ اپنے کام پر ایک غلام یا بیگاری کی طرح جاتا ہے اور اس کو مصیبت سمجھ کر کرتا ہے اگر اس کا جوش اور دلچسپی اس کو عام سطح سے بلند کرنے میں ناکام ہیں اور اس کی نظر میں کام بجائے مسرت کے زحمت معلوم ہوتا ہے تو ایسا شخص دنیا میں کوئی اعلیٰ درجہ حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

وہ شخص جو اپنے کام کو ایک دائمی مصیبت محسوس کرتا ہے جو اس بات کو نہیں سمجھتا کہ آخر خدا نے انسان کو بلا واسطہ ہی رزق پہنچنے کا بندوبست کیوں نہ کر دیا اور یہ کیوں ضروری ہے کہ ہر شخص انفرادی طور پر معیشت کے لئے مجبور رہے جو شخص یہ نہیں سمجھتا کہ خون پانی ایک کر کے معیشت حاصل کرنے میں کیا خوبی ہے اور اس اصول کی ضرورت کیوں لاحق ہوئی کہ ہر شخص قوت بازو سے کما کر کھائے سچ تو یہ ہے کہ ایسا شخص حقیقت زندگی کے سمجھنے میں غلطی کر رہا ہے ایسے شخص کے کام کے نتائج کبھی شاندار نہیں ہو سکتے۔

بہت سے لوگ اپنے کام کی پوری وقعت نہیں کرتے ایسے لوگ کام اور کھانے پینے اور رہنے سہنے کا سامان مہیا کرنے کو ایک ناخوشگوار ضرورت خیال کرتے ہیں اور ایسی مصیبت سمجھتے ہیں جس سے نجات نہیں مل سکتی ان کو سمجھنا چاہیئے کہ یہی شئے انسانیت کی تعمیر کا ذریعہ ہے اور یہی مردانگی و انسانیت کی ترقی اور عروج کی تعلیم گاہ ہے وہ فطرت انسانی کی اس خصوصیت سے ناواقف ہیں جو صرف ضرورت ہی سے وقت عقل انسانی کو ترقی پر مجبور کرتی ہے وہ ان امکانات سے آگاہ نہیں ہیں جو اپنی خواہش کو حاصل کرنے کی جدوجہد میں ظاہر ہوتے اور فارغ البالی اور خوشحالی کا سبب بنتے ہیں وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ خدا نے کیوں نہ بنی نوع انسان کے لئے روٹیوں کو خود رو پھلوں کی طرح درختوں پر کیوں نہ لگا دیا وہ اس قوت ہمت عظمت و شجاعت کا اندازہ ہی نہیں لگاتے جن کا کسی مقصد کے حاصل کرنے میں بیکار رہنا ضروری ہے جو شخص اپنے کام کو مصیبت اور بیگار سمجھتا ہے وہ اپنی زندگی کو حقیقی طور پر کامیاب نہیں بنا سکتا کیونکہ اس کا یہ فعل اعتراف شکست کا مترادف ہے کس قدر شرم کی بات ہے کہ اشرف المخلوقات جس کو خدا نے اپنا مسجود ملائک بنایا اور اس دنیا میں بادشاہت کے لئے ہر وقت خوش و خرم رہنے اور طاقت کو برقرار رکھنے کے لئے پیدا کیا ہو وہ اپنے کام کی سختی کا رونا روئے اور اس کو مصیبت سمجھ کر ... ہی کیے جا رہا ہے

اپنے کام کو بدوں دل کے کرنا ہمیشہ انسان کے اخلاق کو پست کرنے کا موجب ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے انسان میں ایسا مادہ پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے ماحول کے مطابق بنا سکتا ہے انسان کے دماغی اختراع عجیب و غریب پر مختلف حالات کے مطابق ناقع ہوتی ہے لیکن اعلیٰ نتائج اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک کہ انسان کا دماغ صحیح ہو اور جب تک نہ صرف یہ کہ اپنے کام کو پسند کرنے کا پکا ارادہ نہ کر لیا جائے بلکہ اس کو ایک آزاد انسان کی طرح انجام نہ دیا جائے اور غلاموں کی طرح محض تقاضہ ... رہے۔

کوئی کام بھی تم کیوں نہ کرو اس بات کا تہیہ کر لو کہ اس کے کرنے میں اپنی پوری مردانگی، قوت اور کل توانائی صرف کرو گے اس وقت تمہیں اپنے کام سے ایسا تجربہ اور لیاقت حاصل ہوگی جو صرف فاتحین کا حصہ ہے۔

اپنے کام کو صحیح جوش اور جذبے کے ساتھ کرو اپنے کام کو عطیۂ الٰہی اور اپنی زندگی کے لئے باعث فخر خیال کرو یہ کام ضروری ہے یا ضرور دیکھنا یہ ہے کہ تم نے کس جذبہ سے شروع کیا ہے یہی انسان کو تیر اسکتا اور یہی ڈبو سکتا ہے کہ کام کو بے دلی یا بیگار کی طرح کر لینے سے تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا اگر تم کسی کام کو بدشوقی سے یا مصیبت سمجھ کر انجام دو گے تو اس بے خوشی کا اثر تمہاری تمام آئندہ زندگی میں باقی رہے گا اور ہمیشہ بالکل غیر متوقع مواقع پر بے عزتی کا سبب ہوا کرے گا دوسرے لوگ اپنے کام کو بیگار کی طرح کریں تو انھیں کرنے دو تم اپنا معیار اونچا اور اپنا نصب العین بلند رکھو جس طریقہ سے کوئی شخص اپنے کام کو شروع کرتا ہے اس طریقہ کا اثر کام کی خوبی اور عمدگی اور انسان کی سیرت پر ضرور پڑتا ہے انسان کے کام کو اسی کا ایک جزو سمجھنا چاہیئے اس سے اس کی خواہشات کا اندازہ لگ سکتا ہے ہماری تمام زندگی میں کام ہماری خواہشات ہمارے خیالات اور ہماری سیرت کا ایک آئینہ ہوتا ہے اور کام ہی سے ہر شخص کی شخصیت کا پتہ چلتا ہے۔

جو شخص اپنے کام کو بے دلی کے ساتھ برے بھلے طریقہ پر کر ڈالتا ہے وہ اپنی نظروں میں خود بھی ذلیل رہتا ہے اس کو اپنے نفس پر ایسا اعتماد نہیں جو اعلیٰ کامیابیوں کے لئے ضروری ہے اگر اس نے کسی کام کو پوری کوشش سے نہ کیا تو اس کا دل ضرور غیر مطمئن رہے گا کوئی شخص اپنی پوری لیاقت اپنی تمام اعلیٰ قوتیں کسی کام میں اس وقت تک نہیں لگا سکتا جس وقت تک وہ اپنے پیشے یا اپنے کام کو ایک آفت سمجھتا رہے۔

کام کو مصیبت سمجھ کر کبھی نہ کرو اس سے بڑھ کر اخلاق پر برا اثر ڈالنے والی کوئی شئے نہیں ہے اگر بدقسمتی سے ایسے حالات جمع ہو جائیں کہ کوئی کام تم کو اپنی پسند کے خلاف بھی کرنا پڑے تو اس میں ترغیب اور تعبیر کا پہلو نکالنے کے لئے اپنے آپ کو مجبور کرو جو کام ضروری ہے اس کا دلچسپ ہونا بھی یقینی ہے اس کا دارومدار ہمارے اس طرز عمل پر ہے جس سے ہم کسی کام کو شروع کرتے ہیں اگر ہمارا کام تمہیں پسند ہے تو ہر قسم کا خاطر خواہ خیال اور ہر قسم کا لطف انگیز

تمہاری ناکامی کی باعث [illegible] اکثر ناکامیوں کا سبب یہ ہوتا ہے کہ کام میں کمال کو حاصل کرنے کے لئے جس میں کامیابی اور مسرت کو کھینچ لینے کی قوت ہو صرف صحیح ارادے اور جوش سے بھری ہوئی طاقت درکار ہے۔

جو شخص غیر پسندیدہ کام کو بھی پوری توجہ کے ساتھ پسندیدہ بنا لینے کے راز سے واقف نہیں وہ کامیابی اور مسرت کے گر سے قطعی بے بہرہ ہے بالکل ممکن ہے کہ ایک معمولی مشغلہ کو کوشش سے ایک شاندار کاروبار بنا لیا جائے۔ مشکل یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو محض ایک ناکارہ وجود سمجھتے ہیں اور اپنے کام کو بے سمجھے بوجھے کرنے کے عادی ہیں ہم اس میں نہ دل لگاتے ہیں نہ طاقت اور ہمارے پیش نظر کوئی مقصد ہوتا ہے۔ یہی ہمیں دماغ اور روح کو ترقی دینے کا ہنر نہیں آتا۔

کوئی ضروری کام ادنیٰ درجہ کا نہیں ہوتا ہر کام میں ایک اعلیٰ اور دقیق معنے اور ایک خاص شان پوشیدہ ہے۔

ہر کام میں دنیا کی بھلائی ہماری قسمت اور ہماری ترقی کے امکانات پوشیدہ ہیں۔ نہ معلوم یہ خیال کیونکر شائع ہو گیا کہ معمولی پیشوں میں کوئی شان نہیں بلکہ یہ شان صناعت، موسیقی تصنیف اور ایسے ہی ہنروں میں پوشیدہ ہے ان کو شاندار پیشوں کے نام سے پکارا جاتا ہے یاد رکھو کہ کاشتکاری بھی ایسا ہی شاندار کام ہے جیسے تصنیف اور تدبیر مملکت۔

بعض لوگوں کو کہیں بھی کوئی خوبی نظر نہیں آتی ایسے لوگوں میں خوبی کے جانچنے کا مادہ ہی نہیں ہوتا بعض لوگ وہ ہیں جنہیں ہر جگہ خوبی نظر آتی ہے ایک شخص کاشتکاری کو معمولی اور سخت کام سمجھتا ہے دوسرے شخص کی نظر میں یہی کام شاندار اور معزز ہے ایسے لوگ زمین کی پرداخت میں اپنا دماغ کھپاتے ہیں تاکہ قدرت کے ساتھ کا تخلیق انجام دیں۔

ایک لڑکی ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ میں خانہ داری کا کوئی کام کبھی نہیں کروں گی خواہ کیسی ہی مصیبت کیوں نہ آئے میں کبھی روٹی نہیں پکاؤں گی اس لڑکی کی شادی ایسے شخص سے ہوئی جو غریب ہو گیا اور مجبوراً تمام ملازموں کو جواب دینا پڑا اور اس لڑکی کو خود کھانا پکانا پڑا اس کا خیال تھا کہ یہ کام اس سے کبھی نہ ہو سکے گا لیکن اس نے تہیہ کر لیا کہ میں روٹی کو ایک فن لطیف بنا کر رہوں گی میں روٹی پکانے کو اپنے گھر میں ایک سائنس بنا دوں گی اور آخر کار وہ کامیاب ہو گئی۔

اس بات کی پرواہ نہ کرو کہ تمہارا کام بظاہر معمولی ہے اس کو ایک صناع اور ایک ماہر فن کی طرح کرو اور اس طرح اس کا ادنیٰ بن جاتا رہے گا اور اس کے کرنے میں تکلیف ہو بھی تو اس کا احساس نہ ہوگا۔

جو کام تم کرتے ہو اگر اس کا احترام نہ سیکھ جاؤ اور اس کو وقت تک نہ چھوڑو جب تک اس کو پسند نہ کرنے لگو تو تمہاری سیرت پر اس کا عجیب و غریب اثر پڑے گا تمہارے کام کی عمدگی تمہاری زندگی کو بہتر بنائے گی اور اگر تمہارا کام پست ہے تو تمہارا اخلاق، تمہارا معیار اور تمہارا نصب العین پست ہے اگر تم اپنی انتہائی قابلیت کے ساتھ کام کرنے کی عادت ڈال لو اور اپنی ذات سے بہتر کام کرنے کا ہمیشہ مطالبہ کرو اور کبھی ادھورا کام پسند نہ کرو تو اس کا ناکام یا کامیاب اثر زندگی پر پڑ سکتا ہے۔

جب کام کو ہم اپنا کام [illegible] ہماری [illegible] فن کی شان [illegible] ناقابل تشریح خوبی پیدا ہو جاتی ہے جو طبعے پھر کام بھی وہ سونا [illegible] ظرف کے لئے کیا جائے کسی طرح حقیر نہیں کہا جا سکتا کسی کام کو بے دلی سے کرنا کسی طرح مفید نہیں ہو سکتا اس کو کر سکنے کے لئے کہ اسے تم تمہاری پوری قابلیت کی ضرورت ہو۔

ہماری ترقی کا مادہ اپنے کام کی مسرت ہوگی اور جوش [illegible] کے ساتھ کرنے میں منحصر ہے اور اس سے ہماری خودداری قائم رہ سکتی ہے۔

خود ہماری نظر میں ہماری عزت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہم کسی کام میں اپنی پوری قابلیت اور پوری قوت صرف نہیں کر سکتے اگر تم کو اپنی ذات پر بھروسہ نہ رہا تو تم بے پرواہی اور بے ایمانی کے ساتھ کام کرنے میں مشہور ہو گئے تو پھر کسی طرح بھی یہ بدنامی کا داغ تمہاری پیشانی سے نہیں دھل سکتا۔

تمہارے اندر ایک اعلیٰ طاقت موجود ہے جو محض پیٹ پال لینے اور بے پرواہی کے ساتھ کام ختم کر لینے سے مطمئن نہیں ہو سکتی تمہاری یہ قوت تم سے بجا طور پر مطالبہ کرتی ہے کہ اپنا کام پوری لیاقت سے کرو اور تمہارے اندر جو خوبیاں قدرت نے ودیعت کی ہیں ان کو ترقی دو مختصر یہ ہے کہ وہ انسان نہ ہو جو یہ اندرونی صدا اس قدر زبردست ہونی چاہیئے کہ اس کے مقابلہ میں محض پیٹ بھر لینے اور روپیہ کما لینے کی کوئی حقیقت نہ ہو۔

ہر کام کو اس طرح شروع کرو جس طرح ایک انسان کے شایان شان ہو اس بات کا تہیہ کر لو کہ تم اپنے کام کو اس طرح انجام دو گے کہ تمہاری تمام خوبیاں اس سے نمایاں ہوں گی اس بات کا بھی پکا ارادہ کر لو کہ اپنے کام کو بری طرح کر کے تم اپنے اخلاق کو پست نہ کرو گے بہت سے لوگ کام تو کر لیتے ہیں مگر ان کا حوصلہ کچھ نہیں ہوتا اپنے کام کا پہیہ دھکیلتے رہتے ہیں یہاں تک کہ فنا کا ہاتھ ان کی اس حرکت کو ہمیشہ کے لئے ساکن کر دیتا ہے وہ ایک کام کو اس وقت تک کرتے ہیں جب تک کہ وہ قابل برداشت ہو یا جب تک کہ کوئی بہتر کام ملے اپنی زندگی سے مقابلہ کرنے کا یہ بزدلانہ طریقہ ہے جس کا اثر ہماری تقدیر پر پڑتا ہے ہر شخص کو اپنا کام خواہ وہ کیسا ہی معمولی کیوں نہ ہو ایک اعلیٰ مقصد پیش نظر رکھ کر شروع کرنا چاہیئے ؎

اعلیٰ مقصود چاہیئے پیش نظر ۔۔۔ کوشش ہو اگرچہ لطف ذاتی کیلئے
فرہاد پہاڑ پر عمل کرتا تھا ۔۔۔ شیریں کے لئے کہ ہنسا تی کیلئے

کام کو اس طرح کرنا چاہیئے جیسے کوئی صناع نہایت اعلیٰ درجہ کی تصویر بنانے کے لئے تیار ہو رہا ہو اور جس کی تمنا یہ ہو کہ برش کی کسی غلط حرکت سے اس کی خیالی تصویر میں کسی قسم کی خامی نہ رہ جائے زندگی کے [illegible] کی طرف بڑھنے کا یہ ایک عمدہ طریقہ ہے ہمارے لئے بات کس قدر نقصان دہ ہے کہ کوئی چوٹ اس پر ایسی پڑ جائے کہ جس کی وجہ سے جس معنی ہم اس میں نمائش چاہتے ہیں یہی دکھائی دے اور اس میں کسی قسم کی خرابی رہ جائے جو ہم نہ اس کا اس میں سے نکال سکیں گے وہ ہماری [illegible] کر کے خوشنما ہو گی یا [illegible] ہو گی یا خراب [illegible] ظاہر کرنے کے لئے [illegible] اس سے وہ مقصد [illegible] ہمارے پیش نظر ہے۔

یہ احساس تمدن کی سب سے بڑی علامت ہے کہ ہم کو چاہئے کہ ہمارا مقصود ہو
بے دلچسپی سے کریں اور مشغلہ اس وقت کی لذت نہیں رکھتی کسی طرح
کام پورا ہو جائے اور اس کا معاوضہ مل جائے انہیں اس بات سے متعلق
سوچنے کا موقع نہیں ہوتا کہ انہیں سکتے ہیں کہ کام کو دل سے انجام دیا ہے یا بیگار
کی طرح ٹالا ہے ایک اوسط درجہ کا زمیندار اپنے پیشہ کی عملی شان اور
پاکیزگی سے واقف نہ ہو تو بہا طور پر اس کی حالت پر تعجب کیا جا سکتا ہے
کسی پیشہ میں حصول زر کے لئے یا شہرت حاصل کر لینے سے بالاتر ایک خاص وسیع
دلچسپی اور نشہ پیدا ہونے سے بھی ہوتی ہے تعمیر حیات بذات خود ایک مستحسن فعل
ہے لیکن اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ انسان کو ترقی و عروج کے درجہ پر پہنچائے
اس کے اخلاق کی تعمیر کرے اور خدا کی عطا کی ہوئی پوشیدہ قوتوں کو چمکائے
بڑھائے اور ایک خاص موزونیت کے ساتھ اس کو ترتیب سے ہماری زندگی
کے کاموں کا وجود جو ہماری معیشت کا سبب ہے یا جو ہمارے لئے خوراک
لباس، مکان اور جائے پناہ کا موجب ہے وہی ہماری زندگی کی منضبط تعلیمی

صورت میں ہماری حیثیت کو منظر عام پر لانے کا ایک وسیلہ ہے اصل شے
یہ ہے کہ اپنے پیشہ میں تم کتنی اعلیٰ اور شاندار شخصیت کا اظہار کرتے ہو اور تمہاری
آمدنی کا کم یا زیادہ ہونا اس پر نظر انداز نہیں ہوتا۔

تمہاری زندگی کا کارنامہ جزو تمہارا ایک مجسمہ ہے جو تم اس سے یہ نہیں
ہو سکتے اس کا خوشنما یا بدنما نفیس یا کثیف بہت اعلیٰ یا بہت ادنیٰ ہونا تمہاری
ذات پر منحصر ہے یہی تمہاری ترقی کا باعث ہو سکتا ہے اور یہی تنزل کا سبب بن
سکتا ہے جس طرح زمین سے اٹھا تمہارے خشنود ہے اسی طرح اس سے چھٹکارا
پانا بھی محال ہے۔ ہر پیغام ہر مکتوب ہر شخص جو تم دریافت کرتے ہو ہر بات تمہارا ہر
ایک خیال غرضیکہ ہے کہ تمہارا ہر خیال اور ہر عمل چھینی کی ایک چوٹ کے مصداق ہیں جو
تمہارے مجسمے کی یا تو خوبصورتی کا سبب بن سکتی ہے یا بدصورتی کا۔

جس دلی شوق یا بدذوقی سے ہم اپنی زندگی کے کام کو انجام دیتے ہیں اس کا اثر ہماری
پوری زندگی میں نظر آتا ہے اور ہماری خوش نصیبی اور بدبختی کا سبب بنتا ہے اصل نصب العین
کو عام سطح سے بلند کرنا اور ہر پیشہ کو معزز بنانا ہی ہے ہر شخص کا مقصد ہر پیشہ کو چھوڑ دینا

نادر اور نایاب کتابیں

بغیر استاد کے فارسی سکھانیوالی کتاب فارسی بول چال

جس کی مدد سے آپ چند ہی دنوں میں فارسی زبان کی پوری مہارت اور
لیاقت پیدا کر سکیں گے ہر قسم کی بول چال کے فقرے اور ہر قسم کی خط و کتابت
اور کاروباری رقعہ جات کے نمونے گفتگو کے طریقے ہزاروں اور لاکھوں ایسے الفاظ
جو اسے عالی فارسی میں غیر زبانوں کے شامل ہو گئے ہیں ان کی تشریح اور ساتھ ہی
ایک فرہنگ غرضیکہ فارسی خواں طلبہ کیلئے بہترین اور عمدہ کتاب ہے قیمت عہ محصول ڈاک ۸ کل عہ

ترکوں کی عظیم الشان سلطنت کی تاریخ

کا مطالعہ کیجئے اور دیکھئے کہ کس طرح سلطان عثمان خاں اول نے اپنی بیکسی کی
حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی اور کس طرح مسلمانوں کی جانباز
بہادری سے یورپ کی عیسائی اور دیگر دشمنان اسلام سلطنتوں نے
اس اسلامی سلطنت کو ملیا میٹ کر دینے کے لئے کیا کیا منصوبے باندھے لیکن
ترکوں نے جس بہادری اور استقلال سے ان دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا
وہ ان کا حیرت انگیز کارنامہ تھا ایک طرف تمام دنیا کے عیسائی اور دوسری
طرف چند مجاہدین اسلام آخر حق کو فتح ہوئی اور باطل مغلوب ہوا ترکوں
کا وجود ہمارا گر جگی لولی سلطنت کے تاجداروں ترکوں سے دوستانہ
تعلقات پیدا کر کے اپنے آپ کو محفوظ کیا غرضیکہ اس کتاب میں ترکوں
کے ۳۰ بادشاہوں کے حالات نہایت تفصیل سے بیان کر کے آخر میں
ترکوں کی اقوام و عصر حاضر کے حالات اور
حالات ... بیان کئے گئے ہیں کتاب ... جائیں گے

قریب تصاویر ہیں کتاب کا نام تاریخ سلاطین آل عثمان ہے جس کی قیمت عہ ہے
محصول ڈاک ۸ کل عہ۸

حیات سلطان صلاح الدین اعظم

جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے
مٹانے کا عزم بالجزم کیا ہوا تھا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر
مجاہدوں کے ساتھ ان دشمنان اسلام عیسائیوں کو نیست و نابود کر کے ان کی آرزو
خاک میں ملا دیا کتاب کو پڑھتے پڑھتے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی دغا کی
و نامرادی کی وہ سین آپ کی آنکھوں میں آئیں گے کہ جن سے آپ کا مجاہدانہ
خون جو دنوں سے سرد ہو چکا ہے فی الفور گرم ہو جائے گا اور آپ میں جرأت
و آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائے گا کتاب کے شروع میں سلطان کا
عکسی فوٹو دیا گیا ہے قیمت صرف ۱۲ محصول ڈاک ۵ کل عہ

سلسلہ خلافت اسلامیہ

یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین کی سوانح عمریاں
یہ چاروں کتابیں جن کو محترمہ مسز بیگم صاحبہ نے حال ہی میں عورتوں
اور لڑکیوں کے لئے بطور سوال و جواب نہایت سلیس اردو میں لکھا ہے
حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کی
مقدس زندگیوں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں بچوں اور
لڑکیوں کو صحابہ کرام کے حالات پڑھانے کے لئے نہایت مفید کتابیں
ہیں۔ قیمت عہ محصول ڈاک ۸ کل عہ

ملنے کا پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

رشتۂ زوجین کی اہمیت

(از جناب شریف احمد صاحب [illegible] مارہروی)

میاں بیوی کا اہم فریضہ

میاں بیوی کا رشتہ جس قدر مضبوط اور اہم ہے اتنا ہی نازک بھی ہے اسی رشتہ کی خوبی و استواری پر زندگی کی بہتری اور خوشگواری کا انحصار ہے اگر خدا نا کردہ میاں بیوی میں تصادم ہو گیا اور باہمی جھگڑے فساد اور تنازعات کی بنیاد پڑ گئی تو پوری دو زندگیاں ہی متاثر و تباہ نہیں ہوتیں بلکہ ان کا اثر آیندہ نسلوں پر پڑتا اور اولاد تک متجاوز ہوتا ہے ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ شیطان رجیم رات کو تخت آب پر اپنا سریر عظمت بچھا کر متمکن ہوتا ہے اور دربار قائم کر کے اپنی ذریات سے فرداً فرداً ان کارناموں کے متعلق استفسار کرتا ہے بڑے بڑے جغادری شیاطین یکے بعد دیگرے اس کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور اپنی ابلیسی حرکات عمل کا ذکر بڑے طمطراق کے ساتھ کرتے ہیں کوئی تفاخر کے ساتھ کہتا ہے کہ میں نے بنی نوع انسان کو باہم بھڑا دیا کوئی اتنکر عرض کرتا ہے کہ میں نے دو قوموں میں جنگ برپا کرا دی کوئی گذارش کرتا ہے کہ میں نے قتل کرا دیا غرض ہر شیطان اپنے اپنے فتنوں کی تصریحات بیان کرتا ہے قمار بازی، زنا چوری ڈاکہ آتشزنی اغوا. بغاوت، غدر، نافرمانی والدین مکاری بددیانتی بے اعتقادی ترک صلوٰۃ اور شورش دیگر دون کے اعمال کو اعتراف خدمات کی امید پر خوب خوب بیان کرتے ہیں لیکن ان کا سردار انہیں تھپک کر اور خوشنودی کے دو لفظ کہکر ٹلا دیتا ہے۔

جب ان کبائر و معاصی کے اظہار کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے تو دو دبلے پتلے شیطان مایوس اور افسردہ چہرے لئے ہوئے سامنے آتے ہیں اور دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ حضور ہم سے تو کچھ بھی بن نہیں پڑا اپنے نااہل و نالائقی پر ہم خود شرمندہ ہیں البتہ اتنا ضرور کیا کہ ایک طالب علم کو ہم نے طلب علم سے روکدیا اور فلاں گھر یا خاندان کے میاں بیوی میں بہانے نزاع قائم کر دی مسرور اور یہ سنکر غیر متوقع طور پر پھولا ہوا جاتا ہے ان دونوں کو گلے لگاتا ہے عزت سے اپنے برابر بٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ شاباش تمہارا نامہ اعمال سب سے زیادہ شاندار ہے اور تم سب سے زیادہ عزت و احترام کے مستحق ہو۔

ابلیس کی ابلیسانہ مسرت

دیگر شیاطین جو بڑے بڑے کبائر و معاصی کا ارتکاب کرانے کے مستوجب ہوئے تھے اور قتل ڈکیتی اور بلوے جیسے فسادات کے فتنے برپا کرا چکے تھے وہ اس عزت و توقیر پر متحیر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ حضور والا کیا ہمارے لرزانی اعمال اور کیا ان کی مساعی ناچیز آخر ہمیں سمجھایا تو جائے کہ ہم سب میں انہی دو کو کیوں مستحق تحسین و آفریں قرار دیا گیا اس پر جواب ملتا ہے کہ تمہارے اعمال ضرور بڑے ہیں لیکن وہ فروعیت کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن ان دو نے اصل و اساس پر ہاتھ ڈالا ہے اور وہ کام کیا ہے جس کے بعد تمہارے بڑے بڑے معاصی کا ارتکاب معمولی بات رہ جائے گی علم کی روشنی سے قلب و دماغ منور نہ ہوں گے تو روح جہل و لاعلمی کی تاریکی مستولی ہو جائیگی اور اس ظلمت اور اندھیرے میں اسے کچھ دکھائی نہ دیگا اور میں اور میری ذریات جس طرح چاہے گی انسانوں کو آسانی گمراہ کر سکے گی۔

رہا میاں بیوی میں تفرقہ ڈالنے کا معاملہ یہ اس سے بھی اہم ہے اسلئے کہ بنی نوع انسان سے مجھے ازلی و ابدی عداوت ہے اور میں اس کی خوشی کسی صورت میں گوارا نہیں کر سکتا ان دونوں میں جھگڑا ہوگا تو ان میں سے ایک کو بھی میں نے راہ پر لگا لیا جو یقینی امر ہے تو میرا مقصد حل ہے اولاد ناجائز پیدا ہوگی اور یہ سلسلہ نسلاً بعد نسل تک لازمی طور پر قائم رہکر میری خوشنودی اور سکون قلب کا باعث ہوگا ظاہر ہے کہ ناجائز اولاد کی نسلیں خراب ہوں گی ان سے کسی نیکی و نیکوکاری کی توقع بعید از قیاس امر ہوگا اس طرح شرافت عظمت خاندانی اور شرف انسانی کا خاتمہ ہو جائے گا اور یہی میرا مقصد حیات ہے مرد بگڑ ملا تو بہتر اور عورت خراب ہوئی تو فبہا بات ایک ہی ہے ایک کو خرابہ بگاڑ دونوں کا اس کے علاوہ اولاد کی طرف سے توجہات ہٹ جائینگی پوری نگرانی نہ ہونے کے باعث یہ بھی بگڑ جائیگی اور جب یہ بگڑ جائے گی تو اس کی نسل اس کے ہم صحبت اور ہمنشین سب اس کے قرب سے بگڑ جائینگے اور یہ سلسلہ بھی تا قیامت باقی رہکر میری مسرت کا باعث ہوگا اور ایک سے ایک ہزار بلکہ ایک لاکھ بگڑتے اور بگاڑتے چلے جائینگے کوئی مانع ہوگا کوئی سدّ راہ کوئی روک اور کوئی حیلہ میں اس نسل اور اس کے ہمجولیوں میں کسی کو چین نصیب نہ ہوگا۔

منزلی و مدنی مضرات

اس پر مستزاد یہ کہ دونوں کی تندرستیاں بگڑ جائیں گی ان کے غم میں ان کے غم میں ان کے ہمدرد بھی گھلیں گے انہیں بھی چین نصیب نہ ہوگا مقدمہ بازیاں ہونگی خواریاں ہونگی خاندانوں میں عداوتیں پھیلیں گی اور میرا مقصد پورا ہو جائے گا یہ حکایت ایک ولی وقت حضرت شیخ [illegible] صاحب نوری نے اپنی گرانقدر تصنیف میں مندرج کی ہے خواہ حقیقت ہو یا استعارہ بہرکیف اس سے جو نتائج مستنبط کئے گئے ہیں ان کی اصلیت و حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کون کہہ سکتا ہے کہ میاں و بیوی کے تنازع سے یہ مفسدات پیدا نہیں ہوتے اسی بنا پر بزرگوں نے میاں بیوی کے اتفاق کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے اور اسلام میں اس کیلئے شدید احکام موجود ہیں قرآن کریم میں وعاشروهن بالمعروف فرما کر عورتوں اور بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی گئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفقاً بالقواریر فرما کر اس پر مزید زور ڈالا ہے قرآن کریم میں عورت مرد کے تعلقات متعلق اتنی لطیف تصریح سے کام لیا گیا ہے جس کی مثال آپ کو ارض عالم کے کسی مذہب میں نہیں مل سکتی یعنی یہ کہ مرد عورت کا لباس ہے اور عورت مرد کا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر کوئی عزت و وقعت نہیں رکھتے دونوں لازم و ملزوم ہیں دونوں کی عزت ایک دوسرے پر مبنی ہے اور ایک کے بغیر دوسرا [illegible]

زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔

جو تعلق اتنا ضروری اتنا اہم اور اتنا لازمی ہو ضرورت ہے کہ اسے مستحکم اور خوشگوار بنانے اور بہر صورت قائم رکھنے اور نباہنے کی پوری سعی کی جائے۔ اس ضمن میں نصوص قرآنی اور احادیث نبوی کے احکام قابل مطالعہ ہیں اور مسلمانوں کو انہیں بہر طور آویزۂ گوش بنائے رکھنا چاہئے میاں بیوی میں جتنی سچی محبت ہوگی اسی قدر زندگی اچھی گذرے گی اور اولاد کی تربیت بہتر ہوگی اس محبت سے صرف وہ زندگیاں ہی خوشگوار نہیں بنتیں بلکہ نسلیں کی نسلیں عز و شرف اور عیش و آسائش کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جاتی ہیں جس گھر میں میاں بیوی کے مابین اتفاق ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے جذبات و حقوق کا خیال رکھتا ہے وہاں رحمت خداوندی کا نزول رہتا ہے بڑی برکت ہوتی ہے اور چین و آرام سے گذر جاتی ہے اور جہاں نااتفاقی ہوتی ہے وہ گھر دنیا میں دوزخ کا نمونہ بن جاتا ہے گویا دنیا کی بہشت میاں بیوی کی محبت اور دوزخ میاں بیوی کا تصادم ہے۔

محبت کے حقیقی مظاہر

محبت کا نام لینا تو آسان ہے لیکن اسے اس کے صحیح معنوں میں نباہنا بہت مشکل ہے محبت کے یہی معنے نہیں کہ دنیاوی زندگی پیار و آرام سے گذرے باہم کوئی تنازعہ پیدا نہ ہو اور دونوں ایک دوسرے کی ضروریات اور رنج و راحت کا خیال رکھیں اصل محبت یہ ہے کہ دونوں دونوں کی زندگیوں کی بہتری کا خیال کریں اور دنیا کے ساتھ عقبیٰ کو بھی نہ بھولیں دنیا کی محبت تو مطلب کی محبت ہے حقیقی محبت یہ ہے کہ شوہر بیوی کو اپنا بنانے سے زیادہ خدا کا بنائے اور اپنی فرمانبرداری سے زیادہ اسے خدائے برتر و توانا کی فرمانبرداری کرنی سکھائے اور اپنی خدمت سے زیادہ خدا اور اس کی مخلوق کی خدمت کرنے کا عادی و خوگر بنائے۔

اسی طرح اپنی نافرمانی سے زیادہ خدا کی نافرمانی سے ڈرائے اور اس کی زندگی کو ایک مومن کی زندگی کے سانچے میں ڈھالنے کی سعی عمل میں لائے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی اس ضمن میں ہمارے لئے بہترین نمونہ عمل ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں تعلیمات اسلام کا بہترین نمونہ تھیں جب کبھی ان کی طرف سے دنیاوی زندگی کے متعلق کوئی مطالبہ پیش ہوا آپ نے فوراً عقبیٰ کا خیال پیش نظر کر دیا اور کہہ دیا کہ اگر تمہیں دنیا کی آرزو ہے تو میں تمہیں بعزت رخصت کرنے کو تیار ہوں اور اگر اخروی زندگی کو بہتر بنانا چاہتی ہو تو خوشی سے رہو ان ازواج مطہرات نے بھی اخروی زندگی کے عیش کو مقدم رکھا آپ کو ام المومنین حضرت عائشہؓ کے ساتھ بے حد محبت تھی اس کے باوجود جب آپ کو لوگوں کے کہنے پر شبہ معصیت ہوا تو آپ نے بولنا ترک کر دیا اور اس وقت تک رنجیدہ رہے جب تک وحی کے ذریعہ آپ کی صداقت و عصمت ظاہر نہ ہو گئی۔

عمل کی تاکید و تعلیم

آپ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ سے بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ بیٹی عمل کرو عمل کرو [illegible] حشر میں کسی کی رشتہ داری [illegible] جب [illegible] پیٹے پیٹے آپ کے ہاتھوں [illegible]

تو آپ نے اپنے باپ سے ایک غلام عطا کئے جانے کی درخواست کی لیکن دربار رسالت سے آپ کو غلام کے بجائے ایک وظیفہ عطا ہوا اور کہہ دیا گیا کہ زندگی فانی اور مصائب سے اخروی زندگی میں یہی چیز تمہارے کام آئے گی اسی کو جاری رکھو اور صبر و شکر کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ قرآن شریف میں حکم ہے قوا انفسکم واھلیکم ناراً اے مسلمانو خود بھی دوزخ کی آگ سے بچو اور اپنی بیوی بچوں کو بھی بچاؤ اس کا یہی منشاء ہے معاصی اور منہیات سے خود بھی بچو اور ان کو بھی بچاؤ اب غور کرو کہ جو شوہر اپنی بیوی سے سچی محبت کا مدعی ہے وہ کب گوارا کرے گا کہ میری بیوی کی حیات اخروی برباد ہو اور وہ دنیا میں غفلت کی زندگی بسر کر کے اپنے لئے نار جہنم کو بھڑکاتی رہے۔

محبت میں محبوب کی رضاجوئی اور اپنی طرف سے اس کی بڑائی کا اظہار لازمی ظواہر ہیں اگر یہ بات نہیں تو اسے محبت نہیں دھوکہ کہئے۔

محبت کرنے والا اگر محبوب کی رضامندی کو مقدم نہ سمجھے یا اس کی بڑائی کا اظہار محبت میں نہ کرے تو یہ کچھ بلا ہوگی اور اسے خودغرضی و بوالہوسی سے زیادہ اور کچھ نہ سمجھا جائے گا لیکن ایک مسلمان شوہر کی یہ خصوصیت ہونی چاہیئے کہ جہاں خدا اور محبوب کی رضاجوئی میں تصادم واقع ہو رہا ہو وہاں وہ خدا کی رضاجوئی ہی کو مقدم رکھے یہ تنقیص محبت نہیں بلکہ تعلیم محبت ہوگی اور بیوی بھی سمجھ لیگی کہ کوئی اتنی بڑی ہستی بھی موجود ہے جس کی رضاجوئی مجھ جیسی محبوب ہستی سے بھی مقدم و مرجح ہے لازمی ہے کہ میں بھی اس کی رضاجوئی کو مقدم سمجھوں۔ کیا یہ محبت ہے کہ دنیا کی عارضی محبت یا لوازمات محبت کے لئے شوہر یا بیوی اپنے رفیق حیات کا دوزخ کی آگ میں جلنا گوارا کر لے اور اسے معاصی کے ارتکاب یا مذہبی لغزش سے باز رکھنے کی کوشش نہ کرے جسے اپنے رفیق حیات سے سچی محبت ہے وہ تو سب سے پہلے یہی سعی کرے گا کہ اس کی دنیوی و اخروی دونوں زندگیاں بہتر سے بہتر گذریں اور اسے کسی منزل پر بھی کوئی صدمہ نہ پہنچے۔

ضروری دستور العمل

ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت کا فرض ہے کہ وہ اپنے رفیق زندگی کو سب سے پہلے دینی امور اور مذہبی تعلیمات سے واقف کرے اور اسے شرعی احکام کی پابندی پر مجبور کر کے متشرع زندگی کا عادی بنائے صوم و صلوٰۃ کا پابند بنائے اور کوئی کام خلاف شریعت نہ کرنے دے۔ شوہر اپنی بیویوں پر زور ڈالیں اور بیویاں اپنے شوہروں پر یہ معمولی بات نہیں بلکہ اپنا فرض ادا [illegible] کریں چند روز تک تو یہ پابندی کچھ شاق و ناگوار گذرے گی اس کے بعد خود عادی ہو جائیں گے اب اس عادت و پابندی شریعت کے عالمگیر اور نتیجہ خیز فوائد کی وسعت و ہمہ گیری پر نظر ڈالیے جس گھر میں میاں بیوی صحیح تعلیمات اسلامی کا نمونہ اور شریعت کے پابند ہوں گے لازمی ہے کہ ان کی دیکھا دیکھی یا سعی و کوشش سے اولاد بھی پابند شریعت اور مذہب کا احترام کرنے والی ہوگی نوکروں پر بھی اس کا اثر پڑے گا یہی اسلامی زندگی اپنے اندر مقناطیس و کہربا سے صد ہزار گونہ زیادہ کشش و اثر رکھتی ہے اسی حیات اسلامی کے صحیح نمونے نے [illegible] میں بڑے بڑے فاسقوں اور کافروں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا اور ان کے قلب کو منور کیا جو شقاوت و قساوت کے گہوارے بنے

ہو رہے تھے [illegible] مسلمان تو پھر مسلمان ہیں۔
جب اس [illegible] مسلمانوں کے افراد قارب عذاب سے قدوس کے سامنے سر جھکاتے دیکھیں گے تو ان پر بھی لازماً اثر پڑے گا اور اس کے بعد جب وہ اور پڑوسی متاثر ہوں گے اور جب اس طرح چند گھرانے بھی تعلیمات اسلامی کا صحیح نمونہ بن جائیں گے تو یہ سلسلہ ایک عالمگیر صورت اختیار کر کے باعث صد برکات و حسنات ہوگا۔ یہ تو پھر محض محبت کے تاثرات کا ذکر تھا اگر ہر گھرانہ دستور العمل کو اپنا وطیرہ بنا لے اور ہر شوہر و بیوی اپنی زندگیوں کو مذہب کے سانچے میں ڈھالنے کی سعی کریں تو ایک قلیل وقفہ مدت میں اسلامی دنیا کی کایا پلٹ ہو سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ یہ زندگی دیا بندی محض عبادات تک محدود نہ ہو معاملات، دیانات، بیانات اور اخلاق ہر امر میں سچے مسلمان اور تعلیم مذہبی کا پیکر ہوں۔ آج تک مسلمانوں نے محض نماز پڑھ لینے اور روزہ رکھ لینے کو مذہب سمجھ لیا ہے ضرورت ہے کہ مذہب کے تمام شعبوں میں مذہبی تعلیم پر عمل پیدا کیا جائے اور کوئی پہلو تشنہ نہ رہے۔

قابل غور نوعیت اس کا یہ نتیجہ بھی ہوگا کہ میاں بیوی کی محبت بھی ترقی پذیر ہوگی خدا کا ذوق قلوب میں سما جائے گا اور تمدنی اجتماعی تعلیمی اقتصادی تجارتی اور مذہبی طور پر مسلمان ترقی کی راہ پر چل پڑیں گے اس طرح کے [illegible] ہو گئے [illegible] مسلمان پھر مذہبی ہدایت پر عمل پیرا ہونے کی سعی کریں گے مذہب اسلام کی تعلیم ہے [illegible] جب یہ طریق عمل ہو جائے گا تو مسلمانوں کے لئے انقلاب ترقی کا ہو جائیگا۔ افسوس ہے کہ زن و شو کا رشتہ آجکل محض رسم [illegible] ہو گیا ہے عورت [illegible] کے نزدیک [illegible] شوہر اس کا گھر آباد رکھنے کا ذریعہ [illegible] کا باعث مسلمان اس متبرک رشتہ کی اہمیت کو سمجھیں اور اپنی دنیاوی اور دینی زندگی کو خوشگوار بنانے کی مساعی عمل میں لائیں مرد و عورت یا میاں بیوی کا تعلق بجائے خود ضرورت نہیں روٹی پکانے اور گھر آباد رکھنے سے نہیں بلکہ پوری زندگی اور پوری قوم سے ہے جن میاں بیوی میں محبت ہے وہ آئندہ نسل انسانی کے بہترین محافظ ہیں اور جن میں نااتفاقی ہے وہ سوسائٹی کے لئے ایک [illegible] اور آنے والی نسلوں کے لئے ایک وبال ہے کہ انہیں چاہئے کہ اپنی اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور نبوی نصیحت کے مطابق اگر ایک کو دوسرے میں کچھ برائیاں نظر آئیں تو وہ انہیں نظر انداز کر کے یا ان کے مقابلہ میں ان کی خوبیوں کو پیش نظر رکھیں اس سے محبت میں ترقی ہوگی اور تصادم کے امکانات دور ہو جائیں گے کیا ہم امید کر سکتے ہیں کہ مسلمان مرد اور عورت ہمارے ان معروضات پر توجہ کریں گے

گلِ بہشت

از مولوی محمد انوار الحق خیری نجم دہلی

سلطان علاء الدین خلجی کا ہما حکومت ہے سرحد سے لیکر دکن تک شہر و قریہ پر اسلامی پھریرے لہرا رہے ہیں۔ اسلامی فرمانروائی کی شان و شکوہ نے اقوام ہند کو مرعوب بنا رکھا ہے کسی کا زہرہ نہیں جو کسی سلطان سے آنکھ ملا سکے کسی کی طاقت نہیں جو کسی فرزند توحید کی طرف میلی نگاہ سے دیکھ سکے دہلی اس وقت عروس البلاد کی حیثیت رکھتی ہے جو رونق آجکل لندن اور پیرس میں بھی نہیں وہ دہلی میں دیکھنے والی آنکھیں دیکھ رہی ہیں دریائے جمنا کے مغربی کنارے پر نگاہ اٹھا کر دیکھو تو حد نظر تک امرائے حکومت اور اعیان سلطنت کے محل و قصور سر سبز درختوں میں اس طرح نمایاں نظر آتے ہیں جیسے تیرہ و تار گھٹاؤں میں سفید بگلے کی قطاریں اڑی چلی جا رہی ہوں سفید شفاف مرمریں پتھر کی دیواریں سنگ احمر کے در و بام اور سنگ اسود کی پچکاریاں صبح و شام کی ہم آغوشی کا دلفریب منظر نگاہوں کے سامنے پیش کر رہی ہیں جن لبریز مستانہ حالت میں بھی مسلم اقبال کو عالمیں دیتی اور ان امراء و وزراء کے محل و قصور کے آستانوں کو چھوتی چلی جاتی ہے سڑکوں پر زرق برق لباس میں ملبوس اور رنگ برنگ کی وردیاں میں ملفوف اپنے جسم پر اسلحہ سجائے گھوم رہے ہیں۔

یہ حالت ہے کہ دس دس بیس بیس منٹ کے بعد کچھ سوار اس طرف گذر جاتے ہیں اور پھر اس طرف سے خلاف معمول دہلی کے اولو العزم باشندوں میں بھی ایک جوش نظر آتا ہے اور دو دو چار چار آدمی جب کسی چوراہے کسی موڑ اور کسی دکان کے سامنے اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ان میں ایک قسم کی پر جوش اور ولولہ انگیز گفتگو کا سلسلہ چھڑ جاتا ہے۔

(۲)

صبح کے نو بجے ہیں۔ آفتاب بلند ہو چکا ہے لیکن موسم میں ابھی اس درجہ حدت اور آفتاب کی کرنوں میں اتنی حرارت پیدا نہیں ہوئی کہ وہ ناگوار گذریں یکایک قلعہ سے ایک توپ چھوٹنے کی آواز آئی اور سب کانوں میں گونج گئی اور لوگ پھر سنبھل گئے اور چند لمحوں کے لئے ہر طرف ایک سکوت طاری ہو گیا یہ توپ دربار عام شروع ہونے کا اعلان تھا۔ سلطان علاء الدین خلجی حرم سرا سے بعد طمطراق نکلا اور دو رویہ انسانوں کی صفوں اور درباریوں کی قطاروں کے سلام لیتا ہوا تخت حکومت پر جا بیٹھا اور بیٹھتے ہی وزیر اعظم کو حکم دیا کہ مہم چتوڑ کے کاغذات ہمارے سامنے پیش کئے جائیں حکم کی دیر تھی وزیر اعظم نے مثل نکال کر ادب سے جہاں پناہ کے سامنے پیش کر دی کچھ دیر تک سلطان تمام نقشوں اور کاغذوں کو بغور دیکھتا رہا۔ دربار میں سناٹا چھایا ہوا تھا اور سلطان کے چہرے کی یہ حالت تھی کہ کبھی لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگتی تھی اور کبھی جلال کے آثار نمایاں ہو جاتے کوئی بیس منٹ گذرے ہوں گے کہ سلطان نے وزیر کی طرف نظر اٹھائی اور کہا کہ آخر ابھی تک مہم کیوں روانہ نہیں ہوئی۔ وزیر نے دست بستہ عرض کیا جہاں پناہ! سب انتظامات مکمل ہیں صرف مخبروں کا انتظار تھا وہ بھی واپس آ گئے ہیں۔

سلطان۔ مخبر کیا خبر لائے۔

وزیر۔ جہاں پناہ! کہتے ہیں مہاراجہ نے قلعہ کو نہایت مستحکم کر لیا ہے اور اتنی رسد اکٹھی کر لی ہے جو کئی سال تک بھی ختم نہ ہو سکے گی۔ راجپوتوں نے تہیہ کر لیا ہے کہ جان دیدیں گے مگر سلطان کی اطاعت اختیار نہ کریں گے

سلطان۔ ناممکن ہے کہ چتوڑ کا قلعہ اور میری بہادر فوجیں فتح نہ کر سکیں۔ ناکامی کا تصور بھی میری سپاہ کی جرأت و شجاعت کی توہین ہے۔

وزیر۔ آقائے جہاں! یہ بالکل درست ہے۔ واقعی ہماری سپاہ اتنی ہی بہادر ہے اور پھر حضور عالی کا اقبال کسی کی مجال نہیں جو سر اٹھا سکے یا مقابلہ کی تاب لا سکے لیکن جنگ کا معاملہ ہے اور بہادر اور حوصلہ مند قوم سے مقابلہ ہے بہتر ہے کہ تکمیل انتظام کے بعد بھی غور کر لیا جائے اور پورے تامل کے بعد اور پورے انتظام کے بعد سپاہ کو کوچ کا حکم دیا جائے۔

اسی اثناء میں سلطان نے ایک امیر کی طرف دیکھا اس نے مقصد سمجھ لیا اور مؤدبانہ استدعا کی۔

امیر۔ جہاں پناہ کا اقبال درخشندہ و تاباں رہے رائے میری بھی یہی ہے اب تک جہاں پناہ کے اقبال سے ہم فتح پر فتح حاصل کرتے رہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس دفعہ بھی ہمیں کامیابی نصیب ہوگی اور ہم فتحمند ہو کے شادیانے بجاتے ہوئے دہلی واپس آئیں گے لیکن مناسب یہی ہے کہ پہلے دشمن کی طاقت کا پورا اندازہ لگا لیا جائے اور پھر قدم اٹھایا جائے راجپوت بھی بہادر قوم ہیں۔

اتنا سنکر سلطان کا چہرہ سرخ ہو گیا اور غضبناک ہو کر بولا۔ کیا بزدلی کی باتیں کرتے ہو میری جرار سپاہ اور میرے حوصلہ کے مقابلہ میں راجپوت اور راجپوتوں کی طاقت کیا چیز ہے سپاہ تو پھر سپاہ ہے جرنیلوں کا ذکر نہیں میرے حرم کی لونڈیاں اور کنیزیں بھی چتوڑ کے پتھروں کو ذرہ گرد سرمہ بنا سکتی ہیں جاؤ گل بہشت کو ابھی دربار میں حاضر کرو۔

(تاریخ ایلیٹ جلد پنجم)

(۳)

دربار میں سناٹا چھا گیا اب کس کی جرأت تھی کہ کوئی لفظ زبان سے نکل سکے امراء بھی پچتا رہے تھے کہ ہماری زبان سے کیوں ایسے جملے نکلے اور سلطان کے نائرہ غضب کو اشتعال میں لائے دیکھئے اب کیا ہوتا ہے اور سلطان کا غیظ و جلال کیا رنگ لاتا ہے ہر شخص پر ایک سکوت مرگ طاری ہے سلطان غصہ میں لال پیلا ہو رہا ہے اور نگاہوں سے شعلے بلند ہو رہے ہیں یا دفعتہً میں

ایک نازنین چوبدار کے ساتھ دربار میں آتی ہوئی نظر آئی اس کی عمر مشکل سے اٹھارہ انیس سال کی ہوگی چہرے پر نور برس رہا ہے چال میں مستی اور شباب کی رعنائیاں موجود ہیں لیکن نگاہیں اس کے قلب کی مضبوط اور حوصلے کی بلندی کی خبر دے رہی ہیں یہ گل بہشت سلطان علاء الدین خلجی کی لونڈی ہے اس نے جنگی امور اور فن حرب میں ایک حد تک کمال حاصل کر لیا ہے اور اس فن کی ماہر ہے۔

مغلیہ عہد میں تو پھر نزاکت و وضعداری نے رنگ جمالیا تھا لیکن یہ دور ہندوستان میں اسلامی عروج و اقبال کا قرن اول تھا اور مسلمانوں میں خواہ مرد ہو یا عورت سپہگرانہ ولولے اور دلیرانہ جذبات موجود تھے مردوں کے ساتھ عورتیں بھی گھروں میں میدانوں میں جنگلوں میں اسلحہ کی مشق کرتی تھیں شہسواری سیکھتی تھیں نیزے چلاتی تھیں تلوار کے مردانہ کھیلوں میں حصہ لیتی تھیں اور شکار کو برابر باہر نکلتی اور اپنے شوہروں اور باپ بھائیوں کے ساتھ بڑے بڑے خطرات کے مواقع پر مسرت کے ساتھ شرکت کرتی تھیں اکثر مصنوعی جنگی کھیل بھی ہوتے تھے اور عورتیں بھی ان میں اپنا کمال دکھاتی تھیں مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں میں جنگی روح قائم رہے اور کسی خطرہ کے موقع پر اور اپنے مردوں کے لئے باعث کشش نہ ثابت ہوں۔ گل بہشت نے بھی جو کچھ سیکھا وہ انہی کھیلوں اور انھیں مشغلوں میں سیکھا ورنہ اس کے جمال اور نازک اندام لونڈی کے متعلق یہ تو خیال بھی نہ آسکتا تھا کہ اس نے میدان جنگ کے ہنگاموں میں حصہ لینا تو ایک طرف ان کا مشاہدہ بھی کیا ہوگا سلطان کبھی کبھی خود بھی عورتوں کے ان جنگی کھیلوں کا معائنہ کیا کرتا تھا جو محض تفریح کے طور پر اکثر کھیلے جاتے تھے اس سے سلطان نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ گل بہشت کے اندر جو حوصلہ و عزم موجود ہے اور وہ اس شغل حرب میں جو دلچسپی لیتی ہے۔

اس وقت غصہ میں گل بہشت کا خیال اس کے ذہن میں منتقل ہوا اور اس نے اس کی طلبی کا [illegible] صادر کر دیا۔ گل بہشت نے دربار میں قدم رکھتے ہی مجرا عرض کیا اور مودب کھڑی ہو گئی۔ سلطان نے حکم دیا۔ گل بہشت تیار ہو! اچھا میں اس وقت ایک اہم خدمت تیرے سپرد کرتا ہوں۔ چتوڑ کی مہم درپیش ہے انتظامات سب مکمل ہو چکے ہیں۔ تمام امراء کی رائے تو ضرور میرے موافق ہو گی لیکن میرا وزیر ذرا غور و تامل کی رائے دیتا ہے اور یہ امیر جو اس کی برابر بیٹھا ہے یہ راجپوتوں کو بہادر بھی بتاتا ہے جب مجھے لڑنا ہی ہے تو کسی کی بہادری و بزدلی سے کیا سروکار میرے سامنے صرف ایک مقصد ہے کہ اس ملک کے چپہ چپہ پر اسلامی پرچم لہرانے لگے اور بس! اس مقصد کو میں بہر نہج پورا کر کے رہوں گا میں تجھے اس مہم کا سردار لشکر سپہ سالار مقرر کرتا ہوں تو اپنے نازک جسم پر اسلحہ سجا اور آج ہی لشکر کو لیکر چتوڑ کی طرف کوچ کر جا مگر یاد رکھ کہ جلد اس مضبوط قلعہ کو فتح کر کے واپس آ اور انعام حاصل کر دیکھ! جلدی کر حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کی نازک اندام لونڈیاں بھی دوسروں [illegible] سرفروشوں کے دانت کھٹے کر کے رکھ دیتی ہیں اور ان کے عزم و ثبات کے آگے پہاڑ بھی قائم نہیں رہتے۔

گل بہشت۔ جہاں پناہ! لونڈی آپ کے حکم کے لئے تیار ہے میں فوراً چتوڑ کی طرف روانہ ہوتی ہوں اور بہت جلد دشمنوں کو اسیر اور قلعہ کو فتح کر کے واپس آؤں گی اور جہاں پناہ کی بات نبھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ رکھوں گی۔

سلطان شاباش گل بہشت شاباش!

گل بہشت جہاں پناہ ابھی شاباش کی مستحق نہیں لونڈی جس وقت قلعہ فتح کر کے آئے گی اس وقت شاباشی حاصل کرے گی۔

اچھا حضور مجھے اجازت مرحمت فرمایئے میری تلوار میان میں تڑپ رہی ہے تو جب تک یہ غنیم کا خون نہ پی لے گی اس وقت تک اس کی تشنگی دور نہ ہو گی اور نہ میں چین سے بیٹھ سکوں گی۔

سلطان نے اجازت دیدی اور گل بہشت آداب بجا لا کر رخصت ہوئی۔

(۴)

گل بہشت محل میں آئی جنگی لباس پہنا اسلحہ جسم پر سجائے لشکر میں آئی ایک نگاہ فوج اور تمام سامان پر ڈالی اور شام ہونے سے پہلے ہی فوج کو کوچ کا حکم دیدیا تمام سپاہ اپنے اس نوخیز اور نازنین سپہ سالار کی حوصلہ اور چستی دیکھ کر حیران تھی منازل پر منازل قطع کرتی مہینوں کی راہ دنوں میں طے کرتی ہمشتہ باد کی طرح چتوڑ پر جا پڑی۔

راجپوت بھی تیار تھے گھمسان کی لڑائی ہوئی ایسی لڑائی کہ زمین کانپ اٹھی اور فضا میں ایک تلاطم برپا ہو گیا۔ گو سلطانی فوجیں تھکی ہوئی تھیں لیکن گل بہشت کی سرگرمی اور دلیرانہ ولولوں نے تمام سپاہ کے اجسام میں ایک برقی رو دوڑا دی تھی ہر سپاہی دل کھول کر لڑا اور گل بہشت اس قابلیت اور جوش کے ساتھ لڑی اور لڑایا کہ راجپوتوں کی تازہ دم افواج مقابلہ کی تاب نہ لا کر پیچھے ہٹیں اور قلعہ میں گھس کر دروازے بند کر لئے۔

قلعہ میں اسلحہ اور سامان رسد کی کمی نہ تھی پہلے سے تمام انتظام کر لئے گئے تھے خندقیں کھدی ہوئی تھیں اور تمام فصیلوں اور برجوں پر سپاہ متعین کر دی گئی تھی یہ انتظام واقعی اتنا بہتر تھا اور اتنا وسیع پیمانہ پر کیا گیا تھا کہ اس قلعہ کا کئی سال میں فتح ہونا ممکن نظر آتا تھا اسی انتظام و اہتمام کی خبر نے وزیر اعظم کو اس مشورہ پر آمادہ کیا تھا جس نے سلطان علاء الدین خلجی کو آگ بگولا کر دیا۔ گل بہشت کو سلطان کی نصیحت یاد تھی اس نے اپنی سپاہ کو ایک میدان میں جمع کر کے اور پر اثر اور ولولہ انگیز تقریر کی اور فرمایا:-

"بہادر سپاہیو! اور معزز سردارو! عروس البلاد اور مرکز شجاعت دہلی میں تمہیں منشائے سلطانی سے آگاہ کر چکی ہوں راجپوتوں کو اپنی بہادری پر فخر ہے اور ہندوستان کا گوشہ گوشہ واقعی ان کی عظمت بہادری کا معترف ہے بلکہ ان کی کامیابی ہنگامہ میں جاتے ہوئے ہے یاد رکھو اگر انھیں ناکامی ہوئی اور ان کا سر غرور ہم نے جھکا دیا تو ہندوستان میں کوئی قوم ہم سے آنکھ نہ ملا سکے گی اگر خدانخواستہ انھیں کامیابی ہوئی تو پھر ہمارے وقار کو سخت ضرب پہنچے گی۔ سن لو اور کان کھول کر سن لو اب ہم میں سے

کسی کی اس میدان سے ناکام واپس جانا نصیب نہ ہوگا ہم فتح حاصل کر لینگے یا ہمیں شہید ہو جائیں گے جانتے ہو مجھ سلطان نے اسی لئے سرحکو بنا کر بھیجا ہے کہ ان مزعومہ بہادر راجپوتوں پر اسلامی شجاعت کا سکہ جلد بٹھا جائے اور واضح کر دیا جائے کہ اسلام کی بجلیاں کیا لونڈیاں نہ کہ دوسری قوموں کے سورماؤں پر بجلیاں ہیں اور ان کے اللہ اکبر کے نعرے بڑے بڑے بہادروں کے قلب ہلا دیتے ہیں دشمن قلعہ بند محصور ہو گیا ہے پہلا میدان ضرور تمہارے ہاتھ رہا لیکن ضرورت ہے کہ اب جرأت کا مظاہرہ کیا جائے اٹھو اور ہو کے شیروں کی طرح قلعہ پر دوڑ پڑو اور اسلام اور سلطان کی لاج رکھلو۔

اس تقریر نے سارے لشکر میں ایک آگ سلگا دی اور سارے اسلامی سرفروش مظاہرہ جرأت و شجاعت پر تیار ہو گئے قلعہ کا محاصرہ کر لیا گیا۔ محاصرہ کا ہونا تھا کہ قلعہ کی طرف سے تیروں اور گولیوں کی بارش شروع ہو گئی اس سے اسلامی لشکر کو پیچھے تو ہٹنا پڑا لیکن سب کے قلوب میں آگ لگ گئی اور شعلہ ہائے غضب بھڑکنے لگے انہوں نے مجتمع ہو کر قلعہ پر حملہ بول دیا اللہ اکبر کے نعروں سے تمام میدان گونج اٹھا فصیل کی دیوار پر اسلامی سپاہ چڑھ گئے اور کٹ کٹ کر گرنے لگی لیکن اب سمندر جوش میں آ چکا تھا اب اس کی طغیانیاں کہاں رکنے والی تھیں یہ سیلاب امنڈ تا ہی گیا آخر قلعہ کے اندر سے نعرہائے اسلامی بلند ہونے دروازے کھل گئے اور سپاہ اندر داخل ہو گئی راجہ ایک چور دروازہ سے نکل کر جنگلوں میں فرار ہو گیا کچھ راجپوت لڑائی میں مارے گئے کچھ خود کشی کر گئے اور باقی اسیر ہو گئے قلعہ پر اسلامی پھریرا نصب کر دیا گیا اور لشکر اسلامی کے ساتھ گل بہشت نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔　　(تاریخ نجمی)

سلطان دربار ہی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایلچی دوڑتے ہوئے دربار میں حاضر ہوئے زمین ادب چومی اور مژدہ فتح سنا کر عرض کیا کہ حضور علیا گل بہشت فتحمند اندر پت آ رہی ہیں اور دہلی کے قریب پہنچ گئیں ہیں اس خبر نے دربار میں مسرت و انبساط کی برقی لہر دوڑا دی فوراً توپ کی سلامی شروع ہو گئی فتح کے شادیانے بجنے لگے اور توپوں کی دنادن میں گل بہشت دہلی میں اجمیری دروازہ سے داخل ہوئی سلطان دروازہ پر خود استقبال کے لئے موجود تھا۔ گل بہشت سلطان کے قدموں پر گر گئی اور عرض کی کہ حضور کے اقبال سے لونڈی فتحمند واپس آئی یہ آپ کی وردی ہے اور اسلحہ ہیں۔ لونڈی محل میں خدمت کے لئے جاتی ہے یہ کہا اور سر جھکا کر ایک طرف کو چلدی۔

سلطان نے وزیر اعظم کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور کہا کہ دیکھا میری لونڈیوں میں یہ جرأت ہے تو مرد مرد ہی ہیں مسلمان جب تک مسلمان ہے شکست و ہزیمت اس کے پاس نہیں پھٹک سکتی اس کے بعد کسی کی ہمت نہ پڑی کہ سلطان کے زمانہ میں سر اٹھا سکے ہر طرف یہی چرچے تھے کہ جو قوم گل بہشت جیسی عورتیں پیدا کر سکتی ہے دنیا پر اسی کا حق ہے۔

(۴)

یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر رسید

ستمبر میں ڈاکخانہ نے یہ ستم توڑا کہ پارسل کا محصول بجائے ۲ر کے ۸ر فی سیر کردیا اسطرح ہر قرآن شریف پر تقریباً ۶ر بڑھ گئے قدرتاً قرآن شریف کی تجارت پر اثر پڑا۔ مولوی کے نقصان کا دارومدار بہت حد تک قرآن شریف کے ہدیہ پر تھا، ابھی اس کا اثر موجب پریشانی ہی تھا کہ اکتوبر سے ڈاکخانہ کی طرف سے دوسرا حکم یہ لگا کہ فیس رجسٹری بجائے ۲ر کے ۳ر ہو گئی۔ اس نے حواس باختہ کر دیئے، بظاہر صرف یہ ایک آنہ کا اضافہ آپ حضرات کے لئے قابل اعتنا نہ ہو لیکن میرے دل سے پوچھئے کہ ایک روپیہ سالانہ میں اتنا ضخیم پرچہ دے کر وی پی کی واپسی پر ۳ر کی بجائے اب چار آنے کیونکر برداشت کروں، دیکھئے خدا کو کیا منظور ہے، آپ حضرات سے یہ کہنا کہ وی پی کی بجائے منی آرڈر بھیج دیا کیجئے بالکل یہ معنی رکھتا ہے کہ گنبد میں کھڑے ہو کر چیخے جاؤ، وہ بھائی جن کے مستقر سے پوسٹ آفس زیادہ دور ہے ان کی مجبوری تو ضرور قابل لحاظ ہے لیکن جو بھائی شہروں میں رہ کر بھی رسالہ کا وی پی منگائیں تو خدا معلوم انہیں ڈاکخانہ کی اعانت کیوں منظور ہے، اب مولوی کا چندہ وی پی کے ذریعہ ۱ء ہو گیا ہے اور منی آرڈر کے ذریعہ ۱ء، خدا جانے کہ اب بھی آپ متوجہ ہونگے یا نہیں،

کتابوں کی ترسیل وی پی کے ذریعہ ہی ہوگی، کیونکہ اسمیں منی آرڈر سے کوئی فائدہ نہیں دونوں صورتوں میں یکساں خرچ ہے صرف اس کا لحاظ فرمالیں کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی کتاب پر بھی ۸ر محصول ڈاک خرچ ہو جائیگا، مثلاً ۸ر کی کوئی کتاب آپ منگائیں تو ۲ر محصول کتاب ۴ر فیس رجسٹری اور ۲ر فیس منی آرڈر، لیکن اس سے زائد کتابیں منگانے پر ایک ہی وقت میں شاید فی کتاب ۱ر یا صرف ۲ر اور بڑھ جائیں گے۔ مثلاً ۸ر کی کتاب پر ۲ر محصول ڈاک صرف ہوگا تو ایک روپیہ کی کتابوں پر ۶ر، دو روپے کی کتابوں پر ۸ر تین روپے پر ۸ر اور ۵ر کی کتابوں پر ۹ر، اگر گنجائش اس کی اجازت دے تو دو روپے سے کم کی کتابیں نہ منگوائیں، قرآن شریف اگر سری منگائیں تو ۱۳ر اور مترجم منگائیں تو ایک روپیہ محصول ڈاک خرچ ہوگا، اور دو یا تین منگائیں تو مزید کل ۲ر یا ۹ر علی الترتیب فی قرآن شریف بڑھ جائیں گے اس لئے قرآن شریف بھی کم سے کم ایک وقت میں دو منگائیے

ریل کے ذریعہ پانچ قرآن شریف سے کم نہ منگائیے، ورنہ کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا ریل سے منگانے پر یہ نوٹ کر لیجئے کہ ۱۲ر فی پارسل تو صرف یہاں خرچ ہوتے ہیں اور ریل کا کرایہ علاوہ ہے ریل کے پارسل کے روپے پیشگی آنے چاہئیں،

یہ داغ تو وہ تھے جن کا اثر مجھ پر براہ راست نہیں پڑتا، بلکہ تجارت کتب کی کی کار رفتہ رفتہ اثر ہو رہا ہے، وہ چرکا یا حادثہ جو ایک دم ٹوٹ پڑی اور جسکا فوری اثر ہوا یہ ہے کہ کاغذ کی قیمت یکلخت ڈیوڑھی بڑھنے سے ایک دم بڑھ گئی اور جو کاغذ کہ مولوی میں لگ رہا ہے اس کی قیمت بجائے تین روپے ریم کے ۱۲ر فی ریم ہو گئی اور مولوی کے ایک پرچہ میں ۶ ۱۳ ریم یعنی ایک سو دس روپے بڑھ گئے، اب بتلائیے یہ چودہ سو روپے سالانہ کہاں سے پورے کروں، قیمت بڑھانے کا سوال یہ ہے کہ انہیں زندگی تک تو ملتوی رکھنا چاہتا ہوں [illegible] رکھنے کے لئے ہر وقت تیار ہوں کہ خدا نا

اپنے پرچہ کی ڈگمگاتی کشتی کو بچائیے، اور مزید خریدار بنا کر یا کتابیں خرید کر اس کی کمی کو پورا کر دیجئے، اب تو مجھے یہ کہنے میں بھی تامل نہیں ہے کہ آپ خود ہی صرف دفتر مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے کتابیں خریدئے بلکہ اپنے احباب اور شناساؤں کو بھی یہ ترغیب دیجئے کہ وہ صرف حمیدیہ پریس سے ہی کتابیں منگوائیں، کیونکہ دہلی کے جس کتب خانہ میں بھی کوئی کتاب ہوگی وہ حمیدیہ پریس میں بھی ضرور ہوگی۔

خدا کے لئے یہ عرضداشت نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے مولوی کو اگر اسی نہج اور موجودہ پوزیشن پر چلانا ہے تو پھر آپ کو سب کچھ کرنا پڑے گا،

قلت جگہ کے باعث بہت سے معاونین کے نام درج ہونے سے رہ گئے تھے اور شاید اس نمبر میں بھی سب کے نام نہ آسکیں گے تاہم ان حضرات کا شکریہ خصوصی واکرام ضروری ہے جنہوں نے اس مہینے میں دس یا دس سے زائد خریدار عنایت فرمائے

محمد قدیر صاحب طالب علم حیدرآباد دکن ۱۰ خریدار ڈاکٹر محراب خان صاحب وکٹنا لکھنؤ ۲۰ خریدار عبدالعزیز رضوان اللہ صاحب ۱۲ خریدار باقی سلسلہ وار نا ہوں سے معلوم کر لیجئے

پیام حسب ذیل مخلص ترین بزرگوں سے استدعا ہے کہ وہ اس مہینے میں بیس بیس خریدار ضرور مہیا فرمادیں، میں جانتا ہوں کہ ان کا اثر و رسوخ خدا کے فضل سے بہت زیادہ ہے خدا ان کو اس سے بھی زیادہ اوج اور سربلندی عطا فرمائے۔

جناب مولوی مہر محمد خان صاحب تحصیلدار ملتان، جناب مولوی ریاست علی صاحب قدوائی کیپری جناب بابو وہاب علی خان صاحب کنٹرولر سرن پور، جناب شیخ چاند صاحب ہیڈ کلرک سکندرآباد، ان حضرات کے لئے سرپرچے محفوظ ہیں

اللھم حصل مرادھم بالخیر اللھم نور قلوبھم

بسلسلہ گذشتہ

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب محمد امین صاحب سانہ پہاڑ	۳	ندائے کے جناب حکیم صاحب کہاراچین	۲
” محمد حسین صاحب بلاسپور	۳	” بابو ظہیر الحق صاحب لاہور	۳
” عبدالکریم اینڈ کو مدراس	۲	” منشی نصر اللہ خان صاحب ابلم	۱
” اسماعیل شریف صاحب محبوبنگر	۵	” محمد لطیف صاحب غوری حیدرآباد	۱
” چوہدری عبداللطیف صاحب احمد آباد	۲	” نثار احمد صاحب الہ آباد	۱
” محمد شاہ خان صاحب کہارودہ	۲	” صدیق حسن صاحب بمبئی	۲
” ڈی اے خان صاحب میسور	۲	” ابوالفضل حبیب الحق صاحب کلکتہ	۱۲
” عبدالشکور صاحب ولم	۲	” غلام احمد صاحب جواہر پور	۱
” محمد فاروق صاحب کانپور	۱	” ابن عبدالرحمن صاحب لور	۵
” عبدالمجید صاحب دیوبند	۱	” حسین خان صاحب سونہ بمبئی	۵
” محمد رمضان علی صاحب لالہ بوتی	۲	” میاں رحمت اللہ صاحب جالندھر	۲
” عبدالجبار صاحب تحصیلدار اینڈ کو	۱	” عبدالواحد صاحب بنارس	۲
” محمد ظفر حسین صاحب پٹنہ	۲	” محمد عباس صاحب جہلم	۱

نام صاحبان	تعداد	نام صاحبان	تعداد	نام صاحبان	تعداد	نام صاحبان	تعداد
۔ غلام محمد و قمر الدین صاحب ہجیرہ	۲	منشی عبد الرحیم صاحب مانڈہ	۲	۔ ایم جگت سنگھ صاحب سید نوری	۲	تاج محمد صاحب [illegible]	۱
محمد وحید الحق صاحب گیا	۳	محمد شریف صاحب کناڈ بنگلور	۱	۔ قاضی عبد الولی صاحب حیدر آباد دکن	۱	عبد الحمید صاحب پنشنر حیدر آباد	۲
۔ شیر محمد صاحب کھاریانوالہ	۱	اسماعیل ابراہیم صاحب [illegible]	۱	۔ عبد العزیز صاحب شاہ خریداری ۲۹۵	۱	خطیب عبد الصمد صاحب ترچناپلی	۲
جناب شیخ احمد صاحب گرہم	۱	عبد العزیز صاحب [illegible] کھیم پور	۲	۔ بابو عبد الحمید صاحب [illegible] لاہور	۱	خریدار نمبر ۳۰۳۴ بمبئی	۱
مولوی نور محمد صاحب پونہ کیمپ	۱	۔ میر حسن صاحب پولیس کلرک [illegible]	۲	۔ عبد العزیز صاحب جاگیردار برہان پور	۱	عبد السبحان صاحب [illegible] بازار	۲
۔ رحمت اللہ صاحب [illegible]	۲	سید محمد عمر صاحب [illegible] ناسک	۳	۔ سید عبد القادر صاحب بنگہ	۱	۔ منیر احمد صاحب حیدر گڑھ	۲
۔ سید فاضل صاحب کلرک دواخانہ بشیر	۳	شاہ وجیہ اللہ صاحب حیدر آباد	۲	۔ سید میر احمد صاحب [illegible]	۳	۔ محمد رضا خاں صاحب [illegible]	۱
۔ سید احمد صاحب اول مدرس پنج پیر	۱	۔ مبارک علی صاحب بیوت محل	۱	۔ محمد رمضان صاحب تونسہ شریف	۲	۔ خلیل احمد صاحب نور محل بھوپال	۳
۔ حافظ محمد احمد رضوان صاحب بھوپال	۱	۔ عبد الحمید صاحب [illegible]	۴	۔ میر عزیز الدین صاحب [illegible]	۱	قاضی حسن قاضی حسین صاحب [illegible]	۱
۔ نبی بخش صاحب پرتاب گڑھ	۱	۔ محمد خلیل صاحب [illegible] پور	۳	۔ گلاب خاں صاحب کوہ مری	۱	فقیہ اسماعیل فقیہ محمد سید صاحب	۳
۔ رفیع الدین صاحب اجمیر شریف	۱	۔ ڈاکٹر صفدر علی صاحب امرتسر	۱	سید رضا صاحب [illegible]	۲	۔ سید عبد الصمد صاحب محبوب نگر	۴
۔ محمد اسماعیل صاحب فیروز پور	۱	۔ چراغ دین صاحب سیالکوٹ	۱	۔ مجاز حسین صاحب جلیسر	۱	۔ فرزند علی شاہ صاحب لاہور	۱
۔ قادر علی صاحب شاہجہانپوری لکھنؤ	۴	۔ شیخ چاند صاحب ایجنٹ سکندر آباد	۵	میاں علی محمد صاحب میر پور خاص	۲	۔ چودھری محمد حسن صاحب سرگودھا	۳۳
۔ قاضی محمد امین صاحب بکروال	۱	۔ رحیم اللہ خاں صاحب نمبر ۱۳۹۱	۱	بابو احتشام علی صاحب لاکھیری	۱	۔ محمد بشیر صاحب [illegible]	۱
۔ افتخار احمد صاحب رائے بریلی	۱	۔ پی کے عبد الوہاب صاحب بنگلور	۴	حشمت علی صاحب اجمیر شریف	۱	بابو عبد العزیز صاحب [illegible]	۱۵
زبردست خاں صاحب رام پور	۲	۔ میر احمد اللہ صاحب اسلام آباد	۱	منشی علیم الدین صاحب [illegible] بمبئی	۱	مولوی محمود خاں صاحب سکندر [illegible]	۷
محمد امین الدین صاحب حیدر آباد دکن	۲	۔ منشی سکندر حسین صاحب احمد آباد	۱	۔ محمد زین العابدین صاحب نمبر ۴۹۹	۱	خریدار نمبر ۲۰۲۰۷	۱
احمد خاں صاحب خٹک پشاور	۵	۔ یعقوب علی صاحب پولیس حصار	۱	۔ ماسٹر نور محمد صاحب [illegible]	۲	مولوی عبد الرشید صاحب بھوپال	۲
محمد بشیر اللہ صاحب [illegible] بھوپال	۴	۔ ملک غلام علی صاحب پولامہ	۳	۔ عبد الاحد خاں صاحب [illegible]	۳	منشی آئی ایم کالی والا [illegible]	۱
محمد اکرم صاحب پولیس پشاور	۳	۔ محمد حسین خاں صاحب کلرک [illegible]	۵	۔ محمد نعیم صاحب صدیقی [illegible]	۱	حسین میاں صاحب نمبر ۲۰۱۴	۱
محمد صلح اللہ صاحب چٹگام	۲	۔ نیر محمد صاحب [illegible]	۲	منظور الحسن صاحب بدایوں	۱	محمد ایوب خاں صاحب [illegible]	۲
محمد شمس الدین صاحب اورنگ آباد	۲	۔ محمد اعظم صاحب [illegible]	۱	زبدۃ الحکما حکیم نور احمد صاحب [illegible]	۲	۔ ڈاکٹر سید جمیل صاحب [illegible]	۲
عبد الرحیم خاں صاحب [illegible] سورت	۱	۔ عبد الصمد صاحب [illegible]	۱	محمد عبد اللہ صاحب [illegible]	۱	۔ سید ابو الخیر صاحب [illegible]	۴
رفیع احمد صاحب فورٹ سنڈیمن	۱	۔ رحمت اللہ صاحب اوورسیر [illegible]	۵	محمد انور صاحب سہارنپور	۱	۔ محبوب خاں صاحب ناگپور	۱
اختر حسین صاحب مراد آباد	۱	۔ ایم شاہ علی صاحب قادری رائچور	۲	محمد ابراہیم صاحب امام مسجد [illegible]	۱	۔ میرزا عبد الرحیم صاحب سوداگر	۱
محمد نصیر الدین صاحب صدیقی [illegible]	۱	۔ عبد البشیر صاحب [illegible]	۱	عزیز احمد خاں صاحب [illegible]	۱	۔ عبد الغفور محمد حسین صاحب [illegible]	۱
عبد الغنی صاحب بٹ [illegible] کشمیر	۲	۔ نذر محمد خاں صاحب	۱	محمد عثمان خاں صاحب اوورسیر [illegible]	۴	۔ نور محمد صاحب [illegible]	۲
سید قاسم حسین صاحب [illegible]	۱	شیخ امام صاحب سکندر آباد دکن	۳	سید محمد عثمان صاحب [illegible]	۳	شیخ امام صاحب [illegible]	۲
محمد رمضان [illegible] صاحب [illegible]	۳	سید ابرار صاحب ہاشمی پشاور	۲	ایم اے حمید صدیقی [illegible]	۲	۔ قاضی فضل کریم صاحب [illegible]	۱
عبد الوہاب خان [illegible] بنگلور	۱	حضور احمد خاں صاحب آگرہ	۴	ڈاکٹر سید عباس علی صاحب [illegible]	۱	ایم اے ایچ انصاری جبل پور	۱
عبد العزیز صاحب [illegible]	۱	امجد علی صاحب [illegible]	۱	غلام حسین خاں صاحب ڈاکٹر [illegible]	۲	شفاعت حسین صاحب [illegible]	۱
۔ حکیم محمد شریف صاحب [illegible]	۱	ولی محمد صاحب [illegible]	۱	منیر احمد صاحب حیدر گڑھ	۲	قائم الدین صاحب ملتان	۲
۔ قریشی محمد حسین صاحب [illegible]	۱	ملک عبد الستار صاحب فتح آباد	۱	محمد اسمعیل صاحب [illegible]	۲	فضل الرحمن صاحب بھوپال	۱
۔ فضل حق صاحب [illegible]	۲	حبیب علی خاں صاحب [illegible]	۱	عبد القادر صاحب [illegible] برار	۱	عبد الصمد صاحب پنشنر بھوپال	۳
۔ مولوی محمد بخش صاحب [illegible]	۲	۔ [illegible] نظامی بڑودہ	۵	محمد صدیق صاحب بروٹ	۴	۔ محمد قاسم صاحب امام مسجد [illegible]	۲
۔ رحیم الدین صاحب [illegible]	۱	یونس میاں حاجی عبد القادر [illegible]	۱	قریشی عبد العزیز صاحب [illegible]	۲	۔ سید عبد الہادی صاحب [illegible]	۱
۔ محمد خاں [illegible]	۱	جناب حبیب اللہ صاحب [illegible]	۱	[illegible] علی عبد الغفور صاحب [illegible]	۳	۔ سید حسین صاحب بنگلور	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۱	حافظ خیر النساء بیگم حیدر آباد دکن	۸	ماسٹر محمد علی صاحب [illegible]	۹	ابھی بہت باقی ہیں یہ نام ۱۱ اگست تک کے لکھے گئے	

دواخانہ معدن الصحت دہلی کی چند مجرب اور زود اثر ادویہ جو تجربہ سے بیخطا ثابت ہوچکی ہیں

جن کی شہرت بوجہ سریع الاثر ہونے کے دور دور تک ہوگئی ہے زیادہ تعریف فضول ہے اعتماد کے لئے صرف اتنا ہی لکھ دینا کافی ہے کہ اس دواخانہ کی تمام ادویہ زیر نگرانی جناب حکیم محمد بشیر صاحب تیار ہوتی ہیں جو ایک قابل و ماہر طبیب (سند یافتہ مدرسہ طبیہ دہلی) شاگرد رشید عالیجناب مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل صاحب مرحوم و مغفور ہیں حکیم صاحب موصوف کی اخلاص و دلسوزی سے بھری کوششوں کا نمایاں نتیجہ ملک پر اچھی طرح ظاہر ہوچکا ہے۔ کسی بھی دوا کا تجربہ کرکے صداقت کی داد دیجئے

معجون منظم ۱۲/

معجون قوت مردمی اور اعضائے رئیسہ (دل، دماغ، جگر) کے قوی کرنے میں نہایت مفید ہے۔ گردوں کو مضبوط کرکے مادہ تولید کو بڑھاتی ہے۔ کمزوری اعصاب کو دور کرکے بوڑھے کو جوان اور جوان کو نوجوان بنا دیتی ہے قیمت ۱۲ خوراک

حب مقوی باہ ۱۲/

نوجوانی کی غلط کاری یا کبرسنی یا اعضائے رئیسہ کی کمزوری سے جو عضو خاص میں ضعف آجاتا ہے اس کے دفعیہ کے لئے یہ گولیاں زود اثر اور نہایت مجرب ہیں اعصاب کی کمزوری دور کرکے قوت مجامعت میں ترقی دیتی ہیں۔ ۲۱ خوراک ۲/

حب کیمیائے عشرت

مادہ تولید کا قوام رقیق یا فاسد ہوجانے سے، کمزوری اعصاب یا جلق اور فاسد خیالات سے جریان کی شکایت ہوگئی ہو۔ تو یہ گولیاں تھوڑے ہی عرصہ میں اس شکایت کو دور کردیتی ہیں۔ مقوی بھی ہیں۔ قیمت ۲۱ خوراک ایک روپیہ چار آنہ

طلائے مجلوق ۹۱

جوانی کی غلط کاریاں، یا کثرت کی زیادتی، اعصاب کی کمزوری کی وجہ سے عضو خاص بیکار و معطل ہوگیا ہو یا کجی، لاغری ہو۔ تو طلاء مذکورہ کے استعمال سے تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں دیسی ترکیب ہمراہ اور بیدوانہ ہوتا ہے قیمت ۲/

سفوف سیلان الرحم ۴/

یہ سفوف رحم سے رطوبات خارج ہونے کے لئے جسکو سیلان کہتے ہیں نہایت ہی مفید ہے خواہ کتنی ہی مقدار میں رطوبت آتی ہو بند کرکے عورت کو توانا بنا دیتا ہے۔ عام جسمانی کمزوری اور اختلاج دل گھبراہٹ کو دفع کرتا ہے قیمت ۲۱ خوراک ۱۲/

کحل الجواہر ۹۵

کثرت مطالعہ۔ افکار کا ہجوم اشتغال جماعی کی کثرت یا ضعف بصارت سے بے پروائی کی وجہ سے نظر کمزور ہوگئی ہو تو ان نقائص کے دور کرنے میں یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت ۳ ماشہ کی جو ایک ماہ کیلئے کافی ہوگا ۲/

حب بواسیر خونی ۱/

یہ مرض مہلک تو نہیں ہے بعض دفعہ جو خون زندگی و صحت کا سبب ہے اسکی بہت سی مقدار بیرون نکل جاتا ہے ان گولیوں کے استعمال سے کیسا ہی خون آتا ہو بند ہوجاتا ہے قیمت ۲۰ خوراک (۱/)

حب بواسیر بادی ۱۲/

بواسیر بادی میں ریاح غلیظ آنتوں میں بھر کر درد قبض بعض اوقات۔ مسہ زدہ پاخانہ کی جگہ سلسلاہٹ پیدا کر دیتی ہیں۔ ڈکار بند ہوجاتی ہے۔ اس کیلئے یہ گولیاں نہایت مفید ہیں ۲۱ خوراک ۱۲/

رفیق معدہ ۵/

یہ رفیق معدہ بڑی عرق ریزی سے تیار کیا جاتا ہے اس کے استعمال سے معدہ اصلی حالت پر آکر غذا کو باقاعدہ ہضم کرنے لگتا ہے۔ درد جگر، درد سر قبض، دستوں کو بھی مفید ہے قیمت ۲۰ خوراک ۱/

روغن دافع سفید داغ

اس مرض کو یونانی میں برص اور ہندی میں کوڑھ کہتے ہیں۔ اس کے دفعیہ کے لئے ہمارا یہ روغن اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اسکے استعمال کے بعد نشان باقی رہے ہو قیمت فی شیشی ۲/

سفوف دافع جریان ۴/

جریان آہستہ آہستہ قوی کو کمزور کرکے مرد کو نامرد، ضعیف و ناتوان بنا دیتا ہے۔ مادہ تولید رقیق ہوکر حمل کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور پیشاب سے پہلے یا پیچھے خارج ہونے لگتا ہے یہ گولیاں نہایت مفید ہیں ۲۱ خوراک

معجون مقوی دماغ ۵/

یہ معجون دماغی کام کرنے والے کے لئے خصوصاً طلباء، وکلاء، ملازمت پیشہ اصحاب کے لئے آبحیات ہے جن لوگوں کو ہر وقت لکھنے کی عادت ہوجاتے یا باریک کام کرنے سے سر بھاری ہو جاتا ہو ان کے لئے مفید ہے ۲۱ خوراک

طلائے شباب ۹/

طلاء عضو خاص کو قوی اور سخت کرنے میں بے مثل ہے۔ پٹھوں کو مضبوط بناتا ہے کمزوری بوجہ کبرسنی یا کثرت جماع یا مشت زنی کو دور کرکے اصلی حالت پر لے آتا ہے۔ ایسوں کیلئے بہترین دوا ہے۔ قیمت فی شیشی پانچ روپے (۵/)

معجون مقوی اعصاب

نو عمری کی بیوقوفی یا کثرت مباشرت نے کمزور کرکے نامرد کر دیا ہے یا بلغمی رطوبات کمزوری کا سبب بن گئی ہیں تو یہ معجون ان تمام شکایات کو دفع کرنے میں جو اعصاب کی خرابی سے ہوں آب حیات کا اثر رکھتی ہے ۲۱ خوراک (۲/)

سفوف دافع کثرت احتلام

یہ سفوف کثرت احتلام (بدخوابی) کیلئے اکسیر ہے۔ احتلام کی وجہ رقت منی ہو یا گردے و مثانہ کی حرارت۔ یا فاسد خیالات فحش تصاویر یا پریشان کن ناولوں کا مطالعہ، چند روز میں بدخوابی کو بند کر دیتا ہے۔ قیمت ۱۲ خوراک (۱/)

روغن بال دراز ۶/

جو عورتیں بال بڑھا کر اپنے حسن کو دوبالا کرنا چاہتی ہیں اور دماغ کی خشکی دور کرکے دماغ کو قوی اور بالوں کو دیر تک سیاہ رکھنا چاہتی ہیں وہ اس روغن کو ضرور آزمائیں۔ خوشبو لطیف ہے قیمت فی شیشی دو روپے (۲/)

حب دافع سرعت انزال ۱۲/

بعض لوگ باوجود تندرست ہونے کے سرعت کے شاکی پائے جاتے ہیں اگر خدانخواستہ آپ بھی اس مرض کا شکار ہوں تو ان گولیوں کو ایک مرتبہ ضرور آزمائیں جو اپنے اثر میں بے نظیر ہیں قیمت ۲۱ خوراک ۱/

مرہم داد ۹/

داد کے لئے یہ مرہم کامل دوا ہے اور داد کے حق میں بیدا ہے کیسا ہی نیا یا پرانا داد ہو ایک ہفتہ میں جاتا رہتا ہے اور خوبی یہ ہے کہ لگاتے وقت کوئی سوزش یا جلن نہیں ہوتی قیمت فی شیشی آٹھ آنے (۸/)

نوٹ: اس دواخانہ معدن الصحت دہلی میں ہر ایک مرض کی مجرب اور زود اثر دوا ارزاں قیمت پر ملتی ہے۔ نیز تمام وہ خطوط جن میں خفیہ امراض ہوں پوشیدہ رکھے جاتے ہیں

علاوہ اس کے ضروری۔ جو صاحب کسی مرض میں مشورہ لینا چاہیں یا مرض کی تشخیص کرانا مقصود ہو یا پوشیدہ علاج درکار ہو۔ یا فارم تشخیص امراض۔ یا دواخانہ کی فہرست مطلوب ہو تو ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجیں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف فرمائیں۔ راقم مینیجر دواخانہ معدن الصحت زیر جامع مسجد دہلی

منہ میں سانپ

اگر تمہارے مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہے تو تمہارے مسوڑھے اب مسوڑھے نہیں رہے ہیں بلکہ تم نے اپنے منہ میں سانپ پال رکھے ہیں مسوڑھوں کی پیپ کو سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھو۔ یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اترتی ہے اور معدہ کو خراب کردیتی ہے اور تم نے جاہل دیہاتیوں تک سے سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ مگر باخبر لوگ جانتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ کیونکہ معدہ خود عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے۔

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دنداں

اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر ہر خرابی کو دور کردیتا ہے مسوڑھوں سے پیپ نکلنے سے بڑھ کر تو کوئی خرابی نہیں پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے بھی لگے ہوں تو انشاء اللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں انہیں جوڑ دیگا۔ منجن اکسیر دنداں کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم **محمد اجمل خاں** رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا ۱۹۱۲ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔

جو لوگ پائریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل یا پان وغیرہ کھانے لگیں تو پہلے منجن ملکر دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرلیں اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انہیں منجن استعمال کرنے کی زحمت اٹھانی پڑیگی۔ لیکن یہ زحمت ان کی اپنی بے پرواہی کا نتیجہ ہے اور اسے انہیں برداشت کرنا چاہیئے۔ اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے۔ ورنہ مزید بے پرواہی اس سے بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کردیگی۔ کھانے کے بعد منجن ملنا ضروری نہیں ہے ویسے ہی انگلی اور پانی سے صفائی کرلینی کافی ہوگی۔ جن لوگوں کو ابھی پائریا نہیں ہوا ہے یعنی جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہے تو ان کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں صرف صبح بیدار ہوکر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہے۔ باقاعدہ دو وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائیں گے جنہیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہو جاتی ہے مثلاً بادی سے مسوڑھے پھول گئے ہوں۔ دانتوں میں درد ہونے لگا ہو تو وہ حسب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کرسکتے ہیں اور جنہیں ابھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کی نہیں ہے وہ ایک دفعہ صبح بس اس منجن کو مل لیا کریں۔ اللہ سے امید ہے کہ انہیں دانتوں کی کوئی تکلیف ہوگی ہی نہیں۔ ایک احتیاط واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں استعمال کرنے والے لازمی طور سے کریں۔ خواہ وہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھاکر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرتے رہیں جیسے کھانا کھاکر کرتے ہیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں۔ پان کو ڈاکٹر مضر بتایا کرتے ہیں حقیقتاً تمباکو کے سوا پان کا کوئی جزو بھی مضر نہیں ہے۔ ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضائع ہوتا ہے۔ یہ بڑی نقصان رساں بات ہے۔ دوسرے پان کھاکر لوگ دانت صاف نہیں کرتے اور ہر وقت کے پان کھانے والے بھلا کیسے دانت صاف رکھ سکتے تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کی جائے گی۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں شیشی میں بھیجا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی صرف ۸ر (آٹھ آنے) علاوہ محصولڈاک۔ محصول ایک شیشی پر ۴ر لگتا ہے اور دو شیشیوں پر ۶

ملنے کا پتہ:- احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان دہلی

مصری ساخت [illegible] چھپا ہوا [illegible] جرمنی کا [illegible] قرآن شریف

یہ قرآن شریف [illegible] جرمنی میں چھپا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] تو ہم [illegible] کی اور بہتر [illegible] قرآن
شریف [illegible] کے پڑھنے کے واسطے نہیں [illegible] کے لئے [illegible] ہیں۔

یہی وہ قرآن شریف ہے جو [illegible] ہندوستان میں [illegible] اس کی قیمت [illegible] روپے تھی اور اب
قیمت [illegible] کی رعایت [illegible] کر دیا گیا ہے۔

یہی وہ قرآن شریف ہے جو ریاست حیدر آباد کے ہزار ہا شوقین نوجوانوں کے [illegible] کیونکہ [illegible]
نوجوان ظاہری خوشنمائی اور نفاست کے بہت دلدادہ ہوتے ہیں اسی لئے یہ [illegible] فروخت ہوا۔

ہمیں امید ہے کہ ہر قرآن شریف پڑھنے والے کے پاس یہ قرآن شریف موجود ہوگا اور جاننا ہے تو
سوائے اس قرآن شریف کے اور کوئی دوسرا قرآن لیا ہی نہیں جاتا آپ بھی ایک تبرک اور تحفہ خرید لیجئے ہدیہ
جلد [illegible] محصول ڈاک ۱۲ [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی۔

معجزنما معری حمائل

معجزنما حمائل [illegible] معجز قرآن [illegible] کر دیکھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ
یہ حمائل [illegible] اعلیٰ پایہ کی چھپی ہوئی ہے [illegible] چھپائی اور کاغذ کے لحاظ سے
بہت ہی بہتر ہے اس قدر لاجواب اور [illegible] ہے کہ باوجود کارڈ سائز ہونے کے [illegible] جلد نہیں [illegible]
نہایت صاف سفید رنگ کا [illegible] بہت آسانی سے جیب میں آجاتی ہے [illegible]
مجلد پارچہ [illegible] مجلد چرمی [illegible] مجلد پارچہ [illegible] محصول ڈاک ۱۲ [illegible] ایک جلد پر [illegible] خرچ ہوتا ہے اس لئے
تین جلد منگانے میں فائدہ ہے تین جلد منگائیے۔

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی۔

نماز کے پورے پورے مسائل

آپ ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں دیکھ سکتے ہیں تو وہ صرف
اکتاب

رکن دین

ہے جس کے پڑھنے [illegible]
[illegible] نہیں ہو سکی
[illegible] کتاب [illegible] ایک [illegible]
میں یہ [illegible] سوال و جواب کی صورت میں
ہیں [illegible] سوال جو کسی انسان کے ذہن
میں [illegible] اس کتاب میں موجود ہے
[illegible] نماز پڑھنی [illegible] ایک مرتبہ
کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک [illegible]
[illegible] معلوم نہ ہو سکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ
اس سے کیجئے کہ ہر سال دس [illegible] چھپتی ہے ضخامت
تقریباً دو سو صفحات۔ قیمت اصلی ایک روپیہ رعایتی
۱۰ [illegible] محصول ڈاک ۲ [illegible] کل ایک روپیہ [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے

یہ کتاب [illegible] مولانا [illegible] صاحب نے لکھی ہے اور
[illegible] اس کے حسب ذیل حصے ہیں۔
حصہ اول الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان
حصہ دوم وضو طہارت حیض و نفاس کے احکام نماز کے مسائل
حصہ سوم مسئلہ زکوٰۃ روزہ قربانی حج قسم منت [illegible] کے مسائل
حصہ چہارم [illegible] نکاح مہر ولی عدت وغیرہ کے احکام۔
حصہ پنجم معاملات حقوق معاشرت زوجین [illegible]
[illegible] اصلاح [illegible] تہذیب اخلاق [illegible]
حصہ [illegible] اصلاح رسوم [illegible] شادی [illegible] میلاد [illegible]
[illegible] اخلاق [illegible]
حصہ [illegible] عورتوں کے لئے
حصہ [illegible] وغیرہ
حصہ [illegible] مردوں کیلئے
ہے مسائل اور [illegible] ہر حصہ کی قیمت [illegible]
ہے [illegible]
[illegible]

[illegible]

گھر کا مولوی

مناد اور واعظین کی [illegible] ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ [illegible]
نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے
ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو
فتنہ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں
میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر معاملہ میں [illegible]
اس معاملہ میں پیچھے رہتے ہیں اس اہم ضرورت کو مدنظر
رکھتے ہوئے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب
نے آثار سعید کتاب تالیف کی ہے جس کی [illegible] جلدیں شائع
ہو چکی ہیں اس کتاب میں [illegible] کے لئے ایسی ترتیب قائم
کی گئی ہے تاکہ انہیں آسانی ہو اس کی بجائے ایک دفعہ مطالعہ
کرنے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات
انجام دے سکتا ہے اس میں ان احکامات کا بیان ہے
جو آیات قرآن مجید و احادیث میں مذکور ہیں اور حکایات
صالحین سے بیان کو عام فہم کیا گیا ہے [illegible]
[illegible] جلد کے [illegible]
[illegible] صفحات [illegible]
[illegible] منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

عبد و معبود کے تعلقات

[illegible] کے ساتھ
ساتھ [illegible] بہت کچھ لیکن قلب کا [illegible] ہوتا؟
لیکن [illegible] کی حقیقت
اور حقیقت کیا ہے اور اس میں [illegible]
پوشیدہ میں تو ظاہر ہے کہ عبادتوں کا لطف [illegible]
جائے گا طوطے کی طرح [illegible] زبان سے ادا کر دیئے
تھے اگرچہ ایک راحت اور ایک لذت ہو لیکن عبادتوں کا
اصلی مقصد اور منشاء [illegible] ہو تو یقیناً بہت زیادہ
پر کیف اور [illegible] بن جائیگی۔

اسلام اور عبادت

کے نام سے جو کتاب [illegible] مصنف جناب ڈاکٹر سعید احمد
صاحب نے لکھی ہے اس میں نماز روزہ حج زکوٰۃ کے اصلی مقاصد
بتائے گئے ہیں اور [illegible] طریقہ پر یہ ثابت کیا گیا ہے
کہ عبادت الٰہی [illegible] سے بہتر طریقہ [illegible] بہت [illegible]
انداز بیان ہے قیمت صرف [illegible] محصول [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تسخیر القلوب

کیا کوئی عمل ہے جس سے کسی کو قابو میں لا سکیں کیا کوئی عمل ہو کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو غائب کا ہو بیوی کا حاکم کا ہو دوست کا ہو دشمن کا ہو چھوٹے کا ہو بڑے کا ہو یا بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہم سے **تسخیر القلوب** منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا اعمال و اوراد کا ہے اس میں صد ہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق سنا ہی نہیں کہ اس کا عامل ناکام رہا ہو۔

قیمت آٹھ آنے محصول ۵ رجسٹری ۱۳ ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

قرآنی دعائیں

آپ کی دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اسلئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ اب تک آپ کی دعائیں بے اثر ہیں لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے مطابق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائیں گے اور اگر مفلس ہیں تو زردار ہو جائینگے مقدمہ کی پریشانی ہو تو فائز المرام ہو جائینگے اور آپ کی پریشانی ختم ہو جائیگی غرضکہ آپ کی ہر مراد کی کنجی **قرآنی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونیکے تمام طریقے کلام پاک کی آیات سے صحیح ہیں ہمارا دعوی ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپکی دعا کی مقبولیت یقینی ہو لکھائی چھپائی بہت اعلی قیمت ۸ ر محصول ۵ رجسٹری ۱۳ ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

رسول کی دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں [illegible] اور بزرگان دین کے مستند مجربات و معمولات سے وظائف ہیں جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شک ہوا نہ ہوگا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالی نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمایا یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ و ازواج کو حضور نے تلقین فرمائیں اور وہ بھی دعائیں ہیں جو سلف امت نے اپنے مریدوں کو تلقین کیں خدا کی اپنے رسول کی تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور صحابہ کو پڑھاتے ہوئے سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان کے خاص خاص وظائف اپنے اندر اثر جتنا بھی رکھیں تھوڑا ہے ایک مختصر فہرست مضامین یہ ہے فضیلت دعا۔ آداب دعا۔ حضور کی دعائیں عائشہ صدیقہ فاطمۃ الزہرا۔ ابوبکر صدیق۔ بریدہ اسلمی۔ عمر۔ ابودرداء ابراہیم خلیل اللہ عیسی خضر معروف کرخی عتبہ آدم علی وغیرہم بزرگان دین کی دعائیں احادیث و عربی دعاؤں پر ترجمہ ہوا ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت ۸ ر محصول ۵ رجسٹری [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کون آرزو مند نہیں ہے جو شیدا نہ ہوگا پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے بہرہ ور ہو چکے ہوں گے خوش نصیب ہیں طابع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انھوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب لازمی ہو جاتی ہے چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شایع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں جنھوں نے حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی۔ حضرت ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہو گئی ہے اب بھی کوئی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اس کی بدنصیبی قیمت ۸ ر محصول ۵ رجسٹری ۱۳ ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہو جاتی ہے اور اس کا عامل **جو بھی چاہے وہ کر سکتا ہے** وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے غضب سے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے ہارے ہوئے مقدمے جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے بیسیوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کا علاج کیا یہ تو نقد فائدے ہیں اب ترقی کے فائدے سن لیجئے اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے حور و غلمان بہشتی کا مالک ہوتا ہے رضائے الہی سے مسرور ہوتا ہے اور خدا و رسول کا مشتاق ہوتا ہے یہ سب [illegible] اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل [illegible] قیمت ۸ ر محصول ۲ رجسٹری [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول مجلد

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے یہ تو جو خدا سے مانگے وہ دیگا لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل ۵ حصے ہیں۔

صلوۃ الرسول اس کے قریب پچاس دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں ترجمہ و تفسیر مولوی اشرف علی صاحب کا ہے۔

مناجات مقبول دیباچہ مولوی اشرف علی صاحب کا بہت ہی [illegible] سات روز کی مناجات ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہوتا ہے

ہفت اقراب از حضرت مولانا اشرف علی صاحب [illegible] [illegible] نہیں جس کے دعائیہ اور مولانا کے

کشف دعائے مقبول [illegible] ہر ہفت [illegible] [illegible]

حزب المجربات [illegible] [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

الفاروق

سند نبرگ [illegible] جنرل نوش کے کارنامے [illegible] اسلام کے اس فیلڈ مارشل کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ چودہ سو برس پیشتر عجب دنیا فن حرب سے نابلد تھی، عرب کا یہ [illegible] اونٹ چرانے والا کس طرح نقشہ جنگ بنا کر [illegible] کے نام لینے والے جب آپ فاروق اعظم کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ عدل کیا ہے، جب ہماری آزادی کے علمبردار فاروق کے دربار کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ حقیقی آزادی رائے کیا ہے کوئی ہے جس نے بڑا ہوکر [illegible] کی کان کی ہو ہے کوئی جس نے ایک لونڈی کی شکایت پر اپنے محبوب ترین بیٹے کے بدن سے اسی کوڑے اپنی آنکھوں کے سامنے لگوائے ہوں، ہے کوئی جس نے غنیمت کی ایک چادر کے ٹکڑے کا حساب سر دربار ایک عام آدمی کو دیا ہو اور اس کو مطمئن کر کے کلام شروع کیا ہو ہو کوئی ایسا گھر جو دورے پر اس طرح جائے کہ غلام اونٹ پر ہو اور خود مہار پکڑے پیدل چلے اسلام کی شان دیکھو مسلمانوں پڑھو الفاروق پڑھو اس فخر کے اس انسان کے ہزاروں واقعات ہیں قیمت اصلی عہ رعایتی ۱۱ محصول ۴ کل عہ

(حمیدیہ پریس دہلی)

الہارون

عباسی فرمانرواؤں میں سب سے اول الرشید ہی اس خلیفہ کا لقب ہے اور جو شاہی کرو فر اس کے دربار کا تھا وہ نہ شہنشاہان کو میسر ہوا اور نہ ترکوں کے کسی بادشاہ کو۔

یہی وہ خلیفہ ہارون رشید ہے جس کی داد و دہش علمی ترقیاں رعایا سے ہمدردی، غریب نوازی اور جود و کرم کی زندہ داستان الف لیلہ موجود ہے جا بجا دنیا اس کو کتابی مبالغہ خیال کرتی لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کے حالات حکومت کے ساتھ مبالغہ کا لفظ بھی نہیں آسکتا ہر چند جس افراد میں حکومت تھی تو اس کا یہ حال تھا کہ شاہان عصر کا یہ پانی تھا علمی مجالس اور یونیورسٹیاں اور اکاڈمی تھیں تو ایسی کہ یورپ کے فلاسفر کان پکڑتے اور آج بھی سائنس کی بنیاد کا ذرہ اسی خلیفہ کی علم پروری کی رہین منت تھی شاعری تھی تو اسی بلا کی۔ موسیقی تھی تو روحانی رقص و سرود کی کمال افزا صحبتیں تھیں تو اسی دربار میں اور داد و دہش کی تو یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک اور تھیلیاں نثار تھیں غرضیکہ یہ [illegible] جو عبرت سے کمال ہو کسی کو یکجا نہ میسر نہیں ہوا قیمت دو روپے رعایتی ۱۲ محصول ۴ کل عہ (حمیدیہ پریس دہلی)

سیرۃ النعمان

یہ بھی علامہ شبلی کی تصنیف ہے حضرت امام ابو حنیفہ کے حالات زندگی ایک حنفی مسلمان کے لئے اس سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے امام کے حالات سے واقف ہو اس کتاب میں امام اعظم کے علمی کمالات اور فقہ کی ترتیب کو بہت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے آپ کی ابتدائی تعلیم اور دماغی نشو و نما کے صد ہا نظائر دکھائے گئے ہیں خلیفہ وقت کی بیجا مخالفت نے آپ کو جیل تک پہنچایا لیکن حق سے منہ نہ موڑا اور لطف یہ کہ باوجود کمال علم کے کبھی اس پر حیثیت کاروبار تجارت کرتے تھے اور علم کا ذریعہ معاش نہ جانتے تھے تعجب ہے کہ ایک حنفی مسلمان اپنی زندگی میں کوئی امتیاز رکھتا ہے تو اسے امام اعظم کے حالات پڑھ کر ان کا اتباع کرنا چاہیئے۔

فقہ کی تدوین میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے اور حقیقت میں امام موصوف کا یہی بالا امتیاز فن ہے قیمت اصلی عہ رعایتی فی صرف ۸ محصول ۴ کل ۱۲

حمیدیہ پریس: بی پوسٹ بجنور

المامون

بڑا سپاہی بڑا بیٹا یعنی عباسی خلیفہ ہارون رشید کا ولیعہد اور پھر عباسی خلیفہ امین رشید جس کے کارنامے اب بھی بغداد کے در و دیوار سے عیاں ہیں۔

اس کے حالات زندگی بھی عجیب و غریب ہیں یہی وہ خلیفہ ہے جس کے عہد میں اٹلی فتح ہوا اور قسطنطنیہ پر حملہ ہوا یہی وہ خلیفہ ہے جس کے زریں عہد میں علم ہیئت کی عربی میں تشکیل ہوئی اور یہی وہ خلیفہ ہے جس کے عہد میں یونانی علمی لٹریچر سب کا سب عربی میں منتقل ہوا اور یہی وہ خلیفہ ہے جس نے فن مناظرہ کی ترقی کی خود بھی صاحب علم و ہنر تھا اور علم و ہنر کا قدردان بھی۔

خلوت میں اس کی مہک کی حسین لونڈیاں اور تماشہ بدریغ راجہ اندر کے دربار کو بھلا دیتی تھیں دنیا نے حسن کی کبریا ہوئی ہو [illegible] اس کی محفل کی زینت تھیں اور داد و دہش کی یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک شعر کی قدر و قیمت میں بہتر ہزار روپیہ سے حسین لونڈی بخش دی جاتی تھی [illegible] کاغذ [illegible] قیمت اصلی عہ رعایتی [illegible] محصول [illegible] حمیدیہ پریس دہلی

سوانح مولانا روم

اسلام کے اس صوفی مفکر نے جیسے عرفان کے دریا بہائے ہیں وہ شہرت سے ایک ایک شعر ہر ایک سے تو وہی لوگ واقف ہوں گے جنہوں نے مثنوی کی شرح پڑھی ہے لیکن ان کے حالات زندگی بھی کچھ کم عجیب نہیں علامہ شبلی مرحوم نے بہت ہی تحقیق و تدقیق کے بعد مولانا روم کے حالات مرتب کئے ہیں حقیقت میں عارفانہ سرمستی آپ کی ذات سے ہی ہو گیا ہے سوانحات کے ساتھ ساتھ قابل مصنف موصوف نے مثنوی شریف کے چیدہ چیدہ اشعار کا بھی ایک بڑا ذخیرہ لیا ہے اور ان کے محاسن شعری کے ساتھ ان کے پر اسرار و عرفان معانی سے بہرہ اندوز کیا ہے۔

غرضیکہ ایک کامیاب انسان کے لئے یہ شمع ہدایت بہت مفید ہے اور اب جبکہ اس کی قیمت بھی ایک تہائی ہے ہر شخص کے مطالعہ سے گذرنی چاہیئے

بارھواں ایڈیشن ہے۔ قیمت اصلی عہ رعایتی صرف ۸ محصول ۶ کل ۱۲

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

حیات سعدی

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کو کون نہیں جانتا وہی گلستاں بوستاں کے مصنف جن کی کامیاب تالیفات آج بھی حرز جان بنی ہوئی ہیں ان کے حالات زندگی بہت دلچسپ اور لطائف سے پر ہیں علامہ شبلی نے ان کو اور سحر دلکش بنا دیا ہے شیخ مرحوم کی کمال شاعری اور نصیحت آمیز تالیفات ضرور نما خراج لے سکتی ہیں کہ ان کی سوانح پڑھی جائے قیمت ۸ رعایتی ۴ محصول ۵

حیات حافظ

یہ بھی علامہ شبلی کی تصنیف ہے اور بہت دلچسپ سوانح عمری ہے

حافظ کے پڑھنے والے علی العموم یہ یقین رکھتے ہوں گے کہ حافظ جن کا ایک ایک شعر کیف شراب سے چور ہے ضرور کوئی بڑے میخوار ہوں گے شبلی کی اس تاریخی تحقیقات نے واضح کر دیا ہے کہ حضرت حافظ نہایت مقدس قانع اور صلح جو تھے ہی نہ تھے بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے فلسفی اور ریاضی دان بھی تھے اصلی قیمت ۸ رعایتی ۳ محصول ۵ کل ۹

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

شاہی کوک شاستر

...ان [illegible] ترکی نے جہانبانی کے سبب [illegible] کے بعد جب شادی میں قدم رکھا تو ارباب ہنر نے لذت کے [illegible] "عورت" اپنے اپنے انداز میں پیش کیا کہ وہ [illegible] جو بیان ہے ایک جوان آدمی عورت سے متعلق [illegible] کے پانگ [illegible] جوان ارباب تفتیش نے عورت کے [illegible] سے تلاش کیں اور اسی طرح مرد کی قوت نہانی کی وہ وہ کہانیاں بیان کیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان فطرتاً ضعیف البنیان اور [illegible] کا حامل ہے اور اس کی حیثیت بالکل ایک جن کی ہے جو ذرا سی ترکیب و جنبش سے ہزاروں [illegible] طاقت نمایاں کر سکتا ہے اور ایک [illegible] ترکیبیں ایسی ہیں جو ایک [illegible] عورتوں کو مسخر کر سکتی ہے [illegible] ایک بات اور [illegible] اس کتاب میں ارباب تفتیش نے اپنی مجربہ [illegible] حکمت [illegible] کی ہیں گویا معجونیں ایک طرف اور ایک حکایت کے سننے کا اثر ایک طرف غرض عورت مرد کی مواصلت کی انسائیکلوپیڈیا ہے [illegible] صفحات قیمت [illegible] محصول [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

عربی کوک شاستر

عربی میں سلطان سلیمان کے لئے لکھی گئی تھی اب اردو میں تیار ہے اب اس کے دو حصے ہیں اب تک اردو زبان میں یہ بالکل اچھوتی کتاب ہے صدیوں سے [illegible] امراء و [illegible] کے دکھانے میں کامل کرتے تھے حصہ اول کا نام ہی **لطف شباب** ہے [illegible] مردوں کے لئے [illegible] کا خزینہ ہے ناتوانوں کے لئے اکسیر ہے اور اس [illegible] کے لئے [illegible] لاجواب [illegible] مقوی باہ مجرب نسخوں اور طلسمی نادر نایاب لٹکوں کا مجموعہ ہے نسخے نہایت آسان اور تیر بہدف ہیں دوسرا مرقع **طلوع شباب** ہے اس [illegible] کے انسان کے حالات ان سے لذت یاب ہونے کے کمالات ان کی آرائش ان کی طفولیت ابتدائے جمالی جوانی کے جذبات ارمان کی کلید مرد کے ہاتھ میں کیونکر آتی ہے عورتوں کے حسن و جمال کو دوبالا کرنے والی [illegible] سالہ عورتوں کا شباب [illegible] سالہ مست شباب کی طرح کیونکر بنایا جا سکتا ہے یہ سب باتیں اسی کتاب کے اندر ہیں دونوں حصوں کی قیمت ایک روپیہ ہے یہ رعایتی قیمت [illegible] کے بجائے [illegible] ہے محصول [illegible] رجسٹری [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

کشمیری کوک شاستر

مجربات بو علی سینا با تصویر یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بو علی سینا کے وہ نادر اثر اور مجرب نسخے جن کی مدت سے ملک تلاش میں تھا بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی قائم کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے فریق ثانی سے لطف و مسرت حاصل کرنے کے اور اس پر ہمیشہ غالب رہنے کے خواہشمند ہیں تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیئے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر رفیق حیات سے حاصل کر سکتا ہے زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔

اس کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں ضخامت ۱۰۰ صفحات ہیں۔ قیمت [illegible] ڈیڑھ روپیہ محصول [illegible] رجسٹری [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت مجلہ یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو صد [illegible] تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے [illegible] کی جو حسن کی ملکہ ہے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کس طرح زعفران ہوتا ہے شباب کی [illegible] دبی کس طرح [illegible] ہے عورت اگر عورت ہے اور مرد اگر مرد ہے اپنی [illegible] کرے تو کیسے [illegible] پیدا ہوتے ہیں [illegible] میں [illegible] شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے [illegible] ایرانی [illegible] درباری طبیبوں کے [illegible] مجربات [illegible] شباب [illegible] ہو سکتے لذت شباب کے مطالعہ میں [illegible] شباب جاودانی کا راز [illegible] صفحات [illegible] بہترین [illegible] قیمت صرف ایک روپیہ

فہرست مضامین اصل کتاب سے معلوم کیجئے۔

محصول [illegible] رجسٹری [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

ہندوستانی کوک شاستر

اس کتاب کا نام لذت النکاح ہے ہندوستانی غریب اپنے بیہودہ طرز معاشرت کے سلسلہ میں نکاح کو جو افضل ترین لطف زندگی تصور کرتے ہیں ان کی زندگی کو پر کیف بنانے کے لئے یہ کتاب چھاپی گئی ہے اس سے ہر شادی شدہ نوجوانوں کی زندگی کے راز [illegible] میں [illegible] واقف ہو کر میاں بیوی عیش و راحت کی زندگی بسر کر سکیں گے اور شادی حقیقی معنوں میں خانہ آبادی ہوگی اس لئے اس کتاب میں زندگی کا لطف اٹھانے کی تدابیر [illegible] عورت پر قابو پانے کی ہدایات ہیں اس کتاب کے سربستہ [illegible] میں زندگی کی بھی مسرتیں پوشیدہ ہیں یہی وہ کتاب ہے جس نے پچھلے دو سال میں ناتجربہ کار نوجوانوں کو غلط کاری کے راستے سے ہٹا کر ازدواجی زندگی کی پر کیف مواصلت سے روشناس کرایا اور دنیا نے مان لیا کہ حقیقی لذت صرف ایسے جوڑے کی مواصلت میں ہے جو ایک دوسرے کے لئے مخصوص ہو ضخامت [illegible] صفحات قیمت رعایتی صرف [illegible] محصول [illegible] رجسٹری [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

انگریزی کوک شاستر

یعنی [illegible] لطف اٹھانے [illegible] لطف [illegible] رسالہ سمجھیئے ہی [illegible] اس کتاب کا نام [illegible] شباب [illegible] لذت اس [illegible] کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز [illegible] اولاد کی کثرت [illegible] کھانا جال پر [illegible] جاتی ہے بلکہ [illegible] سوالات [illegible] ہوتی ہے اور [illegible] زندگی کی [illegible] کیلئے محروم ہو جاتا ہے [illegible] کنٹرول [illegible] انگریزی کتاب جس کو پڑھنے کے بعد تمہارے [illegible] زندگی کی [illegible] بے تعلقی [illegible] معلوم ہو جائیگا کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار [illegible] شباب [illegible] اس کتاب کو پڑھ کر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی جب چاہو گے اولاد ہوگی اور جب چاہو گے [illegible] کہ اس [illegible] کتاب سے حسب خواہش بیٹا یا بیٹی بھی پیدا کر سکتے ہو [illegible] کنٹرول [illegible] امریکہ کی بہترین [illegible] کتابوں کا جوہر ہے اور سالہا سال تجربات کا نچوڑ ہے

قیمت [illegible] محصول [illegible] رجسٹری [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

خواب نامہ

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟ یہ بات [illegible] کرنے کے لئے آپ کس قدر متوشش رہتے ہیں جب آپ کو [illegible] پہل کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا اور دل ڈرتا کہ کہوں میں ضعیف ہے ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کرکے یا خواب کے مفید و غیر مفید اثرات سے اطلاع دے سکے عام طور پر اس علم سے بے بہرہ لوگوں نے تعبیر لیکر خواہ مخواہ تشویش بڑھتی ہے اب اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہوں تو **خواب نامہ صدیقی** کو منگا کر ساتھ رکھیئے جس میں اس کے مولف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی رو سے ایک قسم کے خواب کو مفصل بیان کرکے بتلایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے فراموش خواب کیسے یاد آتے ہیں اور دن کے کس حصہ یا مہینے کے کس دن اور کس تاریخ کو خواب قابل تعبیر ہوتا ہے شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کے علم پر نہایت نایاب ضمیمہ ہے قیمت ۱۲ محصول ۶ کل ۱۸

حمیدیہ پریس دہلی

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ نے زندگی کو دیا ہے [illegible] کو انجام کا حال [illegible] معلوم کرنے کی خاطر [illegible] دینی نے مختلف طریقے ہیں کہ مسلمان نجومیوں اسطرلاب یا جوگی اور جگیوں وغیرہ کا محتاج ہیں حالانکہ اپنے ایمان کو خراب کرے بھی ہمارے بزرگان دین نے ایسے صحیح فالنامے ایسے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو ہر کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کرکے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیاء یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک غیر معلوم کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس نام مجموعہ کا نام **فالنامہ ناصری** ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳ حمیدیہ پریس دہلی

میاں بیوی کے فرائض

[illegible] اللہ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گذار ہو تو گھر فردوس بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے فرائض بخوبی پورے کرنے لگیں لیکن [illegible] ہے کہ [illegible] افراط و تفریط ہے کہیں میاں ہیں تو اپنے گھر کے مختار کل اور بیوی کی کوئی حیثیت ہی نہیں کہیں بیوی ہیں تو مساوات کی علمبردار ہر بات میں اور ہر انداز میں اپنا حق جتانے والی یہی وجہ ہے ہر گھر دوزخ بنا ہوا ہے اسی چیز کو مد نظر رکھ کر حمیدیہ پریس دہلی نے کتاب **میاں بیوی کے فرائض** شایع کی ہے اور قرآن و احادیث کے احکام میاں اور بیوی دونوں کو بتلانے میں بہت سہل اردو میں عورت کو سمجھایا گیا ہے کہ انہیں کس طرح مردوں کی اطاعت کرنی چاہیئے اور مردوں کو بتلایا ہے کہ عورتوں کی دلشکنی کس طرح گھر کو خراب اور دل کو کمزور کرتی ہے زبان رسالت سے خیرکم خیرکم لاھلہ [illegible] یہ کتاب میاں بیوی دونوں کو محبت کا شاہراہ پر لا کھڑا کر دیگی یہ کتاب آزردہ اور کبیدہ دلوں کو یکجان کر دیگی قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳ حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

سو سال کی زندگی

بہی انسانوں ہی کی ہوتی ہے انسان اگر اپنی صحت اور جسمانی حفاظت کا ساعی ہو تو عمر بڑھ بھی سکتی ہے اور [illegible] بھی رہ سکتی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کبھی نہ گڑنے والے اعضا کے مالک ہو جائیں تو آج ہی ایک کتاب **مفتاح الصحت** منگا کر اس کے پروگرام پر عمل کرنا شروع کر دیجیئے یہ کتاب دہلی کے سب سے بڑے حکیم کی لکھی ہوئی ہے اس میں حرارت غریزی اور روح حیات کی بقا کے لئے بہت سی اغذیہ و ادویہ ترکیب خوراک بتلائی گئی ہے جس سے زندگی میں اضافہ ہوتا ہے ایک ہی قسم کی غذا ایک وقت میں خون پیدا کرتی ہے اور دوسرے وقت میں بلغم یہ کتاب بتاتی ہے کہ ان غذا سے صرف خون ہی پیدا کیا جا سکتا ہے اور اس کے علاوہ ضرورت کے لحاظ سے ہر جگہ چھوٹے چھوٹے نسخے لکھے گئے ہیں جن کی دوا نہ ہر گاؤں میں مل سکتی ہے [illegible] انسانوں پر بہت بڑا احسان ہے [illegible] کتاب [illegible]

[illegible]

صحت النساء

عورتیں بیچاری اپنے شباب میں مردوں کے لئے لذت کے خزانے پوشیدہ رکھتی ہیں اور ان کے حظائظ کے لئے ہر وقت الکا [illegible] رہتی ہیں اس کا کچھ نہ کچھ صلہ مردوں سے ملنا چاہیئے لیکن مردوں کی خودغرضیاں سوائے اپنے لطف کے دوسری طرف نگاہ ہی نہیں رکھتیں اور ابتدا سے افراط و تفریط کے سلسلہ میں غریب عورتیں ایسے امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ بالآخر انہیں موت سے دوچار ہونا پڑتا ہے نیز جب دو چار بچے ہو جاتے ہیں تو پھر مردوں کی طرف سے جو لاپرواہی ہوتی ہے اس سے ایک دنیا واقف ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی عورتیں موذی امراض کا شکار نہ ہوں تو آپ کتاب لاجواب **صحت النساء** کو ہمیشہ اپنے پاس رکھیئے یہ عورتوں کے ہر چھوٹے بڑے مرض کیلئے طبیب اعظم ہے آپ اس کی مدد سے ہر ایک اپنی بیویوں کو آنے والے خطرات سے ہر وقت محفوظ رکھ سکتے ہیں اس میں ہر مرض کی انگریزی یونانی دیسی [illegible] علاوہ ہر مرض کے حفظ ماتقدم کی بسیط ہدایات ہیں [illegible] صفحات ہیں قیمت ۱۲ رعایتی صرف ۸

[illegible] حمیدیہ پریس دہلی

محافظ الصبیان

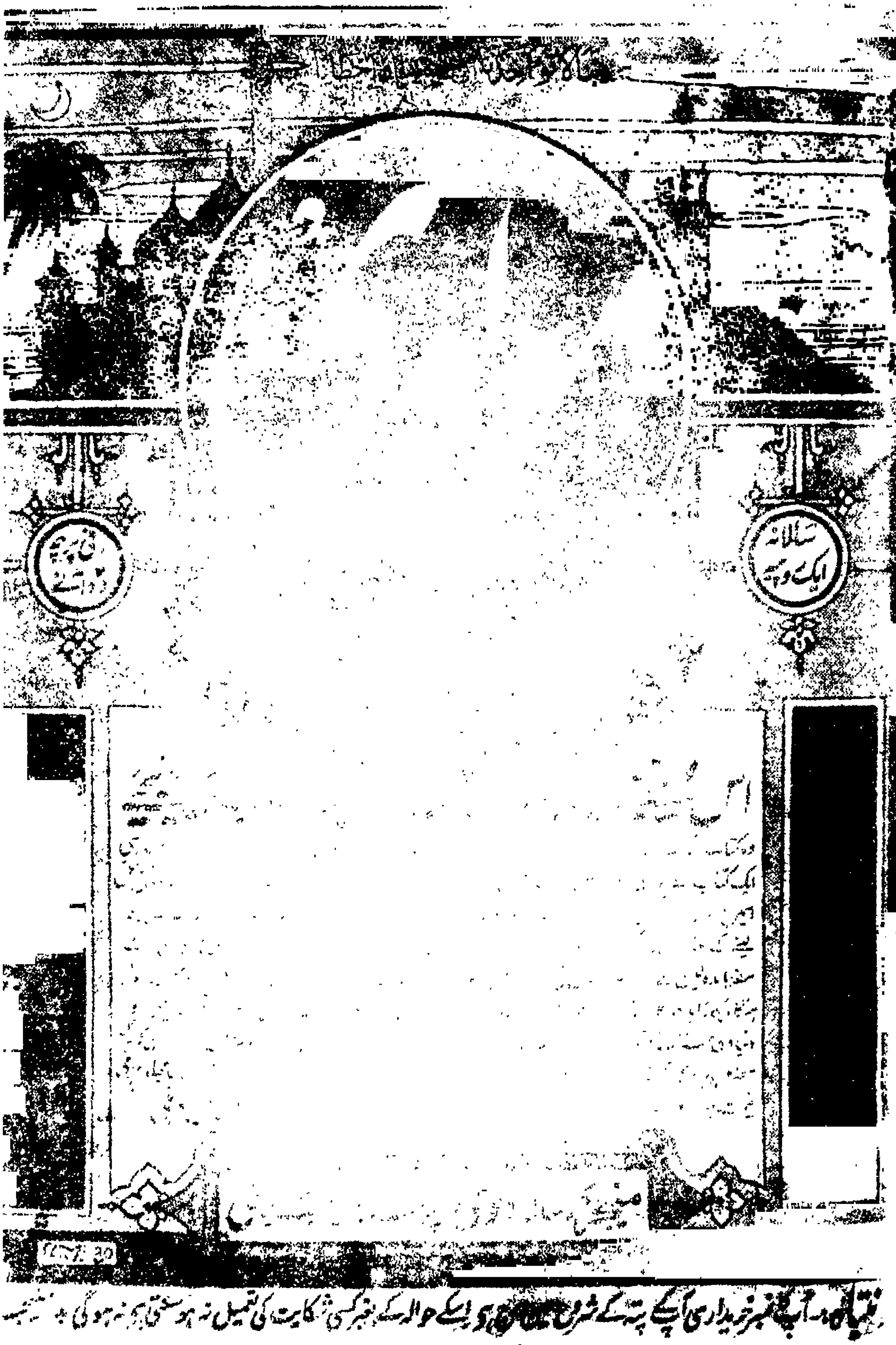
بچوں کی حفاظت بچوں کی تندرستی اور صحت کے لئے ہر ماں باپ ہر وقت پریشان رہتا ہے لیکن اپنی نا اہلی اور عدم واقفیت کی وجہ سے بچوں کی بیماریوں کا اکثر خون ہو جاتا ہے جب ہر شخص کی یہ دلی تمنا ہے کہ اس کا بچہ تندرست رہے اور صحیح طور پر پلے تو پھر ہر گھر میں کتاب **محافظ الصبیان** بھی ضرور ہونی چاہیئے یہ کتاب انشاء اللہ ایسا موقع ہی نہ آنے دیگی کہ آپ کا پیارا بچہ کسی موذی یا شدید مرض میں مبتلا ہو اس لئے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے بچہ کی ابتدائی پیدائش سے جوانی تک کے ہونے والے امراض کی تشریح و اسباب علامات حفظ ماتقدم کا پروگرام ہے اور ایسی آسان اور سہل شناختیں بتلائی ہیں کہ ہر شخص اس کے ذریعہ سے اپنے بچہ کی حفاظت کر سکتا ہے ہر چھوٹے بڑے مرض کا دیسی یونانی انگریزی علاج ہے اور ساتھ ہی بہت ہی آسان نسخے بھی ہیں اکثر تو کوڑیوں کے نسخے ہیں۔

قیمت ایک روپیہ رعایتی ۸ محصول ۷ کل ۱۵

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی


وہ گھڑیاں جنکی شہرت دُنیا میں ہے
لیور موومنٹ۔ جولدار۔ بھاگ دوڑ میں خراب نہ ہونیوالی۔ خوشنما پائیدار۔ ٹھیک وقت دینے والی تسلی۔ سو فیصدی
نمبر ۱ گارنٹی دس سال
لیور دس جویل رسٹ واچ
نکل سلور کیس۔ تھک گلاس۔ اینامل ڈائل لیور موومنٹ معہ دس جویل۔ پختہ و پالش دار مشین۔ رومن یا عربک فیگرز۔ خوبصورت شیپ۔ ٹایم کی نہایت سچی قیمت معہ سٹراپ صرف بارہ روپے (۱۲)
ایضاً۔ رولڈ گولڈ کیس جس کا طلائی رنگ دس سال قایم رہنے کی گارنٹی قیمت معہ سٹراپ سولہ روپے آٹھ آنہ
نمبر ۲ گارنٹی پندرہ سال
فل جویل فینسی رسٹ واچ
رولڈ گولڈ دس سال کی گارنٹی کیس نہایت خوشنما چورس۔ اٹھہپل بیضوی شیپ فینسی ڈائل لیور موومنٹ۔ فل جویلڈ پختہ پالشدار مشین قبضہ وار کنڈے۔ مرد و عورت دونوں کے استعمال کے قابل قیمت معہ سٹراپ انیس روپے چار آنہ
نمبر ۳ گارنٹی پندرہ سال
لیور ریڈیم رسٹ واچ
نکل سلور کیس۔ موٹا گلاس۔ لیور فل جویلڈ مضبوط مشین خوشنما نکل سوئیاں اور ڈائل ریڈیم جن کے باعث دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتائے گی۔ قیمت معہ سٹراپ چودہ روپے بارہ آنہ
ایضاً۔ گارنٹی دس سال رولڈ گولڈ کیس۔ قیمت معہ سٹراپ انیس روپے
گارنٹی ۶ سال
پائیدار بلند آواز کا الارم ٹایم پیس
نکل سلور کیس۔ بڑے پائیدار خوبصورت شیپ عمدہ رفتار۔ دن و رات میں جس ٹایم پر آپ اس الارم بجوانا چاہیں گے یہ اُسی ٹایم پر تیز آواز سے الارم بجائے گا اور ٹایم بالکل صحیح بتاتا ہے
قیمت صرف سات روپے
دس سال گارنٹی
ریگولیٹر اٹھہ روزہ اوفس کلاک
گارنٹی پندرہ سال
پندرہ جویل والی لیور پاکٹ واچ
نکل سلور تھک گلاس۔ اینامل ڈائل۔ لیور موومنٹ فل جویلڈ۔ پختہ پالشدار مشین خوبصورت شیپ۔ رومن یا عربک فیگرز۔ وقت بتانے کی سچی۔ قیمت گیارہ روپے آٹھ آنہ
ایضاً۔ ریڈیم ڈائل قیمت تیرہ روپے آٹھ آنہ
اطلاع۔ گھڑیوں کی فرمایش کی تعمیل بذریعہ ری پی پارسل کی جاتی ہے
اس کلاک کی لمبائی ۲۳ چوڑائی ۱۳۔ اونچائی ۵ انچ ہے
پرزے نہایت مضبوط۔ ٹایم کا سچا اور دیکھنے میں خوبصورت ہے
قیمت فی عدد سترہ روپے۔ پانچ روپے اڈوانس آنے پر تعمیل ہوگی
نوٹ۔ جو گھڑی ٹایم پیس یا کلاک طلب کریں اسکا نام نمبر اور قیمت ضرور لکھیں
ویسٹرن واچ کمپنی دہلی
WESTERN WATCH Co DELHI



نتیجہ آپ کا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں [illegible] ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکتی ہے نہ ہو گی

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي

آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ

عَلَى أَنْفُسِهِمْ

أَنْ تَقُولُوا

غَافِلِينَ

أَفَتُهْلِكُنَا

وَلَكِنَّهُ

اعجاز نما حمائل شریف

سوا دو روپے لونگا

ہدیہ مجلد چرمی الفتی کار ع۱۲ محصول ڈاک ۱۲ کل تین روپے منیجر مولوی حمیدیہ پریس دہلی

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی مسلمان نمبر

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۶ | بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۵۱ھ | نمبر ۱

خطبہ

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ والصلوٰۃ والسلام علی محمد رسول اللہ وعلی آل واصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اما بعد یا معشر المسلمین۔ اس خدائے رحمٰن ورحیم اور اس قادر ذوالجلال کی حمد وثنا کرو جس نے زیور عقل وایمان سے ہم کو آراستہ کیا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ سب آپس میں مل جل کر رہیں تاکہ مسلمانوں کے سب کام کامیابی سے چلیں اور دشمنان اسلام کی رخنہ اندازی کچھ بگاڑ نہ سکے اور تعریف وتوصیف کرو اس خدائے برحق کی جس نے مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کے خلاف بدگمانی کرنے سے منع فرمایا تاکہ آپس کے تعلقات خراب نہ ہوں اور نا اتفاقی پیدا نہ ہو کیونکہ خوشگوار تعلقات اور آپس کے میل ملاپ میں اکثر بدگمانی سے فرق پڑتا ہے ابتدا بدگمانی سے ہوتی ہے اور انتہا جنگ وجدال سے بھی آگے بڑھ جاتی ہے اس لئے بدگمانی کرنے سے تاکید کے ساتھ روکا گیا ہے۔

اور درود وسلام بھیجو اس ہادی برحق رسول مطلق نبی امی عربی محمد رسول اللہ صلعم پر جنہوں نے قدم قدم پر مسلمانوں کو اخوت ویگانگت کا سبق پڑھایا اور ان کو آپس میں ایک دوسرے پر بدگمانی کرنے سے روکا اور قیاس وگمان کی بنا پر دوسرے مسلمان پر الزام لگانے اور بدنام کرنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ اگر سینکڑوں پہلو بدگمانی کے ہوں اور صرف ایک پہلو نیک گمان کرنے کا ملے تو اسی پہلو کو سامنے رکھکر بدگمانی سے بچکر نیک گمان قائم کرنا چاہیے اور ساتھ ہی ہدایت فرما دی کہ ان بعض الظن اثم یعنی بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اس میں مطلق گمان کا لفظ ہے جب خالی گمان گناہ ہو سکتا ہے تو بدگمانی تو بدرجہ اولیٰ گناہ ہوگی اور گمان کو گناہ اسلئے فرمایا کہ بعض اوقات صرف ایک گمان ہی بہت بڑے فتنہ کا سبب بنجاتا ہے۔

برادران اسلام۔ آج ملک کی جو حالت ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے آپ دیکھتے کہ کل تک جو مسلمان آپس میں مل جل کر کام کر رہے تھے ان میں پھوٹ پڑگئی ہے اور وہ سب لوگ جو ایک ہی راستہ پر کل تک چل رہے تھے اور آپس میں کوئی اختلاف اور مخالفت نہ رکھتے تھے اب ان کے اندر سخت اختلاف ہے اور کوئی پورب کو جا رہا ہے کوئی پچھم کو۔ کوئی مشرق کی طرف رخ کئے ہوئے ہے اور کوئی مغرب کی طرف منہ اٹھائے چلا جا رہا ہے اور یہ اختلاف اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ اچھے سے اچھے اور نیک سے نیک کام میں بھی اب مل جل کر نہیں ہوتے اس کی اصلی وجہ اور حقیقی سبب بدگمانی ہے کسی وجہ سے کوئی بدظنی کسی سے پیدا ہوگئی جس اس کی بنیاد پہ ایک کا بہت گہرا

کر لیتے ہیں اور اس کو دنیا زمانہا کے کسی کام کا نہیں رہنے دیتے اور سمجھ لیتے ہیں کہ اب اس میں کام کرنے کی رتی بھر صلاحیت باقی نہیں رہی اسی بدگمانی اور بدظنی کا نتیجہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ علماء الگ آپس میں جوتی پیزار کر رہے ہیں کوئی کسی کو بدعتی اور مشرک کہتا ہے کوئی کسی کو وہابی وبیدین کا لقب دیتا ہے تکفیر کی وہ گرم بازاری ہے کہ ابھی ذرا ذرا سی بات پر کفر کا فتویٰ لگ جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے پھیلانے میں کتنی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں اور انھیں کیسے کیسے مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑا تب کہیں جا کر اسلام پھیلا ایک کافر کو مسلمان بنانے کے لئے ہمارے اسلاف چوٹی سے ایڑی تک کا زور لگا دیتے تھے اور اگر مہا مہا سالوں کی محنت کے بعد بھی ایک کافر کو مسلمان بنانے میں کامیابی ہو جاتی تھی تو اسلام کی سب سے بڑی خدمت سمجھتے تھے مگر آجکل ہمارے علماء کا یہ حال ہے کہ ذرا کسی کو اپنے عقیدہ کے خلاف پایا اور جھٹ کفر کا فتویٰ لگا دیا ایک شخص کا اگر یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ کو علم غیب نہ تھا یعنی من کل الوجوہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور اس کے خلاف کسی کا یہ عقیدہ پایا کہ وہ رسول اللہ کو عالم الغیب کہتا ہے تو فوراً اس پر کفر کا فتویٰ لگ جائے گا اسی طرح اس کے برعکس ہو تب بھی دوسرا اگر وہ پہلے گروہ کو کافر کہدے گا غرض یہ کہ کفر سے زیادہ علما کے بازار میں اور کوئی جنس سستی نہیں ہے بلکہ ان کی رات دن کی تکفیر اور کافر گری کا مشغلہ دیکھکر اگر یہ کہدیا جائے کہ ان کو اسلام سے زیادہ کفر سے محبت ہے اور مسلمان بنانے کی نسبت یہ کافر بنانا زیادہ پسند کرتے ہیں تو کوئی زیادہ قابل اعتراض بات نہ ہوگی کیونکہ درحقیقت ان علما کی ساری زندگی کا اگر جائزہ لیا جائے تو اکثر کی یہ حالت نکلے گی کہ اپنی ساری عمر میں ان کو ایک کافر کو بھی مسلمان بنانے اور دائرہ اسلام میں داخل کرنے کا اتفاق نہ ہوا ہوگا لیکن اب اس کے مقابلہ پر سینکڑوں مسلمانوں کو اپنی زبان اور قلم سے کافر بنایا ہوگا۔

برادران اسلام! ہم آریہ سماجیوں سے بہت ناراض ہیں اس لئے کہ انہوں نے شدھی کی ناپاک تحریک کو شروع کر کے مسلمانوں کو مرتد بنانا اور اسلام سے خارج کرنا شروع کر دیا ہے مگر ان علماء کو دیکھو کہ صبح سے شام تک خدا معلوم کتنے مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر کے کافر بنا دیتے ہیں ان کی کافر گری سے ایک متحد مسلمان جو اللہ کی ایک رسی میں بندھے ہوئے تھے وہ گروہ در گروہ اور فرقہ در فرقہ جو حال علماء کا ہے وہی حال آجکل مسلمان لیڈروں اور رہنماؤں کا ہو گیا ہے ان کی کیفیت بھی یہ ہوگئی ہے کہ ذرا سے اختلاف پر مخالفت باہمی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور مخالفت عناد وخصومت کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے اور بدگمانی وبدظنی ان سب کی

ں ہوتی ہے۔

برادران اسلام! وہ کونسا مسلمان ہے جس میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو اور یہ چاہے کہ ارض مقدس حجاز مادی و روحانی ہر ایک لحاظ سے ترقی کرے ہر ایک مسلمان جس کے دل میں نور ایمانی کی ہلکی سی جھلک ہوگی اس کی یہ خواہش ہوگی کہ سرچشمۂ ہدایت یعنی جہاں سے اسلام شروع ہوا پھیلا اور بڑھا یہ خطۂ پاک دنیا کے ہر ایک حصہ سے زیادہ ترقی یافتہ ہو جائے ایک طرف دین و دولت کی نہریں جاری ہو جائیں غربت و افلاس کا نام و نشان نہ رہے اور دوسری طرف ہدایت و سعادت ابدی کا وہ روحانی چشمہ بھی مکہ اور مدینہ کی گلیوں سے پھوٹے جس نے کہ مادی جہنم کو روحانی بہشت بنا دیا تھا اور گمراہی و ضلالت کی نجاستوں سے پاک کر دیا تھا۔

مگر برادران اسلام آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس سال حجاز میں ہمارے رہنما کس طرح آپس میں دست و گریبان اور ایک دوسرے سے گتھم گتھا تھے باقاعدہ جنگ صفیں قائم ہوگئی ہیں اور زبان و قلم کے اسلحہ سے سب و شتم الزام و بہتان کے گولے اور گولیاں برس رہی ہیں اور اس زور شور کے ساتھ ایک دوسرے پر حملے ہو رہے ہیں کہ گویا کوئی فریق اپنے مخالف و مقابل کے فریق کو مومن و مسلم سمجھتا ہی نہیں بلکہ عدو اسلام اور دشمن دین سمجھ کر اس پر حملہ کر رہا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہر ایک فریق کے نزدیک دوسرے فریق نے ترک اسلام ترک قرآن ترک قبلہ کا اعلان کرکے مرتد ہو گیا ہو۔

برادران اسلام! تم اس وقت خداوند عالم کے حضور میں حاضر ہو اور اس خداوند بزرگ کی بندگی و عبادت کے لئے حاضر ہوئے ہو جو دلوں کے پوشیدہ بھیدوں کو جانتا اور دلوں کے کھلے چھپے کو پہچانتا ہے۔ تم صاف دلی سے خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہو کہ ہمارے رہنماؤں کی یہ حالت بہتر ہے اور شرعی و اخلاقی نقطۂ نظر کے علاوہ مصلحت اور اسلامی مفاد کے خیال سے مفید ہے؟ میں کہتا ہوں کہ کوئی مسلمان جس کے دل میں ذرہ برابر اسلام کا درد ہوگا وہ اس افسوسناک حالت کو پسند نہ کریگا اس لئے کہ اس خانہ جنگی سے ذرہ برابر نہ تو دین اسلام کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور نہ مسلمانوں کی قوم کو بلکہ دین میں رسوائی اور دنیا میں جگ ہنسائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو سکتا آپس کی خانہ جنگی سے مسلمانوں کی طاقت خاک میں مل جائے گی اور وہ اس قدر ضعیف اور کمزور ہو جائینگے کہ دین و دنیا کا کوئی کام اور اسلام اور مسلمانوں کی کوئی خدمت انجام دینے کی اہلیت و صلاحیت باقی نہ رہے گی دعویٰ یہ ہے کہ ہم اسلام کی خدمت کرنی چاہتے ہیں اور عمل یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے پر حملہ کر رہے ہیں بھلا اس طرح یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے؟ ایک دوسرے کی عداوت ایک دوسرے کی ذاتی رنجش دوسرے کے ساتھ بغض و حسد نفسانیت اس قدر ہم کو گمراہ کر رہا ہے کہ ایک مسلمان بھائی کے خلاف سخت سے سخت الزام لگانے اور کمینہ سے کمینہ بہتان تراشنے میں ہمیں کوئی خوف پیدا نہیں ہوتا آقائے دو عالم کا ارشاد تو یہ ہے کہ ظن المومنین خیرا یعنی مومنوں اور مسلمانوں کے ساتھ نیک گمان رکھو مگر ہماری یہ کیفیت ہے کہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر عیب نکالنے اور اپنے بھائی کو ذلیل و رسوا اور بدنام کرنے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ منافقین کے ساتھ بھی وہ نہ ہوتا تھا جو آج ہم اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ محض بدگمانی و بدظنی کی بنا پر یا کسی مسئلہ میں اختلاف رائے کی وجہ سے کرتے ہیں۔

برادران اسلام! خدائے اسلام نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور ایک دوسرے کی عزت و آبرو اور جان و مال اسی طرح ان پر حرام ہے جس طرح ماہ مقدس حرام۔ مسلمان کی عزت و آبرو خدا اور اس کے پیغمبر کے نزدیک اس قدر محبوب و عزیز ہے کہ جھوٹے بہتان باندھنے اور غلط الزام لگانے پر حد جاری ہو جاتی ہے یعنی جس طرح زنا اور شراب اور ارتداد کی سزا اسلام نے مقرر فرمائی ہے اسی طرح افک اور بہتان کی سزا بھی مقرر کی ہے اس سے ہم محض بدگمانی سے مسلمان پر بہتان باندھنے کی برائی سمجھ سکتے ہیں خدا اور اس کے رسول کا تو یہ حکم ہے اور ہمارا طرز عمل یہ ہے کہ آجکل سب ورنہ اکثر اسی عمل شر میں مصروف و منہمک ہیں اور نئے نئے بہتان اور نئے نئے الزام اپنے بھائیوں پر لگا رہے ہیں اور نیتوں پر حملے کر رہے ہیں حالانکہ نیتوں کا جاننے والا صرف خدائے علیم و بصیر ہے کوئی انسان دوسرے انسان کے دل کا حال معلوم نہیں کر سکتا اور نہ نیت سے واقف و آگاہ ہو سکتا ہے

برادران عزیز! یہ کیفیت حد درجہ اندوہناک اور بربادی بخش ہے مسلمان پہلے ہی سے آپس میں متحد و متفق نہ تھے اور بہت کم کام اتحاد و اتفاق کے ساتھ ہوتے تھے مگر خیر گذشتہ چند برسوں کے اندرونی اور بیرونی مصائب نے کسی قدر ان کی آنکھیں کھول دی تھیں اور غفلت کے پردے اٹھ رہے تھے اور مل جل کر کام کرنے کی ضرورت کا احساس پیدا ہو رہا تھا کہ یکایک یہ نئی مصیبت نازل ہو گئی جن لوگوں نے اتحاد و اتفاق کی رٹ لگائی تھی اور جو اتحاد و اتفاق کی پکار رات دن بلند کرتے رہتے تھے اب وہی آپس میں لڑ رہے ہیں اور ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھال رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہمارے سوا کوئی دوسرا باقی نہ رہے اور صرف ہم کو ایماندار سمجھا جائے اور باقی سب کو بے ایمان خائن اور غدار تسلیم کر لیا جائے جب لیڈروں کی یہ حالت ہوگی اور رہنما اس طرح دست و گریباں ہوں گے تو عام مسلمانوں کا خدا حافظ ہے۔

برادران عزیز! آپ سے یہ راز پوشیدہ نہیں ہے کہ جس قدر آج مسلمانان ہند کو متحد و متفق ہو کر زندگی بسر کرنے کی ضرورت ہے اور جس قدر اتحاد و اتفاق کی آج ان کو ضرورت ہے آج سے پہلے ان کو کبھی پیش نہ آئی ہو۔

خطرات سے اگر ہم بچ سکتے ہیں تو صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ جو بھلی یا بری حالت ہماری ہے اسی حال میں ہم سب ایک رشتۂ اتحاد و اخوت میں منسلک ہو جائیں اور اپنے بکھرے ہوئے شیرازے کو مضبوط کر لیں اور جس طرح شیر کے حملہ کے وقت گائیں متحد ہو کر ایک دائرہ سا بنا لیتی ہیں اور اس طرح باوجود مقابلہ کی طاقت نہ رکھنے کے اپنی حفاظت کر لیتی ہیں اسی طرح ہم بھی متحد و متفق ہو کر اپنی دینی و دنیاوی اور مادی و روحانی حفاظت کا بندوبست کریں مگر افسوس کہ عناد و چھوٹ اور رشک و حسد کے جذبات سے ہمارے رہنما اس قدر مغلوب ہو گئے ہیں کہ اس قدر موٹی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی اور بجائے متحد و متفق ہو کر کام کرنے کے ایک دوسرے پر بہتان باندھنے ایک دوسرے کو خواہ مخواہ ذلیل و رسوا کرنے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں اپنی طاقت برباد کر رہے ہیں اور اس طرح قوم و مذہب کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں۔

فرزندان اسلام و برادران دین اگر ہمارے رہنما اور لیڈر غلطی اور غلط کاری میں مصروف ہیں اور اسی کو صحیح راستہ سمجھتے ہیں تو اب تمہارا اور ہمارا فرض

کہ ان غلط کار رہنماؤں کو سیدھا راستہ بتلائیں اور انکو بتلائیں کہ جو راستہ تم نے اب اختیار کر لیا ہے اور جس خانہ جنگی میں تم مصروف ہو یہ صحیح اور سیدھا راستہ نہیں ہے اور اس کو چھوڑ دو اور وہ راستہ اختیار کرو جو اسلام اور مسلمانوں کے واسطے مفید ہو۔

بہرحال عام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ لیڈروں کو مجبور کر دیں کہ وہ آپس کی جنگ کو ختم کر کے اتحاد و اتفاق کے ساتھ مسلمانانِ ہند کی بہتری اور برتری کے کاموں کو انجام دیں اور اس کی صورت بظاہر اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ وہ تمام لیڈر جو آپس میں لڑ رہے ہیں اور ایک دوسرے کی تخریب و تذلیل کے درپے ہیں ان کے لڑائی جھگڑے کی باتیں سننے سے انکار کر دیں اور صاف کہدیں کہ جناب آپ اسی وقت تک ہمارے لیڈر ہیں جب تک آپ متحد و متفق ہو کر کام کرتے ہیں اور جہاں لڑائی جھگڑے کی بات آپ نے شروع کی ایک دوسرے کی مخالفت پر کمربستہ ہوئے بس پھر نہ آپ ہمارے لیڈر نہ ہم آپ کے متبع اور اطاعت گذار ہاں اس لڑائی جھگڑے سے الگ ہو کر کوئی بات آپ کہیں گے تو اس کو ہم سنیں گے اور اگر وہ مفید ہوگی تو اس پر عمل بھی کریں گے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ آپس میں لڑیں اور ہم آپ کی فوج میں شامل ہو کر آپس میں کٹ مریں اور باعث فتنہ و فساد ہوں۔

اگر ہم عام مسلمان اپنے عمل سے ثابت کر دیں کہ لڑاکا لیڈروں کو ہم ساتھ نہ دینگے خواہ وہ کتنے بڑے رہنما کیوں نہ ہوں تو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ان کی بگڑی ہوئی عادت درست ہو سکتی ہے یہ رہنما اور لیڈر لوگ اسی وقت تک لڑیں گے جب تک ان کو یقین ہوگا کہ عام مسلمان ان کی آپس کی جنگ زرگری میں دلچسپی لیتے ہیں اور جہاں ان کو اس امر کا یقین ہوا کہ اب مسلمان ہمارے اس طرز عمل سے اکتا گئے ہیں اور نفرت کرنے لگے ہیں تو مجبوراً ان کو اپنا رویہ بدلنا پڑے گا مگر برادرانِ اسلام مشکل تو یہ ہے کہ ہم خود ہی علما اور لیڈروں کی خانہ جنگی میں دلچسپی لینے لگتے ہیں اور پھر کچھ لوگ ایک طرف ہو جاتے ہیں اور کچھ دوسری طرف اور اس طرح ہم اس خانہ جنگی کی آگ میں ایندھن کا کام دیتے ہیں۔

پس اے برادرانِ اسلام خلوص قلب کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعا کرو کہ الٰہ العالمین ہمارے رہنماؤں کے قلوب کو پھیر دے اور ان کے دلوں کو ایک دوسرے کی طرف سے صاف کر دے اور بغض و حسد کو نکال کر اس کی جگہ باہمی محبت و مودت اور الفت و اخوت سے معمور کر دے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ ۔ اما بعد۔

برادرانِ اسلام! اس آقائے نامدار سرکار مدینہ صاحب لولاک رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ پر درود و سلام بھیجو جس نے اپنی عملی زندگی سے ہم کو سبق دیا کہ ہم اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھائی سمجھیں ان کے ساتھ وہی سلوک کریں جو ایک حقیقی بھائی کے ساتھ کرنا چاہیے اور جس نے ہم کو حکم دیا ہے کہ جو بات اپنے لئے پسند نہ کرتے ہو اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرنی چاہیے جس نے ہم کو حکم دیا ہے کہ جو بات اپنے لئے پسند نہ کرو وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرنی چاہیے اور جس نے بتایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور ان کو کوئی گزند و نقصان نہ پہنچے اور جس نے ہم کو حکم دیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ نیک گمان رکھو اور جس نے بتلایا کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ان کو آپس میں بھائیوں بھائیوں کا سا سلوک کرنا چاہیے پس ایسے رسول اکرم اور نبی محترم پر درود و سلام بھیجنا چاہیے خصوصاً جبکہ خود اللہ تبارک تعالیٰ اپنے حبیب پاک پر درود و سلام بھیجتا ہے تو ہمیں اپنی زبانوں کو اپنے آقا و مولا شافع محشر پر درود و سلام بھیجنے کے لئے وقف کر دینا چاہیے اور درود و سلام بھیجو حضرت کے آل و اصحاب خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی پر جنھوں نے کبھی کسی مسلمان پر بہتان نہیں باندھا اور کبھی کسی مسلمان پر بلا وجہ اور بلا دلیل بدگمانی کی اور نہ محض ظن اور گمان کی بنا پر کسی مسلمان کو ملزم اور قصوروار ٹھیرایا اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے چہیتے نواسوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین پر جو اپنے نانا جان کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ و نیز دعا مانگو کہ اے اللہ غریب مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث انما المومنون اخوۃ ظنوا المومنین خیرا ان بعض الظن اثم انما المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ پر سچے دل سے عمل کریں کسی کی برائی نہ چاہیں کسی سے بدگمانی نہ کریں اور کسی پر بہتان نہ باندھیں کیونکہ ان باتوں سے دلوں میں فرق پڑ جاتا ہے اور آپس میں بغض و عداوت پیدا ہو جاتی ہے جو بالآخر مسلمانوں میں پھوٹ اور نا اتفاقی کی آگ لگا دیتی ہے اور جب قوم کے اندر نا اتفاقی پھیلتی ہے تو وہ تباہ ہو جاتی ہے اور دوسری قومیں اسکو تباہ کر دیتی ہیں ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی ولذکر اللہ تعالیٰ اعلی واولی واکبر۔

شذرات

لکھنؤ کانفرنس کے نتائج حسنہ

افتراق و انتشار کی بلا فرزندان توحید پر کچھ اس طرح مسلط ہو گئی

تھی کہ اس سے رستگاری کی کوئی صورت ہی نظر نہ آتی تھی اور جسم ملت اس کے مہلک جراثیم کی نیش زنی سے برابر گھلتا چلا جاتا تھا ہماری آنکھوں کے دیکھتے دیکھتے ہندو منتشر ہونے سکھ ایک سلک اتحاد میں منسلک ہو گئے ہر قوم یکجہت اور یکرنگ ہو گئی مگر وہ قوم جس کے سینہ پر کبھی "رحماء بینہم" کا تمغہ زرین صدیوں جگمگاتا رہا وہ قوم جو "والف بین قلوبہم" کے نصائح بیکراں سے نوازی گئی اور جسے خیر امۃ کی شرف و افتخار حاصل ہے وہی آج زمانہ میں سب سے زیادہ منکوب سب سے زیادہ منتشر اور سب سے زیادہ بکھری ہوئی نظر آ رہی ہے ہندو کے لبرل کانگریسی انڈی پنڈنٹ مہاسبھائی سنگھٹنی تو ایک طرف سماجی غیر سماجی سناتنی و غیر سناتنی بر ہمو سماج آریہ سماج سب ایک ہو گئے اور سکھوں میں بھی کوئی سیاسی و غیر سیاسی اختلاف باقی نہیں رہا لیکن مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ قدم قدم پر اختلاف بات بات پر لڑائی اور متفق ہونے سے نفور۔ آخر رحمت ایزدی جوش میں آئی اور مسلمانوں کے یکجہت ہونے کے سامان اپنی قدرت سے فراہم کر دیئے وجھونو اور ہندوؤں کی مخاصمت نے تازیانہ عبرت کا کام کیا اور کوئی نہیں ہمارے "انصاری" اور "شیروانی" کھڑے ہو گئے مولانا ابو الکلام آزاد اور ڈاکٹر محمود کو تار پہنچا انہوں نے فوراً اقدام کیا پنڈت مالویہ اور دیگر زعمائے ہند سے گفت و شنید کی وہ بھی تیار تھے صورت حالات کو متغیر و خوشگوار پا کر انہوں نے اپنی بیان بمبئی میں مولانا شوکت علی اور شیخ عبد المجید صدر خلافت سے گفتگو شروع کر دی یہ محض فضل ربانی تھا کہ ان کے قلوب بھی بدل گئے اور وہ بھی مصالحت کے لئے ہمہ تن آمادہ نظر آئے ان بزرگوں نے ہوشمندی یہ کی کہ مبادیات بمبئی ہی میں طے کر لیں اور اس کے بعد لکھنؤ میں مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کو دعوت دی گو رجعت پسند عناصر کی طرف سے اس کانفرنس کی مخالفت شدت سے کی گئی ڈاکٹر سر اقبال اور مولانا شفیع داؤدی نے شرکت نہ کی تاہم مسلم کانفرنس کے بہت سے ارکان و اکابر پہنچ گئے اور جس جماعت کی طرف سے خطرہ تھا اس کی طرف سے بھی اتنی تائید ہو گئی کہ اسے بھی مخالفت کی جرأت نہ رہی اور مطلع صاف ہو گیا افق پر چھائی ہوئی تیرہ و تار گھٹائیں چھٹ گئیں اور فرزندان توحید کے مختلف اور متفاوت الخیال عناصر باہم شیر و شکر ہو گئے۔

لکھنؤ کا یہ اجتماع اتنا عظیم اتنا با عظمت و باشان اور اتنا نمائندہ اجتماع تھا جس کی نظیر گذشتہ دو سال مدت میں کہیں ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکتی نیشنلسٹ احرار رجعت پسند (امرا طرح) مسلم کانفرنس مسلم لیگ اور خلافت تمام جماعتیں اور تمام افراد موجود تھے سب متفق ہو کر قرار داد منظور کی سب نے مل کر بحث و تمحیص میں حصہ لیا اور سب ایک فارمولا اور ایک اسکیم پر متفق ہو گئے۔

نیشنلسٹوں نے مسلم کانفرنس کے تیرہ مطالبات جوں کے توں تسلیم کرنے اور اقرار کیا کہ وہ ہر حالت میں اس اسکیم کے پابند رہیں گے دوسری جماعت کے لوگوں نے مخلوط انتخاب منظور کر لیا اتنی ترمیم کے ساتھ کہ اس کی صورت بالکل غیر مشروط نہ رہے جیسے مولانا محمد علی مرحوم کا فارمولا یا اور کوئی صورت گو مشروط انتخاب کے ساتھ تیرہ مطالبات پر سب مسلمان اور ساری جماعتیں متفق ہو گئیں اور باہم کوئی نقیض اور اختلاف باقی نہیں رہا۔ بعض حضرات دنیا کو یہ فریب دے رہے ہیں کہ نیشنلسٹ تیرہ مطالبات پہلے ہی تسلیم کر چکے تھے حالانکہ یہ غلط ہے انہوں نے کبھی انھیں ان کی صورت میں تسلیم نہ کیا تھا یہ اسی اجتماع کی کارفرمائی ہے کہ نیشنلسٹوں نے تیرہ نکات تسلیم کئے ہیں اور مسلم کانفرنس اور مجلس خلافت کے ارکان نے مخلوط انتخاب کو مانا ہے اور سب ایک مرکز پر آ گئے ہیں ہم اس اجتماع اور اتفاق پر مسلمانوں کو قابل تبریک و تہنیت تسلیم کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدائے قدوس اس میں برکت عطا کرے اور یہ بد نصیب و بدبخت قوم بھی اتفاق سے جینا اور اتفاق سے مرنا سیکھے۔

وزیر اعظم کے فیصلہ کی خامیاں

وزیر اعظم برطانیہ نے جو فیصلہ کیا تھا لکھنؤ کانفرنس کا فیصلہ اس سے بدرجہا بہتر اعلیٰ ہے اس فیصلہ میں سب سے بڑی خامی تو یہ ہے کہ اس میں جداگانہ انتخاب کے سوا کوئی ایک مطالبہ بھی تسلیم نہیں کیا گیا جہاں دیگر صوبجات میں ہندوؤں کی فرقہ وارانہ اکثریتیں تسلیم کی گئی ہیں وہاں پنجاب و بنگال میں مسلمانوں کو آئینی تحفظ و اکثریت سے محروم کر دیا گیا کہا جاتا ہے کہ پنجاب میں مسلمانوں کے اکثریت حاصل کر لینے کا امکان ہے گو امکان ہی تو ہے وہ چیز تو نہ رہی جس کا مطالبہ بڑی شد و مد کے ساتھ کیا جا رہا تھا اور جو ملی ہستی کے تحفظ کے لئے نہایت ضروری اور لازمی تھا رہا بنگال وہاں تو یہ امکان بھی غائب ہے اور عملی اکثریت ہی وہاں قائم نہیں ہوتی یہ چیزیں اور یہ مطالبے مسلمانوں کے مرکزی مطالبے اور اہم ترین چیزیں تھیں وہ بھی اس فیصلے میں غارت ہو گئیں لیکن اب جو فیصلہ ہوا ہے اس میں پنجاب و بنگال کی مسلم اکثریتوں کا آئینی تحفظ ہو گا بہر حال وہ فیصدی نشستیں تو مسلمانوں کے لئے دونوں صوبوں میں آئینی طریق پر محفوظ ہو ہی گئیں رہے صنعت و حرفت، تعلیم و تجارت اور لیبر کے حلقے ان میں سے بھی مسلمان تین چار نشستیں لے کر پنجاب میں اپنی مذہبی و قومی اکثریت قائم کر سکیں گے اور پنجاب میں نہیں بلکہ بنگال تک میں ان کی اکثریت ان کی آبادی کے قریب قریب ہو جائے گی۔ اب مخالفت کرنے والے خود ہی غور کریں کہ وہ چیز حکومت کی بارگاہ سے ہمیں عطا ہوئی ہے وہ بہتر ہے یا وہ فیصلہ جو لکھنؤ کے نمائندہ اجتماع میں ہوا ہے اصل چیز انتخاب نہیں اکثریت کی حصول ہے۔

کہیں اور کوتاہ نظر افراد انتخاب ہی کو لئے پھرتے ہیں اور جداگانہ انتخاب کو ہی ایک نعمت عظمیٰ سمجھ کر یہ کہتے ہیں کہ اگر مخلوط انتخاب ہو گیا تو ہندو روپیہ دیکر اپنے مطلب کا آدمی کونسلوں میں بھیجیں گے اور وہاں سیاسی فساد کا خیال رکھنے والوں کا نقدان ہو گا غور کیجئے یہ خیال کتنا مہتم کتنا غلط اور گمراہ کن ہے بھلا انصاری شیروانی آزاد عالم کچلو کو روپیہ کی کیا کمی تھی اور اگر ملت کے اتنے اتنے بڑے وسیع اور اتنے خوشحال بزرگ روپیہ کے جال میں پھنس سکتے ہیں تو آخر مولانا شفیع داؤدی ڈاکٹر اقبال ڈاکٹر اور اسی قسم کے بزرگوں کے متعلق کیا اطمینان ہے کہ سنہری سکوں کی چمک انھیں مسحور نہ کر سکے گی اور جب روپے ہی سے کام نکالنا ٹھہرا تو وہ اس قوت کی بے پناہی سے ہر جگہ کام لے سکتے ہیں گو ہمارے نزدیک تحفظ اکثریت بہر نوع ضروری ہو مگر مشروط انتخاب مخلوط کوئی ایسی چیز نہیں ہے مگر مشروط انتخاب میں تو یہ چیز بھی ناپید کر دیجئے اگر مولانا محمد علی مرحوم کا ہی فارمولا رہتا ہے جس کے منظور ہونے کا گمان اغلب ہے تو گویا اعتراض

بھی فنا ہو جاتا ہے اس اسکیم میں لازمی ہے کہ وہی امیدوار کامیاب سمجھا جائیگا جسے اپنی قوم کے کم از کم چالیس فیصدی اور دوسری قوم کے کم از کم پانچ فیصدی ووٹ ملے ہوں اور اگر اس میں کوئی خامی ہے تو وہ امیدوار کامیاب ہوگا جسے اپنی قوم کے ووٹ زیادہ ملے ہوں کتنی بہتر صورت ہے اور جسے حکومت نے بلوچستان کے متعلق کچھ بھی نہیں کیا حالانکہ یہاں ۹۹ فیصدی مسلمان آباد ہیں اور ان غریبوں کی حالت کسی مطلق العنان سے مطلق العنان ریاست کی رعایا سے کسی طرح کم نہیں لکھنؤ میں اس کی اصلاحات دیدی گئی یہ بھی تسلیم ہوئی سندھ کا جداگانہ صوبہ بننا بھی مسلم ہو گیا جسے کسی غیر معینہ مدت کے لئے ٹال دیا گیا تھا۔ ملازمتوں اور تعلیمی اداروں کی امداد میں تناسب بھی تسلیم ہوا اور یہ بھی مان لیا گیا کہ اگر کسی قوم کے ¾ ممبر کسی تجویز کی مخالفت کریںگے تو وہ پاس ہی نہ ہو سکے گی۔

یہ کتنی شاندار اسکیم ہے اب جو مسلمان اسے بھی منظور نہ کریں اور اس اجتماع اور اس اتحاد سے فائدہ نہ اٹھائیں وہ غدار ملت ہیں۔ یہ باتیں ہیں جو مسلمانوں کے سامنے ہے وہ خود سمجھ سکتے ہیں کہ ان کے لئے مفید کونسی صورت ہے اور اب انھیں کن لوگوں کے کہنے پر چلنا اور کن اصحاب کا کہنا ماننا چاہیئے برادران وطن کو انصاف کا جا عتراض ہو سکتا تھا انتخاب ہی پر ہو سکتا تھا اس کی مخلوط نوعیت تسلیم کر لی گئی مسلمانوں خوب سمجھ لو کر خود اتحاد اور تنظیم کر لو کہ اتحاد ایک اتنی بڑی قوت اور اتنی عظیم طاقت ہے جس کا مقابلہ کوئی بڑی سے بڑی قوت بھی کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی مسلمان جب اور جس زمانہ میں بھی متحد ہو کر کھڑے ہوئے ہیں انہوں نے اپنی حیرت انگیز قوت کا اظہار کیا ہے یہی کچھ کم کامیابی نہیں کہ اس وقت مسلمان ایک مرکز پر آ گئے اور ان کے باہمی افتراق و اختلاف کا خاتمہ ہو گیا اس نا اتفاقی نے مسلمانوں کو جتنا نقصان پہنچایا اس کی تلافی برسوں تک ہونی مشکل ہے جو دوسروں نے اتفاق سے حاصل کیا اور ہم نے نا اتفاقی سے حاصل کیا ہو الٰہی کہو یا اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار احسان ہے کہ ایک عرصہ تک خراب اور رسوا ہونے کے بعد مسلمان بھی منزل پر پہنچ گئے ہیں جس سے ترقی کی راہیں کھلتی قومیں ترقی کرتیں اور اس دنیا میں فائز المرام ہوتی ہیں۔

ہندو اور سکھوں کی مخالفت

جہاں ہمیں اس امر کی مسرت ہے کہ پنڈت مالویہ اپنی خرابیٔ صحت کے باوجود اسی مفاہمت کے لئے دور دراز سفر کر رہے ہیں اور ہندو اور سکھ فرقہ پرستوں کو رو براہ لانے کی امکانی کوشش سے گریز نہیں کر رہے ہیں۔ کتنے حزن و افسوس کا مقام ہے کہ برادران وطن کے فرقہ پرست اس مبارک سعی کو ملیت و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت کرتے نظر نہیں آتے حال ہی میں لاہور کے اندر سکھوں کے ایک عظیم الشان اجتماع میں صاف اور واضح طور پر کہا گیا ہے کہ سکھ پنجاب میں مسلم اکثریت کو گوارا کرنے کے لئے ہرگز تیار نہ ہوں گے گو کہ مونجے اور بھائی پرمانند نے بھی کچی پکی رکھے بغیر کہہ دیا کہ پنجاب و بنگال میں آئینی مسلم اکثریت قائم ہوتی ہے اور سندھ کی علیحدگی تسلیم کی جاتی ہے تو مفاہمت منظور نہیں لیجئے بنگال کی ہندو مہاسبھا کے اعلانات بھی نہایت شرانگیز ہیں اس سے بھی زیادہ رنجدہ اور المناک امر یہ کہ ٹریبیون لیڈر ہندی اینڈ دانش اور امرت بازار پترکا جیسے انگریزی جرائد اور پرتاپ ملاپ ویر بھارت جیسے اردو جرائد بھی مفاہمت و مصالحت میں سنگ راہ بن رہے ہیں اور ان کا زور بھی زیادہ تر پنجاب اور بنگال کی مسلم اکثریت کے قیام کے خلاف ہی صرف ہو رہا ہے مطلب بتانے پھر کس سے توقع ہو۔

ہم ان جرائد و جماعتوں سے گوزارش کریں گے کہ خدا کے لئے آپ ملک کی فلاح و بہبود کا سد راہ نہ بنیں اور خوب سمجھ لیں کہ جس وقت ہندوستان متحد ہو گیا وہی وقت آفتاب آزادی کے طلوع کا وقت ہوگا آزادی اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی بھی کی جا سکتی ہے اور یہاں تو انھیں کچھ چھوڑنا اور دینا بھی نہیں چاہا اکثریت برو قائم ہو یا قدرتی طور پر بہرکیف اکثریت ہو اور صوبہ متحدہ میں قدرتی اکثریت تو برادران وطن ہی ہیں بتائیں کہ ان دونوں اکثریتوں میں فرق ہی کیا رہجاتا ہے اگر پنجاب کی آئینی اکثریت دائمی اور غیر مبدل ہے تو بتایا تو جائے کہ صوبہ متحدہ صوبہ متوسط بمبئی مدراس اور بہار کی ہندو اکثریتیں کیوں مبدل اور عارضی خیال کر لی جائیں جو چیز آئین پنجاب و بنگال مسلمانوں کو عطا کرے گا وہی چیز دیگر صوبوں میں قدرت نے فطری طور پر ہنود کو از خود دے رکھی ہے جب دوسرے صوبوں میں قدرتی طور پر اکثریتیں غیر مبدل صورت میں قائم رہی ہیں تو اگر پنجاب و بنگال میں آئینی طور پر قائم ہو گئیں تو اس سے کونسا نقص پیدا ہو جائے گا علی الخصوص اس صورت میں کہ انتخاب مخلوط ہو۔ اس سے تو لا محالہ یہی شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہندو فرقہ پرست چونکہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان دونوں صوبوں کی اکثریتوں کو فنا کر ڈالنا کوئی بڑی اور دشوار بات نہیں اس لئے وہ ان کی آئینی تحفظ برداشت نہیں کر سکتے برادران وطن کو محض چھ صوبوں میں اپنا اکثریت ملجانے کے امکان کے فائدہ کو جو در حقیقت جائز فائدہ بھی نہیں ملک کی بہتری کے لئے قربان کر دینا چاہیئے آزادی کے فوائد اس فائدہ سے بہت زیادہ شاندار ہوں گے گاندھی جی نے اسی دہلی میں ایک مجمع کو اعلان کیا تھا کہ اگر مسلمان کوئی متحدہ مطالبہ میرے سامنے لائیں تو میں بلا تامل اسے تسلیم کر لوں گا اور تسلیم کرنا چاہیئے اس لئے کہ کسی ایک قوم کے متحدہ مطالبہ کو ٹھکرانا جمہوری اصول کے بھی خلاف ہے اب جو مطالبہ کیا جا رہا ہے وہ متحدہ مطالبہ ہے اور اس کی منظوری میں اب کسی کو تامل نہ ہونا چاہیئے قوم پرست اور محب وطن برادران ملک کا فرض ہے کہ اب وہ میدان میں اتریں اور پوری قوت کے ساتھ اتریں اور جس طرح مسلمانوں نے اپنے رجعت پسند طبقہ کو مغلوب کر کے مخلوط انتخاب و مفاہمت پر آمادہ کر لیا اسی طرح وہ بھی اپنے فرقہ پرستوں کو مغلوب کریں اور مالوی جی کی ہمت بڑھائیں ہمیں توقع ہے کہ ہمارے ہندو بھائی بھی اتحاد و مفاہمت کی ضرورت کا احساس کر کے فوراً اس طرف متوجہ ہوں گے کہ اسی میں ملک کی بہتری کا راز مضمر ہے۔

جدید آرڈیننس کی خطرناک نوعیت

اس وقت جو آرڈیننس اسمبلی میں زیر تجویز ہے وہ اپنی خطرناک نوعیت کے اعتبار سے انتہائی مذموم اور نقصان رساں ہے پریس کی آزادی کا تو اس سے بالکل خاتمہ ہو جائیگا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ جب زخم کے منہ کو منہ کی طرف سے بہنے کا راستہ نہ ملیگا تو وہ اپنے نکلنے کے لئے دوسرے راستے تلاش کریگا ہزارہا بلیٹن خفیہ طور پر شائع ہونے لگیں گے اور حکومت کی کام بڑھ بھی جائے گا اور مطلوبہ مقاصد بھی حاصل نہ ہو سکیں گے۔ اس کی دفعہ (د) اتنی ہمہ گیر ہے کہ اس کے دار سے کوئی ایک اخبار بھی نہیں بچ سکتا حکومت کے جس شعبہ پر نکتہ چینی کرو انتظام پولیس فوج پولیس پر لکھو آرڈیننس گلا دبانے کے لئے تیار رہیگا لطف یہ ہے کہ معاملات ریاست کے متعلق بھی کوئی خامہ فرسائی اخبار کو اس کی زد میں لے آتی ہے ریاستوں کو ساتھ رکھنا اور انھیں نامزدہ سرکاری ارکان کی جگہ دینا مقصود ہے اس لئے انہوں نے بھی دلیر ہو کر مطالبہ کیا ہے کہ حکومت ہمارے اندرونی معاملات

میں مداخلت نہ کرے اور ہمیں آزاد چھوڑ دے اس طرح اب خواہ کشمیر میں مسلمانوں کے سر و سینہ کی تواضع گولیوں سے کی جائے اور خواہ الور میں ساری مسجدیں منہدم کر دی جائیں جیسے بعد میں دانا صاحب پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیئے جائیں یا دیگر ریاستوں میں ہندوستانی اچھوتوں پر ظلم ہو کسی کی مجال نہ ہوگی جو اس پر تبصرہ کر سکے یا زبان شکوہ وا کرنے کی جرأت کرے اس آرڈیننس کے متعلق نافذ ہو جانے کے بعد والیان ریاست صحیح معنوں میں اپنی ریاست میں فرعون بن جائینگے اور ہندوستان کی آٹھ سات کروڑ رعایا کی عزت و آبرو اور جان و مال ان کے رحم پر ہوں گے جب اخبار نویس نہ ریاستوں کے متعلق لکھ سکیں گے اور نہ حکومت کے شعبوں اور افسروں پر انہیں نکتہ چینی کی آزادی ہوگی تو کیا یہ زندہ رہیں گے اور کیا کریں گے ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جائز نکتہ چینی کو روکا نہیں گیا لیکن جب اتنا تیز اور اتنا ہمہ گیر ہتھیار حکام کے ہاتھ میں آ جائیگا تو اس کی ضمانت کیا ہے کہ وہ اس کا استعمال جائز طریق سے کر سکیں گے شر انگیزی کا انسداد ضرور ہونا چاہیئے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جائے آج ہی حکومت کے اسلحہ خانہ میں کس ہتھیار کی کمی ہے جو اس میں یہ اور خوفناک ہتھیار کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔

ہمیں اس امر کی مسرت ہے کہ دہلی جرنلسٹ ایسوسی ایشن نے اپنے جلسہ منعقدہ دفتر الامان میں اس کے خلاف موثر اور کارگر آواز بلند کی ہے اور تجویز کیا ہے کہ جرنلسٹوں کا ایک وفد اسمبلی کے ممبروں سے مل کر انہیں صورت حالات سمجھائے اور ان پر زور ڈالے کہ وہ اس آرڈیننس کو منظور نہ ہونے دیں واقعی اگر یہ آرڈیننس قانون کی صورت اختیار کر گیا تو اس سے ملکی آزادی کا ہی خاتمہ ہو جائے گا اور حکومت کے دامن پر ایک داغ رہ جائے گا دنیا یہی کہیگی کہ رعایائے ہند اپنی حکومت سے اتنی بیزار ہو چکی ہے کہ وہ نہیں چاہتی کہ یہ نظام حکومت اس کے سر پر مسلط رہے اور اب اس کا گلا گھونٹنے کے لئے حکومت کو ایک ہنگامی قانون کی دوامی صورت عطا کرنی پڑ رہی ہے ہم لارڈ ولنگڈن کی حکومت اور اسمبلی کے ارکان سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ وقت کی نزاکت اور حالات کے اقتضا کو دیکھ کر کوئی قدم اٹھائیں۔

بیروزگاری کی وبائے

عالمگیر کساد بازاری تجارتی بدحالی اور غلہ کی ارزانی کے باعث دنیا میں تو بیروزگاری و بیکاری ایک وبائے عام کی طرح پھیلی ہوئی ہے مگر ہندوستان کا تو اس نے کچھ عجیب ہی کمال کر دکھایا ہے اور یہاں سب و بلا مبالغہ بے شمار گریجویٹ در بدر ٹھوکریں کھاتے اور گلیوں اور شاہراہوں کی خاک چھانتے پھر رہے ہیں پہلے کانسٹیبل وہ بیچارے تھے جو الف کے نام لٹھ سے بھی واقف نہ ہوتے تھے مگر اب وہ زمانہ ہے کہ ایف اے کیا گریجویٹ غنیمت سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی انھیں رات بھر بندوق کندھے پر رکھ کر ذلیل دیکھنے کی ملازمت میں رکھ لے ایک پٹواری اور چپراسی کی جگہ خالی ہوتی ہے اور پانچسو درخواستیں آ موجود ہوتی ہیں نہ غریبوں کے رزق کا کوئی وسیلہ ہے اور نہ اوسط درجہ کے افراد کو کوئی پوچھتا ہے ایک اضطراب ہے جو ہر طرف پھیلا ہوا ہے ایک ہیجان ہے جس کی لہریں چاروں طرف دوڑ رہی ہیں نفسی نفسی کا زمانہ ہے سب کو اپنی اپنی پڑی ہے کسی کو کسی کے دکھ کی نہ خبر ہے نہ پرواہ! پہلے زمانہ میں حالت یہ تھی کہ ایک جماعت متوسط طبقہ ایسا تھا جس کا ذریعہ معاش ملازمت تھا۔

یہی لوگ نوکری کرتے تھے سرکاری دربار بھی ہوتے تھے اور نجی ملازمتیں بھی انہی کا کام اور انھیں کا پیشہ سمجھی جاتی تھیں صناعوں کے بیٹے صناعی اور تاجروں کے لڑکے تجارت ہی کرتے تھے اب حالت یہ ہے کہ ملازمت پیشہ متوسط طبقہ کے رزق پر چاروں طرف سے یلغار شروع ہو گئی ہے تیلی تنبولی اور اہل اور ستوں کے بچے پڑھ گئے اور ملازمتوں کے لئے درخواستیں دے مارے امیروں اور رئیسوں کے بچے ولایت ہو آئے اور ان کے دماغ میں سپرنٹنڈنٹی مجسٹریٹی ڈپٹی کلکٹری انسپکٹری وغیرہ کا سودا سمایا۔ ہر طبقہ ملازمت کا خواہشمند ہر فرقے کے لوگ نوکری کے جویاں! اب ملازمتیں اتنی کہاں سے آئیں جو انھیں دی جائیں یہ خود بھی مرے اور متوسط طبقہ کو بھی مار ا کیا کریں موجودہ نظام تعلیم رجحان ہی ملازمت کا پیدا کرتا ہے اور پڑھ لکھ کر رئیسوں امیروں تاجروں طلباء ہل تیلیوں اور ستوں سب کے بچوں کو ملازمت ہی کی سوجھتی ہے حالت پہلے ہی خراب تھی میدان پہلے ہی بھر چکا تھا اب جبکہ کساد بازاری ہے تو اس نے صورت حالات کو اتنا نازک بنا دیا کہ کسی کو چین سے دو وقت کا مل جانا بادشاہی خیال کیا جانے لگا اگر اس صورت حالات کے انسداد کی طرف جلد توجہ نہ کی گئی تو یہ سیلاب امنڈ کر ہر چیز کو اپنی رو میں بہا لیجائے گا اور کسی کے بنائے کچھ نہ بنے گی۔

نظام تعلیم میں انقلاب کی ضرورت

ہم دیکھتے ہیں اور کھلی آنکھوں دیکھتے ہیں کہ موجودہ نظام تعلیم نہ ہمیں اخلاق حسنہ کا حامل بناتا ہے نہ انسان بناتا ہے اور نہ اس قابل بناتا ہے کہ ہم عزت کے ساتھ اپنے لئے وجہ معاش پیدا کر سکیں بلکہ نوجوان پڑھ کر اور گنے گندے ہو جاتے ہیں، داخلہ کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا اور خرچ بڑھ جاتے ہیں اور کچھ کمانے ہی لگتے ہیں تو انہیں چار پیسے بچا لے آتے ہیں اور نہ رکھنے پوری زندگی مصیبت اور پریشانیوں میں گذر جاتی ہے ہماری یونیورسٹیوں سے ہر سال ہزارہا طلبا فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں اور ان سے در بدر کی ٹھوکریں کھانے کے سوا اور کوئی کام بن نہیں آتا ہمارا جو نظام تعلیم قائم ہے وہ اس لئے برپا کیا آیا تھا کہ اس کے ذریعہ دفتروں کے لئے کلرک پیدا کئے جائیں وہ ہو گئے جو ضرورت تھی وہ پوری ہو چکی اب ہمیں ملازمت کرنے والے بابوؤں اور منشیوں کی ضرورت نہیں ضرورت ہے اچھے تاجروں اچھے صناعوں اور اچھے اخلاق والوں کی اور ایسے افراد کی جو دنیا میں رہ کر اپنا رزق تو آپ پیدا کر سکیں لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا ملک کا لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ سالانہ ایک ایسی تعلیم پر ضائع و برباد کیا جا رہا ہے جو اتنے گراں خرچ پر طالب کو اپنے جسم و جان کی یکجائی کا سامان فراہم کرنے کے قابل بھی نہیں بناتا اور بقول حضرت اکبر الہ آبادی "وہ کھوئے گئے اور تعلیم پا کے" کے صحیح مصداق بن جاتے ہیں۔

ضرورت تھی اس امر کی کہ اس نظام میں مناسب وقت و حال اصلاح و ترمیم کی جاتی لیکن ملک محب وطن حضرات سے بھرا پڑا ہے اسمبلی اور کونسلوں کے اجلاس میں بڑی بڑی ہنگامہ آرائیاں ہوتی ہیں کھٹ پٹ اور نافرمانی قوانین کے متعلق بڑے بڑے اعلان نکلتے ہیں لیکن کسی کو یہ خیال نہیں آتا کہ ملک کے نوجوان جن پر آئندہ نسلوں کی بہتری و بہبود کا دارومدار ہے کس مصیبت میں مبتلا ہیں سیاسی غوغا آرائیوں میں وقت کی یہ اہم صدا کسی کو سنائی دیتی نہیں یہ کام تو آج سے بیس سال پیشتر کرنے کا تھا مگر جو تعلیم فال بن گیا اور بری طرح بنتا گیا یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ملک میں بیروزگاروں کی ایک بڑی کی بڑی فوج بیکار و پریشان پھر رہی ہے اور صورت حالات نازک سے نازک صورت اختیار کرتی چلی جا رہی ہے اگر اب

بھی زعمائے وطن نے اس طرف توجہ نہ کی تو دیکھتے دیکھتے حالات قابو سے باہر ہو جائینگے ضرورت ہے کہ اس سوال کو جلد از جلد ہاتھ میں لیا جائے اور نظام تعلیم میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے ایک جہاد شروع کر دیا جائے سردست یہ سعی کی جائے کہ ہر اسکول اور کالج میں کسی ایک ایسی صنعت و حرفت کی تعلیم لازمی کر دی جائے جس کے ذریعہ طلبا فارغ التحصیل ہونے کے بعد عزت کے ساتھ اپنی معاش آپ پیدا کر سکیں اور انھیں کم از کم اپنے رزق کے لئے پریشان ہونا نہ پڑے اس کے بعد صنعتی مدارس کے قیام پر توجہ مبذول کی جائے جب تک یہ نہ ہوگا اس وقت تک ہماری مشکلات کا مداوا نہ ہو سکے گا۔

سر علی امام کا انتقال پرملال

یہ خبر طول و عرض ہند میں نہایت اندوہ و کرب کے ساتھ سنی جائیگی کہ ملک کی مایہ ناز ہستی سر علی امام کا اچانک انتقال ہو گیا مرحوم ایک کامیاب بیرسٹر اور بہار کے ایک معتدد خاندان کے چشم و چراغ تھے اور ابتدا ہی سے ملکی و ملی تحریکات میں نمایاں حصہ لینے لگے تھے احرار کی جماعت میں آپ کو بہت بڑا اقتدار حاصل تھا اپنی خداداد قابلیتوں اور عالمگیر شہرتوں کی بنا پر آپ دولت آصفیہ کی وزارت عظمے کے منصب جلیل پر فائز ہو گئے اور جب ریٹائر ہوئے تو آپ کی صحت بہت بگڑ چکی تھی درد مالت آپ کو چین سے بیٹھنے نہ دیتا تھا بیرسٹری بھی کر سکتے تھے اور ملک و ملت کے کام بھی صحت جو بگڑی تو بگڑتی ہی چلی گئی اور گول میز کانفرنس کی شرکت کے زمانہ میں تو اس پر اور زوال پڑا آپ کا ارادہ تھا کہ وطن کی ہجرت کے سلسلہ میں اماکن مقدسہ کی زیارت سے بھی مشرف اندوز ہوں اس کے لئے آپ نے ایک وسیع پروگرام بھی مرتب کر لیا تھا مگر خرابی صحت نے آپ کی یہ آرزو بھی نہ پوری ہونے دی اور آپ تکمیل تمنا سے پیشتر ہی کم و بیش ستر سال کی عمر میں رہگرائے عالم بقا ہو گئے۔ مرحوم کی ناوقت موت سے جو جگہ خالی ہوئی ہے اسکا پر ہونا بظاہر بہت مشکل نظر آتا ہے خدائے قدوس مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا کرے آمین۔

مولانا بہلول خان دانا کی گرفتاری

مولانا بہلول خاں صاحب دانا کی گرفتاری سے مسلمانان ہند میں بالعموم اور مسلمانان راجپوتانہ میں بالخصوص ایک اضطراب عظیم پیدا ہو گیا ہے اخبار بیں طبقہ آپ کے نام، آپکی قائدانہ سرگرمیوں اور آپ کی ملی و اسلامی خدمت سے اچھی طرح روشناس ہو چکا ہے آپ محض خدمت مسلمین کے جوش میں فقیر بن گئے اور اب آپ کا کام یہ اور صرف یہ رہ گیا تھا کہ آپ جھونپڑے کے ایک حجرہ میں بیٹھکر راجپوتانہ کے مسلمانوں میں حرکت حیات اور احساس عمل پیدا کریں اس اقدام نے جہاں آپ کو مسلمانان راجپوتانہ میں بیحد ہر دلعزیز بنا دیا وہاں آپ فرقہ پرست ہندو کی نگاہوں میں کانٹا بنکر کھٹکنے لگے آپ مسلمانوں کے ساتھ کسی انصافی و زیادتی کو گوارا نہ کرتے تھے مسلمانوں سے آپ کو محبت تھی یہی چیز آپکے مقدمہ حیات کی فرد جرم بن گئی بچہ بچہ آپ کا دشمن ہو گیا آپ کو ایذا رسانی ہی نہیں بلکہ سرے سے ختم ہی کر دینے کی زبردست کوششیں کی گئیں اور محض اتفاق تھا کہ آپ دشمنوں کے چنگل سے بچ گئے جب کسی طرح کامیابی نہ ہوئی تو آپ کو مقدمہ میں پھنسانے کی سعی کی گئی اور ایک رات کے سناٹے میں سو بجے کے وقت اس وقت جبکہ آپ بستر علالت پر دراز تھے گرفتار کر لئے گئے آپ کی گرفتاری کی خبر نے تمام مسلمانوں کو مضطرب و پریشان بنا دیا ہم مہاراجہ بہادر سے استدعا کرینگے کہ آپ اس ... ... خاندان کی روایات کے حامل ہیں جس کے تعلقات شاہانہ اسلام سے دوستانہ نہیں عزیزانہ ہیں آپ کی ریاست میں مسلمانوں کو کوئی تکلیف پہنچے تو بہت رنج ہوتا ہے آپ خود انھیں مسلمانوں کے معاملہ کو ہاتھ میں لیں اور ہمارے بہلول کو رہا کر دیں اس لئے کہ وہ بالکل بیقصور ہیں اور محض نامہ نگاری کے سوا انہوں نے کوئی ایسا اقدام نہیں کیا جو خطرناک سمجھا جائے اس سے آپ مسلمانوں کے قلوب ہاتھ میں لے لیں گے۔

مسلمانوں کو ارسطالیسی ہدایت

الہ آباد کی کانفرنس کے متعلق ڈاکٹر مونجے، چندنارنگ اور بھائی پرمانند نے ہندوؤں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے تمام و کمال مطالبات ہرگز تسلیم نہ کریں کیونکہ ایسا کرنا ان کی ہزیمت و شکست کے مترادف ہے ساتھ ہی آپ نے مسلمانوں کو بھی چلتے چلاتے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ وہ "کچھ لو اور کچھ دو" کے اصول پر عمل کریں۔ دیکھیں آپ نے مہاسبھائی گراموفون کی صدائے بازگشت! اس "کچھ لو اور کچھ دو" کا مطلب یہی ہے کہ اقلیت کے صوبوں میں سب لو اور اکثریت کے صوبوں میں سب کچھ ہمارے حوالہ کر دو اور سندھ کی علیحدگی پر بھی نذر نہ دو کوئی ان سے پوچھے کہ کیا صلح دو مساوی طاقتوں میں ہو رہی ہے جو اس اصول پر عمل پیرا ہونگی یا اکثریت کی جا رہی ہیں یا اکثریت و اقلیت کا معاملہ ہے پھر مسلمانوں کے مطالبات تو اقل ترین مطالبات ہیں اگر اکثریت اسی طرح سودا کرنے بیٹھ جایا کرے تو پھر اقلیتوں کا تو خدا حافظ ہے اکثریت کو سودا کرنا چاہیئے یا اقلیت کے ساتھ مراعات کرنی اس سے زیادہ اور کوئی لغو منطق اور کیا تصور میں آسکتی ہے۔

فرانس و جرمنی کی رقابت

افق یورپ پر حرب و پیکار کی گھٹائیں پھر مسلط ہوتی چلی جا رہی ہیں اور کچھ بعید نہیں کہ مستقبل قریب ہی میں ایک ہولناک جنگ کے وقوع کے خوفناک اسباب فراہم ہو جائیں تخفیف اسلحہ کا شور سننے میں تو بہت آرہا ہے مگر حالت یہ ہے کہ کوئی کمی کی نہیں ملتا اور ہر طرف ہیبت و دہشت کی ناقابل عبور پہاڑیاں سر نکالے کھڑی نظر آرہی ہیں فرانس کی روش نے دنیا بھر کو حیران بنا رکھا ہے اس کی پالیسی یہ ہے کہ خود تو نہ صرف مسلح رہے جدید ترین اور خوفناک آلات حرب سے اپنی افواج کو برابر آراستہ کرتا چلا جائے مگر دوسری طرف اپنی زبان تخفیف اسلحہ کی سعی کی تائید کے لئے وقف رکھے اور دوسری ہمسایہ سلطنتوں کو نہ صرف یہ کہ پنپنے نہ دے بلکہ انھیں اور جرمنی کو بالخصوص بے دست و پا بنا دے۔

وہ اپنی پالیسی کو کچھ اس رنگ سے پیش کرتا ہے اور اپنی اس پالیسی کو اس انداز سے نبھانا چاہتا ہے کہ کسی کو شبہ بھی نہو اور تنہا وہی میدان میں ہتھیاروں سے کھڑا نظر آئے اس سے تمام دول مغرب میں بد دلی سے پیدا ہو رہی ہے اور جرمنی تو علانیہ اس پر زبردست اعتراض کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اب حالت پیمانۂ صبر سے لبریز ہو چکی ہے کہ اگر جرمنی خاموش رہے تو اس کی زندگی کے لئے خطرات پیدا ہو جائینگے فرانس سے جتنا ہی معاہدہ ورسیلز کی جکڑبندیوں میں جکڑا اور کسنا چاہتا ہے اتنا ہی وہ اور زیادہ دلیر و بیباک ہوتا چلا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اب بظاہر تخفیف اسلحہ کے برسرکار ہیں بھی دونوں سلطنتیں ہاتھ دھو کر پیچھے پڑی ہیں جرمنی فرانس کے اس طرز عمل سے بہت زیادہ برافروختہ ہو رہا ہے اور ہونا بھی چاہیئے کہ اس کے سامنے فرانس کی تیاریوں نے مرگ و زیست کا سوال پیدا کر دیا ہے اس سے یہی ہوا ہے کہ وہ بھی تلاش

جو بیس سال قبل مطلع یورپ کی سرخی بن گئی تھیں وہ پھر زندہ ہو گئی ہیں پھر چونکہ فرانس نے جرمنی ہی کو نہیں دیگر دول کو بھی اپنے رویہ سے بیزار کر دیا ہے اس لئے کہ انگلستان امریکہ اور اطالیہ سب طرف سے اس کی مخالفت ہو رہی ہے ظاہر ظاہر میں تعلقات کتنے ہی اچھے نظر آئیں لیکن اندر اندر سب بھرے ہوئے ہیں اگر حالات کی رفتار یہی رہی تو میدانوں میں بارود کا آتش ذخیرہ جمع ہو جائے گا جسے ایک چنگاری بھک سے اڑا کر رکھ دے گی خدائے قدوس اس بلائے عظیم سے دنیا کو محفوظ رکھے اگر یورپ میں جنگ ہوئی تو مشرق کا دامن اس کے شعلوں سے ہرگز مامون و محفوظ نہ رہ سکیگا۔

مزارعین کی گرانباری

مسٹر برلیفورڈ ہندوستان کے حالات کا مشاہدہ کرکے واپس تشریف لے گئے تو آپ مزارعین کی حالت و نکبت سے کچھ اس درجہ متاثر ہوئے کہ آخر آپ نے باغی ہندوستان نامی ایک کتاب لکھکر شائع کر دی اور اسمیں واضح کیا کہ مزارعین ہند اس وقت کس تکلیف و اذیتوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ساہوکارہ کی جونکیں کس بیدردی کے ساتھ ان کا خون چوس رہی ہیں آپ نے اپنے مشاہدہ کی بنا پر لکھا ہے کہ ہندوستان کا کاشتکار دنیا کی سب سے زیادہ مصیبت زدہ ہستی ہے ایک طرف ظالم زمیندار انھیں ستاتے ہیں تو دوسری طرف مہاجن ان کا خون چوس لینے کے لئے ہر وقت ہمہ تن تیار رہتے ہیں آپ نے دکھایا ہے کہ اس ملک میں کاشتکاروں پر جو قرض ہے اس کی تعداد ۲۷ ۲ ½ فیصدی سے لیکر ۷۵ فیصدی تک ہے اور یہ ایک ایسا چکر ہے جسکے پنجے سے کاشتکار کو زندگی بھر رستگاری نصیب نہیں ہوتی۔

آپ تو یہی کہتے ہیں مگر ہمارے نزدیک تو آجکل ہندوستان میں راج ہی مہاجنوں اور ساہوکاروں کا ہے ہم اس موقع پر صرف ایک صوبہ پنجاب کے اعداد و شمار پیش کرتے ہیں یہاں حکومت کو مالیہ اراضی سے بمشکل پانچ کرور روپیہ آمدنی ہوتی ہے اور اس کے تمام محاصل دس گیارہ کرور روپیہ سے کسی طرح زیادہ نہیں اس کے مقابلہ میں مہاجن تنہا ایک اسی صوبہ سے اٹھارہ کرور وصول کر لیتے ہیں اب بتائیے راج حکومت کا ہے یا ان مہاجنوں کا پھر غضب یہ ہے کہ بڑے بڑے حریت پسند اور محب وطن ان کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اور ایک قدم ان کی مخالفت میں نہیں اٹھا سکتے وہ تو حکومت نے ۱۹۰۰ء میں قانون انتقال اراضی منظور کر دیا ورنہ یہ تو اب تک ان دفتر صوبے کے تمام مزارعین کو نگل گئے ہوتے اور چپہ برابر زمین بھی آج کسی کاشتکار کے پاس نظر نہ آتی تحدید سود کے لئے نہیں بلکہ صرف انہیں اپنے حسابات صاف رکھنے پر مجبور کرنے کے لئے کونسل میں جو مسودہ قانون پیش ہوا تھا ان کے اثر ہی سے اس کی مخالفت پر قوم پرست عمائد تک تیار ہو گئے مصیبت یہ ہے کہ حکومت مالیہ میں کمی بھی کر دیتی ہے اور اس مرتبہ بھی اس نے بہت سا مالیہ معاف کیا مگر مہاجنوں کی بیرحمی ایک پیسہ بھی معاف کرنے پر تیار نہ ہوئی ضرورت ہے کہ حکومت خود تحدید سود کے متعلق کوئی موثر قانون بنا کر نافذ کرے ورنہ یہ قانونی لوٹ ملک کو تباہ و برباد کرکے رکھدیگی۔

الہ آباد کا اجتماع

اس وقت الہ آباد میں ہندو مسلم اور سکھ زعماء کا بہت بڑا مجمع ہے اور مفاہمانہ گفت و شنید کا سلسلہ سرعت کے ساتھ شروع کر دیا ہے حالانکہ اس سرعت کے ساتھ کروٹ لے رہے ہیں کہ ابھی تک نتائج کے متعلق کوئی قطعی رائے پیش نہیں جا سکتی صبح کو اطلاع موصول ہوتی ہے کہ فلاں نکتہ کا فیصلہ ہو گیا اور فلاں فلاں معاملات طے کر لئے گئے اور شام کو اس کی تردید ہو جاتی ہے اس شذرہ کے سپرد قلم کرتے وقت کی آخری اطلاعات یہ ہیں کہ ہنوز سرحد و بلوچستان کا مطالبہ پورا ہوا ہے پنجاب و بنگال کی اکثریت انتخاب مخلوط کی نوعیت اور سندھ کے مسائل میں شدید اختلاف ہے اتنا کہ خود زعمائے قوم نتائج کی طرف سے مایوس و ناامید معلوم ہوتے ہیں سب سے زیادہ مشکل یہ آن پڑی ہے کہ جو لوگ اکثریت تسلیم بھی کرتے ہیں وہ دس برس کے لئے کرتے ہیں اس کے بعد تخصیص خود بخود ختم ہو جائے گی سندھ میں بھی مالی برداشت کی پخ لگائی جا رہی ہے ہم واقعات کی اس رفتار کو دیکھ کر خود پریشان ہو رہے ہیں ایک طرف مادر ہند ہم سے اتحاد و مفاہمت کا مطالبہ کر رہی ہے اور دوسری طرف ملی مقاصد ہمیں اڑیا رہنے پر مجبور کرتے ہیں ہمارے نزدیک تو گو انتخاب مخلوط میں کوئی خطرہ نہیں اور ہم پہلے سے اسے مستحسن قرار دیتے چلے آ رہے ہیں مگر مسلم اکثریت کا قیام ہمارے نزدیک بھی بہر صورت بہر نوع ضروری ہے اور سندھ کو بھی اب ہم زیادہ عرصہ تک بمبئی کا غلام دیکھنا پسند نہیں کر سکتے پھر جب ایک دفعہ بین الملی اتحاد ہو کر ایک متفقہ چیز سامنے آ گئی تو اس سے انحراف بھی معتوب ہے نیشنلسٹ ہی میدان میں نہیں ہیں بلکہ اب مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ اور مجلس خلافت بھی ہمارے دوش بدوش مفاہمانہ جو شمل میں کھڑی ہوئی ہے جس کا ادعا یہ ہے کہ وزیر اعظم کے فیصلہ سے پنجاب میں ۵۲ اور بنگال میں ۵۱ فیصدی اکثریت کے جداگانہ انتخاب کے ساتھ قیام کا یقین ہے وہ یہ بھی کہتی ہے کہ جب اچھوتوں کو مخلوط انتخاب ترک کرنے کا بدلہ دگنی سے زیادہ نشستوں کی صورت میں عطا کیا گیا تو اگر مسلمانوں کو مزید کچھ نہ ملے تو یہ بھی تو نہ ہو کہ تیرہ نکات بھی اطمینانی طور پر طے نہ ہوں ان کا یہ دعوی بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں۔ مشکلات پر مشکلات سامنے آ رہی ہیں کاش کہ مفاہمت ہو جائے اور برادران وطن اپنی بیجا ضد چھوڑ کر اور فرقہ وارانہ ذہنیت سے جدا ہو کر ہمارے تیرہ نکات منظور کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں کہ ملک کی بہتری کا راز اسی میں مضمر ہے گو ہمیں اب مصالحات کی توقعات باقی نہیں رہی ہیں اور حالات بھی بتا رہے ہیں مگر ہماری دعا اور آرزو یہی ہے کہ مصالحت ہو جائے اور یکجہت و متفق ہو کر آزادی ہند کے لئے سعی و جہد کا رستہ سنبھالے۔

کریم اللغات

آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ آپ کی زبان اور روزمرہ بول چال میں کتنے فارسی کے الفاظ ایسے ہیں جو باوجود روزمرہ بولنے کے بھی ان کے صحیح معنوں سے آپ واقف نہیں اور بعض اوقات ان کا استعمال غلط ہوتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں جب اس کی وجہ سے شرمندگی ہوتی ہے تو بہت غصہ آتا ہے اتنی بڑی بات کے لئے ذراسی تکلیف گوارا کیجئے جدید کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھئے دو چار مہینے میں آپ کی بول چال اور تقریر میں نہایت موزوں برجستہ اور برمحل الفاظ آ جائینگے آپ کی تحریر مستند اور بلیغ ہو جائیگی اس کتاب کی ضخامت ۷۰۰ صفحات ہیں جدید الطبع نو ترمیم اور بہت سستی ہے قیمت فی جلد کامل مجلد صرف ایک روپیہ۔

پتہ
منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تبلیغ الاسلام

باب الجنائز

(سلسلہ گذشتہ)

گریہ وزاری آہ و بکا کی ممانعت

مرنے کے بعد یا موت کی خبر سنکر گریہ وزاری کرنا بیان کر کے رونا زمانہ جاہلیت کی رسم ہے حضورؐ نے اسکی ممانعت فرمائی ہے جس قدر رنج حضور نے اپنی اولاد کے مرنے کے بعد کیا ہے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں چنانچہ حضور کے رنج کا حال آپ کو ذیل کی حدیث سے معلوم ہو جائے گا۔

عن انس قال دخلنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ابی یوسف القین وکان ظئرا لابراهیم فاخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم ابراهیم فقبله وشمه ثم دخلنا علیه بعد ذالك وابراهیم یجود بنفسه فجعلت عینا رسول الله صلی الله علیه وسلم تذرفان فقال له عبد الرحمن بن عوف وانت یا رسول الله فقال یا ابن عوف انها رحمة ثم اتبعها باخری فقال ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقك یا ابراهیم لمحزونون۔ متفق علیه۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور کے ساتھ ابی یوسف لوہار کے گھر اور وہ حضور کے صاحبزادے ابراہیم کا رضاعی باپ تھا پس حضور نے ابراہیم کو لیا اور بوسہ دیا اور سونگھا آپ نے اور پھر ابراہیم کو واپس دیا یا پہلوس کے چند روز بعد ہم حضور کے ساتھ پھر ابو یوسف لوہار کے گھر گئے اور ہم نے دیکھا کہ ابراہیم جان توڑ رہے ہیں حضور ان کی یہ حالت دیکھکر رونے لگے حضور کی اس حالت کو دیکھکر عبد الرحمن ابن عوف نے کہا کہ کیا آپ بھی روتے ہیں یارسول اللہ حضور نے فرمایا کہ اے بیٹے عوف کے یہ رحمت ہے پھر حضور رونے لگے اور آپ نے ارشاد فرمایا آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہوتا ہے اور ہم سوا اس کے اور کچھ نہیں کہتے گریہ کہ اے رب ہمارے ہم راضی ہیں مگر تیری مفارقت میں ابراہیم ہم رنجیدہ ہیں۔

تشریح

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صاحبزادے کی وفات پر خود روئے تو اس سے معلوم ہوا کہ عزیز یا دوست کی مفارقت میں اگر رو دیا جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ یہ اہل اللہ کے نزدیک کمال ہے لیکن جزع فزع اور گلہ شکوہ کرنا جائز نہیں اور نہ مرنے والے کی خوبیوں کا اظہار کرنا درست ہے حضور نے اس بوان میں رونے کو رحمت کی نشانی قرار دیا اہل دل کی یہ پہچان ہے کہ جب ان کے سامنے اس قسم کے واقعات پیش آتے ہیں وہ رو دیتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے تری اعینهم تفیض من الدمع یعنی اے نبی تو ان کی آنکھوں کی طرف دیکھیگا کہ وہ آنسوؤں سے ڈوبی ہوئی ہیں۔

عن اسامة بن زید قال ارسلت ابنة النبی صلی الله علیه وسلم الیه ان ابنا لی قبض فائتنا فارسل

اسامہ ابن زید سے روایت ہے کہ بھیجا حضور کی صاحبزادی نے حضور کے پاس ایک آدمی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ آپکی

یقرئ السلام ویقول ان لله ما اخذ وله ما اعطی وکل شیء عنده باجل مسمی فلتصبر ولتحتسب فارسلت الیه تقسم علیه لیاتینها فقام ومعه سعد بن عبادة ومعاذ بن جبل وابی بن کعب وزید بن ثابت ورجال فرفع الی رسول الله صلی الله علیه وسلم الصبی ونفسه تتقعقع ففاضت عیناه فقال سعد یا رسول الله ما هذا فقال هذه رحمة جعلها الله فی قلوب عباده فانما یرحم الله من عباده الرحماء متفق علیه۔

صاحبزادی عرض کرتی ہیں کہ میرا بچہ مر گیا حضور نے جواب میں سلام کہلا کر بھیجا اور فرمایا کہ اس سے کہدینا کہ تحقیق اللہ ہی کے واسطے ہے جو کچھ کہ لیا اس نے اور جو کچھ کہ دیا اس نے یعنی اولاد اللہ ہی دیتا ہے اور اللہ ہی لیتا ہے ہم کو اس کے جدا ہونے پر رنج اور غم نہیں کرنا اور نہ جزع فزع کرنی چاہئے اس واسطے کہ یہ امانت تھی اس کی جو اس نے لے لی اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر تھا جب وہ آ جاوے اور جب وہ وقت ختم ہو گیا مر گیا اس کے بعد آپ کی بیٹی نے پھر آدمی کو حضرت کو قسم دیکر بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں پس کھڑے ہوئے حضرت اور اٹھے ساتھ حضرت کے سعد بن عبادہ اور زید بن ثابت اور آدمی بھی گئے جب حضور صاحبزادی کے گھر پہنچے تو بچہ یعنی آپ کا نواسہ آپ کی طرف اٹھایا گیا اور بچہ اس وقت دم توڑ رہا تھا حضور کی دونوں آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے حضور کی یہ حالت دیکھکر سعدؓ نے کہا کہ حضور یہ کیا ہے رسول اللہ نے فرمایا یہ رحمت ہے جس کو پیدا کیا اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں اور اللہ نہیں رحمت فرماتا اپنے ان بندوں پر جو نہیں مہربانی کرتے اللہ کے بندوں پر۔

تشریح

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور کو جتایا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور کے رونے پر انہوں نے خیال کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو حضور کو خیال نہ رہا ہو اور رونا ممنوع ہے حضور نے فرمایا ناجائز ہے جزع اور فزع اور بیان کر کے رونے کی ممانعت ہے اور آنسوؤں سے رونا مومن کے رقیق القلب ہونے کو ظاہر کرتا ہے اور رقت قلب زیادہ ایمان کی علامت ہے۔

عن عبد الله بن عمر قال اشتکی سعد بن عبادة شکوی له فاتاه النبی صلی الله علیه وسلم یعوده مع عبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وعبد الله بن مسعود فلما دخل علیه وجده فی غاشیة فقال قد قضی قالوا لا یا رسول الله فبکی النبی صلی

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیمار ہوئے سعد بن عبادہ نہ معلوم کیا بیمار تھے حضور ان کی بیمار پرسی کے واسطے گئے اور خباب کے ساتھ اس وقت عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص تھے اور عبد اللہ ابن مسعود جب ان کے پاس گئے تو اس وقت عبادہ بیہوش ہو گئے تھے حضور نے فرمایا کیا ہو چکے ہم نے کہا کہ نہیں حضور یہ سنکر رونے

الله عليه وسلم فلما رأى القوم بكاء النبي صلى الله عليه وسلم بكوا فقال الا تسمعون ان الله لا يعذب بدمع العين ولا بحزن القلب ولكن يعذب بهذا واشار الى لسانه او يرحم وان الميت ليعذب ببكاء اهله عليه متفق عليه.

لگے پھر حضور نے فرمایا کہ سنتے ہو تم یاد رکھو کہ اللہ نہیں عذاب کرتا آنسوؤں سے رونے پر اور نہ دل سے رنج کرنے پر لیکن عذاب کرتا ہے ساتھ اس کے اور ارشاد فرمایا طرف زبان کے یعنی زبان اس مصیبت کے بعد ایسے کلمات نکالے جو ناشکری کا سبب ہوں اور اگر مصیبت کی خبر سنکر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے اور مردہ پر نہیں عذاب کیا جاتا رونے سے عزیزوں کے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث سے صاف طور سے ثابت ہو گیا کہ اپنے کسی عزیز کے مرنے پر رنج کرنا اور آنسوؤں سے رونا جائز ہے لیکن بیان کر کے رونے کی اجازت نہیں ہے۔

عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من ضرب الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية متفق عليه

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو رخساروں کو پیٹے گریبانوں کو چاک کرے اور بین کرے مرنے والے کی صفات کو جاہلیت کے زمانہ کی طرح یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

عن ابی بردة قال اغمی علی ابی موسی فاقبلت امرأته ام عبد الله تصیح برنة ثم افاق فقال الم تعلمی وكان يحدثها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انا بریء ممن حلق وصلق وخرق

ابی بردہ سے روایت ہے کہ بیہوش ہو گئے ابو موسیٰ پس ان کی [illegible] دیکھکر ان کی بیوی رونے لگی جب ان کو ہوش آیا تو فرمانے لگے کہ تو نہیں جانتی کہ حضور نے فرمایا کہ جس نے مرنے کے بعد سر کے بال نوچے اور کپڑے پھاڑے اور زور زور سے روئے میں اس سے بری ہوں۔

عن ابی مالک الاشعری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اربع فی امتی من امر الجاهلية لا يتركونهن الفخر فی الاحساب والطعن فی الانساب والاستسقاء بالنجوم والنياحة وقال النائحة اذا لم تتب قبل موتها تقام يوم القيامة وعليها سربال من قطران ودرع من جرب رواه مسلم.

ابو مالک اشعری سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چار باتیں میری امت میں جاہلیت کے زمانہ کی ہیں جن کو میری امت ترک نہ کرے گی فخر اپنے حسب نسب پر (۲) طعن کرنا نسب میں اور بارش طلب کرنا ستاروں سے اور مردہ پر رونا اور آپ نے فرمایا کہ اگر رونے والی اپنے مرنے سے قبل توبہ نہ کی اور مر گئی تو قیامت والے دن جب وہ کھڑی کی جائے گی تو اس پر کرتا ہو گا قطران کا اور کرتا ہو گا خارش کا۔

تشریح

فخر کرنے کے معنے یہ ہیں کہ آدمی اپنی ذاتی صفات کا لوگوں پر اظہار کرے اپنی شجاعت اور طاقت کی لوگوں کے سامنے تعریف کرے اور حسب کے معنے یہ ہیں کہ اپنے باپ دادا پر فخر کرے یعنی پدرم سلطان بود یہ دونوں چیزیں بیکار ہیں پہلے میں اپنی تعریف آپ کرنی ہے دوسری میں دوسروں کی صفات پر فخر کرنا ہے یہ [illegible] بات ہے کیونکہ باپ دادا کی صفات سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا کہ فخر [illegible] اور ستاروں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ اگر فلاں طلوع کرے گا تو مینہ برسے گا یہ عقیدہ حرام ہے بلکہ اعتقاد یہ رکھنا چاہیے کہ اللہ کا حکم ہوگا تو برسے گا اور نوحہ کرنے کے یہ معنے ہیں کہ میت کی صفات شمار کرے کہ ایسا تھا ویسا تھا۔ قطران ایک دوا کا نام ہے جس کو ہندی میں [illegible] کہتے ہیں یہ نہایت بدبودار ہوتا ہے اور رنگ اس کا سیاہ ہوتا ہے جب اونٹوں کو خارش ہو جاتی ہے تو اس کو لگاتے ہیں اس میں آگ بہت جلد سرایت کرتی ہے اور جلد بھڑکتی ہے بس مراد یہ ہوئی کہ خارش کی حالت میں قطران کے کرتے ان کو پہنائے جائیں گے تاکہ عذاب میں اور زیادہ اضافہ ہو اللہم احفظنا۔

قبر پر رونے کی ممانعت

عن انس قال مر النبی صلى الله عليه وسلم بامرأة تبكی عند قبر فقال اتقی الله واصبری قالت اليك عنی فانك لم تصب بمصيبتی ولم تعرفه فقيل لها انه النبی صلى الله عليه وسلم فاتت باب النبی صلى الله عليه وسلم فلم تجد عنده بوابين فقالت لم اعرفك فقال انما الصبر عند الصدمة الاولى متفق عليه.

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور تشریف لا رہے تھے آپ نے ایک عورت کو ایک قبر پر روتے ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر اس عورت نے کہا کہ آپ جائیے آپ کو ایسی مصیبت کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہے بعد میں اس عورت سے کہا گیا جس کو تو نے جواب دیا ہے وہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں [illegible] ڈر گئی اور معذرت کے لئے دولت کدہ پر حاضر ہوئی تو وہاں کسی دربان کو بھی نہ پایا حضور سے عرض کرنے لگی کہ میں نے سرکار کو نہیں پہچانا تھا حضور نے فرمایا کہ صبر مصیبت کی ابتدا میں بہتر ہے روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔

تشریح

یہ عورت اپنی مصیبت میں اندھی ہو رہی تھی اس نے حضور کو پہچانا نہیں تھا ورنہ ایسے کلمات جو آپ کی شان کے خلاف تھے نہ استعمال کرتی جب اس کو معلوم ہوا کہ مجھے منع کرنے والے آپ تھے تو توبہ کی اور معافی چاہنے آئی اس موقع پر حضور نے ایک جملہ ارشاد فرمایا جو بڑی گہری بات ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابتداء مصیبت میں صبر کرنا چاہیے کیونکہ انتہا پر تو خود صبر آ جاتا ہے۔

معارف القرآن

بسلسلہ گذشتہ

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ -

(ترجمہ) تم پر حرام کئے گئے ہیں مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جو جانور کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کر دیا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مر جاوے اور جو کسی ضرب سے مر جاوے اور جو اونچے سے گر کر مر جاوے اور جو کسی ٹکر سے مر جاوے اور جس کو کوئی درندہ کھانے لگے لیکن جس کو ذبح کر ڈالو اور جو جانور پرستش گاہوں پر ذبح کیا جائے اور یہ کہ تقسیم کرو بذریعہ قرعہ کے تیروں کے یہ سب گناہ ہیں آج کے دن ناامید ہو گئے کافر لوگ تمہارے دین سے پس ان سے مت ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا۔

تفسیر - اس سے پہلی آیات میں بعض اشیا کی حلت و حرمت کے متعلق بحث کی گئی تھی چنانچہ ارشاد ہوا تھا کہ چوپایوں کا گوشت حلال ہے ہاں وہ چیزیں حرام ہیں جن کی تفصیل تم کو بتائی گئی ہے اب یہاں محرمات کی تفصیل کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ گیارہ چیزیں حرام ہیں ہم ہر ایک کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

نمبر۱ مردار کا گوشت کھانا حرام ہے یعنی وہ جانور جو خود بخود اپنی موت سے بغیر ذبح کئے ہوئے اور بغیر شرعی شکار کے مرا ہو اس کا گوشت وغیرہ کھانا حرام ہے۔ مچھلی و ٹیڈی بحکم حدیث اس سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر۲ خون کھانا حرام ہے یعنی جوش سے بہنے والا خون جس کو دم مسفوح کہتے ہیں کھانا حرام ہے زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص بھوک سے زیادہ تکلیف اٹھاتا تھا تو کسی دھاردار چیز سے اپنے اونٹ کو زخمی کر کے اس سے خون نکال لیتا تھا اور پھر اس کو پی جاتا تھا یا جمنے کے بعد کھا لیتا تھا اس خونخواری کو خدا نے حرام کر دیا۔ تلی اور کلیجی بھی اگرچہ منجمد خون ہیں مگر یہ دونوں حکم تحریم سے مستثنیٰ ہیں چنانچہ حضرت ابن عمر سے مرفوعاً روایت ہے کہ دو مردہ جانور اور دو خون ہمارے واسطے حلال رکھے گئے ہیں دو مردہ جانور تو مچھلی و ٹیڈی ہیں اور دو خون تلی و جگر ہیں (رواہ الشافعی واحمد وابن ماجہ والدارقطنی والبیہقی) حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ ابن عباس سے تلی کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کھاؤ عرض کیا گیا کہ تلی تو خون ہے فرمایا حرام تو بہنے والا خون (دم مسفوح) ہے۔

نمبر۳ سور کا گوشت کھانا حرام ہے یعنی سور کے تمام اجزا سر سے پاؤں تک گوشت پوست ہڈی وغیرہ نجس اور حرام ہیں (ابن کثیر) صحیحین میں ہے کہ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب مردار سور اور بتوں کی بیع حرام کی ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ لوگ مردار کی چربی کام میں لاتے ہیں کشتیوں پر روغن کرتے ہیں چمڑے چکنے کرتے ہیں اور اس کی بتیاں جلاتے ہیں کیا حضور اس کو جائز رکھتے ہیں فرمایا نہیں اس سے ثابت ہوا کہ سور کی بیع قطعاً حرام ہے لہذا اس کی گوشت پوست وغیرہ سب کچھ حرام ہے۔

نمبر۴ اور وہ چیز حرام ہے جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو یہ حکم ذبیحہ اور غیر ذبیحہ ہر چیز کو شامل ہے یہاں تک کہ شیطان اور بتوں کے نام کی مٹھائی بھی حرام ہے اور جو جانور کسی مخلوق کا نام لیکر ذبح کیا گیا ہو اس کا کھانا بھی حرام ہے شیخ سدو وغیرہ کا بکرا اسی ذیل میں داخل ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے واجب کر دیا ہے کہ اس کی مخلوق اسی کے پاک نام سے ذبح ہو اسی وجہ سے حنفیہ کے نزدیک جو ذبیحہ کسی مخلوق کے نام سے قصداً ذبح کیا گیا ہو وہ مردار ہے اگر کوئی شخص بھول کر خدا کا نام ذبح کے وقت نہ لے سکا تو حنفیہ کے نزدیک اس کا کھانا جائز ہے۔

نمبر۵ اس جانور کا کھانا حرام ہے جو گلا گھٹ کر مرا ہو خواہ اس کا خود گلا گھٹ جائے یا کوئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے جس طرح کہ زمانہ جاہلیت میں کیا جاتا تھا اور اس زمانہ میں عیسائی مرغی کی گردن مروڑ کر مارتے ہیں۔

نمبر۶ وہ جانور حرام ہے جس کو چوٹ سے مارا ہو یعنی کسی بھاری چیز سے جو دھاردار نہ ہو مارا ہو (ابن کثیر) ابن عباس کا قول ہے کہ لکڑی کی چوٹ سے مرا ہوا جانور بھی مردار ہے حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جاہل لوگ لاٹھی سے مردہ کر کے کھاتے تھے اسلام میں اس کو حرام کر دیا گیا صحیح بخاری میں عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بے پھل کے تیر سے شکار کرتا ہوں فرمایا کہ اگر بے پھل کا تیر شکار کو پھاڑ دے تو کھا اور اگر اس کی ڈنڈی سے مر جائے تو نہ کھا حاصل یہ ہے کہ نوک کی تیزی سے زخمی ہو کر مرنے والے جانور کو جائز فرمایا اور چوٹ کھائے ہوئے مردار کو حرام قرار دیا بندوق سے مرے ہوئے شکار کو جس کو ذبح نہ کیا ہو علماء نے جائز کہا ہے بشرطیکہ بندوق چلانے کے وقت خدا کا نام لے لیا ہو۔

نمبر۷ وہ جانور حرام ہے جو اوپر سے نیچے گر کر مر گیا ہو ابن عباس کہتے ہیں کہ جو جانور پہاڑ سے گر کر مر جائے وہ متردیہ ہے قتادہ کہتے ہیں جو کنویں میں گر کر مر جائے متردیہ ہے بہرحال اوپر سے نیچے گر کر مر جانے والا جانور حرام ہے۔

نمبر۸ وہ جانور حرام ہے جو سینگ لگنے سے مرا ہو مثلاً ایک بکری نے دوسری کے لڑنے میں سینگ مارا اور وہ مر گئی تو حرام ہے۔

نمبر۹ درندہ کا پس خوردہ حرام ہے یعنی وہ جانور جس کو درندہ نے پھاڑ کر مار ڈالا ہو اور کچھ کھا لیا تو باقی ماندہ حرام ہے ہاں مذکورہ بالا ہر چہار جانور اگر زندہ رہ گئے ہوں اور ان کو ذبح کر لیا جائے تو حلال ہیں۔

نمبر۱۰ وہ جانور حرام ہیں جن کو بتوں پر ذبح کیا گیا ہو اگرچہ خدا کا نام لیکر ذبح کیا ہو ابن جریج نے بیان کیا ہے کہ خانہ کعبہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ پتھر کے بت کھڑے تھے جاہلیت کے زمانہ میں عرب ان بتوں کے پاس ذبح کرتے تھے اور ذبیحہ کے خون کو خانہ کعبہ کے رخ کی طرف چھڑکتے اور گوشت کے ٹکڑے کاٹ کر بتوں پر رکھتے تھے خدا تعالیٰ نے اس ذبیحہ کو حرام کر دیا۔ (ابن کثیر)

ملا بانسے ڈال کر باہم تقسیم کرنا حرام ہے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ہبل بت خانہ کعبہ کے اندر کنوئیں پر رکھا تھا اس کے پاس سات تیر رکھے رہتے تھے جن میں نہ پہر ہوتے تھے نہ پڑیاں اور ان پر کچھ علامتیں بنی ہوتی تھیں اہل عرب جب کچھ کام کرنا چاہتے تو کعبہ کے دربان کے پاس آتے اور اس سے یہ تیر (ازلام) لیکر لے لیتے تھے اگر کام کرنے کا پانسہ نکلتا تو کام کرتے ورنہ کرتے تھے ابن کثیر کہتے ہیں کہ ازلام تین تیر ہوتے تھے ایک پر لکھا ہوتا تھا کر دوسرے پر ہوتا تھا نہ کر اور تیسرا خالی ہوتا تھا اگر حکم والا تیر پانسہ میں نکلتا تو کام کرتے تھے اور اگر ممانعت والا نکلتا تو نہ کرتے تھے اور خالی تیر نکلا تو پھر پانسہ ڈال لیتے اور اس پر تمام عرب کا یقین تھا اور اسی فال کے بموجب عملدرآمد کرتے تھے اسلام میں اس کی بھی ممانعت کر دیگئی اور فرمادیا کہ یہ پانسہ اندازی درحقیقت خدا کے حکم سے سرتابی ہے کیونکہ غیب کا علم سوائے خداتعالےٰ کے اور کسی کو اپنے قصد سے معلوم نہیں ہو سکتا) جب ممنوعات اور محرمات کا بیان ختم ہو چکا اور صحیح صحیح احکام بتادیئے گئے تو ارشاد ہوتا ہے کہ آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے یعنی کافروں کو اب امید نہ رہی کہ تم اسلام سے مرتد ہو جاؤ گے کیونکہ انہوں نے اب تمہارے دین کی شوکت دیکھی (ابن عباس)

بخاری کی ایک صحیح حدیث میں آتا ہے کہ شیطان اب ناامید ہو گیا کہ جزیرہ عرب میں نمازی اب اس کی پرستش کرینگے ہاں ان میں جھگڑے ڈلوانے کی امید رکھتا ہے یہ حکم ایک وقت خاص تک کے لئے تھا ورنہ دیگر حدیثوں میں جزیرہ عرب میں بت پرستی رائج ہونے کی تصریح ہے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جب کفار تمہارے دین کی شوکت دیکھکر تمہارے مرتد ہونے سے ناامید ہو گئے تو اب تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو (کیونکہ کفار تم پر غالب نہ ہو سکیں گے ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ میری امت سے ایک گروہ برابر کافروں پر غالب رہے گا وہ کبھی مغلوب نہ ہوں گے خواہ ان کی کوئی مدد کرے یا نہ کرے ان کو کچھ ضرر نہ ہوگا۔

مقصود بیان۔ اعتقادی اور عملی شرک سے ممانعت بعض معاملات کے متعلق احکام حرمت کی تفصیل فال گیری اور دیوتا پرستی کی ممانعت اسلام کے جلال اور شوکت و غلبہ کی تصریح مسلمانوں کے غلبہ اور کامیابی کی پیشین گوئی (بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں) اسلام کی طرف سے ایک عجیب انداز سے ترغیب دنیوی جاہ و جلال کی وجہ سے مرعوب ہو جانے کی ممانعت۔

۳ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(ترجمہ) آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا پس جو شخص شدت کی بھوک میں بیتاب ہو جائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے مہربان ہیں

تفسیر:۔ جب تمام قوانین اسلام مکمل ہو چکے اور جمیع واجبات و فرائض اور احکام ضروریہ نازل ہو چکے تو اس وقت الیوم یئس الذین کفروا سے فان اللہ غفور رحیم تک آیت نازل ہوئی یہ آیت حجۃ الوداع میں جمعہ کے روز جب حضور عضباء نامی اونٹنی پر سوار تھے نازل ہوئی اور حضور نے مجمع عام میں اس کو سنایا تو حضرت ابوبکر صدیق مطلب سمجھ کر رونے لگے اور سمجھ گئے کہ اس میں حضرت کے وصال کی خبر ہے کیونکہ قانون اسلام کا مکمل ہو جانا وحی کے ختم کی علامت ہے اور اسی غرض سے حضور دنیا کو دنیا میں بھیجے گئے تھے جب مدت پوری ہو چکی تو پھر حضور کو دنیا میں رہنے کی کیا ضرورت تھی چنانچہ اس آیت کے نزول کے اسی روز بعد حضور کی وفات ہوئی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ میں آج تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر چکا اور تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور تمہارے دین بننے کے لئے اسلام کو پسند کیا یعنی میں نے آج تمہارے لئے دین کے احکام اور فرائض کو پورا کر دیا اب کوئی حلال و حرام کا حکم نہ اتریگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اس آیت کے بعد اگرچہ وحی آئی لیکن کوئی حکم حلت یا حرمت نہیں نازل ہوا ابن کثیر کہتے ہیں کہ امت اسلامیہ کے لئے تکمیل دین کرنا خداتعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے اب یہ کسی دیگر دین کے محتاج نہ رہیں گے اور نہ کسی دوسرے نبی کی ان کو ضرورت ہوگی اسی لئے حضور خاتم المرسلین ہیں لہٰذا جو مذہب اسلام میں حلال ہے اور جو حرام ہے وہی حلال و حرام قیامت تک باقی رہے گا اس میں کسی قسم کے تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا جو امام و نواہی ہیں سب عدل پر مبنی ہیں۔ حضرت ابن عباس تم کی تفسیر اس طور پر بیان کرتے ہیں کہ خداتعالیٰ نے مسلمانوں کا دین کامل کر دیا اب اس پر زیادتی نہ ہوگی اور مسلمانوں پر اپنا احسان پورا کر دیا اب کبھی اس میں کمی نہیں فرمادے گا اور دین اسلام کو ان کے لئے پسند فرمالیا کبھی اس مذہب سے ناخوش نہ ہوگا گذشتہ آیات میں محرمات کا بیان تھا اب اس سے آگے بعض حالات میں ممنوعات کے کھانے کی حلت کا حکم ہوتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص بھوک سے مجبور ہو کر ان محرمات میں سے کچھ کھالے بشرطیکہ اس حرام کی خواہش نہ کرے گناہ کی طرف مائل نہ ہو اور حد سے تجاوز نہ کرے تو جو کچھ اس نے کھا لیا اس کو خدا معاف کر دے گا اس لئے کہ اللہ غفور رحیم ہے کہ اس قدر مباح کر دیا مسند احمد میں ایک روایت ہے کہ جو شخص خدا کی رخصت (یعنی حکم میں سہولت) کو قبول نہ کرے گا اس پر جبال عرفہ کی برابر گناہ ہوگا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر جان جانے کا خوف ہو اور سوائے حرام چیز کے کوئی اور چیز نہ ہو تو اس وقت
۲ بقدر سد رمق حرام کھانا جائز ہے۔

حضرت ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ جو شخص خدا کی رخصت (یعنی حکم میں سہولت) کو قبول نہ کرے گا اس پر جبال عرفہ کی برابر گناہ ہوگا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم (کبھی) ایسی سرزمین میں ہوتے ہیں کہ وہاں ہم کو کھانا کھانے اور پینے کی تکلیف اور فاقہ ہوتا ہے ہم کو مردار کھانا کس وقت حلال ہے فرمایا جب تم کو صبح اور شام کا کھانا میسر نہ آئے اور ساگ پات بھی نہ ملے (احمد)

مقصود بیان۔ اسلام تمام گذشتہ مذاہب کے لئے ناسخ ہے اسلام مکمل مذہب ہے اسلام کے قوانین ضروریات انسانی کے لئے کافی ہیں کسی مزید قانون کی ضرورت نہیں آئندہ جو جو امور پیش آئیں ان کا استخراج انہی قواعد سے کیا جا سکتا ہے اور خدا کے درمیان رشتہ مواصلت صرف مذہب اسلام ہے جو مذہبی اسلام قوانین اسلام کا پابند نہیں خدا کو اس سے کوئی تعلق نہیں انسان کے لئے بزرگترین نعمت اسلام ہے مجبوری کی حالت میں قوانین اسلام کی عارضی ظاہری خلاف ورزی جائز ہے بشرطیکہ دل اس سے متنفر ہو وغیرہ۔

یہ بات ضرور یاد رکھئے کہ جب آپ مولوی کے دفتر سے خط و کتابت کریں تو اپنے خریداری کے نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں یہ آپ کے ٹکٹ کے اوپر درج ہوتا ہے۔ منیجر

صحیح بخاری شریف اردو

بسلسلہ گذشتہ

(رسالہ مولوی کے لئے خاص طور سے ترجمہ کرایا جا رہا ہے)

باب اذان کہنے کے ثواب کا بیان۔

۵۶۹۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص نماز کے لئے اذان دیتا ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سنے لیکن جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو پھر سامنے آ جاتا ہے یہاں تک کہ جب نماز کی اقامت کہی جاتی ہے تو پھر پشت پھیر کر بھاگتا ہے اور تکبیر کے ختم ہو جانے کے بعد پھر سامنے آ جاتا ہے تاکہ آدمی کے اور اس کے ضمیر کے درمیان وسوسے پیدا کرے اور (دل کے اندر گھس کر) کہتا ہے فلاں بات کو یاد کر فلاں کام کو یاد کر حالانکہ (اگر شیطان وسوسے نہ ڈالتا تو) وہ آدمی کسی چیز کا خیال دل میں نہ لاتا بالآخر آدمی کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اس کو یاد نہیں رہتا کہ میں نے کتنی نماز پڑھی ہے۔

باب۔ اذان کو بلند آواز سے کہنے کا بیان۔

۵۷۰۔ حضرت عبد اللہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں مجھ سے حضرت ابوسعید خدریؓ نے (ایک روز) فرمایا کہ مجھے معلوم ہے تم کو بکریوں سے اور جنگل سے بہت محبت ہے (یعنی تم ہمیشہ جنگل میں بکریاں چرایا کرتے ہو اس لئے وہیں رہتے ہو) لہذا جس وقت تم جنگل میں ہو اور بکریوں میں ہو اور اذان دو تو بلند آواز سے دیا کرو کیونکہ جہاں تک اذان کی آواز پہنچتی ہے وہاں تک جو جن یا انسان یا دیگر اشیا اس آواز کو سنتے ہیں قیامت کے دن وہ سب مؤذن کے لئے گواہی دینگے ابوسعید کہتے ہیں میں نے یہ حدیث حضور اکرم صلعم سے سنی ہے۔

باب۔ اذان دینے سے خون ریزی ممنوع ہو جاتی ہے (یعنی جہاں اذان ہوتی ہے وہاں کے لوگوں کو قتل کرنا ممنوع ہے۔

۵۷۱۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب حضورؐ ہمارے ساتھ جہاد میں تشریف لیجاتے تو صبح سے پہلے حملہ نہ کرتے تھے بلکہ انتظار کرتے تھے اگر اس جگہ پر اذان کی آواز سن لیتے تو لشکر کو روک لیتے تھے ان لوگوں سے نہ لڑتے تھے اور اگر اذان کی آواز وہاں نہ سنتے تھے تو حملہ کر دیتے تھے چنانچہ ایک بار ہم قلعہ خیبر کے فتح کرنے کو چلے اور رات کو ان کے (یعنی کفار کے) قریب تک پہنچ گئے صبح کو جب حضورؐ نے وہاں اذان کی آواز نہ سنی تو سوار ہو گئے میں ابوطلحہ کے پیچھے سوار ہوا میرا پاؤں حضورؐ کے قدم مبارک سے چھو جاتا تھا (یعنی میں حضورؐ کے دائیں یا بائیں پہلو پر برابر جا رہا تھا) اہل خیبر حسب معمول کدالیں اور زنبیلیں لئے ہوئے ہماری طرف آ رہے تھے (یعنی ان کو مسلمانوں کے پہنچنے کی اطلاع نہ تھی اس لئے وہ حسب معمول اپنے کاروبار کے لئے بے فکری کے ساتھ کدالیں اور زنبیلیں لے نکلے تھے، لیکن جب انہوں نے حضرتؐ کو دیکھا تو کہنے لگے خدا کی قسم محمد اور ان کا لشکر آ پہنچا حضورؐ نے ان کو دیکھکر فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر خیبر کا قلعہ برباد ہو چکا اس کے بعد حضورؐ نے یہ آیت تلاوت کی (انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین) یعنی جب ہم کسی قوم کے ڈانڈے پر اترتے ہیں (اور ان کو ڈراتے ہیں) تو پھر ان لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے جن کو ڈرایا جاتا ہے۔

باب۔ جب کوئی اذان سنے تو جواب میں کیا کہے۔

۵۷۲۔ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے جب تم کو اذان سنائی دے تو جیسے مؤذن کہے تم بھی ویسی ہی کہو۔

۵۷۳۔ عیسیٰ ابن طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ سے کہ اشہد ان محمد الرسول اللہ تک ویسے ہی کہتے سنا جیسے مؤذن کہتا تھا۔

۵۷۴۔ یحیٰی کہتے ہیں مجھ سے میرے ایک دوست نے حدیث بیان کی کہ مؤذن نے ایک دن جب حی علی الصلوہ کہا تو معاویہ نے لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہا اور فرمایا کہ میں نے تمہارے نبی کریم صلعم کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔

باب۔ اذان کے بعد دعا مانگنے کا بیان۔

۵۷۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے جس وقت کوئی شخص اذان سنے اور اذان کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ تو قیامت کے دن اس کو میری شفاعت نصیب ہوگی۔

۵۷۶۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ اذان دینے میں اور جماعت کی اول صف میں شریک ہونے میں کس قدر ثواب ہے اور پھر بغیر قرعہ اندازی کے ان کی باہمی جھگڑا فیصل نہ ہو سکے تو ضرور قرعہ ڈالیں گے جس کے نام قرعہ نکل آئے گا وہی اذان دے گا اور اول صف میں شریک ہو سکیگا اور اگر ان لوگوں کو اس کا علم ہو جائے کہ ظہر کی نماز اول وقت پڑھنے میں کتنا ثواب ہے تو جماعت کے لئے سب سے پہلے آکر موجود ہو جائینگے اسی طرح اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ عشاء اور فجر کی جماعتوں میں کیسا ثواب ہے تو سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے آکر موجود ہو جائینگے۔

باب۔ اذان کے اندر کلام کرنے کا بیان۔

۵۷۷۔ حضرت عبد اللہ بن حارث کہتے ہیں کہ ایک روز سخت بارش تھی اور ابن عباس نے ہم کو خطبہ سنایا تھا کہ اسی دوران میں مؤذن نے اذان دی جب مؤذن حی علی الصلوۃ پر پہنچا تو ابن عباس نے حکم دیا کہ بجائے حی علی الصلوہ کے، الصلوۃ فی الرحال کی ندا کرے یعنی آج نماز گھروں میں ہوگی لوگوں نے یہ سنکر (تعجب سے) ایک دوسرے کی طرف دیکھا ابن عباس بولے یہ اس شخص کا قول ہے جو مجھ سے بہتر تھا (یعنی رسول اللہ کا)، اور ایسے وقت میں گھروں میں نماز پڑھنی واجب ہے۔

باب۔ اندھے آدمی کے لئے اذان کہنی جائز ہے جبکہ اس کو کوئی وقت بتلانے والا ہو۔

۵۷۸۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ بلال رات سے اذان کہہ دیتا ہے تم اس وقت تک کھایا پیا کرو جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ کہے ابن ام مکتوم نابینا تھے اور اس وقت تک اذان نہ کہتے تھے جب تک لوگ ان سے یہ نہ کہدیتے کہ صبح ہو گئی صبح ہو گئی۔

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

وكذلك ان قدر تجئ زوجة حسناء جميلة بكفايتها وسائر مؤنتها حفظت من شرها و تحمل اثقالها واتباعها و اهلها وصارت عند الموهبة مكفاة مهناة منقاة مصفاة من الغش والخبث والدغل والحقد والغضب والخيانة في الغيب فتكون مسخرة لك ... واهلها محمولة عنك عنك مؤنتها مدفوعة عنك اذيتها وان قدر منها ولد كان صالحا ذرية طيبة قرة عين قال الله تعالى و اصلحنا له زوجه وقال الله تعالى هب لنا من ازواجنا وذرياتنا قرة اعين واجعلنا للمتقين اماما و قوله تعالى واجعله رب رضيا فتكون هذه الدعوات التي في هذه الآيات عملا بها مستجابة في حقك ان دعوت بها او لم تدع اذ هي في محلها واولى من يعامل بهذه النعمة ويقابل بها من كان اهلا لهذه المنزلة واقيم في هذا المقام وقدر له من الفضل والقرب وكذا ان قدر لك شيء من الدنيا لا يضر اذ ذاك فما هو قسمتك منها لابد من تناوله يصفى لك بفعل الله وارادته و ورود الامر بتناوله وانت ممتثل للامر مثاب على تناوله كما تثاب على

اور یہ دیکھتے ہوئے، وہ اپنے پروردگار کے قربات (تلاش نزدیکی) میں، اور اس کی طاعات و عبادات میں زیادہ سے زیادہ کوشش اور زیادہ محنت اختیار کریں تو اس وقت، آیات سبب کے ضرر سے اور لوگوں کے کثرت سے اپنے پاس آنے اور ان میں اپنی مقبولیت کو پانے کے سبب تیرے نفس میں خود بینی اور فخر اور بڑائی پیدا ہونے کے خطرہ سے محفوظ رکھا جائیگا اسی طرح ایسی حسین بی بی کا آنا تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے جو اپنی کفالت اور تمام بار معیشت کو خود اٹھائے تو اس بی بی کے شر سے اور اس کے اہل قرابت کا بار اٹھانے سے تو محفوظ رکھا جائے گا اور یہ زوجہ تیرے لئے بخشش (پروردگار) اور کفایت کرنے والی اور مبارک اور موافق طبع اور مطیع ہوگی اور میل، خبث، دغا اور کینہ اور غصہ اور غیبوبت میں (تیرے حق کی) خیانت کرنے سے پاک و صاف ہوگی اور اس وقت تیرے لئے وہ اور اس کے رشتہ دار بار بردار ہوں گے اور یہ (زوجہ) تجھ سے اپنی تنگی معیشت کا اٹھانے والی اور تجھ سے اذیت دور کرنے والی ہوگی اور اگر مقدر میں اس سے کوئی فرزند ہے تو وہ صالح اور پاک ذریت اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی شان میں فرمایا ہم نے ان کی زوجہ کو ان کے لئے نیک بنایا اور اللہ نے اپنے بعض صالحین کی دعا کا بیان فرمایا اور بخشش و عطا کر ہم کو اے اللہ ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں متقیوں کا امام بنا اور حضرت زکریا کی دعا کا بیان ہے کہ انہوں نے دعا فرمائی اے پروردگار اس (میرے فرزند) کو اپنا پسندیدہ بنا، تو بس ان آیات کی دعائیں جو تیرا عمل تھا تیرے لئے مقبول و مستجاب ہو جائیں گی خواہ ان آیات کے ساتھ تو دعا کرے خواہ نہ کرے کیونکہ یہ دعائیں بالکل برمحل ہیں اور اپنے اہل کے لئے ہیں اور نعمت کے سزاوار وہی لوگ ہیں جنہیں وہ دی گئی ہے اور اس نعمت کے قابل (حضرات انبیاء کے بعد) وہ ہی ہیں جو اس مرتبہ

فعل الصلوة الفرض والصيام الفرض وتؤمر فيما ليس بقسمك منها بصرفها الى اربابها من الاصحاب والجيران والاخوان والمستحقين الفقراء منهم و اصحاب الاقسام على ما تقتضي الحال فالاحوال تكشفها و تميزها وليس الخبر كالمعاينة ثم تكون من امرك على بينة نقية لا غبار عليها ولا ارتياب فالصبر الصبر الرضا الرضا حفظ الحال حفظ الحال الخمول الخمول الخمود الخمود السكون السكون الصموت الصموت الحذر الحذر النجا النجا الوحا الوحا الله الله ثم الله الاطراق الاطراق الاغماض الاغماض الحياء الحياء حتى يبلغ الكتاب اجله فيؤخذ بيدك فتقدم وينزع عنك ما عليك ثم تغوص في بحار الفضل والمنن والرحمة فيخلع عليك خلع الانوار والاسرار و العلوم الغرائب اللدنية فتقرب وتحدث وتكلم وتعطى وتغنى وتشجع وترفع وتخاطب بانك اليوم لدينا مكين امين ثم اعتبر حالة يوسف الصديق حين خوطب بهذا الخطاب على لسان ملك مصر وعظيمها وفرعونها كان لسان الملك ثمّ معبرا بهذا الخطاب والمخاطب هو الله على لسان

کے اہل ہیں اور اس مقام میں قائم کئے گئے ہیں اور ان کے لئے فضل خداوندی اور قرب الٰہی مقدر ہو اور اگر اسی طرح دنیا سے کسی چیز کے تیری طرف آنے کی تقدیر کی گئی ہے تو اس حالت میں اس کا آنا، تجھے نقصان نہ دے گا پھر جو چیز کہ دنیا سے تیرا حصہ ہے اس کا (تجھے) ملنا ضروری ہے اور اس کا (تیرے لئے) پاک ہونا اور یہ اللہ کے فضل و ارادہ سے ہے اور ورود حکم سے ہے اور اس حال میں کہ تو حکم کی بجا آوری کرنے والا ہے اس چیز کے لینے پر تجھے ثواب دیا جائے گا جیسے کہ فرض نماز اور فرض صیام کو ادا کرنے پر ثواب دیا جاتا ہے اور اس نعمت کا جو حصہ تیرے مقسوم میں نہیں ہے (بلکہ تیرے واسطے سے دوسروں کے لئے ہے) اہل حاجت یعنی دوستوں اور ہمسایوں اور بھائیوں اور مستحقین فقرا اور مستحقین زکوٰۃ پر تقاضائے حال کے موافق تجھے اس کے خرچ کرنے کا حکم دیا جائے گا پھر تم پر حالات کھولے جائیں گے اور تم (ان میں) فرق و تمیز کرو گے اور خبر معائنہ کے مانند نہیں ہوتی سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی بات کے برابر نہیں پھر اس وقت تو اپنے کام میں ایک صاف اور پاکیزہ اور روشن حالت پر ہوگا جس میں نہ غبار ہوگا نہ التباس و اشکال نہ شک و شبہ (کچھ نہ ہوگا) بس صبر و رضا اور حفظ حال اور گمنامی اور آہستگی اور خاموشی کو لازم پکڑو بس، بھاگ بھاگ، پرہیز کر پرہیز کر، دوڑ دوڑ، اللہ سے ڈر، سرنگوں رہ سرنگوں رہ، نیچی نظر کر، حیا کر یہاں تک کہ نوشتہ تقدیر اپنی مدت کو پہنچ جائے پھر تیرا ہاتھ پکڑا جائیگا اور تجھے آگے کیا جائیگا اور تجھے آگے کیا جائے گا پھر تجھ سے سختی اور بوجھ اٹھا لیا جائے گا پھر تجھے احسان رحمت اور کمالات کے سمندروں میں غوطہ دیا جائے گا اور انوار و اسرار کا خلعت اور غرائب علوم لدنیہ کا جامہ تجھے پہنایا جائے گا اور تو مقرب بنایا جائے گا اور تجھ سے (زبان الہام) بات کی جائیگی تجھ سے کلام کیا جائے گا تجھے عطا کیا جائے گا اور تجھے بے نیاز و مستغنی بنا دیا جائے گا ...

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھی جا رہی ہے

(نوشتہ مراد صاحب مارہروی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

قرآن حکیم کی ترتیب و تدوین

مسیلمہ کذاب جنگ یمامہ میں وحشی کے ہاتھ سے قتل ہوا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی لیکن اس جنگ میں بہت سے حفاظ اور قراء شہید ہو گئے اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا کہ قرآن مجید کے تحفظ کے لئے خاص اہتمام کیا جائے ایسا نہ ہو کہ تمام قرآنی نوشتے جو جھلیوں، چمڑوں، تختیوں، پتھروں اور ہڈیوں پر مرقوم موجود ہیں حفاظ کی کمی سے وہ بھی تلف نہ ہو جائیں سورتوں کی تکمیل اور آیات کی ترتیب تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زندگی ہی میں ہو چکی تھی اور پورا قرآن شانہ شتر کی ہڈیوں تختیوں اور درختوں کی چھال پر لکھا جا چکا تھا اب بھی حفاظ تو بکثرت موجود تھے مگر کتابت کی مشکلات کے باعث کتابی صورت میں قرآنی نسخے بہت ہی کم موجود تھے اور جو موجود تھے وہ بھی متفرق نوشتے تھے آخر حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمر اور حضرت زید بن ثابت کی امداد سے کاغذوں پر ایک مکمل نسخہ تیار کرا لیا جو بی بی حفصہ کی امانت و حفاظت میں رکھا گیا اس نسخہ کی کامل اشاعت نہ ہوئی تھی اس لئے مختلف مقامات و قبائل کے مسلمانوں کی قرأت میں اختلاف پیدا ہو گیا حضرت حذیفہ نے فتوحات شام سے واپس آ کر حضرت عثمان سے اس اختلاف تلفظ کا حال بیان کیا اس پر آپ نے بی بی حفصہ رض سے مکمل نسخہ منگا کر حضرت زید بن ثابت حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت سعد بن عاص اور حضرت عبدالرحمن بن حارث کو اس کی نقلیں تیار کرنے پر مامور فرمایا اور یہ ہدایت کی کہ جہاں کہیں تلفظ میں اختلاف ہو تو اسے قریش زبان کے مطابق درست کر لینا چاہئے کیونکہ قرآن کا نزول اسی زبان میں ہوا ہے۔

جب نقلیں تیار ہو چکیں تو آپ نے ممالک اسلامیہ کے ہر گوشے میں بھجوا دیں ساتھ ہی یہ حکم بھی ہو دیا کہ جن صحیفوں کے تلفظ ان کے مطابق نہ ہوں وہ تلف کر دیئے جائیں اس کے بعد اصل مصحف حفصہ رض کے پاس واپس کر دیا ایک ایک نقل حضرات علی رض اور سالم مولی ابی حذیفہ نے بھی اپنے طور پر تیار کر لی حضرت علی رض نے مصحف عثمان کو پڑھ کر فرمایا کہ اگر میں خلیفہ ہوتا تو میں بھی یہی عمل کرتا جو حضرت عثمان رض نے کیا اسلام دنیا میں پھیلا اور بیشمار فرقوں میں تقسیم ہوا مگر ہر ملک و ہر فرقہ کے پاس بلا کسی اختلاف کے ایک ہی قرآن چلا آتا ہے ہر جگہ حفاظ بھی بکثرت موجود ہیں اگر کہیں لیہ ذبرکی غلطی ہو جائے تو وہ درست کر لیتے ہیں یہ نتیجہ ہے اس اعلان ربی کا جو اس نے تحفظ قرآن کے متعلق خود قرآن کریم ہی میں فرمایا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہم ہی نے اس کتاب کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ضامن ہیں انا علینا جمعہ وقرآنہ (اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے) یہ وعدہ ہائے ربانی جس شکوہ و عظمت کے ساتھ پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں اس کی ایک دنیا شاہد ہے کہیں زیر و زبر کا فرق بھی نظر نہیں آتا اوراق پر بھی مرقوم موجود ہے اور سینوں میں بھی محفوظ ہے۔

قرآن کے الفاظ خاص

بعثت نبوی سے بیشتر عرب میں زور لٹریچر کیا تھا کچھ ہجویہ کچھ فخریہ اور کچھ عشقیہ اشعار اسی کو لٹریچر کہہ لیجئے یا ان کا ادب، نہ تقریریں تھیں نہ تحریریں اور نہ کتابیں پھر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم محض امی تھے اور شعر بھی نہ کہہ سکتے تھے لیکن آپ کی زبان مبارک سے خدائے عزوجل نے قرآن مجید اور احادیث شریف کا ایک ایسا ذخیرہ اور کامل لٹریچر عرب اور دنیا کے سامنے پیش کیا جس کی نظیر کسی ملک اور کسی زبان میں نہیں مل سکتی اور جسے دیکھ دیکھ کر بڑے بڑے شعرائے عرب انگشت بدندان رہ گئے اور ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں اللہ، رحمٰن، اسلام، المہیمن، کاشف البلایا، علام الغیوب، ستار العیوب، العبد، التواب، المذل، المعز، تکبیر و تہلیل، اجابۃ الدلیل، قبلہ، قعود و قیام، عقود قیام، تسبیح و تحمید، مراقبہ و ریاضت، خشوع و خضوع، ایمان و ایقان، عرفان، بیعت، اعتصام بالکتاب، صلہ رحم، کظم الغیظ، ایثار و مواسات، تفاخر بالآبا، عصبیت، تقعر الخضا، سوء ظن، وحی، کشف، تنزل، لقاء، بقا، امر و نہی، صغائر و کبائر، قضا و قدر، باقیات الصالحات، آفت اللسان، وجد و وجدان، ابہام، الخوض فی الباطل، تلبیس الحق اور اسی قسم کے صدہا الفاظ تراکیب اور الفاظ اور جملے مترادفات اور ہم معنی الفاظ کسی زبان میں نہیں مل سکتے ترجمہ کرتے وقت ہر مترجم اپنی عقل کے مطابق جو سمجھ میں آتا ہے کہہ دیتا ہے جس سے اصل الفاظ کا قدرتی لطف و کمال زائل ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کی کوئی زبان قرآن کریم کا صحیح ترجمہ پیش نہیں کر سکتی اور نہ کر سکتی ہے اور جو مطلب ان سے عربی میں لیا جا سکتا ہے وہ کسی دوسری زبان کا کوئی لفظ تو کیا کوئی جملہ بھی ادا نہیں کر سکتا مفہوم سب سمجھ لیتے ہیں لیکن اسے دوسری زبان کے الفاظ میں ادا کرنا محال ہے خود عرب میں اس وقت یہ الفاظ اور مصطلحات رائج نہیں تھیں اور نہ ایسے فصیح و لطیف الفاظ ان کے گوش زد ہوئے دو پڑھتے سنتے اور سر دھنتے، غور کیجئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امی ہوتے ہوئے کس طرح ایسے جملے اور الفاظ استعمال کر سکتے تھے جو کچھ تھا سب علم لدنی کا فیضان تھا اور آپ کے الفاظ میں خدا بول رہا تھا ان الفاظ اور جملوں کے پیش نظر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ کلام خدا کا نہیں محمد کا کلام ہے۔

قرآن اور حقائق

تدبر حکما کا خیال تھا کہ نطفہ پشت سے آتا ہے یہ خیال مسلمات کی صورت اختیار کر گیا تھا قرآن کریم نے اس غلطی کی اصلاح کی اور بتایا من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب ایک اچھلتے ہوئے پانی سے جو پشت اور پسلیوں کے درمیان سے خارج

ہوتا ہے اور انسان پیدا ہوتا ہے۔

زمین کو حکمائے قدیم ساکن مانتے تھے جب گیلیلیو نے زمین کو متحرک ثابت کیا تو اہل توراۃ و انجیل نے اس کی بہ شدت مخالفت کی اور اسے سخت نقصانات پہنچائے مگر قرآن مجید نے اس طبعی اسرار کے چہرے کو بھی بے نقاب کیا اور صاف الفاظ میں فرمایا کل فی فلک یسبحون تمام اجرام سماوی آسمانی فضا میں گردش کرتے ہیں اس میں صاف اشارہ ہے کہ زمین گہوارہ کی طرح ایک مرکز کے گرد گھومتی ہے والشمس تجری لمستقرلها میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

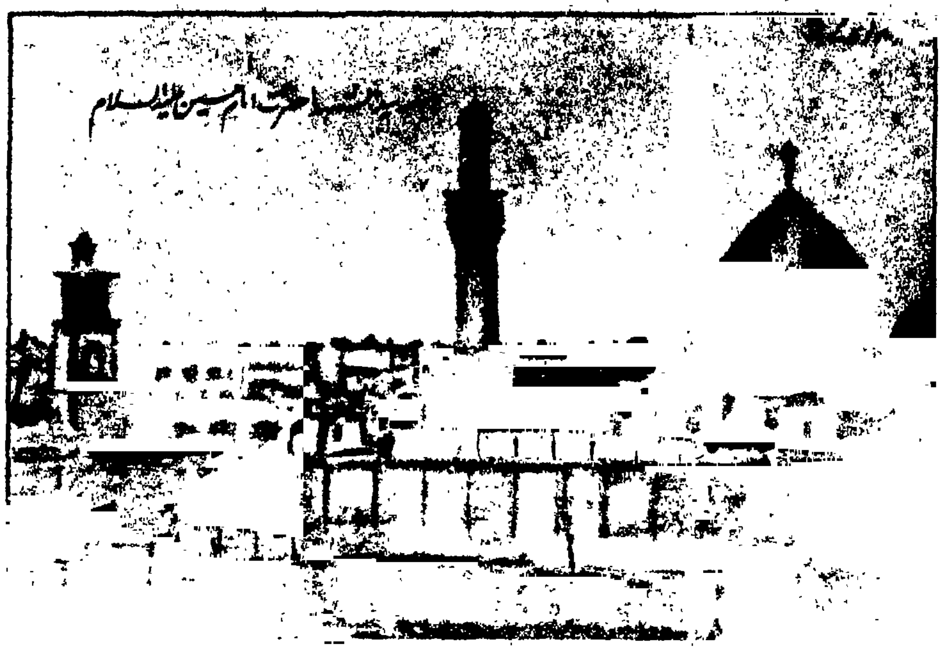
انسان کی پیدائش کے متعلق بہت سے اوہام رائج تھے قرآن کریم نے نازل ہوکر واضح کر دیا کہ انسان کی تخلیق ایک کیڑے سے ہے جسے "علق" کہتے ہیں زمانہ حال میں بھی سائنس والوں نے یہی واضح کیا ہے کہ انسانی نطفہ میں بہت سے کیڑے ہوتے ہیں جو خوردبین سے صاف نظر آتے ہیں جو چیز سائنس نے آج ثابت کی قرآن کریم اسے تیرہ سو سال پیشتر ہی بتا چکا تھا اور اس وقت بتا چکا تھا جبکہ ہر چیز کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی عام مورخین و حکما کا یہ خیال تھا اور اب بھی بعض مولوی اس پر مصر ہیں کہ انسان کی ابتدا حضرت آدمؑ سے ہوئی قرآن کریم نے انہیں خلیفہ ضرور بتایا اور یہ نہ کہا کہ ابتدائے انسانی انہی کے وجود کی رہین منت ہو ممکن ہے کہ آپ سے پہلے وہ مخلوق بھی موجود ہو کون اس اسرار سے پردہ اٹھا سکتا ہے علم طبقات الارض کے ماہرین کا بھی یہی بیان ہے کہ آدم سے بہت پیشتر اس سرزمین پر نسل انسانی موجود تھی اور یہ زمین ہزارہا سال سے اسی طرح آباد ہے اور اسی طرح پر رونق چلی آ رہی ہے۔

قرآن اور اہل زبان کا عجز

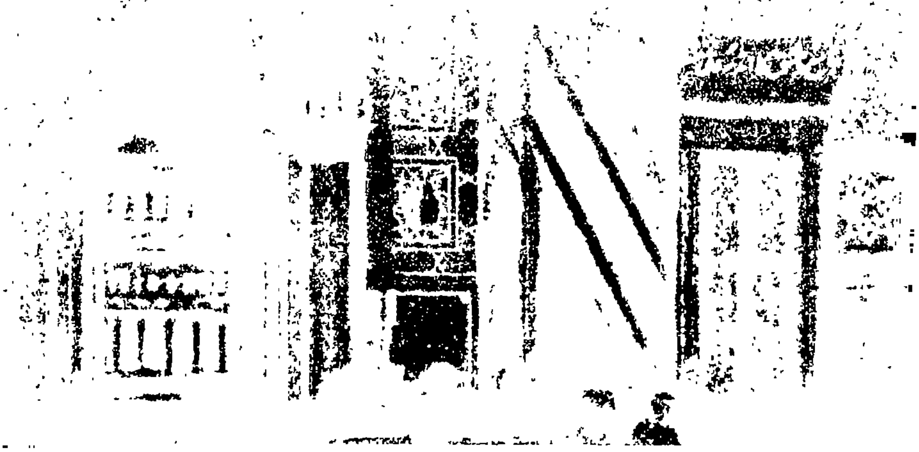
قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثله وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صادقين ۝ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة اعدت للكافرين۔ اگر تم کو اس کلام کے متعلق کوئی شک ہے تو کوئی ایک سورۃ ہی اس کی سورتوں جیسی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا بتوں کو جو تم نے معبود بنا رکھا ہے انہیں پکارو اگر تمہیں سچائی کا دعویٰ ہے اگر تم نے ایسا نہ کیا اور کیا کیا ہرگز بھی ایسا نہ کر سکو گے تو پھر جہنم کے عذاب اور آگ سے ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جو کافروں ہی کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ہے اس وقت عرب میں بڑے بڑے فصحا اور شعراء موجود تھے جو اپنے سامنے کسی کو کوئی حقیقت ہی نہ سمجھتے تھے اور تمام دنیا کو گونگا اور بے زبان سمجھتے تھے لیکن ان میں سے کسی ایک کی بھی ہمت نہ پڑی جو قرآن کریم کے اس چیلنج کا حریف بنتا اور سامنے آتا۔

اس عہد میں یہ دستور تھا کہ لوگ اپنا کلام جا کر خانہ کعبہ کے دروازہ پر جا کر لٹکا آتے تھے اور اپنے اپنے وقت میں جو فصیح اور مسلم استاد عرب ہو چکے ہیں ان میں سے ایک روز آکر ان کی اصلاح کر جاتا اسی زمانہ میں ایک مشہور عرب استاد پیدا ہوا جو بڑے بڑے شعراء کے کلام میں کوئی نہ کوئی غلطی نکال ہی دیتا تھا اور اسے دعویٰ تھا کہ وہ ہر کلام میں کوئی نہ کوئی نقص ضرور نکال ہی دیگا ایک صحابی کو جو مذاق سوجھا تو آپ قرآن کی ایک بہت ہی مختصر سورت سورہ انا اعطینا کو خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکا آئے ایمان پختہ تھے سب کچھ جانتے تھے اور دیکھتے تھے سوچا کہ یہ عرب بہت بڑا استاد بنا پھرتا ہے لاؤ آج اس کی شیخی کرکری کریں اپنے وقت پر وہ استاد آیا اور سب کلاموں میں مناسب اصلاحیں جب اس کی نظر سورہ انا اعطینا پر پڑی تو حالت تھی کہ ایک سطر کی اس سورت کو کئی کئی جگہ کاٹا اور پھر صحیح کر دیا ایک لفظ کی بجائے دوسرا لفظ لکھا لیکن جب فصاحت جاتی اور بلاغت گرتی نظر آئی تو پھر اس پر صاد بنا دیا آخر اسے بھی ضد پیدا ہو گئی اور اس نے اس میں اصلاح کرنے اور کوئی نہ کوئی سقم نکالنے کا تہیہ کر لیا اور لیکر بیٹھ گیا لیکن جب عقل عاجز آگئی تو اس پر یہ لکھ کر چلا گیا کہ ماهذا كلام البشر یہ کسی انسان کا کلام نہیں اگر انسان کا کلام ہوتا تو میں ضرور اس میں غلطی نکال سکتا اور کوئی نہ کوئی سقم تو پیدا کر ہی دیتا)

معاندت اسلام و قرآن اور سیاہ قلبی و سیاہ بختی مشاہدہ ہو کہ اس اظہار عجز اور تسلیم صحت قرآنی کے باوجود کہ اس سے یہ تو نہ نکلا کہ واقعی یہ ربانی کلام ہے اور انسانی علم و لیاقت اس کی تصحیح سے قاصر ہے لکھا تو یہ لکھا کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا حالانکہ معانی اس کے یہی وہی ہوئے ظاہر ہے کہ جب یہ کلام انسانی طاقت سے بلند و بالا ہے تو پھر خدائی اور ربانی ہی کلام ہو سکتا ہے کیا یہ واقعہ تاریخی قرآن شریف کی عظمت اور قرآن کے ربانی کلام ہونے کے ثبوت کے لئے برہان قاطع نہیں؟ یہ ہے عظمت قرآنی۔


حضرت امام حسین علیه السلام







مسلمان بحیثیت مسلمان

ابن محقق الاعظم علامہ سید نذیر الحق صاحب شادی دمضمہ

ل من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف
علیھم ولا ھم یحزنون مسلمان وہ ہے جو اپنے کل وجود کو خدا کی راہ میں
لدے اور پھر نیت و اعتقاد سے نہیں بلکہ اپنے صدق و اخلاص اور عمل سے بھی
ن کا ثبوت دے ایسے شخص کا بدلہ خدا کے نزدیک مقرر ہو چکا اور ایسے لوگوں پر نہ
ئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ؎

سلت یکانہ ں گا با نداز براہیم — مسلم ہوں میرا شیوۂ دیرینہ ہے تسلیم
ہے مرے ہادی نے مجھے صبر کی تلقین — دی ہے مرے آقا نے رضا کی مجھے تعلیم
باطل ہو مخاطب تو میں کہتا ہوں مسلمان — بھولا نہیں ہوں اپنے پیمبر کی یہ تفہیم
ل جو نہ اغیار سمجھے ، نظر ہے — کرتا ہوں میں دنیا کے سب ادیان کی تکریم

اسلام کی وجہ تسمیہ اور اس کی حقیقت

اسلام عربی زبان کا مصدر ہے جس کے معنے ہیں گردن نہادن یعنی کسی کو اپنا وجود سونپ دینا اور کسی کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔ نیز اس کے مفہوم میں چار باتیں داخل ہیں بطور بیع کسی ایک چیز کا مول دینا۔ کسی کو اپنا کام سونپنا طالب صلح ہونا۔ اور کسی امر یا خصومت کو چھوڑ دینا۔ اسلام کے معنے تب فرمانبرداری طاعت اور الاسلام کے معنے ہیں خاص طاعت انقیاد یعنی حکم حاکم پر پوری طرح پابند ہونا۔ اس کی منع کردہ باتوں سے رک جانا اور اس میں کسی قسم کی چون و چرا نہ کرنا۔

مذہب اسلام جس طرح اپنی تعلیمات کے لحاظ سے مذاہب عالم پر فوقیت و برتری رکھتا ہے اسی طرح اپنے نام کی وجہ سے بھی مذاہب عالم پر فائق ہے لفظ اسلام میں خدائے حکیم و بصیر نے وہ خوبی اور کمال رکھا ہے کہ یہ تمام خوبیوں اور کمالات انسانی کا جامع ہے اس کا ہر لفظ اپنے اندر ایک شان اعجاز اور ایک ناممکن التسخیر قوت رکھتا ہے اس لفظ کو جس طرف سے الٹ پلٹ کر دیکھو نئے نئے معنے پیدا ہوتے ہیں اور ہر ہر حرف ایک جہان معنے اپنے اندر لئے ہوئے نظر آتا ہے چنانچہ اسلام سے تین لفظ نکلتے ہیں سَلَمٌ، سِلْمٌ اور سُلَّمٌ اور یہ تینوں لفظ صلح و آشتی اور امن و سلامتی کو چاہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام سراسر امن و سلامتی کا مذہب ہے اس میں کوئی ہلاکت خرابی اور نقص نہیں اسلام کے بھیجنے والے کا نام السلام المومن ہے اس کا لانے والا رحمۃ للعالمین ہے اور اسلام کا نتیجہ جنت ہے اور بہشت کا نام دار السلام ہے جیسا کہ ارشاد ہے لھم دار السلام عند ربھم یعنی مسلمانوں کے لئے خدا کے پاس سلامتی کا گھر ہے سلم اور سِلم دونوں لفظ صلح و آشتی کو چاہتے ہیں اور سُلّم سیڑھی کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ بلندی کی طرف چڑھا جاتا ہے یعنی اسلام مسلمانوں کو دینی و دنیوی اور مادی و روحانی ترقیات اور مدارج عالیہ پر پہنچانے کا ذریعہ ہے اگر اس کا نمونہ دیکھنا ہو تو اور عملی دنیا میں اس حقیقت کا پتہ لگانا ہو تو اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیجئے اور دیکھ لیجئے کہ کس طرح اسلام نے عرب کے وحشیوں اور ذلیل ترین انسانوں کو پستی و قعر گمنامی سے اٹھا کر ذروۂ کمال اور عروج و ارتقاء کی انتہائی بلندیوں تک پہنچا دیا ہے ؎

[illegible] کو کافور پہ ہوتا تھا نمک کا دھوکہ — بن گئے خاک کو اکسیر بنانے والے
امتیاز ابیض و اسود کا مٹانے والے — سبق انسان کو اخوت کا پڑھانے والے
بات کیا تھی کہ نہ رہ دولت سے نمایاں ہوئے — جذبۂ تربیت اذہان کو چمکانے والے
بھید کیا تھا کہ جو آپس میں ملے تھے نہ کبھی — ہو گئے مشرق و مغرب کے ملانے والے
پیشوائی کو نکل آئی خدائی ساری — گھر سے نکلے جو محمد کے گھرانے والے

دیکھئے اسلام کے لفظوں میں کیا کمال ہے لفظ سَلَم کو اگر الٹا جائے تو مَلَس بنتا ہے اور ملس نرم چیز کو کہتے ہیں یعنی مسلمانوں کو بھی رحماء بینھم آپس میں نرم اور رحم دل ہونا چاہیئے۔ ملس کو الٹانے سے سَمَل بنتا ہے جس کے معنے خاموشی اختیار کرنے کے ہیں یعنی بجائے اسکے کہ مسلمان فضول ولغو اور بیہودہ بکواس میں اپنا وقت ضائع کریں ان کو ایسے موقعوں پر خاموشی اختیار کرنی چاہیئے۔ سمل ہی سے مسل کا الٹ بنتا ہے جس کے معنے پانی کو دوسری جگہ پہنچا دینا ہے یعنی مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے کو نفع پہنچانا چاہیئے اور لمس بھی اس کا مشتق ہے جس کے معنے ہر وقت طلب و جستجو میں لگے رہنے کے ہیں یعنی مسلمان ہی کا یہ کام ہے کہ وہ ہر وقت رضا الٰہی کی طلب میں لگا رہے۔

بعض کہتے ہیں کہ لفظ سلم کا مادہ السلام اور السلامۃ ہے اور یہ کثیر المعنی مصدر ہے مثلاً عافیت کی زندگی بسر کرنا عبادت خداوندی میں کمال اخلاص اختیار کرنا جناب الٰہی میں خشوع و خضوع اور انکسار سے جھکے رہنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ خدا کی طرف سے آسمانی ہدایات لائے ہیں ان پر کاربند ہونا ہر قسم کے عیبوں الزاموں اور برائیوں سے محفوظ اور بری رہنا اور عزت و پیار کے الفاظ سے ایک دوسرے کا خیر مقدم کیا جانا وغیرہ۔

مسلم کی ملاقاتی دعا اور ذریعہ شناخت

برادران ہنود جب آپس میں ملتے ہیں تو بندگی اور بندے ماترم وغیرہ الفاظ کا استعمال کرتے ہیں جو شرک اور پست ذہنیت کا مظہر ہیں اور جن میں کوئی نمایاں خوبی اور جاذبیت نہیں نیز ان کی شناخت کا ذریعہ جنیو اور چوٹی وغیرہ ہوتا ہے عیسائی جب آپس میں ملتے ہیں تو "گڈ مارننگ" اور "گڈ ایوننگ" وغیرہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں اور ذریعۂ شناخت ایک مخصوص پیراہن ہے اس میں کوئی خوبی اور جاذبیت نہیں علی ہذا القیاس اسی طرح دیگر قوموں کے ملاقاتی الفاظ اور شناخت کے ذریعے ہیں اس کے مقابلہ میں غور کیجئے کہ اسلام کے دعائیہ الفاظ کتنے دلکش موثر اور جاذب توجہ ہیں جب مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو السلام علیکم کہا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تم پر سلامتی ہو یہ دعا تمام ادعیہ کی جامع ہے اس میں ایک قابل غور نکتہ یہ ہے کہ السلام علیک کی جگہ بھی "کم" ہی استعمال کیا جاتا ہے یعنی صرف ذاتی کو ہی دعا میں شامل نہیں کیا جاتا بلکہ تمام مسلم قوم کو مد نظر رکھا جاتا ہے نیز السلام علیکم کو ہی مسلمانوں کی شناخت کا ذریعہ ٹھہرایا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے لمن القی الیکم السلام لست مومنا یعنی اگر کوئی تمہیں السلام علیکم کرے تو اس کی نسبت یہ گمان نہ کرو کہ وہ مومن نہیں۔

کامل اور سچا مسلمان کون ہے؟

جو اعتقادی اور عملی طور پر خدا کا ہو جائے اپنے وجود کی علمی و عملی طاقتیں خدا شناسی کی راہ میں لگا دے اپنے آپ کو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وقف کر دے اور اس کے ارادوں اور احکام کی پیروی میں مرمٹے اور اپنے ارادوں اور مرضی سے

مسلمان دیندار

از جناب مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب سابق مدیر القمر جینیند

ہر مسلمان دیندار پر دو طرح کے حقوق شرعاً ثابت ہیں ایک اللہ تعالیٰ کے حقوق اور دوسرے بندوں کے حقوق ان دونوں قسم کے حقوق کو ادا کرنا اور حدود شرعیہ کی نگہداشت کرنا ہر مسلمان دیندار پر واجب ہے اللہ تعالیٰ کے حقوق کو حق اللہ اور بندوں کے حقوق کو حقوق العباد کہا جاتا ہے۔

انسان کے مختلف طبقات انسانی سے جو تعلقات ہیں وہ انسان پر مختلف و متنوع حقوق کی صورت میں عائد ہوتے ہیں اور یہی حقوق علم الاخلاق اور اصول تمدن کی جان اور بنیاد ہیں دنیا میں متعدد مذاہب ہیں سب نے کم و بیش ان حقوق سے بحث کی ہے اور اپنی اپنی وسعت نظر کے مطابق ان کو اخلاق کے دائرے میں لیا ہے مگر چونکہ تمام مذاہب عالم مستقیم نظر عیر محدود علم دماغ اور عقل جہاں بین کے مالک نہ تھے اور دقتیں بین و نکتہ سنج نہ تھے اس لئے ان حقوق کو پیدا کرنے اور ان کے حدود قرار دینے میں اکثر غلطیاں ناقابل توجہ اور بعضوں نے تو ایسی ایسی فاش غلطیاں کی ہیں جن کا اخفا ان کے متبعین پر آج ان کی فنی کے زمانہ میں دشوار ہو رہا ہے اور وہ اسلام سے سرقہ کر کر کے اپنے اپنے مذاہب کے دامن میں پیوند لگا رہے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ مسلمان دیندار وہ ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو حتی الامکان ادا کرے اور دین و دنیا دونوں کا مالک ہو نہ دین کے لئے دنیا کو جانے دے اور نہ دنیا کے لئے دین کو تباہ کرلے دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھے اور شب و روز اپنی آخرت کو سنوارنے میں لگا رہے اور اس کا ظاہر و باطن اسلام کے مطابق ہو۔

مسلمان دیندار دنیا کی زندگی اسلئے اختیار کرتا ہے کہ دین حاصل ہو اس کو سمجھنا چاہیئے کہ مادیات کی ضرورت روحانیات میں مدد ہونے کے لئے ہے فی نفسہ مادیت مقصود اصل نہیں ہے پس ایک دیندار کو عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ ہر وہ چیز جس کو قرآن حکیم نے جائز قرار دیا ہے وہ دین ہے اور جس سے روکا ہے وہ دنیا ہے اس لئے قرآن مقدس نے جس چیز سے جس حد تک متعلق کیا ہے اسے اسی حد تک متعلق رہنا چاہیئے اور جس چیز سے جس حد تک روکا ہے اسی حد تک اُسے باز رہنا چاہیئے اس لئے حدود شرعیہ سے تجاوز کرنا خطرناک اور دینداری کے خلاف ہے۔

حقوق اللہ

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور نہیں پیدا کیا ہم نے جنوں اور انسانوں کو مگر اسلئے کہ ہماری عبادت کریں۔

اللہ کی الفت میں محبت میں مزا ہے ہو عبد اگر تم تو عبادت میں مزا ہے
الفاظ کے پردے میں خدا بول رہا ہے قرآن کے سننے میں تلاوت میں مزا ہے
مر کر ترے رستے میں ہوئے زندۂ جاوید مرنے میں ہے لطف شہادت میں مزا ہے

عبد اور عبادت الٰہی کا مفہوم اکثر مذاہب نے اپنے متبعین کے ذہن میں غلط طور پر مرکوز کیا ہے اور بعض نے ناقص اور ناکمل صورت میں پیش کیا ہے اور اس کی طرز و وضع جو مقرر کی ہے نہ کچھ جاذب نظر اور نہ فطری نہیں ہے کسی نے عبادت میں اتنی سختی اور دقت رکھی ہے کہ شاید ہی کوئی اس کا حقہ پورے طور پر ادا کر سکے اور کسی نے اس کو اتنا آسان کر دیا ہے کہ اس سے طبیعت پر کوئی اثر اور نتیجہ نہیں مترتب ہو سکتا کہیں بہت مل کر دہونی رما کر بیٹھ رہنا صبح و شام سورج کی طرف آنکھیں بند کر کے بیٹھ جانا اور آگ میں چند قیمتی اشیاء بھسم کر دینا سب سے بڑی عبادت سمجھا گیا ہے کہیں آٹھ پہر دن کے بعد چند دعائیہ الفاظ کو رٹ لینا کافی کافی عبادت قرار دیا گیا ہے اور کہیں گوشہ عزلت میں بیٹھ کر تصور الٰہی کو ہی عبودیت تصور کر لیا گیا ان مختلف عبادتوں میں کچھ نہ کچھ فائدے ضرور تھے مگر ان میں عبودیت کی وہ شان نہیں جو خود لفظ "عبادت" بتا رہا ہے۔

عبادت کے معنے ہیں کمال بندگی اور کمال بندگی کی طرز و وضع مکمل اور اعلیٰ نہیں ہوگی جب تک ہمارا دل زبان اور آنکھ کان وغیرہ تمام اعضاء اپنے اپنے طبعی فرائض کو پورے اعتدال اور میانہ روی کے ساتھ بجا لائیں جو صانع حقیقی نے ان کو سپرد کئے ہیں جب تک عبادت الٰہی میں یہ بات اور یہ شان پیدا نہ ہو عبادت الٰہی کا منشا مطالبہ پورا نہیں ہو سکتا۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا کے کسی مذہب اور کسی قوم کی عبادت مذکورہ بالا شان عبودیت اپنے اندر نہیں رکھتی اور تمام مذاہب اپنے معتقدین کو حقوق عبودیت اور مراسم بندگی ادا کرانے سے قاصر ہیں۔

مسئلہ عبادت میں تمام مذاہب سے ایک سب سے بڑی غلطی یہ ہوئی کہ عبادت کو ایک مقصود بالذات سمجھ لیا جس سے لفظ امتثال امر کے سوا اور کچھ مقصود نہیں اور فرائض زندگی کو عبادت سے جدا کر دیا حالانکہ عبادت کا منشا بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر بجا لائے جائیں اور نواہی سے بچا جائے عبد کا ہر کام معبود کے حکم کے مطابق ہوتا ہے جو شخص اپنے کو عبد کہتا ہے وہ اپنا تعلق خدا سے قائم کرتا ہے جس کا ثبوت عبادت سے دینا پڑتا ہے کوئی شخص خدائے بزرگ و برتر کو اپنا معبود اپنا مالک اور اپنا آقا کہنے کے بعد اپنی یا کسی اور کی خواہش کا پابند نہیں بنا سکتا اور عبد کامل کا کوئی کام خود اختیاری نہیں ہو سکتا اس کا چلنا پھرنا ہنسنا بولنا، سونا جاگنا، کھانا پینا تجارت، ملازمت اور کاشتکاری وغیرہ جمیع دنیاوی بھی خدا کے حکم کے مطابق ہوتے ہیں۔

درجہ عبودیت اور عبد کامل

مراتب عالیہ اور کمالات انسانی کا آخری درجہ عبودیت ہے اس کے سامنے کوئی درجہ نہیں غوث قطب ابدال اوتاد اولیاء کو بھی اگر حاجت اور ہوس ہے تو درجہ عبودیت اور شان عبدیت کی کیونکہ اس کے سامنے تمام مدارج ہیچ ہیں حتیٰ کہ پیغمبران اولوا العزم بھی اپنے مراتب علیا میں بغیر درجہ عبودیت کے کامل ہوئے پس انسان جب تک عبودیت کے درجہ پر کامل نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال اور شان کبریائی سے واقف نہیں ہو سکتا۔

درجہ عبودیت اور عبدیت یہ ہے کہ عابد اللہ جل جلالہ کی بے حد تعظیم بغایت تکریم اور رتبہ درجہ عاجزی و انکساری اختیار کرے اپنی خود سری و خودنمائی منخوت و بزرگی اور تکبر و کبریائی کے شیشہ کو اپنے ہاتھ سے پٹکا چور کر دے تکبر و غرور ریا و عجب اور تصنع و تکلف کے زہروں سے اجتناب کرے صفا کرے سراسر خاکساری و عجز و انکسار خلوص اور صداقت و راست بازی اپنا سر و جان سپاری اور عبادت الٰہی کو غذائے روح بنالے۔

یاد رہے کہ نفس کی متابعت میں عبادت الٰہی کا یہ نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا اور عبودیت کے مزے بغیر عبد کامل بنے حاصل نہیں ہو سکتے پس عبد کامل وہ ہے جو صفات مذکورہ سے متصف ہو عبادت پر حریص ہو اپنے معبود حقیقی کی عبادت اور اپنے آقا کی خدمت کی مزدوری طلب نہ کرے طلب اجرت کو بے ادبی اور گستاخی سمجھے اور عبادات و طاعات

یعنی جوش اور غایت لذت و شوق کے ساتھ عذاب و ثواب کے خیال سے علیحدہ ہوکر بجالائے اگر تعمیل حکم و امتثال امر میں جان ہی چلی جائے تو کیا ہے

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی — حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ ہے عبدیت اور عبادت الٰہی کا صحیح مفہوم اور اسلامی عبادات و طاعات کا اثر و نتیجہ اب اس مفہوم عبادت اور حقیقت عبدیت و مراسم بندگی کو پیش نظر رکھ کر دیکھنا چاہیے کہ اسلام نے عبادات کی بابت کیا سکھایا ہے اور اسلامی عبادتیں کہاں تک فطرت کے مطابق اور نوع انسان کی جسمانی و روحانی ترقی میں ممد و معاون ہیں۔

اسلامی عبادتیں

حدیث شریف میں ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے (۱) اس بات کی شہادت دینی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ اس کے بندے اور رسول ہیں (۲) پنجوقتہ نماز کا پڑھنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا ان میں سے دو مالداروں سے مخصوص ہیں زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور تین فرائض ہر مسلمان بالغ پر واجب التعمیل ہیں جیسے عقائد میں توحید اور رسالت اصل الاصول ہیں اسی طرح عبادات میں سب سے زیادہ اہم نماز ہے اور میں صرف نماز کو ہی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔

فرض نمازوں کی فضیلت

نماز دین کا ستون، عصام الیقین، راس القربات، غرۃ الطاعات اور عذاب دوزخ سے نجات دہندگاری ہے ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا بیشک نماز ایمان والوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

خمس صلوات کتبهن الله علی العباد فمن جاء بهن ولم یضیع منهن شیئا استخفافا بحقهن کان له عند الله عهد ان یدخله الجنة ومن لم یأت بهن فلیس له عند الله عهد ان شاء عذبه وان شاء ادخله الجنة	پنجوقتہ نمازیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہیں جو ان کو پوری طرح ادا کرے اور اس کے فرائض و ارکان اور حقوق میں سے کچھ کمی نہ کرے اس کے لیے اللہ کا ذمہ ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے اور جو ان کو ادا نہ کرے اس کے لئے اللہ کا کوئی عہد نہیں اگر چاہے تو عذاب دے اور چاہے جنت میں داخل کرے۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتلاؤ کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر ہو اور وہ شخص روزانہ دن میں پانچ مرتبہ اس نہر میں نہائے تو کیا اس کے بعد اس کے جسم پر کوئی میل رہے گا آپ کے اصحاب نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا تو بس پنجوقتہ نمازوں کی بھی یہی مثال ہے۔

نیز حضور صلعم کا ارشاد ہے:- ان الصلوٰۃ کفارۃ لما بینهن ما اجتنب الکبائر اگر کبائر سے اجتناب کیا جائے تو نماز تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ اعمال میں افضل کون عمل ہے فرمایا پنجوقتہ نماز ما افترض الله علی خلقه بعد التوحید احب الیه من الصلوٰۃ اللہ تعالیٰ نے بعد توحید کے کوئی عبادت فرض نہیں جو زیادہ محبوب ہو اس کو نماز سے۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا اور پھر نماز پڑھنے کے ارادہ سے نکلا تو اس کا یہ چلنا بھی نماز ہی میں داخل ہے ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے جب تک مسجد تک آ نہ جائے۔

الصلوٰۃ معراج المومنین نماز مومنوں کی معراج ہے نماز سے بڑھ کر کوئی کامل عبادت نہیں نماز بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا مخلوق ہونے اور عبد ہونے کا ثبوت ہے اور سب سے زیادہ قربت الٰہی نماز میں ہوتی ہے۔

تارک صلوٰۃ پر سخت وعید

جس طرح عبادات میں نماز اہم ہے اور اسکی فضیلت حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے اسی طرح اسکے ترک کرنے والے پر سخت عذاب ہے چنانچہ چند حدیثیں ملاحظہ ہوں:

من حافظ علی الخمس باکمال طهورها ومواقیتها کانت له نورا وبرهانا یوم القیامة ومن ضیعها حشر مع فرعون وهامان	جس نے طہارت جسمانی و روحانی اور وقت کی پابندی کے ساتھ پنجوقتہ نماز کی حفاظت کی تو قیامت کے دن اس کے لئے ایک نور اور حجت ہوگی اور جس نے ان کو ضائع کیا اس کا حشر فرعون اور ہامان کے ساتھ ہوگا۔
من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد برئ من ذمة محمد صلی الله علیه وسلم	جس نے جان بوجھ کر نماز کو ترک کیا وہ ذمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بری ہوگیا یعنی رسول کی شفاعت سے
الصلوٰۃ عماد الدین فمن ترکها فقد هدم الدین	نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو ترک کیا اس نے دین کی چھت گرا دی۔

نماز کے آداب و ارکان کی حفاظت اور اسکی فضیلت

مسلمانوں کی بدقسمتی اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ اول تو وہ نماز پڑھتے ہی نہیں اور جو پڑھتے ہیں وہ اس کے ارکان و آداب کو کما حقہ پورا نہیں کرتے بلکہ ایک بیگار سمجھتے ہیں اور بے دلی سے نماز پڑھ کر گویا اپنی عادت کو پورا کرتے ہیں چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لا ینظر الله یوم القیامة الی العبد لا یقیم صلبه بین رکوعه وسجوده اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس نمازی کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھیں گے جس کا پیٹ رکوع و سجود کی حالت میں قائم نہ ہو یعنی جو رکوع و سجود کو اطمینان کے ساتھ ادا نہ کرے نیز ارشاد ہے کہ جس نمازی نے اچھی طرح وضو کیا اور تعدیل ارکان کے ساتھ نماز کو ادا کیا تو قیامت کے روز نماز ایک اچھی اور روشن صورت میں نظر آئیگی اور اپنے پڑھنے والے کے لئے سفارش کرے گی کہ اے اللہ جس طرح اس نے مجھے ادا کیا ہے اور میری حفاظت کی ہے اسی طرح تو اس کی حفاظت کر اور عذاب سے محفوظ رکھ اور جس نمازی نے نماز کو پوری طرح تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں کیا اور بیگار سمجھ کر پڑھا تو نماز ایک مکروہ صورت میں آئیگی اور کہیگی کہ اے اللہ جس طرح اس نے مجھے ضائع کیا اسی طرح اس کو بھی ضائع کر۔

نماز کے صوری و معنوی کمالات و محاسن

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ نماز صرف چند کلموں کو دہرانے اور بعض معینہ حرکات کرنے کا نام ہے یہی غلط فہمی اور نادانی ہے جس کی وجہ سے اکثر نمازیوں کی نظر سے نماز کے معنوی کمالات و محاسن اوجھل ہیں اور انہیں صحیح معنوں میں دینداری پیدا نہیں ہوتی مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ نماز اللہ جل جلالہ کی بزرگی عظمت و کبریائی اور پاکی کا بیان اور اپنی بیچارگی و درماندگی کا اقرار ہے خداوند بزرگ و برتر کے رحم و کرم اور لطف و عطا کی التجا ہے اور اپنے عجز و قصور اور

جرم و خطا کا استغفار ہے بندوں کی فلاح و بہبود کا باعث ہے اپنی عبودیت اور اس کی خالقیت کا علانیہ اعتراف اور خشوع و خضوع کے اظہار کا بہترین ذریعہ اور دینداری کی علامت و پہچان ہے

نماز میں پہلی شرط طہارت ہے جس میں لباس، جسم اور دل کے صاف ہونے کی ضرورت ہے اور اسلام نے طہارت کو اتنی اہمیت و وقعت دی ہے جیسے اعتقادات میں توحید اصل اصول ہے اسی طرح عبادت کا دارومدار طہارت پر ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے الطهور نصف الايمان پاکیزگی نصف ایمان ہے۔

طہارت کے معنے ہیں پاکی اور صفائی اس میں ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی صفائیاں داخل ہیں اسلام کا منشا اصلی عبادت سے تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطن ہے اور دل کی پاکیزگی کے لئے جو باتیں ضروری ہیں ان کو تو عبادت میں رکھا ہے مگر تصفیہ باطن کے لئے جو چیزیں ممد و معاون ہو سکتی ہیں ان کو بھی نظرانداز نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ طہارت جسمانی کو بھی ساتھ ہی لازم کر دیا یعنی نماز سے پہلے وضو کو فرض کیا کیونکہ دل کی صفائی کیلئے جسم کی پاکیزگی بھی ضروری ہے اور یہ اسلام سے خاص ہے اور کسی مذہب نے بھی اس کا اہتمام نہیں کیا پھر دیکھئے وضو اگرچہ عبادت کا مقدمہ ہے مگر اس ظاہری شست و شو کے ساتھ ہی طہارت باطنی یعنی توبہ و استغفار کو بھی لازم کر دیا اور وضو کرتے وقت یہ دعا مانگنے کی ہدایت کی اللهم اجعلنى من التوابين واجعلنى من المتطهرين اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکی چاہنے والوں میں شامل کر دے۔ یہی راز ہے کہ نماز کو عبادت ظاہری یعنی شرائط و آداب جسم و لباس کی صفائی اور حرکات جسمانی کی قید سے رہائی نہیں کیونکہ دل و دماغ بھی آہستہ آہستہ حواس ظاہری اور حرکات جسمانی سے متاثر ہو کر انہی کے ہمرنگ ہو جاتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا اس کی عظمت و تقدیس بیان کرنا دل و دماغ حواس ظاہری اور حرکات جسمانی سے اپنی بندگی اور عبودیت کا اعتراف و اقرار کرنا اور معبود حقیقی کے سامنے ہر طرح عجز و قصور اور تذلل و انکسار کا اظہار کرنا بندۂ خاکی کا سب سے بڑا کمال اور دیندار کا پہلا فرض ہے اسلام نے جو عبادت کا طریقہ بتلایا ہے وہ جامع جمیع کمالات صوری و معنوی اور عقل و فطرت انسانی کے مطابق ہے اظہار تذلل اور عبودیت کی صرف چار ہی صورتیں ہو سکتی ہیں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر جھکنا، سجدہ میں سر رکھ دینا اور دو زانو بیٹھنا عبادت و حضوری کی صرف یہی چار صورتیں ہیں اور یہی چاروں نماز کے ارکان اور ظاہری شان ہیں۔

نماز حقائق ثلاثہ کا مجموعہ ہے حقیقت قرآنی حقیقت کعبہ اور حقیقت صلوٰۃ یعنی تلاوت قرآن جہت کعبہ و نماز کے ظاہری و باطنی اعمال حقیقت قرآنی اور حقیقت کعبہ دو نو جز صلوٰۃ ہیں جو بجائے خود اعلیٰ اور افضل ہیں خصوصاً تلاوت قرآن کے متعلق حضور علیہ السلام کا فرمان ہے من اراد ان يحدث ربه فليقرأ القرآن جو کوئی اپنے رب سے بات کرنا چاہے وہ قرآن پڑھے کعبہ اللہ خدا کا گھر خانۂ محبوب حقیقی ہے جو عاشقان الٰہی کا مرکز عشق ہے اور نور السموات و الارض کی تجلی گاہ ہے اب بھلا نماز کی شرف و فضیلت کا کیا ٹھکانا ہے رسول خدا فرماتے ہیں اقرب ما يكون العبد من الرب فى الصلوٰة بندہ کو اپنے رب کا سب سے زیادہ تقرب نماز کی حالت میں ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے نماز کی حالت میں بندے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا یعنی مصلی کی چشم محبوب حقیقی کے جمال جہاں آرا کا بے حجاب مشاہدہ کرتی ہے

یعنی جب نمازی نماز کے انوار و تجلیات سے مستنیر ہو کر اس کے اوصاف و صفا کے زیور سے مزین ہو جاتا ہے تو خود کو سراپا نور پاتا ہے بدقسمت ہے وہ مسلمان جو مسلمان ہو کر نماز کے فوائد و برکات حاصل نہیں کرتا بصارت و بصیرت سے بے بہرہ وہ کور باطن مسلمان جو نماز کے انوار و تجلیات سے اپنے کو مستنیر نہیں کرتا اور گناہ ناتراش ناعاقبت اندیش بندۂ نفس اور جہنم کا ایندھن ہے وہ نام نہاد مسلمان جو اس فرض اہم کی ادائیگی سے غافل اور بے پرواہ ہے اور فوز و فلاح سے شاد کام ہونے کا بہترین ذریعہ کھوتا ہے

کیا غضب ہے کہ مسلمان اپنی پستی و ذلت کا دن رات رونا روتے ہیں مگر جو اعمال و اخلاق ایمان صحیح کا مقتضا ہیں ان سے منہ موڑے ہوئے ہیں اور احکام شرعیہ کو پس پشت ڈالے ہوئے ہیں ان کے انحطاط و تنزل کا واحد سبب یہ ہے کہ وہ جوں جوں اسلامی اخلاق و اطوار اور اعمال و اخلاق سے علیحدہ ہوتے گئے اور دینی جذبہ مردہ ہوتا گیا۔

اُن کے اعمال و اخلاق پست ہوتے گئے عزت و کامرانی ذلت و رسوائی میں تبدیل ہوتی گئی اور خدا کی تائید و نصرت منقطع ہوتی گئی مگر انھیں اپنی پامالی کا احساس تک نہیں۔

احکام الٰہی سے سرتابی اور خسران عظیم کا کیسا دلخراش واقعہ ہے کہ موذن دن میں پانچ وقت ممبر پر کھڑا ہو کر خدا کی عظمت و کبریائی اور ہادی صادق محمد الرسول اللہ کی رسالت کی تصدیق کرتے ہوئے دائیں بائیں دونوں جانب رخ کر کے حى على الصلوٰة حى على الصلوٰة کی صلائے عام دیتا ہے دینداروں اور اہل دل مسلمانوں کو نماز جیسی پاک و بابرکت عبادت کے لئے بلاتا ہے اور اس کار خیر کی مزید ترغیب و تحریص دلانے کے لئے حى على الفلاح کی منادی سے یاد دلاتا ہے کہ یہ نماز جس کے لئے اس کو بلایا جا رہا ہے انہی کی فلاح و بہبود کا باعث ہو اور فوز و کامرانی کا بہترین ذریعہ ہے اس میں غفلت و تساہل نہ کرنا چاہیے مگر کم ہیں ایسے دیندار جو اس آواز خدا رسی کو سن کر عبادت الٰہی کے لئے دوڑتے ہیں اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو اس آواز کو نظرانداز کرتے ہوئے تھیٹروں، سینماؤں، ہوٹلوں اور ہو و لعب کی مجلسوں کی زینت و رونق بنتے ہیں اور اپنی اس بے دینی پر ذرا نہیں شرماتے۔

خوب یاد رکھئے دینداری کی علامت عقائد میں توحید عبادات میں نماز، معاملات میں اپنوں اور غیروں سے اچھا برتاؤ اور اخلاق میں حسن خلق ہے اسلام اپنی کتابی صورت میں پوری آن بان اور شان کے ساتھ افق عالم پر ضیا ریز ہے اور کائنات انسانی کے قوائے فکریہ پر اپنا سکہ قائم کرتا جا رہا ہے مگر افسوس اگر کمی ہے تو دیندار مسلمانوں کی اور احکام اسلام پر چلنے والوں کی اس الحاد و دہریت اور ضلالت کے زمانہ میں دینداری عنقا ہے شریعت اسلامیہ پر چلنا مشکل ہے خدائے قدوس مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ پھر احکام شرعیہ پر عمل پیرا ہوں اور علم و عمل سے اقوام عالم کے ہادی اور رہبر ثابت ہوں۔ آمین الٰہی رب العالمین۔

مسلمان رہبر دین

از حضرت مولانا مولوی سید عبدالرؤف صاحب مہتمم کتب خانہ نذیریہ دہلی

آج ہر طرف چیخ و پکار ہو رہا ہے کہ مسلمان مسلمان نہیں رہے ان کے اخلاق بگڑ گئے ان کی ترقی و اقبال کا ستارہ غروب ہو گیا ان کی داستان ترقی ایک خواب پریشان بنکر رہ گئی اُن سے دولت و حکومت نے کنارہ کر لیا وہ ہر طرح ذلیل و خوار ہو گئے ان سے دینی و دنیاوی کامرانی چھین لی گئی وہ اپنی اس تباہی و بربادی کا رونا تو روتے ہیں مگر آپ کے اسباب اور حقیقی علاج کا پتہ نہیں لگاتے۔

کسی قوم کا اوج کمال سے قعر ذلت میں جا گرنا چنداں تاسف انگیز اور حسرت خیز نہیں کیونکہ دنیا کا عروج و کمال اور دولت و حکومت ایک چلتی پھرتی چھاؤں ہے تلک الایام نداولہا بین الناس زمانہ کبھی کسی کے مطابق ہوتا ہے اور کبھی کسی کے ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہتا مسلمانوں سے پہلے بھی تہذیب و تمدن والی اور بڑی بڑی شان و شوکت والی قومیں گذری ہیں مگر وہ بھی تباہ و برباد ہو کر رہ گئیں اسی طرح اگر مسلمانوں کی تہذیب و ترقی کی عظیم الشان خوشنمائیاں بھی گرد روزگار میں دب کر رہ گئیں تو یہ کوئی ماتم انگیز امر نہیں البتہ اگر کوئی چیز قابل تاسف ہے تو یہ کہ وہ گرنے کے بعد اٹھنے اور سنبھلنے کی قابلیت کھو بیٹھے اور ان کے سامنے ان کی اصلاح و ترقی کا کوئی مجرب یقینی، متحدہ اور جامع پروگرام نہیں۔

اگر زیادہ نہیں صرف سر سید مرحوم کے زمانہ سے مسلمانوں کی جد و جہد کو لیا جائے تو نظر آئیگا کہ ہزاروں قسم کی جد و جہد مسلمانوں کے ترقی پذیر ہونے کی کی گئیں مگر ناکام بنکر رہ گئیں بیشمار انجمنیں قائم ہوئیں اور ٹوٹ گئیں لا تعداد تجویزیں اور پروگرام مرتب ہوئے مگر کیڑوں کی غذا بن گئے اور بے گنتی تحریکیں شروع ہوئیں اور ختم ہو گئیں مگر مسلمان جہاں تھے وہیں رہے وہیں رہے اسکول و کالج کی پروفیسری کونسلوں کی ممبری اور انگریزوں و ہندوؤں کی چاپلوسی سے کچھ نہ ملا نہ بی۔اے اور ایم۔اے ہونے سے اسلام کو ترقی ہوئی اور نہ عربی دانی بغیر خالص اور مدرسوں سے مسلمانوں کی مصیبت کا خاتمہ ہوا اور کون نہیں جانتا کہ ہمارے درد کی دوا نہ کانگریس کے پاس ہے اور نہ مسلم کانفرنس کے پاس اور ہماری اصلاح و ترقی نہ مسلم لیگ اور ایجوکیشنل کانفرنس سے ہوئی اور نہ جمعیۃ العلماء سے بلکہ مسلمان روز بروز اسلام سے دور تر ہوتے چلے گئے۔

اس سے یہ نہ سمجھئے کہ میں ان جماعتوں کی نیتوں پر حملہ کر رہا ہوں یا ان کی تنقیص کر رہا ہوں حاشا و کلا مسلمانوں کی اصلاح و ترقی کی تمام کوششیں جد و جہد اور پروگرام اور تمام جماعتیں مخلصانہ طریقہ سے اپنی اپنی جگہ مفید ہیں مگر مسلمانوں کی تمام بیماریوں کا صحیح علاج نہیں تمام جماعتوں انجمنوں اور کوششوں کا نتیجہ اور فائدہ یہ ضرور ہوا کہ مسلمانوں نے صحیح طور پر اپنی حالت کا احساس کر لیا اور ان میں ترقی کا خیال پیدا ہو گیا مگر باوجود اس کے مسلمانوں کی ذہنیت یا تو بگڑ گئی ہے اور یا منجمد ہو کر رہ گئی ہے کہ تمام مسلمان کسی ایک خیال پر متحد نہیں نہ ایک دستور العمل اور نصب العین سوچتے ہیں اور نہ ایک کام کرنے کے لئے تیار ہیں نہ راستہ ایک ہے نہ منزل ایک اور نہ مقصود ایک ہے اور نہ دین ایک اور پھر تماشہ اور تعجب یہ ہے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے مسلمانوں کی بھلائی کے لئے اور اسلام کے نام پر یعنی کہتے سب ایک ہی بات ہیں مگر چلتے ہیں مختلف راہ ہیں اور اسلام و مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا دعویٰ سب کو ہے مگر منزل اور طریق کار ایک نہیں۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر وہ کونسی چیز کھو گئی ہے جسکے بغیر مسلمان آگے نہیں بڑھتے اور روز بروز اسلام سے دور تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور وہ کون مشنری کا پرزہ ہے جس کے بگڑنے سے گاڑی آگے نہیں بڑھتی۔

میرے خیال میں اس کا واحد سبب یہ ہے کہ تبلیغی جہاد ترک کیا مسلمان اسکے سپاہی اور حقیقی توحید و رسالت کے پیامی نہ رہے اور مسلمانوں کا بگڑ جانا اور اسلامی زندگی کا مفقود ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہ تھا کیونکہ خدائے حکیم و بصیر نے مسلمانوں کی اصلاح و ترقی اور عروج و ارتقا کا وہ مضبوط دستور العمل اور مستحکم نظام رکھا تھا جس کی موجودگی میں مسلمانوں کا زوال پذیر ہونا قطعًا ناممکن تھا یعنی مسلمانوں پر یہ فرض قرار دیا تھا کہ ان میں ایک جماعت رہبران دین کی ہو جو قرآن مجید کے علم و عمل کو سامنے رکھکر مسلمانوں کو حقیقی معنوں میں مسلمان بناتے رہیں ان کو خدا کا پیغام بار بار سناتے رہیں اور ان کے دل و دماغ کو اسلامی ذہنیت کے سانچے میں ڈھالتے رہیں مگر غضب یہ ہوا کہ کچھ عرصہ سے رہبران دین و پیشوایان مذہب نہیں ملے جو قرآنی علم و عمل سے مسلمانوں کی اصلاح و ترقی چاہتے اور خود علم و عمل کا زندہ نمونہ بنکر اسلام کی عملی تفسیر ہوتے بلکہ انہوں نے خود قرآن مجید سے منہ موڑا اس کی حقیقی تعلیم کو فراموش کیا اور شیطان کی ہر تجویز پر لبیک کہا ہر مقرر و محرر پر واہ واہ کی صدا بلند کی اور اپنی اپنی اجتہادی رائے کو نجات کا ذریعہ سمجھا لیکن خدا کے تجویز کردہ دستور العمل کو حقیر اور ناقابل عمل جانا اور علماء و مشائخ یہود و نصاریٰ کے علماء و مشائخ کی طرح ہو گئے۔

دینی رہبر ان لوگوں کو سمجھا جاتا ہے جو جامع ازہر یا دار العلوم دیو بند یا ندوۃ العلماء کی سند رکھتے ہیں اور نصاب تعلیم ختم کر چکے ہوں جبہ و دستار سے آراستہ و پیراستہ ہوں فتویٰ دیا کرتے ہوں اہل مسلک ہوں تحریر و تقریر پر قادر ہوں وعظ کہتے ہوں اور ممبری منبر نے لیکر اور جھوم جھوم کر پڑھتے ہوں اپنے مزعومہ عقائد اور فرقہ کی حمایت میں سرگرم ہوں اور دوسرے دل کو کافر و منافق بنانے میں بڑے بیباک اور مشاق کسی مدرسہ کی چہار دیواری کے اندر قال اقول کی تکرار کرتے ہوں خانقاہوں میں اللہ ہو کے نعرے لگاتے ہوں اور پیری مریدی کا سلسلہ رکھتے ہوں۔

ایسے لوگ جو ان خصوصیات کے مالک ہیں تمام قوم پر چھا گئے شرار العلماء کا دور دورہ ہو گیا ریاکار مشائخ نے اپنا تسلط و اقتدار جما لیا ہر شخص دینی رہبر اور واعظ بن بیٹھا ہر بے دماغ مفتی اور مصلح کار بن گیا حتی کہ سامعین سے زیادہ واعظ اور مبلغ ہو گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان سراپا قال بنکر رہ گئے جو حضرات صحیح معنوں میں مبلغ و رہبر دین اور خیار العلماء تھے وہ یا تو زمانہ کی رفتار اور بے دماغوں کی چیخ و پکار دیکھکر گوشہ نشین ہو گئے یا ان کی آواز سیاسی لیڈروں کی ہنگامہ آرائی میں دب گئی اور اس طرح مسلمان مخلص اور قابل دینی رہبروں کی قیادت اور رہنمائی سے محروم ہو گئے۔

پس ضرورت ہے کہ نام نہاد مذہبی رہبروں اور دینی پیشواؤں کی پیشوائی کا انسداد کیا جائے اور مسلمانوں کے سامنے اسلامی تعلیم اور دینی رہبروں کی شناخت کا معیار

رکھا جائے تاکہ وہ مخلص اور قابل اور نا اہل و خود پرست رہبروں میں تمیز کرسکیں اور وہ قرآنی علم و عمل کی طرف متوجہ ہو کر اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کر لیں۔

مسلمانوں کی اصلاح کا خدائی انتظام

میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ مسلمانوں میں جذبۂ ایمان اور کیریکٹر پیدا نہیں ہو سکتیں اور وہ کبھی اسلام سے دور نہیں ہو سکتے بشرطیکہ ان کو ایسے دینی رہبر میسر آئیں جو قرآنی علم و عمل کا نمونہ ہوں اور ان کے پیش نظر قرآنی دستور العمل ہو چنانچہ ارشاد ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون چاہئیے کہ تم میں ایک گروہ کہ وہ دوسروں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کاموں کی طرف ہدایت کرے اور برے کاموں سے روکیں اور یہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

اس آیت میں جو لفظ منکم ہے اس کی تفسیر میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک تو یہ تبعیض کے لئے آیا ہے جس کی رو سے یہ معنے ہوں گے کہ تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئیے جس کا دستور العمل آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا اور بعض لوگ اس کو "بیانیہ" قرار دیتے ہیں اس صورت میں معنے یہ ہوں گے کہ تم سب مسلمانوں میں صفت یہ ہونی چاہئیے کہ تمہارا ہر فرد اچھے کاموں کی دوسروں کو ترغیب دینے والا اور برائیوں سے روکنے والا ہو بہرحال اس آیت مبارکہ کی رو سے مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ ان میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئیے جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہو خواہ اس تبعیضیہ قرار دیا جائے یا بیانیہ دونوں صورتوں میں دینی رہبروں اور مبلغوں کا ہونا لازمی ہے۔

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر واجب ہے بلکہ بعض تو کہتے ہیں کہ فرض کفایہ ہے اور ساتھ ہی اس آیت سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جو جماعت امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عامل ہو مسلمانوں کی فلاح و بہبود اسی کی ذات سے وابستہ ہے جیسا کہ اولٰئک ھم المفلحون میں فلاح کو ان پر حصر کر دیا گیا ہے۔

مسلمانوں کو تین باتوں کا حکم اور شریعت کا مکمل نظام

مسلمان دنیا میں تمام قوموں کا ہادی خلیفۃ اللہ کی سپاہی اور ہدایت کا پیامی بنکر آیا ہے اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ اس آیت میں مسلمانوں کو تین باتوں کا حکم دیتے ہیں اول دعوت الی الخیر یعنی لوگوں کو نیکی کی طرف بلانا دوئم امر بالمعروف یعنی اچھے کاموں کی ہدایت کرنا سوئم نہی عن المنکر یعنی برے کاموں سے روکنا دعوت الی الخیر بمنزلہ جسم کے ہے جس کی دو نوعیں ہیں اول ان کاموں کی ترغیب دینا جن کا کرنا مناسب ہے دوئم ان کاموں سے روکنا جن کا کرنا مناسب نہیں پہلی نوع امر بالمعروف ہے اور دوسری نہی عن المنکر اول جنس کو بیان فرما کر اس کے بعد اس کی دونوں نوعوں کو بیان فرمایا تاکہ سامعین کے دل پر گہرا اثر پڑے تکمیل ہدایت و تہذیب اخلاق کا کام پوری طرح سرانجام پائے اور مسلمانوں کا تعمیری و اصلاحی نظام ہر طرح تکمیل کو پہنچے۔

امت محمدی کا طغرہ امتیاز

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ کہ سب امتوں سے بہتر ہو کہ لوگوں کے نفع پہنچانے کے لئے پیدا کئے گئے ہو اچھے کاموں کی ہدایت کرتے ہو برے کاموں سے روکتے ہو اور اسی پر ایمان رکھتے ہو اس آیت سے بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی فضیلت و اہمیت ثابت ہوتی ہے اس سے زیادہ اس کی فضیلت اور اہمیت اور کیا ہوگی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ایمان باللہ پر مقدم کر دیا ایک دوسری جگہ بیان کیا تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان تم آپس میں نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو مگر خیال رہے کہ گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار نہ ہو یہ معلوم ہوا کہ مسلمان کا امتیازی وصف یہی نہیں کہ وہ خود با اخلاق اور باخدا انسان ہو بلکہ اس کی صداقت اور للہیت میں اتنی وسعت ہونی چاہئیے کہ وہ اپنے آپ کو ہر طرح کی ناجائز طرفداری سے بالاتر رکھے اور دنیا میں تعدی دیدی کی راہوں کا بند کرنا اپنا فرض منصبی سمجھے تاکہ دنیا جنت بن جائے۔

مسلمانوں کو متنبہ ہونا چاہئیے

لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داود وعیسی ابن مریم ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون ۰ کانوا لا یتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون یعنی بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبانی لعنت کی گئی ہے اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے آگے بڑھ گئے یہ لوگ ان برے کاموں کو جو وہ کیا کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے بیشک وہ کام بہت ہی برا تھا جو وہ کرتے تھے۔

اس آیت میں سختی کے ساتھ مسلمانوں کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ کہیں اسی گناہ کے وہ مرتکب نہیں ہو گئے جس کی وجہ سے بنی اسرائیل پر لعنت کی گئی یعنی یہ واقعہ مسلمانوں کی عبرت پذیری کے لئے بیان کیا جا رہا ہے کہ بنی اسرائیل پر لعنت کئے جانے کا سبب یہی تھا کہ انہوں نے نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا تھا۔

علماء اسلام کو خبردار ہونا چاہئیے

لولا ینھاھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون یعنی علماء اور مشائخ گناہ کی بات کہنے سے کیوں نہیں ان کو منع کرتے اور حرام کھانے سے روکتے کیا برے عمل ہیں جو وہ کر رہے ہیں قرآن کریم ہمیں یہود و نصاریٰ کے علماء و مشائخ کی کہانیاں سنانے نہیں آیا بلکہ ہمارے علماء و مشائخ کو خبردار کرنے اور ان کو اپنے فرض منصبی پر قائم کرنے کے لئے آیا ہے ان کی خوشی کو نور نے ان میں حق گوئی کا بے لاگ اور بے خوف مادہ پیدا کرنے ان کو بے راہروی سے بچانے اور راہ راست پر قائم رکھنے کے لئے آیا ہے اور ان کے اعمال و اقوال کو پرکھنے اور اپنی اپنی حالت کا جائزہ لینے پر ان کو خبردار کرنے آیا ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ترک کرنا ہلاکت ہے

فلما نسوا ما ذکروا بہ انجینا الذین ینھون عن السوء واخذنا الذین ظلموا بعذاب بئیس بما کانوا یفسقون پھر جب وہ بھول گئے اس کو جو یاد دلایا تھا ہم نے تو ہم نے ان کو بچا لیا جو برے کاموں سے منع کرتے تھے اور جنہوں نے ایسا نہیں کیا ان کو برے عذاب میں دھر پکڑا بسبب اس کے کہ وہ نافرمان تھے فلولا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیۃ ینھون عن الفساد فی الارض سو پہلی قوموں اور امتوں میں کیوں نہ ایسے لوگ ہوئے جن میں اثر ہوتا اور زمین میں فساد کرنے سے منع کرتے۔

ان تمام آیتوں سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی فضیلت و اہمیت ایمان کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اور ان کی یہی مفہوم نکلتا ہے کہ مسلمانوں میں ایک مخصوص طبقہ ہونے

ایسا ضرور ہونا چاہیے جس کا شب و روز وظیفہ حیات امر معروف و نہی عن المنکر کے سوا اور کوئی شغل نہ ہو اور یہی لوگ رہبر دین ہیں جنکی ضروریات کا پورا کرنا قوم کا فرض ہے تاکہ وہ باطمینان خاطر اپنے کام میں لگے رہیں اور ان کو گداگری ذریعہ نہ بنانی پڑے اور اگر قوم کے پاس انکی امداد کا کوئی ایسا انتظام نہ ہو تو پھر یہ کوئی ضروری نہیں کہ زبردستی قوم پر بار ہو کر انسان کی کمائی پر دو ہاتھ دیکر بیٹھ رہیں ایسی حالت میں اگر علمائے رہبران دین قوم کو اپنی ضروریات کے بارے سبکدوش کرکے یہ کہدیں گے ان اجری الا علی اللہ تو انکی تبلیغ کفر و الحاد کے پہاڑ بہا لیجائیگی اور اس میں شان نبوت کی جھلک آجائیگی پھر تو سبحان اللہ کیا کہنا ہے نور علی نور اگر ایسے دس بیس مخلص عالم اور رہبر دین کمر باندھ لیں تو قوم کی کایا پلٹ کر رکھدیں۔

یوں تو ہر مسلمان اللہ کا سپاہی اور مجاہد ہے لیکن چونکہ اس نے ضروریات زندگی اور اسباب معیشت کو بھی فراہم کرنا ہے تاکہ دین و دنیا میں توازن برابر ہو اس لئے اللہ پاک نے ایک جماعت علما یا رہبران دین کو خصوصیت کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے منتخب کر لیا ہے گویا عوام وہ فوج ہیں جن سے نفیر عام اور دشمن کی حملہ آوری کے وقت تحفظ ملت کا خاص طور پر کام لیا جائیگا لیکن علما ہر وقت عالم جہاد میں ہیں جو اصلاح امت کا ہی خیال رکھتے ہیں دوسری اقوام کے سامنے بھی اسلام کو پیش کرتے ہیں یعنی اندرونی و بیرونی اصلاح و تنظیم و تبلیغ و اشاعت علما کا فرض ہے نہ کہ غیر علما کا اگر کسی وقت خود علما اسلام کی روح کو ملحوظ نہ رکھیں خود مجاہد اور مبلغ نہ رہیں اور خود قرآنی تعلیمات کو رسمی اور صرف تلاوت کے لئے سمجھ لیں جیسا کہ آج اکثر علما و مشائخ کا حال ہے تو پھر اگر ساری دنیا کے غیر عالم مل کر مسلمانوں کی اصلاح و ترقی کرنا چاہیں تو ناممکن ہے۔

امر معروف کے شروط و ارکان

چار ہیں محتسب، محتسب علیہ، محتسب فیہ اور نفس احتساب پھر ان میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ شرطیں ہیں محتسب کی شرطیں یہ ہیں اول مسلمان ہو مکلف ہو امر معروف و نہی عن المنکر پر قادر ہو دوئم خیر اور نیک و بد کا عالم ہو تاکہ جہالت سے نیک کو بد اور بد کو نیک نہ سمجھ لے اور سوئم جس کی نسبت دوسروں کو کرے اس پر خود عامل ہو ورنہ اس کی وعظ و نصیحت میں اثر نہ ہوگا۔

حسن بصری سے مروی ہے کہ میں نے مطرف بن عبد اللہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس کام کو میں خود نہیں کرتا اس کی ہدایت کسی اور کو بھی نہیں کرتا۔ نہی عن المنکر کے پانچ مراتب ہیں اول تعریف یعنی نیکیوں کی خوبیاں بیان کرنا دوسرے وعظ لطیف اور حکمت و موعظت کے پیرائے میں۔ تیسرے لعنت و ملامت مگر حد اعتدال سے تجاوز نہ ہو مثلاً احمق اور جاہل کہنے پر اکتفا کرے چوتھے قہر اور سختی کے ساتھ برے کاموں سے روکے مثلاً لہو و لعب کی چیزوں کو توڑے پانچویں تخویف و تہدید یعنی اللہ کے عذاب سے ڈرائے اور اس سے ترک مباشرت کرے۔

جس کام سے منع کیا جائے وہ منکر یا معصیت ہو اور منکر معصیت سے عام ہے کسی کے عیبوں کی تجسس اور تلاشی نہ کرے بلکہ چھپکر کوئی معصیت کرتا ہے اس سے محتسب کو کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہیے جن کا منکر ہونا محل اجتہاد ہیں ان کا احتساب محتسب کے لئے واجب نہیں یعنی حنفی کو شافعی اور شافعی کو حنفی سے مسائل اجتہادیہ میں کوئی سروکار نہ رکھنا چاہیئے۔ اس جگہ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ امر معروف و نہی عن المنکر اور چیز ہے اور منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کرنا اور بات ہے امر معروف و نہی عن المنکر اگرچہ گنہگار اور فاسق کیلئے بھی جائز ہے لیکن جاہل اور فاسق کا مسجدوں میں منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کرنا قرآن و حدیث کی غلط تفسیر کرنا اور فقہ کے مسائل بیان کرنا حرام ہے کیونکہ عوام الناس انہیں اپنا مقتدا اور دینی رہبر سمجھ لیتے ہیں اور ان کی غلط باتوں کی تقلید کرنے لگتے ہیں ایسے جاہل واعظوں کی کثرت ہی نے دینی رہبروں کو بدنام اور ان کی رہنمائی سے مسلمانوں کو محروم کیا ہے۔

دینی رہبر اور واعظ باعمل ہو

قریباً نصف صدی سے اسلام کے پرستار مسلمانوں کی بے عملی کا نوحہ اور رونا اکثر دینی رسائل کا مشغلہ ہے لاکھوں تعلیم یافتہ اسلام کے غم میں آنسو بہا رہے ہیں اور کروڑوں زبانیں مسلمانوں کے گھٹے ہوئے اقبال کا مرثیہ پڑھ رہی ہیں مگر خستہ حال مسلمانوں کا دنیا میں بھلا نہیں ہوتا علما اور دینی رہبر جواب دیتے ہیں کہ قوم نے علما سے بغاوت و سرکشی اختیار کر لی ہے اور وہ ہماری سننے سے انحراف اور ماننے سے انکار کرتی ہے اس میں پرانی تسلیم و رضا اور قدیم اطاعت کیشی و ارادتمندی باقی نہیں رہی اسلئے اصلاح حالات ناممکن ہے مگر یہ واقعات و حقائق کے خلاف ہے علما کی اطاعت کیشی آج بھی اس قدر قوی ہے کہ ایک دینی رہبر کے اشارہ پر قوم نے شہنشاہی سلطنت کا تختہ الٹ دیا اور علما کے احکام کے سامنے سر جھکا کر ہزاروں مسلمان جیلوں میں گئے ملازمتیں چھوڑیں گھربار چھوڑ کر ہجرت کی اور سولی کے تختے پر بھی لٹکے تو پھر یہ کیونکر صحیح ہے کہ جو لوگ ان کے ہاتھوں سے زہر کا پیالہ پیکر مرنے تک کو تیار ہوں وہ علما کے ہاتھ سے آب حیات کا جام پینے پر تیار نہ ہوں غرض مسلمان اسی پرانی اطاعت کیشی پر قائم ہیں۔

یہ کوئی ایسا معمہ اور باریک نکتہ نہیں بلکہ ایک بالکل صاف بات اور روشن حقیقت ہے کہ آج جو جماعت دینی رہبروں کی ہے جس کے ہاتھ میں ہماری زمام قیادت ہے اس کے پاس نیک نیتی اور عمل کی برکت نہیں رہی۔ وہ ہمارے دل و دماغ کو عمل کے لطف سے معمور بنانا چاہتی ہے مگر خود بے عمل ہے۔ خوب یاد رکھئے صحیح اعتقاد اور صحیح عمل دونوں لازم و ملزوم ہیں آج انہی دونوں کا قحط ہے اور ہمارے ایسے ہی رہبروں اور واعظوں کو متنبہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے لم تقولون ما لا تفعلون تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم وہ اپنی زبانوں سے ایسی بات کہتے ہیں جس کا اثر ان کے دلوں پر نہیں اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم کیا تم دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو یہی وہ بے عملی ہے جس نے یہود و نصاریٰ کے عالموں کا بیڑا غرق کیا اور امت محمدی کے علما کو جگہ جگہ ان سے عبرت دلائی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ معراج کی رات ایک ایسی قوم پر گذر ہوا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچی سے کاٹے جاتے تھے میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو کہا کہ کنا نأمرنا بالخیرات ولا نأتیہ وننھی عن الشر ونأتیہ ہم نیکی کا حکم دیتے تھے مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے اور برائی سے روکتے تھے مگر خود اس سے نہیں بچتے تھے۔

دینی رہبر کون ہے؟

پس دینی رہبر وہ ہے جو صحیح اعتقاد اور صحیح عمل رکھتا ہو قرآنی علم و عمل کا مالک ہو خدائی دستور العمل کے مطابق مسلمانوں کی اصلاح و ترقی پر کمربستہ ہو اپنی تحریر و تقریر کے ساتھ نیک نیتی اور عمل کی قوت و تاثیر رکھتا ہو اسلام کی عملی تفسیر ہو سراپا عمل ہو عالم مجاہد ہو بے طمع ہو بے ریا ہو ہر ایک سے بے خوف ہو ہر ایک شر سے آزاد ہو جس میں یہ اوصاف نہ ہوں وہ ہرگز ہرگز اس قابل نہیں کہ وہ مسلمانوں کا دینی رہبر کہلائے۔

مسلمانو اگر تم نے بے عمل واعظوں اور مصنوعی رہبروں کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور ان کو اپنا رہنما سمجھتے رہے تو تمہارا دل و دماغ عمل سے ناآشنا محض ہو جائے گا اور تمہاری قیامت تک بھی اصلاح و ترقی نہیں ہوسکتی دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ تم میں عمل پیدا کرے تمہیں جھوٹے سچے اور کھوٹے کھرے رہنماؤں کی پہچان کی توفیق دے اور اپنے احکام پر چلنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فکل ما لک فیہ حظ ونصیب وغرض	اور وہ موت کے بعد کی حالت ہے پس اس
وشہوۃ ولذۃ فی عاجل الحال	دنیا میں جو تمہارا حصہ غرض، شہوۃ اور لذۃ
قبل الوفاۃ فھی الدنیا فی حقک	فی الحال وفات سے پہلے ہے وہ دنیا ہے
الا ان جمیع ما لک الیہ میل	اور یہ تمام چیزیں جو خواہشیں زندگی میں داخل
وفیہ نصیب وحظ فلیس بمذموم	ہیں اور جن کی طبعی طور پر انسان کو حاجت
بل ھو ثلاثۃ اقسام	وضرورت ہے نہ مذموم اور قابل ترک نہیں
(احیاء العلوم ج ۳ صفحہ ۱۱۶)	بلکہ اس کی تین قسمیں ہیں

اول جو چیز اس دنیا اور آخرت میں ساتھ دے اور اس کا نتیجہ و ثمرہ بعد موت کے بھی باقی رہے اور یہ دو چیزیں ہیں علم اور عمل۔ علم سے مراد اس کی ذات و صفات اور افعال ملائکہ کتب الہیہ انبیاء و رسل علیہم السلام اور ملکوت السموات والارض کا علم ہے اور علم بالشریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور عمل سے عبارت خالص عبادت بے ریا ہے کبھی عالم کو علم سے اس قدر موافقت ہوتی ہے کہ علم میں حد سے زیادہ لذۃ محسوس ہوتی ہے حتی کہ علم کے لئے وہ سونا کھانا پینا اور نکاح کرنا تک چھوڑ دیتا ہے اور تمام اشیاء کو اس کے لئے چھوڑ دیتا ہے سو جب مذموم دنیا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس میں اس کو شامل نہیں کیا جاتا بلکہ کہا جاتا ہے کہ یہ آخرۃ ہی ہے اسی طرح عابد کو عبادت میں وہ لذت محسوس ہوتی ہے کہ وہ عبادت کی برابر کسی چیز کو نہیں سمجھتا اس کے فوت ہونے و موت سے بدتر جانتا ہے اور اس کی محبت اس قدر دل پر غلبہ کرتی ہے کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے سو یہ حالت بھی دنیا میں ہے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ انسان نفع عاجل کے لئے سرگرم رہے جس کا آخرت میں کوئی رہ نہ ملے معاصی میں لذت پائے ضروریات زندگی کے علاوہ مال و دولت نوکر چاکر اندی سونا ہاتھی گھوڑا اور جاہ و خدم کی آرزو رکھے اور ان چیزوں کے حصول میں اوامر و نواہی کی بھی پرواہ نہ کرے تو اس کا نام مذموم دنیا ہے جس کی برائی سے قرآن و حدیث بھرے پڑے ہیں اور یہ ہے مردار یعنی دنیا جس کی وقعت و بندگ کے لئے ایک مچھر کی برابر بھی نہیں۔

تیسری حالت ان دونوں حالتوں کے مابین ہے یعنی انسانی ضروریات زندگی حصول میں صرف قوت لا یموت پر اکتفا کرے اور یہ بھی اس لئے تاکہ بقاء صحت قائم ہے اور وہ پوری مستعدی کے ساتھ اپنے مقصود اصلی علم و عمل کو حاصل کرلے حالت بھی دنیا نہیں بلکہ عین دین ہے۔

حقیقت زہد

جاننا چاہئے کہ سالکین کے لئے مقامات ہر ایک مقام شریف ہے اور یہ تین حالتوں سے مرکب ہے علم حال اور عمل جیسا کہ سب ایمان ہی تین ہیں بعقد قلبی قول اور عمل قول باطن کے حال کا مظہر اور قائم ہے اگر وہ باطن کے مطابق صادر نہ ہو تو اسلام ہے اس کو ایمان نہیں کہتے علم حال کا سبب اور ثمرہ ہے اور عمل سے مراد حال ہے علم و عمل کے لحاظ سے سالک کی دو طرفیں ہیں رغبت اور زہد۔ زہد یہ ہے کہ کسی بہتر اور عمدہ شے کے لئے ادنیٰ اور فانی چیز کو چھوڑ دیا جائے لیکن اگر اس ادنیٰ اور محبوب چیز کی رغبت ہو پس کسی ایسی چیز کا چھوڑ دینا جس کی طرف دل اور رغبت نہ ہو زہد نہیں کہلاتا پس تعریف یہ ہوئی کہ سالک کا محبوب و مطلوب ذات باری ہے اس کی محبت کے دنیا کی مرغوب و محبوب اشیاء کا ترک کر دینا زہد ہے۔

یہ بھی سن لیجئے کہ عابد و زاہد کے اوصاف اور دنیا کی زندگی کے بعد باقی رہنے والی تو تین چیزیں ہیں سو یہ تین چیزیں ہیں صفاء قلب یعنی تزکیہ نفس اور قلبی طہارت یعنی دنیا کی آلودگیوں سے پاکی دوسرے اللہ تعالیٰ کے ذکر کا انس اور تیسرے اللہ تعالیٰ کی محبت طہارت قلب شہوات نفسانی کو قابو کرنے اور نفس سرکش کو ختم کرنے سے حاصل ہوتی ہے ذکر الٰہی کی اہلیت کثرت اذکار سے حاصل ہوتی ہے اور خدائے قدوس کی محبت معرفت الٰہی سے مکمل ہوتی ہے بندہ کی یہی تین صفات بعد مرنے کے باقی رہتی ہیں اور نجات دلانے کا ذریعہ ہیں۔

حضرت امام غزالی زہد کی نسبت فرماتے ہیں:۔

کل من باع الدنیا بالاٰخرۃ فھو	جو دنیا کو آخرت کے عوض بیچے وہ زاہد
زاھد فی الدنیا	فی الدنیا ہے۔

یہ یاد رہے کہ مباحات اور غیر ضروری حاجات کا چھوڑنا زہد ہے نہ کہ طبعی خواہشات اور فرائض زندگی چھوڑنا۔

زہد کا فلسفہ

جو چیز انسان میں علوم و ادراکات کے حاصل کرنے والی اور اکتساب سعادت و فضائل کرنے والی ہے وہ ایک لطیف چیز ہے جس کو روح سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی علماء ہدایت کا یہی دعویٰ ہے تو جس قدر جسم کی کثافت کو بذریعہ مجاہدات و ریاضات کے زائل کیا جائے گا اسی قدر روح کی لطافت میں ترقی ہوگی اور لطافت کے بڑھنے سے علم و عمل میں وسعت پیدا ہوگی چنانچہ بو علی سینا فرماتا ہے

"وہ خدا کی معرفت رکھنے والے پاک بندے جس وقت ان سے جسمانی تعلق کا بار ہلکا کر دیا جاتا ہے اور دنیاوی مشاغل سے وہ علیحدہ ہو جاتے ہیں تو ان کی توجہ خالص طور پر عالم قدس اور عالم سعادت کی طرف مبذول ہو جاتی ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کے کمال کے ساتھ موصوف اور بڑی لذت اٹھانے والے ہوتے ہیں اور یہ نہیں کہ جب روح بدن میں ہو تو وہ اس لذت سے بالکل محروم رہیں بلکہ ایسے لوگ جو خدا کی عظمت و جبروت کی فکر میں ڈوبے ہوئے اور جسمانی مشغلوں سے اعراض کرنے والے ہیں وہ ان اجسام میں رہکر بھی اس لذۃ سے اتنا بڑا حصہ پا لیتے ہیں جو ان پر غالب آکر تمام اشیاء سے ان کو فارغ کر دیتا ہے"

پس عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ کا یہ نتیجہ ہے کہ نفوس بہیمیت کی ظلمات اور بشریت کی کدورت سے پاک و صاف ہو جاتے ہیں اور انسان سعادت و ہدایت کے اس بلند درجہ پر پہنچ جاتا ہے جو اس کا مقصود بالذات ہے مگر اسلامی زہد اور رہبانیت و جوگی پن میں فرق یہ ہے کہ اسلامی زہد دنیا میں رہکر اور دنیاوی تعلقات قائم رکھکر مارج علیا پر پہنچاتا ہے اور رہبانیت و جوگی پن تجرد اور ترک دنیا سے روح کو اپنے طبعی کمال تک نہیں پہنچنے دیتا۔

ریاضت اور نفس کشی سے غرض یہ ہے کہ اس سے روح قوی ہوتی ہے اور خواہشات مادی اور علائق دنیوی میں انہماک اور ان کو مقصود بالذات سمجھنے سے روح کمزور اور مردہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ الہامی مذہبوں میں عام عبادتوں کے علاوہ خواص کو سخت مجاہدے اور نفس کشیاں کرنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے۔

عابد و زاہد کا فرق

اسلام کی اخلاقی اور روحانی تعلیم کے دو پہلو ہیں ایک عام اور ایک خاص عام پہلو تو یہ ہے کہ اسلام نے جو عبادتیں نماز اور روزہ وغیرہ مقرر کیں ان کو بلا استثنا اپنے تمام پیروؤں پر فرض کر دیا اور سب کو ان کے بجا لانے کی تاکید کی تاکہ اپنے اپنے ظرف اور حوصلے کے مطابق

ہر شخص روحانی ترقی میں حصہ لے لیکن جیسے اور حیثیتیں تمام انسانوں میں یکساں نہیں ہیں اسی طرح روحانی ترقی کی قابلیتیں بھی متفاوت ہیں اس لئے اسلام نے اعلیٰ قابلیتیں رکھنے والوں اور عبادت اسلامی پر بس نہ کرنے والوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا بلکہ ان کو علاوہ عام عبادات کے تحت مجاہدات اور زہد و اتقا کی ہدایت کی تاکہ ہر خاص و عام اور اعلیٰ و ادنیٰ اسلامی عبادات و ریاضات سے فائدہ اٹھائے پس عابد وہ ہے جو تمام عبادات کو ذوق و شوق اور خلوص کے ساتھ بجا لائے عابد دیندار وہ ہے جو تمام عبادات کو ذوق و شوق اور خلوص کے ساتھ بجا لائے عابد دیندار وہ ہے جو عبادات و معاملات دونوں کو بوجہ احسن تمام پورا کرے اور زاہد وہ ہے جو علاوہ عبادات و معاملات کے دنیاوی تعلقات قائم رکھتے ہوئے سب سے بے تعلق رہے اور اس کے دل میں سوائے محبوب حقیقی کی محبت کے کسی دوسری محبت کی گنجائش نہ رہے غرض اخلاقی و روحانی ترقی و کمال کے تین درجے ہیں عابد، عابد دیندار اور عابد و زاہد پس عابد و زاہد مسلمان وہ ہے جو گھر بار بھی رکھتا ہے اہل و عیال بھی ہیں دنیا میں کاروبار بھی کرتا ہے اور لوگوں سے لین دین بھی رکھتا ہے مگر پھر بھی وہ ان سب کاموں کو نہایت ہی اعتدال میانہ روی انصاف اور ایمانداری سے پورا کرتا ہے اس کا دل ان سب تعلقات اور جھگڑوں سے بے تعلق اور بے لگاؤ رہتا ہے وہ بظاہر مصیبتوں پر رنجیدہ اور مسرتوں پر خوش ہوتا ہے لیکن اس کا دل ان تمام اثرات سے بیگانہ ہوتا ہے اس کے دل و دماغ میں سوائے اپنے معبود و خالق کے شکر اور تسلیم کے سوا کسی خیال کا گذر نہیں اپنے آقا و مولا کے دیکھنے میں اتنا محو و مستغرق ہے کہ اپنے مالک کے عتاب یا انعام تک کی پروا نہیں اور اس کی جزا و سزا تک کی خبر نہیں۔

افسوس کہ مسلمانوں میں جس طرح صحیح معنوں میں عابدوں اور دینداروں کی کمی ہے بلکہ عبادت و دینداری کے لباس اوصاف کے نام پر گداگری، بے راہ روی اور بے دینی پھیلی ہے اسی طرح صحیح معنوں میں زاہدوں کی بھی افسوسناک کمی ہے رہبانیت اور جوگی پن کو اسلامی زہد سمجھا جاتا ہے اسلامی تصوف پر ہندو فلسفہ غالب ہے اور نام نہاد زاہدوں اور صوفیوں پر راہبانہ رنگ چڑھا ہوا ہے اور زہد و تصوف کو حصول اعزاز و اقتدار کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے حالانکہ ترک دنیا کے پردہ میں دنیا کمانا اور اپنا اقتدار قائم رکھنا راہبوں اور جوگیوں کا شعار ضرور ہی تھا مسلمان عابد و زاہد تو دین و دنیا دونوں کا مالک اور کائنات ارضی پر حکمران ہو کر بھی ان سے قوشانہ زیادہ محمود ہے بالکل ایک مصاف اور ایک بلند مقام پر رہنا چاہیئے اس کی تو یہ شان ہونی چاہیئے ؎

قدموں پہ ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا
اور تین دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا

ہیں دو سہوں کے کھلے سیم و زر کے گھر
اپنا یہ حال ہے کہ ہے جو بنا کچھ سا ہوا

کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے
اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا

جن کے یہ سارے کام ہیں اللہ کیلئے
پھر کیوں نہ سب سے رتبہ ہو ان کا بڑھا ہوا

خورشید و ماہ انجم و لیل و نہار پر
ان کی رضا الٰہی کا علم ہے گڑا ہوا

تیور بدل گئے تو زمیں کانپنے لگی
ابرو کے اک اشارہ سے محشر بپا ہوا

یثرب سے آج بھی یہ صدا گونجتی سنو
وہ جو خدا کے ہو گئے ان کا خدا ہوا

(باقی)

نماز کے پورے مسائل

آپ کو اگر ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو صرف

رکن دین مجلد

ہے جس کو پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال و جواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں بشکل آسکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ نماز پڑھتی ہے تو یہ کتاب ہی ضرور منگائیے ایک دفعہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے ضخامت تقریباً ڈہائی سو صفحات یہ کتاب عورتوں بچوں کم علموں بلکہ سب کے لئے یکساں مفید ہے کیونکہ عام فہم عبارت ہے اور موٹے خط میں چھپی ہوئی قیمت اصلی بلا جلد ایک روپیہ رعایتی مجلد صرف دس آنے محصول ۸ کل ۱۸

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور کامل مجلد

یہ کتاب عورتوں کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کے جدا جدا دس حصے ہیں حصہ اول الف بے سے خط لکھنے تک اور عقیدے و کہانیاں
حصہ دوم۔ وضو طہارت حیض و نفاس کا بیان نماز کے مسائل
حصہ سوم۔ روزہ زکوٰۃ حج قربانی حج منت وغیرہ کے مسائل
حصہ چہارم۔ طلاق نکاح مہر دلی عدت وغیرہ کے احکام
حصہ پنجم۔ معاملات حقوق معاشرت و دینی قواعد تجوید
حصہ ششم۔ اصلاح باطن و تہذیب اخلاق ذکر قیامت و جنت
حصہ ہفتم۔ اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی میلاد عرس و تیجہ
حصہ ہشتم۔ نیک بیویوں کی حکایتیں و سیرت اخلاق نبوی
حصہ نہم۔ ضروری ادویہ و علاج بچوں اور عورتوں کے لئے
حصہ دہم۔ دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ
حصہ یازدہم بہشتی گوہر یہ حصہ خاص مردوں کے لئے ہے
مسائل معالجات و نسخوں کا ہے ہر حصہ کی قیمت ۵ ہے اور گیارہویں حصہ کی ۱۲ر
لیکن کامل سٹ کا رعایتی ہدیہ نصف ہے یعنی دو روپیہ مجلد بھی ہے محصول ۱۲ر کل عہ
منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورۂ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل بیانات ہیں نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان اور سائنس خدا کی ہستی کے عقلی دلائل اسلامی عقائد کی روشنی میں ملائکہ اور جنات انسان قادر ہے اور مجبور بھی انبیائے کرام کی فطری طاقتیں عذاب قبر کا عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا۔ وحی اور سائنس، روح کی حقیقت نجاست کا راستہ صداقت رسول قرآن مجید آج تک کیوں محفوظ ہے بسم اللہ کی تفسیر ضابطہ بجرد سے زمانہ گذشتہ کے علما اور صوفیہ اسلام اور وحدت جہاد کی فرض و غایت رسول عربی کا رحم و کرم تفسیر سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ بعض امور معارف کی بحث و عدت و محبت کی تعلیم آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار اسلام کا مقصد و امین تمناؤں کا مرکز اسلام ہے مرتبہ عبودیت صراط مستقیم سے گمراہی۔
نہایت مقبول کتاب ہے کئی بار چھپ چکی ہے قیمت دس آنے رعایتی ہے محصول ڈاک ۵ کل ۱۵ر

پتہ
منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مسلمان بحیثیت باپ

از جناب مولانا حاجی محمد عبدالمنان صاحب اڈیٹر مسند دہلی

آج عام طور سے مسلمانوں میں یہ شکایت پائی جاتی ہے کہ اولاد نافرمان ہو گئی اور اس نے ماں باپ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا ماں باپ نالاں ہیں کہ اولاد ان کا کہا نہیں مانتی بلکہ سرکش اور آزاد ہو گئی ہے جدھر دیکھئے یہی رونا رویا جا رہا ہے ہر طرف یہی چیخ و پکار ہے اور ماں بیٹے و باپ بیٹے کی ناچاقی جو تم بیزار تو تو میں میں اور جھگڑے فساد ہیں سے ہر گھر جہنم کدہ بنا ہوا ہے اور عموماً اولاد ہی کو ہدف ملامت بنایا جاتا ہے کہ ہماری عیب ہم سے بیزار ہو گئی ہے ہمارے احکام سننے سے اعراض و انکار رہے اور اس کے اندر پرانی تسلیم و رضا اور قدیم اطاعت کیشی و فرمانبرداری باقی نہیں رہی مگر افسوس کہ تصویر کا ایک ہی رخ پیش کیا جاتا ہے اور اس بگاڑ و اخلاق کی تمام تر ذمہ داری اولاد ہی کے سر ڈالی جاتی ہے تصویر کا دوسرا رخ سامنے نہیں کیا جاتا اور یہ نہیں دیکھا جاتا کہ خرابی اور بگاڑ دونوں ہی طرف سے رونما ہو چکا ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ نہ وہ اولاد میں قدیم اطاعت کیشی رہی اور نہ یہی والدین میں وہ پرانی سرپرستی و تعلیم و تربیت ہے۔

کاش مسلمان قرآن حکیم کی ایک بیان کردہ حقیقت پر کان دھرتے اور سمجھ لیتے کہ جہاں باپ اولاد کے حقوق ادا کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو فتنہ دارین سے بچا لیتے ہیں جو اس سے غفلت برتتے ہیں ان کے حق میں ان کی اولاد فتنہ اور وبال بن جاتی ہے اللہ تعالے فرماتے ہیں یا ایہا الذین امنوا ان من ازواجکم و اولادکم عدوا لکم فاحذروھم یعنی اے ایمان والو تمہاری بعض بیبیاں اور اولاد دشمن ہوتی ہے پس تم ان سے بچتے رہو۔ ایک دوسری جگہ فرمایا انما اموالکم و اولادکم فتنۃ یعنی تمہارے مال و اولاد فتنہ ہیں یہ اس طرح کہ اکثر والدین اور لوگ جو بچوں کے لئے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں کوئی اپنے عیش و آرام کے لئے حرام کماتا ہے اور کوئی اولاد کے لئے بدعت و معصیت اور کفر و شرک کے اعمال میں مبتلا ہوتا ہے۔

الغرض اللہ پاک مال و اولاد کے ذریعہ بندوں کو آزماتے ہیں اگر کوئی شخص ان کی عداوت و فتنہ سے بچ کر ان سے نیک سلوک سے پیش آیا عداوت کو راہ خدا پر لگایا تو اس نے دنیا و آخرت کی خوبی حاصل کی اور اپنا فرض ادا کر دیا اور ان کے فتنہ سے بچ گیا اور دونوں جہان کی سرخروئی حاصل کی اور جس نے اس کے خلاف کیا اس نے اپنی دنیا بھی بگاڑ لی اور عاقبت بھی کیونکہ اولاد کو اسلامی ذہنیت اور اطاعت کیشی کے قالب میں ڈھالنا اور ان سے اپنی خدمت کرانا خود والدین کی تعلیم و تربیت پر منحصر رہتا ہے جو اس سے غافل رہا وہ ہرگز اپنی اولاد سے فیض نہیں پا سکتا گویا اولاد کی فرمانبرداری یا نافرمانی والدین کے اختیار میں ہے اگر اولاد تعلیم و تربیت کے باوجود نافرمان ہو جائے تو البتہ جائے شکایت ہے۔

حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں کس کے ساتھ نیکی کروں فرمایا ماں باپ کے ساتھ اس نے کہا حضور میرے ماں باپ نہیں ہیں فرمایا اولاد کے ساتھ کہ ان لوالدیک علیک حقا کذالک لولدک علیک حق جس طرح تجھ پر تیرے والدین کا حق ہے اسی طرح تیری اولاد کا تجھ پر حق ہے معلوم ہوا کہ جو شخص تربیت و حقوق اولاد میں قاصر ہے وہ گنہگار ہے اور قیامت کے دن اس سے مواخذہ ہوگا کیونکہ جو حقوق عباد کو ضائع کرے گا اس سے خدا کے یہاں باز پرس ہوگی۔

حدیث ابو ہریرہؓ میں ہے کہ ایک شخص جناب سرور کائنات صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میرے پاس ایک درہم ہے میں اس کو کہاں خرچ کروں فرمایا اپنی جان پر اس نے کہا کہ ایک اور ہے فرمایا اپنی اولاد پر کہا ایک اور ہے فرمایا کہ اپنے اہل پر خرچ کر اس سے معلوم ہوا کہ جو مقدور ہو وہ اپنی اولاد پر خرچ کرے اور غیر پر اس کو مقدم رکھے کیونکہ اول خویش بعدہ درویش۔

اولاد کے حقوق

پہلا حق اولاد کا والدین پر نان و نفقہ ہے جب تک وہ کمائی کے لائق نہ ہو جائے دوسرا حق یہ ہے کہ اس کو بنظر شفقت و کرم دیکھے تیسرا حق یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو خوش ہو کیونکہ ولد دنیا میں نور ہے اور آخرت میں سرور اگر لڑکی پیدا ہو تو اور زیادہ خوشی کرے تاکہ رسم جاہلیت کی مخالفت ہو اللہ تعالے فرماتے ہیں یہب لمن یشاء اناثا و یہب لمن یشاء الذکور اللہ جس کو چاہتا ہے اس کو لڑکی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکا اس میں دختر کو پسر پر مقدم کیا ہے کیونکہ تولد اناث سے کثرت نسل و خوشی خاطر اور آبادی خانہ زیادہ تر ہوتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ برکت اس میں ہے کہ عورت لڑکیوں والی ہو یعنی پہلے دختر پیدا ہو اگرچہ پسر و دختر دونوں خدا کی موہبت اور رحمت ہیں حدیث انس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں من عال جاریتین حتی بلغتا جاء یوم القیامۃ انا و ھو یعنی جس نے دو لڑکیوں کو پالا یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچیں تو اس کا حشر میرے ساتھ ہوگا۔

چوتھا حق یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو ناف کاٹے نہلائے اور ہر طرح پاک و صاف کر کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تاکہ دنیا میں آتے ہی اس کے کان میں توحید و اسلام کی آواز پڑے۔ پانچواں حق یہ ہے کہ اس کا نام اچھا رکھے بہتر نام وہ ہے جس میں اللہ کا بندہ ہونا پایا جائے مثلاً عبداللہ عبدالرحمٰن عبدالرحیم عبدالکریم اور عبدالستار وغیرہ اللہ تعالے کے جس قدر اسمائے حسنیٰ ہیں ان میں سے کسی کے ساتھ لفظ عبد بڑھائے یا پیغمبروں کے نام رکھے کیونکہ حدیث میں ہے تسموا باسماء الانبیاء مثلاً اسمٰعیل اسحاق یونس اور عیسےٰ وغیرہ جس نام سے غیر کا بندہ ہونا نکلتا ہو جیسے عبدالنبی عبدالرسول اور عبدالکعبہ وغیرہ ایسے نام رکھنا شرک ہے۔

ساتواں حق یہ ہے کہ پیدائش سے ساتویں دن عقیقہ کرے بیٹا ہو تو دو بکریاں اور بیٹی ہو تو ایک بکری اور مونڈے سر کی برابر چاندی صدقہ کرے اور بالوں کو زمین میں دفن کر دے اور تالو میں شکر یا چھوہارا چبا کر ملے یا شہد لگائے۔ عقیقہ کا گوشت ماں باپ اور دادا دادی بھی کھا سکتے ہیں آٹھواں حق یہ ہے کہ ساتویں دن یا تاخیر سے ختنہ کرے مگر سات سال سے زیادہ تاخیر نہ کرے یہ سنت ابراہیمؑ ہے اور اس کا کرنا شرعاً واجب ہے۔ نواں حق یہ ہے کہ اولاد کو صحبت بد میں بیٹھنے اور افعال و عادات بد سے بچائے اس میں محاسن اخلاق اور مکارم عادات پیدا کرنے کی کوشش کرے کلمہ طیبہ یاد کرائے اور بچپن ہی سے نماز روزہ کی تاکید کرے تاکہ احکام الٰہی بجا لانے میں وہ زندگی بسر کرنے کا اہل ہو جائے دسواں حق یہ ہے کہ بے نمازی بے نکاح بدخو بدکار اور بد خلق عورت کا دودھ نہ پلائے کیونکہ دودھ کا اثر مولود میں ضرور ہوتا ہے اور اس طرح بچہ میں بھی برائیاں

پیدا ہو نا یقینی ہے گیارھواں حق یہ ہے کہ قسم حرام غذائے حرام اور لقمہ حرام سے بچائے کیونکہ جو بچہ غذائے حرام سے پرورش پاتا ہے اس کی طینت و خصال بھی حرام غذا کی ظلمت و نجاست سے دل تاریک ہو جاتا ہے اور وہ بچہ جوان ہو کر فاسق و فاجر بن جاتا ہے۔ بارہواں حق یہ ہے کہ چلنے پھرنے سونے جاگنے بولنے خاموش رہنے اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے کے آداب سکھائے خوب پیٹ بھر کر کھانے کو معیوب بتلائے کھانے پر کھانے کو مضر بتلائے لڑکوں کے ساتھ زیادہ کھیلنے سے منع کرے بے شرمی کی باتوں اور بیہودہ گوئی سے سختی کے ساتھ منع کرے اور بچپن ہی سے کوئی بری عادت نہ پڑنے دے ورنہ پھر جوان ہو کر کیا بلکہ بوڑھا ہو کر بھی وہ بد عادت نہ جائیگی۔ تیرہواں حق یہ ہے کہ لڑکے کو ریشمی اور رنگین لباس نہ پہننے دے جو لڑکے ایسا لباس پہنتے ہوں ان کی صحبت سے بچائے اور کوئی زیور حتی کہ انگوٹھی تک نہ پہننے دے۔

بچوں کا دینی نصاب تعلیم

چودھواں حق یہ ہے کہ جب بچہ حد تعلیم کو پہنچے تو پہلے اسکو قرآن پڑھائے اگر ممکن ہو تو حفظ کرائے پھر حسب مرضی تعلیم کے ساتھ اردو ترجمہ پھر فارسی ترجمہ پھر عربی ترجمہ پھر رسائل اعتقاد پڑھائے کیونکہ اب تک مقدم عقائد کی درستگی اور قرآن مجید کے علوم و معارف و احکام سے آگاہ کرنا ہے عقائد کی پختگی کتاب و سنت کے مطابق ہو اور علم کلام کے مطابق پھر رسائل فقہ پڑھائے پھر تاریخ اسلام و ریاضی وغیرہ علوم ایسی کتابوں سے پڑھائے۔ ایسی کتب جن میں حسن و عشق کے قصے ہوں ایسے دواوین و غزلیات اور اشعار و ابیات کے مطالعہ سے باز رکھے جن میں معشوق کے خد و خال، زلف و رخ ہجر و وصال اور عاشق کی آہ و زاری کا ذکر ہو کیونکہ ان سے شہوانی جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں اور فسق و عصیان میں مبتلا ہونے کا قوی احتمال ہے تعلیم و تربیت اور پڑھائی کی مشغولیت کے علاوہ تفریح اور کھیلنے کودنے کی بھی اجازت دے تاکہ ذہن و ذکاوت میں تنگی نہ ہو دماغ روشن رہے جسم مضبوط ہو سستی و کاہلی دامنگیر نہ ہو اور مزاج میں اعتدال رہے۔ پندرھواں حق یہ ہے کہ اولاد کو گالی بکنے، فحش کلام کرنے اور کسی کو لعنت و ملامت کرنے سے روکے بہت باتیں کرنے بہت آہستہ چلنے اور مکتب میں و مجلس میں بیٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے سے منع کرے۔ سولہواں حق یہ ہے کہ مرد دیندار و متقی عالم باعمل اور حق پرست درویشوں کی صحبت میں بیٹھنے اور ان سے استفادہ کرنے کی تاکید کرے بڑوں اور بزرگوں کا ادب کرنا اور خدمت کرنا سکھائے چھوٹوں پر مہربانی و شفقت کرنے کی ہدایت کرے اپنوں غیروں، غیر مذہبوں اور ہم وطنوں سے محبت و سلوک کرنا سکھائے اور دنیا دار علماء ریاکار فقراء اہل بدعت و اشرار کی ہمنشینی، محبت و عقیدت اور صحبت سے باز رکھے۔

اس کے بعد امور معاش سے آگاہ کرے تجارت زراعت اور صنعت و حرفت وغیرہ کے طریقے بتائے و تحصیل حلال کسب معاش کے فضائل ذہن نشین کرے سستی و کاہلی اور دوسروں کی کمائی پر نظر رکھنے سے نفرت دلائے اور اس کو کمانے کے لائق بنائے بجائے اس کے کہ اولاد کے لئے بڑی جائداد اور اندوختہ چھوڑے یہ بدرجہا بہتر ہے کہ خود ان کو کمانے کے لائق بنا جائے۔

یہ ہیں اولاد کے حقوق جو والدین پر اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا نقشہ اگر مسلمان اپنے بچوں کی پرورش اس پروگرام کے مطابق کریں تو زمین آسمان بن سکتی ہے اور قوم میں بیشمار خالد محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی جیسے اوصاف رکھنے والے نوجوان پیدا ہو جائیں نہ اولاد کو ماں باپ کی شکایت ہو نہ ماں باپ کو اولاد کی تمام خرابیاں کمزوریاں، جھگڑے فساد اور برائیاں دور ہو جائیں مسلمانوں کی معاشرت اور اس کے تمدن کے سامنے دنیا کی قومیں سرنگوں ہو جائیں وہ صحیح معنوں میں خیر الامم اور بہترین امت بنجائیں وہ دنیا کے ہادی اور رہبر بنکر دنیا کو قرآنی علم و عمل کی روشنی سے بقعہ نور بنا دیں اور ان کا پرچم جہاں کشائی تمام عالم پر لہراتا ہوا نظر آئے۔

اصلاح و ترقی کی رٹ لگانے اور ملت مسلمہ کی تباہی و بربادی پر آنسو بہانے والو اور کشتی امت کے ناخداؤ پہلے اس بات کی کوشش کرو کہ ہمارے گھر مدرسے اور اسکول بن جائیں جس میں عبودیت و محبت الٰہی کا درس دیا جائے ہمارے عرف اور بچے سب اسلامی تمدن و معاشرت کے سانچے میں ڈھل جائیں گھروں سے قرآن پاک کی صدا آئے اور نئی نسلوں کو ایسی ماؤں کی گود اور والدین کی سرپرستی و تعلیم و تربیت میسر آئے کہ گھروں سے بچے اسلامی علم و عمل کے رنگ میں ڈوبے ہوئے نکلیں اور وہ دنیا کے سامنے اسلام کا عملی نمونہ پیش کریں اگر یہ کوشش صرف ایک ہی شہر میں کامیاب ہو جائے تو مسلمان مجسمہ سیرت ہو جائیں اور وہ ایک دم خاک سے اٹھکر افلاک پر پہنچ جائیں کاش والدین اپنے فرض منصبی کو پہچانیں اور اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت میں سرگرم عمل ہو جائیں اے اللہ بتصدق اپنے حبیب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمانوں کی

مسلمان بحیثیت شوہر

از جناب سید انیس الرحمان صاحب بلگرامی ندوی مدرسہ فرقانیہ ناندیڑ دکن

اسلام کا ایک شاندار کارنامہ

عرب کے وحشیوں کو انسان بنانا، ناچیز ذروں کو جواہر ریزوں میں تبدیل کرنا، قطروں کو ملا کر دریا بنانا، بد دلوں اور جنگلیوں کو دنیا کی مہذب و متمدن اقوام کا استاد بنا دینا اور ان کی ذلیل معاشرت اور بغض و عناد کی آگ سے بھرے ہوئے گھروں کو جنت بنا دینا کچھ آسان کام نہ تھا مگر اسلام کی الٰہی تاثیر اور پیغمبر اسلام کی معجزانہ تعلیم نے اس کو نہایت آسان کر دکھایا۔

ساخت از اقوام یک قوم گراں ۔۔۔ یک دل و یک اعتقاد و یک زباں
علم و حکمت را بغیر ماں ربط داد ۔۔۔ در جہاں از شعلۂ فردوس زاد

بدویت مدنیت میں جہالت علمیت میں ظلمت نور میں باطل حق میں شرک و بت پرستی توحید پرستی میں اور کفر اسلام میں تبدیل کر کے رکھ دیا مرد خدا پرست، عورتیں اسوۂ اولیا، اولاد صالح بن گئے مسجدیں اور عبادت خانے ذکر الٰہی سے معمور ہو گئے اور ہر جگہ مسجد اور مدرسہ قبول ہو گیا۔

اس سچی مدنیت اور پاکیزہ تمدن اور مسرت افزا حضارت کا عمل سب سے پہلے گھر سے شروع ہوا اور اسلام نے اجتماع افراد کو مفاسد و خباثت اور شرارت ذہنیت کے زہروں سے گھر کی چار دیواری میں مصفا کیا در و دیوار سے قرآن مقدس کی آواز سنائی دینے لگی مرد یکتائے زمانہ بن گئے اور عورتیں جن کے حقوق ظالم مردوں نے غصب کر رکھے تھے اور جن کو زمانے ناقص العقل گنوار و عضو ناکارہ سمجھ کر مردوں کی ٹھوکروں میں چھوڑ رکھا تھا وہ عقیل و فہیم اور مرتبہ والی بن گئیں جن کے کارنامے آج بھی دنیا کے لئے شمع راہ بنے ہوئے ہیں جب یہ مشاہدہ میں آتا ہے کہ دنیا میں سچی مدنیت اور پاکیزہ تمدن کے بانی یورپ کی ننگ انسانیت تہذیب کے دلدادہ ہو رہے ہیں اور اسلامی علم و عمل اور قرآنی معیار کو چھوڑ کر غیر قوموں کی تقلید کر رہے ہیں تو بے اختیار کلیجے پر سانپ لوٹتا ہے اور سر پھوڑ لینے کو جی چاہتا ہے کیونکہ مغربی تہذیب ان کے لئے عذاب جان اور ہلاکت کا باعث ہو رہی ہے۔

مسلمانوں میں آوارگی اور خود فراموشی کیسے پیدا ہوئی

مگر اسلئے کہ اسلام کا نظام معاشرت دبتا رہا نسائیت کی خوبیوں کو بے دردی کے ساتھ ضائع کر دیا گیا اور مردوں نے اسلامی روایات کو فراموش کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے حسن معاشرت کا اصلی حسن عورتوں سے رخصت ہو گیا اور پرستش کے لائق عصمت مآب خاتونیں اور بیویاں گھناونی اور گھر کی چار دیواری سے باہر ہو گئیں اور گھریلو ملکہ بے گھر ہو کر آوارگی کو للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھنے کی عادی ہو گئی نیز قرآنی علم و عمل سے بعد کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام رسمیات میں مبتلا ہو گیا رفتہ رفتہ اسلاف کا اندوختہ اغیار کی نذر ہو گیا اور مسلمان مفلس و تہی دامن ہو کر ہر زرد رنگ کی چیز کو سونا سمجھنے لگے۔

مسلمانوں کی ترقی و نجات کا واحد ذریعہ یہ تھا کہ ان کے گھر عورتوں اور بچوں کی تعلیم گاہیں تھیں شوہر گھر کا منتظم اور حسن معاشرت کا روح رواں تھا جو امور خانہ داری کو اپنی شریک زندگی کو اپنا دست راست بنا کر سونپ جاتا تھا اور نئی نسلوں کو ایسی قابل ماؤں کی گودیں ملتی تھیں جن میں تربیت پا کر کوئی خالد بنتا تھا کوئی صلاح الدین ایوبی بنتا تھا کوئی محمد بن قاسم بنتا تھا کوئی اورنگ زیب بنتا تھا اور کوئی مصلح الدین شبر زدی جب سے ہمارے گھر تعلیم گاہیں نہیں رہے اور بچوں کو ایسی مائیں نہیں ملیں جو ان کو اسلامی قالب کے سانچوں میں ڈھالتیں ان میں یثربی شان اور اسلامی ذہنیت پیدا کریں اور انہیں پروان چڑھائیں اسی وقت سے نئی نسلیں اسلام کی معاشرتی و تمدنی برکات و فوائد سے محروم، اسلام سے ناآشنا اور اسلامی تعلیم برگشتہ ہوتے گئے۔

اسلام نے یوں تو مسلمانوں کی ہر شعبۂ زندگی میں رہنمائی کی ہے مگر حسن معاشرت پر خاص زور دیا ہے اس کا خاص التزام کیا ہے اور ایسے قوانین دیئے ہیں جن سے حسن معاشرت کا آغاز ہوتا ہے اور میاں بیوی کے تعلقات ایسے استوار اور خوشگوار ہوتے ہیں کہ یہ دنیا ہی ان کے لیے بہشت بن جاتی ہے چنانچہ ارشاد باری ہے:۔

الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما انفقوا من اموالهم فالصلحت قانتات حافظات للغيب بما حفظ الله والتي تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن في المضاجع واضربوهن فان اطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا ان الله كان عليا كبيرا۔ "مردوں کو عورتوں پر حاکم اللہ نے بنایا ہے دو سبب سے ایک تو اس نے بعض آدمیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے دوسرے یہ کہ مرد اپنے مالوں میں سے خرچ کرتے ہیں پس نیک بخت اور فرمانبردار عورتیں وہ ہیں جو اللہ کی حفاظت کے ساتھ غائبانہ حالت میں نگہبانی اور حفاظت کرتی ہیں اور جو عورتیں کہ ان کی بدخوئی اور نافرمانی کا ڈر ہو تو ان کو نصیحت کرو اگر اس پر بھی وہ باز نہ آئیں تو ان کو ان کی خوابگاہوں میں چھوڑ دو اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو پھر مارو اگر وہ کہا مان جائیں تو پھر ان کے اوپر کوئی الزام کی راہ مت ڈھونڈو بیشک اللہ بلند مرتبہ والا ہے"۔

اس کی تفسیر میں حضرت امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں الرجال قوامون على النساء اي مسلطون على ادبهن والاخذ فوق ايديهن فكأنه تعالى جعله اميرا عليها ونافذ الحكم في حقها مرد کو ہم نے عورتوں پر قائم بنایا ہے یعنی عورتوں کی تادیب کے لئے ان پر مسلط کیا ہے گویا اللہ تعالے نے مردوں کو عورتوں کا امیر اور نافذ الحکم بنایا ہے جیسے امور مملکت بادشاہوں کے ذریعہ سرانجام پاتے ہیں اسی طرح خانگی امور مردوں کے ذریعہ سرانجام پانے چاہئیں۔

مردوں کو عورتوں پر کیوں حاکم بنایا ہے

اللہ پاک نے مردوں کو عورتوں پر حاکم بنایا ہے اور ارشاد فرمایا کہ مردوں کو یہ تسلط و اقتدار دو سبب سے حاصل ہے اول تو یہ کہ مردوں کو عورتوں کے مقابلہ میں کثیر فضیلت حاصل ہے اس میں بعض صفات تو حقیقیہ ہیں اور بعض احکام شرعیہ صفات حقیقیہ کا حاصل دو امر میں علم اور قدرۃ اور یہ ظاہر بات ہے کہ عورتوں کی عقول و علوم سے زیادہ مردوں کے عقول و علوم قوی ہیں مرد اعمال شاقہ پر قدرت رکھتے ہیں دوسرا سبب یہ کہ مرد کو عورت پر فضیلت دینے کا یہ ہے کہ مرد عورتوں پر اپنے مال خرچ کرتے ہیں یعنی مہر اور نان و نفقہ ادا کرتے ہیں یہ دو سبب ہیں جن کی وجہ سے مرد کو عورت پر فضیلت ہے۔ مردوں کی فضیلت ثابت کرنے کے بعد اللہ پاک نے عورتوں کو دو قسموں پر منقسم کیا ہے الصلحت اور قانتات یعنی صالح اور خاوند کی مطیع یعنی صالح عورتیں وہ ہیں جو اپنے خاوندوں کے حقوق کی محافظت

کرتی ہیں اور حضور غیبت دونوں حالتوں میں خاوندوں کی اطاعت میں سرگرم رہتی ہیں ان کے حقوق کی محافظ رہتی ہیں ان کے حقوق میں کسی طرح خیانت نہیں کرتیں۔

عورتوں کی تادیب کے تین طریقے

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی تادیب کے تین طریقے بیان فرمائے ہیں اگر عورتیں خاوندوں کی نافرمانی اور سرکشی اختیار کریں تو پہلے ان کو وعظ و نصیحت کرو اگر اس پر بھی عورتیں باز نہ آئیں تو بستر سے علیحدگی اختیار کرو اور کلام ترک کر دو مگر صرف تین دن اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو پھر مارو مگر یہ مار ایسی سخت نہ ہو کہ ہڈیاں ٹوٹ جائیں یا زخم پڑ جائیں اور ہلاکت تک نوبت پہنچے لیکن یہ آخری درجہ ہے مگر نہایت حزم و احتیاط سے کام لے۔

زوجین کے حقوق

جاننا چاہیئے کہ زن و شوہر کے مفاد ایک دوسرے سے متعلق ہیں استمتاع دونوں طرف سے ہے اور حقوق مشترک ہیں اس لئے اللہ پاک فرماتے ہیں ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف یعنی مردوں کی طرح عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر واجب ہیں لہٰذا مقصود زوجیت کا حقدار اسی صورت میں پورا ہوگا جبکہ زن و شوہر دونوں اپنے حقوق کی نگہداشت کریں شوہر مانند امیر اور راعی کے ہے اور عورت مانند مامور اور رعیت کے پس اس لحاظ سے کہ شوہر امیر اور راعی ہے اس کا فرض ہے کہ عورت کے حقوق ادا کرے اور اس کے مصالح کو ملحوظ رکھے اور اس کی تادیب و اصلاح میں سرگرم رہے اس کے مقابلہ میں عورت کا فرض ہے کہ وہ ہر طرح مرد کی فرمانبردار رہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں ھن لباس لکم وانتم لباس لھن یعنی عورتیں مردوں کے لئے عزت دالباس ہیں اور مرد عورتوں کے لئے عزت ہیں گویا مردوں کی عزت عورتوں سے ہے اور عورتوں کی مردوں سے چنانچہ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی قباحت یہ ہوگی کہ میاں بی بی خلوت میں ہوں پھر صبح میں ان دونوں میں سے کوئی شخص پوشیدہ حالات کا افشا کرے یعنی ایک دوسرے کا راز ظاہر کرے۔ جابر سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنی زوجہ سے ہمیشہ ناخوش نہ رہا کرے اگر اسے اسکی کوئی عادت بری معلوم ہو تو کسی خصلت کو پسند بھی کرے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام نے فرمایا کہ جو عورت مر جائے اس کا خاوند راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ حکیم بن معاویہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ان کے والد نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں ہر ایک کی زوجہ کا اس پر کیا حق ہے فرمایا جب خود کھانا کھائے تو اسے بھی کھلائے جب خود کپڑا پہنے تو اس کے لئے بھی لباس مہیا کرے نہ اس کے منہ پر مارے نہ برا کہے نہ اپنے گھر کے سوا اسے تنہا چھوڑے۔

بیوی کی محبت

مسلمان شوہر کو یہ کہنے میں ہرگز پس و پیش نہ کرنا چاہیئے کہ اسے اپنی بیوی سے محبت ہے مگر یہ یاد رہے کہ محض طلب کا پورا کر لینا ہی محبت نہیں بلکہ بیوی کی محبت تین چیزوں کا نام ہے محبوب کی رضامندی اس کی فلاح و بہبود اور اس کی برائی کا اظہار اگر ایک مسلمان شوہر اپنی بیوی سے محبت کرتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ بیوی کو اپنا بنانے سے زیادہ خدا کا بنائے اور خدا کی نافرمانی سے ڈرائے کیونکہ ایسا کرنے سے محبوب کی عاقبت بنتی ہے کیا کوئی محبوب یہ گوارا کر سکتا ہے کہ اس کا محبوب دوزخ کی آگ میں جلے پس جو شوہر اپنی بیوی کی عاقبت سنوارنے کی فکر میں نہیں وہ شوہر اپنی بیوی سے محبت کرنے والا نہیں بلکہ دشمنی کرنے والا ہے دیکھیے رسول کریم صلعم کو پہلا حکم یہ ملا تھا وانذر عشیرتک الاقربین اپنے قریبوں کو ڈراؤ۔ اور ہم مسلمانوں کو بھی یہی حکم ہے قوا انفسکم واھلیکم نارا یعنی اے مسلمانو تم اپنے آپ کو بھی دوزخ سے بچاؤ اور اپنے اہل کو بھی۔

اسی اصول پر ہر مرد کا فرض ہے کہ خود بھی اسے دالا ہے اور اپنے خاندان والوں کو بھی اسے دالا

بنائے خود تعلیم حاصل کرے اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی اس سے بہرہ مند کرے اور ہر ہر گھر کو مدرسہ دانشگاہ بنا دے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے۔ اگر وہ صحیح اسلامی اصول پر عملدرآمد کریں تو صحیح معنوں میں ان کے گھر مدرسہ بن سکتے ہیں اور ایسی مائیں نئی نسلیں پیدا کر سکتی ہیں کہ دنیا میں اچھے اور اعلیٰ مسلمان پیدا ہو جائیں۔

دین کے معاملہ میں عورتیں مردوں کے برابر ہیں

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام نے اخلاقی ذمہ داری اور دوسرے علائق کے لحاظ سے عورتوں کو مردوں کے برابر قرار دیا ہے کیونکہ قرب الٰہی میں صرف اعمال یا خصائل کو دخل ہے اس میں مرد اور عورت ہونے سے کچھ فرق نہیں پڑتا چنانچہ ارشاد باری ہے۔ من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون جو نیک کام کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت مگر ایمان دار ہو تو ہم ضرور اسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور جو اچھا کام وہ کرتے تھے ان کا نہایت عمدہ بدلہ دیں گے۔

اس آیت مبارکہ سے دین کے اکثر معاملات میں عورتوں کی مرد کے برابر ہونا ثابت ہوتا ہے اور اگر کہیں ان کی عبادت اور کسب فضائل میں نقصان نظر آتا ہے تو خدا کے یہاں اس کی پرسش بھی نہیں۔ ان کی تنقیص لازم آتی ہے تو قدرت کے انتظامات پر بہت سی فضیلتیں مردوں میں ایسی ہیں کہ عورتوں میں نہیں مگر اس سے قرب الٰہی اور روحانی ترقی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

یورپ کی ایک نحوست

مغربی تہذیب جہاں اپنے ساتھ بہت سے ایسے مفاسد و خباثتیں لئے ہے جن سے اسلامی تمدن کا جسم مسموم ہوتا ہے اور آوارگی پیدا ہوتی ہے وہاں سر زمین ہند کے برے اثرات و خیالات کیساتھ ایک یہ بھی خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو آزادی اور تمدنی حقوق نہیں دیئے بیشک اسلام نے عورتوں کو ایسی آزادی نہیں دی کہ وہ دست بدست مشترکہ لذت اندوزی کا سرمایہ بن جائے اور اس کا حسن وقف عام ہو جائے اس آوارگی کا اسلام ہرگز ہرگز متحمل نہیں اسلام نے اصول تمدن کی تعلیم میں ایسے قوانین بنائے ہیں جن سے عملی طور پر عورتوں کے ہر قسم کے حقوق کی باقاعدہ حفاظت ہو جاتی ہے یہ حقوق جو اسلام نے عورتوں کو دیئے ہیں وہ ایسے اچھے اور اتنے کثیر ہیں کہ دیگر مذاہب کے پاسنگ کی برابر نہیں اگر سچ پوچھو تو عورت کی حیثیت اس کی عزت اور اس کے حقوق صرف مذہب اسلام ہی نے دنیا میں آکر قائم کئے ہیں ورنہ اسلام سے پہلے تو عورت پستی و ذلت اور نفرت و حقارت کی انتہائی گہرائی میں پڑی ہوئی تھی۔

مسلمان بحیثیت اولاد

از جناب قاری احمد جمال صاحب متعلم جوڑی والان دہلی

والدین کی فرمانبرداری

یوں تو تمام ہی مذاہب نے والدین کی خدمت و اطاعت پر زور دیا ہے اور اس کو داخل حسنات کیا ہے لیکن قرآن کریم نے اسکے متعلق جو اسلوب بیان اختیار کیا ہے اور جس عمدہ پیرایہ میں اس بات پر زور دیا ہے وہ بے نظیر ہے یعنی عقیدہ توحید کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے اور اس طرح اس حسن اخلاق کو اخلاقی درجہ سے بڑھا کر مذہبی احکام کا تقدس دیدیا ہے چنانچہ سورہ نساء میں ارشاد ہے:

(۱) واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وبالوالدين احسانا	اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھیراؤ اور ماں باپ کے ساتھ عمدہ برتاؤ کرو

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بعد ماں باپ کا حق سب سے مقدم ہے جنہوں نے ان کے حق کو ادا نہ کیا وہ خدا کے حق کو بھی ادا نہ کر سکے گا۔ سورہ بقرہ میں فرمایا۔

(۲) واذ اخذنا ميثاق بني اسرائيل لا تعبدون الا الله وبالوالدين احسانا	اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور ماں باپ سے نیک سلوک کرو
(۳) قل تعالوا اتل ما حرم ربكم عليكم الا تشركوا به شيئا وبالوالدين احسانا	آؤ میں تم کو سناؤں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے ایک تو یہ کہ اللہ کی ذات

صفات میں کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ سے نیکی کرو۔

اس جگہ احسان والدین کو عدم شرک کے ہمراہ ذکر کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح شرک فی الصفات کرنا حرام ہے اسی طرح والدین کیساتھ نیک سلوک کرنا فرض ہے۔

(۴) وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا اما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا	اے نبی تیرے رب نے فرض کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں تو ان کو اف تک نہ کہو اور نہ جھڑکو ان سے شریفانہ نرمی اور عاجزی سے بات کرو شفقت سے ان کے لئے ذلت کا بازو جھکاؤ اور دعا کرو کہ اے میرے پروردگار ان پر رحم کر جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

قرآن کریم نے والدین کی خدمت و اطاعت کی معقولیت و آداب اور ان کا اہم فلسفہ بھی بیان کیا ہے وہ یہ کہ بچپن میں تو سب ہی اچھے ہیں ... جب ہوش ... خیال ہوتا ہے کہ ہمارے والدین ہی ہمارے سرپرست اور نگران ہیں اگر سعادتمند اور شریف لوگ بڑے ہو کر بھی ہمیشہ ان کا لحاظ اور ادب کرتے ہیں مگر اکثر جوانی کے نشہ سے سرشار ہو کر اپنے بچپن کے زمانہ شیر خوارگی کی حالت اور والدین کی خدمت ... کو بھول جاتے ہیں اور ان کی اطاعت و خدمت سے سرکشی اختیار کرتے ہیں ایسی صورت میں ماں باپ کی خدمت و اطاعت کی طرف توجہ دلانے کا ایک معقول اور دلنشین پیرایہ یہ ہے کہ طفولیت کا زمانہ اور ماں باپ کی شفقت و تربیت کی باتیں یاد دلائی جائیں تاکہ ان میں محبت و شفقت کے جذبات برانگیختہ ہوں اور ان میں خدمت و اطاعت کا جذبہ پیدا ہو ... والدین کی شکر گذاری اور احسان مندی کی تاکید کرتے ہوئے کس دلنشین پیرایہ اور پیارے الفاظ میں ایام طفولیت کی یاد دلائی ہے

ووصينا الانسان بوالديه احسانا حملته امه كرها ووضعته كرها وحمله وفصاله ثلثون شهرا	اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنا تکلیف سے اور اس کا

زمانہ حمل و مدت شیر خوارگی ڈھائی برس میں جا کر پوری ہوئی۔ ایک دوسری جگہ فرمایا۔

ووصينا الانسان بوالديه حملته امه وهنا على وهن وفصاله في عامين ان اشكر لي ولوالديك الي المصير وان جاهداك على ان تشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما في الدنيا معروفا	ہم نے انسان کو والدین کے بارے میں تاکید کی اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو برس میں کہیں جا کر دودھ چھوٹتا ہے اس کو دو برس میں کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا حق مانے اور شکر گذار ہو آخر مجھ تک آنا ہے اور دنیا میں ان کا دستور کے مطابق ساتھ دے۔

غرض اللہ پاک نے ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کو اپنی وصیت ٹھیرایا ہے جس سے کمال درجہ کی تاکید دربارہ احسان ثابت ہوتی ہے ان کی اطاعت کو اولاد پر واجب ٹھیرایا ہے نیز یہ تمام آیات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ ماں باپ کی اطاعت سے کسی امر میں سرتابی نہیں کرنی چاہیئے اور کسی حالت میں بھی ان کا دل نہیں دکھانا چاہیئے۔

احادیث دربارہ حقوق الدین

شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری حسن صحبت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے آنحضرت نے فرمایا تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیرا باپ پھر جو تجھ سے زیادہ قریب ہو پھر اس کے بعد دیگر اقربا علی قدر مراتب قرابت۔ مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیٹا اپنے باپ کا بدلہ ہرگز نہیں اتار سکتا ہاں ایک صورت سے اتار سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کو کسی کی غلامی میں پائے اور اس کو خرید کر آزاد کر دے۔ نیز مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ناک خاک آلود ہو اس کی ناک خاک آلود ہو (یعنی وہ ذلیل و خوار ہو) کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کس کی آپ نے فرمایا اس کی جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر ان کی خدمت نہ کی۔ شیخین نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت مانگی آپ نے پوچھا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا بس تو ان ہی میں جہاد کر یعنی ان کی خدمت کر اس کا ثواب جہاد سے زیادہ ہے۔ ترمذی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی خوشنودی ماں باپ کی خوشنودی میں ہے اور خدا کی ناراضی ان کی ناراضی میں ہے۔ ابو الدرداء کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ باپ جنت کا دروازہ ہے اب تجھے اختیار ہے خواہ اس دروازہ کو ضائع کر دے یا اس کی حفاظت کر۔ نیز حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل کونسا ہے آپ نے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر

س کے بعد آپ نے فرمایا ماں باپ سے حسن سلوک کرنا۔
بیشمار احادیث اس قسم کی ہیں جن میں ماں باپ کی خدمت بجا لانے کو جہاد سے افضل بتایا ہے اور پہلو بیان کی فضیلت اور ماں کی خدمت کو مقدم کیا ہے اور ساری عبادتوں سے بڑھ کر بتلایا ہے مگر ہم صرف انہی چند احادیث پر اکتفا کرتے ہیں۔

احادیث دربارۂ نافرمانی والدین

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان اللہ حرم علیکم عقوق الامہات ومنعا وہات ووأد البنات وکرہ لکم قیل وقال وکثرۃ السوال واضاعۃ المال رواہ البخاری۔ تحقیق پر تمہاری ماؤں کی نافرمانی کو حرام کیا ہے بخل یعنی کو کردہ رکھا ہے جو اس کرنے بھیک مانگنے اور مال ضائع کرنے کو حدیث ابو بکرہ میں حضور صلعم فرماتے ہیں الا انبئکم باکبر الکبائر ثلثا قالوا بلی یا رسول اللہ قال الاشراک باللہ وعقوق الوالدین رواہ البخاری یعنی کیا میں تم کو سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں تین بار اسی طرح کہا ہم نے کہا ضرور آپ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اس میں آپ نے ماں باپ کی نافرمانی کو شرک باللہ کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ گناہ بہت ہی بڑا گناہ ہے اور کبیرہ گناہ میں داخل ہے حدیث ابن عمر میں ہے ثلاثۃ لا ینظر اللہ الیہم یوم القیامۃ العاق لوالدیہ ومدمن الخمر والمنان عطاہ وثلاثۃ لا یدخلون الجنۃ العاق لوالدیہ والدیوث والرجلۃ یعنی تین شخص ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر نہ فرمائیگا ایک ماں باپ کا نافرمان دوسرا دائم الخمر اور تیسرا دیکر احسان جتلانے والا اور تین شخص ہیں جو جنت میں نہ جائیں گے ایک ماں باپ کا نافرمان دوسرے دیوث اور تیسرے وہ عورت جو مردوں کے مشابہ بنے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ثلاثۃ لا یقبل اللہ عز وجل منہم صرفا ولا عدلا عاق ومنان ومکذب بقدر یعنی تین شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نفل اور فرض قبول نہیں کرتا ایک عاق دوسرے جتلانے والا اور تیسرے جھٹلانے والا تقدیر کا۔ یہ وعید نہایت سخت ہے کہ ماں باپ کے نافرمان کی کوئی عبادت بھی مقبول نہیں ہوتی جب تک وہ توبہ نہ کرے اور اپنی حرکت سے باز نہ آئے۔

اولاد پر والدین کے حقوق

جو حقوق ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر ہیں وہ سب حقوق والدین کے واسطے بھی ہیں جو زائد ثابت ہیں اول جب ملاقات ہو سلام کرے دوسرے جب پکارے تو جواب دے تیسرے جب چھینکے تو یرحمک اللہ کہے چوتھے بیمار ہو تو عیادت کرے پانچویں مر جائے تو جنازہ پر جائے چھٹے اگر اس پر قسم کھائے تو اس کی قسم کو پورا کرے ساتویں اگر نصیحت چاہے تو بہتر بات بتائے آٹھویں اس کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی نہ کرے نویں اس کے لئے وہ بات پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے دسویں ان کے لئے وہ بات بھی بری سمجھے جو اپنے لئے بری سمجھتا ہے گیارہویں اپنے قول وفعل سے ان کو ایذا نہ دے بارہویں ان کے سامنے عاجزی اور تواضع اختیار کرے تکبر نہ کرے تیرہویں ایک کی چغلی دوسرے سے نہ کہے چودہویں تین دن سے زیادہ ترک کلام نہ کرے پندرہویں حتی الوسع ان کے ساتھ احسان کرے سولہویں بدون اجازت کے ان کے پاس نہ جائے سترہویں بوڑھوں کی عزت کرے اور چھوٹوں پر شفقت کرے اٹھارہویں سب کے ساتھ ہشاش بشاش رہے انیسویں جو وعدہ کرے اسے پورا کرے بیسویں لوگوں کا عوض اپنے نفس سے دے اکیسویں ان کی جان ومال اور عزت کو ظلم سے بچائے بائیسویں ان کی قبر کی زیارت کرے۔ نیز یہ کہ اگر ماں باپ کافر اور فاسق وفاجر بھی ہوں تب بھی لطف واحسان سے پیش آئے اگر ان کو کسی بات پر غصہ آئے تو ہاتھ جوڑ کر ان کو منا لے اور ماں باپ کے واسطے پانچ بار دعا کیا کرے ہر وقت ان کے احسان کو نظر رکھے جمعہ کے دن والدین کی قبر کی زیارت کرے گفتار ورفتار نشست وبرخاست میں ادب شرعی ملحوظ رکھے اور اپنا باپ چھوڑ کر غیر کو اپنا باپ نہ بنائے۔

مسلمانو! والدین کی خدمت واطاعت کی وقعت واہمیت ان کے حقوق کو سامنے رکھ کر انصاف سے کلیجہ پر ہاتھ رکھکر بتلاؤ کہ کیا تمہارا طرز عمل قرآن وحدیث کے مطابق ہے اور کیا تم والدین کے ایسے ہی فرمانبردار اور اطاعت شعار ہو جیسے کہ اسلام نے چاہا ہے اگر نہیں تو خدارا اپنی حالت کی اصلاح کرو والدین کی خدمت واطاعت کو ہر حال لازم سمجھو اور اپنی نافرمانیوں سے خدا کے غصہ کو نہ بڑھاؤ۔
رسول خدا صلعم نے قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی بتلائی ہے کہ اولاد والدین کی نافرمان ہو جائے گی چنانچہ حضور صلعم کی اس پیشگوئی کے مطابق یہ خرابی رونما ہو چکی ہے اولاد اب فرمانبرداری کی نہیں بلکہ درپے ایذا ہے اور جنہوں نے ان کو ہر طرح کی بکہ و مصیبت برداشت کی اور اپنا عیش وآرام چھوڑ کر پالا پوسا پرورش کیا اور جن کی راحت وآرام کے لئے والدین نے دن کو دن رات کو رات نہ سمجھا آج کل زمان اولاد ان کی صورت سے بیزار ہے اپنے طعن وتشنیع تیز جملوں اور جگر کے ٹکڑے اڑانے والے لفظوں سے ان کے دل وجگر میں ناسور ڈالے ہوئے ہے اور موت سے پہلے ہی ان کے مر جانے کی تمنی ہے۔
او نافرمان اولاد تو اپنے والدین کو ناراض کر کے کبھی دین ودنیا میں خوش نہیں رہ سکتی اور کبھی دارین کی فلاح وبہبود حاصل نہیں کر سکتی۔ او ملت کے نوجوانو! تو والدین کو ستاتا ہے مگر تجھے خبر نہیں کہ تیری قبر کے انگاروں سے بھری جا رہی ہے خدا ہوش کر کیوں جوانی کے نشہ میں اپنے سر پر کلہاڑی مار رہی ہے ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے توبہ کر اور ان کی خدمت واطاعت کو لازم سمجھ ورنہ خدا کے غصہ کی آگ تیرے عیش وآرام اور امن وسکون کو بھسم کر کے رکھ دیگی زمین تجھے نگل جائیگی اور آسمان تجھے پیس ڈالیگا اے خدائے قادر تیرا نام سلامت رہے ان اور نافرمان اولاد کو توفیق دے ان کو نصیحت دے ان کو عقل دے تو سمجھیں کہ وہ والدین کی خدمت کو لازم سمجھیں اور انکی رضا جوئی کو اپنا شعار زندگی بنائیں اور ان کی رضامندی سے تیری خوشنودی حاصل کریں۔ آمین الٰہی رب العالمین۔

مسلمان کا حسن معاشرت

از جناب مولانا محمد انوار الحق صاحب الحسینی مہتمم امپیریل پبلک ہیری اسکول بارہ کھمبہ نیو دہلی

حسن معاشرت سے مراد یہ ہے کہ حقوق العباد یا حقوق انسان کی پوری نگہداشت اور حفاظت کے ساتھ ادا کیا جائے اور حسن معاشرت کا سنگ بنیاد انصاف اور رعایت حقوق ہے اور عدل و انصاف کا ذکر پہلے عنوان میں ہو چکا ہے یہ اسلام ہی کی خصوصیت ہے کہ اس نے معاملات کو عبادات کا تقدس اور شان ہی نہیں دی بلکہ حقوق العباد کو حقوق اللہ پر مقدم کر کے مسلمان کے حسن معاشرت میں چار چاند لگا دیئے ہیں اور اس کے معاملات کے کھرے پن اور معاشرت کی پاکیزگی کو نہایت ہی بلند اور صاف کر دیا ہے۔

اسلام نے بتلایا ہے کہ حقوق العباد کا درجہ تمام نیکیوں سے بڑا ہوا ہے اور حقوق العباد کی بجا آوری ہی ایک اعلیٰ اور سچی نیکی ہے جہاں مسلمان کی دینداری کے جوہر کھلتے ہیں۔ اسلام مسلمان کے حسن معاشرت کو جس بلندی پر پہنچانا چاہتا ہے افسوس کہ اس بلندی پر آج مسلمان نظر نہیں آتے دنیا میں سب سے زیادہ ساقط الاعتبار اور بدمعاملہ قوم ہم ہی مشہور ہیں مگر مسلمانوں کی بدمعاملگی سے اسلام کی تعلیم پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔

مرگ پابندی اسلام ہے اسلام نہیں۔

تمدنی و معاشرتی تعلقات کی اہمیت

ہر مسلمان دیندار پر دو طرح کے حقوق شرعا ثابت ہیں ایک اللہ تعالیٰ کے حقوق دوسرے بندوں کے حقوق ان دونوں قسم کے حقوق کا ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے قیامت کے دن ان حقوق کے ترک کرنے پر سخت مواخذہ ہوگا اللہ تعالیٰ اپنے حقوق کا مطالبہ علیحدہ کریگا اور بندوں کے حقوق کا علیحدہ رب العزت جل مجدہ کے حقوق وہی ہیں جو اس نے اپنے انبیاء و رسل علیہم السلام کی معرفت عبادات و طاعات کی صورت میں فرض و واجب کئے ہیں ان کے ترک پر عتاب و عذاب کی وعید فرمائی ہے اور اس میں عقائد توحید، رسالت، معاد اور پنج بنائے اسلام داخل ہیں۔

حقوق عباد وہ ہیں جو شریعت نے ایک انسان پر دوسرے انسان کے ذمہ واجب قرار دیئے ہیں مثلاً حق نبی اہل بیت، صحابہ، ائمہ، خویش و اقارب، پڑوسی، اہل محلہ، اہل وطن اور عام انسانوں کے حقوق

حقوق اللہ اور حقوق العباد

اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان اور غفور و رحیم ہیں اس لئے اپنے حقوق کی معافی بہت ہی فرما دینگے کیونکہ اس کی رحمت غضب پر سابق ہے مگر حقوق عباد کا معاملہ نہایت سخت اور کٹھن ہے ان کی معافی جب ہی ہوگی کہ صاحب حق معاف کرے لہذا بجا خوف انہیں حقوق کے ترک کرنے میں ہے مومن کامل اور تجا دیندار وہی ہے جو ہر حقدار کا حق پورا پورا ادا کرتا رہے اور جس پر کسی حقدار کا حق رہ گیا وہ سخت عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا چنانچہ حدیث ابو ہریرہ میں ہے: من کانت له مظلمة لاخیه من عرضه او شیء فلیتحلله الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا درهم ان کان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم یکن له حسنات اخذ من سیئات صاحبه فحمل علیه یعنی جس کسی کا کوئی ظلم کسی کے پاس ہو آبرو یا اور کسی شئے کا تو وہ آج اس سے معاف کرا لے قبل اس کے کہ اس کے پاس نہ دینار ہو نہ درہم اگر اس کا عمل صالح ہوا تو بقدر مظلمہ کے لے لیا جائے گا اور اس کے حسنات نہ ہوئے تو اس کے بھائی کے سیئات لیکر اس پر لاد دیے جائیںگے۔ پھر فرماتے ہیں:-

لتؤدن الحقوق الی اهلها یوم القیامة حتی یقاد للشاة الجلحاء من الشاة القرناء (رواہ مسلم)

یعنی قیامت کے دن حق والوں کے حقوق دلائے جائینگے یہاں تک کہ بے سینگ کی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا اس سے حقوق عباد کی اہمیت اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ حق عباد ایک ایسی اہم چیز ہے کہ حیوانوں کو بھی اس سے نجات نہ ملیگی حالانکہ وہ بے شعور محض ہیں پھر انسان کا تو کیا ذکر ہے جو عقل و شعور رکھتا ہے۔

نیز مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے کہا مفلس ہم میں وہ شخص ہے جسکے پاس کوئی روپیہ اور دنیا کا سازو سامان نہیں آپنے فرمایا کہ میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز و روزہ لیکر آئیگا مگر اس نے کسی کو گالی دی ہوگی کسی کو زنا کی تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال خورد برد کیا ہوگا کسی کو مارا پیٹا ہوگا اور کسی کا خون کیا ہوگا سو جس نے کسی کے حقوق تلف کئے ہوں گے اور کسی پر ناحق ظلم کیا ہوگا اس کی نیکیاں اس شخص کو دلائی جائینگی جس کے حقوق تلف ہوئے ہوں گے اور اس کے گناہ ظالم پر لاد دیے جائینگے اور پھر اس کو جہنم میں پھینکا جائیگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حقوق عباد کا مواخذہ نہایت سخت ہوگا اگر کسی مسلمان کا یہ خیال ہے کہ عبادات و طاعات نماز روزہ وغیرہ کے بجا لانے سے وہ دیگر حقوق کی بازپرس سے بچ جائیگا اور محض نماز روزہ اس کو عذاب دوزخ سے بچا لیں گے وہ سخت غلط فہمی میں مبتلا ہے اور اس نے اپنے آپ کو دھوکہ میں ڈالا ہوا ہے ایسے مسلمان کو معلوم ہونا چاہئے کہ حقوق عباد کے ترک میں نہ عفو و بخشش ہوگی اور نہ کسی کی شفاعت قبول ہوگی جب تک کہ خصم کو راضی نہ کریگا حدیث ابو امامہ میں آیا ہے من شر الناس منزلة یوم القیامة عبد اذهب آخرته بدنیا غیره کہ سب بدتر درجہ میں قیامت کے دن وہ ہوگا جس نے اپنی آخرت دوسرے کی دنیا کے لئے برباد کی یعنی اس کے حقوق تلف کئے۔

اللہ اللہ حقوق عباد کی بازپرس کا معاملہ کس قدر سخت ہوگا اسلام کے حسن معاشرت کا کیا ٹھکانا ہے کہ کسی کی حق تلفی کرنے سے مسلمان کی آخرت ہی برباد ہو جاتی ہے اس سے زیادہ حقوق عباد اور صفائی معاملات کی اور کیا اہمیت و وقعت ہوگی۔

تین طرح کے حقوق

حدیث سابق میں رسول خدا صلعم نے تین طرح کے حقوق کو بیان فرمایا ہے جان، مال اور آبرو یعنی ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ دوسرے کی جان مال اور آبرو کو کسی طرح نقصان نہ پہنچائے۔

مسلمانوں کی بدقسمتی اسلامی معاشرت سے برگشتگی اور احکام شریعت سے بعد کا کس کس عنوان سے ماتم کیا جائے اور ان کی کس کس پستی پر خون کے آنسو بہائے جائیں آہ دین متین کی حفاظت کے باوجود اور کتاب و سنت کے غیر محرف ہونے ہوتے ہی ہم میں کس قدر فساد رونما ہو چکا ہے حالانکہ انسانی کا کوئی حصہ ایسا نہیں اور کمالات فطرت انسانی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں ہم حضور کے درس کو نہ بھول چکے ہوں جس آقا نے انسان کو پستی سے نکال کر بلندی پر پہنچایا تھا آج اس کی اپنی قوم خصوصاً باشندگان ہند تمدنی اور معاشرتی حیثیت سے نہایت ہی گری ہوئی حالت میں ہیں۔

غور کیجئے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے حسن معاشرت کی بنیاد اس بات پر رکھی تھی کہ ہم ایک دوسرے کی جان مال آبرو کے محافظ ہوتے اور کسی کی جان مال اور آبرو کو نقصان نہ پہنچاتے مگر دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ عوام تو ہے ایک طرف خود ہمارے مذہبی رہنماؤں و سیاسی لیڈروں کی یہ حالت ہے کہ ایک دوسرے کی تحقیر و تذلیل پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں محض اختلاف آراء کی بنا پر ایک دوسرے کا سر پھوڑنے کو تیار رہتے ہیں ایک دوسرے کی جان و مال اور عزت و آبرو کے ہر وقت در پے آزار رہتے ہیں بلکہ اس نقصان رسانی اور باہم بغض و عناد میں لذت محسوس کرتے ہیں اور اس کو ایک قومی خدمت سمجھتے ہیں اور ذرا نہیں سمجھتے کہ وہ اپنی ان حرکتوں سے اسلامی تہذیب کو بٹہ لگا رہے ہیں خدا کے دین کو رسوا کر رہے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم نے ارشاد فرمایا ہے :-

الدواوين ثلاثة ديوان لا يغفر الله الا شراك بالله يقول الله عز وجل ان الله لا يغفر ان يشرك به و يغفر ما دون ذالك لمن يشاء وديوان لا يتركه الله ظلم العباد فيما بينهم حتى يقتص بعضهم من بعض وديوان لا يعبأ الله به ظلم العباد فيما بينهم و بين الله فذالك الى الله ان شاء عذبه وان شاء تجاوز عنه رواه البيهقي في شعب الايمان

صحیفۂ اعمال دیوان تین طرح پر ہیں ایک وہ ہے جس کو اللہ ہرگز نہ بخشے گا وہ شرک باللہ ہے کہ سوا جس کو چاہے گا بخش دیگا۔ دوسرا دیوان وہ ہے جس کو اللہ ہرگز نہ چھوڑیں گے وہ بندوں کا آپس میں ظلم ہے یہاں تک کہ بعض کا قصاص بعض سے کرے گا تیسرا دیوان وہ ہے جس کی اللہ جل شانہ کچھ پرواہ نہیں کرتے وہ بندوں کا ظلم ہے درمیان اپنے اور اللہ کے اس کا انھیں اختیار ہے چاہے عذاب دیں اور چاہیں درگذر فرمائیں۔

اس حدیث شریف سے بالتصریح یہ بات ثابت ہوئی کہ حقوق اللہ معاف ہونیکی امید ہے مگر حقوق عباد معاف نہ ہوں گے ان کا بدلہ ظالم کو ضرور دیگا ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا جو اللہ کے حقوق نماز روزہ وغیرہ تو کما حقہ ادا کرتے ہیں لیکن حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں کرتے حالانکہ تدین اور اتقاء و پرہیزگاری کا مقام یہی حق العبد ہے جس کے ضائع ہونے سے حقوق خدا بھی کچھ نفع نہیں دے سکتے یعنی حقوق کے عوض ظالم کے حسنات مظلوم کو مل جائیں گے اور یہ بالکل تہی دست رہ کر سیدھا جہنم کو سدھاریگا۔

مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حقوق عباد انہی تین چیزوں جان، مال اور آبرو سے متعلق ہیں اور انہی کی اچھی طرح نگہداشت کرنی چاہیئے کہ کسی کو نقصان نہ پہنچے یاد رکھنا چاہیئے کہ بہ نسبت مظلومۂ جان کے مظلمۂ مال بہت زیادہ واقع ہوا کرتا ہے آج ہر شخص اس کوشش اور اسی تگ و دو میں ہے کہ کسی طرح مال حاصل ہو خواہ وہ حرام ہو یا مشتبہ تحصیل مال کے لئے ہزار طرح کے مکر و فریب اور حیلے کئے جاتے ہیں اور اپنی چالاکی کو کسی کے مال کے ہتھیا لینے کو عقلمندی سمجھتا ہے اور دوسرے کو بیوقوف مگر قیامت کے روز یہی ظالم بیوقوف ٹھیریں گے اور مظلوم عقلمند جب وہ عبادات و طاعات کی پونجی اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھیں گے اور اضاعت حقوق کے عوض اپنی آخرت برباد کر لیں گے۔

جو شخص قتل و اخذ مال بالباطل سے تو دعا برہ ریزی کی تباہی میں جا پڑتا ہے کسی کو مارتا ہے کسی کو گالی دیتا ہے کسی کی چغلی اور غیبت کرتا ہے اور کسی پر افترا باندھتا ہے یہ تمام باتیں بھی مظلمۂ آبرو میں داخل ہیں پس ایسے شخص اور قاتل حرام خوار میں کوئی فرق نہیں گناہ میں برابر ہے اور خدا میں یکساں کیونکہ جناب باری تعالیٰ نے ان تینوں امر کا ایک ہی حکم رکھا ہے یہ ہر سہ امر حق ہونے میں مساوی یکدیگر ہیں اور اللہ پاک کسی کا حق ہرگز ضائع نہ کریں گے حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں :-

اياك و دعوة المظلوم فانما يسأل الله تعالى حقه وان الله لا يمنع ذا حق حقه یعنی تو دعائے مظلوم سے بچ کیونکہ اللہ پاک اپنے حق کا تو صرف سوال ہی کریگا چاہے پکڑے چاہے چھوڑ دے مگر حقدار کو اس کے حق سے منع نہ کریگا اس کا حق ظالم سے ضرور دلوائے گا۔

غرض کتاب و سنت مذمت ظلم اور اضاعت حقوق عباد سے لبریز ہیں جس سے اسلام کے حسن معاشرت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے افسوس کہ یہ گناہ جس قدر سخت و زشت ہے اور جس قدر اس کا انجام برا ہے اسی قدر مسلمانوں کی نظروں میں یہ گناہ اور اضاعت حقوق کا ظلم سبک اور آسان ہو گیا ہے ایسے مسلمان جو حقوق عباد علی الاطلاق ادا کریں اور حقوق والدین ازواج اولاد قرابت پڑوسی اور ملکیوں کا لحاظ رکھیں کیا بلکہ نایاب ہو گئے ہیں دنیا صرف نام کے مسلمانوں سے بھری ہوئی ہے مگر کام کے مسلمان لاکھ میں ہزار ہزار میں سو اور سو میں دس بھی میسر نہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

معاشری اور تمدنی اصلاح کا ایک نکتہ

تمام معاشری اور تمدنی خرابیوں اور مفاسد کی جڑ کا مرض تکبر اور نخوت ہے جس سے دین اور دنیا دونوں بگڑتے ہیں اور غیبت و حسد وغیرہ جملہ خرابیاں اور متعدی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اگر مرض کبر کا علاج کر لیا جائے تو تمام تمدنی گندگیاں اور خرابیاں دور ہو سکتی ہیں چنانچہ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں :-

"لوگ اتفاق اور تمدنی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں لیکن اس کی جڑ کی خبر نہیں اتفاق کی جڑ ہے تواضع ہر شخص اپنے اندر تواضع پیدا کرلے کیونکہ نااتفاقی ہمیشہ کبر سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ جب ہر شخص اپنے کو دوسرے سے بڑا سمجھے گا تو بہت سی باتوں میں اپنے حقوق کی اضاعت بھی سمجھیگا ہر بات میں اپنے کو دوسرے پر بڑھانا چاہے گا اور اس سے نااتفاقی پیدا ہوگی اور جب ہر شخص میں تواضع ہوگی تو ہر شخص اپنے ذمہ دوسرے کے حقوق سمجھیگا اور ان میں اپنے کو قاصر سمجھیگا تو سب ایک دوسرے کے سامنے جھکیں گے اور یہی اتفاق ہے"

حاجی صاحب نے اتفاق و اصلاح کا وہ گر بتا دیا ہے جس پر کسی ریفارمر رہنما لیڈر اور عاقل کی نظر نہیں اگر وہ اس پر عمل پیرا ہوں تو قوم کی اصلاح و ترقی آج ہی ہو سکتی ہے۔

غرض اسلام نے تمام معاشرتی و تمدنی تعلقات کے حقوق و فرائض قائم کئے ہیں اور مقابلتہً دیگر مذاہب کے مقرر کردہ حقوق و فرائض کی نسبت زیادہ معقول نظری اور منصفانہ ہیں والدین کی اطاعت، استادوں کی عزت و خدمت بزرگوں کا ادب رشتہ داروں کی محبت، چھوٹوں پر شفقت، ہمسایوں سے سلوک و رعایت بیماروں کی تیمارداری مسافروں کی مہمان نوازی، محتاجوں کی حاجت روائی، یتیموں کی خبر گیری بیواؤں کی دستگیری، ملکیوں اور ہم وطنوں سے محبت و رواداری، زیردستوں پر مہربانی، دوستوں سے اخلاص، دشمنوں کے ساتھ انصاف اور حاکموں کی فرمانبرداری یہ تمام امور لوازم اسلام ہیں اور مسلمان کے حسن معاشرت کی اجمالی خاکہ مسلمانوں کو اس کا ہر وقت لحاظ رکھنا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ کسی کا حق ضائع نہ ہو کسی کی حق تلفی نہ ہو اور کسی پر ظلم نہ ہو یہی سچا اسلام اور پکی دینداری ہے۔

درگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ خدائے قدوس مسلمانوں کو اسلامی تمدن اختیار کرنے اسلامی معاشرت پر چلنے اور شریعت مصطفوی پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین الٰہی رب العالمین۔

—— (٭) ——

مسلمان بحیثیت خلیق انسان

از جناب مولانا مولوی یعقوب احمد صاحب کوچہ چیلان دہلی

ولایت بہ چہ کار آید بتسبیح و مرقع | خود را ز عملہائے نکوہیدہ بری دار
حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست | درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

اسلام اب بھی وہی ہے جو رسالتمآب صلعم کے سامنے تھا حقیقت اسلام آج بھی اسی طرح بے نقاب ہے جس طرح خود رسول خدا صلعم کے عہد میں تھی اس میں نہ کوئی تغیر ہوا اور نہ انشاء اللہ قیامت تک ہوسکے گا مگر نہایت حسرت و افسوس کے ساتھ یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ہم مسلمان وہ نہیں جو اب سے تیرہ سو سال پیشتر تھے ہم جو اسلام کی تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں ہم خود اس کی عملی تفسیر نہیں اگرچہ مبارک و مسعود ہستیاں ہیں بھی تو نہایت قلیل اور النادر کالمعدوم ایک مسلمہ اصول ہے حکم کثرت پر لگایا جاتا ہے غرض ہم وہ نہیں جو آج سے تیرہ سو سال پہلے تھے یہی وجہ ہے کہ ہمارے اغیار نے ہماری حالت کو ہمارے مذہب کا معیار سمجھ لیا ہے اور ہماری اخلاقی پستی نے اسلام کو بدنام و رسوا کررکھا ہے اور ہماری حالت کی ہو بہو فوٹو ایک مشہور فقرہ ہے

سلمانان در گور و مسلمانی در کتاب

مسلمان کی عظمت و بزرگی اور اقوام عالم پر فوقیت و برتری اس میں تھی کہ با اخلاق انسان ہونا اس کی زندگی حسن عمل کی ایک زندہ مثال ہوتی وہ عظمت و اخلاق اور حق و صداقت کا پیکر ہوتا اور اس کی پاکیزگی حیات کے نور سے دنیا جگمگا اٹھتی اور وہ پاکیزگی حیات کی اس منزل تک اس طرح پہنچ سکتا تھا کہ وہ جناب رسالتمآب سرور کائنات صلعم کی کامل اطاعت اور اتباع کرتا مگر بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوا ہماری شومئی قسمت کہئے یا شامت اعمال سمجھئے کہ اب ہماری حالت یہ ہے۔ ایک طرف تو ہمارے علما اور ائمہ دین ظاہری طرز و وضع کے اتنے پابند اور الفاظ قانون کے ایسے مطیع و منقاد بنے ہوئے ہیں کہ باطنی صفاتی اور پاکیزگی سیرت کی اہمیت کو بالکل ہی نظر انداز کردیا حتی کہ اگر کسی کو ڈاڑھی منڈاتے یا کوٹ پتلون پہنتے اور یا ٹخنوں سے نیچا پائجامہ پہنے دیکھ لیا تو جھٹ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ جڑ دیا اور یہ نہ دیکھا کہ وہ اصول اسلام کا کہاں تک پابند ہے دوسری طرف ہمارے قومی لیڈر اور جدید تعلیم یافتہ لیڈر جو یورپین فیشن کے اتنے دلدادہ ہیں کہ ان کو اس پر مذہب کے سارے اصول و فروع اور معتقدات تک قربان کردینے میں تامل نہیں اور اسلام کی ظاہری طرز و وضع سے ہی نفرت ہے۔

عظمت اخلاق

مسلمانوں کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلینا چاہئے کہ انسان کا منشائے تخلیق حسن عمل ہے اور وہ کام یہ ہے کہ مسلمان کی زندگی اخلاقی نور سے جگمگا اٹھے اور وہ حسن و زینت کی راہوں پر گامزن ہو ایمان میں عمل اور عمل میں ایمان ہو اور اسی آمنو و عملوا الصلحت کے تلازم میں وہ راز حقیقت مضمر ہے جس نے تھوڑی مدت میں اسلامیوں کو اوج کمال پر پہنچا دیا تھا

اسلام میں الٰہیات کا اخلاقیات سے اور اخلاقیات کا الٰہیات سے اندرونی اور اعضائی تعلق ہے اور ایمان بے عمل خشک ہی یاد رکھئے محض علم میں کچھ شرف و بزرگی نہیں حقیقت میں علم وہ ہے جو دل و دماغ سے اتر کر تمام اعضا پر چھا جائے اور تمام جسم متادب

انسان کی تین حالتیں اور اخلاق کی تعریف

جاننا چاہئے کہ انسان کی تین حالتیں ہیں طبعی اخلاقی اور روحانی ان تینوں کے علیحدہ علیحدہ تین مبدا ہیں طبعی حالتوں کا مصدر نفس امارہ ہے جو انسان کو بے اعتدالیوں افراط و تفریط اور بدیوں کی طرف کھینچتا ہے اخلاقی حالتوں کا سرچشمہ نفس لوامہ ہے جو بدی اور بے اعتدالی کے کام پر انسان کو ملامت کرتا ہے اور جس سے اخلاقی حالتیں پیدا ہوتی ہیں اور روحانی حالتوں کا منبع نفس مطمئنہ ہے جو انسان کو تمام کمزوریوں بے اعتدالیوں اور بدیوں سے نجات دلاکر تمام اعضا کو روحانی قوتوں سے بھرپور کرتا ہے اور طبعی حالتوں پر ایک سخت کی موت طاری کردیتا ہے یہ تین حالتیں ہیں جن سے انسان کو گذرنا پڑتا ہے جس نے طبعی جذبات و خواہشات کی پیروی اختیار کی اور اپنے آپ کو نفس امارہ کے حوالہ کردیا تو ہلاک ہوا جس نے طبعی جذبات پر قابو پالیا اور ان کو اعتدال پر چلایا اس نے نجات پائی اور جس نے اخلاقی حالتوں کو روحانیت کا رنگ دیدیا اور جسم کی تمام علمی و عملی قوتوں کو سارا کی معرفت و عبادت میں لگادیا وہ فرشتہ اور خلیفۃ اللہ بن گیا اور کائنات ارضی و سماوی کی حکمرانی پائی۔ پس جب تک انسان عقل و معرفت کے سایہ میں چلے اور طبعی جذبات سے شریعت کی ہدایتوں کے موافق کام نہ لے وہ با اخلاق اور خلیق انسان نہیں کہلا سکتا اگر وہ طبعی لوازم میں شتر بے مہار کی طرح چلتا ہے کھانے پینے سونے جاگنے چلنے پھرنے رنج و راحت اور غصہ و جوش وغیرہ وغیرہ طبعی امور میں نفس امارہ کا پیرو رہتا ہے وہ اشرف المخلوقات نہیں بلکہ ارذل المخلوقات حیوان ہے پس اخلاق اس چیز کا نام ہے کہ طبعی حالتوں سے شریعت کی ہدایتوں کے موافق کام لیا جائے۔

جسمانی و ظاہری آداب کا فلسفہ

چونکہ طبعی حالتیں تہذیب و تعدیل سے اخلاقی بنتی ہیں اور اخلاقی حالتیں روحانیت پر گہرا اثر ڈالتی ہیں اصل کی حالت ہمیشہ ظاہر کیفیت و آداب سے متاثر اور خارجی اسباب کی تابع رہتی ہے اس لئے اسلام نے تمام عبادات تصفیہ باطن اور خشوع و خضوع کے اغراض و مقاصد میں جسمانی طہارت جسمانی آداب اور جسمانی تعدیل کو بہت ملحوظ رکھا ہے اور دین کو دنیا سے الگ نہیں کیا اور یہ خوبی اور کمال صرف اسلام کے ساتھ مخصوص ہے باقی کسی مذہب نے بھی یہ اصلی نکتہ نہیں سمجھا اگرچہ بڑے بڑے مذاہب نے اخلاقیات کی کافی تعلیم دی ہے لیکن وہ اپنے دامن کو افراط و تفریط سے نہ بچا سکے مثلاً ہندوؤں کا جوگی پن اور عیسائیوں کی رہبانیت

دیکھئے اسلام کی کوئی عبادت ایسی نہیں جس میں جسم اور دل کی صفائی کو نہ فضیلت و اہمیت نہ دی ہو اور طہارت جسمانی کو مقدم نہ رکھا ہو

اخلاقی حالتیں اور قرآنی ہدایات

جاننا چاہئے کہ اخلاق دو قسم کے ہیں ایک تو وہ اخلاق جن کے ذریعہ انسان ترک شر پر قادر ہوتا ہے دوسرے وہ اخلاق جن کے ذریعہ انسان ایصال خیر پر قادر ہوتا ہے ترک شر کے مفہوم میں وہ اخلاق داخل ہیں جن کے ذریعہ انسان اپنی زبان اپنے ہاتھ اپنی آنکھ اپنے دل و دماغ اپنے مال اور اپنی کوشش سے کسی دوسرے انسان کی جان مال اور عزت و آبرو کو نقصان نہ پہنچا سکے اور ایصال خیر کے مفہوم میں وہ اخلاق داخل ہیں جن کے ذریعہ انسان اپنی زبان اپنے

ایصال خیر اور ترک شر کے متعلقہ اخلاق میں سے صرف چند اخلاق پیش کرتا ہوں۔

پہلا خلق ترک شر کے اقسام میں سے احصان یا عفت و پاکدامنی ہے یعنی حرامکاری اور اس کے مقدمات مثلاً بوس و کنار اور بے پردگی وغیرہ سے مجتنب رہے اس خلق کے کامل ہونے کے قرآن کریم نے پانچ طریقے بتلائے ہیں اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچائے کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے محفوظ رکھے نامحرموں کے حسن و عشق اور ناجائز تعلقات کے قصے نہ سنے ایسی تقریبوں اور محفلوں میں شامل نہ ہو جن میں کسی فعل بد میں پڑ جانیکا امکان اور خطرہ ہو اور اگر نکاح نہ ہوا ہو اور بدکاری میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو روزہ رکھ کر قوت شہوت کو توڑے اسلامی پردہ کی یہی بڑی غرض ہے۔

دوسرا خلق امانت و دیانت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی دوسرے کے مال پر شرارت سے کیا بالجبر اور دھوکہ سے قبضہ کر کے اپنا بنانے پر راضی نہ ہونا۔ امانتداری و دیانت کے قرآن حکیم نے تمام پہلو بتلائے ہیں مثلاً یتیموں کے مال کی حفاظت کرو آپس میں ایک دوسرے کا مال کو ناجائز طریقے سے مت کھاؤ حکام کی اعانت سے دوسرے کے مالوں کو نہ دباؤ رشوت نہ دو امانتوں کو بحفاظت تمام ان کے حقداروں کو دو ہاں خدا خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا جب ناپو تو پورا ناپو جب وزن کرو تو پورا وزن کرو اچھی چیز کے عوض میں خبیث اور بری چیز نہ دو دھوکہ اور فریب سے کسی کا مال نہ دباؤ چوری اور ڈاکہ نہ ڈالو غرض قرآن مبین نے بد دیانتی کے تمام طریقے کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں کوئی شخص امین اور دیانتدار نہیں بن سکتا جب تک اس کے تمام پہلوؤں کو نہ بجا لائے

تیسرا خلق "ہدنہ یا موالفت" ہے یعنی صلح و آشتی کے ساتھ زندگی بسر کرنا اور بے شر انسان ہونا صلح ایک اعلیٰ درجہ کا خلق ہے اس کے متعلق اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ آپس میں صلح کاری اختیار کرو صلح میں خیر ہے جب تمہارے دشمن صلح کاری کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ خدا کے نیک بندے زمین پر صلح کاری کے ساتھ چلتے ہیں اگر کوئی لغو بات سنو جو لڑائی اور جنگ کا مقدمہ ہو تو طرح دیکر چلے جاؤ۔

چوتھا خلق طلاقت یا کشادہ روئی ہے اس کے متعلق قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ لوگوں کو نہ باتیں کہو جو واقعی طور پر نیک اور اچھی ہوں کسی قوم سے تمسخر نہ کرو کسی کو عیب نہ لگاؤ کسی کو برے برے ناموں سے مت پکارو بدگمانی کی باتیں نہ کرو کسی کے عیبوں کی کرید نہ کرو ایکدوسرے کا گلہ نہ کرو پیٹھ پیچھے کسی کی برائی ذکر نہ کرو کسی پر بہتان اور الزام نہ لگاؤ یاد رکھو قیامت کے دن آنکھ کان اور دل سے مواخذہ ہوگا۔

ایصال خیر کے اقسام میں سے پہلا خلق عفو ہے یعنی کسی کا گناہ بخشدینا اس میں ایصال خیر یہ ہے کہ جو گناہ کرتا ہے وہ ضرر پہنچاتا ہے اور اس لائق ہوتا ہے کہ اس کو بھی ضرر پہنچایا جائے قید کرایا جائے سزا دلائی جائے اور جرمانہ کرایا جائے پس ایسی حالت میں اپنے دشمن اور بدخواہ کو بخش دینا اگر اس کے حق میں مناسب ہو تو اس کا نام عفو ہے اس میں قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ نیک آدمی وہ ہیں جو غصہ ہونے کے محل پر گناہ کو بخشدیتے ہیں بدی کی جزا اسی قدر ہے جو کی گئی ہو لیکن جو شخص بدی کو بخشدے اور ایسے موقع پر بخشے کہ اس سے کوئی اصلاح کی امید ہو اور آئندہ کوئی شر نہ پہنچنے کا سدباب ہو یہ تو عفو ہے قرآنی تعلیم یہ بھی نہیں کہتی ہے کہ خواہ نخواہ موقع بے موقع ہر جگہ شریر اور بدخواہ کا مقابلہ نہ کرو اور شریروں اور ظالموں کو سزا نہ دو بلکہ مجرم کے حق اور عام خلائق کے حق میں جو سلوک فی الواقع بہتر ہو وہی صورت اختیار کرو۔

دوسرا خلق ایصال خیر میں سے عدل ہے تیسرا احسان اور چوتھا ایتاء ذی القربیٰ عدل یہ ہے کہ نیکی کے مقابل نیکی کرو یعنی پہلا درجہ ایصال خیر کا یہ ہے کہ نیکی اور بھلائی کرنیوالوں کے ساتھ نیکی کی جائے دوسرا درجہ احسان ہے یعنی بغیر کسی حق کے اپنی طرف سے نیکی کی ابتدا کی جائے اور محض احسان کے طور پر کسی کو نفع پہنچایا جائے اس کے متعلق ارشاد باری ہے لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ اے احسان کرنے والو اپنا احسان یاد دلاکر یا کسی کو دکھ دیکر اپنے صدقات کو برباد نہ کرو اس درجہ میں چونکہ ریاکاری کی ایک خامی اور نقص ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایصال خیر کا تیسرا درجہ ایتاء ذی القربیٰ ٹھیرایا ہے کہ نہ احسان کا خیال ہو اور نہ شکر گذاری پر نظر ہو بلکہ محض ہمدردی کے جوش سے نیکی و احسان صادر ہو جیسا کہ والدہ محض طبعی ہمدردی کے جوش سے اپنی اولاد کی پرورش کرتی ہے۔ خدائے حکیم و لطیف نے ایصال خیر کی ان تینوں قسموں کو موقعہ و محل کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے کہ اگر یہ نیکیاں اپنے موقعہ و محل پر استعمال نہ ہوں گی تو بجائے نیکی کے بدی بن جائینگی بجائے عدل کے فحشاء ہو جائیگا احسان کی منکر کی صورت پیدا ہو جائیگی اور یہی حال ایتاء ذی القربیٰ کے بغی بن جائیگا چنانچہ ارشاد ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ عدل احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کرو اور اس بات سے منع فرماتا ہے کہ حدود اعتدال سے آگے گذر جاؤ اور فحشاء منکر اور بغی کی حالت پیدا ہو جائے۔

خلق کے دیگر اقسام یعنی زرع سے ہمدردی اسلام پاک فرماتے ہیں سچے مومن اور نیک بندے وہ ہیں جو خدا کی رضا جوئی کے لئے اپنے مال سے اپنے قرابتیوں کی مدد کرتے ہیں یتیموں اور بیواؤں کی پرورش اور دستگیری کرتے ہیں مسکینوں کو فقر و فاقہ سے بچاتے ہیں مسافروں اور سوالیوں کی خدمت کرتے ہیں قرضداروں کو سبکدوش کرتے ہیں اور غلاموں کو آزاد کراتے ہیں اپنے مالوں میں نہ بخل کرتے ہیں اور نہ اسراف بلکہ درمیانہ روش چلتے ہیں۔

شجاعت کے متعلق فرمایا بہادر وہ ہیں جو لڑائی اور مصیبت کے وقت گھبراتے نہیں بلکہ خدا کی رضامندی کے لئے بہادری دکھلاتے ہیں صرف خدا ہی سے ڈرتے ہیں اور دنیا کی کسی مخالفت سے نہیں ڈرتے اور نفسانی خواہشات اور اپنے دشمنوں اور مصیبتوں کا مقابلہ صبر و استقامت سے کرتے ہیں سچائی کے متعلق فرمایا ہمیشہ سچ بولو جھوٹ مت بولو اگر سچ بولنے میں جانوں اور مالوں کا خوف ہی کیوں نہ ہو اور اپنے ماں باپ اور قوم کو نقصان ہی کیوں نہ پہنچتا ہو ہر حالت میں سچ بولو اور جھوٹی گواہی تک کی پرواہ مت کرو۔ صبر کے متعلق فرمایا کہ جب تمہیں کوئی آفت مصیبت پہنچے فقر و فاقہ کی نوبت پہنچے یا کوئی چیز ہاتھ سے جاتی رہے تو ہر حالت میں راضی برضا ہو کوئی شکایت زبان پر نہ لاؤ خلاصہ کلام یہ کہ مسلمان بحیثیت خلیق انسان وہ ہے جس میں مذکورہ بالا اوصاف و خصائص پائے جائیں اور مکارم اخلاق و فضائل سے آراستہ ہو۔

اگر ہم سچے دل سے اپنی حالت کی اصلاح اور اپنی قوم کی بہبودی چاہتے ہیں تو ہمارا فرض مقدم یہ ہے کہ ہم ہر طرح کی ظاہرداری اور ریاکاری چھوڑ کر توحید اور اسلام کے تمام ظاہری اور باطنی احکام پر کاربند ہوں ہمارا دل و دماغ اخلاقی خوبیوں اور پاکیزگیوں سے معمور ہو اور ہماری ظاہری وضع سے اسلامی شان ٹپکتی ہو تاکہ ہم اپنے آقا اپنے مولا جناب رسول اکرم سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوہ حسنہ اور تعلیم کا نمونہ بن کر اپنی زندگی دنیا کے سامنے پیش کر سکیں

یاد رہے جس طرح عبادات میں سنن کو چھوڑ کر صرف فرائض کر لینا دینداری کی نشانی نہیں اسی طرح فرائض کو چھوڑ کر صرف سنن کو لینا خدا کی نافرمانی ہے کیونکہ سچا اسلام وہی ہے جس میں خدا کی اطاعت اور نبی کی محبت دونوں شامل ہیں ٹھیک اسی طرح اخلاقیات میں ضروری ہے کہ مذہب کے دیگر احکام کی بجا آوری اور حرام و حلال کی تمیز کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس اور تجلیہ باطن کو مقدم رکھا جائے اتباع سنت کے یہ معنے نہیں کہ فقط ظاہری طرز و وضع میں تو جناب رسالتماب کی پیروی کی جائے اور اخلاق کریمانہ و صفات حسنہ کی طرف کچھ بھی توجہ نہ کی جائے بلکہ حقیقت میں اتباع سنت کا مطلب یہ ہے کہ ... عمل کر

مسلمان بحیثیت ہمدردِ خلق

نوشتہ عبدالمجیب خان مدیر مولوی دہلی

مسلمان بہترین امت کیوں ہیں

مذہب صرف چند عقائد اور عبادات ہی کا نام نہیں بلکہ اعمال صالحہ بھی مذہب اسلام کا جزو اعظم ہیں جس میں ہمدردی خلق نفع رسانی، رواداری، باہمی اتفاق اور نیک نفسی وغیرہ بھی داخل ہیں اور اسی طرح فرائض اسلامی میں جس طرح نماز روزہ وغیرہ عبادات ہیں مگر افسوس مسلمانوں نے قرآنی فہم و عمل کے بلند و بالا مرتبہ سے گر کر اعمال صالحہ کے مفہوم کو نہایت محدود اور تنگ سمجھ لیا ہے اور مذہب سے مراد صرف چند فرسودہ عقائد خود تراشیدہ خیالات اور ظاہری عبادات لی جاتی ہیں لیکن درحقیقت مذہب ان چیزوں کا نام نہیں مذہب تو ان عقائد حقہ ظاہری و باطنی عبادات اعلیٰ اخلاق اور صدق معاملات کا نام ہے جن کو زندگی بھر کے لئے ہمارا دل حرز جان کر لے اور ہمارے اخلاق و عادات مذہبی احکام کے سانچوں میں ڈھل جائیں صرف زبان سے یہ کہنا کہ خدا ایک ہے ہمارا معبود خالق ہے ہمارے تمام حالات سے واقف اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے لیکن باوجود اس کے مذہبی احکام کی نافرمانی ہی کرنا جھوٹ بولنا اور برے کام ہی کرنا مذہب کے نام پر ایک دھوکہ اور فریب ہے غرض زبان سے یہ کہنا کہ میں مسلمان ہوں کوئی معنے نہیں رکھتا جب تک کہ مذہب ہماری زندگی کی عملی تفسیر نہ بن جائے۔ مسلمان بہترین امت ہیں اور خدا نے قدوس نے ان کو اس لئے منتخب فرمایا ہے کہ ان کے اخلاق و عادات دنیا کی دوسری اقوام کے لئے ہدایت و رہبری اور اسوۂ حسنہ کا کام دیں اور انسان مسلمانوں کے کمالات اور خوبیاں دیکھ دیکھ کر اسلام کے عاشق و شیدا بن جائیں۔

دوسرے مذہب والے اس بات کو نہیں دیکھتے کہ تمہاری مذہبی کتابوں میں کیا لکھا ہے اور کیسے کیسے علوم و معارف ہیں بلکہ وہ تمہارے مذہب کی خوبیوں اور تفوق و برتری کا اندازہ صرف اس طرح کیا کرتے ہیں کہ مسلمان کیسے ہیں اسلام نے ان میں کیا کیا خوبیاں اور کمالات پیدا کئے ہیں جو دوسروں میں نہیں ہیں اگر وہ دیکھتے ہیں کہ تم ان سے زیادہ اچھے اور بااخلاق انسان ہو تو تمہارے کہے سنے بغیر ان کا دل تمہاری طرف کھنچتا ہے لیکن اگر وہ یہ دیکھتے ہیں کہ تم میں کوئی ایسی خوبی اور کمال نہیں جو دوسروں میں ہے تو ان کے دل میں تم سے نفرت ہوتی ہے۔

تبلیغ اسلام کس طرح ہونی چاہیئے

آج جو ہماری تبلیغ بے اثر ہے اور اسلام کو تشنۂ روح قبولیت حاصل نہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ تمہاری تبلیغ عملی نہیں بلکہ صرف زبانی ہے تم چیختے اور چلاتے ہو دوسرے مذہب والوں کے سامنے اپنی کتابیں کھول کھول کر رکھتے ہو اور محض زبانی طور پر اسلام کی خوبیاں ان کے ذہن میں جمانا چاہتے ہو مگر وہ تمہاری ایک نہیں سنتے کیوں ہم صرف اس لئے کہ مذہب کی تفسیر اور اظہار کمال ہماری زبان کرتی ہے اگر مذہب کی تفسیر اور اس کی خوبیوں کا اظہار ہمارے ہر ایک کام سے ہو اور مذہب کو اچھا اور سچا ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی ہم اچھے انسان ہوں تو بہت جلد اسلام کائنات انسانی پر چھا جائے اور کچھ عرصہ کے بعد پوری دنیا اسلام کے جھنڈے کے نیچے نظر آئے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ اگر دوسری قوموں کو تمہاری زبانی باتوں سے نہیں بلکہ تمہارے برتاؤ اور میل جول سے یہ یقین ہو جائے کہ عدل و احسان مسلمانوں کا شعار خصوصی ہے جھوٹ بولنا منافی اسلام ہے اسلئے مسلمان جھوٹ نہیں بولا کرتے سچائی کے لئے جان تک دیدیتے ہیں کسی کو ستاتے نہیں چوری اور شراب کے نزدیک نہیں پھٹکتے ظالم کے خلاف ہمیشہ مظلوم کا ساتھ دیتے ہیں علاوہ دوسرے مذہب والوں سے نہایت ہی سلوک و رواداری سے پیش آتے ہیں اور خلق اللہ عام مخلوق کی نفع رسانی اور خدمت کرنے میں اپنی جان اور مال تک سے دریغ نہیں کرتے بلکہ خدمت خلق کو اپنا فرض سمجھتے ہیں تو تم اقوام عالم کی آنکھ کا تارا بن جاؤ گے گزشتہ اقبال کا ثبات اور خوشی و ساودی کی کنجیاں تمہارے سپرد کر دیتا اور تمہارا پرچم اقبال افق عالم پر لہرائے۔

اس کے برخلاف اگر وہ یہ دیکھتے ہیں کہ تمہیں اپنے اخلاق و عادات کے لحاظ سے اقوام عالم پر کوئی فوقیت و بزرگی نہیں عدل و انصاف سے کوئی سروکار نہیں دوسروں کو ستانا اور کھانا اور ان کے حقوق غصب کرنا تمہارا شعار ہے تو پھر تم اگر ہزار اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کروگے تو کبھی کامیاب نہ ہوگی مثلاً تم کسی پنڈت یا پادری کے پاس جاکر قرآن و حدیث سناؤ اور اسلامی احکام کی خوبیاں سمجھاؤ اور وہ تمہاری دلیلوں اور سائنیوں کے جواب میں محض اتنا کہہ دے کہ کیا اسلام ایسے ہی مسلمان بناتا ہے جیسے یہ آٹھ کروڑ ہندوستان میں ہیں تو بجز شرم و ندامت کے اس کا کیا جواب دیا جاسکتا ہے یہ بالکل صحیح ہے کہ مذہب اسلام مسلمانوں کا نام نہیں جو پیروان مذہب کے عمل سے اسلام پر کوئی حرف آسکے بلکہ اگر ساری دنیا کے مسلمان مسلمان نہ رہیں تو پھر بھی آفتاب اسلام پوری شان کے ساتھ جلوہ ریز رہے گا۔

مسلمانوں کے عروج و زوال کا ایک سبب

یہ ہے کہ اسلام نے مسلمانوں کو اخلاق و عادات کے لحاظ سے بہترین امت بنایا تھا جب ان میں دیانت انصاف فیاضی و حسن سلوک مہربانی و ہمدردی شجاعت و عدالت حب وطن اور انسانی ہمدردی کے اوصاف رہے اس وقت تک وہ تخت رفعت پر متمکن رہے اور دنیا نے ان کے پیر تلے کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنایا اور کروڑہا بندگان خدا مسلمانوں کی خوبیاں دیکھ دیکھ کر اسلام کے عاشق و شیدا بن گئے لیکن جب مسلمانوں نے ان خوبیوں کو چھوڑ دیا اسلام کے بجائے فرقہ بندی اور نفاق میں پھوٹ، غرور، بغض بدعت و شرک، قبر پرستی پیر پرستی تعزیہ پرستی حکومت پرستی اور کرسی و ظاہری عبادات کو سمجھ بیٹھے تو ہم تخت رفعت سے خاک ذلت پر آرہے اور دوسرے مذہب والے ہم سے نفرت کرکے دور بھاگنے لگے پس مسلمان بہترین امت اس معنے میں ہیں کہ وہ مذہب کا عملی نمونہ ہوں دنیا میں خدا کے دین کا بول بالا کریں اپنے علم و عمل میں دنیا کی قوموں سے ممتاز ہوں اخلاق حسنہ سے آراستہ و پیراستہ ہوں اور دنیا میں عبدیت الہی محبت الہی اور حکومت الہی کا دور دورہ کردیں۔

مسلمان کی وہ خوبی جو مابہ الامتیاز ہو سکتی ہے

وہ خوبی اور کمال نفع رسانی اور ہمدردی خلق ہے جو مسلمان کا مابہ الامتیاز ہے اور یہ اس کی شان خصوصی ہے اسلام کا تمدن پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے دنیا میں آکر اخوت انسانی کو قائم کردیا اور نہ صرف سرزمین عرب میں بلکہ تمام عالم اسلام میں یگانگت اور یکجہتی کی روح پھونک دی اور ساری دنیا کو اپنے دائرہ اثر میں لاکر مشرق و مغرب کا تفرقہ مٹا دیا اور خیال و جذب اور رنگ و نسل کا امتیاز اٹھا دیا چنانچہ اسی منشا کی تکمیل کے لئے کعبہ کا حرم محترم تمام کا قبلہ اور حج کا مرکز بنا کر ہیئت اسلام کے لقب سے ممتاز و مفتخر ہوا ورنہ اسلام کا خدا جاد جہت کی قیدوں سے اور مکان و زمان کی بندشوں سے ارفع ہے۔

اسلام کی قومی ہمدردی عالم اسلام سے گذر کر تمام دنیا پر محیط ہوگئی اور مسلمانوں کا ابر لطف و کرم اقوام و ممالک پر ایسا برسا کہ بلا تمیز مذہب و ملت اور دوست و دشمن سب سیراب اور فیضیاب ہوئے بغض و عناد کی آگ ٹھنڈی ہوگئی اور خود غرضی کا منہ کالا ہوگیا غرض اسلام کی ہمدردی اور اخوت کا دائرہ اقصائے عالم پر حاوی اور محیط ہے چنانچہ اسلام نے تمام بنی آدم کو بھائی بھائی ٹھہرا لیا ہے مخلوق خدا کی خدمت کو مسلمانوں کا شعار خصوصی قرار دیا ہے اور بلا تفریق مذہب و ملت مظلوموں کمزوروں، بیکسوں غریبوں، یتیموں، بیواؤں مسکینوں اور مسافروں کی امداد و دستگیری اور فلاح و بہبود کی اسلامی زندگی بتلایا ہے حتیٰ کہ دشمنوں تک سے حسن سلوک کی تعلیم دی ہے مثلاً تاکید ہے کہ دشمنوں پر کسی طرح ظلم و زیادتی نہ کرو اللہ ظلم یا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اپنے عہد و پیمان پر قائم رہو انسعیفوں اور کمزوروں کو مت ستاؤ کسی مذہب کے علماء و ائمہ سے تعرض نہ کرو اور سب ہی کی ہمدردی و بھلائی کے خواہاں اور اس میں سرگرم عمل رہو۔

ہمدردی مخلوق اور حضور کا اسوۂ حسنہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر جس قدر مہربان تھے ساری دنیا جانتی ہے نبوت ملنے سے پہلے آپ نہایت درجہ قومی ہمدرد اور ملکی خیر خواہ تھے عرب قبائل کی اصلاح و ترقی کا خیال آپ کو بچپن ہی سے تھا اور آپ عرب کو اوج کمال پر دیکھنے کے خواہشمند رہتے تھے بعض اوقات تو آپ کو بری عادتیں اور حیوانی خصلتیں دیکھکر اسقدر صدمہ ہوتا تھا کہ آپ اپنی بے بسی کے خیال سے بے اختیار رو پڑتے آپ یتیموں بیواؤں اور غریبوں کی خدمت اور امداد کرنے میں ہر وقت کمربستہ رہتے تھے اور دوسروں کو بھی یہی نصیحت اور تاکید کرتے تھے اگر آپ کسی ظالم آقا کو اپنے غلاموں پر ظلم و سختی کرتے دیکھتے تو اس کو نہایت نرمی سے دلنشین پیرایہ میں سمجھاتے اور ظلم سے باز رکھتے تھے۔

بنی امیہ کا امیر اپنی لونڈی کو مار رہا تھا آپ نے اس امیر کو اس ظلم سے منع کیا تو وہ کہنے لگا کہ آپ کو میری لونڈی کے معاملہ میں دخل دینے کا کیا حق ہے آپ نے فرمایا کیوں نہیں ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ مظلوموں اور بیکسوں کی امداد و دستگیری اور امداد کرے۔

آپکی حیات طیبہ میں خدمت خلق کے بیشمار ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے ہمدردی مخلوق کے اعلیٰ سبق ملتے ہیں اور آپ کی ذات تمام خدمت خلق کا مجسم نمونہ ہے یہی وجہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں خیر الناس من ینفع الناس تم میں سے سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو مخلوق خدا کو نفع پہنچائے نیز فرمایا خدا اس بندہ پر رحم نہیں کرتا جو اس کی مخلوق پر رحم نہ کرے۔

اسلام کا شاندار اصول تمدن

چونکہ انسان فطرتاً طبعاً مدنی الطبع ہوا ہے اور اسلام کا مشن اخوت انسانی عالمگیر ہمدردی اور خدا کی مخلوق کو خدا کے زیر سایہ لانا ہے اسلئے وہ اپنے ہم جنس کے ساتھ رہنا اور اشتراک عمل کرنا پسند کرتا ہے اور اسی میں اسکی وابستگی ہے مگر ساتھ ہی اس کے اپنے ابنائے جنس سے خود غرضی کے ہاتھوں صدہا تکلیفیں اور اذیتیں بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں یہانتک کہ ایک انسان دوسرے انسان کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے اسلئے ہر مذہب نے سر پرآوردہ بزرگوں نے باہم برتاؤ کرنے کے چند اصول مقرر کئے تاکہ عالم کا نظام درست رہے اور انسان مل جل کر سلوک و مروت اور امن کے ساتھ زندگی بسر کریں مگر تمام مذاہب افراط و تفریط کی وجہ سے ان کو پوری شان کے ساتھ نباہ نہیں سکتے اسلام نے جو اصول تمدن بیان کئے ہیں وہ ہر طرح اعلیٰ ارفع اور اکمل ہیں جس کو شک ہو وہ مشاہدہ کر کے دیکھ لے اسلام کا بہت بڑا اصول جسکے اہتمام سے دنیا اور آخرت کے بکثرت فائدے ملتے ہیں وہ یہ ہے کہ خدا کی مخلوق کو فائدہ پہنچایا جائے اور کوشش کی جائے کہ اپنے سے لوگوں کو آرام پہنچے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: ایک فاحشہ عورت صرف اس وجہ سے بخشی گئی کہ اس نے ایک کنوئیں کے پاس ایک کتا دیکھا جو ہانپ رہا تھا مارے پیاس کے مرنے کو تھا اس عورت نے اپنا موزہ اتار کر اس کو دوپٹے سے باندھکر کنوئیں میں سے پانی نکالا اور کتے کو پلایا اللہ پاک نے اس نیکی کے عوض اس کو بخشدیا" اس حدیث شریف کا مفاد یہ ہے کہ ضعیف و بندہ اور بیکس و آفت رسیدہ مخلوق پر رحم کرنا اجر عظیم اور مغفرت کا مستحق بناتا ہے جب ایک کتے کی جان بچانے سے ایک بدکار عورت بخشی گئی تو جو شخص کسی انسان اشرف المخلوقات سے نیک سلوک اور ہمدردی کرے گا تو وہ کیوں نہ بخشا جائیگا سچ ہے ؎

کسے باسگاں نکوئی گم نہ کرد　　　کجا گم کند خیر بانیک مرد

مخلوق کی نفع رسانی اور ایک بزرگ کی بخشش

ایک شخص نے کسی بزرگ کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا حال گذرا؟ انہوں نے کہا کہ جب میں پروردگار کے سامنے پیش ہوا تو ارشاد ہوا کونسی نیکی ہماری بارگاہ میں لایا ہے عرض کیا بار الہا میں نے سترحج پا پیادہ کئے ہیں ارشاد ہوا کہ میں نے ان میں سے تو ایک بھی قبول نہیں کیا پھر تو میں بہت گھبرایا اور یقین ہوگیا کہ اب میں ضرور دوزخ میں بھیجا جاؤں گا لیکن صدقہ اس کی رحیمی اور کریمی اور بندہ نوازی کے کہ خود ہی ارشاد فرمایا کہ ہم نے تیری ایک نیکی قبول کی ہے تو ایک دن کہیں جا رہا تھا تو نے ایک کی نماز راستہ سے ہٹا دیا تھا اس خیال سے کہ کسی بندۂ خدا کو صدمہ نہ پہنچے یہ کام چونکہ تو نے خالص ہماری رضامندی کے لئے کیا تھا اس لئے ہم تجھے بخشے دیتے ہیں؛ معلوم ہوا آپ نے کہ شفقت علی المخلوق اور ہمدردی خلق کا کتنا بڑا درجہ ہے اور کتنی بڑی نیکی ہے چنانچہ ایسے ہی ہمدرد خلق لوگوں کی شان میں ارشاد باری ہے ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله والله رءوف بالعباد اور لوگوں میں سے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو خدا کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان تک بھی دیدیتے ہیں اور اللہ بندوں پر بڑی شفقت رکھتا ہے یعنی جب اللہ اپنی مخلوق پر مہربان ہے تو تم کو بھی خلق خدا پر مہربانی کرنی چاہیئے دیکھئے اسلام کے اصول کا کتنا بڑا کمال ہے کہ ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ مخلوق کو نفع اور آرام پہنچانے میں نیت خالص رضاء الٰہی کی ہونی چاہیئے نہ کہ کسی عوض اور اس کے سر پر احسان رکھنے کی اسی بناء پر ارشاد باری ہے یاایها الذین امنوا لا تبطلوا صدقاتكم بالمن والاذیٰ اے ایمان والو تم اپنی نیکیوں کو احسان جتانے اور لوگوں کو تکلیف دینے سے خراب مت کرو" اگر مسلمان اس نصیحت پر کاربند ہو جائیں تو ان کے اندرونی اور بیرونی فسادات بند ہو جائیں اسوۂ حسنہ کے اجراء کی غرض بھی یہ ہے کہ مسلمان ہمدرد خلق بنیں ان کے دل میں اہل ملک کے ساتھ نفع رسانی کا خیال مستحکم ہو اور وہ اپنے ملکی بھائیوں کے خیرخواہ ہوں مگر افسوس کہ پالیسی کا اثر ہماری رگوں میں بھی سرایت کرتا چلا جاتا ہے ہم جو کسی کے ساتھ کوئی برتاؤ کرتے ہیں تو اس کی غرض اپنی مطلب برآری ہوتی ہے حالانکہ مسلمانوں کا نقطۂ نظر یہ ہونا چاہیئے کہ میں جو مخلوق کی خدمت اور ہمدردی کرتا ہوں تو محض اسلئے کہ یہ مخلوق میرے رب اور معبود کی پیدا کی ہوئی ہے کاش مسلمان اس شاندار اصول اور اسوۂ حسنہ پر کاربند ہو جائیں اور مخلوق کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں تو ہماری ساری تکلیفیں اور اذیتیں دور ہو جائیں اور مخلوق خدا دوڑ دوڑ کر اسلام کے سایہ میں آئے اور اللہ پاک مسلمانوں کو اس تعلیم پر کاربند اور عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ آمین الٰی رب العالمین۔

مسلمان بحیثیت آقا

(نوشتہ جناب مولانا امداد صاحب)

آقائی و غلامی کا رشتہ صدیوں تک دنیا میں کائنات انسانیت کے لئے وجہ آلام و مصائب بنا رہا اور ہزارہا سال تک اس نے بڑے بڑے قدرشناس کو گردنگبت بنائے رکھا مگر اس دور میں غلامی کی صورتیں بدل گئی ہیں اور آقاؤں کو غلاموں پر وہ جبا ختیار حاصل نہیں ہے جو ازمنہ قدیم میں تھے پھر بھی اس کی ہر شکل بدستور موجود ہے صرف خفیف سا فرق ضرور رونما ہو گیا ہے زمانہ ظاہر پرستی کی طرف سرعت کے ساتھ بڑھا چلا جا رہا ہے ظاہر میں انقلاب برابر ہوئے اور ہو رہے ہیں مگر روح کو کسی نے چھوا تک نہیں ایک ظالم و جلاد خواہ ایک مولوی کی صورت میں رونما ہو یا سادھو کی ایک مصلح کی صورت میں سامنے آئے یا ہو رو کی اس کے جسم پر لباس تقویٰ ہو یا صرف ایک گیروا رنگ کی کفنی پڑی ہو اس سے فرق رونما نہیں ہوتا اصلی تبدیلی ذہنیت و روح کی تبدیلی ہے ؎

درویش صفت باش کلاہ تتری دار

طاقت کا کام ہمیشہ ضعف کو کچلنا رہا ہے اور جب یہ بے خوف ہو گئی ہے اس نے اپنا کام کیا ہے اور ہمیشہ کرے گی آج امریکہ و یورپ بہت بڑے مہذب اور جمہوریت پسند ممالک سمجھے جاتے ہیں سارے جہان میں ان کی تہذیب اور ان کی مدنیت کا شور بلند ہے لیکن کون کہہ سکتا ہے کہاں چراغ کے تلے اندھیرا نہیں ہے فلپائن معہ فلسطین وشام انہی مہذب و جمہوریت پسند ممالک کے ماتحت ہیں مگر یہ جس طرح تعبد و غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اور اس وقت اور اس دور میں جکڑے ہوئے ہیں جسے تہذیب و تمدن حریت و آزادی اور جمہوریت و خود پسندی کا دور کہا جا سکتا ہے دنیا بھر میں سیلف ڈٹرمینیشن کا اصول مسلم تسلیم کر لیا گیا ہے ملک گیری معیوب قرار دی گئی ہے ظلم زبردستی پر آئے دن لعنت بھیجی جاتی ہے لیکن کیا کوئی اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتا ہے کہ یہ اصول بنانے والے خود بھی کبھی اپنے اصول پر کاربند ہوئے ہیں کیا فلپائن والے دل سے امریکہ کی حکومت کو پسند کرتے ہیں کیا فلسطین نے کبھی حکومت برطانیہ کے جوئے سے اپنے کندھے کو اسی طرح زخمی ہوتے رہنے پر رضامندی کا اظہار کیا ہے کیا شام والے فرانس کی حکومت کو برضا و رغبت گوارا کئے ہوئے ہیں نہیں اور ہرگز نہیں۔

یہ آج بھی ایسے ہی غلام ہیں جیسے زمانہ قدیم میں ہوتے تھے ان کے ملک آج بھی اسی طرح فتح کئے گئے ہیں جس طرح ازمنہ قدیم میں فتح کئے جاتے تھے صرف اتنا فرق ہے کہ آج ملک گیری کا نام بدل گیا ہے اب حملے ہوتے ہیں مگر اشاعت تہذیب کے لئے مخلوق کو ظلم سے نجات دلانے کے لئے اور حکمداری کے قیام کے لئے کوئی یہ نہیں کہتا کہ ہم نے شام فتح کر لیا فلسطین کو اپنے حدود سلطنت میں شامل کر دیا یہاں کے باشندے اور یہاں کے مکین اس سے پہلے سے زیادہ پریشان اور پہلے سے زیادہ غلام ہیں یہ صرف تہذیب کی کارفرمائیاں ہیں کہ صرف تغیر لفظی سے انہوں نے وہی سب کچھ اپنے لئے وقف کر لیا ہے جو پہلے فرمانرواؤں نے ملک گیری و فتح کے نام پر کیا تھا یہی صورت آقائی و غلامی کی ہے غلامی لفظی حیثیت سے معدوم ہو گئی مگر مظلومی حیثیت سے موجود ہے اب غلاموں کو غلام کوئی نہیں کہتا بلکہ ان کو رعایا نوکر یا اسی قسم کے دلفریب ناموں سے پکارا جاتا ہے سلوک میں کوئی تغیر نہیں برتاؤ قریب قریب وہی ہے نوکروں سے آج بھی کارخانوں میں فیکٹریوں میں کارگاہوں میں کھیتوں میں اور گھروں میں اسی طرح کام لیا جاتا ہے کسی آقا کو اپنے نوکر کے آرام کی چنداں پروا نہیں کوئی مزدور کی تکلیف کا احساس نہیں رکھتا کسی کو یہ خیال نہیں ہوتا کہ غریب نوکر کو کوئی راحت بھی مل رہی ہے کوئی آرام بھی پہنچ رہا ہے اس کے بال بچوں کی گذر کس طرح ہوتی ہے۔

یہ اسلام اور صرف اسلام تھا جس نے غلامی و آقائی کے امتیازی فرق کو بڑی حد تک مٹا یا اور اس کے تمام رنگ توڑ دیئے صاف حکم دیا کہ تم غلام یا نوکر سے اتنا ہی کام لے سکو جو جتنا وہ بآسانی کر سکے یا جتنی مزدوری اسے دی جائے اس کی طاقت سے زیادہ کام ہرگز نہ لو اس کی مزدوری و اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ دیانت عمل سے کام لو اسے غلام نہیں انسان سمجھو اسے غلام و نوکر کہہ کر پکارو بھی نہیں اس سے حسن سلوک سے کام لو اور اگر وہ گھر ہی میں رہتا ہو تو اسے گھر کے ایک رکن کی طرح رکھو جو خود کھاؤ کھلاؤ جو خود پہنو پہناؤ اس کے ساتھ نہ ظلم کرو اور نہ بے انصافی بالکل بھائی سمجھو اور اگر کوئی مشکل کام اس کے سپرد کیا گیا ہو تو اس میں خود بھی اس کی امداد کرو خادموں سے نیک سلوک کے بارے میں امام ابو عیسیٰ جامع ترمذی میں ایک اور حدیث لائے ہیں یعنی "اے مومنو یاد رکھو وہ شخص جنت میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتا جو بد خلق ہو چڑچڑے مزاج کا ہو بات بات پر ناراض ہو اور رو ٹھنے والا ہو"

اس ڈانٹ اور اس وعید و حکم کے بعد کون مسلمان ایسا ہے جو اپنے خادموں پر سختی کرے سچا مسلمان کبھی بدمزاج آقا ہو ہی نہیں سکتا وہ آقائی کرے گا مگر اس طرح کہ کام کی نگرانی ضرور کرے گا حساب ضرور لیگا مگر خادم کو نہ تو تکلیف پہنچنے دیگا اور نہ رنج اور اگر وہ اپنی غفلت سے باز ہی نہ آئیگا تو نرمی سے اسے اس کی پوری اجرت اور تنخواہ دیکر رخصت کر دیگا۔

ایک دفعہ حضرت ابی مسعود اپنے ایک غلام کو مار رہے تھے کہ پیچھے سے آواز آئی کہ اے ابا مسعود سمجھ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے پیچھے مڑ کر جو دیکھا تو آقائے دو جہان حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کھڑے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس غلام پر اتنے قادر نہیں جتنا خدائے بزرگ و توانا تم پر قادر ہے خدا کا خوف کرو اس سے ڈرو کہ ایک دن تمہیں بھی اس کے حضور میں جانا ہے اور تمہارے عیوب و معاصی کا محاسبہ ہونا ہے، اس روز سے پھر کبھی آپ نے کسی خادم کو نہیں مارا۔ آج یہ حالت ہے کہ آقا آرزومند رہتے ہیں کہ غلام ہماری خوشامد کریں منت کریں اور جو خود داری کی بنا پر ایسا نہیں کرتے ان پر طرح طرح کے الزامات تراشے جاتے ہیں انھیں تنگ کیا جاتا ہے اور اگر وہ ماتحت ہیں تو نئے نئے عذرات تلاش کر کے انھیں علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب کوئی خادم تمہارے لئے کوئی کھانا پکائے اور اس میں دھوئیں اور گرمی کی تکلیف برداشت کرے تو تمہیں چاہیے کہ تم اس کا ہاتھ پکڑ کر دسترخوان پر بٹھاؤ اور اگر وہ انکار ہی کرے تو تھوڑا تھوڑا ضرور ہی کھلا دو" کتنی ہمدردی اور محبت و حسن سلوک سے پر ارشاد ہے اور آقا کی کتنی بصیرت افروز تعلیم ہے کوئی مسلمان اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالے بغیر اس سے اعراض کی جرأت نہیں کر سکتا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے

خود مسلمانوں کے سامنے مختلف الحیثیات زندگی کے ایسے شاندار نمونے پیش کئے ہیں کہ ہر مسلمان خواہ وہ کسی حیثیت میں ہو ان سے بصیرت و سبق حاصل کر سکتا ہے زید بن حارثہ ایک غلام تھے جو کسی لڑائی میں گرفتار ہو کر لائے گئے تھے دشمنوں نے اسے حضرت خدیجہ کے بھتیجے کے ہاتھ فروخت کر دیا بھتیجے نے انہیں اپنی پھوپی کے سپرد کر دیا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حضرت بی بی خدیجہ سے لیکر اس پر رحم کر کے اسے رہا کر دیا مگر وہ آپ ہی کی خدمت میں رہا کہیں اس کے باپ کو بھی اس کی موجودگی اور حالت غلامی کا پتہ چل گیا اور وہ فدیہ کا روپیہ لیکر اسے آزاد کرانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا زید آزاد ہے جہاں چاہے رہے تم اسے ساتھ لیجانا چاہتے ہو تو لیجاؤ زید حضور کریم کے یہ الفاظ سنکر رونے لگا اور اس نے دست بستہ عرض کیا کہ میرا باپ ضرور مجھ پر مہربان ہے مگر حضور کی غلامی میں مجھے باپ کے گھر سے بھی زیادہ راحت موجود ہے اور آپ کے آقایانہ سلوک کی بلندی نے باپ کی اور اعزہ و اقارب کی محبت کو بھی دل سے بھلا دیا ہے میری آرزو یہ ہے کہ میں کہ آپ ہی کی خدمت میں رہوں باپ یہ سنکر ششدر رہ گیا اور واپس چلا گیا اور حضرت آپ نے اس کی شادی اپنی پھوپی زاد بہن سے کر دی کیا دنیا میں اس سے بہتر آقایانہ سلوک کی کوئی مثال مل سکتی ہے کہ غلام و خادم غلامی و خدمت کو آزادی پر ترجیح دیتے تھے اور اسے اپنے لئے ایک شرف جلیل خیال کرتے تھے۔

پھر حضرت انس نے پورے دس برس تک آپ کی خدمت کی آپ آقا تھے اور حضرت انس غلام تھے لیکن آقایانہ سلوک کی یہ قید اتنا ل المعانی آپ کو کہاں مل سکے گی کہ حضرت انس ہی کے قول کے مطابق اس پوری مدت میں آپ نے کبھی انہیں ان کی غلطی پر ٹوکا تک بھی نہیں ان کے کئے ہوئے کام کے متعلق کبھی یہ بھی نہ کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا نہ کبھی یہ کہا کہ فلاں کام تم نے کیوں کیا آپ نے مسلمانوں کو ہر عمل خود کر کے دکھا یا اور بتا دیا کہ مسلمانوں کو ایسا آقا ہونا چاہئیے اسی نمونہ عمل کا یہ نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام کے زمانہ میں آقا و غلام کی کوئی تمیز نہ تھی حضرت عمر فاروق کتنے جلیل القدر اور سخت مزاج آقا تھے مگر خادموں اور ملازموں کے ساتھ آپ کا سلوک بھی نہایت شریفانہ تھا آپ عموماً ان کے ساتھ کام میں شریک ہو جایا کرتے تھے ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ قحط کے زمانہ میں شب کے وقت ایک بدو کے خیمے میں چولھا گرم ہے آگ جل رہی ہے اور دیگچی چڑھی ہوئی ہے آپ سمجھے کہ قحط کا اثر دور ہو رہا ہے اور رعایا خوشحال ہوتی چلی جا رہی ہے آپ اندر گئے اور عورت سے پوچھا کہ کیا حال ہے اور کیا پک رہا ہے چونکہ آپ اس وقت وضع تبدیل کئے ہوئے تھے کوئی آپ کو شناخت نہ کر سکتا تھا اس لئے فطرتاً غصہ آگیا اور جھلا کر کہا کہ خدا عمر کو تجھے اس کی رعایا ہو کر میرے بچے دو دو دانوں کو ترستے ہیں میرے بچوں کے فاقے کو اس وقت تیسرا روز ہے شام سے بھوک سے بلک رہے تھے انہیں بہلانے اور بہلا سلانے کے لئے لکڑیاں جنگل سے اٹھا لائی اور پانی چڑھا کر چمچہ سے ہلانے لگی کہ وہ سمجھیں کچھ پک رہا ہے۔

یہ سنکر آپ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل پڑے فوراً اٹھے ایک بوری آٹا اور مختلف اشیا لیکر اس کے خیمے میں پہنچے حالت یہ تھی کہ غلام آٹا گوندھتا جاتا تھا اور آپ آگ پھونکتے جاتے تھے روایت ہے کہ آگ کی گرمی سے آپ کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا مگر آپ غلاموں اور خادموں کو تنہا تکلیف میں مبتلا کرنا پسند نہ کرتے تھے سلطان صلاح الدین کس دبدبہ کا بادشاہ تھا کہ سارا یورپ نام سنکر تھرا جاتا تھا مگر آقا کی حیثیت سے آپ اتنے شفیق اور مہربان تھے کہ بعض اوقات نوکر ان کا کہنا بھی نہ سنتے تھے ایک دفعہ انہیں شدت کی پیاس لگی کئی دفعہ پانی مانگا مگر اتفاق سے کوئی پانی لیکر نہ آیا آخر جب گلا خشک ہو گیا تو آپ نے چلا کر کہا کہ کمبختو سنتے ہو کہ نہیں کہ میرا گلا خشک ہو گیا اور کوئی پانی نہیں لاتا خدام دوڑتے ہوئے آئے تو بے ساختہ مسکرا دیئے اور مصاحبین سے فرمانے لگے کہ دیکھئے کہ ملازم و خدام کتنے بے پرواہ ہو گئے ہیں سختی کرتا ہوں تو دل دکھتا ہے چشم پوشی کرتا ہوں تو پرواہ نہیں کرتے کوئی کچھ کہے کچھ بیمار کا پاس کر لے لیکن اس سے پتہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنے خدام کی لغزشیں گوارا تھیں اور ان کی خطاؤں پر کس قدر چشم پوشی کرتے تھے گو ہر بار ایسا نہ ہوتا تھا مگر جب بھی ہوتا تھا سلطانی شفقت اسے نظر انداز کر دیتی تھی سلطان بجائے خود ایک فرمانروا تھے اور سنت نبوی کے خلاف ان کا ایک قدم بھی نہ اٹھتا تھا۔

خلیفہ مامون رشید بھی ایک باجبروت و جلیل القدر بادشاہ تھا سارا یورپ اس کا نام سنکر لرزہ براندام ہو جاتا تھا اسی صاحب سطوت نے ایک دفعہ کوئی چیز مانگی نصف شب گزر گئی تھی غلام دوڑے ہوئے آئے مگر جس وقت گئے تو یہ بڑبڑا رہے تھے خلیفہ کہنے لگا عجیب مشکل میں جان ہے میں کچھ کہتا ہوں تو خیال ہوتا ہے غریب ہیں آخر میرے ہی غلام ہیں اور نہیں کہتا چشم پوشی کرتا ہوں تو بے خوف ہوتے چلے جاتے ہیں اور بڑبڑاتے ہیں سلطان یلدرز بھی ملازموں پر ایسی ہی شفقت کرتا تھا بڑا رحمدل اور سچا مسلمان بادشاہ تھا اس کے یہاں لڑکے کو پڑھانے کیلئے ایک ملا ملازم تھا ایک مرتبہ اسے غصہ جو آیا اس نے کمسن بچے کے سر پر دوسے ماری اتفاق وقت کہ ضرب مہلک ثابت ہوئی اور لڑکا وہیں ختم ہو گیا ملا حواس باختہ ہو گیا آئے اوسان جاتے رہے سلطان نے خود طلب کیا اور اس سے کہا کہ ڈرو نہیں گھبراؤ نہیں ابھی کسی کی طرف کو نکل جاؤ اور دار السلطنت سے دور پہنچ جاؤ میں معاف کرتا ہوں لیکن اگر کہیں بچے کی ماں نے سن لیا تو ابھی مروا ڈالے گی کتنی شفقت ہے کیا دنیا میں اس آقائی اور خدا پرستی کی مثالیں مل سکتی ہیں یہ اسلام کی آقائی ہی کے کرشمے تھے کہ نہ غلام و خدام جن کی نسلیں خدمت کرتے اور رات دن چھوٹے چھوٹے کاموں میں مرتی کھپتی ختم ہو جاتی تھیں ملک التجار بنے سپہ سالار بنے نظارت عظمیٰ کے مناصب پر فائز ہوئے اور فرمانروائے وقت بنکر خود آقائی کرنے لگے آقا دنیا کی ہر قوم میں موجود ہیں مگر جیسے آقا اسلام پیدا کر گیا ایسے آقا نہ زمانہ نے پیدا کئے اور نہ کرے گا چونکہ مسلمان خود اپنے اللہ کا غلام ہے اور سمجھتا ہے کہ مجھے ایک روز آقائے حقیقی کے سامنے جانا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اس لئے وہ خود آقا بنکر اپنے خادموں کے ساتھ وہی سلوک روا رکھنا چاہتا ہے جس کا وہ اپنے آقائے حقیقی سے متمنی ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ ایک سچے مسلمان کے نزدیک ہر شخص خواہ وہ غریب ہو یا مفلس یکساں حیثیت رکھتا ہے اور فرق مراتب اس کے دماغی توازن کو درہم برہم نہیں کر دیتے کبھی مسلمان سچے آقا بھی تھے اور سچے ملازم بھی اب یہ گلشن کا گلشن ویران پڑا ہے۔

مسلمان بحیثیت غربا پرور

(از جناب مولانا جمیل احمد مارہروی)

غربا پروری ہر مذہب و مشرب کے لوگوں میں محمود و مسعود چیز رہی ہے اور ہر قوم نے اسے بہترین نیکی و نکوکاری تسلیم کیا ہے مگر اس کی نوعیت میں ہر جگہ نمایاں فرق نظر آئے گا جو قوم جتنی خدا ترس ہوگی اتنا ہی غربا کا درد اس کے قلب میں ہوگا تہذیب جدید چونکہ خدا پرستی اور خدا ترسی کے رنگ سے بکسر تہی دست و محروم ہے اس لئے کہ اس تہذیب کا نمایاں پہلو خود غرضی اور مطلب پرستی ہے زبان سے سب کچھ کہا جاتا ہے لیکن عملی اعتبار سے کوئی قدم بھی نہیں اٹھایا جاتا یہ سچ ہے کہ مہذب سلطنتیں اپنے غربا اور اپنے بیکاروں کی امداد کرتی ہیں اور جب تک وہ بیکار ہیں ان کے نان و نمک اور تن کفن کی طرف سے غافل نہیں ہوتیں لیکن عمل ہے مگر روح عمل باقی نہیں سب کچھ ہے مگر خدا کے ڈر سے نہیں بلکہ جمہور کے ڈر سے ہوتا ہے درد سے نہیں کیا جاتا بلکہ خوف سے کیا جاتا ہے عوام کی آواز مہذب دنیا میں بہت موثر ہے سب کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے حکومت کو بغاوت کا اور نمایندوں کو منصب نمایندگی چھن جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے وہ ان کے سنبھالنے اور ان کی ناراضی سے بچنے کے لئے ان کی طرف قدم بڑھاتے ہیں پھر بھی جو کچھ امداد ہوتی ہے انہی کی ہوتی ہے جن کے پیچھے کوئی طاقت ہے اور جو بالکل بے یار و مددگار ہیں انھیں کوئی پوچھتا بھی نہیں۔

جاننے والے جانتے ہیں کہ اس تہذیب و روشنی کے زمانہ میں بھی یورپ و امریکہ میں سینکڑوں نہیں ہزاروں غربا ایسے ہیں جن کی بیکسی نے ان سے ان کی اعانت کے تمام وسائل چھین لئے ہیں اور کوئی ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور غریب مر مر کے اپنی زندگی گذارتے اور سڑکوں پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دم توڑتے ہیں لوگ ان کی حالت دیکھتے ہیں مگر کسی کے دل میں درد پیدا نہیں ہوتا پھر جن کے دل میں پیدا بھی ہوتا ہے وہ بھی اپنوں کے لئے غیر قوم اور محکوم قوم کے افراد کی طرف تو کسی کی نگاہ ہی نہیں اٹھتی شام و عراق فلسطین مراکش اور ہندوستان میں لوگ بھیڑوں اور بکریوں کی طرح مرتے اور فاقوں کی نذر ہوتے رہتے ہیں مگر نہ ہی فرانسیسی ہسپانی انگریز امریکی جو اپنے ملک میں بڑے دردمند اور غربا پرور بنے رہتے ہیں خیال بھی نہیں کرتے کہ کون مریگا اور کس پر کیا گذری۔

یہ زمانہ تو بہت نازک زمانہ ہے مذہبی نسلی اور قومی نقصان نے غربا کو تباہ کر دیا ہے ایک قوم کے لئے دوسری قوم کے غربا کو بھی نہیں کرنے دیتے ہیں بلکہ خود ایسے ذرائع و وسائل پیدا کرتے ہیں کہ یہ آوارہ کوچہ نشیں آوارہ تر ہو جائیں اور ان پر ایسی اذیتیں اور مصائب ڈالے جائیں کہ ان کی جاں بری کے تمام امکانات ختم ہو جائیں مراکش طرابلس عراق اور فلسطین میں اس وقت خوفناک غربت کا دور دورہ ہے انگریز فرانسیسی یہودی اور دیگر اقوام کے امرا سب کچھ دیکھتے ان کی مصیبت اور ان کی حالت ان پر آئینہ ہو رہی ہے وہ بلکتے ہیں گڑگڑاتے ہیں فریاد کرتے ہیں چیختے ہیں لیکن مقدرت و استطاعت کے باوجود کوئی ان کی اعانت نہیں کرتا بلکہ چاہتے یہ ہیں کہ غربت و مصیبت اور وسعت اختیار کرے اور سرزمین ملک جلد ان کے وجود سے پاک ہو جائے اور سکر اور کشمیر ہی کے حالات پر غور کر لو کس نے کب غربا کے مصائب کا خیال کیا۔

فسادات کے زمانہ میں بالعموم غربا ہی گرفتار ہوتے ہیں مگر ان پر رحم کرنے کے بجائے انھیں پھنسانے سزائیں دلانے اور ان کے بال بچوں کو مبتلائے عذاب کرنے کی ہر قسم کی کوششیں کی جاتی ہیں اس ملک میں کتنی بیوائیں ہونگی جو پیٹ پر پتھر باندھ کر بھوکی سو رہتی ہوں گی کتنے یتیم ہوں گے جو شدت جوع سے تڑپ تڑپ کر غافل ہو جاتے ہوں گے کتنے بیکس ہوں گے جن پر فاقے پر فاقے گذرتے ہوں گے لیکن بتائیے ان کا پوچھنے والا کون ہے کوئی بے حیثیت و مجبور ہو کر کسی سے کچھ مانگتا ہے تو اسے ڈانٹ دیا جاتا ہے اول تو امرا تک غربا کی رسائی ہی نہیں اور ہو بھی جائے تو دو چار ڈانٹوں اور دو چار گالیوں اور بہت ہوا تو دو چار پیسوں کے سوا ان کے پاس رکھا ہی کیا ہے غربا سے ہمدردی کا جذبہ ہی فنا ہوتا جاتا ہے اور اب تو عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ انھیں جینے اور زندہ رہنے کا کوئی حق ہی حاصل نہیں ہے کوئی محلہ ایسا نہیں جس میں دس پانچ صاحب ثروت نہ رہتے ہوں اور وہ اس قابل نہ ہوں کہ وہ غربا کے مصائب دور کر سکیں مگر انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ ان کی اپنی ہی جیسی زندگیاں کس طرح کٹتی ہیں ان کے بچوں کو کھانا بھی نصیب ہوا ہے یا نہیں۔

شہرت کے لئے عزت کے لئے خطابوں کے لئے ممبر منتخب ہونے کے لئے ہزارہا روپیہ میں آگ لگا دی جائیگی لیکن فی سبیل اللہ غربا کی طرف کوئی بھی توجہ نہ کریگا حقیقت یہ ہے اور حقیقت کیا ہمارے آئے دن کا مشاہدہ ہے کہ اب تو اس زمانہ میں امرا اور غربا دو بالکل بیگانے طبقے بن گئے ہیں غربا کی تو ان سے کچھ کہنے کی ہمت ہی نہیں پڑتی اور امرا کو پروا نہیں کہ وہ یہ دیکھیں کہ محلے میں کتنی بیوائیں مصیبت کے بستروں پر پڑی کراہ رہی ہیں کتنے یتیم بھوک سے بلک رہے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جن کے منہ میں پہاڑ سا دن گذر گیا مگر دانہ کی ایک کھیل بھی اڑ کر نہیں پہنچی سینوں میں دل نہیں ہیں پتھر کے ٹکڑے ہیں

خدائے برتر و توانا کے نزدیک جو سب سے زیادہ مستحسن کام تھا وہی اب مبغوض ترین بندوں کے نزدیک بن گیا ہے پہلے لوگ خدا سے ڈرتے تھے ان کا یہ شعار تھا کہ کم از کم پاس پڑوس کی خبر تو رکھتے ہی تھے اور تھوڑا بہت اللہ کی راہ میں برابر خرچ کرتے رہتے تھے ان دلوں میں رحم تھا نور ایمان تھا درد تھا اب تو مطلب ہے اور مطلب بھی اپنا غیر تو پھر غیر ہیں اپنوں کو کوئی نہیں پوچھتا کسی کو کسی کی خبر نہیں اپنا بھائی بھائی کی طرف سے بے پرواہ ہے امیر بھائی عیش کر رہا ہے اور غریب بھائی کے گھر میں فاقہ ہے غضب پر ایک اور غضب یہ ہے کہ بجائے رحم کے بجائے یا خاموش رہنے کی جگہ ان کے قلب کو کچوکے لگائے جائینگے اس بھائی کی مصیبت پر مسرت کا اظہار کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ کمبخت ہے ہی اس قابل یہ سب مظاہر ہیں خدا ناترسی اور اسلام اور اسلامیات سے یکسر بے پروائی اور بے نیازی برتنے کے اسلام نے غربا پروری اور اعانت مساکین کے لئے یہی نہیں کیا کہ اسے بڑے سے بڑے ثواب کے نام سے موسوم کیا اور بے توجہی کو نار جہنم کی تذکیر بتایا بلکہ عملاً ایسی صورتیں پیدا کر دیں ایسے ضابطے بنا دیئے اور ایسے اصول وضع کر دیئے کہ مسلمان غربا پروری پر مجبور ہو جائیں اور غربا کی اعانت کا سلسلہ برابر چلتا رہے یعنی اسلام نے ہر صاحب استطاعت پر غربا کی امداد کے لئے ایک ٹیکس مقرر کر دیا اور اسے نماز روزہ ہی کی طرح فرض قرار دیدیا ہر وہ مسلمان جو سال بھر میں سو روپیہ پس انداز کر سکے شرعاً مجبور ہے کہ وہ اس میں سے ڈھائی روپے بطور ٹیکس ادا کرے اور اسے غربا کو دیدے اس ٹیکس کا نام اسلامی اصطلاح میں زکوٰۃ ہے

پہر زکوٰۃ کے احکامات کو قطعی طور پر مرتفع کر دینے کے لئے یہ تصریح کر دی کہ اس طرح جو شخص اپنے اندوختہ میں سے ہر سال خدائی ٹیکس نکالے وہ پہلے اپنے قریب ترین عزیز کی امداد کرے اور اس سے بچ رہے تو دوسرے عزیز لے، پڑوسیوں، یتیموں اور مسکینوں وغیرہ کو دے۔

یہ نظام اتنا بلند اتنا سودمند اور اتنا بہتر و منظم نظام تھا کہ اگر مسلمان اس پر عامل رہتے تو ان میں کبھی انتشار پیدا نہ ہوتا انھیں کبھی تکالیف نہ اٹھانی پڑتیں اور قومی اعتبار سے ہی نہ عزت و وقار کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جاتے زکوٰۃ سے یہی مقصد نہ تھا کہ اس سے غربا کی امداد ہو جائے بلکہ یہ بھی تھا کہ مسلمانوں میں باہمی اخوت و ہمدردی کا ایک مضبوط رشتہ قائم رہے ظاہر ہے کہ محلے کے جو امرا اپنے گرد و پیش کے غربا کی ضروریات کا خیال رکھیں گے ان کی تکالیف میں کام آتے رہیں گے ان پر ان امرا کا اثر بہی بہت ہوگا وہ ان کے لئے جان دینے کو ہمہ وقت تیار رہیں گے اور جب انھیں کوئی اصلاحی قدم اٹھانا ہوگا تو وہ ان کی تکالیف میں کام آتے رہیں گے ان پر ان امرا کا اثر بہی بہت ہوگا وہ ان کے لئے جان دینے کو ہمہ وقت تیار رہیں گے اور جب ان کو کوئی اصلاحی قدم اٹھانا ہوگا تو وہ ان کی امداد ہی کے لئے نہیں بلکہ ان کی مذمت ان کی ہمدردی اور ان کے حکم و امر کی تعمیل کے لئے بھی تیار رہیں گے اس طرح قوم برائیوں اور بری رسموں سے اور برے کاموں سے بھی بچی رہے گی۔ یہ حقیقت ہے کہ امرا قوم کے قدرتی و فطری لیڈر ہوتے ہیں اور یہ چاہیں تو بڑے بڑے کام ساعتوں اور لمحوں میں انجام پذیر ہو سکتے ہیں لیکن جب امرائے اسلام نے شعائر مذہبی کو ترک کیا فرائض کو چھوڑا غربا سے بے تعلقی اختیار کی تو یہ بھی ان کے اثر سے باہر ہو گئے اب حالت ہے کہ قوم میں صدہا برائیاں پیدا ہو گئی ہیں اور سینکڑوں رسوم قبیح ان کے جسد قومیت کو برباد کر رہی ہیں لیکن ان کی اصلاح و انسداد کی کوئی صورت بہی پیدا نہیں ہوتی کوئی کہتا بھی ہے تو سننے والے نہیں سنتے اس لئے کہ باہمی تعلقات نو بری طرح شکست ہو چکے ہیں۔

یہ تو ہیر غربا پروری کے لئے ایک منضبط و آئینی نظام تھا اور ایسا نظام تھا کہ دنیا کی کوئی قوم اور کوئی مذہب اس کی نظیر نہ پیدا کر سکا ہے اور نہ پیدا کر سکتا ہے اس کے علاوہ بہی بہت سے احکام موجود ہیں جن کے پیش نظر امرا مجبور ہیں کہ وہ غربا کی امداد کریں، انفاق مال کی فضیلت اس کثرت سے بیان کی گئی اور خیرات کی اس شدت سے ترغیب دی گئی ہے کہ مسلمان خواہ غریب ہوں یا امیر خرچ و انفاق کے ذریعہ ڈھونڈھتے رہے صاف حکم ہے کہ اللہ کے نام پر ایک چھوارہ ہی دے سکتے ہو تو بلا تکلف دیدو کہ یہی تمہاری قبروں کو روشن بنانے کے لئے کافی ہے حضرت داؤد طائی کا قول ہے کہ نماز و عبادت آتنا فائدہ نہیں پہنچاتی جتنا کہ بنی نوع انسان کی خدمت اور ضرورتمندوں کی حاجت روائی پہنچاتی ہے حکم ہے کہ سائل کو نہ جھڑکو اور جو ہو سکے وہ ضرور دیدو۔

مسلمانوں کی غربا پروری اس درجہ ممتاز الشان رہی ہے کہ کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا یہاں غربا پروری میں اپنے پرائے کی کوئی قید نہیں ہے ہر فرد بشر اور ہر قوم کے مسکین کی حاجت روائی ضروری قرار دی گئی ہے اور اسے اتنی اہمیت حاصل ہو گئی ہے کہ اس وقت تک دینداری کو پختہ نہیں سمجھا جا سکتا جب تک کہ خیرات نہ کی جائے خیرات بھوکوں کو کھانا دینا مسجدوں کی امداد کرنا قرضداروں کے قرضے ادا کرنا بھکوں کی امداد دینا اتنے بڑے ثواب کے کام خیال کئے گئے ہیں کہ بڑے بڑے بزرگ ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس ثواب کے مواقع پیدا کرتے تھے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی سلطان شمس الدین التمش شہنشاہ اورنگ زیب اور خلیفہ ہارون بھیس بدل کر راتوں کو گھر سے نکل جاتے اور غریبوں کو کچھ دے آتے جتنے بہی مسلمان فرمانروا ہوئے ہیں ان کی یہی رہی ہے کہ ہماری سلطنت میں کوئی بھوکا نہ سونے پائے واقعی یہی اسلام کا حکم ہے اگر کوئی ایک متنفس بہی بھوکا سو گیا تو اس وقت کے بادشاہ سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

بادشاہوں اور حاکموں پر ہی کیا منحصر ہے جس مسلمان کے علم میں بہی کوئی غریب تکلیف میں ہوا اور اس نے اس کی امداد نہ کی یا کوئی مصیبت زدہ بھوکا سو گیا اور اس نے اسے کھانا نہ کھلایا تو قیامت کے دن اس پر اس غفلت و بے پروائی کے لئے سخت عذاب کیا جائے گا صحابہ کرام اور بزرگان عظام کی تو یہ حالت تہی کہ خود بھوکے سو رہتے تھے اور غربا کو کھانا کھلا دیتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رات کے سناٹے میں کوٹھیوں کو کھانا خود جاکر کھلاتے تھے حضرت فاروق بہت سخت مزاج مشہور تھے مگر غربا پروری کے جذبے کی یہ حالت تہی کہ جہاں کسی غریب کی مصیبت کا حال معلوم ہوا اور زار زار رونے لگے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے بروز قیامت اس کے متعلق سوال کرے گا تو کیا جواب دوں گا۔

ملک شاہ سلجوقی ایک جلیل القدر فرمانروا گذرا ہے جب ایک بڑھیا نے آکر فریاد کی اور ایک پل پر گذرتے ہوئے اس سے کہا کہ بول میرا انصاف اس پل پر کرے گا یا پل صراط پر تو وہ بیہوش ہوکر گر پڑا اور کہنے لگا کہ وہاں کی طاقت نہیں یہیں کرا لے۔ جہانگیر نے اپنی خوابگاہ میں ایک گھنٹی لگوا لی تہی جس کی زنجیر باہر لٹکتی رہتی تہی کوئی فریادی بہی کسی وقت زنجیر ہلاتے تو فوراً اس کی امداد کو پہنچتا تھا فرمانروا امیروں اور رئیسوں کی طرف سے لنگر خانے جاری رہتے تھے اور وہ غربا پروری کو اپنی بخشش و نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ اب یہ حالت ہے کہ سب کو اپنی اپنی پڑی ہے۔ نفسی نفسی کا عالم ہے کسی کی مصیبت کی پرواہ نہیں ہے یہ خدا کو بھولجانے کے نتائج ہیں خدا اپنے قدوس ہمارے حال پر رحم کرے اور ہمیں بہی توفیق دے کہ ہم اپنی استطاعت کے مطابق انسانی خدمت کر سکیں۔

مسلمان بحیثیت ہمدرد قوم

از جناب غازی اسرار حسن خاں صاحب شاہجہانپوری

فرد را ربط جماعت رحمت است — جوہر او را کمال از ملت است
تا توانی با جماعت یار باش — رونق ہنگامۂ احرار باش

جن کو بصارت کے ساتھ بصیرت بھی عطا ہوئی ہے وہ جانتے ہیں کہ دنیا اپنی تمامتر روحانی اور اخلاقی ترقی کے لئے اسلام کی ممنونِ احسان ہے مگر اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ اور حیرت انگیز وہ اصلاح و انقلاب ہے جو اس نے چند ہی دن میں اصولِ تمدن میں پیدا کر دیا اور اقوامِ عالم میں ایک ایسی قوم بنا کر کھڑی کر دی جس کے آثارِ قدم پر آج دنیا کی ترقی یافتہ اور زندہ اقوام چل رہی ہیں۔

دنیا میں جتنے مذاہب ہیں انہوں نے اپنے متبعین کے سامنے کوئی ایسی شاہراہ مستقیم نہیں کھولی جس پر گامزن ہو کر پوری استحوادث روزگار سے محفوظ رہ سکے اور جس کے بعد اندرونی و بیرونی دشمنوں اور بدخواہوں کا کوئی خطرہ باقی نہ رہے البتہ داعیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی قوم کی تخلیق کی جس میں یہ چیز بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے مسلم قومیت کی تعمیر اخوتِ اسلامی اور قومی ہمدردی سے ہوئی ہے جس پر اجتماعی ترقیوں کا دارومدار اور حیاتِ قومی کا انحصار ہے دنیا کی کوئی قوم بھی اپنے آپ کو حوادثِ روزگار سے نہیں بچا سکتی اور شعبۂ حیات میں کسی طرح کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ قومی ہمدردی کے اصول پر کاربند نہ ہو یورپ کی قوموں پر نظر ڈالو تو تم کو معلوم ہو جائیگا کہ آج ان کی ترقی و برتری کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ ان کا ہر فرد قوم اور قومی ہمدردی کے نشہ میں سرشار ہے اور انہوں نے حیاتِ قومی کے راز کو سمجھ لیا ہے دنیا کی کوئی قوم قومی ہمدردی میں یورپ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

قومی ہمدردی کا مفہوم

قومی ہمدردی کا مفہوم یہ ہے کہ ہر فرد اپنی انفرادیت کو اجتماعیت پر قربان کر دے اور اپنے نفس پر دوسروں کو مقدم رکھے یعنی ہر مسلمان اپنے نفس پر ملت اور جماعت کو مقدم رکھے اگر کسی مسلمان کی انفرادی زندگی سے پوری ملت یا ایک جماعت کو نقصان پہنچ سکتا ہے تو وہ اس کو فوراً خطرہ میں ڈالدے اور خود کو قربان کر کے پوری جماعت کو ہلاکت و تباہی سے بچائے۔

اسلام نے مسلمانوں کی ترقی حیاتِ قومی اور برتری و کامیابی کے دو اصول بتلائے ہیں پہلا اصول اخلاص اور وفاداری ہے اور دوسرا انفرادیت کو اجتماعیت پر قربان کرنا ہے صحابۂ کرام کے ہر شعبۂ حیات میں یہی دو اصول کام کر رہے تھے اور یہی کا نتیجہ تھا کہ وہ ایک اقل قلیل مدت میں تمام دنیا پر چھا گئے اور جو طاقت بھی ان سے ٹکرائی پاش پاش ہو گئی یا مسلم قومیت کا جزو بن کر رہ گئی۔

پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آئے تو آپ کے ہمراہ چالیس سے زائد صحابۂ کرام تھے جو اسلام کے لئے اپنا وطن اپنے خویش و اقارب اور اپنا مال و اسباب و اثاثہ چھوڑ کر حضور کے ہمراہ ہو لئے تھے حبیبِ خدا صلعم نے مدینہ پہنچکر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مہاجرین و انصار میں اخوتِ اسلامی قائم کرائی اور اپنی زبانِ فیض ترجمان سے مہاجرین و انصار کے دلوں میں باہمی محبت اور قومی ہمدردی کے پاکیزہ جذبات کوٹ کوٹ کر بھر دیئے بھلا خدا کا رسول جن کو بھائی بنائے اور اپنے دستِ مبارک سے رشتۂ مودت باندھے تو پھر ان میں کوئی تفریق اور دوئی بھی رہ سکتی ہے تمام انصار نے آپ کے فرمانِ واجب الاذعان کو بگوشِ ہوش سنا ایک ایک لفظ کو لوحِ دل پر کندہ کر لیا ان پاکیزہ جذبات کو اپنے سینوں میں لئے ہوئے اپنے اپنے گھر پہنچے اور اپنے بھائی مہاجرین کے سامنے تمام اثاثہ ڈال دیا اور کہا کہ بھائیو اس میں نصف حصہ تمہارا ہے اور نصف حصہ میرا حتیٰ کہ اگر کسی انصاری کی دو بیویاں تھیں تو ان میں سے ایک کو اپنے نکاح میں رکھا اور ایک کو طلاق دیکر اپنے مہاجر بھائی کے حوالے کیا مگر مہاجرین بھی ایسے خوددار اور پاکیزہ شعار تھے کہ اپنے انصاری بھائیوں کی اس دلداری اور ایثار و قربانی کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ تمام مال و اسباب اور اثاثہ اور بیویاں تم کو مبارک رہیں ہم کو تو صرف گذارے کے لئے خورد و نوش کی ضرورت ہے۔

مسلمانو اس واقعہ سے ایثار و قربانی اعتماد و خودداری اور قومی ہمدردی کا سبق سیکھو اگر تم بھی یہ جذبات اپنے اندر پیدا کر لو اور صحیح معنوں میں ہمدرد قوم بن جاؤ تو بخدا تمہاری پستی و ذلت رفعت و عزت میں تبدیل ہو جائے اور تمہارے بکھرے ہوئے شیرازے مجتمع ہو جائیں۔

انصار کا ایثار و اخلاص

یہود کا قبیلہ بنو نضیر جب اپنی امن سوزیوں اسلام دشمنیوں اور شرارتوں کی بنا پر جلا وطن کیا گیا تو ان کی زمین اور نخلستان مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے سرورِ کائنات صلعم نے انصار کو بلا کر فرمایا کہ اگر تم راضی ہو تو یہ اراضی اور نخلستان تنہا مہاجرین کو دیدیئے جائیں اور تم اپنے نخلستان واپس لیلو مسلمانو اگر تم انصار کا جواب اپنے دلوں پر نقش کر لو تو بہتر ہے انصار نے کہا یا رسول اللہ آپ شوق سے یہ تمام اراضی اور نخلستان مہاجرین کو دیدیجئے اور ہمارے نخلستان بھی انہیں کے پاس رہنے دیجئے جو ہم ان کو دے چکے ہیں وہ واپس لینا نہیں چاہتے اللہ اللہ ایثار و وفاداری اور قومی ہمدردی کا کیسا اعلیٰ نمونہ ہے اور مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنی شاندار روایات اور صحابہ کے حیرت انگیز کارناموں سے آنکھیں بند کئے ہوئے نفس پرستیوں اور خود غرضیوں کا شکار ہیں اور خود اپنے ہاتھوں اپنی ترقی و اصلاح کا دروازہ بند کئے ہوئے ہیں۔

انگریزوں کی قومی ہمدردی

وہ قوم جو دنیا پر ابرِ محیط کی طرح چھائی ہوئی ہے اور اپنے تقدم و ترقی کے لحاظ سے اقوامِ عالم سے آگے بڑھی ہوئی ہے اس کی انفرادیت کو اجتماعیت پر قربان کرنے کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی دولت بے دریغ صرف کر کے اور عیش و آرام کو خیرباد کہکر نہایت پرخطر مقامات کا سفر کرتے ہیں پہاڑوں کی بلند چوٹیوں صحراؤں اور بیابانوں میں جا جا کر آثارِ قدیمہ کی تلاش و جستجو کرتے ہیں اور نہایت خطرناک تجربات و مشاہدات کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کوششوں میں ہر سال سینکڑوں جانیں ضائع ہوتی ہیں وہ یہ جہد و مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں اور کیوں اپنے آپ کو تباہی و ہلاکت میں ڈالتے ہیں محض اس لئے کہ ان کی ذات سے ان کی قوم اور پوری جماعت کو فائدہ پہنچے اور علمی اکتشافات سے یورپ کا مرتبہ بلند ہو۔

ہندوؤں کی قومی ہمدردی

اگر ہندو قوم کے نشو و ارتقا کا مطالعہ کیا جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح اس قوم نے زندہ اقوام کی صفوں میں جگہ پائی اور اپنی ہنگامہ خیز قربانیوں سے قوم کو بیدار و ہوشیار کیا انہوں

میں بھی اختلافات ومناقشات کی کمی نہیں مگر باوجود اس کے ہر شخص قومی ہمدردی کے جذبہ سے معمور ہے اور ساری قوم اسی ایک محور و مرکز کے ارد گرد گھوم رہی ہے کہ کسی طرح ہماری قوم کا بھلا ہو آج ہندو قوم کی ایک آواز ہے ایک خیال ہے اور ایک ہی دھن ہے کہ قوم کو فائدہ پہنچے وہ اپنے ایک لیڈر کی آواز پر اپنا جان ومال سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتے ہیں آج انہی پر ہندوستان کے بلبل جلیل گاندھی جی نے ملک میں بیک وقت ایک تہلکۂ عظیم ڈال دیا ہے۔

مسلمانوں کی قوم پرستی

میں بلا خوف تردید اس تلخ حقیقت کے اظہار پر مجبور ہوں کہ آج جبکہ ہر قوم اپنی قوم کی ہمدردی میں سرگرم عمل ہے ایسے نازک وقت میں بھی مسلمانوں میں قومی اعتبار اور قومی ہمدردی کی بیحد کمی ہے اس پر لطف اور دو پردہ غضب یہ ہے کہ باوجود اس کمی کے بیٹھی ہیں اور یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ان کی انفرادی اور ہمدردی ساکھ بہت کچھ وزن اور وقعت رکھتی ہے

مسلم قوم کو جس قدر نقصان اپنوں نے قومی ہمدردی کا نام لے لیکر پہنچایا ہے اس قدر کسی دوسری قوم اور اغیار نے نہیں پہنچایا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتا ہے ہر لیڈر اور قومی رہنما دوسرے رہنما پر کیچڑ اچھالنے کو قومی خدمت سمجھتا ہے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو بڑھتا ہوا نہیں دیکھ سکتا ایک مسلمان کی شکایت دوسرا مسلمان جس خوشی کے ساتھ سنتا ہے اس کی نظیر دوسری قوم میں ملنا مشکل ہے ایک مسلمان خواہ کتنا ہی قومی ہمدرد ہو کتنا ہی خلوص وایثار رکھتا ہو اسے ہماری تھوڑی سی رنجیدگی اور معمولی سا اختلاف اس کے تمام افعال حسنہ کے معیوب ثابت کرنے کے واسطے ایک فوری ذریعہ ثابت ہوتا ہے اگرچہ اغیار ہم پر اپنی شرافت اور انسانیت سے تحمل رحم اور کریمانہ سلوک کر دیں لیکن ہم اندرونی پہلو سے ایک دوسرے پر وار کرنے سے نہیں چوکتے اور ایک دوسرے کی تذلیل وتحقیر میں حتی الامکان کمی نہیں کرتے مسلمان کی برائی اور شکایت سننا بہتان طرازی سے کام لینا درپے آزار رہنا چغلی اور غیبت کرنا تو ایک معمولی بات ہے اور مسلمانوں کی مجلس کی رونق بن گئی ہے ان خرابیوں اور کمزوریوں کی بدولت ہم میں مذہب فروشی اور قوم فروشی کا نرخ اس قدر ارزاں ہوگیا ہے کہ بعض وقت مذہب فروشی اور قوم سے غداری کو کشادہ دلی سمجھا جاتا ہے اور اپنے مسلمان بھائی کی برائی کا اعلان کرنا بڑا اہلی کارنامہ خیال کیا جاتا ہے اب ذرا قومی ہمدردی کے متعلق اسلامی تعلیمات سن لیجئے اور اپنی حالت پر غور کیجئے کہ ہم کہاں تک اپنی تباہی کا سامان کر رہے ہیں

قومی ہمدردی اور اسلام

اے صداقت پر جان دینے والی قوم بہترین امت اور حق کے لئے مر مٹنے والے بزرگو خدارا اپنی حالت پر غور کرو اپنی بیمار قوم کو تباہی سے بچالو اپنے ذاتی وقار اور اغراض کو اسلام پر اور قوم پر قربان کرنا سیکھو اور تعلیمات خداوندی پر عمل پیرا ہو جاؤ ورنہ زندہ اقوام کی ٹھوکروں سے پامال ہونے کے لئے تیار رہو دیکھو اسلام کس کس عنوان سے تمہیں قومی ہمدردی پڑھاتا ہے اور تمہاری قومیت کو مہلک جراثیم سے پاک وصاف کرتا ہے۔

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا انما المومنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم يايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضا ايحب احدكم ان ياكل لحم اخيه ميتا فكرهتموه	تم اللہ کی رسی کو مضبوط تھامے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں پس تم اپنے بھائیوں میں صلح کرادیا کرو اے ایمان والو زیادہ شک اور بدگمانی کرنے سے بچو کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہے ایک دوسرے کے حالات کی ٹوہ نہ کرو نہ تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت کرے کیا تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرو گے جو تم کو ناگوار ہے پھر تم بیٹھ پیچھے کسی کی برائی کیوں کرتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کو برا بھلا کہنا بڑا گناہ ہے اور اس سے بلا وجہ لڑنا کفر کے قریب ہے۔ حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چغل خور بندہ بندہ مرا کے جنت میں نہ جائیگا عبدالرحمن بن غنم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بندگان خدا میں سب بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں کرتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلواتے ہیں۔ عیاض مجاشعی حضور صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ سب آدمی تواضع اختیار کریں یہانتک کہ کوئی کسی پر فخر کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔ حضرت جریر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں کرتا۔ حضرت نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسلمانوں کو باہمی ہمدردی باہمی محبت اور باہمی شفقت میں ایسا کہ جیسے جاندار بدن ہوتا ہے کہ اگر ایک عضو تکلیف میں تکلیف ہوتی ہے تو تمام بدن تکلیف محسوس کرتا ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کامل اور سچا مسلمان وہ ہے جو کسی مسلمان کو اپنے ہاتھ اور زبان سے تکلیف نہ پہنچائے۔

نیک ظنی کا حکم اور اس کا فلسفہ

دنیا کے فسادات اور اقوام کی خانہ جنگیوں کا موجب بدظنی ہے جب یہ بیماری کسی کنبہ کسی گھر اور کسی قوم میں گھر کر لیتی ہے تو وہ کنبہ اور گھر اور قوم ایک آفت اور وبال میں پڑ جاتی ہے مناقشت ومعاندت کا زور ہوتا ہے ظنون فاسدہ کی بدولت تخیلات اور افعال میں ایک قسم کی بدی اور نحوست پیدا ہو جاتی ہے منافقت وپھوٹ کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور باہمی محبت اور قومی ہمدردی کے جذبات بغض وعناد میں ڈوب کر فنا ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نیک ظنی کی تاکید کی ہے اور بدظنی سے روکا ہے حتی کہ شریعت میں یہانتک آیا ہے کہ اگر تمہیں کوئی "السلام علیکم" کہے تو تم سمجھو کہ وہ مسلمان ہے اور تمہاری ہمدردی کا مستحق ہے حضور صلعم کا ارشاد ہے کہ مومنوں کی نسبت نیک گمان کیا کرو اس ارشاد پر نیک ظنی اور وسعت قلبی کی حدیں ختم ہوگئیں ان تمام ارشادات کا مدعا اور ماحصل یہ ہے کہ مسلمان کو مسلمان پر اعتبار کرنا چاہیئے قوم کی ہمدردی میں سرگرم رہنا چاہیئے اور انفرادی زندگی کو اجتماعی زندگی پر قربان کر دینا چاہیئے۔

ہماری بہت سی ذلتوں اور خرابیوں کا موجب باہمی بے اعتباری اور بدظنیاں ہیں ہماری اندرونی بدظنیاں ہی ہیں جو دن بدن گھنے جا رہی ہیں اور قومی ہمدردی کے جذبات کو فنا کر رہی ہیں عبادات، معادی اور معاشرتی رنگ میں بدظنیوں کا تانتا بندھا ہوا ہے وہ اخوت ومودت جس پر ہمیں فخر وناز تھا اور ہمارا مابہ الامتیاز تھا بدظنیوں کے بادل میں غائب ہو چکی ہے اور معاندت وبدظنیوں کا ہر پہلو سے زور ہے ہم اگرچہ اس نحوست کی بدولت خستہ اور ماندہ ہو چکے ہیں لیکن یہ بری عادت نہیں چھوٹتی مذہبی رنگ میں بھی بدظنیوں کی نمائش [illegible] زور ہے جس کا کوئی ٹھکانا نہیں معاملاتی رنگ میں بجائے مصالحت کے فساد اور قساوت کا زور ہے یہ سب اس لئے ہے کہ بدقسمت مسلمانوں نے اعمال صالحہ کے مفہوم کو صرف نماز روزہ وغیرہ عبادت تک محدود کر دیا اور خلوص واتفاق باہمی محبت وہمدردی اور نیک ظنی کو فرائض اسلام سے خارج کر دیا ہے حالانکہ یہ بھی فرائض اسلام میں داخل ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل وسمجھ دے۔

مسلمان بحیثیت حامیٔ ملک و وطن

از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب لائل پور

مسلمانوں کو اپنے ہادی برحق محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ، طرز عمل اور اسوۂ حسنہ سے جہاں اور بہت سے شاندار اوصاف و خصائص ملے ہیں وہاں "حب وطن" بھی حضور کی پاکیزہ زندگی کا روشن وصف ہے اور اس کی پیروی میں مسلمان کو محب وطن ہونا چاہیئے اور مسلمان کا سینہ جذبہ وطن پروری سے معمور ہونا چاہیئے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے لگے تو آپ نے حسرت و یاس سے حرم محترم کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اے میرے محبوب مسکن میں کبھی تجھ سے جدا نہ ہوتا اگر مجبوری کی حالت میں تجھ سے جدا نہ ہوتا مگر مجبوری کی حالت میں تجھ سے چھوڑ رہا ہوں۔ جب آپ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ ہمیشہ اپنے محبوب وطن کے مفاد کے لئے ساعی رہے اور اس کی خیر و برکت کے لئے دست بدعا رہے یہی حال آپکا مکہ معظمہ میں تھا کہ ملک سے باشندوں کے ارتفاع کے لئے آپ نے ایک انجمن کی بنیاد رکھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکی و وطنی حقوق کو اپنی امت پر واضح کیا اور ان کی نگہداشت کی سخت تاکید فرمائی بین الاقوامی تعلقات کی بنیادیں ڈالیں اخوت انسانی کا سبق پڑھایا اور انسانیت کو بلند معیار پر پہنچایا قوانین سیاسی، ملکی و مدنی کا اجرا کیا اور تمدن و معاشرت کے حقوق کو کھول کھول کر واضح کر دیا۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تمہاری بیوی، تمہارے بچوں، تمہارے ماں باپ نیز تمہارے پڑوسیوں، ملکیوں اور ہم وطنوں تک کا تم پر فرض ہے۔

اسلام میں عیالداری سے لیکر قومی وطنی اور سلطنت و حکومت وغیرہ کے سب حقوق العباد اور حقوق سیاسیہ ہیں اور یہ سب حقوق شریعت اسلامیہ کی نگرانی میں سرانجام پاتے ہیں جن کی حفاظت اور نگہداشت کی حضور سرور کائنات نے سختی و اہتمام کے ساتھ تاکید فرمائی۔

غرض بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو حالت جنگ اور حالت امن کے متعلق اعلیٰ سے اعلیٰ اصول دیکر اور خود حکمرانوں، ملکیوں اور غیر ملکیوں اور غیر اقوام سے تعلقات اور عہد نامے کرتے ہوئے وطن کی محبت کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے جو سیاست کی جان اور تمدن کی ابتدائی کڑی ہے اہل وطن سے غداری یا نفرت یا ترک تعلقات کو ناجائز قرار دیا ہے وطن کی سیاست کو عین مذہب بتلایا ہے اور وطن کی خیر خواہی و بہبودی کو ہر فرزند توحید کا فرض قرار دیا ہے۔

اسلام کی اسی مسرت افروز عدالت اور سچی وطنیت کا نتیجہ اور مسلمانوں کے حامیٔ ملک و وطن ہونے کا روشن ثبوت تھا کہ مسلمانوں نے اپنے زمانۂ اقتدار میں ہندوستان میں آنے کے بعد مادر وطن کے حقیقی سپوت اور اصلی باشندے ہونے کا ثبوت دیا جس کی نظیر آج ہمارے برادران وطن بھی نہیں لا سکتے جو احسانات بیکراں مسلمانوں نے اس خطۂ زمین پر کئے وہ کسی اور قوم نے اب تک نہیں کئے اور یہ صرف ایک زبانی اور بے دلیل دعویٰ نہیں بلکہ خود ہندو محققین کے وہ بیان کردہ حقائق ہیں جو ہندوؤں نے مسلمانوں کی تائید میں لکھے اور جو نہایت قیمتی دستاویز اور ناقابل انکار حقائق ہیں جن کے ثبوت میں ہزار ہا قیمتی اقتباسات پر اکتفا کروں گا امید کہ قارئین کرام ان کو اطمینان اور دلچسپی کے ساتھ پڑھکر عبرت حاصل کرینگے۔

سرزمین ہند پر مسلمانوں کے احسان بیکراں اور مشاہیر ہنود

مشہور ہندو سائنس داں سر پی سی رائے فرماتے ہیں:۔

مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے کے کچھ ہی اسباب ہوں۔ موجودہ زمانہ میں وہ اس ملک کے اصلی باشندے اور مادر وطن کے حقیقی سپوت اسی طرح ہیں جس طرح ہندو۔ ہندو مسلم صدیوں سے اس ملک میں بھائی کی طرح رہتے چلے آئے ہیں، ان کی زندگی ان کے مفاد اور انکی خواہشات باہم اس طرح مل جل گئی ہیں کہ ان کا علیحدہ کرنا دشوار ہے اور اب یہ کہنا بیجا ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کی سوتیلی ماں ہے اور ان کے حقیقی مفاد و تعلقات کسی اور ملک سے وابستہ ہیں الخ۔ (اخبار نجات، بجنور، ۱۵ فروری ۱۹۲۳ء صفحہ ۲)

کاش ہمارے وہ ہندو بھائی جو دن رات مسلمانوں کو وطن دشمنی کا طعنہ دیتے رہتے ہیں اس قیمتی اقتباس کو آنکھیں کھولکر پڑھیں اور اپنے دل میں شرمائیں کہ وہ ہندوستان کے محسنوں کے سینوں کو طعن کے تیروں سے چھلنی نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ خود وطن دشمنی کا ثبوت بہم پہنچا رہے ہیں۔

مسلمانوں کی رواداری اور مسٹر چونی لال صاحب ایم اے

یہ فاضل محقق اور غیر متعصب ہندو بھائی مسلمانوں کی رواداری کے متعلق بایں الفاظ رطب اللسان ہے:۔

وہ اپنے دیگر ہم وطن آدمیوں کی طرح قائم جنہم رسیا کرنے کی پالیسی پر یقین نہیں رکھتا وہ ہندوؤں کی سوشل اور مذہبی رسوم و اعتقادات کی عزت کرتا تھا اگرچہ اس نے پیغمبر صلعم کے قوانین کے مطابق ان پر جزیہ لگا دیا تھا مگر ہندوؤں کو قانون کی ویسی ہی پناہ حاصل تھی جیسے مسلمانوں کو تھی ہندوؤں کی سوشل اور مذہبی رسوم میں مداخلت نہیں کی جاتی تھی وہ اپنے بتوں کی پرستش کرتے تھے اور ان کے ایمان کے خواص بات کے قواعد کو بھی قواعد کا درجہ دیا گیا تھا قاسم بت شکن نہ تھا اس کے بعد آنے والے امیروں میں کوئی تھا تو وسیع سلطنت کے ساتھ ساتھ نظام کے لئے تمام سرکاری دفاتر کھول دیئے گئے برہمنوں کو مالگذاری اور کلکٹری کے کاموں پر متعین کیا گیا تھا اور قاسم نے وزارت کا اعلیٰ عہدہ اپنے وقت کے مشہور فلاسفر سیسی کاکسا کو عطا کیا تھا عرب کے ماتحت سندھ مذہبی آزادی کی سرزمین تھی" اخبار مسلم راجپوت امرتسر ۲۳ مئی ۱۹۲۳ء

ہندو مسلم اتحاد کی یادگار اور شریمتی نیڈو

مسلمانوں کی ملکی خدمات اور اسلام کی حریت و جمہوریت کے متعلق فرماتی ہیں:۔

"اسلام کی حریت و جمہوریت آج سبق لینے کے قابل ہے اسلام نے جب ہسپانیہ میں قدم رکھا تو ملکی عیسائیوں کو ان کے دماغی، مذہبی اور روحانی درجہ سے محجوب نہ کیا مفتوحین کو ہر قسم کی آزادی دی عرب فوج یلغاریں مارتی ہوئی فرانس کے دروازہ پہنچی تھی تو کیوں! کس لئے! فتح و ظفر و دولت کی غرض سے نہیں ملک گیری اسلام کا عارضی مقصد تھا اس کا اصلی مقصد تھا حریت و آزادی کی اشاعت عمومی اور غلامی کا استیصال آجکل ملکی طاقتیں کے نعرے ہیں اور علاقوں اور نسلوں کا رونا روتے ہیں مگر اسلام کا مطمح نظر کوئی صوبہ یا ملک یا خطہ نہ تھا بلکہ اس کا مقصد ساری دنیا کی نجات تھا مسلمان اسی دھن میں لکھوں ملکوں سے بڑھتے تھے کیا کبھی مشنری ہندوستان میں صرف تبلیغ مذہب کا مقصد لیکر آئے ہیں! عربوں نے صرف ملک اور زمین فتح نہیں کیں بلکہ دل و دماغ فتح کئے ہیں۔

نے قوموں کے لٹریچر اور خیالات کو متاثر کیا۔ زبان فارسی کو اس قدر شیریں نازک، لطیف اور خوبصورت کس نے بنایا؟ اس آریائی و سامی اختلاط و امتزاج نے انچو عرب کے فرزندان نے فارس کو حافظ اور خسرو جیسے شعرا کی بدولت بخشی مسلمان بادشاہ ہمارے زمرہ خواب (فلسفہ) کو حقیقت کا جامہ کس نے پہنایا اور ہمارے افکار و تخیلات میں حرکت اور جان کس نے ڈالی؟ آؤ ہم تاریخ شکوہ و شکایت کو دل سے محو کر دیں برائیاں بھلا دیں اور ان احسانات کو یاد کریں جو اسلام نے ہماری زبان اور لٹریچر کے ساتھ کیا ہے۔ اسلام نے ہمیں ایک ایسی پیاری زبان اردو عطا بخشی ہے جو ہندو مسلم اتحاد کی ایک غیر فانی یادگار ہے۔ ہندوستان کے جس حصہ میں چلے جاؤ قومی اتحاد کی یہ یادگار کسی حالت میں ضرور پاؤ گے۔ (اخبار وکیل ۲۴ جنوری ۱۹۲۔ء)

مسلمانوں کی رواداری و ملکی خدمات اور بابو بپن چندرا پال

مسلمانوں کی حب الوطنی سے ہندوؤں کی معاشرت میں جو حیرت انگیز انقلاب ہوا اس کے متعلق بنگال کے مشہور ہندو لیڈر بپن چندرا پال فرماتے ہیں:-

"مسلمان اس ملک میں فاتح بن کر آئے مگر برطانوی حکومت کے خلاف انہوں نے ہندوستان کو بہت جلد اپنا وطن بنا لیا اور جب سے یہاں کے باشندوں میں اور ان میں کوئی چیز ما بہ الامتیاز نہ رہی۔ مسلمانوں کی انتہائی ہمدردی اور خدا ترسی کی جذبہ تھا جس نے ہندوستان جیسے عظیم الشان ملک کی مذہبی زندگی اور خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور ایک فاتح کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہو کر یہاں لوگوں کی معاشرت اور قلوب کو متاثر کئے بغیر نہ چھوڑا۔ اسلام نے یہاں آکر ہمیں جدید آئین و قوانین سے روشناس کیا، نئے طریقے ہائے انتظام بتائے، حکومت کے جدید اغراض و مقاصد سے واقف کیا اور ہندوستان کے مختلف افراد اور مختلف صوبوں میں ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جو پیشتر کی نسبت کہیں زیادہ وسیع سیاسی و اقتصادی مفاد کی حامل تھی۔ مسلمانوں نے انگریزوں کی آمد سے ایک مدت پیشتر ہی ہندوستان کی سلطنت کو منظم اور قوم کو متحد کرنے کا فخر و شرف حاصل کر لیا تھا۔ اسلام نے جب کچھ اقتدار حاصل کر لیا تو مسلمان غیر مذاہب کے پیروؤں سے اس رواداری کے ساتھ پیش آئے اور ان کی آزادی اور حقوق کی محافظت کی جو دنیا میں کہیں پائی جا سکتی ہو۔ الخ" (تہذیب الحق)

ہندوستانی تمدن کی خدمت اور مسٹر راس باسو ایم۔ اے

ہندوستانی تمدن کی خدمت جو مسلمانوں نے کی اس کے متعلق ایک ہندو گریجویٹ مسٹر راس باسو کی شہادت ملاحظہ ہو۔

"پٹھانوں کی وحشیانہ ابتدائی دور میں ہندوستانی مندروں، کتب خانوں اور صنعت و حرفت کے خزانوں کی تباہی کو نظر انداز کر دیا جائے تو مسلمان ہندوستان میں اس ملک میں دوسرے ملکوں سے بہت جدید خیالات اور اشیا لائے اور ہندوستان کے تنزل پذیر مندروں اور ان کی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جس پر وہ بہت زیادہ تعریف و توصیف کے مستحق ہیں۔ بلند مینارے، وسیع مسجدیں، شاندار محلات اور دلفریب تفریح گاہیں یہ سب کچھ ظاہر کرتی ہیں کہ مسلمان ہند آرائش، نفاست اور شاندار عمارات کے بڑے شائق تھے۔ مغلیہ مصوری ہندوستان کے مغل شہزادوں کے لئے باعث زینت و شوکت ہے اور انہوں نے ہندوستانی موسیقی کی ہر وقت اعانت کی اور اسے حاصل کیا اور اس کی ترقی تیز تر کر دی۔ الخ" (مجلہ فارورڈ ۹ اپریل ۱۹۲۔ء)

اسلامی فتوحات کی برکات اور پروفیسر ایشوری پرشاد

اسلامی فتوحات کی برکات کے متعلق یو۔پی کے نامور مورخ ایشوری پرشاد کی تحقیق کا خلاصہ:

"اسلامی فتوحات نے مختلف ریاستوں اور سلطنتوں کی بجائے جو ہمیشہ باہم دست و گریبان رہتی تھیں ایک شاہنشاہی اتحاد قائم کر دیا اور لوگوں کو یہ سکھلایا کہ وہ ایک ملک کے اندر ایک حکمران کی اتباع کریں جس سے ہماری قومیت کے ذخیرے میں بہت زور اور سرگرمی کے اجزاء کا اضافہ ہوا اور ایسی نئی تہذیب معرض وجود میں آئی جو ہر طرح سے قابل ستائش ہے۔ مسلمانوں کی رسوم و عادات نے اونچی ذات کے ہندوؤں کی رسوم و عادات کو بہت کچھ ابھارا اور جو لطافت و نزاکت ہماری موجودہ سوسائٹی میں پائی جاتی ہے وہ زیادہ تر مسلمانوں کی طفیل ہے۔ مسلمانوں نے ملک کے طول و عرض میں ایک نئی زبان رائج کی جو اپنے اندر ایک حیرت انگیز ادبی ذخیرہ رکھتی ہے۔ انہوں نے شاندار اور خوبصورت عمارات تعمیر کر کے ہندوستان کے فن تعمیر میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ (تاریخ ہند قرون وسطیٰ)

اسلامی عہد کے فیوض اور مسٹر کندی لال بی اے بیرسٹر ایٹ لا

اسلامی عہد کے فیوض و برکات اور احسانات بیکراں کی بابت یہ فاضل ہندو محقق فرماتے ہیں۔

"آجکل کے مغربی علماء ہندوستان کے اس زمانہ کا مقابلہ موجودہ ترقی یافتہ ممالک سے کرتے ہیں لیکن اگر ہم اس وقت کے ہندوستان کا مقابلہ اس زمانہ کے یورپ سے کریں جو پروفیسر ایشوری پرشاد کے الفاظ میں صحیح طریق کار ہو گا تو ظاہر ہو گا کہ اس وقت یورپ میں رومن کیتھولک لوگوں نے بڑے بڑے ظلم اور سختیاں کیں، خیالات کی آزادی اور مذہبی حریت کا گلا ہی گھونٹ دیا گیا تھا مگر مسلمان اس بات میں مغربی اقوام سے کہیں پیچھے تھے۔ جب وقت سپین کے بادشاہ فلپ دوم نے اعلان کیا تھا کہ خیال "میرے مالک لوگوں پر حکومت کرنے سے حکومت نہ کرنی ہی اچھی ہے" جس وقت ولایت میں جہاں رانی الزبتھ، آئرلینڈ کے رومن کیتھولک عیسائیوں کو تنگ کر رہی تھی اور ان پر ظلم و ستم ہو رہے تھے اس وقت شیر شاہ اور اکبر جیسے مسلمان بادشاہ نہایت بردباری اور رواداری سے کام لے رہے تھے۔ غیر مذاہب اور غیر مسلم اقوام میں باہمی میل ملاپ کی جذبہ تھا۔ اگر ہم اسلامی حکومت کے زمانہ میں آجکل کی طرح ہندوؤں کی بہادری اور مردانگی مفقود نہ تھی۔ ہندو راجے اور زمیندار اس وقت کے مسلمان حاکموں سے ہمیشہ لڑنے کو تیار رہتے تھے اور بعض اوقات لڑتے بھی تھے مگر ملک کی دولت ملک ہی میں رہتی تھی۔ مسلمان بادشاہ کس قدر بھی کیوں نہ عیاش اور فضول خرچ ہوں مگر پھر بھی جو کچھ خرچ کرتے تھے وہ سب ملک میں ہی رہتا تھا۔ ہندوستان کی بیشمار دولت لٹ جانے پر بھی اس وقت دار زندگی ملک میں کافی تھی اور ملک کھیتی باڑی سے معمور تھا اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اس زمانہ کے مسلمان حکمران اور بادشاہ غیر مہذب بڑے سخت تھے بالکل جھوٹ ہے۔ اسی زمانہ میں بلبن اور علاؤ الدین خلجی جیسے حکمرانی کے اصولوں سے واقف اور ہمہ صفت موصوف پیدا ہوئے۔ علم و فاضل محمد تغلق اور ابراہیم شاہ شرقی اور اس جیسے حکمران ناصر الدین تغلق جیسے کئی ایک بہادر جرنیل بھی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے۔ ہندوؤں کے آخری زمانہ کے سب سے بڑے مصلح رامانند، چیتن، کبیر اور نانک جنہوں نے قوم اور مذہب کی کایا پلٹ دی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے تھے۔ جس قوم میں ایسے دیندار اور مذہبی ریفارمر کلجگ میں بھی پیدا ہوں وہ قوم تنزل کو پہنچی ہوئی قوم نہیں کہلا سکتی۔ جس ملک میں حاکمانہ اقتدار کے ہوتے ہوئے بھی ایسے روحانی مرد پیدا ہوں وہ ملک مستقبل سے خالی نہیں ہو سکتا۔ جس حکومت میں ایسے آزاد خیال کی اشاعت اور اس کی تعلیم دینے والے پیدا ہوں اور رہنے دیا جائے وہ حکومت ...

نمونہ ہو اس حکومت کو رعایا کو دکھ دینے والی، مذہب کی دشمن، غیر مہذب اور جابر کہنا گویا تاریخی واقعات پر پردہ ڈالنا ہے۔ (رسالہ سرسوتی الہ آباد)

مسلمانوں کی علم دوستی اور گاندھی جی

مسلمانوں کی ملکی خدمات، اصلاحی کارناموں اور علم دوستی کے متعلق ملک کے بے تاج بادشاہ اور محبوب لیڈر گاندھی جی نے بنارس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:—

"برٹش گورنمنٹ کی آمد سے قبل ملک میں تیس ہزار مدرسے تھے جن میں ساڑھے لاکھ طلبا تعلیم پاتے تھے آج حکومت دفتری بمشکل تمام چھ ہزار مدرسوں کی حالت دیکھتی ہے" (اخبار [illegible])

مسلمانوں کی آمد سے پہلے کا ہندوستان ایک مشہور برہمن لیڈر

مسلمانوں کی آمد سے پہلے جو ہندوستان کی جہالت وحشت اور درندگی کی حالت تھی اس کے متعلق ایک برہمن لیڈر فرماتے ہیں:—

"ابن بطوطہ اور روسی دنیا کے سیاحوں کی تحریروں سے پتہ لگتا ہے کہ ہندوؤں میں علمی قابلیت کا مادہ نہ تھا اور خیالات باطلہ کی طرف عقیدہ جما ہوا تھا ہندوؤں میں نہ تو جمہوری خیالات کا رواج تھا اور نہ مساوات انسانی کا۔ بلکہ فرقے عظمت و ذلت کے ادنیٰ نفسی میں گرفتار تھے جس سے خواہ کتنی کوشش کریں نہ تو بڑھ سکتے تھے اور نہ موروثی عظمت سے گر سکتے تھے ہندوستانی عورتیں بیکس و بے اختیار تھیں عام ہندو میلے کچیلے رہتے تھے پاکیزگی کا نام و نشان نہ تھا علاوہ ازیں بدبو دار تھیں چند خدا پرست برہمن بھی بجائے عملی نمونہ کے لفاظی و لسانی کو برتتے تھے ہندو سردار طماع اور ظالم تھے۔ اجتماعی طور پر کوئی رفاہ عام کا کام نہ کرتے تھے بزدلی اور رذالت عیاں، بد اخلاقی دائمی تھی پراگندگی و انتشار بیشمار تھا کوئی نظم و نسق نہ تھا جنوبی ہند کی حالت اور بھی ابتر تھی مرد و عورت سب کھلے جسم اور بے انتہا ذاتوں میں تقسیم تھے اپنے بتوں کی پرستش کرتے تھے ان کی قربانی دیتے تھے عورتیں ستی ہوتی تھیں بعض ہندو مذہبی خیال سے گنگا میں ڈوب کر خودکشی کو مقدس ایثار جانتے تھے مندروں کے بتوں کی گاڑیوں میں کچل کر جان دینا ذریعہ نجات مانتے تھے شمالی ہند اور جنوبی ہند کے ہندوؤں کی طرز معاشرت میں بھاری فرق پایا جاتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ شمالی ہند میں مسلمانوں کا فاتحانہ و شاہانہ تعلق جنوبی ہند کی نسبت زیادہ رہا اسی لئے شمالی ہند کے ہندو عملاً اسلامی معاشرت کے قالب میں ڈھل گئے اور لباس و صورت و شکل میں کسی ہندو خاندان اور شریف مسلمان میں برائے نام امتیاز رہ گیا اور ہندوؤں کی معاشرت میں ایک حیرت انگیز انقلاب ہوا۔" (اخبار وکیل امرتسر ۲۰ اگست [illegible])

اسی قسم کے بیشمار اقتباسات دیے جا سکتے ہیں اور مسلمانوں کے علمی، سیاسی، صنعتی، اقتصادی اور اصلاحی کارنامے کئی مجلدات کے خواہاں ہیں مگر چونکہ اس مختصر مضمون میں زیادہ کی گنجائش نہیں اس لئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

مسلمانوں کے حامی ملک و وطن ہونیکے تاریخی ثبوت

یہ اقتباسات جو پیش کئے ہیں ایک طرف جہاں ہندوؤں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں وہاں مسلمانوں کے لئے بھی سرمۂ چشم بصیرت ہیں ان اقتباسات سے ناظرین کرام کو بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کیسی بابرکت اور فیض رساں ثابت ہوئی اس ملک کی تاریکی جہالت، وحشت، نحوست، ادبار اور زبوں حالی کو اپنی ہمہ تن کوششوں سے دور کیا اور صنعت و حرفت سے معمور کر کے ہندوستان کو سونے چاندی کی کان بنا دیا۔

یہ مسلمان حکمرانوں کا ہی بلند اخلاق، وسیع قلب، بزرگانہ شفقت اور بردبارانہ برتاؤ تھا کہ ہندوؤں نے ان گرانقدر احسانات کے بدلے ہمیشہ غداریاں، بیوفائیاں، سازشیں اور حیلہ و فریب کئے مگر ان دشمنیوں کے عوض ہمیشہ انہوں نے چشم پوشی کی اور پیٹھ میں خنجر بھونکتے دیکھا مگر معاف کر دیا نہ صرف معاف کیا بلکہ نوازشہائے شاہانہ کی بارش برسائیں اور اپنے غداروں، نمک حراموں، بیوفاؤں کو انعام و اکرام سے مالا مال کیا۔

قدیم محسنوں کے ساتھ ہندو کا سلوک

آہ کس قدر احسان فراموشی، بیوفائی، ذلیل دشمنی اور ناپاک تعصب ہے کہ ہندو مہاشے آئے دن یہ کہتے سنائی دیتے ہیں اور نام نہاد قوم پرست ہندو بڑی شرارت ان کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں کہ مسلمان غیر ملکی ہیں انھیں ہندوستان سے کوئی ہمدردی نہیں انہوں نے ملک کی کوئی خدمت نہیں کی ایسے ہندو حوالجات اگر وہ کو پڑھ کر شرمائیں اور کان کھول کر سن لیں کہ مسلمان غیر ملکی نہیں وہ اس ملک کے اصلی باشندے ہیں وہ حامی ملک و وطن ہیں جتنی خدمت انہوں نے آج تک اس ملک کی کی ہے اس کا سولہواں حصہ بھی آج تک خود ہندوؤں نے نہیں کی اور مسلمانوں کی ہی خدمات جلیلہ انھیں اس ملک کا جائز وارث اور حصہ دار ثابت کرتی ہیں ہندو یاد رکھیں کہ مسلمان اور سب کچھ ہو سکتا ہے مگر وطن کا دشمن نہیں ہو سکتا بلاشبہ ان میں بھی ٹوڈی ہیں اور بعض جماعتیں بدترین کارروائی ہوئی ہیں مگر ان کی تہہ میں تنگ دل ہندوؤں کی متعصبانہ ذہنیت اور تنگ ظرفی اور کانگریسی رہنماؤں کی بے بسی کام کر رہی ہے اگر ہندو اپنے مسلمان بھائیوں سے رواداری، فراخ دلی اور چشم پوشی کا سلوک کرتے تو شاید کوئی جماعت رونما نہ ہوتی اگر ہندو مسلمانوں کے جائز اور طبعی حقوق دینے میں بخل نہ کرتے تو آج ہندوستان کی سیاسیات کا رخ ہی کچھ اور ہوتا۔

مسلمان ٹوڈی اور ہندو ٹوڈی کا موازنہ

ہندوؤں میں بھی ٹوڈی ہیں اور مسلمانوں میں بھی مگر ہندوؤں میں ٹوڈیوں کا پایا جانا سخت تعجب انگیز ہے کیونکہ وہ مسلمانوں سے ہر حیثیت سے ایک اعلیٰ پارلیمنٹری ذہنیت کے مالک ہیں مگر مسلمان ٹوڈی ہندو ذہنیت کی پیداوار ہیں۔ پھر دیکھو مسلمان لیڈر اور اخبار ان کی تحقیر اور تذلیل میں سرگرم رہتے ہیں اور ان کو کسی حال میں قوم کی حمایت حاصل نہیں ہوتی۔ ہندو لیڈر اور اخبار سنگھٹنی مہاشوں سے مرعوب و متعہد ہیں ان کے سامنے بے بس اور لاچار ہیں بلکہ وقتاً فوقتاً اپنی تائید و حمایت سے ان کی سرپرستی کرتے رہتے ہیں آج تک کسی مسلمان ٹوڈی نے یہ نہیں کہا کہ اگر ہندوستانی اقلیتیں باہم کوئی سمجھوتہ نہ کر سکیں تو اصلاحات ہی نہ دی جائیں اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ میں مسلمان حقوقیوں کی تائید و حمایت کر رہا ہوں بلکہ ایک تلخ حقیقت کا اظہار اور ہندو بھائیوں سے برادرانہ شکوہ کر رہا ہوں۔

مسلمانو اپنا فرض پہچانو

مسلمانو! ہادی برحق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ جس سے حب وطن کا سبق تمہیں ملتا ہے اور تمہارے اسلاف کرام کے روشن کارنامے ملکی خدمات اور وطن پرستی تمہارے سامنے ہیں اور حضور کا اسوۂ حسنہ اور تاریخ اسلام پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اگر تم حقیقی اسلامی ذہنیت کے مالک ہو اتباع رسول اور عشق رسول کے دعویدار ہو سلف کی امانت کے محافظ ہو اور دین الٰہی کی اشاعت و حفاظت کے خواہاں ہو اور اسلامی مفاد کا تحفظ چاہتے ہو تو اپنے اندر ایمان بالغیب، توکل علی اللہ اور اعتماد نفس کے وہی پاکیزہ جذبات پیدا کرو جو تمہارے اسلاف کرام میں تھے اور اسوۂ رسول کی پیروی میں اپنے وطن کی فلاح و بہبود و آزادی کے لئے سرگرم عمل ہو جاؤ تم اس ملک کے جائز وارث اور حصہ دار ہو تمہارا سب سے زیادہ اس ملک پر حق ہے۔

مسلمان بحیثیت سیاسی لیڈر

از جناب مولانا سید نذیر الحق صاحب لائل پور

یہ ایک واضح اور روشن حقیقت ہے کہ اسلام سیاسی مذہب ہے اس کا دین سے گہرا تعلق سیاسیات سے متعلق ہے اور مسلمانوں کے نزدیک مذہب و سیاست لازم و ملزوم ہیں کیونکہ اسلام نے مسلمانوں سے خلافت ارضی کا وعدہ کیا ہے اور ان کو دنیا میں اس لئے بھیجا ہے کہ وہ اخوت انسانی کو قائم کریں، حقوق خداکو ادا کریں تمام دنیا میں سب پر ہدایت وسعادت کی راہیں کھولدیں دنیا کی فضا کو امن و سلامتی سے معمور کردیں مظلوم اور کمزور انسانوں کی سلاسل غلامی کو کاٹ دیں انسان کو پنجہ استبداد سے رہائی دلائیں دنیا سے فتنہ و فساد قتل و خونریزی اور فتنہ انگریزی و غداری کا قلع قمع کردیں اور دنیا میں آسمانی بادشاہت و قوانین خداوندی کا نفاذ کردیں

اسلام نے مسلمانوں کے لئے لازمی قرار دیا ہے کہ وہ دنیا میں بہترین امت بن کر رہیں سیاسی تفوق و برتری کے حصول سے ایک لمحہ غافل نہ ہوں قرآنی قوانین کے بقا و اجرا کے لئے مادی ساز و سامان اور طاقت و قوت کے فراہم کرنے سے غفلت نہ برتیں غلامی و بیکاری اور جمود و تعطل کی زندگی بسر کرنے کو موت سے بدتر سمجھیں اور محض تماشائی بنکے نہ رہیں بلکہ کشمکش حیات میں زندہ قوموں کی طرح حصہ لیں۔

تو چونکہ مذکورہ بالا امور قرآنی حقائق ہیں اور مسلمانوں کی زندگی کی خصوصیات ہیں اسلئے اسلام جو خدائی قانون ہے اس کی پشت پر قوت تنفیذیہ کا ہونا لازمی ہے جس کے بغیر حدود اللہ کا قیام ناممکن اور قانون شریعت بیکار ہو جاتا ہے اور قوت تنفیذیہ سیاسی طاقت اور تفوق و برتری سے حاصل ہوتی ہے پس نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام بغیر سیاسی قوت کے قائم نہیں رہ سکتا اور اسلام سیاسی مذہب ہے۔

مسلمانوں کی پستی کا راز

یہی ہے کہ چونکہ اسلامی قانون کی پشت پر قوت تنفیذیہ نہیں جو ان سے اپنے قوانین پر عمل کرا سکے اور حدود شرعیہ پر قائم رکھ سکے اس لئے تمام مسلمان پرستی و ذلت کی وبا میں مبتلا ہے نظام اسلام سے آزاد ہو گئے ہیں دینی احساس مردہ ہو گیا ہے اور وہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی مسلمان نہیں رہے اور ان کی تمام زندگی بے عملی و بے راہ روی کے لئے وقف ہو چکی ہے گویا ان پر خدا اور اس کے رسول کی طرف سے کوئی فرض ہی عائد نہیں ہوتا ؎

ہمارے جسم پژمردہ دماغ افسردہ دل مردہ غم ایام سمجھئے کہ ہے اک جان حزیں باقی

اس پستی و ذلت کا ایک سبب منجملہ دیگر اسباب کے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے پاس سیاسی تفوق و برتری نہ رہی غلامی پر قناعت کی اور حقوق سیاسیہ کے حصول کی موثر تدابیر اور جدوجہد ترک کردی اور اگر سیاسی حقوق کے لئے کچھ ہاتھ پیر ہلائے بھی تو غلط طریقہ سے اور غیر اسلامی سیاست کے زیر اثر۔

اب یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ سیاسی حقوق اور تفوق و برتری کے متعلق زندہ اقوام کا کیا خیال ہے اور وہ سیاسی طاقت کو کس قدر اہمیت دیتے ہیں اور وہ پر امن ایام زندگی اور تعطل و بیکاری کو کتنا برا سمجھتے ہیں

غیر سیاسی اور پر امن زندگی کے متعلق یورپ کے سیاستدانوں کے افکار

کون نہیں جانتا کہ قومی زندگی کے لئے مافوق الفطرت ذہانت و دماغ، غیر معمولی قابلیت اور اولوالعزمی و جنگجوئی کی ضرورت ہے جس یورپ کے فضلا و حکما نے ذریعہ سمجھ کر اسلوب کے سیاست داں اشخاص کے دماغوں میں نہایت تیجی و نامت غیر مسلم اقوال سے بھر دیا ہے چنانچہ نیرشلر کہتا ہے:۔

"ہم جانتے ہیں کہ جیسے آدمی کی ترقی رک جاتی ہے اس کی جرات کمزور ہو جاتی اور حق اسلوب سے مٹ جاتا ہے جو وہ دنیا کو ایک ہی حالت پر رکھتا ہے لیکن جنگ میں انسان کی قوت ظاہر ہوتی ہے ہر ذلیل چیز کو شریف بنا دیتی ہے حتی کہ بزدل میں بھی شجاعت کو جگا دیتا ہے"

فریڈرک اعظم کا قول ہے:۔

"جنگ سے تمام خوبیاں نہایت زور اور معتدل جاتی ہیں ثابت قدمی بلند ہمتی اور تدبر ان کے اندر چلتے ہیں ہر لمحات میں سے کسی نہ کسی خوبی کو کام میں لانے کی ضرورت ہو"

گیٹے کا قول ہے:۔ "وہ چلی دنیا یا ہٹا دیا جانا زندگی کا جوہر ہے"

ٹامس شیلیٹ کہتا ہے: "جنگ اتنی ہی ضروری ہے جتنا کہ فطرت میں عناصر کا مجادلہ"

حقیقت یہی ہے کہ دنیا میں ہر قوم کی ترقی و تنزل کا مدار اور اس کی صلاح و فلاح کی ذمہ داری حنفا اصد و عند اللہ اس کے علماء و فضلاء کے سر عائد ہوتی ہے جس قوم کے علماء فضلاء اور لیڈر ناصر الدین بیر محتاج اصلاح اور جو جذبہ پر آشوب زندگی سے کنارہ کش ہو گئے ضرور ہے کہ قوم بھی ہمہ نزاکت میں اپنی زندگی کے دن گزارے۔

ہندؤں کی دانشمندی و عاقبت بینی

برادران وطن نے قوموں کی ترقی و تنزل کے راز کو سمجھ لیا ہے اور وہ اولوالعزمی و جنگجوئی کو اپنے اندر جذب کر رہے ہیں جس کا اندازہ موجودہ سیاسی ایجی ٹیشن سے بخوبی لگ سکتا ہے جن کے انقلابی نعروں سے ایوان حکومت میں زلزلہ پڑا ہوا ہے اور جن کے سامنے ایک عظیم الشان مادی طاقت جھکتی نظر آ رہی ہے۔

برخلاف اس کے مسلمانوں کی ایک جماعت ہے جو محض زبانی دعووں بمفر جیسے سپیکر زب اور گیدڑ بھبکیوں سے مسلمانوں کو سیاسی حقوق دلانا چاہتی ہے اور ملکی حالات اور وقت کی رفتار دیکھ کر کچھ عرصہ کے بعد ایک پر شور اجلاس کرکے اور مسلمانوں کی آنکھوں میں لندن کے جو راستے کی خاک جھونک کر اپنے اپنے بنگلوں اور کوٹھیوں میں گدے دار کرسیوں پر جا دراز ہوتی ہے اور ایثار و قربانی کے وقت چپ سادھ لیتی ہے۔

اس جماعت کی مخفی سیاست کا بنیاد یہ ہے کہ قومی ہمدردی کا غلغلہ ڈال کر اور حقوق طلبی کا بلند بانگ دعوی کرکے قوم کو بے عملی اور گداگری کا سبق دیا جائے، ان کا سیاسی شعور بلند وطن کے بڑھتے ہوئے سیاسی شعور سے پامال ہو جائے نہ دریا میں رہکر مگرمچھ سے بیر رکھے اور سیاست تک پہنچ اشتعال میں بے حسی رہے اور اپنی اس قوم فروشی کے عوض اپنے آقایان ولی نعمت سے انعام و اکرام حاصل کرے چونکہ مجھے آئندہ چلکر اسلامی سیاست کے متعلق لکھنا ہے اس لئے ضروری ہے کہ پہلے اسلامی سیاست کے اصول و قوانین بتلا دیئے جائیں۔

سیاست اسلامی اور مغربی طریقہ سیاست

آج دنیا میں جس سیاست کی دور دورہ ہے اور آج جس بین الاقوامی تعلقات و معاملات میں جو روح کار فرما ہے اس سے امن عالم مفقود اور تباہ ہے جس کی ہیبتناک تباہ کاریوں سے دنیا چلا اٹھی مغربی سیاست کا اصل مقصد یہ ہے کہ۔

تہذیب و تمدن کے ایک شفیق معلم کے لباس میں ملبوس ہوکر، ہمدردی و محبت کا دلنواز پیکر بنکر اور حریت و آزادی دلانے والا آسمانی فرشتہ بنکر اپنے اصلی مقاصد و اغراض کے اس خاسر ترین جال میں اقوام صغیرہ و ضعیفہ کو پھانس لیا جائے، موقعہ پاکر ضعیف اقوام کے مال و متاع کو زور و قوت سے غصب کر لیا جائے، اپنی دولت اور ناموس و شوکت کو زیادہ سے زیادہ محفوظ کیا جائے اور اپنے رقبہ اقتدار کو زیادہ وسیع کیا جائے اگر کوئی قوم ان اغراض و مقاصد میں مزاحم ہو تو اس کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے کیونکہ ضعیف اور کمزور قوموں کو کوئی حق نہیں کہ وہ دنیا میں آزاد رہیں۔

اس سیاست کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا کی ہر قوم اغراض پرستی حرص طمع اور تلون و خناثت میں مبتلا ہے اور اغراض پرستی و خود غرضی کا نشہ ہر انسان کو بدمست و سرشار کئے ہوئے ہے اس سیاست نے زبانی قول و قرار کا اعتبار کھو دیا ہے اور ایک قوم کو دوسری قوم سے بدظن کر دیا ہے اور اغراض پرستی نے یہانتک ترقی کی ہے کہ عہود و مواثیق کے انضباط و تحریر کو بھی ایک کاغذ سے زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی غرض اس سیاست کا خلاصہ یہ ہے کہ دوسروں کو شکار اور ان کے حقوق غصب کرکے خود زندہ رہو۔

مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے برادران وطن بھی اسی سیاست کے شکار ہیں اور اُن کے دل و دماغ پر یہی ذہنیت مستولی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ حقوق طلب مسلمانوں کی آواز و قعت حاصل کر رہی ہے اگر وہ کشادہ دلی اور انصاف و رواداری سے کام لیتے اور مسلمانوں کے جائز حقوق دینے میں بخل نکرتے تو شاید مسلم کانفرنس عالم وجود میں نہ آتی اور تمام ہند و مسلمانوں کی ایک آواز ہوتی۔

اس کے مقابلہ میں اسلامی سیاست کا منشا یہ ہے کہ بین الاقوامی تعلقات کو مستحکم کیا جائے امن و رواداری کی ایک عام فضا پیدا کی جائے ضعیف اقوام کی امداد و دستگیری کی جائے سرمایہ داری اور اقتدار پرستی کی لعنت سے دنیا کو پاک کیا جائے اپنے جائز حقوق کو چھوڑا نہ جائے اور کسی کے حقوق غصب نہ کئے جائیں اس کا منشا یہ ہے کہ خود زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے دو اسلامی سیاست کی بنیاد اغراض پرستی اور خود غرضی اور دوسروں کے اموال و املاک غصب کر لینے پر نہیں بلکہ مشترکہ مفاد طے شدہ عہود و مواثیق اور اعتماد و دیانتداری پر ہے اور اس کے ثبوت میں صرف اسلامی جمہوریت و مساوات، عدل و انصاف اور امن و رواداری کی تعلیم کی طرف توجہ دلانا کافی سمجھتا ہوں جو آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور جس کا اعلان ہر آٹھویں دن مسجد کے منبر پر ائمہ مساجد کرتے ہیں خصوصاً جمعہ کے خطبہ کا یہ اعلان ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر قابل توجہ ہے نیز ارشاد خداوندی ہے تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان یعنی نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مددگار بنو اور ظلم و زیادتی میں ایک دوسرے کے مددگار نہ بنو ان دونوں آیتوں میں مذکورہ بالا تمام اسلامی سیاست کا خلاصہ آگیا اور میں صرف اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔

تفصیلات بالا سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے ہیں (۱) اسلام سیاسی مذہب ہے۔ (۲) مسلمانوں کے لئے سیاسی تفوق و برتری حاصل کرنا ایک ناگزیر امر ہے۔ (۳) اسلامی سیاست ہی دنیا میں امن و رواداری کی فضا پیدا کر سکتی ہے۔ (۴) مسلمانوں کے لئے سیاسی لیڈروں کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔

مسلمان سیاسی لیڈر کے فرائض

یہ ہے کہ اس کی سیاسی جدوجہد کا محور و مرکز قرآن و حدیث اور اسوہ رسول ہو کیونکہ مسلمان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی بہترین رہنما ہے اسکو چھوڑکر اپنے علم و عمل کا محور کوئی اور طریقہ بنانا بدترین گناہ اور کامیابی و ترقی سے محرومی ہے۔

اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی کا باستعیاب نظر مطالعہ کیا جائے تو نظر آتا ہے کہ آپ غریبوں کے غمگسار ملک و وطن کے مسکین تیموں کے مددگار، بیواؤں کے خدمتگار، بیکسوں کے دستگیر، بیماروں کے یار اور دردمندوں کے دلدار تھے صداقت اقوال اور سچائی عمل آپ کا شیوہ تھا آپ کی غمخواری، ہمدردی، سیرچشمی، فیاضی رحم و مروت اور رحمت و رافت سے اپنے پرائے اور دوست و دشمن سب ہی فیضیاب تھے حمایت حق اور مخالفت باطل میں آپ کسی کی رورعایت نہ کرتے تھے قیام امن اور ملک کی بدامنی کے انسداد میں آپ ہر وقت سرگرم عمل رہتے تھے چنانچہ اس غرض کے لئے آپ نے نبوت کا تاج فرق مقدس پر رکھنے سے پہلے مکہ کی عام آبادی میں بدامنی کے نقصانات واضح کئے اور قیام امن اور نگرانی حقوق کے لئے ایک انجمن قائم کی اور جب ہجرت کرکے آپ مدینہ تشریف لائے تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مدینہ کے یہود سے معاہدہ کرکے تعمیر ملت کے کام کے لئے امن و سکون کی فضا پیدا کی۔

مکہ کی زندگی میں جو ہولناک مظالم آپ نے برداشت کئے اُن سے بچہ بچہ واقف ہے کہ آپ کو ہجرت کرنی پڑی مگر اہل قریش کے بغض و کینہ اور ایذا رسانی سے اب بھی پیچھا چھوٹا اور ایک لشکر جرار لیکر مسلمانوں پر چڑھ دوڑے، اس وقت مسلمان اگرچہ بہت ہی قلیل تھے چند ٹوٹی ہوئی تلواروں کے سوا ان کے پاس کچھ نہ تھا اور ایسے وقت مسلمانوں کی فتح و نصرت تو بڑی چیز ہے اپنی جان بچاکر بھی بھاگنا بہت مشکل تھا دنیا کے سب سے بڑے مصلح ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلت و کثرت کو ہیچ سمجھا تھا مسلمانوں کو شیر و ببر بنا دیا اور ان کو ایمان و توکل کا سبق پڑھایا کہ من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله اسکے حکم سے چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آجایا کرتی ہیں دنیا نے دیکھا کہ حق و صداقت کی اس اولین جنگ میں مسلمان کامران ہوئے۔

اب انہی جانی دشمنوں سے صلح ہوتی ہے جب آپ صرف حج و زیارت کی نیت سے مکہ کی طرف گئے تو آپ کو کافروں نے روک دیا اور ایک مذہبی فرض کی بجا آوری اور شہر سے محروم کر دیا مگر جس رفتار سے ہادی اعظم نے تین سو تیرہ جاں نثار غلاموں، تیرہ سو کو تین تیرہ کر دیا تھا اس موقع پر طرح دیکھا اور خود اپنی طرف سے صلح کی گفتگو شروع کی اور بالآخر ایسی دب کر صلح کی کہ آپ کے جان نثار غلاموں کی رگوں میں جوش بدلے لگا مگر یہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ خدا کا پیغمبر جو بظاہر دب کر صلح کر رہا ہے بالآخر "فتح مبین" کا پیش خیمہ ثابت ہوگی اور یہی ہوا۔

پھر جب آپ فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سامنے وہ بدبخت آپکے دشمن تھے جنہوں نے ساری عمر آپ کو چین سے نہ بیٹھنے دیا مگر آپ نے انتقام لئے بغیر آزاد کر دیا۔

کون نہیں جانتا کہ ہادی برحق کی زندگی میں ہر وقت موت کے منہ میں رہے چاروں طرف سے دشمنوں میں محصور رہے عرب کا بچہ بچہ آپ کی جان لیوا دشمن تھا آپ کو ستایا گیا اور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ایسے ایسے زہرہ گداز مصائب اور تکالیف کا سامنا ہوا کہ جن کا عشر عشیر بھی آجتک مسلمانوں کو ہوا اور نہ قیامت تک ہوگی گویا آپ کے ساتھی بھنیں دانتوں میں زبان بنکر رہے مگر ایسی حالت میں بھی آپ

بد امنی اور جنگ کو طرح دیتے رہے اور صاحب اقتدار ہونے کے بعد بھی ہمیشہ صلح اور امن و امان کے خواہاں و جویاں رہے جو کچھ کیا محض جوش ایمانی اور قوت بازو کے بھروسہ پر کبھی کسی سے اپنے حقوق کی حفاظت کا ضمانت نامہ لکھوایا نہ کسی سے حقوق مانگے اور نہ کبھی اپنے ساتھیوں کو کثرت اور مادی قوت سے ڈرایا نہ کسی سے انتقام لیا اور نہ کبھی اپنے دشمنوں سے تعلقات منقطع کئے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی کا خلاصہ دنیا کے سامنے ہے اور آپ کے امتیوں کو دعوت عبرت دے رہا ہے اور اسلام کی فتح و کامرانی اور عزت و ترقی کی ماہیت ان پر کھولتا ہے۔

مسلمان سیاسی لیڈر کیسا ہونا چاہیئے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل اور اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے جبکہ ہر ایک مسلمان کا دین وایمان ہے اور جس سے انحراف خدا کی نافرمانی اور اسلامی تعلیمات سے غداری ہے پس اصول اسلام و مفاد اسلامیہ کے مطابق مسلمانوں کا سیاسی لیڈر وہ ہو سکتا ہے جس کا عملی پروگرام حسب ذیل ہو۔

(۱) غریبوں، یتیموں، بیواؤں، بیکسوں اور کمزوروں کا غمگسار اور مددگار ہو خواہ وہ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں۔ (۲) صداقت اقوال اور صداقت اعمال اس کا شیوہ ہو۔ (۳) حمایت حق اور مخالفت باطل میں اپنے پرائے کسی کی رو رعایت نہ کرے۔ (۴) رحم و مروت غمخواری و ہمدردی اور اخلاق میں دنیا کی تمام قوموں سے بلند ہو اور امتیازی شان رکھتا ہو (۵) محب وطن اور خیر خواہ ملت ہو (۶) زبان اور دل اور قول و عمل میں مطابق ہو (۷) قیام امن اور ملک کی بہبودی کے ارتقاء کے لئے ہر امکانی سعی سے کام لے (۸) بغض و عناد اور منتقمانہ جذبات سے بالاتر ہو ہر حال میں ہر ایک سے صلح کا متمنی ہو (۹) ایثار و قربانی کا ثبوت دے (۱۰) اسلام اور مسلمانوں کے حقوق کا محافظ و نگراں ہو (۱۱) خود داری، خود اعتمادی، ایمان بااللہ، توکل علی اللہ اور صدق مقالات کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہو جو مدعی ان اوصاف و خصائص کا مالک نہ ہو ایثار و قربانی سے جی چراتا ہو اور محض باتیں بنانا جانتا ہو وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ مسلمانوں کا سیاسی لیڈر کہلائے۔

مسلمانو! اسوۂ رسول کی پیروی کرو

آج ہندوستان میں ایک عام سیاسی ہلچل بپا ہے سیاسی حقوق کی جنگ کی بازار گرم ہے وہ قومیں جو کل تک مسلمانوں کی دست نگر اور محتاج تھیں جن کو مسلمان منہ تک نہ لگاتے تھے آج وہ مسلمانوں سے جنگ آزمائی کا اعلان کر رہی ہیں اور ہر شخص ایثار و قربانی و فنا کاری کے جوش سے وارفتہ و سرشار ہے اور سرزمین ہند میں مسلمانوں کی موت و حیات کا سوال درپیش ہے مگر مسلمانوں کی سیاسی بدحالی اور خدا کے دین کی رسوائی کا یہ عالم ہے کہ ان کے سیاسی اقبال کا مرثیہ پڑھا جا رہا ہے صرف ہنگامی تجویزوں طوفانی کانفرنسوں اور ہیجانی تقریروں میں اپنا سارا وقت اور زور صرف کر رہے ہیں وہ ان کی کوئی متفقہ آواز ہے نہ ان کے سامنے کوئی عملی پروگرام اور متفقہ لائحہ عمل ہے اور نہ ان کا کوئی ایک سیاسی لیڈر ہے سب دردمند ہیں غمگین ہیں بے چین ہیں بیقرار ہیں اور ایک روشن شاہراہ اور مستقل نصب العین کی طلب و جستجو میں ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں اور ہر قوم موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے ادھر سیاسی لیڈر ہیں کہ اختلاف آراء کی بنا پر ایک دوسرے کی تکہ بوٹی کر دینا چاہتے ہیں آپس میں لٹھم لٹھا اور جوتم پیزار ہو رہے ہیں ایک دوسرے پر کیچڑ اچھال رہے ہیں ذاتی رنجشوں اور جھگڑوں میں اپنی زبان و قلم کی قوتیں صرف کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے نام اور قومی ہمدردی کے پردے میں کیا جا رہا ہے۔

آہ یہ کیسی سیاسی بدحالی و ہلاکت آفرین انتشار اور جگر خراش حقیقت ہے کہ قوم کی کشتی کے ناخدا کسی ایک مطالبہ اور پروگرام پر متفق نہیں ہوتے قریب خود رائی کے بعد متحد یا ہوشیار نہیں ہو سکتے ذاتیات اور اغراض پرستی سے بلند و بالا ہو کر مسئلہ کا جائزہ نہیں لے سکتے مسئلہ آزادی کی نوعیت ماہیت اور حقیقت کو حل نہیں کر سکتے بلکہ گھتھیوں، باہمی رقابتوں اور ذاتی مفادکی حفاظتوں سے قوم کو ذلت و ہلاکت میں مبتلا کر رہے ہیں۔

یہ سیاسی انتشار و بدحالی، خسران اور تباہی و بربادی کیوں ہے؟ صرف اس لئے کہ ہادی برحق کے طرز عمل اور سیرت حسنہ سے انحراف ہے ایثار و قربانی کی کمی ہے اور نیک نیتی و عمل کی خیر و برکت نہیں۔

مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی کے لئے ان کے سروں پر اصولی طور پر دو جماعتوں کا ہاتھ ہے ایک بے عملی اور ایک عملی یعنی ایک غیر کانگریسی اور کانگریسی اب مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ مذکورہ بالا تفصیلات کو سامنے رکھکر اندازہ لگائیں کہ کونسی جماعت کا طرز عمل اسوۂ رسول کے مطابق ہے جس کا طرز عمل اسوۂ رسول کے مطابق نظر آئے اسی کی اطاعت کیفی اور ارادتمندی اختیار کی جائے اور اسی کو اپنا ملجا و ہادی تصور کیا جائے ورنہ مسلمانوں کو مٹنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے خدا وہ دن نہ لائے کہ مسلمان اسوۂ رسول سے انحراف کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالیں اور دین خدا کی ذلت و رسوائی کا باعث بنیں اے اللہ مسلمانوں کو ہر قسم کی غلط کاریوں اور بے راہ رویوں سے باز رکھکر شریعت حقہ کی صراط مستقیم پر گامزن کر تاکہ تیرے رسول کے نام لیوا عزت و کامرانی کی زندگی بسر کریں اور تیرے دین کا بول بالا ہو۔ امین الٰہی رب العالمین۔

ہمارے بعض نفس پرست اور خود غرض لیڈر

ہر بات میں غصہ ہے ہر قول میں خودداری
ہر بات میں منہ زوری ہر وقت دل آزاری
خود اپنی پرستش ہے دنیا سے ہے بیزاری
قوموں کے مسیحا کیسی ہے یہ بیماری

یک گونہ غرضمندی جیون سے برستی ہے
یہ لیڈری ہے بابا یا نفس پرستی ہے

مذہب نے سکھائی ہے کب ایسی زبردستی
مذہب کے لئے ناحق اتنی ہی سیہ مستی
مذہب تو سکھاتا ہے رفعت پہ رہے ہستی
گمراہ خیالوں میں لیکن ہے یہی پستی

دشنام زباں پر ہے اور ہاتھوں میں دستی ہے
یہ لیڈری ہے بابا یا نفس پرستی ہے

لیڈر وہ جو اپنی ہستی کو مٹا ڈالے
اصلاح و اخوت کی دنیا میں بنا ڈالے
لیڈر وہ ہے جو دل پر تسکیں کی ضیا ڈالے
اور آپ کہ پھرتے ہیں دنیا پہ بلا ڈالے

اغراض کا نشہ ہے پندار کی مستی ہے
یہ لیڈری ہے بابا یا نفس پرستی ہے

قوموں کے پھنسانے کو ڈالا ہے نیا پھندا
ہر قوم پریشاں ہے ہر قوم پراگندہ
ہر وقت گدائی ہے ہر دم طلب چندہ
یہ راہ نمائی ہے یا پیٹ کا ہے دھندا

اب قصر حمیت میں بے غیرتی بستی ہے
یہ لیڈری ہے بابا یا نفس پرستی ہے

مسلمان بحیثیت عادل و محسن

از جناب مولانا مولوی لطف الرحمٰن صاحب بھوپالی

اسلام کی شاندار تعلیم عدل

حسن معاشرت اور صفائی معاملت کا سنگ بنیاد عدل و انصاف اور رعایت حقوق پر ہے اور معاشرت میں سب سے زیادہ موید اجتماع عدل ہی ہے کیونکہ عدل ایک جادو ہے جو اپنے کرشمۂ دلنشیں سے قلوب کو مسحور کر لیتا ہے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیتا ہے اور بغض و عناد سے بھرے ہوئے دماغوں کو آب الفت سے دھو کر ہر قسم کی نفرت و کدورت سے پاک کر دیتا ہے۔

اگر کسی قوم کی بلندیٔ اخلاق، صفائی معاملت اور حسن معاشرت کا اندازہ لگانا ہو تو پہلے یہ دیکھو کہ اس کی مذہبی روایات تاریخی شہادتیں اور موجودہ اعمال و افعال کہاں تک عدل و انصاف کے پرشکوہ مظاہر پیش کرتے ہیں اس نے حق پژوہی اور معدلت گستری کے کون کون سے کارنامے دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں اور دوست و دشمن کے مقابلہ میں مسالمت و رواداری کو کہاں تک نباہا ہے جس قوم اور فرد میں یہ صفت جس قدر زیادہ پائی جائیگی وہ قوم و فرد اسی قدر مہذب شائستہ مہذب اور کامیاب سمجھی جائیگی اور جس قوم کا محور عدل ہوگا وہی قوم ایک دوسرے پر فوقیت و برتری کے لاف و گزاف میں بازی لیجائے گی۔

میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مساوات، رواداری اور عدل و انصاف کی جو تعلیم اسلام نے دی ہے اور حق پژوہی و معدلت گستری کے جو پرشکوہ مظاہر مسلمانوں نے پیش کئے ہیں اس کی نظیر کسی مذہب کسی قوم اور کسی طبقہ میں نہیں ملتی اسلام میں سرے سے شاہ و گدا امیر و غریب آقا و غلام ذاتی علو نسبی افتخار صلبی سرمایہ داری مالی وجاہت و اقتدار اور عربی و عجمی کی کوئی تفریق ہی نہیں بلکہ عز و شرف کا تمام مدار تقویٰ و پرہیزگاری پر ہے اسلامیوں کی تاریخ ہی یہ منظر پیش کرتی ہے کہ سیدنا عمر فاروق اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے پیدل جا رہے ہیں اور غلام اونٹ پر سوار ہے حضرت عمر برسر منبر کہا کرتے تھے اعتق سیدنا ابوبکر سیدنا بلال۔

جنگ بدر میں سواریوں کی قلت تھی ایک ایک اونٹ تین تین آدمیوں کے حصہ میں آیا تھا چنانچہ نبی کریم صلعم سیدنا مرتضیٰ اور حضرت ابوذر کے حصہ میں بھی ایک ایک اونٹ آیا تھا دو سوار ہو جاتے اور ایک پیدل چلتا یہاں تک کہ حضرت نبی کریم بھی اپنی نوبت پر پاپیادہ چلتے اور دونوں فدائیوں کو حکماً اونٹ پر سوار کرتے

اسلام میں عدل و مساوات کے پرشکوہ مظاہر

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش مبارک میں دو بچے ہیں ایک نواسہ رسول حضرت حسن علیہ السلام دوسرے اسامہ بن زید جن کو دنیا غلام بن غلام سمجھتی ہے اور جناب رسالتمآب فرما رہے ہیں خداوند رب بے نیاز میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں جو کوئی ان سے محبت کرے تو بھی ان سے محبت فرما زید زر خرید غلام تھے مگر سریہ موتہ میں جعفر طیار رضی اللہ عنہ جو سیدنا علی مرتضیٰ کے حقیقی بھائی تھے ان کی ماتحتی میں کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں سالم ابو حذیفہ کے غلام راہ ہجرت میں گروہ مہاجرین کی امامت کراتے ہیں غلام صہیب رومی کو سیدنا عمر فاروق اپنے مرض الموت میں مسجد نبوی کا امام بناتے ہیں عکرمہ قتادہ اگرچہ غلام تھے مگر کتب تفاسیر میں سید المفسرین کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں حضرت امام حسن بصری کنیز زادہ تھے لیکن صوفیہ کے چاروں خاندان اور موجودہ خانوادوں کے مسلم امام مانے جاتے ہیں۔

یہ تو امامت دینی کے پرشکوہ مظاہر تھے اب دنیوی مظاہر پر بھی غور کرو صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں آپ کو غلاموں کی بادشاہی نظر آئیگی ہندوستان کا پہلا اسلامی بادشاہ ایبک غیاث الدین غوری کا غلام تھا محمود سبکتگین غلام بن غلام تھا لیکن شاہان خوارزم و بلخ اس کی اطاعت پر مفتخر تھے اور یمین الدولہ کے لقب سے یاد کرتے تھے امین الرشید کے عساکر کا قائد اعظم ذوالیمینین طاہر غلام تھا شہر قاہرہ اور وہاں کی مشہور عالم یونیورسٹی کا بانی جوہر غلام تھا جبرالٹر کا فاتح طارق غلام تھا سب جانتے ہیں مصر میں خاندان غلامان کی حکومت بہت عرصہ تک رہی یہ تمام دلائل و شواہد ثابت کرتے ہیں کہ اسلام نے جس ذلیل اور ادنیٰ کا رتبہ بھی اپنی آغوش میں لیا بلا فرق جاتی اسی کو تخت رفعت پر بٹھایا اور اس پر بادشاہت یا امامت کے دروازے کھول دیئے کیا دنیا کی کوئی قوم اپنے دامن میں ایسے چمکدار اور شاندار عملی عدل و مساوات کے کارنامے رکھتی ہے؟

ہندو دھرم میں عدل و مساوات کا فقدان

اگر ہندو دھرم عدل و انصاف کے کارنامے رکھتا تو اس میں ذاتوں کی تفریق شودر اور برہمن کا فرق اور پھر ان کے مراتب دنیوی کا ہی نہیں بلکہ جزا و سزا اور مدارج اخروی میں امتیاز نہ پایا جاتا اور سب سے بڑھکر یہ کہ آج ہندوستان کے ایک ایک چپہ پر ناقہ کشی کر کے جان تک لینے کی نوبت نہ آتی منو سمرتی کے چند عدل و انصاف کا خون کرنے والے قوانین ملاحظہ ہوں:۔

اگر کوئی لڑکی کسی برہمن سے زنا کرے تو لڑکی کو کوئی سزا نہیں دینی چاہیئے لیکن اگر وہ کسی دوسرے سے زنا کرے تو اس کو گھر میں قید رکھے (منو ۸/۳۶۵)

اعلیٰ ذات کی لڑکی سے زنا کرنے والا نیچ خاندان کا مرد واجب القتل ہے لیکن اونچی ذات کا زنا کرنے والا واجب القتل نہیں بلکہ لڑکی کے والدین کو کچھ معاوضہ دیدے (منو ۸/۳۶۶)

برہمن خواہ دنیا بھر کے پاپ کرتا ہو مگر اس کو سزائے قتل نہ دینی چاہیئے (منو ۸/۳۸۰)

برہمن کا سر مونڈنا قتل کے برابر ہے مگر دوسرے ورنوں کا قتل ہی اصلی قتل ہے (منو ۸/۳۷۹)

اگر کوئی برہمن کسی کھشتری یا ویشانی سے اس کے گھر میں زنا کرے تو اس کا سر بھی نہیں مونڈنا چاہیئے بلکہ معمولی جرمانہ کر کے چھوڑ دینا چاہیئے (منو ۸/۳۸۲)

اگر کوئی شودر کسی دوج کے برابر بیٹھے تو اس کی کمر میں داغ دیکر گاؤں سے نکال دینا چاہیئے یا اس کے چوتڑوں کو تھوڑا سا کاٹ ڈالنا چاہیئے (منو ۸/۲۸۱)

عیسائیت میں عدل کی نامکمل تعلیم

اگر مسخ شدہ عیسائیت عدل و مساوات کا صحیح نقشہ دنیا کے سامنے پیش کرتی تو اس میں کفارہ کا مسئلہ نہ پایا جاتا جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ خود مصلوب ہو کر اپنی تمام امت کا کفارہ دے چکے اور اب قیامت تک سارے مسیحی معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں عقل سلیم کے نزدیک ایسا کفارہ کسی طرح بھی قرین عدل و انصاف نہیں بلکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ رحم کے غلو میں یہ مسئلہ ایجاد کر لیا گیا ہے چونکہ ہندوؤں اور عیسائیوں کے یہاں عدل و انصاف کی صحیح تعلیم نہیں

ان کی زندگی کا محور عدل نہیں اس لئے وہ اسلام کی شاندار تعلیم عدل سے کیا نفع حاصل کر سکتے ہیں۔ اسلام پر یہ اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ مسلمانوں کا نعرہ اللہ اکبر اور تخت گیری کو گویا اس میں رحم و کرم کی صفتیں ہی نہیں ان کو معلوم ہونا چاہئیے کہ مسلمانوں کے خدا میں بیشک الجبار اور القہار کی صفتیں بھی ہیں مگر شدید غصے کے پاس بھی بیٹھ جانے سے اس کے چہرے پر ٹھنڈک آ جائے۔ ایک شخص کی لغزش سے تمام بنی آدم کو گنہگار ٹھہرا دے اور پھر اس کی بادشاہت میں یہ نارواں کن گناہ کو سولی پر چڑھا دے اسلام میں خدا رحیم ہے مگر انصاف کے ساتھ گناہ کی سزا دینے والا بھی ہے ایک ہی طریقہ اور اصول ہے سزا و جزا دینے والا ہے مگر اعمال و افعال کے لحاظ سے اللہ اس کے نزدیک سب برابر اور یکساں ہیں۔

اسلام کا نظام عدل

اسلام نے تمام معاملات و معاشرت میں عدل و انصاف کو اصل اصول قرار دیا ہے اور رحم و عفو اور ایثار و ہمدردی کو اس کی تکمیل کا راز ٹھہرایا ہے اور کہیں بھی ایسی تعلیم نہیں دی کہ رحم اپنی حد سے گذر کر ظلم ہو جائے اور عدل گستری و انصاف شعاری کے ساتھ میانہ روی اور اعتدال پسندی کی ہی تعلیم دی ہے کیونکہ وہ رحم جو کسی دوسری جگہ ظلم اور کسی کی حق تلفی ہو ہرگز پسندیدہ اور قابل تعریف نہیں اسلام نے ہر جگہ عدل و انصاف کی تاکید کی ہے مگر ساتھ ہی رحم و عفو کی سفارش اور ظلم کی سختی سے ممانعت بھی فرمائی ہے تاکہ کوئی شخص دوسروں کی حق تلفی کر کے کسی ایک پر رحم کرنے کی جرأت نہ کر سکے مثلاً چور یا ڈاکو کو رحم کر کے چھوڑ دے ہاں اگر رحم کا اثر اس شخص کی ذات ہی تک محدود ہو وہاں اختیار کر کے اپنے حق کو معاف کر دینے کا اختیار اسلام نے مسلمانوں کو دیا ہے یعنی آقا اپنے غلام کی زیادتی اور گستاخی معاف کر سکتا ہے کیونکہ اس کا اثر آقا کی ذات سے آگے نہیں بڑھتا مگر وہ کسی چور اور ڈاکو کو نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ اس کی رہائی عام لوگوں کے حق میں مخدوش اور مہلک ہو چنانچہ اسلام نے اسی فطرت شناسی کی بنا پر حکم دیا ہے:۔

جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی برائی کا بدلہ ٹھیک ویسی ہی برائی ہے لیکن جو واصلح فاجره علی الله انه لا یحب الظلمین معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا صلہ اللہ کے ذمہ ہے بیشک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

نیز ایک جگہ اور حسب حیثیت عفو و ملاطفت اور ایثار کی سفارش کی ہے:۔

وان تعفوا وتصفحوا والصلح خیر اور تم معاف کر دو اور اصلاح کر لو اور صلح اچھی چیز ہے

اسلام کے دین فطرت ہونے پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس نے حکم تو دیا ہے انصاف کا مگر ساتھ ہی سفارش کی ہر رحم کی صفائی معاملات اور حقوق العباد کی ادائیگی کی بابت فرمایا:۔

یا ایها الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط۔ اے ایمان والو ہمیشہ انصاف پر قائم رہو۔ امراء اور حکام کو تاکید کی اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل جب تم لوگوں پر حکم کرو یا ان پر حکومت کرو تو عدل و انصاف کرو۔ پھر اس کو اور زیادہ مؤکد کیا کہ محض یہ سلوک انصاف اپنوں ہی سے نہ کرو بلکہ اغیار و اجانب سب سے انصاف کرو وان حکمت فاحکم بینهم بالقسط ان الله یحب المقسطین اگر تو ان میں (یعنی دشمنوں میں) فیصلہ کرے تو انصاف سے فیصلہ کر بیشک اللہ انصاف سے فیصلہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ فاصلحوا بینهما بالعدل واقسطوا۔ اگر کچھ کہو تو عدل کو ملحوظ رکھو اگرچہ خویش و اقارب کے معاملہ ہی کیوں نہ ہو لوگوں کی اصلاح عدل و انصاف سے کرو۔"

پھر علی العموم مسلمانوں کا یہ فرض قرار دیا:۔

ان الله یامر بالعدل والاحسان اللہ تعالیٰ عدل و احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جمعہ اور عیدین کے خطبے میں جملہ اذکار میں جز ہے یعنی ہر ہفتہ میں دنیا کے مسلمانوں کے کانوں میں یہ الفاظ پڑتے رہتے ہیں یہ بھی فرمایا اعدلوا هو اقرب للتقوی۔ عدل سے کام لو کہ یہ خدا ترسی کے قریب ہے۔

قرآن کریم نے اعلیٰ بلاغت سے کام لیکر عدل کو امانت قرار دیا ہے جس سے منشاء یہ ہے کہ عدل تمہاری چیز نہیں بلکہ خدا کی امانت ہے جس کو ادا کرنا تمہارا فرض ہے۔

ان الله یامرکم ان تؤدوا الامانات الیٰ اهلها اے مسلمانوں بیشک تمہیں حکم دیتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں ان کے سپرد کر دیا کرو۔ اسلام نے عدل کو یہاں تک پیش نظر رکھا ہے کہ معرکۂ جنگ اور عرصۂ خونریزی میں جبکہ بڑی بڑی متمدن و متدین قومیں خونخوار بھیڑیا بن جاتی ہیں اور اپنے فائدہ اور اپنے رعب و داب کو قائم رکھنے کے لئے قتل عام اور ہر قسم کی ظلم و سفاکی کو اپنا فرض سمجھتی ہیں ایسے موقع پر بھی اسلام نے عدل کی تاکید کی ہے۔

قاتلوا فی سبیل الله الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین جو لوگ تم سے مقاتلہ کرتے ہیں ان سے اللہ کی راہ میں مقاتلہ کرو مگر غیظ و غضب اور جوش انتقام میں کوئی زیادتی نہ کرنا اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

قومی حمایت کا جوش بالطبع ہر ایک مذہب و ملت میں پایا جاتا ہے اور اکثر لوگ اپنی قوم کی بیجا حمایت کرنے کے لئے دوسروں پر ظلم و ستم کرنا روا سمجھتے ہیں ان کے قصور اور عیب کو چھپاتے ہیں اور ظلم و سفاکی پر ان کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں جس کا موجودہ شکستنی ہماشما اور فرقہ پرست قومیں ہیں جو اپنی قوم کی بیجا حمایت کرکے اس کا الزام دوسری قوموں پر لگاتے رہتے ہیں اور بدقسمتی سے اسلامی تعلیمات کے خلاف بعض مسلمانوں نے بھی یہی وطیرہ اختیار کر لیا ہے اس کے متعلق قرآن مبین میں حکم ہے:۔

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ولا تکن للخائنین خصیما اپنی قوم کی ہمدردی و اعانت فقط نیکی اور انصاف کے کاموں میں کرو اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں ہرگز نہ کرو قوم کی ہمدردی میں سرگرم رہو مگر ظلم اور خیانت کرنے والوں کی طرف سے مت جھگڑو۔"

غرض جو وسعت و اہمیت اپنے سارے احکام و قوانین میں انصاف کو اسلام نے دی ہے اور اس میں عبادت کی شان پیدا کر دی ہے وہ اور کسی مذہب نے نہیں دی یعنی یہ بات صرف اسلام ہی کے ساتھ خاص ہے کہ اس نے معاملات کو بھی اپنے دائرۂ اثر میں لیکر روزمرہ کے ذرا ذرا سے کاموں تک میں عدل و انصاف کو مدنظر رکھنے کی تاکید کی ہے۔

مختصر یہ ہے کہ مسلمان عادل بحیثیت جو مذکورہ بالا اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو اور معیار شریعت پر پورا اترتا ہو مسلمانو! انھیں مندرجہ بالا سے سبق سیکھنا ہے کہ غصب ہیں تمہارے دشمن ہیں اور ایک نہ ایک دن تمہیں بے دکار رعب پر جائیگا یہ تمہارا ستارہ ہونا اور بیچ دیکار تمہاری قومیت کے دامن پر ایک بدنما اسلامی ذہنیت کا منہ چڑاتا ہے اور اپنی پیغمبرانہ شان کو بٹہ لگاتا ہے اگر تم ہندو ... دلوں میں گھر کرنا چاہتے ہو ان کو اپنا بندۂ بے دام بنانا چاہتے ہو اور دنیا کی قوموں کے محبوب بننا چاہتے ہو تو اپنی عملی زندگی کا محور عدل کو قرار دو اور اس عدل کے جادو کا اثر دیکھو دشمن دوست بنتے ہیں کہ نہیں اور زمین آسمان ہوتی ہے یا نہیں اگر تم اسلامی روایات اور پیغمبرانہ شان کے مطابق عدل و انصاف پر اتر آؤ تو ہندوستانی سیاسیات کا عقدہ لاینحل چٹکی بجاتے میں حل ہو جائے اور بین الاقوامی معاملات و سیاسیات کا ہی نقشہ اور ہو جائے دعا ہے کہ رب بے نیاز تمہیں عدل و انصاف پر چلنے کی اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے

آمین الٰہی رب العالمین

مسلمان بحیثیت نیک معاش

از جناب مولوی مطیع الاسلام صاحب نوادی گیاوی

جاننا چاہیے کہ رب الارباب مسبب الاسباب خالق کائنات نے آخرۃ کو دار الثواب العقاب بنایا ہے اور دنیا کو دار الغرور دار الاضطراب اکتساب سعادت کی مقام اور آخرۃ کی تیاری کی جگہ بنایا ہے یعنی آخرۃ دنیا کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتی بلکہ معاش ذریعہ ہے اور آخرت کا معین و مددگار ہے اسی لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الدنیا مزرعۃ الاخرۃ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یعنی جس طرح اگر یہاں کوئی زمیندار نہ تخم ریزی کرے اور نہ کوئی محنت و مشقت برداشت کرے تو فصل کاٹنے کے وقت سوائے حسرت و ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اسی طرح جو شخص اس دنیا دار العمل میں دنیا کو بقدر ضرورت حاصل نہیں کرتا اور کسب معاش سے باز رہتا ہے وہ بھی کل قیامت کے دن سوائے ...... حسرت و ندامت کے کچھ حاصل نہ کر سکیگا قربان اس شان رسالت اور حکمت و موعظت کے کہ سرور کائنات نے اس چھوٹے سے جملہ میں دین و دنیا کی حقیقت کو نہایت ہی عمدہ اور دلنشین پیرایہ میں بیان کر کے دین و دنیا کے باہمی تعلق کو اپنی امت کے ذہن نشین کرا دیا

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں :-

"طلب دنیا کے لحاظ سے آدمیوں کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ جنہوں نے آخرت کے مقابلہ میں طلب دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے ایسے دنیا پرست ہالکین میں سے ہیں جنکی آخرۃ تباہ ہوئی دوسرے وہ جنہوں نے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو اختیار کیا یہ لوگ فائزین یعنی نجات یافتہ ہیں۔ تیسرے وہ جو دنیا کو آخرۃ کے واسطے اختیار کرتے ہیں یہ اعتدال و اقتصاد کی راہ ہے اور یہ رتبہ اقتصاد حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ طلب معیشت کو لازم نہ سمجھے"

یعنی مسلمان کے لئے راہ اعتدال یہی ہے کہ وہ دنیا کی زندگی اسلئے اختیار کرے کہ دین حاصل ہو مسلمان جمیع علوم و فنون کے حاصل ہونے ہر قسم کی ترقی و کامرانی سے ہمکنار ہونے جمیع اختراعات و ایجادات میں کمال پیدا کرنے اور جمیع صنعت و حرفت وغیرہ سے مالا مال ہونے کی حتی الامکان کوشش کرے اور جہد للبقات سے ایک لمحہ بھی غافل نہ رہے مگر اس لئے کہ ان تمام چیزوں کے ذریعہ معرفت الٰہی کامل ہو وہ دنیا میں سرداران خلیفۃ اللہ بنکر رہے تاکہ اسلام کو ادیان عالم پر غالبہ اور سلطنت مسلمہ کو تمام عالم پر تسلط و اقتدار حاصل ہو اور مسلمانوں کے حصہ میں دین و دنیا دونوں کی ترقی و کامیابی اور فائز المرامی ہاتھ آئے۔

خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ مسلمان کو مادیات کی ضرورت روحانیات میں مدد ہونے کے لئے ہے فی نفسہ اہمیت مقصود حاصل نہیں ایسی دنیا جو دین کے لئے ہو عین دین ہے بلکہ زمین میں رہکر اس کی چیزوں سے جائز طور پر فائدہ نہ اٹھانا نادانی اور کفران نعمت ہے جس طرح مچھلی پانی سے الگ ہوکر زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح کوئی مسلمان دنیا سے جدا ہوکر دین کا مالک نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ اسلام تنہا ایک سیاسی مذہب ہے اور اسلام میں مذہب و سیاست کی کوئی تفریق نہیں۔

کسب معاش کی فضیلت

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں وجعلنا النھار معاشا اور ہم نے دن کو کسب معیشت کے لئے بنایا ہے کسب معیشت کی فضیلت و اہمیت جتلانے کے لئے اس سے بڑھکر دیکھا تعلیم ہو سکتی ہے کہ دن کو بنایا ہی اس لئے ہے کہ اسمیں کسب معیشت کیا جائے اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان جتلاتے ہوئے فرماتے ہیں وجعلنا لکم فیھا معایش قلیلا ما تشکرون اور ہم نے زمین میں تمہاری زندگی کے سامان رکھدیئے ہیں مگر بہت تھوڑے ہیں جو اس کا شکر ادا کرتے ہیں یعنی بہت تھوڑے ایسے بندے ہیں جو کائنات ارضی جو اللہ کی نعمتوں کا کھوج لگاتے ہیں اور اس کا صحیح استعمال کر کے اللہ کے شکرگذار بندے بنتے ہیں پھر فرمایا لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جو اپنے پروردگار کا فضل ڈھونڈتے ہیں یعنی کسب معیشت کرتے ہیں پھر فرمایا فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ اور اللہ کی عبادت سے فارغ ہوکر زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل یعنی تجارت تلاش کرو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من طلب الدنیا حلالا تعففا عن المسئلۃ وسعیا عن عیالہ وتعطفا عن جارہ لقی اللہ ووجھہ کالقمر لیلۃ البدر جو دنیا کو حلال اور جائز اور پرہیزگاری کے ساتھ اپنے بچوں کی پرورش اور پڑوسیوں کے ساتھ امداد و سلوک کی نیت سے حاصل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو ایسی حالت میں ملیگا کہ اس کا چہرہ مانند چودہویں رات کے چمکتا ہوگا نیز حضور علیہ السلام فرماتے ہیں التاجر الصدوق یحشر یوم القیامۃ مع الصدیقین والشہداء امانتدار اور سچا تاجر قیامت کے روز صدیقین اور شہداء کے زمرہ میں اٹھایا جائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لا یقعد احدکم عن طلب الرزق ویقول اللھم ارزقنی فقد علمتم ان السماء لا تمطر ذھبا ولا فضۃ تم میں سے کوئی رزق طلب کرنے سے نہ بیٹھ رہے اور یوں نہ کہے کہ اے اللہ مجھے رزق دے کیونکہ آسمان سے سونا چاندی نہیں برسا کرتا" ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انی لاکرہ ان اری الرجل فارغا لا فی امر دنیاہ ولا فی امر آخرتہ میں ایسے شخص کو دیکھنے سے کراہت کرتا ہوں جو دنیا یا دین کے معاملہ میں فارغ ہوکر بیٹھ رہے۔

ابراہیم بن ادہم سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک تاجر صادق زیادہ محبوب ہے یا عابد متفرغ فرمایا تاجر صادق میرے نزدیک محبوب ہے کہ وہ ہر وقت جہاد میں مشغول ہے شیطان اسکے پاس آتا ہے اور ناپ تول کم دینے کی ترغیب دیتا ہے مگر تاجر صادق اس سے مجاہدہ کرتا ہے اور اپنا مذہب کو نہیں چھوڑتا نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :-

ما من موضع یاتی الموت فیہ احب الی من موطن السوق ابیع لاھلی واشتری مجھے اس جگہ سے زیادہ کوئی جگہ محبوب نہیں کہ اس میں مجھے موت آئے اور میں اپنے اہل و عیال کیلئے بازار میں خرید و فروخت میں مشغول ہوں۔

اسی طرح قرآن و حدیث اور آثار صحابہ سے بیشمار آیات و احادیث سے کسب معیشت کے فضائل اور اہمیت ثابت ہوتی ہو مگر میں صرف انہیں چند دلائل و شواہد پر اکتفا کرتا ہوں۔

علم کسب اور اسباب معیشت

حسن معیشت اسلامی تعلیمات کے مطابق حلال و حرام میں تمیز کرتے ہوئے حصول دولت انفاق بالمال یعنی قرآنی تعبیر کے مطابق تقسیم دولت اور فارغ البالی کا نام ہے یا یوں سمجھئے کہ حسن معیشت حقوق العباد کی ادائیگی اور ان کی حفاظت یکجہ اخت کو کہتے ہیں جس کے ارکان پاکیزہ حیات عظمت اخلاق، صداقت معاملات اور امانت و دیانت ہیں جو مسلمان اپنے اندر پیدا کرے

ہوتا ہو اور طلب معیشت میں آداب شریعت کا لحاظ رکھتا ہو اسکو نیک معاش کہا جاتا ہے۔
چونکہ نیک معاشی کی مدح روال دولت ہے اور جملہ معائب و نقائص کی جڑ مفلسی ہے اس لئے اسلام نے مال و زر کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور اس کو قوام زندگی بتایا ہے مثلاً فرمایا اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاماً مال کو اللہ تعالیٰ نے گزران کا ذریعہ بنایا ہے یعنی مال و زر قوم کی زندگی ہے اور اس سے قومیں کبھی ہوتی ہیں اور جو قومیں اس معیار ترقی اور زندگی سے گر جاتی ہیں وہ دن بدن قعر مذلت میں گرتی جاتی ہیں اس طرح حصول دولت کے لئے قرآن نے اپنے متبعین کو خاص توجہ دلائی ہے اور مفلسی سے پیغمبر اسلام صلعم نے پناہ مانگی ہے اور نفرت دلائی ہے چنانچہ ارشاد ہے الفقر سواد الوجہ فی الدارین یعنی فقیری اور مفلسی دونوں جہان کی روسیاہی ہے یا اس لئے کہ بغیر مال و زر کے دین و دنیا کا کوئی کام سرانجام نہیں پا سکتا۔ مفلسی کی حالت میں حضور خداوندی اور مجلسوں میں سوائے شرمندگی اور ندامت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ وسائل معاش اور ترقی دولت کے ذرائع عموماً تین ہیں تجارت، زراعت اور صنعت و حرفت سرمایہ دار قومیں انہی اصول اور ذرائع پر عمل کرنے کی بدولت دنیا میں پھل پھول رہی ہیں اور تہذیب و تمدن کی مالک بنی ہوئی ہیں خصوصاً تجارت کو اس زمانہ میں اسقدر اہمیت اور ترقی حاصل ہے کہ یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں امریکہ جاپان جرمنی اور برطانیہ وغیرہ تجارت کے بل بوتے پر ہی قائم ہیں اور دنیا میں اپنی عظمت و اقتدار کا ڈنکا بجا رہی ہیں خود ہندوستان میں برادران سونے چاندی میں کھیل رہے ہیں۔

وسائل معاش میں سے تجارت کو اسلام نے خاص اہمیت دی ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ دلائی ہے چنانچہ اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے فضل اور خیر کے لفظ سے تعبیر کیا ہے خود رسول خدا صلعم نے تجارت کی۔ اکثر صحابہ تجارت کیا کرتے تھے اور بہت سے ائمہ اور بزرگان دین نے تجارت ہی کو ذریعہ معاش بنایا تھا یہی وجہ ہے کہ فقہ اسلامی میں بیع و شرٰی کے تفصیلی احکامات دیئے گئے ہیں مثلاً بیع ربا۔ سلم۔ اجارہ۔ قراض۔ شرکت وغیرہ اور ان کی جزئیات و تفصیلات اور اسی علم الکسب یعنی بیع و شرٰی کا جاننا اسلام صلعم نے ہر مسلمان بالغ مرد و عورت پر فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ بازار میں درہ لئے خرید و فروخت کرنے والوں کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔

بیع کے متعلق اللہ پاک فرماتے ہیں واحل اللہ البیع اور اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے۔ بیع کے تین ارکان ہیں عاقد، معقود علیہ اور لفظ رکن اول عاقد کے بارہ میں ہے کہ ناجائز آدمیوں سے بیع کا معاملہ کرے نابالغ لڑکا، مجنون، غلام اور اندھا نابالغ غیر مکلف ہے اس لئے لڑکے اور مجنون دونوں کی بیع باطل ہے غلام سے بھی بیع کا معاملہ نہ کرے جب تک اس کا آقا اسے اجازت نہ دے اور اس اجازت کا تحقق اس طرح ہوتا ہے کہ تاجر اجازت دینے کے الفاظ کو صریحاً اپنے کانوں سے سنے یا شہر میں یہ بات مشہور ہو کہ یہ فلاں شخص کا غلام ہے اور اس نے اسے خرید و فروخت کی اجازت دی ہوئی ہو۔

رکن ثانی معقود علیہ معقود علیہ سے مراد وہ مال ہے جو ایک شخص سے منتقل ہو کر دوسرے کے پاس جائے آپس کی رضامندی سے ایک مال کو دوسرے سے بدل لینا بیع کہلاتا ہے اور بیع ایجاب و قبول سے لازم آتی ہے جبکہ دونوں بعینہ ماضی ہوں یعنی تاجر کہے کہ میں نے فلاں چیز اتنے کو بیچی۔ دوسرا کہے کہ میں نے قبول کی اول کو ایجاب اور دوسرے کو قبول کہتے ہیں اس کی ... اول بیع بحس یعنی نہ ہو جس کتے وغیرہ کی بیع صحیح۔

نہیں دوسرے اپنی نفع اپنی ذاتی چیز ہو جیسا کہ خرید ... سانپ ... وغیرہ کی بیع جائز نہیں تیسرے عاقد اپنی متصرف اور مالک ہو یا اس چیز کے مالک کی طرف سے اجازت حاصل کی ہوئی ہو چوتھے بیع سود نہیں ہو اور اس کا وصف اور مقدار بھی معلوم ہو پانچویں بائع اسی وقت اپنی چیز حوالہ مشتری کرے چھٹے اگر ہم سامنے نہیں تو ان کی مقدار اور صفت بتا دے۔

ہر قسم کے لین دین اور تجارتی کاروبار میں انصاف کا حکم

اسلام کا تمام معاملات کی بابت حکم ہے یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط اے ایمان والو ہمیشہ انصاف پر قائم رہو ہر قسم کے لین دین اور تجارتی کاروبار کے متعلق فرمایا ویقوم اوفوا المکیال والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین یعنی اے لوگو لین دین میں پورے انصاف سے کام کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم مت دو اور زمین پر فساد پھیلاتے مت پھرو۔ طلب معیشت میں اسلام نے سختی کے ساتھ تاکید کی ہے کہ حرام و حلال کی تمیز رکھی جائے تمام اسباب آداب شریعت کے مطابق سرانجام پائیں اور تمام معاملات میں ایفائے عہد امانت و دیانت کو ملحوظ رکھا جائے نیز فضول خرچی سے سختی کے ساتھ روکا ہے فرمایا ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین اور فضول خرچی مت کرو فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں مگر ساتھ ہی بخل و خست کی بھی نہایت تہدید آمیز الفاظ میں برائی کی ہے غرض معیشت کے تمام امور کو افراط و تفریط سے بچا کر میانہ روی اور اعتدال کے ساتھ آداب معیشت کو قائم کیا۔

اسلام نے سود کی سختی کے ساتھ ممانعت کی ہے اور لین دین کے متعلق ایسے اعلیٰ اصول بتلائے ہیں جن پر مسلمان عمل پیرا ہو کر اقوام عالم میں ایک ممتاز درجہ حاصل کر سکتے ہیں مثلاً ارشاد باری ہے اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اگر تم سچے مسلمان ہو تو جو سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو ورنہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ اور اگر تم توبہ کرتے ہو تو تم اپنی اصلی رقم لے لو پس نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر ظلم ہو اور اگر تمہارا مدیون تنگدست ہو تو اسے فراخی تک کچھ مہلت دو اور اگر تم سمجھو تو تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم یہ جو تمہاری مقروض اپنی اصل رقم بھی اسے بخش دو۔

غرض مسلمان نیک معاش وہ ہے جو سچا اور راست باز ہو ضروریات زندگی اور وسائل معاش میں حرام و حلال کی تمیز رکھے اور آداب شریعت پر پوری طرح کاربند رہے انصاف اور ایمانداری کو ملحوظ رکھے کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرے غیر اقوام کے مقابلہ میں انصاف پسند اور ملنسار۔ خوش اخلاقی کی ایک مثال قائم کرے بیع و شرٰی لین دین میں بے ایمانی اور بدنیتی کا شائبہ تک نہ آنے دے اپنوں اور غیروں سے دوستوں اور دشمنوں میں اعتبار حاصل کرے حصول منفعت و دولت میں ہمیشہ مستعد اور سرگرم عمل رہے مگر ممنوعات شرعیہ سے بچتا رہے اگر اپنے حقوق و مفاد میں منازعت اور جھگڑا پیدا ہو جائے تو رفق و ایثار کا ثبوت دے اور حالات میں صف و دین و دین میں رعایت و انصاف کا ہمیشہ خیال رکھے۔

آج مسلمان مفلسی اور اقتصادی تباہ حالی کا رونا تو روتے ہیں مگر اس حالی تنزل اور گرداب افلاس سے نکلنے کی کوشش نہیں کرتے اور اگر کچھ ہاتھ پیر مارتے بھی ہیں وہ تجارت وغیرہ کے لئے تو نقصان اٹھا کر پھر بیٹھ جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کی رہنمائی میں کوئی کام نہیں کرتے اور نتیجہ معلوم ہے اگر مسلمان قرآن و حدیث کی روشنی میں طلب معیشت میں اسلام کے بتلائے ہوئے اصول و قوانین پر کاربند ہو جائیں تو وہ تنگدستی اور مفلسی کے گرداب سے نکل سکتے ہیں ورنہ وہ یونہی تنگدستی اور ... کے قدیم رہیں گے اور مسلم قومیت کو رسوا و بدنام کرتے رہیں گے۔

مسلمان بحیثیت سرمایہ دار

(نوشتہ حضرت مراد مارہروی)

قرآن کریم میں خدائے قدوس ارشاد فرماتا ہے من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ یعنی خدا کی وہ نعمت کس نے حرام کی جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے ایک اور جگہ حکم ہے کلوا من طیبات ما رزقنکم و عملوا صالحا یعنی ہم نے جو اچھی چیزیں پیدا کی ہیں۔ انھیں کھاؤ پیو اور اچھے کام کرو ان آیات مبارکہ سے ظاہر ہے کہ ایزد ذوالجلال نے اپنے بندوں کو اپنی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہونے کی ہرگز ممانعت نہیں کی بلکہ علم اجازت دی ہے کہ کھاؤ پیو مگر اعمال نیک کرتے رہو مگر افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں نے دنیا اور دنیا کی غلط تعریفیں پیدا کرکے دنیا کو خود اپنے لئے ایک کاشانہ مصیبت بنالیا اچھا اور برتر انسان وہی سمجھا جانے لگا جس کے اوقات زیادہ نوافل و نمازوں میں گذریں اور جو گوشہ نشین ہو حالانکہ اسلام کا مقصد یہ ہرگز نہیں تھا مسلمان بہترین امت ہیں اور دنیا حسن عمل کی بہترین جگہ ہے یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ اللہ کے خاص بندے اس کی پیدا کی ہوئی خاص نعمتوں سے محروم کر دیئے جائیں قرآن کریم میں کہیں ایسی تصریح نہیں ہے جس سے دنیا کی مذمت کا پہلو نکلتا ہو ہمیں تو صاف حکم دیا گیا ہے کہ کھاؤ پیو اگر ہم نیک عمل کرتے رہیں اور ساتھ ہی عیش و آرام کی زندگی بھی بسر کریں تو ہم پر کوئی معصیت عاید نہیں ہوتی وہ تو خود فرما رہا ہے کہ بتاؤ تم پر میری نعمتیں حرام کس نے کی ہیں۔ دنیا کی دولت و خرابی جیسا کہ سمجھا جاتا ہے نیکوں کے لئے مخصوص ہے بالکل غلط ہے قرآن کریم تو اسے عذاب الٰہی بتا رہا ہے۔

بنی اسرائیل نے اللہ کے پیغمبروں کو قتل کرنا شروع کیا اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا تو انھیں ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کی وعید سے دوچار ہونا پڑا یعنی محتاجی اور ذلت ان پر مسلط کر دی گئی اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ محتاجی و ناداری کوئی کرم نہیں بلکہ ایک خداوندی سزا ہے ایک جگہ نہیں قرآن کریم میں متعدد جگہ ارشاد ہوتا ہے خزی فی الحیوۃ الدنیا یعنی جن لوگوں نے کہنا نہ مانا آخرت میں تو انھیں عذاب دیا ہی جائیگا دنیا میں بھی وہ ذلیل و خوار کر دیئے گئے۔

حضرت امام رازی نے ایک مبسوط بحث میں یہ واضح کیا ہے کہ دنیا کی مذمت بالکل لغو و غلط ہے حضرت عباس جیسے جلیل القدر صحابہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں جس جگہ دنیا کی برائی کی گئی ہے اور جسے لہو و لعب قرار دیا گیا ہے وہ حیات و زندگی مومنوں اور مسلمانوں کی نہیں بلکہ منافق کی حیات دنیا ہے حضرت حسن بصری ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے سیکڑوں طالبان معرفت اور خدام آپ کے ساتھ تھے آپ کی شان و شوکت کو دیکھکر ایک یہودی نے آپ سے سوال کیا کہ مسلمانوں میں تو الدنیا سجن المومن و جنت الکافر مشہور ہے اور آپ اس شان و احتشام کے ساتھ رہتے ہیں پھر یہ حدیث کس طرح صحیح ہوئی آپ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ تمہیں اس حدیث کا مطلب سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ مومنوں کو آخرت میں جو نعمتیں ملنے والی ہیں ان کے مقابلے میں دنیا کی نعمتیں ایسی ہیں جیسے قیدخانہ میں قیدیوں کو کچھ مل جاتا ہے اور کافروں کو جو تکالیف عقبیٰ میں پیش آنے والی ہیں ان کے مقابلہ میں دنیا کی دولت ہی دنیا جنت ہے گویا ان کے لئے جنت ہے اسلام کی ترقی ایک جامع ترقی ہے جسے مسلمان دین اور دنیا دونوں نعمتوں کی راحتوں سے پوری طرح بہرہ مند ہونے میں خدا نے

قدوس نے قرآن میں وعدہ کر لیا ہے کہ وہ انھیں حکومت غلبہ اور دولت سب کچھ عطا کریں گے۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض یعنی تم میں جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ وہ انھیں زمین کی خلافت و سلطنت ضرور عطا کریگا ہم ان الارض یرثہا عبادی الصالحون یعنی نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے ایک کھلا ہوا وعدہ ہے۔ خاندان ابراہیمی کے متعلق ارشاد ہے فقد اتینا آل ابراھیم الکتب والحکمۃ واتینٰہم ملکا عظیما سو ہم نے ابراہیم کے لوگوں کو کتاب آسمانی و علم و دانائی عطا کی اور بہت وسیع سلطنت عطا فرمائی کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ علم و دانائی اور سلطنت و دولت عطیات الٰہی ہیں اور محتاجی و ذلت عذاب ایزدی ہیں اسلامیان اور صالح مسلمانوں سے بھی جو مواعید کئے گئے تھے وہ بہت جلد پورے ہوگئے حضرت عثمان غنی اور حضرت ابوبکر صدیق کو اگر اس وقت یہ کہہ دیا جائے کہ وہ پہلے سے دولتمند تھے تو آخر یزید بن ابی سفیان حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت ابوہریرہ وغیرہ کے متعلق کیا کہا جائیگا جنھیں تین تین وقت کے تین تین دن کے مسلسل فاقے ہوتے تھے نہ روٹی کا ایک ٹکڑا نصیب تھا اور نہ کپڑے کا ایک چیتھڑا پہننے کو ملتا تھا لیکن یہی بزرگ گورنر اور صوبہ دار بنے حضرت ابوہریرہ کو بحرین کا حضرت عتبہ کو بصرہ کی اور حضرت یزید بن ابی سفیان کو شام کی گورنریاں نصیب ہوئیں اس کے علاوہ حضرت ابوموسیٰ بصرہ کے حضرت عمیر بن سعد دمشق و حمص کے حضرت سمرہ بن جندب بصرہ حضرت زیاد بن لبید حضرموت کے حضرت جریر بن عبداللہ نجران کے اور حضرت عمار بن یاسر کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے فہرست طویل ہے کہاں تک کوئی شمار کرائے۔

دولت جسے آج دنیا داری کی روح اور سرمایہ کے نام سے موسوم کرکے نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور جس کے جمع کرنے کو آج شاید کوئی بھی مولوی اور عالم مستحق ثواب قرار دینے کے لئے تیار نہ ہوگا بلکہ بہت ممکن ہے کہ جو دولت جمع کرنے کو ثواب کہے وہ اس کا منہ نوچ لے لیکن یہ حکم کسی عالم کا کسی بادشاہ یا کسی بزرگ کا نہیں اور نہ دارکا ہے بلکہ خود رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد مبارک ہے لا خیر فیمن لا یحب جمع المال من حلال فیکف بہ وجہہ ویقضی بہ دینہ ویصل بہ رحمہ یعنی جو شخص وجہ حلال سے مال و دولت جمع کرنا پسند نہ کرے ایسا مال جس سے اپنی آبرو قائم رکھے اپنا قرضہ ادا کر سکے رشتہ داروں کے حقوق ادا کر سکے ایسے شخص میں کوئی بھلائی نہیں بھلائی ہو کیونکر سکتی ہے جمع نہ کرے گا تو فضول خرچی اور اسراف و تبذیر میں مبتلا ہو کر محتاج ہوگا یا نادار ہوگا تو دنیا میں رسوائی و ذلت سے دوچار ہوگا رشتہ داروں کے حقوق کے حقوق نہ وہی ادا کر سکتا ہے جس کے پاس مال ہو نادار ہے کہ تمام عمر کے لئے مال ہے جس سے لوگ کون پوچھتا ہے اسلام یہ گوارا نہیں کر سکتا اور نہ کر سکتا تھا کہ مسلمان اور اس پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دنیا میں کسی سے پیچھے رہے۔

اسلام نے تو اصول ایسے مقرر کر دیئے جن کے ہوتے ہوئے کوئی مسلمان کاربند ہو کر مفلس و نادار رہ ہی نہ سکتا حصول مال کا سب سے بڑا ذریعہ تجارت ہے جس سے اسلام نے زیادہ سراہا اور یہ کہکر اور بتاکر اس کی ترغیب دی کہ رزق کے دس حصوں میں سے نو

بدن تنہا ایک تجارت ہیں۔ کہا گیا ہے تجارت دو نین ایسے جملے کہ انسان بہت ہاتھ اٹھا
ہے اور صریح نقصان کو سامنے دیکھکر دل چھوڑ دیتا ہے اس لئے نافع کر دیا گیا ہے کہ دلیر
ہے کہ بزدل کیونکہ دلیر تاجر کما لیتا ہے اور بزدل تاجر کچھ کھو بیٹھتا ہے ایک جگہ حکم ہوتا ہے کہ
اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ کرو کیونکہ خدا ضرورت سے زیادہ خرچ
کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا اور جو لوگ اندھا دھند روپیہ اڑاتے ہیں اور بے ضرورت خرچ
کرتے رہتے ہیں انہیں تو بالکل شیطان قرار دیکر شدید عذاب کی دھمکی دی ایک طرف حکم دیا
جاتا ہے کہ خوب محنت کرو تجارت کرو معاش تلاش کرو سستی اور تغافل سے کام نہ لو کیونکہ محنت
معاش بھی اگر نیک نیتی کے ساتھ کی جائے گی تو عبادت ہی کا درجہ رکھتی ہے اور دوسرے کی
کمائی پر بسر کرنا شان اسلام کے خلاف ہے اور دوسری طرف حیثیت سے زیادہ خرچ نہ کرنے
بچانے دولت جمع کرنے اور اپنی اولاد کو غنی چھوڑنے کی ترغیبات موجود ہیں اب بتائے کہ
اسلامی اصول پر چلنے والا غریب و نادار کیونکر ہو سکتا ہے۔ محنت کی جائے حیثیت سے
زیادہ خرچ نہ کیا جائے دولت جمع کی جائے اس کے بعد تجارت کی جائے۔ اس میں روپیہ لگایا
جائے پھر اسراف و تبذیر کی حالت نہ پیدا ہونے دی جائے۔ بھلا کوئی مسلمان سچا مسلمان ہوکر بھی
غریب رہ سکتا ہے نہیں اور ہرگز نہیں پھر یہی نہیں کہ صرف ترغیبات دی گئی ہوں بلکہ
قرآن کریم میں مال کی اہمیت بھی صاف الفاظ میں واضح کر دی گئی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما یعنی خدا نے مال و دولت کو تمہاری
تقویت و تقدیم کا باعث بنایا ہے قرن اول کے مسلمانوں نے اپنی دینداری سے ثابت
کر دیا کہ واقعی کوئی مسلمان سچا مسلمان ہوکر غریب و نادار نہیں رہ سکتا اور دین
و دنیا درحقیقت ایک ہی چیز ہیں اس عہد کے صحابہ کی تجارت درحقیقت کرنے والوں کی جماعت
تھی اور اتنی دولت ان کے پاس تھی جس کا کوئی شمار نہ تھا وہ سرمایہ دار تھے اور سرمایہ دار بھی اتنے
بڑے کہ اس زمانہ میں ان کا کوئی مقابل نہ تھا۔

دیگر صحابہ کا ذکر اس وقت ترک کر دیجئے اور ایک نظر ان صحابہ کرام کے حالات پر ڈال لیجئے
جنہیں دنیا ہی میں جنت ملنے کی بشارت مل چکی تھی اور جو عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں حضرت
ابو بکر صدیق قریش میں سب سے بڑے تاجر اور سب سے زیادہ مالدار بزرگ تھے کروڑوں روپیہ سرمایہ
آپ کے پاس تھا مگر آپ کی حالت یہودی مہاجن اور انگریز سرمایہ داروں جیسی نہ تھی بلکہ فرانس کے
سرمایہ داروں کی قیادت و کارفرمائیاں آپ ہی کے سامنے نہیں دنیا کے سامنے ہیں آپ
بھی سرمایہ دار مگر مسلمان سرمایہ دار اس لئے آپ نے اپنے سرمایہ سے کسی کو لوٹا نہیں کسی کو
تباہ نہیں کیا کسی مجبور جان کو خرید کر اس پر ظلم نہیں ڈھایا بلکہ عمر بھر اس سے ملت کے بیکسوں
اور غریبوں اور ناداروں کی خدمت کرتے رہے غلاموں کو آزاد کر دیا اسلامی جہادوں میں اور
کی بنا پر یہ تقویت اسلام کے لئے خرچ کرتے رہے ہزاروں نادانوں اور مفلوکوں کی اعانت
کی اور ابن اثیر کی ایک روایت کے مطابق لاکھوں خرچ کرتے رہنے کے علاوہ صرف ایک
دفعہ ایک رقم چالیس ہزار نقد راہ خدا میں لٹا دی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف بھی ایک کروڑ پتی مسلمان سرمایہ دار تھے بہت ادنیٰ حالت سے
ترقی کرکے کروڑوں کا کاروبار کیا اور کروڑوں ہی راہ حق میں صرف کر دیا آپ کے
کاروبار کی وسعت کی تاریخ گواہ ہے مگر آپ نے ہمیشہ خادموں غلاموں اور مسلمانوں کو بھائی
سمجھا کبھی کسی سے اپنے مفاد کے لئے زیادہ محنت نہ لی طبقات ابن سعد جلد تین میں مرقوم ہے
کہ آپ نے اپنی اراضی کا صرف ایک ٹکڑا حضرت عثمان غنی کے ہاتھ چالیس ہزار اشرفیوں میں
فروخت کیا اور اتنی بڑی دولت کھڑے کھڑے فی سبیل اللہ خیرات کر دی اور زندگی بھر اسی طرح ملت
کے لئے لاکھوں خرچ کرتے رہے اس پر بھی یہ برکت تھی کہ زر و سیم کا ایک سیلاب تھا جو امڈا

چلا آتا تھا انتقال پر متروکہ میں دیگر اشیاء کے علاوہ جو سونا چھوڑا سونے کے ٹکڑے نکلے جنہیں
کلہاڑیوں سے کاٹ کاٹ کر تقسیم کیا گیا چار بیویاں تھیں جن میں سے ہر ایک کو ترکہ کا
بتیسواں حصہ ملا اور ایک ایک کے حصہ میں ایک ایک لاکھ اشرفیاں آئیں آپ نے بیواؤں کی
تکلیف دنیا اور ذاتی فائدہ سے کو مقدم رکھا مختلف مواقع پر اسی راہ میں غرباء اور ناداروں
کی امداد کے لئے اور حفاظت و اشاعت اسلام کی غرض سے ڈیڑھ ہزار شتر پانچ سو گھوڑے
اور چالیس ہزار نقد خرچ کر ڈالے دیکھا آپ نے اسلامی سرمایہ داری کی شان اور مسلم سرمایہ دار
سرمایہ دار کیا کرتے ہیں جانتے ہیں کہ دنیا ہمارے قبضہ میں آجائے کم سے کم معاوضہ
پر زیادہ سے زیادہ محنت لی جائے اور اپنے نفع کے سوا کسی کے آرام سے کوئی غرض اور کوئی
واسطہ نہ رکھا جائے فیاضیاں اس زمانہ کے سرمایہ دار بھی کرتے ہیں مگر ان سے غرباء اور ناداروں
کا نفع مقصود نہیں ہوتا بلکہ محض شہرت سے سروکار ہوتا ہے جس کو فائدہ پہنچاتے ہیں لاکھوں
لاکھوں کو بے آرام کرتے ہیں لیکن اسلام کا سرمایہ دار خود سروں کی راحت کو اپنی راحت
پر ہمیشہ مقدم سمجھتا ہے اس کی ذات ایک چشمۂ فیض ہے جس سے ہر ذرہ بہرہ یاب
اور فیضیاب ہوتا ہے ایک عالم اس کی دولت اپنی دولت نہیں ہوتی بلکہ اسی کا مال ہوتا
ہے اور اس کے بندوں ہی کو اس کا فائدہ پہنچا رہتا ہے

حضرت زبیر نے حفاظت و اشاعت اسلام اور اعانت غرباء میں بلا مبالغہ لاکھوں ہی روپیہ صرف
کر دیا پھر بھی تین کروڑ باون لاکھ روپیہ کی جائداد ترکہ میں چھوڑ گئے اسی طرح حضرت طلحہ نے
بیس لاکھ اشرفیاں اور بائیس لاکھ درہم نقد کے علاوہ تین کروڑ کی جائداد بھی چھوڑی مگر
جوش سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ایک زمین سات لاکھ درہم میں فروخت کرتے ہیں اور رات ہی
رات میں سب روپیہ مسلمانوں کو تقسیم کر ڈالتے ہیں طبقات ابن سعد کی تیسری جلد صفحہ
۱۵۷ پر جس کا دل چاہے پڑھ لے اور عبرت حاصل کرے یہ فیاضیاں اس مال کثیر کے علاوہ
ہیں جو زکوٰۃ کی صورت میں ہر سال غرباء کے لئے نکلتا رہتا تھا حضرت سائب بن ربیعہ سے روایت
ہے کہ صحابہ کرام اپنی خواتین کو بیش قیمت لباس پہناتے تھے اسلام کے سرمایہ دار حضرت طلحہ کو
عراق کی کاشت سے پانچ لاکھ اور سرات کی کاشت سے دس ہزار پونڈ وصول ہوتے تھے
یہ ہزاروں آپ نے کار خیر کے لئے وقف کر دیے تھے بنو تیم کے ہر ضرورتمند گھرانے کو بافراغت
خرچ دیتے بے شوہر عورتوں کی شادیاں کراتے جسکو خادم کی ضرورت ہو خادم مفت
مہیا کرتے اور قرضداروں کا قرضہ ادا کرتے رہتے تیس تیس ہزار درہم کا قرضہ آپ نے اپنے
پاس سے ادا کیا ہے اس تمول پر خدا پرستی کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات پوری پوری راتیں عبادت
میں گذار دیتے تھے یہ تھے اسلامی سرمایہ دار کیا دنیا ایسے سرمایہ دار اور ایسے کردار بھی کہیں
پیش کر سکتی ہے۔

مسلمان بحیثیت تاجر

مولوی سید حفیظ اللہ صاحب قریشی گوجرانوالہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تجارت کرو کیونکہ اس میں رزق کے دس حصوں میں نو حصے رکھے گئے ہیں۔ اس حدیث کی صداقت اس وقت تمام دنیا میں بکھری ہوئی ہیں اور ہر شخص اپنے گرد و پیش کے حالات سے اس کی سچائی کا اندازہ لگا سکتا ہے از منۂ قدیم ہوں یا جدید وہ سب سے زیادہ متمول قومیں رہی ہیں اور رہی ہیں جنھیں تجارت وکن رہا ہے سروکار رہا۔ یہودی دنیا کی ایک ایسی مغضوب و منکوب قوم ہے کہ اس کے پاس حاکمانہ اقتدار کے طور پر دنیا میں کہیں ایک زمین کا ایک چپہ بھی نہیں پھر بھی وہ تمدنی و ثروت میں اپنا نظیر نہیں رکھتی اس پر بڑی بڑی کشیش کی گئیں ظالمانہ بلغاریں ہوئیں زن و فرزند کو قید و بند کے مصائب بھگتنے پڑے ان کے گھر جلائے گئے اور صد ہزار بار اجڑے تباہیاں آئیں اور جیلیں آئیں مگر اس قوم کی شہرت ایک دولت مند قوم کی حیثیت سے کوئی طاقت نہ چھین سکی اور جیسی مالدار وہ پہلے تھی ویسی ہی اب بھی ہے یورپ میں یہودیوں کی یہ حالت تھی کہ بار بار انھیں لوٹا جاتا تھا دولت تو دولت ان کی آبرو اور جان تک محفوظ نہ تھی روس سے یہ نکالے گئے جرمنی سے ان کا اخراج ہوا اسپانیہ سے یہ باہر کر دیئے گئے فرانس میں ان پر بجلیاں گریں اور انگلستان نے ان کو ہنکا راپھر بھی یہ قوم موجود ہے اور آج تمول و ثروت میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔

اس کی وجہ تجارت اور محض تجارت ہے۔ انہوں نے خوشحالی و بدحالی اور اقبال و زوال کسی حالت میں بھی تجارت کو نہ چھوڑا چھوٹی ہو یا بڑی تجارت ہی کرتے رہے جس کی وجہ سے ان پر رزق کی فراوانی رہی دوسری قوم اہل فینیقیہ تھے جو ساحل شام پر آباد تھے تجارت کے باعث نے انھیں فروغ دیا اور اُنھیں عروج عزت پر پہنچا دیا اور وہ ترقی نصیب ہوئی کہ یہ شمالی افریقہ کے تمام بری ممالک اور بحر روم کے تمام جزائر پر متصرف ہوگئے دولت کے گہواروں میں جھولے اور زر و سیم میں کھیلتے رہے اور ایک وقت میں وہ اقتدار حاصل کر لیا کہ روما جیسی ہیبت ناک اور پر جوش طاقت سے صدیوں مقابلہ کیا مشہور آفاق جنرل ہنیبال اسی قوم کا فرزند تھا سب کچھ حاصل ہوا سب کچھ پایا مگر تجارت ہی کی بدولت یہ تو پھر پرانی باتیں ہیں جو افسانہ کہن بن چکی ہیں آج ہندوستان کے مارواڑیوں اور گجراتیوں اور مسلمانوں کے کم نجا بوہروں سورتیوں اور میمنوں اور بمبئی کے پارسیوں کی حالت دیکھو کہ کروڑوں روپے کے مالک ہیں اور عیش و آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اس زمانہ میں تو تجارت سلطنت کا ہی سب سے اہم اور سب سے بڑا جزو بن گئی ہے جو قوم تجارت سے بے پروا رہے وہ اس عہد میں سلطنت کو سنبھال ہی نہیں سکتی مسلمانوں کی سب سے بڑی غلطی اور غلط اندیشی یہ تھی کہ انہوں نے اپنے عہد اقبال میں آگے چل کر تجارت کو حقیر چیز سمجھ کر اسے رعایا کے لئے چھوڑ دیا اور خود جاگیرداری کی بہنگی کو لے بیٹھے جو بڑے ائمہ اور حکومت کے نخت سمجھے جاتے تھے۔

زمیندار جاگیردار منصبدار رہنا ہی ان کے لئے باعث فخر و شرف تھا اور تاجروں کی نرمی و لینت اور سکون و امن پسندی کچھ بھی نہ ہوئی یہ کھلی کہ اس کی طرف انہوں نے رخ ہی نہ کیا انتہا یہ ہے کہ تجارت نسبتاً ایک ذلیل پیشہ سمجھا جانے لگا جو مسلمان اس کا ارادہ بھی کرتا تھا وہ معاصر تحقیر کا حریف نہ بن سکتا تھا تاجروں کو بنیا کہا جانے لگا جو ایک تحقیری لفظ تھا رفتہ رفتہ یہ صورت پیدا ہو گئی کہ مسلمان تجارت سے بالکل علیحدہ اور الگ ہو گئے عہد اقبال تھا ہر طرف امن و امان رہا تھا فقر و فاقہ کی شکایت بیچا بیٹھنے نہ دیتی تھی کیونکہ بعض ممالک کی حکومت نے دماغوں کا پارہ چڑھا رکھا تھا سلطنت انکی تھی منصب ان کی تھیں امیر یہ تھے جاگیریں ان کی تھیں غرض کہ کثرت دولت نے دولت کے دروازے کھول رکھے تھے اب یہ امیری کریں یا سودا بیچیں جب سلطنت ان کے پاس رہی تو انھیں کوئی ضرورت نہ تھی نہ یہ زر و سیم کے لئے کسی کے محتاج اور دست نگر جب سلطنت کی تجول اور گئی پھر کچھ نہ رہا اور ان کی ساری عظمت خاک میں مل کر رہ گئی

اگر اس وقت تجارت ان کے ہاتھ میں ہوتی کاروبار کرنا آتا ہوتا تو ملت اسلام میں آج ان کی یہ حالت نہ ہوتی ہر جگہ یہ فکر کیسے حوادث نہ برتے ہیں کون نہیں جانتا اور نہیں دیکھتا کہ جس قوم نے ہندوستان پر ہزار سال ترکی پر سات سو سال وسط ایشیا و ایران پر کوہستان و جنوبی ہی عرصہ حکومت کی ہے وہی قوم سب سے غریب ہے تجارت کی ہی خوبی ہے کہ وہ تاجر کو کبھی ٹوٹنے نہیں دیتی مسلمان تو تجارت سے بے پرواہی برتنے ہی کی بنا پر رسوائے عالم بنے تمام دنیا میں سب سے غریب قوم اگر کوئی ہے تو یہی مسلمان ہیں اور اس کی وجہ اور صرف یہ ہے کہ انہوں نے اس شریف اور اعلیٰ پیشہ کو جو پیغمبروں کی میراث ہے جو رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا خاص پیشہ تھا اور جس کے متعلق آقائے مسلمین نے صریح الفاظ میں فرمایا تھا کہ رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے اس میں موجود ہیں خدائے قدوس اور اس کے رسول نے تو مسلمانوں کو سب کچھ بتا دیا تھا مگر مسلمان ہی اس پر عمل نہ کریں تو پھر شکوہ کیا ہے اگر آج مسلمان اس حدیث پر عمل کرتے تو زمانہ بھر میں وہ اس طرح غربت و افلاس کے شکار نہ بنے ہوتے۔

ابتدائی صدیوں میں مسلمانوں نے اس حدیث پر پورا عمل کیا اور کچھ ہی مدت میں وہ دنیا کے زبردست اور حوصلہ مند تاجر بن گئے عربوں نے بحری و بری تجارت میں جو کمال حاصل کیا تھا اس کی حیرت انگیز داستانیں آج بھی زیب اوراق تاریخ ہیں بصرے سے لیکر مالدیپ تک شمال میں اور سماٹرا جاوا تک جنوب میں اور چین و جاپان تک انتہائے مشرق میں ان کی تجارتی کوٹھیاں قائم تھیں خشکی میں ہزار ہا اونٹ انہی کے مال سے لدے نظر آتے تھے اور تری میں جو جہاز دکھائی دیتے تھے وہ انہی کے مال سے بھرے ہوئے تھے انتہا یہ تھی کہ اس عہد میں تجارت اور مسلمان مترادف الفاظ بن گئے تھے ایک وہ عہد تھا کہ کسی شخص کے متعلق بغداد شریف میں گفتگو ہو رہی تھی یکایک اس کے کان میں اس کا نام گونجا تو اس نے حیرت سے کہا کہ ہواز مسلم و لیس تجیرہ " وہ مسلمان ہے اور تجارت نہیں کرتا گویا اس وقت کسی مسلمان کا تجارت نہ کرنا اسلامیت کے منافی خیال کیا گیا تھا یا ایک وہ زمانہ آیا کہ مسلمان بالکل تجارت سے بیگانہ ہوگئے یا تو وہ غفلت تھی کہ صوفیا و صلحا امرا و وزرا تک ہی تجارت سے پرہیز کرتے تھے یا یہ پستی دیکھی گئی کہ انکسار و نکبت کے پنجے میں گرفتار ہیں بازار کی حالت اچھی ہے تجارت میں کامیابی کے زبردست اور حتمی امکانات موجود ہیں مگر اسے حقارت سے دیکھا اور بنیوں کا ایک ذلیل پیشہ خیال کیا جانے لگا یا تو لوگ حیرت سے پوچھا کرتے تھے کہ یہ مسلمان ہے اور تجارت نہیں کرتا یا یہ صورت بھی دیکھی گئی اور اسی آسمان کے نیچے دیکھی گئی کہ بالکل برعکس معاملہ

ہے اور مسلمان ہی مسلمان سے یہ کہہ رہے ہیں جانور ہی پلد کیا ہے ہم بیٹھ گئے یہ تمہاری شان کے خلاف ہے یہ اسی تحقیر تجارت ہی کا ثمرہ ہے کہ مسلمان ہر جگہ ذلیل و خوار ہے ہوئے ہیں اور کوڑی کوڑی کے محتاج ہیں۔

صحابہ کرام میں بڑے بڑے تاجر تھے اتنے بڑے کہ اپنے زمانہ میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے حضرت ابوبکر صدیق حضرت عثمان غنی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف حضرت طلحہ حضرت سعد بن عوف حضرت طلحہ حضرت محمد بن سیرین حضرت میمون بن مہران بزاز تھے خود حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی معاش کمرشیل ایجنٹ کی حیثیت سے پیدا کی اور شام اور بصرہ تک تجارت کے سلسلہ میں طویل اور متعدد سفر کئے بڑے بڑے ارباب فضل و کمال کی زندگی پڑھ کر دیکھو تو وہ بھی سب کے سب تاجر نظر آئینگے حالانکہ وہ چاہتے تو محض درس و تعلیم کے ذریعہ عیش و مسرت کی زندگی بسر کر سکتے تھے یا ان کا علم انھیں بڑے بڑے بلند مناصب پر فائز کرا سکتا تھا حضرت ضیاء الدین بیطار کتنے بڑے فاضل اجل گذرے ہیں آپ بیطاری کی دوکان کرتے تھے حضرت ابو الفضل کاغذ کے تاجر تھے خواجہ بہاء الدین نقشبند بھی تاجر تھے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی خزاری کرتے تھے حضرت علاء الدین یاقوت کی درزی کی دکان تھی حضرت ابو یزید بسطامی جیسے مشاہیر صوفیا سے اور کچھ نہ ہوا تو پانی ہی بھر بیچنے لگے حضرت شیخ فرید الدین عطار کی دکان کرتے تھے حضرت شمس الائمہ حلوانی کی دکان لے بیٹھے تھے حضرت امام ابو حنیفہ کی کپڑے کی تجارت تھی اور لاکھوں روپے کا کاروبار ہوتا تھا تاریخ و سیر کی ایک دو نہیں ایسی ہزارہا مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں اس تجارت نے مسلمانوں کو مالا مال ہی کر رکھا تھا اور معاش کی طرف سے بھی سبے پرواہ تھے سلسلہ سہروردیہ کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی تجارت دور دراز تک پھیلی ہوئی تھی آپ کے گھوڑے طلائی میخوں سے بندھتے تھے اور ہر گھوڑے کے گلے میں سونے کے ہار پڑے رہتے تھے۔

تجارت میں سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ نسبتاً محنت کم ہوتی ہے اور معاوضہ زیادہ ملتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ عقل بھی بڑھتی رہتی ہے اور ایک عقل و دولت کے بڑھنے ہی پر کیا موقوف ہے تمام انسانی خصائل و اطوار کی تربیت ہوتی رہتی ہے اور نیک عادتیں برابر ترقی کرتی چلی جاتی ہیں تاجر کے لئے خوش خلقی خوش اخلاقی دیانتداری امانت کشی عاقبت اندیشی تحمل صبر توکل وغیرہ لازمی شرائط ہیں اور یہی وہ خوبیاں ہیں جنھیں اسلام نے بتدریج سراہا ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کو ان کے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اگر تاجر میں ان صفات و حسنات میں سے کوئی ایک صفت بھی موجود نہیں تو اس کا اثر براہ راست اس کی تجارت پر پڑیگا اور وہ کاروبار کے بگڑ جانے کے ڈر سے یقیناً ظاہرا طور پر ہی اسے اپنے اندر جذب کرے گا۔

یہ ضرور ہے کہ تجارت اخلاقی اور عادتیں اس لئے اختیار نہیں کی جا سکتیں کہ کائنات انسانیت کے یہ جوہر ہیں اور خدا کے نزدیک یہ بہت محبوب چیزیں ہیں اور ہمیشہ اور خدا کو نہ ماننے والے تاجروں کو بھی مجبوراً اخلاق سے کام لینا پڑتا ہے لیکن یہ سب کچھ اپنے اپنے کاروبار کے فائدے کے لئے ہوتا ہے اور دل پر ان کا کوئی اثر بہت زیادہ نہیں ہونے پاتا تاہم اس سے انکار نہیں کہ ہوتا ضرور ہے لیکن مسلمان تاجر تو نور علی نور ہوتا ہے وہ ان خوبیوں کو محض کاروباری مفاد کے لئے اپنے اندر نہیں پیدا کرتا بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ اللہ کا حکم ہی ایسا ہے اور ان سے نہ صرف یہ کہ کاروبار کو ترقی و تقویت حاصل ہوتی ہے بلکہ ایمان و ایقان اور سعادت و انسانیت کا شرف بڑھتا ہے اور دارین کی فلاح حاصل ہوتی ہے اور ایک غیر مسلم تاجر موقعہ ملتے ہی انسانیت کے افشانہ ہونے پر ہزارہا روپیہ کے داؤ اپنے مفاد کے لئے کھیل جاتا ہے اور کھیلتا رہتا ہے اور اس کے بعد بھی خود کو بہت بڑا دیانت دار اور ستائش کا مستحق تصور کرتا ہے مگر ایک مسلم تاجر سچا مسلمان ہوتے ہوئے کبھی ایسا نہ کریگا وہ سمجھتا ہے کہ دس حصہ رزق میں سے اور میاں نے نو حصے تجارت میں رکھدیئے ہیں پھر کیا ضرورت ہے کہ میں بے ایمانی کروں اور ایک حقیر فائدہ کے لئے خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنکر رہ جاؤں۔

اسلام نے کم تولنے اور کم بیچنے کی سختی کے ساتھ ممانعت کی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا ہے کہ تمہارے مال میں جو عیب ہو وہ خریدار پر ظاہر کر دو ورنہ اس کا نفع موجب وبال آخرت ہوگا مناسب نفع تو اسلام میں جائز ہے زیادہ نفع لینے کی ممانعت ہے یہاں تو نفع کم اور فروخت زیادہ کا اصول رائج ہے جیسے زیادہ اسی سے ہو برکت رہتا ہے اور اس تعلیم کے شاندار ہی میں لاکھوں بچا لیتے تھے ایکدفعہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بازار میں تشریف لے گئے اور ایک غلہ کے انبار میں اپنا ہاتھ داخل کر دیا تو دیکھا تو اندر بھیگا ہوا اناج نکلا ہوا آپ نے فوراً دریافت کیا یہ کیا دھوکہ ہے عرض کی حضور بارش میں غلہ بھیگ گیا تھا آپ نے فوراً ارشاد فرمایا کہ بھیگ ہو گیا تھا تو بھیگا ہوا اوپر رکھتا یا علیحدہ کر دیتا کیا اس طرح لوگ دھوکہ نہ کھا بیٹھیں گے اور خشک اناج کے خیال میں بھیگا ہوا اناج نہ خرید لیں گے۔

اسی طرح حضرت امام ابو حنیفہ کے ملازم نے معمولی قیمت پر نہیں ۳۰ ہزار درہم پر ایک قیمتی کمبل ایک تھان فروخت کر دیا آپ نے سنا تو فرمایا کہ بہت قیمت لیلی کوئی دھوکہ تو نہیں دیا کچھ اس کا عیب تو نہیں بتا دیا عرض کیا نہیں خود پسند کر کے اپنی مرضی سے لے گیا ہے پھر فرمایا مجھے یاد آگیا اس کے اندر ایک جگہ کپڑا کٹا ہوا تھا آپ فوراً اٹھے خریدار کو تلاش کیا نہ ملا تو آپ نے وہ سب رقم خیرات کر دی۔

یہ ہے ایک مسلم تاجر کی شان پھر مسلمانوں کو انفاق مال کا حکم دیا گیا ہے جو بڑا کار ثواب ہے روپیہ زیادہ تر تاجر ہی کے پاس ہوتا ہے اور اس سے اسلام و مسلمین کو وہ بڑا فائدہ پہنچتا رہتا ہے اور مسلم تاجروں نے ہمیشہ لاکھوں روپیہ قرون اولیٰ میں فی سبیل اللہ خرچ کئے افسوس اب نہ وہ مسلمان ہیں اور نہ وہ تجارت البتہ ہمارے قبل دکھلانے اور عظمت رفتہ پر آنسو بہانے کے لئے تاریخ میں کچھ تذکرے ضرور باقی رہ گئے ہیں انھیں پڑھا ہوا دل بہلا لو۔

مسلمان بحیثیت پڑوسی

حضرت مولانا مولوی شریف احمد صاحب

اسلام نے بلا امتیاز مذہب وملت ہمسایوں اور پڑوسیوں کے جو حقوق تسلیم کئے ہیں اس کی مثال کسی مذہب وملت کیا کسی قوم میں بھی نہیں مل سکتی صاف وصریح حکم ہے اور بخاری ومسلم میں تصریح موجود ہے کہ جس نے اپنے ہمسایہ کو تکلیف دی یا آزار پہنچایا اس کا ٹھکانا دوزخ میں ہوگا اور اسے جنت کی خوشبو کبھی نصیب نہ ہوگی۔

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ جو پڑوسی کی عورت سے بدچلنی کرے اسے سو عورتوں سے بدچلنی کرنے کا عذاب دیا جائے گا اور جو اپنے ہمسایہ کو ستا نے اسے سو مسلمانوں کے ستانے کا گناہ ہوگا ہندو مسلمان یہودی اور عیسائی کی کوئی تخصیص نہیں کوئی ہو کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو ہو ہمسایہ۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فلاں عورت کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بہت نیک ہے صوم وصلوٰۃ کی پابند ہے کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے بہت فیاض ہے سیر چشم ہے صرف اتنی خرابی ہے کہ وہ اپنی زبان سے اپنے ہمسایوں کو بہت ستاتی ہے اور تنگ کرتی ہے اس کی نجات کے متعلق حضور کی کیا رائے ہے آپ نے فرمایا کہ وہ جہنم کا ایندھن بنے گی اور دوزخ میں جلیگی پھر اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایک عورت ہے جس کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذکورہ عورت کے مقابلہ میں روزے کم رکھتی ہے نمازیں کم پڑھتی ہے خیرات کم کرتی ہے کم فیاض ہے یعنی اور تو اور اعمال نیک میں کوتاہی وغفلت سے کام لیتی ہے یہاں نماز کم پڑھنے اور روزے کم رکھنے سے فرض نماز اور فرض روزے مراد نہیں بلکہ نفل روزے اور نفل نماز مراد ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ وہ خاص اور فرض نمازیں اور روزے قضا کرتی ہے اصرف نچے کچے پنیر کے ٹکڑے خیرات کرتی ہے مگر اپنے ہمسایوں کو خوش رکھتی ہے انھیں ایذا نہیں پہنچاتی زبان سے کچھ نہیں کہتی آپ نے جواب دیا تو وہ یقینی طور پر جنت میں جائیگی۔

نسائی اور دارمی میں ایک اور حدیث ہے یعنی حضرت عبد اللہ بن عمرو نے روایت کی ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ احسان کرکے جتلانے والا قطع رحم کرکے رشتہ داروں کو چھوڑ دینے والا اپنے ہمسایہ کو تکلیف پہنچانے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں ہرگز نہ جائے گا۔ آپ نے یہ احکام ہی صادر نہیں فرمائے مگر خود نمونہ بنکر پیش ہوگئے آپ کے ہمسائے کفار یہودی تھے لیکن آپ ان کے ساتھ نیک سلوک روا رکھتے تھے کہ اس کی تفصیل سنکر حیرت کی ایک دنیا نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے آپ کے پڑوسیوں اور ہمسایوں نے نہ صرف یہ کہ تنگ کیا ایذائیں پہنچائیں بلکہ آپ کا چراغ حیات گل کرنے کی مساعی میں بھی مدت تک برابر مصروف رہے مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ نے کبھی کسی کو ستایا ہو آپ یہودیوں اور عیسائیوں تک سے خندہ پیشانی سے ملتے اور تحفے تحائف برابر پیش کرتے رہتے تھے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خدا کی طرف سے ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک برتنے کے متعلق جبرائیل امین کے ذریعہ اتنی کثرت سے تاکیدات ہوتی ہیں کہ بعض اوقات مجھے خیال ہوجاتا ہے کہ کہیں ہمسائے شریک وراثت نہ قرار دیدیئے جائیں۔

جب مسلمان آقائے دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے یہ باتیں سنتے تھے اور یہ حکم صادر ہوتے دیکھتے تھے تو پھر کس کی مجال تھی جو اس نیک کام میں عمل سے گریز یا ان کی تعمیل واتباع سے غفلت برتا سب اپنے اپنے پڑوسیوں سے مخلصانہ اور شیدایانہ سلوک روا رکھتے تھے اور یہ حالت رونما ہوگئی تھی کہ جو مسلمان اور یہودی گھرانوں میں جو برابر آباد ہوں یہ تمیز مشکل ہوتی تھی کہ یہ غیر ہیں اور ان میں کوئی مذہبی امتیاز باقی رہ گیا ہے کسی مسلمان کو اتفاق سے کسی ہمسایہ سے دکھ بھی پہنچتا تو وہ صبر کرتا اور اس کی ہمت نہ پڑتی کہ وہ ان کھلے ہوئے احکام سے سرتابی کرسکے غور کیجئے کہ اس تعلیم میں کائنات انسانیت کے لئے امن وشرف کی کتنی سعادتیں موجود ہیں اور دین ودنیا دونوں کے لئے اس میں کیسی کیسی برکات اور اچھائیں پوشیدہ ہیں بادی النظر میں یہ کوئی غیر معمولی اور اہم تعلیم معلوم نہیں ہوتی کم وبیش تعلیمات تو ہر مذہب میں موجود ہے لیکن جس درجہ ثواب وعقاب محض ہمسایہ نوازی اور ہمسایہ آزاری کی بنا پر اسلام نے رکھا ہے اس کی نظیر آپ کو کہیں بھی دستیاب نہ ہوگی اگر غور سے دیکھا جائے اور نظریں اس عدیم المثال اور فقید النظیر تعلیم کے عمق میں اتار دی جائیں تو انسان کے سامنے حیرت انگیز اور حیرت بار مظاہر آجائیں گے۔

جب ہر مسلمان اس بصیرت افروز اور انسانیت نواز تعلیم پر عمل پیرا ہو تو ظاہر ہے کہ نہ صرف بین الاسلامی بلکہ بین الاقوامی امن کی بنا علما اتنی استوار ہوجائے گی کبھی فتنہ وفساد کا کوئی بعید ترین اندیشہ بھی باقی نہ رہے اگر ایک پر کچھ دیر کے لئے خوف ودہشت طاری نہ بھی ہوگی تو دوسرے پر تو ضرور ہی طاری ہوگی اور فتنہ وفساد کا وقوع محال کیا غیر ممکن بن جائے گا اور جس وقت غیر اقوام مسلمانوں کا حسن سلوک مشاہدہ کریں گی اور اس سلسلہ میں انھیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی اور تکلیف پہنچانے پر بھی وہ مسلمانوں میں انتقام کا کوئی جذبہ یا جوش پیدا نہ کریں گی تو لازماً ان کے قلوب میں بھی محبت ویگانگت کے جذبات پرورش پانے شروع ہوجائینگے پھر گھر سے محلہ محلہ سے قصبہ قصبوں سے شہر اور شہر سے صوبے اور صوبوں سے ملکوں تک امن وعافیت کی یہ لہریں پہنچ جائینگی اور دنیا ایک جنت بنکر رہجائے گی اگر آج بھی مسلمان اس تعلیم پر عمل کرنے لگیں تو دنیا میں فتنہ وفساد کی جڑیں اکھڑ جائیں یہ ہمسائیگی کی زنجیریں اتنی طویل اور اتنی غیر منتہی ہے کہ کسی جگہ پر بھی پہنچکر اس کی آخری کڑی نظر نہیں آتی ہمسایہ گھروں ہی کا مجموعہ محلہ ہوتا ہے اور محلوں ہی کا مجموعہ شہر اور شہروں ہی کا مجموعہ ملک کہلاتا ہے اور ممالک ہی سے دنیا معنون کی جاتی ہے۔

انفرادیات کے بعد تو میات کا نمبر ہے مسلمان مامور ہیں کہ وہ ہمسایوں سے بہتر سلوک کریں ہمسایوں میں ہمسایہ قومیں بھی شامل ہیں اور ہمسایہ ملک بھی مسلمان مسلمان رہکر نہ ہمسایہ قوم کو تنگ کرسکتا ہے اور نہ ہمسایہ ملک کو آج بھی اگر مسلمان اس تعلیم پر عمل پیرا ہوجائیں تو مسلمانوں کے تو دن پھر ہی جائیں غیر اقوام پر بھی اس کا بہترین اثر مرتب ہو اور امن عالم کی ایک بہترین صورت پیدا ہوجائے قیام امن کے ساتھ ساتھ تمدن اور اخلاق کو بھی اس سے بیحد فائدہ پہنچے کیونکہ جب ہر شخص اپنے ہمسائے کی بہو بیٹیوں کو اپنی بہو بیٹیوں سے بھی زیادہ سمجھنے لگے اور پڑوسی پڑوسی کی حفاظت

حکمرانی کے لئے تیار رہیں تو یہ جلی کا ہی موت واقع ہو جائے پھر اتحاد و اتفاق کے لئے یہ تعلیم اور یہ نظام کس قدر بہتر اور کس درجہ شاندار ہے افسوس تو یہ ہے کہ آج مسلمان ہی مسلمان بُردسی کے درپے آزار ہے اسلام نے جو تعلیم ہمیں پیش کی ہے وہ اتنی موثر اور اس درجہ شاندار ہے کہ اس پر عمل پیرا ہو کر انسان کبھی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا اور امن و عافیت کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔

سلطان صلاح الدین ایوبی کو ایک پرشکوہ اور جلیل القدر فرمانروا گذرا ہے مگر تھا ایک سچا اور مخلص مسلمان یورپ کے رچرڈوں فلپوں اور ہنریوں نے مسلمانوں پر کیا کیا ظلم نہ توڑے قتل و غارت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی مگر جب رچرڈ پریشان ہو کر بیمار پڑ گیا تو اس صلاح الدین ایوبی نے جسے مٹانے اور جس کی ملت کو تباہ کرنے کے لئے یہ تاجدار یورپ چڑھا کر آیا اور ٹڈی دل فوج لیکر آیا اس کی تیمارداری کی فرائض کچھ اس مخلصانہ طریق پر انجام دیئے کہ رچرڈ کا دل مسخر ہو گیا اور اس نے چلتے وقت نہیں ... تے وقت یہی کہا کہ جو سلوک میرے دشمن مگر معدل ہمسایہ قوم کے فرمانروا نے میرے ساتھ روا رکھا اس کی خوشگوار یاد میں اپنے سینہ سے لگائے ہوئے دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں۔ ترکی نے اپنے عہد اقبال میں ایسے ایسے پرسطوت اور باجبروت تاجدار پیدا کئے کہ اگر وہ چاہتے تو اپنی ہمسایہ مسیحی قوتوں اور سفرمان روائیوں کو پیس کر رکھ دیتے مگر انہوں نے ہمیشہ حق ہمسائگی ادا کیا ہر موقع پر ان سے برادرانہ برتاؤ کیا اور ان کے فرمانرواؤں کو قابو میں لاکر چھوڑ دیا۔

روس آج بھی ایک بہت بڑی طاقت ہے کل بھی تھی اور اس دور میں ابھی اس کی عظمت و طاقت مسلم تھی برسوں یہ ترکوں سے دست و گریبان رہی اور ترک ہمیشہ قابو پا کر بھی اسے معاف کرتے رہے ایک دفعہ تو ایسا وقت آگیا تھا کہ اس کا زمانہ ترکی افواج قاہرہ کے حصار میں آچکا تھا مگر جس وقت ملکہ نے مصالحت و معذرت کی درخواست کی اس وقت منظور کر لی گئی اور ایک روس کیا جتنی بھی ہمسایہ مسیحی طاقتیں تھیں انہوں نے ہمیشہ ترکوں کو تنگ کیا اور ترک انھیں ہمسایہ و مغلوب سمجھکر ہمیشہ ان پر کرم کرتے رہے انتہا یہ ہے کہ انہوں نے مسیحیوں کو اپنے ملک میں ایسے حقوق عطا کر دیئے جن کی بدولت انہوں نے بڑے سے بڑا اقتدار حاصل کر لیا اتنا بڑا کہ ترکی کے عہد انحطاط میں یہی امتیازات و حقوق ان کے گلے کا ہار بن گئے مسیحی ہمسایوں نے اپنے مسلم ہمسایوں کو ہمیشہ مٹانے اور فنا کرنے کی سعی کی۔ ہسپانیہ میں کوئی مسلمان باقی رہنے دیا اور دسسلی میں تمام حکومتیں ختم کر دیں اور نہ صرف حکومتیں ختم کر دیں بلکہ حکومتوں کے ساتھ انھیں بھی تباہ کر دیا گو ترکی، ایران اور ہندوستان میں جہاں مسلمانوں نے آٹھ آٹھ سو اور ہزار ہزار برس پرشکوہ حکمرانیاں کیں وہاں آج بھی غیر اقوام موجود ہیں اور اس حالت میں موجود ہیں کہ ان کا اقتدار کسی اعتبار سے بھی مسلمانوں سے کم نہیں ترکی میں مسیحی ایران میں پارسی اور ہندوستان میں ہندو اپنے وجود کے قیام سے یہ واضح

کر رہے ہیں کہ مسلمان راعی بھی اچھے تھے اور ہمسایہ بھی اچھے۔

سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر سترہ حملے کئے مگر تنگ ہو کر مجبور ہو کر ایک ہمسایہ راجہ کی امداد کے لئے سلطان نے راجہ جے پال کو جو اس کا ہمسایہ راجہ تھا اس کی غاصبانہ تاخت و تاراج پر ایک دفعہ نہیں تین دفعہ معاف کیا لیکن جب وہ باز ہی نہ آیا تو اس کے خلاف ایک انتقامی حملہ کیا جب راجہ قنوج پر جے پال کی طرف سے یلغار ہوئی تو سلطان دور دراز سے محض اس کی امداد کے لئے آیا اور راجہ کو معاندین کے پنجہ سے چھڑایا۔ دکن میں وجیانگر کی حکومت تھی برابر پانچ مسلم حکومتیں قائم تھیں کوئی اس سے نہ بولتا تھا سب اس کی عزت کرتے تھے مگر جب یہ زیادتی پر اتر آئی کہ مسجدوں میں گھوڑے بندھنے لگے تو مسلمان اس پر حملہ آوری کرنے پر مجبور ہوئے تاریخ گواہ ہے مسلمان ہمیشہ ایک اچھا ہمسایہ رہا ہے۔

کانپور مرزاپور بنارس امرتسر اور بمبئی وغیرہ کے فسادات میں اس کا تجربہ ہو چکا ہے کہ مسلمانوں نے اس گئی گذری حالت پر بھی اپنے ہمسایوں کے ساتھ نہایت شاندار اور شجاعانہ سلوک کیا ہے جس مسلم محلہ میں ہندو آباد رہے وہاں کسی کی نکسیر بھی نہیں پھوٹی لیکن اگر ہندو محلہ میں دو چار مسلم گھر بھی تھے تو وہ بھی تباہ کر دیئے گئے اور تباہ بھی اس طرح کئے گئے کہ پہلے امن و امان کا یقین دلایا گیا ان کے تحفظ کی ذمہ داری لی گئی مگر شب کے سناٹے میں موقع پاکر انھیں بھیڑ بکریوں کی طرح انتہائی بیدردی کے ساتھ ذبح کر دیا گیا۔

ایک ہندوستان ہی پر کیا منحصر ہے دنیا کی پوری تاریخ موجود ہے مسلمانوں نے اقتدار پاکر کبھی کہیں کسی ہمسایہ کو نہیں ستایا لیکن دوسروں کو جب موقع لگا اور وقت ملا تو انہوں نے ان پر اقتصادی کیا کاش مسلمان مسلمان بنیں اور وہ جو کچھ دیکھیں اسلامی روشنی میں دیکھیں اور جو کچھ سوچیں مسلمان بنکر سوچیں ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو جمعہ کے عرائس کے میلاد نبوی کے گیارہویں شریف کے اور شادی بیاہ کے اجتماع کے مواقع پر اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے اور باخبر بنانے کے انتظامات کئے جائیں اور ہر اجتماع سے فائدہ اٹھایا جائے انھیں بتایا جائے کہ اسلام نے ہر موقعہ پر اور ہر حکم میں ملی تنظیم اور ملی اتحاد کو مقدم رکھا ہے اور اس وقت انھیں اتفاق و یکجہتی کی ضرورت جس شدت کے ساتھ ناگزیر ہو رہی ہے کسی کو نہیں ہو رہی ہے پنجاب ایک اسلامی خطہ کہلاتا ہے اور تقریباً بڑھ کروڑ مسلمان اس علاقے میں آباد ہیں یہ اپنے اجتماع و اتفاق کو بآسانی کامیاب بنا سکتے ہیں اور ان کی زندہ دلی اور سرگرمیٔ عمل ہر تحریک کی کامیابی کی کفیل و ضامن بن سکتی ہے اگر یہیں سے کام شروع کیا جائے کامیابی کے مظاہر ملک کے سامنے پیش کئے جائیں تو تمام ہندوستان کے فرزندان توحید اس نمونہ عمل سے مستفید ہو سکتے ہیں لیکن جو کچھ کیا جائے سیاسی مقصد و غرض کے لئے نہیں بلکہ مذہبی طور پر اور مذہبی رنگ میں کیا جائے کہ مسلمان مسلمان ہی بنکر کامیاب ہو سکتا ہے اور اچھے سے اچھا ہمسایہ بن سکتا ہے۔

مسلمان بحیثیت محکوم

مولانائے محترم شاہ نذیر الحق صاحب قادری

ہر کہ حق باشد چوں جاں اندر تنش | خم نگردد پیش باطل گردنش
خوف را در سینۂ او راہ نیست | خاطرش مرعوب غیر اللہ نیست
پیش فرعونے سرش افگندہ نیست | ما سوا اللہ را مسلمان بندہ نیست

دنیا میں جس قدر انبیاء و مرسلین علیہم السلام آئے وہ سب کے سب خدا کے بھیجے ہوئے پیامبر تھے اور تمام الہامی مذاہب اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیام تھے ان سب کی بعثت کی غرض ایک ہی تھی کہ عبد کا معبود کے ساتھ صحیح تعلق قائم کر دیا جائے انسان اپنی پیدائش کی غرض معلوم کر کے اسے حاصل کرے اور ہر طرح کی فلاح و نجاح کا مستحق ٹھہرے۔ مگر قوموں کی بدقسمتی اور گمراہی یہ ہوئی کہ وہ اپنے اپنے دین کو ہمیشہ کے لیے سمجھ بیٹھے رہے اور ربوبیت کاملہ کی ارتقائی مظاہر کے اندر [illegible] جب ان کے پاس کوئی دوسرا پیغامبر آتا اور ان کی غلط فہمیوں اور گمراہیوں کی اصلاح کرنی چاہتا تو وہ اس کو ماننے سے انکار کر دیتے مگر بعض ایسے سلیم الفطرت بھی ہوتے کہ اس خدائی آواز پر کان دھرتے اور اس جدید ہدایت کو قبول کرتے اور اس طرح ایک قوم یا ایک مذہب سے کٹ کر دوسرے مذہب میں منتقل ہو جاتے اس طرح ایک سے دو دو سے تین تین سے چار اور چار سے پانچ بنتے چلے گئے جس کا نتیجہ آج سینکڑوں مذہب اور سینکڑوں قوموں کی شکل میں موجود ہے۔

افسوس کہ ان بدقسمت انسانوں نے شروع ہی سے یہ نہ سمجھا کہ ایک بادشاہ کی رعیت مسلسل بعد میں ہونے والے بادشاہوں کی بھی رعیت بنی رہتی ہے جس طرح ایک کا حکم مانتی ہے دوسرے کا بھی حکم ماننے کے لئے تیار رہتی ہے بادشاہ کے بدلنے سے انتظام سلطنت نہیں بدلا کرتا اسی طرح پیغمبروں کے بدلنے سے بھی تعلیمات خداوندی و رضائیت خداوندی میں مذہب کے بارے میں کوئی بدنظمی نہیں ہونی چاہیے اور متفرق مذاہب کو ظہور پذیر نہ ہونا چاہیے تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو اسلام کے آتے ہی دنیا اسلام میں تبدیل ہو جاتی اور مذاہب عالم کی کشمکش ختم ہو جاتی۔

یہ جو دنیا میں آج آپ مذاہب کی بھرمار، باہمی کش مکش اور کھینچا تانی ایک دوسرے کی تصدیق و تکذیب مذہب کے نام پر قتل و خونریزی دیکھ رہے ہیں اور قومیں آپس میں دست و گریبان اور سر پھٹول کر رہی ہیں یہ سب نتیجہ ہے اسی بیجا ضد و تعصب، نافہمی اور قدامت پسندی کا انہوں نے مذکورہ بالا مذہبی راز کو نہیں سمجھا غرض تمام مذاہب اپنی اصل کے لحاظ سے تو ایک ہی تھے مگر قدامت پسندی اور کوتاہ عقلی سے مسخ ہوتے ہوئے اور اب وہ گویا خود انسانوں کے بنائے ہوئے مذہب بن گئے۔

اسلام کی دنیا میں آنے کی ضرورت

دنیا میں ہزاروں مذہب تھے اور یقیناً زمین تھیں اور آج بھی نہ مذاہب کی کمی ہے اور نہ قوموں کی اگر ضرورت تھی اور کمی تھی تو ایک ایسے بین الاقوامی مذہب کی جو دنیا میں انبیاء و رسل کے آنے کا راز سمجھا دے اور بتلا دے کہ حقیقتاً انسانوں کا خدا ایک ہے انبیاء و رسل کی تعلیمات کا منبع و مقصد ایک ہے جو بآسانی کمال تک پہنچ سکیں جب یہ تدریجی صورتیں ہیں اور تمام مذاہب ایک ہیں اور ایک ہی غرض کو پیش کرتے ہیں مگر خود غرض انسانوں ضدی لوگوں اور غفلت شعار و قدامت پسند آدمیوں نے مذاہب کو اپنی اپنی ذہنیت میں ڈھال کر ان کو طرح طرح کے خوفناک مکروہ نفرت انگیز اور خلاف عقل و فطرت جوڑے پہنا دیئے ہیں جس کی وجہ سے آج ہر مذہب والے الگ ہیں قوم و ملک اور رنگ و نسل نے اپنے اپنے خدا بھی علیحدہ علیحدہ قرار دے لئے ہیں۔

یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ خود قرآن مبین اس حقیقت کا اعلان اور اس صراحت کو بیان کر رہا ہے چنانچہ ارشاد ہے کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ وما اختلف فیہ الا الذین اوتوا من بعد ما جاءتھم البینات بغیا بینھم۔

"اور انسان تو ابتدا میں ایک ہی امت تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو نجات ابدی کی خوشخبری سنانے اور عذاب دوزخ سے ڈرانے کے لئے بھیجا تاکہ وہ اس چیز میں حکم بنیں اور فیصلہ کر دیں جس میں لوگوں نے کھلی کھلی نشانیاں اور ہدایات کے آنے کے بعد اختلاف کیا اور نفس و سرکشی پر آمادہ ہوگئے۔"

انبیاء و رسل کی تعلیمات کا مقصد ایک ہونے کی بابت فرمایا:-

قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم و اسمعیل و اسحاق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسی و عیسی وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون

"تم کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اتارا گیا اور جو حضرت ابراہیم حضرت اسمعیل حضرت اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب علیہم السلام پر اور جو اتارا گیا حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور دوسرے پیغمبروں پر پروردگار عالم کی طرف سے ہم ان میں سے کسی میں تفرقہ نہیں کرتے اور ہم سب ایک خدا کے ماننے والے ہیں انبیائے سابقین کی عزت و احترام کی تلقین کرتے ہوئے ان کی رسالت کے اقرار کو جزو ایمان ٹھیرائے ہوئے فرمایا:- ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ ورسلا قد قصصناھم علیک ورسلا لم نقصصھم علیک کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نبی نہیں آیا۔ محمد بھی اللہ کے ایک پیغمبر ہیں ان سے پہلے ایک اور پیغمبر بھی گذر چکے ہیں ہم نے بعض رسولوں کا تو تم سے ذکر کر دیا ہے اور بعضوں کا نہیں۔"

ان آیات میں تمام دنیا کی قوموں کے ہادی رہبر رشی منی اوتار اور بزرگ آگئے مثلاً سری کرشن جی اور مہاتما بدھ رام چندر جی وغیرہ گویا فرمایا کہ انبیاء و رسل اور ان کی تعلیمات و عقائد کا معاملہ کوئی اختلاف اور سر پھٹول کی چیز نہیں کہ ہر ایک مذہب الگ الگ اپنے اپنے نبی کو لیکر بیٹھ جائے اور دوسرے نبی کا دشمن بن جائے پھر فرمایا الھکم الہ واحد تمہارا خالق و معبود وہی ایک ہی ہے خلقکم من نفس واحدۃ تمہاری پیدائش کی ابتدا بھی ایک ہی انسان سے ہے۔ ہمارا معبود رب العالمین دونوں جہان کا پرورش کنندہ ہے پس مذاہب کے معاملہ میں تو کوئی جھگڑا و اختلاف نہیں پھر تم کیوں ایک مذہب اور عقیدہ پر متفق نہیں ہوتے۔

دنیا کے ہر مذہب و ملت والے کو اشتراک عمل کی دعوت

جب سب کا خدا ایک ہے خدا کا مقصد ایک ہے انبیاء و رسل کی تعلیمات کا منبع ایک ہے تو

آسمانی کتابیں خدا کا پیغام ہیں اور مذاہب کے بارہ میں کوئی وجہ اختلاف ہی نہیں تو آؤ سب ایک خیال اور ایک مشترکہ عقیدہ پر متحد ہو جائیں یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ اے اہل کتاب آؤ ہم تم اس کلمہ توحید میں متفق ہو کر جمع ہو جائیں جو ہمارے تمہارے درمیان مشترک ہے یعنی ہم تم سب اللہ کے سوا دوسرے کسی کی پرستش نہ کریں۔" اسلام کتنا شاندار اور بہترین تخیل ہے اسلام کی ہمت۔ نظر کتنی بلند اور اس کا ظرف کتنا وسیع ہے اگر مذہب والے اس خدائی آواز کو کان دھر کر سنیں تو یہ دنیا بہشت بن سکتی ہے اور رہنے کے قابل ہو سکتی ہے۔

غرض اسلام ہی ایک ایسا بین الاقوامی اور عالمگیر مذہب ہے جو انسانوں کو نجات ابدی حقیقی مسرت کا راستہ دکھاتا ہے اسلام کی دنیا میں اسی لئے ضرورت تھی کہ وہ آکر دنیا والوں کو سمجھائے کہ مذہب کس کی طرف سے آتا ہے۔ بھائیوں کو بچھڑے ہوؤں سے ملاتا ہے، بیگانوں کو جوڑتا ہے اور مستحکم کرتا ہے بے لاگ محبت کی تعلیم دیتا ہے، اخوت انسانی کی تبلیغ کرتا ہے، سب انسانوں کو عالمگیر محبت کی زنجیروں میں جکڑ دیتا ہے حقیقی عزت حقیقی مسرت اور حقیقی دولت بخشتا ہے ظاہر و باطن کو ایک کرتا ہے قول و فعل میں مطابقت دیتا ہے اور دلی مسرت و لذت اور سکون و اطمینان قلب بخشتا ہے جس نے جمیع ادیان و مذاہب کو ایک ہونا چاہئیے اور کبھی طول نہ ہی مذہب کے نام پر لڑائیاں اور قتل و خونریزیاں برپا نہ کرنی چاہئیں۔

مذاہب عالم میں اسلام کے آنے کی جو ضرورت اور کمی تھی وہ آپ نے معلوم کر لی ہے اب ذرا یہ بھی معلوم کیجیے

کہ اقوام میں کس قدر کمی کی اور کیا ضرورت تھی۔

اقوام عالم میں مسلم قوم کی کیا ضرورت تھی

یہ ضرورت تھی کہ اسلام کا مذکورہ بالا پیام دنیا کی تمام قوموں کو سنائے اخوت انسانی قائم کرے دنیا کو ایک نقطہ پر جمع کرے دنیا کے سامنے اسلام کی عملی تبلیغ پیش کرے مذہب کے نام پر لڑائیوں اور قتل و خونریزیوں کو بند کر اپنے قول و فعل ظاہری و باطنی سے غیر قوموں کے لئے قرآن کا نمونہ بنے اور ان کی رہنمائی کا حق ادا کرے اور دنیا میں عبدیت الٰہی محبت الٰہی اور حکومت الٰہی کا ورد و زندہ کرے۔ الذین ان مکنا ھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واٰتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر اگر ہم مسلم قوم کو زمین پر حکمران کر دیں تو نماز کو قائم کریں زکوٰۃ دیں نیک بات کا حکم دیں اور بری بات سے روکیں۔

مسلمان آسمان والے کی طرف سے زمین والوں پر نائب اور خلیفہ ہے تاکہ آسمانی بادشاہت قائم ہو جائے اللہ کی مخلوق اللہ والوں کے زیر سایہ آجائے انسانی برادری قائم ہو جائے اور دنیا امن و چین والی بن جائے اگر ایسی قوم کے اقتدار اور حکمرانی سے دنیا خالی رہے تو چاہے فرشتوں ہی کی سلطنت کیوں نہ ہو پیدائش عالم کا مقصد فوت ہو جائے گا امن و امان کہیں نظر نہ آئیگا اور فساد فی الارض کی فضا سے دنیا معمور رہے گی اسی لئے ارشاد ہے۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم یعنی ایمان و یقین والوں کو خلافت کا منصب حقیقی عطا کیا جائیگا۔

آج انسانوں پر انسانوں کی حکومت ہے ایسے ایسے مظالم توڑے جا رہے ہیں کہ روح کانپتی ہے۔ اکثریت اقلیت کو کھائے جا رہی ہے دولتمندی غربت کا ناطقہ بند کئے ہوئے ہے استعمار پرستی چھوٹے بڑے شہروں اور ضعیف و درماندہ قوموں کو اپنے آہنی پنجوں میں گرفتار اور شیطانی دانتوں میں پکڑے ہوئے ہے دنیا میں جو سیاسی جال پھیلا ہوا ہے وہ شیطانی جال ہے ہوس پرستیوں اور نفس پرستیوں کا زور ہے

ایک قوم دوسری قوم پر دندان آز تیز کر رہی ہے۔ مہذب قومیں بھیڑیا بنکر اپنے اپنے شکار کی تلاش میں ہیں اور انصاف و انسانیت کا قتل عام ہو رہا ہے اور اس کو تہذیب و تمدن کا نام دیا جا رہا ہے۔

یہ سب کچھ کیوں ہے صرف اسلئے کہ دنیا میں حقیقی خلافت کا قیام نہیں قرآن والی قوم صاحب اقتدار نہیں انسانوں کے بنائے ہوئے نظام سلطنت اور تیار کئے ہوئے قوانین نفاذ پذیر ہیں مگر آسمانی قوانین اوراق میں بند اور الماریوں میں دفن ہیں۔

دین حق جمیع ادیان پر غالب بننے کے لئے ہے

اگر قرآن دین حق کو لیکر آیا ہے اسی ضرورت کے ماتحت ظہور پذیر ہوا ہے اور اس لئے آیا ہے کہ اس کو سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے اور مسلم قوم سے خلافت ارضی کا وعدہ کیا گیا ہے اسی لئے بھیجا گیا ہے جس کا یقین نے اور ہر فرد کیا تو لازمی طور پر ہر مسلمان کو ماننا پڑے گا۔ قرآن والی قوم کو تمکن فی الارض کا حصول ضروری ہے دینی اور دنیوی وجاہت قوت سلطنت اور اسباب کا قبضہ و اختیار میں ہونا لازمی ہے جو دوسری قوموں کو ہدایت پہنچا سکے قرآنی اصطلاح میں فساد فی الارض کا مرتکب نہ ہونے دے اور منشاء الٰہی پورا ہو۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ دین حق جمیع ادیان پر غالب رہنے کے لئے ہے۔ ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین عزت تو اللہ اللہ کے رسول اور مومن کے لئے ہی ہے ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا اللہ پاک کافروں کو مومنوں پر ہرگز ہرگز غالب اور مسلط نہ کرے گا اور وانتم الاعلون ان کنتم مومنین اگر تم مومن بنجاؤ تو تمہیں دنیا میں اعلیٰ و برتر کر دیا جائیگا۔

ان آیات کا مطلب یہ ہوا کہ دین حق کا جمیع ادیان پر غلبہ ہونا چاہیئے مسلمانوں کو تمام ملک کے ہر دین والے پر غالب ہونا چاہیئے اور دنیا کی تمام قوموں سے معزز و ممتاز رہنا چاہیئے اب سوچو اور غور کرو کہ کیا حقیقت میں ایسا ہی ہے؟

مسلمان غلامی اور محکومی کیلئے نہیں

مذکورہ بالا تفصیلات سے یہ آیات بینات سے بہت واضح طور پر مبرہن اور روشن ہو گیا کہ مسلمان غلامی کے لئے نہیں بلکہ بادشاہت کے لئے ہیں مغلوب ہونے کے لئے نہیں بلکہ غالب رہنے کے لئے ہیں اس لئے کہ ان کا مغلوب و محکوم ہونا حق کا مغلوب و محکوم ہونا ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب اپنے متبعین کو ہر قسم کی روحانی و جسمانی آزادی دینے کی ضامن ہے دنیا میں ہر قوم پر غلبہ بخشنے کے لئے ہے اور دین و دنیا میں سرخرو کرنے کے لئے ہے یہ قطعی طور پر ناممکن ہے کہ قرآنی وعدہ صداقت سے خالی ہو یا محض اعتقاد میں رکھنے کے لائق ہو۔

مسلمان اس لئے ہے کہ خود اللہ کا بنکر ساری دنیا کو اپنا بنالے مگر وہ خود سوائے خدا کے اور کسی کا نہیں بن سکتا گنگا اپنے دہانہ کی طرف بہنے لگے آفتاب بجائے مشرق کے مغرب سے نکل آئے زمین آسمان ہو جائے اور آسمان زمین بن جائے پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جائیں اور نظام عالم درہم برہم ہو جائے یہ سب کچھ ممکن ہے مگر یہ ہرگز ہرگز ممکن نہیں کہ قرآن والی قوم دنیا کی کسی دوسری قوم کی غلام ہو کیونکہ مسلمان ہونا اور غلام ہونا لازم و ملزوم ہے اگر اس کے خلاف کہیں نظر آئے یا آج نظر آرہا ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ مسلمان اپنے اعمال کی شامت میں گرفتار ہیں اور اپنے کئے کی سزا بھگت رہے ہیں۔

آزادی ہر مسلمان کا پیدائشی حق ہے وہ آزاد رہنے کے لئے پیدا ہوا ہے مسلمان طوق غلامی کا ہرگز ہرگز متحمل نہیں ہو سکتا نہ صرف خود ہی آزاد رہنے کے لئے ہے بلکہ دوسروں کو

بھی آزادی ملانے اور ان کی آزادی کی حفاظت کرنے کے لئے ہے جس کا ثبوت اسلامی تاریخ کے صفحات پیش کر رہے ہیں مگر مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان کی آزادی کا مطلب یہ ہے کہ وہ سب آزاد ہو کر خدا کا گرفتار اور قیدی بنے اور ہر طرف سے کٹ کر خدا سے رشتہ جوڑے۔

مسلمان کی عارضی محکومی

اگر مسلمان کسی وقت اپنی شامت اعمال کی وجہ سے اپنا حاکمانہ اقتدار کھو بیٹھیں اور بدقسمتی سے غلام ہو جائیں تو ایسی حالت میں اسلام کسی حکومت سے عذر و بغاوت اور قتل و خونریزی کی بھی اجازت نہیں دیتا بلکہ فساد فی الارض سے سختی کے ساتھ روکتا ہے ایسی حالت میں نہ مفسد ٹھہریں گے اور مفسدوں کو اسلام دوست نہیں کہتا خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں یہ بالکل صحیح ہے کہ اسلام اپنے متبعین کو کسی غیر مسلم طاقت کے تحت استبداد میں علی الدوام مقید رہنے کا معاہدہ کرنے کی کسی صورت سے اجازت نہیں دیتا اور ایک غیر محدود اختیار رکھنے والے ابدی غلامی کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے مگر وہ اپنے متبعین کو جان بوجھ کر ہلاکت میں پڑنے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔

دارالحرب میں مسلمانوں کی بود و باش اور غلامی پر قناعت کرنے کی اس شرط سے اجازت ہے کہ وہاں کے مسلمان اس ملک کی آزادی کے لئے صدق دل سے ساعی رہیں اور اپنی کمزوریوں اور خرابیوں کو دور کریں اپنے اخلاق کو سنواریں اور صحیح معنوں میں مسلمان بنیں اور اس طرح اپنے اندر حکومت و سلطنت کی اہلیت پیدا کر کے امنی اور پر امن جد و جہد سے آزادی حاصل کریں جو مسلمان اس شرط کے ساتھ دارالحرب میں نہیں رہتا درحقیقت وہ خدا کا نافرمان اور قومی غدار ہے۔

غیر قومی تسلط پر راضی ہونا اسلام سے ارتداد ہے

قرآن مجید میں ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ جو مسلمان اپنے کو اس دین کا حامل سمجھتے ہوئے محکومیت کی زندگی پر قانع نظر آتا ہے وہ اس آیت کریمہ پر ایمان نہیں رکھتا اور مسلمان ہوتے ہوئے مسلمان نہیں ایسے لوگوں کی یا تو ذہنیت غلامی کی وجہ سے مسخ ہو گئی ہے اور یا وہ جان بوجھ کر شرارت سے غیر قومی تسلط پر راضی ہیں اور وہ بدنام کنندہ اسلام اور ڈرپوک ہیں۔

ایسے مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام دنیا میں انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین اور ان کی قائم کردہ سلطنتوں کو مٹا کر آسمانی قوانین اور اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم کرانے کے لئے آیا ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی تعلیم اور انہیں جذبات کے ماتحت قیصر و کسریٰ اور مقوقس جیسے بادشاہان روم و فارس کو اسلام کی دعوت دی تھی اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عملاً اس کو کر کے دکھایا غیر ملکی حکومت کے گیت گانے والو کو کان کھول کر سن لینا چاہئے کہ اسلام ایک دفعہ نہیں ہزار مرتبہ کہہ چکا کہ وہ کسی غیر قومی غلبہ و تسلط کا ہرگز ہرگز روادار نہیں اگر کوئی مسلمان اس پر بھی اسلام کی آواز کو نہیں سنتا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے اسلام کسی غیر قومی اقتدار اور غیر ملکی حکومت کا تو کیا روادار ہوگا وہ تو خود مسلمانوں کی شخصی حکومت اور استبداد کا روادار نہیں چنانچہ اسی جذبہ کے تحت حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزیدی حکومت کے پرخچے اڑائے اور خود شہادت پائی اور چودھویں صدی کے مسلمانوں کو ناقابل فراموش سبق دیا۔

ایسے بزدل اور غلامی پسند مسلمان بنی اسرائیل کے اس نادان گروہ میں شامل ہیں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون کہ آزادی کی جنگ کرنے تو جا یا تیرا خدا ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔

مسلمانو! اخدار الجیش کرو اور ان حقائق سے سبق حاصل کرو۔

سرزمین ہند میں اسلامی تعلیمات اور اسلامی ذہنیت کا قتل

مسلمانو! ان حقائق قرآنیہ کی روشنی میں ان نام نہاد مسلمانوں کے اعمال و اقوال کو دیکھو جو غیر قومی تسلط کو سراہتے ہیں اپنے آقایان ولی نعمت کو خوش کرتے ہیں مسلمانوں کو طرح طرح کے حیلوں سے آزادی کی جد و جہد سے باز رکھتے ہیں ان کو کثرت اور طاقت سے ڈراتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ غیر قومی تسلط کو خدا کی رحمت سمجھتے ہیں کیا یہ خدا اور اس کے رسول کے ساتھ غداری نہیں؟ کیا یہ اسلامی تعلیمات کی قتل عام نہیں اور کیا یہ اسلامی ذہنیت کی ذلت و رسوائی نہیں؟ مسلمانو! ماتم کرو کہ آسمان زمین ہو گیا حق باطل ہو گیا جنت دوزخ ہو گئی ایمان کفر ہو گیا اور دین حق ثریا کی بلندیوں سے خاک مذلت پر آ پڑا۔

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں

غلامی پسند مسلمان کس بے غیرتی اور ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ اگر ہند غیر اقوام سے خوش نہ ہوتا تو ان کو بادشاہت ہی کیوں عطا فرماتا اس سے بھی بڑھ کر ایک اسلام کی واحد دعویدار اور جنت کی ٹھیکیدار جماعت کی نزدیک ہے کہ اگر مجھ پر دینی رہبری کا بار نہ ہوتا تو میں ہجرت کر جاتا ہمیں نے بچاس الماریاں غیر ملکی اقتدار کی تعریف و توصیف لکھ کر بھر دی ہیں اور جو امن و آسائش ہمیں یہاں حاصل ہے وہ مکہ معظمہ میں بھی حاصل نہیں۔

ایسے لوگ اگر فرعون اور نمرود کے زمانہ میں ہوتے تو موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے منہ موڑ کر ان کو بھی یہی نصیحت کرتے کہ نعوذ باللہ کیوں دیوانے ہوئے ہو اور بغاوت پر سرکشی پر آمادہ ہو فرعونی اور نمرودی مشن کی حمایت میں پروپیگنڈہ کرو اور اس ناپاک کام کو لکھ کر پچاس الماریاں بھر بانٹیں یا اللہ کیوں نہیں قیامت آ جاتی کہ تیرے نبی کا کلمہ پڑھ کر یہ مسلمان تیرے دین کو ذلیل و رسوا کر رہے ہیں اور اسے دینی خدمت قرار دیتے رہتے ہیں مسلمانو! یاد رکھو جب کبھی بھی غیر اقوام کو تسلط اور بادشاہت دی جاتی ہے کہ قرآن والی قوم کو تنبیہ ہو ان کو اپنی پستی کا احساس ہو اور اس پست حالت سے نکلیں اگر اس کے باوجود مسلمان پھر بھی غیر ملکی اقتدار کا راز نہ سمجھیں گے اور اپنے آپ کو قرآنی علم و عمل کا نمونہ ثابت نہ کریں گے تو ان کے لئے یہ وعید موجود ہے یا ایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اے ایمان والو اگر دین سے پھر جاؤ گے تو اللہ ایک ایسی قوم لے آئے گا جو اللہ کو دوست رکھے گی اور اللہ ان کو دوست رکھے گا۔

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں	ہمارے اپنی پنجہ نے اس کو چور کر ڈالا
کبھی تجھے ہم بھی ہاں دانے پاس ہی والا تھا	زمانہ معترف تھا اپنی شوکت کا شجاعت کا
مسلمان جب مسلماں تھے تو گزشتہ قوت حاصل تھا	عمل قرآن پر جب تھا تو دنیا اک مسخر تھی

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمان کسی کا محکوم اور غلام نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے متبعین کو غلامی کی زندگی کے متعلق کوئی تعلیم نہیں دی جس پر چل کر ایک مسلمان اپنے آپ کو سچا اور عملی مسلمان کہلا سکے اور مسلمان کی محکومانہ حیثیت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں دکھایا جا سکے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل و فہم اور بصارت و بصیرت عطا فرمائے کہ وہ عذاب الٰہی یعنی غلامی سے چھٹکارا پائیں اور دین حق کو غلبہ حاصل ہو آمین۔

تاں دکھائے اے مقدر پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

مسلمان نمبر پڑھنے کے بعد ایک مسلمان کو سب سے پہلے کیا کرنا چاہیئے؟

وہی جو خدائے اسلام نے فرمایا!

"کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر" تم سب امتوں سے بہتر امت ہو کہ لوگوں کو نفع پہنچانے کے لیے پیدا کئے گئے ہو، اچھے کاموں کی ہدایت کرتے ہو، بُرے کاموں سے روکتے ہو،

اب اپنے اپنے حالات پر غور کرو کہ موجودہ مصروف زندگی میں خدائی احکام کی تبلیغ کے لئے کیونکر وقت نکال سکتے ہو، اور کس طرح خدا کے اس منشا کو پورا کر سکتے ہو،

میرے نزدیک اس زمانہ میں سب سے بہتر صورت اس کی یہی ہو سکتی ہے، کہ جہاں تک ممکن ہو مولوی کے ہر پرچہ کو دوسرے مسلمانوں کے مطالعہ کے لئے دیجئے تاکہ اس کی معلومات اسلامی میں اضافہ ہو اس طرح آپ آسانی سے آمر بالمعروف بن جائیں گے اور ناہی عن المنکر بھی، کیونکہ مولوی کا نصب العین صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اب اٹھارہ ہزار مسلمان اس سے مستفیض ہوتے ہیں، اگر آپ میں سے ہر شخص صرف پانچ دوسرے بھائیوں کو اس کے مطالعہ کرانے کا التزام کرے تو ایک لاکھ نفوس خدا کے احکام اور اسلام کے پیغام سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں

ہر مسجد کو دار المطالعہ بنا دیجے

ہم نے جو کچھ سلف میں ترقی کی وہ مساجد کے ذریعہ ہی کی، مسجد ہی ہماری دار الشوریٰ رہی، اور یہی ہماری یونیورسٹی تھی، یہی اکاڈمی، یہی دار العوام تھی اور یہی ہاؤس آف لارڈ، جو کچھ ملتا تھا یہیں سے ملتا تھا، اور اگر ہمارا اعتقاد ہے، کہ ہماری نکبت اسلامی احکام سے انحراف کی وجہ سے ہے تو پھر یقینی ہے کہ ہماری اصلاح بھی اوامر اسلامی کی تبلیغ میں مضمر ہے، اور آئندہ بھی ہماری نجات اخروی اور دنیاوی ترقی کا ذریعہ بھی مساجد ہونگی، اس لیئے اپنے محلہ قصبات اور شہروں کی ہر مسجد کو دار المطالعہ بنا دیجے، تاکہ بغیر کسی واعظ کے وعظ، عالم کے علم اور صاحب کمال کے تصرف کے ہر شخص پکا دیندار، سچا مسلمان اور راست باز مبلغ بن جائے

یہ کام ایسا نہیں ہے جس کے لئے انجمنیں بنائی جائیں، جمعیتوں کی تاسیس ہو اور متحدہ اجتماع سے بروئے کار ہو سکے، اس کام کے لئے تنہا ایک فرد پوری انجمن اور صرف ایک سپاہی پوری فوج کا کام دیگا۔

فرض کیجئے آپ کے قصبہ میں چار مسجدیں ہیں، اور ہر ایک میں صرف آٹھ مصلی، اب جس قصبہ کا ہر واحد شخص کسی ایک وقت ہر فی کس چندہ کر کے ایک روپیہ میں سال بھر کے لئے مسجد کے امام کے نام پرچہ جاری کرا سکتا ہے، وہ پرچہ ہر مصلی کے لئے وقف ہو، ہر مصلی چاہے دن میں پورا پرچہ پڑھے اور دوسرے مصلی کو دیدے جہاں مصلی ان پڑھ ہوں وہاں کے امام صاحب اس کا ایک مضمون روزانہ نمازیوں کو سنا دیں، اس طرح ہر شخص ہزاروں احکام دین سے واقف ہو جائے گا، اور سیاست، معاشرت، تہذیب، مدنیت سب سے مطلع رہے گا، نتائج پر غور تو کیجئے کہ صرف ایک شخص کی ذراسی محنت کس درجہ بار آور ہو سکتی ہے،

آج کل آسانی پسندیاں جزو بدن ہو رہی ہیں، مذکورہ بالا سعی قدمے اور سخنے بھی جو صاحب درمے سخنے کو آسان سمجھیں وہ اپنے پاس سے ایک روپیہ خرچ کر کے ایک مسجد کو ہی دار المطالعہ کر دیں، آپ کو یقین دلاتا ہوں، کہ اگر یہ اسکیم کامیاب ہو جائے، تو کتنے لاکھ نفوس تعلیم اسلامی سے بہرہ اندوز ہو جائیں، اور اس ایک روپے کی قیمت کتنی بڑی ہو جائے،

دیکھئے خدا کے کتنے پرستار اور اسلام کے جاں نثار اس آسان ترین تبلیغ کے مبلغ ہو سکتے ہیں،

تین پیسے میں مبلغ بن جایئے

خدا کے فضل سے ہندوستان کا کوئی محکمہ کوئی گاؤں کوئی قصبہ ایسا نہیں ہے جہاں مولوی نہ پہنچا ہو اس لئے ہر جگہ کے ناظرین کو صرف تین پیسے خرچ کرنے کی دعوت دیتا ہوں یہ ذرا بھی دشوار گزار مرحلہ نہیں ہے اس لئے امید ہے کہ ہر شخص تیار ہو جائے گا۔

صرف ایک پوسٹ کارڈ خرید لیجئے آپ جس محکمہ میں ملازم ہوں وہاں صرف یہ معلوم کر لیجئے کہ کون کون سے بھائی مولوی کے خریدار نہیں ہیں، خواہ افسر ہوں یا ماتحت سب کے نام اور پتے لکھ کر مجھے بھیج دیجئے، میں یہاں سے ان کے نام خود مولوی کا دعوت نامہ بھیج کر اسلام کا مبلغ بنا لونگا، یہ کام تو ذرا بھی مشکل نہیں ہے، سب سے زیادہ پولس اور کچہری کے مسلمانوں کے پتے درکار ہیں، کیونکہ ان ہی دونوں محکموں میں سخت دلی کا بازار گرم ہے اور انہی کو خدا کا پیغام پہنچانا بہت ضروری ہے۔

یہ کام اس قدر آسان ہے کہ میرے خیال میں ہر شخص آسانی سے اس کام کو پورا کر سکتا ہے جس قصبہ میں آپ رہتے ہوں یا جو آپ کے قریب ہوں، ان کے زمینداروں نمبرداروں تحصیلداروں، اور نائب اور پٹواریوں کے نام لکھ کر بھیج دیجئے ان لوگوں کے سامنے بھی خدا کے پیغام دہرانے کی ضرورت ہے،

پوسٹ آفس اور آر، ایم، ایس والوں کے پتوں کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ یہ محکمہ تو مدت سے مطالعہ کا خوگر ہے، ہر مہینے ایک ہزار پرچے دوبارہ بھیجے جاتے ہیں اور ان میں بڑا حصہ اسی محکمہ کا ہے،

اگر آپ حضرات میں سے صرف پانچ ہزار آدمی صرف دس مذکورہ حضرات کے پتے روانہ کر دیں تو میں رمضان شریف میں ایک بہت ہی بڑے ثواب کا کام شروع کر دوں یہ تو صرف تین پیسے کا خرچ ہے کیا آپ حضرات اس کو قبول فرمالیں گے،

اس مہینے کی روداد

یہ ہے کہ مسلمان نمبر ایک ہزار زائد چھپا ہے چونکہ یہ مجموعہ معمول سے زیادہ خرچ میں طیار ہوا ہے اس لئے آپ کو خاص طور سے مدد کرنی چاہئے،

پچھلے دو مہینے میں کتابوں کی فروخت حیرت انگیز طریقے پر کم ہوئی، اس لئے بہت ہی دقتوں سے یہ دن کاٹے ہیں، تفصیل کیا بتاؤں جس سے آپ کو بھی تکلیف ہوگی اور دہلوی کے دعا گو کو بھی صدمہ پہنچیگا، اس لیے عرض کرونگا، کہ یہ سرد مہری ایک ایسے کارکن کو جو صرف مزدور کی حیثیت رکھتا ہو، ہمت شکستہ ہی نہیں، خدا جانے کیا کر دے گی، اول تو یہ ہزار زائد مسلمان نمبر کے خریدار دیجئے دوسرے کتاب الاسلام کو فروخت کرائیے، ورنہ پھر مجھے دریوزہ گری کرنی ہوگی اور خاص اعانت کا طالب بن جاؤنگا جب کام چلے گا، کاش یہ نہ ہو، اور آپ کے محبوب پرچے کی یہ آن نہ ٹوٹے،

اہل کرم کے نام آئندہ شائع ہونگے

مسلمان نمبر کے مضامین معمول سے چھ صفحے زائد بڑھ گئے ہیں اس لئے معاونین کے اسم گرامی شائع نہیں ہو سکے حالانکہ اب تک ۵۰۰ نام جمع کر لئے ہیں، اس وقت تو صرف ان کے لئے دعا کرتا ہوں، کہ خدا تعالیٰ ان کو دین و دنیا کی ہر آفت سے محفوظ رکھے ان کے مدارج میں ترقی، رزق میں فراوانی، مقاصد میں کامیابی اور ہمتوں میں اولوالعزمی عطا فرمائے، آمین یا رب العالمین

دوزخ سے نجات

پہلے کو صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آیندہ گناہ و ترک اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق اب تک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** ہی کے نام سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں۔ توبہ کے معنے از روئے لغت مناجات توبہ۔ توبہ کی حقیقت فضیلت ثواب سرور دو عالم کے ارشادات ارباب طریقت کی توبہ حکایات توبہ ترک گناہ صغیرہ و کبیرہ توبہ کا ذکر قرآن میں گناہوں کی لذت گناہ کا خیال معافی کے لئے انتہا گناہ بھی کیسو بچا ہے گناہوں سے بچنے کا بہتر علاج گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں مولائی بندہ نواز کی پڑ ہو استغفار عبادت دل ہی سید۔ مرابط و مسجد میں یاد دنیا ز گناہوں سے نیکیوں کی بربادی۔ دینی مواخذہ سے بے فکری گناہوں سے نقصانات نسخہ دفع مرض گناہ اس کے علاوہ بہت مضامین ہیں

قیمت دس آنے محصول ۲ ر کل ۱۲ ر

حمیدیہ پریس دہلی

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کے لئے ہر ایک انسان بے چین رہتا ہے اس مسئلہ پر سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب سے ملتی ہے مختصر فہرست مضامین یہ ہے خلقت روح انسانی روح کا نزول عہد میثاق روح حیوانی روح اور تناسخ دانا گورو حقیقت موت عبادت سکرات موت تلقین جبر سے روح کا انتقال حضرت آدم کی وفات دیگر رسولوں کی وفات ایمان و کفر نیک روحیں علیین ابرار مقربین برا خاتمہ بری روحیں سجین کفن کی اصلاح سوال جواب نکیرین عالم برزخ عذاب و ثواب کا فلسفہ قبر کا عذاب تجہیز و تکفین نماز جنازہ جنازہ کے تمام مسائل دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ درود تلاوت قرآن کا ثواب قبرستان زیارت قبور تعزیت تسلی کہنا کیا انجات آخرت مردوں کو کیا چیز پہنچتی ہے دوسرے حصہ میں ۳۳ اصحاب کرام و اولیاء عظام کے مدینہ صادقہ کے احوال ہیں جنہوں نے سب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے قیمت ۱۲

حمیدیہ پریس دہلی

تعزیرات دوزخ

یہ تو غور پڑ رہے گا اور ہونے کے بعد ہر ایک چیز کا حساب دینا ہوگا اس کی تفصیل میں تعزیرات دوزخ پڑھو تو ناک بھی گناہ و کرنے کے بعد یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ کونسی کسی سزا ملیگی حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظر جمعیتہ علماء ہند کو خدا بے حساب جنت میں لے جائے اور جہاں بھی اللہ کی ہر دم ناز کرے کہ انہوں نے اعمال سیئہ کی فہرست بنادی ہے ہر گناہ کی پاداش بھی بتلادی ہے تعزیرات دوزخ میں حسب ذیل گناہوں کی تفصیل سزا ہے ترک دریا سو ظن باسمہ بغض کینہ حسد تکبر خود بینی بدعت بے عمل تقدیر زمانہ اہل سے عداوت اور ہمسایہ سے بغض بے جبر اور امانت میں خلل اور لغو کلام کی کثرت قرآن و حدیث سے استغنا بول و براز سے غفلت وضو غسل حیض کی فروگذاشتیں نماز بے جماعت اور جمعہ سے پہلو دائمی سفر بعد بدفعالی غیر فرجی زینت تو ناک نوحہ سوگ اور قبروں کا احترام زکوٰۃ صدقہ نفقہ سوال بخل روزہ کی فروگذاشتیں حج اور اسکی فروگذاشتیں جانوروں سے بدسلوکی و غیرہ اس طرح کے ۲۰۰ مضامین ہیں آخر میں توبہ کا بیان ہے

قیمت مع محصول ڈاک کل ۱۰ پتہ حمیدیہ پریس دہلی۔

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے تاکہ اگر اس کام کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں سے بیاجوگیوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنسکر اپنے ایمان کو ضائع نہ کریں خود بزرگان دین نے اپنے صحیح فالنامے ایسے لکھے ہیں جن سے انسان کے کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں شیخ محی الدین اکبر ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں جنہوں نے ایک فالنامہ قرانیہ لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیاء یعنی فالنامہ پیغمبران فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ ثابت الاطیفہ فالنامہ دیوان حافظ فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس تمام مجموعہ کا نام

فالنامہ ناصری

ہے ہمارا دعوی ہے کہ ایسا اعلیٰ اور مستند فالنامہ اس سے پیشتر شائع نہیں ہوا قیمت ۸ ر محصول ۵ ر کل ۱۳ ر

پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کون ایسا ہے جو شیدا نہ ہوگا بہت ہی کم وہ لوگ جو سعادت زیارت حبیب سے بہرہ ور ہو چکے ہوں خوش نصیب وہ ہے علامہ حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظر جمعیتہ علماء ہند کو خدا جزائے خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا ہے درود شریف کے وہ اعداد و وظائف بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب اللہ لازمی ہو جاتی ہے چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات و اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات درج کئے ہیں جنہوں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی زیارت جس جس طریقہ سے کی ہے۔

حضرت ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ نعمت اب عام ہو گئی ہے اب بھی کوئی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اس کی مرضی اور اس کی بد نصیبی۔

قیمت ۸ ر محصول ڈاک ۵ ر کل ۱۳ ر

پتہ

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدس کا کیا حال ہوگا جب خاندان نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر برہنہ بے یار و مددگار جانوروں کی طرح گھسیٹا جا رہا ہے تھے اگر ان حالات المناک کو صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک **شہید کربلا** منگائیے اس میں شہادت کے بیچ و اقعات نہایت تحقیق و تنقید کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا ترک وطن امام مظلوم کی ناکامی کوفیوں کی غداری ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی وہ دردناک تاریخ ہے جگر و دل کو میرا انیس کے مرثیے بھی بھلا دئیے گئے ہیں اور آخر میں تو حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیے اس تاریخ المناک میں کیفیت بندھ جاتی ہے دو حاضرہ کی سب سے مؤثر اور دردناک کتاب ہے اور لطف یہ ہے کہ ادنی سا واقعہ بھی غیر مستند نہیں قیمت ۸ ر محصول ۵ ر کل ۱۳ ر

پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دنیا کو مہذّب بنانے والے

آج وحشی کہلائے جاتے ہیں

اس لئے کہ وہ مذہب سے منہ موڑ بیٹھے، اپنی سلطنت کھو بیٹھے، اپنے تمدن کو رو بیٹھے، اور یہ سب کچھ انہی کے ہاتھوں ہوا، کون نہیں جانتا۔ کہ اسلامی تعلیم کس قدر مکمل تعلیم ہے، یہی وہ تعلیم ہے جس کے خوشہ چین آج مہذب دنیا بنانے والے کہے جاتے ہیں، آؤ پھر اسی کے نہ آتے ہیں ہے کوئی مذہب جو اپنی تعلیمات سے وہ سب کچھ دکھا دے جو آج تہذیب و ترقی کا دعویدار ہے یہ خوبی صرف اسلام میں ہے کہ اس نے اپنی فطری بیش بہا تعلیم سے انسانی زندگی کے ہر شعبہ کو سنوارا ہے مگر آہ مسلمانوں کو کچھ بھی خبر نہیں کہ اس بحر ذخار میں اور اس سر بفلک پہاڑ میں کیسے کیسے گوہر آبدار اور جواہر بے بہا موجود ہیں،

بدقسمتی سے اسلامی تعلیم ہندوستان کے مسلمانوں میں صرف اسی حد تک جاری رہی جہاں تک عبادات کا تعلق تھا، اور یہی وجہ ہے کہ تقدس کا خلعت اسی کو ملا جو صرف صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا، حالانکہ منشائے اسلام کا منشا یہ تھا، کہ انسان کی زندگی کا ہر قدم اسی کے نام پر اٹھے، اسی لئے فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ، یہ اسوۂ حسنہ صرف عبادات ہی تک محدود نہیں ہے، بلکہ اعتقادات، معاملات، معاشرت، مدنیت سب پر حاوی ہے لیکن ہزار ہا مسلمان ہیں جو معلومات اسلامی سے عاری ہو کر غیر مسلموں کے رواسم میں ڈھل گئے، اور اسی لئے انہوں نے اغیار کے طعنے کھائے۔

اسلامی تعلیم میں کیا کچھ نہیں، اس کا کبھی نہ بدلنے والا قانون آج بھی مہذب دنیا کے لئے مشعل راہ ہے، انسانی قانون روز مرہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں لیکن اسلام کا اٹل قانون چودہ سو برس سے یکساں اپنی رہنمائی کر رہا ہے۔

انسانی زندگی کے سب سے اہم شعبہ "معاشرت" پر نظر ڈالئے کیسی لایعنی رواسم، اور دنیائے انسانی کو متفرق کرنے والے قوانین دنیا میں رائج ہیں، لیکن ایک اسلام اور فقط اسلام ہے جس نے انسانی زندگی کے اس شعبہ کو چار چاند لگائے۔ آپ ذرا حمیدیہ پریس دہلی کی تازہ کتاب

اسلام کی امتیازی معاشرت منگا کر پڑھئے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا پر اسلام نے کیا کیا احسان کئے ہیں، اور آہ آج کل کے مسلمان اس سے کس قدر دور ہیں، اس کتاب میں اول اسلام سے پیشتر دنیا کی گندی اور تاریک معاشرت کی تاریخ ہے اس کے بعد غیر مسلم مذہبی تعلیم معاشرت کی خامیاں اور بوالعجبیاں دکھلائی ہیں، اس کے بعد عنوان قائم کرکے دنیا کو اسلامی معاشرت سے بہرہ ور کیا ہے، اس میں حسب ذیل مضامین اسلام کی تابندہ روشنی میں نمایاں کئے ہیں دنیا کے ساتھ غیر مذاہب کا سلوک، اعزہ و اقربا کے ساتھ غیر مسلم دنیا کی رواج و تعلیم، اسلام کی جانفزا ہدایات، میاں بیوی کے حقوق، بچوں کی پرورش، اعزا و اقارب سے برتاؤ، ہمسایہ کے ساتھ برتاؤ، غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ برتاؤ، اغیار کے ساتھ برتاؤ، مہاجنی طریق خرید و فروخت کا امتناع، سود کی ممانعت، محنت و کوشش، دولت کی اہمیت، معاش اور اسلام، اسلام اور جنگ، اسلام اور دشمنوں سے سلوک، اسلام اور ذمیوں کے حقوق، اسلام اور انسداد فواحش، گداگری، پوری اجرت نہ دینا، اسلام اور صدقہ و خیرات، دیگر مذاہب کے ساتھ اسلام کا سلوک، یہ وہ مضامین ہیں جنکو پڑھ کر اگر انسان ان کے سانچے میں ڈھل جائے تو دنیا و الوں کے

۲۴۰ صفحہ کی کتاب ہے قیمت ۱۲؍ محصول ۴؍ کل ۱؍ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

قرآن شریف پڑھنے سے پہلے

یہ تو معلوم کر لیجئے کہ قرآن شریف ہے کیا، اس کا پڑھنا ہمارے لئے کیوں بابرکت ہے اور وہ کون سے آداب ہیں جن کے ترک کرنے سے قرآن ہی وبال جان بن جاتا ہے، حقیقت میں ہر چیز دیکھنے کا لطف ہی جب ہے کہ آدمی اس کی ماہیت سے واقف ہو، اگر آپ چاہتے ہیں، کہ قرآن شریف کے متعلق پوری معلومات بہم پہنچائیں تو حمیدیہ پریس کا جدید اڈیشن

تاریخ القرآن منگا کر پڑھئے اس اڈیشن میں بہت سی جدید معلومات کا اضافہ ہوا ہے جو علامہ مولوی سید نذیر الحق صاحب مصنف کتاب الاسلام کے جانکاہ محنت کا نتیجہ ہے اس کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں،

قرآن پاک، شفاء مومنین، رسول اور وحی آسمانی کی ضرورت، پیغمبروں کا انسان ہونا کیوں ضروری ہے، رسول کریم اور قرآن مقدس، پیغمبر اسلام تمام دنیا کے لئے قیامت تک ایک کامل نمونہ ہیں، دنیا والو قرآن خدا کا آخری ہدایت نامہ ہے، قرآن دنیا میں مصدق ہو کر آیا ہے قرآن کی جملہ الہامی کتابوں اور مذاہب پر کامل فتح، قرآن کا جملہ مذاہب کے نام کھلا چیلنج، مسلمانو کا زندہ نبی اور قرآن ناطق، قرآن مقدس کے نزول سے پہلے کی دنیا، دور مظلمہ، احسان عظیم محمد عربی اور قرآن مجید نے دنیا میں آکر کیا کیا، قرآن کریم کی وہ اصلاحیں جو اسکی تعلیم کو ممتاز بنانے والی ہیں، مسئلہ توحید، قرآن نے توحید پر کیوں اس قدر زور دیا، قرآن مجید کی وسیع نیا بنی اور رواداری، دوسری اصلاح، خداشناسی، تیسری اصلاح، پیشواؤں کی دستبردی سے نجات، چوتھی اصلاح نیکی اور بدی کا اصول، قرآن مجید کا مرتبہ، اور طریقہ تعلیم و ارشاد، عقائد حقہ کی بنیاد، قرآن کے قصص، قرآن کا طریقہ بیان، اصول مناظرہ اور قرآن حکیم، قرآن پاک کی خطیبانہ تعلیم، قرآنی تعلیم مکمل، اور فطرت کے مطابق ہے قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا ثبوت، نزول قرآن، قرآن کے تدریجی نزول میں حکمتیں، وحی کی قسمیں، نسخ، منسوخات قرآن، جمع و ترتیب قرآن، سور و آیات کی ترتیب، صحابہ کرام کے عہد مبارک میں قرآن کی حالت، رسم خط، علامات قرآن، اوقاف، وقف اور وصل کی علامتیں، اختلاف قرأت، جمع قرآن، قرا کا بیان، سات قاریوں کا بیان، قرآن پاک اعجاز، قرآن مجید کے فضائل اور اس کی تلاوت کا ثواب، چہل احادیث در فضائل قرآن، چہل احادیث در فضائل سورہ ہائے قرآن، کوتاہیاں درباره قرآن پاک، آداب تلاوت، قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے آداب مع مسائل ضروری متعلق قرآن، قرآن اور مسلمان، فہم قرآن سے روکنے والا ایک سبب، قرآنی آیات کا حقیقی احترام، قرآن تو موجود ہے مگر قرآن کی تعلیم دینے والی قوم موجود نہیں، خاتمہ بالخیر،

دیکھا، آپ نے کیا اس کتاب کے پڑھے بغیر تلاوت قرآن کا کوئی لطف ہے، اور اس کتاب کے پڑھ لینے سے معلومات قرآنی میں کتنا بڑا اضافہ ہوتا ہے، یہی وہ کتاب ہے، جو مختصر سی حالت میں ہزار ہا فروخت ہو گئی اور اس اڈیشن میں تو عجیب و غریب مضامین کا اضافہ ہوا ہے اکا غذ اور چھپائی بہت اعلیٰ ہے

یہ ایسی نایاب کتاب ہے جو اسلامی مکاتب میں بطور درس شامل ہو جائے، یہ ایسی کتاب جس کو ایک مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت ضرور پڑھنی چاہئے، اور یہی وہ کتاب ہے جس کی نظیر اس نوع پر اردو زبان میں نہیں ہے

ضخامت ۲۰۰ صفحات، قیمت فی جلد ۱۰؍ دس آنے محصول ڈاک ۶؍ کل ایک روپیہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان

دعا

جب انسانی عزائم پلیا میٹ ہو جائیں دست و بازو کی کارفرمائیاں شل ہو جائیں مادی طاقتوں کا چراغ گل ہو جائے یا جب انسان اس درجہ درماندہ اور لاچار ہو جائے کہ اس کو اپنی کوششیں فضل ایزدی کے سامنے ہیچ نظر آنے لگیں تب وہ خداوندی دربار میں لاچارگی نوکی ملتجی کے ساتھ یہیں زاری جاتی اور یہی قبولیت دعا ہے یہ بالکل یقینی ہے کہ خاصان خدا کے طریق پر اگر دعا مانگی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے خواہ بظاہر اس کا نتیجہ حسب خواہش مرتب نہ ہو کیونکہ خدا کبھی اپنے بندوں کی برائی نہیں چاہتا اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی دعائیں بدرجہ اجابت ہوا کریں تو پھر قرآن پاک کی دعائیں جو خدا نے انبیاء کو تلقین فرمائیں یا رسول کریم کی دعائیں جو انہوں نے صحابہ کو بتلائیں یا خاصان خدا کی بتلائی ہوئی دعائیں کو اپنا مشغلہ راہ بنائیں۔

قرآنی دعائیں اس کتاب میں دعا کے طریقے دعا کے آداب استجاب دعا کے اوقات کا تذکرہ ہے اس کے ان تمام دعاؤں کے اثرات اور توجیہات ہیں جو قرآن پاک میں وارد ہیں ضخامت ۲۰ صفحے قیمت ۸ ر کاغذ بہت موٹا چکنا ولایتی۔

پیغمبری دعائیں یہ ۷۶ صفحہ کی کتاب ہے بہت موٹا سرورق ہے اس میں احادیث فلسفہ دعا پر بحث ہے اس کے بعد محل دعا اور اوقات و لوازمات دعا درج ہیں اس کے بعد تمام وہ دعائیں ہیں جو رسول مکرم نے ہر موقعہ کے لئے صحابہ کرام کو تلقین فرمائی ہیں بہت موثر اور مفید کتاب ہے قیمت ۸ ر

دعائے مقبول یہ علامہ حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب قبلہ کی مرتب کردہ کتاب ہے اور اس میں تقریباً ہر ضرورت کے لئے دعا ہے اول سات روز کی علیحدہ علیحدہ دعائیں ہیں اس کے بعد سات دن کی اور مناجاتیں ہیں پھر صلوۃ الرسول اور حزب البحر ہے اور آخر میں کوئی ضرورت ایسی نہ ہوگی جس کی دعا اس میں نہ ہو آخر میں ثابت احزاب از حضرت مولانا روم اور دعائے حزب البحر کے اعمال مجربہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب بہت مقبول و تیر بہدف کا اضافہ ہوا ہے ضخامت قریباً ... صفحات قیمت مجلد عکسی

رسولؐ کی دعائیں یہ دعاؤں کا مجموعہ بھی ابھی حال میں تیار ہوا ہے اس میں قرآن شریف سے رسولؐ کی دعائیں اور احادیث نبویہ صلعم اور ائمہ سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سے بہ اشد وظائف لکھے گئے ہیں ان کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شک و شبہ ہوا اور نہ ہوگا کیونکہ اسمیں ایسی دعائیں درج ہیں جو خود باری تعالیٰ نے اپنے مقرب رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں ظاہر ہے کہ ایسی مرتبہ دعائیں اجابت میں کیا درجہ رکھتی ہونگی قیمت صرف ۸ ر ضخامت ۱۱۲ صفحات۔

اردو دعائیں حضرت خواجہ حسن نظامی کی آسان انشاپردازی کا ایک زمانہ کو اعتراف ہے حضرت ممدوح نے زیارت حبیب چلہ میں سرور کائنات کے اشارہ سے اردو زبان میں ہر ضرورت کے لئے دعائیں لکھی ہیں اپنی زبان سمجھ چونکہ ہر لفظ دل کی گہرائی سے نکلتا ہے اس لئے ہر ہر جملہ عرش عظیم سے ٹکراتا ہے اور چونکہ اپنی زبان میں دعا مانگنے کی وجہ سے قلب یکسر الفاظ کے ساتھ ساتھ رہتا ہے اس لئے قدرتاً خشوع پیدا ہو جاتا ہے یہ نیا ایڈیشن ابھی حال میں تیار ہوا ہے قیمت ۸ ر آٹھ آنے۔

پتہ: حمیدیہ پریس۔ دہلی

سو برس کی بڈھوں کی ضرورت

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے ملا واحدی صاحب اڈیٹر رسالہ نظام المشائخ کو جو ایک طلسمی نسخہ قوت کا عطا فرما رکھا ہے اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ہے۔

"ایک ہفتہ کے استعمال میں پیر صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہوئے تا دم مرگ طاقت جسمانی ہمہ عضو قائم و برقرار رہے ہر روز ...... سے بیزاری نہ ہوگی اور ایک وقت میں بجز تین چار کے ...... طبیعت کو قرار نہ ہوگا یہ نسخہ بسلسلہ خاندان حکیم سید عبد الصمد خاں دہلوی شاہی میرے عم بزرگوار حضرت فخر الدین مرحوم سے بجملہ کمترین کو عطا ہوا جو بطور یادگار پسماندگان درج کیا گیا یہ نسخہ حقیقی بدرست و صحیح میری اوائل عمری میں ایک وقت طیار رہا تھا راجگان ہندوستان سے میرے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ انعام و اکرام ملا تھا اور نواب سالار جنگ اول بھی چار خوراک معجون بنا کا استعمال فرما کے جاندار منصب ڈیڑھ سو روپے ماہانہ عطا فرمائے تھے یہ تذکرہ ماہ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ کا ہے پسماندگان کو اس کو پورا علم ہے۔"

اس نسخہ سے جو معجون تیار کی جاتی ہے اس کا نام **معجون مددگار غدود** ہے جوانوں اور ادھیڑوں کو معجون مددگار غدود کی سات خوراکیں چار روپے میں دی جاتی ہیں علاوہ محصول ڈاک لیکن اگر کوئی سو برس کی عمر والے صاحب طلب فرمائیں گے تو ان سے سات خوراک کی قیمت صرف تین روپے لے گا اور محصول بھی اپنے پاس سے لگا کر معجون بھیجدیں کا غرض منشاء یہ ہے کہ سو برس کے ہونے کا وہ کسی طرح اطمینان دلادیں سو برس نہ سہی لگ بھگ سہی۔

نوٹ

جنھیں جریان کی شکایت ہو وہ معجون مددگار غدود نہ منگائیں کیونکہ معجون مددگار غدود صرف قوت کی دوا ہے جریان کے مریضوں کے لئے معجون کایا پلٹ مفید ہوگی قیمت ہیں خوراک ڈھائی روپے علاوہ محصول ڈاک۔

پتہ

منیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۶۷ کوچہ چیلاں دہلی

کیا واقعی آپ بھی مسلمان ہیں؟

[illegible]

... سترہ سو صفحات قیمت مجلد چرمی صرف چار روپے محصول ڈاک ایک روپیہ کل پانچ روپے پتہ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

نوی دہلی ۲ ستمبر ۱۸۶۶

کتاب الاسلام کے مضامین کا بہت ہی مختصر خلاصہ جو مزید تعارف کے لیے ہے — ضخامت ۱۲ صفحات قیمت چار

باب اول

اسلام اور مسلمان مذہب

کسے کہتے ہیں

مذہب علم اور اسلام کا اصل

دنیا بھر کے مذہب سے مراد

دنیا اسلام کیسے حرف آتی ہے

ادراک الہامی تصدیق

انسان الٰہی، ویدانتی گرو

اعمال الٰہی

رسالت و نبوت

شہید ... کے حالات

ائمہ اربعہ کے حالات

ورقعی مسائل کی تعداد

قبارت، مذہب اور

جماعت و امامت

نماز کے اسرار

مغرب و عرب

خطبہ کا مفصل بیان

نماز عیدین

مفصل بیان

زکوٰۃ کا بیان

ازدواج

طلاق کا بیان

مسائل طلاق

باب پنجم

اسلامی اخلاق

عبادات الٰہی کی ...

تمام مذہب ...

اسلام کا صاف ...

... اعتراض

ان کے جوابات

ذات و صفات باری

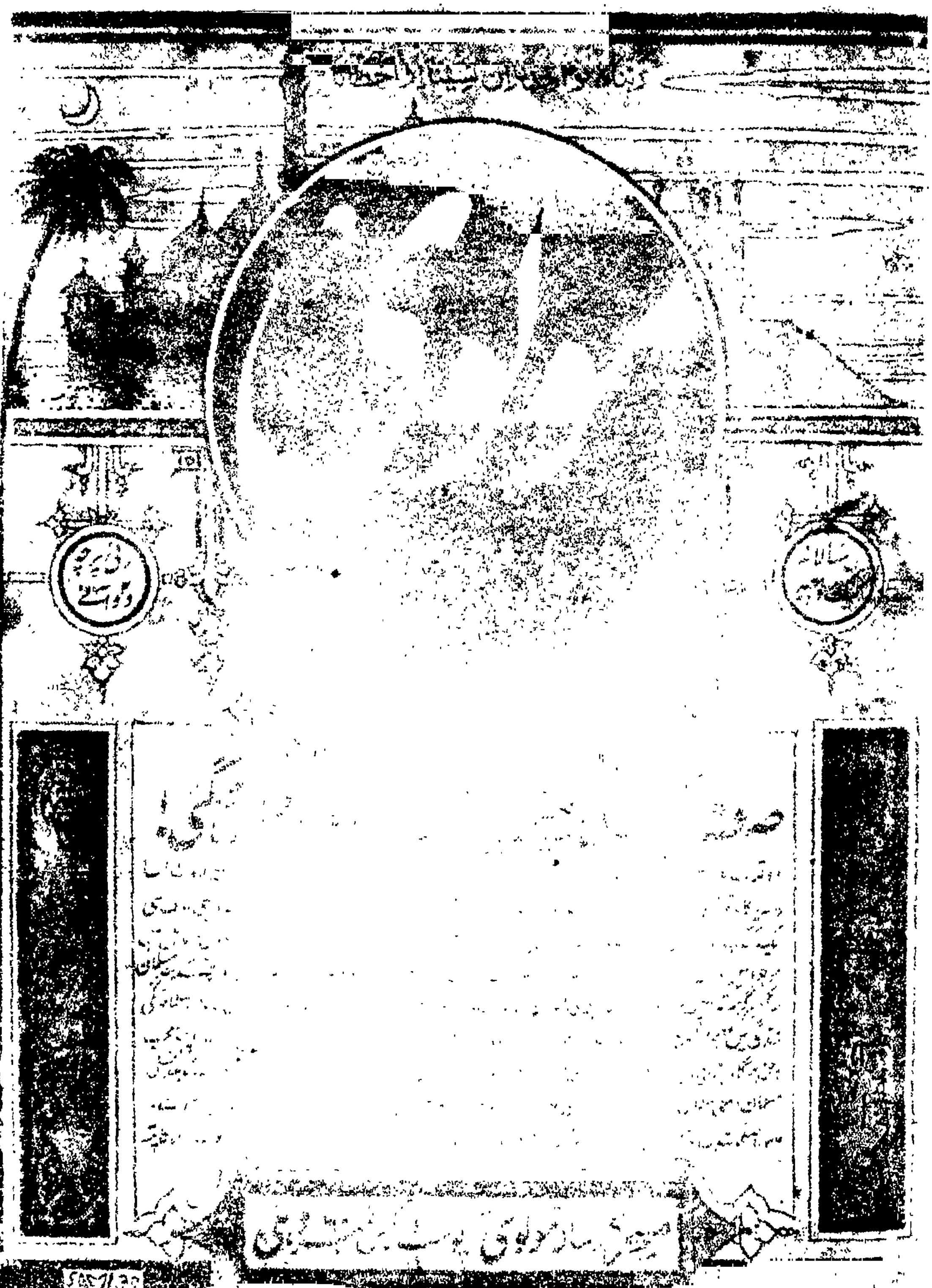
... و شرک

اعظم کی فضیلت

فقہ کی تاریخ

ملنے کا پتہ: مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

مطبع حمیدیہ ... میں چھپا



التماس: آپ کا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکیگی

[illegible] قرآن شریف [illegible]

[illegible]

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو جمعیۃ پریس دہلی کوچہ چیلان سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۶ | بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۵۱ھ | نمبر ۲

خطبہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ قال اللہ تعالیٰ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ اما بعد

اس خدائے رحمٰن ورحیم کی حمد وثنا کرو جو اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان اور شفیق ہے اور جس نے انسان کی پیدائش کی غرض وغایت اپنی عبادت کو ٹھیرایا اور پھر اس کے تمام جائز کاموں کو داخل عبادت کر دیا اور اس طرح ہماری زندگی کے ہر لمحہ اور ہر گھڑی کو اپنی رضامندی وخوشنودی کا ثواب حاصل کرنے کا مستحق بنا دیا۔

اور درود وسلام بھیجو اس کے آخری نبی اور رسول حضرت محمد رسول اللہ پر جن کی معرفت خدا نے ہم کو اپنا آخری پیغام قرآن پاک کی صورت میں بھیجکر ہمیں ہدایت کا ایسا راستہ دکھایا جو تمام رسولوں کے بتلائے راستوں اور تمام انبیا کی ہدایتوں کا جامع ہے جسے خدا نے کامل ومکمل فرما کر اپنے رسول کے ذریعہ بھیجا جو نقص اور ہر قسم کے نقص سے پاک ہے جس کے اندر نہ کوئی کمی ہو سکتی ہے اور نہ زیادتی۔

برادران اسلام! آجکل ہندوستان کے مسلمان بیسیوں مصائب میں مبتلا ہیں اور شب وروز ہمارے علما اور خطبا ان مصیبتوں پر روتے اور ماتم کرتے رہتے ہیں مگر ان سے چھٹکارا اور ان سے نجات کسی طرح نہیں ملتی اور حیرت ہوتی ہے کہ وہ قوم جس کو خدا نے دین اور دنیا دونوں کی کشتی بخشی آج ہر دو لحاظ سے مفلس ونادار نظر آتی ہے دین کو دیکھو تو اس کا خدا حافظ اور دنیا پر نظر ڈالو تو وہ بھی ہم سے روٹھی ہوئی ہے حالانکہ چاہیئے یہ تھا کہ اگر خدا نخواستہ ہمارا اتقا اور کم از کم دنیا سے تو جوڑ لیتے تاکہ خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق نہ بنتے دنیا کی دوسری قومیں جو ہمارے عقیدہ کے مطابق دینی حیثیت سے گمراہی وضلالت میں گرفتار ہیں ایک لحاظ سے ہم سے اچھے ہیں کہ کم از کم دنیا پر تو انہوں نے پورا پورا قبضہ جما لیا ہے اور وہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ

رہ جو آرام سے گذری تو عاقبت کی خبر خدا جانے

مگر ہماری حالت یہ ہے کہ دین کی طرف سے ہم پہلے ہی بے پرواہ ہیں اور دنیا کی طرف سے بھی

یعنی: نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ اس سے زیادہ دردانگیز اور ماتم آفرین حالت اور کیا ہو سکتی ہے حالانکہ چاہیئے یہ تھا کہ آج ہم اقوام عالم میں دینی ودنیاوی ہر لحاظ سے اس حالت میں ہوتے کہ قومیں ہم کو دلیل راہ بنا کر ہمارے مقتدا دین کے صراط مستقیم پر چلنے ہوتے اور ہمارے ہاتھ میں خزائن عالم کی کنجیاں ہوتیں دل یاد خدا سے بے خبر اور ہاتھ دولت دنیا سے معمور ہوتے مگر واے برحال ما کہ ہمارے دلوں کی طرح ہمارے ہاتھ اور ہماری جیبیں بھی خالی ہیں۔

برادران اسلام اس خسران مبین یعنی اس صریح گھاٹے اور ٹوٹے کا واحد سبب یہ ہے کہ اپنے آقا ومولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی اتباع کی جانب سے ہم نے منہ موڑ لیا ہے جو دین اسلام کی حقیقی تفسیر ہے اور محض رسمی مذہب کو مذہب سمجھ لیا ہے جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ روز بروز ہم اسلام کی حقیقت اور اسکی روح سے بعید اور دور ہوتے جاتے ہیں اور اپنے توہمات وتخیلات کو عین دین سمجھکر مشکوٰۃ نبوت سے محروم ہو رہے ہیں ہماری زبانوں پر شب وروز دنیا کی مذمت اور برائی رہتی ہے اور ہر آٹھویں دن خطیب ہم کو الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب سناتا ہے مگر اس حقیقت سے ہم بالکل ناآشنا ہیں کہ وہ کونسی دنیا ہے جس کو مردار کہا گیا ہے اور جس کے طالب کو کتا کہکر پکارا گیا ہے اگر دولت کی فراوانی اور حکومت وریاست کی ارزانی قابل مذمت ونفرت ہے تو پھر حضرت عثمان ذی النورین کی دولتمندی کی نسبت ہم کیا تاویل کریں گے اور حضرت عبد الرحمٰن اور دیگر اکابر صحابہ کے تمول کے متعلق کیا رائے قائم کرنی پڑے گی۔ اس کے علاوہ متعدد قرآنی آیات کی تفسیر کیا جائے گی جن میں مسلمانوں کو خلافت فی الارض کی بشارت دیگئی ہے اور افلاس وتنگدستی سے نکال کر دولت دنیا سے سرفراز کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے اور پھر اس وعدہ کو بہت تھوڑے عرصہ کے اندر اس طرح پورا کر دیا گیا کہ تقریبا نصف دنیا کی سرمدی وسرداری اور سلطنت وبادشاہت ان کے سپرد کر دی گئی اور مسلمان جنھیں پیٹ بھر کر روٹی بھی میسر نہ آتی تھی صبح سے مال لیکر خیرات کرنے کے لئے نکلتے تھے اور شام تک تلاش وجستجو کے بعد بھی کوئی حاجتمند نہ ملتا تھا۔

برادران اسلام اصل یہ ہے کہ جس طرح ہم دین اور مذہب کی حقیقت سے بیگانہ ہو چکے ہیں اسی طرح دنیا کی اصلیت سے بھی ناآشنا ہیں اور نہیں جانتے کہ وہ دنیا جس کو جیفہ کہا گیا ہے اور جس کے طالب کو کتے سے تعبیر کیا گیا ہے وہ کونسی دنیا ہے برادران عزیز جس دنیا کی مذمت کی گئی ہے اور جس کی برائی بیان کی گئی ہے اور جس کا انما الحیوٰۃ الدنیا زینۃ الحیوٰۃ الدنیا کہکر ذلیل وتحقیر کی گئی ہے اس کی صحیح اور حقیقی تعریف مولانا روم کے الفاظ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ ؎

چیست دنیا؟ از خدا غافل شدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

ورنہ اگر دنیا مال و دولت زن و فرزند اور بادشاہت و سلطنت کا نام ہوتا تو رسول عربی روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم خود نکاح نہ کرتے اور اپنی آل و اولاد سے کوئی تعلق نہ رکھتے ہوں اور نہ تجارت وغیرہ کرتے بلکہ حضرت عیسیٰ کی طرح ساری عمر علائق دنیا سے بے تعلق رہکر گذار دیتے اور لا رھبانیۃ فی الاسلام کا اعلان کا حکم علوم فرماتے برادران اسلام۔ ساری خرابی اور جملہ خرابیوں کی جڑ یہ ہے کہ ہم قرآن و حدیث اور اسوہ حسنہ رسول کریم کی روشنی میں نہ دنیا کو جانچتے پرکھتے ہیں اور نہ دین کو سمجھتے بوجھتے ہیں بلکہ زید و بکر اور عمرو کے توہمات و تخیلات اور غلو و جہل اقوال و اعمال کو دین کی پرکھ کی کسوٹی اور دنیا کے جانچنے کا معیار قرار دے لیا ہے حالانکہ رسول اللہ کے بعد صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کے سوا کسی کا قول اور کسی کا عمل بھی نہ ہمارے دین کے لئے کوئی حجت ہے اور نہ دنیا کے لئے خصوصاً اگر کتاب و سنت اور اسوہ حسنہ اور آثار صحابہ کے خلاف کسی کا قول و عمل ہے تو وہ قطعاً مردود اور ناقابل سماعت ہے مگر آج ہماری بدبختی کا یہ عالم ہے کہ عہد رسالت سے تو ہم روز بروز دوری ہوتی جاتی ہے اور زمانہ تنزل کے مشائخ کے قول اور عمل کو حجت و برہان سمجھکر اپنے دین اور دنیا کے کاموں پر ان کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ اور یہ ایسی بنیادی غلطی ہے کہ اس کی وجہ سے کہ ہم روز بروز دین کی حقیقت سے بھی دور ہوتے جاتے ہیں اور وہ دنیا جو آج ہمارے نیز ہونی چاہئے تھی وہ بھی ہم سے بیوفائی کرکے بیگانوں سے رشتہ الفت جوڑے بیٹھی ہے۔ برادران عزیز کیا یہ کوئی اچھی صورت حال ہے اگر دنیا نے ہم کو یا ہم نے دنیا کو چھوڑ دیا ہوتا اور دین کی دولت ہمارے گھروں میں باقی رہتی تو کچھ غم نہ تھا لیکن غم تو یہ ہے کہ دنیا سے پہلے ہم نے دین سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ دنیا کی صحیح تعریف یہی ہے جو یاد الٰہی سے انسان کو غافل بنا دے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہمیں دور کرے اس کے علاوہ منہیات شرعیہ کو چھوڑ کر وہ تمام مشاغل دین اسلام کی ہمہ گیری کے اندر داخل ہیں جو تقویٰ خوف خدا اور پرہیزگاری کے ساتھ کئے جائیں اور حدود شریعت سے باہر نہ ہوں یعنی مال و دولت کا جائز طریقوں سے حاصل کرنا اور جائز مصارف میں اس کا صرف کرنا اس دنیا کی تعریف میں شامل نہیں ہے جسے مردار اور زینت الحیوۃ الدنیا کہا گیا ہے بلکہ یہ عین دین ہے برادران اسلام! آج کے خطبہ میں آپ حضرات کے سامنے یہی چیز پیش کرنی ہے اور بتانا ہے کہ واعظان شیریں مقال منبروں پر بیٹھ کر جس دنیا کی مذمت کرتے رہتے ہیں فی الحقیقت وہ قابل مذمت نہیں ہے اور اس کا ترک سخت نقصان کا باعث ہوا ہے اور اگر آئندہ بھی ہم اس سے کنارہ کش رہے تو اپنی قوم کو سخت نقصان پہنچا دیں گے انفرادی حیثیت سے حصول دولت کی طرف متوجہ نہ ہونے کے نقصانات کچھ زیادہ واضح نہیں نظر آتے مگر جب آپ قوم کی اجتماعی حیثیت سے اس ترک جذبہ حصول دولت پر نظر ڈالیں تو اس کی مضرتیں اور اس کے نقصانات بیشمار نظر آئیں گے خصوصاً موجودہ زمانہ مادی میں جبکہ اقوام نے دولت دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے اور خدا اور آخرت سے باغی ہو کر اس سے بالکل غافل ہو گئی ہیں ان کے نزدیک جملہ افتراق و افلاس ہمارے مذہب اور تعلیمات اسلام کے ناقص و نامکمل ہونے کی دلیل بن گئی ہے اور وہ اس گمراہی میں مبتلا ہو گئی ہیں کہ اسلام اور فقر و افلاس مرادف الفاظ ہیں اور اسلام و دولتمندی ایک جگہ جمع ہی نہیں ہو سکتے۔ اسلئے کہ آج اس مادی زمانہ میں ان کے نزدیک صرف مال و دولت ہی سب سے زیادہ قیمتی چیزیں ہیں اور جو مذہب اس سے انسانوں کو محروم کر دے وہ گویا ان کے نزدیک سچا مذہب ہی نہیں اور جب وہ کسی غلط فہمی کی وجہ سے دین اسلام کی سچائی کی طرف سے شبہ میں پڑ گئے تو ظاہر ہے کہ

وہ اس کو قبول کیوں کرنے لگے اس طرح تبلیغ اسلام کا مدار نہ مادہ پرست اقوام پر بند ہو جاتا ہے اس کے علاوہ اسلام کی ترقی و اشاعت اور مسلمانوں کی عظمت و شوکت اس زمانہ میں ابھی مادی اسباب پر موقوف ہے برادران اسلام مثال کے طور پر آپ دیکھئے کہ اگر آج ہندوستان کے مسلمان مالدار اور دولتمند ہوتے تو تبلیغ احکام اسلام کے لئے جس روپیہ کی ضرورت ہے فراہم ہو جاتا اور ہم بھی مذہب کی وسیع پیمانہ پر تبلیغ کر سکتے عیسائی مشنریاں کروڑوں روپیہ سالانہ تبلیغ پر صرف کر رہے ہیں افسوس کہ عیسائی اور آریہ تو اپنے باطل مذہبوں کی اشاعت و تبلیغ پر لاکھوں اور کروڑوں روپیہ سالانہ صرف کریں اور ہمارے پاس اسلام جیسے مذہب حقہ کی اشاعت نہیں بلکہ اس کی حفاظت کرنے کے بھی روپیہ نہیں میں یہ نہیں کہتا کہ مسلمان تبلیغ و حفاظت اسلام کے لئے روپیہ نہیں صرف کرتے نہیں بلکہ وہ اپنی حیثیت سے بہت زیادہ اس کار خیر میں صرف کر چکے ہیں لیکن یہ ضرور کہنا پڑتا ہے کہ اس اہم کام کے لئے جس قدر روپے کی ضرورت تھی وہ نہیں دے سکے مگر یہ دینا مجبوری کی بنا پر تھا عدم احساس کی بنا پر نہ تھا اگر آج مسلمانان ہند بھی اپنے ہمسایوں کی طرح دولتمند اور مالدار ہوتے تو مالی مشکلات کا اس راہ میں کبھی کوئی سوال ہی پیش نہ ہوتا اشاعت اسلام کے ذرائع موانع حقیقتاً ہندوستان سے زیادہ کہیں حائل نہیں ہیں مگر سب سے زیادہ مشکل سوال تو سرمایہ کا ہے اور بغیر سرمایہ کے اس ملک میں کوئی حقیر سا حقیر کام بھی نہیں ہو سکتا اور اسی سوال کو ہمارا قومی افلاس کسی طرح حل نہیں ہونے دیتا۔ اشاعت اسلام تو پھر ایک فرض کفایہ ہے اس سے زیادہ اہم اور ضروری فرض حفاظت اسلام کا ہے ہمارے لاکھوں بھائی جہالت کے ایسے درجہ پر پڑے ہوئے ہیں جو بمشکل کلمہ پڑھ سکتے ہیں نماز روزہ کے نام سے ان کے کان تک ناآشنا ہیں اور سورۂ فاتحہ در کنار بسم اللہ تک نہیں پڑھ سکتے ان کی معاشرت اور تہذیب بالکل غیر اسلامی ہے نام تک ان کے غیر اسلامی ہیں چنانچہ متعدد قومیں ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہیں مگر اسلام سے برائے نام بھی واقف نہیں ہیں انہیں غیر مذہب پر شدھی کے تیار ہوا کرتے ہیں ان کے متعلق مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کی حفاظت کریں اور حفاظت کا یہی ایک طریقہ ہے کہ ان کی جہالت اور مذہب سے ناواقفیت دور کی جائے اور ان کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے مگر اس کے لئے بیشمار روپے کی ضرورت ہے مگر برادران اسلام ہماری قوم کی مفلسی و ناداری اس درجہ پہنچ گئی ہے کہ باوجود حیثیت سے زیادہ خرچ کرنے کے پھر بھی وہ چندہ قومی ضرورت کے لئے جس قدر روپیہ کی ضرورت ہے اتنا فراہم نہیں ہو سکتا آپ حضرات ہی سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اگر آپ کے پاس کافی روپیہ ہو اور آپ سے تبلیغ و اشاعت اور حفاظت اسلام کے لئے روپیہ مانگا جائے تو آپ نہ دیں گے؟ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر آپ کے پاس کافی روپیہ ہو تو آپ دل کھول کر دیں گے اسی طرح تمام مسلمانوں کا حال ہے کیونکہ باوجود ہر قسم کی خرابیوں کے مسلمانوں کے اندر بفضلہ اب بھی اپنے دین اور مذہب کی حفاظت و اشاعت کا کافی احساس موجود ہے یہ دوسری بات ہے کہ افلاس و ناداری سے وہ مجبور رہ جائیں اب آپ ہی فرمائیے کہ دولتمندی جس سے اس قدر فائدے اسلام کو پہنچ سکتے ہیں وہ الدنیا [illegible] لا یحصلها الا بالزہد یا الدنیا جیفۃ و طالبہا کلاب کے زمرہ میں آتی ہے برادران اسلام آپ نے ذرا مثالیں دیکھی ہیں اگر آپ غور سے دیکھیں گے تو ہماری خیالات تیرہ سو سالہ سے اسی ایک دنیا فی افلاس کے سبب افسردگی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں مسلمانوں کی عام تعلیم مسلمانوں کی تنظیم اور مسلمانوں کی ہر قسم کی ترقی جو رکی ہوئی ہے اس کی بہت بڑی وجہ افلاس ہے افلاس کے سبب سے بہت سے جاہل مسلمان مرتد ہو جاتے تھے اور شاید ایسے ہی افلاس کے متعلق حضور نے

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کاد الفقر ان یکون کفراً یعنی قریب ہے کہ فقر و افلاس کفر تک پہنچا دے پس برادران اسلام۔ ہمیں اپنے افلاس و تنگدستی کو دور کرنے کی طرف فوری توجہ مبذول کر لی چاہیئے اور اس کو ایک قومی فریضہ سمجھنا چاہیئے ہم مفلس و نادار نہ رہیں بلکہ زمانہ موجودہ میں دوسری قومیں جس طرح دولت و ثروت کی ترقی میں کوشاں ہیں اسی طرح ہم بھی سعی کریں اور چند سال کے اندر مسلمانوں کے دامن شہرت پر سے افلاس کا دھبہ بالکل دھو کر رکھدیں دولتمند بننے اور حصول دولت کی اس لئے کوشش کریں تاکہ اسلام کے وقار میں ترقی ہو اور رسول اللہ کے ایک امتی کا اعزاز بڑھے اور اس کے ذریعہ سے دین اسلام کو فائدہ پہنچے تو ہمارا یہی فعل داخل عبادت ہو جائیگا اور اس پر اسی طرح ثواب و اجر مترتب ہوگا جس طرح عبادت بدنی شلاً نماز روزہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور جتنا وقت ہم حصول دولت میں صرف کریں گے وہ سب عبادت میں محسوب کیا جائے گا برادران اسلام اس سے زیادہ خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ مفلس سے دولتمند ہو جائیں فقیر سے امیر اور تنگدست سے مالدار بنجائیں اور پھر خدا کے یہاں سرخرو رہیں اور ثواب آخرت کے مستحق ٹھیریں۔

پس برادران اسلام تمہیں چاہیئے کہ اس مادی دنیا میں سے اپنا حصہ حاصل کرنے کی پوری جدوجہد کرو اور دولت پیدا کر کے اسلام اور مسلمانوں کا اعزاز و وقار بڑھاؤ آپ دریافت کریں گے کہ حصول دولت کے ذرائع کیا ہیں اور وہ کونسا انسان ہے جو روپیہ کمانے کی خواہش نہیں رکھتا۔ برادران ملت واقعہ یہ ہے کہ اگر یہی خواہش ہو تو ناممکن ہے کہ مسلمان دولتمند نہ بن سکیں پہلے تو یہی خواہش پیدا کرنی چاہیئے اور گداگرانہ قناعت کو قطعاً ترک کر دینا چاہیئے اور گداگرانہ قناعت کو قطعاً ترک کر دینا چاہیئے قناعت کا مفہوم ہم نے غلط سمجھ لیا ہے قناعت کے معنے یہ ہیں کہ اپنی ذات کے لئے انسان کم سے کم پر بھی مطمئن ہو اور رضا بقضا کی راہ پر باقی رہیں وہ تدابیر جن سے دولت حاصل ہو سکتی ہے تو وہ تجارت ہے جس کو خدا نے اپنے فضل سے تعبیر فرمایا ہے اور تجارت کے دو ہی گر ہیں ایک انتھک محنت دوسرے انتہائی کفایت شعاری مسلمان اکثر کہدیا کرتے ہیں کہ تجارت تو بس بنیوں کا حق ہے مگر وہ یہ نہیں دیکھتے کہ آخر ایک جاہل بنیا کیوں کامیاب ہو جاتا ہے اور ایک چھوٹی سی دکان سے ترقی کرتے کرتے بڑا تاجر بن جاتا ہے اس کی وجہ اس کی لگاتار محنت اور کفایت شعاری ہے کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان ان دونوں اصولوں پر عمل کریں اور کامیاب نہ ہوں۔

اس کے بعد سوال سرمایہ کا رہتا ہے بیشک مسلمانوں کے پاس سرمایہ کی بہت کمی ہے مگر اس کا حل یہ ہے کہ مشترکہ سرمایہ سے تجارت کی جائے لیکن دیانتداری اس کا اولین زینہ ہے آجکل بغیر مشترکہ سرمایہ کے تجارت کرنا دشوار اور اس میں کامیابی حاصل کرنا دشوار تر ہے اس لئے مشترکہ سرمایہ سے تجارت کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے ممکن ہے کہ ابتدا میں کچھ مشکلات پیش آئیں مگر دیانتداری اور محنت و کفایت شعاری کو رفیق کار بنالیا گیا تو انشاء اللہ کامیابی یقینی ہے لیکن اگر مشترکہ سرمایہ سے نہ ہو سکے تو انفرادی طور پر ہی کام مختصر پیمانہ پر شروع کرنا چاہیئے بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

دوسرا خطبہ

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً کما امر ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ونشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ وصلی اللہ تعالیٰ علے محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

برادران اسلام درود وسلام بھیجو آقائے دوجہان سرور کائنات مفخر موجودات ہادی عالم مقتدائے بنی آدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی حیرت انگیز تعلیم فلسفانہ ہی جس پر عمل کر کے ہم دنیا کو بھی گلزار جنت بنا سکتے ہیں اور دین کی سعادتیں بھی حاصل کر سکتے ہیں اور جنہوں نے رہبانیت سے ہم کو منع فرما کر ہمارے وجود کو کارآمد اور دنیا کے لئے باعث فخر و زینت بنا دیا اور جنہوں نے حصول مال سے ہمیں منع نہیں کیا بلکہ تجارت کی طرف ترغیب دی اور تجارت کا حکم دیا۔

اور درود وسلام بھیجو حضرت کے آل و اصحاب خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت مولیٰ علی پر جو سب کے سب تجارت کر کے اپنی روزی کماتے تھے اور جن میں حضرت عثمان اس قدر دولتمند تھے کہ ان کا لقب ہی غنی مشہور ہوگیا۔

اور درود وسلام بھیجو حضرت کی ازواج مطہرات پر خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ پر جو خود تجارت کرتی تھیں اور جن کے مال سے رسول اللہ نے تجارت کی ہے اور حضرت عائشہ وحضرت حفصہ پر جن کے بزرگ و محترم باپ تجارت کرتے تھے اور جن کے ذریعہ سے ہمیں رسول اللہ کی تعلیم کا ایک کافی حصہ پہنچا ہے جس میں تجارت کے متعلق بھی احکام ہیں۔

اور درود وسلام بھیجو حضرت کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا پر جو بڑی محنتی اور گھر کے کاروبار میں چستی تھیں اور تجارت کو معاش کا اچھا ذریعہ سمجھتی تھیں

اور درود وسلام بھیجو حضرت کے نواسوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی پر جو بڑے فیاض اور سخی تھے اور سخاوت و فیاضی وہی کر سکتا ہے جس کے پاس کافی مال آتا ہو۔

اور درود وسلام بھیجو حضرت کے دونوں چچا حضرت حمزہ اور حضرت عباس پر جو تجارت کیا کرتے تھے اور درود وسلام بھیجو بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ پر کہ یہ سب کے سب تجارت ہی کے ذریعہ روزی کماتے تھے۔

اور درود وسلام بھیجو حضرت امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمد حنبل رحمہم پر جنہوں نے بڑی محنت سے قرآن و احادیث سے نکال کر تجارت اور لین دین اور بیع و شریٰ کے احکام مدون کر دیئے ہیں اور جن میں سے حضرت امام ابوحنیفہ خود بھی کپڑے کی تجارت کرتے تھے اور اپنے وقت کے ملک التجار تھے۔

اور درود وسلام بھیجو حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی اور حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی پر جو اپنے ہزار ہا مریدین کو کسب حلال کی تعلیم دیتے تھے اور وہ صنعت و تجارت ہے۔

اور اے اللہ مدد کر غازی شاہ نادر خان خلد اللہ ملکہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا اور شاہ ایران کی جو شب و روز اس کی کوشش میں ہیں کہ ان اسلامی ممالک کی تجارت ترقی کرے اور اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کی مدد کر ان کے افلاس کو دور کر اور ان کے اندر تجارت کا ذوق و شوق پیدا کر دے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر۔

شذرات

ہندوستان کا متحدہ سنگ بنیاد

حکومت کے وابستگان دامن بھی اس حقیقت اور مسلم حقیقت سے جرأت انکار نہیں کر سکتے کہ الہ آباد میں پہلی مرتبہ ارض ہند کے باشندوں کے صد ہا سالہ اختلافات کو ہمیشہ کے لئے دور نہیں تو دفن کر دینے کی ایک زبردست اور اولو العزمانہ سعی کی گئی اور اس شکوہ و طمطراق کے ساتھ کی گئی کہ برّ اعظم ہند کا گوشہ گوشہ اس کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھا۔ مہاسبھائی کانگرسی مسلم کانفرنس والے اور نیشنلسٹ، سکھ اور عیسائی سب ہی شریک تھے۔ سب ہی اپنی اپنی کہتے تھے مگر اتحاد و یک جہتی کی ایک ایسی روح فضائے بسیط میں ساری و جاری تھی کہ کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ وہ بے نیل مرام وہاں سے اٹھے۔ سب کچھ کہا سب لڑے جھگڑے مگر بیٹھے اور فیصلہ کر کے اٹھے۔ ایسا فیصلہ کہ جس کی خبر برقی لہروں کی طرح ممالک کے اطراف میں دوڑ گئی اور جس نے متعصب ترین فرنگی اور قاید ان برطانیہ کے مصیبت زدہ حلقوں میں ایک شور ڈال دیا اور کاسہ لیسان سرکاری کے حلقوں میں تو ایک ماتم ہی برپا ہو گیا۔

ہندوستان کی غلامی کا راز محض اس کے فرزندوں کی نا اتفاقی و انشقاق میں مضمر ہے۔ اگر آج یہ متفق ہو جائیں تو کل افق ایشیا کامرانی کی کرنوں سے جگمگا اٹھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے آقائے فرنگ اس اتحاد کے نام سے لرزہ براندام ہو جاتے ہیں اور ان کے ذلہ ربا ان کی ہمنوائی و بہی خواہی میں ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں جو اس آبگینہ کے لئے ہمیشہ ٹھیس ثابت ہوتی رہتی ہیں۔ اس وقت الہ آباد میں جو فیصلہ ہوا ہے وہ نہ صرف سیاسی بلکہ ملی اعتبار سے بھی اپنی نوعیت کا بہترین فیصلہ ہے۔ بر ملا دلیل نے سب سے پہلا منبر پنجاب و بنگال میں مسلمانوں کی آئینی اکثریت تسلیم کر لی گئی۔ سب سے پہلی بار انہوں نے سندھ کی علیحدگی کو تسلیم کیا۔ سب سے پہلے بلوچستان میں اصلاحات کے نفاذ کو تسلیم کیا گیا۔ اختیارات تہذیب، تمدن، تعلیم، مذہب اور پرسنل لا کا تحفظ منظور کیا۔ مرکز میں وہ جس قدر نمائندگی کے آرزو مند تھے وہ انہیں دیدی گئی اور مخلوط انتخاب کی بھی وہ صورت منظور ہوئی جو خود ایک اہم بانی اسلامی قائد کے دماغ کی بہترین اختراع۔ اب فرمائیے یہ مسلم زاویہ نگاہ سے عظیم الشان کامیابی ہے یا حقوق کی دستبرد۔

کہا جاتا ہے کہ پنجاب و سندھ کی اقلیتوں کو ایسے حقوق عطا کر دیئے گئے جن سے مسلم اکثریت کا اقتدار مجروح ہو کر رہ گیا اور وہ بلا ان کی مرضی کی شمولیت کے نہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ مگر خدارا ہمیں بتایا جائے کہ یہ فیصلہ کا حسن ہے یا عیب

"آنچہ بر خود مپسندی بر دیگراں مپسند"

کے معیار صحیح پر اس اصول کو پرکھو کیا میثاق لکھنؤ کی ترتیب و تدوین کے وقت خود مسلمانوں نے اپنی اقلیتوں کے لئے ہندو اکثریتوں سے اسی قسم کے مطالبات منظور نہ کرائے تھے اور ان کے تیرہ نکات میں یہ مطالبہ آج بھی شامل نہیں کیا مسلمان آج اتنا تنگدل ہو گیا ہے کہ وہ جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کرتا دوسروں پر اسی کے لئے معترض ہوتا ہے مسلمان مسلمان تھے وہ ہرگز اپنی حکومت کو قاہرانہ حکومت نہیں بنایا چاہتا اس کا مجموعی فلسفہ اسی میں ہے کہ اس کے زیر سایہ اقلیتیں پُر امن و اطمینان کی زندگی بسر کریں۔ حکومت بھی وہی بہترین حکومت کہلا سکتی ہے جس میں اقلیتوں کو اپنے تحفظات اور اپنی ہستی کی طرف سے پورا اطمینان ہو۔

اگر کسی کو یہ شکوہ ہے کہ جو تحفظات ہندوؤں یا دیگر اقلیتوں کے لئے منظور کرائے گئے وہی تحفظات مسلم اقلیتوں کے ساتھ دوسرے صوبوں میں روا نہ رکھے گئے تو اس کی یہ صورت تو نہیں کہ کرمس کے دو کر لینے کی سعی کے بجائے مریض ہی کا خاتمہ کر دیا جائے اور سرے سے فیصلہ ہی کو کالعدم کرنے کی سعی کی جائے۔ یہی وقت اور موقع ہے اور آل پارٹیز کانفرنس میں اس کی بھی تلافی کرائی جا سکتی ہے۔ بڑی بے کلی کے ساتھ کہا جا رہا ہے کہ پنجاب میں مسلمانوں کو ۵۶ فیصدی نیابت حاصل کرنے کے مواقع اور امکانات پیدا ہو گئے تھے اس لئے نذیر احمد کا فیصلہ الہ آباد کے فیصلہ سے بہتر فیصلہ تھا لیکن جو حضرات اس قسم کے تخیلات کے حامل ہیں وہ بنگال کی صورت حالات کو کیوں بھلا دیتے ہیں یہ بھی بتایا جائے کہ وہاں حکومت کی بارگاہ عدل سے مسلم اکثریت کے قیام کے کون سے امکانات پیدا ہوئے تھے۔ بالفرض محال پنجاب میں وہ لوگ ہر کر ۵۶ فیصدی نیابت حاصل کر بھی لیں تو بہتر صورت یہ ہے کہ ان دونوں صوبوں میں انہیں یقینی طور پر آئینی اکثریت حاصل ہو یا بہتر یہ ہے کہ وہ غیر یقینی اور غیر آئینی اکثریتوں کے حامل بنے رہیں اور نہ صرف یہ بلکہ سندھ کا معاملہ معلق رہے اور بلوچستان جیسے اسلامی صوبہ میں نفاذ اصلاحات کا کوئی تذکرہ ہی نہ ہو تہذیب یا مذہب اور پرسنل لا کے تحفظ کا بندوبست نہ ہو اور تعلیم و ملازمت کی حالت غیر یقینی نظر آئے۔ بہرکیف ہمارے نزدیک جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ بحالات موجودہ بہترین فیصلہ ہے۔ ہندوستان خانہ جنگی سے تنگ آ چکا ہے وہ نہیں چاہتا کہ اب اس کے فرزند زیادہ عرصہ تک دست و گریبان رہیں پھر اگر ہم سے دل کی بات پوچھی جائے تو ہمارے نزدیک وہ فیصلہ جو نہرو رپورٹ میں اسی الہ آباد کے اندر کیا گیا تھا وہ گورنمنٹ سے بھی بدرجہا بہتر و اعلیٰ تھا حکومت کے فیصلہ سے مسلمانوں کو صرف پنجاب میں (۵۱) فیصدی عملی اکثریت حاصل ہوتی ہے اور اس الہ آباد کے فیصلہ میں پنجاب و بنگال دونوں صوبوں میں آئینی اکثریت ملنے کے ساتھ سندھ بھی علیحدہ ہوتا ہے بلوچستان بھی فیض یاب ہے اور دیگر مطالبات بھی پورے ہوتے ہیں لیکن نہرو رپورٹ نے بالغوں کی حق رائے دہی کے ساتھ انہیں پنجاب و بنگال میں ۵۶ سے لیکر ۶۰ فیصدی نشستیں تک ملنے کا امکان نہیں بلکہ یقین تھا۔ مسلمانوں کو ہی نہیں بلکہ اس وقت ہندوستان کی ہر قوم کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ مدت کے بچھڑے ہوئے باہم مل گئے اور حصول آزادی کی راہیں آسان تر ہو گئیں۔

جزیرۂ کیوبا کی ہولناک بربادی

امریکہ میں میکسیکو کے قریب ایک وسیع و متمدن جزیرہ کیوبا ہے جس کا دار السلطنت ہوانا ہے اور جدید ترین ترقیات و ایجادات کے جملہ لوازمات سے بہرہ مند ہے یہاں کا تمباکو اور اس کی صنعت دنیا بھر میں مشہور ہے یہی وجہ ہے کہ یہاں تمول و ثروت کے دریا بہ گئے اور علوم و فنون اور تجارت میں اس نے قابل رشک ترقی کر لی اس ترقی نے یہاں کے باشندوں کو مغرور خود پسند اور خدا

ناحق شناس بنا دیا اور جل وعلا کی ذات گرامی رحمن و رحیم ہے وہ اپنے بندوں کو سنبھلنے اور تنبیہ حاصل کرنے کے مواقع بار بار بہم پہنچاتی رہتی ہے لیکن جب یہ کسی طرح ہوش میں آتے ہی نہیں تو پھر اس کا قہر برسر عمل ہوتا ہے اور اس کی بطش شدید انہیں اپنی گرفت میں لے لیتی ہے جب کبریا والوں کا غرور و تکبر حد انتہا کو پہنچ گیا تو قدرت کا وہ چابک جو کہ علو و شکوہ کی بڑی بڑی قوی بلند قوموں کو دعوۂ ہلاکت میں پھینک کر فنا کر چکا تھا ان کی طرف بھی بڑھا اور باقی کمان کی تباہی کا عمل پورا کرنے کے لئے حکم دے دیے گئے۔

ابھی آفتاب عالمتاب طلوع بھی نہ ہونے پایا تھا فضا پر گہری تاریک چادر مسلط تھی باشندے اپنے عشرتکدوں میں نرم و گرم بستروں پر مصروف آرام تھے کہ دفعۃً ہوا کے جھکڑ چلنے لگے آنکھ جھپکتے جھپکتے اس کی رفتار سو اور سو سے سوا سو اور سوا سو سے ڈیڑھ سو میل فی گھنٹہ ہو گئی ہوا کے ساتھ ہی بحر الکاہل کی لہریں بھی جزیرہ کی طرف امنڈ امنڈ کر بڑھیں اور چند لمحوں کے بعد یہ نظر آیا کہ شہر کی بلند و بالا عمارتیں وسیع و شاندار بلڈنگیں اور خوبصورت و نظر فریب تھیٹر و ہوٹل اینٹ اور چونے کے انبار تھے کچھ دیر بعد میں دس دس فٹ پانی بھرا ہوا تھا اور بھاگنے والوں کو کہیں جگہ اور کہیں پناہ نہ ملتی تھی ایک گھنٹہ کے اندر اندر دنیا کا متمدن و متمول شہر جاپانا ملبے کا ایک ڈھیر بن گیا اور کوئی یہ بھی بتانے والا نہ رہا کہ "یہاں غنچہ اور یہاں گل بہ تقابن" جنھوں نے یہ خوفناک تباہی دیکھی ہے ان کا بیان ہے کہ لوگ ہوا کے جھونکوں میں خشک پتوں کی طرح اڑ رہے تھے اور ہوا اور پانی کیوبا کی تباہی کو مکمل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا دیکھئے سرشار غفلت مغرب کو کیوبا کی اس تباہی سے بھی کچھ عبرت حاصل ہوتی ہے یا نہیں جنگ عظیم بھی ایک قہر آلہی تھا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یورپ و امریکہ کے باشندے الحاد و زندقہ میں ڈوب کر ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ ابصارہم کے مصداق بن چکے ہیں اور منتظر ہیں کہ ان کی بداعمالیاں کب قہر آلہی کی صورت اختیار کرکے انہیں سزا دیں اگر اب بھی مغرب متنبہ نہ ہوا تو اس وقت کو دور نہ سمجھئے۔

خواتین اسلام کا اجتماع عظیم

گذشتہ ماہ میں مسلم خواتین کی ایک اہم بین الملی کانفرنس منعقد ہوئی جس کی سرپرست جمہوریہ شام کے صدر کی بیگم صاحبہ اور صدر مشہور شامی خاتون سیدہ نور حادہ تھیں اس کانفرنس میں بڑی بڑی پُراثر اور اہم تقریریں ہوئیں اور حکومت سے حسب ذیل مطالبات کئے گئے۔

(۱) پردہ کے بارہ میں حکومت خود کوئی مداخلت نہ کرے زمانہ خود اس کا فیصلہ کردے گا۔

(۲) اجتماعی زندگی میں عورتوں کو بھی مردوں کے ساتھ شرکت عمل کا موقعہ دیا جائے۔

(۳) عورتوں کو بھی ملازمتوں میں حصہ دیا جائے۔

(۴) لڑکوں اور لڑکیوں کا نہ صرف یہ کہ شادی سے پیشتر طبی معائنہ کرایا جائے بلکہ ان کے لئے عمر عقد کی بھی تحدید کر دی جائے۔

(۵) شادی سے پیشتر فریقین کا باہمی تعارف قانونی طور پر لازمی قرار دیا جائے۔

(۶) تعدد ازدواج کی ممانعت کردی جائے۔

(۷) اس وراثت کو ناجائز قرار دیا جائے جس کی رو سے عورت شرعی ورثہ سے محروم قرار دی گئی ہو۔

(۸) عورت کو بھی حصول طلاق کا حق عطا کیا جائے۔

(۹) مہر و جہیز کی رسم کو بے اثر کرنے کے لئے اس کی شرح مقرر کر دی جائے۔

بلا شائبہ ریب ان میں سے بعض مطالبات بعید اہم و ضروری ہیں اور حکومت شام ہی نہیں بلکہ حکومت ہند کو بھی ان کی منظوری کی طرف خاص توجہ مبذول کرنا چاہیے بالخصوص مہر و جہیز کے تعین کا مسئلہ فوری توجہ کا محتاج ہے کہ اس کا عدم تعین ہر جگہ مسلمانوں کی اقتصادی و مالی تباہی کا ضامن بنا ہوا ہے مسلمان شریعت کو تو پیش نظر نہیں رکھتے اور محض نام و نمود اور برادری کی واہ واہ کے لئے اپنے عمر بھر کے اندوختہ میں بلاتکلف آگ لگا دیتے ہیں حصول طلاق یا خلع کا مسئلہ بھی اسی قبیل سے ہے شریعت غرائے اسلام نے تو کو مکمل رکھا ہے وراثت کے مسئلہ میں بھی کسی اختلاف کی گنجائش نہیں رہا باہمی تعارف کا معاملہ تو اگر اس سے مراد فریقین کا ایک دوسرے کو ایک نظر دیکھ لینا ہے تو ہمیں اس سے کوئی تعرض نہیں باقی امور میں ہمیں اختلاف ہے اور شدید اختلاف ہے اور یہ نتیجہ ہیں مغربی الحاد و زندقہ کی ہوا لگنے کے ان جھکڑوں کا جنہوں نے خود مغرب کی حیات معاشری کو تباہ کر رکھا ہے عورت کے فطری و نسوانی فرائض کچھ کم نہیں کہ اب وہ مغربی روشنی سے مسحور ہو کر اپنی زندگی کو اور گرانبار بنانے پر تلی ہوئی ہے بچوں کی تولید و تربیت اور آئندہ نسلوں کی نگہداشت نیز خانہ داری کے انتظامات اتنے اہم کام ہیں کہ اگر عورت ان میں سے کسی ایک کی طرف سے بھی غفلت برتے گی تو پوری انسانی زندگی اور حیات معاشری تباہ ہو کر رہ جائے گی۔ مغرب کی نظیر ہمارے سامنے ہے شریعت غرائے اسلامیہ نے عورت کے لئے جو حدود مقرر کردی ہیں ان سے کوئی ایک انچ بھی ادھر ادھر ہٹے گا تو تباہ ہوگا۔ پردہ کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ عورت زندہ قفس میں بند کردی جائے بلکہ یہ ہے کہ وہ مردوں کی ہوسناک اور حریص نگاہوں سے دور رہے اگر عورتیں علانیہ نیم عریاں شاہراہوں پر آئیں گی تو اس سے یقیناً فتنے پیدا ہوں گے یہی صورت مغربی تعارف کی ہے ضرورت ہے کہ اہم مطالبات کو بھی مغربی رنگ سے قطعاً پاک رکھا جائے ہمیں توقع ہے کہ ایران میں جو کانفرنس ہونے والی ہے اس میں خواتین اسلام اپنے مطالبات کو قطعی طور پر شریعت کے رنگ میں پیش کریں گی

ارباب حکومت کی امن پسندی

وائسرائے نے دہلی ٹیلرز ایسوسی ایشن کے سپاسنامہ کے جواب میں بڑے طمطراق کے ساتھ فرمایا کہ:-

"یہ امر میرے لئے نہایت مسرت افزا اور حوصلہ افزا ہے کہ دارالسلطنت ہند کی مختلف اقوام کے سرکردہ شہری جو اپنے مختلف کاروبار کے ذریعہ سے ہمارے مزدوروں کے لئے کام اور ذریعہ معاش بہم پہنچاتے ہیں جنہوں نے ملک میں اپنا روپیہ لگا رکھا ہے اور جن کے لئے ملک کا امن و امان بڑی اہمیت رکھتا ہے تاکہ وہ اپنے کاروبار کے کامیاب ثمرات سے بہرہ اندوز ہو سکیں حکومت ہند کے ان مقاصد و عزائم کو قدر دانی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو اس ملک بھر میں امن و آئین قائم کرنے کے عزم صمیم میں پوشیدہ ہیں"

لارڈ ڈفرن نے دارالامراء میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"ہندوستان باستثنائے بنگال خاموش ہے لیکن اگر ہم یقین کرلیں کہ اس کی خاموشی اس کے اطمینان کی مظہر ہے تو ہم اپنے آپ کو دھوکہ دیں گے تمنی کی وہ کوشش جو اپنے آپ کو قتل اور ہنگاموں کی صورت میں ظاہر نہیں کرتی بلکہ برطانوی مال کے مقاطعہ کی شکل میں رونما ہوئی ہے اس امر کی مقتضی ہے کہ گول میز کانفرنس کو کامیاب بنایا جائے"

سر سیموئیل ہور نے بھی دارالعوام میں تسلیم کیا ہے کہ:-

"ہم ہندوستان جیسے عظیم الشان ملک پر جبر و تشدد کے ذریعہ حکومت نہیں کر سکتے اور مسٹر گاندھی کی پالیسی سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں" یہ سب امن و امان کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں سب کو اعتراف ہے کہ جبر و تشدد کی پالیسی مفید ہونا تو کجا نقصان رسان ہے سب کو حالات کا احساس ہے لیکن اس کے باوجود ملک میں تشدد کی دبا

برابر پھیلتی چلی جا رہی ہے قید و بند اور دار و گیر کا سلسلہ اسی شان کے ساتھ جاری ہے اور ارڈی ننسوں کو مستقل قانون کی صورت دینے کی داہیانہ مساعی عمل میں لائی جا رہی ہیں کیا کوئی بتا سکتا ہو کہ اس سے جذبات میں تلخی پیدا ہوگی یا سکون کا عمل اب بھی حکومت تدبر و دانشمندی سے کام لے اور سمجھے اور سوچے کہ وہ جس راستہ پر قدم اٹھائے چلی جا رہی ہے وہ راستہ ترکستان کو تو نہیں جاتا۔

منچوریا کا مستقبل

منچوریا سلطنت چین کا ایک زرخیز اور آباد صوبہ ہے جو قدیم الایام سے اس وسیع و عریض حکمرانی کا ایک جزو لاینفک بنا چلا آرہا ہے گھر کی جنگ افراد و اقوام دونوں کی تباہی کی یکساں ضامن رہی ہے مرکز کو کمزور دیکھکر اس صوبہ نے بھی انقلاب کی کردٹیں بدلنی شروع کر دیں اور خانہ جنگی کا ایک غیر مختتم دور شروع ہو گیا مغرب کا شاگرد رشید جاپان تاک میں لگا ہوا تھا وہ میدان میں اتر آیا اور اس کے ساتھ ہی دوسری حکومتیں بھی آرہی اور سب نے اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اپنے اپنے لئے اس صوبہ میں مراعات حاصل کریں جاپان ایک قریبی ہمسایہ طاقت تھی گذشتہ سال اس نے ایک عذر حیلہ پیدا کر کے فوجی مداخلت پیدا کی اور منچوریہ پر قبضہ جما لیا اور اس کے بعد ہی اس نے اپنی فوجی قیادت میں اپنی حمایت ہی کے زیر سایہ منچوریہ میں ایک آزاد سلطنت قائم ہو جانے کا نہ صرف یہ اعلان کر دیا بلکہ اسے خود ہی تسلیم بھی کر لیا۔

اس وقت سے لیکر اب تک منچوریا میں ایک نام نہاد سلطنت قائم ہے چین سے اس کے متعلق جنگ بھی ہوئی لیکن جمعیت اقوام کی مداخلت سے جنگ تو بند ہو گئی لیکن اس مسئلہ کے حل کے دریافت کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر ہو گیا اس کمیشن کی رپورٹ مرتب ہو کر عنقریب جمعیتہ اقوام کے اجلاس میں پیش ہونے والی ہے اس رپورٹ میں جہاں جاپان کے امتیازی حقوق تسلیم کر لئے گئے وہاں جاپان کی لائے حکومت کے ماتحت جو نام نہاد حکومت قائم ہوئی تھی اسے تسلیم نہ کرتے ہوئے یہ استعماری تجویز پیش کر دی کہ منچوریا میں ملکی انتظام اور امن و امان کے قیام کے لئے ایک بین الاقوامی کمیشن اور ایک بین الاقوامی پولیس کے ساتھ مقرر کر دیا جائے جاپان کو بھلا اس سے کیونکر اتفاق ہو سکتا ہے وہ تو چاہتا ہے کہ منچوریا کی بلا شرکت تنہا مالک بنا رہے چین کی ملکیت ہے لیکن اس غریب کو بولنے کی بھی اجازت نہیں منچوریا چونکہ بہت شاداب اور زرخیز خطہ ہے اس لئے سب ہی کے دانت اس پر لگے ہوئے ہیں لیکن اگر جاپان اسی طرح اڑا رہا اور لازماً اڑا رہے گا تو یقیناً دنیا میں ایک خوفناک جنگ کی بنا ہیں استوار ہو جائیگی کیونکہ دول مغرب یہ کسی طرح گوارا نہیں کر سکتیں کہ منچوریا سے تنہا جاپان ہی مستفید ہوتا رہے۔

حبش میں مسلم بچوں کی تعلیم

حبش میں بکثرت مسلمان آباد ہیں اتنے کہ تمام اقوام کی آبادیوں پر ان کی تعداد زبردست غلبہ حاصل کئے ہوئے ہے مگر مغرب و عیسائیت نے یہاں بھی اپنا استیلا قائم کر لیا ہے اور آئے دن مسلمانوں پر زبردست دراز دستیاں ہوتی رہتی ہیں چنانچہ ایک عربی اخبار جریدہ لکھتا ہے کہ حبش کے مقام درددہ میں عیسائی مشنریوں نے ایک عظیم الشان مدرسہ قائم کر رکھا ہے اس مدرسہ میں مسلم بچوں کے بکثرت تعلیم پانے کے باوجود کارپردازان درسگاہ کو فرزندان توحید سے شدید تعصب و عداوت ہو۔ یہ مدرسہ روسن کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھتا ہے جو بت پرست ہے یہاں عیسائی اپنے بتوں کو مسلم بچوں ہی کے ہاتھوں غسل دلواتے ہیں مگر یہاں کچھ ایسی بے حسی و افسردگی پھیلی ہوئی ہے کہ مسلمانوں کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ ان کے ایمان پر کیسی کیسی خوفناک بجلیاں تڑپ رہی ہیں اور انھیں ایمان کے لوٹنے والوں کو دین قیم سے منحرف کرنے کے لئے کیسے جال پھیلائے جا رہے ہیں وہ اپنے بچوں کو خوشی سے اس مدرسہ میں حصول تعلیم کے لئے بھیجتے ہیں اور اسلامی مدرسوں میں وہ محض اس وجہ سے اپنے بچوں کو داخل نہیں کرتے کہ وہ اتنے شاندار نہیں اور انگلستان و فرانس کی سرپرستی انھیں حاصل نہیں۔

کتنے افسوس و تحسر کا مقام ہے اور کسی کی نہیں مسلمانوں ہی کی غفلت و بے احساسی سے مسلم مدارس و مکاتب ویران و سنسان ہوئے ہیں اور غیروں کے کاشانے آباد ہو رہے ہیں یہی حالت ہندوستان کی ہے۔ جرائد و صحائف ہی کی حالت پر نظر کرو مسلم جرائد کو اپنی ہی قوم کے خریدار ملنے مشکل ہوتے ہیں اور ہندو جرائد کی بزم کی رونق مسلم خریداروں ہی کے دم سے قائم ہے۔ ہمارے ایسے بہت اکثر اور مسلم آڑھت والوں کے توں کرکے زندگی بسر کر رہے ہیں اور اغیار کے قریب بیٹھ میں یا پتر کی دوڑ اوپر مسلم گھروں میں پہنچتے ہیں مسلم تجار کو اپنی ملت کے خریدار بھی نہیں ملتے اور ہندو تاجر مسلمانوں کی کمائی پر سیٹھ اور ساہوکار بنے ہوئے ہیں مسلمانوں پر جو ایک عالمگیر جمود طاری ہے اس کی ذمہ داری غیروں پر ہرگز عائد نہیں ہوتی قصور خود مسلمانوں میں اگر ان میں احساس بیداری پیدا ہوتا اور یہ اتفاق و یکجہتی اور اخوت و ہمدردی سے کام لیتے تو قدرت کو کچھ انہی کے ساتھ معاندت نہ تھی جو دنیا بھر میں یہی مدارس و ادارے کوچہ و بازار" رہتے ان کے چراغ گل ہوتے اور دوسروں کے عشرتکدوں میں روشنیاں پھیلیں ہوتیں مسلمانوں کو تنظیم و اتحاد کی ضرورت جس شدت کے ساتھ محسوس ہو رہی ہے اتنے ہی یہ غافل ہیں اب اخبار سے زیادہ مسلمانوں کو مسلمان بننے کی ضرورت ہے اور عالمگیر ضرورت ہے کاش مسلمان اس طرف متوجہ ہوں۔

قرضہ کی وصولی پر امریکہ کا اصرار

فرانس ہو یا برطانیہ یا بلجیم یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ہم گفت و شنید اور محض عالمگیر کساد بازاری کا واسطہ دیکر اسی طرح قرضے کی وصولی کی قسط کی وصولی ملتوی کرالیں گے جس طرح گذشتہ سال کرالی تھی لیکن امریکہ کا صدر ڈٹ کر سامنے کھڑا ہو گیا اور اس نے صاف کہدیا سمجھے کیا بیٹھے ہو میں تو سال موجودہ کی قسط کی وصولی کو مزید گفت و شنید کی اولین شرط قرار دیتا ہوں اور اس کے بغیر کوئی گفتگو کرنے اور کسی گفت و شنید میں حصہ لینے کے لئے تیار نہیں مذکورہ تینوں سلطنتوں نے بہتیرا اصرار کیا اور کر رہے ہیں کہ جب تک موجودہ کساد بازاری کا بحران قائم ہے جب تک دول یورپ کا مالی توازن درست نہیں ہوتا اور جب تک یہ اقتصادی افسردگی قائم ہے اس وقت تک قرضہ کی وصولی کے لئے کوئی اقدام نہ کیا جائے مگر ہیرلڈ ٹربیون کی اطلاع کے مطابق امریکہ کوئی عذر بھی ماننے کے لئے تیار نہیں اور وہ ہر اس سال کی اقساط وصول کر کے رہے گا۔

ظاہر ہے کہ ان حالات میں ایک طرف تو کشیدگی بڑھے گی اور دوسری طرف دنیا کے ان بڑے ممالک اور بڑی حکومتوں کو شدید اقتصادی مشکلات پیش آجائینگی اور پھر اس کا اثر چھوٹی چھوٹی حکومتوں پر بھی پڑے گا اور دنیا بھر میں ایک ہیجان پیدا ہو جائے گا برطانیہ فرانس بلجیم کسی نے بھی اپنے میزانیوں میں اس قرض کی ادائیگی کے لئے محض خوش آئند توقعات کی بنا پر گنجائش نہ رکھی تھی بیکاری و بیروزگاری نے پہلے ہی ان ممالک کا کچومر نکال رکھا ہے اب اس نئی کے پڑ جانے سے ان پر اور مصیبت

آیگی یہ زمانہ بھی کس قدر تنگ زمانہ ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں بھی اضطراب و پریشانی میں گرفتار ہے اور کوئی دولتمند سے دولتمند ملک بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُسے اطمینان حاصل ہے۔

مسلمانوں کے افلاس کا طلسم

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ مسلمان دنیا کے جس حصہ پر آباد ہیں وہاں اگر وہ بالکل تہی دست بھی نہ ہوں تو یہ ضرور ہے کہ وہ اپنی دیگر ہمسایہ قوموں کے مقابلہ میں نسبتاً غریب و بے مایہ ہیں وہیں نہیں جہاں وہ تعبد و غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں بلکہ وہاں بھی جہاں ان کی فرمانروائیاں صدیوں سے قائم ہیں یہی صورت اور یہی حالت دیکھنے میں آتی ہے۔ ترکی، حجاز، مصر، ایران، افغانستان اور جن دوسرے خطے ہیں جہاں قرن ہا قرن سے مسلم اقبال حکومت کر رہا ہے مگر وہاں بھی بغائر نظر سے دیکھا جائے تو غریب و مفلس مسلمان نظر آئینگے اور دولت کے دیبا بادہ پیار دوسری قوموں کے کاشانوں کا رخ کرتی نظر آئے گی۔ ہندوستان میں ہندو، مسلمانوں اور یہودیوں اور پارسیوں پر یکساں غلامی کا دور مسلط ہے سب ایک ہی آب و ہوا اور ایک ہی آب و گل میں آباد ہیں لیکن یہ کتنی حیرت کی بات ہے کہ صرف مسلمان ہی سب سے غریب اور سب سے زیادہ منکوب نظر آتے ہیں خدائے قدوس نے سب کو دماغ دیا ہے اور آنکھیں دی ہیں پھر اتنے عظیم اور مالی امتیاز و فرق کے آخر وجوہ کیا ہیں۔ افسوس اگر مسلمان چند لمحوں کے لئے ملخص انہی وجوہ پر غور کر لیتے تو آج ان کی حالت یہ نہ ہوتی جو آج ہے پہلی اور اہم وجہ تو یہ ہے کہ مسلمان کسی درجہ و حیثیت کا کیوں نہ ہو وہ اپنی جگہ اور اپنے دائرہ عمل میں بیحد مسرف واقع ہوا ہے اور اس کا یہ اسراف اس کے تمام شعبہ ہائے حیات پر مسلط ہے۔ دوسری وجہ ان کی تجارت و کاروبار سے غفلت و بے تعلقی ہے اور تیسری وجہ عدم تنظیمی اور اخوت اسلامی سے بُعد ہے ایک غریب سے غریب مسلمان کے ہاتھ میں دن بھر کی محنت شاقہ کے بعد چار آنہ آئینگے اور وہ بلا تکلف انھیں صرف اپنے خور و نوش پر صرف کر دیگا اور کل کی فکر ذرہ برابر بھی نہ ہوگی اور نہ وہ کفن کے لئے ایک پیسہ بچا کر رکھیگا لیکن اسی حیثیت کا ہندو زیادہ سے زیادہ دو آنہ خرچ کرے گا اور اپنی نصف آمدنی برابر پس انداز کرتا چلا جائے گا جس مسلمان امیر کی آمدنی پانچہزار ہوگی وہ تین دن میں نہیں بلکہ چوبیس پہر میں ہی اسے برابر کر دیگا مگر اسی حیثیت کا ہندو نصف رقم بچانے ہی پر اکتفا نہ کرے گا بلکہ تین چوتھائی بچائیگا اور برابر بچاتا چلا جائے گا مسلمان قدم قدم پر روپیہ بیدریغ خرچ کرے گا مگر ہندو چاندی کے پھول پھیلائے گا۔ غریب مسلمان رسوم کا شکار ہیں اور امیر عزت کے ہندو سو خرچ اس وقت کرے گا جب ہزار اس کے پاس ہوں گے مگر مسلمان کے پاس سو ہوں گے تو وہ دس بیس اور قرض لیکر خرچ کرے گا۔ پھر تجارت دولتمندی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے مسلمان اس سے دور ہیں اگر مسلمانوں کو زندہ رہنا اور رہنا ہے تو وہ بھی زندہ رہنے کے لئے یہی ڈھنگ اختیار کریں۔ مالدار ہونے کا راز آمد و خرچ کے اندازہ کچھ نہ کچھ برابر پس انداز کرتے اور اسے بڑھاتے رہنا ہے اور بس۔ جنہوں نے خرچ کو آمدنی سے کم رکھا برابر پس انداز کرتے گئے مالدار ہو گئے اور جنہوں نے جو کمایا اڑا دیا نہ پوچھنے کے ہو پے ہی رہے۔

دیہاتی آبادی کی ترقی کی تدابیر

ہندوستان ایک زرعی ملک ہے اور اس کی آبادی درحقیقت شہروں میں نہیں بلکہ دیہات میں آباد ہے۔ ہندوستان کے اصلی باشندے جھونپڑوں ہی میں آباد ہیں اور وہی ملک بھر کے رزق کے ضامن ہیں حکومت کو پہلے فرض یہ تھا کہ وہ ملک کے ان علاقوں کو جن کی آبادیوں کا نام ہندوستان ہے زرخیز، شاداب اور خوشحال بنانے کی سعی کرتی لیکن ہو یہ رہا ہے کہ ملک و وطن کے یہ فرزند انتہائی مصیبت و افسردگی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور ان کی مظلومی و اذیت کی کسی کو کانوں کان بھی خبر نہیں ہوتی۔ وبائے افلاس اور جہالت کی یکساں ان پر مسلط ہیں اور ان کا مرنا بعینہ ایسا ہی ہے جیسے مکھیوں اور مچھروں کا مرنا ہوتا ہے۔

حکومت اپنے عسکری اور امپیریل مقاصد کی تکمیل کے لئے ریلوے کے جال پھیلاتی چلی جاتی ہے اور کروڑوں روپیہ اس پر پانی کی طرح نہ صرف بہہ رہا ہے بلکہ بہاتی چلی جا رہی ہے اگر وہ ان رقوم کا عشر عشیر بھی نہروں کے اجرا آبپاشی کی اسکیم اور زرعی ترقیات کے لئے صرف کرتی تو ملک میں ایک انقلاب عظیم برپا ہو جاتا۔ ایسا انقلاب جسے دیکھکر دنیا حیران رہجاتی اور جس کی ترقی حکومت و قوم دونوں کے لئے باعث تقویت ہوتی۔ شہر ہیں کہ آباد ہوتے چلے جاتے ہیں ان کی صفائی و حفظان صحت اور ان کی راحت و آسائش کے لئے حکومت کی پوری مشنری حرکت میں ہے جتنی ترقیاں ہوتی ہیں تمدن جدید کے جتنے سامان نظر آتے ہیں تہذیب مغربی نے جتنی فیاضیاں دکھائی ہیں اس کے جلوہ گاہ اور اس کے مظہر اگر ہیں تو بس شہر ہیں۔ قصبات تو اجڑ گئے دیہات کی طرف نگاہیں نہیں انھیں لے دیکے ایک صرف شہر ہی رہ گئے ہیں جو حکمرانی کے مرکز ہیں اور جن کی خوشنمائی و ترقی کو حکومت اپنی کلاہ افتخار کا طرہ بنانا چاہتی ہے۔

گذشتہ سالوں سے جب اقتصادی چکی نے شہریوں کو بھی پیسکر رکھدیا اور ان کے نازک دماغوں پر بھی مصائب کے ہتھوڑے بجنے لگے تو وہ "دیہات واپس چلو" کے نعرے لگنے لگے مگر وہ آوازیں بھی نقصانے لبیک میں فنا ہو کر رہ گئیں اب یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت صوبہ متحدہ نے غالباً زمیندار مصائب کے شور سے تنگ آکر دیہاتی ترقی کے لئے ایک اسکیم مرتب کی ہے۔ مختلف اضلاع میں تقریروں لیکچروں تصویروں کے ذریعہ دیہاتیوں کو ترقی کے اسباب سے واقف کرنے کی اسکیم بروئے کار لائی گئی ہے لیکن ایسی حالت میں کہ پیٹ خالی ہے اور ہر باشندہ دیہات مالی مشکلات میں گرفتار ہے یہ اسکیم کیا ثمر بخش نتائج پیدا کر سکتی ہے اگر حکومت دل سے دیہات کی ترقی کی آرزو مند ہے تو وہ پہلے وہ ذرائع دریافت کرے جو ان کی مصیبت کو رفع کر سکیں پھر کوئی اسکیم کامیاب ہو سکتی ہے۔

عورتوں کے نظم و نسق کی تحقیق کا مطالبہ

تہذیب جدید کی رعنائیاں حقیقی معنوں میں عجیب پوشش بنتی چلی جا رہی ہیں اور ان کے سایہ میں خدا جانے کتنی بے عنوانیاں ہوتی رہتی ہیں جن کا بیرونی دنیا کو پتہ بھی نہیں لگنے پاتا معمولی کارخانے اور پرائیویٹ فرموں کی بدنظمیاں آئے دن روشنی میں آتی رہتی ہیں اور تضییع زر و وقت کے واقعات و کوائف علم آشکار ہو کر لوگوں کو بدعمل کرتے رہتے ہیں لیکن حکومت کے مختلف محکموں کی بے عنوانیوں کے متعلق کسی کی مجال ہے جو زبان اعتراض وا کرنے کی جرأت کر سکے اور کوئی جرأت کر ہی بیٹھتا ہے تو سرکاری حکم "دور باش" نافذ ہو کر بڑھتے ہوئے قدموں کو وہیں کا وہیں روک دیتا ہے مدت سے چیف کورٹ لکھنؤ کے متعلق شکایات زبان زد خلائق ہوتی چلی آ رہی تھیں مگر چونکہ یہ عدالت عالیہ ہے حکومت کے شکوہ و شان والے افسر یہاں داد حکمرانی دے رہے ہیں

یہودی قسمیں ملزمانہ قوت اسی کی پشت پر ہے اس لئے اب تک کسی کی ہمت نہ ہوئی تھی کہ اس کے متعلق علانیہ کچھ کہے مگر زمانہ ہے آزادی کا آج ایک ہمارے بھائی کرکے کھڑے ہوگئے اور انہوں نے صوبہ متحدہ کی کونسل کے اندر یہ تجویز پیش کر ہی دی کہ صوبہ اودھ کی عدالتوں کے نظر و نسق کی تحقیقات کے لئے حکومت ایک خاص کمیٹی کا تقرر عمل میں لائے اگرچہ اس تجویز میں چیف کورٹ کا کنایۃ بھی نام نہ لیا گیا تھا اور اس کا منشا صرف یہی تھا کہ تمام عدالہائے دیوانی و فوجداری کے نظم و نسق کی خوبی و برائی کی تحقیقات کی جائے مگر جاننے والے جان گئے اور سمجھنے والوں نے بھانپ لیا کہ اس کا مقصد چیف کورٹ کے حالات کو عریاں کرنا اور روشنی میں لانا ہے اس لئے گورنمنٹ صوبہ متحدہ نے اسے مسترد کر دیا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس استبداد میں آخر کونسی بہتری مقصود ہے اگر واقعی کہیں برائیاں موجود ہیں تو لازماً ان کی اصلاح ہونی چاہیئے اور اصلاح کی مناسب اور آسان صورت یہی تھی کہ کمیٹی تحقیق کرکے نقائص بتاتی اور حکومت ان کے دور کرنے کی سعی کرتی مگر کیا توجب کہ وفا کا بہت سامنے نہ ہوتا یہاں تو غلامی کی فضا میں بہتر سے بہتر مشورے استبداد کے جنگل میں دم توڑ دیتے ہیں۔

یہود کے عزائم

یہودیوں کے مسلم رہنما مسٹر وئیز مینا نے یہودی جذبات و احساسات کی ترجمانی کرتے ہوئے سوئٹزرلینڈ میں ایک زبردست تقریر کی جس کے دوران میں بڑے زور اور دبدبے کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ:۔

"یہودی عوام اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ فلسطین پر برطانیہ کے قبضہ کا رشتہ دوام کے اس سے ہرگز نہ البتہ ہمیں اس لئے ہمارے سامنے اپنی قوم کے تحفظ کا معاملہ نازک صورت میں آکھڑا ہوا ہے اور ہم اس امر کے آرزومند ہیں کہ ابھی کم از کم چند سال تک فلسطین پر برطانی قبضہ اور باقی رہے اس مدت میں ہم اس قدر طاقت حاصل کر لیں گے کہ پھر ہم کو کسی مخالف قوت سے مرعوب ہونے کی صورت باقی نہ رہے گی"

یہ ہے بنیاین کی ذہنیت دنیا بھر کے جو بیرونی غلامی سے تنگ آ چکے ہیں ممالک و اقوام اپنی گردنیں بیرونی جوئے کے بار سے آزاد کرانے کی سعی میں مصروف ہیں مگر یہودی ہیں کہ وہ اس آرزو کو اپنے قلب میں پرورش کر رہے ہیں کہ فلسطین پر مغربی حکومت کا پرچم اقبال ہی لہراتا رہے اور اس کے اعیاد کے پنجہ استبداد سے رستگار رہنے کی کوئی صورت زمانہ حال میں نہ پیدا ہونے پائے یہی تو وہ فرق ہے اپنے اور پرائے میں اگر یہودیوں کو اس ملک سے محبت ہوتی یا وہ یہاں کے باشندوں کے ساتھ اشتراک عمل کو ضروری سمجھتے تو ان کے رہنما کی زبان پر آج یہ الفاظ کبھی نہ آتے ان کے سامنے نہ آزادی کی برکات ہیں نہ ملک کا مفاد وہ تو محض اپنا فائدہ پیش رکھتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ حکومت ان کی ممد و معاون بنی ہوئی ہے اور ملک حریت طلب مسلمانوں سے پٹا پڑا ہوا ہے اس لئے وہ یہاں اپنے قیام دوام کا باعث برطانیہ ہی کو سمجھتے ہیں اور انہیں نظر آ رہا ہے کہ آزادی کی جو ہوائیں اس وقت دنیا میں چل رہی ہیں اور عرب قوم نے جس سرگرمی سے آزادی ملک کا کام شروع کر رکھا ہے وہ ان کے حریت پسند اور استعمار دوست دماغوں کی تباہی کے مترادف ہے اور ملک ایک نہ

ایک روز ضرور عربوں کا ہو کر رہے گا مگر کم از کم اس آزادی میں اتنی تاخیر تو ہو کہ عرب قوم کی روح حریت کو اتنا پامال اور ان کے بازوؤں کو اتنا شل کر دیا جائے کہ پھر انہیں یہودیوں کے خلاف کھڑے ہونے کی جرأت نہ رہے اور اسی مدت میں اس علاقہ کو اپنی دولت کے زور سے خالص یہودی علاقہ بنا لیں یہودیوں کو یہ واضح رہنا چاہیئے کہ عرب دنیا کی بڑی غیرت مند اور آزادی پسند قوم ہے کبھی یہ گوارا نہ کرے گی کہ ان کا ملک ایک غیر قوم کا وطن بن کر رہ جائے وہ دن دور نہیں کہ جو یہودی فرعون بن کر اپنی دولت اور برطانیہ کی حمایت کے بھروسہ پر فلسطین میں آ گئے ہیں برطانیہ کی طرح انہیں بھی اس ملک کو چھوڑنا پڑے گا اور جو تمنائیں وہ اپنے اعماق قلب میں پرورش کر رہے ہیں وہ قلب ہی میں دفن ہو کر رہ جائیں گی۔

رمضان شریف

کے متعلق مفصل و مکمل معلومات کے لئے اس سال کا رمضان نمبر جو مولوی کا آئندہ نمبر ہے یقین ہے کہ بہت سی مفید معلومات کا مخزن ہوگا، اور روزہ کی پوری تحقیق اور مسائل کے سلسلہ میں گویا بہترین کتاب ہوگی، ہزارہا بھائی ایسے ہونگے جو اپنے دوسرے بھائیوں کو رمضان کے مسائل سے واقف کرانے کے خواہاں ہوں، اور حقیقت میں یہ ہے بھی بہت ثواب کا کام، کیا آپ اس کو مفید سمجھتے ہیں مولوی کا رمضان نمبر اپنے محلہ قریہ اور شہر کے دوسرے غیر خریدار بھائیوں کو مفت تقسیم کر دیں، اگر روپیہ کے بارہ پرچے معہ محصول ڈاک دونگا۔ اگر آپ اس تجویز سے متفق ہوں، تو فوراً روپیہ بھیجا اسی قدر پرچے زائد چھپوا لوں، آرڈر کے معنی یہ ہیں کہ جس قدر روپے کے پرچے تقسیم کرنے چاہیں اتنے روپے بھیجدیں۔ یہ بہت بڑے ثواب کی تجویز ہے خدا کرے دوسرے اس سے متفق ہو جائیں۔

غلام عبدالحمید مدیر مولوی

کتاب الاسلام

باب الجنائز

(بسلسلہ گذشتہ)

چھوٹے بچے والدین کی شفاعت کرینگے

عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یموت لمسلم ثلثۃ من الولد فیلج النار الا تحلۃ القسم متفق علیہ

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں مرے کسی مسلمان کے تین بچے وہ مسلمان داخل ہوگا آگ میں مگر واسطے حلت قسم کے۔

تشریح

حلت قسم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان منکم الا واردھا یعنی نہیں تم میں سے کوئی قسم ہے خدا کی مگر کہ داخل ہوگا دوزخ میں اگرچہ ایک ہی دن کے لئے کیوں نہ ہوجاتا یعنی پل صراط پر سے گذرنا ضروری ہے برے تکلیف پائیں گے اور نیک آرام و راحت کے ساتھ گذر جائینگے خلاصہ یہ ہوا کہ جس کے تین فرزند مرگئے ہوں گے وہ دوزخ میں نہیں داخل ہوگا مگر اللہ تعالیٰ اپنی قسم کی حلت کے لئے سب کو ایک بار صراط پر سے گذارے گا سوا اس کے اور تکلیف نہ ہوگی۔

عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لعبدی المومن عندی جزاء اذا قبضت الا الجنۃ رواہ البخاری۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ نہیں میرے پاس جزا اپنے اس بندہ مومن کے لئے جس کا محبوب میں نے مار اہل دنیا میں سے پھر اس کا حساب بھی آسان ہوگا۔ بخاری نے روایت کی۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ فرطان من امتی ادخلہ اللہ بھا الجنۃ فقالت عائشۃ فمن کان لہ فرط من امتک قال ومن کان لہ فرط یا موفقۃ فقالت فمن لم یکن لہ فرط من امتک قال فانا فرط امتی لن یصابوا بمثلی رواہ الترمذی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں جس کے دو نابالغ بچے مرگئے ہوں گے اللہ تعالیٰ اس مصیبت پر صبر کرنے کے عوض میں جنت میں داخل کریگا حضرت عائشہ رضی نے سوال کیا کہ حضور اگر ایک ہو حضور نے فرمایا خواہ ایک ہی کیوں نہ ہو پھر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اگر حضور ایک بھی نہ ہو تو فرمایا کہ میں ایک فرط ہوں میری مثل تو ایک بھی نہیں ہے۔

تشریح

فرط کے معنے ہیں کہ جو پہلے قافلہ سے قبل منزل کی طرف لیجایا جائے تاکہ آسانی کے لئے منزل پر پہنچائے یہاں فرط سے مراد وہ بچہ ہے جو بالغ ہونے سے پہلے مرگیا ہے وہ والدین کی سفارش کرے گا اور جب تک والدین کو نہ بخشوائیگا خود جنت میں داخل ہونا پسند نہ کرے گا اور دوسرے متعلق جو آپ نے ارشاد فرمایا

ممکن ہے کہ اسی وقت بذریعہ وحی حضور کو مطلع کر دیا گیا ہو

عن ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات ولد العبد قال اللہ تعالی لملئکتہ قبضتم ولد عبدی فیقولون نعم فیقول قبضتم ثمرۃ فوادہ فیقولون نعم فیقول ماذا قال عبدی فیقولون حمدک واسترجع فیقول اللہ ابنوا لعبدی بیتا فی الجنۃ وسموہ بیت الحمد رواہ احمد۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کسی کا بچہ مرتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے کیا تم نے میرے بندے کے بچہ کو مار لیا کہتے ہیں ہاں پھر ارشاد ہوتا ہے تم نے اس کے دل کی تمنا کو منقطع کیا وہ کہتے ہیں ہاں پھر ارشاد ہوتا ہے اس وقت میرا بندہ مجھے کیا کہہ رہا تھا وہ کہتے ہیں کہ حضور وہ تو آپ کی مدح اور تعریف کر رہا تھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ رہا تھا ارشاد ہوتا ہے کہ اے ملائکہ تم بناؤ اس کے لئے ایک محل جنت میں اس محل کا نام بیت الحمد رکھو۔

پسماندگان کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے

عن عمرۃ بنت عبد الرحمن انھا قالت سمعت عائشۃ وذکر لھا ان عبد اللہ بن عمر یقول ان المیت لیعذب ببکاء الحی علیہ فقول یغفر اللہ لابی عبد الرحمن اما انہ لم یکذب ولکنہ نسی او اخطاء انما مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یھودیۃ یبکی علیھا فقال انھم لیبکون علیھا وانھا لتعذب فی قبرھا متفق علیہ

روایت ہے عمرہ بیٹی عبد الرحمن سے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ خدا رحم کرے عبد اللہ ابن عمر پر جو یوں کہتے تھے کہ میت کو عذاب کیا اس کے قبیلہ والے اور رشتہ داروں کے رونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائے عبد الرحمن جھوٹے نہ تھے لیکن بات یہ ہے کہ یا تو وہ بھول گئے یا خطا ہوگئی واقعہ یہ ہے کہ حضور گذرے ایک یہودی عورت کی قبر کے پاس سے آپ نے دیکھا کہ اس کے رشتہ دار بیٹھے رو رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ رو رہے ہیں اور وہ قبر میں عذاب کی جا رہی ہے، روایت کی اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے۔

تشریح

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ خدا معاف کرے یہ جملہ ایسے مقامات پر بولتے ہیں جہاں کسی سے کوئی غلطی ہو جاتی ہے حضرت عائشہ کی رائے یہ ہے کہ اس حدیث میں حضور نے مطلق عذاب کی خبر دی اور عذاب کو ان کا رونا نہیں بیان فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا کہ تو عذاب کی جاتی ہے اور یہ اس کی تعریف بیان کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ عذاب ہونے کا سبب کفر ہے جو رونے میں ان کی گریہ وزاری نہیں ہے اور ابن عمر سمجھے کہ حضور نے بطریق کلیہ کے فرمایا کہ میت بسبب رونے زندوں کے قبر میں عذاب کیا جاتا ہے

پس یہ اعتراض حضرت عائشہؓ نے اپنے اجتہاد سے کیا اور یہ اعتراض جب وارد ہوتا کہ یہ حدیث اسی قصہ میں سنی گئی ہو حالانکہ اس کے علاوہ اور حدیثیں بھی آئی گئی ہیں۔ اس مسئلہ میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ آیا پس ماندگان کے مرنے سے غلبہ مردہ پر ہوتا ہے یا نہیں۔

وعن عبد الله ابن ابی ملیکة قال توفیت بنت عثمان بمكة فجئنا نشهدها وحضرها ابن عمر وابن عباس فانی جالس بینهما فقال عبد الله ابن عمر لعمرو بن عثمان وهو مواجهه الا تنهی عن البكاء فان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان المیت لیعذب ببكاء اهله علیه فقال ابن عباس قد كان عمر یقول بعض ذالك ثم حدث فقال صدرت مع عمر من مكة حتی اذا كنا بالبیداء فاذا هو بركب تحت ظل سمرة فقال اذهب فانظر من هؤلاء الركب فنظرت فاذا هو صهیب قال فاخبرته فقال ادعه فرجعت الی صهیب فقلت ارتحل فالحق امیر المؤمنین فلما ان اصیب عمر دخل صهیب یبكی یقول وا اخاه وا صاحباه فقال عمر یا صهیب اتبكی علی وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان المیت لیعذب ببعض بكاء اهله علیه فقال ابن عباس فلما مات عمر ذكرت ذالك لعائشة فقالت یرحم الله عمر لا والله ما حدث رسول الله صلی الله علیه وسلم ان المیت لیعذب ببكاء اهله علیه ولكن ان الله یزید الكافر عذابا ببكاء اهله علیه وقالت عائشة حسبكم القرآن ولا تزر وازرة وزر اخری قال ابن عباس عند ذالك والله اضحك وابكی قال ابن ابی ملیکة فما قال ابن عمر شیئا متفق علیه۔

حضرت عبد اللہ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب وفات پائی حضرت عثمانؓ کی لڑکی نے مکہ میں تو حاضر ہوئے ہم تاکہ شریک ہوں اس کے دفن اور نماز جنازہ میں اور حاضر ہوئے ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی اور میں بیٹھا ہوا تھا ان دونوں حضرات کے مابین پس کہا حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ نے واسطے عمرو بن عثمان کے جو ان کے سامنے تھے کیوں نہیں منع کرتے تم عورتوں کو رونے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے تحقیق میت کو عذاب دیا جاتا ہے بسبب رونے اس کے عزیزوں کے کہا ابن عباس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اس مسئلہ میں یعنی ان کا خیال اس مسئلہ میں یہ تھا کہ عام طور سے رونا منع ہے اور نہ خاص طور سے رونا اور نوحہ کرنا منع ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت عمرؓ سے باتیں کرتا اور حدیث سنتا ہوا چلا حتی کہ ہم مکہ معظمہ کے قریب مقام بیداء میں پہنچے وہاں ایک درخت کے نیچے حضرت عمرؓ اور میں بیٹھا ہوا تھا ہم کو ایک سوار جاتا ہوا دکھائی دیا حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا کہ دیکھو یہ کون ہے اس درخت کے نیچے پس جب میں نے جا کر دیکھا تو وہ حضرت صہیب تھے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خبر دے اس کو پس لوٹا میں طرف صہیب کے اور خبر دی ان کو کہ تم کو حضرت عمر بلاتے ہیں میں نے کہا وہ چلے آئے جب تو اس وقت وہ آواز سے یوں کہتے تھے اے بھائی آئے ان کی یہ گریہ کی آواز سنکر حضرت عمر کو ہوش آیا اور انہوں نے فرمایا اے صہیب تو روتا ہے تجھکو خبر نہیں تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا ہے تحقیق میت عذاب کی جاتی ہے بعض فرزندوں کے رونے کی وجہ سے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ حدیث نقل کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے عمر کی حالت پر خدا رحم کرے خدا کی قسم نہیں حدیث بیان کی اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میت کو عذاب کیا جاتا ہے اس کی اہل کے رونے سے بلکہ مراد یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کافر پر عذاب اس کے اس کے اہل کے رونے سے زیادہ کرتا ہے اور حضرت عائشہ نے یہ بھی فرمایا کہ تم کو قرآن پڑھنا چاہئے اور قرآن دلیل کے طور سے کافی ہے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ کسی کا بدلہ کسی دوسرے سے نہیں لیا جائے گا یعنی کسی کے گناہ کی وجہ سے کسی دوسرے کو عذاب نہیں کیا جاتا ہے تو اہل کے رونے سے مرنے والے کو کیوں عذاب کیا جائے اور ابن ملیکہ نے کہا جو کچھ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ صحیح ہے بخاری اور مسلم میں متفق علیہ ہے

باب زیارة القبور

عن بریدة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نهیتكم عن زیارة القبور فزوروها ونهیتكم عن لحوم الاضاحی فوق ثلث فامسكوا ما بدا لكم ونهیتكم عن النبیذ الا فی سقاء فاشربوا فی الاسقیة كلها ولا تشربوا مسكرا رواه مسلم۔

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے منع کیا تھا تم کو زیارت قبور سے اب تم کو اجازت دی جاتی ہے تم زیارت کیا کرو اور میں نے تم کو منع کیا تھا قربانی کے گوشت کے رکھنے سے کہ تین دن سے زیادہ نہ رکھا کرو اب تم کو اجازت دی جاتی ہے جتنے دن چاہو روک لیا کرو اور میں نے تم کو منع کیا تھا نبیذ کے پینے سے اب اجازت دیتا ہوں لیکن شراب کے اس خاص برتن میں جس کو سقایہ کہتے ہیں اب بھی نہ پیا کرو اور تم نبیذ پیا کرو لیکن نشہ والے سے پرہیز کیا کرو روایت کی مسلم نے۔

تشریح

حضور نے ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو زیارت قبور سے منع فرما دیا تھا اس لئے کہ مشرکین کی بعض رسومات قبور کے متعلق غلط رواج پکڑ گئی تھیں جب حضور نے دیکھا کہ اسلام لوگوں کے دل میں جگہ پکڑ گیا ہے تو قبروں کی زیارت کی اجازت عطا فرما دی پس زیارت قبروں کی مستحب ہے علماء کے نزدیک کیونکہ اس سے دل نرم ہوتا ہے اور موت یاد آتی ہے اور جانتا ہے کہ دنیا فانی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ فائدہ ہے کہ مردوں کے لئے استغفار جمع ہو جاتی ہے اور یہ سنت ہے حضور جنت البقیع میں تشریف لیجایا کرتے تھے اور وہاں کے مردوں کے لئے استغفار پڑھتے تھے اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ آیا عورتوں کے حق میں ممانعت باقی ہے یا نہیں ان کو بھی اجازت ہو گئی یا اس سے پہلے حکم میں شامل ہیں۔ تحقیق یہ ہے کہ عورتوں کو سوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے اور کسی مزار کی زیارت کی اجازت نہیں ہے کیونکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے لعنت کی ہے اس عورت پر جو جائے قبرستانوں میں اور اس کی مزید تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کی جائے۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ
مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا
مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

(ترجمہ) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا کیا جانور ان کے لئے حلال کئے گئے ہیں آپ فرما دیجئے کہ تمہارے لئے کل حلال جانور حلال رکھے گئے ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تم تعلیم دو اور تم ان کو چھوڑ دیا کرو اور ان کو اس طریقہ سے تعلیم دو جو تم کو اللہ تعالےٰ نے تعلیم دیا ہو تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لئے پکڑیں اس کو کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام بھی لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو بیشک اللہ تعالےٰ جلدی حساب لینے والے ہیں۔

تفسیر۔ ایک بار حضرت جبرئیل آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادہ سے بیت النبی کے دروازہ پر آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی آنحضرت نے اجازت دیدی لیکن باوجود اجازت مل جانے کے پھر بھی حضرت جبرئیل داخل نہ ہوئے کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد حضرت خود باہر تشریف لائے اور سبب تاخیر دریافت فرمایا حضرت جبرئیل نے جواب دیا یا رسول اللہ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس کے اندر تصویر یا کتا ہو تلاش کرنے کے بعد مکان کے ایک گوشہ میں کتے کا بچہ ملا اس کو آپ نے باہر نکلوا دیا اور ابو رافع کو حکم دیا کہ مدینہ میں جتنے کتے ہوں سب کو قتل کر ڈالو ابو رافع تعمیل حکم کے لئے چلے اور شہر میں جتنے کتے نظر پڑے ان کو مار کر عوالی مدینہ تک پہنچے اسی وقت عاصم بن عدی سعد بن خیثمہ اور عویمر بن ساعدہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہم تو کتوں سے شکار کرتے ہیں اور ہمارے سدھائے ہوئے کتے نیل گائے اور ہرن تک کو مار لیتے ہیں حضور نے کتوں کے قتل عام کا حکم جاری فرمایا ہے جس سے ہمیں شبہ ہے کہ شاید کتوں کا پالنا بالکل ہی حرام ہے اور ان کے شکار بھی شاید مردار ہیں لہذا فرمائیے کہ ہمارے واسطے کون کون جانور حلال ہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور بتا دیا گیا کہ سدھائے ہوئے کتے کا شکار حلال ہے اور اس کے رکھنے کی بھی ممانعت نہیں اس کے بعد حضور نے قتل کلاب کی ممانعت فرما دی آیت کا مطلب یہ ہے کہ تمام صاف ستھری اور پاکیزہ چیزیں حلال ہیں اور سدھائے ہوئے شکاری جانوروں کا شکار جو شکاری جانوروں نے پکڑ لیا ہو اور ان کو شکار پر چھوڑنے کے وقت خدا کا نام بھی لیا ہو وہ بھی حلال ہے۔ شیخ ابن کثیر کہتے ہیں کہ طیبات سے مراد وہ ذبائح ہیں جن کے ذبح کے وقت خدا کا نام لیا گیا ہو اور جوارح سے مراد شکاری کتے شکرے باز وغیرہ جانور مراد ہیں حضرت ابن عباس خیثمہ طاؤس مجاہد مکحول ابن عمر اور حضرت زین العابدین سے یہی مروی ہے چاروں اماموں کا بھی یہی قول ہے مگر امام احمد بن حنبل نے سیاہ کتے کو اس حکم سے مستثنیٰ کیا ہے کیونکہ سیاہ کتا شیطان ہے اور واجب القتل ہے۔ مسلم میں شکار کو روک رکھنے کے یہ معنے ہیں کہ شکاری جانور اس طرح سدھایا گیا ہو کہ شکار پکڑ کر مالک کے لئے روک رکھے اور خود نہ کھائے ائمہ ثلثہ اور جمہور کا سوا امام مالک کے یہی مذہب ہے امام مالک کے نزدیک اگر شکاری جانور شکار میں سے کچھ کھالے تو کوئی حرج نہیں پھر شکاری جانوروں کے شکار میں یہ شرط ہے کہ جس وقت شکاری جانور کو شکار پر چھوڑا جائے اس وقت بسم اللہ کہہ کر چھوڑا جائے بغیر بسم اللہ کہے ہوئے کسی شکاری جانور کا شکار کیا ہوا حلال نہیں ابن کثیر کا یہی قول ہے اور ابو داؤد و نسائی کی حدیث بروایت ابو ثعلبہ مرفوعاً یہی وارد ہے جب حلال و حرام کا خدا تعالےٰ نے حکم بیان فرما دیا تو آگے ارشاد ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ سے ڈرو جو حدود خدا نے مقرر فرمائے ہیں ان سے تجاوز مت کرو اور خدا تعالیٰ کا مواخذہ اپنی گردن پر نہ لو کیونکہ اللہ تعالےٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے خدا کے حساب کرنے کے یہ معنے نہیں کہ نعوذ باللہ خدا ناواقف ہو حساب کے بعد لوگوں کے اعمال کا خدا کو علم ہوگا خدا تو علام الغیوب ہے بندوں کی ماہیت اور ظاہر و باطن کی حقیقت کو خوب جانتا ہے انسان کے تمام نیک و بد اعمال سب اس پر منکشف ہیں یہ حساب فہمی صرف بندوں کی سمجھ کے لئے ہے تاکہ ان کو اپنی سزا یا جزا کی وجہ کا کافی علم ہو جائے اور کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ خدا نے ہم پر ظلم کیا ہے۔

مقصود بیان۔ خدا نے جن چیزوں کو حلال فرمایا وہ سب پاکیزہ ہیں اور جن کو حرام فرمایا وہ نجس اور ناپاک ہیں بغیر بسم اللہ کے ذبح کیا ہوا جانور مردار اور ناپاک ہے۔ حدود شرعیہ ہر شخص کے لئے واجب العمل ہیں اور قرآنی دستور العمل اٹل ہے۔ حساب اعمال اگرچہ قیامت کے دن ہوگا اور قیامت کتنی ہی بعید ہو مگر چونکہ یقینی آنے والی ہے اس لئے حساب بہت جلد ہو جائے گا بعینہ۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ
غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ
فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

(ترجمہ) آج تمہارے لئے حلال چیزیں حلال رکھی گئیں اور جو لوگ کتاب دیئے گئے ہیں ان کا ذبیحہ تم کو حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کو حلال ہے اور پارسا عورتیں بھی جو مسلمان ہوں اور پارسا عورتیں ان لوگوں میں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں جبکہ تم ان کو ان کا معاوضہ دیدو اس طرح سے کہ تم بیوی بناؤ نہ بدکاری کرو اور نہ خفیہ آشنائی کرو اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کرلے گا تو اس شخص کا عمل غارت جاویگا اور وہ شخص آخرت میں بالکل زیاں کار ہوگا۔

تفسیر:- یہ آیت گذشتہ آیت کا تتمہ ہے پہلی آیت میں پاکیزہ اور صاف ستھری اشیا کی حلت کا بیان تھا یہاں اسکی تائید ہے اور اسی ذیل میں بعض دیگر احکام بیان کئے گئے ہیں حکم ہوتا ہے کہ جب ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا اور کسی طرح کی کمی بیشی اب دین میں نہیں ہو سکتی تو اب تمام پاکیزہ اشیاء حلال کر دی گئیں اس کے علاوہ تمہارے لئے جائز ہے کہ اہل کتاب کے ہاتھ کا کھانا تم کھاؤ اور اس کے عوض رشتہ داری کے طور پر اپنا کھانا ان کو کھلاؤ۔ ابن کثیر کہتے ہیں طعام سے مراد ذبائح ہیں اور اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں یعنی یہود و نصاریٰ کے ہاتھ کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ ذبح کرنے کے وقت خدا کا نام لیتے ہیں ہاں اگر ذبح کے وقت بسم اللہ نہ کہیں تو ان کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی حرام ہے حضرت عائشہ ابن عمر اور حضرت علی کا یہی قول ہے حنفیہ بھی اسی کے قائل ہیں اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ نیکو کار مومن عورتیں اور پاکدامن کتابی عورتیں بھی تمہارے لئے حلال ہیں بشرطیکہ تم ان کا مہر ادا کر دو اور علانیہ یا خفیہ ان کے ساتھ زنا نہ کرو جمہور علماء اور حنفیہ اسی کے قائل ہیں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آیت (ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمنّ) نازل ہوئی تو لوگوں نے کتابی عورتوں سے نکاح کرنا چھوڑ دیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور کتابی عورتوں کو مشرکات سے مستثنیٰ کر لیا گیا چنانچہ اس کے بعد صحابہ نے کتابی عورتوں سے نکاح کیا حضرت عبداللہ بن عمر کتابی عورت سے نکاح کرنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک عام طور پر اہل کتاب حضرت عیسیٰ یا حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور یہ صریحی شرک ہے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص ایمان و اسلام کے بعد احکام خداوندی سے انکار کرے گا اس کے گذشتہ نیک اعمال مٹا دیئے جائینگے ان کو بالکل لعدم سمجھا جائے گا اور ان کی کوئی جزا اس کو نہ ملیگی اور بالآخر نتیجہ یہ ہوگا کہ قیامت میں وہ نقصان اٹھائے گا یعنی دوزخ میں داخل ہوگا مگر یہ حکم اس وقت ہے جب مرنے کے وقت تک انسان مرتد رہے اور اگر مرتد ہونے کے بعد پھر مسلمان ہو گیا تو گذشتہ اعمال تو ضرور اس کے رائیگان گئے مگر اسلام کے بعد کے اعمال کی جزا اس کو ملیگی (ابن جریر و ابن کثیر)

مقصود بیان:- رشتہ داری کی تعلیم، مساوات انسان کا بیان مرد و عورت کے حقوق کی مساوات فلسفہ اخلاق کا ملایت زنا کی ممانعت، مسلمانوں کے افراد بڑھانے کے لئے ایک نہایت حکمت آمیز حکم عذاب سے ترہیب وغیرہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا۔

(ترجمہ) اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں سمیت اور اپنے سروں پر ہاتھ پھیرو اور اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارا بدن پاک کر دو۔

تفسیر:- پہلی آیات میں بعض معاملات کا بیان تھا اب یہاں بعض عبادات کا تذکرہ ہے آیت کا مطلب بروایت ابن کثیر یہ ہے کہ اے مسلمانو جب تم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو اولاً اپنے چہروں کو اور کہنیوں تک ہاتھوں کو اور ٹخنوں تک پاؤں کو دھو لو اور سروں پر مسح کر لو مگر یہ سب شرط اس وقت ہیں کہ حدث ہو چکی ہو یعنی پیشاب یا پاخانہ وغیرہ کی وجہ سے وضو ٹوٹ گیا ہو آیت مذکورہ میں وضو کے جملہ اجزا بیان کئے گئے ہیں لیکن ان اجزاء کو بیان کرنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ حالت حدث میں وضو کرنا واجب ہے اور وضو پر وضو کرنا مستحب ہے چنانچہ حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے حضرت عمر بن عدی (جو اس حدیث کے راوی ہیں) نے دریافت کیا کہ آپ کیا کرتے تھے حضرت انس نے کہا کہ ہم نمازوں کو ایک ہی وضو سے پڑھتے تھے جب تک ہم کو حدث نہ ہوتا (بخاری و احمد) اس کے علاوہ آنحضرت نے غزوہ خندق میں چار نمازیں ایک ہی وضو سے ادا کیں رہی وضو کی نیت کر لینی تو احناف کے نزدیک یہ واجب نہیں شافعی کے نزدیک واجب ہے اب ہم وضو کے اجزا بیان کرتے ہیں سب سے پہلے خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ چہروں کو دھوؤ اگر ہاتھ نجس ہوں تو پہلے ہاتھ دھونا ضروری ہیں پھر چہرہ دھونا چاہئے چہرہ پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک دھونا چاہئے کلیاں بھی چہرہ میں داخل ہیں داڑھی میں انگلیوں سے خلال کرنا بھی ضروری ہے حضرت عائشہ ام سلمہ اور عمار سے موقوفاً یہی روایت ہے (بیہقی) اس کے بعد فرمایا ہاتھوں کو کہنیوں تک یعنی مع کہنیوں کے دھوؤ ابن کثیر اور دارقطنی کا یہی مسلک ہے حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے خلیل سے سنا ہے کہ مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک اس کا وضو پہنچا ہے (مسلم) اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ سر پر مسح کرو احناف کہتے ہیں کہ چوتھائی سر پر مسح ضروری ہے شافعی کہتے ہیں کہ ایک بال پر بھی مسح کافی ہے مگر حنفیہ کے نزدیک تمام سر کا ایک بار مسح کرنا سنت ہے چنانچہ حضرت عثمان سے صحاح ستہ میں مروی ہے کہ نبی صلعم نے پورے سر کا ایک بار مسح کیا اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ پاؤں کو ٹخنوں تک دھوؤ پاؤں کو خوب دھونا چاہئے صرف چپڑ لینا کافی نہیں ہے اور یہ بھی لحاظ رکھنا چاہئے کہ کوئی حصہ خشک نہ رہے حضرت علی ابن عباس حضرت عثمان معاویہ عبداللہ بن زید وغیرہ سے حدیث کی صحیح کتابوں میں وضو میں پاؤں دھونا ہی مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک سفر میں صحابہ آگے بڑھ گئے تھے اور آنحضرت پیچھے تھے منزل پر پہنچکر ہم نے وضو کیا اور پاؤں کو چپڑنا شروع کیا حضور نے بلند آواز سے فرمایا کہ پورا وضو کرو ایڑیوں کے لئے دوزخ کی آگ کا عذاب ہے (بخاری مسلم)۔

ابن ماجہ ابن حبان احمد اور مسلم کی مختلف روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں کے کسی حصہ کے خشک رہ جانے سے وضو نہیں ہوتا اور اس پر سخت وعید ہے۔ خداتعالیٰ جب وضو کی کیفیت بیان کر چکا تو غسل کا حکم دیتا ہے کہ اگر تم ناپاک ہو تو خوب طہارت کرو یعنی اچھی طرح صفائی کرو تاکہ منہ بھی صاف کرو امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے۔

مقصود بیان:- صحت جسمانی اور پاکیزگی اخلاقی کے لئے نظافت جسمانی حکم کوئی عبادت بغیر پاکیزگی جسم کے نہیں ہو سکتی۔ اصول حفظان صحت کی طرف ایک لطیف اشارہ۔ وغیرہ۔

تجرید بخاری اُردو

فاص مولوی کے لئے ترجمہ ہو رہا ہے

اذان دینے کا بیان

باب طلوع صبح صادق کے بعد اذان دینے کا بیان۔

۵۷۹۔ حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ جب مؤذن فجر کی اذان کہہ چکتا اور فجر نکل آتی تو فرض نماز کی تکبیر ہونے سے قبل حضور دو خفیف رکعتیں پڑھتے تھے۔

۵۸۰۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نماز فجر کی اذان و اقامت کے درمیان حضور دو رکعتیں خفیف پڑھا کرتے تھے۔

۵۸۱۔ (باختلاف سلسلہ روایات سابقہ) حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ بلال رات سے اذان کہہ دیتا ہے لہٰذا تم جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دے تم کھایا پیا کرو۔

۵۸۲۔ طلوع صبح صادق سے قبل اذان دینے کا جواز حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا تم میں سے کسی کو بلال کی اذان سحری کھانے سے باز نہ رکھے کیونکہ وہ رات ہی سے اذان دے دیتا ہے تاکہ تہجد پڑھنے والا آرام کر لے اور جو سو رہا ہو وہ نماز پڑھ لے اور سحری کھانے کے لئے بیدار ہو جائے (اس کے بعد حضور نے انگلیوں کو اوپر اٹھا کر نیچے کو کھینچتے ہوئے فرمایا کہ صبح صادق یہ نہیں ہے (یعنی صبح صادق وہ روشنی نہیں ہے جو طول میں ہو بلکہ صبح صادق وہ ہوتی ہے جس کی روشنی آسمان کے کناروں پر عرض میں پھیلتی ہے)۔

۵۸۳۔ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ بلال رات سے اذان دیتا ہے لہٰذا جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دے تم کھایا پیا کرو۔

باب اذان و تکبیر کے درمیان کتنی دیر کرنی جائز ہے۔

۵۸۴۔ حضرت عبداللہ بن مغفل کہتے ہیں حضور نے فرمایا ہر اذان و اقامت کے درمیان نماز ہے ہر اذان و اقامت کے درمیان نماز ہے پھر تیسری بار حضور نے فرمایا جس کا دل چاہے پڑھے نہ دل چاہے نہ پڑھے یعنی واجب نہیں ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اذان و اقامت کے درمیان نفل پڑھنے کی مقدار دیر کر لی چاہیے باقی نماز جو چاہے پڑھے نہ چاہے نہ پڑھے

۵۸۵۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ جب مؤذن مغرب کی اذان دے چکتا تھا تو اصحاب رسول اللہ مسجد کے ستونوں کے پاس فوراً جا کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ حضور گھر میں تشریف لاتے تھے اور اصحاب اسی جلدی کی حالت میں ہوتے تھے اور مغرب سے قبل دو رکعت (نفل) پڑھتے تھے اور اذان و اقامت کے درمیان (اس کے سوا) کچھ اور فصل نہ ہوتا تھا۔

باب نماز کو کھڑے ہونے کے لئے (کسی کا یعنی امام کا) انتظار جائز ہے۔

۵۸۶۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ مؤذن [illegible] پہلی اذان دے کر خاموش ہو جاتا تو رسول اللہ کھڑے ہوتے اور طلوع صبح [illegible] فرض نماز سے قبل دو خفیف رکعتیں پڑھ کر داہنی کروٹ سے لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن آ کر آپ کو جماعت کی تیاری کی اطلاع دیتا تھا۔

باب دو اذانوں کے درمیان (نفلی) نماز ہے جس کی طبیعت چاہے پڑھے۔

۵۸۷۔ حضرت عبداللہ بن مغفل کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے ہر دو اذانوں کے درمیان اذان ہے تیسری بار حضور نے فرمایا جو چاہے پڑھے (نہ چاہے نہ پڑھے)

باب سفر میں (نماز صبح وغیرہ کے لئے) صرف ایک اذان کہنی چاہیے۔

۵۸۸۔ مالک بن حویرث کہتے ہیں کہ میں اور میری قوم کے چند آدمی مل کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے پاس بیس روز قیام پذیر رہے۔ آپ بڑے رحیم اور نرم دل تھے جب آپ نے دیکھا کہ ہم لوگ اپنے گھر والوں کے مشتاق ہیں تو فرمایا کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ اور اپنے گھر جا کر رہو گھر والوں کو اسلام کی تعلیم دو اور نماز پڑھا کرو جب نماز کا وقت آیا کرے تو مناسب ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اذان دیا کرے اور تم میں جو سب سے بڑا ہو وہ امامت کرے۔

باب جب مسافر کئی آدمی ہوں تو مناسب ہے کہ نماز کے وقت اذان بھی کہیں اور تکبیر بھی اور یہی حکم ایام حج میں عرفات و مزدلفہ کا ہے نیز ہر حالت میں اذان اور تکبیر ہر نماز کے لئے کہی جاتی ہے، اور جس شب کو بارش اور سردی ہو اور مسجد میں آنے سے لوگوں کو تکلیف ہو تو مؤذن اعلان کر دے کہ آج نماز گھروں میں پڑھنی چاہیے۔

۵۸۹۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم حضور کے ہمرکاب تھے ظہر کی نماز کے لئے جب مؤذن نے اذان کہنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا خنکی ہو جانے دے (مؤذن ٹھیر گیا) پھر مؤذن نے اذان کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا خنکی ہو جانے دے (چنانچہ کچھ دیر مؤذن نے توقف کر لیا) لیکن پھر اس نے اذان کا ارادہ کیا اور حضور نے (یہی) فرمایا کہ خنکی ہو جانے دے یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں تک پہنچ گیا اس وقت حضور نے فرمایا کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش کا ایک حصہ ہے۔

۵۹۰۔ حضرت مالک بن حویرث کہتے ہیں کہ دو آدمیوں کا سفر کا ارادہ تھا حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان سے فرمایا جب تم دونوں سفر کو نکلو تو اذان دے کر اقامت کہا کرو اس کے بعد تم دونوں میں سے جو بڑا ہو اس کو امامت کرنی چاہیے۔

۵۹۱۔ حضرت مالک بن حویرث کہتے ہیں کہ ہم سب آدمی جو سب کے سب جوان اور قریب قریب ہم عمر تھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیس روز تک قیام پذیر رہے جب آپ نے دیکھا کہ ہم کو اپنے گھر والوں سے ملنے کا بہت شوق ہے تو ہم سے پسماندگان کے حالات دریافت کئے ہم نے کل حال عرض کر دیا آپ نے فرمایا تم واپس چلے جاؤ اور گھر والوں میں جا کر رہو ان کو مذہب کی تعلیم دو اور نیک کام بتاؤ اس کے بعد آپ نے ہم کو اور بھی چند احکام کی ہدایت کی جن میں سے کچھ مجھے یاد ہیں اور کچھ یاد نہیں آخر میں حضور نے فرمایا کہ جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے اسی طرح نماز پڑھا کرو اور مناسب ہے کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی شخص اذان دیا کرے اور جو بڑا ہو وہ امامت کرے۔

حضرت نافع کہتے ہیں کہ ایک رات سردی تھی اس رات حضرت عمر نے

ضجنان (مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے) میں اذان کہی اور فرمایا اپنی اپنی جگہ پر نماز پڑھنا کیونکہ رسول اللہ مؤذن کو اذان کہنے کا حکم دیتے تھے پھر اگر شب کو سردی یا بارش ہوتی تھی تو حالت سفر میں حکم دیتے تھے کہ نماز اپنی اپنی جگہ پڑھ لینا۔

۵۹۳ حضرت ابو جحیفہ رض کہتے ہیں حضور مقام ابطح (مکہ کے باہر ایک جگہ) میں موجود تھے کہ بلال نے حاضر ہو کر آپ کو نماز کی اطلاع دی اس کے بعد بلال برچھا لئے ہوئے برآمد ہوئے حضور کے سامنے برچھا گاڑا اور نماز کے لئے تکبیر کہی۔

باب کیا مؤذن کو دائیں بائیں اذان میں منہ پھیرنا جائز ہے منقول ہے کہ بلال اذان کے وقت دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں ڈال لیا کرتے تھے لیکن ابن عمر انگلیاں کانوں میں نہیں ڈالتے تھے ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ بغیر وضو کے اذان دینے میں کوئی حرج نہیں ہے عطار کا قول ہے کہ وضو ضروری ہے اور سنت ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ہر وقت خدا کا ذکر فرماتے تھے (خواہ وضو سے ہوں یا بلا وضو)

۵۹۴ حضرت ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ میں نے بلال کو اذان دیتے دیکھا تو میں بھی اذان میں اپنا منہ ادھر ادھر پھیرنے لگا۔

باب کیا یہ کہنا جائز ہے کہ ہماری نماز فوت ہو گئی۔

۵۹۵ حضرت ابو قتادہ کہتے ہیں کہ (ایک بار) ہم حضور کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو اثناء نماز میں آپ نے کچھ لوگوں کے پاؤں کی آہٹ سنی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ کیا بات تھی لوگوں نے عرض کیا کہ ہم نے نماز کے لئے جلدی کی تھی فرمایا ایسا نہ کیا کرو جب نماز کو آؤ تو نہایت اطمینان و سکون سے آؤ جتنی (نماز جماعت کے ساتھ) مل جائے پڑھ لیا کرو جو فوت ہو جائے اس کو خود تمام کر لیا کرو۔

باب ما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا کی تفصیل۔

۵۹۶ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم نے ارشاد فرمایا جب تم نماز کی تکبیر سن لو تو نہایت آہستگی اور اطمینان کے ساتھ نماز کو جاؤ جلدی نہ کرو جتنی نماز جماعت کے ساتھ مل جائے جو رہ جائے اس کو خود پورا کر لو۔

باب اقامت ہو لے کے وقت جب تک لوگ امام کو آتے ہوئے نہ دیکھ لیں اس وقت تک جماعت کے لئے نہ اٹھیں۔

۵۹۷ حضرت ابو قتادہ کہتے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس وقت نماز کی تکبیر ہو تو اس وقت تک نہ اٹھا کرو جب تک مجھے آتے نہ دیکھ لو۔

باب نماز کی طرف دوڑ کر نہ جائے بلکہ نہایت آہستگی اور سکون کے ساتھ جائے۔

۵۹۸ حضرت ابو قتادہ کہتے ہیں حضور نے فرمایا کہ جس وقت نماز کی اقامت ہو تو تم اس وقت تک نہ اٹھو جب تک مجھے نہ دیکھ لو اور جماعت کی طرف نہایت آہستگی سے چلا کرو۔

باب اذان ہو جانے کے بعد کسی ضرورت کے لئے مسجد سے نکلنا جائز ہے۔

۵۹۹ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور مکان سے باہر تشریف لائے نماز کی تکبیر ہو چکی تھی اور صفیں بھی درست ہو چکی تھیں آپ جانماز پر آکر کھڑے ہوئے اور ہم انتظار میں تھے کہ آپ تکبیر تحریمہ کہیں۔ اتنے میں آپ فوراً واپس تشریف لے گئے اور فرمایا تم ٹھیرے رہو تھوڑی دیر کے بعد آپ مکان سے برآمد ہوئے اس وقت آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور آپ غسل کر کے آئے تھے ایک روایت میں اتنا اور ہے کہ حضور نے فرمایا مجھ کو غسل کی ضرورت تھی اور میں بھول گیا تھا۔

باب جب امام مقتدیوں سے کہے کہ میرا انتظار کرو تو مناسب ہے کہ مقتدی اس کا انتظار کریں۔

۶۰۰ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ تکبیر کہی گئی تھی اور لوگوں کی صفیں درست ہو گئی تھیں کہ اتنے میں رسول اللہ باہر تشریف لائے (اور نماز پڑھانے کے لئے) جانماز پر آگے بڑھے لیکن آپ کو نہانے کی حاجت تھی اس لئے فرمایا کہ تم لوگ ذرا ٹھیرے رہو اور خود حضور واپس چلے گئے اور پھر غسل کر کے تشریف لائے اس وقت آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔

باب اب یہ کہنا جائز ہے کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی۔

۶۰۱ حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جنگ خندق کے دن حضرت عمر بن خطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول چونکہ سورج ڈوبنے لگا تھا اس لئے ممکن نہ ہوا کہ میں نماز (عصر) پڑھ سکتا حضرت عمر نے یہ اس وقت کہا تھا جبکہ روزہ دار روزہ کھول لیتا ہے اس پر حضور نے فرمایا خدا کی قسم میں نے بھی نماز نہیں پڑھی ہے بالآخر حضور میدان بطحان میں تشریف لے گئے میں آپ کے ساتھ تھا آپ نے وضو کر کے غروب آفتاب کے بعد (اول) عصر کی نماز پڑھی اور پھر مغرب

باب نماز کی تکبیر ہونے کے بعد اگر امام کو کوئی ضرورت پیش آئے تو کیا کرے۔

۶۰۲ حضرت انس کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نماز کی تکبیر ہو گئی تھی مگر رسول اللہ مسجد کے ایک گوشہ میں کھڑے ہوئے ایک شخص سے بات چیت کرنے میں مصروف تھے اور (بہت دیر تک) نماز کو نہیں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ لوگ سو گئے۔

باب تکبیر ہو جانے کے بعد کلام کرنے کا کیا حکم ہے۔

۶۰۳ حضرت حمید کہتے ہیں کہ میں نے ثابت بنانی سے دریافت کیا کہ جو آدمی نماز کی اقامت ہو جانے کے بعد کلام کرے اس کا کیا حکم ہے ثابت نے جواب دیا کہ مجھ کو انس نے حدیث سنائی تھی کہ ایک مرتبہ تکبیر ہو گئی تھی اور ایک شخص نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ عرض کیا تھا اور نماز کی تکبیر ہو جانے کے بعد حضور کو (نماز سے) روک لیا تھا۔

باب وجوب جماعت کا بیان۔ حسن بصری کا قول ہے کہ اگر کسی شخص کو اس کی ماں عشاء کی نماز با جماعت ادا کرنے سے منع کرے تو ماں کا قول نہ مانے۔

۶۰۴ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ (ایک بار) حضور نے ارشاد فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں پختہ ارادہ کر چکا ہوں کہ اول لکڑیاں جمع کرانے کا حکم دوں پھر نماز کے لئے اذان دینے کا اس کے بعد کسی شخص کو امر کروں کہ وہ نماز پڑھا دے اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور جا کر ان کے گھروں کو آگ لگا دوں اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں جان ہے اگر کسی کو اس بات کا علم ہوتا کہ کوئی چکنی ہڈی یا دو پائے گوشت کے (مسجد میں) ملیں گے تو ضرور جماعت عشاء میں آکر موجود ہوتا۔

باب نماز کی جماعت کے ثواب کا بیان۔ ایک بار حضرت انس ایک مسجد میں گئے لیکن وہاں نماز ہو چکی تھی آپ نے اذان کہی تکبیر کہی اور وہاں جماعت سے نماز پڑھی۔

۶۰۵ حضرت عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے جماعت تنہا نماز سے ۲۷ درجہ افضل ہے۔

مقالات غوث الاعظم

مترجمہ عالیجناب مولوی سکندر علی صاحب

المعرفة سلم الیه الملك الظاهر وهو ملك مصر و ملك النفس وملك المعرفة والعلم والقربة والخصوصية وعلو المنزلة عنده قال الله تعالیٰ وكذلك مكنا لیوسف فی الارض ای فی ارض مصر یتبوأ منها حیث یشاء وقال فی ملك النفس وكذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصین وقال فی ملك العلم ذلكما مما علمنی ربی انی تركت ملة قوم لا یومنون بالله فاذا خوطبت بهذا الخطاب یا ایها الصدیق الاكبر اعطیت الحظ الاوفر من العلم الاعظم وهنیت بالتوفیق والمنن والقدرة والولایة العامة والامر النافذ علی النفس وغیرها من الاشیاء والتكوین باذن الله الاشیاء فی الدنیا قبل الاخری و اما فی الاخری فی دار السلام والجنة العلیا فالنظر الی وجه المولی الكریم زیادة ومنه وهو المنی الذی لا غایة له ولا منتهی۔

و تیرا مرتبہ بلند کیا جانے لگا اور اس کلام سے تجھے مخاطب فرمایا جائیگا آج کے دن تو ہمارے نزدیک دصاحب مکان مکین" امین ہے جیسا کہ ہے یہ اس وقت حضرت یوسف صدیق کے حال پر قیاس اور استنباط کر جبکہ وہ مصر کے بادشاہ سے یا بادشاہ فرعون کی زبان سے اسی خطاب کے ساتھ پکارے گئے تھے ظاہر میں اس خطاب کے ساتھ پکارنے والی بادشاہ کی زبان تھی حقیقت میں یہ خطاب کرنے والا زبان اہل معرفت پر وہی اللہ تھا حضرت یوسف کو ظاہر میں مصر کی سلطنت اور باطناً ملک نفس اور ملک معرفت و علم اور مملکت قربت خصوصیت اور اللہ کے نزدیک ان کے بلندی مرتبہ کی باطنی سلطنت ان کو سپرد کی گئی تھی اسی لئے فرمایا ہم نے اسی طرح حضرت یوسف کو زمین یعنی زمین مصر میں قدرت دی کہ وہ جہاں چاہتے تھے ٹھکانا بناتے تھے اور اسی طرح ملک نفس کے متعلق فرمایا ہم نے یوسف کو ثابت اور قائم رکھا تاکہ ان سے بدی اور فواحش کو پلٹا دیں بیشک یوسف ہمارے بندگان مخلصین میں سے ہیں اور ملک علم کے بارہ میں حضرت یوسف کی زبان سے فرمایا تم دونوں کی تعبیر خواب میری ان معلومات سے ہے جو معلومات کہ میرے پروردگار نے مجھے تعلیم فرمائی اور بالیقین میں نے اس قوم کا راستہ چھوڑ دیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے پس اے صدیق اکبر جب تجھ سے ایسے خطاب کے ساتھ کلام کیا جانے لگا تو تجھے علم اعظم کا پورا حصہ دیا جائے گا اور تجھے اس کے احسان اور توفیق پر اور دلیری، ولایت عامہ اور جاری و بے جان سب اشیاء میں جاری ہونے والے دلیر ہے، امر پر مبارکباد دی جائیگی اور تکوین (عدم سے وجود میں لانے) کی قدرت اشیاء کے اللہ (خالق عالم) کے اذن سے آخرت سے قبل دنیا ہی میں تجھے دیجائیگی اور آخرت میں دار السلام اور جنت علیا کے اندر مولائے کریم کے دیدار سے، چہرہ کا دیدار مخلصین کے لئے زیادت احسان ہے اور دیدار الٰہی وہ ہی آرزو ہے جس کی غایت نہیں اور منتہی نہیں۔

المقالة السابعة والعشرون

فی ان الخیر والشر ثمرتان قال اجعل الخیر والشر ثمرتین من غصنین من شجرة واحدة احد الغصنین یثمر حلوا والاخر مرا فاترك البلاد والاقالیم ونواحی الارض التی تحمل الیها من هذه الثمار الماخوذة من هذه الشجرة والبعد منها ومن اهلها واقرب من الشجرة وكن سائسها وخادمها القائم عندها واعرف الغصنین والثمرتین والجانبین فكن الی جانب الغصن المثمر حلوا فحینئذ یكون غذاءك وقوتك منها واجتنب ان تقدم الی جانب الغصن الاخر فتاكل من ثمرته فیهلك مرارتها فاذا ادمت علی هذا كنت فی دعة وامن وسلامة من الافات كلها اذ الافات وانواع البلایا تتولد من تلك الثمرة المرة واذا غبت عن الشجرة وهمت فی الافاق وقدم بین یدیك من تلك الثمار وهی مختلطة غیر متمیز من المر فتناولت منها فربما وقعت ید لك علی المر فادنیتها من فیك فاكلت منها جزءا ومضغة فسرت المرارة الی اعماق لهواتك وباطن حلقك ودماغك

مقالہ ستائیسواں

خیر و شر دو میوے ہیں

فرمایا۔ خیر و شر کو ایک درخت کی دو شاخوں کے دو میوے تصور کر اس طرح کہ ایک شاخ پر میٹھا پھل آتا ہے اور دوسری شاخ پر کڑوا۔ پس تو ان شہروں ان ملکوں اور زمین کے ان کناروں کو چھوڑ دے کہ جن میں اس درخت سے لئے ہوئے میٹھے اور کڑوے پھل بھیجے جاتے ہیں اور ان اطراف اور ان کے رہنے والوں سے دوری اختیار کر اور درخت سے قریب اور اس کا نگہبان ہو جا اور اس درخت کے پاس کھڑا رہنے والا خادم بن جا اور اس کی دونوں ٹہنیاں اور اس کے دونوں پھل اور اس کے دونوں اطراف پہچان لے اور پھر میٹھے پھل کی ڈالی کی طرف ہو جا پھر اس وقت وہ میٹھا پھل تیری غذا اور خوراک ہو جائیگی اور دوسری ڈالی کی طرف آنے اور اس کا پھل کھانے سے اجتناب کر کیونکہ اس کی تلخی تجھے ہلاک کر دیگی اور جب تو ہمیشہ اسی پر قائم رہا تو تو خوش اور مامون اور سب آفات سے سلامتی میں رہے گا اس لئے کہ اس کڑوے پھل سے آفات اور طرح طرح کی بلائیں پیدا ہوتی ہیں اور جب تو اس درخت سے دور رہا اور ملکوں اور ملکوں میں پریشان پھرا اور تیرے سامنے یہ میوے اس حال میں لائے گئے کہ وہ ایک دوسرے سے میٹھے اور کڑوے ہونے میں جدا جدا اور ممتاز نہیں ہیں پھر تو نے اس میں سے لیا تو ممکن ہے کہ تیرا ہاتھ کڑوے پھل پر پڑ جائے اور تو اسے اپنے منہ سے نزدیک کرے اور اگر تو نے اس سے کچھ کھا یا اور چبایا اور اس کی تلخی تیرے حلق اور تالو کے اندر سرایت کر گئی اور تیری ناک و دماغ میں پہنچ گئی اور اس نے پھر تجھ میں تاثیر کر لی اور تیری رگوں میں اور تیرے جسم کے اجزا میں دوڑ گئی، تو پھر تو اس سے ہلاک ہو جائے گا اور پھل کے باقی حصہ کو اپنے منہ سے اگل دینا اور اس کے اثر کو منہ سے دھونا اس

ودنيا شيطان تعملت فيك وسرت
في عروقك واجزاء جسدك
فهلكت بها ونفظل الباقي
من فيك ومنسل انفك لاينقطع
عنك ما قد سرى في جسدك
ولا ينقطع وان اكلت ابتداء
من الثمرة الحلوة وسرت
فلا يكفيك ذلك فلا بد ان
تتناول غيرها ثانيا فلا بد
ان تكون الثانية من المرة
فيحصل بك ما ذكرته لك فلا
خير في البعد عن الشجرة
والجهل بثمرتها والسلامة
في قربها والقيام معها فالخير
والشر فعل الله عز وجل و
الله هو فاعلها ومجريهما قال
الله عز وجل خلقكم وما تعملون
وقال النبي صلى الله عليه
وسلم ان الله خلق الجازر و
جزوره فاعمال العباد خلق
الله وكسبهم قال الله تعالى
عز وجل ادخلوا الجنة بما كنتم
تعملون سبحانه ما اكرمه
وارحمه اضاف العمل
اليهم وانهم استحقوا الدخول
الى الجنة بعملهم وهو بتوفيقه
ورحمته قال النبي صلعم لا
يدخل الجنة احد بعمله
قيل له ولا انت يا رسول الله
فقال ولا انا الا ان يتغمدني
الله برحمته فوضع يده على
راسه مروى ذلك في حديث
عائشة فاذا كنت لما امر الله
ممتثلا ولامره ومنتهيا لنهيه
مسلما له في قدره كما حالك
شره وتفضل عليك بخيره
وحالك عن الاشياء جميعا
دينا ودنيا اما دينا فقوله
كذلك لنصرف عنه السوء

کی تاثیر کو جو تیرے بدن میں ہو چکی ہے
تجھ سے دور نہ کر سکیگا اور تیرا ایسا کرنا
تجھے نفع نہ دے گا اور اگر تونے پہلے
ہی میٹھے پھل سے کھایا اور تیری تمام بدن
میں اس کی شیرینی سرایت کر گئی اور اس شیرینی
سے تو نے نفع حاصل کیا اور تو اس سے خوش
ہوا تو بس یہ تیرا ایک بار کا کھانا تجھے کافی
نہ ہوگا پھر ضروری ہے یہ کہ (اس میں سے) دوسرے
پھل کو تو دوبارہ کھائے اور تو دوسرے کڑوے
پھل کی کڑواہٹ سے مامون نہ ہوگا اور
اب تجھ میں وہی چیز سرایت کرے گی جس کا
ہم نے تجھ سے ذکر کیا بس تیری خیریت درخت
سے دور رہنے اور اس کے پھل سے انجان رہنے
میں نہیں ہے بلکہ سلامتی اس کے قریب رہنے
اور اس پر قائم رہنے سے ہی ہے بس خیر اور شر اللہ
عزوجل کا فعل ہے اور اللہ دونوں کا فاعل خالق
ان کو جاری کرنے اور پھیلانے والا ہے اللہ نے
فرمایا اللہ نے تمہیں اور تمہارے عملوں کو خلق
(پیدا) کیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا اللہ نے ذبح کرنے والے کو اور مذبوح
جسے ذبح کیا جاتا ہے اس کو پیدا کیا ہے اور
بندوں کے اعمال اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہیں
اور بندے ان (اعمال) کے کاسب ہیں اللہ
نے فرمایا تم جنت میں اپنے عملوں کے عوض میں
داخل ہو جاؤ سبحان اللہ کیا انعام اور رحمت
اس کی ہے کہ اعمال کی نسبت بندوں کی طرف
فرمائی گئی اور بندے اپنے اعمال کے سبب
دخول جنت کے مستحق ہوئے حالانکہ عمل بھی
اس کی توفیق و رحمت سے ہیں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں کوئی اپنے عمل
کے سبب داخل نہ ہوگا آپ سے کہا گیا نہ
آپ یا رسول اللہ فرمایا میں بھی نہیں مگر یہ کہ
اللہ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانک لے پھر آپ
نے اپنے ہاتھ کو اپنے سر پر رکھا یہ حدیث
حضرت عائشہ سے مروی ہے پھر جب تو
اللہ کا فرمانبردار اس کے امر کا بجا لانیوالا
اور اس کے قدر کو تسلیم کرنے والا ہو تو اللہ
تجھے اپنے شر سے بچائیگا اور تجھ پر اپنے
خیر سے فضل فرمائے گا اللہ تجھے دو دنیا کی

والفحشاء انه من عبادنا
المخلصين واما دنيا فقوله عز
وجل ما يفعل الله بعذابكم
ان شكرتم وآمنتم مومن شاكر
ما يفعل البلاء عنده وهو
الى العافية اقرب من البلاء
لانه في محل المزيد لانه شاكر
قال الله تعالى لئن شكرتم
لازيدنكم فايمانك يطفي لهب
النار في الآخرة التي هي عقوبة
كل عاص فكيف لا يطفي نار البلاء
في الدنيا اللهم الا ان يكون
العبد من المجذوبين المختارين
للولاية والاصطفاء والاجتباء
فلا بد من البلاء ليطفي به من
خبث الاهواء والميل الى الطبع
والركون الى شهوات النفس
ولذاتها والطمانية الى الخلق
والرضا بالقرب بهم والسكون
اليهم والثبوت معهم
والفرح بهم فيبتلى حتى يذوب
جميع ذلك فينظف القلب
بخروج الكل ويبقى توحيد الرب
ومعرفة الحق وموارد الغيب
من انواع الاسرار والعلوم
والانوار القرب لانه بيت لا
يسعه اثنان ما جعل الله لرجل
من قلبين في جوفه ان الملوك
اذا دخلوا قرية افسدوها و
جعلوا اعزة اهلها اذلة فاخرجوا
الاعزة عن طيب المنازل
ونعيم العيش وكانت الولاية
على القلب للشيطان والهوى
والنفس والجوارح متحركة

تمام برائیوں سے بچنے میں تیری حمایت و
کرے گا لیکن دینی برائی اس کے متعلق
کا یہ فرمانا ہے البتہ بدی اور فحش کو ہم
حضرت یوسف کی طرف سے پھیر دیا کہ
ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں اور
دنیوی برائی (اس کے متعلق) اللہ کا یہ
ہے کہ اللہ کو کیا غرض پڑی ہے کہ تم کو عذاب
کرے اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ تو مومن
اور شکر گذار بندے کا اس کی بلا کیا کرے
کیونکہ مومن شاکر بلا کی نسبت عافیت
سے زیادہ قریب ہے اس لئے کہ وہ اللہ کی
شکر گذاری کے سبب زیادتی نعمت کے مقام
میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اگر شکر
کروگے تو ہم تم کو زیادہ دیں گے اور جب
نور ایمان اس آگ کو جو آخرت میں ہر گنہ
گار کی سزا ہے بجھا دے گا تو پھر دنیا میں
بلا کی آگ کو کیوں نہ بجھائے گا لیکن وہ
بندے اللہ اگر خود دانا مجذوبین
الٰہی میں سے ہو جو ولایت دوستی خدا
محبت خالص اور مراتب عالیہ کے لئے پسند
اور برگزیدہ بنائے گئے ہیں تو بلا اس
واسطے ضروری ہے تاکہ اس بندہ کو بلا کے
سبب خالص اور پاک و صاف کر دیا جائے
خواہشات کی برائی اور میلان طبائع
اور نفس کی شہوات و لذات میں آرام حاصل
ہے اور خلق کے ساتھ طمانیت پانے اور ان
کے قرب پر راضی رہنے سے اور ان سے
محبت پانے اور ان کے ساتھ قائم رہنے
سے تو بس (ایسا بندہ) بلاؤں میں مبتلا
کر دیا جاتا ہے تاکہ یہ سب برائیاں پگھل
(اور پھر اس کا قلب ان سب خرابیوں)
سے نکل جانے سے پاک و صاف ہو جائے اور
نیز توحید الٰہی اور معرفت حق اور واردات غیبیہ
یعنی طرح طرح کے اسرار و علوم الٰہیہ
محل اور نزول انوار قرب کا مقام باقی رہ جائے اور یہ اس لئے کہ قلب ایک گھر
جس میں دو کی گنجائش نہیں ہے اور اللہ نے کسی سینہ میں بھی دو دل نہیں بنائے ہیں
بالتحقیق ملوک و سلاطین جب کسی قریہ میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو خراب کر دیتے
اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور پھر ان کو نکال دیتے ہیں اچھی منزلوں
اور اچھی زندگی سے یعنی قلب پر شیطان اور خواہش اور نفس کی بادشاہی تھی اور اعضا

تاریخ الاسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

ایک کٹھن وقت میں امانت و دیانت کی اعلیٰ مثال

ادہر کفار نے آپ کے قتل کا یہ انتظام کیا ادہر حضور صلعم نے وحی الٰہی کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر سلا دیا اور ان پر اپنی چادر ڈال دی ایسے وقت میں جبکہ آپ کی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اور اپنی جان کو صحیح و سلامت بچا نا ہی سر رشتہ فطرت میں تھا امانت و دیانت اور پاس عہد کا آپ نے وہ اعلیٰ نمونہ دکھایا جس میں کمال اخلاق پنہاں ہے یعنی جو امانتیں اہل مکہ کی آپ کے پاس تھیں وہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کردیں اور سمجھا دیا کہ صبح اٹھکر یہ امانتیں ان کے مالکوں کو پہنچا دینا اور اس کے بعد تم بھی مدینہ آجانا۔ جب آپ اس کام سے فارغ ہوگئے تو رات کی تاریکی میں گھر سے نکلے کفار کی آنکھ میں خاک جھونکنے اور ان کو قدرت و حفاظت خداوندی کا تماشا دکھانے کے لئے آپ نے ایک مٹھی خاک لی اور اس پر سورہ یاسین کی ابتدائی آیتیں فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ تک پڑھکر دم کیں اور کفار کی طرف پھینکدی اس کی تاثیر یہ ہوئی کہ کفار اندھے ہوگئے اور آپ صاف نکلے ہوئے چلے آئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں اونٹنیاں لئے ہوئے منتظر تھے آنحضرت صلعم اپنے مکان سے نکل کر حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر تشریف لے آئے اور دونوں مقدس نفوس اسی وقت روانہ ہوگئے اور مکہ سے چار میل کے فاصلہ پر کوہ ثور کے ایک غار میں جو غار ثور کے نام سے مشہور ہے چھپکر بیٹھ رہے۔

ایک قابل غور نکتہ

مذکورہ بالا واقعہ میں ایک غور طلب بات یہ ہے کہ اگرچہ آنحضرت صلعم کے کفار جان لیوا دشمن تھے مگر آپ کے اعلیٰ اخلاق کے سامنے ان کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں اور آپ کی امانت و دیانت پر ان کو اس قدر اعتماد تھا کہ اپنی قیمتی چیزیں زیورات اور چاندی سونا آپ ہی کے پاس بطور امانت آپ کے پاس رکھتے تھے اور آپ نے بھی اپنی امانت داری کو اس احتیاط کے ساتھ نباہا کہ رخصت ہوتے وقت اپنے چچازاد بھائی کو دشمنوں کے نرغے میں اس لئے چھوڑ گئے کہ امانتیں ان کے مالکوں کے پاس پہنچا دیں یہ امانت داری جس کا اعتراف دوست دشمن سب کو تھا کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ آپ کی صداقت اور دعویٰ رسالت پر ایک روشن دلیل ہے۔

آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکر صدیق تو غار ثور کی طرف روانہ ہوئے اور یہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ رات بھر آپ کے بستر پر استراحت فرماتے رہے اور کفار بھی رات بھر مکان کا محاصرہ کئے رہے جب فجر کی نماز کے لئے مکان سے باہر تشریف لائے تو کفار نے دریافت کیا کہ محمد کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے کیا خبر خبر تو تمہیں ہونی چاہیئے کہ تم پہرے پر تھے تم جاگتے رہے اور میں سوتا رہا یہ حقیقت آمیز فقرہ اور چبھتی ہوئی طعن سنکر کفار کھسیانے ہوگئے اور تو کچھ بس نہ چلا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پکڑ کر مارنے لگے اور تھوڑی دیر کے بعد چھوڑ دیا اور سیدھے حضرت ابوبکرؓ کے مکان کو ہو لئے دروازہ پر پہنچکر آواز دی حضرت اسماء بنت ابوبکر باہر نکلیں ابوجہل نے پوچھا لڑکی تیرا باپ کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا مجھ کو نہیں یہ سنکر ظالم ابوجہل نے اس زور سے آپ کے طمانچہ مارا کہ کان کی بالی نیچے گر گئی اس کے بعد کفار سراسیمہ اور بدحواس ہوکر اطراف و جوانب میں تلاش و جستجو کرنے لگے مگر کہیں پتہ نہ چلا بالآخر مایوس ہوکر اعلان کیا کہ جو کوئی محمد کو زندہ یا مردہ گرفتار کرکے لائے گا اس کو سو اونٹ انعام دیئے جائینگے یہ انعامی اشتہار سن کر ہر ایک کے منہ میں پانی بھر آیا اور مکہ کی چاروں طرف تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

غار ثور میں آفتاب و ماہتاب کی ضیا باریاں

آفتاب و ماہتاب محب و محبوب یعنی حضرت ابوبکر اور آنحضرت صلعم غار ثور پر پہنچے تو پہلے حضرت ابوبکر غار میں داخل ہوگئے اسے اندر سے صاف کیا اور تمام سوراخ بند کردیئے کہ آقائے نامدار صلعم کو کسی موذی سے کوئی گزند نہ پہنچے اس کے بعد سرور کائنات صلعم کو اندر لے گئے اور الغرض یہ دونوں مقدس نفوس تین دن اور تین رات رہے حضرت صدیقؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن ابوبکر کو یہ ہدایت کی تھی کہ کفار کے تمام حالات اور دن بھر کی کارستانیوں سے رات کو آکر مطلع کیا کریں اور اپنے غلام عامر بن فہیرہ کو یہ حکم دیا تھا کہ بکریوں کا ریوڑ دن بھر ادہر ادہر چراتے پھرا کریں اور رات کے قریب ریوڑ غار ثور کے قریب لے آیا کریں اور حضرت اسماءؓ کے سپرد یہ خدمت کی تھی کہ کھانا غار ثور میں پہنچایا کریں چنانچہ ان تینوں حضرات نے اپنی اپنی خدمت کو نہایت حسن و خوبی اور احتیاط کے ساتھ سرانجام دیا۔

غار نشینوں کی حفاظت خداوندی

قریش کے سرداروں اور آنحضرت کے جان لیوا دشمنوں نے صرف انعامی اشتہار دینے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ خود بھی آپ کے قدموں کے نشانات لیتے ہوئے غار ثور تک جا پہنچے اور سراغ رسانوں نے کہدیا کہ بس اس سے آگے نہیں گئے یا تو وہ یہیں کہیں پوشیدہ ہیں یا آسمان پر اڑ گئے ہیں ان دونوں باتوں کے سوا تیسری بات قطعی ناممکن ہے سراغ رسانوں کی گفتگو سنکر ایک شخص بولا کہ اس غار میں تو جاکر دیکھو شاید اسی میں پوشیدہ ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ ایک چھوٹے سے غار میں انسان کا داخل ہونا ناممکن ہے تیسرا گویا ہوا کہ اندھے ہوئے ہو دیکھتے نہیں کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تانا ہوا ہے اور کبوتر نے انڈے دیئے ہوئے ہیں بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص غار کے اندر داخل ہو اور مکڑی کا جالا سلامت رہ جائے یہ تین باتیں ایسی ناقابل تردید تھیں اور اطمینان دلانے والی کہ اس کے بعد سب کو یقین آگیا کوئی اس غار کی طرف نہ بڑھا اور مکہ کو واپس ہوگئے۔

کفار جہاں یہ باتیں کررہے تھے آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکر صدیق کے اس قدر قریب تھے کہ آپ کو نظر آرہے تھے ایسی خطرناک حالت میں بشریت کے تقاضے سے حضرت ابوبکر صدیق کو فکر و پریشانی لاحق ہوئی اور گھبرا کر آنحضرت صلعم سے فرمایا کہ یا رسول اللہ کفار تو یہ ہمارے سروں پر کھڑے ہیں اگر یہ ذرا

جب جھک کر دیکھیں گے تو پھر ہمارا بچنا مشکل ہے آپ نے فرمایا کا تحزن ان اللہ معنا اے ابو بکر مطلق خوف نہ کر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے پھر مزید اطمینان کے لئے فرمایا ما ظنک باثنین اللہ ثالثہما تیرا ان دو کی نسبت کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے غرض آنحضرت صلعم اور حضرت ابو بکر صدیق باطمینان خاطر حفاظت خداوندی میں رہے اور کفار خائب و خاسر اور نامراد مکہ کو واپس لوٹے۔

اہل عرب کی حمیت اور رازداری کا ایک نمونہ

غار ثور کے مکین اور عرش نشین کی خدمت اور رفاقت کا فخر حضرت ابو بکر صدیق اور آپ کے اہل و عیال کے لئے مقدر تھا جس کو اس مقدس خاندان نے پوری طرح نباہا باحتیاط تمام خدمت کی اور انتہائی راز داری سے کام لیا مگر قابل ذکر بات تو یہ ہے کہ عبد اللہ بن اریقط نے بھی نہایت ضبط و تحمل راز داری اور پاس عہد سے کام لیا جو مسلمان بھی نہ تھا محض اجیر تھا اور اونٹوں کی خدمت پر مامور تھا اس قومی شرافت و حمیت کو دیکھکر بے اختیار داد دینی پڑتی ہے۔

جب عبد اللہ اور اسماءؓ کی معرفت آنحضرت صلعم کو یہ خبر پہنچ گئی کہ اب کفار کا جوش و خروش سرد پڑ گیا ہے تو عبد اللہ بن اریقط کے پاس خبر بھیجی گئی کہ حسب وعدہ دو اونٹنیاں اور ایک اپنا اونٹ لیکر کوہ ثور کے دامن میں آجاؤ چنانچہ وہ ربیع الاول کی چاند رات کو دو اونٹنیاں اور ایک اپنا اونٹ لیکر کوہ ثور پر آ پہنچا اور ادہر حضرت اسماء بھی سفر کے لئے ستو اور کھانا وغیرہ لیکر پہنچ گئیں گویا چار آدمیوں کا ایک مختصر قافلہ تیار ہو گیا۔ ایک پر اونٹنی پر جس کا نام القصویٰ تھا آنحضرت صلعم سوار ہوئے دوسری پر حضرت ابو بکر صدیق اور ان کے خادم عامر بن فہیرہ دونوں سوار ہوئے اور عبد اللہ بن اریقط اپنے اونٹ پر سوار ہو کر دلیل راہ بنا اور یہ قافلہ عام اور معروف راستہ سے بچتا ہوا مدینہ کی سمت روانہ ہوا۔

ایک قابل تذکرہ واقعہ

اس سفر کا یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق روانگی کے وقت اپنا تمام زر نقد جو پانچ ہزار کے قریب تھا لیکر روانہ ہوئے تھے روانگی کے بعد ان کے والد ابی قحافہ جو ابھی کفر ہی کی حالت میں تھے اور نابینا تھے گھر میں آئے اور اپنی دونوں پوتیوں سے کہا کہ خود ابو بکر بھی چلا گیا ہے اور سارا مال و زر بھی لے گیا حضرت اسماءؓ بولیں نہیں دادا جان وہ ہمارے لئے بہت روپیہ چھوڑ گئے ہیں یہ کہکر انہوں نے ایک کپڑے میں سنگریزے لپیٹ کر ایک جگہ پر رکھے اور دادا کا ہاتھ پکڑ کر لے گئیں اور کہا دادا جان روپے یہ رکھے ہیں انہوں نے ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھا اور مطمئن ہو گئے۔

سفر ہجرت اور حضور صلعم کا حب وطن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم القصویٰ پر سوار ہوئے اور روانگی سے پیشتر مکہ کی طرف دیکھا اور حسرت کے ساتھ فرمایا کہ "مکہ تو مجھے تمام شہروں سے زیادہ عزیز ہے مگر تیرے رہنے والوں نے مجھے رہنے نہیں دیا" حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ ان ظالموں نے اپنے نبی کو نکالا ہے اب یہ ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا و ان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر۔ اس جگہ غور کرنے کی دو باتیں ہیں ایک حب وطن کا جذبہ اور دوسری اسلام کی شروع شروع میں انتہائی بے سر و سامانی اور بیکسی پہلی بات مسلمانوں کے غور و فکر اور عبرت و نصیحت کے لئے ہے اور دوسری معترضین اسلام کے لئے۔ مسلمانوں کو حضور صلعم کے مذکورہ بالا پاکیزہ الفاظ اور مقدس جذبہ پر غور کرنا چاہیے کہ انہیں آپ سے حب وطن کا کیسا اعلیٰ سبق ملتا ہے کیا ان کا یہ فرض نہیں کہ وہ اپنے نبی کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں حب وطن ہونے کا ثبوت دیں اور وطن کی خدمت کریں اگر کفار حضور کو اس طرح زبردستی اور وطن کے دشمن نہ ہوتے تو غالباً حضور صلعم مکہ کو خیرباد نہ کہتے اور اسلام کے عروج و ارتقا کا فخر بھی اسی مقدس سرزمین کے حصہ میں آتا۔

دوسری بات معترضین اسلام کے لئے غور و فکر کے لائق یہ ہے کہ آجتک جو لوگ مسلمان ہوئے تھے وہ اسلام کی صداقت سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے تھے یا کسی خوف و لالچ کے ذریعہ سے یہ پیاپی لکھے ہوئے واقعات کو سامنے رکھکر ہر غیر مسلم یہ اعتراف کرنے پر جبراً و قہراً مجبور ہے کہ واقعہ ہجرت تک جس قدر مسلمان ہوئے وہ اسلام کی صداقت سے متاثر ہو کر ہوئے تھے جن لوگوں نے مذہب اسلام کی خاطر پیغمبر اسلام صلعم کی محبت و عقیدت کے نشہ سے مدہوش ہو کر بڑی بڑی روح فرسا اور کٹھن مصیبتوں کا مقابلہ کیا اور ہر گونہ مصائب و آلام جھیلے ان کی نسبت کسی بیوقوف کو بھی یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ یہ کسی خوف یا لالچ کے ذریعہ مسلمان ہوئے تھے واقعہ ہجرت تک کے واقعات کی نسبت تو کوئی متعصب اور کور باطن انسان کہہ سکتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے اپنے مشن کی کامیابی کے لئے کسی ترغیب و ترہیب سے کام نہیں لیا کیونکہ آپ کی جماعت قلیل کمزور اور بے سر و سامان تھی اچھا اب جبکہ شریروں، فسادیوں اور کلمہ حق کی اشاعت سے روکنے والوں کی سرکوبی کی اجازت مل گئی ہے اب آئندہ واقعات پر بھی غور کرتے جاؤ اور اس بات کو ذہن میں رکھو کہ لوگ کس طرح اسلام میں داخل ہوئے اور جاہ و اقتدار حاصل ہونے اور جہاد کی اجازت ملنے کے بعد پیغمبر اسلام نے دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو مولوی کے لئے خاص طور سے لکھی جا رہی ہے

(نوشتہ حضرت مولانا مراد مارہروی)

قرآن کریم کی ابدی پیشنگوئیاں

قرآن کریم کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حکم ابدی صداقت کا سرمایہ دار ہے اور جو کچھ قرآن میں تعلیم کی گئی ہے اور تمدنی معاشرتی اور اخلاقی اصلاح کے لئے جو کچھ کہا گیا ہے، سے تو ہم آگے چل کر بیان کریں گے اس وقت ہم اس کی ان پیشنگوئیوں کی ایک اجمالی فہرست پیش کرتے ہیں جن کی صداقت ہر زمانہ میں ثابت و مسلم ہوئی اور ہوتی رہی اور تا قیامت ہوتی رہے گی۔

کوئی انسان اور کوئی قوم قرآن کی مثال کبھی کوئی ایک سورت بھی پیش نہ کرسکے گا ۲۳/۲۔ قرآن مجید ہر قسم کے نقص اور اختلاف سے محفوظ رہے گا ۸۲/۴۔ قرآن مجید جو تھوڑا تھوڑا نازل ہوا ہے ایک کتاب کی صورت میں مجتمع ہو جائے گا ۵/۱۹۔ اگر عیسائی لوگ توریت اور انجیل کو قائم کریں تو انھیں رزق بافراط ملیگا ۵/۶۴۔ اسلام ہمیشہ پھیلتا جائے گا اور انسانی قلوب کو فتح کرے گا ۶/۹۔ اگر مسلمان قرآن پر قائم رہیں تو پہاڑ دن جیسی مضبوط سلطنتیں ان کے مقابلہ میں ہیچ ہو جائینگی۔ عیسائیوں کو دنیاوی جاہ و جلال ملیگا مگر وہ سعادت اخروی سے محروم رہ جائینگے۔ اسلام ہمیشہ بڑھتا رہے گا اور باطل نیست و نابود ہوتا جائے گا۔ جب مسلمان قرآن میں اختلاف کرینگے یا اس سے منہ پھیریں گے یا اس کے احکام کی اتباع نہ کریں گے یا اس کی تعلیمات سے جزواً یا کلاً انکار کریں گے تو انھیں دنیوی ذلت اور افلاس کی سزا دیجائیگی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ومن اعرض عن ذکری فان له معيشة ضنكا ونحشره يوم القيمة اعمى ۲۰/۱۲۴ (اور جو کوئی میرے ذکر سے اعراض کرے گا اس پر روزی تنگ کر دی جائیگی اور ہم قیامت کے روز اسے اندھا اٹھائینگے) ومن يعش عن ذكر الرحمن نقيض له شيطانا فهو له قرين ۴۳/۳۶ (اور جو کوئی ذکر رحمانی سے تغافل برتے گا ہم اس پر شیطان کو تابع کر دیں گے اور وہ اس کے ساتھ ساتھ اور قریب رہے گا) ومن اظلم ممن ذكر بايات ربه ثم اعرض عنها انا من المجرمين منتقمون (اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیتوں سے یاد دہانی کرائی گئی پھر اس نے پرواہ نہ کی تو ہم ایسے مجرموں سے ضرور بدلہ لیں گے) افتؤمنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض فما جزاء من يفعل ذالك منكم الا خزي في الحيوة الدنيا ويوم القيمة يردون الى اشد العذاب (کیا قرآن کی بعض باتوں کو مانو گے اور بعض سے انکار کرو گے جو تم میں سے ایسا کرے گا اس کی جزا اس کے سوا اور کچھ نہ ہوگی کہ دنیا کی زندگی میں اسکی رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت ترین عذاب کی طرف ڈھکیلا جائے گا۔

نئی نئی سواریاں ایجاد ہوں گی جن کا تمہیں علم نہیں والخيل والبغال والحمير لتركبوها وزينة ويخلق ما لا تعلمون (اور گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے جن پر تم سوار ہوتے ہو اس سے تمہاری شان ہے اور وہی ایسی سواریاں پیدا کرے گا جن کا تمہیں علم نہیں ہے اور جنہیں تم ابھی تک بالکل نہیں جانتے)

تعلیمات قرآنی سے انسانی اخلاق تمدن، سیاست اور مذہب میں عجیب و غریب تغیرات رونما ہوں گے۔ سنريهم اياتنا في الآفاق وفي انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق (ہم انھیں عنقریب مزید انکشافات نئے زمانہ میں بھی دکھائینگے انسان کی فطرت قلب اور نفوس میں بھی یہاں تک کہ ان پر صاف طور پر واضح ہو جائیگا کہ یہ قرآن حق ہے) آپ اس آیت کی صداقت و صحت کا دور حاضر کی ایجادات اور اختراعات اور گوناگون علوم کی فراوانیوں سے اندازہ کرلیں دیکھئے کہ دنیا کے اصول کس تیزی اور سرعت کے ساتھ متغیر ہو رہے ہیں اور نئے نئے علوم پیدا ہوتے اور نئی باتیں ظہور میں آتی چلی جا رہی ہیں انسانی طبائع میں بھی تغیرات ہو رہے ہیں۔ ہپناٹزم، مسمریزم اور تصوف کے علوم بھی ہی کو پیدا ہوئے عیارانہ سیاست بھی اسی عہد کی تخلیق ہے انسان کہیں سے کہیں پہنچ گیا اور ہر چیز پر تغیرات نے کس شدت سے قبضہ کر لیا ہے اس ایک ہی آیت کی تفصیل و تشریح میں دفتر کے دفتر سیاہ کئے جا سکتے ہیں مگر قلت گنجائش مانع ہے۔

قرآن اور فتح روم

عیسائیوں کو عموماً اور یہودیوں کو خصوصاً عرب چھوڑنا پڑے گا اور جہاں سے آئے تھے وہیں واپس چلے جائیں گے۔ مشرکین اور یہود عرب جو اسلام کی بیخکنی کے لئے مصروف عمل ہیں اور زبردست تیاریاں کر رہے ہیں نہ کامیاب رہیں گی۔ مسلمانان عرب میں سے جو لوگ مرتد ہو جائیں گے ان کے بجائے اور قومیں داخل اسلام ہوں گی اور وہ اپنے ایمان پر قائم رہیں گی۔ ملاحظہ کیجئے آیت يا ايها الذين امنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونه اذلة على المؤمنين اعزة على الكافرين يجاهدون في سبيل الله ولا يخافون لومة لائم ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله واسع عليم (اے ایمان والو اگر تم میں کوئی اپنے دین سے پھر جائیگا تو اللہ تعالیٰ ایک اور قوم میدان میں لا کھڑی کرے گا جس سے وہ محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں وہ مومنوں کے ساتھ نرمی اور انکساری سے پیش آئیں گے اور کافروں کے مقابلہ پر زبردست اتریں گے اللہ تعالیٰ کے راستے میں پوری سرگرمی کے ساتھ کام کریں گے اور کسی ملامت گر کا انہیں کوئی خوف نہ ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو وہ چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کشائش کرنے والا اور علم والا ہے)

تاریخ شاہد ہے کہ گیارہ جماعتیں اسلام سے مرتد ہوئیں تین جماعتیں تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے عہد ہی میں مرتد ہو گئی تھیں یعنی (۱) بنو مدلج جن کا سردار اسود عنسی تھا (۲) بنو حنیفہ مسیلمہ کذاب کی قوم جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا (۳) بنو اسد طلیحہ کی قوم اس نے بھی نبوت کا اعلان کیا تھا اس کے بعد سات گروہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں مرتد ہوئے اور ایک گروہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں مرتد بنا ان مرتدین کے مقابلہ میں انصار و مہاجرین اور اہل یمن اٹھے جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں تمام مرتد قوموں کے حوصلے پست کر کے

اسلام کے قصر کی بنیادوں کو مضبوط و مستحکم کر دیا پھر حضرت عمرؓ نے اس مستحکم عمارت کو باقاعدہ ایسی قوت دی اور اسلام کو دور دور تک اس سرعت و شکوہ کیساتھ پھیلایا کہ پوری تاریخ عالم میں اسکی کوئی مثال اور کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مکہ معظمہ سے نکال دینے کے بعد خود بھی وہاں زیادہ نہ ٹھیرنے پائینگے وان کادو لیستفزونک من الارض لیخرجوک منها واذا لا یلبثون خلافک الا قلیلا اور وہ دن قریب ہو کہ تجھے اس سرزمین سے برداشتہ خاطر کرکے نکال دیں لیکن اس کے بعد یہ بھی وہاں زیادہ دن نہیں ٹھیرنے پائینگے، چنانچہ ہجرت نبوی کے بعد اہل مکہ پہلے تو شدید سخت قحط کے شکار بنے پھر اس کے بعد بڑے بڑے سردار جنگ بدر میں مارے گئے اور آخر کار تمام مکہ کے تمام مسلمان ہوگئے ایک بھی مشرک یا مخالف دس سال کے اندر اندر باقی نہ رہا اور تمام میدان صاف ہوگیا۔

مکہ والے جو اب مسلمانوں کو تکلیف و اذیت پہنچا رہے ہیں مغلوب ہوں گے بخلاف ازیں مسلمان روز بروز بڑھیں گے اور فتح پائینگے۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کامیابی کے ساتھ وطن لوٹائیگا ۲۵ اہل روم نے ایران والوں سے جو شکست کھائی ہے وہ مستقل حیثیت نہیں رکھتی وہ نو سال کے اندر اندر ایرانیوں پر غالب آئیں گے اور جس روز یہ غالب آئیں گے اسی روز مسلمانوں کو بھی مشرکین کے پر فتح حاصل ہوگی ۲۶ مشرکین یہود اور دیگر اقوام عرب متفق ہو کر اسلام کے خلاف فوجیں جمع کرینگے مگر سب کے سب شکست کھا کر پیٹھ پھیر جائینگے اور بھاگیں گے۔ مخالفین مکہ کو ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک سال کے اندر اندر سزا ملیگی ۲۷ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مکہ والوں پر نمایاں فتح دیگا۔ مکہ معظمہ میں کوئی مخالف باقی نہ رہے گا کچھ تو ہلاک ہوجائینگے اور باقی مسلمان ہوجائینگے ۲۸ ابولہب ہلاک ہوجائیگا اور اس کی دولت کچھ کام نہ آسکیگی۔

وہ پیشگوئیاں جو عہد حاضر میں پوری ہوئیں

زمین کی آبادی بڑھ جائے گی اور اس کی اندرونی تہیں معلوم ہوجائینگی ۲۹ زمین میں عجیب عجیب تغیرات رونما ہوں گے اور علمی ترقیات انتہا کو پہنچ جائینگی ۳۰ دور دور کے لوگ مل جلیں گے ۳۱ پہاڑوں سے نہریں کاٹ کاٹ کر نکالی جائینگی ۳۲ پہاڑ اڑائے جائینگے ۳۳ آسمانوں کی پوست کندہ تحقیقات ہونگی ۳۴ یاجوج ماجوج مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے علاوہ تمام شہروں کو پامال کریں گے آخر کار جب وہ ان مقدس مقامات پر حملہ کرنے کا ارادہ کریں گے تو آپس میں منقسم ہوجائینگے ۳۵ یاجوج ماجوج اپنی اعلیٰ صنعت پر نازاں ہوں گے مگر وہ اپنی دانائی اور صنعت کو دنیا ہی کے امور میں خرچ کریں گے اور آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے رہیں گے ۳۶ یاجوج ماجوج کے کام ایسے عجیب و غریب ہوں گے کہ عوام الناس انہیں خدا سمجھنے لگیں گے ۳۷ بحر روم اور بحر قلزم ایک وقت میں مل جائینگے اگرچہ اس وقت ان کے درمیان ناقابل گذر واقع ہوگی ۳۸ فرعون کا جسم محفوظ رہے گا ۳۹ اونٹ معطل ہوجائینگے ۴۰ کتابوں کی اشاعت بکثرت ہوگی۔

وصال نبوی کے بعد پوری ہونیوالی پیشگوئیاں

مقامی مخالفین کی نسلیں مسلمان ہوجائینگی ۴۱ مسلمان زرخیز زمینوں کے مالک ہوں گے جن میں دریا بہتے ہوں گے اور ان میں قلعے بھی ہوں گے ۴۲ اگر مسلمان قرآن پر عمل کرتے رہے تو ان کی عزت اور طاقت زیادہ ہوتی جائے گی ۴۳ مسلمانوں کے نکاح میں خوبصورت اور بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں آئیں گی۔ جو سبز لباس پہنے ہوئے ہوں گی ۴۴ مسلمان زمین کے حاکم ہوں گے ۴۵ عرب سے یہود دوبارہ نکالے جائیں گے۔

طوفان مخالفت میں قرآنی اعلانات

دسویں سال نبوت پر حضرت بی بی خدیجہؓ کا انتقال ہوگیا جو ایک باکمال اور مستجمع الصفات خاتون تھیں اور جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جبرئیل امین سلام پہنچایا کرتے تھے ابھی اس انتقال کو پانچ پہر کا زمانہ بھی منقضی نہ ہوا تھا کہ آپ کے بزرگ چچا ابی طالب کا بھی انتقال ہوگیا ان دو لوگوں کا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور تمام مسلمانوں کو بیحد ملال ہوا اور ہونا چاہیے تھا سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ جو قربانیاں ابو طالب نے اپنے بھتیجے کی خاطر کیں اور اس حالت میں کیں جبکہ انھیں آپ کی نبوت پر پورا یقین نہ تھا ان سے واضح ہوتا ہے کہ آپ میں ایثار نفس اور شرافت اعلیٰ درجہ پر تھی اس سے حضرت محمدؐ کی راستبازی اور خلوص کا بھی ثبوت ملتا ہے کینہ کو ہمیشہ کے لئے ٹالے رکھنا گوارا کر لیتا پھر خود غرضی اندر ہو کے کا چھپا رہنا بھی ان سے ممکن نہ تھا اس لئے کہ واقعات کی تہ کو پہنچنے کے لئے ان کے پاس بہت سے ذرائع تھے"۔

[illegible]

چالیس سال تک ابیطالب آپ کے سرپرست و محافظ اور معاون رہے ہر طرح کی مصیبتیں ان کی خاطر جھیلیں جب انہوں نے دیکھا کہ میری موت قریب ہے تو اپنے بھائیوں کو بلایا اور اپنے بھتیجے کو ان کی حفاظت میں دیدیا اس طرح آپ اپنی بڑی ذمہ داری سے سبکدوش ہو کر دنیا سے رحلت کر گئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو آپ کی جدائی کا بیحد صدمہ تھا جنازہ کے ساتھ ہی آپ کو روتے اور آنسو بہاتے دیکھا گیا آپ کے چچا شدت مخالفت کی وجہ سے آپ کی محافظت کو نبھا نہ سکے اس لئے مخالفین کا ظلم و ستم اور بڑھ گیا ایک دفعہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایک گلی سے گذر رہے تھے کہ چند شہدوں نے آپ کے سر پر کیچڑ پھینک دی حضرت فاطمہؓ رونے لگیں تو فرمایا کہ بیٹی ہراساں نہ ہو خدا تعالیٰ تیرے باپ کا حقیقی محافظ و معاون ہے اور ہر حالت میں اس کی امداد کریگا مخالفین کا تشدد و غلو تیز سے تیز تر ہوتا گیا اور آخر انھوں نے تہیہ کر لیا کہ مسلمانوں کی اس قلیل جماعت کو ہلاک و تباہ کر کے رکھدیں ان کا عزم اس درجہ پختہ ہو چکا تھا کہ وہ اس مقصد کی تکمیل میں مٹنے اور مٹا دینے پر تل گئے تھے ظاہر ہے کہ یہ زمانہ آپ کے لئے نہایت نازک اور پر آشوب زمانہ تھا تمام مسلمانوں کی جانیں شدید خطرات کے گرداب میں مبتلا نظر آرہی تھیں اس وقت قرآن کریم ان کی بازیگری کو آگے بڑھا ان کی ہمتیں بڑھائیں اور اتنی بڑھائیں کہ ان کے استقلال و استقامت میں حیرت انگیز جوش اور پختگی پیدا ہوگئی ان پر واضح کر دیا کہ مسلمان امن و راحت سے رہیں گے کوئی قوت انھیں گزند نہ پہنچا سکے گی ان کا اقبال بڑھے گا وہ بڑی عزتیں پائینگے مشرکوں کے ہاتھ سے رسول کریم محفوظ رہیں گے اور مشرکین مغلوب و مقہور ہوں گے۔ ونا ذیل کے قرآنی اعلانات کے تیور اور شان ملاحظہ ہو۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ الذین امنوا وکانوا یتقون لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک ہو الفوز العظیم۔ خوب سمجھو جو اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمناک ہوتے ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں متقی ہیں ان کے لئے اس دنیا میں بھی بشارتیں ہیں اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی باتیں بدل نہیں سکتیں

ی بڑی کامیابی ہے قل حسبی اللہ علیہ یتوکل المتوکلون. قل یقوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون من یاتیہ عذاب یخزیہ ویحل علیہ عذاب مقیم تو کہدے اللہ تعالیٰ میرے لئے کافی ہے اس پر توکل کرنے والے بھروسہ کیا کرتے ہیں تو سنا دے کہ اے قوم میری تم اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو اور میں بھی عمل کر رہا ہوں پس تم ضرور جان لوگے کہ کس پر عذاب آتا ہے ایسا عذاب جو اسے رسوا کرے اور کس پر پائدار عذاب اترتا ہے۔

دوسرے اسی وقت یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ اسلام منازل نشو و ارتقا طے کرے گا اور تمام اقوام کے قلوب و ارواح کو فتح کرتا رہے گا۔ اولئک الذین اتینٰھم الکتب والحکم والنبوۃ فان یکفر بھا ھؤلاء فقد وکلنا بھا قوما لیسوا بھا بکفرین یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی پس اگر یہ لوگ اس سے انکار کریں تو کریں ہم نے تو اس کے لئے ایک قوم کو مقرر کر رکھا ہے جو اس سے کفر و انکار نہ کرے گی۔ اس مہتم بالشان پیشگوئی کے مطابق اسلام ہمیشہ پھیلتا پھولتا رہا اور مکہ معظمہ کی حدود سے نکل کر پہلے مدینہ منورہ میں پھر عرب میں اور اس کے بعد تمام ایشیا یورپ افریقہ اور جزائر میں پھیلتا چلا گیا ارشاد ہوتا ہے الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض ما لھا من قرار یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ویضل اللہ الظلمین ویفعل اللہ ما یشاء [۲۴]

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ پاک کی مثال کیسی بیان کی ہو کہ وہ ایک پاک درخت کی مانند ہے کہ اس کی جڑ مضبوط و ثابت اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں اور جو اپنا پھل اللہ کی اجازت سے ہر وقت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں اور متنبہ ہوں اور ناپاک کلمہ کی مثال ایسی ہو کہ ناپاک درخت جو زمین کے اوپر سے اکھاڑ کر پھینکا گیا ہو اس کے لئے کوئی قرار نہیں اللہ تعالیٰ مومنوں کو دنیا اور آخرت کی زندگی با مراد بات سے ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہے وہ کرتا ہے۔

ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا اسلام کو نشو و نما ملتی رہی ہے اور باطل نابود اور برباد ہوتے رہے یہاں تک کہ مغلوں اور تاتاریوں نے مسلمانوں کی سلطنتوں کو زیر و زبر کیا لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ ہوا کیا اور کیا وقوع میں آیا یہی قومیں جو اسلامی سلطنتوں کو زیر و زبر کرنے کے لئے اٹھی تھیں اور پوری دنیائے اسلام کے لئے ایک خطرۂ عظیم بن گئی تھیں مشرف با اسلام ہوئیں اور اسلام کی غلام بنیں۔ انتہا یہ ہے کہ جن ممالک میں اسلامی سلطنت نہ پہنچی تھی اسلام وہاں پر بھی پھیلا جیسا چین تاتار تبت سوڈان کیپ کالونی جزائر ملایا جزائر فلپائن اور جزائر مڈغاسکر وغیرہ میں۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم الخ تم میں سے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین پر ضرور خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے بھی وہ خلیفہ بناتا رہا ہے اور ان کے لئے دین کو بھی وہ قائم کرے گا جو ان کے لئے اس نے پسند کیا ہے اور خوف و خطرات کے بعد انھیں امن

عطا کریگا کہ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں گے اور جن نے کہ اس کے بعد کفر کیا پس وہی بدعہد لوگ ہیں۔ تیسرے یہ بھی بتا دیا کہ مشرکین عرب جو اس وقت اسلام کے خلاف کمر بستہ ہیں مغلوب و مقہور ہوں گے خود بخود فنا ہو جائیں گے آخر بچ جائیں گے اور اسلام کے غلام بنیں گے۔ وقد مکروا مکرھم وعند اللہ مکرھم وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذو انتقام اور انہوں نے اپنی بہت سی تدبیریں کیں مگر اللہ کے پاس ان کی تدبیریں ہیں اگرچہ ان کا مکر ایسا ہی ہو کہ اس سے پہاڑ ٹل جائے تو بھی تو اللہ کی نسبت کبھی یہ گمان نہ کر کہ وہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا ہے تحقیق اللہ انتقام لینے والا زبردست ہے۔ قد مکر الذین من قبلھم فاتی اللہ بنیانھم من القواعد فخر علیھم السقف من فوقھم واتھم العذاب من حیث لا یشعرون ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکر کئے مگر اللہ تعالیٰ ان کی جڑ بنیاد کو پہنچا پس اوپر سے ان پر چھت گر گئی اور ایسی جگہ سے ان پر عذاب آیا کہ انھیں اس کا علم بھی نہ تھا۔ اس وقت مسلمانوں کی جو حالت تھی اور جیسی مصیبت ان پر چھائی ہوئی تھی اس کے پیش نظر یہ بشارتیں تو ایک ہنسی اور مذاق معلوم ہوتی ہیں کہ اسلام کو ترقی ہوگی یہ پودا پروان چڑھے گا اور بڑھے پھولے گا مسلمانوں کو دنیوی اور دینی عزت و عروج حاصل ہوگا کوئی دکھ اور کوئی خطرہ ان کے دلی امن و راحت اور ایمان و ایقان میں خلل انداز نہ ہو سکے گا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خلاف معاندین ملت کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی اور وہ انھیں کوئی گزند نہ پہنچا سکے گا۔

اگر اہل مکہ اس کی بات نہ مانیں گے تو دوسری قومیں مانیں گی معاندین کی پہاڑوں جیسی تدبیریں پاش پاش ہو جائینگی اور سب نامراد رہیں گے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بادشاہ بنیں گے ان کی وفات کے بعد جو دنیائے ارتداد پھیلے گی وہ چند دنوں میں فنا کر کے رکھدی جائیگی تمام سرداران مکہ اطاعت و انقیاد کی زندگی بسر کرنے پر مجبور رہیں گے۔

لیکن قدرت ربانی کا یہ کرشمہ مشاہدہ ہو کہ یہی باتیں جو ابتدا میں محض ایک مذاق اور ناممکن الوقوع معلوم ہوتی تھیں آخر میں قرآنی اعلانات کے مطابق بالکل صحیح اور سچ ثابت ہوئیں تمام معاندین فنا ہو گئیں اور تمام مشرکین حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور نہ صرف حلقہ بگوش اسلام ہوئے بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست و بازو بن گئے اور انہوں نے حیرت انگیز ترقیات کر کے تاریخ میں اپنے لئے ایک جدید باب محفوظ کر لیا اسلام خوب پھیلا اور دنیا کے ہر حصہ میں اس نے غلبہ پا لیا اس وقت جو سستی اور اضمحلال نظر آ رہا ہے اور اسلام کا نہیں بلکہ اسلام والوں کی بے عملی اور بے احساسی کا قصور ہے ورنہ آج بھی وہی خدا ہے وہی قرآن اور وہی اس کے اعلانات اگر فرزندان توحید قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنائیں اور اس کے احکام و اوامر کی روشنی میں منازل ارتقا طے کریں تو دنیا کی عظمتیں اور اقبالمندیاں ان پر تصدق ہونے کے لئے تیار ہیں خدائی وعدہ لغو نہیں ہو سکتا۔

مسلمانوں پر دنیائے اسلام میں اس وقت جو مصائب بھی نازل ہو رہے ہیں وہ سب ان کے اعمال کا نتیجہ ہیں مسلمان ترقی کرنا چاہتے ہیں ان کے قلوب میں کوئی امنگ بھی پیدا ہوتی ہو تو وہ ظلمتکدہ مغرب کی طرف نگاہ اٹھاتے اور اس کی تاریکیوں میں روشنی کی کرن کی جستجو کرتے ہیں یورپ نے انھیں مسحور کر رکھا ہے اور وہ بھول گئے ہیں کہ ہم نے بھی کبھی ترقی کی تھی ہمارے نزدیک جب تک مسلمان اغیار کے طریقہ ہائے کار اختیار

حیات دینی کے جدید باب کا افتتاح

معراج سعادت پر پہنچانے والا مہینہ

(نوشتہ سرخیل گنا ہگاران عبدالمجید خان بریلوی)

گھر آیا ابر رحمت ہر طرف عالم گردئی   سوال پر سایہ لطف خدا ہونیکا وقت آیا

آج جبکہ کفر والحاد، شک وریب اور بے علمی وبد عملی کے زہریلے جراثیم نے مسلمانوں کے قوائے عملیہ پر موت طاری کردی ہے قیل وقال کی ہنگامہ آرائی چیخ وپکار اور نمود ونمائش نے ان کو گل بے خوشبو، نخل بے ثمر آفتاب تاریک آئینہ بے جوہر معدن بے گوہر بنا دیا ہے اور وہ صدہا اول کا دل ودماغ جذبۂ اسلام اور ذوق عمل کھو چکے ہیں۔ اور آج جبکہ وہ جوہر ایمان اور روح کھو کر گناہوں کی تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں ہمہ تن معصیت میں غرق ہیں سیاہ کاریوں نے انہیں اپنا بنا لیا ہے گناہگارانہ زندگی سے وہ ننگے ہو گئے ہیں ان کی روح معصیت کی غلاظت میں لتھڑ گئی ہے ان کی آنکھیں بتان مجازی کو ڈھونڈھتی ہیں نیک اعمالیوں نے انھیں ناقابل اصلاح پاکر چھوڑ دیا ہے نیکی کا فرشتہ ان سے مایوس ہوگیا ہے وہ عبرت پذیری ونیک اعمالی کی طرف سے بہرے گونگے اور اندھے ہو چکے ہیں اور وہ احتساب زندگی کی ہولناکیوں کے انجام سے نڈر اور بیباک ہو چکے ہیں میں ایسے ناعاقبت اندیش اور بدبخت مسلمانوں کو مژدہ مغفرت سناتا ہوں اور ان کے آئینہ دل کے لئے سرمہ سعادت مہیا کرتا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز وشرف

احادیث کی روشنی شعبان المعظم کے فضائل

ماہ شعبان سال کے مہینوں میں سے وہ مقدس اور مبارک مہینہ ہے جس کی فضیلت وبزرگی احادیث سے ثابت ہے جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں سے افضل اور نبیوں کے سرتاج ہیں اسی طرح ماہ شعبان بعد رمضان کے تمام مہینوں سے افضل اور بزرگ ہے کیونکہ یہ مہینہ افضل الرسل اشرف الانبیاء اور سرور کائنات محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ ہے کیونکہ حضور نے اس کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے ظاہر ہے کہ اس ماہ مقدس کی اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت وبزرگی ہو سکتی ہے کہ حضور اس کو اپنی طرف منسوب فرمائیں اگر مسلمان عشق رسول کا ایک ذرہ بھی اپنے دل میں رکھتے ہیں تو ان کے لئے یہ فضیلت بس ہے جس کے بعد اور کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ محبوب کی ہر چیز پیاری اور مرغوب ہوتی ہے محب کو محبوب کی کسی چیز کی طرف رغبت وتحریص دلانے کے لئے اتنی بات کا ثبوت دلانے کے لئے کافی ہے کہ وہ محبوب کا مرغوب چیز ہے جیسے مجنوں کو اپنی لیلیٰ کا کتا بھی پیارا ہے۔

حضور صلعم نے شعبان کو کیوں اپنی طرف منسوب کیا ہے

شعبان کو اپنی طرف منسوب کرنے سے شاید اشارہ یہ ہے کہ رمضان کی عبادت وریاضت تو خدائے قدوس کی طرف سے مقرر ہے لیکن چونکہ ماہ شعبان میں خدا کی بارگاہ اقدس میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اس لئے مجھے اس میں عبادت کی خاص طور پر زیادہ ضرورت ہے چنانچہ حضرت اسامہ کی روایت میں ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا "زہلی ابتلا" یہ اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔

سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جب حضور اکرم اس ماہ مقدس کو عبادت الٰہی کے لئے مخصوص فرمائیں جبکہ آپ ہر طرح گناہوں سے محفوظ اور باعث ایجاد عالم تھے تو کیا ہم سراپا گناہگاروں کو آپ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں عبادت کی ضرورت نہیں جبکہ کثرت معاصی سے ہماری کمر ٹوٹی جا رہی ہے اگر ہمارا دعوی محبت رسول محض زبانی نہیں اور اس میں کچھ جان ہے تو ہمارے لئے محض اتنی بات کافی ہے کہ شعبان سید الکونین کا مہینہ ہے اور صرف یہی چیز جذبۂ عبادت ابھارنے کے لئے بس ہے اور اگر عشق رسول کے دعوے محض زبانی ہیں اور دل بہلانا ہیں تو پھر اگر احادیث کی روشنی میں ماہ شعبان کے سینکڑوں فضائل بھی بیان کئے جائیں تو کچھ نہیں خواہ مخواہ کی دردسری اور تضیع اوقات ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان تخیل پسند اور عمل کے لحاظ سے مردہ ہو چکے ہیں ان کے سینوں میں دل نہیں بلکہ پتھر کی سلیں ہیں وہ باتونی مسلمان ہیں عملی مسلمان نہیں۔ وہ لفظوں کے پرستار اور ظاہری خوشنمائیوں پر فریفتہ ہیں مگر مغز وحقیقت کے طلبگار نہیں ان کا دماغ بگڑ چکا ہے وہ اثر پذیری اور عبرت اندوزی کی صلاحیت کھو چکے ہیں اور وہ اپنے آپ کو بے عملیوں اور سیاہ کاریوں کی تاریکی میں گم کر چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک دو باتوں سے ان کی سیری اور تسلی نہیں ہوتی اور نہ بیسیوں دلائل اور ترغیبات وتحریصات کے اکتساب سعادت کے لئے تیار نہیں ہوتے ورنہ سمجھدار عملی مسلمان کے لئے یہ بات کفایت کرتی ہے کہ شعبان رسول خدا صلعم کا مہینہ ہے اس لئے اس کو عبادت کے لئے خاص کرنا گناہوں کی مغفرت چاہنا اور معراج سعادت پر فائز ہونا تبع رسول کا فرض اتم ہے۔

صحابہ کی اطاعت کاملہ کا راز

مسلمان صحابائے کرام کی شان اطاعت سن سنکر حیران ہیں کہ وہ صحیح معنوں میں تبع رسول نہیں بلکہ عاشق رسول تھے یہی تو سبب تھا کہ وہ ایک خاک سے اٹھکر افلاک پر جا پہنچے تھے۔ قیصر وکسریٰ کی بادشاہتوں کے مالک بن گئے تھے اور کائنات ارضی وسماوی کے بست وکشاد وانتظام وانصرام کی کنجیاں ان کے ہاتھوں میں تھیں حقیقت یہی ہے کہ ان کے دلولۂ عمل خوش اثبات خدا کا اور شان اطاعت ہی نے ان کو تقدس واحترام کے اس بلند مقام تک پہنچایا جو ملائکہ مقربین کو بھی حاصل نہیں ورنہ ہماری طرح وہ بھی انسان ہی تھے صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ محبت تھی جو کسی کو نہیں۔ ان کی محبت محض زبانی نہ تھی بلکہ حقیقی اور کامل تھی یہی سبب تھا اطاعت کاملہ کا ورنہ اگر کامل محبت نہ ہوتی تو اطاعت کاملہ کا ظہور ہی نہیں ہو سکتا تھا ان کی محبت واطاعت کا جذبہ ان کے مقدس سینوں میں محض اتنی سی بات پر موجزن ہو جاتا تھا کہ یہ سید الکونین آ

نادر صلعم کا حکم ہے اور فلاں چیز حضور کی طرف منسوب ہے بس پھر وہ آگ میں کودنے پہاڑوں سے ٹکرانے دریاؤں کو پایاب کرنے اور شیروں سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے اور حکم رسول پر ہنس ہنس کر جانیں فدا کر دیتے تھے۔

ہم میں اور ان میں فرق تو یہی ہے کہ ہم میں ضابطہ کی محبت ہے جو محض چون و چرا اور مصلحت پر مبنی ہوتی ہے اور قدم قدم پر فروگذاشت ہو جاتی ہے نفس سرکشی اطاعت سے بچنے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ ڈھونڈھ ہی لیتا ہے اور نفس گناہوں پر دلیر ہو جاتا ہے۔ مگر صحابہؓ کی محبت طبعی جوش کی محبت تھی اور ضابطہ کی محبت و جوش کی محبت میں زمین و آسمان کا فرق ہے ضابطہ کی محبت ایک محرک عقلی ہے جس پر تقاضائے نفس غالب آسکتا ہے اور جوش کی محبت طبعی ہے اور اظہار دہند اطاعت و جاں سپاری پر مبنی ہے جس میں قانون شکنی اور عدم اطاعت کا احتمال ہی نہیں حتیٰ کہ اگر یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ترک اطاعت پر عذاب نہ ہوگا تب بھی جذبہ اطاعت میں کوئی کمی نہیں آسکتی کیونکہ وہاں داعی الی الاطاعت طبعی ہوتا ہے صحابہ کی محبت و اطاعت مصلحت پر مبنی نہ تھی اور وہ ہماری طرح تھوڑا پسند نہ تھے وہ عاشق رسول تھے نرے مصلحت بین نہ تھے اور ان کی تو یہ حالت تھی ؎

رند عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار کار ملک است آنکہ تدبیر و تحمل بایدش

وہ حضور اکرم صلعم سے عقل و مصلحت کی بنا پر وابستہ نہیں ہوئے تھے بلکہ عقل و مصلحت کو بالائے طاق رکھکر حضور پر پروانہ وار نثار تھے اور انہوں نے یوں اپنے آپ کو دیوانہ بنایا تھا ؎

آزمودم عقل دور اندیش را بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را

اس فریفتگی اور دیوانگی کا نتیجہ تھا کہ وہ اس بات کی تلاش میں رہتے تھے کہ کسی طرح ہماری جان و مال خدا اور اس کے رسول کے لئے کام آئے اور بحسرت تمام یہ آرزو کرتے تھے

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

ان کی محبت و اطاعت تو اتنی مضبوط بنیادوں پر استوار تھی کہ وہ اگر مخالفت اللہ و رسول کی حکم عدولی ہی کرنا چاہتے تھے تو نہیں کر سکتے تھے پس اگر ہماری محبت طبعی ہے تو ہمارے لئے محرک اطاعت اور فضیلت شعبان اس سے بڑھکر اور کوئی نہیں کہ شعبان المعظم کو حضور نے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور اسوۂ رسول کی روشنی میں ہمیں اس ماہ مبارک کو عبادت نافلہ کے لئے خاص کرنا چاہیئے۔

اس کے بعد جی نہیں چاہتا کہ اس ماہ مقدس کے کچھ اور فضائل بھی بیان کروں مگر چونکہ مسلمان طوالت پسند اور منظہر واقع ہوئے ہیں اس لئے کچھ اور فضائل بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

شعبان المعظم کے دیگر فضائل

ایک روایت میں ہے کہ ماہ شعبان میں حضور کی عادت یہ تھی کہ سوائے چند دنوں کے پورے مہینہ کے روزے رکھا کرتے تھے (مسلم) حضرت عائشہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کی عام عادت یہ تھی کہ آپ بکثرت نفل روزے رکھا کرتے تھے جب آپ روزے رکھنے شروع کر دیا کرتے تھے تو یہ گمان ہوتا تھا کہ اب آپ زندگی بھر ہی روزے رکھیں گے اور جب چھوڑ دیتے تھے تو اتنے عرصہ تک چھوڑ دیا کرتے تھے کہ لوگوں کو یہ گمان ہوتا تھا کہ شاید اب بالکل ہی ترک کر دئے گئے اور یہ ترک کر دینا شاید اس لئے ہوتا تھا کہ کہیں میری امت ان کو فرض نہ سمجھ لے اور ان پر یہ روزے دو بھر ہو جائیں ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ تمام سال کے صرف دو مہینہ شعبان اور رمضان

ایسے تھے جن میں حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے۔

بخاری اور مسلم میں ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم شعبان کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں بکثرت روزے نہیں رکھتے تھے آپ تقریباً تمام ماہ روزے رکھتے تھے اور لوگوں سے ارشاد فرماتے تھے خذوا من العمل ما تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا اس ماہ میں اپنی طاقت کے موافق نیک عمل کرو اگر استطاعت سے زیادہ عمل شروع کر دوگے تو نبھا نہ سکوگے اور تھک جاؤگے خدا تو ثواب دینے سے نہیں تھکتا لیکن بندے زیادہ عمل کرنے سے تھک جاتے ہیں۔

شعبان میں بکثرت روزے رکھنے کی وجہ

حضور صلعم کو ماہ شعبان میں بکثرت روزے رکھتے ہوئے دیکھکر حضرت اسامہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس مہینے میں کیوں بکثرت روزے رکھتے ہیں ارشاد فرمایا ذالک شھر یغفل الناس عنہ بین رجب و رمضان وھو شھر یرفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم اے اسامہ یہ مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان ہے لوگ اس مہینہ کی عظمت و بزرگی سے غافل ہیں حالانکہ اس مہینہ میں رب العالمین کی بارگاہ اقدس میں بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں سو میری خواہش یہ ہے کہ میرے اعمال ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزے دار ہوں۔

حضرت عائشہؓ کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ میں تمام مہینوں سے زیادہ روزے رکھا کرتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس مہینہ میں ان زندوں کے نام جو اس سال میں مرنے والے ہیں مردوں کی فہرست میں لکھ دیئے جاتے ہیں آپ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضور اقدس سے دریافت کیا کہ آپ شعبان میں کیوں بکثرت روزے رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ شعبان سے شعبان تک مرنے والوں کی اجل اس مہینہ میں لکھی جاتی ہے سو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میری موت اور اجل لکھی جائے تو میں روزہ دار رہوں۔

یہاں سے دو باتیں ثابت ہوئیں کہ عبادات میں روزہ کو خاص اہمیت حاصل ہے اس لئے ماہ شعبان میں روزے بکثرت رکھنے چاہئیں دوسرے یہ کہ اس مہینہ میں بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں۔

لیلۃ البرات اور گناہگاروں کو مژدۂ مغفرت

صدر اول کا دل و دماغ اور روح حیات کھوئے ہوئے مسلمانوں کچھ جانتے بھی ہو کہ شعبان کی پندرھویں شب میں اس وسیع ترین اور خوشنما دنیا اور ٹھنڈی فضا میں آسمان سے نور کی کیسی رحمت موسلادھار بارش ہوتی ہے سنو اور بگوش ہوش سنو کہ اس رات میں جلوہ ہائے روحانیہ کی آرائش و زیبائش ہوتی ہے حسن کائنات بے نقاب ہوتا ہے اور عاشقان الٰہی حسن نظر نواز کے جلووں میں گم، پیکر انبساط سراپا تبسم مجسمہ ابتہاج اور اندرونی حسن آرائیوں میں جذب ہوتے ہیں جن کے ایک طرف جلت اپنی تمام نہاں العزیز اور نو بصورتیوں کے ساتھ جلوہ فرما ہوتی ہے رحمت کرم اور شفقت و المغفرت کی آنے جانے والی بدلیاں اور قلوب دارواح پر لہرا لہرا کر برسنے والی اور غمگین پشیمان دلوں کو تلاش کرتی ہیں اور نورانی کرنیں تاریک دلوں کو ڈھونڈتی ہیں اور گویا کل کائنات روحانی دریائے حسن میں نہاں ہوتی ہے۔ مگر بدقسمت اور بد اعمال سنانگی

ناعاقبت اندیشی میٹھی لوریاں دیکر بستر ہلاکت پر سلائے رکھتی ہے اس کے فہم وادراک اور عاقبت اندیشی کی آنکھ نہیں کھلتی یا وہ دن کی گرامایہ فرصتوں کو خطاکاریوں میں برباد کرکے اس رات کی نورانی ساعتوں کو اپنی سیاہ مستیوں جنون انگیز کیفیتوں، تلخ تجربوں، بداعمالیوں اور بے احمری کی سرخیوں سے سنسان کرتے ہیں اور یا گھر پھونک تماشہ دیکھتے ہیں۔

او بدبخت اور غافل مسلمان سن! تیری مستی محض ہوائی خیالات ہیں تیرا دل جس شکنجہ میں جکڑا ہوا ہے وہ موت کا پنجہ ہے تیری تمام غفلت شعاریاں اور خوشیاں اپنے ہوش بدوش افسردگی اور خوف ملال کی تلخیاں لئے ہوئے ہیں اور تو بداعمالیوں کی تیز و تند سیلاب سے زمین میں دھنس رہا ہے جس کی آغوش میں ملک الموت منہ کھولے تیرا منتظر ہے خدارا! غفلت و معصیت کی ہلاکت آفریں نیند سے بیدار ہو اور اپنے انجام و مآل کی ہیبتناک مستقبل دیکھ ورنہ آغوش فنا میں سونے کے لئے تیار رہ کمبخت لیلۃ البرات تجھے پیغام مغفرت دینے کے لئے ایک سال کے بعد پھر آگئی ہے تیرے رشتۂ تسبیح سے جیسے بہا گوہر حیات گم ہوا ہے اور جس کی بازیافت تیرے حیطۂ امکان سے بالا ہے وہ اسی رات کے تقدس و احترام میں ملیگا اٹھ اس نورانی رات میں بارگاہ کبریائی میں ندامت و شرمساری کے دو آنسو بہاکر اپنے دامن اعمال سے سیاہ کاری کے داغ مٹا ڈال۔

شعبان کی پندرہویں شب میں کیا ہوتا ہے

علمائے مفسرین نے سورۂ دخان کی ابتدائی آیتوں کے متعلق فرمایا ہے کہ "لیلۃ مبارکۃ" سے مراد شعبان کی پندرہویں شب ہے فیہا یفرق کل امر حکیم اس رات میں تمام معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ سے مرفوعاً مروی ہے ینزل اللہ تعالیٰ الی سماء الدنیا لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لکل مسئی الا رجل مشرک او فی قلبہ شحناء شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ تبارک و تعالے آسمان دنیا پر اپنی خاص توجہ مبذول فرماتے ہیں ان کی توجہ کا اثر یہ ہوتا ہے کہ مشرک اور کینہ ور کے علاوہ تمام گنہگاروں کی مغفرت فرماتے ہیں۔

نیز حضرت علی کی مرفوع روایت میں یہی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگو شعبان کی پندرہویں شب میں عبادت کرو اور صبح کو روزہ رکھو اللہ تعالے اس رات میں سورج ڈوبتے ہی آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور اپنے تمام رحم و کرم اور رحمت و شفقت سے اپنے بندوں کو یوں مخاطب کرتے ہیں الا من مستغفر فاغفر لہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر ہے کوئی بندہ ہم سے استغفار مانگنے والا کہ میں اس کے گناہ بخشدوں ہے کوئی بندہ رزق طلب کرنے والا کہ میں اس کو رزق عطا کردوں ہے کوئی مصیبت زدہ جو مجھ سے عافیت طلب کرنے والا کہ میں اسکو صحت و عافیت عطا کردوں حضرت حق جل مجدہ صبح صادق تک اسی طرح اپنے بندوں کو خطاب فرماتے رہتے ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ شب قدر کے بعد اس رات کا مرتبہ تمام راتوں سے افضل ہے اس رات میں اللہ تعالے آسمان دنیا پر متوجہ ہوتے ہیں اور تمام گنہگاروں کی مغفرت فرماتے ہیں مگر مشرک کینہ پرور اور قاطع رحم کی مغفرت نہیں کرتے قاطع رحم سے مراد وہ شخص ہے جو رشتہ داروں اور قرابتداروں سے قطع تعلق کرتا ہے۔

لیلۃ البرات اور حضور کا اسوۂ حسنہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ شعبان کی پندرہویں شب کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے تقریباً نصف شب کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ آپ کہیں تشریف لے گئے آپ کو حجرے میں نہ پاکر مجھے یہ خیال ہوا کہ کہیں آپ دوسری بیویوں کے پاس تو تشریف نہیں لے گئے چنانچہ میں تمام بیویوں کے حجروں میں آپ کو تلاش کرتی رہی جب سب جگہ سے پھر پھرا کر میں واپس آئی تو دیکھا کہ حضور میرے حجرے میں موجود ہیں اور سجدہ کی حالت میں بالحاح وزاری بارگاہ الٰہی میں یوں اظہار عبودیت کر رہے ہیں۔ سَجَدَ لَكَ خَيَالِيْ وَسَوَادِيْ وَاٰمَنَ بِكَ فُؤَادِيْ فَهٰذِهٖ يَدِيْ وَمَا جَنَيْتُ بِهَا عَلٰى نَفْسِيْ يَا عَظِيْمُ يُرْجٰى لِكُلِّ عَظِيْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ اس کے بعد آپ نے سر مبارک اٹھایا اور دوسرا سجدہ کیا اور دوسرے سجدہ میں حسب ذیل کلمات کہے۔

اَعُوْذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَقُوْلُ كَمَا قَالَ اَخِيْ دَاوٗدُ فَاَعْفِرُ وَجْهِيْ فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِيْ وَحَقَّ لَهٗ اَنْ يُسْجَدَ پھر آپ نے سجدہ سے سر اٹھاکر ان الفاظ میں دعا مانگی اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ قَلْبًا تَقِيًّا مِنَ الشِّرْكِ نَقِيًّا لَا كَافِرًا وَلَا شَقِيًّا۔ ان دعاؤں سے فارغ ہوکر پھر حضور میرے پاس تشریف لائے تو دیکھا میرا سانس چڑھا ہوا تھا آپ آہستہ آہستہ میرے گھٹنے دبانے لگے اور فرمایا کیا حال ہے میں نے تمام ماجرا سنایا اور عرض کیا حضور آپ خدا کے کام میں مصروف تھے اور میں اپنے نفس کے قصہ میں مبتلا تھی آپ نے فرمایا اے یہ دونوں گھٹنے آج کی رات کس کام میں تھک گئے اے عائشہ یہ رات شعبان کی پندرہویں شب ہے اللہ تعالیٰ اس رات آسمان دنیا پر متوجہ ہوتا ہے اور تمام گنہگاروں کو سوائے مشرک اور کینہ ور کے بخشدیتے ہیں۔ (بیہقی)

حضرت عائشہ کی ایک دوسری روایت میں حضور کے یہ الفاظ آئے ہیں میرے پاس جبرئیل نے آکر یہ کہا تھا کہ آج کی رات شعبان کی پندرہویں رات ہے آج خدائے تعالیٰ قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ گنہگار بخشتے ہیں بنی کلب عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے اس کے لوگ بکریاں بہت پالتے تھے۔

محرومین مغفرت

محرومین مغفرت کی تعداد میں اختلاف ہے مگر جملہ روایات کے تتبع سے صحیح تعداد ۱۴ ہے جن کی تعداد یہ ہے:- مشرک مشاحن عشار ساحر کاہن عریف شرطی جابی صاحب کوبہ صاحب عرطبہ مسبل ازار عاق مدمن خمر اور قاطع رحم۔

مشاحن سے مراد کینہ پرور ہے یعنی وہ مسلمان جو اپنے کسی مسلمان بھائی سے دل میں کینہ اور عداوت رکھتا ہے اور باہمی مخاصمت کے باعث ملاقات ترک کرتا ہے اس کے متعلق ارشاد ہے کہ اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دو یعنی اس کی مغفرت نہیں ہوتی۔

وہ مسلمان جن کی عقلی بینائی بھی ختم ہو گئی ہے ۔۔۔ بداعتقادی کے مریض ہو کر
اجالے رہتے ہیں ، آنکھیں ہیں مگر اندھا ہو کر ۔۔۔ رہتے ہیں ، انکی دنیا
کی جھلکی اور دلکش پر مائل رہتے ہیں جو ذاتی خواہش اور جذبات و تخیل سے کسی حد
بھی نہیں ہو سکتے اور جن کو مانع ہے ۔
بہرے ہوئے ہیں دماغ ان کے کمزور ہو گئے ۔ کان رکھتے ہیں لیکن سنتے نہیں ہیں ، آخرت سے
نہ کام رحم عشق کو دیکھ محبت سے ۔ غرض اگر ہے تو ہے باہمی عداوت سے
ایسے خونخوار اور کینہ پرور مسلمانوں کو یہ سطور ذرا غور سے پڑھنی چاہئیں اور
اپنی حالت پر ماتم کرنا چاہیئے کہ جب وہ اس دنیا میں لیلۃ البرارت کی مغفرت سے
محروم ہیں تو کل قیامت کے دن ان کا کیا حشر ہوگا ۔ خوب یاد رکھئے کہ جو مسلمان
کسی مسلمان کی طرف سے اپنے سینہ میں بغض و کینہ رکھتا ہے وہ لیلۃ البرارت میں
بھی اپنے سینہ کو پاک نہیں کرتا وہ خدا کی مغفرت سے محروم اس کا معتوب اخوت
اسلامیہ کا دشمن قومیت متحدہ کا مخالف اور غدار و خونخوار ہے پس کینہ پرور مسلمانوں
کو چاہیئے شب برارت سے پہلے اپنے سینوں کو بغض و عناد سے پاک و صاف کر لیں ۔
عشار سے مراد وہ لوگ ہیں جو عشر وصول کرنے میں سختی کرتے ہیں ۔ ساحر سے
مراد جادوگر اور کاہن سے مراد نجومی ہے جو کہ غیب کی خبریں بتانے والا
اور یا قیافہ اور نقش قدم کو دیکھ کر کوئی قیاس قائم کر لے والا اور کسی بات کا
حکم لگانے والا ۔ شرطی سے مراد جلاد ہے جالی وہ شخص ہے جو بادشاہ کا نقیب
یا مقرب اور یا نمائندہ ہو اور لوگوں پر سختی کرتا ہو ۔ صاحب کوبہ سے مراد وہ لوگ
ہیں جو تاش شطرنج اور چوسر وغیرہ کھیل کھیلتے ہیں ۔ صاحب عرطبہ سے مراد طبلہ
اور سارنگی وغیرہ بجانے والے مسبل ازار رکھنے سے نیچے پاجامہ رکھنے والے ۔ مدمن
خمر شرابی عاق والدین کو ستانے اور دکھ دینے والے اور قاطع رحم وہ لوگ
جو اپنے رشتہ داروں اور قرابتداروں سے ترک تعلق کر لیتے ہیں اور ان کے حقوق
نہیں ادا کرتے ۔

مسلمانوں کو شب برات میں کیا کرنا چاہیئے

مسلمان اگر اپنے دل میں یوم جزا کی کھٹک رکھتے ہیں اگر وہ اپنی اسلامی زندگی کو بالمعنی ، بالمقصد ، بامفہوم اور نتیجہ خیز بنانا چاہتے ہیں اگر وہ آخرت کی زندگی پر جو اس دنیا کی زندگی سے اعلیٰ برتر اور اصلی زندگی ہے ایمان رکھتے ہیں اور اگر ان کی نیکیوں ، سعادتوں اور نیک کرداریوں کے جذبات بالکل ہی مردہ نہیں ہو گئے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ لیلۃ البرات کے تقدس واحترام سے صحیح طور پر استفادہ کریں اور اس مبارک رات کو یونہی غفلت میں نہ کھوئیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مذکورہ بالا گناہوں میں سے کسی گناہ کی کیچڑ میں دھنسے ہوئے ہیں اور محرومین مغفرت میں سے ہیں تو فوراً تائب ہو کر توبہ و استغفار سے تلافی مافات کریں ۔

اگر سچ پوچھو تو شب برات سال کے سال آتی ہے اور اسی لئے آتی ہے کہ بدکردار اور معصیت شعار مسلمانوں کو دریائے معاصی سے نکال کر معراج سعادت پر پہنچایا جائے اور بدبخت ، ناعاقبت اندیش اور نفس پرست مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگایا جائے ۔

انسان جو کچھ بھی کرتا ہے جلب منفعت اور دفع مضرت کے لئے کرتا ہے جس میں کسی عاقل کو کلام نہیں ہو سکتا ہے اگر اختلاف ہے تو منفعت و مضرت کے تعین میں اب ہر عاقل اور صاحب عقل مسلمان کے لئے قابل غور امر یہ ہے کہ کونسی منفعت قابل تحصیل اور کونسی مضرت قابل ترک ہے سو ادنیٰ تامل کے بعد ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ منفعت قابل تحصیل وہ اور قابل اہتمام وہ ہے جو عمر میں دو قسمیں ہوں ایک تو وہ منفعت باقی رہنے والی اور دیرپا ہو اور دوسرے یہ کہ خالص ہو مشوب بضرر نہ ہو اسی طرح مضرت بھی وہ زیادہ اہتمام کے قابل ہے جو زیادہ رہنے والی ہو اور سن کل اور جو وہ مضرت ہی مضرت ہو پس منفعت و مضرت اخرویہ ہی قابل اہتمام اور لائق توجہ ہے کیونکہ دنیا کی منفعت و مضرت جو ہر شخص کے پیش نظر ہے فانی ہے اور خالص نہیں دنیا کی کوئی راحت و منفعت بھی خالص نہیں دنیا کی کوئی راحت و منفعت بھی خالص اور دیرپا نہیں بجا لو عاقل مسلمان وہی ہے جو منفعت اخرویہ کے حصول کی سرتوڑ کوشش کرے اور مضرت اخرویہ سے بچے اور اس سے ہر وقت خائف رہے مسلمانوں اگر تم لیلۃ البرات سے اسلامی زندگی کا یہ نتیجہ خیز نکتہ حاصل نہیں کرتے اور فسق و فجور سے تائب ہو کر توبہ و استغفار کر کے اپنی عاقبت کو نہیں سنوارتے تو سمجھ لو کہ تم اندھے بہرے ہو اور چلتے پھرتے پتھر اور جہنم کا ایندھن ہو ۔ ہمیں محرومین مغفرت کے اعمال شنیعہ پر غور کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ کہیں ہمارے اندر تو وہ خرابی پیدا نہیں ہو گئی جو ہمیں خدا کی رحمت و مغفرت سے محروم رکھے ۔ اگر خدانخواستہ اپنے اندر ان خرابیوں اور گناہوں میں سے کوئی گناہ پائیں تو فوراً تائب ہو کر اس رات میں استغفار کرنا چاہیئے ۔

بداعمالی کا تاریک پہلو

اے بداعمال اور گناہگار مسلمان اور اعتقاب زندگی سے غافل انسان اس دنیا میں جو کام تیرے مذہب کی طرف سے تیرے سپرد ہوا تھا تو نے اسے کبھی خوش اسلوبی سے سر انجام دینے کی کوشش نہیں کی اپنے مستقبل کو خانہ زار بنانے کی کوشش نہیں کی اور اپنے "آج" کو آنے والے "کل" سے وابستہ نہیں کیا تو نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ تو دنیا میں کیوں بھیجا گیا ہے؟ میں نے اپنے مقصد حیات کو پورا کیا یا نہیں اور میں مرنے کے بعد کہاں جاؤں گا ۔

تو اگر اس دنیا میں ایک دن کا بھی سفر کرتا ہے تو پہلے سامان سفر فراہم کر لیتا ہے مگر تجھے اس طول طویل سفر کا کچھ فکر نہیں جس سے واپس ہی نہیں آنا غافل کیا تو نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ میری زندگی کا مقصد بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ کھاؤں پیوں اور خوب مزے اڑا کر اس دنیا سے چلتا بنوں کیا اس موجودہ زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں جو اس زندگی کا تکملہ اور نتیجہ ہے اور کیا تو نے اپنے دل کو یوں تسلی دے لی ہے ؎

ابتدا آرام سے گذرتی ہے — عاقبت کی خبر خدا جانے

اور کیا تو اس زعم میں مبتلا ہے کہ تو ایک بیکار پتھر ہے جو عدم سے جانب ہستی پھینک دیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو تو نے عقل اور مذہب دونوں کو خیرباد کہہ دیا ہے اپنے نفس کا غلام بن کر خدا سے بغاوت اور سرکشی اختیار کر لی ہے اور اپنی قبر اپنے ہاتھ سے کھود لی ہے ۔

نادان اس بھول میں مت پڑ کہ انسان کی زندگی بے معنی بے نتیجہ اور لاحاصل ہے اور اس زندگی کے بعد کوئی زندگی نہیں یاد رکھ یہ زندگی اگلی زندگی کا پیش خیمہ ہے اور اگر تو یہ نہیں جانتا ، یقین کرتا اور سمجھتا تو تو ایک چلتا پھرتا پتھر

اور کتے سے بدتر ہے۔ غافل شخص سے

اے برادر چو عاقبت خاک است   خاک شو پیش ازاں کہ خاک شوی

بدکردار اور بداعمال مسلمان! تیری عقل پر کیوں پتھر پڑ گئے اور تو کیوں اس قدر بہرا اور اندھا ہو گیا کہ تجھے احتساب زندگی کا ڈر نہیں اور عاقبت کا فکر نہیں تو اپنے جسم کی آراستگی اور صحت و تندرستی پر زیادہ توجہ دیتا ہے مگر روح کی طرف سے بالکل غافل ہے جو طرح طرح کی بیماریوں اور نجاستوں میں مبتلا ہے تو اس بوڑھی اور مکار دنیا کے دام تزویر میں پھنسکر اس بات کو قطعی بھول گیا ہے کہ ایک روز فنا ہے آخر خاک میں ملنا ہے اور اس سرائے فانی کو چھوڑنا ہے تجھے اپنی انگلی میں لگی ہوئی پھانس کا فکر ہے اور اس کے درد کر بیٹھے کراہتا ہے مگر تیری روح میں بداعمالی کی جو پھانس لگی ہوئی ہے جس کا نتیجہ جہنم ہے اس کا تجھے مطلق احساس نہیں اور پھر انسان اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے

شرم سے مر جا اگر احساس تیرے دل میں ہو

اگر انسان نام ہے صرف خاکی جسم کا تو بداعمالی کی کیچڑ میں وہ ہنسا رہ اور اگر انسان درحقیقت روح کا نام ہے تو اپنی روحانی اصلاح و درستی کی فکر کر جسم کی صحت سے روح کی صحت کو زیادہ مقدم سمجھ انھیں کی زندگی زیادہ خوشگوار اور رنج و محن سے پاک ہوتی ہے جو اپنے انجام پر نظر رکھتے ہیں روح کو ذکر الٰہی کی غذا دیتے ہیں اسے تقویٰ و پرہیزگاری کا لباس پہناتے ہیں نیکیوں سعادتوں اور مکارم اخلاق کے زیور سے اسے آراستہ و پیراستہ کرتے ہیں۔

اس زندگی کو کبھی اصلی زندگی نہیں شمار کرنا چاہیئے اور کوشش کرنا چاہیئے کہ جو کچھ بھی زمانہ ہمارا یہاں گذرے وہ اگلی زندگی کی درستی و اصلاح اور تیاری میں گذرے جو لوگ دنیا کی اس ناپائیدار اور دلربا عشرت کی بھول بھلیوں میں پھنس جاتے ہیں اور عملی کے احتساب کا خیال دماغ سے نکل جاتا ہے وہ اپنی عاقبت کو بالکل بھول جاتے ہیں اور روحانی و جسمانی تکلیفوں مصیبتوں اور عقوبتوں میں مبتلا رہتے ہیں۔

ایمان و عمل صالح کی شرط اولین خشیۃ اللہ ہے

آج مسلمانوں کے عقائد بھی اچھے ہیں نمازیں بھی پڑھتے ہیں زکوٰۃ بھی دیتے ہیں روزے بھی رکھتے ہیں حج بیت اللہ بھی کرتے ہیں خدا کے کاموں میں روپیہ بھی صرف کرتے ہیں ولولۂ جہاد بھی رکھتے ہیں غرض کچھ نہ کچھ ایسے مسلمان ضرور ہیں جو حتی الامکان اسلام کے احکام کی پابندی کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن صد ہزار حسرت و افسوس کہ باوجود ان تمام امور کے خشیۃ اللہ سے یکسر خالی ہیں ان کے دل خدا کے خوف اور روز جزا کے ڈر سے کبھی نہیں لرزتے ان کے دلوں میں ذات باری کے جلال و جبروت سے کبھی ہیبت طاری نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ ان کے اعمال اس خلوص اس صداقت اور اس تاثیر سے یکسر خالی ہیں جو صحابۂ کرام کا طرۂ امتیاز تھی ان کے بغیر سارے اعمال کا سلسلہ ایسا ہے جیسے انجن اسٹیم نکلنے کے بعد بیکار کل پرزوں کا مجموعہ رہ جاتا ہے۔

مومن کو اس سے زیادہ کارآمد مفید اور بڑی نصیحت اور کوئی نہیں کی جا سکتی کہ تمام عقائد و اعمال عبادات، عادات اور اخلاق و معاملات غرض ہر ظاہر و باطنی خیال و عمل کی جان خشیۃ اللہ اور احتساب زندگی کا ڈر ہے اگر دل میں خدا کا خوف حقیقی پیدا ہو جائے تو پھر اس نافرمانی کی طاقت و قوت اور ہمت ہی سرے سے باقی و فانی نہ رہ گئی اور انسان کوئی گناہ نہیں کر سکتا اعمال و عقائد میں خرابی پیدا نہیں ہو سکتی سستی و جمود کا نام نہیں آ سکتا اور معاملات میں خیانت و بے انصافی اور ظلم کا دخل نہیں ہو سکتا۔

مومن کو یہ بلور رکھنا چاہیئے کہ ظاہری اعمال کی پابندی خشیۃ اللہ کے سوا کسی کام کی نہیں اس کے بغیر پاکیزگی حیات کا نور نہیں چمک سکتا اصل کے بغیر فرع بے حقیقت ہے مغز کے بغیر قشر بیکار، صرف اطاعت کافی نہیں جب تک کہ سینہ میں ڈرنے والا دل اور روز جزا کا لرزنے والا خیال نہ ہو اگر یہ چیز ہو گی تو بیشک فوز و فلاح اور مرادوں و کامیابی سے ہم آغوش ہوں گے ورنہ اعمال ضائع اور نیکیاں ضبط ہو جائیں گی سورۂ نور میں ارشاد باری ہے: "جنت عدن تجری من تحتها الانهار خالدین فیها ابدا رضی الله عنهم و رضوا عنه ذالك لمن خشی ربه ان کے لئے باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے کیونکہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہو گئے مگر یہ سب کچھ اس کے لئے جو اللہ سے ڈرے"

اپنی ظاہری عبادتوں پر پھولنے والو غور کرو آج اس سطح ارضی کے کتنے سینے ہیں جو خوف خدا اپنے سینوں میں رکھتے ہوں اور کتنی آنکھیں ہیں جو خشیت باری سے اشکبار ہوں آہ آج وہ خدا سے ڈرنے والے روز جزا سے لرزنے والے قلب صافی بزرگ کہاں ہیں جن کی شان میں اللہ بزرگ و برتر نے سورۂ زمر میں ارشاد فرمایا ہے تقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم ثم تلین جلودهم و قلوبهم الی ذکر الله جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر خدا کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں سورۂ مومنون میں مومن کی صفت بیان کی ان الذین هم من خشية ربهم مشفقون یعنی فی الحقیقت مومن وہی ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔

خدا کی مسجدیں کون آباد کرتے ہیں

سورۂ توبہ میں فرمایا انما یعمر مساجد الله من آمن بالله و الیوم الآخر و اقام الصلوٰة و آتی الزکوٰة و لم یخش الا الله فعسی اولئك ان یکونوا من المهتدین خدا کی مسجدیں تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا پر اور روز جزا پر ایمان لاتے ہیں نماز پڑھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے یہی لوگ امیدوار ہیں کہ ہدایت یافتہ لوگوں میں داخل ہوں۔

آہ آج وہ مبارک زمانہ کہاں ہے کہ جب رسول خدا مسجد نبوی میں خدا تعالیٰ کی ہیبت و سطوت، عظمت و کبریائی اور جنت کے مناظر و دوزخ کی ہولناکیوں سے ڈراتے تھے تو دلوں پر خوف الٰہی کا لرزہ طاری ہو جاتا تھا خشیۃ اللہ کے جوش سے ساری مسجد ایک ہنگامہ زار آہ و فغاں بن جاتی تھی ہر قلب ٹکڑے ٹکڑے اور ہر آنکھ اشکبار ہو جاتی تھی ہر مومن خدا کے خوف سے پس جاتا تھا اور بدن و دل نرم ہو کر خدا کی طرف بہہ جاتا تھا اور سچ ہے سے

تیری محفل بھی گئی چاہنے والے بھی گئے   شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے
دل تجھے دے بھی گئے اپنا صلا لے بھی گئے   آ کے بیٹھے بھی نہ تھے اور نکالے بھی گئے

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انھیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

روز قیامت کی تمام ہیبتوں کا مدعائے حقیقی

قرآن مجید میں جو روز قیامت کی ہولناکیوں کا نہایت شد و مد کے ساتھ ذکر آیا ہے اس کا مدعائے حقیقی یہی ہے کہ دلوں میں خدا کا خوف پیدا ہو اور ذوالجلال کی ہیبت طاری ہو چنانچہ جو مسلمان کہ یقینی طور پر روز قیامت پر اعتقاد رکھتا ہے اور جنت دوزخ جزا و سزا اور عذاب قبر کا علیم منزل اور پختہ یقین رکھتا ہے ضرور ہے کہ اس کے دل میں کبھی نہ کبھی احتساب زندگی کے خیال سے ڈر پیدا ہو اور اس خوف سے ہی اعمال صالح پر آمادہ ہو جائے نیز قرآن کریم میں جس قدر بھی گزشتہ امتوں کے قصے آئے ہیں ان کا مقصد امت محمدی کے یہ ذہن نشین کرانا ہے کہ گزشتہ قوموں کے دل جب خوف خدا سے یکسر خالی ہو گئے عذاب الٰہی سے نڈر ہو گئے اور ذکر و قبول عبرت کی صلاحیت کھو چکے تو قدرت قاہرہ نے عبرت اندوزی کا یہ فقدان دیکھ کر انہیں تباہ و برباد کر دیا جب کسی قوم کا دل اعمال کی برائیوں سے سیاہ اور سخت ہو جاتا ہے تو اس کا یہی حشر ہوتا ہے جو بدقسمتی سے آج مسلمانوں کا ہے۔

مسلمانو اگر بصیرت کی آنکھیں کھلی ہوں تو دیکھو کہ تمام مخلوقات ارضی و سماوی میں سوائے انسان کے کوئی چیز کوئی مخلوق اور کوئی ہستی ایسی نہیں جو خدا کے احکام کی خلاف ورزی کرے ملائکہ نہایت ضبط و انتظام کے ساتھ اپنے فرائض بجا لاتے ہیں زمین اور دوسرے سیارے برابر اپنے مداروں اور محوروں پر گردش کر رہے ہیں حیوانات بلا چون و چرا اپنے مقصد حیات کو پورا کر رہے ہیں آگ ہوا پانی اور مٹی غرض تمام مخلوقات نہایت اطاعت و انقیاد کے ساتھ اپنے اپنے وظائف حیات میں مصروف ہے لیکن انسان بمصداق انسان ظلوما جہولا انسان عاقل و فرزانہ ہونے کا مدعی انسان اور اشرف المخلوقات کہلانے والا انسان روز مرہ خدا کے قوانین کو توڑتا اور نوامیس فطرت کی بے حرمتی کرتا ہے سزا بھی پاتا ہے لعنت و ندامت کی بوچھاڑ بھی سہتا ہے عذاب کا مزہ بھی چکھتا ہے مصائب و آلام میں بھی مبتلا کیا جاتا ہے اپنے ہاتھوں سے سامان عدم کو بھی سپرد خاک کرتا ہے اور خدا سے بغاوت و سرکشی کے انجام و مآل بھی سنتا ہے لیکن اف رے تیری ڈھٹائی اور بے حیائی کہ پھر بھی اپنی سرکشی و نافرمانی سے باز نہیں آتا۔

اس سخت دل مغرور و مختار اور باغی انسان کو قرآن جیسی نعمت کو جھٹلانے والی اور مردہ دل کو زندہ کرنے والی کتاب دیکھی ہے جس میں قصص و امثال عبر و نصائح، واقعات و بیان زجر و توبیخ اور وعدہ و وعید کے ذریعہ سے قوانین الٰہیہ کا بندہ رہنے کی تاکید اور حیات دنیاوی کو پاکیزہ بنانے کی ہدایت کی گئی ہے اور جس کے لفظ لفظ سے دل میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے لیکن یہ بدنصیب اس کو بھی نہیں سنتا اور اگر سنتا ہے تو ایسا ظالم و سنگدل ہے کہ متاثر نہیں ہوتا عبرت نہیں پکڑتا نصیحت حاصل نہیں کرتا یقیناً وہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح سنگدلی میں ابلیس سے بھی دو چار قدم آگے ہی ہے

قرآن حکیم ایسی چیز ہے کہ اگر اس کے مخاطب پتھر ہوتے تو پانی ہو کر بہہ جاتے مگر نہیں دیکھا تو انسان کی برابر نافرمانیوں کی زمین میں دھنسا جا رہا ہے اور اس کی آنکھ نہیں کھلتی

لو انزلنا ھذا القران علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون

اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ خدا کے ڈر سے دبا اور پھٹا جاتا ہے یہ مثالیں ہیں جو ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں کہ شاید وہ سوچ سمجھ سے کام لیں۔ انسان کی سنگدلی کا ذکر فرمایا۔

وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانھار وان منھا لما یشقق فیخرج منہ الماء وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ پتھروں میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ چشمے پھوٹ نکلتے ہیں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی نکلتا ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی بہنے لگتا ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ خدا کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔

مگر واہ رے ظالم اور سنگدل انسان کہ تیرا دل خدا کے خوف سے نہیں پھٹتا تیری آنکھوں سے آنسو نہیں نکلتے اور پتھروں سے زیادہ سخت ہے۔

اے زندہ پتھرو۔ اے چلتے پھرتے پہاڑو! اگر تم واقعی قرآنی تعلیم سے متاثر ہوئے ایمان میں یقینی کیفیت پیدا ہوتی اور تمہارے دلوں میں خوف خدا کا ایک ذرہ بھی ہوتا تو تم خدا کی جلال و جبروت ہیبت و عظمت اور اس کی سخت گرفت و عتاب سے متاثر ہو کر دیوانے بن کر رہ جاتے آہ کیسی ہلاکت کیسی شدید نامرادی کیسی دردناک بدبختی اور کیسی روح فرسا خوف و ہراس پیدا کرنے والی حالت ہے کہ تم قوانین الٰہیہ توڑتے ہو نوامیس فطرت کی بے حرمتی کرتے ہو قرآن حکیم سے عبرت و نصیحت نہیں پکڑتے خدا کی زمین پر اکڑ کر چلتے ہو خوف خدا سے تمہارے دل خالی ہیں اعمال صالحہ پر تمہیں کوئی نصیحت آمادہ نہیں کر سکتی جس کی وجہ سے نہ تم دنیا میں کامیاب ہو اور نہ آخرت میں سرخرو ہو سکتے ہو جنگ یہاں ذلت و رسوائی اور نفرت و حقارت کی ٹھوکریں ہیں اور وہاں عذاب الیم کی بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلے اگر تم عقلمند اور دور اندیش ہو تو اس نصیحت کو پلے باندھ لو ؎

کیا کیا جہاں میں ہو چکے شاہان ذی کرم	کس کس طرح سے رکھتے تھے ساتھ اپنے حشم
آخر گئے جہاں سے تنہا سوئے عدم	دارا کہاں کہاں ہے سکندر کہاں ہے جم
کوئی نہ یاں رہا ہے نہ کوئی یہاں رہے	کچھ اے نظر رہے تو کوئی یہاں رہے

مسلمانو! لیلۃ البراءت کی عبرت پذیری توبہ و استغفار اور نیکی کمانے کا ایک بہترین موقع ہے اس کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

شب برات کی دعا

کافر و مسلمان، مومن و منافق، ہندو سکھ یہودی و عیسائی فاسق و فاجر عابد و زاہد کالے گورے حاکم و محکوم ظالم و مظلوم اور فرمانبردار و نافرمان کے خطا عصیاں شعار اور مکردار کو اپنی آغوش رحمت میں لینے والے غفور الرحیم تو نے ٹوٹے دلوں کے سہارے ترکہ اور درد کی بپتا کو سننے والے مجیب الدعوات یہ تیری بارگاہ کبریائی میں آنے کے قابل تو نہ تھا مگر مجھے تیری رحیمی اور کریمی کھینچ لائی ہے اے آقا اے مولا تیرا آستانہ قدس بیکسوں بے نواؤں اور بے بس دل کا آخری جائے پناہ ہے آج تیرا وہ گنہگار اور ذلیل غلام جس کا ماتھے پر اطاعت و فرمانبرداری کا کوئی نشان نہیں جس کے سر میں سودائے عشق نہیں اور قلب میں احساس نہیں تیرے در پر صرف ندامت کے پسینہ میں ڈوبی ہوئی پیشانی چشم خونبار اور پرسوز قلب لیکر اس امید پر حاضر ہوا ہے کہ وہ قلم عفو بر گناہم کش۔ میرے ٹوٹے ہوئے دل کو مرہم شفقت سے جوڑ دے مجھے رحم و کرم کی چادر میں لپیٹ لے میری دردبھری آہ کو سن میرے مضطرب اور بے چین قلب کو تسکین دے مجھے اطمینان قلب کی لازوال دولت سے مالامال کر دے اور مجھے صرف اپنا بنا لے۔

بار الٰہا یہ سچ ہے کہ میں روسیاہ ہوں بدکار ہوں خطاکار ہوں سرکش و نافرمان ہوں معصیت میں ڈوبا ہوا ہوں آہ میں نے کبھی تیرے فرمان کو نہیں سمجھا اور میں تیرے قوانین کی خلاف ورزی کرتا رہا مگر مولا میں اپنی سیاہ کاریوں پر نادم و پشیمان ہوں خوار ہوں بگڑا ہوا ہوں ڈوبا ہوا ذلت میں ہوں مگر جیسا کچھ بھی ہوں تیرا ہوں تیرے حبیب کی امت

میں ہوں اور تیری بخشش و کرم کا امیدوار ہوں۔ مگر ناکامی و نامرادی ستائے دل کو لاتسقطوا من رحمۃ اللہ کی تسکین بخش پیغام دینے والے ذرہ نواز آقا تو ہی بتلا اس آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر تیرے سوا کون ہے جسکو میں اپنی بپتا سناؤں اور زخمی دل و جان بلب روح کا ماوا بناؤں۔ آدم کو خلافت کا فخر بخشنے والے مولا! آتش نمرود کو گلزار بنانے والے خالق! نوح کی کشتی کو طوفان ہلاکت سے محفوظ رکھنے والے عاجزنواز ایوب کو صبر و استقلال کی لازوال دولت عطا کرنے والے بندہ نواز زکریا کو آرہ سے چیر واکر امتحان عشق میں ثابت قدم رکھنے والے پاک بے نیاز یونس کو مچھلی کے پیٹ میں زندہ و سلامت رکھنے والے قادر و توانا یوسف کو چاہ کنعان میں سلامت رکھکر مصر کا بادشاہ بنانے والے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و ستم سے بچانیوالے اور اس کی غلامی سے آزاد کرانے والے کارساز فرعون کو نیل کی آغوش فنا میں سلانے والے جبار عیسیٰ کو صلیب کی لعنت سے بچا لینے والے رؤف الرحیم۔ آقائے نامدار سرورکائنات سید الکونین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین خاتم النبیین سرتاج انبیا باعث ایجاد عالم محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرنے والے رحمۃ للعالمین فاران کی چوٹیوں پر جلوہ دکھانے والے نور اپنے بندوں پر اتمام حجت اور تکمیل ہدایت کرنے والے ہادی اور سمندروں کی روانی پہاڑوں کی بلندی ہواؤں کی سنسناہٹ بجلی کی کڑک اور کائنات ارضی و سماوی کے ذرہ ذرہ پر حکمرانی کرنے والے شہنشاہ ارض و سما تو نے اپنے پیارے حبیب کی امت کو خیر الامم کے لقب سے سرفراز کیا تھا اور اس کو دنیا میں اس لئے برپا کیا تھا کہ وہ دنیا میں تیری بادشاہی کا دور دورہ کرتے عبدیت الٰہی و محبت الٰہی کے نشہ سے ہر ایک انسان کو سرشار کرتے بجلی بنکر ہر تاریکی کو دور کرنے کے لئے چمکتے اپنی پاکیزگی حیات کے نور سے دنیا کو بقعۂ نور بنادیتے۔ بدر منیر بنکر ظلمت کو فنا کرتے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی داعی رہتے اور شمشیر اسلام بنکر دنیا سے کفر و شرک، تمرد و سرکشی، فسق و عصیان، غدر و بغاوت، ظلم و ستم اور فتنہ و فساد کا قلع قمع کرتے اور دنیا میں خود آزاد رہکر غریبوں بیکسوں کمزوروں، مظلوموں اور غلاموں کو آزاد کرنے انسان کی امداد و دستگیری کو اپنا مقصد حیات قرار دیتے...

مگر خدا وندا مسلمان خود ہی اپنی نورانیت اور لطافت کو چکے ان کے عقائد بگڑ گئے وہ شرک و بدعت میں مبتلا ہوگئے تیرے قوانین کی اطاعت سے بغاوت و سرکشی اختیار کرلی اعمال سے بیجان بنکر رہ گئے تھے اسلامی روح جاتی رہی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑ دیا اسلامی ذہنیت اور روح کہو چکے تیرے حبیب کی شریعت کو بالائے طاق رکھدیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنا آبائی عزم و استقلال ایثار و فداکاری خلوص و صداقت امانت و دیانت اور تقوی و پرہیزگاری کا جوہر کھو بیٹھے اور وہ نہ صرف انگریزوں کے بلکہ ہندوؤں کے بھی غلام بن گئے ذلت حقارت خوشامد و چاپلوسی کمینگی بےعزتی رذالت نخوت اور اہانت و دنائت جیسے رذائل ان کا مابہ الامتیاز ہوگئے غیرت دینی جوش قومی عزت نفس اور پاس ناموس مفقود ہوگئے دائمی محکومی و غلامی کی نحوست سے ان کی حمیت و حمیت شجاعت و بسالت جاتی رہی وطن پر قربان ہونے کا ولولہ دل سے نکل گیا اور جہاد فی سبیل اللہ کا نام نہیں لیتے۔ رب کعبہ سب سے بڑھکر یہ کہ تیرے بیکس لاچار اور مظلوم بندوں کے لئے دنیا کے کسی گوشہ میں امن نہیں رہا ارض مقدس میں نہتے مسلمانوں کو گوریوں کا نشانہ بناکر خاک و خون میں تڑپایا گیا سنی و صفا کی مقدس وادیاں صلیب پرستوں کی بوٹوں کی جولانگاہ بن گئیں پرستش گاہیں منہدم ہوئیں فرانس اور ہسپانیہ کے کفار دوں اور خونخوار بھیڑیوں نے تمام انسانی اور اخلاقی قوانین کو پس پشت ڈال کر شام و ریف میں تیرے نام لیواؤں پر ایسے ایسے ہولناک مظالم کئے کہ ان کے سننے سے جسم پر لرزہ طاری ہوتا ہے اور انسانیت نوحہ خواں ہوتی ہے خداوندا! ان حریت پرست اور تہذیب و تمدن کا دم بھرنے والے ظالموں نے اسلام کی حرمت بلکہ خاک میں ملانے کی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اسلامی سلطنتوں میں نفاق تمیز کرا کر اور ان کے تسلط و اقتدار کے ٹکڑے اڑائے اور تہذیب کے نام سے وہ ظلم کئے جنکے تخیل سے انسانی روح کانپ اٹھتی ہے۔

عاجز نواز قدوس چاہئیے تو یہ تہا کہ تمام مسلمان ایک جسم اور ایک جان ہوجاتے ایک دوسرے کے ہمدرد اور شفیق ہوتے منظم اور متحد ہوتے مگر سیاسی پیشواؤں اور مذہبی رہنماؤں کی ذاتی کشمکش اور خود پرستی سے مسلمان برباد ہورہے ہیں ان کا شیرازہ قومی منتشر ہے ان میں کوئی عملی قوت سوائے آپس میں دست و گریبان ہونے کے نہیں ان کا کوئی شیوہ الحب للہ والبغض للہ پر عامل نہیں ان میں اعدائے اسلام کے حملوں کی مدافعت کا کوئی عمل نہیں نہ حکومت کی شاطرانہ چالوں اور برادران وطن کی سازشوں سے بچنا چاہتے ہیں ہماری بربادی کے لئے غیروں کی دشمنیاں اور سازشیں ہی کم نہیں کہ ان میں شیعوں سنیوں حنفیوں وہابیوں پیروں مریدوں خود پرستوں اور مفسدوں کے قضئے اور جھگڑے ان کو فنا اور برباد کررہے ہیں تیری ہی بتا اب ہم کہاں جائیں کس سے کہیں کیا اب بہی تیری رحمت جوش میں نہ آئیگی کیا اب بہی تیری نصرت فرمایا کام نہ آئیگی اور کیا اب بہی تیرا غیبی ہاتھ توحید کے پرستاروں کی طرف نہ بڑھیگا

تیری یہ بے نیازی آلک ہی کرکے چھوڑیگی
تجھ سے نگاہ پھیر کر کس سے لار ہیگا تو
یوں ہی جو ہم مٹا گئے اور تو نے خبر نہ لی
تجھکو خدا کہے گا کون، کسکا خدا رہیگا تو

ادعونی استجب لکم کی بشارت دینے والے بے نیاز آقا مسلمانوں کو اپنا بنا لے اور اپنے حبیب کی شریعت پر چلنے کی توفیق دے سچا اور پکا مسلمان بنا دے پاکیزگی حیات کا نور عطا فرما ایمان اور عمل صالح کی لازوال دولت بخش تقوی کا پرہیزگاری اور امانت و دیانت کا لباس مرحمت کر ہماری آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹا کہ ہم خونی انقلاب کو دیکھ لیں ہماری بصیرت کی آنکھیں کھول کہ ہم کو اپنی غلامانہ ذلت کا احساس کرلیں ہمیں وہ قوت دینی جوش اور غیرت و حمیت عطا فرما کہ ہم تیرے نام کی سربلندی کے لئے اپنے خون کو پانی کی طرح بہادیں ہمیں وہ عزم و استقلال دے کہ اس کفر زار زمین پر وحدانیت کا علم بلند کردیں اور ہمیں قوت برداشت اور غلامی کی زنجیروں کو توڑ ڈالنے والی براہین اور آہنی طاقت عطا فرما ؎

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دینگے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا۔ ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین آمین

روزہ کی فلاسفی

امت مسلمہ کے لئے روحانی عروج اور ذہنی ارتقا کی ایک سبیل

(از جناب مولانا مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری)

سلمانی یا یہ موتی مدنی وجن کے لٹانے کو
عرب کا اور عجم کا خسرو عالی مقام آیا

انسان کی تکوین میں قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ نے دو متناقض قوی شامل کئے ہیں عقل اور نفس۔ عقل کا کام ہر ہر چیز کی بھلائی اور برائی دریافت کرنا ہے جو حواس خمسہ سے معلوم نہیں ہو سکتی۔ اس کا محل قلب ہے نفس کا کام خواہش اور ان چیزوں کی لذت حاصل کرنا ہے جن سے انسان کی زندگی قائم رہتی ہے جیسے کھانا پینا اور اپنے ہم جنس کی خواہش کرنا۔ اس کا محل جگر ہے۔ ایک تیسری چیز وہ ہے جس کو قلب کہا جاتا ہے اس کا کام محبت کرنا دشمنی کرنا اور ارادہ کرنا ہے ان تینوں کے اپنے اپنے کام بدون ایک دوسرے کی معاونت کے پورے نہیں ہوتے جس کی عقل نفس پر غالب ہوئی اس کے سب کام درست اور فطری ہوتے ہیں جس کا نفس غالب ہوا اس کے سب کام بگڑ جاتے ہیں اور اگر جس کا قلب ان دونوں پر غالب ہوا تو وہ اگر خیر کی طرف جھکا تو سبحان اللہ کیا کہنا دین و دنیا دونوں کی کامیابی خوبیاں اور مغانم المرامیوں سے شاد کام ہوا اور اگر جس شر کی طرف جھک پڑا تو دین بھی تباہ ہوا اور دنیا بھی برباد اور وہ خوبی و کمال و فطری سعادت سے ہاتھ دھو بیٹھا غرض قلب کی برائی اور بھلائی نفس و عقل کے سبب ہوتی ہے اس لئے قلب کی حفاظت اور روحانی سعادت مند انسان کا سب سے پہلا اہم اور مقدم فرض ہے۔

نفس انسانی تخمیر میں کیوں شامل کیا گیا ہے

اگر انسان عقل و نفس دونوں کو آزاد چھوڑ دے تو یہ آزادی اسکی تباہی کا باعث ہوگی اور اگر دونوں کو مقید کر دیا جائے تو بھی اس کی بربادی یقینی ہے ہاں اگر عقل کو آزاد چھوڑ دیا جائے اور نفس پر مذہب کی پابندیاں عائد کر دی جائیں تو اسے کمال انسانیت کا ظہور ہوتا ہے روحانی عروج اور ذہنی ارتقا کا مرتبہ ملتا ہے۔

اگر عقل و نفس دونوں کو آزاد کر دیا جائے تو دونوں کا تصادم اور باہمی کشاکش انسانی زندگی کو حیوانی و شہوانی کشمکش کی رزمگاہ بنا دیگی نفس چونکہ اپنی تاثیر اور قوت میں عقل سے قوی ہے اس لئے وہ عقل پر غالب آکر انسانیت کے شرف و امتیاز کو خاک میں ملا دے گا اور انسان سراسر حیوانوں کی طرح نفس کا محکوم بن جائے گا اور فانی لذت و سرور میں منہمک ہو کر اپنی عاقبت کو برباد کر دیگا۔

اسلام نفس کو ایک حد کے اندر مقید کرتا ہے اور عقل کو آزاد رکھ کر اس کے نشو و نما کی حمایت کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ نفس انسانی تخمیر میں اس لئے رکھا ہے کہ انسان کے لئے وجہ نشاط ہو اور عقل اس لئے ودیعت کی گئی ہے کہ اسے لغزشت سے اندر ہے کہ کوئی اس کیفیت نشاط کی خودکشانہ حرکات سے بچائے گویا عقل نفس کا محافظ ہے جس کی حفاظت اور نگرانی کی حیثیت ایک حکیم مصلح رہنما ہادی کی ہے۔ جب نفس سرکشی اور عقل سے بغاوت پر آمادہ ہو جاتا ہے تو عقل اس کے راستہ سے الگ ہٹ جاتی ہے اب نفس سرکش کو قابو میں لانے کے لئے کوئی زنجیر ہے تو مذہبی اقتدار کی ورنہ بڑی سے بڑی مادی اور قاہر سلطنتیں بھی اس کو قابو میں نہیں رکھ سکتیں یہی وجہ ہے کہ تمدن حاضرہ نے چونکہ عقل اور نفس دونوں کو آزاد چھوڑ دیا ہے اس لئے یہاں جہاں ان ہلاکت آفرین تمدن کی "ہیئت" پہنچ گئی ہے اعضائے انسانی مسموم ہو رہے ہیں اور مذہب و اخلاق کا فضل عام ہو رہا ہے حیوانیت و شہوانیت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر چلا آرہا ہے جس کی موجیں قصر اخلاق کی بنیادیں ہلائے دے رہی ہیں اور جس میں اس عالم کا دیوتا ڈبکیاں مار رہا ہے عالم افروز حسنات جہل و اوہام کی تاریکی اور ظلمت آلمیز روشنی میں گم ہو رہے ہیں اور سیئات سے انسانیت کا منہ کالا ہو رہا ہے۔

جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا وہ نجات پا گیا

مذکورہ بالا تمام مضمون کو قرآن کریم نے نہایت فصاحت و بلاغت اور اعجاز کے ساتھ دو مختصر سے جملوں میں بیان کر دیا ہے چنانچہ ارشاد ہو قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا وہ شخص نجات پا گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اور وہ شخص ہلاک ہو گیا جس نے اپنے نفس کو خاک میں ملا دیا۔

اس سے اوپر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمان کی اور اس کی علت غائی کی زمین کی اور اس کی بناوٹ اور نفس کی اور اس کے کمال کی قسم کھا کر یہ بات بیان کی ہے کہ نفس کو ان سب چیزوں کے ساتھ برابر کر دیا ہے یعنی وہ کمالات جو متفرق طور پر ان چیزوں میں پائے جاتے ہیں کامل انسان کا نفس ان سب کو فطری طور پر اپنے اندر جمع رکھتا ہے جیسے یہ تمام چیزیں علیحدہ علیحدہ نوع انسان کی خدمت کر رہی ہیں ایسے ہی کامل انسان ان تمام خدمات کو کیا جا سکتا ہے یعنی جیسے چاند سورج اور زمین وغیرہ خلق اللہ کے خادم ہیں اسی طرح کامل انسان بھی خلق اللہ کا خادم ہے پس جس شخص نے اپنے کو عداوتیں ترک کر کے اپنے فطری کمالات کو حاصل کیا گویا کہ غیر فطری اور بن جگا رانہ زندگی بسر کی اور نفس کا غلام بن گیا وہ ہلاک ہوا اور اپنے نفس کو خاک میں ملا دیا اور جس نے خدا کی معرفت اور علم شریعت سامنے رکھ کر کمالات کو حاصل کیا اور فطری اور صالح زندگی اختیار کی اور نفس سرکش کو احکام خداوندی کی تعمیل میں قربان کر دیا وہ مہات جاوداں اور نجات پا گیا۔

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ انسان کا اعلیٰ کمال نفس کا قربان کر دینا کے احکام الٰہی کی تعمیل و تکمیل میں اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کرنا اور ایمان و عرفان اور خدا تعالیٰ کے وصال کی راہیں ڈھونڈھنا ہے اور یہی معنے ہیں اسلام کے چنانچہ ارشاد ہے

بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف

علیھم ولا ھم یحزنون۔ وہ مسلمان ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دے یعنی اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا کا ہو جائے اور خالصاً بہر حقیقی نیکیاں بجا لائے۔ یہی ہے جو عند اللہ مستحق اجر ہے ایسے لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ کسی طرح کا غم رکھتے ہیں۔

ریاضت اور نفس کشی کی وجہ اور اس کا فائدہ

جس طرح ورزش کا فائدہ یہ ہے کہ اعضائے جسمانی میں طاقت آئے اور تحلیل کا مدعا یہ ہے کہ دماغی قوتوں کی نشوونما ہو اسی طرح مذہب کا اصلی مقصد یہ ہے کہ وہ ہم کو علائق دنیوی سے یکسو کر کے قوائے باطنی کو بیدار کرے اور ان حیوانی و شہوانی قوتوں کو جن کا مصدر نفس ہے اور جو انسان کو ہلاکت و تباہی اور ضلالت و گمراہی کی طرف لیجاتی ہیں بمقابلہ اطاعت خدا وندی کا بعد مکر دے جو مذہب علمی اور عملی حیثیت سے اس طرح تقرب و عرفان الی اللہ کی طرف راہبر نہیں ہوتا اور اس کے اعمال و عبادات اور عقائد اس مدعائے عالی کو پورا نہیں کرتے وہ مذہب یقیناً نوع انسان کی تکمیل ہدایت نہیں کر سکتا کبھی انسان کو خدا تک نہیں پہنچا سکتا ایسے مذہب کی اتباع نفس کو دھوکا دینا اور اپنے آپ کو ضلالت و گمراہی میں ڈالنا ہے۔

ہمارا دعویٰ ہے اور ایک روشن حقیقت کا شمس فی النہار ہے جس کو کوئی سلیم البصیرت اور عاقل انسان نہیں جھٹلا سکتا کہ اس مدعائے عالی کو بدرجہ اتم صرف مذہب اسلام ہی پورا کرتا ہے باقی تمام مذاہب افراط و تفریط میں پڑے ہوئے ہیں انہوں نے تکمیل ہدایت کے مذکورہ بالا اصولی قوانین و ضوابط کو سمجھا ہی نہیں۔

پس اس بات پر عقل و نقل اور تجربہ شاہد ہے کہ ریاضت اور نفس کشی سے روح قوی ہوتی ہے عرفان و تقرب الٰہی کی راہیں کھلتی ہیں اور حیوانی و شہوانی طاقتیں کمزور ہوتی ہیں برخلاف اس کے المادہ چند خواہشات مادی اور علائق دنیوی میں انہماک سے روح کمزور ہوتی ہے حیوانی و شہوانی قوتیں پرورش پاتی ہیں اور معرفت و عبادت الٰہی کی راہیں مسدود ہوتی ہیں چنانچہ شیخ بو علی سینا اشارات میں فرماتے ہیں۔

"اور خدا کی معرفت رکھنے والے بندے جس وقت ان سے جسمانی تعلق کا بار ہلکا کر دیا جاتا ہے اور دنیوی مشاغل سے وہ علیحدہ ہو جاتے ہیں تو ان کی توجہ خاص طور پر عالم قدس اور عالم سعادت کی طرف مبذول ہو جاتی ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کے کمال کے ساتھ موصوف اور بڑی لذت اٹھانے والے ہوتے ہیں"

یہاں سے متحقق ہوا کہ جس قدر جسم کی کثافت کو بذریعہ مجاہدات و ریاضات کے زائل کیا جائیگا اسی قدر روح کی لطافت میں ترقی ہوگی اور لطافت کے بڑھنے سے کشف حقائق اور علوم الٰہیہ میں وسعت پیدا ہوگی کیونکہ جو چیز انسان میں علوم و ادراکات کی حاصل کرنے والی ہے وہ ایک لطیف چیز روح ہے

اسلام کے فکر و عمل کی مذاہب عالم پر فوقیت و برتری

علائق ساقوت اور عالم قدس تک پہنچانے اور خدا سے ملانے کے اس مرحلہ پر پہنچکر اسلام ہی کی فوقیت و برتری کے یہیں جوہر کھلتے ہیں یعنی دیگر مذاہب نے انسانی اور خدا طلبی کے اس مقام پر پہنچکر ترقی معکوس شروع کر دیتے ہیں اور انسان کو افراط و تفریط کی کیچڑ میں دھنسا دیتے ہیں مگر اسلام اپنی فطرت شناسی و تعلیم

نظر غیر محدود ہیں دماغ اور بلندی فکر عمل لئے ہوئے آگے بڑھتا ہے اور ملو خواہشات اور علائق دنیوی کو قائم بر قرار رکھتے ہوئے خدا سے جا ملاتا ہے یہ اسلام کہتا ہے کہ ریاضت اور نفس کشی کا مقصود یہ نہیں کہ شہوت و غضب اور خود پرستی وغیرہ جذبات طبعی کا بالکل استیصال ہو جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ تمام قوا مصالح زندگی کے لحاظ سے پیدا کئے گئے ہیں، قوت غضب کا فائدہ یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دشمنوں کے حملے سے بچا سکے اور دفع مضرت پر قادر ہو قوت شہوت کا منشا یہ ہے کہ نسل انسانی میں افزائش ہو۔ علی ہذا القیاس تمام قویٰ کے الگ الگ فوائد ہیں مقصود یہ ہے کہ تمام قویٰ باقی رہیں لیکن ان میں اعتدال آجائے ریاضت اور نفس کشی کا مطلب بجز اس کے اور کچھ نہیں۔

دیگر مذاہب نے مجاہدہ اور تزکیہ نفس کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ انسان پہلے تمام دنیاوی تعلقات سے کنارہ کش ہو یعنی اہل و عیال، دوست احباب اور جاہ و دولت کی وابستگی باقی نہ رہے اس کے بعد ایک گوشہ میں بیٹھکر خدا کی یاد میں مشغول ہو اسی بنا پر ہندوؤں میں جوگ اور عیسائیوں میں رہبانیت کی بنیاد پڑی۔ ہندو جوگیوں اور عیسائی راہبوں نے گھر بار اہل و عیال سے علیحدگی اختیار کی کھانا اچھا پہننا چھوڑا، مہینوں برسوں تک روزے رکھے اور چلے کھینچے ہاتھ تو اسے کھڑا یا ایک پاؤں پر کھڑے ہوئے تو اسے بالکل شل کر لیا ایک آسن بیٹھے تو برسوں تک نہیں ہلا یہاں تک کہ صبط دم کی مشق کی تو سانس تک لینا بند ظاہر ہے کہ اسی ریاضت اور نفس کشی سے ضائع کیا تھا کیونکہ اس کے دینے قویٰ کے خلاف بغاوت اور احسانات بیکران کا کفران نعمت تھا ان دنیا ہی کی بھی اور "نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے" کا صحیح مصداق بنے۔

اسلام نے تزکیہ نفس کا کیا طریقہ تبلایا

قرآن حکیم نے علم اعتقادی حیثیت سے ایمان کی تعریف ہی ایسی کی ہے کہ اگر قرآن شریف کے مطابق کسی مسلمان میں حقیقت ایمان متحقق ہو جائے تو وہ کلی طور پر خدا کا ہو جاتا ہے نفس شرارت اور بے راہ روی کا شائبہ تک نہیں رہتا اور اسلامی احکام کی آوری سے نفس کسی طرح حیل و حجت اور سرتابی نہیں کر سکتا چنانچہ ارشاد ہے ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ "اللہ پاک نے مومنوں سے ان کی جان و مال بعوض جنت کے خرید لیا ہے"

دیکھئے کس جامعیت و خوبصورتی اور سچی کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کلی وجود پر قبضہ کیا ہے حقیقت ایمان متحقق ہونے کے بعد نفس انسان کو موقع ہی نہیں ملتا کہ وہ احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرے اور بے راہ اختیار کرے اگر مسلمان اسی ذہنیت میں رنگا جائے اور وہ یہ سمجھ لے کہ میری جان اور مال اللہ کی ہے تو اندازہ لگائیے کہ اس کی روحانی پرواز کا کیا کہنا ہے اسلام کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنا کر کس طرح خالق سے اتصال کر افلاک پہنچتا ہے

پھر یہی نہیں کہ اسلام نے پہلی ہی منزل میں علمی و اعتقادی رنگ میں تزکیہ نفس کر دیا ہے بلکہ اسلام نے اپنے معتقدین پر جس قدر عبادتیں بھی فرض کی

ان میں سے ہر ایک طبیعت انسانی کی اس خاص ضرورت کے تحفظ کے لئے مقرر کی گئی ہے بالخصوص اسلام کا اثر بہشت مجموعی مسلمان کے اخلاق اور معاشرت اور روحانی قوت کی بیداری پر پڑتا ہے اور ہر ایک سے ریاضت و نفس کشی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

مگر چونکہ اسلام کو خواہشات حیوانیہ کے مغلوب کرنے اور طبیعت کو صبر و تحمل کا خوگر بنانے کا خاص اہتمام منظور تھا اور مسلمانوں میں ضبط نفس کی وہ قوت پیدا کرنی تھی جس کے بل بوتے پر انہوں نے قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کا تختہ الٹا اس لئے یہ غرض حاصل کرنے کے لئے اسلام نے اپنے متبعین کو حکم دیا کہ وہ سال میں ایک مہینہ کے روزے رکھا کریں۔

روزہ کی حقیقت

غرض انسانیت کا شرف و اعزاز اور انسان کا کمال اور مقدم فرض یہ ہے کہ وہ رفتہ رفتہ معاصی و گناہوں سے پاک و صاف ہو، ناپسندیدہ راہوں سے بچے، نفس کی شرارت و سرکشی کو حد اعتدال پر لائے اور عقل و نفس دونوں کو قلب سلیم کے تابع کر دے اور اس بات کے حصول کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے اول یہ کہ نفس کو تمام شہوتوں اور لذتوں سے ایک وقت معین تک روک رکھے کیونکہ جیسے شریر گھوڑا دانہ گھاس نہ ملنے سے سدھر جاتا ہے ایسے ہی نفس کو شہوتوں اور لذتوں سے روکے رکھنے سے تابع اور رام کیا جا سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ نفس کو نہ صرف ایک وقت معین کے لئے شہوتوں اور لذتوں سے باز رکھا جائے بلکہ اس پر عبادت و ریاضت کا بوجھ لاد دیا جائے اس کے منہ میں تقویٰ کا لگام دیا جائے جیسا جانور کو دانہ گھاس کم ملے اور بوجھ خوب لادا جائے تو وہ نرم ہو جاتا ہے اور صبر و قابو میں آ جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ کسر شہوات کی مشق حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے تاکہ مقصود تادیب نفس اور تعجیل و تکمیل احکام الٰہی بطریق احسن حاصل ہو یہ وقت معین نہ تو اتنی جلدی جلدی اور مسلسل ہو کہ دنیاوی زندگی میں مخل ہو اور نشاط تکلیف پیدا نہ ہو اور نہ اتنی دیر میں آئے کہ سابقہ محنت و مشقت کا اثر جاتا رہے اور مقصود حاصل نہ ہو۔

ظاہر ہے کہ ایسا وقت سال میں ایک ہی ماہ ہو سکتا ہے جو اسلام نے مقرر کیا ہے یعنی پورا ماہ رمضان کسر شہوات اور ضبط نفس کے لئے مخصوص ہو۔

دن میں روزہ رکھنے کی حکمت

انسان جب صبح کو سو کر اٹھتا ہے تو تر و تازہ ہوتا ہے اس کے حواس اور خواہشات و جذبات طبعی تیز ہوتے ہیں اور پھر مجالس میں اختلاط اور دنیاوی کاروبار سے دل لہو و لعب کی طرف فوراً راغب ہو جاتا ہے اس وجہ سے دن کو روزہ رکھنے کا حکم ہوا اور کھانے پینے اور جماع کرنے سے ممانعت کی گئی کیونکہ یہی چیزیں نفس کو زیادہ مرغوب ہیں اور ظاہری روزہ انہی پر تمام ہو جاتا ہے غرضکہ دن کو تو اس ممانعت سے نفس کی قوت توڑنے کا سامان کیا گیا اور رات کو لغویات و فضولیات سے باز رکھنے کے لئے تراویح کا اہتمام کیا گیا۔

علاوہ ازیں اس مبارک مہینہ میں یہ فرما کر اس میں نفل کا ثواب فرض کی برابر ہے عبادت کی ترغیب و تحریص دلا کر عبادت کا بوجھ بھی لاد دیا گیا مذکورہ بالا تفصیلات سے بدلائل ثابت ہو گیا کہ روزہ سے نفس و شیطان کی تعدی طغیان اور شہوت و سرکشی فرو ہو جاتی ہے اور انسان رفتہ رفتہ معاصی و ذنوب سے پاک و صاف ہو کر فرشتہ خصلت بن جاتا ہے غرض ماہ رمضان فضائل کا بہترین مہینہ رمضان اور نفس و شیطان کو تابع کرنے کا بہترین ذریعہ روزہ ہے۔

روزہ کا مقصد

مذکورہ بالا تفصیلات سے ہر شخص بادنیٰ تامل معلوم کر سکتا ہے کہ اسلامی عبادات میں روزہ کو خاص اہمیت حاصل ہے اسلام نے جو روزہ کا بلند پایہ مقصد مقرر کیا ہے اس کی روشنی میں بلاشبہ روزہ ایک اعلیٰ عبادت تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ فطری کمالات روحانیہ کے حصول کا بہترین نسخہ اور خدا شناسی کا آسان دستور العمل ہے چنانچہ قرآن عزیز روزہ کا مقصد یوں بیان کرتا ہے

یاایھا الذین امنوا کتب	اے ایمان والو تم پر روزے اسی طرح
علیکم الصیام کما کتب	ہی فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں
علی الذین من قبلکم لعلکم	پر بھی فرض کئے گئے تھے جن کا مقصد یہ
تتقون	ہے کہ تم صفت اتقا حاصل کرو۔

صفت اتقاء ایک ایسی جامع و مانع صفت اور قوت راسخہ ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد انسان تمام معائب و رذائل اور ناپسندیدہ راہوں سے بچ کر تمام اخلاقی و روحانی کمالات حاصل کر لیتا ہے قدرت نے جو فطری کمالات انسان کے اندر رکھے ہیں ان کا نشو و نما ہونے لگتا ہے انسان تمام کمزوریوں اور لغزشوں سے محفوظ ہو جاتا ہے نیکی کے درخت کی شاخیں قلوب و ارواح میں مستحکم اور سرسبزی و شادابی اختیار کر لیتی ہیں غرض روزہ کوئی ناقابل برداشت بوجھ نہیں اور یہ مقصد خیر اور دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے نہیں بلکہ وہ اخلاقی و روحانی کمالات کا سرچشمہ نیکوں اور پرہیزگاروں کا تیغ روحانی قوتوں کی تکمیل کا بہترین ذریعہ، رضائے الٰہی اور اطاعت و انقیاد کا موجب غرض تمام مادی و روحانی کمالات کا مظہر ہے۔

روزہ کے دیگر فوائد

مذکورہ بالا تفصیلات کے بعد روزہ کے کچھ اور فوائد بیان کرنا فضول اور مزہ کو پھیکا کرنا ہے مگر چونکہ بدقسمتی سے مسلمانوں میں روحانی مفاد کے حصول کی قوت دن بدن کمزور ہوتی جا رہی ہے اس لئے چند مادی فوائد بھی بیان کئے جاتے ہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے یہ کہا جائے کہ نوٹوں میں یہ بھی فائدہ ہے کہ ان سے آگ جلائی جا سکتی ہے۔ خیر مسلمانوں کا تخیل ہی پست ہوتا جا رہا ہے اور پاک بصیرت خطا نما ہیں۔

اصول طب کے لحاظ سے روزہ کے بہت سے فائدہ ہیں ایک تو یہ کہ اشتہا سے کم کھانا صحت قائم رکھنے کا سبب ہے دوسرے کبھی کبھی فاقہ کرنے سے جسم کی رطوبات فاسدہ اور اخلاط زائدہ جل جاتی ہیں اور تندرستی میں خلل نہیں پڑتا زمانہ حال کے بعض ڈاکٹر تو لاعلاج امراض کا علاج ہی فاقہ کشی تجویز کرتے ہیں۔

امریکہ کا ایک مشہور اور تجربہ کار طبیب ڈاکٹر چیلنز ایم اے۔ ایم۔ ڈی۔ پی ایچ۔ ڈی اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے:۔

"ایک تندرست شخص ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ تک بغیر کچھ کھائے پیئے زندہ رہ سکتا ہے اور بہت سی بیماریوں کا اس سے بہتر کوئی علاج نہیں کہ اعتدال سے روزہ رکھے جائیں" اس کی تائید میں مصنف موصوف نے کئی مثالیں دیکر تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر اپنا دعویٰ ثابت کیا ہے۔

مفتی محمد انوار الحق صاحب ایم۔ اے اپنی ایک قیمتی تصنیف میں لکھتے ہیں:۔

"جسمانی اور مادی فائدوں سے قطع نظر کر کے روزوں کی اخلاقی مصلحتوں کو دیکھئے

مسلم مسئلہ ہے کہ ہر ایک چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے تاریکی نہ ہو تو روشنی محسوس نہ ہو سکے بیماری نہ ہو تو تندرستی بے وقعت ہو جائے تکلیف نہ ہو تو راحت کی کچھ عزت نہ کی جائے اسی اصول کے مطابق روزے رکھنے سے روزی کی قدر معلوم ہوتی ہے جن لوگوں کو کبھی فاقہ کی نوبت نہیں آتی وہ کیا جانیں کہ بھوک پیاس کی تکلیف کیسی ہوتی ہے جسے ان کے بہت سے غریب اور محتاج ہمسائے روز برداشت کرتے ہیں روزوں سے آدمی میں خوش خلقی، غمخواری، ایثار، انکسار کی صفات نمونہ آ جاتی ہیں دل میں دوسروں کا درد اور غیروں کے ساتھ ہمدردی اور طبیعت میں خاکساری اور فروتنی پیدا ہو جاتی ہے اس کے علاوہ صیام اسلام صرف منہ باندھ لینے ہی کا نام نہیں یوں تو ہمیشہ ہی لیکن روزے میں بالخصوص ہر قسم کی بری باتوں سے بچنا تکمیل صوم کے لئے لازمی ہے بدزبانی فحش گوئی غیبت چغلی دروغگوئی، افترا پردازی سب کچھ ممنوع ہے کسی کی طرف برائی سے دیکھنا یا کسی کی بدی سننا بھی مکروہ ہے۔ مختصر یہ کہ روزہ تب ہی مقبول ہو سکتا ہے جبکہ آدمی ہر قسم کے جذبات حیوانیہ کو دبانے کے ساتھ ہی اپنے سارے حواس ظاہری و باطنی کو بھی ناپسندیدہ باتوں سے بچائے اور حقوق العباد کی بجا آوری کے ساتھ ہی دل کو یاد الٰہی میں مصروف رکھے اخلاقی تعلیم اس سے بہتر اور کیا ہو سکتی ہے۔

اس پر آشوب زمانہ میں روزہ ہی مسلمانوں کو مصائب سے بچا سکتا ہے

آج جبکہ مسلمان مادیت کی تحریک میں ڈوبتے جا رہے ہیں، تقویٰ طہارت اور امانت و دیانت کے اوصاف و خصائص مٹ رہے ہیں عزم و استقلال ان میں نام کو نہیں رہا۔ دینی جوش محبت قومی غیرت دینی اور قومی ہمدردی کے جذبات مفقود ہیں۔ ایثار و اخلاص اور ضبط نفس کا ان میں نام تک نہیں تحمل و بردباری اور قوت برداشت سے ناآشنا ہیں اور وہ بام ترقی پر چڑھنے کے لئے ہاتھ پیر مار رہے ہیں مگر بد اعمالی اور بے راہ روی کے باعث ایک قدم آگے جاتے ہیں تو دس قدم پیچھے ہٹتے ہیں ایسی حالت میں اگر ان کو کوئی چیز ہلاکت و تباہی اور نامرادی سے بچا سکتی ہے اور ان کو دین و دنیا کی دولت سے مالا مال کر سکتی ہے وہ صوم رمضان کی پابندی ہے۔

اگر یہ بات درست ہے کہ دوا وہاں لگائی جاتی ہے جہاں درد کی شکایت ہو اور پرہیز وہاں بتایا جاتا ہے جہاں نقصان کا احتمال ہو تو یقیناً اس زمانہ سے بڑھکر نفس کشی اور اجتناب عن الخواہشات کا اور کوئی زمانہ نہیں جبکہ مصائب و آلام نے مسلمانوں کو اپنا بنا لیا ہے اور وہ اخلاقی اور روحانی حیثیت سے تنزل و تسفل کی گہرائیوں میں گرتے جا رہے ہیں۔

مسلمانوں کے دلوں میں اگر کوئی چیز [illegible] ان مسلمانوں اور اخلاقی و روحانی ترقیوں کا تخم کاشت کر سکتی ہے تو وہ روزہ ہے [illegible] وہ جملہ برائیوں، کمزوریوں، پستیوں اور بے راہ رویوں سے بچ سکتے ہیں اور روزے کے ذریعہ اگر وہ سچے اور پکے مسلمان بن سکتے ہیں تو روزہ سے اور اگر وہ اپنا کھویا ہوا وقار اور پاکیزگی حیات کا لوہا منوا سکتے ہیں تو روزہ سے غرضیکہ ان کی تمام بیماریوں اور کمزوریوں کا واحد علاج روزہ ہے جس سے صحت تقویٰ پیدا ہوتی ہے۔

مولوی کے قیمتی مضامین اور اسکے ناظرین

حضرات ایک عبادت کا فلسفہ اور نہ صلاۃ آپ کے سامنے ہیں ان کو بغور مطالعہ کیجئے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کیجئے اگر اس مضمون کو آپ نے اپنی تفریح طبع کا باعث بنا لیا اور اپنی معلومات میں اضافہ کر کے طاق نسیاں پر دھر دیا تو یقیناً آپ نے مولوی کی انتہائی جانفشانی اور ذہین کی بیش بہا دماغی کاوش اور محنت پر پانی پھیر دیا بہترے علمی جہاد کا استخفاف کیا، اسلام کے ساتھ غداری کی میری روح کو انتہائی صدمہ پہنچایا اور اسلام پر ایک ظلم عظیم کیا اس لئے آپکا فرض ہے کہ اس مضمون کو خود پڑھکر روزہ کے متعلق صحیح منافع حاصل کیجئے اور دوسروں کو سنائیے

مولوی جو ہر ماہ دیگر سیاسی اور اصلاحی مضامین کے ساتھ ساتھ ہر ماہ اس کی مناسبت کے لحاظ سے آپ کو تبلیغی و اصلاحی اور اسلامی معلومات بہم پہنچاتا ہے اس کا مقصد یہ نہیں کہ آپ اپنے دماغ کو الفاظ کی ڈکشنری بنائیں اور اپنی معلومات میں اضافہ کر کے تھوڑی دیر کے لئے اپنا دل بہلالیں بلکہ یاد رہے کہ مولوی کے اجرا کا مقصد حقیقی یہ ہے کہ آپ سچے اور پکے عملی مسلمان بن جائیں یہ اسی وقت ممکن ہے کہ آپ کو اسلام کی صحیح معلومات دی جائیں اور پھر عمل کی درخواست کی جائے کیونکہ صحیح علم اور صحیح عمل دونوں لازم و ملزوم ہیں بغیر صحیح علم کے صحیح عمل کی توقع خیال خام ہے اسی بنا پر مولوی آپ کو ہر ماہ اسلام کا صحیح علم دے رہا ہے۔

اگر آج مسلمانوں میں کسی چیز کی کمی ہے تو عمل کی جس کے بغیر اسلامی زندگی کا انجن بیکار ہے تمام علم خواہ وہ کتنے ہی صحیح ہوں بیکار اور تمام جلد جلد رسائل فضول ہیں کاش مسلمان تخیل کی دنیا سے نکل کر عمل کے میدان میں قدم رکھیں اور اسلامی احکام پر عمل پیرا ہو جائیں اگر ناظرین مولوی میں سے ایک شخص بھی ایسا نکل آئے جس کو مولوی کے مضامین گناہگارانہ زندگی سے نکال کر احکام الٰہی کی اطاعت پر آمادہ کر دیں تو یقیناً میرا اور مولوی کے مدیر کا بیڑا پار ہے۔

وما علینا الا البلاغ . والسلام علی من اتبع الھدیٰ

—— (+) ——

اسلام کا اہم ترین دوسرا رکن روزہ

(از جناب مولوی احمد اسمٰعیل صاحب [illegible] رکن جامعہ ملیہ دہلی)

یا ایها الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم
لعلکم تتقون ایاما معدودات (قرآن حکیم)

اے وہ لوگو جو خدا پر ایمان لائے ہو تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا اور یہ روزہ تم پر اس لئے فرض کیا گیا ہے تاکہ تم متقی و پرہیزگار بن جاؤ اور یہ روزے چند ایام معین کے لئے فرض ہیں۔ اس آیت کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو ہمارے سامنے روزہ کی بحث کا خاکہ آجاتا ہے۔ آیت سے روزہ کی قدامت کی تاریخ اس کا تعین اوقات اور اس کی فرضیت کی وجہ ہم ان تمام باتوں سے مطلع ہو سکتے ہیں کاش آیت کا بغور مطالعہ کریں لیکن ہماری تو بدبختی یہ ہے کہ ہم کلام پاک پر غائر نظر ڈالنا کلام پاک کی توہین سمجھتے ہیں۔ دیکھئے اس آیت سے ہم پر یہ آشکارا ہوتا ہے کہ روزہ صرف امت محمدیہ پر ہی فرض نہیں کئے گئے ہیں بلکہ یہ ایک زمانہ پیشتر دوسری امتوں پر بھی فرض تھے۔ اس آیت کو سامنے رکھکر ہم یہودیوں عیسائیوں اور ہندوؤں کے روزوں پر تنقیدی نگاہ ڈال سکتے ہیں۔ اسلام کے آنے کا مقصد دنیا کی ہر شے میں انقلاب پیدا کرنا تھا یعنی اس نے آتے ہی کفر و شرک اور عقائد و عبادات کی تاریک ترین دنیا میں بھی انقلاب پیدا کر دیا اور اس لئے عبادات کے مقصد کو پیش نظر رکھکر تمام مذاہب کی اصلاح کی اور اسی اصول کے ماتحت روزوں کے عالمگیر تصور میں ایک خوشگوار اور بصیرت افروز انقلاب پیدا ہوا۔ مسلمانو شکر ادا کرو اپنے اللہ اپنے رازق کائنات کا جس نے تم کو دین اسلام جیسی مقدس نعمت سے نوازا وہ اسلام جس کے ہر حکم اور ہر عبادت کی غایت دنیاوی اور دینی حیثیت سے ایک ہوتی ہے وہ اسلام جس کے اصول پختہ جس کے فرمان اٹل جس کی عبادتیں روحانیت اور فوائد دنیاوی سے لبریز جس کے عقائد انسانی شرف میں انقلاب پیدا کرنے والے ہیں جانتے ہو اے اسلام کے فرزندو اسلام کے روزے سے قبل دنیا میں روزہ کی تشکیل کیا تھی۔ سنو روزہ کا مفہوم غیر قوموں کے نزدیک معبودان باطل کے سامنے تضرع و عاجزی کے اظہار کا ایک ذریعہ تھا روزہ عجائبات عالم اور نوادر قدرت کو دیکھکر بطور حیرت رکھا جاتا تھا روزہ کوئی فریضہ نہ تھا بلکہ یہ عملاً اختیاری شئ تھی اور پھر روزہ کیا تھا؟ کسی ایک چیز کو کسی وقت معین تک نہ کھانا اور مثلاً پانی ایک دن تک نہ پینا اور سب کچھ کھاتے پیتے رہنا روٹی ایک ہفتہ تک نہ کھانا اور سب کچھ کھاتے پیتے رہنا یہ ان کا روزہ تھا ان روزوں کی حالت میں یہ قومیں خدا کی کوئی عبادت نہ کرتی تھیں بلکہ وہی فحش اور گناہوں میں برابر حصہ لینا، اسی طرح جماع اور بدمستی کرنا اور جس طرح عیش و عشرت کی زندگی بسر ہوتی تھی جس طرح انعطاف کی حالت میں تھا غرض ایسے روزے تھے جن کا قرآن ذکر کرتا ہے ان کا مقصد صورت افادہ اور اثر کے لحاظ سے کسی حال میں روزہ نہ تھا صرف ان کے اس فعل کا نام ضرور روزہ تھا پس خداوند کریم نے اس آیت میں نئے روزہ کا حکم نہیں کیا ہے بلکہ روزہ کی فرضیت بالکل اسی طرح ہے جس طرح دوسری قوموں پر تھا لیکن اس کی حقیقی اور سچی تصویر خدا نے صرف اسلام کے روزوں کی شکل میں پیش کی ہے خود اس آیت میں خدا کے فرمان کے مطابق روزہ کے اسباب فرضیت صرف یہی ہے کہ انسان متقی و پرہیزگار ہو جائے گویا خدا اس بات کا روزہ کے صحیح اثرات یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ وہ متقی ہو، پرہیزگار ہو معائب اور گناہوں سے بچنے والا اور خدا کا ہر طرح سے فرمانبردار بندہ ہو۔

مسلمانو! تم نے بارہا اس حقیقت کو سنا ہوگا کہ اسلام دین فطرت ہے اس کے احکام تکلفات اوہام سے بری اور حقائق سے پر ہیں نہ صرف یہ کہ تم بحیثیت مسلم کے اس حقیقت پر ایمان لائے ہو بلکہ یہ تو وہ حقیقت ہے جس پر دنیا کا ہر سچا اور مخلص انسان ایمان لا چکا ہے تم کو معلوم ہے کہ وہ کونسی چیز ہے کہ جو دنیا کے غیر متعصب لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کئے ہوئے ہے وہ صرف اسلام ہی ہے اور اس کے ارکان و احکام کی فلاسفی ہے۔ روزہ اپنی ظاہری شکل میں فاقہ کشی کا دوسرا نام ہے لیکن فاقہ کشی اور روزہ میں باعتبار حقیقت و افادہ کے زمین و آسمان تاریکی و روشنی اور کفر و اسلام سا فرق ہے روزہ کے متعلق تین بحثیں ہیں اول روزہ کے روحانی فوائد دوم روزہ کے جسمانی فوائد سوم مسائل اور احکامات روزہ۔ اس مضمون میں آپ کو روزہ کے جسمانی و روحانی فوائد پر عبور کرنا ہوگی۔

نماز کی طرح روزہ بھی انسان کے لئے اس کے روحانی امراض کا بہترین علاج تجویز کیا ہے! یہی نہیں کہ خدا کے نام پر بلا کسی مقصد کے بھوکا رہنا ہے بلکہ نفس امارہ اور قوت بہیمیہ دبانے کا زبردست آلہ ہے اور روزہ کا اصل مقصد محض روح کی پاکی ہے چنانچہ دیکھئے کہ روزہ کی تشکیل سرور کائنات علیہ السلام و الصلوۃ نے اس طور پر کی ہے کہ یہ روزہ شاندار مقصد میں اور زیادہ امداد کا باعث ہوتی ہے ہمارے سامنے جو روزہ اپنی ظاہری صورت میں پیش ہوتا ہے اور جسکو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ صرف اتنا ہی فرض ہے وہ یہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں روزہ رکھ لئے جائیں یعنی طلوع آفتاب سے لیکر غروب تک کچھ کھایا پیا نہ جائے بس جو اتنا کرے وہ گویا بہت بڑا روزہ دار ہے اس کے ذمہ سے فریضہ ادا ہو گیا حالانکہ اگر روزہ کی روح اور ماہیت پر غور کرو روزہ کی فلاسفی اور اس کی حکمت پر نظر ڈالو تو تم اسے ظاہری روزہ دار ہو پکار اٹھو گے کہ یہ ظاہری صورت و رنگ کا روزہ روزہ نہیں ہے بلاشبہ یہ ظاہری روزہ اور فاقہ کشی کی یہ اسلامی صورت بھی ایک حد تک عبادت الٰہی ہے فرض فرض سمجھکر اس کی ادائیگی کی کوشش کرنا اگر چہ وہ مقصد سے بےخبری اور علت ناسمجھی کی حالت میں ہی ہو قابل تعریف چیز ضرور ہے لیکن اسلامی عبادات کا مقصد اور روزہ کی حقیقی روح صرف اس بھوکے رہنے میں نہیں ہے۔ یقیناً اگر سارے مسلمان جو قطعاً روزہ ہی نہیں رکھتے روزہ کی اس ظاہری صورت کو اختیار کریں تو بعد ان کی یہ پابندی ایک دن حقیقت روزہ کی شکل میں بدل جائیگی وہ نشانہ کی مشق کرتے ایک دن صحیح نشانہ باز ہو جائینگے وہ جو آج یہ سمجھ رہے ہیں کہ روزہ کے فوائد یا جسمانی اور ظاہری اثرات ہیں منکشف نہیں ہوتے وہ کل اپنی زبانوں سے اس حقیقت کا اعتراف کرینگے کہ روزہ انسان کو اشرف و بالا اور ذی اخلاق بنانے میں خاص درجہ رکھتا ہے میں نے اوپر ہی مقصد روزہ کے متعلق عرض کیا ہے کہ روزہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ انسانوں میں صحیح احساسات صحیح جذبات، اعلیٰ اخلاق پیدا کرے

اس کی روح تمام کثافتوں اور آلائشوں سے پاک بنا دے روزہ اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے اس سے عملی قوت بڑھتی ہے نفس بہیمانہ کی طاقتیں کمزور ہوتی ہیں روح کے منور اور شفاف چہرہ کو پاک و صاف بنانے کے لئے کوئی روزہ سے بہتر قلعی نہیں ہو اور نہ دنیا میں کوئی ایسی دوا ہے جو طبیعت کو مغلوب کرنے میں روزہ سے زیادہ مفید ہو جائے وہ ان غلط اور گمراہ کرنے والے مذاہب کو جو انسان کو جسمانی اذیت کی تعلیم دیتے ہیں دیکھو اور غور کرو اسلام تم کو جسمانی اذیت کی تعلیم نہیں دے رہا ہے بلکہ وہ جسم انسان کے پشت پناہ ہے اور نفس امارہ کی اصلاح کرنا چاہتا ہے ہندوستان میں بدھ مذہب والے اور ہندو سادھو نفس امارہ کو فنا کرنے کے لئے نکلے اور جنگلوں میں بسیرا ڈال کر نفس امارہ کو ہلاک کرنے لگے کسی نے ٹانگ مفلوج کر لی کسی نے عرصہ دراز تک درخت میں لٹک کر ہاتھوں اور دوسرے اعضا کو مفلوج کر لیا اور کوئی سانس روکنے کی تباہ کن مشق کر کے روحانیت کے بلند بانگ دعوے کرنے لگا لیکن مسلمانو کیا تم بتلا سکتے ہو کہ ادیان باطل کے یہ ست الست فقیر کیا خدا کی صحیح عبادت اور صحیح تزکیہ نفس کرتے ہیں زیادہ سے زیادہ دنیا میں چند ہزار افسوس اس قدر سخت دل اور بے رحم نکل آئیں گے جو اس طریقہ پر اپنے نفس کو ہلاک کرنے پر راضی ہوں پھر غور کرو اور اپنے مولا کا شکریہ بجا لاؤ جس نے انسان کے سامنے ایک ایسا اصول پیش کیا جس پر عمل کر کے انسان اپنے جذبات اور اپنے نفس امارہ کو قابو میں رکھ سکتا ہے دنیا و دین میں انسان کا سب سے بڑا دشمن نفس امارہ ہے نفس امارہ کیا ہے وہی جسکو دنیا برے جذبات برے اخلاق بوالہوسی عشرت پسندی اور حرص و غضب کے محرکات سے تعبیر کرتی ہے یعنی انسان کا وہ جذبہ جو اس کو ہر قسم کے برے خیال پیدا کرتا ہے وہ نفس امارہ ہے پس ظاہر ہے کہ انسان کے لئے دنیا و دین کا سب سے بڑا مارآستین جو انسانوں کو لطیف مناظر اور سبز باغوں میں پھانس کر گمراہ کر دیتا ہے وہ یہی نفس امارہ ہے دنیا میں کون شر ہے جس کا محرک انسان کا نفس امارہ نہ ہو یقیناً شیطان دنیا میں مصائب کا سب سے بڑا پشت پناہ ہے لیکن اس کا وکیل اور نمائندہ جہان انسانی میں یہی نفس امارہ ہے اور اسی کے متعلق سورہ ناس میں مذکور ہے بس اگر کوئی چیز دنیا میں نفس امارہ کو درست کرتی ہے تو وہ چیز اپنے افادہ اور اثر کے لحاظ سے سب سے زیادہ پر عظمت ہے دنیا میں صرف دو چیزیں ہیں جن میں مستقل جنگ ہوتی رہتی ہے ایک یہی نفس امارہ ہو اور دوسرا جذبہ ملکوتی ہے جذبہ ملکوتی انسان کی وہ نیک فطرت ہو جو انسان کی راہ نمائی نیک راستوں اور اعمال اور مفید خدمات کی طرف کرتی ہے نفس امارہ کا تعلق شیطانی قوتوں سے ہے اور جذبہ ملکوتی کا تعلق ملائکہ اور ذات باری عز اسمہ سے ہے انسانوں کی تاریخ میں جتنے بھی چنگیز خانی واقعات ظلم و ستم اور جبر و اکراہ سے بھرے ہوئے ہیں وہ سب نفس امارہ ہی کی کارگذاریوں کی ایک داستان ہے اور وہ زریں واقعات جن کے باعث دنیا میں امن و شانتی کا سورج طلوع ہوا اور دنیا کے بسنے والوں کو اس سے فائدہ پہنچا وہ جذبہ ملکوتی کی حرکات کا ایک حصہ ہے درحقیقت انسان کے لئے زندگی کی پر پیچ راہ میں سب سے زیادہ مشکل مرحلہ یہی ہے جہاں وہ نفس امارہ اور جذبہ ملکوتی کی کشاکش میں پڑتا ہے پس اگر وہ انسانی صداقت کی روشنی کی طرف بڑھا اور بڑھتا ہی چلا گیا تو وہ کامیاب ترین انسان ہے اور وہ بزدل اور ظاہر پرست انسان جو چند راحت و اطمینان کے اوقات پر اس طرح فدا ہوا کہ نفس امارہ نے اس پر قابو پا لیا تو ایسا انسان یقیناً ناکام و نامراد ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق خسر الدنیا والآخرہ کا فقرہ کہا جاتا ہے اسی حق و باطل کی جنگ کو موجودہ دور میں مادہ اور روح کی جنگ سے تعبیر کیا جاتا ہے پس اسلام دنیا میں اسی لئے آیا ہے تاکہ وہ انسان کی صحیح صحیح رہنمائی کرے اور اس کو کشاکش حیات میں صحیح راستہ پر لگا دے اس نے اپنی ساری تعلیمات میں اس چیز کو مدنظر رکھا ہے اور روزہ کا مقصد بھی یہی ہے تاکہ تمام انسان نہایت آسانی کے ساتھ اپنے نفس پر قابو پا سکیں اور بندہ اور مولا کا تعلق صحیح معنوں میں استوار ہو پس اے روسی اور ظاہر بین مسلمانو اچھی طرح اس حقیقت پر مطلع ہو جاؤ کہ خدا تم سے یہ نہیں مانگتا ہے کہ تم اس کے لئے کھانا پینا چھوڑ دو بلکہ خدا کا اصلی مقصد صرف یہی ہے کہ انسان کے تمام برے خیالات روزوں کی وجہ سے دور ہو جائیں حدیث شریف میں آیا ہے من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه جو شخص جھوٹی بات اور اس پر عمل پیرائی کو ترک نہیں کرتا تو خداوند کریم کو ایسے شخص کے کھانے اور پینے کو ترک کرنے کی ضرورت نہیں ہے خدا ایسے روزہ دار کے روزوں سے قطعاً مستغنی ہے اے مسلمانو! اس حدیث کو چشم بصیرت نا کر کے دیکھو کہ یہ کس حقیقت کو تمہارے سامنے پیش کر رہی ہے درحقیقت یہی ہمارے روزوں کا مقصد ہے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے صرف اسی ایک حدیث میں روزے کے مقصد کی تصریح نہیں ہوتی بلکہ اس قسم کی متعدد احادیث ہم کو خواب غفلت سے بیدار کرنے اور ہمارے سامنے روزے کے صحیح مقصد کو پیش کرنے کے لئے آئی ہیں اسی چیز کو قرآن کریم ہمارے سامنے ایک دوسری شکل میں پیش کرتا وہ کہتا ہے کہ جو قربانی کرتے ہیں خدا کے نام پر چند گائیں اور بکریوں کو ذبح کرتے ہیں اور اس قربانی سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کو صرف ہمارے اس فعل کی ہی ضرورت ہے اور کچھ نہیں تو خدا ایسی قربانیوں کو قبول نہیں کرتا بلکہ وہ تو اس فعل سے انسان کے تقویٰ کا اندازہ لگانا چاہتا ہے قرآن کہتا ہے لن ینال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم وہ کہتا ہے کہ اے قربانی کر کے مسرور ہونے والو خدا کو تمہاری قربانیوں کے خون اور گوشت کی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ وہ تو جس چیز کا اندازہ کرنا چاہتا ہے اور اس تک جو چیز پہنچتی ہے نہ صرف تمہاری عبادت و ریاضت ہے وہ صرف تمہارا تقویٰ ہے بس اسی پر عبادتوں کو قیاس کر لو وہ تمہاری نمازوں کو جو صرف چند ظاہری ارکان پر مشتمل ہوں درجہ قبولیت نہیں دے سکتا اس لئے کہ وہ حقیقی جذبہ خشوع و خضوع سے خالی ہیں وہ تمہارے روزے کو پسند نہیں کرتا اس لئے کہ یہ نمائشی طور پر ادا کئے جاتے ہیں روزہ کا اصلی مقصد نفس امارہ کو تباہ کرنا ہے جو ان نمائشی روزوں میں موجود نہیں وہ تمہاری زکوٰۃ کو اس لئے کوئی خاص درجہ نہیں دیتا کہ اس میں زکوٰۃ کا مقصد فوت ہو چکا ہے یعنی مساوات اور اشتراک کا جذبہ نہیں ہے وہ تمہارے حج کو اس لئے قبول نہیں کرتا کہ اس میں خدا کے عشق سے دیوانگی اور شیدائیگی کا اظہار نہیں ہے الغرض جو حقیقی سیرت عبادات کی ہے وہ یہی ہے کہ انسان اس کے اثر سے اپنی دنیاوی اور اخروی زندگی کو ایک ایسی شاہراہ پانے جو اس کی تمام دنیاوی حیثیات کی بھی رہنمائی کرے اور جو تقرب الی اللہ کا بھی ذریعہ ہو روزہ بھی ہم کو ایک ایسی شاہراہ پر چلانا چاہتا ہے وہ ایک طرف ہماری قوت بہیمیہ اور شہوانیہ کو معتدل بنانا چاہتا ہے

دوسری طرف وہ ہمارے خیالات اور جذبات کو پاکیزہ کرتا ہے رمضان کا مہینہ تمام سال میں سب سے زیادہ مقدس اسی لئے ہے کہ ہمارے روحانی امراض کا زبردست معالج ہے دیکھو ہم کو ایک طرف رمضان میں اگر اس چیز کی تعلیم دی گئی کہ ہم روزہ رکھیں اور اس طور پر اپنی شہوانی اور بہیمی قوت کو قابو میں کرلیں تو دوسری طرف اسی زور اور قوت کے ساتھ ہم کو یہ بھی حکم ملا ہے کہ ہم کم از کم ان ایام میں نہ جھوٹ بولیں نہ لڑائی جھگڑا کریں نہ کسی کے حقوق غصب کریں نہ کسی کی رعایت سے ناجائز فائدہ اٹھائیں خلق اللہ کو تکلیف نہ دیں کسی کی غیبت نہ کریں غرض ہر وہ کام نہ کریں جس کا شمار گناہ کبیرہ یا صغیرہ یا بد اخلاقی اور بد تہذیبی میں ہوتا ہے ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان مقدس ایام کو دنیاوی امور اور دنیا کی بیکار باتوں میں ضائع نہ کریں بلکہ ہمہ تن تلاوت قرآن پاک کریں اشغال اور اذکار میں مشغول ہوں اپنے دل پر جبر کرکے ہر اس چیز کو ترک کردیں جس کا تعلق نفس امارہ کی شرارتوں سے ہے اور جو ہمارے ملکوتی جذبہ کے مخالف ہے۔

پس اے ظاہر پرست مسلمانو! اے حقیقت کو فراموش کردینے والو! اے وہ لوگو جو عبادت اور روزہ کے مفہوم سے ناآشنا ہو گیا تم نہیں سوچتے کہ روزہ کی مقدس عبادت تم کو کتنا بلند اور پاکباز انسان بنانا چاہتی ہے۔ روزہ تمہارے اندر وہ اسلامی مساوات اور اخوت کا درد پیدا کرنا چاہتا ہے جو اسلام کا خاص شعار ہے وہ تم کو غریبوں کی بیکسی اور پریشانی کے حالات عملی طور پر سمجھانا چاہتا ہے جب تم دن میں تین تین وقت نہایت لذیذ اور مزیدار کھانا کھانے کے عادی ہو اور تمہارا ایک گھنٹہ بھی قسم قسم کی پرلطف چیزوں کو کھائے بغیر نہیں گذرتا تو اگر تم ایک ماہ تک اپنے نفس پسند اور راحت طلب دل پر جبر کرکے کھانا بند کردو اور ہر روز بارہ گھنٹہ تک بلا پانی و دانہ کے اپنی زندگی گذارو تو تم کو کتنی تکلیف ہوگی پس وہ تکلیف جو تم کو ایسے موقعہ پر محسوس ہوگی وہ ایک اسلامی درس ہے کیونکہ تم اس تکلیف سے ان غریبوں اور مسکینوں کی حالت کا اندازہ لگا سکتے ہو جن پر زندگی کے اکثر ایام بے آب و دانہ گذر جاتے ہیں اس وقت تمہارے دل میں ایک تڑپ پیدا ہوگی اور تم کو اپنی اس عیش پسندی پر شرم آئیگی اس حالت میں جبکہ ایک تمہارا ہی جیسا انسان بے آب و دانہ زندگی کے کٹھن اور طویل ایام گذار رہا ہے۔ پس رمضان بنی نوع انسان کے لئے ایک پیغام مساوات بنکر ہر سال آتا ہے وہ امیروں کو غریبوں کے درد سے آشنا کرتا ہے اور ان میں مساوات و اخوت کی ایک روح پیدا کر جاتا ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس پیغام کو اپنے اصلی رنگ اور حقیقی مقصد میں سمجھیں اور بدنصیب ہیں وہ جو اس دائمی مساوات کو محض رسم خیال کریں۔

حدیث شریف میں روزہ کی فضیلت کے بیان میں آیا ہے اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشياطين یعنی یہ کہ جب رمضان کا مقدس اور مبارک مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیطان لعین کا گروہ زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

رمضان کی جو عظمت اس حدیث میں بیان کی گئی ہے اس کا تعلق روزہ دار کے اثر سے ہے یقیناً رمضان کے مبارک مہینہ میں جبکہ مسلمانوں کو عبادت میں مشغول ہو اپنے نفس امارہ کو پورے طور پر قابو میں کئے ہوئے ہو جبکہ مسلمانوں سے کسی قسم سے صغیرہ یا کبیرہ گناہ سرزد نہ ہو رہا ہو جبکہ ان کے جذبات ملکوتی صفات کی طرف مائل ہوں تو محال ہے کہ شیطان ان کو اپنے دام فریب میں لے سکے شیطان بلاشبہ انسان کا سب سے چالباز دشمن ہے اس کے مکر سے بچ جانا یقیناً ضبط و تحمل کا کمال ہے لیکن ایک روزہ دار جو اپنے دل میں یہ پختہ عہد کر چکا ہے کہ وہ قطعاً شیطان اور نفس امارہ کے فریب میں نہ آئیگا اس کو شیطان ہزار کوشش پر بھی گمراہ نہیں کرسکتا شیطان انسان کو صرف دو طریقوں سے گمراہ کرسکتا ہے اس طور پر کہ انسان کے خیالات خراب کردیئے جائیں یا اس طور پر کہ اس کی قوت شہوانیہ میں تحریک کردی جائے۔

روزہ انسان کے خیالات کو درست کرتا ہے اور اس کی قوت شہوانیہ کو معتدل رکھتا ہے انسانوں کے خیالات کو خراب کرنے والی چیز صرف یہی ایک ہے کہ انسان خدا کے خیال سے غافل ہو جائے وہ لوگ جو دنیا میں رہکر اپنی اصلیت پر غور نہیں کرتے اور خدا کے خیال سے بے پرواہ ہو کر گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں وہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے لیکن وہ لوگ جو ہر وقت خدا کی عظمت سے مرعوب رہتے ہیں وہ ہی خدا کے نیک بندے ہیں یہ وقت انسان کے دل و دماغ پر ہر وقت خدا کے خیال کو طاری رکھتا ہے روزہ کے لوازمات میں سے ہے کہ تمام دن خدا کے ذکر و شغل میں بسر کیا جائے قرآن شریف کی تلاوت کی جائے اور رات کے حصہ کو تراویح میں صرف کیا جائے نہ صرف یہ کہ انسان اپنی زبان کا روزہ رکھے بلکہ اس کا روزہ تمام اعضاء کا روزہ ہوتا ہے جہاں وہ کچھ نہ کھاکر بھوک و پیاس سے بیتاب ہو کر اپنی قوت شہوانیہ پر قابو رکھ لیتا ہے جہاں وہ خدا کی یاد سے اپنی قوت تخیلہ کو پاک و صاف کرلیتا ہے ہاں ایک روزہ دار کے روزے کا یہ بھی جزو ہے کہ وہ آنکھوں کا روزہ رکھے اس طور پر کہ کسی بری چیز پر نگاہ نہ ڈالے وہ اپنے کانوں کا روزہ رکھے اس طور پر کہ کسی بری اور فساد پھیلانے والی بات کو نہ سنے وہ زبان کا روزہ رکھے اس طور پر کہ کوئی برا یا دل دکھانے والا کلمہ اس کی زبان سے نہ نکلے غرض یہ کہ اس کے قدم کسی برے کام کے لئے نہ اٹھیں اس کے ہاتھ کسی حرام چیز کو نہ مس کریں اور وہ اپنے اعضاء کے لحاظ سے سچا روزہ دار اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ اس میں مندرجہ بالا صفات موجود ہوں اب مسلمانو! ذرا غور کرو کہ روزہ ہماری روحانی اصلاح کا کتنا زبردست علمبردار ہے افسوس تو اس کا ہے کہ غیر قومیں تو اسلامی عبادات کے اسرار سمجھ جاتی ہیں اور وہ اس کی بزرگی معترف ہو کر اس کی نقل شروع کردیتی ہیں لیکن مسلمان اپنی مفید اور شاندار عبادتوں کو محض رسم سمجھکر انجام دیتے ہیں اس سے زیادہ روزہ کے مفید عام ہونے کا اعتراف اور کیا ہوگا کہ یورپ اور ہر متمدن دنیا میں روزہ ایک مستقل علاج کی حیثیت رکھتا ہے اسلامی عبادتوں کی خصوصیت جو ان کی مقبولیت کا باعث ہے یہی ہے کہ اسلامی عبادتیں روحانی اور دنیاوی حیثیت سے مفید ہیں اس زمانہ میں جبکہ دنیا مادیت کی خیرہ کردینے والی روشنی سے جگمگا رہی ہے روزہ کی روحانیت بھی اسی طرح تسلیم کرلی گئی ہے جس طرح اس کی دنیاوی اور جسمانی حیثیت ہے مسٹر گاندھی جو اس زمانہ کے مشہور ترین لیڈر ہیں وہ بارہا اس حقیقت کا اعتراف کر چکے ہیں کہ روزہ انسان کی روحانیت کو پرورش دیتا ہے مسٹر گاندھی دنیا میں نہ صرف ایک سیاسی لیڈر کی حیثیت سے مشہور ہیں بلکہ دنیا ان کو ایک بہت بڑا روحانی پیشوا بھی خیال کرتی ہے اور اسی باعث ان کو مہاتما کے نام سے پکارا جاتا ہے مسٹر گاندھی نے ایسی حالت میں جبکہ چھوٹوں کی حمایت میں

برت رکھا تھا اس کے متعلق تمہاتما جی نے بیان دیا تھا کہ مجکو اس روحانی برت پر کامل اعتماد ہے کہ میں کامیاب ہوجاؤں گا کیونکہ برت ایک مقدس حربہ ہے جس کا سبق مجکو حضرت محمدؐ کے روزوں سے ملا ہے"

یہ تمام وہ اعتراف جو روزوں کی روحانیت کا تھا باقی رہا یورپ کا طریقہ علاج جو روزوں سے متعلق ہے وہ ایک عالم آشکارا بات ہے روزوں کی وجہ سے انسان کی صحت پر جو شاندار اثر پڑتا ہے اس کے متعلق یورپ و امریکہ میں ہزاروں کتابیں لکھی جاچکی ہیں اور اس کی طبی حیثیت کو مستقل ایک فن کی حیثیت دیدی گئی ہے میں نے خود دیکھا ہے کہ سال بھر کے مریض جو ہزاروں روپیہ علاج پر صرف کرنے کے بعد بھی صحتیاب نہ ہوسکے وہ رمضان کے روزوں کی بدولت تندرست اور توانا بن گئے اور ان کا مرض ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معدوم ہوگیا خلاصہ یہ ہے کہ روزے ہر قسم کے روحانی اور جسمانی امراض کا واحد علاج ہیں۔ لیکن اس بدبختی کا کیا جائے کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی حقائق پر واقف ہونے کی کوئی کوشش نہیں کرتے

چند مسائل

رمضان کے مہینے کا جب چاند ہو تو اسی وقت سے روزوں کی نیت کرلینی چاہئیے روزہ ہر عاقل بالغ اور تندرست مسلم انسان پر فرض ہے جو عورتیں کسی خاص مرض میں مبتلا ہوں یا جن کا بچہ دودھ پیتا ہو اور روزہ رکھنے کی صورت میں اس کی تندرستی پر برا اثر پڑتا ہو تو اس کے لئے رمضان کے روزے بطور قضا کے فرض ہیں روزوں کا ترک کرنے والا عذاب الٰہی کا مستوجب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص فرض روزوں کو جان بوجھکر توڑ دے تو اس کو کفارہ میں متواتر دو مہینہ تک روزے رکھنے پڑینگے ہر روزے کی نیت رات کو گیارہ بجے سے کرلینی چاہئیے روزہ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور مغرب کے وقت ختم ہوجاتا ہے رات کے آخری حصہ میں سحری کھانا مسنون ہے روزوں کی تکمیل اسی صورت میں ہوسکتی ہے جب پورے اہتمام کے ساتھ تراویح بھی پڑھی جائیں قرآن کریم کی تلاوت کثرت کے ساتھ کی جائے گناہوں کی معافی مانگی جائے اور درگاہ رب العزت میں یہ بیان کیا جائے کہ میں اپنی پوری طاقت کے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں آئندہ سے کسی گناہ کے قریب نہ جاؤں گا۔

سترہ سالہ سیناپتی

نوشتہ غازی اسرار احسن خان صاحب شاہجہانپوری

دنیا کی تاریخ میں بڑے بڑے بہادر اور شجاع سپاہی اور سپہ سالار گذرے ہیں اور ان کے کارنامے بھی آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں مہابھارت کی جنگ میں سب سے کم عمر بہادر سپاہی ارجن کا بیٹا ابھیمنیو تھا جو بڑی مردانگی سے لڑا اور فریب سے اس کو مارا گیا اسی طرح قومی لڑائیوں میں کم سن سپاہیوں کی تعداد ہر ایک قوم کی تاریخ میں ملتی ہے مگر ایک سترہ سالہ نوجوان ایک کامیاب سپہ سالار اور ایک مدبر گورنر جنرل کی حیثیت سے شاید ہی کسی قوم کی تاریخ میں مل سکے یہ فخر اسلامی تاریخ اور مسلمانوں ہی کے لئے قدرت اور زمانہ نے مخصوص کر دیا ہے کہ ایک سترہ سالہ نوجوان بحیثیت سپہ سالار و گورنر جنرل کے بالکل اجنبی ملک میں دور دراز فاصلہ پر بھیجا جاتا ہے اور وہاں پہنچکر کل دس بارہ ہزار فوج سے ملک کو فتح کرتا اور اس پر نظم و نسق کا اس قدر اچھا انتظام کرتا ہے کہ اس ملک کی سابقہ تاریخ جو قصہ کہانیوں کا مجموعہ ہے اس میں بھی ویسے انتظام کا کوئی پتہ نشان نہیں ملتا۔

یہ سترہ سالہ نوجوان محمد بن قاسم ہے جو سب سے پہلا مسلمان سپہ سالار ہے جس نے ہندوستان پر فوج کشی کی اور ۲۰ رشعبان کو صوبہ سندھ پر قبضہ کر کے اس کو اسلامی شہنشاہی کا ایک جزو بنایا۔

ہر ایک قوم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مشاہیر اسلام کے کارناموں کو اپنے سامنے رکھے اور ان سے قومی غیرت و خودداری عزت نفس اور اولوالعزمی کا سبق سیکھ کر اپنے مستقبل کو شاندار بنائے مگر صرف اپنے ماضی پر فخر و مباہات کرنا اور بزرگوں کے شاندار کارناموں پر اترانا کوئی خوبی نہیں ہے بلکہ ان کے کارناموں کی اولوالعزمیوں اور ان کے استقامت و استقلال سے ہمیں سبق لینا اور وہی عزائم وہی استقلال اور وہی توکل علی اللہ اور اعتماد علی النفس اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ ہم بھی اپنے اسلاف کے صحیح اخلاف کہلانے کے مستحق بنیں اور اپنا نیک نام تاریخ میں یادگار چھوڑیں ورنہ محض بزرگوں کے دلکش و تابناک کارناموں پر اترانا چھچھورا پن اور داستان خوانی اسلاف سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا اس سے کیا فائدہ کہ ہم اسلاف پر فخر کریں اور اسلاف کی روحیں ہم سے متنفر اور ناخلف جانشین ہونے کی حیثیت سے شرمندہ ہوں اور ہمارے اخلاف ہمارا ذکر کرتے ہوئے بھی شرمائیں ہم آج محمد بن قاسم کی اولوالعزمی بہادری اور شجاعت و استقامت پر فخر کرتے ہیں مگر محمد شاہ رنگیلے اور واجد علی شاہ کا تذکرہ کرنے سے شرماتے ہیں کیوں اس لئے کہ ان کی زندگیاں تاریخ کے صفحات میں بدترین ہیں ان کی عیش پسندیوں اور عشرت سامانیوں نے ہماری ہزار سالہ عظمت کو پیوند خاک کر دیا اسی طرح اگر ہم نے اپنے اعمال و افعال سے اپنی قومی عزت و عظمت کو بنانے اور بڑھانے کے بجائے اس کو کم کیا تو ہمارے اخلاف ہم پر لعنت بھیجیں گے اور ہمارے ذکر سے ان کی گردنیں جھک جائینگی۔

غازی محمد بن قاسم کی شخصیت یقیناً ایسی ہے کہ ہمارے نوجوان اس سے سبق حاصل کریں اور اس راز کو سمجھیں کہ اسلامی تاریخ نے کیوں ان کے نام کو حیات ابدی اور زندگی دوام بخشدی غازی محمد بن قاسم کچھ عجیب الخلقت انسان نہ تھے ہماری ہی طرح ان کے بھی دو ہاتھ دو پاؤں دو آنکھیں دو کان اور ایک ناک تھی ہماری ہی طرح وہ بھی کھاتے پیتے ہنستے بولتے اور سوتے جاگتے تھے مگر کتنے سترہ سالہ نوجوان ہیں جن کو یہ توقع ہو کہ ان کے بعد ان کا نام اور کام زندہ جاوید رہے یا کبھی سو پچاس سال تک ہی عزت و توقیر سے لیا جائے گا اور تاریخ اپنے صفحات میں ان کو کوئی قابل ذکر جگہ دے گی کیا اور وہ کونسی صفات تھیں جن کی وجہ سے محمد بن قاسم کا نام اسلام ہند کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا ہوا اور اس کو حیات جاوید حاصل ہو گئی ہے۔

حافظ شیراز فرماتے ہیں:-

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

حقیقت یہ ہے کہ محبت اور عشق ہی ہے جو زندگی دوام بخشتی ہے جب تک حضرت عشق دل میں جلوہ فرما نہیں ہوتے اس وقت تک جریدہ عالم پر کسی کو اپنے دوام کے ثبت ہونے کی توقع نہ رکھنی چاہیئے حضرت عشق ہی تھے جنہوں نے محمد بن قاسم کے دل کو زندگی بخشی اور جریدہ عالم نے ان کے نام پر دوام کی مہر ثبت کر دی مگر کیا کوئی ایسا سترہ سالہ نوجوان مل سکتا ہے جس کا دل لذت عشق سے مطلق ناآشنا ہو پھر کیا اس آتش عشق سے جو ان دلوں میں بھڑکتی ہے انہیں یہ امید ہے کہ بقول حافظ ان کا نام جریدہ روزگار پر دوام کی عزت حاصل کر سکیگا اگر نہیں تو کیوں۔

اصل یہ ہے کہ عشق ہوس کا نام نہیں ہے اور وہ عشق عشق ہی نہیں جس پر جان کی بازی نہ لگائی جائے اور سر وبال دوش نہ بن جائے مگر یہ کیفیت لذت نفس کے لئے نہیں بلکہ اس سے بھی بڑی چیز کے لئے محمد بن قاسم کا دل سوز عشق و آتش محبت کا گلخن تھا اور اس سوز و تپش ہی کا کرشمہ جانبازی و جاں نثاری تھا جس نے اس کو حافظ و سعدی کے "آب رکنا باد و گلگشت مصلے" والے وطن سے کھینچ کر سندھ کے صحرائے ریگزار میں لا ڈالا ریگستان سندھ میں وہ اس لئے نہیں آیا تھا کہ وہاں سے بڑھکر اندرون ہندوستان جنت نشان میں رنگ رلیاں منائے اور یہاں کی دولت حسن اور حسین جمیل مناظر سے لطف اندوز ہو بلکہ اس کو یہاں عشق ملت و مذہب کھینچکر لایا تھا اور شوق شہادت کے ولولے اس کے سر کو وبال دوش اور اس کی جان شیریں کو جنجال بنا رکھا تھا۔

سندھیوں نے ایک اسلامی بحری قافلہ کو جو حج کی غرض سے جزیرہ سراندیپ سے حجاج اور مسلمان بیوگان کو لیکر جا رہا تھا اور طوفان کی وجہ سے منتشر ہو کر سندھ کے ساحل کی طرف آنکلا تھا اس قافلہ کو سندھیوں نے لوٹ لیا اور مسلمانوں کو جن میں عورت مرد بوڑھے بچے یتیم و بیوگان سب ہی طرح کے آدمی تھے گرفتار کر لیا اور تمام اسباب لوٹ لیا اور ان غریب الوطن مسلمانوں کو سندھ کے راجہ داہر نے قید خانہ میں ڈال دیا پہلے اسلامی ناظم اعلائے متعینہ عراق یعنی حجاج بن یوسف ثقفی نے راجہ داہر والی سندھ کو خط لکھا کہ اس طرح تمہارے آدمیوں نے ایک اسلامی بیڑہ کو تباہ کیا ہے لہٰذا سب مال مسلمانوں کو واپس کر دو اور بدمعاشوں کو سزا دو لیکن راجہ داہر نے جب اس کا جواب نہایت بے پروائی سے انکار سے دیا تو مجبوراً مسلمانوں

کو قید و بند سے نجات دلانے کے لئے حجاج بن یوسف ثقفی نے فوج کشی کی۔ پہلے چھوٹے چھوٹے فوجی دستے روانہ کئے گئے مگر وہ تباہ و برباد کر دیئے گئے اس کے بعد پھر محمد بن قاسم کو بارہ ہزار مجاہدین کے ساتھ روانہ کیا اور اس نے تمام مجتمع کے جبر تمام صوبہ سندھ کو ساڑھے تین سال کی قلیل مدت میں فتح کر لیا۔

واقعہ یہ ہے کہ ایران کے فتح ہونے کے بعد اسلامی شہنشاہی اور سندھ کی حکومت کی سرحدیں ایک دوسرے سے مل چکی تھیں اور حملہ سندھ سے پہلے جزیرہ سراندیپ اور علاقہ مالابار اور لکادیپ میں مسلمان مبلغین کی سعی سے بکثرت اسلام پھیل چکا تھا اور سراندیپ کا راجہ بھی مسلمان ہو چکا تھا جس وقت مسلمانوں کی لڑائی ایرانیوں سے شروع ہوئی تو حکومت سندھ نے ایرانیوں کا ساتھ دیا تھا اور متواتر تین جنگوں میں ایرانیوں کے طرفدار ہو کر مسلمانوں سے لڑے تھے چنانچہ سندھی حکومت کی وجہ سے مسلمانوں کو ان لڑائیوں میں بڑی دقتیں اٹھانی پڑی تھیں اس بنا پر مسلمانوں کو سندھ پر حملہ کرنے کا حقدار بنا دیا تھا مگر انہوں نے اس سے قطع نظر کر لی لیکن اس کے بعد بھی سندھ کے راجہ نے اپنا طرز عمل معاندانہ ہی رکھا اسلامی ملک کے باغیوں کو سندھ میں پناہ دی جاتی تھی اور ان کی ہمت افزائی کی جاتی تھی یہ اس قسم کے باغی نہ تھے جو اپنے ملک کو آزاد کرانا چاہتے تھے نہیں بلکہ شورش پسند مسلمان ہی ہوتے تھے جو شہنشاہیت اسلامیہ کو ذاتی عداوت کی بنا پر نقصان پہنچانا چاہتے تھے مگر ان واقعات پر بھی سلسلۂ جنگ شروع نہیں ہوا بلکہ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے اصلی وجہ یہ ہوئی کہ راجہ سراندیپ جو مسلمان ہو چکا تھا اس نے آٹھ جہازوں کا ایک بیڑہ تیار کر کے اس میں قیمتی تحائف خلیفہ کے لئے بار کئے تھے اور اس ملک کے جو مسلمان حج کو جانا چاہتے تھے نیز وہ مسلمان سوداگر جو بغرض تجارت اور تبلیغ آئے تھے اور بعض بیوہ عورتیں اور یتیم بچے جن کے خاوند اور باپوں کا اس ملک میں انتقال ہو گیا تھا اتفاقاً بحری طوفان نے اس بیڑہ کو منتشر و پریشان کر دیا تھا۔ بیڑہ دیبل ساحل سندھ پر آ لگا یہاں راجہ کی طرف سے ایک گورنر بھی رہتا تھا اس غیر مصافی اور مجاج کے بیڑہ کو نہایت بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ لوٹ لیا گیا مردوں عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر کے جہازوں کو سندھی بیڑہ میں شامل کر لیا گیا ان مصیبت زدوں میں سے وہ ایک کسی طرح بچ نکلے اور انہوں نے ساری داستان غم حجاج کو جا سنائی اور یہ بھی بیان کیا کہ ایک بیوہ عورت پر جب تشدد ہوا تو وہ بے اختیار چلا اٹھی کہ اغثنی یا حجاج اے حجاج میری مدد کو پہنچو اور مجھے اس مصیبت سے بچاؤ یہ بھی بیان کیا کہ راجہ سراندیپ کے آدمیوں نے بہی سمجھایا کہ یہ جہاز ہمارے راجہ کے ہیں ان کو مت روکو اور یہ بیڑہ بطور سفارت کے جا رہا ہے مگر انہوں نے ایک نہ سنی ظاہر ہے کہ حجاج بن یوسف کو اس دردناک حادثہ کا حال سنکر سخت تکلیف ہوئی ہو گی۔ اسی قسم کا ایک واقعہ معتصم باللہ عباسی کے عہد خلافت عباسیہ میں پیش آیا تھا جبکہ قسطنطنیہ کے قیصر کے سامنے ایک مسلمان عورت پر سختی کی گئی تھی اور اس کی زبان سے بے ساختہ "وا معتصماہ" نکل گیا تھا اور جب یہ الفاظ دربار خلافت میں پہنچے تھے تو معتصم عیش و نشاط میں مصروف تھا مگر اس فریاد کے سنتے ہی معتصم آندھی اور مینہ کی طرح منزلوں کی منزل کو گھنٹوں اور پہروں میں طے کر کے قیصر قسطنطنیہ کے سر پر پہنچ گیا تھا اور اس عورت کا انتقام لیکر اور قیصر کی اچھی طرح گوشمالی کر کے واپس آیا تھا یہ مسلمان

حکومتوں کی ہمیشہ اور تقریباً ہر دور میں خصوصیت رہی ہے کہ وہ اپنے ناموس کے بچانے کے لئے برق و باد کی طرح دوڑ پڑتے تھے اور مسلمانوں پر کیا منحصر ہے مہابھارت کی عظیم الشان جنگ ایک عورت ہی کی بے عزتی کے سبب واقع ہوئی تھی دروپدی کی جو بے عزتی دریودھن کے بھرے دربار میں دوشاسن نے کی تھی وہی واقعہ مہابھارت کی عظیم جنگ کا سبب بن گئی جس نے ہمیشہ کے لئے ہندوستان کو قعر ذلت اور پستی کے گڑھے میں ڈال دیا۔ دروپدی نے خود اگر یہ واقعہ اپنی زبان سے ایسے اشتعال انگیز طریقہ پر پانڈوں کے سامنے بیان کیا تھا کہ آج بھی وہ الفاظ بجلی کی طرح انسانی غیرت و حمیت پر گرتے ہیں۔

غرض یہ کہ ایسے حوادث تو ہر قوم کے لئے باعث اشتعال ہوتے ہیں مگر حجاج بن یوسف ثقفی نے اس اندوہناک خبر کو سنتے ہی حملہ نہیں کیا حالانکہ واقعہ کی نوعیت حد درجہ دردناک تھی کہ ایک غیر مصافی سفارتی بیڑہ جس میں معصوم حاجی غریب الوطن بیوہ اور یتیم سوار تھے اس کو ڈاکوؤں نے نہیں بلکہ خود راجہ کے آدمیوں نے لوٹ لیا تھا اور بیڑہ کو اپنے سرکاری بیڑہ میں شامل کر لیا تھا اور لوگوں کو شاہی جیل میں مقید کر دیا تھا اگر ڈاکوؤں کا ہی یہ فعل ہوتا تب بھی راجہ کا یہ فرض تھا کہ وہ تحقیقات کرنے کا وعدہ کرتا اور ایسے مجرموں کو تلاش کر کے ان کو سزا دینے پر آمادگی ظاہر کرنی چاہئے تھی اور قیدیوں نیز مال اسباب کو واپس کرنا چاہئے تھا مگر چونکہ خود سرکاری ذرائع نے یہ کیا تھا اس لئے راجہ داہر نائب سندھ نے حجاج بن یوسف کے یہ لکھنے پر کہ "تمہارے سرداروں نے بے گناہ مردوں اور عورتوں اور بچوں کو گرفتار اور جہاز نیز معہ تحائف و اموال کے قبضہ کر لیا ہے اس لئے جہاز مع سامان ہمارے پاس بھجوا دو اور بیگناہوں کو آزاد کر کے اپنے سرداروں کو سزا دیجئے" یہ لکھدیا کہ:-

"وہ جہازوں کے لوٹنے والوں پر ہمارا بس نہیں چلتا تم خود آ کر اپنے قیدی چھڑا لو اور اپنا مال و اسباب لے لو"

حجاج بن یوسف عامل عراق زیادتیوں کی طبیعی درشتی و سخت مزاجی سے جو لوگ واقف ہیں ان کو اس کے اس طرز عمل پر ضرور حیرت ہو گی کہ اس نے خبر کے سنتے ہی فوج روانہ نہیں کی بلکہ پہلے ایک مصالحانہ خط لکھا اور بالکل واجبی مطالبہ کیا یعنی قیدیوں اور اموال کی واپسی چاہی حالانکہ آجکل بھی اس قسم کا کوئی خفیف سا واقعہ بھی پیش آ جاتا ہے تو مجرموں کی سزا دہی و خلاصی کے علاوہ تاوان کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور ایسے واقعہ کو بہانہ بنا کر چڑھائی کر دی جاتی ہے اور ایسے پولیٹکل معاہدے کی زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے کہ پھر ابھرنا دشوار ہو جاتا ہے اور گزشتہ جنگ عظیم اسی نوعیت کے ایک حادثہ کی بنا پر واقع ہوئی تھی مگر حجاج بن یوسف جیسا عامل عراق جو اسلامی تاریخ میں مسلمانوں کی باہمی لڑائیوں میں سخت ظالمانہ شہرت رکھتا ہے اور جسے انتہا سخت گیر اور درشت مزاج تسلیم کیا جاتا ہے اس نے بھی اس حادثہ پر اپنے اوسان قائم رکھے اور طبیعت کی فطری سخت گیری کو سلامت روی پر غالب نہیں آنے دیا اور واجبی سے بھی کم مطالبہ کا ایک مصالحانہ خط لکھنا ضروری سمجھا اگرچہ راجہ داہر کی عقل جذبۂ عناد و خصومت سے مغلوب نہ ہو گئی ہوتی تو اس کا فرض تھا کہ وہ اس خط کا شریفانہ جواب دیتا اور مال و اسباب اور قیدیوں کو واپس کر کے اسلامی حکومت سے خوشگوار تعلقات پیدا کر لیتا مگر اس نے یہ راستہ اختیار نہیں کیا۔

جب حجاج کے پاس یہ بیہودہ جواب پہنچا تو اس نے مجبور ہو کر عبید اللہ سلمی کو ایک

مختصر فوج دیکر روانہ کیا مگر عبید اللہ سلمی شہید اور اس کی فوج تباہ ہو گئی اس کے بعد بدیل بجلی کو چار ہزار فوج کے ساتھ بھیجا وہ بھی شہید اور اس کی ساری فوج شہادت یاب ہوئی اس کے بعد حجاج کو ہوش آیا اور اس کی سمجھ میں آیا کہ راجہ داہر نے مقابلے کی پوری تیاری کر لی ہے چنانچہ اس کے بعد حجاج نے خلیفہ ولید بن عبد الملک سے اجازت حاصل کر کے محمد بن قاسم کی سپہ سالاری میں بارہ ہزار فوج روانہ کی اس مہم کے سر کرنے کے لئے پہلے عامر بن عبد الملک نے اپنے آپ کو پیش کیا مگر حجاج نے اپنے داماد محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن عقیل ثقفی کو منتخب کیا۔ محمد بن قاسم اس وقت فارس کا گورنر اور شیراز میں مقیم تھا وہاں سے طلب کر کے حجاج نے محمد بن قاسم کو اس مہم پر روانہ کیا۔ حجاج نے ایک سترہ سالہ نوجوان کو کیوں پسند کیا بحیثیت داماد کے اس کے لئے یہ زیادہ مناسب تھا کہ ایک بڑے اس صوبہ کا گورنر رہنے دیا جاتا حقیقت یہ ہے کہ محمد بن قاسم کے دل و دماغ اور اس کی روح سے حجاج بن یوسف آگاہ ہو چکا تھا اسے معلوم تھا کہ اس کے پہلو میں دل نہیں بلکہ عشق و ولولہ کا ایک آتشکدہ ہے اور اس کی روح حیات جاودانی کی جویاں ہے اس لئے وہ شہادت کو اس قدر محبوب رکھتا ہے جس قدر کوئی دنیا زندگی کو عزیز رکھتا ہے اور ایک ایسی مہم پر اور ایک ایسے ملک میں جو مسلمانوں کے لئے بالکل نیا تھا ایسے ہی شخص کو بھیجا جا سکتا تھا جو موت کو زندگی سے زیادہ قیمتی سمجھتا ہو اور عشق ملت نے جس کے سر کو وبال دوش بنا رکھا ہو۔

بہر حال ان حالات کے ماتحت غازی محمد بن قاسم صرف بارہ ہزار فوج کے ساتھ عازم ہندوستان ہوئے اس کے علاوہ خزیم بن مغیرہ کی سرکردگی میں ایک بحری بیڑہ بھی روانہ کیا جس میں سامان رسد کے علاوہ قلعہ کشائی کے آلات بھی تھے اور تقریباً بندر دیبل پر بیڑہ اور فوج ساتھ ہی پہنچے مجاہدین کی مزاحمت سب سے پہلے ارض بیلہ پر راجہ داہر کی فوجوں نے کی مگر شکست کھا کر فرار ہونے پر مجبور ہوئیں اس کے بعد بندر دیبل کا اسلامی فوج اور بیڑہ نے محاصرہ کر لیا اور تھوڑے عرصہ میں فتح کر لیا فتح کر لینے کے بعد کسی قسم کی لوٹ مار یا قتل و غارتگری نہیں کی گئی بلکہ دیبل کے افسر جیل خانہ کو وہاں کی حکومت سپرد کر دی حمید بن وداع کو اس کی ماتحتی میں شحنہ یا افسر پولیس مقرر کر کے آگے بڑھا۔

دیبل کی فتح کا حال سن کر راجہ داہر نے غازی محمد بن قاسم کو لکھا کہ اس فتح پر تم مغرور نہ ہو جانا ہم تمہارا نشہ بھی باقی نہ چھوڑیں گے اس کا جواب غازی نے یہ دیا جس سے اس کی کمزوری کی وجہ صاف معلوم ہو جاتی ہے۔

"ہم نے آپ پر آپ کی اس بد اعمالی کی وجہ سے چڑھائی کی ہے کہ آپ نے سرندیپ کے جہازوں کا مال جو خلیفہ کے لئے جاتا تھا لوٹ لیا اور بیگناہ مسلمانوں کو پکڑ کر قید کیا عورتوں بچوں کو لونڈی غلام بنایا ہمارے خلیفہ کے فرمان کا ادب ساری دنیا کرتی ہے مگر آپ نے اس کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا جبکہ خلیفہ نے حکم دیا ہے کہ آپ کو اس گستاخی و بد اعمالی کی سزا دوں آپ نے جو اپنی قوت و شوکت کی نسبت لکھا ہے اس سے اطلاع ہوئی مگر ہم لوگ خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ"

دیبل کی فتح کے بعد اسلامی لشکر نیرون کی جانب متوجہ ہوا مگر یہاں کے لوگوں نے حجاج بن یوسف سے پہلے ہی امان طلب کر لی تھی وہاں کے شہری تحائف و ہدایا کے ساتھ اسلامی لشکر کے استقبال کے لئے نکلے اور عزت و احترام کے ساتھ شہر میں لے گئے اسلامی سپہ سالار نے بھی اس شہر والوں کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا۔

اس کے بعد سترہ سالہ سپاہی بھروچ کی طرف روانہ ہوا یہاں راجہ کے بھتیجہ نے قلعہ بند ہو کر مقابلہ کیا مگر تاب مقاومت اپنے اندر نہ پا کر ایک دن راتوں رات فرار ہو گیا مگر کچھ جاٹوں نے اسلامی لشکر پر شبخون مارنے کی کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہ ہونے بہت سے جاٹ گرفتار ہو کر لائے گئے تو محمد بن قاسم نے ان کو نصیحت کر کے چھوڑ دیا اسی قسم کا حسن سلوک تھا جو جاٹوں کے قبول اسلام کا سبب ہوا۔

یہاں سے غازی نے سیوستان کا رخ کیا اور اسے بھی فتح کر لیا اور یہاں کے پنڈتوں کو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا غرض اسی طرح فتوحات حاصل کرتا ہوا راجہ داہر سے بمقام جے وار مقابل ہوا اس میدان میں اسلامی لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تھی اور راجہ داہر کی فوج کی تعداد پچیس تیس ہزار زرہ پوش سپاہی اور دس ہزار زرہ بردار اور ساٹھ جنگی ہاتھیوں پر مشتمل تھی محمد بن قاسم کے ہمراہ کل ۱۲ ہزار مجاہدین آئے تھے انہی جنگوں میں بہت سے شہید ہو چکے تھے اس لئے ۲ ہزار کے قریب اہل مجاہد فوج باقی رہ گئی تھی لیکن اس معرکہ میں دو ہزار فوج بیان کی گئی ہے یہ سب وہ لوگ تھے جو اسی دوران میں محمد بن قاسم کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے تھے بہر حال یہ معرکہ تین دن گرم رہا تیسرے دن راجہ داہر کی فوج کا بڑا حصہ مقتول ہوا اور اس کے بعد بھگدڑ پڑ گئی مگر راجہ داہر ایک ہزار فوج کے ساتھ میدان جنگ میں ڈٹا رہا اور داد مردانگی دیکر محمد بن قاسم کے ہاتھ سے مارا گیا اور اس معرکہ نے اس حقیقت کو آشکارا کر دیا کہ اب اس ملک کی قسمت مسلمانوں کے ساتھ وابستہ ہو گئی ہے قتل داہر کے بعد بہت سے برہمن اور فوجی سرداروں نے آکر محمد بن قاسم کی خدمت میں مسلمان ہونے کی درخواست کی چنانچہ ان کو مسلمان بنا لیا گیا دوسرے دن محمد بن قاسم نے منادی کرا دی کہ ہر شخص آزاد ہے جس کا جی چاہے مسلمان ہو جس کا جی چاہے اپنے آبائی مذہب پر رہے ہر شخص اپنی مرضی کا مالک ہے یہ واضح رہے کہ اس معرکہ میں وہ پانسو مسلمان باغی بھی تھے جن کو راجہ داہر نے پناہ دی تھی اور وہ بھی اس کی طرف سے اسلامی لشکر سے لڑے تھے مگر ان باغیوں کا سردار محمد علافی بچ نکلا تھا چنانچہ راجہ داہر کا بیٹا جے سنگھ اور محمد علافی یہاں سے نکل کر برہمن آباد میں جا کر قلعہ بند ہو گئے اور اس کی رانی ستی ہو گئی برہمن آباد کامل چھ ماہ کے محاصرہ کے بعد بڑی دقتوں کے بعد فتح ہوا کیونکہ یہ مشہور و مضبوط قلعہ تھا اور وہاں کے انتظامات کر کے محمد بن قاسم آگے بڑھا۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ برہمن آباد میں بھی کسی کو رتی بھر نقصان نہیں پہنچا بلکہ شہر کے انتظامات بھی اہل شہر ہی کے سپرد کر دیئے گئے۔

یہاں سے روانہ ہو کر راجہ داہر کی راجدھانی شہر الور کی طرف روانہ ہوا اور یہ شہر بھی شہر والوں نے بغیر لڑے بھڑے سپرد کر دیا اس کے بعد محمد بن قاسم نے ملتان کا رخ کیا اور ملتان کو بھی فتح کر لیا جس کے بعد صوبہ سندھ کی فتح مکمل ہو گئی۔ محمد بن قاسم کے وقت کا صوبہ سندھ آج کے صوبہ سندھ سے مختلف اور بہت وسیع تھا۔

شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ حاجیوں کے بیڑہ کی غارتگری کا مسلمانوں نے بہانہ بنا کر حملہ کیا مگر ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ تمام مسلمان جو ان جہازوں سے گرفتار کئے گئے تھے وہ راجہ داہر کے جیل میں پہلے تھے اور پھر برہمن آباد کے جیل میں مقید تھے اور بالآخر فتح سندھ کے بعد ان کو رہائی ملی۔

محمد بن قاسم نے اپنے تمام زمانہ سپہ سالاری و حکومت میں ایک بتخانہ بھی نہیں

توڑا نہ کسی ایک غیر مصافی شہری کو قتل کیا نہ ان کے اموال اور زمینیں ضبط کیں بلکہ اکثر و بیشتر مقامی ہندوؤں سے اطاعت و فرمان برداری کا معاہدہ کر کے وہاں کی حکومت ان ہی کے سپرد کر دی۔

حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ ہر ایک معاملہ کی رپورٹ ان کو کرتے رہیں اور مرکز سے جو ہدایات پہنچیں ان کی تعمیل کریں چنانچہ محمد بن قاسم نے اس حکم کی حرف بحرف تعمیل کی اس زمانہ میں جو احکامات موصول ہوئے ان میں سے چند یہاں نقل کئے جاتے ہیں جس سے پتہ چلیگا کہ محمد بن قاسم نے ہندوستان میں کس قسم کی پالیسی اختیار کی اور ہندوؤں کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کیا۔ دیبل کی اطلاع پا کر حجاج نے محمد بن قاسم کو لکھا:۔

"جب تم ملک پر قابض ہو جاؤ تو قلعوں کی استواری اور لشکر کی رفع احتیاج کے بعد تمام اموال و خزائن کو رعایا کی بہبود اور رفاہ خلق میں خرچ کرنا اور یاد رکھو کہ کاشتکاروں، کاریگروں، سوداگروں اور پیشہ وروں کی خوشحالی و فارغ البالی سے ملک آباد و سرسبز ہوتا ہے رعایا کے ساتھ ہمیشہ رعایت کرو کہ وہ تمہاری طرف محبت کے ساتھ راغب ہوں۔"

دوسرا فرمان حسب ذیل ہے:۔

"اہل بیرون کے ساتھ نہایت نرمی اور دلدہی کا سلوک کرو ان کی بہبودی کے لئے کوشش کرو لڑنے والوں میں سے جو تم سے امان طلب کرے اس کو ضرور امان دو کسی مقام کے اکابر سردار تمہاری ملاقات کو آئیں تو ان کو قیمتی خلعت اور انعام و اکرام سے سرفراز کرو عقل و دانائی کو اپنا رہبر بناؤ جو وعدہ کسی سے کرو اس کو ضرور پورا کرو تمہارے قول و فعل پر سندھ والوں کو پورا پورا اعتماد و اطمینان ہونا چاہیئے۔"

تیسرا فرمان:۔

"جو کوئی تم سے جاگیر و ریاست طلب کرے تم اس کو ناامید نہ کرو درخواستوں کو قبول کرو عفو و امان سے رعایا کو مطمئن کرو سلطنت کے چار ارکان ہیں اول مدارا و درگذر اور محبت۔ دوم سخاوت و انعام۔ سوم دشمنوں کی مزاج شناسی اور ان کی مخالفت میں عقل کو ہاتھ سے نہ دینا چہارم قوت و شہامت تم راجاؤں سے جو عہد کرو اس پر قائم رہو جب وہ مالگذاری دینے کا اقرار کر لیں تو ہر طرح ان کی اعانت و امداد کرو جب کسی کو سفیر بنا کر بھیجو تو اس کی عقل و امانت کو جانچ لو جو شخص توحید الٰہی کا اقرار کرے اس کے مال و اسباب اور ننگ کو برقرار رکھو لیکن جو اسلام قبول نہ کرے اس کو صرف اس قدر مجبور کرو کہ وہ تمہارا مطیع ہو جائے اور بغاوت و سرکشی سے باز آ جائے جو بغاوت و سرکشی کرے اس سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ شریف و رذیل میں امتیاز کرو۔ ایسا بھی نہ ہو کہ تمہاری صلح جوئی کو دشمن تمہاری کمزوری محسوس کریں۔"

چوتھا فرمان:۔

"پنجوقتہ نماز میں سستی نہ ہو تکبیر و قرات اور رکوع و سجود میں خدا تعالیٰ کے رو برو تضرع و زاری کیا کرو زبان پر ہر وقت ذکر الٰہی جاری رکھو کسی شخص کو شوکت و قوت خدائے تعالیٰ کی مہربانی کے بغیر میسر نہیں ہو سکتی اگر تم خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کروگے تو یقیناً مظفر و منصور ہو گے۔"

پانچواں فرمان:۔

"تمہارا اہتمام و انتظام اور ہر ایک کام شرع کے موافق ہو مگر ہر خاص و عام کو امان دینے اور درستی و دشمن میں تمیز کرنے سے ایسا نہ ہو کہ کام بگڑ جائے جو لوگ بزرگ اور ذی وقعت ہوں ان کو ضرور امان دو مگر شریر اور بدمعاش کو دیکھ بھال کر آزاد کیا کرو اپنے عہد و پیمان کا ہمیشہ لحاظ رکھو اور اہل بستی و رعایا کی استمالت کرو یعنی نرمی و درگذر سے کام لو۔"

ان فرامین سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن قاسم نے سندھ کے ہندوؤں کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کیا ہوگا اس گورنر جنرل اور وائسرائے کے فرامین میں جا بجا تشدد و بے رحمی، سخت گیری اور درشت مزاجی سے بچنا تاکید۔ مسلمانوں کے باہمی مناقشات کا تعلق ہے سخت بدنام شہرت کا مالک ہے اگر ان احکام کی محمد بن قاسم ذرہ برابر خلاف ورزی کرتا تو حجاج اس کی کھال کھنچوا لیتا اس لئے اس امر کا بھی امکان نہیں ہے کہ محمد بن قاسم نے اس کی خلاف ورزی کی ہوگی لیکن یہ صرف قیاس ہے اور جب تک واقعات سے اس کی تصدیق نہ ہو اس وقت تک شبہ رہتا ہے مگر محمد بن قاسم کے واقعات خاموش نہیں ہیں بلکہ ان کی زبان اور زیادہ صاف اور واضح ہے اور وہ ناقابل انکار طریقہ پر شاہد ہیں کہ محمد بن قاسم نے رعایا پروری عفو و درگذر امان دہی استمالت اور مفتوح نوازی میں ہدایات بالا پر ہی عمل نہیں کیا بلکہ اس قدر زیادہ عفو و درگذر سے کام لیا کہ حجاج کو جب معلوم ہوا تو اسے لکھنا پڑا کہ شریر اور بدمعاشوں کو دیکھ بھال کر آزاد کیا کرو۔" اس نے تین فیصدی سرکاری خزانہ میں سے برہمنوں کا حق مقرر کر دیا کہ وہ اس سے مندروں کا انتظام کریں مندروں کو جاگیریں عطا کیں اور جب برہمنوں نے آ کر شکایت کی کہ ہندو لوگ مسلمان سپاہیوں کے خوف سے بتوں کی پوجا کے لئے مندروں میں آنا ترک کر دیا ہے اس سے ہماری آمدنی میں کمی ہو گئی ہے اور بعض مندروں کی بیرونی عمارت کو سنگباری سے نقصان پہنچا ہے ان کی مرمت ہونی چاہیئے اور ہمارے جو حقوق ہیں وہ سرے ہیشہ وروں کی طرح ہم کو بھی ملنے چاہئیں محمد بن قاسم نے یہ کیفیت حجاج کو لکھ بھیجی اس کا فرمان موصول ہوا کہ:۔

"تمہارے خط سے معلوم ہوا کہ برہمن آباد کے ہندو اپنے مندروں کی عمارت درست کرنا چاہتے ہیں چونکہ انہوں نے اطاعت قبول کر لی ہے لہذا ان کو اپنے معبودوں کی عبادت میں آزادی حاصل ہونی چاہیئے اور کسی قسم کا جبر کسی پر مناسب نہیں۔"

محمد بن قاسم کے پاس جس وقت یہ فرمان پہنچا اس نے برہمن آباد کے تمام اکابر و امرا کو بلایا اور برہمنوں اور پوجاریوں کے حقوق کی تحقیق کی اور راجہ داہر کے زمانہ میں سلطنت کی طرف سے جو جو رعایتیں حاصل تھیں وہ معلوم کیں اس کے بعد اعلان کرایا کہ جو لوگ اپنے باپ دادا کے مراسم کے پابند ہیں ان کو ہر قسم کی آزادی ان مراسم کے بجا لانے کی حاصل ہے کوئی شخص معترض نہ ہو سکیگا برہمنوں کو دان پان دکشنا اور بھینٹ جس طرح پہلے دیتے تھے اب بھی دیں اپنے مندروں میں آزادانہ پوجا پاٹ کریں محاصل ملکی میں سے تین روپے فیصدی برہمنوں کے لئے الگ خزانہ میں جمع کیا جائے گا اس روپیہ کو برہمن جس وقت چاہیں مندروں کی مرمت اور ضروری سامان کے لئے برآمد کرا سکتے ہیں اس کے بعد برہمنوں کے سب سے بڑے پنڈت کو راناکا کا خطاب دیکر امور مذہبی کا

بتیمہ منتشر کر دیا۔

حجاج کا ایک فرمان اور ملاحظہ ہو جس سے انتظام ملکی پر روشنی پڑتی ہے:۔

"جو لوگ اہل حرب ہیں اُن سے لڑو اور جو اطاعت قبول کریں ان کو امان دو۔ صناعوں اور تاجروں پر کوئی محصول یا ٹیکس نہ عائد کرو جو شخص زراعت میں زیادہ توجہ اور جانفشانی سے کام لیتا ہے اس کی مدد کرو اور تقاوی دو جو اسلام قبول کریں ان سے زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ لو اور جو لوگ اپنے مذہب پر قائم رہیں اُن سے وہی مالگذاری وصول کرو جو وہ اپنے راجاؤں کو دیا کرتے تھے"

جب سندھ بالکل فتح ہو چکا تو حجاج نے محمد بن قاسم کو خود مختار کر دیا یعنی تو اس کو ہر ایک معاملہ میں مانے اور حجاج سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے صوابدید سے کے مطابق معاملات ملکی کو فیصل کرنے کی اجازت دی چنانچہ لکھتا ہے:۔

"میں تمہارے ملکی انتظام سے بہت خوش ہوں تم ایسے کام کرو کہ تمہارا نام روشن ہو تمہارا ہر ایک کام میں مجھ سے صلاح پوچھنا تمہارے حزم و احتیاط کی دلیل ہے مگر فاصلہ اس قدر دور و دراز کا ہے کہ خطوط کے جواب پہنچنے میں دیر ہوتی ہے اور اس سے کاموں میں التوا ہوتا ہے لہذا اب تم بطور خود رعیت نوازی و عدل گستری کے طریقوں پر کار بند عمل درآمد کرو"

محمد بن قاسم کے ایفائے عہد کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے ہو سکتا ہے کچھ ایسے لوگ گرفتار ہو کر آئے جو برابر لڑتے اور آخر وقت تک مسلمانوں سے برسر مقابلہ رہے تھے اور ان سے ایسے اعمال و افعال سرزد ہوئے تھے کہ وہ ہر طرح سے گردن زدنی اور کشتنی تھے محمد بن قاسم نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ ان میں ایک شخص نے رہائی و آزادی حاصل کرنے کی یہ ترکیب سوچی کہ محافظوں سے کہا کہ میرے پاس ایک ایسی چیز ہے جو کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی انہوں نے کہا دکھاؤ تو اس نے محمد بن قاسم کو دکھانے کا وعدہ کیا چنانچہ اطلاع ہونے پر محمد بن قاسم نے اس کو طلب کیا اور کہا کونسی چیز ہے دکھاؤ اس نے کہا کہ وہ عجیب و غریب چیز ہے جو کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی مگر اس شرط پر دکھا سکتا ہوں کہ پہلے تو مجھے اور میرے تمام کنبہ اور خاندان کے لئے امان نامہ لکھ دو چنانچہ محمد بن قاسم نے امان نامہ لکھ دیا اس کے بعد اس نے مونچھوں کو تاؤ دیا سر کے بالوں کو بکھیر دیا داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور پاؤں کی انگلیوں کو سر سے لگا کر ناچنے لگا اور کہا کہ یہ تماشا کبھی تم نے نہ دیکھا ہوگا۔ محمد بن قاسم اپنی غلطی پر نادم تھا لوگوں نے کہا کہ اس نے دھوکہ دیا ہے اسے قتل کر دینا چاہئے محمد بن قاسم نے وعدہ کا لحاظ رکھ کر چھوڑ دینا بہتر سمجھا اور حجاج سے ساری کیفیت لکھ کر مشورہ طلب کیا حجاج نے خود خلیفہ سے استصواب کیا خلیفہ ولید نے بھی دریافت کیا خلیفہ اور حجاج نے لکھا کہ محمد بن قاسم کو وعدہ پورا کرنا چاہئے چنانچہ محمد بن قاسم نے اس کو جیلخانہ سے رہا کر دیا اور اس کو اور اس کے خاندان کو امان دیدی۔

محمد بن قاسم نے اپنے تین سالہ دور حکومت میں اس امر کا اظہار کیا کہ اس کی حکومت سے سندھ کے کسی طبقہ اور کسی قوم کو بھی اذیت اور تکلیف اور نقصان نہ پہنچے اس نے پستوں کو بلند کیا معافی مانگنے والوں کو معاف کیا عفو و درگذر اور محبت سے دلوں پر قبضہ کر لیا سب کو مذہب کی کامل آزادی دی ہندوؤں کے عبادت خانوں اور مندروں کی حفاظت کی انسانوں کو جاگیریں دیں اور ان کے اولاد کے پجاریوں کے لئے مستقل وظائف مقرر کر دیئے برہمنوں کا اعزاز بڑھایا ان کو ملکی عہدوں پر مامور کیا اور مالیات کا شعبہ کلیتہً ان کی سپردگی میں دیدیا اور رعیت کی نگہداشت میں اس قدر سعی بلیغ کی کہ وہ بے دام ان کے غلام بن گئے۔

یہ ہیں حالات و واقعات محمد بن قاسم فاتح سندھ کے جو سترہ سال کی عمر میں ہندوستان آیا اور کل ساڑھے تین سال ہندوستان میں رہ کر پورے صوبہ سندھ ہی کو نہیں بلکہ اہل سندھ کے قلوب و ارواح کو بھی فتح کر لیا۔

ہمارے نوجوان مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے کہ وہ کون سے صفات و محامد تھے جنہوں نے ایک سترہ سالہ نوجوان عرب کو ایسی عظیم و جلیل فتح دلائی اور اس کے نام کو شہرت دوام اور اس کی زندگی کو حیات جاوید عطا کی اور کیا ہم بھی ان محامد اخلاق و ستودہ صفات سے اپنے آپ کو متصف کر سکتے ہیں یا خدا نے ہمیں صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہم غلام پیدا ہوں غلام رہ کر زندگی بسر کریں اور غلامی کی ملعون حالت میں موت سے ہمکنار ہو کر اسی گناہ کی قبر میں جا سوئیں نوجوانان اسلام میں ہر شخص محمد بن قاسم بن سکتا ہے اور محمد بن قاسم بن کر اپنی ملت اپنے مذہب اپنی قوم اور اپنے وطن کو ظلم و زیادتی سے نجات دلا سکتا ہے اور اپنے لئے تاریخ میں محمد بن قاسم کے ساتھ جگہ حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ تمہارے قلوب بلند حب ملت و وطن سے سرشار اور تمہارے دل آتش عشق قوم و ملک سے سوزاں ہوں اور محمد بن قاسم کی طرح عالم انسانیت کے لئے یکساں محبت و رحم ہو اور بلند کیرکٹر، دیانتداری، ملک و ملت کے ناپاک جذبات سے تم مغلوب ہو گئے ہو اور تمہارے حوصلے تمہارے دولے اور عزائم و افکار میں جمود و پستی نہ ہو پھر کیا تم محمد بن قاسم کی زندگی سے کوئی سبق حاصل کر رہے ہو اور اس سے

ہماری حالت زار کا ایک رخ

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی)

یہ ایک بہت مشہور مقولہ ہے اور بالکل صحیح مقولہ ہے کہ افلاس آدمی کے لئے سب سے بڑی لعنت ہے افلاس ہی کی بدولت ہزاروں نیک اور شریف انسانوں کی زندگیاں تباہ ہو جایا کرتی ہیں اور دیانتدار فیاض، اور اپنے بنی نوع کے بہی خواہ اور ہمدرد بننے کی بجائے دغاباز چور، خود غرض اور نفس پرست بن جاتے ہیں ایک انسان اگر اپنے ہی جیسے انسان کے آگے ہاتھ پھیلانے اور بھیک مانگنے پر مجبور ہوتا ہے تو اسی افلاس کے سبب اور ایک آدمی اپنے ہی جیسے دوسرے آدمی کی غلامی اختیار کرتا ہے تو صرف اسی ناداری و محتاجی کے سبب سے اپنے اور اپنے بچوں کے پیٹ بھرنے کی ضرورت نے اکثر خدا سے ڈرنے والے اور ایماندار آدمیوں کو مجبور کر کے اس بات پر آمادہ کر دیا ہے کہ وہ چوری، دغابازی اور قتل جیسے مہیب گناہوں کے مرتکب ہوں افلاس اور احتیاج ہی نے لاکھوں مفلس اور لاوارث شریف عورتوں کو بھی مجبور کر کے اس انتہائی ذلت اور شرم کے قبول کرنے پر آمادہ کیا ہے کہ اپنے عزیز ترین جوہر نسوانی تھوڑی سی قیمت پر فروخت کر کے اپنی دو چار وقت کی روٹیاں چلائیں حالانکہ یہی گنہگار اور مجرم ہستیاں اپنی خوشحالی اور غیر محتاجی کے زمانہ میں اس قسم کے گناہوں کے خیال تک سے کانپ جایا کرتی تھیں اور معصیت کا خیال ان کے دلوں کو لرزا دیا کرتا تھا یہ کہنا تقریباً بالکل فضول ہے کہ یہ ضرورتمند اور مفلس مرد اور عورتیں اگر کوشش کرتے تو ایمانداری سے بھی روپیہ کما سکتے تھے تجربہ ہمیں بتلاتا ہے کہ محنت اور مزدوری انہیں لوگوں کو آسانی سے ملا کرتی ہے جو اس طریقہ زندگی کے عادی ہو چکے ہیں نئے لوگ جنہیں ضرورت مجبور کر کے مزدوروں کی صف میں کھڑا کر دیتی ہے مزدوری حاصل کرنے میں بہت کم کامیاب ہوا کرتے ہیں ان کا رکھ رکھاؤ اور طرز انداز عام مزدوروں سے کچھ اس قدر الگ ہوتا ہے کہ کوئی ان سے کام لینا پسند کرتا ہے تو صرف اسی حالت میں کہ جب کوئی اور پرانا مزدور نہ ملے اس لئے نئے مزدوروں کو ہمیشہ کچھ زمانہ مزدوری کرنے کے آداب اور مزدوروں جیسے طور طریقے سیکھنے پر صرف کرنا پڑتا ہے اب اگر اس زمانہ نا امیدی کے گذارنے کے لئے ان کے پاس کچھ سرمایہ ہے تب تو وہ چند روز میں کامیاب ہو جاتے ہیں ورنہ بصورت دیگر مزدوری ملنے کی طرف سے مایوس ہو کر وہ تمام حلال اور نیک روزگار کا اختیار منقطع کر دیتے ہیں اور ان کاموں پر اتر آتے ہیں جو انہیں اشرف المخلوقات کی قابل رشک بلندی سے گرا کر رذیل المخلوقات کے پست اور ذلیل گڑھے میں گرا دیتے ہیں۔

بھیک اور آئندہ بھیک ملنے کا خوف انسان کے دماغ کو بالکل بیکار کر دیا کرتا ہے اور اس میں کسی بات پر غور کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی اس کے پیش نظر صرف ایک مقصد ہوتا ہے اور وہ یہ کہ کسی نہ کسی طرح کہیں سے کچھ روپیہ حاصل کیا جائے اور جب یہ خیال دماغ پر اس قدر حاوی ہو جائے کہ نتائج کی طرف سے اسے بالکل بے پروا کر دے تو پھر وہ تمام ایسے کام کر گذرتا ہے جو بحالت صحت عقل کبھی نہ کر سکتا تھا جاڑے کے خدا نہ لے دو کوڑیوں کی خاطر ایک ہنستے کھیلتے بچے کو مار کر کنوئیں میں ڈال دینا ایک آدھ زیور کے لئے بلا تکلف عورتوں کو قتل کر دینا مسافروں کو سرائے دیوانی بلا کر ان کے مال و اسباب پر قبضہ حتیٰ کہ ہر قسم کی خرافت نفس کو خیر باد کہہ کر بھیک مانگنے لگنا سب ضرورتمندی اور افلاس کے کرشمے ہیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ انسان کے لئے افلاس بدترین لعنت نہیں ہے "ضرورت" کے متعلق مشہور ہے کہ وہ "ایجاد کی ماں" ہوتی ہے یعنی ہر نئی چیز کے ایجاد ہونے کا باعث اس چیز کی ضرورت ہو۔ پیٹ کی ضرورت بھی ایجاد کی ماں ہے مگر اس ضرورت کے رفع کرنے کے لئے انسانی دماغ زیادہ تر ایسی ایجادیں کیا کرتا ہے جو اس کے بنی نوع کے لئے مفید کارآمد ہونے کے بجائے مضر اور مہلک ثابت ہوں چوری نقب زنی جیب تراشی ٹھگی، بالکتی جعل سازی وغیرہ سب پیٹ کی ضرورت نے ایجاد کرائی ہیں اور یہ وہ ایجادیں ہیں جو ہمیشہ نسل انسانی کے لئے ماتھے پر کلنک کے ٹیکے کا کام دیا کریں گی اور جیل خانوں کی آبادی اور پھانسی گھروں کی رونق کا باعث ہوا کریں گی۔

ہندوستان میں بے زری اور افلاس روز افزوں ترقی پر ہے اور موجودہ طرز کی حکومت کے زمانہ میں اس سے بہتر حالت کی کسی طرح توقع ہی نہیں کی جا سکتی دیگر ملکوں سے جو سیاح یہاں آتے ہیں ان میں سے اکثر وہ لوگ جو صرف سطحی نظر رکھتے ہیں ریلوں موٹروں، ٹریموں اور بجلی کے پنکھوں اور چراغوں کو دیکھ کر اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ہندوستان کی دولتمندی بڑھ رہی ہے اور لوگ عام طور پر خوش حال ہیں مگر یہ صرف ایک دھوکہ ہے ہندوستان کی آبادی صرف ان چند امراء کا نام نہیں ہے جو شہروں میں اونچے اونچے محل بنا کر رہتے ہیں نہ ان تاجروں کا نام ہے جو اپنی دوکان کی رونق کے لئے بجلی کی روشنی اور پنکھے لگانے پر مجبور ہیں ہندوستان کی اصلی آبادی وہ غریب کاشتکار ہیں جو دیہات میں رہتے ہیں اور جو گرمی کی چلچلاتی دھوپ میں ننگے سر اور ننگے بدن صبح سے شام تک ہل چلایا کرتے ہیں یا وہ نادار اور غریب مزدور ہیں جو مزدوری اور محنت کرنے کے لئے رہتے تو ہیں شہر میں مگر اس طرح کہ ان کا کوئی گھر نہیں ہوتا دن بھر کے لئے تو ان کا گھر وہ مکان یا دوکان ہوتی ہے جہاں وہ کام کریں اور رات کو ان کا گھر کسی سڑک کی پٹڑی یا کسی دوکان کا چبوترہ ہوا کرتا ہے۔ انہیں چار پائی میسر ہے نہ بستر اور انتہائی سردی کے موسم میں بھی برف بار ہوا سے محفوظ رکھنے کے لئے ان کے پاس اکثر ایک پھٹی ہوئی پرانی چادر کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا یہ ہندوستان کی اصلی آبادی ہے اور تاوقتیکہ یہ خوشحال اور فارغ البال نہ ہوں ہندوستان کبھی خوشحال نہیں ہو سکتا۔

ہر ملک کی آبادی عام طور سے تین طبقوں پر منقسم ہوا کرتی ہے ایک طبقہ تو امیروں اور رئیسوں کا ہوتا ہے جن کی آمدنی ان کی ضرورت سے بہت زیادہ ہوتی ہے دوسرا طبقہ متوسط الحال لوگوں کا ہوتا ہے جن کی آمدنی کم سے کم اتنی ضرور ہوتی ہے کہ ان کی تمام ضروریات آسانی سے پوری ہوتی رہیں اور تیسرا طبقہ غریبوں کا ہوتا ہے جو بمشکل محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں اگر روٹی مل جاتی ہے تو کپڑا میسر نہیں ہوتا اور کپڑا مل جاتا ہے تو روٹی نصیب نہیں ہوتی قوم یا ملک کی خوشحالی اس بات پر منحصر ہے کہ اس میں امیروں اور متوسط الحال لوگوں کی تعداد زیادہ ہو

اور مفلوک الحال غریب بہت کم ہوں ہندوستان میں اس غریب طبقہ میں نمایاں ترقی ہو رہی ہے اور متوسط الحال طبقہ آہستہ آہستہ مفلس اور مفلوک الحال طبقہ میں جذب ہوتا چلا جا رہا ہے امیروں کی تعداد ہر قوم میں تھوڑی ہوا کرتی ہے اور ہندوستان میں بھی ان کی تعداد تھوڑی ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اب ایسے لوگوں کا وجود ہی عنقا ہوتا چلا جا رہا ہے جنہیں دونوں وقت پیٹ بھر کر روٹی مل جاتی تھی اور جاڑوں میں ضرورت کے لائق لحاف اور توشکیں میسر آجاتی تھیں ہندوستان کی خوشحالی کا صحیح اندازہ موٹروں اور ٹریموں یا بجلی کے پنکھوں اور چراغوں کی افراط سے نہیں کیا جا سکتا بلکہ ان بھیک مانگنے والوں کی افراط سے ہو سکتا ہے جو ہر گلی ہر سڑک ہر دکان ہر مکان اور ہر مسجد یا مندر کے دروازہ پر ہر وقت نظر آیا کرتے ہیں یا پھر ان انسانی مجرموں کو دیکھ کر کیا جا سکتا ہے جنہیں ضرورت اور افلاس نے اس قدر خطرناک بنا دیا تھا کہ دوسروں کی حفاظت کی خاطر انہیں جیل خانوں میں بند کرنا پڑا قوم کا یہ بڑھتا ہوا افلاس ایک خطرہ عظیم ہے اور صرف خطرہ ہی نہیں بلکہ قوم کی کامل تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ہے اس لئے اگر ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں تو اس کی طرف کامل توجہ کرنی ضروری ہے۔

مفلسی اور محتاجی کے صرف دو سبب ہو سکتے ہیں یا تو یہ کہ قوم کے افراد میں سستی اور بیکاری عام ہو جائے اور لوگ اپنے وقت کو کام میں لانے اور محنت و مشقت کرنے سے جی چرائیں یا یہ کہ وہ محنت بھی کریں اور روپیہ بھی کمائیں مگر جتنی آمدنی ہو اس سے زیادہ خرچ کر دیا کریں۔ بدقسمتی سے ہماری قوم میں افلاس کے یہ دونوں اسباب موجود ہیں اور صرف موجود ہی نہیں بلکہ اس قدر عام ہیں کہ اگر انہیں ہماری قومی خصوصیات کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا ہماری سستی اور بیکاری کا یہ عالم ہے کہ ہم سے تقریباً ہر شخص اگر اسے لیٹے لیٹے روٹی مل جائے تو ہرگز اٹھ کر بیٹھنا پسند نہ کرے گا اور اگر بیٹھے بیٹھے مل سکے تو کھڑے ہونے کو ایک غیر ضروری اور تکلیف دہ حرکت خیال کرے گا ہمارے نوجوان بھی جن میں قدرتی طور پر کام کرنے کی قوت اور محنت و مشقت کرنے کا شوق بہت زیادہ ہونا چاہیئے تمام چارپائیوں پر پڑے رہنے یا دن بھر تاش اور شطرنج میں وقت گزارنے کو محنت کرنے پر ترجیح دیتے ہیں اور یہ قوم کی انتہائی بدقسمتی ہے عمر زیادہ ہونے پر انسان کے قویٰ میں انحطاط اور کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اس لئے طبعاً بھی وہ زیادہ آرام اور کم کام کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور درحقیقت جوانی ہی وہ زمانہ ہے کہ جب آدمی زیادہ سے زیادہ محنت کر کے اپنے اس زمانہ کو بھی خوشحالی کا دور بنا سکے اور بڑھاپے کے لئے بھی اتنا پس انداز کرلے کہ راحت و آرام کے ساتھ اس بیکاری اور تعطل کے زمانہ کو بسر کر سکے ہمارے نوجوان اول تو کام کرنے کی جانب راغب ہی نہیں ہوتے اور کچھ اسی کو اچھا سمجھتے ہیں کہ وہ خود تو دن بھر برآمدوں میں نیم کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تاش کھیلا کریں اور ان کی بوڑھی ماں سلائیاں کر کے کشیدے کا کام کرے یا دوسروں کی خدمت کر کے اپنا اور اپنے جوان بیٹے کا پیٹ پالے اور اگر کچھ دھندا بھی کریں تو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ تمام دنیا کی گردن پر ایک احسان عظیم کر رہے ہیں کام سے واپس آنے پر ان کا دماغ آسمان پر ہوتا ہے اور جب کما کر لائیں بیوی بچے اور بھائی اور بہنوں کو دو چار گالیاں نہ سنا لیں بلکہ شاید مار پیٹ نہ لیں اس وقت تک کام کرنے کی تکان دور نہیں ہوتی اس قدر احسان جتا کر اور گھر بھر کے لئے ایک مصیبت بن کر بھی وہ صرف اتنا ہی کمانا ضروری خیال کرتے کہ جتنے سے ان کی روز مرہ ضرورتیں بُرے بھلے طریقہ پر پوری ہو جائیں اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیمار ہو جانے پر یا ضعیفی کے زمانہ میں ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا اور وہ اس بات پر مجبور ہوتے ہیں کہ زندگی کا آخری زمانہ دوسروں کی خیرات و زکوٰۃ پر بسر کریں اور قوم کے اس ذلیل طبقہ میں برابر اضافہ کرتے رہیں جو قوم کے لئے باعث شرم ہے۔

آمدنی سے زیادہ خرچ کرنے کا مرض بھی ہم لوگوں میں بہت عام ہے اور ایسے دوراندیش لوگ قوم میں بہت ہی کم ہیں جو آج کی آمدنی میں سے کل کی اتفاقی ضرورتوں کے لئے کچھ بچا رکھیں ہماری خوراک بھی اکثر ہماری حیثیت سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے اور پوشاک میں بھی ہم اپنی استطاعت سے بہت زیادہ تکلف کرتے ہیں ہر شخص کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ اس کا شمار شہر کے معززین میں ہونے لگے یہ تمنا بجائے خود نہایت اچھی ہے مگر اس کے معنے یہ ہرگز نہیں ہیں کہ ہم صرف اپنے ظاہری لباس کو معزز بنا لیں انسان درحقیقت اپنے اعمال و افعال سے معزز بنتا ہے اور اگر ہمارے افعال ہی ایسے ہوں کہ جو کچھ کمایا وہ دعوت ختنہ یا بیاہ پر خرچ کر ڈالا تو اطلس اور کمخواب پہننے کے باوجود ہمارا شمار کبھی معززین میں نہیں ہو سکتا خوراک اور پوشاک کے علاوہ ہمارا بہت سا روپیہ بالکل غیر ضروری اور فضول رسموں میں بھی برباد ہوتا رہتا ہے اور ایسی مثالیں قوم میں بہت عام ہیں کہ لڑکے یا لڑکی کے بیاہ کے موقع پر جو قرضہ لیا تھا وہ مرتے وقت تک کسی طرح نہ اتر سکا باپ دادا کے ترکہ میں جو جائداد بہت جانا ملی تھی وہ اس قرضہ میں برابر ہو گئی سود اور نالش کا شوق بھی اس قدر اندھا بنا دیتا ہے کہ ہم اپنے بچوں کے عقیقہ اور بسم اللہ کی رسم پر تو سینکڑوں اور ہزاروں روپیہ بہا دیا کرتے ہیں مگر کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ بسم اللہ کے بعد بچے کو پڑھانے لکھانے پر بھی ایک بہت بڑی رقم خرچ کرنے کی ضرورت ہوگی اور جو روپیہ کہ بلاوجہ کے مفت خوروں کو کھلا کر ضائع کیا جا رہا ہے وہ اگر بچہ کی تعلیم پر صرف ہو تو زیادہ بہتر ہے عورتوں کے متعلق عام خیال ہے کہ وہ مردوں سے زیادہ کفایت شعار ہوا کرتی ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملک کی عورتیں ان فضول رسموں پر روپیہ برباد کرنے میں مردوں سے بھی پانچ ہاتھ بڑھی ہوئی ہیں مردوں اور عورتوں کی فضول خرچی کا اصلی سبب ان کی جہالت ہے اور جب تک ملک میں صحیح اور مناسب تعلیم عام نہ ہوگی ان خرابیوں کی اصلاح نہیں ہو سکتی ہماری قوم گور کنارے پہنچ چکی ہے اور اگر کچھ کسر باقی ہے تو اسے ہمارے گم کردہ راہ رہنما پورا کئے دیتے ہیں اس لئے اگر ہمیں دنیا میں زندہ رہنا ہے تو اپنی مدد خود کرنی پڑے گی جس کی بہترین اور سب سے آسان صورت یہ ہے کہ ہم اپنا پیٹ کاٹ کر اور اپنے اوپر ہر قسم کی تنگی اور تکلیف برداشت کر کے اپنے بچوں کو تعلیم دلائیں اور ان کے دلوں میں محنت کرنے کا شوق پیدا کریں یہی بچے جو آج گلیوں میں گلی ڈنڈا کھیلتے نظر آرہے ہیں کل کو قوم بنیں گے اور جیسی قوم وہ بنیں گے یا بن سکتے ہیں ان کی موجودہ حالت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے!

اچھوت اُدھار مولوی

(از قلم سید محمد سعید دہ انسپکٹر انجمن اعلائے مکاتب گورکھپور)

مولوی سید علی حسین تہذیب نگر کے ایک نوجوان وکیل تھے۔

ان بوڑھے نوجوانوں کی طرح نہیں جو آجکل مہذب سوسائٹی میں اکثر نظر آتے ہیں جن کی ساری جسمانی، دماغی، ذہنی، عقلی، باطنی، خارجی قوت زبان میں مجتمع رہتی ہے ہمارے مولوی صاحب اس زمرہ کے نوجوانوں میں نہ تھے۔

وہ زندہ دل زبان سے کم اور دل و دماغ و ہاتھ پیر سے زیادہ کام لینے والے نوجوانوں میں تھے۔ جو اصول ایک مرتبہ دل میں قائم کر لیتے تھے اس پر ثابت قدم رہتے خواہ کتنا ہی مصائب و آلام روحانی و مالی ان پر پڑیں صبر و تحمل سے اپنے عزم بالجزم میں منہمک رہتے ایک کام کے ہوتے ہوئے دوسرے کام میں ہاتھ نہ لگاتے جو شخص ایک درجن انجمنوں کا سکرٹری اور نصف درجن سوسائٹیوں کا پریسیڈنٹ اس سے عملی کام کی امید اگر سادہ لوحی نہ کریں تو کریں کوئی عقل سلیم رکھنے والا شخص نہیں کر سکتا اس غریب کی ساری قوت اور سرگرمی زبان سے ادا ہوتے اڑ جاتی ہے مولوی صاحب اس نکتہ کو خوب سمجھتے تھے انہوں نے نیچی اور ذلیل قوموں کی سدھار کے لئے ایک انجمن قائم کر رکھی تھی اور اپنی فرصت اور آمدنی کا ایک قلیل حصہ اس کار خیر کی نذر کرتے تھے شام ہوئی کچہری سے آئے کچھ ناشتہ کیا سائیکل اٹھائی شہر کے متصل دیہاتوں میں جا پہنچے۔ وہاں کہیں حلال خوروں کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے ہیں اور کہیں دھنیوں اور گھریوں میں بیٹھے ہیں اور ان کی ٹھیٹھ بولی میں اخلاق اور مذہب کی گفتگو کرتے ہیں ان کے بچوں کو گود میں لیتے ہیں پیار کرتے ہیں اتوار یا دوسری تعطیلوں میں اخلاق اور مذہب کی درستگی کے لیے نئے نئے کھیل ایجاد کرتے ہیں اور اہل گاؤں کی ان جدید طریقوں سے اصلاح کرتے ہیں۔

ایک سال ہی گذرا تھا کہ ان قوموں کی طرز معاشرت کی نئی دنیا ہوگئی شراب، جوا، تاڑی، شادی بیاہ کے ناجائز رسومات مفقود ہوگئے مگر ان چیزوں سے جو آمدنیاں ہوتی تھیں ان میں کمی ہو جانے سے انسپکٹر حامد علی خاں بدظن ہوگئے۔

رفتہ رفتہ مولوی صاحب کی اس ہمدردی نے نیچ قوموں کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم کر دیئے اس پرگنہ میں تین سو مواضعات تھے اور نیچ قوموں کی تعداد چھ ہزار سے کم نہ تھی ان سبھوں کے ساتھ مولوی صاحب کو دوستانہ اور برادرانہ انس تھا ان کی شادیوں میں شریک ہوتے تھے ان کی مالی امداد کرتے تھے اگر ان میں فساد ہوتا تھا تو اکثر فریاد مولوی صاحب کے یہاں آتی تھی ممکن نہ تھا کہ مولوی صاحب ان میں سے کسی کے بیمار ہونے کی خبر پائیں اور عیادت کے لئے نہ جائیں۔ ابتدا سے طب میں خود بھی تھوڑی سی واقفیت بہم پہنچا لی تھی خود مریض کی تیمارداری کرتے اور اسے زیادہ تکلیف میں پاتے تو دوا وغیرہ کی اعانت فرماتے مگر بیشتر صورتوں میں ان کی ہمدردی اور محبت کافی ہوتی تھی۔

ایسے کاموں کے لئے روپیہ کی اتنی ضرورت نہیں ہوتی تھی جتنی بے غرض انسانیت اور سچی ہمدردی کے جوش کی ان کی سال بھر کی مستقل اور سرگرم ہمدردانہ کوششوں نے اس پرگنہ میں ایک انقلاب سا پیدا کر دیا ان کے گھر اور جھونپڑے ان کی خوراک و لباس ان کے رسم و رواج سب گویا خراد پر چڑھ گئے۔

اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ یہ لوگ اپنی عزت سمجھنے لگے پہلے دو چار جاہل جیٹ زمینداروں نے انہیں دق کیا مگر جب دیکھا کہ انہیں کچھ اور ہی دھن سوار ہے تو خاموش ہوگئے۔ دو چار کور باطن آدمیوں نے اس معاملہ میں پولیس سے چارہ جوئی کرنی چاہی اور انسپکٹر حامد علی خاں آمادہ ہی تھے مگر حلال خوروں، دھنیوں اور دیگر نیچ قوموں کے پاس کیا رکھا تھا جو کسی کی دال گلتی مولوی صاحب کے یہ تعلقات بڑھتے گئے آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایک مرتبہ حلال خوروں کے چودھری کی لڑکی کی شادی میں انہوں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا۔

مولوی صاحب کی بیوی کا نام زبیدہ خاتون تھا۔ زبیدہ عام ہندوستانی عورتوں کی طرح اپنے شوہر کی دل و جان سے محبت کرتی تھی۔ پڑھی لکھی تو یونہی سی ہی تھی مگر مولوی صاحب کے ساتھ رہتے رہتے مذہبی اور اخلاقی تمدنی معاشرتی مسائل سے کچھ مانوس ہوگئی تھی۔

لیکن اسے فولوں سے کہ مردی کہو خواہ خلقی حس کہ اس سے کسی کی بات کی برداشت نہ ہوتی تھی وہ زبان کی تیز نہ تھی نہ بات بات میں الجھتی تھی مگر کوئی چبھتی ہوئی بات کوئی دل جلانے والا طعنہ اس کے دل پر اسیر کا زخم پیدا کر دیتا تھا سنتی تو چپ سن لیتی اور جواب دینا تو اس نے سیکھا ہی نہ تھا مگر اندر ہی اندر گھلنے کی عادی تھی مولوی صاحب اس خاصیت سے واقف تھے اس لئے وہ کبھی کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالتے جس سے اُسے صدمہ ہوتا کئی سال ہوئے جب مولوی صاحب کی وکالت کا شروع شروع تھا اور آمد و خرچ میں روزانہ کشمکش رہتی تھی۔ زبیدہ نے بڑی گیارہویں کے دن ذرا فیاضی سے کام لیا اور بیس پچیس روپیہ کی شیرینی عزیز و اقارب میں تقسیم کر دی مولوی صاحب دن بھر کچہری کی خاک چھان کر خالی ہاتھ لوٹے اور یہ کیفیت دیکھی تو جھنجھلا گئے میز پر بیٹھ کر بیٹے میں تو ایک ایک پیسہ کے لئے مارا مارا پھرتا ہوں اور تم یوں گھر لٹاتی ہو یہ مزاج تھا تو باپ سے کہا ہوتا کسی راجہ مہاراجہ سے شادی کرتا۔ زبیدہ چپ چاپ سر نیچا کئے سنتی رہی نہ جواب دیا نہ عذر معذرت کی مگر کامل چھ مہینہ تک بخار اور ضعف جگر میں مبتلا رہی مولوی صاحب کو زندگی بھر کے لئے سبق ہوگیا۔ خیر مولوی صاحب تو حلال خوروں کے یہاں سے کھانا کھا کر واپس آئے۔ آناً فاناً یہ خبر تمام شہر میں مشہور ہوگئی دوسرے دن زبیدہ کسی رئیس کی تقریب میں گئی اس میں شہر کی دیگر رؤسا کی عورتیں بھی آئی تھیں۔ زبیدہ کو دیکھ کر آپس میں کانا پھوسی ہونے لگی۔ ایک عورت نے جو ذرا بڑے گھرانے کی معلوم ہوتی تھی اپنے قریب کی عورت سے کہا کہ ذرا ان کو دیکھئے مرد تو حلال خوروں کے ساتھ کھانا کھاتا پھرتا ہے اور یہ ہیں کہ بنی ٹھنی ہم لوگوں کا مقابلہ کر رہی ہیں زبیدہ نے سن لیا اس کے سنانے ہی کے لئے یہ بات کہی گئی تھی وہ تلملا گئی معلوم ہوا کہ کسی نے دل میں نشتر لگا دیا تقریب کا خیال نہ رہا فوراً گھر چلی آئی اور غم کا اثر رگ رگ میں اتر گیا کھانا پکا کر مولوی صاحب کو کھلایا وہ کچہری چلے گئے آج کئی ہزار کا مقدمہ کل جالیس ہزار کا مقدمہ جیتا تھا اس خوشی میں بیوی کے کمرے میں گئے تیور دیکھیں اتر چلے خانم کو خوش خوش لوٹے تو دیکھا منہ ڈھانپے پڑی ہوئی ہیں ہکا بکا رہ گئے۔ بولے زبیدہ آج معمول کے خلاف لیٹی کیوں ہو طبیعت تو اچھی ہے۔ زبیدہ اٹھ بیٹھی اور بولی ہاں طبیعت اچھی ہے یونہی لیٹ گئی تھی۔ مگر یہ جواب مولوی صاحب کے لئے اطمینان بخش نہ تھا۔ طبیعت اچھی ہے تو یہ چہرہ پر پہلے کی سرخی کیوں نہیں ہاں

کیوں بکھرے ہیں چہرہ کیوں اداس ہے میرے لئے بڑے کچھ نہیں منگا یا گیا یہ خیالات تھا مولوی صاحب کے دل میں مترشح ہوئے کپڑے اتار کے کچھ ناشتہ کیا ادھر ادھر کی باتیں کیں چار لطیفے بھی سنائے مگر ان باتوں سے کوئی اثر نہ تھا زبیدہ یوں ہی ہوں ہاں کرتی رہی۔ شام ہوگئی مولوی صاحب کے سیر و تفریح کا وقت آگیا سائیکل اٹھائی اور چل کھڑے ہوئے مگر زبیدہ کی افسردگی کا خیال دل میں کھٹکتا ہی رہا آج منصور گنج کے ایک رئیس کے ہاں شادی تھی وہاں جانا چاہئے بارات دور سے آئی ہوئی تھی وہ لوگ شراب کے لئے ضد کر رہے تھے گھر والوں کی طرف سے بالکل انکار تھا وہ کہتے تھے کہ اب ہمارے یہاں یہ سب رسومات نہیں ہیں طرفین میں ضد کر ہو رہی تھی کہ مولوی صاحب وہاں پہنچے بارا تیوں کو سمجھا بجھا کر راہ راست پر لائے ایسے موقعوں پر وہ نو دس بجے رات تک نہ لوٹتے تھے مگر آج اس کام میں ان کا دل نہ لگا زبیدہ کی افسردہ مرجھائی صورت آنکھوں کے سامنے پھرتی رہی رہ رہ کر خیال آتا کہ میری زبان سے کوئی ایسی بات تو نہیں نکلی جسے تو خیال میں آتا کہ میں نے کچھ کہا ہو۔

پھر کیا باعث یہ افسردگی بے سبب نہیں ہے کچھ بات ضرور ہے انھیں تشویشوں سے بے چین ہو کر وہ سات ہی بجے گھر لوٹ آئے۔

(۳) مولوی صاحب کھانا لئے زبیدہ سے اس وقت بھی کچھ نہ کھایا گیا اس کا چہرہ اب بھی اترا ہوا تھا آخر مولوی صاحب نے پوچھا زبیدہ تم متفکر کیوں ہو۔

زبیدہ۔ افکر تو نہیں ہوں۔

مولوی صاحب۔ تمہاری طبیعت کیسی ہے۔

زبیدہ۔ طبیعت میں کیا ہوا۔ دیکھئے تو بھلی چنگی بیٹھی ہوں۔

مولوی صاحب۔ میں نہ مانوں گا۔ تمہارے اداس ہونے کی ضرور کوئی نہ کوئی وجہ ہے کیا مجھے تم سے یہ پوچھنے کا حق نہیں ہے۔

زبیدہ۔ آپ میرے دل و جان کے مالک ہیں۔ آپ کا حق نہ ہوگا تو کسے ہوگا۔

مولوی صاحب۔ تو مجھ سے یہ پردہ کیسا میں تو تم سے اپنے دل کی بات کبھی نہیں چھپاتا ہوں۔

زبیدہ نے آنکھیں نیچی کرکے کہا۔ کیا میں کچھ چھپاتی ہوں۔

مولوی صاحب۔ اب تک تو چھپاتی نہیں تھیں، مگر آج ضرور چھپا رہی ہو۔ آنکھیں ملاؤ۔ میری طرف دیکھو۔ لوگ کہتے ہیں عورتیں ایک نگاہ میں مردوں کی محبت کا اندازہ کر لیا کرتی ہیں مگر شاید تم نے آج تک میری محبت کی تھاہ نہیں پائی۔ لیکن ہاں تمہاری اس افسردگی نے آج مجھے بہت بے چین کر دیا اگر اس وقت بھی نہ بتاؤ گی تو میں سمجھونگا کہ تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں

زبیدہ کی آنکھیں آبگوں ہوگئیں۔

مولوی صاحب کی طرف دیکھ کر بولی میرے دل میں جو کانٹا کھٹک رہا ہے اسے آپ نکالیں گے۔

مولوی صاحب رو نگٹے کھڑے ہوئے گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور کانپتی ہوئی آواز سے کہا زبیدہ تم یہ سوال پوچھ کر مجھ پر ظلم کر رہی ہو میں اور میری جان سب کچھ تم پر نثار ہے تمہیں میری طرف سے ایسا خیال نہیں رکھنا چاہئے۔ زبیدہ سمجھ گئی کہ زبان سے کچھ کا کچھ نکل گیا بولی میرا خدا جانتا ہے کہ میں نے کبھی تمہاری محبت پر شک نہیں کیا میں نے یہ سوال صرف اس لئے پوچھا تھا کہ شاید تم میرے متفکر ہونے کا سبب سنکر ہنسی میں اڑا دو میں یہ جانتی ہوں کہ میں جو کچھ کہونگی وہ مجھے نہ کہنا چاہئے یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ کو اس بات کے ماننے میں بہت دلی صدمہ ہوگا اس لئے میں آپ سے چھپانا چاہتی تھی بات ہی تو تھی دو چار مہینہ میں بھول جاتی مگر آپ کی اس دھمکی نے مجھے مجبور کر دیا جس دن آپ یہ خیال کرینگے کہ مجھے آپ پر اعتبار نہیں ہے تو جانے میری کیا حالت ہوگی۔

یہی دھمکی مجھے مجبور کر رہی ہے۔

مولوی صاحب۔ ہاں ہاں بخوف کہو۔ مجھے اب صبر نہیں۔

زبیدہ۔ آپ رذیلوں کے ساتھ ملنا جلنا کھانا پینا ترک کر دیں۔

جیسے بیگناہ قیدی منصف کی زبان سے سزا کا حکم سنکر لمبی سانس کھینچتا ہے اسی طرح مولوی صاحب ایک ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئے اور کچھ دیر کے لئے دم بخود ہوگئے۔ اُدھر اُٹھکر بولے۔ بہت اچھا تمہارے حکم کی تعمیل ہوگی۔ دل کو صدمہ بیشک ہوگا لیکن کوئی مضائقہ نہیں صرف اتنا اور بتلا دیجئے کہ یہ حکم کس کے ایما سے دیا گیا ہے یا دل میں خود بخود پیدا ہوگیا ہے۔

زبیدہ۔ مجھے عورتیں طعنہ دیتی ہیں۔ اور مجھے اس کی برداشت نہیں ان کی زبان پر میرا کوئی دعویٰ نہیں وہ جو چاہیں کہیں آپ پر میرا دعویٰ ہے اسلئے کہتی ہوں

مولوی صاحب۔ بہت اچھی بات ہے یہی ہوگا۔

زبیدہ۔ اب آپ سے ایک اور بھی آرزو ہے میں نے اپنے دل کی کیفیت آپ سے صاف صاف بیان کردی مردوں کو طعنوں کی پرواہ نہیں ہوتی۔ چونکہ عورتیں کمزور دل ہوتی ہیں اسلئے طعنے طنز سے بہت جلد متاثر ہوتی ہیں مگر آپ اس کا خیال نہ کریں مجھے طعنوں سے بچانے کے لئے آپ جبر نہ کیجئے گا میں طعنے سن لونگی زیادہ ہی جلیگا تو باہر آنا جانا عورتوں سے ملنا جلنا ترک کر دونگی۔

مولوی صاحب۔ زبیدہ کو گلے لگا کر کہا زبیدہ مجھے یہ گوارا نہ ہوگا کہ میری خاطر تم طعنے سہو۔ تمہارے نازک دل پر طعنہ کا زخم نہ لگنے دونگا تمہارے دل میں کبھی یاس کا گذر ہوا ہو تو میری محبت کہاں رہی۔ لو اب خوش ہو اور اس خوشی میں کچھ سناؤ۔ زبیدہ خوش ہوگئی اس کا چہرہ روشن ہوگیا اس نے باجہ اٹھایا اور بیٹھے مدہم سروں میں گانے لگی ؎

ہم تو ملے نہ تجھے تو حب الٰہی کا تھا ملال — اب یہ ملال ہے کہ تمنا نکل گئی

(۴) ایک ہفتہ گذر گیا۔ اب مولوی صاحب دیہاتوں کی طرف نہ گئے نیچ قوموں کے ساتھ برادرانہ رشتہ قائم کرنا ان کو اپنے جیسیں انسان سمجھنے کے قابل بنانا۔ انہیں جہالت اور بدعت کے غار سے نکالنا یہ مولوی صاحب نے اپنی زندگی کا شعار بنا رکھا تھا اور اس راستہ میں ایک دیوار حائل ہوگئی تو کوئی تعجب نہیں اگر وہ متفکر اور مغموم رہتے تھے انسان کو زندگی کا لطف اسی حالت میں حاصل ہوتا ہے جب تک اسے اس کا یقین رہتا ہے کہ میں اپنے فرائض انجام دے رہا ہوں۔ دنیا میں ایسے بھی بیشمار بندگان خدا ہیں جو یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کے شخصی اور قومی فرائض کیا ہیں مگر ایسے آدمیوں کو ان کا گناہ ہے اور سراسر گناہ ہے جن لوگوں کو برے کاموں کی عادت پڑ جاتی ہے وہ یہ جانتے کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں برا کرتے ہیں تاہم اپنے کو اس کام سے باز نہیں رکھ سکتے۔ اور جائز و ناجائز ہر موقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں جب کیفیت برے کاموں کے نشہ کی ہے تو نیک کاموں کا نشہ اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ قوم کی خدمت کرنے والا ہے تعلیم دن تو مولوی صاحب ضروری مشاغل میں مصروف رہتے مگر شام کو جب ان کے دلچسپ مشاغل کا خاص وقت آتا وہ بہت بیقرار ہو جاتے تھے اور اپنے قومی فرض کو شخصی فرض پر قربان کرنے کے لئے انہیں اپنے دل پر بڑا جبر کرنا پڑتا تھا جب اپنے

بانچہ میں تنہا بیٹھے ہوتے تو وہ اپنے دل میں اس مسئلہ پر بحث کرنے لگتے بعض اوقات اپنی کمزوری پر جھنجلا جاتے اور طبیعت میں آتا کہ چل کر زبیدہ سے صاف صاف کہدوں کہ میں تو مرنے کے لئے ورثہ بات کا خیال نہیں کر سکتا تمہاری خاطرداری کے لئے سب کچھ کرسکتا ہوں مگر یہ نہیں کر سکتا۔

مگر ہائے ان باتوں کا اثر زبیدہ پر کیا ہوگا میری محبت میں متوالی، نیک شریف غریب زبیدہ پر کیا کچھ نہ بیت جائے گی میری جان سے پیاری زبیدہ تم جیسی المطہ چیز پر میری عاقبت ہے اگر میں اپنے تئیں بخبیث خیال کروں تمہاری خوشی کے لئے میں سب کچھ برداشت کروں گا اگر تجھے آج معلوم ہوجائے کہ میں اس غم بچین ہو رہا ہوں تو مجھے یقین ہے کہ تو آج ہی میرے لئے طعنے سہنا کیا چیز ہے ساری دنیا میں انگشت نما بننا پسند کرلیگی تیرے اس محبت کے بدلے میں میرے پاس کیا ہے تو میں فرض بیشک انسان کے لئے تمام فرائض میں بالا تر ہے مگر کسی اور خاص خاص حالتوں میں اس قید کو ترک کرنا پڑتا ہے۔

لیکن مولوی صاحب کی غلطی تھی جو وہ سمجھتے تھے کہ زبیدہ ان کی دلی کشمکش سے واقف نہیں ہے جس رات کو یہ باتیں ہوئیں اس دن سے آج تک ایک لمحہ بھی ایسا نہ گذرا ہوگا جس میں یہ خیال اس کے دل میں چٹکیاں نہ لیتا رہا ہو کہ میں نے ان پر بڑا ظلم کیا ہے اسے ان کے چہرہ پر نہ مسرت کی جھلک نظر آتی تھی جو اطمینان قلب کی برکت سے کھلا رہتا ہے ان میں اگلی سی رغبت نہ تھی باتیں کرتے تو گویا خیال کہیں اور ہے ہنستے تو گویا کسی کی نقل کر رہے ہیں ان کی ایک ایک بات سے اپنے دلی کیفیت کے چھپانے کی کوشش سے مترشح ہوتی تھی زبیدہ کو یہ سب کیفیت آئینہ کی طرح دکھائی دیتی تھی وہ بار بار اپنے کو کوستی تھی میں کیسی خودغرض ہوں کیسی کمینہ کیسی اوچھی۔ ایک بدزبان بدمزاج عورت کے طعنہ سے مغلوب ہو کر میں نے ان پر اتنا ظلم کیا ہے، میرے لئے اپنے اوپر اس قدر جبر کرتے ہیں اور میں ایک طعنہ کا صدمہ نہ سہہ سکی یہ سوچ سوچ کر وہ چاہتی تھی کہ میں انہیں اس قید سے آزاد کر دوں۔

مگر مولوی صاحب کبھی اسے ان باتوں کا موقع ہی نہ دیتے تھے۔

(۵) ایک ہفتہ تک مولوی صاحب اپنے جاہل اور ناخواندہ بھائیوں کے دام نہ گئے تھے مگر ان سبھوں سے صبر کیا ممکن ہے کہ طبیعت نہ اچھی ہو یا مقدمہ کی پیروی میں مصروف ہوں یا کہیں سیر و تفریح کے لئے گئے ان خیالات سے انہوں نے اپنے تئیں تسکین دی مگر ایک ہفتہ کے بعد ان سے نہ رہا گیا آہستہ آہستہ لوگ آنے لگے مولوی صاحب کے لئے اب بجز اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنی فرض شکنی کے لئے کوئی حیلہ کریں اور وہ حیلہ یہ تھا کہ مگر یا طبیعت ناساز ہے شام سے سویرے تک آدمیوں کی تار نہ ٹوٹا ایک گیا دوسرے کے جاتے تو دوسرے گانا گانے لگتے اور تمام دن مولوی صاحب کو یہی حیلہ کرنا پڑا اور سارا ہفتہ گذرا اگر مولوی صاحب کے گھر میں اب تک طبیعت ناساز تھی ایک روز شام کے وقت دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ فہو ناف اور کلوحلال خوجیم واجا علیصاحب کو ساتھ ہوئے آئے حکیم صاحب اپنے زمانہ کے ہوشیار سمجھے جاتے تھے جس طرح اس اعظم سے شیطان بھاگتا ہے اسی طرح حکیم جی کو دیکھتے ہی مرض نو دو گیارہ ہوجاتا تھا اور بسا اوقات مرض کے ساتھ مریض بھی چل بستا تھا۔

مولوی صاحب حکیم جی کو دیکھتے ہی سٹ پٹا گئے اب کونسی چال چلوں واقعات کا انکشاف ہوا چاہتا ہے ان کمبختوں کو کیا سوجھی کہ ان ذات شریف کو لاکر کھڑا کر دیا

اس مرد خدا نے ذرا دیکھا نہ تاؤ سیدھے موت کی طرح سر پر آ کر شعلہ ہوئے مگر وقت تنگ تھا زیادہ غور و فکر کی فرصت نہ تھی اس وقت مولوی صاحب کے دل میں باوجود زبیدہ کو ہزار جان سے چاہنے کے یہ خیال آیا کہ کاش ذرا دیر کے لئے اسے کچھ حرارت ہو جاتی کسی طرح بات تو بنتی مگر بلا سے کہیں میت آتی ہے۔

حکیم صاحب نے فرمایا مجھے یہ سنکر کمال افسوس ہوا کہ جناب کی اہلیہ کئی عرصہ سے علیل ہیں اور افسوس سے زیادہ اس امر کی شکایت ہے کہ جناب نے مجھے ذرا بھی اطلاع نہ دی ورنہ مرض اس قدر طول نہ کھینچتا کیا شکایت ہے؟۔

مولوی صاحب نے کچھ سر کھجلا کر کہا۔ کھانس کر پہلو بدل کر اور سر جھکا کر فرمایا کچھ ہے کچھ نسوانی شکایتیں لاحق ہوگئی تھیں مگر اب تو آپ کے فضل و کرم سے طبیعت کچھ درست ہے فی الحال لیڈی ڈاکٹر کا علاج ہو رہا ہے آپ جانتے ہیں یہ انگریزی تہذیب کا زمانہ ہے انگریزی علاج سے لوگوں کو زیادہ عقیدت ہوتی جاتی ہے اور مریض کو اس حکیم اور ڈاکٹر سے صحت ہوتی ہے جس سے عقیدہ ہو اس وجہ سے جناب کو تکلیف نہیں دی۔

حکیم صاحب جی ہاں آپ بجا فرماتے ہیں کونسی لیڈی ڈاکٹر کا علاج ہو رہا ہے۔

مولوی صاحب سر کھجلا کر تھوڑی دیر توقف کر کے۔ مس فلپ کا۔ مولوی صاحب کو اس موقع پر ساری قانونی قابلیت صرف کرنی پڑی مگر آج وہ کسی منحوس آدمی کا منہ دیکھ کر اٹھے تھے صورت حال بجائے موافق ہونے کے اور بھی مخالف ہوتی جاتی تھی کیونکہ دوران تقریر میں صفدر چودہری۔ مناصلاحنہ۔ رنگی نداف آتے ہوئے دکھائی دیئے اور ان کے ساتھ مس فلپ گھوڑے پر سوار تشریف لا رہی تھیں۔

اب مولوی صاحب کے چہرہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں رنگ فق ہو گیا مس فلپ کو دلیس ہزار جن صلواتیں سنائیں کہ یہ شیطان کی خالہ اس وقت کہاں سے ٹپک پڑی مگر جھٹلانے کا موقع نہ تھا فوراً کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے ہاتھ پکڑ کر زنانہ میں لے گئے اور کرسی پر بٹھا یا بعد ازاں زبیدہ سے جا کر کہا کہ اس وقت عجیب آفت میں جان مبتلا ہے میں نے تو تمہاری بیماری کا بہانہ کیا مگر کس طرح ان آدمیوں سے پیچھا چھوٹے مگر انہوں نے آج حکیم جی علیصاحب اور مس فلپ کو لاکر سر پر سوار کر دیا ہے مس صاحبہ کو بٹھا آیا ہوں بتاؤ کیا کروں۔

زبیدہ۔ تو میں بیمار ہو جاتی ہوں۔

مولوی صاحب۔ (ہنسکر) تمہارے دشمن بیمار ہوں۔

زبیدہ۔ دشمنوں کے بیمار ہونے سے اس وقت کام نہ چلیگا تم جا کر مس فلپ لاؤ میں لحاف اوڑھ کر لیٹی جاتی ہوں۔

مولوی صاحب مس فلپ کو لانے کے لئے باہر نکلے زبیدہ نے سر سے پیر تک لحاف اوڑھ لیا اور چھوٹے موٹے کراہنے لگی۔

مس فلپ نے تھرمامیٹر لگایا زبان دیکھی اور منہ بنا کر بولیں بیماری جڑ پکڑ گیا معلوم ہوتا ہے۔ بخار باہر نہیں ہے مگر کچھ ہے کیوں تمہارے سر میں درد ہے؟

زبیدہ۔ سر تو پھٹا جاتا ہے بہت ہی برا حال ہے۔

مس فلپ۔ بھوک نہیں لگتی ہوگی۔

زبیدہ۔ دانہ کی طرف دیکھنے کو جی نہیں چاہتا ہے۔

مس فلپ مرض کی تشخیص کر چکی تھیں نسخہ لکھا اور رخصت ہو گئیں حکیم صاحب علیصاحب نے نسخہ دیکھا انہوں نے سمجھا کہ نفسانی بیماری سے بچے تھے۔

مولوی صاحب باہر آ کر اپنے مہمانوں سے بولے تم لوگوں نے ناحق تکلیف کی اتنا کہ

طبیعت تو اب اچھی ہو جائے گی خیریت تمہارا بہت مشکور ہوں جب یہاں رخصت ہو گئے مولوی صاحب اندر جا کر خوب ہنسے جب ہنسی ختم ہو گئی تو سوچنے لگے کہ جو کچھ نہ کرنا چاہیئے وہ سب آج کرنا پڑا - کیا اچھی زبیدہ کا بیبی نہ سیکھے گی مگر زبیدہ کو ہنسی نہیں آئی -

(۶) مولوی صاحب کھانا کھا کر لیٹے اور سو گئے مگر زبیدہ کو نیند نہیں آئی وہ کروٹیں بدلتی رہی کبھی اٹھ بیٹھتی اور کمرہ میں ادھر ادھر ٹہلتی کبھی کوئی کتاب کھول کر لیمپ کے سامنے جا بیٹھتی مگر طبیعت کسی کام میں نہ لگتی تھی ہوا سے ہلتے ہوئے درخت کے نیچے جس طرح چاندنی کی کرنیں ناچتی ہیں اسی طرح اس کے خیالات پریشان ہو رہے تھے وہ سوچتی تھی کہ میں نے ان پر کس قدر ظلم کیا ہے - ہائے - یہ ان کے دل پر آج کیا گزر رہی ہو گی جس نے زندگی بھر جھوٹ بات منہ سے نہ نکالی - آج میری بدولت جھوٹ کا ادڑھنا بچھونا بنانا پڑا اگر وہ دروغگوئی کو روا رکھتے تو آج رسول پور کی ساری ریاست ہمارے قبضہ میں ہوتی - ایسی سچائی پر مر مٹنا لے آدمی کی میں نے یہ ذلت کی ہے کیا آپ ہی نے میاں ان کی قسمت کی شریک ہوں میرا کام یہ تھا ان سے ہمدردی کرنا نیک صلاح دینا تسکین دینا ان سب فرائض کے بدلے میں انھیں جھوٹ بولنے کے جال میں پھنسا رہی ہوں جنا میری لغزشوں کو معاف کرے میرا فرض تھا کہ اس کار خیر میں ان کا ہاتھ بٹاتی یہ دیہاتی کیسے سچے ہیں رحمن پرست ہیں کیسے ان کے خیالات ہیں ایسے شریف قوموں کی خدمت سے جو منہ موڑا یا صرف اس لئے کہ ایک بدزبان عورت نے مجھے طعنہ دیا تھا باوجود میری ان زیادتیوں کے میرے پاک نفس شوہر کا دل جن کا توں ہے اور میری تمام خطاؤں اور کمزوریوں کو اپنے وسیع محبت کے گہوارہ میں چھپا لیتا ہے میں کبھی شکل ہوں اس قابل ہی نہیں کہ ان کی بیوی بنوں۔

(۷) دوسرے دن جب مولوی صاحب کچہری سے شام کو لوٹے تو زبیدہ سے کہا مجھے دو تین دن کے لئے باہر جانے کا حکم ملا ہے۔ زبیدہ - کیوں کہاں جاؤ گے

مولوی صاحب - مفصل کا ایک مقدمہ ہے اعظم آباد جا رہا ہوں۔

زبیدہ - کب ابھی - مولوی صاحب - کل ہی تو تاریخ ہے -

دوسرے دن شام کی گاڑی سے مولوی صاحب اعظم آباد چلے گئے اور چار دن تک مقدمہ کی پیروی میں مصروف رہے تین دن کا وعدہ کر کے گئے تھے چار دن لگ گئے بارے پانچویں دن فرصت ملی تین بجے تہذیب نگر پہنچے اور گھر کی طرف چلے اپنے محلہ میں داخل ہوتے ہی گھٹا ٹھاٹ کا چودھری دکھائی دیا - مولوی صاحب نے کہا کہ چودھری صاحب کہاں جا رہے ہو چودھری نے چونک کر سر اٹھایا اور بولا سلام سلام مولوی صاحب آپ کی کل بلا بلائی رہی دیر کاہے ہوئی

مولوی صاحب - کل نہیں آ سکا اور تو سب خیریت ہے -

چودھری - سب آپ کی دعا ہے - آج تو آپ کے ہاں جلسہ ہے -

(مولوی صاحب تعجب سے) ہمارے یہاں کیا جلسہ ہے

چودھری - مولویائن نے میلاد کی ہے ہم لوگن کے گھر کی سب عورتیں نیوتے میں آئی ہیں -

مولوی صاحب خوش خوش آگے بڑھے تو دیکھا آٹھ دس عورتیں ادھر ادھر آتے جاتے دکھائی دیں گویا دیہاتیوں کی بارات آگئی ہو -

سب کو سلام دعا کرتے ہوئے اپنے دروازہ پر پہنچے تو میلہ سا لگا ہوا تھا فرشتے سیکڑوں جیسے دلہنا کو لئے رہے ہیں زبیدہ نے عورتوں کو مدعو کیا تھا یہ آدمی عورتوں کے ساتھ آئے تھے مولوی صاحب سیدھے دیوانخانہ میں گئے کپڑا اتارا نوکروں سے کہدیا کہ اندر خبر مت کرنا اور خود دیوانخانہ کی کھڑکی سے اندر کا تماشہ دیکھنے لگے۔

صحن میں سفید فرش بچھا ہوا تھا اس پر تین چار سو دیہاتی عورتیں بیٹھی تھیں کوئی ہنستی تھی کوئی باتیں کرتی تھی اور زبیدہ ہاتھ میں طشتری لئے ہوئے پان الائچی تقسیم کر رہی تھی بچوں کو مٹھائیاں دیتی اور پیار کرتی تھی پان تقسیم ہو چکا تو گانا ہونے لگا زبیدہ نے بھی موٹی ساری پہنی تھی اور گہنے اتار دیئے تھے وہ ڈھول لیکر بیٹھ گئیں عورتوں کے ساتھ گانے لگی۔

مولوی صاحب بیٹھے یہ سب کیفیت دیکھ رہے تھے فرط مسرت سے دل میں گدگدی ہو رہی تھی جی ہی چاہتا تھا کہ چل کر زبیدہ کو گلے لگا لیں گانا ختم ہونے کے بعد زبیدہ نے ۱۵ منٹ تک عام دیہاتی زبان میں عورتوں کو قومی خدمت کے لئے نصیحت کی اور مجلس برخاست ہوئی زبیدہ عورتوں کو گلے لگا کر رخصت کر رہی تھی ان میں ایک عورت بہت مسن تھی جب وہ گلے ملنے کو بڑھی تو زبیدہ نے جھک کر نہایت ادب سے تعظیم و تکریم کی اس کا یہ انکسار و اخلاق دیکھ کر مولوی صاحب مارے خوشی کے اچھل پڑے اور تین چار چھلانگیں بھریں اور دیوانخانہ سے صحن میں آگئے زبیدہ کو اشارہ سے کمرہ میں بلایا اور گلے سے لگا لیا۔

اس کے بعد صحن میں عورتوں سے بولے، بہنو زبیدہ بیمار نہیں تھیں انھوں نے مجھے تم سے ملنے جلنے کی ممانعت کی تھی۔

مگر آج انہوں نے تم کو خود بلایا ہے اور تم سے اخوت کا رشتہ جوڑا ہے مجھے اس وقت جتنی خوشی ہوئی ہے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا - اس خوشی میں میں ایک ایک ہزار روپے سے دس گاؤں میں لین دین کی کوٹھیاں کھول دوں گا۔ اور یہاں تم کو بلا سود نفع کے روپیہ دیا جاوے گا تم کو مہاجنوں سے روپیہ لینے میں ار ۲ ر روپیہ سود دینا پڑتا ہے ان کوٹھیوں کے کھلتے ہی تم مہاجنوں کے بندھن سے آزاد ہو جاؤ گے اور ان کوٹھیوں کا انتظام انھیں کے سپرد رہیگا جس نے تمہیں آج مدعو کیا ہے۔

سب عورتیں خوش ہو کر مولوی صاحب کو جان و مال کی دعائیں دینے لگیں

زبیدہ نے کہا - واہ یہ زحمت میرے سر ڈالدی۔

مولوی صاحب (مسکرا کر) پانی میں پیر رکھا ہے تو اب تیرنا سیکھو۔

زبیدہ - مجھے حساب کتاب کچھ آتا ہی ہے۔

مولوی صاحب - سب خود بخود آ جائے گا تمھیں قومی خدمت سے کب دلچسپی تھی جو آج اس کام کے لئے مستعد ہو ہی ہو تم تو عورتوں سے بولتے ہوئے شرماتی تھیں ابھی وہ ہلتے ہوئے تمہیں نے مجھے ان لوگوں سے ملنے کی ممانعت کی تھی آج قومی خدمت کی کشش نے تمھیں اس بات پر مجبور کر دیا کہ ان دیہاتی عورتوں کو اپنی بہن سمجھنے لگیں اس وقت تمہارا دانوں بتاب میرا ہے۔

زبیدہ - (ہنس کر) تم نے مجھے پھانسنے کیلئے جال پھیلایا تھا۔

مولوی صاحب - یہ اثر دونوں کی جانب سے ہے -

خدا ہم لوگوں کو مزید اور سب لوگوں کو قومی خدمت کی توفیق دے - آمین -

رضائے الٰہی کے شیدائی

یہ جانتے ہوئے کہ ایک ہی بات لکھتے لکھتے ... حلیم الطبع آدمی کیوں نہ ہو بالآخر اکتا جاتا ہے لیکن کیا کروں میں بھی مجبور ہوں، اب تو یہ حال ہے کہ موجودہ اشاعت برقرار رکھنی بھی بہت دشوار ہو جاتی ہے، آپ جانیں اور آپ کا کام، ... کامیابی میں بھی ... ضروری کرتا ہوں اور خدانخواستہ ناکامی ہوگی تب بھی میری ... ہے، آپ سمجھتے ہیں کیونکہ خدا نہ کرے مولوی کا ایک ... تو مجھے منانا آپ ہی کی بدنامی ہے، حالت ... اشاعت کی کوشش نہ کریں، مولوی کی رفتار اشاعت قائم نہ رہے گی۔ اس لئے جدید خریداروں کی بہم رسانی کا جب بھی موقع ملے سعی فرمائیے۔

جن حضرات معاونین کے اسمائے گرامی شائع نہ ہو سکے اور ... ایک صفحہ ... جس قدر بھی نام آ سکیں گے درج کرتا ہوں باقی آئندہ

وعلیٰ ... ساز حقیقی ان کے ... برائے اور سب خریداروں کو ایسی ہی کوشش اعانت اور خدمت دینی عطا فرمائے

اسمائے معاونین	تعداد
جناب محمد حسین صاحب چوک لکھنؤ	۲
عبدالرزاق صاحب ...	۴
حضور احمد صاحب آگرہ	۲
مشرف حسین صاحب ...	۴
جناب مولانا محمد علی صاحب ...	۲
عبدالستار صاحب ...	۳
سید محمد ادریس صاحب ...	۵
محمد اسماعیل صاحب ...	۲
مولوی غلام دستگیر صاحب ...	۱
شیخ محی الدین صاحب ...	۱
مولوی ... صاحب ...	۵
سعادت علی خاں صاحب بریلی	۲
طالب علی صاحب بدایوں	۱
شاہ محمد یعقوب صاحب ...	۱
منظور احمد صاحب امرتسر	۲
انوار الحق صاحب کرنال	۳
جلیل ... صاحب ...	۱
محمود احمد صاحب آرہ	۲
ایس ابن حسن صاحب گیا	۱
منصور علی صاحب قریشی ...	۱
عبدالرحمان صاحب ناگور	۱
مسٹر عبدالحمید صاحب ...	۱
حافظ محمد یاسین صاحب ...	۱
سید مبارک صاحب ...	۲
محمد عبداللہ صاحب ...	۱
اللہ دیا صاحب جوہری ...	۲
سید ... بخاری صاحب ...	۴
غلام سرور صاحب ...	۱
سید محمد ابراہیم صاحب گیا	۲
ولایت احمد صاحب ...	۱
... غلام احمد صاحب ... گجرات	۵
ایس ممتاز علی صاحب اجمیر	۱
محمد عبدالبصیر صاحب ...	۱
خواجہ محمد شریف صاحب ...	۳
غیاث الدین صاحب ...	۱
حبیب الدین احمد صاحب ...	۲

جناب عبدالبصیر صاحب ...	۱
محمد عظمت اللہ صاحب ...	۱
تجمل حسین صاحب ...	۱
جناب حسن علی صاحب ...	۳
محمد خاں صاحب راولپنڈی	۱
ابوالنصر صاحب ...	۲
ایم ناصر بیگ صاحب ...	۱
جلیل الدین صاحب ...	۱
احمد علی صاحب ...	۲
سید محمد جمال الدین صاحب ...	۳
سید شاہد حسین صاحب ...	۲
سردار محمد خاں صاحب ...	۲
ایس اے حیات صاحب ...	۱
اخلاق احمد صاحب ...	۱
پیرزادہ سید صفدر علی صاحب دہلی	۳
عبدالخالق صاحب ...	۲
حافظ محمد یاسین صاحب ...	۱
عبدالشکور صاحب ...	۱
... سراج الدین صاحب ...	۱
محمد منصور صاحب ...	۱
غلام حسن خاں صاحب ...	۱
فضل حق صاحب ...	۱
محمد قاسم صاحب چشتی ...	۱
محمد ... شاہ صاحب ...	۲
محبوب حسن صاحب ...	۱
کریم بخش صاحب ...	۱
بادی حسن صاحب ...	۲
شیخ بادل صاحب ...	۱
ڈاکٹر نصیر الدین صاحب ...	۱
ڈاکٹر سید جمیل مہدی ...	۱
عبدالحق صاحب لاہور	۱
فضل حق صاحب ...	۱
قاسم حاجی ابراہیم صاحب بمبئی	۴
محمد ... علی صاحب ...	۱
نجف محمد خاں صاحب بھوپال	۲
سید فضل حسین صاحب ...	۲
عظیم بخش صاحب ...	۲
محمد عظیم بخش صاحب ...	۲
غلام محمد صاحب ...	۱
احمد بخش ...	۲
محمد ... خاں صاحب بریلی	۱
سید شاہ بشیر الدین صاحب ...	۲
غلام غوث صاحب سکندرآباد	۱
اے رحیم خاں صاحب ...	۴
مولوی محمد سعید صاحب ...	۱
محمد ... صاحب کلکتہ	۱
علی بخش کریم بخش صاحب ...	۲
... صاحب ...	۲
محمد ... صاحب کراچی	۱
ڈاکٹر ... حسن صاحب ...	۲
تصدق حسین طیب علی صاحب ...	۱
محمد ... صاحب ...	۲
نبی بخش ... صاحب ...	۲
محمد یاسین صاحب ...	۱
عبدالوہاب صاحب ...	۱
قاضی عبداللہ ...	۱
... اللہ صاحب ...	۱
عبدالمجیب محمد صاحب ...	۲
عبدالرحمان شریف ...	۴
عبدالحکیم صاحب ...	۳

جناب محمد بہائی رسول بہائی ...	۳
محمد نقیب اللہ صاحب محمود آباد	۲
بابو منصور علی صاحب ...	۳
عبدالرزاق صاحب ...	۱
احمد نور خاں صاحب ...	۱
رفعت اللہ صاحب ...	۲
مولوی عبدالغنی صاحب ...	۲
ڈاکٹر ایس ایم ... صاحب ...	۱
حمید اللہ صاحب گورکھپور	۳
چودھری رحمت اللہ صاحب ...	۴
ماسٹر محمد حسین صاحب ...	۲
مولوی نعمت اللہ صاحب ...	۲
... خاں صاحب ...	۲
قاضی محمد احمد صاحب بدایونی	۱
ٹیلر ماسٹر عبدالرشید صاحب متھرا	۱
مقبول حسین صاحب ...	۱
حافظ عبدالحکیم صاحب ...	۲
عبدالوہاب بیگ صاحب ...	۱
محمد یاسین صاحب ...	۲
محمد جمال الدین صاحب ...	۳
چودھری ... محمد صاحب ...	۱
عبدالمجید صاحب ...	۱
مولوی عبدالرحیم صاحب گورکھپور	۷
شیخ احسان علی صاحب گورکھپور	۲
عبدالرحمان صاحب بمبئی	۲
محمد سلیمان صاحب سکندرآباد	۲
بابو عبدالحمید صاحب لاہور	۲
محمد علی صاحب مدینہ منورہ	۱
فیاض حسین صاحب ...	۲
عبدالرحمان صاحب ...	۳
محمد حسین صاحب ...	۳
سلطان شریف صاحب ملتان	۱
احمد علی صاحب ...	۲
شمس الدین ...	۱
مولوی محمد ... صاحب ...	۱
عبدالرحمان صاحب کالپی	۱
صغیر احمد صاحب ...	۱
غلام مرتضیٰ صاحب ...	۱
سید بشیر اللہ صاحب ...	۲
فضل حسین صاحب ...	۵
ایم غوث خاں صاحب ...	۲
محمد ... صاحب ...	۲
عبدالغنی صاحب رنگون	۲
محمد یعقوب صاحب ...	۱
نثار اللہ صاحب ...	۲
عنایت علی صاحب ...	۲
سلطان اکبر صاحب ...	۲
امان اللہ ...	۱
مولوی ... حسین صاحب ...	۲
برکت اللہ صاحب ...	۴
عبدالشکور صاحب ...	۳
رحیم الدین صاحب ...	۱
احمد صاحب حسن صاحب ...	۲
مولوی عثمان اشرف ...	۳
منشی محمد صدیق صاحب ...	۱
محمد نظیر خاں صاحب ...	۱
سیدی علی سیدی حسین صاحب ...	۱
دستگیر صاحب ...	۲
جناب ... صاحب ...	۱
سید مظفر علی صاحب ...	۱

سید ... حسین صاحب ...	۲
علی خاں صاحب ...	۱
عطا محمد صاحب ...	۱
محمد اعظم صاحب بمبئی	۲
عبدالحلیم صاحب کراچی	۲
محمد خاں صاحب ...	۱
غلام مصطفیٰ صاحب ...	۲
محمد شفیع صاحب ...	۱
انعام الحق صاحب ...	۲
کبیر محی الدین صاحب ...	۳
رمضان خاں صاحب ...	۱
کریم بخش صاحب ...	۱
محمد حنیف صاحب ...	۲
عبدالقادر ... صاحب ...	۲
محمد سلیم صاحب ...	۱
ایم اے مجید صاحب فاروقی	۲
... محمد اعظم صاحب ...	۳
مولوی عبدالحفیظ صاحب ...	۲
ایم جمیل الدین صاحب ...	۱
مولوی رحیم بخش صاحب لدھیانہ	۱
... سید الدین ...	۱
محمد خاں صاحب ...	۱
عبدالعزیز صاحب ...	۲
عبدالغفور صاحب ...	۱
... عبدالقادر صاحب ...	۲
ڈاکٹر سید جمیل مہدی صاحب ...	۲
عبدالمجید صاحب ...	۱
امام الدین صاحب ...	۱
ایس کے عبدالرزاق ...	۲
محمد شاہ خاں صاحب ...	۱
سید قمر الدین رسول میاں ...	۱۸
رئیس محمد اکبر خاں صاحب ...	۳
ڈاکٹر ... صاحب ...	۱
تاج الدین شیخ محمود صاحب ...	۱
مولوی حکیم ... علی حیدرآباد	۸
... خاں صاحب اجمیر	۱
خانصاحب محمد نواز خاں ...	۶
صاحبزادہ علی احمد صاحب پشاور	۱
سعید احمد صاحب مونگیر	۱
بابو محمد یاسین صاحب ...	۲
حکیم مولانا نجیب اللہ صاحب ...	۲
... احمد خاں صاحب ...	۱
عبداللہ بیگ صاحب ...	۱
محمد سعید احمد صاحب ...	۱
درباری مستری صاحب ...	۲
عبداللہ محمد صاحب ...	۳
حکیم عبدالعزیز صاحب ...	۲
شیخ نذیر احمد صاحب ...	۴
طالب خاں صاحب ...	۲
ابو الطاہر ... صاحب ...	۲
... محمد صاحب ...	۱
ڈاکٹر ... صاحب ...	۱
محمد ... حسین صاحب ...	۲
محمد رفیق صاحب ...	۲
محمد سفیان ...	۱
شیخ عبداللہ ... علی صاحب ...	۲
جناب ... احمد صاحب حیدرآباد	۱
... محمود ...	۱
ڈاکٹر اصغر علی صاحب ...	۱
شیخ سلیمان احمد صاحب ...	۱

جناب ... عبدالحکیم صاحب ...	۱
ظہیر الدین صاحب ...	۱
حافظ شمس الدین صاحب کلکتہ	۱
... صاحب ...	۱
ابو محمد ... صاحب ...	۴
شیخ حبیب اللہ صاحب ...	۱
اے ایم حمید صاحب ...	۱
عطاء اللہ ...	۱
سید محمد قاسم صاحب حیدرآباد	۴
محمد سراج الدین صاحب ...	۱
مولوی کاظم علی صاحب حیدرآباد	۱
امیر احمد صاحب ... ضلع بریلی	۱
اکبر حسین صاحب ...	۱
سید سعادت صاحب ...	۱
صوفی دلدار خاں صاحب ...	۳
عبدالعزیز فضل حق صاحب پشاور	۱
... علی صاحب ...	۲
حکیم ... ایم عبدالخالق ...	۳
محمد ... الدین صاحب حیدرآباد	۱
عبدالقدوس صاحب ...	۳
فضل حق صاحب ...	۲
برکت اللہ صاحب ...	۱
... ایم ...	۱
قاضی نذیر احمد صاحب ... سرگودھا	۳
مولانا رحمت نبی خاں صاحب ...	۵
شیخ رحمت احمد صاحب ...	۲
سید محمد ... شاہ صاحب سرگودھا	۵
... قطب صاحب ...	۲
علی محمد صاحب کلرک لاہور	۲
سید ... منصور علی صاحب ...	۳
ایس ایم عبدالعزیز صاحب ...	۲
مولوی محمد شاہ صاحب چک نمبر ۱۳۷	۴
ذکاء اللہ صاحب ...	۵
عبدالشکور صاحب ...	۱
غلام محی الدین صاحب ...	۴
شیخ ... صاحب ...	۱
سید یعقوب ... صاحب ...	۴
غلام نبی صاحب ...	۱
علی احمد صاحب ...	۱
مولوی احمد الدین صاحب ...	۱
منشی محمد خاں صاحب ...	۱
عبدالحمید صاحب ...	۲
حکیم ... الحق صاحب ...	۲
منشی ... احمد صاحب ...	۲
حافظ محمد امین صاحب ...	۲
حکمت اللہ خاں صاحب ...	۱
ڈاکٹر ... خاں صاحب ...	۲
عبدالحسین صاحب ...	۱
سید امین بیگ صاحب حیدرآباد	۴
حافظ یوسف علی صاحب بھوپال	۲
غازی ایم ...	۱
... صاحب ...	۱
رحمت اللہ خاں صاحب ...	۱
شیخ ... صاحب ...	۲
منشی ... الدین صاحب ...	۱
ڈاکٹر ... سعد صاحب ... آباد	۵
... صاحب ...	۱
صفدر علی شاہ صاحب ...	۲
شیخ جان محمد صاحب ...	۱
... سید ... صاحب ...	۲

ایک ہی مہینے میں کتاب الاسلام کی دہوم کس لیے مچ گئی ؟ ؟

اس لیئے کہ وہ معلومات مذہبی کی سب سے بڑی کتاب ہے۔ اس لیئے کہ اردو زبان میں آجتک ایسی کتاب شایع ہی نہیں ہوئی اس لیئے کہ عالم اسلامی کے بہترین مذہبی ذخائر کا عطر ہے۔ اس لیئے کہ متعدد علما کی جانفروش کاوشوں اور کثیر ترین مطالعہ کا ثمر ہے اس لیئے کہ اہمیں ضروریات دین کے سلسلہ کی ایک بات بھی نہیں چھوٹی گئی ہے اس لیئے کہ اس کو پڑھکر مسلمان ششدر رہ جاتا ہے۔ اور بے اختیار کہہ اٹھتا ہے آخاہ اسلام میں اتنی خوبیاں ہیں اس لیئے کہ وہ بہت سستی کتاب ہے اور تقریبًا لاگت پر فروخت ہوتی ہے اس لیئے کہ مولوی کے ناظرین کو لیئے بغیر چین نہیں ہے اور اس کی طرف سے جو کتاب بھی شایع ہوتی ہے یہ اٹھارہ ہزار کا خدائی لشکر خود دہوم مچا دیتا ہے اور اس لیئے کہ اس کا اڈیٹر ایک غیر معروف آدمی ہے۔ اس کی قنا دگی کارساز حقیقی کو مقبول ہے، وہ اپنے بندوں کو اپنے کام لینے کے لیئے خود مجبور کر دیتا ہے، اور اسی لئے اس کتاب کی دہوم مچ گئی۔

آخر اس کتاب میں ہے کیا جو اتنی جلدی مقبول ہو گئی

یہ مذہبی معلومات کی بالکل انوکھی کتاب ہے۔ اس کے پڑھنے کے بعد مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی خدائے اسلام کے آگے جھک جاتے ہیں، اسمیں بتلایا گیا ہے کہ مذہب کسے کہتے ہیں، اور مذہب دنیا میں کب سے ہے، مذہب کی صداقت کا معیار کیا ہے، دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے، مذہب بد مذہبی اور لا مذہبی میں کیا فرق ہے ؟ دنیا کے مشہور مذاہب کون کون سے ہیں، اور کب سے ہیں، اور انکی مابہ الامتیاز خصوصیات کیا ہیں، اسلام سچے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں، اسلام کسے کہتے ہیں اور مسلمان کون ہوتا ہے، اسلام دنیا میں کب سے ہے اور اسمیں کب تک باقی رہنے کی صلاحیت ہے، دوسرے مروجہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے، اسلام اور اس کی صداقت پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں اس کا کیا جواب ہے اسلام اور اس کی تعلیمات کے متعلق غیر مسلموں کی کیا رائے ہے، اسلام کی اہم تعلیمات کیا ہیں، اور آج کل کے مسلمان ان تعلیمات پر کس حد تک عمل پیرا ہیں، اسلام کی اہم تعلیمات کن کتابوں میں ہے اور وہ کتابیں کب اور کیسے بنیں، وحی و الہام اور اس کے اقسام، نزول وحی کی کیفیت، قرآن و حدیث کی تاریخ اسلامی تعلیم کو سمجھنے کے لیئے قرآن و حدیث کے علاوہ کن کتابوں کی مدد کی ضرورت ہے، یہ وہ چیزیں ہیں، کہ اگر ایک مسلمان ان سے بہرہ ور ہو جائے تو وہ بھی صحیح معنوں میں سچا مسلمان ہے، اور دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان کو ہرگز مرتد نہیں بنا سکتی یہ مضامین ۲۰۰ صفحہ تک گئے ہیں اس کے بعد عقائد کا بیان ہے اور اسمیں عجیب و غریب انوکھے انداز سے استدلال عقائد ہیں، یہانتک مباحث ۵۰۰ صفحہ تک گئے ہیں، اس کے بعد عبادات کا بیان ہے جسمیں فقہ کی تاریخ اور ضرورت ائمہ کے حالات اور امام اعظم کے تفوق کے بعد طہارت، تیمم، نجاست، مسح، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا اتنا مفصل بیان ہے کہ یہ مضامین سب ۹۳۶ صفحہ تک پہنچے ہیں، پھر معاملات ہیں جیسے نکاح و طلاق، حقوق، کھانا پینا، پہننا، سونا غرضکہ ہر معاملہ کے متعلق مذہبی احکام بالتفصیل ہیں یہانتک مباحث ۱۰۶۹ صفحات میں ہے، اس کے اسلامی آداب اور اسلامی اخلاق، اسلامی تصوف، ریاضات و مجاہدات کے ابواب ہیں، غرضکہ مضامین کا مجموعہ ۱۲۰۲ صفحات تک ہے۔ قیمت اس کی چار روپے ہیں، اور ایک روپیہ محصولڈاک میں خرچ ہوتا ہے اور قلعہ میں اعلیٰ قسم کی مجلد چھپی ہے غرضکہ پانچ روپے میں مجلد چھپی گھر بیٹھے لے لیجے،

اور لوگ اس کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں

ابھی شایع ہوئے پورا ایک مہینہ ہوا ہے، لیکن تعریفوں کے خطوط اگر سب چھاپ دوں تو مولوی کے بیس صفحے تو پُر ہو جائیں، صرف اتنے ہی اقتباس شایع کرونگا جو محض کتاب کی متعلق خاص رائے رکھتے ہیں، ورنہ مجھ ہیچ مرز کو تو اتنا سراہا گیا ہے کہ العظمۃ للہ چونکہ من آنم کہ من دانم اس لئے وہ حصہ شایع نہیں ہوگا، اور یہ بھی تھوڑا تھوڑا کرکے، سلسلہ ابھی باقی ہے،

مولوی فضل حق صاحب رجسٹرار جےنگر، بعض ابواب تو سبحان اللہ اس کتاب کے ذریعہ اسلام کی بڑی خدمت ہوگی، یہ سب مولوی کی کرامت ہے"

پیرزادہ محمود میاں چشتی دیر مگام "پڑھکر بہت خوشی حاصل ہوئی، آجتک ایسی کتاب ہندوستان بھر میں طبع نہیں ہوئی، اللہ عزوجل آپ کو اس کی جزا دے،

سید ابو المعالی صاحب محمد پور کتاب الاسلام آج موصول ہوئی بیشک بہت جامع ہے میں شکریہ پیش کرتا ہوں اور ساتھ یہ دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ آپ کے ارادہ اور تبلیغ میں ترقی دے اور نعم البدل عطا ہو،

سید محمد فضل حق صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ رانچی جنتی جلدیں کتاب الاسلام کی مل گئیں رمضان شریف کے موقعہ پر اگر اس کی قیمت کچھ کم ہو سکے تو ہمیں ضرور اطلاع دیجئے کلام شریف کے عوض میں اس کی متعدد کتابیں منگوا کر تقسیم کرونگا۔

ابو الحسن سید ناصر حسین صاحب مچھوا بازار کلکتہ میرا کتاب شائع کی ہے، بے اختیار منہ سے نکلا، جزاک اللہ، خدا آپ کو اور مصنف کو تادیر سلامت رکھے اس سے اسلام کی بڑی خدمت ہوگی،

مولوی امام دین صاحب چک نمبر ۲۱۶ لائلپور کوردہ میں ہوں، میرا بس ہو تو ایک ایک گھر میں آواز دے کر لوگوں سے کہوں کہ جس نے اسلام کی سچے دل سے خدمت کرنی ہے وہ کتاب الاسلام کو ضرور پڑھ لے۔

شاہ حمایت علی صاحب تونسہ اللہ پاک کا کلام ہر زمانہ میں اسی انداز سے ہوتا ہے جیسی اس کی ضرورت ہوتی ہے اس زمانہ میں کتاب الاسلام کا شایع ہونا بہت ہی ضروری تھا، بابا اب تو خدا کو سامنے لاکر کھڑا کرنے کا زمانہ ہے ہر بات عقل میں آتی ہوئی بتاؤ، لو صاحب کتاب الاسلام پڑھ لو۔

سید احمد اللہ صاحب وکیل بیجاپور میں تو مایوس ہو چکا تھا، کہ آپ نے بھی وہی کیا جیسا کہ تاجران کتب کا پیشہ ہے، لیکن ایک سال کے بعد سب کچھ وصول ہو گیا، ابھی تاخیر بھی مبارک، کتاب کی کیا تعریف ہو سکتی ہے۔ خدا ہی اس کا بدلہ دے گا۔

سید شریف الحسن صاحب پیپٹ حسن انتظار میں کتاب وصول ہوئی، آپ نے جیسا وعدہ کیا تھا اس کو باحسن پورا کیا، چار روپے کے مقابلہ میں گو تو کتاب سستی ہے، لیکن چار روپے مسلمانوں کی موجودہ حالت میں بہت بڑی چیز ہیں۔

کتاب الاسلام کے مضامین کا بہت ہی مختصر خاکہ جو فہرست معارف کیلئے ہے ضخامت ۱۲ صفحات قیمت چار روپیہ

باب اول

اسلام اور مسلمان مذہب
کسے کہتے ہیں مذہب کا فائدہ
مذہب کی تعریف اور
دین کے اجزا
دنیا کو مذہب کی ضرورت
کیوں ہوئی مذہب فطری
ہونا چاہیے فطرت کی
مذہب دنیا میں کب سے
مذہب کی صداقت کا معیار
کیا ہے سچے مذہب کی
تلاش عقل سلیم کے
مطابق مذہب مذہب کے
اہم ترین اغراض
مذہب اور لامذہبی کا فرق
اسلام کسے کہتے ہیں
سچا مسلمان کون ہے
اسلام سچے مذہب کا معیار
پر پورا اترتا ہے یا نہیں
عقل ذات لال کے رنگ
اسلام کی تعریف
قرآن اور علم کا خلاصہ
دنیا کے مذاہب کو چیلنج
الہامی مذہب فطری ہو
تعلیمات ادیان غیر
سچے مذہب کی نشانیاں
ابدی مذہب کا عملی نمونہ
اسلام دنیا میں کیسے پھیلا
اور کب تک باقی رہے گا
دنیا کے سارے نبی اسلام
کے داعی تھے
اسلامی مذہب کی عالمگیریاں
عبادات اسلامی کی خصوصیات
تمام مذاہب کا مجموعہ اسلام
اسلام کی صداقت پر بڑے
بڑے اعتراض اور
ان کے جوابات

مذہب عالم پر اسلام کا احسان
دنیا بھر کے مذاہب کا موازنہ
دنیا اسلام کی طرف آرہی ہے
اسلام کی ابتدائی تعلیم
کن کتابوں میں ہے
مکاتب اور کیسے ہیں
دین کے مخصوص ماخذ
قرآن کریم کی پوری تاریخ
تفسیر قرآن کی تاریخی حیثیت
مشہور مفسرین اور طرز تفسیر
حدیث کی پوری تاریخ
موضوع اور اصل احادیث
صحابہ کے حالات خیالات
فقہا کے حالات مع تذکرہ
فقہ سب سے پہلا فقہی مذہب
کی بنیاد پڑی محدثین کے
حالات و سوانح
اسلام کی تعلیم کے لئے
قرآن و حدیث کے علاوہ
اور کن کن کتابوں کی ضرورت
علم کلام کی تاریخ اور
اختلاف عقائد کے اسباب
اختلاف کی بڑی وجہ
سکھ تھی اسلامی فرقوں کے
حالات اور وجہ خروج
اسلام کے فرقوں کی روداد
ہر صدی کے متکلمین
حضرت امام غزالی کے حالات
یہ سب ۹۶ صفحات
تک درج ہیں

باب دوم

اسلامی عقائد و مسلک
اہل سنت والجماعت
اسلام کے بنیادی عقائد
ایمان کی کامل بحث
ذات و صفات باری تعالیٰ
توحید و شرک

برزخ الٰہی دیدار الٰہی کرسی
اور افعال الٰہی
رسالت و نبوت
مشہور انبیا کے حالات
حضور نبی کریم کی فضیلت
ختم نبوت معجزات
معراج و قرآنی معجزات
فرشتے اور ان کے کام
اور ان کی ضرورت
مسئلہ تقدیر کاتب اعمال
اور مدلل بیان
حشر و نشر عقلی جامہ میں
عالم برزخ کے حالات
حالات و حالات قبر
قیاس اور اس کی پوری
تفصیلات
ظہور مہدی بعثت
مسیح اور رفع مسیح کی مکمل
مبسوط بحث
نفخ صور حشر و نشر
حساب کتاب میزان
حوض کوثر جنت اور
دوزخ کے حالات
علم معاد کے عقلی دلائل
کرۂ ارض کی انجام
دعا کا اثر اور ذکر
ضرورت توبہ و استغفار
اولیا اور ان کا ثبوت
پیری و مریدی
مسئلہ وحدت الوجود
یہ سب چیزیں بڑی تفصیل
سے ۱۰۶ صفحات تک آئی ہیں

باب سوم

عبادات
تقلید کی ضرورت اور
اجتہاد کی فضیلت
فقہ کی تاریخ

ائمہ اربعہ کے حالات
اور فقہی مسائل کی تدوین
طہارت کا مذہب اور
تہذیب کا مقابلہ طہارت
جسمانی کے فوائد مرض کا
وضو کا عمل اور انبیا صدیقین
شہداء کا وضو
وضو کے فرائض و واجبات
سنن مستحبات مکروہات
وضو شکن صورتیں
مفصل مسائل
غسل غسل جنابت
حیض و نفاس مسئلہ
اور پانی کی مقدار اور
پورے پورے مسائل
تیمم کے ارکان طریقہ
فرائض واجبات سنن
اور مسائل متفرقہ
موزوں پر مسح
طریقہ شرائط احکام
اور مفصل مسائل
نجاست اس کے
اقسام حکم حقیقت نجاست
غلیظ دور کرنے کا طریقہ
اور مفصل مسائل
پانی کے احکام
پانی قلیل پانی کثیر
دریا کے احکام و مسائل
استنجا آداب وضو
فرائض اور طریقہ

نماز کا بیان

دنیا کی عبادتوں اور اسلام
کی عبادتوں سے
موازنہ اوقات کی تعیین
کا فلسفہ اور ضرورت
نماز احسن طریقہ عبادت

سے جماعت و امامت

نماز کے اسرار

عجیب غریب پھر کا شنیے
اور نماز کا روحانی مفید موثر
نماز کی فرضیت باعادت
کا شرف جمعہ کی نماز
خطبہ کا ترجمہ وغیرہ مفصل

نماز کے احکام

اوقات کے مفصل مسائل
نماز کی بیرونی شرطیں
قبلہ کے احکام مفصل
نیت کے مسائل
نماز کے فرائض و واجبات
تکبیر و قرات کے مسائل
رکوع و سجود کے مسائل
نماز پڑھنے کا مختصر طریقہ
مفسدات نماز
اختلاف قرات کے مسائل
نماز کی اوسط کے مسائل
امامت کے مفصل مسائل
وہ امور جن کا ارتکاب
مسجد میں منع ہے
جماعت کے احکام و مسائل
مسبوق و رکوع لاحق کے
بنائے نماز کے مسائل
سنت مؤکدہ غیر مؤکدہ
وتروں کا بیان
نفل مشہور نمازیں
بلاد جنوبیہ کی نماز
خاص نمازیں
نماز تراویح بالتفصیل
قرآن خوانی کی اجرت
کسوف و خسوف
موازنہ اوقات کی تعیین
کا فلسفہ اور ضرورت
نماز احسن طریقہ عبادت

نماز جمعہ کا مفصل بیان
خطبہ کا مفصل بیان
نماز عیدین
صدقہ فطر و قربانی کا بیان
نماز مسافر کا بیان
مریض کی نماز کا بیان
جنازہ کا مکمل بیان
عیادت سے قبر تک مفصل
مزارات اولیا کی زیارت
سوگ و ماتم کا بیان
شہید کا بیان مکمل

حج کا مفصل بیان

حج کے تمدنی اجتماعی فوائد
فوائد کا بیان
کن لوگوں پر حج فرض ہے
حج کو جانے کے شرائط
احکام حج مفصل
حج کے ارکان و ضروریات
مسائل زیارت رسول
مسائل متعلقہ حج تمام
کمال مفصل

روزہ کا بیان مفصل

دنیا کے مذاہب اور روزہ
روزہ کے طبی منافع
روزہ کے روحانی فوائد
روزہ کا انتہائی نقطہ نظر
روزہ کی شرائط و ارکان
رمضان کے روزے
رویت ہلال ثبوت روزہ
مفسدات و مکروہات
روزہ کفارہ، فدیہ
قضا روزہ بچوں سے
روزہ توڑنا معین
سجدہ سہو کے مسائل
اور غیر معین افطاری
کے مسائل روزہ کی

اعتکاف کا بیان
شب قدر کا بیان
عید کا چاند دیکھنا

زکوٰۃ کا بیان

اسلام میں سوشلزم کا
پہلا آئین زکوٰۃ کیوں
فرض ہو دنیا کی ساری
املاک قوم کی ملک ہے
غریبوں کو سرمایہ داروں
سے محبت پیدا ہوتی ہو
مصارف زکوٰۃ
بے محل صرف خرابیاں
زکوٰۃ کس کو لینی جائز ہے
بھیک مانگنا کفر کے برابر ہے
انسداد گداگری
زر و جنت دار مقدم ہیں
اسباب زکوٰۃ
سونے چاندی کا حساب
پیداوار اور اسباب تجارت
فرض پر زکوٰۃ کے مسائل
اور صدہا متفرق مسائل
یہ سب مضامین ۳۲۶
صفحہ تک آتے ہیں

باب چہارم

معاملات
نکاح، تعریف، طریقہ
شرائط ارکان
گھر میں لانا
بوقت ولایت اجازت
کفو، فضولی جہیز تعین
عقد مطلوبہ خلوت
سمجھ ہیر کی شبہ فساد
حکم حقوق زوجیت کا فریضہ
کا نکاح مرتد کا نکاح
ذمی حربی غلام لونڈی
ہم پلہ میں عدل رضاعت
نسبی اور رضاعی رشتے

اور صدہا متفرق مسائل
طلاق طلاق حسن
جبر پر تقسیم صریح رجعی
بائن بتہ تعلیق طلاق
وکالت مشروط تعزیر
رجعت کا بیان حلالہ
ایلا، خلع و عدت
مجلس تحکیم کفارہ
لعان کا بیان حیض کا بیان
عدت کا بیان سوگ
ثبوت نسب بچہ کی پرورش
نفقہ و متفرق مسائل

کتاب الحقوق

حقوق اور حقوق علی ابوبکر
عمر عثمان علی صحابہ
کرام اولیائے عظام کے
والدین کا فرد الذین
ماں باپ دوست احباب
عورت کے حقوق مرد کے
حقوق حضور کی ازواج
سے سادگی اہل قرابت
کے حقوق بعد رحمہ ہمسایہ
یتیم مہمان موالی کے
حقوق باہمی حقوق
سلاطین
ترقی حق تعلق، زیادتی
شرائط خطبہ بیوی کو
احکام رعایا رعایا کے حقوق
ذبائح قربانی شکار
صفت عقیقہ کے مسائل
کھانا پینا اور اس کے
متعلقہ حرام مسائل کا بیان
لباس معاشرت کی سادگی
اور طیبہ لباس کی فوائد
حد آیات اسراف
عیش پرستی بدعتیں
اسلام اور الکفر

باب پنجم

اسلامی اخلاق و آداب
نفس امارہ لوامہ مطمئنہ
اخلاق لذات دنیوی
لذات العیال خیرات
دیانت کشادہ دلی
شجاعت صبر ہمدردی
خلق تربیت ملفوظات
اسلام عالم مومن متکلم
واعظ صوفی کے آداب
سب نمازیں بنفسہ نماز پڑھے
استنجا حمام مسجد امام
نماز جمعہ مریض عیادت
وغیرہ وغیرہ کے آداب
یہ ایک مضامین
۳۴۲ صفحہ میں آئے

باب ششم

اسلامی تصوف روحانیت
و مجاہدات اسلام اور
روحانیت صوفیائے
کرام حقیقت فقیر زاہد
روحانیت اور قرآن
علم غیب کی نوکی بحث
ذکر اشغال سلسلہ
چشتیہ، بیعت کا
طریقہ، اشغال اعمال
مرشد کا تصور
اعمال مفرد صبح و شام
ختم خواجگان
وقاریہ صفہ کا طریقہ
اور متفرق ہزار باتیں
یہ سب مضامین ان کے
۳۴۶ صفحہ تک گئے
ہیں اس کے بعد تقریبیں
اور متفرق باتیں ہیں

قیمت مجلد چار روپیہ
چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی پوسٹ بکس ۶۰

تاریخ حریت اسلام

چھلاؤں میں ہم جلنے تلواروں کی کہہ تنۃ تھے حق

غالب آ آ مغانہ ہبیر قوت مسلطان و وزیر

جسمیں زمانہ رسالت، عہد خلافت راشدہ، دور خلفائے بنی

امیہ، خلافت عباسیہ، عہد بنی امیہ اندلسیہ و

سلجوقیہ، دولت ہسپانیہ و غزنویہ کے علاوہ ٹرکی ومصر

الجزائر، مراکش و فرمانروایان ہند، خاندان افاغنہ و غلامان

و عہد مغلیہ و ٹیپو اور سلاطین بادشاہان دکن سندھ و کشمیر کے

عہدہائے گذشتہ کے ماسبیاز حق پرست، حق گو بزرگوں کے

حیرت خیز، جرات آفرین اور ولولہ انگیز استقلال اور جوش

و ایثار کے حریت آموز حالات اور عدل و انصاف حریت و

مساوات، خدا ترسی پاکیزہ نفسی کے حامی بادشاہوں کے سبق

آموز واقعات کے علاوہ پرستاران حق و صداقت اور فدایان

مذہب و ملت عورتوں کے سوانحات درج ہیں،

یہی وہ کتاب ہے جو تاریخ کی کتابوں میں سب سے زیادہ

مقبول ہے، اور ابتک بارہ اڈیشن شائع ہوچکے ہیں

ضخامت ۵۰۰ صفحات قیمت مجلد تین روپیہ محصول

کل سب تین روپے دس آنے حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تاریخ القرآن

یہ بے مثل کتاب معلومات قرآنی کے سلسلہ میں اردو زبان کی سب سے

بہتر کتاب ہے جو حمیدیہ پریس نے حال میں شائع کی ہے اس کتاب کے

مولف بھی مولوی سید نذیر الحق صاحب مصنف کتاب ملاسلام ہیں

بہت اعلیٰ کاغذ پر طبع ہوئی ہے۔ دعوے ہے کہ معلومات قرآنی

کے سلسلہ میں تاریخ القرآن سے بہتر کوئی کتاب شائع ہوئی ہی نہیں

اگر مضامین کے فقط عنوان ہی لکھے جائیں تو ایک صفحہ میں آئیں

اگر آپ کو قرآن پاک سے کوئی تعلق ہے تو اس کتاب کا پڑھنا

بھی ناگزیر ہے۔ اسمیں قرآن کی حفاظت، نزول، ترتیب، وحی

کی صورت، نسخ منسوخات، رسم الخط، علامات قرات، فضائل

برکات، تحقیقات، اعمال، ادعیات ہزارہا باتیں ہیں جو اس

کتاب میں ہیں اور بالاتفاق مضامین قرآن پاک کی پیشگوئیاں

شفاء للمومنین۔ قرآنی احکام کا وزن۔ قرآنی احکام ابدالاباد

تک اٹل اور فطرت کے مطابق ہیں ہزمنکہ پوری آگاہی تو کتاب

دیکھکر ہی معلوم ہوسکتی ہے، ہمیں ضرور کہونگا کہ قرآن پاک

پڑھنے کا لطف اسی میں ہے کہ پہلے تاریخ القرآن پڑھی جائے

بہت ہی عمدہ چھپی ہوئی ہے۔ قیمت ۱۰ محصول ۲ کل عہ

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدس کا کیا حال ہوگا جب خاندان نبوی کو

کٹے پھٹے ہوئے میدان میں سرِ دیا برہنہ بے یار و مددگار جا بجا

سے گھسیٹے جارہے تھے اگر ان حالات اسناک کو صحیح الفاظ میں

پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک شہید کربلا منگا

اسمیں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج

کئے گئے ہیں، اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ

کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے، یزید کی تخت نشینی

سے اس دردناک باب کا افتتاح ہوتا ہے، حضرت امام حسن

کو زہر دیا جانا، ترک وطن، امام مظلوم کی مکہ کو روانگی، کوفیوں

کی شرارت، ظالموں کا معصوموں کو چن چن کر جام شہادت پلانا

اہلبیت پر مظالم، یہ کتاب کربلا کی نہایت دردناک تاریخ ہے جا

بجا میر انیس کے مرثیے بھی لئے گئے ہیں، اور آخر میں تو حضرت

حسن نظامی کے نثر کے مرثیے اس قدر اندوہناک ہیں کہ ہچکی بندھ

جاتی ہے دور حاضرہ کی سب سے موثر اور دردناک کتاب ہے اور لطف

یہ ہے کہ ادنیٰ سا واقعہ بھی غیر مستند نہیں ہے

قیمت فی جلد ۸ محصولڈاک ۴ کل ۱۲

ملنے کا پتہ، مینجر حمیدیہ پریس دہلی۔

اسلام کی امتیازی معاشرت

ہر وہ قدم جو خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر اٹھتا ہے وہ عبادت

ہے، روزہ نماز ہی عبادت نہیں، روزہ نماز حج زکوٰۃ کا بھی

یہی مقصد ہے کہ انسان اچھا انسان بنے اور دنیا کے بسنے

والوں کے لئے خدا کی رحمت ثابت ہو اسلامی معاشرت بھی

عبادت کی طرح تمام ادیان سابقہ سے نہ صرف افضل ہے بلکہ

دنیا کے لئے آیہ رحمت بھی، کاش مسلمان اسلامی احکام کے صحیح

متبع ہوتے، اسلام کی امتیازی معاشرت میں مسلمانوں کو خدا

کے پسندیدہ طریق زندگی کا بیان ہے اس کو پڑھنے اور عمل کرنے

سے انسان بہترین انسان ہوتا ہے، کامل مسلمان ہوتا ہے اچھا

شہری ہوتا ہے، شریف ہمسایہ بنتا ہے، مخلص محب وطن ہوتا ہے

اچھا باپ ہوتا ہے قابل عظمت شوہر، نیک اولاد، عمدہ آقا

لایق ملازم، برگزیدہ لیڈر، مجرب سرمایہ دار ہوتا ہے،

غرضکہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ کو مرتب کرنے والی یہ کتاب ہے

یاد رکھئے خدا کو آپ کے روزہ نماز کی ضرورت ہے وہ مسلمانوں

کو صحیح مسلمان دیکھنا چاہتا ہے جنکی زندگی کا کوئی قدم اور

کوئی سانس اس کے بنائے ہوئے قانون سے باہر نہ ہو یہ کتاب آپ

کو سچا مسلمان بناتی ہے، قیمت ۱۲ محصول ۶ کل عہ حمیدیہ پریس

الفاروق

کیسے اسلاف تھے اور کیا ہم ہیں جانتے ہو الفاروق میں کیا ہے

اسمیں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضہ کی زندگی کے مقدس حالات

ہیں، یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنکا ثانی زمین پر پھر پیدا نہ

ہوا، نوشیروان کی فرضی روایات عدل پر عش عش کرنے والوں

ذرا اس عادل و فاروق کے حالات پڑھو، جب معلوم ہوگا کہ

عدل کسے کہتے ہیں، مساوات اسلامی کو سراہنے والوں تم جیسی

مساوات کو بہت نمایاں تصور کرتے ہو۔ ذرا اس جلیل المرتبت صحابی

کی شان مساوات تو دیکھو بیت المقدس میں شاہانہ داخلہ ہے

مگر کس طرح غلام سوار اور آقا مہار بردار، جمہوریت جمہوریت چلانے

والوں ذرا عمر اعظم کی جمہوریت بھی دیکھ لو، ایک حقیر بڑھیا خلیفہ

سے دو بدو ہوتی ہے اور اپنے بادشاہ سے ایک کرتے کا حساب

لیتی ہے، ہنڈنبرگ، نپولین، گیرےبالڈی سے مرعوب ہونے

والوں ہمارے تذکرے پڑھو جو دیکھ لو جو جاڑیں میں بیٹھکر ایران

کی جنگ کا نقشہ مرتب کرتا ہے اور مدینہ سے بیٹھا بیٹھا فوجوں کو

ہدایت دیتا ہے، جبکہ نہ لاسلکی ہے نہ ٹیلیگراف، اسلام میں کیا کیا

تھا افسوس ہم سب کو بھلا بیٹھے، الفاروق پڑھکر ایمان میں جوش

پیدا کیجئے مجلد ۵۰۶ صفحہ کی کتاب ۱۲ محصول ۸ کل عہ

مساوات المسلمین

فخر نسب پر زعم رکھنے والے مساوات المسلمین پڑھنے کے بعد

کیسے شرمسار ہوئے، جب آنحضرت صلعم کا فرمان پڑھا "کہ اے

قوم قریش اللہ نے تمہاری جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار مٹا

دیا تم انسان آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے تھے،" بدقسمتی

سے ہندوستان میں مسلمانوں کے سلسلہ پر بھی اچھوت ادبار نہ ہوا،

ہندوؤں کے پہلوں کے بیچے پنپ دیا تھی کو نسب کے دامن میں

اور یہاں کے مسلمان بھی برہمن اور شودر بننے لگے، یہ انسانیت

اور اسلام فراموش ذہنیت گو اب قدرت کے غضبناک ہاتھ

بہت منک شا دی ہے لیکن اب بھی بہت باقی ہے، اسلام

بحیثیت انسان سب برابر ہیں، کوئی بڑا اور چھوٹا نہیں ان

اکرمکم عند اللہ اتقاکم وہی بڑا ہے

اس کتاب میں بتلایا گیا ہے کہ کوئی پیشہ بھی ذلیل نہیں

وہ حلال ہو، اور اسلام نہ کسی بڑے باپ کے بیٹے کو بڑا

بلکہ جو خود بڑا بنا وہی بڑا ہے، یہ کتاب مسلمانوں میں مساوات

اسلامی پیدا کرے گی، یہ کتاب ہر پیشہ ور مسلمان کا رتبہ بڑھا

بہت موثر کتاب ہے، قیمت صرف ۴ محصولڈاک ۲

ضخامت ۲۰۰ صفحے، حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مبلغ اسلام دو عورتیں

حلیمہ خانم ایک عزیب خاندان کی لڑکی کا علم سے فیضیاب ہوکر لیڈی ڈاکٹر کی سند حاصل کرنا پھر آریوں کے اغوا سے اپنے دین اسلام کو خیر باد کہنا، پھر ایک خادم اسلام کی زلفی کوشش سے مطمئن ہوکر اپنے غلط عقائد سے توبہ کرنا، اور اس کے بعد ساری عمر اسلام اور قوم کی خدمت کے لیے وقف کر دینا اسمیں لیڈی ڈاکٹر حلیمہ خانم نے آریوں کی طرف ہوکر اسلام کے خلاف جو مباحثے کیا تو پھر جا لیس پنڈتوں سے جو مباحثہ کیا اس نے گھر کے بھیدی کی طرح بڑے بڑے دیانوں کے چھکے چھڑا دیئے، قیمت ۱۰ اور آنے

ساوتری یہ ہندو جنم کی استری ہے جس نے اپنے علم اپنی ذہانت سے اسلام کو دیکھا، پرکھا، اور اس کا مقابلہ کیا اس کے فطری قوانین نے بالآخر موہ لیا پھر نہ صرف یہ کہ اس ہی بچی نے آغوش اسلام میں جگہ پائی، اور اپنے ساتھ سارے خاندان کو راہ ہدایت دکھائی بلکہ اس خاندان کا بچہ بچہ عاشق اسلام ہوا

یہ دونو کتابیں ہر مسلمان کو پڑھنی اور اپنے پاس رکھنی چاہئیں تاکہ اُنہیں اسلامی تفوق کا صحیح اندازہ ہو سکے اس کی قیمت ۸ر ہے، دونو کی قیمت ایک روپیہ محصول ۶ر کل ۱عہ حمیدیہ پریس دہلی

تین صوفی ایک امام

امام ابو حنیفہ حنفی سلطنت کے سرتاج حضرت امام اعظم کے حالات علامہ شبلی کی لکھی ہوئی کتاب ہے اسمیں فقہ کی تدوین، مجتہدانہ مسائل کا حل امام اعظم کا تفوق وغیرہ ائمہ پر حنفی سلطنتوں کیلئے ایک مایہ ناز کتاب ہے، قیمت مجلد رعایتی ۱۲ر محصول ۳ر کل ۱۵ر

الغزالی علامہ شبلی کی قلم سے حضرت امام محمد غزالی کی لائف اس طرح کے سب سے بڑے علمبردار کی سوانح عمری طلال و قال واقف ولی اللہ کی علمی زندگی کے کارنامے اس کتاب میں ہیں قیمت ۸ر

حضرت مولانا روم تصوف، اسلام اور صوفیائے کرام میں سب سے زیادہ امتیازی شان والے شخص جن کی مثنوی کو شہرت دوام حاصل ہے انکی لائف اور علامہ شبلی کی لکھی ہوئی کتاب اسمیں مثنوی کے خاص خاص حصوں کا اقتباس ہی ہے قیمت رعایتی ۸ر محصول

شیخ سعدی خواجہ شیرازی حضرت مصلح الدین جن کی کریما گلستان، بوستان آج بھی لا فانی شہرت رکھتی ہیں، انکی زندگی کے بقیہ حالات بھی لا فانی ہیں، ایسی دلچسپ اور مفید علم زندگی شاید کسی بزرگ کی ہو، قیمت رعایتی ۳ر محصول ۴ر

چاروں کتابیں ایک عہ محصول ڈاک ۱۱ر کل ۲ میں ملتی ہیں، الگ الگ منگائیں گے تو یہ نقد محصول ڈاک میں ہی خرچ ہو جائے گا حمیدیہ پریس دہلی

گھر کا مولوی

اساد اور دانشمین کی بشارت ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لیے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے، کہ دوسرے مسلمان کو فتنہ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے، لیکن مسلمان میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر موقعہ سے اس میدان میں پیچھے ہیں اور پیچھے ہی رہتے ہیں، اس اہم ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب نے کتاب

آثار سعید کتاب تالیف کی ہے جس کی ہر دو جلدیں شایع ہو چکی ہیں، اس کتاب میں واعظوں کے لیے ایسی ترتیب قائم کی ہے تاکہ انہیں آسانی ہو، اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کرنے کے بعد معمولی استعداد کا بھی بہترین تبلیغی فرض انجام دے سکتا ہے اسمیں تمام ان احکامات کا بیان ہے جو قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم اور دلچسپ بنا دیا ہے، لوگ بہت ہی شوق سے یہ کتاب پڑھتے ہیں، اور مسجدوں میں بطور وعظ کے سناتے ہیں، قیمت مجلد ۱۰۴ صفحات، بڑی تقطیع کے صرف ایک روپیہ، محصول ڈاک ۹ر کل ۱۹ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تازیانہ شیطان

یعنی شرح تعوذ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت ہی فصاحت کے ساتھ اسمیں درج ہے،

شیطان کے بارے میں قرآن شریف کی جسقدر آیات آئی ہیں ان کی تفسیر اور مطالب کا بیان ہے

شیطان کی سوانح عمری، آدم علیہ السلام کی تخلیق شیطان کے دشمنانہ کرتوت شیطان کی مکاریاں اور فسوں سازیاں تخلیق آدم سے تا ایندم اس میں جا بجا تفصیلی دلچسپ حکایات ہیں جن سے مطالب عام فہم ہو گئے ہیں

آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہو گئی ہے، تمام مینہیوں کے ساتھ مکر شیطان اور اس کے نتائج اس طرح بیان کئے ہیں کہ انسان اس سے صراط مستقیم پر آجاتا ہے، یہ کتاب تمام انسانوں اور خصوصاً تمام مسلمانوں کے لیے ایک بیش بہا نعمت ہے۔ اس کے پڑھنے کے بعد شیطانی گہوارہ نفس امارہ کی ہلاکت فریبیوں سے بچ جانے کے سب سے وسائل مل جاتے ہیں،

۱۲۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے قیمت ۱۰ر محصول ۸ر کل ۱عہ

حمیدیہ پریس دہلی

میاں بیوی کے فرائض

آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے، اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اطاعت گذار ہو، آپ کا گھر فردوس بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے فرایض یا حق پورے کرنے لگیں، لیکن دشواری یہ ہے کہ ہر گھر میں افراط و تفریط ہے کہیں میاں جی تو اپنے گھر کے مختار کل اور بیوی کی کوئی حیثیت ہی نہیں، کہیں بیوی ہی تیسمار خان کی علمبردار ہر بات اور ہر شمار میں تفوق یا برتری جتانے والی، یہی وجہ ہے کہ ہر گھر دوزخ بنا ہوا ہے اسی چیز کو مد نظر رکھکر حمیدیہ پریس نے کتاب **میاں بیوی کے فرائض** شایع کی ہے اور قرآن و احادیث کے احکام میاں اور بیوی دونوں کو تہائے ہیں بہت سلیس اردو میں ہے عورتوں کو سمجھایا ہے کہ انہیں کس طرح مردوں کی اطاعت کرنی چاہئے اور مردوں کو بتلایا ہے کہ عورتوں کی دلشکنی کس طرح گھر کو خراب اور رسول کریم کو ناراض کرتی ہے قرآن و رسالت سے خبر کم خیر لاہلہ یہ نشان میاں بیوی دونو کو محبت کی شاہراہ پر لے جائیگی یہ کتاب زوجین دونوں کو یکجان کر دے گی، بہت ہی مقبول کتاب ہے اور ہر گھر میں شوق سے پڑھی جاتی ہے، قیمت ۸ر محصول ۴ر کل ۱۲ر یہ سب کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے ملیں گی

دہلی کا دستر خوان

دہلی کی ایک ممتاز خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین آسانی

کس قدر جلد مقبول ہوئی، کہ حیرت ہو گئی، دہلی کا دستر خوان وہ سہل اور آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے جس سے چھوٹی چھوٹی بچیاں، ناقہم عورتیں، اور مرد بھی آسانی کم داموں میں اچھے کھانے پکا لیتے ہیں اور پکا لیتے ہیں، یہی وہ کتاب ہے جو ہندو اور مسلمان دونوں میں مقبول ہے اور روزانہ خاصی اچھی تعداد میں فروخت ہو رہی ہے عورتوں کے کھانا پکانے کی انداز کے ساتھ یہ کتاب، باورچی خانہ کا انتظام، برتنوں کا سلیقہ، کھانا کھلانے کا مہذب طریقہ بھی بتلاتی ہے وہ بیویاں جن کے خاوند خراب کھانا کھاتے کھاتے ان کی صحت بھی کھو بیٹھے ہیں گرویدہ ہوتے جاتے ہیں، گویا یہاں یہ کتاب اپنے کھانا پکانے کی آسانی ہے وہاں خاوند کو مسخر کر لینے کا عمل بھی اپنے اندر رکھتی ہے۔

جن لوگوں کو مقدمے سے صرف سے لذیذ کھانا پکوانا پسند ہو یا جن کو اپنی بچیوں کی آیندہ زندگی کا فکر ہو وہ یہ کتاب ضرور منگائیں ضخامت ۱۰۰ صفحے قیمت ۸ر محصول ۴ر کل ۱۲ر

جزء ۹

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ
اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَ
الَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ
فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا
عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ط

شعبان المکرم سے یہ رعایتی سلسلہ جاری ہوتا ہے تاکہ خریدار مناسب وقت میں گھڑیاں منگا کر شروع رمضان المبارک سے کام میں لاسکیں

رعایت کا مبارک مہینہ

جو سال میں ایک ہی بار آتا ہے اس سے ضرور فائدہ اُٹھایئے

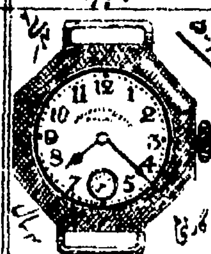
...گذرنے کے بعد خدا کے فضل و کرم سے ہم کو اور آپ کو رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہوتا ہے یہ بھلائیوں اور نیکیوں کا مہینہ ہے اس لئے ہم نے بھی یہی مہینہ ...داروں کو فائدہ پہنچانے کیلئے انتخاب کر رکھا ہے۔ لہذا حسب معمول اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل گھڑیوں و ٹائم پیسوں کی قیمت میں بیحد رعایت کردی گئی ہے ...رعایت سے ہر شخص خواہ کسی مذہب و ملت کے ہوں فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ ہمارے جلد فرمائش بھیجیے ورنہ یہ زریں موقعہ پھر ایک سال بعد آئے گا۔ راقم منیجر

...چراغ گولڈن رسٹ واچ



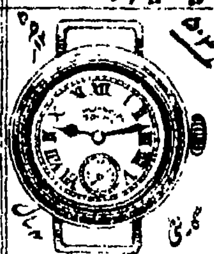
...مدہ دو سوئیاں نیس والی ہیں ...رات کے علاوہ رات کو اندھیرے ... وقت معلوم ہو جاتا ہے ٹائم کی ... پرزوں کی مضبوط ہو رعایتی ... معہ اسٹراپ چھ روپے چار آنہ

خوبصورت اٹھ پہل رسٹ واچ



اس کا کیس ۲۴ کیرٹ گولڈن اور ... اس کے مختلف اور بہت خوشنما ... ہیں پرزے پختہ و پالش دار ہیں اور وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے چار آنہ

پائیدار نیو پیٹنٹ رسٹ واچ



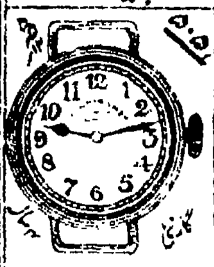
یہ کلائی کی گھڑی نکل سلور کیس کی خوشنما و پائیدار ہی ہوتی ہے اس کے پرزے پختہ ... ہیں ٹائم بھی صحیح بتاتی اس پر گلاس ... ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپیہ بارہ آنہ

نئے فیشن کی جڑاؤ رسٹ واچ



یہ گھڑی گولڈن کیس کی نہایت خوشنما ہی ہوتی ہے اس کی باڈی پر مختلف رنگ کے آبدار نگ جڑے ہوتے ہیں ڈائل بھی فینسی چمکدار ہے پرزے مضبوط ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ ...

خوشنما و پائیدار رسٹ واچ



یہ گھڑی خوشنما اور پائیدار بنی ہوتی ہے اکثر جنٹلمین و دیگر شائقین اس گھڑی کو پسند کرتے ہیں وقت بتانے کی سچی پرزوں کی مضبوط ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چار روپے بارہ آنہ

...ی ریلوے ریگولیٹر واچ



...کوئی شخص ایسا ہو جو اس پائیدار اور سچا وقت بتانے ...ملی انجن مارک ریلوے ریگولیٹر لیور گھڑی کے نام سے ...واقف ہو یہ اپنی مضبوطی و درستی ٹائم کے باعث ہزارہا ...ادمیں فروخت ہو چکی ہیں زیادہ تعریف فضول ہے رعایتی قیمت دو روپے چودہ آنہ

کار آمد سوتوں کو جگانے والا الارم دار ٹائم پیس



نکل سلور کیس خوشنما پائیدار ٹائم کا سچا ہے اسمیں جو الارم لگا ہوا ہے وہ آپ کو ایک چوکیدار کا کام دیگا۔ شب کو جس ٹائم پر آپ جاگنا چاہیں یہ اسی ٹائم پر زور دار الارم بجا کر آپ کو جگا دیگا۔ رعایتی قیمت دو روپے چودہ آنہ

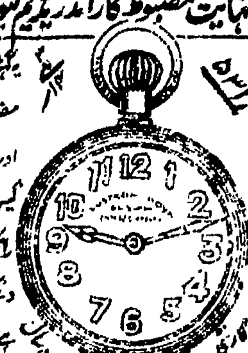
محصولڈاک پیکنگ بکس منی آرڈر فیس بذمہ خریدار

پائے دار فل جولڈ لیور رسٹ واچ



یہ گھڑی ایسی مضبوط و پائیدار بنی ہوئی ہے جو دوڑ بھاگ ٹینس وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی مشین لیور و دمنٹ پندرہ جویل والی ہے۔ گلاس غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ خوشنما اسٹراپ کے تیرہ روپے چودہ آنے

نہایت مضبوط کارآمد ریڈیم لیور پاکٹ واچ



یہ گھڑی لیور مشین پرزوں کی مضبوط ٹائم بتانے کی پکی ہے اور اسکے ہندسے سوئیاں ریڈیم کیس والی ہیں جن سے راتکو اندھیرے میں بے تکلف دیکھ کے وقت معلوم ہو جاتا ہے رعایتی قیمت تین روپیہ دو آنہ

خوبصورت مضبوط اوپن فیس نکل کیس لیور پاکٹ واچ



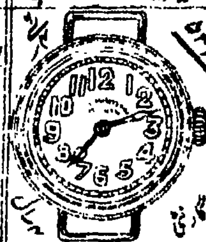
یہ گھڑی اگرچہ کم قیمت ہے مگر درستی ٹائم میں چالیس و پچاس روپے کی گھڑیوں کا مقابلہ کرتی ہے اسی باعث لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں۔ رعایتی قیمت تین روپے دو آنے

سونے کے ملمع کی نیو فیشن لیور پاکٹ واچ



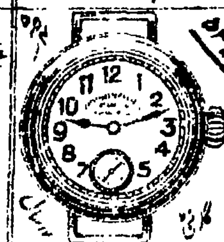
اس گھڑی کا کیس نہایت خوشنما ہے مشین لیور مضبوط ہیں ڈائل فیلسی ہر وقت صحیح ہے رعایتی قیمت تین روپے بارہ آنہ

اندھیرے میں وقت بتانے والی رسٹ واچ



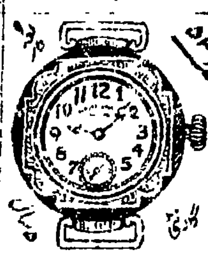
سنہری کیس کی خوشنما اور پائیدار اچھا وقت بتانے والی رسٹ واچ دن میں وقت بتانے کے علاوہ شب کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ سٹراپ چھ روپے چار آنے

نیو پیٹنٹ پائیدار رسٹ واچ



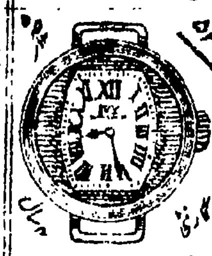
یہ سوئس میڈ رسٹ واچ نکل سلور کیس کی دیکھنے میں خوبصورت پرزوں کی مضبوط اور رفتار کی اچھی ہے چابی ۲۴ گھنٹہ کی ہے وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپیہ چار آنے

رولڈ گولڈ کیس کی خوشنما رسٹ واچ



اس رسٹ واچ کا کیس اصلی رولڈ گولڈ کا ہے جس کا رنگ تبدیل نہیں ہوتا دیکھنے میں بہت ہی خوبصورت ہے مشین سلنڈر مضبوط پرزوں کی ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ نو روپے پانچ آنہ

نیو فیشن گولڈن رسٹ واچ



یہ سنہری کیس کی رسٹ واچ بیحد خوشنما مختلف ڈیزائن کے ڈائلوں کی بنی ہوتی ہے اور محض خوبصورت ہی نہیں بلکہ پائیدار اور مضبوط پرزوں کی ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپیہ بارہ آنہ

نکل کیس ریڈیم رسٹ واچ



یہ گھڑی دن کے علاوہ راتکو اندھیرے میں وقت بتاتی ہے اسمیں گلاس غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا مضبوط و پائیدار ہے وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے بارہ آنہ

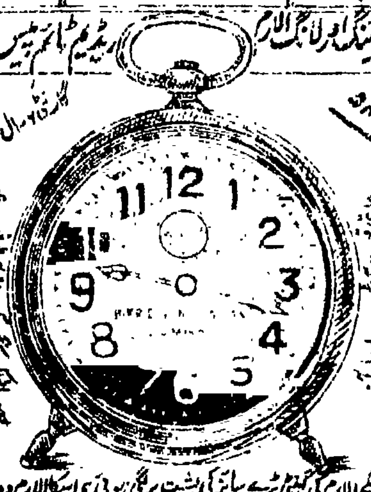
موٹے گلاس کی اعلیٰ ریلوے ریگولیٹر لیور واچ



یہ گھڑیاں اپنی مضبوطی و درستی ٹائم کے باعث لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں۔ ہر شخص اسکے نام سے واقف ہے اسپر گلاس غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ رعایتی قیمت تین روپے دس آنہ

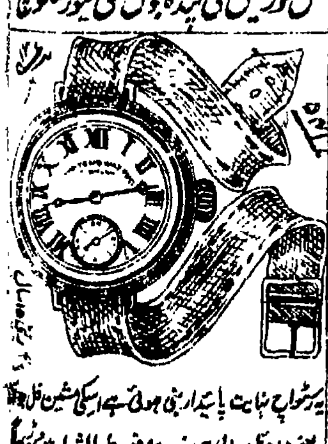
محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

رپیٹنگ اور لانگ الارم ریڈیم ٹائم پیس



اسکے الارم کی گھنٹی بڑے سائز کی پشت پر لگی ہوتی ہے اسکا الارم دو طرح سے بجتا ہے ٹھہر ٹھہر کر اور یکدم الارم کی آواز اس قدر بلند ہے کہ غفلت کی نیند والا بھی بہت جلد ہوشیار ہو جاتا ہے ڈائل و سوئیاں ریڈیم والی ہیں جنکے باعث راتکو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہو جاتا ہے رعایتی قیمت آٹھ روپیہ آٹھ آنہ

نکل سلور کیس کی پندرہ جوئل والی لیور رسٹ واچ



یہ رسٹ واچ نہایت پائیدار بنی ہوتی ہے اسکی مشین فل پندرہ جوئل والی ہے پرزے مضبوط پائیدار ہیں ٹینس وغیرہ میں خراب نہیں ہوتی ٹائم صحیح بتاتی ہے گلاس بھی اسپر موٹا فٹ کیا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا

رعایتی قیمت تیرہ روپے چھ آنہ

نکل سلور کیس کی کیلیس لیور پاکٹ واچ



باوجود کم قیمت ہونیکے بھی وقت صحیح بتاتی ہیں۔ بہاسا قیمت ۔ کی گھڑیوں کا مقابلہ کرتی ہے۔ پرزوں کی مضبوطی سائز کی موزوں چلنے شیپ کی ہے۔ رعایتی قیمت معہ روپے سات آنے

گارنٹی

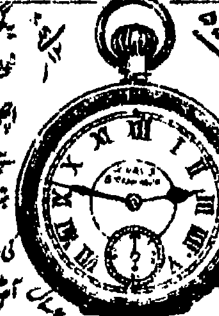
چھوٹے سائز کی رینیوے ریگولیٹر لیور پاکٹ واچ



یہ گھڑی انجنی مارک اصلی ریلوے ریگولیٹر لیور مشین چھوٹے سائز کی جاذب پرزے مضبوط و پائدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے دس آنے

گارنٹی

خوشنما چاندی کے کیس کی پاکٹ واچ



یہ گھڑی دیکھنے میں بہت خوبصورت چال کی اچھی پرزوں کی مضبوطی ہے اور وقت صحیح بتاتی ہے چابی سے کی ہے رعایتی قیمت آٹھ روپے بارہ آنے

گارنٹی

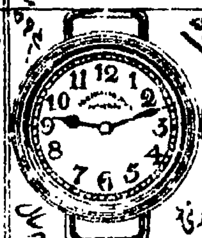
۲۲ کیرٹ گولڈن فینسی رسٹ واچ



گارنٹی

یہ رسٹ واچ بالکل نئی طرز کی بیحد خوشنما بنی ہوئی ہے اسکا ڈائل مختلف شکلوں میں نہایت فینسی بنا ہوا ہے کیس سنہری چمکدار ہے وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ پانچ روپیہ چودہ آنہ

سونے کے ملمع کی رسٹ واچ



گارنٹی

یہ رسٹ واچ سنہری کیس کی خوشنما و پائدار ہے بہ پوزیشن اس کی سلور ڈیس بیلٹ ہے پرزے مضبوط و پائدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ صرف پانچ روپے چار آنہ (ﷲ)

خوب ہی خوبصورت رسٹ واچ



گارنٹی

یہ رسٹ واچ نکل سلور کیس کی خوبصورت پرزوں کا مضبوط اور ٹائم بتانے کی بجلی پہ اسکا ڈائل آبدار بنا ہوا ہے سوئیاں ریڈیم کی وجہ سے رات کے علاوہ اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوجاتا ہے رعایتی قیمت معہ استراپ پانچ روپیہ بارہ آنہ

شاندار گولڈن فینسی رسٹ واچ



گارنٹی

یہ رسٹ واچ بہت ہی خوبصورت فینسی ڈائل و فیشن کیس کی نئی جو کیس اسکا سنہری مضبوط اور ٹائم بتانے میں پرزے مضبوط و پائدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ آٹھ روپے تیرہ آنے

نئے فیشن کی گولڈن رسٹ واچ



گارنٹی

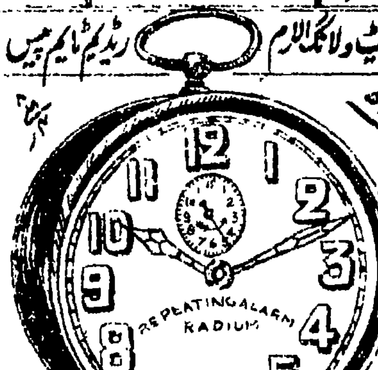
اس رسٹ واچ کی پوری خوبصورتی کا ذکر الفاظ میں ظاہر نہیں کرسکتا بیحد خوبصورت ہے ڈائل مختلف شکلوں کے خوش نما کیس سنہری چمکدار ہوا اور پرزے پائدار ہیں رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے ...

فیشن ایبل رسٹ واچ



یہ گھڑی بالکل نئے فیشن کی نہایت خوش وضع بنی ہوئی ہے اور بوجہ نیو فیشن ہونیکے عام طور پر اب پسند کی جاتی ہے۔ اس کا کیس سنہری چمکدار بنا ہوا ہے پرزے پختہ و پالش دار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ آٹھ روپے دو آنے (ﷲ)

ریپیٹ ولا لنگ الارم ریڈیم ٹائم پیس



گارنٹی ۲ سال

یہ ٹائم پیس دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم بتاتا ہے اس کا الارم بڑی گھنٹی کا پشت پر لگا ہوا ہے جو ٹھہر ٹھہر کر دیر تک دونوں طرح سے بہت بلند آواز سے بجاتا ہے پرزوں کا مضبوط اور ٹائم صحیح بتاتا ہے۔ رعایتی قیمت آٹھ روپے چار آنے

قابل دید رولڈ گولڈ کیس کی فینسی رسٹ واچ



گارنٹی

اس گھڑی کا کیس اصلی رولڈ گولڈ کا ہے اسکے ملاوہ ٹائم رہنے کی گارنٹی دس سال اسکے کیس پر کندہ ہوتی ہے لیور فل جول یعنی ۱۵ جولوں والی بیحد مضبوط اور خوبصورت ہے کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ پندرہ روپے ...

کارآمد شب چراغ لیور پاکٹ واچ



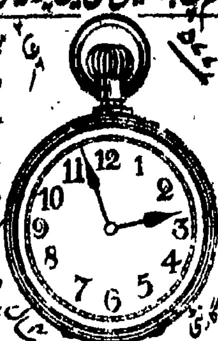
۵۸۵
یہ گھڑی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم بتاتی ہے پرزوں کی مضبوطی اور ٹائم کی بھی ہے رعایتی قیمت چار روپے دس آنے محصولڈاک و پیکنگ بکس و منی آرڈر فیس
گارنٹی ۲ سال

خوشنما سنہری کیس کی ہنٹنگ لیس پاکٹ واچ



۵۸۴
اس گھڑی کے ڈائل کی طرف بھی شیشے کی حفاظت کیلئے ڈھکنا لگا ہوا ہے جو چابی کے دبانے سے ڈھکنا فوراً کھل جاتا ہے ٹائم بتانے کی سچی پرزوں کی مضبوطی عالی
قیمت ستارہ روپے نو آنے
گارنٹی ۲ سال

نہایت سستی بکل کیس لیور پاکٹ واچ



۵۸۳
باوجود کم قیمت ہونے کے بھی وقت صحیح بتاتی ہیں پچاس ساٹھ روپے کی گھڑی کا مقابلہ کرتی ہے پرزے کی مضبوط اور نہایت خوشنما شیپ کی ہے۔ رعایتی قیمت دو روپے چھ آنے محصولڈاک وغیرہ نو آنے
گارنٹی ۲ سال

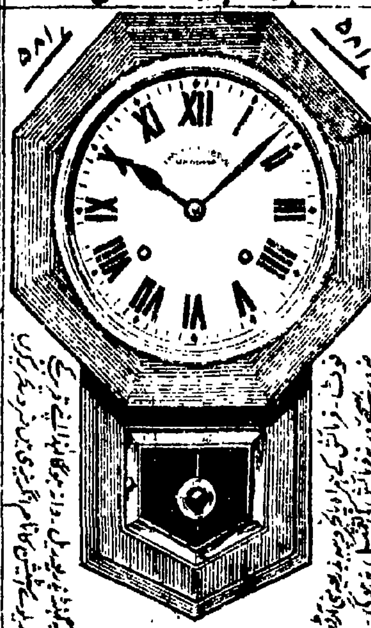
پائیدار سنہری کیس کی رسٹ واچ



۵۸۲
محصولڈاک و پیکنگ بکس ۷ ر
گارنٹی ۳ سال

یہ سوئس میڈ کلائی کی گھڑی دیکھنے میں خوشنما پرزوں کی مضبوط باعمدہ رفتار کی ہے۔ ٹائم صحیح بتاتی ہے چابی بھرانے ۴۸ گھنٹے کے ۳۰ گھنٹے کی ہے کیس گولڈن یعنی سنہری خوبصورت بنا ہوا ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کے پانچ روپے بارہ آنے

اٹھ روزہ چابی کا پائیدار آفس کلاک



اس کلاک میں چابی آٹھ روز میں ایک بار دیجاتی ہے گھنٹہ آدھ گھنٹہ آواز سے بجاتا ہے۔ تمام پرزے مضبوط و پائیدار ہیں۔ وقت نہایت صحیح بتاتا ہے۔ کیس اعلیٰ ڈیزائن عمدہ لکڑی کا پائیدار بنا ہوا ہے بیس پچیس ۲۵ برس تک بخوبی کام دیگا۔

۵۸۱ اسکا سائز لمبائی قریب ۱۹ انچہ چوڑائی ۱۲ انچہ ہے گارنٹی ۱۰ سال۔ رعایتی قیمت صرف دس روپے۔

۵۸۲ اسکا سائز لمبائی قریب ۲۲ انچہ چوڑائی قریب ۱۴ انچہ ہے گارنٹی بارہ سال قیمت بارہ روپے آٹھ آنے۔

۵۸۳ اسکا سائز لمبائی ۲۲ انچہ اور چوڑائی ۱۷ انچہ ہے۔ گارنٹی ۱۵ سال۔ قیمت سولہ روپے آٹھ آنے۔

اطلاع۔ بغیر پیشگی پانچ روپے وصول ہوئے تعمیل فرمائش نہ ہوگی۔

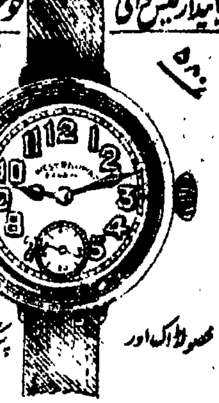
اندھیرے میں وقت بتانیوالی رسٹ واچ



۵۷۹
گارنٹی ۴ سال

گولڈن (سنہری) کیس خوشنما شیپ ہندسے و سوئیاں ریڈیم والی ہیں جس سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی شل دن کے ٹائم معلوم ہوجاتا ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے پرزے مضبوط و پائیدار ہیں گلاس غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے بارہ آنہ

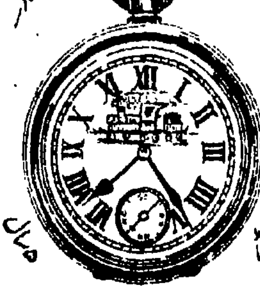
پائیدار کیس والی خوشنما رسٹ واچ



۵۸۰
گارنٹی ۵ سال
محصولڈاک اور پیکنگ بکس ۹ ر

یہ رسٹ واچ نکل سلور کیس کی ۴ ایس (بڑے سائز) کی ہے گلاس اسپر غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ ڈائل و سوئیاں ریڈیم ہیں جنکے باعث دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم معلوم ہوجاتا ہے وقت صحیح بتاتی ہے پرزے بھی مضبوط ہیں رعایتی قیمت معہ اسٹراپ

اصلی ریلوے ریگولیٹر لیور پاکٹ واچ



۵۸۴
قیمت ۳ روپے
گارنٹی ۵ سال

اسکی تعریف کی چنداں ضرورت نہیں ہر شخص اس کے نام سے واقف ہے۔ یہ پائیداری اور درستی ٹائم کے باعث تمام دنیا میں مشہور و مقبول ہے اسی وجہ سے یہ گھڑیاں لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہوچکی ہیں۔
رعایتی قیمت تین روپے دس آنہ

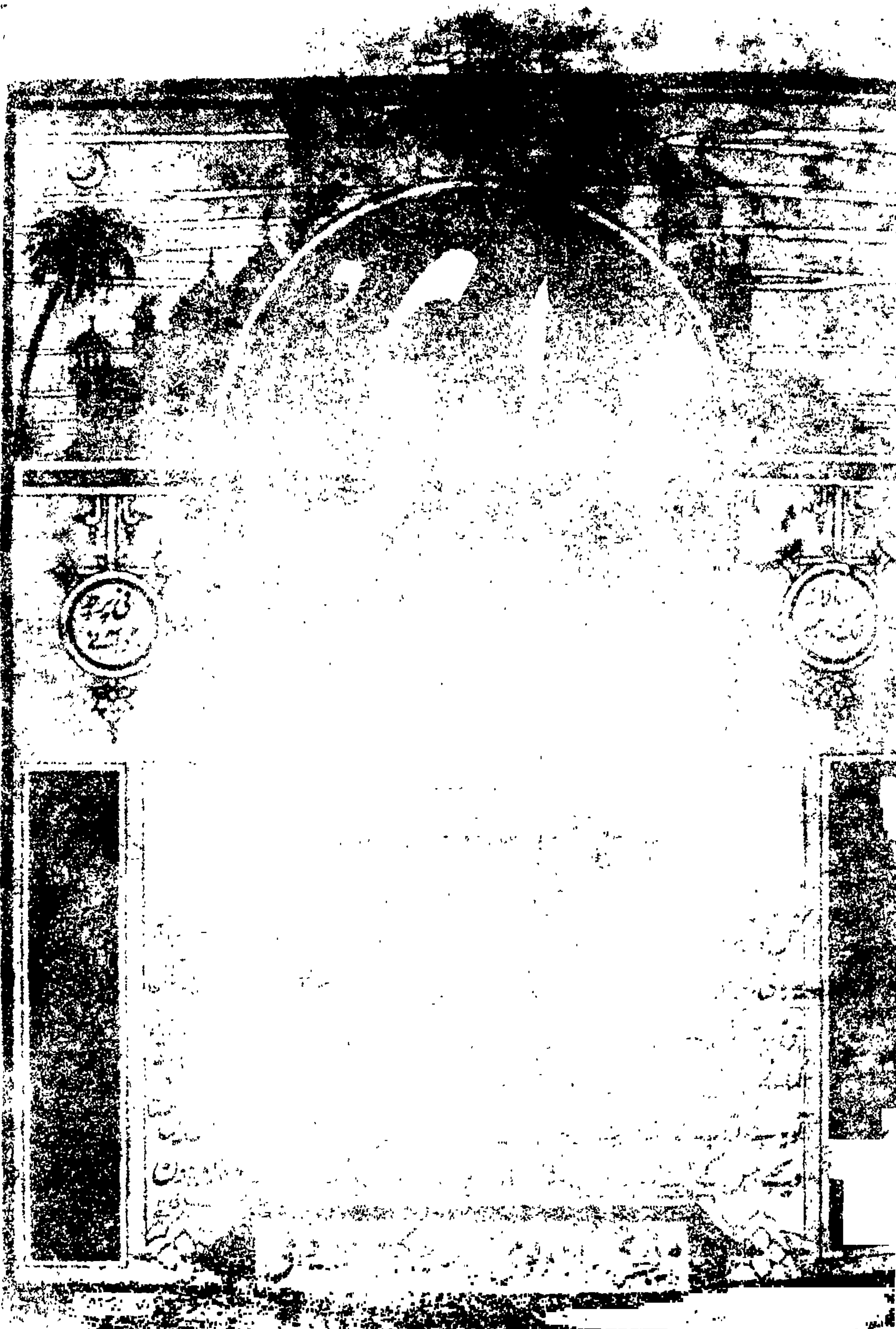
[illegible]

[illegible]

دو روپے [illegible]

اعجاز نما متوسط حمائل شریف مترجمہ مولوی اشرف علی صاحب مع تفسیر لطیف

خدا جانے آپنے ابتک کیوں نہیں منگائی اسمیں حسب ذیل خوبیاں ہیں



[illegible]

[illegible]

[illegible] ولایت [illegible]

[illegible]

[illegible]

بخاری شریف کا اردو ترجمہ چھپنے لگا ہے

حدیث شریف کی صحیح ترین کتاب بخاری شریف قرآن مجید کے بعد مقدس ترین کتاب ہے، بخاری شریف سب کو معلوم ہے کہ عربی میں ہے اور عربی پڑھنے والے ہندوستانی مسلمان ایک فی ہزار بھی نہیں، پھر اگر ان کو کوئی بھی عربی کا جملہ حدیث بتا دیا جائے تو ان کو کیا معلوم کہ یہ حدیث ہے یا نہیں، اس لیے کم پڑھے اور ناخواندہ مسلمانوں کی قسمتیں چند عربی دان مولویوں کے ہاتھ میں تھیں اس سے ایک بڑا برا اثر یہ ہوتا تھا کہ مختلف فرقہ کے علما اپنے اپنے مسلک کے مطابق عوام کی رہبری کرتے تھے اور اس سے افتراق کا بازار گرم ہوتا تھا، ضرورت تھی کہ بخاری شریف کا اردو ترجمہ شائع کیا جائے

بخاری شریف بہت قیمتی کتاب ہے اور آج کل جبکہ مطبوعات کے لیے بہت آسانیاں ہیں اب بھی اس کی قیمت پچیس روپے ہے اور مترجم مع عربی ایک سو پچیس روپے، ظاہر ہے کہ اس قدر قیمت صاحب ثروت حضرات ہی دے سکتے ہیں، عوام کا جذبہ استفادہ خواہ کتنا ہی بے چین کرنے والا ہو لیکن یہ سوال سب سے اہم ہو جاتا تھا، اس لئے اس کی بھی ضرورت تھی کہ بخاری شریف کا ترجمہ رسالہ مولوی کی طرح ہندوستان کے گاؤں گاؤں پہنچ جائے

خدا کی قدرت ضروری غیر ضروری چھوٹی، بڑی صدہا نہیں ہزارہا کتابیں مذہبی مسائل کی چھپیں اور بکیں، لیکن صحیفہ رسول کا یہ بیش بہا نسخہ جس پر آج اسلام اور قوانین معاشرت اسلام کا انحصار ہے ابھی تک یا تو عربی میں رہا یا مترجم ہوا بھی تو غریبوں کی دسترس سے بہت بلند ہو واقعہ یہ ہے کہ اس کا چھپوانا معمولی کام بھی نہیں تھا، بڑے بڑے تاجر اپنا سرمایہ لگاتے متامل ہوتے تھے اور مجھ جیسے چھوٹے تاجروں کا نہ حوصلہ نہ لنگر پاس ہے

وہ اپنا کام جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے

جہاں اس نے مولوی کو قبولیت عام کا درجہ دے کر اپنی شان کی عجوبہ کاری دکھلائی، وہاں اندازہ ہوتا ہے کہ بخاری شریف کے ترجمہ کا کام بھی شاید اسی حقیر ہستی سے لے لے، میرا عرصہ سے خیال تھا کہ بخاری شریف کا ترجمہ اس قدر سستا شائع ہو کہ ہر مسلمان اس سے مستفید ہو سکے، ہر پہلو سے کفایت کو مد نظر رکھ کر جب بھی حساب کرتا تھا، تو لاگت پانچ روپے سے زیادہ ہی ہوتی تھی، بہرحال خدا کا نام لے کر میں نے شروع کر دیا، اور آج آپ کو خوش خبری سناتا ہوں کہ اس کے تقریباً دس پارے ترجمہ ہو گئے اور انکی کتابت بھی ہو چکی، اور کام مسلسل ہو رہا ہے، اب چھپائی اور کاغذ کا کام رہ گیا ہے، جو مجھ جیسے مزدور اور بے مایہ کے بس کا کام نہیں، اب اٹھارہ ہزار فدائے اسلام خریداران مولوی میں سے صرف

ایک ہزار ایسے عاشقان رسول کو آواز دیتا ہوں جو رمضان المبارک میں پانچ پانچ روپے اس نیک کام میں دے سکیں

یہ وہ مہینہ ہے جس میں ایک ایک نیکی کی ستر ستر نیکیاں بنتی ہیں، پھر کیا اتنے بڑے خدائی فدائیوں کے لشکر میں سے کیا ایک ہزار آدمی بھی آمادہ حصول حسنات ہونگے،

آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا کا فائدہ بھی شامل ہے

چھپنے اور طیار ہونے کے بعد ظاہر ہے کہ اس کا ہدیہ دس روپے ہوگا، کیونکہ تمام اخراجات طباعت و اشتہار ملا کر اس سے کم ہدیہ ہونا ہی نہیں چاہیے ضخامت کا اندازہ ہے کہ بڑی تقطیع کے بارہ سو صفحات ہو جائیں گے، ان تمام پیشگی رقومات بھیجنے والوں کو یہ ترجمہ پانچ روپے میں ہی دیا جائے گا اس کا دنیاوی فائدہ ہے، اگر ضخامت اندازہ سے کم ہوئی تو مجلد چرمی بھیجی جائے گی، محصول ڈاک کا چونکہ اندازہ نہیں ہے، اس لیے اس کا وی پی کیا جائے گا، جو جو بھائی اس کار خیر میں حصہ لینا چاہتے ہیں، وہ اسی مہینے میں روپیہ بھیجدیں، ورنہ اگر میری ضروریات پوری ہو گئیں اور سبب الاسباب نے روپے کی کوئی اور سبیل کر دی تو پھر رعایتی اعلان بند ہو جائے گا

بخاری شریف اردو کی تین جلدیں ہونگی جس میں سے پہلی جلد خدا کو منظور ہے تو شوال میں تیار ہو جائے گی اور دوسری ذوالحجہ میں اور تیسری انشاء اللہ رسول نمبر کے بعد، جو صاحب اکٹھی لینا چاہیں وہ اکٹھی لے لیں، جو صاحب علیحدہ علیحدہ جلدیں لینا چاہیں وہ علیحدہ لیں، منی آرڈر میں اسکی تشریح ضرور کر دیں، محصول ڈاک کا بہرحال وی پی جائے گا،

جن بھائیوں نے کتاب الاسلام کی قیمت پیشگی روانہ کی ہے، انہوں نے مولوی اور حمیدیہ پریس کی دیانت کا اندازہ کر لیا ہوگا، کہ ۶۰۰ صفحہ کا وعدہ کیا اور ۱۱۳۶ صفحہ کی کتاب دی، انشاء اللہ بخاری شریف میں بھی آپ یہی دیکھیں گے

بخاری شریف کے ترجمہ کا نمونہ دیکھنا ہو تو مولوی کے ہر پرچہ کو دیکھیے ترجمہ کا یہی انداز ہے، اس کی سلاست کے ساتھ یہ بھی التزام ہے کہ تشریح طلب حدیث کا ساتھ ساتھ اشتراح بھی ہے

اگر آپ خود نہ لینا چاہیں تو زکوٰۃ کے روپے سے خرید کر نادار معلمین اور پڑھے لکھے مسلمانوں میں تقسیم کر دیجیے اس کا ثواب اس قدر بلا ہے کہ حد و حساب نہیں، جب تک کتاب باقی رہے گی، جب تک اس معلم کا حلقہ علم قائم رہے گا، اس کا مسلسل ثواب آپ کو ملتا رہے گا

تمام رقوم اس پتہ سے روانہ فرمائیے

عبدالحمید خاں مہتمم رسالہ مولوی دہلی

کتاب الاسلام خریدنے کے لئے یہی بہترین وقت ہے

کیونکہ یہی نیکیوں کا سیزن ہے، کام کرنے والے ایسے مواقع کے متلاشی رہتے ہیں، تجار اپنا روپیہ لگانے کے لئے سیزن کا انتظار کرتے ہیں، کس لئے؟ اس لئے کہ وہ وقت زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کا ہوتا ہے، اب یہ مہینہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں حاصل کرنے کا ہے اس وقت آپ کی کمائی کا بہترین مصرف خیرات ہے، لوٹ لیجئے خدائے جنت لوٹ لیجئے حاصل کیجئے مغفرت الٰہی حاصل کر لیجئے، رضائے الٰہی کہاں حاصل ہوتی ہے؟ اس کے بتائے ہوئے مذہب پر لوگوں کو چلانے سے اس لئے ہر وہ شخص جو کچھ بھی خرچ کر سکتا ہے کتاب الاسلام کی خرید پر صرف کر دے، خود منگا کر پڑھے اور غریب مسلمانوں، مساجد کے اماموں، نادار طلبائے علم دینی کو خرید کر دے، کیونکہ یہ وہ کتاب ہے جس سے بہتر اسلامی معلومات کا ذخیرہ کہیں نہیں ہے اس لئے اگر اس مہینے میں آپ نے اس کتاب کی اشاعت کی کوشش فرمائی تو انشاء اللہ اس مہینے کی یہ سب سے زیادہ کامیاب نیکی ہوگی، اردو زبان ہی نہیں دنیا کی ہر زبان میں کتاب الاسلام ہی ایک ایسی کتاب ہے جس میں ارکان اسلام کی تفصیل کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتلایا ہے، کہ مذہب کسے کہتے ہیں، اور مذہب دنیا میں کب سے ہے، مذہب کی صداقت کا معیار کیا ہے، دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے، مذہب اور لامذہبی میں کیا فرق ہے، دنیا کے مشہور مذاہب کون کون سے ہیں اور کب سے ہیں، اور ان کی مابہ الامتیاز خصوصیات کیا ہیں، اسلام سچے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں اسلام کسے کہتے ہیں اور مسلمان کون ہوتا ہے، اسلام دنیا میں کب سے ہے اور اس میں کب تک باقی رہنے کی صلاحیت ہے، دوسرے مروجہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے، اسلام اور اس کی صداقت پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں ان کا کیا جواب ہے، اسلام اور اس کی تعلیمات کے متعلق غیر مسلموں کی کیا رائے ہے، اسلام کی اہم تعلیمات کیا ہیں اور آج کل کے مسلمان ان تعلیمات پر کس حد تک عمل پیرا ہیں، اسلام کی اہم تعلیمات کن کتابوں میں ہے اور وہ کتابیں کب اور کیسے بنیں، وحی والہام اور اس کی اقسام، نزول وحی کی کیفیت، قرآن و حدیث کی تاریخ، اسلامی تعلیم کو سمجھنے کے لئے قرآن و حدیث کے علاوہ کن کتابوں کی مدد کی ضرورت ہے، یہ وہ چیزیں ہیں، کہ اگر ایک مسلمان ان سے بہرہ ور ہو جائے تو وہ صحیح معنوں میں سچا مسلمان ہے، اور دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان کو ہرگز ہرگز مرتد نہیں بنا سکتی، مذکورہ مباحث جس قدر دلنشین اور موثر اور مدلل انداز میں لکھے ہیں اس کا اندازہ کتاب پڑھنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے یہ مباحث ۲۹۰ صفحوں میں آئے ہیں، اور کتاب کا صرف ایک باب ہے اس کے بعد عقائد کی تفصیل ہے پھر عبادات یعنی طہارت، روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ اور اس کے بعد معاملات، معاشرت مثلاً نکاح طلاق حقوق اللہ، حقوق العباد، اور اسلامی اخلاق و آداب اس کے بعد اسلامی تصوف، ریاضات و مجاہدات اور یہ سب مضامین ۷۰۰ صفحوں میں آئے ہیں، غرضکہ یہ وہ کتاب ہے جس کے پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان کو مذہبی معلومات کے لئے ہرگز ہرگز کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں، رمضان شریف میں اس کتاب کا پڑھنا، دوسروں کو پڑھوانا آپ خود غور کیجئے کہ کتنا اہم ہے، میری تو نہ اپنی چھاچھ کو کون کھٹا کہتا ہے، تعریف تو یہ ہے کہ آپ بھی میری طرح واہ واہ کہہ اٹھیں، دیکھئے آپ ہی حضرات میں سے چند بھائی کیا فرماتے ہیں،

مولینا انعام الحق صاحب متھرا بالکل مایوس ہو جانے کے بعد کتاب الاسلام بذریعہ ڈاک پہنچی دیکھنے کے بعد محسوس ہوا کہ اس کی تاخیر بجا تھی ایسی جامع اور مفید کتاب کے لئے فی الواقع بہت زیادہ وقت کی ضرورت تھی، کتاب کیا ہے قرآن و حدیثوں کا نچوڑ ہے مذہبی ذخائر کا عطر ہے کوئی اگر مذہب اسلام کا مطالعہ کرنا چاہے وہ اس کتاب کو دیکھے اور پڑھے جو مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان بننا چاہے وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے، پڑھنے ہی کے بعد اس کی خوبی معلوم ہو سکتی ہے تعریف نہیں کی جا سکتی، خدا آپ کو اور مصنف کو جزائے خیر دے، میں اس کامیابی پر آپ کو دلی مبارکباد دیتا ہوں، آپ نے دنیا کے سامنے وہ اسلامی لٹریچر پیش کیا ہے جس کی نظیر نہیں مل سکتی

سید ممتاز الحق صاحب ایس، پی، ڈبلیو، آئی پورنیہ کتاب الاسلام دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی خدا اس کے مولف اور معاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے، واقعی اس پُرآشوب زمانہ میں اردو زبان دانوں کے واسطے ایسی جامع کتاب کی سخت ضرورت تھی، ہر لفظ بامعنی اور نتیجہ خیز ہے، در اصل یہ ایسی کتاب ہے کہ ہر مسلمان کے ہاں بطور ڈکشنری کے ہونا چاہئے،

پروفیسر جمیل احمد صاحب تھوا جزاک اللہ، میری رائے کتاب الاسلام کے متعلق بالکل مختلف ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی خدمت یہ ہے کہ کتاب الاسلام غیر مسلموں کو دی جائے تاکہ وہ اسلام کی برکات سے فیضیاب ہوں، میرا تو یقین ہے کہ اگر انسان کے دل میں ذرا سی بھی مذہبی جستجو ہوگی وہ کتاب الاسلام پڑھنے کے بعد یقیناً اسلام کے آگے سر جھکا دے گا، چنانچہ میں نے اپنی کتاب تو ایک ہندو دوست کو دیدی، ایک کتاب اور بذریعہ وی پی بھیج دیجئے،

سید احمد توحید صاحب جمبوئی کتاب الاسلام کے متعلق اگر میں اپنی قلبی کیفیت لکھنا بھی چاہوں تو نہیں لکھ سکونگا، خدا آپ کو اور مصنف کو اس نیکی کا ثمرہ دے، میں اتنی وسعت نہیں رکھتا، کہ دس پانچ جلدیں خرید کر اپنے بھائیوں کو دیدوں، پھر بھی رمضان شریف میں جو کچھ ممکن ہوگا کرونگا، رمضان شریف کے رعایتی اعلان کا انتظار ہے

مولوی مظہر الحق صاحب فورٹ ڈیسور اگر اتنی تاخیر سے ایسی اچھی کتاب تیار ہوتی تھی، تو میں تو سالہا سال کا انتظار کر سکتا تھا، یہ آپ کی حسن نیت ہے اور خدا کا فضل بہرحال کتاب توصیف سے بالاتر ہے یہاں اردو کا رواج کم ہے، پھر بھی میں کوشش کر رہا ہوں کہ چند لوگوں کو خریداری پر آمادہ کردوں، رمضان میں شاید کچھ رعایت ہو اس لئے اس کا انتظار کرونگا، تاکہ اس رعایت کی بچت سے ایک دو کتابیں غریب بھائیوں کو مفت دے سکوں

محمد سلیمان یعقوب صاحب نیاناگپاڑہ آپ کو بمبئی میں اپنا ایجنٹ مقرر کرنا چاہئے محصول ڈاک ایک روپیہ بہت گران ہوتا ہے، یہاں کتاب ملتی ہوتی تو کم از کم دس دوستوں کو تو اب تک دلوا چکتا، یا آپ ریل کا صرفہ برداشت کیجئے تو روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدوں، میری دلی تمنا ہے کہ جیسی کتاب ہے ویسے ہی مسلمان اس کی قدر کریں

منشی صدیق احمد صاحب جون پور وی پی وصول کرتے ہی دیکھنا شروع کر دیا، ابھی سو صفحے بھی نہیں دیکھے تھے کہ میرے ہم زاد بھائی آ گئے، انہوں نے اس قدر پسند کیا کہ وہ میری ہی کتاب لئے جاتے تھے، واقعی یہ کتاب ایسی ہی ہے، خدا آپ کو اور مصنف کو جزائے خیر دے، حسب ذیل پتہ پر ایک جلد فوراً بھیجئے،

رمضان شریف کی رعایت

میرا خود بھی جی چاہتا تھا کہ کتاب الاسلام بغیر ذرا سا نفع لئے ہدیہ کردوں، لیکن اس کا پہلا اڈیشن، دس ہزار میں آٹھ سو روپے پہلے ہی برباد ہو چکے، کہ اب جو کچھ بھی رعایت ہو وہ گویا گھر سے جاتی ہے

یکم رمضان سے تیس رمضان تک بجائے چار روپے کے ساڑھے تین روپے (۳/۸) میں ہدیہ ہوگی ایک روپیہ محصول ڈاک علیحدہ ہوگا

کتاب الاسلام کے مضامین

باب اول

اسلام اور مسلمان
مذہب کی تعریف
دین کے اجزاء
دنیا کو مذہب کی ضرورت
کیوں ہوئی مذہب
فطری ہونا چاہیئے
کیا اسلام مذہب فطرت ہے
ہر مذہب کی صداقت
عقل سلیم کے مطابق مذہب
مذہب اور اسلام

دنیا کے مذاہب کا موازنہ
دنیا اسلام کی طرف
اسلام کی اسلامی تعلیم
وحی کے مفصل حالات
قرآن کریم کی پوری تاریخ
تفسیر قرآن کی تاریخی حیثیت
مشہور مفسرین اور تفسیر
حدیث کی پوری تاریخ
صحابہ کے مختصر حالات
سب سے پہلے حقیقی مذہب

اور افعال الٰہی
رسالت و نبوت
مشہور انبیاء کے حالات
حضور نبی کریم کی فضیلت
ختم نبوت معجزات
معراج قرآنی معجزات
فرشتے اور ان کے کام
انسان کی ضرورت
مسئلہ تقدیر کا سبب
حشر و نشر عقل کے مطابق
عالم برزخ کے حالات
حالات و حالات قبر

باب دوم

باب سوم

عبادات

باب چہارم

زکوٰۃ کا بیان

باب پنجم

باب ششم

قیمت مجلد

ملنے کا پتہ: دہلی

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلان سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۶ | بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ | نمبر ۳

خطبہ

الحمد للہ الذی جعل الصوم جنۃ من النیران ووعد للصائمین باب الریان وفضل علی سائر الشہور شہر رمضان والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ ما تتابع الملوان وقال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان وقام بہ ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ

اما بعد اس خدائے قدوس اور اس رحمٰن و رحیم کی حمد و ثنا کر کے جس نے ہم گنہ گار مسلمانوں کو ماہ مبارک رمضان میں داخل ہونے کی مہلت و فرصت عطا کی تاکہ ہم اس بخشش و مغفرت والے مہینہ سے فائدہ اٹھا کر گذشتہ پر معصیت زندگی اور اپنی غفلتوں کی تلافی کرلیں اور درود و سلام بھیجو اس نبی برحق پر جو تمام عالم کے لئے مجسمۂ رحمت و رافت بنا کر ہماری ہدایت کے لئے بھیجا گیا جس پر اسی ماہ رمضان المبارک میں قرآن حکیم نازل ہوا جس کی نسبت خداوندی ارشاد ہے کہ فیہ شفاء للناس وھدی للمتقین۔

برادران اسلام! ماہ رمضان کے فضائل اس قدر زیادہ ہیں کہ ایک مختصر خطبہ میں کسی طرح بیان نہیں ہو سکتے سب سے بڑی فضیلت تو اس ماہ مبارک کی تو یہی ہے کہ دنیا کی رشد و ہدایت اور زمین کے بسنے والوں سے ضلالت و گمراہی کو دور کرنے والی کتاب مبین یعنی قرآن حکیم اسی مہینہ میں نازل ہوا اور جس رات کو نازل ہوا وہ ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر اور معظم و مشرف رات ہے اگر دوسرے فضائل نہ ہوتے تو صرف یہی ایک فضیلت رمضان المبارک کی کیا کم تھی کہ اس مہینہ میں خدا نے اپنا وہ کلام نازل فرمایا جو قیامت تک کے لئے دنیا اور اہل دنیا کی ہدایت کا باعث ہے لیکن اس کے علاوہ اور بھی لاتعداد فضائل ہیں جو ایک صاحب ایمان مسلمان کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ صدق دل سے اس ماہ مبارک کا خیر مقدم کرے اور ان برکات کو حاصل کرے جو اس مقدس و مبارک مہینہ ہی میں حاصل ہو سکتی ہیں اور وہ برکات بشارتیں جو اعلان کے پہلے مغفرت ہے رسول اللہ نے فرمایا اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وغلقت ابواب جہنم وسلسلت الشیاطین یعنی رمضان المبارک کے آتے ہی رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید و بند زنجیر کر دیا جاتا ہے یہ بھی ارشاد نبوی ہے کہ جو روزے رمضان کے رکھے اور اس کی راتوں میں نماز پڑھے بشرطیکہ [illegible] احتساب کے ساتھ اس کے ساتھ پھر اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اسی طرح روزے کے فضائل بھی بیشمار ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کا سونا عبادت اور اس کا خاموش رہنا تسبیح ہے اور اس کی دعا مقبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں روزہ کو ڈھال اور مضبوط قلعہ بھی فرمایا ہے یعنی روزہ گناہوں سے اسی طرح انسان کو بچاتا ہے جیسے تلوار کی ڈھال تلوار کے وار کو روکتی ہے دوسری حدیث میں فرمایا رسول اللہ نے کہ روزہ دوزخ کی آگ اور زمانہ کی مصیبتوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے یہ بھی ارشاد نبوی ہے کہ روزہ دار کو ہر افطار کے وقت ایک ایسی دعا کی اجازت ہوتی ہے جس کے قبول کرنے کا خاص وعدہ ہے روزہ کو نصف صبر فرمایا ہے اور صبر نصف ایمان ہے اس طرح روزہ ربع ایمان ہوا ارشاد رسالت ہے کہ واما العمل الذی لا یعلم ثواب عاملہ الا اللہ فالصیام یعنی وہ عمل جس کے عامل کے ثواب کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں وہ روزہ ہے کیونکہ روزہ کے متعلق کہا ہے الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور رسول اللہ نے فرمایا لیس فی الصیام ریاء روزہ میں ریا نہیں ہے روزہ کے متعلق یہ بھی ہے کہ روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن روزہ دار اور قرآن پڑھنے والے کی شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول ہوگی یہ بھی ارشاد نبوی ہے کہ ہر شے کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

اعمال خیر کی کئی قسمیں ہیں بعض اعمال کا ثواب دگنا ملتا ہے بعض کا دس گنا اور بعض کا سو گنا مگر روزہ کے ثواب کی کوئی حد نہیں اس کے اجر کا علم خدا ہی کو ہے۔

برادران اسلام! یہ تمام فضائل و برکات جو رمضان اور روزہ کے آپ نے سنے ان کے مختصراً آپ کے معلوم ہو جانے سے کوئی فائدہ نہیں اگر آپ کی روح ان برکات کے حصول کے لئے بے چین اور مضطرب نہ ہو اور سچ تو یہ ہے کہ قرآن حکیم کے اس حکم کے بعد کہ روزہ ہم پر فرض کیا گیا جیسے گذشتہ امتوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ ہم متقی بنیں کسی دوسرے حکم یا فضائل کے معلوم کرنے کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ فرضیت صوم کی غرض و غایت خود خدائے اسلام نے جامع اور بلیغ طریقہ پر بیان فرما دی یعنی روزہ اس کے لئے فرض کیا گیا ہے تاکہ تقویٰ کی صفت ہم میں پیدا ہو تقویٰ ایک ایسی جامع اور اعلیٰ صفت ہے کہ جو انسان کی روحانی ترقی کا بلند ترین معیار ہے تقویٰ کے معنے خدا سے ڈرنے اور پرہیزگار رہنے کے ہیں یعنی کسی حال میں بھی خدا کا خوف دل سے دور نہ ہو اور ہر لحظہ اور ہر گھڑی یہ خیال رہے کہ جو قدم میں اٹھاتا ہوں خدا دیکھ رہا ہے مقصد یہ ہے کہ ایک انسان اسی طرح اپنے آپ کو مرضی الٰہی کا تابع

کردیں کا ہو یا دنیا کا جو کام ہو کرے جو سانس لی ہے اور جو قدم بھی اٹھا سکا اس میں یہ دیکھ لے کہ اللہ کی مرضی کے خلاف تو نہیں ہے غرض کہ تقوی ایک بلند ترین مقام ہے اور یہی وہ صفت ہے جس کی نسبت ارشاد ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے وہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم و معظم ہے اور روزہ کی غایت یہ بیان کی گئی ہے کہ روزہ دار متقی بن جاتا ہے یعنی اللہ کے نزدیک معزز و مکرم ٹھہرتا ہے پس اے برادران اسلام اگر تم چاہتے ہو کہ تم متقی ہو اور تمہاری خواہش ہے کہ اللہ تبارک و تعالے کے نزدیک معزز و محترم بن جاؤ تو تمہیں چاہیئے کہ روح کی آمادگی اور دل کی مستعدی کے ساتھ مقدس ماہ رمضان کا خیر مقدم و استقبال کرو کون جانتا ہے اور کسے معلوم ہے کہ ہم آئندہ رمضان تک زندہ رہیں گے اس لئے اگر ہمیں گذشتہ پر حسرت و افسوس اور اپنی غفلت پرستی و معصیت شعاری پر تاسف و ندامت ہے تو اس فرصت کو غنیمت شمار کرنا چاہیئے اور اللہ تعالی کی اس مہربانی اور عنایت سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے کہ اس نے تلافی مافات کیلئے رمضان المبارک کی زبردست کا پھر موقع عطا کر دیا ورنہ ہمارے اعمال و افعال تو اس درجہ قبیح اور غیر مستحسن ہیں کہ اگر ہندوستان کے دونوں پہاڑی سلسلوں یعنی ہمالہ اور بندھیاچل بھی کے دو پاٹ بنا کر اس شکنجہ میں آٹے کی طرح ہم کو پیس ڈالا جائے یا دوزخ کی آگ میں چنوں کی طرح بھون ڈالا جائے تو بالکل صحیح اور جائز ہوگا اس لئے خدا نے تو ہمیں اس غرض سے پیدا کیا تھا کہ ہم اس کی عبادت کریں اور خیر امت کے خلعت فخر و امتیاز سے ہمیں سرفراز فرما کر بھیجا تھا مگر ہم نے اپنی بدبختی و بدکرداری سے اپنے آپ کو یہود و نصاری کی طرح گمراہی میں ڈال دیا ہے اور بجائے اس کے کہ خداوند عالم کا اس عزت بخشی پر شکر ادا کرتے اور اس کی اطاعت و عبادت سے کبھی منہ نہ موڑتے تمرد و سرکشی کو اپنا شیوہ بنالیا ہے اور ایسا سمجھ بیٹھے ہیں کہ گویا اس جہان فانی میں ہمیشہ ہمیں رہنا ہے اور موت جو شب و روز ماؤں کو اپنے بچوں سے بچوں کو اپنے والدین سے شوہروں کو بیویوں سے اور بیویوں کو اپنے شوہروں سے جدا کرتی رہتی ہے وہ ہمارے لئے مقدر ہی نہیں ہوئی اور ہمارا واسطہ اس سے کبھی پڑیگا ہی نہیں چند روزہ حیات مستعار پر اس قدر اترا گئے ہیں اور عمدہ دن کی زندگی نے عقل و خرد سے ایسا بیگانہ بنادیا ہے کہ نہ خدا کی قہاریت و جباریت سے ہمیں خوف ہے اور نہ اس کی رحمت و رحمانیت اور اس کا فضل و احسان ہمیں اس کی طرف لاتا ہے بلکہ غفلت و سرکشی نے سب طرف سے بے پرواہ و بیگانہ بنادیا ہے اور صرف نفس کا اتباع اور اس کی خوشنودی اور رضا جوئی کو زندگی کا حاصل اور مدعا و مقصود سمجھ بیٹھے ہیں یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک اپنی مغفرت پناہی و برکت سامانی کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہوتا ہے مگر ہم بدنصیب ویسے ہی تہی دامن رہتے اور اسی طرح مستانہ غفلت پڑے ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں برادران عزیز اپنی گذشتہ زندگی پر غور کیجئے اور اپنی کتاب حیات کے اوراق عمل کا مطالعہ کیجئے اور پھر خود ہی فیصلہ کیجئے کہ کیا آپ نے اپنی زندگی اس طرح گذاری ہے کہ ماہ مغفرت بغفران سے آپ بے پرواہ ہیں کیا آپ کو اس کی مغفرت اور اس کے فضل و احسان کی ضرورت نہیں ہے کیا آپ کو تلافی مافات کی ضرورت نہیں ہے حضرات اگر تنہائی میں بیٹھ کر صفحات سے صحیفہ اعمال کا کافی محاسبہ کریں تو معلوم ہوگا کہ مقدس ماہ رمضان کا ورود مسعود ہمارے لئے ایک ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے کہ اس سے زیادہ کوئی سعادت نہیں ہو سکتی کیونکہ رمضان المبارک کی مغفرت پناہی کے سوا اور کون ہے جو ہماری بداعمالیوں کا پردہ ڈھک سکے اس لئے اے فرزندان اسلام ماہ مقدس کے تقدس کو غنیمت سمجھو دل کی گندگی اور روح کی آلودگی کو دور کر کے ان ایام مبارک کی سعادت اندوزی کے لئے مستعد ہو جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس خیر و برکت والے ماہ مقدس کی زیارت کا موقع ترک پھر سے نہ ملے اور رحمت الٰہی و مغفرت خداوندی کے جو دروازے کھلے ہوئے ہیں وہ تمہارے اوپر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں اور نفس و شیطان اپنی رسی کو ہمیشہ ڈھیل کرتے رہیں اور ہمیں کشاں کشاں قبر کی آغوش میں پہنچا دیں پس مبارک ہیں وہ لوگ جو غفلت کے بعد ہوشیار اور گمراہی کے بعد راہ راست پر آجاتے اور بدبختی کی ویرانی کو چھوڑ کر تاریکی سے نکل آتے ہیں اور افسوس ان بدبختوں پر جو جھنجھوڑنے کے بعد بھی غفلت کی نیند سے بیدار نہ ہوں اور صد ہزار افسوس ان تشنہ لبوں پر جو دریائے رحمت الٰہی سے ایک قطرہ سے بھی اپنے سوکھے ہوئے حلق کو تر نہ کر سکیں حالانکہ ان ایام رحمت و غفران میں اس کی رحمت اور اس کی مغفرت مینہ اور دھوپ کی طرح عام ہے سب اپنی تر دامنی کے دھبوں کو دھو سکتے ہیں اور دامن معصیت کو خشک کر سکتے ہیں۔

برادران اسلام! اس ماہ مبارک میں جو تمہیں کرنا چاہیئے اور جو تم کر سکتے ہو اس سے تم ناواقف نہ ہو گے کیونکہ آشنا تو تمہیں یہی معلوم ہوگا کہ یہ ماہ مبارک صیام و قیام کا مہینہ ہے اور اس میں ہر نیکی کا اجر جزیل ملتا ہے یہاں تک کہ سونا اور خاموش رہنا بھی داخل تسبیح و عبادت ہے اس لئے جو کچھ ہمیں کرنا چاہیئے وہ یہی ہے کہ کمال خلوص کے ساتھ روزہ رکھیں شب کو عبادت و تلاوت قرآن تہجد و تراویح میں بسر کریں اور خدا نے جو مال و دولت دے رکھی ہے اس میں سے اس کے راستے میں صرف کریں کیونکہ اس ماہ مقدس میں خیرات و صدقات کا ثواب معمولی دنوں سے کہیں زیادہ ملتا ہے خصوصاً تقوی کی غرض سے بلکہ پرہیزگاری حاصل کرنے کے لئے یہ ایام مقدس سب سے زیادہ موزوں ہیں۔
لیکن برادران اسلام روزہ ہمیں اس طرح رکھنا چاہیئے کہ اس کا فائدہ حاصل ہو جیسا اوپر بیان کیا جا چکا ہے روزہ کی غرض و غایت تقوی و پرہیزگاری کا حصول ہے اگر یہ مقصد نہ حاصل ہوا تو بیکار ہے اور فاقہ و روزہ میں کوئی فرق نہیں ہے چنانچہ اسی مفہوم کی ایک حدیث بھی ہے یعنی اگر روزہ دار تمام اعضاء و جوارح کو معصیت سے نہیں روکا اور تمام قولی و فعلی گناہوں سے نہیں بچتا بلکہ فسق و کذب اور لغو اعمال روزہ کی حالت میں بھی جاری رکھتا ہے تو اللہ ایسی فاقہ کشی سے بے نیاز ہے اس لئے صرف کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے کا نام روزہ نہیں ہے گو فرض ادا ہو جاتا ہے مگر صرف مفطرات ثلاثہ سے احتراز کرنے سے روزہ کا حقیقی مقصد حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب ہم تمام اعضا و جوارح کا روزہ رکھیں اور مکمل روزہ وہی ہے جس میں ہاتھ پاؤں ناک کان آنکھ زبان اور شرمگاہ بھی برے اعمال اور افعال فسق و فجور سے بچیں زبان کا روزہ یہ ہے کہ لغو کذب غیبت اور دل آزاری کے کلام سے باز رہے اور نہ کسی کو نقصان پہنچائے نہ اذیت و تکلیف بلکہ ذکر الٰہی و تلاوت قرآن میں مشغول رہے کان کا روزہ یہ ہے کہ لغو کذب و غیبت وغیرہ کے سننے سے محفوظ رہے آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ نامحرمات پر نہ اٹھے ہاتھ پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ خلاف شریعت اعمال کی طرف قدم نہ بڑھے اور نہ فسق و معصیت کا کام اس سے صادر ہو کسی کو ایذا نہ پہنچائے کسی کا حق نہ چھینے غرضکہ تمام اعمال بد جو ہاتھ پاؤں سے متعلق ہیں ان سب سے احتراز کیا جائے اسی طرح دل و دماغ کا روزہ یہی ہے یعنی دل و دماغ روزہ جس کو برے خیالات سے [illegible] شرائط کے ساتھ روزہ رکھا جائے تو ناممکن ہے کہ روزہ کا [illegible] پرہیزگاری وہ حاصل نہ ہو۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۶ | بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ | نمبر ۳

خطبہ

الحمد لله الذی جعل الصوم جنة من النیران ووعد للصائمین باب الریان وفضل علی سائر الشهور شهر رمضان والصلوٰة والسلام علی نبیه سیدنا محمد وآله واصحابه ما تتابع الملوان وقال الله تعالیٰ یا ایها الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون وقال النبی صلی الله علیه وسلم من صام رمضان وقام به ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه

اما بعد اس خدائے قدوس اور اس رحمٰن و رحیم کی حمد و ثنا کرو جس نے ہم سب گنہگار مسلمانوں کو ماہ مبارک رمضان میں داخل ہونے کی مہلت و فرصت عطا کی تاکہ ہم اس بخشش و مغفرت والے مہینے سے فائدہ اٹھا کر گذشتہ پر معصیت زندگی اور اپنی غفلتوں کی تلافی کرلیں اور درود و سلام ہو اس نبی برحق پر جو تمام عالم کے لئے مجسمۂ رحمت و رافت بنا کر ہماری ہدایت کے لئے بھیجا گیا جس پر اسی ماہ رمضان المبارک میں قرآن حکیم نازل ہوا جس کی نسبت خداوندی ارشاد ہے کہ فیه شفاء للناس وهدی للمتقین۔

برادران اسلام! ماہ رمضان کے فضائل اس قدر زیادہ ہیں کہ ایک مختصر خطبہ میں کسی طرح بیان نہیں ہو سکتے سب سے بڑی فضیلت تو اس ماہ مبارک کی یہی ہے کہ دنیا کو رشد و ہدایت اور زمین کے بسنے والوں سے ضلالت و گمراہی کو دور کرنے والی کتاب مبین یعنی قرآن حکیم اسی مہینہ میں نازل ہوا اور جس رات کو نازل ہوا وہ ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر اور معظم و مشرف رات ہے اگر دوسرے فضائل نہ ہوتے تو صرف یہی ایک فضیلت رمضان المبارک کی کیا کم تھی کہ اس مہینہ میں خدا نے اپنا وہ کلام نازل فرمایا جو قیامت تک کے لئے دنیا اور اہل دنیا کی ہدایت کا باعث ہے لیکن اس کے علاوہ اور بھی لاتعداد فضائل ہیں جو ایک صاحب ایمان مسلمان کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ صدق دل سے اس ماہ مبارک کا خیر مقدم کرے اور ان برکات کو حاصل کرے جو اس مقدس و مبارک مہینہ ہی میں حاصل ہو سکتی ہیں اور وہ برکات بے شمار ہیں منجملہ ان کے پہلی مغفرت ہے رسول اللہ نے فرمایا اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشیاطین یعنی رمضان المبارک کے آتے ہی رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو مقید و پابزنجیر کر دیا جاتا ہے یہ بھی ارشاد نبوی ہے کہ جو روزے رمضان کے رکھے اور اس کی راتوں میں نماز پڑھے بشرطیکہ [illegible] احتساب کے ساتھ اس کے ساتھ ہی اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اسی طرح روزے کے فضائل بھی بے شمار ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کا سونا عبادت ہے اس کا خاموش رہنا تسبیح ہے اور اس کی دعا مقبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں روزہ کو ڈھال اور مضبوط قلعہ بھی فرمایا ہے یعنی روزہ گناہوں سے اسی طرح انسان کو بچاتا ہے جیسے تلوار کی ڈھال تلوار کے وار کو روکتی ہے خود بھی حدیث میں فرمایا رسول اللہ نے کہ روزہ دوزخ کی آگ اور زمانہ کی مصیبتوں سے بچانے کے لئے ڈھال ہے یہ بھی ارشاد نبوی ہے کہ روزہ دار کو ہر افطار کے وقت ایک ایسی دعا کی اجازت ہوتی ہے جس کے قبول کرنے کا خاص وعدہ ہے روزہ کو نصف صبر فرمایا ہے اور صبر نصف ایمان ہے اس طرح روزہ ربع ایمان ہوا ارشاد رسالت ہے کہ وا ما العمل الذی لا یعلم ثواب عامله الا الله فالصیام یعنی وہ عمل جس کے عامل کے ثواب کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں وہ روزہ ہے کیونکہ روزہ کے متعلق کہا ہے الصوم لی وانا اجزی به روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور رسول اللہ نے فرمایا لیس فی الصیام ریاء روزہ میں ریا نہیں ہے روزہ کے متعلق یہ بھی ہے کہ روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن روزہ دار اور قرآن پڑھنے والے کی شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول ہوگی یہ بھی ارشاد نبوی ہے کہ ہر شے کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

اعمال خیر کی کئی قسمیں ہیں بعض اعمال کا ثواب دوگنا ملتا ہے بعض کا دس گنا اور بعض کا سو گنا مگر روزہ کے ثواب کی کوئی حد نہیں اس کے اجر کا علم خدا ہی کو ہے۔

برادران اسلام! یہ تمام فضائل و برکات جو رمضان اور روزہ کے آپ نے سنے ان کے سننے اور ان کے معلوم ہو جانے سے کوئی فائدہ نہیں اگر آپ کی روح ان برکات کے حصول کے لئے بے چین اور مضطرب نہ ہو اور سچ تو یہ ہے کہ قرآن حکیم کے اس ارشاد کے بعد کہ روزہ ہم پر فرض کیا گیا جیسے گزشتہ امتوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ ہم متقی بنیں کسی دوسرے حکم یا فضائل کے معلوم کرنے کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ فرضیت صوم کی غرض و غایت خود خدائے اسلام نے جامع اور بلیغ طریقہ پر بیان فرما دی یعنی روزہ اس کے لئے فرض کیا گیا ہے تاکہ تقویٰ کی صفت ہم میں پیدا ہو تقویٰ ایک ایسی جامع اور بلیغ صفت ہے کہ جو انسان کی روحانی ترقی کا بلند ترین زینہ ہے تقویٰ کے معنے خدا سے ڈرنے اور پرہیزگار رہنے کے ہیں یعنی کبھی کسی حال میں بھی خدا کا خوف دل سے دور نہ ہو اور ہر لمحہ اور ہر گھڑی یہ خیال رہے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں اسے خدا دیکھ رہا ہے مقصد یہ ہے کہ ایک انسان اس قدر اپنے آپ کو مرضی الٰہی کا تابع

کردیں گا جو یا دینا کا جو کلمہ کہاکرے جو سانس بھی لے اور جو قدم بھی اٹھائے اس میں یہ دیکھ لے کہ اللہ کی مرضی کے خلاف تو نہیں ہے غرض کہ تقوی ایک بلند ترین مقام ہے اور یہی وہ صفت ہے جس کی نسبت ارشاد ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے وہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم و معظم ہے اور روزہ کی غایت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ انسان کو متقی بنا کر اسے اللہ کے نزدیک معزز و مکرم بنا دیتا ہے پس اے برادران اسلام اگر تم چاہتے ہو کہ تم متقی بنو اور تمہاری خواہش ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک معزز و محترم بن جاؤ تو تمہیں چاہیئے کہ روح کی آمادگی اور دل کی مستعدی کے ساتھ مقدس ماہ رمضان کا خیر مقدم و استقبال کرو کون جانتا اور کسے معلوم ہے کہ ہم آئندہ رمضان تک زندہ رہیں گے اس لئے اگر ہمیں گزشتہ پر حسرت و افسوس اور اپنی غفلت پرستی و معصیت شعاری پر تاسف و ندامت ہے تو اس فرصت کو غنیمت شمار کرنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی اور عنایت سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے کہ اس نے تلافی مافات کیلئے رمضان المبارک کی زیارت کا پھر موقع عطا کر دیا ورنہ ہمارے اعمال و افعال تو اس درجہ قبیح اور غیر مستحسن ہیں کہ اگر ہندوستان کے دونوں پہاڑی سلسلوں یعنی ہمالہ اور بندھیاچل بیچ کے دو پاٹ [illegible] اس [illegible] میں آٹے کی طرح ہم کو پیس ڈالا جائے یا دوزخ کی آگ میں چنوں کی [illegible] جائے تو بالکل صحیح اور جائز ہوگا اس لئے خدا نے تو ہمیں اس غرض [illegible] کیا تھا کہ ہم اس کی عبادت کریں اور خیر امتہ کے خلعت فخر و امتیاز سے ہمیں سرفراز فرمایا تھا مگر ہم نے اپنی بدبختی و بدکرداری سے اپنے آپ کو یہود و نصاری کی طرح گمراہی میں ڈال دیا ہے اور بجائے اس کے کہ ہم خداوند عالم کا اس عزت بخشی پر شکر ادا کرتے اور اس کی اطاعت و عبادت سے کبھی منہ نہ موڑتے تمرد و سرکشی کو اپنا شیوہ بنا لیا ہے اور ایسا سمجھ بیٹھے ہیں کہ گویا اس جہان فانی میں ہمیشہ ہمیشہ ہمیں رہنا ہے اور موت جو شب و روز ماؤں کو اپنے بچوں سے بچوں کو اپنے والدین سے شوہروں کو بیویوں سے اور بیویوں کو اپنے شوہروں سے جدا کرتی رہتی ہے وہ ہمارے لئے مقدر ہی نہیں ہوئی اور ہمارا واسطہ اس سے کبھی پڑیگا ہی نہیں چند روزہ حیات مستعار پر اس قدر اترا گئے ہیں اور دو دن کی زندگی نے عقل و خرد سے ایسا بیگانہ بنا دیا ہے کہ نہ خدا کی قہاریت و جباریت سے ہمیں خوف ہے اور نہ اس کی رحمت و رحمانیت اور اس کا فضل و احسان ہمیں اس کی طرف لاتا ہے بلکہ غفلت و سرکشی نے سب طرف سے بے پرواہ و بیگانہ بنا دیا ہے اور صرف نفس کا اتباع اور اس کی خوشنودی و رضا جوئی کو زندگی کا حاصل اور مدعا و مقصود سمجھ بیٹھے ہیں یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک اپنی مغفرت پناہی و برکت سامانی کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہوتا ہے مگر ہم بدنصیب ویسے ہی تہی دامن رہتے اور اسی طرح مستانہ غفلت پڑے ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں برادران عزیز اپنی گذشتہ زندگی پر غور کیجئے اور اپنی کتاب حیات کے اوراق عمل کا جائزہ لیجئے اور پھر خود ہی فیصلہ کیجئے کہ کیا آپ نے اپنی زندگی اس طرح گذاری ہے کہ ماہ مغفرت کی برکات سے آپ بے پرواہ ہیں کیا آپ کو اللہ کی مغفرت اور اس کے فضل و احسان کی ضرورت نہیں ہے کیا آپ کو تلافی مافات کی ضرورت نہیں ہے حضرات اگر تنہائی میں بیٹھ کر صدق دل سے اپنے اعمال کا کافی محاسبہ کریں تو معلوم ہوگا کہ مقدس ماہ رمضان کا ورود مسعود ہمارے لئے ایک ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے کہ اس سے زیادہ کوئی مصیبت نہیں ہو سکتی کیونکہ رمضان المبارک کی مغفرت پناہی کے سوا اور کون ہے جو ہماری بداعمالیوں کا پردہ ڈھک سکے اس لئے اے فرزندان اسلام ماہ مقدس کے قدر کو غنیمت سمجھو دل کی تشنگی اصلاح کی آلودگی کو دور کر کے ان ایام مبارک کی سعادت اندوزی کے لئے مستعد ہو جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس خیر و برکت والے ماہ مقدس کی زیارت کا موقع ہم کو پھر ملے نہ ملے رحمت الہی و مغفرت خداوندی کے جو دروازے کھلے ہوئے ہیں وہ ہمارے اوپر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں اور نفس شیطان اپنی سعی کا ہمیشہ جال کر ہمیں اور ہمیں کشاں کشاں قبر کی آغوش میں پہنچا دے پس مبارک ہیں وہ لوگ جو غفلت کے بعد ہوشیار اور گمراہی کے بعد راہ راست پر آ جاتے اور سرکشی کو دیکھ کر تاریکی سے نکل آتے ہیں اور افسوس ان بدبختوں پر جو جھنجھوڑنے کے بعد بھی غفلت کی نیند سے بیدار نہ ہوں اور صد ہزار افسوس ان تشنہ لبوں پر جو بحر رحمت الٰہی سے ایک قطرہ سے بھی اپنے سوکھے ہوئے حلق کو تر نہ کر سکیں حالانکہ ان ایام رحمت و غفران میں اس کی رحمت اور اس کی مغفرت مینہ اور دھوپ کی طرح عام ہے سب اپنی تر دامنی کے دھبوں کو دھو سکتے اور داغہائے معصیت کو خشک کر سکتے ہیں۔

برادران اسلام! اس ماہ مبارک میں جو تمہیں کرنا چاہیئے اور جو تم کر سکتے ہو اس سے تم ناواقف نہ ہوگے کیونکہ اتنا تو تمہیں بھی معلوم ہوگا کہ یہ ماہ مبارک صیام و قیام کا مہینہ ہے اور اس میں ہر نیکی کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ سونا اور خاموش رہنا بھی داخل تسبیح و عبادت ہے اس لئے جو کچھ ہمیں کرنا چاہیئے وہ یہی ہے کہ مکمل شرائط کے ساتھ روزہ رکھیں شب کو عبادت و تلاوت قرآن تہجد و تراویح میں بسر کریں اور خدا نے جو مال و دولت دے رکھی ہے اس میں سے اللہ کے راستے میں صرف کریں کیونکہ اس ماہ مقدس میں خیرات و صدقات کا ثواب معمولی دنوں سے کہیں زیادہ ملتا ہے خصوصاً اس غرض سے سبکدوشی حاصل کرنے کے لئے یہ ایام مقدس سب سے زیادہ موزوں ہیں۔ لیکن برادران اسلام روزہ ہمیں اس طرح رکھنا چاہیئے کہ اس کا فائدہ حاصل ہو جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے روزہ کی غرض و غایت تقوی و پرہیزگاری کا حصول ہے اگر یہ مقصد نہ حاصل ہوا تو بیکار ہے اور فاقہ و روزہ میں کوئی فرق نہیں ہے چنانچہ اسی مضمون کی ایک حدیث بھی ہے یعنی اگر روزہ دار تمام اعضاء و جوارح کو معصیت سے نہیں روکتا اور تمام قولی و فعلی گناہوں سے نہیں بچتا بلکہ فحش و کذب اور لغو اعمال روزہ کی حالت میں بھی جاری رکھتا ہے تو اللہ ایسی فاقہ کشی سے بے نیاز ہے اس لئے صرف کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے کا نام روزہ نہیں ہے گو فرض ادا ہو جاتا ہے مگر محض مفطرات ثلاثہ سے احتراز کرنے سے «علاج نقوی» کا مقصد حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب ہم تمام اعضا و جوارح کا روزہ رکھیں اور مکمل روزہ وہی ہے جس میں ہاتھ پاؤں ناک کان آنکھ زبان اور شرمگاہ سب برے اعمال اور افعال فسق و فجور سے بچیں زبان کا روزہ یہ ہے کہ لغو کذب، غیبت اور دل آزاری کے کلام سے باز رہے اور نہ کسی کو نقصان پہنچائے نہ اذیت و تکلیف بلکہ ذکر الٰہی و تلاوت قرآن میں مشغول رہے کان کا روزہ یہ ہے کہ لغو کذب و غیبت وغیرہ کے سننے سے محفوظ رہے آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ نامحرمات پر نہ اٹھے ہاتھ پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ خلاف شریعت اعمال کی طرف قدم نہ بڑھے اور نہ فسق و معصیت کا کام اس سے صادر ہو کسی کو ایذا نہ پہنچائے کسی کا حق زبردستی نہ چھینے غرضکہ تمام اعمال بد جو ہاتھ پاؤں سے متعلق ہیں ان سب سے احتراز کیا جائے اسی طرح [illegible] کا روزہ یہی ہے یعنی دل و دماغ اور ذہن کو برے خیالات [illegible] ان شرائط کے ساتھ روزہ رکھا جائے تو ناممکن ہے کہ روزہ کا [illegible] تقوی و پرہیزگاری حاصل نہ ہو۔

برادران اسلام! بعض بزرگان دین نے روزہ کے چار درجے مقرر کیے ہیں چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی صاحب فصوص الحکم یوں فرماتے ہیں کہ روزہ کے چار درجے ہیں اول صیام العوام دوم صیام خواص العوام سوم صیام خواص چہارم صیام خواص الخواص یا اخص الخواص۔ عوام کا روزہ تو مفطرات ثلثہ یعنی کھانا پینا اور جماع سے بچنے کا نام ہے اور خواص العوام کا روزہ وہ ہے جو مفطرات ثلثہ کے علاوہ آنکھ کان زبان ہاتھ پاؤں اور جملہ اعضاء و جوارح کو گناہوں سے احتراز کرے اور تمام معاصی قولیہ و فعلیہ سے اجتناب کرے صیام الخواص کے معنے یہ ہیں کہ علاوہ جملہ اقسام کی معاصی سے بچنے کے غیر اللہ کے ذکر و عبادت سے بھی احتراز کرے اور صیام خواص الخواص یہ ہے کہ غیر اللہ کی طرف سے روزہ رکھے یعنی ہر طرف سے کٹ کر صرف خدا کا ہو رہے۔

برادران اسلام جو کہ ذکر اگر اس طریقہ پر روزہ رکھا جائے تو کیا اللہ کا وعدہ اور اس کے رسول کی بشارت پوری ہونے سے رک سکتی ہے لیکن ہم کو دل کی مستعدی اور روح کی پاکیزگی و طہارت کے ساتھ روزہ رکھنا اور تراویح وقت سحر میں مشغول ہونے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے کیونکہ وہ مبارک ساعتیں بہت جلد آنے والی ہیں جب فرشتے آسمانی برکات کو لا کر ساکنان زمین پر کھول دینگے اور اللہ کی رحمت و مغفرت کی بارش کی طرح برسنے لگے گی خدا نہ کرے کہ ہم غفلت میں پڑے رہیں اور رحمت و مغفرت الٰہی سے محروم رہ جائیں۔

عباد اللہ توبوا الی اللہ ان اللہ ھو التواب الرحیم۔ بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً کما امر والصلوٰۃ والسلام علی محمد الذی المبعوث الی الاسود والاحمر وعلی آلہ واصحابہ مصابیح الغرر اما بعد ایہا المسلمین ورود و سلام ہو جو اس آقائے مدنی العربی پر جس کی شان مالوسلنٰک الا رحمۃ للعالمین ہے اور جس کی معرفت رمضان کی برکات رحمت و مغفرت کے دروازے ہم پر کھولے گئے اور جس کی زبان سے اس ماہ مبارک رمضان کے بیشمار فضائل بیان ہوئے اور جو ان ایام خیر و برکت میں ہمیشہ سے زیادہ خیرات و صدقات پر اصرار فرماتے تھے اور درود و سلام ہو آپ کے آل و ازواج و اصحاب خصوصاً خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی رضوان اللہ علیہم پر جو رمضان میں اس ماہ مقدس کا پورا پورا حق ادا کرتے تھے راتوں کو اس کی عبادت اور تراویح و تسابیح میں مشغول رہتے تھے اور دن کو جملہ شرائط کے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی دولت اس کے راستہ میں کشادہ دلی کے ساتھ خرچ کرتے تھے اور درود و سلام ہو جناب کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ پر جو رمضان المبارک کی راتوں کو جاگ کر اللہ کی عبادت کرتی تھیں اور دن میں روزہ رکھتیں اور جن کے ذریعہ رمضان کے روزے اور تراویح کے بہت سے احکام ہم تک پہنچے اور درود و سلام ہو حضرت کی لاڈلی بیٹی فاطمۃ الزہرا پر جو اپنے زہد و عبادت اور تقویٰ و طہارت کی وجہ سے حضرت کی عزیز و محبوب تھیں کہ جب آپ رسول اللہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو آنحضرتؐ فرط محبت سے آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے اور جو رمضان میں سب دنوں سے زیادہ عبادت گزار اور مشغول ہو جاتی تھیں اور درود و سلام ہو آپ کے دونوں صاحبزادوں امام حسن و امام حسین علیہما السلام پر جو رمضان المبارک کا حق اچھی طرح سے ادا کرتے تھے اور دن و رات کے تمام اوقات اللہ تعالیٰ کی طاعت و عبادت میں صرف فرماتے اور اللہ کے راستے میں خوب مال و دولت خرچ کرتے تھے۔ اور درود و سلام ہو حضرت کے چچا حضرت حمزہؓ و حضرت عباسؓ اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت سعد حضرت سعید حضرت عبد الرحمٰن و حضرت ابوعبیدہ بن الجراح پر جو کہ ایمان و احتساب کی شرطوں کے ساتھ صیام و قیام میں مشغول رہتے تھے اور جن کے لئے رمضان کا ورود ایک نعمت غیر مترقبہ ہوتی تھی۔ اور درود و سلام ہو ائمہ اہلبیت جناب امام زین العابدین امام محمد باقر امام جعفر صادق امام موسیٰ کاظم امام علی رضا امام علی نقی امام محمد تقی اور امام حسن عسکری پر جو رمضان کی خیر و برکت سے اچھی طرح واقف و آگاہ تھے اور اس کی قدر و منزلت جانتے تھے اور جملہ آداب و شرائط کے ساتھ روزہ رکھتے اور شب کو اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول رہتے اور خوب دل کھول کر اللہ کے راستے میں مال و دولت صرف کرتے تھے۔

اور درود و سلام ہو حضرات ائمہ اربعہ حضرت امام ابوحنیفہ حضرت امام مالک حضرت امام شافعی حضرت امام احمد حنبل پر جنہوں نے قرآن و حدیث سے استنباط کر کے روزہ تراویح اور رمضان کے جزئی و کلی مسائل مدون کرائے انہی حضرات کی مبارک کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم بلا دقت ہر ایک مسئلہ معلوم کر لیتے ہیں اور رمضان کے متعلق جتنی ضروری باتیں ہیں وہ آسانی سے معلوم ہو جاتی ہیں اور سلام ہو حضرت غوث الاعظم جناب شیخ عبد القادر جیلانی و جناب خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین اجمیری پر جو ان بلند مراتب پر اسی وجہ سے فائز ہوئے کہ رمضان میں اللہ اور رسول کے بتلائے ہوئے طریقہ پر روزہ رکھتے اور شب کو عبادت کرتے تھے اور تمام اعضاء و جوارح کو معصیت سے بچاتے تھے اور صحیح معنوں میں غیر اللہ سے روزہ رکھتے تھے اور اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ رمضان کی عظمت اور اللہ کی رحمت و مغفرت کے حصول میں کوشاں ہوں اور آداب و شرائط کی پابندی کے ساتھ روزہ رکھیں اللہ اور اس کو عبادت و تلاوت کریں ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر۔

شذرات

خدا کا مقدس مہینہ

اسی عنوان سے ماہ رجب میں ایک طویل مضمون چھپا تھا جو مشفق مولوی سید عبدالرزاق صاحب مصنف کتاب الاسلام نے لکھا ہے۔ جو اپنی جامعیت، انداز بیان اور موثر ہونے کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔ رمضان شریف کے واسطے ایک کتاب لکھوائی گئی تھی، لیکن چونکہ وہ اس مہینہ کے متعلق بہترین مضمون تھا اس واسطے ناظرین مولوی کے لئے ذاتی نفع کو قربان کر دیا، اور اس طرح ہزاروں آدمیوں کو اس سے استفادہ کا موقع مل گیا۔ اول تو مولوی کے ناظرین اپنا پرچہ دوسروں کو دکھانے میں بخل نہیں کرتے۔ لیکن یہ پرچہ تو خاص طور سے ایسا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کو پڑھیں۔

صاحب خیر حضرات اگر اس پرچہ کو عوام میں تقسیم کرنا چاہیں تو ایک روپیہ میں بارہ پرچے [illegible] منگا کر تقسیم کر دیں۔ لیکن یہ کام جلد ہونا چاہئے۔ تاکہ رمضان کے ابتدائی روزوں میں [illegible] پہنچ جائے۔ دہلی کی تمام مسجدوں میں آج روز بھیجے جائیں اس میں بڑا فائدہ ہے۔

[illegible] مومن انصار

رجب ۱۳۵۱ھ کے پرچہ میں بذمرہ شذرات ایک نوٹ پیروزگاری کی وبا سے عالمگیر کے عنوان سے شائع ہوا [illegible] گیا تھا۔ کہ موجودہ تعلیم کا ایک نقص یہ بھی ہے کہ اس کو حاصل کرنے کے بعد ہر شخص [illegible] کا خواہاں ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو دستکار ہیں، یا ان کے آباؤ اجداد دستکار ہیں، وہ بھی [illegible] کے صرف ملازمت کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اور ایسے طبقہ کے لئے جس کے ہاتھ یا خاندان میں کوئی ہنر نہ ہو اور صرف ملازمت ہی مدار حیات ہو صاحب فن کی بیکاری دوہری [illegible] کا موجب ہوتی ہے۔" لیکن اس شذرہ کا انداز تحریر کچھ ایسا تھا، جو مذکورہ پیشہ ور بھائیوں کے لئے تحقیر آمیز معلوم ہوا، جس پر جمعیت الانصار مومنین اور متعدد حضرات نے سخت احتجاج کیا، اور انہوں نے اس کو اس پر محمول کیا کہ اس شذرہ میں قصداً انکی توہین کی گئی مولوی کے متعلق اس قسم کی بد گمانی یقیناً بڑی زیادتی ہے کیونکہ مولوی ہی تنہا ایسا پرچہ ہے جس نے ساتھ ہی علمبرداری اور تفاخر نسب کی مذمت کی اور جہاں تک دل آزاری اور تحقیر کا سوال ہے مولوی کے لئے اس سے زیادہ شرمناک صورت کوئی نہیں ہے کہ اس کے تخیل میں بھی ایسی چیز ہو بلاشبہ گزشتہ شذرہ کا انداز تحریر ضرور مذموم تھا، اور واقعہ خواہ کچھ ہی ہو لیکن میں اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا، اس لئے میں اپنے ان بھائیوں سے جنہوں نے اس کو تحقیر پر مبنی کیا ہے بہت ندامت کے ساتھ معذرت خواہ ہوں، کیونکہ میرے نزدیک دل آزاری سے بڑھ کر شاید ہی کوئی گناہ ہو۔

اس سلسلہ بہت ہی مسرت خیز اور تقلید طلب چیز یہ تھی کہ برادران مومن انصار دیگر پارچہ باف برادری کے اتحاد کا وہ مرقع سامنے آیا جس سے جی بلند باغ ہو گیا۔ اور انہوں نے عہد سلف کی یاد تازہ کر دی، پہلے سب مسلمان ایسے ہی تھے، اور اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے ہوئے تھے ایک کو ذرا سی ٹھیس لگتی تھی تو عالم اسلامی کے قلوب بے چین ہو جاتے تھے، جب ہی کامیابی نے ان کے قدم چومے تھے۔ اور آج جبکہ مسلمانوں کے ہر طبقہ میں افتراق و انشقاق کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ یہ مثالی اتحاد دیکھ کر بخدا مولوی کی مسرت ہو گئی کہ عزت نفس کے لئے اس کا ہر ہر فرد کیسا جاگ رہا ہے۔ کاش یہ چیز سارے مسلمانوں کو میسر ہو جائے تو ہم اپنی کھوئی ہوئی عزت پھر پا سکتے ہیں۔

میں اپنے ان بھائیوں کو دلی مبارکباد دیتا ہوں، اور خدا سے دعا ہے کہ آئندہ نسلیں اس سے کہیں زیادہ یک دل و یک زبان ہوں انشاءاللہ اور ہر مسلمان کو انکی تقلید میسر ہو۔

الہ آباد کانفرنس کے اہم اور شاندار فیصلے

وزیر اعظم کا فیصلہ فرقہ وارانہ مسئلہ کو نہایت سے کنارے پر پہنچا دیا گیا۔ مگر اس اعلان کے بعد یہ مبارک فیصلہ ہوا کہ اب سے ملکی امور نے مسلمانان ہند کی پشت پناہی کو لازم کیا اور وہ باہمی مفاہمت کی تکمیل پر آمادہ ہو گئے، اور تو اور خود وہ حضرت جو فرقہ پرستی اور وحشت پسندی میں شہرت نامہ حاصل کر چکے تھے مصالحت و مفاہمت کی طرف راغب ہو گئے مولانا شوکت علی، سید محمد حسین، شیخ عبدالمجید سندھی، گو نواب ذوالفقار علی خاں کی ایک فرقہ پرستانہ سرگرمیوں نہیں رہی لیکن اس فیصلہ نے انکی ذہنیت میں بھی ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ پہلے لکھنؤ پھر الہ آباد میں مختلف ملل و اقوام کے اہم اور شاندار جلسے منعقد ہوئے اور ہم مسرت کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ سب نے وقت کی ضرورت کو محسوس کر کے اتحاد کر لیا۔

دنیا جانتی ہے کہ ہندو اور سکھ پنجاب و بنگال کی آئینی اکثریتوں کے قیام اور علیحدگی سندھ کے شدت کے ساتھ مخالف تھے لیکن تاریخ سیاسیات ہند میں پہلی دفعہ انہوں نے مذکورہ بالا دونوں صوبوں میں مسلم اکثریتوں کو انکی آئینی حیثیت میں منظور کیا۔ اور سندھ کی علیحدگی غیر مشروط طریقہ پر مان لی گئی۔ کون باخبر نہیں حکومت نے مسلمانوں کے کسی ایک مطالبہ کو بھی تسلیم نہیں کیا تھا۔ بلکہ انہیں صرف ۴۹ فیصدی نیابت عطا کی گئی اور بنگال میں اس مسلمہ اصول کے باوجود کہ کسی صوبہ کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل نہ کیا جائے گا مسلمان اکثریت کے لئے ۵۱ فیصدی نیابت کا انتظام کیا گیا، و باقی تمام نکات تشنہ تکمیل چھوڑ دیئے گئے، مگر الہ آباد میں جو مفاہمت ہوئی اس میں مسلم کانفرنس کے ۱۴ نکات اپنی اصلی اور حقیقی صورت میں تسلیم کر لئے گئے اور جداگانہ مطالبہ کی صورت بھی قریب قریب وہی رہی جو مسلمانوں نے خود مقرر کی تھی۔

کاش مسلمان ابھی سے یہ توقع رکھتا کہ وہ پریاگ اسکیم پر اپنی مہر تصدیق ثبت کریں گے۔ حنفی سے غیر ضروری طلب کرنے کے فرار نے بعض حلقوں میں تو تشویش پیدا کر دی اور کیوں نہ پیدا ہوتی انکی قیادت کی زندگی کا رشتہ تو وابستہ ہی ہندو مسلم اختلاف سے ہے، اگر اتحاد ہو جاتا ہے تو انکی رہنمائی کی ساکھ کہاں جاتی ہے اس لئے انہوں نے ایک طوفان بے تمیزی بپا کر دیا اور اب کلکتہ میں جمع ہو کر فرزندان توحید کو مبتلائے فریب کرنا اور بہی خواہان وطن و ملت کی مساعی حسنہ کو تباہ کرنے کی ناکام کوشش شروع کر دی۔ مگر قوم کے دربار سے انہیں جو سزا ملنی تھی وہ تو جیسے ملی گئی ملے گی، لیکن سردست کلکتہ میں انکی وہ درگت بنی کہ زندگی کا آخری سانس بھی انہیں اسکی یاد دلاتا اور انکا روح پرستار رہیگا، وہاں ہزاروں مسلمانوں نے فراہم دیکھا ہو کر ان پر ہاتھ اٹھانے کے اور انہیں پولس کی آغوش میں پناہ لینی پڑی۔

ضرور بنگال کا مسئلہ بھی اب الجھن بنا ہوا ہے۔ مگر اب یہ بھی چند دن کی بات رہ گئی اور وہ وقت دور نہیں۔ کہ مدت کے بچھڑے ہوئے باہم گلے مل لیں اور وطن عزیز پر پہلی مرتبہ آفتاب حریت ضیا بار و ضیا بیز ہو۔ ہم کہتے ہیں، اور بانگ دہل کہتے ہیں، کہ جب مسلمانوں کا ہر مطالبہ تسلیم ہو گیا۔ اکثریت کے صوبوں میں انہیں اکثریت مل گئی، اقلیت والے صوبوں میں وہی قوانین حاصل ہے جو میثاق لکھنؤ کی رو سے حاصل ہو چکا تھا، سندھ علیحدہ ہو گیا، باقی اختیارات صوبوں کو تفویض ہو گئے، سرحد کا کامل و مساوی آزادی سے بہرہ مند ہونا، صوبہ بلوچستان کا برابری میں رہنا مسلم ہو گیا، اور مسلمانوں کی تعلیم، تہذیب، مذہب، روایات اور حقوق کے تحفظ کا اور قابل اطمینان موقع ہم پہنچ گئے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان باشندگان ہند کے ساتھ پیچھے رہیں۔ انتخاب جداگانہ کو کوئی بھی اچھا نہ کرتا تھا اور نہ کہہ سکتا ہے، یہ محض تحفظ حقوق

یہاں اسلام کے ایک مجمل قانون اور اصل کا ذکر کیا گیا ہے یہ ظاہر ہے کہ انسان پر ہر الہامی مذہب میں چار قسم کے حقوق کی حفاظت فرض کی گئی ہے۔ مثلاً حقوق اللہ اور ادائیگی حقوق اقربا اور رشتہ داروں کے حقوق کی حفاظت اغیار و اجانب کے حقوق کی ادائیگی مثلاً اپنے نفس کے حقوق کی ادائیگی اسلام بھی چونکہ الہامی مذہب ہے اور تمام مذاہب کا ناسخ ہے اس لئے اس کی اصلی غرض اور مطمح نظر انہی مقاصد کی تکمیل ہے اور انہی مقاصد کے لئے تمام قوانین وضع فرمائے گئے ہیں مذکورہ آیت میں بھی چاروں حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دی گئی ہے۔

مثلاً حقوق اللہ کی تعمیل کے لئے ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ یعنی تمام احکام الٰہی کی پابندی کرو کسی کی تعمیل سے سرمو انکار نہ کرو خداوند تعالیٰ کی خوشنودی کا نشان دل اور اعضاء سے شکریہ ادا کرو لوگوں کے دکھانے اور ریا کرنے کے لئے تعمیل احکام نہ کرو۔ حقوق کی تعمیل کے متعلق حکم ہوتا ہے عدل و انصاف کی شہادت دو خلاصہ یہ ہے کہ شاہد ہو تو اقربا کے حقوق نہایت عدل کے ساتھ ادا کرو ایسا نہ ہو کہ ناحق کسی کی جنبہ داری کرو اور اولاد کے حقوق مساویانہ ادا کرو ماں باپ کے حقوق ان کے لائق پورے کرو بہن بھائیوں کے ساتھ ان کے مناسب برتاؤ کرو بہرحال ہر شخص کے مرتبہ کا لحاظ رکھو ایسا نہ ہو کہ باوجود مساوی رشتہ ہونے کے محض نفسانی خواہش کی وجہ سے کسی کی طرفداری کر کے دوسرے کو نقصان پہنچاؤ۔

بخاری و مسلم میں حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے راوی کہتا ہے کہ میرے باپ نے مجھے کچھ مال بطور عطیہ کے دیا لیکن میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کہا کہ صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ جب تک رسول اللہ اس کے گواہ نہ ہوں گے اس وقت تک میں راضی نہ ہوں گی میرے باپ مجھے لیکر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آنحضرت کو اس مالی ہبہ پر گواہ بنائیں آپ کو جب واقعہ کی کیفیت معلوم ہوئی تو فرمایا کہ کیا تم نے اپنے ہر لڑکے کو اتنا مال دیا ہے میرے باپ نے عرض کیا نہیں حضور نے فرمایا خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد میں عدل کرو پھر فرمایا کہ میں کسی کی حق تلفی پر گواہی نہیں دیتا ہوں میرے باپ یہ سنکر لوٹ آئے اور عطیہ کا ارادہ فسخ کر دیا اس کے بعد دشمنوں کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ تم کو کسی قوم کا بغض و عداوت اس کے ساتھ ناانصافی کرنے پر آمادہ نہ کرے ایسا نہ ہو کہ جب دشمن تمہارے پنجہ میں آ جائیں تو ان سے پچھلی کسر نکالو بلکہ انصاف سے کام لو ان کے حقوق کی رعایت مدنظر رہے۔

بعض کا قول ہے کہ یہ آیت خیبر کے یہودیوں کے بارہ میں نازل ہوئی خیبر کے یہودیوں نے حضور کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن جب مسلمانوں نے وہ ملک فتح کر لیا اور یہودی ان کے قبضہ میں آ گئے تو انہوں نے یہودیوں سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو تنبیہ کر دی گئی کہ جو حکم حق ہے اس سے تجاوز نہ کرنا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت قریش کے متعلق نازل ہوئی ہے کیونکہ قریش نے مسلمانوں کو بڑی بڑی ایذائیں دی تھیں لیکن جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش عاجز ہو کر مسلمانوں کے اختیار میں آ گئے تو حکم ہو گیا کہ قریش سے خلاف عدل کوئی سلوک نہ کرنا مگر حق یہ ہے کہ آیت کریمہ کا حکم عام ہے کوئی قوم مخصوص نہیں مطلب یہ ہے کہ اگر کسی قوم نے تم پر زیادتی کی ہو تو محض بغض و عداوت کی وجہ سے تم ان پر زیادتی نہ کرو بلکہ قانون عدل کو پیش نظر رکھو کیونکہ عدل حق الٰہی ہے اور اسلام کی اصلی غرض ہے اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ عدل کرو گے تو دیکھنا نہ دشمن نہ دوست سب کے حق میں عدل کرو [illegible]

اس قدر [illegible] کہ وہ تباہ ہو جاتے [illegible] نفس کی ادائیگی نہیں کہ نفس جاہل ہے بلکہ یہ بھی فکر کرو کہ اپنے نفس کو تمام [illegible] سے محفوظ رکھو [illegible] کہ علم [illegible] افعال سے جو نفس پر ظلم ہو رہا ہے [illegible] تکلیف پڑتی ہے اور تعلیم با صفت شجاعت کی قوت [illegible] ہرگز فنا ہوتا ہے [illegible] حقوق نفس [illegible] موافق عمل کرو کیونکہ عدل [illegible] خدا کے سامنے سرخرو ہونے کا سبب ہے اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ خدا سے ڈرتے رہو اس کے حکم کے خلاف کوئی کام نہ کرو اور تمہارے سب کاموں کو خوب جانتا ہے اگر عمل کرو گے تو اس کی جزا دے گا اگر ناانصافی کرو گے تو اس کی سزا پاؤ گے۔

مقصود بیان علم، عفت، شجاعت ان تینوں قوتوں کی تکمیل و تہذیب کی طرف اشارہ اور عدل جو ان تینوں قوتوں کے مجموعہ کا نام ہے چاروں قوتوں کی تکمیل کا حکم مذہب اسلام کی جامعیت کی طرف اشارہ فلسفہ اسلام کی طرف [illegible] ترہیب و ترغیب وغیرہ۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

(ترجمہ) ایسے لوگوں سے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ ان کے لئے مغفرت اور ثواب عظیم ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھوٹا بتلایا ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں۔

تفسیر۔ گزشتہ آیات میں اسلام کی مکمل تعلیم کا ذکر تھا اس آیت میں [illegible] اسلام کی پابندی کرنے والوں کی جزا اور سرتابی کرنے والوں کی سزا کا بیان ہے حکم ہوتا ہے کہ جو لوگ مومن نیکوکار ہیں ان کے لئے خدا کی مغفرت تیار ہے [illegible] بہت بڑی جزا (یعنی جنت و دیدار خداوندی) ملیگی باقی جو [illegible] خدا کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں اور اسلام میں عیب نکالتے ہیں وہ [illegible] عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے۔

مقصود بیان احکام اسلام کی پابندی کا ایک [illegible] شریعت کی نافرمانی سے [illegible] ایمانداروں نیکوکاروں سے بہتر [illegible] ایمان کا منکروں کو عذاب کی دھمکی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ [illegible] يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَ[illegible] وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تم پر [illegible] جب ایک قوم نے قصد کیا تھا کہ تم پر دست درازی کریں سو اللہ تعالیٰ نے [illegible] اور ایمانداروں کو اللہ ہی پر بھروسہ [illegible]

کرنا چاہتے تھے ... بالکل تیار ہو گئی ... جس کی کوئی تدبیر نہ ہو سکے
... مسلمانوں ... کو اسی ایسی سخت تکلیف ... دے سکتے ... تو پھر ہم ...
... ہوئے اور پھر ... بڑی نقصان ... کے ... ہوں گے اس ...
... یاد دلایا کہ تم کو خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیے مومن کا خدا پر بھروسہ ہونا
چاہیے ... ایسا ہوا ہے کہ کفار نے تم پر موقع پر دست درازی
کا ارادہ کیا مگر خدا نے ان کے ہاتھوں کو روک دیا اور تم کو بچا لیا لہٰذا تم کو ان سے خائف
ہو کر دست درازی ترک نہ کرنی چاہیے اور نا انصافی سے بچنا چاہیے۔ اس آیت کی شان
نزول میں ... اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت ۶ھ میں نازل ہوئی
حضور مع صحابہ کے عمرہ کرنے کے ارادہ سے چلے مگر قریش نے مزاحمت کی اور عمرہ نہ
کرنے دیا ... بعض شرائط پر صلح ہو گئی لیکن تقریباً اسی ... کو تعلیم کر
کے ... اور ارادہ کیا کہ جب مسلمان غافل ہو کر بیٹھ جائیں تو چھاپہ ماریں
مسلمانوں کو اس کی اطلاع ہو گئی اور چند صحابی ان کو گرفتار کرنے چلے خدا تعالیٰ
نے اس وقت ... کو بہانہ اور ... اس بنا دیا کہ چند صحابیوں نے
ان کو گرفتار کر لیا اور سب کو کبریوں کی طرح ہانک کر لے آئے اور انہوں نے کچھ چوں
چرا ... میں سے رحم کیا کہ ان سب کو رہا کر دیا بعض کے نزدیک
آیت کا شان نزول یہ ہے کہ عمرو بن امیہ ضمری صحابی نے بنو اسلم کے دو مسلمان
شخصوں کو مشرک سمجھ کر غلطی سے قتل کر ڈالا اور مقتولین کی دیت مسلمانوں نے ادا
کرنی چاہی اور چونکہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودیوں سے مسلمانوں کا معاہدہ تھا کہ
ہم تم سے نہیں لڑیں گے اور اگر غلطی سے کوئی خون ہو جائے گا تو سب مل کر
دیت ادا کریں گے اس لئے آنحضرت مع خلفاء اربعہ اور بعض دیگر صحابہ کے کعب
بن اشرف اور بعض دیگر سردار یہود کے پاس دیت میں شرکت کی خواہش کے لئے
تشریف لے گئے ایک پہاڑی کے نیچے یہ لوگ بیٹھے تھے حضور بھی تشریف رکھتے
تھے باہم بات چیت ہو رہی تھی یہود نے دیت دینے کا اقرار کیا تھا ابن اخطب
... نے ... یہودیوں سے مشورہ کیا کہ اگر اس وقت ہم پہاڑی
پر چڑھ کر ... گرائیں گے تو حضرت ضرور شہید ہو جائیں گے سب متفق
... ابن اخطب پہاڑی پر چڑھ گیا خدا نے اس شیطانی مشورہ
... کے ذریعہ ... اور حضور اکرم مدینہ کو واپس چلے
... یہ آیت نازل ہوئی۔
... اس کی شان نزول اس طرح بیان کرتے ہیں عبد الرزاق ابن
... قتادہ نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ ...
... ایک منزل پر فروکش ہوئے اور لوگ متفرق ہو کر ادھر
... سایہ میں ... اور حضور ... ایک درخت کے نیچے قیلولہ
... درخت کی ٹہنی سے لٹکا دی آپ کی
... کو ... تلوار
... ہاتھ ... تلوار ... کہنے
... حضور نے فرمایا اور ...
... حضور نے تلوار
...

... معاف کر دیا ... مسلمان ہو گیا ... پاس چلا گیا
کہ میں دنیا کے بہتر ... کے پاس سے آرہا ہوں ... مسلمان ہو جا۔
یہ قصہ صحیحین میں بھی مذکور ہے۔ بہر حال خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کو خدا کا
... احسان ... یاد ہے جب کفار نے تم پر دست درازی کا ارادہ
کیا تھا اور خدا نے تم کو بچا لیا تھا لہٰذا تم کو کسی سے نہ ڈرنا چاہیے بلکہ صرف خدا پر
بھروسہ رکھنا چاہیے۔

مقصود بیان مسلمانوں کو خلق عظیم اور معاد ... کی تعلیم ... جات اور
بلند حوصلگی کی ہدایت توکل اور ... اپنے ... صرف اسی سے ڈرنے کا
حکم۔ دنیاوی تدابیر پر ... اعتماد کر لینے کی ممانعت وغیرہ۔

وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ
اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا ۖ وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ ۖ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ
وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ
اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ
مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ
لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ ۙ
وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ
مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ إِنَّ
اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا
مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ
اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا اور ہم نے ان میں بارہ سردار
مقرر کئے اور اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا کہ میں تمہارے پاس ہوں اگر تم نماز کی پابندی
رکھو گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے اور میرے سب رسولوں پر ایمان لاتے رہو گے
ان کی مدد کرتے رہو گے اور اللہ تعالیٰ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو گے اور میرے سب
رسولوں پر ایمان لاتے رہو گے تو میں تمہارے گناہ تم سے دور کر دوں گا اور تم کو ضرور
ایسے باغوں میں داخل کر دوں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور جو شخص اس کے بعد
بھی کفر کرے گا تو وہ بیشک راہ راست سے دور جا پڑا ۝ صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے
ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ہم نے ان کے قلوب کو سخت کر دیا وہ لوگ کلام
کو اس کے مواقع سے بدلتے ہیں اور وہ لوگ جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی اس میں سے
ایک بڑا حصہ فراموش کر بیٹھے اور آپ کو آئے دن کسی نہ کسی ... اطلاع ملتی

[illegible] اسلام کے ایک مکمل [illegible]
انسان پر ہر الہامی مذہب میں جا بجا حقوق کی [illegible] کی گئی ہے
حقوق اللہ ادا کیے گئے اقرباء اور رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت [illegible]
جانب سے حقوق کی ادائیگی اپنے نفس کے حقوق کی ادا۔ اسلام ہی چونکہ الہامی
مذہب ہے اور تمام مذاہب کا ناسخ ہے اس لئے اس کی اصلی غرض اور مطمع نظر [illegible]
[illegible] کی تکمیل ہے اعلیٰ مقاصد کے لئے تمام قوانین وضوابط مقرر فرمائے گئے
[illegible] رعایت میں نہی جا بجا حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دی گئی ہے۔
[illegible] کی تعمیر کے لئے ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! خدا کے لئے کھڑے ہو جاؤ یعنی
[illegible] احکام الٰہی کی پابندی کرو کسی کی تعمیل سے سر مو انکار نہ کرو خدا تعالیٰ کی تعمیل
[illegible] اور اعضاء سے شکریہ ادا کرو لوگوں کے دکھانے اور ریا کرنے کے لئے تعمیل
[illegible] نہ کرو اللہ کی تعالیٰ کے متعلق حکم ہوتا ہے عدل و انصاف کے شہادت دو ظلم و
[illegible] شاہد ہو تعلقہ اقرباء کے حقوق نہایت عدل کے ساتھ ادا کرو ایسا نہ ہو کہ ناحق کسی
[illegible] جنبہ داری کرو اور اولاد کے حقوق مساویانہ ادا کرو ماں باپ کے حقوق ان کے
[illegible] پورے کرو بہن بھائیوں کے ساتھ ان کے مناسب برتاؤ کرو بہرحال ہر شخص
[illegible] مرتبہ کا لحاظ رکھو ایسا نہ ہو کہ باوجود مساوی رشتہ ہونے کے محض نفسانی خواہش
[illegible] وجہ سے کسی کی طرفداری کر کے دوسرے کو نقصان پہنچاؤ۔

[illegible] میں حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے راوی کہتا ہے کہ میرے
[illegible] مجھے کچھ مال بطور عطیہ کے دیا لیکن میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کہا کہ صرف
[illegible] کافی نہیں ہو بلکہ جب تک رسول اللہ اس کے گواہ نہ ہوں گے اس وقت تک
[illegible] مانوں گی میرے باپ مجھے لیکر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آنحضرت
[illegible] اس مال ہبہ پر گواہ بنائیں آپ کو جب واقعہ کی کیفیت معلوم ہوئی تو فرمایا کہ کیا
[illegible] نے اپنے ہر فرزند کو اتنا مال دیا ہے میرے باپ نے عرض کیا نہیں حضور نے فرمایا
[illegible] سے ڈرو اور اپنی اولاد میں عدل کرو پھر فرمایا کہ میں کسی کی حق تلفی پر گواہی نہیں دیتا
[illegible] میرے باپ یہ سنکر پلٹ آئے اور عطیہ کا ارادہ فسخ کر دیا اس کے بعد دشمن کے
متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ تم کو کسی قوم کا بغض و عداوت اس کے ساتھ ناانصافی کرنے
[illegible] آمادہ نہ کرے ایسا نہ ہو کہ جب دشمن تمہارے پنجہ میں آ جائیں تو ان سے پچھلی کسر
[illegible] انصاف سے کام لو ان کے حقوق کی رعایت مد نظر رکھو۔

بعض کا قول ہے کہ یہ آیت خیبر کے یہودیوں کے بارہ میں نازل ہوئی خیبر
کے یہودیوں نے حضور کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن جب مسلمانوں نے وہ ملک فتح
کر لیا اور یہودی ان کے قبضہ میں آ گئے تو انہوں نے یہودیوں سے بدلہ لینے کا ارادہ
کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو تنبیہ کر دی گئی کہ جو حکم حق ہے اس سے
[illegible] نہ کرنا بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت قریش کے متعلق نازل ہوئی ہے کیونکہ قریش
نے مسلمانوں کو بڑی بڑی ایذائیں دی تھیں لیکن جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش عاجز
ہو کر مسلمانوں کے اختیار میں آ گئے تو حکم ہو گیا کہ قریش سے خلاف عدل کوئی سلوک
نہ کرنا مگر حق یہ ہے کہ آیت کریمہ کا حکم عام ہے کوئی قوم مخصوص نہیں مطلب یہ ہے کہ اگر کسی
قوم نے تم پر زیادتی کی ہو تو محض بغض و عداوت کی وجہ سے تم ان پر زیادتی نہ کرو بلکہ
قانون عدل کو پیش نظر رکھو کیونکہ عدل حق الٰہی ہے اور اسلام کی اصلی غرض ہے اس کے
بعد [illegible] کی رعایت حکم ہوتا ہے کہ عدل کرو گے نہ دیکھنا دشمن ہو دوست سب کے حق میں
عدل کو پیش نظر [illegible] اپنے نفس کے حقوق بھی ادا کرو ایسا نہ ہو کہ نفسانی خواہشات

[illegible] کہ کہیں تباہ ہو جائے [illegible] عذاب [illegible]
نفس کے ادا کیے [illegible] باقی رہی [illegible] کو اپنے نفس کو [illegible]
تمام وقت [illegible] اور [illegible] محض نماز اور اعتکاف [illegible]
کرو [illegible] نفس پر ظلم ہو رہا [illegible]
تکلیف پڑتی ہے اور [illegible] کی [illegible]
[illegible] ظلم ہوتا ہے [illegible] حقوق نفس [illegible]
[illegible] کیونکہ [illegible] پرہیزگاری سے قریب تر [illegible]
خدا کے سامنے [illegible] کا سبب ہے اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ خدا سے ڈرتے رہو
اس کے حکم کے خلاف کوئی کام نہ کرو اور تمہارے سب کاموں کو خوب جانتا ہے اگر عمل
کرو گے تو اس کی جزا دے گا اگر ناانصافی کرو گے تو اس کی سزا پاؤ گے۔

مقصود بیان — علم، عفت، شجاعت ان تینوں قوتوں کی تکمیل و تہذیب کی تعلیم کہ
ان تینوں قوتوں کے مجموعہ کا نام عدل ہے۔ چار حقوق کی ادائیگی
کا حکم مذہب اسلام کی جامعیت کی طرف اشارہ فلسفہ اسلام کی طرف ایک لطیف ایماء
ترہیب و ترغیب وغیرہ۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ
اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
الْجَحِيْمِ ۝

(ترجمہ) ایسے لوگوں سے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اللہ نے وعدہ کیا ہے
ہے کہ ان کے لئے مغفرت اور ثواب عظیم ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات
کو جھٹلایا ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں۔

تفسیر۔ گذشتہ آیات میں اسلام کی کامل تعلیم کا ذکر تھا اس آیت میں [illegible]
اسلام کی پابندی کرنے والوں کی جزا اور سرتابی کرنے والوں کی سزا کا بیان ہے حکم
ہے کہ جو لوگ مومن نیکوکار ہیں ان کے لئے خدا کی مغفرت [illegible]
بہت بڑی جزا (یعنی جنت و دیدار خداوندی) [illegible]
خدا کی تکذیب کرتے ہیں اور ان میں [illegible]
عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے۔

مقصود بیان — احکام اسلام کی پابندی کا ایک [illegible]
شریعت کی مخالفت سے [illegible] ایماندار نیکوکاروں سے بہتر
ایمان کا فروں کو عذاب کا ہونا ہی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ [illegible]
يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ [illegible]
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تم پر [illegible]
[illegible] جبکہ ایک قوم نے [illegible] دست درازی کریں اللہ تعالیٰ نے [illegible]
[illegible] اور اہل ایمان کو [illegible]
تفسیر۔ [illegible]

کہ مسلمانوں سے ہاتھ اٹھا لیا اور [illegible]
شبہ ہو سکتا تھا کہ چونکہ بار بار حملے کی کوشش میں رہے ہیں [illegible]
مسلمانوں کی بنیاد [illegible] ویسے ہی [illegible] کے تو پھر [illegible]
[illegible] ہو جائے اور پھر [illegible] نقصان [illegible]
[illegible] نے یہ فرمایا کہ تم کو خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیے مومن کا خدا پر بھروسہ ہونا
ہے۔ یہ لوگ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے ایسا ہو چکا ہے کہ کفار نے تم پر موقع پر دست درازی
کا ارادہ کیا مگر خدا نے ان کے ہاتھوں کو روک دیا اور تم کو بچا لیا لہذا اب تم کو ان سے خائف
ہو کر دست درازی نہ کرنی چاہیے اور ناانصافی سے بچنا چاہیے۔ اس آیت کی شان
نزول میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت سنہ ۶ھ میں نازل ہوئی
حضور مع صحابہ کے عمرہ کرنے کے ارادہ سے چلے مگر قریش نے مزاحمت کی اور عمرہ نہ
کرنے دیا اور بالآخر بعض شرائط پر صلح ہو گئی لیکن تقریباً اسی [illegible] مشرک کوہ تنعیم کی
چوٹی پر بیٹھ گئے ارادہ یہ کیا کہ جب مسلمان غافل ہو کر بیٹھ جائیں تو چھاپہ ماریں
مسلمانوں کو اس کی اطلاع ہو گئی اور چند صحابی ان کو گرفتار کرنے چلے خدا تعالیٰ
نے [illegible] کو ایسا مشغول [illegible] بنا دیا کہ چند صحابیوں نے
ان کو گرفتار کر لیا اور سب کو بکریوں کی طرح ہانک کر لے آئے اور انہوں نے کچھ چون
وچرا نہ کی لیکن حضور علیہ السلام نے رحم کھا کر ان سب کو رہا کر دیا بعض کے نزدیک
آیت کا شان نزول یہ ہے کہ عمرو بن امیہ ضمری صحابی نے بنو اسلم کے دو مسلمان
شخصوں کو مشرک سمجھ کر غلطی سے قتل کر ڈالا اور مقتولین کی دیت مسلمانوں نے ادا
کرنی چاہی اور چونکہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودیوں سے مسلمانوں کا معاہدہ تھا کہ
ہم تم سے نہیں لڑیں گے اور اگر غلطی سے کوئی خون ہو جائے گا تو سب مل کر
دیت ادا کریں گے اس لئے آنحضرت مع خلفاء اربعہ اور بعض دیگر صحابہ کے کعب
بن الاشرف اور بعض دیگر زعماء یہود کے پاس دیت میں شرکت کی خواہش کے لئے
تشریف لے گئے ایک پہاڑی کے نیچے سب لوگ بیٹھے تھے حضور بھی تشریف رکھتے
تھے باہم بات چیت ہو رہی تھی یہود نے دیت دینے کا اقرار کیا تھا ابن اخطب
[illegible] کچھ خبر یہودیوں سے مشورہ کیا کہ اگر اس وقت ہم پہاڑ
پر چڑھ کر [illegible] پتھر گرائیں گے تو حضرت ضرور شہید ہو جائیں گے سب متفق
ہو گئے [illegible] ابن اخطب پہاڑی پر چڑھ گیا خدا نے اس شیطانی مشورہ
کی [illegible] وحی کے ذریعہ سے دی اور حضور اکرم مدینہ کو واپس چلے
[illegible] یہ آیت نازل ہوئی۔
[illegible] اس کا شان نزول اس طرح بیان کرتے ہیں (عبد الرزاق ابن
منذر بیہقی) قتادہ نے حضرت جابر سے روایت کی ہے) کہ غزوہ [illegible]
[illegible] حضور ایک منزل پر فروکش ہوئے اور لوگ متفرق ہو کر ادھر
[illegible] سایہ میں ہو گئے اور حضور علیحدہ ایک درخت کے نیچے قیلولہ
[illegible] درخت کی ٹہنی سے لٹکا دی آپ کی
[illegible] غورث [illegible] حضور کی تلوار
[illegible] تلوار سونت [illegible] غورث کہنے
لگا [illegible] کون بچائے گا حضور نے فرمایا اللہ یہ سنتا
تھا کہ [illegible] ہاتھ سے گر گئی حضور نے تلوار
[illegible]

کا مقصد یہ ہے کہ اس کو معاف کر دیا [illegible] مسلمان ہو گیا [illegible]
کہ میں [illegible] کے بہتر [illegible] کے پاس سے آیا ہوں [illegible] مسلمان ہو جاؤ
یہ قصہ [illegible] ہے۔ بہر حال خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کو کفار سے نہ
ڈرنا چاہیے [illegible] یاد ہے جب کفار نے تم پر دست درازی کا ارادہ
کیا تھا اور خدا نے تم کو بچا لیا تھا لہذا تم کو کسی سے نہ ڈرنا چاہیے بلکہ صرف خدا
پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

مقصود بیان مسلمانوں کو خلق عظیم اور عہد داری کی تعلیم ہمت جرات اور
بلند حوصلگی کی ہدایت، توکل اور خدا شناسی اور [illegible] بھروسہ کرنے اور الٰہی سے ڈرنے کا
حکم، دنیاوی تدابیر پر [illegible] اعتماد کر لینے کی ممانعت وغیرہ۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ
اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ
وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ
اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ
مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ
لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ
وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ
مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا
مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ
اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا اور ہم نے ان میں بارہ سردار
مقرر کئے اور اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا کہ میں تمہارے پاس ہوں اگر تم نماز کی پابندی
رکھو گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے اور میرے سب رسولوں پر ایمان لاتے رہو گے اور
ان کی مدد کرتے رہو گے اور اللہ تعالیٰ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو گے اور میرے سب
رسولوں پر ایمان لاتے رہو گے تو میں تمہارے گناہ تم سے دور کر دوں گا اور ضرور تم کو
ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور جو شخص اس کے بعد
بھی کفر کرے گا تو وہ ٹھیک راستہ سے دور جا پڑا سو صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے
ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ہم نے ان کے قلوب کو سخت کر دیا وہ لوگ کلام
کو اس کے مواقع سے بدلتے ہیں اور وہ لوگ جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی اس میں سے
ایک بڑا حصہ فراموش کر بیٹھے اور آپ کو تو آئے دن کسی نہ کسی خیانت کی اطلاع ہوتی

رہتی ہے جو ان سے ظاہر ہوتی ہے بجز ان میں سے کے چند شخصوں کے سو آپ ان کو معاف کر دیجئے اور ان سے در گذر کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ خوش معاملہ لوگوں سے محبت کرتا ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے بھی ان کا عہد لیا تھا سو وہ بھی جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی اس میں سے ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے تو ہم نے ان میں باہم قیامت تک کے لئے بغض و عداوت ڈال دیا اور ان کو اللہ تعالیٰ ان کا کیا ہوا جتلا دیں گے۔

تفسیر: گذشتہ آیات میں مسلمانوں کو احکام دین کی تعلیم دی گئی تھی اور اسلام کا اصل خلاصہ تقویٰ ہی بتایا گیا تھا اس کے بعد فرمانبرداروں سے ثواب کا وعدہ اور سرکشوں کو دوزخ کی دھمکی بھی دی گئی تھی اب ان آیات میں یہود و نصاریٰ کی نافرمانی اور ان کے عبرتناک نتیجہ کو ظاہر کیا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کو عبرت ہو اور خدا کی نافرمانی کی جرأت نہ ہو کیونکہ سعید وہی ہے جو دوسرے کے حال کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے سب سے اول یہود کی حالت کا بیان ہے ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا مگر یہ عہد ہر ہر فرد سے جدا جدا نہ تھا بلکہ ان میں سے بارہ ذمہ دار اور سرپرست اشخاص کو چن لیا تھا جن میں سے ہر ایک اپنے اپنے گروہ کا ذمہ دار اور اس کی طرف سے عہد کرنے والا تھا اور جو عہد لیا تھا وہ یہ تھا کہ نماز باقاعدہ پڑھا کرو گے زکوٰۃ مساکین کو دیتے رہو گے اور خدا کے رسولوں اور ان کے قاصدوں پر دل سے ایمان لاؤ گے ہر طرح سے جان و مال صرف کر کے امکانی کوشش کے ساتھ ان کی مدد کرو گے اور ہر طرح سے خدا کی راہ میں جان لڑا دو گے اور مال صرف کرو گے اس اگر تم ان وعدوں کو وفا کرو گے تو ہم بھی تمہارے تمام قصور اور گناہ معاف کر دیں گے اور جنت میں داخل کریں گے باقی جو شخص اس حکم کے بعد انکار اور سرکشی کرے گا تو وہ خود سیدھے راستہ کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹکتا پھرے گا ہمارا کچھ نہ جائے گا لیکن چونکہ انہوں نے اپنے وعدہ کو وفا نہیں کیا اور عہد شکنی کی اس لئے ہم نے بھی ان پر لعنت بھیجی ان کے دلوں کو سخت بنا دیا سیاہ کر دیا کہ ایمان و حقانیت کی روشنی ان کے دلوں کو روشن نہیں کر سکتی اور نہ وعظ و نصیحت سے ان کے دل نرم ہو سکتے ہیں ان کو اپنی بیباکی اور سنگدلی سے یہ جرأت ہو گئی کہ توریت کی آیات میں تبدیل و تغیر کرنا شروع کر دیا اور جو آیتیں حضور اکرم صلعم کی شان میں تھیں ان کو بدل کر کلام میں اپنی طرف سے حضور کے نام کے بجائے کچھ اور بعض احکام کو بدل دیا اور ایک بڑا حصہ توریت کی نصیحتوں کا انہوں نے فراموش کر دیا جس کے لئے کہا گیا تھا کہ محمد کا اتباع کرنا مگر انہوں نے اس کو ترک کر دیا ابن اسحاق بحوالہ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ وہ بارہ ذمہ دار ہستیاں جو بنی اسرائیل کے ہر ہر فرقہ کی طرف سے ایفائے عہد کی کفیل ہوئی تھیں ان کو خدا تعالیٰ نے اس وقت مقرر فرمایا تھا جبکہ بنی اسرائیل شام کے کافروں سے جہاد کرنے کے لئے گئے تھے اسی طرح جب آنحضرت نے لیلۃ العقبہ میں ... انصار سے بیعت لی تھی تو ان میں بھی بارہ اشخاص تھے جو اپنی اپنی جماعت کے نمائندہ تھے۔ اسماء [illegible] رفاعہ [illegible] سعد بن خیثمہ۔ اسعد۔ سعد بن ربیع۔ عبد اللہ بن رواحہ۔ رافع بن مالک۔ براء بن معرور۔ عبادہ بن صامت۔ سعد بن عبادہ۔ عبد اللہ بن عمرو بن حرام۔ منذر بن عمرو آیت کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ انہوں نے عہد شکنی کی اور ہمارے حکم سے سرتابی کی اس لئے ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا گویا رحمت خداوندی سے محروم ہونے کا اصل سبب ان کی نافرمانی ہے ورنہ خدا خود کسی کو اپنی رحمت سے [illegible]

باستثنا چند اشخاص کے بعد آنحضرت کو خطاب ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہر زمانہ میں [illegible] اور یہود کی خیانت [illegible] پر مطلع ہوتے رہیں گے اور وہ عہد شکنی کرتے رہیں گے بجز ان چند اشخاص (جو) اس حکم سے مستثنیٰ ہیں یعنی وہ یہود جو مسلمان ہو گئے یا ہو جائیں گے اور خلوص دل سے احکام اسلام کی تعمیل کرتے رہیں گے وہ عہد شکنی نہیں کریں گے مگر تم ان سے عفو و در گذر کرو ان سے جھگڑا نہ کرو ان کے درپے نہ ہو اور ان سے کوئی تعرض نہ کرو کیونکہ خدا تعالیٰ نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے اور ان کو ہدایت کرنی چاہتا ہے اور جو بد اعمال اور شقی ازلی ہیں وہ خدا کی نظر میں پسندیدہ نہیں اور نہ ان کو خدا ہدایت کرنا چاہتا ہے ابن کثیر [illegible] قتادہ [illegible] نے اس آیت کو آیت سیف سے منسوخ کہا ہے مجاہد کے نزدیک چشم پوشی کرنے کا حکم صرف تالیف قلوب کے لئے (تھا) بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حکم ان یہودیوں کے ساتھ مخصوص ہے جو مسلمانوں کے معاہد تھے اس کے بعد خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کی حالت بیان کی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں حالانکہ یہ لوگ نصرانیت کے صرف مدعی ہیں واقع میں نصاریٰ نہیں ہیں نصاریٰ تو وہ ہیں جو حضرت عیسیٰ کے عقائد و اعمال کے پیرو ہیں موحد ہیں تمام انبیاء کو مانتے ہیں ہم نے ان سے بھی عہد لیا تھا عہد یہی تھا کہ ہر نبی پر ایمان لائیں گے خصوصاً نبی آخر الزمان پر ایمان لا کر ان کی ہر صورت مدد کریں گے مگر انہوں نے بھی عہد شکنی کی اور خدا تعالیٰ کی نصیحت کے ایک بڑے حصہ کو فراموش کر دیا پیغمبر آخر الزمان پر ایمان نہ لائے، عہد توڑ کر کفر و شرک میں مبتلا ہو گئے لہذا ہم نے بھی ان کے آپس میں عداوت و بغض ہمیشہ کے لئے ڈال دیا یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں میں بہت سے گروہ بن گئے ہر گروہ اپنے دین و مسلک کو حق کہنے لگا اور دوسرے کی تکفیر کرنے لگا فروع کے علاوہ اصول ہی میں مختلف ہو گئے بلکہ اکثر تو برائے نام عیسائی ہیں نہ کسی چیز کو مانتے ہیں نہ کسی کتاب کو بلکہ لامذہب اور دہریہ ہیں اس دنیا کے اعتبار سے اگر باہم متحد اور متفق الخیال ہیں تو اس سے مذہبی اختلاف دور نہیں ہوتا ہے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ یہ تو دنیوی سزا تھی آخرت میں خدا ان کو بتلا دیگا کہ دنیا میں کیا کیا کرتے تھے اور اس کی پوری پوری سزا دیگا۔

مقصود بیان: مذہب کی ہمدردی جان و مال سے کرنی فرض ہے خدا کی کتاب [illegible] تبدیل و تغیر کرنا یا معانی بگاڑ کر بیان کرنے یا کسی حکم کو چھپا کر اپنی طرف سے بیان کرنا کفر ہے۔ عہد خدا سے ہو یا بندوں سے اس کی وفا کرنی ضروری [illegible] اتفاق و اتحاد اور اصول میں متفق الرائے ہونا ہر مذہب کے لئے [illegible] پھوٹ و نفاق خدا کا ایک دنیوی عذاب ہے اس میں وہ گروہ [illegible] جو مذہب کے احکام کی پابندی نہیں کرتا ہے [illegible] مذہب کے خلاف چلنا نافرمانی اور قوانین مذہب کی پابندی نہ کرنے سے باہمی تفرقہ پیدا ہو[illegible]

تجرید بخاری اُردو

بسلسلہ گذشتہ

رسالہ مولوی کے لئے خاص طور سے ترجمہ کرایا جا رہا ہے

۶۰۷۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا مرد کی با جماعت نماز اس کے گھر یا بازار، دکان میں نماز پڑھنے سے پچیس درجہ افضل ہے کیونکہ جو شخص خوب اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں اس طرح آتا ہے کہ سوائے نماز کے اس کی جنبش ملنا کا کوئی اور سبب نہیں تو اس کے ہر ہر قدم پر خدا تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور گناہ معاف فرماتا ہے یہ شخص جب نماز میں مشغول ہوتا ہے تو جب تک جانماز پر رہتا ہے برابر فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اور رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں اللہم صل علیہ اللہم رحمہ اور جب تک کوئی نماز کے انتظار میں رہتا ہے نماز میں ہی رہتا ہے (مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کی نماز کا ثواب بلا ذکر ۲۵ حصہ یا ۲۷ سے زیادہ درجہ زائد ہوتا ہے)

باب نماز فجر کی جماعت کے ثواب کا بیان۔

۶۰۸۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ با جماعت نماز تنہا نماز سے ۲۵ درجہ افضل ہے اور رات دن کے فرشتے فجر میں جمع ہوتے ہیں اس کے بعد حضرت ابوہریرہ نے اس قول کی تصدیق و ثبوت کے لئے کہا کہ تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو ان قرآن الفجر کان مشہودا (یعنی فجر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

۶۰۹۔ حضرت ام درداء کہتی ہیں کہ ایک روز غصہ کی حالت میں ابودرداء میرے پاس آئے میں نے پوچھا آپ کیوں غضبناک ہیں فرمایا محمد رسول اللہ کے دین میں سے کوئی چیز میری دانست میں باقی نہیں رہی تھی صرف نماز با جماعت باقی تھی سو اس میں بھی یہ دیکھتا ہوں کہ لوگ سستی کرنے لگے ہیں۔

۶۱۰۔ حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا نماز کا سب سے زیادہ ثواب اس شخص کو ملتا ہے جو بہت دور سے چل کر آئے اور اس کے بعد وہ شخص ہے جو پہلے سے کم مسافت طے کر کے آیا ہو اور جو شخص اس انتظار میں ہو کہ امام کے ساتھ جماعت کی نماز پڑھے اس کا ثواب اس شخص سے زائد ہے جو شخص نماز پڑھ کر سو رہتا ہے۔

باب ظہر کی نماز کو اول وقت پڑھنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا ایک شخص راستہ میں جا رہا تھا کہ اس نے کانٹوں کی ایک شاخ پڑی پائی اس نے راستہ سے اس کو علیحدہ کر دیا خدا نے اس کی یہ نیکی قبول کی اور اس کو بخش دیا اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ شہید پانچ قسم کے ہیں طاعون سے مرنے والا، پیٹ کے مرض سے مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، مکان گر کر مرنے والا اور خدا کی راہ میں شہید ہونے والا۔ پھر فرمایا اگر لوگوں کو علم ہوتا کہ اذان دینے اور جماعت کی اول صف میں شریک ہونے کا کتنا ثواب ہے اور پھر قرعہ اندازی کئے بغیر اس کا فیصلہ نہ ہو تا ہر شخص اسی کی کوشش کرتا کہ میں ہی اذان دوں اور میں ہی صف اول میں شریک ہوں اور مجبوراً سب لوگ قرعہ اندازی کرتے اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ ظہر کی نماز اول وقت پڑھنے میں کیا ثواب ہے تو سب سے پہلے آ جاتے اور اگر یہ معلوم ہوتا کہ عشاء

دو فجر کی نمازوں میں کیا کیا ثواب ہیں تو گھسٹ کر بھی چلے آتے۔

باب قدموں کے حساب کرنے کا بیان یعنی نمازی کو نماز کے لئے جتنے قدم چل کر جائے ہر قدم کے بدلے ثواب ملے گا۔

۶۱۱۔ حضرت انس سے مروی ہے حضور نے ارشاد فرمایا اے قوم بنی سلمہ کیا تم اپنے قدموں کا حساب نہیں کرتے ہو (یعنی ہر قدم کے بدلے تم کو ثواب ملیگا) (بنی سلمہ انصار کے ایک بڑے قبیلہ کا نام ہے یہ لوگ مسجد سے بہت دور رہتے تھے اس لئے انہوں نے چاہا کہ ہم مسجد کے آس پاس آ کر بس جائیں تاکہ آنے جانے میں تکلیف نہ ہو حضور نے ان کو یہ خوشخبری سنائی)

۶۱۲۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ قوم بنی سلمہ نے چاہا کہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر حضور کے پاس آ کر بس جائیں لیکن حضور یا کر ماں سے ناراض ہوئے کیونکہ اس سے مدینہ کے اطراف خالی ہو جاتے اور فرمایا کیا تم اپنے قدموں کو شمار نہیں کرتے (یعنی ہر قدم پر تم کو ثواب ملیگا۔

باب نماز عشاء کی جماعت کا ثواب۔

۶۱۳۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ عشاء و فجر کی نماز میں منافقین پر سب سے زیادہ گراں ہیں لیکن اگر ان کو اس کا علم ہوتا کہ ان دونوں نمازوں میں کس قدر ثواب ہے تو ضرور مسجد میں آتے خواہ گھسٹتے ہوئے ہی آتے میرا پختہ ارادہ ہے کہ اول مؤذن کو اقامت کہنے کا حکم دوں پھر کسی کو امامت پر مقرر کر کے آگ کی مشعل پکڑ کر ان لوگوں کو جلا دوں جو جماعت میں نہیں آتے۔

باب دو آدمی اور دو سے زیادہ کو جماعت کا حکم ہے

۶۱۴۔ حضرت مالک بن حویرث کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا جب نماز کا وقت آ جائے تو تم دونوں اذان اور تکبیر کہو اور تم دونوں میں جو بڑا ہو وہ امامت کرے۔

باب جو شخص مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرے اس کا کیا ثواب ہے اور مسجد کی کیا فضیلت ہے

۶۱۵۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا جب تک نمازی اپنی جانماز پر باوضو بیٹھا رہتا ہے اس وقت تک فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں اللہم اغفر لہ اللہم ارحمہ اور آدمی اس وقت تک نماز ہی کے حکم میں رہتا ہے جب تک کہ اس کو نماز کا خیال روکے رکھے اور سوائے نماز گھر کی طرف جانے سے اور کوئی چیز مانع نہ ہو۔

۶۱۶۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ سات آدمیوں کو خدا تعالیٰ اس روز اپنے سایہ میں رکھیگا جس روز اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا (۱) منصف حاکم (۲) وہ جوان جس نے بندگی الٰہی میں جوانی پرورش پائی ہو (۳) وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا ہے (۴) وہ دو شخص جو خدا کے واسطے باہم محبت رکھتے ہیں اسی پر آپس کے لئے اور جدا ہوتے ہیں تو اسی کے

شخص جسکو کسی دولتمند باعزت خوبصورت عورت نے (بدکاری) کیلئے بلایا لیکن اس نے دصاف، جواب دیا کہ مجھے خدا کا ڈر ہے [illegible] وہ شخص جس نے [illegible] کر خیرات کی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو یہ بھی ہاتھ کی خبر نہ ہوئی [illegible] وہ شخص جس نے تنہائی میں خدا کی یاد کی اور خوف خدا سے اس کی آنکھیں رواں ہوگئیں۔

۶۱۷۔ حضرت انس سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ نے کوئی انگشتری بنوائی تھی آپ نے جواب دیا جی ہاں بنوائی تھی کیونکہ ایک شب حضور نے عشاء کی نماز میں آدھی رات تک دیر لگادی تھی اس کے بعد ہماری طرف تشریف لائے تھے لوگ نماز پڑھکر سو گئے تھے اور حضور نے فرمایا تھا کہ تم جب تک نماز کے انتظار میں لگے رہو گے نماز ہی کے حکم میں شمار کئے جاؤ گے اس رات جو حضور کی انگشتری چمک رہی تھی وہ اب تک میرے پیش نظر ہے۔

باب۔ جو شخص صبح و شام کی نماز کے لئے مسجد میں آتا ہو اس کا کیا حکم ہے۔

۶۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جو آدمی صبح و شام کی نماز کے لئے مسجد میں آیا کرے گا خدا تعالیٰ اس کے لئے بہشت میں بعفلہ صبح و شام طعام مہمانی تیار کرے گا۔

باب۔ جب فرض نماز کی تکبیر ہو جائے تو کوئی اور نماز سوائے فرض نماز کے پڑھنا درست نہیں۔

۶۱۹۔ حضرت عبداللہ بن مالک سے مروی ہے کہ ایک بار فرض نماز کی تکبیر ہو چکی تھی لیکن ایک شخص رکعتیں اور نماز پڑھنے میں مشغول تھا غرض جب نماز سے فارغ ہوگئے تو لوگوں نے اس شخص کو چاروں طرف سے گھیر لیا اس پر حضور نے فرمایا کیا تو نے فجر کی چار رکعتیں (الطور تعجب) کے، پڑھی ہیں (یہ الفاظ حضور نے دو مرتبہ فرمائے)

باب۔ کسی مریض کے لئے جماعت میں حاضر ہونا جائز ہے مریض کی کیا حد ہونی چاہئے۔

۶۲۰۔ حضرت ام المومنین صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور مرض الموت میں مبتلا تھے کہ اتنے میں نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی آپ نے ارادہ کیا کہ ابوبکر کو اپنا قائم مقام بنا دیں اس لئے ارشاد فرمایا کہ ابوبکر کو کہدو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں میں نے عرض کی کہ ابوبکر نرم دل آدمی ہیں اگر حضور کے مقام پر نماز پڑھانے کھڑے ہوں گے تو ان پر رقت طاری ہو جائے گی اور وہ رونے لگیں گے لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے پھر یہی فرمایا کہ ابوبکر سے کہدو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں میں نے پھر وہی جواب دیا تیسری مرتبہ بھی یہی صورت ہوئی اس پر آپ نے فرمایا تم یقیناً یوسف کی ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو ابوبکر کو کہدو کہ نماز پڑھائیں مجبوراً ابوبکر نماز پڑھانے کے لئے نکلے اتنے میں حضور کو بیماری سے کچھ سکون ہوا تو آپ دو آدمیوں کے سہارے سے گھر سے چلے وہ صورت اب تک میرے پیش نظر ہے کہ حضور کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے جب حضور پہنچے تو ابوبکر نے مصلے سے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا لیکن رسول اللہ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ٹھیرے رہو حسب الحکم ابوبکر اپنی جگہ پر قائم رہے یہاں تک کہ لوگ حضور کو لائے اور آپ ابوبکر کے برابر جاکر بیٹھ گئے اعمش کہتے ہیں [illegible] کہ حضرت اپنی نماز پڑھتے تھے اور ابوبکر آپ کی نماز پڑھ رہے تھے (مطلب یہ ہے کہ ابوبکر لوگوں کے امام تو بیشک تھے اور ابوبکر کے امام رسول اللہ صلعم تھے) ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ابوبکر کے بائیں طرف بیٹھ گئے اور ابوبکر کھڑے ہوکر نماز پڑھتے رہے۔

۶۲۱۔ حضرت عائشہ [illegible] کہ جب حضور کی بیماری [illegible] آپ کو بیماری کی [illegible]

شدت ہوئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے میرے گھر میں ایام مرض گذارنے کی اجازت چاہی تمام بیویوں نے آپ کو اجازت دیدی اور آپ دو آدمیوں کے بیچ میں ہاتھ رکھ کر [illegible] پاؤں گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے وہ دونوں آدمی حضرت عباس اور حضرت علی تھے۔

باب بارش یا کسی عذر کی وجہ سے گھر میں نماز پڑھنی جائز ہے۔

۶۲۲۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ ایک روز ابن عمر نے نماز کے لئے اذان دی لیکن چونکہ رات کو سردی تھی اور ہوا چل رہی تھی اس لئے اذان دینے کے بعد فرمایا کہ لوگو (آج) اپنے گھروں میں نماز پڑھ لینا اس کے بعد ابن عمر نے فرمایا کہ جب جاڑے کی رات ہوتی اور بارش ہوتی تو رسول اللہ موذن کو (اذان دینے کا) حکم دیکر پھر فرماتے کہ (آج) اپنی اپنی جگہوں میں نماز پڑھ لینا۔

۶۲۳۔ محمود بن ربیع کہتے ہیں کہ عتبان بن مالک نابینا تھے اور اپنی قوم کے امام تھے (ایک روز) انہوں نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اندھیرا ہوتا ہے اور نالہ جاری ہوتا ہے اور میں نابینا آدمی ہوں (مسجد میں رات کو نہیں جا سکتا) اس لئے اگر حضور (تشریف لیجاکر میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھدیں گے تو میں اس کو اپنے لئے نمازگاہ بنالوں گا (یعنی نماز پڑھ لیا کروں گا) رسول اللہ نے ان کی استدعا قبول کی) اور تشریف لے گئے (گھر میں پہنچکر) فرمایا تم چاہتے ہو کس جگہ نماز پڑھوں جا چاہتے ہو عتبان نے ایک جگہ بتادی اور آپ نے وہاں نماز پڑھی۔

باب اگر جمعہ کے دن بارش ہو تو امام کو اس دن جماعت کرانی اور خطبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

۶۲۴۔ حضرت عبداللہ بن حارث کہتے ہیں کہ ایک روز بارش تھی ابن عباس نے ہم کو خطبہ سنایا تھا لیکن جب موذن اذان کہتے ہوئے حی علی الصلوۃ پر پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ الصلوۃ فی الرحال کہو یہ سنکر لوگوں نے (تعجب سے) ایک دوسرے کی طرف دیکھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں کو اس بات سے انکار ہے ابن عباس بولے معلوم ہوتا ہے کہ تم کو یہ بات بری معلوم ہوئی حالانکہ یہ فعل اس شخص کا ہے جو مجھ سے بہتر تھا یعنی نبی کا (مطلب یہ ہے کہ یہ حکم رسول اللہ کا ہے میرا نہیں ہے اور نہ یہ میری رائے کی ایجاد ہے) اس میں شبہ نہیں کہ جمعہ فرض ہے لیکن مجھے برا معلوم ہوا کہ تم کو تکلیف میں ڈالوں اور تم گھٹنوں تک کیچڑ میں پھنستے ہوئے آؤ۔

۶۲۵۔ حضرت ابو سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے (ایک روز) حضرت ابو سعید خدری سے شب قدر کا حال دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ ایک دن ابر آیا اور مینہ برسا یہاں تک کہ مسجد نبوی کی چھت کا پانی بہ نکلا کیونکہ (اس زمانہ میں) مسجد مبارک کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اتنے میں نماز کی اقامت ہوئی میں نے حضور کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ پانی میں سجدہ کر رہے ہیں اور آپ کی پیشانی پر کیچڑ کا نشان تھا۔

آداب الفقہ

ایک مسلسل کتاب جو صرف عورتوں کے لئے لکھی جارہی ہے

سلسلہ گزشتہ

زیارت کی قسمیں

(۱) زیارت کرے قبروں کی اور مقصد صرف موت کی یاد دہانی ہو۔

(۲) مُردوں کے لئے دعا کرنی مقصود ہو اور یہ طریقہ مسنون ہو۔

(۳) زیارت کرے برکت حاصل کرنے کی غرض سے جو اہل اللہ کے مزار سے حاصل ہوسکتی ہے کیونکہ ان کے لئے عالم برزخ میں تصرفات ہیں۔

(۴) زیارت کرے دوستی کا حق ادا کرنے کے لئے جیسا کہ حدیث ابی نعیم میں آیا ہے جو شخص کوئی زیارت کرے ماں باپ یا فقط باپ کی قبر کی یا ماں کی قبر کی تو اس کو ثواب حج کے مانند ہوتا ہے بشرطیکہ دن جمعہ کا ہو۔

(۵) زیارت کرے کسی کی قبر کی بوجہ مہربانی اور انسیت کے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے جو کوئی شخص گزرے اپنے بھائی مومن کے قبر کے پاس سے اور سلام کرے اس کو تو وہ پہچانتا ہے اس کو اور جواب سلام کا دیتا ہے۔

آداب زیارت

منہ قبر کی طرف اور پیٹھ قبلہ کی طرف کرکے کھڑا ہو اور سلام کرے اور قبر کو ہاتھ نہ لگائے اور بوسہ بھی نہ دے اور جھکنا بھی نہیں اور منہ پر خاک بھی نہ ملے کیونکہ قبر کا بوسہ لینا یہ عادت نصاریٰ کی ہے اور پڑھنا قرآن کا قبر کے پاس مکروہ نہیں اور مستحب ہے کہ زیارت کے وقت سورہ اخلاص سات بار پڑھے اور میت کو بخشے اور زیارت کرنا جمعہ کے دن افضل ہے کیونکہ حضور جمعہ کے دن نماز سے قبل بقیع میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور آجکل بھی حرمین شریفین میں لوگ جمعہ کے دن جایا کرتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ جمعہ کے دن مردہ کو ادراک زیادہ دیا جاتا ہے بہ نسبت اور دنوں کے۔

عن ابن عباس قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبور بالمدینۃ فاقبل علیہم بوجہہ فقال السلام علیکم یا اہل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر رواہ الترمذی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور گزرے مدینہ کے قبرستان کے پاس حضور قبر والوں کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوگئے اور آپ نے ارشاد فرمایا سلام ہو تم پر اے قبر والو اللہ بخشے ہم کو اور تم کو تم آگے گئے اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے۔

عن عائشۃ قالت کنت ادخل بیتی الذی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی واضع ثوبی واقول انما ہو زوجی وابی فلما دفن عمر معہم فواللہ ما دخلتہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں گھر میں داخل ہوا کرتی تھی اس گھر میں جس میں کہ جناب رسول خدا مدفون تھے اور آپ کے پاس میرے والد مدفون تھے مجھے کچھ پردہ کی ضرورت نہ تھی لیکن جب ...

الا وانا مشدودۃ علی ثیابی لیکن جب عمر دفن ہوئے تو میں گھر میں نہ جاتی مگر چادر لپیٹ کر بوجہ حیاء من عمر (رواہ احمد) حضرت عمر سے حیاء کی وجہ سے اور پھر میں اس مکان میں داخل نہیں ہوئی مگر میں چادر لپیٹ کر یا کُل کر ... عمر رضی اللہ عنہ سے۔

تشریح

حضرت عامر فرماتے ہیں کہ اگر میں تیز تلوار پر پاؤں رکھوں جس سے میرے پاؤں کٹ جائیں میں اس کو بہتر سمجھتا ہوں کہ میں قبروں کو روندوں یعنی قبروں کی پامالی سے میں آگ کے اوپر چلنا بہتر سمجھتا ہوں۔

کتاب الصوم

یعنی روزہ کا بیان

سوال - روزہ کی تعریف اور اس کے اقسام بیان فرمائیے۔

جواب - روزہ کے معنی لغت میں رک جانے کے ہیں شریعت میں روزہ کی تعریف یہ ہے کہ فجر سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے خود کو روکنا اس کی پانچ قسمیں ہیں واجب۔ واجب کی دو قسمیں ہیں معین اور غیر معین معین کی مثال رمضان المبارک کے روزے ہیں جن کی تعیین حق تعالیٰ نے خود فرمائی ہے یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ یہ روزے ایسے ہیں کہ ان کی تعیین حق تعالیٰ کی طرف سے کر دی گئی ہے بندہ کو اس میں کچھ کرنے کا حق نہیں اور واجب غیر معین کی مثال قضا رمضان اور نذر غیر معین ہے اور کفارہ کا روزہ (۳) نفل جو قسم کے ہوتے ہیں نفل مسنونہ اور نفل مستحب نفل مسنونہ جیسے عاشورہ کا روزہ اور نویں محرم کا اور اسی طرح ایام بیض کے روزہ یعنی تیرہویں چودھویں پندرھویں کے روزہ اسی طرح پیر اور جمعرات کا روزہ عید کے بعد کے چھ روزے۔

(۴) مکروہ تنزیہی جیسے نوروز یا مہرجان کا روزہ رکھنا یا ہفتہ یا اتوار کو روزہ رکھنا

(۵) مکروہ تحریمی جیسے ایام تشریق کا روزہ عید کے دن کا روزہ رکھنا۔

سوال روزہ فرض ہونے کا وقت کیا ہے؟

جواب - روزہ اس وقت فرض ہوتا ہے جبکہ وقت پایا جائے جس میں روزہ شروع ہوسکے اس کی ابتدا صبح صادق سے زوال آفتاب تک ہے مگر زوال کے بعد نیت کرے گا تو روزہ نہیں ہوگا ہاں اگر کوئی شخص رات کو نفل روزے کی نیت کرے اگر صبح کو صحیح سالم رہا تو روزہ ہو جائے گا۔

سوال رمضان المبارک میں ہر روز نیت کرنی پڑے گی یا ایک ساتھ کی نیت کافی ہوگی؟

اصل میں روزہ خواہ فرض ہو یا نفل نیت کا وقت صبح صادق سے لے کر تک ہے ہاں اگر ایسی صورت پیش آجائے کہ کسی ... زوال کے بعد نیت کی اگر ...

روزہ رکھوں گا اور پھر وہ بیہوش ہو گیا اور دوسرے دن بعد زوال کے ہوش آیا تو اس دن کا روزہ نہیں ہوا اگر یہ بعد مغرب کے نیت کرتا اور بیہوش ہو جاتا اور بعد زوال کے اس کو ہوش آتا تو اس کا روزہ ہو جاتا اور نیت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ زبان سے یوں کہے کہ میں فلاں دن کا روزہ رکھوں بلکہ دل میں قصد کرنا کافی ہے

سوال۔ اگر زبان سے نیت کرے تو کیا الفاظ کہے ؟

جواب۔ اگر زبان سے نیت کرے تو مستحب ہے یہ الفاظ کہے کہ وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ - یا إِنِّي أَصُومُ غَدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ اور دن کے وقت یہ کہیں ان أَصُومُ هٰذَا الْيَوْمَ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ دن کی نیت میں یہ خیال ضروری ہے کہ میں آج روزہ دار ہوں اگر یہ خیال نہ ہوگا تو روزہ نہ ہوگا۔ اگر کسی کو عربی کی نیت یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں ہی نیت کر سکتا ہے۔

سوال۔ اگر کوئی شخص مغرب کے وقت نیت کرے اور رات کو کھائے پیئے تو اس کی نیت میں کوئی حرج تو نہ ہوگا۔

جواب۔ نہیں۔ یعنی صبح صادق سے پہلے کھانے پینے جماع کرنے میں حرج نہیں

سوال اگر حائضہ یا نفاس والی عورت کو نیت کی کہ میں کل روزہ رکھوں گی اور صبح صادق سے پہلے وہ پاک ہو گئی تو اس کا روزہ ہوا یا نہیں ؟

جواب اس کا روزہ ہو جائے گا۔

سوال اگر کسی نے رات کو نیت کی کہ کل روزہ نہ رکھیگا یہ خیال پختہ رہا لیکن صبح کو کچھ کھایا پیا نہیں اور دن بھر اسی طرح رہا اس کا روزہ ہوا یا نہیں؟

جواب اس کا روزہ نہ ہوگا۔

سوال کیا سحری کھانا بھی نیت کے قائم مقام ہو جاتا ہے ؟

جواب ہاں سحری کھانا بھی نیت کے قائم مقام ہے اگر سحری کھانے کے بعد یہ نیت کی کہ کل تو روزہ نہیں رکھوں گا تو یہ سحری قائم مقام نیت نہ ہوگی اب جدید نیت کی ضرورت ہوگی۔

سوال کیا مطلقاً نیت کرنے سے رمضان کا روزہ ہو جاتا ہے ؟

جواب ہاں مطلقاً نیت کرنے سے نذر معین اور رمضان کا روزہ ہو جاتا ہے اگر تندرست اور مقیم کسی اور روزہ کی بھی نیت کریں گے جب بھی یہ ہی روزہ ادا ہوگا اگر صاحب رخصت یعنی مسافر اور مریض کسی اور روزہ کی نیت کریں گے تو جس کی نیت کریں گے وہ ہی روزہ ہوگا رمضان کا نہیں ہوگا اور اگر مطلقاً روزہ کی نیت کریں گے تو رمضان کا روزہ ہوگا اور اگر کسی نے رمضان میں بھول کر کوئی نفلی روزہ رکھا تو نفلی روزہ نہ ہوگا بلکہ رمضان ہی کا روزہ ہوگا اگرچہ اس کو پہلے یہ نہ تھا کہ یہ مہینہ رمضان کا ہے۔

سوال۔ وہ روزے کون سے ہیں جن میں ان کی نیت ضروری ہے ؟

جواب۔ اول قضا رمضان کے روزے (۲) نذر معین کا روزہ (۳) نوافل روزوں کی قضا (۴) نذر معین کی قضا کا روزہ (۵) کفارہ کا روزہ (۶) وہ روزہ جو حرم میں شکار کھیلنے کی وجہ سے واجب ہوئے ہوں (۷) حج میں وقت سے پہلے سر منڈانے کے بدلے جو روزہ رکھا جائے (۸) تمتع کا روزہ ان سب میں رات سے نیت ضروری ہے اگر رات کو نیت نہیں کی تو ادا نہ ہوں گے۔

[illegible] روزہ [illegible] سال کے روزے [illegible] ہوں کس طرح ادا کرے ؟

[illegible] ان میں [illegible] سال کی [illegible] کہ اس سال کے روزے کی قضا

[illegible] اس سال کے [illegible] رکھتا ہوں پہلے سال کے روزے کی قضا کرے اور دوسرے [illegible] قضا اس کے بعد کرے اگر تعین نہیں ہو گی تب ہی قضا ہو جائے گی۔

سوال۔ اگر رمضان المبارک کا روزہ رکھ کر قصداً توڑ دیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ایسے شخص کو اس روزہ کا کفارہ ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے علاوہ اس روزہ کی قضا کرے۔

سوال اگر کسی نے ۳۰ شعبان کو یہ نیت کی کہ کل اگر رمضان کا چاند ہو گیا تو یہ روزہ رمضان کا ہو جائے گا ورنہ نفل روزہ ہو جائے گا تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب اول تو شک والے دن روزہ رکھنا ہی نہیں چاہیئے اور اگر کسی نے رکھا بھی تو اس کو نفلی روزے کی نیت خاص طور سے کرنی چاہیئے ورنہ یہ روزہ نہ ہوگی اگر سوا نفلی روزہ کے اگر کوئی روزہ رکھا تو روزہ نہ ہوگا اگر نذر معین یا قضا کی نیت کی تو مکروہ ہے اگر مطلقاً نفلی روزہ کی نیت کی تھی لیکن بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ یہ دن رمضان کا تھا تو رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور اگر یہ حال معلوم نہیں ہوا تو نفلی رہا اگر مسافر نے نذر معین کی نیت کی تھی اور نکلا رمضان کا دن تو رمضان کا نہ ہوگا بلکہ اس کا وہی روزہ ادا ہوگا جس کی نیت کی تھی کیونکہ اس پر رمضان کا روزہ واجب ہی نہ تھا اس لئے دوسرا روزہ ہو گیا۔ (در مختار)

سوال اگر کوئی شخص عرصے سے آخر تاریخ چاند کا روزہ رکھتا ہو اور وہ دن انتیس یا تیس کا روزہ رکھ لے تو رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

جواب اگر عادی ہے اور یہ عادت مستمرہ ہے یعنی ہمیشہ سے ۲۹ اور ۳۰ روزہ رکھا کرتا ہے تو اس کے لئے ان دونوں روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں

سوال۔ یوم شک میں عام لوگوں کے واسطے کیا حکم ہے ؟

جواب ان کو چاہیئے کہ کچھ کھائیں پئیں نہیں جب تک یہ تحقیق نہ ہو جائے کہ کل چاند نہیں ہوا ہے اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کل چاند ہو گیا ہے تو کھانے پینے سے رکے رہیں

چاند دیکھنے کے متعلق احکام

سوال۔ چاند دیکھنا کیسا ہے ؟

جواب چاند دیکھنا واجب علی الکفایہ ہے اس کا ثبوت دو طرح سے ہو سکتا ہے یا تو خود دیکھے یا دوسرا آدمی دیکھے اس کی شہادت سنی جائے یہ ہے کہ تیس دن پورے ہو جائیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ انتیسویں ماہ شعبان کو بعد غروب آفتاب چاند دیکھیں اگر نظر آئے تو روزہ رکھیں ورنہ تیس دن شعبان کے پورے کریں اور اس بارہ میں ارباب نجوم کا قول معتبر نہیں اور نہ جنتریوں کا کوئی اعتبار [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جب تک رمضان کا چاند نہ دیکھو تو روزہ نہ رکھو اور نہ افطار کرو جب تک شوال کا چاند نہ دیکھ لو اور اگر مطلع ابر آلود ہو یا کسی اور وجہ سے چاند نظر نہ آئے [illegible] دوسرے مقام پر شہادت [illegible] چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اگر [illegible] ابر [illegible] شعبان کی گنتی تیس پوری کرو۔

(بخاری مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ ۔ موطا)

سوال کون سے چاند ہیں جن کا دیکھنا ضروری ہے؟

جواب شعبان رمضان شوال [illegible] کو گیارہ ان کا دیکھنا واجب کفایہ ہے۔

سوال اگر ۲۹ تاریخ کو چاند نہ [illegible] کا چاند دیکھنا چاہیئے۔

جواب بس تیس دن ہی پورے کر [illegible] دیکھنے کی ضرورت نہیں۔

سوال اگر مطلع صاف نہ ہو ابر اور غبار ہو تو کتنے آدمیوں کی شہادت ضروری ہے؟

جواب اگر مطلع غبار آلودہ ہو تو ایک عاقل بالغ حر کی شہادت کافی ہے خواہ مرد ہو یا عورت لونڈی ہو یا غلام اور عادل سے مراد یہ ہے کہ گناہ کبیرہ نہ کرتا ہو اور صغیرہ گناہ پر مصر نہ ہو اور فاسق کی شہادت رمضان کے متعلق معتبر نہیں اور مستور الحال کی گواہی سوا رمضان کے مقبول نہیں مستور الحال وہ شخص ہے جس کا حال بستی والوں کو معلوم نہ ہو (عالمگیری)

سوال۔ یہ شہادت کون لیگا؟

جواب یہ شہادت یا تو قاضی شہر کے روبرو ادا کرے اگر قاضی شہر نہ ہو تو ثقہ عالم کے سامنے شہادت دے۔

سوال اگر مطلع غبار آلودہ نہ ہو تو کیا کرے کتنے آدمیوں کی شہادت معتبر ہوگی؟

جواب ایک بہت زیادہ آدمی ہونے چاہئیں اور تعداد کے متعلق قاضی کا اطمینان کافی ہے اور قاضی یا عالم کے اطمینان ہو جانے کے بعد عام آدمیوں کو ضرور روزہ رکھنا چاہیئے۔

سوال ایک شخص نے رمضان المبارک کا چاند دیکھا لیکن قاضی نے شہادت نہیں لی تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب اگر اس کی شہادت کسی بنا پر مقبول نہیں ہوئی لیکن اس کو اپنے حق میں یہ حکم ہے کہ روزہ رکھے کیونکہ اس نے چاند دیکھ لیا ہے۔

سوال اگر کسی نے اکیلے عید کا چاند دیکھ لیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب اگر اس کی شہادت مقبول نہیں ہوئی ہے تو اس کو افطار نہیں کرنا چاہیئے [illegible] ہے اور روزہ رکھنے کی غرض یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں روزہ رکھنا پڑے گا خواہ عید کا چاند دیکھے یا رمضان کا۔

سوال جس نے چاند دیکھا ہے وہ شہادت کن الفاظ میں ادا کرے؟

جواب۔ جس نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا ہے تو شہادت دینی واجب ہے بلکہ اسی رات کو گواہی دینی ضروری ہوگی خواہ پردہ نشین کیوں نہ ہو حتیٰ کہ خاوند سے اجازت کی بھی ضرورت نہیں ہے مگر اس حالت میں جبکہ شہر میں سوا اس کے کسی نے چاند نہ دیکھا ہو اور اگر اور کسی نے بھی دیکھا ہے تو پردہ نشین کو شہادت دینے کی ضرورت نہیں۔

سوال۔ اگر ایسے دیہات یا گاؤں میں چاند دیکھا جہاں نہ تو کوئی عالم ہے اور نہ قاضی اور حاکم ہے تو کیا کرے۔

جواب ایسی صورت میں ان گاؤں والوں کو جمع کر کے رویت ہلال کی خبر سنا دے اگر یہ شخص متقی پرہیزگار ہے تو سب کو روزہ رکھنا چاہیئے

سوال اگر کسی دوسرے شہر کے لوگ آکر یہ شہادت دیں کہ اس شہر میں فلاں شخص نے چاند دیکھا ہے یا اس شہر میں [illegible] ہوا ہے اور وہاں کے قاضی نے روزہ رکھنے یا افطار کرنے کے احکام جاری [illegible] کیا ان پر عمل کریں یا نہیں۔

جواب یہ خبر کافی نہیں نہ قابل ثبوت ہے ہاں اگر اس شہر میں اس دن سے روزہ رکھا گیا ہے اور لوگوں میں شہرت ہوگئی ہے تو یہ ایک گونہ ثبوت ہے۔

سوال اگر مطلع صاف [illegible] ہو تو کتنے آدمیوں کی شہادت ہونی چاہیئے۔

[illegible] اس صورت میں سوا رمضان کے دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ہوں [illegible] معتقد ہوں تو ان کی شہادت مسموع ہوگی۔

[illegible] ٹیلیفون لاسلکی یا تار کے ذریعہ سے اگر اطلاع موصول ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب یہ جملہ ذرائع قابل اطمینان نہیں ہیں کیونکہ ان کا اکثر غیر مسلم لوگوں کا شغل ہے ان کی شہادت قابل اعتبار نہیں ہے

مَا لَا يُفْسِدُ الصَّوْم

یعنی ان باتوں کا بیان جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال۔ اگر بھول کر کھانا کھا لیا پانی پی لیا یا مباشرت کر لی تو روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

جواب بھول کر کھانے پینے اور مباشرت کرنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہاں اگر کسی نے روزہ یاد دلایا اور یاد دلانے کے بعد کھاتا پیتا رہا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور قضا لازم آئیگی لیکن کفارہ اب بھی لازم نہیں آئے گا۔ اگر مباشرت کر رہا تھا اثنائے مباشرت میں یاد آیا کہ میں روزہ دار ہوں تو بدن کو فوراً نکال لینا چاہیئے اگر بعد یاد آنے کے قصداً حرکت دی اپنے نفس کو تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہو جائیں گے اور اگر بدن کو نکال کر دوبارہ داخل کرے گا تو بھی کفارہ واجب ہو جائے گا۔

سوال اگر فجر کے طلوع ہونے سے ذرا پہلے صحبت شروع کی اور پھر فجر طلوع ہوگئی تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب فجر کے طلوع ہونے سے پہلے اگر علیحدہ ہو جائے گا تو کچھ [illegible] نہ آئیگا، اور اگر طلوع فجر کے بعد حرکت کی تو کفارہ لازم آئے گا اور روزہ تو مطلق [illegible] سے ٹوٹ جائیگا اور اگر بدن کو طلوع فجر کے خوف سے نکال لیا اور پھر [illegible] انزال ہوا تو اس پر اس صورت میں نہ قضا لازم آئے گی اور نہ کفارہ۔ (عالمگیری)

سوال ایک شخص روزہ دار ہے اور دوسرے آدمی کو اس کے روزہ کا علم ہے اگر وہ شخص کچھ کھائے یا پیئے تو دیکھنے والے کے واسطے کیا حکم ہے؟

جواب اگر روزہ دار طاقت دار اور توانا ہے تو دیکھنے والے کو چاہیئے کہ فوراً بتلادے تو تو آج روزہ سے تھا اور اگر ضعیف اور ناتوان ہے تو نہ جتائے۔

سوال اگر کسی نے عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھا تو روزہ ٹوٹا یا نہیں

جواب۔ اس صورت میں روزہ فاسد نہ ہوگا۔

سوال اگر کسی عورت کا تصور کیا اور انزال ہو گیا تو روزہ فاسد ہوگا یا نہیں۔

جواب تصور سے اگر انزال ہو گیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا مگر ایسا کرنا نہیں چاہیئے۔

سوال اگر سر میں تیل ڈالے یا سرمہ لگائے اور تھوک میں سرمہ نکل آئے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ تیل ڈالنے اور سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں سرمہ لگاتے اور سر مبارک میں تیل ڈالا کرتے تھے۔

سوال اگر آنکھ پر دودھ یا دوا رکھی اور اس کا مزہ حلق میں آیا تو اس سے روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

خدا کا مقدس مہینہ

نوشتہ حضرت مولانا مولوی سید نذیر الحق صاحب
مولف کتاب الاسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الملک الحکیم الجواد الکریم العزیز الرحیم الذی خلق الانسان فی احسن تقویم وفطر السموات والارض بقدرتہ ودبر الامور فی الدارین بحکمتہ وما خلق الجن والانس الا لعبادتہ فالطریق الیہ واضح للقاصدین والدلیل علیہ لائح للناظرین ولکن اللہ یضل من یشاء ویھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین والصلوٰۃ علی سید المرسلین وعلی آلہ الابرار الطیبین الطاہرین وسلم وعظم الی یوم الدین۔ امابعد۔

برادران عزیز الاحترام! امت محمدی، امت وسطی خیر الامم اور ہادی اقوام عالم ہو اور بموجب اخرجت للناس اس کا امتیازی وصف عامہ خلائق کو نور ہدایت دکھانا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ مسلم صحیح علم و عمل کا مالک ہو علمی و عملی حیثیت سے اقوام عالم سے ارفع و بلند سطح پر ہو۔ شان عبدیت اس کے عقائد و اعمال تہذیب و معاشرت، عادات و خصائل اور ہر قول و فعل سے ظاہر ہو۔

فادخلی فی عبادی کا معزز تاج اس کے سر پر رکھا ہوا اسوۂ پاکیزگی حیات کا نمونہ ہو۔

دوسرے عبد کا کام عبادت ادائے لا الٰہ الا اللہ کا دل و زبان سے اقرار کرکے ایک ہی کا ہو رہنا اور ایک ہی معبود حقیقی کی عبادت کرنا کیونکہ انسان کی خلقت کی غرض و غایت ہی عبادت ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو پیدا ہی اپنی عبادت کے لئے کیا ہے پھر اسی منشائے تخلیق کو دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان خلق الموت والحیات لیبلوکم ایکم احسن عملا ہم نے موت و حیات کو اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ ہم آزمائیں کہ کون نیک عمل کرتا ہے یعنی دوسروں کے لئے حسن عمل کا ایک نمونہ قائم کریں حسن عمل کی تفسیر علامہ رازی نے عقل سے کی ہے یعنی انسان جتنی زیادہ عقل کا مالک ہوگا اور عقل کامل ہوگی اسی قدر عبادت میں سرگرم اور منہمک ہوگا۔

جب منشائے تخلیق عبادت اور حسن عمل ہے تو نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ عبادت حسن عمل اور حسن عمل عبادت ہے۔ پس عبادت کی عالمگیر گرفت اہمیت اور قدر و منزلت صاف طور پر ظاہر ہو جاتی ہے ایمان میں عمل اور عمل میں ایمان ہے اور اسی ایمان و عمل کے تلازم میں مسلمانوں کے اوج کمال پر پہنچنے کا وہ راز مضمر ہے جس نے صدیوں سے اسلاف کرام کو ایک اقل قلیل مدت میں پستی و ذلت سے اٹھا کر رفعت کمال پر پہنچا دیا تھا۔

عمل قرآن پر جب تھا تو اک دنیا تھی مسلماں جب مسلماں تھے تو کشتہ تیغ عالم تھا

عبدیت میں راز عظمت مسلم نہاں عبدیت ہی تو فضیلت عبدہ احمد کی ہے
علم ہو کامل کریں ثابت وحدت درست دب نفی میں ہو اک آرزو احمد کی ہے

تو چونکہ عبادت اور حسن عمل میں راز عظمت مسلم نہاں ہے اس لئے ہم اسلام کی عبادتوں میں سب سے بڑی عبادت صوم رمضان کی تفصیلات ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں اور ناظرین سے بالحاح ہماری پرزور درخواست ہوتی ہے کہ وہ خدارا ان کا عمل کی نیت سے مطالعہ کریں صرف علم کی خوشنمائیوں ہی میں الجھکر نہ رہ جائیں۔

اسلامی عبادتوں میں روزہ کا امتیاز

دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب میں عبادت اور تزکیۂ نفس کے طریقے پائے جاتے ہیں اور صدہا صداقت و عالمگیر گمراہیوں کے باعث بتدریج اپنی اصل روح کھو چکا اور اوہام پرستیوں مشرکانہ رسوم اور دیوتاؤں کی خوشنودی کا ذریعہ بنکر رہ گیا جس کا اندازہ ہندوؤں کے برت اور عیسائیوں و یہودیوں کے روزہ سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے لیکن اسلام نے جس چیز کا نام روزہ یا صیام رکھا ہے اس کا نصب العین نہایت بلند اور اعلیٰ و ارفع ہے اور صحیح معنوں میں امت مسلمہ کے لئے روحانی عروج اور ذہنی ارتقاء کی ایک بہترین سبیل ہے۔

اسلام میں روزہ کی مقصد حصول تقویٰ ہے اور تقویٰ اس قوت راسخہ کا نام ہے کہ جس کے حصول کے بعد جسمانی تعدیل تعدیل جسمانی و روحانی طاقتوں اور صاف و پاکیزگیوں کے اغراض اور خشوع و خضوع کے مقاصد پورے ہو جاتے ہیں نفس تمام کمزوریوں لغزشوں اور گمراہیوں سے نجات پاکر روحانی قوتوں [illegible] خدا کی محبت اور عبادت اس کی غذا ہوجاتی ہے اور ایک مسلمان [illegible] اور سچا مسلمان بنجاتا ہے۔

اسلام میں صفت اتقاء کا درجہ

قرآن کریم نے [illegible] شروع ہی میں مسلمانوں کو جو سبق دیا ہے اور جس کی طرف توجہ دلائی ہے وہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے چنانچہ ارشاد ہے ھدی للمتقین یعنی یہ قرآن جو تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت نامہ ہے متقیوں کو خصوصا ہدایت نامہ ہے متقیوں کو خصوصا ہدایت و سعادت کی راہ دکھاتا ہے یا یوں سمجھئے کہ قرآن مبین سے اکتساب ہدایت کرنے والے متقی ہی ہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے یہ کہا جائے کہ آفتاب کی روشنی آنکھوں والوں کے لئے ہے حقیقت بھی یہی ہے کہ قرآن مبین سے اکتساب ہدایت وہی کرے گا جو اپنے دل میں خوف خدا اور جذبۂ پرہیزگاری کی سچی اور حقیقی طلب رکھتا ہوگا اور یہی تقویٰ کا مفہوم ہے اور جو سرے سے خوف خدا اور عمل کی طلب ہی نہیں اس کے نزدیک تو قرآن مجید ایک رسمی تلاوت ظاہری احترام اور چومنے چاٹنے کی چیز ہے، یا بہت پریت ہوگا تو اور مریض کو ہوش میں لانے کو پنکھا اور یا جسم و نبض کا کام لینے کا نقش سلیمانی ہے۔ آج مسلمان کیوں پیچھے اور عملی مسلمان اور ہدایت یاب نہیں اصرف اس لئے کہ وہ متقی نہیں اور متقی اس لئے نہیں کہ اول تو ان کی اکثریت روزہ سے ہی نہیں رکھتی اور اگر کچھ لوگ رکھتے بھی ہیں تو حقیقت صوم سے ناواقف نہیں صرف منہ باندھ لینے کو روزہ سمجھے ہوئے ہیں

تقویٰ دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کا خزانہ ہے

تقویٰ ایک ایسا جامع مانع

اور جامع صفت ہے جس نے اس کو حاصل کیا اس نے دنیا جہان کی خوبیوں اور بھلائیوں کو جمع کر لیا تقویٰ اعمالِ صالحہ کا خزانہ جنت کی کنجی اور روحانی تربیت کا اعلیٰ ذریعہ ہے اور اس کی تعریف و توصیف سے قرآن و حدیث مملو ہیں صرف مثال کے طور پر وہ بارہ باتیں جو تقویٰ سے حاصل ہوتی ہیں بیان کی جاتی ہیں تقویٰ سے صبر و استقامت پیدا ہوتی ہے تقویٰ دشمنوں کے شر اور کید و مکر سے امن و حفاظت میں رہنے کا ذریعہ ہے خدا تعالےٰ کی طرف سے متقی کو مدد ملتی ہے اور تائید و نصرت غیبی شامل حال ہوتی ہے۔ سختیوں سے نجات ملتی اور رزق حلال ایسی جگہ سے میسر آتا ہے جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا۔ اعمال قلب اور اعضا و جوارح کی درستی ہوتی ہے خدائے قدوس کی محبت دل و جگر میں پیوستہ ہوتی ہے عبادت قبول ہوتی ہے خدا کے نزدیک بزرگی حاصل ہوتی ہے دونوں جہان کی خوشخبری ملتی ہے آخرت کی خوشخبری سے مراد دیدارِ الٰہی اور نعمائے جنت ہیں اور دنیا کی خوشخبری سے مراد دنیا کی آرام و آسائش دولت و حکومت اور عزت و حشمت ہے دوزخ کی آگ سے نجات ملتی ہے بہشت متقیوں ہی کے لئے بنائی گئی ہے اور حضرت باری عزاسمہ نے اپنے بندوں کو تقویٰ کی وصیت کی ہے یہ بارہ باتیں قرآن کریم سے ثابت ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی کوئی چیز خوش نہ آتی تھی جیسا کہ متقی آدمی خوش معلوم ہوتا تھا حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ توریت میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم! تقویٰ کر اور جس جگہ چاہے سو۔ یعنی تقویٰ ایسی چیز ہے جس نے اس کو حاصل کر لیا گویا اس نے تمام خوبیاں اپنے اندر جمع کر لیں سب تردد رفع ہو گیا اور فلاحِ اخروی و دنیوی حاصل کر لی اب وہ جہاں چاہے آرام سے سو رہے۔

حضرت عامر بن قیسؒ رات دن میں ہزار رکعتیں نماز ادا فرمایا کرتے تھے جس وقت بستر پر آتے تو اپنے نفس سے کہتے کہ اے سب برائیوں کے گھر خدا کی قسم میں ایک پل بھی تجھ سے راضی نہیں ہوتا جب تک تو تقویٰ نہ کرے جب ان کا آخیر وقت ہوا تو رونے لگے لوگوں نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا خدا تعالےٰ کا یہ فرمان مجھے رلاتا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین یعنی خدائے بے نیاز متقیوں کے سوا کسی کا عمل قبول نہیں فرماتے۔

تقویٰ کے معنے

قرآن شریف میں تقویٰ کے تین معنے آئے ہیں:- (۱) خدا تعالےٰ کا خوف اور ہیبت جیسا کہ ارشاد ہے وایای فاتقون یعنی تم مجھ ہی سے ڈرو اسی واسطے بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ خوفِ حق ایمان کا عنوان ہے اور خدا کے سوا کسی اور سے بھی ڈرنا چھپا ہوا شرک ہے (۲) عبادت و اطاعت کے معنوں میں یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ یعنی اے ایمان والو خدا کی اطاعت کرو جیسا کہ اس کا حق ہے (۳) دل کا گناہوں سے پاک کرنا یہی تقویٰ کے اصلی اور حقیقی معنے ہیں ارشاد باری ہے ومن یطع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتقہ فاولٰئک ھم الفائزون جس نے خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کی اور خدائے ذوالجلال سے ڈرا وہی چھٹکارا پانیوالا ہے۔

تقویٰ کے درجے

تقویٰ کے تین درجے ہیں اول شرک سے بچنا یعنی خدا تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرنا اور تمام قسم کے شرک سے مجتنب رہنا۔ دوسرے بدعت سے بچنا یعنی دین میں ایسی چیز کا رواج دینا جو بطور عبادت کے قرون ثلاثہ (عہد نبوت، خلافت راشدہ اور تابعین کا زمانہ) کے بعد ساری پیدا ہوئی ہو اور ان میں سے کسی یا کسی جگہ کا پتہ قرون ثلاثہ میں نہ چلتا ہو اور تیسرے صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بچنا یعنی متقی کے مدارج تین ہیں، مرتبہ ایمان، مرتبہ سنت اور مرتبہ استقامت جو ان تینوں مراتب کو بکمال جامع اور پورا کر لیتا ہے پھر وہ معرفت و عبادت کے تمام مدارج بآسانی طے کر لیتا اور واصل الی اللہ ہو جاتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ روزہ انسان کو متقی بناتا ہے اور تقویٰ دینا و عقبیٰ کی سعادت کا ذریعہ ہے اور مدار کار عبادت کی قبولیت کا تقویٰ پر ہے، پس نتیجہ نکل آیا کہ اسلامی عبادت میں روزہ کو جو خاص شرف و امتیاز حاصل ہے وہ کسی اور عبادت کو نہیں۔

اب ذرا روزہ کو ایک دوسری حیثیت سے دیکھئے اور اس کی رفعت و اہمیت کا اندازہ لگائیے اور دیکھئے۔

روزہ نفس انسانی کے کچلنے کا ہتھیار ہے

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور انسانیت کا شرف و اعزاز اس میں ہے کہ اپنے منشائے تخلیق کو معلوم کرے اور معلوم کر کے اپنے فرضِ منصبی کو بجا لائے یعنی عبادت خداوندی کو بجا لانا اپنا مقدم اور اہم فرض سمجھے۔ جیسے جسم کو زندہ رکھنے کے لئے غذا کو ضروری اور لازمی سمجھتا ہے اسی طرح روح کو زندہ رکھنے کے لئے غذا کو ضروری اور لازمی سمجھے اسی طرح روح کو زندہ رکھنے کے لئے ذکر الٰہی کو غذائے روح یقین کرے عبد و معبود کے تعلقات حقیقی معلوم کر کے تقرب الٰہی اور رضائے خداوندی کی تلاش و جستجو کرے مزرعۂ آخرت کو سرسبز و شگفتہ کرے آخرت میں معبود حقیقی کے سامنے سرخرو ہونے کا انتظام کرے اور احکام الٰہی کی تعمیل و تکمیل کے لئے اپنے تمام وجود کو خدا کے حوالے کر دے بس یہی انسان کا سب سے بڑا کمال ہے سب سے بڑی فضیلت، بزرگی اور انتہائی ترقی ہے۔

اسلام نے جو نماز و روزہ، حج و زکوٰۃ اور جہاد وغیرہ احکام کی تعمیل مسلمانوں پر فرض قرار دی ہے اور تمام قرآن و حدیث انہیں کی تفاصیل سے بھرا پڑا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سب کے سب تحصیل معرفت الٰہی اور رضائے خداوندی حاصل کرنے کے ذرائع اور مختلف اقسام میں کوئی بدنی عبادت ہے کوئی مالی اور کوئی روحانی یہ سب کے سب عبادت و عبودیت کے اعلیٰ طریقے اور نرالے ڈھنگ ہیں اور اپنے مختلف مظاہر کے لحاظ سے ایک دلکش منظر پیش نظر کرتے ہیں مگر انہیں کے لئے جو چشم بصیرت رکھتے ہیں اور حسن و عمل و نجات و رستگاری کی اپنے اندر سچی طلب اور حقیقی تڑپ رکھتے ہیں۔

اسلام جہاں اپنی معارف پروری، حقیقت آگاہی اور بےشمار خوبیوں کے لحاظ سے جملہ مذاہب عالم سے فائق تر ہے وہاں اس کے احکام و فرائض اور طریقۂ عبادت و ریاضت بھی تمام ادیان و ملل کی پوجا و پرستش سے اشرف و اعلیٰ ہے اور ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ مذہب اسلام کے احکام و فرائض اور طریقۂ عبادت ہی وصول الی اللہ کا ذریعہ دنیا میں پاکیزگی اور سلامتی کا باعث اور آخرت کی فلاح و نجات کا زینہ ہے۔

معرفت و عبادت الٰہی کے رہزن

جہاں انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت الٰہی ہوا اور انسان کا تمام شرف و کمال عبادت خداوندی کے بجا لانے میں ہے وہاں انسان کے پیچھے کچھ دشمن اور رہزن بھی ایسے لگے ہوئے ہیں جو اس کو طرح طرح کے مکر و فریب اور خطرات و وساوس کے ذریعہ عبادت و عبودیت سے روکتے ہیں اس کی راہ میں رکاوٹ ڈالتے ہیں فتنوں میں مبتلا کرتے ہیں اور اس کی راہ مارتے ہیں یعنی خالق حقیقی

واللہ نے انسان کی فطرت میں دو متناقض قوتیں ودیعت کئے ہیں یا اس کے لئے دو متقابل داعی مقرر کئے ہیں ایک داعی الی الخیر جس کو لسان شرع میں فرشتہ یا روح القدس کہتے ہیں یہ انسان کو ہمیشہ نیکی اور بھلائی کی طرف بلاتا رہتا ہو اس کا نام ملہم بھی ہے یعنی نیک اشارہ کرنے والا اور اس کے بلانے کو الہام کہتے ہیں اس کے مقابلہ میں ایک داعی الی الشر یعنی بدی کی طرف لیجانے والی قوت اور تحریک ہو جو ہمیشہ انسان کو شر کی طرف بلاتی ہے اسی کو شیطان بھی کہتے ہیں اس کے شر کی طرف بلانے کو وسواس اور بہکانے کو وسوسہ کہتے ہیں انسان کی طبیعت میں خالق کائنات نے ایک تیسری چیز اور بھی رکھی جو انسان کو ہمیشہ لذت اور شہوت کی طرف خواہش دلاتی ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد اس کا کام خواہش ہی دلانا ہے۔

خواطر کی تقسیم اور قلب پر تسلط شیطان کی تشریح

حضرت امام غزالی احیاء العلوم میں بیچ بیان تسلط الشیطان علی القلب بالوسواس ومعنی الوسوسۃ کہ قلب کی مثال مانند قبہ مضروبہ کے ہے جس کے مختلف ابواب ہیں اور ان سے احوال آتے ہیں یا اس کی مثال ایک نشانہ یا ٹیلہ جیسی ہے جس کی طرف اطراف و جوانب سے تیر آتے ہیں یا اس کی مثال ایک گھڑے ہوئے آئینہ کی طرح ہے جسکے محاذ میں مختلف صورتیں ہیں اور اس میں یکے بعد دیگرے صورتیں نظر آتی ہیں اور یا اس کی مثال مانند ایک حوض کے ہے جس میں مختلف نہروں سے پانی آکر جمع ہوتا ہے مقصود یہ ہے کہ قلب خیالات و وساوس کا مخزن ہے جس میں ہر وقت کوئی نہ کوئی خیال آتا ہی رہتا ہے اور قلب میں یہ خیالات بذریعہ حواس خمسہ ظاہری اور حواس خمسہ باطنی کے داخل ہوتے ہیں پس خیال شہوۃ غضب یا دراخلاق انسان کے طبعی جذبات ہیں جب حواس کے ذریعہ کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو اس کا اثر قلب کو پہنچتا ہے یعنی قلب ہمیشہ اسباب خارجی سے تغیر و تاثر قبول کرتا رہتا ہے سو قلب میں جو خیال اور اثرات حواس کے گذرتے ہیں ان کو خواطر کہا جاتا ہے خطرہ کے معنے لغت میں حرکت اور جنبش کے ہیں اس لئے جو بات دل میں آوے اس کو خاطر کہتے ہیں اور خطوہ بھی اس کا نام ہے خطرات انسان کے دل پر مینہ کی طرح برستے ہیں اور اس کو بدلتے رہتے ہیں اور بھولی جانی ہوئی باتوں یا اگلی خواہشوں کا خیال کرنا اس کا نام حدیث نفس ہے۔

افعال کا مبداء

خواطر ہیں وہ اس طرح کہ خاطر رغبت کو حرکت دیتی ہے رغبت عزم کو جنبش دیتی ہے عزم نیت کو تحریک دیتا ہے اور نیت اعضاء جوارح کو متحرک کرتی ہے خواطر جو رغبت کو متحرک کرتے ہیں دو قسم پر ہیں ایک تو وہ جو شر کی طرف لیجاتے ہیں جو انسان کو عاقبت میں ضرر پہنچاتے ہیں اور دوسرے وہ جو خیر کی رغبت دلاتے ہیں جو عاقبت میں نافع ہیں۔

اس کے بعد جاننا چاہیئے کہ سب خطرے جو انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں اور کسی کام کے کرنے یا چھوڑنے کا سبب ہوتے ہیں وہ سب مسبب الاسباب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں داعی الی الشر کو شیطان اور داعی الی الخیر کو فرشتہ کہا جاتا ہے اگر قلب نے داعی الی الخیر کے اثر یعنی نیکی کے الہام کو قبول کر لیا تو یہ توفیق ہے اور اگر داعی الی الشر یا شیطان کا اثر قبول کر لیا تو اس کو اغوار کہتے ہیں

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں۔

وہ الہام فرشتہ سے عبادت اللہ تعالیٰ کی وہ پیدائش ہے کہ اس کے ذریعہ وہ خیر علم، کشف حقیقت، وعدہ بالخیر اور امر معروف کی قبولیت کا فیض پہنچاتا ہے اس جذبہ کو اللہ تعالیٰ نے ہی نے پیدا کیا ہے اور اسی کے لئے مسخر ہے کہ جا ہے نیکی کا خیال عمل کی صورت اختیار کرے اور چاہے نہیں اور شیطان سے عبارت اس کی ضد ہے یعنی برائیوں کا حکم کرنا اور نیکی کی راہوں پر چلنے سے خوف دلانا اور وسوسہ بمقابلہ الہام کے ہے شیطان بمقابلہ فرشتہ کے ہے اور توفیق بمقابلہ خذلان کے ہے۔

عبادت و معرفت کا سب سے بڑا دشمن

راہ عبادت سے روکنے والا زبردست دشمن شیطان ہے یہ جب تک عابد کو ہلاک نہیں کر دیتا آرام سے نہیں بیٹھتا شیطان پیدا ہی تو بنی آدم کی دشمنی اور آزمائش کے لئے کیا گیا ہے رات دن اس کی گمراہی اور ہلاکت کی فکر میں رہتا ہے اللہ پاک فرماتے ہیں انہ لکم عدو مبین یعنی شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

حضرت انس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

ان الشیطان واضع خرطومہ	شیطان اپنا سونڈ انسان کے قلب پر رکھے
علی قلب ابن آدم فان هو	ہوئے اگر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے اور
ذکر اللہ تعالیٰ خنس وان نسی	عبادت الٰہی کا فرض بجا لاتا ہے تو دور ہو جاتا ہے
اللہ تعالیٰ التقم قلبہ	اور اگر خدا کو بھول جاتا ہے تو اسکے قلب کو نگل لیتا ہے

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان ذکر اللہ تعالیٰ فی جنب	خدا کا ذکر شیطان کے پہلو میں ایسا ہوتا ہے جیسا
الشیطان کالاکلۃ فی جنب ابن آدم	انسان کی پسلی میں آکلہ کی بیماری۔

آکلہ ایک بیماری ہے جس کا زخم گوشت کھا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ جس طرح یہ بیماری انسان کو گوشت کھا لیتی ہے ایسا ہی خدا کا ذکر شیطان کو کھا لیتا ہے۔

نیز خبر میں آیا ہے کہ جب کوئی انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیطان بھی اس کا قرین ہو جاتا ہے اور پھر یہ دونوں اپنی اپنی راہوں کی طرف اسے بلاتے ہیں۔

یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ شیطان فارغ ہے اور آدمی مشغول وہ انسان کو دیکھتا ہے مگر انسان اس کو نہیں دیکھ سکتا اور انسان شیطان کو بھول جاتا ہے مگر شیطان انسان کو کسی وقت بھی نہیں بھولتا اور ہمیشہ درپے ایمان رہتا ہے۔

ایک عارف فرماتے ہیں کہ شیطان کی مثال بھیڑیے جیسی ہے کہ اگر اس کو ایک طرف سے ہٹاؤ تو دوسری طرف سے آجاتا ہے اور کسی طرح انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتا یعنی یہ ایسا ایمان کا لاگو اور زبردست دشمن ہے کہ اگر اس کے ایک وسوسہ اور حیلہ کو دور کرو تو جھٹ دوسرا وسوسہ اور حیلہ بنا کر کھڑا کر دیتا ہے جاہل کو جہالت کی راہ سے عالموں کو علم و عمل کی راہوں اور عابدوں کو عبادت کی راہوں سے بہکاتا ہے حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ ”شیطانی وسوسے مثل تیروں کے ہیں جنکو وہ ہمیشہ قلب کی طرف پھینکتا رہتا ہے“ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

”یعنی عابد کو شیطان سے لڑنا اور اسکو مغلوب کرنا لازم ہے دو وجہ سے اول یہ کہ شیطان ایک ایسا دشمن ہے جس کی صلح کی توقع نہیں جب تک کہ ہلاک نہیں کر لیتا چین سے نہیں بیٹھتا پس ایسے دشمن سے بیخوف رہنا اور غفلت برتنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے دوسری وجہ شیطان سے لڑنے اور اس کو مغلوب کرنے کی یہ ہے کہ شیطان انسان کی دشمنی ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ رات دن اپنے

تیر تیری طرف پھینکتا رہتا ہے اور ہمیشہ لڑائی پر کمربستہ رہتا ہے اور تو اس سے غافل ہے۔

حضرت امام صاحب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:۔ "قلب کو وساوس شیطانی سے بچانا ہر مکلف بندے پر واجب ہے اور فرض عین ہے"

شیطان کے آلات گمراہی اور ان سے بچاؤ

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ شیطان بذریعہ ہوا یعنی خواہشات نفسانی کے قلب پر غلبہ و تسلط حاصل کرتا ہے اس کے لیے قلب اس کا مسکن بن جاتا ہے کیونکہ خواہشات اس کی چراگاہ ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

"پس بندہ کو چاہیئے کہ اس دشمن کو اپنے نفس سے دفع کرے مگر یہ فضول سوالات کرکے نہیں کہ شیطان کی اصل کیا ہے؟ اس کا نسب کیا ہے؟ اور اس کا مسکن کہاں ہے؟ ہاں یہ سوال کرنا ضرور چاہیئے کہ اس کے آلات مکر و فریب کیا ہیں تاکہ ان کو دفع کرسکے شیطان کے آلات ہوا اور خواہشات ہیں"

سبحان اللہ ایمان و ایقان اور ذوق اطاعت کا کیسا مومنانہ نکتہ بیان فرمایا ہے یعنی ایک مسلمان کو اس بات کی کھوج میں اپنا وقت اور دماغ ضائع نہیں کرنا چاہیئے کہ شیطان کی اصل کیا ہے اور اس کو پیدا ہی کیوں کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ جیسا کہ نئے تعلیم یافتہ اعتراضات کرتے ہیں بلکہ مومن کی شان اطاعت و انقیاد یہ ہونی چاہیئے کہ لئے اس کو فکر سے مامون و محفوظ رہنے کی فکر کرے یہی کام کی بات ہے۔

محاربہ شیطان کے طریقے

امام صاحب موصوف نے تین بتلائے ہیں اول یہ کہ اس کے مکر اور حیلوں کو جانے کیونکہ جو شخص اس کے مکر و حیلہ سے واقف نہ ہوگا وہ کیونکر اس سے بچ سکیگا ہاں جو واقف ہوگا وہ اس کے ہر داؤ اور پیچ کو توڑ دے سکیگا جو شخص شیطان کے مکر و فریب سے کماحقہ واقف ہوجاتا ہے تو پھر شیطان کا کچھ بس نہیں چلتا اور بھاگ جاتا ہے جیسے چور کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ گھر والا جاگتا ہے تو پھر بھاگ جاتا ہے۔ دوسرے اس کے وسوسے پر کچھ التفات نہ کرے اور اس کی طرف دل نہ لگائے جس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر دل میں کوئی ایسا وسوسہ آئے جس کا نتیجہ خدا کی نافرمانی اور گناہ ہو تو اللہ تعالے سے استعانت چاہے تعوذ کا ورد کرے اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائے کیونکہ شیطان ایک کتا ہے اگر کوئی اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو چمٹ لیتا ہے اور اگر اس کی بھوں بھوں سے بے پرواہ ہو جاتا ہے تو بھونک کر خود ہی چپ ہو رہتا ہے اور تیسرے یہ کہ کثرت سے ذکر الٰہی کرے اگر عبادت میں جی نہ لگے تو اور زیادہ کرے (منہاج العابدین)

روزہ شیطان سے بچنے کی بصیرت پیدا کرتا ہے

شیطان کو ما سوا انسان کے ساتھ ازلی دشمنی اور عداوت ہے حتیٰ کہ وہ کفار اور اہل بدعت کے ساتھ دشمنی کرنے سے بھی باز نہیں آتا اور اس کے گمراہ کرنے کے اسباب، آلات، مددگار و معاون اور قلب میں داخل ہونے کے اتنے بیشمار اور مخفی دروازے ہیں کہ ان کی عابد کو خبر ہی نہیں وہ آسانی سے اپنا کام کر جاتا ہے اور عابد کو خبر بھی نہیں ہوتی عوام تو خیر اس کے بس میں جلدی ہی آجاتے ہیں مگر علماء و زہاد بھی اس کے پنجہ میں بری طرح پھنس جاتے ہیں کیونکہ وہ بعض وقت نیکی کی طرح بلاتا ہے مگر وہ پردہ غرض بد ہوتا ہے اس میں مبتلا ہو کر زیادہ جلدی گرفتار ہو جاتے ہیں اور ان میں طول امل اور عجب و ریا وغیرہ کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں جس میں آجکل کے اکثر علماء و زہاد ہیں چنانچہ امام غزالی فرماتے ہیں:۔

"شیطانی وساوس کے قلب میں پہنچنے کے تو بہت سے دروازے کھلے ہوئے ہیں مگر نیکی کے الہام قبول کرنے کا دروازہ ایک ہی ہے اور یہ دروازہ بھی ان بہت دروازوں کے سبب مشتبہ ہو جاتا ہے اور ایسی حالت میں بندہ اس مسافر کی مانند ہو جاتا ہے کہ ایک جنگل میں ہو اور بہت سی راہیں ہوں جن کا راستہ مشتبہ ہو اور اندھیری رات ہو اور راستہ بھی نہ جانتا ہو ایسی حالت میں اگر راہ ہدایت ہاتھ آسکتی تو دل کی آنکھ سے اور یا آفتاب منور کے روشن ہونے سے اور یہاں عین البصیرت سے مراد تقویٰ کے ذریعہ صاف کیا ہوا قلب اور آفتاب منور سے مراد کتاب و سنت کا صحیح علم ہے۔ (احیاء العلوم)

یعنی جس وقت وساوس شیطانی کا غبار بصارت پر چھا جاتا ہے اور انسان تاریکی میں بھٹکنے لگتا ہے نیکی کی راہ مخدوش اور مشتبہ ہو جاتی ہے اور انسان شیطان کی غلط تسلط قبول کر لے تو ایسے وقت میں "نور تقویٰ" اور "قلب صافی" ہی صحیح سمجھا جاتا ہے نیکی کی طرف راہبر ہوتا ہے اور ہدایت و سعادت کی راہیں کھولتا ہے

پیغمبر برحق ہادی اعظم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ان الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم فضیقوا مجاریہ بالجوع وذلک ان الجوع یکسر الشهوة ومجری الشیطان الشهوات

شیطان انسان میں دوران خون کی طرح دوڑتا ہے پس اس کے راستے بھوک سے تنگ کر دو کیونکہ بھوک شہوت کو توڑتی ہے اور شیطان کے راستے شہوات ہیں

پس صاف طور پر نتیجہ نکل آیا کہ چونکہ روزہ سے صفت اتقا بھی حاصل ہوتی ہے شہوت بھی ٹوٹتی ہے اور قلب بھی صاف ہوتا ہے اس لئے روزہ کسر شہوات ہوا اور شیطانی مکر و فریب سے بچنے کا نور بصیرت عطا کرتا ہے۔

راہ عبادت کا دوسرا اندرونی دشمن

دوسرا اطاعت و طاعت سے روکنے والا نفس۔ نفس ایک حیثیت سے شیطان سے بھی زیادہ خطرناک دشمن ہے اس کی بلا تمام سے سخت ہے اور اس کا قابو کرنا بھی بہت مشکل ہے کیونکہ یہ دشمن انسان کا محبوب ہے اور محبوب کا عیب معلوم نہیں ہوا کرتا مگر اپنے نفس کے تمام عیوب اور خرابیاں اور کمال معلوم ہوتے ہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو سب فتنوں سے زیادہ نفس کا فتنہ ہے جس قدر عیوب و معاصی بندہ سے سرزد ہوتے ہیں اور وہ فتنوں میں پڑتا ہے وہ اکثر نفس ہی کے سبب پیش آتے ہیں سب سے پہلے خدا تعالیٰ کی نافرمانی شیطان سے سرزد ہوئی جس کا باعث کبر و حسد تھا جس کے سبب اس کی اسی ہزار برس کی عبادت رائیگاں گئی اور لعنت کا طوق گلے کا ہار ہوا وہاں اگر کوئی بہکانے والا اور راہ سعادت مارنے والا تھا تو یہی نفس امارہ حضرت آدم علیہ السلام سے جو لغزش ہوئی اس کا سبب بھی شہوت اور نفس ہی تھا یعنی وہ ہمیشہ کی زندگی اور دائمی قرب کے لالچ سے بلا میں پڑے اور بہشت سے نکل کر دنیا میں آئے اور آج بھی اسی نفس امارہ کے طفیل دنیا جہنم کدہ اور عیوب و معاصی کا سرچشمہ بنی ہوئی ہے غرض نفس کا فتنہ تمام فتنوں سے زیادہ خطرناک اور انسان کو فضیحت اور ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ نفس کا یہ حال ہے کہ وہ شہوت سے کوند چوپایہ بنجاتا ہے یعنی جب انسان کے دل میں کسی چیز کی خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ

جانور کی طرح عقل کو جواب دیتا ہے کسی نصیحت ملامت اور خوبی و برائی کی پرواہ نہیں کرتا اور آگا پیچھا نہیں دیکھتا، غصہ کی حالت میں درندہ بنجاتا ہے، گناہ کی حالت میں لڑکا بنجاتا ہے، نشست اور سرور و راحت کے وقت فرعون بنجاتا ہے بھوک میں دیوانہ اور پیٹ بھرے پر مستانہ ہوجاتا ہے۔ پیٹ بھرے تو نفس بیقابو اور اندھا دھند چلاتا ہے اور بیکار رہے تو غل مچاتا ہے بس اس کا حال گدہے کا سا ہے کہ دانہ چارہ پاوے تو لوگوں کو ستاوے اور کریہہ آوازوں سے لوگوں کے کان کہاوے اور بھوکا رہے تو غل مچاوے۔ (منہاج العابدین)

پس عقلمند اور عابد کو اس گھر کے بھیدی مار آستین اور خطرناک دشمن سے بچاؤ کی فکر کرنا بھی ضروری اور مقدم ہے جس کے بغیر ہدایت و سعادت کی راہیں نہیں ملتیں لیکن یہ بھی یاد رہے کہ سرے سے نفس کو کچلنا ہی مقصود نہیں ورنہ انسان کی پیدائش ہی فضول ہوگی بلکہ کمال یہ ہے کہ اس کی پرورش اور تقویت تو اتنی کرے کہ زندگی قائم رہے اور عبادت کی قوت حاصل ہو اور اس کو کچلے اس حد تک کہ وہ اختیار میں رہے حدود اللہ سے آگے تجاوز نہ کرے، اور عبادت و طاعت سے منہ نہ موڑ سکے۔

نفس کو کیونکر قابو میں لایا جاسکتا ہے

امام صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ نفس سرکش کا نرم کرنا اور اس کا قابو میں لانا تین طریقہ سے ہوسکتا ہے اول یہ کہ اس کو تمام شہوتوں اور لذتوں سے روک رکھے کیونکہ سرکش جانور کو جب دانہ گھاس نہیں ملتا تو وہ تابع ہوجاتا ہے دوسرے یہ کہ اس پر عبادت کا بہت سا بوجھ لاددے اس واسطے کہ جب گدہے پر بوجھ لادتے ہیں تو وہ نرم ہوجاتا ہے اور تیسرے یہ کہ خدا تعالیٰ سے مدد چاہے اور اس کے سامنے الحاح و زاری اور خضوع و خشوع کرے کیونکہ بغیر خدا کی استعانت کے نفس سے چھٹکارا نہیں ہوسکتا دیکھئے حضرت یوسف علیہ السلام نے باوجود پیغمبر ہونے کے فرمایا تھا ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی بیشک نفس برائی کی طرف لیجانے والا ہے مگر جس پر اللہ رحم کرے۔

نفس ہر وقت بدی کا حکم کرتا رہتا ہے اور شیطان سے مل کر اس کوشش اور جستجو میں رہتا ہے کہ قلب میں سے گوہر ایمان اور جوہر عصمت و عفت کو نکال کر انسان کو معصیت کی کیچڑ میں دھنسادے مذکورہ بالا تینوں سے نفس سرکش فرمانبردار اور نرم ہوجائے تو پھر اس کے منہ میں تقویٰ کا لگام لگادے۔

تقویٰ کا لگام لگادینے کا کیا مطلب ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ حتی الامکان اپنے آپ کو گناہوں سے اور معصیت شعاریوں سے بچائے اور عبادت خداوندی بجالائے اور اگر بھولے بھٹکے کوئی گناہ ہوجائے تو جلدی ہی توبہ و استغفار اور مزید عبادت سے اس کی تلافی کرے یا یوں سمجھئے کہ آنکھ کان، زبان دل اور شکم و فرج کو قابو میں رکھے اور ان کی حفاظت و نگرانی کو اپنے اوپر لازم سمجھے اور اسی کا نام دراصل تقویٰ ہے یہ پانچوں عضو اعمال خیر و شر کا مبدا ہیں انہیں پر قابو پائے آنکھ سے کسی نامحرم کو نہ دیکھے کان بیہودہ اور فضول باتوں کے سننے سے روک لے زبان کو غیبت و چغلی سے روکے اور اس سے ذکر الٰہی کا کام لے دل سے خیال ماسوی کو نکالدے اور خدا کی محبت سے آباد کرے اور شکم و فرج کو حرام کھانے اور بیحیائی کے کام کرنے سے باز رکھے جس نے ان پانچوں اعضا کو اپنے قابو میں کرلیا یعنی ان کو خلاف شرع باتوں سے روک کر احکام الٰہی کی بجاآوری میں لگادیا اس نے گویا وہ متقی بن گیا اور نفس نافرمان کو

مطیع و مسخر کرلیا۔ روزہ کا مقصد بھی یہی ہے کہ تمام اعضا کو گناہوں سے روک لیا جائے ان کو عبادت الٰہی میں لگادیا جائے اور اس طرح نفس سرکش کے منہ میں تقویٰ کا لگام دیا جائے۔

خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ روزہ صفت اتقاء کے حصول کا واحد ذریعہ ہے اس سے صفائی قلب ہوتی ہے، شیطان کے غلبہ و تسلط کی راہیں مسدود کرتا ہے اس کے مکر و فریب اور گناہوں سے بچنے کی بصیرت عطا کرتا ہے اور نفس سرکش کو مطیع و منقاد کرتا ہے اس لئے اسلامی عبادات میں روزہ کو خاص امتیاز اور اہمیت حاصل ہے علاوہ ازیں اس کی اہمیت و وقعت کا اندازہ اس سے بھی ہوسکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان میں بکثرت روزے رکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ چونکہ اس ماہ میں بندوں کے اعمال رفع کئے جاتے ہیں اسلئے میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال ایسی حالت میں اٹھائے جائیں کہ میں روزہ دار ہوں اگر اسلامی عبادات میں اور کوئی عبادت بھی روزہ سے زیادہ وقیع ہوتی تو یقیناً آپ اسے اختیار فرماتے لیکن آپ نے شعبان میں عبادت روزہ کو اختیار فرمایا اس سے صاف اور قطعی طور پر ثابت ہے کہ اسلامی عبادت میں روزہ کو بہت بڑی وقعت و اہمیت حاصل ہے اور روزہ نفس انسانی کچلنے کا ایک بہترین ہتھیار ہے۔

روزہ کی فرضیت اور اس کی ابتدا

اللہ پاک اپنے کلام بلاغت نظام میں فرماتے ہیں یاایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے اس لئے کہ تم متقی بنجاؤ۔ یعنی مسلمانو یہ روزے کچھ اکیلے تم پر ہی فرض نہیں ہیں بلکہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھے۔ حضرت امام رازی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :-

"یہ عبادت حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر ہر نبی اور ہر امت پر فرض تھی کوئی امت ایسی نہیں گذری جس پر اللہ پاک نے روزے فرض نہ کئے ہوں، یہ صرف مسلمانوں پر ہی فرض نہیں اور فائدہ اس کلام کا یہ ہے کہ عبادت صعب و سخت ہے اور جب مشکل اور کٹھن چیز عام ہوجائے تو پھر اس کا برداشت کرنا آسان ہوجاتا ہے"

چونکہ روزہ کا مفہوم مختلف شکل میں تمام مذاہب اور اقوام میں پایا جاتا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہے لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ روزہ کی ابتدا حضرت آدم سے ہوئی چنانچہ آپ ایام ابیض یعنی چاند کی ہر تیرہویں، چودھویں اور پندرھویں کو رکھا کرتے تھے یہودی یوم عاشورا، سبت اور دیگر مخصوص ایام میں روزے رکھتے تھے اور نصاریٰ کے یہاں ہماری طرح پورے رمضان کے روزے فرض تھے مگر انہوں نے جہاں اور مذہبی احکام میں تغیر و تبدل کیا وہاں روزوں کو بھی حسب منشا اپنی مرضی کے مطابق بنالیا لیکن پھر بھی عیسائیوں کا پروٹسٹنٹ فرقہ تو اس کی مشقت سے آزاد ہے البتہ رومن کیتھولک فرقہ میں روزوں کا ایک رسمی رواج ابتک پایا جاتا ہے جس کا رواج چوتھی صدی عیسوی میں ہوا۔ اصل مذہب عیسویت کو ان کے رسمی روزوں سے ذرا بھی تعلق نہیں۔ یہودیوں میں کئی قسم کے روزے اب تک پائے جاتے ہیں ان کا روزہ پورے چوبیس گھنٹے کا ہوتا ہے اور افطار کے بعد سحری کی ممانعت ہے اسی طرح آتش پرستوں میں بھی روزہ کا رواج پایا جاتا ہے۔

ہندوؤں کے مختلف فرقے مختلف قسم کے روزے رکھتے ہیں بعض روزوں میں فقط اناج کا پرہیز ہوتا ہے صرف پھل وغیرہ کھائے جاتے ہیں اور مٹھائی دودھ وغیرہ نوش کئے جاتے ہیں بعض لیا سخت روزہ رکھتے ہیں کہ ایک روز قبل مغرب روزہ کی نیت کرتے ہیں ۲ ۳ گھنٹے بعد کہیں تیسرے دن بعد طلوع افطار کرتے ہیں۔

مگر دیگر اقوام کے روزے افراط و تفریط اور انسانی تغیر و تبدل کے سبب اپنی حقیقت کھو چکے صرف نام ہی نام باقی ہے ان مذاہب یا اقوام کے روزے یا تو اتنے سخت اور مشکل ہیں کہ سوائے جوگیوں راہبوں اور پنڈتوں کے کوئی رکھ ہی نہیں سکتا اور یا اتنے آسان ہیں کہ ان سے ضبط نفس، تزکیہ روح کا مقصد پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس افراط و تفریط میں پڑ کر وہ بالکل بے نتیجہ لغو اور فضول ہو چکے ہیں۔

غرض رمضان کے روزے ہر بالغ مسلمان مرد و عورت پر فرض عین ہیں جن کا بلا عذر ترک کرنا سخت گناہ ہے جس کے عوض قیامت کے روز سخت باز پرس ہوگی اور روزوں کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔

فلسفہ صیام

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس کی قدر و منزلت کے سامنے اور رفعت و عظمت کے مقابلہ میں تمام جن و ملک سرنگوں اور پست و درماندہ ہیں مگر اس وقت جبکہ انسان اپنے منشائے تخلیق کو قانون خداوندی کے ماتحت بطریق احسن و اکمل پورا کرے اور کلی طور پر خدا کا بن جائے مگر بہت کم ہیں ایسے انسان جو اپنے مقصد حیات کو صحیح طور پر پورا کرتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ انسان کے شرف و اعزاز کا معیار کیا ہے؟ جس انسان نے اپنے معیار فضیلت کو نہیں جانا اور یہ معلوم نہیں کیا کہ میں دنیا میں کیوں بھیجا گیا ہوں اس میں اور حیوان مطلق میں کوئی فرق و امتیاز نہیں۔

مگر یہاں مشکل یہ ہے کہ اگر انسان یہ معلوم بھی کر لے کہ میرا مقصد زندگی یہ ہے کہ میں فطری زندگی اختیار کروں اپنی زندگی کا دستور العمل خدائی تعلیمات کو بناؤں اور اپنے دل و دماغ اور تمام اعضا سے خدا کی محبت و اطاعت کروں تو اس کی اس راہ کے رہزن اور راہ اطاعت کے ڈاکو شیطان اور نفس صراط مستقیم پر قائم نہیں رہنے دیتے اور قسم قسم کے مکر و فریب سے اس کی راہ مارتے ہیں سو ان دشمنان عبادت کی روک تھام اسلام نے یوں تو اپنی تمام عبادات میں ملحوظ رکھی ہے لیکن روزہ کے ذریعہ سے خاص طور پر ان دشمنوں کی سرکوبی چاہی ہے پس اگر ہم فلسفہ صیام کے متعلق صرف اتنا ہی کہہ دیں کہ روزہ ہر قسم کی خواہشات حیوانیہ کو مغلوب کرنے اور طبیعت کو صبر و تحمل کا خوگر بنانے کا سب سے اچھا طریقہ ہے تو کافی ہے مگر ہم اس چیز کو ذرا اور وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:-

انسان میں جو چیز مانع انوار احکام ملکیہ ہے وہ شدید قوت بہیمیہ ہے جبکہ حد سے زیادہ بڑھی ہوئی قوت بہیمیہ مانع ظہور احکام ملکیہ ہے تو واجب ہوا کہ اس کی عنان گیری کی جائے قوت بہیمیہ کھانے پینے اور لذات شہوانیہ میں منہمک ہونے سے تیز ہوتی ہے تو واجب ہوا کہ قوت بہیمیہ کو توڑنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ ان اسباب کو کم کر دیا جائے تاکہ قوت بہیمیہ ملکیہ کی فرماں برداری قبول کرے قوائے باطنی و ظاہر ملکیہ کے رنگ میں رنگے جائیں اور کمال انسانیت کا ظہور ہونے لگے اور اسی کا نام روزہ ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔ روزہ سموم نفسانیہ کے دفع کرنے کیلئے تریاق ہے۔

سوال آپ نے بتلایا ہے کہ روزہ خواہشات حیوانیہ کو مغلوب کرنے اور طبیعت کو صبر و تحمل کا خوگر بنانے کا ایک اعلیٰ طریقہ ہے بیشک یہ بات علمی رنگ میں تو مان لینے کے قابل ہے مگر عملی رنگ میں ہمیں کلام ہے کیونکہ سال کے گیارہ مہینوں میں شکم کو انڈ باد بھرتے رہنا اور صرف ایک مہینہ دن کو کھانے پینے سے رکے رہنا روزہ کا مذکورہ بالا مقصد پورا نہیں کرتا جیسا کہ مشاہدہ اور تجربہ بھی اس پر گواہ ہے ہم دیکھتے ہیں کہ روزہ دار مسلمانوں میں اس کا کوئی عملی نتیجہ مترتب نہیں ہوتا لہذا اس اشکال کو دور کیجئے۔

سال میں صرف ایکماہ روزے رکھنے میں کیا حکمت ہے

جواب شریعت کا مقصود عوام الناس کی اخلاقی و روحانی تربیت ہے سو یہ تو ہو نہیں سکتا تھا کہ ان کو ایسے سخت مجاہدہ اور نفس کشی کا حکم دیا جاتا جس کا برداشت کرنا عوام الناس کی طاقت سے باہر ہوتا اور جس کی پابندی کا مدعا بندہ فرائض اور حقوق العباد کی ادائیگی میں مخل ہو جاتی ایسی حالت میں اسلام کی تعلیم اور رہبانیت میں کوئی فرق نہ رہتا اس کی تعلیم خلاف فطرت ہوتی دین و دنیا کیسا تھ ساتھ نہ چلایا جا سکتا اور حصول الفت کا مقصد پورا نہ ہوتا لہذا اسلام نے افراط و تفریط سے بچا کر درمیانی راہ عوام و خواص سب کو اپنے دامن تربیت میں لے لیا اور سب پر تزکیہ نفس کی راہیں کھول دیں عوام و خواص سب کا تزکیہ کرنے کے لئے سال میں ایک ہی ماہ مناسب اور مفید تھا اسلام نے یہی بات رکھی مگر خواص کے تحمل و برداشت اور شوق عبادت کو بھی نظر انداز نہیں کیا بلکہ ان کے لئے رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے ایام بیض کے روزے عاشورہ کا روزہ اور دیگر مستحب روزے رکھ لیے اور اگر کسی میں پورے سال کے روزے رکھنے کی استطاعت ہو تو وہ شوق سے سوائے ایام مکروہہ کے روزے رکھتا رہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں:

"اور چونکہ اس پر عوام الناس کی طرف سے ہمیشگی نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ ان کے ساتھ دنیاوی ضروریات اور اموال و ازواج کی سرانجام دہی بھی لگی ہوئی ہے تو ضروری ہوا کہ ایک ایسا انتظام کیا جائے اور ایسا زمانہ رکھا جائے کہ عوام و خواص سب روزہ رکھیں اس کے مسرت و ابتہاج اور مقتضیات کو جانیں اور وقت مقررہ پر تلافی مافات کر لیں۔" (حجۃ اللہ البالغہ)

باقی رہا یہ امر کہ مسلمانوں میں روزہ رکھنے کا کوئی عملی نتیجہ مترتب نہیں ہوتا اور ان کی اخلاقی و روحانی حالت میں کوئی نمایاں اصلاح نہیں ہوتی تو یہ خود روزہ داروں کا قصور ہے نہ کہ اسلام کا اگر کوئی مریض دوا کا صحیح طریق استعمال نہ کرتا اور پرہیز نہیں کرتا تو اس میں حکیم جی کا کیا قصور ہے اسی طرح اگر کوئی مسلمان روزہ کا مقصود محض یہ سمجھے کہ کھانا پینا اور جماع نہیں کرنا چاہئے اس کے علاوہ بدستور گناہوں میں منہمک رہے تو روزہ کا خاک بھی فائدہ نہیں ہو سکتا

رمضان شریف کے برکات و فضائل

ماہ رمضان کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں ہر شخص مسلمان روزہ دار کی روحانی ترقی اور اکتساب سعادت کے لئے رحمت و برکت کے دروازے کھل جاتے ہیں معراج سعادت پر پہنچنے کی راہیں سامنے آجاتی ہیں روحانی دنیا کے پیشوائے اعظم کے ارشادات گرامی پر مسلمان عمل پیرا ہو کر روحانی دنیا کی رونق کو دوبالا کرتے ہیں اور مادی دنیا والوں پر منکشف ہوتا ہے کہ دنیا کے بلند و پست اور آباد و ویران حصوں میں رات کے وقت کلام الٰہی کی شیرینی اور روح تحفہ نزول سے قلوب و ارواح بیدار ہوتے ہیں آسمان کے لطیف نقاب میں سے ملائکہ مقربین عالم اسلام کی دلفریب دنیا کی دید سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور غروب آفتاب کے وقت فرزندان اسلام کی سطح پر سند ہواؤں کی گدگدی سے روزہ داروں کے ہونٹوں پر بے پایاں راحت کا احساس ایک لطیف تبسم بنکر کھیل رہا ہوتا ہے۔ اللہ پاک اپنے کلام بلاغت نظام میں فرماتے ہیں:-

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس و بینٰت

ن الھدیٰ والفرقان ماہ رمضان جس میں کلام پاک اُتارا گیا وہ کلام
جس میں لوگوں کے لئے رہنمائی ہے اور جس میں ہدایت اور حق و باطل میں تمیز
نے کے احکام ہیں۔ اس آیت مقدسہ سے معلوم ہوا کہ رمضان وہ مبارک اور
و برکت والا مہینہ ہے جس میں کلام الٰہی پہلے پہل نازل ہوا گویا بانیٔ اسلام علیہ
یۃ والسلام کی بعثت اور مذہب اسلام کی ابتدا اسی مہینہ میں ہوئی۔

ضان زاد آخرت کی تیاری کا مہینہ ہے

مذکورہ بالا آیت سے رمضان کی فضیلت
یلت اور روزوں کی فرضیت کی تمام قدر و منزلت اس بات میں ثابت ہوتی ہے کہ یہ
ا مہینہ زاد آخرت کی تیاری کے لئے وقف کر دیا جائے گی وہ مہینہ کے کھانے پینے تحور
چھوڑ لے اور خواہشات نفسانی کو افراد چند پورے کرنے میں گزر سے تو اس ایک
ینہ میں اپنا فرشتہ ہونا ثابت کیا جائے اور ملکیت کا اظہار کیا جائے۔
یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں ہم اہل اسلام کے لئے خصوصاً اور تمام عالم کے
ے عموماً خیر و برکت اور تکمیل ہدایت کا ظہور ہوا اور خدا نے کو خدائی احکام ملتے رہے
ں ہم کو چاہیئے کہ ہم اس مہینہ میں اپنی نفسانی خواہشات کو دبا کر روحانی نعمتوں
حاصل کرنے کی اہلیت و قابلیت بہم پہنچائیں تاکہ ہم انوار الٰہی کے پر تو سے منیر
ول اور اس مادیت کی کیچڑ میں دھنسی ہوئی دنیا اور فسق و عصیاں کی تاریکی
ر ہو اور کائنات کا ذرہ ذرہ جگمگا اٹھے۔

رمضان میں شیاطین مقید ہو جاتے ہیں

حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ارشاد ہے کہ جب رمضان
المبارک کا مہینہ آتا ہے تو جنتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے
بند کر دیئے جاتے ہیں سرکش شیطانوں کے پیروں میں زنجیریں ڈال کر ان کو دریا برد
کر دیا جاتا ہے اور خبیث جنات قید کر دیئے جاتے ہیں یعنی انسان جو گناہ کرتا ہے تو یا تو
شیطان کے بہکانے سے اور یا نفس و شیطان دونوں کے بہکانے سے۔ اس مہینہ
میں شیطان اور خبیث جنات تو مقید کر دیئے جاتے ہیں مگر چونکہ نفس آزاد رہتا ہے
اس لئے لوگ بدستور گناہوں کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں اس فرمان رسول کے
مطابق ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس ماہ میں جس قدر عیوب و معاصی کا ظہور ہوتا ہے وہ صرف
نفس کے اغوا سے ہوتا ہے اور اس ماہ میں صرف وہی گناہ کرنے کی جرأت کر سکتا ہے
جو اپنا شیطان آپ ہو کثرت معاصی سے ذہنیت مسخ اور قلب تاریک ہو چکا ہو
اور اس کو گناہوں کی عادت پڑ گئی ہو۔
ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک رمضان کے ختم ہونے اور دوسرے رمضان کے
شروع ہونے تک پورے گیارہ مہینے جنتوں کی آرائش و سجاوٹ ہوتی رہتی ہے
رمضان کے پہلے دن جنت کی خوشگوار ہوا عرش الٰہی کے نیچے سے ہو کر بہشت کی
حوروں کے سروں پر چلتی ہے اس ہوا سے حوروں میں ایک جوش اور ولولہ
پیدا ہوتا ہے اور وہ جذب الٰہی میں دعا کرتی ہیں کہ خداوندا ہمیں ہمارے شوہر
عطا کر ہماری آنکھیں ان سے اور ان کی ہم سے ٹھنڈی ہوں"
یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں ایک ایسی فضیلت و بزرگی والی رات ہے جس میں
عبادت کرنا ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے بڑی قسمت والے ہیں وہ لوگ
جو اس رات میں عبادت کر کے رحمت الٰہی کے مستحق بنتے ہیں کتنا داخرت تیج
کر کے راحت ابدی کا سامان کرتے ہیں اور بدقسمت ہیں وہ بے بصیرت اور مردہ
مسلمان جو اس عظمت و بزرگی والی رات کو بھی غفلت و بے حسی میں کھو دیتے ہیں۔
یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں مسلمانوں کی شادابی روح اور تزکیہ نفس کا سامان
واہتمام ہوتا ہے جس میں روزہ دار کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا سونا جاگنا
اور تمام افعال عبادت میں لکھے جاتے ہیں اور ہر نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے۔

رمضان کو رمضان کیوں کہتے ہیں

بیضاوی میں ہے کہ رمضان کو رمضان اس لئے کہتے ہیں
کہ لرمض الذنوب فیہ اس میں گناہ جل جاتے ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے
رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ جس نے رمضان کو ایمان
واحتساب یعنی نیک نیتی کے ساتھ گزارا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے تفسیر کبیر میں ہے
"رمضان کو اس نام کے ساتھ اس لئے موسوم کیا جاتا ہے کہ یہ گناہوں کو جلا دیتا
ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ رمضان کو رمضان اس لئے
کہا جاتا ہے کہ وہ بندوں کے گناہوں کو جلا دیتا ہے" مجاہد کہتے ہیں کہ رمضان
اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے نیز حضور اکرم صلعم سے مروی ہے
کہ یہ مت کہو کہ رمضان آگیا اور رمضان چلا گیا بلکہ یوں کہو کہ شہر رمضان آگیا اور
شہر رمضان چلا گیا کیونکہ رمضان اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

تمام آسمانی کتابیں ماہ رمضان میں نازل ہوئیں

ماہ رمضان المبارک کی تمام فضیلتوں
اور برکتوں میں سے سب سے بڑی فضیلت و برکت یہ ہے کہ اسی ماہ مقدس میں بندے
خدا کے کلام سے آشنا ہوئے اور اسی ماہ میں تکمیل ہدایت کے متعلق آسمانی ہدایتیں
آتی رہیں اور بندوں پر ہدایت و سعادت کی راہیں کھلتی رہیں چنانچہ رمضان کی پہلی
رات میں صحف ابراہیم چھٹی رات میں توراۃ تیرہویں رات میں انجیل بارہویں
رات میں زبور اور غالباً چوبیسویں رات میں قرآن مجید کو نازل کیا۔ قرآن مجید کے رمضان
میں اترنے کا مطلب یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل
ہوا اور پھر موقع بموقع بخماً بخماً رسول خدا پر اترتا رہا۔

مسائل صیام

رویت ہلال کے مسائل

شعبان کی ۲۹ تاریخ کو رمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کرنا مسلمانوں پر واجب کفایہ ہے
یعنی اگر کسی بستی کے ایک مسلمان نے بھی چاند دیکھنے کی کوشش کی تو چاند دیکھنے کا حکم
سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا اگر ۲۹ تاریخ کو گرد و غبار کی وجہ سے چاند نظر
نہ آئے تو پھر شعبان کے پورے تیس دن کر کے روزہ رکھنا چاہیئے۔
اگر شعبان کی ۲۹ تاریخ کو چاند گرد و غبار کی وجہ سے نظر نہ آوے تو شعبان کی ۳۰ تاریخ
کو یوم الشک کہا جاتا ہے شک کی حالت میں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے کیونکہ حدیث میں آیا ہے
من صام الیوم الذی یشک فیہ عصی اللّٰہ ورسولہ جس نے شک کے دن
روزہ رکھا اس نے خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی مگر یہ روزہ نہ رکھنے کا حکم حضرت
امام شافعی کا ہے حضرت امام احمد کے نزدیک اس روز کا روزہ واجب ہے اور حضرت
امام اعظم کے نزدیک نفل کی نیت کی تو روزہ رکھنا جائز ہے مگر رمضان کی نیت سے ناجائز
اس نیت سے بھی جائز نہیں کہ اگر کل رمضان ہے تو روزہ رکھوں گا ورنہ نہیں علمائے
محققین نے اس اختلاف میں ایک محتاط مسلک یہ بتلایا ہے کہ قاضی مفتی اور خاص

تک شعبان یا رمضان کی نیت سے روزہ رکھیں مگر عوام کو حکم نہ دیں۔

رویت ہلال کی گواہی

گرد و غبار کی حالت میں صرف ایک شخص مسلمان عادل کی گواہی بھی قبول ہوگی اور عادل وہ ہے جو برائیوں کی نسبت نیکیاں زیادہ کرتا ہو اور اگر مطلع صاف ہو تو رمضان اور شوال دونوں میں بڑی جماعت کی شہادت معتبر ہوگی بڑی جماعت کیلئے پچاس آدمیوں کی تعداد مقرر ہے ذکرہ الدر۔

اگر کوئی رمضان کا چاند دیکھے اور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے تو خود اس کو روزہ رکھنا چاہئے اگر نہ رکھیگا تو قضا بلا کفارہ لازم آئے گی جہاں حاکم شرعی نہ ہو وہاں رویت ہلال کی گواہی مسجد میں لوگوں کے سامنے دینی چاہئے اور لوگوں کو اس ایک شخص عادل کی گواہی پر اعتبار کر کے روزہ رکھنا چاہئے اگر لوگوں نے اس کی گواہی قبول کر کے روزہ رکھ لیا مگر خود نہ رکھا تو اس پر کفارہ لازم آئیگا (جامع الرموز)

اگر شہر میں عام طور پر یہ مشہور ہو کہ چاند دیکھا گیا ہے مگر تحقیق و تلاش کے بعد کوئی ایسا آدمی نہ ملے جو خود اپنی آنکھوں سے چاند دیکھنے کی گواہی دے تو یہ خبر قابل اعتبار نہ ہوگی۔

روزہ کی تعریف

روزہ کے لغوی معنے صرف رک جانے کے ہیں اور اصطلاح شرع میں روزہ کے یہ معنے ہیں کہ انسان کھانے پینے اور جماع کرنے سے رک جائے۔ اور روزہ کا وقت فجر صادق کے نکلنے سے غروب آفتاب تک روزہ کا وقت ہے اللہ پاک فرماتے ہیں کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل (تمام رات) کھاؤ پیو یہاں تک کہ تم پر فجر کے سیاہ ڈورے سے سپید ڈورا ظاہر ہو جائے یعنی جب فجر کاذب سے فجر صادق کھل جائے تو پھر کھانے پینے سے رک جاؤ ثم اتموا الصیام الی اللیل پھر روزہ کو رات تک پورا کرو۔

روزہ کے ادا کی شرطیں

روزہ کی فرضیت کا سبب ماہ رمضان کا ہر دن ہے اور رمضان کا چاند دیکھنے یا شعبان کے پورے تیس دن ہو جانے سے ثابت ہو جاتا ہے پھر اس کی ادائیگی ہر مسلمان بالغ اور عاقل پر واجب ہے روزہ رکھنا فرض ہو جاتا ہے کیونکہ روزہ اسلام کا رکن اعظم اور ایک بڑی اہم عبادت ہے تمام امت اسلامیہ کا اس کی فرضیت پر اجماع ہے کسی کو اس کی فرضیت کا انکار نہیں اس کا منکر کافر اور نہ رکھنے والا فاسق ہے اس کا بلا عذر شرعی ترک کرنا خدا کی نافرمانی ہے اور اسلامیت کے دائرہ سے نکلنا ہے فرضیت روزہ کی تین شرطیں ہیں اسلام، بلوغ اور درستگی ہوش و حواس۔ روزہ کے ادا ہونے کی دو شرطیں ہیں تندرستی اور اقامت اسی لئے بیمار کو بیماری کی حالت میں اور مسافر کو حالت سفر میں افطار کر لینا یعنی روزہ نہ رکھنا جائز ہے لیکن پھر قضا دینا لازم ہے۔ روزہ کے صحیح ادا ہونے کے لئے حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے جو عورت حائضہ ہو یا نفساء ہو اور یا روزہ کی حالت حیض و نفاس میں مبتلا ہو جائے تو اس کا روزہ نہ ہوگا اور قضا لازم آئیگی۔

روزہ کے اقسام

روزہ تین قسم کا ہوتا ہے فرض، واجب، نفل۔ رمضان کے روزے ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہیں بشرطیکہ وہ معذور نہ ہو اسی طرح کفارہ کے روزے رکھنے بھی فرض ہیں نذر معین یا غیر معین کے روزے رکھنے واجب ہیں ان کے علاوہ باقی سب روزے نفل ہیں۔ رمضان کے علاوہ نفلی روزے بعض تو ایسے ہیں جو سال میں آتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ہر ماہ میں آتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ہر ہفتہ میں آتے ہیں جو سال میں آتے ہیں وہ یہ ہیں عرفہ کا روزہ عاشورہ کا روزہ، عشرہ ذی الحجہ کے روزے، محرم کے روزے ایام بیض کے روزے، ہر جمعرات جمعہ ہفتہ کے روزے حدیث شریف میں آیا ہے صوم یوم من شھر حرام افضل من صوم ثلاثین من غیرہ وصوم یوم من رمضان افضل من ثلاثین من شھر حرام شہر حرام کا روزہ غیر مہینوں کے روزے سے تیس حصہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور رمضان کا روزہ شہر حرام کے روزہ سے تیس حصہ فضیلت رکھتا ہے۔ اشہر الحرام چار مہینے ہیں ذوالقعدہ ذوالحجہ محرم اور رجب۔ اور عید الفطر عید الاضحیٰ اور ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخوں کے روزے رکھنے حرام ہیں حدیث میں ان ایام کے روزے رکھنے کی سخت ممانعت آئی ہے۔

نذر معین اور غیر معین کے روزے

اگر کوئی شخص نذر مانے کہ میرا فلاں کام پورا ہو گیا تو میں اس کے لئے اتنے روزے رکھوں گا نذر معین تو یہ ہے کہ کوئی تاریخ یا دن مقرر کرے مثلاً یہ کہ اگر یا اللہ میرا فلاں کام ہو گیا تو میں جمعہ کو یا فلاں تاریخ کو روزہ رکھوں گا اور نذر غیر معین یہ ہے کہ دن اور تاریخ وغیرہ کچھ نہ مقرر کرے بلکہ ویسے ہی حصول ثواب کی نیت سے نذر مان لے کہ میں خدا کے واسطے اتنے روزے رکھوں گا بس اگر کوئی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اور اگر نہ رکھیگا تو ترک واجب کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔ نذر معین کے روزے کے لئے رات ہی سے نیت کرنا افضل اور مستحب ہے اگر رات سے نیت نہ کی تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے نیت کرے تو بھی جائز ہے کیونکہ جب دن اور تاریخ پہلے ہی سے معین ہے تو اب وقت پر رات سے مقرر کرنا کچھ ضروری نہیں ہاں افضل اور مستحب ہے مگر دوپہر سے قبل نیت کرنا ضروری ہے بس فقط اتنی نیت کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے۔ اگر نذر کے دن قضا روزہ رکھ لیا اور نذر کا روزہ رکھنا یاد نہ رہا اور یا قصداً نذر کا روزہ نہ رکھا تو اس صورت میں نذر کا روزہ ادا نہ ہوگا قضا کا روزہ ادا ہو جائے گا۔

نذر غیر معین کے روزہ میں رات سے نیت کرنی ضروری ہے تاکہ نذر ادا ہو جائے اگر رات سے نیت نہ کی بلکہ صبح ہونے کے بعد نیت کی تو نذر ادا نہ ہوگی بلکہ نفلی روزہ ہو جائیگا۔

نفل روزہ کی نیت

نفل روزہ کی نیت دو طرح سے ہو سکتی ہے اول تو اس طور پر کہ دل میں خیال کر لے کہ میں نفلی روزہ رکھتا ہوں دوسرے یہ کہ نفل کی قید بھی نہ لگائے بلکہ صرف یہ نیت کرے کہ میں روزہ رکھتا ہوں دونوں صورتوں میں نیت صحیح ہو جائے گی نفل روزہ کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ رات ہی سے نیت کرے بلکہ اگر دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے بھی نیت کرے تو صحیح ہے نفل کا روزہ نیت کر لینے سے واجب ہو جاتا ہے لہٰذا اگر کسی نے صبح کو یہ نیت کی کہ آج میرا روزہ ہے اور پھر دن میں کسی وقت توڑ دیا تو اس کی قضا واجب ہو جائیگی اگر کسی نے ارادہ کیا کہ میں کل روزہ رکھوں گا لیکن صبح ہونے سے قبل ارادہ بدل گیا اور روزہ نہ رکھا تو قضا واجب نہیں۔ شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کے لئے نفل روزہ رکھنا جائز نہیں اگر اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھا اور توڑ دینے کو کہا تو روزہ توڑ دینا چاہئے اور جس روز قضا رکھنے کو کہے اس دن قضا رکھ لے۔

اگر کسی نے عید کے دن نفل روزہ رکھ لیا تو اس کا توڑ دینا واجب ہے اور قضا ضروری نہیں نیز مہمان کی خاطر سے میزبان کے لئے اور میزبان کی خاطر کے لئے مہمان کو نفل روزہ توڑ دینا جائز ہے تاکہ ایک دوسرے کی دلشکنی نہ ہو۔

رمضان کے روزہ کی نیت

روزہ میں نیت شرط ہے اور نیت کے معنے

دل کے ارادہ کے ہیں اگر روزہ کا ارادہ نہیں کیا اور دن بھر کچھ کھایا پیا نہیں تو روزہ ادا نہ ہوگا۔ رمضان کے روزہ کی نیت اگر رات سے کر لی تو مسنون اور افضل ہے اگر رات سے نیت نہ کی صبح ہو گئی اور صبح کو روزہ کا ارادہ کر لیا تو روزہ صحیح ہوگا کیونکہ رمضان کے روزہ کی نیت آدھے شرعی دن تک کر سکتا ہے یعنی تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تک اس کے بعد اگر نیت کریگا تو معتبر نہ ہوگی۔

رمضان شریف کے روزہ کی بس اتنی نیت کر لینی کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہوگا بس اسی قدر نیت کرنا کافی ہے زبان سے نیت کرنی فرض نہیں لیکن بہتر اور مستحب یہ ہے کہ سحری کا کھانا کھا کر اس طرح نیت کر لیا کرے بصوم غد نویت من شھر رمضان۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نیت کے بعد کچھ کھانا پینا جائز نہیں یہ خیال بالکل غلط ہے بلکہ صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے کھانا پینا بلا شبہ درست ہے خواہ نیت کی ہو یا نہ۔

مسئلہ اگر کسی نے نیت مانی تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اللہ کے لئے ایک یا دو روزہ رکھوں گا اس اثنا میں رمضان کا مہینہ آگیا اور اس نے اسی نذر کے روزہ کی نیت کی رمضان کے روزہ کی نیت نہ کی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ادا ہوگا نذر کا روزہ ادا نہ ہوگا۔ **مسئلہ** اگر پچھلے رمضان کا روزہ قضا ہو گیا تھا اور پورا سال گذر گیا اب تک قضا شدہ روزہ کو ادا نہیں کیا یہاں تک کہ دوسرا رمضان آگیا اور اس رمضان میں گزشتہ قضا شدہ روزہ کو ادا کرنے کی نیت سے روزہ رکھا اور یہ نیت کی کہ جو روزہ قضا ہو گیا ہے اس کو ادا کرنے کے لئے کل میرا روزہ ہوگا تو اس صورت میں بھی قضا شدہ روزہ ادا نہ ہوگا بلکہ موجودہ رمضان ہی کا روزہ ادا ہوگا۔

سحری کے مسائل

روزہ کے لئے سحری کھانا مسنون اور باعث ثواب ہے اگر بھوک نہ ہو اور کھانے کی خواہش نہ ہو تو کم از کم دو ایک چھوہارے ہی کھا لے اگر اور کچھ نہیں تو پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لے تاکہ سنت پر عمل ہو جائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سحری کھایا کرو اس میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ سحور برکت کی چیز ہے کچھ نہ ہو تو پانی کے چند گھونٹ ہی پی لیا کرو اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں سحری میں بہترین غذا کھجور ہے (ابو داؤد) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ عرباض بن ساریہ کو سحری کے کھانے پر یہ فرما کر بلایا اے عرباض مبارک غذا کی طرف آؤ۔ (ابوداؤد) **مسئلہ** اگر کسی کی آنکھ دیر میں کھلی اور یہ خیال کر کے کہ ابھی رات باقی ہے کچھ کھا پی لیا پھر معلوم ہوا کہ سحری صبح ہو جانے کے بعد کھائی تھی تو روزہ نہ ہوگا قضا بغیر کفارہ لازم آئے گی مگر پھر بھی کچھ کھانا پینا نہیں چاہیے بلکہ روزہ داروں کی طرح رہے۔ جہاں تک ہو سکے سحری دیر کر کے کھانا بہتر ہے لیکن اتنی دیر بھی نہ کرنی چاہیے کہ صبح ہو جائے اور روزہ میں شبہ پڑ جائے اگر سحری میں اتنی دیر ہو گئی کہ صبح ہو جانے کا شبہ پڑ گیا، تو اگر معلوم ہو گیا کہ واقعی صبح ہو گئی تھی تو قضا بلا کفارہ لازم آئے گی اور اگر شبہ ہی شبہ رہا یقینی طور پر معلوم نہ ہوا کہ صبح ہو گئی تھی تو پھر قضا بھی نہیں۔

سحری کھانا کیوں ضروری ہے

دیگر اہل کتاب کے لئے سونے کے وقت تک تو ایام صیام میں کھانا پینا اور جماع کرنا جائز تھا لیکن سو جانے کے بعد کھانے پینے وغیرہ کی ممانعت تھی اور شریعت اسلامی میں بھی ابتدا میں یہی حکم تھا لیکن ایک مرتبہ قیس بن خزیمہ نے ایام رمضان میں روزہ رکھا افطار کے وقت چونکہ کوئی چیز موجود نہ تھی اس لئے ان کی بیوی کہیں سے کچھ کھانے پینے کے لئے لینے گئیں ہوئی کہ کافی دیر ہو گئی اور قیس سو گئے بیوی یہ دیکھ کر مجبور ہو گئیں اور انہوں نے جگانا مناسب نہ سمجھا اور نہ انہیں شریعت اسلامی کے بموجب اٹھانے کا کوئی حق تھا اس لئے مجبوراً قیس نے بغیر سحری کے روزہ رکھ لیا جب دوپہر کا وقت ہوا تو شدت گرسنگی و تشنگی سے ان پر حالت غشی طاری ہو گئی حضور اقدس کو اطلاع ہوئی تو آپ نے تشریف لا کر استفسار حال فرمایا قیس نے رات کا واقعہ بیان کر دیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کلوا و اشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر یعنی صبح تک صبح کاذب کے بعد صبح صادق نہ نکل آئے اس وقت تک کھاتے پیتے رہو اس آیت کے نزول کے بعد پہلا حکم منسوخ ہو گیا اور سحری کھانے کی اجازت مل گئی تاکہ بدن میں طاقت اور چستی قائم رہے اور ضعف و اضمحلال عبادت الٰہی کی بجا آوری سے باز نہ رکھے چنانچہ ابن ماجہ میں حضور کی ایک حدیث ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دوپہر کو تھوڑی دیر سو کر رات کے قیام میں آسانی حاصل کرو۔

اللہ اللہ شریعت اسلامیہ کی کیسی فطرت شناسی اور آسانی ہے کہ سحری کی اجازت دیکر عوام کو سختی اور تنگی سے بچا لیا۔ جبھی تو ہم کہتے ہیں کہ اسلام ہی ایک فطری مذہب ہے اور جس میں دین و دنیا دونوں پہلو بہ پہلو چلتے ہیں اگر نفس کو اتنی سختی اور تنگی میں ڈال دیا جائے کہ وہ عبادت کی قوت حاصل نہ کر سکے تو انسان کا منشاء تخلیق ہی فوت ہوتا ہے اس لئے شریعت اسلام نے صوم رمضان پر سحری کے ذریعہ عبادت الٰہی کی قوت حاصل کرنے کی اجازت دیکر نفس کشی کا حقیقی مفہوم واضح کر دیا۔

صبح کاذب اور صبح صادق کی پہچان

جواہر الفتاویٰ میں ہے کہ سحری کھانے کا وقت رات کا پچھلا حصہ یعنی رات کا چھٹا حصہ ہے اور ساتویں حصہ میں ہی کھانا مستحب ہے جس کا آخر وقت صبح صادق کے نمودار ہونے تک ہے۔ صبح صادق کی پہچان یہ ہے کہ جب صبح صادق نمودار ہوتی ہے تو مشرق میں سیاہی اور روشنی کی دو دھاریاں نمودار ہوتی ہیں اور پھر روشنی غالب آکر تاریکی مٹ جاتی ہے یہی صبح صادق ہے

مسئلہ اگر کہیں صبح صادق سے پہلے اذان ہو جائے تو اذان کی وجہ سے کھانا پینا بند نہ ہوگا جب تک صبح صادق کا یقین نہ ہو بعض لوگوں نے کھانا پینا بند کرنے کی علت اذان کو سمجھا ہوا ہے کہ خواہ صبح صادق ہوئی ہو یا نہیں وہ اذان سنتے ہی کھانا پینا ترک کر دیتے ہیں یہ خیال بالکل غلط ہے سحری کا اصل وقت صبح صادق کے نمودار ہونے تک ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے روزوں اور ہمارے روزوں میں صرف سحری کا فرق ہے" یعنی وہ سحری نہیں کھاتے اور ہم کھاتے ہیں۔

افطار کا بیان

آفتاب غروب ہو جانے کے بعد افطار میں دیر نہیں کرنی چاہیے البتہ جس روز ابر ہو اس روز احتیاطاً ذرا دیر کر لی جائے ترمذی میں ایک حدیث قدسی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو بندہ افطار میں جلدی کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے مطلب یہ ہے کہ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنی چاہیے تاروں کے چمکنے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے بخاری و مسلم میں ہے لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے نیز ابن حبان کی حدیث ہے میری امت ہمیشہ صحیح طریقہ پر رہے گی جب تک افطار کے لئے تاروں کا انتظار نہ کرے گی۔

روزہ کس چیز سے افطار کرنا مسنون ہے

مسنون یہ ہے کہ چھوہارے سے افطار کرے یہ مسنون ہے اور باعث ثواب بھی اگر چھوہارے نہ مل سکیں تو پھر پانی بہتر ہے مگر آگ کی پکی ہوئی چیز مثلاً روٹی چاول اور فیرینی وغیرہ سے افطار کرنے سے ہرگز کراہت اور نقصان روزہ میں نہیں آتا البتہ بہتر یہ ہے کہ پھل وغیرہ کوئی دوسری چیز ہو اور کھجور خرما تو سب سے افضل ہے۔

اگر کسی دوسرے کی دی ہوئی چیز سے روزہ افطار کیا جائے تو نہ روزہ دار کا ثواب کم ہوتا ہے اور نہ افطار کرنے والے کا بلکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے تو اس کے صغیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملتی ہے اور اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا روزہ دار کو روزہ رکھنے کا اس پر مزید لطف اور خدا تعالیٰ کا احسان یہ ہے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی کیا رب بے نیاز کے ہاں ثواب کا کچھ گھاٹا ہے کہ ایک کے ثواب میں کمی کر کے دوسرے کو دے۔

صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر کسی میں روزہ افطار کرانے کی گنجائش نہ ہو تو وہ اس ثواب کو کیسے حاصل کر سکتا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی دودھ کے ایک گھونٹ یا چھوہارے کے ایک ٹکڑے یا پانی کے ایک گھونٹ سے ہی کسی کا روزہ کھلوا دیگا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی وہی ثواب عطا فرما دے گا اور اگر کوئی صحت اور گنجائش والا پیٹ بھر کر روزہ دار کو کھانا کھلا دیگا تو اللہ تعالیٰ اس کو خاص میرے حوض کا پانی پلائیگا۔

حرام اور مشتبہ چیز حلال سے روزہ افطار نہ کرے بلکہ صرف اپنی کمائی کی حلال چیز سے افطار کرے بعض لوگ نمک کی کنکری سے روزہ افطار کرنے کو ثواب کا باعث سمجھتے ہیں یہ خود ساختہ اور غلط عقیدہ ہے۔ اگر روزہ افطار کرنے اور کھانے پینے کی وجہ سے نماز جماعت میں دس بارہ منٹ کی تاخیر ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

افطار کے وقت کی دعا

افطار کا وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے روزہ دار کی دعا اس وقت قبول ہوتی ہے روزہ افطار کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ یعنی الٰہی تیرے ہی لئے روزہ رکھا تجھی پر میرا یقین ہے اور تیرے رزق ہی سے میں نے روزہ کھولا اور روزہ افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى یعنی پیاس گئی رگیں آزمائش میں ڈالی گئی تھیں تر ہوئیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا اجر ثابت ہو گیا۔

مسئلہ اگر ابر و غبار کی وجہ سے یہ سمجھ کر کہ وقت ہو گیا ہے روزہ کھول ڈالا اور بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تو ایسی صورت میں بھی قضا بلا کفارہ لازم آئیگی۔

ان چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

اگر بھول کر کچھ کھا پی لیا یا بلا اختیار حلق میں گرد و غبار یا مچھر مکھی چلی گئی یا آٹا پیستے اور تمباکو کوٹتے وقت آٹا یا تمباکو اڑ کر حلق میں پہنچ گیا یا کان میں پانی چلا گیا یا خود بخود قے آگئی یا خواب میں غسل کی حاجت ہو گئی اور ایسے ہی اگر خود بخود ٹوٹ جائے تو ان سب باتوں سے روزہ نہیں جاتا اور کچھ خلل نہیں آتا۔

نیز آنکھ میں دوا ڈالنے، خوشبو سونگھنے اور زخم نکل جانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا بصورتیکہ تھوڑی سی بھی منہ بھر کر نہیں تو روزہ نہیں جاتا۔ اگر کوئی روزہ میں بھول کر کچھ کھا پی رہا ہے اور قوی و تندرست ہے تو اس کو روزہ یاد دلا دینا جائز ہے اور اگر ضعیف و ناتوان ہے تو یاد نہ دلائے۔

اگر خود بخود مسواک وغیرہ کرنے سے دانتوں سے خون نکلے لیکن حلق میں نہ جائے تو روزہ میں کچھ فرق نہیں آتا اگر خواب میں یا صحبت کرنے سے رات کو غسل کی حاجت ہوئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہیں کیا تو روزہ میں خلل نہیں آتا اگر خواب میں یا صحبت کرنے سے رات کو غسل کی حاجت ہوئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہیں کیا تو روزہ میں خلل نہیں آتا۔ اور اگر دن کو سوتے ہوئے غسل کی حاجت ہو گئی تو اس سے بھی مطلقاً روزہ میں کوئی خلل نہیں آتا۔

روزہ کے ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کی صورتیں

دن کو سرمہ لگانے خوشبو سونگھنے۔ تیل ملنے، کنگھا کرنے اور کان کا میل صاف کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا بلکہ اگر سرمہ لگانے کے بعد تھوک وغیرہ میں سرمہ کا کچھ اثر بھی برآمد ہو جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا صرف مکروہ ہوتا ہے (شامی) **مسئلہ** اگر کسی نے کنکری یا لوہے کی یا کوئی اور ایسی چیز کھا لی جو عموماً کھائی نہیں جاتی اور نہ بطور دوا کے اس کا استعمال کیا جاتا ہے تو روزہ جاتا رہے گا اور صرف قضا واجب ہوگی کفارہ لازم نہ آئیگا اور اگر دوا کھا لی یا کوئی ایسی چیز کھا لی جو کھائی جاتی ہے تو قضا بھی واجب ہوگی اور کفارہ بھی۔ **مسئلہ** اگر گوشت کا ریشہ یا غذا کا کوئی ریزہ دانت میں رہ گیا اور اس کو خلال سے کرید کر کھا لیا یا خود بخود حلق میں چلا گیا تو وہ اگر چنے سے کم ہے تو روزہ نہ ٹوٹے گا یا اگر چنے کی برابر یا اس سے بڑا ہے تو روزہ ٹوٹ جائیگا مگر یہ صورت تو اس وقت ہے جبکہ منہ سے باہر نکال کر نہ کھایا ہو اور اگر منہ سے نکال کر دوبارہ کھا لیا یا وہ خود منہ سے نکل آیا اور دوبارہ کھا لیا تو ہر صورت روزہ ٹوٹ جاتا ہے خواہ چنے سے کم ہو یا زیادہ۔ **مسئلہ** روزہ کی حالت میں مرد و عورت کا ساتھ لیٹنا اور بوس و کنار کرنا جائز ہے ہاں اگر جوانی کا آغاز ہو اور خوف ہو کہ خواہش کو ضبط نہ کر سکے اور انزال ہو جانے کا خوف ہو تو یہ تمام باتیں ناجائز ہیں **مسئلہ** اگر کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ بھی یاد تھا تو روزہ ٹوٹ جائیگا قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں **مسئلہ** جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے خواہ جماع پورا کامل اور انزال ہو یا نہ ہو بہر صورت قضا و کفارہ واجب ہیں **مسئلہ** اگر کسی نے روزہ کی حالت میں ناس لی یا کان میں تیل ڈالا یا جلاب میں عمل لیا اور دوا نہیں پی یا عورت نے روزہ کی حالت میں پیشاب کے مقام میں کوئی دوا رکھ لی یا پیشاب کے مقام میں تیل وغیرہ ڈالا تو ان سب صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائیگا اور قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہ ہوگا البتہ اگر مرد نے پیشاب کے مقام میں دوا ڈالی یا تیل ٹپکایا تو روزہ نہیں ٹوٹتا **مسئلہ** اگر کوئی عورت غافل پڑی تھی یا مرض کی وجہ سے مدہوش تھی اور اس سے کسی نے جماع کیا تو عورت کا روزہ ٹوٹ جائیگا قضا دینی پڑے گی کفارہ لازم نہ آئیگا اور مرد پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہوں گے **مسئلہ** اگر منہ سے خون نکلا اور تھوک کے ساتھ اس کو نگل گیا اور خون کا مزہ حلق میں معلوم ہوا تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور اگر خون کی مقدار تھوک سے کم ہو اور نگلنے کے وقت اس کا مزہ حلق میں نہ معلوم ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ **مسئلہ** اگر کسی کو روزہ میں قے ہوئی اور اس نے یہ سمجھ کر کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا قصداً کچھ کھا پی لیا تو قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں اور اگر سرمہ لگایا یا فصد

کھلیانی یا سر میں تیل ڈالا اور ان باتوں سے یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا قصداً کھا پی لیا تو اس صورت میں قضا و کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

قضا و کفارہ کا قاعدہ کلیہ

اگر روزہ قصداً توڑا ہو یا ایسا فعل کیا ہو جس سے روزہ کا قصداً توڑنا معلوم ہوتا ہو تو کفارہ و قضا دونوں واجب ہیں اور بغیر قصد کے صرف قضا لازم آئیگی کفارہ واجب نہ ہوگا (۲) روزہ کے توڑنے سے کفارہ اسی وقت واجب ہوتا ہے جبکہ رمضان شریف میں روزہ توڑ ڈالے اگر رمضان شریف میں روزہ نہ توڑے مثلاً نفل روزہ کو توڑ دے یا نذر کے روزہ کو توڑ دے اور یا رمضان کا قضا شدہ کیا ہوا روزہ توڑ دے تو کسی صورت میں کفارہ نہیں ہے رمضان کے زمانہ میں بھی اگر رات سے روزہ نہ رکھا اور یا حیض و نفاس آنے لگا اور کچھ کھانا پینا شروع کردیا تو ایسی حالت میں بھی کفارہ نہیں صرف قضا ہے۔

کفارہ کا بیان

رمضان شریف کا ایک روزہ بلا عذر قصداً توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے تھوڑے تھوڑے کرکے رکھنے اور ناغہ کرکے بقیہ روزے پورے کرنے جائز نہیں اگر کسی وجہ سے دو ایک روزے ناغہ ہو جائیں تو از سر نو دو مہینے کے روزے رکھنے چاہئیں ہاں جتنے روزے حیض کی وجہ سے بیچ میں ناغہ ہو جائیں تو کچھ حرج نہیں پاک ہونے کے بعد بقیہ روزے پورے کرلے اگر کفارہ کے درمیان نفاس ہو گیا اور اس وجہ سے کچھ روزے ناغہ ہو گئے تب بھی کفارہ کے جتنے روزے ادا کرلئے ہیں وہ سب باطل ہو گئے از سر نو دو ماہ کے روزے رکھنے چاہئیں اور اگر کسی بیماری کی وجہ سے درمیان میں چند روزے ناغہ ہو گئے تب بھی از سر نو رکھنے ضروری ہیں اگر کفارہ کے روزے ادا ہو رہے تھے اور درمیان میں رمضان آگیا تب بھی کفارہ صحیح نہ ہوا از سر نو کل روزے رکھے (۳) اگر کسی کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو اور کفارہ کے روزے نہ ادا کرسکتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام خوب پیٹ بھر کر اپنی توفیق کے مطابق کھانا کھلادے کفارہ ادا ہو جائے گا مسکینوں میں بڑے آدمی ہونے چاہئیں چھوٹے بچے نہ ہوں ورنہ وہ شمار میں نہ آئینگے۔ **مسئلہ** اگر گیہوں کی روٹی ہو تو روکھی روٹی کھلانی بھی درست ہے اور اگر جو یا باجرے وغیرہ کی روٹی ہو تو اس کے ساتھ سالن ہونا بھی ضروری ہے **مسئلہ** اگر کھانا نہ کھلائے بلکہ مسکینوں کو کچا اناج دیدے تب بھی درست ہے بلکہ ہر مسکین کو ایک سیر چھ چھٹانک دینا چاہئے اور اگر اناج کے بجائے اس کی قیمت دیدے تب بھی درست ہے اگر ایک ہی مسکین کو روزانہ روزانہ ساٹھ دن تک صبح و شام کھانا کھلاتا رہے یا اناج کی روزانہ قیمت دیتا رہے تب بھی کفارہ ادا ہو جائے گا مگر ۶۰ دن کا اناج حساب کرکے ایک فقیر کو ایک دن دینا صحیح نہیں **مسئلہ** اگر کسی فقیر کو اناج کی مذکورہ مقدار سے کم دیا جائے تو کفارہ ادا نہ ہوگا **مسئلہ** اگر ایک رمضان کے چند روزے توڑ ڈالے تو کفارہ ایک اتنا ہی ہے جتنا ایک روزہ کا ہوتا ہے چند کفارے دینے ضروری نہیں ہاں اگر مختلف رمضانوں کے مختلف روزے توڑے ہوں تو ہر رمضان کا الگ الگ کفارہ دینا ہوگا

قضا روزہ کب اور کس طرح ادا کیا جائے

اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے کچھ روزے قضا ہو گئے ہوں تو جہاں تک ہوسکے رمضان کے بعد جلد ادا کرنے کی کوشش کرے کیونکہ موت کا کوئی اعتبار نہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور روزے سر پر رہیں اور آخرت میں مواخذہ دینا پڑے روزہ کی قضا میں دن تاریخ مقرر کرکے نیت کرنی ضروری نہیں بلکہ جتنے روزے قضا ہو گئے ہوں اتنے روزے رکھ لے۔

مسئلہ قضا روزہ رکھتے وقت رات سے نیت کرنی ضروری ہے اگر صبح ہونے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہیں ہوگی یہ روزہ نفل ہو جائے اور قضا روزہ علیحدہ رکھنا پڑے گا کفارہ کے روزہ کا بھی یہی حکم ہے **مسئلہ** جتنے روزے قضا ہو گئے ہیں ان سب کو چاہئے یکدم پے در پے رکھے یا تھوڑے تھوڑے کرکے ادا کرے دونوں صورتیں جائز ہیں۔

بیہوشی کی وجہ سے قضا شدہ روزہ کا بیان

اگر رمضان کے مہینے میں کوئی شخص دن کو بیہوش ہو جائے اور تین دن برابر بیہوش رہے تو صرف دو روزہ کی قضا واجب ہے بیہوش ہونے والے دن کی قضا واجب نہیں کیونکہ اس روز روزہ کی نیت تھی لہذا اس دن کا روزہ سمجھا جائے گا البتہ اگر بیہوشی کے دن کسی نے حلق میں کوئی دوا ڈال دی اور حلق سے دوا اتر گئی تو اس وقت تینوں دن کی قضا واجب ہوگی اگر رات کو بیہوشی طاری ہوئی تب بھی آخری دونوں دن کی قضا تو واجب ہے اور اول دن کی قضا ضروری نہیں ہے کیونکہ اس روز یقیناً روزہ کی نیت تھی لہذا روزہ سمجھا جائے گا ہاں جس رات کو بیہوشی طاری ہوئی تھی اگر بیہوشی سے قبل صبح کو روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا یا صبح کو کسی نے حلق وغیرہ میں دوائی ڈالدی تو ان دونوں صورتوں میں سب روزوں کی قضا لازم ہے اور اگر کوئی شخص سارے رمضان بیہوش رہا کسی دن ہوش نہ ہوا تب بھی پورے رمضان کی قضا رکھنی واجب ہوگی البتہ اگر جنون ہو گیا اور رمضان بھر دیوانہ رہا تو اس رمضان کی قضا واجب نہیں ہاں اگر کسی روز دیوانگی جاتی رہی اور صحت عقل بھی ہو تو آئندہ روزے رکھنے شروع کردے اور قضا شدہ روزوں کو عید کے بعد ادا کرے خلاصہ یہ کہ رمضان کے درمیان میں اگر جنون آتا رہا تو فوت شدہ روزوں کی قضا لازم ہے اور اگر کل رمضان میں اگر جنون رہا تو قضا معاف ہے۔

فدیہ دینے کی کس کو اجازت ہے

جو شخص اس قدر بوڑھا ہو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا اتنا بیمار ہو کہ اچھا ہونے کی امید نہ ہو اور روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ایسے شخص کے لئے جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے بلکہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو صدقہ فطر کی برابر غلہ یا اس کی قیمت دیدے یا صبح و شام پیٹ بھر کر اس کو کھلادے شرع میں اس کو فدیہ کہلاتا ہے اگر ایک روزے کے فدیہ کے گیہوں چند مسکینوں کو تھوڑے تھوڑے کرکے تقسیم کردیئے تو درست ہے (۲) اگر فدیہ دینے کے بعد اتفاق سے پھر اتنی طاقت آگئی یا بیماری سے صحت ہو گئی تو تمام قضا شدہ روزوں کی ادائیگی لازم ہے اور دیئے ہوئے فدیہ کا ثواب دیگر صدقات و خیرات کی طرح علیحدہ ملیگا۔

اگر کسی کے ذمہ کچھ روزے قضا تھے اور مرتے وقت اس نے وصیت کردی کہ میرے مال میں سے فدیہ دیدینا تو ولی پر لازم ہے کہ میت کے کفن دفن ہونے کے بعد اول اس کا قرض ادا کرے پھر بقیہ مال کی تہائی حصہ میں سے فدیہ دے اور اگر میت نے وصیت نہیں کی بلکہ ولی نے اپنے مال میں سے فدیہ دیدیا تب بھی صحیح ہے یا میت کے مال میں سے ... ... بغیر وصیت کے فدیہ دینا صحیح نہیں ہے اسی طرح

اگر تہائی مال اور فدیہ کے لئے کافی نہ ہو تو باوجود وصیت کے بھی نیا مال میت
فدیہ بغیر سب وارثوں کی رضامندی کے صحیح نہیں ہے اگر ولی مردہ کی طرف سے قضا
روزے ادا کر لے تو صحیح نہیں ہے جس طرح کہ مردہ کی طرف سے قضا شدہ نماز پڑھنی درست نہیں

مذکورہ ذیل وجوہ سے روزہ توڑ دینا جائز ہے

ان تین صورتوں میں فرض روزہ توڑ دینا جائز ہے لیکن قضا دینی پڑے گی (۱) روزہ دار اچانک ایسا بیمار پڑ گیا کہ روزہ نہ توڑنے کی صورت میں جان جانے کا خوف ہو گیا یا بیماری کے ترقی کر جانے اور خطرناک صورت اختیار کر لینے کا احتمال ہو گیا تو روزہ توڑ دینا جائز ہے مثلاً کسی کے پیٹ میں ایک سخت درد ہو گیا یا سخت بخار میں مبتلا ہو گیا اور یا سانپ نے کاٹ لیا تو روزہ توڑ دینا اور دوائی پینا جائز ہے (۲) اگر حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آ گئی جسے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا نقصان ہے یا بیماری کے زبردست حملہ کا ڈر ہے تو روزہ توڑ دینا جائز ہے (۳) اگر شرعی کام دار کی وجہ سے یا عورت کو کھانا پکانے کی وجہ سے بیحد پیاس لگی اور اتنی بیتابی بڑھی کہ جان کا خوف ہو گیا تو روزہ توڑ دینا جائز ہے۔

مفصلہ ذیل صورتوں میں روزہ ترک کر دینا جائز ہے

جن وجوہ سے روزہ نہ رکھنا درست ہے وہ ۲۵ ہیں ان میں سے بعض صورتوں میں تو روزہ نہ رکھنا بہتر ہے اور بعض صورتوں میں روزہ رکھنا بہتر ہے لیکن نہ رکھنا جائز ہے اور بعض صورتوں میں روزہ رکھنا جائز ہی نہیں اور وہ سولہ صورتیں ہیں۔

(۱) اگر عورت کو حیض و نفاس آ گیا تو حیض و نفاس سے پاک ہونے تک روزہ رکھنا درست نہیں۔
(۲) اگر عورت رات کو پاک ہو گئی تو اب صبح کو روزہ ترک کر دینا جائز نہیں خواہ رات کو غسل کیا ہو یا نہ اگر نہ کیا ہو تو صبح کو غسل کر لے لیکن اگر صبح ہونے کے بعد پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد نیت کرنی صحیح نہیں لیکن روزہ داروں کی طرح کچھ کھانا پینا نہ چاہئیے۔
(۳) اگر انا نے دودھ پلانے کی نوکری کی اور رمضان میں روزہ رکھنے سے بچہ کی جان کا اندیشہ ہے تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔
(۴) اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں دن کے وقت مسلمان یا بالغ ہوا تو دن بھر کچھ کھانا پینا درست نہیں لیکن اگر کھا لیا تو قضا واجب نہ ہوگی ہاں گنہگار ضرور ہوگا۔
(۵) اگر کوئی شخص سفر میں ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے لیکن قضا ضروری ہے۔
(۶) اگر سفر میں روزہ سے کوئی تکلیف نہ ہو اور یہ خیال ہو کہ شام تک گھر پہنچ جائے گا یا اپنے ساتھ سب آرام و راحت کا سامان ہو تو ایسے سفر میں روزہ ہی رکھنا اچھا ہے اور نہ رکھنا بھی جائز ہے لیکن قضا ضروری ہے علاوہ اگر راستہ میں روزہ کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی ہونے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے
(۷) اگر مسافرت کی حالت میں کسی نے روزے چھوڑ دیئے اور گھر پہنچنے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا تو جتنے دن گھر رہا روزہ کے رہا ہے فقط اتنے دنوں کا مواخذہ اس کے ذمہ ہوگا اس لئے میت کے لئے لازم ہے کہ مرنے سے قبل فدیہ دینے کی وصیت کر جائے یا خود اپنے سامنے فدیہ دیدے۔ (۸) اگر راستہ میں پندرہ دن یا اس سے زائد زمانہ کے قیام کے ارادہ سے ٹھہر گیا تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں اب وہ مسافر کے حکم میں نہ ہوگا ہاں اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی اور دن زیادہ لگ گئے تو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔
حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی ماں کو اگر اپنی یا بچہ کی جان کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھے پھر قضا کرے لیکن اگر شوہر دولت اور مالدار ہے اور دودھ پلانے کے لئے انا رکھ

سکتا ہے تو پھر دودھ پلانے کے عذر سے روزہ ترک کر دینا جائز نہیں انا رکھ کر دودھ پلانا چاہئیے ہاں اگر بچہ کسی انا کا دودھ نہ پئے تو پھر روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔
۱۰۔ اگر کسی مسافر کا حالت سفر میں روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا لیکن اتفاقاً دوپہر سے قبل اپنے گھر پہنچ گیا یا مسافر سفر میں تھا اور پندرہ دن کے ارادہ سے سفر میں نہ پڑا اور ابتک کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو روزہ کی نیت کر لینی چاہئیے ہاں اگر دوپہر کے بعد گھر پہنچا یا دوپہر کے بعد قیام کا ارادہ کیا تو روزہ کی نیت صحیح نہیں۔
۱۱۔ اگر کوئی شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہو کہ روزہ نقصان پہنچاتا ہو اور بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے پھر قضا دیدے مگر بیماری کے متعلق خود کوئی رائے قائم کرنا صحیح نہیں ہے جب تک کہ کوئی طبیب حاذق روزہ نہ رکھنے کی رائے نہ دے۔
۱۲۔ اگر طبیب مسلمان نہیں یا مسلمان تو ہے مگر فاسق ہے شرع کا پابند نہیں تو اس کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں فقط اس کے کہنے سے روزہ نہ چھوڑنا چاہئیے۔
۱۳۔ اگر حکیم نے تو کچھ مشورہ نہ دیا ہو لیکن خود اپنا تجربہ ہے اور کچھ ایسی علامتیں ہیں جن کی وجہ سے دل گواہی دیتا ہے روزہ نقصان کرے گا تب بھی روزہ نہ رکھے اور اگر خود تجربہ کار نہ ہو اور بیماری کا حال معلوم نہ ہو تو فقط خیال کا اعتبار نہیں اگر دیندار طبیب کی ہدایت کے بغیر اور تجربہ نہ ہونے کے اپنے خیال پر رمضان کا روزہ توڑ دیگا تو کفارہ دینا پڑے گا اور اگر روزہ نہ رکھیگا تو ترک فرض کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔
۱۴۔ اگر بیماری سے بیمار تو اچھا ہو گیا لیکن ابھی ضعف باقی ہے اور یہ ڈر ہے کہ اگر روزہ رکھا تو بیمار پڑ جائیگا تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے اگر بیماری سے اچھا نہ ہوا اور اسی میں مر گیا یا مسافر حالت سفر میں مر گیا تو جتنے روزے بیماری یا سفر کی وجہ سے قضا ہوئے ہیں ان کا مواخذہ اس شخص کے ذمہ نہ ہوگا کیونکہ قضا رکھنے کی اس کو مہلت نہیں ملی
۱۵۔ اگر بیماری میں دس روزے چھوٹے تھے پھر پانچ روز کے لئے اچھا ہو گیا اور مر گیا تو صرف ان پانچ روز کا مواخذہ اس کے ذمہ ہوگا جن کی قضا باوجود مہلت ملنے کے اس نے ادا نہ کی اور اگر دس دن بیمار رہنے کے بعد دس روز اچھا رہا لیکن قضا روزے نہ رکھے تو دسوں دن کا مواخذہ دینا پڑے گا لہٰذا ضروری ہے کہ ایسی صورت میں مرنے سے قبل وصیت کر جائے کہ میرے مرنے کے بعد اتنے روزوں کا فدیہ دیدینا بشرطیکہ اس کے پاس مال موجود ہو (نہایہ۔ کفایہ۔ شرح وقایہ۔ شامی۔ درمختار وغیرہ)

مکروہ اور مکروہ روزہ کا بیان

بلا ضرورت کسی شئے کو چبانا یا نمک کا ذائقہ وغیرہ چکھنا اور تھوک یا کرنا ہے قصداً منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا مکروہ ہے تمام دن بلا عذر ناپاک رہنا سخت گناہ ہے اور روزہ مکروہ ہو جاتا ہے فصد کرانا پچھنے لگوانا مکروہ ہے مسواک کرنا سر پر یا مونچھوں پر تیل لگانا آنکھ میں دوا ڈالنا سرمہ لگا کر سو جانا۔ آئینہ دیکھنا اور خوشبو سونگھنا ان سب باتوں سے روزہ میں کوئی خلل نہیں آتا ان میں سے بعض باتوں کو جو جاہل مکروہ سمجھتے ہیں بالکل غلط ہے نیز وضو کے علاوہ کلی کرنا نہانا اور بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا بھی مکروہ نہیں۔

تنبیہ۔ بعض لوگ روزہ ٹوٹ جانے کی وجہ سے یہ سمجھ کر کہ اب ہمارا روزہ تو رہا ہی نہیں بھوکا ہی کیوں مریں کھاتے پیتے رہتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہئیے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ جس کا روزہ ٹوٹ جائے یا عورت کو حیض آ جائے اور یا مسافر مقیم ہو جائے تو ان سب صورتوں میں حرمت رمضان کی وجہ سے تمام دن کھانے پینے سے رکا رہنا چاہئیے۔

روزے کے آداب و سنن

روزہ کی سنتیں چھ ہیں (۱) سحری میں تاخیر کرنا (۲) افطار میں تعجیل کرنا (۳) کھجور یا پانی سے روزہ کھولنا (۴) رمضان میں حتی الوسع خیرات و صدقات کرنا (۵) کثرت تلاوت قرآن کرنا (۶) عشرہ آخر میں اعتکاف کرنا۔

روزہ محض اسی بات کا نام نہیں ہے کہ منہ بند کرے اور جماع سے رکا رہے اور باقی تمام اعضا و جوارح سے برابر گناہ کرتا رہے بلکہ روزہ تو اس بات کا نام ہے کہ روزہ رکھکر ہر قسم کے گناہوں، بداخلاقیوں اور فضول حرکتوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے خلاف شرع امور سے کلی طور پر اجتناب کرے اور تمام اعضاء و جوارح کو گناہوں سے روک کر عبادت الٰہی اور ذکر الٰہی میں لگائے کیونکہ روزہ کا مقصد اصلی تادیب نفس ہے سو اگر نفس کھانے پینے اور جماع کرنے کے علاوہ اور برائیوں، گناہوں اور بداخلاقیوں میں منہمک رہا اور نفس کو ادنٹ بے مہار کی طرح چھوڑے رکھا تو روزہ کا کچھ فائدہ نہ ہوگا اگرچہ فرض ظاہری ادا ہو جائیگا۔

بے ثمر روزہ

روزہ دار کا سب سے بڑا ادب اور کمال یہ ہے کہ وہ روزہ کی حالت میں اپنے اخلاقی قویٰ کو معتدل بنائے اور اعضاء و جوارح کی اتنی نگرانی کرے اور اذکار و اشغال کی اتنی کثرت کرے کہ نیکی اور خدا پرستی اس کی طبیعت میں راسخ ہو جائے تمام ظاہری و باطنی اعضا عبادت الٰہی میں لگ جائیں اور تمام قویٰ صبغۃ اللہ کے رنگ سے رنگین ہو جائیں تاکہ اثم و جرائم کا روزہ دار سے صدور ہی نہ ہو اگر روزہ سے یہ بات حاصل نہیں ہوتی تو وہ بے ثمر روزہ ہے۔ اس کے متعلق حدیث قدسی میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص روزہ کی حالت میں جھوٹ ریاکاری مکاری بغض و حسد غیبت چغلی اور سب و شتم اور ہر قسم کی بداخلاقی و روحانی گندگی سے اپنے آپ کو دور کر کے مصفا نہیں کرتا تو مجھے اس کے روزہ کی کوئی پرواہ نہیں اور اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں وہ خواہ مخواہ بھوکا پیاسا رہا اور مجھ سے عہد کرنے کے بعد ایفاء عہد کی کوشش نہیں کی

دیکھا آپ نے روزہ کا مقصد کتنا بلند ہے حقیقی معنوں میں روزہ دار بننا کتنا مشکل ہے اور روزہ کس طرح ایک مسلمان کو روحانی عروج اور ذہنی ارتقاء کے مدارج پر پہنچاتا ہے کتنے ایسے روزہ دار ہیں جو روزہ کا حقیقی مقصد سمجھکر روزہ کے آداب کو پورا کرتے ہیں سال کے گناہوں اور بداخلاقیوں سے مصفا ہو کر متقی اور پرہیزگار بنتے ہیں اور اس کا نصب العین اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ مگر خدانخواستہ آپ یا ان کے سال محض بند بانڈ ھکر اور بھوکا پیاسا رہکر فرض کی گٹھری اپنے سر سے اتار پھینکتے ہیں تو حقیقت میں اپنے نفس کو دھوکہ دے رہے ہیں شریعت اسلامیہ سے تلعب کر رہے ہیں اور مغز کو چھوڑ کر صرف چھلکے پر قناعت کئے ہوئے ہیں اور اپنی بے بصیرتی اور فہم و عمل کی پستی کا ثبوت دے رہے ہیں؟

روزہ دار کے فرائض

روزہ دارو اگر تمہیں گناہوں کی تاریکی سے نکل کر ذہنی اور روحانی ارتقاء حاصل کرنا ہے اور شریعت غرا کی لطافتوں سے مستنیر ہونا ہے تو تمہارا فرض ہے کہ ہر طرح کی اخلاقی پستی، گندگی، خباثت، شرارت اور مفاسد سے بچو نہ صرف یہ کہ خود نیکی اور اخلاق کے بلند معیار پر قائم رہو بلکہ اپنی شان رہنمائی و تقدس و پرہیزگاری کو قائم رکھتے ہوئے گناہگاروں کو شریعت کی راہ بتاؤ، بداخلاقوں اور مفسدوں کی اصلاح کرو تاکہ روزہ کی برکت اور اثر سے تم دنیا کی اقوام سے نیکی و اخلاق کی بلند سطح پر نظر آؤ اور دنیا تمہاری پیروی کرے گی

حیات کے فوز سے ... ورنہ تمہارے بھوکے پیاسے رہنے کی خدا کو کوئی پرواہ نہیں۔ دیکھئے روحانی کائنات کے شہنشاہ اور پیشوائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ دار کے فرائض بتلا کر اس کو رفعت و عظمت کی کس بلندی پر پہنچانا چاہتے ہیں

اور اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں صبح کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ بیہودہ بکواس نہ کرے اور نہ جہالت کی باتیں کرے اگر کوئی شخص روزہ دار کو گالی دے یا جھگڑنے کی کوشش کرے تو اس کو صرف یہ کہہ دینا چاہیئے کہ میں روزہ دار ہوں۔"

غور کیجئے جب ایک روزہ دار کو اجازت نہیں ہے کہ وہ بیہودہ بکواس کرے اپنے قول کی غلطی سے نگرانی کرے، جہالت کی باتیں نہ کرے بلکہ علم کی روشنی میں اپنی زندگی گذارے اور اپنے مخاصم کے بجائے مدافعت اور مناقشت کے صرف یہ کہدے کہ میں روزہ دار ہوں تو بھلا دوسری برائیوں، بداخلاقیوں اور بدخصلتوں کی کہاں تک اجازت ہو سکتی ہے

روزہ اور بداخلاقی کبھی جمع نہیں ہو سکتے

یہ جو حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر روزہ دار سے کوئی جھگڑا کرے تو وہ کہدے کہ میں صائم ہوں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ دار کو اپنے نفس پر پوری قدرت ہونی چاہیئے اور روزہ و بداخلاقی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے روزہ اسی صورت میں باقی رہے گا جبکہ وہ تمام برے کاموں سے اور گناہوں سے بچیگا اور اخلاق ذمیمہ سے کنارہ کش رہیگا۔ بخاری شریف میں ہے:۔

"جو شخص بری باتوں اور برے کاموں سے باز نہ آئے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی حاجت نہیں" مطلب یہ ہے کہ روزے کی حالت میں تمام اعضاء و جوارح کو اپنے قابو میں رکھنا چاہیئے خلاف شرع امور سے اجتناب کرنا چاہیئے اور ہر وقت نیک کاموں اور یاد الٰہی میں مشغول رہنا چاہیئے۔

کامل روزہ

وہی ہے جو تمام اعضا کے ساتھ رکھا جائے اور تمام قوائے ظاہری و باطنی کو خدا کی یاد میں لگا دیا جائے چنانچہ حضرت امام غزالی فرماتے ہیں جاننا چاہیئے کہ روزہ کے تین درجے ہیں عوام کا روزہ خواص کا روزہ اور خاص الخاص کا روزہ۔ عوام کا روزہ پیٹ اور شرمگاہ کو تقاضائے شہوت سے روک لینا ہے خاص کا روزہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پیر اور جملہ جوارح کو گناہوں سے روک لینا ہے اور خاص الخاص لوگوں کا روزہ قلب کو تمام تفکرات دینی و دنیوی سے پاک کر لینا اور ماسوی اللہ سے روک لینا ہے یعنی قلب کو صرف خدا کے لئے خاص کر لینا۔

پس ہر روزہ دار کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ یہ تینوں درجے حاصل کرے صرف ایک ہی درجے میں تمام عمر نہ گذار دے اس کے بعد امام صاحب الگ الگ تمام جوارح کا روزہ بتلاتے ہیں:۔

آنکھ کا روزہ

آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ اس کو نامحرموں کے دیکھنے سے روک لے اور تمام ایسی چیزوں کے دیکھنے سے باز رہے جن سے قلب لہو و لعب اور فسق و فجور کی طرف راغب ہو اور گناہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو کیونکہ ایسا جوانی کو زنا پر ابھارتی ہیں اور ناجائز تعلقات کے ڈورے ڈالتی ہیں چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"نظر شیطان کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے پس اس کو اللہ کے خوف سے ترک کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان عطا فرماتے ہیں جس کی حلاوت قلب میں پائی جاتی ہے۔"

جابر [illegible] سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ [illegible]
روزہ کو توڑنے والی پانچ چیزیں ہیں جھوٹ غیبت [illegible]
[illegible] بداخلاقیوں سے روکے اور کار [illegible] اشغال میں مصروف رکھے مثلاً تلاوت قرآن میں مشغول رکھے۔ یہ زبان کا روزہ۔

سفیان فرماتے ہیں کہ غیبت روزہ کو فاسد کر دیتی ہے۔ لیث مجاہد سے نقل کرتے ہیں دو خصلتیں روزہ کو فاسد کر دیتی ہیں غیبت اور جھوٹ۔ غرض یہ کہ زبان سے جتنے بھی گناہ ہو سکتے ہیں ان سب سے زبان کو روکنا زبان کا روزہ ہے۔

کان کا روزہ تمام مکروہ اور خراب باتوں کے سننے سے کان کو روک لینا کان کا روزہ ہے جیسے زبان سے کسی کی غیبت کرنا حرام اور مذموم ہے اسی طرح غیبت کو سننا اور سکوت اختیار کرنا بھی حرام ہے اگر روزہ کی حالت میں کسی مجلس میں غیبت چغلی وغیرہ ہوتی ہو تو وہاں سے اٹھ جائے رسول خدا صلعم فرماتے ہیں کہ کرنے والا اور سننے والا دونوں اس گناہ میں یکساں شریک ہیں۔

ہاتھ کا روزہ یہ ہے کہ ہاتھوں کو مارنے اور ناجائز چیز کے پکڑنے سے روک لے ان سے خلاف شرع کوئی کام سرزد نہ ہونے دے کسی کو ناحق نہ مارے اور حتی الوسع خیرات و صدقات کرے اور اندھوں، یتیموں اور بیواؤں کی امداد و اعانت کرے۔

پیر کا روزہ یہ ہے کہ کسی لہو و لعب کھیل کود اور گناہ کی جگہ نہ جائے اور برائی کے ارادہ سے کوئی قدم نہ اٹھائے بلکہ جمعہ و جماعت کے لئے مسجد کو جائے علماء و مشائخ کی زیارت اور ان سے استفادہ کو جائے بزرگوں کے مزارات و مقابر پر جائے اور اکتساب فیض روحانی کرے۔

تمام اعضاء و جوارح کا روزہ یہ ہے کہ تمام جوارح کو برائی اور بداخلاقی سے روک لے اور ان کو عبادت میں لگا دے بطن کو لقمہ حرام سے پاک رکھے دماغ کو اوہام و وساوس اور شکوک و ظنون سے خالی کر کے عقل و تدبر و فکر سے جلا دے اور قلب کو ماسوی اللہ سے خالی کر لے۔

غرض روزہ حصول تقویٰ کا ایک بہترین ذریعہ ہے اور تقویٰ کا مفہوم یہی ہے کہ تمام اعضاء و جوارح کو گناہوں، بداخلاقیوں اور بے راہ رویوں سے روک لے جو روزہ دار روزہ رکھنے کے بعد بھی تادیب نفس، کسر شہوت اور صفت اتقاء حاصل نہیں کرتا روزہ اس کو برائیوں سے نہیں روکتا فسق و عصیان کے زہروں سے مصفا نہیں کرتا نور عقل نہیں بخشتا اور پاکیزگی حیات کا نور نہیں عطا کرتا اور فسق و فجور کے عوامل و اسباب کا قلع قمع نہیں کرتا، نہ صحیح معنوں میں روزہ دار نہیں بلکہ یہ بے ثمر روزہ ہے۔

روزہ کی مناسبت سے قلت طعام کے فوائد

شکم کی حفاظت کا بیان حضرت امام غزالی اپنی کتاب منہاج العابدین میں فرماتے ہیں کہ شکم کی حفاظت اور اس کی اصلاح لازم ہے اور اس کی درستگی و حفاظت سخت دشوار اور سالک کے لئے بڑی مہم ہے پیٹ سب گناہوں کا سرچشمہ ہے اعضاء میں قوت و ضعف اور عصمت و معصیت پیٹ سے پیدا ہوتی ہے پس طالب عبادت کے لئے سب سے مقدم اور اہم بات یہ ہے کہ شکم کی حفاظت کرے یعنی حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچے۔ آگے فرماتے ہیں:

"حرام اور مشتبہ حرام سے بچنا تین چیزوں کے سبب سے ہے اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں وہ حقیقت میں آگ کھاتے ہیں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو گوشت حرام غذا سے پیدا ہوا اس کے لئے آگ سب سے بہتر ہے دوسرے اس لئے کہ حرام و مشتبہ حرام کا کھانے والا درگاہ خداوندی سے نکالا ہوا ہے اس کو عبادت کی توفیق عطا نہیں ہوتی کیونکہ وہ درگاہ کبریائی کے لائق نہیں جب تک کہ وہ پاک و صاف نہ ہو۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حالت جنابت میں مسجد اور بے وضو قرآن شریف کو ہاتھ لگانے تک سے روکا ہے تو جو شخص حرام میں غرق ہوگا وہ کیونکر بارگاہ الٰہی کے لائق ہوگا۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ جب تک طہارت باطنی حاصل نہ ہو طہارت ظاہری کچھ فائدہ نہیں دے سکتی تمام عبادات میں اصل چیز تو طہارت باطنی ہی ہے۔

یحییٰ ابن معاذ رازی فرماتے ہیں کہ عبادت خدا تعالیٰ کے خزانہ کے اندر ہے جس کے دروازے کی کنجی دعا ہے اور اس کنجی کے دندانے اکل حلال ہے پس جس کنجی کے دندانے نہ ہوں گے وہ دروازہ نہیں کھول سکتی اور جب عبادت کا دروازہ ہی نہ کھلا تو عبادت کا ہاتھ آنا ہی دشوار ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے اور حال یہ ہوتا ہے کہ اس کا کھانا پینا اور لباس حرام ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ میری دعا قبول ہو تو ایسے شخص کی دعا کیونکر قبول ہو سکتی ہے۔

اللہ اللہ اسلام نے اکل حلال پر کتنا زور دیا ہے اور پاکیزگی و طہارت کا کیا گر بتایا۔ کاش ہمارے وہ گدی گر واعظ اور ریاکار پیشہ ور مشائخ اس حدیث پر غور کریں جنہوں نے نذر و نیاز کی کمائی اور خورد و شکم کو اندھا دھند بھرلے پکڑ باندھ رکھی ہے۔

حرام کا کھانا نیک کاموں سے محروم رکھتا ہے تیسرے حرام و مشتبہ حرام کی چیزوں سے بچنا اس لئے طالب عبادت کے لئے لازم ہے کہ حرام کھانے والا نیک کاموں سے محروم رہتا ہے عبادت میں سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے اگر اتفاقاً اور بھولے سے وہ کوئی عبادت کرے تو قبول نہیں بلکہ الٹی اس کے سر ماری جاتی ہے پس ان کی عبادت ایک فعل عبث اور ضیاع وقت ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"بہت سے ایسے شب بیدار ہیں جن کو جاگنے کے سوا کچھ فائدہ نہیں اور بہت سے ایسے روزہ دار ہیں جن کو بھوک پیاس کے سوا کچھ فائدہ نہیں"۔

یعنی بہ سبب نہ ہونے قوت حلال کے نہ شب بیداری یعنی عبادت مقبول ہوتی ہے اور نہ ہی روزہ کچھ فائدہ دیتا ہے جب تک من پاک نہ ہو عبادت مقبول نہیں ہوتی اور من پاک ہوتا ہے قوت حلال سے پس اب سمجھ لو کہ قوت حلال کتنی اہم چیز ہے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: "اللہ پاک ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے پیٹ میں حرام کا کھانا ہو"۔

اکل حلال کی تین قسمیں جاننا چاہئے کہ اکل حلال تین طرح پر ہے ایک مستحب دوسرا مباح اور تیسرا مکروہ۔ مستحب کھانا یہ ہے کہ جو حاجت کے مطابق ہو جس سے زندگی قائم رہ سکے حاجات ضروریات پوری کر سکے اور جس سے عبادت پر قوت حاصل ہو۔ مباح یہ ہے کہ اس سے زیادہ کھا دے تاہم کچھ خلل نہ آئے۔ مکروہ وہ ہے کہ جس سے خلل پیدا ہو اور سستی و کاہلی بڑھے۔

حدیث میں ہے کہ کھانے کی مقدار یوں ہے کہ ایک تہائی پیٹ کو کھانے سے بھرے اور ایک تہائی پانی کے لئے رکھے اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے رکھو جیسے [illegible]

فرماتے ہیں کہ کبھی پیٹ بھر نہ کھاؤ اور یہ کہ پیٹ بھرنا بدعت اور شیطانی شیوہ ہے کا کام غرض اس شعور پر عمل کریں
تو چند روز ہی کو بر کرت حاصل ہو جائے گی ... بہت سکون ... مکروہ بالتفصیل

زیادہ کھانے کی خرابیاں اور کم خوری کے فوائد

سے معلوم ہوا کہ علماء دل اور مجاہدوں کے نزدیک سب سے بڑی بلا اور آفت کثرت طعام اور فضول طعام ہے جس سے عبادت میں خرابی آتی ہے دل سخت ہوتا ہے اور اس کا نور زائل ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:-

"دلوں کو زیادہ کھانے سے مردہ مت کرو کیونکہ دل مثل زراعت کے ہے جبکہ پانی اس پر زیادہ ہو جائے یعنی جیسے زیادہ پانی سے زراعت کو نقصان ہے اسی طرح زیادہ کھانے سے قلب کو نقصان ہے۔" حضرت امام غزالی فرماتے ہیں:-

"اے بادشاہ پیٹ بھر کر کھانا تمام اعضا کو گناہوں اور خرابیوں پر ابھارتا ہے جب آدمی کا پیٹ بھر جاتا ہے تو اس کی آنکھوں کو واہیات اور نامحرموں کی طرف دیکھنے کی آرزو پیدا ہوتی ہے کانوں کو فضول بکواس سننے کی خواہش ہوتی ہے زبان کو بیہودہ بکنے کی طاقت ملتی ہے اسی طرح ہاتھ پاؤں اور شرمگاہ کو معصیت کی ہمت ہوتی ہے اگر بھوکا رہے تو سب عضو اپنی اپنی جگہ تھکانے سے رہتے ہیں۔"

ابو جعفر فرماتے ہیں:- "شکم ایک ایسا عضو ہے کہ اگر بھوکا رہے تو تمام اعضا سیر رہیں اور اگر یہ سیر ہو جائے تو تمام اعضا گناہ کے بھوکے رہیں۔"

حاصل اس قول کا یہ ہے کہ جب پیٹ خالی رہتا ہے تو دوسرے اعضا گناہ کی طرف مائل نہیں ہوتے جیسے پیٹ بھرا آدمی دوبارہ کھانے کی طرف رغبت نہیں کرتا اور جب پیٹ بھرتا ہے تو ہر عضو میں گناہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

تمام نیک قول اور فعل کی بنیاد کم خوری ہی ہے

غرض یہ کہ انسان کے تمام اقوال و افعال کھانے اور پینے کے موافق صادر ہوتے ہیں اگر پیٹ میں حرام کھانا ہوگا تو حرام قول و فعل پیدا ہوں گے اور اگر قوت حلال سے پیٹ بھرا جائے گا تو نیک اقوال و افعال صادر ہوں گے گویا کھانا سب اقوال و افعال کا تخم ہے اور اقوال و افعال اس کے پودے ہیں جو اس میں سے نکلتے ہیں مثل مشہور ہے کہ انسان کے پیٹ میں پاؤں ہیں یعنی بغیر کھانے سب قوتیں کمزور ہوتی ہیں اور کھانے پینے سے سب میں زور آتا ہے اور اچھے یا برے افعال پاؤں پھیلاتے ہیں

بہت کھانے سے عقل کم ہوتی ہے

کیونکہ پیٹ بھرنے سے زیرکی جاتی رہتی ہے معدے کے ابخرات اٹھ کر دماغ کو خراب کرتے ہیں۔ حضرت سلیمان دارانی فرماتے ہیں کہ اگر دین و دنیا کے کسی کام میں مصروف ہونا چاہتے ہو تو کھانا مت کھاؤ جب تک اس کو سرانجام نہ دے لو کیونکہ کھانے سے عقل زائل ہو جاتی ہے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ اثر صرف کھانے سے ہی ہوتا ہے نہیں بلکہ یہ مطلب ہے جو لوگ ہر وقت پیٹ بھرنے کی فکر میں رہتے ہیں اور نانڈ کی سی بندوق بھرتے رہتے ہیں ان کی عقل کم ہو جاتی ہے۔

ایک قابل غور نکتہ

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ کھانا بعد ہضم کے قوت پیدا کرتا ہے ہضم سے پہلے تمام اعضا پر ایک قسم کا بوجھ اور سستی محسوس ہوتی ہے نیند غلبہ کرتی ہے اور پیٹ جلانے کو جی چاہتا ہے ... کہ جب تک کھانا ہضم نہ ہو جائے اور پیٹ ہلکا نہ ہو جائے ... بے چینی اور طبیعت میں تیزی آجاتی ہے جب تک پیٹ ہلکا نہ ہو اس قول میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔

بہت کھانے سے عبادت کم ہوتی ہے

اس واسطے کہ جب انسان پیٹ بھر کر کھائے گا تو لامحالہ سست ہو جائے گا نیند غلبہ کرے گی اور آرام کرنے کو جی چاہے گا پھر خواہ عبادت میں کتنی ہی کوشش کی جائے ہرگز ہرگز نہ کر سکے گا اور اگر جبراً و قہراً عبادت کر بھی لی تو اس میں کوئی حلاوت و لذت نہ آئے گی کیونکہ عبادت میں مزا اس وقت آتا ہے جبکہ دماغ ہلکا ہو طبیعت و ظاہری روحانی حال ہو اور تمام بدن چست ہو مگر پیٹ بھرنے کے بعد یہ بات کہاں چنانچہ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ جب انسان کا پیٹ بھر جائے تو اپنے آپ کو آیا ہیچ سمجھ لے۔

حضرت یحییٰ نے ایک مرتبہ شیطان کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں پھندے ہیں پوچھا یہ کیا ہیں شیطان نے جواب دیا یہ شہوتوں کے پھندے ہیں جن کے سبب میں آدمیوں کو شکار کرتا ہوں حضرت نے پوچھا کہ ان میں کوئی ایسا پھندا بھی ہے جس سے مجھے پھنسایا ہو اس نے کہا نہیں، مگر ایک رات آپ زیادہ کھا کر اور سست ہو کر سو گئے تھے اس وقت البتہ میں نے آپ کو پھنسا لیا تھا اور نماز سے روک لیا تھا حضرت یحییٰ نے فرمایا کہ اب میں ہرگز پیٹ بھر کر نہیں کھاؤں گا۔ شیطان نے کہا کہ تو اب میں بھی کسی کو سچی بات نہ بتلاؤں گا اور کسی کو نصیحت نہ کروں گا۔

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ عبادت ایک پیشہ ہے اس کی دکان گوشہ ہے اور اس کے اوزار بھوک ہیں یعنی جیسے بغیر دکان ٹھیک نہیں اسی طرح عبادت بے گوشہ انجام نہیں پاتی اور جیسے کوئی کام بدون اپنے اوزاروں کے سرانجام نہیں پا سکتا اسی طرح عبادت بھی بدون بھوک کے نہیں ہو سکتی۔

حرام اور مشتبہ چیزوں کا بیان

فقہا اور علما فرماتے ہیں کہ جس چیز کی نسبت انسان یقیناً یہ جانے کہ یہ دوسرے کی ملک ہے اور شرع میں اس کا لینا منع ہے وہ حرام ہے اور جس کا حال یقیناً معلوم نہ ہو وہ شبہ حرام میں داخل ہے بعض علما کہتے ہیں کہ حرام وہ ہے جو یقین یا ظن غالب سے اس کا حال معلوم ہو کہ وہ شرعاً ممنوع ہے، وہ حرام ہے اور جس کا حال معلوم نہ ہو کہ حلال ہے یا حرام دونوں طرفین مساوی ہوں وہ مشتبہ حرام ہے حرام سے بچنا واجب ہے، اور مشتبہ حرام سے پرہیز کرنا تقویٰ اور پرہیزگاری ہے پس روزہ دار کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ وہ حرام اور مشتبہ حرام سے کلیتہً اجتناب کرے اور حرام سے اپنے پیٹ کو خالی رکھے ورنہ روزہ کا کوئی اثر اور نتیجہ مترتب نہ ہوگا۔

غور تو کیجئے اسلام نے طب روحانی اور طب جسمانی کو کیا تک ملحوظ رکھا ہے اور سال میں ایک مہینہ کے روزہ رکھا کر جو قلت طعام اور تادیب نفس کی مشق کرائی ہے وہ کتنی اہم اور قدر و قیمت والی ہے اب بھی اگر شکم پرست اور شریعت کا باغی مسلمان روزہ نہ رکھتا ہو تو سمجھ لیجئے کہ وہ اپنی فلاح و نجات کا طالب نہیں خدا کا بندہ نہیں بلکہ اپنے نفس کا بندہ ہے مادیت کی کیچڑ سے نکل کر روحانی فضا میں پرواز نہیں کرنا چاہتا اور اپنی ابدی فلاح و بہبود کا دشمن ہے۔

روزہ کا ثواب

اسلامی عبادت کی ایک خوبی اور دیگر مذاہب پر تفوق و برتری یہ ہے کہ جہاں اسلام نے خدا کی معرفت و عبادت اور خدا تک

... بزرگ ... روزہ ... کی قدر ... ہزار بڑھا ... بعدہ ... ثواب کا کمترین نتیجہ ہو ... روزہ دار کے متعلق ترجمان وحی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ... ادمی کو اس کے نیک عملوں کا بدلہ دس گنا زیادہ تک ملتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ کا اجر بے حساب ہے کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا جتنا چاہوں گا اجر دوں گا کیونکہ روزہ دار نے محض میری رضا کے لئے اپنی تمام خواہشات کو چھوڑا اور کھانا پینا ترک کیا، روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری لقاء الٰہی کے وقت اور روزہ دار کے منہ سے جو خوشبو نکلتی ہے وہ اللہ کے نزدیک مشک و عنبر کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔" پھر فرمایا:۔

"جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں اس میں صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے اور ان کے ساتھ کوئی دوسرا داخل نہ ہو سکے گا اور اگر کوئی دوسرا داخل ہونا چاہے گا تو وہ بند ہو جائے گا۔" نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"ہر ایک چیز کا دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے۔"

سنا آپ نے اور دیکھا آپ نے کہ اسلامی عبادات میں روزہ کو کتنی اہمیت و وقعت حاصل ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو عابد روزہ دار نہیں اس کی کوئی عبادت مقبول نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ تو ابھی بغیر روزہ کے عبادت کے دروازہ میں داخل ہی نہیں ہوا۔ ایک جگہ فرمان مصطفوی ہے کہ "روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے۔"

اور اس سے زیادہ روزہ کا ثواب اور کیا ہو گا کہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت میں لکھا جاتا ہے یہ بات کسی اور عبادت میں نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں "جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازہ کھول دیئے جاتے ہیں شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے اور ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اے خیر و سعادت کے طالبو کسب سعادت میں جلدی کرو اور اے گناہگارو اپنے گناہوں سے باز آؤ۔"

جنت کے دروازے کھلنے اور دوزخ کے بند ہوجانیکا کیا مطلب ہے

اس کا اصل مطلب سمجھنے کے لئے روزہ داروں کی حالت پر غور کرو کہ وہ اس ماہ مقدس میں کس طرح فرشتوں جیسی زندگی گذارتے ہیں اور کیسے عبادت الٰہی و انوارِ الٰہی میں غرق رہتے ہیں غور کیجئے ماہ رمضان کا ہلال نظر آتے ہی ملاء اعلیٰ کی نورانی فضا میں رحمت و مغفرت کی چادر تن جاتی ہے فرزندان اسلام کی روح بندہ ہواؤں کی گدگدی سے درج بیدار ہو جاتی ہے عبادت الٰہی کی بیتاب تمنا سینہ میں چٹکیاں لینے لگتی ہے اور طوفان حیات کا ایک بے پایاں احساس پیدا کر دیتی ہے وہ نازک اور پاک تراجیش اور الفت کا آئینہ جس کو دل کہا جاتا ہے اور جو امین حق و صداقت ہے وہ عشق حقیقی کے لئے خالی ہو جاتا ہے روزہ افطار کرنے کے وقت روزہ داروں کے چہرہ پر بے پایاں راحت کا احساس ایک لطیف تبسم بنکر کھیل جاتا ہے رات کو مسجد میں قرآن کریم کی روح پرور اور سامعہ نواز پیاری آوازیں گونج جاتی ہیں روزہ دار تراویح پڑھکر پیکر انبساط سراپا تبسم اور مجسم ابتہاج نظر آتے ہیں غرض روزہ دار اپنے جمالیات روحانیہ اور اندرونی حسن آرائیوں میں مجذوب ہوتے ہیں۔

اب ذرا حسن تخیل کی دنیا سے قطع نظر کر کے عمل دنیا میں آئیے اور روزہ داروں کی اطاعت شعاری و شان کا اندازہ لگایئے۔

رمضان میں مسلمان پچھلی رات کو سحری کے لئے اٹھتا ہے جبکہ کائنات روحانی پر خاموشی کی بارش ہوتی ہے آسمان کے لطیف اثرات قلب و ارواح پر اثر کرتے اور کائنات کی شعاعیں نکلتی ہیں اور رحمت خداوندی کی نگاہ بندوں کو محبت و شفقت کی چادر میں لپیٹ لینے کے لئے بیقرار ہوتی ہے مسلمان روزہ دار سحری کھا کر کچھ سوتے کچھ تہجد گزاری میں مصروف ہو جاتے ہیں اور بعض سو جاتے ہیں مگر زیادہ سوتا نہیں ملتا کہ صبح کو موذن "حی علی الفلاح" اور "الصلوٰۃ خیر من النوم" کی روح پرور صداقت مسجد کی طرف بھاگنے پر مجبور کر دیتا ہے اور اس طرح صبح کے نورانی وقت مسلمان اپنے معبود حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے لئے بلا لیتا ہے اور وہ خشوع و خضوع سے صبح کی نماز پڑھکر اپنی روح کو تازہ کرتا ہے غرض روزہ دار کے چوبیس گھنٹے اپنے معبود کی اطاعت شعاری اور اکتساب سعادت میں کٹتے ہیں اور اس کی تمام توجہ تزکیہ نفس اور عبادت و طاعت کی طرف منعطف رہتی ہے۔ بتایئے اس کو دیگر فضولیات میں وقت صرف کرنے کا کتنا موقعہ ملا؟ بلکہ اس کا سارا وقت حسنات کو حاصل کرنے اور مہلکات سے بچنے میں صرف ہوا یہی حالت جذب ہے جس کو اس بات سے تعبیر کیا ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے بند ہو جاتے ہیں گویا روزہ دار کے لئے جنت سامنے ہوتی ہے اور دوزخ سے بعد ہو جاتا ہے اور اپنی پوری استعداد سے تقرب الٰہی میں محو ہوتے ہیں۔

بتلایئے کیا دنیا کے اور کسی مذہب کی عبادت میں بھی یہ شان اور یہ بات پائی جاتی ہے اور کسی اور نے بھی اپنے متبعین میں یہ شان اطاعت پیدا کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"اللہ عز و جل اپنے ملائکہ سے فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو میرے روزہ دار بندہ کی طرف دیکھو اس نے میرے لئے اپنی شہوت اپنی لذت اور اپنے کھانے پینے کو چھوڑ دیا" یعنی روزہ دار ملائکہ سے مشابہ ہو جاتا ہے جیسے ملائکہ کھانے پینے اور شہوت سے بری ہیں اسی طرح ایک روزہ دار بھی ہو جاتا ہے غرض روزہ کا ثواب حد و شمار سے باہر ہے تا وقتیکہ اس عبادت کو اللہ عز و جل اپنی طرف منسوب فرمائیں اور اس کا اجر اپنے ذمہ رکھیں وہ کتنی قدر و قیمت والی ہو گی اور یہ بات سوائے عبادت صوم کے اور کسی اسلامی عبادت کو حاصل نہیں۔

تراویح کا بیان

خدائے قدوس نے اپنے بندوں کی فلاح و بہبود اور نجات و رستگاری کے لئے مسلمانوں کے ہاتھوں میں پہلی کتاب اور حکمنامہ جو دیا وہ قرآن مقدس ہے اس لئے قدرتی طور پر مسلمانوں کا عروج و ارتقا اسی مقدس کتاب سے شروع ہوا اسی کا مستقل حلقہ درس قائم ہوا ان کی تعلیم و تربیت کی بنیاد اسی پر رکھی گئی مسلمانوں کی تعلیمی ابتدا اسی سے ہوئی اور مسلمانوں کی تعلیم کا دیباچہ زرین ہمیشہ قرآن مجید ہی رہا چونکہ قرآن مقدس پڑھنے پڑھانے اور عمل کرنے کی چیز ہے اسلامی زندگی اور اسلامی تہذیب و تمدن کا احیاء و قیام اسی بابرکت چیز سے وابستہ ہے دین و دنیا کی فائز المرامیاں و کامیابیاں اسی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہیں مسلمانان عالم نے اسی کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنانے کا اقرار کیا ہے اور اس مقدس کتاب کی حفاظت و نگرانی کا خوب بڑی فراخدلی سے وعدہ اور انتظام کیا ہے اور کائنات انسانی کی ترقی و کامرانی کا انحصار اسی بابرکت کتاب سے وابستہ ہے اس لئے قدرتی طور پر مسلمانوں میں حفاظ کا ایک گروہ موجود رہنا لازمی ہے تاکہ یہ پوری کتاب انسانی سینوں میں اعجازی طور پر محفوظ رہے اور ساتھ ہی ایک ایسا

ت ہی ہونا ضروری ہے کہ کل عالم اسلام استماع کلام الٰہی کے لئے ایک ہی وقت
ہو قف ہو جائے، ایک خیال ایک جذبہ اور ایک نظام مسلمانان عالم کی ہر طرف
توجہ بیسر کرے اور ہر سمت سے ان کی قوت کو سمیٹ کر اسی ایک کام میں لگا دے
قرآن مقدس کا علم و عمل عام ہو قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے اور سننے سنانے
طریقہ عادتاً ہی مل جائے ان کے ایمان و عقیدہ کو تقویت اور استحکام حاصل
ا رہے اور پوری قوم میں ایک فرد بھی ایسا نہ رہے جو اس حیات دینی کے مظاہر
الگ رہے۔

ظاہر ہے کہ ایسا وقت ماہ رمضان المبارک ہی ہو سکتا تھا کیونکہ اسی متبرک ماہ میں
پہلی قرآن نازل ہوا گویا مذہب اسلام کی ابتدا اور بانی اسلام علیہ التحیۃ والتسلیم
بعثت کا آغاز اسی مقدس مہینہ میں ہوا تکمیل ہدایت انسانی کا عظیم الشان کام
انجام پایا اہل اسلام کے لئے خصوصاً اور تمام عالم کے لئے عموماً خیر و برکت کا ظہور
خواہشات جسمانی کو دبا کر روحانی زندگی حاصل کرنے کی اہلیت اور قابلیت بہم پہنچی
انوار الٰہی کے پرتو سے کائنات کا ذرہ ذرہ جگمگا اٹھا۔

دوسرے یہی ماہ مقدس کسر شہوت، درب نفس تصفیہ باطن اور حصول تقوی کے
لئے مخصوص ہے اسی ماہ میں ضرورت تھی کہ مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ کو پختہ کیا
جائے ان کو آلات پر وار دیے جائیں ان میں عمل کی سچی طلب اور حقیقی مسرت
پیدا کی جائے اس پر سخت مجاہدۂ نفس کے لئے قوت بہم پہنچائی جائے تاکہ جہاں وہ
دن کو روزہ رکھ کر مجاہدہ نفس میں مشغول رہیں وہاں رات کو کلام الٰہی کو سنکر
ایمان و عقیدہ کی پختگی حاصل کریں اور دوسرے دن کے لئے تازہ دم ہو جائیں۔

الغرض اسلام کی شان رہنمائی اور تعلیم و تربیت کا کیا کہنا ہے ماہ رمضان
اسلام کے علم و عمل کا کیسا شاندار مظاہرہ ہوتا ہے اور اس کی تفوق و برتری کا کیسا
منظر ہوتا ہے گویا مسلمان اس ماہ میں فرشتے بن جاتے ہیں اور زمین آسمان بن جاتی ہے۔
چنانچہ اسی مذکورہ بالا غرض کو حاصل کرنے کے لئے رمضان کی راتوں میں تراویح
کا انتظام و اہتمام ہوا اور روزہ داروں کے لئے ضروری ہوا کہ وہ دن کو روزہ رکھیں
اور رات کو کلام الٰہی سنیں۔

مسلمانوں کے ایک فرقہ کا پست ذوق عمل

مسلمانوں کے اس فرقہ کی پست ذہنیت کا اندازہ لگا لیجئے جو تراویح کی رکعتوں
کی بحث چھیڑ کر مسلمانوں کو ایک عظیم الشان امر حسن سے باز رکھتے ہیں اور ایک دینی
نظام میں رخنہ اندازی کرتے ہیں اگر ان کو مبدا فیاض سے فہم و بصیرت کی توفیق
ارزانی ہوئی ہوتی اگر ان میں عمل کی سچی طلب ہوتی اور اگر ان کا ذوق اطاعت الٰہی
بلند ہوتا تو وہ بیس رکعت تو کیا سو رکعت پڑھ کر بھی بس نہ کرتے اور ھل من مزید کا
نعرہ بلند کرتے مگر ان کو تو آسانی اور تن پروری مطلوب ہے نہ کہ حصول رضائے
خداوندی اگر ان کے نزدیک آٹھ یا دس رکعتیں ہی مسنون ہیں تو وہ اتنی ہی پڑھا
کریں اور چاہے ایک بھی نہ پڑھیں مگر یہ کیا ضرور ہے کہ وہ خواہ مخواہ بدعت اور
ناجائز کی بحث چھیڑ کر دوسرے مسلمانوں کی چلتی ہوئی گاڑی میں روڑہ اٹکائیں اور
ان کو ایک امر حسن اور عبادت عظیمہ کے ثواب سے باز رکھیں۔

پس مسلمانوں کو ان لوگوں کی باتوں کی طرف مطلق توجہ نہیں دینی چاہئے جو
کہتے ہیں کہ صرف ۸ تراویح پڑھنی چاہییں زیادہ بدعت ہیں فقط ہمارا اسی بحث

پر خاتمہ کرے کیونکہ ختم قرآن کی مناسبت سے بیس رکعتیں ہی موزوں اور مناسب
ہیں کمی کی ہرگز ہرگز گنجائش نہیں۔

تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ رمضان شریف کے مہینہ میں ہر شب بعد نماز عشا کے قبل وتر کے بیس رکعتیں دس سلام سے ادا کرنا سنت موکدہ ہیں نہ صرف مردوں پر بلکہ عورتوں پر بھی اور تراویح کی جماعت کرنی سنت کفایہ ہے یعنی اگر بعض لوگ مسجد سے تراویح پڑھ لیں گے تو اوروں کے سر سے جماعت ساقط ہو جائیگی۔

ایک ختم قرآن نماز تراویح میں پڑھنا یا سننا سنت ہے دو ختم مستحب اور تین افضل ہیں مگر تین شب سے کم میں قرآن ختم کرنا مکروہ ہے مگر ختم قرآن ممکن نہ ہو تو یا کوئی حافظ میسر نہ آسکتا ہو تو سورہ الم ترکیف سے بیس رکعتیں پڑھنی چاہئیں اس طرح کہ الم ترکیف سے آخر تک دس سورتیں دس رکعتوں میں پڑھے اور دوسری دس رکعتوں میں بھی اسی طرح یا ہر رکعت میں جو چاہے پڑھے۔

ترویحہ کسے کہتے ہیں؟

چار رکعتوں کے پڑھنے کے بعد بقدر دو تین منٹ بیٹھ کر درود یا تسبیح پڑھنے کو ترویحہ کہتے ہیں یعنی بیس رکعتوں کو پانچ ترویحوں سے اس طرح ادا کرے کہ ہر ترویحہ چار رکعت دو سلام سے ہو اور اگر چار رکعت کا ایک سلام سے کرے تو بھی جائز ہے مگر بہتر و افضل چار رکعت کا دو سلام سے ہی ہے۔

ترویحہ میں پڑھنے کی تسبیح

ترویحہ میں یہ تسبیح تین بار پڑھے سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ (ترجمہ) پاکی بیان کرتا ہوں میں صاحب ملک اور صاحب بادشاہت کی پاکی بیان کرتا ہوں میں صاحب غلبہ صاحب عظمت و جلال صاحب ہیبت صاحب قدرت صاحب بڑائی اور صاحب قہر کی اور پاکی بیان کرتا ہوں میں ایسے بادشاہ کی جو ہمیشہ سے زندہ ہے نہ سوتا ہے اور نہ مرتا ہے بڑا پاک بہت پاکیزہ ہے ہمارا فرشتوں کا اور روح کا معبود"

اس کے بعد دونوں ہاتھ سینہ کے برابر اٹھا کر یہ مناجات پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ یَا خَالِقَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا کَرِیْمُ یَا سَتَّارُ یَا رَحِیْمُ یَا جَبَّارُ یَا خَالِقُ یَا بَارُّ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ (ترجمہ) اے اللہ تحقیق ہم تجھ سے جنت مانگتے ہیں اور تیری پناہ چاہتے ہیں آگ سے اے پیدا کرنے والے جنت اور دوزخ کے واسطے تیری رحمت کے اے غالب اے بڑے بخشنے والے اے کرم کرنے والے اے چھپانے والے عیبوں کے اے رحم کرنے والے اے زبردست والے اے پیدا کرنے والے اے بچانے والے ساتھ اپنی رحمت کے اے بڑے رحم کرنے والے سب رحم کرنے والوں سے۔"

اسی طرح چار چار رکعت کے بعد یہ تسبیح اور مناجات پڑھے چاہے کوئی اور تسبیح یا دعا پڑھے جو یاد ہو۔

تراویح کے ویگر مسائل

تراویح رمضان شریف کا چاند دیکھ کر شروع کرے اور شوال کا چاند دیکھ کر ختم کرے اگرچہ درمیان میں ایک قرآن ختم کر چکا ہو تب بھی تراویح کی نفلیں ہی ادا کرے۔

مسئلہ سوائے رمضان شریف کے وتر کی نماز جماعت سے جائز نہیں اسی طرح نفل نماز یعنی تراویح کے جماعت سے مکروہ ہے **مسئلہ** بلا عذر تراویح بیٹھ کر پڑھنی مکروہ ہے **مسئلہ** اگر کسی کی تراویح فوت ہو گئی ہوں اور امام وتر کے لئے کھڑا ہو جائے تو اس کو وتر جماعت سے پڑھ لینے چاہئیں بعد میں تراویح تنہا پڑھ لے **مسئلہ** اگر کسی کی تراویح فوت ہو جائیں اور تراویح کا وقت نکل جائے تو بعض علماء کا قول ہے کہ تراویح کی قضا نہیں ہے وقت نکل جانے کے بعد ان کا سنت مؤکدہ ہونا جاتا رہا مگر بعض علماء کہتے ہیں کہ دوسرے تراویح تک ان کی قضا کر سکتا ہے۔

تراویح کا وقت

عشاء کی نماز کے بعد سے فجر تک ہے خواہ وتر کے قبل یا بعد (ہدایہ محیط) اگر کسی نے فرض نماز نہ پڑھی ہو تو تراویح کی جماعت میں شامل ہونا اس کے لئے جائز نہیں کیونکہ تراویح کی نماز عشاء کی نماز کے تابع ہے۔ عشاء سے مقدم کرنا جائز نہیں لہٰذا اول عشاء کی نماز جماعت سے ادا کرے پھر تراویح کی جماعت میں شریک ہو۔ اگر عشاء کی نماز تنہا پڑھی ہو جماعت سے نہ پڑھی ہو تب بھی تراویح کی جماعت میں شریک نہیں ہو سکتا کیونکہ تراویح کی جماعت فرضوں کی جماعت کے تابع ہے۔

اگر کسی نے فرض جماعت سے پڑھے ہوں اور تراویح جماعت کے ساتھ ادا نہ کی ہوں تو وہ وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے ہاں اگر کسی نے فرض تنہا پڑھے ہوں تو وتر جماعت سے نہیں پڑھ سکتا۔

تراویح کی نیت

یوں ہے نماز پڑھتا ہوں میں دو رکعت سنت تراویح کی واسطے خدا تعالیٰ کے متوجہ ہو کر کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر۔

حافظوں کیلئے ضروری ہدایات

تراویح میں تلاوت قرآن کی غرض و غایت وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اگر مسلمان فہم و بصیرت کے مالک ہوتے معنی سے زیادہ لفظ کے اندر روح سے زیادہ جسم کے پرستار نہ ہوتے اور وہ روح عمل نہ کھو چکے ہوتے تو تلاوت قرآن کا مقتضیٰ یہ تھا کہ مسلمانوں میں قرآنی علم و عمل عام ہوتا اور وہ اسلام کی شاہراہ مستقیم پر گامزن ہوتے مگر انہوں کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بدقسمتی سے ایسا نہیں ہے قرآن کی آیات کا حقیقی مفہوم ان کے فہم و عمل سے بہت دور ہے اور وہ صرف لفظوں کی تلاوت کی بھول بھلیوں میں مبتلا ہیں رسمی عقیدہ اور سطحی تعلیم ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے قرآن کے علم کا تعلق صرف زبان سے اور دل ذوق و معرفت سے خالی ہے اور اس کے مواعظ و مواعید سے متاثر نہیں ہوتا قرآن دن رات ان کی تلاوت میں ہے نمازوں میں قرآن پڑھا جاتا ہے مدارس میں قرآن کی تعلیم ہوتی ہے اور رمضان میں ختم قرآن ہوتا ہے مگر باوجود اس کے قرآنی فہم و عمل کے نور سے ان کے دل و دماغ منقلب و منور اور افعال و اعمال متاثر نہیں بلکہ صرف قرأت و لفظ میں صورت اور بے معنی لفظی تکرار کو ثواب کچھ سمجھ لیا ہے نتیجہ یہ ہے کہ الفاظ پرست قرآن کے معنی ظاہر پر بھی مر مٹے اور حسن باطن نگاہ سے اوجھل ہو گیا مسلمانوں کے فہم و عمل کا یہ پستی کا عالم ہے کہ رسمی تلاوت اور سطحی تعلیم نے مسلمانوں میں حافظوں کی ایک جماعت ایسی پیدا کر دی ہے کہ جنہوں نے تلاوت قرآن ہی کو ذریعہ معاش بنا لیا ہے جب وہ اپاہج اور دنیا کے کاموں سے ناکارہ ہو جاتے ہیں تو یہی سوچا ہے کہ حافظ بن کر کسی مسجد کو سنبھال لے۔

رمضان شریف میں اکثر مسجدوں میں ختم قرآن ہوتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ تراویح والا حافظ ایسا ہو جو تیسرے دن قرآن ختم کر دے اور تلاوت میں ایسا فراٹا بھرے کہ روز معانی تمام استثنیٰ چھوڑ جائے کسی دور کے بیچ نہ آیت کا پتہ لگے نہ تلفظ کا صحیح طور پر نہ الفاظ کا اگر بعد ختم قرآن کے کوئی اس کا بندہ سوال کر بیٹھے کہ ایک ہفتہ میں چار ختم ہو گئے بتلائیے حافظ صاحب آپ نے کیا سمجھا اور مقتدیوں نے کیا تاثر لیا تو بس ماسوا پشیمانی بجز شرم و ندامت کے کچھ جواب نہ ہوگا پس مسلمانوں کو چاہئے کہ نہ ایسے حافظ کو مقام کریں جو کسی قدر قرآن کے معانی و مطالب سے واقف ہو متقی و پرہیزگار ہو اور صحیح خیال ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان قرآن کی لفظی تلاوت ہی کے ثواب سے مالا مال ہوتے ہیں اور اپنے دامن مقصود بھر لیتے ہیں مگر وہ مزہ اسی وقت ہے جبکہ اس کی تلاوت معنی و عمل کی نیت سے ہو۔ حافظ کو چاہئے کہ وہ رعایت حال مقتدیوں کو ملحوظ رکھے قرأت اس قدر طویل نہ کرے کہ مقتدی تنگ اور پریشان ہو جائیں اور دونوں رکعتوں میں برابر پڑھے یا اول رکعت میں چار آیتیں زیادہ پڑھے دوسری رکعت میں اول رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے۔ قرآن شریف ترتیل سے ٹھہر ٹھہر کر رعایت ادائے حروف کے مخارج اور اعراب اور قاف کا خیال کر کے پڑھے اگر کوئی آیت یا رکوع رہ جائے تو یاد آنے پر اس کو نماز تراویح میں ہی پڑھے۔ تمام ختم قرآن میں ایک جگہ بسم اللہ الرحیم کو بآواز بلند پڑھنا چاہئے سوائے اس آیت بسم اللہ کے جو سورہ نمل میں وارد ہے ورنہ ختم قرآن ناقص ہوگا کیونکہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک بسم اللہ ایک آیت ہے قرآن کی اور جز کسی سورت کا نہیں ختم قرآن کے وقت چاہئے کہ ایک رکعت میں بعد الحمد کے معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس دوسری رکعت میں بعد الحمد کے شروع سورہ بقر مفلحون تک پڑھ کر رکوع کرے اور اس پر کچھ اضافہ نہ کرے **مسئلہ** دو یا چند امام نماز تراویح پڑھا دیں جائز ہے مگر ایک ترتیب سے کہ کوئی نہ بچا ہو۔

قرآن خوانی کی اجرت

قرآن خوانی کی اجرت لینا ناجائز اور حرام ہے کیونکہ یہ لتشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا کا مصداق ہے بلکہ قرآن خوانی صرف خدا کے لئے اور حصول ثواب کے لئے ہونی چاہئے۔ آجکل جو حافظ پہلے سے اجرت ٹھہرا لیتے ہیں اور اس کو آمدنی کا ذریعہ بنا لیا ہے یہ ناجائز اور قرآن شریف کی ہتک بے عزتی ہے بعض فقہا متاخرین نے جواز کے لئے کچھ حیلے تراشے ہیں مگر وہ اقرب الی الصواب نہیں صرف تخمین و قیاسات ہیں۔

کلام الٰہی کی تلاوت اور اسکے فضائل

قرآن کریم کا پڑھنا اور سننا یوں تو ہر وقت موجب ثواب اور باعث سعادت ہے کہ قرآن مجید کا یہ نام خود حضرت حق جل مجدہ کا رکھا ہوا ہے جس کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ جو پڑھی جائے مگر خصوصیت سے رمضان المبارک میں اس کی تلاوت ایمان عجیب حلاوت اور شگفتگی پیدا کرتی ہے اور روح کو تر و تازگی و طمانیت بخشتی ہے اور پڑھنے والے نئی زندگی حاصل کرتے ہیں اسی مناسبت سے ہم ان احادیث

ترجمہ درج کرتی ہیں جن میں کلام اللہ کی تلاوت کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

تلاوتِ قرآن زمین میں نور ہے اور آخرت میں ذخیرہ

حضرت ابو ذرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ حضور مجھے کچھ نصیحت فرمائیے! ارشاد ہوا کہ حصول تقویٰ کی کوشش کر کیونکہ تقویٰ نیکیوں کا سرتاج ہے عرض کیا اور کچھ فرمائیے۔ فرمایا قرآن شریف کی تلاوت کیا کر، یہ تلاوت زمین میں نور ہے اور آسمان میں تیرا ذخیرہ ہے (ابن حبان)

جس نے قرآن پڑھا اور پڑھکر اس پر عمل بھی کیا تو قیامت میں اس کے ماں باپ کو ایک نورانی تاج پہنایا جائیگا جس کی چمک آفتاب سے زیادہ ہوگی" غور فرمایئے جب اس نیک عمل کا نتیجہ اس کے ماں باپ کے حق میں یہ ہوگا تو خود تلاوت کرنے والے کو کیا کچھ نہ ملیگا۔ ایک صحابی رات کو قرآن شریف پڑھ رہے تھے اور پاس گھوڑا بندھا ہوا تھا وہ اچھلنے لگا تو انہوں نے قرأت ختم کردی اور آسمان کی طرف دیکھا تو بہت سے چراغ معلوم ہوئے جو نیچے سے اوپر کو جا رہے تھے صبح کو اس عجیب و غریب واقعہ کو حضورؐ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ فرشتے تھے جو تیرا قرآن سننے آئے ہوئے تھے اگر تو پڑھے جاتا تو اور بھی عجیب و غریب چیزیں دیکھتا۔ (بخاری و مسلم)

جس نے قرآن کو سیکھا اس نے نبوت کو اپنی گود میں لے لیا

فرق صرف اتنا ہے کہ اس پر وحی نازل نہیں ہوتی ہے صاحب قرآن کو یہ لائق نہیں کہ غصہ والے کے ساتھ خود بھی غصہ کرنے لگے یا جاہل کے ساتھ جہل کی باتیں کرنے لگے حالانکہ اس کے سینہ میں قرآن موجود ہے (حاکم) حافظ قرآن سے کہا جائیگا کہ قرآن پڑھتا شروع کر اور ہر ایک آیت پر درجہ بلند ہوتا چلا جائیگا قرآن کی آخری آیت تیری آخری منزل ہے (ترمذی) باختلاف روایات قرآن کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں اس حساب سے حافظ قرآن کے مرتبہ کا اندازہ لگائیے۔

جب کوئی شخص سجدہ کی آیت پڑھکر سجدہ کرتا ہے تو شیطان کونے میں بیٹھکر روتا ہے اور کہتا ہے افسوس ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اس نے سجدہ کرلیا اور اس پر جنت واجب ہوگئی مگر مجھے سجدہ کا حکم ہوا میں نے انکار کیا اور میرے لئے دوزخ کا حکم ہوگیا (مسلم) صاحب قرآن کی مثال ایسی ہے جیسے بندھا ہوا اونٹ اگر اس کی خبر رکھی جائے تو بندھا رہتا ہے اگر غفلت کی جائے تو بھاگ جاتا ہے (بخاری و مسلم) اپنی آواز اور لہجہ سے قرآن کو زینت دو (ابو داؤد) اللہ تعالےٰ خوش آواز قرآن خواں کی آواز کو نہایت شوق سے سنتا ہے جیسے کوئی گانا سننے والا گانے والے کی آواز کو شوق سے سنتا ہے (حاکم)

مطلب یہ ہے کہ قرآن کو قرأت ولہجہ، حسن صوت تجوید اور مخارج کی رعایت رکھکر پڑھے یونہی الٹا سیدھا نہ چھوڑ دے جیسا کہ اکثر حافظ کرتے ہیں۔

مسلمانو! قرآن حکیم خدا کا آخری آسمانی پیغام ہے جو تمہیں تمہاری زندگی کا مقصد بتانے اور منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے آیا ہے۔ اس لئے نہیں آیا ہے کہ اس کی تلاوت کا تعلق صرف زبان تک ہی رکھو اگر تم ہدایت کے خواستگار ہو جنت کے طلبگار ہو خدا کے سچے پرستار ہو اسوۂ رسولؐ پر جانثار اور مسلمانی کے دعویدار ہو اور اگر تم امن و امان اور سکون قلب کی تمنا رکھتے ہو اور دینی و دنیوی ترقی و کامرانی کے خواہاں ہو تو خدارا قرآن کو رسمیات کا نشانہ اور الفاظ کی قید و بند میں مبتلا نہ کرو اسی کے خلاف اور اسی کے نام پر علم بغاوت بلند نہ کرو اور اس کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرو اس کو لڑانے جھگڑنے اور فرقہ بندی کو تقویت دینے کی چیز نہ بناؤ اور ایک کھانے کمانے کی شے قرار نہ دو ورنہ یہ انتہائی محرومی، مجبوری، بدبختی اور روسیاہی ہوگی بلکہ قرآن حکیم کو اپنی زندگی کا دستور العمل بناؤ صرف اسی چیز کو اختیار کرو اور سب کو چھوڑ دو اور اس کی تلاوت کو سمجھ و عمل کی نیت سے اپنے لئے لازم سمجھو۔ مذکورہ بالا احادیث کو سامنے رکھکر ذہن نشین کرلو کہ قرآن مجید کی تلاوت ہی تمہارے تمام دکھوں کا علاج، بہترین عبادت موجب ثواب اور باعث سعادت ہے۔

اعتکاف

اعتکاف کے معنے گوشہ نشینی کے ہیں اور عشرۂ رمضان میں اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے اگر کسی بستی میں کوئی مسلمان بھی اعتکاف نہ کرے تو سب کا ذمہ ترک سنت کی برائی رہیگی بالفاظ دیگر اعتکاف کے معنے یہ ہیں کہ انسان مسجد میں یا گھر کے کسی معین گوشہ میں روزہ کی حالت میں عبادت کی نیت سے دنیا سے منہ موڑ کر بیٹھ جائے اور سوائے طبعی حاجات کے وہاں سے نہ اٹھے مقصود اعتکاف سے یہ ہے کہ روزہ داروں کے سامنے مجاہدۂ نفس کسر شہوت اور روزہ کا عملی نمونہ رکھا جائے تاکہ اگر کوئی بدبا فتکرے کہ روزہ کا مقصود دکھانا ہوگیا ہے تو اس کے جواب میں ہم معتکف کو دکھا کر کہہ سکیں کہ یہ ہے روزہ کا اثر اور نتیجہ۔

اعتکاف مسنون ہے جناب ہادی برحق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ آخر عشرہ رمضان شریف میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

اعتکاف مسنون یہ ہے کہ رمضان المبارک کی بیسویں تاریخ کو مغرب سے ذرا پہلے اس مسجد میں جہاں پنجوقتہ نماز باجماعت ہوتی ہو بیٹھ جائے اور عورت ہو تو اپنے گھر میں ہی اس جگہ بیٹھ جائے جو نماز کے لئے مخصوص ہو اور رمضان کے آخری روزہ کی مغرب تک بیٹھا رہے اور ذکر و عبادت میں مشغول رہے۔

اعتکاف نفل ذرا سی دیر کا بھی ہوسکتا ہے چنانچہ ظاہر روایت کے مطابق امام محمدؒ کا اس پر فتویٰ ہے پس جب نماز کے لئے کوئی مسجد میں جائے اور اعتکاف کی نیت کرلیا کرے تو جتنی دیر مسجد میں ٹھیریگا اعتکاف کا ثواب بھی پاویگا۔

ٹھیرنا اعتکاف کا رکن ہے اور مسجد کا ہونا اور اعتکاف کی نیت کرنا یہ دو شرطیں ہیں یعنی اگر مسجد میں عبادت کی نیت سے قیام کیا جائے تو اعتکاف صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔ اعتکاف کی مدت کم از کم ایک دن ہے اگر اس سے قبل اعتکاف کو چھوڑے گا تو اعتکاف فاسد ہوگا۔ نفلی اعتکاف کی کوئی خاص مدت مقرر نہیں ایک گھنٹہ کا اور اس سے کم کا بھی ہوسکتا ہے اور نہ اس کے لئے روزہ شرط ہے۔

مسئلہ حضرت امام صاحب کے نزدیک اعتکاف کی حالت میں بغیر ضروری حوائج یعنی پیشاب پاخانہ وغیرہ کے مسجد سے تھوڑی دیر کے لئے نکلنا بھی اعتکاف کو فاسد کردیتا ہے صاحبین کے نزدیک آدھے دن سے کم کے لئے معتکف مسجد سے نکل سکتا ہے

مسئلہ معتکف کے لئے مسجد کے اندر کھانا پینا اور خرید و فروخت کرنا جائز ہے لیکن سامان تجارت مسجد میں نہیں لانا چاہیئے صرف زبانی خرید و فروخت جائز ہے۔

مسئلہ اعتکاف کی حالت میں خاموش رہنا مکروہ ہے بلکہ ہر وقت ذکر الٰہی تلاوت قرآن اور دینی یعنی دینی مسائل کے درس تدریس اور نوافل میں مشغول رہے

مسئلہ معتکف جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد میں جا سکتا ہے مگر سنتیں پڑھنے سے زیادہ نہ ٹھیرے اگر ٹھیر گیا تو بھی جائز ہے کیونکہ وہ بھی مسجد ہے لیکن بہتر نہیں۔

مسلمانوں کو اس سنت مؤکدہ کی تعمیل میں ہرگز ہرگز غفلت و کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔

اور اپنی اپنی مسجدوں میں اعتکاف کا انتظام و اہتمام کرنا چاہیئے تاکہ ان کی دینی حیات کی ہر روش سے اتباع رسول کی شان ظاہر ہو اور ان کے قلب و دماغ روشن ہو جائیں۔

ایک ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر اور افضل رات

لیلۃ القدر

کائنات روحانی کے مانند و بلبلہ عرفان کے متوالو! محبوب حقیقی کے طلبگار و اور مطلوب حقیقی کے حسن و جمال کا نظارہ کرنے والو تیار ہو جاؤ کہ آج کی رات ملکوت اپنی جلوہ آرائیاں دکھانے والا ہے فردوس کی روح پرور ہوائیں چلنے والی ہیں آسمانی فضا سے روحانی بارش ہونے والی ہے جس سے ملوں کائنات نہانے لگی عالم قلوب ارواح کے گلہائے شگفتہ اس سے مشام عالم کو معطر کرنے والی خوشبو لیں گے اور نخل آرزو ہری ہو گی یعنی رمضان المبارک میں شب قدر بصد جاہ و جلال و انوار و تجلیات آگئی ہے گنا ہگارو حلد اس کی طرف دوڑو اور تیار ہو جاؤ کہ رحمت و مغفرت کی بارش ہونے والی ہے آفتاب ہدایت جلوہ ریز ہونے والا ہے اور گناہوں کی تاریکی کا منہ کالا ہونے والا ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ ایسا مجموعہ حسنات و برکات ہے جس کا ایک ایک لمحہ سعادت اندوزی اور آخرت کی بھلائی کے لئے بیش قیمت اور قابل قدر ہے اس کا اول و آخر اوسط سب مبارک و مقدس اور انوار و تجلیات سے معمور ہے اس کے دن و رات برکتوں اور رحمتوں سے مالا مال اور بیشمار فوائد رکھتے ہیں اس کا پہلا عشرہ اللہ کی نعمتوں سے معمور ہے درمیانی عشرہ اس کی رحمت و مغفرت سے بھرپور ہے اور آخری عشرہ عذاب جہنم سے آزادی عطا کرنے والا ہے۔

اس مہینہ میں معصیت و شقاوت کے شیطانی جذبات و تخیلات پر موت طاری ہو جاتی ہے گناہوں کی قوت مضمحل ہو جاتی ہے نفس سرکش کے منہ میں تقوی کی لگام دیدی جاتی ہے اور نور ہدایت کی روشنی کائنات عالم کے ذرہ ذرہ کو منور کر دیتی ہے رمضان کے مبارک و مسعود مہینہ میں شوقین بصیرتوں کے سامنے روحانی کمالات و تجلیات کی ایک لامحدود دنیا ہوتی ہے اور اس مہینہ کی بے انتہا فضیلتوں اور غیر محدود برکات میں سے ایک سب سے بڑی فضیلت و بزرگی یہ ہے کہ اس کی جملہ مقدس راتوں میں سے ایک ایسی بابرکت رات ہے جو ہزار مہینوں کی راتوں سے افضل ہے اور جو شب قدر اور لیلۃ القدر کے نام سے موسوم ہے اور جو غالباً رمضان کی ستائیسویں شب ہے اس رات کو شام سے لیکر صبح تک تجلی الٰہی کا نزول ہوتا ہے اس رات میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینہ کی عبادت و ریاضت سے بہتر ہے اس رات کی عبادت سے جو حلاوت اور کیفیت حاصل ہوتی ہے وہ دوسری راتوں میں حاصل نہیں ہوتی یہ ایسی بابرکت رات ہے کہ اسی میں فرشتوں کی پیدائش ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا مادہ جمع کیا گیا اس میں شب بیداری کا بڑا ثواب ہے جو اس رات میں جو جاگتا ہے اور عبادت میں مصروف رہتا ہے اس کے پاس فرشتے آتے ہیں مصافحہ کرتے ہیں اور اس کے لئے دعا مانگتے ہیں۔

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر	ہم نے نازل کیا اس کو (قرآن) قدر
وما ادراک ما لیلۃ القدر	والی رات میں اور آپ کیا جانتے ہیں کہ
لیلۃ القدر خیر من الف	لیلۃ القدر کیا ہے لیلۃ القدر بہتر ہے
...لملائکۃ و	ہزار مہینوں سے فرشتے اور روح اس
الروح فیہا باذن ربہم من	میں اترتے ہیں اپنے پروردگار کے حکم
کل امر سلام هی حتی	سے واسطے ہر کام کے امن و سلامتی ہے
مطلع الفجر ۵	یہ طلوع فجر تک۔

فضیلت قرآن اور لیلۃ القدر میں نزول قرآن کا مطلب

جمیع مفسرین کا اس امر میں اتفاق ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انا انزلنا القرآن فی لیلۃ القدر ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا جس بالتصریح یہ بات بیان نہیں کی تاکہ قرآن مقدس کی فضیلت و بزرگی بیان تین وجہ سے دلالت ہو اول یہ کہ اس میں قرآن کے انزال کو اللہ پاک نے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور اپنی ذات سے مختص کیا ہے دوسرے یہ کہ بجائے اسم ظاہر کے ضمیر کا استعمال کیا ہے تاکہ اس کی بزرگی اور شہرت پر شہادت قائم ہو تیسرے یہ کہ وقت کی تعظیم جس میں قرآن نازل ہوا (تفسیر کبیر) ابن عباس فرماتے ہیں کہ قرآن کے لیلۃ القدر میں نازل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس رات میں قرآن کو لوح محفوظ سے ایک بار آسمان دنیا پر نازل کر دیا اس کے بعد نجماً نجماً نازل ہوتا رہا۔

قدر کے معنے قدر مصدر ہے قدرت اقدر قدرا سے مراد یہ ہے کہ اللہ پاک نے تمام امور کا اندازہ کیا قَدَر اور قَدْر کے ایک ہی معنے ہیں بالسکون مصدر ہے اور بالفتح اسم واحدی کہتے ہیں کہ قدر کے معنی تقدیر کے اور تقدیر کہتے ہیں کسی چیز کو بغیر زیادت و نقصان کے کسی دوسری چیز کے ساتھ برابر کرنے کے ہیں چونکہ اس رات کی عبادت کو ایک ہزار مہینہ کی عبادت کے مساوی کیا ہے اس لئے اس کو قدر کہتے ہیں۔

لیلۃ القدر کو لیلۃ القدر کیوں کہتے ہیں تین وجہ سے ایک تو وجہ سے کہ اس رات میں اللہ پاک امور و احکام کا اندازہ کرتے ہیں کاتب رہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر واقع نہیں ہوتی کیونکہ اس کی تقدیر اس وقت واقع ہو چکی ہے جبکہ ابھی زمین و آسمان کی پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی یعنی ہر ایک چیز کی تقدیر تو ازل میں ہی ہو چکی لیلۃ القدر میں تقدیر سے مراد یہ ہے کہ ان مقادیر کا ملائکہ پر اظہار کیا جاتا ہے دوسرے یہ کہ لیلۃ القدر عزت و عظمت اور شرف و منزلت کی رات ہے اب یا تو یہ شرف و عظمت فاعل کی طرف راجع ہے یعنی جو اس رات میں عبادت بجالائے وہ صاحب عظمت و بزرگی ہے اور یا فعل کی طرف راجع ہو گی یعنی اس رات کی طاعت قدر و شرف میں زیادہ ہے۔ تیسرے یہ کہ لیلۃ القدر کے معنے تنگی کے ہوں یعنی اس رات میں زمین ملائکہ پر تنگ ہو جاتی ہے۔ ابوبکر وراق کہتے ہیں لیلۃ القدر اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں مرتبے والی کتاب مرتبہ والے فرشتہ کی زبان سے مرتبہ والی امت پر نازل ہوئی شاید اس وجہ سے اللہ پاک نے اس سورۃ میں تین مرتبہ لفظ قدر کو بیان کیا ہے (تفسیر کبیر)

اللہ پاک نے شب قدر کو کیوں مخفی رکھا ہے؟ حضرت امام رازی رحمۃ اللہ نے اس کے چار وجہ بیان کی ہیں اول تو یہ کہ حضرت حق جل جلالہ شانہ نے دیگر چیزوں کی طرح اسے بھی مخفی رکھا ہے مثلاً اس نے اپنی رضا کو طاعات میں مخفی رکھا ہے تاکہ تمام طاعات کی رغبت پیدا ہو اپنے غضب کو معاصی میں پوشیدہ رکھا ہے تاکہ تمام معاصی سے اجتناب کیا جائے

اپنے ولی کو لوگوں میں مستور کیا ہے تاکہ ولی ہونے کے شبہ سے سب کی تعظیم و تکریم کی جائے۔ اجابت کو دعا میں مبہم رکھا ہے تاکہ تمام دعوات میں کوشش ہو۔ اسم اعظم کو اپنے اسماء میں اس وجہ سے پوشیدہ رکھا ہے تاکہ تمام اسماء سے خیر و برکت حاصل کی جائے۔ صلوٰۃ وسطیٰ کو اس واسطے مخفی رکھا ہے کہ تمام نمازوں کی حفاظت کی جائے۔ قبول توبہ کو بھی مخفی رکھا ہے کہ مکلف جمیع اقسام توبہ پر مواظبت کرے موت کے وقت کو اس سبب سے پوشیدہ رکھا ہے کہ مکلف ڈرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رجوع رہے اسی طرح اس رات کو بھی مخفی رکھا ہے کہ تاکہ رمضان کی تمام راتوں کی تعظیم و تکریم ہو۔

دوسری وجہ یہ کہ جناب باری عز اسمہ چونکہ اپنے بندوں کی گناہوں پر دلیری جانتے ہیں اس لئے اگر یہ رات معین ہوتی اور لوگ اس رات میں ہی معصیت کا ارتکاب کرتے تو معصیت بارجود علم کے سخت اور عظیم ہوتی اور وہ سخت عذاب کے مستحق ہوتے جیسے اس رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینہ کی عبادت کے برابر ہے اسی طرح اس رات کے گناہ کا عذاب بھی ایک ہزار مہینہ کے گناہ کے برابر ہوتا سو یہ رؤف الرحیم خدائے کریم کی بدرجہ غایت شفقت و عنایت ہے کہ اس نے اس رات کو مخفی رکھا ہے اور اپنے معصیت شعار بندوں سے ایک سخت عذاب دفع کر دیا۔

تیسری وجہ اس رات کو پوشیدہ رکھنے کی یہ ہے کہ اس کے تلاش کرنے والے کو جہد و مشقت تلاش و جستجو اور اجتہاد کا ثواب ملے۔

چوتھی وجہ یہ کہ طالب عبادت اس رات کو پانے کی تلاش میں رہتا ہے اور اس خیال سے کہ شاید یہی رات لیلۃ القدر ہو رمضان کی تمام راتوں کی تعظیم کرتا ہے اور حتی الامکان عبادت الٰہی بجا لاتا ہے ایسے حریص اور بیقرار بندے کی یہ شان اطاعت باری تعالیٰ کو بہت پسند آتی ہے اور وہ اپنے فرشتوں سے کہتے ہیں کہ اے میرے فرشتو کیا تم نے انہی بندوں پر اعتراض کیا تھا کہ وہ زمین میں فساد کریں گے اور قتل و خونریزی کا ارتکاب کریں گے پس لیلۃ القدر کے ظاہر ہونے میں یہ شان اور خوبی نہ رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ لیلۃ القدر کی تعیین میں قدرتی طور پر اختلاف ہو گیا تھا اور ہوا چنانچہ اس کی تعیین میں آٹھ اقوال ہیں۔ ابن رزین کہتے ہیں کہ یہ رمضان کی پہلی رات ہے۔ حسن بصری فرماتے ہیں کہ رمضان کی سترہویں رات ہے حضرت انس مرفوعاً فرماتے ہیں کہ انیسویں رات ہے۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ اکیسویں رات ہے حضرت ابن عباس کا قول ہے تیئسویں رات ہے۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ چوبیسویں رات ہے۔ حضرت ابوذر کا قول ہے کہ پچیسویں رات ہے حضرت ابی بن کعب کا ارشاد ہے کہ چھبیسویں رات ہے اور بعضوں کا گمان ہے کہ ستائیسویں رات ہے۔ اکثر محدثین و مفسرین کا اسی پر اتفاق ہے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں شب ہے یہی عام طور سے مشہور ہے اور اسی پر امت مسلمہ کا عمل ہے۔

شب قدر کی خصوصیات میں سے پہلی خصوصیت تو یہ ہے کہ شب قدر میں بنی نوع انسان کی ہدایت و رہبری نجات و رستگاری اور فلاح و بہبود کے لئے وہ کتاب مقدس نازل کی گئی جو دین و دنیا کی فائز المرامیوں اور شادکامیوں کی ضامن اور کفیل ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر سبحان اللہ یہ شب قدر کی کتنی بڑی خصوصیت اور عظمت و بزرگی ہے اور اس رات کو کتنے اعزاز و احترام کا مستحق بنا دیتی ہے۔

دوسری خصوصیت لیلۃ القدر خیر من الف شھر لیلۃ القدر ایک ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد گزرا ہے جو رات کو عبادت میں کھڑا رہتا تھا اور سارا دن بھی عبادت میں گزارتا تھا مسلمانوں کو یہ سنکر تعجب ہوا اور افسوس کیا کہ ہماری تو عمریں بھی اس قدر نہیں جو ہم اس عابد کی عبادت کا مقابلہ کر سکیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ تیری امت کے لئے لیلۃ القدر کی عبادت ایک ہزار مہینہ کی عبادت کے برابر ہے۔

بظاہر یہ بات عقل کے خلاف نظر آتی ہے کہ ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینہ کی عبادت کے مساوی ہو۔ مگر حقیقتاً یہ کوئی مستبعد بات نہیں ہے کیونکہ بعض اوقات ایک فعل کا حسن و قبح بسبب اختلاف وجوہ منضمہ کے کم و بیش ہو جاتا ہے مثلاً نماز جماعت کو صلوٰۃ منفرد پر فضیلت ہے حالانکہ چیز ایک ہی ہے کیا خدا کے یہاں ثواب کی کمی ہے وہ اگر چاہے تو ایک لمحہ کی عبادت کو لاکھوں برس کی عبادت کے برابر کر دے کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا ہے۔

دیکھئے نا! نوٹ بھی کاغذ کا ایک پرزہ ہوتا ہے جو زیادہ سے زیادہ ایک پیسہ کا ہوتا ہے مگر اسی پر بادشاہ کی تصویر اور علامات مخصوصہ سے پانچ روپے کا ہو جاتا ہے اور اگر بادشاہ چاہے تو اسی کو ایک ہزار کا کر دے۔

حضرت امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں :-

"پس یہ کوئی بعید نہیں کہ طاعت قلیل صورت میں ساری اور ثواب میں کثیر ہو۔"

اس کے بعد امام صاحب لکھتے ہیں :-

"خدائے حکیم سبحانہٗ کا مقصود یہ ہے کہ خلق کو طاعت کی طرف کھینچے کبھی طاعت کی قیمت دوگنی کر دی جاتی ہے کبھی دس گنی اور کبھی سات سو گنا کبھی بحسب ازمنہ اور کبھی امکنہ اور ان تمام باتوں سے مقصود اصلی یہی ہے کہ مکلف کو طاعت کی طرف کھینچے اور ان کو اشغال دنیا سے پھیرے۔"

تیسری خصوصیت تنزل الملائکۃ والروح فیھا اس رات میں فرشتے اور روح اترتے ہیں حضرت امام رازی فرماتے ہیں کہ فرشتوں کی نظر ارواح پر ہے اور انسان کی نظر جسموں پر ہے سو جب فرشتے انسان کی روح کو صفات ذمیمہ کے محل میں پاتے ہیں اور اسے شہوت و غضب کا بندہ پاتے ہیں تو اس کو قبول نہیں کرتے اور کہتے ہیں اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء جیسے والدین صورت اولیہ یعنی منی سے نفرت کرتے ہیں اور اگر کپڑے اور جسم پر لگ جاتی ہے تو نفرت سے دھوتے ہیں اور گندا پانی جب قدرت کی مشین میں پڑ کر علقہ اور مضغہ بن جاتا ہے اور نقاش ازل کے ہاتھوں وہ نقش و نگار اور صورت حسنہ حاصل کر لیتا ہے اور والدین کی آغوش میں آتا ہے تو وہ اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں چومتے چاٹتے سینے سے لگاتے ہیں اور وہ نفرت مبدل بہ محبت ہو جاتی ہے اسی طرح جب فرشتے انسان کی اچھی صورت دیکھتے ہیں جس سے مراد معرفت اور طاعات الٰہی ہے تو اس سے محبت کرتے ہیں اس کی طرف مائل ہوتے ہیں ان کی طرف نازل ہوتے ہیں اور اپنے قول اتجعل فیھا پر معذرت خواہ ہوتے ہیں اور اگر روح کو ظلمات جسمانیہ اور شہوانیہ میں دیکھتے ہیں تو مغفرت و استغفار مانگتے ہیں یہ مراد ہے تنزل الملائکہ سے۔

شب قدر میں ملائکہ کیوں نازل ہوتے ہیں؟ اس لئے کہ بہت محمدی کی عبادت اور جہد و طاعت کو دیکھیں دوسرے اس لئے کہ ان کو پاکیزہ ارواح نیک بندوں اور عابدوں سے الفت و انسیت ہے۔ تیسرے اس لئے کہ اللہ پاک نے مومنوں سے وعدہ

کیا ہے کہ جنت کے سپردستہ سے ان پر ملائکہ سلام کہتے ہوئے داخل ہوں گے، اسی طرح اس دنیا میں بھی اگر مومن عبادت میں مشغول ہو تو فرشتے تسلیم و تہنیت کے لئے نازل ہوتے ہیں چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:۔

"ملائکہ اس لئے نازل ہوتے ہیں کہ ہم پر سلام کریں اور ہماری شفاعت کریں جو ان کا سلام پالیتے ہیں ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔"

چوتھے اس واسطے کہ حضرت حق جل شانہ نے اس رات کی تمام فضیلت و بزرگی نفل طاعت میں رکھی ہے سو فرشتے اس لئے نازل ہوتے ہیں کہ عابدوں کی طاعت کا ثواب زیادہ ہو جیسے اگر کوئی شخص کعبہ میں عبادت کرے تو اس کا ثواب زیادہ ہو جاتا ہے علاوہ ازیں کچھ ترغیب طاعت کے لئے ہے۔

پانچویں طاعات و عبادات اور خیرات عالم دنیا کی موجودگی میں بہ نسبت ملکوت کے زیادہ لذت و سرور اور عمدگی کے ساتھ ادا ہوتے ہیں سو اللہ تعالیٰ اس رات میں ملائکہ مقربین کو نازل کرتے ہیں تاکہ ان کی حضوری اور معیت میں عابدوں کی عبادت اتم و اکمل طریقہ سے بطریق احسن ادا ہو۔

کعب فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام لیلۃ القدر میں سدرۃ المنتہیٰ کے تمام ملائکہ کو لیکر زمین پر نازل ہوتے ہیں، زمین میں ایک بالشت بھر جگہ خالی نہیں رہتی جو فرشتے ساجد اور قائم نہ ہوں۔ مومنین اور مومنات کے لئے دعا کرتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں۔

حضرت جبرئیلؑ کے مصافحہ کرنیکی علامت

بزرگان دین نے حضرت جبرئیلؑ کے مصافحہ کرنیکی علامت یہ بتلائی ہے کہ وہ جس وقت مصافحہ کرتے ہیں تو ایک دل میں ایک رقت پیدا ہو جاتی ہے قلب پھڑکنے لگتا ہے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور عابد اپنے باطن میں وہ کیفیت اور لذت و سرور محسوس کرتا ہے جو لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی ایسی حالت میں جو تین مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہے تو ایک مرتبہ کہنے سے وہ بخشا جاتا ہے دوسری دفعہ کے کہنے سے نجات پاتا ہے اور تیسری دفعہ کے کہنے سے جنت میں داخل کیا جاتا ہے۔

صبح تک فرشتے سلام و دعا میں مشغول رہتے ہیں پھر سب سے پہلے آسمان پر حضرت جبرئیلؑ چڑھتے ہیں پھر اور فرشتے صعود کرتے ہیں اور خیمائے شمس اور آسمانی بیچ جمع ہوتے ہیں اس دن دعائے رحمت اور مومنوں کے لئے استغفار میں مشغول رہتے ہیں مگر اس کے لئے جس نے رمضان کو ایمان و احتساب کے ساتھ گذارا جب شام ہوتی ہے تو اپنے آسمان میں داخل ہوتے ہیں حلقہ باندھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور دوسرے ملائکہ بھی جمع ہوتے ہیں اور پھر آپس میں سوال و جواب کرتے ہیں کہ فلاں شخص پچھلے سال عابد تھا اور اس سال مبتدع فلاں شخص پچھلے سال مبتدع تھا اور اس سال عابد فلاں کو ہم نے رکوع میں دیکھا فلاں کو سجدہ میں فلاں کو تشہد میں فلاں کو قیام میں فلاں کو تسبیح و تہلیل میں اور فلاں کو دعا و استغفار میں جن کے لئے دعائے مغفرت و ہدایت کرتے ہیں اور اسی طرح ساتوں آسمانوں میں ذکر کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ پر جا پہنچتے ہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ ان سے دریافت کرتا ہے کہ اے میرے ساکنو مجھے لوگوں کا حال سناؤ کیونکہ میرا تم پر حق ہے اور جو خدا کو محبوب رکھے میں اس کو محبوب رکھتا ہوں۔ فرشتے عابدوں کے نام ان کے باپ کے نام اور ان کے حالات سناتے ہیں پھر وہ خبر جنت کو پہنچتی ہے تو جنت کہتی ہے کہ اے اللہ ان کو جلدی مجھ تک پہنچا اور ملائکہ اور ساکنان سدرۃ اس پر آمین کہتے ہیں واللہ اعلم اس مقدس رات میں عبادت کرنے والے کا کتنا بڑا مرتبہ اور نصیب ہے اور اس سے محروم رہنے والا کتنا بڑا بدنصیب بدبخت اور محروم ہے۔

چوتھی خصوصیت

من کل امر یعنی تمام امور اس رات میں سرانجام فرمائے جاتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس رات کو لیلۃ القدر کہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سال آئندہ کے لئے بارش موت زندگی اور رزق وغیرہ تمام امور اللہ تعالیٰ اسی رات میں مقدر فرماتے ہیں نیز لفظ قدر عظمت و بزرگی کے معنوں میں بھی مستعمل ہے چونکہ لیلۃ القدر اپنے اندر بیشمار برکات اور شرف و بزرگی رکھتی ہے اس لئے اس کو شب قدر کہا جاتا ہے۔

پانچویں خصوصیت

سلام ھی حتی مطلع الفجر اس میں شب قدر کو سلام کے ساتھ وصف کیا گیا ہے یعنی فرشتے بندوں پر خدا کا سلام پہنچاتے ہیں جیسے آتش نمرود سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا تھا اور آتش کو گلزار بنا دیا تھا اسی طرح اس امت محمدیہ پر اس رات میں عبادت کرنے والوں پر آتش دوزخ حرام ہوگی اور وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جناب رسالتمآب صلعم سے عرض کیا کہ حضور مجھے وہ دعا تعلیم فرمایئے جو میں شب قدر میں پڑھوں آپؐ نے فرمایا اے عائشہؓ یہ دعا پڑھا کرو۔
اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ اے اللہ تیرا نام عفو اور کریم ہے تو معافی اور بخشش کو دوست رکھتا ہے سو اپنے کرم سے مجھے بخش دے۔"

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ اس رات کی دعا اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے یہ برکت و سلامتی اور امن و امان والی رات ہے۔

لیلۃ القدر اور مسلمانوں کا طرز عمل

مذکورہ بالا تفاصیل سے ناظرین کرام کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس رات کے متعلق ہمارا کیا طرز عمل ہونا چاہیئے چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم اس رات کو شب بیداری و عبادت گذاری دعا و استغفار تسبیح و تہلیل اور آہ و زاری میں گذارتے مگر ہوتا یہ ہے کہ عوام الناس کا سارا زور عمل صرف مسجدوں کی زیبائش و آرائش اور مٹھائی کی لذت اندوزیوں پر صرف ہو جاتا ہے صرف چند ہی خوش قسمت اور متبرک نفوس ایسے ہوتے ہیں جو عبادت گذاری کرتے ہیں کاش ہم مسجدوں کی روشنی و آراستگی کے ساتھ ضیائے قلب اور تنویر قلب کا بھی سامان کرتے آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی روشنی کے ساتھ روح کو جلا دینے کا اہتمام بھی کرتے اور مٹھائیوں کی لذت چشی کے ساتھ عبادت الٰہی کی لذت و سرور سے بھی مسرت اندوز ہوتے۔

مسلمانو! تمہیں کیا ہوا کہ تمہارا ہر عمل معیار سنت سے گرا ہوا ہے تمہاری ہر بات منہاج نبوت سے دور ہے تمہاری کوئی کل بھی سیدھی نہیں تم اپنی پستی ذوق و عمل کے سبب ہر عمل کو رسم اور لغویت کا لباس پہنا دیتے ہو جس سے اس کے حقیقی خدوخال مستور ہو جاتے ہیں تمہارا ہر قول و فعل فہم و دانش کے مطابق کیوں نہیں ہوتا اور تمہارا ہر عمل اسوۂ نبوی کے مطابق کیوں نہیں البتہ اگر تمہیں اس روشنی کے زمانہ میں بھی عقل و شعور نہیں آیا تو اور کب آئے گا اچھی باتیں تمہارے حافظے سے کیوں دور ہیں! تمہارے دماغ نیک عمل اور کام کی باتوں کو کیوں نہیں پکڑتا اور بُری باتیں اور بیکار رسمیں خوب یاد رکھتے ہو

اور بداخلاقیوں اور گناہوں کے اور بداخلاقیوں وگناہوں کے ارتکاب سے ہر وقت مستعد رہتے ہو تم جتنے سے زیادہ فضا اور روح سے زیادہ جسم کے پرستار ہو ہل ڈھونڈ ہو مگر تم تلاش نہیں کرتے یعنی جنت میں جانا اور رضائے خداوندی تو حاصل کرنا چاہتے ہو مگر جنت کے کاموں اور نیک عملوں پر حریص نہیں تمہیں کس طرح اور کس عنوان سے سمجھایا جائے بس اب یہی کوشش چاہیئے کہ تمہیں تمہاری حالت پر چھوڑ دیا جائے۔

تم نے شب قدر کی برکات و فضیلتیں سن لی ہیں اور معلوم کر لیا ہے کہ جناب باری تعالےٰ عز اسمہٗ نے تم کو کس کس طریقہ سے اس رات میں عبادت گذاری پر ابھارا ہے اور کس رحمت و شفقت سے شب بیداری کی رغبت و حرص دلائی ہے اگر اب بھی تم اس سنہری موقعہ کو غفلت اور معصیت میں کھو دو تو تم مردہ ہو اور جہنم کا ایندھن۔

مسجدوں کی زیبائش اور آرائش بیشک ان کی ظاہری آبادی اور رونق ہے مگر جیسا اہتمام ظاہری آبادی کا کرتے ہو ایسا ہی باطنی آبادی کا اہتمام بھی کرو تو سبحان اللہ کیا کہنا ہے دین و دنیا کی دولتوں سے مالا مال ہو جاؤ یاد رکھو مسجد کی حقیقی آبادی اور اصلی رونق ذکر الٰہی اور عبادت و ریاضت ہے پس اگر تم رمضان کی ستائیسویں شب کا اگر واقعی اور حقیقی احترام کرنا چاہتے ہو تو اس کو اس طرح کہ ہر مسجد ہر گھر اور ہر بستی ذاکروں عابدوں سے معمور ہو ہر شخص دعا و استغفار اور اذکار و اشغال میں مصروف نظر آئے فضائے آسمانی تمہارے لاہوتی نغموں سے گونج اٹھے تاکہ آسمانوں سے فیض کی بارش ہو اور زمین تمہارے لئے اپنے دفینے اگل دے۔

پس جو گوش شنوا عقل رسا قلب سلیم اور اپنے دل کی گہرائیوں میں نیک عمل کی خواہش اور سچی تڑپ رکھتا ہو وہ سن لے کہ شب قدر کی عظمت و بزرگی اسے پیغام عمل دیتی ہے اور مژدۂ جنت سناتی ہے اگر اسے کوئی ثواب حاصل کرنا اور کوئی نیکی کمانا ہے تو اٹھے اور کمربستہ ہو جائے۔

صدقۂ فطر

صدقۂ فطر ہر آزاد مسلمان مالک نصاب پر واجب ہے عید کے دن صبح طلوع ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے عمر بھر تک اس کا وقت رہتا ہے اور کبھی ساقط نہیں ہوتا بہتر اور افضل یہ ہے کہ صدقۂ فطر قبل نماز عید دیدے بلا کسی مجبوری کے تاخیر نہ کرے۔

صدقۂ فطر کی مقدار اور کس کی طرف دینا چاہیئے

اگر گیہوں یا اس کا آٹا دے تو نصف صاع اور کھجور منقی جو یا اس کا آٹا اور یا ستو دے تو ایک صاع، صاع کا وزن تین سو اکیاون روپے یعنی چار سیر ۲ چھٹانک اور ایک تولہ بھر ہے. چھوٹے بچہ کی طرف سے جبکہ نہ مالک نصاب نہ ہو مجنون اولاد کی طرف سے اگرچہ بالغ ہو اگر خود مالک نصاب ہوں تو اس کے مال سے دینا واجب ہے اگر لڑکی شوہر کی خدمت کے لائق ہے اور وہ شوہر کے یہاں چلی گئی تو کسی پر بھی اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں اور اگر قابل نہیں اور شوہر کے یہاں نہیں گئی تو اس کا صدقۂ فطر باپ پر ہے جبکہ لڑکی خود مالک نصاب نہ ہو ورنہ اسی کے مال سے دیا جائے گا۔ یتیم اور فقیر ہو تو اس کے دادا پر واجب ہے اگرچہ ملے بچے ہوں تو ماں پر صدقۂ فطر واجب نہیں بیوی اور بالغ اولاد کا صدقہ خاوند اور باپ پر واجب نہیں خواہ محتاج ہو (عالمگیری در مختار وغیرہ)

دیگر مسائل بہتر یہ ہے کہ صدقۂ فطر عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عیدگاہ جانے سے پہلے دیدیا جائے ایک شخص کا فطرہ ایک ہی مسکین کو دیدینا بہتر ہے اگرچہ چند مساکین کو دیدیا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں اور چند اشخاص کا فطرہ ایک ہی مسکین کو دینا جائز ہے (در مختار) **مسئلہ** گیہوں اور جو ملے ہوئے ہوں مگر گیہوں زیادہ ہوں تو نصف صاع دینا چاہیئے اور اگر جو زیادہ ہوں تو ایک صاع۔ **مسئلہ** گیہوں اور جو دینے سے ان کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے بھی افضل یہ ہے کہ قیمت دیدے **مسئلہ** اگر چاول جوار باجرہ یا اور کوئی غلہ فطرہ میں دیں تو ان چیزوں میں قیمت کا لحاظ ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں اور ایک صاع جو کی قیمت کی ہو

صدقۂ فطر کسکو دیا جائے

جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں انہی کو صدقۂ فطر بھی دیا جا سکتا ہے اور جن کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی انہی کو فطرہ بھی نہیں دیا جا سکتا مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے خویش و اقربا پر نظر ڈال لے اگر ان میں کوئی محتاج اور حاجتمند ہوں تو ان کو دے۔

عید الفطر

تمام اقوام میں ایک دو یا چند دن زمانہ قدیم سے ایسے چلے آئے ہیں جن میں وہ خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں اپنی شان و شوکت دکھاتے ہیں حسب استطاعت عمدہ لباس زیب تن کرتے ہیں عمدہ سے عمدہ غذائیں فراہم کرتے ہیں تمام کاروبار بند رکھکر تفریحی کھیلوں اور رنگ رلیوں میں سارا دن گذارتے ہیں اور اپنی محبت و یگانگت اور اجتماع کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ایسا ہونا ہی چاہیئے کیونکہ اگر ساری سال میں ہنسی خوشی اور شان و شوکت کا کوئی دن بھی ایسا نہ ہو کہ خویش و اقارب اور دولت و احباب باہم مل کر خوش ہوں اور ایک دوسرے کی صحبت میں کچھ دیر کے لئے افکار دنیا کو بھول جائیں تو سچ یہ زندگی اجیرن اور دوبھر ہو جائے اس لئے سال بھر میں کچھ دن ایسے ضرور ہونے چاہئیں جن میں عام خوشی کا اظہار ہو۔

عیدوں یا تہواروں کا مقصد

ان عیدوں یا تہواروں کا مقصد یہ ہے کہ ملت میں اجتماعی اتحاد اور عام خوشی کا اظہار ہو یہ مقصد ویسے تو پورا ہو نہیں سکتا کیونکہ صورت حال یہ ہے کہ اگر زید کے گھر خوشی ہے تو بکر کے گھر ماتم بپا ہے کہیں انبساط کے نغمے بلند ہو رہے ہیں اور خوشی کے شادیانے بج رہے ہیں تو کہیں آہ و بکا کا محشر بپا ہے اور صدائے ماتم بلند ہو رہی ہے غرض فطری اور عمومی طور پر انسانوں کی قسمت میں یہ کہاں کہ زید کی خوشی پوری قوم کی مسرت بن جائے اور ملت کے تمام افراد خوشی و مسرت کا عام اظہار کر سکیں اور قومی دلی وحدت و مسرت کا سماں مجسم آنکھوں کے سامنے آجائے۔

دوسرا مقصد ان تہواروں کا یہ ہے کہ کسی خوشی یا غمی کے تاریخی واقعہ کو یاد رکھا جائے تاکہ قومی و ملی زندگی بیدار ہو یا زمین و آسمان کے فطری انقلابات موسموں کے تغیر اور چاند سورج کی حرکات کو وجہ مسرت بنایا جائے۔

چونکہ ہر مذہب و ملت کا نقطۂ نظر یکساں نہیں اور ان کے عقائد و تخیلات میں یکسانیت نہیں اس لئے ان دنوں کے انتخاب اور تعین میں یکسانی نہیں اور ایک قوم کے تہوار دوسری قوم کے تہواروں سے الگ ہیں مگر جو لوگ اقوام عالم کے معتقدات اور لٹریچر پر نظر رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ سوائے اسلام کے تمام اقوام و مذاہب کے تہوار مبہم ابتداؤں، خیالی تمہیدوں، فضول و لغو حرکتوں اور بیحیائیوں و بے لغویوں

اسلامی عید

کو مسلمانوں کی عید تمام مہم اعتدال، شغال، لہو لعب اور بے ہودہ حرکتوں سے پاک اور اخلاقی و روحانی پاکیزگی، تقرب عظمت و برتری کا ایک بہترین نمونہ اور دلکش منظر ہے مسلمانوں کی عید شراب و کباب، ہلا گلا، آتش بازی، رنگ پاشی، ناچ رنگ اور چراغ فروزی کی عید نہیں بلکہ خالق کائنات کی توحید و تمجید اور شان عبدیت کا عالمگیر مظاہرہ ہے۔

مسلمانوں کی عید شکرانہ کی عید ہے، تکبیر و تہلیل کی عید ہے، سجدۂ عبودیت کی عید ہے (اظہار) تذلل و انکساری کی عید ہے، اس بات کی خوشی کے لئے کہ خدا نے [illegible] موحدین کو اپنے احکام و اوامر اور انعام و اکرام سے سرفراز کیا، ملک عالم میں نور ہدایت بخشا، نار پرستی، بت پرستی، مظاہر پرستی اور دیگر ہر قسم کی پرستیوں سے بچا کر توحید کی صراط مستقیم پر گامزن کیا، تادیب نفس، کسر شہوت اور حصول اتقا کی توفیق بخشی اور اپنے فرماں بردار بندوں سے کیا اور مومنین صائمین نے سارا ماہ رمضان میں گذارا بس اصل خوشی حقیقی مسرت اور رضائے انبساط تو اسی کا ہے جو اس ماہ میں صائم رہا اور تقویٰ و پرہیزگاری حاصل کی۔

صدقۂ فطر کا فلسفہ

دنیا کی بادشاہوں کا دستور ہے کہ جب کوئی ان کے دربار میں شرف باریابی حاصل کرنے جاتا ہے تو کچھ تحفہ اور نذر لے جاتا ہے اسی طرح پورا ماہ رمضان میں گذار کر عید کے دن بارگاہ خداوندی میں شرف حضوری حاصل کرنے کا صدقۂ فطر گویا نذرانہ ہے مگر اللہ اللہ کتنا معمولی کہ ہر شخص بآسانی گذار سکتا ہے دوسرے اسلام اپنے تمام افراد میں مساوات قائم کرنا چاہتا ہے امیروں اور غریبوں کو دوش بدوش کھڑا کرنا چاہتا ہے ایک کی خوشی سب کی خوشی بنانا چاہتا ہے اور امیروں کو غریبوں کا ہمدرد اور معاون بنانا چاہتا ہے اس لئے صدقۂ فطر کا حکم دیا تاکہ امرا کی عید کے ساتھ غربا کی عید بھی ہو جائے پس عید کا حقیقی احترام اور اصلی خوشی اس میں ہے کہ صدقہ فطر دیا جائے۔

عید منانے کا مسنون طریقہ

عیدین کی نماز حضرت امام اعظم کے نزدیک واجب ہے اور اعلائے کلمۃ الحق وامر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے جمعہ کے خطبہ کی طرح عید کا خطبہ بھی لازمی ہے اور بعد نماز اس کا سننا ضروری ہے عید الفطر کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز تناول فرمایا کرتے تھے ایک راستے سے جاتے اور دوسرے سے واپس آتے تھے اس لئے کہ اس اجتماع کا ایک مقصد دوسری متمدن اور طاقتور قوموں پر اپنی شان و شوکت ظاہر کرنی اپنی جمعیت اور ڈسپلن سے مخالفین کو مرعوب کرنا اپنی حیثیت و عبدیت کو دیگر اقوام پر واضح کرنا ہے اس لئے آنے جانے کے دو راستے مقرر کئے گئے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ روزہ داروں کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک تو روزہ افطار کرتے وقت اور دوسری دیدار الٰہی کے وقت سو روزہ داروں کو ایک خوشی تو روزانہ افطار کے وقت حاصل ہو جاتی ہے مگر مکمل خوشی و حقیقی مسرت عید ہی کے روز حاصل ہوتی ہے مگر ان کو جو سنت رسولؐ کے مطابق اس کے تمام آداب و لوازمات بجا لاتے ہیں۔

اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنی اور اپنے بچوں کی طرف سے صدقہ [illegible] دیدیں تاکہ غربا کی عید بھی ہو جائے پھر نہا دھو کر حسب استطاعت [illegible] پہن کر گھر سے میٹھی چیز [illegible] کوئی میٹھی چیز کھا کر عیدگاہ کو جائیں راستہ میں آہستہ آہستہ پڑھتے جائیں بیہودہ مذاق اور لہو و لعب کے مرتکب نہ ہوں وہاں بیٹھ کر بھی اللہ کے ذکر میں مشغول رہیں پھر جب جماعت کھڑی ہو تو دیگر نمازوں کی طرح دو رکعت نماز عید الفطر کی پڑھیں فرق صرف اتنا ہے کہ عیدین کی نماز میں چھ تکبیریں زائد ہوتی ہیں پہلی رکعت میں قبل از فاتحہ تین تکبیریں نماز اور دوسری میں بعد از قرات اور قبل از رکوع تین زائد تکبیریں کہیں ان تکبیروں میں ہاتھ [illegible] رکھیں نماز سے فارغ ہو کر خطبہ سنیں اور دوسرے راستہ سے گھر واپس ہوں۔

شرائط عیدین

عید کی نماز کی وجوب اور ادا کی شرطیں وہی ہیں جو جمعہ کی ہیں صرف دو باتوں کا فرق ہے (۱) جمعہ میں خطبہ شرط ہے بغیر خطبہ کے جمعہ صحیح نہیں اور عید میں خطبہ سنت ہے مگر خطبہ کا ترک بری بات ہے (۲) جمعہ میں خطبہ نماز سے پہلے ہوتا ہے اور عید میں نماز کے بعد۔

عید کے مسنون امور

(۱) صبح کی نماز اپنے محلہ کی مسجد میں پڑھنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) خوشبو لگانا (۵) نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا (۶) خاص عیدگاہ کو جانا (۷) واپسی میں راستہ کو بدلنا (۸) راستہ میں تکبیر پڑھنا (۹) عید الفطر کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا (۱۰) عید الفطر کی نماز سے پہلے کچھ میٹھا کھانا۔

عید کی نماز پڑھنے کی ترکیب اور نیت

نیت یوں کرے۔ نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز عید الفطر کی واسطے اللہ تعالیٰ کے ساتھ چھ زائد تکبیروں کے پیچھے اس امام کے متوجہ ہو کر کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر پہلی رکعت میں سب نمازی بعد تکبیر تحریمہ کے ہاتھ باندھ کر سبحانک اللھم آہستہ پڑھیں پھر تین بار کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھائیں اور ہر بار اللہ اکبر کہہ کر ہاتھوں کو چھوڑ دیں بعد میں تیسری بار اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ آہستہ پڑھ کر قرات بلند آواز سے شروع کرے اور مقتدی سنیں اور حسب معمول رکوع و سجدے کریں دوسری رکعت میں جب امام قرات سے فارغ ہو تو تین تکبیریں کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں یعنی دو تکبیروں میں ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری تکبیر کے بعد اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائیں بس عید کی نماز ادا ہو گئی۔

دیگر مسائل

مسئلہ عیدگاہ کو سواری میں جانا بھی درست ہے مگر بہتر اور افضل یہ ہے کہ پیدل جائے ایک شہر میں کئی جگہ عید کی نماز ہونا بھی درست ہے **مسئلہ** اگر تکبیر ہو جانے کے بعد کوئی شخص پہلی رکعت میں شامل ہو تو پہلے تکبیریں ادا کرے اور پھر اقتدا کرے **مسئلہ** اگر کوئی شخص پہلی رکعت کے رکوع میں امام کو پائے تو اگر بحالت قیام تکبیریں کہہ کر رکوع پا لینے کی امید ہو تو قیام میں تکبیریں کہہ کر رکوع میں شریک ہو جائے ورنہ تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جاوے اور رکوع میں باقی تکبیریں کہہ لے اگر رکوع میں اتنا وقت نہ ملا کہ پوری تکبیریں کہہ سکتا اور امام نے جلدی سر اٹھا لیا تو جتنی تکبیریں کہہ چکا ہے ادا ہو گئیں اور باقی ساقط ہو گئیں اور اگر دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوا تو تکبیریں اس رکعت میں نہیں کہنی چاہئیں یہ رکعت سے فوت ہو گئیں اب یہ مسبوق ہو گیا جب امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی رکعت ادا کرے تو اس وقت قرات کے بعد رکوع سے پہلے یہ فوت شدہ تکبیریں کہہ لے اور یہی حال [illegible] تکبیر کا

جب امام کے ساتھ پہلی رکعت کے بعد یا دوسری رکعت میں شریک ہوا تو باقی تمام تکبیریں امام کی طرح کہیگا کیونکہ وہ درحقیقت امام کے ہی پیچھے ہے اور مسبوق بقیہ رکعت پڑھنے میں مثل منفرد کے ہے **مسئلہ** اگر کسی شخص نے امام کو تشہد میں پایا تو یہ دونوں رکعتیں مع چھ تکبیروں کے امام کی طرح ادا کرے **مسئلہ** اگر امام نے پہلی رکعت میں تکبیریں بھول کر قرات شروع کر دی تو اگر الحمد اور سورۃ پڑھ چکنے کے بعد یاد آیا تو تکبیریں کہکر رکوع میں چلا جاوے اور اگر صرف الحمد پڑھی تھی تو الحمد کو چھوڑ کر تکبیریں کہے اور از سر نو الحمد و سورت پڑھے **مسئلہ** اگر امام دوسری رکعت میں تکبیریں کہنی بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو رکوع میں ہی تکبیریں کہہ لے قیام کی طرف عود نہ کرے **مسئلہ** اگر عید کی نماز فوت ہو جائے تو پھر اس کی قضا نہیں ہاں گھر میں چار رکعت نفل بغیر تکبیروں کے پڑھ لے (درمختار)

آخری کلمات

الحمد للہ کہ حامد نماز خدائے قدوس کی توفیق کے ساتھ یہ مضمون اختتام کو پہنچا اور رمضان المبارک اور اس کے متعلقہ مسائل علم تفصیل مسلمانوں کے لئے آئینہ کا کام دینگے مسلمان اس کے حرف حرف کو آویزہ گوش بنالیں اور اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں۔ اے اللہ رب تو سب مسلمانوں کو ان احکام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عنایت فرما اور مجھ ضعیف و ناتوان سراپا ذلت مجسمہ غفلت اور میرے بھائی مولوی عبد الحمید صاحب دکاتب رسالہ ہذا کے لئے ببرکت سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم وسیلہ نجات بنا اور بروز قیامت سے نجات اہل اور ہمارے نیک انبیا اولیا، صلحا، اور شہدا کی رحمت فرما آمین یا الہ العالمین۔

یہ حمائل شریف آپ نے دیکھی تو ہوگی

اور ضرور دیکھی ہوگی، کیونکہ اس کا اشتہار ایک مرتبہ مولوی میں بھی ہو چکا ہے پر اس لئے نہیں لیا کہ اس کا ہدیہ مجید یہ پریس دہلی کے معیار سے زائد تھا۔ خدا کے فضل سے اب میں سستی خریدنے میں کامیاب ہو گیا، آج بہت ہی مسرت کے ساتھ اعلان کرتا ہوں، کہ اب اس کا ہدیہ نصف ہو گیا ہے۔ یعنی

ڈھائی روپے کی بجائے سوا روپے میں مجلد چرمی

ایک صفحہ کا نمونہ آپ کے سامنے موجود ہے، اس کی کتابت ملاحظہ فرمائیے، کتنی خوشنما ہے، آج ہندوستان کے اس سرے سے اُس سرے تک کوئی بھی کارڈ سائز حمائل اتنی خوشنما و دیدہ زیب حمائل نہیں لکھی گئی اور چھپی ہے۔ اور اتنی سستی تو وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی، کیا آپ پھر اس کی قدر نہ کریں گے۔ اس کے حروف کی خوشنمائی مرتی کی آب سے دوبالا کو ٹیک ماہر استاد کے ترانے ہوئے نگینے ہیں، ہر ایک بوڑھا مرد و عورت بچہ بآسانی پڑھ سکتا ہے، زیر متن ہندوستان کے سابق ماہر علم تفسیر حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا ترجمہ ہے جو ہندوستان کے تمام عقائد کے مسلمانوں میں بلا اختلاف مقبول ہے اس ترجمہ میں خاص خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید کے ایک ایک لفظ کے معنی بتاتا ہے، حاشیہ پر خلاصۃ التفاسیر ہے۔ اور ضروری مقامات پر شان نزول کیساتھ ساتھ مسائل اور ان کا حل احادیث سے دیا گیا ہے، تفسیر کے عنوانات کی تشریح کے واسطے ایک کتاب کی ضرورت ہے کیونکہ کم و بیش ایک ہزار عنوان قائم کئے گئے ہیں، مضامین تفسیر کی خوبی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ کتب تفاسیر و احادیث سے حضرت مولانا عبد التواب صاحب چشتی شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند نے تالیف کیا ہے، ہندوستان کے مشہور خوشنویس جناب منشی عبد الغنی صاحب خلف منشی محمد ممتاز علی صاحب نزہت رقم مرحوم کی نے اپنی خاندانی یادگار کے طور پر لکھا ہے، اس کی صحت کا یہ حال ہے، کہ ایک ایک حرف پر نظر ثانی کی گئی ہے۔ دہلی کے بڑے بڑے علما و حفاظ سے اس کی صحت میں مدد لی گئی ہے، باوجود کارڈ سائز ہونے کے جلی قلم اور عربی و اردو ہر دو خط خوشنما بنایت صحیح زیر و زبر وغیرہ اپنے اپنے حروف پر دئیے گئے ہیں، آپ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں، جیب میں آسانی سے آجاتی ہے، مولائی مجلد کی ڈیڑھ انچ ہے ہر صفحہ پر بیل بوٹوں سے اس کی شان دوبالا ہو گئی ہے ہندوستان میں اس شان کی حمائل کا مقابلہ ناممکن ہے۔

ہدیہ رعایتی مجلد چرمی کامل معتری منقش صرف سوا روپیہ بلا خاشدہ محصول ڈاک ۵ کل ۱۱ خاشدہ ۶ محصول ڈاک قیمت ...

مزید رعایت مطلق نہیں، فرمایش کے وقت خاشدہ یا بلا خاشدہ کی تشریح کر دیں، بلا اجازت خاشدہ نہیں بھیجی جائے گی کیونکہ منیجر رسالہ مولوی مجیدیہ پریس دہلی

خاشدہ ... بارہ روپے میں یہ رمضان شریف کی مزید رعایت ہے، جلدی منگائیے

نمونہ انکا کیس ٹائپ والی تیرہ مجیدیہ کی نئی شان کی حمائل شریف مترجم

وقال الذين ۶۹۸ النمل ۲۷

رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا

قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ قَالَتْ رَبِّ

إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ

رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ

صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ۝

قَالَ يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَعَكَ قَالَ طَائِرُكُمْ

عِنْدَ اللَّهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ۝ وَكَانَ فِي

الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ

قیمتی آنسو

لیلۃ القدر کی دعا

(از نوشتہ عبدالحمید صاحب)

اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

(دعا مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا)

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے — بادلو ہٹ جاؤ دیدو راہ جانے کیلئے
اے دعا ہاں عرض کر عرش الٰہی تھام کے — اے خدا اب پھیر دے رخ گردش ایام کے
صلح تھی کل جن سے اب وہ برسر پیکار ہیں — وقت اور تقدیر دونوں در پئے آزار ہیں
رحم کر اپنے نہ آئین کرم کو بھول جا — ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا
ذلت میں ہر کارہ ہیں تجھی نبیا حضرت میں ہیں — کچھ نہیں ہیں لیکن ترے محبوب کی امت میں ہیں
حق پرستی کا اگر کچھ تو نے دلجوئی نہیں — طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

اے سیاہ کاریوں اور معصیت شعاریوں میں غرق گنا ہگارو اور دلوں کی نورانی رونقوں کو اپنی سیاہ مستیوں سے سنسان کرنے والو! جانتے بھی ہو یہ کونسی مبارک و مسعود رات ہے۔ سنو اس رات میں کائنات روحانی کی تزئین و آرائش ہوگی معصیت و شقاوت کے شیطانی جذبات و تخیلات پر پرت طاری ہوگی گناہوں کی قوت مضمحل ہوگی نفس سرکش پر عبادت و طاعت کا علم چلا دیا جائے گا نور ہدایت کی فضا میں پھیلنے والی روشنی کائنات کے ہر ذرے اور عالم کی ہر چیز کو منور کرے گی انسان کے عزور و انانیت کا ایوان یکایک دھم سے گر جائے گا۔ بدمستی کا ہنگامہ فرو ہوگا رحمت و مغفرت کی موسلا دھار بارش ہوگی برکتوں اور سعادتوں کے جواہر پارے کوڑیوں کے مول لٹائے جائیں گے اور کسی کا اچھوتا حسن اپنی جلوہ آرائیاں دکھائے گا مگر نا پاک روحیں بد باطن طبیعتیں اور نفس و شیطان کے غلام بدستور گناہوں کی کیچڑ میں دھنسے رہیں گے اور اپنی روحانی دنیا کالی کرتے رہیں گے

آؤ! میں تم کو بارگاہ کبریائی میں لیجاؤں اور ایک بچھڑے ہوئے محبوب سے ملاؤں مگر پہلے عرق انفعال میں نہا لو خون جگر سے وضو کر لو اشک ندامت سے اپنے کپڑوں کو معطر کر لو اپنے درد جگر کو پیش راہ بنا لو اس کے بعد اپنے غرور و انانیت کو انکسار و استقامت کے پتھر سے چکنا چور کر کے بارگاہ اقدس میں اپنے ظاہری و باطنی قویٰ کے ساتھ سربسجود ہو جاؤ اور دل کی نکلی ہوئی آواز سے کہو کہ ؎

کہاں میری جرم میں کیسے قابل تو نہ تھا یا رب — مجھے تیری کشش تیری محبت کھینچ لائی ہے
یہ اک گناہگار طاعت کو حریم ذات اقدس میں — تری شان کریمی تیری رحمت کھینچ لائی ہے

فضائے روحانی میں تخیل کی آواز

میں حسرتوں اور حرمان نصیبوں کے ہجوم میں محصور ہوں غم و نکبات کی آہنی زنجیروں سے جکڑا ہوا ہوں جاہ و منگیر ہے جسم پژمردہ ہے دماغ افسردہ ہے دل مردہ ہے گناہوں کی تاریکی میرے دل کو مردہ بنائے ہوئے ہے و میرے ذہن کی بدحکمی نکلتی ہے عذاب الٰہی کی بجلی چمک رہی ہے اور میرے راستے میں ہر دیکھ کے فلک پیما پہاڑ حائل ہیں مگر مجھے کوئی فطری جذبہ اور انسانی تعلق ذات اقدس کی طرف کھینچے جا رہا ہے۔

میں رضائے جاناں میں مستغرق ہوں اور مجبور ہوں مگر امنگیں ابھار ابھار کر اور دلے گڑگڑا گڑگڑا کر مجھے تمام قیود و پابندیوں سے بے نیاز کر دینے پر اور حریم شرم و حیا سے باہر نکل کر اس تک پہنچ جانے پر آمادہ کر رہے ہیں۔

اے پردۂ زنگاری کے حسن کائنات میرے مجتمع حواس پر بجلی گرا دے تاکہ میں آتش بزیر پا ہو جاؤں اے دود آہ۔ بلند ہو اور گھٹا بنکر آسمان پر چھا جا اور اس کو سیاہ کر دے تاکہ میری عقل و روح پر نور کی بارش ہو اور میری کائنات دریائے حسن میں نہا لے۔ اے نالۂ شرربار! فلک فرسا ہو اور پردۂ زنگاری کو آگ لگا دے اور اس کو جھلسی بنا دے تاکہ میں اس کو دیکھ لوں اور اے سیل سرشک! ساون بھادوں کا سماں دکھا دے ندی نالے بھر دے اور دریا بہا دے اور سرمایہ ہوش و حواس کو بہا لیجا اور بہی ہوئی کشتی گنہگار فطرت اور عرق انفعال میں ڈوبے ہوئے دل! گھبرا نہ ہمت ہار بڑھے جا اب منزل مغفرت آئی اور تو اب کا راحت و مسرت کا حقدار بنا وہ دیکھ آسمان کے لطیف نقاب میں عالیشان اور کھوئے ہوئے دل کے لئے یہ سامعہ نواز اور روح پرور آواز آ رہی ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہو اور عاجز نواز خدائے بے نیاز کی آغوش شفقت تجھے پناہ دینے کے لئے کھلی ہوئی ہے۔

ایک ٹوٹے ہوئے دل کی دعا

اے خالق ارض و سما! اے مالک مجبور اور اے عصیاں شعار کو اپنی آغوش رحمت میں لینے والے غفور و رحیم میں ہر طرف سے بے پروا ہو کر اور سب سے مایوس و نا امید ہو کر تیری بارگاہ میں ایسی حالت میں آیا ہوں کہ میں نہ ایمان محکم رکھتا ہوں نہ حسن عمل کی پونجی اور نہ طاعت و عبادت کا سرمایہ میرا اثاثہ ہے اور تا ترین غلام تیرے در پر صرف ذلت کے پسینہ میں ڈوبی ہوئی پیشانی چشم خونبار اور پرسوز قلب لیکر اس امید پر حاضر ہوا ہوں کہ میری شکستگی دل کو جوڑ دے میری دہائی کو سن لے اور میرے مضطرب و بے چین قلب کو تسکین دے۔

اے فرمانبردار رہنما زمان اور کائنات سے ہم کا خالق و مالک اور رازق و رب آجکل تیرے پسندیدہ دین اسلام پر مصائب کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں اعدائے اسلام تیرے نام لیواؤں سے محض اس وجہ سے برسر پیکار ہیں کہ وہ دنیا میں تیری محبت و عبودیت کا نشر عدم کرنا چاہتے ہیں اور تیرے بندوں کو گھیر گھار کر تیرے دروازہ پر لاگرانا چاہتے ہیں بڑھتی ہوئی آتش فتن ہمارے اقدام تک آپہنچی ہے صوبتیں تکلیفیں اور اذیتیں مشغیانہ روز ترقی پذیر ہوتی ہوئی حد اعتدال سے تجاوز کر چکی ہیں اور ہمیں چاروں طرف سے مصائب و آلام آفات و نا و آفات تکالیف و بلیات نے گھیر لیا ہے۔

خاندان کی چوٹیوں پر آفتاب ہدایت کو طلوع کرنے والے ہادی۔ اور

محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرنے والے اور اسلام کے ذریعہ تکمیل انسانیت کرنے والے ہادی برحق اسلام کے نام لیواؤں اتباع رسول کے دعویداروں اور نام نہاد مسلمانوں نے تیرے اور تیرے رسول کے احکام کو پس پشت ڈال دیا ہے احکام شریعت کی پابندیوں کو قید سخت سے زیادہ ناگوار سمجھتے ہیں نہ معیت میں خواہش عیش و عشرت میں تمنائے دولت میں دنیا کی محبت میں اور آرزوئے عزت و عظمت میں اس قدر محو ہو رہے ہیں کہ انہیں کبھی عقبیٰ کا خیال اور فکر آل چھو بھی نہیں جاتا وعظ گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے ہیں اور نہ کان کھول کر سنتے ہیں مگر اثر خاک نہیں ہوتا تیری نافرمانی کا انجام و آل دیکھتے ہیں مگر بھلا دیتے ہیں تیرے احکام، فرامین اور مواعظ و مواعید سنتے ہیں اور پھر کچھ یاد نہیں رکھتے کہ مسلمان اسلام کے نام پر جان قربان کو تیار مگر جاہلانہ رسوم کی تعمیل کے لیے آمادہ تیرے اور تیرے رسول کے احکام سے کوسوں دور نہ دین کا پتہ نہ آخرت کا خوف نہ تیرا ڈر نہ تیرے رسول کا خطر نہ جہنم کا خیال نہ فشار قبر کا ملال نہ ہیں الٹا غفلت کی میٹھی نیندیں جوانی کی راتیں ہیں اور فسق و فجور کی مشغولیتیں کوئی سمجھائے تو جھگڑنے کو تیار کوئی ڈرائے تو مضحکہ اڑانے پر آمادہ تیرا ایمان صرف کہلوانا اتباع رسول صرف کھیل اور دل بہلاوا اسلام کے احکام محض کہانیاں اور صرف اعتقاد میں رکھنے کی چیزیں، وہ بھی سنی سنائیں دماغ میں عقل ہے مگر بیکار دل میں حس ہے مگر سویا ہوا آنکھوں میں روشنی ہے مگر غیر حقیقت بیں ایمان کے دشمن، کفر کے دوست تجھ سے الگ اور بتوں سے ملاپ اور اپنوں کے دشمن اور غیروں کے دوست۔

نافرمانوں گردن کشوں اور عصیاں شعار دلوں کے درد کم اور بغض کو سننے والے مجیب دعوات صرف اسی پر بس نہیں بلکہ ان کے رہنما اور رہبر بھی بگڑ گئے ہیں نفاق نا اتفاقی خود بینی خود پرستی حاسد و تعصب اور نفس پرستی نے امت مسلمہ کے پیشواؤں کو گھیر لیا ہے وہ دن و رات ایک دوسرے کی تذلیل و تحقیر، تخریب و تدمیر اور تکفیر و تفسیق میں مشغول رہتے ہیں آپس میں جوتم پیزار اور دشنام لٹھا کرتے رہتے ہیں اپنے اپنے حلوے مانڈے کی خیر مناتے ہیں تیرے دین کی خدمت اور قومی مفاد پر اپنے ذاتی خواہش کو مقدم رکھتے ہیں ان میں خلوص و ایثار نام کو نہیں اور قوم کی تباہی کا احساس نہیں۔

دنیا میں اسلام کا نور پھیلانے والے نور السموات والارض! ارض حجاز کو رسالت و عظمت کا فخر عطا کرنے والے خدوس سا ہے آتش نمرود کو گلزار کرنے والے قادر مطلق اور بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و ستم سے بچانے والے اور ان کو آزادی کی نعمت عطا کرنے والے عاجز نواز رؤف الرحیم الٰہی ہماری تباہی کی دردناک کہانی اسی پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ تیرے بندوں اور توحید کے علمبرداروں کے لیے دنیا میں کہیں امن نہیں رہا مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا مقدس سرزمین میں گولے برسائے گئے ہماری عصمت مآب خواتین بوڑھوں اور بچوں کو نہایت سفاکی اور بیدردی کے ساتھ خاک و خون میں لٹایا گیا تیری پرستش گاہیں منہدم کی گئیں اور تیرے دین کے سیاسی و روحانی نظام و اقتدار کا ہر جگہ گلا گھونٹا گیا اور تہذیب و انسانیت کے دعویداروں نے تیرے نام لیواؤں پر وہ وہ زہرہ گداز مظالم توڑے جس کے سننے سے کلیجہ شق ہوتا ہے اور پیر لیے پناہ مانگتے ہیں۔

بارالٰہا آج بھی دشمنان اسلام کا عالمگیر استعمار شاہانہ و فردو شیطانی استبداد ہر جگہ مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیے ہوئے ہے اور ان کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہے۔

ناصح اور علماء کے خدا! اور ظالم و مظلوم کے منصف! مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے وہ واقعات ہیں کہ اگر آہ و بکا کی تمام صدائیں، وہ دکرب کی تمام چیخیں اضطراب و الم کی تمام پکاریں، سوزش و تپش کی تمام بیقراریاں اور حسرت و تڑپ کی وہ تمام جھلکیاں جو ابنائے نوع انسان سے ممکن ہیں جمع کی جائیں تو اس حادثہ کبریٰ کے لیے اکل ہیں۔

مولا یہ سب کچھ ہے مگر رونا اور سر پیٹنا تو یہ ہے کہ مسلمان اب بھی اس تباہی کو محسوس نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو تیری مقرر کردہ شاہراہ پر نہیں چلتے راحت پانہیں لیتے نہیں، نیند خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے جمود و تعطل پر لعنت نہیں بھیجتے عقل رکھتے ہیں مگر اس سے سوچنے سمجھنے کا کام نہیں لیتے آنکھیں رکھتے ہیں مگر دیکھتے نہیں اور کان رکھتے ہیں مگر سنتے نہیں اندھے ہیں گونگے ہیں بہرے ہیں چلتے پھرتے پتھر ہیں اور جہنم کا ایندھن ہیں۔

رب بے نیاز! ہم اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمیں اپنے کیے کی سزا ملی اور اگر اب بھی ہوشیار نہ ہوں گے تو آئندہ ملے گی ہم نے تجھ کو چھوڑا، تجھ سے منہ موڑا تیرے حبیب کو ناراض کر دیا تیرے احکام کو پس پشت ڈالا تیرے دین کا نام لے لیکر دنیا کو دھوکہ دیا اور تیری نافرمانی کی تجھ سے غداری کی تجھ سے غداری کی اور تجھ سے اپنا رشتہ توڑ کر تجھ سے وابستہ جوڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری عظمت و شوکت پارہ پارہ ہو گئی ہم تخت و فخت سے یک دم خاک ذلت پر آگرے، ہماری حکومت و امارت مٹ گئی عزت و عظمت نے ساتھ چھوڑا، اقبال و دولت نے جواب دیدیا اور قوم کو ذلت و مسکنت، غلامی و محکومی، فقر و فاقہ، خوشامد و چاپلوسی اور فلاکت و ہلاکت نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور اب ہم دنیا کی زندہ قوموں کی ٹھوکروں سے پامال ہونے کے لیے باقی رہ گئے یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی ہم تیرے نہیں بنتے تجھ سے وابستہ نہیں ہوتے اور تیرے رسول پر نہیں چلتے قرآن مقدس کا دامن مضبوط نہیں پکڑتے اور تیرے احکام و فرامین پر چلنے کی کوشش نہیں کرتے اور کامل حقیقی واقعی اور سچے مسلمان نہیں بنتے۔

ہو گئے اہل جفا جن سے تہی امید وفا   نام لیوا ہی ہوئے نام مٹانے والے

ناکام و نامراد ہستیوں کو لا تقنطوا من رحمة الله کا تسکین بخش پیغام دینے والے ادعونی استجب لکم کی بشارت دینے والے بے نیاز! بے کسوں بے نواؤں مظلوموں اور شکستہ دلوں کی آخری جائے پناہ! کیا اب بھی تیری رحمت جوش میں نہ آئیگی! کیا اب بھی تیری مخفی نصرت فرمائیاں اور تیرا غیبی ہاتھ تباہ حال مسلمانوں کی طرف نہ بڑھے گا۔ مولا! تو نے تو اس بہترین قوم اور خیر الامم کو دنیا میں اس لئے برپا کیا تھا کہ وہ دنیا میں تیری حکومت قائم کرے۔ تیرے قوانین کا اجرا کرے، بیکسوں مظلوموں و کمزوروں کی امداد و دستگیری کرے اور دنیا کی فضا کو امن و امان سے معمور کرے تو کیا اب تو یہی چاہتا ہے کہ ہم یونہی مٹ جائیں اور تیرا دین ذلیل و رسوا ہو اگر نہیں تو پھر کب تیری رحمت جوش میں آئے گی جب ہم صفحہ ہستی سے نابود ہو جائینگے۔

اے سب کے حاجت روا اور بے آسروں کی آس! بتلا ہم تیری بارگاہ عزت و جلال چھوڑ کر کہاں جائیں کس کو اپنا درد ہجر سنائیں کس سے اپنے مضطرب اور بے چین قلب کی تسکین چاہیں اور کس کے آستانہ پر اپنا سر پھوڑیں آخر ہم غریبوں کی کوئی جائے پناہ اسلام بھی ہے اگر وہ بھی ہم سے پھر جائے گا تو بس یقیناً ہم فنا کے گھاٹ اتر گئے۔

رب العالمین تو عجز و نیاز اور تذلل و انکسار کو پسند کرتا ہے تیری سرکار میں وشکوۂ الحاح و زاری اور بیکسی کو ٹھکرایا نہیں جاتا بلکہ تو سوز و شکستگی اور درماندگی سے معمور مظلوموں کو پیار کرتا ہے اے مولا ہمارا دامن اگرچہ حسن عمل سے خالی ہے مگر ہمیں اپنی معصیت شعاری کا احساس ہے۔ ہم اپنی سرکشی پر نادم و پشیمان ہیں اور ہمارا دل عجز و فنا دگی سے مالا مال ہے ہم تیرے حضور میں تقوی و طہارت سے خالی ہاتھ آئے ہیں مگر پیشانی عرق آلود ندامت خونبار اور دل درد آگین حسرت ہے یہ سچ ہے کہ ہماری جھولی متاع نیک سے خالی ہے مگر ہمارا درد مند دل تیرے خوف اور تیری رحمت و رافت کی امید سے خالی نہیں اور ہمارا سر عجز و نیاز تیری بارگاہ مغفرت میں جھکا ہوا ہے جس کو ٹھکرانا تیری شان رحیمی و کریمی کے خلاف ہے۔

پس اے آقا! اے مولا! اے کریم! اے کارساز! اور اے مجیب الدعوات ہمیں اپنا بنا لے اپنے حبیب کی محبت و اطاعت میں فنا کر دے، ہمارے دلوں میں اپنا خوف پیدا کر دے اور دنیا کی تمام طاغوتی و شیطانی طاقتوں کا ڈر ہمارے سینوں سے نکال دے ہمیں اپنے احکام اور اسوۂ رسول پر چلنے کی توفیق دے اور اس کے صدقہ میں فراخ دستی اور عزت و حشمت عطا کر، ہمیں پاکیزگی حیات کا نور بخش غلامی کی زنجیروں کو توڑنے والی پر امن طاقت عطا فرما تنگدستوں کی تنگدستی دور فرما سب بیماروں کو شفائے کاملہ عطا فرما بے اولادوں کو اولاد دے، غریبوں سے فقر و فاقہ کو دور فرما دشمنوں کی دشمنی و عداوت سے امن و عافیت بخش تنگدستی اور عسرت سے بچا، دلوں کو شفائے کلی عطا فرما اور قرضداروں کو قرضوں اور آفات سے نجات دے ہر دکھوں اور تکلیفوں کو چین اور بے قراری کو راحت و سکون و اطمینان عطا کر اور دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کا بول بالا کر آمین۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب ربنا اننا سمعنا مناديا ينادي للايمان ان امنوا بربكم فامنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وكفر عنا سيئاتنا وتوفنا مع الابرار۔ ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الاخرة حسنة وقنا عذاب النار۔ ربنا افرغ علينا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين۔

اللهم اغفرلي ولوالدي وارحمهما كما ربياني صغيرا ولجميع المومنين والمومنات والمسلمين والمسلمات برحمتك يا ارحم الراحمين۔

خدائی انکم ٹیکس

اسلام کا قانون مساوات اور تقسیم دولت کا اصولی آئین

(از جناب مولوی عبدالعزیز صاحب [illegible] امام مسجد [illegible])

دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو سچی مدنیت پاکیزہ تمدن اور مسرت افزا حضارت پیدا کرتا ہے اجتماع افراد کو مفاسد و خباثت اور شرارت و بدبینی کے زہر سے محفوظ رکھتا ہے وہ ایک تریاق ہے جو انسانی سوسائٹی کے تمام زہروں کے لئے شفا ہے وہ ایک نور ہے جو تاریکیوں کے بادلوں کو چھانٹ کر دنیا پر لطف و کرم کی بارش کرتا ہے وہ رحمت و شفقت ہے جس کے سامنے ظلم و عدوان نہیں ٹھہر سکتے اور وہ دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ دنیا والوں کو امن و سلامتی کا پیغام دے امیروں کو غریبوں کا ہمدرد اور شفیق بنائے اور امیر و غریب سب کو ایک سطح پر لا کھڑا کر دے۔

اسلام بتلاتا ہے کہ مال و دولت قوام زندگی ہے جس کے ذریعہ قومیں اپنے پیروں پر کھڑی ہوتی ہیں اس لئے وہ اپنے متبعین کو حصول دولت سے روکتا نہیں بلکہ ایسے ذرائع دولت بتلاتا ہے جس سے مسلمان مالدار بن سکتا ہے وہ حصول دولت کا تو حامی ہے مگر مال و دولت کی محبت کو فتنہ اور قاتل روحانیت بتلاتا ہے وہ کہتا ہے کہ مال و دولت تو حاصل کرو مگر حرام و حلال کا امتیاز کرتے ہوئے اور مال کی محبت کو اپنے دل میں جگہ نہ دو ورنہ قارون کی طرح جہنم کا کندہ بنا دو گے یہی وجہ ہے کہ اس نے سود کو حرام قرار دیا ہے جو دولت کی محبت کی بنیادی اینٹ ہے اور اخوت انسانی کو قطع کرنے کا خنجر ہے۔

اسلام حمایت کرتا ہے کہ مال و دولت اس لئے نہیں کہ اس کو سینت سینت کر رکھا جائے اور یا اس کے گھمنڈ پر غریبوں اور مزدوروں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جائیں بلکہ اس لئے ہے کہ اس کو تقسیم کر دیا جائے اور اس میں دوسروں کو بھی شریک کیا جائے اس تمہید کو ذہن نشین کر لینے کے بعد اب آیئے میں آپ کو زکوٰۃ کی حقیقت بتلاتا ہوں اور دکھلاتا ہوں کہ اسلام نے تمدن و معاشرت کو کس طرح مستحکم بنیادوں پر قائم کیا ہے ذرا غور و فکر سے مطالعہ کیجئے اسلام کے نظام تمدن کی داد دیجئے۔

زکوٰۃ کا فلسفہ

زکوٰۃ حقیقت میں ایک مقررہ ٹیکس ہے جو مال کی ایک معین مقدار ہر مسلمان کو ہر سال ادا کرنا پڑتا ہے اور جو اخوت اسلامی و قومی ہمدردی کا ایک عملی اظہار ہے غرض اس سے یہ ہے کہ متمول اصحاب اپنے نادار بھائیوں کی امداد کریں یہ حکیمانہ عمل عبادت بھی ہے اور معاشرت بھی اور یہ اسلام کا کمال ہے کہ اس نے معاشرت کو بھی عبادت کا رنگ دیدیا ہے۔

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں امیر اور غریب امراء ہمیشہ غرباء کے مبغوض رہتے ہیں اور امارت و غربت میں جنگ چھڑی رہتی ہے کیونکہ امراء نشہ دولت میں مدہوش ہو کر غرباء پر ظلم و ستم کرتے رہتے ہیں ان کی جائداد و املاک کو غصب کرتے رہتے ہیں اور ان کا خون چوس چوس کر اپنے خزانوں کو دولت سے بھرتے رہتے ہیں اور یہ بات طبعی طور پر غریبوں اور مظلوموں کو ناگوار ہوتی ہے اور وہ امراء کو گوشہ بچاتے ہیں اگر اس حقیقت کو سمجھنا ہو تو آج دنیا کی حالت پر غور کیجئے آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں مزدور اور سرمایہ دار کی جنگ برپا ہے امریکہ میں بھی یہی ہنگامہ ہے فرانس میں بھی یہی بے چینی ہے جرمنی میں بھی یہی اضطراب بپا ہے اور برطانیہ میں بھی کشمکش ہے ہر طرف بغاوتوں اور بے چینیوں کا بازار گرم ہے حکومتوں میں انقلاب ہو رہے ہیں اور دنیا کی کوئی حکومت ایسی نہیں جو مزدور اور سرمایہ دار کی جنگ سے مامون و محفوظ ہو افلاس زدہ جمہور دنیا کے امن کے لئے ایک مستقل خطرہ بنے ہوئے ہیں اس حالت سے دنیا جہنم کدہ بنی ہوئی ہے کیونکہ سرمایہ دار کے غرور و تکبر کی آگ پر موجودہ تمدن مٹی کا تیل ثابت ہو رہا ہے۔

میں بہانگ دہل کہتا ہوں کہ یہ حالت سرمایہ دار کے ظلم و ستم کا ردعمل ہے اور دولت کی محبت کی اس سوزیاں میں انسانیت کا منہ کالا کر رہا ہے تہذیب و تمدن کے نام پر بہیٹریا پن ہے اور قدرت کے خلاف بغاوت ہے جو نظام محنت کرنے والے کو فاقہ کشی پر مجبور کرے اور نکمے سرمایہ داروں کی محافظت کرے وہ غیر فطری ہے شیطانی جال ہے اور اس لائق ہے کہ جلد از جلد جلا دیا جائے ورنہ یہ دنیا انسانوں کے رہنے کی جگہ نہیں بلکہ بھیڑیوں کا مسکن ہوگی۔

اب دیکھئے اسلام نے کس طرح انسانی سوسائٹی کو ان مفاسد و فتن سے بچا کر اجتماع افراد کی حفاظت کی ہے اور امن عالم کی تکمیل کی ہے وہ یہ کہ امراء اپنے اندوختہ میں سے ایک حقیر معین رقم غرباء کو دیں یعنی کل مال میں سے چالیسواں حصہ اس طرح دولت کی تقسیم سے امیر و غریب میں توازن قائم کر دیا ہے قوم مسلم کو قومی حیثیت سے فارغ البال کر دیا ہے اور امراء کو غرباء کی عداوت و بغاوت سے محفوظ کر دیا ہے علاوہ ازیں خیرات و صدقات کی ترغیب و تحریص دلا کر ہر طرح حکمت اجتماع کی تکمیل کر دی ہے۔

زکوٰۃ سے قومی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں

مسلمانوں کے لیڈر اور ان کی انجمنیں دن رات رونا روتی رہتی ہیں کہ مسلمان اپنا پیسہ قومی ضروریات پر خرچ نہیں کرتے کسی سرمایہ کا دکھڑا روتے رہتے ہیں اور کاسہ گدائی لئے در بدر پھرتے رہتے ہیں ان کو کون بتلائے کہ بیٹے افسوس تم کیوں خداوندی دستور العمل پر نہیں چلتے اور کیوں زکوٰۃ کی وصولی کا انتظام و اہتمام نہیں کرتے اگر مسلمان زکوٰۃ کی وصولی اور اس کے مصرف کا وہی انتظام کر لیں جو اسلام بتلاتا ہے تو وہ چندہ بازی سے بے نیاز ہو جائیں۔

اقتصادیات کے اعتبارات دیکھو کہ کسی سرمایہ کا بہم سرمایہ پر کیا اثر پڑتا ہے اور ملک و قوم کو کہاں تک سرسبز و شاداب کرتا ہے اور اساس [illegible] قوم کی بے گناہی کا ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اپنے پاس سرمایہ کا ایک بہا پاخذ اور مرتب نظام ہے مگر چندہ کشکول ہو بے برائے بھوٹے در بدر پھر رہی ہے۔

زکوٰۃ کے معنی

ارکان اسلام میں سے چوتھا رکن زکوٰۃ ہے زکوٰۃ کے لغوی

سے افزونی، بیشی، زیادہ ہونے کے ہیں اور اصطلاح شرع میں اس مال کے حصہ کو کہتے ہیں جو صاحب نصاب اپنے مال میں سے خدا کی راہ میں فقرا اور مساکین کو دے۔ زکوٰۃ "زکا" سے ماخوذ ہے اور زکا کے معنے پاکی اور طہارت کے ہیں کیونکہ زکوٰۃ دینے سے دل بھی پاک ہوتا ہے اور مال بھی۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:-
"زکوٰۃ کی ایک مصلحت تہذیب نفس ہے وہ اس طرح کہ زکوٰۃ مال کی محبت کو توڑتی ہے اور اقبح الاخلاق بخل و خست کا قلع قمع کرتی ہے جو تمام بداخلاقیوں اور رذائل کا منبع ہے جس نے اپنے نفس کو بخل کی نجاست سے پاک کر لیا اس کی بہیمیت پر ملکیت غالب آگئی۔"

حقیقت بھی یہی ہے کہ زکوٰۃ سے اندرونی پاکیزگی اور طہارت حاصل ہوتی ہے اور مال کی محبت سے نجات ملتی ہے جو انسان کے حق میں سب سے بڑا فتنہ ہے اسی طرح لوگوں کے ساتھ شفقت اور ہمدردی کا حق ادا ہوتا رہتا ہے قومی ضروریات پوری ہوتی رہتی ہیں۔ قومیت کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں اور بخل کے عیب سے نفوس پاکیزہ ہوتے ہیں۔

زکوٰۃ ادا کرنے میں جہاں یہ دو فائدے پائے جاتے ہیں کہ حاجتمند اور قوم کی کاربرآری ہوتی ہے اور دولتمند کا نفس مال کی محبت اور بخل سے پاک ہوتا ہے اور اُسے ایثار و بخشش کی عادت پڑتی ہے جو اعلیٰ درجہ کا اخلاق ہے وہاں اس بات کا بھی امتحان ہو جاتا ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کو کہاں تک خدا کی اور غریبوں کی محبت ہے کیونکہ مال جیسی محبوب چیز کے ذریعہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ایک دشوار امر ہے یہیں پر محبت اور خدا پرستی کے جوہر کھلتے ہیں ورنہ یوں زبانی محبت کا دعویٰ تو ہر ایک کرتا ہے غرض زکوٰۃ مالدار کا تزکیہ کرتی ہے اور اس کی صحت ایمان پر گواہی دیتی ہے زکوٰۃ کو صدقہ بھی اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ صدق دعویٰ ایمان پر دلیل ہے اس لئے کہ جذبہ روپیہ جیسی دل پر ہے آدمی ہر بار زبان سے دعویٰ انقیاد و فرمانبرداری کا کرے لیکن روپیہ بے محبت و انقیاد قلبی کے صرف نہیں کیا جاتا۔ جب ایک مسلمان نے اپنا مال خدا کے حکم سے اس کی راہ میں صرف کیا تو متحقق ہوا کہ درحقیقت وہ دعویٰ ایمان و محبت میں سچا ہے۔ قارون بھی مدعی ایمان تھا مگر زکوٰۃ نہ دے سکا اس لئے اس کے مال نے اسے جہنم کا کندہ بنا دیا اور اس کا نفاق کھل گیا۔

زکوٰۃ کی فرضیت اور اسکے فضائل

مسلمان پر نماز روزہ کی طرح زکوٰۃ بھی فرض ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے نماز کے ساتھ ہی ساتھ نہایت شدت و اہتمام کے ساتھ قرآن مقدس میں زکوٰۃ کا بیان فرمایا ہے زکوٰۃ کا دینا ہر مسلمان آزاد بالغ پر جو صاحب نصاب ہو فرض ہے جو اس کو فرض نہ جانے وہ کافر ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں:-

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها — اے رسولؐ! ان کے مالوں سے صدقہ لو اور ان کو پاک و صاف کرو۔

لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون — تم ہرگز نیکی حاصل نہ کرو گے جب تک کہ اپنے محبوب مال میں سے کچھ خرچ نہ کرو گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-
جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ دی خدا نے اس کو شر سے دور کر دیا۔ اس کی تفصیل دلائل ملاحظہ ہو نیز فرمایا زکوٰۃ اسلام کا پل ہے (طبرانی)۔

فرمایا جو میرے لئے چھ چیزوں کی کفالت کرے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں صحابہؓ نے عرض کیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا۔ نماز، زکوٰۃ، امانت، شرمگاہ، شکم اور زبان (طبرانی) فرمایا جو شخص کھجور برابر اپنی حلال کمائی سے صدقہ کرتا ہے اسے وہ سیدھے ہاتھ سے قبول فرماتا ہے کیونکہ اللہ حلال ہی کو قبول فرماتا ہے پھر اس کے مالک کے لئے پرورش فرماتا ہے جیسے تم میں سے کوئی بچھیرے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ برابر ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے کی مذمت اور عذاب

اللہ پاک فرماتے ہیں: ولا يحسبن الذين يبخلون بما آتاهم الله من فضله هو خيرا لهم بل هو شر لهم سيطوقون ما بخلوا به يوم القيامة — جو لوگ اس کے مال کے ساتھ بخل کرتے ہیں جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ بخل ان کے لئے اچھا ہے بلکہ یہ ان کے لئے برا ہے جس چیز کے ساتھ وہ بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق ان کے گلے میں ڈالا جائے گا۔ (سورۂ آل عمران) نیز فرمایا:

والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم يوم يحمى عليها في نار جهنم فتكوى بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما كنزتم لانفسكم فذوقوا ما كنتم تكنزون

جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں صرف نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت سنا دیجئے قیامت کے دن وہ آتش دوزخ میں تپائے جائیں گے اور اس سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے اپنے نفس کے لئے جمع کیا تھا اس کا مزہ چکھو۔"

آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی گئی ہوگی وہ قیامت کے دن گنجا سانپ بنا دیا جائے گا اور مالک کو دوڑا دوڑا کر یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اس کے منہ میں ڈال دے گا فرمایا جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ اسے قحط میں مبتلا کرے گا۔" نیز فرمایا:-

جو شخص سونے اور چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لئے آگ کے پتھر بنائے جائیں گے اور ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور ان سے ان کی پیشانی، کروٹ اور پیٹھ داغی جائے گی جب ٹھنڈے ہو جائیں گے تو پھر ویسے ہی گرم کر دیئے جائیں گے یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے اب وہ اپنی راہ دیکھیگا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف۔

نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والا جب قیامت کے دن مصیبت میں گرفتار ہوگا تو ناگاہ اس کی نگاہ غمخوار بیکساں شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر جا پڑے گی وہ بے اختیار ہو کر چلائیگا یا رسولؐ اللہ مجھے بچائیے حضورؐ فرمائینگے میں نے تجھے خدا کا حکم پہنچا دیا تھا اب اپنے کئے کی سزا بھگت۔ اس سے زیادہ زکوٰۃ نہ دینے والے کا کیا حشر ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے جہاد کیا اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ اسلام میں زکوٰۃ کی کیا حیثیت ہے اور زکوٰۃ نہ دینے والا کیا سخت مواخذہ ہوگا۔

زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطیں

زکوٰۃ واجب ہونے کی چند شرطیں ہیں اول مسلمان ہونا۔ لہٰذا کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں اگر کافر مسلمان ہوا تو اس پر زمانہ کفر کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ دوسرے بالغ ہونا۔ تیسرے عاقل ہونا۔ نابالغ پر زکوٰۃ واجب نہیں اسی طرح اگر کوئی پورے سال مجنون رہا تو اس پر بھی واجب نہیں ہاں اگر سال کے اول و آخر میں افاقہ ہو جائے تو واجب ہے۔ چوتھے آزاد ہونا۔ غلام پر واجب نہیں پانچویں مال بقدر نصاب ملک میں ہونا اگر نصاب سے کم ہے تو واجب نہیں۔ چھٹے مال کا پورے طور پر مالک ہونا۔ جو مال گم ہو گیا یا دریا برد ہو گیا یا کسی نے غصب کر لیا یا کہیں دفن کر کے بھول گیا اور یا مدیون نے قرض سے انکار کر دیا اور اس کے پاس گواہ بھی نہیں ان سب صورتوں میں مال جب تک نہ ملا تھا زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ساتویں نصاب کا دین سے فارغ ہونا اگر کوئی شخص نصاب کا مالک ہے اور اس پر قرض ہے کہ اس کے ادا کرنے کے بعد صاحب نصاب نہیں رہتا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ خواہ یہ قرض خواہ بندہ کا ہو جیسے قرض یا کسی چیز کا تاوان یا اللہ تعالیٰ کا مثلاً ایک شخص مالک نصاب ہے مگر اس پر دو سال گذر گئے مگر زکوٰۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ پہلے سال کی اس پر قرض ہے قرض مانع زکوٰۃ وہی ہے جو زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے کا ہو اگر نصاب پر سال گذرنے کے بعد ہوا تو زکوٰۃ پر اس قرض کا کچھ اثر نہ ہوگا جس کے پاس ہزار روپے ہوں اور ہزار کا ہی قرض ہو اور اس کے علاوہ ایک مکان اور ایک خدمت گار بھی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ مکان اور غلام حاجت اصلیہ میں داخل ہیں۔

حاجت اصلیہ جن پر زکوٰۃ واجب نہیں

حاجت اصلیہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن پر انسانی زندگی کا مدار ہے ان پر زکوٰۃ واجب نہیں مثلاً رہنے کا مکان سردی گرمی کے کپڑے۔ خانہ داری کا سامان۔ سواری کے جانور۔ لونڈی غلام آلات حرب پیشہ وروں کے اوزار اہل علم کی کتابیں اور غلہ جو حاجت اصلیہ سے زائد ہو:۔ جس مال بڑھنے والا ہو اس کی دو صورتیں ہیں حقیقتاً یا حکماً پھر ان کی بھی دو صورتیں ہیں خلقی ہو یعنی اس لئے وہ چیز پیدا کی گئی ہو کہ بڑھے جیسے سونا چاندی کہ ان سے دوسری چیزیں خریدی جاتی ہیں۔ فعلی وہ چیز جو اس لئے پیدا نہ کی گئی ہو چاندی سونے کے علاوہ سب چیزیں فعلی ہیں سونے چاندی میں مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے خواہ تجارت کی جائے یا نہیں اور ان کے علاوہ اور چیزوں میں زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جبکہ ان سے تجارت کی جائے۔ نیز مال پر پورا سال گذر جائے اگر سال کے اول و آخر میں نصاب پورا تھا اور درمیان میں کمی آگئی تو اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

سونے چاندی اور مال تجارت کا نصاب

چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ اور سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے یعنی جس کے پاس اتنا چاندی سونا ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہے یاد رہے کہ چاندی سونے کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا لحاظ نہیں۔ مثلاً سات تولہ سونے کا کوئی برتن یا زیور کاریگری کی وجہ سے نصاب کی قیمت سے زیادہ بڑھ جائے یا سونے کی قیمت اتنی گراں ہو جائے کہ سات تولہ سے کم کی قیمت نصاب سے بڑھ جائے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ اب یہ چاندی یا ڈلا یعنی اصلی حالت میں ہو یا ان کے زیور ہوں اور یا سکے ہوں تینوں صورتوں میں ان کا چالیسواں حصہ دینا فرض ہے۔ مال تجارت کی قیمت اگر چاندی سونے کے نصاب کو پہنچے تو اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

زکوٰۃ کی نیت

زکوٰۃ دیتے وقت اور زکوٰۃ کے لئے مال جدا کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت شرط ہے۔ چنانچہ اگر کوئی سال بھر تک خیرات کرتا رہا اور پھر زکوٰۃ کی نیت کر لی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی زکوٰۃ لینے والے سے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ صرف زکوٰۃ دینے والے کی نیت زکوٰۃ کافی ہے۔

کن لوگوں کو زکوٰۃ دینی چاہیئے

اول تو مسلمان مالدار زکوٰۃ دیتے ہی نہیں اور اگر دیتے ہوئے مال میں سے اسی کی راہ میں ایک پیسہ تک نکلنا دشوار ہے اور کچھ مالدار دیتے بھی ہیں تو وہ زکوٰۃ کے مستحقین کا مطلق خیال نہیں رکھتے حالانکہ اسلام نے جہاں زکوٰۃ مالداروں پر فرض کی ہے وہاں ساتھ ہی مستحقین کو بھی بتلا دیا اور صاف بتلا دیا کہ ان کو زکوٰۃ دینی چاہیئے مگر افسوس کہ اس کی احتیاط نہیں کی جاتی اصلی مستحق محروم ہی رہ جاتے ہیں اور غیر مستحق لیجاتے ہیں اس غیر محتاط داد و دہش کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہماری قوم میں لاکھوں فقرا اور مانگنے والے پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے حصول صدقات و خیرات کو اپنا ذریعہ معاش ہی بنا لیا ہے اور آجکل لاکھوں سائل در در مانگتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ قوم میں بے شمار محتاج، سائل اور فقیر پیدا ہو گئے ہیں اور قوم کے بیشتر افراد پر گداگرانہ ذہنیت مسلط ہو گئی ہے اور مسلمان ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں میں جتنے سائل اور گداگر ہیں اتنے اکیس کروڑ ہندوؤں میں نہیں اگر مسلمان شروع سے زکوٰۃ و خیرات کے مستحقین کا لحاظ رکھتے اور خداوندی دستور العمل پر چلتے تو کبھی بھی یہ حالت پیدا نہ ہوتی اب زکوٰۃ کے حقدار لوگوں کو سنئے حضرت حق جل شانہ فرماتے ہیں:۔

إنما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله فريضة من الله والله عليم حكيم

صدقات فقرا اور مساکین کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے جو اس کام پر مقرر ہیں اور وہ جن کے قلوب کی تالیف مقصود ہو اور گردن چھڑانے یعنی غلام کو آزاد کرانے کے لئے اور تاوان کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کے لئے یہ فریضہ اللہ کی طرف سے ہے۔ وہ علیم و حکیم ہے۔

فقیر کی تعریف

فقیر وہ ہے جس کے پاس مال نصاب سے کم ہو یا نصاب کے برابر ہو مگر اس کی حاجت اصلیہ میں کام آتا ہو جیسے رہنے کا مکان پہننے کے کپڑے لونڈی غلام عالم کے لئے کتابیں جو ضرورت کے لائق ہوں اگر قرضدار ہے اور قرض نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے تو فقیر ہے اگر کوئی عالم فقیر ہو تو بمقابلہ جاہل کے اس کو دینا افضل ہے کیونکہ وہ دین کی تقویت کا باعث ہے۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ روٹی کپڑے کو بھی محتاج ہو مسکین کو سوال جائز ہے اور فقیر کو حرام۔ عامل وہ ہے جو مسلمان بادشاہ کی طرف سے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے پر مقرر ہو۔ رقاب سے مراد مکاتب غلام کو دینا ہے تاکہ وہ مال زکوٰۃ کے عوض آزادی حاصل کرے۔ غارم سے مراد قرضدار ہے جس پر اتنا قرض ہو کہ دینے کے بعد نصاب باقی نہ رہے۔ فی سبیل اللہ میں کئی مستحق داخل ہیں مثلاً کوئی [illegible]

میں [illegible] جاتا ہے کہ [illegible] سادات [illegible] جو تو ان کو زکوٰۃ [illegible]
جو ہر [illegible] جاتا ہے اور [illegible] زکوٰۃ کا حصہ
علم حاصل کرنا چاہتا ہے گر قرض نہیں تو اس کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ ایسا ہی
مسافر ہے اگر وہ راستہ میں بے خرچ اور فقیر ہو جائے تو یہ زکوٰۃ لے سکتا
ہے مگر بقدر ضرورت زیادہ نہیں۔

چونکہ ان بالا قسموں میں سے دینے والے کو اختیار ہے کہ ان میں سے ایک کو دے یا چند کو، نیز داماد، سوتیلی ماں، سوتیلا باپ، نند جبکی اولاد، شوہر کی اولاد دور رشتہ دار جن کا نفقہ دینے والے کے ذمہ ہو، غنی کی بیوی، غنی کا باپ اگر فقیر ہو، جس عورت کا قرض مہر اس کے شوہر پر باقی ہو وغیرہ ان کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے ان لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی، اولاد تا حد نیچے جانے کے نطفہ سے ہو، خاوند بیوی، غلام، مکاتب، مدبر، ام ولد عورت شوہر کو شوہر عورت کو اگرچہ تین طلاق کی عدت میں ہو، مالک نصاب مالدار غلام کو، مالدار کے نابالغ لڑکے کو اور سادات کو۔

زکوٰۃ اور صدقہ کس کو دینا افضل ہے

اپنے بھائی بہنوں کو، ان کی اولاد کو، چچا پھوپی کو اور ان کی اولاد کو، ماموں خالہ کو اور ان کی اولاد کو رشتہ داروں کو اور پڑوسیوں کو اپنے ہم پیشہ لوگوں کو اور اپنے شہر اور گاؤں والوں کو۔ مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ زکوٰۃ و خیرات کے اول حقدار رشتہ دار ہیں انھیں سے صدقات کی ابتدا کرنی چاہیئے تاکہ صدقہ اور صلہ رحم دونوں کا ثواب ملے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تصدق اپنے عیال سے شروع کرو مسکین کو دینے میں ایک ثواب ہے اور قرابتدار کو دینے میں دوہرا ثواب ہے تو کیوں نہ ان کو حقداروں پر مقدم کیا جائے۔

قرابتداروں کو مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کا مقصد غریبوں اور مفلسوں کی حاجت روائی ہے فقرا اور مساکین وغیرہ کی طرف تو سب کو توجہ رہتی ہے اور کوئی نہ کوئی ان کی حاجت روائی اور امداد کر دیتا ہے مگر وہ گھر بار والے جو تنگی و ترشی میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور کانوں کان کسی کو خبر نہیں ہوتی کہ فلاں گھر والے آج فاقہ میں پڑے ہیں اور اس کے بچے بھوک سے تلملا رہے ہیں ان کی دردناک اور قابل امداد حالت کا پتہ سوائے رشتہ داروں کے اور کسی کو نہیں ہوتا تو چونکہ ان کی قابل رحم حالت اشد اور مخفی ہوتی ہے اس لئے اللہ کا فرض قرار دیا گیا کہ خلق کی حاجت روائی اور امداد و دستگیری میں اپنے قرابتداروں کو مقدم کریں اور زکوٰۃ و خیرات کی ابتدا اپنے گھر سے کریں تاکہ زکوٰۃ بھی صحیح اور مقدم مصرف میں ادا ہو اور صلہ رحمی و کنبہ پروری کا حق بھی ادا ہو۔

مسلمانو! زکوٰۃ و خیرات سے قرابتداری کا حق ادا کرو

میری تاکید تو یہی ہے کہ ہم زکوٰۃ و خیرات کی ابتدا اپنے گھر سے شروع کریں اور اپنی داد و دہش میں قرابتداروں کو مقدم رکھیں مگر افسوس سب سے زیادہ محروم قرابتدار ہی رہتے ہیں اور ادھر ادھر سے غیر مستحق زکوٰۃ کا روپیہ لے جاتے ہیں اور چراغ کے نیچے اندھیرا ہی رہتا ہے ذرا غور تو لگاؤ کہ اگر مسلمان مالدار زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں اور زکوٰۃ کی ابتدا اپنے کنبہ سے کریں تو مسلم قوم کی حالت کہاں سے کہاں پہنچے گی ان کی معاشرت [illegible]

نصیب ہو محبت و مساوات اور کنبہ پروری سے کیسی عظیم الشان اجتماعی زندگی پیدا ہو گی آج مسلمانوں کا ہر گھر آپس کی ناچاقیوں، رقابتوں، رنجشوں اور جھگڑوں سے اکھاڑا اور میدان کارزار بنے ہوئے ہیں مگر وہ زکوٰۃ و خیرات سے اپنی قرابت کا حق ادا کرنے کا تہیہ کر لیں تو مسلمانوں کے گھر بہشت کا نمونہ بن جائیں اور ان کی شیرازہ بندی اور باہمی مودت و اخوت کی ناقابل تسخیر قوت اسلامی فتوحات کا پھر وہی سیلاب بہا دے جس کے بل بوتے پر بادیہ نشینان عرب نے قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان سلطنتوں کو تہ و بالا کیا تھا پس مسلمانوں کو داد و دہش اور بخشش و عطا میں یہ ضرب المثل کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ "اول خویش بعدہٗ درویش"

تقسیم دولت کا شاندار اسلامی اصول

دیگر قوموں اور مذاہب میں خیرات و صدقات کی تعلیم اور دولت کا اصول ہے مگر وہ اقتصادیات کی جامع اور معاشرت و اجتماع کی تائید پیدا نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ اس کی پابندی اپنے اندر کوئی خاص جاذبیت اور فائدہ نہیں رکھتی اگر پابندی نہ بھی کی جائے تو پیدا تو ازن قائم نہیں رہتا اور شادمانی زندگی پیدا نہیں ہوتی تفصیل کا موقعہ نہیں ورنہ ہم دکھاتے کہ دیگر مذاہب کی خیرات اور اسلام کی خیرات میں کتنا نمایاں فرق ہے۔

آج ترقی یافتہ دنیا فلاح و کامرانی کے جن اصولوں اور نظریوں پر چل کر بر و باد اور فضائے آسمان پر حکومت کر رہی ہے وہ تمام اصول نظریئے اسلام ہی سے چرائے ہوئے ہیں اور آج بالشویکوں کے عدل و انصاف حسن انتظام کے گن گائے جاتے ہیں مگر خود نا سمجھ مسلمانوں کو کون بتلائے کہ کمبخت تم جس چیز پر لٹو ہو رہے وہ تمہارے گھر کی چیز ہے یعنی اسلام کے اصول تقسیم دولت اور ہمدردی خلق کو پیش نظر رکھ کر ہی روس نے نعرہ آزادی بلند کیا ہے مگر اس میں اعتدال و توازن نہ ہونے کی وجہ سے بالشویزم کی اسکیم کو استحصال بالجبر سے زیادہ اہمیت دی جا سکتی اگر بالشویزم سے خدا کی ہستی کا انکار نکال دیا جائے اور اس میں اعتدال و توازن آ جائے تو نرے سرے کا سارا اسلام ہے۔ اب اسلام کے اصول تقسیم دولت کو دیکھو ارشاد ہے

قل ما انفقتم من خير فللوالدين — کہہ دو جو کچھ تم خیرات میں صرف کرنا چاہو
والاقربين واليتامى والمساكين — پہلے والدین پھر عزیز و اقارب اس کے بعد یتیم
وابن السبيل — عام مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے۔

اس ترتیب مدارج کی حکمت اور فوائد پر غور کرو اور اسلام کی فطرت شناسی کا داد دو جسکو پیش نظر رکھ کر اس نے اپنے بیگانے کی حق رسی کی ہے اور سوسائٹی کو مفاسد و شرارت سے بچا کر مضبوط بنیادوں پر قائم کیا ہے۔ مسلمانوں کو عبرت و استفادہ حاصل کرنا چاہیئے کہ اسلام نے تقسیم دولت میں عزیز و اقارب کو مقدم رکھا ہے جو قانوناً اور عقلاً مالدار کے اندوختہ میں حصہ دار ہیں ان کے بعد عام یتیموں مسکینوں اور مسافروں کو رکھا ہے اور معاشرت و اجتماع کو کہاں سے کہاں پہنچایا ہے کاش مسلمان تقسیم دولت کے اس اصول کو پیش نظر رکھیں اور زکوٰۃ و خیرات سے قرابتداری کا حق ادا کریں تاکہ خدا بھی خوش ہو اور گھرانے بھی سرسبز و شاداب ہوں۔

اب بتلاؤ کیا اس نیلے آسمان کے نیچے اسلام کے سوا کوئی اور مذہب، کوئی دستور، کوئی نظام اور کوئی قانون دنیا میں امن قائم کر سکتا ہے ہرگز نہیں رہا

عیش و مستی سے شاد کام کر سکتا ہے اور مزدور و سرمایہ دار کی جنگ کو روک سکتا ہے؟ ہرگز نہیں جبھی تو ہم کہتے ہیں کہ اسلام نے جس قدر نوع انسانی کو حقوق عطا کئے ہیں اس قدر شاید آج تک انسان کو موجودہ دور ترقی میں مل سکے ہیں اور نہ مل سکیں گے ایک اشتراکیت نہیں اگر اس جیسی ہزاروں سکیمیں بھی بروئے کار آجائیں انسان اپنے فطری حقوق حاصل نہیں کر سکتا اور مزدور و سرمایہ دار کی جنگ ختم نہیں ہو سکتی جب تک کہ اسلام کی بتائی ہوئی زکوٰۃ و خیرات کا نظام دنیا میں قائم نہ ہو۔

اب میں آپ کو خیرات و سخاوت کا ایک بہترین مصرف بتلا کر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

خیرات وسخاوت کا ایک بہترین مصرف

تو آپ یقیناً جانتے ہی ہیں کہ اسلام خدا کا پسندیدہ، فطری اور عقلی مذہب ہے جو ترقیات زمانہ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے اور قلوب و ارواح کو مسخر کرتا ہے جس کا ایک ہلکا سا اندازہ اس مضمون سے بھی ہوتا ہے نیز دنیا کی تعمیری و تخریبی قوتوں اور قوائے فکری سے واقف کار حضرات جانتے ہیں کہ اس وقت انسانیت کا مستقبل تاریک اور پریشان ہے اور ساری دنیا اسلام کے دروازہ پر کھڑی ہے اس وقت اسلام کے لئے موقعہ ہے کہ وہ دنیا میں اپنا نور پھیلائے اور کائنات انسانی کے قوائے فکری پر بڑھکر اپنی حکومت قائم کرے کیونکہ ترقی یافتہ دنیا نے اسلام کے لئے حیرت انگیز ترقی کا میدان ہموار کر دیا ہے اور قلوب و ارواح میں قبولیت کا مادہ پیدا ہو گیا ہے پس ضرورت ہے کہ خود مسلمانان اسلام کی اصلی تعلیمات سے واقفیت بہم پہنچا کر اسلام کا علمی و عملی نمونہ بنیں اور پھر دنیا کے سامنے اسلام کو اپنی حقیقی اور اصلی شکل میں پیش کریں تاکہ اشاعت اسلام اور تبلیغ حق کی راہ ہموار ہو۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ حمیدیہ پریس اس ضرورت کو پورا کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے اور اس نے اسلامی تعلیمات کے حقائق و معارف کا بہتا ہوا دریا کتاب الاسلام میں بند کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

اب اگر آپ چاہتے ہیں کہ مسلمان واقعی اور سچے مسلمان بنیں اقوام عالم کی نجات و رستگاری کے لئے اسلام اپنے آپ کو نمایاں کرے اور اسلام کی تسخیر عالم کی ایک زبردست اور غیر محدود و ناممکن التسخیر قوت ظاہر ہو تو اپنے اپنے یہاں کے ائمہ مساجد کو اس کتاب کی ایک ایک جلد خرید کر دیجئے لائبریریوں اور کتب خانوں میں مطالعہ کے لئے رکھیے غریب و نادار مسلمانوں کو خرید کر دیجئے اور غیر مسلموں کو ہدیہ دیجئے کہ یہ ہے وہ اسلام جس کی آج دنیا کو ضرورت ہے جس کی تلاش میں روح انسانی بھٹک رہی ہے اور جس پر انسانی عقل و فطرت مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے اور یہ ہے وہ مذہب اسلام جس کے لئے جنگ و جدال کی مصیبت و نکبت زدہ دنیا سرگرداں اور بےچین ہے یہ ہے آپ کی خیرات و سخاوت کا بہترین مصرف کہ خیرات کا ثواب بھی پاؤ اور تبلیغ و اشاعت اسلام کا حق بھی ادا کر سکو۔

یقین جانئے اگر آپ نے اس کی ایک جلد لیکر کسی غریب مسلمان کو دیدی اور وہ صحیح معنوں میں مسلمان بن گیا اور یا کسی غیر مسلم کو دیدی اور وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا تو آپ وہ کام کریں گے جو آپ ہزاروں روپے اللہ کی راہ میں خرچ کر کے بھی نہیں کر سکتے یعنی اگر آپ اپنی طرف سے کسی غریب طالب علم کو دینی درسگاہ میں تعلیم دلائیں اور آپ اس کے تمام اخراجات کی کفالت کریں تو ہزاروں روپے خرچ ہو جائیں گے مگر پھر بھی وہ بات حاصل نہ ہوگی جو کتاب الاسلام کے ذریعہ ہو سکتی ہے پس اگر آپ رمضان المبارک میں خیرات سے جنت میں اپنا گھر بنانا چاہتے ہیں اور دنیا میں اسلام کا بول بالا کرنا چاہتے ہیں تو اپنے خیرات کے روپوں سے کتاب الاسلام خرید کر کسی غریب و نادار مسلمان کو دیجئے اور حق تبلیغ ادا کیجئے۔

آخری التماس

برادران اسلام! زکوٰۃ کی ضروری تفاصیل آپ کے سامنے ہیں مسلمان مالداروں کو اس سے عبرت حاصل کرنا چاہئے جو فیشن پرستی حکومت کی خوشنودی اور اپنے عیش و آرام کے لئے ہزاروں روپے بیدریغ صرف کر کے دولت کا خون کرتے ہیں اور ڈنر، ٹی پارٹیوں اور کلبوں میں دل کھول کر روپیہ خرچ کر کے گھر پھونک تماشہ دیکھتے ہیں مگر زکوٰۃ دینے کے نام موت آتی ہے اور بہرے اور گونگے بنجاتے ہیں۔ خدا کے حکموں اور شریعت اسلامیہ کے غدارو! یہ کیسی نمک حرامی اور خدا کی نافرمانی ہے کہ تم بُرے کاموں میں تو روپیہ خرچ کرتے ہو مگر زکوٰۃ نہیں دیتے، جہنم میں اپنا گھر کا ٹھکانا بنا رہے ہو اور اپنی قوم کے غریبوں اور مسکینوں کا حق ادا نہیں کرتے۔

دنیا پرستو! شرم نہیں آتی کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا زکوٰۃ دیکر شکر ادا نہیں کرتے اسی کی دی ہوئی دولت سے ایک حقیر سی رقم اس کی راہ میں خرچ کرتے جس میں کہنے ہو اسی میں حیلہ کرتے ہو اور اپنے نفس کو بخل سے پاک نہیں کرتے

تیرا کھائیں تیرے فقیروں سے الجھیں
عجب ڈھنگ ہیں کھا کے غرانے والے

کاش مالدار مسلمان مذکورہ بالا وعیدوں پر نظر کریں اور فریضہ زکوٰۃ کو ادا کر کے خدا و رسول کی خوشنودی حاصل کریں تو وہ دونوں جہان کی نعمتوں اور مسرتوں سے مالا مال ہو جائیں۔

ہمارے علماء و زعماء چیختے اور چلاتے ہیں کہ مسلمان منتشر ہیں، متفرق ہیں کوئی نظم و اتحاد نہیں نفاق و شقاق، بغض و کینہ، تعصب و عناد اور دشمنی و دل آزاری کا بازار خوب گرم ہے قوم کے جاہل افراد مرتد ہوتے رہتے ہیں اور مسلمان قوم اور اسلام کے کاموں میں روپیہ نہیں خرچ کرتے یہ بالکل صحیح ہے مگر اس میں کسی حد تک علماء و زعماء کا بھی قصور ہے اگر وہ ہر سال باقاعدہ زکوٰۃ کی وصولی کا انتظام کر لیں تو بہت سے نادار اور مفلس مسلمانوں کو قرض اور فاقہ کی مصیبت سے بھی نجات مل جائے مفلس مسلمان مرتد ہونے سے بھی بچ جائیں اور قوم کے ادارے انجمنیں اور مدرسے بھی چندہ طلبی کی ذلت و حقارت سے بچ جائیں۔ زکوٰۃ کا نظام ہی اس لئے ہے کہ نادار اور مفلس کو قرض و فاقہ کے مصائب سے نجات ملے، نادار و مفلس کی مالداروں کو عادت پڑے، امیر غریبوں کے ہمدرد بنیں مخلوق کی حاجت روائی کو اپنا فرض سمجھیں امیروں و غریبوں میں توازن قائم رہے قوم کے رہنماؤں کو چندہ طلب کرنے کی ضرورت نہ رہے اور قوم اس طرح امیروں کے روپے سے پھلے پھولے اور وہ اس خوبصورتی اور سہولت کے ساتھ زکوٰۃ دینے والے کا دل بھی نہ دکھے کیونکہ مال کا چالیسواں حصہ دینا کوئی بڑی بات نہیں ہاں اگر خدا کے نام پر نہ دینے کی قسم ہی کھا لی جائے تو وہ دوسری بات ہے پس ہمارے علماء و زعماء کیوں نظام خداوندی کے ماتحت بیت المال قائم نہیں کرتے اور مالی مشکلات سے نجات نہیں پاتے۔

الغرض قوم کے مالی مصائب اور قومی ضرورتوں کے اندفاع کے لئے اس سے بہتر کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔

وما علینا الا البلاغ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

عید سعید

(از جناب مولانا محمد انوار الحق صاحب حنیفی مدرسہ فتحپوری دہلی)

ہمارے برادران اسلام! خدا نے ماہ مقدس رمضان کو بخیر و خوبی گذار دیا ہے جس کو
ں رکھے تراویح پڑھے اور دوسری قسم کی عبادات الٰہی میں مشغول رہنے کی توفیق
ہے ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی خوش نصیبی پر اسد تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کریں کیونکہ
بغیر خداوند قدوس کی توفیق بخشی کے کسی بندے سے بھی کوئی نیک کام انجام نہیں
سکتا اگر خدا نخواستہ ماہ مقدس رمضان میں بھی ہم مشغول لہو و لعب رہتے اور
ماہ ذی رحمت و مغفرت سے اپنا دامن بھرنے کی طرف سے غافل رہتے تو اس سے
بڑھ کر ہماری بدبختی اور کیا ہو سکتی تھی اس لئے اسکے شکر میں ہمیں سر بسجود ہونا چاہیئے
اس نے رمضان کے برکات و فضائل سے سعادت اندوز ہونے کی ہمیں توفیق دی
ہی کے ساتھ دعا کرنی چاہیئے کہ خدائے بزرگ ہمارے روزے اور ہماری رمضان کی
طاعتیں قبول فرمائے اور آئندہ اگر زندگی عطا کرے تو اسی کے ساتھ اپنی طاعت و عبادت
بیش از بیش توفیق مرحمت فرمائے کہ حاصل حیات بعد دگار رب عالم کی طاعت و بندگی
ہی ہے جیسا کہ خود ارشاد باری تعالیٰ ہے ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون
فرزندان اسلام رمضان المبارک کے دن اور راتیں عبادت الٰہی کے لئے اتاری گئی
تھیں اور اس کے بعد جن بندگان مومن نے رمضان کا حق کما حقہ ادا کیا ان کے لئے عید
یوم مبارک و مسعود مقرر کیا گیا ہے تاکہ وہ صلہ عبادت گذاری میں خوب خوش ہوں
اس کے مقرر کردہ یوم مسرت میں دل کھول کر مسرور و شادکام ہوں اور پوری ملت اسلامیہ
ں مبارک و مسعود دن میں اس کی نعمتوں کا شکر عملاً ادا کرے خدا نے اس دن کو
مسلمانوں کے لئے جشن مسرت کا دن بنایا ہے اس لئے فرزندان اسلام جائز حدود
کے اندر منکرات و فواحش سے بچکر جہاں تک حالات اجازت دیں تمہارا فرض ہے کہ اس
یوم مسرت کا پورا پورا حق ادا کرو اور کوشش کرو کہ تمہاری قوم کا ایک فرد بھی غمگین و
افسردہ خاطر نہ رہنے پائے خدائے اسلام نے خوش رہنے اور خوشی کا اظہار کرنے سے منع
نہیں فرمایا اما بنعمۃ ربک فحدث کی رو سے تو عطائے نعمت پر اس کا اظہار و اس
کا شکر ضروری ہے پھر اس کے علاوہ یوم عید مقرر فرما کر اچھی طرح واضح فرما دیا کہ مسلم و
مومن کے لئے جائز حدود کے اندر مسرت و شادکامی کے اسباب فراہم کرنا بالکل جائز ہے
دن درحقیقت مسلمانوں کی حیات قومی کے اعلان و اظہار کا ہے اس دن کو مسلمانوں کو
بڑے جوش و مسرت کے ساتھ منانا چاہیئے اپنے تمام انفرادی افکار کو بھول جانا چاہیئے
وہ سمجھکر اس یوم مسرت و شادمانی کو منانا چاہیئے کہ خدا نے ہم کو حکم دیا ہے کہ اس دن
خوشی و خوشحالی میں گذاریں یعنی ہمارے دل پر یہ حقیقت نقش ہو کر جس طرح رمضان
میں روزہ رکھنا فرض ہے وقت آنے پر نماز ادا کرنی واجب ہے معین مقدار مال
جمع ہو جانے کے بعد زکوٰۃ دینا لازمی ہے اور استطاعت کے بعد حج کرنا فریضہ ہے
ہے اسی طرح عید کے دن مسرت و شادمانی کا اظہار کرنا بھی ایک فریضہ خداوندی ہے
انسان کی انفرادی زندگی پر اگر تامل کی نظر ڈالی جائے تو وہ ایک بے معنی اور مہمل
چیز معلوم ہوگی یہی سبب ہے کہ انفرادی زندگی کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں ہے کوئی مذہب
بھی انفرادی زندگی کو غیر معمولی اہمیت نہیں دیتا لیکن اسلام نے تو سرے سے انفرادی
زندگی کی بیخ کنی کر دی ہے وہ اپنے کسی متبع کو اجازت نہیں دیتا کہ حیات اجتماعی سے
کٹ کر اپنے آپ کو الگ کرے قانون الٰہی اور احکام شرعی کے مطابق ہر ایک فرد واحد مجبور
ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر لمحہ مفاد اجتماعی کا خیال رکھے یعنی نہ کوئی ایسا کام کرے جو
مفاد اجتماعی کے منافی ہو اور نہ کسی ایسے کام سے جی چرائے جو اس کے لئے مفید اور
ممد و معاون ہو ان دونوں امر کو پیش نظر رکھکر آپ اسلامی تعلیمات کا بغور مطالعہ
کیجئے تو معلوم ہو جائے گا کہ فی الواقع اسلام حیات اجتماعی کی نشو ونما کے لئے نازل
ہوا ہے گو وہ حیات انفرادی کو نظر انداز نہیں کرتا مگر اس نیلگوں آسمان کے نیچے اور
اس وسیع زمین کے اوپر وہ اپنے کسی فرزند کو رشتہ اخوت و اجتماع سے الگ رہنا
پسند نہیں کرتا اعتصموا بحبل اللہ جمیعا میں اسی قانون اخوت و اجتماع کی
طرف اشارہ ہے مسرت و خوشی جس طرح انفرادی زندگی پر مفید اثر ڈالتی ہے اسی طرح
حیات اجتماعی پر بھی وہ اثر انداز ہوتی ہے جو قومیں مسرت و خوشی سے نا آشنا رہتی
ہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کی زندگی بہت مختصر ہے لیکن اسی کے ساتھ جن قوموں کا عیش
و نشاط کے سوا کوئی دوسرا کام نہیں وہ تو صرف برباد اور ہلاک ہونے کے لئے ہوتی
ہیں خدائے اسلام نے فرزندان اسلام کو بین بین اور متوسط طریقہ پر زندگی بسر
کرنے کی ہدایت کی ہے وہ نہ تو یہ حکم دیتا ہے کہ شب و روز مغموم و متفکر رہو اور نہ اسکی
اجازت دیتا ہے کہ رات دن مصروف عیش و نشاط رہو بلکہ اس کا فرمان یہ ہے کہ اعتدال
کے ساتھ رہو اور ہر حال میں انفرادی زندگی پر قومی و ملی یعنی اجتماعی زندگی کو مقدم رکھو
اس لئے عید کا دن ہمیں ایک بین الملی خوشی اور جشن کے دن کے طور پر منانا چاہیئے
اور کوشش کرنی چاہیئے کہ ہماری ملت اور قوم کا ایک ایک بچہ عید کے دن خوشحال
اور فرحاں نظر آئے سب کو مل کر اسباب غم و فکر کو اپنے شہروں اور آبادیوں سے باہر نکال دینا
چاہیئے کم از کم سال میں ایک دن تو امت محمدی کو ایسا نصیب ہو جائے جو فکر سے
خالی اور غم و آلام سے آزاد ہو یعنی اگر ہم اپنی زندگی کے ہر ایک دن کو عید نہیں بنا سکتے
جیسا کہ زندہ قوموں کی زندگی کا ایک ایک دن روز عید اور مسرت بخش ہوتا ہو کوئی
بات نہیں مگر امت مسلمہ اور ابراہیم و محمد کے نام لیواؤں کی زندگی کا ایک ایک دن اور ایک
ایک رات بھی یوم عید اور شب برات ہو کر رہتے تھے تو کم از کم تین سو ساٹھ دنوں میں تو
ایک دن ایسا مل جائے جو گذشتہ زندگی کی یاد کو تازہ کرے اور ہمیں بتائے کہ اس دنیا
میں ہمیں کس طرح رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے

برادران اسلام! تنہا ایک فرد واحد کی خوشی یا ایک خاندان کی خوشی حقیقی
مسرت و خوشی نہیں بخش سکتی جب تک کل قوم اور ساری ملت خوش اور مسرور نہ ہو یا کم از
کم قوم کی اکثریت خوش و خرم نہ ہو تب تک ہمیں حقیقی مسرت و خوشی اپنا روئے زیبا دکھلاتی
ہے اس حقیقت کو تم اپنے خاندان اور شہر پر قیاس کر سکتے ہو فرض کرو کہ خدا نخواستہ
ایک خاندان میں کوئی اہم اور غمناک موت ہو جائے تو ایک نہیں لاکھ عیدیں آئیں
مگر اس خاندان میں خوشی کا نام و نشان بھی نظر نہ آئیگا اسی طرح اگر کسی شہر پر کوئی
آسمانی آفت نازل ہو جائے اور اس شہر کے ہر ایک گھرانے میں موتیں ہو چکی ہوں
اور صرف ایک خاندان یا گھر موت کی دستبرد سے بچا ہو تو عید کی مسرتیں اس ایک
گھر میں بھی قدم نہیں رکھ سکتیں کیونکہ جب سارا شہر وقف ماتم ہے گھر گھر سے نوحہ و فغاں

[illegible] ہو [illegible] دنیا کے [illegible]
پسماندہ اور غم [illegible] ماحول میں ہم کسی خوشی کس طرح میں ایک [illegible]
ہو سکتی ہے جو [illegible] کے اور جگر سے نکل رہا ہے یہی حال پورے ملک اور
پوری قوم کا ہوتا ہے اور اسی پر اپنی پوری ملت کے معاملہ کو قیاس کرنا چاہیے اگر
[illegible] میں سے چند سو یا چند ہزار افراد اسباب شادی و مسرت رکھتے ہیں
اور باقی ملت و قوم سامان عیش و نشاط سے محروم ہے تو ظاہر ہے کہ ان چند سو
چند ہزار کو بھی وہ خوشی حاصل نہیں ہو سکتی جو ہونی چاہیے کیونکہ جب گرد و پیش
کا ماحول اسباب غم سے گھرا ہوا ہوگا تو مخصوص طبقہ بھی حقیقی مسرتوں سے محروم
رہے گا گویا ہر وہ طبقہ کتنے ہی اسباب فرحت و انبساط اپنے لئے فراہم کرلے
دلوں کی پستی اور روح کی آبادی محو و ملتشا طاہی رہے گی اس لئے اسلام کا مقصد تمام
دنیا کے مسلمانوں کو ایک ہی رشتہ اخوت و اجتماع میں بندھا ہوا دیکھنا پسند کرتا
ہے کہ سب یکساں حالت میں رہیں اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ ہر ایک فرد اسلام
اپنے ہر ایک اعمال و افعال میں ہر وقت اپنی ملت اور اپنی قوم کا خیال رکھے خوش
ہو تو پوری ملت کو خوش دیکھنے کی آرزو کرے غم دیدہ ہو تو ساری قوم کی غم نصیبی
و الم انگیزی کا نقشہ ان کے سامنے پھر جائے۔ عید کا یوم مبارک و سعید بھی اس قاعدہ
سے مستثنیٰ نہیں ہے خدا نے مسرت و خوشی کا یہ دن انفرادی اشخاص یا خاندانوں
اور گھر والوں کی خوشی اور خوش عیشی و خوش پوشی کے لئے مقرر نہیں فرمایا بلکہ پوری
ملت اسلامیہ اور ساری امت محمدیہ کی مسرت و شادکامی کے لئے مقرر فرمایا ہے
تاکہ مسلمانوں کی حیات اجتماعی میں افسردگی اور اداسی کا گھن نہ لگنے پائے اور ملت
اسلامیہ کے قوائے اجتماعیہ میں اضمحلال پیدا نہ ہو سکے۔
برادران اسلام! مذکورہ فلسفہ نظر کو سامنے رکھ کر عید کی خوشیوں اور مسرتوں سے
[illegible] دل آرام [illegible] چاہیے عید و مسرت و شادمانی کا حق صرف ان مسلمانوں کو
حاصل ہے کہ آرام لیکر اپنے ان بھائیوں کو نہ بھولے جو بدقسمتی کا شکار ہیں
[illegible] بنے ہوئے ہیں اگر آپ کے ہندی مسلمان بھی عید کے دن غم میں ڈوبے ہوئے
رہے تو ان کے دلوں کا غم باہر نکل کر آپ کی شادکامیوں کے راستے میں حائل ہو جائے گا
حائل ہو جائے گا اور مسرت و شادمانی اپنی حقیقی کیفیت کے ساتھ آپ کو نصیب نہ ہو
سکے گی اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں اور ہمسایوں مسلمانوں کا خیال
رکھے اور ان میں جو نادار مفلس اور غریب مسلمان ہوں ان کی امداد کرے اس قابل بنائے
کہ وہ بھی عید کی خوشی میں شریک ہو سکیں اور عید کی عالمگیر مسرتوں سے وہ بھی مستفید
ہو کر تمہاری خوشیوں میں اضافہ کا باعث بنیں۔

پس اے برادران اسلام! اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے ہم سب کی خوشی و مسرت
و شادمانی کے لئے یوم عید مقرر فرما دیا ہے تاکہ سب مل جل کر اللہ کی بخشی ہوئی نعمتوں
اور اس کی عطا کی ہوئی برکتوں سے شادکام اور مسرور و خوش وقت ہوں اور اس طرح
اپنی ملت اور قوم کی زندگی کا ثبوت دیں اور خدا نے اس یوم مبارک و مسعود کے لئے
جو احکام و شرائط مقرر فرما دیئے ہیں ان کی پابندی کر کے خدا کی خوشنودی اور
رضا حاصل کریں مثلاً جن مسلمانوں پر فطرہ واجب ہے وہ نماز عید سے پہلے ٹھیک
طور پر ادا کر دیں اور جن کو خدا نے زیادہ دولت دی ہے وہ اپنے مال میں سے غریبوں
اور مسکینوں کی ضرورتیں پوری کریں اور خواہ کیسی ہی خوشی و مسرت میں ہو دلوں کو یاد
رکھو خدا کی یاد سے ایک لحظہ کے لئے ہمارے قلوب خالی نہ ہوں کیونکہ وہ دل جو
یاد الٰہی اور ذکر خداوندی سے پر نور نہیں ہوتے ان میں کسی قوم کی مسرت و
خوشی کا گذر نہیں ہوتا۔

ہر طریقہ سے اسلام کی خدمت مقصود ہے

[illegible] مولوی [illegible] کے احکام مسلمانوں تک پہنچانے کا کوئی نیا یا پرانا طریقہ ایسا نہیں جو چھوڑا ہو، اوامر دینی
کی تبلیغ ہر طرح سے کی خدمت میں، شنڈرات میں سیاسی حیثیت کو مد نظر رکھ کر عقلی دلائل سے اسلام کو سمجھانے
کے لئے کتاب اللہ اسلام، دستور حکایات کی صورت میں آثار حمید، سوال و جواب کی صورت میں اسلامی تعلیم
تمثیل کی صورت میں اسلام کی امتیازی معاشرت، اب ایک طریقہ نظم کا تھا اس کے لئے بھی بالآخر ایک
کتاب لایا، اس کا نام **شریعت نامہ کلاں** عرف **کنز الآخرت** ہے۔ یہ بڑی مشہور و مستند
کتاب ہے جو ہزارہا فروخت ہو چکی ہے ان لوگوں کے لئے نظم کے دلنشین پیرایہ میں ارکان اسلام خود بھی
اور بچوں کو پڑھانا اور سکھانا چاہیں وہ اس کتاب کو منگائیں۔ اس کتاب میں دو خوبیاں ہیں۔ متن میں
نظم ہے اور نثر میں وہی مسائل مع حوالہ جات کے حاشیہ پر اور بہت وضاحت کے ساتھ جو [illegible]
[illegible] معلومات بڑھاتا ہے۔ اسمیں حسب ذیل موضوعات پر نظمیں اور مسائل نثر ہیں، اصطلاحات شریعت
نماز، سنن و صفت نماز، وضو کا پورا بیان، غسل، استنجا، پانی، تیمم، مسح، اوقات نماز، رکعات
اذان، نماز کی شرائط، واجب، سنن، مستحب، مفسد، مکروہات، قرأت، امامت، نماز قضا، بیمار، جمعہ
عیدین، سجدہ سہو، جنازہ، شہید کا بیان، زکوٰۃ، مصرف زکوٰۃ، رمضان، حج، روضۂ نبوی کی زیارت
عقیقہ، کسب حلال، ذبیحہ، شکار، فرائض، میراث، قیدیوں کا بیان، مرتد اور حقوق، ہر مضمون
[illegible] کیا ہے بہت ہی اچھی چھپی ہے، شرکا تقطیع ۲۰×۳۰ کی ضخامت کاغذ بھی بہت اعلیٰ، نظمیں بہت
عام فہم اور موثر اور نثر مستند اور مدلل، مع حوالہ جات کتب معتبر۔ قیمت فی جلد دو روپیہ، [illegible]
[illegible] مجلد اور بیرون محصول ڈاک ۱۲ ارکل دو روپے **مینیجر حمیدیہ پریس دہلی**

سلسلہ تعلیم دین محمدی

ہندوستان کے اس سرے سے اس سرے تک شاید ہی کوئی اسلامی مکتب ایسا ہوگا جہاں بچوں کی تعلیم
مذہبی کا یہ بے نظیر تحفہ پہنچا ہو یا داخل نصاب نہ ہوا ہو، حقیقت میں ملک دین محمد صاحب کا یہ وہ زریں کارنامہ
ہے جس نے اسلامی اور خصوصاً مسلمان بچوں کو احکام دینی سے واقف کیا، اس کے ہر حصہ میں [illegible]
کی ذہنیت کو ملحوظ رکھ کر تدریجاً عبارت کی رفعت اور مسائل کی بلندی پیدا کی گئی ہے، اگر آپ کے
بچے مدارس میں داخل ہیں تب بھی یہ سلسلہ ان کے مطالعہ سے گزر نا انکی اسلامی سلامتی، واقفیت
دینی اور مذہبی اخلاقی تربیت کا موجب ہے، دنیا جانتی ہے کہ ابتدائے زندگی کی تعلیم، اور طفولیت
کی ذہن نشینی مرتے دم تک دماغ سے محو نہیں ہوتی، پھر کس قدر مبارک ہیں وہ ماں باپ جو اپنی
ذمہ داری کو محسوس کرتے ہیں، اور اولاد کی دینی تعلیم کا خیال رکھتے ہیں، اپنے بچوں کو مسلمان بنانے کے
سب آخری سوال سے بچتے ہیں، خدا جانے نا فرمان مزاری [illegible] کتنے گھروں میں ابھی یہ سلسلہ نہیں
پہنچا ہے، اس کی قیمت حصہ اول ار دوم کی ۲ ر سوم ۳ ر چہارم ۴ ر پنجم ۵ ر ششم ۶ ر ہفتم ۷ ر ہشتم ۸ ر
جس کے کل [illegible] ہوتے، لیکن رمضان کی رعایت کے سلسلہ میں یہ پورا سیٹ صرف ایک روپیہ
میں مل جائے گا، یہ ایسا موقعہ ہے کہ آپ کو اس سے فائدہ اٹھا لینا چاہئے، اگر مکاتب کے
استاد کمیشن کا سیٹ لینا چاہیں تو تعداد کی افزونی پر شاید مزید رعایت بھی ہو سکے، اس سلسلہ
میں عقائد، طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، فرائض حقوق، آداب اسلامی، آداب معاشرت
اخلاق، تاریخ اسلام، حکایات صالحین، تذکرۃ الاولیا، مناقب صحابہ، قومی خدمت سب کچھ
ضخامت ایک ہزار صفحہ، نامذ قیمت، رعایتی ایک روپیہ محصول علاوہ [illegible] حمیدیہ پریس دہلی

ہلال عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے

(از جناب مولانا یعقوب [illegible] صاحب دہلوی)

مسلمانوں کی خوشی اور مسرت کا سب سے بڑا دن عید الفطر ہے [illegible] کو اس [illegible] خوش ہونے اور مسرت و شادمانی کی زندگی بسر کرنے کا حق بنایا ہے اور ان کو اجازت دی ہے کہ وہ اس دن خوب جی کھول کر مسرت و خوشی کا اظہار کریں مگر اس کے ساتھ قابل غور یہ امر ہے کہ کیا ہماری حالت ایسی ہے اور ہم نے اپنے آپ کو عید کی خوشیوں کا مستحق رکھا ہے یا نہیں یا اپنی غفلت و بدکرداری سے ہم اس حالت کو پہنچ گئے ہیں کہ ہلال عید صبح محرم کا مصداق ہے حقیقت یہ ہے کہ ہم عید کی خوشیوں کے مستحق نہیں رہے اور روز بروز عید کی وہ مسرتیں جو ہمیشہ سے عید کے ساتھ وابستہ تھیں وہ مفقود سی ہوتی جاتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مسرت اور خوشی کے جو اصلی اور حقیقی اور ظاہری و باطنی اسباب ہیں وہ دن بدن کم ہوتے جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب مسرت و خوشی کے اسباب ہی میں کمی آجائے گی تو مسرت و خوشی میں خود بخود کمی واقع ہو جائے گی۔

ظاہری اسباب تو یہ ہیں کہ دولت حکومت علم اور فارغ البالی نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور ان کی جگہ افلاس و جہالت غلامی اور تنگدستی نے لے لی ہے اور ان وجوہ کی بنا پر دوسری بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں مثلاً قومی و اجتماعی زندگی کے مفاد کا احساس جاتا رہا ہے خود غرضی نے ہر دل پر قبضہ جما لیا ہے دوسروں کے درد و دکھ مصیبت اور غم کے ساتھ ہمیں کوئی ہمدردی نہیں رہی اتحاد و اتفاق کی برکتوں سے ہم یکسر نا آشنا ہو گئے ہیں باہمی عداوت تفریق انتشار اور اختلال نے ہمارے شیرازۂ ملت کے اجزاء کو خشک پھول کی پنکھڑیوں کی طرح پریشان کر دیا ہے جہالت نے طرح طرح کے مشرکانہ اور مسرفانہ رسوم کا عادی بنا دیا ہے غلامی کی وجہ سے قومی حمیت اور ملی غیرت کا دیوالہ نکل چکا ہے مسلمانوں پر خواہ کیسی ہی مصیبت طاری ہو اگر ہم اس آگ سے محفوظ ہوتا ہے تو ہمیں دوسروں کی آگ کی ذرہ برابر پرواہ نہیں ہوتی بلکہ اگر ہم خود ہی اس آگ میں جلتے ہوتے ہیں تو صرف اپنے دامنوں کے شعلے بجھانے کی فکر ہمیں دامنگیر ہوتی ہے دوسرے خواہ جل کر خاکستر ہو جائیں مگر کچھ پرواہ نہیں ہوتی حالانکہ حضرت اسلام نے ایک مومن کی مصیبت کو تمام قوم اور پوری ملت کی مصیبت قرار دیکر تمام مسلمانوں کو ایک ہی رشتۂ اخوت و مودت میں باندھ دیا تھا تاکہ دکھ اور سکھ رنج و غم ہمیشہ ہر حال میں سب مسلمان ایک دوسرے کے شریک و عدیل رہیں اور پوری ملت ایک نظام محبت میں جکڑی ہوئی رہے۔

باطنی اسباب کا فقدان اس سے بھی زیادہ ہے ایمان بالکل جڑ کمی ہے تقویٰ نام کو بھی باقی نہیں رہا اور زہد و عبادت سے کوئی لگاؤ نہیں ما سوا کا ذکر قیامت کا خوف موت کی تیاری دین کے ساتھ شغف و دلچسپی کا اس قدر فقدان ہے کہ اگر صحابۂ کرام آج اپنی قبروں سے اٹھکر ہماری حالت دیکھیں تو بمشکل ہم کو اسلام کے دامن سے وابستہ سمجھیں اسوۂ حسنہ رسول اللہ کی پیروی یکسر ہم نے چھوڑ دی ہے حالانکہ سعادت دارین کا انحصار فی الحقیقت آقائے دو جہاں کے نقش قدم پر چلنے ہی میں ہے غرض کہ مذہب کی طرف سے ایک عام بے پروائی ہے نہ تو جان سے زیادہ عزیز مذہب کی تبلیغ کا کوئی صحیح اور سچا جوش باقی رہا اور نہ اس کی حفاظت کا احساس حالانکہ اگر مذہب سے صحیح تعلق ہوتا تو اس کے لئے ضروری تھا کہ اس کی تبلیغ کا سچا جوش ہوتا اور اس کی حفاظت کا احساس بھی۔

غرضیکہ یہی وہ اسباب ہیں جن کے فقدان نے عید کی مسرتوں میں کمی پیدا کر رکھی ہے بلکہ صحیح تر یہ ہے کہ خوشی و مسرت بخشنے کے بجائے

ہلال عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے

اور ابھی تو صرف ہنسی اڑانے پر اکتفا کرتا ہے اگر غفلت جمود خود غرضی و نفاق جہالت و بے حسی کا یہی عالم رہا تو وہ زمانہ دور نہیں ہے جب ہلال عید ہمیں رلانے لگے گا اور سچ مچ ہم تنزل کے ایسے عمیق غار میں جا گریں گے کہ گذشتہ عظمت و ترقی کی یاد ہمیں خون کے آنسو رلانے لگی تاہم ابھی تلافی مافات کا وقت باقی ہے اور پانی ابھی سر سے نہیں گزرا اگر اب بھی چشم بصیرت وا اور دیدہ اور دیدۂ عبرت کھل جائے تو بگڑی بن سکتی ہے اور عید کی مسرتیں جو ہمارا بائیکاٹ کرتی جاتی ہیں از سر نو ہمیں پیار کرنے لگیں اور پھر سے عید معہ اپنی خوشیوں کے ہمارے لئے اور ہم عید کی خوشیوں کے لئے ہو جائیں مگر اس کے لئے ضرورت ہے کہ خود غرضی کو چھوڑ کر اخوت اسلامی و مودت صحیح اپنے اندر پیدا کریں اور تقویٰ اور خدا دوستی کو اپنا شعار بنائیں اگر خدا نے ہمیں دولت دین اور دولت دنیا میں سے کچھ عطا فرمایا ہے تو اس میں سے دوسرے بھائیوں کو بھی مستفید کریں تاکہ دینی اور دنیاوی ہر دو حیثیت سے ساری قوم اور پوری ملت عید کی مسرتوں سے شاد کام ہو سکے اور ہمکو احساس ہو یہ کا نٹا نہ کھٹکے کہ ہمارا ماحول اور گرد و پیش کسی لحاظ سے ظلم نصیب اور الم آشنا ہے اور تنگدستی یا اپنی قسمت کی وجہ سے عید کی خوشیوں سے محروم ہے۔

ہلال عید کے نمودار ہوتے ہی سب سے پہلا جو خیال ہمارے دل میں آنا چاہئیے وہ یہ ہے کہ خدا نے جن لوگوں کو ہمارا بھائی بنایا ہے ان کی دینی و دنیاوی حالت کیسی ہے اگر اچھی نہیں ہے تو یہ جذبہ پیدا ہونا چاہئیے کہ ہر لحاظ سے ان کی پریشان حالی دور ہونی ضروری ہے کیونکہ جب تک ان کی حالت نہ سنورے گی اور تمام اسلامی کنبہ صحیح حالت میں نہ ہوگا عید کی سچی مسرتیں کسی کے حصہ میں بھی نہ آئینگی کیونکہ ان کا تعلق افراد و اشخاص سے نہیں ہے اور نہ خدا نے افراد کے لئے ان کو نازل فرمایا ہے بلکہ وہ پوری ملت کی ملکیت ہیں اور ساری ملت کی خوشی کا سامان کرنے کے لئے بھیجی جاتی ہیں اور جس کنبہ کے زیادہ افراد مریض و علیل ہوں یا دوسری قسم کی بدنصیبیوں میں مبتلا ہوں اس کنبہ کے اگرچہ چند افراد تندرست اور مالدار بھی ہوں تب بھی وہ کسی مسرت و خوشی کی تقریب سے پورا اور حقیقی لطف اور حظ کیونکر اٹھا سکتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ملت اسلامیہ جو خدا کا معزز کردہ ایک کنبہ ہے اس کی حالت کا اگر حقیقی احساس ہمیں ہو جائے تو اس وقت تک عید کی خوشی ہم پر حرام ہو جائے جب تک اس کی زبوں و ناگفتہ حالت کی اصلاح ہم نہ کرلیں اب ذرا اپنی ملت کی سقیم حالت پر نظر کرو اور دیکھو کہ کتنے امراض اور کتنی بیماریاں اس کے جسم اسلامی کو گھلا رہی ہیں اور اندرونی بیماریوں کے علاوہ باہر سے کتنے ڈاکے اور شبخون پڑ رہے ہیں۔

اندرونی امراض کی یہ کیفیت ہے کہ ہماری ملت کے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں افراد ایسے ہیں جو دین حنیف کے ارکان خمسہ تک سے بے خبر ہیں بہت سے ایسے بدنصیب ہیں جنہیں کلمہ تک پڑھنا نہیں آتا اور کہ ایسا اسلام کی کوئی خصوصیت نہیں ہے وہ مشرکانہ رسوم کے جال میں گرفتار ہیں اور خدائے واحد کے پرستار کہلانے کے باوجود دیوی دیوتاؤں کی پرستش ان کا شعار ہے ان کی خانگی و خاندانی معاشرت از سرتا پا غیر اسلامی ہے حتی کہ نام تک غیر اسلامی ہیں انہوں نے ساری عمر نماز کا نام تک نہیں سنا اور قرآن کی ایک چھوٹی سی چھوٹی سورت یاد نہیں ہے وہ نہیں جانتے کہ اسلام کیا چیز ہے رسول کون تھے قرآن کسے کہتے ہیں کعبہ کس طرف ہے ظاہر ہے کہ جس ملت کی اندرونی حالت یہ ہوگی اُن پر ایمان کے دشمن ضرور حملہ آور ہوں گے اور ناممکن ہے کہ کسی گروہ یا جماعت کی ایمانی حالت اس قدر کمزور اور سقیم ہو جائے اور ایمان کے ڈاکو اس پر شبخون نہ ماریں جنس ایمان کی غارت گری تو یہ مصروف نہ رہیں مگر ہمیں اس جنس گرامی کی حفاظت کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ اسد اسد کیسی المناک خود غرضی میں ہم مبتلا ہیں کہ وہ دولت لازوال اور وہ نعمت غیر فانی جو ابراہیم و محمدؐ کے ذریعہ ہم تک پہنچی تھی اور جس کی حفاظت کے لئے ہمیں اپنی جان اور اپنا مال اپنی عزت و آبرو سب کچھ قربان کر دینا چاہیئے تھا وہ ہماری آنکھوں کے سامنے بے جان پڑی ہے دن دہاڑے اس کا مضحکہ اڑایا جاتا ہے مگر ہمیں اپنے نفس اپنی ذات یا چند اہل و عیال کے سوا ان کا کوئی فکر دامنگیر نہیں ہوتا ہمارے اندر کوئی تڑپ اس کی حفاظت کرنے کی نہیں پیدا ہوتی اور ہم اپنے بھائیوں کی اس اسلام بیگانگی سے مطلق دردمند نہیں ہوتے حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ اگر ایک مسلم کا بھی متاع ایمان زنگ آلود ہوتا تو ہم بے چین ہو جاتے اور جب تک اپنے ایک ایک بھائی کی اصلاح نہ کر لیتے ان تک دین حق کے احکام نہ پہنچا دیتے چین سے نہ سوتے لیکن ہمارے حالات میں کوئی تغیر ہمارے آئین حیات میں کوئی انقلاب اور ہماری طرز آمد و رفت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی کیا یہ ایسی حالت ہے کہ ہلال عید ہمارے لئے خوشیاں لیکر نمودار ہوا کرے اگر نہیں تو پھر ہمیں اپنے اندر ایک صحیح انقلاب اور سچی اسلامی تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے اور اس کی یہ صورت ہے کہ جو دولت دین سے بہرہ ور ہیں وہ اپنے ان جاہل و بے خبر بھائیوں کی دستگیری کریں جو دین سے بے بہرہ ہیں یعنی ان کے ایمان کی حفاظت کی تدابیر اختیار کریں اور سب سے پہلی اور موثر تدبیر یہ ہے کہ ان کی جہالت دور کی جائے ان کو تعلیمات اسلامی سے واقف و آگاہ کیا جائے اور دین کی بے خبری سے خبردار بنایا جائے اگر وہ لوگ جو مذہب سے آگاہ ہیں صرف یہ تہیہ کر لیں کہ ہر ایک کم از کم ایک ... کو دین کی ضروری باتوں سے آگاہ کر دیگا اور ارکان اسلامی سے باخبر بنا دیگا اور کفر و شرک کی رسم کی قباحتیں ان کے ذہن نشین کرا کر اسلامی رسوم و عادات کی پابندی کی طرف مائل کریگا تو اس کا یہ عمل بھی ایمان کی گرم بازاری کا صرف ایک سال کے اندر خاتمہ ہو سکتا ہے نیز ارتداد کے فتنہ کا سب سے موثر طریقہ پراثر ہو اگر ہو سکتا ہے تو صرف اسی صورت میں کہ ہم اپنے بھائیوں کو دینی معلومات سے آگاہ کر کے اس قدر مضبوط بنا دیں کہ ہر دو رسے بہتر مسلمان کا بچہ بگاڑ نہ سکے اور جب تک تعلیم دین سے وہ نا واقف ہیں گے ہمارا خالی شور و غوغا ان کی حفاظت ہرگز نہیں کر سکتا اور دینی جہالت کے دلدل سے نکالنے کے دو ہی طریقے ہیں ایک تو یہ کہ ہر ایک مسلمان کم از کم ایک ایسے جاہل مسلمان کو ارکان اسلام اور ضروری مذہبی تعلیم سے آگاہ کرے دوسرے یہ کہ مکاتب و مدارس وغیرہ قائم کر کے ان کی تعلیم کا بندوبست کرے یہاں تک کہ کوئی قصبہ اور کوئی گاؤں ایسا نہ بچے جہاں ایک مکتب یا ایک مدرسہ نہ ہو اور وہ اس وقت تک قائم رہے جب تک اس گاؤں یا قصبہ کے تمام لوگ ضروری اسلامی تعلیم سے واقف نہ ہو جائیں مذہبی لٹریچر کی تقسیم کریں جن سے عوام کی دینی اصلاح ہو سکے۔ نیز اپنے آپ کو اخلاق اور محمدی خصائل کا نمونہ پیش کریں جسے دیکھکر ہر ایک منکر و متکبر کا سر اسلام کی اخلاقی و روحانی طاقت کے سامنے جھک جائے مسلم اور غیر مسلم کی زندگی میں نمایاں اور ہر ایک آنکھ کو نظر آ جانے اور ہر ایک قلب کو محسوس ہو جانے والا بین فرق ہونا چاہیئے جب ہی دوسروں پر اثر پڑ سکتا ہے ورنہ زبان سے اسلام کی خوبیاں اس کے محاسن اور اس کے فضائل بیان کرنے سے ایسی حالت میں کوئی فائدہ نہ ہوگا کہ اس کی خوبیوں کا مبلغ خود ان فضائل و محاسن سے یکسر خالی ہو عموماً لوگوں پر نفس تعلیم کا نہیں بلکہ اس امر کا اثر ہوتا ہے کہ اس تعلیم نے اس کے پیروؤں اور اس کے عاملین پر کیا اثر کیا ہے یعنی تعلیم کی خوبی کا اندازہ متعلمین کی زندگی سے کیا جاتا ہے۔

اے ہلال عید کاش اس دفعہ تیرا دیدار مسلم دنیا کی کایا پلٹ دے اور تیری آمد اسلامی قلوب کی بستی کو خواب غفلت سے جگا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوشیار کر دے اور اس حقیقت کو مسلمان محسوس کر لیں کہ ملت کی خوشی و خوشحالی میں افراد کی خوشی و خوشحالی کا راز مضمر ہے اور جب تک ملت کی اکثریت دینی و دنیاوی حیثیت سے بہتر نہ ہو اس وقت تک ایک نہیں سال میں دس ہزار عیدیں بھی آئیں تب بھی حقیقی مسرت و خوشی کا ایک شمہ بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔

یورپ کی چھپائی ہندوستان کی نسبت نوّے فیصدی بہتر ہوتی ہے!

اور اسمیں بھی جرمنی کی طباعت سبحان اللہ اس کی نزہت اور پاکیزگی دیکھنے کے قابل۔ ہندوستان میں بہترین چھپائی کے خواہشمند ہمیشہ جرمنی میں اپنی تصانیف چھپنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ مسلمانوں میں ہزار ہا خوشنود مسلمان اس کے جویا رہتے ہیں کہ کہیں سے اچھا قرآن شریف چھپا ہوا مل جائے تو وہ اسے بھی خرید لیں، ہندوستان میں ایسی اعلیٰ طباعت کہاں، جس میں ایک ایک حرف فوٹو معلوم ہو۔ آپ یہ سنکر خوش ہوں گے کہ حمیدیہ پریس دہلی کے پاس جرمنی کا چھپا ہوا قرآن شریف موجود ہے۔ جس کا کاغذ اتنا اعلیٰ ہے کہ ہندوستان کے کسی قرآن میں آپ کو وہ کاغذ نہیں ملے گا، اور جلد بھی جرمنی کی بنی ہوئی ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ حمیدیہ پریس دہلی کی اسٹاک فروشی اسمیں بھی موجود ہے۔ یعنی جلد کا ہدیہ صرف ... ہے۔ آپ ہی نہیں دنیا متعجب ہوتی ہے کہ حمیدیہ پریس کیونکر ارزان فروشی میں اس قدر کامیاب ہے، ذرا اس کو دیکھئے تو آپ باوجود حساب دانی کے متحیر رہ جائیں گے کہ ہم نے چھپائی، بلاک کی بنوائی، ایسا اعلیٰ کاغذ، اتنی خوشنما نفیس جلد اور ریلوے ڈاک کا کرایہ دینے کے بعد ممکن نہیں اعجاز ہے، معری بیرونی تحریر کا اعلیٰ نمونہ اسمیں ہے، چھپائی کی اعلیٰ اعلیٰ خوبیاں ... بلا ترجمہ ہے، بہت ہی نفیس جلد ہے، مگر افسوس ہے تو اتنی، کہ بہت تھوڑی جلدیں ہیں، خدا جانے کتنوں کے نصیب میں یہ مقدر ہے، اور کتنے اس سے محروم رہنے والے ہیں۔

کیا اسی کا نام عید ہے

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی)

آسمان کے مغربی افق کے نیلگوں فضا پر ایک ناخن کے برابر سنہری لکیر نظر آ رہی ہے اور ہندوستان کے کم و بیش سات کروڑ مسلمانوں کی چودہ کروڑ آنکھیں اسی کی جانب لگی ہوئی ہیں بڈھے اور ضعیف کمزور لوگ ہیں جن کی نگاہ جواب دے چکی ہے اور جن کی کمر انھیں اس قدر سیدھا ہونے ہی نہیں دیتی کہ وہ اوپر کی طرف دیکھ سکیں حسرت بھری نگاہوں سے مغرب کی جانب دیکھ لیتے ہیں اور پھر اپنے جوان بیٹے بیٹیوں کی آنکھیں دیکھ لینے پر قناعت کر لیتے ہیں جنہوں نے اس زرین لکیر کو جو آیت صد مسرت و نشاط ہے دیکھ لیا ہے چھوٹے چھوٹے بچے ماؤں کی ٹانگوں سے لپٹے ہوئے خوشی کے مارے اچھل رہے ہیں اور ان کی بےچینی اور بےقراری کبھی ادھر اور کبھی ادھر سے جھلک پھر اسی ننھی سی سونے کی کمان پر جم جاتی ہیں جسے ابھی ابھی ان کی ماں نے انھیں بتایا ہے کہ عید کا چاند ہے جو عمر میں کسی قدر بڑے ہیں انھیں گزشتہ سال کے واقعات کچھ کچھ یاد ہیں اور وہ اپنے عجیب و غریب طفلانہ سوالوں سے ماں باپ کو پریشان کئے دیتے ہیں کوئی کہتا ہے امی جان کپڑے ابھی پہنا دیجئے کسی کی درخواست ہے کہ عیدی کے پیسے اسی وقت دیدیجئے صبح کو اگر آپ بھول گئیں تو؟ چھوٹی بہنوں کی کھلونوں کی فرمائش بھائیوں سے ابھی سے شروع ہو گئی ہے اور بعض بعض فہرستیں اتنی بڑی ہیں کہ بغیر لکھے ان کا یاد رکھنا محال ہے۔

ہلال عید کی قوس زرین آہستہ آہستہ نیچے کی جانب مائل ہونی شروع ہوئی اور اسی کے ساتھ ہی میرا دکھا ہوا دل بھی بیٹھا چلا جاتا ہے کو تھے پر کھڑا ہوا انگلی پکڑ کر بیں اس فضا کے نشان کو دیکھ رہا تھا میں نے ایک ذرا کی ذرا اپنا جلوہ دکھا کر دنیائے اسلام کو مسرت اور شادمانی سے بھر دیا تھا اور جس کی زیارت کا شوق مجھ جیسے افسردہ دل کو گوشہ عافیت سے کھینچ کر بالائے بام لے آیا تھا عید کا چاند نکل کر غروب بھی ہو گیا مگر میرے خیالات کا ہجوم مجھ اس قدر زیادہ ہو گیا تھا کہ میں اسی جگہ بت بنا کھڑا رہا اور اگرچہ آسمان پر اب چند چھوٹے چھوٹے تاروں کے سوا اور کوئی چیز نظر نہ آتی تھی لیکن میں ٹھیک اسی مقام پر نظر جمائے ہوئے تھا جہاں چاند نکلا تھا میں سوچ رہا تھا کہ یہ عید کا چاند اسلامی تاریخ میں تیرہ یا ساڑھے تیرہ سو مرتبہ نکل چکا ہے اور ہمیشہ دنیائے اسلام کے لئے خوشی اور خرمی کی نوید لیکر آتا رہا ہے اس نے اسلام کی وہ ابتدائی حالت بھی دیکھی ہے کہ جب کفار مکہ کی جفاؤں سے تنگ آکر خود مذہب اسلام کے بانی اور خدا کے ایک سچے رسول کو صرف چند رفیقوں کے ہمراہ ہجرت کرکے مدینہ جانا پڑا تھا اور ان کی اس کس مپرسی اور بےکسی کی حالت کو دیکھ کر کوئی ظاہر بین آنکھ ہرگز یہ گمان نہ کر سکتی تھی کہ عرب جیسے ملک کا یہ بےیار و مددگار، بے پڑھا لکھا بادیہ نشین دنیا کی عظیم ترین تہذیب کا بانی ہوگا اور بڑے سے بڑے متعصب مورخوں کو بھی اس کی سیرت لکھتے وقت یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے بہترین مصلحوں میں سے تھے۔

اسی عید کے چاند نے جوش اسلامی اور اولوالعزمی کے یہ تماشے بھی دیکھے ہیں کہ مٹھی بھر عرب کے ٹڈی دل لشکروں کا مقابلہ کرتے تھے اور اپنی جانبازی اور سرفروشی کی بدولت ان کے حملوں سے اپنی اور اپنے رسول کی حفاظت کیا کرتے تھے ان مٹھی بھر سے ان کی تعداد کو ہزاروں تک پہنچتے ہلال نے دیکھی ہے اور پھر ان ہزاروں کو بڑھکر لاکھوں ہوتے ہوئے بھی اس نے مشاہدہ کیا ہے اسے خلفائے راشدین کا زمانہ خلافت بھی یاد ہوگا اور خلفائے عباسیہ کے درباروں کا تزک و احتشام بھی ابھی فراموش نہ ہوا ہوگا۔ اس کی نگاہیں اب بھی قرطبہ اور غرناطہ کی مسجدوں کے میناروں کو تلاش کرتی ہوں گی اور اس کا دل اب تک آسٹریا اور روس کے جنوبی حصوں میں ترک پاشاؤں کے حرمت کے جھنڈے کا مشتاق ہوگا اسی ہلال نے مسلمانوں کی علمی ترقیاں اور مسلمان علماء اور حکماء کی علمی مجلسیں دیکھی ہیں اور اسی نے اس بات کا بھی مشاہدہ کیا ہے کہ تمام یورپ نے تہذیب و تمدن کا سبق انہی بادیہ نشینان عرب سے سیکھا تھا جو اپنے ملک سے اٹھتے اٹھتے تمام دنیا پر چھا گئے تھے اور جنہوں نے علم و ہنر کی دولت سے تمام دنیا کو مالا مال کر دیا اسی عید کا چاند فوجوں کے سروں پر بھی چمک چکا ہے جو جنگ ہائے صلیبی کے موقعوں پر تمام عیسائی سلطنتوں کی متحدہ افواج کے مقابلہ میں صف آرا تھیں اور جن پر بنیان مرصوص کا شبہ ہوتا تھا اور اسی ہلال عید نے بغداد اور دہلی کے شاہی درباروں میں عدل و انصاف کی جنس نایاب کی ارزانی بھی اچھی طرح دیکھی ہے۔

میں سوچ رہا تھا کہ یہ چاند در حقیقت تاریخ کا ایک ورق ہے جس پر ایک عروج اسلام کی یہ پرشوکت داستانیں لکھی ہوئی ہیں کہ ریگزار عرب کے تھوڑے سے سیدھے سادے تصنعات اور تکلفات سے پاک صحرا نشین اپنے اونٹوں تہبند اور کھجوروں کی بوریاں اور اپنے دلوں میں نور اسلام کی مشعلیں لیکر تجارت کے لئے گھروں سے نکلتے ہیں بڑی بڑی بادبانی کشتیوں میں اپنا اسباب تجارت لاد کر مشرق و مغرب کی سمت میں چلتے ہیں اور جس ملک یا جزیرہ اور جس بندرگاہ میں پہنچتے ہیں وہاں کے لوگ ان کی سچائی، دیانت معاملہ کی صفائی خوش خلقی اور انسانی ہمدردی کو دیکھکر متحیر رہ جاتے ہیں اور جب انھیں معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز نے ان وحشیوں کی کایا پلٹ دی اور انھیں خونخوار درندوں سے یکایک اس قدر اونچے درجہ کا انسان بنا دیا وہ ان کا نیا مذہب اسلام ہے تو ان کے دل اسلام کی خوبیوں سے بیحد متاثر ہوتے ہیں اور فطری شوق تجسس انہیں اس عجیب و غریب مذہب کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے پر مجبور کرتا ہے بعض تو انہی تاجروں سے اسلام کے احکام اور اصول معلوم کرکے اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور بعض شوق و تلاش میں عرب کا دور دراز سفر اختیار کرتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے آکر یہ تماشا دیکھ جاتے ہیں کہ ساری کی ساری قوم پر ایک ہی رنگ چڑھا ہوا ہے ہر شخص خلوص اور صداقت کا مجسمہ ہے اور حق کے مقابلہ میں دنیا کی کسی چیز کو عزیز نہیں رکھتا ہر شخص محنتی اور جفاکش ہے ہر شخص نیک اور ایثار ہے اور ہر شخص کے اندر حریت اور مساوات کی روح حلول کر گئی ہے ان آنے والوں کو نظر آتا ہے کہ اس ریگستان کے لوگ جہاں نہ کسی قسم کی تہذیب تھی نہ تمدن خود ان کے ملک کے لوگوں سے بلحاظ انسانیت بہت بڑھ چڑھ کر ہیں اور

ان میں ان کے مذہب نے تمام وہ خوبیاں پیدا کر دی ہیں جن کی تمنا ایک اچھا انسان کر سکتا ہے مذہب اسلام کا یہ زبردست معجزہ ان کی عقلوں کو حیران کر دیتا ہے اور وہ بصد خوشی ان مقدس اصولوں کو دل سے مان لیتے ہیں جن کے مجموعہ کا نام اسلام ہے۔

میں اسی سوچ میں تھا کہ مجھے خیال آیا کہ ہلال عید کی آنکھیں نے جہاں عروج و کامیابی کے یہ ہوشربا نظارے دیکھے ہیں وہاں اس نے یہ بھی تو دیکھا ہوگا کہ انہی مسلمانوں اور اسی برگزیدہ رسول کے نام لیواؤں نے دنیا کے لالچ میں پھنس کر احکام الٰہی کو پس پشت ڈال دیا اور بل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کی بجائے اپنی اپنی الگ الگ ڈوریاں قائم کیں اور انہیں کو پکڑ کر بیٹھ رہے ہر فرقہ اور ہر طبقہ کو بجائے خود یہ دعویٰ پیدا ہو گیا ہے کہ اللہ کی رسی صرف اسی کے ہاتھ میں ہے حالانکہ درحقیقت وہ کسی ایک فرقہ کے ہاتھوں میں بھی نہ رہی۔

ہلال کی دوربین نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہا ہوگا کہ دنیا دی عیش و عشرت میں پھنس کر مسلمانوں میں نہ اخوت رہی نہ مساوات نہ حریت رہی نہ صداقت اور نہ عمل [illegible] باقی رہا نہ جفاکشی اور محنت اور نتیجہ یہ نکلا کہ اندلس ہی نہیں بلکہ آہستہ آہستہ یورپ کے ہر حصہ سے انہیں نکال باہر کر دیا گیا ہندوستان میں وہ اغیار کے محکوم اور دست نگر ہو گئے چین میں انہیں کوئی اہمیت باقی نہ رہا افریقہ میں وہ دوسروں کی غلامی پر مجبور ہوئے اور خود مرکز اسلام یعنی جزیرۃ العرب بھی یہود و نصاریٰ کے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکا۔

قانون الٰہی نہ مسلمانوں کے لئے بدل سکتا تھا اور نہ بدلا اللہ کی زمین اس کے نیک بندوں کا ورثہ ہے مسلمان اس کے نیک بندے نہ رہے اس لئے زمین کی وراثت ان سے چھین لی گئی بغیر کوشش کے انسان کو کچھ نہیں ملا کرتا مسلمانوں نے کوشش اور محنت چھوڑ دی اس لئے بخشش ایزدی سے محروم ہو گئے اور مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا مسلمانوں میں فتنہ و فساد عام ہوا اور اس لئے وہ خدا کی دوستی کے مستحق نہ رہے خدا ظالموں سے محبت نہیں کرتا مسلمانوں نے جبر و ظلم اور خود غرضی و خود پرستی کو اپنا شعار بنا لیا پھر کس طرح خدا کی نگاہوں میں وہ عزیز رہ سکتے تھے مسلمانوں کے پیغمبر نے انہیں حکم دیا تھا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اور یہ بھی فرمایا تھا کہ تلاش علم میں ضرورت ہو تو چین تک جاؤ لیکن اس ہادی برحق کے پیروؤں نے اس حکم کی تعمیل اس طرح کی کہ عورتوں کو تعلیم دینا گناہ خیال کرنے لگے اور اپنے بچوں کو چین اور جاپان تو بہت دور ہے محلہ کے مکتب میں بھی بھیجنا پسند نہ کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ آج تمہارے لئے دین مکمل کر دیا گیا لیکن اس مکمل دین میں بھی اس زمانہ کے مسلمانوں کو خامیاں نظر آئیں اور انہوں نے اس کی اصلاح اس طرح کی کہ مذہب کو فقہ کے چند مسائل تک محدود کر دیا گیا اور باقی تمام باتیں یعنی تہذیب و تمدن اخلاق سیاست اور معیشت کو مذہب سے بالکل الگ کر دیا گیا اور ان کا نام "دنیا دی باتیں" رکھ دیا گیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں تم لوگوں کے لئے دو چیزیں چھوڑ کر جاؤں گا ایک کلام مجید اور دوسری آل رسول مسلمانوں نے کلام مجید کو بصد ادب و احترام ریشمی جزدان میں لپیٹ کر گھر کے سب سے اونچے طاق میں رکھ دیا اور اس کی تلاوت محض حصول برکت کے لئے اور وہ بھی بلا فہم یا تو رمضان المبارک کے مہینے کے لئے مخصوص کر دی یا اس وقت سنا نے جانے

کے لئے [illegible] [illegible] کے دو مسرت [illegible] ہر قدم پر [illegible] بنا ہوا تھا کلام اور خدا کے [illegible] مسلمانوں کو شیشہ [illegible] کی دنیا میں وہ اسے دلیل راہ بنائیں لیکن مسلمانوں کی جدت پسند طبیعت نے اس بات کو زیادہ مناسب سمجھا کہ مرتے وقت اس کی چند آیتیں یا ایک آدھ سورت سنا دی جائیں تا کہ اگر ضرورت ہو تو دوسرے عالم میں اس کی بنا پر عمل درآمد کیا جا سکے۔ انہیں تعلیم دی گئی تھی کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور خدا کی نگاہ میں وہی شخص سب سے زیادہ بزرگ اور بڑا ہے جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو لیکن ان نام کے مسلمانوں نے خدائے پاک کے مقرر کئے ہوئے [illegible] معیار کو بے حقیقت خیال کر لیا اور ان لوگوں کو بزرگ اور بڑا سمجھنے لگے جن کے قبضہ میں دولت اور حکومت ہو اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک فاسق و فاجر امیر بھی اپنے آپ کو ایک نیک اور متقی مفلس سے بہتر سمجھنے لگا اور دولت [illegible] ہی اب "شرافت" کا "نسب" بھی ہو گیا۔

ہلال عید مسلمانوں کے اس انقلاب ذہنیت پر حقارت اور حسرت کی ایک نگاہ ڈال کر عرصہ ہوا کہ روپوش ہو چکا تھا مگر میں اب بھی کوٹھے پر اسی طرح حیران و ششدر کھڑا ہوا یہ سوچ رہا تھا کہ بلا آخر دنیائے اسلام میں کل عید اور خوشی کا دن ہو گا ہمارے گذشتہ دس پندرہ دن سے عید کی خوشی منانے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور وہ تمام تیاری صرف ایک اس بات تک محدود ہے کہ گھر کے لئے ایک جوڑا رنگین اور چمکدار ریشمی کپڑے کا بنا دیا جائے میں حیران تھا کہ یا اللہ کیا خوشی منانے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ ہم اپنے ان جسموں پر جنہیں افلاس، قحط اور طرح طرح کے امراض نے بالکل زرد خشک اور نحیف بنا دیا ہے ایک رنگین ریشمی غلاف چڑھا لیں کیا دیمک کی کھائی ہوئی میزوں اور کرسیوں کی پالش نیا بنا سکتی ہے! اور کیا فی الحقیقت ایک ایسا دماغ بھی دیبا و حریر کی زیبائش سے مسرت اندوز ہو سکتا ہے جس میں طرح طرح کی فکروں کی محنت اور تکدر سلاخیں ہر وقت چبھتی رہتی ہوں اور جسے غلطی پڑھنے میں بلا یہی خیال اذیت پہنچا رہا ہو کہ ان رنگین غلافوں کے لئے جو روپیہ بنئے سے سود پر قرض لیا گیا ہے اس کی ادائیگی کی صورت کیا ہوگی۔

نیچے گلی میں سے لوگوں کے باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں یہ سب محلہ کے غریب اور نادار مسلمان تھے جو باہم گفتگو کر رہے تھے گفتگو کا موضوع عید کے سوا اور کچھ نہ تھا اور ان میں سے اکثر بظاہر خوش خوش ہو کر اپنے اپنے بچوں کے لئے [illegible] وہ دھاگے اور سویوں کے انتظامات اور فطرہ کے گھونٹوں کا ذکر کر رہے تھے لیکن ان سب کی آوازوں میں ایک خفیف سی کمزوری تھی ان کے [illegible] اور ان کی گفتگو کا لہجہ صاف بتا رہا تھا کہ ان کے دلوں پر [illegible] اور ان کی ہنسی درحقیقت بیماروں کی سی ہنسی ہے جو زبردستی اپنی تکلیف کا حال سے پوشیدہ رکھنے کے لئے پیدا کی جاتی ہے اور [illegible] مار رہے تھے کہ ابھی ہم نے ہی ایک دفعہ یہ سوچا [illegible] خدا جانے اگلے سال تک کون مرے کون جئے [illegible] کا کپڑا [illegible] جس میں کا نواب عبد الرحمن خاں کے ہاں گیا ہے اور [illegible] دے رہی تھی کہ بڑی مشکل سے بنئے کے ہاں [illegible] ملے تھے اس میں سب کچھ کرنا تھا تو بھی ہم ایسی [illegible] کو [illegible] [illegible]

کہتے ہیں کہ عید کل ہوگی اس معصوم بچے کے ہمارے پاس
وہ خیال کے تو بہت سے تھے لیکن وہ جو بچے پڑھا ہوا تو انہیں مل
سکے نہ بنا اتنا ہو گیا کہ عید کے دن نئے کپڑے بچے بہت ہم ہو جائیں گے
اس تقریر کے بعد ہم اور دکان میں آگئی وہ کسی عورت کی تھی جو یہ کہہ رہی تھی کہ
بیٹا اور تمہیں عید مبارک کرے اور خدا کرے ایسی ایسی سینکڑوں عیدیں دیکھنا
نصیب ہوں میں نے کل شام کو روزہ افطار کر کے روٹی کھائی تھی آج بغیر سحری
کے روزہ رکھا اور اب پانی کے گھونٹ سے روزہ کھولا ہے بیٹا خدا کے نام پر
اس غریب محتاج بڑھیا کو دو روٹیاں دیدو اور تو بڑا ثواب ہو گا۔ غریب کی
آواز نے مجھے یاد دلایا کہ میں نے اس سال ارادہ کیا ہے کہ عید کے لئے نئے
کپڑے نہ بناؤں گا اور اس طرح جو روپیہ بچے گا وہ اپنے کنبہ کی مفلس بیواؤں
یا لاوارث یتیموں کی امداد پر صرف کروں گا اور اس کے ساتھ ہی مجھے یہ خیال
آیا کہ شہر کا ہر محلہ ایسی بیواؤں اور یتیموں سے بھرا پڑا ہے جن کا کوئی ذریعہ
معاش نہیں ہے اور آج اس عید کے چاند کو دیکھ کر ان کے دلوں پر چھریاں
چل رہی ہوں گی وہ دیکھتے ہوں گے کہ ہر مسلمان اپنے حسب حیثیت بلکہ اپنی
حیثیت سے بہت زیادہ اپنے اور اپنے بچوں کے لباس پر خرچ کر رہا ہے اور
ہر گھر میں کل صبح کے لئے کچھ نہ کچھ تیاریاں ہو رہی ہیں مگر ایک وہ ہیں کہ
نئے کپڑے تو بڑی چیز ہیں انہیں تن ڈھکنے کے لئے پرانے چیتھڑے بھی مشکل

سے میسر آتے ہیں غسل کے لئے انہیں پانی بھی نہیں عطر کے نام سے بھی وہ واقف
نہیں ہیں اور دودھ اور اسی قسم کی اچھی غذائیں بلند ہمتی ہوئی دیکھی ضرور
ہیں مگر زبان ان کے ذائقہ سے ناآشنا ہی ہے اس کے ساتھ یہ بھی یاد آیا کہ ہماری
آبادی کا بیشتر حصہ اسی حال میں زندگی بسر کر رہا ہے کہ صبح کو ملی تو شام کو
نہیں ہے یا اگر روٹی نصیب ہوگئی تو کپڑے میسر نہیں اور کپڑا بنا لیا تو اوڑھن کے
لالے پڑ گئے ہیں میں نے ایک ٹھنڈا سانس بھرا اور بے اختیار کسی قدر آواز سے
یہ الفاظ میری زبان سے نکل گئے کہ آخر ایک ایسی قوم کو جس کی آدھی بلکہ
جیسے زیادہ ہو جس کے افراد کا اکثر حصہ بھوک اور فاقہ کشی کی مصیبت میں
مبتلا ہو اس بات کا کیا حق حاصل ہے کہ وہ عید منائے کیا اسی کا نام عید ہے کہ
ہر سال کہیں نہ کہیں سے قرض ادھار کر کے ہم دو چار کپڑے بنا لیا کریں اور
غمگین صورتیں پژمردہ اور اداس چہرے ستے ہوئے گال پیلی اور سیاہی لئے آنکھیں
جھریاں پڑی ہوئی جلد کمزور اور خشک اعضا اور خالی پیٹ لیکر عید گاہ تک
ایک مرتبہ ہو آیا کریں اور وہاں سے جب واپس ہوں تو قرض اتارنے کی فکر
شام کی ہانڈی کی فکر اور بیمار بچہ کی دوا کی فکر ہمارے حواس [illegible]
اور ہمارے مزاج کو اس قدر چڑچڑا کر دے کہ تمام دن اور اسی [illegible]
غریب بیوی سے لڑنے اور کمزور اور بے بنیاد بچوں کو مارنے میں گزرے اور تمام رات
اپنے کئے پر پچھتانے میں،، کیا درحقیقت اسی کا نام عید ہے۔

کیا آپکو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری رکن ہے بلکہ فرض ہے یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ معلوم نہ ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور خاصان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہوں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں ہمگا لیجئے ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے پر قادر نہ ہوں گے۔

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر ہوتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ قیمت ۲

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تائید حق جل علا کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور طرہ پابندی کی دعیدیں۔ الغلظہ اور عذاب منکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی۔ قیمت صرف ۳

نماز نفل کا بیان

جب نماز پڑھنے کا ولولہ پیدا ہو جائے گا اور خدا کی وعید دل سے دل لرزاں ہوگا اس وقت آپ نماز کی ترکیب پڑھئے اور بچوں کو پڑھایئے تاکہ ہر گھر نمازی ہو جائے

اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۲

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس سے بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے ترتیب وار تمام مسائل ہی لکھدیئے ہیں تاکہ امکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اور اس کے مسائل پر بھی عبور رہ گیا لیکن شاید تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نمازیں کیسی ہوتی تھیں سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں جو دین و دنیا کی بہتری کا باعث تھیں دین ہی نہیں بلکہ دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر تھے یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھنا چاہیئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۶ یہ سب کتابیں اگر ایک ساتھ منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لی جائے گی۔ قیمت پانچوں مجلد عہ

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

زندہ رہے تو یہ دن کہیں سال بھر بعد پھر نصیب ہوں گے

خدا ایک ایک کے ستر ستر کا موقع نصیب ہوگا۔ ان دنوں کی کمائی بہتوں کے سرمایہ سے بدرجہا اچھا نفع ہے۔ آپ اگر خدا کے فضل سے مالدار ہیں، تو قرآن شریف اور کتاب الاسلام خرید کر غریبوں کو تقسیم کیجئے۔ رسالہ مولوی صاحب کے نام جاری کرا دیجئے، خدا نہ کرے غریب ہیں تو پہلے رمضان کے مہینے میں مولوی کی خریداری پر آمادہ کیجئے، مولوی کی مذہبی، اور خالص دینی خدمات کا اعتراف تو آپ بھی سے بہرحال کرتے ہیں، لیکن جو چیز اتنی اچھی ہے اس کو ہر گھر میں پہنچانے کا تو بندوبست کیجئے، اگر آپ نے پانچ خریدار مہیا کر دیئے تو اس مہینے میں گویا آپ نے ۵۰۰ خریداروں کے چندے ادا کر دیئے، کیونکہ انشاء اللہ خدا کے ہاں آپ کے ایک کے ستر جمع ہوں گے، کیا اس سے بہتر تجارت اور بھی ہو سکتی ہے، اور کیا تھوڑی سی کوشش اس سے زیادہ سودمند ہو سکتی ہے،

رعایتی اعلان اس مرتبہ کتابوں کا بہت زیادہ رعایتی اعلان ہوا ہے، یقین فرمائیے کہ اگر ہم مجبور نہ ہوتا تو ایسی رعایت کبھی نہ ہوتی، کیونکہ کتابوں کے نفع سے تو تمام نقصان کی تلافی ہوتی ہے اور اب یہ نفع بھی تقسیم کر دیا جائے تو بتلائیے مولوی کے پورے سال بھر میں نو ہزار کہاں سے لاؤں، قرض بھی کوئی کر لیتا ہے جو وقت پر ادا کر دے اگر آپ نے اس رعایت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش فرمائی تو جہاں آپ کو منفعت ہوگی وہاں میرے دکھڑے بھی ہو جائیں گے اور آئندہ قرض مال ملنے میں وقت نہ ہوگی، اس مہینے میں جو آپ کے دوست قرآن شریف منگانے والے ہوں ان سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ عید سے پہلے ہی منگوا لیں، دیکھئے اگر آپ نے اس مہینے میں مولوی کو بھلا دیا تو بڑی دقتوں کا سامنا ہوگا

بخاری شریف کا ترجمہ جیسا دسمبر اول میں اعلان ہے، بخاری شریف کا ترجمہ چھپنا شروع ہوتا ہے اس کے لئے فوراً پیشگی روپیہ دینے والے مہیا کر دیجئے، جو حضرات بخاری شریف کے پانچ خریدار مہیا کر دیں گے ان کو بخاری شریف مفت دی جائے گی، محصول ڈاک کا سب کو دینا پڑے گا بشرطیکہ رمضان شریف میں آپ نے یہ خریدار مہیا کرکے پچیس روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیئے رمضان شریف کے بعد یہ رعایت نہیں ہوگی،

کتاب الاسلام میں مزید رعایت جو صاحب کتاب الاسلام کے سات خریدار مہیا کر کے پچیس روپیہ منی آرڈر کے ذریعہ بھیج دیں گے انہیں ۸ جلدیں بذریعہ ریل پارسل بھیجی جائیں گی، ایک جلد مزید کا معاوضہ نہ لیا جائیگا، لیکن جو صاحب ڈاک کے ذریعہ منگانا چاہیں ان کو بھی روپیہ روانہ کرنے چاہئیں مقصد یہ ہے کہ سات خریدار مہیا کرنے والے کو ایک جلد مفت صرف محصول ڈاک دینا پڑیگا لیکن منی آرڈر کے ذریعہ روپیہ آنے مزید شرط ہے

شوال کا پرچہ شاید تاخیر سے شائع ہو، کیونکہ رمضان شریف میں کام زیادہ مشکل سے ہوتا ہے اس لئے شوال کے پرچہ کا انتظار ۲۰ شوال تک کرکے پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت بھیجے گا۔

روشن دید قرآن شریف ایک بہت جلی قلم کا ترجمہ سستا قرآن شریف جس کی ایک سطر کا نمونہ بھی اس پرچہ میں بالکل اتفاق سے مل گیا ہے اس کا ہدیہ پہلے آٹھ روپیہ تھا اب چار روپیہ ہو گیا جن حضرات کو منگانا چاہئے ورنہ پھر شائد قرآن کی طرح یہ بھی ختم ہو جائیگا۔

رضائے الٰہی کے شیدائی خدا کے فضل و کرم سے مولوی کے قدردان اور رضائے الٰہی حاصل کرنے والے بھی باوجود مصروفیت اور مجبوریوں کے مولوی کو نہیں بھولتے اور جب بھی موقع ملتا ہے اس کے نئے خریدار مہیا کرنے میں تامل نہیں کرتے اور کوشش کرتے ہیں کہ خدا کے احکام و اوامر کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کی وجہ سے مولوی آج ہندوستان کا سب سے زیادہ مقبول مذہبی پرچہ بنا ہوا ہے یہی وہ لوگ ہیں جن کی وجہ سے ہزاروں لوگ قرآن پاک، فقہ، حدیث اور اسلامی سیاست سے واقف ہوئے، اور شک نہیں کہ یہی ربیم دار تنگ ہم المعکرون، خدا ان کو بھی ایسی ہی مدد فرمائے جیسی یہ اس کے دین کی مدد کرتے ہیں،

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب ڈاکٹر اطہر حسن صاحب سجادت گنج لکھنؤ	۱	جناب محمد ناصر محی الدین صاحب نیلور	۳
" نصیر خاں صاحب ادرنی جالون	۱	" لطیف احمد صاحب لکھنؤ	۳
" عظمت اللہ صاحب فیض گڑھ	۱	" صفیر احمد صاحب حیدرآباد	
" عبدالستار صاحب بہاول پور	۱	" بابو محمد عثمان صاحب دہلی	۲
" سلیمان عبدالرحمان صاحب بمبئی	۱	" ابوالفضل حسین صاحب گارڈ گنڈہ	۲
" محمود خاں صاحب میرپور خاص	۱	" عبداللطیف خاں صاحب رانچی	۱
" فتح محمد صاحب دوکاندار آدھور	۳	" محمد گل تارخان صاحب کابل	۱
" خورشید علی صاحب ارارہ	۱	" ولی آرام خان صاحب ٹھوکلان	۱
" لفٹنٹ محمد خان صاحب ملور	۱	" ابوالنصر صاحب صابری نقاش	
" عبدالغفور صاحب سب انسپکٹر ہزاری	۲	" حشمت احمد صاحب تہتم بیگم گنج	
" عبدالعزیز خاں صاحب کابل بیوربنگ	۲	" مینیجر سولو ٹریڈنگ کمپنی گورکھپور	۱
" وزیر حسن صاحب مفتی گنڈو رہ گنج	۱	" محمد یاسین خاں صاحب مراد آباد	۱
" محمد امان صاحب جبرالہ گنج	۱	" محمد ابراہیم صاحب بنارس	۱
" محمد امین صاحب مقام کھنڈ	۱	" ایم اے عظیم خان صاحب گوہر	
" مولوی رضا حسین صاحب مقام لکھنؤ	۱	" سید محمد اکرم جیلانی صاحب جانی	
" محمد حسین صاحب نگری فوتیاں	۲	" خواجو خان صاحب کبیر گوٹ	۱
" حافظ عبدالعزیز صاحب جہانگیر آباد	۲	" منشی بذرحیہ خان صاحب خورد	۱
" محمد اسحاق صاحب سول سکرٹریٹ لاہور	۱	" رحمت علی صاحب ڈالی گنج	
" محمد عظمت اللہ صاحب کانپور	۲	" محمد قاسم صاحب ٹھاکر دوارہ	
" محمد رفیع صاحب کاوی والہ انگلشور	۲	" فضل الرحمان صاحب سہرسا	
" رحمت اللہ صاحب ہیڈ پوسٹ	۲	" محمد صدیق حسن صاحب ملتانی	
" عبدالغفور صاحب کوہاٹ	۱	" احمد حسین صاحب رقاص	
" مصطفیٰ علی صاحب بالی	۲	" امیر علی صاحب کلرک	
" عبدالوحید صاحب بہاولپور	۱	" مولوی غلام رسول صاحب	
" حافظ امین الدین صاحب	۲	" فیض نبی صاحب تھانہ	
" محمد ظہیر صاحب	۲	" سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب	
" محمد عبدالحئی صاحب ترتسارن	۲	" [illegible]	

نام صاحبان	تعداد	نام صاحبان	تعداد	نام صاحبان	تعداد	نام صاحبان	تعداد
جناب حسین صاحب ناگپور	۴	جناب [illegible] خان صاحب [illegible]	۲	جناب [illegible] صاحب [illegible]	۳	جناب محمد [illegible] شاہ علی صاحب [illegible]	۲
" محی الدین شریف صاحب [illegible]	۴	" محمد فاضل صاحب [illegible]	۲	" سید حسن [illegible] صاحب [illegible]	۴	" منشی فیض [illegible] صاحب [illegible]	۱
" عبدالقادر صاحب [illegible]	۳	" حاجی محمد حاجی عبداللہ صاحب بمبئی	۱	" محمد نعیم صاحب [illegible]	۲	" محمد خان صاحب [illegible]	۲
" محمد ظہور الحق صاحب آرہ	۴	" سید محمد ابراہیم صاحب [illegible]	۱	" سید محمد [illegible] صاحب حیدرآباد	۱	" عبدالرحمان صاحب [illegible]	۲
" غلام حسین صاحب گورکھپور	۲	" شوکت علی محمد علی صاحب [illegible]	۱	" ابن نبی احمد صاحب کلکتہ	۳	" [illegible] بخش صاحب [illegible]	۳
" [illegible] صاحب کلکتہ	۳	" برکت احمد صاحب گلبرگہ	۲	" ایم عبدالوحید صاحب رحمانی [illegible]	۱	" نور الدین احمد صاحب [illegible]	۲
" عبدالعزیز صاحب [illegible]	۲	" محمد جلال الدین صاحب [illegible]	۵	" ایم امیر بخش صاحب [illegible]	۱	مرزا بہادر بیگ صاحب [illegible]	۵
" سید عبیدالدین صاحب کلکتہ	۱	" محمد معین الدین صاحب حیدرآباد دکن	۱	" مولوی عبدالغنی صاحب [illegible]	۳	" عبدالسبحان صاحب [illegible]	۱
" محمد کلیم اللہ صاحب صاحب گنج	۴	" محمد عبدالرحمان شریف صاحب [illegible]	۱	عبداللطیف صاحب احمدآباد	۲	" عبدالسبحان صاحب [illegible]	۱
" سلیمان حاجی قاسم سیٹھ جی سورت	۲	" عبدالوہاب خان صاحب [illegible]	۱	" سید صادق حسین صاحب [illegible]	۳	" قاضی فقیر اللہ صاحب [illegible]	۱
" [illegible] یوسف صاحب [illegible]	۲	چودھری احمد داد صاحب [illegible]	۲	" عبدالعزیز خان صاحب [illegible]	۱	" آفاق علی صاحب [illegible]	۴
" ناصر حسین [illegible] صاحب [illegible]	۲	" غلام حسین صاحب بلارم	۱	" منشی فضل عظیم صاحب [illegible]	۱	" مولوی محمد فاضل صاحب [illegible]	۱
" [illegible] صاحب بمبئی	۲	" علاء الدین صاحب وزیرآباد	۱	" عبدالحی صاحب [illegible] رسالہ اندور	۱	" رحمت نبی خان صاحب [illegible]	۵
" [illegible] خان صاحب [illegible]	۱	" عبدالمجید صاحب [illegible]	۱	" محمد اسحاق رسول صاحب [illegible]	۲	" نوبہار شاہ صاحب [illegible]	۱
" غلام علی صاحب [illegible]	۲	" محمد علی صاحب [illegible]	۳	" خواجہ غلام نبی صاحب [illegible]	۲	" سید شاہ رشید احمد صاحب [illegible]	۲
" حافظ عبدالوحید صاحب [illegible] بمبئی	۱	" محمد رمضان صاحب [illegible]	۲	" قاضی فیاض علی صاحب [illegible]	۲	" خلیل الرحمان صاحب [illegible]	۵
" شاہد علی بیگ صاحب لکھنؤ	۴	" غلام سرور صاحب [illegible]	۲	" محمد [illegible] الدین صاحب حیدرآباد	۲	شیخ محمد اسماعیل صاحب [illegible]	۱
" سید ابراہیم صاحب [illegible] ترچناپلی	۱	" برکت اللہ صاحب گلبرگہ	۱	" فضل الرحمان خان صاحب وزیرگنج	۲	" محمد انعام الدین صاحب [illegible]	۲
" نور محمد [illegible] صاحب [illegible] سی پی	۳	" عطا محمد صاحب [illegible]	۱	" خلیفہ امید علی صاحب [illegible]	۴	" مولوی عبدالعزیز صاحب [illegible]	۱
" عبدالحسین صاحب لشکر	۱	" محمد طاہر صاحب [illegible]	۱	" عبدالشکور صاحب [illegible]	۱	" ڈاکٹر عزیز الرحمان صاحب اندور	۲
" خواجہ محمد حسین صاحب افضل گنج	۲	" محمد احمد خان صاحب [illegible]	۱	" جناب محمد اسماعیل صاحب [illegible]	۱	" مولوی [illegible] صاحب [illegible]	۱
" محمد اسماعیل صاحب [illegible]	۳	" حسین میاں عبدالرحمان صاحب	۳	" میاں محمد شمس الدین صاحب [illegible]	۴	خواجہ رمضان [illegible] صاحب [illegible]	۲
" [illegible] صاحب [illegible] گنج	۲	" امانت حسین صاحب [illegible]	۱	" مولوی [illegible] الدین صاحب [illegible]	۱	مولوی غلام رسول صاحب [illegible]	۲
" احمد شاہ صاحب [illegible]	۲	" قاضی فضل کریم صاحب [illegible]	۲	" محمد اکبر خان صاحب [illegible]	۲	" سید محمد نجیب صاحب [illegible]	۳
" محمود علی صاحب [illegible]	۱	" محترمہ ریحانہ خاتون صاحبہ [illegible]	۲	" قاضی فضل کریم صاحب [illegible]	۳	" ذکاء اللہ صاحب [illegible]	۴
" افضل حسین صاحب آگرہ	۱	" محمد داؤد خان صاحب [illegible]	۲	رئیس عبدالکریم صاحب [illegible]	۵	" عبدالکریم صاحب [illegible]	۲
" سید [illegible] صاحب [illegible]	۲	" سید عتیق علی صاحب عالم پور	۲	" سید عبدالقادر صاحب بنگلور	۲	" مولوی عبداللطیف صاحب [illegible]	۱
" مشتاق بیگ صاحب [illegible]	۳	" مختار احمد صاحب علی گڑھ	۱	" مولوی سید اسماعیل صاحب [illegible]	۱	" سید احمد علی صاحب گورکھپور	۱
" احمد خان صاحب سہارنپور	۲	" عبدالقادر صاحب [illegible]	۱	سلام الدین صاحب [illegible]	۱	" محترمہ [illegible] بیگم صاحب [illegible]	۵
" سید [illegible] صاحب [illegible]	۲	" مظہر حسن صاحب [illegible]	۲	" بابو مقصود حسین صاحب [illegible]	۱	" محمد منصور صاحب [illegible]	۱
" [illegible] محی الدین صاحب [illegible]	۱	" احمد سعید صاحب [illegible] گنج	۱	مولوی محمد بشیر صاحب [illegible]	۲	" عبدالغفار صاحب [illegible]	۱
" محمد نظام الدین صاحب [illegible]	۱	" داؤد خان صاحب [illegible]	۲	" فہیم الدین صاحب [illegible]	۱	سید اسماعیل شاہ صاحب [illegible]	۵
" [illegible] صاحب گلبرگہ	۱	" ظہیر محمد خان صاحب [illegible]	۱	" عبدالصمد صاحب [illegible]	۲	" مولوی محمد [illegible] صاحب [illegible]	۱
" حکیم [illegible] صاحب [illegible]	۳	" ایم فضل احمد خان صاحب [illegible]	۱	" ایم ایم قاضی صاحب [illegible]	۱	" غلام [illegible] صاحب [illegible]	۱
" محمد [illegible] صاحب [illegible]	۱	" فخر علی صاحب [illegible]	۱	" عبدالمجید صاحب [illegible]	۱	" [illegible] علی صاحب [illegible]	۲
" شیخ [illegible] احمد صاحب [illegible]	۳	" محمد یوسف [illegible] صاحب پشاور	۳	" حاجی عطا محمد خان صاحب [illegible]	۳	" مولوی محمد صدیق صاحب [illegible]	۱
" [illegible] صاحب [illegible]	۱	" عبدالمجید صاحب [illegible]	۳	ابو محمد ناصر [illegible] صاحب [illegible]	۱	" چودھری [illegible] علی صاحب [illegible]	۵
" [illegible] صاحب حیدرآباد دکن	۱	" عبدالمجید صاحب [illegible]	۱	" محمد اکرام الحق صاحب [illegible]	۲	باقی آئندہ انشاء اللہ	

ایسی عجیب رعایت جو ذہن اور خیال میں نہیں آسکتی تھی دیکھئے

روشن دیدہ قرآن شریف

مترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین قدس سرہٗ

معہ تفسیر موضح القرآن بر حاشیہ خاستدہ

مجلد چھپی نقرئی وزن ۵ سیر (۴۰۰ تولہ)

ہدیہ مجلد صرف چار روپے محصول ڈاک ۱۲؍

دیکھا آپ نے یہ وہی قرآن شریف ہے جس کا ہدیہ پچھلے سال آٹھ روپیہ تھا ہم نے ہی بیسیوں بازار سے خرید کر بھیجے لیکن اشتہار جب دیا جب ہم سے سستا خریدنے میں کامیاب ہو گئے

اس قرآن میں ضعیف البصر چاند کی روشنی میں بے تکان پڑھ لیتے ہیں

کیونکہ اس کی چھپائی بہت سیاہ ہے اور کاغذ بہت سپید اور خط نستعلیق بلا مبالغہ ہم گز کے فاصلہ سے پڑھ لیا جاتا ہے ترجمہ ٹھیک تحت اللفظ ہے جس سے عربی کے معنوں سے لفظاً لفظاً آگاہی ہو جاتی ہے، عربی بھی نہایت ہی دیدہ زیب ہے، دو قرآن شریف تو ریل کے ذریعہ منگایئے، ایک میں ریل سے منگانے میں کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ۱۲؍ سلائی، ٹاٹ، مزدوری اور رجسٹری میں خرچ ہو جاتے ہیں، دو قرآن شریف کے لئے آٹھ روپے بابت قیمت پیشگی آنے در بھیجئے، خیال تو کیجئے ۵ سیر کاغذ بھی تو چار روپے میں مشکل سے آئیگا، تھوڑے سے قرآن شریف ہیں جلد ہی منگا لیجئے

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ آوَى إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ وَ
پھر جب سب یوسف کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس تعظیماً جگہ دی اور
قَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ وَرَفَعَ
کہا سب مصر میں چلئے (اور خدا کا شکر ہے تو وہاں) امن چین سے رہئے اور اپنے والدین
أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا وَقَالَ يَا أَبَتِ
تخت (شاہی) پر اونچا بٹھایا، اور سب کے سب یوسف کے آگے سجدے میں گر گئے اور یوسف نے کہا
هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي
ابا جان یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جو پہلے زمانہ میں دیکھا تھا، جس کو میرے رب نے سچا

ف ۱ یہ اللہ کے احسان تھے سو ذکر کئے اور جو تکلیف تھی اس کو شیطان کی طرف منسوب کیا تاکہ بیان ہو گزشتہ بیر اور مجلس ستایا اگلے زمانہ میں سجدہ کرنا آپس کی تعظیم تھی، فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا تھا اللہ نے وہ رواج اب موقوف کیا دان المساجد لله الایہ (سجدہ) سے کل حقوق خدا کے لئے محفوظ ہیں، اس وقت پہلے رواج پر عینا ایلمیاک کو نئی بہن سے نکاح کرے کہ آدم کے وقت ہوا ہے سو منع ہوا ف ۲ یوسف کو سترہ برس کی عمر میں بھائیوں نے کنوئیں میں ڈالا، اور چالیس برس تک باپ سے بچھڑے رہے، اٹھارہ برس تک حضرت یعقوب کے ساتھ رہ کر رب حضرت یعقوب کا انتقال ہوا، جن حصہ دار ایک لڑکی ہوئی، یعقوب کی وفات کے بعد تیئس برس

معجز نما حمائل مترجم معہ کامل تفسیر اردو

پچاس خوبیوں والی حسب الحکم مترجمہ حضرت علامہ مفتی اشرف علی صاحب محدث تھانوی مدظلہ فیضہ

یہ وہی حمائل ہے جو پانچ سال کی محنت سے تیار ہوا ایک لاکھ سے زائد ہدیہ ہو چکی ہے، اور یہ پانچویں مرتبہ اسی رمضان شریف میں چھپ کر آئی ہے ہر ایڈیشن گزشتہ ایڈیشن سے بہتر ہوتا ہے، کیونکہ گزشتہ تجربہ سے جو چیز اصلاح طلب ہوتی ہے وہ درست کر دی جاتی ہے چنانچہ تازہ ایڈیشن کے متعلق یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ گزشتہ سے بہت ارفع اور بلند ہے، اس مرتبہ کاغذ بھی پہلے سے اچھا ہے اور اگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان میں ایسا کاغذ نہیں لگا، اس کا طول ساڑھے آٹھ انچ عرض پانچ انچ ہے، صفحات سے زائد ہے اور مقدمہ کے ایک ہزار چالیس صفحوں کی ضخامت ہے ابتدا میں ایک لمبا مقدمہ ہے جس میں پانچ حصے ہیں اول رسول کریم کی عقل کی دنیا کے حالات، آپ کی بعثت، سوانح کی تاریخ، تعلیم اور عبادات، معجزات، خلافت، جنگ سلطانی، فضائل قرآن علم قرآن کے سوال، قرآن پاک کے متعلق مقدمہ میں سب کو معلوم ہے کہ معجز نما حمائل شائع ہونے سے پہلے کبھی کسی صاحب نے ایسی قیمت پر نہیں دی اسی طرح قیمت نازل رکھی ہے، نہایت انتظام سے چھپائی گئی ہے، قیمت مجلد جو تین روپیہ محصول ڈاک علاوہ

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قف اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا

اے پیدا کرنے والے آسمانوں کے اور زمین کے تو ہی ہے دوست میرا بیچ دنیا کے

آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی کارساز ہے دنیا میں بھی

وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ

اور آخرت کے قبض کر مجھ کو مسلمان اور ملادے مجھ کو ساتھ صالحوں کے

اور آخرت میں بھی مجھ کو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھالے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ

یہ ہے خبروں غیب کی سے کہ وحی کرتے ہیں ہم طرف تیرے اور نہیں تھا تو

(اے محمد) یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم نے وحی کے ذریعہ تم کو بتایا۔ کیونکہ تم (یوسف کے بھائیوں کے) پاس موجود نہ

حضرت یعقوب کا جب مصر میں وفات کا وقت آیا تھا تو یوسف کو وصیت کی تھی کہ مجھ کو شام میں پہنچا کر ابراہیم کے پاس دفن کیا جائے چنانچہ یوسف نے ایسا ہی کیا، جنازے کے ساتھ یوسف کے علاوہ ایمان مصر بھی بادشاہ مصر کے حکم سے شامل ہو گئے تھے جب یعقوب کی لاش مبارک شام میں پہنچی تو اسی روز آپ کے بھائی حضرت عیسو کا بھی وہاں انتقال ہو گیا تھا، یوسف نے دونوں کو ایک قبر میں دفن کیا، خود مصر واپس آئے ہو یہودیوں کا خلاف قریش کے حضرت نبی کریم سے مصر جانے کی وجہ دریافت کی تھی جس کے جواب میں یہ سورۃ نازل ہوئی اس قصہ کے ختم پر خدا نے حضرت سے خطاب کیا، کہ تم یوسف کے بھائیوں کے ساتھ موجود نہ تھے، جب وہ یوسف کے ساتھ فریب کی تدبیر کر رہے تھے، اور نہ یہ سارا قصہ اس تفصیل اور سچائی کے ساتھ توریت میں موجود ہے اگرچہ سارے ٹھیک ٹھیک

واقعات وحی کے ذریعہ تم پر ظاہر کئے گئے، یوسف کے وقت بادشاہ مصر بنی اسرائیل پر مہربان تھا، مگر جو فرعون حضرت موسیٰ کے وقت میں ہوا وہ بنی اسرائیل کا سخت دشمن تھا

حضرت یعقوب جب مصر میں داخل ہوئے تھے تو آپ کے ساتھ کل اولاد تراسی تھی، جب چار سو برس بعد ان کو حضرت موسیٰ مصر سے لے کر چلے تو جنگی مرد چھ لاکھ ستر ہزار باقی سب ملا کر

بارہ لاکھ تعداد تھی، ۱۱۱۰ ابن کثیر، خازن، فتح البیان، اسباب نزول

حل لغات — من البدو، بدو کے معنی ہیں بادیہ یعنی جنگل کے اہل لغت کا بیان ہے کہ بادیہ اس کھلے ہوئے میدان کو کہتے ہیں جس میں آدمی دور سے نظر آئے، یہ مشتق ہے بدا سے [illegible] فاطر السموات، فطر کے اصلی معنی ہیں پھٹنے اور شق ہونے کے بولا کرتے ہیں فطرنا البیر اذا ابتدا و فطرت الشئ فانفطر ای شققتہ فانشق قال تعالیٰ اذا السماء انفطرت ای انشقت پھر اس سے بمعنی ایجاد کے ہو گئے، کیونکہ معدوم چیز شق اور ظلمت میں ہوتی ہے، اور جب وہ وجود میں آتی ہے، تو گویا عدم کا پردہ پھاڑ کر ظاہر ہوتی ہے، غرائب القرآن

مولوی نور محمد صاحب کا مشہور ترین معجز نما متوسط قرآن لطیف بتفسیر دو ترجمہ والہ جدید ایڈیشن

ابھی چوتھی مرتبہ چھپ کر آیا ہے، یہ وہ مشہور و معروف قرآن شریف ہے جو کم و بیش دو لاکھ مسلمانوں کے ہاتھوں سے گذر چکا ہے اور جس کی مقبولیت اور شہرت کا اندازہ اس سے کر لیجئے کہ ایک ایڈیشن ختم ہونے کے بعد دوسرا ایڈیشن آنے میں جو چند مہینہ کا فصل ہوتا ہے اس میں اس کا ہدیہ دوگنا تو یقینا اور سہ گنا تک ہو جاتا ہے اور یہ بھی محض یہ چیز خدا کی عطا کی ہوئی ہے وہ مقبول عام بنا دے، تا نہ اوریش سابقہ ایڈیشن سے بڑھ کر ہے اور اس مرتبہ کاغذ غیر معمولی اچھا ہے، گذشتہ سال جو کہ اس کا ہدیہ رمضان شریف پر زیادہ ہو گیا تھا اس لئے اس کا اشتہار ہی نہیں ایک سستا حاصل کریں کامیاب ہوا تو آپ کبھی بھی مرتبہ کتابچوں کریں دیر ہی نہ کیجئے گا، ایسا پاس قرآن شریف ختم ہونے اور قیمت بڑھ جانے، یہ کامل تفسیر اور دو ترجمہ والا قرآن شریف ہے، ترجمہ اول حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا ہے جو ہندوستان کے تمام علما و مسلمانوں میں بلا اختلاف مقبول ہے ان کے ترجمہ میں یہ خاص خوبی ہے کہ قرآن کے ایک ایک لفظ کے معنی بتاتا ہے، ترجمہ دوم حکیم الامت قرآن کے ظاہری و باطنی علوم کے ماہر حضرت مولانا اشرف علی صاحب چشتی تھانوی کا ہے، یہ دونوں ترجمے تمام اغلاط اور خلل لفظی سے پاک ہیں جو آزادی پسند اصحاب کے ترجموں میں موجود ہیں اور خوبی یہ ہے کہ اس کے حاشیہ پر تمام تفاسیر مثل تفسیر کبیر ابن جریر، در منثور، خازن، ابن کثیر، مدارک، روح المعانی، منتخب، مستدرک حاکم وغیرہ، ابن ابی حاتم، مسند بزاز، مسند امام احمد، اسباب شان نزول از جلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ اور تمام کتب احادیث مثل بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ وغیرہ کے خلاصہ مطالب ایک جلسہ تفسیر نہایت سلیس زبان میں عام فہم اردو میں چڑھائی گئی ہے جو آج تک نہ تو کسی قرآن پر چڑھی اور نہ کسی نے اس قدر ہدیہ پر پیش کرنے کی ہمت کی جس میں تمام احکام و مسائل قرآن جملہ قصص کی تاریخی واقعات، تذکرہ اولین و آخرین اور ہر آیت کا ظاہری و باطنی اشارات اور شان نزول، ربط آیات، خواص قرآن، ناسخ منسوخ کی کامل تفصیل ہے اور جس تفسیر کا مضمون درج ہوا ہے اس کا پورا حوالہ دیا گیا ہے اور ایک خاص بات یہ کہ حاشیہ پہلے تفسیر پھر مضمون کی سرخی دی گئی ہے جس کی بابت تفسیر میں بیان ہوتا ہے، نیز بحر الغرائب القرآن حسب ضرورت حل لغات و ترکیب کا بیان ہے ہر پارہ و منزل جدا جدا نقش و نگار سے مزین ہے بحث بے لاثانی اس کی ایک خصوصیت ذمہ داری کہ اس کی صحت ماہر حافظوں کی معرفت سجاوندی و قرآن کے دیگر قدیم و جدید نسخوں کے مطابق ہوئی ہے، جملہ اوقاف سجاوندی کے مطابق ہیں، نیز اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس کے پانچ حصے ہیں، حصہ اول میں حضرت آدم سے لیکر تمام پیغمبروں کی سوانح عمریاں اور ان کی امت کے حالات ہیں، اسلام سے قبل عرب کی قدیم قوموں کی تاریخ اور رسول کریم صلعم کی پیدائش سے لے کر وفات تک مفصل سوانح عمری اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفار نے آپ کے خلاف انجام دی تھی اور آپ کے وہ تمام خطوط معہ ترجمہ درج ہیں جو آپ نے اس زمانہ کے کافر بادشاہوں کے نام بغرض دعوت اسلام روانہ فرمائے تھے مع خلفائے راشدین کے کامل حالات ہیں، حصہ دوم میں فضائل قرآن و اسرار، حصہ سوم میں خاندان نقشبندیہ، قادریہ، سہروردیہ اور چشتیہ کے بزرگوں کے عملی اعمال قرآن و خواص ادعیہ سورتوں اور آیتوں کے قرآن کے تعویذ ہیں، اور تفسیر خواب و ترکیب فال سنہ کیسے درج ہیں، حصہ چہارم میں مضامین قرآن کی فہرست ہے جس سے ہر مضمون کی آیت اشارہ میں نکل سکتی ہے، حصہ پنجم میں قواعد قرأۃ قرآن کا بیان ہے یہ قرآن مجید خط بہت عمدہ و نہایت خوشخط اور خوشخطی کے جملہ رموز کے مطابق ہے، قرآن شریف کا سائز نمونہ تفسیر و قلم دکھلانے کی غرض سے کچھ نمونہ دیا جاتا ہے۔ گو وہ اصل قرآن کی شان کہاں، کاغذ کا مذہب [illegible] کتابت دونوں کو چھپا دیا ہے، نمونہ میں اس کا کاغذ کہاں نصیب، اول تو وہ کاغذ ہندوستان میں ملتا ہی نہیں، دوسرے جو کہ بڑے نسخوں کا [illegible] کام ہی نہیں ہے، اس کے علاوہ یہ قرآن [illegible] ہماری آپ سے صرف ایمانداری کا واسطہ بس ہے، اگر مطابق مشتہرہ نہ ہو، تو بذریعہ وی پی واپس کر سکتے ہیں

[illegible] صرف ۲۰ رمضان تک مجلد چرمی صرف چار روپے، محصول ڈاک ایک جلد ایک روپیہ، دو جلد [illegible] اور ۳ جلد [illegible] ریل کے ذریعہ

[illegible] قرآن شریف جتنے بھی منگائے جائیں بہت ہی احتیاط اور [illegible] روانہ کئے جاتے ہیں

کتب [illegible] اشتہار [illegible] تعمیل نہ ہوگی۔ ملنے کا پتہ

منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

بقیہ صفحہ ٣١٣
اور ارشاد فرمایا کہ
رسول ہم ان کے دل
کے حالات سے [illegible]
کیا ہے [illegible]
جاتے ہیں ہم [illegible]
کے اس وقت [illegible]
حالات کا علم [illegible]
[illegible]
[illegible]
کر سکتے ہیں ١٢
متعلق صفحہ ہذا
ف١ اس [illegible]
[illegible]
ہے اس کے [illegible]
[illegible]
کی نسبت [illegible]

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی
اور نہیں کوئی چلنے والا بیچ زمین کے ف١ مگر اوپر
اور کوئی رزق کھانے والا جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں
اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا
اللہ کے ہے رزق اس کا اور جانتا ہے جگہ قرار اس کے کی
کہ اس کی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو اور وہ ہر ایک کی زیادہ رہنے کی جگہ کو
وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ
اور جگہ سونپے جانے اس کے کی ہر ایک بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے
اور چند روزہ رہنے کی جگہ کو جانتا ہے سب چیزیں کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں (بکمال تفصیل) منضبط اور مندرج [illegible]

نئی صورت میں اب کتاب چھپ کر والہ قرآن مجید الف ابھی ابھی پریس سے آیا ہے

اور واقعہ یہ ہے کہ خوب چھپا ہے محنت کی

یہ وہی دو ترجمہ والا قرآن شریف ہے

جس کی ہزارہا جلدیں ناظرین کرام کے پاس پہنچ چکی ہیں، اور ہر جگہ مقبول ہوا ہے اس مرتبہ اس کی ضخامت بڑھا دی گئی ہے پہلے اس کا پاؤ ٢٢ صفحوں میں تھا اور اب ٣٠ صفحوں میں، کاغذ پہلے سے عمدہ ہے، مقابلہ ہی جو نہیں اس لئے ہر چیز پہلے ایڈیشن سے بہتر ثابت ہے کام ہوا ہے

سبحان اللہ کیا چھپائی ہے، کیا کاغذ ہے، اور کیا لکھائی ہے، اس میں حسب ذیل بیالیس خوبیاں ہیں،

(١) پہلا ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے (٢) اور دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا (٣) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہے جو بہت حد تک کافی ہے (٤) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے تاکہ ہر پارہ علیحدہ علیحدہ ہو جاوے (٥) دہلی کے ایک مشہور خوشنویس کی قلمی لکھی ہوئی ہے (٦) ترجمہ منشی ریاض الدین صاحب شیریں رقم کا لکھا ہوا ہے (٧) اعراب یعنی زیر زبر پیش بالکل اپنے صحیح موقع پر لگے ہوئے ہیں کہ ایک حرف کا اعراب دوسرے پر نہ معلوم ہو (٨) صحت حضرت خاتم المحدثین علامہ انور شاہ صاحب کی ہے (٩) اس کے علاوہ سات حفاظ و مصحح نے اس کی مزید تصحیح کی ہے (١٠) ایک ترجمہ لفظی ہے تاکہ عربی الفاظ کے معنی لفظ بلفظ سمجھ سکیں اس سے عربی نہ جاننے والوں کو بہت مدد ملتی ہے (١١) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست جو آیت چاہو فوراً نکال لو (١٢) ضرورت مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (١٣) حضرت مولانا اشرف علی کے ترجمہ کی سند جو حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی ہے (١٥) فضائل قرآن (١٨) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کا طریقہ (١٩) ایک آیت کا دوسری آیت سے ربط (٢٠) تلاوت قرآن کا طریقہ اور صفات کے اصول (٢١) حضرت خواجہ حسن نظامی کا مقدمۃ القرآن لکھا ہوا ہے (٢٢) کلام الٰہی کی آیتوں پر عیسائی الزامات (٢٤) کلام الٰہی کی آیتوں پر آریوں کے الزامات کی تردید (٢٥) کلام الٰہی کو معقول طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ خالص الہامی کتاب ہے اور رسول اللہ (٢٦) جنت اور حور و غلمان اور دوزخ وغیرہ کے بیانات قرآن کی آیتوں کا اقتباس (٢٧) تخلیق عالم یعنی آفرینش کا ذکر قرآن شریف کے حوالہ سے (٢٨) قبل از اسلام عرب کی حالت کیا تھی (٢٨) قرآن کریم نے عرب کی کایا پلٹ دی (٢٩) قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات (٣٠) با معنی قرآن شریف پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (٣١) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر سعادت (٣٢) رسول اکرم کی ہجرت، اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر جو قرآن شریف میں مذکور ہے (٣٣) غزوات نبوی اور ان کے حالات جن کا ذکر سورۂ انفال میں ہے تا وفات سرور کائنات (٣٥) فضائل تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ کے فضائل (٣٦) تلاوت قرآن کریم کے فضائل (٣٧) قرآن شریف پڑھانے والے اور پڑھنے والے کے فضائل (٣٨) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (٣٩) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (٤٠) خواص القرآن (٤١) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم ہونا چاہئے از صحاح ستہ (٤٢) [illegible] جن کو غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (٤٣) خاص لغویات قرآن شریف (٤٤) تقطیع متوسط یعنی ٢٠×٢٦، کاغذ دبیز سفید چکنا (٤٥) ہر مرض کی دوا قرآن ہے (٤٦) ایسی عمدہ زیب چھپائی کہ دہلی کے موجودہ قرآنوں میں سب سے افضل (٤٧) تصحیح اس قدر احتیاط سے کرائی گئی ہے جو انسانی احتیاط سے ممکن تھا (٤٨) جلد چرمی نقرئی نہایت پختہ و پائدار (٤٩) [illegible] سے پیش کرائی گئی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس دفعہ تو انتہائی رعایتی اعلان ہے ٣٠ رمضان تک مجلد چرمی پشتہ ہدیہ صرف تین روپے محصول [illegible]

خوشنما

[illegible] قرآن شریف نہیں ملا [illegible] رمضان [illegible]
سب سے بہتر قرآن شریف نہیں مل سکتا ہے، کتابت نہایت اعلیٰ چھپائی بے نظیر اور کاغذ سفید مجلد [illegible]
بلا ترجمہ قیمت رعایتی ایک جلد [illegible] دس جلد ساڑھے بارہ روپے صرف ٣٠ رمضان تک یہ رعایت ہے

اعجاز نما متوسط حمائل شریف مترجمہ مولوی اشرف علی صاحب مفسر بطرز جدید

خدا جانے آپ نے ابتک کیوں نہیں منگائی | ایں حسب ذیل خوبیاں مستزاد ہیں

کتابت ایک مستند دہلی کی خطاطی
کی ہے جو اپنی خطاطی کے صاحب
فن ۔ ۔ ۔ ۔ وظیفہ یاب ہیں
(۳) ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا
نظر ثانی شدہ ہے اور چونکہ متن
سے ترجمہ کی سطر نیچے ہے اس لئے
ترجمہ صاف اور واضح ہے
(۴) تفسیر موضح القرآن بیان القرآن
تفسیر حسینی اور چند عربی کتابوں سے
ماخوذ ہے اور کئی مستند مولویوں کی
سند ہے، صحت بھی اچھی ہے۔
ابتداء میں ایک بسیط مقدمہ ہے
جو مولوی عاشق الٰہی صاحب کا لکھا
ہوا ہے اس کے مضامین کے چند
عنوان یہ ہیں، دیباچہ، آداب
تلاوت قرآن کلام اللہ شریف میں
(۵) انبیاء کا مرتبتاً ذکر ہے جا تو
تمام عالم حال ۔ ۔ ۔ کا ہے
تبلیغی جلت ان تمام فرشتوں کا
حال جنکا قرآن میں ذکر ہے، وہ کتابیں
جنکا قرآن میں ذکر ہے، وہ پیارے
جن کا قرآن میں ذکر ہے وہ قبائل
جنکا قرآن میں ذکر ہے وہ مقامات
جنکا قرآن میں ذکر ہے، آخرت کے
مقامات جنکا قرآن میں ذکر ہے
رموز اوقاف قرآن شریف نونک
اس ۔ ۔ ۔ ایسے ۔ ۔ کا فذ بیچے
ترجمہ اور ایسی تفسیر کا حائل نہ آجتک
ہی اور نہ آیندہ مل سکتی ہے اس
کی خصوصیات بہت طول میں
لیکن گنجائش کی وجہ سے مجبور ہیں

[illegible]

۱۰۵۹

	وَلَمْ يُولَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ	
اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے اور نہ اس کے اولاد ہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور کوئی اس کے برابر کا		
	سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ	
کلماتہا ۲۳	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں	حروفہا [illegible]
	قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَ	
آپ (یوں) کہئے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے اور		
	مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ	
اندھیری رات کے شر سے جب وہ رات آجاوے اور گنڈوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے		
	فِى الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ	
[illegible] اور حسد والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے		
	سُوْرَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ	
کلماتہا ۲۰		حروفہا ۸۱
	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں		
	قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ	
آپ کہئے کہ میں آدمیوں کے مالک آدمیوں کے بادشاہ، آدمیوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں		
	مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِىْ يُوَسْوِسُ	
وسوسہ ڈالنے پیچھے ہٹ جانے والے شیطان کے شر سے وہ جو لوگوں کے دلوں میں		
	فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ؀	
وسوسہ ڈالتا ہے، خواہ وہ وسوسہ ڈالنے والا جن ہو یا آدمی ہو		
	تمت بالخیر	

الحمد للہ یہ حائل شریف بخیر و خوبی تمام ہوئی۔ مینجر رسالہ مولوی دہلی

[illegible]

یہ ایسی سستی اور بیش بہا
ختم ہو جائیگی تو ناگہ شروع
ہوگی، اور ساتھ ہی ۔ ۔ ۔
سے ایک جلد تو ۔ ۔ ۔
تھا، یہ قرآن شریف جسکا ہدیہ
پندرہ روپیہ کی ۔ ۔ ۔
چھ ماہ میں ختم ہوگیا، اب آپ
دس روپیہ میں طلب کر سکتے ہیں
نہیں ملتا، جیسا قرآن شریف
کی ہے کی جانب اصلی قیمت
۔ ۔ ۔ لیکن جتنا
ہے وہ خوبصورت والی حائل
۔ ۔ ۔
رمضان شریف میں یہ حائل
نایاب ہوگی، اس وقت آپ کو
افسوس ہوگا، کہ کیوں نہیں لی
یہ تو ظاہر ہے کہ ۔ ۔ ۔
حائل کا پہلا ۔ ۔ ۔
بہاء ۔ ۔ ۔ چار روپیہ
میں ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔
کرتا ہوں، الغرض ۔ ۔ ۔
ہو گیا ہے اور ۔ ۔ ۔
چاہئے ہوگی ہوں اس لئے
جن بھائیوں نے ابتک یہ حائل
نہ منگائی ہو، ضرور منگا لیں،
پھر چار روپیہ تک تو شاید نہیں
بہت سے بھائیوں کا خیال ہوگا
کہ رمضان میں رعایتی اعلان
ہوتا ہے جب منگائیں گے اس
پہلے ۔ ۔ ۔ تو شاید
رمضان تک سب ختم ہو جائے، اس کے علاوہ اب تو اس کا ہدیہ نقد بھا خریدے کے مزید
کی جلدیں ۔ ۔ ۔ تو ۔ ۔ ۔ اس لئے مجلت کیجئے، بعد میں آپ کو یہ افسوس ہوگا
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بلکہ کل ۔ ۔ ۔ صرف ۔ ۔ ۔ روپیہ محصول
۔ ۔ ۔ مینجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

سب سے بڑی خوبی یہ ہے، کہ اگر ناپسند ہو تو واپس ہوسکتی ہے، اور بغیر ایک منٹ کی تاخیر
کے اپنا روپیہ واپس ۔ ۔ ۔ ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

(۸) خوبیوں والے نہ بیوں کا ترجمہ دونوں قرآن شریف ختم ہو کب کہیں نہیں ملتے

[redacted]

بہت اعلیٰ کاغذ پر اب یہ قرآن شریف چھپ گیا ہے

اور اس کے ساتھ ہی ایک مفید ترین مقدمہ بھی ہے جو پہلے اڈیشن میں نہیں تھا اس لیے یہ قرآن شریف

بیشمار خوبیوں والا

قرآن شریف ہو گیا ہے۔ یہ تو آپ کو یقین ہو گیا ہوگا کہ مولوی کے نا قدر تیکے ہے نیت یہ پریس والا بھی بہترین قرآن شریف مہیا کرتا ہے، اور یہ قرآن شریف تو ایسا ہے کہ اس کے دیکھنے اور پڑھنے کے بعد ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے اس کی خریداری کی سفارش کرنے پر مجبور ہے۔ اس اڈیشن کے ختم ہونے کے ایسا خوشنما قرآن شریف دوبارہ نہیں ملیگا کیونکہ ہندوستان ہی نہیں دنیا بھر کے خوشنویسوں کے سرتاج مولوی منشی محمد قاسم صاحب جنہوں نے یہ قرآن شریف خاص طور سے لکھا تھا، واصل بحق ہو گئے۔ اسمیں بے شمار خوبیاں ہیں، حروف الگ الگ ہیں، ترجمہ واضح ہے، کتابت کی تھوڑی سی شان کا اندازہ تو آپ کو نمونہ زیریں سے ہو سکتا ہے واقعہ یہ ہے کہ جس کے پاس یہ قرآن شریف آگیا وہ تاریخی یادگار رہیگا جیطرح حیرت نما قرآن شریف اب بیس روپے کو بھی نہیں ملتا، یہ قرآن شریف بھی نہیں ملیگا، اس کی ترتیب اور حاشیہ کی کتابت بھی بے مثل ہے۔ اور دیباچہ تو سبحان اللہ دیکھنے دکھانے کے قابل، کاغذ نہایت نفیس سفید چکنا اول نمبر کا، **ترجمہ** حضرت حکیم الامت علامہ مولوی اشرف علی صاحب محدث تھانوی مدظلہ کا ہے جو بامحاورہ اور نہایت سلیس ہونے کی وجہ سے عام پسند ہے۔ حاشیہ پر شان نزول ہے **مقدمہ** میں فضائل و آداب تلاوت اور قواعد تجوید، اور رموز اوقاف درج ہیں اور ایک بڑی فہرست مضامین ایسی درج ہے کہ جس آیت کو چاہو ایک منٹ میں نکال لو۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل بیانات و حالات وادعیہ درج ہیں، کلام اللہ شریف میں کن کن انبیاء کا ذکر ہے، فرشتوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ قبائل جنکا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ دنیاوی اماکن و مقامات جنکا ذکر قرآن شریف میں ہے، اخروی اماکن و مقامات جنکا ذکر قرآن شریف میں ہے، قرآن مجید کی تعلیم کے فضائل، قرآن مجید کتنے دن میں ختم کرنا چاہیے، قرآن مجید کے وہ مقامات جہاں اعراب کے فرق سے کفر لازم آتا ہے، سب سے پہلی اور سب سے آخری وحی، قرآن مجید کی مشہور اور مشکل کو آسان کرنے والی دعائیں، سرورق ہفت رنگ بہت خوشنما آرٹ پیپر پر نقشہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ جامع مسجد کا اعلیٰ درجہ کا خوشنما چھپا ہوا، اور ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے تقطیع مولوی سے لمبائی میں ایک انچ بڑی اور چوڑائی میں برابر، کچھ نمونے کے طور پر قرآن شریف دیکھئے، اس چربہ میں اصلی شان پیدا نہیں ہو سکتی کاغذ ایسا ہی سفید اور چکنا ہے جیسا مولوی کا، **ھدیہ** مجلد چرمی پشتہ صرف ڈھائی روپے محصولڈاک ۱۴؍ کل ہے، چھپائی سیاہ چمکدار، **منیجر رسالہ مولوی دہلی حمیدیہ پریس**

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

منزل ۱

ورقہ نے سنکر کہا کہ اے محمد تم خوف نہ کرو بلکہ کان لگا کر سنو کہ وہ کیا کہتا ہے اس کے بعد جب آنحضرت صلعم صحرا کی جانب تشریف لے گئے اور حسب دستور ... آئی تو ... سے ایک پکارنے والے آئی کہ اے محمد میں جبرئیل خدا کا فرشتہ ہوں اور تم اس امت کے نبی ہو اول کہو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد عبدہ و رسولہ اب پڑھو۔ الحمد للہ رب العالمین۔

۱۴

کتاب الاسلام

اسلامی معلومات اور مذہبی تعلیم کے لئے اردو میں آج تک ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی، اسلام اعتقادی، اسلامی تعلیم کو ذہن نشین کرنا ثابت کیا ہے کہ نجات کا کوئی راستہ ہو سکتا ہے تو فقط اسلام، اور یہ نہیں عقاید کی تفصیل ہے تو جس فقہی مسائل ہیں تو کامل، معاملات کا بیان ہے، توکل، اسلامی آداب، ریاضت و مجاہدات، غرض کہ اسلامی معلومات کا بہر طور خزانہ ہے ۱۱۲۴ صفحات کی کتاب ہے مجلد چھپنے پر قرضہ کا چار روپے لاگت ہے رعایتی قیمت ۳ھ محصولڈاک ۸ھ کل ۴للعہ

ایسی رعایت تو کبھی نہیں ہوئی

اور ہوتی بھی کیونکر، نہ کبھی سال ایسا مندہ رہا، نہ کبھی قرض کا بار ہم اور نہ کتابیں خریدنے والوں کی اتنی سرد مہری ہوئی، مولوی کا سالانہ خرچ ۲۶ ہزار روپیہ ہے اور چندہ کی آمدنی ۱۰ ہزار روپیہ، ۹ ہزار روپیہ یا ۷ سو روپے ماہوار کتابیں کی فروخت سے دینے پڑتے ہیں، اتنا بڑا بار خدا ہی اپنے کرم سے پورا کر اکے اب جن سے جو کیفیت ہے وہ خدا پر روشن ہے آپ تو بلا خاص لاگت کا پرچہ ایک روپے میں لے لیتے ہیں، اور چندہ کے علاوہ کسی بھائی کو اس کی تلافی کا خیال نہیں ہوتا جو چھوڑتی ہے اسی کا دل خوب جانتا ہے

رمضان کی رعایت نہیں، عزت کی بقا کے لئے رعایت ہے اور اس لئے رعایت ہے کہ خالصاً نقد اعانت کے لئے ہاتھ پھیلانے بغیر اپنا مال اونے پونے بیچکر قرضداری کا بوجھ ہلکا کروں، آخر فقط سا کہہ سے تو یہ کام نہیں چل سکتا

فلاح دین و دنیا

حضرت شاہ [illegible] صاحب قبلہ کا پہلا رفیقہ کی مقبول عام کتاب ہے کا ادنیٰ حنفی مسلمانوں میں بہ لحاظ شہرت سے ہی بلند ہے بلا مبالغہ زمانہ کے ہوشیں ایک ایک سال میں بیچ بیچے اور آج تک اس کی ویسی ہی طلب ہے، اس سال کا اڈیشن صرف [illegible] تھا، اور اب [illegible] باقی ہے [illegible] قیمت ہے مرف میں نے ہی چکر میں رعایتی ہدیہ کی ہے، فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے ہی مولوی میں اسکی فہرست مضامین ۳ صفحوں میں مشکل آئی ہے اب اس کا رعایتی ہدیہ مجلد کا [illegible] ڈاک ۱۲ [illegible] اس ہدیہ میں [illegible]

تفسیر حقانی

جو وقت کوئی کتاب ختم ہو جاتی ہے تو شوق والوں کا وہ ہجوم ہوتا ہے کہ دنیا کی نظریں یکجا ہو جاتی ہیں ابھی جامع الکمالات ہے تفسیر حقانی ختم ہو گئی تھی تو پچاس پچاس روپے میں لینے والے متعدد خریدار ملتے تھے [illegible] لکھا، اب جبکہ اس کا ہدیہ ۲۵ روپے ہے تو سو جلدیں بھی ابھی ختم ہوئیں، یہ مولوی عبد الحق صاحب محدث دہلوی کی وہ معرکۃ الآرا تفسیر ہے جس کا ترجمہ اردو سے عربی، ترکی اور فارسی میں ہوا، آٹھ جلد والی ہے سب محصول کا [illegible] چھپے ہوتے ہیں، رعایتی [illegible] ڈاک [illegible]

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کی صورت اصلی حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی کی معرکہ ریزی کا شاندار کارنامہ اور یہی تفسیر ہے جس کو ہر مؤخر مفسر نے اپنے لئے شمع راہ بنایا اور اب بھی ویسی ہی مقبول ہے جیسے پہلے تھی، اس کے قدردان اب بھی اسی کو ڈھونڈتے ہیں لاکھوں چھپتی ہے اور سب ہدیہ ہو جاتی ہے اس حال کی طباعت سال سابق سے بہتر ہے آتی سستی مجلد قرآن شریف کی تفسیر اور کوئی نہیں [illegible] ۳۰ ۴ سو کی مجلد تفسیر ہے، دنیا جانتی ہے کہ مجلد کی قیمت [illegible] ہے ایک پیسہ کم نہیں ہوئی اور محصول [illegible] علیحدہ اب رعایتی مجلد صرف تین روپے علاوہ محصول

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن حقیقت میں مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تفسیر ہے اور اس میں جمیل مضامین ہیں، نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلامی عقائد کی روشنی میں، ملائکہ اور جنات، انسان مذہب ہے اور معجزہ انبیائے کرام کی فطری تحقیق عذاب قبر عقلی تحقیق مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت نجات کا راستہ، صداقت رسول، قرآن مجید آج تک کیوں محفوظ ہے بیشک ایسے سیکڑوں مضامین ہیں علاوہ عہد کی تفسیر ثنائی کا ترجمہ ہے اور بڑے پایہ کی کتاب ہے قیمت ۱۲ھ رعایتی [illegible] محصول ۴ھ کل ۱۲ر

تفسیر ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر ہو مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان بد نصیب ہو جس کو یہ سورت یاد نہ ہو، لیکن ایسے بہت سوچا بھی نہیں معارف ہیں اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر معلومات جمع کر دی ہیں کہ پورے دو سو صفحے میں آئے ہیں اور ایسے وہ وہ حکایات عجیبہ اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ پڑھ کر عاشق ہو جائیں گے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی جنہیں عقلمندی کا آئینہ دار ہے اور سعید مسلمان اعمال ہی ہیں، ابھی ابھی چھپ کر پریس سے آئی ہے اس کی قیمت ۱۲ھ ہونی چاہئے تھی لیکن [illegible] ہدیہ کی اور اب مجلد دس آنے میں محصول ڈاک [illegible]

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی جب کہ بناوت دنیا کا زمانہ ہے اور قوم قوم پر مذہب کے بارے عقلی دلائل مانگے گئے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ مہمات کو مستقل طریقہ پر سمجھایا ہے، یہ تفسیر علامہ عبد [illegible] کی تفسیر القرآن سے مستند ہے اور [illegible] بیان میں مذہب کے لحاظ کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر عجمی اسلام سے آشنا ہے، مرتب تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت بہتر ہے اور مفصل ہے، ایک ایک آیت کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، گویا بہت سی تفاسیر کا مجموعہ اس کتاب میں [illegible] قیمت [illegible] رعایتی [illegible]

تفسیر سورہ بقرہ

حضرت علامہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی مبسوط تفسیر، معارف الٰہیہ کا گنجینہ اسرار نبوی کا خزینہ، کمالات قرآنی کا آئینہ ماشاء اللہ کیا تفسیر ہے اور کیا زور بیان کہیں یہ تفسیر پوری ہو جاتی تو علمی اور قرآنی معارف سے نشان مالا مال ہو جاتا اب یہ جو کچھ بھی غنیمت ہے، عنقا ہے اور نادر الوجود ہے خاص انشاء اسی تفسیر سے عبارت ہے رسول کریم اشارات عرفان اسی تفسیر میں ہیں، صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی روشنی ایمان اسی سے ہے سو [illegible] تفسیر میں وہ سب کچھ ہے جو ایک [illegible] چاہتا ہے، اصلی قیمت مجلد تفسیر [illegible]

تفسیر پارہ عم

نماز پڑھتے ہیں، خدا کی حضوری پانچ وقت نصیب ہوتی ہے، مولا سے راز و نیاز ہوتے ہیں، لیکن ایک ہیں کہ خبر نہیں کہ ہم کیا کہا اور اس [illegible] کیا ہے، حضرت [illegible] کہیں منہ پھیرے اور اصلی تہ کر دیا، ہائے کیا لطف ایسی طاعت کا" نماز میں عام طور پر پارہ عم کی ہی سورتیں پڑھی جاتی ہیں، یہ تو کہاں ہو سکتا ہے کہ عربی ادب اور قرآنی زبان پر عبور حاصل ہو لیکن یہ تو ہو سکتا ہے کہ ہم حضرت خواجہ حسن نظامی کی تفسیر پارہ عم منگا کر پڑھ لیں اور وہی سورتیں جو نماز میں آپ پڑھتے ہیں، ان کے مطالب و معانی کا [illegible] سے آگاہ ہو کر نماز پڑھیں، قیمت ۸ر رعایتی [illegible] محصول [illegible]

جواہر القرآن

قرآن کریم وہ نعمت ہے جس سے امراض روحانی کی شفا حاصل ہوتی ہے، قرآن کریم سے [illegible] اور حوائج دنیاوی کے حصول کے لئے اس سے بڑھکر کوئی ذریعہ نہیں، علمائے صالحین نے اس بحر ذخار سے یہ جواہر کریکے جواہر القرآن کا استخراج کیا ہے اور ہر مطلب حاجت کے لئے اس کے پڑھنے کا یہ طریق فرمایا ہے کہ جیسے کہ روز سے شروع کرے، جیسے کہ ان کے لئے تحمیدات قرآنی ہیں، مغفرت کے لئے استغفار، اقرار کے لئے تسبیحات، ہیں کے لئے آیات توکل، مشکل کے لئے تسلیمات، بیمار کے لئے تحلیلات، حاجات کے لئے دعوات ادا کی گئی، نقد قیمت [illegible] رعایتی مجلد [illegible] محصول [illegible]

معجز نما بارہ سورہ

جدید ایڈیشن سورتیں بہت اعلیٰ خوب، نیا ایڈیشن ابھی تیار ہوا۔ پہلا مجموعہ ۸۰ صفحہ کا تھا، یہ ۱۲۲ صفحہ کا ہے جس میں ہفت مدرور مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی دعائیں شامل ہوئی ہیں، ترجمہ لفظی حضرت شاہ رفیع الدین صاحب اور خواص و فضائل و اعمال سورہائے قرآن از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے شامل ہو کاغذ چھپائی مناسب اعلیٰ ہیں اسمیں حسب ذیل اس سورتیں ہیں سورہ یاسین فتح رحمٰن، واقعہ ملک، مزمل، جن، کہف، فلق، ناس، ہفت ہیکل، چہل قاف، دعائے گنج العرش، گنج مجربہ مقدس، قیمت مجلد ایڈیشن رعایتی ۱۲ر

خوشنما بارہ سورہ

دوسرا جدید ایڈیشن، کتابت بہت عمدہ، چھپائی بہت عمدہ، کاغذ مضبوط، خانہ پر رو مجلد اسمیں بارہ حسب ذیل سورتیں ہیں سورۂ یاسین، فتح، الرحمٰن، سورۂ واقعہ، سورۂ ملک، سورۂ مزمل، سورۂ نوح، سورۂ جن، سورۂ قیامہ، کہف، فلق، ناس اور ہفت ہیکل، چہل قاف، دعائے گنج العرش، اسماء حسنیٰ، اسمائے جلیل، دعائے حبیب، درود لکھی، صلوٰۃ تنجینا، شجرہ چشتیہ، شجرہ نقشبندیہ، شجرہ قادریہ، درود اکبر، درود مستغاث، ہر سورۂ کا نقش، خواص اور فضائل، مجلد ہے ہدیہ اصلی ۱۰ر رعایتی ۸ر محصول ڈاک ۲ر

مناجات مقبول

ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اوراد و وظائف بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں۔ دعا مانگنے کے طریقے اور انبیاء عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں، پھر قرآن شریف سے سات دن کی اولیاء کرام کی مجربہ دعائیں ہیں جنکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے، پھر استغاثہ منزل، پیر دعائے بعد استغاثہ، شجرۂ امدادیہ نظم ترجمہ درود شریف منظوم ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب، بڑی موثر اور دلکش انداز بیان ہے، مجلد قیمت ۱۲ر رعایتی قیمت ۸ر، محصول ڈاک ۸ر کل

دلائل الخیرات

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لیے لاجواب مجرب ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے سند جواز کے ساتھ پڑھی جائے۔ اس کے اوصاف و اثرات بیان کرنے کے لیے دفتر کے دفتر درکار ہیں۔ جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اسکی کوئی بھی حاجت کبھی اٹکی نہیں رہتی، اور اس کے استعمال کا ایک اثر یہ ہے کہ اس کا عامل رسول خدا کی زیارت سے مشرف ہو سکتا ہے، پھر اس کی کیا کچھ کم نعمت ہے، خاشدہ ہے، مترجم ہے، ۲۲۲ صفحہ کی ضخامت ہے، قیمت اصلی ایک روپیہ رعایتی مجلد ۱۰ر محصول ۸ر کل [illegible]

مجموعہ اعمال قرآنی

نایاب نسخہ قلمی مع تعریفات الاعمال از علامہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب، حضرت مولانا کے تجربہ علمی اور قیمت امراض ربانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے اور وہی وہ تیار کی ضرورت جس سے ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا مداوا اس کتاب میں نہ ہو، امراض کی شفا ہے، بلیات کی دفع ہے، مقدمات کی جیت ہے، کشائش رزق ہے حب کے وظیفے ہیں، تسخیر کے نقش ہیں ۱۲۰ صفحے کی کتاب ہے مجلد ہے کاغذ اعلیٰ ہے، اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی مجلد ۸ر محصول ڈاک ۸ر

قرآنی دعائیں

آپ کی دعائیں کیوں نہیں قبول ہوتی اس لیے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں۔ اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں، تو پھر خدا کے فضل سے آپکی ہر دعا مقبول ہے، اگر آپ بے اولاد ہونگے تو صاحب اولاد ہو جائینگے، مفلس ہیں تو زر دار ہونگے، بیمار ہیں تو تندرست رہینگے، فراق کشیدہ ہیں تو کامیاب وصال ہونگے، پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائینگے خوشا آپ کے ہمراہ کوئی قرآنی دعائیں ہیں کیونکہ اسمیں قرآنی دعاؤں کے ساتھ قرآن پاک کی بہت ہی مجرب دعائیں ہیں، بہت ہی مقبول و موثر کتاب ہے قیمت ۸ر رعایتی ۸ر محصول ۸ر کل ۱۲ر

پیغمبری دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول پاک کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب اعمال سے پر شدہ وظائف لکھے گئے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آجتک کسی کو شک پیدا نہ ہوگا، اسمیں وہ دعائیں ہیں جنکو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے آئمہ اور صحابہ و اہل بیت کو حسب ضرورت تلقین کیں خدا کی رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور کو صحابہ کو پڑھائے ہوئے سینہ بسینہ وظائف اپنے اندر جتنا بھی اثر رکھیں تھوڑا ہے، قیمت صرف ۸ر رعایتی قیمت ۸ر محصول ڈاک ۸ر

تاریخ القرآن

معلومات قرآنی کے سلسلہ میں اردو زبان کی سب سے بہتر کتاب ہے جو جدید ترتیب سے حال میں شائع ہوئی ہے، اس کتاب کے مولف جی مولانا عبد الرحمٰن صاحب مولف کتاب الاسلام ہیں، بہت اعلیٰ کاغذ پر چھپی ہوئی ہے، دعویٰ ہے کہ معلومات قرآنی کے لیے تاریخ القرآن سے بہتر کوئی کتاب آجتک شائع نہیں ہوئی، اگر آپ کو قرآن پاک سے کوئی تعلق ہے تو اس کتاب کا پڑھنا بھی ناگزیر ہے، یہ وہ کتاب دیکھنے ہی سے معلوم ہوگی جو مضمون کہ قرآن پاک کے پڑھنے کا لطف [illegible] ہے قیمت ۱۰ر رعایتی ۸ر محصول ۸ر

صحیفہ قدسی

اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا، اسم اعظم وہ گراں مایہ ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہو جاتی ہے اور اس کا عامل جو چاہے وہ کر سکتا ہے وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹالدیں جس نے غریب سے امیر کیا مقدمات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش سے جا ملایا جمیعت میں بیوں نحیف سے سخت حالت کر دیکھ مہجوروں کو ملا دیا جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کو اچھا کیا ہے تو فقط نام کا مفہوم ہے اسم اعظم کا فائدہ کے کر دکھا کی قیمت ۸ر رعایتی ۸ر محصول ۸ر

زیارت رسول

[illegible] دنیا کی نعمتیں حاصل کرکے وفا اپنی جو جو خواہش ہوگا، پھر بہت ہی کم وہ لوگ جو سعادت دیدار حبیب سے بہرہ ور ہو چکے ہونگے خوش نصیب ہے وہ حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کا جنہوں نے بند کو خدا اور خاص حضور کے جنہوں نے زیارت رسول کا طریقہ ختم کر دیا اور درود شریف کے وہ اوراد و وظائف بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب اللہ کی ہو جاتی، چنانچہ اسی نام سے حضرت مصنف کی ایک کتاب چھپ گئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اور فضائل ہیں قیمت ۸ر رعایتی ۸ر محصول ۸ر کل ۱۲ر

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ کسی طرح کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو، شاہ و گدا کا ہو، حاکم کا ہو دوست کا ہو، آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو بڑے کا ہو ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے، اگر آپ ہمارے تسخیر القلوب کا منگا کر آزمائیے اس کے عامل ہو جائیں، اس کا صرف اثر [illegible] مرد کا تسخیر کریں، آقا و افسر کا جبر [illegible] حسب منشا فیصلہ کرنا اس کتاب کے عمل کی تاثیرات ہیں ایک تا ہے کہ مجرب عملیات کا ہو ہزارہا فروخت ہو چکی ہے قیمت ۸ر رعایتی ۸ر محصول ۸ر کل ۱۲ر

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اور وقت تک اپنا اثر دکھا سکتے ہیں جب تک کہ بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے، اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی بغیر پرہیز کے علاج کرے، ان لوگوں کے لیے جو مرض دور کرنے کا عمل پڑھ کر غذائی علاج نہیں کرتے، ان لوگوں کے لیے کہ جو دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے غافل نہیں اس کتاب میں دوائیں اور دعائیں تیار کی گئی ہیں جو تجربہ کردہ ہیں بہت مفید کتاب ہے۔ قیمت ۸ر [illegible] رعایتی ۸ر محصول ڈاک [illegible]

بہشتی زیور کامل

رمضان فہرست مجلد [illegible]

[illegible] عقائد [illegible] طہارت اور نماز [illegible] قرآنی [illegible]

[illegible] معاملات [illegible] معاشرت [illegible] تہذیب اخلاق [illegible]

[illegible] شادی [illegible] بہشتی [illegible]

[illegible] کتاب [illegible] ، رعایتی مجلد اعلیٰ قسم

[illegible] محصول ڈاک [illegible]

کنز الدقائق

یعنی [illegible] عالمگیری

عربی کا [illegible] ترجمہ [illegible]

[illegible] مضامین ہیں ، اسلامی معلومات

[illegible] اہم کتاب ہے [illegible]

[illegible] روزہ ، نماز

[illegible] زکوٰۃ ، نکاح ، طلاق ، خرید فروخت ، رہنا

سہنا ، کھانا پینا ، گناہ و ثواب غرضکہ ہر قسم کے مضامین

اس کتاب میں ہیں اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ

اس کتاب کے کل مسئلے [illegible]

[illegible] قیمت مجلد دو روپے [illegible]

مجلد [illegible] محصول ڈاک [illegible]

نماز کے پورے مسائل

[illegible] کتاب [illegible]

[illegible] مجلد [illegible] ترجمہ [illegible]

[illegible] کیفیت معلوم [illegible]

[illegible]

[illegible] کتاب [illegible] ، غرضکہ نماز [illegible]

[illegible] مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر

[illegible] واقف ہو جائیں گے ، کتاب کی

مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار

چھپتی [illegible] ایڈیشن [illegible] نے تمام اغلاط

درست کر کے چھپوایا ہے ، قیمت مجلد [illegible]

رعایتی مجلد [illegible] محصول ڈاک [illegible]

نمازی کی پانچ کتابیں

[illegible]

[illegible] سال [illegible]

نماز کی حقیقت [illegible]

[illegible] نمازوں کی [illegible]

[illegible] نمازوں کی کتاب [illegible]

[illegible] نمازی کی

[illegible] کتاب [illegible] نماز پڑھنے کی خوب ترغیب

ہوتی ہے [illegible] کتاب [illegible]

[illegible] کتابیں ہیں ایک

[illegible] مجلد [illegible] ، رعایتی قیمت [illegible] محصول [illegible]

تازیانۂ غفلت

یعنی [illegible] ، یہ کتاب پڑھ کر [illegible] گناہ کا [illegible]

[illegible] بے خوف ہستی کا کام ہوگا ، اللہ کی ہیبت

[illegible] بیانات ہیں

تارک [illegible] نماز ، شرک [illegible]

تقدیر کا بیان ، علم اور عالم کا بیان ، دنیا کی دوستی

اور اس کی محبت ، قیامت کا بیان ، دوزخ کا بیان

جنت کا بیان [illegible] زکوٰۃ کا بیان

[illegible] کا بیان ، قرآن شریف کا بیان ، رمضان [illegible]

[illegible] کا بیان [illegible] جھوٹ [illegible]

[illegible] غضب [illegible]

[illegible] صفحات قیمت مجلد [illegible] رعایتی [illegible]

دوزخ سے نجات

[illegible] صرف ایک ہی بات ہے کہ انسان [illegible]

[illegible] اجتناب کرے اور [illegible]

[illegible] ترک [illegible]

[illegible] اردو زبان میں کوئی کتاب [illegible]

[illegible] ایک کتاب توبہ

کے نام سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں

توبہ [illegible]

فضیلت [illegible] فہرست [illegible]

[illegible] ترک گناہ [illegible]

[illegible] اس قسم کے [illegible] مضامین ہیں

ضخامت [illegible] صفحات قیمت [illegible] رعایتی [illegible] محصول [illegible]

مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے

[illegible] حل معلوم کرنے کے لئے

[illegible] مسئلہ [illegible] زیادہ صحیح

[illegible] کتاب ہے اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے

[illegible] ، تاریخ ، حقیقت موت ، عبادت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ، سوال [illegible]

[illegible] عذاب ، ثواب ، قبر کا عذاب [illegible]

[illegible] نماز جنازہ [illegible] غرضکہ [illegible]

[illegible] ہیں ، ضخامت [illegible] صفحات

قیمت [illegible] رعایتی [illegible] محصول ڈاک [illegible]

تازیانۂ شیطان

یعنی شرح [illegible]

[illegible] شیطان [illegible]

قرآن شریف [illegible]

[illegible] بیان ، شیطان کی [illegible] اسلام

[illegible] شیطان کی دشمنانہ [illegible]

[illegible]

تفصیلی حکایات [illegible]

آنحضرت اور صحابہ کے اقوال [illegible]

[illegible] کیفیت پیدا ہوگی ضخامت

[illegible] صفحات مصنف مولوی احمد سعید صاحب

قیمت مجلد [illegible] ، رعایتی مجلد [illegible] محصول [illegible]

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول کریم صلعم

[illegible] قرآن شریف

[illegible] کتاب [illegible]

مستند [illegible] صفحہ

کی کتاب ہے [illegible] حالات [illegible]

[illegible]

اس کتاب [illegible]

[illegible] مقابلہ [illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

[illegible] محصول ڈاک [illegible]

چھپے ہوئے اولیاء

کرام کے حالات ان کی کرامات ، ان کے خوارق

ان کی تعلیمات [illegible] تبلیغ اسلام ان کے

[illegible] اور ان کے اسرار [illegible]

[illegible] اس کتاب [illegible] اس کا نام

[illegible] تذکرۃ الاولیاء ہے ، یہ وہ کتاب ہے

جس میں [illegible] حالات ہیں ، اس میں

ہندوستان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ضخامت [illegible]

قیمت [illegible] رعایتی مجلد [illegible] محصول ڈاک [illegible]

بڑی سوانح عمری

رسول مقبول [illegible] کتاب اپنی جامعیت [illegible]

زبان [illegible] تاریخ [illegible]

[illegible] تاریخ عرب اور [illegible]

[illegible] حالات [illegible]

[illegible] رسول [illegible]

[illegible] مطالعہ [illegible]

[illegible] رسول مقبول کی

[illegible] لیکن اس کا مطالعہ

آپ کی [illegible] خاص جوش پیدا کرے گا

ضخامت [illegible] صفحات قیمت مجلد [illegible]

رعایتی مجلد [illegible] محصول ڈاک [illegible]

مسدس حالی

عالم اسلام [illegible]

[illegible] ایک [illegible]

کتاب [illegible] مسدس اسلام کی [illegible]

تاریخ ہے اور [illegible] اسلام [illegible]

[illegible] فروخت ہوئی [illegible]

[illegible]

[illegible] مسدس ہے اور

خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانح عمری ہے

[illegible] مسدس [illegible]

جوش [illegible] ضخامت [illegible] صفحات

قیمت مجلد [illegible] رعایتی مجلد [illegible] محصول [illegible]

تاریخ حبیب اللہ

ختم الانبیاء کے حالات ولادت سے وصال تک کے لکھے گئے ہیں بعض نے خوارق کو اہمیت دی ہے بعض نے معجزات کو بالکل اڑا دیا ہے بعض نے ضعیف مگر موضوع ہے بزم میلاد کو گرما کر رکھ دیا لیکن علمائے دیوبند جن لوگوں نے سیرت حبیب پر قلم اٹھایا ہے انہوں نے ہر چھوٹی اور بڑی سے بڑی روایات اور ہر واقعہ کو بغیر سند لیے اور تحقیق کیے نہیں لکھا۔ اس دیو بند کے میلاد میں کوئی روایت اور کوئی واقعہ ایسا نہیں ہے جو بے سند ہو۔ شک نہیں ہے کہ مذکورہ کتاب اسی اہمیت کو ملحوظ رکھ کر لکھی گئی ہے۔ ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت مجلد ۱۲ رعایتی مجلد ۱۰ محصول ڈاک ۸ کل ۱۸

تاریخ مدینہ منورہ

سلطان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے ایک نادر کتاب ہے جو مدینہ شہر مدینہ دہ جو حضور اقدس ونقش کا مدفن و مسجد نبوی، کون مسلمان ہے جسے آقائے نامدار کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو یقیناً ہر مسلمان جس کو حضور سے محبت ہو اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا، لہٰذا ہم نے صحیح تاریخ کی مستند کتابوں سے مدینہ منورہ کے حالات اخذ کرکے یہ کتاب تیار کرائی ہے حضور اقدس کے عہد مبارک سے کر موجودہ سلطان حجاز تک کے تمام حالات کا اجتماع ہے بہت مقبول کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ، رعایتی ۱۲ محصول ۸ کل ۱۸

تاریخ مکہ معظمہ

یہ وہ بینظیر کتاب ہے جس سے جزیرۃ العرب کے تمام حالات معلوم ہو جاتے ہیں، یہ اس وادی غیر ذی زرع کی مکمل تاریخ ہے جو ایک مدت سے جو کہ حضرت ابراہیم کا آباد کیا ہوا ہے یہ اس خطہ مطہرہ کی تاریخ ہے جہاں اس کے ساکنوں نے اصحاب فیل کو پامال کر دیا، ہر مسلمان جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے اس کو قبلہ کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے اس کتاب میں تاریخ حج اور مناسک وغیرہ کی بھی پوری تفصیل ہے اور خانہ کعبہ، فاران، صفا و مروہ منا چاہ زمزم، ابواب مکہ اور ضروری مقامات کے فوٹو ہیں۔ قیمت ۱۲ رعایتی ایک روپیہ محصول ڈاک ۸

تاریخ شاہان آل عثمان

دیکھئے کس طرح سلطان عثمان خان اول نے اپنی بیکسی کی حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی اور کس طرح مسلمانوں کی مجاہدانہ برادری کی بنیاد پڑی عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا، عیسائی سلطنتیں نے اس اسلامی سلطنت کو کیا کیا شکست کرنے کے لیے کیا کیا منصوبے باندھے لیکن ترکوں نے جس بہادری سے مقابلہ کیا وہ حیرت انگیز تھا، ایک طرف تمام دنیائے عیسائی اور دوسری طرف چند مجاہد یہی آخر حق کو فتح ہوئی اس کتاب میں ۳۰ بادشاہوں کے حالات ہیں اور ترکان احرار کا بھی تذکرہ ہے۔ قیمت ۱۲ رعایتی ۸ محصول ۸ کل ۱۶

تاریخ حریت اسلام

جس میں زمانہ رسالت عہد خلافت راشدہ اور خلفائے بنی امیہ، خلافت عباسیہ عہد بنی امیہ اندلس سلجوقیہ دولت ہسپانیہ وغزنویہ کے علاوہ مصر، ترکی، الجزائر، مراکش و فرمانروایان ہند خاندان افاغنہ غلامان دسوریان وعہد خلیفہ وغیرہ اور سلاطین بادشاہان دکن، سندھ و کشمیر کے عہد ہائے گذشتہ کے ماستبان دھن پرست حق گو بزرگوں کے حیرت خیز، جرأت آفرین اور ولولہ انگیز استقلال اور جوش ایثار کے دلچسپ حالات اور عدل و انصاف حریت و مساوات کا آئینہ مجلد کتاب ہے پانسو صفحوں کی ضخامت ہے قیمت مجلد تین روپے رعایتی مجلد ۲ محصول ڈاک ۱۰ کل ۲

سلطان صلاح الدین

کی سوانح عمری جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا اور کس طرح صلاح الدین فاتح نے مٹھی بھر مجاہدوں کے ساتھ ان دشمنان اسلام عیسائیوں کو نیست و نابود کر کے ان کی سازشوں کو خاک میں ملا دیا، کتاب کو پڑھتے پڑھتے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سفاکی و بربادی کے وہ سین آپ کی آنکھوں کے سامنے آئیں گے جس سے کہ آپ کا جما ہوا خون جو مدتوں سے سرد ہے فی الفور گرم ہو جائیگا، اور آپ میں حریت و آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائیگا، کتاب کے شروع میں سلطان کا فوٹو بھی ہے قیمت ۱۲ رعایتی ۸ محصول ۸

الفاروق

کیا مسلمان تصور کیا ہم ہی جانتے ہیں جو الفاروق ہے یہ کتاب امیر خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے تمام حالات ہیں، یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کا ثانی زمین نے پھر پیدا نہیں ہوا۔ نوشیروان کو فرضی عدالت عدل پر ناز ہے ذرا اس عادل فاروق کے حالات پڑھو جب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں، مساوات ساوات کے سرچشمہ ذرا اس جلیل القدر صحابی کی شان مساوات تو دیکھو بیت المقدس میں شاہانہ داخلہ ہے مگر کس طرح غلام سوار اور آقا مہار بردار، جمہوریت کے حامی پڑھیں اور شاہ کی سوانح عمری پڑھو ضخامت ۴۰۰ صفحے مجلد رعایتی خاص صرف ۲ محصول ۸

الہارون

خلفائے عباسیہ میں جلیل القدر بادشاہ ہارون رشید کی سوانح حیات جس میں ابتدائی تاریخ عرب حالات عہد رسالت مجمل نسب خاندان بنی امیہ، بنی عباسیہ خلفائے راشدین کے حالات، بنی امیہ کی تاریخ اس کے بعد عباسیوں کی تاریخ، ہارون رشید کی تخت نشینی ہارون رشید کی خلافت کا کمال عروج، زوال خاندان برمکی، ہارون رشید کی خلافت کا آخری زمانہ، وفات، ہارون رشید کے بیٹے کے حالات، زبیدہ خاتون ملکہ ہارون رشید کی سوانح عمری اور عجیب واقعات اسلام کے تیرہ واقعات، ضخامت ۲۲۴ صفحات قیمت ۱۲ رعایتی مجلد ۱۲ محصول ۸

المامون

عباسیوں کا وہ مشہور اولو العزم بادشاہ مامون الرشید جانشین اسی تاریخ عروج اسلام کے دلآویز واقعات ہیں مامون کی ولادت، تخت نشینی، اندرونی خانہ جنگی، بھائیوں کا قتل، عراق کی بغاوت دور کر نے، ہندوں کا بغاوت کرنا، بغاوت کا فرو، فتوحات ملکی، جزیرہ صقلیہ کی فتح، وسعت سلطنت، تعلیم، منطق، ادارے، علمی حوصلہ افزائی، آئین سلطنت کے عہدے، ذوق علمی، طرب افزا مجالس اور مامون کے عہد کے صدہا واقعات از حضرت علامہ شبلی مرحوم، ضخامت ۴۰۰ صفحات، قیمت رعایت در رعایت ۱۲ محصول ۸

پانچ برگزیدہ صوفی

امام غزالی، شرف کے سب سے بڑے عالم اور واقف اسرار ہیں ان بزرگ کے حالات قیمت ۴
مولانا روم کی مثنوی بحث قرآن در زبان پہلوی سے انتخاب مثنوی قیمت رعایتی ۸
حافظ شیرازی، وہ مشہور صاحب حال شاعر جس کے دیوان کا فارسی ترجمہ رعایتی ۳
شیخ سعدی جن کی کریما، گلستان اور بوستان ہر کس و ناکس ہی پڑھتا رہا ہے رعایتی ۳
ابوالحسن خرقانی، مشہور صوفی جن کی زندگی عجیب پر عرفان تھی، رعایتی قیمت ۳
سب کتابیں یکجا رعایتی قیمت ۱۲ محصول ۸

امام ابو حنیفہ

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لیے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت پر وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا نہایت ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارنامے، مناظروں اور دقیق مسائل مسلمانوں کو دقیقہ رس مسائل کے معلوم کرنے کے لیے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان کیے ہیں، جس سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے اور حقیقت یہ امام موصوف کا مابہ الامتیاز یہی فن ہے قیمت رعایت در رعایت ۸ محصول ۸

شہید کربلا

اس کتاب میں شہادت امام حسین علیہ السلام کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کیے گئے ہیں اور ابتدا سے کر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ لکھا ہے یزید کی تخت نشینی سے اس دردناک باب کا افتتاح ہوتا ہے حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا، ترک وطن، معصوموں کی زندگی کو نیزوں کی نوک پر ... کا سر حق تک کوفہ میں کر جام شہادت پلانا، اہلبیت پر مظالم و تکالیف کی نہایت دردناک تاریخ ہے اور آخر میں حضرت خواجہ حسن نظامی کے ترک مرثیہ و منقبت کے بھی قیمت فی جلد ۸ محصول ۸ رعایتی ۸

کلثوم کربلا

امام حسین علیہ السلام کا واقعہ شہادت گو
اردو کتابوں میں موجود ہے لیکن کتاب کلثوم
کربلا نوعیت میں جداگانہ ہے اور مولانا
محمد علی صاحب کے جذبات کا مجموعہ ہے اسمیں
جو بین ہیں اور ہر مجلس اس قدر دردناک ہے
جو انسان کو رلا دیتی ہے ۵۰۰ صفحہ کی ضخامت
اس کتاب میں جو امتیازی بات ہے کہ اس میں مقدس ترین
فوٹو بھی شامل ہیں جن میں روضہ حضرت علی، روضہ
حضرت عباس، روضہ حضرت امام حسین، بارگاہ امام
بارگاہ، مقبرہ کربلا، تبرک حضرت امام حسین وغیرہ
شامل ہیں۔ قیمت ۸ روپیہ رعایتی ۷ محصول ۲ روپیہ

بارہ مجالس

وعظ کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب جس میں
بارہ مجلسیں ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت (۲)
توحید الٰہی (۳) توحید کے پہلو (۴) نبوت و رسالت
(۵) ختم نبوت و رسالت (۶) فضائل رسول (۷)
اسوۂ حسنہ رسول اکرم (۸) محبت رسول (۹) فضائل
و اخلاق و حسن معاشرت (۱۰) اسلامی وحدت
(۱۱) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۲)
واقعات کربلا، یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے
اور آسان وعظوں میں سب سے بہتر اسمیں وعظ ہیں
قیمت مجلد ایک روپیہ رعایتی مجلد ۱۲ آنے
محصول ڈاک ۸ آنے

گھر کا مولوی

یہ بہا وعظ کی بے نظیر ہے جو حضرت مولانا
صاحب کی مرتبہ ہے اس میں تقریباً ستر بیان ہیں
جس میں تمام امراض بد و عادتِ حرص، حسد، حب دنیا
تکبر، چوری، تہمت بدگمانی، بخل، طمع، ظلم
غصہ، غمازی، زبان، زنا، لواطت وغیرہ
سود، سوال، ریا، شان، شوکت، احتیاج
شرک، شراب، غیبت، بخش، فضول خرچی، کینہ
مزامیر، منافق، نفاق، نوحہ، خودپسندی
حق العباد پر پر زور مواعظ ہیں اور ساتھ ہی
حکایات الصالحین بھی ہیں۔ ضخامت بڑی تقطیع
۰۰۰ صفحات مجلد قیمت ۸ آنے رعایتی ۱۲ آنے محصول

حقائق اسلام

اس کا دوسرا نام کلام المبین ہے۔ جس میں معاندین
اسلام کے عقائد باطلہ کی مدلل طریقہ پر تردید کی
گئی ہے اور اسلام کے محاسن کو نہایت عمدہ پیرایہ
میں دلائل و براہین کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے
نیز خدا تعالیٰ کے واجب الوجود ہونے حضرت محمد
رسول اللہ کے نبی برحق ہونے اور قرآن مجید کے
منزل من اللہ ہونے کے متعلق بہت سے عقلی دلائل
لکھے گئے ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جو فتنہ ارتداد
کے زمانہ میں معاندین اسلام کے گلے کا پھندا بنی
رہی، بہت مقبول اور مدلل نقلی و عقلی ہے قیمت
۸ آنے رعایتی مجلد ۲ روپیہ محصول ڈاک ۸ آنے

شرح مثنوی مولینا

روم مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان
نہیں، یہی وہ کتاب ہے جو کچھ علم تصوف کی جان
ہے یہی کتاب ہے جو تشنگان طریقت کو جام
معرفت پلاتی ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس کے ذریعے
تصوف مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب
تک سیراب ہو رہی ہے کوئی صوفی صافی ایسا نہیں
جو اس کتاب سے مستغنی ہو۔ صوفیوں کو اسکی ضرورت
فاضلوں، لیکچراروں، فقیروں، اڈیٹروں کو اسکی
ضرورت غرض ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھڑی اس کی
ضرورت ہے، ضخامت بڑی تقطیع ۰۰۰ صفحات
قیمت مجلد رعایت ۸ روپیہ رعایت ۶ محصول ۱۲ آنے

شرح کریما اردو

حضرت خواجہ سعدی شیرازی کی مقبول کتاب کریما
کو کون مسلمان ہے جو نہ جانتا ہو، اخلاق پند و
موعظت کے مضامین اس سے بہتر کمل اور جامع کسی اور
کتاب میں نہیں۔ شرح کریا میں پہلے فارسی اشعار ہیں
اس کے تحت میں عام فہم اردو نظم میں ترجمہ ہے اسکے بعد
نثر میں الفاظ کے معانی، پھر لغات مشکلہ کی تحقیق دیج
ہے۔ پھر مضامین کی شرح آسان اردو میں، اور
پھر قرآن و حدیث سے تطابق، اور ساتھ ہی
اولیائے کرام اور صلحاء کے حکایات دیے ہیں،
بچوں کو نیک چلن اور عالی خیال بنانا ہے تو یہ کتاب
ضرور پڑھائیے، ۱۲۰ صفحہ قیمت ۲ روپیہ رعایتی ۴ آنے

فارسی بول چال

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھلانے والی
کتاب۔ یہ فارسی بول چال جسے پنجاب یونیورسٹی سے
علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے دو فاضل
حضرات نے سالہا سال کی محنت ریزی کے بعد فارسی
زبان میں لیاقت حاصل کر سکتا ہے شروع کتاب
میں فارسی کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے معنی
کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں
کی تعداد میں لکھے گئے ہر قسم کے کاروباری خطوط کے
نمونے، عرضیاں، چٹھیاں، تیمارداری، مبارکباد
تعزیت وغیرہ کے نمونے اور اردو میں ترجمہ
قیمت ایک روپیہ، رعایتی ۱۲ آنے محصول ۶ آنے

کریم اللغات

فارسی زبان کے ۲۰ ہزار الفاظ کے لغات کی سستی
کتاب، آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ آپکی زبان اور روز
مرہ بول چال میں کتنے فارسی کے الفاظ ایسے ہیں جو آپ
روز مرہ بولتے ہیں مگر ان کے صحیح معنوں سے آپ واقف
نہیں اور بعض مرتبہ ان کا محل استعمال غلط ہوتا
ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں جب اس کی وجہ سے شرمندگی
ہوتی ہے تو بہت غصہ آتا ہے اتنی ذرا سی بات کے لئے
ذرا سی تکلیف گوارا کیجئے، جدید کریم اللغات منگا کر اپنے
مطالعہ میں رکھئے دو چار مہینوں میں آپکی بول چال
اور تقریر میں نہایت موزوں برجستہ اور برمحل الفاظ
آجائیں گے ۰۰۰ صفحات قیمت مجلد ایک روپیہ رعایتی ۱۲ آنے

امتیازی معاشرت

بہت سے لوگ خدا کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلنے کا مطلب
یہ سمجھتے ہیں کہ صرف نماز ہی عبادت ہے، روزہ نماز حج زکوٰۃ
کا بھی یہی مقصد ہے کہ انسان اچھا انسان بنے اور
دنیا کے تمام انسانوں کے لئے خدا کی رحمت ثابت ہو
اسلامی معاشرت بھی عبادت کی طرح تمام ادیان میں
سب سے افضل ہے بلکہ دنیا کے لئے ایک رحمت ہے یہ
مسلمان اسلامی احکام کے صحیح متبع ہوتے ہیں کتاب کے
پڑھنے کے بعد انسان بہترین انسان، کامل مسلمان،
اچھا شہری، شریف بھائی، مخلص دوست، بہترین
شوہر، اچھا آقا اور بہترین لیڈر بن جاتا ہے
قیمت ۱۲ آنے رعایتی ۹ آنے محصول ڈاک علاوہ

اسلامی زندگی

مسلمانوں کو دینی معلومات کے ساتھ دنیاوی معلومات
سے آگاہ کرنے والی اردو کی شاندار کتاب ایک مسلمان کی
زندگی کے ذاتی سو دینی اور دنیاوی پہلو اس کتاب
میں دکھائے گئے ہیں اس کے علاوہ اسلامی تمدن
اسلامی معاشرت اور زندگی میں روزانہ پیش آنے والی
اسلامی ضروریات خواہ ان کا عبادات سے تعلق ہو یا
معاملات سے، تعلقات سے ہو یا فرائض سے خواہ
کچھ ہی ہو اس کتاب میں موجود ہے ایک مسلمان کے
پیدا ہونے سے کر مرنے تک اور مرنے کے بعد تک جن
باتوں کا جاننا ضروری ہے وہ سب اس کتاب میں ہیں
قیمت ۱۲ آنے رعایتی قیمت ۸ آنے محصول ۸ آنے

میاں بیوی کے فرائض

تب گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے۔ اگر آپ کی بیوی
سلیقہ شعار اطاعت گذار ہو، آپ کا گھر فردوس بن سکتا ہے
اگر آپ بیوی کے فرائض باحسن طریقہ پورا کرنے لگیں لیکن
دشواری یہ ہے کہ ہر گھر میں افراط و تفریط ہے کہیں میاں
ہیں تو اپنے گھر کے مختار کل اور بیوی کی کوئی حیثیت نہیں
کہیں بیوی ہیں تو مساوات کی علمبردار برات اور
ہر انداز میں تفوق یا برابری جتانے والی، یہی وجہ ہے
کہ ہر گھر بجائے جنت کا نمونہ بنا ہوا ہے کسی چیز کو مد نظر رکھ کر یہ
پریس نے کتاب میاں بیوی کے فرائض طبع کرائی
تاکہ فریقین اپنے اپنے فرائض پہچانیں، اور خدا کی رضا
حاصل کریں۔ قیمت ۸ آنے رعایتی ۶ آنے محصول ۴ آنے

دہلی کا دسترخوان

دہلی کی ایک ممتاز خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے
کی بہترین استانی کس قدر جلد مقبول ہوئی کہ حیرت ہوگی
دہلی کا دسترخوان وہ سہل اور آسان کھانا پکانے
کی کتاب ہے جس سے چھوٹی چھوٹی بچیاں، نا تجربہ کار
عورتیں اور مرد بھی آسانی کم داموں میں اچھے کھانے
کھا لیتے ہیں اور پکا لیتے ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جو ہندو
اور مسلمان دونوں میں مقبول ہے اور روزانہ خاصی
اچھی تعداد میں فروخت ہو رہی ہے اسمیں باورچی
خانہ کا انتظام، برتنوں کا سلیقہ، اور کھانا پکانے کا ہر
طریقہ بتایا گیا ہے کہ یہ کتاب دہلی کی تہذیب
کا چلتا عمل ہے۔ قیمت ۸ آنے رعایتی ۶ آنے محصول ۴ آنے

یہ سب کتابیں ... دہلی سے منگائیے

...خرچ کرنے کے مہینے میں ایسی جگہ خرچ کیجیے جو مفید بھی ہو اور ثواب بھی ہم کی کتابیں خرید لیں...

...ج دو عورتین

...وہ خاتون ہیں جنہوں نے ... اور ذہن سے مذہبی معلومات حاصل کی ... ہوئی اس کے بعد اسلام قبول کیا تو ... کہ ہم دونوں باتوں سے متاثر ... اور آخر کار آغوش اسلام میں آگئی ... دوسری یہ ہندو جنم کی استری ہے جس نے ... اپنی ذہانت سے اسلام کو دیکھا پرکھا ... کیا۔ اس کے شوہر نے بالآخر ... نہ صرف یہ کہ خود آغوش اسلام میں آئی بلکہ ... سارے خاندان کو راہ ہدایت دکھائی ... دونوں کی رعایتی قیمت ...

عروس سرنا

عفیفہ خانم سرنا کی وہ حسین دوشیزہ جو غازی ... سے کمال پاشا کی جرات اور اسلامی غیرت ... سے سرشار ہو کر حبالہ عقد میں آئی، اور سرنا کی فتح ... میں اس غیور و بہادر خاتون نے وہ وہ ... دلیری اور شجاعت کے جوہر دکھائے کہ عہد سلف ... کی یاد تازہ ہو گئی۔

یہ کتاب اسی حسین و جری خاتون کی لائف ہے، جو بہت ہی دلولہ انگیز پیرایہ میں لکھی گئی ہے خصوصاً سرنا کی فتح اور یونانی ہیرو کے ... مقامات بہت صبر آزما اور جوش انگیز ہیں۔ ... قیمت ... رعایتی ... اور کتابوں کے ساتھ ...

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا ... لکھنوی، تاریخ نگاری میں مولانا مرحوم کو جو شہرت ملی ہے وہ یگانہ روزگار ہے اور تحریر کی دلنشینی جو ان کی تصانیف کو میسر ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو، اس کتاب میں حسب ذیل مشاہیر کے حالات ہیں۔ محمود وایاز، علی بیگ، حجاج بن یوسف، قوم چیلڈیا، ... ابن منیر، حسان بن ثابت، افلاطون، ... الپ ارسلان، ... ان مشاہیر کے حالات پڑھنے سے معلومات میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ لطف لٹریچر بھی ہے۔ قیمت ... رعایتی ... محصول ...

نادر خواتین

... کی سلطنت ... کی تمام ... جانے کیا ... پر قربان کرا دئیے ... اس کتاب میں ۳۰ ایسی خواتین کے حالات ہیں جن کے نام یہ ہیں: زبیدہ خاتون، ... معصومہ ... ، ... شہیدہ ... کاتبہ، ... قطر الندیٰ، خدیجہ بنت القیم، ام ہانی، مریم، فاطمہ فقیہہ، فاطمہ نیشاپوری، زلیخا، ملکہ مصر، بلقیس، ... ملکہ نور جہاں، ام ایاس، ... کی ملکہ ... وغیرہ ... صفحات قیمت ... رعایتی ... محصول ...

مسلم تعلیم الاسلام

مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے علامہ حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا۔ اس ... پانچ حصے ہیں، اول قاعدہ ہے، اس کے بعد ... حصہ میں عقائد کا ابتدائی حصہ اور طہارت ... حصہ میں عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان ... حصہ میں عقائد کی باقی باتیں اور روزہ زکوٰۃ ... حصہ میں حج، حقوق العباد وغیرہ ... مسائل کی تعداد تین لاکھ چون ہزار ... ہو چکی ہے اور شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو ... پانچوں حصے ایک جگہ مجلد ... رعایتی ... محصول ...

اسہل القرآن

یہ قاعدہ طلسمی ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹے کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس ہوشیاری ... رنگین تصاویر ہیں، اس کے بعد الف بے، پھر دو حرفی، سہ حرفی، چار پانچ حرفی الفاظ اور ان کے معانی دیئے ہیں تاکہ الفاظ کے ساتھ ساتھ معانی بھی ... حاصل ہو، آخر میں قرآن شریف کی ... آیتیں ہیں، رعایتی ... محصول ...

ختم القواعد

یہ عربی کا وہ طلسمی قاعدہ ہے جس میں الف بے تے پڑھنے کے بعد مرکبات صرف ایک مرتبہ ذہن نشین کرانے پڑتے ہیں، اور لڑکے بچے خود پڑھنے لگتا ہے مولف نے یہ ایسی پڑھانے اور سمجھانے کی کنجی ... لکھی ہے اور کچھ ایسے گر بتائے ہیں کہ نہ استاد کو تکلیف نہ شاگرد کو۔ اب شاید ہی کوئی بچہ ایک دفعہ اس کو پڑھ لینے کے بعد دوسرے کسی قاعدہ کے پڑھنے کا ... کرے یہ قاعدہ مقبول عام ہو گیا ہے ... ۲۰۰۰ چھپا ہے، ایک روپیہ کے سولہ اور پانچ روپیہ کے سو ہیں، اب رعایتی قیمت ایک روپیہ کی بیس جلدیں، محصول ڈاک ... فی جلد ...

یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا وہ مقبول عام بہترین قاعدہ جو ہر سال تین چار لاکھ ہدیہ ہوتا ہے اور جو ... اس کی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو ... ہیں۔ بہت ہی آسان قاعدہ ہے اس میں سب سے ... کتابت کی خوبی ہے، یعنی نقطے، زبر، زیر اور حروف مفردات کے پہچان لینے کے بعد مرکبات کو بتلانے کی مطلق ضرورت نہیں رہتی، مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھنے کے صرف ... بچہ بغیر استاد کی مدد کے قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے ضخامت ... صفحات قیمت رعایتی ایک جلد ... ایک ... کے ... محصول ...

...واب نامہ صدیقی

... خواب کی تعبیر کیلئے، ... دریافت کرنے کے ... ایک ... پریشان رہتے ہیں جب آپ کے گرد و پیش کوئی ... تعبیر بتانے والا نہیں ملتا، اول تو کتابوں میں ... کوئی ایک آدھ ایسا ... جو صحیح تعبیر کر سکے ... مفید اثرات سے ... اطلاع دے سکے اگر ... خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنا چاہیں، تو خواب نامہ صدیقی ساتھ رکھئے۔ عجیب و غریب فن تعبیر ... نایاب ہے، اس میں خواب کی قسمیں، قابل اعتماد ... خواب، دنوں کے اثرات، وقت کے اثرات ... کی خرابی، تخیلات کا اثر ... قیمت ... رعایتی ... محصول ڈاک ...

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا کریں تاکہ اس کا انجام اگر ٹھیک نہ ہو تو اس کو ترک کر دیا جائے اس میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخارہ قرآنی کا ترجمہ ہے اور اس کے علاوہ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران، فالنامہ اولیا کرام، فالنامہ حضرت غوث الاعظم، فالنامہ دیوان حافظ، فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے یہ فالنامہ بہت ہی مقبول ہوا اور اس میں ایسے ٹھیک جواب ملتے ہیں، جو شاید اور فالناموں میں نہ ہوں، اس لئے یہ بہت زیادہ بکتا ہے قیمت ... رعایتی صرف ... محصول ...

فن خطابت

اگر خدانخواستہ آپ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں، اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو مسخر کرنے کی قوت نہیں رکھتی، اگر آپ کی گفتگو میں شیرینی نہیں ہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو، تو کتاب فن خطابت ملاحظہ فرمائیے اور اس کی ہدایات پر عمل کیجیے اور پھر دیکھئے کہ الفاظ طلسم بن جائیں گے آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائے گی، ہر محفل اور مجلس کے لوگ آپ کو اپنی آنکھوں پر بٹھائیں گے اور ہزاروں کے مجمع میں آپ تقریر ... قیمت ... رعایتی ... محصول ڈاک ...

درس معاشرت

معاشرت کی اصلاح کے سلسلہ میں ... افسانوں کا یہ مجموعہ ایسی موثر ... ہر افسانہ اپنی جگہ ایک ... اور ہر افسانہ اسلامی طرز معاشرت کی ... تصویر ہے افسانوں کے عنوان یہ ہیں، ... کے کھوتے، ... رسوم، ... عیسے کے دن، شادی، تقدیر ... کی بربادی، ... اور محبت، انجام ... اور دلچسپ ہے، قیمت ... رعایتی ...

عورت

[illegible] کی [illegible] چاہے
عورت کے تمام پوشیدہ [illegible] واقف ہو جائیے
اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب
عورت پڑھیں۔ اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین
جنسی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت کی جنسی
زندگی کا مکمل نقشہ، عورت کے پوشیدہ اعضاء کی
عورت کی فطرت، عورت کی تربیت، عورت کے
حسن کی خوشبو، خوشگوار عورت کی زندگی کے متعلق
کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں
نہ ہو اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو
اور قلمی تصویریں ہیں۔ قیمت عہ/ رعایتی ۱۲/ محصول ۔/

شب تا صبح عروسی

ایک مست شباب دوشیزہ کا لطف اٹھائیے اور
سہاگ کی چند راتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز
لطف حاصل کیجئے کہ پڑھتے پڑھتے مسکیاں
بھر نے لگیں۔ یہ صرف چند راتوں کا افسانہ
کا مجموعہ ہی نہیں ہے بلکہ ازدواجی مسرتوں کے
پوشیدہ راز اسی کتاب سے معلوم ہوتے ہیں
اتنی دلچسپ اور جنسی معلومات سے پرشاید ہی
کوئی دوسری کتاب ہو، شب تا صبح عروسی میں لٹریچر
کے پرکیف گھونٹوں کے ساتھ ساتھ گیارہ عکسی
فوٹو بھی ہیں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ آنکھیں بھی
لطف اندوز ہوں۔ قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۲/ محصول ۔/

لذت شباب

شباب اور جوانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی
کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپ کو معلوم ہوگا
کہ شباب کو بہ سعادت کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں
عورت کے تاثرات کیا ہیں عورت کی کس طرح
لطف اندوز ہونا چاہئے کہ لذت شباب کس طرح وقت
خرابات ہو لذت شباب کی مدہوشی ہوئی دیوی کی شمع
منتی ہے عورت کو عورت سے اور مرد اگر مرد سے
اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا
ہوتے ہیں۔ لذت شباب میں سرستان شباب کے
حیات تازہ بخشنے کے لیے صدہا مجرب نسخے بھی ہیں
۔ فوٹو پاک کتاب ہیں۔ قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۲/ محصول ۔/

برتھ کنٹرول

عورت کی شباب آفرین لذت اسی وقت حاصل
ہو سکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن و جمال کے خزانہ کو محفوظ
رکھنے کا راز سمجھ لو، اولاد کی کثرت سے نہ صرف
حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب
والدین کے لیے بچوں کی پرورش سوہان روح ہوتی ہے
اور ازدواجی ذوق و لذت سے محروم ہو جاتا
ہے برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز علمی کتاب ہے
جس کو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے زندگی کی ایک
بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائے گی اور یقین ہے
ساتھ اولاد کی پیدائش [illegible]
قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۲/ محصول ۔/

کیف وصلت

دنیا کے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی
چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لیے عورت سے وصلت
ہے اور یہی وہ کیف افزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا
کا دار و مدار ہے فطرت کی اسی دنیا میں ہزاروں
ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی
آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن
یہ زندگی تو جانور بھی گزار لیتے ہیں۔ بات تو یہ ہے
کہ اس کیف پرور تشبیہات سے اس درجہ تمتع حاصل
کیا جائے کہ فلسفیات علم سے بالا تر ہو
وصلت کا اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے۔ جہاں لذت کی
لذت ہو۔ قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۲/ محصول ۔/

بہار شباب

جنسی کتابوں میں حسن اسلوب بیان کا امتیاز رکھتی ہے
وہ جذبات کی رہنمائی یہ چیز مطالعہ کرنے والے کو کتنی
لذیذ کیوں نہ ہو، لیکن اصل فائدہ اس پروگرام کے
ماتحت ہے جس کے ماتحت وہ کر انسان جوانی کی
کو قابو میں رکھ کر چاہتا ہے کہ یہ بالذات قائم ہو جائے
بہار شباب میں ایسا ہی انتظام ہے جوانی کی کیف
انگیزی اور اس کو دوام بخشنے کے لیے، بڑے بڑے
مجرب طریقے، قاعدے، نسخے، ہدایات حفظ
ماتقدم کی ہزاروں باتیں، اور عورتوں کی اندرونی
کیفیات کو مردوں پر آئینہ کر دیا ہے۔
قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۲/ محصول ۔/

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کے لیے بنا وہ اب عام ہے اس کتاب میں
بتلایا گیا ہے کہ لذت کے سرچشمہ عورت کو ایسے انداز
میں پیش کیا ہے کہ وہ لذتیں جو ایک جوان مرد کی
ذہن میں عورتوں میں ہوتی ہیں شاید وہ اس کے خیال
میں نہ ہوں، اور ابتک مشق نے عورت کے روپ و رس
سے لذت ہی لذت ثابت کی ہے اور اسی طرح مرد کی
قوت جوانی کو مزید طاقتور کرنے کے نسخے مٹکے ہو
ہزاروں گر بتلائے ہیں، اور اسی طریقے کے سب آپ
حکایات وصل جو بیان ہوئی ہیں۔ جو صدہا سبق آموز
لاکھوں تجربات کے ذریعہ اور تحقیق سے زیادہ مفید ہیں
قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۲/ محصول ۔/

دوشیزہ کی ڈائری

ایک دوشیزہ نازنین کے دل میں کس قسم کے پوشیدہ جذبات
پیدا ہوتے ہیں شادی سے پہلے کیا معلوم کرنا چاہتی ہے
شادی کے بعد اس کے لیے کن باتوں کا علم ضروری
ہے حسن و شباب کی حفاظت کس طرح کی جاتی ہے اور
دوشیزہ کی پرکیف زندگی سے عیش و مسرت کی بعد
کس طرح لوٹی جاتی ہے ان تمام باتوں کا جواب آپ کو
دوشیزہ کی ڈائری میں ملیگا۔ ایک مست شباب
دوشیزہ کی زبان سے ان تمام پوشیدہ جذبات کی
تصویر کھینچی گئی ہے، فوٹو گراف کے متعدد حسین و جمیل
تصویریں کتاب کی زینت ہیں اور بھی اضافہ کر دیا ہے
ضخامت ۔ صفحات قیمت عہ/ رعایتی ۱۲/ محصول ۔/

میاں بیوی نوک جھوک

اگر حسین تعلیمات ہوں اور پر لطف لطیفے ہوں تو
خانگی زندگی کو پرکیف بنا دیتی ہے، اگر بیوی کی
بد مزاجی نے ناک میں دم کر دیا ہے اور گھر کی زندگی
بے لطف ہو گئی ہے، تو گھر بار چھوڑ کر بے لطف ہونے
کی ضرورت نہیں، "میاں بیوی کی باتیں" نامی کتاب
بیوی کو سنا کر دو تو پڑھتے پڑھتے ہنستے ہنستے پیٹ میں
بل پڑ جائیں گے یہ وہ طلسمی تعویذ ہے کہ اس کی
زیادت کرتے ہی بیوی کا غصہ فرو ہو جائیگا، اس
کے بعد میں اگر کبھی جھگڑا ہو تو چاہا ہو تو بڑی
دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت صرف عہ/
رعایتی ۱۲/ محصول ڈاک ۔/

شب عروسی کے افسانے

وہ لذیذ کتاب ہے جو ازدواجی زندگی کے تمام
لذائذ کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی ہے اس کا دوسرا
نام فردوس نو ہے، کتاب کے نام سے ہی ظاہر
ہے کہ یہ کتاب کیسی دلآویز ہوگی، اور واقعہ یہ ہے
کہ فردوس نو کا خلاصہ ہے، یہ کتاب حسین، پرلطف
اور معطر ہے، اس میں شب عروسی کے متعدد افسانے
ہیں جتنے افسانے ہیں اتنے ہی طریق پر اس زندگی
کی سب سے بہتر رات میں مزے لوٹے گئے ہیں
نقد باتیں یا حکایتیں ہی نہیں ہیں بلکہ ہر افسانہ
اپنے اندر جوانی کو پرکیف بنانے کا ایک لائحہ عمل
ہے متعدد فوٹو پاک قیمت عہ/ رعایتی ۱۲/ محصول ۔/

سہاگن کا سہاگ

سات سہیلیوں کا جھرمٹ، سات مست شباب
لذت یاب، عورتوں کی لذیذ داستانیں، ان میں
سب کچھ ہے جو تخیل کی لذت میں، ہو سکتا ہے
سہیلیوں کی پرلطف نوک جھونک خلوت لکھنؤ کی
خاص زبان سے شب عروسی کی داستانیں ازدواجی
زندگی کے اہم ترین پوشیدہ راز، غرض کہ سہاگن
کا سہاگ دنیا کے ادبیات میں بے نظیر کی انوکھی
کتاب ہے، جس کو شادی کے ایک جلسہ میں سات
دلہنوں نے بیان کیا، بڑی ہی لذت آمیز اور
پرکیف کتاب ہے متعدد حسین فوٹو بھی ہیں
قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۲/ محصول ۔/

شب عروسی

پڑھ لینے کے بعد شب عروسی کی سب باتیں معلوم
ہو جائیں گی، اور بعد کی زندگی کا ایسا خوشگوار نقشہ
تیار ہو جائے گا کہ تمہاری زندگی روز عید اور رات
شب برات ہو جائے گی۔ [illegible] ہر دلہا ہے
جو شادی کے پہلی ہی رات سے آیندہ زندگی کو
پرلطف بنانے کا پروگرام بنا لے، جو عورت کی
فطرت کو سمجھ لے اور بیوی کو محبوبہ بنا لے اور
اس طرح ازدواجی زندگی کو شاد کام کر لے اس
کتاب کے پڑھنے سے آپ کی معلومات میں ایسا ہی
پرلطف اضافہ ہو جائے گا، سہ رنگی تصاویر
قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۲/ محصول ۔/

یوسف کتابیں [illegible] بیرون دہلی سے منگائیے

خطبات عرشی

مولانا مولوی میرزا محمد نذیر صاحب عرشی نقشبندی مجددی مولف مفتاح العلوم وغیرہ جنہیں سال بھر جمعوں اور عیدین کے لئے ایک دن خطبے درج ہیں ہر خطبہ فصیح و بلیغ عربی اور اردو نظموں میں ہے ہر خطبہ وقت کے مسائل کا جامع اور موجودہ ضروریات پر مشتمل ہے اشاعت مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اس کثرت سے موثر اور دینی تحریکات کا ولولہ پیدا کرنے والے خطبے آپ نے آج تک نہ پڑھے ہونگے یہ خطبے صرف اماموں اور خطیبوں کے لئے مخصوص نہیں بلکہ عامۃ المسلمین اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

قیمت مجلد عہ رعایتی مجلد ۱۲ محصول

خاموش تبلیغ

تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں پچھلے دنوں ہزاروں کتابیں لکھی گئیں لیکن جتنی موثر یہ کتاب ہے شاید ہی کوئی دوسری ہو۔ حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہند کی پرزور اور دلآویز تصنیف ہے جو بہت ہی دلچسپ افسانہ کی صورت میں چھپی ہے۔ اسلامی احکام، عبادات، معاشرت کا موازنہ دوسرے مذہبوں کے مقابلہ میں ایسا دلنشین ہے کہ بلا قصد ہر بات دل میں اتر جاتی ہے اسی وجہ سے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے۔ قیمت ۱۲ر

رعایتی ۸ر محصول ڈاک ۸ر کل ۱۲ر

عالمگیر غازی

ہندوستان کا درویش شہنشاہ، ہندوستان میں اسلامی تحریک کے آخری دور میں اور صحابہ کرام کی زندگی بسر کرنے والے نامدار شہنشاہ حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر غازی نور اللہ مرقدہ کی مفصل اور بے تصویر سوانح عمری عالمگیر غازی کے نام سے شائع ہوگئی ہے اس کتاب میں درویش صفت تاجدار کے مفصل سوانح حیات بیان کرنے کے علاوہ متعصب اور تنگ خیال معترضین کے تمام غلط اور متعصبانہ الزامات کی پرزور تردید ہے اس خیال سے کہ عوام کو حضرت عالمگیر غازی کی سیرت سے واقفیت ہو جائے اس باتصویر سوانح کی قیمت ہ اور رعایتی صرف ۸ر ہے

محبت کے پیغام

عاشق و معشوق کے خطوط، یہ شریفانہ محبت میں ادبی ہوئی کتاب نہایت دلچسپ اور محبت سے لبریز خطوط کا لکھنا سکھاتی ہے جس کے عاشق شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو عالم محبت میں لکھنا چاہتی ہے ہر ایک خط ایک افسانہ کی طرح دلچسپ اور محبت سے لبریز ہے۔ ہر جملہ میں محبت کی داستان پوشیدہ ہے، دو فوٹو بلاک کی وجہ زیب داستان ہیں یہ وہ مقبول کتاب ہے جس کے معانی آفرین اور سحر نگاری نے ہزاروں بچھڑے ہوئے خاوند و بیوی کے دل جوڑ دیئے۔

قیمت ۸ر رعایتی ۶ر محصول ۸ر

مجربات طبی

مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب اور افسر الاطباء جناب حکیم نور الدین صاحب بھیروی کے شاگرد رشید اور طب پنجاب یونیورسٹی کے سند یافتہ فاضل اجل طبیب نے سالہا سال کی محنت و عرق ریزی سے مرتب کیا ہے یہ وہ کتاب ہے جس میں قابل مصنف نے سر سے پاؤں تک کل امراض کا مفصل حال انکی تشخیص کا طریقہ انکا علاج بہت ہی سہل طریقہ سے لکھا ہے جس سے ہر شخص بلا کسی حکیم کی امداد کے خود تجویز اپنا اور اپنے عزیز و اقارب کا علاج کرسکتا ہے سستا اور سب سے بہتر ہے، اور بہت زود اثر علاج ہیں۔

قیمت دو روپے، رعایتی ۱۲ر محصول ۸ر

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے کہ جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کے لیے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام نہایت ایمانداری سے صحیح صحیح تجربہ کرکے درج کئے ہیں، اس میں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے شربت، اچار مربے، مدیک کے خاص نسخے ڈاکٹری نسخے، داغوں کا صاف کرنا، مصنوعی اشیا عطر و عرق، شیشہ کا کام، بوٹ پالش، رنگ بنانا، سیاہیاں بنانا، تعویذات جادو کے کام آتش بازی بنانا، فوٹو گرافی، گھڑی صاف کرنا وغیرہ فنون کے طریقے درج ہیں، قیمت ہیر

رعایتی قیمت ہیر محصول ۸ر کل ۱۲ر

صحت النساء

عورتیں جہاں اپنے شباب میں مردوں کے لئے لذت کے خزانے پوشیدہ رکھتی ہیں اور حفظ اللہ کے لئے ہر وقت آلہ کار بنی رہتی ہیں اسی لئے کچھ صابر و ہیں سے انکو چاہئے، مگر مرد کی خود غرضیاں حسن لطیف لطف کے دوسری طرف نگاہ ہی نہیں رکھتیں اور ابتدائی اقرار اور تفریح کے سلسلہ میں مزید عورتیں ایسے امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں بالآخر انہیں موت سے دوچار ہونا پڑتا ہے، پیر جب دوچار بچے ہو جاتے ہیں تو پھر مردوں کی طرف سے جو لاپرواہی ہوتی ہے اس سے ایک دنیا واقف ہے یہ کتاب انکا ازالہ کا علاج ہے قیمت ۸ر رعایتی قیمت ۸ر محصول ۸ر

محافظ الصبیان

بچوں کی حفاظت بچوں کی تندرستی اور صحت کے لئے ہر ماں باپ ہر وقت جو یاں ہے لیکن اپنی نادانی اور عدم واقفیت کی وجہ سے بچوں کی بیماری کا اکثر خود موجب ہو جاتے ہیں، محافظ الصبیان کتاب منگانے کے بعد وہ اس کی ہدایت پر عمل کرنے لگیں اور حفظ ماتقدم کا خیال رکھیں، تو آپکے گھر کی بیماریاں خود بخود کم ہو جائیں گی، اور جو بچہ ذرا سا بھی بیمار ہوگا آپ ابتدا ہی میں اسکا علاج کرلیں گے اس کتاب میں یونانی اور انگریزی ادویہ علاج میں اور حفظ ماتقدم کی ہزارہا ترکیبیں ہیں قیمت اصلی ۱ رعایتی تمام صرف ۸ر محصول ۸ر

غریبوں کا سستا علاج

امیر تو ہر جگہ پانچ روپوں کے زور پر علاج کرا لیا کرتے ہیں غریبوں کا ہی تو مسئلہ ہے، ان کو تو دوچار پیسے ہی خرچ کرنے گراں ہیں، یہ کتاب منگا کر آپ غریبوں کی بڑی خدمت کرسکتے ہیں، اس کتاب میں کوڑیوں کے نسخے ہیں، وہ نسخے گھر میں تیار کرلیں اور غریبوں کو مفت تقسیم کردیں "افضل الناس من خدمت الناس" رسول کریم کا فرمان ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ بلا ضرورت بھی ہر گھر میں ہونی چاہئے کیونکہ اگر علاج کی ضرورت نہ پڑے تو فقط حفظ ماتقدم ہی تمام رمضانی آفات سے محفوظ رکھے۔ ضخامت ۲۲۰ صفحات قیمت، سابت درعایت ۸ر محصول ۱۲ر

اتالیق موٹر کار

سحر موٹر کار یہ دو کتابیں جو ایک دوسرے سے منسلک ہیں، اور تقریباً ۵۰۰ صفحوں کا مجموعہ ہے یہ کتاب سمجھ کر پڑھ لی جائیں تو تقریباً دنیا کی تمام موٹر کاروں کی مشین سے واقفیت ہو جائے پھر ڈرائیوری کا ہی لطف ہے کہ مشین کا ایک ایک پرزہ ہر وقت آنکھوں میں ہے اس کتاب کو پاس رکھنے والا موٹر ڈرائیور رستے پر پہنچ کے اور کسی رستہ میں حیران نہیں ہوتا خواہ موٹر آپ کی ہو یا موٹر ڈرائیور اس کتاب کو ضرور ہی مطالعہ رکھئے دونوں کتابیں سوا تین روپے کی ہیں، اب رعایتی ۲ر محصول ۸ر کل ۱۲ر

تین دلچسپ

یہ وہ کتابیں ہیں جو کہانی کے بعد جو رنج، غصے کے بعد مسرت اور غمی کے بعد خوشی پیدا کرتی ہیں ان میں بڑی ندرت اور لطافت ہے، مشہور مسٹر بہر کم کی ڈائری ایک جیوری کے غلام کا روزنامچہ ہے۔ بہت سے دلچسپ موضوعات میں مشہور مجنون۔ یہ نئی روشنی کی اندھا دھند تقلید اور جدید قسم کی عشقبازی کا دلچسپ مرقع ہے عورت مشرق میں اسیر آزادی نسواں کا سچا سال آئندہ کا خاکہ کھینچا ہے۔ موثر بھی ہے اور بھی۔ تینوں کی قیمت ۱۲ر اور رعایتی قیمت صرف ۸ر کیونکہ صورت ذرا خراب ہوگئی ہے

تین بیوپاری

بیوپاری تجارت، اسمیں اندرونی ہندوستان تجارت کے عجیب گر ہیں اور صدہا قسم کی تجارتی کمپنیوں کے تجارتی حالات اور ان کے پتے ہیں فن اشتہار، یہ اشتہاری تجارت کے لئے بڑی ضروری کتاب ہے اور حق تجارت کے عجیب گر شائع معلوم ہوتے ہیں، بہت ضروری کتاب مراسلات تجارت، اسمیں تجارتی خطوط کتابت کا اردو اور انگریزی طریقہ ہے اور بہت ہی کارآمد اور منتخب خط و کتابت اس کتاب کو پڑھ کر آجاتا ہے، ان تینوں کتابوں کی قیمت چار روپے ہے رعایتی قیمت ۲ر محصول ۸ر

رعایت کا پہلا [illegible]

[illegible]

کوہ ہمالیہ جہاں سونے چاندی اور لوہے کی … ہیں

… بہت سے سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں

… کو دور کرنے والی طاقت بخش اکسیر اعظم

… سے بھی فائدہ نظر آتا

… کمزوریاں تیار پڑ جاتا

… ناطاقتی، کمر کا درد، تھکن

… کمزوریاں …

… کے استعمال سے …

… اسیر کو بھی دور کرتا ہے

… کرنے کا بے نظیر …

… اکسیر اعظم ہے

… اندرونی کمزوری کے …

… نہیں کیا تو یہ ایسی …

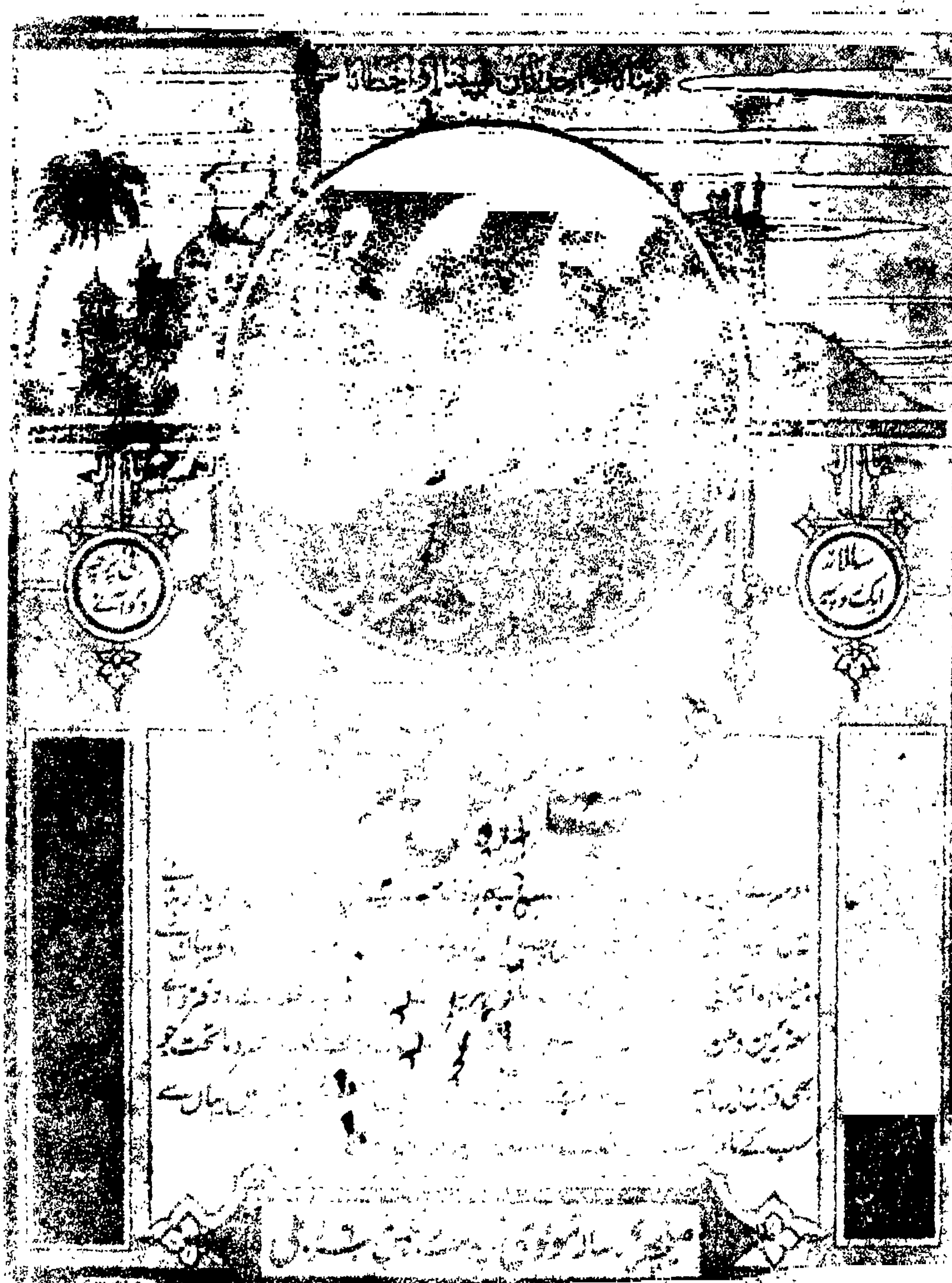
… کاش اس سے قبل اس …

… مقابلہ میں ذرا قیمت تو دیکھئے

… ۸۰ تولہ …

ملنے کا پتہ ہمالیہ ڈپو۔ ہردوار۔ یو پی۔ ضلع سہارنپور

تصدیق …



انتباہ:- آپکا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکیگی۔

مقبول عام دین محمدی کے حنفی خطبے

جو رمضان ۱۳۵۱ھ سے تقریباً ۲۰۰ مساجد میں پڑھے اور سنے جانے لگے

بچوں کے متعلق بھی

روز حساب

محرم

ربیع الاول

ربیع الثانی

[illegible]

[illegible] [illegible] ... لیکن [illegible] سے مسائل کے [illegible] ترجمہ شائع کیا جائے۔

[illegible] بہت قیمتی کتاب ہے اور آجکل جبکہ مطبوعات کے لئے بہت آسانیاں ہیں اب بھی اس کی قیمت کچھ روپے ہے اور مترجم [illegible] ہو سکتا اس قدر قیمت صاحب فن حضرات ہی دے سکتے ہیں عوام کا جذبہ استفادہ خواہ کتنا ہی بے چین کرنے والا ہو لیکن [illegible] سب [illegible] کی صورت یہی ہے کہ بخاری شریف کا ترجمہ رسالہ مولوی کی طرح ہندوستان کے گاؤں گاؤں پہنچ جائے۔

خدا کی قدرت [illegible] ضروری چھوٹی بڑی صدہا نہیں ہزارہا کتابیں مذہبی مسائل کی چھپیں اور بکیں لیکن صحیفہ رسول کا بے بہا [illegible] اسلام کا انحصار ہے ابھی تک یا تو عربی میں رہا یا مترجم ہوا بھی تو قیمتوں کی دسترس سے بہت بلند، واقعہ یہ ہے کہ اس کا چھپوانا [illegible] ستا جر اپنا سرمایہ لگاتے متامل ہوتے تھے اور بڑی بات یہ ہے کہ چھوٹے تاجروں کا نہ حوصلہ نہ ان کے پاس پیسہ۔

وہ اپنا کام جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے

چونکہ اس نے مولوی کو قبولیت عام کا درجہ دیکر اپنی شان کی عجوبہ کاری دکھلائی وہاں اندازہ ہوتا ہے کہ بخاری شریف کے ترجمہ کا کام [illegible] [illegible] میرا عرصہ سے خیال تھا کہ بخاری شریف کا ترجمہ اس قدر سستا شائع ہو کہ ہر مسلمان اس سے مستفید ہو سکے ہر [illegible] [illegible] حساب کرتا تھا تو لاگت پانچ روپے سے زائد ہی ہوتی تھی بہر حال خدا کا نام لیکر میں نے شروع کر دیا اور آج آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ اس [illegible] ترجمہ ہو گئے ہوں ان کی کتابت بھی ہو چکی اور کام مسلسل ہو رہا ہے اب چھپائی اور کاغذ کا کام رہ گیا ہے جو محض جیسے مزدور آدمی کے بس کا کام [illegible] ہر مقامی اسلام خریداران مولوی میں سے **صرف ایک ہزار ایسے عاشقان رسول کو آواز دیتا ہوں جو اس مہینہ میں پانچ** [illegible] **اس نیک کام کے لئے دے سکیں** پھر کیا اتنے بڑے خدائی فدائیوں کے لشکر میں سے کیا ایک ہزار آدمی بھی آمادہ [illegible]

آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا کا فائدہ بھی شامل ہے

[illegible] ہونے کے بعد ظاہر ہے کہ اس کا ہدیہ دس روپے ہوگا کیونکہ تمام اخراجات طباعت و اشتہار ملا کر اس سے کم ہدیہ ہو نا ہی نہیں چاہیے [illegible] [illegible] تقطیع کے ۸ سو صفحات ہو جائینگے، ان تمام پیشگی رقم بھیجنے والوں کو یہ ترجمہ پانچ روپے میں ہی دیا جائے گا یہ اس کا بنیادی فائدہ [illegible] [illegible] سے کم ہوئی تو مجلد چرمی بھیجی جائے گی محصولڈاک کا چونکہ اندازہ نہیں ہے اس لئے اس کا وی پی کر دیا جائے گا جو صاحبان [illegible] بنانا چاہتے ہیں وہ اسی مہینہ میں روپیہ بھیج دیں ورنہ اگر میری ضروریات پوری ہو گئیں اور مسبب الاسباب نے روپیہ کی کوئی اور سبیل کر دی تو پھر رعایتی [illegible]

بخاری شریف اردو کی تین جلدیں ہوں گی جس میں سے پہلی جلد خدا کو منظور ہے تو شوال کے آخر یا ذی قعدہ کے شروع میں تیار ہو جائے [illegible] ذی الحجہ کے آخر میں اور تیسری انشاء اللہ رسول نمبر کے بعد. جو صاحب اکٹھی لینا چاہیں وہ اکٹھی لے لیں جو صاحب [illegible] [illegible] میں اس کی تشریح ضرور کر دیں، محصولڈاک کا بہر حال وی پی جائے گا

[illegible] کتاب الاسلام کی قیمت پیشگی روانہ کی ہے انہوں نے مولوی اور حمیدیہ پریس کی دیانت کا اندازہ کر لیا ہو گا کہ [illegible] [illegible] کی کتاب وہی انشاء اللہ بخاری شریف میں بھی آپ ہی دیکھیں گے۔

بخاری شریف کے ترجمہ کا نمونہ دیکھنا ہو تو مولوی کے ہر پرچہ کو دیکھئے ترجمہ کا یہی انداز ہے اس کی سلاست کے ساتھ [illegible] [illegible] حدیث کا ساتھ ساتھ الشرح بھی ہے

اگر آپ خود نہ لینا چاہیں تو زکوٰۃ کے روپے سے خرید کر تادار معلمین اور پڑھنے والے مسلمانوں میں تقسیم کر دیجئے اس کا ثواب اس قدر زیادہ [illegible] [illegible] جب تک کتاب باقی رہے گی جب تک اس سے علم کا حلقہ عمل قائم رہے گا اس کا مسلسل ثواب آپ کو ملتا رہے گا۔

[illegible] **عبد الحمید خاں مہتمم رسالہ مولوی دہلی**

مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو جمعیۃ پریس دلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۶ | بابت ماہ شوال سنہ ۱۳۵۱ھ مطابق فروری سنہ ۱۹۳۳ء | نمبر ۴

خطبہ

الحمد لله الذی خلق الانس والجان وجعل لهم الدین الاسلام ناسخ الادیان فمن یسلک الیه یدخله الله الجنة بالفضل والاحسان۔ نشهد ان لا اله الا الله واحد احد اغافر لمن لب قابلا بالتوب یغفر و یغفران واشهد ان محمدا عبده و رسوله المبدا الخلق۔ کونین صلی الله تعالی علیه وعلی اله واصحابه الفائزین بالایمان لی الاستقلال ومن یطع الله و رسوله یدخله جنات تجری من تحتها الانهار ومن یتول یعذبه عذابا الیما۔

برادران اسلام! خدائے وحدہ لاشریک نے اس آیۂ کریمہ میں اس زندگی کے بعد جو دوسری زندگی شروع ہونے والی ہے اس کے متعلق غایت شفقت سے اپنے بندوں کو آگاہ کیا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ دوسری دنیا میں تم عذاب سے پاک رہو بلکہ رضائے الٰہی کی جنت میں داخل ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اس کے احکام اور فرامین پر عمل کرو اور اس کے حکموں کی خلاف ورزی نہ کرو ورنہ غضب الٰہی کی جہنم کا ایندھن بنا دیئے جاؤ گے اور بتلایا گیا ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریگا وہ ہدایت یاب ہوگا اور جو نافرمانی و سرکشی کریگا گمراہ ہو جائیگا اور گمراہی کا پہلا سرچشمہ دین میں نئی باتوں کا اختیار کرنا ہے کا کوئی وجود کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے نہیں ملتا ہر ایک ایسی نئی بات بدعت ہے اور بدعت ضلالت و گمراہی ہے اور گمراہی کا آخری ٹھکانا جہنم ہے۔

پس برادران اسلام! اچھی طرح سمجھ لو کہ راستے فقط دو ہی ہیں ایک رشد و ہدایت کا راستہ ہے جو اطاعت خدا و رسول سے مشروط ہے اور دوسرا راستہ ضلالت و گمراہی کا ہے جو نافرمانی و سرکشی اور بدعت پروری سے شروع ہو کر جہنم تک پہنچا دیتا ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے قدم راہ ہدایت پر گامزن ہوں اور صراط مستقیم سے نہ ڈگمگائیں تو سب سے پہلے ہمیں اپنے دل سے یہ عہد مستحکم کرنا چاہیئے کہ اطاعت رسول کے سوا کسی سے کوئی سروکار نہ رکھیں گے صرف وہی کرینگے جس کا خدا اور اس کے رسول نے ہمیں حکم دیا ہے اور ان کاموں کے کبھی قریب نہ جائینگے جن سے منع کیا گیا ہے اور مذہبی کوئی نئی بات اپنی طرف سے دین میں داخل نہ کریں گے خواہ ہزار ہا سال قبل سے ہمارے آباؤ اجداد اس بات کو کرتے ہی کیوں نہ چلے آئے ہوں بات خواہ ہزار ہا سال سے ہمارے باپ دادا کرتے چلے آتے ہوں اگر خدا اور اس کے رسول نے اس کا حکم نہیں دیا اور اسلام کے بنیادی اصول اس کے خلاف

ہیں تو اس کا حکم محدثات اور بدعات ہی میں ہوگا کوئی پرانی اور جدید بات اس لئے اچھی نہیں ہو سکتی کہ وہ پرانی اور قدیم ہے بلکہ اس کی خوبی اور حسن کا معیار صرف خدا اور رسول کا فرمان اور اسوۂ حسنہ ہے یہی دو باتیں ہمیں اپنی زندگیوں کے لئے بطور اساس حیات و بنیاد زندگی کے اختیار کر لینی چاہئیں یعنی جو قدم بھی ہم اٹھائیں پہلے یہ دیکھ لیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے اس قدم کے اٹھانے کا حکم دیا ہے یا نہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے اس قدم کے اٹھانے کی تائید کرتا ہے یا نہیں اگر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے تائید ہوتی ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارا یہ قدم خیر و فلاح کے لئے اٹھ رہا ہے اور بالآخر ہم کو یہ رضائے الٰہی کی جنت میں پہنچا دیگا لیکن اگر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ اس گام فرسائی کی اجازت نہیں دیتا اور اس کے باوجود ہم یہ قدم اٹھائینگے تو ہمیں سمجھ لینا چاہیئے کہ جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے ہمارا انتظار کر رہے ہیں اور غضب الٰہی کی دوزخ ہمیں اپنے آتشیں دامن میں لپیٹ لینے کیلئے بے قرار ہے۔

برادران اسلام! اطاعت خدا و رسول اور اجتناب محدثات و بدعات کی روشنی میں ہمیں اپنی زندگی کے ہر ایک عمل اور ہر ایک فعل کا جائزہ لینا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ ہماری زندگی کس قدر اللہ کے پسند کئے ہوئے دین مبین کے مطابق ہے اور کس درجہ اس صراط مستقیم سے ہٹی ہوئی ہے اور نہ صرف ہمیں انفرادی طور پر اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیئے بلکہ اجتماعی حیثیت سے بھی ہمیں اپنی ملت اور قوم کے اعمال و افعال کو احتسابی نقطۂ نظر سے دیکھنا اور جانچنا چاہیئے کہ کہاں تک ہم انفرادی و اجتماعی حیثیت سے اطاعت خدا و رسول اور اجتناب بدعات و منکرات کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔

برادران اسلام! ممکن ہے کہ ہم میں بہت سے لوگ نماز و روزہ کے پابند ہوں اور بہت سے حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہو چکے ہوں گے مگر صرف اسی قدر کافی نہیں ہے بلکہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ اسی پاک ہدایت کے ماتحت گذرے اس لئے اگر ہم نمازی روزہ دار اور حاجی ہیں تو صرف اسی پر اکتفا کر کے ہمیں یہ فیصلہ نہ کرنا چاہیئے کہ ہماری زندگی بھی پوری طرح اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں گذر رہی ہے بلکہ اہم چیز جانچ اور معلوم کرنے کی یہ ہے کہ بدعات و محدثات سے ہمارا دامن کس حد تک آلودہ اور کس حد تک پاک ہے اور اللہ کے دین میں ہم نے اپنی طرف سے محض اپنے یا اپنے آباؤ اجداد کی تقلید میں کتنا اضافہ کر دیا ہے۔

فرزندان اسلام! آج ہماری قومی زندگی کو ایک بہت بڑا نقصان...

[illegible]

[illegible] ہیں۔

[illegible] ہیں جن میں سے بعض مراسم مشرکانہ [illegible] نظر آئیں گے۔ [illegible] بچہ پیدا ہونے سے لیکر مرنے کے بعد تک [illegible] ایک اہم مذہبی عنصر بنالیا ہے حالانکہ خدا اور اس کے رسول نے ہمیں ان [illegible] بلکہ وہ اکثر و بیشتر صورتوں میں اسلام کے بنیادی اصول [illegible] کے سراسر خلاف ہیں اور بعض صورتوں میں صریحا مشرکانہ ہیں اس [illegible] سے ہم نے اپنے اسلام کی صورت زیبا کو بالکل مسخ کر دیا ہے جس کا نتیجہ [illegible] ہمارے اندر غیر اسلامی پن بڑھتا جاتا ہے اور ہم اسلام سے بعید ہوتے [illegible] قریب ہوتے جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جس قدر اسلام سے بعد اور کفر سے [illegible] اسی قدر اسلام کی ترقی فرا خصوصیات ہمارے اندر سے گھٹتی جائینگی اور کفر [illegible] تاریکی ہم پر مسلط ہوتی جائے گی۔

اے فرزندان اسلام ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنا اور اپنی ملت کے ایک ایک فرد کا جائزہ [illegible] دیکھیں کہ ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی کا کتنا اور کون کونسا حصہ غیر اسلامی مراسم [illegible] کا فرانہ مراسم کی آلودگیوں سے ملوث ہو چکا ہے اور اس علم کے بعد فورا اس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اب آپ کو ان غیر اسلامی اور بعض صورتوں میں مشرکانہ مراسم کی طرف دھیان دینا چاہیئے جن کے اندر ہم میں سے اکثر مبتلا ہیں اس طرح اپنا دین اور اپنی دنیا دونوں کو تباہ کر رہے ہیں دین کی تباہی تو ظاہر ہے کہ بعض بدعتوں کو دین کے اندر داخل کر لینا احکام الٰہی اور فرمان حضرت رسالت پناہی کی صریح خلاف ورزی ہے اور اسی خلاف ورزی کے متعلق وعید نازل ہوئی ہے کہ ومن یتول یعذ بہ عذابا الیما اور ومن یعص اللہ و رسولہ فقد ضل و غوی اور دنیا کی ہلاکت و تباہی کھلی ہوئی ہے کیونکہ ان مراسم پر بیشمار روپیہ خرچ ہوتا ہے اور مراسم اس قدر ضروری سمجھی جاتی ہیں کہ خواہ اپنے پاس روپیہ ہو یا نہ ہو اور خواہ سودی قرض [illegible] لینا پڑے اور اس قرض کی ادائیگی کی کوئی سبیل اس کے سوا نہ ہو کہ جائداد یا زیور اونے پونے بیچنا پڑے مگر اس کے باوجود ان مراسم کو ادا کرنا اہم [illegible] سمجھا جاتا ہے اور اس کے لئے مہاجن سے سودی قرض بلا تکلف لے لیا جاتا [illegible] نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسلمان روز بروز ہندوؤں کے مقروض ہوتے جاتے اور افلاس کے دام کمر لو میں گرفتار ہوتے جاتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے [illegible] رسم اختیار نہ کریں جو بلا وجہ ان کو سود در سود کے چکر میں پھنسائے۔

[illegible] اسلام! یہ مذموم اور ہلاکت آفریں مراسم مسلمان بچہ کے پیدا ہونے [illegible] ہی شروع ہو جاتی ہیں یعنی بچہ ابھی ماں کے پیٹ ہی میں ہوتا ہے کہ ماں [illegible] طرح طرح کی فضول رسموں کا آغاز کر دیتے ہیں مثلا گود وغیرہ بھرنا [illegible] ہوتا ہے لیکن آہ معلوم ہوتا ہے کہ خاص رسم صرف [illegible] کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے دور [illegible] کے [illegible] اختیار کر [illegible] احتراز کرنا ضروری ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] کو غیر اسلامی رواج کے [illegible] کی بنیاد ہے [illegible] اگر ہندو [illegible] اس رسم کے اندر کسی غیر اسلامی [illegible] ہوتا لیکن واقعا کوئی رسم یا تہوار کی قاعد اس رسم کے شامل کرنے سے خالی نہیں ہو سکتا اور اختراع کا جو فائدہ ہے وہ رسم کے بغیر بھی حدود شرعی کے اندر رہ کر حاصل کیا جا سکتا ہے مثلا بچوں کے پیدا ہوتے ہی چھٹی چلہ وغیرہ کی رسمیں اور لڑکے کے بالغ ہونے کا اعلان کر کے اس کی رسم گھوڑی چڑھانے کا رواج ہے اور اسی قسم کی بیسیوں دوسری رسمیں اس کا سا قطعا غیر اسلامی ہیں کہ نہ قرآن و حدیث میں ان کا کوئی ذکر ہے اور نہ عہد رسالت و عہد خلافت میں ان کا کوئی وجود تھا اگر بفرض محال کچھ فوائد اور حکمتیں ان مراسم کے بتلائے بھی جا سکیں تو وہ اس قدر کم ہوں گے کہ ان کے مقابلہ پر ان کی مضرتیں کہیں زیادہ ہوں گی سب سے بڑی مضرت تو فضول خرچی اور اسراف کی ہے اور اسراف و فضول خرچی دولتمندی کے زمانہ میں بھی ایک فعل مذموم شیطانی ہے چہ جائیکہ فقر و افلاس کی حالت میں ممکن ہے جس زمانہ میں ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت تھی اور دولت و ثروت ان کے گھر کی کنیز تھی اس وقت ان مراسم سے مسلمانوں کو کوئی سخت و شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو بلکہ غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کرنے کا یہی ذریعہ ہو اور اسی خیال سے اس زمانہ کے مسلمانوں نے ان رسوم کو اختیار کر لیا ہو لیکن آج یہ لغو مراسم بجائے خود اس کے کہ تبلیغ اسلام میں ممد و معاون ہوں الٹے نقصان رساں ہیں یہ اور اسی قسم کی بیسیوں رسمیں مسلمانوں میں رائج ہیں اور مسلمان بیشمار روپیہ ہر سال ان رسموں پر خرچ کرتے ہیں جن میں بیشتر حصہ سودی قرض کا ہوتا ہے اور ان سودی قرضوں کا اکثر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسلمانوں کی جائدادیں ہندو مہاجنوں کے قبضہ میں چلی جاتی ہیں اور مسلمان مفلس و نادار ہو کر ہندوؤں کے دست نگر ہو جاتے ہیں مفلس ہو کر ان میں غیرت کی کمی اور بے غیرتی آجاتی ہے اس لئے کہ ایسے غیور اور خود دار اور مضبوط سیرت کے انسان بہت کم ہوتے ہیں جو افلاس کی وجہ سے حفظ نفس غیرت کو ترک نہ کریں اور افلاس ان پر اپنا اثر ڈال کر انہیں ان امور کے سامنے جھکنے پر مجبور نہ کر سکے جن کے سامنے اگر افلاس نہ ہوتا تو وہ کبھی نہ جھکتے اور جب انسان افلاس کی وجہ سے گرتا ہے تو بہت ہی بری طرح سے گرتا ہے حتی کہ بعض وقت کفر کو اختیار کر لیتا ہے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کاد الفقر ان یکون کفرا قریب ہے کہ افلاس کفر تک پہنچا دے اور اگر افلاس اس قدر ترقی نہ کرتا اگر مسلمانوں میں افلاس نہ ہوتا اس لئے ہم سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسی تمام رسموں سے کنارہ کشی اختیار کریں جو فضول خرچی کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اور جن کا نتیجہ بالآخر مہاجن کے سود در سود کے قرض کی وجہ سے مفلسی و ناداری کی صورت میں نکلتا ہے۔

برادران اسلام! اگر ہم محسوس نہ کریں مگر ان مراسم مذمومہ نے ہماری جڑ کھوکھلی کر دی ہیں اور ہم نا معلوم اور غیر محسوس طریقہ پر اسلام کی حقیقی اور اصلی روح سے جدا ہو گئے ہیں جن چند رسموں کے نام لئے گئے ہیں صرف انہیں کا یہ اثر نہیں ہے بلکہ جملہ [illegible] مراسم [illegible] عالم وجود میں آئے یا کلان کا سلسلہ

[illegible] کے بعد [illegible]

[illegible] حیثیت سے [illegible] نہیں [illegible]

[illegible] کہ وہ ایک [illegible] سب کا [illegible]

[illegible] یا [illegible] حصہ کو [illegible] اثر د

[illegible] کے ذریعہ [illegible] اعمال [illegible] پہنچے ہیں مثلاً

[illegible] ہندوستان میں خصوصاً [illegible] جب چیچک کی وبا پھیل گئی تو وہاں کے جاہل مسلمانوں نے چیچک کے ضعف سے درخواست کی کہ [illegible] کی خفگی کو دور

[illegible] کے [illegible] بہت سے جاہل مسلمان ایسے ہیں جو اس قسم کے زیادہ کفریہ اعمال

[illegible] کو اس ابتلاء سے بچانے کے لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان مراسم کو [illegible] سے کسی نقصان کے پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہے یاد رکھنا چاہئے

کہ [illegible] جائز اور مباح امور کا ترک بھی ان اوقات میں واجب ہو جاتا ہے جب ان کے [illegible] گمراہ ہو جانے کا اندیشہ ہو مثلاً ایک عالم اور مبلغ کے لئے جائز ہے کہ

[illegible] جا کر بت پرستوں کی رسموں اور بت پرستی کے طور طریقوں سے آگاہی حاصل کرے تاکہ ان کی برائیاں بیان کر کے بت پرستوں کو بت پرستی سے روک سکے لیکن

[illegible] جب بے خوف ہو کر ایک عالم کو بتخانہ میں جاتا دیکھ کر جہلا غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے اور اس دھوکہ میں پڑ کر کہ ایک عالم بتخانہ میں جاتا اور بتوں کی

[illegible] اور ان سے مرادیں مانگتا ہے اس لئے ہم بھی کیوں کالی دیوی یا کسی [illegible] یا دوسرے بتوں سے مرادیں مانگیں جب اس قسم کی گمراہی کے پھیلنے کا

اندیشہ ہو تو خواص پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ ان امور سے بھی کنارہ کش اور محترز ہو جائیں جو جائز اور مباح ہیں ایک دولتمند مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے بیٹے

[illegible] شادی پر جائز رسومات پر ہزاروں روپیہ صرف کرے لیکن اگر اس کا یہ فعل غریب مسلمانوں پر یہ اثر ڈالتا ہے کہ وہ باوجود قدرت نہ رکھنے کے اپنی حیثیت سے زیادہ

خرچ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور اس کے لئے وہ سودی قرض تک لینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے تو ایسے متمول اصحاب پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ باوجود وسعت کے

[illegible] زیادہ روپیہ صرف نہ کریں تاکہ دوسرے غریب مسلمان افلاس میں گرفتار نہ ہوں۔

بہرحال جو مراسم اور جو رسم و رواج آج مسلمانوں کے اندر دائر و سائر ہیں ان میں بیشتر اور اسی فی صدی غیر اسلامی اور ساتھ ہی مضرت رساں بھی ہیں ان کا ترک کر دینا نہایت ضروری ہے ان کے ترک کر دینے سے ہمیں دین کا بھی

فائدہ ہے اور دنیا کا بھی دین کا فائدہ یہ ہے کہ رسوم غیر اسلامی میں ادائی کے ترک سے ہم خالص اور حقیقی اسلام سے قریب ہو جاتے ہیں اور کفر سے جو رشتہ

[illegible] ہے وہ منقطع ہو جائے گا دنیا کا فائدہ بھی بالکل واضح ہے کہ ان کے ترک کے ساتھ ہی فضول خرچی اور اسراف کے منکر و شیطانی فعل سے نجات

ملتی ہے اور مسلمانوں میں روز افزوں افلاس کا ایک بڑا سبب دور ہو جاتا ہے اوپر [illegible] رسموں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان میں وہ مراسم شامل نہیں ہیں جن کے متعلق علماء میں اختلاف ہے اور بعض کو جائز بتلاتے ہیں اور بعض نا جائز

بلکہ یہاں رسموں کا ذکر ہے جو سب کے نزدیک متفق علیہ طور پر نا جائز اور غیر اسلامی ہیں اور سب کے نزدیک واجب الترک ہیں ان قبیح اور مسرفانہ رسوم پر

جس قدر مسلمانوں کی دولت صرف ہوتی ہے ان کا اندازہ [illegible] کیا گیا ہے۔

بچوں کی پیدائش کے سلسلہ میں جو رسمیں رائج ہیں ان پر اگر غور کرو تو

[illegible]

[illegible] جند [illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible] چاہئے

پس عزیزان اسلام اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا [illegible]

میں کیا نجات جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت شعار ہو اور [illegible]

کا راستہ اختیار کرو اور ضلالت و گمراہی سے بچنا چاہتے ہو اور اگر تم [illegible]

ہے کہ مسلمانوں کے اندر خالص اسلامی روح پیدا ہو اور کفر کا ایک [illegible]

ملبوس حیات میں باقی نہ رہے اور ان کا فقر و افلاس دولت و ثروت سے بدل

جائے اور مسلمان غیر مسلم سود خواروں کی گرفت سے نجات پا جائیں [illegible]

یہ ہے کہ تم ان تمام رسوم و رواج کو یکقلم چھوڑ دو جو غیر اسلامی اور [illegible]

اللھم وفقنا لما تحب وترضی بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن الکریم

ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر

رؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ حمداً کثیراً طیباً کما امر واشھد ان لا الہ الا

اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

برادران اسلام! درود و سلام بھیجو حضرت محمد رسول اللہ پر جو افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہیں جن کے صدقہ میں ہمیں رشد و ہدایت کا راستہ ملا اور جن کا اسوۂ حسنہ صراط مستقیم کا ضامن ہے اور جن کے نقش قدم کی پیروی دین اور دنیا کی فلاح و بہبود کی کفیل ہے اور جن کا ارشاد ہے کہ مراسم کفر کے پاس بھی نہ جاؤ اور دین میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہ کرو۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ آل و اصحاب تابعین و تبع تابعین پر خصوصاً خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت مولا علی اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ اور ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت حفصہ اور آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس اور آنحضرت کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا اور آنحضرت کے پیارے اور محبوب نواسے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم پر جو سب ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً کے مصداق تھے اور جو کبھی مراسم کفریہ کے پاس بھی نہیں گئے اور بدعات کے قلع قمع کرنے والے تھے اور جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے دائرہ سے کبھی [illegible] بھی باہر نہیں رکھا۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اہلبیت حضرت امام زین العابدین امام محمد باقر امام جعفر صادق امام موسیٰ کاظم امام علی رضا امام علی نقی امام محمد تقی [illegible] پر کہ یہ تمام اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے تھے اور بدعات و [illegible] کے قریب بھی نہ جاتے تھے اور مراسم کفر و شرک کو مٹاتے رہتے تھے۔

عباد اللہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ [illegible]

ایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر [illegible]

شذرات

مسلم کانفرنس والوں کی حرکات مذبوحی

[illegible] عجیب منتظر ہیں

جب سے [illegible] اس ملک کی ایک جماعت ہے جو [illegible] کا [illegible] پر مصر ہے اور دوسری طرف مسلم کانفرنس اور [illegible] یہ نہیں چاہتے کہ ملک کو سکون نصیب ہو ہندو مسلمان [illegible] اور ہندوستان کو ان خونخوار بلاؤں سے نجات ورستگاری [illegible] اس پر مسلط ہیں انھوں نے بہی خواہان وطن کی مساعی پر پانی پھیرنے اور [illegible] ملک میں ملانے کے لئے کلکتہ میں وہ عظیم الشان جلسے [illegible] کیا گیا تھا اس سب کو یہ یکجنبش قلم مسترد کر دیا۔

[illegible] منعقد ہوئے جس طرح ان کی کارروائی عمل میں آئی اور جس طرح [illegible] کے اجلاس کو عظیم الشان بنا کر اپنی کامیابی وفتحمندی [illegible] ایک المناک اور طویل داستان ہے جسے وطن ملک کے سوا [illegible] نہیں کہا جا سکتا حکومت نے بھی اسی وقت کے لئے اپنے دامن میں [illegible] اس نے عین وقت پر علیحدگی ستارہ اور مرکز میں مناسب نیابت [illegible] پر تجلی دی اور عوام پر یہ واضح کر دینا چاہا کہ جو ہندو نہیں [illegible] حکومت دینے کے لئے تیار ہے اور جو مسلم کانفرنس والے کہتے ہیں وہی صحیح ہے [illegible] ملی مقاصد کو نقصان پہنچا اور اس طبقہ کو گمراہی پھیلانے کا موقع مل گیا لیکن حق بہرحق ہے ممکن ہے کہ کچھ دنوں کے لئے حق کا چہرہ گرد باطل میں دھندلا پڑ جائے لیکن آخر فتح حق ہی کو ہوتی ہے۔

مسلم کانفرنس ہی نہیں بنگالی ہندو کانفرنس بھی اس وقت برابر کی مذمت کی [illegible] بے حقیقت شخصیتوں کے لئے ملک کے مقصد جلیل پر ضرب [illegible] اس وقت یہ آڑے نہ آجاتی تو مسلم کانفرنس والوں کی ایک پیش نہ جاتی اور [illegible] کا مکمل ہو چکا ہوتا سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم ان ہندو اور مسلمانوں [illegible] ہم اپنے جذبی اور ذاتی مقاصد کے لئے ملک اور قوم کے مقاصد [illegible] کر جاتے ہیں ذرہ برابر باک نہیں کرتے ہم آزادی وطن و ملک کے [illegible] باز نہیں آتے اور سنگ راہ بنتے دکھیں گے آسے [illegible] کی دانا دسعی کریں گے حکومت سے ہماری [illegible] کوئی اثر نہیں وہ انھیں اہمیت دیکر ان کی صداؤں [illegible] سے واقعی حقیقی سکون وامن کی خواہش ہے [illegible]

[illegible] یہ ہے کہ وہ مسلم کانفرنس والوں کے خودغرضانہ [illegible] اب تک کوئی قربانی کی ہے اور نہ آیندہ وقت [illegible] قریب ہے [illegible]

تعلیم یافتہ نوجوانوں کیلئے روزگار کی سکیم

[illegible]

صنعتی تجارتی اور زرعی تعلیم ایک اہم [illegible] فیصلہ کیا ہے جس پر اگر مستعدی اور سرگرمی سے عمل کیا گیا تو اس سے [illegible] حاصل ہوں گے اور ہمارے نوجوانوں کو ایک عظیم مصیبت سے نجات مل جائیگی [illegible] سے یہ کہتے اور سنتے چلے آئے ہیں کہ جب تک موجودہ نظام تعلیم میں بنیادی انقلاب پیدا نہ کیا جائے گا اس وقت تک ملک کی حالت درست نہ ہوگی اور نہ ہماری مصیبتوں کا خاتمہ عمل میں آئے گا اس وقت جو نظام تعلیم برسر عمل ہے وہ آج سے پچاس سال پیشتر کے لئے تو مناسب تھا اس لئے کہ اس وقت سرکاری کام چلانے کے لئے حکومت کو کلرکوں اور بابوؤں کی ضرورت تھی متوسط طبقہ کے [illegible] پڑھ لکھ کر ملازمتیں مل جاتی تھیں اور حکومت کا کام آسانی کے ساتھ چلتا رہتا تھا لیکن اب کہ زمانہ بدل چکا ہے نہ وہ ضرورت باقی رہی اور نہ ملازمت کے آرزومندوں کا وہ قحط ہے اس نظام کا قائم رکھنا ملک کے لئے شدید مضرت کا باعث ہے۔

پہلے زمانہ سابقہ میں صرف متوسط طبقہ ہی ملازمت کی طرف [illegible] اس لئے اس صیغہ میں ہمیشہ گنجائش ہی باقی رہتی تھی اب یہ حالت ہے کہ ہر طبقہ کے لوگ ملازمت ہی کی طرف دوڑ رہے ہیں امراء و روسا ہوں یا غربا صناع ہوں یا تجارت پیشہ سب کی سعی یہی رہتی ہے کہ ان کے بچوں کو کوئی اچھی ملازمت مل جائے ظاہر ہے کہ اتنے امیدواروں کی فوج کے لئے ملازمت کا بندوبست کوئی ملک کی کوئی حکومت نہیں کر سکتی اور یہ تعلیم یافتہ [illegible] کسی دوسرے کام کی اہلیت نہیں رکھتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ نوجوان کو جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں اور بیکاروں کی فوج میں برابر اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں [illegible] کے زمانہ میں متمدن ممالک بھی بیروزگاری کے مسئلہ کی شدت کو سختی کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں اور وہاں بھی بیکاری اپنی تمام خوفناک صورتوں کے ساتھ منظر وجود میں آچکی ہے لیکن جو حالت ہندوستان میں پیدا ہو چکی ہے اور ہوتی چلی جارہی ہے اس کی نظیر دنیا کا کوئی دوسرا ملک پیش کرنے سے قاصر ہے [illegible] حکومت کم از کم بیکاروں کے جسم و جان کی یکجائی کا بندوبست تو کرتی ہے لیکن ہندوستان کے بیکار کو کسی موٹر کے سامنے لیٹ جانے یا ٹرین کی پٹری پر سر رکھ دینے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہوتا۔

اگر یہاں صنعتی، زرعی اور تجارتی تعلیم کو صحیح صورتوں میں فروغ دیا جائے تو آرٹ کی تعلیم کے طلبا کو بھی کم از کم ایک صنعت سیکھنے پر مجبور کیا جائے جس سے وہ بیکاری کی حالت میں اپنا پیٹ تو پال سکیں تو یقیناً اس سے ہندوستان کو کثیر فوائد حاصل ہوں گے اور یہاں سے بیروزگاری کا وجود فنا ہو جائے گا۔

حکومت سے کیا شکوہ ہو سکتا ہے جبکہ ہمارے [illegible] کی توجہ اس طرف مبذول نہیں ہوتی [illegible] جدوجہد کی جاتی جتنی کہ سیاسی مسائل [illegible] ضرورت ہے کہ رہنمایان وطن اس مسئلہ

تھی حصول مقصد کے لئے پروپیگنڈا کی ہو وحشت پھیلا رہی ہیں

جشن عید اور مسلمان

عید آئی اور مسرت [illegible] گئی مسلمان عید کی [illegible] سے

تو اسلامی تعلیم و تبلیغ اور جہاد کا مرکز [illegible] مسلمانوں نے اس

تو کو سمجھا اور انہوں نے عید سے کوئی سبق حاصل کیا۔ ہو سکتا ہے کہ ایسی عید مسلمان

جنہوں نے سمجھا ہی ہو جس نے ہی حاصل کیا ہو اور جشن عید کے عیش روحانی ہی اٹھائے

کاش اسلام میں جو عظمت روحانی مسرت کو حاصل رہی وہ جسمانی مسرت کو بھی حاصل

ہوئی ہو لیکن حقیقت میں جو لطف و استقلال روحانی مسرت میں مضمر ہے

وہ جسمانی عیش کو کہاں حاصل ہے مسلمانوں نے اس سال بڑے تزک و احتشام کے

ساتھ عید منائی اور اس طرح منائی کہ دیکھنے والوں پر بھی ایک مرتبہ تو اسلامیوں کی

دنیاداری اور دولتمندی کا سکہ جم گیا زرق برق لباس تانگے اور ٹیکسیوں کی بھرمار کثرت

خرید و فروخت قطب اور لال قلعہ کی سیر مقبرہ ہمایوں اور صفدر جنگ کی کرائیوں

میلہ کے نظارے اور ہفت بھر کے میلے اور بیکاریوں نے مسلمانوں کے قبقہوں کے

مسرت کے ساتھ مل کر تماشا نظر کے سامنے پیش کئے عید گاہ

جامع مسجد شاہجہانی اور مسجد فتحپوری کے بے شمار و بے اندازہ ہجوم نے اغیار کے دلوں

کو دہلا دیا لیکن اصلیت یہ ہے کہ عید کی اس خوشی میں بربادی مسلمین کے ہی سو

نشتر چھپے ہوئے صاف نظر آگئے۔

مسلمانوں کی ناعاقبت اندیشیوں اور مجازی بے پروائیوں نے انھیں صرف

اس خیال رکھا ہے کہ وہ جوں توں کر کے اپنی گذر کر سکیں وہ اپنے اسراف کے صدقہ

میں ایک پیسہ بھی فاضل نہیں کر سکتے یہ حالت امیر ہو یا غریب سب پر حاوی ہے

اور سب ایک ہی کشتی میں سوار ہیں جب صورت حال یہ ہو تو ظاہر ہے کہ عید کے

بعد جو تہیٹر اور سینما دیکھے گئے ناچ و رنگ کی جو محفلیں آراستہ ہوئیں ہزار ہا روپیہ

موٹروں تانگوں اور ٹیکسیوں کی نذر ہوگیا۔ لذیذ و مرغن غذائیں جو پکائیں اور تقسیم کی

گئیں پر شاندار پوشاکیں جو بنیں وہ کہاں سے بنیں؟ گھر کا زیور فروخت ہوا یا قرض لیا گیا

یا پھر سال بھر کے اندوختہ میں بے دردانہ آگ لگا دی گئی۔

بیاہ شادی کے مصارف نے کچھ کم تباہی نہ پھیلائی تھی کہ تہواروں کے اسراف نے

رہا سہا بھی کچھ مرکا دیا خلاہر کچھ احساس نہ ہو لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو صد ہا شریف

گھرانے انہی مصارف اور اس کے تلون کی بدولت تباہ ہو گئے اور زمینوں، جائدادوں

اور محلوں کے مالک مفلس بنکر رہ گئے کتنے افسوس کی بات ہے کہ نماز نہ پڑھنا روزے

نہ رکھنا تو معیوب نہیں سمجھا جاتا مگر عید کو کسی کے گھر سوئیاں نہ پکیں کسی کے بچے نئی پوشاک

سے محروم رہ جائیں کسی اہل خانہ کے لئے قیمتی ساڑیاں نہ خریدی جائیں تو شدید بدنامی ہو

اور ساری برادری میں ناک کٹ جائے گویا اب رسم و رواج نے فرائض و سنن کی جگہ

اختیار کرلی وہ انہی ناعاقبت اندیشیوں اور لغزشوں نے مسلمانوں کو تباہ کر رکھا ہے

یہ سب نتائج ہیں تعلیمات اسلامی سے بعد و منافرت کے اسلام جب حیثیت خرچ

کرنے کو نہیں روکتا مگر اسراف و تبذیر کا سختی کے ساتھ مخالف ہے کاش مسلمان عبرت

حاصل کریں سچے مسلمان بنیں اور اپنے تہوار بھی اسلامی رنگ میں منائیں کہ سچی مسرت

کا راز اسی میں مضمر ہے۔

الورمیں برطانوی کمانڈر کی تحقیقات

الور کی بناوت تحریک الحاق [illegible] میں کسا جا رہا ہے

[illegible]

[illegible] کی حکومت کے بعد [illegible]

ریاست کی شکایات حقہ کا اعلان کیا تو جست [illegible] اور [illegible]

اپنی شکایات پیش کرنے لگے پہلے پہلے ریاستی پولیس کے خوف سے [illegible]

نہ پڑی لیکن جب انھیں کمانڈر نے بعد اطمینان دلا دیا تو انھوں نے [illegible]

اپنے دکھ درد بیان کرنے شروع کردیئے ان کی داستان ہائے الم [illegible]

اور جگر دوز ہیں اور اس سے بیک نظر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ الور میں [illegible]

دلوا لب کی کیسی خرمن سوز بجلیاں تڑپتی رہی ہیں۔

انتہا یہ ہے کہ جہاں ریاست الور کے ملحقہ ضلع گوڑگانوہ میں [illegible]

سے بارانی اراضی پر چودہ آنے فی بیگھ اور چاہی اراضی پر سوا روپیہ فی بیگھ

وصول کیا جاتا ہے وہاں چند میل کے فاصلہ ہی پر ریاست کی [illegible]

اس لگان کی مقدار بالترتیب چار اور آٹھ روپیہ فی بیگھ ہو جاتی [illegible]

بہا کتنا نہیں کیا جاتا بلکہ ایک ایک قطرۂ آب کو ترستے رہنے کے باوجود [illegible]

کو آبیانہ بھی دینا پڑتا ہے اور بارانی علاقوں میں اسی وجہ سے [illegible] روپیہ

تک کاشتکاروں کو دینا پڑتا ہے اس لگان پر چھ فی صدی مزید ٹیکس [illegible]

ہسپتالوں اور اسکولوں کے لئے لیا جاتا ہے حالانکہ یہاں ان [illegible]

کا نظام نہایت بدترین حالت میں ہے مہاراجہ بہادر کو شکار کا شوق ہے اس

لئے وہاں محفوظ جنگلوں کی بڑی کثرت ہے درندے ہلاک کرنے کی ممانعت ہے یہ

درندے غریبوں کی کھیتیاں کھا جاتے ہیں مواشی اٹھا لیجاتے ہیں مگر مجال نہیں کہ

کوئی لب شکوہ وا کرسکے۔

جب میواتیوں میں ہیجان پیدا ہوا اور وہ تنگ ہو کر مالیہ دینے سے منکر

ہوگئے اور ان پر گولیاں برسنے لگیں تو مسلمانوں کو قدرتاً اس سے شدید صدمہ پہنچا

اسی وقت ہندو و مسلم فرقہ پرستوں نے اسے ہندو مسلم سوال بنانے کی سعی شروع کردی

اور مظلوموں کو باغی کا خطاب دیا جانے لگا اور ڈاکٹر مونجے نے یوم الور منانے کا اعلان

کردیا مگر غنیمت ہے کہ چند ہوشمند زعمائے ہنود ہی نے اس کی مخالفت کی اور اسے کشمیر

بننے دیا اگر ہندو و مسلمان ایسے مواقع پر مشتعل جذبات فرقہ پرستی سے کام [illegible]

ٹھوس حقائق پر نظر کر لیا کریں تو باہمی تصادم کے بیشتر امکانات معدوم ہو جائیں

ابتدا ہی میں کشمیر والوں کے باشندے ملک ہی کی بات پر بلا تفریق [illegible]

بلا امتیاز مذہب و ملت صدائے احتجاج بلند کرتی تو ایک طرف تو رعایا [illegible]

راحت نصیب ہوتی اور دوسری طرف یہ ریاستیں بھی برطانوی مداخلت [illegible]

رہتیں ہیں توقع ہے کہ حکومت مظلومین الور کی شکایات کی تحقیقات کے لئے

ایک کمیشن کے تقرر کا اعلان کرے گی جو ایک معیار پر حکومت کو [illegible]

پر کرنا چاہیئے۔

نہ آزادی اور نہ درجہ مستعمرات

گول میز کانفرنس [illegible] ختم ہو چکی لیکن اس کے [illegible]

نتائج نے ملک میں بجائے طمانیت کے ایک [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حقیقت کا اندازہ تو ہر وہ شخص بہ آسانی کر سکتا ہے جس نے [illegible] اندازہ ہی ڈال لیا ہے جب سر موصوف موثر حربہ [illegible] اس کی حیثیت ایک کھلونے سے ہرگز زیادہ نہیں جب [illegible] اہم واشد ضروری شعبوں پر کوئی اختیار حاصل ہوگا وائع [illegible] غیر موثر ہوگی گورنر جنرل اور گورنروں کو پورے اختیارات [illegible] اس کو وسیع یا چند شعبوں کے ہمارے ہاتھ میں آجانے [illegible] حاصل ہو سکے گا۔

[illegible] کہتے ہیں کہ حکومت کی بارگاہ سے ہمیں جو کچھ عطا [illegible] مطالبات کی تضحیک ہے بلکہ اسے نمک بر جراحت کے نام [illegible] ہے کیا ملک کی بیت سالہ پر جوش جد و جہد اور ہزارہا فرزندانِ حریت [illegible] جانا تھا جو ہوا ہے نہ سہی آزادی نہ ملے سوراج کم از کم [illegible] کی حکومت تو ملنی چاہیئے تھی جب یہ بھی نہ ملے تو پھر آخر ہندوستانی [illegible] اطمینان کر سکتے ہیں ہمارے نزدیک ملک اس برطانوی پیشکش کو [illegible] کے لئے کبھی تیار نہ ہوگا اور جب تک حکومت ہندوستان کی خواہشات [illegible] اس وقت تک ملک میں سکون کا پیدا ہونا دشوار ہے۔

جاپان میں اصلاح معاشرت

اس بیسوی صدی میں ضروریات انسانی بہت بڑھ گئی ہیں اور مصارف [illegible] اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے بڑے بڑے متمول اور [illegible] متوجہ ہو رہے ہیں اور نہیں چاہتے کہ ان کا پیسہ غیر ضروری امور پر [illegible] شادی و بیاہ کے مصارف پر قانونی پابندیاں [illegible] میں بھی دولت کی بہتات کے باوجود ان رسوم پر معمولی خرچ [illegible] زیادہ [illegible] اس طرف متوجہ ہوا ہے اور جاپان [illegible] شادی بیاہ پر اپنی آمدنی کے تیس فیصدی حصے [illegible] کے بعد جو رقم دلہن کو پیش کی جائے وہ شادی کے کل مصارف کے [illegible] حصے سے نہ بڑھنی چاہیئے ان مصارف کا زیادہ تر حصہ [illegible] پر خرچ کیا جا سکے گا شادی کے وقت جو تبادلہ [illegible] کر دیئے گئے ہیں۔

[illegible] سال ہے وہ شادی پر ساڑھے تین [illegible] سال [illegible] ہونے [illegible] ہندوستان کی حالت [illegible]

[illegible]

[illegible] اصلاح معاشرت [illegible] مسلمانوں کو [illegible] زیادہ [illegible] ہیں [illegible] ہیں جہاں [illegible] موجود ہیں [illegible] بچیوں [illegible] میں پڑے ہوئے ہیں۔

انہماک سیاست کا جنون

انہماک سیاست بہت [illegible] ہے لیکن اگر یہ انہماک کسی انسان اور کسی قوم کو اصلاح و عمل کے دیگر اہم شعبوں سے یکسر بے پرواہ بنا دے تو پھر یہی امرت اس کے حق میں زہر بن جاتا ہے۔ انگریز، یہودی، پارسی، بدھ، ہندو اور سکھ کسی قوم کو دیکھ لو ان کے اندر جہاں سیاسی کارکن موجود ہیں وہاں معاشرتی، تمدنی اور تنظیمی کام کرنے والوں کی بھی کمی نہیں مگر مسلمان بدبخت و بدنصیب مسلمان محض سیاست کا ہو کر رہ گیا ہے اس کے بیرسٹر، اس کے لیڈر، اس کے پیر، اور اس کے عالم سیاست کے لئے وقف ہیں اور کچھ ایسا ڈھرا پڑ گیا ہے کہ اگر کوئی انہماک دوسرا کام [illegible] ہی ہے تو سیاسی طرف سے تو فرقہ پرستی کا طعنہ ملتا ہے اور [illegible] اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے ڈاکٹر کچلو نے تنظیم کی تحریک شروع کی ہر طرح مشغول اور بے ضرر تحریک تھی مگر ہر طرف سے ایسے شبے ہوئے کہ ڈاکٹر کچلو جیسا [illegible] ہمت ہار بیٹھا برادرانِ وطن میں پنڈت مالوی اور ڈاکٹر مونجے اور سوامی شردھانند تاکہ تو ایک طرف مذہبی اور سٹر ماگر رہا جا رہا ہے تک ہی اپنی قوم کی اصلاح و تنظیم کی طرف سے غافل نہیں ہر لیڈر مختلف شعبوں پر یکساں توجہ دیتا ہے [illegible] ان میں ہر شعبے کے رہنما موجود ہیں تنظیم کا کام بھی ہو رہا ہے اچھوت ادھار کی تحریک بھی چل رہی ہے صنعتی و تجارتی فروغ اور تعلیمی ارتقا کی مساعی بھی جاری ہیں اور اصلاح معاشرت کے کام بھی تشنہ تکمیل نہیں مگر مسلمانوں میں جتنے لیڈر ہیں وہ سب سیاسیات ہی کے بت کے پجاری ہیں اگر مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا کفایت اللہ [illegible] کا رشتہ سنبھالتے، سیٹھ عبداللہ ہارون اور سیٹھ محمد جمال تجارت و صنعت کی تحریک کو سنبھالتے، علمائے فرنگی محل اصلاح معاشرت کو لے کر کھڑے ہو جاتے مولانا شوکت علی اور ڈاکٹر انصاری تنظیم ملی کو کامیاب بنانے اور باقی رہنما سیاسیات میں لگے رہتے تو آج قوم کی حالت کچھ اور ہوتی ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ بزرگ سیاست کے پاس ہی نہ جائیں ضرور جائیں مل کر کام کریں مگر اپنے لئے اپنے شعبے [illegible] عمل [illegible] کر لیں جب تک مسلمانوں میں تقسیم عمل کے طور پر کام نہ ہوگا اور ہر شعبہ حیات میں ان کی رہنمائی نہ کی جائے گی اس وقت تک ان کا سنبھلنا اور میدان ترقی میں آگے بڑھنا بہت مشکل ہے۔

ترکی میں صنوعات کی ترقی

ترکی ان [illegible] صنوعات وطنی کی ترقی کے لئے ہر ممکن سعی و جہد کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنی جمہوریت کو مستحکم و مضبوط بنانے کے لئے انواع و اقسام کے پروپیگنڈے کئے جا رہے ہیں ہر سال ۱۱ دسمبر کو تمام ملک میں [illegible] اس روز تمام مدرسوں [illegible] ہوٹلوں اور محلوں [illegible] صنوعات کے لئے وقف کر دیا جاتا ہے اور عظیم الشان جلسوں [illegible]

[illegible]

[illegible] جا اس وقت کالعدم کر رہے ہیں۔ [illegible] اور چین ہی اس کے نتیج [illegible]

بلوچستان کا مستقبل

ہندوستان میں عنقریب آئینی اصلاحات کا نفاذ ہونے والا ہے مگر جہاں سندھ [illegible] کا اعلان ہو چکا ہے وہاں بلوچستان کے مسئلہ کو قطعی نظر انداز کر دیا [illegible] معاشرت اور آب و ہوا کے اعتبار سے یہ علاقہ ایک بالکل [illegible] ہند کے ماتحت ہونے کی حیثیت سے پورا حق رکھتا ہے [illegible] ہندو مسلمانوں کے چودہ نکات میں بلوچستان کو [illegible] بنایا جانے کا مطالبہ موجود ہے ہندو مسلمانوں میں [illegible] بلوچستان کے متعلق مسلم مطالبہ کو چوں کا توں [illegible] مناسب تو یہی ہے کہ حکومت ہر ایک اسکیم کو منظور کرنے [illegible] اس لئے ہر کسی قوم اور کسی حصہ کو شکوہ کا موقعہ [illegible] مصلح خسروی آتے اس کی اجازت نہیں دیتے تو اسے [illegible] کا سلوک کرنا چاہیئے۔ آل انڈیا بلوچ کانفرنس [illegible] کے متعلق یہ مطالبہ کر چکی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کے باشندے [illegible] میں کس قدر تیز ہو چکے ہیں۔

کانفرنس ہائے تہنیتی بار بار یاں

خوش اعتقادی بھی اپنی نوعیت میں ایک عجیب پر کیف چیز ہے [illegible] میں عقل و ہوش سے بیگانہ ہو جاتا ہے [illegible] کو کہیں دعوت نامے ارسال کر دیئے بس پھر کیا تھا [illegible] حلقوں میں ایک شور مسرت پیدا ہو گیا اور مختلف [illegible] کوئی کہتا ہے کہ وائسرائے ایک مجلس مشاورت منعقد [illegible] ہندوستانیوں کے احساسات کا پتہ لگا کر اصلاح حال [illegible] گول میز کانفرنس میں رہ گئی تھی وہ اب [illegible] تشنہ تکمیل نہ رہے گی غرض جتنے منہ اتنی باتیں [illegible] اہمیت دی جا رہی تھی کہ یکا یک اعلان [illegible] کانفرنس کے نمائندوں سے سرکاری طور پر نہیں انفرادی طور [illegible] کانفرنس یا مجلس مشاورت منعقد نہ ہوگی [illegible] وائسرائے نے صرف [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے فوقی کے ساتھ [illegible] میں ۲۰۶ فرانس میں ۱۵ سوئزرلینڈ میں [illegible] میں اور یونیورسٹیوں کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

وزارت صنائع و حرفت نے ۹۶ طلبا یورپ [illegible] کرنے کے بعد وطن واپس آ گئے اسی طرح وزارت جنگ کی طرف سے [illegible] میں تعلیم پا رہے ہیں ۲۵۳ طلبا ایسے ہیں جو [illegible] سرگرم تعلیم ہیں (۱۰) طلبا امریکہ بھیجے [illegible] کا انتظام کر رہی ہے ایران کی آبادی پنجاب کی برابر [illegible] ہے اور اس وقت ایک بیدار مغز اور روشن خیال [illegible] اسلئے تعلیم اور شوق تعلیم کا دریا امنڈ آیا ہے اور تعلیم [illegible] رشک ترقی کرتا چلا جا رہا ہے ایک ایران ہے اور ایک ہندوستان [illegible] خواہ ہندو ہے اور نہ مسلمان کا حقیقت یہ ہے کہ آزادی [illegible] اسی کے سایہ میں بڑھتی اور ترقی کرتی ہیں۔

لارڈ ولنگڈن کی تقریر

ہمارے ملک کے [illegible] ہند نے [illegible] تقریر ارشاد فرمائی کہنے کو وہ اپنی فصاحت و بلاغت [illegible] اچھی چیز ہے دلفریب الفاظ بھی ہیں اور [illegible] بھی ہے [illegible] کا شمار [illegible] حکومت کے بعد بھی فیڈریشن کے قیام کی سعی عمل [illegible] کے متعلق حکومت اپنی تجاویز اس سیشن کے اختتام [illegible] قرطاس ابیض جلد شائع کیا جانے والا ہے جس میں [illegible] جائے گا اور پارلیمنٹ کی مشترکہ کمیٹی میں [illegible] جائے گا سب کچھ ہے مگر کہیں صاف آزادی [illegible] کی بابت زرعیات، صنعیات، تجارت [illegible] بہت سی دلائی گئی ہیں حکومت کی [illegible] مگر غلط یہ ہے کہ پالیسی کے تغیر [illegible] بھی نہیں کیا گیا بڑی بات یہ ہے [illegible] اضطراب کے دور ہونے ہی [illegible]

افسانۂ راز پنہاں

[illegible]

درس القرآن

بسلسلہ سابقہ

یَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا
مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ قَدْ
جَاءَكُمْ مِنْ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ
مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ
الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

ترجمہ: "اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آئے ہیں کتاب میں سے جن امور کا تم اخفا کرتے ہو ان میں سے بہت سی باتوں کو تمہارے سامنے صاف صاف کھول دیتے ہیں اور بہت سے امور کو نظر انداز کر دیتے ہیں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے اور ایک کتاب واضح کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتاتے ہیں اور ان کو اپنی توفیق سے تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتے ہیں اور ان کو راہ راست پر قائم رکھتے ہیں"

تفسیر: خداوند تعالیٰ جب یہود و نصاریٰ کی عہد شکنی کو بیان فرما چکا اور ان کی سزا کو بھی بیان کر دیا تو اب ان کو ارشاد و ہدایت ایسے کلام پاک سے فرماتا ہے جو بطور معجزہ ان کی نصیحت کے لئے کافی ہے اور جس میں غیب کی خبریں مندرج ہیں ایک بار چند یہودی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زنا کے متعلق گفتگو کرنے لگے اور کہنے لگے کہ زنا کی سزا سنگساری تو بہت ہی سخت ہے آپ نے فرمایا تم میں سب سے بڑا عالم کون ہے سب نے بالاتفاق ابن صوریا کی جانب اشارہ کیا اور واقع میں ابن صوریا تمام یہود میں بڑا عالم تھا حضور نے ابن صوریا کو مخاطب کر کے فرمایا تم کو اس خدا کی قسم جس نے حضرت موسیٰ پر توریت نازل فرمائی ہے سچ بتاؤ کیا تمہارے یہاں توریت میں زنا کی سزا سنگساری نہیں ہے ابن صوریا نے جواب دیا کہ اے محمدؐ جب تم نے مجھے قسم دی اور قسم بھی بڑی سخت اس لئے واقعی بات مجھے ظاہر کرنی پڑی بیشک ہمارے یہاں بھی اہل اسلام کی طرح جرم زنا کی سزا سنگساری ہے لیکن جب ہم میں زنا کی کثرت ہو گئی تو ہم نے اپنی قوم کو سنگسار کر کے ختم کر دینا مناسب نہ سمجھا اس لئے رجم کے حکم کو خود بدل دیا اب کسی سے جرم زنا سرزد ہو جاتا ہے تو اس کے سو دُرے مارتے ہیں اور سر منڈوا کر اس کا منہ کالا کر کے تشہیر کراتے ہیں اس گفتگو کے بعد یہ آیت نازل ہوئی آیت میں نور سے مراد نبی گرامی کی ذات مقدس ہے اور کتاب مبین سے مراد قرآن ہے کیونکہ حضور نے اپنے نور ارشاد ارشاد و ہدایت سے تمام عالم کو روشن کر دیا اور کفر کی تاریکی کو زائل کر دیا اور قرآن نے حق و باطل [illegible] الگ الگ کر کے دکھلا دیا اور حق کو ظاہر کر دیا آیت کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] اہل [illegible] تمہارے پاس ہمارا رسول آ چکا

تم کو اس کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں کرنا چاہئے دیکھو تم جو توریت و انجیل کی بہت سی صحیح باتیں چھپایا کرتے تھے آیت رجم کو خاص کر تم نے چھپا رکھا تھا محمدؐ کے اوصاف اخلاق علاوہ ازیں حلیہ اور آپ کی بعثت کے فضائل و خصائل اور بعض دیگر مسائل جو تمہاری کتابوں میں مذکور تھے ان سب کو تم نے عوام کی نظر سے پوشیدہ کر لیا تھا ان میں سے بہت سی باتیں جو مناسب نہیں وہ ہمارا رسول تم کو بتاتا ہے اور جو غیر مناسب ہیں جن کے ظاہر کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے ان کو نہیں بتاتا ہے لہٰذا تم کو رسول اللہ کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ہمارا رسول جو کفر کی تاریکی کے لئے اجالا ہے وہ تمہارے پاس آ چکا اس لئے تم کو چاہئے کہ کفر کی اندھیری سے نکل کر روشنی میں آ جاؤ اور فقط یہی نہیں کہ صرف رسول کو ہم نے بھیجا ہو بلکہ قرآن پاک بھی تمہارے پاس آ پہنچا جو اپنے قوانین و ضوابط کی وجہ سے حق و باطل میں فیصلہ کر دیگا جو باطل باتیں تم نے پھیلا رکھی ہیں ان کو مٹا ڈالے گا اور حق کو چمکا دیگا دیکھو جو شخص خدا کی رضا جوئی کے درپے ہوتا ہے خدا اس کو اسی قرآن کے ذریعہ ہدایت کی راہیں دکھا دیتا ہے اور نجات و سلامتی کے راستے بتا دیتا ہے [illegible] جو خدا کی رضا مندی کا خواستگار نہیں ہے خدا اس کو قرآن کے ذریعہ سے بھی راہ نجات نہیں دکھاتا اس کو اتنی سمجھ ہی نہیں ہوتی کہ قرآن کو سمجھے یا اس کے مقرر کردہ قوانین کو اپنا دستور العمل بنائے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ قرآن بارادہ الٰہی ایسے لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کے ارادہ و تاثیر اور توفیق سے قرآن پاک لوگوں کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاتا ہے ہاں جس کو رضا مولا کی خواہش نہیں ہے وہ اندھیریوں میں پڑا رہتا ہے نہ اس کو روشنی سوجھتی ہے نہ وہ ایمان لاتا ہے ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ قرآن قیامت کے دن نور و حجت ہو گا پھر آگے ارشاد ہوتا ہے کہ قرآن سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے یعنی اسلام کا راستہ دکھاتا ہے مطلب یہ ہے کہ تم تاریکی میں ..... پڑے ہو تم کو راہ راست نہیں سوجھتی ادھر ادھر بھٹک رہے ہو بعض لوگ تو اپنی گمراہی کا احساس ہے اور بعض کو اس کی حس بھی جاتی رہی ہے جن کو احساس ہے ان کو روشنی میں آ جانا چاہئے رسول پر ایمان لانا چاہئے قرآن کے مقرر کردہ اصول و قواعد پر کاربند ہونا چاہئے اور جن کو اپنی ظلمت کفر کا احساس بھی جاتا رہا ہے ان کو خدا بھی ہدایت نہیں کرتا ہے۔

مقصود بیان جو شخص خود اپنی مدد کرنی نہ چاہے اس کو کوئی ریفارمر کوئی نبی کیسی بڑی سے بڑی الہامی کتاب یہاں تک قرآن بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور جو شخص اندھیرے میں ہو اور تاریکی کا احساس بھی نہ رہا ہو اور نہ وہ تاریکی سے نکلنا چاہے تو کوئی روشنی اس کے لئے کارگر نہیں ہو سکتی اور نہ خدا اس کو ہدایت کرتا ہے بلکہ یونہی اندھیرے میں پڑا رہنے دیتا ہے دانشمند انسان کے مشورہ قرآن [illegible] ہے اس کے مقرر کردہ قوانین دنیاوی [illegible] باریک سے باریک اور پیچیدہ سے پیچیدہ گتھیوں کو سلجھانے کے لئے کافی ہیں رسول اللہ کو توریت و انجیل

کا الہامی علم تھا خدا نے ان کو وحی کے ذریعہ سے یہ علوم عطا کئے تھے جن کا ظاہر کر دینا مناسب ہوتا تھا ان کو آپ ظاہر کر دیتے تھے اور جن باتوں کے اظہار میں کوئی فائدہ نہ ہوتا تھا ان کو آپ بیان نہیں فرماتے تھے۔ رہنما رضا مسلم کا اصل نقطہ نظر ہونا چاہیئے اور اسی کی ہر وقت طلب رہنی چاہیئے جو رضا سے ہو سکے کا خواستگار نہیں وہ مسلمان نہیں رسول کی ذات گرامی اور آپ کی شریعت حقہ ہمیشگی اور ابدی ہے جو کبھی اندھیری میں تبدیل نہیں ہو سکتی لہذا آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کی شریعت تمام شریعتوں کی ناسخ ہے وغیرہ۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ: بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہے آپ یوں پوچھئے کہ اگر ایسا ہے تو یہ بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح ابن مریم کو اور ان کی والدہ کو اور جتنے زمین میں ہیں ان سب کو ہلاک کرنا چاہیں تو کوئی شخص ایسا ہے جو خدا تعالیٰ سے ان کو ذرا بھی بچا سکے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خاص ہے حکومت آسمانوں پر اور زمین پر اور جتنی چیزیں ان دونوں کے درمیان میں ہیں ان پر اور جس چیز کو چاہیں پیدا کر دیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے

تفسیر:- گذشتہ آیات میں یہود و نصاریٰ کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی اور یہ بھی بتایا گیا تھا کہ یہ لوگ گمراہ ہیں ان کو راہ ہدایت تلاش کرنی چاہیئے ان آیات میں اہل کتاب کی گمراہی کی وجہ بیان کی گئی ہے اور یہود و نصاریٰ کے افتراء پن اور شیطانی خیالات کو توضیح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس کے بعد ان کے عقائد کی تردید دلائل قاطعہ سے کی گئی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم خدا ہے وہ سب کافر ہیں ان کو بصیرت والوں کو یہ نہیں سوجھتا کہ جو شخص مریم کا بیٹا ہے وہ کیسے خدا ہو سکتا ہے اور کس طرح خالق و معبود بن سکتا ہے اور کیونکر اپنی ماں کا خالق ہو سکتا ہے اگر قادر و معبود ہوتا تو اپنی ماں کو جنہوں نے غم و رنج کے ساتھ انتقال کیا اور دنیا میں مصیبت و تکلیف کے ساتھ زندگی بسر کی کیوں غم و اندوہ میں چھوڑتا کیوں ان کے آرام و آسائش کے سامان مہیا نہ کرتا۔ یہ بات جان لینی ضروری ہے عیسائیوں کے بہت سے فرقے ہو گئے تھے جن میں سے کچھ تو ابتک باقی ہیں اور ختم ہو کر فنا ہو گئے شروع دور میں نصاریٰ کے تین عظیم الشان فرقے تھے۔

ایک قائل تھا کہ عیسیٰ خدا کے رسول تھے خدا تعالیٰ نے دشمنوں سے ان کو بچا لیا اور ان کو اٹھا لیا مسیح نہ خدا کے بیٹے تھے نہ ان کو صلیب دی گئی نہ وہ مقتول ہوئے۔ مومن عیسائیوں کا گروہ تھا اور یہی حق پر تھا۔

ایک فریق قائل تھا کہ مسیح خدا کے بیٹے تھے جو کچھ دنوں ہم میں رہے پھر ان کو صلیب دی گئی اور وہ خدا کے پاس پہنچ گئے۔

ایک گروہ کہتا تھا کہ مسیح درحقیقت خدا تھے ہم کو ... ہماری ... اس کی نافرمانی کی تو وہ خدا ہو کر ... مگر اللہ کر دونوں فرقے گمراہ ہیں اور انہوں نے اول الذکر مومن فرقہ کو قتل کر ڈالا آیت مذکورہ میں موخر الذکر دونوں فرقے مراد ہیں کیونکہ تیسرا فریق تو بلاتامل مسیح کو خدا کہتا تھا اور فریق دوئم مسیح کو ابن اللہ کہتا تھا لیکن چونکہ ابن اللہ کو بھی اللہ ہونا ضروری ہے اس لئے یہ بھی درحقیقت مسیح کو عین خدا کہتے تھے۔ ابن کثیر اگر مفسر۔ ہم نے آیت میں فرقہ ثالث یعنی یعقوبیہ کو مراد لیا ہے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت نجران کے عیسائی بھی الوہیت مسیح کے قائل تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت نجران کے نصرانیوں کے بارہ میں نازل ہوئی ہے اس کے بعد خدا تعالیٰ الوہیت مسیح کی تردید کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے محمد تم کہدو کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم اور ان کی ماں بلکہ تمام روئے زمین کی آبادی ہلاک کر دینا چاہے تو کون ان کی حفاظت کر سکتا ہے کس میں طاقت ہے کہ خدا سے ان کو بچا سکے جو آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب پر خدا کی بادشاہت ہے اسی نے سب کو پیدا کیا اور سب اسی کے قبضہ و اختیار میں ہیں خدا ہر چیز پر قادر ہے سب اسی کی مخلوق ہے جس بندہ کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے کوئی خدا نہیں ہو سکتا مخلوق جو اپنی ہستی میں خود محتاج ہو وہ خدا کیونکر ہو سکتی ہے حضرت عیسیٰ بھی مخلوق تھے اور خدا کی ملک و تصرف میں تھے پھر کس طرح وہ خدا ہو سکتے ہیں حالانکہ اگر خدا ان کو ہلاک کرنا چاہتا تو وہ خدا کو روک نہیں سکتے تھے۔

مقصود بیان - خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کا بیان۔ خدا واحد و قدوس ہے کوئی اس کا شریک نہیں اس کو ہر چیز پر قدرت کاملہ حاصل ہے جو چیز دوسرے کی محتاج ہو وہ خدا نہیں ہو سکتی تمام انبیاء و مرسلین اور ملائکہ خدا کی مخلوق ہیں اس کے محتاج ہیں اس لئے معبود نہیں ہو سکتے خدا میں دو اوصاف ہونے ضروری ہیں بے احتیاجی اور قدرت کاملہ مخلوق میں چونکہ یہ دونوں باتیں نہیں ہیں اس لئے کوئی مخلوق معبود ہونے کی سزاوار نہیں ہے وغیرہ۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ

(ترجمہ) اور یہود و نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں آپ یہ پوچھئے کہ پھر تم کو تمہارے گناہوں کے عوض عذاب کیوں دیں گے بلکہ تم بھی منجملہ اور مخلوقات کے ایک معمولی آدمی ہو اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گے بخشیں گے اور جس کو چاہیں گے سزا دیں گے اور اللہ ہی کی ہے سب حکومت آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے ان میں بھی اور اللہ ہی کی طرف سب کو لوٹ جانا ہے

تفسیر:- ایک مرتبہ نعمان بن عمی بحری بن عمرو اور شاس بن عدی اور بعض دیگر اکابر یہود حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کو اسلام کی ترغیب دی اور فرمایا خدا سے ڈرو اور ایمان لے آؤ وہ بولے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کس سے ڈراتے ہو ہم تو خدا کے بیٹے اور چہیتے ہیں ہم کو عذاب ہرگز نہ ہوگا ...

اس بات کے منکر تھے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی نحن ابناء اللہ کے چند معنے ہیں یہود و نصاریٰ کی مراد نحن ابناء اللہ کہنے سے یہ تھی کہ ہم خدا کے رسولوں کی اولاد ہیں ہمارے باپ دادا نبی تھے اس لئے ہمیں خدا کے عذاب کا کوئی خوف نہیں ہے نیز ہم لوگ قرب و منزلت میں خدا کے نزدیک مثل اولاد کے ہیں اور خدا ہم پر شفقت و رحمت فرمانے کے لحاظ سے مثل باپ کے ہے یا خدا کے بیٹے ہم میں سے تھے یعنی یہود کہتے تھے کہ عزیر خدا کے بیٹے تھے اور وہ ہم میں سے تھے اور عیسائی کہتے تھے کہ مسیح خدا کے بیٹے تھے اور وہ ہم میں سے تھے مطلب یہ ہے کہ ہمارے اسلاف میں خدا کے بیٹے گذرے ہیں اور خدا کی عنایت ان کے حال پر مبذول تھی اس سے ہم کو عذاب کا کوئی خوف نہیں ہے۔ ابراہیم تیمی نے یہ معنے بیان کئے ہیں کہ یہود کو واقعی خدا کے بیٹے ہونے کا دعویٰ نہ تھا بلکہ اہل کتاب کا مدعا یہ تھا کہ ہمارا فضل و شرف ہماری قدر و منزلت اور لوگوں کی بہ نسبت خدا کے ہاں زیادہ ہے کیونکہ ہمارے تعلقات خدا سے زیادہ ہیں اس وہم باطل کی خدا تعالیٰ تردید فرماتا ہے ارشاد ہوتا ہے اے محمد ان جھوٹے دعویٰ کرنے والوں سے کہدو کہ جب تم خدا کے پیارے اور خدا کی اولاد تھے تو پھر خدا نے تم پر اپنا عذاب کیوں نازل کیا کیوں تمہاری صورتیں مسخ کر کے بندروں اور سوروں کی طرح بنا دی تھیں کہیں کوئی حبیب اپنے حبیب کو عذاب دیتا ہے یا کوئی باپ اپنی اولاد کو مصیبت و تکلیف میں مبتلا کرنا گوارا کرتا ہے۔ ایک حدیث میں بروایت حسن بصری آیا ہے کہ واللہ خدا تعالیٰ اپنے حبیب کو ہرگز عذاب نہ دیگا ہاں دنیا میں کبھی مصیبت میں مبتلا کر دیگا۔ اس کے بعد فرماتا ہے کہ یہ تمہارے دعوے غلط ہیں بات صرف اتنی ہے کہ منجملہ دیگر انسانوں کے تم بھی انسان ہو اور خدا کی مخلوق ہو تو جو بھلائی یا برائی دوسرے انسانوں کے لئے ہے وہ تمہارے لئے بھی ہے سب کا یکساں حال ہے تم کو خدا سوا پر کوئی خاص شرف و امتیاز حاصل نہیں ہے خدا جس شخص کو چاہیگا بخش دیگا جس کو چاہیگا عذاب دیگا وہ مالک و مختار ہے اس کا کوئی مزاحم نہیں ہو سکتا تمام آسمان و زمین اور ان کی درمیانی کائنات اسی کی پیدا کی ہوئی ہے وہ اس کا خالق و مالک ہے اور پھر بالآخر اسی کی طرف سب کو جانا ہے کسی کو کوئی گھمنڈ نہیں ہو سکتا کہ خدا ہم کو عذاب نہ دیگا بلکہ جیسے جس کے اعمال ہوں گے ویسی ہی اس کی سزا ہوگی۔

مقصود بیان:- خدا سے کسی کا کوئی خاص رشتہ نہیں خدا بے نیاز ہے مختار ہے عذاب و ثواب سب اس کے ہاتھ میں ہے کسی کا اس پر کوئی حق نہیں انسان اور خدا کے درمیان اگر کوئی رشتہ مواصلت ہے تو نیک اعمال ہیں نہ حسب و نسب حتیٰ کہ نبی زادہ ہونا بھی بے سود ہے خدا زمانہ اور زمانیات سے خارج ہے اسی سے تمام چیزوں کی ابتدا ہے اور اسی کی طرف سب کی انتہا ہے تمام انسان خدا کی نظر میں برابر ہیں۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۵

(ترجمہ) اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آپہنچے جو کہ تم کو صاف صاف بتلاتے ہیں ایسے وقت میں کہ رسولوں کا سلسلہ موقوف تھا تاکہ تم یہ نہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر اور نذیر نہیں آیا سو تمہارے پاس بشیر اور نذیر آچکے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔"

تفسیر:- جب حضور اکرم نے قوم یہود کو اسلام کی ترغیب دی اور انہوں نے نہ مانا تو معاذ بن جبل اور سعد بن عبادہ نے فرمایا کہ اے جماعت یہود اللہ سے ڈرو تم خوب جانتے ہو کہ محمد خدا کے سچے رسول ہیں ہمارے مسلمان ہونے سے پیشتر تم ہم کو نبی کی یہی تعریف اوصاف و اخلاق اور یہی حلیہ بتاتے تھے اب کیوں انکار کرتے ہو رافع بن حریملہ اور وہب بن یہودا نے کہا ہم نے تم سے کبھی ایسا نہیں کہا اصل بات یہ ہے کہ خدا نے موسیٰ کے بعد تو کوئی کتاب ہی نہیں بھیجی اور نہ کسی نبی کو مبعوث کیا پھر محمد کی نبوت کس طرح سچی ہو سکتی ہے ہمارے پیغمبر موسیٰ تو خاتم النبیین تھے ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس گفتگو کے بعد یہ آیت اتری۔ آیت کا مطلب سمجھنے سے قبل یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ بروایت ابن عباس حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے درمیان ایک ہزار نو سو برس کا فرق تھا اور اس مدت میں ایک ہزار سے زیادہ انبیا صرف بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوئے تھے باقی دیگر اقوام کا اس میں شمار نہیں (سیوطی)

اور حضرت عیسیٰ اور حضور اکرم کے درمیان پانچسو انہتر سال کی مدت تھی اور اس میں کوئی نبی نہیں ہوا (بخاری) اور حضرت سلمان فارسی کی روایت ہے جو بخاری میں موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت اور حضرت عیسیٰ کے درمیان چھ سو برس کی مدت تھی بہرحال خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے یہود و نصاریٰ ایک مدت سلسلہ انبیا منقطع ہونے کے بعد ہمارا رسول اب تمہارے پاس آپہنچا اور اس کی صداقت کی ایک کھلی ہوئی دلیل یہ ہے کہ وہ باوجود امی ہونے کے تمہاری شریعتوں کے احکام سے واقف ہے اور ان کو تمہارے سامنے بیان کرتا ہے اور اس رسول کے بھیجنے کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن کہیں تم یہ نہ کہو کہ خداوندا تیری پرستش ضروری تھی لیکن ہم عبادت کا طریقہ نہیں جانتے تھے ایک مدت دراز بغیر کسی ہادی اور رسول کے گذر گئی تھی اس کی وجہ سے ہم کو احکام دین میں خبط اور خلط ہو گیا تھا ہم حق و باطل کے باہمی امتیاز سے قاصر تھے کوئی مبلغ یا ریفارمر ہمارے پاس تیری طرف سے مدت تک نہیں آیا کہ وہ ہم کو تیرے عذاب سے ڈراتا یا ثواب کا امیدوار کرتا لہذا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب تو تمہارے پاس ثواب کی بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا آپہنچا اب تو تم کو کوئی رنگ عذر بھی نہیں رہا لہذا اس کی اطاعت کرو اور اس کے احکام کی تعمیل کرو نیز یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے تم کو تمہارے اعمال بد کی سزا بھی دے سکتا ہے تم اس کے قبضہ سے باہر نہیں ہو سکتے!

مقصود بیان:- بعثت انبیا کی ایک جامع مانع دلیل کا بیان خداوندی طاقت و شوکت کا اظہار وعدہ وعید نبی صلعم کے ایک معجزہ کا بیان وغیرہ۔

صحیح بخاری شریف اردو

جو خاص طور سے مولوی کیلئے ترجمہ کرائی جا رہی ہے

(بسلسلہ گذشتہ)

۶۲۸۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ایک انصاری بڑا فربہ اندام بھاری بھرکم جسم کا تھا اس نے ایک (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ میں حضور کے ساتھ جماعت میں حاضر ہونے کی طاقت نہیں رکھتا اس لئے حضور میرے گھر تشریف لیجا کر کسی جگہ نماز پڑھ دیں تاکہ میں اس جگہ نماز پڑھ لیا کروں، حضور نے اس کی دعوت قبول کی اور اس کے گھر تشریف لے گئے، اس نے آپ کے لئے ایک چٹائی بچھائی اور اس پر پانی چھڑکا آپ نے اس پر دو رکعت نماز پڑھی (یہ حدیث سنکر) خاندان جارود کے ایک شخص نے حضرت انس سے کہا کہ کیا رسول اللہ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے حضرت انس نے فرمایا اس روز کے سوا اور کبھی میں نے حضور کو چاشت پڑھتے نہیں دیکھا۔

باب۔ کھانا تیار ہو اور فرض نماز کی تکبیر ہو جائے تو کیا جائے۔

۶۲۹۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب رات کا کھانا تیار ہو اور نماز کی بھی تکبیر ہو جائے تو ابتدا کھانے سے کرو (یعنی پہلے کھانے سے فارغ ہو جاؤ اور پھر فارغ ہو کر نماز پڑھو)

۶۳۰۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب شام کا کھانا سامنے آجائے تو نماز مغرب سے پہلے اس کو کھا لو اور کھانے سے روگردانی مت کرو۔

۶۳۱۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب شام کا کھانا تیار ہو جائے اور نماز کی تکبیر ہو جائے تو اول کھانا کھالے اور نماز کے لئے جلدی نہ کرے جب تک کہ کھانے سے فارغ نہ ہو جائے ابن عمر کا یہی دستور تھا کہ جب کھانا رکھدیا جاتا اور نماز کی اقامت ہو جاتی تو جب تک کھانے سے فارغ نہ ہو جاتے نماز کو نہ آتے اور وہیں بیٹھے بیٹھے، امام کی قرأت سنتے رہتے۔

۶۳۲۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص کھانے پر بیٹھ جائے تو خواہ نماز کی تکبیر ہی ہو جائے لیکن کھانے میں جلدی نہ کرے جب تک کہ خواہش کے موافق کھا نہ لے۔

باب اگر امام کو نماز کے لئے بلایا جائے اگر وہ کچھ کھاتا ہو تو کیا کرے۔

۶۳۳۔ حضرت عمرو بن امیہ کہتے ہیں کہ (ایک بار) میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ آپ بکری کا دست کاٹ رہے تھے اتنے میں آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا آپ فوراً کھڑے ہو گئے چھری پھینکدی اور بغیر (جدید) وضو کے نماز پڑھی۔

باب جو شخص گھر کے کسی کام میں مشغول ہو اور نماز کی تکبیر ہو جائے تو اس کو نماز کے لئے آجانا چاہیے۔

۶۳۴۔ حضرت اسود کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ حضور گھر میں کیا کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ حضور گھر میں گھر والوں کا کام کاج کیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے چلے جاتے تھے۔

باب جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے اور اس کا ارادہ صرف یہ ہو کہ لوگوں کو نماز سکھائے اور سنت نبوی کی تعلیم دے اس کا کیا حکم ہے۔

۶۳۵۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ (ایک بار) مالک بن حویرث ہماری اس مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا میں تم کو نماز پڑھاتا ہوں اور میرا ارادہ نماز پڑھانے کا نہیں ہے بلکہ اسی طرح نماز پڑھوں گا جس طرح میں نے حضور کو نماز پڑھتے دیکھا ہے (یعنی تم کو حضور کی نماز دکھانا چاہتا ہوں) ابو ایوب (اس حدیث کے سلسلہ رواۃ کے ایک راوی ہیں) کہتے ہیں کہ میں نے ابو قلابہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ کس طرح نماز پڑھا کرتے تھے انہوں نے جواب دیا ہمارے اس شیخ عمرو بن سلمہ کی طرح اور شیخ مذکور کا یہ قاعدہ تھا کہ سجدے سے سر اٹھانے کے بعد دوسری رکعت میں کھڑے ہونے سے قبل جلسہ استراحت کیا کرتے تھے۔

۶۳۶۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ جب حضور مرض وفات میں مبتلا ہوئے اور مرض شدت پکڑ گیا تو آپ نے فرمایا ابو بکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے عرض کیا ابو بکرؓ نرم دل کے آدمی ہیں حضور کے مقام پر کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے فرمایا (نہیں) ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے مکرر وہی قول اول عرض کیا تیسری مرتبہ میں حضور نے فرمایا (نہیں) ابو بکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تم عورتیں تو یوسف کے ساتھ والی عورتیں ہو (یعنی تمہارے دل میں کچھ ہے اور ظاہر کچھ اور کرتی ہو دل میں تو یہ ہے کہ ابو بکرؓ کے نماز پڑھانے سے لوگوں میں فتنہ ہو جانے کا خوف ہے اور ظاہر ابو بکرؓ کی نرم دلی کا عذر پیش کرتی ہو (قسطلانی بحوالہ القاری) حضرت ابو بکرؓ کے پاس رسول اللہ کا قاصد پہنچا اور حضور کی زندگی ہی میں ابو بکرؓ نے نماز پڑھائی۔

۶۳۷۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضور نے اپنی بیماری میں فرمایا کہ ابو بکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں میں نے عرض کیا کہ ابو بکرؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو گریہ و بکا کی وجہ سے لوگوں کو قرأت نہ سنا سکیں گے حضور عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ نماز پڑھا دیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت حفصہؓ سے کہا کہ تم بھی حضور سے یہی عرض کرو کہ ابو بکر آپ کی جگہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو قرأت نہ سنا سکیں گے آپ عمرؓ کو مامور کردیں کہ وہ نماز پڑھا دیں حضرت حفصہؓ نے اسی قول کے بموجب عمل کیا اس پر حضور نے فرمایا چپ ہو جاؤ تم عورتیں ہی تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت حفصہؓ نے مجھ سے کہا میں تم سے بھلائی نہیں پا سکتی (تم سے ہی) حضور کو مجھے ناخوش کرایا۔

۶۳۸۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے مرض وفات میں ابو بکرؓ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے ایک روز لوگ جماعت میں صفیں باندھے کھڑے ہوئے

پیر کا دن تھا، صفوں میں تھے، حضورؐ نے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھایا اور کھڑے ہو کر ہم کو دیکھتے رہے آپ کا چہرہ اس وقت، قرآن کا ایک ورق معلوم ہوتا تھا (یعنی جلد کی باریکی اور جمال و کمال کی روشنی کی وجہ سے حضورؐ کا چہرہ صاف اور درخشاں تھا) پھر آپ نے تبسم فرمایا حضورؐ کے دیدار سے ہم کو جو خوشی حاصل ہوئی اس کی وجہ سے ہمارا ارادہ ہوا کہ ہم فتنہ میں پڑ جائیں (یعنی نماز توڑ دیں)، ابوبکرؓ اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹے اور یہ خیال کیا کہ حضورؐ نماز کو تشریف لا رہے ہیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں گے یہ دیکھ کر حضورؐ نے ہماری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم لوگ اپنی نماز پوری کرو اس کے بعد حضورؐ نے حجرہ کا پردہ چھوڑ دیا اور اسی روز آپ کی وفات ہو گئی۔

۶۳۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب حضورؐ پر بیماری کی بہت شدت ہو گئی اور آپ مسجد میں آنے اور لوگوں کو نماز پڑھانے سے مجبور ہو گئے تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ نماز کون پڑھائے آپ نے فرمایا ابوبکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ ابوبکرؓ نرم دل کے آدمی ہیں جب قرأت کریں گے تو ان پر گریہ و بکا کا غلبہ ہو جائے گا اور وہ لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے، فرمایا ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے دوبارہ عرض کیا تو فرمایا ابوبکرؓ کو حکم دو نماز پڑھائیں تم عورتیں تو یوسفؑ کی ساتھ والیاں ہو

باب اگر کوئی شخص کسی سبب سے امام کے پہلو میں کھڑا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

۶۴۰۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے حکم دیا کہ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں جب سے صدیق اکبرؓ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہؐ کو بیماری سے کچھ سکون ہوا تو آپ گھر سے تشریف لائے اس وقت ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے جب ابوبکرؓ نے حضورؐ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے حضورؐ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو پھر آپ خود تشریف لے گئے حضرت ابوبکرؓ کے برابر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے ابوبکرؓ حضورؐ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے اور دیگر لوگ ابوبکرؓ کی اقتدا میں۔

باب اگر کوئی شخص (اصلی امام کے علاوہ) امامت کر رہا ہو اور پہلا امام آ جائے تو یہ امام پیچھے ہٹے یا نہ ہٹے اس کی نماز درست ہو جاتی ہے یہ حکم روایت حضرت عائشہؓ ثابت ہے۔

۶۴۱۔ حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہؐ خاندان بنی عمرو میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے اتنے میں (عصر کی) نماز کا وقت آگیا مؤذن نے صدیق اکبرؓ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا میں اقامت کہتا ہوں کیا آپ نماز پڑھائیں گے حضرت صدیقؓ نے فرمایا ہاں پڑھا دوں گا اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے امام ہو کر نماز شروع کر دی تھوڑی دیر میں حضورؐ بھی تشریف لے آئے اس وقت اصحاب نماز میں مشغول تھے حضورؐ صفوں کو چیر کر نماز کی نیت کر کے پہلی صف میں جا کر شریک ہو گئے اصحاب نے دستک دی (تاکہ صدیق اکبرؓ کو حضورؐ کی تشریف آوری کی اطلاع ہو جائے) لیکن حضرت ابوبکرؓ ادھر ادھر منہ پھیر کر نہ دیکھتے تھے اس لئے ان کو اطلاع نہ ہوئی جب تالیوں کی آواز بہت زیادہ ہوئی تو حضرت صدیقؓ نے دیکھا کہ حضورؐ صف میں کھڑے ہیں، آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو اور امامت کرتے جاؤ صدیق اکبرؓ نے ہاتھ اٹھا کر خدا کا شکر بیان کیا کہ حضورؐ نے مجھ کو امامت کا حکم دیا اس کے بعد حضرت صدیقؓ پیچھے ہٹتے ہٹتے صف کے برابر ہو گئے اور رسول اللہؐ نے آگے بڑھ کر امامت کی جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا ابوبکرؓ جب میں تیرے حکم کے باوجود تم کیوں وہاں نہ ٹھہرے رہے صدیق اکبرؓ نے عرض کی کہ ابن ابو قحافہ کے لئے سزاوار نہیں کہ رسول اللہؐ کے سامنے امام بنے پھر حضورؐ نے اصحاب کو خطاب کر کے فرمایا کیا وجہ کہ میں نے تم کو تالی بجاتے دیکھا جس شخص کو نماز میں کوئی ضرورت پیش آئے تو چاہئے کہ سبحان اللہ کہے جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف التفات کیا جائے گا تالی بجانی تو صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔

باب جب سب لوگ تلاوت قرآن میں برابر ہوں تو سب سے بڑی عمر والا امام بنایا جائے۔

۶۴۲۔ حضرت مالک بن حویرثؓ کہتے ہیں کہ ایک بار ہم کئی جوان حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے پاس بیس روز تک قیام پذیر رہے آپ بڑے مہربان تھے آپ نے جب دیکھا کہ ہم گھروں کے جانے کے مشتاق ہیں تو فرمایا تم اپنے اپنے وطن کو واپس چلے جاؤ اور وہاں کے لوگوں کو مذہبی تعلیم دو کہ فلاں نماز فلاں وقت اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھا کریں جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی شخص اذان دیا کرے اور جو بڑا ہو وہ امامت کرے۔

باب۔ اگر امام کسی قوم کی ملاقات کو جائے تو اس کے لئے ان لوگوں کی امامت کرنی جائز ہے (یعنی غیر کی جگہ میں بھی یہ امام امام بن سکتا ہے)

۶۴۳۔ حضرت عتبانؓ کہتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہؐ نے میرے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی میں نے اجازت دے دی آپ نے (داخل ہو کر) فرمایا تم کس جگہ مجھ سے نماز پڑھوانی چاہتے ہو میں جس جگہ نماز پڑھوانی چاہتا تھا وہ حضورؐ کو بتا دی آپ نماز کو کھڑے ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی آخر میں آپ نے سلام پھیرا اور ہم نے بھی سلام پھیرا۔

باب امام تو صرف اسلئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے حضورؐ نے مرض وفات میں لوگوں کو بیٹھے بیٹھے نماز پڑھائی تھی ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جب مقتدی (رکوع یا سجود میں) امام سے قبل سر اٹھائے تو پھر سر کو وہیں رکھ دے اور امام کے سر اٹھانے کے بعد اتنی دیر ٹھہرا رہے جتنی دیر کہ اس سے پہلے سر اٹھایا تھا پھر امام کی پیروی کرے (اور سر اٹھائے)

۶۴۴۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضورؐ کا مرض شدید ہو گیا اور آپ مسجد میں تشریف نہ لیجا سکے، تو آپ نے فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں ہم نے عرض کیا ابھی تو نہیں آپ کا انتظار کر رہے ہیں فرمایا میرے لئے پانی کا ٹب لاؤ ہم نے ٹب حاضر کر دیا آپ نے اس میں غسل کیا اور اٹھنا چاہتے تھے کہ بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو دریافت فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہم نے عرض کیا ابھی تو نہیں حضورؐ کا انتظار کر رہے ہیں فرمایا میرے لئے ٹب میں پانی لاؤ ہم نے حاضر کر دیا آپ نے غسل کیا اور اٹھنا ہی چاہتے تھے کہ غش آگیا جب کچھ سکون ہوا تو دریافت فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض کیا ابھی نہیں وہ ابھی حضورؐ کا انتظار کر رہے ہیں فرمایا پانی کا ٹب لاؤ ہم نے لا کر حاضر کر دیا آپ نے غسل فرمایا اور پھر اٹھنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ غش آگیا جب ہوش آیا تو پھر دریافت فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہم نے عرض کیا ابھی نہیں حضورؐ کے انتظار میں ہیں اور اس وقت لوگ واقعی ہجوم کئے ہوئے مسجد میں عشاء کی نماز کے لئے حضورؐ کا انتظار کر رہے تھے بالآخر رسول اللہؐ نے حضرت صدیقؓ کے پاس آدمی کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دو

...چکر کہنے لگا کہ حضور اکرم تم کو نماز پڑھانے کے لئے امر فرماتے ہیں حضرت
... عمر دل کے آدمی تھے حضرت عمر سے کہنے لگے تم نماز پڑھا دو حضرت عمر نے
... تم اس کے مجھ سے زیادہ مستحق ہو حاصل ابوبکر ان دونوں میں نماز پڑھاتے
... ایک روز رسول اکرم کو اپنے مرض میں کچھ سکون معلوم ہوا تو آپ دو آدمیوں
... سہارے جن میں سے ایک حضرت عباس تھے ظہر کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے
... حضرت ابوبکر نے جب آپ کو دیکھا تو مصلے سے پیچھے ہٹنے لگے آپ نے ان کو اشارہ
... بتایا کہ اپنی جگہ قائم رہو پھر فرمایا مجھے ابوبکر کی برابر بٹھا دو چنانچہ ان دونوں
... (علی و عباس) نے حضور کو حضرت ابوبکر کی برابر بٹھا دیا راوی کا بیان
... کہ ابوبکر رسول اللہ کی اقتدا میں اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور باقی
... حضرت ابوبکر کی اقتدا کر رہے تھے۔

۴۴۶۔ ام المومنین حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک بار حضور کو کچھ عذر تھا
... گھوڑے سے گر پڑے تھے اور چوٹ لگ گئی تھی جس کی وجہ سے باہر تشریف نہ
... سکتے تھے، اس لئے آپ نے اپنے مکان میں ہی نماز پڑھی تھی آپ اس وقت بیٹھکر
... رہے تھے اور باقی لوگ کھڑے ہو کر پڑھتے تھے آپ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ
... آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام تو صرف اسی واسطے مقرر ہوا ہے کہ
... اس کی پیروی کی جائے لہذا اگر وہ رکوع کرلے تو تم بھی رکوع کرو اور اگر وہ رکوع
... سے سر اٹھائے تو تم بھی رکوع سے سر اٹھاؤ وہ سجدہ کرلے تو تم بھی سجدہ کرو وہ سمع اللہ
... لمن حمدہ کہے تو تم بھی اس کی بجائے ربنا لک الحمد ہو اگر امام بیٹھکر نماز پڑھے تو تم بھی
... بیٹھکر نماز پڑھو۔

۴۴۷۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں ایک بار حضور گھوڑے پر سوار ہوئے
... گھوڑے نے لغزش کھائی، آپ گھوڑے سے گر پڑے اور داہنی پہلو میں خراش

ہو گئی مجبوراً آپ نے بیٹھکر نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھکر ہی نماز پڑھی
نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا امام صرف اسی لئے مقرر ہوا ہے کہ نماز میں
اس کی پیروی کی جائے اگر وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہوکر پڑھو وہ رکوع کرے
تو تم بھی رکوع کرو وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی رکوع سے سر اٹھاؤ اور اگر وہ
سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اگر وہ بیٹھکر نماز پڑھے تو تم بھی سب بیٹھکر
پڑھو۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ حمیدی (بخاری کے استاد) نے مجھ سے کہا کہ بیٹھے
ہوئے امام کے پیچھے بیٹھکر نماز پڑھنے کا حکم اس وقت تک تھا جبکہ حضور علیل اول بار
ہوئے تھے بعد کو یہ حکم منسوخ ہو گیا کیونکہ مرض وفات میں حضور بیٹھکر نماز پڑھا
رہے تھے مقتدی کھڑے تھے اور کسی کو آپ نے بیٹھکر پڑھنے کا حکم نہ دیا تھا اور
چونکہ حضور کا یہ آخری فعل تھا اس لئے یہی فعل معتبر ہے پہلا فعل منسوخ مانا
جائے گا۔

باب امام کے پیچھے مقتدی کب سجدہ کرے یعنی کیا اس وقت سجدہ کرے جبکہ امام
قومہ میں ہو یا اس وقت سجدہ کرے جبکہ امام جلسہ میں ہو۔

۴۴۸۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت امام سجدہ کرے تو تم بھی کرو
۴۴۹۔ حضرت براء کہتے ہیں کہ حضور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہہ چکتے تھے تو اس وقت
تک ہم میں سے کوئی شخص اپنی پیشانی نہ جھکاتا تھا جب تک حضور سجدہ میں نہ پہنچ جاتے
تھے جب آپ سجدہ میں پہنچ جاتے تو اس کے بعد ہم بھی سجدہ میں جا پڑتے تھے۔

باب جو شخص رکوع یا سجدے سے امام سے پہلے سر اٹھائے اس کے واسطے کس قدر گناہ ہے
۴۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا امام سے قبل سر اٹھاتے وقت
کیا تم میں سے کوئی اس کا خوف نہیں کرتا کہ (شاید) خدا تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے
سر کی طرح کردے یا اس کی صورت گدھے کی صورت کی طرح کردے۔

کتاب الفقہ

سلسلۂ گزشتہ

باب الصوم

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال اگر کسی نے پرتھو یا دھواں کھینچا اور اس کا مزہ حلق میں آیا تو اس سے روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں

جواب اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

سوال اگر لکڑی یا دھنی یا تاگا اپنے حلق میں داخل کرے اور دوسرا سرا ہاتھ میں لئے رہے تو روزہ فاسد ہوگا یا نہیں۔

جواب اگر دوسرا سرا روزہ دار اپنے ہاتھ میں لئے رہے گا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔

سوال اگر کوئی شخص اپنی دبر میں انگلی داخل کرے یا عورت اپنی شرمگاہ میں انگلی داخل کرے تو روزہ فاسد ہوگا یا نہیں۔

جواب اگر انگلی پانی یا تیل سے تر ہوگی تو روزہ فاسد ہو جائیگا ورنہ نہیں اور سینگی کھچوانے اور پچھنے لگوانے اور فصد کھلوانے سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا اگر بے قصد کے دھواں حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا ہاں اگر قصداً دھواں حلق میں داخل کرے گا تو روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ دھوئیں کے روکنے پر قدرت رکھتا تھا اگر چاہتا تو دھواں حلق میں داخل نہیں ہوتا۔ اسی طرح کسی قسم کی خوشبو لگائی یا سونگھی جائے تو اس سے بھی روزہ فاسد نہ ہوگا۔

سوال اگر پسینہ یا آنسو حلق میں اتر جائیں تو روزہ فاسد ہوگا یا نہیں

جواب اگر مقدار میں کم ہیں تو کوئی ہرج نہیں اگر اتنے ہیں کہ حلق میں ان کی نمکین لذت معلوم ہوئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

سوال - اگر غبار اڑکر یا آٹا چھانتے ہوئے یا دوا پڑیا باندھتے ہوئے اڑکر حلق میں چلی جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ ان سے احتراز ناممکن ہے

سوال - اگر کسی کو روز نہانے کی حاجت ہو تو کیا کرے

جواب اس کو چاہیئے کہ روز نہاتا رہے اگر نہ نہائیگا تو روزہ فاسد نہ ہوگی۔

سوال اگر ذکر کے سوراخ میں تیل ڈالا یا دوائی ڈالی تو اس سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں۔

جواب تیل اور دوا کے ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں اگر حوض میں غوطہ لگایا اور کان میں پانی چلا گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اصح قول یہی ہے

سوال روزہ میں کان کریدانے کا کیا حکم ہے

جواب کان کھجایا یا کرید اتو روزہ نہیں جائے گا اگرچہ میل بھی نکلے۔

سوال اگر دماغ سے رینٹ اتر کر ناک میں پہنچے یا حلق میں گئی اور نگل گیا تو روزہ فاسد ہوگا یا نہیں۔

جواب ہر دو صورتوں میں روزہ فاسد نہ ہوگا۔

سوال قے ہو کیا حکم ہے؟

جواب اگر قے آپ سے آپ آئے تو روزہ نہیں جاتا اگرچہ منہ بھر کر کیوں نہ ہو خواہ حلق میں اتر جائے علاوہ ازیں کہ منہ بھر کے ہو ہاں اگر قے آئی اور قصداً نگل گیا تو روزہ جاتا رہے گا اور اگر منہ بھر کر قے نہ ہوگی تو قصداً نگلنے پر بھی روزہ نہیں جائیگا ہاں اگر قصداً قے منہ بھر کر کریگا تو سب کے نزدیک روزہ جاتا رہے گی۔

سوال اگر دانتوں میں رات کے کھانے میں سے مقدار چنے کے کوئی چیز اٹکی رہ گئی اور صبح کو اس کو نگل جائے گا تو اس کا روزہ جاتا رہے گا یا نہیں۔

جواب اس کا روزہ نہیں جائے گا۔

سوال اگر روزہ دار کے منہ سے خون نکلے اور حلق میں داخل ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔

جواب اگر یہ خون حلق سے نیچے اتر جائے گا اور پیٹ میں پہنچ جائے گا تو روزہ فاسد ہو جائے گا ورنہ نہیں اور خون کی تین حالتیں ہیں اگر خون تھوک پر غالب ہوگی تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اگر خون تھوک سے کم ہے تو فاسد نہ ہوگا اور اگر دونوں برابر ہیں تب بھی فاسد نہ ہوگی۔

سوال اگر تل کے برابر کوئی چیز چبائی اور اس کا مزہ آیا تو اس کا کیا حکم ہے اور اگر مزہ نہ آیا اور یوں کی یوں ہی حلق میں اتر گئی تو اس سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں۔

جواب اگر اس کو چبایا لیکن مزا حلق میں نہیں محسوس ہوا اور اگر محسوس بھی ہوا تو روزہ نہ جائے گا ہاں اگر اس کا مزہ حلق میں آیا اور منہ میں نہ پھیلی ہو تب بھی روزہ فاسد ہو جائے گا اگرچہ وہ چیز ان چیزوں میں سے ہو جن سے قضا لازم آتی ہے تو قضا لازم آئے گی اور اگر کفارہ لازم آتا ہے تو کفارہ لازم ہوگا۔

سوال روزہ دار کو روزہ یاد دلانا کیا ہے؟ -

جواب روزہ یاد دلانا واجب ہے مگر ناتوان اور ضعیف کو یاد نہ دلایا جائے اصل میں روزہ کا یاد دلانا نہ دلانا طاقت پر موقوف ہے۔

ما یفسد الصوم

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے قضا اور کفارہ لازم آتا ہے

سوال وہ کونسی چیز ہے جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

جواب روزہ دار کو روزہ یاد ہوتے ہوئے قصداً کھانا پینا حقہ پینا سگرٹ پینا تمباکو پان کھانا وغیرہ وغیرہ یا دانتوں میں چنے کے برابر یا اس سے زائد چیز کو نگل جانا یا خون تھوک پر غالب تھا اس کو نگل گیا اور اس کا مزہ حلق کو محسوس ہوا یا قصداً قے کی یا دانتوں کو اکھڑوایا اور خون حلق کے نیچے اتر گیا اور اس کا مزہ حلق محسوس ہوا یا مرد نے روزہ دار عورت کو پکڑ کر جبراً صحبت کی تو فاعل پر کفارہ اور قضا دونوں لازم آئیں گے اور مفعول پر صرف قضا لازم آئے گی - اگر عورت کی طرف دیکھا یا چھوا اور انزال ہو گیا تو اس صورت میں قضا لازم آئیگی اور کفارہ لازم

آئے گا اگر پیٹ میں دوا ڈوائی اور وہ شکم کی جھلی تک پہنچ گئی تو قضا
آئیگی کفارہ نہیں اگر عورت نے روئی یا کپڑا [illegible] کیا اور وہ اندر چلا گیا
شرمگاہ میں داخل کی اور وہ تر تھی یا تیل یا پانی [illegible] تو سب صورتوں میں
فاسد ہو جائے گا اگر مرد نے احتلام کیا تو قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہ
کیونکہ جماع صورتاً نہیں پایا گیا یا روزہ دار نے سوتے میں پانی پی لیا یا منہ
دوا لیا اور اس کا رنگ تھوک میں مل کر حلق میں چلا گیا یا روزہ دار کوئی چیز
چبا رہا تھا اور وہ بلا قصد منہ میں چلی گئی یا کسی نے کوئی چیز پھینکی اور وہ روزہ دار
منہ میں چلی گئی یا کسی محبوب کا تھوک چاٹ گیا۔ یا آنسو پیا اور اس کا نمکین ہونا
محسوس ہوا یا کلیجہ باہر نکل آئی تھی اس کو پانی سے تر کیا اور وہ تری کی
میں اندر چلی گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اگر عورت نے مرد کو چھوا اور
ل ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر مرد نے عورت کو چھوا لیکن کپڑے پہنے
تھی اور کپڑا اتنا دبیز تھا کہ گرمی محسوس نہ ہوئی اور انزال ہوگیا تو روزہ فاسد
ہوگا اور اگر منہ بھر کر قصداً قے کی تو روزہ فاسد ہو جائیگا اور اگر قے آئی بلا
خود منہ بھر کر ہو یا نہ ہو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر قے آئی بلا قصد لیکن چھوٹا
چنے کی برابر حلق میں اتار لی تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

سوال اگر کسی کو قے میں بلغم اور خون آیا تو اس سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں۔

جواب اگر قے میں صرف بلغم ہی آئے تو اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

سوال اگر کسی نے جبراً کسی عورت سے صحبت کی تو عورت کے لئے کیا حکم ہے

جواب عورت پر قضا لازم آئے گی اور مرد پر قضا اور کفارہ دونوں لازم
[illegible] جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

سوال اگر [illegible] طلوع ہو گئی تھی لیکن بیوی اپنے خاوند کے پاس قصداً گئی تو اس
[illegible] کیا حکم ہے۔

جواب اس صورت میں اگر مرد نے لاعلمی کی وجہ سے صحبت کی تو مرد پر قضا
لازم آئے گی اور عورت پر قضا اور کفارہ دونوں لازم آئینگے۔

سوال ایک عورت نے قصداً روزہ توڑا اور اس کے بعد حائضہ ہوگئی تو
اس کے لئے کیا حکم ہے

جواب اس پر سے کفارہ تو ساقط ہوگیا صرف قضا کرے گی۔

سوال ایک مرد نے قصداً روزہ توڑا اور بعد میں بیمار ہوگیا تو اس کے لئے
کیا حکم ہے۔

جواب اس صورت میں اس پر قضا لازم آئے گی اور کفارہ نہیں ہے لیکن اس
بیماری کے متعلق شرط یہ ہے کہ اس کو قدرتاً لاحق ہوئی ہو اس نے خود نہ پیدا کی ہو
اگر روزہ توڑنے کے لئے اپنے تئیں زخمی کر لیا تو اس صورت میں قضا اور کفارہ دونو
لازم آئیں گے۔

ان چیزوں کا بیان جن سے صرف روزہ کی قضا لازم آتی ہے اور کفارہ نہیں

سوال وہ کونسی صورتیں ہیں جن میں روزہ کی قضا لازم آتی ہے اور کفارہ نہیں آتا۔

جواب وہ صورتیں جن میں صرف قضا لازم آتی ہے یہ ہیں مثلاً کسی نے آٹا گوندھا

ہو اکھایا یا [illegible] کھایا [illegible]
لازم آئے گا اور قضا بھی لازم آئیگی یا مردہ جانور سے وطی کی یا ایسی لڑکی سے
وطی کی جو قابل جماع نہ تھی یا عورت کو شہوت سے بوسہ لیا یا ران میں وطی
کی یا بھول کر جماع کیا یا نمک کھایا یا اگر تھوڑا سا کھایا یا [illegible] قضا اور کفارہ دونوں
لازم آئیں گے اور اگر بہت سا کھایا تو مذکورہ بالا صورتوں میں صرف قضا لازم
آئے گی یا عورت کے مرنے کے بعد یا پیٹ پر جماع کیا یا ہاتھ سے منی نکالی
یا عورت اور مرد دونوں ننگے ہو کر سوئے اور انزال ہوگیا تو ان صورتوں میں
قضا لازم آئے گی یا حقنہ کیا یا ناک میں دوا ڈالی یا منہ میں دوا ڈالی اور اس
میں سے کچھ حلق میں اتر گئی یا کان میں تیل ڈالا یا کلی کی اور پانی بے اختیار
منہ میں اتر گیا یا ناک میں پانی دیتا تھا اتفاقاً دماغ میں چڑھ گیا یا سوتے روزہ
دار عورت سے زبردستی مباشرت کی ہو تو ان سب صورتوں میں قضا لازم آئیگی
کفارہ نہیں ہاں زبردستی مباشرت کرنے والے پر کفارہ بھی لازم آئیگا۔
اور اگر کسی نے سوتے ہوئے آدمی کی حلق میں پانی ڈال دیا تو اس پر قضا آئے
ہوگی کفارہ نہیں یا سمجھا کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی اور سحری کھاتا رہا یا معلوم
ہوا کہ آفتاب غروب ہوگیا ہے اور روزہ افطار کر لیا تھا لیکن معلوم ہوا کہ ابھی
غروب نہیں ہوا تھا دونوں صورتوں میں قضا آئے گی یا کسی شخص کو بواسیر تھی اور
مسے اندر سے باہر آجایا کرتے تھے اس نے ان کو پانی سے تر کیا اور وہ تر ہو کر اندر
چلے گئے تو اس صورت میں روزہ فاسد ہو جائے گا لیکن کفارہ لازم نہ آئے گا
صرف قضا آئیگی۔ یا کاغذ کھایا یا روئی کھائی یا کچے پھل کھائے ان سب صورتوں
میں قضا لازم آئے گی اور کفارہ نہیں آئے گا ہاں اگر کچے پھلوں [illegible]
کھایا تو کفارہ بھی لازم آئیگا۔ (کذا فی کتب الفقہ)

سوال اگر روزہ کسی وجہ سے فاسد ہوگیا تو باقی دن کیونکر گزارنا چاہیے۔

جواب اگر روزہ دار نے سحری کھائی اور صبح صادق طلوع ہو گئی تھی یا افطار
کر لیا اور دن باقی تھا یا مسافر نے اقامت کی یا عورت روزہ دار حائضہ ہوگئی
یا نفاس آگیا یا کافر مسلمان ہوگیا یا نابالغ بالغ ہوگیا یا کسی نے جبراً روزہ دار
کا روزہ تڑوا دیا تو ان سب صورتوں میں روزہ دار کو چاہیئے کہ باقی دن روزہ داروں
کی طرح گزارے کھائے پیئے نہیں یہ ادب رمضان مبارک ہے

سوال کیا ان سب صورتوں میں قضا واجب ہے! –

جواب ہاں سب پر قضا واجب ہے صرف بالغ ہونے والا اور مسلمان ہونے
والے پر ضروری نہیں۔

سوال بچہ کو روزہ کب رکھوانا چاہیئے!

جواب جب بچہ کی عمر دس سال سے زائد ہو جائے تو اس کو روزہ رکھوائیں

سوال اگر کوئی عورت زوال کے بعد حیض سے پاک ہوئی تو کیا [illegible]

جواب نہیں رکھ سکتی لیکن لوگوں کے سامنے کھانے پینے نہیں۔

سوال اگر بیمار تندرست ہو جائے یا مجنون کو ہوش آجائے تو ایک روزہ رکھ سکتا

جواب ہاں اگر یہ دونوں روزہ کی نیت کریں گے تو روزہ ہو جائے گا

سوال اگر کسی نے بھول کر صحبت کی اور یاد آتے ہی جدا ہوگیا تو اس کا کیا
حکم ہے!

جواب اس پر صرف قضا لازم آئے گی۔

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

بامرهم من انواع المخالفات والاثام والزلات والترهات فبالبلايا تنقى القلوب من ادناس الاوزار وتطهر وتخلو من الشرك بالله فتصفو مرآتها فتصلح لان تكون مسكنا للتوحيد والمعرفة والعلم والحكمة وتصير الساحة محط الواردات من الغيب كل ذلك نتيجة البلايا ثم قال النبي صلعم نحن معاشر الانبياء اشد الناس بلاء ثم الامثل فالامثل وقال صلعم انا اعرفكم بالله واشدكم له خوفا فكل من قرب من الملك اشتد خطره وحذره لانه في مرأى من الملك لا يخفى عليه تصاريفه وحركاته فان قلت الخليقة عند الله باجمعهم كرجل واحد لا يخفى عليه منهم شى فاى فائدة لهذا الكلام قيل الكلام قيل لك لما علت منزلته وشرفت رتبته عظم خطره لانه وجب عليه شكر ما اولاه من جسيم نعمه وفضله فادنى الالتفات عن خدمته تقصير فى شكره ونقصان فى طاعته قال الله تعالى يا نساء النبى من يات منكن بفاحشة مبينة يضاعف لها العذاب ضعفين قال ذلك لهن لتمام نعمته عليهن باتصالهن

اور اعضا انہیں کے حکم سے تعمیر کر رہے ہیں اور بلا نبوں ان کو دیدیں کے لئے کافی کر دیتے ہیں پھر وہ حکومت نازل ہو گئی اور جوارح سے ظاہر ہوا اور دل شرک سے خالی ہوا اور وہ قلب ہے اور یہی خانہ پاک و صاف ہوا اور وہ سینہ ہے اور لیکن قلب میں یہ توحید اور معرفت اور علم کے لئے جگہ ہو گیا اور سینہ غیبی عجائبات اور واردات کے نازل ہونے کی جگہ بن گیا اور یہ سب نتیجہ ہے بلاؤں کا نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہم گروہ انبیا اور لوگوں سے بڑھ کر بلا زیادہ سخت ہیں پھر اسی طرح درجہ بدرجہ اور اور پھر اور لوگ ہیں، اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں اللہ کو تم سے زیادہ پہچاننے والا ہوں اور خدا سے تم سے زیادہ ڈرنے والا ہوں پھر جو شخص بادشاہ سے زیادہ قریب ہوتا ہے یقیناً اس کا خطرہ اور اس کا حذر بھی زیادہ سخت ہوتا ہے اور یہ اس لئے کہ وہ بادشاہ کی نظر میں ہے اور بادشاہ پر اس کے تصرفات اور اس کے حرکات اور اس کا ملاحظہ مخفی نہیں، ظاہر ہے لیکن اگر تو یہ کہے کہ اللہ کے نزدیک تمام مخلوق شخص واحد کی طرح ہے اور اللہ سے کسی بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں تو پھر اس کلام کا کیا مطلب اور کیا فائدہ ہے تجھ سے کہا جائیگا کہ جب اس شخص قریب از خدا کی منزلت بلند ہوئی اور اس کا مرتبہ بڑھ گیا تو اس کا خطرہ بھی بڑا ہو گیا اس لئے اس پر اس چیز کا شکر کرنا واجب ہو گیا جو اللہ نے اپنی بڑی نعمت اور بڑے فضل میں سے اس کے لئے انعام کی ہے پھر خدا کی خدمت (و حضوری) سے اس کے غیر کی طرف، ادنیٰ التفات بھی اسکے شکر میں ایک قصور ہے اور یہ اس کی طاعت میں کوتاہی کرنی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ازواج نبی تم میں سے جو کھلی ہوئی بے حیائی کریں انہیں (اوروں کی نسبت) دو چند عذاب دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی

بالتشكيك من كان موصولا بالصو كربه تعالى الله علوا كبيرا عن التشبيه بخلقه ليس كمثله شئ وهو السميع البصير

نسبت اس لئے فرمایا کیونکہ وہاں ملامت پر اتصال اور قربت ہے اور جو اپنے علم کی وجہ سے مر تعالیٰ کی پوری تعظیم نہیں کرتا، پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اللہ سے واصل ہوا اور اس سے قریب ہے، تعالیٰ اللہ اس سے بہت ہی بلند و برتر ہے کہ اسے کسی مخلوق سے تشبیہ دی جائے کوئی شئی اس کی مثل نہیں ہے اور وہ سمیع و بصیر سننے والا اور دیکھنے والا ہے)

المقالة الثامنة والعشرون

فى تفصيل احوال المريد

اتريد الراحة والسرور والامن والسكون والنعيم والدلال وانت بعد فى كير السبك والتذويب وتمويت النفس و مجاهدة الهوى وازالة الاعراض دنيا واخرى وقد بقى فيك بقية من ذلك ظاهرة رحمة على رسلك يا مستعجل مهلا مهلا يا مغرور الباب مسدود الى ذلك وقد بقيت عليك منه بقية وبك ذرة منها المكاتب عبد ما بقى عليه درهم انت مصدود عن ذلك ما بقى عليك من الدنيا مقدار مص نواة الدنيا هواك ومرادك ومناك ورؤيتك لشئ من الاشياء وطلبك لشئ من الاشياء وتشوقك نفسك الى شئ من الاعواض دنيا واخرى فما دام فيك شئ من ذلك فانت على باب الفناء فاسكن حتى يحصل الفناء على التمام والكمال فتخرج من الكير وتكمل بيتك وصنعتك

مقالہ اٹھائیسواں

احوال مرید کی تفصیل

کیا تو ارادہ رکھتا ہے راحت و سرور کا خوشی و آسودگی کا امن و سکون کا اور نعمت کا اور حالت (یہ) تیری یہ ہے کہ ابھی تک تو نفس کو مارنے اور فنا کرنے، خواہشات کا مجاہدہ کرنے اور دنیا و آخرت کے معاوضوں اور مرادوں کے زائل کرنے کے لئے پگھلا دینے اور ڈھالنے کی بھٹی میں رہا ہے، جبکہ اس بھٹی سے کچھ چیز کا بقیہ تجھ میں نمایاں طور پر موجود ہے، پس اے جلد باز آہستہ آہستہ چل، اے دھوکہ کھانے والے ٹھیر ٹھیر کر چل اور کہہ کہاں تک وہ چیزیں زائل ہو جائیں کہ جس کی وجہ سے دروازہ بند ہے حالانکہ تیرے اس کا بقیہ اور اس میں کا ذرہ باقی ہے اور مکاتب غلام ہے کہ جب تک اس پر ایک درہم باقی ہو وہ غلام ہی ہے، پس جب تک تجھ میں کھجور کی گٹھلی چوسنے کی بقدر بھی دنیا باقی ہے اس وقت تک تو دروازے سے دور رکھا گیا ہے دنیا کیا ہے تیری خواہش اور تیری مراد ہے تیری آرزو ہے اور تیرا اشیاء میں سے کسی شئے کو دیکھنا اور طلب کرنا ہے اور دنیا و آخرت میں عوضوں میں سے کسی شئے کی طرف تیرے نفس کا شوق کرنا ہے پس جب تک تیرے اندر (ان مذکورہ چیزوں میں) سے کچھ بھی باقی ہے اس وقت تک تو فنا کے دروازہ پر ہے پس ٹھیر جا یہاں تک کہ فنا تام و کامل ہو کر حاصل ہو جائے

و تکسیٰ و تطیب و تبخر ثم تزف الی الملک الاکبر فتخاطب بالک الیوم لدینا مکین امین فتؤنس و تلاطف و تطعم من الفضل ومنه لیتقی و تقرب و تدنی و تطلع علی الاسرار وھی منک لا تخفی فتغنی بما تعطی من ذلک عن جمیع الاشیاء الا تری الی القراضة الذھب متفرقة متبددة منبوذة ملقاة عادیة بایدی العطارین والبقالین والقصابین والدباغین والنفاطین والکناسین ومتداولة بایدی الصناع الدنیة والرذیلة الدنیئة الخبیثة ثم تجمع فتجعل فی کیر الصائغ فتذوب ھناک باشتعال النار علیھا ثم تخرج منه فتطرق وترقق وتطبع فتصاغ فتجعل حلیا ثم تجلی وتطیب فتترک فی خیر المواضع والامکنة من وراء الاغلاق فی الخزائن والصنادیق والاحقاق او تحلی بھا العروس وتزین وتکرم وقد تکون العروس من الملک الاعظم فتنتقل القراضة من ایدی الدباغین الی قرب الملک ومجلسه بعد السبک والدق فھکذا انت یا مؤمن اذا صبرت علی جاری الاقدار ورضیت بالقضاء فی جمیع الاحوال تقرب الی مولاک فی الدنیا فتنعم بالمعرفة والعلوم والاسرار وتسکن فی الآخرة دار السلام مع الانبیاء والصدیقین والشھداء والصالحین فی جوار اللہ و دارہ و قربه

اور تو بھٹی میں سے نکالا جاتا ہے اور تجھے مخالفت سے ہٹا دیا جائے گا اور (تیرے) زنگری پوری ہو جائے گی تاکہ پھر تجھے زیور و ملبوس پہنایا جائے اور تجھے خوشبو لگائی جائے اور تو تجمیر کیا جائے اور اس کے بعد بڑے بادشاہ کے پاس لے جایا جائے اور پھر تو اس کلام سے مخاطب کیا جائے کہ آج کے دن تو ہمارے نزدیک صاحب قدرت اور امین ہے اور اب تجھے آرام دیا جائے گا اور تجھ سے نرمی کی جائے گی اور تجھ کو اس کے فضل سے کھلایا جائے گا اور تو مقرب کیا جائیگا اور اپنے مولیٰ سے زیادہ نزدیک کیا جائے گا اور بھیدوں پر مطلع کیا جائے گا اور اسرار الٰہیہ تجھ سے پوشیدہ نہ رہیں گے اور پھر تو اس نعمت دیئے جانے کے سبب تمام اشیاء سے بے پرواہ کیا جائے گا کیا تو سونے کے ذرات (متفرق) ٹکڑوں کو نہیں دیکھتا ہے (جو) عطاروں اور بقالوں اور قصابوں اور چمڑہ صاف کرنے والوں اور تیل فروخت کرنے والوں اور جھاڑو دینے والوں اور نفیس (یا) ذلیل خسیس اور کمتر پیشہ کرنے والوں کے ہاتھوں میں صبح و شام متداول .... (ایک ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ میں آنے جانے والے ہیں پھر وہ سونے کے ٹکڑے جمع کئے جاتے پھر وہ بوتہ زرگر میں ڈالے جاتے پھر ان پر آگ روشن ہونے کے سبب وہاں (وہ) پگھل جاتے پھر بوتہ زرگر سے نکالے جاتے کوٹے جاتے نرم کئے جاتے اور کسی ہیئت و شکل کو اختیار کرنے کے قابل بنائے جاتے ہیں پھر سانچے میں ڈالے جاتے پھر وہ زیور بنائے جاتے ہیں پھر جلا دیئے جاتے اور خوشبو لگائے جاتے ہیں پھر بہتر جگہوں اور محفوظ مکانوں کے مقفل خزانوں اور صندوقوں اور تاریک مقاموں میں رکھے جاتے ہیں یا پھر وہ دلہنوں کو پہنائے جاتے اور [illegible]

فاصبر ولا تستعجل وارض بالقضاء ولا تتھمه فیذیقک برد عفوه وحلاوة معرفته ولطفه وکرمه ومنه

اور [illegible] عظمت و کرم کی حلاوت [illegible] اور [illegible] دیا ہو گا [illegible] بادشاہ کی مجلس میں اور [illegible] کرنے والے لوگ [illegible] گرون [illegible] ہاتھ سے [illegible]

اور کرنے کے بعد بادشاہ کے پاس اور اس کی مجلس میں منتقل ہونے میں [illegible] ہے اور جب تو نے اے مومن مقدرات الٰہیہ کے جاری ہونے پر صبر کیا اور اس کی قضا اور قدر پر اپنے تمام احوال میں راضی رہا تو تو اپنے مولیٰ کا دنیا میں مقرب بنایا جائے گا پھر تجھے معرفت اور علم و اسرار کی نعمت دی جائے گی اور تیری آرام گاہ آخرت میں انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ اس کے جوار رحمت اور مقام قرب دائمی میں دار السلام بہشت میں ہو گی پس صبر کر جلدی نہ کر اور قضا پر راضی رہ اور حق سبحانہ تعالیٰ پر تہمت نہ رکھ پس وہ اس کے عفو و بخشش کی ٹھنڈک اور اس کی معرفت اور اس کے احسان کی حلاوت تجھے پائے گی۔

المقالة التاسعة والعشرون

(فی قوله صلعم کاد الفقر ان یکون کفرا)

قال رضی اللہ عنه فی قول النبی صلعم کاد الفقر ان یکون کفرا یؤمن العبد باللہ ویسلم الامور کلھا الی اللہ و یعتقد تسھیل الرزق منه وان ما اصابه لم یکن لیخطئه وما اخطأه لم یکن لیصیبه ومن یتق اللہ یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبه ویقول ذلک وھو فی حال العافیة ثم یبتلیه اللہ تعالی بالبلاء والفقر فیاخذ فی السؤال والتضرع فلا یکشفھا عنه فحینئذ یتحقق قوله کاد الفقر ان یکون کفرا فمن تلطف اللہ به کشف عنه ما به فادرکه بالعافیة والغناء ووفقه للشکر والحمد والثناء فیدیمه ذلک الی اللقاء ومن یرد اللہ فتنته ادام بلاءه وفقره فینقطع عنه مدد ایمانه فیکفر بالاعتراض والتھمة للحق والشک

مقالہ انتیسواں

(حدیث فقر قریب ہے کہ کفر میں ڈال دے)

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ فقر قریب ہے کہ کفر کا سبب ہو جائے آپ نے ارشاد فرمایا بندہ اللہ پر ایمان لاتا ہے اور تمام امور کو اللہ ہی کے سپرد کرتا ہے اور سہولت رزق کا یقین اسی کی طرف سے کرتا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ جو چیز اس کو پہنچی ہے وہ ایسی نہ تھی کہ اس سے خطا کر جاتی اور جو چیز کہ نہیں پہنچی ہے وہ ایسی نہ تھی کہ اسے پہنچتی اور اعتقاد رکھتا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا، جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے تنگی اور سختی سے نکلنے کی جگہ کو آسان کر دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں رکھتا اور جو شخص اللہ پر توکل اور بھروسہ کرتا ہے پس اسکے لئے اللہ ہر طرح کافی ہے اور بندہ اس قول کو اس حال میں کہتا ہے جب کہ وہ حالت عافیت و تندرستی میں ہے پھر اللہ اسے بلا اور فقر میں مبتلا کرتا ہے وہ بندہ کہ سوال کرنے لگتا ہے اور زاری [illegible] بلا و فقر کو دفع نہیں کرتا اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ قریب ہے کہ فقر اور کفر کا سبب ہو جائے ثابت ہو جاتا ہے [illegible] لطف [illegible] کا اس کا [illegible]

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھی جا رہی ہے

(نوشتہ مرزا صاحب دہلوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

قرآنی صداقت کی قرآنی شہادت

اللہ تعالیٰ کے قرآنی ارشادات ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ وہ خود اس کے متعلق کیا فرماتا ہے ذالک الکتاب لا ریب فیہ فیہا کتب قیمہ۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیء۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ یہ وہی کتاب ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں جس میں مستقل و پائدار صداقتوں کی کتابیں ہیں۔ ہم نے اس کتاب میں کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ سب کچھ لکھدیا اور واضح کردیا۔ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کیں اور تمہارے واسطے دین اسلام پسند کیا۔

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جبکہ حجۃ الوداع میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خطبہ سنا چکے تھے (بخاری شریف) قرآن خود ہی اپنی صداقتوں کا مظہر و مبین نہیں بلکہ وہ خود یہ نہیں کہتا کہ اس کے اندر ہر قسم کی صداقتیں اور حقیقتیں موجود ہیں بلکہ اس کے ماقبل کی کتابیں انجیل اور تورات بھی اس کی شہادت دے رہی ہیں انجیل میں کہا ہے کہ "میری اور بہت سی باتیں جن کی برداشت تم ابھی نہیں کرسکتے پر جب روح القدس آوے گی وہ تمہیں سچائی کی راہیں بتلا دیگی جب کمال آوے گا تو اس وقت ناقص نیست ہو جائے گا۔ پھر میں نے ایک اور فرشتے کو آسمان کے وسط میں اڑتے ہوئے دیکھا جس کے پاس زمین کے رہنے والوں کی ہر قوم قبیلے اور اہل زبان اور امت کے سنانے کے لئے ابدی خوشخبری تھی (مکاشفات یوحنا)۔ مگر مسیح اپنی نسبت فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوائے اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا (متی ۱۵)

اس کے ابدی اور تحریف سے پاک رہنے کے متعلق خود قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہم ہی نے اس کتاب کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ اس کے ابدی اور محفوظ رہنے کے متعلق کتب مقدسہ کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے۔ پھر میں نے ایک اور فرشتہ کو آسمان کے بیچ میں اڑتے دیکھا جس کے پاس زمین کے رہنے والوں کی ہر قوم قبیلے اور اہل زبان اور امت کے سنانے کے لئے ابدی خوشخبری تھی اور اس نے بڑی آواز سے کہا کہ خدا سے ڈرو اس کی بجائی کرو کیونکہ اس کی عدالت کا وقت آپہنچا ہے اور اسی کی عبادت کرو جس نے زمین آسمان سمندر اور پانی کے چشمے پیدا کئے مکاشفات ۱۴-۷۶"

انجیل و توریت کے متعلق قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ ان میں بندوں کے لئے نور اور ہدایت موجود ہے مگر یہ کتابیں تحریف سے محفوظ نہیں رہیں وقفینا علیٰ آثارھم بعیسیٰ ابن مریم مصدقا لما بین یدیہ من التورات واتیناہ الانجیل فیہ ھدی ونور ومصدقا لما بین یدیہ من التوراۃ وھدی وموعظۃ للمتقین۔ اور ان کے بعد ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو انہی کے قدم بقدم بھیجا جو اپنے سے پہلے موجودہ توراۃ کا مصدق تھا اور ہم نے اس کو انجیل دی اس میں ہدایت و نور ہے اور وہ تصدیق کرنے والی ہے اس کلام کی جو توراۃ سے پہلے موجود تھی اور وہ متقیوں کے واسطے ہدایت اور نصیحت ہے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ انجیل مقدس کے متعلق قرآن میں کیسے پاکیزہ اور تعریفی الفاظ موجود ہیں اسی طرح توراۃ کے متعلق بھی ایسے ہی تعریفی الفاظ آچکے ہیں پھر انجیل و توراۃ کی نسبت یہ الفاظ ہیں کہ اگر یہ توریت و انجیل اور ان صحیفوں کو جو ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے اترے ہیں قائم رکھتے تو ضرور اوپر سے اور پاؤں کے تلے سے کھاتے یعنی زمین و آسمان کی برکتیں ان پر نازل ہوتیں۔ اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ قرآن کریم خود ان کی صداقت کی شہادت پیش کرتا ہے۔ لوگوں میں یہ غلط خیال پیدا ہوگیا ہے کہ توراۃ نے زبور کو اور انجیل نے توراۃ کو اور قرآن کریم نے انجیل کو منسوخ کردیا حالانکہ پورا قرآن شریف پڑھ جایئے آپ کو کہیں کوئی ایسی آیت نظر نہ آئے گی جس سے ان کی تنسیخ ثابت ہوتی ہو بلکہ وہ تو ایک سے زیادہ بار ان کی تصدیق کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہر شہر اور ہر قوم میں نبی اور رسول گذرے ہیں اور ان پر ایمان لانے کی تاکید کرتا ہے جوں جوں انسان کی قابلیت و فہم میں ترقی ہوتی رہی جیسے جیسے ضروریات بڑھتی اور پیش آتی رہیں اور جس جس قوم کو جس جس اہلیت کا سمجھا گیا اسے ویسے ہی کتاب دی اور ویسے ہی ہدایتیں اور ویسے ہی حکم اس کے لئے صادر کئے حضرت مسیح نے خود بھی اس کی تصدیق کی ہے اور فرمایا ہے کہ میری اور بہت سی باتیں ہیں جن کی تم برداشت نہیں کرسکتے پھر جب روح حق آوے گی تو وہ تمہیں سچائی کی باتیں بتائے گی اور راہیں سکھائے گی اس وقت ناقص نیست ہو جائیگا۔ البتہ اسلام نے تکمیل کردی اور اس کتاب کو پوری دنیا کے لئے کردیا ان موجودہ اور مروجہ انجیل نے بعض ابدی رسومات کو منسوخ کردیا خلاً پیدائش ۱۷ سے واضح ہوتا ہے کہ ختنہ بنی ابراہیم میں ایک ابدی رسم تھی اور حضرت مسیح نے بھی ختنہ کرایا مگر اعمال ۱۰ باب اور اعمال گلتیان کے ۵ و ۶ باب میں منسوخ کی گئی توریت میں قربانی ابدی اور ضروری رسم تھی مگر شریعت عیسوی نے اسے مسترد کردیا اور کل احکام توریت بلفظ تنسیخ پھیر دیا گیا جیسا عبرانیاں ۱۳ میں مرقوم ہے وہ کوئی چیز ناپاک نہیں جانے ناپاک جانتا ہے اس لئے ناپاک ہے۔ ناسرافیان ۲ میں تحریر ہے مسیح نے اپنا جسم دیکر دشمنی یعنی شریعت کے احکام و مراسم کو کھو دیا۔ بعض رسومات کا نسخ موجودہ توریت میں بھی ہے مثلاً ابراہیم نے اپنی سوتیلی بہن سے نکاح کیا جس سے تمام انبیاء بنی اسرائیل پیدا ہوئے پیدائش ۲۰ موسیٰ نے ایسے نکاح کو حرام کردیا ۱۸ احبار۔ آدم کے وقت حلال جانور کا خون اور چربی بھی حلال تھی پیدائش ۹ نوح کے وقت میں خون حرام ہوا استثنا ۱۲ طلاق دینا حضرت موسیٰ کے وقت میں جائز تھا استثنا ۲۴ عیسیٰ نے یا تو مطلق طلاق کو منع کیا (مرقس ۱۰) حضرت یعقوب نے

دو حقیقی بہنوں سے پہلی بہن کی زندگی ہی میں نکاح کیا ہے یا مثلاً احبار ۱۱ حضرت موسیٰ نے
ان میں کو حرام قرار دیا لیکن احبار ۱۱ میں ہے کہ جو سب کا گوشت اور کئی چیزیں کھا سکتے ہیں
اور جو استعمال کرتے ہیں وہ سب ناپاک ہو جاتے مگر ططیس ۱۵ میں سب کچھ پاک
کر دیا تورات اور انجیل میں ایسے اختلافات بکثرت ہیں ان تمام امور کا آخری فیصلہ
رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی کامل شریعت نے ہمیشہ کے لئے کر دیا اور ایک ایسی
شریعت دنیا کے سامنے پیش کی جو تمام دنیوی ضروریات کو پوری ہی کرنے والی ہے کل
جو پہلی شریعتوں کی باتیں بھی موجود ہیں وہ فطرت انسانی کے پیش نظر موجودہ اور آئندہ
زمانوں کے لئے جو چیزیں ضروری تھیں وہ بھی سب اس میں رکھ دیں۔

کتب مقدسہ اولین کی تحریف

توریت و انجیل جو اس وقت مروج ہیں وہ تحریف و اشتباہ سے خالی
نہیں ہیں سلسلہ اس دور میں توریت یکجا کی نہیں گئیں بعد کو لوگوں نے انھیں جمع کیا استثنا
کے باب ۳۴ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد توریت جمع کی گئی
پھر اس میں بہت سی ایسی آیات ہیں اور اس قسم کی باتیں درج نظر آتی ہیں جو نہ اصلاً
صحیح ہیں اور نہ عقلاً انھیں درست مانا جا سکتا ہے مثلاً حضرت داؤدؑ کا اوریاہ کی بیوی کو بلا
اور اس کے خاوند کو عمداً ایک معرکہ جنگ میں مرنے کے لئے بھیج کر مرنے کے بعد اسے اپنے
عقد میں لے آنا۔ سموئیل ۲-۱۱ فرشتوں کا گھی دودھ اور تلا ہوا بچھڑا کھانا پیدائش ۱۸
حضرت لوطؑ کا شراب پی کر اپنی بیٹیوں سے مقاربت کرنا۔ پیدائش ۱۹۔ حضرت سلیمانؑ
کا ممانعت کے باوجود مآبی وغیرہ بت پرست عورتوں کو بیوی بنانا اور پھر بڑھاپے
میں بتوں کی طرف مائل ہونا۔ سات سو بیگمات اور تین سو حرم رکھنا۔ سلاطین ۱۱۔
حضرت نوحؑ کا شراب پی کر برہنہ ہونا۔ پیدائش ۹۔ حضرت یعقوبؑ کا جھوٹ بول
اور اپنے باپ حضرت اسحاقؑ کو دھوکہ دیکر برکت آپ سے لینا۔ خدا کا آسمان و زمین
پیدا کر کے پچتانا تکوین ۶ یرمیاہ ۱۸ اور خدا کا لوگوں کے ساتھ بدی کرکے نادم ہونا۔
اب آپ ان الزامات اور مندرجات سے قطع نظر کر کے اس کی تاریخی حالات و حوادث
پر غور کیجئے حضرت سلیمانؑ ہی کے عہد میں مصریوں نے جو یلغاریں کیں ان میں توریت
بالکل مفقود ہو گئی استثناء ۳۱ میں مرقوم ہے کہ توریت شریف تابوت سکینہ میں
رکھی ہوئی تھی مگر جب حضرت سلیمانؑ نے اسے کھولا تو انہیں اس میں پتھر کی
دو لوحوں کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ حضرت سلیمانؑ کی وفات کے چار سو برس بعد یوسیاہ
بن اموں کے عہد میں کاہن خلقیاہ نے ہیکل سلیمانؑ کے ایک گوشے سے کچھ پرانے
اوراق شائع کر دیئے اور یہ دعویٰ کیا کہ اس جگہ سے توریت دستیاب ہو گئی ہے پھر یہ
رہا سہا مجموعہ بھی بخت نصر شاہ بابل کی یورشوں میں فنا ہو گیا جب بنی اسرائیل ستر برس
کی قید کے بعد بابل سے چھوٹ کر گئے تو ان کے پاس کوئی ایک کتاب بھی موجود نہ تھی
انتہا یہ ہے کہ وہ اپنی مادری زبان تک بھی بھول کر کلدانی زبان بولنے لگے تھے مشہور
ہے کہ عزیر نبی نے توریت جمع کی بعض کہتے ہیں شمعون صادق نے اسے فراہم کیا لیکن
کچھ بھی ہو جو کچھ اس طرح جمع بھی ہو گیا تھا وہ انٹیوکس کے حملے میں برباد ہو گیا یہ شخص
نہایت ظالم تھا اور شام میں بادشاہت کرتا تھا اس نے بیت المقدس اور ہیکل کو منہدم
کر کے زمین کے برابر کر دیا ہزاروں اسرائیلیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا اور تمام کتب مقدسہ
کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر جلا دیا پھر اس کی ایذا دہی بلکہ ظلم کی انتہا یہ تھی کہ اس نے یہ فرمان
جاری کیا کہ جس شخص کے پاس بھی عہد عتیق کی کوئی کتاب برآمد ہو گی یا وہ شریعت کی رسم
ادا کرتا ہو گا اور اس کی اطلاع حکومت کو ہو جائے گی تو وہ بلا حیل و حجت قتل کر دیا جائے گا۔

یہ حادثہ ۱۶۸ قبل مسیح میں ہوا تھا مدت تک یہ صورت رہی کہ ہر جگہ یہ تحقیقات ہوتی تھی
کہ کوئی یہودی اپنی شریعت کی رسوم تو ادا نہیں کرتا یا کہیں کوئی کتاب چھپی ہوئی
باقی تو نہیں رہ گئی مکابیس کی پہلی کتاب کے باب اول میں یہ سب کچھ وضاحت سے درج ہے
غرضیکہ یہ مضمون ان کا مجموعہ بھی اس آندھی کی نذر ہو کر رہ گیا ۱۶۰ قبل مسیح میں یہودا
مکابیس نے ہیکل تعمیر کیا اور زبانی اور سینہ بسینہ روایات کی امداد سے ایک مجموعہ احکام
و قصص مرتب کر لیا جس کا نام توریت رکھ دیا گیا مفتاح الکتب بصفحہ ۲۰۵ حضرت مسیح
کے عہد تک یہی نسخہ موجود تھا متی ۱۵ میں حضرت مسیح یہود کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ تم
نے اپنی روایات سے خدا کے کلام کو باطل کر دیا۔
پھر مصیبت آئی اور ۷۰ء میں قیصر روم طیطس نے بیت المقدس پر دھاوا بول دیا اور
تمام شہر اور اس کے ساتھ ہیکل کو بھی آگ لگا دی لاکھوں انسانوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا
خون کی ندیاں بہا دیں یہ نقل توریت بھی اسی سیلاب مصائب کی نذر ہو گئی بعض کا
یہ بھی خیال ہے کہ طیطس توریت کے اس نسخہ کو اپنے ساتھ لے گیا ۶۰ سال اور گذرے تو
آدریان قیصر روم نے شہر اور ہیکل پر پھر دست تعدی بڑھایا اور اسے برباد کر کے اس
جگہ جیوپیٹر بت کا معبد تعمیر کیا اور یروشلم کا نام اپنے خاندان کی یادگار کے طور پر ایلیہ
رکھ دیا اس کے بعد بھی اہل توریت پر بربادیاں نازل ہوتی رہیں آخر جب امن کا
زمانہ آیا اور تشدد کا طوفان پرسکون ہوا تب علمائے یہود و نصاریٰ نے بڑی کوششیں
اور بڑی تلاش سے ایک مجموعہ احکام اور قصص جمع کیا اور اسے توریت کہنا
اس میں شک نہیں کہ علمائے یہود ہر دور میں موجود رہے اور توریت کے احکام و قصص
انہیں حفظ ہونا بھی علی الخصوص اس زمانہ میں جبکہ حافظے قوی ہوتے تھے کچھ مستبعد
امر نہیں اور پھر انہوں نے ہر تباہی کے بعد اس کی تلاش و فراہمی اور تحقیق میں بھی
انسانی کوششیں صرف کیں اور ہر بار بڑی کدوکاوش سے اسے جمع و فراہم کرتے رہے
لیکن دماغ ہزار قوی ہوں مصائب کی زلزلہ انگیزیاں اور مصائب کے سیلاب پھر بھی اس سے
متاثر ہو جاتے ہیں دماغ نے کہاں تک اور کتنی بار یادگیری کی ہو گی پھر ذاتی رجحانات
کاتبین کے سہو اور حفاظ کے نسیان سے وہ کہاں تک محفوظ رہی ہو گی۔ انٹیوکس بخت
نصر اور طیطس کی پھیلائی ہوئی تباہیاں فی الحقیقت عذاب الہٰی تھے ان بت پرست
فرمانرواؤں نے تاخت و تاراج میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا ان حوادث میں توریت
کی ترمیم و اصلاح یا غلطیوں سے پاک رہنا بہت مشکل ہے اصل توریت تو فنا ہی ہو گئی
تھی جو کچھ موجود ہے وہ نقل در نقل کی منزلیں طے کر چکی ہے ایسی حالت میں اس کی
صحت و اصلیت کے متعلق جو خیال بھی قائم کیا جا سکتا ہے اس کا اندازہ ہر شخص
بآسانی کر سکتا ہے۔
پھر توریت و انجیل میں صدہا نہیں ہزارہا اختلافات و تضادات موجود ہیں
بعض بعض مقامات پر ایسے فحش اور خلاف تہذیب جملے نظر آتے ہیں کہ ان
کو کلام الہٰی سمجھتے ہوئے انتہائی تامل ہوتا ہے نوحہ یرمیاہ کے باب سوم میں خدا
کو ریچھ اور شیر کہا ہے۔ حزقیل ۲۳ میں ملاحظہ ہو کہ یہ کتنے حیا سوز الفاظ
ہیں کہ خدا کا کلام مجھے پہنچا اور اس نے کہا کہ اے آدم زاد دو عورتیں تھیں
جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھیں انہوں نے مصر میں زنا کاری
شروع کی اور ان کی جوانی کے جوش نے انہیں بدکار کر دیا وہاں ان کی
چھاتیاں ملی گئیں اور ان کے بچپن کے پستان چھوئے گئے ان میں جو بڑی تھی
اس کا نام اہولہ اور چھوٹی کا نام اہولیبہ تھا وہ میری جوروئیں ہوئیں

بیٹے بیٹیاں انہیں بستیاں ۳۳ میں دیکھئے کہ ۱۱ اور وہ فوجی کے ساتھ جائے گی اور ساری زمین کی مملکتوں سے زنا کرانے گی لیکن اس کی تجارت اور خرچی خداوند کے لئے ہوگی،، پھر حزقیل ۲۳ میں ہے کہ وہ شہر ہی وہ اپنی جوانی کو یاد کر کے جبکہ وہ مصر میں چھنالا کرتی تھی اور زیادہ زناکاری کی سو وہ اپنے یاروں پر مرنے لگی جن کا بدن گدھوں کا سا بدن اور جن کا انزال گھوڑوں کا سا انزال تھا،، یہ تھی فحش اور لا یعنی چیزیں ہیں

انجیل کی تحریف

توریت کی تاریخ اور حالت پر اجمالی نظر کیجا چکی اب انجیل مقدس کی سرگزشت ملاحظہ فرمائیے اس کے متعلق کسی کو حتمی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کا حجم کتنا تھا اور وہ کس زبان میں تھی۔ پولس کے عہد کے بعد جبکہ متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی انجیل کا رواج ہوا اصل انجیل تو دنیا سے عنقا اور مفقود ہو چکی تھی اسکی وجہ یہ ہے کہ مسیحیت کے دشمنوں نے پہلی صدی میں بے انتہا مصائب پہنچائے اور حواریوں سے اصلی انجیل لیکر اُسے تلف کر دیا موجودہ انجیل میں خدا کا اور مسیح کا کلام مخلط ملط نظر آتا ہے لوقا اور مرقس تو حواری بھی نہیں کہا جاتا ہے کہ اصلی انجیل عبرانی زبان میں تھی مگر صدیوں سے اس اصل اور عبرانی زبان کی انجیل کا کوئی پتہ نہیں پھر اس کی جو یونانی ترجمہ ہوا ہے نہ اس کے مصنف کے نام چلن اور لیاقت کا کسی کو کچھ حال معلوم ہے ہماری نسخے آپ کا کٹر دیمیں وغیرہ محققین کی تحقیق ان کے نزدیک یونانی انجیل متی کا پہلا اور دوسرا باب الحاقی اور جعلی ہے یونی ٹیرین فرقہ کا بھی یہی خیال ہے

انجیل مرقس کے مؤلف کے چلن و لیاقت اور حیثیت کا بھی کوئی پتہ نہیں اس کی اصل کتاب بھی مفقود ہے اور ترجمے کی صحت کے متعلق بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا انجیل لوقا کے مؤلف اور زبان و وطن کا بھی کوئی پتہ نہیں اس کی روایات کی صحت بھی مسلم نہیں ہے استاد دین کہتا ہے کہ انجیل یوحنا مدرسہ اسکندریہ کے کسی طالبعلم کی تالیف ہے کوئی قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ حضرت مسیح نے انجیل اپنی زندگی میں جلدی ہی کرائی تھی یا نہیں اور جو انجیل ان کے شاگردوں نے جمع کیں ان سب کے اصل نسخے نادر و نایاب جمع کرنے والوں کے وطن اور چلن کا بھی کسی کو پتہ نہیں اس پر تاریخی حوادث کے دور کے بت پرست فرمانروا تلاش کر کر کے توریت و انجیل کے اوراق کو جلاتے اور برباد کرتے تھے اور اگر کسی کے پاس ایک ورق بھی مل آتا تھا تو اسے شکنجے میں کھینچکر سرمہ بنا دیتے تھے۔ تیسری صدی عیسوی کے اختتام تک یہی صورت قائم تھی اور انجیل و توریت کا پڑھنا اور رکھنا موت کو دعوت دینا تھا۔

چوتھی صدی عیسوی میں جو کچھ امن ہوا تھا تو انجیلیں بھی جمع ہونی شروع ہوئیں اور مختلف لوگ نکل کھڑے ہوئے ہر گروہ نے اپنی تحقیق اور شنید و روایات کے متعلق اناجیل تالیف کر دیں اور کئی فرقے بن گئے ان کے مختلف نسخوں میں صدہا اختلافات موجود ہیں یوحنا کو تو اکثر محققین مشتبہ سمجھتے ہیں باقیوں کے کثرت اختلافات پر ڈاکٹر جیل اور ڈاکٹر لیسیارغ نے خوب بحث کی ہے اور شدید غلطیاں ملاحظہ کر کے بتائی ہیں بعض نہایت اہم تاریخی غلطیاں ہیں اور جنھیں پڑھکر حیرت ہوتی ہے کہ انھیں انجیل میں اب تک کیوں درج رہنے دیا گیا ہے۔

تاریخ اسلام

(از جناب مولانا سید نذیر الحق صاحب میرٹھی)

(بسلسلہ گذشتہ)

سفر ہجرت

یہ مختصر قافلہ رات کے پچھلے ہی حصہ میں روانہ ہوگیا اور یکم ربیع الاول ۱۳ نبوی کے سہ پہر تک گرم سفر رہا اور شام کے وقت خیمہ ام معبد پر پہنچ گیا۔ یہ بڑی ہی عمرت قوم خزاعہ سے تھی اور مسافروں کو پانی پلایا کرتی تھی یہاں آپ نے بکری کا دودھ پیکر اور تھوڑی دیر آرام فرما کر پھر روانگی کا حکم دیا یہاں سے تھوڑی ہی دور چلے ہوں گے کہ سراقہ بن مالک تعاقب کرتا ہوا آپہنچا یہ ایک بہادر اور نہایت جنگجو شخص تھا یہ چند شخصوں کے ساتھ مکہ میں بیٹھا ہوا تھا کسی شخص نے اس مجمع میں آکر کہا کہ میں نے تین سواروں کو فلاں سمت جاتے ہوئے دیکھا تھا میرا خیال ہے کہ وہ محمد صلعم اور ان کے رفقا ہیں۔ سراقہ یہ خبر سنتے ہی خوشی سے اچھل پڑا اور اس شخص سے کہا کہ خاموش ہو جا تاکہ کوئی آواز نہ سن لے اور مجھ سے پہلے وہ انعام حاصل کرلے یہ خبر سنکر وہ اپنے گھر آیا ہتھیار لگائے اور گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف چلدیا راستہ ابھی تھوڑا ہی طے کیا تھا کہ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور سراقہ زمین پر آرہا پھر سوار ہوا اور چلدیا جب آنحضرت صلعم اور آپ کے رفقا نظر آنے لگے تو گھوڑے نے دوسری مرتبہ ٹھوکر کھائی اور اگلے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا اس مرتبہ بھی سوار ہوا اور چلدیا تیسری مرتبہ آنحضرت صلعم کی سواری کے بالکل قریب پہنچکر گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا اور وہ زمین پر آرہا اب سراقہ نے اس کو غیر معمولی واقعہ اور امر خارق عادت سمجھکر مرعوب اور خوفزدہ ہوگیا اور سمجھا کہ محمد صلعم پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ تائید ایزدی اور کوئی غیبی طاقت ہے۔ چنانچہ اس نے حضور صلعم کو ذرا ٹھیرنے اور ایک بات سن لینے کو کہا اور نہایت الحاح وزاری سے درخواست پیش کی آپ نے سواری کو روک لیا۔ سراقہ نے کہا کہ میں آپ کو گرفتار کرنے کے لئے آیا تھا لیکن مجھے معلوم ہوا کہ میرا یہ خیال خام پورا نہیں ہو سکتا اس لئے میں اب اپنے ارادہ سے باز آتا ہوں مکہ واپس جاتا ہوں اور آپ سے معافی کا خواستگار ہوں مجکو امان نامہ لکھدیجئے اور معاف کر دیجئے میں اس کے عوض میں آپ سے یہ سلوک کروں گا کہ اور لوگ جو آپ کے تعاقب میں آرہے ہوں گے ان کو واپس لیجاؤں گا۔ آنحضور نے حضرت ابوبکر صدیق کو امان نامہ لکھدینے کا حکم دیا اور آپ نے اونٹ پر بیٹھے بیٹھے ایک تحریر لکھکر اس کی طرف ڈالدی یہ تحریر لیکر سراقہ مکہ کو واپس ہوا اور اپنے وعدہ کے مطابق جو راستہ میں ملا اس کو واپس لیتا گیا اور مکہ میں آکر مسلمان ہوگیا۔

اختتام سفر

جس وقت نبی کریم صلعم مکہ سے روانہ ہوئے تھے آپ کی روانگی خبر اسی وقت مدینہ والوں کو پہنچ چکی تھی اس لئے انصار مدینہ روزانہ صبح سے دوپہر تک بستی سے باہر نکل کر آپ کا انتظار کرتے اور جب دھوپ ناقابل برداشت ہو جاتی تو واپس چلے جاتے۔ الغرض آپ آٹھ روز کے سفر کے بعد ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوی کو دوپہر کے وقت قبا کے قریب پہنچے جبکہ انصار مدینہ آپ کا انتظار کرکے گھر کو واپس ہو چکے تھے قبا مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے اور مدینہ کا ایک محلہ سمجھا جاتا ہے وہاں قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے لوگ آباد تھے اور نشئ اسلام سے منور ہو چکے تھے جس وقت حضور قبا کے قریب پہنچے ایک یہودی اپنے مکان کی چھت پر چڑھا ہوا تھا اور وہ روز مدینہ والوں کو کسی کا انتظار کرتے دیکھا کرتا تھا اس نے آنحضرت صلعم کو دیکھکر گمان کیا کہ یقیناً یہ وہی قافلہ ہے جس کا انتظار مدینہ والے کیا کرتے ہیں اس لئے زور سے آواز دی کہ یامعاشر العرب یا بنی قیلہ ھذا جدکم قد جاء اے گروہ عرب تمہارا مطلوب یہ آپہنچا ہے یہ آواز سنتے ہی لوگ اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑے مسرت وشادمانی کا ہر طرف شور مچ گیا اور خوشی کے شادیانے بجنے لگے لوگ مدینہ سے باہر نکلے تو دیکھا کہ حضور کھجوروں کے ایک باغ کی طرف سے تشریف لارہے ہیں اور جب حضرت ابوبکر صدیق نے ہجوم مشتاقین کو دیکھا اس خیال سے کہ لوگوں کو رسول خدا صلعم کے پہچاننے میں کوئی تردد اور شبہ نہ ہو آپ کے پیچھے آکر اپنی چادر سے آپ کے اوپر سایہ کرلیا تاکہ آقا اور خادم کی تمیز بآسانی ہو جائے جس وقت یہ آفتاب نبوت افق مدینہ پر طلوع ہوا تو بھولی بھولی لڑکیاں جوش مسرت میں یہ اشعار پڑھ رہی تھیں ؎

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع
ایہا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

ہم پر بدر نے ثنیات الوداع سے طلوع کیا جب تک کوئی دعا کرنے والا ہے ہم پر شکر کرنا واجب ہے اے ہم میں مبعوث ہونے والے نبی آپ ایسا حکم لیکر آئے ہیں جس کی اطاعت ضروری ہے۔"

اطاعت رسول سے منہ موڑنے والو اس ترجمہ کے آخری الفاظ قابل غور ہیں ان پر غور کرو اور اپنی دینی بے حسی اور تغافل شعاری کا ماتم کرو یہی جذبۂ اطاعت تھا جس نے صحابہ کو خاک سے اٹھاکر افلاک پر پہنچایا تھا کاش تمہارے اندر بھی جذبۂ اطاعت پیدا ہو اور آفتاب اسلام اپنی پوری تابانی و درخشانی کے ساتھ تمہارے قلوب وارواح کو مستنیر کرسکے۔

ثنیات الوداع کے معنے ہیں رخصت کی گھاٹیاں اہل مدینہ جبکسی کو مکہ کی طرف رخصت کرنے آتے اسی لئے اس کا نام ثنیات الوداع مشہور ہوا۔

آپ قبا میں دوشنبہ کے روز داخل ہوئے اور جمعہ تک یہیں مقیم رہے رسول خدا صلعم کلثوم بن ہدم اور حضرت ابوبکر صدیق حبیب بن اساف کے مکان میں فروکش ہوئے اور سعد بن خیثمہ کے مکان میں آپ مجلس فرمایا کرتے یہاں لوگ آآکر آپ کی زیارت کرتے اور آپ کے گرد مجتمع رہتے تھے

اسلام میں سب سے پہلی مسجد

تھا میں آپ نے چند روز قیام فرمایا اور یہی آپ نے مسجد کی بنیاد رکھی جو اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی آپ کی خدمت میں آپہنچے انہوں نے مکہ سے مدینہ تک کا سفر پاپیادہ طے کیا رات بھر تو سفر کرتے دن کو کسی جگہ چھپکر بیٹھ رہتے تھے [illegible]

علی کرم اللہ وجہہ [illegible]
چند دنوں کے قیام [illegible] ایک مسجد کی بنیاد رکھی جو [illegible]
جمعہ کے دن [illegible]

شہر مدینہ میں داخلہ اور پہلا جمعہ

آپ مدینہ کو روانہ ہوئے اور نماز جمعہ سے کچھ دیر پہلے وہاں پہنچے ابھی آپ بنو سالم بن عوف ہی کے محلہ میں تھے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا اور آپ نے سیکڑوں کے ساتھ ایک میدان میں نماز جمعہ ادا فرمائی اور اس جگہ بھی ایک مسجد بنائی [illegible] اسلام میں یہ دوسری مسجد تھی۔ نماز ادا فرما کر آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اب ہر شخص ہر قبیلہ اور ہر محلہ کی خواہش اور اصرار یہ تھا کہ حضور میرے ہی یہاں قیام فرمائیں اور یہ سعادت عظمیٰ میرے ہی حصہ میں آئے چنانچہ قبیلہ بنو سالم بن عوف کے لوگوں نے اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور یہ شوق دامن گیر اس حد تک بڑھا کہ کشمکش و تکرار شروع ہوگئی آپ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا میرے ناقہ کو نہ روکو اس کی مہار چھوڑ دو اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم مل چکا ہے جہاں میرا ناقہ بیٹھ جائے گا وہیں میرا قیام ہوگا چنانچہ آپ نے ناقہ کی مہار بالکل ڈھیلی چھوڑ دی اور وہ اپنی خوشی سے آہستہ آہستہ چلنا شروع ہوا اور تمام مہاجرین و انصار ناقہ کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں ہوئے سب کی نگاہیں اسی کی طرف تھیں کہ دیکھئے یہ کہاں بیٹھتا ہے اور یہ سعادت کس کے حصہ میں آتی ہے جس قبیلہ سے گذرتا اس قبیلہ کا سردار ناقہ کی مہار پکڑ کر اپنے یہاں ٹھیرانا چاہتا مگر آپ فرماتے دعوھا فانھا مامورۃ اسے چھوڑ دو اپنی مرضی سے جانے دو کیونکہ یہ حکم خدا کی مامور ہے یہاں تک کہ ناقہ بنو مالک بن النجار کے محلہ میں جاکر ایک غیر آباد زمین میں بیٹھ گئی پھر فوراً کھڑا ہوگیا دور تک چلا چلکر ایک جگہ بیٹھ گیا ایک جھرجھری لی۔ [illegible] شروع کی آپ اس پر سے اتر گئے اس افتادہ زمین کے قریب حضرت ابو ایوب خالد بن زید انصاری کا مکان تھا وہ خوشی خوشی آپ کا اسباب اٹھا کر اپنے مکان میں لے گئے اور آپ نے یہیں قیام فرمایا۔

اسلام کی غریب نوازی

مدینہ میں جس وقت آپ پہنچے تو ہر ایک کی تمنا تھی کہ حضور میرے یہاں فروکش ہوں بڑے بڑے سردار اور جاہ و اقتدار کے مالک اس آرزو میں بیقرار دکھائی دیتے تھے اور ہر ایک ممتاز شخص کو اپنی سواری اور جاہ و اقتدار کا گھمنڈ تھا مگر بیچارے حضرت ابو ایوب انصاری اپنا کچھ مسوسے ہوئے اور بیقرار دل مٹھی میں لئے ہوئے خاموش حسرت یاس سے ہر ایک کا منہ تک رہے تھے کہ بھلا جب بڑے بڑے لوگ آپ کے میزبانی کے متمنی ہیں جو اختیارات خصوصی کے مالک ہیں تو ایسی حالت میں مجھ غریب کو کون پوچھتا ہے اور میری دلی تمنا کیسے پوری ہو سکتی ہے حضرت ابو ایوب کی یہ عاجزی و انکساری صبر و قناعت اور ضبط و تحمل ہی ان کا کام بنا گیا اور آخر کار حضور صلعم کی مہمانی انہی کے حصہ میں آئی اور بڑے بڑے سردار اور امرا منہ دیکھتے رہ گئے غرضیکہ اسلام اور دنیا میں سرمایہ دار کے مقابلہ میں مزدور کی یہ پہلی فتح تھی جس پر آنحضور کے مشن کی کامیابی اور ترقی کا انحصار تھا۔

مسجد کی تعمیر اور آنحضرت صلعم بہ نفس نفیس شرکت

جس افتادہ زمین میں اونٹنی بیٹھی تھی وہ دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھی جس میں چند کھجور کے درخت کھڑے تھے [illegible] کی قبریں تھیں اور جا بجا پانی کا ذخیرہ [illegible] تھیں [illegible] عطا [illegible] سے [illegible] غرض [illegible] لڑکا [illegible] سے [illegible] یتیم لڑکے ہیں جو میرے پاس ہی پرورش پاتے ہیں آپ اطمینان رکھیں میں ان کو رضامند کرلوں گا آپ خوشی سے یہاں مسجد بنائیں آپ نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ زمین بلا قیمت لی جائے اور یتیم لڑکوں کی زمین سے فائدہ اٹھایا جائے اس لئے فرمایا کہ ہم تو قیمتاً خریدنا چاہتے ہیں بلا قیمت نہیں لیں گے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق نے قیمت اسی وقت ادا کردی۔

اس کے بعد کھجور کے درخت کاٹے گئے قبریں ہموار کی گئیں اور مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوگیا آپ خود بھی بہ نفس نفیس مسجد کی تعمیر کے کام میں مصروف رہتے تھے اور مہاجرین و انصار بھی سب خوشی اور جوش و شوق کے ساتھ کام میں لگے رہتے تھے مسجد کی دیواریں پتھر اور گارے سے بنائی گئیں چھت کھجور کی لکڑی اور پتوں سے پاٹی گئی مسجد کے ساتھ آنحضرت صلعم کے رہنے کا مکان بھی تیار ہوگیا اور آپ قریباً ایک سال حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان میں رہنے کے بعد اس مکان میں آگئے۔ رسول خدا صلعم ابھی حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان میں تھے کہ آپ نے زید بن حارثہ اور ابو رافع کو بھیجکر حضرت فاطمہ حضرت ام کلثوم حضرت سودہ بنت زمعہ حضرت اسامہ بن زید اور ان کی والدہ ام ایمن کو بھی بلوا لیا انہیں کے ہمراہ طلحہ بن عبید اللہ اور عبداللہ بن ابوبکر اپنے عزیزوں سمیت چلے آئے ان کے آنے کے بعد حضور اپنے نو تعمیر مکان میں تشریف لے گئے۔ آنحضرت کے زمانہ کی بنی ہوئی یہ مسجد حضرت عمر کے عہد خلافت تک اسی حالت میں رہی حضرت عمر نے اس کو وسیع کیا حضرت عثمان نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کی دیواروں کو پختہ بنایا اس کے بعد ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں یہ اور بھی وسیع کی گئی اور ازواج مطہرات کے مکان بھی اسی میں داخل ہوگئے اور مامون الرشید عباسی نے اس کو خوب آراستہ و پیراستہ کیا۔

سن ہجری کا آغاز

واقعہ ہجرت تاریخ عالم کا ایک عظیم واقعہ ہے جس کی یاد سال کے اس آغاز و اختتام میں پوشیدہ ہے پہلی محرم سے نیا اسلامی سال شروع ہوتا ہے اور اس کی بنیاد واقعہ ہجرت پر رکھی گئی ہے جو تاریخ اسلام کی ایک جاری و قائم یادگار ہے قمری سال کے مہینوں کی ترتیب اور نام وہی ہیں جو پہلے سے ملک عرب میں رائج تھے اس لئے سنہ نبوی کا پہلا سال صرف چند ہی مہینہ کے بعد ختم ہوگیا اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم کا داخلہ مدینہ کے اندر ماہ ربیع الاول [illegible] میں بیان کیا گیا ہے لیکن آپ کی بعثت اور دعوت کو صرف ساڑھے بارہ سال ہوئے تھے اسی طرح آپ کے مدینہ میں ہجرت فرما کر تشریف لانے سے سنہ ہجری شروع ہوتا ہے۔

قومی زندگی کی بنیادی مقومات میں سے ایک نہایت اہم چیز سنہ اور تاریخ ہے جو قوم اپنی قومی سنہ نہیں رکھتی وہ گویا اپنی بنیاد کی ایک اینٹ نہیں رکھتی قوم کا سنہ اس کی پیدائش اور ظہور کی تاریخ ہوتا ہے۔

تکمیل ہدایت قرآن

بصائر و حقائق کا ایک ابلتا ہوا سر چشمہ

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب مصنف کتاب الاسلام)

قد جاءکم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسہ و من عمی فعلیھا۔ اب بلاشبہ تمہارے پروردگار کی جانب سے حق بینی کے ذرائع پہنچ چکے ہیں سو جو شخص بصیرت پیدا کرے گا وہ اپنا فائدہ حاصل کریگا اور جو شخص اندھا رہیگا وہ اپنا نقصان کریگا۔

تلاوت قرآن بوقت صبح

پھول کھلے اور کلیاں مہکیں غنچے چٹکے چڑیاں چہکیں۔
باد سحر لے گل میں اہلائے گلشن ڈہکا روشیں مہکیں
رحمت کی گھٹائیں ندیہ آئیں خلق خدا پر یکساں برسیں
نیند سے بہتر یاد خدا ہے سونے کا اب یہ وقت نہیں
عبد کا دعویٰ تجھکو اگر ہے حق کی عبادت کرنی ہے
اٹھ بندے خدا کے صبح ہوئی قرآن کی تلاوت کرنی ہے
سونے ہی والے کھوتے ہیں جاگنے والے پاتے ہیں
جاگو جاگو جاگو کا نوری شور مچاتے ہیں
رحمت کے فرشتے آتے ہیں جنت کی بہاریں لاتے ہیں
نور سحر کے پیارے سماں ہیں جھمکے سجے آتے ہیں
عبد کا دعویٰ تجھکو اگر ہے حق کی عبادت کرنی ہے
اٹھ بندہ خدا کے صبح ہوئی قرآن کی تلاوت کرنی ہے
نیند سے اٹھنا زندہ ہوا ہے جاگتے رہنا جان فدا ہے
ایک دم ہے ایک نغمہ ہے ایک فنا ہے ایک بقا ہے
نام خدا کیا نام خدا ہے جان بہاری اس پہ فدا ہے
گونج اٹھی ہیں اس کی صدائیں ساری دیکھنا کیسی پیاری صدا ہے
عبد کا دعویٰ تجھکو اگر ہے حق کی عبادت کرنی ہے
اٹھ بندے خدا کے صبح ہوئی قرآن کی تلاوت کرنی ہے

دور ظلمہ میں قرآن کریم کی اعجاز نمائی

جب کفر و شرک کی ظلمت دنیا پر حکمرانی تھی نفس و شیطان نے جنس کو بھر دینے کی ٹھانی تھی ظلمت کفر نے انسان کا منہ کالا کر دیا تھا باغ عالم پر فسق و فجور ظلم و طغیان سرکشی و تمرد اور شقاوت و معصیت کی خزاں کا تسلط تھا چمنستان عالم میں خاک سی اڑ رہی تھی ظہر الفساد فی البر و البحر کی حقیقت تمام کائنات پر طاری ہو گئی تھی جب زمین و آسمان کو اپنی تباہی کا یقین ہو گیا تھا اور جب سعید اور پاکیزہ روحیں کے جوش میں آئی یعنی آفتاب اسلام فاران کی چوٹیوں پر طلوع ہوا اور تیرہ و تار دنیا میں کائنات کے لئے انوار عالم افروز کا پیغام ہم تک پہنچا۔

آفتاب اسلام قلوب کی ظلمت عقلوں کی تاریکی اور نفوس کی جہالت و بربریت کا دور کرتا ہوا حق و صداقت، عدل و انصاف رحم و کرم اور حریت و مساوات کی شعاعوں سے عالم کو منور کرتا ہوا کفر و شرک، بدعت و ضلالت اور وحشت و بربریت کے جذبات کو فنا کرتا ہوا اور ظلم و استبداد کے مستحکم قلعوں کو منہدم کرتا ہوا افق مکہ پر چمکا اور برج کعبہ میں ٹھیرا۔

قرآن کریم نے دنیا میں آتے ہی صاف صاف کہدیا کہ بھٹکے ہوئے طالب خدا اور اپنی حقیقت کو بھولے ہوئے گمراہو اور راندہ ہوئے شیطانو پلٹ کر عقلی اور فطری لائن اور صراط مستقیم پر آ جاؤ کہ یہیں نور خدا پاؤ گے جو کچھ تم چاہتے ہو سب یہیں ہے فلاح و نجات ہے تو یہاں مکتی اور شانتی ہے تو یہاں بقا ہے تو یہاں اور سب سے بڑھکر یہ کہ خدا ہے تو یہاں، قلوب و ارواح کو مسخر کرنے والی یہ آواز یہ صدائے دلکش اور یہ صدائے عالمگیر کی وادیوں طائف کی پہاڑیوں اور حجاز کے ریگستانوں میں گونجتی گرجتی ہوئی ساری دنیا میں پھیل گئی، سعید روحوں اور پاک بازوں کے کان کھڑے ہو گئے قلوب خود بخود اس آواز کی طرف کھنچنے لگے اور جنگلوں پہاڑوں، وادیوں غاروں اور کھوہوں سے خدا کے ڈھونڈنے والے نکلے اور مکہ کی طرف دوڑے دیکھنے والوں نے دیکھا سننے والوں نے سنا حق کو قبول کرنے والوں نے حق کو قبول کیا اور اعراض کرنے والوں نے دیکھا اور جانا کہ کنکر اور پتھر جواہر پاروں میں تبدیل ہو گئے جاہل اور وحشی انسان دنیا کے عقلا اور علماء کے استاد بن گئے ہیگل اور افلاطون جیسے فلاسفروں کے کان کترنے لگے اونٹوں کے چرانے والے صاحب تخت و نگین ہو گئے ایک خاک نشین قوم کو قعر ذلت سے اٹھا کر اوج عزت و عظمت پر پہنچا دیا اور ظالم و وحشی ناحق شناس اور ناخدا ترس بدویوں میں خدا شناسی، خدا پرستی، سچی عبدیت حقیقی اطاعت ایثار و جاں سپاری ہمدردی رحمدلی، زہد و اتقا اور علم و بصیرت کی روح پھونک دی ہے۔

جن کو کسی کا نور یہ ہوتا تھا نمک کی ڈھیر کہ — بن گئے خاک کو اکسیر بنانے والے
پیشوائی کو نکل آئی خدائی ساری — گھر سے نکلے جو محمد کے گھرانے والے

شہنشاہ کونین عرب کے امی کا محیر کارنامہ

کس کو یقین تھا کہ شہنشاہ کونین اور عرب کا امی کائنات کو عالی کا پیشوا بنے گا عالم کا نجات دہندہ اور منبع علم و فضل ثابت ہوگا مس خام کو کندن بنائیگا ظلمتکدہ عالم میں علم و عرفان کے دریا بہا دیگا انسانیت، اخلاق اور طہارت قلبی کی رفعت [illegible] مسرت افزا عظمت پیدا کر دیگا [illegible]

مسمار کردیگا ایوان شاہیت ... کو ... لرزہ ...
کردیگا آتشکدۂ ایران کو بجھا دیگا یہودیت اور نصرانیت ...
سامنے سرنگوں کردیگا اور غلامی و ظلم و استبداد کی زنجیل ...
دیکا لیکن عرب کے امی کی مسیحا نفسی اور قرآن پاک کی سچی تعلیم کے برقی اثر سے
قلیل مدت میں یہ سب کچھ کر دکھایا۔

ایک عالم تحیر میں ہے کہ یہ کیونکر اور کس طرح ہوا۔ سحر تھا جادو تھا، منتر تھا
ل تھا اور یا عالم خواب تھا کہ جس نے آناً فاناً میں کیا سے کیا کر دیا مگر عقل کے
وں اور بے بصیرتوں کو کون بتلائے کہ یہ نہ جادو تھا نہ سحر نہ منتر تھا اور نہ
ل بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ امر مقدس قدرت کی فیاضیوں اور اعجاز نمائیوں کا نتیجہ
ن پاک کی سچی تعلیم کا برقی اثر تھا اور کچھ نہ تھا یہ تو اسی قدرت قاہرہ جلیلہ کا
یک ادنیٰ کرشمہ تھا جو موت سے زندگی اور زندگی سے موت نکالتا ہے فنا کو بقا
بالمعقول آب و رنگ دیتا ہے اور شکم مادر میں نقش دنگار ابھارتا ہے اور کائنات
ذرہ ذرہ پر حکمرانی کرتا ہے اگر وہ ایک لمحہ میں کل عالم کی کایا پلٹ دے اور جمیع
رقات اس کی بارگاہ کبریائی میں آگرے تو بھی کوئی تعجب کی بات نہیں پھر اگر اس
مطلق ہستی نے عرب کے امی اور قرآن مقدس کے ذریعہ عرب کی کایا پلٹ دی
کائنات انسانی کو طوعاً و کرہاً اسلامی قوانین پر عمل پیرا کر دیا تو اس میں کونسی
ب اور حیرانی کی بات ہے قرآن تو اب بھی اپنے اور پرائے کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے
آؤ میری آغوش تربیت میں آؤ میں سراسر حجت اور برہان ہوں علم و بصیرت
ں مریضان یقین و اعتقاد کے لئے نسخہ شفا ہوں سرگشتہ راہ ہوں درماندہ
ں اور گمکردہ راہوں کے لئے ہدایت و رہنمائی کا سرچ لائٹ ہوں میرے
ل بعد درگمشتگی مایوسی نامرادی شک و ریب رشتہ ادراک کے الجھاؤ و اضطراب
بینی اور ظلمت و جہل کا نام و نشان تک نہیں اور نہ میری حقیقت میں اور جہاں
مر کے لئے کوئی زیغ ہے اور نہ میرے منزل شناس قدم کے لئے کوئی ٹھوکر اگر
یں اس میں کوئی شک ہے تو آؤ مجھے ہر طرح آزمالو اور دیکھ لو۔ اگر تمہارے لئے
تحیر خیز اور کرشمہ کا ایک اقل قلیل مدت میں میں نے کیسے عرب کے بدوؤں
کا پلٹ کی تو آؤ میرا حلقۂ اطاعت گلوں میں ڈال کر دیکھو میں اب بھی دنیا کو
ہی انقلاب و کرشمہ دکھانے کو تیار ہوں اور میں اب بھی اس بات پر قدرت رکھتا
ں کہ ایک ٹھوکر سے مردہ قوموں کو زندہ بنادوں اور لنگڑی لولی قوم کو فلک
فلاک پر پہنچا دوں۔

کوئی دنیا کی الہامی کتاب جو قرآن کے سامنے آئے

ہر کوئی دنیا کا مذہب اور قوم جو مذکورہ بالا قرآنی صداقت و حقیقت کو جھٹلا
رہے کوئی دنیا کی الہامی کتاب جو قرآن کے مقابلہ میں آئے اسلام کے دشمنو اور
ن کے مخالفو! کان کھول کر سن لو اسلام کے الہامی اور آخری نجات دہندہ مذہب
نے اور قرآن کے منجانب اللہ ہونے کا یہ پہاڑ ہے جس کو تمام دنیا کے انسان
اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتے۔ اگر دم خم ہے تو لگا دو زور
قرآن کریم صاف صاف کہہ رہا ہے کہ تم دنیا کے جس کونے میں بھی جاؤ گے اسلام
کی کشش اور اس کی کارفرمائی کو کارفرما دیکھو گے اس قدر تہذیب و ترقی
جو کامیاب انسان بھی تم پاؤ گے تمہیں اس کی خشت میں بھی یہی قوت نظر

آج بھی اقوام زندہ اور ترقی یافتہ قوم ... کی فتح ولی ... دیکھو
گے اس میں اسلام کے اصول و قوانین ہی نمایاں طور پر دیکھو گے اور اگر اس
میں کوئی شک ہے تو بتلاؤ کہ موجودہ ترقی یافتہ اقوام میں کوئی قوم ایسی ہے جو
نے مذہب کے سایہ میں ترقی کی؟ دیکھئے یورپ کی قوموں نے اس وقت ترقی
کی جبکہ انہوں نے عیسائیت کو خیرباد کہہ دیا اور مذہب کو بالائے طاق رکھ دیا
مذہبی سخت گیریوں کی زنجیروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بتلاؤ سوائے اسلام کے
دینی اور دنیوی ترقی کی ساتھ ساتھ کفالت کی ہے۔

موجودہ تہذیب و ترقی کی بنیاد قرآن نے رکھی

تمام ترقیوں کا انحصار اس بات پر ہے کہ انسان کو یہ یقین و اعتقاد ہو کہ اس
مادی دنیا میں انسان سے بڑھکر برتر اور اعلیٰ مخلوق نہیں خالق حقیقی نے جو اس
دارالاسباب دنیا میں خلافت کے سامان مہیا کئے ہیں تو اس سلسلے کا
مقصد اعلیٰ انسان کی پیدائش ہے کل کائنات کا مرکز یہ دنیا ہے اور اس دنیا
کا مرکز یہ حضرت انسان ہے حیوانی ارتقاء کے درخت کی یہ چوٹی اور آخری پھل ہے
اور عالم جمادات عالم نباتات اور عالم حیوانات جو کچھ بھی ہے سب انسان کی
خاطر ہے اور وہ یہ قدرت رکھتا ہے کہ اگر وہ اپنی نیچر اور قوانین الٰہیہ کے تحت
اعمال بجا لائے تو باہر کی نیچر یعنی مادی دنیا کو اپنی حکومت میں کر لیتا ہے دیکھ
قرآن کریم نے اس پورے مفہوم کو چھوٹے چھوٹے جملوں میں کس خوبصورتی اور
جامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے:-

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ہم نے انسان کی بناوٹ بہتر سے
بہتر بنائی ہے۔

وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا	تمام آسمان و زمین کی چیزوں کو تمہارا مسخر کیا ہے۔
وقدر فیہا اقواتہا سواء للسائلین	اور ہم نے زمین میں تمام ذخیرے اور قوتیں رکھدیئے ہیں جو ہر ایک جستجو کرنیوالے کیلئے برابر ہیں
ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون	اور ہم نے زبور میں بعد ذکر کے لکھدیا ہے کہ زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہوں گے۔
وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض	اللہ تعالٰے ایمان و یقین اور عمل صالح رکھنے والوں سے وعدہ کرتے ہیں کہ انکو خلافت ارضی کا منصب حقیقی عطا کیا جائیگا۔

سبا دیجیے کہ ان نو آفتاب اسلام کا ستہ چڑھانے والو اور قرآن مبین پر اعتراض
کرنے والو بتلاؤ تہذیب و ترقی کی پہلی بنیاد کس الہامی کتاب نے رکھی اور ترقی کا
یہ گر کس نے بتلایا؟ اب ذرا اور آگے چلو
انسان کی تمام ترقیوں کی بنیاد اس یقین و اعتقاد پر ہی ہے کہ خیر و شر اور
نفع و نقصان کا مالک اور علۃ العلل خدائے قدوس ہے مگر دنیا و دین کی تمام
کامیابیاں اور انسان کے ترقی و تنزل اور عروج و زوال کا مدار انسان کی سعی اور
کوشش پر ہے دیکھئے اس اصول کو بھی قرآن نے کس توضیح اور تاکید کے ساتھ بیان
کیا ہے

لیس للانسان الا ما سعی — انسان کے لئے اتنا ہی ہے جتنی اس کی کوشش ہو
ذالک بان اللہ لم یک مغیرا — یہ اس لئے ہے کہ خدا جب کسی قوم کو کوئی
نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا — نعمت دیتا ہے تو پھر اس کو واپس نہیں لیتا جب
ما بانفسہم — تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلے۔
لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت — انسان کو جو فائدہ پہنچتا ہے اس کی کمائی کی بدولت اور جو نقصان پہنچتا ہے اسی کی کرتوت کا۔

قرآنی صداقت کو جھٹلانے والو! اب بتلاؤ یہ اصول تمہیں کونسی مذہبی کتاب میں نظر آتا ہے اور کس نے اسلامی تقدیر کا مسئلہ ذہن نشین کیا ہے؟

علاوہ ازیں تہذیب و ترقی کے منجملہ دیگر اصول کے یہ چند اصول ہی ہیں جمہوریت حریت مساوات بے تعصبی، خیرہ داری تقسیم عمل اور فکر و تدبر وغیرہ جو خصوصیات اسلام سے ہیں۔ بتلاؤ یہ اصول کونسی مذہبی کتاب میں ہیں اور سوائے قرآن کے کس نے ان کو صحیح معنوں میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں ورنہ میں قرآن کریم سے اصول پر روشنی ڈال کر بتلاتا کہ اسلام نے ان اصول کے ذریعہ کس طرح تہذیب و ترقی میں جان ڈالی ہے اور موجودہ تمدن کو کہاں سے کہاں پہنچایا ہے۔

بتلاؤ! دیانند نے توحید کہاں سے سیکھی، نانک نے ایک اونکار کہاں سے لیا اور ہندوؤں نے عقد بیوگان خلع اور چھوت چھات کا انسداد کس کتاب سے سیکھا ہے کیا آج اس حقیقت کو کوئی جھٹلا سکتا ہے کہ تمام مشرق و مغرب کی ترقی یافتہ قومیں اسلام کی خوشہ چین ہیں ہند و اسلام کے آگے عقیدت و احترام سے سر جھکا رہے ہیں سکھ اسلام کے آگے سرنگوں ہے اور یورپ اسلام کی تقلید کر رہا ہے اور تمام قومیں ترقی و کامیابی کے لئے تمام چیزیں اسلام سے مستعار لے رہی ہیں اگر نہیں تو اپنے اپنے مذہب میں تہذیب و ترقی کے وہی اصول دکھلاؤ جو میں قرآن حکیم سے پیش کر چکا ہوں۔

کیا اب بھی کسی کو شک ہو سکتا ہے کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن نے جو حیرت خیز انقلاب کر دکھایا تھا اور عرب کی کایا پلٹ دی تھی اسلام کی فطرت اور قرآن کے اوراق میں وہی عظیم ترین قوت اب بھی موجود ہے اور قرآن نے صحابہ کو پاکیزہ گئی حیات کا جو روح بخشا تھا اس کے لیسنے میں اب بھی وہی چنگاریاں دبی پڑی ہیں جو ضلالت و گمراہی میں پھنسی ہوئی دنیا کو نور ہدایت سے لبریز کر سکتی ہیں فبای حدیث بعدہ یومنون۔

کیا سکتے ہیں تمدن کی دولت کے چرانے والے — آج قرآن کی حقیقت ہم کو
فیض کس کا ہے یہ اس پر بھی کبھی غور کریں — اپنی تہذیب کا افسانہ سنانے والے

قرآن حکیم کے معجزنما انقلاب اور اس کی فوقیت و برتری کی نسبت جو کچھ ہم نے لکھا ہے اگرچہ وہ اپنی جگہ ایک حقیقت ثابتہ ہے جیسا کہ میں خود قرآنی آیات سے ثابت کر چکا ہوں تاہم عہد اول کے مسلمانوں کی بے مثال ترقی و کامرانی منصۂ شہود پر نہ آتی تو شاید میری ان باتوں پر کسی کو یقین بھی نہ آتا مگر قدرت نے مخالفوں اور دشمنوں کا منہ بند کرنے کے لئے کچھ ایسا انتظام کر دیا کہ دور اول کے مسلمانوں کی زندگی کو قرآنی تعلیم کا نمونہ بنا کر قرآن حکیم کی صداقت پر مہر لگا دی اور علمی طور پر نہیں بلکہ عملی طور پر بھی ظاہر کر دیا کہ اسلام ہی دنیا کا نجات دہندہ مذہب ہے اور اسی کے ذریعہ قومیں دائمی خوشحالی اور ترقی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتی ہیں۔ دیکھئے قرآن حکیم نے جو دلیرانہ چیلنج کیا تھا اس کو جس شان سے دنیا نے دیکھا اور عملی طور پر جو قرآنی صداقت پر مہر لگا دی اس کی نسبت ایک مسیحی رابرٹ عیسائی محقق کی کیا رائے ہے۔

ارتقاء انسانی میں قرآن کا حصہ

رابرٹ برنالٹ نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ارتقاء انسانی ہے اس میں اس محقق اور مورخ عیسائی نے پہلے تو اسلام سے قبل یورپ کی حالت دکھائی ہے اور پھر بتلایا ہے کہ کس طرح مسلمانوں نے موجودہ ترقی اور علوم و فنون میں جان ڈالی اس کے ضروری جملے ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں:۔

یورپ کے آسمان پر اس دور ظلمت و جہالت تمدن و تہذیب کا ہلال طلوع ہوا لیکن جنوب مغرب کی طرف سے اور اس وقت جبکہ مسلمانوں نے اپنے مبارک قدم ہسپانیہ کی سرزمین پر رکھے یورپ میں احیاء علوم عام خیال کے مطابق پندرہویں صدی میں نہیں ہوا بلکہ مسلمانوں کے زیر اثر ہوا یورپ کی نشاۃ ثانیہ اطالیہ میں نہیں بلکہ اندلس کی سرزمین میں ہوئی جبکہ یورپ وحشت و جہالت کے عمیق قعر میں غرق ہو کر ذلت و نکبت کی انتہائی گہرائیوں میں پڑا ہوا تھا اس وقت اسلامی دنیا میں قاہرہ بغداد قرطبہ اور طلیطلہ ایسے بے شمار بڑے بڑے مراکز تہذیب و تمدن پیدا ہو رہے تھے جہاں سے زندگی کی ایک لہر اٹھی جس نے رفتہ رفتہ یورپ کے مردہ جسم میں زندگی کے آثار پیدا کئے۔

یہ امر قرین قیاس ہے کہ اگر مسلمانوں کا وجود نہ ہوتا تو موجودہ یورپین تمدن کبھی پیدا ہی نہ ہوتا یہ امر یقینی ہے کہ اگر عرب نہ ہوتے تو یورپ کا تمدن وہ حیثیت حاصل نہ کر سکتا جو اس نے تمام تمدنوں سے فوقیت لیجانے میں حاصل کی اس لئے کہ یورپین تمدن کا کوئی پہلو بھی ایسا نہیں جس پر اسلام کا اثر نمایاں نہ ہو تاہم سب سے بڑھ کر یہ اثر اس قوت پر ہوا ہے جو موجودہ تمدن کی تمام فوقیت کا باعث ہے یعنی سائنس اور اس کی روح۔

دیکھا آپ نے قرآنی حکمت و صداقت کی بابت صرف ہماری تخیل یا ذہنی نہیں بلکہ وہ سچائی ہے جس پر مخالف بھی شہادت دے رہے ہیں قرآن کا دنیا پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے دنیا میں آکر موجودہ تہذیب و ترقی کی بنیاد رکھی اگر کفران نعمت کوئی برائی ہے تو یقیناً اس سے بڑھ کر اور کوئی برائی اور گناہ نہیں کہ ہم قرآن حکیم کے احسان مند نہ ہوں جس نے ہم کو نعمہائے لازوال سے مالا مال کر دیا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

جو مسلمان یورپین تہذیب کے دلدادہ ہیں اور جن کا یقین یا اعتقاد یورپ کے فلاسفروں کی تحقیق کے ماتحت ہے وہ یورپ کے فلسفہ اور تہذیب کی ظاہری چمک دمک سے مرعوب ہو کر یہ ناکام سعی کیا کرتے ہیں کہ یورپ کے فلسفہ اور تہذیب کی ظاہری چمک دمک سے مرعوب ہو کر یہ ناکام سعی کیا کرتے ہیں کہ یورپ کے فلسفہ اور علوم و فنون کو قرآن حکیم سے ثابت کیا جائے اور اپنے خیال میں وہ جانتے ہیں کہ ہم اسلام کی بہت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں مگر یہ ان کی خام خیالی اور ایک حیثیت سے قرآنی دعاوی کی توہین ہے قرآن کے ایسے نادان دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ قرآن حکیم دنیا میں اس لئے نہیں آیا کہ وہ ہمیں ہوائی جہاز بنانا سکھائے اور وہ کوئی سائنس و فلسفہ کی کتاب نہیں بلکہ وہ انسان کو دائمی خوشحالی اور فلاح و نجات کے راستے بتلانے آیا ہے مگر چونکہ وہ دین و دنیا دونوں کو ساتھ ساتھ چلاتا ہے اس لئے وہ اپنے لفظی اور معنوی اعجاز سے کہیں کہیں تہذیب و ترقی کے وہ گر بتلا دیتا ہے جن پر موجودہ تہذیب کی بنیاد ہے مگر فلاح و بہبودی کے ضمن میں اس لئے دنیوی ترقی و کامرانی کا علم ہوا اور

اصول ہم پہنچاویئے ہیں جن کے حصول کو انسانی کوشش، ذہنی اور تحقیق وتفتیش پر چھوڑدیا ہے چنانچہ جن قرآنی تعلیمات کے ماتحت مسلمانوں نے ترقی کی اور دنیا کو نئے نئے علوم وفنون سے آشنا کرایا وہ یہی ہیں جو میں پہلے بیان کرچکا ہوں۔

۲ قرآن قلوب کو متحیر کرنے والا اور عقول کو ہیجان میں لانیوالا معجزہ ہے

آنحضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر فضائل وکمالات اوصاف وخصائل اور محامد ومحاسن کے علاوہ جو سب سے بڑا معجزہ دیا گیا ہے جو حسن یوسف ودم عیسیٰ اور ید بیضیٰ سے زیادہ آنکھوں کو خیرہ کرنے والا اور عقول کو ہیجان میں لانے والا ہے اس کتاب مجید اور فرقان حمید کو دربار احدیت مآب سے جو جو اعجاز بخشے گئے اور حسن وخوبیوں سے اس کو زینت دیگئی ان کا بیان کرنا چھوٹا منہ اور بڑی بات اور انسان ضعیف البنیان کا کام نہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں :۔

۳ اولم یکفهم انا انزلنا علیك الکتاب یتلی علیهم — کیا ان کے لئے یہ بس نہیں ہے کہ ہم نے تجہپر ایسی کتاب نازل کی جو ان پر پڑہی جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ کی حدیث ہے :۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کو ایک ایسی چیز دیگئی ہے جس کو دیکھکر لوگ ایمان لائیں اور مجکو جو چیز عطا کی گئی وہ وحی ہے جس کو خدا نے مجہ تک بہیجا ہے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے متبعین دوسرے انبیاء کے متبعین سے تعداد میں زیادہ ہونگے۔

درحقیقت قرآن ایک ایسا زندہ معجزہ ہے جو تا قیامت خاہر اعظم بنکر باقی رہیگا اور دنیا اس کے اعجاز کا کرشمہ ہمیشہ دیکہتی رہے گی آج دنیا کے تمام مذاہب اس حیثیت سے ہی مردہ ہیں کہ ان کے پاس اس وقت کوئی زندہ معجزہ نہیں ہے کہنے صرف زبانی دعوی ہی دعوے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں مگر اسلام دنیا کے
۴ سامنے اب بہی زندہ معجزہ پیش کر رہا ہے اور سب کو اپنے مقابلہ کے لئے بلا رہا ہے مگر سب دم بخود ہیں سب چپ ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔

جمع وترتیب قرآن کی مختصر تاریخ

جب بانئ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سن چالیس سال کا ہوا اور آپ خلعت نبوت سے سرفراز کئے گئے اس وقت سے نزول قرآن کی ابتدا ہوئی اور پہر وقتاً فوقتاً بموجب منشائے خداوندی اور حسب ضرورت و حاجت تیئیس برس تک نازل ہوتا رہا یعنی قرآن مقدس اگلی کتابوں کی طرح ایک ہی دفعہ نازل نہیں ہوگیا اور قرآن کریم کو تہجا تہجا نازل کرنے میں حکمت خداوندی یہ تہی کہ نزول وحی کی برکت کی تجدید ہوتی رہے تاکہ روحانی نورانیت اور قوت حضور کے لئے زیادتی سرور کا سبب بنے دوسرے یہ کہ صحابہ کے تزکیہ وتربیت میں تدریجی نشوونما ہو اور قرآن کریم پوری طرح سینوں میں محفوظ ہوجائے۔

قرآن مجید کے نزول کی ابتدا ماہ رمضان المبارک کی شب قدر میں اس طرح ہوئی کہ پورا قرآن شریف لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوگیا اور پہر حسب الحکم رب العزت تہوڑا تہوڑا نازل ہوتا رہا۔

قرآن مجید میں نسخ بہی ہوا ہے بعض آیات قرآنی منسوخ التلاوت ہیں اور بعض منسوخ الحکم ہیں نسخ کے معنے کسی چیز کا دوسری چیز سے بدلدینا ہے مگر یاد رہے یہ تغیر وتبدل اصول میں نہیں بلکہ فروع میں ہوا۔ اصول سے مراد ذات و صفات باری تعالےٰ قصص وواقعات حضرات انبیا علیہم السلام خدا کی پرستش نماز روزہ، زکوٰۃ وخیرات اور مکارم اخلاق ہیں اور فروع سے مراد ان اصول کی صورتیں اور قوالب ہیں اصول یعنی احکام عملیہ ہیں تمام شرائع متفق ہیں صرف احکام عملیہ میں اختلاف ہے نسخ کو بالکل ایسا ہی سمجھنا چاہیئے کہ مریض کے حسب حال طبیب کے جدودیگر سے نسخے تبدیل کرتا رہتا ہے پس جو لوگ نسخ قرآن پر اعتراض کرتے ہیں یا تو وہ نسخ کے معنے ہی نہیں جانتے محض اپنی جہالت اور لاعلمی سے معترض کرتے ہیں اور یا وہ جان کر تعصب وفساد سے کتاب پر تبرہ کرتے ہیں۔

یہاں یہ بات بہی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ کتب سابقہ توراۃ وانجیل وغیرہ میں جو کچہہ کمی بیشی اور تغیر وتبدل ہوا ہے وہ صرف اہل کتاب کی مہواء نفسانی کے تحت اور ان کا اصل مطلب ایسا خلط ملط ہوگیا ہے کہ اصل مطلب کی شناخت محال ہوگئی لیکن قرآن کریم میں جو کمی بیشی اور تغیر وتبدل ہوا نہ بندوں کے تصرف سے نہیں بلکہ خدا کے حکم سے ہوا اور ہم کو بالیقین یہ معلوم ہے کہ پہلے اتنا تہا اور اب اتنا ہے پس قرآن کریم کو دیگر کتب محرفہ منسوخہ پر قیاس کرنا محض نادانی جہالت نافہمی اور تعصب وفساد ہے۔

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیق اعلیٰ جل مجدہ کے جوار رحمت میں سکونت اختیار فرمائی تو اس وقت پورا قرآن جیسا کہ آجکل ہے متفرق چیزوں پر، سینوں میں محفوظ تہا بعض صحابہ کو پورا قرآن شریف حفظ تہا اور اس کی موجودہ ترتیب بہی حضور کے سامنے ہی عمل میں آچکی تہی البتہ یکجائی صورت میں تحریر شدہ موجود نہ تہا بلکہ ہمارے بعض محققین نے تو قرآن کا موجودہ ترتیب کے ساتھ یکجا تحریر شدہ ہونا بہی خود قرآن کریم سے ثابت کیا ہے۔

قرآن مجید کے یکجا کرنے کا خیال سب سے پہلے امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں پیدا ہوا چنانچہ جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظ شہید ہوئے تو امیر المومنین سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے یکجا کرنے کا اہتمام وانتظام فرمایا اور چونکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہی اپنے زمانہ حیات میں قرآن کے لکھنے اور ترتیب دینے کا امر فرما چکے تھے اس لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس خدمت کیلئے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مامور فرمایا جو خود حضور کے ساتھ دو مرتبہ دورہ قرآن مجید میں شامل رہے تھے کاتب وحی تھے، جوان صالح اور عاقل تھے اور یہ اوصاف کسی اور میں نہ تھے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں اس پر نظر ثانی فرمائی کتابت میں جہاں غلطی رہ گئی تہی اس کی تصحیح فرمائی پہر اس کے پڑہنے پڑہانے کا بحث اہتمام کیا حفاظ صحابہ کو دور دراز ملکوں میں قرآن وفقہ کی تعلیم کے لئے بہیجا اور جس کا سلسلہ ہم تک پہنچا پس ہم تک جو قرآن پہنچا ہے اور جو اب موجود ہے یہ وہی ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ترتیب دلایا تہا اس کی ترتیب اور کمی بیشی میں کسی صحابی کے اجتہاد کو دخل نہیں ہوا اور پوری حفاظت کے ساتھ ترتیب خداوندی کے مطابق آجتک موجود ہے۔

یہ جو مشہور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جامع قرآن ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں اس مصحف شریف کو نقلیں کراکر ممالک بعیدہ میں بہیجا اور اختلاف قرارت کی وجہ سے جو طبعی فسادات ہورہے تھے سب نزاعات

سے دین اسلام کو پاک کر کے صرف ایک ملت توحید کی عالم اسلام کو مشتق کر دیا۔

قرآن کی نسبت حفاظت خداوندی

قرآن کریم قیامت تک کے لئے تمام بنی نوع آدم کی ہدایت کے لئے آیا تھا وہ تمام انبیاء سابقہ کا متمم ہے وہ خاتم الکتب ہے ناسخ ادیان ہے اور آخری خدا کا پیام ہے اس لئے آپ کی حفاظت کا اہتمام و انتظام بھی اسی شان کے ساتھ چاہیئے تھا چنانچہ ارشاد ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (اس ہدایت نامہ کو ہم ہی نے نازل کیا ہے اور ہم [illegible] ہیں) اس وعدہ کو خدا نے مسبب الاسباب نے بذریعہ [illegible] پیدا کرانا تھا اور یہی ہوا کہ صحابہ کے مبارک ہاتھوں سے یہ کام سرانجام [illegible] اور مسلمانوں کے لئے اس کا حفظ کرنا آسان کر دیا۔

ہم ببانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ دنیا میں آج صرف قرآن مقدس ہی ایسی الہامی کتاب ہے جو انسانی تحریف و تبدل سے آجتک پاک ہے جس میں ایک نقطہ تک کی کمی بیشی نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہوگی باقی تمام الہامی کتابیں انسانی تغیر و تبدل کے ہاتھوں دنیا سے ناپید ہیں اور یہ وہ حقیقت باہرہ ثابتہ ہے جس کو دنیا جہان کے مخالف اور معاند بھی نہیں جھٹلا سکتے قرآن کا غیر متبدل ہونا اور اصلی شکل میں آجتک محفوظ ہونا آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے آفتاب کو شمع ظلمت بتلایا جا سکتا ہے سفید کو سیاہ تصور کیا جا سکتا ہے حق کو باطل گردانا جا سکتا ہے اور آسمان کو زمین کر کے دکھلایا جا سکتا ہے اور دن کو رات ثابت کیا جا سکتا ہے مگر یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ قرآن میں انسانوں کے ہاتھوں کچھ کمی بیشی ہوئی یا ہو سکتی ہے اور یا ہوگی ہے کوئی دنیا کا انسان جو قرآن کے اس دعوی کو جھٹلائے اور آفتاب پر تھوکنے کی مضحکہ انگیز حرکت کرے۔

فضائل قرآن خود قرآن مبین سے

ارشاد باری ذالک الکتاب لا ریب فیه: وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں یعنی یہی وہ کتاب ہے جس کو اللہ تعالے نے اس لئے نازل فرمایا ہے کہ بنی نوع انسان کی تکمیل ہدایت کرے الہامی مذاہب کی تکمیل و اصلاح کر دے اور یہی وہ کتاب ہے جس کے کسی مسئلہ میں کوئی ایچ پیچ نہیں اور نہ شک و شبہ اور جو یقین و اعتقاد والوں کو ہدایت یاب کرتی ہے۔

مخالفین کو چیلنج

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءکم من دون الله ان کنتم صادقین۔ اگر تمہیں اس کتاب کے آخری آسمانی پیغام ہونے میں شک ہے جس کو ہم نے اپنے بندۂ خاص کے ذریعہ تم لوگوں کے لئے نازل کیا ہے تو اچھا تم ایک آیت اس کے ہم پلہ بنا لاؤ اور خدا کے سوا اپنی مدد کے لئے اپنے حمایتوں کو بھی شامل کر لو۔

مگر چونکہ کلام الہی کا مقابلہ کرنا اور قرآنی صداقت کے اس دعوے کو زیر و زبر بنا دینا تمام انسانوں کی طاقت سے باہر ہے اس لئے جناب باری تعالے خود ہی ارشاد فرماتے ہیں۔

لئن اجتمعت الانس والجن على ان ياتوا بمثل هذا القرآن لا ياتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا اور اگر آدمی اور جنات جمع ہو کر اس بات پر آمادہ ہوں کہ اس قرآن کی طرح کا کوئی کلام بنا لائیں تو وہ متحدہ کوشش کے باوجود بھی اس قسم کا کلام نہیں لا سکتے اگرچہ ان میں ایک ایک کا مددگار رہو جائے۔

ان دونوں آیتوں کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی انسان عربی عبارت نہیں بنا سکتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ قرآن جیسی فصاحت و بلاغت نہیں پیدا کر سکتا کیونکہ جیسا اس کا فعل بے نظیر ہے اسی طرح اس کا کلام بھی بے نظیر ہے۔

قرآن کی فصاحت و بلاغت

غور کیجئے جس وقت قرآن کریم نے اپنے معاندین و مخالفین کو دعوت مبارزت دی اس وقت عرب کی کیا حالت تھی سنئے وہ ملک اور وہ قوم جس کی زبان میں قرآن مقدس نازل کیا گیا اس قوم کی فصاحت و بلاغت کا آفتاب عین نصف النہار پر تھا ان کو اپنی زباندانی اور قادر الکلامی پر ناز تھا اور بجا ناز تھا وہ اپنے مقابلہ پر تمام دنیا کو عجم کہتے تھے جس کی بہترین یادگار قصائد معلقہ ہیں امر واقعی یہ ہے کہ باوجودیکہ قصائد مذکورہ کو تصنیف ہوئے تیرہ سو برس گزر گئے ہیں مگر ان کی فصاحت کا سدا باغ بہار ویسے ہی شگفتہ و شاداب ہے اور ان کی بلاغت کا آفتاب عین نصف النہار پر ویسے ہی درخشاں و باآب و تاب ہے غرض فصاحت و بلاغت اور زباندانی میں جس قدر خوبیاں ہو سکتی ہیں وہ ان میں موجود تھیں اور اس قوم کا ہر فرد زباندانی میں اپنے کو امراء القیس سمجھتا تھا۔

قرآن کریم نے سب سے پہلے ان کے اس فخر و غرور کو توڑنے کے لئے عرب کے فصحاء اور بلغاء کو فاتوا بسورة من مثله کی دعوت مبارزت دی اب آپ جانتے ہیں کہ انہوں نے اس چیلنج کو ٹھنڈے دل سے تو سنا نہ ہوگا کیونکہ وہ اسلام کے بدترین اور جانی دشمن تھے اور اسلام دشمنی ان کی رگ و پے میں سرایت کر چکی تھی چنانچہ ادبار عرب نے مجتمع قوت کے ساتھ اس مبارزت کے جواب میں پوری جد و جہد اور انتہائی کوشش صرف کی کہ کسی طرح ہم اس کی مثل لا سکیں لیکن ہوا کیا عرب کے تمام شاعر ادیب راجز اور خطیب قرآن کی فصاحت و بلاغت اور حقائق و معارف کے آگے سرنگوں ہو گئے اور اقرار کر لیا کہ ھل اما قول البشر یہ کسی انسان کا کلام نہیں جس شاعر اور ادیب نے قرآن کی چند آیتیں سن لیں محو حیرت بن کر رہ گیا چنانچہ جب ولید بن مغیرہ کو اس دعوت مبارزت کو قبول کرنے پر مجبور کیا گیا دولت و ثروت کی طمع دلائی گئی اور قرآن جیسا کلام بنانے پر مجبور کیا گیا تو اس نے عاجز ہو کر قرآن کی صداقت و حقانیت کا یوں اعتراف کیا۔

وہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر کہتے ہو مگر واللہ وہ ہرگز ساحر نہیں میں نے اس کا سحر دیکھا ہے تم نے اس کو شاعر کہا مگر خدا کی قسم وہ شاعر نہیں میں شعر کے ہر صنف کا ماہر ہوں تم نے اس کو مجنون کہا مگر خدا کی قسم وہ مجنون نہیں میں نے اس کی کیفیات جنون کو دیکھا ہے۔ پس اے قریش اپنی حالت پر غور کرو واللہ یہ کوئی امر عظیم ہے جو تمہارے لئے نازل کیا گیا ہے۔

دیکھا آپ نے ادبار عرب نے کس طرح اس مبارزت کے مقابلہ میں شکست کھائی اور اپنے عجز کا اعتراف کیا اب دنیا میں کون ایسا فصیح و بلیغ ہے جو اس کے مقابلہ میں آئے یہ اعجاز قرآنی ہی کا اثر تھا کہ مشرکین عرب اس کی مثل لانے سے عاجز و خائب و خاسر ہو کر اس کو سحر اور جادو بتلاتے تھے اور لوگوں کو کلام الہی سننے سے روکتے تھے

قرآنی فصاحت و بلاغت کا ایک نمونہ

فصیح و بلیغ کلام کے

لئے ضروری ہے کہ وہ کلام کے جملہ عیبوں سے پاک ہو اس میں غیر مانوس الفاظ نہ ہوں متروک الفاظ کا استعمال نہ کیا جائے کلمات کے حروف میں تنافر نہ ہو یعنی زبان پر ثقیل نہ ہوں الفاظ لغت کے قاعدے کے برخلاف نہ ہوں کلمات کا جوڑ بے قاعدہ نہ ہو اور الفاظ و معانی میں کوئی اینچ پینچ اور گرہ نہ ہو اور چھوٹے سے چھوٹے جملہ میں حقائق و معانی کا دریا بہا دیا جائے سو قرآن مجید تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اور تمام محاسن و اوصاف سے مزین و آراستہ ہے استعارات کنایات اور تشبیہات اس قدر شگفتہ نازک و حیرت انگیز اور دلربا و دلنشین ہیں کہ عقول و افہام پر وجد طاری ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے سحر کر دیا ہے موقعہ نہیں ہے ورنہ میں اصناف کلام کے تمام محاسن کو قرآن کریم سے دکھلاتا صرف اس کی فصاحت و بلاغت کا ایک نمونہ پیش کرتا ہوں ارشاد باری ہے

ولکم فی القصاص حیاۃ یا ولی الالباب اے عقلمندو! تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے"

تمام علمائے بیان کا اتفاق ہے کہ یہ آیت قرآنی ایجاز اور جمیع بلاغت معانی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے تفصیل اس اجمال کی ملاحظہ ہو۔

اس سے پہلی آیت میں اللہ تبارک و تعالے نے قصاص کا حکم دیا تھا اس پر سوال ہوتا تھا کہ وہ بکمال رحمت و رافت جان کے بدلے میں جان کا کیونکر حکم دے سکتا ہے اس لئے اس آیت میں قصاص کی حکمت بیان کی اور فرمایا کہ قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے اب بظاہر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ قصاص جو ازالۂ حیات ہے اس میں زندگی ہو مگر منشاء الٰہی یہ ہے کہ قصاص مفضی الی الحیات ہے قاتل و مقتول دونوں کے وارثوں کے لئے وہ اس طرح کہ قاتل جب یہ جانیگا کہ اس فعل کے عوض میری بھی جان جائے گی تو لامحالہ وہ فعل قتل سے باز رہے گا اور وہ زندہ رہیگا جو مقتول کا بدلہ لینا چاہتا ہے اس کے حق میں زندگی اس طرح ہے کہ جب وہ قاتل کے قتل کا ارادہ کرے گا اور قصاص کے خوف سے اپنا ارادہ ترک کردیگا تو وہ خود زندہ رہے گی اور غیروں کے حق میں قصاص میں اس طرح حیات ہے کہ کنبے اور قبیلے میں ایک قتل کے عوض فتنۂ عظیم برپا ہوجاتا ہے اور ایک جان کے عوض دونوں طرف سے کئی جانیں جاتی ہیں اب اگر قصاص پر اکتفا کیا جائے اور جان کے عوض جان لے لی جائے تو دوسری جانیں بچ جائینگی۔

اسلام سے پہلے عرب کی یہ حالت تھی کہ اگر کسی قبیلہ کا ایک شخص قتل ہوجاتا تو قاتل و مقتول کے قبیلوں میں پشتہا پشت تک بغض و انتقام کی آگ مشتعل رہتی اور سینکڑوں جانیں ضائع ہوتیں سو اب یہ بات صاف طور پر ثابت ہوگئی کہ قصاص کے ذریعہ بعض کا قتل جمیع کے حق میں حیات ہے یعنی قتل دوسرے ناحق قتل کی نفی کرتا ہے اور اس نفی میں واقعی دوسروں کے لئے حیات ہے اور یہی اس آیت کا منشا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں جو لفظ حیات آیا ہے وہ اپنے اندر ایک دنیائے معانی کو لئے ہوئے ہے اور کثیر مفاہیم کا حامل ہے چنانچہ اہل عرب نے اس کو مختلف طرق سے تعبیر کیا ہے اور سب کے سب صحیح طور پر چسپاں ہوتے ہیں جیسا کہ دو قول مشہور یہ ہیں قتل البعض احیاء للجمیع یعنی قتل بعض حیات ہے واسطے جمیع کے۔ **القتل انفی للقتل** قتل نفی کرتا ہے قتل کی۔

اب ذرا یا اولی الالباب کی قید کو دیکھئے اس سے مراد عقلاء ہیں جو تمام امور کے انجام و عواقب کو جانتے ہیں اور نتائج خوف سے واقف ہیں جب ایک عقلمند یہ جانے گا کہ اگر میں نے اپنے دشمن کو قتل کیا تو اس کے وارث میری جان لیں گے تو عاقل کبھی بھی غیر کی جان تلف کر کے اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالے گا اور یہ اپنی جان کا خوف اس کو اتلاف غیر سے روک لیگا۔

اب اس تمام مفہوم کو اپنے ذہن میں رکھو اور قرآن کے اعلیٰ اعجاز و بلاغت کا اندازہ لگاؤ کہ اس مفہوم کو کس طرح خدائے قدوس نے ایک چھوٹی سی آیت میں بیان کر دیا ہے۔

قرآنی اعجاز اور طفیل بن عمر دوسی کا اسلام

ایک عکس

وصف اور اعجاز کا کرشمہ یہ ہے کہ وہ قلب کو اپنی طرف جذب کرتا ہے ارواح کو وجد میں لاتا ہے سوئی ہوئی فطرت کو جگاتا ہے اور سامعین کے دلوں میں ایمان و یقین اخلاص و اعتقاد صداقت و راست بازی اور الفت و محبت کے جذبات پیدا کرتا ہے اس کی بے پناہ قوت تسخیر سے انسان تو انسان جنات بھی اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے چنانچہ ایک تاریخی واقعہ ملاحظہ ہو:

طفیل بن عمر دوسی ایک مشہور شاعر فلسفی اور عقلمند آدمی تھا جب وہ مکہ میں کسی کام کو آیا تو قریش کو اس خیال سے کہ کہیں قرآن کا جادو اس پر نہ چل جائے اس کے پاس آئے اور کہا کہ بھائی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بچتے رہنا اس نے ہمیں سخت پریشانی اور تکلیف میں مبتلا کر رکھا ہے ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے ہماری جماعتوں اور قبیلوں میں اس نے تفرقہ پیدا کر دیا ہے اور ہمارے معاملات کو منتشر و پراگندہ کر دیا ہے اس کا کلام ایک زبردست جادو ہے جو باپ بیٹے اور بیٹے سے باپ بھائی بہن، بہن بھائی اور شوہر کو عورت اور عورت کو شوہر سے جدا کر دیتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا جادو تم پر بھی چل جائے انہوں نے کہا کہ تم بیفکر رہو میں نہ ان کا کلام سنوں گا اور نہ ان سے باتیں کروں گا۔

طفیل بن عمر دوسی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب صبح کے وقت مسجد کے پاس سے گذرنے لگا تو اس خیال سے کہ کہیں وہ جادو کا کلام میرے کانوں میں نہ پڑ جائے میں نے اپنے کانوں میں کپڑا ٹھونس لیا تھا تاکہ آواز نہ پہنچے لیکن خدا کو یہ کلام مقدس مجھے سنانا منظور تھا میں ہمت کر کے تھوڑی دیر وہاں ٹھہر گیا اور دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں اور میرے کانوں میں ایک بہترین کلام کی آواز پہنچی یہ دلنشیں کلام سنکر میں اپنے آپ ملامت کرنے لگا کہ تو تو ایک عقلمند اور شاعر آدمی ہے اور جادو و سحر کو اچھی طرح جانتا ہے تو نا ڈرنے کی کیا ضرورت ہے اگر اچھا کلام ہوگی تو قبول کرونگا اور اگر برا ہوا تو رد کر تا چلا جاؤں گا یہ خیال کرکے میں وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر آپ کا کلام سنتا رہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت سے فارغ ہوکر مکان کو واپس تشریف لیجانے لگے تو میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا جب میرا اور آپ کا سامنا ہوا تو میں نے آپ کی خدمت میں اپنا سارا قصہ عرض کر دیا کہ مجھکو قریش نے آپ سے اس قدر ڈرایا تھا کہ میں نے اپنے کانوں میں کپڑا ٹھونس لیا تاکہ آپ کا کلام نہ سن سکوں لیکن خدا کی مرضی شاید یہی ہے کہ میں آپ کا کچھ کلام سنوں اور میں نے کچھ الفاظ سن ہی لئے ہیں اس لئے جو کچھ آپ کے پاس ہے وہ میرے سامنے پیش فرمائیے یہ سنکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھپر مذہب اسلام پیش کیا اور قرآن شریف کی تلاوت کی۔ خدا کی قسم میں نے

اس سے بہتر کوئی کلام نہیں سنا تھا میں فوراً مشرف باسلام ہو گیا جب میں واپس اپنے قبیلہ میں پہنچا تو میرے ضعیف العمر باپ میرے پاس آئے میں نے ان سے کہا کہ اے باپ اب آپ مجھ سے جدا ہو جائیے نہ میں آپ میں ہوں اور نہ آپ مجھ میں ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیوں؟ کہا اس لئے کہ اب میں اسلام لے آیا ہوں اور آپ کافر ہیں مسلمان اور کافر کا کیا تعلق۔ انھوں نے کہا کہ اگر یہ مذہب اچھا ہے تو مجھے بھی اس میں داخل کرو۔ میں نے ان کو کہا کہ پہلے غسل کرو اور صاف ستھرے کپڑے پہنو۔ جب وہ کپڑے بدل کر میرے پاس آئے تو میں نے ان کو مسلمان کیا اور اسی طرح اپنی بیوی کو بھی مسلمان کیا۔ دیکھا آپ نے قرآن کا مقناطیسی اثر۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسلام بھی قرآنی اعجاز کا کرشمہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر لینے آئے تھے بڑے جوش و خروش سے شمشیر بکف ہو کر اسلام کا تیا پانچا کرنے چلے تھے مگر جب قرآن مقدس کی دلکش آواز کانوں میں پہنچی تو بے ساختہ بول اٹھے ما احسن ھذا الکلام واکرمہ یہ کس قدر بہتر اور محترم کلام ہے گئے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سر لینے کو: ہاں اپنا ہی سر دے بیٹھے اور گویا حضور کے قدموں پر پروانہ وار نثار ہو کر کہنے لگے ؎

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت — سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

یہ کچھ طفیل بن عمرو دوسی اور حضرت عمر فاروق پر ہی منحصر نہیں بلکہ اسلام کی تاریخ میں بہت سی ایسی پاک اور مقدس ہستیاں ملیں گی جو قرآنی اعجاز کا شکار ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئیں چنانچہ عقبہ اولیٰ اور ثانیہ میں جو لوگ مشرف باسلام ہوئے وہ قرآن ہی کا ایک ادنیٰ کرشمہ تھا جس نے ان کے دلوں کو مسخر کیا تھا۔

قرآن کا غیر مسلمین کو سنانا کیوں فرائض تبلیغ میں سے ہے

اسلام نے جو دین کے بارے میں سختی کرنے اور تلوار اٹھانے سے سختی کے ساتھ روکا ہے اور صاف صاف کہہ دیا ہے لا اکراہ فی الدین دین کے بارے میں کوئی سختی نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کو تو اپنی اشاعت کرنے کے لئے تلوار کی مطلق ضرورت ہی نہیں جبکہ وہ اپنے پاس وہ روح کو گھائل کرنے والا خنجر دل میں اتر جانے والی انی اور لمحات فسوں ساز رکھتا ہے جن کی سحر بیت سے انسان کیا انسان جنات بھی اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے اور کلام ربانی کو سنکر یہ کہنے پر مجبور ہیں جو قول تعالیٰ انا سمعنا قرانا عجبا یھدی الی الرشد فامنا بہ ولن نشرک بربنا احدا ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو ہدایت کی طرف بلاتا ہے پس ہم اس پر ایمان لائے اور (ہم) ہرگز ہم کبھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔

جب اسلام اپنے پاس وہ شمشیر صداقت رکھتا ہے جو بجائے جسموں کے روحوں کو کاٹے اور وہ بے پناہ قوت تسخیر رکھتا ہے کہ بجائے جسموں کے قلبوں کو اپنے قدموں پر جھکائے تو کیا ضرور ہے کہ وہ اپنی اشاعت و تبلیغ میں اس مادی تلوار کا استعمال کرے جو انسان کو خونخوار بھیڑیا بناتی ہے کہ قرآن کے اسی اعجاز اور تسخیر قلوب کی بنا پر مشرکین اور کفار کو اسلام میں پناہ دینے کی حد اس وقت تک متعین کی گئی ہے جب تک وہ اس کلام معجز نظام کلام ربانی کو نہ سن لیں گویا اس کا سنانا فرائض تبلیغ میں سے ہے چنانچہ ارشاد باری ہے۔

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ اگر مشرکین میں سے کوئی تجھ سے پناہ چاہے تو تم اس وقت تک پناہ دو جب تک کلام اللہ

سن لیں۔

بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر خود قرآن شریف سے اس طرح کی ہے۔

اوکصیب من السماء فیہ	یا وہ لوگ ان کی مانند ہیں جو آسمان کی بارش
ظلمات ورعد وبرق ج	گھرے ہوئے ہیں جس میں ظلمت رعد و برق ہے
یجعلون اصابعھم فی اذانھم	اور وہ اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں کڑک
من الصواعق حذر الموت	کی وجہ سے موت سے ڈر کر ڈالتے ہیں اور اللہ
واللہ محیط بالکافرین ۵ یکاد	کفار کو گھیرے ہوئے ہے قریب ہے کہ بجلی ان
البرق یخطف ابصارھم کلما	کی آنکھوں کو اچک لے جب روشنی ہوتی ہے
اضاء لھم مشوا فیہ ۵	تو وہ چلتے ہیں اور جب تاریکی چھا جاتی ہے تو
واذا اظلم علیھم قاموا	وہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔

یہ مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی پیش کی ہے یعنی بارش دراصل قرآن شریف ہے کیونکہ وہ روح کو حیات تازہ بخشتا ہے جس طرح بارش جسم کو حیات بخشتی ہے اور ظلمات دراصل کفر و شرک ہیں رعد وہ چیزیں ہیں جن سے کفار کو قرآن میں ڈرایا گیا ہے مثل نار جہنم اور برق ہدایت و جنت ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے پس کفار قرأت قرآن کے وقت اس ڈر سے اپنے کان بند کر لیتے ہیں کہ کہیں ان کا دل اس طرف مائل نہ ہو جائے اور وہ ایمان لانے پر مجبور ہوں۔ اس تفسیر کی تائید میں طفیل بن عمرو دوسی کا قصہ قابل غور ہے۔

حقیقت میں اسلام کے پاس قرآن کریم ایک ایسا زبردست معجزہ ہے جس کے مقابلہ کی تاب کسی مادی طاقت میں نہیں چار و ناچار قرآنی صداقت کو قبول ہی کرنا پڑتا ہے اگر اعتقاداً نہیں تو عملاً جیسا کہ آجکل تمام ترقی یافتہ قومیں کر رہی ہیں

پس قرآن لفظی و معنوی خوبیوں اور کمالات سے اس درجہ مرصع و مزین ہے کہ دنیا کا کوئی کلام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس کی فصاحت و بلاغت ایجاز و اطناب اسالیب و بدائع، سلاست و شستگی اعلیٰ اصول و قوانین دلچسپ مضامین اور ان کا تنوع حیرت انگیز قصص و حکایات اور دلاویز تشبیہات و استعارات کی نظیر دنیا کے تمام فصحا و بلغا قیامت تک نہیں پیش کر سکتے ہمیشہ اس کے دشمن قرآنی صداقت کے سامنے سرنگوں اور خائب و خاسر رہیں گے اور باطل اس کے سامنے ایسا پگھلتا رہے گا جیسے آفتاب کے سامنے موم ؎

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

قرآن میں کوئی اختلاف نہیں

افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ قرآن میں یہ لوگ کیوں غور نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بکثرت اختلاف پائے جاتے یعنی قرآن کے مضامین میں کسی قسم کا اختلاف نہ پایا جانا اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔

قرآن عربی زبان میں کیوں نازل ہوا

انا انزلناہ قرانا عربیا لعلکم تعقلون بیشک ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اسلئے نازل کیا ہے کہ تم سمجھو چونکہ عربی زبان ایک مکمل زبان ہے بلکہ ام الالسنہ ہے اور دنیا کی مشترکہ زبان بننے کی صلاحیت رکھتی ہے اس لئے خدا کے آخری پیغام کی حامل عربی زبان ہوئی

سکتی تھی تاکہ دنیا کے لوگ خدا کے کلام کو اچھی طرح سمجھ لیں اور اسلام ایک
ن الاقوامی مذہب کی ضرورت کو پورا کر دے۔ علاوہ ازیں چونکہ قرآن کو دنیا
علوم اولین و آخرین سکھلانا تھا اور انسان پر روحانی و مادی کمالات و
قیات کے دروازے کھولنے تھے اور قیامت تک کے لئے بنی نوع انسان
رہبری کرنی تھی اور یہ غرض عربی جیسی کامل زبان ہی میں پوری ہو سکتی تھی اسلئے
آن عربی زبان میں نازل ہوا۔

قرآن جمیع آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنیوالی کتاب ہے

انزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب ومهیمنا علیه ہم نے یہ کتاب آپ کے پاس بھیجی ہے جو حق ہے اس سے پہلے جو کتابیں ہیں اس کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کتابوں کی حقیقی تعلیمات کی محافظ ہے۔ الحمد للہ قرآن کریم کی یہ کتنی بڑی فوقیت ہے کہ وہ آسمانی کتابوں کی تکذیب نہیں کرتا وہ کسی مذہبی صداقت کا اس لئے پامال نہیں کرتا کہ وہ کسی دوسرے مذہب کی طرف منسوب ہے بلکہ وہ تمام مذاہب کی طرف سرپرستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے اور جملہ مذاہب کی صداقتوں پر قبضہ کر کے انہیں اپنا بنا لیتا ہے گویا وہ جملہ مذہبی صداقتوں کا حامل جامع اور سرپرست ہے۔

قرآن مذاہب عالم کا مشترک حق اور عالمگیر روحانی صداقت ہے

جس وقت دنیا میں قرآن آیا اس وقت نہ مذاہب کی کمی تھی اور نہ پیروان مذاہب کی بے شمار جماعتیں قائم تھیں اور ہر جماعت اپنے آپ کو سچائی کا وارث اور جنت کا ٹھیکیدار سمجھتی تھی اور دیگر تمام جماعتوں اور ان لوگوں کو سچائی سے محروم یقین کرتی تھیں قرآن نے دنیا میں آتے ہی پہلے اس جماعت بندیوں کے تصادم کو بے حقیقت ثابت کیا بتلایا کہ تمام الہامی مذاہب حق ہیں لیکن تمام مذاہب کے پیروان حق سے منحرف ہو گئے ہیں مذہب کے نام سے جس قدر بھی اختلافات اور نزاعات ہیں وہ پیروان مذاہب کے فہم و عمل میں ہیں نہ کہ مذاہب کی اصل تعلیم میں حق ایک ہی تھا ایک ہی ہے ایک ہی رہے گا اور ایک ہی ہونا چاہیئے چنانچہ دنیا والوں کو عام اعلان کر دیا

قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسمٰعیل ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون۔	کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس سچائی پر ایمان لائے جو ہم پر نازل کی گئی ہے نیز ان صداقتوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو ابراہیم پر نازل ہوئیں اور جن کی دعوت اسمٰعیل و یعقوب اور ان کی نسل کے رہنماؤں نے دی پھر اس تعلیم پر بھی ہم ایمان رکھتے ہیں

جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دی گئی غرض ہم دنیا کے سارے نبیوں اور مذہبی صداقتوں پر ایمان رکھتے ہیں ان میں کسی طرح کی تفریق نہیں کرتے۔

قرآن مذہبی اختلاف و نزاع کو مٹا کر تمام انسانوں کے سامنے ایک ہی راہ حق رکھتا ہے

قرآن کریم کی کیسی اکسیری اور صلح جویانہ روش ہے کہ وہ تمام آسمانی مذاہب کی تصدیق کرتا ہوا پیروان مذاہب کے فہم و عمل کی تکذیب اور سب کے سامنے ایک ہی راہ حق و صداقت رکھتا ہے

اور یہی اسلام اور صراط مستقیم ہے۔

دنیا کی کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں جس نے اختلاف مذاہب کا راز بتلایا ہو اور دنیا والوں کے لئے امن و سلامتی کی راہ کھولی ہو یہ فوقیت و برتری صرف قرآن کریم کے حصہ میں آئی ہے دنیا میں جوں جوں مذہبی اختلافات سے کراہیت بڑھتی جائے گی اور عقول عالم میں ترقی ہوتی جائے گی تیوں تیوں وہ اس مذہب حق کو تسلیم کرتی جائے گی اور بالآخر اسلام مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ایک دن تمام کے سامنے سرنگوں ہوگی ارشاد باری ہے

کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیه وما اختلف فیه الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتھم البینات بغیا بینھم فھدی اللہ الذین امنوا لما اختلفوا فیه من الحق باذنه واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم	ابتدا میں سب ایک ہی تھے ایک ہی مذہب پر چلتے تھے جب ان میں پھوٹ پڑ گئی تو اللہ نے ان کی ہدایت کے لئے نبیوں کو مبعوث فرمایا جو نیک کرداری کے نتائج کی بشارت دیتے تھے اور بدکرداری کے نتائج سے ڈراتے تھے ان کے ساتھ تعلیم حق کی کتابیں تھیں تاکہ جن جن باتوں میں نادانی اور گمراہی سے جھگڑا و اختلاف پیدا ہو گیا ہے اس سب کا فیصلہ ہو جائے لیکن نسل انسانی اس پر بھی اختلاف و فساد سے باز نہ آئی جن فیصلوں کے لئے
(سورۂ بقرہ پ ۲)	یہ کتابیں آئی تھیں انہی میں باہم بغاوت

و سرکشی سے اختلاف پیدا کر دیا اور ایمان والوں پر ہدایت کا دروازہ کھول دیا اور وہ جسکو چاہتا ہے ہدایت کی راہ دکھلا دیتا ہے۔"

الہامی مذاہب کے پیروؤں نے اپنی اپنی مذہبی صداقتوں اور دین حق کی حقیقت توحید و وحدت و یگانگت کو فراموش اور گم کر دیا تھا ضرورت تھی کہ ان تمام اختلافوں اور گمراہیوں کے خلاف دین حق کی حقیقت اور راہ ہدایت کا خدا کی طرف سے عام اعلان آخری اور قطعی طور پر ہو جائے اور نسل انسانی پر پوری طرح اتمام حجت ہو جائے سو قرآن کریم نے دنیا میں آکر اسی ضرورت کو پورا کر دیا اب جس نے قرآن کا حلقہ اطاعت اپنے گلے میں ڈالا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس سے انحراف کیا وہ ہلاک ہوا اور جہنم کا کندہ بنا۔

اب ہم نہایت اختصار کے ساتھ نمونۃً قرآن کریم کی ضروری تعلیم پیش کرتے ہیں تاکہ غیروں کو تنقید اور اپنوں کو عمل و نصیحت کا موقعہ ملے۔

قرآن مبین کی نہایت مختصر اور ضروری تعلیم

قرآن حکیم میں جس قدر احکام آئے ہیں اور دو باتوں پر ختم ہیں ایک تو امنوا باللہ ورسوله اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ دوسرے اطیعوا اللہ ورسوله اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور انہی کو دوسرے لفظوں میں اس طرح ادا کیا امنوا وعملوا الصلحت ایمان لاؤ اور نیک عمل کرو جس کا پہلا مرحلہ "امنوا" کا ہے اور دوسرا "عملوا الصالحات" کا یعنی اسلام میں ایمان و عمل دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

قرآن پہلے امنوا یعنی صحیح یقین و اعتقاد حاصل کرنے پر زور دیتا ہے اس کے بعد عملوا الصالحات یعنی خدا اور اس کے رسول کے احکامات کی تعمیل پر کیونکہ امنوا روح

جسم جب تک روح کسی چیز کی پابند نہ ہو جائے جسم پابند نہیں
ح حاکم ہے اور جسم محکوم اگر حاکم پر قبضہ ہو جائے تو محکوم خود بخود
اسی لئے قرآن جسم سے پہلے روح کو بذریعہ ایمان اپنے قانون کا
پھر جسم کو اپنے قبضہ میں کرتا ہے گویا ایک شخص کا اسلام قبول کرنے
ح جسم پر کوئی اختیار نہیں رہتا وہ کلی طور پر خدا کا ہو جاتا ہے اس
دونوں طاقتیں خدا کے لئے ہو جاتی ہیں اور اسے کوئی حق نہیں
نہی پر چلے یہ مفہوم ان تین آیتوں میں بیان کر دیا گیا ہے۔

...مان اطاعت اور قرآن

اسلام کے لغوی معنے تو ہیں کسی کو اپنا کام سونپنا۔ بطور
ل دینا اور طابع ہونا لیکن اصطلاحی معنے جو قرآن کریم نے
من اسلم وجہہ للہ وھو محسن خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے
بہت یعنی اپنے تمام وجود کو اس کے ارادوں کی پیروی کے لئے اور
ی حاصل کرنے کے لئے سونپ دے اور اعتقادی اور عملی طور پر خدا کا
ی طور پر اس طرح کہ اپنے وجود کی نسبت سمجھ لے کہ درحقیقت یہ مجھے
ہے کہ میں خدا کی معرفت اور عبادت بجا لاؤں اور عملی طور پر اس طرح کہ
ات پر چلنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے اور اپنی مرضی کو خدا کے
ی شاعر نے کہا ہے

ہے خدا کے لئے فنا   ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا

طاعت کو دوسرے لفظوں میں قرآن نے یوں بیان کیا ہے

شتری من المومنین   بیشک ہم نے مومنوں سے ان کی جان اور مال
والھم بان لھم الجنۃ   کو جنت کے عوض خرید لیا ہے۔

کی شان تسلیم و رضا کو یوں بیان کیا ہے:-

یومنون حتی یحکموک   قسم ہے تیرے رب کی جب تک وہ تجھ کو اپنے
ھم ثم لا یجدوا   جھگڑوں میں حکم نہ بنائیں گے مومن نہیں
حرجا مما قضیت و   ہو سکتے اور پھر تیرے فیصلے سے وہ اپنے
جا   دل میں کسی قسم کی تنگی بھی نہ پائیں جس کا
ہا ہے اور زبان سے بھی تیرے حکم کو تسلیم کریں۔

کسی مسلمان میں صفت ایمان کا تحقق ہونے کے لئے تین باتیں
متنازع امور میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بنانا۔ آپ کے فیصلہ
بھی قسم کی تنگی نہ پانا اور پھر زبان سے بھی تسلیم و رضا کا اظہار کرنا اگر
نوں متحقق ہو جائیں۔

انوں کو آج اپنے گریبان میں منہ ڈالنا چاہئے اور انصاف سے بتانا
اقعی ان میں اسلام اور صفت ایمان کا تحقق ہوتا ہے یا نہیں،
ایات سے اپنی اپنی حالت کا جائزہ لیں اور کامل مومن بننے کی کوشش
پنے کو مومن کامل بنائیں۔

یمانیہ

قرآن پاک کی زبان میں ایمان کہتے ہیں کسی حقیقت کو دل سے مان لینا اور دل و زبان سے تسلیم کر لینا۔ ایمان
قرآن کریم نے جو حقائق بیان کئے ہیں (۱) اللہ پر ایمان لانا۔ (۲) ملائکہ پر
ن لانا۔ (۳) کتابوں پر ایمان لانا۔ (۴) نبیوں پر ایمان لانا۔ (۵) یوم آخرت پر ایمان
لانا۔ (۶) نیکی اور بدی کے اندازہ کرنے پر ایمان لانا۔ یعنی خیر و شر دونوں کا خالق
خدا ہے۔ جنت اور دوزخ کے وجود پر ایمان لانا۔ مرنے کے بعد جی اٹھنے کو تسلیم
کرنا اور عذاب قبر کو ماننا امور غیبیہ کو اسی تفسیر و تشریح کے ساتھ ماننا جو قرآنی
آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ایمان باللہ کہلاتا ہے ان میں سے اگر کسی
ایک چیز کا بھی انکار ہوگا تو اس کا ایمان متحقق نہ ہوگا ان میں سے پانچ حقائق کو
قرآن کریم نے اس آیت میں بیان کیا ہے

ولکن البر من امن باللہ و   لیکن بھلائی تو اس کے لئے ہے جو اللہ پر
الیوم الاخر والملائکۃ و   آخرت کے دن پر، ملائکہ پر، کتابوں پر اور
الکتاب والنبیین۔   نبیوں پر ایمان لائے۔

دوزخ کے لئے فرمایا:-

اعدت للکافرین   دوزخ کافروں کے لئے بنائی گئی ہے

جنت کے لئے فرمایا:-

اعدت للمتقین   جنت پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

مرنے کے بعد جی اٹھنے کے لئے فرمایا:-

کیف تکفرون باللہ وکنتم   تم کیسے اللہ کا انکار کر سکتے ہو تم پہلے مردہ
امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم   تھے پھر تم کو زندہ کیا پھر تم کو مارے گا پھر زندہ
ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون   کرے گا اور پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے

مسئلہ تقدیر کے متعلق فرمایا:-

اللہ خالق کل شیٔ   اللہ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے۔
قل کل من عند اللہ   اے رسول کہہ دے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

ایمان باللہ کسی صورت میں اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک وہ خدا کی
ذات و صفات کے متعلق وہی عقیدہ نہ رکھے جو قرآن و احادیث سے ثابت ہیں
یہ جاننا چاہئے کہ خدا اپنی ذات و صفات میں ایک ہے جس طرح خدا کی ذات
ازلی ہے اسی طرح اس کی صفات بھی ازلی ابدی ہیں اور اس کی صفات بندوں
کی صفات میں صرف نام میں مشترک ہیں ورنہ حقیقت میں جدا ہیں جہاں کہیں
قرآن میں حق تعالیٰ کے ید، وجہ، نفس، عرش اور عین وغیرہ کا ذکر آیا ہے
وہ خدا تعالیٰ کی صفات ہیں جن کی حقیقت ہمیں معلوم نہیں۔ خدا تعالیٰ کی صفات
دو قسم کی ہیں ذاتیہ اور فعلیہ ان میں سے چند ضروری متفرق طور پر بیان کی جاتی ہیں

ھو الاول والاخر   وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔
ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم   وہ زندہ اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے نہ اس کو نیند آتی ہے نہ اونگھ۔
ان اللہ علی کل شیٔ قدیر   وہ ہر چیز پر قادر ہے
ھو السمیع البصیر   وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔
علیم بذات الصدور   وہ دلوں کے بھید کا جاننے والا ہے
لیس کمثلہ شیٔ   خدا جیسا کوئی نہیں۔
لا تدرکہ الابصار   اس کو آنکھ نہیں دیکھ سکتی
ایاک نعبد وایاک نستعین   ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں یعنی اسی کی عبادت کرنی چاہئے اور اسی سے استعانت مانگنی چاہئے
رب العلمین یعنی دونوں جہان کا پرورش کرنے والا ہے۔

الرحمن الرحیم رحم کرنے والا اور مہربان ہے مالک یوم الدین قیامت کے دن کا مالک ہے۔

توحید مع الاخلاص

اسلامی عقائد کا اصل الاصول توحید ہے جو خصوصیات اسلامیہ سے ہے یعنی کامل اور حقیقی توحید صرف اسلام کے پاس ہے باقی تمام پیروان مذاہب توحید کے نام پر دوئی شرک کرتے ہیں اس لئے قرآن پاک کی تعلیم ہے:۔

قل ھو اللہ احد ۔ اللہ الصمد — کہہ اللہ ایک ہے، اللہ بے احتیاج ہے

لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ — نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اس سے کوئی

کفوا احد ۔ — جنا گیا اور نہ اس کے برابر کا کوئی ہے۔

اس آیت مقدسہ میں توحید کی تعلیم ہے اور ان صفات باری کا بیان ہے جن سے مسلمان صحیح معنوں میں موحد بنتا ہے اور تعلق مع اللہ مستحکم ہوتا ہے اس میں اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کا بیان ہے اور شرک فی الذات، شرک فی الصفات اور شرک فی الافعال کی نفی ہے دوسری آیت میں اس کا ہر احتیاج سے بے نیاز ہونا اور جمیع مخلوق کو اللہ تعالےٰ کا محتاج ہونے کا بیان ہے اور تیسری آیت میں اس کا قدیم ہونا بیان ہوا ہے گویا اس چھوٹی سی صورت میں کامل توحید کو بیان کر دیا گیا ہے۔

قرآن نے حقائق ایمانیہ کو پردۂ غیب میں کیوں رکھا ہے

عقائد کے بارے میں قرآن حکیم کی تمام تعلیم فطری اور عقلی ہے مگر نہ کہ ایسی بدیہی کہ ہر شخص معلوم کرلے اس نے عقائد میں ایک صاف سیدھی اور مبنی برعقل تعلیم دی ہے مگر بعض امور چونکہ ماورا عقل ہیں ان کو انسان کی عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں اس لئے ان میں عقل کو دخل دینے اور چون و چرا کرنے سے روک دیا ہے۔

اسلام نے حقائق ایمانیہ کو اس لئے پردۂ غیب میں رکھا ہے کہ ان کی ایمانی شان قائم رہے مومن امور یات سے بتدریج بذریعہ مجاہدہ کے روحانیت کی طرف ترقی کرے۔ نفس کی کشمکش میں پڑ کر عند اللہ مستحق اجر و ثواب ٹھیرے اور کشف حقائق کے منازل طے کرے قرآن نے ایمان بالغیب کے ذریعہ سے خدا شناسی کے مشکل اور کٹھن مرحلہ کو آسان کر کے اپنے پیرووں کو کفر و شرک سے بچایا ہے چنانچہ فرمایا ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب یہ کتاب ہر قسم کے شک و شبہ سے پاک ہے اور ان لوگوں کے لئے ہدایت ہے جو خدا سے ڈرتے اور پرہیزگارانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور پرہیزگار وہ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

حقائق ایمانیہ کے منکشف ہونے اور ان کی حقیقتوں کو معلوم کرنے کا راستہ بتلایا

والذین جاھدوا فینا — اور جو ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم ان پر

لنھدینھم سبلنا — اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔

یعنی جو لوگ بذریعہ مجاہدات و ریاضات اپنے جسم کی کثافت کو کم اور روح کی لطافت کو زیادہ کرتے ہیں ہم حقائق ایمانیہ منکشف کر دیتے ہیں۔

عبادات

عبادات میں پانچ باتیں ہیں جن کو ارکان اسلام کہا جاتا ہے ایک تو ایمان باللہ جس کی تفصیل گذر چکی اور اقرار رسالت کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے برگزیدہ، تمام نبیوں سے بہتر و افضل اور آخری نبی ہیں۔ دوسرے پنجگانہ نماز تیسرے رمضان کے روزے چوتھے اگر صاحب نصاب ہو تو اپنے مال کا چالیسواں حصہ یعنی زکوٰۃ اور پانچویں حج بیت اللہ۔

نماز اور روزہ کا حکم قرآن میں سینکڑوں جگہ تاکید اور تفخیم کے ساتھ آیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ — نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔

حج کی بابت فرمایا۔

وللہ علی الناس حج البیت — اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض

من استطاع الیہ سبیلا — ہے جو اس تک راہ پا سکے۔

اخلاقیات

اخلاق کی فضیلت و اہمیت جتلانے کے لئے فرمایا وانک لعلی خلق عظیم اے رسول! بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اس کے بعد بنی نوع انسان کے لئے آپ کو بطور نمونہ کے پیش کیا گیا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اے انسانو تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں اچھا نمونہ ہے یعنی اس کی پیروی کرو

اخلاق کی تعلیم یوں دی۔

ان اللہ یامر بالعدل و — اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے اور رشتہ

الاحسان وایتاء ذی القربیٰ — داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور فحش امور سے

وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی — اور ظلم سے منع کرتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے تین باتوں کا حکم دیا ہے اور تین باتوں سے منع فرمایا ہے کل چھ باتیں ہیں پہلی تین باتیں نیکی کی اصل ہیں اور دوسری تین بدی کی دنیا جہان کی کوئی خوبی اور بھلائی اور بدی ایسی نہیں جس کے حاصل کرنے اور مجتنب رہنے کی اس چھوٹی سی آیت میں تعلیم نہ دے دی گئی ہو۔

آمرا اور حکام کو ہدایت کی۔

واذا حکمتم بین الناس — اور جب تم لوگوں کے حاکم ہو یا ان پر حکایت

ان تحکموا بالعدل — کرو تو عدل سے

ایسا ہی ججوں کو حکم دیا۔

یاایھا الذین اٰمنوا کونوا — اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف پر

قوامین للہ شھداء — شاہد ہو جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کی دشمنی

بالقسط ولا یجرمنکم شنآن — اور تعصب تمہیں اس غرض سے روک دے

قوم علی الا تعدلوا اعدلوا — اور تم عدل کو چھوڑ دو عدل کرو کیونکہ عدل

ھو اقرب للتقویٰ — تقویٰ اور پرہیزگاری کے قریب ہے۔

عالمگیر اور عام حسن سلوک کی ہدایت کی۔

وتعاونوا علی البر والتقویٰ — تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان — مدد کرتے رہو مگر گناہ اور زیادتی کے

واتقوا اللہ ان اللہ شدید — کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو

العقاب — اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہا کرو بلاشبہ

اللہ تعالےٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

اس میں حسن سلوک کا وہ اصول بتلایا ہے کہ اگر مسلمان اس پر عمل پیرا ہوں تو آن میں قومی تعصب پیدا ہو سکتا ہے اور نہ وہ کبھی اپنے پرائے سے ظلم و ناانصافی کر سکتے ہیں اگر وہ اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو وہ اپنے اخلاق کی قوت سے

اپنے دشمنوں اور مخالفوں کو زیر کر سکتے ہیں۔

ایفائے عہد کے لئے فرمایا۔

یایھا الذین امنوا اوفوا بالعقود۔ اے ایمان والو قول و قرار کو پورا کرو۔

ایک دوسری جگہ فرمایا۔

واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا ٭

اور عہد کو پورا کرو بیشک عہد کے متعلق سوال ہوگا

والدین کی اطاعت کے متعلق حکم دیا۔

ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن و فصلہ فی عامین ان اشکر لی ولوالدیک الی المصیر۔

اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے متعلق تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھاکر اس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے کہ تو میری اور اپنے والدین کی شکر گذاری کیا کر میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا۔

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف و لا تنھرھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربینی صغیرا ٭ (سورہ بنی اسرائیل)

تیرے پروردگار نے فرض کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر ان میں سے ایک یا دونو تیرے سامنے بڑھاپے کی حد کو پہنچیں تو تو ان کو اف تک مت کہہ۔ اور نہ ان کو جھڑک اور ان سے شریفانہ بات کر اور شفقت سے ان کے لئے ذلت کا بازو جھکا دے اور دعا کر کہ اے میرے پروردگار ان پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

رشتہ داروں سے نیک سلوک کی بابت فرمایا:۔

فات ذی القربی حقہ والمسکین وابن السبیل ذلک خیر للذین یریدون وجہ اللہ واولئک ھم المفلحون ٭

قرابت دار کو اس کا حق دیا کرو اور مسکین و مسافر کو بھی یہ ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو اللہ کی خوشنودی کے طالب ہیں اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

خیرات و صدقات کا ایک عمدہ اصول بتلایا۔

قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتمی والمساکین وابن السبیل

کہہ دو جو کچھ تم خیرات کرو اس میں والدین کا پھر عزیز و اقارب کا پھر یتیموں کا اور پھر محتاجوں کا اور مسافروں کا حق ہے

سخاوت و بخل کے متعلق فرمایا۔

ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملوما محسورا

اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ (یعنی حد درجہ کا بخل نہ کر) اور نہ اسے پورا پھیلا (یعنی ایسی سخاوت کر کہ سب ہی کچھ لٹا دے)

اسراف بیجا کے متعلق فرمایا۔

ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین

بیشک اپنی دولت کو بیجا اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

زنا کے متعلق فرمایا۔

ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا ٭

زنا کے قریب بھی مت جاؤ کہ وہ بےحیائی ہے اور بری راہ ہے۔

قتل ناحق کے متعلق فرمایا۔

ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ٭

اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ہے ناحق قتل نہ کرو مگر حق سے

آداب و معاملات اور قومی نظام

مسلمانوں کے نظام حیات اور بقائے قوم کے راز بتلائے کل مومن اخوۃ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو ساتھ ہی تفرق و تشتت کا انجام بھی بتلا دیا وان تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم اگر تم نے آپس میں پھوٹ ڈالی تو تمہارا شیرازہ پراگندہ ہو جائے گا اور تمہاری ہوا جاتی رہے گی۔

دو مسلمانوں میں صلح و صفائی کی بابت فرمایا فاصلحوا بین اخویکم اپنے بھائیوں میں صلح صفائی کرا دیا کرو۔

خودپسندی اور غرور توڑنے کے لئے فرمایا۔

یایھا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون ٭

اے ایمان والو مرد مردوں پر نہ ہنسیں ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھے ہوں اور آپس میں طعن و طنز بھی نہ کیا کرو نہ ایک دوسرے کو نام دھرا کرو ایمان لانے کے بعد برا نام دھرنا برا ہے اور جو ان باتوں سے نہ آئیں وہ ظالم ہیں (سورہ حجرات پ ۲۶)

بدگمانی اور غیبت وغیرہ کے متعلق فرمایا۔

یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم

اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو یقیناً بعض گمان گناہ ہیں ایک دوسرے کے عیبوں کی تلاش نہ کیا کرو نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو کیا تم میں سے کوئی اس کو پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اس بات سے کراہت کرتے ہو تو اللہ سے ڈرو

نیز فرمایا۔ ولا تمش فی الارض مرحا ٭ زمین پر اکڑ کر مت چلو۔

مسلمانوں کا وظیفۂ حیات بتلایا۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر

چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ایسا ضرور ہو جو نیکی اور بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی باتوں کا امر کرے اور برائی سے منع کرے

جھوٹ کے متعلق فرمایا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔

مسلمانوں کی شان خصوصی بیان کی۔

وکذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس

ہم نے تم کو امت وسط بنایا ہے کہ تم دنیا پر سچائی کے گواہ و عادل رہو۔

چونکہ تم دنیا میں سچائی کے گواہ ہو اس لئے فلا تخافوھم وخافونی ان کنتم مومنین دشمنان دین سے مت ڈرو اگر تم فی الحقیقت مومن ہو تو مجھ ہی سے ڈرو۔

مضمون مقصود سے زیادہ بڑھتا جارہا ہے اور ابھی میں ضروری تفصیل پیش نہیں کرسکا اور نہ ابھی احباب کی دلچسپی کا خیال رہا اس لئے میں مجبوراً اپنے قلم کو روک کر آگے بڑھتا ہوں مسلمانوں کے عمل اور غیروں کی تنقید کے لئے بھی جو اوپر کئے گئے ہیں انہیں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن نے کس طرح انسانوں پر ہدایت و سعادت کے دروازے کھولے ہیں اگر اس کے بعد بھی کوئی اسلام کی آواز نہیں سنتا اور قرآن مبین کا دامن نہیں پکڑتا تو اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔

تلاوت قرآن کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب لوگ خدا کے گھر میں جمع ہوکر قرآن پڑھتے ہیں یا پڑھاتے ہیں تو ان پر ضرور خدا کی رحمت ہوتی ہے، ان کو رحمت الٰہی ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا تذکرہ فرشتوں سے فرماتا ہے (رواہ ابوداؤد)

قرآن کی تلاوت کرنا گویا صدقہ ہے۔

عقبہ بن عامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قرآن کو زور سے پڑھنے والے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی پوشیدہ طور پر خیرات کرتا ہے۔ اصحاب سنن اس کے راوی ہیں۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کون عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا سفر کرنے والا اور پھر شروع کرنے والا کہا یا رسول اللہ اس کے کیا معنے ہیں فرمایا اس سے مراد وہ شخص ہے جو قرآن کو اول سے آخر تک ختم کرکے پھر شروع کرتا ہے اسی طرح ہمیشہ شروع کرتا اور ختم کرتا رہتا ہے۔

تلاوت قرآن خدا تعالےٰ سے ہمکلامی ہے

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو ایسا کان لگا کر نہیں سنتے جیسا کہ نبی کو قرآن کو جبکہ وہ نہایت رقت اور درد انگیز آواز میں پڑھتا ہے۔

حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو ایسا کان لگا کر نہیں سنتے جیسا کہ وہ کسی بندہ کی قرأت کو سنتے ہیں جبکہ وہ آدھی رات کے وقت پڑھتا ہے اور نمازی بندہ کے سر پر اس وقت نیکیوں کی بارش ہوتی رہتی ہے جب تک وہ اپنے مصلے پر نماز میں رہتا ہے نیز بندوں کو خدا تعالےٰ سے کسی چیز کی وجہ سے ایسی قربت نہیں ہوتی جیسا کہ قرأت قرآن کی وجہ سے اس کے راوی ترمذی ہیں۔

تلاوت قرآن رحمت الٰہی ہے

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب چند اشخاص خدا کے گھر میں سے کسی میں جمع ہوکر قرآن پڑھتے ہیں تو ان پر ضرور خدا کی رحمت ہوتی ہے ان کو رحمت الٰہی ڈھانپ لیتی ہے فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالےٰ ان ایسے لوگوں کا تذکرہ اپنے پاس والوں سے فرماتے ہیں۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا ماہر ہے تو وہ ایسے نیک اور بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو سفارت کا عہدہ رکھتے ہیں جیسے حضرت جبرئیل، اور جو شخص اٹک اٹک کر پڑھتا ہو لیکن قرآن اچھی طرح روانی سے نہیں تو ایسے شخص کے لئے دو ثواب ہیں۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایسا شخص جس کے پیٹ میں کچھ بھی قرآن نہیں وہ ایسا ہے جیسے کوئی ویران مکان ہوتا ہے ترمذی اس کے راوی ہیں۔

قرآن کے بھلا دینے کی برائی

حضرت سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر ایک ایسا شخص جس نے قرآن پڑھ کر بھلا دیا ہو وہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ سے جذامی کی حالت میں ملیگا۔

حضرت عثمان سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگوں میں اچھا وہی ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے۔

قرآن کو پیٹ پالنے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے

عمران بن حصین سے روایت ہے کہ وہ ایک قاری کے پاس سے گذرے جو قرآن پڑھتا تھا اس کے بعد اس قاری نے لوگوں سے سوال کیا تو انہوں نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا یعنی افسوس ظاہر کیا اور فرمانے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھتا ہے اس کو خدا ہی سے سوال کرنا چاہیئے اس لئے کہ چند قومیں ایسی آئینگی جو قرآن پڑھیں گی اور لوگوں سے سوال کریں گی۔

کاش وہ مسلمان جنہوں نے قرآن کو مختلف قسم سے دنیا کمانے کا ذریعہ بنالیا ہے وہ اس حدیث کو آنکھیں کھول کر پڑھیں

قرآن پر ایمان سے کیا معنے ہیں

صہیب فرماتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے قرآن میں حرام کی ہوئی چیز کو حلال جانا گویا وہ شخص قرآن پر ایمان ہی نہیں رکھتا، مسلمانوں کی بے عملی کا کیا ٹھکانا ہے کہ لوگ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت بھی کرتے ہیں ترجمہ بھی سنتے ہیں تراویح بھی سنتے ہیں اور قرآن کو خدا کا کلام بھی کہتے اور سمجھتے ہیں مگر حرام و حلال میں تمیز نہیں کرتے اور دن ورات اس کے قوانین کو توڑتے رہتے ہیں۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ وہ زبان سے تو قرآن کو خدا کا کلام کہتے ہیں مگر دل سے اس پر یقین نہیں رکھتے۔

مسلمانو! قرآن کو مضبوط پکڑو

حارث اعور سے روایت ہے کہ میں مسجد میں گیا تو دیکھا کہ لوگ باتیں بنا رہے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے اس واقعہ کو بیان کیا انہوں نے پوچھا کیا واقعی انہوں نے ایسا کیا؟ میں نے کہا جی ہاں اس پر آپ فرمانے لگے کہ دیکھو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آگاہ ہوجاؤ کہ عنقریب فتنہ و فساد برپا ہوگا میں نے عرض کیا کہ حضور اس فتنہ و فساد سے بچانے والی کونسی چیز ہے فرمایا وہ قرآن ہے جس میں اگلی پچھلی سب چیزیں مندرج ہیں اور موجودہ معاملات جو تم لوگوں کے فیما بین ہوتے رہتے ہیں اس کے احکام بھی اس میں موجود ہیں۔ قرآن ایک قول فیصل ہے جس میں کوئی ہنسی دل لگی نہیں ہے جو شخص حقیر سمجھکر اس کو ترک کرے خدا اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے گا جو شخص غیر قرآن میں ہدایت کا متلاشی ہوگا خدا اس کو گمراہ کردے گا۔ قرآن خدا تعالیٰ کی ایک مضبوط رسی ہے ایک مضبوط اور محکم ذکر ہے ایک سیدھا راستہ ہے وہ ایک ایسی شئے ہے جس میں نفسانی خواہشات کی وجہ سے کوئی کجی نہیں پیدا ہوسکتی جس میں زبانوں کا میل جول نہیں ہوسکتا جس

علماء کبھی سیر نہیں ہو سکتے جو کثرت درس و تدریس سے پرانا نہیں ہوتا اور اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے یہ ایسی شئے ہے جس کو جنات بھی سنکر صبر نہ کر سکے اور کہہ اٹھے انا سمعنا قرآنا عجبا یھدی الی الرشد فآمنا بہ جو شخص اس کے موافق بات کہیگا صدق ہوگا جو شخص اس پر عمل کریگا ضرور ثواب پائے گا اور جو شخص اس کی جانب بلایا جائے گا وہ ضرور سیدھے راستہ پر بلایا جائے گا اے اعور اس حدیث کو یاد رکھ۔ اس کے راوی ترمذی ہیں ماحصل ان تمام آیات کا یہ ہے کہ قرآن پڑھنے پڑھانے سمجھنے سمجھانے اور عمل کرنے کرانے کیلئے ہے نہ کہ خوبصورت جزدانوں میں لپیٹ کر طاقوں میں دھرنے کے لئے۔

مسلمانوں نے قرآن سے کیا کام لیا

اب یہ بھی سن لیجئے کہ مسلمانوں نے قرآن کریم سے کیا فیض حاصل کیا اور انہوں نے اس سے کیا کام لیا سو انہوں نے طوطے کی طرح سے اس کے الفاظ کو رٹنا ساری عمر اس کو پڑھتے رہے مگر سمجھا خاک نہیں جن لوگوں نے سمجھا تو اس لئے کہ کسی کی تکفیر و تفسیق کی جائے عز و جاہ حاصل کیا جائے اور فرقہ بندی و نفاق کو تقویت دی جائے یا اس کی آیات کے تعویذ گنڈے بنا کر کچھ پیسے جمع کئے جائیں یا گھروں میں خیر و برکت کے لئے اونچی جگہ پر رکھ دیا جائے اور یا اس کی ہوا دیکر جن بھوتوں کو بھگا دیا جائے بس اس کے سوا انہوں نے قرآن سے اور کچھ حاصل نہیں کیا ان کو شرم سے زمین میں گڑ جانا چاہئے کہ غیر اقوام تو قرآنی احکام پر چل کر آسمان سے باتیں کریں اور خود مسلمان تحت الثریٰ میں پڑے ہوئے موت کے دن بسر کرتے رہیں۔

قرآنی صداقت پر منصف مزاج یورپین کی رائے

ریورنڈ آر۔ ایمکسویل کنگ لکھتے ہیں:۔ "اکثر کہا جاتا ہے کہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ سب توریت و انجیل وغیرہ سے لیا گیا ہے مگر میرا ایمان ہے کہ اگر الہامی دنیا میں الہام کوئی شئے ہے اور الہام کا وجود مکمل ہے تو قرآن شریف ضرور الہامی کتاب ہے۔"

واشنگٹن ارونگ کہتا ہے:۔

"قرآن میں نہایت بلند، مفید اور پر از اخلاص خیالات مندرج ہیں۔"

ڈین سٹینلی کہتا ہے:۔

"قرآن کا قانون بے شبہ بائبل کے قانون سے زیادہ موثر ثابت ہوا ہے۔"

قرآن بنی نوع انسان کیلئے ہے

ڈی۔ ایس۔ مارگولیتھ کہتا ہے "بے شبہ قرآن کریم نے عربوں کی جو خدمت انجام دی ہے اس کو مبالغہ کے ساتھ بیان نہیں کیا جا سکتا اس امر نے کہ قادر مطلق نے اپنا پیغام بنی نوع انسان کو ان ہی کی زبان میں بھیجا ان میں برتری و سلطنت کا احساس پیدا کر دیا اور یہ بات کسی نہ کسی وقت میں بہت سی عظیم الشان قوموں کی ترقی کا باعث ہوئی ہے۔"

پروفیسر ایڈمنڈ جی براؤن ایم اے، ایم بی کہتے ہیں

"میں جوں جوں قرآن پر غور کرتا اور اس کے مفہوم و معانی کے سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں میرے دل میں اس کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی جاتی ہے۔"

گوئٹے کا خیال ہے:۔

"جس قدر ہم قرآن پر زیادہ غور کرتے ہیں وہ اسی قدر دور کھنچتا جاتا ہے یعنی اعلیٰ معلوم ہوتا ہے وہ بتدریج فریفتہ کرتا ہے فرحت آمیز حیرت میں ڈالتا ہے اور آخر کار اپنا احترام کرا کر چھوڑتا ہے۔"

قرآن مجید ہر زمانے کیلئے قابل ہے

جتنا بھی ہم اس کتاب قرآن کو الٹ پلٹ کر دیکھیں یہی محسوس ہوتا ہے پہلے مطالعہ میں اس کی تمام خوبی نئے نئے پہلوؤں سے اپنا رنگ جماتی ہے لیکن فوراً ہمیں مسحور کر لیتی متحیر بنا دیتی اور آخر میں ہم سے تعظیم کرا کے چھوڑتی ہے اس کا طرز بیان باعتبار اس کے مضامین و اغراض کے عفیف، عالی، تہدید آمیز ہے اور جا بجا اس کے مضامین سخن کی غایت رفعت تک پہنچ گئے ہیں غرض یہ کتاب ہر زمانہ میں اپنا اثر دکھاتی رہے گی (مسٹر [illegible])

ریورنڈ ڈاکٹر میکسویل کنگ لکھتے ہیں:۔

"اسلام کی آسمانی کتاب قرآن ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے الہامات کا مجموعہ ہے، اس میں نہ صرف اسلام کے اصول و عقائد مندرج ہیں بلکہ اخلاق کی تعلیم روزمرہ کے کاروبار کے متعلق ہدایات اور قانون بھی ہیں اس لحاظ سے مسلمانوں کو عیسائیوں پر فوقیت ہے کہ اسلام کی مذہبی تعلیم اور قانون علیحدہ علیحدہ چیزیں نہیں ہیں۔"

قرآن کا دنیا پر احسان

یہ ایک کھلی ہوئی صاف اور واضح بات ہے کہ اسلام حقیقت میں ایک کامل اجتماعی مذہب ہے جسکو دنیا کی بیشتر حصہ آبادی دین حق تسلیم کرتی ہے دنیا کی ہستی اس مذہب کی ہستی پر منحصر ہے ہمیں معلوم ہے کہ اس عاقلانہ قانون قرآن کریم میں وہ سارے فوائد و مصالح موجود ہیں جن سے نظام عالم بنا ہے اور جو گویا اسلام ہی کے امتزاج عناصر کا نتیجہ ہے اس حیرت انگیز سائنٹفک مذہب اسلام نے دنیا کی عمرانی ترقی کے لئے ہر قسم کے بنیادی دفائن یورپ کو بہم پہنچائے ہیں مگر ہم میں کوئی شخص بھی اس کی فضیلت کا منکر ہو اور اس کا رہین منت نہ ہو (موسیو کاسٹن کار)

اس منصف مزاج محقق کی اس قیمتی رائے کو سامنے رکھو اور اس مضمون کے ابتدائی حصہ کی صداقت کا اندازہ لگاؤ کہ قرآن کریم نے موجودہ تمدن و تہذیب کو کہاں پہنچایا ہے۔

میں صرف انہی آراء پر اکتفا کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں ورنہ اسی قسم کی سینکڑوں ہزاروں آراء پیش کی جا سکتی ہیں قرآن کریم کی صداقت اور اہمیت کا اندازہ لگانے کے لئے یہی آراء بس ہیں۔

میں نے قرآنی حقائق و بصائر اس کی عظمت و بزرگی اور اس کی شان کا کچھ مختصر کہہ دیا ہے جس سے آپ یقیناً یہ سمجھ گئے ہوں گے کہ ہمارا قرآن ایسی شان والا ہے کہ آج ساری دنیا اسی کے بتلائے ہوئے پر چل کر بحر و بر پر حکمرانی کر رہی ہے مگر آپ کو اس فخر و غرور کا کوئی حق نہیں کیونکہ قرآن تو سب کچھ ہے مگر تم کیا ہو اگر تم کچھ نہیں اور قرآن رکھتے ہوئے یہ حال ہو تو بس یہی کہا جائے گا ؎

آں نا کساں کہ فخر با جداد میکنند
چوں سگ باستخواں دل خود شاد می کنند

قرآن کے ماننے والی قوم کا ماتم

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ مسلم کی زندگی اور اس کا قانون حیات دیگر افراد سے جدا ہے اسکی فلاح و بہبود کا دارو مدار تمامتر اس بات پر موقوف ہے کہ وہ خدا کا ہو جانے سب کچھ ایک خدا سے جوڑ جائے اور حقیقی معنوں میں مومن بنجانے پس مسلمان جب تک منشاء احکام الٰہی کے حسب اپنے اعمال و افعال نہ بنائیگے اور تمام انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین و دستور کو جہنم میں جھونک کر خدائی دستور العمل کے مطابق نہیں چلیں گے وہ کبھی فلاح یاب نہ ہوں گے بلکہ دن بدن تباہ ہوتے رہیں گے تاریخ اس کلیہ کی زبردست شاہد عدل ہے کہ مسلمان جب تک قرآنی تعلیمات و ہدایات پر کاربند رہے وہ دین و دنیا دونوں کے مالک رہے اور خیر الامم بنکر رہے مگر جب انہوں نے اس سے روگردانی کی تو بد ترازبہا تم ہو گئے اب جو حالت ہے ظاہر ہے۔ محتاج بیان نہیں۔

یاد رکھئے نہ صرف ہماری بلکہ کل بنی نوع آدم کی فلاح دارین کا دارو مدار اسی پر ہے کہ ہم منبع ہدایت و سرچشمہ حکمت و فضیلت قرآن پاک کی پاکیزہ تعلیم کو اپنا شعار بنائیں اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ پہلے مسلمان خود قرآنی تعلیم کو اپنا رہنما بنائیں یعنی اسکو سمجھیں اور اس پر عمل کریں جب خود قرآنی تعلیم کا عملی نمونہ بنجائیں تو پھر قرآن کو دوسری اقوام کے سامنے پیش کریں پھر دیکھیں دنیا کیا سے کیا بنتی ہے اور اگر وہ قرآن کو اسی طرح پشت ڈالے رہے اور اس موجودہ رسمی تلاوت اور سطحی تعلیم میں پھنسے رہے تو یقیناً ایک نہ ایکدن وہ زندہ اقوام کی ٹھوکروں سے پامال ہوجائینگے۔

قسم خدا کی یہی وہ وقت ہے کہ مومن کے آنسو جاری ہوجائیں اور کبھی نہ رکیں اس کا جسم گرم خون ہوکر بہ جائے کون ہے جس کے دل میں ایمان ہو اور اسکی آنکھیں اشکبار نہ کریں کیا تم دیکھتے نہیں کہ ترقی یافتہ قومیں اسلام کے خزانہ سے چند لعل و جواہر لے گئیں اور حشمت و عروج اور جاہ و جلال کی مالک بن گئیں مگر قرآن والی قوم ہاتھ جھاڑ کر اپنے شاگردوں کی غلام بن گئی کیا تم نے سنا اور دیکھا نہیں کہ مسلمان فرقہ بندی باہمی نحاسد و تباغض اور معاندت میں منہمک ہیگئے قرآن کو پس پشت ڈالدیا اور اپنے نفس کے بندے بن گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی شوکت و عظمت ...... پارہ پارہ ہوگئی اقبال و اجلال رخصت ہوگیا دولت و امارت اور حکومت و سرداری چھین لی گئی دنیا جواب دیچکی اب وہ چراغ سحری نظر آتے ہیں۔

مسلمانو! دیکھو سنبھلو! تم نے قرآن کو عملاً چھوڑا ہے اور صراط مستقیم سے منہ موڑا ہے اس لئے آسمان پر لوٹ پڑنے کو تیار زمین نگل جانے کو آمادہ۔ پانی آبرو مٹانے کو مستعد، اور ہوا برباد کرنے کو منتظر غرض کرہ زمین کی جملہ اشیاء جن کو خالق اکبر نے تمہارے لئے ہی پیدا کیا تھا تمہارے تمرد و عصیان کی وجہ سے تمہاری دشمن اور بدخواہ بن گئیں۔ اب بتاؤ کس کا سہارا ہے، کس کا بھروسہ ہے، کس سے توقع ہے اور کس سے امید ہے کیا تم اب بھی قرآن کے دامن کو نہیں پکڑتے۔

خود فراموش مسلمانو! سوچو اور سمجھو کہ یہ اسلام ہی کے خزانے ہیں جن پر قبضہ کرکے یورپ نے ترقی کی ہے مگر تم اسی کی ترقیوں کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہو۔ کیونکہ تم اپنی غفلت سے اپنے گنجینوں کو گنوا کر مفلس ہو بیٹھے اور دریوزہ گری کرنے کبھی یورپ کی تقلید کرتے ہو اور کبھی روس کو للچائی ہوئی نظروں سے

دیکھتے ہو گر اپنے گھر کی خبر نہیں۔

آج مسلمانوں کا حال دیکھکر بے اختیار یہ شعر پڑھنے کو جی چاہتا ہے کہ وہ قرآن رکھتے ہیں مگر تباہ حال ہیں۔ قرآن تو موجود ہے مگر قرآن پر چلنے والی قوم موجود نہیں ایک زمانہ تھا کہ مردہ مسلمان قرآن عزیز کی ایک ایک آیت سنکر زندہ ہوجاتے تھے مگر ہم آج سارا قرآن سنکر بھی حرکت نہیں کرتے اور ہماری رگوں میں گرم خون کا ایک قطرہ نہیں چلتا آج جسکو رونا ہے وہ موجودہ مسلمانوں پر رولے اور جسے اس مردہ لاش کو گندا دینا ہے دے لے کہ پھر موقع نہ ملیگا۔

حضرت علیؓ کی ایک پیشگوئی

بعض آثار میں آیا ہے کہ قیامت سے پہلے قرآن دنیا سے اٹھا لیا جائے گا حضرت علی اس کو ظاہری معنوں پر محمول کرتے ہیں ممکن ہے کہ کسی وقت قرآن کے حروف اٹھالئے جائیں اور حفاظ بھول جائیں مگر بہت ممکن ہے کہ اس سے مراد یہی زمانہ ہو کہ لوگوں نے قرآن کو پڑھنا اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے بہت کم ایسے لوگ ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور جو پڑھتے ہیں وہ سمجھتے نہیں اور جو سمجھتے ہیں وہ عمل نہیں کرتے میرے اس خیال کی تائید سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ لا یبقی من القران الا رسمہ یعنی قرآن میں سوائے رسم کے اور کچھ باقی نہ رہے گا۔

عبد اللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ اس سے پہلے قرآن اٹھا یا جائے اس کو پڑھتے رہو کیونکہ جب تک قرآن نہیں اٹھایا جائے گا قیامت قائم نہ ہوگی کسی نے پوچھا اگر یہ مصاحف اٹھالئے جائینگے تو وہ کس طرح اٹھا یا جائے گا جو حفاظ کے سینوں میں ہے فرمایا وہ سب ایک ہی رات میں بھول جائینگے صبح کو کوئی لفظ یاد نہ ہوگا اس زمانہ میں لوگ بجائے قرآن کے اشعار پڑھا کرینگے۔

مسلمانوں خدارا غور کرو اس پیشگوئی کے مطابق کیا وہ زمانہ یہی نہیں ہے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ بجائے قرآن کے اشعار پڑھے جاتے ہیں۔

عبد اللہ بن عمر رضی کہتے ہیں کہ جبتک قرآن آسمان پر نہیں اٹھایا جائے گا اس وقت تک قیامت نہ آئے گی قرآن عرش پر جاکر آواز کرے گا اللہ تعالے پوچھیں گے تجکو کیا ہوا وہ کہیگا پروردگار میری تلاوت کی جاتی ہے مگر عمل نہیں کیا جاتا۔ یہی وہ زمانہ ہے جسکے متعلق یہ پیشنگوئیاں ہیں پس ہر مسلمان کو ڈرنا چاہئیے اور قرآن کے علم و عمل کو سمجھنا چاہیے۔

اسلام کی عدیم النظیر مساوات

عرب کی نسلی اور وطنی عصبیت پر ایک کاری ضرب

(نوشتہ عبدالحمید خاں)

پیش قرآں بندہ و مولا یکے است　　بوریا و مسند و دیبا یکے است

عقیدۂ توحید کے بعد جو چیز اسلام کی خصوصیات میں سے ہمارے سامنے آتی ہے وہ مساوات کا اصول ہے جس کی لطافت و نازکی سے دیگر اقوام کی آنکھیں چندھیا رہی ہیں وہ اسلام کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی ہیں اور جو دنیا سے نسلی و وطنی عصبیت کی روح بتدریج فنا کر رہا ہے۔

اسلامی مساوات کا جو اثر مختلف اقوام و ملل پر پڑا اور بین الاقوامی سیاسیات و حیات اجتماعیہ کو جس بلندی پر پہنچایا وہ تمام دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہے جس کا بیان کرنا موجب طوالت ہے۔ یہاں میں اسلامی مساوات پر ایک سرسری نظر ڈالوں گا تا ناظرین خود اندازہ لگا لیں مگر قبل اس کے کہ میں اسلامی مساوات کو پیش کروں قومیت کے احساس اور حیات اجتماعیہ کے سلسلہ ارتقاء سے کسی قدر روشناس کرانا اور اسلام سے قبل جمعیت انسانی کی حالت کا بیان کرنا لازمی ہے تاکہ آپ اسلامی مساوات کو کماحقہ سمجھ سکیں اور اندازہ لگا سکیں کہ اسلام نے دنیا میں آکر کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیا۔

حیاۃ اجتماعیہ کا سلسلۂ ارتقاء اور قومیت کا مفہوم

جس طرح کائنات ہستی کی ہر شئے کا بقاء اور اس کی تکمیل قانون نشو و ارتقاء کے ماتحت جاری ہے یعنی ہر چیز ابتدائی حالت سے انتہائی درجہ تک طفولیت سے رشد و بلوغ تک تنگی سے وسعت تک پستی سے بلندی تک اور نقص سے کمال تک بتدریج ترقی کرتی ہے اسی طرح انسان کا احساس اجتماع کا بغور مطالعہ کریں تو آپ کو نظر آئیگا کہ انسان کا اجتماعی احساس خود بخود پانچ حلقوں سے گذر کر موجودہ حالت تک پہنچا ہے وہ حلقات تسعہ ارتقاء یہ ہیں۔

(۱) امومتہ۔ ماں کا رشتہ　(۲) ابوۃ۔ باپ کا رشتہ

(۳) عائلہ۔ قریبی رشتہ داروں ایک گھر والے کی مشترکہ زندگی کا نظام۔

(۴) قبیلہ۔ ایک خاندان کا نسلی سلسلہ یعنی ایک خاندان کی افراد کا ایک خاص مورث اعلیٰ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا اسی سے نسب کی بنیاد چلی۔ قبائل کی تقسیم عمل میں آئی اور نسل کی حفاظت کا دور دورہ ہوا۔

(۵) بلدیتہ۔ انسان کا مسکن و مولد اور گوشہ آبادی۔

(۶) وطنیۃ۔ انسان پہلے اپنے مولد و مسکن ہی سے وابستہ تھا لیکن اس میں مزید ترقی اور وسعت ہوئی یعنی انسان اس تمام علاقے کو اپنا وطن محسوس کرنے لگا جس کے ایک گوشہ میں وہ آباد تھا یہاں تک کہ ایک پوری اقلیم وطنیت کے مفہوم میں داخل ہو گئی جس سے مقصود انسانی علاقہ کا وہ وسیع دائرہ ہے جو پچھلے تمام دائروں کو اپنے اندر رکھتا ہے اور ان سب میں رشتہ اشتراک پیدا کرتا ہے۔

(۷) جنسیت و قومیت اجتماعی احساس اور باہمی علائق کا وہ وسیع دائرہ جو بلدیتہ و وطنیت سے بھی زیادہ وسیع ہو مثلاً ایشیا افریقہ مشرق اور مغرب وغیرہ۔

(۸) تقسیم بلحاظ جغرافیہ۔ باہمی علائق کا وہ عقد جو بلدیتہ، وطنیۃ اور جنسیت اور جغرافیہ سے وسیع تر ہے۔

(۹) انسانیۃ۔ انسان کے اجتماعی علائق اور علم و معرفت کی وہ انتہائی منزل جہاں سابقہ رشتوں علاقوں، حد بندیوں وسعتوں اور اضافی نسبتوں کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے تمام نسل انسانی ایک ہی رشتہ انسانیت میں منسلک نظر آنے لگتی ہے تعین اور تشبیہ کے تمام پردے اٹھ جاتے ہیں اور نوع و کل کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔

ظہور اسلام کے وقت دنیا کس منزل میں تھی

چھٹی صدی عیسوی میں جب اسلام کا ظہور ہوا تو انسان وطنیۃ کی منزل میں تھا عرب کی آبادی قبیلوں کا مجموعہ تھی قبیلہ کے تنگ دائرے اور نسلی جنسیت کے احتکار سے نسل انسانی کی تحقیر و تذلیل ہو رہی تھی دماغوں پر فخر و غرور اور انانیت کا دیوتا مسلط تھا غلبہ و تسلط کے مہلک جذبات اور تمدن شکن خیالات انسانی ضمیر میں اس شدت و قوت کے ساتھ سرایت کر چکے تھے کہ دنیا کے کونہ کونہ میں بغض و عناد کی آگ مشتعل تھی، نسل و نسب کی شدت و حرارت کے دل و دماغ تنور کی طرح گرم تھے اور قبیلہ کے انساب سے بڑھکر دنیا کی کوئی عظمت و کبریائی تسلیم نہیں کی جاتی تھی۔ سرمایہ داری اور نسل و نسب کے فخر و غرور نے تمام عظمت و کبریائی اپنے لئے مخصوص کر رکھی تھی غریبوں اور مظلوموں پر دنیا اپنی ساری وسعت کے ساتھ تنگ تھی وہ ہر طرف سے نفرت و حقارت کے ساتھ ٹھکرائے جاتے تھے ان کے لئے کوئی امن اور ملجا نہ تھا ان کا کوئی داد رس اور ہمدرد نہ تھا اور انسان کے شرف و عزت کا معیار حقیقی کا دنیا میں پتہ نہ تھا۔

انسانی شرف و عزت کا معیار

اسلام جو دنیا کے لئے ابر رحمت بن کر آیا تھا جب اس نے دنیا کو امن و آشتی کا پیغام دیا اور ظلم و عدوان کی بیخکنی کی تو دنیا میں نسل و نسب کے فخر و غرور کا دور دورہ تھا اس نے آتے ہی ان خلاف عقل و فطرت حد بندیوں اور علائق کو بنظر دیکھا اور ایک ہی جھٹکے میں ان سب زنجیروں کو توڑ پھینکا، وطنیت و قومیت کے بتوں کو پاش پاش کر دیا نسلی و وطنی فخر و غرور کو خاک میں ملا دیا اور ایوان انانیت کو یکایک دھم سے زمین پر گرا دیا اس نے تمام غیر حقیقی رشتوں کو توڑ پھینکا اس کی عقل جہاں بین اور نظر فلک رس تنگ نظریوں اور حد بندیوں کے حجابات کو دور کرتی ہوئی اس مقام پر جا پہنچی جہاں بجز وحدت انسانی کے اور اس نے فاطر السموات والارض کی بنائی ہوئی وحدت انسانی کو کامل اور بے پردہ صورت میں آشکارا کر کے دنیا والوں کے نام عام اعلان کر دیا۔

یاایھا الناس انا خلقناکم من	لوگو ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا
ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا و	اور تمہارے کنبے قبیلے ٹھیرائے اس غرض
قبائل لتعارفوا ان اکرمکم	سے کہ ایک دوسرے سے پہچانے جاؤ
عند اللہ اتقکم ان اللہ علیم	لیکن خدا کے نزدیک صاحب عزت وہ ہے
خبیر۔	جو پرہیزگار ہو اور اللہ علیم و خبیر ہے

یعنی انسانوں کے گروہوں اور جماعتوں کی حیثیت بجز [illegible] نہیں مگر یہ باہم دگر پہچان کا ذریعہ ہیں. یہی وہ اعلان حقیقت ہے جس نے دنیا میں حقوق انسانی اور اخلاق حمیدہ کی بنیاد رکھی اور تمام انسان کو بلا تمیز رنگ نسل زبان وطن رنگ و جنسیت وطنیت ایک سطح اور ایک صف میں لا کھڑا کر دیا ہے

جن کے مقدر میں تھی غلامی اس نے انھیں آزاد کیا
نوع بشر کی لوح جبیں سے اس نے یہ داغ مٹایا ہے

بیض واسود احمر واصفر عالی و دانی خورد و بزرگ
سب کا بنا کر ایک ہی کنبہ ایک ہی گھر میں بسایا ہے

مذکورہ بالا آیت میں اسلام نے صاف صاف اعلان کر دیا ہے کہ اس کے نزدیک معزز ترین وہ شخص ہے جس کے دل میں خوف خدا سب سے زیادہ ہو اور جس کا تعلق باللہ بہترین ہو حقیقی امتیاز اور عزت و شرف کا معیار صرف عمل یعنی پرہیزگاری ہو اسلام کے دائرے میں آکر ترکی و ایرانی امیر و غریب اعلیٰ و ادنیٰ کا امتیاز مٹ جاتا ہے اور بجز اعمال کے کوئی چیز وجہ امتیاز نہیں رہتی۔

داعی اسلام کا عمل اور تعلیم مساوات

ذات پات کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے اور قوم و وطن کے پجاری ذرا دیکھو دنیا کے مصلح اعظم رحمت عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش پاک میں دو بچے ہیں ایک حضرت حسن علیہ السلام جو حضور کے چہیتے نواسے اور جنت کے سردار ہیں دوسرے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جو غلام بن غلام مشہور تھے مگر آپ فرما رہے ہیں:۔

"اے رب میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور جو کوئی ان سے محبت کرے تو بھی ان سے محبت فرما"

اللہ اللہ اسلامی مساوات کا کیا دلکش اور بصیرت افروز نظارہ ہے اور اسلام کی کیسی رحمت و شفقت ہے کہ غلام و آقا دونوں کو ایک کر دیا۔ تو آپ کا عمل تھا اب تعلیم بھی ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں:۔

لیس منا من مات علی العصبیة	وہ ہم میں سے نہیں جو نسل و قوم کی عصبیت
لیس منا من دعا الی العصبیة	کے تعصب پر مرے وہ ہم میں سے نہیں
لیس منا من قاتل علی العصبیة	جو اس تعصب کی طرف دعوت دے وہ ہم میں سے نہیں جو اس تعصب کی بنا پر لڑائی کرے

حضور علیہ السلام نے نسل و جنس کے غرور و تنگ نظری کو عصبیت جاہلیہ سے تعبیر فرمایا ہے۔

حجۃ الوداع کے خطبہ میں مساوات کا اعلان

رحمت عالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے مساوات کو اس درجہ رفعت و اہمیت دی کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر جو آپ کی زندگی کا آخری حج تھا اس میں آخری خطبہ وصیت دیتے ہوئے فرمایا:۔

لا فضل للعربی علے العجمی ولا لعجمی	نہ عربی کو عجمی پر فضیلت ہے اور نہ عجمی کو
علے عربی کلکم ابناء ادم	عربی پر تم سب آدم کی اولاد ہیں۔

یعنی آج کے دن سے نسل و قومیت کے سارے امتیازات مٹ گئے اب نہ عربی کو عجمی پر فضیلت ہے اور نہ عجمی کو عربی پر فضیلت اسی کے لئے ہے جو اپنے عمل میں فضیلت رکھتا ہو۔

آنحضرت صلعم کی دعا اور وحدت انسانی

اسلام میں جو اہمیت مساوات اور انسانی وحدت و اخوۃ کو ہے اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ آپ جو دعائیں پانچ وقت کی نماز میں مانگا کرتے تھے اس میں توحید و رسالت کے اقرار و شہادت کے بعد عالمگیر انسانی وحدت و اخوۃ کا اقرار ہوتا تھا چنانچہ زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ آپ ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا	خدایا! ہمارا اور تمام کائنات ہستی کا پروردگار
شَهِيدٌ أَنَّكَ الرَّبُّ وَحْدَكَ	میں گواہ ہوں کہ صرف تو ہی پروردگار عالم
لَا شَرِيكَ لَكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا	ہے تیرے سوا کوئی نہیں خدایا! ہمارا اور تمام
وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا شَهِيدٌ	کائنات ہستی کا پروردگار میں گواہ ہوں کہ
أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ	محمد تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے خدایا ہمارا
اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا	اور تمام کائنات ہستی کا پروردگار میں گواہ
شَهِيدٌ أَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ إِخْوَةٌ	ہوں کہ تیرے سارے بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں

دیکھا آپ نے کہ اسلام میں مساوات کا کیا درجہ ہے؟ یعنی توحید و رسالت کے اقرار کے بعد انسانی اخوت کے اقرار کو رکھا ہے گویا اعتقاد کی بنیاد توحید و رسالت پر اور اخلاق حمیدہ کی بنیاد مساوات ہے جس میں مساوات کا جذبہ نہیں وہ کبھی با اخلاق ہو ہی نہیں سکتا۔

اسلامی اعمال میں مساوات کا عملی منظر

اسلام کی ایک سب سے بڑی خوبی اور دین عالم پر فوقیت و برتری یہ ہے کہ وہ دیگر مذاہب کی طرح محض اخلاقی اور عالی اصولوں اور چمکدار و شاندار نظریوں کو اپنے متبعین کے حوالہ کر کے آگے نہیں بڑھ جاتا بلکہ اپنے اصولوں اور نظریوں کی پشت پر عمل کرانے والا نظام بھی پیش کرتا ہے اور زبردستی علم کے مینار سے عمل کے میدان میں لے آتا ہے یہی تو سبب ہے کہ آج ساری دنیا اسلامی اصولوں اور نظریوں کے سامنے سرنگوں ہے۔

دیکھئے اسلام نے جہاں مساوات کی نہایت شاندار تعلیم دی ہے وہاں اس نے اپنے اعمال و عبادات کا جو نظام دنیا کے سامنے رکھا ہے اس کی وضع قطع اور ہیئت بھی ایسی رکھی ہے کہ جس کے ساتھ نسل و قوم کا امتیاز جمع ہو ہی نہیں سکتا وحدت و مساوات کی بہترین روح آپ کو نماز روزہ زکوٰۃ حج میں کام کرتی ہوئی نظر آئے گی یعنی نماز کی حالت میں شاہ و گدا اکا ذرہ سے کاندھا ملا کر کھڑے ہو جاتے ہیں سب کے سب خدا کے سامنے سر بسجود نظر آتے ہیں اور سب کا فخر و غرور خاک میں مل جاتا ہے کیا مجال ہے کہ کوئی کسی کو اس کی جگہ سے ہٹا سکے اور کوئی بادشاہ فقیر سے آنکھ ملا سکے اسی کو علامہ اقبال نے اپنے انداز میں یوں بیان کیا ہے

آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز	قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز	نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اسلامی تاریخ میں مساوات کے نظارے

آج دنیا میں ظلم و عدوان کی حکمرانی ہے لیکن انصاف اور مساوات صرف داد رسی کا کہیں نام و نشان نہیں عدالتوں سے انصاف کا حاصل کرنا خاص خاص لوگوں کے لئے مخصوص ہے قانون اور حقوق کی شیطانی تفریق سے مظلوموں اور کمزوروں کی آہوں میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے مسرت وقت خوشی ان احمد [illegible]

کمزوروں اور غریبوں پر دروازہ بند ہے جہاں انسانیت کا خون پانی کی طرح ارزاں ہے اور مغربی نام نہاد روشن خیالی اور تہذیب و تمدن نے جس کے متعلق علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

عہد نو برق ہے آتش زن ہر خرمن ہے — ایمن اس سے کوئی صحرا نہ کوئی گلشن ہے
اس نئی آگ کا اقوام کہن ایندھن ہے — ملت ختم رسل شعلہ بہ پیراہن ہے

دنیا کو جہنم کدہ بنا رکھا ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہے اس لئے کہ مغربی قوانین قانون عدالت سے ناآشنا ہیں اور اقوام و مذاہب عدل و انصاف، مساوات، رواداری اور انسانی اخوت و وحدت سے تہی دامن ہیں اور دنیا اس وقت تک جہنم کدہ بنی رہے گی جب تک وہ اسلام کے زیر سایہ نہیں آتی۔

اب ذرا اسلام کے اصول مساوات اور نظام حکومت پر بھی نظر ڈالو اور دیکھو کہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام نے انصاف و مساوات عامہ خلائق کے لئے کتنا سہل سستا اور معمولی بنا دیا تھا اور غلاموں بیکسوں اور غریبوں کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا تھا۔ اسلام کی نظر میں خسروی اور انصاف کے موقعہ پر ایک عام آدمی اور حضرت عمر فاروق میں کوئی امتیاز نہیں۔ اس کی عدالت میں حق اور قانون میں کوئی فرق نہیں وہ بیک وقت قانون بھی ہے اور انصاف بھی جبکہ یہاں غریبوں کا خون چوسنے کے لئے قانون اور انصاف علیحدہ علیحدہ ہیں۔

اسلام میں ایک فقیر ایک بادشاہ پر مقدمہ کر سکتا ہے مگر موجودہ دور تمدن میں ایک معزز سے معزز شخص کو بھی یہ حق نہیں کہ وہ کسی سرکاری افسر کے خلاف عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹا سکے۔ یہ بات آپ کو صرف اسلام میں ہی نظر آئے گی کہ مسلمانوں کی امیدوں کا تکیہ گاہ، اقلیم دارا پر حکمرانی کرنے والا خلیفۃ الاسلام عدالت کے کٹہرے میں کھڑا ہوتا ہے، فاتح مصر کے صاحبزادے کو ایک قبطی کے مقابلہ میں بر سر دربار طمانچہ لگایا جاتا ہے، جبلہ بن ایہم جیسے بادشاہ کو ایک عامی آدمی کے مقابلہ میں کوئی ترجیح و عزت نہیں دی جاتی، قریش کو حبش و ایران کے زر خرید غلاموں کے برابر کر دیا جاتا ہے، ابو سفیان تمام قریش کے سردار کو بلالؓ و صہیبؓ کا ہم رتبہ بنا دیا جاتا ہے اور اسلام کا بادشاہ جب شام کا سفر کرتا ہے تو اس کا داخلہ بیت المقدس میں اس شان سے ہوتا ہے کہ غلام اونٹ پر سوار ہوتا ہے اور آپ کے ہاتھ میں اس کی نکیل ہوتی ہے۔

آج اگر کوئی بڑا افسر کسی راستہ سے گذرتا ہے تو "راستہ سے ہٹ جاؤ" کی متکبر آواز گندہ نے والوں کو لرزہ بر اندام کر دیتی ہے مگر مدینہ کی گلیوں سے آقائے دو جہان اور باعث ایجاد عالم، بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ، فاتح جرنیل اور بادشاہ گذر جاتے تھے مگر کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی تھی کہ کون گذر گیا۔

اسلام میں غلاموں اور کنیز زادوں کا مرتبہ

سالم رضی اللہ عنہ ابو حذیفہ کے غلام تھے لیکن ماہ ہجرت میں آپ نے مہاجرین کی امامت فرمائی۔ عکرمہ و قتادہ غلام تھے مگر کتب تفاسیر میں سید المفسرین کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ زید رضی اللہ عنہ غلام تھے مگر سریہ موتہ میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے ان کی ماتحتی میں کام کیا۔ صہیبؓ رومی غلام تھے لیکن فاروق اعظم نے مرض الموت میں ان کو امام اور خلیفہ مقرر کیا اور امام حسن بصری کنیز زادہ تھے مگر صوفیہ کے چاروں خاندان اور تمام خانوادوں کے مسلم امام مانے جاتے ہیں۔

یہ تو امامت دین کا حال تھا رہا سیاست دنیوی کا حال بھی ملاحظہ فرمائیے۔ ہندوستان کا پہلا اسلامی بادشاہ ایبک ہوا جو شہاب الدین غوری کا غلام تھا۔ التمش اور بلبن بادشاہ بھی غلام تھے۔ سلطنت غلاماں کا سلسلہ صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ مصر میں بھی خاندان غلاماں عرصہ تک حکمران رہا۔

جبرالٹر کا فاتح طارق غلام تھا، محمود سبکتگین غلام بن غلام تھا لیکن شاہان خوارزم و بخارا اس کی اطاعت پر مفتخر تھے اور امین طاہر غلام تھا مگر مامون رشید کے عساکر کا قائد اعظم تھا۔ اسی قسم کے ہزاروں واقعات اور مساوات کے تاریخی جواہر ریزے ہیں مگر میں صرف انہی پر اکتفا کرتا ہوں ؎

ہر اک ذرہ فضا کا داستاں اس کی سناتا ہے — ہر اک جھونکا ہوا کا آ کے دیتا ہے پیام اس کا
نظام اپنا لئے پھرتا ہے کیا خورشید نورانی — بہ سوز ناتمامی دیتا ہے گواہی جس نظام اس کا

اے اسلام! بیشک تو دنیا پر ابر رحمت بنکر برسا، تو وہ نور ہے جو تاریکیوں کے بادل کو چھانٹ دیتا ہے، تو وہ تریاق ہے جو ہر قسم کے زہروں سے شفا بخشتا ہے، تو وہ رحمت و شفقت ہے جس کے سامنے ظلم و عدوان ٹھہر نہیں سکتا، تو امن و سلامتی کا پیغام ہے، تو پست کو بلند کرنے والا ہے، تو شاہ و گدا کو ایک صف میں کھڑا کرنے والا ہے، تو غریبوں اور بیکسوں کا آخری سہارا ہے، تو گرے پڑے ہوؤں کا دستگیر ہے اور تو مظلوموں کی جائے پناہ ہے ؎

برسا ہے شرق و غرب پہ ابر کرم ترا — آدم کی نسل پر ترے احساں ہیں بے شمار
پیدا ہوئی نہ تیری مساوات کی نظیر — لایا نہ کوئی تیری مساوات کا جواب

اے یورپ کی تہذیب پر فخر کرنے والو، اے انگریزی راج کی برکتوں کا راگ گانے والو، اے اسلام کا منہ چڑانے والو اور آفتاب پر تھوکنے والو اور اے تہذیب جدید کے مدعیو! بتلاؤ خدارا انصاف سے بتلاؤ کہ کیا مساوات کے یہ شاندار منظر تمہیں دنیا کی کسی قوم اور مذہب میں نظر آتے ہیں جو ہم نے اسلامی تاریخ میں دکھلائے۔ کیا تم یورپ کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال پیش کر سکتے ہو؟ اور کیا تم کہیں ایسی مساوات و عدل کا اصول دکھا سکتے ہو!

او خود فراموش بے بصیرت مسخ شدہ ذہنیت رکھنے والے اور غیر ملکی حکومت کا راگ گانے والے مسلمانو! مغرب کے پرستار اور اسلام کا مضحکہ اڑانے والے بھائیو بتاؤ ؎

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا در یتیم — اور غلاموں کو زمانہ بھر کا مولا کر دیا

تازیانہ عبرت

اے یورپ کے عاشقو اور تہذیب جدید پر جان دینے والو! کیا دنیا میں اسلام سے بڑھکر بھی کوئی نظام عمل ہے؟ کیا فاتح ذہن و دماغ انسانی اس سے بہتر دستور العمل پیش کر سکتے ہیں؟ اسلام کے سوا کوئی دستور اور قانون ہے جو دنیا میں امن و انصاف کو قائم کر سکے اور دنیا کو حقیقی عیش و مسرت سے ہمکنار کر سکے اور کون نظام انسانی پر راحت و آسائش کے دروازے کھول سکتا ہے۔

افسوس اور صد افسوس مسلمانوں کی بدبختی بے بصیرتی اور خود فراموشی کا کیا ٹھکانا ہے کہ ادھر تو اسلام موجودہ تہذیب و ترقی کے سامان مہیا کر رہا ہے، مغربی اقوام کے اندر روح حیات دوڑا رہا ہے اور گرتے ہوؤں کو اٹھا رہا ہے اور ادھر تم مسلمان ہیں کہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کبھی یورپ کی طرف دیکھتے ہیں اور کبھی روس کی طرف، کبھی یورپ کے مادی ارتقا کو سراہتے ہیں اور کبھی روس کی سیاست

[illegible]

[illegible] نیک [illegible] قوموں میں [illegible]

[illegible] اسلام کی تعلیمات کو اپنا دستور العمل بنا دو پھر [illegible] اگر اسلام کو اپنے اصلی رنگ میں دیکھنا چاہتے ہو تو [illegible] اسلام منگا کر دیکھو جو انسانی بصیرت کی آنکھیں کھول [illegible] کر دیا تھا ۔

[illegible] اقتباس مینا اسی کا ہے

عالمگیر مساوات کی راہ کے چار پہاڑ

عالمگیر اخوت و مساوات اور عدل و مساوات کی راہ میں [illegible] ایک چار چیزیں تھیں نسل ۔ وطن رنگ ۔ زبان انہی چار [illegible] کر کے پوری انسانی آبادی الگ الگ چھوٹے چھوٹے حلقوں اور دائروں میں [illegible] اسلام نے آتے ہی انہی چاروں امتیازات کی بنیادوں ڈھا دیا [illegible] کہہ دیا کہ نسل سب کی ایک ہی ہے وطن کی نسبت کہہ دیا ۔ عرب عجم [illegible] مشرق و مغرب والے سب ایک ہی خدا کی زمین کے باشندے ہیں زبان اور رنگ [illegible] بابت فرمایا یہ سب خدا کی حکمت و قدرت کی نشانیاں ہیں ذکر [illegible] غرض فخر و غرور اور انانیت کے یہی چار بت تھے اور انہی کو اسلام [illegible] عالمگیر مساوات کا راستہ صاف کر کے دنیا کو مساوات کے نور سے منور کیا

دیگر مذاہب میں مساوات کا پتہ نہیں

اسلام کے مقابل دیگر مذاہب میں ہندو [illegible] کتابوں میں دیکھتا ہے کہ ان میں یہ تعلیم پائی جاتی تھی [illegible] مقدس پر دیش صاف فرمایا ہے کہ :۔

اے [illegible] ایسے ہی شہر فرمانے رہو جیسے خدا نے [illegible] علاوہ ان [illegible] غلاموں و آقاؤں اور غریبوں و امیروں کی جو تفریق ہے [illegible] حتیٰ کہ ان کے درجے بھی الگ الگ ہیں۔

اس [illegible] ذات پات کی جو خطرناک ہندو ذلیل تفریق ہے [illegible] فرماتے ہیں کہ شودروں کے نام [illegible] صرف چار پانچ قانون پیش کرتا ہوں ملاحظہ ہو [illegible]

ذکر کو [illegible] کوئی فرق نہیں لیکن اگر وہ دوسری [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہندو [illegible] ہیں [illegible] میں [illegible] [illegible] ہیں [illegible] [illegible]

غرض ہندوؤں کے یہاں تو علاوہ دساوات مسلک تو رہا وہ مساوات کے برعکس تعلیم ہی ملی ہے اور ان کے نزدیک مساوات ایک [illegible]

عدل و مساوات اسلام کی خصوصی تعلیم ہے

اسلام میں [illegible] ہندو ازم عیسائیت تو مساوات سے نا آشنا نہیں [illegible] تلاش عبث ہے پس عدل و مساوات اسلام کی خصوصی تعلیم ہے [illegible] کبریٰ ہے جس پر برلن کا ڈاکٹر ہیگا مارکس [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دنیا میں سب سے پہلے وہ رسول ہیں جنہوں نے [illegible] مساوات کی بنا ڈالی ۔

مہاشہ سنت رام جی بی اے فرماتے ہیں :۔

”جب وقت شمال مغرب کی طرف سے اسلام کا حملہ ہوا ہندو [illegible] اور اونچ نیچ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹے ہوئے تھے [illegible] والا ایک ہی سوتر دھاگا نہ تھا پس وہ اس حملے کا تاب نہ لا سکے اسلام [illegible] اچھوتوں اور شودروں کے لئے رحمت ربانی تھا وہ ان کو انسانی مساوات [illegible] تھا پس یہ لوگ جوق در جوق مسلمان ہو گئے ۔“ (ترجمہ [illegible] اسلام)

پروفیسر ٹی آرنلڈ بی اے لکھتے ہیں :۔

داعیان اسلام جب بنگالہ میں پہنچے تو ان کو [illegible] اصلی باشندے جو ہندوؤں کے مذہب سے قریب قریب خارج [illegible] تھے اور اپنے آرین سرداروں کے ہاتھوں سے طرح طرح کی ذلتیں اور [illegible] تھے، مسلمانوں کی طرف ہاتھ پھیلا کر بڑھے ۔ ان [illegible] مچھلی پکڑنے والے، شکاری، قزاق اور ادنیٰ قوم کے کاشتکار تھے اسلام ان کے لئے ایک اوتار تھا جو آسمان سے اترا تھا، وہ حکمران قوم کا [illegible] اور اس کے پھیلانے والے وہ با خدا لوگ تھے جو [illegible] ہونے کا مژدہ ایسی قوم کے پاس لائے تھے جس کو [illegible] (ترجمہ [illegible])

گاندھی جی اور اسلامی مساوات

[illegible] نے [illegible] کے بیشتر حصے [illegible]

بعض اشخاص نے حال ہی میں یہ کہا ہے کہ [illegible] اسلام کی آمد سے خائف ہیں [illegible] سے منور کیا جس کے نور کی شعاعیں [illegible] [illegible] کا اعلان کیا [illegible] [illegible] [illegible] مساوات [illegible]

[illegible]

[illegible] اسلامی مساوات کا دیگر اقوام پر [illegible]

[illegible] ہے کہ کوئی قوم یہ [illegible] سکے [illegible]
اسلامی مساوات کا [illegible] دنیا [illegible] ہے کہ آج [illegible]
[illegible] میں آج [illegible] انقلاب [illegible] بپا ہو رہا ہے [illegible]
[illegible] کی نفرت و حقارت کے بعد آج اچھوتوں کو مساوات
[illegible] نظر آتی ہے۔ دنیا حیران ہے کہ چھوت اچھوت کا وہ
[illegible] سے طے ہو سکتا تھا اور ہندو شاستر جن کے
درمیان [illegible] کی آہنی دیوار کھڑی کرتے تھے۔ یہ اہم سوال چٹکی بجاتے میں یوں کر
حل ہو گیا [illegible] نظر دیکھئے تو اس انقلاب کی تہ میں اسلامی مساوات
کا [illegible] نظر آتی ہے اور یہ اسی کا ہو کی کرشمہ ہے کیا یہ اسلام کے نظریات
کی [illegible] کہ آج ہندو قوم اسلام کے فلسفہ معاشرت کے سامنے
سر جھکائے ہوئے ہے اور [illegible] کا سوال تقویم پارینہ بن گیا ذلک
هو الفوز العظیم۔

مسلمانوں کا فرض

آج جبکہ دنیا اسلامی نظریات کی فتح کا نظارہ
اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے اسلام کے روشن و
[illegible] بیان کر رہے ہیں اور وہ [illegible] بات کر کے پھر یہ
[illegible] حقیقت [illegible] فلسفیوں کا اپنا گرویدہ بنا رہے ہیں مسلمانوں کا فرض نہیں
[illegible] اصول مساوات کو اپنے علم و عمل سے اور زیادہ چمکائیں اور اس پر
[illegible] دنیا میں سب سے پہلے شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ ٹوحید محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم نے روشن فرمایا آنحضرت کے ہر امتی کا فرض ہے کہ وہ دنیا میں جمہوریت
و مساوات کا علم بلند کرے، دنیا والوں اور [illegible] مساوات و اخوت کا پیام
[illegible] قوم و رنگ کی حدود و قیود سے بالاتر ہو کر اصول
مساوات [illegible] اس اعلان کی اشاعت پر مسلمان کا ایمان ہونا
چاہئے اور مسلمانوں کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ شرافت و بزرگی کے لئے پاکیزہ
خصلت کی ضرورت ہے نہ کہ قومیت و دولت کی اسلام میں اونچ نیچ کا کوئی امتیاز
نہیں [illegible] وہی درحقیقت رفیع المنزلت ہے خواہ اس کا تعلق
کسی نسل سے ہو خواہ گورا ہو یا کالا ہو خواہ وہ ہندوستان کا غلام ہو
یا [illegible]

مسلمانو! آج دنیا کے اچھوتوں کی روح اسلامی مساوات کا پیام سننے
[illegible] اسلامی اصول مساوات ایک جادو اور سحر ہے جس سے
[illegible] مسلمانوں کے ٹھکرائے ہوئے انسانوں کو اپنا بنا سکتے ہو تو شاید
اسلام [illegible] جس کے مقابلہ کی تاب نہ شدھی
[illegible] کو۔ اس وقت موقع ہے کہ اسلام کے
اصول مساوات کو دنیا میں چمکایا جائے۔

موجودہ حالات اور اسلامی مساوات

[illegible] ملت اسلامیہ [illegible] اسلام کی [illegible] تعلیم
مساوات اور [illegible] بتا [illegible]
اب [illegible] نظر ڈال [illegible] سامنے [illegible]

[illegible]
[illegible] کے [illegible] اسلامی [illegible]
[illegible] کا کوئی تعلق [illegible] اور علم [illegible]
نہیں رہا۔

اسلام نے جس نسلی و وطنی عصبیت کی بیخ کنی کی تھی وہ مسلمانوں میں [illegible]
کر رہی ہے جس فخر و غرور کو توڑا تھا وہی پھر سر ابھار رہا ہے [illegible]
کہیں پتہ نہیں کسی کو اپنے سید ہونے پر ناز ہے کسی کو قریشی کہلانے [illegible]
ہے کوئی اپنی دولت پر نازاں ہے کسی کو اپنے عزو جاہ پر غرہ [illegible]
و امارت کے نشہ سے سرشار ہے اصل معیار فضیلت سب کی نظروں سے [illegible]
بے عمل واعظ ریاکار مشائخ فریبی پیر اور مکار مولوی اپنے آپ کو خدا [illegible]
سمجھتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان ان کی رعیت بنی رہیں۔ اللہ کی [illegible]
کاشتکار رہیں کاش یہ لوگ سید القوم خادمہم کے [illegible]
اور دنیا کے سامنے اسلامی مساوات کا کوئی دلکش منظر پیش کرتے۔

راجپوتوں کو تو اپنی نسل و نسب پر اتنا فخر و غرور ہے کہ اللہ کی پناہ گویا [illegible]
بالا رتبہ اور برتر ہیں کسی کو اپنی نظر میں ہی نہیں لاتے سب کو اپنے سے کمتر سمجھتے
ہیں اگر کوئی برابر آ بیٹھ جائے تو چودھری صاحب کی انتہائی [illegible]
غصہ کا پارہ آسمان پر چڑھ جاتا ہے ان بھلے مانسوں کو یہ پتہ نہیں کہ [illegible]
خصلت اور پرہیزگاری نہیں رکھتے خدا کے نزدیک ان کی قدر [illegible]
مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر کسی اونچ نیچ کو نہ سمجھیں کسی کو نفرت و حقارت
سے نہ دیکھیں اور اپنے نسب پر فخر و غرور نہ کریں خصوصاً نور باف [illegible]
مساویانہ سلوک کے مستحق ہیں کیونکہ وہ عموماً سادہ اور پرہیزگار ہوتے
ہیں بھولے بھالے مسلمان ہوتے ہیں اور دنیا کو [illegible]
اور ہمیں برہنگی سے بچاتے ہیں۔

اے عاجز نواز رب بے نیاز مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ مساوات [illegible]
نہیں اور دنیا سے اس نور کو [illegible] دیں جس کو تیرے پیارے [illegible]
فرمایا تھا اهدنا الی رب العالمین واسلام [illegible]
والتزم متابعة المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

[illegible] کیا دیکھا

[illegible]

[illegible] میں کیا دیکھتا ہوں کس قدر دل ہلا دینے والے منظر ہیں آہ میں [illegible] میں آئینہ کے سامنے صابون اور استرے سے اپنی ڈاڑھی [illegible] کی [illegible] کرتے کھڑا ہوا تھا۔ روزمرہ صبح کو اسی طرح کھڑا ہوتا رہا ہوں [illegible] میں کبھی فرق نہیں آیا ہمیشہ اسی آئینہ میں اپنی صورت [illegible] دیکھا کیا ہوں سانولا رنگ، خوب چوڑی پیشانی، بڑی بڑی اور سیاہ آنکھیں [illegible] اور خوشنما دہانہ غرض یہ کہ ایک اچھی خاصی خوشنما صورت نظر آیا کرتی تھی جو دیکھ کے جی خوش ہو جاتا تھا اکثر بڑی بڑی دیر تک میں فخر اور مسرت کی ان [illegible] میں کھیلتا رہتا تھا جو اپنے حسن اور اپنی جوانی اور اپنی تندرستی کی [illegible] [illegible] دیکھ کر میرے دل میں اٹھا کرتی تھیں بالوں کی قدرتی سیاہی اور [illegible] کو مجبور کر دیا کرتی تھی کہ اٹھیں اور پیشانی کی طرف [illegible] کر کے سر کے تمام بالوں پر سے گزرتے ہوئے ان کی نرمی کی لذت محسوس کرنے [illegible] تک چلے جائیں۔ استرے کی تیز دھار کا گالوں اور [illegible] بالوں پر پھسلنا ایک [illegible] سی آواز پیدا کیا کرتا تھا اور مجھے یاد ہے کہ اس ہلکی ہلکی سرسراہٹ سے میری طبیعت کو ایک کیف انگیز سرور حاصل ہوا کرتا تھا۔

آج بھی میں اسی آئینہ کے سامنے آکر کھڑا ہوا تھا۔ روز ہی صبح کو بستر سے [illegible] اسی جگہ کھڑا ہوتا تھا پھر یہ آج کیا ہوا کہ آئینہ میں میری صورت کہیں نظر نہیں آتی۔

عجیب و غریب دنیا کونسی ہے یہ تو اچھا خاصا سینما کا پردہ ہے سینکڑوں [illegible] نظر آتی ہیں [illegible]!

[illegible] ایک بھیانک منظر ہے؟ دیکھا نہیں جاتا آنکھیں بند کر لیں تب بھی وہ اسی طرح نظر آ رہا ہے۔ خدایا تیری پناہ — دنیا میں ایسے [illegible] بھی موجود ہیں [illegible] ایک غریب اور بیکس عورت پر اس قدر ظلم [illegible] یہ تو میری اپنی سی صورت ہے یقیناً میری ہی تصویر ہے اور یہ عورت [illegible] میری بیوی ہی ہے! [illegible] یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ مجھے یاد آیا — یہ تو میری اپنی زندگی کا ایک واقعہ ہے مجھے یاد ہے اور خوب اچھی طرح یاد ہے کہ [illegible] حرکتیں میں نے کیں تھیں۔ افوہ! اس وقت تو میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ گزری تھی کہ میں کوئی ظلم کر رہا ہوں میں اسے اپنا جائز حق تصور کرتا [illegible] کو تمام دنیا ہی ایسا ہی سمجھتی ہے اور میں بھی یہی سمجھتا تھا کہ وہ میری ایک [illegible] ہے جسے میں نے روٹی کپڑے پر رکھ چھوڑا ہے جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں [illegible] ایک بات بالکل سچ ہے میں واقعی یہی سمجھا کرتا تھا اور میں کیا [illegible]

[illegible]

[illegible] تھا ظلم و جور تھا۔ کہا اور پھر ایک بھیانک اور درد بھری سسکی [illegible] کہ اس کے گھر کا خیال آتا ہے [illegible]

درد ہو جاتا تو سینکڑوں صلواتیں سناتا۔ وہ سکھ اور چین کا [illegible] ہو تو وہ ذرا سی بیماری کی شدت سے بھی [illegible] کی خوشیوں میں خلل ڈالتا اور پھر بھی [illegible] شعاری اور خدمت گزاری کے باوجود ہر وقت نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ [illegible] تیار رہتا کہ جو وقتاً فوقتاً خاوند کی بیہودگیوں [illegible] اس کے حصہ میں آتے رہیں — ہاں ہاں مجھے خوب یاد ہے [illegible] صرف اس بات پر کہ اس کے [illegible] اسے پسند نہ تھی اور اس کی زبان سے صرف اتنا لفظ نکل گیا تھا کہ تمہارے آگے مجھے کبھی ایک کپڑا بھی اپنی پسند کا پہننا نصیب نہ ہوا [illegible] سے میری حالت اس وقت بالکل ایسی ہی تھی۔

افوہ کتنی بری صورت ہے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ غصہ میں آدمی کی صورت اس قدر بری اور ڈراؤنی ہو جاتی ہے تو شاید میں کبھی ہرگز غصہ نہ کرتا [illegible] تب مجھے یہی معلوم ہوتا تھا کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں بالکل جائز اور درست ہے بیکس اور مظلوم عورت کو مارنے میرے دل [illegible] اس آئینہ میں اپنی اس حرکت کی تصویر دیکھ کر تو میں شرم سے پانی پانی ہوا جاتا ہوں [illegible] سچ مچ وہ [illegible]

ایں، یہ کیا! یہ تو میری اپنی بچی ہے وہ کیا [illegible] ہے یہ اس کے بدن پر نیل کیسے؟ [illegible] ہے۔ آہ اب میں نے کیا کیا تھا [illegible] ہاں میں تو فخر کے ساتھ کہا کرتا تھا کہ [illegible] خواب میں اندھا ہو جاتا تھا بالکل اندھا! — ہائے! اس کا جسم [illegible] گندم ہو گی جب اس کے پھول سے بدن پر [illegible] کے گھونسے اور تھپیڑ پڑنے شروع ہو گئے [illegible] کہاں سے میرے سامنے آگئیں [illegible] کچھ بھی خیال نہ ہوا تھا اس وقت تو میر [illegible] کی اصلاح کی خاطر سے سزا دے رہا ہوں [illegible] نے مجھے فریب میں مبتلا کر رکھا تھا [illegible] حقیقت [illegible] کی اصلاح کے [illegible] نہیں بلکہ اپنے غصہ کی آگ بجھانے کی خاطر انتقام کے طور پر بچی کو مار [illegible]

الٰہی تیری پناہ! یہ سب میری [illegible] کی تصویر [illegible] اعمال کی تفسیریں ہیں [illegible] ظاہر اور باطن میں اتنا فرق [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہی تو میرا آزادی و طن پر [illegible]

جوش کی وجہ سے [illegible]

تو تع تھی اور وہ اور وطن کے [illegible] لیکن میرے [illegible]

کیونکہ جب وطن کا نام روشن نہیں [illegible] ہی سے [illegible]

اس کے سوا [illegible] اور [illegible] بھائیوں اور عورت وقت [illegible]

[illegible] میرے ہاتھ میں ہو [illegible] طرح میری قدر افزائی کرے ایسی عزت

مرتبت کے حصول کے لئے میں نے کیا کچھ نہیں کیا ہے میں نے انتہائی کوشش کر کے

قوم کو [illegible] میں منقسم کر دیا اور ان میں اس قسم کے خیالات پھیلا دیئے کہ وہ ہمیشہ آپس

میں برسرپیکار اور [illegible] کا ورد رہیں۔ میں نے اپنی چرب زبانی سے ایک فرقہ کے

دل میں یہ بات بٹھا دی کہ اگر میں موجود نہ ہوتا تو دوسرا فرقہ انہیں پیس ڈالتا اور تباہ و برباد

کر دیتا۔ یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ یہ فرقہ کسی وقت میں بھی میری گرفت سے آزاد نہ ہونے

پائے اور ہمیشہ مجھی کو سردار [illegible] ظاہر میں اس فرقہ سے اتنی محبت جتا

اور ہر وقت جب قید کے [illegible] کے باوجود دل میں میری یہ حالت تھی کہ میں ہر وقت

خود ہی اس فرقہ کی [illegible] پر ہنستا اور اس کی حماقتوں پر اسے گالیاں دیا کرتا تھا

میری ان سرگرمیوں کی بدولت کیسے کیسے خواب [illegible] ہوئے اف! — یہ تمام

[illegible] کی نذر [illegible] جنہیں میں نے بھڑکایا اور [illegible]

کو انتہائی [illegible] کیسے کیسے [illegible] نوجوان! اُف میں بے گناہ بوڑھے ابے

[illegible] اور بے [illegible] معصوم عورتیں میری ان ہنگامہ خیزیوں کی بھینٹ چڑھ

گئیں۔ الٰہی توبہ دیکھا نہیں جاتا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ سینکڑوں بیوائیں اور

[illegible] یتیم جنہیں کہیں پیٹ کو ٹکڑا اور تن کو کپڑا میسر نہیں آتا میری ہی جادو بھری

تقریروں کی بدولت تو پیدا ہوئے ہیں۔ ہائے یہ تازہ تازہ اور رنگین خون جو سڑکوں

پر بہتا نظر آتا ہے انہیں لوگوں کا تو ہے کہ جن کے سینوں کے اندر مجھ سے زیادہ [illegible]

[illegible] اور [illegible] دل تھے اور جو مجھ سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ میرے ایک اشارہ

پر انہیں اپنی جانیں دے دینے میں بھی تامل نہ ہوا۔ افسوس میں نے قوم کے کیسے کیسے لائق

اور ہونہار فرزندوں کو اپنی خود غرضی اور خود پرستی پر قربان کر ڈالا۔

میں دیکھتا ہوں کہ میری [illegible] سیاہ کاریاں ہیں کہ محدود نہیں ایں دنیا میری [illegible]

کی تصویروں سے بھری پڑی ہے اس سے پہلے تو مجھے کبھی ایسا معلوم نہ ہوا تھا کہ میں برا

کر رہا [illegible] ہمیشہ ہر کام کے لئے کوئی نہ کوئی معقول عذر میرے پاس موجود ہوتا تھا اور اس

سے مجھ کو کامل اطمینان بھی ہو جاتا تھا آہ یہ کیا ہو گیا کہ مجھے اپنے سارے کام اپنے اصلی رنگ

میں نظر آ رہے ہیں۔ اب دیکھو یہ اسد والی زمین ہی کا معاملہ ہے جس وقت میں نے اپنی [illegible]

[illegible] کے لئے یہ زمین اس سے لی تھی تو اس میں شک نہیں کہ وہ کسی طرح بھی اسے [illegible]

کرانا چاہتا تھا اور میں نے اسے فریب دیکر اور اس پر مختلف قسم کے ناجائز دباؤ ڈال

کر اس سے حاصل کی تھی لیکن میں نے یہ سوچ کر اپنا اطمینان کر لیا تھا کہ میں نے اس سے

[illegible] اس کی زمین نہیں چھینی ہے بلکہ اس کا معاوضہ دیکر اپنے کام کے لئے اسے

[illegible] کیا تھا [illegible] مجھے نظر آ رہا ہے کہ وہ اور اس کے بچے [illegible] گھر مارے مارے پھر رہے

ہیں اور انہیں [illegible] کے پاس [illegible] اپنا سر چھپا لیں اور یہ سامنے کے [illegible]

[illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] — [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کر دیا ہے چونکہ وہ جانتا نہیں [illegible]

[illegible] بیٹا [illegible] اسی [illegible]

[illegible] انتہائی [illegible] کر کے [illegible]

کر دیا اپنے [illegible] کے ان کا گھر [illegible]

کرا کے انہیں بھیک مانگنے کے سوا اور کسی قابل نہ رکھنا [illegible]

کے بعد اس کے لئے ہر قسم کے مظالم روا رکھنا میرا روز مرہ کا معمول [illegible]

میں سے کسی ایک کام کے کرنے دشتہ بھی میرا دل نہیں جھجکتا اور میرا ضمیر [illegible]

میں نے کیسے کیسے جعل اور فریب کر کے اپنے بھائیوں کی جائداد پر قبضہ کیا [illegible]

مقدمہ میں پھنسوا کر حبس دوام کی سزا دلانا اور اس طرح اس کی تمام جائداد [illegible]

ہو جانا تو ایسا کارنامہ تھا کہ جس پر میں اپنے دل میں فخر کیا کرتا تھا لیکن آج [illegible] خیال سے

میری روح کانپ رہی ہے کالے پانی کی مختصر اور تنگ انسانیت آبادی میں بیچارا

بھائی [illegible] خستہ اور آوارہ دربدر [illegible] نظر آ رہا ہے رنج و غم نے اس کی حالت تباہ کر دی

ہے اس کا سرخ و سفید رنگ ایسا ہی [illegible] میں تبدیل ہو گیا [illegible]

بلکہ اس کی ٹھوڑی [illegible] رہ گئی ہے اور اس کا ڈھانچہ سا دیکھ [illegible]

ہے گویا ہڈی اور کھال کے سوا اس میں کچھ بھی نہیں۔ آہ اس کی حالت بہت [illegible]

کاش میں نے ایسا نہ کیا ہوتا میری بھتیجی دیکھو بھی تو سامنے کھڑی ہے [illegible]

تصویر حسرت و یاس کا سر تا پیکر۔ سفید جیسے دلہا کپڑا — [illegible]

سے آنکھیں سوجی ہوئی۔ میں نے اس کی شادی ایک ساٹھ برس کے بڈھے سے

کر دی تھی صرف اس امید میں کہ بڈھا پانچ سات برس میں مر جائیگا اور اس کی جائداد

جائیداد میرے تصرف میں آ جائیگی ایسا ہی ہوا وہ مر گیا اور اب بلحاظ مرحوم کی [illegible]

اور جھٹیں [illegible] مشہور آموں کا باغ میری ملکیت ہے لیکن دیکھ بھی کیا گذر [illegible]

آج معلوم ہو رہا ہے اس کی صورت کو کسی طرح نہیں دیکھی جاتی میرے دل پر [illegible]

چھریاں چل رہی ہیں۔

ارے یہ قطار کی قطار وہ بدنصیب لڑکیاں ہیں جنہیں فریب دیکر اور شادی کے

جھوٹے وعدے کر کے میں نے اپنی ہوسناکی کی آگ بجھائی تھی ان کے دل [illegible]

ہو گئے ان سب کی صورتوں پر کیسی مردنی چھائی ہوئی ہے اُف [illegible]

بچاؤ!

اور باوجود ان تمام شیطانی حرکتوں کے میں اپنی قوم میں [illegible]

اور ایک معزز آدمی خیال کیا جاتا ہوں۔

— کیا یہ میری دولت ہے جس نے میرے تمام عیوب پر [illegible]

خدا نہ کرے کہ اس آئینہ پر کسی اور کی نظر پڑے!

اماں یہ کیا؟ وہ تمام صورتیں غائب؟

—— دیکھا میرا اپنا روزمرہ کا [illegible]

[illegible] گرم پانی [illegible]

[illegible]

[illegible]

مسلمانوں کا سیاسی انتشار

[illegible] قوم کا ستقبل تاریک ہے جس کے افراد منتشر ہوں۔ دنیا میں کوئی قوم [illegible] کی زندگی کو قائم برقرار رکھ سکتی ہے اور اپنے کارنامے [illegible] کار زار حیات میں شاید فتح و کامرانی حاصل کرتی [illegible] اور باہمی ہنگامہ آرائیوں میں مشغول رہتی ہیں دوسری قوموں کی ٹھوکروں سے پامال ہو جاتی ہیں یا ذلیل و رسوا زندگی بسر کرتی ہیں۔ قوم کے لئے تنظیم و اتحاد اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ انجن سے اسٹیم نکل جائے تو [illegible] اس کے کل پرزے بیکار رہیں بلکہ ریلوے کا تمام متعلقہ سامان [illegible] بیکار ہے اسی طرح جو قوم منتشر اور متفرق ہے اس کی تمام جدوجہد [illegible] ہے۔

آج جو قومیں منظم و متحد ہیں وہ عزت کی کامیاب زندگی بسر کر رہی ہیں اور ہر طرح [illegible] شادکام ہیں اور جو قومیں اتفاق نہیں رکھتیں وہ ذلیل و خوار [illegible] ہیں۔ جو قوم زیادہ منظم، زیادہ متحد اور زیادہ متفق ہے وہ قوموں کے مقابلہ میں بازی لے جاتی ہے اور جس قوم کا شیرازہ منتشر اور جمعیت پراگندہ ہو [illegible] جاتی ہے۔ انگریز دنیا کے بیشتر حصہ پر اس لئے حکومت کر رہے ہیں کہ وہ [illegible] اتحاد اور انضباط کے لحاظ سے دنیا کی ایک بے مثل قوم ہے۔ ہندو انگریزوں کے مقابلہ میں اسلئے پیہم فتوحات حاصل کر رہے ہیں کہ وہ منظم ہو گئے ہیں اور تنظیم و اتحاد نے ان کے اندر ایثار و فدا کاری کا ایک جذبہ بے پایاں [illegible] سکھوں کا رعب ہندوؤں پر اور حکومت پر اس لئے چھایا ہوا ہے کہ ان میں قومی تنظیم موجود ہے اور وہ متعدد بار باوجود اپنی قلت کے اپنی بے نظیر قربانیوں اور حیرت انگیز ڈسپلن سے حکومت پر سپر انداز کرا چکے ہیں اور مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی حقوق یوں برباد ہو رہے ہیں ان کی اکثریت و حکومت [illegible] ذلیل و تضحیک کر رہی ہے اور ان کے مطالبات کو سرتاپا استحقار سے ٹھکرا رہی ہے [illegible] وجہ یہی ہے کہ وہ منظم اور متحد نہیں ان کا شیرازہ منتشر ہے اور ان کی جمعیت پریشان ہے۔

ہماری سب سے بڑی کمزوری

یہی ہے کہ ہمارے یہاں قربانی و ایثار اور نظم و اتحاد نہیں انتشار و نااتفاقی کی خطرناک اور مہلک بیماری ہے جو اندر ہی اندر ہماری قومیت کی بنا کو کھوکھلا کر رہی ہے یہی کمزوری ہے جس نے ہمیں قوموں کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرنے کے ناقابل بنا دیا ہے ہماری قومی آن بان کو خاک میں ملا دیا ہے اور ہمیں دنیا کی زندہ قوموں کی نظروں میں ذلیل و خوار کر دیا ہے۔

خدا کی [illegible] کا مقام ہے کہ وہ قوم جس کا اتحاد دوسری قوموں کے لئے قابل رشک [illegible] جس کے انضباط سے قیصر و کسریٰ کی سطوت و حشمت [illegible] کے تختے الٹ گئے [illegible]

[illegible]

[illegible] اور مذہبی احساس کو فنا کر رہی تھی مسلمانان [illegible] سیاسی انتشار سوہان روح بنا ہوا ہے اور اس کا خطرناک [illegible] پہلو پیدا کر رہا ہے سیاسی انتشار نے ان کو سیاسی [illegible] تھا اپنی موت آپ سے ہمکنار کر لیا۔

مذکورہ بالا خیالات ایسے نہیں جو ہمارے دانایان قوم علماء و زعماء اور رہبران ملت نہ جانتے ہوں بلکہ وہ ہم لوگوں سے زیادہ ان باتوں کو جانتے ہیں اور نظر و افکار کی [illegible] سے ہم سے زیادہ واقف ہیں یہی وجہ ہے کہ اخباروں کے کالموں اور پلیٹ فارموں سے پیہم یہ آواز آ رہی ہے اور ہر طرف یہی چیخ و پکار ہے کہ مسلمانو منظم و متحد ہو جاؤ تمہاری بہتری اور زندگی اسی میں ہے۔ اس ہمہ گیر خیال اور نعرے سے شاید ہی کوئی مسلمان خالی ہو جو ہر مسلمان کی زبان و قلم پر یہی خیال ہے گویا تنظیم تنظیم و اتحاد اتحاد کا پکارنا ایک دلچسپ مشغلہ ہو گیا ہے مگر باوجود اس قدر شور و پکار کے مسلمانوں کی تنظیم نہیں ہونے پاتی اور ہنوز دلی دور است والا مضمون ہے۔

علماء و زعماء کے زبان و قلم بیکار اور بے اثر ہو چکے ہیں ان کی آوازیں بجائے قلوب میں پیوست ہونے کے ردعمل جذبات برانگیختہ کرنے کے فضائے آسمانی میں ابھی ہی جاتی ہیں تمام کوششیں بیکار تمام جدوجہد لاحاصل اور تمام چیخ و پکار صدا بصحرا بلکہ ان کی ہر سعی انتشار و افتراق کی ایک نئی لعنت اپنے ساتھ لاتی ہے ہمارے ڈاکٹر کچلو کی تنظیم کا جو حال ہوا دنیا جانتی ہے سعی اتحاد کی سب اثر [illegible] کا یہاں تک اثر ہوا ہے کہ بعض مصرین ملت کا یہ خیال ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کی تنظیم ایک امر محال ہے کیونکہ آنچہ مردہ را از مردن تجمیل است۔

مسلمان مردہ ہو چکے ہیں یا خود انکے رہنما ہی افتراق کے بانی ہیں

سخت تعجب اور حیرانی ہے کہ جب ہر ہمدرد ملت اور رہبر قوم دل سے اس بات کا خواہاں ہے کہ مسلمان متحد و متفق ہوں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کی آواز کا اثر نہیں ہوتا یا تو ان کے دلوں سے یہ بات نہیں نکلتی ہے ان کے قول و فعل میں تضاد ہے اور یا خود قوم ہی اس درجہ بےحس اور مردہ ہو چکی ہے کہ لیڈروں کی کوششیں بار آور نہیں ہوتیں۔ مگر یہ دوسری صورت کی تو تمام شہادت و حقائق تکذیب کر رہے ہیں جب کبھی بھی رہنماؤں کی متفقہ آواز مسلمانوں کے کانوں میں آئی انہوں نے گرمجوشی سے ہاتھوں ہاتھ اس کا استقبال کیا جنگ طرابلس اور بلقان میں مسلمانوں نے حصہ نہیں لیا اور کیا تحریک خلافت میں انہوں نے ثابت نہیں کر دیا کہ وہ ابھی بےحس اور مردہ نہیں ہو چکے بلکہ اپنے اندر دیگر معاصر قوموں سے زیادہ عمل کی صلاحیت اور ایثار و فداکاری کا جذبہ رکھتے ہیں بشرطیکہ ان کے اندر ہی کوئی خرابی اور کمزوری ہو سکتی ہے تو یہی کہ ان کے لیڈروں میں قیادت کی صلاحیت و رشد و اقتدار نہیں اور اشتراک عمل نہیں اور ان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ایک ہی [illegible] نے [illegible] کو [illegible]
مغرب میں لیجانا چاہتا ہے اور مشرقی [illegible] کی طرف [illegible]
ہے کوئی جہنم کی طرف لئے جا رہا ہے مگر اصل [illegible] مقصد [illegible]
درکنار [illegible] ہمارے ہمتوں کے چاروں طرف بیکار رہ جائے گا کل پرزے
بگڑ جائیں گے اور وہ ٹوٹ پھوٹ جائے گی پس اگر مسلمان منظم اور متحد نہیں ہو سکتے تو
ان کا انجام کوئی بہتر ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ تصور اور فتنے سرا سر [illegible]
ملت کا ہے

آخر تنظیم ہے کیا چیز

کوئی ان تنظیم تنظیم پکارنے والوں سے پوچھے کہ آخر تنظیم ہے کیا بلا یہ زمین سے اگے گی یا آسمان سے برسے گی یا اللہ میاں کے ہاں سے پارسل ہو کر آئے گی ہم کو جو کہا جاتا ہے کہ ایک ہو جاؤ مگر وہ ایک کب تھے اور ایک ہو ہی کیسے سکتے ہیں جبکہ کوئی ان کو مغرب کی طرف بلاتا ہے اور کوئی مشرق کی طرف ہر لیڈر زعیم الہند بننا چاہتا ہے اور قوم کو اپنے پیچھے چلانا چاہتا ہے رنگ برنگ کی بولیاں اور متضاد آوازیں ہیں جو ان کے کانوں میں آتی ہیں اب قوم کس آواز پر کان دھرے اور کس سے منہ موڑے اور ان کے ساتھ مختلف راہیں ہیں وہ کس پر گامزن ہوں کیا تنظیم اور اتحاد اس کا نام ہے کہ مسلمان بیک وقت اقتدار پرست بھی ہوں اور حق پرست بھی برطانیہ نواز بھی ہوں اور حریت کیش بھی حکومت کی چوکھٹ پر بھی جبہ سا ہوں اور کانگریس کے علمبردار بھی ایثار و فداکاری سے بھی جان چرائیں اور حقوق بھی مل جائیں جد و جہد اور حصول آزادی سے باز بھی رہیں اور آزاد بھی ہو جائیں انگریزی حکومت کو خدا کا سایہ بھی سمجھیں اور [illegible] حکومت بھی قبلہ کی طرف بھی سر جھکائیں اور لندن کا طواف بھی کریں [illegible] بھی ہوں اور خوشامدی بھی ذلیل و خوار بھی ہوں اور ممتاز و سرفراز بھی غرض وہ معجون مرکب بنا دیں اگر تنظیم و اتحاد یہ نہیں تو اور کیا ہے صاحبو نظم و اتحاد نام ہے خود علما و زعما کی تنظیم کا اور قوم کے سامنے متحد و متفقہ لائحہ عمل پیش کرنے کی جس روز لیڈر ایک ہو جائیں گے قوم بھی ایک ہو کر ان کے پیچھے لگ جائے گی اور جب تک وہ خود متفرق و منتشر ہیں اور ایک دوسرے کی تذلیل و تحقیر کر رہے ہیں مسلمانوں کی تنظیم بھی ایک امر محال ہے اور ایک ایسا خواب ہے جس کی کوئی تعبیر نہیں ہے قوم کو تنظیم و اتحاد کا سبق پڑھانا اور دن و رات اسی کا وعظ کہنا بیہودگی

ہمارے نفس پرست لیڈر ہی نفاق کے بانی ہیں

وہ تنظیم و اتحاد جس کے لئے قوم کے کان بھرے کئے جا رہے ہیں اس کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ اور سد سکندری ہمارے نفس پرست اور خود غرض لیڈر ہی ہیں جب قوم ایک ہونے لگتی ہے تو یہ جھگڑوں ہنگاموں اور کونوں سے بلا سے افتراق نکل آتی ہے ان کی زبانوں پر تو نعرہ اتحاد ہے مگر دلوں میں نفاق و شقاق اور باہمی بغض و عناد کی وہ آگ شعلہ زن ہے جس کی لپیٹ میں قومی مفاد [illegible] و اخلاق [illegible] وغیرہ سب چیزیں بھسم ہو جاتی ہیں مگر اس کی [illegible] پھر [illegible] کی [illegible] ہی کہتے ہیں کہ مسلمانوں [illegible] کر دو [illegible] کہتا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] سلطنت کا [illegible]
[illegible] وہ دو دو والوں کو نقصان ہو جائیں
اگر مسلمانوں کے تمام لیڈر قوم کے [illegible]
کی شیرازہ بندی ہو اور ان کی جمعیت [illegible]
باہم متحد ہو جاتے اور کیا مسلمانوں کے ساتھ [illegible]
تاکہ قوم کا جمود و خمود مبدل بہ جد و جہد اور سرگرمی ہو جاتا [illegible]
علیحدہ علیحدہ جماعتیں جدا جدا جلسے اور متضاد نظریے قائم کر کے قوم [illegible]
کو منتشر کرنا اور عمل کی توقع رکھنا ایک خیال خام اور جنون ہے [illegible]
نفس پرستی خود غرضی اور قوم کے ساتھ کھلی غداری ہے ہمارے نفس پرست [illegible]
لیڈر اس درجہ کوتاہ اندیش اور خود فراموش واقع ہوئے ہیں کہ ان کو [illegible]
کوئی قدم رکھنے اور اپنی رائے کو دوسروں سے زبردستی منوانے کی [illegible]
مفاد اور اقتدار کا ہی خیال نہیں رہتا کیونکہ ان کی آپس میں نا اتفاقی تو [illegible]
تذلیل و تحقیر اور چہ تعمیر اس سے کسی لیڈر کا بھی اقتدار قائم نہ رہے گا قوم [illegible]
سے بدظن ہو جائے گی ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جائے گی اور [illegible]
جانتے ہیں اگر وہ قوم کی خاطر اپنی ذاتی رائے کو کثرت رائے میں [illegible]
اپنے اخلاص کا ثبوت نہیں دے سکتے تو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ قوم کی [illegible]
دیئے بیٹھے رہیں وہ قوم کے راستہ سے الگ ہٹ جائیں قوم [illegible]
اور ٹھیک ٹھیک مسلمانوں کے لیڈروں کی مطلق ضرورت نہیں [illegible]
کہ قوم تو ان کی بات نہیں پوچھتی اور ان کا بڑھتا ہوا [illegible]
ہنگام کو مقبول نہیں ہونے دیتا اور یہ بے غیرت اور بے شرم خود غرض [illegible]
اپنے آقاؤں کی راہ عا پر قوم کے لئے خندہ استہزا کا سامان کر رہے ہیں

نفاق پسندوں کی قوم پرستی بے نقاب

[illegible]
بر [illegible] صفت دوڑ رہی ہیں اپنی بے نظیر قربانیوں جذبہ [illegible]
مادی قوت کی آگ رگڑا رہی ہیں ایثار و فداکاری کے [illegible]
جان ڈال رہی ہیں اور ضرورت ہے کہ مسلمان بھی سیاسی [illegible]
برادران وطن کا بڑھتا ہوا سیاسی شعور اور جمعیت [illegible]
کرے گی اس مسابقت اقوام کے زمانہ میں بھی مسلمانوں کے [illegible]
لیڈران کو جمود و خمود اور تعطل و بیکاری کی تباہ کن [illegible]
اور بے حیائی ہے کہ وہ قوم کی آنکھ میں [illegible]
پر ہی قناعت کئے و بیٹھے کی بلی بڑا [illegible]
کا وقت آتا ہے تو یہ کرکٹ لیڈر [illegible]
ہیں آرام کی نیند سو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

ہیں مسلمانوں [illegible] جو مسلمانوں کو ہندوؤں سے علیحدہ [illegible] حقیقتاً حکومت کے ہاتھوں کو مضبوط کرتے ہیں اور [illegible] کے ساتھ ہندوؤں سے ٹکراؤ کر کے۔

[illegible] اول الذکر جماعت میں بیشتر وہ لوگ ہیں جن کی [illegible] پرستی میں گذری ہیں جنھوں نے قوم و ملک کی کبھی کوئی خدمت نہیں کی [illegible] باقاعدہ و نمایندہ اور باشعور اقتدار کوئی جماعت نہیں۔ ثانی الذکر جماعت میں [illegible] وہ لوگ ہیں جن کی عمریں قوم پرستی اور ایثار و فداکاری میں بسر ہوئیں جو [illegible] قوم و ملک کی خدمت کرتے رہے اور آڑے وقت کام آتے رہے اور جن کی [illegible] جماعت جمعیت علمائے ہند ہے جو مذہبی اور سیاسی امور میں عرصہ سے [illegible] مسلمانوں کی نمایندگی اور رہبری کر رہی ہے۔

مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے سیاسی شعور اور بیداری سے حکومت پرستوں اور نفاق پسندوں کو اتنی تو جرأت نہیں کہ مسلمانوں کو علی الاعلان غلامی کی تعلیم دیکر اپنے آقایان ولی نعمت کو خوش کر سکیں اور کھلم کھلا اپنے پست اغراض کو پورا کر سکیں اس لئے لامحالہ ان کو اپنی غلامانہ صورت و سیرت اور تباہی و بربادی خیز مشوروں کو قوم پرستی اور حقوق طلبی کے پردہ زیب پردے میں چھپانا پڑتا ہے اور وہ اخلاص و ہمدردی کا خانہ مال کر اسٹیج پر آدھمکتے ہیں ہمارے عوام الناس محض الفاظ سے متاثر ہو جاتے ہیں کیونکہ بد قسمتی سے مسلمان کچھ عرصہ سے خیال پسند اور لفظوں کے پرستار ہو چکے ہیں اس لئے حقیقت حال کی ان کو خبر نہیں ہوتی ان کے نزدیک تو مولانا ابو الکلام آزاد و ڈاکٹر انصاری اور علامہ اقبال [illegible] ایک ہی جیسے ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو قوم پرستی کا دعویٰ ہے

حقیقی اور مصنوعی لیڈروں کی پہچان

تو چونکہ حقیقی اور مصنوعی لیڈر ملے ہوئے ہیں اور عوام الناس کے نزدیک ان کی تمیز مشکل ہے اس باب میں آپ کو جو ملے اور سچے لیڈروں کی پہچان کا ایک آسان سا معیار اور ذریعہ بتلائے دیتا ہوں جس کو سامنے رکھ کر ہر شخص آسانی سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ کون قوم پرست اور کون حکومت پرست [illegible] جاننا چاہیے کہ دعویٰ عمل سے ثابت ہوتا ہے ہر وہ دعویٰ جو اپنے ساتھ [illegible] نہیں رکھتا جھوٹا اور لغو ہے پس جب کبھی حقوق کے پیچھے [illegible] نظر آئے مسلمانوں کو منظم و متحد ہو جانے کو کہے اور [illegible] تو سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے [illegible] مسلمانوں کی کونسی خدمت کی ہے کون کونسی [illegible] اختیار [illegible] ان کو کسی قسم [illegible] میں جو مسلمانوں کو معلوم [illegible]

[illegible]

ملک کا نقشہ بدل دیں اور حقوقیوں سے براہ مطالبہ کریں کہ وہ [illegible] اور قربانیوں کی فہرست پیش کریں کیونکہ تیلیوں کا حال [illegible] ہے اگر واقعات و حقائق تو عمل ہی سے ثابت ہوں گے۔

جمعیۃ العلما اور سیاسی جد و جہد

بد قسمتی سے آج مسلمانوں کے یہاں کوئی بھی ایسی نمایندہ جماعت نہیں جس کو صحیح معنوں میں صاف کر دو مسلمانوں کی جماعت کہا جا سکے ہر جماعت کا ثبات اور بغض و عناد کے زیر اثر نفاق پسندوں کے ہاتھوں [illegible] جمعیت کبھی کی خلافت کا تیا پانچہ ہو گیا اور مسلم لیگ پارہ پارہ ہو گئی لے دے کے ایک جمعیۃ العلماء باقی ہے جو مسلمانوں کی رہنمائی اور ترجمانی کا حق ادا کر رہی ہے مگر فتنہ انگیزوں نے اس کے مقابلہ میں بھی ایک جمعیت لاہور کی اور محض ذاتی اختلافات کی بنا پر اس طرح تنظیم و اتحاد کی لاش پر ایک لات رسید کر کے تفرقہ و تشتت کی [illegible] مگر مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے اور اپنا نمائشی اقتدار قائم رکھنے کے لئے بہانہ بنالیا کہ صاحب ہم کیسے یہ دیکھتے رہیں کہ ہمارے قومی حقوق ذبح ہوتے رہیں اور جمعیت علماء رہنمائی کر کے قوم کا بیڑہ غرق کرتی رہے گویا جمعیت علماء سیاسیات سے نابلد قوم کے دشمن ہیں اور اس ذریعہ کو تاہ اندیشی و اقع ہوتے ہیں کہ قوم کو تباہی کی طرف لیجا رہے ہیں۔

خدا کی شان ہے کہ جو جماعت عرصہ سے مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کرتی رہی ہو اور ان کے آڑے وقت کام آتی رہی ہو بارہا اپنی بے نفسی اور بے لوثی کا ثبوت دیا ہو اپنی جد و جہد اور قربانیوں سے قوم میں جان ڈالی ہو تحفظ ناموس شریعت میں سارا قانون کی دھجیاں بکھیری ہوں نہرو رپورٹ کے خلاف سخت ایجیٹیشن کر کے اپنی اصول پرستی کا ثبوت دیا ہو اور جو کانگریس کے مقابلہ میں مسلمانوں کے دینی و سیاسی حقوق کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہی ہو اور ملامت کی مطلق پروا نہ کی ہو وہ آج بحکم انقلاب زمانہ قوم کی دشمن بن گئی اور جن لوگوں نے ہمیشہ قوم سے غداری کی ہو قربانیوں سے بھاگتے رہے ہیں ذاتی مفاد کو قومی مفاد پر مقدم رکھتے رہے ہوں غل اور شور مچا کر [illegible] رہے ہوں حکومت تو کیا کانگریس کے مقابلہ میں سینہ سپر ہونے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے رہے ہوں وہ بحکم مبلغ تعلیمات اسلام قوم کے ہمدرد اور خیر خواہ جب گئے کہاں ہیں وہ منطق جو مقدمات سے صحیح نتائج اخذ کیا کرتے ہیں وہ آئیں اور دیکھیں کہ حقوقیوں نے منطق کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔

اچھا صاحب ہم مانے لیتے ہیں کہ جمعیت بھی انسانوں کی جماعت ہے اور اس لئے اس سے بھی غلطیوں کا صدور ممکن ہے اور وہ واقعی غلط رہنمائی کر رہی ہے مگر پہلے اس کی غلطی تو ثابت کیجئے یہ کہاں کی لیڈری ہے کہ خواہ مخواہ جمعیت کو پریشان اور اس کے نظام کو تہس نہس کیا جائے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

... بھی ... [illegible]

... سمجھا جاتا ... [illegible]

... جہنم کی طرف ... [illegible]

... [illegible]

... گان کے ... آزادی ... [illegible]

... مسلمان ... ملک میں ... کیا وہ قوم ... [illegible]

... کے ... [illegible]

... کانگریس ... جمعیت ... مسلمانوں کے راستے سے علیحدہ ہو جائے اور ... حق ... طرف سے آنکھیں بند کر لیں جو روز روشن کی طرح عیاں ہیں تو ... ہمیشہ کے لئے ... لیں گے اور ان کی زندگی ... ہو جائے گی ... اور مگر جہد ہے بیز آزادی کی کوششیں ملک میں ... اسلامی ... بدستور برطانوی استعمار کی گرفت میں دم توڑتے رہیں گے ... ہو گا سرمایہ داری اور مادہ پرستی کی تباہی خیز موجیں ... آماجگاہ بنی رہیں گی۔ غلامی کے جراثیم دین و ایمان ... رہیں گے اور مسلمان قعر ذلت میں پڑے ہوئے اسلام کا منہ ...

[illegible]

... اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے حکومت ... [illegible] نہیں لگاتے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق جہاں ... چاہئے وہاں حکومت ہی کب ان کو منہ لگاتی ہے۔

مختصر یہ کہ اگر مخالفین و موافقین کانگریس کی باہمی ... رہی اور ان کے سیاسی انتشار کا یہی عالم رہا تو اس کا نتیجہ ... اس لئے قوم کا یہ فرض اولین ہے کہ وہ اپنے لیڈروں کو ... ملت کے فرض کو پہچانیں اور کسی ایک نقطہ پر جمع ہو جائیں ... یہ ہے کہ وہ کسی لیڈر کی بات بھی نہ سنیں کسی کی بھی ... کے مقابلہ میں ان رہنماؤں کو لا کھڑا کریں جن پر تمام مسلمانوں کو ... اور بھروسہ ہو۔

دُعا

... جب انسان ... جب دست مبارزت کی کارفرمائیاں شل ہو جائیں مادی طاقتوں کا دماغ گل ہو جائے یا جب انسان اس درجہ درماندہ اور لاچار ہو جائے کہ ... کے سامنے ہیچ نظر آنے لگے تب وہ فتادگی و درماندگی دلا جائے گی تو ... مطلق کے دربار میں نوازی جاتی اور یہی قبولیت دعا ہے یہ بالکل یقینی ہے کہ ... تو ضرور قبول ہوتی ہے خواہ بظاہر اس کا نتیجہ حسب خواہش مرتب نہ ہو کیونکہ خدا کبھی اپنے بندوں کی دعائیں درِ اجابت سے رد نہیں فرماتا ... آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی دعائیں درِ اجابت تک پہنچیں تو بہتر قرآن پاک کی دعائیں جو خدا نے انبیاء کو تلقین فرمائیں یا رسول کریم کی دعائیں جو انہوں نے ... دعاؤں کو اپنا مشعل راہ بنائیں۔

... دعائیں

اس کتاب میں دعا کے طریقے دُعا کے آداب استجاب دعا کے اوقات کا تذکرہ ہے اس کے ان تمام دعاؤں کے ... ہیں جو قرآن پاک میں نازل ہیں ضخامت ۴۲ صفحے کاغذ بہت موٹا چکنا ولایتی ہے۔

... دعائیں

۹۶ صفحہ کی کتاب ہے بہت موٹا سرورق ہے اس میں احادیث سے ... دعا پر بحث ... لوازمات دعا درج ہیں اس کے بعد تمام وہ دعائیں ہیں جو رسول کریم ... ہر موقعہ کے لئے ... یہ مختصر مجموعہ کتاب ہے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس کی دعائیں ازبر کر لے قیمت صرف آٹھ آنے ہے۔

... مقبول

یہ علامہ حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب قبلہ کی مرتب کردہ کتاب ہے اور اس میں تقریباً ہر ضرورت کے لئے دعا ... دعائیں ہیں اس کے بعد سات دن کی اوراد ... ہیں ... اور حزب البحر ہے اور آخر میں کوئی ضرورت ... از حضرت مولانا روم اور دعائے حزب البحر کے اعمال مجربہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب بہت مقبول ...

... دعائیں

... دعاؤں کا مجموعہ ... تیار ہوا ہے اس میں قرآن شریف سے رسولؐ کی دعائیں اور احادیث ... مستند ... معمولات سے پر اثر ... ان کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شک و شبہ نہیں ...

... دعائیں

... نے اپنے مقرب ... اور نیک بندوں کو تعلیم ... ظاہر ہے کہ اس کی مرقومہ دعائیں اجابت میں ...

حضرت خواجہ حسن نظامی ... زمانہ کو اعتراف ہے حضرت ممدوح ... ضرورت کے لئے دعائیں ... اپنی زبان ... [illegible]

... آٹھ آنے ...

[illegible]

ہماری غلامی کے اسباب

(جناب حافظ عبدالقوی صاحب دریاآبادی)

اکثر حضرات جو ہندوستان کے حالات سے ناواقف ہیں نہایت استعجاب سے پوچھتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ ۲ لاکھ انگریز ۳۴ کروڑ ہندوستانیوں کو غلام بنائے ہوئے ہیں اس کے جواب میں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسباب ذیل نے انگریزوں کو حاکم اور غالب اور ہندوستانیوں کو محکوم و مغلوب کر دیا۔

(۱) ہندوستانیوں میں آپس میں اتحاد و اتفاق بالکل نہیں ہے ہر شخص اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانا چاہتا ہے ہر شخص ایک نیا نصب العین بناتا ہے اگر ایک مشرق کو چلتا ہے تو دوسرا مغرب کو جاتا ہے رشک و حسد نے دلوں پر قبضہ کر لیا ہے کوئی شخص دوسرے کی فلاح و بہبود کو اچھی نظر سے نہیں دیکھ سکتا متحد ہو کر کام کرنا کوئی نہیں جانتا اگر ایک شخص غریب ہے تو دوسرا امیر، تو غریب شخص ہر ممکن سعی کرتا ہے کہ امیر کی دولت چھین لے جب اس میں ناکام رہتا ہے تو اس کے درپے ہو جاتا ہے کہ اس امیر کے پاس بھی دولت نہ رہے یہ جذبات رشک و حسد صرف مال ہی کے لئے نہیں ہوتے بلکہ عزت، شہرت، اعلیٰ عہدوں، اعلیٰ تعلیم سب کے لئے یکساں ہوتے ہیں یہ کہنا کہ صرف افراد ہی اس مرض کا شکار ہیں صحیح نہیں اس حاسدانہ کشمکش کا شکار جماعتیں بھی اس طرح ہو رہی ہیں جس طرح افراد مثلاً کسی شعبہ زندگی میں اگر ہندوؤں نے ترقی کرلی تو مسلمان خواص و عوام شور و واویلا مچاتے ہیں اس طرح مسلمانوں کی ترقی پر جملہ ہندوؤں میں صف ماتم بچھ جاتی ہے معمولی معمولی ملازمتوں کے لئے اس قسم کے جھگڑے بکثرت رونما ہوتے ہیں اخبارات کے کالم اسی بحث کے لئے وقف ہیں۔ شعلہ بیان مقررین کی تقریریں اس عنوان پر ہوتی ہیں نتیجہ تنازعات باہمی کی صورت میں نکلتا ہے یہ جھگڑے صرف مذہب کی وجہ سے نہیں ہوتے نسلی اور قومی جھگڑے اس سے کہیں بڑھ کر ہیں برہمن اور غیر برہمن کے جھگڑے کون نہیں جانتا شیعہ سنی و شیوخ و سادات کی چشمک سے کون واقف نہیں بنگالی اور بہاری کے باہمی حریف ہونے سے کون ناواقف ہے یوپی اور پنجاب کے باشندوں کی جنگ عالم آشکار ہے برہمن اور راجپوتوں کی عداوتیں الگ جاری ہیں اب ذرا سیاسی میدان پر نظر ڈالئے سوراجی تو چینجروں کے جانی دشمن ہیں کمیونسٹ لبرلوں کا فروغ نہیں دیکھ سکتے زمینداروں کی پارٹی کاشتکاروں کے مفاد کو پامال کرنا اپنا مقصد حقیقی جانتی ہے حامیان حکومت اور مخالفین حکومت میں وہ گتھم گتھا ہوتی ہے جس کا اعادہ خلاف تہذیب ہے۔ ان تمام فریقوں میں سے ہر فریق دوسرے فریق کے حق میں کوئی سخت کلمہ اٹھا نہیں رکھتا بعض جگہ تو مار پیٹ کی نوبت بھی آجاتی ہے، باہمی عداوت و نفاق کا مرض اس درجہ پہنچ گیا ہے کہ اگر فریق مخالف ایسی بات کہتا ہے جس کو ہم خود تسلیم کرتے ہیں مگر چونکہ مخالف کی زبان سے نکلی ہے اس کی ہر ممکن مخالفت ہم پر فرض ہے یہی نفاق باہمی ہے جس نے ہم کو غارت کیا اس کے باعث سات سمندر پار والے انگریز ہم پر حکومت کر رہے ہیں اسی سبب سے ہمیں سوراج نہیں ملتا یہی وجہ ہے کہ ہم دنیا میں ذلیل سمجھے جاتے ہیں اور حیوانوں کی طرح غلام بنے ہوئے ہیں خدا معلوم ہمیں کب سمجھ آئے گی انگریز یہ ترکیب کرتے ہیں کہ کبھی ہندوؤں کے ساتھ کچھ مراعات کر دیتے ہیں اور کبھی مسلمانوں کے ساتھ قدرے فیاضی برت دیتے ہیں مطلب نکل جانے پر ہر دو فریق کو دھتکار دیتے ہیں انگریزوں کی یہ حرکتیں ہمارے نفاق کی سلگتی ہوئی آگ پر تیل کا کام دیکر اسے اور مشتعل کر دیتی ہیں۔

(۲) دوسرا سبب یہ ہے کہ ہم نے انگریزوں کی نقالی اس درجہ کی کہ اپنا ہندوستانی پن بھول ہو گئے شیروانی و کرتہ و پاجامہ بھول کر کوٹ و پتلون پہن لیا عیش کی سوکھی کی لذت ہم بھول گئے اب تو ہمیں کرسی کے کیک بھانے لگے مشرقی شرم و حیا کے بجائے مغربی شوخی زینے بازی ہمارے قلوب میں بس گئی کبڈی اور گلی ڈنڈا کھیلنا ہم نے فراموش کیا ہاکی فٹ بال کھیلنے لگے مذہب کی باتیں ہمارے لئے قابل مضحکہ۔ مذہبی پابندیاں ہمارے لئے سوہان روح لیکن ہر انگریزی چیز ہمارے لئے باعث فخر، ہر فرنگی آئین کی پرستش ہمارا شیوہ حافظ و سعدی کی نصائح ہمیں زہر لگتی ہیں لیکن شیکسپیر و ملٹن کے محرک شہوات اشعار ہمیں تند سے تند مزا دیتے ہیں مسجد و خانقاہ میں شب بیداری کے بجائے ہماری راتیں سینما اور کلبوں میں گزرتی ہیں حجاز کا سفر متروک ہے لندن کا طواف لازمی ہے ہندوستان کا بہتا ہوا چشمہ سراب مغرب کے آگے ہمیں ناپسند ہے اور مجنوں پیاسے کی طرح اس کی طرف ہم دوڑے جاتے ہیں اس تقلید فرنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ اپنے حالت میں برے بنے قوم والوں اور بستی والوں نے حقارت سے دیکھا اور انگریزوں نے بھی منہ نہ لگایا۔ ؏ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔

مغربی فیشن کی اندھا دھند نقل میں ہمارے مصارف اس درجہ بڑھ جاتے ہیں کہ آمدنی کافی نہیں ہوتی مجبوراً ناجائز ذرائع آمدنی اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ قرض کا سلسلہ الگ چلتا ہے انجام یہ ہوتا ہے کہ اگر غیرت باقی ہے تو خودکشی کر لیتے ہیں ورنہ جیل خانے کی ہوا کھاتے ہیں مال و جائداد الگ قرق ہوتا ہے اہل و عیال نان شبینہ کے محتاج ہو جاتے ہیں، خاندانی عزت دھری کی دھری رہ جاتی ہے ہمیں بھولے سے بھی اس کا خیال نہیں آتا کہ انگریز کبھی بھی ہمارا فیشن اختیار نہیں کرتے وہ ہماری ہر بات کو ہر چیز کو قابل مضحکہ و تمسخر جانتے ہیں وہ ہماری رسوم و عادات کو مجسم اوہام و تاریک خیالی جانتے ہیں اس کے برعکس ہم ان کی ہر برائی کو اچھائی، ہر عیب کو ہنر، ہر بدکاری کو نکوکاری، ہر خصلت کو زند خاص سمجھتے ہیں اسی کے باعث ہمیشہ خسارہ میں رہتے ہیں اور مفلسی کی لعنت میں گرفتار رہتے ہیں۔

(۳) تیسرا عیب یہ ہے کہ ہم وقت و اصول کے بالکل پابند نہیں ہماری زندگی بے قیدی و بے اصولی کا نمونہ کامل ہوتی ہے نہ ہمارا کوئی پروگرام ہوتا ہے نہ نظام عمل ہم جب سو کے اٹھے تو دن بھر سیر گزارا دوست و احباب میں بیٹھے تو گپ شپ میں ساری شب گزار دی نہ کھانے کا وقت مقرر ہے نہ تفریح کا نہ کتب بینی کا وقت مقرر ہے نہ فرض منصبی کی انجام دہی کا وقت کا کبھی خیال ہی نہیں آتا چار بجے جلسہ ہونے والا ہے لیکن ہم جلد سے جلد پانچ بجے پہنچیں گے ریل دس بجے چھوٹتی ہے لیکن ہم دس بجے گھر سے روانہ ہوتے ہیں نو بجے رات کو دعوت ہے تو ہم گیارہ بجے پہنچ کر میزبان

کے لئے باعث تکلیف ہوں گے اب یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ دنیا میں مشہور ہو گیا کہ ہندوستانی وقت کے پابند بالکل نہیں ہوتے اس افسوسناک عیب کے باعث ہمارا کوئی کام استقلال کے سلیقہ نہیں ہوتا نہ ہماری انجمنیں کام کر سکتی ہیں نہ ہمارے مدارس ترقی کر سکتے ہیں نہ ہماری تجارت بڑھ سکتی ہے صحت کی خرابی تو اظہر من الشمس ہے جس کا سدھار بغیر پابندی محال ہے۔

انگریزوں کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ ان کی زندگی ضبط اوقات پابندی اصول کا مجسمہ سنگین ہوتی ہے وہ مجبوری کی حالت میں بھی اپنے اصول نہیں توڑتے ہم نے ان کے کل عیب اختیار کر لئے لیکن خوبیوں کا اختیار کرنا تو درکنار ان پر غور تک نہیں کیا۔

(۴) چوتھا عیب ہم میں بیکاری کا ہے ہم میں سے بہت کم ہاتھ پیر چلا کر روزی کمانا چاہتے ہیں زیادہ تر ایسے ہیں جو بیٹھے بیٹھے کھانا چاہتے ہیں۔ فرض کیجئے کسی گھر میں دس مرد ہیں اور ان میں ایک ایک خوش حال ہے تو علی العموم وہ نو اشخاص بیکار بیٹھے رہتے ہیں اور ان کا اور ان کے اہل و عیال کے ہر قسم کے مصارف کا بار اس خوش حال شخص کے کاندھوں پر آ پڑتا ہے وہ بیچارہ مروت کے باعث کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اس بار عظیم سے اس کی ساری خوشحالی کافور ہو جاتی ہے زندگی نہایت صعوبت و تلخی سے گزرتی ہے انگریزوں میں اس کے برعکس ہر شخص کماتا ہے باپ الگ کماتا ہے بیٹا الگ کماتا ہے جہاں اولاد سن رشد کو پہنچی باپ نے اسے کسی کار سے لگا دیا اب تو عورتیں تک کمانے لگی ہیں یہ قوم محنت ہی کے باعث اتنے بڑے وسیع رقبہ پر حکومت کر رہی ہے اگر آج انگریزوں میں ہماری جیسی بیکاری سرایت کر جائے تو یقیناً ان کا زوال ہو جائے اس کا مطلب یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ انگریزوں کی طرح روپیہ کمانے کی مشین بن جائے کیونکہ انگریز طلب زر میں دوسرے سرے میں پہنچ گئے ہیں تاہم تھوڑی دور تک ان کا مکمل نمونہ قابل تقلید ہے۔

(۵) ہمارا پانچواں عیب صفائی کا نہ ہونا ہے۔ ہمارے مکان ہماری دکانیں ہمارا لباس، ہمارے بچے گندگی میں ہر وقت لتھڑے رہتے ہیں مکان کے باورچی خانے میں ہزاروں مکھیاں اور دیگر حشرات الارض ہر وقت گھوما کرتے ہیں دوکانوں کا سارا سامان گرد سے بھرا رہتا ہے اباس سے وہ بو آتی ہے کہ پاس بیٹھنے والے ناک بند کر لیتے ہیں بچے ناک و تھوک پیشاب اور پاخانہ کی گندگیوں میں اس قدر آلودہ رہتے ہیں کہ جانوروں کے بچے بھی نہ رہتے ہوں گے۔

اس گندگی و عدم صفائی کے باعث ہم میں سیکڑوں عیب پیدا ہو گئے ہیں ہم زیادہ تر بیمار رہتے ہیں [illegible] ہر بیماری کا گھر بنتی ہے۔ ہماری تجارت کی ناکامی کی بھی ایک وجہ یہی ہوتی ہے [illegible] ہماری چیزیں کتنی ہی اچھی ہوں اور قیمتاً سستی ہوں لیکن دیکھنے میں گندی [illegible] ہوتی ہیں خریدنے والا انھیں کسی انگریزی دکان سے خرید لیتا ہے وہاں اگرچہ قیمت دس گنی لیتے ہیں مگر اس کی صفائی دیکھ کر اس قیمت بالکل گراں نہیں گزرتی اور ایک ایک جگہ دس چیزیں اگر خریدتے نہیں تو کسی اور کو خریدنے کے لئے بھی ترغیب نثار ہو جاتا ہے۔

انگریزوں کی ترقی تجارت کا راز ان کی صفائی میں مضمر ہے اور یہ تو دنیا جانتی ہے کہ انگریزی سلطنت کی بنیاد تجارت پر ہے۔

(۶) چھٹا عیب ہم میں اسراف کا ہے اگرچہ انگریز بھی اسراف کرتے ہیں لیکن وہ تھوڑی بہت رقم ضروریات آئندہ کے لئے پس انداز کر لیتے ہیں ہماری حالت یہ ہے کہ ہر شعبۂ زندگی میں اسراف برتنا ہماری عادت میں داخل ہے۔

مثلاً ایک نومولود لڑکے کی حالت پر نظر ڈالئے۔ ایک شخص کے لڑکا پیدا ہوا پیدا ہونے کی خوشی میں بے انتہا روپیہ اڑایا پھر چھٹی ہوئی اس کے مصارف بے پایاں کا دفتر کھلا پھر چلہ نہانے کی رسم میں روپیہ کے توڑے کھلے عقیقہ ختنہ کے رسوم میں بے دریغ روپیہ اٹھا پھر بسم اللہ آمین، شادی وغیرہ میں اتنا روپیہ خرچ ہو جاتا ہے کہ ساری جائداد فروخت ہو جاتی ہے۔ ہزارہا روپے کا قرضہ ہو جاتا ہے جس کا سلسلہ تین چار پشتوں تک چلتا ہے اور ناکردہ گناہ اولاد مفت میں پھنس جاتی ہے۔

یہی حال تجارت میں اسراف کا ہے۔ جونہی آمدنی ہوئی اس کو ہم خرچ کر ڈالتے ہیں۔ حساب و کتاب رکھنا ہمارے لئے باعث عار ہوتا ہے۔ نتیجۃً ہمیں تجارت میں ناکامی ہوتی ہے اسراف کے باعث ہم روز بروز تباہ ہو رہے ہیں ہماری انجمنیں مدرسے بھی دہار اسراف کا بری طرح شکار ہو رہے ہیں کوئی کام کرنے سے پہلے ایک لاکھ دو لاکھ کی عمارت بنتی ہے تب جا کر کام شروع کرتے ہیں لوگ بار بار چندہ دیتے اکتا جاتے ہیں آخرکار کوئی چندہ نہیں دیتا نتیجہ ناکامی ہوتا ہے۔

—— (باقی) ——

علم الصرف

مسلمانوں کو جب تک اسلام اور قرآن سے تعلق ہے وہ عربی سے مستغنی نہیں ہو سکتے مگر معاشی قحط اور ترک کی مجبوری اور پرانے طرز تعلیم کی کوتاہی جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے عربی حاصل کرنے میں بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہو رہی ہے اسی خیال کو پیش نظر رکھتے ہوئے مولانا مولوی عبد الہادی صاحب شاہجہاں پوری پروفیسر گورنمنٹ کالج دہلی نے ایک سلسلہ عربی ریڈروں کا مرقاۃ العربیہ کے نام سے کئی سال ہوئے شائع کیا تھا جو اس وقت کے طول و عرض میں سرکاری اور غیر سرکاری ہر قسم کے مدارس میں رائج ہے اس کتاب میں اسکول کے بچوں کے خیال سے نہایت ابتدائی مسائل کا ذکر تھا اب ایک تیسری کتاب مولانا نے علم الصرف نام کی ایک دوسری کتاب شائع کی ہے جو ابتدائی اور انتہائی ہر قسم کے صرفی مسائل پر حاوی ہے طرز بیان نہایت سلجھا ہوا اور عبارت نہایت سلیس ہے قوی امید ہے کہ علم الصرف ملک کی ضرورت کو بہت اچھی طرح پوری کر دے گی اور عربی مدارس اور انگریزی اسکولوں سب جگہ کے طالب علموں کے لئے یکساں مفید ہوگی۔ قیمت ایک روپیہ عہ

ملنے کا پتہ :- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

انجمن اتحاد الٰہ آباد

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب رئیس قلم رسالہ ...)

دنیا میں بہت سی انہونی باتیں بھی ہوجایا کرتی ہیں اور چشم فلک نے اکثر ایسے نقشے دیکھے ہیں کہ انتہائی مایوسی کے بعد یکایک امید کے کچھ آثار پیدا ہوگئے جس کام کے کرنے سے ابتک انسانی کوششیں عاجز رہی تھیں وہ چشم زدن میں پورا ہوگیا۔ مہاتما جی کا تاریخی برت اور پونہ کا میثاق اس کی ایک نمایاں بھی مثال ہے وہ ہندو کہ جن میں بعض برت اپنے سگے بھائی اور اپنی بیوی کے ہاتھ کا کھانا کھانے سے بھی پرہیز کیا کرتے تھے اور جنھیں بظاہر دنیا کی کوئی طاقت اس بات پر مجبور نہ کرسکتی تھی کہ اچھوت خاتون کو اپنے برابر بٹھائیں اور ان سے جیسا انسان خیال کریں یکایک اس قدر گر گئے یا زیادہ صحیح الفاظ میں یوں کہہ دیجئے کہ اس قدر بلند ہوگئے کہ تمام چھوت چھات کے خیال کو بالائے طاق رکھدیا اور اس طرح اچھوتوں کو گلے لگا لیا گویا ان سے کبھی کوئی پرہیز نہ تھا۔

بالکل اسی قدر عجیب نہ سہی لیکن قریب قریب اتنا ہی عجیب نظارہ الہ آباد کی اتحاد کانفرنس نے پیش کیا ہے ہندو مسلم اتحاد کی اس سے بیشتر بہت سی کوششیں ہوچکی تھیں اور ہر مرتبہ کی ناکامی لوگوں کے اس خیال کو مضبوط تر کرتی چلی جاتی تھی کہ ”خواہ مشرق اور مغرب آپس میں مل جائیں لیکن ہندو اور مسلمان جو دونوں مشرقی ہیں کبھی باہم متحد نہیں ہوسکتے“ خود الہ آباد میں بھی قدم قدم پر مخالفتوں کے پہاڑ اٹھتے رہے اور کبھی کونسل کی کرسیاں سد راہ بنیں اور کبھی سرکاری طرفداریں لیکن بالآخر وہ انہونی بات ہوکر رہی اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے وہی نمایندے کہ جو اس وقت تک ایک دوسرے سے دست و گریبان تھے گنگا اور جمنا کی طرح باہم بغلگیر ہوگئے پنڈتوں نے سیدوں سے معانقہ کیا اور مولویوں نے مالویوں کو جھک کر گلا یا یہی خواہوں اور ہمدردوں کے گلہ گہی کے چراغ جلے اور اس وقت تک جو بد خواہ ہم پر ہنس رہے تھے انہیں بھی بحرا کرنا پڑا مسلمانوں کے مشہود معروف چودہ مطالبات کہ جنھیں پریسیڈنٹ مسٹر جناح کے چودہ نکات کی سی اہمیت حاصل ہوگئی تھی اور جنھیں گذشتہ گول میز کانفرنس کے موقع پر مذیر ہندو لے پائے استحقار سے ٹھکرا دیا تھا ان میں سے ایک دو نہیں بلکہ پورے تیرہ ہندوؤں نے منظور کرلئے اور مسلمانوں نے اس مخلوط انتخاب کو قبول کرلیا کہ جسے ہمارے بہت سے گم کردہ راہ رہنماؤں نے ہماری نظروں میں ہوا بنا رکھا تھا۔

گنتی کے صرف ایک اسلامی اخبار اور معدودے چند خود ساختہ مسلمان زعماء لشکا ہی اس معاہدہ کی مخالفت میں سرگرم ہیں اور ایک بہت ہی کمزور اور ناتوان سی آواز اختلاف اب بھی ہمارے کانوں میں آرہی ہے لیکن یہ آواز اس قدر بے طاقت اور بے دلیل ہے کہ سر سیموئل ہور اور ان کے رفقاء کار کے سوا شاید ہی کسی کی توجہ اس کی طرف منعطف ہوسکے۔

السلام ایک وہ زمانہ تھا کہ جو اسلام تھا اور جو مسلمان لیکن پاس عہد کا یہ عالم تھا کہ ایک مسلمان غلام کا کسی ایک جماعت سے کوئی معاہدہ کرآتا تھا تو مسلمانوں کی پوری جماعت اور ... اس معاہدہ ... فرض خیال کرلیتے تھے اور اس معاہدہ کے ایک ایک لفظ کی پابندی کی جاتی تھی یا آج یہ حالت ہے کہ کوئی غلام یا معمولی شخص نہیں بلکہ علمائے اسلام کی سب سے بڑی جماعت اور علمائے اسلام کا ایک بڑا گروہ اپنی متفقہ رائے سے ہندوؤں کے ساتھ ایک معاہدہ کرتا ہے اور معاہدہ کی شرطیں بھی وہی ہوتی ہیں کہ جن پر مسلمانوں کی تمام جماعتوں کا اتفاق ہوچکا ہے لیکن خود مسلمانوں ہی کے اندر سے کچھ لوگ اٹھتے ہیں اس لئے نہیں کہ تمام اہل اسلام سے اس معاہدہ کی پابندی کرائیں بلکہ اس لئے کہ اپنی زہر بھری تحریر و تقریر سے اگر بن سکے تو کچھ لوگوں کو اس کی مخالفت پر آمادہ کریں اور اپنی گمراہانہ رہنمائیوں کا نام ان لوگوں نے ”خدمت اسلام“ اور ”مسلمانوں کی ہوا خواہی“ رکھ چھوڑا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کونسا اسلام ہے کہ جس کی خدمت کے لئے یہ لوگ اٹھے ہیں اور مسلمانوں کی وہ کونسی جماعت ہے کہ جس کی ہوا خواہی کے لئے دعوے ان کی زبانوں پر ہیں۔

سکھوں اور ہندوؤں کی جماعت میں بھی کچھ دشمنان ملک و قوم ایسے موجود ہیں جو اس معاہدہ کے راستے میں روڑے اٹکا رہے ہیں اور قدم قدم پر نئے نئے جھگڑے اور عجیب عجیب مسئلے پیدا کرکے کام کرنے والوں کی دشواریوں میں برابر اضافہ کررہے ہیں لیکن ہمارا خیال ہے کہ ہمیں ان سے کچھ کہنے کا زیادہ حق حاصل نہیں ہے یہ معاہدہ فی الحقیقت ترقی کے میدان میں ایک دوڑ ہے جس میں ہندوستان کی تمام مختلف قومیں دوڑ رہی ہیں اور ... ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ اپنے گھوڑے کو چھوڑ کر سوار دوسروں کے گھوڑوں کو ایڑ لگائیں یا چابک پر چابک جمائیں ان کی جماعتوں میں ان کو ٹھیک لگانے والے بہتیرے موجود ہیں اور وہ حسب ضرورت اپنی کوششوں سے اپنے گھوڑوں کو تیز کرسکتے ہیں ہمیں جو کچھ کہنا ہے وہ اپنے ہم قوموں سے کہنا ہے اور منشا صرف یہ ہے کہ اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہنا ہے کہ ”یہ میرا وہ تیرا“ یا یہی میرا اور وہ بھی میرا“ اسلامی سیاسیات کے اصول نہیں ہیں اسلام نے جو سیاسیات ہمیں سکھائی ہے وہ اس ”من و تو“ کے جھگڑوں سے بہت زیادہ بلند ہے اور وہ یہ ہے کہ ”سب کچھ تیرا اگر تو میرا“ ہم اپنا سب کچھ دیکر بھی ہندوؤں اور عیسائیوں کو اپنا یا اپنا ذہنی کم از کم اسلام کا مداح اور بہی خواہ بنا سکیں تو یہ انتہائی سیاسی کامیابی اور حقیقی معنی میں ہماری فتح ہے کونسل کی کرسیاں تخت طاؤسی نہیں ہیں کہ ان پر بیٹھتے ہی ہندوستان کی زمام حکومت ہمارے ہاتھوں میں آجائے گی پھر ایک ایک کرسی کے لئے لڑنا جھگڑنا آخر کیا معنی رکھتا ہے حقیقی قوت نہ تلوار و تفنگ میں ہے اور نہ اسمبلی اور کونسل کے اندر اٹھے ہوئے ہاتھوں میں اصلی قوت کا سرچشمہ ہمارا دل ہے اگر وہ حق و صداقت سے لبریز ہو دنیا میں آجتک کوئی جابر سے جابر اور ظالم سے ظالم حکومت بھی اپنی تمام مادی قوتوں کے باوجود حق و صداقت پر غالب نہیں آسکی ہے اور صلح و دنیا سے حق کو نہیں مٹا سکی ہے اور اسی تاریخی حقائق آج بھی بالکل

دہی ہیں جو آج سے ہزاروں سال پیشتر تھے نہ خدا بدلا ہے اور نہ اس کے قانون اگر اس پر ہمارا ایمان ہو اگر حقیقی معنوں میں ہم مسلمان ہوں تو پھر نہ ہمیں انگریز کی حکومت سے کوئی خوف ہو سکتا ہے اور نہ ہندوراج سے کوئی اندیشہ ہر حکومت اور ہر راج کو "ہندو راج" یا "اسلام راج" بننا پڑے گا اگر اسے اپنے قیام و استحکام کی تمنا ہے اور کوئی حکومت ہرگز ہرگز قائم نہیں رہ سکتی اگر اس کی بنیاد حق و انصاف پر نہ ہو ہمیں فی الحقیقت ہندوؤں یا سکھوں یا انگریزوں سے اپنی حفاظت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے دلوں کی ان شیطانی وسوسوں سے حفاظت کرنے کی ضرورت ہے کہ ہندو یا سکھ یا انگریز یا کوئی غیر اسلامی طاقت ہمیں کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے ہمیں اپنے اس ایمان اور اس اعتقاد کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے کہ حق کو کوئی طاقت فنا نہیں کر سکتی اور اسلام عین صداقت ہے ہم سے خدائے پاک کا وعدہ ہے کہ لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين "تم کمزور نہیں اور رنجیدہ نہ ہو تم ہی سب پر فائق رہو گے اگر تم ایماندار ہو"

کونسل اور اسمبلی کی کرسی یا سرکاری دفتروں کی ملازمت منفعت بخش اور آرام دہ چیزیں ہوں لیکن یہ بڑی چیزیں نہیں ہیں بڑی چیز ایمان کی قوت ہے اور اگر ہم اس دنیا میں معزز و سربلند بنکر زندہ رہنا چاہتے ہیں تو جس طرح بھی ہو سکے اس قوت کو حاصل کرنا چاہیئے اس سے پہلے صرف کونسل کی کرسیاں نہیں بلکہ شاہی مسند و تخت ہمارے قبضہ میں مدتوں رہ چکے ہیں لیکن دنیا نے یہ تماشہ دیکھ لیا کہ قوت ایمانی کے بغیر وہ سلطان محمود غازی تخت و تاج کی حفاظت کر سکے اور نہ اورنگ زیب علیہ الرحمۃ اللہ کا قانون ہمارے لئے بدل نہیں سکتا اور وہ یہ ہے کہ اللہ کی زمین کے وارث وزیر اور کرسی والے نہیں بلکہ اس کے نیک بندے ہوا کرتے ہیں جو اس کی زمین کو فتنہ و فساد سے پاک کریں جو ظلم و عدوان کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر پھینک دیں اور جو اس کے بندوں کی خدمت میں بلا امتیاز مذہب و ملت زیادہ سے زیادہ مصروف و منہمک رہیں ہم بھائی پرمانند اور ڈاکٹر منجے کے دستخطی ردی پرزے پر بھروسہ کرنے کے لئے تیار ہیں اور تمام تر کوشش صرف اس پر صرف کر رہے ہیں کہ کسی طرح وہ یہ لکھ دیں کہ بنگال اور پنجاب میں ہمیں اکیاون کرسیاں مل جائینگی لیکن افسوس کہ ہمیں خدائے قادر و توانا کی اس تحریر پر کوئی بھروسا اور کوئی اعتماد نہیں ہے کہ اگر ہم ایماندار ہیں تو ہمیں سب پر فائق رکھا گیا ہے کیا یہی نہ ہمارا وہ اسلام ہے جس کے بلند بانگ دعووں سے ہم نے چیخ چیخ کر دنیا کو سر پر اٹھا رکھا ہے؟ اور کیا اللہ کے کلام اور اللہ کے وعدہ کی اس سے بڑھکر کوئی اور توہین ہو سکتی ہے؟

طلب حقوق کی لعنت اسلام کی تعلیم نہیں ہے یہ سبق ہم نے مغربیت سے سیکھا ہے کس قدر عجیب بات ہے کہ ہم دوسروں سے حق مانگتے پھرتے ہیں کیا اس کے صاف اور صریح معنے یہ نہیں ہیں کہ ہمارے پاس حق نہیں ہے ہم تو تمام دنیا کو حق دینے اور ظالموں اور غاصبوں سے لوگوں کے حق دلانے کے لئے نکلے تھے یہ کیا ہوا کہ آج خود ہمارے اپنے خزانے خالی ہو گئے اور ہم دوسروں کے آگے اپنے ہاتھ پھیلا رہے ہیں کہ وہ ہمیں حق دیدیں آخر اسلام سے بہتر وہ کونسا حق ہے کہ جس کی ہمیں تلاش و جستجو ہے اور جس کے لئے ہم کبھی مالوی جی کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور کبھی سر سیموئیل ہور کی خدمت میں آداب بجا لاتے ہیں؟

حقوق طلبی کا نتیجہ کبھی باہمی نفرت و عناد کے سوا اور کچھ نہیں نکلا کرتا اور ایسے میثاق ناموں کی عمر کہ جن پر فریقین نے ایک ایک حق پر لڑنے اور جھگڑنے کے بعد دستخط کئے ہوں بہت ہی تھوڑی ہوا کرتی ہے یہ انسانی فطرت ہے کہ ہم ہماری مصیبت کے وقت جو چیز دباؤ ڈال کر حاصل کر لی گئی اس کے واپس لینے کے لئے ہم ہر وقت مضطر و بیقرار ہیں اور یہ بھی انسانی فطرت ہے کہ ہمیں ہر اس شخص سے نفرت ہو جائے کہ جو کسی نازک موقع پر دباؤ ڈالکر ہم سے کوئی چیز لیلے۔ ہندو ہوں یا مسلمان اور عیسائی ہوں یا سکھ بہرحال انسان ہیں اور معاہدہ کی تکمیل کے بعد ہر زخم خوردہ فرقہ کو رات دن یہی فکر لگی رہے گی کہ جس قدر جلد ممکن ہو کھوئی ہوئی چیز واپس لے سکے یہی نہیں بلکہ یہ فکر بھی ہوگی کہ صرف اپنے اسی حق کی بازیابی پر قناعت نہ کی جائے بلکہ ممکن ہو تو اس سے کچھ زیادہ حاصل کر لیا جائے اور ظاہر ہے کہ اس طرح کشمکش اور فساد کی بنا بدستور موجود رہتی ہے حقیقی اتحاد صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب ہر فرقہ زیادہ سے زیادہ لینے کی نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ دینے کی کوشش کرے تاریخ ہمیں بتا رہی ہے کہ مسلمان اس وقت بھی کہ جب ان کے پاس نہ تعداد کی قوت تھی اور نہ دولت و مال کی ایسا کر چکے ہیں کاش وہ پھر اسی تاریخ کو آج بھی دہراتے اور سادہ کاغذ ہندوؤں اور سکھوں کے سامنے رکھکر کہدیتے کہ جو تمہارا جی چاہے وہ لکھ لو ہمیں امن و صلح کی خاطر ہر شرط منظور ہے" لیکن ایسا تو وہی لوگ کر سکتے ہیں کہ جن کے پاس ایمان و یقین کی قوت موجود ہو!

استبداد اور اُس کے نتیجے

(پروفیسر ہادی شاہجہانپوری)

علماء اور حکماء کی توجہ سے سیاست اب ایک باقاعدہ علم بن گئی ہے اب کوئی ایسی قوم دنیا میں اطمینان اور خوشحالی کی زندگی بسر نہیں کر سکتی کہ جسے سیاست سے کوئی واقفیت اور کوئی دلچسپی نہ ہو شطرنج کے بساط پر لکڑی یا ہاتھی دانت کے مہروں کو حرکت دے دیکر اپنی سیاسی قابلیتوں کے اظہار کا زمانہ اب گذر چکا ہے اب دنیا میں کشمکش حیات کا دور دورہ ہے اس میں وہی قومیں زیادہ کامیاب رہتی ہیں جن کے افراد علم سیاست کے بہتر ماہر ہوں۔ انگریزی میں اس موضوع پر اچھی سے اچھی صدہا کتابیں موجود ہیں لیکن بدنصیبی سے اردو کا دامن ابھی تک اس مکمل حیات سے خالی ہے ہم جناب مولوی عبدالہادی خاں صاحب کے ممنون ہیں کہ انہوں نے عربی کی ایک کتاب "طبائع الاستبداد و مصارع الاستعباد" سے علامہ عبدالرحمٰن کوکبی عراقی کے خیالات کا ترجمہ کر کے ہمیں مستفید ہونے کا موقع دیا ہے۔

فی الحقیقت علامہ موصوف کے یہ مضامین ملک کے نام سے مصری اخبارات ۱۳۱۹ء میں شایع ہوئے تھے جبکہ عباس حلمی پاشا خدیو مصر تھے اب ان سب کو جمع کر کے مصنف کی نظر ثانی کے بعد کتابی صورت میں شایع کیا گیا ہے مصنف کا یہ خیال کہ تاریکی کا ذکر روشنی کے تصور سے ہمیں آشنا کر دیا کرتا ہے بہت ہی صحیح ہے۔ "تعرف الاشیاء باضدادها" اور اس بنا پر استبداد کا ذکر کہ جسکے معنی کسی جماعت کے لئے اس کی مرضی کے خلاف انتظام کرنا ہیں فی الحقیقت صحیح طریقہ سیاست کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

علم سیاست بہت وسیع علم ہے اور بہت سی دقیق و لطیف شاخوں پر منقسم ہے جس طرح یہ مشکل ہے کہ کوئی شخص اس علم کی تمام شاخوں اور تمام متفرعات پر حاوی ہو اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ کسی شخص کو اس علم سے ادنیٰ واقفیت ہی نہ ہو۔ دنیا کی تمام متمدن اور مہذب قوموں کے اندر ہر وقت اور ہر ملک میں وقتاً فوقتاً ایسے علماء پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے علم سیاست پر خامہ فرسائی کی ہو عموماً ارسطو اخلاق ادب اور قانون کے ساتھ اس کے مباحث کا بھی ذکر کیا گیا ہے خاص علم سیاست پر متقدمین میں جمہوریت پسند اہل روما کے سوا کسی اور قوم نے اپنا کوئی علمی سرمایہ نہیں چھوڑا ہے جمہوریت پسند رومیوں کے علاوہ دیگر اقوام کی جو تالیفات ہیں وہ یا تو علم سیاست اور علم اخلاق کا مجموعہ ہیں جیسے افلاطون اور یونانی حکیم محمد مجوزی کے بعض رسائل یا ادب و سیاست کا مجموعہ ہیں جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نہج البلاغت اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الخراج وغیرہ۔

قرون متوسطہ میں علمائے اسلام کے سوا اور کسی قوم کی کوئی تالیف اس موضوع پر موجود نہیں ہیں بعض علماء نے اخلاق و سیاست کو ملا کر لکھا ہے جیسے امام فخرالدین رازی محقق نصیرالدین طوسی امام غزالی اور علائی وغیرہم اور یہ ایرانی طریقہ ہے بعضوں نے سیاست و ادب کو ملا کر لکھا ہے جیسے ابوالعلاء معری اور متنبی اور یہ عربوں کا طریقہ ہے بعضوں نے تاریخ و سیاست کو ملا کر لکھا ہے جیسے ابن خلدون اور ابن بطوطہ یہ مغرب کا طریقہ ہے۔

متاخرین اہل یورپ نے اس فن کو بہت وسعت دی ہے خوب خوب طبع آزمائیاں کی ہیں حتیٰ کہ بعض نے تو ایک ایک موضوع پر ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ پھر سیاست کی ہر شاخ کو ایک دوسرے سے نمایاں کر کے سیاست عمومی سیاست خارجی، سیاست داخلی، سیاست انتظامی، سیاست اقتصادی اور سیاست قانونی وغیرہ کو ایک دوسرے سے بالکل جدا اور علیحدہ کر کے لکھا ہے پھر انہیں میں نے ہر ایک کو مختلف مباحث اور متعدد فروعات پر تقسیم کر کے ہر ایک کے متعلق بتفصیل دلچسپ کی ہے۔

متاخرین اہل مشرق میں ترکوں میں ایسے بہت سے علماء گذرے ہیں جنہوں نے تنہا علم سیاست پر یا کسی دوسرے علم کے ساتھ اس کو شامل کر کے مستقل تالیفات کی ہیں جیسے جودت پاشا، کمال بک، سلیمان پاشا، اور حسن فہمی پاشا وغیرہ عربوں میں ایسے علماء بہت کم ہوئے ہیں اور جو ہیں ان کی تحریرات اس علم پر بہت کم ہیں اور جس قدر ہیں وہ بھی کچھ بہت زیادہ قابل توجہ نہیں ہیں، رفاعہ بک، خیرالدین پاشا تونسی، احمد فارس شدیاق سلیم بستانی اور مسعود ملی وغیرہ ان لوگوں میں ہیں جن کا اس ضمن میں ذکر کیا جا سکتا ہے

ہندوستان میں جہاں تک ہم کو معلوم ہے اردو میں اس قسم کی تالیفات مفقود ہیں ہندوؤں نے بیشک اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے جس میں غالباً بنگالی سب پیش پیش ہیں۔ گنگادھر جی تلک انجہانی آربند و گھوش مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا محمد علی مرحوم نے اس موضوع پر لکھا ہے لیکن ان سب لوگوں کی تحریرات بجز مولانا ابوالکلام آزاد کے یا تو بنگالی مرہٹی اور گجراتی میں ہیں یا انگریزی میں اسلئے مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ جو صرف اُردو جانتا ہے اس علم سے قطعاً ناآشنا ہو۔

آج ملک جن حالات سے گذر رہا ہے اسنے اُردو میں بھی کسی نہ کسی حد تک اس قسم کا مواد مہیا کر دیا ہے تاہم ابھی اس سب سے زیادہ اہم موضوع پر کچھ بھی نہیں لکھا گیا ہے کہ مشرق کا مرض کیا ہے اور اس کا علاج کیونکر ہوا۔

سیاست کی اس تعریف کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ سیاست جماعت کے مشترک حالات کا عقل و حکمت کے مطابق بندوبست کرنے کا نام ہے "استبداد (مشترک حالات کا خود رائی سے بندوبست کرنا) کی بحث لامحالہ سب سے پہلی اور سب ضروری بحث ہو جاتی ہے۔ چیزیں اپنی ضد کے ذریعہ سے بہ آسانی شناخت میں آجاتی ہیں بدی کا ذکر کر کے ہم نیکی کا مفہوم لوگوں کو ذہن نشین کرا سکتے ہیں اور تاریکی کا بیان کر کے روشنی کا تصور دلانا بہت آسان ہو اس لئے میرا خیال ہے کہ اس بحث پر کچھ لکھنے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سب سے پہلے وہ اس امر کو تفصیل سے بیان کرے کہ استبداد کیا چیز ہے؟ اسکے اسباب کیا ہوتے ہیں اس کی علامات کیا ہیں اس کی شناخت کیا ہے اس کا اثر کیا ہے اس سے کیا کیا نقصانات ہوتے ہیں اور ان کا علاج کیا ہے اور سیاست کی یہ خرابیاں معلوم

ہو جانے کے بعد ہر شخص خود ہی سمجھ سکے گا کہ عمدہ سیاست کیا چیز ہوتی ہے ان میں سے ہر موضوع بہت زیادہ تفصیل کا محتاج ہے اور بعض مستقل تالیف چاہتے ہیں۔

پھر یہ مسائل من حیث المجموع بہت سے ضمنی و فروعی مسائل پر مشتمل ہیں جن میں سے بعض اصولی امور پر آئندہ گفتگو کی جائے گی مثلاً یہ کہ استبداد کیا ہوتا ہے؟ مستبد یعنی استبداد کرنے والا ڈرپوک کیوں ہے؟ مستبد کی رعایا بزدل کیوں ہو جاتی ہے؟ استبداد کا مذہب پر کیا اثر ہوتا ہے علم پر کیا اثر ہوتا ہے؟ شرافت پر، دولت پر، اخلاق پر، ترقی و تربیت پر کیا اثر [illegible] اے مستبد کے سب سے بڑے مددگار کون لوگ ہوتے ہیں؟ کیا استبداد [illegible] کر لینا چاہئے استبداد سے رہائی کیونکر ممکن ہے؟ استبداد کا تبادلہ کس [illegible] کیا جائے وغیرہ

اس سے قبل کہ موضوعات مذکورۃ الصدر کی تفصیل [illegible] مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غور و فکر کرنے والوں نے مختلف لحاظ سے استبداد کے تاریخ کے متعلق جو رائیں ظاہر کی ہیں ان کا ذکر کر دیا جائے اس قسم کی تمام رائیں اگرچہ ایک دوسرے سے الفاظ میں مختلف ہیں کہ جس نے اپنے نقطہ نظر کے مطابق جو کچھ سمجھا اس کو ادا کر دیا مگر مفہوم سب کا بالکل ایک ہے۔

مادہ پرست کہتا ہے کہ مشرق کی بیماری ایک قوت ہے اور اس کا علاج مقاومت ہے۔ سیاسی شخص کہتا ہے کہ مشرق کی بیماری لوگوں کو غلام بنانا ہے اور اس کا علاج آزادی کا حصول ہے۔ حکیم کہتا ہے کہ بیماری ظلم پر قدرت ہونا اور اس کا علاج انصاف حاصل کرنے پر اقتدار ہے۔ قانونی آدمی کہتا ہے کہ بیماری قانون سازی پر قوت نافذہ کا غلبہ اور علاج قانون سازی کا قوت نفاذ پر غلبہ ہو جانا ہے۔ مذہبی آدمی کہتا ہے کہ بیماری اللہ کے ساتھ غیر اللہ کا جبروت میں شریک کرنا اور اس کا علاج اللہ کو یکتا سمجھنا ہے مگر یہ تمام علمی پہلو سے ہیں عملی پہلو سے ذلت کو گوارا نہ کرنے والا کا مقولہ ہے کہ بیماری لوگوں کا غلام بنانا اور گلے میں طوق ڈلوا لینا ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ ذلت سے انکار کر دیا جائے۔ دلیر آدمی کہتا ہے کہ بیماری یہ ہے کہ لوگوں پر جھوٹی برتری حاصل کی جائے اور اس کا علاج یہ ہے کہ متکبروں کو ذلیل کیا جائے۔ سنجیدہ آدمی کہتا ہے کہ بیماری یہ ہے کہ حکام بلا کسی روک ڈور کے ہوں اور اس کا علاج یہ ہے کہ ان کو سخت ترین پابندیوں سے مقید کر دیا جائے مر مٹنے والا کہتا ہے کہ بیماری یہ ہے کہ انسان کی زندگی بیماری ہو اور اس کا علاج یہ ہے کہ انسان کو زندگی کے بجائے موت پیاری ہو جائے۔

استبداد کیا ہے؟ یہ کہ آدمی ان امور میں جن کے متعلق اسے مشورہ کی ضرورت ہو صرف اپنی رائے اور اپنی مرضی کے مطابق عمل کرے۔ استبداد کا لفظ عام طور پر جب استعمال کیا جاتا ہے اس سے حکومت کا استبداد مراد ہوتا ہے کیونکہ یہی استبداد انسان کو سب سے زیادہ بدنصیب اور بدبخت بنا دیتا ہے۔ مذہبی علماء کا استبداد یا کسی ایک قسم کی آبادی کا استبداد دوسری آبادی پر جیسا کہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کا اچھوت قوموں کے ساتھ یہ صرف مجازاً استبداد کہا جاتا ہے مگر علمائے سیاست کے نزدیک استبداد کے معنی یہ ہیں کہ ایک فرد یا کوئی پوری جماعت کسی قوم کے حقوق میں اس طرح دست اندازی کرے کہ اس کو باز پرس کا کوئی خطرہ نہ ہو۔

استبداد سے جو مفاسد و نتائج مرتب ہوتے ہیں اس کے لحاظ سے استبداد کو ظلم، تسلط تحکم، اور غلام بنانا بھی کہہ دیتے ہیں اور اس کے مقابل حالات کے لئے قانونی حقوق، حریت، حقوق، حس مشترک اور حیات طیبہ وغیرہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں استبداد کرنے والے کو خود رائے حاکم، حاکم مطلق، ظالم اور جابر کہہ دیتے ہیں اور اس کی مقابل حکومت کو حکومت عادلہ، حکومت مسئولہ، حکومت مقیدہ اور دستوری حکومت کہتے ہیں۔

مستبد کی رعایا کو غلام، ذلیل، حقیر اور حشرات الارض کہہ دیتے ہیں اور اس کے مقابل ایسے لوگ جو ذلت کو گوارا نہ کرتے ہوں ان کے لئے آزاد اور زندہ کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

استبداد کی مذکورۃ الصدر تعریف تو مرادف و مقابل الفاظ کے ذریعہ تھی استبداد کی اپنے اوصاف کے لحاظ سے تعریف یہ ہے کہ استبداد حکومت مطلقہ کی ایسی حالت کو کہتے ہیں جبکہ وہ اپنے محکوموں کے ساتھ جیسا برتاؤ جی چاہے ویسا برتاؤ کرے نہ اس کو کسی باز پرس کا کوئی خطرہ ہو اور نہ کسی جواب دہی کا کوئی ڈر ہو۔

استبداد کا باعث یہ امر ہوا کرتا ہے کہ حکومت کو اپنے اعمال و افعال کسی قانون کسی رواج یا قوم کی مرضی کے مطابق کرنے پر کوئی مجبوری نہ ہو وہ ان تمام پابندیوں سے بالکل آزاد ہو۔ خود رائے اور غیر مقید حکومتوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ حکومت قانون، رواج یا قوم کی مرضی کی پابند ہوتی ہے لیکن اپنے اقتدار کی بدولت اپنے حسب مرضی ان تمام پابندیوں کو لغو اور بیکار کر دینے کی طاقت رکھتی ہے اور یہ حالت تقریباً ان تمام حکومتوں کی ہے جو اپنے آپ کو مقید اور قانون کا پابند سمجھتی ہیں۔

خود رائے حکومت کی بہت سی صورتیں ہیں جن کی تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں اس موقع پر صرف اس قدر جان لینا کافی ہے کہ خواہ کوئی ایک شخص موروثی حاکم ہو یا منتخب شدہ حاکم ہو یا قوت کے زور سے حاکم بن بیٹھا ہو بہرحال اگر اس کے اعمال و افعال قوم کی مرضی اور قانون و رواج کی نگرانی سے علیحدہ ہوں گے تو وہ خود رائے اور استبدادی حکومت ہوگی قوم کے منتخب کردہ افراد کی جمہوری حکومت بھی استبداد کا مظاہرہ کر سکتی ہے کیونکہ ایک کی بجائے چند اراکین حکومت کی رائے کا مشترک ہونا استبداد کو روک نہیں سکتا کسی قدر اس طرح اعتدال حاصل ہو جاتا ہے مگر اسی اعتدال کی وجہ سے شخص واحد کے استبداد کے مقابلہ میں یہ جماعت کا استبداد بہت زیادہ سخت اور بہت زیادہ مضرت رساں ہوتا ہے وہ دستوری حکومت بھی استبداد سے بچ نہیں سکتی جہاں قوت مقننہ (لیجسلیچر) اور قوت نافذہ دائرۂ کمپولر الگ الگ ہوں ایک جماعت صرف قانون بنائے اور دوسری جماعت اس کے مطابق عمل کرائے اور اس قانون کو نافذ کرے ہاں اگر قانون کو نافذ کرنے والی جماعت قانون بنانے والوں کے سامنے جوابدہ ہوں تو پھر استبداد کا کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس طرح ہر جماعت بلاواسطہ یا بالواسطہ قوم کے سامنے جواب دہ ہوگی اور قوم کے لئے یہ اندازہ کرنا آسان ہوگا کہ اس کی مرضی اور قانون کے مطابق عملدرآمد ہو رہا ہے یا نہیں غرضکہ حکومت خواہ کسی قسم کی ہو فرد واحد کی ہو یا دستوری و جمہوری جب تک اس کی نہایت شدید نگرانی نہ ہوگی ایسی کہ ادنیٰ سستی اور فروگذاشت بھی نہ ہونے پائے اس وقت تک استبداد کا خطرہ دور نہیں ہو سکتا خلفائے راشدین کی حکومت، حکومت عادلہ غیر مستبدہ کی بہترین مثال ہے۔

یہ بالکل یقینی ہے کہ کوئی حکومت خواہ کتنی ہی عادل اور منصف ہو تو جب تک

خود حائل ہو جانے یا غافل بنا دیئے جانے کی وجہ سے جب کبھی اس کو یہ اطمینان ہو جائے گا کہ اب کوئی اس سے باز پرس کرنے والا اور اس کے اعمال و افعال کی گرفت کرنے والا نہیں ہے تو اسے استبداد اور خود غرضی پیدا ہونے لگی اور ایک مرتبہ استبداد میں مبتلا ہو جانے کے بعد استبداد کو کبھی ترک نہ کرے گی خصوصاً جبکہ اس کو باقاعدہ عسکری قوت اور قوم کی غفلت کی مدد بھی حاصل ہو کیونکہ یہی دونوں خصوصاً قوم کی جہالت ایک بڑی خطرناک اور ہولناک طاقت ہے

ابتدائے تمدن سے لیکر آج تک کسی ذمہ دار اور قوم کے سامنے جوابدہ حکومت کو پچاس سال سے لیکر ڈھائی سو سال سے زیادہ مدت تک باقی رہنے کا موقع نہیں مل سکا۔ قبائلی حکومتیں جن کے افراد مختلف قبیلوں اور خاندانوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور خانہ بدوشی کی حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں شاذ و نادر ہی کبھی استبداد میں مبتلا ہونے پاتی ہیں کیونکہ اگر کبھی حکومت کی طرف سے استبداد کا ادنیٰ مظاہرہ ہوتا ہے جس سے ان کی آزادی کو خطرہ ہو تو قبائل کا شیرازہ منتشر ہو جاتا ہے اور جس کا جہاں سینگ سماتا ہے چلا جاتا ہے قبائلی حکومت کی بہترین مثال حضرات عرب کے بدوی اور ہندوستانی سرحد کے وزیری اور مسعودی ہیں۔

حکماء اور خصوصاً متاخرین حکماء نے استبداد کو خوب اچھی طرح واضح کرنے کے لئے ایسے عجیب و غریب جملے استعمال کئے ہیں جن سے ایک بیوقوف سے بیوقوف شخص کی سمجھ میں بھی اچھی طرح آ جاتا ہے کہ استبداد کیا ہے اور اس سے رہائی پانے کی کیا صورت ہے؟ بعض مقولے یہ ہیں:-

مستبد لوگوں کے معاملہ میں ان کی مرضی سے نہیں بلکہ اپنی مرضی سے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ قانون سے نہیں بلکہ اپنی خواہشات کے مطابق حکومت کرتا ہے اور چونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میں غاصب اور ظالم ہوں اسلئے کروڑوں کو میوں کے منہ زبردستی بند کر دیتا ہے کہ وہ نہ کچھ بول سکیں اور نہ اپنے حقوق کا مطالبہ کر سکیں۔

مستبد حق اور آزادی کا دشمن اور قاتل ہے۔ اور حق انسان کا باپ اور آزادی ماں ہے۔ عوام لاوارث بچے ہیں جو سوتے ہیں اور کچھ نہیں جانتے علماء ان کے لائق بھائی ہیں اگر علماء ان کو سوتے سے جگا دیں گے تو وہ اٹھ کھڑے ہوں گے اور اگر ان کو پکاریں گے تو وہ متوجہ ہو جائیں گے۔

مستبد ایک انسان ہے اور انسان سے بھلائی اور برائی دونوں سرزد ہو سکتی ہیں پس قوم کا فرض ہے کہ وہ بھلائی اور برائی میں امتیاز کرنے کے لئے مستعد رہے اور برائی کو برداشت کرنے سے صاف انکار کر دے اور استبداد کو دور کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار رہے صرف زبانی انکار موثر نہیں ہو سکتا اور اس سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا عمل کا جذبہ ہی استبداد کو دور کرنے کے لئے بہت بڑا عمل ہے۔

مستبد انسان ہے اور انسان چونکہ سب سے زیادہ کتے اور بکری سے مانوس ہوتا ہے اسلئے مستبد چاہتا ہے کہ اس کی قوم بکری کی طرح مسکین اور بے زبان اور کتے کی طرح چاپلوسی اور عجز کا اظہار کرنے والی ہو مگر قوم کا فرض ہے کہ وہ گھوڑے کی طرح رہے جب تک اس کی خدمت کی جائے وہ بھی خدمت کرے اور جب زیادتی کی جائے تو بدلگامی اور منہ زوری کرنے لگے یہی نہیں بلکہ رعایا کو چاہیئے کہ وہ اپنے مرتبے کو پہچانے کہ آیا وہ مستبد کی خادم ہے یا مستبد اس کا خادم ہے تاکہ وہ مستبد سے خدمت لے سکے۔ سمجھدار قوم استبداد کی منہ زوری کو ایک ایسی لگام کے ذریعہ قابو میں رکھتی ہے جسے اپنے ہاتھ میں رکھنے کے لئے وہ مر جانے پر بھی تیار ہو جاتی ہے تاکہ استبداد کی مضرتوں سے محفوظ رہ سکے۔

اس قدر بیان سے یہ بات اجمالی طور پر بخوبی ذہن نشین ہو گئی ہوگی کہ استبداد کیا ہے آئندہ مباحث میں اسی اجمال کی تفصیل ہے۔

ایستر

(ابن اسمٰعیل)

یہودیوں کے فسانوں کا مجموعہ جو بائبل کے نام سے مشہور ہے وہ ہندوستان کے تقریباً ہر بڑے قصبہ میں چند آنے پیسوں کو مل جانے لگا شاید ہمارے بہت سے ناظرین کے پاس یہ مجموعہ ہو اور اس کو انھوں نے پڑھا بھی ہو کیونکہ بعض قصے دلچسپی سے خالی نہیں لیکن اگر کسی محروم القسمت کے پاس یہ مجموعہ نہ ہو تو میں کہوں گا کہ بہت نہیں دو چار آنے کی بات ہے جی کڑا کر کے خرید لیں اس میں بڑے مزیدار قصے ہیں اور اس سے سارے پیسے وصول ہو جائیں گے اسی میں ایک قصہ ایستر کے نام سے مشہور ہے جو پڑھنے کے قابل ہے لیکن اگر کوئی اب تک اس قصے سے بے خبر ہو تو میں آپ کی معلومات کے لئے اس کا مختصر خاکہ یہاں درج کئے دیتا ہوں۔

بود نہ بود کسی زمانہ میں ایران کا ایک بادشاہ تھا جس کا نام تھا خشویرش اس کا پائے تخت تھا سوسا جس کو اب شوشتر کہتے ہیں اور جس کو ایران کے نقشے میں تحرہ سے اوپر پاؤ گے اور آجکل بھی یہی شہر ایرانی عربستان کا دارالحکومت ہے اس کی ایک ملکہ تھی نہایت حسین و پریزاد اور ایک وزیر تھا ویسا ہی بدذات اور حرامزادہ جس کا نام ہامان تھا۔ واضح رہے کہ یہ نام کسی تاریخ کے صفحوں میں نہ تلاش کر لے لکھا گیا قصہ ہے اور ضرور نہیں کہ جو نام قصہ میں ہوں وہ تاریخ میں بھی ہوں اور ہامان کے نام سے دھوکہ نہ کھانا کہ یہ فرعون والا ہامان تو نہیں۔ نہیں فرعون کا ہامان اور چیز ہے وہ اصل میں مصریوں کا سب سے بڑا معبود ہامان یا امان تھا جس کو سیک ہامن یا سیبا کا ہامان بھی کہتے ہیں وہ ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے اور موخرالذکر کا وجود فسانہ ہے فرعون اپنے زمانہ میں اسی معبود سے صلاح و مشورہ لیا کرتا تھا یعنی اس دیوتا کے پروہت سے جو خود بھی اپنے وقت کا ہامان کہلاتا تھا خیر ملکہ کے حسن کو مشہور زمانہ کرنے کے لئے بادشاہ کو خبط سمایا اور اس کو بے پردہ مجمع عام میں آنے کا حکم دیا وہ بیچاری حیا و شرم کے مارے انکار کر بیٹھی بادشاہ ناراض ہوا ملکہ کے اقبال میں گھن لگا اور اس کی جگہ حرم میں ہی ایک دوسری داخل ہوئی یہ وہی ہے جس کے نام پر بائبل میں کتاب کا عنوان ہے یعنی ایستر یہودن اور ہامان جو یہودیوں کا دشمن تھا وہ اس فکر میں لگا ہوا تھا کہ بادشاہ کی سلطنت کے تمام یہودیوں کا ایک مقررہ دن قتل عام کرائے مگر ایستر نے بادشاہ کے دل پر قبضہ کر رکھا تھا محبت کا عالم ہی دوسرا ہے اگرچہ بادشاہ اور وزیر دونوں ہم مذہب تھے مگر ایستر کے آگے کچھ پیش نہ گئی نتیجہ یہ ہوا کہ میاں ہامان کو آخرکار پھانسی دی گئی اور اسی روز مقررہ کو یہودیوں نے بادشاہ کی ہم مذہب رعایا کا ایک ہزار کی تعداد میں قتل عام کر دیا یہودی اب تک اس دن کی عید مناتے ہیں اور یہ ایستر کا دن کہلاتا ہے بغداد میں میں ان کے اس جشن میں شریک ہوا تھا اور اسی قصہ کو میں نے ان کی زبانی سنا تھا جو شاید اسی طرح بائبل میں ہو اور اس ہیروئن کا نام یہودیوں میں ایسا مبارک ہے جیسے ہمارے یہاں فاطمہ کا کہ زیادہ تر عورتوں کا نام اسی نام پر رکھا جاتا ہے خیر یہ تو ایک پرانا فرسودہ قصہ ہے اب میں تم کو ایک ایستر کا نیا اور سچا قصہ سناتا ہوں۔

(۲)

تم نے شاید ہی جلبجہ کا نام سنا ہوگا اور گل عنبر کا نہ شہرزور کا کہ یہ کردستان جنوبی کے بہت چھوٹے چھوٹے قصبے ہیں مگر شاید سلیمانیہ کا نام سنا ہوگا تو بس سمجھ لو کہ سلیمانیہ کا یہ ایک ضلع ہے جو اس کے جنوب میں سرحد ایران کے قریب واقع ہے جلبجہ کو گل عنبر بھی کہتے ہیں پہلا نام عجب جا کا بگاڑا ہوا ہے اور گل عنبر اس کے معنی معلوم ہی ہیں تو عجب جا گل عنبر اسم بامسمّی ہے یہ نہایت زرخیز وادی میں جس کا نام دشت شہرزور ہے واقع ہے اس میں کثرت سے میوے کے باغات ہیں اور ایسے گلاب خوب والا اور ریحان سال بھر میں بجز ۳ ماہ جاڑے کے جب یہاں ہلکی برف پڑتی ہے باقی سال کا موسم نہایت خوشگوار رہتا ہے میدان میں ہر طرف قدرتی سوسن پھولے ہوئے ہیں میدان کے ایک طرف ایک سر بفلک کوہ ہے جس کا نام ہے اورامان اس میں تقریباً ساری گرمی برف جمی رہتی ہے جلبجہ سے اس کا منظر نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے اور یہی کوہ جلبجہ اور ایران کے درمیان حائل ہے میں اس پہاڑ پر اکثر شکار کھیلنے جایا کرتا تھا کبک، پلنگ کوہستانی بز اور ہرن اور ایک بار ریچھ سے بھی سابقہ پڑا اور بعض میری گولیوں سے مجروح اور مقتول بھی ہوئے اور اورامان پر چڑھ کر دیکھو تو شہرزور کا میدان ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک بڑی چوڑی جھیل اور اس کی ناہموار زمین جیسے پانی لہریں مارتا ہو اور اس میں جابجا میووں کے باغات اور قصبے جیسے جھیل کے اندر جزیرے اسی اورامان کے دامن میں ایک چھوٹا سا گاؤں ایک درے میں واقع ہے جس کا نام بیارہ ہے میں نے خصوصاً اس کا ذکر اس واسطے کیا ہے کہ اس کا تعلق میرے قصے سے زیادہ ہے۔

جس زمانہ میں سیدوں یعنی اولاد بنی فاطمہ پر اموییں اور عباسیوں کے دست بیداد سے مصیبتیں برپا تھیں تو یہ غریب یمن کردستان ایران ترکستان اور افغانستان کے پہاڑوں کے درّوں میں غیر قوموں کے درمیان جا کر پناہ لیتے تھے جہاں تک خود اپنی قوم کے حکام کا ہاتھ نہ پہنچ سکتا تھا وہیں وہ شادیاں کر لیتے تھے اور ان کی اولاد و ماموں کے گھر میں رہ کر انھیں کی زبان اور طرز اختیار کر لیتی تھی جن کو یہاں بھی پناہ نہ ملتی تھی وہ بیچارے ہندوستان بھاگ جاتے یا چین و جزائر میں پناہ لیتے اور وہاں کے امرا و سلاطین ان کے اولاد رسول ہونے کے سبب ان کی حرمت کرتے اس طرح سید دنیا کے ہر حصہ میں پہنچے اور اسلام کے پھیلنے کا ایک سبب ان سیدوں کی خانہ بربادی میں مضمر ہے یعنی خدا کو اپنا کام اس طرح لینا منظور تھا اسی طرح یہ قبیلے جو اپنے کو اولاد رسول کہتے ہیں کردستان کے گمنام کوہوں میں آباد ہیں اور اورامان کے دشوار گزار قطعوں کے دیہاتوں میں بھی انھیں کا وجود ہے یہ انھیں کا طفیل ہے کہ کردوں میں اسلامی چرچا باقی ہے "بیارہ" کے سید جن کی اولاد ہیں وہ اپنے وقت کے بہت پہنچے ہوئے درویش ہوئے ہیں چنانچہ کرد اب تک ان کے سر کی قسم کھاتے ہیں شاید یہ کا کرو جب قسم کھاتا ہے تو کہتا ہے "بسر شیخ ہورامان" یہ بزرگ صاحب سلسلہ

اسلام قبول کیا ہیں اور بہت سے ہو طن اسکا سلسلہ بیعت کا پتہ لگا جا دے ذریعہ ہندوستان کے نقشبندیوں سے ملاتے ہیں اور اپنے شیخ کو سکا شیخ ہو سرہندی بتاتے ہیں ان کے پاس میں نے سرہندی رحمہ اللہ کے ملفوظات بھی دیکھے اور مرزا عبدالقادر بیدل کا صوفیانہ کلام جسکو وہ بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ میرا تعلق ان خاندانوں سے فطری طور سے زیادہ تھا اول تو یہ کہ میں خود مسلمان تھا اور سید کا منگ دوسرے حکومت سیاسی سے میرا تعلق تھا اور ان لوگوں کی زیادہ تر حاجتوں کا تعلق وزیر اوقاف کا تعلق حکومت سے تھا موجودہ سجادہ نشین ایک نہایت درویش صفت ہیں ان کا نام شیخ علی حسام الدین۔ مجھ سے ان سے خط و کتابت بہت تھی اور ان کے اکثر خطوط آج تک میرے پاس بطور تبرک اور یادگار رکھے ہیں انھیں کے والد اس جنگ میں روس کے خلاف اپنے ہزاروں مریدوں کے ساتھ جاکر جہاد میں شامل ہوئے۔ شیخ علی حسام الدین کے ایک چھوٹے بھائی شیخ نورالدین ہیں اگرچہ انھیں کی طرح فرشتہ صفت اور نیک آدمی ہیں مگر ان سے زیادہ خوش اخلاق وجیہ اور خوبصورت ہیں یوں تو شیخ کے تمام خاندان بلکہ اطراف کے سب کردوں کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ این خانہ تمام آفتاب است مگر شیخ نورالدین ان سب میں زیادہ جوان رعنا اور میرے بچے دوست ہیں ایک گھڑی کا تحفہ جس پر ان کا نام کندہ ہے میرے پاس آج تک بطور یادگار موجود ہے جس وقت میں پہلے ان سے ملا تھا ان کی عمر کوئی پچیس چھبیس سال کے درمیان تھی۔

(۲۳)

حلبجہ اور اطراف حلبجہ میں دو قسم کے لوگ آباد ہیں ایک چادر نشین یعنی خانہ بدوش جو نیلوہ ترجاوہ قبیلہ کے لوگ ہیں دوسرے شہری اور فلاح یعنی کسان قبائلی رئیس اور حاکم سیاسی عموماً شہر کے سیدان میں ان چادر نشین قبائل کے درمیان گشت کیا کرتے اور تکالیف قلوب کا پروپیگنڈا کرتے کیونکہ ان کے برسر پرخاش ہونے پر تمام ضلع کا امن موقوف تھا شہر میں جو قضیئے اور معمولی جھگڑے وغیرہ ہوا کرتے ان کی غیر موجودگی میں میں ان کو چکاتا ایک روز سلیمانیہ کی ڈاک میں مجھے ایک عرضی ملی جس کو سلیمانیہ کے ایک کرد نے دیا تھا مگر مدعا علیہا حلبجہ کی تھی اس واسطے اس کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے یہ عرضی یہاں بھیجی گئی تھی سلیمانیہ کا کرد یوں عرض گذار تھا کہ اس کی بیوی جو حلبجہ کے ایک یہودی کی لڑکی ہے وہ خود بخود مسلمان ہوگئی تھی اور اس کے بعد برضا و رغبت اس نے مجھ سے شادی کر لی تھی انگریزی حکومت ہونے کے سبب اس کے ماں باپ اور اس کے رشتہ دار اس کو زبردستی اپنے گھر واپس لے آئے ہیں اور پھر اس کو برگشتہ کر لیا ہے اور اب وہ میرے ساتھ رہنے سے انکار کرتی ہے حکومت سے درخواست ہے کہ میری دستگیری کرے اور اگر لڑکی حقیقت میں واپس آنا نہیں چاہتی تو اس کے ماں باپ سے مجکو ہرجانہ دلوایا جائے لڑکی کا نام "الستر" بتایا گیا تھا میں نے ایک جاندارم کو بھیجا کہ یہودیوں کے محلہ میں جاکر الستر نام کی لڑکی کو دریافت کرے اور اس کو مع اس کے والدین کے یہاں لے آئے سا لیستر کا لفظ کردی میں خچر کے معنی میں آتا ہے پہلے تو پولیس والا ٹھٹکا کہ یہ خچر اور یہودی کی لڑکی کیا معنی آفندی شوخی تو نہیں کرتے کہنے لگا۔ "آفندی الستر نہیں صاحب لیستر" یعنی خچر کو لاؤں یا اگر خچر کو میں نے کہا نہیں الستر لڑکی کا نام ہے ممکن ہے کہ یہودی کی لڑکی خچر جیسی ہونے کے سبب سے خچر کے نام سے مشہور ہوگئی ہو جاؤ تم اسی نام سے تلاش کرو۔

آدھ گھنٹہ کے بعد جاندارم نے آکر کہا کہ تینوں حاضر ہیں میں نے سامنے بلایا یہ کہنا فضول ہے کہ الستر خوبصورت لڑکی تھی کیونکہ یہودی کی اولاد اور ہر کردستان کی ہو وہ خوبصورت نہیں بلکہ بہت خوبصورت اکہرے بدن کی پستہ قد ہوتی ہے سوکہ قد اسکا اسکل نقشے کی زیبا جس کو ہماری اردو میں گنتا یا چہرہ کہتے ہیں آنکھوں کی ابروئیں اور پلکیں گویا قیامت برپا کرنیوالی اور پھر اس میں ایک قسم کی شوخی نیلے سرخ لبوں پر ایک ادا کی مسکراہٹ اس کی اس تمام کیفیت کو دیکھ کر میں نے پاس کی بنچ پر اشارہ کیا کہ بیٹھ جائیے۔ ماں باپ بھی مجھے اشارہ نہ تھا وہ کھڑے رہیں اور میری بات کا جواب دیں میں نے عرضی کا خلاصہ بتایا اور دریافت کیا کہ آیا یہ سچ ہے انہوں نے کہا ہرگز نہیں میری لڑکی اس آدمی کو نہیں جانتی اگر وہ اس کو ترکوں کے زمانہ شلوق (امارکی) میں بھگا لے گیا ہو تو اب حکومت عادل ہے اور ہم انصاف چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ سائل کا دعوی ہے کہ لڑکی مسلمان ہے اور اس نے اسلامی طریقے سے شادی کی آیا یہ لڑکی مسلمان ہوگئی تھی؟ انھوں نے کہا کہ یہ بھی جھوٹ ہے۔ لڑکی سے میں نے پوچھا وہ کچھ لڑکھڑائی اور ہچکچائی مگر رعب میں آکر صاف کہہ دیا کہ ہاں میں مسلمان ہوگئی تھی میں نے جاندارم کو حکم دیا کہ ان دونوں کو بحوالات میں بند کر دو یہ عدالت کا مضحکہ کرتے ہیں اور جو جی میں آتا ہے بکتے ہیں۔ نہیں نہیں آفندی معاف کر دیں بوڑھا بولا میری حواس جاتے رہے مجھے یاد نہیں کہ میرے علم میں نہ تھا کہ یہ مسلمان ہوگئی تھی میں نے کہا اچھا تم دونوں جاؤ لڑکی کو یہاں رہنے دو میں صرف اس کے بیان پر اعتبار کروں گا جب وہ چلے گئے تو میں نے کردی کاتب اور جاندارم کو بھی ہٹا دیا اور جب میں اور وہ تنہا رہ گئے تو میں نے اس سے کہا کہ جو واقعات اصلی ہوں مجھ سے صاف صاف بیان کر دو میں وہی کروں گا جس میں تمہاری مرضی ہوگی اور تم ڈرو نہیں مگر میں ذرا کردی کم سمجھتا ہوں۔ تم کوئی اور زبان نہیں جانتیں اس نے کہا کہ میں عربی بھی جانتی ہوں میں نے کہا بہتر ہے بیان کرو لیکن تمہارے بیان سے پہلے میں تم کو یہ بتا دوں کہ میں خود مسلمان ہوں اور تمہارے مسلمان ہونے پر مجھے بڑی خوشی ہوئی جیسا اب مجھے تمہارے اس مذہب کے چھوڑنے سے رنج ہوا۔ مگر اسلام زبردستی کا مذہب نہیں اگر تم واقعی مسلمان ہونا چاہتی ہو تو تم اس مذہب کے بارے میں مجھ سے جو سوال کروگی اس کا میں تشفی آمیز جواب دے سکتا ہوں لیکن میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آیا تم مذہب کی خوبی دیکھکر مسلمان ہوئی تھیں یا کوئی اور سبب ہے۔

لڑکی نے کہا آفندی مجھے اسلام اور یہودی مذہب کسی سے تعلق نہیں نہ مجھ میں اتنی لیاقت اور شعور ہے کہ یہ فیصلہ کر سکوں کہ کون مذہب اچھا ہے اور کون برا ہاں میں تو یہ جانتی ہوں کہ جس مذہب میں مجھے ماں باپ نے پالا ہے وہی مذہب میرے لئے مناسب ہے میں نے کہا کہ پھر تمہارا مسلمان ہونا کیا معنی اس کے جواب میں وہ کچھ شرمائی میں نے کہا شرم کی بات نہیں اور یہودی ہو تو یوں بھی کسی سے نہیں شرماتیں تم اپنے مسلمان ہونے کا سبب کہ وکالت بیان کر دو اور اس کے بعد میں دیکھوں گا کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کر سکتا ہوں اس نے اپنا یہ قصہ شروع کیا

(۲۴)

آفندی میں نے ایک مسلمان کے عشق میں اپنا مذہب بدلا تھا اس کے

اس اثناء میں چونک پڑے اور ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور
یہ کردستان ہی عجب خطۂ حسن و عشق ہے جہاں جاؤ اسی کا چرچا۔ ابھی ابھی
میں خود اس گرداب سے نکل چکا ہوں مگر آج پھر عشق کی کہانی معشوق کی زبانی سن
رہا ہوں۔ غالباً تمام عشق کے داستانوں سے عجیب دلچسپ ہوگی اس نے میرے
ساتھ بیوفائی کی اور میں کہیں کی نہ رہی میں نے کہا کہ تعجب تو میں پہلے ہی نکل
چکا تھا میں تم سے اس قصہ کو مفصل سننا چاہتا ہوں شاید میرے امکان میں ہو
اور میں اس کا علاج کر سکوں۔ لڑکی نے کہا آہ! افندی۔ وہ وقت گیا جب میں
ایسی نادان تھی میں بھولی بھالی لڑکی تھی میں نے جس کے پیچھے اپنی زندگی خراب کی
اس نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا تو آپ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیجئے میں نے
کہا آخر اس آدمی کا نام بھی تو سنوں کون ایسا تھا جس نے تمہاری ایسی پرستش
لڑکی کی محبت کی پرواہ نہ کی۔ اس نے کہا آپ پوچھتے ہیں تو میں بتاتی ہوں
آپ کو معلوم ہے سامنے جو پہاڑ نظر آ رہا ہے اس میں کتنی گاؤں آباد ہیں میں
نے کہا ہاں اور وہاں کے لوگ شیخ زادے ہیں اور میرے دوست بھی ہیں
اور بیارہ سے ہی آپ واقف ہیں؟ میں نے کہا خوب۔ شیخ حسام الدین شیخ
علاء الدین شیخ محمد شیخ خالد شیخ نور الدین سب کو جانتا ہوں۔ شیخ نور الدین
کا میں نے جو نام لیا تو دیکھا کہ لڑکی کا چہرہ تمتما اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے میں تاڑ
گیا کہ یہ شیخ صاحب ہی کی داستانی ہے بڑے چھپے رستم نکلے اس نے کہا انھیں
شیخ نور الدین کو حلبجہ کے ترکی کمانڈر سے بڑی عداوت تھی وہ ان کی جستجو میں تھا
ایک بار جب یہ حلبجہ میں گئے تو اس نے فوج میں بھرتی کرنے کے بہانے سے
ان کو گرفتار کرنا چاہا مسلمانوں میں سے شیخ کو پناہ دینے والا کوئی نہ ملا میرے
باپ سے ان سے پہلے کی راہ و رسم تھی وہ اکثر بغداد کا مال تجارت بیارہ پہنچایا
کرتا تھا شیخ میرے ہاں آکر چھپے اور باپ نے مجھے ان کی خدمت کے لئے مقرر
کیا کرد ہم لوگوں کو نفرت اور حقارت سے دیکھتے ہیں اور یہ شیخ لوگ تو بالکل ہی
یہود کی طرح اس لئے کسی کو یہ شبہ نہ ہوا کہ شیخ یہودی کے گھر میں چھپ سکتے
ہیں وہ میرے یہاں ایک ہفتہ تک چھپے رہے اور میں نے بسر و چشم ان کی خدمت
کی اور انھیں دنوں میں مجھ سے اور ان سے ایسی محبت ہو گئی کہ ایک روز شیخ سے
میں نے صاف کہہ دیا کہ میں تمہاری لونڈی ہوں تم جہاں جاؤ گے میں تمہارے ساتھ
رہوں گی۔ شیخ نے کہا استغفر اللہ تو ناپاک یہودن میں اپنی قوم کا شریف
ابن شریف۔ میں نے کہا تو میں مسلمان ہو جاؤں گی اس پر وہ راضی ہو گئے
اور ایک رات ہم اور وہ دونوں اورامان کی طرف بھاگ گئے۔ جب وہ صحیح سلامتی
سے اپنے مکان کے قریب پہنچے تو مجھ سے کہا تم واپس جاؤ اگر مجھے کوئی تمہارے
ساتھ دیکھ لیگا تو میری اور میرے خاندان کی بڑی بدنامی ہوگی رات سردی
اور برسات کی اندھیری رات تھی چاروں طرف برف پڑ رہی تھی میں اپنے باپ
کے گھر سے کوئی گرم لبادہ بھی لیکر نہ نکلی تھی ان سے یہ بھی نہ ہو سکا کہ کم سے کم
مجھے رات بھر کے لئے کوئی پناہ کی جگہ بتا دیتے وہ یہ کہکر غائب ہو گئے اور میں
رات بھر برف اور پہاڑوں میں بھٹکا کی اپنی نادانی پر روتی تھی آہ ان شیخ
کی محبت نے مجھے کسی طرف کا نہ رکھا اب بھی وہ آئیں تو میں ان کا سر اپنی چھاتی
سے لگانے کے لئے تیار ہوں احسان کی سب بیوفائی بھول جاؤں گی کیا ہی دل
ہوگا میری اس حالت کو دیکھکر ضرور رحم ہو جائے گا دوسرے دن میں بھٹکتی
بھٹکتی بیارہ پہنچی اور وہاں کی خانقاہ میں جاکر ٹھہر گئی وہاں کے
شیخ سے میں نے کہا کہ میں مسلمان ہوتی ہوں انھوں نے مسلمان کر لیا میں یہ سمجھ کر
کہ شیخ نور الدین جب یہ حال سنیں گے تو شاید میری قدر کریں میں وہاں کوئی ایک
ہفتہ ٹھہری رہی اور شیخ نور الدین کا پتہ لگاتی رہی مگر معلوم ہوا کہ کہیں ایران
کی طرف چلے گئے ہیں اور ابھی تک واپس نہ آئے شیخ خانقاہ نے مجھ سے
نکاح کرنے کی خواہش کی میں نے دل میں کہا کہ اگر پیر مرشد شیخ محمد کو
یہ ہوس اس وقت ان کی عمر شریف بہتر سے متجاوز ہو چکی ہے اور یہ پانچ برس
پہلے کا واقعہ بیان کر رہی ہے میں اس بوڑھے سے بچہ سے چھوٹ کر پھر حلبجہ
واپس آئی ارادہ کیا کہ گھر میں واپس آؤں مگر باپ نے مجھے آنے نہ دیا میں
پھر باہر نکلی یوزباشی صدقی بیک حلبجہ کے کمانڈر کو جب یہ معلوم ہوا کہ شیخ کے بھگانے
کا سبب میں تھی تو مجھے پکڑوا بلایا اور مجھے فوجی حبس خانے میں بند کرا دیا بند
کرانا تو برائے نام تھا وہ میری عصمت کا درپے ہوا کئی بار اس نے نیت فاسد
کا ارادہ کیا اور جب میں نے دیکھا کہ میں بالکل مجبور ہوں اور خدا نے میری قسمت
میں یہی لکھا ہے تو میں ناچار اس کی خدمت میں رہنے لگی جب وہ بھی حلبجہ سے
چل گئے تو سلیمانیہ کا یہ کرد جو اس وقت وہاں سوداروں میں نوکر تھا مجھے اپنے
ساتھ سلیمانیہ میں بھگا لے گیا انگریزی فوج کے آنے کے بعد میں نے معلوم
یہودیوں کے پیر کے پاس جاکر توبہ کی اور وہاں سے بھاگ کر اپنے باپ کے
گھر آ گئی۔ اب مجھے کسی مسلمان کے گھر میں رہنے کی خواہش ہے اور نہ میں باپ کو
ناراض کرکے مسلمان ہونا چاہتی ہوں لہذا جو آپ کے جی میں آئے کیجئے۔

(۵)

لڑکی کا بیان سنکر مجھے شیخ صاحب کی اس بیوفائی اور سنگدلی پر سخت
تعجب ہوا مگر لڑکی کی ظاہری جنونوں سے یہ بھی شبہ ہوتا تھا کہ کہیں یہ لڑکی کا
نہ ہو اور بات کو بناتی ہو جب تک اس کی تصدیق اور لوگوں سے نہ کر لوں میں شیخ
کی نسبت اپنی رائے قائم نہیں کر سکتا اتفاق سے یوزباشی صدقی بیک حلبجہ ہی
میں تھے اور ہمارے جاندارم کے کمانڈر وہ انھیں اطراف کے کرد تھے اور ترکی
فوج کے جانے کے بعد وہ حلبجہ ہی میں رہ پڑے اور ہماری ملازمت میں آ گئے تھے
میرے دوست تھے ایک زمانہ میں روس کے محاربہ میں بڑا نام پیدا کیا تھا اور
ان کی دلیری اور جرأت کے بڑے قصے مشہور تھے شام کو جب مجھ سے ان سے
ملاقات ہوئی تو میں نے ایستر کا ذکر چھیڑا سنتے ہی اچھل پڑے "ہاں ہاں ایستر
حلبجہ میں ہے کل ہی میں اس قطامہ کو اپنے گھر گھسیٹ لاؤں گا اور چونکہ آدمی
ذرا بہت منچلے اور عیاش ہیں جھٹ اپنے تمام ارادے بھی ظاہر کر دیئے کہ اب وقت
خوب کٹے گا میں نے کہا خیر میرے سامنے اور میرے علم میں تم اس پر ہاتھ مت
اٹھانا وہ اب میری حفاظت میں ہے مگر یہ بتاؤ کہ جو کچھ وہ کہتی ہے سچ ہے انہوں
نے کہا سچ کیا حلبجہ کا کون شخص اس کو نہیں جانتا اور پہلی تو تمام رجمنٹ اس
کو جانتی تھی اور میں سب سے زیادہ اور حقیقت میں اگر اس کی ایسی بیہودگیوں کی فکر کیا
نہ ہو تو ہمیں مفت کا تماشا گوارا ہی ہے باقی یہ شیخ کا قصہ تو مجھے اس غدارہ کی
ریاکاری سے کچھ بعید نظر نہیں آتا بہت ممکن ہے کہ اپنا مطلب نکال کے اور اس کو
خراب کرکے چھوڑ دیا ہو۔ صدقی اور ان کے شیخ محمد سے خفا ناراض تھا اور خصوصاً
نور الدین سے تو قلبی عداوت تھی آخر کار اپنی انھیں حرکتوں سے وہ میرے

ساتھ جلوہ میں مل گیا اس واسطے کہ وہ اور ان کے بزرگوں کا اثر عام کرنے پر بہت تھا ابوالنصرالدین سے اس کی تصدیق باقی تھی حسن اتفاق سے دو چار روز کے بعد وہ مجھ سے ملنے آئے چونکہ وہ میرے سب سے قدیم دوست تھے میں نے بالتمہید ایسٹر کا ذکر چھیڑ دیا ایک آہ سرد کھینچی اور کہا ہاں جو کچھ چاہو کہو سب سچ ہے میں عقلے واقعی اس پر پڑا الزام کیا تھا مگر میں خود اس وقت مجبور تھا میرے باپ زندہ تھے اگر وہ یہ سن پاتے کہ میں ایک یہودن لڑکی کو اپنے ساتھ لایا ہوں تو وہ خدا سمجھ جانے کر کیا غضب کرتے۔ میرے باپ مر چکے ہیں اور میں آزاد ہوں اور اس کے سامنے ہوں کہ جو میری سزا تجویز کرے سر تسلیم خم ہے میں تمہاری سزا تجویز کر چکا ہوں اور آج ہی شام کو بتا دوں گا مگر شام کا کھانا تم میرے ساتھ کھانا۔" میں نے کہا

—— (۶) ——

شنبہ کی رات کو میں نے دعوت کی اور اپنی بیوی سے کہا کہ تم خود جا کر ایسٹر کو اپنے ساتھ بلا لاؤ وہ تمہارے ساتھ چلی آئے گی وہ گئیں اور اس کو اپنے ساتھ بلا لائیں۔ نورالدین کو میں نے دوسرے کمرے میں بٹھلا دیا ایسٹر سے میں نے کہا کہ اس وقت میں نے تم کو اس لئے بلایا ہے کہ تم کو یہ بتا دوں کہ تم نے ہم کو ایک بڑے ضغطے میں ڈال رکھا ہے تم جانتی ہو کہ انگریزی حکومت کردوں کے خلاف مرضی وہ کام کبھی بھی نہ کرے گی جو ترک بھی نہ کر سکتے تھے۔ تم یہ مت سمجھو کہ ہم لوگ کردوں کو ناراض کر کے کسی یہودن کا فائدہ کر سکتے ہیں اور تم کو معلوم نہیں کہ تم نے کردوں کے دین اور مذہب کی کتنی بڑی اہانت کی ہے ان کے نزدیک جو شخص مسلمان ہو کر مرتد ہو جائے وہ اس کو لائق گردن زدنی سمجھتے ہیں اگر ہم تم کو چھوڑ بھی دیں تو کرد دو کا کیونکہ تم جانتی ہو وہ تمہاری اور تمہارے باپ کی جان لیکر رہیں گے اس فضول ضد سے کیا فائدہ۔ تم کو ابھی ہمارے مذہب کا حال معلوم نہیں تم جب اسلام کا طریقہ سیکھ لو گی تو تم جانو گی کہ اس سے بہتر کوئی چیز نہیں کہ یہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ پھر تم کو کوئی ذلیل نہ جانے گا۔ خیر یہ ایک بات رہی۔ لیکن تمہاری کردوں کے پاس ہرگز تم نہیں بھیجی جاؤ گی جب تم خود شادی سے انکار کرتی ہو تو مسلمانوں کے

مذہب کے مطابق بغیر دونوں طرف کی رضامندی کے نکاح نہیں ہو سکتا اور یہ ہے تمہارا نکاح نہیں ہوا لیکن اگر شیخ نورالدین اپنی بیوفائی سے توبہ کریں اور تم سے قصور معاف کرائیں تو تم ان کا قصور معاف کر دو گی اور ان کے ساتھ رہو گی۔ میں نے دیکھا کہ لڑکی کے چہرے پر شرم اور مسرت کے آثار نمایاں ہیں۔ آہ با وفا عورت پانچ چھ برس گزر گئے یہ سب کچھ بھول گیا اور اب بھی وہ سب بھول جانے کے لئے تیار ہو بیٹھی بلکہ دوسری طرف سے ایک اشارہ ہو بہت بعد تمت کے بعد اس نے ایسا جواب دیا کہ گویا وہ راضی ہے۔ میں نے پرشنکر (؟) ... کی شیخ نورالدین باہر نکل گئے اس نے جانان کو دیکھا تو ناز سے اپنا منہ پھیر لیا۔

میان عاشق و معشوق رمزیست

اور اب مجھے اس میں دخل در معقولات کرنے کی ضرورت نہیں میں نے نورالدین سے کہا کہ میں جاتا ہوں اور ایک دو گواہ اور ایک ملا ساتھ لاتا ہوں جب تک تم دونوں اپنے شکوے شکایت کر لو۔

—— (۷) ——

شیخ علی حسام الدین کو دوسرے دن میں نے خط لکھا کہ آپ کے بھاوج مرحوم کے فرزند شیخ نورالدین ہیں بیاہ رچا رہے ہیں مہربانی کر کے خود آپ اور آپکے مریدین اور حاشیہ نشین ان کی نئی بیوی کے متعلق کوئی شور و شغب نہ کریں وہ کردوں کی طرح شریف ہے اور اس کی نیک چلنی کی میں قسم کھاتا ہوں ایسٹر کا نام بدل کر میں نے ستارہ رکھا اور نورالدین سے کہا کہ اگر ایسٹر سے لڑکی پیدا ہو تو اس واقعے کی یاد میں اس کا نام میری بیوی کے نام پر رکھنا اور لڑکا ہو تو میرے نام پر۔ بغداد کے ایک جوہری کی دکان سے میں نے فرمائش کر کے ایک جڑاؤ بروچ ستارہ کی شکل کا منگوا کر ایسٹر کو شادی کا تحفہ دیا۔ نورالدین کا عرصے کے بعد ایک خط مجھے ملا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں ستارہ خوش و خرم ہیں ان کے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے اور پہلے لڑکے کا نام شیخ احمد ہندی ہے۔

نماز کے پورے مسائل

اگر آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف رکن دین مجلد ہے جسکو پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال و جواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ نماز پڑھتی ہے تو یہ کتاب بھی ضرور منگا لیجئے ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ رہے گی جو معلوم نہ ہو سکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے لکھائی تقریباً ۱۰۰ صفحات یہ کتاب عورتوں بچوں کو اور کم علموں اور بڑوں کو سب کو یکساں مفید ہے کیونکہ عام فہم عبارت ہے اور موٹے خط میں چھپی ہوئی ہے قیمت اصلی بلا جلد ایک روپیہ رعایتی مجلد صرف دس آنے محصول ۴ر کل ۱۴ر

پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورۂ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذاہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل بیانات ہیں:۔

نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل اسلامی عقائد کی روشنی میں ملائکہ اور جنات انسان قادر ہے اور مجبور بھی، انبیاء کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، دین اور سائنس روح کی حقیقت اور نجات کا راستہ۔ صداقت رسول، قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے بسم اللہ کی تفسیر عذاب بعد ازیں سرمایہ گزشتہ کے علماء اور صوفیہ اسلام اور زندہ جاوید کی غرض و غایت، رسول عربی کا رحم و کرم، تفسیر سورہ فاتحہ، قرآن مجید کا خلاصہ بعض اسرار و معارف حدیث وحدت و محبت کی تعلیم، آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار اسلام کا مقصد اور تمنا کا مرکز اسلام ہے اور مرتبہ عبودیت صراط مستقیم سے گمراہی۔ نہایت مقبول کتاب ہے کئی بار چھپ چکی ہے۔

قیمت دس آنے رعایتی ہے محصول ۵ر کل ۱۵ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

اللہ میاں کی توحید

از جناب سید مقبول حسین احمد پوری بی۔ اے۔

جگ میں ہے سب من کی شوبھا — جگ میں ہے سب من کی شوبھا
من سندر تو دنیا سندر

سانچ کہے من نرمل رہتے — سچ کی سنگتی میں سب بہتے
سانچ کو آنچ نہیں۔ سچ کہتے — جگ میں ہے سب من کی شوبھا
من سندر تو دنیا سندر

پنڈت جی تھے تو اپنے مذہب کے پابند مگر مولانا کی دوستی نے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا کر دیا تھا کہ اگر یہی حال رہا تو کسی نہ کسی دن یہ مسلمان ضرور ہو جائیں گے۔ بہتیرے تو انھیں در پردہ مسلمان سمجھتے تھے ایک عام بات اگر کچھ حقیقت نہ بھی رکھتی ہو تو عام ہو لے پر حائل بہ حقیقت ہو جاتی ہے پنڈت جی کے متعلق ایسا ہی ہونا تھا سو ہو کر رہا اور مذہب کے معاملے میں وہ پہلا ہی بہت ہی صلاح کار رعایت پسند تھے پوجا پاٹ کے پابند تو نہ ضرور تھے مگر بیچ ہماری وہ ہرگز نہ تھے پابندی اور چیز ہے اور پکا ہونا اور۔ مذہبی معاملہ میں وہ ہندوستانی تھے نہ ہندو بلکہ مدرسہ روشن خیالی ہی " اگر مذہبی گفتگو کی نوبت کبھی تیز گفتاری تک پہنچتی تو پنڈت جی کی حالت عجیب ہو جاتی،
قدم ڈگمگانے لگتے ہچکی ہچکی

وہ اس قسم کی بات چیت سے کنارہ کشی کی کوشش کرتے یا گفتگو کا موضوع بدل دیتے جس آدمی کی زندگی کا خوشگوار وقت دیہات میں گذرا ہو اس کی سادگی تو ضرب المثل ہوتی ہے بعض لوگ کہتے ہیں یار تم تو نرے دیہاتی ہو جس کا مطلب یہی نہیں کہ تم بھولے سادہ مزاج ہو بلکہ یہی کہ احمق ہو، نادان ہو اور نرے بور کہہ بھی غرض آجکل کے زمانہ میں اگر کوئی دل کا صاف ہے تو اس سے بڑھ کر بیوقوف کوئی نہیں پنڈت جی تھے خدا کے فضل سے گریجویٹ سپرنٹنڈنٹ مگر ان کی سادگی اور دل کی صفائی نے لوگوں کے سامنے ان کی وقعت ایک کھلونے سے زیادہ نہ رکھی تھی اور درحقیقت* بات بھی کچھ ایسی ہی تھی ان کے پاس بیٹھنے سے دنیا کی فکریں اور زندگی کی کلفتیں یکقلم مفقود ہو جاتیں ان کی صورت دیکھنا گویا کسی کھلے ہوئے پھول پر نظر ڈالنا تھا وہ آدمی نہیں فرشتہ تھے صاف رنگ ہنس مکھ چہرہ کشادہ پیشانی شگفتہ لب رسیلی مگر چھوٹی چھوٹی آنکھیں باتیں کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے۔ ہنستے تو خود ہنسنے کو جی چاہتا غمگین ہوتے تو گلے ملنے کو جی چاہتا وضع سادی، رفتار دھیمی، گفتار نرم، نگاہ نیچی لباس بجائے بھڑکیلی ہونے کے دیسی ہوتا تھا دیسی اس وجہ سے کہ کانگریسی نہ معلوم ہوں اس طرح وہ اچھے خاصے شریف اصل ہندوستانی معلوم ہوتے تھے۔

پنڈت جی سے جو کوئی ایک مرتبہ ملتا ہمیشہ کا دوست ہو جاتا اس طرح ان کے احباب بیشمار تھے مگر مولوی جمیل سے بڑی گاڑھی دوستی تھی شاید اس وجہ سے کہ مولانا اور پنڈت جی ایک ہی دفتر میں ملازم تھے ایک ہی محلہ میں رہتے تھے ہمسایہ ایک ہی جگہ رہنے بسنے سے دونوں ایک دوسرے کے سگے بھائی اور یگانے

فرق صرف مذہب کا تھا ایک ہندو تو دوسرا مسلمان یہ خدا کی شان نہیں تو اور کیا کہ ایسے وقت میں کہ شیخ و برہمن ہم پیالہ و ہم نوالہ نظر آتے ہیں تاہم مذہب کا فرق کوئی معمولی فرق نہیں۔ مسلمان اور ہندو! ایک کا خدا آسمان پر عرش کے اوپر سے پرے دوسرے کا کہاں؟ پتھر کی مورتی میں یہ زمین و آسمان کا فرق نہیں تو اور کیا ہے۔

مگر پنڈت جی اور مولوی صاحب کا خدا تو کہیں اور ہی تھا اور وہ مقام خدا کے ان دو نیک بندوں کے دل کے سوا اور کہاں ہو سکتا ہے پھر بھی ایک ہندو اور دوسرا مسلمان! ہاتھ پاؤں دونوں کے کھاتے پیتے دونوں، سوتے جاگتے دونوں، شاہ سیاہ، بال بچے مرنا جینا دونوں کے ساتھ یہ تو کوئی تعجب کی بات نہیں مگر ایک تو صبح اللہ اکبر کی آواز پر مسجد جاتا ہے نماز پڑھتا اور سربسجدہ ہوتا ہے اور دوسرا ناقوس پر شوالے میں ڈنڈوت کرتا ہے۔ ہے نا تعجب۔

دفتر کا کام اس میں شک نہیں ذمہ داری کا کام تھا دس سے چار تک پنڈت جی کو کرسی سے اٹھنے کی مہلت نہیں ملتی تھی۔ برخلاف اس کے مولانا صاحب پندرہ منٹ کا انٹرول نماز پڑھنے میں ضرور منایا کرتے تھے پنڈت جی کو مولانا پر اگر کسی قسم کا رشک تھا تو صرف یہ کہ ایک بجے کے بعد پنڈت جی کی طبیعت اکتا جاتی اور مولانا صاحب نماز سے آکر اسی طرح لگ جاتے گویا دس بجے گھر سے آئے ہوں ان کو تھکان نہ معلوم ہوتی۔ آخر ایک دن پنڈت جی سے نہ رہا گیا اپنے سپرنٹنڈنٹ صاحب سے کہا کہ "حضور مجھے دوپہر کو پندرہ منٹ کی چھٹی مل جایا کرے میں پوجا کرنے جایا کروں گا۔

سپرنٹنڈنٹ صاحب۔ کیا آپ صبح کو پوجا نہیں کرتے۔

پنڈت جی۔ کرتا ہوں لیکن وشام کے پہلے سے آتما کی سیری نہیں ہوتی۔ دوپہر کا پوجا بھی کروں گا۔

سپرنٹنڈنٹ صاحب۔ اس وقت دفتر میں تو کوئی پوجا نہیں کرتا آپ یہ دستور قائم کر رہے ہیں لیکن آپ کے ساتھ رعایا کی جاتی ہے آپ خوشی سے پوجا کیجئے گا"

غرض پنڈت جی روزانہ ایک بجے اٹھتے اور دفتر سے تھوڑی دور الگ کیلی جگہ میں ایک درخت کی آڑ میں جا کھڑے ہوتے اور کوٹ اتار آستین چڑھا دھوتی کس بیٹھک لگانا شروع کرتے پندرہ منٹ اس طرح کسرت کرنے کے بعد پھر کاغذات کی الٹ پلٹ میں مشغول نظر آتے سب جانتے کہ پنڈت جی پوجا کرنے جایا کرتے لیکن وہاں ہوتی کسرت اٹھا بیٹھی۔

ایک دن پنڈت جی کے دوست مولوی صاحب استنجا کرتے ہوئے ادھر نکلے پنڈت جی بیٹھکیں لگا رہے تھے۔

"حملہ اوئی اوں حوں اوں لوں سنبھل، ہا ہا"

مولانا نے پکار کر کہا "ارماں پنڈت جی! پنڈت جی! پنڈت ....!

پنڈت جی نے آواز سنی اور ذرا جزبز ہوئے اور بولے "بھائی تم ادھر کہاں

آن پڑے سے بھاگنا چلو طرف جنگل کی کیوں یار اِ تم ہاتھی حسید ہے کرہی ہو دفتر میں بیٹھے بیٹھے ہاتھ پاؤں بے حس ہو جاتے ہیں۔

مولانا ۔ اچھا تو کیا پوجا کر چکے؟

پنڈت۔ ارے بھائی پوجا کون ہو کمبخت کرتا ہے میں تو ہاتھ پاؤں کی پوجا کر رہا ہوں اس لئے کہ رگوں میں خون رکا ہوا تھا بس ذرا حرکت کر لے لگے بس یہی مطلب ہے۔

مولانا ۔ ترکیب تو اچھی ہے۔ آج یہ ترکیب سپرنٹنڈنٹ سے بتائی جائے گی۔

پنڈت۔ نہیں یار دیکھو اُن سے یہ نہ کہنا تم تو بڑے مزے میں ہو سچ تو یہ ہے کہ تمہارے پیغمبر تھے بڑے عقلمند۔

مولانا ۔ ہیں پیغمبر صاحب عقلمند تھے! کیا مطلب ؟

پنڈت۔ یار تم تو نماز میں اٹھا بیٹھی کر لیتے ہو اچھی خاصی کسرت ہو جاتی ہے تمہاری نماز تو عبادت ہی ہے اور کسرت بھی یہ کیا عقل کی بات نہیں؟ سچ پوچھو تو محمد صاحب نے نماز کی پابندی قائم کر کے مسلمانوں کے ساتھ بڑا اچھا ہی سلوک کیا۔

مولانا ۔ آخاہ! بڑی دور پہنچے نہیں بلکہ تہ کو پہنچے۔

پنڈت کو اکیلے میں بڑی دور کی سوجھی

یہ بات ہے بھائی کیوں نہ ہو برہمن ہونا۔ اگر نماز تم کو ایسی ہی پسند ہے تو یار تم بھی مسلمان ہو جاؤ خدا کی شان مسلمان مسلمان ہوتے ہوئے نماز سے بھاگیں اس لئے کہ بیکار کی دلیل ہے اور بڑے لوگوں کے لئے تو نماز پڑھنا تو پرانے خیالات کی پابندی کرنا ہے روزے کا ذکر ہی کیا رمضان شریف پر تو یار لوگ پھبتیاں کستے ہیں ابھی دو ہی تین مہینے کا ذکر ہے کہ نواب صاحب کہتے تھے میاں رمضان اپنی بھوک پیاس کی فوج کے ساتھ آ رہے ہیں اور چاند رات کے روز تو نواب صاحب فرمانے لگے وہ دیکھئے آج مطلع ایسا صاف ہے جیسے چاند پر بادل گھر آنے ہیں آج نام کو بھی نہیں اور مصاحبین میں سے ایک صاحب بولے حضور وہ دیکھئے باریک خمیدہ حسینہ ہلال نظر آ رہا ہے آخر مطلع رمضان نے خندہ دندان نما کیا اب کیا ہے کل سے ہر مسلمان کے لئے دنیا کرب و بلا ہے۔ نواب صاحب ہاں بھائی بات تو یہی ہے رمضان صاحب نے خندہ دندان نما کیا نہیں بلکہ کھیس کاڑھی ہے یہی حسن طلب کہ روزہ رکھئے معاف فاسد دنیا اور دنیا کی زندگی بھی وبال جان ہے۔ یہ ہیں مسلمانوں کے خیالات احکام شریعت پر۔ ان مسلمانوں سے تو ہندو بھلے پنڈت جی سنو بھائی اب تم یا تو مسلمان ہو جاؤ یا ہندو رہو۔

پنڈت بات تو قریب قریب ایک ہی ہے۔

مولانا اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہمارے ساتھ مل کر اٹھا بیٹھی کرنا یہ تو اللہ میاں کی فائدہ ہے پرماتما کی ڈرل دو پہر ہی نہیں بلکہ پانچ وقت کی پریڈ پنڈت جی ہماری قواعد تو مجموعہ ہے پنجوقتہ۔

پنڈت۔ ہاں یار بات تو یہ ہے نماز پڑھنے سے جسم بھی پھرت رہتا ہے اور تا ہے مگن ہوتی ہے بھائی ہم تم سے نماز پڑھنا ضرور سیکھیں گے

چاہے کچھ بھی ہو۔

مولانا ۔ پہلے مسلمان ہو۔ قرآن شریف پڑھو تو تب نماز پڑھو۔

پنڈت۔ اس کی کیا ضرورت ہے ہم نماز میں بجائے قرآن شریف کے رامائن پڑھ لیا کریں گے۔

مولانا ۔ خیر یوں ہی سہی۔ تمہاری جو مرضی دین میں زبردستی نہیں۔

پنڈت ۔ نماز کے متعلق کچھ حال معلوم ہونا چاہیئے پہلے یہ ضروری ہے۔

مولانا ۔ اچھا تو آج شام کو چار بجے راستے میں اس کے متعلق بات چیت ہوگی اب وقت کم ہے آج تم اکیلے ساتھ چلنا کوئی اور نہ ہو نہیں تو جانتے ہو کہ یہ کونسا زمانہ ہے اس قسم کی باتیں کرتے وقت ہم کو دیوانہ سمجھیں گے۔

اس گفتگو کے بعد مولانا نے مسجد کا رخ کیا اور پنڈت جی دفتر میں آ کے چار بجے تک سوانحوں کی دیکھ بھال کرتے رہے کہیں تاریخ ڈالی کہیں حکم لکھا کہیں دستخط کئے کسی جگہ داخل لکھا کسی جگہ "جواب طلب" اسی طرح کی کھٹ پٹ ہی کرتے رہے چار بجے کے بعد کچہری برخاست ہوئی دونوں گھر کی طرف اس طرح باتیں کرتے ہوئے چلے۔

پنڈت۔ ہاں مولانا بتاؤ تم نماز میں کیا پڑھتے ہو۔

مولانا ۔ یہ بات تو گھر چل کر بتائی جائے گی مگر تمہارا اصل مطلب کیا ہے۔

پنڈت۔ ہم بھی نماز پڑھیں گے اور کیا۔

مولانا ۔ بغیر مسلمان ہوئے۔

پنڈت، ہاں ہم نماز میں رامائن پڑھیں گے۔

مولانا ۔ تو اسی اٹھا بیٹھی اور ڈنڈ بیٹھک میں رامائن کیوں نہیں پڑھتے مطلب تو رگوں میں خون دوڑانے سے ہے۔

پنڈت ۔ (ہنستے ہوئے) نہیں یار یہ بات تو اس طرح ہونی چاہیئے جیسے کہ تم لوگ کرتے ہو۔

مولانا ۔ خیر اگر تمہاری اسی میں خوشی ہے تو آؤ سامنے والی مسجد میں چلو تم کو بتائیں نماز کیا ہے۔

(دونوں ایک چھوٹی سی مسجد میں داخل ہوتے ہیں)

مولانا پہلے وضو کیا جاتا ہے یعنی ہاتھ منہ دھویا جاتا ہے وضو کرتے ہوئے یہ پڑھتے ہیں

"اے پرماتما ہمیں پاک کر دے اور ہمیں توبہ کرنے والوں میں داخل کر"

اس سے اعضا کی صفائی اور طبیعت کو فرحت ہوتی ہے اس کے بعد نماز اس طرح شروع ہوتی ہے

(مولانا دیسی زبان میں دھیرے دھیرے اس طرح اذان دیتے ہیں)

اذان "ایشور سب سے بڑا ہے ایشور سب سے بڑا ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے ایشور کے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے ایشور کے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

محمدؐ پرماتما کے رسول ہیں۔ محمدؐ پرماتما کے رسول ہیں

بھائیو ایشور کی پوجا کو آؤ بھائیو ایشور کی پوجا کو آؤ

بھائیو آنند کے لئے آؤ بھائیو آنند کے لئے آؤ

ایشور سب سے بڑا ہے"

سوائے اس کے کوئی نہیں"

(اس کے بعد تکبیر کہی اور ثنا اس طرح شروع کی)

"ایشور سب سے بڑا ہے"

اس کے بعد جا ہے رامائن پڑھو چاہے وید تم کو اختیار ہے اور ......"

پنڈت۔ "پہلے یہ بتاؤ کہ آخر تم کیا پڑھتے ہو؟ الحمد اور قل وغیرہ کیا ہے؟"

مولانا۔ سنو اور غور کرو میں تمہارے سامنے پوری نماز پڑھتا ہوں۔"

(مولانا نے چار رکعت کی نیت اس طرح کی۔)

"نیت کرتا ہوں میں چار رکعت نماز کی خدا کے لئے قبلہ رو ہو کر نماز وقت عصر (دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر کہا) ایشور سب سے بڑا ہے۔

(اس کے بعد مولانا نے اعوذ باللہ اور بسم اللہ اس طرح پڑھیں)

"ایشور سے پناہ مانگتا ہوں اپنا ئی شیطان کی حفاظت کے لئے اور ایشور کے نام سے جو بڑا مہربان اور دیا کرنے والا ہے شروع کرتا ہوں۔"

(اس کے بعد الحمد اس طرح شروع کی)

"سنسار کے پیدا کرنے والے برہما کی تعریف جو دیا کرنے والا مہربان ہے بدلے کے دن کا مالک ہے اے پرماتما ہم تیری ہی پوجا کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں ہمیں سیدھا راستہ چلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے دیا کی نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن سے تو خفا ہوا اور جو بھٹک گئے" (الفاتحہ)

(اس کے بعد مولانا نے کلام پاک کی یہ آیتیں پڑھیں)

"اے پیغمبر کہہ دے کہ اگر سمندر روشنائی ہو جائے اور برہما کی تعریف لکھے تو سمندر ختم ہو جائے پر برہما کی تعریف نہ پوری ہو چاہے ویسا ہی سمندر اور ہی بھرنے کے لئے لادیں۔" (سورہ کہف)

(اس کے بعد مولانا نے رکوع کرتے ہوئے کہا "ایشور سب سے بڑا ہے" پھر تین مرتبہ سجدہ میں کہا

"بزرگ برہما تو پاک ہے"!

(اس کے بعد سجدہ کرتے ہوئے کہا "ایشور سب سے بڑا ہے" پھر تین مرتبہ سجدہ میں کہا۔

"اے سب سے بڑے برہما تو پاک ہے"

(مولانا نے التحیات وغیرہ پڑھتے ہوئے چاروں رکعتیں پوری کیں اور سلام پھیرا اس طرح)

(داہنی طرف) "آپ پر ایشور کی کرپا اور دیا ہو"

(بائیں طرف) "آپ پر ایشور کی کرپا اور دیا ہو"

(اس کے بعد اس طرح دعا مانگی)

"اے پتا تما سنسار کے مالک ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور نرک کے دکھ سے بچا۔ اے پرماتما کل سنسار پر کرپا کر سب کی سلامتی ہو دنیا کی سلامتی مسلمانوں کی سلامتی ہماری، ہمارے ماں باپ عزیزوں اور دوستوں کی سلامتی ہو ہمارے پیغمبر کی روحانی اولاد میں برکت ہو اے دیا کرنے والے تیری دیا بہت ہے۔"

یہ سب سنکر پنڈت جی نے کہا جاؤ مولانا ایشور کی قسم اب میں ایسی ہی پڑھوں گا اور یہی پڑھوں گا مانتا ہوں اور اس میں فرق نہیں بلکہ یہ زیادہ اچھا ہے مولانا

کرکے پیچھے نماز کا مقصد برکھنا اور ایشور کو یاد کرنا ہوتا ہے لیکن یاد کرنا ہو تو بتاؤ کہ اس لمبی نماز کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہاتھ پاؤں ہلیں چستی اور پھرتی آوے"

مولانا۔ اگر نماز کا مقصد کسرت کرنے سے متعلق ہوتا تو صبح کی نماز بجائے دو رکعتوں کے دس بیس رکعتوں تک فرض کی جاتی کیونکہ وہ وقت کسرت کے لئے زیادہ مناسب ہے لیکن بات کچھ اور ہی ہے"

پنڈت جی۔ اس کے متعلق کچھ بیان فرمایئے

مولانا۔ کہاں تک بتاؤں۔ کیا کیا بتاؤں جو پوچھو اس کے متعلق عرض کر دوں۔

پنڈت جی۔ یہ ہاتھ کانوں تک اٹھا کر کیوں باندھتے ہیں اس میں کیا حکمت ہے

مولانا۔ اس بات کا عہد کرنے کے لئے کہ ہم دنیا سے الگ ہو کر ایشور کے سامنے کھڑے ہو رہے ہیں"

پنڈت۔ "اور جھکتے کیوں ہیں؟"

مولانا۔ آپ بڑے صاحب کو سلام کرتے کیوں جھکتے ہیں؟"

پنڈت (ہنستے ہوئے) اب سمجھے اچھا تو یہ زمین سے سر کیوں ٹیکتے ہیں؟

مولانا۔ اپنی عاجزی اور خاکساری ظاہر کرنے کے لئے جھکنے (رکوع) اور سر ٹیکنے (یعنی سجدہ) میں ایک نکتہ اور بھی ہے وہ یہ کہ جھکنے میں ہم کہتے ہیں کہ "اے بڑے برہما تو پاک ہے" لیکن سجدے میں کہتے ہیں کہ:۔

"اے سب سے بڑے برہما تو پاک ہے" مطلب یہ ہے کہ جھکنے میں تو ہمارا سر خاک سے دور رہتا ہے اور سر ٹیکنے میں خاک سر پر ہوتا ہے اور اس حالت میں ہم ایشور کو سب سے بڑا کہتے ہیں اس سے بڑھ کر خاکساری کے اظہار کا طریقہ اور کوئی نہیں کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ "اے پرماتما ہم خاک ہیں تو پاک ہے"

(پنڈت جی تھوڑی دیر تک خاموش کھڑے رہے پھر کہا۔)

"مولانا سچ تو یہ ہے کہ نماز سے بڑھ کر آنند کی صورت دنیا میں کوئی نہیں ہے تو شریر (جسم) کو بھی چین اور سکھ ملتا ہے اور آتما کو آنند ہوتا ہے یہ تو واقعی اچھی خاصی "ایکسرسائز" بھی ہے اور عبادت بھی"

مولانا۔ "ابھی کیا۔ ابھی تو تم نے صرف "رہرسل" ہی دیکھا اصل ایکسرسائز تو رمضان شریف کی تراویح میں ہوتی ہے اور پورا آنند صبح کی نماز میں اس وقت جو شانتی ہوتی ہے اس کا حال نماز پڑھنے سے ہی معلوم ہوگا اور بعض لوگ چار بجے رات کو تہجد پڑھتے ہیں اس وقت کے آنند کو نہ پوچھو۔

پنڈت (جلدی سے) مجھے مسلمان کر لو"

مولانا۔ تم مسلمان ہو گئے۔ رہی ایک رسم یعنی یہ کہ نہانا کلمہ پڑھنا ساتھ مل کر کھانا پینا وغیرہ یہ رسم چاہو پوری کر لو اور چاہے نہ بھی کرو۔

من تو شدم تو من شدی

اس طرح پنڈت جی مسلمان ہو گئے ایسے مسلمان کہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور ٹھاکر جی کی مورتی کو اشنان بھی دیتے ہیں پنڈت اسی حالت میں ہوں گے۔

اب ان کو پنشن مل چکی ہے ان کی صورت ایسی متبرک ہو گئی ہے کہ خود ان کی پوجا کرنے کو جی چاہے مولانا بھی سن سفید ہو گئے نہ پنڈت جی کے پاس رہ آتے جاتے ہیں ان کی محبت روز بروز بڑھتی ہی گئی ہے۔

لیکن اب پنڈت جی کچھ بیمار سے ہیں اور بالکل لیٹ گئے مضمحل ہو گئے

اور یہی حال مرزا غالب کا بھی تھا۔

پنڈت جی اب ... جاتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔ ... اور سوکشمی نماز ان کو اسی ...

لیکن اب دیکھو پنڈت جی کا آخری وقت ہے بستر مرگ پر پڑے ہیں موت کا وقت آن پہنچا وعدہ پورا ہونے کو ہے جار پائی پر لیٹے ہیں ان کے بال بچے غمگین بیٹھے ہوئے ہیں مولانا بھی سر جھکائے ایک کرسی پر بیٹھے ہیں پنڈت جی مولانا سے کہہ رہے ہیں:

"مولوی صاحب اس وقت کچھ قرآن شریف پڑھیے"

اور مولانا صاحب بلند آواز میں اس طرح قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ صرف ترجمہ کر سمجھ میں آ سکے۔ یعنی بالکل اس طرح:۔

"اللہ کسی کو دکھ نہیں دیتا مگر جو اس کی گنجائش ہو۔ اس کو وہ ملتا ہے جو کمایا اس پر وہ پڑتا ہے جو کیا۔ اے پرماتما اگر ہم بھولیں چوکیں تو ہماری گرفت نہ کیجیو اور ہم پر بھاری بوجھ نہ ڈالیو" (سورۃ البقر)

پنڈت جی یہ سنتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں ہچکی آتی ہے اور وہ مر چکے ہیں۔

کیا وہ مسلمان مرے؟ نہیں کیا وہ ہندو تھے۔ بیشک ان کی نجات ہوگی یا نہیں؟ ضرور ہوگی بلکہ وہ دوسروں کی نجات کا باعث ہوں گے وہ خدا کے نیک بندے تھے وہ ہندو تھے نیک ہندو۔ سچے ہندو ایسے ہندو جن پر مسلمان رشک کریں وہ مسلمان رشک کریں جو کلام پاک کا صحیح ترجمہ نہیں جانتے جن کو یہی نہیں معلوم کہ دین کی اصلیت کیا ہے نماز کی حقیقت کیا ہے قرآن پاک میں کیا لکھا ہے اور موت کے وقت مرنے والے کے جذبات کیسے ہونے چاہئیں یوں کہنے کو تو سبھی کہتے ہیں کہ نکل جائے دم یاخدا کہتے کہتے مگر دل تو نہیں ملتا موت کا مزہ تو اسی وقت ہے جب دل ہے۔

پنڈت جی نے مرتے دم تک اپنے محسن کے شکر کو اشنان دیا اشنان کیا ہے آنکھوں کے نرمل جل سے اپنے دیوتا کو مرتے دم تک بھوگ پہنچایا کیا بھوگ؟ آنکھوں کے سوم رس کا جو وہ قرآن شریف کے سننے سے حاصل ہوا ہوا ہے یا اَن دیا پران سننے سے کاش ہماری سورج دیوی سنتے سنتے بسیجتی اور کیف محبت کی محویت میں قفس عنصری سے نکل جاتی یا ان کا مصرع ...

"بیاپور کہ تجھے نہیں کسی تند کشور کو رجھانے کے لئے اپنے خدا کو منانے اور اپنے معبود کو راضی رکھنے کے لئے اپنے اسم کو اپنانے کیلئے آ! جبین برخاک" پھر نماز پڑھیں۔ کوئی یہی حالت کیوں نہ ہو اسکی عبادت سے جسم کو قوت اور روح کو راحت ضرور ہوگی" کاش مرحوم پنڈت کی طرح لوگ نماز کو ملا میاں کی قواعد یا پرماتما کی مقرر کی ہوئی مذہبی پریڈ ہی سمجھکر پڑھتے اور اگر یہ جسمانی پریڈ ہے تو اس سے روح کو قوت پہنچتی ہے کیسی قوت؟ جو انسان کو مکانا علیا تک پہنچا سکے اور اس کے عروج تک پہنچنے میں نہ جھکنے دے اگر مکانا علیا تک پہنچنا ہے اگر روحانی معراج حاصل کرنا ہی تو خدا کے اس حکم پر کیوں نہ عمل کیا جائے حکم جو اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ خدا کو اپنے بندوں سے بڑی محبت ہے کیونکہ وہ انھیں اپنے سے دور نہیں رکھنا چاہتا وہ حکم یہ ہے:

"وہ کھڑے ہو نماز کے لئے سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور قرآن پڑھو صبح کو بیشک صبح کا وقت خدا کے روبرو ہوتا ہے"

(سورہ بنی اسرائیل)

اور اس طرح دنیا میں بھی خدا ہی اپنے بندوں کو قریب کرنا چاہتا ہے" (صاقی)

آں راکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

معمولی عنوان ہنا ہو اگمتی ہی فرد مہستیوں کے لئے موزوں کیا گیا ہو لیکن تجھے تو اس کی صحیح قدر جب ہی ہوگی کہ ناظرین مولوی کے بلطف کس زبان سے شکریہ ادا کروں کار ساز حقیقی کا جس نے اپنے کو خاص تمجھے مولوی کی پر بہت والے اپنے مخلص دوست عطا فرمائے جو رضائے مولیٰ حاصل کرنے کا ذرا سا بھی موقعہ نہیں چھوڑتے اور اپنے پرچہ کا قار رقائم کرنے کے لئے جو کچھ بن پڑتا ہے سب کچھ کر دیتے ہیں۔ پچھلے مہینے کی اپیل جس توجہ سے انہوں نے سنی خدا ان کو اس کا بہترین بدلہ دے الحمد للہ کہ رمضان شریف میں مولوی کے قرض کا خاصہ بار ہلکا ہو گیا۔ گو مجھے اس کا قلق رہا کہ روپیہ کے بارہ آنے ملے، لیکن اپنے ہمدرد مخلص بھائیوں کا ممنون ہوں کہ انہوں نے میری ضرورت کا احساس تو کیا، اور کتابیں و قرآن شریف خریدنے میں مجھے مقدم کر لیا، واقعی یہی ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اک نظر میں خاک کو اکسیر کر دیتے ہیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

کتاب الاسلام

کی مقبولیت کو دیکھ کر یا ہا میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ خدا نے میری محنت ٹھکانے لگا دی۔ میں نے اپنی کاروباری اور نشر و اشاعت کی زندگی میں کسی بڑے سے بڑے اور مشہور سے مشہور مصنف کی کتاب کو یہ اوج نہیں دیکھا، کہ تین مہینے میں ایک اڈیشن ختم ہو گیا ہو، پھر کیا یہ چیز انسانی کوشش کی رہین منت ہے حاشا محض فضل ربی، الحمد للہ

بخاری شریف

کے لئے رمضان شریف میں دو پیارا روپیہ نہیں آیا جس میں تو فخر لگائے بیٹھا تھا، پھر بھی میں مایوس نہیں ہوں جس وقت ناظرین کے ذہن میں اس کی اہمیت سمجھ جائے گی وہ جوق جوق اس کو قبول کریں گے لیکن یہ وقت ایسا تھا کہ ان کا اور میرا دونوں کا فائدہ تھا۔ ان کو دس روپے کی کتاب پانچ روپے میں ملتی اور مجھے اس وقت چھپوانے میں آسانی ہو جاتی اب پھر عرض گذار ہوں کہ اگر آپ دل پر رکھ لیں تو پانچ روپے ایسے دشوار تو نہیں ہیں۔

یہ رعایت ہی ساتھ ساتھ رہے گی جب تک پیشگی روپیہ لے رہا ہوں کہ جو صاحب پانچ خریدار مہیا کر کے پچیس روپے مہیا کر دیں ان کو چھٹی جلد کامل مفت دی جائے گی، اب اگر وہ چاہیں تو بجائے چھٹی جلد کے پانچ روپے کی دوسری کتابیں بھی لے سکتے ہیں، اگر سنجیدگی سے نیت دیا ہیا، اس کے لئے کوشش کی خاص طور سے ضرورت ہے۔

ابھی پتوں کی اور ضرورت

رسالہ مولوی کے پیسے خریدار فراہم کرنے کے لئے معززین، اسلامی درد رکھنے والے ائمہ مساجد، سکول ماسٹر، عمال کچہری، محکمہ پولیس کے ملازمین کے پتوں کی ضرورت ہے تاکہ میں یہاں سے بیٹھا بیٹھا رضائے الٰہی کا بگل بجا دیتا رہوں اور یہ سلسلہ مسلسل جاری رکھوں، اس کے تین پیسوں کا خرچ تو ضرور ہے، لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے محبوب پرچہ کے لئے ضرور گوارا کر لیں گے۔

اب ذرا ان سے مل لیجیے

یہ وہ ہیں جو نام اسلام نامہ مولوی ہیں، جو رضائے الٰہی کے شیدائی ہیں جنہوں نے مولوی کی اشاعت میں حصہ لے کر اس کو ۱۸ ہزار سے ساڑھے اٹھارہ ہزار تک پہنچایا۔ اور جو ہر وقت اور ہر موقعہ اسی جستجو میں رہتے ہیں، کہ ہر مطالعہ کرنے والے کی نظر سے مولوی ضرور گذر جائے۔ دعا کیجئے کہ اللہ العالمین ان کا ایسا ہی مددگار رہے جیسا یہ خدا کے دین کی مدد کرتے ہیں، جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللھم انصر من نصر دین، اللھم حصل مرادھم بالخیر، ربنا تقبل دعا

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب سید حسین صاحب کرنول	٣	ایس ایم یعقوب صاحب گیا	٣
" محمد عبدالغفور صاحب غفور کا ...	١	جناب احمد خاں صاحب سدہولی	١
" شیخ حسین صاحب اینڈ سنز کھڑک پور	١	" عبدالستار صاحب گھوڑا ...	١
" ایس ایم عزیز الدین صاحب اجمیر	١	" محمد اشرف صاحب ...	٢
" حافظ شرف الدین صاحب ...	١	" سید شاہ ظفر حسین صاحب ...	١
" بابو احمد علی صاحب اسٹیشن ماسٹر ...	٥	" ایس اے شکور صاحب حیدر نگر	٣
" محمد حسین صاحب ... گنج	٢	" نذیر احمد خاں صاحب اٹاوہ	٢
" محمد ابراہیم صاحب بنگلور	١	" رحمت خاں صاحب ...	١٠
" محمد ثبات الحق صاحب نوادہ	١	" سید محمد اشرف صاحب ہوشیارپور	١
" محمد صغیر عبدالغنی صاحب کانپور	١	" قاضی نذیر احمد صاحب سرگودہ	٣
" غلام احمد صاحب ...	٣	" سراج الدین صاحب لاہور	٣
" غلام دستگیر صاحب ...	١	" احمد ... صاحب ...	٣
" اللہ بخش صاحب ... کوئٹہ	٣	" قاضی مسعود ... صاحب ...	٢
" ابو تراب سید علی محمد صاحب بیڑ	٢	" سید عبدالعزیز صاحب ...	٢
" مولوی عبدالمجید صاحب مجید آباد	٢	" فیاض خاں صاحب بارہ بنکی	٢
" قاضی نذیر احمد صاحب سرگودہ	٢	" برکت اللہ صاحب ...	١
" رحمۃ اللہ صاحب ...	٣	" محمد سلطان صاحب دہلی	٢
" بابو عبدالحمید خاں صاحب ...	٢	" بقاء اللہ صاحب ...	٢
" عبدالخالق صاحب باکی پور	١	" عبدالحق صاحب ...	٤
" سید محمد ظہور صاحب ورنگل	١	" پیرزادہ انوار الحق صاحب ...	١
" عبدالمجید صاحب ڈرگ روڈ	٥	" محمد ... صاحب ...	١
" مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب ...	٢	" عبدالمالک صاحب قریشی ...	٢
" نظر حسن صاحب ... لاہور	٣	" بابو دوست محمد صاحب کوئٹہ	٤
" حافظ مقیم الدین صاحب رسولپور	١	" رحیم خاں صاحب نصیرآباد	٢
" عبدالحمید صاحب ...	١	" مولوی مہر محمد بخش صاحب ...	١
" عبدالحق صاحب باکی پور	١	" حافظ شرف الدین صاحب باکی پور	٢
" سید محمد ظہور صاحب ورنگل	١	" محمد انعام الحق صاحب ...	١
" عبدالکریم صاحب ...	٢	" مولوی باسط رضا صاحب ...	٢
" ظہور الحق صاحب مونگیر	٢	" ... الدین احمد صاحب ...	١
" شیخ نظیر الدین صاحب ساگر	١	" محمد جمال الدین صاحب ...	١
" مولانا ظہور الاسلام ...	٢	" بابو خورشید احمد صاحب ...	١
" ایس ڈی تسلیم صاحب ...	١	" حکیم ... الدین صاحب ...	٢
" ایم خادم علی صاحب ...	٢	" حکیم غلام محی الدین صاحب ...	١
" سید محمد دوست محمد صاحب ...	٢	" عبدالرحمان صاحب ...	١
" حکیم محمد ایوب صاحب ...	٢	محترمہ زینت ... صاحبہ لاہور	٣

اسماء معاونین	تعداد	اسماء معاونین	تعداد	اسماء معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
ڈاکٹر محمد عظیم صاحب ... لاہور	۳	مولوی ریاض الدین صاحب ...	[illegible]	[illegible] طالب صاحب ہینا...	۱	مظفر علی خاں صاحب خانو آبادی	۱
عبدالرحمٰن نعمت اللہ صاحب احمد نگر	۲	محمد قاسم علی صاحب ٹرپلی کین	۲	حافظ حبیب الرحمٰن صاحب ...	۱	غنی محمد صاحب ... گنج	۲
حاجی بنا صاحب لودیانہ	۱	محمد شریف صاحب ڈرافٹمین پشاور	۱	ابو دوست محمد صاحب کوئٹہ	۲	فضل محمد صاحب کنہال کالونی	۳
جناب ایم غلام احمد صاحب گجرات	۳	عبدالرشید صاحب لوکو فورمین آگرہ	۳	ڈاکٹر عزیز الرحمٰن صاحب ...	۱	خلیفہ عبدالحکیم صاحب احمد آباد	۲
عبدالرحمٰن صاحب پوسٹ مین کھیوڑہ	۲	مولوی فضل خاں صاحب پنڈی گھیب	۳	حافظ محمد اسماعیل صاحب	۱	مولوی غلام علی شاہ صاحب باجرہ	۳
عبدالروف صاحب کلرک بکرم	۱	حکیم منشی عبدالعزیز صاحب اوباڑہ	۲	سید عبدالرب صاحب گیا	۱	محمد شمس الدین صاحب ...	۲
عبدالوہاب صاحب کلرک حیدرآباد	۱	خدا بخش صاحب بارمین احمد نگر	۲	محمد شمس الحق صاحب ...	۱	شمس الدین صاحب ...	۳
بشارت کریم صاحب مولمین	۳	ایم ایم شیخ صاحب ...	۱	چودھری محمد یوسف صاحب سیالکوٹ	۳	دختر منشی ... صاحب ...	۲
محمد یعقوب علی صاحب اورسیر ...	۱	سید بخت صاحب ناسک روڈ	۱	عبدالحلیم صاحب ...	۳	محمد خاں صاحب ...	۱
مولوی علی محمد صاحب وکیل ...	۱	عبدالعزیز خاں صاحب ...	۱	محمد عبدالرحمٰن صاحب قریشی اورنگ آباد	۱	یوسف قاسم صاحب مولمین	۱
منشی محمد اسماعیل صاحب فاروقی ...	۱	عبدالرزاق صاحب احمد پور شرقیہ	۲	دوست محمد صاحب ...	۱	میرزا عبدالحق صاحب لاہور	۱
عبدالحفیظ صاحب آبکاری افسر سکندرہ	۱	... محمد حسین صاحب شہداد کوٹ	۱	ابو سعید میرزا صاحب گلبرگہ	۱	امیر علی صاحب ...	۵
مولوی محمد سبحان صاحب ...	۱۴	عبدالغنی صاحب نمبر ۲۵ ... کشمیر	۲	شیخ ... عبدالرحمٰن صاحب ...	۲	سید ساجد علی صاحب ... وکیل ...	۳
علی احمد صاحب ... آباد	۳	ڈاکٹر احسان الٰہی صاحب کریم چک	۲	ابو تراب صاحب سید صاحب ...	۲	شاہ مہدی حسن صاحب ...	۱
مولوی عبدالرحمٰن صاحب پٹیالہ	۳	مولوی محمد الدین صاحب ... قصور	۱	محمد اسماعیل صاحب ناسک	۳	حسین علی صاحب ...	۲
عبدالرزاق صاحب ...	۱	حکیم محبوب عالم صاحب ... شیخوپورہ	۲	شیخ محمد افضل کانگڑہ	۱	فتح محمد صاحب ...	۲
احمد علی صاحب جودھ پور	۱	ایس ایچ صاحب ...	۲	ایس محمد حاجی صاحب کورلا	۱	حافظ عبداللہ صاحب میانی افغاناں	۳
محمد قاسم صاحب جہاز پور	۱	حافظ عبدالغفور صاحب ...	۳	ڈاکٹر شفیع الدین صاحب خانپور	۲	امیر محمد خاں صاحب ...	۲
قاضی یوسف میاں صاحب ...	۱	محمد نواز صاحب انبالہ	۱	حکیم محمد یار علی صاحب حیدرآباد	۲	محمد یوسف خاں صاحب پشاور	۱
سید مطیع احمد صاحب مراد	۲	شاہ ولی خاں صاحب چکوال	۱	عبدالستار خاں صاحب ...	۱	فقیر محمد صاحب ...	۲
محمد نواز صاحب انبالہ	۱	کرم علی صاحب پٹواری مردان	۱	عبدالرشید صاحب درگاہ ...	۱	قریشی غوث محمد صاحب لائل پور	۱
عظیم الحق صاحب ...	۳	بخش اللہ صاحب ...	۱	عبدالحق صاحب ... امروہا	۲	بابو فرزند علی شاہ صاحب لاہور	۲
حسین علی صاحب مختار ...	۱	شیخ ... احمد صاحب ...	۱	امیر احمد صاحب ایس ایم ٹیکسیلا	۲	محمد حسن علی صاحب مولمین	۳
لیاقت حسین صاحب ...	۲	ڈاکٹر ایم عبدالرحمٰن صاحب ...	۲	محمد عثمان صاحب شولاپور	۱	منشی احمد صاحب کراچی	۱
سید حسن علی صاحب افسر پولس پنشنر	۱	پیران بخش صاحب گوجرانوالہ	۱	منشی شرف احمد صاحب احمد آباد	۱	محمد فیض طلب خاں صاحب ...	۱
مظہر علی صاحب سکول ماسٹر جہانسی	۲	شیخ قادری صاحب ...	۱	عبدالعزیز صاحب تحصیل ...	۱	مولوی احمد الدین صاحب ...	۱
جناب منشی محمود حسن صاحب ...	۲	منشی خیر الدین صاحب شاہدرہ	۲	قاضی محمد ... صاحب ...	۲	میرزا ... بیگ صاحب ...	۲
مختار احمد صاحب موضع ...	۳	جاوید علی صاحب ...	۳	سید فاضل صاحب حیدرآباد دکن	۲	محمد عبدالرحمٰن شریف صاحب ...	۱
سید محمد صاحب گارڈ لاہور	۱	محمد سلیمان صاحب جاورہ	۳	محمد خیر اللہ صاحب ...	۳	مولوی غلام رسول صاحب ...	۱
محمود علی صاحب بزاز ...	۲	شیخ حسین صاحب ...	۳	امیر اکبر خاں صاحب ...	۱	شاہ محمد وجیہ احمد صاحب ...	۱
... صاحب سرکاری ...	۲	ماسٹر گل محمد شاہ صاحب ...	۱	اسٹیشن ماسٹر صاحب رائے نگر	۲	پیرزادہ احمد سعید صاحب ...	۲
احمد محی الدین صاحب ... حیدرآباد	۲	انیس احمد صاحب ملتان	۱	محمد اظہار حسین صاحب ...	۱	کے عبد... صاحب ...	۳
شیخ عبدالمنعم صاحب مظفر گڑھ	۴	میرزا محمد بیگ صاحب ...	۲	عبدالکریم صاحب ڈبھوئی	۲	قاضی حفیظ اللہ صاحب ...	۳
فتح الدین صاحب ڈاکخانہ ...	۱	ایس کفایت اللہ صاحب ...	۲	عبدالمجید صاحب ... نجیب اللہ	۲	ناظر حسین صاحب ...	۱
ایس محمد متین صاحب ...	۱	مولوی ... اللہ صاحب ...	۱	منشی نور احمد صاحب رام پور سہارنپور	۲	عبدالمجید صاحب ...	۱
عبدالرشید خاں صاحب آگرہ	۱	سید عبدالکریم صاحب جمشید پور	۱	شیخ غلام محی الدین صاحب ...	۳	سید صاحب علی صاحب ...	۲
عبدالرحمٰن صاحب اورنگ آباد	۱	اسماعیل شاہ صاحب ...	۵	عشرت حسین صاحب ...	۱	محمد اسحاق صاحب ...	۲
مولوی عبدالستار صاحب ...	۱	سید یعقوب صاحب الہ آباد	۲	گل محمد صاحب ...	۳	سید ظہور علی صاحب دفتر ...	

تفسیر حقانی

اس وقت کوئی کتاب ختم ہو جاتی ہو تو فخر دیکھا
معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی نظر میں کیا ہو جاتی ہے لیکن
اس سال کی بات ہے تفسیر حقانی ختم ہوگئی تھی تو
پاس روپے میں لینے والے متعدد خریدار دو گنے
دیکھے گئے اب جبکہ اس کا ہدیہ ۴۵ روپے ہے تو
صد ہو جلدیں بکا ہی ختم ہو گئیں۔ یہ مولوی عبدالحق
صاحب محدث دہلوی کی وہ معرکۃ الآرا تفسیر ہے
جس کا ترجمہ اردو سے عربی ترکی اور فارسی میں
ہوا آٹھ جلدوں میں ہے تیس روپے اگرچہ
سیالکوٹ میں ملتے ہیں۔ بند یہ ریلوے
دو ملازمین طلب کیجئے تو محصول میں کفایت ہوگی۔

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کے مورث اعلیٰ حضرت مولانا شاہ
عبدالقادر دہلوی کی عرق ریزی کا شاندار کارنامہ
ایسی تفسیر جسکو ہر دور مفسر نے اپنے لئے شمع راہ بنایا
اب بھی ویسی ہی مقبول ہے جیسے پہلے تھی اسکی قدر دانی
اب بجائے کوڈ ہزار صفحات میں لاکھوں چھپنی ہے تو
سب ہدیہ ہو جاتی جو اس سال کی طباعت سال ہا سال
سے بہتر ہے اتنی سستی پورے قرآن شریف کی
کوئی نہیں بڑی تقطیع کے ۴۰۰ صفحہ کی مجلد تفسیر
ہے دنیا جانتی ہے کہ جلد کی قیمت للعہ سے ایک
پیسہ کم نہیں ہوتی اور محصول ڈاک عہ علیحدہ ہے
اب رعایتی مجلد صرف للعہ علاوہ محصول

تفسیر سورۂ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن حقیقت میں
مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں جدید
مضامین جن مثلی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان
اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل اسلامی عقائد
کی روشنی میں تاکہ اعتبارات انسان قادر ہی ہو اور مجبور بھی
انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت
مرنے کے بعد زندہ ہونا دینی اور سائنس دونوں کی حقیقت
نجات کا راستہ صداقت رسول، قرآن مجید آج تک
کیوں محفوظ ہے غرضکہ ایسے صدہا مضامین ہیں
علامہ رشید رضا کی تفسیر فاتحہ کا ترجمہ ہے اور بڑے پایہ
کی کتاب ہے۔ قیمت ۱۰ / محصول ۴ / کل عہ

تفسیر ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر جو سلسلہ ابتدائی تعلیم
اسی سے شروع ہوتی ہے اور جس سے شاید
ہی کوئی ایسا ہو جس کو یہ سورت یاد ہو لیکن آپ نے یہ سوچا
بھی ہے اس میں کیا کیا معارف ہیں اس کتاب میں الحمد
شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے دو سو
صفحہ میں آئے ہیں اور اس کی وہ وہ نکات
عجیبہ اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں آجائیں گے
حضرت مولانا مولوی محمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی
تفسیر عقائد کی آئینہ دار ہے اور اس میں سورہ بقرہ کی
بھی ہیں بہت اچھی چھپ کر پریس تیار ہے جو اس کی قیمت ہو
ہونا چاہیے تھی ۱۲ آنے میں دیتے ہیں اور مجلد ۱۲ / محصول عہ

تفسیر سورۂ یٰسین

سکو جائیے
ذکر اس تفسیر میں آیا ہے جبکہ تلاوت وظیفہ کا
ہے اور قدم قدم پر ذہن کے لئے عقل و نقل
دونوں لگے گئے ہیں تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار
و سمجھ ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے یہ تفسیر
بہت علامہ بصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور
اس میں عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین
کیا گیا ہے بالآخر ایمان لاتا ہے صرف تفسیر
کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم ہے اور مفصل ہے ایک
ہر ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا
یہ بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کتاب میں قصص رسالت
پر بہت پر لطف بحث ہے قیمت ۸ / محصول ۲ /

تفسیر عزیزی پارہ عم

حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی
قدس سرہ کی لکھی ہوئی ہے وہ تفسیر معارف آپ کا نتیجہ
اسرار نبوی کا خزینہ کمالات قرآنی کا آئینہ اسرار کیا
تفسیر ہے اور کیا زور بیان کہیں یہ تفسیر پوری ہو جاتی
تو علمی اور قرآنی معارف سے مسلمان مالا مال ہو جاتے
اب یہ جو کچھ ہے غنیمت ہے اور نور الوجہ سے
کا انکشاف اسی تفسیر سے عیاں ہے رسول کریم کے
اشارات عرفان اسی تفسیر میں نہاں ہیں صحابہ کرام
اور بیت عظام کی روشنی ایمان اسی سے معلوم ہوتی ہے
اس تفسیر میں وہ سب کچھ ہے جو ایک اہل دل چاہتا
ہے اصلی قیمت مجلد للعہ رعایتی مجلد محصول عہ

تفسیر پارہ عم

نماز پڑھتے ہیں نماز کی مقصود ہی پانچ وقت نصیب
ہوتی ہے مولا سے راز و نیاز ہوتے ہیں لیکن ایک ہم
ہیں کہ خبر نہیں کہ ہم نے کیا کہا اور اس نے کیا سنا
مغربہ حرکتیں کیں منہ پر آ تھپیڑا اور چلتے کر دیا ہائے
کیا لطف اس عبادت کا نماز میں عام طور پر پارہ عم کی ہی
سورتیں پڑھی جاتی ہیں یہ تو کہاں ہو سکتا ہے کہ عربی
پڑھیں اور قرآنی زبان پر عبور حاصل ہو لیکن یہ تو
ہو سکتا ہے کہ ہم حضرت خواجہ حسن نظامی کی تفسیر پارہ
عم منگا کر پڑھ لیں اور وہی سورتیں جو آپ نماز میں پڑھتے
ہیں ان کے مطالب و معانی اور معارف سے آگاہ ہو کر
نماز پڑھیں۔ قیمت ۸ / محصول ۲ /

جواہر القرآن

قرآن کریم وہ نعمت ہے جس سے امراض روحانی کی شفا
حاصل ہوتی ہے قرآن کریم سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں
اور حوائج دنیاوی کے حصول کے لئے اس سے بڑھ کر
کوئی ذریعہ نہیں علمائے صالحین نے اس بحر ذخار
میں سے ایک جواہر القرآن کا استخراج کیا ہے اور رفع
حاجات کے لئے اس کے پڑھنے کا یہ طریقہ فرمایا ہے
کہ جمعہ کے دن کے لئے تحمیدات قرآنی ہیں ہفتہ کے لئے
استغفار اتوار کے لئے تسبیحات پیر کے لئے آیات
توکل منگل کے لئے تہلیلات، بدھ کے لئے تحلیلات
جمعرات کے لئے دعوات اور ایک ایک غلاف قرآن شریف
سے قیمت ۱۲ / رعایتی مجلد ۲ / محصول ۴ / ۱۲ صفحات

تاریخ القرآن

انا
معلومات قرآنی کے سلسلہ میں اردو زبان کی سب
سے بہتر کتاب ہے جو جمیعۃ پریس نے حال ہی میں شائع کی ہے
اس کتاب کے مؤلف ہیں مولانا سید عبدالحق حقانی مؤلف
کتب ال اسلام جیسی بہت اعلیٰ کتاب طبع ہو چکی ہے
دعویٰ ہے کہ معلومات قرآنی کے سلسلہ میں تاریخ
القرآن سے بہتر کوئی کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی
اگر آپ کو قرآن پاک سے کوئی تعلق ہے تو اس کتاب کا
پڑھنا بھی ناگزیر ہے پوری تعریف تو کتاب دیکھنے
ہی سے معلوم ہوگی ہم صرف یہ کہیں گے کہ قرآن
پاک پڑھنے کا لطف اسی میں ہے کہ پہلے تاریخ
قرآن پڑھی جائے قیمت دس آنے محصول ۲ /

مناجات مقبول

تصنیف حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی
کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اردو نظم میں
بہت ہی مؤثر مناجاتیں ہیں، دعا مانگنے کے طریقے
اور اولیائے عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں ہیں
پھر قرآن شریف سے سات دن کی اولیائے کرام کی
مجربہ دعائیں ہیں جنکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب
نے جمع کیا ہے پھر استعاذہ منزل پھر دعائے عہد
استعاذہ شجرہ اعادیہ نظم مترجم معہ شریف مسلم
مترجمہ مولانا اشرف علی صاحب بڑا ہی مؤثر اور
دلکش اندازِ بیان ہے مجلد قیمت ۱۲ /
رعایتی قیمت ۸ / محصول ڈاک ۲ / کل عہ

دلائل الخیرات

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لئے بڑی اکسیر چیز ہے
لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے سند شرائط کے ساتھ پڑھی
جائے اس کے اوصاف و اثرات بیان کرنے کے
لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں جو شخص دلائل الخیرات کا
عامل ہے اس کی کوئی بھی حاجت کبھی اٹکی نہیں رہتی
اور اس کے استعمال کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس کا عامل
رسول خدا کی زیارت سے ضرور مشرف ہو سکتا ہے
بہر حال اکیلی کیا چیز کم نعمت ہے شائع شدہ ہے مترجم
ہے ۲۴ صفحہ کی ضخامت قیمت اصل ایک روپیہ
رعایتی مجلد دس آنے
محصول ۴ / کل عہ

مجموعہ اعمال قرآنی

آیات قرآنی معہ تعویذات فلاں فلاں از علامہ حضرت
مولانا اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے تبحر علمی
اور تصوف اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ہے
آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کر کے
اور دینی و دنیاوی ضروریات میں سے ایک بھی
چیز نہیں چھوڑی جس کا مداوا اس کتاب میں ہو
امراض کی شفا ہے بلیات کی دفع ہے تعویذات
کی جیب ہے کشائش رزق ہے حب کے وظیفے ہیں
تسخیر کے نقش ہیں ۱۲۰ صفحے کی کتاب ہے مجلد ہے
کاغذ عمدہ ہے اصلی قیمت ۱۲ /
رعایتی مجلد ۸ / محصول ڈاک عہ

منیجر رسالہ مولوی وجیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بہشتی زیور کامل

رمضان شریف میں تحفہ لاجواب

فقہ حنفیہ کا لاجواب ہوا اس کے گیارہ حصے ہیں حصہ اول میں کچھ عقائد حصہ دوم نماز اور نماز کے مسائل حصہ سوم روزہ زکوٰۃ حج قربانی حصہ چہارم طلاق نکاح مہر ولی عدت وغیرہ نمبرہ معاملات حقوق معاشرت حصہ پنجم حصہ اصلاح باطن تہذیب اخلاق حصہ ششم اصلاح رسوم مروجہ شادی حصہ ہفتم نیک بیویوں کی حکایتیں حصہ ہشتم ضروری اور مفید علاج حصہ نہم دنیا کی ضروری باتیں اور حساب کتاب حصہ دہم مردوں کے لئے وسیلہ تحصیل کا خلاصہ فی حصہ ۲ ریعنی ۲۲ روپیہ رعایتی مجلد چیتی عالی قسم ۵ محصول ڈاک ۸ کل ۳/۳

کنز الدقائق

یعنی مجموعہ فتاوے عالمگیری اردو

عربی کی مشہور کتاب فقہ کا اردو ترجمہ بڑی ضخیم کتاب ہے اس میں ۴۰۰ مضامین ہیں مسائل کے معلومات کے سلسلہ میں بڑی اہم کتاب ہے در مختار کی طرح اس کتاب کے حوالے کی بھی سند ہوتی ہے وضو نماز روزہ حج زکوٰۃ نکاح طلاق خرید و فروخت رہنا سہنا کھانا پینا گناہ و ثواب غرضکہ ہر قسم کے مضامین اس کتاب کے اندر ہیں اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کتاب کے کسی مسئلہ میں ذرا بھی شک کا موقعہ نہیں ہے لاکھوں چھپ چکی ہے قیمت مجلد دو روپے رعایتی مجلد سوا روپیہ محصول ڈاک ۱۲ کل ۲/

قرآنی دعائیں

آپ کی دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتی اسلئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپ کی ہر دعا مقبول ہو اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے مفلس ہیں تو زردار ہوں گے بیمار ہیں تو تندرست رہیں گے فراق کشیدہ ہیں تو صاحب وصال ہونگے پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائینگے غرضکہ آپ کے ہر درد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں کیونکہ اس میں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت ہی مجرب دعائیں ہیں بہت ہی مقبول و موثر کتاب ہے قیمت ۸ محصول ۴ کل ۱۲

تسخیر الحق

[illegible] کی کوئی ایسی بات جس پر آپ فدا ہو جائیں اول ہو کسی مرد کا یا عورت کا ہو حاکم کا یا دوست کا یا دشمن کا ہو ہر شخص کا یہ ہم دعوے کے ساتھ آپ اس پر قابو حاصل کرینگے اگر تقلب مشکل ہو جس میں لکھا ہوا ہے انجانیں احباب کا تسخیر کرنا من و مرد کا واقف ہونا نا معقد اسکا انجام الغرض اس کتاب کا عامل کے لئے ایک یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب مجموعہ ہے ہزارہا فروخت ہو چکا ہے قیمت ۸ [illegible]

تازیانہ غفلت

یعنی نافرمانی کی سزائیں یہ کتاب پڑھکر ہر گناہ کار کو بڑی عبرت ہوگی سختی کا کام ہوگا اسکی وعید لشے کلیجہ کانپ جاتا ہے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں تارک ایمان تارک نماز تارک سنت منکر دگنا کیمیو تقدیر کا بیان علم نجوم اور عار کا بیان عذاب دوزخ کا بیان جنت کا بیان سود کھانے والوں کا بیان کتے کا بیان شراب کا بیان قرآن شریف کا بیان رمضان کا بیان قرآن شریف کا بیان رمضان کا بیان حج کا بیان خاوند کا بیان بیوی کا بیان جھوٹ کذب حسد وشستی تکبر نیک و بد عادتیں نیک لوگوں کے قصے ضخامت ۴۰ صفحات قیمت مجلد ۸ محصول ۱۱

دوزخ سے نجات

پانے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اپنی خطاؤں سے معافی مانگے اسکا توبہ ہے یہی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق ابتک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی جدید پرانی حال ہی میں ایک کتاب توبہ کے نام سے شائع کی ہے جسکے چند مضامین یہ ہیں توبہ کے معنی توبہ کے لغت معانی توبہ کی حقیقت فضیلت ثواب توبہ کی ضرورت بلاتوبہ گناہ ہے تائب اور صابر کی قبولیت توبہ ترک گناہ صغیرہ و کبیرہ توبہ کا ذکر قرآن میں اس قسم کے مختلف مضامین ہیں۔

ضخامت ۱۰۰ صفحات قیمت دس آنے

مرنے کے بعد کیا ہوگا

یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کے لئے ہر شخص بے چین ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اس کتاب میں ہیں اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے۔ فلسفہ روح، تناسخ، حقیقت موت، عبادت سکرات موت تعلق جسم و روح کی بحث حضرت آدم کی وفات ایمان و کفر نیک روحیں علیین ابرار مقربین بد روحیں سجین کفار روح سوال و جواب کیرین علیم برزخ عذاب و ثواب قبر عذاب کی تعبیر و تکفین نماز جنازہ فاتحہ درود غرضکہ مرنے کے بعد کے اور عجیب و غریب حالات کمل ہیں ضخامت ۱۲۸ صفحات قیمت بارہ آنے ۱۲ محصول ۶ کل ۱/۲

تازیانہ شیطان

یعنی شیطان تعوذ باللہ من الشیطان فصاحت کے ساتھ اس میں درج آثار میں قرآن شریف میں قصہ آدم تفسیر اور مطالب کا بیان شیطان کی علیہ السلام کی تخلیق شیطان کی دشمنی مکاریاں اور فسوں بازیاں تحقیق کردہ میں جا بجا تفصیلی حکایات ہیں جس سے ہر بزرگ صحابہ کے اقوال سے یہ ٹھنی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہوگی ۱۲۸ صفحات مصنفہ مولوی احمد قیمت مجلد ۱۲ رعایتی مجلد ۱۰

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم صلعم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے اور ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے ان کی مکمل سوانح عمری اس کتاب میں ہے جو بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے ۶۰۰ صفحہ کی کتاب ہے انبیا کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب حالات و معارف سے پر ہوں گے جب اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہوگا کہ دیگر امتوں کی سخت ترین ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی عبادتوں اور اعلیٰ اجرت عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے اتنی ضخیم کتاب اور بہت کم مجلد عہ رعایتی صرف ۱۲

چھیانوے اولیا

کرام کے حالات ان کی کرامات ان کی غمخواری ان کی تعلیمات ان کی عبادات تبلیغ اسلام ان کے اوراد و اذکار ان کے اسرار باطنیہ انکی الوہیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے اس کا نام ہی تذکرۃ الاولیا ہے یہ ہی وہ کتاب ہے جس میں اکابر اولیا رامر کے حالات ہیں اس میں ہندوستان کے بھی ہیں ایران کے بھی عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی حجاز کے بھی ہیں اور یمن کے بھی مشرق و مغرب کے بھی ہیں اور بعید سے بعید بھی غرضکہ اسید و اولیا کا مجموعہ ہے بڑی تقطیع ضخامت ۰۰ صفحات

بڑی سوانح عمری

رسول مقبول یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان صحت تاریخ خوبی کاغذ صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے تاریخ عرب اور میلاد رسول سے لیکر وفات تک کے حالات بشرح و بسط اس کتاب میں عاشق رسول مصنف نے اپنے ابتدا اندازہ میں لکھا ہے کہ اس کا مطالعہ جدید بصیرت افزا ہے کتابت کشادہ ہے جو خود اچھے رسول مقبول کی صد ہا سوانح عمریاں پڑھی ہونگی لیکن اس کا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کرےگا ضخامت ۰۰ صفحات قیمت مجلد عہ

مسدس حالی

عالم اسلامیہ ہند میں تہلکہ ڈالدیا جس کے متعلق سر سید مرحوم کہا کرتے تھے یہی کتاب لیکر جاؤنگا مسدس مدو جزر اسلام ہے ہزاروں چھپی اور فروخت ہوئی زبردست مقبولیت اور حالی کی تعلیم کا ہے ابتدا میں ہے جس میں گویا نثر مسدس ہے اور حالی کی سوانح عمری ہے بچوں کو سکھانا جاتا ہے تو ان میں اسلامی جوش ہوتا ضخامت ۲۰۰ صفحات

[تا]ریخ حبیب اللہ

...الکریم کے حالات ہر طریقے کے اور ہر خیال کے لکھے گئے ہیں بعض نے خوارق عادات کو اہمیت دی اور بعض نے ... کو بالا کیا ہے بعض نے ضعیف اور غیر معتبر روایات ... ہم یہ ملا کر اکٹھا کیا ہے لیکن حق کو بہت سے ... ہم نے سیرت حبیب پر قلم اٹھایا ہے اس نے ہر چھوٹی اور بڑی سی بڑی روایات اور ہر واقعہ کو ... بغیر تحقیق کے نہیں لکھا ... ایسا ... یہ کتاب اسی ... کو ... صفحات ... ضخامت ... صفحات

رعایتی مجلد ... محصول ... ر کل ...

تاریخ مدینہ منورہ

سلطان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک ... کتاب ہے ... شہر مدینہ جو حضور اقدس کو ... مدینہ نبوی کہلاتا ہے جسے آپ نے ... کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق یقیناً ہر مسلمان جس کو حضرت سے محبت ہو اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا لہٰذا ہم نے صد ہا تاریخ کی مستند کتابوں سے مدینہ منورہ کے حالات اخذ کر کے یہ کتاب تیار کرائی ہے حضور اقدس کے عہد مبارک سے لیکر موجودہ سلطان حجاز تک کے تمام حالات کا احاطہ ہے

بہت مقبول کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ

محصول ہر کل ...

تاریخ مکہ معظمہ

یہ وہ ... جس ... کا نام مکہ ... معلوم ہو جاتے ہیں۔ اس ... مکمل تاریخ ہے جو است مرحوم کے ... آیا کیا ... اس خطہ ... کی تاریخ ہے جہاں اس کے ... والے ... کو ... ہر مسلمان جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے ... کو قبلہ کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے اس کتاب میں تاریخ حج اور مناسک ... بھی پوری تفصیل سے اور خانہ کعبہ ... صفا مروہ منا چاہ زمزم ... اور ضروری مقامات کے فوٹو بھی ہیں

قیمت ... محصول ... ر

تاریخ شاہان آل عثمان

دیکھنا کہ کس طرح سلطنت عثمان ... ہوں ... کس کی حالت سے کمال ... سلطنت ... کی بنیاد ڈالی ... کس طرح مسلمانوں کی ... پہلی ... عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام ... کیا عیسائی سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت کو ... کر دینے کے لئے کیا کیا منصوبے باندھے لیکن ترکوں نے جس بہادری سے مقابلہ کیا وہ حیرت انگیز تھا ایک طرف تمام دنیا کے عیسائی اور دوسری طرف ... آخر ترکوں کو فتح ہوئی اس کتاب میں ۳۷ بادشاہوں کے حالات ہیں اور ترکان احرار کا بھی تذکرہ ہے

قیمت ... محصول ... ر کل ...

[تا]ریخ حریت اسلام

... عہد رسالت عہد خلافت راشدہ اور خلافت امیہ خلافت عباسیہ عہد بنی امیہ ... اسپانیہ ... کے علاوہ مصر ... دکن ... خاندان ... سوریا ... عہد مغلیہ وغیرہ اور سلاطین ... گزشتہ کے راستباز ... حق گوئی ... حریت ... جرات آزادی ... استقلال اور جوش ایثار کے حریت آموز ... عدل و انصاف حریت و مساوات کا آئینہ ... کتاب ہے ... صفحہ کی ضخامت ہے۔

قیمت مجلد تین روپے محصول ... ر کل ...

سلطان صلاح الدین

کی سوانح عمری جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مجاہدوں کے ساتھ ان دشمنان اسلام عیسائیوں کو نیست و نابود کر کے ان کی تمردوں کو خاک میں ملا دیا کتاب کو پڑھتے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سنگدلی و بربادی کے ... آنکھوں کے سامنے آجائیں گے جس ... کا جانفزا ... سے سرد ہے فی الفور گرم ہو جائے گا اسکے ... حریت و آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائے گا کتاب کے شروع میں سلطان کا فوٹو بھی ہے

قیمت ۱۲ محصول ...

الفاروق

کیا اسلاف تھے اور کیا ہم ہیں جانتے ہو الفاروق میں کیا ہے اس میں حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مقدس حالات ہیں یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کا نام زبان پر ... عدل ... دنیا ... جب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں ... کے سامنے ... حضرت ... شان ... مساوات ... بیت المقدس میں ... کس طرح غلام سوار اور آقا مہار بردار ... کے سب سے بڑے بادشاہ کی سوانح عمری ... صفحات

... صفحے مجلد رعایتی خاص صرف ... محصول ...

الہارون

خلفائے عباسیہ میں جلیل القدر بادشاہ ہارون رشید کی سوانح عمری اس میں ابتدا تاریخ ... عہد رسالت ... خاندان بنی امیہ بنی عباسیہ خلفائے راشدین کے حالات بنی امیہ کی تاریخ اس کے بعد عباسیوں کی تاریخ ہارون رشید کی تخت نشینی ہارون رشید کی خلافت کا کمال ... خاندان برامکہ ہارون رشید کی خلافت کا آخری زمانہ اور وفات ہارون رشید کے نجی حالات زبیدہ خاتون ملکہ ہارون رشید کی سوانح عمری اور ... اسلام کے مشہور واقعات ضخامت ۴۴۲ صفحات

قیمت ... رعایتی مجلد ... محصول ...

المامون

... عباسیہ کا ... ہارون رشید ... کی ... تاریخ عروج اسلام ... واقعات ... مامون کی ولادت ... بغاوت ... خانہ جنگی ... بغاوت ... فتوحات ... جزیرہ صقلیہ کی فتح وسعت سلطنت ... علمی ... ارکان سلطنت کے عہدے ... مجالس ... مامون کے عہد کے ... واقعات از حضرت علامہ شبلی مرحوم ضخامت ۱۷۰ صفحات

قیمت ... رعایتی ... محصول ... ر

پانچ برگزیدہ صوفی

امام غزالی تصوف کے ... اسرار ... بزرگ کے حالات قیمت رعایتی ... ر

مولانا روم جنکی مثنوی بہت ... زبان ... مع انتخاب مثنوی قیمت رعایتی ... ر

حافظ شیرازی ... صاحب عرفان ... جس کے دیوان کا ... رعایتی ... ر

شیخ سعدی جن کی کریما گلستان اور بوستان آجتک ... رعایتی ... ر

امیر خسرو ... صوفی ... جن کی زندگی عجیب پر عرفان تھی رعایتی قیمت ... ر

سب کی ایک جگہ رعایتی قیمت ... محصول ... ر

امام ابو حنیفہ

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت پر وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا بہت ... ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارنامے ... اور دقیق ... مسائل کے معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے مسائل میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے ... ششدر رہ جاتا ہے اور حقیقت میں ... کی ... کا یہ الامتیاز یہی نوع ہے

قیمت رعایتی ... محصول ... ر

شہید کربلا

اس کتاب میں شہادت امام حسین علیہ السلام کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے ہیں اور ابتدا ... تک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے ... تخت نشینی سے اس حد تک ... افتتاح ہوتا ہے حضرت امام حسن کو ... علی ... مظلوم کی ... شہادت ... مظالم ... کربلا کی نہایت ... تاریخ ہے ... حضرت خواجہ حسن نظامی ... کے ہیں

قیمت مجلد ... محصول ... رعایتی ... ر

مبلغ دو عورتیں

حلیمہ خانم دو خاتون ہیں جنہوں نے اپنے خداداد ذہن سے مذہبی معلومات حاصل کیں اور ۔۔۔ ہوئیں اس کے بعد اسلام قبول کیا تو اس شان سے کہ ۔۔۔ عیسائی پنڈتوں سے مناظرہ کیا اور آخر کار آغوش اسلام میں آ گئیں قیمت ۱۱ر

ساوتری ہندو مذہب کی استری ہے جس نے اپنے علم اپنی ذہانت سے اسلام کو دیکھا پرکھا موازنہ کیا اس کے فطری قوانین نے بالآخر مجبور کیا پھر نہ صرف یہ کہ خود آغوش اسلام میں آئی بلکہ اپنے ساتھ سارے خاندان کو راہ ۔۔۔

قیمت ۸ر ۔۔۔ کی رعایتی قیمت ۱۲ر

خواب نامہ صدیقی

[illegible] آپ اس کتاب کی مدد سے ۔۔۔ صحیح تعبیر بتائے ۔۔۔ کوئی ایک آدھ ایسا ۔۔۔ جو صحیح تعبیر کر سکے ۔۔۔ کے مضر و مفید اثرات سے اطلاع ۔۔۔ اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنا چاہیں ۔۔۔ فن تعبیر خواب میں ۔۔۔ اس میں خواب کی قسمیں ۔۔۔ تعبیر خواب ۔۔۔ کے اثرات ۔۔۔ خیالات کا اثر فلسفہ خواب ۔۔۔ مضامین ۔۔۔

[illegible]

گھر کا مولوی

یہ وعظ کی ۔۔۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اس میں تقریباً ستر بیانات ہیں جن میں تمام امراض روحانی حرص حسد ۔۔۔ دنیا تکبر چوری تہمت بدگمانی بخل ۔۔۔ ریا ۔۔۔ شراب ۔۔۔ اور ساتھ ہی حکایات الصالحین بھی ہیں ضخامت بڑی تقطیع ۲۰۰ صفحات۔

مجلد قیمت ۔۔۔ رعایتی ۱۲ر محصول ۔۔۔

حقائق اسلام

اس کا دوسرا نام الکلام المبین ہے جس میں معاندین اسلام کے عقائد باطلہ کی مدلل طریقہ پر تردید کی گئی ہے ۔۔۔ دلائل بیانیہ کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے نیز خدا تعالیٰ کے واجب الوجود ہونے حضرت محمد رسول اللہ کے نبی برحق ہونے اور قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے کے متعلق بہت سے عقلی دلائل لکھے گئے ہیں ۔۔۔ اسلام ۔۔۔ بہت مقبول اور مدلل ۔۔۔ ہے۔

قیمت ۱۲ر رعایتی مجلد ۔۔۔ محصول ۔۔۔

شرح مثنوی مولینا

روم مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے کہ آج علماء و صوفیا کی جان ہے ۔۔۔ بلا شبہ یہی وہ کتاب ہے ۔۔۔ تصوف ۔۔۔ صوفی ۔۔۔ ضرورت ۔۔۔ ہر قسم کے لوگوں کو ۔۔۔ ضخامت بڑی تقطیع ۔۔۔ صفحات قیمت مجلد رعایت ۔۔۔ محصول ۱۲ر

شرح کریما اردو

حضرت ۔۔۔ سعدی شیرازی کی مشہور کتاب کریما کو کون مسلمان نہیں جانتا ۔۔۔ اخلاقی ۔۔۔ کے مضامین اس سے بہتر ۔۔۔ فارسی اشعار ۔۔۔ الفاظ کے معانی ۔۔۔ شرح آسان اردو میں ۔۔۔ حدیث سے ۔۔۔ اولیائے کرام اور صلحاء کے حکایات درج ہیں ۔۔۔ بچوں کو نیک چلن ۔۔۔ ضخامت ۔۔۔

قیمت ۶ر

فارسی بول چال

بلا استاد کی مدد کے ۔۔۔ فارسی ۔۔۔ کتاب یہ فارسی بول چال جسے پنجاب یونیورسٹی ۔۔۔ فارسی ۔۔۔ فاضل ۔۔۔ سال ۔۔۔ فارسی زبان ۔۔۔ کے مفرد الفاظ کو گریمر کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ۔۔۔ تعزیت ۔۔۔ کے نمونے اور اردو میں ترجمہ قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۲ر

محصول ۲ر

کریم اللغات

فارسی زبان کے ۔۔۔ ہزار الفاظ کے لغات ۔۔۔ کی ۔۔۔ آپ کو ۔۔۔ روزمرہ بول چال میں کتنے فارسی ۔۔۔ الفاظ ۔۔۔ ان کے صحیح معنی ۔۔۔ آپ واقف نہیں ۔۔۔ کریم اللغات ۔۔۔

صفحات قیمت مجلد ۔۔۔ رعایتی ۔۔۔ محصول ۹ر

امتیازی معاشرت

ہر قدم ۔۔۔ عبادت ۔۔۔ نماز روزہ زکوٰۃ ۔۔۔ کہ انسان اچھا انسان بنے اور دنیا کے لئے ۔۔۔ خدا کی رحمت ثابت ہو اسلامی معاشرت ۔۔۔ احکام کے صحیح ۔۔۔ بعد انسان بہترین انسان کا ۔۔۔ بہترین ۔۔۔ قیمت ۱۲ر رعایتی ۹ر

اسلامی زندگی

مسلمانوں کو دینی معلومات کے ساتھ دنیاوی تعلیمات ۔۔۔ ایک مسلمان کی زندگی کے ۔۔۔ اس کتاب ۔۔۔ اسلامی ۔۔۔ زندگی ۔۔۔ معاملات سے ۔۔۔ ایک مسلمان کے پیدا ہونے سے ۔۔۔ مرنے تک اور مرنے کے بعد ۔۔۔ سب اس کتاب میں ۔۔۔

میاں بیوی کے فرائض

آپ کی ۔۔۔ جنت ۔۔۔ بن سکتا ہے اگر آپ کی بیوی ۔۔۔ آپ کا گھر فردوس بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے فرائض ۔۔۔ اپنے گھر کے ۔۔۔ بیوی کی ۔۔۔ میاں بیوی ۔۔۔ فریقین اپنے اپنے فرائض ۔۔۔

دہلی کا دستر خوان

دہلی کی ایک معزز خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین ۔۔۔ مقبول ہوئی ۔۔۔ دہلی کا دستر خوان ۔۔۔ چھوٹی چھوٹی ۔۔۔ اچھے کھانے ۔۔۔ تعداد ۔۔۔ انتظام ۔۔۔ سلیقہ ۔۔۔ کتاب ۔۔۔ زندگی

عورت

بہار کی سیج پر جن کی رنگینیاں دیکھنے سے پہلے ضروری ہے کہ ان کے پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ اس کتاب کو پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ اور امریکہ کی بہترین جنسی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضاء جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے بلوغ حمل کی خوشی غرضیکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی بات ایسی نہیں جو اس کتاب میں نہ ہو اس کتاب میں دوسو کے قریب رنگین فوٹو بلاک ہیں اور قلمی تصویریں قیمت عہ/ محصول ۸/

شب نامچہ عروسی

ایک نہایت شباب والی عروس کا شب نامچہ ہے اور اس میں کی چند راتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ پڑھتے پڑھتے سسکیاں نکل گئے ہیں یہ صرف چند نشاط افزا الفاظ کا مجموعہ ہی نہیں ہے بلکہ ازدواجی مسرتوں کے پوشیدہ راز اسی کتاب سے معلوم ہوتے ہیں اتنی دلچسپ اور جنسی معلومات سے پر شاید ہی کوئی دوسری کتاب ہو شب نامچہ عروسی میں لٹریچر کے پر کیف گہرے نکات کے ساتھ ساتھ کئی عکسی فوٹو بھی ہیں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ آنکھیں بھی لطف اندوز ہوں قیمت عہ/ محصول ۶/

لذت شباب

شباب جادو والی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ہندی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپ کو معلوم ہو گا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں صحت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی کو سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہئے گلزار شباب کس طرح وقت خزاں ہوتا ہے شباب کی روشنی ہو تو دیوے کس طرح جلتی ہے عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے صد ہا مجرب نسخے بھی ہیں ۶ فوٹو بلاک بھی ہیں قیمت عہ/ محصول ۶/

عروس سمرنا

سلطنت عالم سمرنا کی حسین دوشیزہ جو غازی مصطفے کمال پاشا کی جرأت اور [illegible] فدائیہ مسرور ہو کر حبالۂ عقد میں آئی اور سمرنا کی فتح میں اس غیور و بہادر خاتون نے وہ دلیری اور شجاعت کے جوہر دکھائے کہ عہد سلف کی یاد تازہ ہو گئی۔

یہ کتاب اسی حسین دخیری خاتون کی لائف ہے جو نہایت عمدہ ولولہ انگیز پیرایہ میں لکھی گئی ہے خصوصاً سمرنا کی فتح اور یونانی بیڑوں کے مظالم بہت صبر آزما اور جوش انگیز ہیں۔ قیمت ۸ رعایتی ۴ اور کتابوں کے ساتھ [illegible]

کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوانمرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا مسرت ہے جس پر دنیا کی بقا کا مدار ہے یہ قانون فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں حیوان ایسے ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گزار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو کتاب مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہو قیمت ایک روپیہ محصول ۸/

بہار شباب

جنسی کتابوں میں تہیج اسلوب بیان کا انتخاب ہے وہ جذبات کی ہیجانی بغیر مطالعہ کے نہ خرید کیوں نہ ہو لیکن اصل فائدہ اس پروگرام کے ماتحت ہے جس کے ماتحت رکاوٹ جوانی دیوانی کو قابو میں رکھ کر چاہتا ہے کہ یہ بالذات قائم ہو جائے بہار شباب میں الہامی انتظام ہے جوانی کی کیف انگیزی اور اس کو دوام کرنے کے لئے بڑے بڑے مجرب طریقے قاعدے قاعدے نسخے ہدایات حفظ ما تقدم کی ہزار ہا تدبیریں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو مردوں پر آئینہ کر دیا ہے قیمت عہ/ محصول ڈاک ۷/

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کے لئے تھا وہ اب عام ہے اس کتاب میں رجیت الشیخ نے لذت کے سرچشمہ عورت کو ایسے انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ لذتیں جو ایک جوان آدمی کے ذہن میں عورتوں میں ہوتی ہیں شاید وہ اس کے واہمہ میں بھی نہ ہوں ارباب مطلب نے عورت کے رد عمل سے لذت ہی لذت ثابت کی ہے اور اس طرح مرد کو قوت مردانگی کو مزید طاقتور کرنے کے نسخے لکھے اور غیر مسنون گر بتائے ہیں اور اسی علاج کے سلسلہ میں حکایات وصل جو بیان ہوتی ہیں جو صدہا مجربوں لاکھوں مقویات سے بھی زیادہ مقوی ہیں قیمت کامل عہ/ محصول ۷/

نادر خواتین

جنہوں نے اپنے حسن و کمالات سے بادشاہوں کی سلطنت [illegible] سوزی جنہوں نے دارفتہ حسن نوجوانوں کے جنازے جنازے اپنی چاند سی صورت پر قربان کر دئے [illegible] ۱۴۴ ایسی خواتین کے حالات ہیں جن کے اسمائے گرامی زبیدہ خاتون، ام الخیر رابعہ معصومہ، رابعہ شامیہ، شہدہ کاتبہ علیہ بنت مہدی فلری النوی خدیجہ بنت الفقیہ ام ہانی مریم فاطمہ فضلیہ، فاطمہ نیشاپوری زلیخا ملکہ مصر بلقیس ملکہ صبا ملکہ دیا ملکہ زنوبیہ ام [illegible] نورجہاں خلیفہ ام سلمیٰ سمیرامیس ملکہ ایستر قلوپطرہ ہند اور فاد وغیرہ مجلد ۔۔ صفحات قیمت عیہ رعایتی ۱۲ [illegible]

میاں بیوی کی نوک جھونک

اگر اس میں تلمیحات ہوں اور پر لطف لطیفہ ہوں تو خانگی زندگی کو پرکیف بنا دیتی ہے اگر بیوی کی بدمزاجی ناک میں دم کر دیا ہے اور گھر کی زندگی بے لطف ہو گئی ہے تو گھر بار چھوڑ کر بے لطف ہونے کی ضرورت نہیں میاں بیوی کی باتیں نامی کتاب آج ہی منگا کر پڑھئے پڑھئے ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جائیں گے یہ وہ طلسمی تعویذ ہے کہ اس کی زیارت کرتے ہی بیوی کا غصہ فرو ہو جانے لگا اس کے بعد میں اگر کبھی جھگڑا ہو تو ہمارا ذمہ بڑی دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت ۸/ محصول ڈاک ۶/

مجربات طبی

مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب اور افسر الاطبا جناب حکیم نور الدین صاحب بھیروی کے شاگرد رشید اور طب پنجاب یونیورسٹی کے سند یافتہ ناقل اہل طبیب نے سالہا سال کی محنت و عرق ریزی سے مرتب کیا ہے یہ وہ کتاب ہے جس میں قابل مصنف نے سر سے پاؤں تک کل امراض کا مفصل حال ان کی تشخیص کا طریقہ ان کا علاج بہت ہی سہل طریقہ سے لکھا ہے جس سے ہر شخص بلا کسی حکیم کی امداد کے خود بخود اپنا اور اپنے خویش و اقارب کا علاج کر سکتا ہے [illegible] کی سب سے بہتر کتاب ہے اور بہت زود اثر علاج ہو [illegible] دو روپے رعایتی عہ محصول ۸/

صحت النسا

عورتیں جہاں اپنے شباب میں مردوں کے لئے لذت کے خزانے پوشیدہ رکھتی ہیں اور ان کے حظ و لطف کے لئے ہر وقت آلہ کار بنی رہتی ہیں اس کا کچھ نہ کچھ صلہ ان کو بھی ملنا چاہئے مگر مرد کی خود غرضیاں سوائے اپنے لطف کے دوسری طرف نگاہ ہی نہیں رکھتیں اور ابتدائی انزال قبل ہیجان کے سلسلہ میں غریب عورتیں ایسے امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں بالآخر انہیں موت سے دوچار ہونا پڑتا ہے نیز جب دو چار بچے ہو جاتے ہیں تو یہ مردوں کی طرف سے عدم التفات و لاپروائی ہوتی ہے اس سے ایک دنیا واقف ہے یہ کتاب ان تمام امراض کا [illegible] مجلد ۔ قیمت ۱۲ رعایتی ۸ محصول ۶/

محافظ الصبیان

بچوں کی حفاظت بچوں کی تندرستی اور صحت کیلئے والدین کا ہر وقت جو دل ہے لیکن اپنی ناواقفیت عدم واقفیت کی وجہ سے بچے کسی بیماری کا شکار خود موجب ہو جاتے ہیں محافظ الصبیان کتاب کے مطالعہ کے بعد وہ اس کتاب کی ہدایات پر عمل کر کے حفظ ما تقدم کا خیال رکھیں تاکہ بچے بیماریوں سے محفوظ رہیں اور اگر بچہ خدانخواستہ بیمار ہو گا آپ ابتدا ہی میں اس کا علاج کر سکیں گے اس کتاب میں بیماری اور علاج [illegible] بیماری اور حفظ ما تقدم کی [illegible] [illegible]

سو برس کے بڈہونکی ضرورت ہے

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے ملا واحدی صاحب اڈیٹر رسالہ نظام المشائخ کو جو ایک طلسمی نسخہ قوت کا عطا فرمایا ہے اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ہے

ملایک ہفتہ کے استعمال میں مرد صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہوئے تا دم مرگ طاقت جسمانی ہمہ عضو قائم و برقرار رہے ہر روز ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سے بیزاری نہ ہوگی اور ایک وقت میں بجز تین چار ۔ ۔ ۔ ۔ طبیعت کو قرار نہ ہوگا یہ نسخہ بسلسلہ خاندان حکیم سید عبد اللہ خاں دہلوی شاہی میرے عم بزرگوار حضرت فخر الدین مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا جو لطیفہ یادگار پسماندگان درج ذیل کیا یہ نسخہ حقیقی و درست و صحیح میری اوائل عمری میں ایک وقت طیار ہوا تھا راجگان ہندوستان سے میرے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ انعام ملا تھا اور نواب سالار جنگ اعلیٰ نے چہار خوراک معجون ہذا کا استعمال فرما کے جاگیر و منصب ڈیڑھ سو روپے ماہانہ عطا فرمائے تھے یہ تذکرہ بماہ جمادی الاول ۱۲۹۶ھ کا ہے پسماندگان کو اس کا پورا علم ہے:

اس نسخہ سے جو معجون تیار کی جاتی ہے اس کا نام **معجون مددگار غدود** ہے جوانوں اور ادھیڑوں کو معجون مددگار غدود کی سات خوراکیں چار روپے میں دی جاتی ہیں (علاوہ محصول ڈاک) لیکن اگر کوئی سو برس کی عمر والے صاحب طلب فرمائیں گے تو ان سے سات خوراک کی قیمت صرف تین روپے لوں گا اور محصول بھی اپنے پاس سے لگا کر معجون بھیجوں گا شرط فقط یہ ہے کہ سو برس کے ہونے کا وہ کسی طرح اطمینان دلا دیں سو برس نہ سہی لگ بھگ سہی۔

نوٹ

جنھیں جریان کی شکایت ہو وہ معجون مددگار غدود نہ منگائیں کیونکہ معجون مددگار غدود صرف قوت کی دوا ہے جریان کے مریضوں کے لئے معجون کایا پلٹ مفید ہوگی۔ قیمت بیس خوراک ڈھائی روپے علاوہ محصول ڈاک۔

پتہ

منیجر رسالہ نظام المشائخ ۷۱ کوچہ چیلان دہلی

بالکل نئی تصنیف اردو میں وعظوں کی ایک سب سے بے نظیر تازہ کتاب

بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال میں حمیدیہ پریس دہلی نے شائع کی ہے اور دعویٰ ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور سے پیر و نجات کے واعظ بمشکل فراہم کئے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اردو میں طیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں باسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی اس کی روزانہ ایک مجلس پڑھ دیا کرے اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں ا۔

پہلی مجلس ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف تو ہوا آمنا بالله لفظاً ہی نہیں مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھکر اور مجبور ہوکر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الہی یہ ہی مبحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے اہرمن یزدان باپ بیٹا روح القدس اور ۳۰ کروڑ دیوتاؤں کے جھنجھٹ سے خدا پاک ہے وہ ایک ہے اور اکیلا ہی رہے گا۔

تیسری مجلس شمع توحید کے پروانے یہ مجلس بہت ہی جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اسی کے ذریعہ روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور مومن اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں۔

چوتھی مجلس نبوت و رسالت اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت اس میں ہزار ہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے بعد خدائی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا الیوم اکملت کی تفسیر ہے۔

چھٹی مجلس فضائل رسول اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

ساتویں مجلس اسوہ حسنہ رسول محترم بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہم سب پر واجب ہے اس کی ہی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس محبت رسول اس میں رسول کریم کی محبت کے ہزار ہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات بس رسول کی اطاعت و محبت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اس میں ہر دو عنوانات پر بہت ہی عجیب انداز سے ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مدعی ایمان کے لئے قابل تقلید ہے

دسویں مجلس اسلامی وحدت اسلامی مساوات اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر پیرایہ میں

گیارہویں مجلس اسلام میں عورت کے حقوق وہ مدعی تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت بہت صحت کے ساتھ لئے گئے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا ہے ضخامت دو سو صفحات کتاب مجلد ہے اور قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۔/ر

منگانے کا پتہ:- **حمیدیہ پریس دہلی**

مذہبی معلومات کے لیے عورتوں کا بہترین کتب خانہ

تعلیم نسواں کی چار کتابیں

زنانہ بستہ مجلد

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے مجلد

مولوی دلی رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۸۶۶

یہ حمائل الف نیر چھپی تو ہو گی

ڈھائی روپیہ کی



فی پرچہ دو آنے

سالانہ ایک روپیہ

منیجر رسالہ مولوی یوسف بخش

[illegible]

[illegible]

اب کے محرم میں کیا ہو گا

مذکورہ تفصیل ذکر ہے مولوی کی رضا اشاعت کے ساتھ مولوی کو خوشنمائی ضخامت اور افادیت میں سال بہ سال رفعت ہو رہی ہے۔ اس کی دکار ساز بہت سے بہی خواہ پسندیدوں کو مولوی کی امداد پر آمادہ کر دیا، ورنہ مجھ جیسے فرد واحد مزدہ کے تخیل عبد ہی قبولیت عام نہ تھی، یہی کارسازی کی وجہ ہے کہ خود دیکھو مولوی کی رفعت شان تک احباب پیدا ہو جاتے

فخر سادات ابن رسول حضرت مولانا سید منظور الحق صاحب نے اپنی خوشی سے واقعہ کربلا پر ایک کتاب لکھ کر عنایت فرمائی،

محرم ۱۳۵۲ھ کی سب سے بہتر کتاب

چونکہ بیان کرنے والے ہونے مظلوم آبا و اجداد کی داستان تھی ظاہر ہے کہ کتاب کس پایہ کی ہوگی۔ اسی میں یہ اللہ ... تھی کہ کربلا کے حضرت امام ہمام کی اولاد ہونے کے انہوں نے کہیں ہی واقعات کو فرضی روایتوں سے کسی واقعہ کو ایسا نہیں بنایا کہ خواہ مخواہ ذاکر دہ اصولوں کو بھی لپیٹ لیتے، حالانکہ اس ... کو پیدا کر ... انصاف باقی نہیں رہا کرتا، اور پھر وہ تو سید ہیں، ان کے تو گھر میں آگ لگی ہوئی تھی جتنا لکھتے اتنا تھوڑا تھا، تاریخ کی سچی سے سچی سند کے ساتھ انہوں نے ہر واقعہ ... ان کی علمی قابلیت کا بلند ترین کارنامہ ہے، از بسکہ وہ کتاب بہت ہی نادر تھی میں نے ارادہ کر لیا کہ اس کو کتابی صورت میں چھپوا لوں، ہزار کتاب اس محرم میں نکلنی ذرا بھی مشکل نہ تھی اور دو سو صفحات کی کتاب ایک روپیہ میں ہنسی خوشی بک جاتی، میرا ذاتی نفع بھی خاصا تھا۔

لیکن انصاف یہ تھا ان ۹ ہزار ناظرین مولوی کی جن کے صدقہ میں یہ سب کچھ حاصل ہوا۔ اور ان کو بھی یہ کتاب قیمتاً دی جاتی، میں نے اسی خیال سے متاثر ہو کر اپنی اس محنت کی کمائی کو خرچ مولوی پر نثار کر دیا، اور یہ تہیہ کر لیا کہ یہ پوری کتاب مولوی کے محرم کے پرچے میں شائع کر دوں، خواہ مجھے ریڈنگ میٹر کے کچھ صفحات کا اضافہ ہی کرنا پڑے اس لیے محرم ۱۳۵۲ھ کا رسالہ مولوی کا

کربلا نمبر

ہوگا، اور اس میں واقعہ شہادت کی پوری تاریخ ہوگی۔ ہمارے لاکھوں بھائیوں کو ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوگا کہ آخر اس درجہ المناک واقعہ کیوں ہوا، اور حضرت حسین علیہ السلام نے آخر کس لیے دولت ثروت حشمت عزت کو لات مار کر ایسی المناک شہادت پائی اور اپنے ننھے ننھے نونہالوں کو خاک و خون میں غلطاں کرایا، ان تمام واقعات کو ذہن نشین کرانے کے لیے وفات رسول سے لے کر شہادت حضرت امام تک کے پورے واقعات قلمبند کئے گئے ہیں، اور یہی ایک بہترین صورت تھی۔

آل رسول پر ہر نماز میں درود پڑھنے والے

جو ہر نماز میں اللھم صل علی محمد و علی آل محمد پڑھتے ہیں، ان کا فرض ہے بتلا دوں کہ اگر ان کے دل میں آل رسول کی محبت ہے تو وہ ان برگزیدہ قدسی صفات اہل بیت رسول اکرم کے حیرت انگیز کارنامے کو زمین کے چپے چپے پر پھیلا دیں اور **مولوی کا کربلا نمبر اپنے ہر واقف کے پاس پہنچا دیں** خدا علیم ہے کہ اگر یہ کتابی صورت میں شائع کرتا تو ایک ہی روپیہ میں بکتا، اگر مولوی کے جدید خریدار اسی ترغیب سے ہم پہنچائیں کہ ایک روپیہ کا فقط یہ ایک ہی پرچہ ہے اور اس کے ساتھ پورا رسالہ ہے اور خدا جانے کتنے نمبر سال بھر میں اسی ایک روپیہ میں ملیں گے، تو کیا یہ کوشش کچھ کم ہے کریں تو سب کچھ ہے۔

جن لوگوں کا چندہ اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو رہا ہے ان کو اول تو خود ہی یاد ہوگا، اس کے علاوہ ان کو یاد دہانی کا خط بھی بھیجا جائے گا اس لیے ان کو اپنا چندہ پہلے سے بھیج دینا چاہیے وی پی میں ۵ آنے حرام میں جاتے ہیں، منی آرڈر فارم پر نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائیں،

کربلا نمبر انشاء اللہ دس ہزار چھپے گا، اور اگر روپیہ وقت پر آ گیا تو تربت آل اطہار کے فوٹو بھی شامل ہوں گے اس لیے جدید ۵۰۰ سو خریدار فراہم کر کے شیدائیت اہل بیت کا ثبوت دیجئے۔ کیونکہ آل رسول پر درود بھیجنا اس کے بغیر بامعنی نہیں رہے گا، اب اس صفحہ کے بقیہ حصہ میں کربلا نمبر کی فہرست مضامین لکھتا ہوں جتنی بھی لکھ سکے

بتلائیے!

کیا آپ بھی شیدائے آل اطہار فرید چندہ سو خریدار نہ بنا سکیں گے

عبدالحمید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی "بارہ تاریخ" کو حمیدیہ پریس کوچہ چیلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۶ | بابت ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۱ھ مطابق اپریل ۱۹۳۳ء | نمبر ۶

خطبہ

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ والصلوٰۃ والسلام علی محمد رسول اللہ اما بعد قال اللہ تعالیٰ ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب مبین من ان نبرأھا وقال اللہ تعالیٰ قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیھم القتل الی مضاجعھم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آل محمد واصحاب محمد وسلم۔

اما بعد برادران اسلام! یہ ماہ مبارک اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے اور کئی لحاظ سے اہمیت اور عظمت رکھتا ہے اسی ماہ مبارک میں یوم عاشورا ہے جسکے فضائل سے کتب احادیث لبریز ہیں اسی مہینہ میں وہ جانگداز اور روح فرسا حادثہ کربلا واقع ہوا ہے جو تیرہ سو سال سے مسلمانوں کی آنکھوں کو دریائے فرات بنائے ہوئے ہے اور غم والم کے سیلاب رواں رہتے ہیں اور یہی وہ مہینہ ہے جس کو خدا اور رسول کے احکام کے خلاف بدعات سیئہ کا مسلمانوں نے مرکز بنا لیا ہے اور آج کے خطبہ میں انہی تین امور پر ہمیں غور کرنا چاہیئے اور اپنی زندگی کو ہر نقطہ نظر سے اسلام اور شریعت حقہ کی کسوٹی پر کس کر دیکھنا چاہیئے کہ کہاں تک صحیح اور درست اترتی ہے۔

سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اسی ماہ مبارک سے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے آغاز سال ویسے تو کوئی ندرت وخصوصیت اپنے اندر نہیں رکھتا ہر بارہ مہینہ کے بعد نیا سال شروع ہو جاتا ہے اور ہر شخص خدا معلوم کتنی بار اس آغاز سال کی گردش لیل ونہار سے ملاقی ہو چکا ہوگا لیکن اگر قلب اثر پذیر ہو تو اس تبادل سنہ وسال سے انسان بہت کچھ اپنی زندگی کو سنوار سکتا ہے اور بڑی حد تک اصلاح کر سکتا ہے۔

برادران اسلام۔ ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ اس ایک سال کے اندر ہمنے اپنی زندگی کس نہج اور کس طرز کی گذاری ہے ہمیں چاہیئے کہ ہر ایک مہینہ کے بڑے بڑے کاموں کا پہلے جائزہ لیں کہ ان اہم اور بڑے کاموں میں کتنے ایسے کام ہم نے کئے کہ جن کے متعلق ہمارا قلب اس نقطہ نظر سے مطمئن ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک وہ اچھے کاموں میں شمار ہوں گے ان سے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل ہوگی اور خدا کے حضور میں جب ہم حاضر ہوں گے تو شرمندہ نہ ہوں گے دیکھئے کہ ان بڑے بڑے کاموں میں کتنے اعمال حسنہ میں شمار کرنے کے قابل ہیں اور کتنے ایسے ہیں جن کے متعلق آپ کا قلب یہ فتویٰ دیتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے سنتی بتلائے ہوئے راستہ اور بتلائے ہوئے احکام کے خلاف ہیں اور ان کی بابت بری اور خطا و غلطی کا خطرہ محسوس ہوتا ہے۔

اس کے بعد چھوٹے چھوٹے کاموں پر نظر ڈالئے کہ خدا نے جو ایک سال کی مہلت عطا فرمائی اس کی عطا کی ہوئی عمر کا ایک سال بحیثیت مجموعی کیسا گذرا کتنا وقت اچھے کاموں پر صرف ہوا کتنا برے کاموں پر صرف ہوا اور کتنا بیکار صرف ہوا اور کتنا نیک کاموں میں صرف ہوا اللہ کی طاعت وعبادت میں بھی کچھ وقت گذرا یا طلب دنیا ہی سارا بربلو ہو گیا ذاتی عیش وعشرت ہی میں تمام وقت کٹا یا کچھ خدمت خلق وہدایت حق میں بھی صرف ہوا۔

اس طرح پورے گذشتہ سال کا احتساب کرنا چاہیئے اور اچھے برے نیک وبد جائز وناجائز اور حسنہ وسیئہ اعمال کو احتساب کے ترازو میں تول کر اپنے دل کا فتویٰ حاصل کرنا چاہیئے اگر تمہارے قلب کا فتویٰ یہ ہو کہ سال اچھا گذرا اچھے کاموں میں گذرا برے کاموں میں نہیں گذرا تو اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس قادر وذوالجلال نے تم کو نیک توفیق عطا فرمائی مگر یاد رکھو کہ فتوائے قلب کے یہ معنے نہیں کہ تمہارا دل مطمئن ہو کوئی خلش نہ ہو کسی قسم کی الجھن نہ ہو۔

لیکن اگر میزان احتساب میں نیکیاں کم اور بدیاں زیادہ اتریں تو گذشتہ غفلت شعاری پر سچے دل سے نادم ہونا چاہیئے اللہ سے توبہ وانابت کرنا چاہیئے اور پختہ عزم کے ساتھ یہ ارادہ کر لینا چاہیئے کہ اب جو ماہ محرم الحرام سے نئے سال کا آغاز ہوتا ہے وہ گذشتہ سے مختلف گذرے گا اور خدا کی توفیق اگر رفیق حال رہی تو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق زندگی بسر ہوگی اگر ہم آغاز سال ہی پر یہ فیصلہ کر لیں اور کامیابی کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہوں تو یہ ایسی سعادت ہے جو ہر کسی کے حصہ میں نہیں آیا کرتی۔

محرم کے خطبہ کا دوسرا ضروری حصہ یوم عاشورا اور اس کے فضائل ہیں جن پر عمل کرنا چاہیئے۔ یوم عاشورا کے فضائل میں بہت زیادہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں ہم ان میں سے صرف چند ذیل میں لکھتے ہیں۔

امام ترمذی سے مروی ہے فانہ شھر اللہ تعالیٰ فیہ یوم تاب فیہ علی قوم ویتوب فیہ علی قوم آخرین یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اس میں ایک دن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی اور اسی دن ایک قوم کی توبہ قبول فرمائے گا۔ یہ روز عاشورا ہے اسی یوم مبارک کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اسی دن حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی اسی دن حضرت نوح کی کشتی کوہ جودی پر جا کر ٹھیری اور طوفان کی ہلاکت خیزی سے نجات ملی اسی دن نار نمرود ابراہیم علیہ السلام پر گلزار بنا اسی دن حضرت موسیٰ کو فرعون پر فتح حاصل ہوئی اور بہت سے انبیا علیہم السلام پر خصوصیت سے نزول کے خاص فضائل والطاف کا نزول ہوا [illegible]

[illegible]

یہود بہت خوش ہوتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ دریافت کی تو بتلایا گیا کہ اسی دن حضرت موسیٰ کو فرعون سے نجات حاصل ہوئی تھی اس لئے ہم اس دن خوب جشن مسرت کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں ان سے بھی زیادہ موسیٰ کا قریب ہوں چنانچہ آپ نے یوم عاشورا کو روزہ رکھنا شروع فرما دیا اور لوگوں کو اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور صوم عاشورا کے متعلق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صیام یوم عاشورا انی احتسب علی اللہ ان یکفر السنة یعنی یوم عاشورا کے متعلق میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں کہ سال گذشتہ کا کفارہ ہو جائے۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عاشورا کے روزے کی کس قدر فضیلت وارد ہوئی ہے اور کس قدر ثواب کی امید ہے حقیقت یہ ہے کہ یوم عاشورا کے روزے سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ اور کسی دن یا مہینہ کے روزے پر اس قدر زور نہیں دیا چنانچہ احادیث اس باب میں مروی ہیں۔

مگر ہماری حالت عجیب ہے کہ کتب سنت سے جو چیز ثابت ہے اور جس چیز پر ثواب کا مترتب ہونا بالنص قطعی سے یقینی ہے اس کی طرف تو کوئی توجہ نہیں کرتے اور اس کے مقابلہ پر اپنی طرف سے ایسی باتیں مخترع کر لیتے اور ان کا پابند ہو جاتے ہیں جن کا شریعت میں نہ صرف یہ کہ کوئی ذکر نہیں بلکہ روح شریعت کے بالکل خلاف ہوتی ہیں۔

برادران اسلام! یوم عاشورا کے متعلق جو کچھ احادیث سے ثابت ہے وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ اس دن روزہ رکھنا ایک فعل مسنون ہے آنحضرت نے خود بھی روزہ رکھا اور امت کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا اور اس کے فضائل بیان فرمائے مگر ہماری بدبختی کا یہ عالم ہے کہ اس صاف و صریح امر کی طرف تو کوئی توجہ نہیں دیتے اور اپنی ایجاد کردہ باتوں پر جو صراحتاً روح اسلامی کے خلاف ہیں عمل پیرا ہیں یہ کھلی ہوئی بدبختی ہے اور اس قدر جلد ہم اس بدبختی سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہوں اسی قدر ہمارے لئے یہ بہتر ہوگا اس لئے ہم کو چاہیئے کہ یوم عاشورا میں رسول اللہ صلعم کی ہدایت کے مطابق روزہ رکھا کریں۔

روزے کے علاوہ ایک حدیث میں توسیع علی العیال کی اجازت بھی دی گئی ہے یعنی اس دن معمول سے زیادہ اچھے کھانے پکانا اور بال بچوں کو کھلانا گو یہ حدیث بھی ضعیف ہے تاہم زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے ہیں اس کے علاوہ اور جو کچھ بھی ہم کرتے ہیں وہ سب غیر مشروع اور ناجائز ہے۔

اسوۂ حسینی

برادران اسلام! اس ماہ محرم الحرام کا سب سے اہم اور سب سے زیادہ درد ناک اور سب سے زیادہ سبق آموز واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام کا واقعہ ہے یہی وہ مہینہ ہے جس میں فرزند رسول و جگر گوشہ بتول کو بیدردو بیدین یزیدی کوفیوں نے تیغ ظلم و ستم کمال سفاکی و بیرحمی کے ساتھ شہید کر ڈالا سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ دنیا میں اندوہناک ترین واقعہ ہے اور اس آسمان کے نیچے اور اس زمین کے اوپر سید الشہداء امام حسین کی شہادت سے بڑھکر کوئی دوسرا غمناک والم انگیز واقعہ واقع نہیں ہوا تاریخ کے صفحات شقاوت اور سفاکیوں کے حوادث سے بھرے ہیں بیرحمیوں اور خونخواریوں کی داستانوں سے معمور ہیں اور ظلم انگیزیوں کی خونچکاں افسانوں سے بھرے پڑے ہیں مگر آج سے تیرہ سو برس قبل سرزمین کربلا اور ارض نینوا پر محمد رسول اللہ کے نواسہ کو جس بیدردی جس بیرحمی اور جس شقاوت و سفاکی کے ساتھ قتل کیا گیا اس کی نظیر نہیں ملتی۔

لیکن دوسری طرف حق کی پرستاری اور صداقت و صداقت میں صبر و استقامت اور ہر قسم کے مصائب و آلام کی برداشت کا جو سبق جناب امام حسین علیہ السلام نے پیش کیا اس کی نظیر بھی کہیں نہیں ملتی حضرات انبیا کرام بھی اس مرتبہ صبر و رضا پر فائز سمجھے جاتے ہیں مگر انبیا میں کوئی دوسری مثال حق کی پاسداری اور صبر و رضا کی ایسی نہیں ملتی جیسی کہ امام حسین علیہ السلام نے میدان کربلا میں پیش کی اس سے کربلا ایک ایسا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے جو ہمارے رشد و ہدایت کا گنجینہ ہے اور مسلمانان عالم قیامت تک باطل کے خلاف حق شناسی و حق پرستی کا سبق اس سے حاصل کر سکتے ہیں۔

واقعہ کربلا کی تمام تفصیلات اس خطبہ میں بیان نہیں کی جا سکتیں ضروری واقعات محرم کے موقع میں شائع کئے جاتے ہیں لیکن اس اہم واقعہ کی ہدایات روح سے روشناس کرانا خطبہ کے ذریعہ ہم ضروری خیال کرتے ہیں۔

شہادت امام حسین علیہ السلام صرف ایک ایسا واقعہ نہیں ہے کہ اس کے حالات پڑھ اور سنکر ہم اپنی آنکھوں کو دو نفل گریہ اور اپنی زبان کو وقف ماتم کر کے رہ جائیں سینہ کوبی و ماتم بھی ہی اس واقعہ کا مقصد اصلی نہیں ہوا اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ جس دل میں حب رسول و حب اہلبیت کرام کا ذرا سا شائبہ بھی ہوگا اس کے سامنے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے غم انگیز والمناک واقعات آئیں گے تو ناممکن ہے کہ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری نہ ہو جائے اور دل آتش غم و الم کے شعلے نہ بھڑک اٹھیں اول تو واقعہ کربلا خود ہی نہایت درجہ دردناک اور الم انگیز ہے جس کو سنکر اور پڑھکر کوئی شخص یہانتک کہ غیر مسلم بھی ضبط نہیں کر سکتا دوسرے واقعہ کا تعلق اس ذات گرامی کے نواسہ سے ہے جس کو مسلمان خدا کے بعد بزرگ ترین انسان سمجھتے ہیں اور جس کی محبت جزو ایمان ہے اور جسکو اپنے نواسہ سے حد درجہ کی الفت اور محبت تھی اور پھر خود جناب امام حسین علیہ السلام کی ذات قدسی سے غایت درجہ کی عقیدت مسلمانوں کو ہے اور اس پر یہ مستزاد ہے کہ آپ کو شہید کرنے والے وہ لوگ تھے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے اس لئے یہ تو ناممکن ہے کہ واقعہ کربلا ہمارے سامنے آئے اور ہم رونے پر مجبور نہ ہو جائیں۔ مگر برادران اسلام! شہادت امام حسین علیہ السلام ایک اہم اور عظیم اسلامی مقصد کے سلسلہ میں واقع ہوئی ہے اور نہایت عظیم الشان ہدایت اس شہادت عظمیٰ سے ہم مسلمانوں کو ملتی ہے اور اسی غرض سے جناب امام عالی مقام نے ایسی عظیم قربانی پیش کی تاکہ محمد رسول اللہ کی امت قیامت تک حق و صداقت کا سبق اس اسوۂ حسینی سے سیکھتی رہے جو میدان کربلا میں آپ نے اپنے اور اپنے تمام عزیز و اقارب کی مقدس جانیں قربان کر کے قائم کیا تھا پس ہمیں شہادت امام عالی مقام کو اسی نقطہ نظر سے دیکھنا چاہیئے اور یہ سمجھنا چاہیئے کہ صرف رونا اور ماتم کرنا ہی امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا مقصد وحید ہے۔

برادران اسلام! آپ کو معلوم ہے کہ امام حسین علیہ السلام کیوں شہید کئے گئے اور کس لئے آپ نے ان شرائط کو منظور نہیں کیا جن کے منظور کرنے کے بعد آپ نہ صرف اپنی مقدس جان کو بچا سکتے تھے بلکہ تمام اعوان و انصار اور تمام اعزہ و اقربا کو بچا سکتے تھے یہ شرائط اور کچھ نہ تھیں صرف ایک شرط تھی اور وہ یہ تھی کہ آپ یزید کے دست باطل پرست پر بیعت خلافت کر لیں اور یزید کو جائز و صحیح اور برحق خلیفہ تسلیم کر لیں لیکن آپ نے اس شرط کے تسلیم کرنے سے اول سے لیکر آخر تک انکار کیا اور تلوار کے نیچے بھی انکار ہی پر قائم رہے اور جام شہادت نوش فرمالیا۔

برادرانِ اسلام! یزید پلید کی بیعت سے آپ نے اس لئے انکار فرمایا کہ اول تو وہ خلافت کا مستحق نہ تھا اور ہر لحاظ سے جو صحیح امام حسین علیہ السلام سے ہوئی تھی اس کی شرائط کے مطابق یزید کسی طرح خلیفہ ہو ہی نہیں سکتا تھا اس لئے کہ وہ جو طریقہ آپ کی بیعت کا اختیار کیا گیا وہ غلط و ناجائز اور غیر مشروع تھا اور ایک کھلی ہوئی بدعت اور ظلم تھا نیز یزید زبردستی تخت خلافت پر قابض ہو گیا تھا اور صحیح اور جائز طریقہ پر مسلمانوں کی رائے دینے کا موقع نہیں دیا گیا بلکہ غیر مشروع طریقوں سے مثلاً لالچ و دباؤ ظلم و جبر وغیرہ کے ذریعہ مسلمانوں کی رائے کا گلا گھونٹ دیا گیا اور کسی کو صدائے حق بلند کرنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا پھر دوسری مصیبت یہ پیش آئی کہ نہ امر کی پابندی نہ منکر و نواہی سے احتراز و اجتناب جس منصب پر ابوبکر و عمر سرفراز ہو چکے تھے اسی پر یزید قابض ہو گیا اور شراب و کباب اور فسق و فجور میں علانیہ مشغول ہو گیا تھا یہاں تک کہ سیاسی اغراض کے لئے جب حج کرنے مکہ آیا اور مدینہ میں ٹھیرا تو ایک صحبت میں خود امام حسین علیہ السلام کو جام شراب پیش کرنے کی رندانہ جراءت بھی کی اور یہی نہیں بلکہ ان عورتوں کو بھی علانیہ حلال کر لیا جن کو خدا و رسول نے حرام قرار دیا ہے۔

ان حالات میں امام عالی مقام کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ بیعت یزید سے انکار فرما دیتے تاکہ امت محمدی اس ضلالت و گمراہی میں نہ پڑے کہ یزید جس طرح تخت خلافت پر بیٹھا اور جن اعمال کو اس نے مباح کر رکھا ہے اگر وہ جائز اور صحیح ہو سکتے تو امام عالی مقام جیسا شخص یزید کی بیعت کیسے کر سکتا تھا۔

امام حسین علیہ السلام اس ذات قدسی کے فرزند تھے جو دنیا میں حق و صداقت کے قیام و استحکام کے لئے آئی تھی پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ ایسی واضح ضلالت اور کھلی ہوئی گمراہی کو دیکھتے ہوئے آپ یزید کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس ضلالت و گمراہی پر مہر تصدیق ثبت فرما دیتے آپ کو اپنے نانا جان کا یہ ارشاد یاد تھا کہ امر منکر کو دیکھو تو اگر استطاعت ہو تو ہاتھ سے اس کو دور کر دو اگر ہاتھ سے دور کرنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اس کو دور کرنے کی کوشش کرو یعنی وعظ و پند کے ذریعہ اور اگر یہ طاقت بھی نہ ہو تو دل ہی سے اس کو برا سمجھو اور یہ ضعیف ترین ایمانی درجہ ہے اس ارشاد نبوی کی موجودگی میں امام عالی مقام سے یہ کیونکر توقع کی جا سکتی تھی کہ آپ یزید کے ہاتھ پر کھلی ہوئی ضلالتوں کو دیکھتے ہوئے بیعت کر لیتے۔

اور یزید نے تہیہ کر لیا کہ خواہ کچھ بھی ہو امام حسین سے بیعت ضرور لی جائے اور اگر وہ بیعت نہ کریں تو قتل یکمشت دریغ نہ کیا جائے چنانچہ امام عالی مقام نے مجبور ہو کر مدینہ منورہ کا قیام ترک کر دیا اور مکہ معظمہ میں عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے لیکن وہاں بھی یہ سازش کی گئی کہ حج کے زمانہ میں یورش کر کے آپ کو شہید کر ڈالا جائے اس غرض سے تیس کے قریب اہل شقاوت کو یزید نے شام سے مکہ معظمہ روانہ کیا تھا امام حسین کو اس کی اطلاع مل گئی تھی چنانچہ ۳ ذی الحجہ کو مجبوراً آپ نے مکہ معظمہ کو وداع کہا کیونکہ اگر مکہ معظمہ میں آپ کو شہید کیا جاتا تو ایک عام خونریزی کا دور جاری ہو جاتا اور آپ سرزمین حرم کو فتنہ و فساد اور قتل و خونریزی کا مرکز نہیں بنانا چاہتے تھے اگر یہ خیال دامنگیر نہ ہوتا تو ہرگز آپ حج ترک نہ کرتے کیونکہ جو شخص ۲۵ پیادہ حج کر چکا ہو وہ کیونکر صرف چند روز قبل حج سے مکہ کو چھوڑ سکتا تھا دوسرے اہل کوفہ نے خدا اور رسول کا واسطہ دے کر آپ کو بلایا تھا اور حق و صداقت کی حمایت کا وعدہ کیا تھا اس لئے ارشاد نبوی کی تکمیل کا وقت بھی آ گیا تھا اور امر منکر کو بزور دفع اور دور کرنے سے آپ احتراز نہیں فرما سکتے تھے لیکن جب آپ کوفہ پہنچے تو اہل کوفہ اپنے تمام وعدوں سے پھر گئے

ہیں سے شہداء استقامت [illegible] امام عالی مقام نے [illegible] کا خیال ترک فرما دیا۔

برادرانِ اسلام! یہی نہیں کہ آپ نے [illegible] امام عالی مقام یزید کی بیعت کر لیتے ہو گئے بیعت کرنے سے آپ نے صاف انکار فرما دیا اور [illegible] شہادت کے سوا اور کچھ نہیں پھر بھی آخر وقت تک آپ یزید کی بیعت کے انکار پر قائم رہے یہاں تک کہ ایک ایک کر کے تمام بھائی بھتیجے بھانجے اور بیٹا آنکھوں کے سامنے شہید کر دیئے گئے مگر آپ کی جبین مبارک پر شکن تک نہیں آئی اور کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال ذہن میں نہیں گزرا کہ وقتی طور پر ہی باطل کے سامنے سر جھکا دیں۔

پس برادرانِ اسلام! ہمیں اسوۂ حسینی سے صاف طور پر یہ سبق ملتا ہے کہ حق پرستی سب سے بڑا فرض انسانی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا انسانی شرف نہیں ہے کہ انسان حق کا حامی ہو حق کے لئے زندہ رہے اور حق ہی کے لئے موت کو خوش آمدید کہے باطل کی سطوت اور قوت کے سامنے کسی حال میں بھی گردن نہ جھکائے چنانچہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے نانا کی امت کے سامنے اپنی اور اپنے تمام خاندان کی مقدس جانیں قربان کر کے یہ اسوۂ حسنہ قائم فرما دیا کہ جب کبھی حق اور باطل کا معرکہ پیش آئے تو اپنا سب کچھ قربان کر کے حق کی حمایت و پاسداری کرنی چاہیئے اگر ہم امام حسین علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی کے لئے شمع ہدایت بنا لیں تو دین اور دنیا کی سربلندی و سرفرازی سے بہرہ ور ہونا مقصود ہو جائے مگر ہماری بدبختی کا یہ عالم ہے کہ ہم نے اصل حقیقت کو تو فراموش کر دیا ہے کبھی بھولے سے بھی اس کی طرف دھیان نہیں دیتے اور یہ نہیں سوچتے کہ امام عالی مقام نے کیوں اس قدر مصائب برداشت کئے اور کس غرض اور مقصد کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ظاہر ہے کہ جان جیسی چیز فضول اور بیکار تو ضائع نہیں کرتا جب تک کہ کوئی اہم اور عظیم مقصد پیش نظر نہ ہو اور وہ مقصد تھا حق کی حمایت و پاسداری جس کے لئے امام علیہ السلام نے اپنا اور اپنے تمام اعزہ اور اہل و عیال و اقوام و متعلقین کی جانیں قربان فرما دیں بس ہم کو بھی جب کبھی موقع آئے حق کی حمایت و پاسداری اسی طرح کرنی چاہیئے اور خدا سے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی حق پرستی کی ایسی ہی توفیق عطا فرمائے اور اسی طرح ثبات اور حق کی حمایت میں استقلال عطا فرمائے۔ انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ الطیبین اما بعد درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہلبیت و اصحاب و ازواج مطہرات خصوصاً حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی حضرت امام حسن حضرت امام حسین حضرت فاطمہ زہرا حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت حفصہ اور بقیہ عشرہ مبشرہ اور جملہ اصحاب کرام پر کہ یہ سب کے سب حق پرستی و شعائر حق کے حامی و صداقت کے ناصر و معین تھے انہوں نے کبھی باطل کے سامنے گردن نہیں جھکائی اور حق کی حمایت و نصرت سے کبھی منہ نہیں موڑا اور درود و سلام بھیجو ائمہ اہلبیت و ائمہ اربعہ اور جملہ اولیاء و صالحین پر جنہوں نے حق کی حمایت کی اور حق پرستی کو اپنی زندگی کا شعار بنایا اور مراتب عالیہ پر فائز ہوئے اے اللہ تمام مومنین و مومنات کو حق پرستی اور حق شعاری کی توفیق عطا فرما اور اسوۂ حسینی پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما [illegible]

شذرات

قرطاس ابیض

... ہند نامزدگی کا فور

حکومت انگلستان ہندوستان کو کیا دینا چاہتی ہے اور کیا نہیں دینا ...ی ان تجاویز کا خاکہ قرطاس ابیض میں پیش کیا گیا ہے۔ قرطاس ابیض ایک اصطلاح ...ہ ان دستاویزات کے لئے استعمال کی جاتی ہے جس میں حکومت اپنی پالیسی کا ...ان و اظہار کرتی ہے۔

...ہندوستان کو کیا دینا تجویز کیا گیا ہے اس کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس ایجی ...نکی پوری تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈال لی جائے۔

...جکل جو نظام حکومت ہندوستان میں رائج ہے یہ دو عملی کہلاتا ہے یعنی کچھ محکمے ...ہندوستانی وزراء کے اختیار میں دے دیئے گئے ہیں جن پر گورنر کی پوری پوری نگرانی ہے ...کچھ محکمے براہ راست گورنر کے ماتحت ہیں یہ تو صوبوں کا حال ہے اور مرکزی گورنمنٹ ...ہر کوئی حصہ ہندوستانیوں کا نہیں ہے اس طرز حکومت کا اجرا ۱۹۲۰ء میں ہوا تھا ...مانٹیگو چیمسفورڈ ریفارم کے نام سے مشہور ہے۔

جس وقت جدید اصلاحات کے ماتحت نئے انتخابات ہونے لگے تو کانگریس خلافت ...ل نافرمانی میں مشغول تھیں اور دونوں نے عدم تعاون کر رکھا تھا اس لئے وہ ...چلے گئے جو ترک موالات کے حامی نہ تھے بلکہ گورنمنٹ سے تعاون اور موالات کے ...ں تھے تین سال اس طرح گذر گئے کہ کانگریسی اور خلافتی تو جیلخانوں میں سڑتے رہے ...حامیان تعاون اسمبلی اور کونسلوں میں مزے کرتے رہے اور وزارتوں پر قابض ...گئے۔ تین سال کے بعد جب نیا انتخاب ہونے لگا تو کانگریس کے اندر دو جماعتیں ہو گئیں ...نے کہا کہ ہمیں کونسلوں اور اسمبلی پر قبضہ کر لینا چاہئے اس کا نام سوراج پارٹی ہوا ...سری جماعت نو چینجر کہلائے جو کونسلوں اور اسمبلی سے بدستور علیحدہ رہنا چاہتی تھی ...ن دونوں جماعتوں میں کشمکش رہی لیکن آخرکار باہم یہ فیصلہ ہو گیا کہ کانگریس ...راج پارٹی کی مخالفت نہ کرے گی۔

چنانچہ سوراج پارٹی اس عہد کے ساتھ انتخاب میں کھڑی ہوئی کہ وہ کونسلوں اور ...بلی میں جاکر مزاحمت کی پالیسی اختیار کرے گی اور حکومت کے کاموں کو ناممکن بنادے ...لیکن یہ وہ زمانہ تھا کہ ملک میں مذہبی سنگٹھن کی وبا پھیل چکی تھی اور ہندو مسلمانوں ...درمیان سخت نفرت و عناد پھیلا ہوا تھا اس لئے سوراج پارٹی کو کامل اکثریت ...ہیں حاصل نہ ہو سکی گو ہر ایک پارٹی سے منفرداً وہ ہر جگہ پنجاب کے سوا اکثریت میں ...بہرحال چند سال تک یہ پارٹی اسمبلی اور کونسلوں میں گورنمنٹ سے اسی طرح لڑتی رہی ...جدید اصلاحات ناکارہ ہیں اور ملک ان سے خوش نہیں اور اس کا کم سے کم مطالبہ یہ ...کہ ہمیں ڈومینین اسٹیٹس دیا جائے یعنی ایسی حکومتیں جو انگریزی نوآبادیوں کی ہیں مثلاً ...آسٹریلیا کینیڈا جنوبی افریقہ وغیرہ کی سی حکومت ہندوستان کو بھی دی جائے رفتہ رفتہ ...ایجیٹیشن بڑھتا رہا یہاں تک کہ حکومت نے اس امر کو محسوس کیا کہ اب جدید اصلاحات ...طرف سے کوئی قدم اٹھانا چاہئے

...سائمن کمیشن کا تقرر

چنانچہ حکومت نے سائمن کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا اس وقت ہندوستان کے وائسرائے لارڈ ارون اور وزیر ہند لارڈ برکن ہیڈ تھے لارڈ برکن ہیڈ ایک سخت قسم کے رجعت پسند تھے انہوں نے اس کمیشن میں اہل ہند کی توقع کے خلاف ایک بھی ہندوستانی کو شامل نہیں کیا ہندوستان نے اس کو اپنی توہین سمجھا اور کانگریس نے اس کمیشن کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا اور نہ صرف کانگریس نے بلکہ لبرل فیڈریشن اور مسلم لیگ اور خلافت کمیٹی وغیرہ تمام سیاسی جماعتوں نے بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کر دیا چنانچہ سوائے خودغرض اشخاص کے ہندوستان کی مسلمہ سیاسی جماعتوں میں سے کسی ایک نے بھی کمیشن کے ساتھ تعاون نہیں کیا اور اس کے تقرر کے خلاف ہر جگہ مظاہرے کئے گئے ہڑتالیں ہوئیں جلوس نکالے گئے اور جلسے کئے گئے غرضکہ اس قدر شدید ایجی ٹیشن ہوا کہ حکومت کو مجبور ہو کر اعلان کرنا پڑا کہ کمیشن اور اس کی رپورٹ محض ابتدائی چیز ہے آئندہ اصلاحات کا معاملہ ایک راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں طے کیا جائے گا جس میں انگلستان اور ہندوستان کے نمائندے بیٹھ کر فیصلہ کریں گے۔

یہ فیصلہ مناسب تھا اگر حکومت نیک نیتی کے ساتھ صحیح اور حقیقی نمائندے اس میں بھیجنے کا انتظام کرتی مگر اس نے اپنی مرضی سے زیادہ تر ایسے نمائندے منتخب کر لئے جو حکومت کی ہمنوائی کو سب سے اہم رکھتے تھے۔

اسی دوران میں اسی سلسلہ میں پنڈت موتی لال انجہانی اور مہاتما گاندھی کی وائسرائے سے ملاقات ہوئی اور گفت و شنید انتہائی درجہ پر پہنچ گئی نتیجہ یہ نکلا کہ وائسرائے سے ملنے کے بعد یہ دونوں بزرگ لاہور گئے جہاں انڈین نیشنل کانگریس کا اجلاس ہونے والا تھا وہاں کامل آزادی کا ریزولیوشن پاس ہو گیا اور کچھ عرصہ کے بعد کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے سول نافرمانی شروع کرنے کے اختیارات مہاتما گاندھی کو دے دیئے اور ۱۶ اپریل ۱۹۳۰ء کو تمام ہندوستان میں سول نافرمانی شروع کر دی گئی جو اس ہیئت کے ساتھ آب و تاب کے ساتھ اور چھ ماہ تک بڑی فسوں کے کامیابی کے ساتھ جاری رہی۔

عارضی صلح اور سول نافرمانی کا التوا

یہاں ہندوستان میں سول نافرمانی کا زور بندھا ہوا تھا اور محب وطن جیل جا رہے تھے، ادھر لندن میں گول میز کانفرنس ہو رہی تھی چونکہ ملک میں بے چینی زیادہ پھیلی ہوئی تھی اس لئے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی طرف کسی نے دھیان بھی نہیں دیا اور حکومت نے محسوس کیا کہ بغیر گاندھی جی کے تعاون کے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا تہیہ کامیاب نہ ہوگا چنانچہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے آخر میں وزیر اعظم انگلستان نے ایک اہم تقریر کی جس میں بہت سے خوشگوار وعدے کئے گئے اور ہندوستان سے اپیل کی کہ سب لوگ جدید اصلاحات کے لئے تعاون کریں ادھر وائسرائے نے بھی ایک تقریر میں کانگریس کی اہمیت کو تسلیم کیا اور پھر یکایک مہاتما جی کو اور ورکنگ کمیٹی کے تمام ممبران کو جو کہ ہندوستان بھر سے اصل ممبران کے قائم مقام ہوئے تھے غیر مشروط طریقہ پر رہا کر دیا رہائی کے بعد مہاتما جی مع ورکنگ کمیٹی کے دہلی آئے اور وائسرائے اور مہاتما جی کے درمیان مصالحت و مفاہمت کی گفتگو شروع ہوئی اور تقریباً ایک ماہ کی مسلسل دوستانہ گفتگو کے بعد کانگریس اور حکومت کے درمیان ایک سمجھوتہ ہو گیا جس کی بنا پر ایک

طرف تمام پولیٹکل قیدی رہا کر [illegible] طرف سول نافرمانی ملتوی کر دی گئی یہ مجوزہ بہت باعزت تھا بالکل اس [illegible] ساری طاقتیں یہاں ہو گئی ہو

اس کے بعد مہاتما گاندھی [illegible] راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی شرکت کے لئے لندن تشریف لے جانے کے بعد مفاہمت [illegible] کے سلسلہ میں صوبہ متحدہ اور صوبہ سرحد میں کچھ مشکلات رونما ہوئیں اور اس قدر پیچیدگیوں میں اضافہ ہو گیا کہ مہاتما جی کی واپسی سے قبل ہی یوپی اور صوبہ سرحد میں گرفتاریاں شروع ہو گئیں یوپی میں پنڈت جواہر لال نہرو اور مسٹر تصدق احمد خاں شیروانی گرفتار کر لئے گئے اور سرحد میں خان عبد الغفار خاں اور ان کے بھائی ڈاکٹر گرفتار ہو گئے

مہاتما جی واپس ہوئے تو ورکنگ کمیٹی کا اجلاس بمبئی میں منعقد ہوا مہاتما جی نے وائسرائے کو خط لکھا اور چیدہ مسائل پر گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی مگر وائسرائے نے یوپی و سرحد کے مسئلہ پر غور کرنے اور بات چیت کرنے سے صاف انکار کر دیا اس کے بعد مہاتما جی کے لئے اس کے سوا اور کوئی صورت ہی باقی نہ رہی تھی کہ وہ پھر جیل چلے جائیں

چنانچہ از سر نو سول نافرمانی کا اعلان ہوا اور جیلوں کی آبادی میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا ادھر گورنمنٹ نے نہایت سخت و شدید امتیازی قوانین یعنی آرڈی ننس نافذ کر دئیے اور سخت کشمکش شروع ہو گئی۔

اس کے بعد تیسری گول میز کانفرنس منعقد ہوئی اور اس کے بعد اس کے نتائج کی صورت میں یہ قرطاس ابیض شایع ہوا ہے جس میں ان تجاویز کا خاکہ درج ہے جو آئندہ ہندوستان کی اصلاحات کے نام سے دیا جانے والا ہے

اس کے بعد پھر ایک مشترکہ پارلیمنٹری کمیٹی ان تجاویز پر غور کرے گی جس میں کچھ ہندوستانی ممبر بھی شریک ہوں گے اور اس کمیٹی کے غور و خوض کے بعد پارلیمنٹ میں پیش ہو کر قانون بنا دیا جائے گا۔

قرطاس ابیض و رائے عامہ

قبل اس کے کہ ہم قرطاس ابیض پر اظہار رائے کریں یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ اس پر اہل ملک اور مختلف سیاسی جماعتوں کے لیڈروں نے جو اظہار رائے کیا ہے اس کا خلاصہ درج کرتے ہیں کیونکہ ان آرا سے ناظرین مولوی کو اس امر کا اندازہ لگانے میں آسانی ہوگی کہ ملک نے قرطاس ابیض کا کس طرح خیر مقدم کیا ہے نیز ان تجاویز کی نوعیت کا بھی اندازہ ہو سکیگا جو قرطاس ابیض میں درج ہیں:۔

مولانا شوکت علی، سر عبد الرحیم، مسٹر محمد علی جناح، سید حسین امام، چودھری عبد المتین، سید مرتضیٰ بہادر، مسٹر مسعود احمد، مسٹر آصف علی بیرسٹر، مسٹر رفیع احمد قدوائی، مولانا احمد سعید، مولانا عارف ہسوی، چودھری خلیق الزمان، ڈاکٹر محمد عالم، ملک برکت علی، غازی عبد الرحمن،

یہ سب مسلمان زعماء ہیں اور مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں ان سب نے قرطاس ابیض کو ناتسلی بخش، ناقابل اطمینان، مایوس کن، ناقابل قبول ٹھہرایا ہے کسی نے کہا کہ یہ جلا کر پھینک دینے کے قابل ہے کسی نے کہا کہ ردی کی ٹوکری کے ہی قابل ہے کسی نے کہا کہ اس کو پڑھ کر ہم نے اپنا وقت ضایع کیا، کسی نے کہا کہ مطلق العنانی کا مرقع ہے کسی نے کہا کہ برطانیہ نے رجعت پسندوں کو خوش کرنے کی کوشش کی ہے کسی نے کہا کہ یہ مسٹر چرچل کے لئے لکھا گیا ہے ہندوستان کے لئے نہیں کسی نے کہا یہ وائسرائے کو سوراج عطا کرتا ہے غرضکہ کسی ایک شخص نے بھی اطمینان کا اظہار نہیں کیا یہاں تک کہ سر یعقوب جو حکومت کے ایک فاضل [illegible] کیش مات خصوصی کے

فواید صرف [illegible] انہوں نے [illegible] اب نہیں [illegible] کے [illegible] قائل ہیں

غرضکہ مسلمانان ہند میں ایک بھی پبلک کارکن ایسا نہیں ہے جس نے اس قرطاس ابیض کو در خور اعتنا سمجھا ہو خواہ اس کا کسی جماعت سے تعلق کیوں نہ ہو۔

اس کے بعد ہندو لیڈروں کو لیجئے!

سر تیج بہادر سپرو، مسٹر سرینواس شاستری، سر چمن لال سیتلواد، مسٹر چنتامنی، مسٹر جیکر، لالہ ہرکشن لال، ڈاکٹر گوکل چند نارنگ، ڈاکٹر [illegible] مسٹر رام، ان جوشی، ڈاکٹر کھارے، کنور جانکرن شاردا، مسٹر [illegible] اور بہت سے اس قسم کے ہندو زعماء، جو مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں سب نے متفقہ طور پر اس کی مذمت کی ہے اس کو مایوس کن رجعت پسندانہ ناقابل [illegible] ہے ہم نے قصداً اجمالی رائے ان سب لوگوں کی ظاہر کر دی ہے کیونکہ مولوی کے صفحات میں اتنی گنجائش نہیں ہو کہ سب کی رایوں کا خلاصہ پیش کیا جا سکے

خود غور کرو اور رائے قائم کرو

ہم نے مولوی کے صفحات میں ہمیشہ مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ ملت کے سود و بہبود کے مسائل میں خود غور و فکر کیا کریں اور مسائل کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے خود رائے قائم کریں اور جو رائے قائم ہو اس پر عمل کریں۔

وائیٹ پیپر کے متعلق بھی ہم یہی چاہتے ہیں کہ مسلمان اس کے ہر ایک پہلو پر غور کریں اور خود ہی اپنی رائے قائم کریں کیونکہ جب تک مسلمانوں کے اندر یہ مادہ غور و فکر کرنے کا نہ پیدا ہوگا اس وقت تک ملت اسلامیہ کے سود و بہبود کی شکل نکلنی دشوار ہے مختلف جماعتیں اور رہنما اپنی اپنی طرف لوگوں کو بلائیں گے اور ہم بغیر سوچے سمجھے ان جماعتوں اور لیڈروں کے درمیان تقسیم ہو جائینگے اور وہ ہم کو دل کھول کر لڑائیں گے جیسا کہ اب تک ہوتا رہا ہے اور اگر ہم نے مسائل پر غور کرنا نہ شروع کیا تو ہمیشہ یہی ہوگا جس کی صدائیں ہمارے لئے کسی قسم کی دلکشی بغیر سوچے ہوئے کہ حقیقت کس طرف ہے ہم اسی کی طرف کھنچ جائینگے اس لئے جب کوئی صدا آپ کے کان میں آئے یہ مت دیکھئے کہ کون یہ صدا بلند کر رہا ہے بلکہ اس پر غور کیا کیجئے کہ یہ کیسی صدا ہے یعنی خود صدا پر غور کیجئے اور اس کو جانچئے پرکھئے اور پھر حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کیجئے اس کے بعد جو قدم بھی آپ اٹھائینگے وہ صراط مستقیم ہی کی طرف اٹھیگا۔

کیا دیا گیا اور کیا واپس لے لیا گیا ہے

جدید دستور کا خاکہ اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ اولاً تو ہندوستان کا موجودہ قانون منسوخ کر دیا جائے گا کیونکہ اس کی موجودگی میں دوسرا قانون نافذ نہیں ہو سکتا اور تمام اختیارات تاج برطانیہ کی طرف منتقل ہو جائینگے اس کے بعد نیا آئین ہند یعنی گورنر جنرل و گورنران صوبہ و دیگر حکام پر دستے کار لایا جائے گا۔

قرطاس ابیض میں اصولاً یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ہندوستان کا نظام حکومت فیڈرل یعنی وفاقی ہوگا یعنی وہ نظام جو امریکہ میں نافذ و رائج ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہر صوبہ خود مختار ہوں گے اور ان کو کامل آزادی فکر و عمل حاصل ہوگی تو یا پہلی چیز صوبجات کی آزادی ہے یعنی صوبوں میں تمام محکمہ جات ان وزراء کے سپرد ہوں گے جو پبلک کے منتخب کردہ ہوں گے اور جو لیجسلیٹو کونسل کے سامنے جوابدہ ہوں گے یعنی کونسل کی رائے کے مطابق ان کو کام کرنا پڑیگا اور اگر کونسل [illegible]

علیحدہ کر سکیگی اور اس کے خلاف [illegible] ووٹ [illegible] ہو چکا ہو۔

کونسل میں جو نمائندے ہوں گے وہ سب منتخب ہو کر آئینگے [illegible] نہ ہوں گے بلکہ اب [illegible] ہوگی ہے کونسل اور [illegible] کی طرح پہلا قائم تعلیم و [illegible] سامنے [illegible] اس وزارت کے ماتحت ہوں گے [illegible] شدہ ہوں گے جن پر گورنر عمل کرے گا [illegible] گورنروں کو جو اختیارات دیئے گئے ہیں اور جو خصوصی ذمہ داری اس کے سپرد کی گئی ہے ان ذمہ داریوں کے خلاف وہ وزراء کا مشورہ [illegible] عمل نہیں کرے گا۔ اب صوبہ کی حکومت کے سلسلہ میں غور طلب [illegible] کہ ایک طرف تو صوبوں کا نظام [illegible] وزراء کے سپرد کیا گیا ہے مگر ایک دوسری ترکیب بھی [illegible] کہ اس کے ذریعہ جس قدر ذمہ داری اور اختیارات دیئے گئے وہ سب نہیں تو اکثر بیک جنبش قلم ہی چھین لئے گئے ہیں۔

گورنروں کی خصوصی ذمہ داریاں

گورنروں کی خصوصی ذمہ داریاں گورنر جنرل کی ذمہ داریوں کے مطابق ہوں گی صرف ایک استثناء رکھا گیا ہے جو یہ صورت ہونا چاہئے تھا وہ استثناء یہ ہے کہ امن عامہ کے کسی خطرہ کے انسداد کے اختیارات گورنر صرف اپنے ہی صوبہ میں جاری کر سکیگا ظاہر ہے کہ کسی صوبہ کا گورنر صرف اپنے ہی صوبہ میں اپنے اختیارات کا نفاذ کر سکتا ہے اسلئے اس استثناء کا اظہار بھی غیر ضروری تھا۔

اس کے علاوہ اگر وزراء کی رائے گورنر جنرل کی رائے کے خلاف ہوگی تو صوبہ کا گورنر وزراء کی رائے کو [illegible] اور اس کو مسترد کر دیگا۔ نیز گورنر جنرل کی طرح صوبوں کے گورنروں کو بھی آرڈیننس جاری کرنے کا اختیار ہوگا یعنی بغیر کونسل کی رضامندی کے گورنر اپنے اختیار سے جس قسم کا قانون چاہیگا نافذ کر دیگا جیسا کہ آجکل وائسرائے نافذ کرتے تھے۔

گورنروں کو جو اختیارات ہوں گے اس کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ وہ گورنر جنرل کے اختیارات کے مطابق ہوں گے یعنی جو اختیارات گورنر جنرل یعنی وائسرائے کو سارے ہندوستان کے متعلق حاصل ہوں گے بعینہ وہی اختیارات صوبوں کے گورنروں کو اپنے اپنے صوبوں کے لئے حاصل ہوں گے گورنر جنرل کو کس قدر وسیع اختیارات حاصل ہوں گے اس کا ذکر ہم ابھی آگے چل کر کرینگے لیکن اس جگہ صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ ان اختیارات کے بعد جو گورنروں کو دیئے گئے ہیں صوبجات کی آزادی بھی بالکل باطل اور لغو ہو جاتی ہے اور اس کے کوئی معنی نہیں رہتے اور ایک لمحہ کے لئے کوئی سمجھدار شخص اس کو صوبجات کی آزادی کے نام سے موسوم نہیں کر سکتا اور ہماری کے ناظرین جس وقت گورنر جنرل کے اختیارات کی طویل فہرست پڑھیں گے اور وہی صوبوں کے گورنروں کو بھی حاصل ہوں گے تو ہمیں یقین ہے کہ قارئین ہماری ہی رائے قائم کریں گے کہ صوبجاتی آزادی کا جو شور برپا کیا گیا ہے حقیقتاً محض افسانہ ہی افسانہ ہے حقیقت کا شائبہ اس کے اندر بہت ہی کم ہے اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ ایک ہاتھ سے تو سب کچھ دیدیا گیا ہو مگر دوسرے ہاتھ سے سب کچھ واپس لے لیا گیا ہو۔ قارئین ہمارے اس قول کی تصدیق اس وقت کریں گے جب گورنر جنرل کے اختیارات کی فہرست ملاحظہ فرمائیں گے کیونکہ بعینہ وہی اختیارات گورنروں کو بھی حاصل ہوں گے۔

بالائی ایوان

یہاں پر یہ ذکر کر دینا ضروری ہے کہ اس وقت گو [illegible] صوبوں پر ہندوستان منقسم ہے [illegible] گیارہ صوبوں پر منقسم ہوگا دو صوبے اور بڑھ جائیں گے ایک [illegible] سندھ اور دوسرا صوبہ اڑیسہ، بنگال، بہار اور یوپی [illegible] ان سب صوبوں میں ایک ہی ایک مجلس قانون ساز یعنی کونسل ہی [illegible]

میں جو وزراء کی ایک مجلس ہوگی جو کونسل کے سامنے جوابدہ ہوگی [illegible] ہوگا البتہ یوپی، بہار اور بنگال میں ایک ایوان بالائی بھی ہوگا [illegible] کونسل آف سٹیٹ [illegible] اس کو [illegible] دیئے گئے ہیں ایک [illegible] ثانی کے طور پر ایوان زیریں کی طرف [illegible] ہے کہ کسی مسودہ کو قانون کا جامہ پہنانے کے لئے یہ مطلب ہے کہ جب تک بالائی ایوان تصدیق نہ کرے لیجسلیٹو کونسل کے پاس کردہ مسودہ پاس نہیں سمجھے جائیں گے۔

ہمارے نزدیک تو اس بالائی ایوانوں سے کوئی فائدہ نہیں خواہ مخواہ خرچ بڑھے گا اور حکومت کی چلتی گاڑی میں جب جی چاہے گا یہ ایوان روڑا اٹکا دیگا [illegible] میں حکومت کی طرف سے بھی بس کس ممبر نامزد کئے جائینگے یہ عموماً رجعت پسند کا مظاہرہ کیا کرینگے گویا ہندوستان کے گلے میں خواہ مخواہ کی ایک بلی باندھ دی گئی ہے

مرکزی فیڈریشن کھٹائی میں

سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ فیڈریشن قائم ہونے سے پہلے بتلایا جائے کہ اس میں ہندوستانیوں کو کیا دیا گیا مگر قرطاس ابیض میں دوسری صورت اختیار کی گئی ہے کہ فیڈریشن کے قیام کو غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے مگر جب کبھی قائم ہو اس وقت کے لئے بتلا دیا گیا ہے کہ ہندوستانیوں کو کیا دیا جائے گا۔

فیڈرل اسمبلی کا قیام جو دو حصوں پر منقسم ہوگا ایک ایوان زیریں جس میں براہ راست نمائندے منتخب ہو کر آئینگے اور ایک ایوان بالائی جس میں صوبوں کی کونسلوں سے ممبر منتخب ہو کر آئینگے اس شرط کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے کہ اول تو موجودہ ریاستوں کی نصف تعداد فیڈریشن میں شریک ہونے پر آمادہ ہو جائے اور دوسرے یہ کہ ریزرو بینک قائم ہو جائے یعنی جب تک یہ دونوں شرطیں پوری نہ ہونگی اس وقت تک فیڈریشن قائم نہ ہوگا اور ان دونوں شرطوں کی تکمیل مستقبل قریب میں تو ناممکن نظر آتی ہے کیونکہ ریاستیں پہلے تو تیار نہیں مگر اب ان کی اکثریت مخالف ہو گئی ہے اور یہ بالکل ممکن ہے کہ نہ تو یہ چاہتی ہیں کہ مرکز میں کسی قسم کی ذمہ داری دی جائے اندرونی طور پر [illegible] اور انہیں پیدا کر دیں کہ ریاستوں کی اکثریت شرکت سے انکار کر دے اسی طرح ریزرو بینک کا قیام بھی بحالات موجودہ آسان کام نہیں ہے اور اس کے قیام میں بھی بہت سی دشواریاں ہیں اگر جلد سے جلد بھی یہ قائم ہو تو کئی سال لگ جائینگے اس لئے یہ اندیشہ حق بجانب ہے کہ فیڈریشن کا قیام ہی سرے سے کھٹائی میں پڑ جائے اگر قرطاس ابیض میں مسئلہ کو اس طرح صاف کر دیا کہ اگر سال بھر کے اندر ریاستیں شرکت پر آمادہ نہ ہوں تو برٹش ہندوستان کا فیڈریشن قائم ہو جائے گا تو شک و شبہ کی گنجائش نہ ہوتی مگر موجودہ صورت حال تو ایسی ہے کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیچیدہ شرط اس لئے رکھی گئی ہے کہ نہ یہ فی الحال پوری ہوگی اور نہ مرکز میں ہندوستانیوں کو ذمہ داری دینے کا سوال پیدا ہوگا اور آسانی سے ان لوگوں کو جواب دیا جا سکے گا جو مرکز کی ذمہ داری پر اصرار کرینگے کہ حکومت کا کیا قصور ہے حکومت تو تیار ہے مگر ریاستیں ہی تیار نہیں ہوتیں غرضکہ اس طرح مرکزی ذمہ داری کھٹائی میں ڈال دی گئی ہے اور مستقبل قریب میں اس کے حاصل ہونے کی کوئی خوشگوار امید اور یقین نہیں ہے۔

بصورت قیام فیڈریشن مرکز میں کیا دیا جائیگا

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر فیڈریشن قائم ہو گئی تو اس میں ہندوستانیوں کا کس قدر حصہ ہوگا مرکز میں بعض محکمے تو کلی گورنر جنرل کے ماتحت ہوں گے جس میں فیڈرل اسمبلی کو دخل دینے کا کوئی اختیار نہ ہوگا

(۵) فوج جس پر ہندوستان کا ... روپیہ صرف ہوتا ہے، امور خارجہ، مذہبی نظام یعنی کلیسا کا نظام اور مالیات جس پر تقریباً تمام قبضہ گورنر جنرل کا ہوگا۔ فوج اور مالیات جو اہم محکمے ہیں ان میں سے فوج تو کلیتہً گورنر جنرل کے اختیار میں ہوگی جس قدر اس کی جی چاہے صرف کرے کوئی پرسان حال نہ ہوگا رہا مالیات کا مسئلہ وہ بھی تقریباً تمام کا تمام گورنر جنرل ہی کے زیر حکم ہوگا۔

اس کے بعد ہندوستانیوں کے ہاتھ میں کیا رہے گا وہ ظاہر ہے لیکن آپ آگے چل کر دیکھیں گے کہ جو کچھ ہندوستان کو دینے کا وعدہ کیا جاتا ہے اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ گورنر جنرل کے اختیارات اس قدر وسیع ہیں کہ اس کے بعد مرکزی ذمہ داری کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہتی قدم قدم پر گورنر جنرل کا آہنی پنجہ اختیارات جس طرف چاہے گا نظام حکومت کو بھیجوسے گا۔

گورنر جنرل کے بے پناہ اختیارات

پہلے آپ مختصراً گورنر جنرل کے اختیارات کی فہرست سن لیجئے:۔

(۱) ہندوستان یا اس کے کسی حصہ کے امن و امان کے شدید خطرہ کا انسداد۔

اس دفعہ کے یہ معنے ہیں کہ گورنر جنرل صاحب جس وقت چاہیں گے جس قسم کے آرڈیننس جاری کر دیں گے ان آرڈیننسوں کی نوعیت خواہ کتنی ہی وحشیانہ و ظالمانہ کیوں نہ ہو تو خواہ لیجسلیچر کے نزدیک ان کی مطلق ضرورت نہ ہو مگر ان کو اختیار ہوگا کہ وہ ہر قسم کے خاص قوانین ہر وقت نافذ کر سکیں اس میں کسی قسم کی پابندی ان پر نہ ہوگی خواہ کسی قسم کا ایجی ٹیشن ہوا ہو یا نہ ہوا ہو انہوں نے آرڈیننس جاری کیا۔

(۲) وفاق ہند کے مالی استحکام اور اس کی ساکھ کا تحفظ: یہ دفعہ بھی نہایت وسیع ہے اور سرکاری زبان میں جو اس کی تشریح کی گئی ہے وہ بھی کچھ کم خطرناک نہیں ہے پہلے اسکو سنئے۔

"مالیات کے متعلق گورنر جنرل کی ذمہ داری کے معنے یہ ہیں کہ اگر اس کے وزیر کی مالی پالیسی ایسی ہو جو دنیا کی مالی منڈی میں ہندوستان کی ساکھ خراب کرے اور معمولاً صیغہ جات یا وفاق ہند کی دیگر ذمہ داریوں پر اثر انداز ہو تو گورنر جنرل مداخلت کر کے ہندوستان کی مالی ساکھ کو برقرار رکھیگا۔" گویا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہندوستانی وزارت اور اس کی پشت پر جو لیجسلیچر ہوگا وہ سب اس قدر احمق ہوں گے کہ وہ ایسی تجاویز رکھیں گے کہ جن سے ہندوستان کی مالی ساکھ برباد ہو جائے گویا وہ تو اپنے ملک کے دشمن ہونگے اور گورنر جنرل صاحب نہایت ہی خیر خواہ اور دوست ہوں گے اور وہ یہ نہیں دیکھ سکیں گے کہ یہ دشمنان وطن ہندوستان کی مالی ساکھ کو برباد کر دیں اس لئے بیک جنبش قلم وزیر مالیات و لیجسلیچر کے فیصلہ کو مستر فرما دینگے۔

ہندوستان کی مالی ساکھ کا بہانہ ہے اصل مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی تجویز وزیر مالیات کی طرف سے آئے جس کا اثر انگلستان کے مفاد کے خلاف ہوتا ہو تو خواہ اس تجویز سے ہندوستان کا کتنا ہی زیادہ مفاد وابستہ کیوں نہ ہو ہندوستان کی مالی ساکھ کے تحفظ کا عذر کر کے اس تجویز پر قلم تنسیخ پھیر دیا جائے گا ورنہ ظاہر ہے کہ ہندوستانی ایسی احمقانہ تجویزیں کیوں پیش کرنے لگے جس سے ہندوستان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو یہ بالکل لغو و مہمل اندیشہ ہے کہ ہندوستانی وزارت ہندوستان کی مالی ساکھ کو نقصان پہنچانے والی تجاویز پیش کرے گی یہ اختیار تو صرف ایسی تجاویز کو روکنے کے لئے دیا گیا ہے جن سے انگلستان کے اور انگریزوں کے مفاد کو نقصان پہنچنے کا ذرہ برابر احتمال ہو۔

(۳) اقلیتوں کے جائز مفاد کا تحفظ اس دفعہ کے ذریعہ بھی بہت ہی مفید تجاویز کو جو

... تجویز بھی ہو گی رکوا دی جائیگی۔

(۴) جملہ ملازمتوں کے ارکان کے حقوق کا تحفظ و ... ان کی ... حاصل ہوں گے یہ دفعہ بھی سخت مضر ہے کیونکہ ہندوستان کے ... ان ملازمتوں کی تخفیف یا تنخواہ اور پنشنوں وغیرہ کے بارے میں ... کی۔

(۵) ہندوستانی ریاستوں کے حقوق کا تحفظ۔

(۶) تجارتی امتیاز کا انسداد یہ سخت مضر دفعہ ہے جس سے ہندوستانی تجارت کی ترقی اور صنعت و حرفت کے ارتقاء میں سنگ گراں ہوگی کیونکہ قومی وزارت ہندوستانی صنعت و حرفت کی ترقی کے لئے بیرونی مال پر ٹیکس لگائیگی تو گورنر جنرل صاحب فوراً اس کو منسوخ فرما دینگے یہ دفعہ تو محض اس لئے رکھی گئی ہے تاکہ انگلستان کا مال بلا روک ٹوک آتا رہے خواہ ہندوستانی صنعت و حرفت کا گلا اس کی وجہ سے بالکل گھونٹ ہی کیوں نہ دیا جائے۔

گورنر جنرل کو مزید اختیارات

اوپر کی سطور میں گورنر جنرل کی جن ذمہ داریوں کا ذکر کیا گیا ہے وہی ایسی ہیں کہ جو کچھ دینے کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ بے معنی اور بے حقیقت ہو کر رہ جاتا ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔

"گورنر جنرل کو مجلس قانون ساز کے ہر مخالف فیصلہ کو مسترد کرنے کا حق ہوگا مخالف فیصلہ کے معنے یہ ہیں کہ وائسرائے کے نزدیک وہ فیصلہ اس کی ذمہ داریوں سے متصادم ہے اگر کسی مسودہ قانون کو گورنر جنرل اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے ضروری سمجھتا ہے اور قومی وزارت اس کی حمایت نہیں کرتی تو گورنر جنرل اس کو قانون کی شکل اپنے اختیار سے دیدیگا اور اگر وزراء اس کی حمایت کا وعدہ کریں اور مجلس قانون ساز میں وہ گر جائے یا وہ اس میں کمی بیشی کر دے تو بھی وائسرائے اس کو اصلی حالت کے مطابق بحال کر دینگے اور مجلس قانون ساز کے فیصلہ کو ٹھکرا دیں گے۔"

اسی طرح مالیات کے سلسلہ میں بھی وسیع اختیارات گورنر جنرل کو دیئے گئے ہیں یعنی وزارت کے تیار کردہ بجٹ میں گورنر جنرل صاحب جس قسم کی مداخلت چاہیں گے کر سکیں گے کمی بیشی کر سکیں گے خواہ وزارت رضامند ہو یا نہ ہو اور مجلس قانون ساز خواہ قبول کرے یا نہ کرے مگر گورنر جنرل کی ترمیمات اٹل ہونگی بجٹ پاس ہونے کے بعد بھی گورنر جنرل ترمیمات حسب منشا کر سکتے ہیں۔

اسی قسم کے اختیارات صوبہ کے گورنروں کو بھی دیئے گئے ہیں یعنی وہ بھی مطلق العنان بادشاہ اپنے صوبہ کے ہوں گے۔

ان اختیارات کے بعد نہ تو صوبائی آزادی کے کوئی معنی رہتے ہیں اور نہ مرکزی ذمہ داری کی کوئی حقیقت رہ جاتی ہے۔

آخری سوال

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایسا ناقص کمال ... قانون ہمارے سر تھوپا جا رہا ہے تو ہمیں کیا کرنا چاہئے ہماری رائے میں تو اس کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ تمام اہم سیاسی جماعتیں متحد ہو کر اس میں ضروری ترمیمات کرائیں تاکہ یہ قابل قبول اور قابل عمل ہو جائے اور اگر حکومت مناسب اور حسب منشا ترمیم کرنے پر رضامند نہ ہو تو پھر اس ایکٹ کی اصولاً شدید مخالفت کی جائے اور اس کا بائیکاٹ کر دیا جائے یا پھر اس کا چلنا ناممکن بنا دیا جائے۔

عدم گنجائش کی وجہ سے ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ قانون کا ... خاکہ ... کیا ہے اور صرف اہم نکات ... ... ہے ... ...

معارف القرآن

(بسلسلہ ماسبق)

بھائی برادروں کا قوت بازو ہوتے ہیں اور قابیل نے ہابیل کو ظلماً قتل کیا تھا اس لئے ہم نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیدیا کہ جو شخص کسی آدمی کو بغیر قصاص کے اور بغیر زمین پر بربادی و تباہی پیدا کرنے کے قتل کریگا تو گویا اُس نے تمام آدمیوں کو مار ڈالا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اُس کے مار ڈالنے کا بے وجہ حکم نہیں دیا۔ تو جو شخص حکم خدا کے خلاف کسی ایک جان کو ضائع کرے گویا اُس نے سب جانوں کو ضائع کیا وجہ یہ ہے کہ حرمت میں سب برابر ہیں ایک کی ہتک حرمت کرنی گویا سب کی ہتک حرمت ہے، ہاں جس شخص نے کسی کو مار ڈالا ہو یا زمین پر تباہی پھیلائی ہو اُس کو مار ڈالنے میں گناہ نہیں ہے۔ زمین پر فساد پھیلانے سے یہ مطلب ہے کہ وہ دنیا کو تباہ کر رہا ہو یا خود اپنے نفس کو ہلاک کر رہا ہو شرک و کفر میں مبتلا ہو خالق و رازق کی اطاعت چھوڑ کر غیر اللہ کی پرستش کر رہا ہو گویا ان بداعمالیوں سے اُس نے اپنے نفس کو ہلاک کر ڈالا ہو (کیونکہ کافر و مردہ برابر ہے) تو ایسے شخص کا قتل بھی جائز ہے اور جہاد ضروری ہے۔ اسکے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص کسی ایک شخص کی زندگی کا باعث ہو اور اُس کو زندہ چھوڑ دے تو گویا اُس نے تمام لوگوں کو زندہ چھوڑا اور سب کی حیات بخشی کا سبب ہوا یعنی اگر کوئی شخص کسی کے قتل سے باز رہا یا اپنے نفس کو ہلاکت سے بچا لیا شرک و کفر نہ کیا خدا کے احکام کی تعمیل میں سرمو کوتاہی نہ کی تو اس کا حکم ایسا ہے جیسے اس نے تمام لوگوں کو زندگی بخشی ہو اور سب لوگوں کی زندگی کا سبب بنا ہو۔ کیونکہ ایک جان کی حرمت محفوظ رکھنی تمام جانوں کے حفظ حرمت کے برابر ہے۔ آگے حکم ہوتا ہے کہ ان بنی اسرائیل کے پاس ہمارے بہت رسول معجزات اور ہدایت کی کھلی کھلی نشانیاں لیکر پہنچے لیکن ان ازلی بدبختوں کو کچھ فائدہ نہ ہوا ان میں سے اکثر زمین پر فساد مچاتے رہے قتل و غارت کفر و شرک اور دیگر نافرمانیوں کا ارتکاب کرکے قوانین الٰہی کے حدود سے آگے بڑھتے رہے۔

مقصود بیان۔ قصداً قتل کرنے والے سے قصاص لینا چاہئے۔ جو شخص زمین پر تباہی پھیلائے لیے اخلاق عادات سے دنیا کو تباہ کر رہا ہو اُسکو قتل کر دینا چاہئے کسی کی بلا وجہ شرعی کے جان لینی سب سے بڑا گناہ ہے۔ تبلیغ اسلام ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اسی سے دنیا میں روحانی حیات پیدا ہوتی ہے۔ تبلیغ اسلام سے بڑھکر جزا کسی عمل کی نہیں ہے۔ حدود شرعیہ سے تجاوز کرنا حرام ہے وغیرہ۔

إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ
فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ
خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ
فِى ٱلْءَاخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُوا۟ مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُوا۟
عَلَيْهِمْ ۖ فَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

(ترجمہ) جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اسکے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی دئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب [illegible] سے کاٹ دئے جائیں یا زمین سے نکال دئے جائیں یہ ان کی دنیا میں رسوائی ہے اور ان کو آخرت میں عذاب عظیم ہوگا ہاں جو لوگ قبل اسکے کہ تم ان کو گرفتار کرو توبہ کرلیں تو جان رکھو کہ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربانی فرمانے والے ہیں۔

تفسیر۔ اہل عرینہ نے جب مسلمان ہو کر ہجرت کی اور مدینہ میں آکر رہنے لگے تو کہا مدینہ کی آب و ہوا ہمکو ناموافق ہے ہم بیمار رہتے ہیں ہمیں علاج بتائیے۔ حضور نے فرمایا صدقہ کے اونٹ جو جنگل میں چرنے جاتے ہیں ان کے ساتھ چلے جایا کرو اور اُن کا دودھ و پیشاب پیا کرو۔ (پیشاب پینا اگرچہ حرام ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ حرام چیز میں شفا نہیں ہے مگر یہ مخصوص علاج حضور کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا تھا) غرض اس علاج سے اہل عرینہ تندرست ہو گئے اور چرواہے کو قتل کرکے تمام اونٹ ہنکا کر لے گئے اُس وقت اُن کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض مفسرین نے شان نزول یہ بیان کی ہے کہ ابو بردہ ایک سرکش شخص تھا اور کفار کی ایک جماعت کا سردار تھا۔ آنحضرت نے اُس سے صلح اس شرط پر کی کہ نہ تو مسلمانوں کا وہ ساتھ دیگا نہ مسلمانوں کے مقابل میں آئے گا مگر ابو بردہ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی چنانچہ ایک مرتبہ اسکے بعد چند آدمی مسلمان ہونیکے ارادہ سے مدینہ آرہے تھے کہ راستہ میں ابو بردہ نے انکو لوٹ لیا اسپر یہ آیت اتری۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خدا و رسول سے یعنی مسلمانوں سے لڑتے ہیں کیونکہ خدا سے لڑنا تو ممکن ہی نہیں اور رسول سے بھی اب لڑائی نہیں ہو سکتی یا ضد کے ساتھ احکام الٰہی کی مخالفت کرتے ہیں والت کفر کرتے ہیں راستے لوٹتے ہیں قتل ناحق کرتے ہیں قتل کی دھمکیاں دیکے مال چھین لیا کرتے ہیں اور زمین پر تباہی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ اگر انہوں نے قتل کیا ہو تو اُن کو بھی قتل کر ڈالو اور اگر قتل کے علاوہ مسافر کا مال بھی لوٹا ہو تو سولی پر چڑھا دو اگر صرف مال لوٹا ہو راہزنی کی ہو کسی کو قتل نہ کیا ہو تو اُن کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دو اور اگر مسافروں کو صرف دھمکایا ڈرایا ہو نہ کسی کا مال چھینا ہو نہ قتل کیا ہو تو اس صورت میں اُن کو ملک سے نکالدو اور جلا وطن کر دو۔ یا یہ مطلب ہے کہ حبس دوام کر دو۔ اور یہ تو دنیوی سزا ہے آخرت میں نہایت سخت عذاب ہے ہاں جو شخص گرفتار ہونے سے پہلے سچے دل سے توبہ کرلے تو خدا اُس کو معاف کر دیگا کیونکہ خدا بڑا مہربان اور رحیم ہے۔ اب یہاں دو باتیں بیان کرنی ضروری ہیں۔ ۱۔ یہ آیت مسلمانوں کے یا مشرکوں کے بارہ میں نازل ہوئی یا اسکا حکم عام ہے۔ ۲۔ کیا دنیوی سزا مل جانے کے بعد آخرت کا عذاب باقی رہ جاتا ہے یا ساقط ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اول کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ ابن کثیر کے نزدیک یہ آیت مشرکین کے بارہ میں نازل ہوئی کیونکہ حضرت عکرمہ و حسن نے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مشرکوں کے حق میں ہے اگر مشرک گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کر لے تو سزا نہ پائیگا کیونکہ اسلام لانے سے سب گناہ مٹجاتے ہیں اور اگر مسلمان نے کوئی جرم کیا اور کفار سے جا ملا تو اُس پر حد جاری ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے (ابن جریر۔ ابو داؤد۔ نسائی) امام ابو حنیفہ شافعی اور مالک وغیرہ کے نزدیک اس آیت کا حکم اُن گنہگار مسلمانوں کیلئے ہے جو راہزنی وغیرہ کرتے ہوں کیونکہ مشرک تو گرفتار ہونے سے پہلے یا بعد کسی وقت توبہ کرے اُسکی توبہ مقبول ہے اور اُسکو گذشتہ قصوروں کی سزا نہ دی جائیگی اور آیت میں یہ تصریح ہے کہ اگر گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرلے تو معاف کیا جائیگا اس سے معلوم ہوا کہ آیت کا حکم مسلمانوں کیلئے ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ اس آیت کا حکم عام ہے مسلمان ہو یا کافر ہر حال مجرم کو سزا دی جائیگی۔ نمبر ۲ کے متعلق جاننا چاہئے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر مسلمان نے کوئی گناہ کیا اور اس کی سزا اُس کو دیدی گئی تو یقینی

نہیں کہ آخرت میں اُسپر عذاب نہو گا۔ خدا چاہیگا عذاب دے گا نہ چاہیگا نہ دیگا بعض علماء کہتے ہیں کہ دنیوی سزا مل جانے کے بعد آخرت کا عذاب ساقط ہوجاتا ہے چنانچہ وہ اسکے استدلال میں چند احادیث پیش کرتا ہے۔

مقصود بیان ۔ مفسدوں کی بیخ کنی کرو اسی میں دُنیا کی نجات ہے۔ خلق الٰہی پر کاربند ہو رحم کرو۔ مقتول کے ورثہ کو چاہئے کہ قاتل کو خون معاف کر دیں اور اپنا مال واپس لیں کیونکہ عفو و رحم سے خدا خوش ہوتا ہے۔ حکام کو چاہئے کہ مجرم کو کما حقہٗ سزا دیں۔ احکام الٰہی اور قوانین انسانیت کی خلاف ورزی کرنے والا دُنیا میں ذلیل و خوار اور رسوا ہوتا ہے۔ توبہ کرنے کا اُس وقت تک موقع رہتا ہے جبتک گرفتار نہو یا گرفتاری کا یقین نہو یعنی جو خالص دل سے محض خدا کے خوف سے ہو ورنہ دنیوی سزا کے ڈر سے توبہ کرنی مقبول نہیں۔ اسلام کا مقصد دُنیا میں امن پیدا کرنا اور تباہی و فساد کی بیخ کنی کرنا ہے وغیرہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

تفسیر ۔ جب کفار و مشرکین کو گذشتہ آیات میں دعوت اسلام خدا تعالیٰ دے چکا تو اب مسلمانوں کو خطاب فرماتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو اللہ کے عذاب سے ڈرو خدا کے احکام کی پابندی کرو اُسکی مخالفت سے بچتے رہو اور اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ طلب کرو یعنی وہ چیز تلاش کرو جو خدا تعالیٰ سے تم کو قریب کر دے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔ قوانین اسلام کی پابندی کرو اور خدا کے راستہ میں جہاد کرو کہ خدا کی بات اونچی ہو جائے اور دُنیا میں خالص خدا کی پرستش ہونے لگے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ وسیلہ سے مراد قرب خدا ہے یعنی خدا تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرو راہ خدا میں جان و مال سے دریغ نہ کرو کیونکہ یہ سب قرب خدا کا ذریعہ ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ وسیلہ جنت کا ایک خاص مرتبہ کا نام ہے اور وہ مرتبہ رسول اللہ کے واسطے مخصوص ہے چنانچہ عمرو بن عاص راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا جب تم اذان سُنو تو تم بھی ویسی ہی کہتے جاؤ پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے خدا اُس پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے خدا اُس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے اسکے بعد تم میرے واسطے دعا کرو کہ خدا تعالیٰ مجھے وسیلہ عطا فرمادے اور وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے جو بندوں میں سے ایک ہی شخص کے لئے ہو سکتا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا لہذا جو شخص اس وسیلہ کی میرے لئے دعا کریگا میری شفاعت اُس کو نصیب ہوگی۔ اس تقدیر پر آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ جنت میں جو درجہ خاص ہے اُس کو طلب کرو کیونکہ یہ درجہ اگرچہ نبی کے ساتھ مخصوص ہے مگر صالحین امت کا بھی وہاں حضور کے زیر سایہ رہنا ممنوع نہیں ہے۔ اسکے بعد حکم ہوتا ہے کہ تمہاری یہ تمام طاعت و فرمانبرداری تمہارے لئے ہی سود مند ہے ہمیں اسکی ضرورت نہیں ہم نے اس کا حکم صرف اس وجہ سے دیا ہے کہ تم کو فلاح و بہبودی حاصل ہو ورنہ ہم سب چیزوں سے غنی ہیں۔

مقصود بیان ۔ ممنوعات اور محرمات سے بچنے کا حکم۔ طاعت و فرمانبرداری پر کاربند رہنے کی تعلیم۔ ذاتِ خداوندی کا استغنا اور حسن نتیجہ کا وعدہ وغیرہ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

(ترجمہ) بیشک جو لوگ کافر ہوگئے اگر اُن کے پاس تمام دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور انکے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تاکہ وہ اس کو دے کر قیامت کے عذاب سے چھوٹ جائیں تب بھی وہ چیزیں ہرگز ان سے قبول نہ کی جاویں گی اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ وہ کی خواہش کریں گے کہ دوزخ سے نکل آویں اور وہ اس سے کبھی نہ نکلیں گے اور ان کو عذاب دائمی ہوگا۔

تفسیر ۔ گذشتہ آیت میں سب سے اوّل خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو حرام و ممنوع سے بچنے کا حکم دیا اسکے بعد طاعت و عبادت کی طرف رغبت دلائی اور جہاد پر آمادہ کیا تاکہ دنیوی اور اخروی کامیابی حاصل ہو اب اُن خبیث لوگوں کا حال بیان فرماتا ہے جو خدا کے احکام کی نافرمانی کرتے ہیں۔ نیک و بد کا باہمی امتیاز نہیں کر سکتے اور عذاب کا وبال اپنے سر لیتے ہیں یہ لوگ راندۂ درگاہ اور مقہور ہیں اور اوّل فریق کی بالکل ضد ہیں۔ (قرآن کا قاعدہ ہے کہ مومن سے کافر اور موحد کے ساتھ مشرک کا ذکر کرتا ہے مومنوں اور موحدوں کے نیک اعمال کا ثواب اور کافروں مشرکوں کی بد اعمالی کا نتیجہ بیان کرتا ہے تاکہ لوگوں کو اسلام کی طرف رغبت اور کفر و نافرمانی سے خوف ہو اسی اصول کے تحت یہاں مومنوں کے ذکر کے بعد کافروں کا ذکر کیا گیا ہے) ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ کفر و شرک میں مبتلا رہے اور اسی پر مرگئے۔ اگر بفرض محال تمام روئے زمین کا مال خزانہ بلکہ اتنا ہی اور ان کے قبضہ میں آجائے اور قیامت کے دن عذاب خدا سے چھوٹ جانے کے لئے اس تمام مال کو فدیہ اور معاوضہ میں پیش کریں تب بھی اُن سے یہ مال قبول نہیں کیا جائے گا اور لامحالہ وہ عذاب الیم میں مبتلا ہوں گے وہ ہر چند آرزو کریں گے کہ کسی طرح ہم یہاں سے نکل جائیں لیکن ہرگز کبھی نہ نکل سکیں گے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ان کا عذاب دائمی ہوگا کبھی ان کی خلاصی نہ ہوگی حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ نے فرمایا قیامت کے دن دوزخی آدمی کو لایا جائے گا اور اُس سے کہا جائے گا اے آدمی تو نے اپنا ٹھکانا کیسا پایا وہ عرض کرے گا بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے حکم ہوگا کہ کیا زمین بھر سونا تو اپنے فدیہ میں دے سکتا ہے عرض کرے گا ہاں دے سکتا ہوں۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے اس سے بہت زیادہ آسان چیزوں کا تجھ کو حکم دیا گیا تھا مگر تو نے نہیں کیا پھر حکم ہوگا اس کو دوزخ میں لیجاؤ۔ (مسلم۔ نسائی۔ بخاری) جمہور اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق یہ امر مسلم ہے کہ کفار کی دوزخ سے کبھی رہائی نہ ہوگی ہاں مسلمان گنہگار ایک مدت خاص تک سزا پانے کے بعد دوزخ سے نکال لئے جائیں گے اور تمام صحیح حدیثوں سے یہی ثابت ہے۔

مقصود بیان ۔ وعید و ترہیب۔ کفر سے محترز رہنے کی تعلیم۔ کفار کے لئے دائمی جہنمی ہونے کی تصریح وغیرہ۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

(ترجمہ) اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے سو ان دونوں کے (داہنے) ہاتھ گٹے پر سے کاٹ ڈالو انکے کردار کے عوض میں بطور سزا کے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے ہیں (جو سزا چاہیں مقرر فرمائیں) بڑے حکمت والے ہیں (کہ مناسب سزا مقرر فرماتے ہیں)

تفسیر ۔ جب مومنوں اور کافروں کے حالات کا جداگانہ بیان ہو چکا اور ہر ایک کو ہدایت و ارشاد کی حد کر دیا نیز ہر فرقہ کے نتیجہ کا بیان بھی ختم ہوگیا تو اب ایک دوسرا حکم بیان فرماتا ہے

حکم بیان کیا جاتا ہے [illegible]
مستحق نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹ ڈالو کہ یہ اُن کے فعل بد کی پاداش ہے اور خدا کی مقرر کی ہوئی سزا ہے [illegible] چوری میں ہاتھ کاٹا جائیگا جب وہ عاقل بالغ ہو۔ دیوانہ نہ ہو [illegible] کسی کا مال چرائے جسکو عام طور پر چوری کہا جاتا ہے جبکہ مال مسروقہ بقدر نصاب سرقہ ہو جس کی مقدار حنفیہ کے نزدیک کم از کم دس درہم کے سکے ہوئے یعنی [illegible] یا اسکی قیمت کا کوئی مال ہو۔ امام مالک کے نزدیک نصاب سرقہ کی مقدار تین درہم ہے۔ شافعی کے نزدیک نصاب سرقہ ربع دینار یعنی تقریباً ڈھائی درہم ہے۔ مال محفوظ اور محفوظ رکھا ہو کہیں بشرکت یا علم [illegible] نہ ہو اور سارق توبہ کرنے یا مالک کے معاف کرنے سے قبل گرفتار ہو جائے۔ ان صورتوں میں شافعیہ کے نزدیک پہلی چوری میں دایاں ہاتھ دوسری چوری میں بایاں پاؤں پھر بایاں ہاتھ پھر دایاں پاؤں کاٹا جائے گا اور پانچویں مرتبہ چوری کرنے پر تعزیر کی جائیگی۔ ہاتھ پہونچے سے قطع کیا جائیگا اور پاؤں بھی ٹخنے کے سامنے سے۔ اسکے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں غالب اور ہدایت وارشاد میں حکمت والا ہے کوئی حکم خلاف حکمت نہیں دیتا۔

مقصود بیان - اخلاقی تعلیم۔ جرم سرقہ کا کلی انسداد۔ دنیا میں تمام لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کا عام قانون۔ فساد کی بیخ کنی اور امن عام کا ضابطہ وغیرہ۔

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

(ترجمہ) پھر جو شخص توبہ کرے اپنی ہنر یا دتی کرنے کے بعد اور اعمال کی درستی رکھے تو بیشک اللہ تعالیٰ اس پر توجہ فرماوے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے ہیں کہ اسکا گناہ معاف کر دیں بڑی رحمت والے ہیں کہ آیندہ بھی مزید عنایت کریں کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لئے ثابت ہے حکومت سب آسمانوں اور زمین کی وہ جس کو چاہیں سزا دیں اور جس کو چاہیں معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

تفسیر - یہ گزشتہ آیت کا تتمہ ہے۔ پہلی آیت میں چوری کی سزا کا بیان تھا یہاں چوری سے توبہ کرنے اور اُسکے مقبول ہونے کا تذکرہ ہے۔ صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ خاندان بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی اور چوری کھل گئی چونکہ شریف عورت تھی اس لئے قریش کو فکر ہوئی۔ چوری کا واقعہ فتح مکہ کے دوران میں ہوا اس لئے کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ حضورؐ سے کچھ عرض کرے مجبور ہو کر آپس میں مشورہ کیا کہ کون شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سفارش کر سکتا ہے بعض نے کہا کہ اُسامہ بن زید کے سوا اور کسی سے یہ جرأت نہیں ہو سکتی کیونکہ اُسامہ حضورؐ کا پیارا ہے اُسامہ بن زید عورت کو لیکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سفارش کی پیش کر حضورؐ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور فرمایا خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین میں سے کسی قانون کے خلاف تو سفارش کرتا ہے حضرت اُسامہ نے عرض کیا میں معافی چاہتا ہوں حضورؐ میرے لئے استغفار کریں اسکے بعد ظہر کے وقت حضورؐ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ تم سے سابق قومیں اسی وجہ سے ہلاک ہو گئیں کہ اُن میں جب کوئی شریف چوری کرتا تو اُسکو چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی ضعیف کمزور آدمی چوری کرتا تو اُس پر قانونی سزا دیتے تھے قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد

یا چوری کرتی تو میں اُس کا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔ پھر آپ نے اُس عورت کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور اُس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد وہ عورت حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ حضور اب تو سزا بھگتنے کے بعد میری توبہ قبول ہو سکتی ہے اُس وقت مذکورہ آیت نازل ہوئی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر اُس عورت نے خالص توبہ کر لی اور ایک شخص سے نکاح کر لیا اور میرے پاس آیا کرتی تھی اور جو کچھ حاجت بیان کرتی تھی میں حضورؐ سے عرض کر دیتی تھی۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص نادم ہو کر خالص دل سے چوری سے توبہ کرے اور خدا و رسولؐ کے حکم کے موافق اپنے اعمال کی اصلاح کرے تو خدا تعالیٰ اُسکی توبہ قبول کر لیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ غفور رحیم ہے رہا مال مسروقہ تو اُس کا رد کرنا جمہور کے نزدیک واجب ہے اور اگر مال تلف یا خرچ ہو گیا ہو تو اُس کا مثل اصل مالک کو دینا ہوگا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر مال موجود ہو تو دیا جائے گا اور اگر موجود نہ ہو تو تاوان نہیں دیا جائے گا۔

مقصود بیان حق تعالیٰ سے خالص دل سے توبہ کرنے کے بعد معافی ہو سکتی ہے حق العباد کو خدا معاف نہیں کرتا ہے۔ ہر گناہ سے توبہ کر کی تعلیم۔ خدا پر کسی شخص کو عذاب دینا واجب نہیں ہے اُسکی مرضی ہے جس کو چاہے عذاب دے جس کو چاہے معاف فرمائے۔ عذاب ثواب دونوں خدا کے قبضہ میں ہیں کوئی اُس کو کسی بات پر مجبور نہیں کر سکتا۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۛ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ ۖ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا ۚ وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ ۚ فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ۖ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا ۖ وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝

(ترجمہ) اے رسول جو لوگ کفر میں دوڑ دوڑ کر گرتے ہیں آپ کو مغموم نہ کریں خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو اپنے منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور ان کے دل یقین لائے نہیں اور خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو کہ یہودی ہیں یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں آپ کی باتیں دوسری قوم کی خاطر سے کان دھر دھر سنتے ہیں جس قوم کے یہ حالات ہیں وہ آپ کے پاس نہیں آئے کلام کو بعد اسکے کہ وہ اپنے موقع پر ہوتا ہے بدلتے رہتے ہیں کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم ملے تب تو اس کو قبول کر لینا اور اگر تم کو یہ حکم نہ ملے تو احتیاط رکھنا اور جس کا خراب ہونا خدا ہی کو منظور ہو تو اس کے لئے اللہ سے تیرا کچھ زور نہیں چل سکتا یہ لوگ ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو ان کے دلوں کا پاک کرنا منظور نہیں

صحیح بخاری شریف اُردو

جو خاص طور سے مولوی کیلئے ترجمہ کرائی جارہی ہے

(بسلسلہ گذشتہ)

باب ۔ کیا امام کو جب (نماز میں) شک ہو جائے تو (جائز ہے کہ) وہ لوگوں کے کہنے پر عمل کرلے

۶۶۵ ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ چار رکعت والی نماز کی) دو رکعتیں پڑھکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم علیحدہ ہو گئے تو آپ سے ذوالیدین نے کہا کہ کیا نماز کم کردی گئی یا اے رسول خدا آپ بھول گئے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (اور لوگوں سے) فرمایا کہ کیا ذوالیدین سچ کہتے ہیں لوگوں نے کہا ہاں ۔ پس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور دو رکعتیں اور پڑھ لیں پھر سلام پھیر کر سجدہ کیا مثل اپنے (معمولی) سجدوں کے یا ان سے زیادہ طویل ۔

۶۶۶ ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں تو (آپ سے) کہا گیا کہ آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں پس آپ نے دو رکعتیں (اور) پڑھ لیں پھر سلام پھیر کر دو سجدہ (سہو کے) آپ نے کئے ۔

باب ۔ جب امام نماز میں روئے (تو کیا نماز فاسد ہو جائے گی) اور عبداللہ بن شداد کہتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے رونے کی آواز سنی حالانکہ میں سب سے پچھلی صف میں تھا وہ انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ پڑھ رہے تھے ۔

۶۶۷ ۔ حضرت عائشہ ام المؤمنین سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے (اخیر) مرض میں فرمایا کہ ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں ۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے آپ سے کہا کہ ابوبکر جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہونگے تو رونے کے سبب سے لوگوں کو (اپنی قرأت) نہ سنا سکیں گے لہذا آپ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں پھر آپ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے حفصہ سے کہا کہ تم آپ سے عرض کرو کہ ابوبکر جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب سے لوگوں کو (اپنی قرأت) نہ سنا سکیں گے لہذا آپ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حفصہ نے (ایسا ہی کیا) اسپر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہرو بیشک تم لوگ یوسف کی ہمنشیں عورتوں کے مثل ہو ۔ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں پس حفصہ نے حضرت عائشہ سے کہا کہ میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی نہ پائی ۔

باب ۔ صفوں کا برابر کرنا (ضروری ہے خواہ) اقامت کہتے وقت (برابر کرلیجائیں) یا بعد اسکے

۶۶۸ ۔ نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی صفوں کو برابر کرلو ورنہ اللہ تمہارے چہروں میں تغیر کردے گا ۔

۶۶۹ ۔ انس سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صفوں کو درست کرو میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے (بھی) دیکھتا ہوں ۔

باب ۔ صفوں کو برابر کرتے وقت امام کا لوگوں کی طرف متوجہ ہونا (ثابت ہے) ۔

۶۷۰ ۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نماز قائم کی گئی تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ ہماری طرف کرکے فرمایا کہ تم لوگ اپنی صفوں کو درست کرلو اور مل کے کھڑے ہو اس لئے کہ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے (بھی) دیکھتا ہوں ۔

باب ۔ پہلی صف کی فضیلت کا بیان ۔

۶۷۱ ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہداء (یہ لوگ ہیں) جو ڈوب کر مرے اور جو پیٹ کے مرض میں مرے اور جو طاعون میں مرے اور جو دب کے مرے اور آپ نے فرمایا کہ اگر لوگ جان لیں کہ سویرے نماز پڑھنے میں کیا (فضیلت) ہے تو بیشک اس کی طرف سبقت کریں اور اگر وہ جان لیں کہ عشا اور صبح کی نماز با جماعت میں کیا ثواب ہے تو یقیناً ان میں آکر شریک ہوں اگرچہ گھٹنوں کے بل (چلنا پڑے) اور اگر وہ لوگ جان لیں کہ پہلی صف میں کیا (فضیلت) ہے تو بے شبہ (اس کے لئے) قرعہ اندازی کریں ۔

باب ۔ صف کا درست کرنا نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے ۔

۶۷۲ ۔ ابوہریرہؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا امام اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے لہذا اُس سے اختلاف نہ کرو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر پڑھو اور نماز میں صف کو درست کرو اس لئے کہ صف کا درست کرنا نماز کی خوبی کا ایک جزو ہے ۔

۶۷۳ ۔ انسؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اپنی صفوں کو برابر کرنا نماز کے درست کرنے کا جز ہے ۔

باب ۔ صف کے اندر شانہ کا شانہ سے ملا دینا اور قدم کا قدم سے (ثابت ہے) اور نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ ہر شخص ہم سے اپنا ٹخنہ اپنے پاس والے آدمی کے ٹخنے سے ملا دیتا تھا ۔

۶۷۴ ۔ انس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اپنی صفوں کو درست کرلو کیونکہ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے (بھی) دیکھتا ہوں (اور ہم میں سے) ہر شخص اپنا شانہ اپنے پاس والے کے شانہ سے اور اپنا قدم اسکے قدم سے ملا دیتا تھا ۔

باب ۔ جب کوئی شخص امام کے بائیں جانب کھڑا ہو اور امام اس کو اپنے پیچھے سے اپنے داہنے پھیرلے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی ۔

۶۷۵ ۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے ایک شب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز (تہجد) پڑھی تو میں (ناواقفی سے) آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا سر میرے پیچھے سے پکڑ کر مجھے اپنی داہنی جانب کرلیا اور آپ نے نماز پڑھی اور سو رہے پھر آپ کے پاس مؤذن آیا تو آپ نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہو گئے اور وضو نہیں کیا ۔

باب ۔ عورت تنہا (بھی) ایک صف ہے ۔[۱]

۶۷۶ ۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے اور ایک یتیم نے اپنے گھر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور میری ماں ام سلیم ہم سب کے پیچھے تھیں ۔

باب ۔ مسجد اور امام کا داہنا جانب (ایک مقتدی کے لئے ہے)

۱؎ ایک عورت بھی تنہا کھڑی ہو مردوں کے ساتھ ملکر نہ کھڑی ہو ۔

۱؎ (ترجمہ) میں تو اپنے رنج و غم کی شکایت صرف اللہ سے کرتا ہوں ۔

۶۷۷ - ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک شب نماز (تہجد) پڑھنے کیلئے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب کھڑا ہوگیا تو آپ نے میرا ہاتھ یا میرا شانہ پکڑ لیا یہاں تک کہ مجھے اپنی داہنی جانب کھڑا کر لیا اور اپنے ہاتھ سے میرے پیچھے اشارہ کیا۔

باب - جبکہ امام اور قوم کے درمیان میں کوئی دیوار یا سترہ ہو (تو نماز ہو جائے گی) اور حسن (بصری) نے کہا ہے کہ کچھ حرج نہیں کہ تم اس حالت میں نماز پڑھو کہ تمہارے اور امام کے درمیان میں نہر ہو اور ابو مجلز کہتے ہیں کہ امام کی اقتدا کرلے اگرچہ دونوں کے درمیان میں کوئی راستہ یا دیوار ہو بشرطیکہ امام کی تکبیر سن لے۔

۶۷۸ - حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز شب اپنے حجرے میں پڑھا کرتے تھے اور حجرے کی دیوار چھوٹی تھی تو لوگوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم دیکھ لیا اور کچھ لوگ آپ کی نماز کی اقتدا کرنے کھڑے ہو گئے۔ پھر صبح ہوئی تو انہوں نے اس کا چرچا کیا پھر دوسری رات کو آپ کھڑے ہو گئے دو رات یا تین لوگوں نے یہی کیا یہاں تک کہ جب اسکے بعد رات ہوئی تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھ رہے اور نماز پڑھنے نہیں نکلے صبح کو لوگوں نے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ میں نے اس بات کا خوف کیا کہ (اس التزام کی وجہ سے کہیں) نماز شب تم پر فرض (نہ) کر دی جائے۔

باب - نماز شب (کا بیان)

۶۷۹ - حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چٹائی تھی جس کو آپ دن میں بچھا لیتے تھے اور رات کو اسی کا پردہ ڈال لیتے تھے تو کچھ لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے اور انہوں نے آپ کے پیچھے صف باندھ کر نماز پڑھی۔

۶۸۰ - زید بن ثابت سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں ایک حجرہ بنایا تھا (سعید کہتے ہیں مجھے خیال آتا ہے کہ زید بن ثابت نے یہ کہا تھا کہ وہ چٹائی کا تھا) اور اس میں چند شب آپ نے نماز پڑھی پس آپ کی نماز کی آپ کے کچھ اصحاب نے اقتدا کی مگر جب آپ کو ان کا علم ہوا تو آپ بیٹھ رہے پھر (صبح کو) ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے جو تمہارا عمل دیکھا اسے سمجھ لیا (یعنی تم کو عبادت کا شوق ہے) تو اے لوگو اپنے گھروں میں پڑھو کیونکہ آدمی کی نماز میں افضل نماز وہ ہے جو اسکے گھر میں ہو سوا فرض نماز کے۔

باب - نماز کے شروع کرنے کے ساتھ تکبیر کا واجب ہونا (ثابت ہے)

۶۸۱ - انس بن مالک انصاری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) گھوڑے پر سوار ہوئے (اور گر پڑے) تو آپ کا بایاں جانب کچھ زخمی ہوگیا انس کہتے ہیں اس دن آپ نے کوئی سی نماز ہمیں بیٹھ کر پڑھائی تو ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر پڑھی پھر جب آپ نے سلام پھیر دیا تو فرمایا کہ امام اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کیجائے لہذا جب وہ کھڑے ہو کر پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ (سر) اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔

۶۸۲ - انس بن مالک کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر پڑے تو (کچھ بدن آپ کا) چھل گیا اس وجہ سے آپ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی تو ہم نے بھی آپ کے ہمراہ بیٹھ کر نماز پڑھی پھر آپ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ (سر) اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا و لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔

۶۸۳ - ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا و لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر پڑھے تو تم سب بیٹھ کر پڑھو۔

باب - پہلی تکبیر میں نماز شروع کرتے کے ساتھ (اسی کے) برابر دونوں ہاتھوں کا اٹھانا (ثابت ہے)

۶۸۴ - عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں شانوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھ اسی طرح اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا و لک الحمد (دونوں) کہتے اور سجدہ میں یہ (بات) نہ کرتے تھے۔

باب - دونوں ہاتھوں کا اٹھانا جب تکبیر (تحریمہ) کہے اور جب رکوع کرے اور جب (رکوع سے سر) اٹھائے (ثابت ہے)۔

۶۸۵ - عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب آپ نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ وہ دونوں آپ کے شانوں کے برابر ہو جاتے اور جب آپ رکوع کیلئے تکبیر کہتے ہیں (اس وقت بھی) کرتے اور یہی جب آپ (رکوع سے) اپنا سر اٹھاتے (اس وقت بھی) کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور سجدہ میں آپ یہ (بات) نہ کرتے تھے۔

۶۸۶ - ابو قلابہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مالک بن حویرث کو دیکھا کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرنا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور مالک بن حویرث نے یہ بیان کیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔

باب (اس بات کا بیان کہ) ہاتھوں کو کہاں تک اٹھائے اور ابو حمید نے اپنے اصحاب میں (بیٹھ کر) یہ بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ شانوں کے برابر اٹھاتے تھے۔

۶۸۷ - عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں تکبیر شروع کی تو تکبیر کہتے وقت آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ان کو اپنے دونوں شانوں کے برابر کر لیا اور جب آپ نے رکوع کیلئے تکبیر کہی تب بھی اسی طرح کیا اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تب بھی اسی طرح کیا اور ربنا و لک الحمد بھی کہا اور یہ (بات) آپ سجدہ کرتے وقت نہ کرتے تھے اور نہ اس وقت جب سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے۔

باب - ہاتھوں کا اٹھانا جب دو رکعتوں سے تیسری رکعت کیلئے اٹھے (تب بھی ثابت ہے)

۶۸۸ - نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر جب نماز شروع کرتے وقت تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے (تب بھی) اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے (تب بھی) اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اس بات کو ابن عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے۔

باب - نماز میں داہنے ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر رکھنا (ثابت ہے)

۶۸۹ - سہل بن سعد کہتے ہیں کہ لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں داہنا ہاتھ بائیں کلائی پر رکھیں اور ابو حازم نے کہا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ حکم دینا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے۔

کتاب الفقہ

بسلسلہ گذشتہ

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ

تم لوگوں کے واسطے روزوں کی راتوں میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ تمہارے لئے بطور

وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ

اوڑھنے بچھونے کے ہیں اور تم انکے لئے اوڑھنے بچھونے کے ہو۔ خدا تعالیٰ کو اس امر کی خبر تھی کہ تم خیانت کر کے اپنے

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا

تئیں گناہ میں مبتلا کر رہے تھے خیر خدا تعالیٰ نے معاف کیا اور تم سے گناہ کو دھو دیا تو اب تم ان سے ملو ملاؤ اور اسکو طلب کرو

كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ

جو تمہارے واسطے خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے یعنی اولاد اور کھاؤ اور پیو اس وقت تک کہ تم کو سفید خط (یعنی نور)

مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ

صبح (صادق) کا ممیز ہو جائے سیاہ خط سے پھر پورا کرو روزے کو رات تک

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ

اور نہ مباشرت کرو بیبیوں سے جبکہ تم اعتکاف میں ہو مسجدوں میں

حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ

خدا تعالیٰ کے قانون ہیں ان سے نکلنے کے نزدیک نہ جاؤ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام بھی لوگوں کی اصلاح

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝

کے واسطے بیان فرمایا کرتے ہیں۔ شاید کہ وہ بچے رہیں (خلاف کرنے سے)

۲۔ سپارہ ۲۵۔ سورۃ الدخان رکوع ۱۔ حٰمٓ ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ

حٰم قسم ہے اس کتاب واضح کی کہ ہم نے اسکو لوح

فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ ۚ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۝ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝

محفوظ سے آسمان دنیا پر) ایک برکت والی رات (یعنی شب قدر) میں اُتارا ہے اس رات میں تمام امور (جاری کئے)

أَمْرًا مِّنْ عِندِنَا ۚ إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝ رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّهُ هُوَ

ہم بوجہ رحمت کے جو آپ کے رب کی طرف سے ہوتی ہے ہم آپ کو پیغمبر بنانے والے تھے بیشک وہ

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ

بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ اسکے بیچ میں ہے

إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ۝

اگر تم یقین لانا چاہتے ہو

۳۔ پارہ ۳۰۔ سورۃ رکوع ۱۔ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ

بیشک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اُتارا ہے اور آپ کو کیا معلوم ہے

مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ

کہ شب قدر کیا چیز ہے شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (وہ شب قدر ہے) کہ اس رات

الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝

فرشتے اور روح القدس (جبرئیل) اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لیکر (زمین کی طرف) اُترتے ہیں

سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

وہ شب (سراپا) سلام ہے۔ وہ شب اسی صفت و برکت کے ساتھ فجر تک رہتی ہے

(۳) احادیث متعلق صوم ولیلۃ القدر و اعتکاف وغیرہ

۱۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ آیا تم پر رمضان کا مہینہ بابرکت فرض کئے اللہ تعالیٰ نے تم پر روزے اسکے۔ کھولے جاتے ہیں اس میں دروازے آسمان کے اور بند کئے جاتے ہیں اس میں دروازے دوزخ کے اور طوق پہنائے جاتے ہیں اس میں سرکش شیطان۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے اس میں ایک رات ہے جو بہتر ہے ہزار مہینوں سے جو کوئی محروم رہا اُسکی بھلائی سے تو گویا وہ محروم ہی ہے۔

۲۔ کہا سلمان فارسی نے کہ خطبہ فرمایا ہم کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر دن۔ فرمایا۔ اے لوگو سایہ ڈالا ہے تم پر ایک بڑے اور مبارک مہینے نے۔ ایسا مہینہ کہ اُس میں ایک رات ہے بہتر ہزار مہینوں سے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں روزے فرض کئے ہیں اور قیام کرنا نفل۔ جو کوئی تقرب ڈھونڈے اللہ تعالیٰ کا اس مہینہ میں نیک نیتی سے تو وہ ایسا ہے کہ جس نے سوائے رمضان کے ایک فرض ادا کیا اور جس نے رمضان میں کوئی فرض ادا کیا وہ ایسا ہی ہے کہ اس نے ستر فرض سوائے رمضان کے اور مہینہ میں ادا کئے۔ اور رمضان کا مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ بہشت ہے۔ اور وہ مہینہ غمخواری کا ہے۔ اور مہینہ ہے کہ زیادہ کیا جاتا ہے اس میں رزق مومن کا۔ جس نے افطار کروایا رمضان میں روزہ دار کو روزہ۔ تو یہ افطار اسکے گناہوں کی بخشش کا سبب ہو جاتا ہے اور دوزخ سے اسکی بریت کا سبب ہو جاتا ہے اور کھلوانے والے کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا روزہ دار کو بغیر اسکے کہ روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ وضع کر لیا جائے۔ کہا ہم نے اے رسول اللہ ہم میں سے سب کی یہ توفیق نہیں ہے کہ ہم روزہ دار کو افطار کرائیں۔ تو فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ یہی ثواب عطا فرماتا ہے جو شخص کہ روزہ دار کا روزہ ایک گھونٹ دودھ سے کھلوا دے یا ایک کھجور سے یا پانی کے ایک گھونٹ سے۔ اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلا دیگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض میں سے اس قدر پلائے گا کہ وہ پیاسا ہی نہیں رہے گا جنت میں داخل ہونے تک۔ اور یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ اسکے شروع میں رحمت ہے بیچ میں بخشش اور آخر میں دوزخ سے رہائی۔ اور جس شخص نے رمضان میں لونڈی یا غلام آزاد کیا۔ خدا تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے اور نار جہنم سے رہائی عطا فرماتا ہے۔ روایت کیا بیہقی نے شعبان الایمان میں۔

۳۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ روزہ اور قرآن دونوں شفاعت کرینگے بندہ کے واسطے۔ روزہ کہے گا کہ لے اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے اور شہوت سے روکا تھا۔ پس میری شفاعت قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا رات کی نیند سے میں نے اس کو جگائے رکھا پس میری شفاعت قبول فرما تو قبول کی جائیگی شفاعت ان دونوں کی۔

۴۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک دروازہ ریان بھی ہے کہ اس طرف سے سوائے روزہ دار کے کوئی داخل نہیں ہو سکے گا۔ روایت کیا بخاری و مسلم نے۔

۵۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ جو بیہودہ باتیں اور جھوٹ بولنا نہ چھوڑے اور اسپر عمل کرتا۔ تو خدا تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے کہ ایسا شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ کر روزہ رکھ لے۔ روایت کیا بخاری نے۔

۶۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے رمضان میں بلا عذر

آخری روزہ [illegible]
ہو سکیں گے۔ روایت کیا [illegible] ترمذی نے [illegible]
اور تمہاری [illegible]

۷۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سے روزہ دار ایسے بھی ہیں کہ انکے روزہ کا کچھ نتیجہ نہیں۔ سوائے پیاسا رہنا ہے۔ اور اسی طرح بہت سے شب بیدار رہنے والے ہیں کہ ان کا جاگنا کچھ نتیجہ نہیں رکھتا فضول ہے۔ روایت کیا اس کو دارمی نے۔

۸۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ تلاش کرو تم شب قدر کو طاق راتوں میں مگر رمضان کے عشرہ آخر کی۔ روایت کیا بخاری نے۔

۹۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تلاش کرو تم اس کو رمضان کے عشرہ آخر میں کیونکہ وہ طاق راتوں میں ہے۔ جیسے اکیسویں۔ تئیسویں۔ پچیسویں۔ ستائیسویں۔ انتیسویں یا آخر سے آخر رات تو جو شخص اس رات کو شب بیدار رہا۔ ایمان کے خیال سے اور طلب ثواب کی غرض سے تو اسکے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کئے گئے۔ روایت کی طبرانی نے۔

۱۰۔ کتنے ہی آدمیوں کو اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر خواب میں دکھائی گئی۔ تو یہ رمضان کی آخر کی سات راتوں میں ہوا تھا۔ تو فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم سب کے خواب آخر کی سات راتوں کے متعلق متفق ہیں تو جو شخص شب قدر کو تلاش کرے تو چاہئے کہ رمضان کی آخر سات راتوں میں تلاش کرے۔ روایت کی بخاری و مسلم نے۔

۱۱۔ ایک مرتبہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کیا رمضان کے عشرہ اول میں۔ پھر اعتکاف کیا بیچ کے عشرہ میں ترکی خیمہ میں تو آپ نے خیمہ سے سر باہر نکالکر (لوگوں سے) کہا تھا کہ پہلے میں نے اعتکاف کیا تھا عشرہ اول میں کہ شب قدر کو اس میں تلاش کروں پھر اعتکاف کیا تھا عشرہ وسطی میں۔ پھر میرے پاس آیا فرشتہ اور اس نے کہا کہ شب قدر تو عشرہ آخر میں ہے۔ تو جس شخص کا ارادہ ہو کہ اعتکاف کرے تو میرے ساتھ عشرہ آخر میں اعتکاف کرے۔ مجھے یہ رات دکھائی گئی۔ پھر میرے دل سے بھلا دی گئی۔ پھر میں نے صبح اپنے تئیں پایا کہ بہتے پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ تو تم اس کو آخر عشرہ میں تلاش کرو۔ اور تلاش کرو اس کو طاق راتوں میں بات یہ تھی کہ اس رات مینہ خوب برسا تھا اور مسجد کی چھت کھجور کی لکڑی کی تھی۔ تو مسجد خوب ٹپکی تو میں نے دیکھا اکیسویں صبح کو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر کیچڑ لگی تھی۔ روایت کیا بخاری و مسلم نے۔

(۴) روزہ افضل ہے یا نماز

۱۔ نماز افضل ہے روزہ سے۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جان لو کہ تمہارے بہتر عملوں میں سے نماز ہے (بروایت ابوداؤد) تو جمہور کے نزدیک نماز ہی افضل ہے۔

۲۔ روزہ افضل ہے نماز سے (بعض کے نزدیک)۔ چنانچہ نسائی نے ابو امامہ سے روایت کیا ہے کہ میں حاضر ہوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور عرض کیا کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیے مجھکو کوئی ایسا کام جو میں اختیار کروں اپنے واسطے آپ نے فرمایا کہ تو روزے رکھنے اختیار کر کہ کوئی عمل اسکے برابر نہیں ہے۔ اسکے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ حکم اسی شخص کو دیا گیا تھا۔

فصل دوم۔ جملہ قسم کے روزے اور ان کا بیان باب

خلاصہ:۔ روزے تین قسم کے ہوتے ہیں یا فرض ہوں گے۔ یا واجب۔ یا نفل۔ [illegible] واجب وہ ہے [illegible] شخص خود اپنے اوپر واجب کرلے۔ باقی سب روزے نفل ہیں۔ مگر سال میں بعض دن ایسے بھی ہیں [illegible] روزہ رکھنا جائز نہیں جیسے عید کے روزے۔ ایام تشریق وغیرہ کے روزے۔ رمضان کے روزے کسی پر معاف نہیں ہیں مگر بعض خاص عذروں کی وجہ سے معاف ہیں مثلاً بیماری یا سفر یا حیض و نفاس کی وجہ سے یا اگر حاملہ عورت کو اپنے یا اپنے بچے کی جان ضائع ہونے کا خوف ہو۔ مگر ان صورتوں میں بھی بعد میں قضا دینی ہوتی ہے۔ واجب روزے وہ ہیں کہ کوئی شخص اپنے اوپر خود واجب کرلے۔ تو ایسے روزوں کی ادائیگی [illegible] ہو جاتی ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ (جو منت مانی ہے اس کو پورا کرو)۔

(۵) جملہ قسم کے روزے اور ان کی تشریح

۱۔ جو روزے کہ فرض لازم ہوتے ہیں وہ تیرہ قسم کے ہیں۔ سات ان میں سے ایسے ہیں جن کو برابر رکھنا واجب ہے۔ وہ یہ ہیں۔ رمضان۔ کفارہ قتل۔ کفارہ ظہار۔ کفارہ قسم۔ کفارہ روزہ رمضان۔ نذر معین۔ قسم معین۔ اور چھ روزے ایسے ہیں جن کو برابر رکھنا واجب نہیں۔ وہ یہ ہیں۔ قضائے رمضان کے روزے۔ تمتع کے روزے۔ احرام میں سر منڈوانے کے کفارہ کے روزے۔ احرام میں شکار کرنے کی جزا کے روزے۔ نذر غیر معین کے روزے۔ اور قسم غیر معین کے روزے۔ عالمگیری۔

۲۔ روزے دو قسم کے ہیں ایک واجب۔ دوسرے نفل۔ پھر واجب بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو کسی وقت معین سے متعلق ہیں۔ جیسے ماہ رمضان کے روزے اور نذر معین کے روزے۔ دوسرے وہ جو کسی وقت معین سے متعلق نہیں جیسے قضائے رمضان کے روزے اور کفارہ کے روزے۔ ہدایہ

۳۔ رمضان کا روزہ فرض ہے۔ اگر کسی عذر سے ترک ہو جائے تو اسکی قضا دینی بھی فرض ہے۔ نذر اور کفارہ کے روزے واجب ہیں۔ ان کے سوا باقی سب نفل ہیں۔ شرح وقایہ

لیکن نذر اور کفارہ کا روزہ بھی فرض ہے۔ اور واجب سے بھی مراد فرض ہے جیسا اکثر کتب فقیہ سے پایا جاتا ہے۔ م

۱۔ فرض (معین) یعنی وہ روزے جو ایک وقت مقررہ پر فرض ہیں (دیکھو دفعہ ۱)۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔ رمضان۔ روزہ ہائے ماہ رمضان کے واجب ہونے کا سبب رمضان کا مہینہ ہے۔ لہذا ماہ رمضان کی طرف مضاف ہے۔ اور جب ماہ رمضان آتا ہے جب ہی واجب ہو جاتا ہے۔ اور رمضان کا ہر ایک روزہ اس روز کے واسطے واجب ہوتا ہے اور روزہ نذر کے واجب ہونے کا سبب نذر ماننا ہے۔ ہدایہ
رمضان کے روزہ کے واجب ہونے کی نسبت قاضی امام ابوزید اور فخر الاسلام اور صدر الاسلام ابوالیسر نے کہا ہے کہ ہر روز کا وہ پہلا جزو ہے جس کے اور اجزاء نہیں ہو سکتے۔ یہی کشف الکبیر میں ہے۔ فتاوی عالمگیری۔
۱۔ رمضان کا روزہ فرض ہے۔ رمضان کا روزہ فرض ہے۔ دیکھو دفعہ ۷ کتاب کے جملہ احکام صوم رمضان سے متعلق ہیں۔ باقی روزے ان کے تابع ہیں۔

۲۔ فرض (غیر معین) یعنی وہ روزے جن کا ادا کرنا فرض تو ہو گیا ہے مگر کوئی خاص وقت مقرر نہیں کہ اس وقت وہ روزے رکھے جائیں۔ وہ یہ ہیں:۔

مقالات غوث الاعظمؒ

(بسلسلہ گذشتہ)

والانداد من الاهل والمال والولد واللذات والشهوات وطلب الولايات والرياسات والكرامات والحالات والمنازل والمقامات والجنات والدرجات والقربات والزلفات فلا يبقى فى القلب ارادة ولا امنية فصار كالاناء المنثلم الذى لا يثبت فيه مائع لانه انكسر بفعل الله كلما تجتمعت فيه ارادة كسرها فعل الله وغيرته فضربت حوله سرادقات العظمة والجبروت والجبروت والهيبة وحضرت من دونها خنادق الكبرياء والسطوة فلم يخلص الى القلب ارادة شىء من الاشياء ثم لا يضر القلب الاسباب من المال والولد والاهل والاصحاب والكرامات والحكم والعبادات فان جميع ذلك يكون خارج القلب فلا يغار الله بل يكون جميع ذلك كرامة من الله لعبده ولطفا به نعمة ورزقا ومنفعة للواردين عليه فيكرمون به ويرحمون ويحفظون لكرامته على الله فيكون خفيرالهم وشحنة وكهفا وحرزا وشفيعا دنيا واخرىٰ۔

پائی جائیگی۔ اور اللہ "شریک" کو قبول نہیں کرتا اللہ غیور اور ہر شے پر غالب اور ہر شے کو مغلوب کر دینے والا ہے پھر وہ اپنے "شریک" کو ہلاک اور معدوم کر دیتا ہے تاکہ اپنے بندہ کے قلب کو "شریک" سے خاص اپنے لئے پاک کرے (اب) اس وقت اُسکے قول یحبھم ویحبونہ (اللہ اُن سے محبت کرتا اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں) کے معنی (بندہ پر صادق آتے ہیں) اور (اللہ عزوجل کا یہ فرمانا اُسکے حق میں) ثابت ہو جاتا ہے حتٰی کہ جب (بندہ کا) قلب تمام انباز الٰہی اور "شریکوں" (یعنی) بی بی بچے، مال (و دولت)، لذات شہوات اور حکومت و ریاست، کرامت و حالت، منازل ومقامات، اور "جنات" و "درجات" اور "قربات" کی طلب (سب) سے پاک ہو گیا (تو) پھر (اُس) قلب میں نہ کوئی ارادہ باقی رہتا ہے نہ کوئی آرزو (باقی رہتی ہے) اور (اب یہ) قلب (صافی) اُس سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا جس میں کوئی بہنے والی چیز نہیں ٹھہرتی اس لئے کہ (قلب) اللہ کے فعل سے ٹوٹ چکا ہے جب کوئی ارادہ اس میں پیدا ہوا، اللہ کی غیرت اور (اُسکے) فعل نے (وہیں) اُسے توڑ دیا (بس اب اس) قلب کے آس پاس عظمت و جبروت اور ہیبت الٰہیہ کے پردے ڈالے جاتے ہیں (اور اُسکی) سطوت و کبریائی کی خندقیں بنائی جاتی ہیں پھر اشیاء میں سے کسی شے کا (بھی کوئی) ارادہ، قلب کی طرف راستہ نہیں پاتا، پھر اس وقت (یہ حال ہو جاتا ہے کہ) سامان (دُنیوی) مال، اہل و عیال (احباب و) اصحاب اور سامان (دینی) کرامات اور حکم اور عبادات (اس) قلب میں ضرر (اور خلل) نہیں لاتے کیونکہ (اب حالت یہ ہے کہ) یہ سب چیزیں قلب سے باہر رہتی ہیں پھر (اب) اللہ ان چیزوں کے بندہ کے پاس ہونے کے سبب) غیرت نہیں کرتا بلکہ یہ تمام سامان (اس حالت میں) اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے بندہ کے لئے لطف و کرامت اور اُسکے پاس آنے والوں کیلئے نعمت و رزق اور منفعت (کا سبب) ہوتے ہیں۔ پھر ان ہی (اسباب) سے واردین کی تعظیم (و مدارات) کی جاتی ہے اور خدا کے نزدیک اس (بندہ) کی عزت (اور قبولیت) ہے (اُس) کی وجہ سے واردین پر رحمت ہوتی اور اُن کی حفاظت کی جاتی ہے اور یہ (بندۂ خاص) اُن واردین (و محبین) کا نگہبان اور کوتوال و پشت پناہ اور بچاؤ اور دُنیا و آخرت میں اُن کا شفیع ہو جاتا ہے۔

المقالة الثالثة والثلثون

(فى بيان تقسيم الرجال)

قال رضى الله عنه الناس اربعة رجال رجل لا لسان له ولا قلب وهو العاصى الغبى الغبى سفساف لا يعباء الله به ولا خير فيه هو وامثاله حثالة لا وزن لهم الا ان يتعمّهم الله برحمته فيهدى قلوبهم للايمان به ويحرك جوارحهم بالطاعة له فاحذر ان يكون منهم ولا تودهم ولا تكترث بهم ولا تقم فيهم فانهم اهل العذاب والغضب والسخط سكان النار اهلها نعوذ بالله منهم الا ان تكون من العلماء بالله ومن معلمى الخير وهداة الدين وقادة ودعاته فدونك فاتهم وادعهم الى طاعة الله وحذرهم عن معصية الله فكنت عند الله جهيدا فتعطى ثواب الرسل والانبياء قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعلىؓ لان يهدى الله بهداك رجلا خير لك مما طلعت عليه الشمس الرجل الثانى لسان بلا قلب فينطق

مقالہ تینتیسواں ۳۳

(لوگوں کی تقسیم اور تعریف)

فرمایا: لوگ چار قسم کے ہیں، ایک وہ شخص جس کے نہ زبان ہے نہ دل ہے۔ اور یہ عاصی، غافل اور ذلیل (شخص) ہے اللہ اسکی پرواہ نہیں کرتا، اس (شخص) میں کوئی بھلائی نہیں ہے (یہ) بھوسی کی مثل ہے ایسے لوگوں کا کوئی وزن نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ انہیں اپنی رحمت میں شامل کر لے اور ان کے قلوب کو اپنے ایمان کی ہدایت دے اور اُنکے اعضاء کو اپنی طاعت (و عبادات) میں حرکت دے پس تو (اُن لوگوں) میں ہو جانے سے احتراز کر اور ان میں پناہ نہ لے اور ان سے خوف نہ کر اور ان میں کھڑا نہ ہو اس لئے کہ یہ لوگ عذاب غضب و نار ضی الٰہی کے اہل (ہیں) اور نار (دوزخ) میں رہنے والے ناری ہیں۔ ہم ان (لوگوں) میں ہو جانے سے اللہ سے پناہ مانگتے ہیں لیکن یہ کہ تو عالمان باللہ (اللہ کے جاننے والوں) اور معلمین خیر (نیکی سکھانے والوں) اور دین کے ہادیوں اور دین کی دعوت دینے والوں اور دین کی طرف لیجانے والوں میں سے (اگر) ہو تو (پھر) ایسے (عاصی) لوگوں کی صحبت اختیار کر، اُن کے پاس آ اور انہیں طاعت الٰہی کی دعوت دے اور انہیں اللہ کی نافرمانی کے عذاب سے ڈرا اور اگر تو ایسا کرے گا تو پھر تو اللہ کے نزدیک "جہید" (بڑا مجاہدہ کرنے والا) ہوگا اور تجھے رسولوں اور نبیوں کا ثواب عطا کیا جائے گا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیرالمومنین مولیٰ علی (علیہ السلام) سے فرمایا "البتہ تمہاری ہدایت سے اللہ تعالیٰ کا ایک شخص کو (بھی) مقصود تک پہنچا دینا تمہارے لئے (ہر) اس چیز سے بہتر ہے جس پر آفتاب نے طلوع کیا ہے دوسرا شخص (وہ) ہے جس کی

بالحکمۃ بلا عمل [illegible] فھو
الناس ا[redacted]
فیستقبح عیبہ [illegible] یوم
ویعمل مثلہ فی نفسہ ویظہر
للناس تنسکا و یبارز اللہ
بالعظائم من المعاصی اذا
خلا کانہ ذئب علیہ ثیاب
وھوالذی حذر منہ النبی
یقول اخوف ما اخاف علی
امتی علماء السوء نعوذ باللہ
من ھذا فابعد منہ وھرول
لئلا یتخطفک بلذیذ لسانہ
فتحرقک نار معاصیہ فیقتلک
نتن باطنہ وقلبہ والرجل
الثالث قلب بلا لسان وھو
مؤمن سترہ اللہ عن خلقہ
واسبل علیہ کنفہ وبصرہ
بعیوب نفسہ ونور قلبہ و
عرفہ غوائل مخالطۃ الناس
وشوم الکلام والنطق وتیقن
ان السلامۃ فی الصمت
والانزواء کما قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من
صمت نجا وکما قال ان
العبادۃ عشرۃ اجزاء تسعۃ
منھا فی الصمت فھذا رجل
ولی اللہ فی سر اللہ محفوظ
ذو سلامۃ وعقل وافر
جلیس الرحمن منعم علیہ
فالخیر کل الخیر عند ھذا
فدونک ومصاحبتہ و
مخالطتہ وخدمتہ والتحبب
الیہ بقضاء حوائج تستعرلہ
ومرافق یرتفق فیھا فیحبک
اللہ ویصطفیک ویدخلک
فی زمرۃ احبائہ وعبادہ
الصالحین ببرکتہ ان شاء
اللہ تعالی والرجل الرابع
المدعو فی الملکوت بالعظمۃ

جس کے لئے زبان ہے دل نہیں [illegible] دو حکمت کی
[redacted] کی باتیں کرتا ہے [illegible] اور لوگوں
کو (تو) اللہ کی طرف بلاتا ہے مگر وہ انکی تعمیل
ہے۔ دوسروں کے عیب کو برا بتاتا ہے اور خود
اُسی (عیب) کے مثل پر ہمیشہ عمل کرتا ہے اور لوگوں
پر (تو) اپنا پارسائی کرتا ہے مگر بڑے گناہوں
کے ساتھ (خود) اللہ سے لڑتا ہے (یہ شخص) جب
تنہائی پر ہوا تو گویا وہ لباس کے اندر ایک بھیڑیا
ہے یہ وہ شخص ہے جس سے نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے ڈرایا اور (یہ) فرمایا ہے: "(سب سے)
زیادہ ڈر کی بات جس سے میں اپنی امت پر خوف
کرتا ہوں علماء السوء (برے عالم) ہیں" ہم ان
سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پس ایسے شخص سے
دور رہو اور جلدی بھاگ۔ تاکہ اسکی زبان کی لذت
تجھے لبھا نہ لے (اور) پھر اُسکے گناہ کی آگ تجھے
جلا دے، اور اُسکے باطن اور اُسکے قلب کی گندگی
تجھے مار دے۔ تیسرا شخص وہ ہے جسکے دل ہے
زبان نہیں ہے اور یہ (شخص) "مومن" ہے۔ اللہ
نے اُسے اپنی مخلوق سے چھپایا، اور اُسپر اپنا
پردہ ڈالدیا ہے۔ اُسے اُسکے عیوب نفس کی بصیرت
(اور سمجھ) دی، اور اُسکے قلب کو "نورانی" کر دیا ہے
اور اُسے اختلاطِ مردم کی سختیوں (اور خرابیوں)
اور گفتار (و گویائی عبث) کی برائی سے (آگاہ
اور) شناسا کیا ہے اور اُسے یقین ہو چکا ہے
کہ سلامتی خاموشی اور گوشہ نشینی (ہی) میں
ہے جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
"جو خاموش رہا اُس نے (آفات سے) نجات پائی"
اور جیسا کہ (آپ نے) یہ فرمایا: "عبادت کے
دس حصے ہیں ان میں سے نو حصے (ایک)
خاموشی میں ہیں" پس یہ شخص اللہ کے (ساتھ
اپنے) بھید میں (جو یہ اللہ سے رکھتا ہے) اللہ
کا "ولی" ہے (اور) سلامتی والا صاحب عقل
کثیر مقرب خدا (اور ایک) نعمت یافتہ ہے
پس بہتری تمام بہتری اُسکے پاس ہے پس تو ایسے
شخص کو لازم پکڑ۔ اُسکی مصاحبت (و دوستی) اور
(اُس سے) اختلاط اور اُسکی خدمت کو (اپنے
لئے) لازم جان۔ اور جو حاجتیں اُسے عارض ہو
اُن کے پورا کر دینے اور اُس کو ایسی چیزیں
پہنچا کر جس سے وہ فائدہ پائے اُس کے ساتھ

کما جاء فی الحدیث من تعلم
وعمل بہ وعلم دعی فی الملکوت
عظیما وھوالعالم باللہ وایاتہ
استودع قلبہ غرائب علمہ
واطلعہ اللہ علی اسرار
طواھا عن غیرہ واصطفاہ
واجتباہ وجذبہ الیہ و
ھداہ ورقاہ الیہ وشرح
صدرہ لقبول تلک
الاسرار والعلوم وجعلہ
جھبذا وداعیا للعباد ونذیرا
لھم وحجۃ فیھم ھادیا
مھدیا شافعا مشفعا صادقا
مصدقا بدلا لرسلہ و
انبیائہ علیھم صلواتہ
وتحیاتہ وبرکاتہ فھذا
ھوالغایۃ والمنتھی فی بنی
آدم لا منزلۃ فوق ھذہ المنزلۃ
الا النبوۃ فعلیک بہ احذر
ان تخالفہ وتنافرہ وتجانبہ
وتعادیہ وتترک القبول منہ
والرجوع الی قولہ ونصیحتہ
فان السلامۃ فیما یقول و
عندہ والھلاک والضلال
عند غیرہ الا من یوفقہ
اللہ ویمدہ بالسداد والرحمۃ
فقد قسمت لک الناس
فانظر لنفسک ان کنت
ناظرا واحترز بھا ان کنت
محترزا لھا شفیقا علیھا
ھدانا اللہ وایاک لما یحبہ
ویرضاہ دنیا واخریٰ

دوستی کر۔ پس اللہ تعالیٰ اُسکی برکت (و محبت
کی بدولت) اللہ تجھ سے محبت کریگا اور تجھے
برگزیدہ بنادیگا اور تجھے اپنے احباب نیک
بندوں کے زمرہ میں شامل کریگا۔ چوتھا شخص
وہ ہے کہ عالم ملکوت میں بزرگی کے ساتھ پکارا
گیا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے
(علم کو) سیکھا اور اُسپر عمل کیا اور (دوسروں کو)
سکھایا اُسے عالم ملکوت میں بزرگ (کے نام سے)
پکارا جائیگا (جو) اللہ کو اور اسکی آیات کو جاننے
والا (عالم) ہے۔ اور اُس کا قلب "نوادرِ
معلوم الٰہیہ" کا امانت دار بنایا گیا ہے۔ اور اللہ
نے اُسے اپنے بھیدوں پر آگاہ کیا ہے جن بھیدوں
کو اللہ نے اپنے غیر سے پوشیدہ رکھا ہے اور اللہ
نے اُسے "برگزیدہ" اور "مقبول" بنایا اور اُسے
اپنی طرف کھینچا اور بلند کیا اور ہدایت کی اور
اُسکے سینہ کو (اپنے) علوم و اسرار کے قبول کرنے
کے لئے کھولدیا اور اُسے سمجھنے والا اور بندوں
کو (نیکی) کی طرف دعوت دینے والا اور اُن کو
(برائی سے) ڈرانے والا اور اُنکے درمیان دلیل
(اور) راہ یافتہ اور راہ (حق) دکھانے والا شفیع
و مشفع (سفارش کرنیوالا سفارش قبول کیا گیا)
صادق و مصدوق (راستباز و معتبر) اور اپنے
نبیوں اور رسولوں کا خلیفہ (نائب بنایا) اُن پر اُسکے
درود اور رحمت (سلام) اور برکتیں نازل ہوں!
پس یہی شخص بنی آدم میں مقصودِ خلقِ انسان
کی غایت اور انتہا ہے۔ اس شخص کے مرتبہ
نبوت کے سوا کوئی اور مرتبہ نہیں ہے۔ پس ایسے
شخص کی محبت کو لازم پکڑ۔ بس ایسے شخص کی مخالفت
کرنے اور اُس سے بھاگنے اور اُسکے ساتھ عداوت
رکھنے سے ڈر اور اس سے (ہدایت و ارشاد کو)
قبول نہ کرنے اور اُسکے قول و نصیحت کی طرف
رجوع نہ کرنے سے احتراز کر (یہ) اسلئے کہ تیرے
واسطے) سلامتی اُسکے پاس ہے اور اُس (چیز) میں ہے جسے وہ رکھتا ہے اور ہلاکی و
گمراہی (تیرے لئے) اُسکے غیر کے پاس ہے، الا (یہ کہ) اللہ جسے توفیق دے، اور اُسے استقامت
اور رحمت کے ساتھ مدد دے، پس میں نے تیرے لئے لوگوں کی تقسیم کر دی ہے۔ اب اپنے
جی میں سوچ لے اگر تو سوچنے والا ہے اور اپنے نفس کو بچالے اگر اُسے بچانے والا ہے
اور اُس پر مہربان ہے۔ اللہ ہمیں اور تمہیں ہدایت کرے اُس چیز کے لئے جس کو وہ پسند
فرماتا اور دنیا و آخرت میں جس سے راضی رہتا ہو!

مسلمان اور قرآن

(ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کیلئے لکھوائی گئی ہے)

(نوشتہ حضرت مراد ماہروی)

گذشتہ سے پیوستہ

قرآن اور دلائل توحید

قرآن کریم میں توحید باری تعالیٰ کے متعلق ارشاد ہے۔ ونفسٍ وما سوّٰها فالهمها فجورها وتقواها۔ (قسم ہے نفس کی اور اس ذات کی جس نے نفس کو درست کیا اور پھر اسکے اندر بدی اور نیکی کا علم ڈالدیا) دیکھئے اس آیت میں کیا فلسفہ بیان کیا ہے اور کیسا نفسیاتی مسئلہ پیش کرکے دلوں کو توحید کی طرف کھینچا اور مائل کیا گیا ہے۔ پھر دوسری جگہ ارشاد ہے۔ فلمّا زاغوا ازاغ اللّٰه قلوبهم۔ واللّٰه لا یحب الفاسقین (پس جب انہوں نے کجروی اختیار کی۔ تب اللہ نے بھی ان کے قلوب کو کج کردیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا)

امّن یجیب المضطر اذا دعاه (کون ہے جو بیقرار کی پکار اس وقت سُنے جبکہ وہ بیقراری میں اُسے پکار رہا ہو) ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ مثال دیکر فرماتا ہے کہ فاذا رکبوا فی الفلك دعوا اللّٰه مخلصین له الدین۔ فلمّا نجّٰهم الی البرّ اذا هم یشرکون ۲۹/۶۵ (پس جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں اس وقت تو اللہ تعالیٰ کو خالص ایمان اور یقین کے ساتھ پکارتے ہیں۔ مگر جب ہم سلامتی کے ساتھ اُنہیں خشکی پر پہنچا دیتے ہیں تو پھر شرک کرنے لگ جاتے ہیں) کتنی فطری باتیں ہیں کیسا ہی معصیت کار انسان ہو اضطراب و بیقراری کے عالم میں اُسکے مُنہ سے اللہ نکل ہی جاتا ہے۔ اور وہ خدا کو پکار ہی اُٹھتا ہے۔ تو سمجھانا یہ ہے کہ جب حالت اضطرار میں تمہارے مُنہ سے خدا ہی نکلتا ہے۔ تو پھر خدا ہی کو کیوں معبود نہیں بناتے اور ان بُتوں کی پوجا میں کیوں اپنی ہستی خراب کرتے ہو جو تمہاری آواز پر نہ جواب دے سکتے ہیں اور نہ تمہاری امداد کی قوت رکھتے ہیں۔ پھر شکوہ کیسا پیارا ہے کہ خوف و خطرہ کے وقت تو خدا یاد آتا ہے۔ ایک ہستی کی طرف سے بچاؤ اور تحفظ کی توقع رکھتا ہے اور جب اسکی امداد سے یہ خطرہ دور ہو جاتا ہے تو پھر سیکڑوں بُتوں کے شرک اور جال میں پھنس جاتے ہیں حالانکہ چاہئے یہی تھا کہ اسی واحد و ناصر ہستی کی پرستش کرتے اور اس ضلالت کے گڑھے سے باہر آجاتے۔ دیکھئے قرآن کس خوبصورتی اور حکمت کے ساتھ بُت پرستوں کے عقائد کے حلقوں پر غیر محسوس و غیر مرئی طریق پر گولہ باری کر رہا ہے۔ اور براہِ راست کچھ نہیں کہا جاتا کہ ضد پیدا ہونے کا امکان ہے اور نہ ابھی یہ کہا جا رہا ہے کہ بُت پرستی ترک کردو۔ بلکہ ایسی چیزیں "در حدیث دیگراں" بیان کیجارہی ہیں جو مشرکین کو تذبذب میں مبتلا کردیں اور اُن کے عقائد میں تزلزل پیدا ہو جائے۔ یہ بہترین اور اعلیٰ ترین طریق تعلیم ہے جو صرف قرآن ہی کے ساتھ مخصوص ہے اور جو دل کی نازک رگوں کو متاثر کرتا اور اُن کے اندر ایک ناگہانی خیال و غور پیدا کرتا چلا جا رہا ہے۔

والّذی قدّر فهدٰی ۸۷/۳ (جسنے پرورش اور بقائے نوع وغیرہ کے طریقے مقرر کردئے اور ہر ایک مخلوق کو اُسکے حسب حال ہدایت کردی) یہ روزمرہ کے مشاہدات ہیں کہ بے زبان جانور بھی اپنی اپنی نوعیت و بساط و ضرورت کے مطابق اپنی غذا کو پہچانتے اور اُسے حاصل کرتے ہیں۔ گائے ہو بکری ہو یا گھوڑا یہ بے عقل جانور ہیں اور جنگل میں یونہی آزادانہ چرتے پھرتے ہیں لیکن اسی گھاس میں جابجا بہت سی زہریلی بوٹیاں بھی ہوتی ہیں لیکن یہ کبھی انپر مُنہ نہیں ڈالتے اور ضرورت کے مطابق انہیں پہلے سے عقل دیدی گئی ہے۔ آخر سوچنے کی بات ہے کہ غذا اور زہر میں انہیں تمیز کیسے عطا ہوئی، کس نے دی، کسنے سکھایا یا کسنے بتایا۔ حالانکہ رنگ و بار اور شکل کے اعتبار سے ان میں چنداں تفاوت نہیں ہوتا۔ کتے کے زخم آجاتا ہے تو وہ اسے اپنی زبان سے چاٹتا ہے۔ آخر اُسے کس نے بتایا کہ تیری زبان میں زخم کے اچھا کرنے کی خاصیت ہے۔ بندر کے کوئی چوٹ لگے۔ کوئی تکلیف ہو فوراً دوڑ کر اکسیر بوٹی لے آتا ہے۔ آخر اس کا علم اُسے کس طرح حاصل ہوگیا۔ بُتوں کی تو یہ کارفرمائی نہیں ہوسکتی کہ وہ خود مجبور محض ہیں۔ رہے اوتار وہ ہم ہی جیسے انسان ہیں۔ کچھ نہیں یہ سب کچھ رحمانیت الٰہی کا انتظام ہے جو اُسنے ہر جاندار کی ضرورت کے لئے پہلے سے کر رکھا ہے اور اُسکی ضروریات کے مطابق علم اس کی فطرت میں ودیعت کردیا گیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو انکی نسلیں آج منقطع ہوچکی ہوتیں۔ یہ مثل دیکر کفار کو اشارہ دیا گیا کہ ان مشاہدات کے باوجود تم خدا کی ہستی و عظمت سے برابر انکار کرتے چلے جاتے ہو کیسی بین اور زبردست دلیل ہے اور کتنے مختصر الفاظ ہیں جو سُنتے اور پڑھتے ہی قلب میں اُتر جاتے ہیں۔

آگے چل کر مزید دلیل ملاحظہ فرمائیے واوحی ربّك الی النحل ان اتّخذی من الجبال بیوتًا ومن الشجر وممّا یعرشون (ہم نے شہد کی مکھی کو بتلایا کہ پہاڑ اور درخت میں گھر اور اس میں چھتے بنائے ۱۶/۶۸) کیا سیدھی سی بات ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے نہیں بتایا تو ان کی فطرت میں یہ چیز کہاں سے اور کس طرح ودیعت ہوئی اور پھر اُسے موم سے بہترین خانے بنانے اور ان میں شہد بھرنا کس نے سکھایا۔ قرآن کہتا ہے کہ یہ خدا نے اور صرف خدا نے سکھایا۔ مشرکین کے پاس اس دلیل کا کیا جواب ہو سکتا تھا اور سوائے خاموشی کے وہ اس کا اور کیا جواب دے سکتے تھے۔

وما من دابّة فی الارض الّا علی اللّٰه رزقها ۱۱/۶ (زمین کے تمام جانداروں کا رزق اللہ کے ذمہ ہے)۔ وهو ربّ کلّ شیءٍ (اور وہی ہر چیز کا پالنے اور پرورش کرنے والا ہے) کس میں جرأت ہے جو اس سے انکار کرتا اور انکار کرتا تو بتاتا کہ اگر (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے ذمے نہیں تو کیا لات و ہبل کے ذمے ہیں جو اپنی تخلیق اور تراش کے لئے بھی انسانی ہاتھوں کے محتاج تھے۔ جنگل میں اور زمین پر لاکھوں ہی جانور ہیں سب ہی کو رزق ملتا اور سب ہی کی پرورش ہوتی ہے پھر کون اتنی قدرت والا ہے جو یونہی دُنیا کے جانداروں کی پرورش کا ذمہ لے سکے۔ بس ہے اور وہ خدا اور صرف خدا ہے۔

اولم یروا الی الطیر فوقھم صٰفّٰت و [illegible] ۔ (کیا انہوں نے پرندوں کی حالت پر غور نہیں کیا۔ جو ہوا میں اڑتے، آنکھیں اور پَر پھیلائے ہوتے ہیں اور سمیٹتے ہیں۔ ان کو رحمٰن کے سوا کوئی نہیں سنبھالتا۔ یقیناً وہ ہر چیز کا دیکھنے والا ہے۔) کون اسکے جواب میں زبان کھول سکتا تھا کہ یہ نہ خدا کے سوا اور کس کے بنائے ہوئے ہیں۔ کہ یہی یہ چیز ایک حقیقت ہے۔ آخر پرندوں کو اڑنا، مچھلیوں کو تیرنا اور گوشت خور جانوروں کو شکار کی تدابیر کس نے سکھائیں۔ باز کو شکار پکڑنے کے متعلق سبک رفتاری اور تیز پنجے، بلی کو تاریکی میں غذا اور روشنی پھیلانے والی آنکھیں اور مچھلیوں کو تیرنا کس نے القا کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ جانور نہیں کسی مدرسہ اور کسی اسکول و کالج میں انکی تربیت و تدریس کا اہتمام نہیں۔ عقل و دانائی سے بہرہ وافر عطا نہیں ہوا۔ لیکن پھر بھی جس جانور، جس پرند اور جس درندہ کو اپنی غذا اور پرورش کے لئے جس چیز کی ضرورت زندگی میں ہوسکتی تھی وہ پہلے سے القا کر دی گئی۔ مرغی کا بچہ ہو یا بھیڑیے کا بلا سکھائے اور بتائے اپنی ضرورتوں کا علم رکھتے ہیں۔ گدھا انتہائی احمق جانور ہے لیکن اس حمق کے باوجود وہ کبھی نقصان رساں چیز پر منہ نہیں ڈالتا۔ تمام امور میں وہ فی الواقع نادان ہیں مگر اپنی ضروریات حیات اور پرورش کے متعلق ضروری چیزوں کے وہ ماہر ہوتے ہیں۔ اس آیت میں "رحمٰن" کے لفظ نے کیسی روح ڈالی ہے۔ رحمانیت کی صفت ہی یہ ہے کہ پہلے سے تمام ضروریات کا مہیا کر دینے اور انتہائی رحم و پرورش سے کام لینے والا۔ پوری دنیا آنکھوں کے سامنے پھیلی ہوئی ہے۔ کوئی انسان کوئی ایسا طاقتور کیا ایک چیونٹی بنانے پر بھی قادر ہے۔ اور اگر کوئی چیز بفرض محال بنا بھی لے تو وہ اسکی پرورش و بقا کے لئے بھی یہ اہتمام کرسکتا ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں یہ خدا اور صرف خدا ہی کا کام ہوسکتا ہے اور یہ سب چیزیں اور سب باتیں اس کی مافوق ہستی کی دلیل اور شرک کے منافی ہیں۔

قرآن کریم میں ہے۔ سبح اسم ربك الاعلى الذى خلق فسوّى والذى قدر فهدى ؎ (رب اعلیٰ کے نام کی تسبیح کر جس نے سب کچھ پیدا اور پھر درست کیا اور جس نے پرورش و بقا وغیرہ کے جدا جدا طریقے مقرر کئے اور وہ طریقے انہیں پہلے ہی سے بتا بھی دئے۔

لا الشمس ینبغی لھا ان تدرك القمر ولا اللیل سابق النھار (آفتاب کی مجال نہیں کہ وہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات کی مجال کہ وہ دن پر یلغار کرے) کتنے مختصر الفاظ اور کیسی چھوٹی سی آیت ہے مگر معانی و مطالب کے اعتبار سے دفتر کے دفتر اس میں پوشیدہ و مرکوز ہیں۔ خدائے قدوس اپنے نظام کی اکملیت کے متعلق بندوں کو آگاہ کر رہا ہے کہ گو ان چیزوں کا باہم تعلق ہے لیکن ان میں تصادم کا کوئی امکان نہیں۔ سورج ہے کہ کروڑوں میل دور رہ کر بھی دنیا کو گرمی پہنچانے، فصلیں پکانے، ہوائیں چلانے، بادلوں کو لانے اور روشنی پھیلانے میں مصروف ہے۔ چاند اپنے فرائض میں لگا ہوا ہے اور سمندر میں تموج پیدا کرتا ہے۔ رات اور دن اپنے اپنے مقررہ وقت پر ختم ہوتے ہیں۔ یہ کارخانہ ربانی ہے۔ ہزارہا سال سے سورج ایک ہی نہج پر نکلتا اور غروب ہوتا ہے رات اور دن کے طلوع کے ایک ہی اوضاع ہیں۔ ورنہ انسانی چیزوں اور خود مخلوق میں یہ ضبط و نظام کہ ایک پل بھر کا فرق نہ پڑے کبھی نہیں ہوسکتا۔ اجرام سماوی علیحدہ اپنے اپنے دائروں میں گردش کر رہے ہیں وکل فی فلك یسبحون۔ کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ ان سب چیزوں کی خالق و منتظم ہستی ایک اور صرف ایک ہے جو ربوبیت کی بہترین مظہر ہے۔ کفار اور مشرکین عرب تو ان دلائل توحید کا جواب [illegible] کیا سکتے تھے۔ خود رب قدیر نے فرمایا۔ ولو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا (یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے سوا ارض و سما میں کوئی اور بھی خدا ہوتا تو ضرور فساد پھیلتا) لیکن سکون و نظم کے دائمی قیام سے واضح ہو رہا ہے کہ خدا ایک ہی ہے اور وہی اس نظام عالم کو چلا رہا ہے۔ قرآن حکیم نے بالکل صحیح بتایا ہے۔ ذلك تقدیر العزیز العلیم ؎ ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انتظام جو زبردست ہے اور ہر چیز اور ہر نفس سے باخبر رہتا ہے۔ رب السموات والارض وما بینھما ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم یعنی آسمانوں اور زمینوں کا رب اور مالک ہے اور ان دونوں کے درمیان میں جو مخلوق ہے وہ بھی اسی کی خدائی میں شامل ہے۔ وہ ان کے تحفظ و بقا کی سعی سے کبھی نہیں تھکتا۔ وہ بڑا عالی مرتبہ اور عظمت والا ہے۔

مشرکین عرب کے پاس اس سوال کا کیا جواب صحیح ہوسکتا تھا یا اب دہریوں کے پاس ہوسکتا ہے کہ یا ایھا الانسان ما غرك بربك الكريم الذى خلقك فسوّاك فعدلك فى اى صورة ما شاء ركبك ؎ (اے انسان تجھے کس چیز اور کس خیال نے تیرے رب سے پھیر دیا اور مغرور بنا دیا۔ اسی نے تو تجھے پیدا کیا، درست حالت میں کیا، اعتدال پر لایا اور پھر جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دی)۔ کتنے چھوٹے چھوٹے الفاظ ہیں اور انسان کی پیدائش پر کتنا گہرا فلسفہ پیش کر رہے ہیں "خلقك فسوّاك فعدلك" کے مفہوم اور وسیع معانی اور پھیلاؤ کی باریکیوں پر غور کرو۔ چونکہ اپنے اس عجز تخلیق کے باعث انسان نے غفلت و اعراض کی راہ اختیار کی۔ اسلئے آقا اپنے بندوں سے سوال کرتا ہے کہ سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی تم اپنے آقا سے غداری کرتے ہو، اور کرتے ہو تو کس برتے پر۔ ان آیات نے قلب پلٹ دئے۔ دلوں کا طوفان برپا کر دئے۔ لیکن جو شقی ازلی تھے سمجھے تو وہ بھی لیکن ضد و ضلالت نے انہیں آغوش اسلام میں نہ آنے دیا۔ پھر رب قدیر قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ومن آیاتہ خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذلك لآیات للعالمین ؎ (حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں میں اختلاف جاننے اور علم رکھنے والوں کے لئے نشانات اور اشارات موجود ہیں) کیسے اشارات اور کس قسم کی نشانیاں؟ ایسی نشانیاں جو انسان کے دماغوں میں روشنی پیدا کر کے پھر اسے اپنے آقائے حقیقی کے دروازہ پر لاسکتی ہیں اور بتا سکتی ہیں کہ تمہارا خالق اور تمہارا رب وہی ہے جس نے سب کچھ پیدا کیا اگر وہ ایسا نہ کرتا تو تمہیں ایک دوسرے کی شناخت اور پہچان میں کتنی دشواریاں اور مشکلات پیش آتیں۔

قرآن اور ترقی

مسلمانوں کے بچے بچے کو ان اللہ لا یغیر الخ والی آیت کا مفہوم معلوم ہے قرآن ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہے کہ خدائے برتر و توانا اس وقت تک کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ خود اپنی حالت بدلنے پر آمادہ نہ ہو۔ لیکن مسلمان اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور جب توجہ کی تو دنیا کو اپنا زیر نگیں بنالیا۔ چونکہ وہ رب المسلمین نہیں رب العالمین ہے اس لئے اسکی رحمت، رأفت اور اصول عام ہیں۔ جو قومیں بڑھنے کی کوشش کرتی ہیں خدائے ذوالجلال اپنی امداد و توفیق سے انہیں بڑھاتا اور اس بڑھنے اور ابھرنے میں انکی پوری اعانت کرتا ہے اور جو خود ہی ڈوبنا چاہیں ان کی طرف سے بے پروا ہو جاتا ہے۔ دنیا کی تاریخ اس آیت اور اس فرمان کی صداقت میں کھلی ہوئی ہے لیکن بڑھنے اور ابھرنے کے لئے اس نے کچھ قوانین بھی مقرر کر دئے ہیں جو انپر عامل و کاربند ہو کر یقیناً عروج حاصل کرے گا اور جو غفلت برتے گا ذلیل و خوار رہے گا۔ محض خواہش کوئی چیز نہیں جبتک عمل نہ ہو۔

مغرب میں اتحاد، تنظیم، تجارت اور تعلیم اور اسکے ساتھ سرگرمی عمل موجود ہے وہ اصول ربانی کے متعلق خواہش و عمل کا مالک ہے ترقی پا رہا ہے اور عہد حاضر کے مسلمان محض بہ تھم سی خواہش تو رکھتے ہیں لیکن عمل سے بیگانہ ہیں۔ اس لئے وہ برابر گرتے چلے جا رہے ہیں۔ وہاں تو صاف ارشاد ہے۔ والعاقبة للمتقین ﴿۱﴾ (یعنی آخری عزت اور عظمت خدا ترسوں اور پرہیزگاروں ہی کو حاصل ہوتی ہے)۔ ان للمتقین مفازًا (تحقیق خدا ترس اور پرہیزگار ہی شاہد مقصد سے ہمکنار ہوتے ہیں) یہاں متقین سے مراد یہی ہے کہ وہ زوال و انحطاط کو پہنچانے والی باتوں اور عمل سے احتراز کرتے ہوں مغرب والوں کے اخلاق ضرور خراب ہو گئے مگر اس کی پاداش میں وہ معاشری مصائب بھگت رہے ہیں۔ لیکن ترقی کے لئے جن محاسن و خصائص کی ضرورت ہے وہ ان میں موجود ہیں اور جبتک اتحاد و تنظیم اور تعلیم و تجارت ان میں قائم رہیگی وہ برابر ترقی کرتے چلے جائینگے۔

فانظر کیف کان عاقبة الظالمین ﴿۱﴾ (خود دیکھو اور غور کرو کہ ظالمین کا خاتمہ کیسا ہوتا ہے)۔ بندہ بیراگی، حجاج بن یوسف، نادر شاہ، قیصر فورس، پرویز، بخت نصر، اٹیش وغیرہ کے انجام دنیا کے سامنے ہیں۔ راہزنوں، ڈاکوؤں اور چوروں کی عبرتناک موت کے نظارے سب دیکھتے ہیں۔ بابل، نینوا، قرطاجنہ، ممفس، لارنس اور قرطبہ کے نام صرف زبانوں پر رہ گئے ہیں۔ ظلم کی بستیاں کی بستیاں اُجڑ گئیں خدائے قدوس تو خود یہی فرماتا ہے۔ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض ﴿۱﴾ ظلم غیر مفید چیز ہے اس لئے اُسے کبھی قیام نہیں رہا اور بنی نوع انسان کیلئے جو چیز بھی غیر مفید ہوئی وہ ہمیشہ برباد ہوتی رہی، بغاوتیں ہوں یا حیا سوز تحریکیں کبھی انہیں فروغ حاصل نہیں ہوا۔ مزدکی تحریک مٹ گئی، باطنی تحریک برباد ہوئی اور باشندگان ارض کو تکلیف و اذیت پہنچانے والے تمام طریق کچھ دن رہ کر برابر مٹتے رہے۔

تمثیلات اور قرآن

یہ ایک بدیہی امر ہے کہ تمثیلات اور نظائر کا اثر قلوب اور دماغ پر بہت زیادہ اور اکثر فوری ہوتا ہے اس لئے قرآن کریم میں خدائے ذوالجلال نے بندوں کی اصلاح و انتباہ کیلئے بکثرت مثالیں پیش کی ہیں اور موقعہ بموقعہ انہیں پیش کرکے دعاوی و دلائل کو محکم بنایا۔ ارشاد ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ (اللہ تعالیٰ نے لکھدیا ہے کہ میں اور میرے تمام رسول ہی غالب رہا کرینگے) زبور، توریت اور انجیل شاہد ہیں کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا اور فرستادگان رب جلیل کو آخر میں ہمیشہ کامیابی ہوئی۔ حضرت ابراہیم کی سنگساری اور نذر آتش کردینے کی خوفناک دھمکیاں دی گئیں۔ قرآن کریم اور دیگر کتب مقدسہ میں ان دھمکیوں کی صراحۃ موجود ہے۔ حضرت ابراہیم، حضرت ایوب، حضرت یونس، حضرت لوط، حضرت یعقوب، حضرت سلیمان اور حضرت نوح کے استقلال حق گوئی، استقامت، صداقت اور صبر کی مثالیں اور فداکاری و ثبات قومی کی نظیریں پیش کرکے بندوں کو نصیحت کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ انپر کیا کیا مصائب پڑے، ان کے خلاف کیا کیا سازشیں ہوئیں۔ انھیں کن کن اذیتوں اور المناکیوں سے واسطہ پڑا اور اس ہولناک زمانہ میں خدائے قدوس نے اُن کی کیسی کیسی محافظت کی اسکے علاوہ عاد و ثمود وغیرہ اقوام کی قوت و جبروت بتاکر یہ ثابت کیا ہے کہ جب ان کی معصیتیں اور نافرمانیاں حد سے متجاوز ہو گئیں تو انہیں تباہ کردیا گیا، متعدد بستیاں تباہ کردی گئیں۔ ان سے واضح کیا گیا ہے کہ نافرمانی اور معصیت کا انجام کیا ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے جہاں مظالم و معاصی کے نتائج کی مثالیں پیش کرکے عبرت دلائی ہے وہاں نیکوکاروں کو بشارتیں بھی دی گئی ہیں۔ چنانچہ ان اللہ مع المتقین۔ ان اللہ یحب المتقین۔ جا بجا فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ (اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ تعالیٰ تمہارا معلم بن جائیگا) ولینصرن اللہ من ینصرہ ﴿۱﴾ (اللہ تعالیٰ ضرور اسکی مدد کرتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و خدمت کرتا ہے) ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب (جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اسکے لئے نجات و خلاصی کا راستہ بنا دیتا ہے اور اُسے ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اُسے گمان بھی نہیں ہوتا) اس قسم کی صدہا شہادتیں موجود ہیں انہیں کا اثر تھا کہ مشرکین کے قلعے مسمار ہونے لگے اور اسی تعلیم نے ان کے ایمان ایسے پختہ اور مضبوط کردیئے کہ کوئی طاقت اور کوئی مصیبت اُنہیں اپنی جگہ سے نہ ہلا سکی اور وہ حلقہ بگوشان اسلام میں داخل ہوکر سچے مسلمان ثابت ہوئے۔

اتفاق و اتحاد کی قرآنی تعلیم

ولا تکونوا من المشرکین۔ من الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا۔ کل حزب بما لدیہم فرحون ﴿۱﴾ (اور مشرک نہ ہو۔ جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرلیا۔ انہیں سے سب اُسپر خوش ہیں جو ان کے پاس ہے) کیا اس آیت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ دینی اور ملی اختلافات بہت بُری چیز ہیں اور کسی قوم و ملت کا مختلف گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم ہونا بہت بُرا اثر پیدا کرتا ہے جب منقسم ہوتے ہیں تو لڑائیاں شروع ہوتی ہیں ہر جماعت اپنے معتقدات ہی کو بہتر سمجھتی ہے اور اتحاد کی برکات مرتفع ہو جاتی ہیں اسی لئے شرک اور اس قسم کے اختلافات سے روکا گیا۔

واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصٰبرین (اور اللہ اور اسکے رسولوں کی اطاعت کرو اور جھگڑو نہیں اس سے تمہاری ہوا اُکھڑ جائیگی۔ اور صبر کرو تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے) کتنی صحیح اور سچی بات کہی ہے۔ لڑنے والوں کا بھرم جاتا رہتا ہے اور باہمی جنگیں باہم بربادی کا باعث ہوتی ہیں۔ وقل انی انا النذیر المبین۔ کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عضین (اے محمد تو کہدے کہ میں تو صاف طور پر ڈرانیوالا ہوں۔ اور جیسا عذاب ہم نے اُن لوگوں پر اُتارا تھا جو خود بھی گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور اپنی کتاب کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کرلیا تھا (یعنی یہود) ایسا ہی عذاب اس حرکت پر تمہارے لئے ہوگا) یعنی مسلمانوں پر واضح کردیا گیا کہ اگر یہود کی طرح تم نے بھی عمل کیا تو تمپر بھی عذاب نازل ہوگا۔ ولا تکونوا کالذین تفرقوا من بعد ما جاءہم البینٰت۔ واولئک لہم عذاب الیم (ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے صاف نشانیاں آنے پر اور اسکے بعد تفرقے ڈالے اور اختلافات پیدا کئے اور یہی لوگ ہیں جن کے لئے عذاب عظیم ہے)

خدائے قدوس کس شکوہ اور طمطراق کے ساتھ فرماتا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذٰلک یبین اللہ لکم اٰیٰتہ لعلکم تہتدون (اور تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور تفرقہ نہ ڈالو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو انعامات تمپر ہوئے انہیں یاد کرو کہ تم باہم دشمن تھے۔ اس نے تمہارے قلوب میں محبت پیدا کردی اور اسکے فضل و کرم سے بھائی بھائی بن گئے۔ تم تو آگ کے غار کے کنارے پر پہنچ چکے تھے۔ اسی نے تمہیں اس میں گرنے سے بچایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ) افسوس ہے کہ مسلمان قرآن پڑھتے ہیں مگر وہ ان آیات کے مطالب و معانی پر غور نہیں کرتے اور نہیں

اللہ کے نیک بندے

از حضرت مولانا مولوی سید محمد شریف صاحب ناظم کل جامعہ ... دہلی

وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما والذین یبیتون لربھم سجدا و قیاما والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان غراما انھا ساءت مستقرا و مقاما والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما والذین لا یدعون مع اللہ الھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما یضاعف لہ العذاب یوم القیمۃ ویخلد فیہ مھانا الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا والذین لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما والذین اذا ذکروا بایات ربھم لم یخروا علیھا صما وعمیانا والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا ویلقون فیھا تحیۃ وسلاما خالدین فیھا حسنت مستقرا و مقاما۔

حضرات یہ سورۂ فرقان کے دوسرے رکوع کی چند آیتیں ہیں جن میں خداوند عالم نے اپنے بندوں کی چند صفتیں بیان کی ہیں جن سے وہ دوسرے انسانوں سے ممیز ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی ان کے اعمال کی جزا کا بھی ان کی تسکین خاطر کے لئے ذکر فرمایا ہے نیز ان آیتوں میں ان اشخاص کی سزا کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو اس کے بندوں کی صفتوں کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ ان آیتوں کا ترجمہ یہ ہے کہ رحمٰن کے بندے (جو مبالغہ کا وزن ہے جو رحیم سے بڑھا ہوا ہے) وہ ہیں جو زمین پر نرمی اور آہستگی سے چلتے ہیں اور جس وقت جاہل ان سے مخاطبت کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں سلاماً یعنی ان کو وہ ایسا جواب دیتے ہیں کہ جس کی وجہ سے سلامتی سے گذر جاتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کے واسطے رات سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے بسر کرتے ہیں اور عباد الرحمٰن وہ لوگ ہیں جو عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ دوزخ کے عذاب سے ہم کو ہٹا لے کیونکہ اس کا عذاب پکڑ لینے والا اور لوٹنے میں ڈالنے والا ہے بیشک دوزخ نہایت ہی بری قرارگاہ ہے اور رہنے کی جگہ ہے اور عباد الرحمٰن وہ ہیں کہ جس وقت وہ خرچ کرتے ہیں تو بیجا نہیں خرچ کرتے اور بخل بھی نہیں کرتے بلکہ ان دونوں کے درمیان ایک اعتدال کی راہ نکالتے ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کرتے وہ کسی جان کو جس کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل بھی نہیں کرتے لیکن حق پر یعنی اگر شرعی حیثیت سے کسی شخص کا قتل کرنا واجب ہو تو اس میں دریغ نہیں کرتے اور جو شخص ایسا کرے گا یعنی خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرے گا اور ناحق قتل نفس کرے گا اور زنا کرے گا تو وہ سخت گنہگار ہوگا اور قیامت کے دن اس کو دونا عذاب دیا جائے گا اور اس عذاب میں وہ ہمیشہ ذلیل و خوار ... رہے گا مگر وہ شخص جس نے توبہ کی ... لایا تو ایسے لوگوں کے

حق میں خداوند عالم وصف ان کے گناہوں ہی کو معاف کریگا بلکہ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے اور جس نے توبہ کی اور عمل صالح کئے بالتحقیق وہ اللہ کی طرف رجوع ہونے والا ہے اور عباد الرحمٰن وہ لوگ ہیں جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جس وقت لغو باتوں کی طرف سے گذرتے ہیں تو بزرگانہ گذر جاتے ہیں اور عباد الرحمٰن وہ ہیں کہ جس وقت ان کے سامنے خدا کی آیتیں ذکر کی جاتی ہیں تو ان آیتوں پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو اس امر کی دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے خدا ہم کو عطا فرما ہماری بیبیوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں متقیوں کا پیشوا ہو اور امام بنا اور ان خدا کے بندوں کے لئے ان اعمال صالحہ کی جزا جنت ہے اور قصور ہیں اس لئے کہ انہوں نے سکار و صبر اور اعمال صالحہ پر استقامت کی تھی اور جنت میں ان کو دعا اور سلامتی ملے گی یہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے جو بہت ہی اچھی قرارگاہ ہے۔

حضرات! یہ ان آیتوں کا ترجمہ تھا جس سے آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ آپ کو کن صفات کا حامل بنا چاہئے اور اسلام آپ سے کن اعمال صالحہ کا طالب ہے ساتھ ہی میں آپ سے اس امر کی درخواست کرتا ہوں اور میں خود اپنے لئے بھی کہتا ہوں کہ اس امر پر غور کریں کہ آیا یہ صفات ہم میں موجود ہیں اور ہم کو عباد الرحمٰن کہا جا سکتا ہے یا نہیں سب سے پہلے خداوند عالم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بندے زمین پر نرمی اور آہستگی سے چلتے ہیں اتراتے اور اکڑتے نہیں۔ ایک اور جگہ قرآن مجید میں پروردگار عالم نے حضرت لقمانؑ کی زبان سے جبکہ وہ اپنے صاحبزادے کو نصیحت فرما رہے تھے ارشاد فرمایا کہ لا تمش فی الارض مرحا یعنی زمین پر اکڑتا ہوا اتراتا ہوا نہ گذر ہو اور ست چل انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا کہ تو تیز چلنے اور اکڑتا ہوا جانے سے زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور نہ دراز ہو کر پہاڑ تک پہنچ سکتا ہے جب یہ حالت ہے تو پھر غرور اور گھمنڈ کیوں؟ آج ہماری کیا حالت ہے ہم کس انداز سے چلتے ہیں معمولی سا اچھا لباس اور جوتے اور لکڑی وغیرہ میں ہو جاتا ہے تو ہماری کیا کیفیت ہوتی ہے اور اگر کہیں موٹر مل جائے یا ایرو پلین پر سوار ہو جائیں تو پیدل چلنے والے اور دوسرے انسانوں کو تو ہم حشرات الارض سے بھی بدتر سمجھتے ہیں اب تو تیز رفتاری کے لئے ریل موٹر ہوائی جہاز اور اسی قسم کی چیزیں ہیں ایک زمانہ تھا کہ ان چیزوں کے بغیر ہی بلا پیٹرول کے صرف کرنے اور زیادہ وقت دینے کے ایک آن میں دور دراز کی مسافت طے کر لی جاتی تھی۔

حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عظمت شان کا آپ سب کو علم ہے ایک مرتبہ وعظ فرما رہے تھے جن کی محفل وعظ میں اغواث، اقطاب، ابدال، عالم، عرفاء، اولیاء اور ملائکہ شریک ہوتے تھے چنانچہ اثنائے وعظ میں ایک مرتبہ آپ نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر فرمایا اے اسرائیلی کہاں جاتا ہے ہو ٹھیر جاؤ اتھوڑی دیر وعظ سن لو ختم وعظ کے بعد لوگوں نے عرض کیا کہ آپ یہ کس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تھا ہم کو تو وہاں کوئی شخص نظر نہیں آیا آپ نے فرمایا حضرت خضر علیہ السلام اڑتے ہوئے جا رہے تھے میں نے ان سے محفل وعظ میں شرکت کی خواہش کی۔ ایک دفعہ حضرت غوث اعظم کے وعظ میں ایک بزرگ شریک ہونے چلے

متعلق حضرت نے فرمایا کہ یہ شام سے آ رہے ہیں ان کا ایک قدم شام میں تھا اور دوسرا عراق میں جہاں مجلس وعظ منعقد تھی اس قدر وہ تیز رفتار تھے مگر ان کو کسی ہوائی جہاز کی ضرورت نہ تھی مگر حضرت فرماتے ہیں کہ ہم نے ان سے توبہ لی ہے ایک صاحب جو اس مجلس میں تھے ان کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اس عظمت و شان کے بزرگ کو توبہ کی کیا ضرورت ہے حضرت کو بذریعہ کشف کے یہ اطلاع ملی ہے اور فرماتے ہیں کہ ہم نے ان سے توبہ لی ہے اور اس امر کی بیعت لی ہے کہ کہیں ان کے قلب میں اس سرعت سیر کی وجہ سے غرور نہ پیدا ہو۔

حضرات اب اندازہ کیجئے ان بزرگوں کی حالت اور اپنی حالتوں کا۔

دوسری صفت اللہ کے بندوں کی یہ ہے کہ جس وقت جاہل ان سے مخاطبت کرتے ہیں تو وہ ان سے الجھتے نہیں اس کا جواب سختی اور درشتی سے نہیں دیتے بلکہ ایسی بات کرتے ہیں جس کے ذریعے سے معاملہ نہایت آسانی سے رفع دفع ہو جاتا ہے اور وہ سلامتی سے گذر جاتے ہیں مولانا روم نے اس کی تفسیر اپنے دو شعروں میں کیا ہی بہتر طریقہ سے کی ہے فرماتے ہیں ؎

اگر گوید ترا ناقی و سالوس ... بگو ہستم دو صد چنداں دمی رو
دگر از خشم دشنامے دہندت ... دعا کن خوشدل و خنداں دمی رو

یعنی اگر جاہل تجھ سے کہیں کہ تو مکار اور دغاباز ہے تو اس کے جواب کی کوشش مت کر اور نہ اسی قسم کا جواب دے بلکہ یہ کہہ کہ ہاں میں مکار اور دغاباز ہوں بلکہ تو جس قدر کہہ رہا ہے اس سے دو سو گنا زیادہ۔ اس لئے کہ جس قدر کہ میں اپنے عیوب سے واقف ہوں تو واقف نہیں ہے یہ کہہ اور چلا جا اور اگر جاہل غصہ سے تجھے گالی دے تو بدلے میں گالی نہ دینا بلکہ دعا دے کہ خدا تمہیں اعمال خیر اور طاعات کی توفیق عطا فرمائے اس دعا کے بعد ٹھیر نہیں بلکہ خوش دل اور بغیر کسی انقباض اور تردد کے ہنستا ہوا چلا جا یہ ہے تفسیر قالوا سلاما کی فرمایا ہے کہ "دمی رو" اس لئے کہ اگر تو الجھ جائے گا تو منزل کھوٹی ہو گی سالک اور عارف کے لئے سکوت ضروری ہے جہاں ٹھیرا اس کے مرتبہ اور سلوک و عرفان میں کمی پیدا ہوئی مثلاً تم نماز کو جا رہے ہو حدیث میں آیا ہے جتنے قدم تم مسجد کی طرف چلوگے اتنی نیکیاں تمہارے نامۂ اعمال میں لکھی جائیںگی یا تحصیل علم کے لئے جا رہے ہو یا کسب معیشت حلال کے لئے گامزن ہو رہے ہو یا مخلوق کی خدمتگذاری کے لئے تمہارا قدم نکلا ہو راستہ میں تمہیں کسی نے برا بھلا کہا اور تم نے بھی گالی دی تو پھر وہ قدم جس پر نیکی لکھی جا رہی تھی خیر کی طرف نہ ہوں گے اور اصلاح فساد سے مبدل ہو جائے گی اور شیطان خوش ہوگا کہ یہ تو اعمال صالحہ کے لئے مستعد ہو کر چلا ہی تھا کہ میں نے ایسی چال چلی کہ اس کی محنت اکارت ہو گئی اسلئے عباد الرحمن اور سالکین جاہلوں سے مخاطبت نہیں کرتے اور اگر کبھی مڈبھیڑ ہو ہی جاتی ہے تو سلامت روی سے گذر جاتے ہیں حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھا ہے کہ ابتدائی زمانہ میں مصروف عبادت و مجاہدہ و ریاضت تھے سلوک اور معرفت کے مدارج طے کئے جا رہے تھے ماسوی اللہ سے منقطع ہو کر بارگاہ صمدیت میں مشغول تھے۔ حضرت کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ ایک رات حضرت فرماتے ہیں نور نظر آیا۔ آسمان پر ایک تجلی ظاہر ہوئی اور ایک آواز آئی کہ عبد القادر ہم نے تجھ کو اپنا مقبول بارگاہ بنالیا تیری عبادت قبول کی۔ حرام چیزیں تجھ پر حلال کر دیا اور روزانہ کی عبادت معاف کر دی۔ حضرت عبد القادر چونکنے ہو گئے ہیں اور غور فرمانے کے بعد یہ معلوم فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا شریعت مکمل ہو چکی اس لئے حرام کو حلال کون کر سکتا ہے یہ ضرور ہے یہ شیطان کا دھوکہ اور وسوسہ ہے پڑھتے ہیں لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم فوراً وہ نور ظلمت سے بدل جاتا ہے روشنی غائب ہو جاتی ہے اور ایک شخص سر پیٹتا ہوا بھاگتا نظر آتا ہے جو یہ کہہ رہا تھا کہ عبد القادر تمہارے علم نے بچا لیا ورنہ یہ ایسی تدبیر ہے کہ اس حیلہ سے میں نے بڑے بڑے ستر اولیاء کو ان کے رتبہ سے گرا دیا ہے یہ ہے واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما کی عملی تفسیر آج کون ہے جو یہ کہے کہ مجھے نماز اور روزہ کی ضرورت نہیں ہے اسلئے کہ ہم کو معرفت رب حاصل ہے۔

اس کے بعد رحمن کے بندوں کی صفت یہ بیان فرمائی جاتی ہے کہ ان کی راتیں اس طرح بسر ہوتی ہے کہ وہ کبھی سجدہ کرتے ہیں اور کبھی مصروف قیام رہتے ہیں اور یہ سجدہ و قیام بھی پروردگار عالم ہی کے لئے ہوتا ہے اس سے کوئی اور غرض نہیں ہوتی اس آیت کی تفسیر میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پیر گروہ سلاسل چشتیہ و قادریہ نے فرمایا کہ یہ اللہ کے بندوں کی رات کا بیان ہے پہلے ان کے دن کا بیان تھا تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عشا کی نماز کے بعد دو رکعتیں نفل اپنی خواہش سے پڑھ لیتے ہیں۔ اور حضرت عبداللہ ابن عباس نے اسی کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جو لوگ عشا اور صبح کی نماز اپنے اپنے وقت پر پڑھ لیتے ہیں وہ بھی "سجدا و قیاما" کی تعریف میں آ جاتے ہیں۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو اس قدر عبادت فرماتے تھے کہ پاؤں ورم کر جاتے تھے متورم ہونے کے بعد پھٹ پھٹ جاتے تھے رات رات بھر عبادت میں گزار دیتے تھے حتی کہ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے کہ قم اللیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا یعنی آدھی یا تھوڑی رات آرام فرما لیا کیجئے۔ حضرت ابو حنیفہ کی سوانح مبارک میں لکھا ہے کہ چالیس برس عشا کی نماز کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی ہے ایک دن نہیں ایک ہفتہ نہیں ایک سال نہیں چالیس سال ان کی استقامت اور صحت جسمانی کو ملاحظہ کیجئے ٹھیک اسی قسم کا واقعہ حضرت محبوب سبحانی کے حالات میں بھی لکھا ہے کہ انہوں نے بھی صلوۃ عشا کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ ہم کمزوروں اور گناہگاروں سے یہ تو کیا ہو سکتا ہے کہ کم از کم اتنا کر لیں کہ نماز عشا کے بعد دو رکعتیں نفل اور صبح کی نماز اپنے وقت پر پڑھ لیں تو حسب تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباس و حضرت حسن بصری اسی آیت پر عمل کرنے والوں میں شمار کئے جا سکتے ہیں ہمارا کیا حال ہے وہ رات جو اس کی بندگی اور عبادت کے لئے عنایت فرمائی گئی تھی سینما اور تھیٹر میں گذارتے ہیں کل ہی میں نے دیکھا جبکہ میرا گذر سینما کی طرف سے ہوا تو ایک جم غفیر اور انبوہ کثیر ایک جگہ پر جمع ہے۔ میں نے خیال کیا کہ کوئی عجیب و غریب واقعہ یا غیر معمولی حادثہ پیش آیا ہوگا۔ خیال کرنے سے معلوم ہوا کہ ٹکٹ کبل کے منتظر ہیں۔ سینما کا دروازہ ابھی نہیں کھلا ہے۔ افسوس ہے ہماری غفلتوں پر ٹکٹ لیتے ہیں اور اپنے ہی لئے نہیں بلکہ دوست احباب کے لئے بھی اور آخری درجہ کے نہیں بلکہ اول درجہ کے اور پھر سیٹیں محفوظ کی جاتی ہیں اس طرح آنکھیں اور صحت خراب کی جاتی ہے روپیہ اور وقت ضائع کیا جاتا ہے اور خدا کی نعمتوں کی ناقدری اور اس کے احکام کی نافرمانی کی جاتی ہے رات کو ایک بجے لوٹتے اور دن میں نو دس بجے اٹھتے ہیں حالانکہ مسلمانوں کو حکم یہ تھا کہ رات آئندہ میں

قیام میں بسر کریں مگر یہ دل سے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لئے ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مسلمان روم کے بادشاہ سے مصروف پیکار تھے اگرچہ مسلمانوں کے پاس اسلحہ کافی نہ تھے اور تعداد کم تھی لیکن دشمن پر غلبہ حاصل کرتے جاتے تھے ہرقل سلطان روم بہتر سے بہتر سپاہی عمدہ سے عمدہ سامان حرب اسلحہ وغیرہ زیادہ روانہ کرتا تھا لیکن شکست و ناکامی کی اطلاعیں آتی تھیں میدان جنگ کے سپہ سالار کے اطلاعات کا یقین نہ کر کے اپنے چند مخصوص مقرب ندیموں کو مسلمانوں کے لشکر میں ان کی حالت کی ٹوہ لگانے اور تجسس کرنے کے لئے بھیجا ہے جاسوس واپس آکر عرض کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے لشکر کی حالت یہ ہے کہ رهبان فی اللیل و فرسان فی النہار یعنی رات میں وہ فرشتہ سیرت اور دن میں سوار ہیں ۔ اوقات میں وہ تارک الدنیا اور زاہد شب زندہ دار ایسی قوم کا کیا مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ فاتح اور کامران رہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ وہ عذاب جہنم کو ان سے دفع کرنے کی استدعاؤں میں مصروف رہتے ہیں یعنی اعمال خیر کے بجالانے کے بعد اتراتے نہیں اور ان کے نفس میں ان طاعات کی وجہ سے کبر و غرور بھی نہیں پیدا ہوتی بلکہ خداوند عالم کے عذاب سے ڈر کر اس کے غضب و عتاب کے دفع کرنے کی دعا کرتے رہتے ہیں کیونکہ اس کا عذاب ٹوٹا ہے اور غرام کہتے ہیں اس شخص کو جس نے کسی سے قرض لیا ہو اور ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے قرض خواہ نے اس کو پکڑ لیا ہو گناہگار بھی خدا کی عطا کی ہوئی نعمتوں کو غلط طور پر استعمال کرنے کی وجہ سے مبتلائے عذاب ہوگا اور جہنم جو بد ترین قیام گاہ ہے اس پاداش میں اس کو پکڑ لیگی اسی لئے غرام کا لفظ استعمال کیا گیا اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کے بندے جس وقت خرچ کرتے ہیں تو بخل و اسراف دونوں سے بچ کر اعتدال و توسط کی راہ اختیار کرتے ہیں " انفقوا " کا مفعول نہیں بیان کیا گیا یہ قرآن کی بلاغت اور اعجاز کلام ہے کہ اس کے تحت میں سب چیزیں آگئیں کہ جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں اس میں میانہ روی اختیار کرتے ہیں مثلاً روپیہ پہلے تو وہ بیجا طریقہ سے صرف کرتے ہیں دوسرے اس میں بھی حد سے تجاوز نہیں کرتے کہ پھر مفلس و قلاش اور ذلیل و خوار ہو جانا پڑے جیسے قرآن پاک میں ایک اور جگہ میں آیا ہے ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوما محسورا اور نہ بخل کرتے ہیں کہ بال بچوں اعزہ و اقارب و غرباء و مساکین کے حق کو نظر انداز کر دیں تمثیلاً ایک جوانی کو لے لیجئے ان کی یہ کیفیت نہیں ہوتی کہ شباب کی قوت و طاقت حسن و ادا تناسب اعضا کو بیجا یا حد سے زیادہ صرف کریں جیسا کہ آجکل کلب پڑھنے والوں کی کیفیت دیکھی جاتی ہے کہ یا تو سرخ سفید اور وجیہ و شکیل تھے یا چند روز میں گردن لگی ہوئی ہے آنکھیں گڑھے میں گھسی ہوئیں رنگ میں زردی ہے زمانے میں کس قدر تنگ ہیں اسلئے کہ انہوں نے جوانی کا بیجا اور حد سے زیادہ استعمال کیا یا جب پڑھنے لگے تو اتنا پڑھا کہ آنکھیں خراب ہو گئیں دماغ میں فتور آگیا پاگل ہو گئے غرض مسلمان اور اللہ کے بندے وہ ہیں جو ہر قسم کی قوتوں اور طاقتوں اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو نہایت احتیاط اور اعتدال سے جائز مصرف میں صرف کرتے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ وہ شرک نہیں کرتے یعنی نہ ان میں کبر و غرور ہوتا ہے اور نہ غیر اللہ کو اپنی حاجتوں کا ملجا و ماویٰ تصور کرتے ہیں اور وہ کسی نفس کو قتل بھی نہیں کرتے لیکن اگر قصاص کی ضرورت ہو اور شریعت کی رو سے اس کا قتل کرنا ضروری ہو تو وہ اس سے دریغ نہیں کرتے اور بیجا بیہودہ جاہلانہ شرعی حدود کے ۔ سوا غیر حدود سے ناجائز نہیں کرتے اور زنا کو اس شدید (اثم) و قسمار دیا ہے کہ جیکو شرک اور قتل نفس کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے اور تینوں کے مرتکبین کے لئے ارشاد ہوا ہے کہ یوم قیامت میں دونا عذاب دیا جائیگا اور ذلت کے ساتھ جہنم میں ڈالا جائے گا اس سے اندازہ ہوگا کہ یہ تینوں گناہ کیسے ہیں اور مسلمانوں کو ان سے بچنے کی شدید ضرورت ہے ساتھ ہی ساتھ رحمت جوش میں آتی ہے اور توبہ کرنے والوں کے لئے عفو و رحمت کی توقع دلائی جاتی ہے۔ توبہ کہتے ہیں رجوع ہونے کو اس کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے ایک تو یہ کہ توبہ کے وقت میں اس کے قلب میں ایسی ندامت ہو جیسے کسی محسن کے سامنے کسی بڑی غلطی کے سرزد ہونے اور اس کا علم لوگوں کو ہو جانے سے غالباً کو ہوتی ہے دوسرے یہ کہ جو گناہ کیا ہے اور جس غلطی سے توبہ کی جاتی ہے اس کو چھوڑ دے تیسرے یہ کہ پھر اس گناہ کی طرف متوجہ نہ ہونے اور اعمال خیر کرنے کا عزم مصمم ہو اگر کسی شخص نے ان تینوں چیزوں کی موجودگی کے ساتھ توبہ کی ہو اور اللہ اور اس کے احکام پر ایمان بھی ہو اور عمل صالح بھی کرے تو اس کی جزا کیا ہے اس کی برائیوں کو بھی نیکیوں سے بدل دیتا ہے دنیا میں جیسے کہ کوئی شخص خطا پوشیدہ بھی اگر احسان کرتا ہے تو اس قدر کہ خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے لیکن چونکہ خدا غفور و رحیم ہے اس لئے وہ اپنی شان کے مطابق نہ صرف گناہوں کو معاف ہی کر دیتا ہے بلکہ اس کی برائیوں کو نامۂ اعمال سے مٹا دیتا ہے اور ان برائیوں کے بدلے میں نیکیاں عطا فرماتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے روز نامۂ اعمال کھولے جائیں گے اور خداوند عالم کے روبرو پہلے انسان کے چھوٹے چھوٹے گناہ بیان کئے جائینگے یہ اپنے دل میں کانپتا رہیگا کیونکہ وہاں ہر چیز محسوس و مشاہد ہوگی اور جلد و چشم و گوش و ابصار اور اس کے اعضاء ہی خلاف بن گواہی دیں گے جب کہ عدسے صغیرہ گناہ دیئے جائینگے تو دریائے رحمت جوش میں آئیگا اور ارشاد ہوگا کہ ان سب کے بدلے نیکیاں لکھدی جائیں اس لطف و عنایت پر گناہگار کی ہمت اور بڑھیگی اور مزید عفو و کرم کا متوقع ہوگا۔ عرض کریگا یہ تو سب چھوٹے چھوٹے گناہ تھے میں نے اور بہت سے گناہ کبیرہ کئے ہیں ان سب کے معاوضہ میں بھی نیکیاں ملنی چاہئیں اس پر حدیث میں جو الفاظ ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ دندان مبارک نمایاں ہو گئے۔ غرض اس پر تائب کے لئے پروردگار عالم کی صفت غفران و رحمت متوجہ ہوتی ہے اللہ کے بندے جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور کہتے نہیں اس چیز کو جو واقعہ کے خلاف ہو مثلاً واقعہ کچھ ہے اور بیان دوسری طرح کیا جائے لیکن مسلمانوں کی یہ شان نہیں بلکہ حاکم کے سامنے مسلمان جھوٹ نہیں بیان کرینگے من و عن صحیح بیان کر دینگے اسی طرح جب وہ لغو اور غیر ضروری کام کے پاس سے گذریں گے تو اس میں مصروف و منہمک نہ ہوں گے بلکہ اس سے شریفانہ گذر جائینگے اور لہو و لعب والا یعنی امور میں مصروف نہ ہوں گے۔

جس وقت خدا کی آیتیں رحمٰن کے بندوں کے سامنے تلاوت کی جائیں تو اس پر اندھوں اور بہروں کی طرح نہیں گر پڑتے بلکہ توجہ سے سنتے ہیں معانی اور مطالب کو سمجھتے ہیں اور اس مفہوم پر غور و فکر کرتے ہیں اور سوچنے سمجھنے کے بعد عمل بھی کرتے ہیں اور اللہ کے بندے ہمیشہ یہ دعا مانگا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہماری بیبیوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو متقیوں کا پیشرو بنا یعنی وہ بندوں کے حقوق کو نظر انداز نہیں کرتے دنیا کو نہیں ترک کرتے بلکہ وہ شادی بھی کرتے ہیں اور

جب اطلاع ہوتی ہے تو اس کی پرورش اور عمدہ پرداخت اور عمدہ طریقے سے کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے جو قوتیں ان میں ودیعت کی ہیں ان سے صحیح طریقے سے کام لیا جائے اور وہ خالق کے مطیع و منقاد اور مخلوق کے لئے مفید اور کارآمد ہوں اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک سینا ٹھنڈا اور کلیجوں میں نہیں جیتا بلکہ گھر میں ان کو سکون ہوتا ہے اور اولاد کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی تعلیم دیتے ہیں اور اعلیٰ بہترین نمونہ پیش کرتے ہیں کہ وہ نہ صرف خود متقی ہوتے ہیں بلکہ متقیوں کے امام اور پیشرو بنتے ہیں ان اعمال حسنہ کی جزا میں وہ خداوند عالم کی جانب سے جنت اور اس میں تحیت و سلام پاتے ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور جو بہترین مقام ہے جس میں حوریں ہونگی عالیشان قصر ہوں گے نہریں ہونگی اور سب سے بڑھکر خداوند عالم کا قرب اس کی رضامندی اور اس کا دیدار حاصل ہوگا اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ان اعمال حسنہ کی جزا آخرت ہی میں ملیگی کہ محنت و مزدوری تو لی گئی نقد اور مزد اور اجرت رہی ادھار جیساکہ شاعر بعض دفعہ زاہدوں کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ تم کو تو شراب طہور جنت میں ملے گی اور ہم تو یہیں مزے اڑاتے ہیں نہیں بلکہ لیکن دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے کہ اس دنیا میں ہی تم کو جزا ملیگی بلکہ تمام دنیا تمہاری ہوگی بشرطیکہ تم مومن ہو یا مومن بنجاؤ ارشاد ہوتا ہے لنستخلفنکم فی الارض یعنی ہم زمین پر اپنا نائب اور وارث اپنے ان ہی مومن بندوں کو بنائینگے جو اعمال صالحہ کرتے ہیں اور زمین کی وراثت تمہارے اسلاف کو بخشی ہے نہ وعدہ ہی نہیں کیا گیا اور نہ چند دو چند سال دو سال یا صدی دو صدی نہیں بلکہ پورے ہزار برس تک اس دنیا کی ہر نعمت خواہ وہ سمندر میں ہو، ہوا میں ہو، زمین کے اندر ہو یا اسکے اوپر ہو اور قریب ہو یا بعید ہو سب کچھ اور زمین کی حکومت مومن بندوں کو عطا فرمائی تھی اس لئے وہ عباد الرحمٰن کے صفات کے حامل تھے اور جب سے انہوں نے یہ صفتیں چھوڑیں دنیا نے ہی انھیں چھوڑ دیا تین صدی سے مسلمانوں کا جو کچھ حال ہو رہا ہے وہ سب پر عیاں ہے پس غیر مسلم جو مسلمانوں پر تعریض کرتے ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی افسوس ہے کہ ہمارے نوجوان ہی یورپ جاکر یہ کہنے لگتے ہیں کہ مسلمانوں کا تنزل کا باعث ان کا مذہب ان کا عقیدہ تقدیر ہے وہ یہ نہیں دیکھتے کہ تقدیر کے قائل نہیں بلکہ مذہب سے ہی متنفر ہیں غیر قوموں سے بڑھکر کیوں ترقی نہیں کرتے بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں جو لوگ تقدیر کے قائل ہیں وہ بہت زیادہ کام کر سکتے ہیں اور دنیا میں بڑی اور ہمت و استقلال سے کامیاب اور فائز المرام ہوتے ہیں۔ جنگ اخبارین کی داستان تو آپ سن چکے ہیں جس میں مسلمان رومیوں پر غالب آئے تھے جو تقدیر ہی کے قائل تھے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شام کی حکومت پر ایران کے ملک پر فتح کرنے کی غرض سے مسلمان رومیوں پر اپنا لشکر بھیجنے کے راستہ میں دریا حائل تھا وہیں اس پار اترنے کا کوئی اور راستہ نہیں تھا جہاں سے گذر کر دشمن کے ملک پر حملہ آور ہوتا تو شاہ ہے جبکہ مسلمانوں کے سپہ سالار نے لشکر دیکر دریا میں گھوڑے ڈال دو اور سپہ سالار نے خود ہی گھوڑا ڈال دیا اس پر پیچھے سپاہی تھے سب نے۔ تقلید کی دشمن کی فوج میں تالیاں بجنے لگیں اور خوشیاں منائی گئیں کہ انہوں نے یہ کر تباہ ہو جائینگے گھوڑے کہ ہے بڑے دریا کے کنارے سے بڑھتے ہوئے وسط میں پہنچے انہوں نے کہا اب تو ان کی خیر نہیں ہے یہ جائینگے جیسا چاہا انہوں نے تھا کی اور اپنے ہاتھوں سے آپ ہلاک ہونے لیکن وہ اسی طرح سے بڑھتے گئے اور انہوں نے بڑے ہے کہ مسلمانوں کا پورا لشکر دریا کے اس پار ایران کی سرزمین میں داخل ہوا پھر تو دشمنوں کے ہوش اڑے اور تاریخ کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے حیرت و استعجاب سے کہنا شروع کیا "دیوان آمدند" دیوان آمدند" یہ تو انسان نہیں دیو ہیں اور انہوں نے سارا ایران فتح کر لیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھکر تقدیر کا کون قائل ہوگا آپ کے آخری وقت میں جبکہ مرض کی شدت ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا حکم ہو تو کسی حکیم کو طلب کریں۔ ارشاد فرمایا حکیم نے دیکھ لیا۔ پوچھا وہ کیا کہا فرمایا کہ حکیم فرماتا ہے: انی فعال لما ارید جو چاہتا ہوں کر ڈالتا ہوں اب طبیب کی ضرورت نہیں ہے حضرت ابوبکرؓ نے جو کچھ کامیابی حاصل کی تھی جیسی کچھ خلافت کی تھی آپ پر عیاں ہے۔ ایک واقعہ ملک شام کا ہے ایک مقام ہے عمواس وہاں طاعون پھیلا ہے جس میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ شہید ہوتے ہیں اور اس شدت کا طاعون تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باوجود کثیر مصروفیتوں کے وہاں جانے کی زحمت گوارا فرمائی تھی۔ اس طاعون عمواس میں مسلمانوں نے جس صبر و شکر سے کام لیا اور تقدیر الٰہی پر شاکر رہے وہ اپنی آپ نظیر ہے۔ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے طاعون میں مبتلا ہوتے ہیں اور حضرت معاذ اپنے مریض صاحبزادہ کو مخاطب فرماتے ہیں کہ اے بیٹا محمد گھبرانا نہیں مرض طاعون سے پریشان نہ ہونا صاحبزادے عرض کرتے ہیں ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین اباجان میں گھبراتا نہیں اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

حضرات! یہ تھے قضا و قدر کے قائل مسلمان پس آپ کو یہ وسوسہ اور اغیار کے غلط خیالات دور کر دینے چاہئیں کہ اسلام اور مذہب باعث ہوتا کامی اور پسپائی کا ہو بلکہ اسلام اور خداوند عالم کے احکام ہی دین اور دنیا کی نجات کا باعث ہیں لہذا مومن بنجاؤ اور اعمال صالحہ اختیار کرو اور عباد الرحمٰن کی صفتوں سے متصف ہو اور پھر

اسلام کی امتیازی خصوصیات

(از قلم پروفیسر یوسف سلیم صاحب)

(بسلسلہ جمادی الاول)

چھٹی خصوصیت جو اسلام کو دیگر مذاہب سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ اسلام کوئی بات زبردستی نہیں منواتا جن باتوں پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے ان کو معقول پیرایہ میں پیش کرتا ہے ایمان پر عقلی دلائل مہیا کرتا ہے تاکہ ہر شخص کھلے دل سے سوچ سمجھ کر ایمان لائے اور اس میں شک بھی کیا ہے کہ جو چیز علم الیقین نہیں ہوتی وہ مدار ایمان کب ہو سکتی ہے۔

آپ بچوں کو کوئی بات زبردستی تو منوا سکتے ہیں ڈرا دھمکا کر یا بہلا پھسلا کر کسی بات کی طرف راغب کر سکتے ہیں لیکن جب وہ بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو آپ ان کو کسی طرح مجبور نہیں کر سکتے اسلام ایسا مذہب ہے جو قیامت تک قائم رہے گا اور اس کے نازل کرنے والے کو علم تھا کہ بیسوی صدی میں دنیا علم و فہم میں اس قدر ترقی کر جائے گی کہ کوئی بات زبردستی نہیں تسلیم کرے گی اس لئے اسلام کے نازل کرنے والے نے آواز بلند اعلان کر دیا کہ لا اکراہ فی الدین دینی معاملات میں کوئی جبر نہ ہوگا اور اسی اصول کے ماتحت اسلام نے جس قدر عقائد پیش کئے وہ سب کے سب ایک طرف معقول ہیں دوسری طرف ان کی معقولیت پر دلائل بھی دیئے تاکہ کسی شخص کو یہ عذر باقی نہ رہے کہ فلاں عقیدہ کی معقولیت پر دلیل کیا ہے۔

عیسائی مذہب میں جس قدر اصولی عقائد ہیں سب کے سب خلاف عقل بھی ہیں اور غیر مدلل بھی مثلاً تثلیث کا عقیدہ کہ سراسر خلاف عقل ہے اور نہ عیسائیت میں اس عقیدہ کی معقولیت پہ کوئی دلیل ہے اسی طرح تجسم مسیح اور کفارہ مسیح کا عقیدہ ہے ایک طالب حق سوال کر سکتا ہے کہ جناب من! درد تو زید کے سر میں اور دوا لگائیں بکر کے سر میں تو بھلا زید کو کس طرح آرام ہو سکتا ہے ظاہر ہے کہ یہ اعتراض سراسر مناسب اور بجا ہے لیکن عیسائیت میں کسی جگہ اس اعتراض کا جواب آپ کو نہیں مل سکتا وہاں تو یہ لکھا ہے کہ خداوند یسوع پر ایمان لے آؤ تو نجات ہو جاوے گی اسی کو انگریزی میں Dogma کہتے ہیں یہ صریحی زبردستی نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ نہ دلیل طلب کرو نہ سمجھنے کی کوشش کرو بس جو کلیسا کہتی ہے اس پر آنکھ بند کر کے ایمان لے آؤ اگر ایسا نہ کرو گے تو جہنم میں جھونک دیئے جاؤ گے ممکن ہے پہلی صدی عیسوی میں دنیا اسی حالت میں ہو کہ دلیل کی ضرورت نہ تھی لیکن آج معاملہ بنوع دیگر ہے آج کوئی شخص بلا دلیل کسی دعوٰی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

ہندو دھرم کی تعلیم ہے کہ خدا کے علاوہ روح اور مادہ بھی ازلی و قدیم ہے یعنی جس طرح خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور اسے کسی نے پیدا نہیں کیا وہ بذات خود موجود ہے اسی طرح روح اور مادہ بھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اب ایک طالب حق دریافت کر سکتا ہے کہ روح اور مادہ کے قدیم ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اگر واقعی یہ دونوں بھی قدیم ہیں تو پھر خدا کو ان پر کیا فوقیت ہے؟ اور یہ دونوں خدا کے مطیع کیوں ہیں؟ آخر روح کو کیا ضرورت ہے کہ وہ مادہ کی قید میں گرفتار رہے اور خدا کو کیا حق ہے کہ وہ اس چیز پر حکومت کرے جو اس کے حیطۂ اقتدار سے باہر ہے اور در اصل خدا، روح اور مادہ پر حکومت کر ہی کب سکتا ہے وہ تو خود اسی کی طرح قدیم ہیں ہندو مذہب ان سوالات کے جواب سے عاری ہے۔

اسی طرح تناسخ کا عقیدہ ہے یعنی یہ مان لیں کہ مرنے کے بعد روح اپنے اعمال کے مطابق دوسرے انسانوں یا حیوانوں کی شکلوں میں جاتی رہتی ہے آخر اس پر کیا دلیل ہے؟ اور اگر یہ حق ہے تو پھر خدا یعنی آریوں کے خدا کو تو بڑی مشکل ہے کہ دنیا میں بدی ہوتی رہے وگرنہ جانور کہاں سے آئیں گے۔

علاوہ بریں جب ایک بیل کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کس جرم میں بیل بنا تو اپنی اصلاح کیونکر کر سکتا ہے اسی طرح دیگر عقائد کا حال ہے اب ان مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کے عقائد کو دیکھئے اور خود انصاف کیجئے کہ تسکین کا سامان کہاں مل سکتا ہے۔

اسلام کا پہلا عقیدہ یہ ہے کہ خدا ایک ہے قل ھو اللہ احد مخالفین کو بھی اعتراف ہے اسلام سے بڑھ کر کسی مذہب نے توحید الٰہی پر زور نہیں دیا اسلام اور توحید باری گویا مترادف الفاظ ہیں اسلام نے مسلمانوں کا کلمہ ہی لا الٰہ الا اللہ قرار دیا ہے اول تو یہ عقیدہ خلاف عقل نہیں ثانیاً انسان کی فطرت کے مطابق ہے یعنی انسان کو فطرت نے ایک سے زیادہ آقاؤں کو خوش رکھنے کی صلاحیت نہیں دی انسان دو یا تین خداؤں کی عبادت و اطاعت کر ہی نہیں سکتا۔ ثالثاً یہ عقیدہ اس قدر معقول اور مطابق فطرت ہے کہ آج تمام دنیا اس عقیدہ کی طرف آ رہی ہے۔ رابعاً قرآن نے ان باتوں کے باوجود پہلے تو ہستی باری تعالیٰ پر دلائل دیئے ہیں اس کے بعد توحید پر دلائل دیئے ہیں یہ نہیں کہ ایک عقیدہ پیش کر کے پیروؤں کو یہ حکم دیدیا ہو کہ اس پر ایمان لے آؤ ورنہ جہنم کے وارث ہو جاؤ گے۔

قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ خدا پر ایمان لاؤ لہٰذا قرآن نے مختلف طریقوں سے خدا کی ہستی کو مبرہن کیا قرآن میں ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں عامی اور عالم دونوں کی تسلی کا سامان موجود ہے۔ عامی سے کہا گیا افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت۔ اونٹ کی طرف دیکھو کہ کس طور پر پیدا کیا گیا ہے۔ عالم سے ارشاد ہوتا ہے کہ کائنات پر نظر ڈالو اور دیکھو کیسی باقاعدگی اور استواری ہے کیا نظم و نسق ہے دن رات چاند سورج پہاڑ دریا اور دیگر مظاہرات فطرت پر غور کرو کائنات قوانین کی پابندی کرتی ہے اور ظاہر ہے کہ قوانین خود نہیں بنتے ان کا کوئی بنانے والا ضرور ہے۔

اس کے بعد توحید کا نمبر آتا ہے یہاں بھی دلائل کی کمی نہیں ہے لو کان فیہما الھۃ الا اللہ لفسدتا اگر دنیا میں اللہ کے سوائے اور خدا بھی ہوتے تو یقیناً فساد ہو جاتا مثلاً ایک خدا زید کو دولتمند بنانا چاہتا ہے دوسرا خدا اسے مفلس دیکھنا چاہتا ہے تو آپ خود سوچئے کہ اس آدمی کا کیا حشر ہوگا جب دو خداؤں میں جنگ ہوگی تو نہ خدا رہے گا نہ کائنات اسی لئے خدا نے اس معاملہ کو بھی صاف کر دیا اور دلیل ایسی آسان دی ہے کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔

اب رسالت کے عقیدہ کو لیجئے قرآن کی تعلیم ہے کہ محمد رسول اللہ آنحضرت صلی اللہ

کے رسول ہیں چونکہ یہ ایک دعویٰ ہے اس لئے اس پر بھی قرآن مجید نے دلائل دیئے ہیں یہ نہیں کہا کہ اگر نجات کے طالب ہو تو فلاں شخص پر ایمان لے آؤ ورنہ جہنم کے وارث ہو جاؤ گے: قرآن نے اگر یہ کہا ہے کہ محمد (صلعم) خدا کے رسول ہیں تو اس کے ساتھ ہی آپ کی رسالت کے دلائل و شواہد بھی پیش کئے ہیں پہلی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت کو حکم ہوتا ہے کہ ان منکرین سے کہدو کہ میں تمہارے درمیان اپنی عمر گذار چکا ہوں کیوں تم غور نہیں کرتے یعنی میں تم لوگوں ہی میں پیدا ہوا اور تمہاری آنکھوں کے سامنے پلا بڑھا ہوں جوان ہوا ہوں اور میری ساری زندگی تمہارے سامنے ہے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کسی پر افترا نہیں کیا تہمت نہیں لگائی فریب کاری اور دغابازی سے دور رہا ہوں اور میرے کیرکٹر پر خود وہ لقب گواہ ہے جو تم نے مجھے دیا ہے تم خود کہتے ہو کہ میں امین ہوں تو پھر سوچو کہ جو شخص زندگی کے چالیس سال تک امین اور صادق رہا ہے اور جس نے کبھی کسی انسان پر افترا نہیں کیا وہ یکلخت بلا وجہ خدا پر افترا کرنے کے لئے کیونکر آمادہ ہو گیا۔

پھر اس نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ ظالموں کو فلاح اور کامیابی نصیب نہیں ہوتی اس کے بالمقابل آنحضرت صلعم کو دیکھئے آپ کو ایسی کامیابی نصیب ہوئی کہ آپ کے مخالفوں کو بھی اعتراف ہے اور سائیکلو پیڈیا برطانیکا میں صاف طور پر ایک یورپین غیر مسلم نے تسلیم کیا ہے کہ تمام بانیان مذاہب میں آنحضرت صلعم کامیاب ترین انسان ہوگذرے ہیں تو اب خود غور کیجئے کہ آپ اگر ظالم ہوتے تو یہ کامیابی اور فلاح کس طرح نصیب ہوتی۔ غرضکہ جس قدر عقائد اسلام نے انسانوں کو سکھائے ہیں پہلے سب کی معقولیت نہایت دلنشیں پیرایہ میں بیان کی ہے، اس کے بعد ان کو قبول کرنے کا حکم دیا ہے۔

ساتویں خصوصیت

جو اسلام کے علاوہ کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ مذہبی فرائض کی بجا آوری میں ایک مسلمان کسی خاص آدمی کا محتاج نہیں جیسے ہندو پنڈتوں کے عیسائی پادریوں کے یہود احبار اور کاہنوں کے مجوسی دستوروں کے اور ہائی پریسٹ کے بودھی اپنے بھکشوؤں اور مذہبی استادوں کے اور ستارہ پرست صابی اپنے مذہبی رہنماؤں کے محتاج ہیں۔

ایک ہندو بغیر پنڈت کے اپنی مذہبی رسوم کی بجا آوری سے سراسر قاصر ہے نہ وہ مندر میں عبادت کر سکتا ہے نہ گھر پر قربانی کر سکتا ہے نہ بطور خود مذہبی کتب پڑھ سکتا ہے نہ نکاح پڑھا سکتا ہے نہ مردے کا کریا کرم کر سکتا ہے غرضکہ معاشرت کے جملہ شعبوں میں وہ ایک جماعت کا محتاج ہے جس کے افراد کو پنڈت کہتے ہیں پنڈتوں کی جماعت قدیم الایام سے ہندوؤں کے دماغوں اور جیبوں پر حکومت کرتی ہے اور جب تک یہ قوم اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلے گی اس وقت تک بدستور پنڈتوں کی غلامی میں گرفتار رہے گی۔

عیسائیوں کو دیکھئے اگر دو تعلیم یافتہ شخص باہم شادی کرنا چاہیں تو سب سے پہلے گرجا ہونا چاہیے کیونکہ ان کے خیال میں گرجے کے باہر جس قدر زمین ہے وہ ناپاک ہے کیونکہ اسے بشپ صاحب نے اپنے مقدس ہاتھ سے تقدیس کا رنگ عطا نہیں فرمایا پھر ایک پادری ہونا چاہیے جو نکاح پڑھے اگر میں یا آپ چاہیں تو نکاح نہیں پڑھا سکتے خواہ ہم بلحاظ عبادت علم و لیاقت میں بلحاظ تمیز اس پادری سے کتنے ہی بڑھے ہوئے کیوں نہ ہوں۔

اسی طرح تدفین کے معاملہ میں کوئی دنیاوی آدمی نہ کسی مردہ کی نماز پڑھا سکتا ہے نہ قبر میں رکھتے وقت دعا پڑھ سکتا ہے جیتسمہ کے لئے پادری کا ہونا شرط ہے غیر پادری کسی شخص کو دائرہ مسیحیت میں داخل نہیں کر سکتا گرجا میں بعض مقامات ایسے ہیں جہاں صرف پادری ہی قدم رکھ سکتا ہے اگر پادری نہ ہو تو عامۃ الناس عبادت نہیں کر سکتے نیز وہ مقدس شراکت یا عشائے ربانی کے فوائد سے بھی محروم رہیں گے ان مذاہب نے تو بنی نوع آدم کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے ایک طبقہ دینداروں کا اور دوسرا دنیاداروں کا یہ تقسیم منشائے فطرت کے جس قدر خلاف ہے ظاہر ہے خدا نے تو یہ تقسیم کی نہیں اس نے تو ہر انسان کو دین اور دنیا دونوں کا وارث بنادیا ہے۔

آٹھویں خصوصیت

جو اسلام کو دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ اسلام میں رسوم ظاہری کو کوئی خاص مرتبہ نہیں دیا گیا۔

اسلام کے علاوہ اور جس قدر مذاہب ہیں سب میں ظاہری رسوم مذہب کا جزو لاینفک ہیں۔ پہلے مجوسیت کو لیجئے اس مذہب میں آگ کو خدا کا مظہر تسلیم کیا گیا ہے اور اس لئے اس کی پرستش کی جاتی ہے مجوسی عبادتخانوں میں مذہب کی شرط اولین یہ ہے کہ آگ ہر وقت جلتی رہے کسی وقت بجھنے نہ پائے اور اگر آگ نہ ہو تو ہر ایک مجوسی اپنی عبادت کرنے سے قاصر رہے گا۔

یہودیت میں قربانگاہ کا ہونا لازمی ہے اس کے لئے کبوتر یا فاختہ کوئی پرند ہونا چاہیے۔ بعض اوقات جانوروں کی ضرورت ہوتی ہے۔

بدھ مذہب میں "لاما" اور "دلائی لاما" اور دیگر مذہبی مقتداؤں کے لئے خاص قسم کا لباس، خاص وضع اور خاص سامان ضروری ہے اس کے بغیر وہ عبادت نہیں کرا سکتے۔ عیسائی مذہب میں بھی پادریوں کو ایک خاص قسم کا لباس خاص وضع اور خاص سامان عبادت کراتے وقت ضروری ہے نیز گرجا میں قربانگاہ کا ہونا بھی ضروری ہے۔

ہندو مذہب میں عبادت کے لئے گھی، صندل، آگ اور بہت سی چیزیں ضروری ہیں غریب آدمی اس قسم کی عبادت نہیں کر سکتا جس قسم کی دولتمند لوگ کر سکتے ہیں۔

ان جملہ مذاہب میں رسوم پر اس قدر زور دیا گیا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی شرط پوری نہ ہو تو عبادت ناقص رہے گی یا بالکل ہی نہ ہوگی۔

لیکن اسلام جسمانی اور ظاہری قیود و رسوم سے بالکل آزاد ہے اس میں رسوم ظاہری کو کوئی خاص مرتبہ نہیں دیا گیا۔ قرآن فرماتا ہے۔

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون۔

نیکی یہ نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو بلکہ دراصل نیکی حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ پر یوم آخرت پر فرشتوں پر کتابوں پر اور انبیاء پر ایمان لائے اور خدا کی محبت میں اپنی دولت اپنے رشتہ داروں یتیموں مسافروں، سائلوں اور غلاموں کو آزاد کرانے میں صرف کرے نماز قائم کرے زکوٰۃ

دے اور جب کوئی عہد کریں تو اسے پورا کریں اور مصیبت اور تکلیف میں صبر کریں اور لڑائی کے وقت بھی یہی لوگ صادق ہیں اور یہی دراصل متقی ہیں۔

یہ آیت قرآن شریف کی ان آیات بینات میں سے ہے جنہوں نے اپنے حقائق پیش کردہ کی بدولت اشد مخالفین اسلام سے بھی خراج تحسین وصول کیا ہے۔

بیشک مسلمان نماز پڑھتے وقت خانہ کعبہ کی طرف منہ کر لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں مسلمانوں کو بتا دیا کہ شریعت کے ظاہری ارکان اسلام کی روح رواں نہیں ہیں چنانچہ اگر کسی مسلمان کو کسی غیر معروف اور غیر آباد مقام میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہو اور اسے یہ نہ معلوم ہو کہ کعبہ کس طرف ہے تو اسے آزادی ہے کہ جس طرف چاہے منہ کر کے نماز پڑھ لے خدا سب طرف ہے۔

بیشک وضو لازمی ہے لیکن یہ نہیں کہ اگر پانی نہ ملے تو مسلمان نماز ہی نہیں پڑھ سکتا اسی طرح جس قدر ظاہری ارکان ہیں سب کا مرتبہ باطنی پاکیزگی اور تقویٰ سے کمتر رکھا گیا ہے اور جس چیز پر اسلام نے سب سے زیادہ زور دیا ہے وہ تقویٰ ہے۔

نویں خصوصیت

جو اسلام کو دیگر مذاہب سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ اسلام میں عورت کو بہت بلند درجہ دیا گیا ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں دیا گیا۔ ہندو مذہب میں عورت کی ہستی کو کوئی وقعت نہیں دی گئی چنانچہ منوجی فرماتے ہیں کہ عورت لائق اعتبار نہیں جب وہ بچہ ہو تو والدین کے ماتحت رہے جوان ہو تو خاوند کے ماتحت، گویا پیدائش کے وقت سے لیکر تادم وفات عورت غلامی اور ماتحتی کے لئے ہے دھرم شاستروں کی رو سے بیٹی کو باپ کی جائداد سے کوئی حصہ نہیں دیا گیا اس کی شادی کو ہندی میں کنیا دان کہتے ہیں یہ لفظ ظاہری طور پر ایک تحقیر کا پہلو اپنے اندر رکھتا ہے

یہود میں عورت کو جائداد منقولہ تصور کیا جاتا تھا اسے سوسائٹی میں کسی قسم کے حقوق حاصل نہ تھے خاوند جب چاہے اسے طلاق دیدے وہ کچھ نہیں کر سکتی لیکن وہ خود کسی حال میں خاوند سے طلاق نہیں لے سکتی غرضیکہ اسے ایک ادنیٰ درجہ کی مخلوق سمجھا گیا ہے اور اس کا مرتبہ حیوانات سے ملتا جلتا نظر آتا ہے۔

عیسائی مذہب میں عورت کو گناہ کی جڑ قرار دیا گیا ہے کیونکہ ان کے کلیسا کی رائے میں گناہ اس کی وساطت سے دنیا میں آیا۔ طرطولین اسے دوزخ کا دروازہ قرار دیتا ہے دیگر مقتدایان کلیسا بھی اس بیچاری کو اسی قسم کے ذلیل القاب سے یاد کرتے ہیں سوسائٹی میں اسے حقوق نہیں دیئے گئے وہ اپنے خاوند سے کوئی داد رسی نہیں کر سکتی تفصیل کے لئے کلیسائی لٹریچر ملاحظہ فرمائیے۔

بدھ مذہب میں بھی عورت کو کسی قسم کے حقوق حاصل نہیں بلکہ اس کے متعلق بانئے مذہب نے ذکر ہی نہیں کیا گویا دنیا کی نصف آبادی کو نظر انداز کر دیا گیا ہے چونکہ اس مذہب میں تجرد کو بڑی خوبی قرار دیا گیا ہے اس لئے لامحالہ عورت کی بحیثیت عورت تحقیر کی گئی ہے غرضکہ اسلام سے پہلے جس قدر مذاہب ہیں سب نے اس صنف کی طرف سے یا تو تغافل برتا ہے یا تحقیر کی ہے۔

اسلام نے عورت کو اس کے جائز حقوق پوری فراخدلی کے ساتھ عطا کئے ہیں شادی کے معاملہ میں اس کی رائے کو مقدم ٹھیرایا ہے لڑکی کے ولی کو یہ حق نہیں کہ وہ لڑکی کی مرضی کے خلاف اس کی شادی کر دے جس طرح مرد کو عورت پر کچھ حقوق حاصل ہیں اسی طرح عورت کو مرد پر حقوق حاصل ہیں اگر مرد اسے طلاق دے سکتا ہے تو وہ بھی اگر چاہے تو خاوند سے خلع حاصل کر سکتی ہے وہ اصالتاً یا وکالتاً جس طرح چاہے کاروبار کر سکتی ہے باپ کی جائداد سے حصہ پا سکتی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ الرجال قوامون علی النساء مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ عورت کو حقوق اور مراتب حاصل نہیں یا اس کی ہستی کالعدم ہے اس کے علاوہ اسلام نے کسی عورت کی تحقیر نہیں کی بلکہ سوسائٹی میں اسے رتبہ عطا کیا ہے آنحضرت صلعم نے اپنی بیٹی کی بیٹوں سے زیادہ عزت کی اور اس طرح دنیا کو بتا دیا کہ عورت کوئی ذلیل اور ناپاک ہستی نہیں علاوہ بریں آپ نے فرمایا ہے الجنة تحت اقدام الامهات جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

اسی تعلیم کی بدولت اسلامی لٹریچر میں عورت کو وہ عزت حاصل ہے جو کسی مذہب میں حاصل نہیں، سعدی فرماتے ہیں ؎

دانی کہ چہ گفت حق تعالیٰ — آن کس کہ رضائے مادر انست
با مادر خود ادب نگہدار — زیرا کہ رضائے مادر انست
جنت کہ سرائے جاودانیست — زیر کف پائے مادرانست

دسویں خصوصیت

جو اسلام کو دیگر مذاہب سے ممتاز کرتی ہے یہ کہ اسلام ہی نے سب سے پہلے دنیا کو حریت اخوت اور مساوات کی تعلیم دی ہے۔ ہندو دھرم میں ان اصولوں کے برخلاف یہ تعلیم ملتی ہے کہ برہمن خدا کے منہ سے چھتری سینہ سے ویش ہاتھوں سے اور شودر ٹانگوں سے پیدا ہوئے ہیں برہمن کا مرتبہ سب سے اونچا ہے اور شودر بیچارے کا مرتبہ سب سے نیچا ہے مساوات کا نام و نشان نہیں رہا اخوت تو بڑی چیز ہے برہمن شودر کے ہاتھ کا پانی نہیں پی سکتا۔

حریت کا یہ عالم ہے کہ منوجی کا فرمان ہے کہ اگر شودر کے کان میں وید کا منتر پہنچ جائے تو گرم گرم سیسہ پگھلا کر ڈال دو خود پڑھنا یا ویدوں کا چھونا تو بڑی چیز ہے مختصر یہ کہ ہندو دھرم میں ذات پات کی تمیز اور اچھوتوں کا وجود یہ دو باتیں ان اصولوں کی تردید کر رہی ہیں اور روزمرہ مشاہدہ کی باتیں ہیں مزید تفصیل کی ضرورت نہیں۔

یہود میں بھی ان اصولوں کا پتہ نہیں چلتا وہ اپنی قوم کے علاوہ باقی تمام دنیا کو ادنیٰ درجہ کی مخلوق سمجھتے تھے انہوں نے انسانوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا ایک یہود دوسرے غیر یہود یا مشرک اور یہ لوگ اپنے سوائے دیگر اقوام کو بنظر حقارت دیکھتے تھے چنانچہ ایک یہودی کسی غیر یہودی کے ہاتھ کا پانی نہیں پیتا تھا رہی حریت تو جس طرح ہنود اپنے پنڈتوں کے محتاج تھے اسی طرح یہود اپنے احبار کے نہ ان لوگوں میں حریت فکر پائی جاتی تھی نہ حریت علم اور نہ حریت نفس۔

یہی حال نصاریٰ کا تھا رنگ اور نسل کا امتیاز اس بیسویں صدی میں بھی موجود ہے امریکہ میں آپ کو بعض دکانوں پر لکھا ہوا ملیگا وہ یہاں صرف سفید آدمیوں کے کپڑے دھوئے جاتے ہیں بعض ہوٹل بھی سفید آدمیوں کے لئے مخصوص ہیں یہاں تک کہ بعض گرجوں میں صرف سفید رنگ ہی کے لوگ داخل ہو سکتے ہیں اس پر ایک مرتبہ ایک سمجھدار آدمی نے یہ تبصرہ کیا تھا کہ اگر آج جناب مسیح امریکہ تشریف لائیں تو ان کی امت اپنے گرجوں کے دروازے ان پر بند کر دیگی اور جب وہ سبب دریافت کرینگے تو انہیں بتایا جائے گا کہ یہ گرجا سفید رنگ کے آدمیوں کے لئے ہے آپ چونکہ کالے ہیں اس لئے خدا کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتے۔

جب تک پاپائے اقتدار قائم رہا حریت کا نام و نشان بھی مسیحی ممالک میں نہیں تھا جس طرح ہنود میں اچھوتوں کا وجود اسی طرح نصاریٰ میں محکمہ احتساب حریت کے زرین اصولوں کی تردید کے لئے کافی ہے آج اگر ضمیر یا علم یا فکر کی آزادی باقی

جاتی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اب کلیسا کا یورپ اور امریکہ میں وہ اقتدار باقی نہیں جو ازمنۂ وسطیٰ میں تھا بیشک آج یورپ سائنس اور حکمت میں آگے آگے ہے لیکن یہ محض اس وجہ سے کہ اب یورپ پوپ کی غلامی سے آزاد ہو چکا ہے جب تک پاپائیت کا سکہ رواں رہا علم و حکمت کا چراغ ایک منٹ کے لئے بھی روشن نہ ہو سکا اس بحث کی تفصیل کے لئے ڈاکٹر ڈریپر کی مشہور کتاب معرکۂ مذہب و سائنس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

فلسفہ اور حکمت کی تعلیم ۵۲۹ء ہی میں بند کر دی گئی تھی اور پورے ایک ہزار سال تک یورپ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتا رہا تا آخر مسلمانوں سے متاثر ہو کر لوتھر وغیرہ نے پوپ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور سولہویں صدی سے وہ تاریکی دور ہونی شروع ہوئی کلیسا اگر خاموش ہے تو اس لئے نہیں کہ اب نادیہ نگاہ بدل گیا بلکہ صعصت بی بی از بے چادری والا معاملہ ہے۔

آیئے اب اسلام کا مطالعہ کریں سب سے پہلے حریت کے اصول کو لیجئے حریت کی تین صورتیں ہیں حریت علم، حریت فکر، حریت نفس،

پہلی صورت کے متعلق یہ عرض کرنا کافی ہوگا کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے طلب علم کو فرض قرار دیا ہے آنحضرت صلعم فرماتے ہیں طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے نیز فرمایا اطلبوا العلم ولو کان فی الصین یعنی علم حاصل کرو خواہ وہ چین رجیسے دور دراز ملک، ہی میں کیوں نہ ملے نیز فرمایا الحکمة ضالة المومن یعنی حکمت تو مومن کی گم شدہ چیز ہے (جس جگہ سے ملے بلا تامل لیلے) وغیرہ وغیرہ۔

آنحضرتؐ کے ان اقوال اور تعلیمات نے مسلمانوں میں طلب علم کا بڑا زبردست جذبہ پیدا کر دیا اور ہر شخص صحیفۂ فطرت کے مطالعہ میں منہمک ہو گیا اسلام سے پہلے لکھنا پڑھنا اور علم حاصل کرنا یہ امور ایک مخصوص طبقہ سے تعلق رکھتے تھے لیکن اسلام نے اس دولت کو مفت لٹانا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ دو صدیاں نہیں گزرنے پائی تھیں کہ مسلمان جملہ علوم و فنون میں دنیا کے استاد ہو گئے اس کی تفصیل کے لئے ڈاکٹر ڈریپر کی تصانیف معرکۂ مذہب و سائنس اور یورپ کے ارتقائے ذہنی کی تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

حریت فکر کے لئے قرآنی ارشادات بکثرت وارد ہوئے ہیں۔ قرآن شریف کا مطالعہ کیجئے آپ کو ہر جگہ غور و فکر کرنے کا حکم ملیگا جو لوگ غلط عقائد میں مبتلا ہیں ان سے یہ نہیں کہا گیا کہ تم غلطی پر ہو بلکہ یہ کہا گیا ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین اگر تم سچے ہو تو اپنی صداقت پر دلیل لاؤ۔ قرآن خود کسی بات کو زبردستی منواتا ہے اور نہ دوسروں پر زبردستی کوئی الزام عائد کرتا ہے ان دو باتوں کے علاوہ دو باتیں اور بھی قابل غور ہیں۔

اول یہ کہ اسلام نے دین میں جبر کو روا نہیں رکھا اور یہ اصول بالواسطہ فکر حریت پر دلالت کرتا ہے یعنی ہر شخص کو اپنے لئے دستور العمل کے انتخاب میں آزادی ہے۔

دوسرے یہ کہ اسلام نے ہر شخص کو اپنے افعال کا ذمہ دار قرار دیا ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ انسان کو حریت فکر حاصل ہو۔

حریت نفس کے لئے سب سے پہلے آنحضرت صلعم نے اعلان فرمایا کل مولود یولد علی الفطرة فابواه یهودانه او ینصرانه او یمجسانه یعنی ہر شخص فطرت الہیہ پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔

اسلام ہر شخص کو آزاد قرار دیتا ہے اور ہر قسم کی غلامی کا دشمن ہے اس لئے اسلام میں نہ پنڈتوں کا گروہ ہے نہ رسوم ہیں نہ مضحکانہ عقائد ہیں نہ شخصیت پرستی ہے، نہ بین الخالق والمخلوق کوئی واسطہ ہے نہ دینی معاملات میں کسی قسم کی زبردستی ہے صاف اعلان کیا ہے لکم دینکم ولی دین تمہیں تمہارا دین مبارک رہے مجھے میرا اسی تعلیم کا اثر تھا کہ مسلمان نہ صرف خود آزادی سے لطف اٹھاتے تھے بلکہ غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ بھی ان کا طرز عمل شریفانہ تھا انہوں نے کبھی یہود نصاریٰ مجوسی و صابی کو مذہبی اختلافات کی بنا پر نہیں ستایا۔

اسلام نے کبھی شخصی حکومت کو پسند نہیں کیا کیونکہ شخصی حکومت میں حریت نفس قائم نہیں رہ سکتی چنانچہ قرآن میں وارد ہے وشاورهم فی الامر اے رسول اپنے صحابہ سے معاملات میں مشورہ کر لیا کرو۔ شوریٰ ایسی چیز ہے جو حریت نفس کا ضامن بھی ہے اور معاون بھی اور ہم دیکھتے ہیں کہ آج یہی اصول ہر ملک میں جاری ہے۔

حریت کے بعد اخوت کا درجہ ہے اسلام نے صاف لفظوں میں بیان کر دیا ہے کل مومن اخوة سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں چنانچہ جب آنحضرت صلعم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو آپ کے جاں نثاروں نے اخوت اسلامیہ کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا مدینہ کے مسلمانوں نے بڑی خوشی سے مکہ کے مہاجرین کو اپنی جملہ مقبوضات کا نصف دیدیا اور ان کے ساتھ سگے بھائیوں سے بڑھ کر حسن سلوک کیا۔

اخوت کے بعد مساوات کا مرتبہ ہے اسلام نے ہر قسم کے امتیازات کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا اور اس کے لئے اگر تمام دنیا کے لوگ رات دن آنحضرت صلعم کی توصیف کریں تو کم ہے خدا نے تمام انسانوں کو یکساں پیدا کیا ہے لیکن خود انسان نے رنگ نسل قوم ذات پات اور زبان کے امتیازات پیدا کر کے بنی نوع آدم کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا اور اس طرح تخلیق کا مقصد فوت ہو گیا۔

آنحضرتؐ نے پہلی مرتبہ اعلان فرمایا کہ دولت و ثروت حکومت، رنگ، ذات نسل یا قوم کی بنا پر کسی شخص کو کسی پر فضیلت حاصل نہیں ہے اور اس طرح آپ نے انسان کے تمدنی اور سیاسی اداروں میں ایک خوش آیند انقلاب پیدا کر دیا اور قرآن شریف نے نہایت بلیغ انداز میں یہ زرین اصول ارشاد فرمایا کہ ان اکرمکم عند الله اتقٰکم کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی معزز اور محترم ہے جو متقی اور پرہیزگار ہے (جو اس کے دستور کی اطاعت کرتا ہے) حضورؐ انور کے ارشادات پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔

آنحضرت صلعم نے مساوات نسل انسانی کا جو اصول آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے قائم کیا تھا وہ آج تمام تعلیم یافتہ اور متمدن اقوام کا نصب العین بنتا جاتا ہے کیا یہ قابل حیرت نہیں کہ عرب کے ایک امی نے آج سے صدیوں پہلے بیسویں صدی کے مسائل اور ضروریات کو ملحوظ رکھکر قواعد وضع کئے تھے اور یہ کہ سوسائٹی کی اصلاح کے لئے جو باتیں یورپ کے بڑے بڑے دماغوں متفکر و

کامل مارکس مزدوروں [illegible]

برتر طریقوں پر صدیوں پہلے پیش کر دیں؟ میں نے بہتر اور سہل اس لئے کہا کہ جو مارکسی مزدوروں اور ان کی تعلیمات میں روحانیت کا عنصر بالکل مفقود ہے یہ لوگ مادیت کے تنگ دائرہ میں محدود ہیں چنانچہ موجودہ ملوکیت اور اشتراکیت کے متعلق علامہ اقبال نے فرمایا ہے کہ موجودہ تحریک اشتراکیت کی بنیاد روحانیت اور مساوات اسلامی پر نہیں بلکہ خالص مادیت اور مساوات شکم پر ہے اور اس لئے یہ تحریک بنی نوع آدم کے لئے مفید نہیں ہو سکتی۔

عجیب بات ہے کہ جس زمانہ میں تمام دنیا میں غلامی کا چرچا تھا اسلام نے غیر مشتبہ طور پر حریت، اخوت اور مساوات کی تعلیم دی اسلام کے بانی نے جس قدر دلپذیر انداز میں کہا ہے خدا کی جملہ مخلوقات بمنزلہ اس کے خاندان کے ہیں اور خدا کی نظر میں وہی شخص سب سے زیادہ محبوب ہے جو اس کی مخلوقات پر سب سے زیادہ مہربانی کرتا ہے الفضل ما شهدت به الاعداء۔

علامہ اقبال نے رموز بیخودی میں ان اصولوں پر اپنے مخصوص انداز میں روشنی ڈالی ہے اور عنوان ہی میں اپنا عقیدہ بایں الفاظ ظاہر فرمایا ہے کہ "مقصود رسالت محمدیہ تشکیل و تاسیس حریت و اخوت و مساوات بنی نوع آدم است" یعنی آنحضرت صلعم کی بعثت کی علت غائی یہی ہے کہ دنیا میں حریت و اخوت و مساوات کی بنیادیں استوار ہو جائیں میں بخوف طوالت ان مقامات کو اس جگہ نقل نہیں کر سکتا ناظرین صفحہ ۱۱۹ سے صفحہ ۱۲۸ تک خود ملاحظہ کر لیں۔

گیارھویں خصوصیت

جو اسلام کو دیگر مذاہب سے ممتاز کرتی ہے یہ کہ اسلام کے علاوہ کسی مذہب نے دیگر مذاہب کا احترام کرنا نہیں سکھایا دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ اس نے صاف الفاظ میں اعلان کر دیا کہ وان من امة الا خلا فيها نذير کوئی قوم ایسی نہیں جس میں خدا کی طرف سے نذیر نہ آیا ہو نیز فرمایا ولکل قوم ھاد ہر قوم کے لئے ہادی بھیجا گیا ہے ان آیات کی موجودگی میں ایک طرف مسلمان کے اندر وسعت قلب پیدا ہوتی ہے جو اخلاقی ترقی کے لئے از بس ضروری ہے دوسری طرف وہ دنیا کے تمام بانیان مذاہب کو عزت سے یاد کرتا ہے اور اس طرح ان کے خلاف سب و شتم کر کے دیگر اقوام کی دل آزاری کا مرتکب نہیں ہوتا چنانچہ ہندوستان کی مذہبی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں نے من حیث القوم کبھی کسی بانی مذہب کی توہین میں پیشقدمی نہیں کی مثلاً چند حقائق پیش کرتا ہوں۔

جنوبی ہندوستان میں عیسائیوں کا قدم مسلمانوں سے پہلے آیا تھا دہلی، ٹرچناپلی، اور ٹراونکور، مدراس وغیرہ میں ان کی تعداد تیسری چوتھی صدی سے روز افزوں ہے جب مسلمانوں نے دکن فتح کیا تو انہوں نے جس طرح ہنود کے بزرگوں کو برا نہیں کہا اور نہ دل آزار کتب شایع کیں اسی طرح ان کیتھولک عیسائیوں سے تعرض نہیں کیا لیکن اکبر کے زمانہ میں چند پرتگالی کیتھولک پادری شاہی حکم کے بموجب آگرہ میں آئے اس زمانہ میں گوا ان پادریوں کا مرکز تھا۔ پہلا وفد ۱۵۸۰ء میں آیا، دوسرا ۱۵۹۱ء میں اور تیسرا ۱۵۹۵ء میں ان وفود کو کامیابی نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ اکبر نے اپنی فیاضانہ طبیعت کے ماتحت انہیں آگرہ میں ایک گرجا تعمیر کرنے کی اجازت دیدی تھی تیسرے وفد کا رئیس جیروم زیویر تھا جو ۱۵۹۵ء میں بادشاہ سے ملنے لاہور آیا تھا اس بزرگ نے یہاں بیٹھ کر فارسی زبان میں چند کتابیں عیسائیت کی تائید میں لکھیں۔

[illegible] کی خدمت میں پیش کی تھی جہانگیر کو چونکہ مذہب سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی۔ جہانگیر نے اس کتاب کو دلچسپ یا عقلمندانہ سمجھا یا نہیں پادری نے فرض تبلیغ ادا کر دیا چونکہ مصنف کیتھولک تھا اس لئے اس نے استمداد عن النبی، شفاعت اولیاء، پرستش مریم عذرا، معصومیت پاپائے روم جیسی خاص نقطہ نگاہ بائبل کا الہامی اور کافی ہونا اور جناب یسوع کا خدا ہونا اور نجات کا کفارہ پر منحصر ہونا ان امور پر تو کتاب ہی لکھی گئی تھی اس کی بابت کچھ صراحت ضروری نہیں۔

چونکہ اس کتاب سے بالواسطہ اسلام کی تردید ہوتی تھی اسلئے ۱۰۳۱ھ میں میر احمد زین العابدین دہلوی نے جو علامہ شیخ عبد الحق محدث کے ہمعصر تھے اس کتاب کا جواب لکھا تھا۔

اسی طرح ۱۸۰۶ء میں ہنری مارٹن نے کلکتہ میں مسلمانوں سے مباحثہ کی بنا ڈالی اور چند کتابیں اسلام کے خلاف لکھیں مجبوراً مسلمانوں کو مدافعت میں قلم اٹھانا پڑا ۱۸۳۵ء میں پادری مذکور کا نمبر آیا اور یہاں بھی مباحثہ و مناظرہ کا بازار گرم ہوا۔ ۱۸۳۵ء میں ڈاکٹر فنڈر ہندوستان میں آیا اور آگرہ میں طرح اقامت ڈالی مسلمانوں نے اس سے بھی کوئی تعرض نہیں کیا لیکن جب اس نے میزان الحق لکھی اور شایع کی تو مجبوراً مسلمانوں نے دوبارہ قلم اٹھایا اور ۱۸۵۴ء تک آگرہ میں مناظرہ کا بازار گرم رہا اسی پر باقی کتب مناظرہ کو قیاس کر لیجئے۔

ہنود کے ساتھ بھی مسلمانوں کا طرز عمل یہی رہا کہ مسلمانوں نے کبھی ہنود کے معبودوں یا بزرگوں کی شان میں کوئی دل آزار کتاب شایع نہیں کیا۔ لیکن لندن مراد آبادی لیکھرام پشاوری اور ان کے مرشد بانی آریہ سماج نے پہلے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا پھر انہوں نے مدافعت میں قلم اٹھایا موجودہ زمانہ میں بھی یہی حال ہے پہلے ہنود نے رسوائے عالم "رنگیلا ......" نامی کتاب شایع کی مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اس کا جواب باصواب لکھا۔

الغرض ان شواہد سے ثابت ہے کہ مسلمان من حیث القوم امن پسند، صلح جو اور آشتی پسند واقع ہوئے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم ان کے سامنے ہے کہ اے مسلمانو تم غیر مسلموں کے معبودوں کو برا نہ کہو مبادا وہ غصہ میں آکر تمہارے برحق خدا کی شان میں گستاخی کریں؟ اگر دیگر مذاہب کے پیرو بھی اسلام کے اس زریں اصول پر عامل ہو جائیں تو ہندوستان میں دوبارہ امن و امان کی فضا پیدا ہو۔

بارھویں خصوصیت

جو اسلام کے علاوہ اور کہیں نہیں پائی جاتی یہ ہے کہ اسلام نے انسان کو خلیفۃ اللہ یعنی خدا کا نائب قرار دیا ہے۔ بدھ مذہب میں تو سرے سے خدا ہی کا وجود نہیں نیابت اور خلافت کیسی اور کس کی۔ وہاں تو حیات ارضی کو ہی ایک لعنت قرار دیا گیا ہے اور اس مذہب کا نصب العین یہ ہے کہ انسان اپنی خودی کو فنا کر دے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ بدھ مذہب نے چونکہ خدا کے تصور کو اپنے اندر کوئی جگہ نہیں دی اس لئے وہ کائنات اور انسان سے جس قدر مسائل متعلق ہیں ان کا کوئی حل پیش نہیں کر سکتا اور نہ تہذیب و تمدن کے اصول وضع کر سکتا ہے اس کی تعلیم یہ ہے کہ دنیا دھوکہ ہے یہاں کی دلچسپیاں دھوکہ ہیں، تعمیر، تکوین، تشکیل، تاسیس، ترتیب، تنظیم غرضکہ جملہ شیون حیات لغو اور بیکار ہیں انسان کو چاہیے کہ دنیا سے قطع تعلق کر کے کسی پہاڑ کی کوہ میں چلا جائے اور وہاں خاموش بیٹھ کر

تو صیان، لگائے۔

ہندو کے یہاں انسان کا مرتبہ یہ ہے کہ کائنات کی ہر شئے انسان کی معبود اور مسجود ہے آفتاب اور ماہتاب سے لیکر شجر و حجر تک لائق پرستش ہیں اندریں حالات انسان کے دماغ میں اپنی برتری اور بلندی کا تصور تک نہیں آسکتا چہ جائیکہ وہ اپنے آپ کو خدا کا نائب خیال کرے اور اس مرتبہ کے حصول کے لئے کوشاں ہو۔

مجوسی مذہب میں بھی انسان کو آفتاب اور آتش وغیرہ کو اپنا حاکم یا معبود تسلیم کرنا پڑتا ہے اور ان کی موجودگی میں وہ خدا کے نائب ہونے کا تصور نہیں کر سکتا۔

یہودی مذہب میں بھی انسان کی حرمت و عزت کا کوئی خاص تصور موجود نہیں ہے اور خدا کو اس درجہ دور اور غضبناک بیان کیا گیا ہے کہ انسان کے دل میں اس کے تقرب حاصل کرنے کا خیال پیدا نہیں ہو سکتا۔

مسیحی مذہب میں انسان کو پیدائشی طور پر گناہگار قرار دیا گیا ہے اس لئے اس میں خدا کا نائب ہونے کی صلاحیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ گناہ اس کی سرشت میں داخل ہے وہ لاکھ کوشش کرے پاکیزہ زندگی بسر نہیں کر سکتا اندریں حالات نیابت و خلافت آلہیہ کا تصور بھی نہیں آسکتا۔

اسلام نے کھلے الفاظ میں انسان کو خلیفۃ اللہ علی الارض قرار دیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ واذ قال ربك للملٰئكة انی جاعل فی الارض خلیفه اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں چونکہ انسان کو اس مرتبہ پر فائز کرنا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے بہترین انداز پر پیدا کیا ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اور اس کے اندر ترقی کرنے کی بےشمار استعدادیں ودیعت کر دیں اور جمیع مخلوقات کو اس کا خادم قرار دیا اسے اشرف المخلوقات کے لقب سے ممتاز کیا اسے بتایا کہ سورج اور چاند زمین و آسمان شجر و حجر سب تمہارے ماتحت ہیں تم انھیں اپنا خادم سمجھو یہ سب تمہاری خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

انسان کا مقام بہت بلند ہے خدا کے بعد کائنات میں کوئی شئے ذی روح یا غیر ذی روح اس کی ہمسر نہیں ہے۔ بقول علامہ اقبال

ستارے جس کی گرد راہ ہوں وہ کارواں ہے تو

قرآن فرماتا ہے کہ انسان کی ترقی کی کوئی انتہا نہیں لهم اجر غیر ممنون اقبال نے اسی حقیقت کو شاعرانہ انداز میں پیش کیا ہے ؎

زجوئے کہکشاں بگذر زنیل آسماں بگذر　　ز منزل دل مبند گرچہ باشد منزل ماہے

بیسویں صدی میں علامہ موصوف سے بہتر انداز میں کسی شخص نے اس حقیقت کو مسلمانوں پر آشکارا نہیں کیا۔

تیرہویں خصوصیت جو اسلام کو دیگر مذاہب سے ممتاز کرتی ہے یہ کہ اسلام میں مذہب اور سیاست جدا جدا نہیں ہیں بلکہ بقول علامہ اقبال اسلام ایک ایسے اخلاقی نصب العین کا نام ہے جس کے ساتھ ایک مخصوص معاشرتی نظام بھی وابستہ ہے اور ... وجہ سے مسلمانوں کو دین اور دنیا میں تفریق کرنے کی ضرورت نہیں ترک دنیا کرنے کا نام مذہب نہیں ہے یا مذہبی زندگی عمدگی کے ساتھ بسر کرنے کے لئے دنیا ترک کرنا ضروری نہیں ہے جیسا کہ بدھ مذہب یا مسیحیت میں خیال کیا گیا ہے بلکہ ایک مسلمان دنیا میں رہکر اسلامی اصولوں پر عمل کرکے اعلیٰ درجہ کا دیندار بن سکتا ہے آنحضرت نے اسلام کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے تعظیم لامر اللہ و شفقت علی خلق اللہ یعنی اللہ کے احکام کی اطاعت اور اس کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہی اسلام ہے۔

مولانا ظفر علی خاں نے ان حقائق عالیہ کو اپنے مخصوص انداز میں نظم فرمایا ہے میں اس جگہ وہ اشعار آبدار ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے نقل کرنا چاہتا ہوں ؎

شریعت کیا ہے؟ دنیا میں لحظ الحد سے ڈرنا　　حضور خواجۂ کونین کی عزت پہ کٹ مرنا

سیاست کیا ہے؟ ہر فرعون بے ساماں کی گستاخی　　شریعت سے ہو جس کو قوی سینہ سپر کرنا

سیاست اور مذہب میں یہی تفریق کرتے ہیں　　یہ ہیں کافر نشاں دھن پر باطل کا ادھر ہونا

مذہب اور سیاست کے اس اجتماع کا نتیجہ یہ ہے کہ جس طرح دینی اور اخلاقی معاملات میں مسلمانوں کو سوائے قرآن کے کسی ہدایت کی ضرورت نہیں اسی طرح معاشرتی اور تمدنی امور میں وہ کسی دستور العمل کے محتاج نہیں قرآن شریف بیک وقت مجموعی طور پر دینی اور دنیوی دونوں معاملات میں ان کی رہنمائی کے لئے کافی ہے۔

چودھویں خوبی جو اسلام کے علاوہ اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی یہ ہے کہ اسلام انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو یکساں طور پر اپیل کرتا ہے یعنی انسان کی جسمانی اخلاقی عقلی جذباتی اور روحانی تمام حیثیات کی نشوونما کا کافی سامان اپنے اندر رکھتا ہے۔

بدھ مذہب میں انسان کی روحانی زندگی پر کوئی توجہ نہیں کی گئی بدھ مذہب کی رو سے دنیا جسے کہتے ہیں بلا خانہ ہے اس میں ہر طرف مصیبت ہی مصیبت ہے اور اس لئے زندگی ہی مصیبت ہو گئی ہے بلکہ رنج والم کی ایک داستان مسلسل ہے اس لئے انسان کا فرض ہے کہ اپنی ہستی کو فنا کر دے ظاہر ہے کہ فنا کی طرف جانا ترقی نہیں کہلاتا یہ تو تنزل کی انتہائی صورت ہے۔

ہندو مذہب میں تناسخ کا عقیدہ انسانی ترقی کی راہ میں حائل ہے اگر ذرا سی غلطی ہو جائے تو انسان دوسرے جنم میں آدمی سے گھوڑا بن جائیگا ظاہر ہے کہ گھوڑا عقل و دانش سے محروم ہے لہذا یہ بھی ترقی معکوس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

اس کے علاوہ اس مذہب میں معتقدات اس قدر بعید از عقل بیان کئے گئے ہیں کہ اگر سچائی کے ساتھ ان پر ایمان رکھا جائے تو انسان کی عقلی زندگی بالکل تباہ ہو جائے گی۔

یہودی مذہب میں اخلاقی ترقی کا سامان موجود نہیں حضرت موسیٰ کے دس احکام صرف اس لئے ہیں کہ سوسائٹی میں امن و امان قائم رہے لیکن انسان تمدن اور کسی بلند مقام حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس کے لئے اس مذہب میں اسے کوئی سہارا نہیں مل سکتا خدا کے بندوں سے اس قدر دور بیان کیا گیا ہے کہ انسان کا اس کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں رہتا اور نہ انسان کے اندر اس تک پہنچنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

پارسی یا مجوسی مذہب میں دو خداؤں کا تصور انسان کو روحانی ترقی سے باز رکھتا ہے ایک شخص دو آقاؤں کو خوش نہیں رکھ سکتا۔ اسی طرح ایک شخص دو خداؤں کو خوش نہیں کر سکتا اور چونکہ یہ دو خدا ایک دوسرے کی ضد ہیں اس لئے جب ہم ایک خدا کا تقرب حاصل کریں گے تو دوسرے سے لامحالہ دور ہوں گے اور اگر ایک خدا اچھا ہے دوسرا برا تو پھر برے خدا سے تعلق چہ معنی دارد؟ لہذا اسے خدا کے لقب سے محروم کرنا چاہیئے اس صورت میں صرف ایک خدا رہ لیکن یہ تو اس مذہب کی بیخکنی کے مترادف ہے۔

عیسائی مذہب میں جذباتی پہلو پر زیادہ زور دیا گیا ہے جس کی وجہ سے عقلی پہلو

گمزور ہوگیا ہے اور خدا کو بندوں سے اس قدر قریب کر دیا گیا ہے کہ شبہ ہونے لگا حالانکہ طالب و مطلوب میں مغائرت ضروری ہے اس کے علاوہ کسی میں احسان پر اس قدر زور دیا گیا ہے کہ عملی پہلو کمزور ہوگیا ہے۔

ان باتوں کے برخلاف اسلام میں انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر یکساں زور دیا گیا ہے میں اس جگہ تفصیل تو نہیں کر سکتا ہاں ہر پہلو کے متعلق چند اشارات پیش کروں گا۔ ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔

(۱) جسمانی پہلو کی ترقی کے لئے اسلام نے طہارت اور جسمانی صفائی اور پاکیزگی کو لازم قرار دیا ہے اور عام اجازت ہے کہ انسان جملہ حلال اشیاء سے لذت اندوز ہو اور دائرہ اعتدال میں رہ کر جسمانی زینت بھی جائز ہے اس کے ساتھ لباس کی پاکیزگی اور صفائی پر بھی زور دیا گیا ہے چنانچہ آنحضرت نے غسل مسواک خوشبو لگانا، بالوں میں تیل ڈالنا کنگھی کرنا، صاف اور ستھرے لباس اور جسمانی صفائی کو سنت قرار دیا ہے بلاشک آپ سادہ زندگی بسر کرتے تھے لیکن طہارت، پاکیزگی اور صفائی کا آپ کو ہر وقت خیال رہتا تھا۔

(۲) اخلاقی پہلو سے قرآن شریف ایک مکمل ضابطۂ اخلاق ہے اور غیر مسلم اصحاب کو بھی اس کا اعتراف ہے چنانچہ عربوں کو جو وحشت اور جہالت میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے متمدن بنا دینا قرآن شریف کا ایک ادنیٰ سا معجزہ ہے جس کی صحت و صداقت سے کسی شخص کو انکار کی مجال نہیں ہے۔

(۳) ایک طرف قرآن نے کوئی بات خلاف عقل سلیم تلقین نہیں فرمائی دوسری طرف بار بار انسان کو غور و فکر کرنے کا حکم دیا ہے جس کی وجہ سے انسان کا عقلی پہلو کافی

(۴) عملی پہلو کو تقویت دینے کے لئے قرآن نے ایمان اور عمل کو ہمیشہ ساتھ ساتھ رکھا ہے محض ایمان لانا مفید مطلب نہیں ہو سکتا۔

جد و جہد یا عمل کی ترقی یافتہ صورت کا نام ہے اس قدر زور دیا گیا ہے کہ علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ ہمیشگی زندگی اسی شئے کی بدولت ملتی ہے۔

بعد یا غلط اد یا موجش برآور حیات جاودان اندر ستیزاست

(۵) جذباتی پہلو کو تقویت دینے کے لئے قرآن نے اس امر کی تصریح کر دی ہے کہ متقی بننے کے لئے محض شریعت کے احکام پر عمل کرنا کافی نہیں بلکہ خدا کی محبت ضروری ہے اور اس کا طریق یہ ہے کہ رسول کی اطاعت کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تم اس کے محبوب بن جاؤ گے اس کے علاوہ خدا کو بندوں سے قریب بیان کیا گیا ہے اس طرح کہ وہ ان کی پکار کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اس طرح خالق اور مخلوق میں رشتۂ محبت استوار ہو سکتا ہے۔

(۶) روحانی پہلو پر اس سے زیادہ اور کس طرح زور دیا جاتا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو حکم دیا ہے کہ میرا رنگ اختیار کرو صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ چونکہ مسلم کا نصب العین یہ ہے کہ خدا کے رنگ میں رنگین ہو جائے اور خدا تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں غیر محدود ہے اس کی کوئی انتہا نہیں اس لئے مسلم کی ترقیات کی بھی کوئی انتہا نہیں علامہ اقبال نے اپنے اس شعر میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

در دشت جنون من جبریل زبوں صیدے
یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ

رموز حج

(حضرت مولانا احمد ایم اے صاحب توحید دہلی)

اسلام کے ارکان خمسہ میں حج بھی شامل ہے ہر ذی استطاعت مسلمان پر عمر میں ایک دفعہ بیت اللہ کی زیارت فرض ہے جیسا کہ کلام اللہ میں ارشاد ہوتا ہے: وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین۔ اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو کوئی پا سکے اس تک راہ اور جو کوئی منکر ہوا تو اللہ بے پرواہ ہے جہانوں سے۔ حدیث میں ہے ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ خطبہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کہ لوگو بیشک تم پر حج فرض کیا گیا ہے پس تم حج کرو پھر ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہر سال حج کریں آپ خاموش رہے یہانتک کہ اس نے تین بار یہی سوال کیا پھر آپ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہدیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا اور یہ تم سے نہ ہو سکتا (بخاری و مسلم)

ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے اے لوگو بیشک اللہ نے تم پر حج فرض کیا پس اقرع بن حابس نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ کیا ہر سال حج کریں آپ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہدیتا تو (ہر سال) واجب ہو جاتا اور اگر واجب ہو جاتا تو نہ کرتے تم اس کو اور نہ طاقت رکھتے اس کی اور حج ایک ہی بار فرض ہے پس جو ایک بار سے زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے نفل ہے۔

تارک حج کے لئے نہایت سخت وعید ہے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے لا صرورۃ (تارک حج) اسلام میں یعنی جو شخص ذی استطاعت ہو تے باوجود حج نہ کرے وہ اسلام سے خارج ہے (ابوداود)

ابو امامہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جس شخص کو کسی ظاہری حاجت یا ظالم بادشاہ یا شدید مرض نے نہیں روکا اور وہ حج کئے بغیر مرگیا تو اسے اختیار ہے کہ خواہ یہودی ہو کر مرے خواہ عیسائی (مشکوٰۃ)

ان دونوں حدیثوں میں تارک حج کے کمال اسلام کی نفی کی گئی ہے کیونکہ حج اسلام کا ایک رکن اعظم ہے اور اسکے بغیر یہ مذہب ناقص ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کا ارادہ کرے اسے چاہیئے کہ جلدی (حج) کرے (کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے)

یہ امر حد درجہ افسوسناک ہے کہ اکثر امرا اور رؤسا محض سیر و تفریح کی خاطر آئے دن یورپ و امریکہ جاتے رہتے ہیں مگر زندگی بھر بیت اللہ کی زیارت سے محروم رہتے ہیں مذکورہ بالا احادیث ان کے لئے تازیانۂ عبرت ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لوگوں میں حج کا اعلان کردو وہ تمہارے پاس آئینگے پیادہ اور ہر دبلے اونٹ پر سوار ہو کر ہر دور افتادہ مقام سے۔

گو اس کے مخاطب ابراہیم علیہ السلام اور رسول اللہ صلعم ہیں لیکن حکم عام ہے لہذا ہم بھی اس ارشاد کی تعمیل میں یہ مقالہ سپرد قلم کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہوتے ہیں

تاریخ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین بیشک پہلا گھر جو بنایا گیا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور نیک راہ جہان کے لوگوں کے واسطے۔

دنیا میں عبادت الٰہی کا سب سے پہلا مقام کعبہ ہے جو اس قدر قدیم ہے کہ تاریخ اس کا زمانہ معین کرنے سے عاجز ہے اس کی عظمت و حرمت زمانہ قبل از تاریخ سے مسلم چلی آتی ہے تمام اہل عرب اسکی بیحد عزت کرتے تھے اور اس کی زیارت کو موجب خیر و برکت مانتے تھے ہر سال ممالک عرب شام و مصر و عراق فارس کے ہزارہا آدمی اس میں جمع ہو کر اپنے اپنے طریق کے مطابق عبادت کرتے تھے مشرکین عرب کے علاوہ اکثر یہود و نصاریٰ صابی اور مجوسی بھی اسکی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ روم ایران اور حبشہ کے فرمانروا مکہ معظمہ کو اپنی قلمرو میں شامل کرنے کے متمنی رہتے تھے چنانچہ ابرہہ حاکم یمن نے اسی غرض سے اس پر فوج کشی کی مگر ذلت کے ساتھ شکست کھائی۔ دنیا کے اکثر معبد اغیار کے جور و ستم کے تختہ مشق بنے اور مدت دراز تک ان کے قبضہ میں رہے بدھ، جینی اور ہندو مذہب کے تیرتھ بارہا منہدم ہوئے اور صدہا سال سے اجنبیوں کے تصرف میں چلے آتے ہیں یہود و نصاریٰ کے عظیم الشان ہیکل چند صدیوں میں دشمنوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوگئے لیکن بخلاف اس کے بیت اللہ آجتک مخالفین کی دست درازی سے محفوظ ہے اور ہمیشہ ایسے لوگوں کی نگرانی میں رہا ہے جو اس کے احترام کو اپنے ایمان کا جزو اور اپنے لئے سرمایہ سعادت سمجھتے تھے یہ شرف دنیا میں کسی معبد کو نصیب نہیں ہوا کلام اللہ کی پیشنگوئی ہے کہ ومن دخلہ کان امنا یعنی جو اس میں آیا اس کو امن ملا۔

اہل ہند اہل ایران اور اہل مصر کے قدیم مذہبی نوشتوں میں بھی اس گھر کے فضائل مذکور ہیں چنانچہ آجکل بعض ہندو کہا کرتے ہیں کہ حجر اسود دراصل ہندوستان سے لیا گیا تھا۔ یہ گھر جس طرح قدیم زمانہ میں اقوام عالم کا مرجع تھا اسی طرح آج بھی روئے زمین کے کروڑوں فرزندان توحید کا مرکز ہے روزانہ پانچ دفعہ لاتعداد انسان خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں سکونت پذیر ہوں اس کی طرف رخ کر کے اس کے اولین بانی یعنی اللہ تعالیٰ کی جناب میں ہدیہ عبودیت پیش کرتے ہیں اور سال میں ایک مرتبہ اس کی زیارت کر کے عشق الٰہی اور عالمگیر اخوت و مساوات کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلعم کی بعثت سے کئی ہزار برس پیشتر ایک مرتبہ زمانے کی گردش سے اس مکان کی حالت بہت شکستہ ہوگئی اور اس کے مہتمم و محافظ منتشر ہوگئے مگر خدا کو تو یہ منظور تھا کہ یہ اس کے برگزیدہ بندوں کا مرجع اور ان کی ہدایت کا سرچشمہ ہو لہذا اس نے ایک مشرک خاندان میں ایک ایسے شخص کو پیدا کیا جو کفر و شرک کی ظلمت میں آفتاب توحید بنکر چمکا اور بیت اللہ کی تجدید و تعمیر اس کے لئے مقدر کی گئی۔

واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمت فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظلمین اور جبکہ آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں پھر اس نے وہ پوری کیں تو فرمایا (رب نے) میں بناؤنگا تجھکو انسانوں کا پیشوا کہا (ابراہیم نے) اور میری اولاد میں بھی کہا (رب نے) نہیں پہنچتا میرا اقرار بے انصافوں کو۔

بعد ازاں خانہ بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کا حکم دیا گیا واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی وعھدنا الی ابراھیم واسمعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود

کیا ابراہیم نے اس گھر کعبہ کو اجتماع کی جگہ لوگوں کی امن کی جگہ بنایا اور مقام ابراہیم کو اپنی نماز کی جگہ مقرر کر دیا ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل کو حکم دیا کہ پاک کرو میرا گھر واسطے ان کے طواف کرنے والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اس کی تعمیر اسمٰعیل کی مدد سے کی۔ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل اور جب اٹھانے لگے ابراہیم بنیادیں اس گھر کی اور اسمٰعیل۔

اثنائے تعمیر میں یہ دعا آپ کی زبان مبارک پر جاری تھی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔ الٰہی ہم تیری جو کچھ عبادت کر رہے ہیں اس کو قبول کر لے بیشک تو سننے والا اور جاننے والا ہے اے رب ہم کو اپنا اطاعت شعار بنا اور ہماری اولاد میں بھی ایسی امت پیدا کر جو ہماری طرح مسلمان ہو ہم کو حج کے طریقے سکھا دے اور ہمارے گناہوں کو معاف کر بیشک تو معاف کرنے والا مہربان ہے اے رب ہماری اولاد میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان کو تیری آیتیں سنائے کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کی اصلاح کرے تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔

یہ دعائیں بارگاہ ایزدی میں مستجاب ہوئیں چنانچہ اس مقدس سرزمین میں وہ انسان کامل اور خیر البشر پیدا ہوا جس کے دامن رحمت میں اقوام عالم کو پناہ ملی اور جس کی شان میں رب السموات والارض کا ارشاد ہے لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔

بیشک اللہ نے مسلمانوں پر احسان کیا کہ انہی میں سے ان کے پاس ایک رسول بھیجا جو ان کو احکام الٰہی سناتا ہے ان کی اصلاح کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ سخت گمراہی میں مبتلا تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے مطابق ان کی ذریت میں ایک برگزیدہ رسول بھیجا ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ تم بہترین امت ہو جو پیدا کی گئیں لوگوں میں حکم دیتے ہو اچھی باتوں کا اور منع کرتے ہو بری باتوں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔

حج کا ایک ضروری رکن یعنی قربانی بھی حضرت ابراہیم کی یادگار ہے ایک رات آپ نے خواب دیکھا کہ آپ اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل کو ذبح کر رہے ہیں انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی الہام کے مترادف ہوتا ہے لہٰذا آپ نے اپنی اس سب سے نمایاں خاصیت کے مطابق اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العٰلمین جب ابراہیم سے ان کے رب نے کہا کہ اطاعت کر تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اطاعت کی تمام جہانوں کے رب کی بلا تامل اپنے خواب کو عملی جامہ پہنانے کا عزم مصمم کر لیا اور صبح کو حضرت اسمٰعیل سے فرمایا یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھ کو ذبح کرتا ہوں پس اس بارہ میں تیرا کیا خیال ہے؟

حضرت اسمٰعیل نے جو عشق الٰہی میں اپنے جلیل القدر والد کا نمونہ تھے فوراً جواب دیا یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصٰبرین اے ابا آپ کو جو حکم ہوا ہے کر گزریئے انشاء اللہ مجھ کو صبر کرنے والا پائیں گے۔ لیکن

فلما اسلما وتلہ للجبین وناديناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذالک نجزی المحسنین ان ھٰذا لھو البلٰؤا المبین وفدیناہ بذبح عظیم جب دونوں تیار ہو گئے اور ابراہیم نے اسمٰعیل کو پیشانی کے بل لٹایا تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہم اسی طرح نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں بیشک یہ آزمائش سخت تھی اور ہم نے ایک عظیم ذبیحہ اس کا فدیہ کیا۔

اس وقت سے کروڑوں فرزندان توحید ہر سال حضرت ابراہیم کے اسوۂ حسنہ کی دوامی ہونے والی یادگار حج اور قربانی کی شکل میں مناتے ہیں اور قیامت تک مناتے رہیں گے۔

حضرت ابراہیم کا اسوۂ حسنہ

حج اور قربانی کے تمام مناسک اس اسوۂ حسنہ کی یادگار ہیں جس کو قرآن حکیم میں بیان کر دیا گیا ہے قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ بیشک تمہارے لئے ابراہیم اور ان کے اصحاب میں اچھا نمونہ ہے۔

اسی اسوۂ حسنہ کا نام اسلام ہے جو ابتدائے آفرینش سے خدا کا پسندیدہ مذہب ہے اور ہر رسول من اللہ یعنی رسول نے خواہ وہ کسی قوم اور کسی ملک میں مبعوث ہوا ہو اسی کی اشاعت کی اغیار کا یہ خیال کہ اسلام ایک جدید مذہب ہے بالکل لغو اور ناواقفیت پر مبنی ہے اسلام دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے حضرت آدم نوح ابراہیم موسیٰ عیسیٰ یحییٰ وغیرہ ہم اسلام ہی کے مبلغ تھے ان کے اصول یکساں تھے البتہ زمانے کے حالات و ضروریات کی مناسبت سے فروعات مختلف تھیں اسلام کے علاوہ جو مذاہب آجکل رائج ہیں وہ دراصل اسلام ہی کی مسخ شدہ شکلیں ہیں جب کسی قوم نے اپنے مذہب کو مسخ کر دیا اور اپنی الہامی کتاب میں تحریف کر دی تو حسب سنت الٰہی اسلام کی تجدید کی خاطر کوئی نیا نبی بھیجا گیا اور نئی کتاب نازل کی گئی یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تا آنکہ دنیا ہمہ گیر اتحاد کی اہل ہو گئی اس وقت تکمیل نبوت کے ساتھ ایک عالمگیر مذہب کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ اس عظیم الشان مقصد کے لئے مکہ مکرمہ میں جسے دنیا کا قدیم ترین معبد ہونے کا شرف حاصل تھا اس جلیل القدر شخصیت کا ظہور ہوا جو خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین کے لقب سے مشہور ہے۔

حضرت ابراہیم کا ہر فعل اسلام یعنی اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت تھا آپ کا اسوۂ حسنہ آپ کے خاندان میں نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا ہوا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں بدرجہ اتم ظاہر ہوا چنانچہ حضرت ابراہیم کی طرح آپ کا بھی یہی شان ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاٰخر وذکر اللہ کثیرا بیشک تمہارے واسطے کہ اللہ اور یوم قیامت سے ڈرتے ہو اور کثرت کے ساتھ اللہ کو یاد کرتے ہو رسول اللہ کی زندگی میں ایک اچھا نمونہ ہے۔

حضرت ابراہیم ایک ایسی قوم میں مبعوث ہوئے تھے جو کفر و شرک اور توہم کا بدترین اور نفرت انگیز نمونہ تھی ہر جگہ بت پرستی کا چرچا تھا ہر گھر میں بیشمار بت نصب تھے بت تراشی لوگوں کا محبوب مشغلہ تھا اشرف المخلوقات انسان اپنے خالق اور رب کو فراموش کر کے اپنے خود ساختہ سنگی معبودوں کے سامنے سر جھکاتا تھا۔ فتنل کالانعام الکفران لوگوں کی پیدائش گو فطرت اسلام پر ہوئی تھی مگر کفر کی تاریکی نے ان پر غلبہ پا کر ان کے دلوں سے اسلام کا نور زائل کر دیا تھا صم بکم عمی فھم لا یرجعون لیکن حضرت ابراہیم بتقاضائے سعادت ازلی ان کی ضلالت سے بیزار ہو کر اپنے رب کے عشق میں ایسے خود فراموش ہوئے کہ ہمہ تن اسلام بن گئے جب چاند سورج اور ستاروں نے یکے بعد دیگرے اپنی چمک دمک سے آپ کو گمراہ کرنا چاہا تو آپ کے ضمیر بیدار کی تجلی

سامنے ماند ہو گئے اور آپ کی فطرت اسلامی نے اعلان کر دیا کہ انی لا احب الآفلین میں فنا ہونے والی ہستیوں کو دوست نہیں رکھتا۔ انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین میں خلوص کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوا جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین۔ اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمان اور زمین کی سلطنت دکھانے لگے تاکہ وہ کامل یقین کرنے والا ہو جائے۔

ان کی آنکھیں اپنے گرد و پیش کو دیکھ رہی تھیں لیکن ان کا دل یہ صدا لگا رہا تھا الذی خلقنی فھو یھدین والذی ھو یطعمنی ویسقین۔ واذا مرضت فھو یشفین والذی یمیتنی ثم یحیین والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین۔ وہ جس نے مجھ کو پیدا کیا اور پھر مجھ کو ہدایت کرتا ہے وہ مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو شفا دیتا ہے اور جو مجھ کو مارے گا اور پھر زندہ کرے گا اور جس سے امید رکھتا ہوں کہ انصاف کے دن میری خطائیں معاف کرے گا۔"

آپ کی قوم جس میں آپ کا [illegible] باپ بھی شامل تھا آپ کو بت پرستی کی ترغیب دیتی تھی تو آپ صاف انکار کر دیتے تھے اور فرماتے تھے انی بری مما تشرکون تم بتوں کو اللہ کا شریک ٹھیراتے ہو میں ان سے بیزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے موحد ہونے کی گواہی دیتا ہے وقالوا کونوا ھودا او نصاری تھتدوا قل بل ملۃ ابراھیم حنیفا وما کان من المشرکین (یہود و نصاریٰ) کہتے ہیں کہ یہودی یا نصرانی ہو جاؤ تاکہ ہدایت پاؤ ان سے کہہ دو کہ ابراہیم ہی کے مذہب میں ہدایت پاؤ اور وہ مشرک نہیں تھا۔

ماکان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما وما کان من المشرکین۔ ابراہیم نہ یہودی تھا نہ نصرانی بلکہ مخلص طاعت شعار تھا اور مشرک نہ تھا۔ الغرض حضرت ابراہیم اس حد تک فنا فی اللہ ہوئے کہ ان کی نگاہ میں دنیا و مافیہا کی کوئی حقیقت نہ رہی اور کوئی دنیوی تعلق ان کو اطاعت و فرمانبرداری سے باز نہ رکھ سکا۔ چنانچہ جب آزمائش کا وقت آیا اور ان کو حکم ہوا کہ فی سبیل اللہ اپنے بیٹے کو قربان کر دو تو وہ اس امتحان میں بھی سرخرو ہوئے اور بلا تامل اپنے لخت جگر کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ حج اور قربانی سے محض اسوۂ ابراہیمی کی یاد دہانی مقصود ہے کعبہ کا طواف اور یہی اعتقربانی کافی نہیں ہو سکتیں جب تک ان کی ادائیگی کے وقت حضرت ابراہیم کے جذبات اپنے اوپر طاری نہ کئے جائیں کہ جس طرح وہ ہر لحظہ اپنی جان و مال کو راہ خدا میں فدا کرنے کے لئے تیار رہتے تھے اسی طرح ہم کو کسی وقت اسلام کی خاطر بڑے سے بڑا ایثار کرنے میں دریغ نہ کرنا چاہئے۔ اگر یہ احساس ہمارے دلوں سے مفقود ہے تو ہمارا حج بے روح ہے۔

حج اور عشق الٰہی

حج اسلام کا پانچواں اور آخری رکن ہے لہٰذا اس پر اکثر مذہبی امور کا انحصار ہوتا ہے کہ نماز، روزہ اور زکوٰۃ بھی عاشقانہ اعمال ہیں لیکن حج اس ابتلائے روحانی اور محبت الٰہی کا آخری اور بلند ترین مرحلہ ہے کلمہ زبانی عبادت ہے نماز و روزہ جسمانی اور زکوٰۃ مالی مگر حج کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ زبانی، جسمانی اور مالی عبادت کا ایک شاندار مرقع ہے۔ ... ... یہ عبادت الٰہی کا وہ رفیع درجہ ہے جس میں انسان اپنے جملہ دنیوی تعلقات قطع کر کے راہ خدا میں ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے کمربستہ ہو جاتا ہے اور عشق الٰہی میں اپنی ہستی کو محو کر دیتا ہے تو ہم قدرت کے عجیب نظارے معائنہ کیجئے کہ وہ کیونکر اپنا وطن چھوڑ کر اور اپنے اعزہ و اقارب دوست و احباب سے جدا ہو کر [illegible] کی خاک چھان کر اور [illegible] صعوبتیں برداشت کر کے معبود حقیقی کے قدیم معبد میں حاضر ہوئے ہیں اور جستجو میں حیران و سرگرداں دیوانہ وار کوہ و دشت [illegible] بھاگے پھرتے ہیں ان کو نہ اپنے تن بدن کا ہوش ہے نہ طعام و آسائش کی پروا۔ جسم پر صرف ایک معمولی کپڑا ہے بال بکھرے ہوئے اور ناخن بڑھے ہوئے ہیں برہنہ ہیں ہر قسم کی خوشبو سے پرہیز کرتے ہیں اور اسی وضع کے ساتھ اپنے محبوب کے گھر کا طواف کر رہے ہیں اور یہ نعرے لگا رہے ہیں اللھم لبیک اللھم لبیک اے رب ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں۔ عشق الٰہی کا یہ محیر نمونہ کسی اور مذہب میں [illegible]

ایک غلط خیال

بعض مخالفین کا اعتراض ہے کہ مسلمان نماز اور حج میں کعبہ کی پرستش کرتے ہیں یہ خیال محض تعصب پر مبنی ہے مسلمانوں کے دلوں میں کعبہ کی عزت و حرمت صرف اس سبب سے ہے کہ یہ خالص عبادت الٰہی کا سب سے قدیم مرکز ہے اور ہمیشہ انبیاء و اولیاء کا مرکز رہا ہے نماز میں اس کی طرف رخ کرنے سے مسلمانوں کی یکجہتی اور تنظیم مقصود ہے بہرحال عبادت میں کوئی نہ کوئی سمت اختیار کرنی پڑے گی پس اگر معبود کے بزرگ ترین معبد کو قبلہ قرار دیا جائے تو کیا قباحت ہے؟ عبادت میں سب کے لئے ایک خاص رخ معین نہ کرنے سے عابدوں کے خیالات کی پراگندگی لازم آتی ہے اور اسلام اتحاد و تنظیم کا سب سے زبردست علمبردار ہے۔

علاوہ ازیں اگر کعبہ معبود ہوتا تو عبادت میں اس کو ضرور مخاطب کیا جاتا لیکن نماز اور حج میں اس کا نام ہی نہیں لیا جاتا۔

عالمگیر اتحاد انسانی

اسلام اتحاد عام کا پیغام ہے اس کے آخری اور سب سے بڑے داعی رحمۃ للعالمین تھے جن کی دعوت کسی خاص قوم یا ملک کے لئے مخصوص نہیں تھی پس لازماً آپ کی تعلیم محبت و اخوت کا پیام ہے جو مختلف اقوام عالم کو شیر و شکر کرتا ہے اس کے تمام ارکان بتدریج انسانوں کے دلوں میں الفت و اخوت کا جذبہ پیدا کر کے ان کو ایک سلسلہ میں منسلک کرتے ہیں صرف کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر ایک شخص اسلام کی عالمگیر برادری میں شامل ہو جاتا ہے اور روئے زمین کے کروڑوں مسلمانوں کو اپنا بھائی تصور کرتا ہے اور اجنبیت کا خیال ہی دل میں نہیں لاتا۔

اقرار توحید و رسالت کے بعد اسلام کے چار عملی ارکان ہیں جو سب درجہ بدرجہ باہمی تنظیم و اتحاد کا درس دیتے ہیں روزانہ پانچ دفعہ نماز باجماعت کی تاکید کی گئی ہے تاکہ ایک محلے کے مسلمان مقامی مسجد میں جمع ہو کر ایک دوسرے کے حالات معلوم کریں جس سے رشتہ الفت و موانست قائم ہو یہ اسلامی تنظیم کی ابتدائی صورت ہے بعد ازاں ہفتہ میں ایک روز ایسا مقرر کیا گیا ہے جس میں تمام شہر یا قصبے یا ایک حلقے کے مسلمان جامع مسجد میں جمع ہو کر نماز باجماعت کے علاوہ خطبہ و نصیحت سے مستفید ہوں اور باشندگان شہر کے حالات سے واقف ہو کر ان سے دوستی و ہمدردی کے تعلقات استوار کریں اور بوقت ضرورت ان کی امداد کر سکیں اس کا نام نماز جمعہ ہے پھر سال میں دو بار یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقعوں پر تمام شہر اور مضافات کے مسلمان ایک بڑے میدان میں جمع ہو کر مساویانہ حیثیت سے

دائے دو صد العالمین کے حضور میں سرِ تسلیم خم کرتے ہیں اور اگر وہ فوائد کی جو ان ادری کی ملاقات سے محظوظ ہوتے ہیں اسی طرح سال میں دو دفعہ اہل اسلام کے اجتماع کو بڑے پیمانہ پر دوہرایا جاتا ہے۔ اگر بنظر غور سے دیکھا جائے تو اسلام کے سب سے اور چھٹے رکن یعنی روزہ اور زکوٰۃ بھی نہایت لطیف پیرایہ میں اشتراک اور ہمدردی کی تعلیم دیتے ہیں۔

ایک اہم مسئلہ

اس جگہ جملہ معترضہ کے طور پر ایک اہم مسئلہ پر متنبہ کرنا بے محل نہ ہوگا قرآن مجید اور احادیث شریف میں نماز باجماعت کی شدید تاکید کی گئی ہے اور بلا عذر ترک جماعت کی رخصت نہیں دی گئی بلکہ بعض احادیث ایسی بھی وارد ہوئی ہیں کہ نماز بلا جماعت در اصل نماز ہی نہیں ہے یعنے نماز کامل نہیں ہوا اس تاکید میں تنظیم ملت کا راز مضمر ہے انفرادی نماز سے تنظیم کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا اس لئے نماز ناقص رہتی ہے۔

نماز جمعہ صرف خاص خاص بڑی مسجدوں میں ہونی چاہیے تاکہ اس کی خصوصیت قائم رہے افسوس ہے کہ آجکل بعض شہروں میں ہر مسجد جامع مسجد ہے یعنی ہر مسجد میں بلا استثنا جمعہ کی نماز ہوتی ہے جس سے نماز جمعہ کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے یہ اہل بدعت کا شیوہ ہے اسی طرح عیدین کی نمازیں شہر سے باہر میدان میں پڑھنی چاہئیں شہر کی کسی مسجد میں پڑھنے سے ان کی شان باقی نہیں رہتی۔

اسلام کے پانچویں اور آخری رکن میں اس تنظیم کی وسعت اور شان و شوکت غایت درجے کو پہنچ جاتی ہے اسلام نے اپنے متبعین کے مابین رابطہ اتحاد و اتفاق مضبوط کرنے کی خاطر دنیا کے ہر مستطیع مسلمان پر عمر میں ایک مرتبہ حج بیت اللہ فرض کر دیا ہے چنانچہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں مشرق و مغرب، شمال و جنوب غرض دنیا کے گوشے گوشے سے ہر قوم اور نسل کے فرزندان توحید خدائے واحد کی عبادت کے قدیم ترین مقام پر جمع ہو کر اپنی جبین نیاز جھکاتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے دور دراز ممالک میں رہنے والے دینی بھائیوں سے روشناس ہوتے ہیں اور "کل مومن اخوۃ" کی تعلیم کا نمونہ بن جاتے ہیں۔

یہود و نصاریٰ کو دعوت اتحاد

اس عظیم الشان اجتماع (حج) کا مرکز مکہ معظمہ ہے جو رسول اللہؐ سے قبل ممالک عرب و عجم کا مرجع تھا اور جسے مشرکین عرب کے علاوہ بہت سے یہود نصاریٰ اور مجوس و صابئی عزت و وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ رسول اللہ صلعم نے اس مقام کا تقدس برقرار رکھا جو آپ کے خلوص و صداقت کا ایک روشن ثبوت ہے کیونکہ آپ نے اپنے مرقد مبارک کے عبادتگاہ بنائے جانے کی مذمت کی اور اس کی بجائے اسی قدیم بیت اللہ کو مقام حج قرار دیا جو ابراہیم علیہ السلام سے منسوب تھا اسی طرح آپ نے اپنے لطف عام سے یہود و نصاریٰ کو بھی اتحاد کی دعوت دی کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مسلمانوں کی طرح ان کے بھی مذہبی پیشوا ہیں اور ان کی عظمت تینوں کے نزدیک مسلم ہے اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ لطف عام نہ صرف یہود و نصاریٰ بلکہ تمام انسانی قوم کو شامل ہے کیونکہ کعبہ دنیا کا قدیم ترین معبد ہونے کی وجہ سے ہر شخص اور ہر طبقے کے لئے واجب الاحترام ہے۔

خدائی جمعیۃ الاقوام

مغربی اقوام نے اپنے سیاسی اختلافات کے تصفیہ اور باہمی جنگ و جدل کے سد باب اور زبردست کے مقابلہ میں زیردست کے حقوق کے تحفظ کی غرض سے ایک جمعیۃ الاقوام (لیگ آف نیشنز) قائم کی ہے جس کے سالانہ اجلاس میں بین الاقوامی تعلقات پر بحث کی جاتی ہے اس اجلاس میں قریباً تمام سلطنتوں کے نمائندے شریک ہو کر اپنے خیالات و نظریات کا اظہار کرتے ہیں لیکن یہ انجمن ایک حد تک بے بسی اور ناکامی ثابت ہوئی ہے اس کے ممبر اگرچہ بظاہر اخوت مساوات کی حمایت میں تقریریں کرتے ہیں مگر ان کی یہ حمایت زبانی دعووں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی ان کی زبانیں اتحاد و اتفاق کا نعرہ بلند کرتی ہیں مگر ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے بغض بھرا ہوا ہوتا ہے اور وہ پہلے ہی اپنے حقوق کی نسبت تعصب و جانبداری کے جذبات سے متاثر ہو کر آتے ہیں ان پر بعینہٖ "طبل بلند بانگ و در باطن ہیچ" کا مضمون صادق آتا ہے جب تک ان اقوام کے نمایندے کینہ ور، خود غرض متعصب اور یہ وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہیں گے اور عداوت و منافقت کو چھوڑ کر انصاف پسندی خلوص رواداری ہمدردی اور مساویانہ حیثیت سے پیش نہیں آئیں گے یہ جمعیۃ ہرگز کامیاب نہ ہوگی لہذا ایک ایسی خدائی جمعیۃ الاقوام کی ضرورت ہے جو دنیوی خود ساختہ انجمن کے تمام نقائص سے پاک ہونے کے علاوہ بلند مقاصد کے حصول کی اہلیت و صلاحیت رکھتی ہو۔

کیا صفحۂ ہستی پر ایسی کوئی جمعیۃ موجود ہے؟ بیشک اس کا نام "حج" ہے یہ دنیا کی سب سے بڑی قدیم جمعیۃ الاقوام اتحاد مساوات ایثار اور اخوت کے اصول پر مبنی ہے اس کا نصب العین یہ ہے یاایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم "اے لوگو ہم نے تم کو پیدا کیا ایک نر اور ایک مونث سے اور بنائے تمہارے خاندان اور قبیلے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سے وہی زیادہ بزرگ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے"۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی "اللہ حکم دیتا ہے انصاف اور نیکی کا اور رشتہ داروں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی اور نامعقول کام اور سرکشی سے"۔

کوئی قوم اس سے بہتر عالمگیر اتحاد و اخوت کا نمونہ پیش نہیں کر سکتی یہ مظاہرہ صدہا سال سے بغیر کسی ترمیم و تغیر کے اسی طرح ہوتا چلا آرہا ہے اور تا قیام قیامت اسی طرح ہوتا رہے گا اس مظاہرے میں نہ انواع و اقسام کے تکلفات اور ساز و سامان کی ضرورت ہے نہ دنیوی صدر و معتمد اور رضا کاروں کی حاجت۔

مساوات

اسلام مساوات کا زبردست علمبردار ہے اس کے نزدیک بزرگی و شرافت کا معیار خاندانی، قومیت رنگ نسل نہیں ہو بلکہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم بزرگی کا انحصار نیکی پر ہے۔

اسلام کے تمام ارکان میں تدریجی مساوات کا درس دیا گیا ہے کلمہ پڑھ کر ہر شخص بلا کسی شخصی امتیاز کے اسلام کی عالمگیر برادری کا رکن بن جاتا ہے نماز میں شاہ و گدا ایک ہی صف میں دوش بدوش اپنے رب کے سامنے گردن جھکا دیتے ہیں آخری رکن یعنی حج میں اس مساوات کی تکمیل ہو جاتی ہے نماز میں گو شاہ و گدا برابر کھڑے ہو جاتے ہیں تاہم دیکھنے والا ان کی ظاہری وضع اور انداز سے ان میں امتیاز کر سکتا ہے لیکن حج میں ہر مرتبہ اور ہر حیثیت کے آدمی یکساں پوشاک میں ملبوس ہوتے ہیں اور کوئی شخص فقیروں کے گروہ میں بڑے سے بڑے بادشاہ کو بھی شناخت نہیں کر سکتا چینی، ترکی، ہندی، عرب، فرنگی، امریکی، افریقی ہم آہنگی سے خدائے

شامل کی توحید کے نعرے لگاتے ہیں اس عظیم الشان اجتماع میں قومیت، نسل، زبان، رنگ اور دولت و ثروت کے امتیازات مٹ جاتے ہیں اور حقیقتاً کلکم من نفس واحدۃ کا مضمون صادق آتا ہے یگانگی و مساوات کا اس سے بہتر عملی ثبوت دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتا آج بلاخوف و تردید کہا جا سکتا ہے کہ جو کام دنیا کی متحدہ کوششوں سے نہ ہو سکا وہ ایک امی عربی نے کر دکھایا اس نے مختلف اقوام کو متحد کر کے خدائے واحد کے جھنڈے کے نیچے لا کھڑا کیا تاکہ وہ ہر سال ایک مقررہ دن ایک قدیم تاریخی مقام عرفات میں جمع ہو کر خضوع و خشوع اور خلوص و محبت کے ساتھ اپنی بہبود کی تجاویز سوچیں اور دنیا میں حق و صداقت کی اشاعت کریں۔

کیا اس سے بہتر جمعیۃ الاقوام کبھی وجود میں آئی؟ کیا عالمگیر اتحاد و مساوات کا اس سے بہتر مظاہرہ ممکن ہے کیا وہ شخص رحمۃ للعالمین نہیں ہے جس نے اپنی عدیم المثال روحانی قوت سے فقیر کو بادشاہ کا ہمسر کر دیا۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز ۔۔۔ نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے ۔۔۔ تری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

فلسفہ قربانی

قربانی حج کا ایک ضروری جزو ہے مگر دنیا کے ہر مستطیع مسلمان پر خواہ وہ حج کرے یا نہ کرے یکساں فرض ہے

قربانی کی رسم ابتدائے آفرینش عالم سے جاری ہے چنانچہ قرآن مجید میں آدمؑ کے دو بیٹوں کی قربانی کا ذکر کیا گیا ہے جن میں سے ایک کی قربانی مقبول ہوئی۔

بعد ازاں ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش ہوئی اور ان کو خواب میں بیٹے کی قربانی کا حکم دیا گیا جس کی تعمیل کے لئے وہ آمادہ ہو گئے مگر دفعتہً ان کو اس اقدام سے روک دیا گیا اور اس فرمانبرداری کی یادگار کے طور پر انسانی قربانی کے عوض جانور کی قربانی کی تجویز کی گئی۔

امتداد زمانہ سے قربانی کا مفہوم ہی مسخ ہو گیا اور انسان اپنی جہالت کورانہ تقلید و توہم کی وجہ سے اس مفید رسم کو اپنے گناہوں کا کفارہ اور ناراض خدا کی خوشنودی کا واحد ذریعہ تصور کرنے لگے اسی طرح اشومیدھ گھوڑے کی قربانی کی بنیاد پڑی جس کا ذکر تاریخ ہند قدیم میں پایا جاتا ہے آج بھی بنگال میں ہر سال بکرے بھینسیں اور دیگر مواشی کالی دیوی کے بھینٹ چڑھا دیئے جاتے ہیں ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ صرف خونریزی سے خدا کا غصہ فرو کیا جا سکتا ہے۔

پھر بعض لوگوں نے خیال کیا کہ جانوروں کی قربانی سے معمولی لغزشوں کا کفارہ ہو سکتا ہے لیکن گناہ کبیرہ کے لئے بارگاہ ایزدی میں کسی گرانقدر قربانی کے پیش کرنے کی ضرورت ہے یہ شیطانی خیال انسانی قربانی کا محرک ہوا اور اس کے ماتحت عہد جاہلیت میں ہندوستان، چین، مصر، شام، امریکہ وغیرہا میں ہزارہا بے گناہ انسان توہم پرستی کی چھری سے ذبح کر دیئے گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کئی سو سال بعد بعض عیسائیوں کے بلند تخیل دماغوں نے ترقی کر کے یہ مسئلہ ایجاد کیا کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے اور ہر وقت گناہ کرتا رہتا ہے نیک اعمال اسکو معصیت کی نجاست سے پاک نہیں کر سکتے جانوروں اور انسانوں کی قربانیاں بہی معمولی باتیں ہیں اور بنی خلق معصیت کی تلافی کے لئے ناکافی تھیں لہٰذا ایک عدیم النظیر اور عظیم الشان قربانی درکار ہے پس خدا کے لئے لازم ہے کہ وہ بشری قالب اختیار کرے دنیا میں آئے اور اپنی مخلوق کے گناہوں پر خود قربان ہو جائے چنانچہ یہی خدائے قادر مطلق حضرت عیسیٰ کی صورت میں ظاہر ہو کر دشمنوں کے ہاتھوں مصلوب ہوا تاکہ جو کوئی اس کی قربانی پر ایمان لائے ابدی نجات پائے یہ خون کا عقیدہ مسیحیت کا بنیادی اصول ہے۔

اسلام نے ان عقائد کی پرزور تردید کر کے قربانی کی نسبت تمام اوہام کو دور کیا اور بیانگ دہل اعلان کر دیا کہ ولا تکسب کل نفس الا علیہا ولا تزر وازرۃ وزر اخری ہر نفس اپنے فعل کا ذمہ دار ہے اور کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا من اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا ولا تزر وازرۃ وزر اخری جس نے ہدایت پائی اپنے ہی واسطے اور جو کوئی گمراہ ہوا پس گمراہ ہوا اپنے ہی۔ اور کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔

ہر شخص اپنے ہی اعمال کا ذمہ دار اور جوابدہ ہے کسی کا خون دوسرے کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہو سکتا قیامت کے روز کوئی شخص کسی کے کام نہیں آئے گا یوم لا تملک نفس لنفس شیئا اس دن کوئی شخص کسی کا مطلق بھلا نہ کر سکے گا لیس للانسان الا ما سعی آدمی کو وہی ملتا ہے جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے۔

اسلام کے نزدیک انسان فطرتاً گنہگار نہیں ہے بلکہ معصوم پیدا ہوتا ہے اور سن شعور کو پہنچ کر گناہ کرتا ہے بعد ازاں اسلام نے کفارہ کا طریقہ بتایا جو یہ ہے۔ والذین امنوا وعملوا الصلحت لنکفرن عنھم سیاتھم ولنجزینھم احسن الذی کانوا یعملون اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ہم ان کی برائیاں دور کر دینگے اور ان کے اعمال کا بہتر بدلہ دیں گے۔

یعنی نیکیاں برائیوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں ان الحسنات یذھبن السیئات اگر انسان اپنے گناہوں کا کفارہ کرنا چاہتا ہے تو اس کو لازم ہے کہ نیک عمل کرے یہ ہے حقیقی اور قدرتی کفارہ جسکو عقل سلیم بھی باور کر سکتی ہے اسلام محض زبانی اقرار کا نام نہیں ہے اسی لئے امنوا کے ساتھ عملوا الصلحت کی شرط لگائی گئی ہے یہ پیغام عمل کفارے کا عقیدہ اعمال کے لئے پیام مرگ ہے۔

رسول اللہ صلعم نے دین ابراہیمؑ کے مجدد کی حیثیت سے سنت ابراہیمؑ یعنی قربانی کی تجدید کی اس کا صحیح اور اصلی مفہوم واضح کیا اور ہمیشہ کے لئے ہر قسم کی ظالمانہ اور جاہلانہ قربانیوں کا انسداد کر دیا کیونکہ آپ کی شان رحمۃ للعالمینی ان امور کی متحمل نہ تھی۔

اسلام کا ہر عمل مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ایک قسم کی روحانی ریاضت ہے ہر ایک میں کچھ نہ کچھ قربانی کرنی پڑتی ہے درحقیقت انسان کا امتحان قربانی ہی سے ہوتا ہے جو عشق و محبت کا واحد معیار ہے اور قربانی وہی ہو سکتی ہے جو محبوب ترین چیز کو شامل ہو اور اپنی جان سے زیادہ کونسی شے عزیز ہو سکتی ہے یہی حقیقت انسانی قربانی کی محرک تھی بعض مذاہب میں خودکشی سب سے بڑی عبادت تصور کی جاتی ہے لیکن قربانی کی نسبت اسلام کا نظریہ اس سے بلند ہے وہ ہر فعل کے ظاہر پر نہیں اس کے مغز اور روح کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اس نے مفہوم الفاظ میں منادی کر دی کہ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم کذلک سخرھا لکم لتکبروا اللہ علی ما ھدیکم وبشر المحسنین۔

ہرگز نہیں پہنچیگا اللہ کو گوشت ان کا اور نہ خون ان کا لیکن پہنچے گی اس کو پرہیزگاری تمہاری اسی طرح اس نے تابع کر دیا ان کو تمہارے واسطے تاکہ بزرگی بیان کرو اللہ کی بسبب اسکے کہ ہدایت دی تم کو اور خوشخبری دے نیکی کرنے والوں کو۔

اس اعتبار سے حضرت کی قربانی جانور کی قربانی پر کوئی فضیلت نہیں رکھتی کیونکہ گوشت اور خون دونوں میں مشترک ہے جس طرح جانوروں کے گوشت اور خون خدا کو نہیں پہنچتے اسی طرح انسان کے گوشت اور خون بھی اس تک نہیں پہنچتے حقیقت یہ ہے کہ زندگی بھی انسانوں اور جانوروں میں یکساں پائی جاتی ہے اب صرف ایک چیز انسان کو جانوروں سے ممتاز کرتی اور اسکو اشرف المخلوقات کا خطاب دیتی ہے وہ عقل ہے عقل کی قربانی گوشت اور خون کی قربانی سے بدرجہا افضل ہے عقل کی قربانی کے معنے ہیں اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کرنا یہی عقل قربانی حضرت ابراہیم کی سب سے بڑی خصوصیت تھی۔

اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت اسی قربانی کا نام "اسلام" ہے اسی کی بنا پر حضرت ابراہیم کا لقب العین تھی اسی قربانی کے آخری اور سب سے بڑے داعی سید المرسلین خاتم النبیین صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ اجمعین تھے یہی نشاء ہے کلمۂ لا الہ الا اللہ کا جو اسلام کا پہلا رکن ہے۔

جانور کی قربانی اسی جوش اطاعت کی ایک ظاہری شکل ہے چونکہ حضرت ابراہیم عشق الٰہی میں اپنی ہستی فنا کر کے اپنی عقل کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کر چکے تھے لہذا اس کے فرمان کی تعمیل میں فوراً اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے خلوص اور فرمانبرداری کی یادگار کے طور پر آپ کے متبعین کے لئے ہر سال جانور کی قربانی فرض قرار دی تاکہ وہ بھی اسوۂ ابراہیمی سے متاثر ہو کر ہمیشہ فی سبیل اللہ بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے مستعد رہیں یہی جذبہ ہے جو خدا کی جناب میں مقبول ہے اس کے بغیر قربانی محض ایک رسم ہے جو خون بہانے اور گوشت کھانے یا ضائع کرنے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ

حج کا اخلاقی احتساب

اسلام کا ہر رکن قرین مصلحت ہے لیکن مسلمان دیگر ارکان کی طرح حج کے نکات و محاسن سے بھی بے خبر ہیں اور محض رسم کے طور پر اس کو ادا کر رہے ہیں دنیائے اسلام اس وقت کروڑوں حاجی موجود ہیں جن میں ہر سال لاکھوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے مگر ان میں سے اکثر پر شیخ سعدی کا مشہور مقولہ صادق آتا ہے الا ماشاء اللہ ؎

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

یہ امر کس درجہ دردناک ہے کہ آجکل جو لوگ ہر سال زیارت بیت اللہ کا شرف حاصل کرتے ہیں وہ بالعموم مفلس، ناتعلیم یافتہ اور ملکی و قومی حالات سے مطلق ناآشنا ہوتے ہیں اور اس فرض کی ادائیگی سے اپنی ملت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے بلکہ خود بھی ایک حد تک حج کی برکات سے محروم رہتے ہیں تعلیم یافتہ سیاست داں، دولتمند اور سرمایہ دار طبقوں کو یورپ و امریکہ کی سیر و سیاحت اور وہاں کے امراء و رؤسا کی ضیافتوں سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ اس مقدس مقام کا رخ بھی کریں جہاں سے ان کو توحید اور عالمگیر اخوت و مساوات کی نعمت عظمیٰ میسر ہوئی تھی جس نے ان کو قعر ذلت سے نکال کر عزت و حکومت کے اوج پر پہنچا دیا آج زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ تمام اہل اسلام کو جن کا خدا ایک رسول ایک قرآن ایک ہے ایک سطح پر دوش بدوش جمع ہو کر اپنی فلاح و اصلاح کی تجاویز پر غور کر کے ایک لائحہ عمل مرتب کرنا چاہئے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ یہی غرض و غایت ہے اس عظیم الشان اجتماع حج کی

کاش مسلمانوں کا تعلیم یافتہ اور سرمایہ دار طبقہ اپنی خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی قوم کی فلاح و بہبود کی طرف متوجہ ہوتا جس کی حضرت ابراہیم نے بھی دعا کی تھی۔

ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک۔

خطبہ حجۃ الوداع

آخری نبی کا آخری پیام

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کا خلاصہ درج کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ پر سوار تھے آپ کے گرد قریباً ایک لاکھ مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کا مجمع تھا یہ انبوہ کثیر جس میں ایک مشرک بھی شامل نہ تھا اسی مقام پر تھا جہاں دس سال قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی گئی تھی، آپ اور آپ کے اصحاب پر ناقابل بیان مظالم کئے گئے تھے اور آپ کو ہجرت پر مجبور کیا گیا تھا لیکن اس قلیل مدت میں آپ نے ایسا انقلاب پیدا کر دیا کہ جس شہر میں تین سو ساٹھ بتوں کی پرستش ہوتی تھی آج اس کے در و دیوار نعرہ ہائے توحید کی تکبیروں سے گونج رہے تھے اور جن لوگوں نے آپ کو جلا وطن کیا تھا وہ آج آپ پر اپنی جان تک قربان کر رہے تھے۔ اس وقت آپ نے ایک بصیرت افروز خطبہ دیا:۔

اے مسلمانو، میری بات سنو کیونکہ مجھے یقین نہیں ہے کہ آئندہ سال تم مجھے اپنے درمیان دیکھ سکو گے۔ یہ مقدس مہینہ مقدس یوم اور مقدس سرزمین ہے میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تمہاری جانیں، تمہارا مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے کے نزدیک ایسی ہی مقدس ہونی چاہئے جیسا یہ مقدس مہینہ جیسا یہ مقدس دن اور جیسا یہ مقدس شہر۔ جو لوگ حاضر ہیں وہ یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچائیں جو غیر حاضر ہیں تم اپنے مالک سے ملنے والے ہو جو تمہارے اعمال کا حساب لینے کے لئے تم کو بلائے گا۔

"آج کے دن شیطان تمہارے ملک میں از سر نو اپنی عبادت کرانے سے مایوس ہو گیا لیکن اگر تم کسی بات میں جسکو تم ادنیٰ خیال کرتے ہو اس کی اطاعت کرو گے تو یہ اس کے لئے باعث مسرت ہوگا لہذا اپنے دین کے معاملہ میں تم کو اس کی طرف سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

تمہارے کچھ حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں اور اسی طرح تمہاری بیویوں کے تم پر، وہ تمہارے پاس خدا کی امانت ہیں اس لئے تم کو چاہئے کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرو غلاموں کی نسبت یاد رکھو کہ تم ان کو کھانے کے لئے وہی دو جو خود کھاتے ہو اور پہننے کے لئے وہ جو خود پہنتے ہو۔

یاد رکھو کہ ہر مسلم دوسرے مسلم کا بھائی ہے تم سب برابر ہو یعنی تمہارے حقوق مساوی اور فرائض یکساں ہیں تم سب ایک ہی برادری کے افراد ہو اس لئے تم میں سے ہر ایک کے لئے اپنے بھائی کی چیز لینا حرام ہے جب تک وہ بخوشی تم کو نہ دے لوگوں پر ظلم نہ کرو یعنی ان کی حق تلفی نہ کرو۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا یا اللہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔ سامعین کا اس جواب کی آواز سے گونج گئی "ہاں آپ نے پہنچا دیا"۔

فاخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ

قربانی وایثار

(نوشتہ عبدالمجید خان)

قربانی و ایثار وہ جوہر لطیف ہے جو حیات انسانی کو عروج وارتقا کی بلندیوں سے روشناس کرا دیتا ہے اور اگر اس میں روحانیت و خلوص بھی کارفرما ہو تو یہ چیزیں انسان کو فوز و فلاح دارین کی برکات وسے بہرہ مند بنانے کی کفیل بنجاتی ہیں قربانی ہو یا ایثار ان کے موثر اور نتیجہ خیز ہونے میں کسی کو گنجائش و اشتباہ نہیں دنیوی امور کے لئے قربانیاں کی جائیں حصول عزوجاہ کے لئے ایثار سے کام لیا جائے کسب معیشت و دولت کے لئے راحت و آرام کی قربانی عمل میں لائی جائے نتیجہ خیز ضرور ہوتی ہے اور یہ کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں بلکہ ایک حقیقت نفس الامری ہے جسکے شواہد آئے دن ہماری دور بین نگاہوں کو دعوت نظارہ دیتے رہتے ہیں دور کیوں جائیے اپنے گردوپیش کے حالات ہی پر کیوں نہ نظر ڈالی جائے جو طیارات دن محنت کرتے اور اپنے آپ کو دکھ عذاب کو قربان کرتے ہیں جو تاجر عافیت و راحت سے بیگانہ ہو کر کامیابی کے کاروبار کے لئے محنت کرتا ہے وہ تاجر امرا ہوتا ہے مغربی دنیا کے سوانح حیات کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے تار برقی ریلوے وخانی جہاز ہوائی طیارے دیو ہیکل مشینیں غرض یہ سب چیزیں اور ایجادیں انسانی قربانی ہی کے ثمرے ہیں انہوں نے شبانہ روز کی جانفشانیوں اور جگر کاویوں سے انہیں کامیاب بنایا خود بھی شہرت حاصل کی اور بنی نوع انسان کو بھی فائدہ پہنچایا اسی طرح بہت سے ایسے قائد جلیل بھی نظر آئینگے جنھوں نے پورے خلوص و ثبات کے ساتھ محض خدا کے مقاصد کے لئے تکالیف اٹھائیں محنتیں کیں قربانیاں دیں اور کامیاب ہوئے مگر اتنی ہی کامیابی نصیب ہوئی جتنی انہیں منظور تھی وہی ملا جو وہ چاہتے تھے کسی نے غلاموں کو آزاد کرانے کا بیڑہ اٹھایا کوئی لوتھر بنکر یورپ کو تجدد و حیات نو سے روشناس بنانے کے لئے آگے بڑھا کسی نے جون آف آرک لبارک اور برک کی صورت اختیار کی اور ایک آدھ کیا آپ کو بہت سے شکسپیر ہٹ ولنگٹن سدسو نہ الشیر اور ڈیک ایسے ملیں گے جن کی مساعی چونکہ سلسلہ خلوص کے دامن میں لپٹا ہوا تھا وہ کامیاب ہی ہوئے اور ان کی کامیابیوں نے انہیں سرخرو ہی بنایا۔

نفوسِ انسانی کا ارتقا

اسی طرح دینی اور روحانی مراحل میں علمی اور ارتقائی منازل میں جنھیں نفوس انسانی نے بڑی بڑی قربانیاں کرکے حاصل کیا ہے حضرت امام ابو حنیفہ حضرت امام حنبل حضرت امام بخاری بوعلی سینا فارابی ابن طفیل ابن رشد اور الکندی نے جو علمی شہرت و عظمت حاصل کی تاریخ و سیر کی کتب متداولہ کے اوراق سے پوچھو کہ انہیں یہ کتنی قربانیوں کے بعد حاصل ہوئی اہل اللہ اور اولیائے کرام کے مجاہدات و ریاضت کے حالات سنتے اور پڑھتے ہیں تو حیرت سے انگشت بدنداں رہجاتے ہیں خواجہ غریب نواز حضرت غوث الاعظم حضرت شہاب الدین سہروردی حضرت صابر کلیری حضرت بدرالدین شاہ ولایت اور حضرت شاہ عبدالقادر بدایونی کو جو یہ قرب و معرفت عطا ہوئی اور سپہر کمال پر آفتاب بنکر چمکے کیوں نہیں جانا کہ سالہا سال اور عرصہ ہائے دراز کی نفس کشیوں اور مجاہدوں کا ثمرہ شیریں تھا تیس تیس برس غاروں میں مجاہدے کئے دن رات بھر نماز پڑھیں اور رات دن بھر روزے رکھے ایک زمانہ مرشدین عظام کی خدمات میں گذار کر مرتبہ جلیل

پہنچے مجاہدین اسلام کے کارنامہ ہائے عمل ہمارے لئے قربانیوں کی ایک قدرو قیمتیں ہیں گھربار چھوڑا دیس بدیس کو خیرباد کہا زن و فرزند سے مفارقت اختیار کی عیش و آرام اور لذائذ حیات کو ترک کیا زخم کھائے مجروح ہوئے خون سے کھیلے خطرات میں مبتلا ہوئے ہزاروں ہزار مصائب و نوائب برداشت کئے غرض قربانیاں کیں اور جب وہ مرتبہ حاصل کیا جسے ہم کیا آج ساری دنیا سرنگوں ہونے پر مجبور ہے۔

انبیائے کرام کے مراتب

انبیائے کرام کا درجہ چونکہ کائنات انسانی میں سب سے بلند اور سب سے ارفع و اعلیٰ ہے اس لئے انھیں آزمائش و ابتلا کے شکنجوں میں ہی زیادہ کسا جاتا رہا اور انھوں نے جو قربانیاں کیں وہ بھی نہ صرف عظیم و جلیل بلکہ اتنی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہیں کہ انسان محض ان کے تصور سے مبہوت رہجاتا ہے اس مختصر مضمون میں تنی گنجائش ہرگز نہیں کہ ہم چند جلیل القدر نبیوں کی زندگی اور قربانیوں کا ہی اجمالی تذکرہ کرسکیں اس وقت ہمیں صرف حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قربانیوں پر تبصرہ کرنا مقصود ہے اور یہ دکھانا ہے کہ آپ کی فطرت کتنی بلند اور آپ کی قربانیاں کتنی شاندار تھیں اور آپ نے کس رنگ اور کس خلوص کے ساتھ راہ خدا میں سب کچھ قربان کرکے دنیا اور دنیا والوں کے لئے کیسی شاندار عملی مثال پیش کی ہے۔

کلدانی تمدن۔ وہ تمدن جس کی عظمت و محبوبیت کا اعتراف آج اس مغرب کو بھی ہے جو خود کمالات انسانی کا ایک پیکر ہے پورے عروج پر تھا دور و نزدیک اس کے اقتدار کے ڈنکے بج رہے تھے اور اس وقت کی معلوم دنیا میں کوئی اس کا ہمسر نہ تھا اور اس نخوت و غرور نے کلدانیہ کے فرمانروا نمرود کو تخت عظمت پر بٹھا کر خدائی کرنے کا آرزومند بنا دیا تھا فرمانروا اور پھر کلدانیہ جیسے ملک و خطہ کا فرمانروا کونسی چیز تھی جو اس کی آرزو کی تکمیل کے راستہ میں حائل ہو سکتی تھی بندہ خدا بن بیٹھا ہزاروں نہیں لاکھوں سر اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے لگے سلطنت کے ہر گھر میں اس کی تصاویر پہنچ کر ایک بت کی صورت اختیار کر گئیں اور جہاں پہلے ہی بتوں کی اور سورج کواکب و سیاروں کی بالخصوص پرستش ہوتی تھی وہاں نمرود بھی ایک پرشکوہ خدا بن گیا بندہ خدا بن جائے اور اس کی خدائی کے اندر ایک دوسری خدائی قائم ہو جائے تو یہ کب گوارا کیا جا سکتا ہے اور پھر قہر و جلال ربانی کی بجلی کی کڑک کو کون روک سکتا ہے وقت آگیا تھا کہ تمدن و کواکب و ہلال کی پرستش بندے ایک ہی ربانی بطش شدید کی نذر ہو جائیں لیکن ذات احدیت و صمدیت رحمانیت کے رنگ میں آگئی اور چاہا کہ پہلے اپنے گمراہ بندوں کو پیغام حق سے آشنا کر دیا جائے چنانچہ اسی ضلالت کدہ سے اسی وحشت خیز عالم میں ایک پاک ہستی کی زبان سے یہ نعرہ بلند ہوتا سنا گیا۔ انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین یعنی میں نے اپنا رخ اس قادر مطلق کی طرف پھیر دیا ہے جسنے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا میں اپنا سر اسی کے سامنے جھکاتا ہوں اللہ کہتا اور کہلواتا ہوں کہ اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔

کلدانی تمدن میں شور محشر

اس نعرہ کا بلند ہونا تھا کہ کلدانی تمدن میں شور محشر بپا ہو گیا شتعلہ خشم بھڑک اٹھا اور لوگ ٹوٹ پڑے اور

نمرود باطل طلب کا مقابلہ تھا ایک بے سروسامان شخص تنہا کا مقابلہ
مقابلہ میں ایک ضعیف و ناتواں بے بس اور تنہا انسان جو کچھ نہ تھا تنہا آگے آکر نمرود
کی تمام بہروگی زور اور ساز و سامان اپنی تمام تیاریوں کے ساتھ آگے بڑھ چلیں اور
ایک بندہ ضعیف مگر بندۂ ذوالجلال بے تجربہ پیغمبر کی حیثیت کا سلسلہ صرف قربانی
کا تھا اس کا امتحان نمرود کی طرف سے نہیں بلکہ خدا معبود حق کی طرف سے شروع ہو گیا
حکم ملا سلطنت سے ٹکرا جاؤ اور رد کر جاؤ کسی معمولی زمیں کے خلاف حق بات کہنا
خلوص عقلی نہیں ہوتا کہ ایک مطلق العنان فرمانروا اور فرماں روائی کو رد کر دیا۔
بہت بڑے حوصلہ کا کام تھا۔ لوگوں نے حضرت خلیل اللہ کا اس وادی پر خار میں قدم
رکھتے دیکھا تو مبہوت ہو گئے اور سیکڑوں نہیں ہزاروں تو ایسے تھے کہ اس اقدام کے تصور
ہی سے لرزہ بر اندام نظر آنے لگے مگر آپ کے قدم میں ذرہ برابر تزلزل اور بال برابر بھی جھجک
نہیں اور کیوں ہوتی آقائے حقیقی کا حکم تھا اور حکم سے انکار مردان خدا کا کبھی شیوہ رہا
ہی نہیں امتحان و ابتلا کی بھٹی میں گرنے اور جھلنے لگے وہ گھبرائے جیسے خالق ارض و سموات
کی قدرت کاملہ پر اعتقاد اور بھروسہ ہو جھکا دینے والا تھا اس میں بچانے کی غیر محدود
طاقت بھی کتنی ہی مصیبتیں پڑیں کتنے ہی پہاڑ سامنے آئیں خلیل بندہ اور عاشق
ہو کر محبوب حقیقی کے حکم سے انحراف یا اعراض کر جائے یہ تو ممکن ہی نہ تھا کچھ ہو تعمیل حکم کرنی ہی
ہوگی اور اس شان اور اہتمام سے کی کہ اس دور کے بڑے بڑے گردن فراز دیکھتے رہ گئے
شاہد رہے کہ اس جادہ پر قدم رکھتے ہی آپ پر مصائب و آلام کے آسمان ٹوٹ پڑنے
والے تھے لیکن ٹوٹ پڑیں آپ بے اختیارانہ بڑھتے اور جب اس آزمائش گاہ میں
پورے اتر گئے اور آپ کو ذرہ برابر بھی ہراس پیدا نہ ہوا تو اس سے بھی شدید تر ایک
امتحان درپیش تھا اور ایسا امتحان جس کا تصور پورے کائنات میں زلزلہ ڈال سکتا تھا۔

حضرت خلیل اللہ کا امتحان

جب نمرود کے قہر و عتاب کا پارہ حد درجہ کو پہنچ گیا تو اس نے حکم دے دیا کہ لکڑیوں
کے بڑے بڑے انبار سلگا کر اور دہکتی ہوئی آگ کو جہنم کا نمونہ بنا کر خلیل کو اس میں جھونک
دو آپ پر اب بھی خوف و ہراس کا کوئی اثر نہ تھا خوش تھے کہ حکم ربانی میں یہ سعادتیں
نصیب ہو رہی ہیں جس وقت آپ کو دہکتی اور شعلے اگلتی ہوئی آگ کے الاؤ کے سامنے
لایا گیا ہے تو بہت سے دیکھنے والے کانپ اٹھے مگر یہ معبود برحق کا خلیل اس کی
رضا کا بندہ بنا ہوا اسی طرح یا نار کونی پڑھتا ہوا دیکھتے دیکھتے اسکے اندر تھا چونکہ
بندہ بندگی کا حق پوری طاعت و خوشی کے ساتھ ادا کر رہا تھا اور اسے حکم ربانی میں
اس ہو جانے کے سوا قربانی کا کوئی خیال نہ تھا اسلئے بندہ نواز خالق کی رحمت کا
بھی اس کے ارادوں کی تکمیل اور عمل کے پورا ہونے کے بعد اس کی چارہ گری کو آگے
بڑھی اور یہ آگ گلزار بنا دی گئی کہ اطاعت کیش بندوں کو بارگاہ ربانی سے ایسے ہی انعامات
ملا کرتے ہیں کہاں تک کہا اور لکھا جائے اور کہاں سے تفصیل و تشریح کی گنجائش لائی
جائے امتحان پر امتحان ہوتے تھے آزمائش پر آزمائش کی جاتی تھی اور آپ ہر امتحان میں
پورے اترتے جاتے تھے۔

سلطنت سے ٹکرانے اور آگ میں پڑنے سے ہی نہیں جو کہا گیا فوراً عمل اور اطاعت کا
قدم اٹھا اور کیا گھر چھوڑنے کا حکم ہوا چھوڑ دیا ہجرت انقطاع تعلق کے لئے کہا گیا
فوراً تعمیل کر دی ختنہ و قربانی کی اذیت میں ڈالا گیا گردن جھکا دی اعلیٰ اصول کے سب
پر ہوتا گیا پہنچ گئے حضرت سید ناموس کا دنیا کو ہمیشہ بہت بڑا پاس رہا ہے آپ حکم ربی
میں یہ جگہ ادا کر گئے رفیقہ حیات بیوی ہاجرہ بھی ... آپ ہی سے ...

تھے اور انسان ہیں جہاں جو وطن وہ دل میں آرزو میں رکھتے تھے عیش و سکون اور راحت
پانا چاہتے زندگی بسر کرنے کی آرزو کے نہیں ہوتی اور آپ کی بیوی کو رانی بن کر رہنے
سے اور اپنی بچی آنکھوں دیکھتے تھے کہ کفران نعمت کرنے والے سے اتفاق و ہمدردی کرنے
کو منتقل کر کے رکھ دیتے ہیں پھل پھول رہے ہیں ہر طرف عافیت ہو آپ کے گلزار
کھلے ہوئے ہیں جدھر نگاہ اٹھتی ہے سرسبز و شاداب نظر آتا تھا مگر آپ کو چھوڑنا ہی
گوارا تھا کیونکہ خلیل ہو کر خلعت رسالت سے مشرف ہو کر یہاں مصائب میں گھر کر رہے

قربانیوں کے حیرت انگیز مظاہر

ایک منزل کے امتحان پر امتحان چلے جا رہے تھے اور جو امتحان بھی لیا گیا
تھا وہ اپنی جگہ بہر و گمان اور حوصلہ فرسا ہوتا تھا خودکشی ہرگز نہ دشوار نہیں جتنا شدید
مصائب کا برداشت کرنا ہے جو خودکشی کا باعث بنتے ہیں اپنی جان دے دینا کسی کے
نزدیک بھی اتنا مشکل امر نہیں جتنا مشکل اپنے اہل و عیال کی گردن خود کاٹ دینا اور اس سے
بھی بڑھ کر خود کاٹ دینا ہے خلیل اللہ سے جو قربانی بھی طلب کی گئی دی اور خوشی کے ساتھ
دی گھر بار اعزہ و اقارب وطن اور عیش و آرام سب کو چھوڑ دیا جو کچھ پاس تھا اللہ
خطرات کی زندگی بسر کرنے لگے اور جان تک دینے اور آگ میں کود نے تک سے باک نہ کیا مگر
اب تک جو کچھ طلب کیا تھا اور زیادہ تر خود کے متعلق تھا یعنی جان تک محدود تھا گو بہت
ہولناک اور صبر آزما تھا مگر جس قربانی کا مطالبہ ہوتا ہے نہ زبانی اس کی شدت اور انتہا
شدید ہے کہ وہم و تصور کے ہی پر جل کر خاکستر ہوئے جاتے ہیں۔ ۸۰ برس تک
کوئی اولاد نہیں ہوتی اس کے بعد کہن سالی کے زمانہ میں نخل آرزو بار آتا ہے اور ان
بشارتوں اور مژدوں کے ساتھ لاتا ہے کہ تیرے ایک بیٹا ہوگا جس کا نام اسمٰعیل رکھنا
تیری اولاد کو بڑھاؤں گا۔ قومیں تجھ سے پیدا ہوں گی اور بادشاہ تجھ سے پیدا ہوں
گے یہ حضرت اسمٰعیل پیدا ہوتے ہیں شباب میں قدم رکھتے ہیں بوڑھے باپ کی آنکھیں
روشن ہو جاتی ہیں کہ یکایک خواب میں بہترین چیز اور بہترین نعمت کی قربانی طلب
کی جاتی ہے بہترین نعمت بوڑھے باپ کے لئے اکلوتے بیٹے سے زیادہ اور کیا ہو سکتی تھی جانتے
ہیں دل پتھر کا نہ تھا سینے میں دل کے بجائے سنگ خدا کا کوئی ٹکڑا نہ رکھا ہوا تھا جو اثر
پذیر نہ ہوتا ہوا اور ضرور ہوا لیکن آقا اور مولا کا حکم تھا خلیل نے آنسوؤں اور تمناؤں کی گود
میں پل کر جوان اور بوڑھا ہونے والا خلیل خلیل ہو کر کب منہ پھیرنے والا تھا ایک لمحہ
اور ایک ثانیہ کی بھی دیر نہ کی اور اپنے ہاتھوں اپنے اکلوتے جگر گوشہ اور نور چشم کی
آنکھوں پر پٹی باندھ کر زمین پر لٹا کر اور اللہ اکبر کہہ کر چھری چلا دی فرشتے تھرا اٹھے فلک
کی آنکھیں یہ دلدوز نظارہ دیکھ کر پُرنم ہو گئیں کائنات میں تہلکہ پڑ گیا مگر کیا ذبح ہوا یا بیٹا
آسمان نے اپنی آنکھوں دیکھا آفتاب عالمتاب نے اپنی شعاعوں کی عینک سے بارہا عین
مشاہدہ کیا کہ اللہ کا خلیل اللہ کے حکم سے اپنے اکلوتے فرزند کے سینہ پر چڑھا اپنے جگر
گوشہ کی گردن اپنے ہاتھ سے کاٹ رہا ہے یہ انعام ربانی تھا کہ بیٹے کے بجائے بکرا ذبح
ہوا خلیل نے تو امتحان خلت دے دیا اور یہی اس طرح کہ حق قربانی ادا کر دیا بندہ کی اس
بندگی پر بندہ نواز کی رحمت و کرم نے کمال کیا اللہ کی اور اسے اپنے آغوش ناز میں لے لیا
قربانیوں پر ناز کرنے والو اور ایثار و قربانی کے حقیر جذبات پر سر فخر اونچا کرنے والو
دیکھو ایسے ہوتے ہیں امتحان اور یوں دی جاتی ہیں قربانیاں!

اس قربانی کی عظیم الشان یادگار ہر سال عید الاضحیٰ کے موقع پر بکرے اور مینڈھوں
کی شکل میں منائی جاتی ہے خدا کی راہ میں قربانیاں کرنے والے اور خلوص دل سے
اذیتیں اٹھانے والے ہمیشہ کامگار اور فائز المرام ہوتے ہیں۔

شہادت سیدنا حسن علیہ السلام

(از جناب مولوی ریاست علی صاحب قدوائی)

اسم گرامی اور کنیت اور القاب وغیرہ اسم گرامی حضرت حسن علیہ السلام ہے اور کنیت ابو محمد اور القاب آپ کے زکی، نقی، تقی، سید، ولی، طیب اور حجتی ہیں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے نواسے اور آپ کی سب سے چھوٹی لڑکی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے بڑے صاحبزادے اور سیدنا امام حسین علیہ السلام شہید کربلا کے برادر معظم ہیں۔ سلسلۂ نسب آپ کا وہی سمجھنا چاہیے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔

ولادت باسعادت جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہوئے تو اسی سال آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی اپنے چچا زاد بھائی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے کردی اس شادی کے تیسرے سال یعنی ۱۵ رمضان المبارک سنہ ۳ھ میں جمعہ کے دن صبح کے وقت آپ رونق افروز عالم ہوئے۔

آپ کی ولادت کے وقت جب حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو درد زہ کی کچھ تکلیف ہوئی تو حضور نے حضرت اسماء بنت عمیس کو حضرت بی بی صاحبہؓ کی خدمت میں مدد کے واسطے بھیج دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ تم جا کر میری بیٹی پر آیت الکرسی اور معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ پڑھ کر دم کرنا چنانچہ حضرت اسماء بنت عمیس نے حکم کی تعمیل کی جب حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام تولد ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ تشریف لائے اور حضرت اسماء سے فرمایا کہ لاؤ میرے بیٹے کو مجھے دکھاؤ حضرت اسماء نے حضرت سید امام حسن علیہ السلام کو حضور کی گود میں دیدیا آپ نے پہلے ہونٹوں کو بوسہ دیا پھر داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور اس طرح پر دعا کی اللھم انی اعوذبک وولدہ من الشیطان الرجیم (یعنی یا اللہ میں اپنے اس بیٹے کو شیطان مردود کے شر سے تیری پناہ میں دیتا ہوں) اس کے بعد آپ نے بیحد خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا۔

پھر آپ نے حضرت علی سے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے بیٹے کا کیا نام رکھا حضرت علی نے عرض کیا کہ میں آپ کے ہوتے ہوئے اتنی قدرت رکھتا ہوں کہ اپنی رائے سے نام رکھوں! آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی نام رکھنے میں حکم رب العزت پر سبقت کرنا مناسب نہیں سمجھتا ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت آپ سے بعد سلام کے فرماتا ہے کہ چونکہ آپ نے علی کو ہارون پیغمبر کا رتبہ عنایت فرمایا ہے لہذا علی کے بیٹوں کے نام بھی وہی رکھیے جو ہارون کے بیٹوں کے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ہارون کے بیٹوں کے کیا نام ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ شبر شبیر مشبر آپ نے ان ناموں کے معنے دریافت فرمائے تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ حسنؑ حسینؑ اور محسن چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام مبارک حسنؑ رکھا اور اسی ہدایت کے مطابق حسینؑ اور محسن نام رکھے گئے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں دن حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کا عقیقہ کیا جس میں دو مینڈھے قربان کئے اور سر کے بالوں کے وزن کی برابر چاندی خیرات کی گئی اور اسی سلسلہ میں خود اپنے ہی دست مبارک سے ختنہ بھی کر دیا۔

بچپن کے حالات اور شفقت رسول آپ کو یہ تو معلوم ہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ہمارے حضور کو اولاد نرینہ بھی عطا فرمائی تھی جن کے اسم مبارک طیب۔ طاہر۔ قاسم۔ اور ابراہیم تھے مگر آپ کے یہ بیٹے زمانہ شیر خوارگی میں انتقال کر گئے ایک بار آپ اپنے ایک صاحبزادے کو ایک زانو پر اور نواسہ حضرت امام حسن علیہ السلام کو دوسرے زانو پر بٹھلائے ہوئے کھلا رہے تھے جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بعد سلام کے فرماتا ہے کہ ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کر لیجئے۔ چنانچہ آپ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو اختیار فرمایا اس واقعہ کے تھوڑے دنوں کے بعد آپ کے صاحبزادے جن کا نام غالباً قاسم تھا انتقال ہو گیا حضور صلعم اکثر حضرت امام حسن علیہ السلام کا منہ چوما کرتے اور فرماتے کہ میں نے اپنے اس بیٹے پر اپنے لخت جگر کو قربان کر دیا۔ پھر فرماتے خدایا میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اس کو دوست رکھ۔

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب حضور صلعم نماز میں مشغول ہوتے تھے تو حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کبھی آپ کی پیٹھ پر اور کبھی گردن پر سوار ہو جاتے یا کھیلتے کھیلتے آکر چمٹ جاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم منتظر رہتے کہ حسن خود پیٹھ پر سے اتر جائیں۔ بعض اوقات سجدہ میں حضور کو بہت عرصہ تک انتظار کرنا پڑتا تھا جب حضرت امام حسن علیہ السلام پیٹھ پر سے اتر جاتے تو آپ سجدہ سے سر مبارک اٹھاتے تھے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز جناب رسالتمآب سیدنا امام حسن علیہ السلام کو اپنے کندھے پر چڑھائے ہوئے ایک گلی سے گذرے یہ کیفیت دیکھ کر کسی نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا کہ میاں صاحبزادے تمہاری سواری تو بہت ہی اچھی ہے حضور نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بھئی سوار بھی تو بہت ہی اچھا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ممبر پر خطبہ فرما رہے تھے اتنے میں امام حسن علیہ السلام لڑکھڑاتے ہوئے آئے اور منبر پر آپ کے پہلو میں جا کر بیٹھ گئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے خدائے بزرگ و برتر اس کی وجہ سے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق یہ پیشینگوئی کئی بار ارشاد فرمائی اور پوری بھی ہوئی۔

حضرت انس کا بیان ہے کہ حضور کی خدمت اقدس میں ایک دفعہ چند صحابہ حاضر تھے مگر آپ اتفاقیہ سو گئے تھے اسی درمیان میں حضرت امام حسن علیہ السلام چپکے چپکے تشریف لائے اور حضور کے سینہ مبارک پر بیٹھ گئے ہم سب خاموش رہے اتنے میں سیدنا امام حسن علیہ السلام نے حضور کے سینہ پر بیٹھے بیٹھے پیشاب کر دیا میں صاحبزادے کو ہٹانے کے واسطے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو آپ نے آنکھیں کھولدیں آپ کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار پائے جاتے تھے اسی حالت میں فرمایا

اس کے ہاتھ میں ہوگا ...... جو شخص میرے اہلبیت کے سبب سے ہوگا اور دنیا میں ...... ہے اور یاد رکھو جو شخص میرے اہلبیت کے سبب سے ہوگا اس کو خدا تعالے تکلیف پہنچائے گا۔

ان تمام باتوں سے جو ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ عرض کی ہیں اندازہ ہو سکتا ہو کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام سے کس قدر محبت اور شفقت فرماتے اور آپ نے کس طرح ناز ونعم کے ساتھ پرورش پائی اور بچپن کا زمانہ گزارا۔

تعلیم اور تربیت اگرچہ مورخین نے آپ کے علوم ظاہری کا ذکر نہیں کیا ہے پھر بھی تلاش وجستجو سے بعض روایتیں ایسی ملتی ہیں جن کو ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح اور بچے تعلیم پاتے ہیں آپ نے بھی تعلیم پائی۔ روایت ہے کہ ایک بار حضرات حسنین علیہ السلام نے اپنی اپنی تختیاں لکھ کر اپنی والدہ مکرمہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس واسطے لائے کہ آپ فیصلہ فرمائیں کہ خط کس کا اچھا ہے حضرت بی بی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حسن کا خط اچھا ہے اور حسین تمہارا بھی برا نہیں لکھا سیدنا امام حسین نے ان کے اس بہترین فیصلہ کو نہیں مانا اور دونوں اپنے نانا جان حضرت محمد مصطفے صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ آپ بتائیے کہ لکھنا کس کا اچھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں خوب اچھا لکھتے ہو۔

ہاں یہ ضروری ہے کہ اس زمانہ میں مدارس ومکاتب کالج اور یونیورسٹیاں یا جگہ جگہ مدارس نہ تھے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ اس زمانہ میں کہ جس سے بہتر کوئی زمانہ نہیں ہو سکتا ہر شخص معلم اور گھر ایک مدرسہ کی حیثیت رکھتا تھا پس جس خوش نصیب نے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کے آغوش رحمت میں رہکر تعلیم وتربیت پائی ہو اس کی تبحر علمی کی نسبت رائے قائم کرنا کچھ آسان کام نہیں ہے ایسے خوش نصیب اگر ایک منٹ یا ایک سکنڈ میں تمام علوم ومعارف پر عبور پا جائے تو کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے بلکہ ایک ادنیٰ سی بات ہے یہی وجہ ہے کہ مورخین نے اس خاص عنوان پر کچھ بھی تو نہیں لکھا۔

البتہ کتب تاریخ وسیر کی ورق گردانی سے اس قدر پتہ چلتا ہے کہ سیدنا امام حسن اپنے سن بلوغ سے پہلے ہی ایک علامہ وحکیم وشیخ الوقت کے رتبوں سے زیادہ بلند تر پا چکے تھے اور کیوں نہ پا جاتے جبکہ آپ کے استاد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہوں۔

جب آپ کی عمر آٹھ سال سے کچھ کم وبیش ہوئی تو ۱۱ھ میں جناب رسالتماب کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور اس کے چھ ماہ کے بعد قدرت نے مادر شفیق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آغوش محبت اور کنار عاطفت سے جدا کر دیا آن حادثہ ہائے عظیم سے آپ کے قلب مبارک پر جو اثر ہوا ہوگا اس کا اظہار زبان وقلم سے ہونا ناممکن ہے ...... شفقت پدری نے بظاہر ان صدمہائے عظیمہ کو رایہ تاب فکن ثابت نہ ہونے دیا اگرچہ وہ ناز برداریاں جو حضرت سرور کائنات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے یا جس محبت کا اظہار حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے ہوتا رہتا تھا اب ان کا نشان بھی نہ تھا مگر پھر بھی حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ ذات والا آپ کی دلجوئی اور محبت میں کمی نہ کرتے تھے۔

دوسری ایک بات یہ بھی تھی کہ اب آپ سے صغر سنی رخصت ہو چکی تھی ذمہ داری

لگے دن آنے والے تھے جن کے لئے آپ کو تیار ہونا ...... زیادہ گیا بلکہ تمام اوقات نانا جان کی خدمت ...... حضرت قبلہ والد صاحب کی خدمت میں بسر کرنے لگے یہاں ان تمام علوم ...... جن کا تخم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سینہ مبارک میں بو دیا تھا۔

ذہانت اور ذکاوت سیدنا امام حسن علیہ السلام کی ذہانت اور ذکاوت کے متعلق صاحب تفسیر ...... کا بیان ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے اپنا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ:

ایک دن میں مدینہ طیبہ میں پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بہت لوگوں میں بیٹھ کر حدیث روایت کر رہا ہے میں نے موقع پا کر اس شخص سے دریافت کیا کہ شاہد اور مشہود کیا معنے ہیں اور ان دونوں لفظوں سے کیا مراد ہے اس شخص نے جواب دیا کہ شاہد سے جمعہ کا دن اور مشہود سے عرفہ کا دن مراد ہے میں یہ جواب سنکر خاموش ہو گیا اور آگے بڑھکر دیکھا کہ ایک اور صاحب ایک جماعت کثیر کو مخاطب کئے ہوئے ہیں میں نے ان سے بھی وہی سوال کیا جس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ شاہد سے جمعہ اور مشہود سے قربانی کا دن مراد ہے مجھکو اس جواب سے بھی تسکین نہیں ہوئی اور آگے بڑھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نوخیز جوان جسکے چہرے پر نورانی شعاعیں ہجوم کئے ہوئے ہیں بکمال متانت سنجیدگی سے بہت بڑے مجمع کو مخاطب کئے ہوئے ہے اور عجیب وغریب نکات ولطائف اور حقائق بیان کر رہا ہے اگرچہ اس نورانی شخص کی وجاہت نے مجھکو مرعوب کر دیا تھا مگر موقع پا کر ان سے بھی وہی سوال میں نے کیا انہوں نے فرمایا کہ اے سائل شاہد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مشہود سے قیامت کا دن مراد ہے اے سائل کیا تو نے قرآن پاک کی وہ آیت نہیں سنی جس میں اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ یایہا النبی انا ارسلنٰک شاہدا ومبشرا ونذیرا یعنی اے نبی بیشک ہم نے آپ کو خلائق کے حالات دیکھنے والا مسلمانوں کو جنت کی خوشخبری سنانے والا اور کافروں کو عذاب دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کیا یہ بھی آیت نہیں سنی کہ اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے ذلک یوم مجموع لہ الناس وذلک یوم مشہود یعنی قیامت کا وہ دن جس کے لئے سب لوگ جمع ہوں گے وہ دن خاص کیا گیا ہے اے سائل کیا قرآن پاک کی ان دونوں آیتوں کے ملانے سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ شاہد ذات محمدی اور مشہود قیامت کا دن ہے؟

میں جواب پا کر بہت خوش ہوا لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ پہلے صاحب حضرت عبداللہ ابن عباس اور دوسرے صاحب حضرت عبداللہ ابن عمر اور تیسرے نوخیز شاہد رعنا حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ تھے۔

ایک بار آپ نہایت عمدہ پوشاک پہنکر ایک آراستہ اور پیراستہ بیک رفتار عربی گھوڑے پر سوار قفرج کو یا مشق فن حرب کو ایک طرف چلے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک خستہ حال محتاج پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے یہودی ملا اور آپ کو روک کر کہنے لگا کہ یا حضرت آپ کے نانا جان کا تو یہ قول ہو کہ دنیا مومن کے واسطے قید خانہ اور کافر کے واسطے جنت ہے لیکن میں اس وقت اس کے برعکس دیکھ رہا ہوں یعنی آپ کو جو اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں میں جنت میں پا رہا ہوں اور میں جس کو آپ کافر خیال کرتے اپنے آپکو ایک پر تکلیف قید خانہ میں پاتا ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے یہودی اگر تو آخرت کے انعام وعیش وآرام کو دیکھے جو خدا نے مومنین کے واسطے مہیا کر رکھے ہیں تو تو مجھکو قید خانہ ہی میں سمجھے گا اور کافروں کے واسطے جو خدا نے عذاب تیار کیا ہے اس کو دیکھ سکتا تو اپنے کو باوجود اس

خستہ حالی کے جنت میں چلا کرنے لگے۔

حُسنِ صورت یعنی حلیہ مبارک

یہ بالکل سچ ہے کہ بچپن کا رنگ و روپ عارضی اور مستعار ہوتا ہے اصلی رنگ و روغن وہ ہے جو عالمِ شباب میں نظر آئے چنانچہ ہم اس وقت جو حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کا حلیہ مبارک پیش کریں گے وہ عالمِ شباب سے ہی شروع ہوگا۔

آپ اپنی جوانی میں نہایت خوشرو جوان تھے رنگ سفید مائل بسرخی۔ قد متوسط تھا آنکھیں نہایت رسیلی تھیں بیاض گردن چاندی کی صراحی معلوم ہوتی تھی رخسار مبارک نہایت نرم تھے سینہ مبارک چوڑا اور سینہ سے ناف تک نہایت باریک و نرم بالوں کا ایک خط تھا ریش مبارک یعنی ڈاڑھی گھنی تھی سر کے بال گھونگھر والے اکثر اوقات شانوں پر پڑے رہتے تھے شانے بلند بازو ابھرے ہوئے کلائیاں گول ہاتھوں کی انگلیاں متوسط زانو بھرے ہوئے پنڈلیاں سڈول پیر مبارک نہ چھوٹے تھے نہ بڑے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ جناب سیدنا امام حسن علیہ السلام سے زیادہ کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ نہیں دیکھا اور خود آپ کے پدر بزرگوار حضرت علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ حسن سر سے ناف تک اپنے ناناجان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو شخص خواب میں حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو لوگ اس سے دریافت کرتے تھے کہ اچھا بتاؤ دیکھا کوئی اس صورت شکل کا ہے پس اگر وہ شخص حضرت سیدنا حسن علیہ السلام کی صورت کے مشابہ بیان کرتا تو لوگ یقین کرتے کہ بیشک یہ شخص خواب میں زیارتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا ہے۔

جب آپ کے بال سفید ہونے لگے تو آپ ان کو مہندی سے سرخ کر لیا کرتے تھے اور آپ کی انگشتری کے نگینہ پر العزۃ للہ وحدہٗ کندہ کیا ہوا تھا۔

حُسنِ سیرت

آپ کا حسن باطنی یعنی آپ کے اخلاق و عادات شریفہ آپ کو اپنے ناناجان سید الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ورثہ میں پہنچے تھے۔ آپ سے تمام عمر کبھی گناہ نہیں ہوا یہی وجہ ہے کہ آپ کو تقی کا لقب عطا ہوا کیونکہ تقی کے معنے ہیں پاک و صاف اور خالص آپ ہر جمعرات کو جبکہ مکہ معظمہ میں قیام پذیر ہوتے طواف کعبہ تمام کر کے اس قدر روتے کہ جگہ تک تر ہو جاتی باوجودیکہ آپ پاک و صاف عن الکبائر تھے پھر بھی خدا سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کیا کرتے اور گناہوں کے خوف سے ہمیشہ ترسان و براندام رہتے تھے اسی وجہ سے آپ کو تقی یعنی خدا سے ڈرنے والا لقب ملا آپ جس سے ملتے نہایت فراخدلی اور خندہ پیشانی اور مجلسی خوشی کے ساتھ ملتے زندہ دلی اور خوش مزاجی کے تمام آثار آپ سے نمایاں تھے جب ہی تو آپ کو طیب یعنی خوش مزاج کا لقب ملا۔ ہر واقعہ اور مذاق آپ کو مدتوں یاد رہتا تھا۔

ایک مرتبہ آپ معہ اپنے برادر خورد حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ کے حج کو تشریف لے چلے راہ میں بار برداری کا اونٹ جس پر سامان خورد و نوش لدا ہوا تھا گم ہو گیا جب سب کو بھوک لگی تو کھانے پینے کی جستجو ہوئی تلاش کرتے کرتے ایک ضعیفہ عورت کے پاس پہنچے اور اس سے کھانا وغیرہ مہیا کرنے کا سوال کیا وہ ضعیفہ بولی کہ میرے پاس تھوڑا سا دودھ ہے اس میں پانی ملا کر پی لیجئے اور کھانے کو اس ایک بکری کے سوا میرے پاس اور کچھ سامان نہیں ہے چاہو تو یہ بھی حاضر ہے چنانچہ وہ بکری ذبح کی [illegible] ہونے پر جب آسودہ ہو کر رخصت ہونے لگے تو آپ نے فرمایا

کہ مائی ہم لوگ قبیلہ قریش کے لوگ ہیں مدینہ سے آئے ہیں اور حج کرنے کو جاتے ہیں جب ہم واپس ہو کر مدینہ پہنچیں گے تو تم ہمارے ہاں آنا یہ کہہ کر چلے گئے۔ بعد عرصہ دراز کے اتفاقیہ یہ ضعیفہ عورت معہ اپنے ضعیف شوہر کے مدینہ منورہ میں پہنچی اس ضعیفہ کو وہ واقعہ یاد بھی نہیں تھا حالت نہایت خستہ خراب بوجہ غربت کے ہو رہی تھی ایک دفعہ اس کا گذر آپ کے سامنے سے ہوا آپ نے فوراً پہچان لیا بڑھ کر اس کو سلام کیا بعد جواب سلام کے پوچھا کہ مائی تم نے مجھے پہچانا کہ میں کون ہوں ضعیفہ نے کہا میں نے آپ کو نہیں پہچانا آپ نے اس کو پہلا قصہ یاد دلایا تب آپ کو اس نے پہچان لیا پھر آپ نے اس کو ایک ہزار بکریاں عنایت فرمائیں یہ تھی آپ کی ذکاوت اور یادداشت کہ جس کی وجہ سے آپ کو لقب زکی مرحمت ہوا۔

سخاوت

اس ضعیفہ والے واقعہ سے آپ کی سخاوت کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ کس قدر سخی اور کریم ابن کریم تھے۔ ایک بار ایک شخص کو دیکھا کہ سوال کرتا ہے کہ خدایا دس ہزار درہم عطا فرما آپ نے اس کا یہ سوال سنکر فرمایا کہ بھئی تمہارا سوال تو میں پورا نہیں کرسکتا ہاں اگر مجھ کو معذور جانکر جو کچھ میں پیش کروں قبول کر لو تو حاضر کروں اس خوش نصیب سائل نے عرض کیا کہ آپ کے دست مبارک سے جو کچھ بھی مجھ کو ملیگا وہ بہت سمجھوں گا اور تمام عمر رہین منت رہوں گا آپ نے اپنے وکیل کو بلا کر دریافت کیا کہ کچھ ہے اس نے کہا کہ پچاس ہزار درہم موجود ہیں آپ نے فرمایا کہ پانسو درہم اور بھی تو تھے عرض کیا ہاں وہ بھی موجود ہیں آپ نے حکم دیا کہ وہ سب اس سائل کی خدمت میں پیش کر دو ہمارے واسطے اللہ کا نام کافی ہے کیا ایسی سخاوت کی کوئی مثال پیش کر سکتا ہے؟

ایک مرتبہ ایک کنیز نے آپ کی خدمت میں ہدیۃً ایک خوشبودار پھول پیش کیا تھا کے صلہ میں آپ نے اس کو آزاد کر دیا لوگوں نے جب پوچھا کہ آزاد کرنے کا کیا موقع تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کا حکم ہے کہ جب کوئی تم کو کچھ ہدیہ دے تو تم اس سے بہتر دو چونکہ اس کے نزدیک یہ پھول بہت بہتر ہدیہ تھا اس نے پیش کیا اور میرے نزدیک اس کا آزاد کرنا اس سے اچھا بدلہ تھا اس وجہ سے آزاد کر دیا۔ سبحان اللہ۔

آپ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ خود فاقہ سے رہنا گوارا فرماتے مگر سائل کو کبھی دستِ محروم واپس نہ ہونے دیتے تھے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ میں خدا کی درگاہ کا سائل ہو کر اپنے سائل کے سوال کو رد کرنا نہیں مناسب سمجھتا خدا کی یہ رحمت اور عنایت ہے کہ وہ مجھے اپنی نعمتوں سے مالا مال رکھتا ہے اور میری یہ عادت ہے کہ میں اس کی نعمتیں مخلوق تک پہنچاتا رہتا ہوں میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں اپنی عادت روک دوں تو کہیں خدا اپنی عادت نہ روک لے۔

آپ نے اپنی عمر میں تین دفعہ اپنا تمام زر و مال خدا کی راہ میں خرچ کر دیا اور دو دفعہ آدھا آدھا مال و اسباب غربا و مساکین کو تقسیم کر دیا یہاں تک کہ آپ کے پاس دو جوڑ جوتے تھے اس میں سے بھی ایک جوڑ جوتا راہ خدا میں خیرات کر دیا اور ایک رکھ لیا۔

عبادت اور ریاضت شاقہ

حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کو عبادت اور ریاضت سے بے انتہا محبت تھی کوئی وقت آپ کا عبادت سے خالی نہ جاتا تھا اور ایسے اشغال کا تعہد فرماتے تھے جو نفس پر بہت ہی شاق گذرتے تھے۔ حضرت ابونعیم محمد بن علی اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب سیدنا امام حسن علیہ السلام نے پیدل حج ادا کیا ہے حاکم عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہم ۲۵ حج پاپیادہ ادا فرمائے اس آپ کی پیادہ پائی سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ آپ کو سواری میسر نہ تھی نہیں اصل بات یہ ہے کہ سواری آپ کے ساتھ ہمیشہ کوتل رہا کرتی

تھی اسے سمجھا آپ کرتے تھے وہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے واسطے کافی ہوتا تھا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو شرم آتی ہے کہ خدا سے ایسے حال میں ملاقات کروں کہ اس کے گھر کا پیادہ پا سفر نہ کیا ہو۔ ان باتوں سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جناب پاک الٰہی تا پہ شکن اور صبر آزما کام پر استقلال کا ثبوت پیش کر سکا پندرہ یا پچیس حج پیادہ پا کرے وہ ذات پاک فرائض واجبات، سنن اور نوافل روزہ و تلاوت قرآن پاک و دیگر اوراد میں کس قدر مشغول رہتی ہوگی سن شعور سے تا دم آخر کبھی آپ کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی اور نہ کوئی فریضہ آپ سے ترک ہوا اور یہی محبت خدا کی نشانی ہے جن کاموں کا حکم خدا نے دیا تھا وہ سب آپ کے معمولات میں ہمیشہ موجود رہے عنفوان شباب اور اس قدر سخت ریاضت اور مجاہدات درحقیقت یہ روحانی قوت تھی جو ہمیشہ آپ پر ہر مشکل ریاضت اور عبادت کو سہل اور آسان کر دیتی تھی یہی وجہ ہے جو آپ کو دل نشین خدا کا دوست محبت رکھنے والا لقب ملا۔

تواضع اور انکساری

حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کی تواضع اور انکساری کے متعلق یہ ایک روایت کافی ہوگی کہ ایک مرتبہ ایک مقام پر چند لڑکے کھیل رہے تھے آپ اتفاقاً ادھر سے گذرے لڑکوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ ہماری دعوت قبول فرمائیے آپ اسی وقت سواری پر سے اتر کر ان کے پاس بیٹھ گئے لڑکوں نے سوکھی روٹی کے ٹکڑے حاضر کئے آپ نے کشادہ پیشانی ان بچوں کے ساتھ بیٹھ کر وہ سوکھی روٹی کے ٹکڑے کھائے پھر آپ ان بچوں کو اپنے مکان پر لے گئے نہلا دھلا کر عمدہ کپڑے پہنائے اور کچھ نقد بھی عطا فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور ان بچوں نے جو کچھ کیا وہ تو کھیل تھا اس کے عوض میں اس انعام کی کیا ضرورت تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ بچوں کے پاس اس کے سوا کچھ موجود نہ تھا جو انہوں نے مجھے کھلایا اور میرے پاس بہت زیادہ موجود ہے پھر میں ان کو کیوں نہ دوں۔

حلم و بردباری

آپ کے حلم و بردباری کی یہ کیفیت تھی کہ آپ اپنے نفس کے واسطے کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے اگرچہ انتقام لینے کی قوت موجود ہوتی تھی اور نہ اپنے نفس کے واسطے کسی کو رنج و تکلیف پہنچاتے تھے اگر آپ کو کوئی برا بھلا کہتا تو خاموشی کے ساتھ سنتے مگر جواب نہ دیتے نہ کسی بدگو کے واسطے بددعا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ مروان (جو بنی امیہ کی طرف سے مدینہ کا گورنر تھا) ایک شخص کی زبانی آپ کو بہت برا بھلا اور سخت و سست کہلا بھیجا قاصد نے لفظ بلفظ آکر بیان کیا۔ آپ نے نہایت خاموشی اور متانت کے ساتھ اس کے الفاظ سنے مگر ذرا بھی رنجیدہ اور خشمگین نہ ہوئے اور فرمایا کہ تم مروان سے جا کر کہنا کہ اگرچہ میں تجھ کو اس سے زیادہ برا کہہ سکتا ہوں مگر میں تجھ کو ہرگز برا بھلا نہ کہوں گا اس لئے کہ تجھ کو برا کہنے سے تیری بدزبانی دور نہ ہوگی بس میں اس کا بدلہ خدا کے حوالہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں وہ سخت بدلہ لینے والا ہے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شامی شخص یعنی ملک شام کا رہنے والا مدینہ منورہ میں آیا اور اس نے دیکھا کہ ایک شخص نہایت آن بان سے گھوڑے پر سوار جا رہا ہے شامی شخص کا بیان ہے کہ میں نے اس سے پہلے اس طرح کا حسین اور خوبصورت مرد اور اس سے بہتر سوار نہیں دیکھا تھا۔ لوگوں سے دریافت کرنے پر جب اس شامی مرد کو معلوم ہوا یہ حضرت امام حسن بن علی شیر خدا رضی اللہ عنہم ہیں تو اس کے سینے میں بغض و حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور تعجب کے ساتھ قریب پہنچ کر دریافت کیا کہ کیا تم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بیٹے ہو آپ نے فرمایا ہاں اس کے بعد وہ شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بہت ہی برا بھلا اور سخت و سست کہنے لگا آپ اس کی بکواس خاموشی کے ساتھ سنتے رہے جب آپ کی طرف سے اس کو کوئی جواب نہ ملا تو خود شرمندہ ہو کر چپ ہو رہا۔

اس کے بعد حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام نے نہایت خندہ پیشانی سے فرمایا کہ اے شخص معلوم ہوتا ہے کہ تم ملک شام کے رہنے والے کوئی مسافر ہو۔ اس نے کہا ہاں میں شام ہی کا رہنے والا ہوں اور مسافر ہوں آپ نے فرمایا کہ اچھا تم میرے گھر چلو وہاں چل کر کھانا کھاؤ اور جو حاجت رکھتے ہو بیان کرو حتی الامکان تمہاری حاجت پوری کر دوں گا وہ شامی شخص آپ کے اس اخلاق حسنہ کو دیکھ کر اور جواب سن کر بہت شرمندہ ہوا اور پھر تو آپ سے اس قدر محبت کرنے لگا کہ آپ سے زیادہ اس کو کوئی پیارا ہی نہ تھا۔

فضیلت اور بزرگی

حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کی فضیلت و بزرگی اس قدر ہے کہ بیان نہیں ہو سکتی کیونکہ جس ذات کے نانا جان شہنشاہ دو جہان حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اور نانی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا باپ علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ ماں حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور چچا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور بھائی حضرت سیدنا امام عالی مقام حسین علیہ السلام شہید کربلا ہوں اس کی فضیلت و بزرگی کیا اور کس طرح بیان ہو سکتی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی جوانان جنت کے سردار کو دیکھنا چاہے تو وہ میرے حسن کو دیکھ لے۔

حضرت ابن عساکر رضی اللہ عنہ کا بحوالہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عام طور پر خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ خدا کے بندو! اگر تم عقل سے سوچو کہ حسن ابن علی کو اللہ رب العزت کی بارگاہ سے اس درجہ بزرگی اور مرتبہ عطا ہوا ہے کہ اتنا بزرگی اور مرتبہ سوائے حضرت یوسف بن یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اور کسی کو نہیں ملا اور ابو داؤد میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بار ارشاد فرمایا کہ میرا یہ بچہ جنت کے نوجوانوں کا سردار ہے اگرچہ بہت سی حدیثیں آپ کی فضیلت میں پیش نظر ہیں مگر بخوف طوالت اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

خلافت اور خلافت سے دست برداری

حضور صلعم نے ایک موقع پر یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد خلافت صرف تیس سال رہے گی بعد ازاں سلطنت یا بادشاہت ہو جائے گی اور ایک دوسرے موقع پر یہ پیشنگوئی فرمائی کہ میرے اس بچہ (یعنی حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام) کے باعث دو بڑی جماعتوں میں صلح واقع ہوگی اب ان دونوں پیشنگوئیوں کے پورے ہونے کا وقت قریب آ پہنچا۔

ہم مسلمانان اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ بعد وفات حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باتفاق رائے جمیع مسلمانان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے پھر ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت ذی النورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ خلیفہ ہوئے ان چاروں خلفائے رضی اللہ عنہم کا زمانہ خلافت ۲۹ سال اور چھ ماہ رہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زمانہ خلافت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو ملک شام کے گورنر تھے خلافت کا دعویٰ کیا اور بالآخر خلیفہ بن بیٹھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دار الخلافت کوفہ اور امیر معاویہ کا ملک شام کا شہر دمشق دارالخلافت تھا جب حضرت

...ما علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا تباریخ ۲۱ رمضان المبارک [illegible] ابن ملجم کی تلوار زہر آلود سے زخمی ہو کر اس سرائے فانی سے طرف عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے تو تمام مسلمانوں نے حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کو تخت خلافت پر بٹھایا آپ خلیفۃ المسلمین مقرر ہوئے آپ کے دست حق پرست پر چالیس ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے بیعت کی حضرت امیر معاویہ کو یہ بات پسند نہ آئی وہ چاہتے تھے کہ اب یہ شان خلافت بنی قریش سے منتقل ہو کر بنو امیہ میں آ جائے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے بموجب خلافت کے تیس برس پورے ہونے میں ابھی چند ماہ باقی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ارشاد کے بموجب بادشاہی کی بنیاد قائم ہونے والی تھی اور حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کو اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان لفظ بہ لفظ یاد تھا۔ جب آپ نے یہ دیکھا کہ محض حمایت خلافت میں مسلمانوں کے دو گروہوں میں جنگ چھڑنا اور خونریزی ہونا چاہتی ہے تو آپ نے اس کو پسند نہ فرمایا خونریز جنگ کو روکا خلافت کے تیس سال پورے ہونے پر چھ ماہ خلافت کر کے خلافت سے جو بعد کو بادشاہت ہو گئی دست بردار ہو گئے اور امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور مسلمانوں کے دو گروہوں میں [illegible] پیشگوئی آپ کے حسن خلق سے صلح ہو گئی اور خونریز جنگ رک گئی اور آپ پر خلافت راشدہ کا خاتمہ ہو گیا اب آپ خدا پر توکل کر کے گوشہ عافیت میں بیٹھ کر یاد خدا میں مشغول ہو گئے جو کچھ حضرت امیر معاویہ نے آپ کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا اسی میں گزر اوقات کرتے تھے اور اب آپ کوفہ چھوڑ کر مدینہ منورہ میں چلے آئے تھے۔

واقعہ شہادت اور اسکے اسباب

جب حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام خلافت سے دست بردار ہو گئے تو اب صرف حضرت معاویہ ہی خلیفہ رہ گئے انہوں نے بخلاف طریقہ حضرات خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے یزید کو جو ان کی نگاہ میں قابل خلافت تھا مگر درحقیقت وہ بڑا ہی خبیث تھا ولیعہد مقرر کیا یزید کو اپنے خبث باطنی کی بنا پر یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت امیر معاویہ کی آنکھیں بند ہوتے ہی حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام پھر دعویٰ خلافت کریں اور اس طرح میرے بادشاہ ہونے میں روڑے اٹکیں لہذا کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ یہ کھٹکتے ہوئے دونوں کانٹے نکل جائیں تاکہ میں اطمینان کے ساتھ بادشاہی کروں ورنہ ضرور میری سلطنت میں خرابی واقع ہوگی۔

یزید مردود ابھی اسی سوچ میں تھا کہ اسی زمانہ میں ایک نہایت حسینہ جمیلہ عورت جعدہ بنت اشعث تھی کہ اس کے حسن و جمال کا شہرہ تمام اطراف و جوانب میں تھا بہت سے لوگوں نے اس سے شادی کی خواہش کی ان خواہشمندوں میں حضرت امام حسن علیہ السلام اور یزید پلید بھی تھا جعدہ نے اور اسکے والدین نے اور سبھوں کی درخواستوں کو مسترد کر دیا اور حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کے ساتھ شادی کرنا پسند کیا چنانچہ آپ کے ساتھ جعدہ کی شادی ہو گئی۔

اس موقعہ پر آپ کے مقابلہ میں یزید پلید نے نیچا دیکھا تو اس کو آپ سے اور بھی عداوت ہو گئی اور آپ کے مار ڈالنے کے درپے ہو گیا۔ اس زمانہ میں مدینہ منورہ کا گورنر مروان خبیث تھا یہ شخص ہمیشہ سے خاندان رسالت سے دشمنی رکھتا تھا یزید پلید نے مروان کو لکھا کہ جس طرح بھی ہو سکے تو حضرت امام حسن علیہ السلام کو قتل کرا دے جب میں بادشاہ ہوں گا تیری اس خدمت کے عوض میں بہت کچھ اعزاز و اکرام [illegible] مراتب سے سرفراز [illegible] خاندان رسالت سے عداوت [illegible] یزید پلید نے اس کو اس قدر لالچ دیا تو فوراً قتل حضرت امام حسن علیہ السلام پر آمادہ ہو گیا مگر چونکہ حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کے واسطے شہادت سری یعنی خفیہ مقدر ہو چکی تھی اس لئے مروان شیطان نے تلوار سے قتل کرانا خلاف مصلحت سمجھ کر زہر ہلاہل سے شہید کرنے کی تدبیر کرنے لگا۔ چنانچہ ایک دن مروان مردود نے مدینہ طیبہ کی ایک مشہور کٹنی یعنی دلالہ عورت الیسونیہ کو بلایا اور اس سے کہا کہ اگر تو کسی طرح جعدہ کو اس بات پر آمادہ کر دے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر ہلاہل پلا کر مار ڈالے تو تجھکو بہت کچھ انعام ہوا دوں گا۔ الیسونیہ نے عرض کیا کہ حضور یہ کتنی بڑی بات ہے میں آج ہی جا کر جعدہ کو امام حسن علیہ السلام کو زہر ہلاہل پلانے پر آمادہ کئے دیتی ہوں لیکن اس کے انعام میں ایک ہزار اشرفیوں سے کم نہ لوں گی اور اسمیں سے نصف ابھی دیدیجئے تو پھر میں جاؤں۔ مروان مردود نے یہ انعام منظور کر کے پانسو اشرفیاں اسی وقت الیسونیہ کو دیکر رخصت کیا الیسونیہ نے وہ اشرفیاں لیجا کر اپنے گھر میں رکھیں اسکے بعد [illegible] جعدہ کے پاس آئی اور بہت سی خیر خواہی اور ہمدردی کی باتیں کرنے کے بعد کہا کہ بی بی خدا نے آپ کو ایسا حسینہ اور جمیلہ بنایا ہے کہ جسکو دیکھئے آپ کے حسن کی تعریف کر رہا ہے ہر طرف آپ کے حسن و جمال کا شہرہ ہے مگر اس کے ساتھ ہی آپ کی قسمت نہایت خراب ہے کہ آپ ایسے فقیر کے پاس ہیں جو آپ کو کسی طرح عیش و آرام نہیں پہنچا سکتا۔ افسوس ہے یہ آپ کا حسن و جمال اور یہ آپ کی حالت افسوس۔ حالانکہ بڑے بڑے امیرزادے اور دولتمند لوگوں نے آپ کی خواہش کی مگر آپ نے کسی کو منظور نہ کیا اور ایک فقیر کے گھر میں آنا پسند کیا جہاں آپ کی یہ کیفیت ہو گئی یہ آپ کی بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے یزید جو آج ولیعہد سلطنت ہے اور چند دنوں میں اپنے باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہو گا آج آپ کے عشق میں مبتلا ہے اکثر آپ کو یاد کر کے آہ و زاری کیا کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ آپ اس کی بادشاہ بیگم بنکر عیش و آرام سے زندگی بسر کریں۔

جعدہ الیسونیہ کی ان پر فریب باتیں سننے سے اسکے جال میں پھنس گئی اور نہایت حسرت کے ساتھ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ بہن اب کیا ہو سکتا ہے جو میری اس پھوٹی قسمت میں لکھا تھا وہ ہوا اور جو کچھ اور لکھا ہوا ہو گا وہ بھی ہو کر رہے گا۔ الیسونیہ ملعونہ نے کہا کہ بی بی صاحبہ یہ کتنی بڑی بات ہے جو آپ اسقدر ہراساں ہیں میں آپ کو آج ہی زہر ہلاہل لائے دیتی ہوں آپ اس سے حضرت امام حسن علیہ السلام کا کام تمام کر دیں اور تا زندگی عیش و آرام کے ساتھ بسر کریں یعنی یزید پلید کے یہاں پہنچ کر اور بادشاہ بیگم بنکر خود بادشاہت کریں اور اپنی جوانی و حسن و جمال کی بہاریں لوٹیں۔

الیسونیہ نے جعدہ کو جب اس فعل شنیع پر بالکل پختہ طور پر آمادہ کر لیا تو وہاں سے الٹی سیدھی مروان کے پاس آئی اور کامیابی کی خوشخبری سنائی پھر ایک شیشہ زہر ہلاہل کا (جو مروان نے پہلے ہی سے مہیا کر رکھا تھا) اس کے پاس سے لا کر جعدہ کو دیا اور راز پوشیدہ رکھنے کی تاکید کر کے چلی گئی اور اپنا بقیہ انعام یعنی پانسو اشرفیاں مروان سے لیکر اپنے گھر چلی گئی۔

جعدہ نے حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کو [illegible] نہیں کیا تا [illegible] لا یستاخرون ساعۃ و لا یستقدمون [illegible]

بہت زیادہ مقدار میں ... [illegible]
اپنی جگہ پر سو رہی ہو ... [illegible]
حضرت امام حسن علیہ السلام کی آنکھ کھلی تو پیاس محسوس ہوئی صراحی اٹھا کر جس میں زہر ملا ہوا پانی تھا پانی کو خوب اچھی طرح کافی مقدار میں پیا [illegible] فوراً ظاہر ہوا کہ یہ کیسا پانی تھا کہ جس نے حلق سے لیکر جگر تک پارہ پارہ کر دیا اسی وقت آپ نے حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کو طلب کیا جب وہ آئے تو آپ نے آہ بھری اور فرمایا کہ بھائی حسین اب میں تم سے جدا ہوتا ہوں انشاء اللہ قیامت کے دن میں نانا کو اور تمکو دیدار نصیب ہوگا اے بھائی حسین اس سے قبل بھی اگرچہ دشمنوں نے مجھکو پانچ دفعہ زہر دیا مگر خدا کے فضل و کرم سے بچتا رہا لیکن اب کی مرتبہ کا زہر نہایت سخت ہے ایسا حال میرا کبھی نہیں ہوا جو اسوقت ہو رہا ہے۔

حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام رونے لگے اور عرض کیا کہ بھائی جان آپ کو زہر کس نے دیا فرمایا حسین کیا تم اس سے بدلا لینا چاہتے ہو سیدنا امام نے عرض کیا کہ ہاں میں اس سے ضرور بدلہ لوں گا آپ نے فرمایا کہ بھائی حسین اگر میرا قاتل وہی ہے جس پر مجھکو شبہ ہے تو میں اس کو اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی کے سپرد کرتا ہوں وہ نہایت زبردست بدلا لینے والا ہے اور اگر میرا قاتل وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ ایک بے گناہ کے خون ناحق کا میدان قیامت میں تم سے باز پرس اور مواخذہ ہو۔ بھائی ہم اہلبیت نبوت ہیں کسی پر بلا ثبوت بدگمانی کرنا اور نفس کا بدلا لینا ہمارے شایان شان نہیں لہذا تم کو چاہیئے کہ صبر سے کام لو اور میرے خون کا بدلا اللہ پاک کے سپرد کر دو وہ جو چاہے گا کرے گا۔

زہر کے اثر سے حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کا یہ حال ہو گیا تھا کہ آپ کو اسہال کبدی شروع ہو گئے تھے یعنی جب آپ کو دست آتے تو اس کے ساتھ خون کے لوتھڑے جگر اور آنتوں کے ٹکڑے کٹ کٹ کر گرتے تھے اور آپ کو سخت تکلیف تھی یہاں تک کہ جب آپ کا وقت آخیر ہوا تو آپ نے حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام سے وصیت کی کہ بھائی حسین میں نے ایک موقع پر حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لیلی ہے کہ اپنے جد امجد کے قریب دفن ہوں اور انہوں نے اگرچہ مجھ سے وعدہ کر لیا ہے پھر بھی دریافت کر لینا لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی جانتا ہوں کہ بنی امیہ مجھکو وہاں دفن نہ ہونے دینگے تم میرا جنازہ تیار کر کے نانا جان کے روضہ اطہر کے پاس لیجانا اگر کوئی روک ٹوک نہ کرے تو وہیں دفن کر دینا اور اگر بنی امیہ آمادہ فساد ہوں تو ایسی صورت میں ان سے جھگڑا نہ کرنا اور میرا جنازہ لیجا کر مسلمانوں کے عام قبرستان جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

اس کے بعد آپ نے سب کو ہٹا دیا اور جعدہ کو بلا کر اس سے فرمایا کہ اے جفا کار و بدکردار اے بیوفا بیوی تو نے جو کچھ مجھ پر ظلم کیا میں اس پر صبر کرتا ہوں دیکھ میں نے تیرا پردہ یہاں تک رکھا ہے کہ اپنے بھائی حسین کو بھی تیری اس نا معقول حرکت سے مطلع نہیں کیا تیرے ظلم کو میں خدا کے سپرد کرتا ہوں قیامت کے دن میرا تیرا فیصلہ منتقم حقیقی کے ہاتھ ہے اس کے بعد آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر کر ارشاد فرمایا کہ جس مقصد کے واسطے تو نے میرے اوپر یہ ظلم روا رکھا انشاء اللہ تعالیٰ کبھی تیرا وہ مقصد پورا نہ ہوگا اور تا زندگی تو ذلیل و خوار رہیگی اس کے بعد جعدہ [illegible] چلی گئی اور سب لوگ آپکے گرد جمع ہو گئے۔

الغرض آپ نے نہایت صبر و شکر کے ساتھ ۴۶ سال ۵ مہینے اور ۲۴ یوم کی عمر میں ۲۸ صفر ۵۰ھ کو اپنے بھائی حسین اور جملہ اولاد و اعزہ و اقربا کو خدا کے سپرد کر کے کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اس سرائے فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جعدہ [illegible] دل [illegible] رہے تھے حضرت

[illegible] فرزند [illegible] محروم اور [illegible] کے رنگ [illegible] حضرت سیدنا [illegible] کی بیکسی اور تنہائی کیونکر بیان ہو سکے حالانکہ آپ کی یاد کر کے اہل [illegible] جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جاتے ہیں اور خیال کرنے سے [illegible] بابا بھائی کی نعش مبارک قریب [illegible] ہم [illegible] جیسا کہ ایک شاعر نے معہ زبان میں تشکر کیا ہے

آپ نے نوش کیا زہر ہلاہل بھائی — اس کے صدمہ کو تو جانے ہے میرا دل بھائی
خود تو جنت کو گئے اور ہمیں تنہا چھوڑا — آپ کے ہجر میں جینا ہوا مشکل بھائی
کچھ نہ بتلاؤ وہ ملک عدم کی خوبی — قطع کرنی ہو مجھے بھی یہی منزل بھائی
یک بیک چھوڑ دیا ہر جگر افگار کو — عدم کی راہ چلے خوب یہ منزل بھائی
دم بدم جبکہ تصور ترا آتا ہے مجھے — مضطرب ہوتا ہے [illegible] بسمل بھائی

تجہیز و تکفین

حضرت امام حسین علیہ السلام نے حسب وصیت با اجازت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کو قریب روضہ آنجناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کرنا چاہا مگر مروان خبیث نے وہاں دفن نہیں ہونے دیا مجبوراً آپ کو جنت البقیع میں قبہ حضرت عباس کے قریب دفن کیا گیا بنی امیہ کے سوائے سعید ابن العاص کے جنہوں نے بحکم حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی تھی اور کوئی شخص شریک تجہیز و تکفین نہیں ہوا۔

جعدہ ملعونہ کا انجام

برادران اسلام! اب سر دست جعدہ ملعونہ کا انجام بھی معلوم کر لیجئے لکھا ہے کہ آپکی شہادت کے بعد [illegible] یہ ملعونہ کہیں چلی گئی اور کسی پوشیدہ مقام میں رہنے لگی وہیں سے یزید پلید کے پاس پیغام بھیجا کہ میں نے جو وعدہ آپ سے کیا تھا وہ میں ایفا کر چکی اب آپ بھی اپنا وعدہ وفا کیجئے اسکے جواب میں یزید پلید نے کہلا بھیجا کہ جب میں پہلے ہی اس بات سے راضی نہ تھا کہ تو میرے دشمن کے پاس رہے اور تو نے میرا کہنا نہ مانا میں نے تجھ سے نکاح کی درخواست کی مگر تو نے میری درخواست کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا تو اب میں تجھ کو اپنے پاس کیونکر رکھ سکتا ہوں جا اپنا کام کر مجھ کو تجھ سے کچھ امید نہیں رکھنا چاہیئے تو نے جیسا کیا اس کی سزا پائے گی میں نے تجھسے کوئی بھی وعدہ نہیں کیا جس نے تجھ سے کچھ وعدہ کیا ہو اس سے جا کہہ مجھکو تجھ سے کچھ واسطہ نہیں آئندہ مجھ سے کسی قسم کا سوال مت کرنا ورنہ تجھکو میں سخت سزا دوں گا۔

جعدہ کی اس نا معقول حرکت کی خبر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے بہت رنج کیا اور تمام ملک میں جعدہ کی گرفتاری کے واسطے ایک گشتی فرمان جاری کیا کہ جہاں یہ ملعونہ ملے فوراً گرفتار کر کے یہاں روانہ کرو چنانچہ چند روز میں یہ ملعونہ گرفتار ہو کر دربار خلافت امیر معاویہ میں پیش کی گئی۔ امیر معاویہ نے پہلے اس کو کچھ عرصہ تک قید سخت میں رکھا اس کے بعد سفاکانہ صبح اونٹ کی ٹانگوں میں اور شام کو گدھے کی دم میں بندھوا کر ملک شام کے شہر دمشق کی گلیوں میں پھرا کر تشہیر کرائی گئی۔ جعدہ ملعونہ اس سزا کی تکلیف سے زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہ سکی صرف چھ ماہ دنیا میں ذلیل و خوار رہ کر اور اپنے کئے کی سزا بھگت کر موت کے چنگل میں گرفتار ہو کر داخل فی النار و السقر ہو گئی۔

ایمان کیا ہے؟

(از مولانا عبدالماجد صاحب بی۔ اے)

اسلام محض ظاہری اعمال کے مجموعہ کا نام نہیں۔ بے شبہ قانون اسلام میں اعمال کو بہت اہم درجہ حاصل ہے۔ فقہ کے سارے دفتر اعمال ہی کے قاعدوں اور ضابطوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ حدیث و قرآن میں بھی عبادات و معاملات کو ٹھیک طرح انجام دینے کی بڑی سخت تاکید آئی ہے۔ لیکن عمل سے بھی بڑھ کر ایک اور شے ہے، اور اس کا نام "عقیدہ" ہے۔ کلام مجید میں جہاں جہاں عملوا الصّٰلحٰت آیا ہے وہاں ہر جگہ اٰمنوا کو اس پر مقدم رکھا ہے۔ حسن عمل کی جڑ ایمان صحیح ہے۔ اگر عقیدہ درست نہیں، اور ایمان صحیح نہیں تو بڑی سے بڑی نیکی، اور بہتر سے بہتر عمل بھی قرآن کی زبان میں "حبط" یعنی برباد، رائگاں اور اکارت جانے کا مستحق ہے۔

جسم پر زخم قاتل اور ڈاکو بھی لگاتا ہے، اور ڈاکٹر اور جراح بھی۔ عمل دونوں کا بالکل یکساں ہے باوجود اسکے ایک کو ہم اپنا دشمن سمجھتے ہیں، اور دوسرے کو اپنا دوست۔ تکلیف جس قسم کی اور جس درجہ کی اجنبیوں اور بیگانوں کے ہاتھ سے پہنچتی ہے، بعض اوقات ٹھیک اسی قسم اور اسی درجہ کی اپنے شفیق والدین اور مہربان استاد کے ہاتھ سے پہنچتی ہے۔ عمل دونوں صورتوں میں ایک ہے، اگر پھر یہ کیا ہے کہ ایک سے ہم سخت بدلہ لینا چاہتے ہیں، اور دوسرے کے شکر گذار ہوتے ہیں۔ روزمرہ کی ان مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر عمل اپنی ظاہری صورت کے ساتھ ایک اندرونی حقیقت بھی رکھتا ہے، اور نیکی و بدی، اچھائی اور برائی کا حکم جو کچھ لگایا جاتا ہے وہ عمل کی ظاہری صورت پر نہیں بلکہ اسکی اندرونی حقیقت پر ہوتا ہے۔

دین فطرت نے، آئین فطرت کے بالکل موافق، اصلی زور اسی اندرونی حقیقت پر دیا ہے۔ اعمال کی ظاہری صورت کو اس نے نظر انداز نہیں کیا ہے، ایک حد تک اسکا بھی لحاظ ہے، لیکن سب سے زیادہ اہمیت اس نے ہر عمل کی اندرونی حقیقت کو دی ہے۔ اس حقیقت کا تعلق انسان کے اعضائے ظاہری سے نہیں، بلکہ اسکے قلب، اسکی نیت، اسکے ارادہ سے ہے۔ فلسفی اپنی اصطلاح میں اس شے کو "محرک عمل" کہتے ہیں، قرآن مجید میں اس کا نام "ایمان" ہے۔ اگر ایمان درست نہیں، تو بہتر سے بہتر عمل برباد، اور بڑی سے بڑی نیکی رائگاں ہے۔ خیرات مومن بھی کرتے ہیں اور کافر بھی، ایثار سے یہ بھی کام لیتے ہیں اور وہ بھی، باوجود اسکے ایک کے عمل مقبول رہتے ہیں، دوسرے کے مردود۔ یہ کوئی ناانصافی نہیں، عین انصاف ہے۔ عمل کی مثال چلنے کی ہے، اور ایمان بمنزلہ منزل مقصود کی شناخت اور راہ کی پہچان کے ہے۔ اگر مسافر نے راہ ٹھیک پہچان لی ہے، تو گو رفتار کتنی ہی سست ہو بہرحال کبھی نہ کبھی منزل تک پہنچ ہی جائیگا، یا کم از کم یہ کہ روز بروز اسکے قریب تر ہوتا جائیگا لیکن اگر سرے سے راہ ہی بھولا ہوا ہے، اگر غلط سمت میں چل رہا ہے، تو جس قدر چلنے میں ہمت و مستعدی دکھائے گا اسی قدر منزل سے دور اور بیگانہ ہوتا جائیگا، اور تیز رفتاری و گرمجوشی اسکے حق میں بجائے رحمت کے وبال جان ثابت ہوگی۔

موجودات میں حقیقت اصلی صرف ایک ہے۔ اللہ، خدا، رب، خالق، سب اسی ایک حقیقت اصلی کے نام ہیں۔ انسان کا کام اسی کو جاننا اور اپنی بساط کے موافق پہچاننا ہے۔ مسافر ہستی کا کام اسی منزل تک پہنچنا ہے۔ عدم سے وجود میں آنے اور وجود سے عدم کی طرف واپس جانے، غیب سے شہود میں ظاہر ہونے، اور شہود سے غیب میں چھپ جانے کی غایت صرف اس قدر ہے کہ اسی مطلوب کی تلاش کی جائے، اسی کھوئی ہوئی دولت کو حاصل کیا جائے اور اسی منزل تک پہنچا جائے۔ اس کا نام ایمان ہے۔ اسی کو دولت ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ جتنے فرائض انسان پر عاید کئے گئے ہیں سب اسی تک پہنچنے کے راستے اور طریقے ہیں۔ سب اسی مطلوب کے حصول کے وسیلے ہیں۔ حقیقی اگر صفائی اور وضاحت کے ساتھ پیش نظر ہے تو ہر عبادت میں لذت محسوس ہوگی، ہر حکم و پابندی شریعت ایک خاص معنی و مفہوم رکھے گی۔ اور اگر یہ احساس مقصد سے غائب یا کمزور ہے، تو اسی نسبت سے ہر عبادت بار خاطر معلوم ہوگی، ہر حکم بے جا، خود اپنا نظم زندگی بے ربط نظر آئے گی، اور شک و شبہ، بے کیفی اور بے لطفی کی جیتی جاگتی زندگی کو نمونہ دوزخ بنا دیگی۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب دلوں میں راحت، سکون، اطمینان، یکسوئی قائم رکھنے والی شے صرف یہ ہے کہ اس حقیقت اصلی پر نظر رہے۔ یہ نہیں تو ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہے اور اندھیرا ہے، گھبراہٹیں ہیں اور بدحواسیاں، ٹھوکریں ہیں اور پریشانیاں۔

مسلم کا کام یہ نہ ہونا چاہیے کہ محض ضابطہ پری کیلئے چند اعمال کو انجام دیدے خواہ وہ اعمال کتنے ہی اعلیٰ و پسندیدہ ہوں۔ بلکہ اعمال کو ان کے اصلی مقصد و غرض کے ساتھ انجام دینا چاہیے۔ اور وہ مقصد و غرض رضائے الٰہی اور فکر رضا ہے۔ عبادتیں آج ہم سے گو چھوٹتی جاتی ہیں، تاہم اب بھی مسلمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد پابند عبادت نکلے گی۔ نماز پڑھنے والوں، روزہ رکھنے والوں کی آبادی گو بہت گھٹ گئی تاہم ابھی اس درجہ پر نہیں پہنچی ہے کہ اس پر معدوم یا تقریباً معدوم ہونے کا حکم لگا دیا جائے۔ جو شے اس زمانہ میں نایاب ہو گئی ہے، وہ ایمان کی پختگی، نیت کا خلوص، اور ارادہ کی للہیت ہے۔ ہم آج کسی کار خیر میں چندہ دیتے ہیں تو اس لئے کہ چندہ کا اعلان ہو، ہماری ناموری ہو، فلاں فلاں اشخاص سے شکریہ وصول کریں۔ ہم آج مسجد بنواتے ہیں تو اس لئے کہ خلق میں ناموری ہو اور وہ مسجد ہماری مسجد کے نام سے مشہور ہو۔ کلمہ حق بھی کبھی کبھی ہماری زبان سے نکلتا ہے، مگر وہ بھی اس لئے کہ تحسین کا خلعت اور داد کا صلہ ہاتھ آئے۔ ایسی میں اگر ہمارے اعمال کی برکت اٹھ گئی ہے، اگر ہم اپنے حسن عمل کا کوئی نتیجہ اس دنیا میں نہیں پاتے تو یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کاغذ کے پھولوں کی صنعت و خوشنمائی کی داد پوری طرح دی جاسکتی ہے، پر چمن کے قدرتی پھولوں کی مہک اور شادابی تو ان میں آ نہیں سکتی۔ کی مورت انسان کے خط و خال کی نقل اتار سکتی ہے لیکن خون کی گرمی اور زندگی کی حرارت کہاں سے لا سکتی ہے؟

حقیقت اصلیہ کے جتنے بعید پرتو، قدرت کاملہ کے جتنے ادنیٰ نمونے، وجود مطلق کے جتنے تمثالی مظاہر موجود ہیں، وہ سب کے سب اسکے مظہر فوقانی، تعین اول کے آئینہ، اسکے راز کے امانت دار انسان کیلئے خلق ہوئے ہیں، سخر لکم ما فی الارض جمیعا چرند و پرند، جمادات و نباتات، آب و خاک، سب کی آفرینش انسان ہی کے لئے ہوئی ہے لیکن خود انسان نہ انکے لئے ہے اور نہ اپنے لئے، بلکہ وہ تنہا اسی حقیقت اصلیہ اسی وجود مطلق کیلئے ہے اور یہیں کفر و ایمان کی حدیں جدا جدا ہو جاتی ہیں۔ کافر اس دھوکہ میں پڑ جاتا ہے کہ یہ سارا ساز و سامان، یہ پرتکلف نگارخانہ، اسکی ملک و تصرف میں ہے۔ مومن کی نظر منزل مقصود پر ہے، وہ راستہ کی دلفریبیوں میں پھنس کر ادھر سے غافل نہیں ہو جاتا

متاع الدنیا قلیل کی پہلی بنیاد ہے کہ یہ بات سمجھ لی جائے کہ یہاں جو کچھ ہے کسی شے کو اپنی ذاتی حیثیت سے کوئی اپنا مستقل وجود لیکر آیا ہے نہیں بلکہ صرف خلیفہ نائب گماشتہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر کام ہمیشہ اپنے پیدا کرنے والے کی مرضی کے تابع ہے۔ دوستی دشمنی، رغبت و نفرت، صلح و جنگ، اور اسکی زندگی و موت جو کچھ بھی ہے سب خدائے واحد مالک اور بے نیاز آقا کی تعمیل ارشاد میں ہے۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین۔

دنیا کی ہر شے انسان کیلئے ہے۔ لیکن خود انسان اپنے لئے ایک ذرہ برابر بھی نہیں ہے اور جو کچھ بھی ہے، تمامتر اپنے رب کے لئے ہے۔ جب ایک مرتبہ یہ اصولی بات سمجھ میں آگئی، تو زندگی کے دو شعبے، دین و دنیا الگ الگ قرار دیئے گئے کوئی معنی ہی نہیں رکھتے مسلم کی دنیا جو کچھ ہے۔ وہ سب اُسکے دین میں شامل اور اسی کی تابع و ماتحت ہے۔ دین سے علیحدہ اگر کوئی دنیا ہے تو وہ دنیا شیطان کی ہے، طاغوت کی ہے، ناحق و باطل کی ہے مسلم کو اس سے کوئی واسطہ ہی نہ ہونا چاہیئے۔ جنگ اگر کلمۂ حق کی حمایت، حدود خداوندی کی حفاظت، امر الٰہی کی تعمیل میں ہے تو عین عبادت ہے، لیکن اگر وہی جنگ اپنی خواہشات پوری کرنے کے لئے ہے تو فتنہ و فساد کی شدید ترین معصیت ہے۔ علم کی تحصیل اگر معرفت الٰہی، حق شناسی، خدمت اسلام کی غرض سے ہے تو افضل ترین شغل ہے لیکن اگر یہ مقصد نہیں، تو پھر جہل اور ایسے علم کے درمیان اسلامی نقطۂ نظر سے ایک رتی برابر بھی فرق نہیں۔

اسلام میں انسان کی فطرت سلیم ہرگز اسکی روادار نہیں کہ ہفتہ میں ایک بار یا چوبیس گھنٹے میں پانچ بار خدا کو چند منٹ کیلئے یاد کر لیا جائے اور باقی سارا وقت دنیا کے مشاغل میں صرف کیا جائے۔ انسان کی فطرت درحقیقت تو یہ کہتی ہے کہ عمر کا ہر لمحہ، ایک ایک سانس ایک دائمی و مستقل بندگی کے ساتھ جڑا ہوا رہنا چاہیئے۔ مسلمان سے یہ سوال کرنا کہ وہ پہلے مسلمان ہے یا ہندوستانی؟ سرے سے بے معنی ہے۔ مسلمان پہلے بھی مسلمان ہے آخر میں بھی مسلمان ہے، درمیان میں بھی مسلمان ہے، کوئی وقت اور کوئی حالت اس کے لئے مسلمان نہ رہنے کی ممکن ہی نہیں۔ وہ وطن کی خدمت اس لئے ہرگز نہیں کرتا کہ وہ ایک خدمت اپنے مذہب کی کرتا ہے اور دوسری وطن کی، بلکہ اس لئے کہ وطن کی آزادی میں کوشش کرنا عین خدمت مذہب، عین فریضۂ اسلامی، عین حکم الٰہی کی تعمیل ہے۔ ہمارے جو بھائی مسئلہ کی اس حیثیت کو نہیں سمجھے ہیں، اُن سے طرح طرح کی نادانیاں سرزد ہو جاتی ہیں آج تحریک آزادی کے سوا دین اور کچھ اُس سے بالکل علیحدہ۔ لیکن جن مسلمانوں نے اسکی گہرائی کو سمجھ لیا ہے وہ جان چکے ہیں کہ ملک و وطن کی خدمت، محض یاد الٰہی کی ایک صورت ہے، اسی لئے ان کے قدم کو لغزش نہیں ہوتی، اور وہ لوگوں کی تائید و تردید، دنیا کی موافقت و مخالفت سب سے بے نیاز ہیں فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لہا۔ اللہ کی مضبوط رسی جس کے ٹوٹنے کا کبھی احتمال نہیں وہ یہی ہے۔ اسکے سوا اور جتنے سہارے ہیں سب کے سب بودے اور بھیچھے ہیں۔

فقہ اسلامی کا بحر ذخار تین سو چالیس صفحوں میں عربی کی اس کتاب کا ترجمہ جو سب سے زیادہ مستند

اور جس کی سب کتابوں میں اس کا حوالہ صحیح ترجیحی وجہ سے دیا جاتا ہے

کنز الدقائق اردو

یہ وہ کتاب ہے جس کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ نے اختصار کیا ہے تمام ضروری مسائل کو عربی میں لکھا اور اب اس اردو میں سلیس ترجمہ ہو گیا، عربی میں کہا اور اب اردو میں اس کا سلیس ترجمہ ہو گیا، عربی معمولی کتاب کی قیمت تو پانچ روپیہ ہے لیکن اردو میں باوجود بڑی تقطیع اور ۳۴۰ صفحات کے مجلد کی قیمت سوا روپیہ اور بلا جلد کی صرف ایک روپیہ دیکھیے آپ حمیدیہ پریس دہلی کی قدر دانی۔ اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں، کتاب الطہارت، وضو، غسل، استنجا، کنوئیں، دریا کے مسائل، نماز، نماز کے اوقات، اذان نماز کی شرائط، فرائض، سنن و واجبات، امامت، نماز میں وضو ٹوٹنا، مفسدات نماز، وتر اور نفل، نماز فرائض میں شریک ہونے والے مسائل، فوت شدہ نمازوں کی قضا، سجدہ سہو، بیمار کی نماز، تلاوت قرآن مسافر کی نماز، جمعہ کے مسائل، عیدین کے مسائل، کسوف و خسوف، استسقاء، خوف، جنازہ کی نماز، شہید کی نماز، کعبہ میں نماز، زکوٰۃ کا بیان، مال کی زکوٰۃ، زکوٰۃ وصول کرنیوالے، دفینہ کے مسائل، عشر مصرف، صدقۃ الفطر، روزے کے مسائل، مفسد روزہ، اعتکاف، شب قدر، حج کے مسائل، احرام باندھنا، حج وعمرہ کرنا، بعد حج کے مسائل، اعمال حج، میقات کا بیان، احصار، حج فوت ہونا، دوسرے کی طرف سے حج، حرم کے جانور، کتاب النکاح، محرمات، ولی و کفیل، مسائل مہر، غلام باندی کا نکاح، کافر کا نکاح، عورتوں کی باری، دودھ پینے کے مسائل، طلاق کے مسائل، طلاق صریح، قبل طلاق، طلاق کنایہ، تفویض طلاق، طلاق معلق، طلاق المریض، مطلقہ سے دوبارہ نکاح، ایلا، عورت کا کچھ دیکر طلاق لینا، ظہار کے مسائل، لعان، نامرد کا بیان، عدت، نسب و کفو، پرورش اولاد، نفقہ، غلام آزاد کرنا، قسم کھانا، مال کے عوض غلام آزاد کرنا، لونڈی سے اولاد، قسم توڑنا، کسی کے مکان میں داخل ہونا، کھانے پینے اور کپڑے کے مسائل، طلاق دینے کی قسم کھانا، بیع و شریٰ کی قسم کھانا، قتل کرنے کی قسم، سزاؤں کا ذکر، وطی کا شبہ، زنا کی گواہی، شراب کی سزا، بہتان کی سزا، چوری کا بیان، رہزنی کا عذاب، کافروں سے لڑنا، جہاد، مال غنیمت، غلبۂ کفار، امان، خراج و جزیہ، مرتد کا بیان، باغیوں کا بیان، زندہ بچہ اگر لاوارث ملے، لاوارث اشیا، بھاگا ہوا غلام، مفقود شوہر، شرکت کے مسائل، وقف کے مسائل، بیع، اختیار لینا، دیکھ کر بیع کرنا، بیع کے بعد نقص ہو تو بیع فاسد، بیع کا واپس کرنا، سود کے مسائل، وہ حقوق جو بیع میں داخل نہیں ہیں، بیع سلم، دوسرے کے حقوق، بیع کے متفرق مسائل، ضامن کے مسائل، دو مردوں اور غلام کا قضا ہونا، قضا کا بیان، پنچایت کے مسائل، متفرق مسائل، گواہی کے مسائل، گواہی کا اختلاف، گواہی سے پھرنا، وکالت، خرید و فروخت کے وکیل، جھگڑا چکانا، وکیل کا برطرف کرنا، خرید و فروخت کا جھگڑا، ایک چیز کے دو دعویدار، لونڈی کی اولاد، قول و قرار، بیمار کا اقرار، صلح کے مسائل، دین میں صلح، نفع کی شرکت، امانت کا بیان، ہبہ کا بیان، ہبہ لوٹانا، اجارہ، اجارہ فاسد، اجیر کی ذمہ داری، متفرقات، مکاتبت، غلام مشترک کی ملکیت، زبردستی کام لینا، بلوغت، غصب کا بیان، شفعہ کا بیان، تقسیم کے مسائل، زراعت کا بیان، درخت کی پرورش، ذبح کا بیان، قربانی کے، ممنوعہ اشیا، بنجر زمین، پانی پینا، شراب کا بیان، شکار کا بیان، رہن کا بیان، قتل کی گواہی، خون بہا، زخموں کی دیت، حمل کا بیان، جانور سے دوسرے کا نقصان، وصیت کے مسائل، وراثت کا مفصل بیان، کیا آپ نے اردو میں ایسی کامل فقہ حنفی کی کتاب آجتک دیکھی ہے

پوری فقہ حنفی کا کامل اسلامی تعلیم، مکمل مسائل کی کتاب اسوقت یہی ہے اور صرف یہی ہے اور مستند تو ایسی کہ بس اس سے آگے کوئی سند نہیں، میرے پاس زیادہ جلدیں نہیں ہیں قیمت مجلد سوا روپیہ محصول ۱۰ ار کل ۱۴ ار حمیدیہ پریس دہلی

اچھوتوں کی سعی اصلاح پر ایک نظر

(نوشتہ حضرت مرزا [illegible])

اس وقت ہندوستان میں اچھوتوں کی اصلاح و حقوق کی تحریک بڑی شد و مد کے ساتھ شروع ہو گئی ہے اتنی شدت کے ساتھ کہ اس نے اپنے بار اور رو بادست سیاسی تحریکات کو بھی ثانوی حیثیت دے دی ہے۔ رفیق ہند کا وہ قائد جلیل جو عرف عام میں اس وقت پوری دنیا کے اندر مہاتما گاندھی کے نام سے پکارا جاتا ہے اور جو کچھ مدت پہلے تک تنسیخ کروانے اقوام ہند کی رہبری و رہنمائی کا تنہا اور واحد کفیل تھا وہ بھی تمام دیگر اور ضروری مشاغل ترک کر کے محض اچھوتوں کی اصلاح پر آمادہ ہو گیا ہے اور جیل خانہ کی کوٹھری میں بیٹھ کر بھی اگر اسے کوئی چیز ملک کے لئے سب سے اہم نظر آتی ہے تو وہ یہی چیز ہے کوئی کہنے کو کچھ کہے اور کرنے کو کتنے ہی دعوے کرتا رہے مگر یہ حقیقت جس طرح ہر زمانہ میں حقیقت رہی ہے اسی طرح آج بھی ایک حقیقت ہے کہ اچھوت ہندو دیت کا جزو نہیں بلکہ ایک جداگانہ قوم ہیں اور ہزار ہا سال تک ایک ملک میں ایک آسمان کے نیچے ہندوؤں سے دوش بدوش رہنے کے ساتھ ان کے اندر ہندو رسم و رواج کی ایک دنیا بس گئی ہے انھیں کے سے نام ہیں اور اطوار میں بھی انھیں کے سے رنگ ہیں اس لئے دنیا کو یہ دھوکہ ہو جاتا ہے کہ وہ درحقیقت ہندو دیت کا ایک ٹوٹا ہوا عضو ہیں۔

علم لسانیت کے مطالعہ سے نیز تاریخی اوراق پر نظر کرنے سے یہ نتیجہ مستنبط ہوتا ہے کہ سنسکرت زبان میں چونکہ دریائے سندھ کو سندھو کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور زبانوں کے چند خاص خصائص و قواعد کے ماتحت لفظ "س" کے "ہ" سے بدلا جاتا رہا ہے اس لئے جو لوگ ہندوستان کی حدود سے باہر رہتے تھے وہ یہاں کے باشندوں کو ہندو ہی کہا کرتے اور ہندو ہی کے نام سے موسوم کرتے تھے خواہ ان کا تعلق کسی قوم اور کسی مسلک و مشرب سے رہا ہو مگر وہ اس دریا کی نسبت سے ہندو ہی کے نام سے پکارے جاتے رہے اس کے علاوہ یہ چیز بھی مسلم ہے کہ فارسی اپنی قدامت و کہنگی میں بہت پرانی اور اہم زبان ہے اور اس کا دور دورہ ایران کی حدود سے نکل کر دور دراز نواحی ممالک پر رہ چکا ہے اس زبان میں ہندو کے معنے ہیں سیاہ فام اور چونکہ ہندوستان ایک گرم ملک ہے اور اس کے خط استوا پر واقع ہونے کے باعث یہاں کے باشندوں کا رنگ نسبتاً زیادہ سیاہ رہا ہے پھر جب وسط ایشیا میں باد پلٹنے کے باعث آریہ اقوام جن کے رنگ گورے تھے بھاگیں اور بھاگ کر ہندوستان میں آباد ہوئیں تو وسط ایشیا والے انھیں بھی دو گونہ اعتبار سے ہندو ہی کہنے اور پکارنے لگے اس سے پہلے تو یہی اقوام ہندو کہی جاتی تھیں جو سندھ کے پرے آباد تھیں اور جن کے رنگ سیاہ تھے مگر اب ان گورے رنگ والے آریوں کے لئے بھی کہ اس ملک میں آباد ہو جانے اور کچھ بھاگ کر آ جانے کے باعث حقیقتاً اور استہزاءً ہندو کہے جانے لگے آریوں نے چونکہ یہاں کے باشندوں پر غلبہ حاصل کر کے اپنے دائمی قیام کا بندوبست کیا تھا اس لئے ان کے اندر فاتحانہ غرور اور مفتوحوں سے تنفر اسی طرح موجود تھا جس طرح ساسانیوں کیانیوں یونانیوں اور رومیوں میں اپنے اپنے عہد اقبال میں مفتوح قوموں کے ساتھ رہا اور جس کا نظارہ برطانیہ عظمیٰ آج سے کچھ عرصہ قبل ہندوستان میں ہی دیکھ چکا ہے کہ اہل ہند سے اتنا تنفر کرتے تھے کہ اس گاڑی میں سفر نہ کرتے تھے جس میں کوئی ہندوستانی موجود ہوتا تھا اور ان کی معاشرت تو آج تک علیحدگی کی مظہر ہے اور خود غرضی کے جذبات ابھی تک نمودار نظر آتے ہیں۔

تفوق و برتری کی دائمی صورت

ایک طویل زمانہ گذرنے کے بعد مذہب میں انہوں نے اپنے اس تفوق کو دائمی صورت دینے کے لئے ذات پات کی تقسیم کھڑی کر دی اور یہاں کے اصلی باشندے یا تو اس حالت میں کر دیئے گئے جس حالت میں آج بھی افریقہ امریکہ اور آسٹریلیا کے نظر آتے ہیں کہ پہاڑوں اور جنگلوں میں ایک برہنہ اور جداگانہ وحشیانہ زندگی بسر کریں یا انھیں ناپاک اور کچھ قرار دے کر علیحدہ طبقہ بنا دیا اور صرف حقیر اور خدمتگاری کے کام ان کے سپرد ہوئے جس سے اس کے سوا ان کا کوئی مقصد نہ تھا کہ یہ ہندوستان کی قدیم قومیں کسی زمانہ بعد میں بھی قوت حاصل کر کے ان سے بدلہ نہ لے سکیں یہی ان کے اچھوت ہونے کی [illegible] ہے ایسے بدقسمت اور بیکسانہ افراد دیگر ممالک میں بھی ہیں مگر یہ نعمت صرف ہندو کو ملی کہ کسی ایک قوم کو تمدنی و معاشرتی حیثیت سے نا معذور کر دیا گیا ہو جو آپ کو ہندوستان کے سوا کہیں نظر نہ آئیگی اور قدامت نے اسے وہ پختگی عطا کر دی۔

اس وقت زمانہ وہ تھا اور اب وہ ہے اس عہد کے آریہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ ایک دن یہی آئے گا کہ ان کی جدائی ہی ان کے حق میں وہ کام کرے گی جو دہریت انسان کے ساتھ نہیں کر سکتا اتنی بات ضرور ہے کہ ان کے اطوار میں بھی شان ہندو دیت کم ہی نظر آتی ہے لیکن ہزار ہا سال کی قربت و ذلت کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہیئے ہمارے طلباء چند سال انگلستان میں رہ کر انگریزوں کے اطوار اس حد تک اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں کہ پورے صاحب بہادر بن جاتے ہیں اور ان کی معاشرت بھی قریب قریب وہی ہو جاتی ہے پھر اگر اچھوتوں میں بالکل بے احساس بنے رہنے پر کچھ ہم رنگی پیدا ہو جائے تو جائے تعجب نہیں۔

تاریخی غلطی کا تاریخی انجام

ان کے ہندو میں جذب ہو جانے کا ایک ہی ذریعہ تھا کہ وہ انھیں ہندو دیت کا ہی قوم میں جذب کر لیں مگر یہودیت کی طرح ہندو دیت بھی ابتدا سے ایک غیر تبلیغی مذہب رہی ہے اور یہودیت نے اپنے زمانہ اقتدار میں کسی قوم کو اپنے اندر جذب کیا اور نہ ہندو دیت کے لوگ انہیں کے گوشت و پوست تھے مگر جب سندھ و جاوا کی طرف سے ان کے خلاف مذہبی تحریک شروع ہوئی تو ہسپانیہ والوں کی طرح کہ انہوں نے ہزار ہا مسلمانوں کو عیسائی بنا لیا انہوں نے بدھوں کو اپنے اندر شامل کرنے کی ہرگز کوئی سعی نہیں کی بلکہ انہیں بیک بینی و دو گوش نکال باہر کیا اور جو اس طرح رہ بھی گئے وہ ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہی رہے چند قرن گذرنے پر سوامی دیانند پیدا ہوئے اور انہوں نے ان کا رنگ دیکھ کر ہندو دیت کے اصول و عمل بدلنے اور ان میں ترمیم کرنے کی کوشش کی مگر وہ ناممکن کو ممکن بنانے کی جدوجہد میں اتنی دور نکل گئے کہ پھر انہوں نے جس ہندو دیت کو زمانہ کے سامنے پیش کیا وہ ایک بالکل علیحدہ چیز تھی ہندوؤں کی طرف سے اس کی شدید مخالفت ہوئی اور بہت ممکن تھا کہ یہ طبقہ جسے آریہ سماجی کہا جا سکتا ہے سکھوں کی طرح ہندو دیت سے بالکل علیحدہ چیز بن کر رہتا یا اس ریلے میں بہہ جاتا مگر یہ طبقہ تھا بہت پر جوش اور اس کے اندر بڑے بڑے سرگرم اور لائق شخص پیدا ہوئے جنہوں نے بلا کسی امتیاز کے ہندو دیت کی عظمت ان پر واضح کر دی اور دوسرے مذاہب سے مقابلہ ہوا اس طرح کسی کو ان سے مخالفت کرنے کا حوصلہ پیدا ہونے کی جگہ [illegible] ہو گئی یہی وہ صدمہ تھا جس کی چوٹ لگی اور [illegible] جانے لگے۔

آریہ سماجی ... [illegible] ... خیال ...
اسکولوں کی کامیابی ... [illegible] ...
کا منصب ہی بلا شبہ ایک ... [illegible] ... ساتھ
ایک چیز نظر آتی ہیں جو سب سماجی مذہبی کے اپنے اصول مساوات [illegible]
افضلیت پیدا ... اچھوت ... مساوات ہندو شدھی کی حمایت
بہت پیچھے ... اتحاد اور صداقت کی تائید ... انہوں نے قاعدہ خدمات انجام دیں
اگر مسلمانوں پر ... اعتراضات ... اس فرقہ میں تعصب کا زہر نہ پھیلایا
کے ساتھ سرایت ... ہوتا تو یہ اسلام کے بہت قریب ہوتا اور مسلمان ان سے
محبت و قربت کے ساتھ رہ سکتے ... ہوا اس کا جلد ہی سب سے پہلے تبلیغی رنگ اختیار
کیا شدھی کی تحریک جاری کی اور مساوات کا اصول ہندوؤں کے سامنے شدومد کے ساتھ
پیش کیا ہندوؤں نے اصلاح سے اتحاد کیا اور سمجھ سکتے تھے مگر چونکہ ان سے اور مسلمانوں
سے سیاسی اقتدار کے حصول کی سعی کے سلسلے میں ملک کے اندر ایک کشمکش شروع
ہو چکی تھی اور اس شدھی کا اور ان کی سرگرمیوں کا اثر زیادہ تر مسلمانوں پر پڑ رہا تھا
اور صاف نظر آرہا تھا کہ ہندوؤں کی حمایت کی جارہی ہے اور یہ مسلمان ہیں اس لئے
وہ بھی خاموش نہ رہ سکے اور پھر انہیں ان مقابلوں، کشمکشوں اور ہندو مسلم کے
جھگڑوں، آبادی کے خونخواروں سے ہندو مسلم سوالوں اذان اور باجوں کے ہنگاموں
ذبح بقر کے قصوں اور شدھی و سنگھٹن کے جلسوں نے الجھائے رکھا اور یہ سب چیزیں
سماجی تحریک و مقبولیت کے اسباب بنتی چلی گئیں اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ
رفتہ رفتہ شدھی کے ناجائز ہونے کا احساس و خیال تک ہندوؤں کے دلوں سے
اٹھ گیا اور وہ اسے برا سمجھنے کے بجائے اس کی ترقی و فروغ سے خوش ہوتے ہیں۔

سماجی تحریک اور اچھوت

ہم کہہ چکے ہیں کہ سماجی ہندوستان میں بہت زیادہ اقلیت میں ہیں مگر ایک منظم
اور فعال قوم ہونے کے باعث وہ اقتدار و اثر زیادہ حاصل کر گئے ہیں کثیر تعداد ہندوستانی
ہندو کی ہے جو سماجی اصول و عوامل کو ہرگز پسند نہیں کرتے اور ویدوں اور شاستروں کے
پابند ہیں جنوبی ہند اور بنگال ان کا گڑھ ہے اور یہاں حالت یہ ہے کہ بعض بعض
مقامات پر تو اچھوتوں کے سائے تک سے نفرت کی جاتی ہے ان سے گفتگو تک کرنا ناپاک
ہو جانے کے مترادف ہے اور ان کے لئے سڑکیں بھی جداگانہ ہیں۔

کمیونل ایوارڈ کے فرقہ وارانہ فیصلہ کے بعد ہندو میں ایک اضطراب پیدا ہوا اور اچھوتوں کی
جداگانہ نیابت کو انہوں نے اپنے اقتدار پر ایک ضرب سمجھا، چھوت تھے ہی علیحدہ اور
جدا ہوں مگر ان کے ہندو کہلانے میں فائدہ ضرور تھا کہ ہندو ہندوستان کی سب سے
بڑی اور سب سے مستقل قوم خیال کئے جانے لگے تھے اب اگر اچھوت سیاسی حیثیت سے
بھی علیحدہ ہوتے ہیں تو ملک میں ان کے اقتدار پر شدید ضرب پڑتی ہے اور جماعت کمزور
ہوتی ہے اس خیال نے ہندویت کی دنیا میں ایک آگ سی لگا دی انہوں نے دیکھا کہ
اچھوت خود بھی مضطرب ہیں اور اس روشنی اور تہذیب کے زمانہ میں انہیں ذلت کے
اچھوت پن کے ساتھ رہنا گراں گذرتا ہے اگر اس وقت انہیں ہموار نہ کر لیا گیا تو یہ
ہاتھوں سے نکل جائیں گے ... اقتدار ... ہو جائے گا اس لئے ہندوؤں
نے فوراً ... سے کام لیا ... [illegible] ... انہوں نے بہت
دکھ اٹھائے ... [illegible] ... گاندھی جی کی بات بڑی
عزت ... [illegible]

ہیں کہ اصول و معانی کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھا سکتے ... اپنا لئے تو دھرمی اصول
پیچھے پڑ گئی تھی اور خود ان کے ہم ... [illegible] ... نہیں
وہ سیاسی حیثیت سے برباد ہو جاتے ہیں وقت ... [illegible] ... ہندو
کے منصوبے ... آتا ... طرف سے ... [illegible]
تھا اور قائم کیا جا سکتا تھا اور نہ مذہب کا استخفاف کر کے ہندو ... کی سند
حاصل کی جا سکتی تھی انسان کی علیحدگی گوارا کر کے اپنی سیاسی حیثیت کو ... [illegible]
یہی انقلابی وجہ ہے کہ ایک طرف گاندھی جی نے ... ملک کے تمام
ہندوؤں کے جذبات و احساسات میں ... پیدا کئے دوسری طرف تمام ہندو قائدین ...
کیلکر مسٹر جیکر مسٹر ... [illegible] ... جو آج گاندھی جی کی مخالفت میں ...
کھڑے ہیں سب ان میں آگے ... گاندھی جی کی شہرت عظمت اور اقتدار ...
دے دیکر انہوں نے ایک طرف اچھوتوں پر مصالحت ... کے لئے زور ڈالنا شروع
کیا اور دوسری طرف ملک میں پر شور پروپیگنڈا کا ... اور حکومت کے ارباب
حل و عقد بھی ... کر رہے ہیں وہ جو ... جانتے تھے کہ آج
نہیں تو کل اس کے اثرات ضرور سیاسیات میں مؤثر ہوں گے اور ان کا ... اچھوتوں
کو ساتھ ملا کر ملک کی ایک بہت بڑی اور معتدبہ اکثریت ہو جانے ... کے
سیاست میں بہت کچھ ... قائم ہو گیا ہے اور جسے انہیں شکست دینا مقصود ہے
وہ اگر آج نہیں تو کل ضرور ... ہو کر رہے گا اس لئے انہوں نے ... طور پر ہندوؤں
اور اچھوتوں کے معاہدہ کو تسلیم کر لیا اور کچھ عرصہ کے لئے ... قضیہ ختم ہو گیا۔

اچھوتوں کیلئے ہمرنگ زمین جال

یہ اچھوتوں پر ... الزام ... کی مساوات واضح ... ضرورت تھا
کہ گاندھی جی کوئی چیز ان کے سامنے پیش کرتے تاکہ یہ ... طور پر ... ہوا
اور قومی حیثیت سے ہندوؤں کے ساتھ جڑا طبقہ ان کے جسم قوم کا ایک عضو بنے
یہاں ہم یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ گاندھی جی اور دیگر ہندو لیڈروں کا یہ اقدام
عمل کوئی مقتضائے قومیت نہ تھا بلکہ ایک مہربان فرقہ پرستی تھی جو ... [illegible]
اس نازک سیاسی دور میں اتحاد اقوام ہند کے لئے ایک ... یہ بات ... [illegible]
وہ اتحاد ہندویت کے لئے ... بڑھ ... جاتا ہے کہ ... کا اعلان کر دیتا ...
جو سیاسی انہماک کو چھوڑ کر اچھوتوں کا ہو کر رہ جاتا ہے اگر انہیں واقعی اچھوت پن کی
لعنت کو ہندوستان کی سرزمین سے مٹا کر دور پھینکنا مقصود ہوتا تو ... [illegible]
فعل تو ایک طرف عالم انسانیت کی ایک بڑی خدمت سمجھتے مگر یہاں تو جو کچھ ... [illegible]
کے ایک طبقہ اور ایک فرقہ کے اقتدار کے قیام کے لئے ہو رہا تھا اور ملک کی تمام تحریکات
سیاسی کو چھوڑ کر ہو رہا تھا یہ اگر کوئی خدمت تھی تو ہندویت کی تھی نہ کہ اچھوتوں کی یا
ملک کی اور عالم انسانیت کی تھی جب ان کی طرف سے ... کے بعد ... اس کے اندر
سے ... ایک ... اور اس کی یہی عالمگیر مخالفت شروع
ہوئی تو حقیقت کا آفتاب ... پر اصلیت ظاہر ہو گئی اور خود
ڈاکٹر امبیڈکر یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے کہ۔

" اس ملک کی موجودہ حالت میں حمایت نہیں کی جاسکتی ... اصول یہ ہے کہ اگر کسی مندر
کے گرد و نواح میں بسنے والے ... اکثریت ... انتخابات میں ...
کا حق ہو یہ فیصلہ کرے کہ اس مندر میں اچھوتوں کو داخل ہونے کی اجازت دی جائے تو اس
مندر کے ... یہ فرض ہو گا کہ وہ اس فیصلہ کو قبول کر ... اس میں کوئی ... [illegible]

نہیں جو انقلاب پیدا کر سکے اگر سناتنی ہندو پر شدھ ہوں تو وہ صدائے احتجاج بلند کرنے میں پیش پیش نظر رہیں گے کیونکہ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ عام ہندوؤں میں اکثریت انہی کی ہے بل تو اچھوتوں کے داخلہ کی مخالفت کر خلاف قانون جاری تسلیم نہیں کرتا اگر بالفرض ہندوؤں کی اکثریت داخلہ کے خلاف فیصلہ کر دے تو تمام غیر شدہ کچھ جاتا ہے رائے دہندگی کی اکثریت کی حمایت بالکل ایک موہوم خیال ہے اور اس بل سے کوئی نتیجہ ہی پیدا نہ ہوگا اچھوت اقوام تو ایک ایسا مذہب چاہتی ہیں جو انہیں اچھوت نہ سمجھے بلکہ سوسائٹی میں برابری عطا کرے۔

ایسا مذہب تو اسلام اور صرف اسلام ہی ہو سکتا ہے لطف یہ ہے کہ اس کے ہی تمام سناتنی خلاف ہیں۔ ورنہ گاندھی جی جیسا لیڈر بھی ان کی صف میں کھڑا ہوا ہے اور مسٹر گاندھی و سناتن کے حقوق تسلیم کرنے سے تو خود گاندھی جی بھی انکار صریح کر چکے ہیں بہرحال ہندو نمائندوں کی مخالفت اور چالوں سے یہ بل ہی اسمبلی میں پیش نہ ہو سکا اب صرف اچھوتوں بلکہ پوری دنیا پر یہ راز کھل گیا ہو چکا ہے کہ اچھوتوں کو فریب دیا گیا اور انہیں مساوی درجہ دینے پر ہرگز تیار نہیں۔

ہندو ازم کی تقویت کا سامان

حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ کیا گیا اور کیا جا رہا ہے اس سے اچھوتوں کا فائدہ ہرگز مقصود نہیں ہندو انہیں مطلقاً ہندو نہیں سمجھتے بلکہ وہ انہیں محض سیاسی حقوق حاصل کرنے اور اپنی مردم شماری بڑھانے ہی کے لئے ساتھ ملائے رکھنا چاہتے ہیں اور یہ ممکن نہیں کل کی بات ہے کہ طول و عرض ہند میں اچھوتوں کی حمایت میں کس شد و مد کے ساتھ پروپیگنڈا کئے جا رہے تھے ایک صف میں بیٹھ کر پوریاں اور لڈو اڑا رہے تھے اعلان ہو رہے تھے کہ آج فلاں صوبہ کا مندر ان کے لئے کھول دیا گیا اور کل فلاں مقام کا لیکن یہ سب چالیں محض فریب ثابت ہو کا یہ ایک کتے اور ایک بلی کو گھر میں داخلہ کا حق حاصل ہو مگر اچھوت کا زہرہ نہیں جو دہلیز پر بھی قدم رکھ سکے۔ ہم ہندو رہنماؤں سے پوچھتے ہیں کہ آخر ان طریقوں سے کب تک کام چلے گا اور چھ سات کروڑ افراد کی پوری کی پوری قوم کب تک بیوقوف بنائی جا سکتی ہے ان حالات اور نفرت انگیز پابندیوں میں دیکھ لیجئے کہ ان کا رشتہ آپ کے مقاصد سیاسی کی تقویت کا سامان بنے رہ سکتے ہیں انجام اس کا ہو گا کہ ختم ہی کرنا پڑے گا اور اچھوت علیحدہ ہو کر رہیں گے اور رہیں گے کیونکہ جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ وہ تو ایک بھاگتا ہوا قوم ہی ہے ان کی مفلسی و جہالت سے ہندو ناجائز فائدہ حاصل کرتے اور اپنا اقتدار حکومت سے منوانے رہے۔

اگر آج ہندو زعماء غور و فکر سے کام لیں تو انہیں احساس ہو سکتا ہے کہ اس تہذیب و روشنی کے دور میں جو زمانہ کے ساتھ اگر کوئی مذہب چل سکتا ہے اور ہر اعتبار و حیثیت سے کسی مذہب کو مکمل اور صحیح مذہب کہا جا سکتا ہے تو وہ اسلام ہے۔ غور میں ہیں کہ ہر اسلامی درخت کی خوشہ چینی کرتی اور اس کے نقش و نگار سے اپنے کاشانوں کو مزین نہیں مکمل بناتی چلی جاتی ہیں وہ سوچیں تو آخر کب تک اس طرح کام چلا سکیں گے نیز مکمل و خدائی مذہب وہ ہے جسے کسی زمانہ میں بھی کسی دوسرے مذہب یا فلسفہ سے کچھ لینے کی ضرورت داعی نہیں ہوتی یا وہ مذہب جو آئے دن فلاں خلع، وراثت، نکاح، بیوگان، تعدد ازدواج اور مساوات وغیرہ کے اصول اسلام سے اخذ کر رہے ہیں کیا ربانی اور سچے مذہب کو بھی کسی زمانہ میں کسی چیز کی ضرورت محسوس ہو سکتی ہے جو مذاہب منسوخ کئے جا چکے یا جو محض انسانی دماغ کی کرشمہ سازی کا نتیجہ ہیں ان میں ضرور خامیاں رہیں گی مگر خدا کا بنایا ہوا اور بھیجا ہوا مذہب کسی کا محتاج ہو کر نہیں رہ سکتا اس بیسویں صدی میں دنیا کے اندر رنگ و نسل اور مذہب و ملت کے سبب اختلافات موجود ہیں اور ایک ہی کمیشن کے اندر موجود ہیں مغرب میں تو غریب کو کوئی نہیں پوچھتا گورا کالے سے نفرت کرتا ہے سرخ زرد سے بیزار ہے اور ہندو اچھوت سے نفور ہے عبادتگاہیں علیحدہ پرستش و پوجا

کہیں ایک جگہ [illegible] اسلامی مساوات [illegible]

اسلامی مساوات

[illegible] سب ایک ہو جاتے ہیں [illegible] نہیں سب ہم جانتے ہیں اور بڑے بڑے [illegible] ایک ہی دستر خوان پر کھا سکتے ہیں سب ہم باہم شادی بیاہ ہو سکتی ہیں آج تمام نسل پر سب ایک ہی طرح کا لباس پہنتے اور ایک ہی انداز سے کھانا پکاتے ہیں اور اس وقت کوئی تمیز نہیں رہتی کہ کون آقا ہے کون غلام کون شاہ ہے اور کون گدا کسی کو کسی پر فضیلت نہیں اگر غلام تقویٰ میں ممتاز ہے اور بادشاہ احتیاط نہیں کرتا تو اسلام کے نزدیک وہ اس بادشاہ سے ہر طرح افضل ہے کوئی مذہب ہے جو اس مساوات اور اس برابری کا دعویٰ کر سکے اور جس میں امرا کش اور حبش کے مسلمان کے اندر کسی اعتبار سے بھی کوئی فرق نظر نہ آئے تاریخ اس حقیقت کی شاہد ہے کہ اسلام کی تعلیم ہر زمانہ اور ہر آن کے لئے موزوں ہے اور اس کے آئین و قوانین جس دور میں ہوں نہایت ہی معقول اور فطرت انسانی پر مبنی ہیں اور مسلمانوں کو کبھی اور کسی زمانہ میں بھی اپنے مذہب کے کسی آئین میں بھی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت لاحق نہیں ہوئی۔

حضرت بلال افریقہ کے حبشی پیدائشی غلام کالے کلوٹے شکل بد رنگ نہ کوئی خاندان کا شرف اور نہ نسلی خصوصیت مگر اسلام قبول کرتے ہی وہ اسلام کے نامور فرزند اور جملہ اسلامیان عرب کی آنکھ کا تارا بن جاتے ہیں جس دن آپ کا وصال ہوتا ہے اس دور کے باجبروت و جلیل الشان فرمانروا حضرت عمر فاروق منبر پر کھڑے ہو کر بادیدہ نم فرماتے ہیں سے

اٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا　　اٹھ گیا آج نقیب علم پیغمبر

اس سے زیادہ مساوات کا منظر دنیا کا کوئی اور مذہب بھی پیش کر سکتا ہے حضرت اسامہ بھی ایک غلام ہیں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عساکر شام پر یلغار کرنے والی اس جرار اسلامی فوج کا جرنیل منتخب کرتے ہیں جو بڑے بڑے ممتاز خاندانی افراد اور افسروں پر مشتمل تھی غلام زادہ حضرت زید سے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنی پھوپھی زاد بہن سے نکاح کر دیتے ہیں دنیا میں کوئی قوم بھی اس نوع کی نظائر اپنے اندوختہ تاریخ سے نکال کر پیش کر سکتی ہے۔ واقعہ خلافت فاروقی کا رئیس اعظم اور رئیس زادہ جبلہ غسانی اسلام قبول کر کے خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہے اتفاق سے اس کے احرام کا ایک کونہ کسی غریب مسلمان کے پاؤں تلے دب جاتا ہے وہ اسے گستاخی اور بے ادبی پر محمول کر کے دہیں اس کے رخسار پر طمانچہ رسید کرتا ہے یہ حضرت فاروق اعظم سے برافروختہ ہو کر شکایت کرتا ہے آپ بلاتکلف حکم دیتے ہیں کہ یہ شخص جبلہ کے منہ پر طمانچہ مارے اپنا بدلہ لے جبلہ بولا کہ حضرت ہمارے یہاں تو ایسا شخص گردن زدنی قرار پاتا ہے۔ آپ جواب دیتے ہیں کہ کیا جاہلیت کی باتیں کرتے ہو اسلام نے سب پست و بلند ایک کر دیئے تمہیں حکم کی پابندی کرنی ہو گی۔

ایک شخص دربار خلافت میں استغاثہ کرتا ہے کہ فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص کے بیٹے نے کوڑے سے مارا حکم ہوتا ہے کہ اچھا تو بھی بدلہ لے اور کی پشت پر وہی کوڑا مار کہ غلط نہیں جتا بلکہ دوسا شرفی پھر اس سے معافی مانگ لیتے ہیں اور اپنا حق حاصل کر کے ہیں جب حضرت بلال کو شادی کی ضرورت ہوتی ہے تو آپ اعیان و اشراف کی ایک مجلس میں کھڑے ہو کر اپنی ضرورت کا اظہار کرتے ہیں کہ میں غلام ہوں غلام زادہ ہوں دولت و علم سے بھی بہرہ نہیں ہے کوئی جو مجھ کو اپنی قرابت سے عزت بخشے کی گردنیں جھک جاتی ہیں اور ہر طرف سے منظوری کی آوازیں آنے لگتی ہیں یہ مذہب ہے ربانی و الہامی یا وہ مذہب جو چاہے ہیں جیسے انسان کو کتے بلی سے بھی بدتر سمجھتے ہیں مگر افسوس آج مسلمان نہایت غفلت اور بے حسی کے پڑے ہیں اور انہیں اپنے مذہب و ملت کی آن اور بہبود کی قطعی پروا نہیں جتنی دیگر لوگ بغیر زنقائص نما ہیں گے پروپیگنڈا کر رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے نقصان عظیم پہنچ رہا ہے اور بڑا اعلان کرتے رہتے ہیں کہ سیاست مذہب کی کوئی چیز نہیں مگر جب اقتدار حکومت آتا ہے تو

ہندوستان کے اچھوتو اسلام کی آغوش میں پناہ لو

از جناب مولوی سید منیر الحق صاحب مرتب کتاب اسلام

اس حقیقت کا علم خواہ کسی کو ہو یا نہ ہو لیکن یہ حقیقت ہے اور آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے تفریق اور گروہ بندی کی کیچڑ میں دھنسی ہوئی دنیا کو اخوت و مساوات اور یگانگت کا پیغام دیا جن لوگوں نے اس پیغام کو دل کے کانوں سے سنا اور اسلام کی اطاعت کا طوق اپنی گردنوں میں ڈال لیا ان کو ایک بلند سطح پر لا کھڑا کیا شاہ و گدا کو ایک ہی صف میں دوش بدوش سجدہ ریز کر کے عملاً بھی دکھا دیا کہ انسانی اخوت و مساوات کو یوں قائم کیا کرتے ہیں اسلام کا یہ پیغام مساوات عملاً اور علماً اس شدت اور قوت کے ساتھ دنیا میں پھیلا کہ ہر قوم اس آسمانی صداقت کے سامنے سرنگوں ہو کر اس امر پر مجبور ہو گئی کہ اسلام کی کتاب حیات سے ایک ورق پھاڑ کر اپنی مذہبی کتاب میں جگہ دیتی دے اور یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم خود ہی مساوات کی حامی بنکر ذلیل اور حقیر انسانوں کو دھوکہ دے اور اصول مساوات سے ناجائز فائدہ اٹھائے چنانچہ آج جو ہندو اچھوتوں کے ساتھ مل رہے ہیں اور اپنے مذہبی نقد مساوات دہرم شاستر کو بالائے طاق رکھ کر چھوت چھات کی تفریق مٹانا چاہتے ہیں اس سے اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہیں، بتلائیے اس ہندو دہرم میں جس میں اچھوتوں کو انتہائی ذلت و پستی کے غار میں دھکیل دینا ہی مذہبی فرض ہو اس میں یہ نمائشی مساوات پسندی کہاں سے آئی اگر یہ اسلامی تعلیمات کا اثر نہیں تو اور کیا ہے۔

چھوت چھات مٹانے اور مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کی جو تجویزیں اور کوششیں ابتک بروئے کار آ چکی ہیں ان کی کامیابی اور ناکامی کا اندازہ اچھوت قوم کے مشہور لیڈر ڈاکٹر امبیدکر کے ایک طویل بیان سے لگائیے جسکا حسب ذیل فقرہ معزز اخبار ریاست سے لیکر پیش کرتے ہیں۔

"اگر چھوت چھات گناہ، پاپ، اخلاق سے گری ہوئی رسم ہے تو اسے کسی قسم کے تامل کے بغیر تباہ کر دینا چاہیے خواہ ہندوؤں کی اکثریت اسے قائم رکھنے کی حامی ہو ہندو ہوں کو اچھوتوں پر کھولنے یا نہ کھولنے کا معاملہ آپ سے تعلق رکھتا ہے اس بات کے لئے مجھے جدوجہد کرنے کی چنداں ضرورت نہیں اگر آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ انسانی شخصیت کی تقدیس و تکریم نہ کرنا بداخلاقی ہے تو مندروں کے دروازے کھول کر اپنی شرافت نوعی کا ثبوت دیں اگر آپ شریف انسان بننے کے بجائے صرف ہندو رہنا چاہتے ہیں تو دروازے بند رکھیں اور جہنم میں جائیں میں مندروں میں داخل ہونے کے لئے بیتاب نہیں۔

اچھوت قومیں اس ذلت کو دور کرنے کے قابل نہیں جو ان کے گلے منڈھ دی گئی ہے لیکن انہوں نے عزم صمیم کر لیا ہے کہ وہ ایسے مذہب کو برداشت نہیں کرینگے جو ایسی ذلتوں کا علمبردار و حامی ہو۔"

جب تک ذات پات کی تقسیم ہندو دہرم کا ایک اٹل عقیدہ ہے اس وقت تک اچھوتوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جائیگا لہٰذا اس صورت میں بھی اس عقیدہ کو قائم رکھتے ہوئے اچھوتوں کا یہ کہنا کہ ہم ہندو ہیں اپنے منہ سے اپنی ذلت کا اعتراف کرنے کے مترادف ہے یہ الفاظ ایک ایسے مجسمہ ذل سے نکلے ہوئے اور ایک ٹھکرائے ہوئے طبقہ کے بہتے رہنما کے ہیں جو اسلام کی قبولیت اور مساوات و رفعت کی ترجمانی کر رہے ہیں مگر ڈاکٹر صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ جس چیز کو اختیار کرنے کی پوری تلاش کر رہے ہیں وہ اگر نہیں تو مسلمانوں کے یہاں اگر آپ کا ہاتھ کوئی عزت و حرمت اور انتہائی خلوص و محبت کے ساتھ تھامے گا تو اسلام۔ اگر آپ کے طبقہ کو انتہائی پستی و ذلت کی گہرائیوں سے نکال کر اوج عزت پر پہنچائے گا تو یہی نوع انسان کا سچا اور حقیقی ہمدرد اسلام جس نے گرے ہوؤں کو اٹھا کر بادشاہوں سے اونچا کیا ہے اور ٹھکرائے ہوؤں کو سینے سے لگایا ہے اگر آپ کے چھینے ہوئے حقوق کوئی واپس دلائے گا تو یہی مذہب جو ستم رسیدہ مظلوموں کا ملجا و ماویٰ اور غاصب انسانوں پر ایک چمکتی بجلی بنکر گرا اور ایک جھلکی بجانے میں ذلیل و حقیر کمزور اور بے بس انسانوں کے حقوق دلا گیا اور اگر آپ کو شرافت نوعی اور انسانی شخصیت کی تقدیس و تکریم ملیگی تو اس مذہب میں جس نے تمام اونچ نیچ، بیرونی تفریق اور اندرونی و اصلی کے باطل امتیازات یہ کہکر مٹا دیئے کہ عربی کو عجمی پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں خلقکم من نفس واحدۃ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہوئی" اور جس نے قوموں کے دعوےٰ انانیت اور غرض شرف و فضیلت کو یہ کہکر خاک میں ملا دیا کہ "تم سب بشر ہو اور خدا کے سامنے سب کے سب عاجز و درماندہ اور سرافگندہ" نہ کوئی پرماتما کے مکھ سے پیدا ہوا اور نہ کوئی پیدائشی کتا اور ازلی گنہگار ہے"

اسلام کا پیغام اچھوتوں کے نام

اے ٹھکرائے ہوئے صدیوں سے زبا ستائے ہوئے اور ایک کتے سے بدتر سمجھے ہوئے اچھوت! تجھے کس جرم اور گناہ کی کے سبب اونچی ذات والوں نے پستی و ذلت کے غار میں گرا دیا گیا اسلئے کہ تو ان کے گھروں کو نجاستوں سے پاک کرتا ہے کیا تیری خطا یہ ہے کہ تو ان کی خدمتیں کرتا ہے اور ان کی ضروریات کو پورا کرتا ہے کیا تو خدا کی مخلوق نہیں کیا تجھ میں روح انسانی نہیں اور کیا تجھکو خدا نے اسلئے پیدا کیا ہے کہ تیری اسمعتل کی دنیا ہمیشہ کالی رہے تجھے ہر طرف سے دھتکارا جائے تجھ پر مندروں کے دروازے بند کر دیئے جائیں تجھے خدا کی عبادت تک کا حق نہ دیا جائے تیرے کانوں میں دہرم کی آواز نہ پہنچنے دی جائے تجھکو کنوؤں پر نہ چڑھنے دیا جائے تیری ہوا تک سے بچا جائے اور تجھے ہمیشہ یونہی ذلیل و خوار رکھا جائے۔

غریب خوردہ اچھوت اور خدا کی ستائی ہوئی مخلوق! اگر تو اس ذلیل اور پست حالت سے نکلنا چاہتا ہے اگر تو اپنی پیشانی سے نفرت و حقارت کا داغ دھونا چاہتا ہے اگر تو حیوانی درجہ سے نکل کر انسانی شرف و اعزاز کے مرتبہ پر فائز ہونا چاہتا ہے اور اگر تو دنیا میں عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے تو تیرے لئے ایک ہی دروازہ ہے جہاں تجھے انسانی تقدیس و تکریم، انسانی شرف و فضیلت اور راحت و آسائش کا قدرتی حق بغیر مانگے ملیگا اور تیرے لئے ایک ہی مذہب ہے جو تجھ پر نوبہار بنکر برس سکتا ہے تیری کایا پلٹ کر سکتا ہے تجھ پر دینی و دنیوی آزادی و ترقی کی راہیں کھول سکتا ہے اور تیری زندگی کو آسان بنا سکتا ہے یعنی مذہب اسلام جس نے شاہ و گدا امیر و غریب اونچ نیچ اور شریف و حقیر سب کو ایک ہی سطح پر لا کھڑا کیا گرے ہوؤں کو سینے سے لگایا اور گداؤں کو عالم کا سلطان بنایا۔

اگر تو اپنی روح کو کفر و شرک کی غلاظت سے پاک کر کے اور اپنی باطنی آلودگیوں کو بہا کر سے دھوئے تو تیرا جسم بھی پاک ہو جائیگا اب تو تیری ظاہری نجاست کو سات سمندر بھی نہیں دھو سکتے گو تیرے جسم پر چاہے جتنی خوشبو ملے تیاری کرا ایک سوتا تیری نجاست کو دور

کر دیگا۔ اگر تو آغوش اسلام میں آجاتا ہے تو بجز اس کے تمام دینی مسیاسی اور معاشرتی حقوق مل جائینگے جو ایک پیدائشی مسلمان کے ہیں تیری عزت تمام مسلمانوں کی عزت ہوگی اور تیری ذلت تمام مسلمانوں کی ذلت ہوگی تیری ہمدردی اور حفاظت تمام مسلمانوں کا فرض ہوگا اور تیرے دکھ درد میں کل عالم اسلام شریک ہوگا تجھے یہ حق ہوگا کہ مسجد میں نماز کی اگلی صف میں جا کھڑا ہو کسی سید یا شیخ مغل یا پٹھان کی طاقت نہیں کہ تجھے حقارت سے دیکھے۔

تو جس دروازہ پر حقوق انسانی کی بھیک مانگنے گیا تھا وہاں سے جواب مل چکا ہے کہ نفع یا شک کی لفظی نہیں مٹائی جا سکتی تو کیوں مندرد اگر کہا جاتا ہے کیوں نہیں اس دنیا کی طرف رجوع کرتا جس نے تجھے حلال خور کا معزز لقب دیا۔

اگر ہندو دھرم تجھے مذہبی اسیاسی اور معاشرتی حقوق و مراعات دیتا ہے تیرے دکھوں کا علاج ہے اور عزت کے ساتھ جینے کا تمہ ہے تو بیشک تو اس مذہب کو بدل و جان قبول کرلے اگر عیسائیت میں تجھے یہ چیز نظر آتی ہو تو شوق سے اس کی اطاعت کا حلقہ اپنی گردن میں ڈال لے اور اگر سکھ مذہب تجھے پیارا ہے اور وہاں تجھے حقیقی عزت ملتی ہے تو بے کھٹکے آمرت چکھ لے لیکن اگر صدیوں کی ذلت اور خود فراموشی سے تیری ذہنیت مسخ نہیں ہو چکی اور تو عقل و دانش کو بالکل جواب ہی نہیں دے چکا تو بنا وٹ و حقیقت کی جانچ پڑتال کرے کنکر اور جواہر ریزوں میں تمیز کر پتھر اور لعل میں فرق کر اور دوست و دشمن کو عقل کی کسوٹی پر پرکھ لے اس کے بعد جو مذہب تیری عزت و سر بلندی کا ہمیشہ سے ہی کی طرف جھک جا۔

مگر یاد رکھ تیرا آخری سہارا اور ماویٰ حقیقی ہمدرد و سرپرست، اصلی خیر خواہ و شفیق معلم محبت و ہمدردی کا دلنواز مجسمہ امن و تہذیب کا فرشتہ اور حریت و مساوات کا داعی وہ اسلام ہی ہے اگر آج تو اس کی آواز کو نہیں سنتا اور اپنے شفیق معلم کو نہیں پہچانتا تو ایک دن ضرور اس حقیقت کو تسلیم کرنے اور اسلام کے دروازہ پر جھکنے کے لئے مجبور ہوگا جب تیرے فطری حجابات دور ہونگے اور زمانہ کی ٹھوکریں تیری آنکھیں کھولیں گی تو اس وقت تجھے حقیقی عزت و کامرانی کی وہی راہ نظر آئیگی جو آج تیرے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔

مسلمانوں کا فرض

اسلام سے قبل انسانیت قبیلہ، قومیت اور وطنیت کے ہاتھوں ذلیل و خوار اور جاہ طلبی نسلی اور جنسی تفوق و غرور اور تکبر و انانیت کی آگ ہر طرف شعلہ زن تھی اور خاندانی لوگوں نے ہر طرح کی عزت و بڑائی اپنے لئے مخصوص کر لی تھی ایسی حالت میں اسلام دنیا میں آیا اور اخوت و مساوات کے پاکیزہ اصول پیش کئے اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنایا کہ بلا شبہ تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ جس نے نسلیت وطنیت قومیت وغیرہ کے تمام بتوں کو پاش پاش کر دیا اور تمام انسانیت کی اخوت و مساوات کی بنیاد انسانیت اور تقویٰ پر رکھی اور منزل کی بنیاد پر استوار کیں اور اس راہ میں جو چیزیں بھی حائل تھیں ان کو مٹا دیا یہی وہ اخوت و مساوات اسلام کا امتیازی نشان ہے اگر اسلام دنیا میں نہ آتا تو انسانی شخصیت کی تقدیس و تکریم ایک بے معنی چیز اور مطلب پرستی ہوتی۔

اسلام دنیا میں اتنی جلدی پھیل گیا اور انسانی قلوب و دماغ کو مسخر کرتا چلا گیا اس کی اشاعت و ترقی میں جو چیز سب سے زیادہ موثر، دلنشین، مسحورکن اور بے پناہ جادو ثابت ہوئی وہ اسلامی اخوت و مساوات تھی جو ایک ایسا جادو اور سحر تھا جس نے اقوام و ممالک کو ایک اقل قلیل مدت میں مسخر کر لیا اور اسلام انسانی قلوب میں گھر کرتا چلا گیا اگر مسلمان اخوت و مساوات کا پیغام اقوام و ممالک میں اسی جوش اور سرگرمی کے ساتھ پہنچاتے رہتے جس کا ثبوت ہمارے اسلاف نے دیا تھا تو دنیا میں شاید آج ایک بھی اچھوت نظر نہ آتا اور یہاں ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد بجائے آٹھ کروڑ کے سو کروڑ ہوتی۔ مسلمانو! تمہارا یہ فرض تھا کہ اسلام کا یہ پیغام گھر گھر پہنچاتے اس جادو کے ذریعہ غیروں کو اپنا بناتے گرے ہوؤں کو اٹھاتے ذلیلوں کو عزیز بناتے دنیا کی پستی و ذلت کو عزت و رفعت سے بدل دیتے اور دنیا کو عملاً یہ نقشہ دکھا دیتے کہ

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز | نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز | قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز

جب تری راہ میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

پس اس وقت تمہارا سب سے زیادہ مقدم اور اہم فرض یہ ہو کہ تمہارا ہر فرد اسلام کا سپاہی مبلغ اور مجاہد بنکر اخوت و مساوات کا پیغام اچھوتوں تک پہنچا دے۔

ہماری تبلیغی انجمنیں کب بیدار ہونگی

اس وقت اچھوتوں کا مستقبل تاریک ہم وہ حقوق انسانی حاصل کرنے کے لئے پریشان ہیں اور ان کی امیدوں کی دنیا کالی ہے اور اسلام کے لئے موقع ہے کہ وہ اچھوتوں میں اپنا نور پھیلائے اور ان کے قوائے فکری پر اپنی حکومت قائم کرلے وقت آگیا ہے کہ اسلام اقوام عالم کی نجات و رستگاری کے لئے اپنے آپ کو نمایاں کرے تمام اقوام میں اپنی اشاعت کا ایک وسیع جال پھیلائے اور گرے ہوؤں کو ہاتھ تھام لے کیونکہ اسلام کی مقبولیت کا ایک بڑا میدان ہموار ہو گیا ہے اور اسلام کے پیغام مساوات کا انتظار کر رہے ہیں مگر معلوم نہیں ہماری تبلیغی انجمنیں کب بیدار ہونگی اور اچھوتوں کے پاس یہ پیغام لیکر جائینگی۔ مزید

مصر میں محمد عربی ﷺ کے غلام

(از جناب [illegible] صاحب [illegible])

جب اسلام کا نخل [illegible] بدولت اخلاقی قوت و شوکت اور فضائل و محاسن لئے ہوئے محمد عربی کے غلام سرزمین مصر میں پہنچے اور مطلع مصر پر ابر رحمت بنکر نمودار ہوئے تو مقوقس شاہ مصر سخت پریشان ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مسلمان جہاں بھی جاتے ہیں فتح و نصرت ان کے قدم چومتی ہے اور وہ اپنی شوکت و عظمت کا جھنڈا گاڑ دیتے ہیں اسلامی فتوحات کا سیلاب کسی کے روکے نہیں رکتا اور وہ جہاں بھی جاتے ہیں کامیاب ہی ہوکر رہتے ہیں چنانچہ اس نے حضرت عمرو بن العاص کے پاس پیغام مصالحت دیکر چند سفراء کو روانہ کیا جب وہ سفارت واپس آئی تو بادشاہ نے مسلمانوں کے حالات دریافت کئے اس نے کہا۔

وہ ایک ایسی قوم ہے جسکو موت زندگی سے پیاری ہے وہ اپنے مذہب کی حفاظت و اشاعت میں مرنے کو جینا تصور کرتی ہے اس کو تواضع و انکسار مادی شان و شوکت سے زیادہ عزیز ہے فخر و انانیت اس میں نام کو نہیں اس کو دنیا کی طرف ذرہ برابر بھی رغبت نہیں وہ لوگ خاک پر بیٹھتے ہیں اور سواریوں کی پیٹھ پر بیٹھے بیٹھے کھانا کھا لیتے ہیں ان کے سردار اور ایک عامی آدمی میں کوئی فرق و امتیاز نہیں ان کا ہر ادنیٰ و اعلیٰ مساوات کے رنگ میں رنگا ہوا ہے ان کے یہاں اس بات کا مطلق پتہ نہیں چلتا کہ کون بڑا اور کون چھوٹا ہے کون آقا اور کون غلام ہے؟ جب ان کی مذہبی عبادات یعنی نماز کا وقت آتا ہے تو کوئی شخص ایسا نہیں ہوتا جو ہاتھ منہ دھوکر عبادت الٰہی کے لئے مستعد نہیں ہو جاتا۔

مقوقس نے بغور اس فرشتہ خصلت قوم کے حالات سنے بامعان نظر ان پر تنقید کی نگاہ ڈالی اور اپنے درباریوں کو مخاطب کرکے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے ہمیں پیدا کیا ہے یہ لوگ اگر پہاڑ سے بھی ٹکرائیں گے تو اس کو اپنی جگہ سے ہٹا دیں گے کوئی قوت ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی مسلمانوں کے حالات سنکر مقوقس اس نتیجہ پر کیوں پہنچا اس لئے کہ اس نے مسلمانوں کی ترقی و کامیابی کا راز معلوم کرلیا کہ جب وہ موت سے نہیں ڈرتے اور اپنی مذہبی عبادت نماز کو تلواروں کے سایہ میں بھی نہیں بھولتے تو واقعی دنیا کی کوئی قوم ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی حقیقت بھی یہی ہے کہ جو قوم مرنا جانتی ہے اس کے راستہ میں دنیا کی کوئی قوم بھی حائل نہیں ہوسکتی۔

مقوقس کے دربار میں حضرت عبادہ کا نورانی وعظ

حضرت عمرو بن العاص نے مقوقس کے پاس دس آدمیوں کا ایک وفد روانہ کیا جس کے رئیس حضرت عبادہ بن صامت تھے یہ سیاہ فام تھے مقوقس نے ان کو دیکھا تو سہم گیا اور کہا کیا مسلمان ایسے ہی ہوتے ہیں یہ ہم سے جنگ کرینگے مقوقس کی باتیں سنکر حضرت عبادہ نے یوں تقریر شروع کی۔

"میں نے تمہاری باتیں سنیں پہلے ان کا جواب سنو جن آدمیوں کے پاس سے میں آیا ہوں ان میں ایک ہزار کالے آدمی اور بھی موجود ہیں جن کا رنگ مجھ سے کالا ہے اور صورت مجھ سے زیادہ مہیب ہے اگر تم ان کو دیکھو تو تمہارا کیا حال ہو سنو اگرچہ میں بڈھا ہوں اور میرا شباب رخصت ہوچکا لیکن الحمد للہ کہ سو دشمنوں سے تنہا بھی نہیں ڈرتا یہی حال میرے اور ساتھیوں کا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا مقصد اصلی اور مرغوب ترین چیز خدا کی راہ میں جہاد کرنا اور اس کی رضامندی حاصل کرنا ہے ہم دشمن کے مقابلہ میں ملک گیری یا کسی دنیوی لالچ یا طمع کی خاطر جنگ نہیں کرتے ہم تو صرف خدا کی راہ میں اس لئے جہاد کرتے ہیں کہ دنیا کو خدا کا پیغام پہنچا دیں خدا نے ہمارے لئے مال غنیمت کو حلال کیا ہے ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ ہمارے پاس لاکھوں درہم ہوں یا ایک درہم بھی نہ ہو [illegible] دنیا میں زیادہ سے زیادہ جس چیز کی خواہش ہو سکتی ہے وہ اتنی غذا ہے جس سے بھوک رک جائے لباس میں ایک چادر ہی بس کافی ہے اگر یہ بھی ہو تو ہمیں اس کی پرواہ نہ ہوگی اور اگر لاکھوں بھی ہوں تو ہم انہیں خدا کی خوشنودی میں صرف کر دینگے کیونکہ دنیا کی نعمتیں اور راحتیں کچھ وقعت نہیں رکھتیں ہماری اصلی نعمت اور راحت آخرت ہی ہے ہمارے رسول نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم کو اس دنیا سے اس قدر کافی ہے کہ ہم بھوک کو روک سکیں اور ستر چھپا سکیں اس کے بعد ہماری ساری ہمت اور کل کوششیں خدا کی رضامندی حاصل کرنے اور دشمنوں کے لئے وقف رہیں گی۔" مقوقس نے یہ ولولہ انگیز تقریر سنی اور کہا کہ جو کچھ تم نے اپنے ساتھیوں کی نسبت کہا میں نے سن لیا بیشک تم انہی خوبیوں اور کمالات کے باعث ہم لوگوں پر چھا گئے ہو اور دنیا کی کوئی قوم تم سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتی مگر تم اس وقت ہم سے مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ میں نے اس قدر وسیع فوج جمع کی ہے کہ تمہارا فتحیاب ہونا محال ہے وہ بیچارگی اور بیکسی میں [illegible] تمہارے حق میں بہتر یہ ہے کہ میں تم میں سے ہر شخص کو دو دو دینار اور تمہارے خلیفہ کو ایک ہزار دینار دیتا ہوں یہ رقم لو اور اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ۔

حضرت عبادہ کی دوسری تقریر

حضرت عبادہ مقوقس کی یہ لالچ بھری اور حرص و طمع دلانے والی تقریر سنتے رہے اور کہا:- "تم اور تمہارے ساتھی دھوکہ میں رہیں تم ہمیں رومیوں کی ٹڈی دل فوج سے ڈراتے ہو مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ ہمیں اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں بلکہ تمہاری گفتگو نے ہمارے جذبۂ جنگ کو اور زیادہ ابھار دیا ہے اب ہم یہاں دو برکتوں میں سے ایک برکت ضرور حاصل کرکے رہیں گے ہم فتحیاب ہوئے تو مال غنیمت کثرت سے ہاتھ آئیگا اور اگر تم غالب ہوئے تو ہم شہید ہوں گے اور ہمیں سعادت و دولت آخرت ملیگی ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو صبح و شام خدا سے شہادت کی دعا نہ مانگتا ہو ہم میں سے کوئی شخص اپنے اہل و عیال میں جانے کا مشتاق نہیں ہم سب نے اپنے اہل و عیال کو خدا کے حوالہ کر دیا ہے تمہارا یہ کہنا کہ ہم تنگی میں ہیں غلط ہے ہم نہایت آرام میں ہیں اگر ہم کو ساری دنیا مل جائے تو ہم اس سے صرف اپنے لئے اسی قدر لینگے جس قدر اس وقت ہمارے پاس موجود ہے ہم تمہارے سامنے تین باتیں پیش کرتے ہیں:-

اوّل اسلام قبول کرو یہ پاک دین ہے جسکے سوا خدا کے نزدیک کوئی دین مقبول نہیں یہ خدا کے نبیوں رسولوں اور فرشتوں کا دین ہے جو شخص اس کی مخالفت کرے ہم اس سے مقابلہ کرینگے اگر وہ دوران جنگ میں قتل ہوجائے تو اس کا نقصان ہمارا نقصان اور ہمارا مال اس کا مال ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تم ذلت کے ساتھ جزیہ دو اس صورت میں تمہارا اعزاز نہ ہوگا ان کے ساتھ ہم ہمیشہ ایسا سلوک کرینگے جس کو ہم بھی پسند کرتے ہیں جو تم پر حملہ کریگا ہم اس سے لڑینگے تمہارے ملک تمہاری جانوں اور تمہارے مال کی اس وقت تک حفاظت کرینگے جب تک تمہاری ذمہ داری ہم پر عاید ہوگی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر تمہیں جزیہ سے بھی انکار ہے تو پھر ہمارا تمہارا فیصلہ تلوار کریگی۔"

آخر یہی ہوا کہ خدا کی چنی ہوئی قوم مصر پر قابض ہوگئی جو کچھ کہا وہ کر دکھایا کیونکہ ان کی پشت پناہ تائید ایزدی اور ایثار و قربانی کی قوت تھی جس کے بل بوتے پر وہ سلطنتوں سے ٹکرا جاتے تھے [illegible] یہ خدا کے بندے جن سنہری اصولوں سے قوم بنے تھے [illegible] قوم کو اپنی آغوش [illegible] میں لیتے تھے ان کے نعرۂ [illegible] نے صرف ملک پر قبضہ نہیں کیا بلکہ دلوں تک کو مسخر کر لیتے تھے۔

استبداد اور علم

(ترجمہ از جناب مولوی عبدالہادی خاں صاحب شاہجہانپوری)

(سلسلہ گذشتہ)

مستبد کو اپنی رعایا کے ساتھ وہی نسبت ہے جو ایک خائن ولی کو مال یتیموں کے ساتھ ہے جب تک وہ یتیم خود تصرف کرنے سے قاصر ہیں ولی جیسا چاہتا ہے ان کی ذات اور ان کے حال میں تصرف کرتا ہے اور جس طرح ایسے خائن ولی کا فائدہ اسی میں ہے کہ یتیم خود تصرف کرنے کے قابل نہ ہو سکیں اسی طرح مستبد بھی کسی طرح نہیں چاہتا کہ اس کی رعایا علم کی روشنی سے مستفید ہو۔

مستبد اس سے ناواقف نہیں ہوتا کہ اس کا تحکما نہ برتاؤ اور جبر و ظلم اس کے بغیر کسی طرح قائم نہیں رہ سکتا کہ رعایا جاہل اور بے وقوف ہو، دنیا کی اسے مطلق خبر نہ ہو اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مستبد اگر کوئی پرندہ ہوتا تو وہ چمگادڑ ہوتا کہ جہالت کی تاریکی میں عوام حشرات الارض کو مار کر کھاتا ہے اور اگر کوئی چوپایہ ہوتا تو بھیڑیا ہوتا کہ رات کی تاریکی میں بھیڑ یا رعایا کو چیرتا پھاڑتا ہے۔

علم اسد تعالیٰ کے نور کی ایک چنگاری ہے اور نور کو اللہ تعالیٰ نے اسلئے پیدا کیا کہ چھپی ہوئی چیزوں کو ظاہر کر دینے والا، نامعلوم کو معلوم کرا دینے والا، حرارت اور قوت کا پیدا کرنے والا بنایا ہے اسی طرح علم برائی کو واضح کرنے والا، برائی کو بدنام و رسوا کرنے والا بنایا ہے علم سے دلوں میں حرارت اور سروں میں دلیری و جرأت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔

مستبد ان علوم لغت سے جنکی غرض صرف زبان کی اصلاح ہو اس وقت تک نہیں ڈرتا جب تک کہ ان کے ساتھ وہ جادو بھانی شریک نہ ہو جو لڑنے مرنے پر آمادہ کر دے کیونکہ مستبد کو معلوم ہے کہ زمانہ اس سے زیادہ بخیل ہے کہ وہ کمیت اور حسان بن ثابت خزرجی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بچے بہت زیادہ پیدا کرے۔

مستبد ان مذہبی علوم سے بھی نہیں ڈرتا جن کا تعلق صرف امور آخرت سے ہے کیونکہ ان علوم سے رعایا کی جہالت دور نہیں ہوتی نہ ان کے دماغوں میں روشنی پیدا ہوتی ہے ان علوم سے صرف علم کے بوالہوس مشغلہ کرتے ہیں لیکن اگر اسی جماعت میں سے کوئی کام کا آدمی نکل آتا ہے اور عوام میں شہرت حاصل کر لیتا ہے تو پھر ایسے لوگوں کو اپنے استبداد کی خدمت میں لے لینے کے ذرائع موجود ہیں استبداد کے دسترخوان کی بچی کھچی روٹیوں سے ان کا منہ فوراً بند کر دیتا ہے۔

ہاں مستبد علوم حیات کے نام سے لرزہ براندام ہوتا ہے۔ حکمت نظری، فلسفہ عقلی، قانون، سیاست مدنی، تاریخ اور خطابت ادبی وغیرہ علوم سے اس کو ڈر لگتا ہے کہ انھیں علوم کے ذریعہ جہالت کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور سروں میں سودائے حریت سما جاتا ہے۔

غرضکہ مستبد تمام علوم سے خوف زدہ نہیں ہوتا بلکہ صرف ان علوم سے ڈرتا ہے جن سے عقل بڑھتی ہے اور جن کے ذریعہ انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کیا شئے ہے؟ اس کے حقوق کیا ہیں؟ وہ نقصان تو نہیں اٹھا رہا ہے؟ وہ حقوق کیونکر طلب کئے جائیں؟ کس طرح مل سکتے ہیں؟ اور ان کو محفوظ کس طرح رکھا جا سکتا ہے؟ مستبد خیانت پر عاشق ہے اور علما اس کو اس خیانت پر ملامت کرتے ہیں مستبد چور اور دھوکے باز ہے اور علما اس کو تنبیہ کرتے ہیں اور انجام سے ڈراتے ہیں، مستبد کی بہت سی حرکتیں اور مصلحتیں ہیں جنھیں صرف علماء تباہ و برباد کرتے ہیں۔

مستبد علم کو نتائج کے اعتبار سے بھی برا سمجھتا ہے اور علم کو علم ہی کی وجہ سے بھی برا سمجھتا ہے کیونکہ علم کا تسلط ہر تسلط سے زیادہ قوی ہے اسلئے یہ ضروری ہے کہ جب کبھی اس کی نظر اپنے سے زیادہ عالم پر پڑے اپنے کو حقیر سمجھے اسی لئے مستبد اس کو بالکل پسند نہیں کرتا کہ وہ کسی سمجھدار عالم کا منہ بھی دیکھے اور اگر کسی وقت ضرورت سے مجبور ہو کر کسی طبیب یا انجینئر کی ضرورت لاحق ہو جاتی ہے تو پھر خوشامد اور چاپلوسی کو پسند کرتا ہے مورخ ابن خلدون کا یہ قول کہ خوشامد کامیاب ہوتا ہے اسی قاعدہ پر مبنی ہے اور یہ تمام متکبرین کی فطرت ہے اسی لئے وہ ہر گمنام اور خاموش شخص کی قدر کرتے ہیں جو ہر سے بڑے کسی کام نہ آئے۔

بیان مذکورہ بالا سے یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آجاتی ہے کہ علم اور استبداد کے درمیان ایک دائمی جنگ اور مستقل مخالفت ہے۔ علماء چاہتے ہیں کہ علم پھیلے اور مستبد کی کوشش ہوتی ہے کہ نور علم بجھ جائے اور فریقین عوام کو اپنی طرف کھینچتے ہیں عوام کون لوگ ہیں؟ وہ لوگ ہیں جب وہ جاہل ہوتے ہیں تو ڈرتے ہیں اور جب ڈرتے ہیں تو تسلیم و رضا پر اتر آتے ہیں اور وہ لوگ ہیں کہ اگر ان کو علم ہوتا ہے تو کہتے ہیں اور کہتے ہیں تو کرتے بھی ہیں۔ عوام مستبد کی قوت ہیں اور انھیں سے اس کو قوت حاصل ہوتی ہے انھیں پر وہ دست تعدی دراز کرتا ہے اور انھیں کے ذریعہ دوسروں پر ظلم و جبر کرتا ہے۔ مستبد ان کو قیدی بناتا ہے مگر وہ اسے اس کی شوکت سمجھ کر خوش ہوتے ہیں۔ ان کے مال غصب کر لیتا ہے مگر وہ اس کی تعریف کرتے ہیں کہ ان کی جان محفوظ ہے وہ ان کو ذلیل کرتا ہے مگر وہ اس کی بڑائی اور برتری کی تعریف کرتے ہیں ایک کو دوسرے سے لڑاتا ہے مگر عوام اس کی سیاست پر فخر کرتے ہیں اور اگر ان کے مال میں اسراف کرتا ہے تو اس کو سخی کہتے ہیں اور اگر کسی کو قتل کر دے اور لاش کا مثلہ نہ کرے تو اس کو بڑا رحیم و کریم سمجھتے ہیں۔ خطرات موت میں لیجاتا ہے تو سزا کے خوف سے تعمیل حکم کرتے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی غیرت و حمیت والا ان لغویات پر نکتہ چینی کرے اور تعمیل احکام سے انکار کر دے تو پھر اس سے اس طرح دست و گریبان ہو جاتے ہیں جیسے وہ کوئی باغی ہے۔

غرضکہ عوام اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں اس لئے ذبح کر ڈالتے ہیں کہ جہالت کی وجہ سے ان کو خوف ہوتا ہے اور جب یہ جہالت دور ہو جاتی ہے تو خوف دور ہو جاتا ہے یعنی مستبد تقاضائے طبیعت کے خلاف ایک امانت دار وکیل بن جاتا ہے جس کو بازپرس کا خوف ہے ایک انصاف پرست حاکم ہو جاتا ہے جس کو مواخذہ کا خوف ہے اور ایک ہمدرد والدین جاتا ہے جسکے اخلاق اسی کی محبت میں ملفوف ہوتے ہیں۔ قوم کو اگر یہ حالت حاصل ہو جائے تو پھر اس کی زندگی رفاہیت و فلاحیت، ترقی و کمال، عزت و سعادت کی زندگی ہو جاتی ہے۔ بیں وجہ کہ کوئی ایسے وقت میں مستبد زیادہ آمادہ [illegible] آتا ہے جبکہ وہ استبداد میں مروجہ طریقہ [illegible]

گمراہی اتنا لوگوں کی نظر میں ذلیل ہو چکا تھا اور ایک طرح کے خطرات کے خطرہ سے مطمئن نہ تھا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ مستبد کو اپنی رعایا سے جو خوف ہوتا ہے وہ رعایا کے خوف سے زیادہ ہوتا ہے کیونکہ رعایا اگر مستبد سے ڈرتی ہے تو جہالت اور نادانی کی وجہ سے اور مستبد حقیقت حال کو سمجھ کر ڈرتا ہے مستبد کو خوف ہوتا ہے کہ اگر اس سے انتقام لیا جائے تو وہ بالکل جائز و برحق ہوگا اور رعایا محض وہمی ذلت سے خوف زدہ ہوتی ہے۔ مستبد کو اپنی حکومت اور اپنی جان کا خوف ہوتا ہے اور رعایا کو چند سکوں کا خوف ہوتا ہے یا جلاوطنی کا خطرہ ہوتا ہے اور جوں جوں مستبد کا ظلم و ستم بڑھتا جاتا ہے اسی قدر اس کا خوف زیادہ ہوتا جاتا ہے اور اس کا یہ خوف اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ رعایا سے ڈرتے ڈرتے نوکروں چاکروں سے ڈرنے لگتا ہے خود اپنے حالات و توہمات سے ڈرنے لگتا ہے یہاں تک کہ ضعیف القلب تو پاگل ہو جاتے ہیں اور اس طرح ان کی زندگی ختم ہوتی ہے۔

اسی لئے محققین مورخین کا ایک متفق علیہ طریقہ یہ ہے کہ جب وہ کبھی دو مستبد اور ظالم بادشاہوں میں مقابلہ کرتے ہیں تو دونوں کی جبروتیاں شمار کرانے کے بجائے صرف اس کو آشکار کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دونوں میں کون رعایا سے زیادہ چوکنا اور ہوشیار رہتا ہے علیٰ ہذا القیاس اگر وہ انصاف پرست اور عادل سلاطین کا مقابلہ کرتے ہیں تو یہ نمایاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دونوں میں سے کس کو زیادہ امن و اطمینان حاصل ہے۔

اور چونکہ اکثر قدیم مذاہب عقیدہ خیر و شر پر مبنی ہیں جیسے عقیدہ روشنی و تاریکی سورج و ظل، عقل و شیطان اس لئے بعض قدیم اقوام نے خیال کیا کہ انسان کے لئے سب سے زیادہ مضر شے جہالت ہے اور جہالت کا بدترین اثر خوف ہے اس لئے ان لوگوں نے خوف کا ایک بت تراش لیا اور اس کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے اس کی عبادت کرنے لگے مگر کسی سیاسی مصنف کا خیال ہے کہ کسی زمانہ میں کسی قوم نے خوف کا بت بنایا ہو تو بنایا ہو مگر میرے نزدیک خود مستبد ہر وقت ہیکل خوف ہے مستبد معبود ہے اس کے اعوان و انصار کاہنوں کے قائم مقام ہیں دیوان خانہ قربان گاہ، قلم چھریاں ہیں تعظیمی الفاظ عبارات دعائیں اور لوگ وہ قیدی ہیں جو قربانی پیش کرتے ہیں۔

سیاسئین کا یہ بھی خیال ہے کہ کسی زمانہ اور کسی قوم کے متعلق یہ معلوم کرنے کا کہ انکی حکومت کس قسم کی ہے مستبد ہے یا عادل سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ بادشاہ کے متعلق لوگوں کے جذبات کیسے ہیں؟ عمارات حکومت معمولی و مختصر ہیں یا عالیشان، محافل و مجالس دربار اور جلوس سادہ ہوتے ہیں یا نمائش و تصنع کا زیادہ دخل ہوتا ہے اس صورت سے بھی حکومت کی حالت دریافت کی جاسکتی ہے کہ زبان میں الفاظ تعظیم کی فارسی کی طرح کثرت ہے یا عربی کی طرح خالی ہے۔

غرضکہ استبداد اور علم ایک دوسرے کی ضد ہیں ان کے درمیان ایک مسلسل حالت جنگ قائم ہے مستبد اس کی کوشش میں رہتا ہے کہ علم پھیلنے نہ پائے اور عوام جہالت کی تاریکی میں رہیں تاکہ ٹھوکریں کھاتے رہیں اور علماء کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ لوگوں کے دماغ نور علم سے روشن اور ان کی عقول معلومات کی روشنی سے مجلا و مصفا ہو جائیں مستبد کو ان کی یہ کوشش ایک آنکھ نہیں بھاتی اور اس لئے وہ علماء کی آواز کو خاموش کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور قید و بند یا جلاوطنی سے ان کو مغلوب اور بیکار کر دیتا ہے وہ علماء ایک حد تک کامیاب کہے جاسکتے ہیں جو مستبد کے دست تطاول سے بچ کر وطن سے ہجرت کر جائیں اور یہی سبب ہے کہ تمام انبیاء عظام اور علمائے کرام مختلف ممالک میں مارے مارے پھرتے رہے اور غریب الوطنی ہی کو اپنی کامیابی سمجھتے ہوئے دنیا سے سدھارے۔

محققین اہل سیاست کا خیال ہے کہ مغربی مستبد سب سے زیادہ اس علم سے ڈرتے ہیں کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ آزادی زندگی سے زیادہ بیش قیمت چیز ہے۔ نفس کیا ہے؟ عزت نفس کسے کہتے ہیں؟ عزت و عظمت کس چیز کا نام ہے؟ حقوق کیا چیز ہیں اور ان کی حفاظت کس طرح ہو سکتی ہے؟ ظلم کیا چیز ہوتی ہے اور اسے کس طرح دور کیا جاسکتا ہے؟ انسانیت کیا چیز ہے اور اس کے اعمال و وظائف کیا ہیں؟ رحمت کس کو کہتے ہیں اور اس میں کیا لذت ہے؟

سب سے مشرقی مستبد سوء علم سے اس طرح لرزہ براندام ہوتے ہیں کہ وہ گویا تودہ بارود ہیں اور علم آگ کی چنگاری ہے ان کے پاس تک آئی اور وہ بھک سے اڑے علم سے ان کو تمام خوف معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو لا الٰہ الا اللہ کے معنے کا معلوم ہونا بھی ان کو گوارا نہیں ہوتا اور ان کو یہ پسند ہے کہ لوگ اس کے افضل الذکر ہونے کی وجہ معلوم کر سکیں یا یہ جانیں کہ لا الٰہ الا اللہ ہی اسلام کی بنیاد کیونکر قائم ہے اور کیونکر اسلام ہی نہیں بلکہ تمام مذاہب کا مبنا اور مدار لا الٰہ الا اللہ ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت اور پرستش نہ ہو اور عبادت کے معنے ہیں اظہار عجز و انکسار اس طرح لا الٰہ الا اللہ کے معنے یہ ہوئے کہ اللہ کے سوا کوئی اور اس کا مستحق نہیں ہے جس کے سامنے عجز و عبودیت کا اظہار کیا جائے اور اسی کو مستبد کسی طرح گوارا نہیں کر سکتا کہ اس کے غلام اس حقیقت سے آشنا ہو جائیں اور واقف ہو کر اس حقیقت کے مطابق عمل پیرا ہوں کہ اس میں تو اس کی موت ہے۔

اس حقیقت کا علم تو چھوٹے چھوٹے مستبدین کو بھی گوارا نہیں ہوتا۔ مذہب کے توہی باپ و قوت خادموں کو، جاہل والدین کو، ظالم شوہروں اور تمام گروہ مجالس کے سرداروں کو کسی طرح گوارا نہیں ہوتا کہ ان کے متعلقین اس حقیقت سے آشنا ہوں یہی وجہ ہے کہ جب کبھی جس کسی قوم میں توحید راسخ ہوئی اور غلامی کی زنجیریں کٹ کر الگ جا پڑیں مگر انسان خدا کی نعمتوں کا سخت ناشکر گذار ہے اور اپنے نفس اور اپنے ابنائے جنس پر سخت ظلم کرنے والا ہے اسلئے وہ اس الٰہی عطیہ کی قدر نہیں کرتا۔

برتھ کنٹرول

(نوشتہ ڈاکٹر اسعد احمد صاحب اڈیٹر رسالہ سعید دہلی)

نئی تہذیب نے ہمیں کچھ اور سکھایا ہو یا نہ سکھایا ہو لیکن اتنا ضرور سکھا دیا ہے کہ اب ہم اپنی کمزوریوں اور اپنے عیبوں کو بھی خوش آئند اور خوبصورت ناموں سے موسوم کر کے اور اپنی برائیوں کو بھلائیوں کا لباس پہنا کر بلا تکلف سب کے سامنے پیش کر دیا کرتے ہیں مغرب کو اس فن میں ید طولیٰ حاصل ہے طبی امداد کے نام سے شراب خوری قسمت آزمائی کے نام سے قمار بازی انسداد غلامی کے لباس میں توسیع سلطنت اور اشاعت تہذیب کے بھیس میں آزاد اور وحشی قبائل کو غلام بنا لینا تو مدتوں سے رائج تھا اب کچھ عرصہ سے برتھ کنٹرول یعنی ضبط اولاد کے نام سے قطع نسل یا قتل اولاد کی ناپاک اور شرمناک رسم بھی ہمارے سامنے پیش کی جا رہی ہے کہا جاتا ہے کہ اس سے ہماری مراد صرف افزائش نسل کو قابو میں رکھنا ہے اور ثبوت میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ اگر کسی غریب آدمی کے چھ یا آٹھ یا دس بچے پیدا ہو گئے تو جیسا کہ اکثر ہوا ہی کرتا ہے تو وہ انھیں معقول طریقہ پر پرورش نہیں کر سکتا اچھی تربیت اور عمدہ تعلیم ان کے لئے مہیا کرنا تو بڑی بات ہے اس سے تو یہ بھی ممکن نہیں ہوتا کہ دونوں وقت انھیں پیٹ بھر روٹی ہی دے دیا کرے اور اس طرح قوم میں ایسے افراد کی تعداد برابر بڑھتی چلی جاتی ہے جو بداطوار اور ہر قسم کے علم و فن سے عاری ہوں یہی نہیں بلکہ ان بدنصیب نوجوانوں کی صحت بھی بہت ہی کمزور اور خراب ہوتی ہے اور وہ ہرگز اس قابل نہیں ہوتے کہ ضرورت کے وقت قوم ان پر بھروسا کر سکے یا وہ قوم کے کسی کام آ سکیں ایک عجیب و غریب دعویٰ یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ افزائش نسل کو اگر باغوں کی خود رو گھاس کی طرح قابو میں نہ رکھا تو چند صدیوں میں ملک کی آبادی اس قدر بڑھ جائیگی کہ زمین پر ان کے رہنے کے لئے ٹھکانا نہیں رہے گا۔

یہ وبا جب تک یورپ اور امریکہ کی سرزمینوں تک محدود رہی اس وقت تک تو ہم نے اس کی طرف زیادہ توجہ کرنا ضروری خیال نہ کیا لیکن اس مرتبہ خاص لکھنؤ میں جو زنانہ کانفرنس ہوئی تھی اس کی روداد پڑھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی اس کانفرنس نے منع اولاد کی تجویز پاس کر دی اور معلوم ہوا ہے کہ اس بھری محفل میں صرف سات اسی خواتین ایسی تھیں کہ جنھوں نے اس تجویز سے مخالفت کی اور اس کے کھلے ہوئے معنی یہی ہیں کہ آہستہ آہستہ یہ وبا ہندوستان میں بھی پھیل گئی اور مغربی تعلیم کے بابرکت اثرات سے یہ غریب ملک بھی محفوظ نہ رہ سکا۔

مغربی سرزمینوں کے اور بہت سے زہریلے پودے جس طرح اس ملک میں پھل پھول چکے ہیں اسے دیکھتے ہوئے ماننا پڑتا ہے کہ منع اولاد کا جو بیج بویا گیا ہے وہ بھی ضرور پھولے پھلے گا اور ایک نہ ایک دن ہندوستان کی عورتیں بھی اپنی مغربی بہنوں کی طرح اولاد کو ایک ناقابل برداشت مصیبت خیال کرنے لگیں گی اور آنے والی بڑی بوڑھیاں اپنی بچیوں کو یہ دعا دینے کے بجائے کہ دودھوں نہاؤ اور پوتوں پھلو یہ دعا دیا کریں گی کہ خدا تمھیں دودھ اور پوت کی مصیبتوں سے محفوظ رکھے لیکن قبل اس کے کہ ہم اس مہذب رسم کو اختیار کریں کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ان دلیلوں پر جو اس کی حمایت میں پیش کی جاتی ہیں ایک طائرانہ نظر ڈال لیں

ہم سے کہا تو یہ جاتا ہے کہ چونکہ ایک غریب آدمی اپنے چار یا چھ یا دس بچوں کی پرورش اچھی طرح نہیں کر سکتا اس لئے اس کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ بچے پیدا ہونے نہ دے لیکن دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ اس تدبیر سے فائدہ مفلس اور نادار نہیں بلکہ دولتمند اور عیش پرست اٹھاتے ہیں اگر فی الحقیقت یہ تدبیر مفلسوں کو پرورش اولاد کی مصیبت سے نجات دلانے کے لئے نکالی گئی تھی تو ضرورت اس بات کی تھی کہ اس کی تبلیغ غریبوں میں ہی کی جاتی اور انھیں افزائش نسل سے باز رکھ کر قوم کے امیر اور دولتمند اصحاب مردم شماری کی کمی پوری کرنے کے لئے اپنے گھروں میں زیادہ سے زیادہ اولاد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ایسا نہیں ہوتا اور غریبوں کے بجائے امیروں کو اس تجویز پر عمل پیرا دیکھ کر مجبوراً یہی خیال کرنا پڑتا ہے کہ اس تجویز کا اصلی مقصد قوم کی خدمت نہیں بلکہ نفس پرستی ہے اگر فی الحقیقت اس تجویز کا محرک یہی خیال تھا کہ غریبوں کے گھروں میں پیدا ہو کر قوم کے بہت سے ہونہار بچے مناسب تعلیم و تربیت اور ناکافی غذا سے محروم ہو جاتے ہیں اور یہ قوم کا ایک ناقابل تلافی نقصان ہے تو اس کا یہ علاج کسی طرح بھی معقول نہیں کہا جا سکتا کہ ہم بچوں کی پیدائش ہی کو روک دیں اور اس طرح قوم کی مردم شماری میں کمی پیدا کر کے قوم کو اس سے بھی بڑا اور اس سے بھی زیادہ ناقابل تلافی نقصان پہنچا دیں اس کا بہت ہی آسان علاج یہ ہو سکتا ہے کہ قوم کے امرا جنھیں خدا نے ان کی ضرورت سے بہت زیادہ دے رکھا ہے اپنی تین سو پینسٹھ دن کی آمدنی میں سے صرف ایک روز کی آمدنی اپنی عیش پرستیوں پر لٹانے کے بجائے اپنی قوم کے غریب بچوں کی تربیت و اصلاح پر خرچ کر دیا کریں اور غریبوں کے ہر محلے میں ایسی تربیت گاہیں کھول دیں جہاں ان کے بچوں کو عمدہ تعلیم اور معقول تربیت مفت مہیا ہو سکے ہر امیر اگر دس پانچ غریب بچوں کی پرورش اور تربیت اپنے ذمہ لے لے تو قوم کا ایک بچہ بھی ناتربیت یافتہ یا جاہل نہیں رہ سکتا بالفرض اس قسم کے انتظامات کرنے میں کچھ دشواریاں نظر آئیں تو ہم یہ بھی کر سکتے ہیں کہ حکومت وقت کو مجبور کریں کہ وہ تمام غریب بچوں کو ابتدائی اور ثانوی تعلیم مفت دے اور اس طرح حکومت پر خرچ کا جو بار پڑے اسے ہم ایک نئے ٹیکس کی صورت میں ادا کر دیا کریں یہ کہاں کی دانائی ہے کہ درد سر کو دور کرنے اور اس سے محفوظ رہنے کے لئے ہم اس سر ہی کو دور کر دیں کہ جس میں کبھی کبھی درد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے اور پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ علاج معقول ہے یا نامعقول اس پر عمل درآمد غریبوں کا نہیں بلکہ امیروں کا ہے تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس قومی خدمت اور قومی ہمدردی کی تہ میں کیا اغراض پنہاں ہیں۔

بہت سے قوم اور ملک کے بہی خواہ اعداد و شمار کے ذریعہ ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ قوم کی آبادی روز بروز بڑھ رہی ہے اور اگر اس ترقی کو روکا نہ گیا تو بہت جلد وہ وقت آ جائے گا کہ ملک کی زمین ہمارے لئے تنگ ہو جائے گی اور ہمیں کہیں رہنے کو جگہ نہ ملے گی ان محتاط اور دوراندیش ہمدردان قوم سے کوئی یہ پوچھے کہ آپ نے گزشتہ دس بیس یا پچاس سال کی پیدائشوں کا حساب لگا کر یہ تو معلوم کر لیا کہ آئندہ ایک ہزار یا دو ہزار سال میں قوم کی مردم شماری موجودہ کی بہ نسبت دس گنی یا بیس گنی یا پچاس گنی ہو جائے گی لیکن کیا آئندہ کے متعلق یہ حساب لگانے کا بھی کوئی ذریعہ آپ کے پاس ہے کہ اگلی ایک صدی میں ملک میں کون کون سی اور کتنی وبائیں آئیں گی اور ان میں سے ہر ایک [illegible] کتنی جان لیگی یا آنے والی ایک صدی کے اندر ہماری [illegible] کے جزیروں پہ قبضہ کر کے

ہماری موجودہ شماری کو کتنے سال پیچھے پہنچا دے گی ابھی تک جتنے اقدام کئے گئے ہیں یا جو کچھ باتاتہ ہو گیا ہے ان سے حقیقت حال کی تجزیہ کچھ نہیں ہوا ہے اور نہ ماہرین سائنس کی ہلاکت آفریں ایجادات میں کسی کی کمی معلوم ہوتی ہے ہم تو یہی دیکھ رہے ہیں کہ کیوں ملک ہو رہے ہیں کہ دنیا سے ہلاکت اور خونریزی منعدم ہو جائے گی اور کسی ملک کی آبادی کو امن صلح اور صحت وعافیت میں رہ کر اتنی ترقی کر جائے گی کہ ملک میں کہیں ایک چپہ زمین بیٹھنے کی بھی جگہ نہ رہے رہیں غیر مہذب بستیوں تو اول تو ان کی آبادی کا توازن قائم رکھنے اور کثرت آبادی کی مصیبت سے انہیں نجات دلانے کے لئے مہذب قوموں کی اژدہا ں توپیں زہریلی گیسوں کے پیپے اور آسمان سے آگ برسانے والے طیارے ہی بہت کافی ہیں اور اگر ان سے کام نہ بھی چلے تو قدرت کا وہ طاقتور اور زبردست ہاتھ جس نے لاکھوں برس سے ابتک ایک دن کے لئے بھی توازن کو بگڑنے نہیں دیا ہے اب بھی اپنا کام کرتا رہے گا ہم دیکھتے ہیں کہ جنگل کے جانور ہیں کہ جنھیں کبھی کوئی نہیں ملتا اور جو یقینی طور پر افزائش نسل کے متعلق ہم سے زیادہ صحیح الفطرت ہیں ابتدائے آفرینش سے لیکر آج تک کبھی اپنی نسل کو اتنی ترقی نہ دے سکے کہ جنگل کا جنگل انہی سے بھر جاتا یا دنیا میں ان کے لئے جگہ نہ رہتی اس کے برخلاف ہمارا مشاہدہ ہے کہ انہی جانوروں کی بعض نسلیں جنھیں انسان اپنی خوراک کی خاطر لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں روزانہ ہلاک کیا کرتا ہے ان کی تعداد میں آج تک ذرا سی بھی کمی نہیں ہوئی ہے کہ ان کی قیمتوں میں دوسری چیزوں کے تناسب سے پانچ فیصدی کی بھی اضافہ ہوتا تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ نسل کی افزائش یا نسل کو فنا کرنے کے متعلق ہماری تمام کوششیں بے سود ہیں یہ کام قدرت نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور اسے ہمارے ماہرین سیاسیات کے مشوروں کی کچھ زیادہ ضرورت نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ جس وقت تک دنیا میں تیل کے چشمے سونے چاندی کی کانیں گیہوں اور کپاس پیدا کرنے والی یہ قابل زمینیں سورج کی صحت بخش شعاعوں سے مستفید ملک اور تمام چیزوں کو لالچ بھری نگاہوں سے دیکھنے والے ماہرین سیاسیات موجود ہیں اور جب تک انھیں ماہرین اقتصادیات کے مفید مشورے اور ماہرین سائنس کی مفید ایجادات کی امداد حاصل ہے اس وقت نہ جنگ و خونریزی کے کم ہونے کا کوئی اندیشہ ہے اور نہ انسانی آبادی کے بڑھنے کا کوئی ہمارے لئے یہی زیادہ مناسب ہے کہ اپنی ترقی یافتہ عقلوں کو اس سے بہتر اور مفید تر کاموں پر صرف کریں اور ان انتظامات کو قدرت ہی کے ہاتھوں میں رہنے دیں جو کبھی ماہرین سائنس کی گیسوں اور برقی شعاعوں کے ذریعہ سے اور کبھی ماہرین طب کے نئے نئے ٹیکوں اور سم آلود دواؤں کے وسیلے سے کبھی جنگ و خونریزی کا بازار گرم کرکے اور کبھی نئی نئی مہلک وبائیں بھیجکر انسانی آبادی کو اپنی مقررہ حدود سے آگے متجاوز نہیں ہونے دیتا۔

ہزار دو ہزار برس پہلے سے بڑھی ہوئی آبادی کا شمار لگانا اس کے رہنے کے لئے مربع یا مکعب گزوں میں ملک کی زمین ناپنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے جبکہ ہمیں کسی طرح بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس وقت تک کتنے جوزنج لائنڈ پیدا ہوں گے جو سمندر کی تہ توڑ کر نئی نئی زمینیں نکالیں گے یا کتنے آتش فشاں پھٹ پھٹ کر زمین کو خشک اور سمندر کو زمین بنا ڈالیں گے۔

برتھ کنٹرول کی ایک بہت بڑی ضرورت یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ اس کے ذریعہ سے ماؤں کی کمزوریوں کو کم کیا جا سکے کہ ان عورتوں کی جو اچھی ہیں سکتی ہیں صحت درست حالت میں رکھی جا سکتی ہے دعویٰ یہ کیا جاتا ہے کہ نحیف الجثہ اور کمزور عورتیں زچگی کی اور اس کے بعد رضاعت کی تکلیف دو دو ہری بلاکی مصیبت برداشت نہیں کر سکتیں اس سے ان کے لئے یہی بہتر ہو کہ وہ اس قسم کی آزمائشوں میں نہ پڑیں اور مختلف آلات اور دواؤں کی مدد الیسی صورت پیدا کر دی جائے کہ ان کے بچہ ہونے ہی نہ پائے اس سے زیادہ غلط فہمی اور قدرتی انتظامات قدرت کی اس سے زیادہ توہین کسی طرح نہیں ہو سکتی قدرت نے عورتوں کے خون کی صفائی اور ان کے جسم سے مادہ فاسد کے اخراج کا ایک بہت ہی عمدہ طریقہ یہ رکھا ہے کہ زچگی اور رضاعت کے ذریعہ سے مختلف قسم کی کثافتیں اور مضر صحت مادے ان کے جسم سے خارج ہو جاتے ہیں یہ معنی ہیں کہ زچگی اور رضاعت عورتوں کی صحت کو خراب اور ان کے جسم کو کمزور کرنے کی بجائے ایک بڑی حد تک ان کی صحت میں مدد دیتی ہیں اکثر اوقات یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک کمزور اور دائم المرض لڑکی ماں بنتے ہی اچھی خاصی مضبوط اور تندرست عورت بن گئی اس حیرت انگیز تبدیلی کا باعث زچگی اور رضاعت کی مصیبتوں کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا قدرت نے بھوک اور پیاس کی طرح ماں بننے کی خواہش بھی ہر عورت کی سرشت میں داخل کر دی ہے اور ماں بنکر جو روحانی مسرت اور دلی اطمینان اسے حاصل ہوتا ہے وہ مفرح اور مقوی دواؤں کی سینکڑوں بوتلوں سے زیادہ ہے جن عورتوں کے بدقسمتی سے اولاد نہیں ہوتی ان کا دوسروں کے بچوں پر ٹوٹ ٹوٹ کے گرنا اور پروانہ وار ان کے گرد پھرنا جس نے دیکھا ہے وہ اس خواہش کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ بچے پیدا کرنے اور انھیں اپنی گود میں کھلانے کے متعلق عورتوں کے دل میں موجود ہے اور اس شوق اور اس خواہش کو دیکھتے ہوئے بلا اندیشہ تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ انھیں حصول اولاد سے باز رکھنا ان پر ظلم ہے آخر میں ہم نہایت ادب کے ساتھ ان حامیان منع اولاد سے کیا یہ پوچھ سکتے ہیں کہ اگر شادی کا مقصد افزائش نسل نہیں ہے تو پھر شادی اور خانہ آبادی کی ضرورت ہی کیا باقی رہ جاتی ہے اور اگر وہ فی الواقع بچوں کی پیدائش کو قوم کے لئے ایک خطرہ اور ماں باپ کے لئے ایک مصیبت خیال کرتے ہیں تو دواؤں سے یا دوسرے ذریعوں سے ایک جاندار بچے کو ہلاک کرکے قتل اولاد کے مرتکب ہونے کی بجائے وہ لوگوں کو مجرد رہنے اور کنوارا رہنے کی تبلیغ کیوں نہیں کرتے اگر حصول اولاد کی بجائے منع اولاد ہمارا مقصد ہے تو پھر ایک مرد اور ایک عورت میں کوئی تعلق اور واسطہ ہی کیوں ہو چونکہ ایسا نہیں کیا جاتا اور ہم جانتے ہیں کہ کبھی نہیں کیا جا سکتا اس لئے اگر ہم ان کوششوں سے یہ نتیجہ نکالیں کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے نہ ہمدردی قوم کی بنا پر ہو رہا ہے نہ صحت ماں کے لحاظ سے بلکہ اس کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ ہم بلا کسی حق نفسانی حاصل کرتے رہیں اور کبھی کسی خرخری اور خاموش نہ ہونے والے بچے کے رونے کی آواز باپوں کے عیش و مسرت میں خلل انداز یا ماؤں کے کلب جانے اور رقص وغیرہ میں حائل نہ ہو سکے اگر بچوں کی پرورش اور عزیز پرداخت سے گھبرا کر اس قسم کی کوئی کوشش کرتے تو اس کے خلوص اور صداقت پر اعتبار کیا جا سکتا تھا لیکن امیروں اور تعلیم یافتہ طبقہ کی جانب سے اس قسم کا کوئی عذر کیونکر سنا جا سکتا ہے کہ کمزور اور ناتواں عورتیں بہت زیادہ غریبانہ طبقہ میں پائی جاتی ہیں اور انہیں اگر یہ اندیشہ لاحق ہو کہ وہ ان حمل میں کافی غذا میسر نہ آنے کے باعث وہ اور بچہ کمزور ہو جائیں گے تو یہ عذر کسی حد تک قابل سماعت ہو سکتا ہے لیکن ان عورتوں کی طرف سے کہ جنھیں غذا کی کمی نہیں بلکہ زیادتی اور افراط بیمار ڈالا کرتی ہے یہ عذر عذر لنگ سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اس کے بعد ہمیں اس بات پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ یا جس ملک کی ہم تعلیم دے رہے ہیں اس میں سلطنت کرنے کی صلاحیت بھی ہے یا نہیں منع اولاد کا اصول اگر عام طور پر تسلیم کر لیا جائے اور پوری قوم اس پر عمل پیرا ہونے لگے تو اس کا نتیجہ کیا نکلیگا یہی کہ بیس پچاس یا زیادہ سے زیادہ سو برس کے بعد قوم کا ایک بچہ بھی کہیں باقی نہ رہے سرے سے پوری قوم ہی فنا ہو جائے اور یہ یقیناً قوم کی سب سے بڑی خدمت ہو۔ قدرت اپنے مقرر کئے ہوئے اصولوں اور ضابطوں کی توہین گوارا نہیں کیا کرتی جو قومیں اپنی عقل کی فوقیت کے زعم میں اس کے اصولوں کا مضحکہ اڑانے

اشرف بانو بیگم

(از جناب مہر صاحب مدہردی)

لب گنگ سر سبز وادیوں میں ہرے بھرے میدانوں میں شفق رنگین کی چھاؤں میں جہاں تک نظر اٹھتی ہے خیموں اور بارگاہوں کی قطاریں نظر آتی ہیں ان میں عجب چہل پہل ہے کہیں اسلحہ صاف ہو رہے ہیں کہیں بیٹھے لوگ وضو کی تیاری کر رہے ہیں کہیں کھانے پینے کا بندوبست ہو رہا ہے اور کہیں نماز اور مباحثے چھڑے ہوئے ہیں دیکھتے دیکھتے آفتاب عالمتاب کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور یکایک یہ معلوم ہوتا ہے کہ دامان افق پر کسی نے اپنے سرخ دوشالے لٹکا دیئے ہیں چند لمحے ہی نہیں گذرنے پاتے کہ شفق میں ایک طلائی تھال تیرتا ہوا نظر آتا ہے اور دیکھتے دیکھتے نظروں سے غائب اور نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی تاریکی کی ایک چادر فضا میں دوڑ جاتی ہے اور ابھی لشکر کھانے پینے سے فارغ ہو کر نماز سے فراغت بھی نہیں کرنے پاتے کہ ایک شور اور ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے جس کی آواز اور شور بلندی کی طرف اٹھتا ہے ایک خیمہ سے ایک جوان شمشیر بکف نکلتا ہے اس کے چہرہ پر ایسا رعب و دبدبہ کے آثار نمایاں ہیں اور نگاہوں سے غیظ و غضب کی چنگاریاں جھڑ رہی ہیں چپا کے سے آگے بڑھ کر وہ اپنے عربی گھوڑے کی پشت پر سوار ہوتا ہے اللہ اکبر کا فلک شگاف نعرہ بلند کرتا ہے اور فوج کے جانباز اللہ کے شیر جو تلواریں سونت لیے ہوئے ان میں آملتے ہیں دشمن بھاگ جانے نہ پائے دھوکہ فریب سے چلے کر کے یہ بزدل کمینے کوئی بھی ہوں نہ رہ پائیں کیا کسی پر حملہ کرتے ہیں! نکلو نکلو بڑھو چلو بڑھو دیکھو دیکھو شمال کی طرف دیکھو غنیم اس طرف جا پڑا ہے اور اسلامی مجاہد بھی یہ کہا اور جواب کا انتظار کئے بغیر اپنا گھوڑا اس طرف کو ڈال دیا۔

بیانہ والے بھی راجپوت تھے، بہادر تھے، چوکنے تھے مگر شجاعت و بسالت کے اس پیکر کو دیکھ کر گھبرا گئے اور اگر ان کا سردار انھیں روک نہ لیتا تو اسی وقت ان کے لشکر میں بھگدڑ پڑ گئی ہوتی ایک تنہا جوان دس بیس ساتھی ہی ساتھ اسکے تھے اعلیٰ درجہ کی قابلیت اور ہوشمندی سے جھٹ ایک دستہ فوج اس سے بھگتنے کے لئے علیحدہ کر دیا اور باقی آدمی غافل اور بے خبر مسلمانوں سے لڑائے اور بھگتنے میں مصروف رہے نورالدین تنہا سہی راجپوتوں کی دلیری بھی مسلم سہی مگر نورالدین بھی اس قوم کا فرزند تھا جس نے تلواروں کے سایہ میں پرورش کی ہو اور جس کی جرات و بہادری کی شہادت آج تک زمین و آسمان کا ہر ذرہ اور ہر سیارہ دے رہا ہے گو زخموں سے چور ہے تلوار پر تلوار اور نیزہ پر نیزہ پڑ رہا ہے دشمنوں کے بے پناہ ہجوم میں گھرا ہوا ہے مگر ہاتھ ہیں کہ مشین کی طرح برابر چل رہے ہیں اور جس پر وار کر دیتے ہیں اس کا کام دو ٹکڑے ہو جاتا ہے جب کوئی قابو نہ چلا تو انھوں نے کمند ڈال کر اسے گرفتار کر لیا اسلامی لشکر تیار ہو چکا تھا زیادہ موقع نہ تھا وہ سب کچھ چھوڑ کر اور نورالدین کو ساتھ لے تاریکی ہی میں غائب ہو گئے

غنیم کی فراری کے بعد دیکھا تو سر لشکر نورالدین کا پتہ نہ تھا مشعلیں جلا جلا کر ایک ایک نعش کو دیکھا تلاش کیا مگر ہزار ہا سوار دوڑائے گئے مگر نورالدین کا پتہ نہ چلنا تھا نہ چلا لشکر اسلام کے لئے یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا جو پہلے ہی لشکر کا لشکر غنیم کی تلاش اور نورالدین کی رہائی کے لئے نکل کھڑا ہوا اور تین ہفتہ کی محنت اور تلاشوں کے بعد غنیم سے مڈبھیڑ ہوئی اور اس شکست کا اس پر اثر پڑا کہ میدان میں خون کی ندیاں بہ گئیں اور شکست خوردہ بڑے بڑے افسر قتل کر دیئے گئے اور اس کا سردار کرن سنگھ بھی اسیر کر لیا گیا

سب کچھ ہوا مگر اب بھی یہ پتہ نہ چلا کہ نورالدین کہاں گیا زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا آخر یہ لشکر فتحمندی کے پھریرے اڑاتا دہلی کی طرف واپس چلا یا غیاث الدین بلبن کا زمانہ تھا سب کو نورالدین کی گمشدگی کا افسوس بھی تھا اور اس خیال سے لرزاں رہتے تھے کہ ایسے بہادر اور جری جرنیل کی گمشدگی پر وہ بھی معرکہ قتال و جدال میں مزید جواب طلب ہو گا ہر منزل پر قیدیوں سے کرن سنگھ سے سوالات و استفسارات کی بوچھار ہوتی تھی لیکن کوئی سراغ نہ لگتا تھا رفتہ رفتہ یہ خیال قائم ہو گیا کہ نورالدین شہید ہو گیا اور لوگوں کی امنگیں بھی مرجھا اس کی لحد بن گئیں۔

سلطان کو جب فتحمندی کا مژدہ سنایا گیا تو وہ بہت خوش ہوا مگر نورالدین کی شہادت کی خبر نے اسے بہت مغموم بنا دیا اس نے حکم دیا کہ قیدیوں کو علیحدہ اور کرن سنگھ کو خصوصاً قلعہ میں رکھا جائے اس کے بعد اس نے امرا و والیان کی ایک مجلس مشورت کے لئے منعقد کی سب نے یہی کہا کہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ نورالدین کی معرکہ آرائیاں اس کی قید و بند کا موجب اختیار کر چکی ہیں راجپوت ایک مدت سے اس کے خون کے پیاسے تھے اور نعش کا نہ ملنا اور جائے معرکہ کا دریا کے کنارے سے بعید ہونا شبہ کو اور قوی کر رہا ہے کرن سنگھ اور دیگر قیدیوں پر زور اور دباؤ ڈال کر پوچھا جائے غیاث الدین نے کہا کہ قیدیوں کو ستانا اور اس طرح نورالدین کا پتہ لگانا تو آئین اسلام اور شجاعت کے خلاف ہے جب اقبال ہمارا ساتھ دے رہا ہے تو کیوں ہم اپنے بازوؤں کی قوت اور سعی و تلاش سے کام نہ لیں چنانچہ اسی وقت ایک جرار فوج اس نواح میں بھیجنے نورالدین کا پتہ لگانے اور مجرمین کو گرفتار کر کے دربار میں لا حاضر کرنے کے لئے روانہ کرنے کا فیصلہ ہو گیا۔

(۲)

یہ جرار لشکر اسلامی منزل بہ منزل طے کرتا ہوا گنگا کو عبور کر کے پہاڑ کے نواح میں پہنچ گیا گنگ ۔ جمن دوابوں کی طوفانی موجیں اس کی راہ میں مانع ثابت نہیں ہوئیں ایک ماہ میں ایک دو نہیں چھ معرکے ہوئے ساتویں معرکہ میں اس لشکر نے بڑی جوانمردی سے کام لیکر قلعہ کو فتح کر لیا اور یہ فتح اس سرعت کے ساتھ نصیب ہوئی کہ جو باہر تھے وہ باہر غلط ملط تھے اور جو اندر تھے وہ اندر ہی گھر گئے راستے میں ریگستان و صحرا دیکھتے اور دشت و کوہ میں ڈھونڈتے چلے آئے تھے مگر کوئی صورت امید نظر آتی نہ تھی اب جو اندر گئے تو وہاں بھی کوئی پتہ نہ چلا قیدیوں میں بہت جستجو کی مگر کسی نے کچھ نہ بتایا حیران تھے کہ واقعہ کیا ہے کہاں ڈھونڈیں اور کس کو میں تلاش کریں اتفاق امر کہ محل کے ایک گوشہ میں ایک تہ خانہ کا پتہ لگا دروازہ توڑ کر اندر ہو گئے تو دیکھا کہ نورالدین بوسیدہ اور تار تار لباس پہنے زنجیروں میں کسا ہوا اندر پڑا ہے جن کی سختی نے پاؤں کو زخمی بنا رکھا ہے — افواج اسلام کی صورت دیکھتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا — نعرہ کا لگنا تھا کہ اطراف میں سے ایک پوشیدہ دروازہ یکا یک کھلا اور چند تا نیہ نہ گذرنے پائے تھے کہ ایک زہرہ جبین حور تمثال نازنین سبز رنگ دھانی کی ساری میں ملبس سامنے کھڑی تھی جھکا کر آئی تھی کچھ اور منظر دیکھا اور سہم کے ٹھٹھک کر ایک طرف کھڑی ہو گئی اور کسی نے اس سے پوچھا کہنے آگے بڑھ اور دل سے دعا مانگتی کہ نورالدین کہاں ہیں؟ کون؟ یہ جو چھپا اس نازنین کو اچانک دیکھ کر ... (باقی)

جلد چھوڑ دے۔ عجیب منظر تھا سب خیرخواہ تھے کہ کوئی نہ کوئی ایسی ترکیب ہو جس سے اس افسوسناک حالات کا سد باب ہو۔ بڑی بڑی منتیں کیں، عرضیاں گزاریں اور لوگوں نے میری رہائی کی کوشش کی مگر سب بیکار رہا۔ میں مقابل ہونے والے دونوں بادشاہوں کے لشکر کے درمیان چند ماہ بعد کے بعد ایک شب کو رات کے اندھیرے میں اپنے مال و اسباب سے اس طرح کہ ان کے منصوبے کا کسی کو علم نہ ہو نکالا گیا تو اس نے کہا کہ بھائی خدا کے قدس کی اولاد ہو مجھے ایک زندہ بچا رہا۔ ورنہ اب تک میری ہڈیاں بھی خاک ہو چکی ہوتیں۔ کئی مرتبہ میری موت کے فیصلے ہوئے اور سنتا رہا کہ فلاں صبح کو میرا سر تن سے جدا کر دیا جائیگا فلاں روز مقتل میں میرا انتظار ہوگا اور فلاں تاریخ کو مجھے پھانسی پر لٹکا دیا جائیگا مگر خدا معلوم کیا سبب تھا جو اب تک میں زندہ ہوں۔

جب مجھے گرفتار کیا گیا تو جسم سے زیادہ خون بہ جانے کے باعث میں بیہوش ہو چکا تھا۔ آنکھ کھلی تو میں نے خود کو ایک کوٹھڑی میں پایا۔ میرے سامنے مجھے انتہائی اذیت کے ساتھ ذبح کرنے اور تمام گزشتہ ظلم کا انتقام لینے کا ارادہ تھا۔ ایک میری زندگی سے بیشتر کے مشورے ہوئے اس خیال سے کہ اسلامی لشکر میری گرفتاری پر خاموش نہ بیٹھے گا مجھے سرعت کے ساتھ پہاڑ کے نواحی پہاڑوں میں سواروں کے ایک خاص دستہ کی حراست میں پہنچا دیا گیا اور جب جاسوسوں نے یہ اطمینان دلا دیا کہ لشکر کو میری موت کا یقین ہو گیا ہے تو مجھے وہاں سے قلعہ میں لیجا کر قید کر دیا گیا۔ کچھ روز بعد مجھے خفیہ طور پر دربار میں طلب کیا گیا وہاں سب نے مجھے مختلف اذیتوں کے ساتھ مار ڈالنے کی مشورہ دیا مگر مہاراجہ نے کہا کہ بیشک یہ شدید دشمن ہے مگر ہے بہادر اس سے اس طرح مارنا اور ایک بہادر کو اذیت دینا ہمارے آئین و روایات کے منافی ہے۔ میرے خلاف جذبہ اس قدر تیز اور معاندانہ تھا کہ مہاراجہ بھی مجھے اپنی شرافت سے کوئی امداد نہ پہنچا سکے صرف اتنا ہوا کہ میری جان بچ گئی۔ ان کے آدمیوں نے البتہ مجھے بڑی بڑی تکالیف پہنچائیں اتنی کہ ان کا تصور بھی انسان کو زندہ درگور کرنے کے لئے کافی ہے۔ مہاراجہ بہادر اس دوران میں مجھے دو مرتبہ دیکھنے آئے اور کہنے لگے کہ ہم سمجھ رہے ہیں تم راج کے دشمن ہو اور اسی دشمنی کی پاداش میں تم عمر بھر یہیں قید رہو گے اور یہیں سے تمہارا لاشہ نکلیگا۔ البتہ تم بہادر ہو اگر وعدہ کرو کہ تم میرے لشکر کے ساتھ ہو کر لشکر اسلام سے مقابلہ کرو گے تو تم نہ صرف رہا کر دیئے جاؤ گے بلکہ بڑی عزت کے ساتھ رہو گے اور اس وقت میں تمہارے ساتھ تمہاری شایان شان سلوک کر سکوں گا۔ ظاہر ہے کہ میں اسے گوارا نہ کر سکتا تھا میں نے ہر مرتبہ انکار کر دیا۔

——— (۴) ———

اس قیدو اذیت میں یہ نازنین اور شریف پاربتی میری انیس و غمخوار ہی گویا کہ فرشتہ اور ایک دوسرے مذہب سے تعلق رکھتی ہو تاہم اس کا دل ایک اسلامی دل ہے جس میں شرافت وفا حیا اور ایمان و عصمت سب کچھ ہے یہ گھنٹوں میرے پاس آ کر بیٹھی ہے مگر اس نے کبھی مجھ سے اور مرتبہ کوئی بات نہیں کی ہے اور میری بھوک اور پیاس کا زیادہ تر اسی نے خیال رکھا ہے جس زندان میں میں قید تھا وہ ایک طرف کو محل کا دروازہ ہی ہے جس کے باہر مالاؤں کی ایک قطار ہے یہ اسی راستے سے اکثر میرے پاس آیا کرتی تھی غریب مجبور تھی کہ کر ہی کیا سکتی تھی جو اس کے امکان میں تھا کیا اور کرتی رہی ایک دن رات کا وقت تھا مجھ پر تکلیف کا اثر ایسا تھا کہ ایک میری آہ نکل گئی یہ کہیں قریب تھی یا راستہ معلوم تھا بیچین ہو گئی اور دروازہ کھول کر میرے پاس چلی آئی پھر کھانے کی اشیاء لانی اسکے لئے کہ مجھے تسلی دے کر مصیبت سے ملی ہمدردی جتا کر میں اس کے سوا کہ کبھی کبھی آتی اور دلاسا دیتی خدمت کرتی رہی اور کیا کر سکتی تھی۔ اس درجہ بلند و اعلیٰ اخلاق

کہ چشم و چراغ تھا اس نے ماہ نو کی گھنٹوں میرے پاس آ کر بیٹھتی اور مجھے تسلی دی ہے اور میں اس طرح پر ہاتھ دیکھ سکتا ہوں کہ آگے ہیں یہ ساتھ ہے نہ بھی اور ساتھ ہی یہ کچھ بات نہیں تو مجھے یہ آزادی اس تکلیف سے بہتر نہ سمجھتا اس سے بے انتہا محبت ہو گئی ہے اور گو میں اس قابل نہیں ہوں کہ اس کی محبت و رفاقت کا شرف حاصل کروں پھر بھی حقیقت یہ ہے کہ اگر میں اس سے دور ہو گیا تو میری ساری زندگی اجیرن ہو جائیگی اور اندیشہ یہ ہے کہ شاید میں زندہ ہی نہ رہوں اور رفاقت میں گھٹ گھٹ کر مر جاؤں۔

یہ کہتے کہتے نورالدین کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں اور مجلس پر سناٹا اور ہمدردی کیا کچھ رنگ دکھانے لگے کہ یہ منہ در شہ عالم میں جب تک ان کا قطع قمع نہ کر دیا جائے اس وقت تک سکون نصیب نہیں ہو سکتا۔ نورالدین کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے اور اس نے تڑپ کر کہا کہ کیا کہتے ہو کچھ خدا کا بھی خوف ہے آپ تمام ہندوؤں کو ظالم نہیں کہہ سکتے میرے ساتھ جو کچھ ہوا اس میں نہ سارا راج کا قصور ہے نہ عوام کا یہ سب کچھ دراصل شرارت کا نتیجہ تھا ان میں ہی بہت سے ایسے تھے جنہیں میرے وجود سے اپنی جانوں اور اپنی ہستی کے لئے خطرہ ہی پیدا ہو گیا تھا بلکہ ان کا خطرہ تاکہ سب کی جانیں میرے ہاتھ سے ضائع ہوئی نہیں ان کی وہ اذیت دینا تھی اور مجھے جو اذیت پہنچائی گئی وہ کیا ذکر یہ جو کچھ تھا اگر یہ صورت نہ ہوتی تو یہ ضرور قابل مذمت و ملامت تھے میں تسلیم کرتا ہوں کہ دشمن کو بھی اتنی اذیت نہ دینی چاہئے لیکن یہ ان کے مذہب کا قصور ہے نہ کہ ان کا ہمارے اندر بھی اسلام سے پیشتر یہی وحشت موجود تھی اور ہر قوم میں موجود ہے دشمنوں کو کون بخشتا ہے کچھ نیچے تھے جو واقعی طبیعتاً دلی تھے اور محض ان امراء و روساء کی دوستی میں یہ سنہا وار سند اور کچھ نہیں کرتے تھے عوام کی تو یہ حالت تھی کہ جب انہوں نے زنجیروں میں مجھے جکڑا دیکھا تو تاب نہ لا سکے ایسے تھے جو بیتاب اور بے چین تھے پھر پاربتی دیوی نے میرے ساتھ کیا کچھ احسانات نہ کئے آخر وہ بھی تو ہندو ہی تھی۔

ایک صاحب ہنسکر بولے یہ کیوں نہ کہو کہ یہ سب کچھ اسی نازنین دیر پاربتی کی محبت کا کرشمہ ہے جب آگے ابھی معلوم تو ہو ہی جاتا ہے۔

نورالدین نے کہا ہرگز نہیں ہم مسلمان ہیں اور ہمیں کوئی چیز کسی کا خوف و کسی کی محبت اور صداقت اور حق گوئی سے نہیں روک سکتی اور نہ میں اس کے اظہار میں باک کر سکتا تھا میرے ساتھ جو کچھ سلوک ہوا وہ ایک جنگی کوہی کے سلسلہ میں ہوا میں اس پر انہیں بحیثیت قوم مطعون نہیں کر سکتا اور نہ ہمارا یہ کام اور یہ منصب ہونا چاہئے۔

——— (۵) ———

منازل سفر طے کرتا ہوا یہ لشکر دارالسلطنت دہلی پہنچ گیا جو ابھی فتح و ظفر کی اطلاعیں پہلے ہی پہنچ چکی تھیں اور اس خوشی میں آنے والی رات بڑی جشن کی تھی اس جشن کو دیکھنے کی آرزو کی وجہ سے بھی مہم پر ایک گونہ حیرانی کر رہی تھی اور ابھی تک یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ پایۂ تخت ہے جو ہندوستان جیسے وسیع و عریض ملک کا اس وقت ہر سو کوچہ و بازار میں ہماہمی اور رونق تھی دہلی کی گلیاں میں لگ مر اور شک سنی کی تھیں اور دور دور میل تک قطاریں چلی گئی تھیں کہیں کشتی کا نشان ہی نظر آتا تھا دہلی کا در و دیوار ہر چہار طرف جشن کی آوازیں اور سرود و سازوں کی نہ رکنے والی صدائیں ہر طرف گونج رہی تھیں ہمارے مجاہد جو اندر پہنچے کہ غلبہ حالات سے بھاگ کر اور ہندوستان کو جائے امن سمجھ کر یہاں چلے آئے تھے دہلی ہی میں موجود تھے جس وقت نورالدین کی سواری پہنچی ہے عجیب سماں تھا۔ سلطان نے تحفے از کر اپنے اس بہادر مجاہد کو سینہ سے لگا لیا اور خلعت و جاگیر سے سرفراز فرمایا دیگر سرداران فوج کو بھی انعامات تقسیم ہوئے اس کے بعد پاربتی دربار میں

عزت و احترام بلانی چنچی سلطان کو تمام حالات کا علم ہو چکا تھا اس نے اس سے بملاطفت گفتگو کی اور فرمایا تو بہت شریف اور نیک دل خاتون ہے اگر اپنے اعزہ کے پاس جانا چاہتی ہے تو ابھی زمانہ امن تک انتظار کرنا پڑے گا اور اگر یہیں رہنا منظور ہے تو میں وظیفہ و جاگیر سے مشرف کرتا ہوں جہاں اور جس مقام کو پسند کرے وہاں زندگی بسر کر اور رہ!

پاربتی بولی - جہاں پناہ خدا معلوم میرے اعزہ و اقربا پر کیا گذری وہ زندہ رہے یا مرگئے اب ویرانے اور اجڑے ہوئے دیار میں جاکر کیا کروں گی جہاں پناہ کے الطاف خسروانہ نے تو میرا سر بلند کر دیا ہے اور اس سے بہت بڑھ کر صرف اتنی استدعا کرتی ہوں کہ میرا ایک جوان بھائی اور بہن ہیں ان کی تلاش کرا دی جائے اگر یہ زندہ ہوں اور کسی پاداش میں قید کر لئے گئے ہوں تو انہیں معافی بخش کر میرے ساتھ رہنے کی اجازت دی جائے کیونکہ میں عورت ہو کر تنہا زندگی بسر کرنے سے قاصر ہوں اتفاق امر کہ وہ دونوں زندہ تھے اور ان کی آن میں دربار میں حاضر کئے گئے اور حکم ہوا کہ انہیں جمنا کے کنارے ایک محل رہنے کو دیا جائے۔

(۶)

آفتاب جہاں تاب غروب ہو چکا ہے اور گھٹا ٹوپ ظلمت و تاریکی کے عارضی غلبہ کے بعد ماہ منور اپنی پوری رعنائیوں اور درخشانیوں کے بعد افق سے طلوع ہو کر فضائے بسیط پر سنہری چادریں بچھاتا چلا جا رہا ہے۔ حد نگاہ تک پست و بلند پہاڑیاں عمارتیں کھیت باغات اور سڑکیں اس کے نور سے جگمگا رہی ہیں جمنا لبریز ہے اور اس کی بیتاب اور اٹھتی ہوئی لہروں میں چاند کی شعاعیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے پریاں نہانے کے لئے اتر آئی ہیں اور شفاف پانی میں عریاں غوطے لگا رہی ہیں دریا کا پانی پاربتی کے پائیں باغ کی مرمری سیڑھیوں تک آیا ہوا ہے پاربتی انہی سیڑھیوں پر تنہا اور اداس بیٹھی ہوئی ہے ایک محویت کا عالم طاری ہے بیخودی میں اسے اتنا بھی ہوش نہیں ہے کہ رات کے لمحے برابر گذرتے چلے جا رہے ہیں اور چاند اپنے سفر کی نصف منازل طے کر چکا ہے چاندنی اس کے نورانی چہرہ کو نور سے منور کر رہی ہے کالی کالی شب تاب زلفیں منتشر ہیں اس کے رخسار و پیشانی پر ہوا سے اڑ رہی ہیں اور دوپٹہ بھی سر سے سرک گیا ہے وہ سوچ رہی ہے کہ میں سنتی تھی مسلمان بڑے ظالم ہیں خونخوار ہیں سفاک ہیں ہندوؤں کی بہو بیٹیوں کو گھر میں ڈال لیتے ہیں جب میں نے نورالدین کی آہ سنی ہے اس کے پاس گئی ہوں تو میرے دل میں خوف تھا اور یاس و ہراس ضرور اس میں حیا کے جذبہ کا بھی اثر تھا مگر میں کہہ سکتی ہوں کہ حیا سے زیادہ خوف مسلط تھا وہ بھی شریف نکلا شریف ثابت ہوا اور دربار سلطانی تو خیال تھا کہ جاتے ہی سر اڑانے کا حکم دیا جائیگا یا کسی مسلمان کے پلے جبراً باندھ دی جاؤں گی سراسر عدل و شرافت کا مجسمہ نظر آیا پھر یہ سلوک دوستوں سے نہیں دشمنوں سے ہے اچھا میں دوست سہی نورالدین کی تیمار دار رہی تھی میرے بہن بھائی تو دشمنوں کی صف میں قید ہوئے تھے ان کے ساتھ کیوں مراحم خسروانہ سے کام لیا گیا کتنا بڑا محل ہمیں ملا ہوا ہے امیرانہ زندگی اور وہ بھی دشمنوں اور ان کی طرف سے جنہیں ہمارے یہاں ملچھ کہا جاتا ہے کتنی دل میں کھل جانے والی بات ہے اس پر دس بیس اور ہزار اور ہزار زیادہ تر مسلمانوں ہی کے مکانات ہیں مگر کیا مجال جو کوئی بھی نگاہ بھر کر دیکھے سب جھوٹ! سب غلط! محض بدنام کرنے اور لڑائی مول لینے کی باتیں ہیں ان کے طور طریق نرالے تو ہیں مگر ہیں کتنے دلکش ہمارے یہاں بہت ہوا تو صبح و شام آنکھ بند کر کے بیٹھ گئے اور پوجا کر لی مندر میں گئے تو گھنٹی ہلانا شروع ہوا اور مندر سے جھانجھ بجا کر پوجا ہو رہی ہے اور اتنا شور ہے کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی عبادت کیا یا پوجا کرتے مسلمان بھی ہیں مگر کتنی دلکشی اور کس درجہ محویت و خموشی کے ساتھ آواز بلند سے کچھ پڑھتے بھی ہیں تو اس میں بھی جنگلی مرغوں اور ٹھنڈی ہواؤں کا نغمہ ہوتا ہے

اور یا ایک وقت نہیں پانچ وقت جھک جھک پانچوں وقت منہ ہاتھ دھوتے ہیں وہ اتنا نہیں کہ جاتے ہیں پھر بھی پاک - لیکن ہمارے تو یہ عالم ہے کہ چھینٹ کمت سے دامن بچاتے ہیں اور گندگی و نجاست سے اجتناب ہے [illegible] آ کر پھر انہیں ملچھ کیوں کہا جائے؟ ہیں اپنے طریق پر سنیاسی بیراگی بھولا کوئی ہم سے کچھ نہیں کہتا [illegible] کا ڈر ہے اور نہ کسی گرفتاری کا خیال اخلاق میں اعلیٰ اور سلوک میں شریف سمجھ نہیں آتا کہ کیوں [illegible] اپنے دھرم [illegible] بہتر نظر آتا ہے [illegible] کا پردہ ہے گمان میں [illegible]

(۷)

پاربتی انہی خیالات میں مدہوش بیٹھی ہوئی تھی اور رات گذرتی چلی جا رہی تھی کہ یکا یک چار پانچ آدمی سیاہی سر پر کھڑے ہوئے ہیں اور لال لال آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں وہ اٹھ کر بھاگنا چاہتی ہی تھی کہ دوڑ کر بڑھ کر اسے پکڑا منہ بند کیا اور تہ و بیکر اٹھا کر چل دیئے پاربتی بیہوش ہو گئی اور آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک گاؤں کے خس پوش اور مظلم مکان میں پایا وہ چیخ مارنا چاہتی تھی مگر منہ سے آواز ہی نہ نکلی اور پھر آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی - صبح ہوتے ہی ایک شور برپا ہو گیا کہ پاربتی فرار ہو گئی عام خیال یہ ہوا کہ وہ یقیناً جاسوس تھی اور یہ سارا ڈھونگ حالات کے علم اور اندرونی رازوں کے جاننے کے لئے اختیار کئے گئے تھے ہر طرف تعاقب میں سوار دوڑائے گئے مگر کہیں کوئی پتہ نہ چلا اس کے بہن بھائی شبہ میں نظر بند کر لئے گئے جاگیر ضبط ہوئی نورالدین اس خبر پر سب سے زیادہ مضطرب اور پریشان ہوا اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ پاربتی جس نے اس کی اتنی مدارات کی وہ اور جاسوس ہو اتنی حسین اور نیک خاتون اور جاسوسی پیشہ مگر پھر یہ ایک غائب ہونا کیا معنی؟ جس حصہ میں اس کا مسکن تھا اس کے متعلق یہ گمان بھی نہ ہو سکتا تھا کہ وہاں وہ کسی کی دستبرد کا شکار ہو سکتی تھی کچھ اس وقت ایک نورالدین ہی تھا جو اس شبہ جاسوسی سے انکار کر رہا تھا [illegible] سلطان کے استفسار پر اس نے کہا کہ میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ پاربتی کچھ ہو مگر جاسوس نہیں ہو سکتی اور نہ آپ سے فرار چاہتی ہے وہ ضرور کسی سازش کا شکار ہوئی ہے حضور مجھے اس کا پتہ معین کریں اور کچھ مہلت دیں میں اس کا پتہ لگا لاؤں گا اجازت ملتے ہی نورالدین سراغ رسانی پر تیار اور آمادہ ہو گیا اور اس نے بڑی سرگرمی کے ساتھ کام شروع کر دیا۔

وہ ایک شب کو بھیس بدلے ہوئے سائیسوں کے ایک مجمع میں پہنچا اس کے ساتھ کاٹھی اور اس کا گھوڑا دور کر بلیٹ کر دیئے گئے وہ بھی ایک سائیس کی حیثیت سے وہاں پہنچا ان میں گفتگو اس موضوع پر ہو رہی تھی ان میں سے ایک بولا بھائی زبان کھولتے ڈر معلوم ہوتا ہے غیاث الدین کا زمانہ ہے جس کے رعب و داب سے لوگ بیٹھے گھروں میں مارا لیتے ہیں کسی کی کیا مجال ہے کہ اس کے زمانہ میں کوئی حرکت و شرارت کرے رہا [illegible] بنگال میں شورش ہوئی سب پھانسیوں پر لٹک گئے مگر ہمارا آقا دلاور خان [illegible] طرار ہے نہیں ہم چار پانچ آدمی ہیں راتوں رات پاربتی کو محل سے اٹھوا لیا اور تعجب یہ کہ آج تک کسی کو پتہ بھی نہیں لگا بادشاہ کی بادشاہی بھی دھری رہ گئی اور پتہ کیا کسی کو یہ خیال نہیں گذرتا کہ پاربتی اٹھائی اور اڑائی گئی ہے دوسرا بولا یار دیکھا تو میں نے بھی نہیں مگر سنا ہے کہ بڑی حسین و شریف چھوکری ہے پہلا سائیس کہنے لگا کچھ نہ پوچھو چندے آفتاب اور چندے ماہتاب ہے اور بادشاہوں کے محلوں میں رہنے کے قابل ہے۔ دوسرا - یار محلوں میں سے اٹھایا کس طرح؟ پہلا - ادھر ادھر دیکھ کر - بات یہ ہے جب وہ دربار میں آئی تھی تو ہمارے میاں نے اسے دیکھ لیا تھا اور اسی وقت سے بے چین تھے بس دو چار دن آئے اور اس نے دس بیس جوانوں کو ایک ایک ہزار روپیہ انعام دیا کہ [illegible] کے لئے متعین کیا کہ جس طرح بھی ہو اسے اٹھا لاؤ مگر لائیں کس طرح یہ بڑا ٹیڑھا سوال تھا ان میں ایک شخص علی محمد ہے جو بڑا ہی چلتا اور ہوشیار آدمی ہے

اس نے سوچتے سوچتے تمام عمر بسر کی کہ سب آدمی ہو دیکھ سکیں اس کا ساتھ پارتی کرے اور سر کا تخت الٹا پاکر بھی خوشی کسی وقت رات کو چلی جاتی تو بیٹا پاس ہے کئی روز منتظر رکھو بیٹے نے ایک روز دا ڈالک گیا ہو تصور یا اٹھا لایا ہے وہ تصویر اس کو یاد سرکار رہی کے یہاں ہوا ہے پیٹا جب مجھے آتا تھا ہی پتہ ہے سرکا سعد عدہ یا دل کی باتیں بھلا ہمیں کہاں معلوم ہو سکتی ہیں، نورالدین پہلے تو سب کچھ سنتا رہا پھر اندر پہنچا اور دو بتا پتہ لگا کر باہر آگیا اور اچھا گھوڑے پر سوار ہو دلنواز خاں کے محل کی طرف روانہ ہوا اور تین فقیرانہ بھیس میں یہاں گردوں نے لگا کوئی پتہ نہ لگا کہ پارتی محل میں ہو یا کہیں باہر چوتھے روز اسے معلوم ہوا کہ دلنواز خاں بنگال کی طرف جا رہا ہے اس کا دل ٹوٹ گیا اور اس میں اطلاع کرنی چاہی مگر پھر کچھ خیال کر کے رک گیا جس شب کو کوچ ہونے والا تھا نورالدین بھی بھیس بدلے ساتھ ہو لیا اس کے تو بھی آگے ہی رہے گھٹے ہزاروں روپیہ تلاش و سراغ میں خرچ کر رہا تھا لشکر ہنڈر تک پہنچ گیا اور کوئی پتہ نہ لگ سکا۔

ایک روز شام کے وقت سنا کہ بیگم صاحبہ کا ڈولا آرہا ہے آؤ دیکھا نہ تاؤ سیدھا اس طرف روانہ ہو گیا اس کے ساتھ پچاس مسلح جوان تھے نورالدین کے ساتھیوں کی تعداد بیس جو الولسہ پر مشتمل تھی جو نیمورسے دس میل کے فاصلہ پر اس نے ان جماعتوں کو روکا اور اس دستہ کے سردار سے کہا کہ تم سب جہاں پناہ کے حکم سے گرفتار کئے جاتے ہو اس جرم میں کہ تم نے شاہی مہمان پارتی کو اڑا لیا ہے میرا کوئی حرج نہیں میں تو شاہی ایلچی ہوں مزاحمت کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اختیار ہے میں بھی نہیں بولتا جہاں جا رہے ہو جاؤ میں ابھی صوبہ کڑہ کے صوبیدار کو سوار بھیجکر اطلاع کرتا ہوں آج نہیں تو کل گرفتار ہو جاؤ پھانسی چڑھا ہو گے مزاحمت کا جرم بھی عائد ہو گا ورنہ سیدھے سیدھے ساتھ ہو لو خبر مشہور ہو ہی گئی تھی سردار ڈر گیا اور گڑگڑا کر بولا کہ ہم بے قصور ہیں ہمیں جیسا حکم ملا کیا ہمیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کونسی بیگم ہے۔ نورالدین نے پردہ اٹھا کر ڈولا کو دیکھا تو واقعی اس کے اندر پارتی موجود تھی دیکھتے ہی بیتاب ہو گئی اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگی نورالدین میں نے تیرے برے وقت میں ساتھ دیا اب تو میرے کام آ ورنہ میں زہر کھا کر مر جاؤں گی۔

نورالدین منزل سے منزل طے کرتا ہوا الہ آباد پہنچ گیا اور وہاں سے صوبیدار کی امداد لیکر دلنواز خاں کو خود حراست میں لے لیا اس نے مزاحمت بھی کی مگر کوئی قابو نہ چلا اور یہ پورا لشکر جو اب دونوں فوجوں سمیت کوئی چھ ہزار پر مشتمل تھا دہلی پہنچا نورالدین نے دربار میں پہنچکر زمین ادب چومی اور عرض حال کیا غیاث الدین نورالدین کی اس کارکردگی پر اچھل پڑا اس کے مناصب میں اضافہ کیا خطاب سے نوازا انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا اور دلنواز خاں کو معزول کر کے قید میں ڈال دیا گیا کہ اس نے ایک عورت کو اس کی خلاف مرضی ہتھگا کر اس سے نکاح کرنے کی سعی کی اور اسکے لئے غیر موزوں طریق اختیار کیا جو لوگ اٹھا کر لائے تھے ان کے شانہ بر سر عام پر درے لگوائے گئے اور پارتی کی داستان الم اور شرافت و عصمت آمیز حالات سنکر اس کی جاگیر و وظیفہ میں اضافہ کر کے اسے پھر وہی محل عطا کر دیا اور فرمان صادر کیا کہ اگر آئندہ درباریوں میں سے کسی کو بھی اس قسم کے جرم کا مرتکب پایا گیا تو تہ تیغ کیا جائے گا۔

(۸)

پارتی اپنے محل سے ایک گاؤں میں پہنچائی گئی وہاں سے اسے ملتان روانہ کر دیا گیا اور اس کے ایک بھائی کے یہاں رہی اور شور و غل کم ہونے کے بعد وہ دہلی بلائی گئی۔ دلنواز خاں ایک اولی درجہ کا فرد تھا سلطان مہم افواج میں کارہائے نمایاں انجام دینے کے باعث ترقی کر گیا اور سلطنت میں بڑے مرتبہ پر فائز ہوا طبیعت میں عیاشی کا عنصر تھا اور مجھے چوری

اپنے آپ کی حرکات کا اندازہ لگا سکتی رہتا تھا پارتی کو جنگل بیاب میں اس کی اطلاع اب محل میں آئی تو اسے اس نے شادی پر بہت مجبور کیا اور ہاتھ پر جبر کرنا چاہا مگر وہ راضی نہ ہوئی وہ اس کی اس حرکت سے بیزار ہو چکی تھی محل میں اس کے اقتدار کے بعد اس کی ماتحت نہ ہو سکتی تھی اس نے ہر طرح ڈرایا دھمکایا اور ترغیب و ترہیب سے کام لیا جب بازنہ آئی اور اس کی بیتابیاں بڑھتی گئیں تو اس نے کہہ سنا کر خود کو بنگال کی نیابت کے عہدہ پر متعین کرا لیا اور سمجھا کہ وہاں جا کر اور دور بیٹھکر آزادی کے ساتھ کام بن گا دہلی میں اندیشے ہیں دلیسے بھی اب دہلی میں قیام خطرہ سے خالی نہ تھا مگر قسمت نے ساتھ نہ دیا اور راستہ ہی میں دھر لیا گیا۔

پارتی کے قلب میں نورالدین کی محبت و عشق کا تخم تو پہلے ہی پڑ چکا تھا اور وہ اکثر اداس رہتی تھی اور یہی اداسیاں اس کی مصیبت و اسیری کا باعث بن چکی تھیں لیکن اس کی ان تازہ انقلاب دشمنیوں نے اس تخم کو بارآور کر دیا اور اب یہ حالت ہو گئی کہ اسے کسی کروٹ چین ہی نہ پڑتا تھا گھنٹوں سوچتے کو جنوں کو گھڑی تکتی رہتی نرگس سے آنکھیں رولاتی بنفشہ کو دیکھتی ہتی پھولوں کو سونگھتی آہ بھرتی اور پھر تلووں سے مسل کر پھینکا دیتی بہن بھائی اس کی ان دیوانہ وار حرکتوں کو دیکھتے اور کڑھتے ہے۔ دوسری طرف نورالدین کی بھی یہی حالت تھی وہ شہسوار شیک پاؤں تلے۔ ان کا پتہ تھا اور جس کی جرأت و بہادری کی دھوم مچی ہوئی تھی اور جو نہایت تنومند اور چھیلا جوان تھا اس کی یہ حالت تھی کہ روز بروز سوکھتا اور نحیف ہوتا چلا جاتا تھا سلطان کے خوف سے کچھ بھی نہ کر سکتا تھا سب سے بڑی اور تکلیف دہ صورت یہ تھی کہ پارتی کو دیکھنے اور اس سے ملنے کا بھی کوئی موقعہ نہ تھا ڈیڑھ سال کی طویل اور فراق پر در مدت پر صرف دو دفعہ اسے اسی کے محل میں پارتی سے گھڑی کی گھڑی بات کرنے کا موقعہ ملا اور وہ بھی اس حالت میں کہ اہلخانہ موجود تھے اور نہیم پروانہ چھوڑ رہا تھا اور صرف سرکاری کام کو آیا تھا۔ آخر وہ غم کھاتے کھاتے بیمار پڑ گیا بیمار بھی ایسا کہ جانبری کی تمام توقعات منقطع ہو گئیں علالت شدید کی خبر پاکر سلطان کی سواری خود عیادت کو آئی نورالدین اس وقت بیہوش تھا اور باپ سوگوار سرہانے بیٹھا تھا کہ نورالدین کے منہ سے خدا جانے کس عالم میں ایک ہائے کے ساتھ پہلی مرتبہ "پارتی" نکلا آنکھیں بند کی بند رہیں اور پھر گہری غشی طاری ہو گئی سلطان نے نورالدین کے باپ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اس نے ادب سے زمین چوم کر عرض کیا جہاں پناہ پہلی مرتبہ یہ سن رہا ہوں۔ شاہی طبیب بلایا گیا اسے کوئی علم نہ تھا۔ تشخیص بھی مرض عشق تجویز کیا سلطان یہاں سے اٹھکر سیدھے پارتی کے محل میں آئے تو اسے بھی نحیف و زار پایا۔ پارتی اس غیر متوقع سواری شاہانہ کے ورود سے گھبرا گئی مگر سنبھل گئی اور آداب بجا لائی۔ جہاں پناہ نے فرمایا اگر بیٹی تم گوارا کرو تو تمہیں سپہ سالار نورالدین کی تیمارداری سپرد کر دوں اندازا کیا جاتا ہے دوا تجھیں سلطان نے اس کی آنکھیں دیکھکر چہرہ پر غور سے نظر ڈالی اور خط و خال و رنگ سے کچھ پڑھکر کہا کہ بیٹی میرا دل چاہتا ہے کہ نورالدین سے تیری شادی کر دوں پارتی نے سر نیچا کر لیا اور بولی کہ جہاں پناہ اسلام کی محبت نے مجھے مسلمان اور اس کے آئین و اوامر کی معقولیت نے گرویدہ بنا لیا ہے کلمہ شہادت پڑھتی ہوں اور خود کو ظل جہانپناہ کے سپرد کرتی ہوں جو چاہیں کریں۔ نورالدین کو اس کی تیمارداری و قربت سے صحت ہو گئی اور یہ دونوں عاشق و معشوق سلک ازدواج میں منسلک کر دئے گئے اب پارتی اشرف بانو بیگم تھی اس نے مسلمان ہو کر اس ندرجہ شاندار زندگی بسر کی کہ دھوم مچ گئی اس کا دربار مرجع خلائق بن گیا اور دینداری و غربا نوازی میں اس کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی۔

ایک تجربہ یا ما ے زر تو

فرمایئے کیا ایک روپیہ سالانہ میں مولوی کا خرچ پورا ہو سکتا ہے، اور کیا اس کی سادہ ظاہری نہایت سستی قیمت ہے؟ پھر اس پر غور فرمایئے کہ کیا مولوی نے اپنے اکیس سال کے عرصہ میں مذہب و ملت کا کوئی کام کیا یا نہیں، اس نے ۹ سال میں سات سو ہزار دو ہزار لاکھوں مسلمانوں کو احکام و نواہی اسلام سے آگاہ کیا، قرآن پاک کے حقائق معلوم کرائے، احادیث کو معلوم کیا، اور دنیاوی ضروریات کے بہت سے شعبوں میں اہم مشورے دیئے اور حق یہ ہے کہ اس تنہا کا کام ہندوستان کی بہت سی تبلیغی اور اصلاحی، تعلیمی اور اخلاقی مذہبی انجمنوں کے مجموعی کام سے زیادہ ہے کیونکہ اس کے ہر مہینے کا پرچہ ایک لاکھ مسلمانوں کی نظر سے گزرتا ہے۔

پھر کیا بحیثیت خریدار مولوی نہیں بلکہ بحیثیت مسلمان ہونے کے آپ خود فرمایئے کہ مولوی کا احیاء اور اس کی مدد ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے یا نہیں، اور پھر اس پر غور فرمایئے کہ آپ اپنے کو کس قدر اور کس خدمت کا اہل پاتے ہیں۔

میری کوشش اس پرچہ کے ساتھ مولوی کے اکیس سال ختم ہو جائیں گے، اس اکیس سال کے عرصہ میں میں نے جس قدر کدوکاوش کی وہ خدا پر روشن ہے علاوہ اس کے کہ بارہ گھنٹے روزانہ کام کرتا ہوں جس کی اپنے اہل بچوں کی ضروریات کے لیے پچاس روپیہ ماہوار معاوضہ نہیں لیتا تھا اگر صرف میں مزدور کی حیثیت سے مزدوری لیتا، تو سو روپیہ سے زائد کی میری نقد محنت بحیثیت مدیر مزدور کے ہوتی ہے اس کے علاوہ میں کتابوں، پریس، کتابت اور کاپی کی حیثیت سے مختلف شعبوں اور مطالبوں میں سنہ ۱۹۱۳ سے کام کر رہا ہوں اور اس سلسلہ کا خاصا اندوختہ میرے پاس تھا جس میں کتب خانہ کا ایک کافی ذخیرہ ہو گیا تھا، اور مولوی کو کبھی کے لیے میری محنت اور کتب خانہ تھا، اب یہ دونوں چیزیں منہ موڑ رہی ہیں، محنت نے بھی کمزور اور کتب خانہ نے تقریباً مفلس کر دیا ہے، اندوختہ جمع کرنے کے زمانہ میں میرا گھر صرف دو آدمیوں پر مشتمل تھا، اور کچھ برتھ کنٹرول کی ما لگیر تحریک کے زمانہ میں بھی اب دو آدمیوں سے سات ہو گئے ہیں، اب اگر میں اپنی پس ماندہ کمائی کو یونہی مولوی کی نذر کرتا رہا تو اپنے پیچھے ایک نادار اور بھوکا کنبہ چھوڑنے کے لیے مجبور ہو جاؤں گا، لہٰذا میں نے

فیصلہ کر دیا ہے کہ اپنی تمام کتابیں اور ان کا حق اشاعت اپنے پانچوں بچوں کو دے دیا ہے اور وہی اب اس کے مالک ہیں تاکہ کم از کم ان کے خورد و نوش کے لیے کوئی تو سبیل باقی رہے اور آئندہ مولوی کے لیے جس طرح بازار سے کتابیں خریدتا ہوں ان بچوں سے خریدوں گا، اور جو کچھ ان سے نفع ہو گا وہ ان پانچوں پر بحصہ مساوی تقسیم ہو گا، اور میرا ان پر کوئی مالکانہ تصرف نہیں رہے گا، اور نہ میں آئندہ کوئی کتاب چھاپوں گا۔ چھپائی کا انتظام ان بچوں کی

اب آپ کی ذمہ داری اور بھی بڑھ گئی ہے اس لیے کہ سال کے آخر میں قرضہ کو چکانے کے لیے ان کتابوں سے جو کچھ بھی مدد ملتی تھی وہ بھی بند ہو گئی۔

اب آپ کو اگر مولوی کی خدمت پسند ہے تو اس کے لیے پیش از پیش کوشش فرمایئے۔

(۱) سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ مولوی کو تفریحاً نہیں ضرورتاً پڑھیے، یہ نہیں کہ اس سال مذہبی معلومات دوسرے سال ادبی، تیسرے سال سیاسی بلکہ مولوی کو خریدنے کے بعد جب تک زندہ رہے اس سے علیحدہ نہ ہوئیے، اس کو تو آپ نے اپنی خریداری کی سیاحی میں ضرور دیکھ لیا ہوگا کہ مولوی سے زیادہ سستا، موقت، اور مفید مذہبی، اصلاحی سیاسی معلومات سے پُر نہ کوئی پرچہ ہے اور نہ شاید کوئی ہو سکے، اگر یہ چیز التزاماً ہو جائے تو ۱۰ ہزار کی اشاعت مقرر شی ہے کہ مزید دیوانہ گراں کی نوبت نہ آئے، لیکن ہوتا یہ ہے کہ ہر سال ۴۰ فیصدی خریدار کم ہو جاتے ہیں بعض خریدار بدل جاتے ہیں لیکن جب کہ روپیہ کے دس ملک سے جائیں گے تو ۴۰ فیصدی خریداروں کی تعداد کی کا نقصان بھی نو ہزار روپیہ خط و کتابت، اپیلیں اور جیبیں الفضائت بے انتہا اس خیال کے لکھنے میں بیٹھے ہیں، جانتا ہوں کہ یہ علم چالیس فیصدی پورا نہیں ہوگا، لیکن مجبور ہوں کہ ... سے کام ہے

(۲) اگر آپ کے نزدیک مولوی عالم اسلامی اور تبلیغ اسلام کے لیے مفید ہے تو ہر پرانا خریدار بہم پہنچانے کے ہر سال اپنے حلقہ تعارف میں پانچ خریداروں کا اضافہ کرتا رہے اس میں قادر اور غیر قادر بھائیوں میں سے ایک کا اوسط بھی رہے تو ایک ہی سال میں ۴۰ ہزار کا اضافہ ہو جائے اور مولوی کی موجودہ پوزیشن نہ صرف مضبوط ہو بلکہ اور ہزار اصلاحیں پیدا ہو جائیں۔

(۳) نقصان کی تلافی بڑی حد تک کتابوں کی بکری پر ہے، جب بھی آپ کو کسی کتاب کی ضرورت ہو بالقصد اور بالالتزام صرف مولوی کے دفتر سے منگائیں، ویسے بھی مولوی کے دفتر سے کتابیں ہر جگہ سے سستی ملتی ہیں، اور یہ چیز کہنے کی بات نہیں ہے آپ میں سے ہر شخص کا تجربہ ہے بس اتنی بات ہے کہ وقت پر بھول جاتے ہیں، آپ میں سے ہزاروں نے محسوس کیا ہوگا کہ جب بھی کہیں اور سے کتابیں منگائیں تو مجموعی طور سے مولوی کی بہ نسبت کچھ نہ کچھ نقصان ہی رہا، یاد رہے تو سب کچھ ہے اور بھول جائیں تو کچھ نہیں،

(۴) مولوی کے خریداروں میں سب کے سب نہ تو غنی اثر ہیں، نہ سب مالدار ایسے بھی ہیں جو تو دہی مشکل سے ایک روپیہ فراہم کر کے اپنا ذوق معلومات اسلامیہ پورا کرتے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ وہ چشمہ سے بلکے ضرور ہوتے ہیں، اور وہ اپنے محلہ اپنے وطن اور اپنی معلومات کے ہزاروں مستطیع حضرات کے ناموں اور پتوں کو ضرور محفوظ رکھتے ہیں ان کی بھی خدمت ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے پتے ہی لکھ کر بھیج دیں جو مسلمان ہیں اور اسلام سے تعلق رکھتے ہیں، میں خود ان کو آمادہ اعانت کر لوں گا، یہ صرف پوسٹ کارڈ کے ذریعہ بھیجیے اور صرف اسی کے بھیجنے کی زحمت گوارا فرمائیں

غرض یہ کہ آپ سب مل کر چاہیں تو سب کچھ ہو سکتا ہے اور میں اکیلا ہزاروں بھی خرچ کروں تو کچھ نہیں ہو سکتا اور پھر تو سوا میری محنت کے میرے پاس ایک پیسہ بھی نہیں،

خدا کرے آپ میری گذارش کو اسی اہمیت سے قبول کریں، جس تشویش اور مستقبل کی نازکی کو میں محسوس کر کے لکھ رہا ہوں۔ آپ کا خدمتگزار عبدالمجید ۱۹ ربیع سنہ ۱۹۳۳

اجر حسن دہد خدائے کہ کرو ندیاوری

ہم ان تمام بہی خواہان کا شکریہ ادا کرتے ہیں خدا ان بھائیوں کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے مولوی کی اشاعت میں حصہ لیا، یہی وہ لوگ ہیں جن پر مولوی کو ناز ہے اگر سب بھائی اسی طرح مولوی کو نوازتے رہیں تو ہر کس قدر اس کو چلانے میں آسانی ہو جائے۔

اللھم حقق مرادھم بالخیر، اللھم نور قلوبھم بنور حبک وحب نبیک

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
جناب حاجی عبدالحمید صاحب برہانپوری	۱	جناب عبدالعزیز صاحب فیض آباد	۲
، مولوی عزیز بخش صاحب کرور	۲	، مردان علی صاحب لکھنؤ	۲
، محمود جی فوجی صاحب بمبا پیٹو	۲	، اکبر علی صاحب انصاری غازیپور	۲
، عبدالسلام صاحب آگرہ	۲	، اکبر علی صاحب پشتنہ	۲
، سید محمد حنیف صاحب جہانسی	۲	، محمد حسین صاحب پرتاب گڑھ	۲
، علی صاحب ماہم بمبئی	۲	، محمد یاسین صاحب دہلی	۲
، رحمت علی صاحب جہانسی	۲	، ڈاکٹر محمد عظیم صاحب لاہور	۲

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] خیل	۲	جناب مولوی حکیم [illegible] صاحب [illegible]	۲	جناب [illegible] صاحب [illegible]	۱	جناب [illegible] صاحب کلکتہ	۳
، فیروزالدین صاحب سیالکوٹ	۲	، غلام مصطفیٰ خاں صاحب [illegible]	۱	، مولوی محمد [illegible] صاحب [illegible]	۱	جناب ظفر حسن صاحب سالانہ	۲
، خلیل احمد صاحب حیدرآباد	۲	، چودھری محمد حکیم صاحب [illegible]	۱	، مولوی فضل الرحمن صاحب [illegible]	۲	، عبدالقادر صاحب [illegible]	۲
، حافظ احمد نور خاں صاحب قیصر گنج	۱	، ڈاکٹر اشرف خاں صاحب آگرہ	۲	، [illegible] عبدالغنی صاحب [illegible]	۱	، عبدالرحیم صاحب [illegible]	۳
، سید محمد علی صاحب [illegible]	۱	، سید محمد حسن صاحب [illegible]	۱	، ملک فضل کریم صاحب وزیرآباد	۱	، محمد عبداللطیف صاحب [illegible]	۲
، عبدالغفور صاحب مشنری کالرس	۲	، ملک علی محمد صاحب [illegible] خانیوال	۱	، غلام دستگیر صاحب [illegible]	۱	، محمد اسحاق رضا صاحب [illegible]	۲
، مولوی غلام زین العابدین صاحب گلبرگہ	۵	، احمد نورالدین صاحب [illegible]	۲	، شیخ غلام نبی صاحب [illegible]	۱	، عبدالرحمن صاحب [illegible]	۱
، شیخ عبدالقادر صاحب [illegible]	۱	، مولوی عبدالکریم صاحب نمبر [illegible]	۲	، مولوی سید سلیم احمد صاحب [illegible]	۱	، عبدالواحد صاحب [illegible]	۱
، محمد ولایت حسین صاحب جگدل	۳	، ابوالحسن صاحب گورکھپور	۱	، محمد حسین صاحب [illegible]	۱	، محمد روشن صاحب بالاپور	۲
، منشی مہدی حسن صاحب کلکتہ	۲	، عبدالغنی صاحب [illegible]	۲	، ضمیر الحق صاحب [illegible]	۱	، محمد یاسین صاحب [illegible]	۱
، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب [illegible]	۱	، محمد شریف صاحب سالانہ	۴	، حافظ نبی رضا صاحب [illegible]	۳	، محمود شاہ صاحب سرگودھا	۲
، خان بہادر مہدی حسن صاحب اکبرپور	۲	، نبی حسن صاحب [illegible]	۱	، مولوی خیرالدین صاحب گیا	۲	، ڈاکٹر محمد احسان صاحب [illegible]	۲
، کریم اللہ صاحب ناگپور	۲	، رحمت اللہ صاحب [illegible]	۲	، مولوی عبدالصمد صاحب [illegible]	۱	، شیخ رحمت اللہ صاحب [illegible]	۲
جناب شیخ خیر علی صاحب منصور چک	۲	، شیر حیدر صاحب گورکھپور	۱	، محمد رمضان علی صاحب مونگیر	۱	، قاضی عبدالکریم صاحب [illegible]	۵
، منشی غلام احمد صاحب ہمدانی سرینگر	۴	، محمد ایوب بیگ صاحب [illegible]	۱	، سید منہاج الدین صاحب گلبرگہ	۱	، حافظ شبیر احمد صاحب [illegible]	۱
، بابو محمد یوسف خاں صاحب [illegible]	۲	، سید اختر علی صاحب آگرہ	۲	، سید نذیر الحق صاحب چک نمبر ۳۴۷	۲	، سید [illegible] محمد عمران صاحب [illegible]	۲
، قطب الدین صاحب بیرم پور	۱	، محمد علی صاحب جالندھر	۱	، ایم اے صبور صاحب بنارس	۳	، محمد عبدالعلی صاحب حیدرآباد	۲
، محمد نعیم صاحب محمود آباد	۳	، خاطر زمان خاں صاحب [illegible]	۱	، محمد ظفر خاں صاحب سہالی	۱	، ضیاء الحسن صاحب انصاری	۳
، محمد علی صاحب جاورہ	۱	، سید محی الدین صاحب [illegible]	۱	، ایم اے عزیز خاں صاحب رانچی	۱	، سید اسماعیل صاحب [illegible]	۲
، سید محمد علی صاحب صدیقی [illegible]	۲	، مرزا [illegible] حسین صاحب [illegible]	۳	، رحیم الدین صاحب عرف [illegible]	۱	، عبدالرسول صاحب [illegible]	۲
، محمد افضل حسین صاحب [illegible]	۱	، محمد شمس الدین صاحب [illegible]	۲	، احمد علی صاحب عباسی پٹنہ	۳	، محمد وزیر خاں صاحب [illegible]	۲
، ریاض علی صاحب انسپکٹر پنشنز بھوپال	۳	، عبدالرحمن صاحب [illegible]	۱	، [illegible] الدین صاحب صدیقی [illegible]	۲	، محمد اطہر صاحب [illegible]	۲
، سخاوت علی صاحب انسپکٹر پنشنز [illegible]	۱	، جناب مولوی محمد قسیم صاحب مقام	۱	، معظم الاسلام صاحب [illegible]	۲	، سید حسن صاحب حیدرآباد	۳
، محمد تقی الدین صاحب بدایوں	۱	چارسدہ ۔ ضلع پشاور	۲۲	، عزیز اللہ خاں صاحب [illegible]	۱	، ایس محمد سلطان صاحب [illegible]	۱
، محمد شریف خاں صاحب جنڈولہ	۲	، سید علی حیدر محمد حسین صاحب [illegible]	۱	، جنت حسین صاحب [illegible]	۱	، سراج الدین صاحب بالاسور	۱
، عبدالصمد خاں صاحب علی گڑھ	۳	، جناب محمد افضل صاحب [illegible]	۱	، شیخ محمد صاحب پٹنہ	۲	، محمد عظمت احمد صاحب [illegible]	۱
، بابو حامد علی خاں صاحب کاسگنج	۲	، عبدالحمید صاحب [illegible] پور	۲	، مولوی محمد حسین صاحب پونہ	۲	، محمد احسن صاحب [illegible]	۱
، محمد اسحاق عبدالرزاق صاحب [illegible]	۲	، غلام محمد صاحب [illegible]	۲	، مولوی محمد حسین صاحب [illegible]	۲	، سید محمد ادریس صاحب سیتاپور	۲
، قادر علی صاحب دفتر قانون گوئے [illegible]	۲	، محمد یاسین خاں صاحب [illegible]	۳	، محمد حنیف صاحب ملتان	۲	، عبدالرحمن صاحب احمدپور	۱
، دین محمد صاحب [illegible]	۲	، ڈاکٹر عنایت خاں صاحب [illegible]	۱	، عبدالعلی صاحب [illegible]	۱	، محمد یوسف صاحب شیخوپورہ	۱
، عبداللطیف خاں صاحب [illegible]	۲	، عبدالرشید صاحب [illegible]	۳	، محمد [illegible] صاحب سنبھل	۱	، منشی حبیب اللہ صاحب [illegible]	۱
کپتان سلطان حسن خاں صاحب [illegible]	۱	، محمد [illegible] صاحب [illegible]	۱	، عزیز حسین صاحب فرخ آباد	۳	، غلام رسول صاحب [illegible]	۲
، [illegible] شاہ صاحب مقام [illegible]	۱	، منشی عبداللہ صاحب [illegible]	۲	، محمد جلال الدین صاحب [illegible] گنج	۲	، محمد ابراہیم صاحب بوہرا	۲
، سید جہانگیر صاحب عثمان آباد	۲	، محمد یونس صاحب لکھنؤ	۲	، محمد وحید اللہ صاحب [illegible]	۱	، عابد علی صاحب لکھنؤ	۲
، مولوی حمید احمد صاحب [illegible]	۳	، محمد شفیع صاحب گلبرگہ	۱	، مولوی عطا محمد صاحب [illegible]	۱	، مظفر علی خاں صاحب [illegible]	۳
، ملک عالم خاں صاحب [illegible]	۱	، محمد عنایت علی صاحب [illegible]	۱	، شیخ مہدی حسن محمد یامین صاحبان [illegible]	۳	، محمد خلیل الرحمن صاحب [illegible]	۲
، محمد خان فتح خان صاحب [illegible]	۲	، محمد یوسف صاحب سنبھل	۱	، نجم الدین صاحب چوک سورت	۲	، محمد اشرف صاحب [illegible]	۲
، مولوی حبیب اللہ خاں صاحب	۳	، حبیب اللہ خاں صاحب علی گڑھ	۲	، محمد نصیرالدین صاحب احمدآباد	۲	ابھی بہت باقی ہیں	

بے شمار خوبیوں والا قرآن حمائل کا کیا مقبول ہوا

خواہش میرے پاس روپیہ ہوتا اور میں سب قرآن شریف مترجم لیتا مقبولیت کی وجہ سے اس کا ایک بڑا حصہ ختم ہو چلا ہے
جب تک میرے پاس ہے اس وقت تک تو یہ ڈھائی روپے میں ہی ملے گا اس مرتبہ ایک نہایت بہترین مقدمہ بھی شامل ہے، اور

کاغذ تو بہت ہی عمدہ ہے تو آپ کو یقین ہو گیا ہوگا، کہ مولوی کا نام دیکھ کے حمیدیہ پریس دہلی کا بہترین قرآن شریف چھپا کرتا ہے، یہ قرآن شریف ایسا ہے کہ اس کو پڑھ کر دیکھئے کے بعد ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے اس کی خریداری کی سفارش کرنے پر مجبور ہے اس ایڈیشن کے ختم ہونے کے بعد ایسا خوشنما کتابت کا قرآن شریف دوبارہ نہیں ملے گا، کیونکہ ہندوستان ہی نہیں دنیا بھر کے خوشنویسوں کے سرتاج مولوی منشی محمد قاسم صاحب جنہوں نے یہ قرآن شریف خاص طور سے لکھا تھا وہ طبعی ہو گئے اسمیں بے شمار خوبیاں ہیں، حروف الگ الگ ہیں، ترجمہ واضح ہے، کتابت کی تھوڑی سی شان کا اندازہ تو آپ کو نمونہ زیر ایت سے ہو سکتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ جس کے پاس یہ قرآن شریف آگیا وہ تاریخی یادگار ہو گا جس طرح حیرت نما قرآن شریف اب بیس روپے میں نہیں ملتا، یہ قرآن شریف بھی نہیں ملے گا، اس کے ترجمہ اور حاشیہ کی کتابت بھی بے مثل ہے اور ڈبہ زرنگار دیکھنے دکھلانے کے قابل، کاغذ نہایت نفیس چکنا اول نمبر کا ترجمہ حضرت حکیم الامۃ مولوی اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا جو بامحاورہ ہے اور نہایت سلیس ہونے کی وجہ سے عام پسند ہے، حاشیہ پر شان نزول ہے، مقدمہ میں فضائل و آداب تلاوت اور قواعد تجوید اور رموز اوقاف دیئے ہیں، اور ایک بڑی فہرست مضامین ایسی دیج ہے کہ جس آیت کو چاہو ایک منٹ میں نکال لو، اس کے علاوہ مندرجہ ذیل بیانات و حالات و ادعیہ درج ہیں،

کلام مجید میں کن کن انبیاء کا ذکر ہے، فرشتوں کے حالات جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے، قبائل جنکا ذکر قرآن مجید میں ہے، دنیاوی اماکن و مقامات جنکا ذکر قرآن مجید میں ہے یعنی اماکن و مقامات جنکا ذکر قرآن مجید میں ہے، قرآن مجید کی تعلیم کے فضائل، قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہئے، قرآن مجید کے وہ مقامات جہاں اعراب کے فرق سے کفر لازم آتا ہے سب سے پہلی اور سب سے آخری وحی، قرآن مجید کی منہور راد ہر مشکل کو آسان کرنے والی دعائیں، سرورق ہفت رنگ بہت خوشنما آرٹ پیپر پر نقشہ کعبہ معظمہ و مدینہ منورہ جامع مسجد کا اعلیٰ قدر خوشنما چھپا ہوا، اور ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے، تقطیع مولوی سے لمبائی میں ایک انچ بڑی، اور چوڑائی میں برابر، کچھ نمونہ کے طور پر قرآن شریف دیکھئے ایسی جریدہ میں کوئی شان پیدا نہیں ہو سکتی، کاغذ ایسا ہی سفید چکنا ہے جیسے مولوی کا ٹائٹل،

ہدیہ مجلد حرمی ریشمی بلا خانہ شدہ ڈھائی روپے محصولڈاک ۱۴ اچھپائی سیاہ چکدار منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

الحمد للہ رب العلمین ۝ الرحمن

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرحیم ۝ ملک یوم الدین ۝ ایاک

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نعبد وایاک نستعین ۝ اھدنا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصراط المستقیم ۝ صراط الذین

رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

انعمت علیھم ۵ غیر المغضوب

انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

علیھم ولا الضالین ۝

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

یہ حمائل شریف آپ نے بھی دیکھی ہوگی

اور ضرور دیکھی ہوگی کیونکہ اس کا اشتہار ایک مرتبہ مولوی میں نکل چکا ہے اور اس نے نہیں دیا کہ اس کا ہدیہ جیدید پریس دہلی کے معیار سے زائد تھا۔ خدا کے فضل سے اب میں یہ سستی حمائل چھپنے میں کامیاب ہو گیا ہوں نہایت ہی مسرت کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ اب اس کا ہدیہ نصف ہو گیا ہے یعنی

ڈھائی روپے کی بجائے سوا روپیہ میں مجلد چرمی

الجزء ۱۹ — النمل ۲۷

حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا

قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ قَالَتْ رَبِّ

إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ

رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ

صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ○

قَالَ يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○

قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَعَكَ قَالَ طَائِرُكُمْ

عِنْدَ اللَّهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ○ وَكَانَ فِي

الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ

ایک صفحہ کا نمونہ آپ کے سامنے موجود ہے اس کی کتابت ملاحظہ فرمایئے کتنی خوشنما ہے۔ آج ہندوستان کے اس سرے سے لے کر اس سرے تک کوئی بھی کارڈ سائز حمائل اتنی خوشنما دیدہ زیب حمائل کبھی نہیں چھپی ہے اور اتنی سستی تو وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی کیا آپ میری اس سعی کی داد نہ دیں گے اس کے حروف کی خوشنمائی موتی کی لڑی سے بڑھا ہوا ہے گویا ایک استاد کے تراشے ہوئے نگینے ہیں ہر ایک بوڑھا مرد و عورت بچہ آسانی پڑھ سکتا ہے، زیر متن ہندوستان کے سابق ماہر علم تفسیر حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا ترجمہ ہے جو ہندوستان کے تمام علمائے اسلام میں بلا اختلاف مقبول ہے۔ اس ترجمہ میں خاص خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید کے ایک ایک لفظ کے معنی بتاتا ہے، حاشیہ پر خلاصۃ التفاسیر ہے اور ضروری مقامات پر شان نزول ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مسائل اور ان کا حل احادیث سے دیا گیا ہے۔ تفسیر کے عنوانات کی تشریح کے واسطے ایک کتاب کی ضرورت ہے کیونکہ کم و بیش ایک ہزار عنوان قائم کئے گئے ہیں معنا میں تفسیر کی خوبی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ کتب تفاسیر و احادیث سے حضرت مولانا عبد التواب صاحب چشتی شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند نے تالیف کیا ہے ہند کے مشہور بے نظیر خوشنویس استاد جناب منشی عبد الغنی صاحب خلف منشی محمد ممتاز علی صاحب رقم مرحوم کی نے اپنی خاندانی یادگار کے طور پر لکھا ہے، اس کی صحت کا یہ حال ہے، کہ ایک ایک حرف پر نظر ثانی کی گئی ہے، دہلی کے بڑے بڑے علماء ماہر حافظ اس کی صحت سے مطمئن ہیں باوجود کارڈ سائز ہونے کے جلی قلم اور عربی و اردو ہر دو خط خوشنما نہایت صحیح زیر و زبر وغیرہ اپنے اپنے حروف پر دیئے گئے ہیں آپ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں، جیب میں آسانی سے آ جاتی ہے ہر ایک ۔۔۔ ہر صفحہ پر بیل بوٹوں سے اس کی شان دوبالا ہو گئی ہے ہندوستان میں اس شان کی حمائل کبھی نہیں چھپی

ہدیہ مجلد چرمی ۔۔۔ کا صرف ۱؎ محصول ڈاک ۔۔۔ پانچ جلد مجلد چھ روپے میں۔ دس جلد گیارہ روپے آٹھ آنے میں محصول ڈاک بذمہ خریدار

شرح مثنوی مولانا روم

نیا المرقوم

از علامہ ہند علامہ مولوی محمد عبد الرحمان صاحب راسخ، مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہ وہ کتاب ہے جو آج عالم تصوف کی جان ہے، یہی وہ کتاب ہے جو تشنگان طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے، یہی وہ کتاب ہے جس سے دنیائے تصوف مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے، کوئی صوفی یا صوفی مزاج انسان ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو، صوفیوں کو اس کی ضرورت، عالموں کو اس کی ضرورت، فاضلوں، لیکچراروں، مقرروں، ایڈیٹروں کو اس کی ضرورت، غرض ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھڑی اور ہر وقت اس کی ضرورت رہتی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے ذوق اور اپنے اپنے خیال کے مطابق اس سے مطلب لے سکتا ہے، پس ایسی اعلیٰ مفید کتاب کی شرح کو ایک ایسے فاضل اجل نے علم لدنی جو تصوف کے اسرار سے واقف نہیں بلکہ بہ تن حال و قال تصانیف لکھا ہے جس کی شرح شرح نہیں بلکہ مولانا روم کے اسرار صدریہ کی تفصیل ہے اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت مصنف کا تصوف ہے جو شرح کی صورت میں منزّہ ہوا، زبان کی سلاست برمحل اشعار، کیف تصوف، اسرار اولیا، تذکرۃ الصحابہ، اور احادیث کا خزانہ سب اس شرح میں موجود ہے۔ مثنوی کا ہر شعر جلی قلم سے معرب۔ مشکل الفاظ کو زیر زبر لگا کر لکھا ہے مشکل الفاظ کی پوری تشریح ہے، ہر شعر کی صرفی و نحوی ترکیب کی گئی ہے، ہر شعر کے اندر علم بیان اور علم بدیع کے نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور بامحاورہ بھی، اور ہر شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے اور عجیب و غریب مفید تشریح کی گئی ہے جس کا انداز اس قدر دلنشین ہے کہ مثنوی کے متعلق یہ صحیح معلوم ہونے لگتا ہے کہ ہست قرآں در زبان پہلوی، جابجا بلکہ تقریباً تمام اشعار کو قرآن و حدیث کے حوالوں سے منطبق کیا ہے ۔۔۔ سو صفحوں کی ضخامت ہے نہایت عمدہ مجلد ہے قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۔۔۔ مرکل منیجر رسالہ مولوی جیدید پریس دہلی سے طلب فرمایئے

عبد الحمید ... پرنٹر پبلشر نے جید برقی پریس دہلی میں چھپوایا

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کا سر چشمہ ... حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا ترجمہ قرآن کا شاندار کارنامہ اور تفسیر جس کو ہر زمانہ میں پسند کیا گیا ... اب پہلے ہی کی طرح مقبول ہے جیسے پہلے تھی ... [illegible] ... اس سال کی مجلد ... جس سے بہتر اتنی سستی چھپی قرآن کی تفسیر ... نہیں ہے۔ مولوی ... بڑی تقطیع کے ... میں آئی ہے۔ پہلے اس کی قیمت بلا جلد ... روپے چار تھی، اب مجلد کی قیمت تین روپے محصول ڈاک ... علیحدہ ہے

ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے۔ کوئی مسلمان ایسا بدنصیب ہوگا جس کو یہ صورت یاد نہ ہو لیکن ... سورہ کا بھی اس کیا کیا معارف ہیں ... الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ ... سو صفحوں میں آ گئے ... اولیاء اللہ کی ... اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں آ جائیں گے۔ حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی ... حنفیہ تھانوی ... اس میں ... سو صفحہ کی کتاب بڑی قیمت کی ہوتی ہے لیکن ... مجلد ... میں ملتی ہے۔

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب بظاہر اگرچہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن حقیقت میں مذہب اسلام سے متعلق ایک جامع تفسیر ہے اور اس میں مستقل مضامین ہیں ... قرآن کی تفسیر ... اور سائنس ... کے عقلی دلائل، اسلام ... کی روشنی میں ... انسان ... عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت نجات کا راستہ، صداقت رسول، قرآن مجید ... علامہ ... مصری کی تفسیر ہے۔ قیمت ... محصول ...

تفسیر ... سورہ ...

نماز پڑھتے ہیں ... ہے سوائے نماز ... پڑھتے ہیں لیکن ہم ... نہیں ہم نے کیا کہا اور ... کیا ... عام طور پر جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں ... ہے۔ یہ تفسیر پڑھنے کے بعد نماز کا لطف آ جائے ... کہ ہر دو ... نماز پڑھنے میں ... اس کتاب میں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی نماز ... ہو جائے ... یہ بہت ... قیمت مجلد ...

... پریس دہلی سے منگائیے

تفسیر سورہ یاسین

... اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ ... مذہب ... کے لیے عقلی دلائل ... یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت ... کو معقول طریقہ پر لکھا ہے۔ یہ تفسیر ... مصری کی تفسیر القرآن سے مستند ہے ... زمین ... کر بالآخر ... بھی ... لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور ... واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ... تفاسیر ... قیمت ... محصول ...

جواہر القرآن

قرآن کریم وہ نعمت ہے جس سے امراض روحانی کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں اور حوائج دینی و دنیوی کے حصول کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی ... نہیں ... دعا میں خواہش کر کے جواہر القرآن کا ... اور رفع حاجات کے لیے ... پڑھنے کا یہ طریق فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن سے شروع کرے ... قرآنی ہیں، ہفتہ کے لیے استغفار، اتوار کو تسبیحات ... آیات توکل ... تسلیمات ... تحلیلات، جمعرات کے ... دعوات۔ ان کا ایک ایک لفظ قرآن شریف سے ہے۔ قیمت مجلد ... محصول ...

مناجات مقبول

ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب ... کی مقبول کتاب جو اول سات دن کی اردو نظم میں بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں۔ دعا مانگنے کے ... اولیاء عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں ... قرآن شریف سے سات دن کی اولیاء کرام کی ... دعائیں ہیں جنکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے ... منزل ... ترجمہ اور ... نظم مترجم، درود شریف منظوم ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب بڑی موثر اور ... انداز میں بیان کی گئی ہیں اور لاکھوں مسلمانوں کے ... قیمت مجلد ... محصول ... صفحات

معجز نما بارہ سورہ مجلد

جدید اڈیشن ... یہ نیا اڈیشن بھی تیار ہو چکا ہے۔ پہلا مجموعہ ... صفحہ کا تھا ... صفحہ کا ہے۔ اس میں ہفت روزہ مناجات ... کے علاوہ اور بہت سی ... ہیں۔ ترجمہ ... حضرت مولانا شاہ رفیع الدین ... خواص و فضائل و اعمال سورہ ... قرآن از حضرت مولانا اشرف علی صاحب ... ہے ... صورتیں ہیں ... نزول ... خلق ... صفحات ... قیمت مجلد ... محصول ...

... تحیات مترجم

... مشکلات کے لیے بڑی اکسیر ... کا ... بیان کرنے کے ... دلائل الخیرات ... حاجت ... نہیں ... کا ... ہو سکتا ہے ... وظائف و اوراد ... کتاب ... قیمت ... ایک ...

قرآنی دعائیں

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اس لیے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں۔ اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے ... ہو جانا ممکن ہے۔ اگر آپ بے اولاد ہیں ... صاحب اولاد ہو جائیں گے ... مفلس ہیں تو ... ہوں گے ... بیمار ہیں تو تندرست ہو جائیں گے ... پریشان ہیں تو ... خوش ... قرآنی دعائیں ... طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت ہی مجرب دعائیں ہیں۔ بہت ہی مقبول و موثر کتاب ہے۔ قیمت ... محصول ڈاک ...

پیغمبری دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول پاک کی دعائیں ... بزرگان دین کے مجرب ... پر اثر وظائف لکھے گئے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شبہ نہیں ہوا ... دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسول اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگی ہیں اور صحابہ ... حضور نے تلقین کیں۔ خدا کے ... کی تعلیم کی ہوئی دعائیں ہیں جو آنحضرت نے ... صحابہ ... شدہ دعائیں۔

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ ... وقت ... تاثیر ... کا سایہ نہیں ... جب تک کہ ... سے مرض ... کی مثال ... بچہ ... آپ ... تعویذ ... لیکن ... ہر تعویذ ... لوگوں کے لیے جو ... کے حل ... دعاؤں ... فائدہ ... مذکورہ بالا کتاب ... جو ... کے ...

مجموعہ اعمال قرآنی

آیات قرآنی سے نقوش و تعویذات لاثانی از علامہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے تجربہ شدہ واقفیت اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے اور دینی و دنیاوی ضروریات میں ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا علاج اس کتاب میں نہ ہو، امراض کی شفا، بلیات کی دفع، مقدمات کی جیت ہے کشائش رزق ہے محبت کے وظیفے ہیں، تسخیر کے نقش ہیں، ۱۹۰ صفحے کی کتاب ہے، مجلد ہے، کاغذ اعلیٰ ہے اصلی قیمت ۱۰ روپے اب رعایتی ۸ روپے اور محصول ڈاک ۱ روپے

رسول اللہ کے عملیات

روحانی عملیات کی بے شمار کتابیں ہیں لیکن پیغمبر خدا کی وہ بے نظیر کتاب ہے جس کی ضرورت ایک مدت سے تمام روحانی دنیا محسوس کر رہی تھی اس کتاب میں سرور کائنات سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عملیات حدیث کی مستند کتابوں سے بڑی محنت کے ساتھ جمع کر کے لکھ دیئے ہیں ہر عمل کے ساتھ حدیث کی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے چنانچہ اس میں ہر مقصد میں کامیاب ہونے ہر درد کو شفا دینے اور ہر مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لئے عملیات نبوی ہیں، عملیات کے سلسلہ میں بڑی مجرب کتاب ہے قیمت صرف ۵ روپے اور کتابوں کے ساتھ منگانے

عملیات مشائخ

یہ مجموعہ میں حسب ذیل مشائخ عظام کے عملیات ہیں (۱) حضرت محبوب سبحانی (۲) حضرت خواجہ حسن بصری (۳) حجۃ الاسلام امام غزالی (۴) امام طریقت خواجہ بہاء الدین نقشبندی (۵) امام ربانی مجدد الف ثانی (۶) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری (۷) حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری (۸) شیخ الاسلام حضرت بابا فریدالدین گنج شکر (۹) خواجہ علاء الدین علی احمد صابر (۱۰) حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱) حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب، ہر شیخ کے عملیات درج کرنے سے قبل ان کے ماخذ کا حوالہ دیدیا ہے، قیمت ۷ روپے اور دو کی تا

اوراد و وظائف

نسخہ ہائے ... وظائف ... سب کچھ ... سے ... ہوتا ... ایک ہب کی شکست ہو انسان کی وہ ... کی گرفتاری ... ہو یا ... ایک دو ... قرآن کی ... اور او و وظائف ہیں جن میں انسان ... کا آخر ذریعہ ہیں، یہ وہ ... منتیں انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت پر ہیں، فقرا کی کرامات اور اولیا ... بہت خصوصیت ... جہاں ... کے وظائف کو ... نے ایک عالم کا جکڑا ... ہیں، قیمت دس آنے، محصول ۲ روپے

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو معشوق کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو بزرگ کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو آشنا کا ہو نفع کا ہو بزرگ کا ہی ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل ہو جائیں، اجابت کا منع کرنا، زن و مرد کا مطیع کرنا، آقا و افسر قابو پانا، مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے ایک نہایت دلچسپ عجیب و غریب کتاب ہے ہزاروں فروخت ہو چکی ہے قیمت ۳ روپے محصول ۵ روپے کل ۱۳ روپے

زیارت رسول کریم

آج جمال مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کو کون امتی ہے جو شیدا نہ ہو گا۔ پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے مشرف ہو چکے ہونگے خوش نصیب ہے وہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علمائے ہند کو خدا جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا۔ انکی درود شریف کے وہ اوراد و وظائف بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب یقینی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ابھی نامی حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادت اور اس کے فضائل ہیں۔ قیمت ۸ روپے محصول ۵ روپے ۱۳ روپے

احسن الوظائف

اس میں حسب ذیل مضامین ہیں، خدا تعالیٰ کی قربت کی راہ تصوف کیا ہے پہچان کامل، ارکان تصوف اولیاء اللہ کی قسمیں بیان لطائف ستہ۔ بیان چار سیر سالک، مراقبات فضائل بسم اللہ شریف اسماء الحسنیٰ و اسماء النبی۔ فضائل کلمہ شریف طریقہ کلمہ شریف، توجہات سبعہ سیارہ، فضائل درود شریف، درود کبریت احمر شریف، درود مستغاث شریف درود تاج، درود لکھی، درود سبع شریف حزب البحر، طریقہ حزب البحر مسبعات عشر مجلد دوامی دعا برائے مریدان دعا برائے بیمار طریقہ بیعت شجرہ شریف، تعویذات قیمت ۴ روپے

مرنے کے بعد

یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کا ہر انسان خواہشمند ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اس کتاب میں ہیں اور مختصر مضامین فہرست یہ ہیں۔ فلسفہ روح، تناسخ، حقیقت موت جادوت، سکرات، موت، تلقین، جسم سے روح کی پرواز حضرت آدم کی وفات، ایمان و کفر ارواح علیین، ابرار مقربین و مراتب، برزخ سجین کفار کی ارواح، سوال و جواب نکیرین برزخ، عذاب و ثواب، قبر کا عذاب، تجہیز و تکفین جنازہ وغیرہ اور جب ... ہو ... اولیا ... کیفیات اپنے دوستوں کو بتلاتی ہیں، قیمت ۱۲

تازیانہ غفلت

یعنی نافرمانی کی سزائیں، یہ کتاب پڑھ کر پھر گناہ کا ... پڑھنے سے خوف بستی کا کام ہو گا، اللہ کا ... سے کلیجہ کانپ جاتا ہے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں تارک ایمان تارک نماز ... شرک کبیرہ گناہ، تقدیر کا بیان، علم اور عالم کا بیان، دنیا دوستی اور مال کی محبت، قیامت کا بیان، رمضان کا بیان، حج کا بیان، خاوند بیوی کا بیان، جھوٹ کذب، حسد، دشمنی، تکبر، غصہ، غیبت، بدخلقی، نیک لوگوں کو تکلیف دینا، سود کھانا، شراب کا بیان، جنت دوزخ کا بیان، بہت ہی ... ۲۴۰ صفحات مجلد رعایتی ۱۲ روپے

تازیانہ شیطان

یعنی شرح تعوذ، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت کے ساتھ اس میں درج ہے شیطان کے بارے میں قرآن شریف میں جس قدر آیات آئی ہیں انکی تفسیر اور مطالب کا بیان۔ شیطان کی سوانح عمری آدم علیہ السلام کی تخلیق، شیطان کی دشمنانہ قوت شیطانی مکاریاں اور فسون سازیاں تخلیق آدم سے تا ایندم اس میں جا بجا تفصیلی حکایات ہیں جس سے مطلب عام فہم ہو گئے ہیں، آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو دلچسپ و دلکش ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہو گئی ہے ۱۲۰ صفحات از حضرت مولانا احمد سعید صاحب مجلد قیمت ۲ روپے

خواب نامہ صدیقی

آپکے خواب کی تعبیر کیا ہے یہ بات دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپ کو کوئی صحیح تعبیر بتلانے والا نہیں ملتا، اول تو لاکھوں میں سے کوئی ایک دو ایسا کامل ہو، جو صحیح تعبیر یا خواب کے مضر و مفید اثرات سے اطلاع دے سکے اگر آپ اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنا چاہیں تو خواب نامہ صدیقی ساتھ رکھئے عجیب و غریب فن تعبیر خواب میں نایاب ہے۔ اس میں خواب کی قسمیں قابل اور ناقابل تعبیر خواب، دونوں کے اثرات وقت کی خرابی، پیٹ کی خرابی، تخیلات کا اثر فلسفہ خواب کے سود مند مضامین، قیمت ... مجلد ...

فالنامہ ناصری

ہر علم شریعت کی تصدیق سے ... طریقہ سے استخارہ کر کے ... کا ... انجام اگر ... قیاس کر کے ... اس میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخفہ قرانیہ کا ترجمہ ہے اس کے علاوہ قرعۃ الانبیاء فالنامہ پیغمبران دانیال کرام، فالنامہ حضرت امام اعظم، فالنامہ حضرت علی، فالنامہ نقشی شریف شامل کر دیا ہے یہ فالنامہ بہت ہی منضبط ہے اور ایک ... ہیں جو شاید اور فالناموں میں نہیں ... بہت زیادہ کیا ... قیمت ۸ روپے ... ڈاک ۵ روپے ۱۳

بڑی سوانح شبلی

یہ کتاب مولانا سید سلیمان ندوی کی تصنیف ہے جس میں علامہ شبلی نعمانی کی ولادت سے لے کر وفات تک کے حالات تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ اس کا مطالعہ بہت بصیرت افروز ہے۔ کتابت کی وجہ سے گو آپ نے رسالہ شبلی کی مدد سے سوانح عمری پڑھی ہوگی، لیکن اس کا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں علمی جوش پیدا کرے گا۔ ضخامت ۹۰۰ صفحات۔ قیمت مجلد رعایتی ۱۲ روپے محصول ڈاک ۱۱ آنے

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام کے حالات اور قرآن شریف میں جن کا ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری اس کتاب میں بڑی مستند احادیث سے لی گئی ہے۔ ۴۹۲ صفحوں کی کتاب ہے انبیاء کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب معارف سے پُر ہوں گے۔ سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کے مطالعہ کا یہ ہے کہ دیگر مذاہب کے سخت ترین، اور اہل کتاب کے معاندانہ حملوں سے امت محمدی کی علمی حفاظت اور اعلیٰ اجر سے جلوہ کی تشریح ہوتی ہے۔ اتنی ضخیم کتاب اور ہدیہ بہت کم یعنی مجلد ۱۲ روپے محصول ڈاک ۲ روپے

چھیانوے اولیاء اللہ

کے حالات، ان کی خاندانی حالات، ان کے عادات اور تعلیم، ان کی الہامی اور تبلیغ اسلام ان کے ارشادات ان کے اسرار باطنیہ کی معرفت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے اس کا نام ہی تذکرۃ الاولیاء ہے یہی وہ کتاب ہے جس میں اولیاء اللہ کے حالات ہیں اس میں ہندوستان کے بھی ہیں اور ایران کے بھی، عراق کے بھی ہیں، اور شام کے بھی حجاز کے بھی ہیں اور یمن کے بھی، مشرق قریب کے بھی ہیں اور بعید کے بھی، یہ کتاب خدا رسیدہ لوگوں کا مجلیٰ آئینہ ہے، بڑی تقطیع ضخامت ۸۰۰ صفحات رعایتی قیمت مجلد محصول

پانچ مقدس ہستیاں

سرور انبیاء، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری ایسی زبان میں دلچسپ انداز میں ہے ۹۴ صفحے۔ صدیق اکبر، خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق کے حالات نہایت دلچسپ ۱۲ صفحے۔ فاروق اعظم، حضرت عمر فاروق کی زندگی کے دلچسپ حالات، جو نوجوانوں اور بچوں کے لیے لکھے گئے۔ جامع القرآن، حضرت عثمان کی ذہنیت کو ملحوظ رکھ کر حضرت عثمان کے حالات لکھے گئے ہیں۔ شیر خدا، حضرت علی اور حضرت فاطمہ جنت کے حالات اور ان کا بیان ہے جن کی پر اسلام زندگی بچوں کے لیے مجلد ۴۴۴ صفحات قیمت ۱۲ روپے

سیرت معین الدین

حضرت خواجہ اجمیری کے حالات زندگی آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا عظیم الشان مجموعہ، ساحروں کا اپنی روحانی قوت سے مقابلہ کر کے نیچا دکھانا اور ہندوؤں کا جوق جوق اسلام میں داخل ہونا، آپ کی کرامات، ریاضات، مجاہدات کا والہانہ تذکرہ، آپ کے دربار میں شاہوں کی باریابی، اجمیر شریف کے تاریخی حالات اور بہت سے نادر واقعات آپ کی مجالس حسنہ اور پر معرفت اقوال، اپنی طرز کی نرالی کتاب ہے، قیمت فی جلد چار روپے اور کتابوں کے ساتھ منگانے پر علیحدہ نہیں آ سکتی

سیرت بابا فرید گنج شکر

اس کتاب میں آپ کے خاندانی حالات واقعات ولادت مولد مقدس گنج شکر کے چند واقعات، مالک سے تعلیم شریعت و طریقت کی تعلیم حاصل کرنا، خواجہ بختیار کاکی سے ارادت، مجاہدہ، چلہ معکوس، خواجہ اجمیری کی جانشینی، قاضی شہر کا بوجہ حسد آپ کو قتل کی سازش کرنا اور خود ہی مرنا، تبلیغ دین کرنا، ایک بڑے سائنکڑوں چیلوں سمیت مسلمان ہونا، صابر کلیری اور خواجہ سلطان جی محبوب الٰہی کا خلافت حاصل کرنا آپ کا وصال، کرامات، مکاشفات، عبادت، حلیہ، علم و فضل، سخاوت، ادعیہ تصنیفات ملفوظات وغیرہ وغیرہ قیمت آٹھ آنے

سیرت صابر کلیری

کون ایسا شخص ہے جو سرزمین کلیر میں آرام فرمانے والے خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کے نام نامی سے واقف نہیں اس کتاب میں آپ کے خاندان کے حالات، طفولیت، تربیت، مجاہدات، اپنے مرشد بابا فرید گنج شکر کا بارہ برس لنگر تقسیم کرنا اور خود کھانا، لقب صابر پانا، خرقہ خلافت حاصل کرنا کلیر تشریف لے جانا، اہل کلیر کی بدسلوکی، آپ کے کرامات کا ظہور، کلیر کا تباہ ہونا، حالت جذب میں ایک درخت گولر کے سایہ میں کھڑے ہونا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی کا آپ سے خلافت حاصل کرنا، آپ کا وصال حلیہ، لباس، تصانیف رباعیات قیمت ۲ روپے

جنید بغدادی

صوفیہ کے امام، بغداد کے روحانی بادشاہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کی زندگی کے مفصل حالات اس کتاب میں درج ہیں، سوانح کی بیشتر مستند کتابوں سے انتخاب کر کے تمام حالات جمع کئے گئے ہیں ابتداء میں آپ کا مولد نسب بیان کرنے کے بعد آپ کے خاندانی حالات لکھے گئے ہیں، اس کے بعد آپ کی ولادت، بچپن، تعلیم و تربیت، بیعت کرنے اور فتوے دینے کے واقعات قلمبند کئے گئے ہیں زمانہ بعد جب دین اسلام کی تبلیغ، وعظ کی ابتدا، آپ کی عالمگیر شہرت، رجوع خلق، مخلوق خدا کا فیض، صوفیا کا مرجع بننا، آپ کا وصال، قیمت ۵ روپے اور کتابوں کے ساتھ

الفاروق

کیا اسلامی فتوحات سے کیا ہم ہیں، جانتے ہو کہ الفاروق میں کیا ہے، یعنی خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مفصل حالات ہیں، یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنہوں نے تمام زمین پر چھا جانے والی فوجوں کو فتح کیا اور حالات عمل پر غور کر لیا تو ذرا اس عدل فاروقی کے حالات پڑھو جب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں، مساوات کے سر چشمہ ذرا اس کتاب کی ترتیب عجیب کی شان مساوات تو دیکھو بیت المقدس کی تکمیل ہوا کس طرح خلافت کا سارا حال ہے بادشاہ کی خلافت پر چل کر پڑھو ۲ جلد ۰۰ صفحات ۱۰ روپے محصول

الہارون

خلفاء عباسیہ میں جلیل القدر بادشاہ ہارون رشید کی سوانح حیات اس میں ابتدا میں تاریخ عرب حالات عہد رسالت، شجرہ نسب خاندان بنی امیہ کی تاریخ اس کے بعد عباسیوں کی تاریخ ہارون رشید کی تخت نشینی، ہارون رشید کا زمانہ خلافت کمال عروج و زوال خاندان برامکہ، ہارون رشید کی خلافت کا آخری زمانہ اور وفات ہارون رشید، ہارون رشید کے نجی حالات، زبیدہ خاتون ملکہ ہارون کی لائف، اور عروج وارتقائے اسلام کے مشہور واقعات، ضخامت ۳۲۲ صفحات قیمت مجلد رعایتی مجلد محصول ڈاک ۱۰ روپے

امام ابو حنیفہ

کے حالات پڑھنا ہر حنفی مسلمان کے لیے ضروری ہے کیونکہ جن کی نسبت پر وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارناموں مناظرہ اور فقہ رس مسائل کے معلوم کرنے کے لیے بہترین کتاب ہے، فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں، جس سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ الامتیاز ہی فن ہے قیمت رعایت ۵ روپے محصول ۲ روپے

پانچ برگزیدہ صوفی

امام محمد غزالی مشہور کتب بہت تصنیف ہوا، اور واقفا ربانی بزرگ کے حالات رعایتی قیمت ۱ روپے۔ مولانا روم جن کی مثنوی بہت قرآن در زبان پہلوی ہے، کتاب شرح مثنوی قیمت رعایتی ۸ روپے۔ حافظ شیرازی، وہی شیراز کا صاحب عرفان شاعر جس کے دیوان کا فارسی میں ترجمہ، عاشقی ۳ روپے۔ شیخ سعدی جن کی کتاب گلستان اور بوستان آج تک ویسے ہی مہک رہے ہیں، رعایتی ۳ روپے۔ امیر خسرو جو خواجہ صوفی شاعر جن کی زندگی عجیب پر طوفان تھی۔ قیمت ۳ روپے۔ سب ایک جگہ رعایتی قیمت ۱۲ روپے محصول ۱۰ روپے

بہشتی زیور کامل

مجلد چسرمی یہ فقہ حنفی کا پورا نصاب ہے اس کے ۱۱ حصے ہیں حصہ اول ہے اور کچھ عقائد حصہ ۲ وضو طہارت اور نماز کے مسائل حصہ ۳ زکوٰۃ حج قربانی حصہ ۴ طلاق و نکاح مہر وغیرہ، عدت وغیرہ حصہ ۵ معاملات حقوق، معاشرت زوجین، حصہ ۶ اصلاح تہذیب اخلاق، حصہ ۷ اصلاح رسوم حصہ ۸ شادی حصہ ۹ نیک بیویوں کی حکایتیں حصہ ۱۰ ضروری اور مفید علاج حصہ ۱۱ دنیاوی باتیں، حصہ ۱۲ مردوں کے لئے خاص مسائل۔ یہ سب ایک جگہ مجلد ہیں۔ ضخامت ۹۲۰ صفحات قیمت اصلی ہے رعایتی مجلد ۶ محصولڈاک ایک روپیہ کل تین روپیہ۔

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف **رکن دین** مجلد تو ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سا چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو غرضکہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگا کے ایک مرتبہ پڑھ لیجئے کے بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ سے واقف ہو جائیں گے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ ایڈیشن مصنف مرحوم نے تمام اغلاط سے پاک کرکے چھپوایا ہے۔ نماز کے لئے اس سے بہتر شاید ہی کوئی کتاب ہو ۴۲۵ صفحات رعایتی مجلد ۱۰ محصول ۱۲

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر ہر شخص کے لئے ایک پابندی ہے لیکن باطن میں اس کے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کے پڑھنے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائیں گے کہ نماز سے انسان کی اہم ضرورت کو کس حد تک پورا کرتی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں ہر ضرورت کی علیحدہ نماز درج ہے اور بتایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے۔ اور تنہا نماز ہی سے دینی و دنیاوی فائز المرامی نصیب ہوتی ہے ایک جدید الخیال مصری عالم کی کتاب کا ترجمہ ہے ۲۰۰ صفحات قیمت ۲ محصول بھی ۲

نماز کی پیاری کہانیاں

یہ کتاب میں نماز حاضرہ کی ذہنیت مد نظر رکھ کر مذہبی کہانیاں کو مرتب کرکے لکھی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت و فلسفہ عجیب و غریب کتاب ہے (۲) ترغیب نماز اسمیں نمازیوں اور بے نمازیوں کی سزائیں اور جزائیں (۳) نماز دنگی کتاب اسمیں تمام نمازوں کے پڑھنے کی ترکیب ہے (۴) نمازیوں کی کہانیاں یہ کتاب پڑھکر نماز پڑھنے کی طرف خود بخود رغبت ہوتی ہے (۵) عقائد کی کتاب اسمیں آمنت باللہ کی تفسیر ہے یہ سب کتابیں چھپ گئی ہیں مجلد ایک جلد میں اور رعایتی قیمت ملک روپیہ محصول ۱۲

سلسلہ تعلیم الاسلام

جس کو مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے علامہ حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اس کے پانچ حصے ہیں اول قاعدہ ہے اس کے بعد پہلا حصہ اسمیں عقائد کا ابتدائی حصہ اور طہارت، دوسرا حصہ اسمیں عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان تیسرا حصہ اسمیں عقائد کی، دینی باتیں اور روزہ نماز چوتھا حصہ اسمیں حج، اور حقوق العباد وغیرہ اب تک ان رسائل کی تعداد تین لاکھ چون ہزار شایع ہو چکی ہے اور شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو جہاں یہ رائج نہ ہو، پانچوں حصے ساتھ ساتھ ملتے ہیں قیمت ہر پانچ جلد ایک روپیہ مجلد ۱۴

بارہ مجالس

وعظ کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب ہے جس میں حسب ذیل بارہ مجلسیں ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پردے (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت (۵) ختم نبوت و رسالت (۶) فضائل رسول (۷) اسوۂ رسول محترم (۸) محبت رسول (۹) فضائل و اخلاق حسن معاشرت (۱۰) اسلامی وحدت (۱۱) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۲) واقعات کربلا۔ یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے اور آسان وعظوں میں سب سے بہتر ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ بہت ہی تھوڑی اردو جاننے والے بھی آسانی سے پڑھ لیتے ہیں مجلد رعایتی ۱۲ محصول

اسلامی زندگی

مسلمانوں کو دینی معلومات کے ساتھ دنیاوی تعلیم سے آگاہ کرنیوالی اردو کی شاندار کتاب ایک مسلمان کی زندگی کے ڈہائی سو دینی اور دنیاوی پہلو اس کتاب میں دکھلائے گئے ہیں اس کے علاوہ اسلامی تمدن اسلامی معاشرت اور زندگی میں روزمرہ پیش آنیوالی اسلامی ضروریات خواہ انکا عبادت سے تعلق ہو یا معاملات سے یہ تعلقات سے ہو یا فرد سے خواہ کچھ ہی ہو اس کتاب میں موجود ہے ایک مسلمان کے پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک اور مرنے کے بعد تک ان باتوں کا جاننا ضروری ہے اور وہ سب اس کتاب میں ہیں، قیمت ۱۲ رعایتی ۸ محصول

امتیازی معاشرت

ہر وہ قدم جو خدا کے لئے اٹھے خواہ کسی پر ہو عبادت ہے روزہ نماز ہی عبادت نہیں بلکہ نماز حج زکوٰۃ کا بھی یہی مقصد ہے کہ انسان اچھا انسان بنے، اور دنیا کے بسنے والوں کے لئے خدا کی رحمت ثابت ہو اسلامی معاشرت بھی عبادت کی طرح تمام ادیان سابقہ سے زبردست افضل ہے بلکہ دنیا کے لئے ایک رحمت بھی کاش مسلمان اسلامی احکام کے صحیح تابع ہوتے اس کتاب کے پڑھنے کے بعد انسان بہترین انسان کامل مسلمان اچھا شہری، شریف ہمسایہ غرض ہر شعبہ میں بہترین شوہر اچھا آقا اور بہترین بھائی بن جاتا ہے قیمت رعایتی ۱۰ محصول ۱۰

میاں بیوی کے فرائض

ایک گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے، اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گذار ہو اور آپ کا گھر فردوس بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے فرائض یا حسن و خوبی سے سمجھ سکیں لیکن دشواری یہ ہے کہ ہر گھر میں افراط و تفریط ہے کہیں میاں ہیں تو اپنے گھر کے مختار کل اور بیوی کی کوئی حیثیت نہیں کہیں بیوی ہیں تو مساوات کی علمبردار ہر بات میں ہر لحاظ میں تفوق یا برابری جتانیوالی، یہی وجہ ہے کہ ہر گھر دوزخ بنا ہوا ہے اسی چیز کو مد نظر رکھ کر حمید یہ پریس دہلی نے کتاب میاں بیوی کے فرائض شایع کرائی تاکہ فریقین اپنے اپنے فرائض پہچانیں اور خدا کی رضا حاصل کریں۔ قیمت ۸ محصولڈاک ۲

دوزخ سے نجات

پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آیندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں کی معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے، توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل اور اثرات کے متعلق ابتک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمید یہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے نام سے شایع کی ہے، جس کے چند مضامین یہ ہیں، توبہ کے معنی از روئے لغت مناجات توبہ توبہ کی حقیقت، فضیلت ثواب، توبہ کی ضرورت، اسباب توبہ گناہ ہے، آداب اور ساری کی قبولیت۔ توبہ ترک گناہ صغیرہ و کبیرہ، توبہ کا ذکر قرآن میں اس قسم کے متعدد مضامین ہیں، قیمت ۸ محصول ۸ کل ۱۴

تاریخ القرآن

معلومات قرآنی کے سلسلہ میں اردو زبان کی سب سے بہتر کتاب ہے جو حمیدیہ پریس نے حال ہی میں شایع کی ہے اس کتاب کے مولف بھی مولانا سید عزیز الحق صاحب مولف کتاب الاسلام ہیں بہت اعلیٰ کاغذ پر طبع ہوئی ہے، دعویٰ ہے کہ معلومات قرآنی کے سلسلہ میں تاریخ القرآن سے بہتر کوئی کتاب آجتک شایع نہیں ہوئی، اگر آپ کو قرآن پاک سے کوئی تعلق ہے تو اس کتاب کو ضرور منگائیے پوری تعریف تو کتاب دیکھنے سے ہی معلوم ہوگی، نیز کہونگا کہ قرآن پاک کے پڑھنے کا لطف اسی سے [illegible]
[illegible]

زبدۃ النصائح

ترجمہ کتاب حکیم روحانی منبہات ابن حجر عسقلانی یہ وہ مشہور معروف کتاب ہے جس کا ترجمہ تقریباً سب زبانوں میں ہو چکا ہے اسمیں صحابہ کرام کے اقوال زریں دین و حکمت اور تصوف کے پرمغز اقوال ہیں پہلا باب، اسمیں ہر نصیحت میں دو باتوں کا ذکر ہے دوسرا باب کہ ہر نصیحت میں تین باتوں کا ذکر ہے اسی طرح اس کے ۹ باب ہیں تیسرا باب میں جو نصیحت ہے اسمیں چار پانچ، چھ سات، آٹھ نو دس دس باتوں کا ذکر ہے اور کتاب اسمیں اصل اور ترجمہ جاذب نگاہ ہے [illegible] صفحات،
[illegible]

شرح کریما

حضرت خواجہ ... سعدی علیہ الرحمۃ کی مقبول کتاب کریما کی کوئی مسلمان بچہ نہ ہوگا جس نے اخلاق پند و نصیحت کی اس سے بہتر اور اعلیٰ کوئی کتاب نہیں پڑھی۔ شرح کریما میں پہلے فارسی شعر ہیں اس کے تحت میں عام فہم اردو نظم میں ترجمہ ہے اس کے بعد نثر میں الفاظ کے معنی، پھر لغات مشکلہ کی تحقیق و بحث، پھر مضامین کی شرح نہایت آسان اردو میں ہے اور پھر قرآن و حدیث سے تطابق اور مناسبت ... کلام اور ... کے اقوال درج ہیں بچوں کو ٹھیک چلن اور اعلیٰ خیال بنانا ہو تو یہ کتاب ضرور پڑھائیے۔ ۱۱۲ صفحات قیمت ۸/

اسہل القرآن

یہ قاعدہ ... جس سے بچے بہت تھوڑے عرصہ میں صرف دو تین گھنٹے کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس اشیاء کی رنگین تصاویر ہیں۔ اس کے بعد الف، بے، پھر دو حرفی، سہ حرفی، چہار اور پنج حرفی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں ... الفاظ کے ساتھ ساتھ معانی پر بھی عبور حاصل ہو آخر میں قرآن شریف کی چند سورتیں ہیں قیمت ۴/

ختم القواعد

یہ ... پڑھ لینے کے بعد مرکبات صرف ایک مرتبہ ذہن نشین کرا دینے ہی ہیں اور ... خود پڑھنے لگتا ہے ... اور بچے ایسے گر جاتے ہیں کہ نہ استاد کو تکان نہ شاگرد کو۔ اب شاید ہی کوئی بچہ ایک قاعدہ پڑھ لینے کے بعد دوسرا کسی قاعدہ میں پڑھایا گیا ہو ... یہ قاعدہ مقبول عام ہو گیا آپ کے ۲۰۰۰ چھاپے ایک روپیہ کے سولہ اور پانچ روپے کے سو ہیں۔ محصول ڈاک ۴ جلدوں پر ۱۰/ اور سو جلدوں پر ریلوے کے ذریعہ منگائیے

یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا مقبول و بہترین قاعدہ جو ہر سال ... اس کی خوبیاں ... ہیں۔ بہت ہی آسان قاعدہ ... کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطہ، زیر، زبر، پیش، حروف منقوطات کے پہچاننے کے بعد مرکبات کو ... مطلق ضرورت نہیں رہتی۔ مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف چھ مہینے میں بچہ بغیر استاد کی مدد کے قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے ضخامت ۴۰ صفحات۔ قیمت فی جلد ... ... پریس دہلی

فارسی بول چال

استادوں کی مدد کے چند دنوں میں فارسی سکھانے والی ... یہ فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی ... فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے ... نے ... ترتیب دیا ہے ... شروع کتاب میں ... مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ... لکھ کر ہر قسم کے کاروباری خطوط ... عرضیاں، چٹھیاں، تیمارداری، مبارکباد ... وغیرہ کے نمونے اردو میں ترجمہ کے ساتھ ... قیمت ۱۲/

کریم اللغات

فارسی زبان کے ... ہزار الفاظ کے لغات کی سستی کتاب آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ آپ کی زبان اور روزمرہ بول چال میں کتنے فارسی کے الفاظ ایسے ہیں جو باوجود روزمرہ بولنے کے بھی ان کے صحیح معنوں سے آپ واقف نہیں اور بعض مرتبہ ان کا محل استعمال غلط ہوتا ہے اور پھر ... جب اس کی وجہ شرمندگی ہوتی ہے تو بہت غصہ آتا ہے ... کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھیے دو چار مہینے میں ... چال ... نہایت برجستہ اور برمحل ہو جائے گی ... صفحات قیمت مجلد ۱۲/ محصول ۸/

اسلام کی آٹھوں کتابیں

بچوں کی مذہبی معلومات بڑھانے کی بہترین آسان کتابیں پہلی۔ اللہ کی توحید، صفتیں، ملائکہ وغیرہ کا بیان دوسری ایمان، عقائد، وضو، تیمم، اذان وغیرہ تیسری۔ نماز کی پوری تفصیل اور ... کا بیان چوتھی مرنے کے بعد اور پہلے کے حالات و مسائل زکوٰۃ پانچویں۔ زکوٰۃ کا پورا بیان، اور روزہ کا بیان چھٹی۔ حج کا بیان، اور حقوق کا بیان مفصل ساتویں، ارکان ایمان، ارکان اسلام و معاشرت آٹھویں، حقوق العباد، توکل اور گناہ وغیرہ ... آٹھوں کی ضخامت ۳۶۲ صفحات ایک ہی جگہ مجلد رعایتی قیمت ... محصول ڈاک ۴/

زنانہ بستہ مجلد

دس مفید ... کتابوں کا مجموعہ (۱) ... کی کتاب (۲) ... کی کتاب (۳) ... کی کتاب ... نماز کی کتاب (۷) کھانا پکانے کی کتاب ... تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) ... کی کتاب (۱۰) اصلی جہیز، جو کتاب جن مضمون پر ... ہے اس کو مکمل کر دیا ہے، اپنی بچی کو ضرور اس کتاب کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھر داری کے تمام کاموں سے واقف ہو جائے اور ساتھ ہی مذہبی معلومات سے بھی بیگانہ نہ رہے، ایک ہی جگہ مجلد ہیں، قیمت فی جلد مجلد ایک روپیہ محصول ۴/

تعلیم النسوان

... کے لئے بے نظیر اخلاقی اور مذہبی ... اللہ پاک کی صفتیں، نعتیں، پیغمبروں کے ... مشہور خواتین ۲۲ صفحے ... کے اخلاق، نیکیوں کی ... عورتوں کی ... صفحے ... مسلم، قرآن، موسم کے حالات ... اخلاقی سبق ۲۶ صفحے تعلیم، طریقہ زندگی، لباس و زیور ... اور ... کا طریقہ زندگی ... صفحات کی ہیں ... قیمت ... محصول ...

سات تاریخی کتابیں

یہ سات مذہبی و تاریخی کتابیں ہیں جن میں بیسیوں برگزیدہ مذہبی خواتین کے حالات ہیں، اور ہندو ... مشاہیر خواتین کی اخلاقی زندگیاں جنہیں ہر مذہب کی عورتیں شامل ہیں۔ خصوصاً مسلمان شاہزادیوں کے حالات بہت نتیجہ خیز ہیں۔ زیب النسا، نورجہاں، شہزادی ... کے حالات بہت مفصل، چند مخصوص اخلاقی خواتین کے قصے بھی ہیں، جن میں خدا پرست بیوی کا قصہ بہت مفید اور موثر ہے یہ سب کتابیں ... صفحے میں آئی ہیں، زبان نہایت شیریں ہے ... مجلد ... قیمت ... محصول ۸/

سات اخلاقی کتابیں

اس میں حسب ذیل سات کتابیں ہیں اور ہر کتاب عورتوں کے لئے بہترین اضافہ ہے ... ہدیۃ المستورات عورتوں کی مذہبی معلومات بڑھانے ... ادب ... بچیوں کو ادب سکھانے کے ... انتظام خانہ داری، مضمون نام سے ظاہر ہے کھانا پکانا ... بڑے بڑے کھانے ... ہنر آموزی، مختلف ہنر ... سلائی، رنگائی ... لیڈی ڈاکٹر اس میں مخصوص نسوانی امراض کا علاج اخلاقی گیت، مضمون نام سے ظاہر ہے یہ سب مجموعہ ... صفحوں میں آیا ہے اور سب ایک جگہ مجلد ہے، قیمت مجلد ... محصول ۶/

زنانہ مردانہ خطوط نویسی

لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ کتابیں ہیں بظاہر دل کا حال ہر شخص لکھ سکتا ہے لیکن بڑا مشکل ہے اور بہتوں کو اردو لکھنا پڑھنا آتا ہے مگر خط لکھنا نہیں آتا۔ یہ کتاب لڑکوں اور لڑکیوں کو خط و کتابت سکھاتی ہیں اور خطوط نویسی کا ایسا انداز تحریر اس میں موجود ہے کہ بڑے دفتر کو چھوٹے سے خط میں بند کر دیا جاتا ہے ابتدا ہی سے خط و کتابت کی بچوں کو مہارت ہو جاتی تو آئندہ اس میں خوب ... ہو جاتی ہے۔ زنانہ خط و کتابت کی قیمت ... مردانہ خط و کتابت کی قیمت ... دونوں ساتھ منگائیں تو ... محصول ... کل ایک ...

عورت بالتصویر

پیران [illegible] کی رعنائی دیکھنے سے پہلے سمجھ لیجئے کہ تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب عورت کی نسوانی زندگی کا کل نوٹ بک، عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت، عورت کی تربیت، عورت کے بلوغ حسن کی خوشبو چھپی، مختصر یہ کہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں نہ ہو۔ اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک اور قلمی تصویریں ہیں قیمت فی جلد دو روپیہ، محصول ۱۰ [illegible]

شب عروسی

ایک بہت شباب خیز کتاب جس میں سہاگ کی چند راتوں کا وہ سرشار اور کیف آفریں الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ پڑھتے پڑھتے بہکنے لگتے ہیں۔ یہ صرف چند نشاط افزا افسانوں کا مجموعہ ہی نہیں ہے بلکہ ازدواجی مسرتوں کے پوشیدہ راز اس کتاب میں ہیں، اتنی دلچسپ اور جنسی معلومات سے پُر شاید ہی کوئی دوسری کتاب ہو، شب عروسی میں لذیذ بچھڑ کے کیف گھونٹوں کے ساتھ ساتھ گیارہ عکسی فوٹو بھی ہیں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ آنکھیں بھی ہر کیف ہوں۔ قیمت ایک روپیہ محصول ۶/

لذتِ شباب

شباب جلد فانی کی جستجو ہو لذت شباب ہی [illegible] ہراتی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے، جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو موسم ساز کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں، عورت کے تاثرات کیا ہیں، حسن کی ملکہ کس طرح لطف اندوز ہوا جاتا ہے، گلزار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے، کی مدد بھی ہوتی دیدی کس طرح منتی ہے عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج برآمد ہوتے ہیں لذت شباب میں سرستانِ شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے صد ہا مجربات ہیں، قیمت ایک روپیہ محصول [illegible]

[illegible] کوک شاستر

[illegible] میں محبت [illegible] لذت [illegible] سے [illegible] لیا ہے کہ [illegible] کے ذہن میں [illegible] پاسکتی نہیں اساب [illegible] روشن سے لذت ہی لذت [illegible] مرد کی قوت زائل کو [illegible] اور ہزاروں گرانے ہیں، اور اس [illegible] کے سلسلہ میں حکایات وصل جو بیان ہوتی ہیں وہ صدہا سیر تون اور لاکھوں [illegible] لذیذ ہیں، قیمت کامل [illegible] محصول [illegible]

کیف مواصلت

دنیا سے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں [illegible] چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لئے عورت، مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا سرور ہے جو سپر دنیا کی [illegible] کا مادہ ہوں تو فطرت کی اسپید دنیا [illegible] ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طرق پر دنیا کی آبادی میں امداد کرسکتے ہیں لیکن زندگی تو جا تو ہی گزار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پر دہ شبہ حیات سے اسی تشنہ حاصل کیجئے جو وہ آپ کو ذی حیات علم ہے یا الا جو یہ کتاب مواصلت کا اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہے، [illegible] فوٹو قیمت [illegible]

بہارِ شباب

جنسی کتابوں میں جس اسلوب بیان کو اختیار کیا جاتا ہے وہ جذبات کو ابھارتی ہے یہ چیز مطالعہ کرنے کیلئے کتنی ہی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل فائدہ اس پروگرام کے ماتحت ہے جس کے ماتحت رکھ کر انسانی جوانی دیوانی کو قابو میں رکھ کر جانا جاتا ہے کہ یہ بالذات علم ہو جائے بہار شباب میں ایسا ہی انتظام ہے جوانی کی کیف انگیزی اور اس کو دوام دینے کیلئے بڑے بڑے مجرب طریقے قاعدے نسخے [illegible] ہدایات حفظ ماتقدم کی ہزار ہا باتیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو دوہرا کر دیا ہے، متعدد عریاں فوٹو بھی ہیں، قیمت ایک روپیہ محصول ۶/

کشمیری کوک شاستر

شیخ الرئیس بو علی سینا کے وہ مجربات اور نسخے اس کتاب میں ہیں جن کی مدت تلاش و جستجو کے حاصل کرکے اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کرکے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر لطف و مسرت کے ساتھ ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھئے اور اس پر عمل کیجئے اور پھر آپ وہی لطف حاصل کرسکیں گے جو ہر ایک [illegible] کا نوجوان حاصل کرسکتا ہے اس میں متعدد دلکش تصاویر بھی ہیں قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

محبت کے پیغام

عاشق و معشوق کے خطوط، یہ شراب محبت میں ڈوبی ہوئی کتاب نہایت دلچسپ اور محبت سے لبریز خطوط کا لکھنا سکھاتی ہے، جسے عاشق شوہر اپنی بیوی کو، اور بیوی اپنے شوہر کو عالم محبت میں لکھنا چاہتی ہے، ہر ایک خط ایک افسانہ کی طرح دلچسپ اور محبت سے لبریز ہے ہر جملہ میں محبت کی داستان پوشیدہ ہے دو فوٹو بلاک کی دیدہ زیب تصاویر بھی ہیں یہ وہ مقبول کتاب ہے جس کے معانی آفرین اور سحر نگارش نے ہزاروں بچھڑے ہوئے خاوند و بیوی کے دل جوڑ دیئے۔

قیمت [illegible] محصول [illegible] کل ۱۲/

مجرباتِ طبی

مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب اور جناب افسر الاطباء حکیم نور الدین صاحب بھیروی کے شاگرد رشید اور پنجاب یونیورسٹی کے سند یافتہ فاضل اجل طبیب نے سالہا سال کی محنت اور عرق ریزی سے مرتب کیا ہے وہ کتاب ہے جس میں قابل مصنف نے سر سے لیکر پاؤں تک کل امراض کا مفصل حال ان کی تشخیص اور طریقہ علاج بہت ہی سہل طریقہ سے لکھا ہے ہر شخص بلا کسی حکیم کی امداد کے خود بخود اپنا اور اپنے خویش و اقارب کا علاج کرسکتا ہے [illegible] سب سے بہتر کتاب ہے اور بہت سے نادر [illegible] ہیں، قیمت دو روپیہ محصول [illegible]

غریبوں کا سستا علاج

امیر تو ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں کہ زر پر علاج کرالیا کرتے ہیں غریبوں میں اتنا کہاں ان کو تو دوا پینے خرچ کرنے گراں ہیں، یہ کتاب منگا کر آپ غریبوں کی بڑی خدمت کرسکتے ہیں۔ اس کتاب میں کوڑیوں کے نسخے ہیں وہ نسخے گھر پر تیار کرلیں اور غریبوں کو مفت تقسیم کردیں، افضل ان میں سن خدمت الناس رسول کریم کا فرمان ہے یہ کتاب ایسی ہے کہ بلا ضرورت بھی ہر گھر میں رہنی چاہئے کیونکہ اگر علاج کی ضرورت بھی نہ پڑے تو حفظ ماتقدم ہی تمام مرضوں سے آدمی محفوظ رہے گی۔

۲۲۸ صفحے قیمت [illegible] محصول [illegible]

دائی

دیہات میں جبکہ تمام جان کی جان خطر میں ہوتی ہے اسوقت اس چھوٹی سی کتاب کی قدر ہوتی ہے جب گھر میں بچہ ہوتے ہیں تو یہ کتاب بھی ہونی چاہئے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں، پیٹ کی احتیاط، زچہ خانہ، دائی کی ہوشیاری، مردہ بچہ کو زندہ کرنا، نال کاٹنا، آنول نال نکالنا، درد زہ میں دیر، بچہ کے پیدا کرنا چاہئے، خون کا آنا [illegible] بچہ جننا، بچہ کو [illegible] کی ترتیب، نال سوقت کٹنا، آنول کا [illegible] [illegible] کتاب [illegible] قیمت [illegible]

صحت النساء

عورتیں جہاں اپنے شباب میں مرجھانے لگیں لذت سے ناواقف پوشیدہ رہتی ہیں اور ان کے خطا لذت کے لئے ہر وقت اللہ اللہ رہتی ہیں [illegible] سے ملنا تو چاہئے [illegible] [illegible] اوزاں [illegible] میں مبتلا ہوتی [illegible] ہو جاتی ہیں [illegible] [illegible] قیمت [illegible]

[illegible]

عورت باتصویر

پوران [illegible] کی رعنائی دیکھنے سے [illegible] عجیب [illegible] تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جانے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب عورت کی نسوانی زندگی مکمل [illegible] عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت، عورت کی تربیت، عورت کے پانچ حسن کی خوبصورتی، غرضیکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں نہ ہو، اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک اور قلمی تصویریں ہیں قیمت فی جلد دو روپیہ، محصول [illegible]

[illegible]

ایک بہت شباب جو [illegible] سہاگ کی چند راتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز فضاؤں میں ذکر کیا ہے کہ پڑھتے پڑھتے [illegible] بھڑک اٹھتے ہیں یہ صرف چند نشاط افزا افسانوں کا مجموعہ ہی نہیں ہے بلکہ ازدواجی مسرتوں کے پوشیدہ رازوں کی کتاب ہیں ہیں، اتنی دلچسپ اور عملی معلومات [illegible] شاید ہی کوئی دوسری کتاب ہو، شب [illegible] عروسی میں لٹریچر کے کیف [illegible] کے ساتھ ساتھ گیارہ عکسی فوٹو بھی ہیں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ آنکھیں بھی پرکیف ہوں۔ قیمت ایک روپیہ محصول [illegible]

[illegible] شباب

شباب جادو [illegible] لذت شباب [illegible] ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے، جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں، عورت کے تاثرات کیا ہیں، حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہوا جاتا ہے، گلزار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے، شباب کی ڈوبتی ہوئی دنیا کس طرح جنتی ہے، عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج برآمد ہوتے ہیں، لذت شباب میں سرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے نسخے [illegible] ہیں۔ قیمت ایک روپیہ محصول [illegible]

[illegible]

[illegible] تاثیر [illegible] میں محبت [illegible] [illegible] کہ ذہن میں عورتوں [illegible] پانگ [illegible] عشق [illegible] روشنی سے لذت ہی لذت ثابت [illegible] مردکی قوت [illegible] اور ہزاروں دل لگ جاتے ہیں، اور [illegible] میں حکایات وصل جو بیان ہوئی ہیں وہ [illegible] مجبوروں اور لاکھوں تجربات سے [illegible] لذیذ ہیں۔ قیمت کامل [illegible] محصول [illegible]

کیف مواصلت

دنیا [illegible] لطف و مسرت اور لذت و کیف [illegible] ہر نوبیاہتا [illegible] جوان مرد کے لئے عورت مواصلت [illegible] کیف افزا مسرور [illegible] دنیا کی [illegible] کا مادہ ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں [illegible] ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گزار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے [illegible] [illegible] حاصل کیا جائے جو [illegible] حیات [illegible] ہوئے کتاب مواصلت کا [illegible] جہاں لذت ہی لذت ہے۔ [illegible] قیمت [illegible]

بہار شباب

عشقی کتابوں میں جس اسلوب بیان کو اختیار [illegible] ہے وہ جذبات کی ہیجانی ہے یہ چیز مطالعہ کے لئے کتنی ہی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل فائدہ اس پروگرام کے ماتحت ہے جس کے ماتحت رکھ کر انسان جوانی کی دیوانگی کو قابو میں رکھ کر جا بتلایا ہے کہ یہ بالذات [illegible] ہو جائے بہار شباب میں ایسا ہی انتظام ہے جوانی کی کیف انگیزی اور اس کو دوام کرنے کے لئے بڑے بڑے مجرب طریقے اور [illegible] نسخے، ہدایات، حفظ ما تقدم کی ہزاروں باتیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو ہو بہو بے نقاب کر دیا ہے، متعدد عریاں فوٹو بھی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ محصول [illegible]

کشمیری کوک شاستر

شیخ الرئیس بو علی سینا کے وہ نادر اور مجرب نسخے اس کتاب میں ہیں، جنکی مدت کی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے، اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر لطف و مسرت کے ساتھ ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپکے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیے اور اس پر عمل کیجئے اور پھر آپ ہی لطف حاصل کر سکیں گے جو چند روز [illegible] کا فرمان حاصل کر سکتا ہو اسمیں متعدد دلکش تصاویر بھی ہیں قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

محبت کے پیغام

عاشق و معشوق کے خطوط، یہ شراب محبت میں ڈوبی ہوئی کتاب نہایت دلچسپ اور محبت سے لبریز خطوط کا لکھنا سکھاتی ہے، جیسے عاشق شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو نامہ محبت لکھنا چاہتی ہے، ہر ایک خط ایک افسانہ کی طرح دلچسپ اور محبت سے لبریز ہے ہر خط میں محبت کی داستان پوشیدہ ہے دو فوٹو بلاک کی دلآویز تصاویر بھی ہیں یہ مقبول کتاب [illegible] معانی آفرین اور سحر نگارش نے ہزاروں [illegible] اور بیویوں کے دل جوڑ دیئے۔

قیمت [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

مجربات طبی

مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب اعلیٰ اللہ [illegible] جناب حکیم نور الدین صاحب بھیروی کے شاگرد رشید [illegible] پنجاب یونیورسٹی کے سند یافتہ فاضل اجل طبیب نے سالہا سال کی محنت اور تجربہ سے مرتب کیا ہے، وہ کتاب ہے جس میں قابل مصنف نے سر سے پاؤں تک کل امراض کا مفصل حال انکی تشخیص اور طریقہ علاج بہت ہی سہل طریقہ سے لکھا ہے جس سے ہر شخص بغیر کسی حکیم کی امداد کے خود بخود اپنا اور اپنے خویش و اقارب کا علاج کر سکتا ہے [illegible] سب سے بہتر [illegible] مجرب ہیں۔ قیمت دو روپے محصول [illegible]

غریبوں کا سستا علاج

امیر تو ہر جگہ بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج کرا لیا کرتے ہیں غریبوں میں اتنا دم کہاں ان کو تو دو چار پیسے خرچ کرنے گراں ہیں، یہ کتاب منگا کر آپ غریبوں کی بڑی بھاری خدمت کر سکتے ہیں، اس کتاب میں کوڑیوں کے نسخے ہیں وہ نسخے گھر میں تیار کر لیں اور غریبوں کو مفت تقسیم کر دیں، افضل الناس من خدمت الناس رسول کریم کا فرمان ہے کیا نیکی ہے کہ بلا طاقت [illegible] ہر گھر میں رکھنے کی چیز ہے اگر علاج کی ضرورت بھی نہ پڑے تو فقط حفظ ما تقدم [illegible] آپ کو محفوظ رکھے گی۔

[illegible] صفحات ۲۲۸ قیمت [illegible] محصول [illegible]

دائی

دیہات میں جہاں عام جان کی جان خطرہ میں ہوتی ہے اس وقت اس چھوٹی سی کتاب کی قدر ہوتی ہے جب گھر میں بچہ ہوتے ہیں تو یہ کتاب بھی ہونی چاہئے اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں، پیٹ کی احتیاط، زچہ خانہ، دائی کی ہوشیاری، مردہ بچہ کو زندہ کرنا، نال کاٹنا، آنول نال نکالنا، درد میں دیر، بچے کے بعد کیا کرنا چاہئے، خون کا آنا [illegible] باہر بال بچہ جانا، بچہ کو سیدھا کی ترتیب، نال بوقت کٹنا، آنول کا جگر [illegible] [illegible] کتاب ہو [illegible] قیمت [illegible]

صحت النساء

عورتیں جہاں اپنے شباب میں [illegible] کے لئے لذت کے خزانے پوشیدہ رکھتی ہیں اور ان [illegible] ہر وقت [illegible] رہتی ہیں [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] میں مبتلا ہو جاتی ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قیمت [illegible]

[illegible]

امام حسین علیہ السلام کی شہادت

شہید کربلا



مولوی

ماہوار مذہبی رسالہ

مدیر مسئول عبد الحمید خان

یعتذرون الیکم

اذا رجعتم الیہم قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم

قد نبانا اللہ من اخبارکم وسیری اللہ عملکم ورسولہ

ثم تردون الی علم الغیب والشہادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون

سیحلفون باللہ لکم اذا انقلبتم الیہم لتعرضوا عنہم فاعرضوا

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

رسالہ مولوی دہلی کا رسول نمبر ۱۳۵۱ھ

ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتک ویعلمہم الکتاب والحکمۃ

سلسلہ ۱۵ | بابت ماہ صفر و ربیع الاول ۱۳۵۱ ہجری | نمبر ۳

شذرات

...میں مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اسوہ حسنہ رسول کی پیروی ... چاہیئے تو یہ کہ بال برابر اسوہ حسنہ سے انحراف نہ کریں لیکن اگر ... نا تو ہونا چاہیئے کہ اسوہ حسنہ میں چند امور کو مخصوص کر لیں اور ان پر مداومت کریں چند روز کے بعد وہ جزو عادت ہو جائینگے پھر اور چند ... کر لیں اور ان پر بھی اسی طرح مداومت کریں اگر اس طرح سچے دل سے اسوہ حسنہ کی مخلصانہ سعی و کوشش کی جائے تو ناممکن ہے کہ ہماری زندگیاں اسوہ حسنہ رسول سے محروم رہیں چنانچہ ہم بعض شذرات بعض امور کو نمایاں ... اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حجۃ الوداع کے احکام

آخری حج کے موقع پر حضور نے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا وہ نہایت اہم تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ اور ایک حرف ہر ایک مسلمان کے لئے حرز جان اور تعویذ ایمان ہو اور ہونا چاہیئے حج کا آخری خطبہ نہایت اہم ہے اور اس مقدس خطبہ میں مسلمانوں کو اہم نصائح فرمائے ہیں اگر ہم اسکی ایک خطبہ کو اپنی زندگی کا دستور العمل ... سعادت دارین کی بہشت ہمارے قدموں میں ہوگی۔

جان مال اور عزت مسلم

حضور سرور کائنات نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے ... بیشک تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی حرام ہیں جیسا کہ تمہارا آج کے دن اس شہر مکہ کی اور اس مہینہ کی حرمت ہے اور عنقریب تمہیں خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال فرمائیگا خبردار میرے بعد گمراہ ہو کر نہ کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کے موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں سب سے پہلی نصیحت ہم کو کیا ارشاد فرمائی وہ یہ کہ ... نصیحت ہمارے لئے کس قدر اہم ہے اور اگر ہم اس پر پوری طرح عمل کریں تو ہم دنیا میں کس قدر سربلند و سرفراز ہو سکتے ہیں اگر خون مسلم مال مسلم اور عزت مسلم مسلمانوں کے درمیان مکمل حرام ہو جائے تو قدرتی نتیجہ اس کا یہ نکلے گا کہ ان کے اندر کبھی کوئی قصہ قضیہ پیدا نہ ہوگا ان کی باہمی جنگ و جدل کے تمام امکانات کا خاتمہ ہو جاتا ہے چنانچہ یہی تین باتیں ہیں جن کی بنا پر لوگوں کے درمیان لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں خون اور قتل تو ان میں سب سے بڑا سبب جنگ و جدل اور فتنہ و فساد کا ہے لیکن اس کے بعد تمام خرابیوں اور جھگڑوں کی بنیاد مال ہے دنیا میں جس قدر جھگڑے برپا ہوتے ہیں ان میں سے ۹۰ فیصدی مال سے متعلق ہوتے ہیں اگر ہم ایک دوسرے کا مال اپنے اوپر حرام کر لیں تو ۹۰ فیصدی باہمی جھگڑوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے مال سے مراد نقد مال ہی مراد نہیں ہے بلکہ تمام مالی منفعت مقصود ہے خواہ اس کا تعلق نقد سے ہو یا کسی قسم کی جائداد سے یا تجارت اور صنعت و حرفت سے متعلق ہو یا زمین و مکان وغیرہ سے بہرحال ہر قسم کی مالی منفعت اگر ہم ایک دوسرے کی اپنے اوپر حرام کر لیں تو ۹۰ فیصدی سے زائد باہمی تنازعات اور باہم دگر جھگڑے ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں۔

خون اور مال کے بعد عزتوں کی حفاظت و نگہداشت کا حکم ہوا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ مال کے بعد زیادہ جھگڑے عزتوں کے لئے ہوتے ہیں مثلاً محض بات کی پچ کے لئے یا اپنی عزت کی حفاظت کے لئے یا عزت کی زیادتی یا اپنے خاندان کی عزت کے لئے کوششوں میں جھگڑے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر ہم سب ایک دوسرے کی عزت و آبرو کو اپنی عزت و آبرو سمجھنے لگیں تو عزت و آبرو کے ناتوں سے جو جھگڑے کھڑے ہو جاتے ہیں ان کا بھی خاتمہ ہو جائے۔

غرضکہ اس ارشاد نبوی پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تمام باہمی جھگڑے تمام باہمی جنگ و جدل اور تمام فتنہ و فساد کے دروازوں پر ایک ایسا قفل لگ جاتا ہے جو کبھی کھل نہیں سکتا اور ساتھ ہی اس ارشاد پاک پر عمل کرنے کا دوسرا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نہ صرف جھگڑے نہ پیدا ہوں گے بلکہ آپس میں اتحاد و اتفاق اور

محبت [illegible] میں پیدا ہوگا کیونکہ جب ہم [illegible]
عزتوں کو اپنا خون اپنا مال اور اپنی عزت خیال کریں گے [illegible]
اس طرز عمل کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ محبت [illegible]
اور تیزی کے ساتھ موجزن ہو جائے گا اور ہماری [illegible] طاقت اس قدر
بڑھ جائے گی کہ اس کا کوئی مقابلہ نہ کرسکے گا۔

بہرحال صرف یہی ایک ارشاد نبوی ہمیں قومی و ملی نقطۂ نظر سے دین اور
دنیا دونوں میں سربلند و سرفراز کرسکتا ہے۔

پس آج جبکہ ہم ولادت باسعادت محمد رسول اللہ کی خوشیاں منا رہے ہیں
ہمارا فرض ہے کہ حجۃ الوداع کے آخری خطبہ کے اس ارشاد اولین کو اپنی زندگی کا
دستور العمل بنالیں اور سر مو اس سے تجاوز و انحراف نہ کریں۔

اصلاح کا قدم پہلے خود اٹھاؤ

اسی خطبہ میں حضور نے ارشاد فرمایا۔

"لو میں جاہلیت کی تمام باتوں کو اپنے پیر کے نیچے پامال کرتا ہوں"
مطلب یہ ہے کہ جس قدر بری رسمیں اور بری باتیں زمانہ جاہلیت میں رائج تھیں
ان سب کا میں خاتمہ کرتا ہوں اس سلسلہ میں حضور نے فرمایا کہ دماء الجاھلیۃ
موضوعۃ جاہلیت کے تمام قتلوں کے تمام جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہوں
یعنی سب پر حرف نسخ کھینچتا ہوں کوئی کسی سے بدلہ نہیں لے سکتا اور فرمایا کہ ا۔

وہ پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے یعنی ابن ربیعہ بن الحارث کا خون جو
بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اسے مار ڈالا تھا میں اس کو چھوڑتا ہوں
اور فرمایا۔

ربا الجاھلیۃ موضوعۃ واول ربا نا ربا عباس عبد المطلب
فانہ موضوع کلہ یعنی جاہلیت کے زمانہ کا سود و سود ملیامیٹ کر دیا گیا
اور پہلا سود اپنے خاندان کا جو مٹاتا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب کا سود ہے
وہ سب کا سب چھوڑ دیا گیا۔

اس میں جس چیز کی طرف ہمیں آپ کی توجہ مبذول کرانی ہے وہ یہ ہے کہ
حضور نے جس اصلاح کی طرف بھی قدم بڑھایا پہلے خود اس کے متعلق قدم بڑھایا
اور اس پر عمل کر کے دکھلا دیا چنانچہ اوپر کے دونوں امور کو لیجئے کہ جاہلیت کے
قتلوں اور جاہلیت کے سود کو آپ نے موضوع قرار دیا اور سب سے پہلے اپنے خاندان کا
قصاص اور سود چھوڑ دیا۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر کوئی شخص اصلاح قوم و
ملت کا ارادہ کرے تو پہلے خود اس کی طرف قدم بڑھانا اور اٹھانا چاہیئے کیونکہ بغیر اس
کے اصلاح میں کامیابی محال ہے اور ناممکن ہے کہ کوئی مصلح اپنی قوم یا ملک کی
اصلاح میں کامیاب ہوسکے جب تک کہ وہ اصلاح اپنے اندر اور اپنے خاندان
سے اور پہلے نہ کرے خصوصاً اپنی ذات کے اندر اصلاح کے بغیر تو محال ہے کہ ذرہ
برابر کامیابی ہوسکے۔

آجکل علماء اور واعظین کس قدر کثرت سے پیدا ہوگئے ہیں شہروں میں سینکڑوں
کی تعداد میں اور کوئی قصبہ و گاؤں ایسا نہیں جہاں ہمارے علماء اور واعظین
نہ پہنچے ہوں اور قوم و ملت کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرتے ہوں اور جو
خرابیاں اور جو برائیاں ہماری ملت میں پیدا ہوگئی ہیں ان کی اصلاح کی کوشش
نہ کرتے ہوں مگر ہم اور آپ دونوں دیکھ رہے ہیں کہ نتیجہ صفر کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا

[illegible]
[illegible]
[illegible] اخلاقی نہیں ہوتا اور جو [illegible]
پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ ملت کی کوئی خدمت کریں اور اس کے [illegible]
اخلاق اس کی بھلائی یہ حال معاشرت اس کی [illegible]
کریں تو قبل اس کے کہ کوئی مرشد اصلاح ہمارے حلق سے [illegible]
کہ پہلے ہماری زندگی اس کے مطابق ہو جائے [illegible] رسول اللہ [illegible]
جو خدا کے برگزیدہ رسول اور اس کی جانب سے مامور و مبعوث نبی و پیغمبر تھے
اس چیز کی چنداں ضرورت نہ تھی کہ پہلے خود ہی عمل کرتے مگر خدا نے [illegible]
ارشاد فرمایا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ [illegible]
ہر ایک قول کو عمل سے مزین فرما کر امت کے لئے اسوۂ حسنہ پیش کرنا [illegible]
ہدایت خلق کا ایک روشن صراط مستقیم قائم کرنا لازمی تھا۔

بہرحال وہ لوگ جو اصلاح ملت و رہبری و رہنمائی امت کے مدعی [illegible]
ہیں ان کا فرض اولین یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ
اتباع کریں کہ اصلاح کی جو صدا حضور نے بلند فرمائی ساتھ ہی [illegible]
ہی عمل کیا ورنہ بقول حافظ شیرازی نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ کہیں گے

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

کتاب اللہ کا اعتصام

اسی خطبہ میں حضور نے فرمایا کہ۔
لوگوں میں تم میں وہ چیز چھوڑ
کہ اگر اسے مضبوط پکڑ لوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے
کون مسلمان ہے جو اس ارشاد نبوی کی صداقت پر ایمان نہ رکھتا ہو
کا ایمان اور عقیدہ یہی ہے کہ قرآن حکیم ہی تمام سربلندیوں تمام صداقتوں
تمام ہدایتوں کا مجموعہ ہے اور ہر قسم کی روشنی اگر کہیں سے مل سکتی ہے جو
تک رہنمائی کرے اور دنیا اور دین دونوں میں مسلمانوں کو سرخرو اور معزز
کردے وہ روشنی قرآن حکیم ہی سے مل سکتی ہے۔

اگرچہ ہم رات دن اسی عقیدہ کا زبان سے اعلان کرتے رہتے ہیں مگر
حال افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس زبانی اعلان سے مختلف [illegible]
اعلان تو یہ کرتے رہتے ہیں کہ قرآن ہی سب [illegible] کا [illegible]
کی روشنی کا مخزن ہے تو قرآن اور برکتوں اور رحمتوں کا گنجینہ ہے تو قرآن [illegible]
کہ ہماری زندگیاں قرآن حکیم کے احکام و ہدایات سے بہت کم مطابقت رکھتی
ہیں اب بدیہی امر ہے کہ ہم میں سے ہر ایک فرد اچھی طرح محسوس کرسکتا ہے [illegible]
کی زندگی کو قرآن حکیم کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے اگر چشم بصیرت سے [illegible]
تو روز روشن کی طرح یہ حقیقت ہم پر واضح ہو جائے گی کہ [illegible]
زندگی چاہتا ہے ویسی ہماری زندگیاں نہیں ہیں۔

ایک [illegible] امر تو یہ ہے کہ مسلمان کا [illegible]
کے احکام و ہدایت کے مطابق ہو [illegible]
[illegible]

[illegible] ذلت و مسکنت [illegible] ہوتے [illegible] ہیں

پس [illegible] خطبہ [illegible] اس ارشاد نبوی صلعم [illegible] ہم [illegible] ہدایت کی روشنی ہر وقت ہمارے سامنے [illegible] مستقیم پر ہمارے پاؤں [illegible] سے بہکے ہیں۔

خطبۃ الوداع کے دیگر ارشادات

اس خطبہ میں چند امور کی طرف حضور صلعم نے اور بھی مسلمانوں کی توجہ مبذول فرمائی ہے چنانچہ عورتوں کے متعلق فرمایا ہے کہ:۔

لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق امر سے ڈرتے رہو خدا کے نام کی ذمہ داری پر تم نے ان کو بیوی بنایا ہے اور خدا کے کلام سے تم نے ان کا جسم اپنے لئے حلال بنایا ہے تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں لیکن اگر وہ ایسا کریں تو ان کو صرف ایسی مار مارو کہ ہڈی پسلی نہ ٹوٹے اور چوٹ جسم پر نمودار نہ ہو یعنی ہلکی مار مارو اور عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ اور اچھی طرح پہناؤ۔

لیکن یہ نہ سمجھو کہ صرف کھلانا پہنانا اچھی طرح دے دینا ہی سب کچھ ہے کیونکہ ایک دوسری حدیث قدسی میں آیا ہے کہ تم میں بہتر وہ شخص ہے کہ جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہے گویا انسان کی خوبی و بہتری کا معیار ہی حضور نے یہ مقرر فرما دیا کہ اپنے اہل کے ساتھ جو اچھا ہو گا وہی اچھا ہو گا یعنی بغیر اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہونے کوئی شخص بہتر نہیں ہو سکتا۔

آخری حج کے اس اہم خطبہ میں خصوصیت کے ساتھ عورتوں کی طرف توجہ دلانا اس امر کی دلیل ہے کہ مسلمانوں کو خاص طور پر عورتوں کا خیال اور لحاظ رکھنا چاہئیے عورتوں کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ مبذول کرانے کی ضرورت اول تو اس لئے محسوس ہوئی کہ اسلام سے قبل عورت کا کوئی درجہ اور مرتبہ دنیا میں تھا ہی نہیں لہٰذا ضرورت تھی کہ دنیا عورتوں کے ساتھ جو زیادتی اور ظلم و ناانصافی کرتی تھی اس سے ان کو نجات دلائی جائے دوسری ضرورت یہ تھی کہ حضور مردوں کی جبلت سے واقف تھے کہ وہ صنف نازک پر جبر و تشدد سے مشکل سے باز آتے ہیں لہٰذا ضرورت تھی کہ مردوں کو آخری مرتبہ تنبیہ فرما دیں کہ دیکھو ایک ضعیف نازک اور غم نصیب صنف کے ساتھ ظلم و زیادتی نہ کرنا۔

اب ہمیں اپنی خانگی زندگیاں دیکھنی چاہئیں کہ اس ارشاد نبوی کی روشنی میں ان کی کیا حالت ہے اگر شمع نبوت کی روشنی میں ہماری خانگی زندگی ٹھیک ہے تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئیے اور اگر [illegible] نظر آئیں تو اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

عبادت و اطاعت

اسی خطبہ میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ:۔ لوگو نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید امت [illegible] رمضان کے [illegible] حج کرو [illegible] اسلام

[illegible] جنت میں داخل ہو گے۔

اس خطبہ میں ان امور پر توجہ دلائی گئی ہے جو سب فرائض ہی ہیں اور ہر شخص کو ان کی فرضیت کا علم ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ ان فرائض کی طرف ہی ہم بہت توجہ نہیں دیتے چونکہ آخری حج اور اس کا آخری خطبہ تھا اس لئے حضور نے ان اہم فرائض کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ ان کی طرف سے غفلت و بے پرواہی نہ کریں مگر افسوس ہے کہ اس قدر اہم فرائض اور ان کے متعلق اللہ اور اس کے رسول کے اس قدر تاکیدی احکام پر بھی ان کی جانب سے اس قدر غفلت برتی جاتی ہے کہ اپنی بدبختی پر افسوس ہوتا ہے۔

بہرحال اگر ہمیں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ہے تو ہمیں ان فرائض کے فرائض ہونے پر بھی ایمان ہونا چاہئیے اور یہ سمجھنا چاہئیے کہ فرض کی طرف سے غفلت و بے پرواہی برتنا کس قدر دین و دنیا کی تباہی و بربادی کا موجب ہو گا۔

تبلیغ

آخر خطبہ میں حضور نے فرمایا کہ دیکھو جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں اس کی تبلیغ کرتے رہیں ممکن ہے کہ بعض سامعین سے وہ لوگ زیادہ تر اس کلام کو یاد رکھنے اور حفاظت کرنے والے ہوں جن کی تبلیغ کی جائے۔

اس میں اس امر کی ضرورت کی طرف مسلمانوں کی توجہ مبذول فرمائی ہے کہ تبلیغ احکام و ہدایات ہر ایک مسلمان پر واجب ہے اور یہ کہ اگر اس کے کان میں کوئی اچھی بات پڑے تو اس کا فرض ہے کہ اس کو دوسروں تک بھی پہنچا دے اور حاضر کو غائب کے لئے تبلیغ کا جو حکم دیا ہے اس کی مصلحت یہ بیان فرمائی ہے یعنی یہ کہ ایسا بھی ممکن ہے کہ جو موجود نہیں ہیں ان میں ایسے لوگ ہوں جن کے اندر نصیحت کو قبول کرنے اور اچھی بات پر عمل کرنے کی صلاحیت زیادہ ہو اس لئے ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئیے کہ وہ امور خیر کی عموماً اور اس خطبۃ الوداع کی خصوصیت کے ساتھ دوسروں سے تبلیغ کرتا رہے ہم تمام ناظرین معززی سے التجا کرتے ہیں کہ وہ اس خطبہ میں جو ہدایات کی گئی ہیں اور جو احکام بیان کئے گئے ہیں ان کو ان لوگوں تک پہنچائیں جن کی نظر سے معززی کا رسول نمبر نہ گذرے یا معززی کا رسول نمبر ان کی نظروں سے گذار دیں اور اس طرح ارشاد نبوی کی تعمیل کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

مردانہ ورزشوں کا حکم

مردوں کے لئے ورزش کس قدر ضروری ہے اس کا اندازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اسوۂ حسنہ سے ہوتا ہے حضور نے اکثر لوگوں کو مردانہ ورزشوں کا شوق دلایا کرتے تھے مثلاً کشتی، گھوڑ دوڑ، تیر اندازی وغیرہ چنانچہ رکانہ عرب کا مشہور شہ زور پہلوان تھا اور اس کو اپنی طاقت اور پہلوانی پر اس قدر گھمنڈ تھا کہ اپنے پچھڑ جانے کو اس نے اسلام لانے کی شرط ٹھیرا دیا تھا۔ چنانچہ خود حضور سرکار دو عالم نے اس سے کشتی کی اور اس کو تین مرتبہ پچھاڑ دیا۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ورزش کرنا کشتی لڑنا اور اس طرح اپنی طاقت جسمانی کو بڑھانا کس قدر ضروری امر ہے آجکل لوگوں کو یہ خبط سوار ہو گیا ہے کہ ورزش کرنے اور کشتی وغیرہ لڑنے کو مبتذل کام سمجھنے لگے ہیں اور یہ غلط اور گمراہ کن خیال پیدا ہو گیا ہے کہ مبتذل اور نیچے درجے کے جو لوگ ہیں یہ ان کا کام ہے

شٹریلوں کا یہ کام نہیں ہے لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ کوئی شریف ہو سکتا ہے پھر دیکھو کہ وہ اشرف الشرفاء اور وہ سید الانبیاء اور وہ خیر البشر کس طرح نہ صرف ورزش کا شوق لوگوں کو دلاتا ہے بلکہ خود مشہور ترین پہلوان سے کشتی لڑ کر امت کے لئے ایک اسوۂ حسنہ قائم کرتا ہے کہ وہ بھی اس کا اتباع کریں اور اپنے اندر طاقت و قوت پیدا کریں جو مردانگی کا جوہر اور ضروری وصف ہے۔

اسی طرح تیر افگنی اور نشانہ بازی کا شوق لوگوں کو دلایا کرتے اور ترغیب دیا کرتے تھے نشانہ بازی کی مشق کے لئے لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ تیر چلاؤ میں اس پارٹی میں ہوں یہ سنکر دوسری پارٹی نے تیر چلانے سے ہاتھ روک لیا یعنی ادب کی وجہ سے حضورؐ نے ہاتھ روک لینے کا سبب دریافت فرمایا انہوں نے کہا کہ جب اس پارٹی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں تو ہم اس کے مقابلہ میں کس طرح تیر افگنی کر سکتے ہیں حضورؐ نے فرمایا تیر چلاؤ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

تیر افگنی بھی ایک مردانہ ورزش ہے اور علاوہ ورزش کے فوجی ضرورت کی ایک اہم چیز ہے تیر افگنی اور نشانہ بازی کی ترغیب دینے اور خود اس میں حصہ لینے کے یہ معنی ہیں کہ حضورؐ نے مسلمانوں کو فوجی اور حربی تعلیم سیکھنے اور حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے گو آج تیر افگنی فوجی حیثیت سے کوئی قیمت نہیں رکھتی مگر اس عہد میں تیر اور تلوار دو ہی سب سے بڑے ہتھیار تھے اور تیر کا استعمال اس وقت تک بیکار ہے جب تک اس کی مشق نہ کی جائے جس طرح آج بندوق ہے کہ آپ جب تک نشانہ لگانا نہ سیکھیں اس وقت تک اس کا پاس رکھنا فضول ہے۔

بہر حال تیر افگنی اور نشانہ بازی کی ترغیب دینا اور اس کا مسلمانوں کو شوق دلانا بھی معنی رکھتا ہے کہ مسلمان اس حقیقت سے واقف ہو جائیں کہ ان کا ہر ایک فرد اسلامی اور ملکی فوج کا سپاہی ہے اس لئے اس کو سپاہی کی جو خصوصیات ہیں وہ اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے آجکل حربی اور فوجی ضروریات دوسری قسم کی ہیں اس لئے ہمیں موجودہ زمانہ کے مطابق فوجی تعلیم سیکھنی چاہئے اور اگر اس کا امکان نہ ہو تو اس کی ابتدائی ضرورتیں خود پوری کرنی چاہئیں مثلاً بندوق چلانا گھوڑے پر بیٹھنا جسم کو توانا اور تندرست رکھنا۔

حضورؐ نے گھوڑ دوڑ بھی کرائی ہے لمبی دوڑ پانچ میل کی اور ہلکی دوڑ ایک میل کی ہوتی تھی اس سے بھی زیادہ فوجی اور حربی ضرورت کی طرف مسلمانوں کی توجہ مبذول کرانی مقصود تھی کیونکہ اس سے دو باتیں حاصل ہوتی ہیں ایک تو گھوڑوں کو دوڑنے کی مشق ہوتی ہے جو فوج میں ضروری ہے دوسرے گھوڑے پر بیٹھنے کی مشق ہوتی ہے جو ایک فوجی سپاہی کے لئے لازمی ہے تیسرے نہایت عمدہ ورزش ہے جس سے جسم میں پھرتی آتی ہے اور بدن میں طاقت پیدا ہوتی ہے اور صحت و تندرستی میں اضافہ ہوتا ہے بہر حال ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ مردانہ ورزشیں کرے۔

وفات سے کچھ قبل کے نصائح اور وصایا

وفات سے ایک ماہ قبل مہاجرین اور انصار کو جمع کرکے خطبہ دیا جس میں ارشاد فرمایا۔

"لوگو مرحبا، خدا کی سلامتی، خدا کی نصرت تمہارے ساتھ ہو خدا تمہیں رفعت ہدایت اور توفیق عطا فرماوے خدا تمہیں اپنی پناہ میں رکھے آفات سے بچائے اور تم کو سلامت رکھے۔

ان ابتدائی دعائیہ کلمات پر غور کرو اس ایک جملہ میں لطف و عنایت اور شفقت و رافت اور محبت و رحمت کی کتنی بارش کی گئی ہے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے ساتھ کتنی محبت تھی کہ دعا کے لئے زبان اقدس کو جنبش ہوئی تو وہ سب دعائیں زبان اقدس سے بیساختہ ادا ہو گئیں جو دین و دنیا کی برتری و سرفرازی کے لئے ضروری ہو سکتی ہیں کیا جس نبی اللہ کو اپنی امت سے اس قدر محبت ہو اس امت کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اس سراپا رحمت و رافت رسول پر دل و جان سے قربان ہو اور اس کے نقش قدم کی پیروی احکام کی اطاعت کرکے حب رسول کا ثبوت دے۔

دعائیہ کلمات کے بعد ارشاد فرمایا۔

میں تم کو تقویٰ اور خدا ترسی کی وصیت کرتا ہوں اور تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور تم کو اپنا جانشین بناتا ہوں اور تم کو عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں اور خیال کراتا ہوں تم کو لازم ہے کہ سرکشی تکبر کو خدا کے بندوں اور خدا کی بستیوں میں پھیلنے نہ دو آخرت کا گھر اسی کے لئے ہے جو دنیا میں بڑھکر نہیں چلتے اور فساد نہیں کرتے اچھی عاقبت صرف متقین کی ہے۔

اس فقرہ میں حضورؐ نے تقویٰ اور خدا ترسی کی وصیت کی ہے تقویٰ ہی وہ عمل ہے جو تمام حسنات کا منبع اور مخزن ہے تقویٰ نہایت وسیع المفہوم شرعی اور قرآنی اصطلاح ہے اس کا مختصراً مفہوم یہ ہے کہ انسان جو حرکت بھی کرے خواہ اس کا تعلق اعضا اور جوارح سے ہو یا قلب و دماغ سے اس حرکت پر غور کرے کہ اللہ کے نزدیک وہ مستحسن ہوگی یا مبغوض و مقبوح اور اس سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی یا ناراضی اگر ذرہ برابر بھی کسی امر میں یہ شبہ ہو کہ اس فعل سے اللہ کی خوشنودی حاصل نہ ہوگی بلکہ اندیشہ اس کے غضب کا ہے تو اس سے بچنا تقویٰ کہلاتا ہے گو تقویٰ کا درجہ بہت بلند ہے خدا نے فرمایا ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی اللہ کے نزدیک وہ سب سے زیادہ معزز ہے جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے اسی لئے حضورؐ نے سب سے پہلے تقویٰ کی ہدایت کی اگر مسلمان تقویٰ کو اپنا شعار بنالیں تو اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ فلاح دارین ان کے گھر کی کنیز بن سکتی ہے۔

تقویٰ اور خدا ترسی کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ میں تم کو اپنا جانشین بناتا ہوں اس ارشاد میں کوئی تخصیص نہیں ہے کسی ایک شخص کو یا صرف چند شخصوں ہی کو جانشین نہیں بنایا بلکہ عام ارشاد ہے اور ہر ایک مسلمان پر حاوی ہے یعنی یہ کہ حضورؐ نے ہر ایک مسلمان کو خدا کے احکام کی تبلیغ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض انجام دینے کے لئے اپنا جانشین بنایا ہے جانشینی کا منصب نہایت اہم ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ کے احکام اور حضور کے ارشادات کی تبلیغ کا منصب ہمارے سپرد کیا گیا ہے اور جس طرح حضورؐ نے تندہی اور مستعدی سے اور جس صبر و ضبط اور حلم و بردباری سے لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچایا ہے اسی طرح ہر ایک مسلمان کو پہنچانا چاہئے جانشینی کے ساتھ یہ فرض حضورؐ نے ہم پر عائد کیا ہے کہ ہم بھی عذاب الٰہی سے ڈریں اور لوگوں کو بھی ڈراتے رہیں اور یہ فرض بھی عائد کیا کہ تکبر و سرکشی اور بڑھ چلنے کو خدا کے بندوں اور خدا کی بستیوں میں نہ پھیلنے دیں تکبر و سرکشی ایک ایسا خبیث مرض ہے کہ جس دل میں اس نے جگہ بنائی بس اس پھر کسی کا نہیں رہتا اسی لئے اہل روحانی میں اس کو ام الامراض کہنا چاہئے یہ مرض

دل اور دماغ پر معرفت الٰہی کے دروازے جنہوں نے کھول دیئے اور جس نے بڑے بڑے شہنشاہوں کے تخت الٹ دیئے اور ان کی بستیوں کو تہہ و بالا کر دیا، اس نے حکم دیا کہ اور ایک مسلمان پر حاکم کیا کہ وہ کبھی کسی کو کبھی بھولنے دیں۔

مشرک بننے کا ڈر نہیں مگر

اسی خطبہ میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ:-

"میں ان فتوحات کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو حاصل ہوں گی مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم مشرک بن جاؤ گے لیکن یہ ڈر ہے کہ دنیا کی رغبت اور فتنہ میں پڑ کر کہیں ہلاک نہ ہو جاؤ جیسے پہلی امتیں ہلاک ہو گئیں۔"

ہمیں اس ارشاد پر غور کرنا چاہیئے اور اپنی حالت کو اس ارشاد نبویؐ کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہے شرک سے تو بفضلہ ابھی تک امت مرحومہ کا دامن ایمان بڑی حد تک پاک ہے لیکن جس چیز کا حضورؐ کو خوف تھا کیا وہ خرابی ہمارے اندر موجود ہے؟ یہ دیکھنے کی چیز ہے دوسری امتوں کی ہلاکت کی خبر مخبر صادق نے دیدی اب دیکھو کہ کیا ہم دنیا کے فتنہ میں مبتلا نہیں ہیں دنیا طلبی دنیا کا فتنہ نہیں ہے دنیا میں ترقی کرنا عروج حاصل کرنا اور خدا کے فضل و عطائے بہرہ مند اور بہرہ مند ہونے کی سعی کرنا یہ دنیا کا فتنہ نہیں ہے کیونکہ اس کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ مسلمانوں کو اس کی ضرورت ہے اور قومی و ملی ضرورت ہے کہ مسلمان دنیا کی دوسری قوموں کی طرح دنیاوی حیثیت سے بھی سربلند و سرفراز ہوں بلکہ دنیا کا فتنہ یہ ہے کہ اس میں پڑ کر انسان خدا کو بھول جائے اس کے احکام کو ٹھکرانا شروع کر دے اور دنیا کے لئے دین کو بھول جائے اور باہم فتنہ و فساد میں دنیا کے لئے مبتلا ہو جائے یعنی دنیا کے لئے خدا اور بندوں کے حقوق کو نہ صرف فراموش کر دے بلکہ ان کی خلاف ورزی شروع کر دے انسانوں بالخصوص مسلمانوں کے خون، مال اور عزتوں کو حلال کر لے بس یہ ہے وہ فتنہ جو امتوں اور قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے۔

اگر ہم غور سے اپنی حالت دیکھیں تو گو دنیا کے مکمل فتنہ میں نہ پڑے ہوں مگر بہر قدم تیزی کے ساتھ اسی فتنہ کی طرف اٹھ رہے ہیں اس لئے حضور رسول پاکؐ کی اس وصیت پر خصوصیت کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت لاحق ہو گئی ہے۔

قبر پرستی سے اجتناب کی وصیت

وفات سے پانچ روز قبل حضورؐ نے مسلمانوں سے فرمایا۔

"تم سے پہلے ایک قوم ہوئی ہے جو انبیاءؑ و صلحاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیتی تھی تم ایسا نہ کرنا فرمایا خدا ان یہودیوں اور نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے انبیاءؑ کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے فرمایا اے خدا میری قبر کو میرے بعد بت نہ بنا دیجیو کہ اس کی پرستش ہوا کرے اس قوم پر خدا کا سخت غضب ہے جنہوں نے قبور انبیاء کو مساجد بنا لیا دیکھو میں تمہیں اس سے منع کرتا رہا ہوں دیکھو میں تبلیغ کر چکا خدایا تو اس کا گواہ رہ۔"

غور کیجئے کہ وفات سے صرف پانچ روز قبل حضورؐ نے مسلمانوں کو کس چیز سے منع فرمایا ہے اور کس قدر تاکید کے ساتھ فرما رہے ہیں ان قوموں پر لعنت بھیج رہے ہیں جنہوں نے انبیاءؑ اور اولیاء کی قبروں کو سجدہ کرنے کی جگہ بنا لیا یعنی ان کی قبروں کو پوجنے لگے ان کے آگے سجدہ کرنے لگے پھر اپنی قبر کے متعلق خدا سے دعا کی کہ الٰہی میری قبر کو میرے بعد بت نہ بنا دیجیو کہ اس کی پرستش ہونے لگے۔

اس قدر تاکید کا مطلب کیا ہے یہی کہ مسلمان قبر پرستی کی گمراہی میں مبتلا نہ ہوں جس طرح کہ دوسری قومیں ہو گئیں اور وہ انبیاء اور اولیاء کی قبریں پوجنے لگیں۔ مسلمانوں کا وصف امتیاز توحید اور توحید خالص ہے تمام انبیاء کرام کی یہی تبلیغ تھی مگر ہمارے سرکار دو عالم نے توحید کی حفاظت اس بلند سطح اور اس حد تک کی کہ شرک کے پیشہ آلودگی کا کوئی امکان باقی نہ رہا لیکن حضورؐ اور کنور طبائع کے اس توہم پرستی سے آگاہ تھے کہ گو خدا کے ساتھ مسلمان کسی کو شریک نہ کریں مگر ہو سکتا ہے کہ انبیاء و اولیاء کے ساتھ خوش عقیدگی کی افراط ان کو اسی طرح قبر پرستی کی ضلالت و گمراہی میں نہ مبتلا کر دے جس طرح یہود و نصاریٰ ہو گئے۔

اب ہمیں اپنی موجودہ حالت پر غور کرنا چاہیئے اور اس ارشاد نبوی کو سامنے رکھ کر ہم میں سے بہتوں کی جو حالت قبور اولیاء اللہ کے ساتھ ہے اس کو دیکھنا چاہیئے اور اگر ما فوقات کی طرف سے آنکھ نہ بند کی جائے تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑے گا کہ بالآخر خوش عقیدگی نے ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کو اس بلند اور خالص توحید کے معیار سے نیچے گرا دیا جو اسلام کی امتیازی خصوصیت تھی اور ہے یعنی یہاں ایک حد تک بعض طبقات میں قبر پرستی کی ایک شکل مروج ہو گئی ہے گو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اہل علم و ارباب بصیرت قبر کی پرستش کرتے ہیں مگر ان کو قبور اولیاء کے ساتھ جو شغف ہے اور جس کو وہ تعظیمی بوسہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہی رسم عوام میں پہنچ کر کھلی ہوئی قبر پرستی میں بدل جاتی ہے

ہمارا مسلک ایسے مسائل میں ایسی بحث کرنے کا نہیں ہے جو نزاع بین المسلمین کا سبب بن جائے اس لئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف مسلمانوں کی توجہ مبذول کراتے ہیں جو وفات سے صرف پانچ روز قبل آپ نے فرمایا امید ہے کہ مسلمان اس ارشاد نبوی کو سامنے رکھ کر اپنے اعمال کی اصلاح کی طرف توجہ مبذول کریں گے۔

حضرت عائشہؓ کا نوحہ

حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جو نوحہ کہا وہ ہم سب مسلمانوں کے غور کرنے کے قابل ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے وفات رسول اکرمؐ پر فرمایا۔

"دریغ وہ نبیؐ جس نے فقر کو غنا پر اور مسکینی کو تونگری پر اختیار کیا
حیف وہ دین پرور جو امت عاصی کی فکر میں کبھی پوری رات آرام سے نہ سویا
جس نے ہمیشہ بڑے استقامت و استقلال سے نفس کے ساتھ محاربہ کیا۔
جس نے منہیات کو نہ دو بھر بھی نگاہ التفات سے نہ دیکھا۔
جس کے ضمیر منیر کے دامن پر مخالفین کے ایذا و ضرار کا ذرہ بھر بھی غبار نہ بیٹھا۔
جس نے ہر و احسان کے دروازے ارباب فقر و احتیاج کے لئے کبھی بھی بند نہ کئے
آہ جس نے کبھی دو دن سیر ہو کر نان جویں نہ کھائی۔
آج دنیا سے رخصت ہوا۔"

آپ جانتے ہیں کہ یہ نوحہ کیوں زیب قرطاس کیا گیا ہے؟ یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان صفات پر روشنی پڑتی ہے جن کی ہم کو پیروی کرنے کی سخت ضرورت ہے حضرت عائشہؓ کے قول کے مطابق

حضورؐ نے فتوحات کی فراوانی کو فنا و فکر ہی پر استوار فرمایا [illegible]

سبق حاصل کر سکتے ہیں؟ ہمیں اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر چہ حضورؐ پر خزائن عرب کے دروازے اللہ تعالیٰ نے کھول دیئے تھے اور آخر عمر میں تمام عرب زیر نگیں آگیا تھا مگر حضورؐ نے باوجود فقر و درویشی کو خدا داد تونگری پر ترجیح دی اپنی اور بقول حضرت عائشہؓ کے دو دن برابر کبھی بھی سیر ہو کر نان جویں بھی نہیں کھائی یہ فعل اختیاری تھا گویا آپ نے قصداً فقر اور تونگری سے رشتہ نہیں جوڑا اگر معرفت الٰہی کے دروازے ہم اپنے اوپر کھولنا چاہتے ہیں تو یہی صفت اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے کہ سونے اور چاندی کے دریا ہمارے دل کے نیچے بہ رہے ہوں مگر ہم ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں یعنی دل کو دنیا اور اسباب دنیا سے کوئی تعلق نہ پیدا ہو۔

امت عاصی کا فکر

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ امت عاصی کی فکر میں حضورؐ کبھی پوری رات آرام سے نہیں سوئے فکر کس قسم کا تھا یہ ایک سوال ہے جس کا جواب صاف ہے کہ امت کے دین و دنیا کے بہبود کا فکر ہر وقت حضورؐ کو دامنگیر رہتا تھا یہی فکر حضورؐ کو سونے نہیں دیتا تھا حضورؐ اپنے پروردگار سے دعائیں کرتے تھے کہ الٰہی امت کی مغفرت فرما اس کو صراط مستقیم پر قائم رکھ اس کو سربلند اور سرفراز کر۔

اللہ اللہ کیا نبی اور کیا پیغمبر خدا نے ہماری ہدایت اور ہماری دین و دنیا کی فکرمندی کے لئے مبعوث فرمایا تھا کہ ساری عمر یعنی عہد رسالت کے تمام عرصہ میں کبھی کسی رات پوری رات آرام سے نہ سویا اسی فکر مندی کا یہ نتیجہ تھا کہ خدا نے امت محمدیہؐ کے لئے مراتب کئے اور دین و دنیا میں سربلندی عطا فرمائی۔

مگر سوچنا یہ ہے کہ ہمارا طرز عمل کیا ہے ایک طرف آقائے مدینہ کا یہ حال تھا کہ ہمارے فکر میں کبھی پوری رات آرام سے نہ سوئے اور ایک ہم ہیں کہ حضورؐ کے احکام و ارشادات اور اسوۂ حسنہ کا اتباع بھی نہیں کرتے حالانکہ اس میں بھی ہمارا ہی دین و دنیا کا بھلا ہے کیا اس سے ہم کوئی سبق نہیں لے سکتے۔

مخالفین کی مخالفت کا اثر

حضرت صدیقہؓ اپنے نوحہ میں فرماتی ہیں کہ آہ وہ نبی جس کے ضمیر منیر پر مخالفین کے ایذا و اضرار کا ذرہ بھی غبار نہ بیٹھا۔

مخالفین کیسے تھے انہوں نے حضورؐ کے ساتھ کیا سلوک کیا یہ دنیا سے پوشیدہ نہیں ہے کہ معظمہ میں جب تک حضورؐ تشریف فرما رہے وہ مظالم کئے کہ انسانیت اس کی داستان مظالم سن کر آج بھی کانپ اٹھتی ہے تین سال تک محصور رکھا ہر قسم کی تکلیفیں دیں پتھر برسائے جسم اطہر کو لہولہان کیا آخر میں قتل کے لئے مکان کو گھیر لیا قتل کا انعام مقرر کیا آپ کے ساتھیوں کو قتل کیا جلا وطن کیا اور طرح طرح کے دکھ دیئے آپ کو ہجرت کرنے پر مجبور کیا اور جلا وطنی کے بعد بھی چین نہ لینے دیا برابر حملے کرتے رہے اور قتل کے لئے آدمی مقرر کئے غرض یہ کہ مخالفت و فساد کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔

لیکن اس کا اثر قلب نبوی پر کیا ہوا کیا کبھی آپ نے ان کے مظالم کا بدلہ اور انتقام لیا کیا کبھی ان کو زجر و توبیخ کی کیا کبھی ان کی بربادی و تباہی کے لئے کوئی ادنیٰ سی کوشش بھی کی ان سب کا جواب نفی میں ہے اور نہ صرف یہ بلکہ ان کے حق میں کبھی بددعا تک نہ کی اور فرمایا تو یہ فرمایا کہ اللھم اھد قومی فانھم

مسلمانوں کے دل [illegible] پر عمل [illegible] اس [illegible]

کیا اسی طرز عمل نے صرف ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں [illegible] کی کایا پلٹ کر کے رکھ دی عرب جو کل تک [illegible] تھا [illegible]

اگر ہم چاہیں تو حضورؐ کے اسوۂ حسنہ سے بہت کچھ [illegible] دین اور دنیا کے کاموں میں حاصل کر سکتے ہیں۔

ارباب احتیاج اور حضورؐ کا جود و کرم

نوحۂ صدیقہؓ میں ایک صفت یہی بیان کی گئی ہے کہ آہ وہ نبی جس نے بڑا اخلاق کے دروازے ارباب فقر و احتیاج پر کبھی بند نہ کئے۔

کس قدر صاحب جود و کرم تھے ہمارے آقائے دو عالم اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ خواہ کسی قدر مال و دولت آپ کے پاس آیا ہو مگر کبھی ایک رات بسر نہیں ہونے دی بعض اوقات مسجد نبویؐ کا صحن مال و اسباب سے بھر گیا ہے مگر جب تک سب کو تقسیم نہیں کر لیا اس وقت تک حضورؐ استراحت کے لئے حجرہ میں تشریف نہیں لے گئے کبھی کسی سائل کو محروم نہیں لوٹایا اگر دینے کو کچھ پاس نہیں ہوتا تو فرما دیتے تھے کہ میرے نام پر قرض لے لو میں ادا کر دوں گا۔

یہ جود و کرم یہ فضل و عطا ہم کو کیا سکھاتا ہے کیا ہم اس اسوۂ حسنہ سے یہ سبق نہیں سیکھ سکتے یقیناً ہمیں اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر خدا ہم کو اپنے فضل و کرم سے بہرہ مند فرمائے تو ارباب احتیاج کی دستگیری کرنا اپنا شیوہ بنا لیں اور خستہ حالوں بینواؤں کے دکھ کو دور کریں اللہ کے نزدیک سب سے اشرف و افضل فعل یہی ہے کہ اس کے درماندہ محتاج و صاحب احتیاج بندوں کی حاجت روائی کی جائے دولت ہاتھ کا میل ہے یہ رکھنے اور قارون کا خزانہ جمع کرنے کے لئے نہیں ہے نہ اس کا یہ مصرف ہے کہ عیش و نشاط کی محفلیں اپنے لئے قائم کی جائیں اور اپنے راحت و آرام پر پانی کی طرح روپیہ بہایا جائے بلکہ اس لئے ہے کہ اپنی اور اپنے اہل و عیال اور ذوی القربیٰ کی تمام جائز ضرورتیں معتدل پیمانہ پر پوری کی جائیں اور اس کے بعد اللہ کے ان بندوں کی دستگیری کی جائے جو حاجت مند ہیں۔

بس ہمیں حضور سرور عالمؐ کے اسوۂ حسنہ سے یہی سبق سیکھنا چاہیئے۔

اعتدال کا حکم

ہر ایک کام میں اعتدال کو ملحوظ رکھنا بڑی دانشمندی کی بات ہے انسان کی کامیابی کا راز اعتدال پسندی میں مضمر ہے تمام بڑے بڑے لوگوں کی سوانح حیات کا مطالعہ کرو خواہ وہ بادشاہ ہوں یا علماء و فضلا ہوں یا اولیا و انبیاء ہوں یا تاجر و صناع ہوں انہیں لوگوں کو زیادہ کامیابی ہوئی ہے جو میانہ روی اور اعتدال پسندی کے ساتھ اپنے کاموں کو انجام دیتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے دریافت فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تم راتوں کو بیدار رہتے ہو اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہو حضرت عبداللہؓ نے فرمایا ہاں حضور تب حضورؐ نے فرمایا

[illegible] ایسا نہ کرنا [illegible]

[illegible]

[illegible]

غور فرمائیے کہ اعتدال اور میانہ روی کی کیسی تعلیم ہے اور کس قدر تاکید کے ساتھ فرمائی ہے کہ نماز روزہ وغیرہ کے متعلق بھی اعتدال ہی سے کام لینا چاہئے اور جب امور دینیہ میں یہ تاکید اعتدال ہے تو دوسرے امور کے متعلق کس قدر اعتدال سے کام لینے کی ضرورت ہوگی سچ یہ ہے کہ اعتدال بہت بڑی چیز ہے اور اگر ہم اپنے اوپر فلاح دارین کے دروازے مفتوح کرنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دین و دنیا کی سرفرازیاں ہمارا ساتھ دیں تو اپنے ہر ایک کام میں ہم کو راہ اعتدال و طریق میانہ روی اختیار کرنی چاہئے۔

پسندیدہ تر عمل

خدا کی خوشنودی اور اس کی رضا جوئی کے لئے بہت سے اعمال ہم کرتے ہیں اور ہر ایک عمل کا اجر مقرر ہے کوئی عمل بھی بغیر اجر کے نہیں اور نہ ہو سکتا ہے فرائض کو چھوڑ کر جن کا جوں کا توں ادا کرنا بالالتزام فرض ہے دیگر اعمال و عبادات میں کونسا عمل خدا کو زیادہ پسندیدہ ہے اس کے متعلق حضور سے لوگوں نے دریافت کیا سرور عالم نے صرف دو لفظ ارشاد فرمائے مگر کس قدر جامع اور کس قدر معانی بھرے فرمایا!

ادومه وان اقل جو عمل ہمیشہ کیا جائے اگرچہ مقدار میں قلیل ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ غور سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ فی الواقع وہی عمل خدا کے نزدیک پسندیدہ تر ہو سکتا ہے جس میں مداومت ہو۔ مداومت اس امر کی دلیل ہے کہ دل پروردگار عالم کے ساتھ یکساں متعلق ہے اور ہمیشہ اس کی یاد میں رہتا اس سے ڈرتا اور اس کے حضور میں سر نیاز خم کئے رہنا پسند کرتا ہے اس کی کیفیت عبدیت و معبودیت میں کوئی فرق اور کمی بیشی کسی وقت نہیں ہوتی یکساں طور پر اس کی خستگی اور عجز اور ذوق بندگی و نیاز مستقلاً قائم و برقرار رہتا ہے اور اس بنا پر استقلال و مداومت کے ساتھ جو عمل بھی اختیار کیا ہے خواہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو اس پر ہمیشگی کے ساتھ قائم ہے اور اس میں کبھی کوئی فرق نہیں آنے پاتا الغرض اگر ہم پسندیدہ ترین عمل کے خواہاں ہیں تو وہ یہی ہے کہ ہمیشہ کسی ایک عمل کے پابند ہو جائیں خواہ وہ کسی قدر قلیل کیوں نہ ہو۔

مسلمان کون ہے

حضور کا ارشاد مبارک ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

یعنی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان دونوں سے مسلمان محفوظ رہیں

ان مختصر مگر جامع تر الفاظ میں حضور نے بتلا دیا ہے کہ ایک مسلمان کا سلوک دوسرے مسلمان کے ساتھ کیسا ہونا چاہئے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان یعنی ہر ایک مسلمان محفوظ رہے محفوظ رہنے سے یہ مقصود ہے کہ اس کی جان اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو سب محفوظ رہے۔

غور کیجئے کہ [illegible] اسلام کیسی ہے اور اگر اس پر ہم عمل کریں تو کس قدر دنیا اور دین کی برکات سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں لیکن اسی کے ساتھ ہمیں اپنی موجودہ زندگی کو بھی دیکھنا چاہئے کہ آیا اس شرط پر ہمارا اسلام پورا اترتا ہے یا نہیں افسوس کے ساتھ [illegible] ہے کہ خواہ اور کچھ صفت ہو یا نہ ہو مگر یہ شرط [illegible] کہ ایک دوسرے کے ہاتھوں اور زبان سے ایک دوسرے کی نہ عزت محفوظ ہے نہ جان اور نہ مال محفوظ ہے بات بات پر کتوں کی طرح باہم لڑتے رہتے ہیں کبھی مال و دولت کا تصفیہ ہوتا ہے اور کبھی کچھ کبھی کچھ اور ان سوالوں پر ایک دوسرے کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کی عزت اتارتے رہتے ہیں اور اس طرح لڑتے رہتے ہیں گویا ہمارے آقا نے ہم کو کوئی اس بارہ میں حکم ہی نہیں دیا حالانکہ اگر سب سے زیادہ تاکید اور سب سے زیادہ ترغیب کسی امر کی حضور نے دی ہے تو اتحاد بین المسلمین ہی کی ہے یا ان امور کی ہے جن سے مسلمان باہم شیر و شکر ہو کر زندگی بسر کر سکتے ہیں مشتمل فرمایا۔

کمال ایمان

لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ تم میں سے کوئی شخص مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے۔

اس حدیث قدسی اور اس ارشاد مبارک میں صاف طور پر حکم دیا گیا ہے کہ بالکل اپنی ذات اور اپنے نفس کے برابر ہر ایک مسلمان کو سمجھو جو کچھ اپنے لئے پسند کرو وہی ہر ایک مسلمان کے لئے پسند کرو اور جو اپنے لئے پسند نہ کرو وہ کسی دوسرے مسلمان کے لئے بھی پسند نہ کرو اور اس کو بھی اوپر والی حدیث کی طرح ایمان کی شرط ٹھیرا دی یعنی اگر ایسا نہ کرے گا تو ایمان کامل کی دولت سے بہرہ ور نہ ہوگا اور اگر اس کے مطابق عمل کریگا تو ایمان کے کمال کی لذت حاصل ہوگی اور ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے ایمان کی لذت سے بہرہ اندوز نہ ہو سکے اس کا ایمان کس قدر بے کیف ہوگا۔

ذرا اپنے دلوں پر ہاتھ رکھکر سوچئے کہ کیا ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہیں جس کا اس ارشاد نبوی میں ہمیں حکم دیا گیا ہے افسوس ہے کہ حقیقت اس کے خلاف ہے اور ہماری موجودہ حالت کو اس حدیث کے ساتھ کوئی دور کا بھی تعلق اور ذرا بھی مناسبت نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ حلاوت اور کیف ایمان سے ہم بے نصیب اور ذوق یقین سے محروم ہیں اور دین کے ساتھ ہماری دنیا بھی خراب ہے اور خراب کیوں نہ ہو دنیا کی سربلندی و سرفرازی کا راز تو اس حقیقت کے اندر مضمر ہے کہ ملت کے افراد ایک دوسرے کو اپنا ہی سمجھیں اور اپنا ہی جیسا ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ اور سلوک کریں تاکہ ان کے اندر محبت و یگانگت کے جذبات پیدا ہوں اور اتحاد و اتفاق بڑھے جو تمام قوتوں اور طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔

ایک دوسری حدیث میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ:۔

المومن للمومن كالبنيان يشد بعضه بعضا وشبك اصابعه۔

یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے ایسا ہے جیسے بنیاد کی اینٹیں ایک سے دوسرے کو قوت ملتی ہے پھر حضور نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا یعنی مومن اس طرح آپس میں ملے جلے اور متحد رہتے ہیں۔

دیکھو حضور نے مومنوں کی کیسی صفت بیان کی ہے یعنی ان کو کس طرح آپس میں رہنا چاہیئے اور کیسی زندگی بسر کرنی چاہیئے کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر اس طرح کی زندگی ہم بسر کرنے لگیں تو پھر دنیا اور دنیا کی طاقتیں ہماری غلام نہ ہوں گی۔

افسوس ہے کہ یہی چیز ہم میں سے جاتی رہی ہے اور اسی صفت کا فقدان ہے جس نے ہر قسم کی ذلتوں اور نامرادیوں میں ہم کو پھنسا دیا ہے اور یہی صفات ہیں جو رسول اللہ نے مسلمانوں کے اندر پیدا کر دی تھیں جن سے وہ روح پیدا ہو گئی تھی جس نے مسلمانوں کے آگے قیصر اور کسریٰ کے سروں کو جھکا دیا تھا وہ ایک دوسرے کے لئے بنیاد کی اینٹوں کی طرح سہارا تھے وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایسی سخت و سنگین دیوار بن گئے تھے کہ اس سے ٹکرانے کے بعد بڑی سے بڑی طاقتیں بھی پاش پاش ہو جایا کرتی تھیں۔

اور اب ہماری حالت اس کے برعکس ہے نہ صرف یہ کہ ہم ایک دوسرے کے مددو معاون نہیں رہے بلکہ ایک دوسرے کی تخریب کے درپے رہتے ہیں اور اپنی طاقت کو خود ہی برباد کرتے رہتے ہیں جس کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ امت محمدیہ جس کی چار دانگ عالم میں دھاک بیٹھی ہوئی تھی آج ہر طرف ذلیل و خوار ہو رہی ہے دین پہلے ہی کھو بیٹھے ہیں اب دنیا نے بھی ہم سے منہ موڑ لیا ہے اگر اب بھی ہم سنبھل جائیں اور حضور کے ارشاد کے مطابق عمل کرنے لگیں تو سب کچھ بن سکتے ہیں۔

مساوات عامہ

اسلام نے مساوات عامہ کا سبق جس بلند آہنگی کے ساتھ مسلمانوں کو پڑھایا تھا اور حضور نے جس طرح اس مشکل مسئلہ کو حل کر کے عملاً مساوات عامہ کا دنیا کے سامنے مظاہرہ کیا تھا اس کی کوئی مثال اس سے قبل دنیا میں موجود نہ تھی اور آج بھی ایسی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔

دنیا میں یہ سب سے بڑی لعنت تھی کہ انسان جو ایک ہی خدا کے بندے ہیں وہ مختلف ظاہری اسباب کی بنا پر ایک دوسرے کو ذلیل و خوار سمجھنے لگے تھے اور بڑائی کے امتیازات اپنے اپنے لئے قائم کرتے تھے کہیں نسل و نسب کا غرور کہیں ملک کی تفریق کہیں ذات و قبیلہ کا گھمنڈ کہیں کالے اور گورے کا کبر و نخوت غرض خدا نے تو ایک ہی طریقہ پر لوگوں کو پیدا کیا تھا مگر شیطانی تفریق و تقسیم کے ذریعہ ہم نے انسانوں کے درمیان تفریق و امتیاز کی حدیں قائم کر دی تھیں۔

لیکن دنیا کے محسن اعظم مصلح اکبر نے اس لعنت کے خلاف پر زور صدا بلند کی اور اس زور سے اس لعنت کے خلاف جہاد کیا کہ بالآخر بڑی حد تک دنیا کو اس سے نجات مل گئی۔

سب سے پہلے قرآن حکیم نے منادی کی کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم تم میں اللہ کے نزدیک معزز اور محترم وہ ہے جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ۔۔۔

لا فضل لعربی علی العجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لابیض علی الاسود ولا اسود علی ابیض عرب کے کسی باشندہ کو عجم کے کسی باشندے اور عجم کے کسی باشندہ کو عرب کے کسی باشندہ پر اور گورے کو کالے پر یا کالے کو گورے پر کوئی کسی قسم کی فضیلت نہیں ہے اور فرمایا

الا بالتقوی

سوا تقوی کے یعنی فضیلت و برتری کا ذریعہ صرف تقوی اور پرہیزگاری ہے محض اس بنا پر کوئی معزز اور محترم نہیں ہو سکتا کہ وہ عربی ہے یا ایرانی وترکی وغیرہ و گورے ہونے سے کوئی امتیاز و اعزاز مل سکتا ہے اور نہ کالے ہونے سے کوئی ذلیل و خوار ہو سکتا ہے خواہ کالا ہو یا گورا عربی ہو یا عجمی سب خدا کے بندے ہیں سب انسانیت و آدمیت میں برابر اور ایک دوسرے کے مساوی ہیں ان ایک اور صرف ایک چیز ہے جو اعزاز و امتیاز بخشتی ہے اور وہ تقوی ہے تقوی کی کمی اور بیشی عزت و احترام اور امتیاز و اعزاز میں کمی زیادتی کر سکتی ہے۔

یہ ہے مساوات کا سبق جو آقائے مدینہ و سرکار دو عالم نے ہم کو پڑھایا تھا الحمد للہ کہ اس سبق کو ہم نے بالکل تو فراموش نہیں کیا مگر افسوس کے ساتھ کہنا اور اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں غیر مسلم اقوام کی دیکھا دیکھی کسی قدر اس لعنت کے جراثیم پیدا ہو گئے ہیں اور وہ خالص اسلامی مساوات نہیں رہی جس کا سبق اللہ اور اس کے رسول نے مسلمانوں کو پڑھایا تھا اور جس کے ذریعہ کالے گورے کی تمیز اور عربی و عجمی کے امتیاز کو مٹایا تھا۔

پھر کیا ہم اسلامی مساوات کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے تیار ہیں؟

غیر مسلم اہل قلم کا شکریہ

مولوی کے رسول نمبر کی ہمیشہ سے یہ خصوصیت رہی ہے کہ اس میں ممتاز برادران ہنود کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں جو خاص طور سے مولوی کے رسول نمبر ہی کے لئے لکھے گئے ہیں ان حضرات میں ممتاز اخبارات کے ایڈیٹر اور مشہور و ممتاز پبلک لیڈر اور رہنما شامل ہیں۔

اس مرتبہ بھی متعدد و ممتاز شخصیتوں کے مضامین کے حاصل کرنے میں مولوی کو کامیابی ہوئی ہے اور یہ ایسی حالت میں مضامین لکھے گئے ہیں کہ ان حضرات میں سے اکثر کا ایک پاؤں باہر اور ایک جیل کے اندر تھا اور اس وقت ان میں سے اکثر زندان فرنگ میں محبوس و مقید ہیں۔

میں نہایت خلوص اور نیاز مندی کے ساتھ ان بزرگوں اور دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ باوجود سخت مصروفیت و مشغولیت کے ان حضرات نے مولوی کے رسول نمبر کے اس امتیازی پہلو کو قائم و برقرار رکھنے کے لئے اپنا بیش قیمت وقت صرف کیا اور باوجود انتہائی عدیم الفرصت ہونے کے میری درخواست منظور فرمائی اور مجھ کو ادائے شکر و سپاس کا موقع بہم پہنچایا۔

اما بعد فقد حمد اکثیرا طیبا کما امر و اشهد ان لا الٰه الا الله وحدہ لا شریک له اذعانا لمن جحد به و کفر قال الله تبارک و تعالیٰ فی القرآن المبارک ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبیین و قال الله تعالیٰ و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین - و اشهد ان محمداً عبدہ و رسوله الذی ارسله بالحق بشیرا و نذیرا و صلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه و آله و صحبه اجمعین۔

حمد و ثنا بیان کر و اس خدا زندہ و قیوم اور اس قادر مطلق کی جس نے جملہ کائنات عالم کو کلمۂ کن کے ذریعہ کتم عدم سے جلوۂ ظہور بخشا اور انسان ضعیف البنیان کو تمام مخلوقات عالم پر شرف افضلیت عطا فرمایا اور اس کو باوجود ظلوم و جہول ہونے کے اپنا امانتدار بنایا اور چونکہ صفت ظلوم جہول سے متصف تھا اس لئے اس کی ہدایت کے واسطے انبیاء کرام کو مبعوث فرما کر سلسلہ رشد و ہدایت جاری فرمایا تاکہ انسان اپنی سعادت کے منتہیٰ کو پہنچے اور ضلالت و گمراہی کے غار ہلاکت میں گرنے سے محفوظ رہے۔

اور اس خدائے بزرگ و برتر کی ستائش کرو جس نے سلسلۂ نبوت و ارشاد کو ذات محمدی پر ختم فرما کر اس کو مکمل فرما دیا اور انسانی ہدایت و سعادت کا ایک مکمل قانون نازل فرما دیا۔ اما بعد

برادران اسلام! یہ ماہ ربیع الاول ہے اور یہ وہ ماہ مبارک ہے جس میں رشد و ہدایت کا کبھی نہ غروب ہونے والا آفتاب طلوع ہوا تھا اور جس آفتاب سعادت نے طلوع ہو کر دنیائے انسانیت کو اپنے نور ہدایت سے جگمگا دیا اور حق کی روشنی تاریک ترین گوشوں میں بھی پہنچا دی۔

عالم انسانیت کی سب سے بڑی خوشی اور خوش نصیبی یہی ہو سکتی ہے کہ اس کے لئے ایسا سامان ہدایت فراہم اور مہیا کر دیا جائے کہ وہ کبھی صراط مستقیم سے منحرف ہو کر ضلالت و گمراہی کے گڑھے میں اگر پاؤں پڑ رہی جائے تو ہدایت کی ایسی صاف و شفاف روشنی سامنے موجود ہو کر ہدایت و ضلالت کی دونوں راہیں صاف نظر آ جائیں اور انسان ضلالت و گمراہی کے غار ہلاکت میں گرنے سے بچ سکے۔ یہ سامان دنیائے انسانیت کو مکمل اور اختتامی طور پر آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل خدا نے عطا فرمایا اور عالم انسانیت کے لئے یہ فضل و موہبت اسی ماہ مقدس و مبارک ربیع الاول میں عطا کی گئی تھی دنیا اور دنیا والوں کو یہ موہبت عظمیٰ محمد رسول اللہ کی شکل میں دی گئی تھی پس جس قدر بھی اہل دنیا اس ماہ مبارک کے آنے پر مسرت و خوشی کا اظہار کریں وہ کم ہے کیونکہ حقیقی مسرت یہی ہے کہ دنیا کو اپنی سعادت کا حقیقی راستہ معلوم ہو جائے اور اس کو وہ روشنی مل جائے جو بھٹکے اور بھٹکنے والے کو بھٹکنے اور بھٹکنے نہ دے۔

برادران اسلام! آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ماہ ربیع الاول ہم مسلمانوں کے لئے مسرت و خوشی کا مہینہ ہے اور یہی اس ماہ کی آمد پر کس درجہ مسرور ہونا اور ہماری روحوں کو کس قدر انبساط و نشاط سے معمور ہونا چاہئے۔ یہ ماہ مبارک ہر سال آتا ہے مگر کون کہہ سکتا ہے کہ کتنے قلوب پژمردہ روحیں اس مسرت سے مسرور اور اس بادۂ روحانی سے مخمور ہوتی ہیں اور کتنے ہیں جو اس میخانۂ ہدایت کے فیض سے دانستہ یا نادانستہ محروم رہتے ہیں۔

برادران اسلام! جب ہم کو میخانۂ محمدی کے بادہ خوار کہلاتے ہیں انہی کی یہ حالت ہے کہ ربیع الاول کے فیض سے محروم رہتے ہیں تو دوسروں کا کیا ذکر ہے ہماری محرومی کا یہ عالم ہے کہ جس شان و شوکت اور جس اہتمام و انتظام کے ساتھ اس ماہ مبارک کا ہمیں استقبال اور خیر مقدم کرنا چاہئے ویسا نہیں کرتے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بدبختی یہ ہے کہ آپس میں لڑنے لگتے ہیں اور جواز و عدم جواز اور بدعت و ثواب کے قضیہ میں باہم دست و گریبان ہو جاتے ہیں حالانکہ ہم سب کا فرض تو یہ تھا کہ ہم سب مل کر کم از کم سال میں ایک دفعہ تو دنیا کے سامنے خدا کے اس عظیم رحمت و فضل کا مظاہرہ کر دیا کرتے جس نے ہمارے دامنوں کو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل مالا مال کر دیا تھا اور دنیا کو بتلاتے کہ آؤ اور دیکھو کہ وہ موہبت عظمیٰ جو ساڑھے تیرہ سو قبل دنیا کو عطا کی گئی تھی اس کا فیضان اور بخشش آج بھی جاری ہے اور سعادت ابدی کی جس کسی کو بھی پیاس ہو وہ اس چشمۂ بقا سے اپنی پیاس بجھا سکتا ہے اگر ہم سال میں ایک دفعہ بھی اس قسم کا مظاہرہ کر سکیں اور دنیا کو بتلا سکیں کہ سعادت ابدی کا مخزن کون ہے اور وہ ذات گرامی کون تھی کیسی تھی اور اس نے دنیا کی بھلائی اور سعادت کے لئے کیا کیا تو ہم شاید اس قابل ہو سکیں کہ اپنے آپ کو وابستۂ دامن محمدی کہنے پر فخر کر سکیں۔

مگر برادران اسلام! ہم اپنی بدبختی پر کس طرح ماتم کریں کہ ہر سال ماہ ربیع الاول آتا ہے اور ہم میں سے اکثر اس کی اہمیت اور اس کی برکتوں سے واقف ہی نہیں ہوتے اور جو چند اس طرف متوجہ بھی ہوتے ہیں تو اس طرح کہ اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہوتا ہے ہماری سب سے بڑی توجہ یہ ہوتی ہے کہ چند میلاد کی محفلیں منعقد کر لیتے ہیں اور ایک رسم کے طور پر ایک چیز کو پورا کر کے ختم کر دیتے ہیں اور اس چیز کو بھی بلا اختلاف نہیں ہونے دیتے بلکہ جائز و ناجائز اور حرام و بدعت کا ایک ہنگامہ برپا رہتا ہے رسالہ بازیاں ہوتی ہیں تکفیر و تفسیق کے فتوے نکلتے ہیں اور بعض جگہ تو دست و گریبان تک نوبت پہنچ جاتی ہے یہ سب اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ہم اس حقیقت کی اہمیت سے ناواقف ہیں کہ محمد رسول اللہ کی ولادت عالم انسانیت کے لئے عموماً اور جو وابستگان دامن محمدی ہونے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں ان کے لئے خصوصیت کے ساتھ کس قدر سعادت عظمیٰ ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین اور دنیا کی سعادتوں اور برکتوں سے اپنے دامن کو مالا مال کر لیں اور اگر آپ کی خواہش ہے کہ گم کردہ راہ دنیا اس سعادت سے آشنا ہو جائے جو اس کے لئے ازل میں مقدر ہو چکی تھی مگر اپنی بدبختی سے اس سے منحرف اور سرگرداں ہو گیا ہے تو ہمارا اور آپ کا یہ فرض ہے

کہ ربیع الاول یعنی ولادت باسعادت محمد رسول اللہ کی تقریب کے موقع
سعید کو ضائع اور رائیگاں نہ جانے دینا چاہیے اور اس موقع سے ایک طرف
اپنی روحوں اور دلوں کو انوار و برکات آپ سے مستفید کرنا چاہیے اور دوسری
طرف ان گم کردہ راہ دنیا والوں کو بھی اس موہبت عظمیٰ الٰہیہ سے مستفید و آشنا
کرنا چاہیے کیونکہ یہ ان ہی لوگوں کا فرض ہے کہ جو ایک نعمت سے آگاہ ہوں کہ
اس سے دوسرے محروموں کو آگاہ کریں یہ موہبت صرف کسی ایک گروہ ایک جماعت
اور ایک مطلب کے لئے مخصوص نہیں کی گئی بلکہ کافۂ عام اور تمام عالم انسانیت
پر ازراہ غایت شفقت و لطف و اکرام کیا گیا کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کی تکمیل
انسانیت و ضلالت و گمراہی سے بچانے کے لئے محمد رسول اللہ کو مبعوث فرمایا
اور سعادت اخروی کے ساتھ فلاح دنیوی پر مشتمل ایک کتاب آئین اپنے
پیغمبر آخر نبی خاتم پر نازل فرمائی۔

پھر کیا یہ ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم اس مقصد عظیم و جلیل کو پیش نظر رکھکر اس
مبارک ماہ ربیع الاول کا اس طرح خیر مقدم کریں کہ وہ مقصد عظیم و جلیل ہمارے
سامنے آجائے اور بھولا ہوا سبق پھر سے ہمیں یاد آجائے

برادران اسلام! اس ماہ مبارک ربیع الاول کے سلسلہ میں سب سے
مقدم امر تو یہ ہے کہ ہمارے دل اور ہماری روحیں بادۂ حب رسول سے اس قدر
سرشار ہو جائیں کہ جس کسی کی بھی نگاہ پڑ جائے وہ دیکھتے ہی کہہ اٹھے

بادۂ حب نبی میں ہیں یہ سرشار ضرور

حب رسول کا کیا معیار ہے یہ ایک سوال ہے جس کا جواب بھی اچھی طرح
مل سکتا ہے اگرچہ قرآن حکیم نے نہایت فصاحت کے ساتھ فرمایا ہے قل ان کنتم
تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اگر تم کو اللہ سے عشق و محبت ہے
تو اے پیغمبر لوگوں سے کہدو کہ اے لوگو میرا اتباع کرو میرے نقش قدم پر چلو اور
میری پیروی کرو اگر ایسا کروگے تو خدا بھی تم سے محبت کرنے لگیگا۔"

پس معلوم ہوا کہ اصل محبت رسول اتباع رسول کے سوا اور کچھ نہیں اور
صرف یہی ایک ذریعہ ایسا ہے جسکے ذریعہ ہم حب رسول کا ایسا مظاہرہ کر سکتے ہیں جو
ہمارے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی مفید و بابرکت ثابت ہو سکتا ہے اور
سعادت و فلاح دارین کے دروازے ہم پر کھل سکتے ہیں اور ہمیں دیکھکر
دوسرے بھی اپنے ایمان و عرفان دل کو کھول سکتے ہیں۔

برادران اسلام! ماہ ربیع الاول ہر سال آتا ہے اور گزر جاتا ہے مگر اس سے
ہم جس قدر برکات اور جس قدر سعادتیں حاصل کر سکتے ہیں اپنی محرومی قسمت کی
وجہ سے وہ حاصل نہیں کر سکتے
یا غفلت پرستی سے حاصل نہیں کرتے اور اصل سرچشمہ سعادت سے غافل ہو کر
اس مبارک مہینہ اور اس مہینہ کی سعادت بھرے دنوں کو یونہی گذار دیتے ہیں
حالانکہ محبت رسول کے کیف سے اپنی روحوں کو سیراب کرنے اور صہبائے حب
نبی سے اپنے قلوب کو سرشار کرنے کے لئے ان دنوں سے بہتر شکل سے دوسرے
دن ہم کو میسر آسکتے ہیں۔

برادران اسلام! جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اصل اصول حب رسول کا اتباع
رسول ہی ہے اور یہی چیز کو قرآن حکیم نے لقد کان لکم فی رسول اللہ
اسوۃ حسنۃ کے جامع الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ اسوہ کے معنے نہایت وسیع
ہیں مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ طریق زندگی اس میں فعل کے ساتھ قول بھی
شامل ہو جائے کا مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت
کا دعویٰ اس وقت تک کسی کو زیب نہیں دیتا جب تک کہ آنحضرت کی حیات
طیبہ کی پوری پیروی نہ کی جائے۔ برادران یہ تو آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب
کبھی کسی سر میں عشق و محبت کا سودا سماتا ہے تو اس کا پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ
محبوب کی ہر بات اس کی چال ڈھال بول چال، رہنا سہنا نشست و برخاست
غرضکہ ہر ایک بات میں ایک دلکشی اور دل آویزی نظر آنے لگتی ہے اور عاشق
کے دل میں ان سب کے لئے سب سے اونچی جگہ ہوتی ہے اور وہ معشوق کی ہر حرکت اور
ہر ایک قول و فعل کی پیروی میں لذت و مسرت محسوس کرتا ہے۔

یہ حالت تو اس عشق کی ہے جو فساد گندم سے ہوتا ہے اس کے مقابلہ پر اس
عشق و محبت کا قیاس کیجئے جو آلودگی نفس و لوث ہوس سے پاک ہوتا ہے اس
میں تو منتہائے مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ رضائے یار کو مقصد حیات ٹھہرا لیا
جاتا ہے اور ہر ایک طریقہ پر اس کی سعی و کوشش ہوتی ہے کہ محبوب کی ہر ادا
پر جان نثار کی جائے۔

اب سوچئے کہ اگر ہم محمد رسول اللہ کی محبت اور آپ کے عشق کا دعویٰ کریں اور
ہماری حالت یہ ہو کہ اسوۂ رسول کی مطلق پرواہ نہ کرتے ہوں اور حضور کے نقش
قدم کی پیروی کو ضروری نہ سمجھتے ہوں تو ہمارا یہ دعویٰ کہاں تک معقول اور مدلل
سمجھا جا سکتا ہے۔

محبت رسول کیسی ہونی چاہیے اس کے متعلق خود ایک حدیث قدسی میں بیان
فرمادیا گیا ہے کہ ماں باپ بھائی بہن بال بچے اور مال و دولت اور عزت ان سب
چیزوں سے زیادہ محمد رسول اللہ کی محبت جب تک دل میں جاگزیں نہ ہوگی اس
وقت تک کوئی شخص مومن کامل نہیں ہو سکتا یعنی کمال ایمان کے لئے ضروری
ہے کہ دنیا اور دنیا کی ہر ایک چیز اور ہر ایک تعلق سے زیادہ حب رسول ہو۔

اب ہم سب کو اپنے دلوں کو ٹٹولنا چاہیے کہ حب رسول کی جو تعریف بیان کی
گئی ہے ہم اس معیار پر ٹھیک اترتے ہیں یا نہیں اور اگر نہیں تو کیوں اور کیا
ہم کو اپنے ایمانوں کو کامل کرنا چاہیے اور ناقص ہی ایمان لیکر خدا کے سامنے
جانا چاہیے۔

یوں تو زندگی کا ہر ایک لمحہ قیمتی ہے اور اس کو انمول سمجھکر گذارنا چاہیے کیونکہ گیا
وقت پھر ہاتھ آتا نہیں اس لئے جو وقت بھی میسر ہو اس میں دل و دماغ اور
روحوں کا جائزہ لیکر ان کی اصلاح کی سعی کرنی چاہیے مگر ماہ ربیع الاول کے
دامن فیض میں اس قدر برکات اور حصول برکات کی ترغیبیں پوشیدہ ہیں کہ
ہم اچھی طرح اپنے نقائص ایمان کی اصلاح اور تکمیل ایمان کی سعی کر سکتے ہیں
اور حب رسول سے اپنے سینوں کو معمور کر سکتے ہیں۔

برادران اسلام! ایک طرف تو قرآن حکیم و حدیث رسول نے ہم کو بتلادیا
ہے کہ حب رسول کسے کہتے ہیں اور اس کے کیا معنے ہیں اور کیا علامتیں
ہیں دوسری طرف ہمارے سامنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا نمونہ ہے کہ وہ
کس طرح حب رسول کی آگ اپنے سینوں میں رکھتے تھے جس کے شعلے ہر وقت
بھڑکتے رہتے تھے اور دوسروں کے سینوں میں بھی یہی آگ مشتعل کر دیتے تھے
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حب رسول مشہور ہے کہ حضورؐ کا

کے مقابلہ میں حضور کے سینہ سپر رہے اور ہر وقت حضور کا منہ ہی تکتے رہتے تھے کہ زبان اقدس سے کچھ نکلے اور اس کی تعمیل کی جائے گویا کہ شمع نبوت کے پروانے تھے کہ دن اور رات جان نثار کرنے کے لئے تیار رہتے تھے یہ حب رسول ہی تھا جس نے دربار نبوت سے حضرت ابو بکر کو صدیق اکبر کا معزز خطاب دلوایا تھا اور یہ حب رسول ہی تھا جس نے ایسا کامل ایمان حضرت صدیق اکبر کو عطا کیا تھا کہ کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی کلام نبوی اور دعاوی رسالت میں شک و شبہ نے ایک طرفۃ العین کے لئے بھی جگہ نہیں پائی چنانچہ معراج کی صبح کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل خدا نے مجھ کو معراج کرائی اور مکہ سے مسجد اقصیٰ لے گیا اور راستہ کے تمام عجائبات کا ذکر کیا تو اس واقعہ کو کفار نے کہا کہ اب تو ابو بکر بھی آپ کے منکر ہو جائیں گے چنانچہ انھوں نے اسی انداز میں حضرت ابو بکر سے ذکر کیا کہ اور تو اور اب تو محمد نے معراج کا دعویٰ کیا ہے کیا اس کے بعد بھی تم محمد کی تصدیق کرو گے حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا بیشک چنانچہ حضرت ابو بکر نے سب سے پہلے معراج کے واقعہ کو سنتے ہی اس کی تصدیق کی اور دربار رسالت سے آپ کو صدیق اکبر کا خطاب عطا ہوا۔

جاں نثاری کا یہ عالم تھا کہ غار ثور میں بوقت ہجرت رسول اللہ کے قبل آپ ہی اندر گھسے تھے اور اس کو صاف کیا تھا اور ایک سوراخ کو بند کرنے کے لئے جب کپڑا نہ رہا تو آپ نے پاؤں کے انگوٹھے سے اس کو بند کر لیا تھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ سانپ یا کسی دوسرے کیڑے نے انگوٹھے کو ڈس لیا لیکن باوجود شدت کرب کے آپ نے پاؤں نہیں ہٹایا کیونکہ آپ کی ران پر آنحضرت اپنا سر مبارک رکھے ہوئے سو رہے تھے حضرت ابو بکر کو خیال ہوا کہ اگر میں نے پاؤں ہٹایا تو حضور کی آنکھ کھل جائیگی اور استراحت میں فرق پڑے گا مگر شدت درد سے آنکھ سے آنسو بہکر رخسار مبارک پر ٹپک پڑا جس سے حضور کی آنکھ کھل گئی آنحضرت نے واقعہ دریافت فرماکر انگوٹھے پر لعاب دہن لگا دیا جس سے درد و کرب دور ہو گیا

اسی طرح ایثار و قربانی کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ایک غزوہ کی تیاری کے لئے حضور نے اپیل کی جس سے جو کچھ ہو سکے وہ اللہ کے راستہ میں صرف کرے اور ایثار و انفاق کے فضائل بیان فرمائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا نصف اثاثہ لاکر حضور کی خدمت میں پیش کر دیا اور اپنے دل میں سمجھنے لگے کہ میں آج ضرور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ جاؤں گا مگر جب حضرت ابو بکر سامان حضور نبوی میں لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت عمر سے دریافت فرمایا کہ تم کیا لائے اور کیا گھر چھوڑ آئے تو حضرت عمر نے عرض کیا کہ ٹھیک دو حصہ کرکے تمام سامان اور نقد کا نصف حصہ یہاں لایا ہوں اور دوسرا نصف گھر پر چھوڑ آیا ہوں اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حضور نے دریافت کیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ گھر پر اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں اور سب کچھ خدمت اقدس میں لاکر حاضر کر دیا ہے یہاں تک کہ جسم پر صرف ایک ہی کمبل تھا جو سر سے پاؤں تک اوڑھے ہوئے تھے اور کانٹوں سے اس کو سجا رکھا تھا

برادران اسلام! یہ تو صرف ایک صحابی کے واقعات ہیں اس قسم کی جانبازی و جاں سپاری اور ایثار و انفاق کی مثالیں ہر ایک صحابہ کے یہاں جتنا مل سکتی [illegible]

رسول سے اور حب رسول کی اصل ہے اتباع اسوۂ حسنہ۔

حضرات! ایسے تو بہت کم لوگ ہوں گے جو اس امر کے خواہشمند نہ ہوں کہ ان کا ایمان کامل ہو اور اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ ہماری خواہش یہ ہو کہ ہم حب رسول کی شراب سے مست ہوں لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے باوجود آخر وہ کون سے موانع ہیں جو ہمارے راستہ میں حائل ہو جاتے ہیں اور ہم باوجود خواہش کے اس راستہ پر نہیں چل سکتے جو صراط مستقیم ہے اور فلاح دارین کا ضامن و کفیل۔

برادران اسلام! اگر ہم غور سے دیکھیں تو پتہ چلیگا کہ اول تو صحیح اور سچی خواہش ہی ہمیں اس راستہ پر چلنے سے باز رکھتی ہے اور دوسری چیز فقدان ارادہ ہے اگر سچی خواہش دل میں پیدا ہو جائے تو لازمی طور پر اس سے دوسری چیز جو پیدا ہوگی وہ مضبوط ارادہ اور عزم راسخ ہے ناممکن ہے کہ سچی خواہش ہو اور اس کے ساتھ مضبوط ارادہ پیدا نہ ہو اگر مضبوط ارادہ پیدا ہو جائے تو ناممکن ہے کہ راستہ کے موانع و مشکلات پر عبور حاصل نہ کیا جا سکے۔

پس اے حضرات پہلے تو اپنے قلوب میں اتباع رسول و تبعیت اسوۂ حسنہ کی سچی خواہش پیدا کیجئے اس کے بعد خود بخود مضبوط ارادہ پیدا ہوگا اور وہ ہمیں اس راستہ پر ڈال دے گا بلکہ زبردستی اس راہ پر لیجائے گا جو پیروی اسوۂ حسنہ کی راہ ہے یہی وہ راہ ہے جو نجات کے دروازہ پر لیجائے گا جو پیروی اسوۂ حسنہ کی راہ ہے یہی وہ راہ ہے جو نجات کے دروازہ تک ہم کو پہنچاتی اور فلاح و سعادت اخروی کا باب ہم پر کھولیگی اور آسمان کی برکتیں ہم پر بارش بنکر برسیں گی اور یہی وہ راہ ہے جو عرفان و معرفت کی راہ کہلاتی ہے اور فیضان غیب کے اسرار و رموز کا انکشاف کرتی ہے پھر کیا ہم اس قدر خواب غفلت میں جاتے ہیں کہ آنکھیں بند ہی رکھیں گے اور آفتاب کی روشنی سے اپنی آنکھوں کو محروم ہی رکھیں گے۔

برادران اسلام! اس دفعہ ماہ ربیع الاول میں اپنے دل میں ٹھان لو کہ خواہ کچھ ہو جائے مگر اب سے اس ہادی برحق اور اس حق و عرفان کے راہبر و پیغامبر کے نقش قدم کی خاک اقدس کو سرمۂ دل اور دیدہ روح کا سرمہ بنا لیں گے اور قلب و روح کو عشق رسول اور حب نبی کی روشنی سے منور کر دیں گے یاد رکھو ماہ ربیع الاول تخم عشق کی کاشت کے لئے بہترین موسم ہے اگر تمہارا ہو کہ دل کی بستی جو اجڑی پڑی ہوئی ہے وہ آباد ہو اور روح کی ویرانی دور ہوکر معمورہ بنے تو اس ماہ مقدس کی برکتوں سے اپنا رشتہ استوار کرو پھر دیکھنا کہ کس طرح تمہارے قلب و روح کا ویرانہ معمور و آباد ہوتا ہے

بارك الله لنا ولكم في القرآن العظيم انه تعالى جواد كريم ملك بر رؤف رحيم۔

خطبۂ ثانیہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له و [illegible]

محمد و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم اسا بعد

برادران اسلام! درود و سلام بھیجو اس سرکار مدینہ اور آقائے دو جہان پر جس نے دنیا کو ہمیشہ کے لئے ضلالت گمراہی کے خطرات سے نجات دی اور ہدایت و سعادت کا ایک ایسا روشن مینارہ قائم کر دیا کہ ہر ایک گمراہ اور دنیا کا بھٹکا ہوا مسافر اس بلند اور قائم و استوار روشنی سے راہ حق و صراط مستقیم معلوم کر سکتا ہے اور اس منزل میں پہنچ سکتا ہے جو راہ حق کی آخری منزل ... ... ہے یعنی کہاں کہ منزل نجات اور زیادہ کی انتہا نہیں کیونکہ بندگی حق و عرفان الٰہی کی منازل کی کوئی انتہا نہیں

اے برادر بے نہایت درگہیست
ہر چہ بروے می رسی بروے مایست

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اصحاب اور تمام آل و ازواج مطہرات پر جو عشق رسول و حب نبی کی شراب طہور سے مخمور و سرشار تھے اور ان کے دل میں ماں باپ بھائی بہن بیٹا بیٹی مال و دولت اور عزت سب سے زیادہ حضور کی محبت تھی اور جو ذرہ برابر حضور کے اسوۂ حسنہ کے خلاف قدم باہر نہیں رکھتے تھے اور بالکل قدم بقدم آنحضرت کے چلتے تھے یہی وجہ تھی کہ ان کے قلوب بادۂ عرفان الٰہی سے سرشار اور ان کی روحیں ایمان کامل کی لذتوں سے کامیاب و بہرہ مند تھیں۔ حضرت خلفائے اربعہ حضرت ابوبکر صدیق جن کو دربائے نبوت سے حب رسول و عشق نبی کی وجہ سے صدیق اکبر کا خطاب ملا اور درود و سلام بھیجو حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی پر جن کے قلوب ایمان کامل کی روشنی سے آفتاب عالمتاب سے زیادہ روشن اور منور تھے اور جن کو یہ عرفان الٰہی کی روشنی حب رسول اور پیروی اسوۂ حسنہ سے حاصل ہوئی تھی۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت امام حسن حضرت امام حسین اور حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضوان اللہ علیہم پر جو سب کے سب سنت رسول کے متبع اور حب نبی میں مست تھے اور اتباع اسوۂ حسنہ میں فرد تھے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت ... حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ پر جو ہماری واجب الاحترام مائیں تھیں اور آنحضرت کے عشق و محبت میں بے مثال تھیں اور حضور کے اسوۂ حسنہ کی مقلد تھیں اور ان کے سینے ایمان کامل کی دولت سے مالا مال تھے۔

اور درود و سلام بھیجو بقیہ عشرہ مبشرہ حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت سعد حضرت سعید حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح پر جو سابقین اولین میں سے تھے اور حب نبی اور عشق رسول اور پیروی سنت نبی کے صدقہ میں جنت عرفان کی بشارت سے سرفراز ہوئے۔

اور درود و سلام بھیجو اہلبیت پر جو سب کے سب دریائے معرفت کے گوہر شاہوار تھے جن کے قلوب عشق رسول کی آگ سے گرم اور جن کی روحیں حب نبی کی خوشبو سے معطر تھیں اور جنہوں نے کبھی کوئی قدم رسول خدا کے نقش قدم سے باہر نہیں اٹھایا۔

اور اے اللہ رحمت نازل کر علمائے صالحین اور اولیاء مقربین و مشائخ کرام خصوصاً حضرت امام غزالی حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی پر جو راہ علم و عرفان حقیقی کے شہسوار تھے اور جن کو یہ مراتب عرفان حب رسول و پیروی اسوۂ حسنہ سے حاصل ہوئے تھے۔

اور اے اللہ تمام شاہان اسلام کی قبروں کو اپنی رحمت کاملہ سے بھر دے جو متبع سنت رسول تھے اور جن کے قلوب عشق رسول و حب نبی سے معمور تھے۔

اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ محمد رسول اللہ کے عشق و محبت کی دولت سرمدی سے مالا مال ہو جائیں اور اسوۂ حسنہ رسول اللہ کی پوری پوری پیروی کرنے لگیں اور ایمان کامل سے ان کی روحیں اور قلوب منور ہو جائیں۔ عباد اللہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ان اللہ یامر بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربیٰ و ینھیٰ عن الفحشاء و المنکر ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ و اولیٰ و اعز و اجل و اتم و اھم و اکبر

کتاب الاسلام

باب الجنائز
(بسلسلہ گذشتہ)

غسل میت کا بیان

غسل میت کے فرض ہونے پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے اور اس پر بھی کہ غسل میت کا حق ہے اور زندوں پر فرض کفایہ ہے اگر ایک آدمی بستی میں سے دیدے تو سب پر سے ادا ہو جاتا ہے۔

طریقہ غسل

غسل کا طریقہ یہ ہے کہ جس تختہ یا چارپائی پر غسل دینا چاہیں تو پہلے اس کو تین یا پانچ مرتبہ دھونی دیں پھر اس پر میت کو لٹا کر گھٹنوں سے ناف تک کسی کپڑے سے ڈھک دیں پھر غسل دینے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی پہلے منہ پھر کہنیوں تک ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر یہ واضح رہے کہ میت کے غسل میں کلی کرنا ناک میں پانی ڈالنا اور گٹوں تک ہاتھ دھونا نہیں ہے ہاں اگر کپڑے یا روئی یا کپڑے کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر اگر میت کے سر اور ڈاڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں نہیں تو پاک صابن یا کسی اور صاف کرنے والی چیز سے ورنہ خالی پانی سے ہی دھو ڈالیں اس کے بعد پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک نیم گرم پانی بہائیں اس قدر کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح کریں اگر بیری کے پتے میسر نہ آئیں تو نیم جوش دیا ہوا پانی ہی کافی ہے اور بیری کے پتے تو صرف اس وجہ سے ڈالے جاتے ہیں کہ اس کے پانی سے بدن صاف ہو جاتا ہے ورنہ اور کوئی بات نہیں ہے اس لئے اگر بیری کے پتوں کی جگہ اور کوئی پانی صاف کرنے والی چیز میسر آئے تو اس کا [illegible] ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو سادے پانی سے ہی غسل دیں۔

پھر سہارا دیکر ذرا اٹھا کریں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے تو دھو ڈالیں وضو اور غسل دوبارہ نہ کرائیں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ صاف کر دیں ایک مرتبہ تمام بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت ہے اور مستحب ہے کہ جہاں غسل دیں پردہ کر لیں کہ سوا نہلانے والوں کے اور مددگاروں کے دوسرا نہ دیکھے نہلاتے وقت خواہ اسی طرح لٹائیں جس طرح کہ قبر میں رکھتے ہیں یا میت کے پاؤں قبلہ کی طرف کریں یا جو طریقہ سہل سمجھیں وہ اختیار کریں غسل دینے والا با طہارت ہو جنبی مرد یا حائضہ عورت نے غسل دیا تو وہ مکروہ ہوگا اور اگر بے وضو والے مرد اور عورت نے غسل دیا تو اس میں کراہت ہی نہیں ہے۔

غسل دینے والا خواہ مرد ہو یا عورت لیکن میت کا قریبی رشتہ دار ہو مرد کو

مرد اور عورت کو عورت نہلائے ہاں چھوٹے لڑکے یا لڑکی کو مرد اور عورت دونوں نہلا سکتے ہیں عورت اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے اور اسی طرح عورت کو خاوند غسل دے سکتا ہے اگر کسی مقام پر پانی میسر نہ آئے تو میت کو تیمم کرائیں۔

اگر کوئی ریل میں کٹ جائے اور اس کا نصف حصہ ملے تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر اس حصہ میں سر ہو تو اس کو غسل دیں اور کفن پہنا دیں اور اس کے جنازہ کی نماز بھی پڑھی جائے پھر دوسرے حصہ کو غسل دیں اور اس کو کفن دیں اگر نیچے کا دھڑ رہے تو اس پر صرف پانی بہا دینا کافی ہے باقاعدہ غسل دینے کی ضرورت نہیں صرف کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔

اور اس حالت میں نماز پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں اگر میت کا سارا بدن سڑ جائے تو یہ دیکھیں گے کہ غسل کے قابل ہے یا نہیں اگر غسل کے قابل ہے تو غسل کرا دیں اور اگر بدن اس کا اس قابل نہ رہے اور کھال علیحدہ ہو جائے تو صرف پانی بہا دیں۔

میت کے سر کے یا پنڈلیوں کے بال نہیں مونڈنے چاہئیں اور نہ خط بنانے کی ضرورت ہے ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہوا ہو تو اس کو درست کر دیں غسل دینے کے بعد میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں نہ تو سینہ پر رکھیں اور نہ اس طرح رکھیں جس طرح نماز میں رکھتے ہیں۔

عن ام عطیة قالت دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلاثا او خمسا او اکثر من ذالك ان رایتن ذالك بماء وسدر واجعلن فی الاخرة كافورا او شیئا من كافور فاذا فرغتن فاذنني فلما فرغنا اذناه فالقی الینا حقوه وقال اشعرنها اياه وفی رواية اغسلنها وترا ثلاثا او خمسا او سبعا وابدأن بميامنها ومواضع الوضوء منها وقالت فضفرنا شعرها ثلثة قرون فالقيناها خلفها

ام عطیہ جو ایک صحابیہ ہیں کہتی ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اس وقت آپ کی صاحبزادی زینب کو ان کے مرنے کے بعد غسل دے رہے تھے حضور نے فرمایا زینب کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا اس سے زیادہ اگر زیادہ کی ضرورت دیکھو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری مرتبہ کافور کا استعمال کرو فرمایا تھوڑے سے کافور کا استعمال کرو اور جب نہلانے سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دو چنانچہ جب ہم فارغ ہوئے تو پیغمبر صاحب کو اطلاع دی آپ نے ہمارے پاس اپنا تہ بند پھینک دیا اور فرمایا زینب کو اس میں لپیٹ دو اور ایک اور روایت میں یوں آیا ہے کہ زینب کو طاق یعنی تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ نہلاؤ اور اعضاء وضو کی سیدھی طرف سے شروع کرو اور ام عطیہ

کہتی ہیں پھر ہم نے حضرت زینب کے بالوں کو تین مینڈھیاں گوندھ کر انھیں پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا یہ روایت بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے۔

تشریح

اس حدیث میں میت کے غسل میں تین باتوں کو صاف کر دیا گیا ہے اول پانی ڈالنے کی تعداد۔ دوسرے دائیں جانب اور اعضاء وضو سے ابتدا کی جائے۔ تیسرے غسل کے بعد میت کے کفن اور جسم پر کافور لگایا جائے۔

عن عائشة قالت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کفن فی ثلثة اثواب یمانیة بیض سحولیة من کرسف لیس فیها قمیص ولا عمامة

ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات کے آپ کو تین دُھلے ہوئے کپڑوں میں کفنائے گئے اور ان میں نہ تو قمیص تھی اور نہ عمامہ تھا۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم البسوا من ثیابکم البیاض فانها من خیر ثیابکم وکفنوا فیها موتاکم ومن خیر اکحالکم الاثمد فانه ینبت الشعر و یجلوا البصر رواه ترمذی و ابن ماجه

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفید کپڑے پہنو کیونکہ یہ تمہارے سب کپڑوں میں بہتر ہیں اور ان ہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفناؤ اور تمہارے سب سرموں میں بہتر سرمہ اسمد ہے کیونکہ وہ پلکوں کے بال اگاتا اور بینائی روشن کرتا ہے۔

عن ابی سعید الخدری انه لما حضره الموت دعا بثیاب جدد فلبسها ثم قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول المیت یبعث فی ثیابه التی یموت فیها۔ ابوداؤد۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جب ان کے انتقال کا وقت قریب آگیا تو گھر والوں سے نئے کپڑے پہننے کو مانگے پھر کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ میت اپنے انہی کپڑوں میں قیامت کے روز اٹھایا جائے گا جن میں وہ مرتا ہے یہ ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

عن عبد الله ابن عباس قال ان رجلا کان مع النبی صلی الله علیه وسلم فوقصته ناقته وهو محرم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اغسلوه بماء وسدر وکفنوه فی ثوبیه ولا تمسوه بطیب ولا تخمروا راسه فانه یبعث یوم القیمة ملبیا رواه البخاری ومسلم

عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور کے ساتھ ایک آدمی حج کرنے جا رہا تھا اتفاقاً اونٹنی پر سے گرا اور وہ محرم تھا حضور نے فرمایا اس کو اس پانی سے نہلاؤ جس میں بیری کے پتے ہوں اور انھیں دو کپڑوں میں اس کو کفنا دو اور خوشبو نہ ملو نہ اس کے سر کو ڈھانکو کیونکہ یہ قیامت کے روز لبیک کہتا ہوا اٹھایا جائیگا روایت کیا بخاری و مسلم نے

کفن کیونکر پہنایا جائے

کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد کسی نرم اور پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں تاکہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو پہنانے سے پہلے پانچ یا سات مرتبہ دھونی دیں اور پھر اس طرح بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہ بند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور تمام بدن پر خوشبو لیں اور مواضع سجود یعنی پیشانی ناک ہاتھ گھٹنے اور قدم پر کافور لگائیں پھر ازار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب سے پھر دائیں جانب سے اس کے بعد چادر لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے تاکہ دایاں اوپر رہے اور سر اور پائیں کی طرف باندھ دیں اور عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بال کے دو حصے کر کے سینے پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اس کا طول نصف پشت سے سینے تک ہے اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے پھر لفافہ لپیٹ دیں پھر سب کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔

جنازہ لیچلنے کا بیان

جنازہ اٹھانا عبادت اور سنت ہے اور طریقہ مسنون یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں اور صرف دو تا اور کو بھی جائز ہے اور کندھا دینے والے کے لئے سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ ہے کہ پہلے دائیں سرہانے کندھا دے پھر دائیں پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی جنازہ لے چلنے میں چارپائی کو ہاتھ سے پکڑ کر مونڈھے پر رکھے گردن یا پیٹھ یا چوپایہ پر لادنا مکروہ ہے۔ بچہ اگر شیر خوار ہو یا اس سے کچھ بڑا ہو تو اس کو ایک شخص ہاتھوں پر اٹھا کر لے چلے اور یکے بعد دیگرے ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں جنازہ کو درمیانہ رفتار سے لے جائیں اور ساتھ جانے والوں کے لئے پیچھے چلنا اولیٰ ہے دائیں بائیں چلنا ٹھیک نہیں عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا منع ہے اور لوگوں کو خاموش رہ کر موت اور قبر کی تکلیف کو سامنے رکھنا چاہیئے اور جنازہ کو جب تک قبر میں نہ رکھا جائے بیٹھنا مکروہ ہے جنازہ اٹھانے پر اجرت لینا مکروہ ہے جو لوگ جنازہ کے ساتھ جائیں ان کو جب تک نماز نہ پڑھ لیں واپس نہیں جانا چاہیئے اور اگر کوئی ضروری کام ہو تو ولی سے اجازت لیکر جا سکتا ہے۔

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسرعوا بالجنازة فان تک صالحة فخیر تقدمونها الیه وان تک سوی ذلک فشر تضعونه عن رقابکم متفق علیه

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو جنازے کو قبر میں لیجانے کی جلدی کرو کیونکہ اگر وہ نیکوکار ہے تو قبر اس کے لئے آرامگاہ ہے جس میں تم اسے جلدی پہنچا دیتے ہو اور اگر ایسا نہیں ہے تو وہ خود ایک مصیبت ہے جس کو تم اپنے سروں سے اتار کر رکھ دیتے ہو متفق علیہ

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

(ترجمہ) جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور یوں چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالےٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے سب رسولوں پر بھی ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے تو ان لوگوں کو ضرور اللہ تعالےٰ ان کے ثواب دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں۔"

تفسیر۔ دوسروں کی خطاؤں سے درگذر کرنے کا حکم پہلی آیت میں ہو چکا ہے اب پھر روئے سخن اُن بدبخت سیاہ کاروں کی طرف کیا جاتا ہے جو اپنی برائی پر اڑے ہوئے ہیں ارشاد ہوتا ہے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا انکار کرتے ہیں خدا کے رسولوں میں تفرقہ ڈالتے ہیں بعض کو مانتے اور بعض کا انکار کرتے ہیں یہود حضرت عیسیٰؑ و محمد رسول اللہ دونوں کے منکر ہیں اور حضرت موسیٰؑ و عزیرؑ کے قائل ہیں نصاریٰ انبیاء بنی اسرائیل کو تو مانتے ہیں لیکن نبی عربی (فداہ ابی و امی) کا انکار کرتے ہیں تو یہ لوگ مومن اور نیکوکار نہیں ہیں بلکہ حقیقی کافر ہیں انہوں نے حکم خدا کے خلاف ایک درمیانی راستہ اختیار کر رکھا ہے ان کے لئے عذاب جہنم تیار ہے درحقیقت یہ یہود و نصاریٰ کا رد ہے جن کو مدینہ کے منافقوں نے اپنا پیر و مرشد اور سلسلہ انبیاء کا کلید بردار سمجھ رکھا تھا اس کے بعد سچے مومنوں کی مدح ہے اور اُن کے حسن نتیجہ کا اظہار ہے حکم ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا اور رسولوں پر ایمان لے آئے ہیں اور سب کو برابر برحق مانتے ہیں کسی کا تفرقہ نہیں کرتے یہ لوگ حقیقی مومن ہیں اور ہم لوگ بہت جلد ان کے ایمان اور نیک اعمال کی جزا دیں گے اور اگر اُن سے کچھ لغزشیں ہو گئی ہوں گی تو ان کو بھی معاف فرما دیں گے ہم غفور رحیم ہیں خواہ مخواہ ہم جرم کی سزا دینے پر مجبور نہیں ہیں۔

مقصود بیان۔ تمام انبیاء پر ایمان لانا مسلمان کے لئے ضروری ہے ایمان کامل کے بعد معمولی قصور معاف ہو سکتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ گمراہ ہیں بد اعمالی پر عذاب اور نیکوکاری پر ثواب ملیگا لیکن خدا مجبور نہیں ہر جرم کی ضرور ہی سزا دے بلکہ مختار ہے چاہے بخش دے یا عذاب کرے۔

يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ ۚ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذَٰلِكَ ۚ وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝

(ترجمہ) آپ سے اہل کتاب یہود درخواست کرتے ہیں کہ آپ اُن کے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے منگوا دیں سو انہوں نے موسیٰ سے اس سے بھی بڑی بات کی درخواست کی تھی اور یوں کہا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دکھلا دو جن پر ان کی اس گستاخی کے سبب ان پر کڑک کی بجلی آ پڑی پھر انہوں نے گوسالہ کو تجویز کیا تھا بعد اس کے کہ بہت سے دلائل ان کو پہنچ چکے تھے پھر ہم نے اس سے درگذر کر دیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے بڑا رعب دیا تھا۔"

تفسیر۔ گذشتہ آیات میں اہل کتاب کے افعال بد کی مذمت کی تھی کہ وہ رسولوں میں تفرقہ کرتے ہیں اور اسی بنا پر اپنے آپ کو مقدس اور مومن سمجھتے ہیں ان آیات میں ان کی دوسری جہالت بیان کی گئی ہے یہ آیات بھی غالباً یہود مدینہ کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں یہود مدینہ معجزات و آیات بینات دیکھ کر بھی ایمان نہ لاتے تھے اور عناد سے یہ کہتے تھے کہ اگر آپ نبی برحق ہیں تو ایک بار آسمان سے مکمل کتاب اتروا دیجئے جس طرح موسیٰ کوہ طور سے الواح یعنی تختیاں خدا کے ہاں سے لکھا کر لائے تھے غالباً اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ قرآن مجید مختلف مصالح و اسرار کی وجہ سے حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا تھا اور وہ بھی اس طرح کہ جبرئیل حضور اکرمؐ کے قلب مبارک پر القا کرتے تھے اور سوا آنحضرتؐ کے کسی کو نظر نہ آتے تھے آپ اُن آیات کو لوگوں سے فرماتے اور کاتبوں کو لکھوا دیتے تھے اور یہود نے حضرت موسیٰؑ کے متعلق یہ سن رکھا تھا کہ وہ پہاڑ سے لکھی لکھائی تختیاں لائے تھے جن کو بنی اسرائیل نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اسی بنا پر حضورؐ سے بھی یہ سوال کیا کہ آسمان سے لکھی لکھائی کوئی کتاب کیوں نہیں نازل ہوتی کیونکہ یہ سوال سرکشی کی وجہ سے تھا اور عادت اللہ یونہی جاری ہے کہ ایسے سوالوں پر ان کی خواہشات پوری نہیں کی جاتی ہیں اس لئے جواب دیا گیا کہ ان کی عادت میں سرکشی ہمیشہ سے چلی آتی ہے اس سے پیشتر بھی انہوں نے یعنی ان کے بزرگوں نے حضرت موسیٰؑ سے اس سے بھی بڑھ کر سوال کیا تھا کہ ہم کو کھلم کھلا خدا کو دکھلا دو جب ہم ایمان لائیں گے

[illegible] خدا کو کھلم کھلا ان آنکھوں [illegible]
مگر یہ سوال ہی محض سرکشی اور عداوت پر مبنی تھا [illegible]
گر پڑی اور یہ لوگ ہلاک ہوگئے پھر اس کے آگے [illegible]
اور جبلی کج طبع اور کودمغز لوگوں کو کوئی معجزہ فائدہ نہیں دیتا ازلی گمراہ معجزہ
دیکھنے کے بعد بھی ویسے ہی گمراہ رہتے ہیں ان کو راہ ہدایت کسی طرح نہیں
مل سکتی دیکھو باوجودیکہ انہوں نے موسیٰؑ کے معجزات (مصر میں اور مصر سے باہر
نکل کر دیکھے دکھنتیاں بھی دیکھیں) لیکن اس کے بعد پھر بھی بہت بڑی گمراہی
اختیار کی (سامری کے بنائے ہوئے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی) مگر ہم نے
اس پر بھی ان کو معاف کیا اور موسیٰؑ کو سلطان مبین عطا کی۔ سلطان مبین کی
تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں کوئی سلطان مبین سے معجزات مراد لیتا
ہے کوئی حکومت وغلبہ لیکن صحیح یہ ہے کہ سلطان مبین سے مراد نبی کی وہ
مخصوص شان ہے جس کا اثر لوگوں پر پڑتا ہے اور مخلوق ان کی طرف رجوع
کرتی ہے اور ان کے زیر حکم آجاتی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو بھی یہ
شان عطا کی تھی جس کی وجہ سے بنی اسرائیل ان کے تابع ہوگئے تھے آیت
میں اسی طرف اشارہ ہے کہ سلطان مبین خاتم المرسلینؐ کو بھی عطا کی گئی تھی جس
سے عرب جیسے متکبر جاہل وحشی سفاک خود بخود حضورؐ کی طرف کھچے چلے آتے
تھے اس سے بڑھکر اور معجزہ کیا ہوسکتا ہے لکھی لکھائی کتاب کے نازل ہونے
سے یہ بہت بڑھکر ہے۔

مقصود بیان:۔ خدا تعالیٰ ان آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا یہود بہت
سرکش قوم ہے۔ قانون قدرت اور نظم فطرت کے خلاف کوئی کام نہیں ہوسکتا
عادت الٰہی جو جاری ہوچکی ہے اور ازل سے ابتک قائم ہے اس کے خلاف
خدا تعالیٰ نہیں کرتا ہے۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا
الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا
مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا
غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا
قَلِيْلًا ۝ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰي مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝
وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ
اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ
الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

[illegible] ہم نے [illegible] داخل
ہو اور ہم نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ ہفتہ کے بارہ میں حد سے تجاوز نہ کرنا اور ہم نے
ان سے قول و قرار نہایت سخت لیا سو ہم نے سزا میں مبتلا کیا ان کی عہد شکنی کی
وجہ سے ان کے کفر کی وجہ سے احکام الٰہیہ کے ساتھ اور انبیاء کے قتل کرنے کی وجہ
سے انبیاء کو ناحق اور ان کے اس مقولہ کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں
بلکہ ان کے کفر کے سبب ان قلوب پر اللہ تعالیٰ نے بند لگا دیا ہے سو ان میں ایمان
نہیں مگر قدرے قلیل اور ان کے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم علیہا السلام پر
ان کے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم
نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے
نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا اور جو لوگ
ان کے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں ان کے پاس اس پر کوئی
دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں
کیا بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت
والے ہیں۔

تفسیر:۔ یہ بھی آیات سابقہ کا تتمہ ہے اس میں یہود کی جہالتیں اور اس پر جو
ان کو سزائیں ملی تھیں ان کا بیان ہے اول یہود کی تین حالتیں بیان کی گئی
ہیں ۱: جب ان سے اس بات پر عہد لیا گیا تھا کہ تم خدا تعالیٰ کے احکام پر
چلنا کسی سے سرتابی نہ کرنا اور انہوں نے خلاف ورزی کی تو کوہ طور کو ان کے
اوپر ڈرانے کے لئے اٹھایا گیا کہ اگر حکم الٰہی نہ مانو گے تو پہاڑ تم پر گر پڑے گا۔
۲: ان کو شہر اریحا (بعض کے نزدیک بیت المقدس ہے اور بعض کے نزدیک
شام میں ایک شہر کا نام ہے) فتح ہونے کے وقت یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس نعمت
کے شکریہ میں جب شہر کے دروازوں میں داخل ہو تو جھکتے ہوئے انکساری کرتے
ہوئے عاجزی کے ساتھ جانا تکبر نہ کرنا مگر ان لوگوں نے اس کی خلاف ورزی کی
اور خدائی حکم کا مذاق اڑایا۔
۳: ان کو سنیچر کے دن تعظیم کرنے کا اور اس روز کاروبار بالکل نہ کرنے کا حکم دیا گیا
تھا اور اس پر ان سے سخت عہد بھی لیا تھا مگر انہوں نے سبت کی تعظیم نہ کی لاکھ
حضرت داؤدؑ کے عہد میں ان کو اس کی سزا ملی اور بعض لوگوں کی صورتیں مسخ کرکے
بندر کی شکلیں کر دی گئیں اس کے بعد ان مصائب کا بیان ہے جو ان پر وقتاً
فوقتاً نازل ہوئیں مثلاً فلسطینوں کا ان پر غالب آنا تابوت سکینہ (ایک صندوق
تھا جس کے اندر موسیٰؑ کی لاٹھی اور جوتیاں اور بعض دیگر سامان تھا اس کا خاصہ
تھا کہ جب یہ مسلمانوں کے پاس ہوتا تھا تو ان کو کامیابی ہوتی تھی اور اگر کفار چھین
کر لیجاتے تو ان میں ہلاکت و تباہی پیدا ہوتی تھی) کا چھن جانا صورتیں مسخ ہونا
اور بخت نصر اور شاہ کیرش (کیخسرو شاہ ایران) کے ہاتھوں سے قوم ملک اور
یروشلم کا برباد ہونا سلطنت و اقبال کا جانا غیر قوموں کے ہاتھ میں قیدی اور
غلام ہونا اور طرح طرح کی ذلتیں اور رسوائیاں (جلاوطنی وغیرہ) اس کے بعد
خدا تعالیٰ ان کی نالائق حرکات کا ذکر کرکے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے
کہ یہ خاندانی اور نسلی شریر ہیں اے نبی تم سے سرکشی کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے
یہود کی بیہودہ حرکات [illegible] پہلے [illegible]

گناہ اس سے سرزد ہوا تھا کہ انہوں نے اپنے اس [illegible]
کیا تھا کو [illegible] الاجناب [illegible] سے عہد کیا تھا کہ ہم توحید [illegible]
شریع کی کبھی خلاف ورزی نہ کریں گے مگر موسیٰ کے زمانہ [illegible] انہوں نے گوسالہ
پرستی شروع کر دی سامری نے سونے کا ایک بچھڑا بنایا [illegible] اور حضرت جبرئیل کے
گھوڑے کے قدم کی خاک جو اس کو ایک ذریعہ سے مل گئی تھی بچھڑے کے منہ میں
ڈال دی بچھڑا چلانے لگا سامری بنی اسرائیل سے کہنے لگا کہ یہ تمہارا اور موسیٰ
کا خدا ہے بنی اسرائیل چونکہ [illegible] پرست واقع ہوئے تھے [illegible]
نے بچھڑے کی پوجا [illegible] کر دی بچھڑے کے آگے [illegible]
کے سامنے ناچتے تھے اور خوب سجدے لگاتے تھے حضرت ہارون [illegible]
خوب [illegible] ہوئے تھے [illegible]
ہر چند منع کیا مگر یہ نہ مانے [illegible] حضرت ہارون [illegible] اس
کے بعد [illegible] کی وجہ سے بت پرستی اور [illegible]
مبتلا ہو گئے [illegible]
[illegible] کے
نزدیک [illegible] کے معجزات [illegible]
ہمیشہ [illegible]
اختلاف [illegible]
میں [illegible]
بعد [illegible] کے آیات خدا سے [illegible]
پھر اس کی سزا کو پہنچے۔
[illegible] جب بت پرستی [illegible] اور دیگر اعمال قبیحہ [illegible]
ہو گئے اور سینکڑوں برس یہی حالت رہی کبھی کبھی نیک بادشاہ کی
کوشش سے درستی پر آ جاتے تھے پھر چند روز کے بعد [illegible] تھے اور
انبیاء [illegible] قتل کر ڈالتے تھے سلیمان کے بعد [illegible] یہود کے دو
ٹکڑے ہو گئے [illegible] اسرائیل کی سلطنت کہا جاتا [illegible]
[illegible] بت پرست ہوتے تھے انہوں نے ناحق [illegible]
سے اپنے ہاتھ رنگے اخیر میں حضرت زکریا اور یحییٰ کو ناحق قتل کیا اور حضرت عیسیٰ
کو بھی [illegible] ایک دفعہ [illegible] قریباً تین سو انبیاء کو قتل کیا
تھا [illegible] کے خلاف [illegible]
میں [illegible] کی ضرورت نہیں
چنانچہ جب حضرت الیاس اور حضرت مسیح [illegible]
ویسے ہی جواب [illegible] ان کے [illegible]
سے منع کرتے تھے [illegible] خلاف میں [illegible]
کے یہود کہا کرتے تھے کہ [illegible] ہوئے ہیں اسے محمد آپ
کی نصیحت کو [illegible] کے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے
کہ غلاف [illegible] نہیں ہے صرف ان کے کفر کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ان کے
دلوں پر گمراہی کی مہر لگا دی ہے جس کی وجہ سے ان کے دلوں کے اندر ایمان
نہیں جا سکتا [illegible] ان کے بعض افراد میں پایا جاتا ہے اس سے
مراد وہ یہود ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے۔

[illegible] پر ایک [illegible] تہمت لگائی معاذ اللہ ان کو زناکار
[illegible] حضرت عیسیٰ کی ولادت کے وقت سرزد ہوا حضرت
مسیح [illegible] باپ [illegible] تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے تھے تو یہود اس سے
منکر ہو گئے [illegible] مریم جیسی پاکدامن پر زنا کی تہمت لگائی اور اسی نے آخیر
تک حضرت مسیح کو بنظر حقارت دیکھتے رہے بعض یہود کا یہ بھی گمان تھا کہ حضرت
مسیح یوسف نجار [illegible] حضرت مریم کے خالہ زاد بھائی تھے ان کے نطفہ سے پیدا
ہوئے ہیں بعض کہتے تھے کہ حضرت مسیح حضرت زکریا کے بیٹے ہیں [illegible] حضرت
زکریا [illegible]
ایک [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کیا گیا
[illegible] کہا جاتا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کے [illegible] کا یہ گمان تھا کہ مسیح کو
صلیب [illegible]
کا عقیدہ اسلام کے قریب تر ہے اس کی وجہ سے عیسائیوں میں بڑا اختلاف
پڑا [illegible]
[illegible] کے نزدیک مسیح کی روح کو
صلیب [illegible]
بعض [illegible] مسیح کو صلیب [illegible]
[illegible]
اختلفوا [illegible]
میں [illegible] حضرت عیسیٰ [illegible]
میں [illegible]
میں حضرت مسیح کے [illegible] خود مسیح کو
قتل کر دیا ہر حال خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ [illegible]
[illegible]
[illegible] آسمان پر اٹھا لے اور [illegible]
ان کے ذریعہ [illegible]

مقصود بیان: [illegible] خدا کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
اس کا [illegible]
[illegible]
[illegible]

صحیح بخاری اردو

بسلسلہ گذشتہ

(نوشتہ حضرت مولانا سید حامد بخاری)

باب۔ نماز کفارہ ہے۔

۴۹۱۔ حذیفہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ تم میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول فتنے کے بارے میں یاد رکھتا ہے میں نے کہا میں جیسا کہ آپ نے فرمایا کہا تم اس پر البتہ دلیر ہو میں نے کہا انسان کا فتنہ اپنے اہل اور مال اور اپنی اولاد اور اپنے ہمسایہ کے حق میں اس کا کفارہ نماز ہے اور روزہ اور صدقہ اور اچھی بات بتانا اور بری بات سے روکنا حضرت عمر نے کہا میری مراد اس سے نہیں لیکن وہ فتنہ جو اس طرح موج مارتا ہے حذیفہ نے کہا اے امیر المؤمنین آپ پر اس سے کوئی خوف نہیں آپ کے اور اس کے درمیان البتہ ایک بند دروازہ ہے عمر نے کہا کیا وہ توڑا جائیگا یا کھولا جائیگا حذیفہ نے کہا توڑا جائیگا عمر نے کہا تو وہ کبھی بند نہ ہوگا میں نے کہا کیا عمر اس دروازہ کو جانتے تھے کہا ہاں جیسا کہ کل کے آگے رات ہے میں نے اسے ایسی حدیث سنائی کہ وہ غیر معتبر نہیں پس ہم ڈر گئے کہ حذیفہ سے پوچھیں تو ہم نے مسروق سے کہا تو اس نے حذیفہ سے پوچھا اس نے کہا وہ دروازہ عمر ہے۔

(۴۹۲) حضرت نافع عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ (کا ارادہ) فرماتے اور ایام حج میں جبکہ (بقصد حج مکہ معظمہ کا سفر اختیار کرتے تو ہمیشہ مقام ذی الحلیفہ میں کیکر کے درخت کے نیچے اس مسجد کی جگہ جو ذی الحلیفہ میں ہے نزول فرمایا کرتے تھے اور جب آپ کی کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپسی ہوتی اور اسی راستہ میں آپ (کا مرور) ہوتے تو وادی (عقیق) کے نشیب میں اتر جاتے اور جب نشیب وادی سے اوپر آتے تو ناقہ مبارکہ اس پتھریلی زمین میں بٹھاتے جو وادی مذکور کے مشرقی کنارہ پر (واقع) ہے اور شب آخر وہیں بسر کرتے حتی کہ صبح آپ کو وہیں ہوجاتی وہ (مقام مذکور) نہ اس مسجد کے قریب ہے جو پتھروں پر ہے اور نہ اس ٹیلہ پر ہے جس پر مسجد بنی ہوئی ہے وہاں ایک خلیج سی تھی حضرت عبداللہ بن عمر اس کے قریب نماز پڑھتے تھے اس کے نشیب میں ریت کے اونچے اونچے ٹیلے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نماز پڑھتے تھے لیکن ابیل نے اس خلیج میں سنگریزے بھر دیئے یہاں تک کہ وہ جگہ جہاں (حضرت) عبداللہ نماز پڑھا کرتے تھے دب گیا اور حضرت عبداللہ نے اپنے بیٹے نافع سے یہ بھی فرمایا تھا کہ (ضرور) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی تھی جہاں وہ چھوٹی مسجد ہے جو اس مسجد کے پاس ہے جو موضع شرف روحا میں واقع ہے حضرت عبداللہ نافع سے فرماتے تھے کہ جس وقت تم مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہو تو وہ جگہ تمہارے داہنی جانب پڑے گی اور وہ مسجد راستہ کے دائیں کنارہ پر ملیگی اس وقت جبکہ تم مکہ جارہے ہوگے اس چھوٹی مسجد کے اور اس بڑی مسجد کے درمیان کم وبیش ایک پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہے

اور حضرت عبداللہ ابن عمر کبھی اس پہاڑی کے قریب بھی نماز پڑھتے تھے جو موضع روحا کے آخر میں (پڑتی) ہے اور اس پہاڑی کا کنارہ راستہ کے کنارہ پر ختم ہوا ہے اور وہاں اب ایک مسجد اور بنا دی گئی ہے عبداللہ ابن عمر اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے اسے اپنی بائیں طرف اور اپنے پیچھے چھوڑ جاتے تھے اور اس کے آگے پہاڑی کی طرف نماز پڑھتے تھے اس مسجد کے قریب جو اس کے اور آخر روحا کے درمیان واقع ہے اس وقت جبکہ تم مکہ جارہے ہو اور حضرت عبداللہ ابن عمر کا دستور تھا کہ آپ روحا سے چل کر نماز ظہر اس وقت تک نہ پڑھتے تھے جب تک کہ آپ اس مقام تک نہ پہنچ لیتے تھے اور جب آپ مکہ سے واپس آتے اور صبح ہونے سے گھڑی بھر پہلے یا سحری کے آخری وقت میں وہاں سے گذرتے تو (وہیں) اتر جاتے یہاں تک کہ صبح کی نماز وہیں ادا کرتے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے فرزند نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے درخت کے نیچے موضع رویثہ کے پاس راستہ کی داہنی جانب راستہ کے بالمقابل ایک وسیع اور نرم جگہ اترتے تا آنکہ آپ اس ٹیلہ سے جو رویثہ سے دو میل ورے ہے نکلتے اور اب اس درخت کا بالائی حصہ ٹوٹ گیا ہے لئے وہ دوہرا ہوکر اپنے بیچ میں آگیا لیکن اپنے تنے پر اب بھی کھڑا ہے اس کے تنہ میں بہت سے ریت کے ٹیلے ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹیلہ کے کنارہ بھی نماز پڑھی ہے جو مقام عرج کے پیچھے ہے مقام عرج کے پیچھے اس وقت واقع ہوگا جبکہ تم (مقام) ہضبہ کی طرف جارہے ہو اس مسجد کے پاس دو یا تین قبریں ہیں قبروں پر بڑے بڑے پتھر ہیں راستہ کے داہنی طرف راستہ کے پتھروں کے قریب ان پتھروں کے درمیان آپ نے نماز پڑھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کا دستور تھا کہ آپ مقام عرج سے سورج ڈھلنے کے بعد دوپہر کے وقت چلتے تھے اور ظہر کی نماز اسی مسجد (یعنی مقام نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں پڑھتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بڑے بڑے درختوں کے پاس بھی اترتے تھے جو راستہ کے بائیں ہرشی کے قریب نالے میں ہیں یہ نالہ کوہ ہرشی کے کنارہ سے ملا ہوا ہے اس کے اور کوہ ہرشی کے مابین تقریباً ایک تیر کی ایک مسافت کی حضرت عبداللہ بن عمر اس بڑے درخت کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے جو سب درختوں سے زیادہ راستہ کے قریب ہے اور جو سب سے زیادہ لمبا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نالہ میں بھی اترا کرتے تھے جو مقام مر الظہران کے نیچے نیچے مدینہ کی سمت چلا گیا ہے جبکہ تو صفراوات سے اترے گا (تو دیکھے گا) آپ اس نالہ کے نشیب میں اترتے تھے راستہ کے بائیں طرف اس وقت جبکہ تو مکہ جارہا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

کی نسزل گناہ اسلامستہ میں ایک تھہرکی اسکا فائدہ رہتا ہے

(۳ ۹ ۴) حضرت عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ ایک شخص کسی نامحرم عورت کا بوسہ لے لیا اور پھر نادم ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتراف جرم کیا اور اپنی ندامت کا حال عرض کیا پس اللہ عزوجل نے اس کی توبہ قبول فرمائی اور آیہ کریمہ اقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات نازل کی یعنی تلقین کی کہ صبح شام رات ہر وقت معین نماز ادا کر اور نیکیوں کی طرف مائل ہو اس لئے نیکیاں برائیوں کا کفارہ ہوتی ہیں اس پر اس نے دریافت کیا یہ فضلت ایزدی میرے لئے مخصوص ہے حضور نے فرمایا نہیں بلکہ میرے تمام گنہگار امت کے لئے۔

باب۔ نماز کی فضیلت اس کے معین وقت پر بہت ہے

۴ ۹ ۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ کے نزدیک کونسا عمل پیارا ہے ارشاد فرمایا وہ نماز جو اپنے وقت معین پر ادا کی جائے حضرت ابن مسعود نے عرض کیا یارسول اللہ اس کے بعد فرمایا اطاعت والدین حضرت ابن مسعود نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کے بعد فرمایا جہاد فی سبیل اللہ حضرت ابن مسعود کا بیان ہے کہ چونکہ میں نے سوال بند کر دیا اس لئے آنحضرت نے مجھ سے اتنا ہی ارشاد فرمایا اگر میں آپ سے استفسار کرتا تو آپ اور ارشاد فرماتے۔

باب پنجگانہ نمازیں اگر ان کے معین وقت پر ادا کی جائے تو جماعت کے ساتھ ادا ہوں تو اور بغیر جماعت کے ادا ہوں تو دونوں صورتوں میں گناہوں کا کفارہ ہیں۔

۹۵ ۴۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے (اور دریافت کرتے) سنا ہے کہ (مسلمانو!) اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر دریا یا نہر بہتی ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو تمہارا قول ایسے شخص کے بارہ میں کیا ہے کیا یہ غسل پنجگانہ اس کے جسم پر میل کچیل باقی چھوڑے گا صحابہ نے عرض کیا حضور نہیں یہ غسل اس کے جسم پر میل کچیل باقی نہ رکھیگا آپ نے فرمایا نماز ہائے پنجگانہ بھی ایسی ہی ہیں اللہ ان کے ذریعہ اپنے ایماندار بندوں کے جسم و روح دونوں کے میل کچیل مٹا دیتا ہے۔

باب۔ نماز کو اس کے وقت معین پر نہ پڑھنے اور وقت سے ٹلا دینے میں عذاب ہوتا ہے۔

۹۶ ۴۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جو باتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پائی جاتی تھیں پابندی وقت وغیرہ اب ان میں سے میں ایک بات بھی دیکھتا نہیں نمازیوں ان سے کہا گیا کیا نماز کی صورت بھی ویسی نہیں فرمایا کیا تم نے اسے اس کے وقت سے نہیں ٹلایا کیا نماز میں تم نے وہ نقص نہیں پیدا کیا جو کیا۔

۹۷ ۴۔ زہری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ انس بن مالک کی خدمت میں حاضر ہوا ایسی حالت میں کہ ان پر زاری و بکا طاری تھا صورت حال دیکھ کر میں نے عرض کیا آپ کو کس بات نے رلا دیا ہے کہ جو وہ خصلتیں اور نیک باتیں میں نے اپنی آنکھوں سے مسلمانوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھی ہیں اب ان میں ایک بھی نہیں پاتا بجز نماز لیکن نماز کی خصوصیت یعنی اس کے وقت کی پابندی وہ بھی مٹا دی گئی ہے

۴۹۸۔ حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت فرماتے ہیں کہ سجدوں میں اپنے ہر عضو کو اعتدال پر رکھو کتوں کے مانند تم میں سے کوئی آدمی اپنے دونوں ہاتھوں کو نہ بچھا دیا کرے اور جب کوئی تھوکے تو نہ اپنے طرف تھوکے اور نہ اپنے سامنے اس لئے کہ تھوک اپنے خالق اپنے رب سے مناجات اور شکوہ کرتا ہے۔

سعید بروایت قتادہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے آگے یا سامنے نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں طرف یا اپنے پیر کے نیچے لوگوں کی نظروں سے بچا کر تھوکے نیز شعبہ کا بیان ہے کہ کوئی شخص نہ اپنے سامنے تھوکے اور نہ اپنی داہنی جانب بلکہ اپنی بائیں طرف یا اپنے پیر کے نیچے لوگوں کی نظروں سے بچا کر نیز حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ کوئی شخص قبلہ کی سمت نہ تھوکے اور نہ اپنی داہنی جانب بلکہ اپنی بائیں یا اپنے قدم کے نیچے

باب گرمی کی تیزی میں ظہر کو ٹھنڈا کرنا (یعنی ٹھنڈے وقت میں ادا کرنا) کیسا ہے؟

۴۹۹۔ ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن رفاص یعنی حضرت بلال حبشی نے ظہر کی اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے انہیں روک دیا اور فرمایا ابھی سخت گرمی ہے ذرا ٹھنڈک ہونے دو ٹھنڈک ہونے دو یا (الفاظ مذکورہ کی بجائے) ارشاد فرمایا کہ گرمی کی تیزی نار جہنم کے جوش مارنے سے پیدا ہوتی ہے، اس لئے جب گرمی تیزی پکڑ جائے تو نماز ٹھنڈک میں پڑھا کرو یعنی تا وقتیکہ ہم ٹیلوں کا ڈھلتا ہوا سایہ نہ دیکھ لیں۔

۵۰۰۔ حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب گرمی زیادہ بڑھ جائے تو نماز ظہر میں عجلت نہ کیا کرو ٹھنڈک سے ادا کیا کرو اس لئے کہ گرمی شدت نار دوزخ سے معرض وقوع میں آتی ہے۔

۵۰۱۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر کی نماز ٹھنڈک میں پڑھو اس لئے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے۔

باب۔ سفر میں ظہر کی نماز ٹھنڈک میں پڑھنا چاہیئے۔

ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی سفر میں تھے موذن نے چاہا کہ اذان دے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈک ہو جانے دو پھر اس نے چاہا کہ اذان دے تو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈک ہو جانے دو یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے لہٰذا جب گرمی کی شدت ہو جائے تو ظہر کی نماز ٹھنڈک میں پڑھو (اور ابن عباس نے کہا تیتفیأ کے معنے ہیں تمیل (یعنی ہٹ جائے)

۵۰۲۔ ظہر کا وقت زوال کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور جابر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو نماز پڑھتے تھے

انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایکدن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب آفتاب ڈھل گیا باہر تشریف لائے اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر آپ منبر پر کھڑے ہو گئے اور آپ نے قیامت کا ذکر کیا اور بیان فرمایا کہ اس میں بڑے بڑے امور ہوں گے اس کے

بعد آپ نے فرمایا کہ جو شخص کچھ پوچھنا چاہے وہ مجھ سے پوچھے

قرآن پاک اور مسلمان

ایک مکمل کتاب جو تمام نوع انسانی کے لئے کبھی جا رہی ہو

[illegible]

قرآن کریم کی تلاوت

[illegible] یہ کہ بیداری [illegible] ہے [illegible] فضل و کمال قرآن کریم کی تلاوت ہے [illegible] کہ نماز کے [illegible] میں [illegible] حضرت [illegible] کا ارشاد ہے کہ [illegible] قرآن کریم [illegible] کے پڑھنے والے کو [illegible] بہت [illegible] جاتے ہیں [illegible] پڑھا جائے گا [illegible] میں پڑھے [illegible] ہو [illegible] وضو قرآن پڑھنے [illegible] پچیس [illegible] نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز قرآن کریم سے [illegible] شفاعت سے [illegible] کی شفاعت [illegible] مقبول ہوگی [illegible] سعادت [illegible] کہ خدا [illegible] فرماتا ہے کہ جو شخص تلاوت قرآن میں مصروف و مستغرق ہو [illegible] کے [illegible] بھی [illegible] دوں گا [illegible] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلوں [illegible] زنگ لگ جاتا ہے صحابہ نے پوچھا کہ [illegible] کی کیا صورت ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ [illegible] قرآن کی تلاوت [illegible] یا موت کو یاد کرنے سے۔

افسوس ہے کہ اس دور میں تو مسلمان تلاوت قرآن کریم کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہمارے بزرگوں اور اسلاف کا یہ طریقہ تھا کہ صبح کی نماز کے بعد ایک پارہ قرآن شریف [illegible] تھے اور مسلمانوں کے گھروں میں [illegible] مبارک اور [illegible] گھر کے تمام چھوٹے [illegible] تلاوت میں [illegible] نظر آتے [illegible] کہ ان کے قلب آئینہ کی طرح [illegible] مطمئن [illegible] اس زمانہ میں تو مسلمان [illegible] کی تکمیل سے بالکل غافل ہو گئے اور [illegible] تو ایک طرف نماز ہی کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور جو نماز پڑھتے بھی ہیں وہ اس طرح کہ [illegible] ہوتا ہے نماز ہی کوئی ایسا ہوگا جو سکون [illegible] نماز ادا کرتے ہوں تو نمازوں کی ادائیگی کی نوعیت میں بھی گستاخی [illegible] بندہ اپنے آقا کے حضور میں حاضر ہے لیکن خالی الذہن ہو کر نہ اس عجلت و سرعت [illegible] اور سجدہ [illegible] کے امکانات قوی تر ہو سکتے [illegible] ایک دفعہ ایک مسلمان نے نماز ادا کی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ [illegible] نماز پڑھ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] نماز قبول نہیں [illegible] جب اس مرتبہ بھی یہی ارشاد ہوا تو اس نے [illegible] عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح پڑھوں

[illegible] فرمایا کہ [illegible] سکون و آہستگی سے نماز ادا کر [illegible] جس [illegible] آہستگی سے ادا کیا [illegible] آج [illegible] آپ کو وہ فیصدی ایسے نمازی نظر آئیں گے جن کے سجدے بھی پورے نہ ہوتے ہوں گے اور اس طرح نماز ادا کر رہے ہوں گے جیسے کوئی [illegible] ہو [illegible] کا لحاظ کیا [illegible] نماز [illegible] قرآن [illegible] ارشاد باری ہے کہ [illegible] اور [illegible] کے ساتھ [illegible] کرتے ہیں اور سکون و آہستگی کے ساتھ ادا کرتے ہیں [illegible] نماز کے [illegible] خشوع و خضوع کے ساتھ تلاوت کلام الٰہی [illegible]

اصلاح مسلمین کے دو نسخے

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مسلمانوں کو وصیت کی تھی کہ [illegible] دو چیزیں [illegible] نسخے چھوڑے جاتا ہوں اگر ان کے مطابق عمل کرو گے تو تمہیں جادہ صداقت و حقانیت سے کوئی چیز منحرف نہ کر سکے گی اور تم [illegible] آخرت [illegible] کامیاب ہو گے ان میں ایک [illegible] اور دوسرا قرآن کریم [illegible] موت [illegible] اس کی یاد انسان [illegible] مسلمانوں نے اسے [illegible] کی [illegible] آپ [illegible] کے راز سے بھی [illegible] واقف تھے [illegible] بے ساختہ یاد آنے کی ایک صورت یہ بھی بتائی تھی کہ [illegible] عبرت حاصل کرنے کے لئے قبرستان جایا کرو جنازہ میں شرکت اور نماز جنازہ میں شمولیت کی تاکید کا مقصد یہی تھا لیکن اب تو مسلمانوں نے تمام اسلامی طریقوں کو [illegible] کہ [illegible] ایک غفلت کی چادر اوڑھ لی ہے اور انہیں موت کبھی [illegible] ہی یاد نہیں آتی [illegible] اصلاح عمل کی صورتیں پیدا [illegible]

(۱) قرآن کریم تو ہی زمین و آسمان [illegible] ایک [illegible] تو تنہا یہی کتاب مسلمانوں کے [illegible] ہدایت کی رہنمائی کے [illegible] قرآن کریم کے [illegible] تمام مسائل و فرائض کا استخراج قرآن [illegible] قرآن سے کیا جاتا تھا [illegible] ایک کتاب کی روشنی [illegible] ایک صدی [illegible] سب سے زبردست [illegible] بن گئے [illegible] عالم [illegible] انہی کی سطوت [illegible] عالم کے [illegible] اس [illegible]

اسلامی حکومت و سلطنت کی [illegible] اپنا جس کی عظمت [illegible] ہے ولید
شاہ کے زمانہ میں [illegible] پھیل کر جو سلطنت [illegible] اسی نیلگوں
آسمان کے نیچے قائم تھی [illegible] سلطنت [illegible] اس کی وسعت میں غرق
ہو گئی تھی [illegible] سے لیکر [illegible] تک جب چپہ چپہ پر اسلامی [illegible] جھنڈے
اور [illegible] تو جہ [illegible] نظر آتا تھا۔

[illegible] کیوں تھا؟ اس لئے کہ قرآن [illegible] قرآن کے
احکام [illegible] ہی قرآن ہی ان کا
آئین [illegible] اور قرآن ہی ان کا رہنما تھا اور اسی کے تابع
ہو کر [illegible] مراحل [illegible]
[illegible] انہوں نے قرآن کریم کی تعلیمات
سے [illegible] شروع کر دیا [illegible] عمل میں اضمحلال شروع
ہو گیا اور وہ [illegible] مشکلات [illegible] میں پھنسے اور گرداب حوادث میں
[illegible] مسلمانوں [illegible] عبرت و بصیرت کے لئے یہ حقائق موجود ہیں لیکن
ان [illegible] کی آنکھیں [illegible] یورپ کے مفکروں اور امریکہ کے ایوانوں
میں روشنی [illegible] پھرتے ہیں اپنی نجات و رستگاری کے لئے قرآن کریم
کی طرف نہیں بلکہ [illegible] کی تعلیمات کی طرف ان کی نگاہیں اٹھتی ہیں۔

غور و توجہ کی تلقین

قرآن کریم بار بار [illegible] غور و فکر
کی تلقین کر رہا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ کوئی
مشکل اور ادق [illegible] نہیں بلکہ ایک آسان کتاب ہے اس کے سمجھنے میں کوئی دشواری
نہیں لیکن مسلمان ہیں کہ اس کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں کرتے اور برابر غفلت
کی [illegible] پڑے ہیں قرآن کریم میں اللہ جل جلالہ فرماتا ہے
ولقد یسرنا القرآن للذکر فہل من مدکر [illegible] ہماری نظر
[illegible]
[illegible] فرماتا ہے افلا یتدبرون القرآن ام علی
قلوب اقفالہا کیا یہ لوگ قرآن کے مطالب پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل
لگے ہوئے ہیں [illegible] تو ہم قرآنی مطالب کی طرف سے ایسی بے پروائی
اور بے اعتنائی [illegible] اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حقیقت میں ہمارے
قلوب کے دروازے مقفل ہو گئے [illegible] یہی وجہ ہے کہ مسلمان سب کچھ [illegible]
[illegible] پر غور نہیں کرتے [illegible]
[illegible] پستی کی [illegible] میں گرتے چلے جاتے ہیں [illegible] آج بھی قرآن کو اپنا رہبر عمل
بنا لیں تو ان کی پستی عروج سے بدل جائے اور وہ عظمت و رفعت کی بلندیوں پر
آفتاب بن کر چمکنے لگیں۔

اس زمانہ میں بھی یقیناً ایسے مسلمان موجود ہیں جو قرآن کریم پڑھتے اور
[illegible] لیکن [illegible] طرح کہ زبانوں سے گنگناتے [illegible]
[illegible] نہیں سمجھتے [illegible]
[illegible] ہیں اور خدا [illegible] ہدایت کر
[illegible] نازل نہیں ہوا [illegible] ادب و
احترام [illegible] طوطے کی طرح پڑھ
[illegible] مقصد یہ تھا کہ مسلمان

اسے محض برکت کے لئے پڑھیں اس کی آیات مختلف امراض و عوارض
[illegible] کے لئے کام میں لائیں سب جانتے ہیں کہ آجکل ۹۹ فیصدی سے
زیادہ مسلمان قرآن کریم کو محض برکت و ثواب کے لئے پڑھتے ہیں اور
ان کا خیال ہی نہیں آتا کہ قرآن کریم کے پڑھنے اور سمجھنے سے مقصد اصلی کیا
ہے جب تک یہ علم ہی نہ ہو کہ ہم کیا پڑھ رہے ہیں اور باری تعالیٰ نے ہمیں کیا
نصیحت [illegible] کون کونسی راہیں بتائی ہیں اس وقت تک اس کے پڑھنے اور
[illegible] کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔

[illegible] حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی یہی ارشاد ہے آپ
ہیں کہ قرآن کے ایسے پڑھنے سے کوئی نفع ہی حاصل نہیں ہو سکتا کہ اس
[illegible] مطالب ہماری سمجھ میں نہ آئیں اور ہم اسے سمجھ کر غور و فکر سے اس کا
مطالعہ [illegible] حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ تم اس خیال میں نہ رہو کہ جلد جلد
قرآن ختم ہو [illegible] جائیں اور سمجھ میں آئے یا نہ آئے کسی طرح قرآن ختم
[illegible] اگر تم ایک ہی آیت شریف کو سوچ سمجھ کر رات بھر پڑھتے جاؤ گے تو
ایک آیت کا پڑھنا پچاس ختم قرآن سے بہتر ہوگا جو سمجھ کر نہ پڑھے جائیں ایک
مرتبہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بسم اللہ شریف کو کم از کم بیس مرتبہ پڑھا
اور ہر دفعہ ہی سے نیا حظ اٹھایا۔ ایران میں مسلمانوں کا ایک قافلہ قطع
مراحل کرتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ ایک مقام پر یکبارگی اس پر ڈاکو ٹوٹ پڑے
قافلہ والوں میں سے کوئی ایک صاحب آہستہ آہستہ قرآن کریم پڑھتے چلے
جا رہے تھے جب لوٹ شروع ہوئی تو آپ نے بلند آواز سے پڑھنا شروع
کر دیا جب سکون ہوا تو آپ کی زبان پر یہ آیت تھی الم یان للذین ان
تخشع قلوبھم لذکر اللہ (کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ قلوب خداوند
قدوس کی خشیت سے لرزنے لگیں)" ڈاکوؤں کا سردار عربی زبان پر عبور
رکھتا تھا۔

انتہائی ظلم کا موقع مظلوموں کی چیخ و پکار، سافروں کا راہ میں لٹنا خود ایک
موثر نظارہ تھا کہ اس اثناء میں اس کے کان میں اس آیت کی گونج پیدا ہوئی
وہ ایک ساتھ اپنی جگہ سے یہ کہتا ہوا اللہ کہتا ہوا کہ آگیا آگیا۔ اس کا قلب
بے چین ہو گیا اور خشیت الٰہی سے تمام جسم لرزنے لگا اس نے سارا لوٹا ہوا مال
واپس کر دیا اور آئندہ کے لئے صدق دل سے توبہ کر کے بقیہ عمر توبہ و استغفار
اور یاد الٰہی میں بسر کی۔

دیکھا آپ نے یہ ہے آیات قرآنی کا کمال اثر کہ اگر ذرہ برابر بھی توجہ سے کام لے
لیا جائے تو قلب سینے میں مرغ بسمل کی طرح تڑپ اٹھتے ہیں اور ان میں
صبر و ضبط کی تاب باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح لکھا ہے کہ ایک بزرگ کہیں تشریف
لیجا رہے تھے اثنائے راہ میں دیکھا کہ ایک لڑکا مکتب کے دروازہ پر کھڑا زار و
قطار رو رہا ہے تختی ہاتھ میں لیا ہے جسے وہ بار بار دیکھتا اور روتا جاتا ہے آپ کو
ترس آیا اور قریب جا کر پوچھا کہ بیٹا کیا بات ہے کیوں اس شدت کے ساتھ
رو رہے ہو اس نے تختی سامنے کر دی اور کہنے لگا دیکھیے تو کس شدت و شکوہ
کی وعید ہے بندہ اسے دیکھ کر اور پڑھ کر دنیا سے بیزار اور نفور نہ ہو جائے
تو کیا کرے آپ نے تختی ہاتھ میں لیکر پڑھی تو اس پر ایک شریف کی نصف
صورت مرقوم تھی آپ خود بھی متاثر ہوئے اور فرمانے لگے بیٹا خاموش رہ

اپنے آنسو روک لے کل مجھے پھر رونا ہے کل تیرا استاد آخری نصف صورت جب مجھکو دیگا اس وقت دل کھول کر رو لینا کہ اس وقت مزید گریہ وزاری کا موقعہ ہوگا۔ دوسرے روز جو آپ اس طرف سے گزرے تو دیکھا کہ تختی پر بقیہ صورت بھی لکھی ہوئی ہے اور وہ لڑکا مردہ پڑا ہے اس کے تاثرات قوی اور طبع تیز اور احساسات بہت ذکی تھے وہ اس وعید اور شکوہ تہدید کو برداشت نہ کر سکا اور اس کا قلب پھٹ گیا۔ ایک وہ لڑکا تھا اور ایک ہم ہیں ہم نے بلاشبہ یہ صورت اپنی زندگی میں ہزار مرتبہ تو ضرور ہی پڑھی ہوگی لیکن اثر ہونا تو کجا اس طرف کبھی ذہن بھی منتقل نہ ہوا ہوگا۔ اور منتقل تو جب ہو کہ ہم قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھیں اور آیات کے معانی و مطالب کو سمجھیں۔

قرآن کریم کا احترام

قرآن کریم کو ہم پڑھتے تو ہیں لیکن یہی نہیں کہ ہم سمجھکر نہیں پڑھتے بلکہ کلام الٰہی کا واجبی احترام بھی ہمارے پیش نظر نہیں رہتا جتنا جلد کوئی قرآن شریف پڑھتا ہے اتنا ہی فخر کرتا ہے جب پڑھنا شروع کرتے ہیں تو ڈاک گاڑی چھوڑ دیتے ہیں اور پوری سرعت و عجلت کے ساتھ پڑھتے چلے جاتے ہیں اس وقت اس کے ادب و احترام کا نہیں بلکہ اس کا خیال ہوتا ہے کہ جتنی جلد ہو پارہ ختم کر سکیں کر لیں ہم کہہ چکے ہیں کہ اس طرح تلاوت گستاخی کی حد تک پہنچ جاتی ہے اور ثواب کیا الٹا ہم پر گناہ ہوتا ہے خدائے قدوس کا کلام اور اسے اس سرعت اور بھونڈے طریق سے پڑھنا معصیت کے سوا اور کیا نتائج پیدا کر سکتا ہے جس وقت قرآن کریم کو پڑھنے بیٹھیں اس وقت یہ خیال کر لینا چاہیئے کہ اب ہمیں رب العزت پروردگار عالم سے ہمکلامی کی سعادت حاصل ہو رہی ہے ہم اس کی بارگاہ رفیع میں حاضر ہیں خشوع و خضوع کا جذبہ ہم پر مستولی ہونا چاہیئے۔

جس طرح ایک بڑے رتبہ کے انسان سے ہمکلام ہونے میں ہمیں اس کی بڑائی اور عظمت کا ہر لمحہ خیال دامنگیر رہتا ہے اور ہم سنبھل سنبھل کر اس سے گفتگو کرتے ہیں کم از کم اتنا خیال تو اس وقت ہمیں ہونا ہی چاہیئے قرآن کریم کی تلاوت کے وقت ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے غور و فکر کی چشم بصیرت وا کر لینی چاہیئے اور رک رک کر اور ٹھہر ٹھہر کر خوش الحانی توجہ اور انہماک کے ساتھ پڑھنا چاہیئے یہی صورت ہے جو معانی و مطالب کو بھی ہم پر واضح کرتی ہے ورنہ عجلت میں تو مطالب کی طرف ذہن ہی منتقل نہیں ہوتا اس وقت باقی ہر امر سے خالی الذہن ہونا بھی لازمی ہے اور اگر ممکن ہو تو اس وقت کچھ خوشبو بھی ضرور سلگا لینی چاہیئے اگر دوران تلاوت میں تلاوت کے آداب و احترام کا خیال ملحوظ نہ رکھا جائے تو اس کا فیضان جاری نہیں رہتا اور نہ ایسے پڑھنے سے کوئی ثواب اور فائدہ ہوتا ہے۔

اجر عظیم کی بشارت

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہر وسیع ہے وہ اپنے بندوں پر کرم و نوازش کے بہانے ڈھونڈتا رہتا ہے اور ان کی محنت کے پھل کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا اگر بندہ واقعی مجبور ہے تو وہ اس کے اجر کو پیش نظر رکھتا ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ عربی زبان سے واقف نہیں صرف اسے دیکھکر پڑھ لیتے ہیں ایسے افراد کو تلاوت کے ثواب سے ہرگز محروم نہ کیا جائے گا شرط یہی ہے کہ وہ تلاوت کے آداب و احترام کو ملحوظ رکھیں اور آہستہ آہستہ حروف و الفاظ کو واضح کر کے پوری انکساری و تضرع کے جذبات سے تلاوت کریں اور یہی سمجھیں کہ ہم دربار خداوندی میں حاضر ہیں ایسی صورت میں ... ... اس کے بے معنی پڑھ لینے میں بھی ثواب حاصل ہوگا اور پڑھنا تو ایک طرف اس کے دیکھنے کا بھی ثواب ملیگا جو لوگ پڑھ نہیں سکتے وہ اگر اسے احترام کی توجہ سے سنیں تو وہ بھی ثواب و اجر سے محروم نہ کئے جائینگے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور یہ فرمایا ہے کہ لاخیر فی قراۃ لا تدبر فیہا کہ بے سوچے سمجھے قرآن کریم کی تلاوت سے کوئی فائدہ نہیں ہے اور ورتل القرآن ترتیلا کے اتباع میں حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ قرآن ٹھیر ٹھیر کر پڑھو اور جو شخص تین روز سے کم مدت میں قرآن کریم ختم کرے گا وہ ثواب سے محروم رہے گا قرآن کی تلاوت بجائے خود ایک عبادت ہے اور عبادت وہی مقبول ہوتی ہے جس میں رجوع قلب اور سکون دل کی روح موجود ہو واضح رہے کہ قرآن و حدیث کے اولین مخاطب عرب تھے جن کی مادری زبان عربی تھی حضرت امام غزالی کا یہ قول کہ بلا سمجھے قرآن پڑھنا ایک گستاخی ہے یا رسول کریم کی اسی مضمون کی احادیث انہیں لوگوں کے انتباہ کے لیے تھیں اور ہم میں سے وہ اشخاص بھی اسی انتباہ کے مورد بن سکتے ہیں جو عربی سمجھتے ہیں اور پھر بلا غور و فکر جلد جلد پڑھتے چلے جاتے ہیں ساتھ ہی وہ لوگ بھی ثواب کے مستحق نہیں ہو سکتے جو تعلیم یافتہ ہیں ترجمہ سے پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں مگر نہیں اٹھاتے بلا ترجمہ پڑھ لے ایک پارہ کی تلاوت سے اس ایک رکوع کا پڑھ لینا زیادہ اجر کا باعث ہے جو غور اور ترجمہ کے ساتھ پڑھا جائے۔

حضرت امام غزالی کی نصائح

حضرت امام غزالی بہت بڑے خدا دوست اور خدا شناس بزرگ گذرے ہیں آپ نے قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے معانی و معارف کے متعلق غور کرنے کے بارہ میں بہت سی مفید اور قابل عمل باتیں مرقوم فرمائی ہیں اور واضح کیا ہے کہ قرآن کریم کو کس طرح پڑھا جائے اور اس کے مطالب و اسرار پر غور و فکر کی کیا کیا صورتیں اختیار کی جائیں آپ لکھتے ہیں :-

جو آیت بھی نماز میں یا قرآن کریم میں پڑھی جائے ضروری ہے کہ اس کے مطالب و معانی پر بھی غور کرے اور ہر طرف اور ہر سمت سے خیال ہٹا کر توجہ اسی طرف مرکوز کرے حتی کہ اس وقت کسی اور دینی امر کی طرف بھی اپنا خیال منتقل نہ ہونے دے جوں جوں صفات الٰہی، محامد رب قدیر اور قدرت ایزدی کے اسرار و غرائب اور رموز اور حکمتیں اس پر واضح ہوتی جائیں گی اسے لطف بھی آتا جائے گا اور اس کی توجہ بھی قائم ہوتی جائے گی۔

آپ مثالاً فرماتے ہیں کہ جب آیت شریفہ انا خلقنا الانسان من نطفۃ زبان سے ادا ہو تو نطفہ کے عجائبات اور اس کی بار آوریوں کی طرف اپنی دماغی توجہ مرتکز کرے اور سوچے کہ پانی کے ایک حقیر و ناچیز قطرے سے خدائے ذوالجلال نے کیا کیا اور کیسی کیسی مختلف چیزیں تیار کر کے بکھیر دیں گوشت پوست رگیں، اعصاب، ہڈیاں، ناخن بال، سر آنکھیں کان اور اعضائے انسانی اس سے بنائے اور پھر انسانی پتلے میں روح پھونک کر اسے کتنی شاندار دماغی و قلبی قوتیں عطا فرما کر اشرف المخلوقات کے خطاب رفیع سے مشرف

فرمایا۔ اسی طرح مختلف المعانی آیات کے مطالب و مفاہیم کی طرف پڑھنے والے کا دماغ و ذہن منتقل ہوتا چلا جائے رحمت کی آیت سامنے آئے تو قلب میں شادمانی و انبساط کے جذبات امنڈ آئیں اور جب کسی خوف و بیم کی آیت پر پہنچے تو دل پر ہراس و اضطراب کا عالم طاری ہو جائے اسی طرح جب معبود برحق کی صفات کاملہ کی کوئی آیت زبان پر آئے تو ایک پیکر انکسار و تواضع بن جائے اور جب کفار کے اقوال اور ان کی سرکشی کی عادات کی آیت سامنے آئے تو شرم و خجالت کا رنگ چہرہ پر نمودار ہو اسی طرح ہر مضمون کی آیت اور ہر مفہوم کی نص پر اس کے معانی کے مطابق اثر پیدا کرتا جائے اور قلب کو تاثر کے لئے تیار و آمادہ رکھے۔

آپ لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں اور یہ مومنوں کی عجائب نگاہ ہے اگر کوئی شخص قرآن کریم کے مطالب پر غور کرے تو پھر وہ اور کسی چیز کی طرف مائل ہی نہیں ہو سکتا اور اس کی یہ مشغولیت اس کے خیال کو کسی طرف متوجہ نہیں ہونے دیگی جو شخص قرآن کریم کے معنی نہ سمجھا اور نہ سمجھنے کی کوشش کی وہ بڑا ہی بدنصیب ہے ادب و احترام کا تقاضا یہ ہے کہ ہر لفظ کے معنی کا خیال کرے ایک بار سمجھ میں نہ آئے تو دوبارہ غور کرے۔

حضرت حسن بصری کی تلقین

حضرت حسن بصری رح فرماتے ہیں کہ قرآن کریم بڑی عظمت والی چیز ہے پہلے لوگ یہ خیال و یقین کرتے تھے کہ قرآن حکیم خدائے قدوس کا ایک فرمان ہے جسے اس نے بندوں کے نام صادر کیا ہے اسی لئے وہ اسے پڑھتے اور اس پر غور و تامل کرتے تھے لیکن جب سپیدہ سحری نمودار ہوتا اس پر عمل کرنا شروع کر دیتے تم لوگوں کی حالت یہ ہے کہ صرف اس کی قرأت اور اس کا پڑھنا اختیار کر لیا ہے کہ تم اس کی صحت اور زیر و زبر کا تو خیال کرتے ہو لیکن اس کے معانی پر غور کرنے کا تمہیں خیال ہی نہیں آتا خوب سمجھ لو کہ پڑھنا واقف ہونے کے لئے ہے اور واقف ہونا عمل کے لئے ہے جو لوگ قرآن پڑھتے اور سنتے تو ہیں مگر سمجھنے اور غور نہیں کرتے اور نہ عمل کے لئے تیار ہوتے ہیں اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی غلام کے نام اس کے مالک کا فرمان آئے جس میں تعمیل احکام ہوں اور وہ غلام اسے لیکر خوش الحانی سے پڑھنے بیٹھ جائے اس کے حروف کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کرے۔ مختصر یہ کہ وہ اس کے پڑھنے اور اس کی تلفظ درست کرنے کی طرف تو توجہ کرے لیکن اس فرمان کی غرض و غایت کو خاک نہ سمجھے نہ سمجھنے کی کوشش کرے اور نہ اسے اس فرمان کی تعمیل کا خیال آئے پھر وہ اس فرمان کو کسی ریشمی یا زربفت کے کپڑے میں لپیٹ کر اور خوشبو لگا کر کسی بلند جگہ پر رکھدے خود غور کرو کہ مالک ان حرکات پر اس غلام کو اچھا سمجھے گا یا برا اور اس کا کیا حال کرے گا اور اس عدم تعمیل فرمان میں وہ مستوجب سزا قرار پائے گا یا نہیں۔

اگر یہ غلام اپنے آقا کے فرمان کے اس ادب و احترام پر بھی قابل سزا ہے تو یقین جانو کہ خدائے قدوس بھی ان بندوں سے ضرور باز پرس کرے گا جو اس کے فرمان کی تعمیل اور اس کی کتاب کے احکام کی پابندی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور ظاہری ادب و احترام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یہ اس کی بندہ نوازی اور شان کریمی کا منشا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو تلاوت محض کا ثواب بھی عطا کر دیتا ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ قرآن سمجھنے اور احکام الٰہی کی تعمیل کے لئے نازل کیا گیا ہے افسوس ہے کہ مسلمان اصل مقصد کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور صرف اس کے بلا سوچے سمجھے پڑھ لینے اور اس کا ظاہری احترام کر لینے پر اکتفا کرتے ہیں مسلمانوں کو اپنی اس خامی اور بے توجہی کی طرف اپنا خیال اولین فرصت میں منتقل کرنا چاہیے اور اگر وہ عربی زبان سے واقف ہی نہ ہوں تو قرآن کریم کے ترجمہ سے انھیں فیض حاصل کرنا چاہیے۔

مقالات غوث الاعظم

بسلسلہ گذشتہ

فلم تعطه فی الدنیا عوضت
عنه فی الاخری بما یزیدك قربة
و زلفی الی العلی الاعلی وما
تقربه عینناك فی الفردوس
الاعلی وجنة الماوی و
ان کنت لم تطلب ذلك و
تامله و ترجوه وانت فی
دار الدنیا التی هی دار الفناء
والتکالیف بل سواء لك و
انت فیها وجه الذی خلق
و برا و منع و اعطی و بسط
الارض و رفع السماء اذ
ذلك هو المراد و المطلوب
و المنی فربما عوضت عن ذلك
بما هو ادنی من ذلك او
مثله فی الدنیا بعد انکسار
قلبك لصدك عن ذلك
المطلوب و المراد و المنی
و تحقیق العوض فی الاخری
علی ما ذکرنا و بیناه

کسی شئے کا ارادہ قطعاً نہیں ہو تو تجھ
میں ارادہ اشیا میں سے کسی شئے کا ارادہ
پیدا کیا جائے گا اور جب تیرا ارادہ اس
میں ثابت ہو جائے گا تو پھر وہ شئے دور
اور معدوم کر دی جائے گی اور تو اس چیز
سے واپس کیا جائے گا پھر وہ شئے تجھے دنیا
میں نہیں دی جائیگی بلکہ اس کا عوض آخرت
میں تجھے ایسا دیا جائے گا جو حضرت باری
میں تیرے قرب کو زیادہ کرے اور جس سے
جنت الماوی اور فردوس اعلیٰ میں تیری
آنکھیں روشن ہوں اور اگر تو نے اس دنیا
دار فنا اور دار تکلیف میں اس چیز کی طلب
نہ کی امید نہ رکھی اور اس کی طرف متوجہ
ہوا بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے تیری امید
صرف وہ ذات پاک رہی جس نے تمام چیزوں
کو پیدا کیا اور ظاہر کیا اور کسی کو دیا اور
کسی کو نہ دیا اور زمین کو بچھایا اور آسمان
کو بلندی دی اور بیشک یہی خاص پاک
مراد مطلوب اور آرزو ہے تو اکثر اوقات
یہ ہو گا کہ تیرے دل شکستہ ہونے کے بعد

(اور اس مطلوب اور آرزو سے روکے جانے اور دنیا میں ان کی خواہش نہ کرنے کے سبب ان کا بدلہ آخرت میں تیرے لئے ثابت و برقرار رکھتے ہوئے ان کی مثل یا ان سے کم دنیا میں بھی تجھے دیا جائے گا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور بیان کیا۔

المقالة العشرون

مقالہ بیسواں

(فی قوله صلعم دع ما یریبك الی ما لا یریبك)

(بیان حدیث کہ شک کی چیز کو چھوڑ دو)

قال فی قوله صلعم دع ما یریبك
الی ما لا یریبك دع ما یریبك
اذا اجتمع مع ما لا یریبك فخذ
بالعزیمة التی لا یشوبها ریب
ولا شك و دع ما یریبك واما
اذا تجرد المریب المشوب
الذی لم یصف عن حز القلب

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز
تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دے اور جو چیز
تجھے حلال و حرام کے شک میں نہ ڈالے اسے
اختیار کر۔ فرمایا اس حدیث میں کہ جب امر
مشتبہ غیر مشتبہ کے ساتھ جمع ہو جائے
تو اس عزیمت کو اختیار کر جس میں شک
شبہ نہ ہو اور اس چیز کو چھوڑ دے جو شک

وحکه کما جاء فی الخبر الاثم
حزاز القلوب فتوقف فیه
و انتظر الامر فیه فان امرت
بتناوله فدونك وان منعت
فکف فلیکن ذلك عندك کان
لم یکن ولم یوجد وارجع
الی الباب و ابتغ عند ربك
الرزق ان ضعفت عن الصبر
او الموافقة و الرضا و الفناء
فهو عز و جل لا یحتاج ان یذکر
فلیس بغافل عنك و عن غیرك
هو عز و جل لا یحتاج ان یذکر
فانه یطعم لغیرك عنك و عن
غیرك هو عز و جل یطعم
الکفار و المنافقین و المعرضین
عنه فکیف ینساك ایها المؤمن
الموحد المقبل علی طاعته
والقائم بامره فی اناء اللیل
و اطراف النهار وجه اخر دع
ما یریبك لما یریبك دع ما
فی ید الخلق فلا تطلبه ولا
تعلق قلبك به ولا ترج
الخلق ولا تخافهم وخذ
من فضل الله و هو ما لا
یریبك فلیکن لك مسؤل
واحد و معط واحد و
همة واحدة و هو ربك
عز و جل الذی نواصی
الملوك بیده و قلوب الخلق
بیده التی هی امراء
الاجساد و اموال الخلق
له و الخلق وکلاؤه و امناؤه
و حرکة ایدیهم بالعطاء
لك باذنه عز و جل وامره
وتحریکه وکفها عن عطائك

یعنی دل میں کھٹکے اور جب تک مشکوک چیز
ہو اور شئے مشکوک رہے کہ جس سے
[illegible] تو کھٹکا ہو جیسا کہ
حدیث شریف میں آیا ہے گناہ دلوں کا کھٹکا ہے
اللہ سے رجوع کر پھر اگر اس کے لینے کا تجھے حکم
[illegible] کے لینے کا حکم ہو تو لے اور اگر تجھے اس
کے حاصل کرنے سے روک دیا جائے تو تو اپنے
اور اگر منع کیا جائے تو [illegible] کہ
[illegible] ایسی ہو جائے
گویا کہ وہ موجود ہی نہیں اور [illegible]
کی طرف رجوع کر اور اپنے رب سے [illegible]
رزق مانگ اگر صبر یا موافقت یا رضا یا
فنا سے ضعیف ہو اپنے صبر ہو جائے
[illegible] کہ اللہ عزوجل اس کا محتاج
نہیں ہے کہ اسے [illegible] اور تجھ
سے اور تیرے غیر سے کبھی غافل نہیں ہے
اللہ ہی کافروں اور منافقوں
اور اپنی طاعت سے برگشتہ لوگوں کو بھی
رزق دیتا ہے پھر اے مومن موحد اسے
اس کی طاعت پر [illegible] والے اور شب
بیداری [illegible] پابندی کرنے والے وہ
تجھے کس طرح بھول جائے گا اور دوسرے
[illegible] یہ میں
اس چیز کو جو مخلوق کے پاس ہے چھوڑ دے
اس کی طلب نہ کر اس سے دل نہ لگا مخلوق
سے امید نہ رکھ اور ان سے خوف نہ کر اور
خدا کے فضل سے لے اور وہ فضل ایسی
ہے کہ تجھے شک میں نہ ڈالے گی اور اس کا
[illegible] جس کے [illegible]
[illegible] ایک اور [illegible]
ایک ہو وہ تیرا ہی رب عزوجل ہے
اس کے قبضہ میں بادشاہوں کی پیشانیاں
ہیں اور اس کے ہاتھ میں مخلوق کے قلوب
ہیں جو اجساد و اجسام کے بادشاہ ہیں
اور ان میں فاعل و متصرف ہیں اور

كلا لك قال تعالى واسئلوا الله من فضله وقال ان الذين تدعون من دون الله لا يملكون لكم رزقا فابتغوا عند الله الرزق واعبدوه واشكروا له وقال اذا سألك عبادي عني فاني قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان وقال ادعوني استجب لكم وقال ان الله هو الرزاق ذو القوة المتين وقال ان الله يرزق من يشاء بغير حساب

اور تجھے دینے میں لوگوں کے ہاتھ کی حرکت کے اذن حکم اور جنبش دینے سے ہے اور تجھے دینے سے مخلوق کا باز رہنا بھی اسی طور پر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو اور فرمایا تم خدا کے سوا جنھیں پکارتے ہو وہ تمہارے لئے رزق کے مالک نہیں ہیں بس اللہ ہی سے رزق طلب کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو اور فرمایا اے نبی جب میرے بندے میری نسبت آپ سے سوال کریں تو بیشک میں اپنے بندوں سے قریب ہوں میں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جبکہ کوئی مجھے پکارتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور فرمایا اللہ ہی رزاق رزق دینے والا صاحب قوت اور مضبوط ہے اور فرمایا اللہ جس کو چاہتا ہے اُسے بے حساب رزق دیتا ہے۔

المقالة الحادية والعشرون

(في مكالمة ابليس)

قال رأيت ابليس اللعين في المنام وانا في جمع كثير فهممت بقتله فقال لي لم تقتلني وما ذنبي ان جرى القدر بالشر فلا اقدر اغيره وانقله الى الشر واي شيء بيدي ورأيت صورته على صورة الخناثى لين الكلام مسنون الوجه فيه طاقات شعر في ذقنه حقير الصورة ذميم الوجه وكانه يتبسم في وجهي تبسم خجل ووجل وكان ذلك في ليلة الاحد ثاني عشر ذي الحجة احدى وتسعين واربعمائة

مقالہ اکیسواں

(ابلیس کی گفتگو)

فرمایا حضرت نے میں نے خواب میں ابلیس لعین کو دیکھا کہ میں ایک جماعت کثیر میں ہوں میں نے ارادہ اس کے مار ڈالنے کا کیا اُس نے کہا آپ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں میرا کیا گناہ ہے اگر تقدیر شر کے ساتھ جاری ہوتی ہے تو خیر کے ساتھ بدلنے اور خیر کی طرف اسے پلٹنے کی میں طاقت نہیں رکھتا اور اگر تقدیر خیر کے ساتھ جاری ہوتی ہو تو میں طاقت نہیں رکھتا کہ اسے شر کی جانب پلٹ دوں میں کونسی چیز میرے اختیار میں ہے میں نے اسے صورت مخنثوں کے مانند دیکھی نرم اور سست کلام لنبا منہ یعنی ناک ٹھوڑی کے نیچے چند بال تھے صورت حقیر شکل ذلیل گویا وہ ایک خوف زدہ اور شرمگیں شخص کی طرح میرے روبرو متبسم تھا میں نے یہ خواب ذی الحجہ کی بارہویں تاریخ ۴۹۱ھ میں اتوار کے دن دیکھا تھا۔

المقالة الثانية والعشرون

(في ابتلاء المؤمن على قدر ايمانه)

قال رضي الله عنه لا يزال الله يبتلي عبده المؤمن على قدر ايمانه فمن عظم ايمانه وكثر وزاد عظم بلاؤه فالرسول بلاؤه اعظم من بلاء النبي لان ايمانه اعظم والنبي بلاؤه اعظم من بلاء البدل وبلاء البدل اعظم من بلاء الولي كل واحد على قدر ايمانه ويقينه واصل ذلك قول النبي صلى الله عليه وسلم انا معاشر الانبياء اشد الناس بلاء ثم الامثل فالامثل فيديم الله تعالى البلاء لهؤلاء السادة الكرام حتى يكونوا ابدا في الحضرة ولا يغفلوا عن اليقظة لانه تعالى يحبهم فهم اهل المحبة ومحبوب الحق والمحب ابدا لا يختار البعد عن محبوبه فالبلاء خطاف لقلوبهم وقيد لنفوسهم يمنعهم من الميل الى غير مطلوبهم والسكون والاركان الى غير خالقهم فاذا دام ذلك فيهم ذابت اهويتهم وانكسرت نفوسهم وتميز الحق من الباطل فتنزوي الشهوات والارادات والميل الى اللذات والراحات باجمعها دنيا واخرى الى ما يلي النفس ويصير السكون الى وعد الحق والرضا بقضائه والقناعة بعطائه والصبر على بلائه والامن من شر خلقه الى ما يلي القلب فتقوى شوكة القلب فتصير الولاية على الجوارح لان البلاء يقوي القلب واليقين ويحقق الايمان والصبر

مقالہ بائیسواں

(مومن پر بقدر اس کے ایمان کے بلا آتی ہے)

فرمایا کہ عادت الٰہی جاری ہے کہ اللہ تعالے اپنے مومن بندہ پر اس کے ایمان کے بقدر بلا ڈالتا ہے پس جس شخص کا ایمان زیادہ قوی ہے اس کی بلا زیادہ ہوگی رسول کی بلا نبی کی بلا سے عظیم ہے کیونکہ رسول کا ایمان اعظم ہے اور نبی کی بلا ابدال کی بلا سے زیادہ بڑی ہے کیونکہ نبی کا ایمان ابدال کے ایمان سے زیادہ بڑا ہے اور ابدال کی بلا ولی کی بلا سے زیادہ عظیم ہے ہر ایک بلا میں اپنے اندازہ ایمان و یقین کے مطابق مبتلا کیا جاتا ہے اور اس کی اصل فرمان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ نے فرمایا: ہم گروہ انبیا بلحاظ بلا کے اور لوگوں سے سخت تر ہیں پھر انبیاء کے بعد اسی طرح درجہ بدرجہ اور ان سادات کرام کو اللہ تعالے ہمیشہ مبتلائے بلا رکھتا ہے تاکہ وہ دائم محل قرب اور حضوری میں رہیں اور شہود حق کی بیداری سے غافل نہ رہیں اس لئے کہ اللہ تعالے انھیں دوست رکھتا ہے اور وہ اہل محبت اور محبوبین حق ہیں اور محب کبھی اپنے محبوب کے بعد کو پسند نہیں کرتا پس بلا اُن کے قلوب کو حق کی طرف کھینچنے والی ہے اور اُن کے نفوس کے لئے قید ہے اور غیر مطلوب کی طرف مائل ہونے اور خالق کے غیر سے آرام لینے اور اس کی طرف جھکنے سے ان کو روکتی ہے پھر جب ان پر نزول بلا ہمیشہ رہتا ہے تو ان کی خواہشیں پگھل جاتی ہیں اور ان کے نفوس ٹوٹ جاتے ہیں اور حق باطل سے ممتاز ہو جاتا ہے پھر شہوتیں اور ارادے اور لذتوں کی خواہشیں اور دنیا و آخرت کی راحتیں یہ سب ان کے گوشہ نفس میں سمٹ آتی ہیں اور پھر وعدہ حق پر سکون اس کی قضا پر رضا اس کی عطا پر قناعت اور اس کی بلا پر صبر اور خلق کے شر سے امن یہ سب ان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے اور ان کے دل کی شوکت قوی ہو جاتی ہے پھر قلب کو تمام اعضاء پر بادشاہی حاصل ہو جاتی ہے۔

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

حبش میں پہنچکر غریب ستائے ہوئے مسلمانوں نے اطمینان کا سانس لیا اور نجاشی کے زیرسایہ امن وچین کی زندگی بسر کرنے لگے قریش جب یہ خبر سنتے تو پیچ وتاب کھاکر رہ جاتے بالآخر سب نے مل کر طے کیا کہ ایک سفارش نجاشی کو بھیجی جائے کہ وہ ہمارے مجرموں کو ہمارے حوالہ کردے اور یا اپنے ملک سے نکال دے چنانچہ عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص اس کام کے لئے منتخب کئے گئے نجاشی اور اس کے درباریوں کے لئے گرانبہا تحفے دیا۔ مکہ کے بڑے بڑے تزک واحتشام اور سروسامان سے یہ سفارت حبش کو روانہ ہوئی سب سے پہلے یہ سفیر درباری پادریوں سے ملے اور ان کی خدمت میں نذریں پیش کرکے ان کو ہموار کیا اور اس طرح سمجھا دیا کہ ہمارے شہر کے چند ناد انوں نے ایک نیا مذہب ایجاد کیا ہے جو نصرانیت اور بت پرستی دونوں کے خلاف ہے اس جرم میں ہم نے ان کو اپنے ملک سے نکال دیا ہے جو تمہارے ملک میں آکر پناہ گزین ہوئے ہیں کل ہم جو درخواست ان کے متعلق دربار میں پیش کریں تو آپ ہماری مدد اور تائید فرمائیں تاکہ اس وبا سے آپ کا ملک محفوظ رہے دوسرے دن جب دربار میں درخواست پیش ہوئی کہ ہمارے مجرموں کو ہمارے حوالہ کردیا جائے تو نجاشی نے مسلمانوں کو بلا یا اور ان سے پوچھا کہ تم نے یہ کونسا نیا دین ایجاد کیا ہے مسلمانوں نے اپنی طرف سے گفتگو کرنے کے لئے حضرت جعفر کو منتخب کیا اور انہوں نے اس طرح تقریر شروع کی۔

حضرت جعفرؓ کی تقریر

ایہا الملک! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے بت پوجتے تھے مردار کھاتے تھے ہمسایوں کو ستاتے تھے بدکاریاں کرتے تھے۔ بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا۔ قوی لوگ کمزوروں کو کھاجاتے تھے اس اثنا میں ہم میں ایک شخص پیدا ہوا جس کی شرافت اور صدق و دیانت سے ہم لوگ پہلے سے واقف تھے اس نے ہم کو اسلام کی دعوت دی اور یہ سکھایا کہ ہم پتھروں کو پوجنا چھوڑ دیں۔ سچ بولیں۔ خونریزی اور ڈاکہ زنی سے باز آئیں نماز پڑھیں روزے رکھیں زکوٰۃ دیں۔ ہم اس پر ایمان لائے شرک اور بت پرستی چھوڑ دی اور تمام اعمال بد سے باز آئے اسی جرم پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہوگئی اور ہم کو مجبور کرتی ہے کہ ہم اسی گمراہی میں واپس آجائیں۔

یہ مختصر مگر جامع دلنشیں پر تاثیر اور دلنشیں تقریر سنکر نجاشی نے کہا کہ اچھا جو کلام تمہارے پیغمبر پر اترا ہے کہیں سے پڑھو یہ سنتے ہی حضرت جعفر نے سورہ مریم کی ابتدائی آیتیں شروع کردیں جن کا یہ اثر ہوا کہ نجاشی پر رقت طاری ہوگئی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور کہا کہ خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں۔ پھر سفرائے قریش سے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ میں ان کو ہرگز واپس نہ کردونگا۔

جب سفرائے قریش نے دیکھا کہ تمام کوششیں رائیگاں گئیں اور کلام الٰہی کی اثر نے نجاشی کو بھی مسحور کرلیا تو دوسرے دن عمرو بن العاص نے ایک اور چال چلی اور دربار میں آکر نجاشی کو یوں بھڑکانا شروع کیا۔

"کیا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہیں"

نجاشی نے مسلمانوں کو بلاکر اس سوال کا جواب مانگا اب مسلمانوں کو تردد ہوا کہ اگر حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے سے انکار کرتے ہیں تو نجاشی کا ناراض ہونا یقینی ہے اور اگر حق و صداقت سے گریز کرتے ہیں تو ایمان جاتا ہے حضرت جعفر نے کہا کہ ہر حال کچھ ہی ہو ہمیں سچائی کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے خواہ انجام کچھ ہی ہو الغرض جب یہ لوگ دربار میں حاضر ہوئے تو نجاشی نے پوچھا کہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق تم کیا اعتقاد رکھتے ہو حضرت جعفر نے آگے بڑھکر کہا "ہمارے پیغمبر نے بتلایا ہے کہ وہ خدا کا بندہ۔ پیغمبر اور کلمۃ اللہ ہے" یہ سنکر نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھالیا اور کہا واللہ جو تم نے کہا عیسیٰؑ اس تنکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہے اس باطل سوز منظر نے تمام درباری پادریوں کو برہم کردیا اور وہ غصہ سے پیچ وتاب کھانے لگے مگر نجاشی نے درباریوں کے غصہ کی کوئی پرواہ نہ کی سفرائے قریش خائب وخاسر اور ناکام و نامراد واپس آئے اور مسلمان امن سے رہنے لگے فسبحان اللہ وبحمدہ۔

احسان کا بدلہ احسان

اسی زمانہ میں نجاشی کے ملک پر کسی دشمن نے حملہ کیا اور نجاشی کو خود مقابلہ میں جانا پڑا جب مسلمانوں نے دیکھا کہ ہمارے محسن کا ملک تاراج ہو رہا ہے اور تخت خطرہ میں ہے تو صحابہ نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا روش اختیار کرنی چاہیئے چنانچہ یہ رائے قرار پائی کہ ہم میں سے ایک شخص جنگ کے موقع پر موجود رہے اور درست خبریں بھیجتا رہے اور اگر ضرورت پڑے تو ہمیں نجاشی کی ہر طرح مدد کرنی چاہیئے حضرت زبیرؓ اگرچہ اس وقت سب سے کم سن تھے مگر انہوں نے اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کردیا اور ایک مشک کے ذریعہ دریائے نیل کو تیر کر رزمگاہ میں جا پہنچے اور ہر یہ حالات کا معائنہ کررہے تھے اور منتظر تھے کہ اگر ضرورت ہو تو ہم مدد دیں ادھر صحابہ نجاشی کی فتح کے لئے دعائیں مانگ رہے تھے چند روز کے بعد حضرت زبیرؓ واپس آئے اور یہ خوشخبری لائے کہ اللہ پاک نے نجاشی کو فتح دی۔

یہ تھا قرن اول کے مسلمانوں کا اخلاق اور دیگر مذاہب والوں سے برادرانہ سلوک مذہبی تعصب کا ان میں نام تک نہ تھا زمانہ سازی سے وہ ناواقف تھے دراصل اسلام نام ہی صلح وسلامتی کا ہے مسلمان وہ ہے جو صلح جو امن پسند اور بنی نوع انسان کا دلی خیر خواہ ہو مسلمانوں کے لئے اب تک یہ بات باعث فخر واعتزاز ہے کہ وہ اپنے اور غیروں کے دلی خیر خواہ اور درد شریک ہوتے ہیں وہ جہاں بھی رہتے ہیں امن پسندی اور سلوک ورواداری کے ساتھ۔

محصوری شعب ابوطالب

اسلام کا روز افزوں بڑھتا ہوا اقتدار قریش مکہ کے لئے سوہان روح بنا ہوا تھا حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کا اسلام لانا سخت صدمہ بنا ہوا تھا جن پر ان کا کوئی بس نہ چلتا تھا اور نہ ان کی وجہ سے اب مسلمانوں پر زیادہ زور اور ظلم کرسکتے تھے نیز مسلمانوں کا حبش میں چلے جانا اور وہاں امن وچین کی زندگی بسر کرنا یہ چیزیں ایسی نہ تھیں کہ وہ ٹھنڈے دل سے

دیکھتے رہتے ان حالات نے ان کو انکار دین پر قائم رکھا تھا آخر حالات پیش آمدہ پر غور کرنے اور مسلمانوں کی روز افزوں جماعت کے خطرات سے خود کو آگاہ کرنے کے لئے ایک مجلس مشورت منعقد کی گئی اور اس مجلس میں یہ فیصلہ ہوا کہ اگرچہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب سب کے سب ابھی مسلمان نہیں ہوئے ہیں لیکن محمد صلعم کی حمایت اور رعایت پر وہ ضرور ہیں اور ان کے اقتدار کے سایہ میں تحریک اسلام پنپ رہی ہے لہذا ابی طالب سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ محمد صلعم کو ہمارے حوالہ کر دیں اور اگر وہ ایسا کرنے سے انکار کر دیں تو بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو مکمل طور پر بائیکاٹ کر دیا جائے شادی بیاہ میل ملاقات سلام اور جنگی وغیرہ سب ترک کر دیا جائے کوئی چیز ان کے ہاتھ نہ فروخت کی جائے کھانے پینے کی کوئی چیز ان کے پاس نہ پہنچنے دی جائے اور اس اذیت رساں مقاطعہ کو اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک کہ محمد صلعم کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں۔ اس مقاطعہ کے متعلق ایک عہد نامہ لکھا گیا تمام رؤسائے قریش نے اس پر عمل درآمد کرنے کی قسمیں کھائیں عہد نامہ پر دستخط کئے گئے یہ عہد نامہ خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا اور مقاطعہ نہایت زور شور سے شروع ہو گیا۔

ابوطالب خاندان ہاشم اور عبد المطلب کو لیکر مکہ کے قریب ایک پہاڑی درے میں جاکر محصور ہو گئے اور جس قدر مسلمان تھے وہ بھی آپ کے ہمراہ محصور ہونے پر مجبور ہو گئے اس مقاطعہ اور نظر بندی سے صرف ایک شخص ابولہب آزاد رہا کیونکہ وہ کفار قریش کے ساتھ تھا۔ مقاطعہ سختی کے ساتھ شروع ہو گیا درے میں جانیکا صرف ایک تنگ راستہ تھا کوئی شخص اس سے باہر نہ نکل سکتا تھا غلہ وغیرہ جو محصور لوگ اپنے ساتھ لے گئے تھے وہ جلد ختم ہو گیا اور مسلمانوں کو بڑی بڑی تکلیفوں اور مصیبتوں کا سامنا ہوا جن کے تصور سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں چونکہ کفار مکہ کے نزدیک بھی حج کے ایام میں امن عام کے رواج ہوتے تھے اس لئے محصور مسلمان حج کے دنوں میں باہر نکلتے اور ضروری چیزیں خرید لیجاتے آنحضرت صلعم بھی انہی دنوں میں باہر نکلتے اور تبلیغ اسلام میں مشغول ہو جاتے باہر سے آنے جانے والوں کو تبلیغ کرتے مگر ابولہب آپ کے ساتھ ساتھ رہتا جہاں جہاں آپ جاتے ساتھ جاتا اور کہتا جاتا کہ یہ شخص جادوگر اور دیوانہ ہے اس کی بات کوئی مت سننا۔

خاندان ہاشم اگرچہ تمام کا تمام حلقہ بگوش اسلام نہ ہوا تھا لیکن یہ بھی اپنے آپ کو اس مقاطعہ سے علیحدہ نہ رکھ سکے۔ خاندان و نسل کا پاس و لحاظ ایک ایسی چیز ہے جس نے آنحضرت صلعم کا ساتھ دینے اور ان کی مدد کرنے پر مجبور کر دیا یہی نسلی امتیاز اور خاندانی حمیت کا گرامی قدر جذبہ ہے جسنے بنی ہاشم کو مستحق تحریم بنا دیا تین سال تک قید و بند میں رہکر حضور کا ساتھ نہ چھوڑنا ایک ایسا جذبہ پاکیزہ جذبہ ہے جس نے واقعی بنی ہاشم کو ممتاز و سرفراز کر دیا مسلمان تین سال تک شعب ابوطالب میں محصور و مقید رہے اور ہر قسم کی سختیاں برداشت کیں اس سہ سالہ نظر بندی کی مصیبت اور سختی اس قدر سخت اور دردناک تھی کہ قریش کے بعض افراد بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے دراصل یہ مصائب ہی ایسے زہرہ گداز تھے کہ سنگدل بھی سنکر سودہ ہو جاتے تھے مگر ظالم قریش نرم نہ ہوتے تھے بچوں کا بھوک کے مارے تڑپنا اور بلکنا والدین کا حسرت و یاس سے اپنے بچوں کی مصیبت دیکھنا بھوک کی تاب نہ لاکر درختوں کے پتوں تک کو کھا جانا حتیٰ کہ چمڑہ بھی بھون کر کھا جانا یہ چیزیں ایسی نہیں جو قریش میں سے کسی پر اثر نہ ہوتا چنانچہ یہی ہوا سب سے پہلے بنی ہاشم کی مصیبت کو زہیر بن امیہ بن مغیرہ نے محسوس کیا جو ابوطالب کے ماموں تھے پھر انہوں نے رشتہ داری کا واسطہ دلا کر ابو البختری بن ہشام مطعم بن عدی اور زمعہ بن الاسود کو بھی اپنا ہم خیال بنا لیا اور عہد نامہ کو توڑنے پر آمادہ کر لیا ان لوگوں کے ذریعہ عام لوگوں میں بھی بنی ہاشم کی مظلومی کا چرچا ہونے لگا اور بہت سے لوگ اس ظالمانہ عہد نامہ کی تنسیخ کے حامی ہو گئے انہی ایام میں ایک دن حضور سرور کائنات صلعم نے ابوطالب سے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ عہد نامہ کی تحریر کو کیڑوں نے کھا لیا ہے اور صرف وہ جگہ باقی رہ گئی ہے جہاں جہاں اللہ کا نام لکھا تھا ابوطالب یہ عجیب و غریب بات سنکر گھاٹی سے باہر نکلے اور قریش سے کہا کہ میرے بھتیجے نے یہ خبر دی ہے کہ عہد نامہ کی تحریر کو کیڑوں نے کھا لیا اگر یہ صحیح ہے اور عہد نامہ کی تحریر معدوم ہو چکی ہے تو مقاطعہ ختم ہو جانا چاہیے چنانچہ قریش دوڑے ہوئے خانہ کعبہ میں گئے اور دیکھا تو فی الواقع دیمک نے تمام حروف سوائے لفظ اللہ کے کھا لئے سب حیران و ششدر رہ گئے اور اسی وقت مقاطعہ ختم ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔

نبوت کا دسواں سال اور ابوطالب وحضرت خدیجہؓ کی وفات

شعب ابوطالب سے نکلنے کے بعد مسلمانوں کے مصائب کم نہیں بلکہ اور زیادہ ہو گئے حتیٰ کہ اس سال کا نام ہی عام الحزن یعنی غموں کا سال مشہور ہو گیا خصوصاً آنحضرت صلعم کی مصیبت اور بیکسی میں اور بھی اضافہ ہو گیا کہ اسی سال ماہ رجب میں ابوطالب اسی سال کی عمر میں وفات پا گئے جو حضور کی پشت و پناہ تھے یہ جب تک زندہ ہوتے تھے ظالم و سفاک قریش کی دشمنیاں اندر ہی اندر بڑھ گئیں کیونکہ کفار انہی کے اثر و اقتدار سے ڈرتے تھے ان کی وفات کے ساتھ ہی مکہ سے بنی ہاشم کا اقتدار و تسلط بھی جاتا رہا اور اب خود آنحضرت صلعم اور آپ کے جاں نثار متبعین کو ستانے اور نقصان پہنچانے کا راستہ صاف ہو گیا اس پر مزید ستم بر ستم یہ ہوا کہ ماہ رمضان میں اسی سال حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا بھی انتقال ہو گیا جو رسول خدا کے تمام مصائب و تکالیف میں رفیق و مونس تھیں یہ ہمیشہ آپ کی ہمت بندھاتیں اور مصیبتوں میں تسلی دیتیں ادھر تو قریش کے ایذا رسانیوں میں اضافہ ہو رہا تھا اور ادھر قدرت نے ایک رفیق و مونس کو آپ سے جدا کر دیا اس نے آپ کو حضرت خدیجہ کی وفات نے بہت ہی زیادہ غمگین بنا دیا۔

اسلام کی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو مولوی کے لئے لکھی جا رہی ہے

(نوشتہ حضرت مراد مارہروی)

اغیار کے ساتھ برتاؤ

والدین، زوجین، اعزا و اقارب اور اولاد کے متعلق برتاؤ کے سلسلہ میں جو کچھ کہا گیا وہ بہر بڑی حد تک انفرادی اور خانگی امور تھے یہ ضرور ہے کہ اس سلسلہ کی بے احتیاطیاں بھی بعض اوقات اجتماعی زندگی پر اثر انداز ہو جاتی ہیں پھر بھی ان کی نوعیت انفرادی ہی رہتی ہے یتامیٰ کے ساتھ سلوک کا مسئلہ ایک اہم قومی معاملہ تھا اس کی اجتماعی نوعیت صرف اسی قدر تھی کہ اثرات مابعد قوم کو متاثر کریں البتہ قومی اعتبار سے یہ بحد ضروری چیز تھی ان تمام ابواب پر بحث کر کے اب ہم ایک اور اہم منزل میں داخل ہو رہے ہیں اور یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ جب اسلام نے اہل خانہ اور متعلقین اور پڑوسیوں یتیموں کے متعلق ہمیں اس قدر بتایا ہے اور اتنی ہدایات دی ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ اپنوں کے بعد غیروں سے سلوک کے متعلق کیا کہتا اور کیا حکم دیتا ہے۔

غیروں میں کئی قسم کے لوگوں سے ہمیں سابقہ پڑتا ہے ان میں کچھ ہمارے دوست احباب ہوتے ہیں کچھ معاندانہ دشمن ہوتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جن سے رشتہ انسانیت کے سوا ہمیں کوئی تعلق نہیں ہوتا حقیقت یہ ہے کہ مؤخر الذکر طبقہ ہی وہ طبقہ ہے جس سے ہمارے دوست اور دشمن پیدا ہوتے ہیں اگر ہمارا سلوک بہتر ہے برتاؤ اچھا، رویہ مستحسن ہے اور اخلاق قابل تعریف ہیں تو ہمارے دوستوں کی تعداد یقیناً بہت زیادہ ہوگی اور حقیقی دشمنوں کی تعداد بھی اسی نسبت سے کم ہوتی چلی جائے گی اسی لئے اسلام نے پسندیدگی اخلاق کے لئے اپنے پیروؤں کو بہت زور دیا ہے بلکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا حقیقی مقصد ہی بتایا گیا ہے کہ آپ اخلاق کی تکمیل کریں اور لوگوں کی عادتیں سنوار دیں۔ آپ سے کسی نے پوچھا کہ حضور نحوست کیا ہے آپ نے فرمایا اخلاق کا خراب ہونا۔ بدخلقی نیک عمل کو ایسا بگاڑ دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو بگاڑ دیتا ہے، بدخلق آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

ایک جگہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے پورے زور کے ساتھ فرمایا کہ جو شخص خدا کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا خدا بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔

اور سنئے آپ برابر اخلاق پر زور دیتے چلے گئے ہیں فرماتے ہیں کہ تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک تم خدا کی مخلوق پر رحم نہ کرو۔ صحابہ نے عرض کیا ہم سب رحم کرتے ہیں سرکار نے ارشاد فرمایا اس رحم سے نہیں کہتے کہ کوئی شخص اپنے دوستوں پر رحم کرے بلکہ میری مراد اس رحم سے ہے جس کا تعلق عام مخلوق سے ہو (طبرانی) خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جو دیدہ دانستہ اپنی غلطی اور اپنی ضد پر قائم رہیں (ابن ماجہ) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس شخص نے کسی ایسے انسان پر ظلم کیا جس کا سوائے میرے کوئی مددگار نہیں اس نے میرے غصہ کو بھڑکایا (طبرانی)

کتنا معرکۃ الآرا کتنا سبق آموز، اور کتنا بصیرت افروز حکم کہ "الخلق عیال اللہ" (تمام انسان اللہ تعالیٰ کے عیال ہیں) اب غور کیجئے جب مسلمان تمام انسانوں کو عیال اللہ سمجھنے پر حکماً مجبور ہیں تو وہ کسی کے ساتھ خواہ وہ کوئی ہو کس طرح برا سلوک کر سکتے ہیں اور اگر کریں تو اس کی ذمہ داری کرنے والوں ہی پر عائد ہوگی وہ موجب معصیت قرار پائیں گے۔ اسلام تو اپنے فریضہ سے آزاد ہو چکا اور اس نے واضح کر دیا بتا دیا جتا دیا کہ تمام انسان عیال اللہ اور اچھے سلوک کے مستحق ہیں سب سمجھتے اور جانتے ہیں کہ غیروں سے زیادہ تر تعلق اخلاق ہی کا ہوتا ہے کوئی کسی کو کچھ دے نہیں دیتا اور عام انسانوں کی اچھائی برائی کا اندازہ محض ان کے اچھے یا برے اخلاق ہی سے لگایا جاتا ہے اگر کوئی شخص ہمارے پاس آئے اور ہم اس سے اچھی طرح پیش آئیں تو وہ یقیناً ہمارے متعلق اچھا خیال قائم کرے گا اور اس کی طرف توجہ نہ کریں کشادہ دلی کے ساتھ نہ ملیں اور پیشانی پر بل پڑے ہوں تو وہ ضرور یہی کرے گا کہ ہمارے پاس آنے اور ہم سے ملنے سے ہی گریز کرے گا اور ہمیں برا بتائیگا گویا دنیا کے نزدیک عام انسانی اچھائی برائی کے جانچنے اور اس کے متعلق کوئی رائے قائم کرنے کا معیار دار و مدار اخلاق اور محض اخلاق ہے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ آجکل گندم نمائی اور جو فروشی کا دور دورہ ہے۔ انسان نے اخلاق اور شیریں کلامی کو بھی ایک چلتا ہوا جادو سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا ہے اور اسے بھی ایک نفع و نقصان کی چیز سمجھ لیا ہے۔ اخلاق کا مقصد کبھی یہ نہ تھا کہ محض چرب زبانی سے دوسروں کو متاثر کر کے اپنا کام نکال لیا جائے اور زبان اور دل کا تعلق قائم نہ رہے زبان پر کچھ ہو اور دل میں کچھ۔

اسلام نے جس اخلاق کو سراہا ہے وہ مخلصانہ اخلاق ہے نہ کہ ریاکارانہ خوش خلقی آج کل یورپ میں یہی اخلاق ہے یہودیوں، ہندوؤں اور مغربیوں میں یہی سکہ چل رہا ہے اور مغربیت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ جس سے ملو مخلصانہ نہ ملو، اپنا مفاد بہرحال مقدم رکھو۔ انتہا یہ ہے کہ اپنے آرام اور اپنے فائدہ کے لئے دوسرے کے عیش و آرام کو بھی تباہ کر کے رکھ دیا جاتا ہے۔ آج سے پچاس ساٹھ برس پیشتر ہندوستان میں جو اخلاص و ایثار نظر آتا تھا مغربی سیلاب اسے بہا لے گیا۔ اب یورپ ہو، امریکہ ہو یا ہندوستان ہر جگہ مطلب پرستی کا دور دورہ ہے وہ حقوق کا احترام بھی کرتے ہیں عزت بھی کرتے ہیں اخلاق سے بھی پیش آتے ہیں اچھا سلوک بھی کرتے ہیں لیکن انہی کے ساتھ جو ان سے طاقت میں زیادہ ہوں، یا برابر کی قوت رکھتے ہوں یا جن سے انہیں کاروبار کا نفع ہو اور اس عمل سے کچھ فائدہ ہونے اور کچھ کام نکلنے کی توقع ہو۔

اگر یہ بات نہیں تو وہ اپنا ایک باغ بنانے، ایک کارخانہ قائم کرنے اور چند سو یا چند ہزار روپیہ کا فائدہ کرنے کے لئے دوسروں کے بچاس گھر بھی اجاڑ کر

رکھ دیں گے اور دوسروں کا فائدہ ہی برباد کر دیں گے انھیں مطلق یہ پرواہ نہ ہو گی کہ کسی کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے یا کسی کو تکلیف پہنچتی ہے ان کے لئے صرف یہ دیکھ لینا کافی ہے کہ انھیں اس عمل سے فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں کسی کے حقوق برباد ہوں کسی کو نقصان ہو کسی کے چوٹ لگے انھیں اپنا نفع اور اپنا آرام دیکھنا ہے اور اب تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ غیر تو غیر اپنوں کے مقابلہ میں بھی اسی اصول اور اسی حربہ سے کام لیا جاتا ہے اور عام طور پر لیا جاتا ہے سب سے عقلمند اور صاحب فراست وہی سمجھا جاتا ہے جو زیادہ سے زیادہ انسانوں کو بیوقوف بنا سکے اور اپنا کام نکال سکے۔

یہ اسی سلوک اور برتاؤ کا کرشمہ ہے کہ دنیا میں ہر طرف حقوق کی جنگ برپا ہے کالے گوروں کے خلاف کھڑے ہوئے ہیں مزدور سرمایہ دار سے دست و گریبان ہے مسلمان ہندوؤں سے جھگڑ رہے ہیں اچھوت اکثریت کے ہندو کے خلاف کھڑے ہوئے ہیں اور تحت حاکموں سے برسر جنگ ہے گلزار امن پژمردہ ہو رہا ہے تمدن کی فلک فرسا عمارتیں کھوکھلی ہوتی چلی ہیں اور کوئی کسی سے مطمئن نہیں کسی کو کسی پر اعتماد نہیں ایک عالمگیر مصیبت اور بے چینی ہے جو پوری دنیا پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ خدائے قدوس کا مقصد یہ تھا کہ دنیا میں امن قائم رہے زبردست زیردستوں کا خیال رکھیں اور کسی کے حقوق و مفاد پر ضرب نہ پڑنے دیکھیں لیکن ہو یہ رہا ہے کہ آفتاب کی روشنی میں اسی نیلگوں آسمان کے نیچے دھڑا دھڑ حقوق پر ڈاکے پڑ رہے ہیں زبردستوں نے زیردستوں پر رحم کے بجائے عرصۂ حیات تنگ کر دیا ہے۔

جس کے ہاتھ میں لاٹھی ہے بھینس اسی کی سمجھی جاتی ہے بدسلوکی عام ہے ظلم و جور کی فرمانروائی ہے جب حالت یہ ہو، نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہو تو امن عالم کیونکر قائم رہ سکتا ہے اور منشائے قدرت کی تکمیل کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور کون کر سکتا ہے انسان تو درندگی اختیار کر چکا ہے۔ زبانوں پر انصاف مساوات اور جمہوریت کے نام ہیں لیکن عملاً مطلب۔ استبداد اور خود غرضی کی حکومت ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس عملی سیاست اور اس بدسلوکی کے نتائج کیا مترتب ہو رہے ہیں اور دنیا تباہی کی طرف جا رہی ہے حقیقت یہ ہے کہ اب مذاہب کی حکومت کہیں باقی نہیں رہی ہر گوشہ میں طاقت اور روپیہ کی حکومت ہے جس کے استیصال کے لئے اسلام دنیا میں آیا تھا ہمیں یہ تو اعتراف ہے کہ دیگر مذاہب میں بھی اخلاق و امن کی تلقین کی گئی ہے لیکن جس طرح اسلام نے اپنے پیروؤں کو تلقین کی ہے اور امن عالم کی مقتضیات کو نبھایا ہے ہم دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی نظیر کسی مذہب میں نہیں مل سکتی اس لئے کہ یہ ایک فطری مذہب ہے۔

ہندوؤں کو دیکھیے وہ مذہباً غیروں کو ملیچھ اور ناپاک سمجھتے ہیں اچھوتوں کے متعلق نہایت شدید اور امتیازی قوانین موجود ہیں یہودیوں نے اپنے دور میں عیسائیوں کو بے دین سمجھ کر برباد کرنے میں کون سا دقیقہ فروگذاشت کیا جب عیسائیوں کو طاقت حاصل ہوئی تو انہوں نے یہودیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر کے رکھ دیا ہندوؤں نے پسماندہ اقوام کو تباہ کر کے رکھ دیا آپ اسی صدی کے حالات ملاحظہ فرمائیں افریقہ، آسٹریلیا اور نیوزیلینڈ وغیرہ کے اصلی باشندوں سے کیسے کیسے بہیمانہ سلوک روا رکھے گئے اور ان کے ساتھ ایسے "ہمدردانہ

اور انسانی" سلوک کئے گئے کہ ان کی نسلیں ہی تقریباً مفقود ہو گئیں۔

ذرا افریقہ میں جا کر دیکھئے آسٹریلیا کے میدانوں میں گھومیے آپ کو اصلی باشندوں کی بستیاں پہاڑوں کے غاروں میں نظر آئیں گی یا جنگلوں کے بن میں لیکن اسلام چونکہ پیام امن و اخلاق بنکر دنیا میں آیا تھا اس لئے اس نے تمدنی امور میں اپنے اور پرائے کے مابین کوئی فرق امتیاز روا نہ رکھا اور جس طرح بدھ ہندوستان سے اور مسلمان ہسپانیہ سے نکلے اور نکالے گئے تھے اس طرح کسی ملک کے باشندوں کو نکالنا تو ایک طرف کسی کو خفیف سی تکلیف بھی نہیں پہنچائی اور سب کے حقوق کا پورا احترام کیا یہ مسلمانوں کا عمل تھا اور کیوں نہ ہوتا اسلام نے انھیں سبق ہی یہی پڑھایا تھا اور اس سے انحراف کی صورت میں شدید سزا کی وعید سنائی تھی اسلام صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں اپنے پیروؤں کو حکم دیتا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بھما فلا تتبعوا الھوی ان تعدلوا وان تلووا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا۔

"اے مسلمانو! مضبوطی کے ساتھ انصاف پر قائم رہو اور خدا لگتی گواہی دو اگرچہ یہ گواہی تمہارے لئے یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں ہی کے خلاف کیوں نہ پڑے اگر ان میں کوئی مالدار یا محتاج ہے تو اللہ سب سے بڑھ کر ان کی پرداخت کرنے والا ہے تم ان کی خاطر اپنی خواہش کی پیروی نہ کرو اور حق ہی سے انحراف نہ کرو اور اگر دبی زبان سے گواہی دو گے یا گواہی دینے ہی سے پہلوتہی کرو گے تو جیسا کرو گے ویسا بھرو گے کیونکہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ باخبر اور آگاہ ہے"۔

وہاں اپنا فائدہ اور اپنا آرام ہی سب کچھ ہے اور جب حمایت کی جاتی ہے تو ایمان اور انصاف سب کو بالائے طاق رکھکر تو اپنوں اور اپنی قوم ہی کی کی جاتی ہے اور یہاں یہ عالم ہے کہ مسلمانوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ خواہ مقابلہ پر تمہارے ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں خدا لگتی ہی کہو اور صاف اور کھلے ہوئے الفاظ میں حق کا اظہار کر دو پھر تسمہ بھی باقی نہیں لگا رہنے دیا جاتا حکم دیا جاتا ہے کہ دبی زبان سے بھی نہ کہو بلکہ صاف صاف الفاظ میں کہو کہ حق چھپانا درست نہیں۔

اور یہ حکم کیوں دیا گیا اس لئے کہ کان الناس امۃ واحدۃ "تمام دنیا کے انسان ایک ہی کنبہ اور ایک ہی برادری سے تعلق رکھتے ہیں پھر اسی پر اکتفا نہیں کی گئی بلکہ سب انسانوں اور تمام دنیا کے لوگوں کی حیثیت یہ بتا کر کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تومنون باللہ تم لوگ (مسلمان) باقی سب لوگوں کے لئے ایک بہترین قوم کی حیثیت سے دنیا میں لائے گئے ہو تم شرع و فطرت کے مطابق لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے رہو اور خدا کی ذات والا صفات پر پورا ایمان اور یقین رکھو" واضح کر دیں۔

گویا انسانی حیثیت سے سب برابر ہیں صرف یہ امتیاز ضرور حاصل ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور دنیا کو اچھی باتیں بتاتے اور برائیوں سے روکتے ہیں کیا یہ افسوسناک امر نہیں کہ اس دور میں مسلمان اپنی

اس امتیاز کی شان و شوکت کو کھو بیٹھے اگر وہ تبلیغ کرتے رہتے اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ اور ایمان رکھتے تو دنیا پر انہی کا قبضہ ہوتا اور وہ ہی عروج کی بلندیوں پر آفتاب بنکر چمکتے ہوتے اور دنیا ان کے نمونہ عمل سے اپنے اعمال کی اصلاح کا سبق لیتی۔ یہ محض ہمارا ہی دعوی نہیں بلکہ فرمان ربی ہے کیا اس نے مسلمانوں سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا لا تھنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین تم ہراساں نہ ہو اور کسی غم اور اندیشہ کو اپنے دل میں جگہ نہ دو اگر تم ایماندار رہے اور خدائے قدوس پر بھروسہ رکھا تو دنیا میں تمھیں سب پر فائق و برتر رہو گے۔

اگر ہمارے اعتقاد کی بنیادیں متزلزل نہ ہو گئی ہوتیں اور ہم نے خود جادۂ تبلیغ کو نہ چھوڑ دیا ہوتا تو اس وقت دنیا کے چپے چپے پر ہمارے ہی تخت بچھے ہوتے دنیا ہماری ہوتی اور ہم اس کے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں ہماری غفلتوں اور بداعمالیوں نے تباہ کیا ورنہ اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے مسلمان ہرگز زوال پذیر اور محکومانہ حالت میں نہ رہ سکتے تھے یہ تمام دنیا کا والی بنانے کی ضامن تھی جب تک ہم اس پر کاربند رہے دنیا ہماری کنیز بنی رہی اور جب سے اسے چھوڑ دیا اسی وقت سے ذلتوں اور خواریوں کے گرداب میں پھنس گئے کیا یہ کچھ کم عبرتناک اور دلدوز قصہ ہے کہ جو دنیا میں شاہی اور فرمانروائی کرنے آئے تھے وہ زمانہ بھر کی محکومی کا داغ اپنی پیشانی پر لئے ہوئے رنج و حرمان کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کو ربانی الفاظ میں وتعاونوا علی البر و التقوی و لا تعاونوا علی الاثم و العدوان تم نیکی اور تقوی کے کاموں میں تو سب کی امداد و معاونت کرو لیکن ظلم و معصیت کے کاموں میں سب سے علیحدہ رہو اور کسی کے شریک نہ ہو ایک سیدھا سادھا اصول بنا دیا گیا تھا لیکن مسلمانوں نے اس اصول کو بالکل بھلا دیا اب حق کی حمایت اور باطل کی مخالفت اور اس سے بیزاری ایک بھولی بسری کہانی ہے۔ مسلمانوں کو اب نفس کی حمایت کی جتنی پرواہ ہے اتنی ربانی ہدایت و حکم کی ہرگز پرواہ نہیں اگر وہ اپنی معاونت حق و باطل کا معیار یہی رکھتے اور اسی حکم کی پیروی میں اپنی عمریں بسر کرتے تو آج پوری دنیا انہی کی گرویدہ ہوتی اور اس تاریکی میں اس کی رہنمائی کے لئے ایک یہی روشنی کا مینار قائم ہوتا۔

چینی ہوں یا بربری، عیسائی ہوں یا موسائی، امریکی ہوں کہ فرانسیسی ہندو ہوں یا زرتشتی سب کے ساتھ سلوک و شرکت کے لئے یہ عام اصول ہے یہاں مسلم کا لفظ استعمال نہیں ہوا اگر ہندو حق پر ہوں اور وہ ہماری شرکت و معاونت کے طلبگار رہوں یا نہ ہوں مسلمان مجبور ہیں کہ وہ ان کی شرکت کریں۔ اور انھیں مدد پہنچائیں اس حکم کا منشا یہ ہے کہ کوئی مسلم و غیر مسلم کی تمیز روا نہ رکھی جائے اگر مسلمانوں کا بھی کوئی طبقہ حق پر نہ ہو تو اس کی بھی امداد نہ کرو بخلاف ازیں اگر غیر مسلم حق پر ہو تو ضرور اسکی امداد کرو مسلم و غیر مسلم تو پھر کوئی چیز نہیں یہاں حقیقی بھائی اور ماں باپ کا بھی معاملہ ہو تو مسلمان حق و باطل کے امتیاز کے بعد حق ہی کا ساتھ دے گا۔

دنیا میں اس وقت جو بدامنی اور فتنے پھیلے ہوئے ہیں ان کا حقیقی سبب یہ ہے کہ لوگ اپنے مطلب و مفاد کے لئے دوسروں کی حمایت کرتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ حق پر کون ہے۔ جنگ عظیم میں دنیا نے دیکھ لیا کہ کوئی رشتہ کوئی معاندت کوئی انتقام اور کوئی دوستی کے جذبات سے سرشار ہو کر شریک ہوا اور کسی نے یہ نہ دیکھا کہ حق پر کون ہے اور باطل کس کی طرف تاریک بادلوں کے ٹھٹ لگانے ہوئے ہے اگر اس وقت حق کو معیار شرکت قرار دیا جاتا تو آج دنیا کا نقشہ وہ نہ ہوتا جو آج ہے اور نہ انتقام و معاندت کے وہ شعلے دلوں میں بھڑک گئے ہوتے جو اس وقت بھڑک رہے ہیں بلکہ اس کے فوراً بعد ہی دنیا میں ایک دیرپا امن قائم ہو جاتا اور باطل پرست قومیں خود شرمندہ ہوتیں۔

بہترین تدارک وہی ہے جو دنیا سے نقص امن اور جھگڑوں کے اسباب و محرکات کا خاتمہ کر دے۔ نہ دوسرے کی عورت کی طرف نگاہ اٹھائے نہ دوسرے کے مال کو تاکے اور نہ کسی کی زمین کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے اگر سب اس معاملہ میں حق نا لے کا ساتھ دیں تو مجرم قومیں اور مجرم افراد کے حوصلے پست ہو جائیں لیکن یہ کوئی نہیں دیکھتا اور اندھا دھند مختلف جذبات سے متاثر ہو کر جس طرف ان کا نفس اور ان کی مفاد انھیں اجازت دیتا ہے اس طرف ہو جاتے ہیں جب دوسروں کی عورتوں، مالوں اور جائدادوں کی طرف حریصانہ نگاہیں اٹھیں گی اور کچھ باطل پرست ان کی حمایت کے لئے بھی تیار ہو جائیں گے تو لامحالہ اضطراب بڑھے گا اور فتنے بھی پیدا ہوں گے۔

اسلام کی فطرت شناسی ملاحظہ ہو کہ نہایت بلاغت کے ساتھ جزئیات تک کے متعلق احکام دیتا اور ہر صورت اور ہر معاملے کے متعلق حکم دیتا چلا جاتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ بسا اوقات ہی چھوٹی چھوٹی باتیں بڑے بڑے فتنوں کا باعث بن جاتی ہیں۔ یتیم کے مال کے متعلق حکم ہے
ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ
یتیم کے مال کو اس صورت کے علاوہ جس میں اسی کی بہتری ہو ہاتھ بھی نہ لگاؤ اور جب وہ بالغ ہو جائے تو سب کچھ اس کے حوالہ کر دو"

ناپنے اور تولنے کے متعلق ارشاد ہے کہ۔
واوفوا الکیل والمیزان بالقسط ناپ اور تول میں انصاف کو مد نظر رکھو" یعنی کوئی بے ایمانی اور چالاکی نہ کرو کہ اس سے جھگڑے پیدا ہونے کا امکان ہے کوئی چیز کم نکلے گی خریدار کو غصہ آئے گا اور جھگڑا پیدا ہو گا۔

قرآن کریم میں کئی جگہ اس مضمون کی آیات اور حکم موجود ہیں مثلاً
اوفوا الکیل والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم
ناپ اور تول بالکل پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو"
واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان تم لوگ تولنے میں ناانصافی نہ کرو اور ایمانداری کے ساتھ ٹھیک تولو اور کم چیز نہ دو"
ایک اور جگہ تو ایسے لوگوں کے لئے جو اشیا تولنے میں دیانتداری سے کام نہیں لیتے سخت وعید فرمائی۔

ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون کم دینے والوں کے لئے بڑی ہی خرابی اور تباہی ہے وہ اور لوگوں سے تو ناپ اور تول کر پورا پورا لیتے ہیں اور جب خود ناپ یا تول کر لوگوں کو دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔

ترمذی کی ایک حدیث ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ان لوگوں

سے جو ناپ تول کر رہے تھے فرمایا کہ تم لوگوں کے متعلق ایسے دو کام کئے گئے ہیں جن کی وجہ سے پہلی امتیں غارت ہو چکی ہیں یعنی ناپنا اور تولنا بڑے نازک کام ہیں اور انہیں بے ایمانی کرنے ہی کے باعث دوسری قومیں غارت اور برباد ہوئی ہیں اس لئے خدائے قدوس اپنے بندوں کو بے ایمانی کرتے دوسروں کو نقصان پہنچانے دیکھ کر بہت جلد غضبناک ہوتا ہے۔

نامناسب ہوتا اگر بے ایمان تاجروں کی وعید کے ساتھ دیانتدار اور شریف تاجروں کے ثواب اور اجر کا ذکر نہ کیا جاتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے التاجر الامین الصدوق مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین (ترمذی) جو امین اور راست باز تاجر ہیں وہ حشر کے دن نبیوں صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں کی صف میں ہوں گے۔

مہاجنی طریق خرید و فروخت کا امتناع

یہانتک تو ان سوداگروں کے کردار و عمل کے متعلق احکام تھے جو دوکانوں اور منڈیوں میں کام کرتے ہیں یہ تو پھر جزوی نقصان پہنچاتے ہیں پھر بھی اتنی سخت وعید ہے کیونکہ بہر حال کوڑی کی ہو یا اشرفی کی بے ایمانی پھر بے ایمانی ہے لیکن سب سے زیادہ نقصان دہ اور اضطراب افزا وہ نظام و دستور ہے جس کی کاشتکاروں کو فصل سے پیشتر روپیہ دیکر فصل پکنے سے پہلے ہی اونے پونے سے خرید لیتے ہیں اور غریب کاشتکار دیکھتا ہی رہ جاتا ہے خود ایسا نہیں کرتا تو عدالت کے ذریعہ سے ایسا کرا لیتا ہے اس غریب کو اپنی جانفشانی اور عرق ریزی کا کچھ بھی بدلہ نہیں ملنے پاتا پھر اسی پر اکتفا نہیں کی جاتی بلکہ ملک و قوم کو ایک اہم نقصان پہنچایا جاتا ہے وہ یہ کہ غلہ خرید کر اور فصلیں کٹوا کر اندر رکھ لی جاتی ہیں خرید تے ہیں گوداموں میں اور سارا ہاتھ میں آجانے پر اسے من مانی قیمت میں خود قائم کردہ نرخ پر فروخت کرتے ہیں۔

جب یہ چیز اجتماعی صورت اختیار کر لیتی ہے تو اور خوفناک بن جاتی ہے دس بارہ کروڑ پتی اور منڈی والے مل جاتے ہیں اور اس غلہ کی فروخت سے کروڑوں روپیہ فائدہ اٹھاتے ہیں اصلی محنت کرنے والے اور رات دن کی مشقت سے غلہ پیدا کرنے والے تو محروم رہتے ہیں اور یہ سرمایہ دار عیش اڑاتے ہیں اور اس طرح ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتے رہتے ہیں اس سے کاشتکاروں کو تو جو نقصان پہنچتا ہے وہ تو پہنچتا ہی ہے لیکن ملک اور قوم بھی اس سے محفوظ نہیں رہتی اور اسے بھی نرخ کی گرانی سے نقصان پہنچتا ہے اور غرباء کو یہ گرانی بہت گراں گذرتی ہے ایک محدود طبقہ اپنے نفع کے لئے ملک کے ملک کو پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے اسلام کی دور بین نگاہ نے اس لعنت کو جو دنیا پر مسلط ہو چکی ہے پہلے ہی تاڑ لیا تھا اور صاف اور غیر مبہم الفاظ میں حکم دیا تھا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من احتکر فہو خاطئ جس نے اس نیت سے غلہ جمع کر کے رکھا کہ نرخ بڑھنے پر فروخت کروں گا وہ گنہگار ہے۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی خرید و فروخت سے منع فرمایا جب تک کہ ان میں پختگی کے آثار نہ پیدا ہو جائیں

کسی نے کہا کہ حضرت اس کی پختگی کس طرح پہچانی جائے تو آپ نے فرمایا یہانتک کہ وہ سرخ ہو جائے اور فرمایا کہ بھلا بتاؤ تو کہ اگر خدا پھل کو پکنے اور تیار ہونے سے روک دے تو تم میں کا ایک شخص اپنے بھائی کا مال کس طرح مفت لے سکتا ہے۔

حضرت ابن عمر کی روایت یوں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کی خرید و فروخت سے منع فرمایا یہانتک کہ وہ سفید نہ پڑ جائیں اور آفات سے محفوظ نہ ہو جائیں خریدار کو بھی منع فرمایا اور بیچنے والے کو بھی روکا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بازار کے بھاؤ غلہ لا کر فروخت کرتا ہے اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے اور جو شخص گرانی کے انتظار میں غلہ کو روکے رکھتا ہے وہ ملعون ہے۔

حضرت معاذ کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ گرانی کے انتظار میں غلہ روک رکھنے والا برا بندہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نرخوں کو ارزاں کر دیتا ہے تو غمگین ہوتا ہے اور گراں کر دے تو خوش ہوتا ہے۔

یہی نہیں تجارت اور کاروبار میں ہر نوع کے دھوکہ اور عیاری کو بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے اور خراب مال کو فروخت کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر غلہ کے ایک انبار پر ہوا آپ نے اس میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو انگلیوں میں نمی محسوس ہوئی آپ نے فرمایا کہ اے غلہ والے یہ کیا ہے اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے بارش سے بھیگ گیا ہے آپ نے فرمایا ایسا تھا تو تو نے بھیگے ہوئے غلہ کو اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ اسے سب دیکھ سکتے جو شخص دھوکہ دے وہ میرے طریقہ پر نہیں ہے۔ (مسلم)

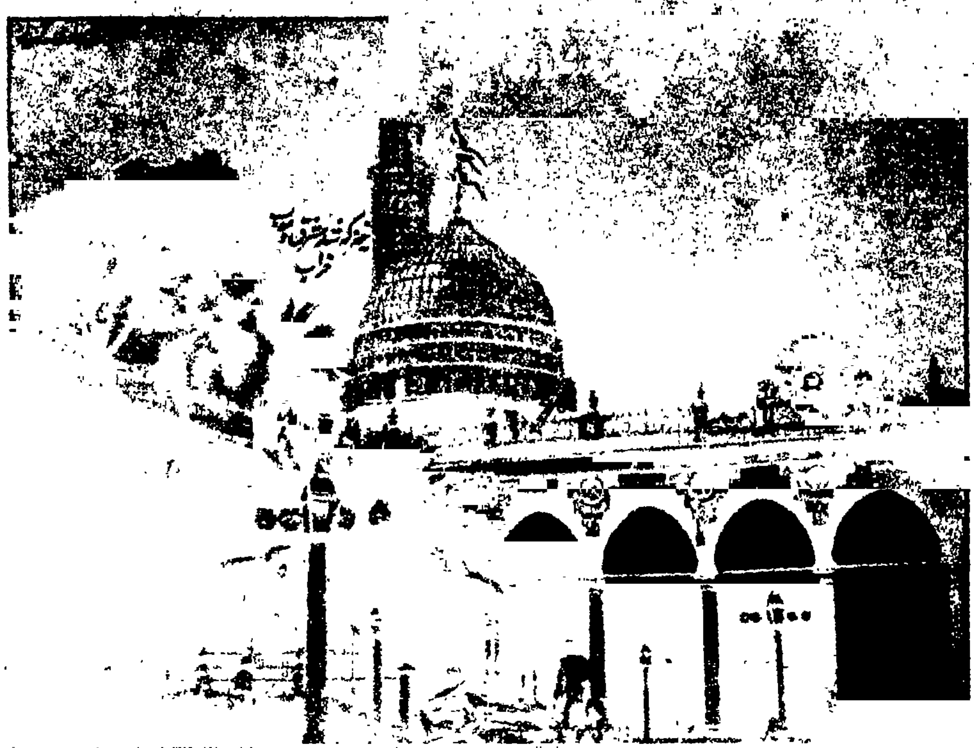
اسقع کے بیٹے واثلہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص ناقص اور عیب دار چیز خریدار کے ہاتھ اس کے عیب سے آگاہ کئے بغیر فروخت کرے گا وہ ہمیشہ غضب الٰہی میں گرفتار رہے گا اور فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کریں گے۔ (ابن ماجہ)

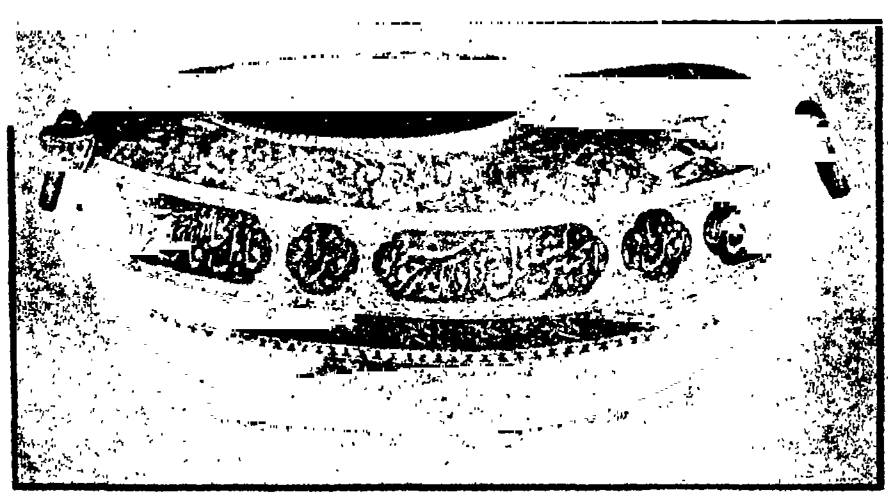
مسلم میں ایک اور حدیث ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں تم غلہ خریدنے کے لئے شہر سے باہر جا کر (قافلہ) سے نہ ملو اور ایک شخص ایک چیز خرید رہا ہو اور خریدار اور فروخت کنندہ دونوں راضی ہو گئے ہوں تو ان کے معاملہ کو بگاڑ کر تم اسے نہ خریدو اور قیمت بڑھا کر تم اسے دھوکہ نہ دو اور شہر کا دیہاتی کی کوئی چیز فروخت نہ کرے اور اونٹ اور بکری کا دودھ بھی نہ چڑھاؤ پھر جو شخص ایسے جانور کو خریدے اسے دودھ دوہ لینے کے بعد پورا اختیار ہے کہ پسند ہو تو رکھ لے اور ناپسند ہو تو واپس کر دے اور اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع (ایک پیمانہ، ہے جو ڈھائی سیر اور ڈھائی چھٹانک کا ہوتا ہے) بھی دے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جو شخص دودھ چڑھی ہوئی بکری خریدے اسے تین روز تک اس کے واپس کر دینے کا اختیار ہے۔ پس اگر چاہے تو اس کے

ساتھ ایک ہمارے غلط ہی دے مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس کی اجازت نہیں دیجئے کہ وہ معاملات میں کوئی جعل و فریب کریں یا کوئی ایسی حرکت کریں جس سے کسی کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو۔ اس دور میں صدہا فریبناک طریقے ایجاد ہوگئے ہیں سوداگروں کی سعی یہی ہوتی ہے کہ جس طرح ممکن ہو سکے خود زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ زیادہ سے زیادہ مال کی نکاسی کریں اور بُرے اور نقصاندار مال کو اپنی حکمت سے نکال دیں اس کی پرواہ ہی نہیں دیتی کہ خریداروں کو کچھ نقصان بھی پہنچے گا یا نہیں بھڑکدار اور بظاہر خوشنما کپڑے اچھی اور معقول قیمت میں فروخت کر دیتے ہیں خریدار ان کی صورت دیکھکر فریفتہ ہو جاتا ہے لیکن حالت یہ ہوتی ہے کہ چار دن بھی نہیں چلتے۔ اور تو اور مسلمان عطار پرانی سے پرانی دوائیں نئی بتاکر فروخت کر دیتے ہیں عرقوں کے عوض خوشبودار پانی فروخت کیا جاتا ہے اور یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ اس سے کسی کو نقصان پہنچے گا۔ اسلام نے ایسی خرید و فروخت اور چالاکی کی مذمت کی ہے اور جہاں ذرہ برابر بھی نقصان کا امکان نظر آیا ہے وہیں انگلی رکھدی ہے اور سختی کے ساتھ روک دیا ہے مقصد یہی ہے کہ دنیا میں امن قائم رہے اور لوگ نیکوکاری اور امانت داری کو اپنا شعار عمل بنالیں جب کسی کو نقصان پہنچیگا۔ تو اسے اشتعال پیدا ہوگا۔ غصہ آئیگا۔ جھگڑے پیدا ہوں گے اور اگر ایمانداری کے ساتھ کام ہوتا رہے گا تو کسی کو کسی کی طرف سے شکایت پیدا نہ ہوگی امن بھی قائم رہے گا اور تمدن کو بھی ترقی ہوگی۔

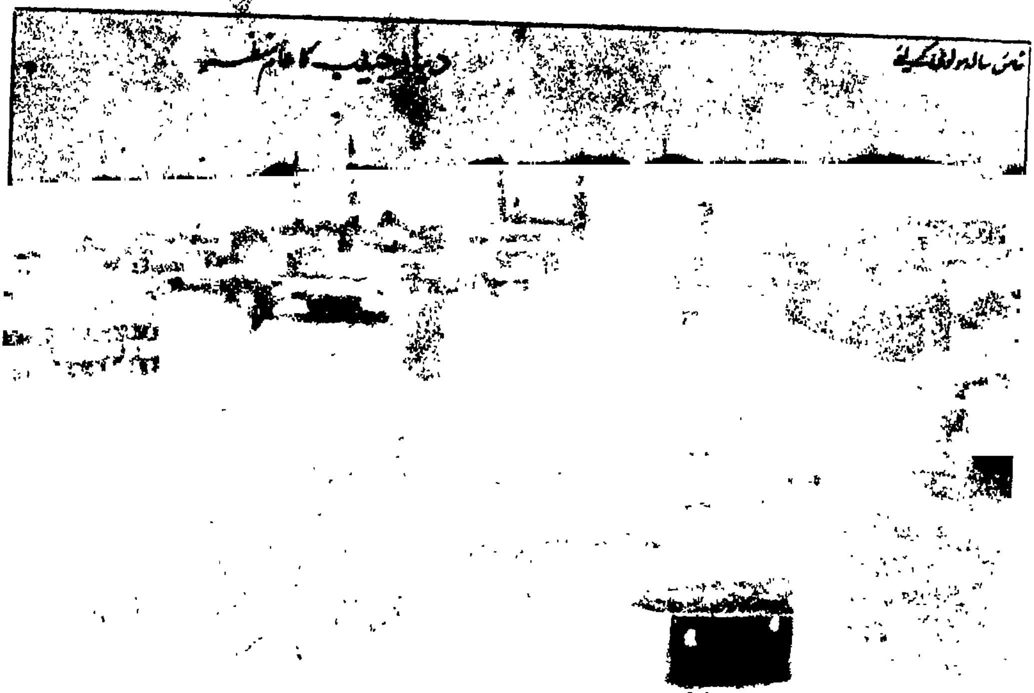
آج پوری دنیا میں کاروباری احتیاطیوں اور گندم نما جو فروشیوں ہی کی وجہ سے بدامنی پھیلی ہوئی ہے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور دوسرے کو نقصان پہنچاکر اپنا فائدہ کرلنے کی کوشش میں منہمک رہتا ہے اور دنیا میں آئے دن فتنے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اسلام نے فتنوں کے استیصال اور جھگڑوں کے استیصال کی خاص سعی کی ہے اس نے بہرکیف ایمان کو مقدم رکھا ہے اور ناجائز فائدہ کو قطعاً حرام بتایا ہے اپنا ہو یا پرایا دنیا میں انسان کو کام تو سب ہی سے پڑتا ہے علی الخصوص کاروبار اور تجارت میں اس لئے اسلام نے ایسے اصول منضبط کر دیئے کہ جھگڑے اور فتنے کا امکان ہی باقی نہ رہے اور سب مل جل کر اطمینان کی زندگی بسر کریں۔

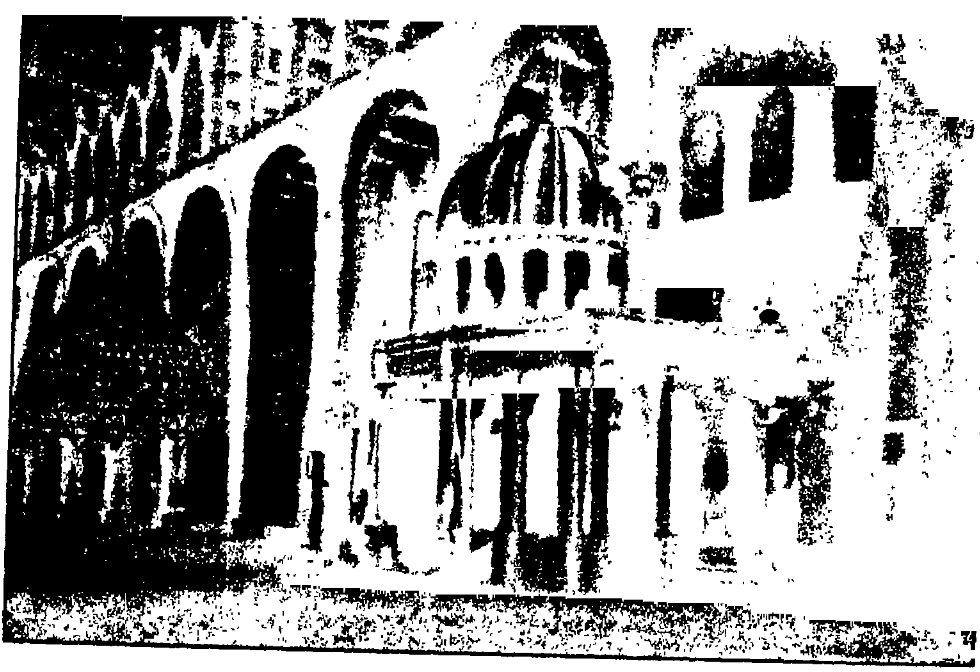




کشکول مقدس

Mu ri Art Pr s D lhi


دیار حبیب کا عام منظر





اللّٰهم صل على محمد و على آل محمد

سلام

(از ... عبدالحمید خاں)

[illegible]

کا جسم اٹھانے لگے ساتھ ہی ... کی بارشیں شروع کر دیتا ہے ... [illegible]
کے ٹکڑوں کو ... [illegible]

[illegible]

سلام ہے اس ... [illegible]

[illegible]

سلام ہے اس ... [illegible] ... رسول ... [illegible]

[illegible] ... میں محبت اور ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آمد

نوشتہ علامہ ... [illegible]

[illegible]

[illegible] نکل کھڑی ہوئی ہے [illegible]
ملک کا تماشا دیکھنے کے لئے سنور گئے ہیں یا شگفتہ ہے دن کا آفتاب سحر کا
نسیم و شام کی کالی گھٹا بھی سب منتظر نظارہ ہیں

جس دن کا انتظار ازل کو تھا جس روز کی منتظر ہر تاریخ انبیا تھیں جس طلوع سحر کا انتظار صد ہزار سال سے ہو رہا تھا جس ساعت کے نظارہ کے لئے آفتاب ہزار ہا سال سے طلوع و غروب کی منازل طے کر رہا تھا اور جس بہار کا انتظار زمانے کی بہاریں بے چینی کے ساتھ کرتی چلی آ رہی تھیں وہ دن اور بہار آج آ رہی ہے پوری دلربائیوں پوری دل فریبیوں اور پوری دلکشیوں کے ساتھ آ رہی ہے اور محو جانے کو آغوش ناز اور جلوے آرزو میں لئے چلی آ رہی ہے رحم و رافت کی حوریں، کرم و عطا کی پریاں، جود و بخشش کی حسین دیویاں اور خلق و صفا کی نازک اندام نازنین ہاتھ میں ہاتھ اپنے ساعد سیمیں اور کف بلوریں میں شوق و تمنا کے ترو تازہ گلدستے لئے کھڑی ہیں گلاب پاش پاس رکھے ہیں عطر کے کنٹر سیدہ میں لٹک رہے ہیں کہ آمنہ کا لال عرب کا یتیم دنیا کا آقا آئے اور ایک طرف نعت و ثنا کے ترانے سریلی آوازیں شروع کر دیں اور دوسری طرف تمام گلدستے سارے پھول کلیوں کے تمام ذخیرے اس پر نچھاور کر دیں گا کیا عطر کا ذکر ہیں اور عطر کے کنٹروں سے ان کے قدموں کو اس کے جلوس کی زد اس کے جلوس میں چلنے والوں کو مہکا کو اور فضا کی ہواؤں کے پر مہکنے اور کائنات کے ہر ذرے کو بسا دیں اور ہواؤں کو عطر و عنبر کی ہوائیں بنا دیں آسمانوں اور آسمان والے مشک و عنبر کی گولیاں لئے اور زمین اور زمین والے لعل و گہر کی کشتیاں بھرے ہوئے صف بستہ کھڑے ہیں کہ آمنہ کی گود اور عبدالمطلب کا گھرانا آباد ہو اور ہم سارے دوست اس پر نثار اور سارے جواہرات اس پہ وار اس کے قدموں پر بارش کر دیں یہ زمین نہیں دریا ہیں اور سمندر [illegible] میں ہی جوش تلاطم ہے طغیانی طوفان ہے اور [illegible] باد لئے کمتی دریا اور چادر سے سر نکالے کھڑی ہے کہ تاجدار مدینہ آئیں ان کی سواری نکلے ان کی آمد کا غلغلہ بپا ہو اور ہم مقتدر خدا نے بارگاہ رسالت میں پیش کر دیں شیاطین میں ماتم بپا ہے شہروں کی دنیا میں شعلے بلند ہو رہے ہیں قیصر و کسریٰ کے کنگرے متحرک ہو رہے ہیں مجوسیت کی ہمہ ہمی رو رہی ہے کفر و شرک کی بستیاں [illegible] فضائیں تنگ ہو رہی ہیں [illegible] بت پرستی [illegible] پرستی و خود پرستی، دہریت، نیچریت، شیطنت، بہیمیت کے گروہ در گروہ [illegible] و تباہی کے انتظار میں ہیں فسق و فجور اور گناہ و نافرمانی کی جڑ پیڑ [illegible] لگ اٹھی ہے کہ آ رہا ہے حامی دین اور آ رہا ہے [illegible] نور کا [illegible] ہو گا اب لات و ہبل نہیں پوجے جائیں گے خدا [illegible] لاشریک کی پرستش ہو گی۔

سیارگان فلک خوش ہیں کہ ہمیں پوج کر رب قدیر سے شرمسار کرنے والے کل [illegible] تو شکے تھے اب ہمارا تمین کا ہی وجہ مرض گئی ہے مٹنے والا ہے آفتاب شاد و خرم ہے کہ مجھے معبود بنا کر اب کوئی عرق ندامت میں غرق کرنے والا نہ رہے گا شجر و حجر پر سکتہ کا عالم ہے کہ اب مخلوق پرستی [illegible] لینے والی نسیم آمنہ کے لالہ زار ہاشمی کے چمن [illegible] مہک [illegible] آ رہا ہے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہمارے کلیجہ کی تسکین [illegible] راحت کا سامان [illegible] گلشن آرزو میں [illegible]

[illegible] رحمت والے [illegible] نبوت [illegible] خاتمیت [illegible] دنیا کی [illegible] تجھ سے پہلے تو اخلاق انسانیت [illegible] دنیا کی حکمرانی و حکومت کا سہرا تیرے ہی سر ہے [illegible] جتنا بھی زیب و زینت دیکھ ہے نشاط کرتا تجھ ہی آتی ہے گناہوں کے [illegible] اور معصیت کی غلاظتوں سے [illegible] ہو دل کو تو ہی پاک و صاف کر [illegible] کا راستہ تو ہی استوار کرے گا خالق و مخلوق میں تعلق تو ہی قائم کر سکتا ہے [illegible] پرستش کا آئین تو ہی بتائے گا آ آ کہ آنکھیں تیرا انتظار کر رہی ہیں آ آ کہ کائنات کا ہر ذرہ تیرے لئے بیتاب ہے آ آ کہ اسلام کا بول بالا تجھ سے ہوگا ملت ابراہیمی کا نام تو ہی زندہ کرے گا۔

آ اے یتیموں کے زخم جگر کو سہلانے والے اور مصیبت زدوں کی جراحت ہائے کہنہ پر مرہم کا پھاہا رکھنے والے آ کہ اندگیتی نے انسان بیمار نے بند کر دیئے شرفا کا قحط ہو گیا شرافت کی شمعیں اجڑ گئیں انسانیت کے گہوارے تباہ ہو چکے اخلاق کی بستیوں میں خاک اڑ رہی ہے توحید کا نشہ کافور ہو چکا ہے خدا پرستی معدوم ہو گئی آ اور بتا کہ گمراہ بندے کیا کریں کہاں جائیں کس کا سہارا ڈھونڈیں ضلالت کی گھاٹیوں، شرک و بت پرستیوں کی بھول بھلیوں معصیت و سیاہ کاریوں کی غلاظتوں سے دنیا والوں کو بچا انھیں بتا کہ وہ کیا تھے کس لئے مخلوق ہوئے تھے کیوں پیدا کئے گئے تھے اور اب کس ظلمت میں پھنس گئے کس تاریکی کے غار میں جا پڑے ہیں کس کی پرستش کے لئے آئے تھے اور کس کی پوجا کر رہے ہیں۔

آ آ مولا آ آ حرم قدس کو بتوں کی غلاظت سے بچا اس اللہ کے گھر میں اللہ کی آواز بلند کر بتوں کو نکال کسی میں جرات نہیں رہی اور جرات کیسی روح پر موت طاری ہو چکی احساس مردہ ہو گئے کوئی جانتا ہی نہیں سمجھتا ہی نہیں آ اور کعبۃ اللہ کے صحن میں کھڑے ہو کر اذان دے صدیوں کے سوتوں کو جگا۔ بندوں کے سر اطاعت مالک حقیقی کی چوکھٹ پر ڈال کہ یہ اس سے بھٹک کر اس سے ٹوٹ کر اسے چھوڑ کر کہیں کے نہ رہے دنیا سے بھی گئے دین کے بھی نہ رہے دنیا والے شیاطین ہی انھیں ٹھکرا رہے ہیں اور دین کے رہبر ہی ان کی خبر لینے والے نہ رہے آ آ کہ گمراہی عام ہو چکی کفر و ضلالت کی غلاظت نے پوری دنیا کو احاطہ کر لیا جو پوجنے والا تھا اسے پوجنا چھوڑ دیا اور جو اپنے بنائے اور ٹھکرائے ہوئے تھے اس کے سامنے سر جھکانے لگے اور وہ سر جھکنے لگے جو وحدہ لاشریک کے آستانہ کے سوا کسی دربار کے آگے بھی نہ جھکتے تھے اور نہ جھکنے کے لئے پیدا ہوئے تھے آ آ کہ بندے تیری یاوری کے اور تیری دستگیری کے محتاج ہیں۔ آ آ کہ دنیا میں جہالت و بے علمی کے دیو ہر طرف منہ کھولے کھڑے ہیں علوم و فنون کے دریا بہا دماغوں میں روشنی اور دلوں میں تہذیب پیدا کر اور اپنے جلووں سے دنیا کو منور کر دے نازشیان حرم پر عرصہ حیات تنگ ہے اور خدا کی مخلوق کا ایک حصہ ایسا ہے جیسے انسانوں کی غلامی کے جوئے کے نیچے دبا ہوا حیوانوں سے زیادہ مشقت کر رہا ہے نہ اسے اپنی جان پر اختیار ہے اور نہ جسم پر نہ کمائی پر قبضہ ہے نہ ہاتھ پاؤں اپنے ہیں [illegible] مظلوموں کی خبر لے [illegible]

[illegible]

[illegible] علمی اور شرافت و نجابت کے [illegible]
آ رہا ہے [illegible] رحمت و الفت کے غیر معمولی کمال۔

آ رہا ہے [illegible] کی جس کی [illegible] کے غلام جس کی قوم کی تحریریں ایک طرف [illegible] دوسری طرف جنید و گیلانی اور ساتھ ہی تخت کی دولت [illegible] اور چنگیز و ہلاکو [illegible] کے [illegible] اقتدار پر ایک ضرب اور ایک چوٹ لگا کر اس کے [illegible] کو پاش پاش کر دے گی۔ آ رہا ہے آ رہا ہے اس پیغام انسانی کا جس کے غلام جوش فتح و ظفر سے مندی میں للکارتے ہوئے اور دنیا کی جبار طاقتوں کو ٹھکراتے ہوئے آگے بڑھیں گے اور ایک طرف ہسپانیہ اور وادی [illegible] میں اسلامی پرچم لہرائیں گے اور دوسری طرف گنگا اور جمنا کے کنارے ان کے تخت بچھیں گے جس کے ادنیٰ خادم ایک [illegible] طارق کی شکل میں ساحل یورپ پر پہنچ کر اسلام کا بول بالا کریں گے اور دوسری طرف [illegible] دریاؤں اور صحراؤں کو عبور کرتے ہوئے لب گنگا اپنا جھنڈا گاڑ دیں گے۔ آ رہا ہے آ رہا ہے اس صاحب [illegible] کی جس کی تعلیمات کو لیکر اس کی امت دنیا کی تمام وسعتوں اور پہنائیوں پر غالب ہونے والی ہے۔

آ رہا ہے وہ نبی جو بتائے گا کہ انسان جس نے تمام [illegible] فضا کی ہواؤں میں اڑے گا سمندر کا سینہ چیر کر مشرق سے لیکر مغرب تک کا سفر کرے گا زمین کی چھاتی پر ریلیں دوڑائے گا [illegible] کرے گا اور وہ خدمات انجام دے گا جو آج تک انسان اور انسانیت کے تصور میں بھی نہ آئی تھیں۔ آ رہا ہے آ رہا ہے اس صاحب قرآن

[illegible] چیتانی اور [illegible] کے [illegible] اور [illegible] جس کے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] جس کے [illegible] دنیا کو [illegible] کے [illegible] خدا کے ساتھ ہر حالت اور ہر صورت میں نوازش کرنے کی [illegible] ہے۔ آ رہا ہے آ رہا ہے اس [illegible] کی جو مسلمانوں کو بھی دنیا نا اہل کو [illegible] کر [illegible] انسان اس طرح لڑائی میں [illegible] اور غیر محاربین سے امتیازی سلوک کا طریقہ کیا ہے مفتوحوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے گرے ہوؤں کو کس طرح اٹھاتے اور مفتوحوں کو کیونکر [illegible] ہیں آ رہا ہے اس پیغمبر کی جو پیغمبرانہ فرائض کی ادائیگی میں حیرت انگیز اور حیرت بار استقلال کا ثبوت دیگا۔ مصائب و مشکلات اور [illegible] اور [illegible] میں بھی جو صبر و ہمت کی مثال [illegible] سال تک اپنی بےکسی و بیکسی کو سینہ سے لگائے ہوئے مسلسل و متواتر باطل کی مقابلہ کرتے گا لاکھوں [illegible] شکست سے جنگ کرے گا۔ اور آخر بیت اللہ شریف میں کھڑے ہو کر اللہ کے نام کی منادی کرے گا آ رہا ہے آ رہا ہے وہ [illegible] اس تہذیب [illegible] جس کی [illegible] حیوان [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] آ رہا ہے اس باغبان کی جو چمن عالم کی [illegible] کرے گا خیابان کو سنوارے گا اور طیور [illegible] کی وہ نغمہ سنجیاں [illegible] دیں گی جن کی [illegible] ایک [illegible] اور ایک کیف پیدا کردیگی وہ نور چمکا وہ آفتاب رسالت طلوع ہوا وہ آیا وہ ملا [illegible] کی آغوش میں آ گئے پڑا ہو بیٹھو درود پڑھو

صلی علی محمد صلی علی محمد

سلسلہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر حضرات اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالہ چاہیے جس سے بچوں کی تعلیمی [illegible] و ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کئے جائیں۔ انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا کفایت اللہ صاحب مدرس مدرسہ امینیہ کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرماکر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار کرنا شروع کیا مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علماء ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپ کی مہارت تمام ہند میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضروریات سے آپ پورے طور پر واقف ہیں تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص طور سے لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کے اخلاق و عادات پر برے اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل دینیہ بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کرلیں۔

ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے بہرحال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہوں گی۔

اب تک ان رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ [illegible] ہزار چھپ چکی ہے اور اب تک مدارس اسلامیہ اور قومی اسکولوں کے درس میں داخل کرلیا گیا ہے۔ برہما بنگالہ یو۔پی۔ پنجاب۔ گجرات میں خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جارہا ہے ان رسالوں کی گجراتی۔ بنگالی۔ برہمی اور مرہٹی زبانوں میں ترجمہ ہوگیا ہے بعض اہل خیر کا یہ خیال ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کیا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

قاعدہ کے علاوہ جلد نمبر ۵ تک تیار ہو چکے ہیں ان چار نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے۔ طہارت نماز روزہ اور زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد ہیں۔ توحید۔ کتب آسمانی۔ ملائکہ۔ جنت۔ دوزخ۔ عذاب و ثواب معجزات رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مکمل و مفصل بیان و تشریح صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کی کرامات اولیاء اللہ کا ذخیرہ اور ان کا ثبوت اور مسئلہ تقدیر کے متعلق بیان عام فہم جو بچوں اور عورتوں کے ذہن جلد آسکے نہایت خوش اسلوب طریقے سے بیان کیا گیا ہے اعمال صالحہ کا حال اور کفر و شرک بدعات وغیرہ کا مفصل بیان کیا گیا ہے۔ قیمت بہت کم رکھی گئی ہے

یعنی کامل سٹ پانچ حصے عہ مجلد عہ علاوہ محصول ڈاک

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

رسول کریم کی رضاعت

کائنات کا سرتاج آغوش حلیمہ میں

(حضرت علامہ ... مدظلہ العالی)

جاہلیت کا عرب روشنی کے تہذیب و تمدن سے بہت دور تھا مگر عرب کی تعلیم و تربیت ان کی نگاہ میں نہایت ضروری تھی غلط محبت اور اندھی ممتا اولاد کے مستقبل پر اثر انداز نہ ہوتی تھی ماں باپ بچوں کی زندگی کو برباد کر کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا نہ کرتے تھے۔ جس طرح زبان کی فصاحت و بلاغت کے جھنڈے خاص خاص خاندانوں میں گڑے ہوئے تھے اسی طرح ان کو یہ بھی یقین کامل تھا کہ گاؤں کی صاف و شفاف ہوا شہر کی گندگی اور خراب ہوا سے بہتر ہے بچوں کی نشو و نما کھلے میدانوں میں گلی کوچوں سے اچھی ہوتی ہے اسی واسطے یہ دستور عام ہو گیا تھا کہ قریش اپنے لڑکے آس پاس کے گاؤں میں بھیج دیا کرتے تھے۔ دودھ پلانے والی انائیں ہر چھٹے مہینے اسی مقصد سے مکہ آتی تھیں اور ماں باپ سے گفتگو اور معاملہ کر کے بچوں کو اپنی ذمہ داری پر ہمراہ لیجاتی تھیں اور ان کی طلبی پر زیادہ سے زیادہ ... ہو جاتے تو خود لانے آتیں اور لیجاتیں اور یہ سلسلہ کم از کم جب تک بچہ دودھ پیتا رہتا برابر جاری رہتا اور اس کے بعد بھی خاص خاص حالات میں اس کے بعد بھی پانچ چھ برس کی عمر تک۔

سرکار دو عالم جو کس عبداللہ یعنی اپنی ماں آمنہ کا دودھ پی رہے تھے کہ انائیں بچے لینے آئیں۔

قدرت کے ڈالے ہوئے خاموش پردے جنہوں نے مستقبل کو نگاہ انسانی سے پوشیدہ رکھا ہے آنکھوں کی اندھی اناؤں کے چہروں پر پڑے ہوئے تھے یہ لالچ کی بندیاں اور دولت کی دیوانیاں اصلی گوہر کی آب و تاب نہ پہچان سکیں اور غریب و یتیم سمجھ کر دولتمندوں اور دولتمندوں پر گریں۔ عبدالمطلب اور آمنہ دونوں منہ تکتے رہے مگر کسی نے ادھر کا رخ نہ کیا۔

حلیمہ سعدیہ جسکو اس دولت سے مالا مال ہونا تھا اور جس کی خدمات تاریخ اسلام میں ابد الآباد تک چمکے اور ہمیشہ کی محبت کے قدموں سے آگے بڑھی خلوص کی پیشانی عبداللہ کی چوکھٹ پر جھکا دی تارا بن یوسف کی زمین کو بوسہ دیکر عبدالمطلب سے کہا۔

”مطلب بھائی! اپنے کلیجہ کا ٹکڑا اور دودھ پلانے کی خدمت سپرد کرو میں تمہارے لال کو سر آنکھوں پر رکھوں گی۔“

عبدالمطلب حلیمہ کو لیکر ہوئے پاس آئے اور دنیا کی بہترین ہستی اور کائنات کا کامل انسان اس کے حوالہ کیا حلیمہ کا جذبہ محبت یتیم عبداللہ کے سامنے سجدہ میں گرا اور گرانقدر خدمات کی خواہش معصومیت کے اس ڈھیر پر قربان ہوئیں اور اب ثمرہ سلامتی بے مثل قمر اور بافیض عرب کا بے نظیر پھول سعدیہ کی آغوش میں کھیل رہا تھا۔

حلیمہ! خوش نصیب تو یا تیری تقدیر کہ نثار تیرے خدمات اور ان جذبات کے جو تیرے دل میں اور ان دل کے جو تیرے پہلو میں اور اس شے کے جو تیری

آغوش میں اور اس اللہ کے جو تیرا لال ... آنکھوں میں ... بیٹا تمہیں رخصت کی گھڑی ہر ماں باپ کے جگر کو چیر گیا اور رنج کا ... ایمان کے اس چاند کی روشنی ایک عالم کو دکھانے کو الفاظ کے قدموں سے ہو ٹیں ... عرب اس پیارے فخر ... کیسا نازک اور کتنا درد انگیز وقت ہے آمنہ ... اپنا بچہ ... اور رو تی ہوئی آنکھوں سے وداع کر رہی ہیں مطلب کی ... آنکھیں ... لگا ہیں در یتیم کو رخصت کرنے آگے بڑھیں ... پیشانی کو بوسہ دیا ابو لہب کی لونڈی ثویبہ جس کو دودھ پلانے کی عزت بھی ساتھ تھی گھر والی کھڑی رہیں اور شہسوار عرب کی سعدی حلیمہ کی گود سے روانہ ہوئی۔

کس قدر خوش نصیب تھا ہوازن کا قبیلہ، ان کا محلہ اور گھر جہاں یہ نعمت برکت بنکر نازل ہوئی حلیمہ کی بچی شیماء نے اس جوہر کی خبر پہنچائی اور ان کی آنکھیں محبت کے نشہ میں جھومتی ہوئی اٹھیں سینہ سے گلے سے لگایا اور دونوں ماں بیٹیاں اب دیوانہ وار آمنہ کی امانت پر ہوتی تھیں آنکھیں بچھاتی تھیں

حلیمہ سعدیہ اس لال کی ایسی ہوئی شیدا
کہ اب اس کے سوا اس کو دکھائی کچھ نہ دیتا تھا
اگر دل شاد تھا اس سے تو گھر آباد تھا اس
بصارت تھا نہ آنکھوں کی کلیجہ کی وہ ٹھنڈک
کھلاتی تھی پلاتی تھی ہنساتی تھی سلاتی تھی
بچھونا قلب تھا اس کا تو آنکھیں اس کی گہوارا
نثار ہوتی تھی ہو پر شیدا ہوتی تھی صورت
کبھی قربان پاؤں پر کبھی ہاتھوں پہ ...
بلائیں چاند سے ٹکڑے کی لیکر پیار کرتی تھی
نہ تھی کچھ فکر پینے کی نہ تھا کچھ ہوش کھانے کا
گلے سے خوب چپکا کر سلاتی ...
کبھی ...
اُجالا میرے گھر کا ہے میرا بھولا میرا بالا
مرے اس گھر کا گھر والا مرے لخت جگر ...
جو اپنی کھلتی ... آئی ...
... آنکھوں میں ...
امانت آمنہ کی ہے تو خدمت ہے حلیمہ کی
... سرخرو ...

[illegible]

ان ... ماں ... پھولوں سے ... آنکھیں کھولیں آفتاب
دو پہر ... غروب ہوئے اور ... گئے اور ... ہوا
نے ... ہوئے ... نے جنت ہولی اور ریگستان کی سرزمین پر وہ
دن آیا کہ ... آمنہ ... عبداللہ کی انگشت شہادت حلیمہ سعدیہ کے
ہاتھ میں ...

زمین پہ ... سے آنکھیں ملے	خوشا گود جس گود میں تو ہے
حلیمہ ... سر پر رکھے	خوشا اس کی قسمت مقدر یہ ہے
پھول تیرا ... محبت پر فدا	تیرے رخ پہ قربان صل علیٰ
مبارک ... ہے	شب عیش کی آ ... ہے شام

قدرت کی بلند نگاہیں ... کے اعمال کو دیکھ اور پرکھ رہی تھیں اعمال کی جزا وسزا کا قانون ... زندگی میں ... حیات انسانی کے واسطے لازم ہے جاری ہو سکتا تھا کہ بت پرستی اور مکہ والوں کی بداعمالی روز بروز ترقی کر رہی تھی اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ شرم و حیا کے گوہر آبدار خاک میں مل کر قریش کے مردوں اور عورتوں نے بیحیائی کے ایسے ڈھنگ دکھانے شروع کر دیئے تھے کہ عالم بالا کی کائنات منہ ڈھانک رہی تھی یا آ فرشتوں کا قہر ... کی صورت میں نازل ہوا اور ... جہاں دیکھتے ہی دیکھتے قبروں میں پہنچے گھر کے گھر صاف ہو گئے اور حالت یہ ہو گئی کہ موت کے نقارے نے ... کی زمین ... ہلا ڈالی۔

ادھر یہ ہو رہا تھا ادھر حلیمہ سعدیہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ بی بی آمنہ کے ... ماں سے بچھڑے اور ماں ... سے چھوٹے دو سال کے قریب ہو گئے دودھ پلانے کا زمانہ ختم ہوا میں اپنی خدمات پوری کر چکی اور جس لال کو اپنے خون سے کلیجہ سے لگائے رہی اب جا کر دوں اور عبدالمطلب کی امانت جن آنکھوں سے لی تھی ان ہی آنکھوں سے واپس کر دوں اتنا سوچتے ہی حلیمہ کے دل پر چوٹ سی لگی اندیشہ فراق ... دل میں اٹھا آنکھ سے آنسو نکل پڑے مگر ایمان کی روشنی نے قلب مجروح پر مرہم رکھا انصاف نے تسکین دی اور آمنہ کی امانت ... سرکار دو جہاں کو ساتھ لیکر مکہ روانہ ہوئی۔

منزل مقصود ... دوپہر کے آفتاب کی تیز کرنیں حلیمہ کے ہونٹ کا جائزہ ... آگے ... گرم ہوئی اور لو تیز ... حلیمہ ... ان درختوں میں ... دیکھ سکے ... میں مصروف ہو کر ... کائنات کی ... نعت ... [illegible]

[illegible] ... تھا چین سے بے فکری ... تیار کر دیا ... آمنہ کے لال کو ... حلیمہ کی آنکھوں ... امانت سے بے خبر ... جان ... ہوئی تھی درختوں ... کے اس ... کی صورت میں مناظر قدرت کا مشاہدہ کر رہا تھا ... لے گیا ... کی آنکھیں ... اور خاموش ... ہوا کے ... دست بستہ ... اور ادب سے اپنا راگ شروع کر دیا حلیمہ کے نازک ہاتھوں کے ... آفتاب کی تیز شعاعیں ... رہی تھیں نیند غالب ہوئی اور ماں کی آغوش سے بچھڑا ہوا بچہ دائی سے دور نرم نرم پتیوں پر لیٹ گیا۔

خوش نصیب تھے وہ پتے جن کے خاموش ... اس جسم کو بوسے دے رہے تھے جس کی نزاکت گلاب و یاسمن کو شرما رہی تھی سنسان دوپہر نے کائنات ارضی کی ... پیارا دلارا اپنے سینے سے لگا لیا جنگل محافظ بنا اور ... قانون قدرت کے تحت ... دنیا سے بے خبر ہو گئی۔

تند و تیز ہوا کے ایک گرم جھونکے نے حلیمہ کو جھنجھوڑا ... ادھر ادھر نظر دوڑائی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا مگر عبد ... امانت نظر نہ آئی۔ ... اٹھے چاروں طرف دوڑتی پھری آواز دی۔ چیخی چلائی۔ تڑپی بلبلائی ... کی بجلی نے کلیجہ خاک سیاہ کر دیا دودھ کا جوش دل میں ... رہا تھا۔ بلند آوازوں سے صدائیں لگاتی تھی خاموش آنکھوں سے گھنان درختوں میں گھورتی تھی اور چپ چاپ ... جھنڈوں کو ٹٹولتی تھی کہ شاید ... ہو ... بکھری ہوئی صورت کانوں اور آنکھوں کو ... مار مار کر روئی اور چیخ چیخ کر جنگل سر پر اٹھا لیا آفتاب سے خطاب کیا درختوں سے باتیں کیں پرندوں سے دریافت کیا ہر ... سے پوچھا دیوانہ وار ہر سمت آواز ... کر دوڑنے لگی آفتاب اس دیوانگی پر ہنسا زمین اس ... مسکرائی ہوا نے قہقہے لگائے دھوپ نے ... اس کی کیفیت میں تغیر اور حالت میں فرق نہ ہوا کلیجہ میں گھونسے مارتی ... کو پیٹتی تھی ... حالتوں کی التجا ہر تدبیر بیکار ہر کوشش بے سود تھی شکستہ دل کی صدائیں آنسوؤں میں ڈوبی ہوئیں وحشت ... جنگل میں ... اور محمد محمد کے نعروں سے جنگل گونج اٹھا بلبلاتی تھی اور پکارتی تھی روتی تھی اور کہتی تھی کہ جنگل کے رہنے اور بسنے والے جانور اور بے جا ... حلیمہ کا معصوم بچہ ہمارا مہمان تھا تم نے دغا کی اور میرے کلیجہ کا ٹکڑا مجھ سے چھین لیا میری آنکھیں پھوٹ رہی ہیں میرا دل رو رہا ہے میری جان نکل رہی ہے اور میرا ... خشک ہوا ہے مجھ پر ... و انصاف کرو کرم کرو مجھ مردہ کو جلاؤ اور میرا بچھڑا ہوا لال میرے کلیجہ سے چمٹا دو مکار درختوں دغاباز جھاڑیوں ... کے واسطے اپنے معبود کا صدقہ ایمان سے کام لو اور میری فریاد ... آفتاب کی شعاعوں ... میرے لال کو ... اور جنگل کے ... میرے ... میرا کلیجہ ... اس کی ... جلدی ...

[illegible] بچے ہوئے [illegible]

خاموشی سے ہوتے [illegible] بیٹھی رہے [illegible] چلے جاتے [illegible]
اور جس [illegible] دکھیاری ہوں مصیبت کے [illegible] پھوٹ گیا [illegible]
بچہ کا میرے [illegible] گھر والے پالنے والا میرا پیارا [illegible] کھانے والا جس کے
منہ سے پھول جھڑتے تھے جس کے ہونٹوں سے خوشبو آتی تھی مجھ سے بچھڑ گیا
ماتا والی بکریوں تم کو میرے بچے کی تلاش کر دیکھو اور [illegible] چھوڑ کر
اٹھو اور میرا لال ڈھونڈ دو۔

بلبلاتی ہوئی ہر سمت دوڑی مگر محروم آنکھیں اس جمال سے مشرف نہ ہوئیں وہ دولت جس کو وہ ڈھونڈ رہی تھی کہاں میں نہ آئی مایوس نظریں تھک کر گریں اور نا امید دل ڈھونڈ کر ہارا خیال آیا کہ آمنہ کے سامنے کس منہ سے اور عبد المطلب کے روبرو کس دل سے جاؤں اور کیوں کر تیرا لال کھو دیا گیا۔ اطلاع دوں کہ تیرا بچہ گم ہو گیا روتی ہوئی چلی اور تڑپتی ہوئی بڑھی رستہ بھر کلیجہ پر گھونسے کھاتی اور درختوں سے ٹکریں مارتی عبد المطلب کے گھر پہنچی۔

بے خبر ماں دنیا کے مشاغل میں بیٹھی تھی گریہ و زاری کی آواز کان میں آئی سامنے دیکھا تو حلیمہ دروازہ میں کھڑی رو پیٹ رہی ہے مامتا نے ہوش اڑا دیئے اور بچہ کی تصویر آنکھ کے سامنے پھر گئی بے ساختہ چلا اٹھی ؎

میرا بچہ تو ہے اچھا تو کیوں روتی ہوئی آئی — یہ کیا حالت ہوئی تیری بتا خیر ہے دائی
میرا دولہا کہاں چھوڑا چھپا ہے گود کیوں خالی — بتا جلدی سنا جلدی خبر ہے ساتھ کیا لائی
ہمارا حال ہم ہوتے ہیں کلیجہ منہ کو آتا ہے — قیامت ہے ترا رونا غضب ہے تیری تنہائی
پریشاں [illegible] صورت کسی صدمہ کی شاہد ہے — خبر کچھ اور دیتی ہے یہ تیری شکل مرجھائی
تو سمجھا [illegible] ہونٹوں میں کوئی آفت ہے پوشیدہ — حلیمہ ہے نشان سوچ رنگت تیری [illegible]
تو ہنستی ہوئی رخصت ہوئی بچہ ہمراہ لیکر — ہوئی کیسی تو اب ہے اس طرح کی شکل گھبرائی
حلیمہ تیری [illegible] شکل بچہ کی دکھا مجھکو — پڑی ہے مجھ پہ کیا بپتا اری کچھ تو بتا مجھکو

بی بی آمنہ کے اضطراب نے حلیمہ کی حالت اور ردی کر دی بلبلاتی ہوئی آگے بڑھی اور کہا جنگل کے درختوں نے زیتون کے پتوں نے گھاس کے تنکوں نے تیرا بچہ مجھ سے چھینا۔ چپہ چپہ ڈھونڈا۔ کونہ کونہ دیکھا اور گوشہ گوشہ چھان مارا آسمان نے دغا کی زمین نے دھوکہ دیا اور جنگل نے آنکھیں بدلیں۔ اچھا بھلا جیتا جاگتا کھیلتا [illegible] کر لیٹی ہائے ہوا کے جھونکوں نے مجھ سے دشمنی کی [illegible] نیند کا پردہ میری آنکھوں پر ڈال دیا ہوشیار ہوئی تو تیرا چاند میری آنکھ سے جدا تھا کیا کہوں کس منہ سے کہوں اور کس دل سے بتاؤں کہ کیا ہوا کیونکر ہوا اور کس طرح ہوا۔ آمنہ گنہگار ہوں مجرم ہوں جو چاہے سمجھو جو چاہے کہو [illegible] تیرے خوف سے اونچی نہیں ہوتی اور زبان ندامت سے اٹھتی نہیں آمنہ تیرا لال کھو گیا۔

ماں ایک چیخ مار کر [illegible] گری۔ ہائے میرا بچہ۔ اور اس کی آواز [illegible] گونجتی ہوئی باہر پہنچی عبد المطلب گھبرا کر [illegible] کیفیت دیکھی اور حقیقت سنی حلیمہ کو ساتھ لیا اور اس جگہ پہنچے آفتاب کی آنکھیں [illegible] جھکا کر [illegible] چکے تھے مگر زمین [illegible] اب تک [illegible] عبد المطلب کی نگاہیں چاروں طرف ڈھونڈتی ہوئی [illegible] میں کیا دیکھتی ہیں کہ آسمان [illegible] چاند اور چمکتا ہوا چاند [illegible]

[illegible]

کی آہٹ [illegible]

[illegible] تھے مطلب خاموش تھے مگر مسرت چہرہ [illegible] حلیمہ [illegible]
[illegible] آمنہ تیرا بچہ تجھ کو مبارک ہو۔

بے قراری اطمینان سے اور گریہ و زاری مسرت سے بدل گئی ہوئی ماں کے [illegible] بھرے ہاتھ آگے بڑھے بچہ کو گود میں لیا اور خوشی کے آنسو آنکھ سے نکل آئے خیال آیا کہ [illegible] اور [illegible] گھر سے بلند [illegible] رات آنکھوں میں کاٹی [illegible] کے واسطے [illegible] تو [illegible] حلیمہ نے [illegible] کی صورت دیکھی اور رو کر جواب دیا۔

بیوی! پالنے کی آگ پیٹ سے زیادہ ہوتی ہے میرا ہی دل جانتا ہے کہ ان کو کس طرح لائی ہوں۔ آمنہ! جدائی کا پتھر بڑی مشکل سے دل پر رکھ سکتی ہوں کہ یہ پھول سا مکھڑا ایک نہ ایک دن مجھ سے بچھڑنے والا ہے۔ تیرا لال جس کے نصیب ہوئیں تو خدمت کرنے اور پال دینے والی تھی تب نے دودھ پلایا اور پالنے میری [illegible] کی اور آج میرا وہ پیارا جو کل میری گود میں انگوٹھا چوس رہا تھا پاؤں چلنے کے قابل ہو گیا بیوی جس آگ کے شعلے کلیجہ بھون رہے ہیں وہ چار روز میں دب جائیگی آنکھیں رو رو کر خاموش اور دل تڑپ تڑپ کر ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ جانتی ہوں کہ جب تک جان میں جان ہے محمد کی یاد دل سے نہ جائیگی اس کی جدائی میں [illegible] جب تک زندہ ہوں اور تڑپوں گی جب تک دم میں دم ہے مگر میرا کام ختم ہو چکا اور میں جو [illegible] اب اس کو کیوں کر دیتے ہو میری بچی شیما نے جو تیرے لال سے بچھڑی ہو تیرے بچہ کی جدائی پر [illegible] اگر خدا صبر دیتا ہے مجھے تو اس کی [illegible] سے [illegible] کا جانے کی تھی [illegible] آنکھوں سے واپس کر دوں خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے سرخرو کیا اور گود کا خدا ہی حافظ ہے مگر وہ لال جو دو سال میرے کلیجہ پر سویا اور سینہ پر لیٹا تجھے واپس کر رہی ہوں میں نے سمجھا تھا کہ ہر دو ماں بیٹیاں حلیمہ اور شیما جب دل بھرے گا اور یاد ستائیگی تو اسی صورت کو دیکھ لیا کرینگے اب میں جاؤں اس میں شک نہیں آنکھوں کو ٹھنڈک اور کلیجہ ٹھنڈا ہو گا لیکن جدائی کا وقت جو مصیبت [illegible] اور دو سال کل سے اب تک دیکھ رہی [illegible] دوبارہ دیکھنا [illegible] آمنہ خدا تجھکو بچہ مبارک کرے مگر یاد رکھ یہ بچہ [illegible] اس کو [illegible] کی تفصیل [illegible]

حلیمہ اور شیما دونوں ماں بیٹیاں آمنہ کے لال کو [illegible] دیا [illegible] بی بی آمنہ کو [illegible] آخر ختم ہوئی [illegible] کی تھی کہ حلیمہ روتی ہوئی آمنہ کی امانت [illegible] شیما اور اس کا شوہر حارث [illegible]

[illegible]

معلم کا بچپن

جناب ... صاحب صدیقی ایم اے مراد آباد

نور محمد ... آپ کے والد حضرت عبد اللہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے تھے اور شفیق باپ کی شفقت آپ سے چھن گئی ... آپ کے دادا عبد المطلب قوم کے سردار اور سرکردہ بزرگ تھے ... کہ آپ کے فرزند حضرت عبد اللہ نے عین عالم شباب میں ۲۴ سال کی عمر میں انتقال کر کے آپ کے قلب کو پاش پاش کر دیا تھا اس لئے آپ نے رسول کریم کو اپنے مرحوم فرزند کی یادگار سمجھ کر بہت محبت اور پوری شفقت و توجہ کے ساتھ پرورش شروع کی۔ آپ کی پیدائش کی خبر سنتے ہی عبد المطلب ہشاش بشاش گھر میں آئے آپ کو گود میں اٹھا لیا اور خانہ کعبہ میں حصول برکت کے لئے لے گئے اور وہاں کھڑے ہو کر آنسوؤں کے ساتھ پوتے کی صحت اور عافیت و اقبال کے لئے دعا مانگی۔

ساتویں روز عبد المطلب نے پوری دھوم دھام کے ساتھ عقیقہ کیا قربانی کی اور تمام قریش کو ایک شاندار اور پرتکلف دعوت دی اس دعوت میں قبیلہ قریش کے تمام اکابر شریک تھے انفراغ ضیافت طعام کے بعد سب نے بچے کو دیکھا اور دادا کی خوشی کا اظہار کیا اور پوچھا آپ نے اس کا نام کیا تجویز کیا ہے۔ عبد المطلب نے بچہ کا منہ چوم کر فرمایا کہ میں نے اپنے اس پیارے بیٹے کا نام محمد رکھا ہے۔ لوگوں کو تعجب ہوا اور انہوں نے پوچھا کہ عبد المطلب یہ کیا بات ہے کہ آپ نے اپنے خاندان کے تمام مروجہ ناموں کو چھوڑ کر بچہ کا نام محمد کیا؟ عبد المطلب نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ میرا بچہ دنیا بھر کی توصیف و ستائش کے شایان قرار پائے۔

عبد المطلب کو کیا خبر تھی کہ یہ آرزو اور یہ خواہش ان کی زندگی میں نہ سہی مگر ایک روز پوری ہو کر رہے گی قدرت ان سے یہ خود کہلا رہی ہے اور ایک دن آنے والا ہے کہ افق مکہ پر یہی آفتاب رسالت ضیا افروز ہوگا اور تمام دنیا والے بلکہ خود خدائے ذوالجلال اس بچہ کا ثنا خواں بنے گا۔

رضاعت

دو تین روز کے بعد ابو لہب کی لونڈی ثوبیہ نے آپ کو دودھ پلایا اس عہد کا یہ دستور تھا کہ شہر کے رؤسا اور شرفا اپنے بچوں کو دیہات و قریات میں پرورش کے لئے بھیج دیا کرتے تھے شہروں کی زبان گو کتنی ہی شستہ ہو مگر تمدن کی وسعت و ترقی اور غیر اقوام سے تعلقات دوسری زبانوں کے الفاظ و محاورات بھی زبانوں پر رواں کر ہی دیتے ہیں قصبات و قریات کی زبان پر صحیح و صاف ہوتی ہے پھر عرب کی زبان جس پر عرب کو اتنا فخر تھا کہ وہ اپنے مقابلہ میں دنیا بھر کو گونگا سمجھتے تھے جو بچے صحرائی بدوؤں میں پلتے اور بڑھتے تھے ان میں فصاحت و بلاغت کے جوہر پیدا ہو جاتے تھے شہروں کی زبان انہیں ... جاتی تھی اور اس طرح عرب کی ... خصوصیت ... شاہانہ سطوت ... کے ... [illegible]

بچے صحرائی بدوؤں کے گھروں کے اندر ہی پلتے تھے صرف ایک دو یہی خاص اسباب و وجوہ کی بنا پر صحرائی فصاحت و سادہ بلاغت ... نہ پل سکے ہوں ... [illegible] ... عورتیں ... آتیں اور شرفائے عرب اپنے شیر خوار بچوں کو ان کے حوالہ کر دیا کرتے تھے اسی دستور کے مطابق قبیلہ بنو ہوازن کی چند عورتیں آئیں ان میں حضرت حلیمہ سعدیہ بھی تھیں پہلے تو انہوں نے خیال کیا کہ یتیم بچہ کو لے کر کیا کرو گی لیکن اتفاق سے اس مرتبہ کوئی بچہ ان کو نہ ملا تھا اس لئے خالی ہاتھ جانے سے یہی بہتر سمجھا کہ محمد کو لیتی جائیں انہیں کیا علم تھا کہ یہ یتیم دنیا بھر کے یتیموں کا ملجا و ماویٰ بنے گا اور کونین و دارین کی شاہی اسی کے لئے مقدر ہو چکی ہے آپ چند برس تک حلیمہ سعدیہ کے یہاں رہے آپ کی رضاعی بہن شیما کو آپ سے بہت انس ہو گیا تھا اور وہی آپ کو کھلایا کرتی تھیں۔

رضاعی بہن بھائیوں کی محبت

آپ کے چار رضاعی بھائی تھے جن کے ساتھ آپ کھیلتے کودتے رہتے تھے اور بے حد محبت کرتے تھے آپ کو حلیمہ سعدیہ سے بھی انتہائی محبت تھی عہد نبوت میں جب وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ "میری ماں" "میری ماں" کہہ کر ان سے لپٹ گئے حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں نے جو سلیقہ و تمیز اس چھوٹی سی عمر میں اس بچہ میں مشاہدہ کیا وہ کسی بچہ میں نہ دیکھا ... تمام اطوار نہایت شائستہ تھے فطرتاً صفائی پسند تھے اور بچوں کی طرح گرد و خاک میں لوٹنے سے بچتے تھے صاف زمین پر کھیلتے تھے رونے بسورنے سے گریز کرتے بچوں سے لڑنے جھگڑنے کی بالکل عادت نہ تھی ہر وقت بشاش رہتے تھے ... بھی وقت پر پیتے تھے اور کھانے ہی وقت پر ... کسی رضاعی بہن کو روتے دیکھتے تو خود بھی چشم پرنم ہو جاتے مجھ سے اور بہن بھائیوں سے بے حد محبت تھی ... منہ کی باتیں کرتے تھے کہ تعجب ہوتا تھا میرے ساتھ گویا عشق تھا۔

بچپن کی یاد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک جب چھ برس کا ہو گیا تو اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور ایک ماہ تک وہیں مقیم رہے راستہ میں آپ کی والدہ محترمہ کا بھی انتقال ہو گیا آپ کو قیام مدینہ کی بہت سی باتیں یاد رہ گئی تھیں جب آپ عہد نبوت میں ایک دفعہ بنو عدی کی منزل پہنچے تو فرمایا اسی مکان میں میری والدہ ٹھہری تھیں یہی وہ تالاب ہے جس میں میں نے تیرنا سیکھا تھا اسی میدان میں میں انیسہ کی ایک لڑکی کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔

بنو ہوازن کا قبیلہ جہاں آپ نے پرورش پائی تھی فصاحت و بلاغت کے لئے مشہور ہے ابن سعد کی روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سب میں فصیح تر ہوں اس لئے کہ میں قریش کے خاندان سے ہوں اور میری زبان بنی سعد کی زبان ہے جو اس قبیلہ کا نام ہے۔

دادا کی نگرانی

چھ برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے کہ آپ پر ماں کی

رہی تھا۔ بڑا صدمہ پہنچا اور آپ اس صدمہ سے بیتاب ہو کر کچھ روز تک برابر روتے رہے۔ عبدالمطلب نے آپ کو اپنی آغوش تربیت میں لیا دو ہی برس کے بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا دادا کے جنازہ کے ساتھ یہ آٹھ سالہ بچہ بھی تھا جو فرط محبت سے روتا جاتا تھا۔ یہ موت اس اعتبار سے بھی ایک صدمہ عظیم تھا کہ ان کے خاندان سے اقتدار مسلوب گیا اور بنو امیہ بنو ہاشم پر غالب آ گئے۔ عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے انھوں نے آپ کے حقیقی چچا ابوطالب کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ دیا۔ آپ کی تربیت پوری توجہ کے ساتھ کی اپنی اولاد سے زیادہ آپ پر شفقت کرتے آپ کو بھی بہت انس ہو گیا تھا ابوطالب آپ کو ساتھ ہی سلاتے اور باہر بھی جاتے تو ساتھ لیکر جاتے گو آپ کو پہلوانہ کھیل ورزش کشتی اور تیراکی والدہ ہی نے سکھانی شروع کر دی تھی مگر شفیق چچا نے اس طرف زیادہ توجہ کی بارہ برس کی عمر میں آپ بکریاں چرانے لگے جو اسی دور کا ایک شریفانہ پیشہ تھا کیونکہ ملک کی جغرافیائی حالت اسی امر کی مقتضی تھی اس قدر میں آپ اکثر جھڑ بیریوں کے بیر توڑ کر کھایا کرتے تھے ایک تو خاندانی حالت اور دوسرے زمانہ کا دستور آپ کے پڑھنے لکھنے کی طرف کسی نے توجہ نہ کی۔

شام کا سفر

[illegible] اصول بنائے رہتے تھے آپ کی عمر ابھی بارہ ہی سال کی تھی ابوطالب نے حسب دستور سفر شام کا ارادہ کیا آپ لپٹ گئے اس لیے آپ کو ساتھ لیا اسی طرح آپ نے متعدد سفر کئے کاروباری حالات دیکھے اور تجارت کا ... عرب میں بت پرستی، الحاد، گلی کوچوں شاعری، قماربازی اور شراب خوری کے طوفان، بچوں کی مجلسیں علیحدہ ہوتی تھیں صحبتیں خراب تھیں اخلاق گندے تھے اسی بچپن اور لڑکپن ان خرافات و لغویات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا آپ ہمراہ لڑکوں کے ساتھ کھیلے ضرور مگر جہاں جھگڑا ہوا فساد پن کی نوبت آئی آپ کبھی آپ ساتھیوں کو بھی روک دیتے تھے کہ گالی نہ بکو جھگڑے نہ کرو لغویات سے علیحدہ وجیہہ تھے کوئی آپ سے لڑ کر جیت سکتا تھا اس لئے کوئی چھیڑتا بھی نہ تھا۔ کبڈی تیراکی اور اسی قسم کے دوڑ دھوپ کھیلوں میں آپ کی شرکت ثابت ہے مگر خرافات میں حصہ نہ لیا نہایت سیدھے سادے اور نیک سرشت بچے تھے شرارت سے گریز کر زیادہ تر گھر میں رہتے تھے غرض آپ کا بچپن بہت شاندار رہا بزرگوں کی اطاعت کرتے رہے اور کسی کو آپ نے شکایت کا موقع نہ دیا آخر تو آپکے سر پر نبوت کا تاج جگمگا۔

رسول کریمؐ کی جوانی

از جناب مولوی سید ممتاز احمد صاحب قریشی مدنی نقشبندی

جوانی اور پھر عرب کی جوانی ایک طوفان بے بدل، دیوانہ ہوتا ہے پھر یہ جوانی دیوانی مشہور ہے لیکن رسول کریمؐ کی جوانی نسیم مشکبار کا ایک جھونکا اور آفتاب سعادت کی ایک کرن تھا آپ جوان تھے مگر جوان صالح شباب کی امنگوں سے آپ کا سینہ بھی متلاطم تھا لیکن شرافت و سعادت کے سانچے میں عرب کے جوان مے خواری بادہ نوشی قمار بازی زناکاری فحش گوئی افسانہ طرازی جنگ و جدل اور شاعری میں مصروف رہتے اور آپ عقد و فکر تجارت و کاروبار اور امن و صلح کے پیکر۔ حضرت ابوطالب کو آپ سے بیحد محبت تھی مگر وہ معاش کے افکار میں مبتلا تھے تمام خاندان کی سرپرستی و پرورش کا بار آپ ہی پر پڑا تھا باپ کے مرنے کے بعد وسائل معاش محدود ہو گئے تھے زیادہ تر سفر میں رہا کرتے تھے قریشیوں تھے اس لئے آپ کی تربیت و تعلیم کی طرف جتنی توجہ مبذول کی جانی چاہئے تھی مبذول نہ کی جا سکی اور اگر آپ کا استاد و رہبر اگر کوئی بن سکا تو وہ صحیفہ قدرت تھا خدائے قدوس نے آپ کو ایک مفکر دماغ عطا کیا تھا سوچنے کی عادت تھی چشم بصیرت وا ہو چکی تھی رسوم بد اور عرب کی لغو اور مشرکانہ عادات و خصائل سے آپ کو کبھی لغزش تھی اور آپ کی فطرت سلیم آپ کو کبھی اس طرف متوجہ نہ ہونے دیتی تھی۔

رسول کریمؐ کی عادات

آپ کی عادت تھی کہ ہر چیز پر غور و فکر کرتے اور اس کے نتائج پر نگاہ ڈالتے اصل حقیقت تو یہ ہے کہ خدائے عزوجل کی قدرت آپ کی تربیت و تہذیب میں منہمک تھی مگر بادی النظر میں سیرت نگاری کے ٹھوس پہلو کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو چونکہ سلیم فطرت اور مذاق صحیح عطا ہوا تھا اس لئے اپنی لاعلمی اور ناواقفیت کے باوجود آپ کی خداداد ذہانت آپ کو نتائج کی تہ تک پہنچا دیتی تھی اور عواقب امور پر آپ کی نظر پڑ جاتی تھی آپ نے دنیا کی اخلاقی اور رسوم مشرکانہ کے نتائج کا اندازہ اپنی ذہانت سے کر لیا تھا اس لئے آپ از خود اپنا دامن اخلاقی دھبوں سے بچائے رہے اور اس پر کوئی چھینٹ نہ پڑنے دی۔ جھوٹ فریب ریا ظاہرداری کبر رعونت، بغض، حسد، فحش کاری گندہ زبانی اور لڑائی جھگڑوں سے مجتنب رہے اور کبھی ان صحبتوں کے قریب بھی نہ پھٹکے جو اخلاق و انسانیت کے لئے جراثیم ہلاکت سے کسی طرح کم نہ تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ غلاظت اخلاق کی کوئی چھینٹ آپ کے سفید دامن پر نہ پڑنے پائی اور آپ کی جوانی پاکبازی صداقت اور شرافت کا مظہر و نمونہ بنتی چلی گئی چال چلن نہایت شریف عادات نہایت ستودہ اور خصائل نہایت پاکیزہ صورت اختیار کر گئے قلب مبارک جذبات کا پھوڑا بنا ہوا تھا کسی کی مصیبت دیکھ نہ سکتے تھے اور ہمدردی ہر تڑپ اور تکلیف کی ہر کراہ آپ کو بے چین کر دیتی تھی اس لئے آپ کے اندر غمخواری و ہمدردی دلسوزی و شفقت رحم و مروت سیر چشمی و فیاضی حمایت حق اور مخالفت باطل، عفو و درگذر سلوک و خدمت اور کرم و رافت کے احساسات پیدا ہو گئے۔ صدق و دیانت امانت و پاس وفا کی خوبیاں آپ کے اخلاق کا زیور تھیں تعصبات و رسوم کے زنگ نے خانۂ دل میں کوئی گوشہ بھی اپنے لئے محفوظ نہ پایا اور حیا آپ کا شعار عمل ہو گئی۔

غریبوں اور ضعیفوں کی غمگساری

غریبوں کی غمگساری ملک زندوں کی یتیموں کی امداد، بیواؤں کی خدمت بیکسوں کی دستگیری بے چاروں کی بیواؤں کی خبرگیری اور درد رسیدوں کی دادرسی صداقت اقوال اور عمل آپ کا شیوہ بن گیا جیسا کہ قاتل اور زانی کوئی بھی ہو عمل میں کتنی غلاظتیں اپنی ہوں وطیرہ کچھ ہو عادات بننے کتنا ہی قابو پا لیا ہو مگر برائی اچھائی سفید کی سیاہ اور عیب کو ثواب تو کوئی بھی نہیں کہتا چور چوری کرے مگر اسے برا ضرور کہیگا۔ زانی بھی زنا کی اچھائی کا تو کبھی معترف نہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کی اخلاقی گندگیوں اور غلاظتوں میں لتھڑے ہوئے کفار عرب آپ کو "الامین" کا خطاب دینے پر مجبور ہو گئے اور آپ کو آپ کی اخلاقی خوبیوں اور انسانی بڑائیوں کے باعث عزت و احترام کی نظروں سے دیکھنے لگے اور آپ کی شرافت و نیک چلنی کا شہرہ ہو گیا۔

قیام امن کی مجلس

عرب میں خانہ جنگیوں اور باہمی لڑائیوں کے خوب بپا تھے۔ بغض و عداوت کی آندھیاں اٹھ رہی تھیں اور فتنہ و امن سوزی کے سیلاب امڈے چلے آ رہے تھے کوئی صورت اور کوئی چارہ کار اس تباہی عمل کے انسداد کا نہ تھا آپ دیکھتے اور کڑھتے تھے آخر نہ رہا گیا تو آپ نے اصلاح کی بسم اللہ کر دی ایک صحبت میں اکثر قبائل کے سرداروں اور قوم کے معززین اور صاحب فہم بزرگوں کو جمع کیا ان کے سامنے ملک کی بدحالی قوم کی تباہی وطن کی بدامنی کا خوفناک نقشہ موثر ترین طریق پر پیش کیا غرباء پر زبردستوں کے مظالم و شدائد مسافروں پر ڈاکوؤں اور رہزنوں کی دست برد داستان کی خطرناکی اور عام بدامنی کے نقصانات واضح کئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی صحبت میں مکہ مکرمہ کے اندر قیام امن اور نگرانی حقوق کے لئے ایک انجمن قائم ہو گئی بنو ہاشم، بنو مطلب، بنو اسد، بنو زہرہ اور بنو تمیم اس میں شریک ہوئے اس انجمن میں جو مزید ممبر داخل ہوتے گئے ان سے یہ عہد و اقرار کرایا گیا کہ وہ

(۱) ہم ملک کی بدامنی کے ازالہ کے لئے ہر امکانی سعی سے کام لیں گے۔

(۲) ہم مسافروں اور راہگیروں کی حفاظت کریں گے۔

(۳) ہم غرباء اور کمزوروں کی اعانت و دستگیری میں سرگرم رہیں گے۔

(۴) ہم زبردستوں کو زیر دستوں پر ظلم و جور کی خیانتیں برپا کرنے سے روکیں گے

نبوت کا تاج فرق مقدس پر رکھنے کے بعد آپ اس انجمن کا ذکر خاص ذوق و شغف کے ساتھ کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر آج بھی کوئی ایسی منتظمہ انجمن بے لوثی کے ساتھ قائم کرے اور مجھے دعوت شرکت دے تو میں سب سے پہلے اس کی شرکت و امداد کے لئے تیار ہو جاؤں گا۔ اس انجمن نے ظلمتکدہ عرب میں امید و توقع

... اور ساپید المدی ہی اور فی اثنا میں بھی نوع انسان کے تحفظ، بقا اور قیام امن کے لئے بہت کچھ کیا۔

کعبہ مقدس کی تعمیر

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ جوانی میں وطن و قوم کی بہتری کے کیسے ستودہ جذبات کے حامل تھے اور قبائے رسالت جسد مبارک پر راست آنے سے پیشتر ہی اللہ جل جلالہ نے آپ کی فطرت کو پاکیزہ خیالی اور شریفانہ اعمال سے منور کرنا شروع کر رکھا تھا اور آپ کے اندر نبوت و رسالت کے نور کو اپنے قلب میں مرکوز کر لینے کی پوری استعداد پیدا ہو چلی تھی۔

سرور کائنات کی عمر ابھی ۳۵ سال ہی کی تھی جب قریش نے کعبہ شریف کی از سر نو تعمیر کا عزم کیا کیونکہ اس کی دیواریں سیلاب کے صدمہ سے پھٹ گئی تھیں کعبہ مقدس اس وقت بھی کفار میں احترام و تقدس کا سرمایہ دار سمجھا جاتا تھا اس لئے تمام قبائل نے اس میں شرکت کی اور اس شرکت کو باعث فخر سمجھا تعمیر تو سب کی امداد اور سب کی اعانت سے مکمل و منتہی ہو گئی لیکن جب حجر اسود کے نصب کا وقت آیا تو باہم ایک طوفانی اختلاف برپا ہو گیا اس لئے کہ ہر قبیلہ کی خواہش اور آرزو یہی تھی کہ یہ کام اس کے ہاتھوں انجام پائے پورے چار روز تک یہی جھگڑا ہوتا رہا قریب تھا کہ تلواریں میانوں سے نکل کر تڑپنے لگیں اور خون کی ندیاں بہہ جائیں کہ ایک معمر شخص ابو امیہ بن مغیرہ نے کھڑے ہو کر یہ رائے دی کہ کسی کو اور ثالث بنا لیا جائے اور سب اس کے فیصلہ پر عمل کریں اس رائے سے سب نے اتفاق ظاہر کیا اور یہ قرار پایا کہ اس وقت کے بعد جو کوئی سب سے پہلے حرم پاک میں آئے وہی حکم سمجھا جائے۔ بالکل اتفاقی امر تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آپ کے چہرہ مبارک پر نظر پڑتی تھی کہ ہر طرف سے اطمینان اور مسرت کا ایک شور بلند ہوا اور ھذا الامین رضیناہ کے نعرے لگنے لگے یعنی امین آ گیا ہم سب اس کے فیصلہ پر دل سے راضی و تیار ہیں۔

معاملہ بڑا نازک تھا فیصلہ کیا جائے تو کیا کیا جائے اور یہ شرف کسے عطا ہو لیکن آپ نے اس اہم موقعہ پر نہایت فرزانگی معاملہ فہمی اور عواقب بینی سے کام لیا اور وہ فیصلہ کیا کہ اس وقت تو خیر موقعہ ہی تھا آج بھی اس فیصلہ کی نوعیت پر غور کر کے بڑے بڑے فضلا حیران اور انگشت بدندان رہ جاتے ہیں اور آپ کی عقل و دانائی کی تعریف و توصیف پر مجبور ہو جاتے ہیں رحمت عالم نے گوارا نہ کیا کہ تنہا اس شرف سے بہرہ مند ہوں آپ نے فرمایا کہ جو دعویدار قبائل ہیں ان سب کا ایک ایک سردار منتخب کر لیا جائے اس انتخاب کے بعد آپ نے ایک چادر بچھا کر حجر اسود اس کے اندر رکھ دیا اور سرداروں سے کہا کہ وہ سب مل کر چادر کے چاروں کونے تھام لیں اور اوپر اٹھائیں جب چادر موقع کے برابر بلند ہو گئی تو آپ نے حجر اسود اٹھا کر نصب فرما دیا آپ کی اس حسن تدبیر سے ایک شدید جنگ رک گئی اور عرب ایک بڑی مصیبت سے بچ گیا۔

شغل تجارت

ہم واضح کر چکے ہیں کہ ابو طالب کثیر العیال تھے اور تولیت کعبہ نکل جانے سے آپ کی زندگی عسرت میں بسر ہوتی تھی اسی لئے آپ نے تجارت کی طرف سرگرمی کے ساتھ توجہ شروع دی تھی اور آپ کو بھی خود اور شفیق چچا کے ایما سے یہی صورت بہتر نظر آئی تھی کہ آپ حسن معاملت اور صدق امانت میں مشہور تھے مگر سرمایہ پاس نہ تھا اس لئے منافع میں شرکت کے اصول پر آپ نے کاروبار شروع کر دیا اور بعض لوگ خوشی خوشی آپ کو شریک کر لیتے تھے اس سلسلہ میں آپ نے شام، بصرہ، یمن کے متعدد سفر کئے اور ہر دفعہ آپ کو معاوضہ میں ایک اونٹ ملا۔ حضرت خدیجہ کا مال لیکر آپ عرب کے دور دراز مقامات پر جاتے اور کاروبار کرتے رہے بحرین بھی گئے آپ نے اس قابلیت اور ذہانت کے ساتھ کاروباری فرائض انجام دیئے کہ ہر طرف دھوم مچ گئی آپ کے دست مبارک سے بکثرت مال فروخت ہونے اور گرانقدر نفع ملنے لگا جو آپ کے ساتھ شرکت کرتا کثیر نفع اٹھاتا۔ حسن معاملہ پاس عہد اور کاروباری قابلیت کی بدولت آپ نے اس تجارت میں اتنی ترقی اور کامیابی حاصل کر لی کہ اگر آپ کی توجہ اسی طرف مبذول رہتی تو ایک وقت آتا کہ آپ مکہ کے دولتمند تاجروں میں شمار ہوتے لیکن اللہ جل جلالہ کو آپ سے اس سے بھی کہیں اہم ترین کام لینے تھے اس لئے آپ کی توجہات دوسری طرف مرکوز ہونی شروع ہو چکی تھیں۔

شادی

حضرت خدیجہ دور کے رشتہ سے آپ کی چچیری بہن تھیں بیوہ تھیں عمر چالیس سال کی تھی نہایت شریف النفس اور پاکیزہ اخلاق ہونے کے علاوہ بہت دولتمند بھی تھیں اور ان کا کاروبار دور دور تک پھیلا ہوا تھا طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ جب اہل مکہ کا قافلہ تجارت کو روانہ ہوتا تھا تو اکیلا ایک ان کا سامان ہی تمام قریش کے سامان تجارت کی برابر ہوتا تھا ان کے کان میں جو آپ کی شہرت پہنچی تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر آپ میرا مال تجارت لیکر شام کو جائیں تو میں جو معاوضہ اوروں کو دیتی ہوں اس سے دو چند دوں گی یہ بہت بڑی کامیابی تھی کہ آپ مکہ کی سب سے بڑی تجارتی فرم کے کمیشن ایجنٹ مقرر ہو گئے اور مال لیکر بصرے تشریف لے گئے۔ عرب میں اتنی بات ضرور تھی کہ عورتوں کو بالغہ ہوں یا نابالغہ اپنی شادی کے متعلق بات چیت کا کامل اختیار حاصل تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے اندر کچھ ایسے جوہر اور شریفانہ فضائل درخشاں و تاباں نظر آئے اور کاروباری فوائد خیال کئے کہ انہوں نے آپ کے سفر سے واپس ہونے کے تین ماہ بعد آپ کو شادی کا پیغام دیدیا ان کے والد کا تو انتقال ہو چکا تھا صرف چچا عمرو بن اسد زندہ تھے مگر انہوں نے خود ہی تمام مراتب طے کئے تمام سربرآوردہ خاندان کو جمع کیا اور پانسو طلائی درہم مہر پر نکاح کر لیا خطبہ نکاح آپ کے چچا ابو طالب نے پڑھا میاں بیوی میں بعید محبت رہی۔

رسول کریم کی عمر اس وقت ۲۵ سال کی تھی حضرت خدیجہ کے پہلے دو شوہروں سے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں رسول کریم کے جس قدر اولاد پیدا ہوئی بجز ابراہیم کے حضرت خدیجہ ہی کے بطن سے ہوئی۔

مراسم شرک سے احتراز

آپ منصب نبوت پر فائز ہونے سے پیشتر ہی تمام مراسم شرک سے ہمیشہ مجتنب رہے روایت ہے کہ ایک دفعہ قریش آپ کے لئے کھانا لائے اور آپ کے سامنے رکھ دیا مگر یہ ان جانوروں کے گوشت پر مشتمل تھا جو کسی بت کے نام پر ذبح کیا گیا تھا آپ کو قدرتاً اس سے نفرت و کراہت پیدا ہوئی اور آپ نے اسے کھانے سے انکار کر دیا۔ خدائے قدوس نے آپ کو عقل کامل اندیش عطا فرمائی تھی آپ دیکھتے تھے کہ لوگ خود ہی بتوں کو تراشتے ہیں اور خود ہی لوگ انہیں پوجتے ہیں پوجنا چاہیے تو اسے جس نے کائنات اور تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے اس لئے آپ نے

[illegible]

اور ان لوگوں سے جن پر آپ کو کلی اعتماد تھا ان سے ذکر کیا کرتے تھے۔ باطل پرستوں میں بھی حق پرستوں کا وجود ہمیشہ رہا ہے اس لحاظ سے عرب بھی مستثنیٰ نہیں تھا اور بعثت نبوی سے پہلے ہی عرب میں فیضان ربانی کی روشنی کسی قدر پھیلنی شروع ہو گئی تھی چنانچہ روایت ہے کہ عبداللہ بن جحش، عثمان بن الحویرث، زید بن عمرو بن نفیل، قیس بن ساعدہ اور ورقہ بن نوفل نے بت پرستی سے انکار کر دیا تھا ان لوگوں سے آپ کی دوستی تھی اور آپ سے یہ لوگ ملتے جلتے رہتے تھے۔

حلقہ احباب

نبوت سے پہلے آپ کے جتنے بھی احباب تھے سب کے اخلاق نہایت پاکیزہ اور عادات پسندیدہ تھے اور مکہ میں بھی انہیں عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا ان میں سے بھی حضرت ابوبکر صدیق امتیازی رتبہ رکھتے تھے آپ برسوں آپ کے شریک صحبت اور دوست رہے۔ حضرت خدیجہ کے بھتیجے بھائی حکیم بن حزام جو قریش کے ایک معزز رئیس تھے ان کا شمار بھی آپ کے احباب خاص میں تھا حرم کا منصب رفادہ انہی کے ہاتھ میں تھا دار الندوہ کے مالک بھی یہی تھے جسے انہوں نے اسلام کے بعد ایک لاکھ درہم میں حضرت امیر معاویہ کے ہاتھ فروخت کیا اور یہ تمام رقم خیرات کر دی ہجرت کے آٹھویں سال تک ایمان نہیں لائے تھے لیکن محبت آخر تک برابر کرتے رہے اور کسی وقت میں بھی آپ کے خلاف نہ ہوئے انہوں نے پچاس اشرفیوں کا ایک کپڑا یعنی حلہ خریدا کعبہ میں ذو یزن کا جو اسباب نیلام ہوا تھا اس میں سے منتخب کر کے اسے خریدا تھا محبت کے تقاضے سے مجبور ہو کر آپ مدینہ آئے اور اسے اپنے دوست کو نذر کرنا چاہا رسول کریم نے فرمایا تم میرے دلی دوست ہو محبت مجھے بھی بیحد ہے میں اس سے بہت خوش بھی ہوا لیکن مجبور ہوں کہ میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کیا کرتا البتہ قیمت لو تو لے سکتا ہوں حکیم بن حزام نے مجبور ہو کر قیمت لینی گوارا کر لی اور حلہ دیدیا۔

ضماد بن ثعلبہ جاہلیت میں طبابت اور جراحی کا پیشہ کرتے تھے قبیلہ ازد سے تعلق رکھتے تھے یہ بھی آپ کے احباب خاص میں سے تھے ایک دفعہ عہد نبوت میں مکہ آئے تو دیکھا کہ آپ راستہ میں جا رہے ہیں پیچھے پیچھے لونڈوں کا غول ہے مکہ والے آپ کو مجنون کہتے ہی تھے ضماد نے بھی یہی قیاس کیا آپ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ محمد! میں جنون کا علاج کر سکتا ہوں آپ نے جواب میں حمد و ثنا کے بعد چند موثر جملے ارشاد فرمائے جنہیں سنتے ہی ضماد مسلمان ہو گئے

[illegible] اور دوستانہ تعلق بھی رکھتے تھے ان میں سے ایک صاحب قیس [illegible] جابر بن جبیر [illegible] مشہور [illegible] ان کا معاملہ نہایت صاف ہوتا تھا نہایت خلیق و بامروت تھے [illegible] کبھی کسی سے جھگڑا اور تنازع پیش نہ آتا تھا۔

عرب میں شراب نوشی کی مجالس کا بھی عام رواج تھا لیکن آپ ان میں کبھی شریک نہ ہوئے اور ایک روز شریک ہونا بھی چاہا لیکن قدرت نے ایسے اتفاق پیدا کر دیئے کہ آپ شریک نہ ہو سکے اس پوری مدت میں آپ کے برتاؤ آپ کی شرافت اور آپ کے خصائل کے سب معترف رہے شراب اس زمانہ میں حرام نہ تھی بہت بعد کو حرام ہوئی لیکن آپ نے کبھی اس کو ہاتھ نہ لگایا اور بیوی بچوں بزرگوں اور دوستوں میں سے کبھی کسی کو شکوہ کا موقع ہی نہ دیا بزرگوں اور بڑوں کا ہمیشہ احترام کرتے رہے چھوٹوں پر شفقت کی نگاہ رکھی [illegible] مسکینوں سے انس رہا۔ بیوی سے نہایت محبت اور بچوں سے بیحد شفقت کرتے تھے۔

غار حرا کی عبادت

آپ کے متعلق مورخ کا یہ قول بالکل صحیح کہا ہے کہ سفر و حضر میں ہر جگہ آپ کے دل میں ہزاروں سوال پیدا ہوتے تھے کہ میں کیا ہوں یہ عجیب تماشا ہی عالم کیا ہے میں کن کن چیزوں پر اعتقاد کروں! کیا کوہ حرا کی چٹانیں کوہ طور کی سربفلک چوٹیاں کھنڈر ریگستان نے ان سوالوں کا جواب دیا نہیں اور ہرگز نہیں دیا بلکہ یہ گنبد گردوں گردش لیل و نہار چمکتے ہوئے ستارے برستے ہوئے بادل کوئی جواب نہ دے سکا۔ آخر آپ نے مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک غار میں مراقبہ شروع کر دیا کھانے پینے کا سامان ساتھ لیجاتے اور کبھی حضرت خدیجہ پہنچا دیتیں اور کبھی ختم ہونے پر خود آ کر لیجاتے مہینوں اس مراقبہ کا سلسلہ شروع رہا بخاری کی روایت کے مطابق وہاں آپ غور و فکر اور عبرت پذیری کی عبادت میں مصروف رہتے گویا حضرت ابراہیم کی سنت ادا ہو رہی تھی یہ مراقبہ نبوت کا دیباچہ تھا آخر الامر پہلے آپ پر خواب میں اسرار منکشف ہونے شروع ہوئے جو کچھ دیکھتے وہی پیش آ جاتا۔ اس کے بعد آپ پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی آپ کو ہیبت الٰہی سے خوف پیدا ہوا تو آپ کی رفیقہ حیات نے آپ کو تسکین دی کہ آپ غریبوں اور بیکسوں کی مدد کرتے رہے ہیں خدا ہرگز آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے گا ورقہ بن نوفل نے بھی تصدیق کی اب وہ وقت آ گیا کہ نبوت کا اعلان اور تبلیغ اسلام کے فرائض انجام دیں چنانچہ آپ نے جس عزم و استقلال اور حسن شکوہ و شان کے ساتھ یہ فرائض انجام دیئے وہ ایک عالم آشکارا حقیقت ہے اللہم صل علی محمد و علیٰ آل محمد۔

رسالت سے پہلے

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب)

شرفاء عرب میں قدیم سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ اپنے نوزائیدہ بچوں کو بدوؤں کی عورتوں کے سپرد کر دیا کرتے تھے تاکہ وہ جنگلوں میں پرورش پائیں اور عرب کی صحیح زبان بولنی سیکھ جائیں اس زمانہ میں قبیلہ بنی سعد اپنی فصاحت کے لئے مشہور تھا اور حضور کی دائی حلیمہ اسی قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں حلیمہ کی آغوش میں آپ نے تقریباً چھ سال کی عمر تک پرورش پائی اور اس کے بعد جب اپنی والدہ کی گود میں واپس آئے تو چند ہی روز کے بعد ہمیشہ کے لئے ان سے جدا ہو گئے۔

ابھی آپ کی عمر آٹھ سال کی تھی کہ مہربان اور شفیق دادا کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا اور ان کی وصیت کے مطابق آپ کی پرورش آپ کے چچا ابوطالب نے اپنے ذمہ لے لی۔ ابوطالب آپ کے حقیقی چچا تھے، اور اپنی اولاد سے بھی کچھ زیادہ آپ سے محبت کرتے تھے۔

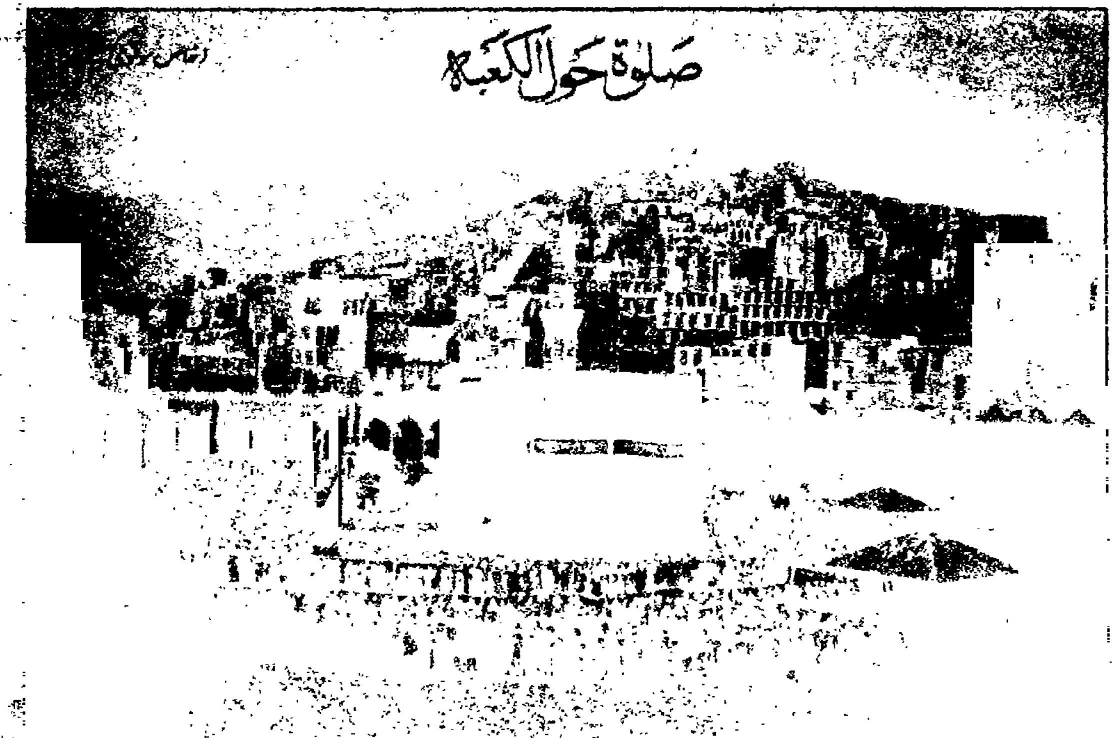
قوم کے جسم اور قوم کے مال پر حکومت کرنے کے لئے تو یہ ممکن ہے کہ جماعت کے اندر سے کوئی شخص مثلاً ہٹلر، مسولینی، یا رضا شاہ پہلوی بنکر ضرورت کے وقت اٹھ کھڑا ہو اور اپنے زور بازو یا اپنے حسن تدبر کے ذریعہ سے لوگوں کو اپنی اطاعت پر مجبور کرے لیکن قوم کے دلوں پر حکومت کرنے کے لئے صرف زور بازو اور کمال تدبر کافی نہیں ہیں صاحب طاقت کے سامنے ہمارے سر جھک سکتے ہیں لیکن ہمارا دل جب کبھی جھکیگا اسی کے سامنے جھکیگا جس کی انسانی خوبیوں کا سکہ ہمارے دلوں پر بیٹھا ہوا ہو۔ مفتوح اور مغلوب ہوکر یہ تو ممکن ہے کہ پورس اپنے دشمن اسکندر کی بالادستی اور فوقیت کو تسلیم کرلے لیکن اس کا دل سکندر کی محبت سے لبریز نہیں ہو سکتا دلوں پر حکمرانی کرنے کے لئے سکندر اور نپولین کی فوجیں بیکار ہیں اور آتش و آہن توپوں اور بندوقوں سے یہاں کوئی کام نہیں چلتا اس قسم کی حکومت کے لئے جن اوصاف کی ضرورت ہوتی ہے وہ ایسی ہوتی ہیں کہ جیسی خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ میں موجود تھیں دنیا کی تاریخ اس قسم کے واقعات سے پر ہے کہ ایک معمولی فقیر نے ایک جلیل القدر بادشاہ سے زیادہ فتح حاصل کی بلکہ گذرے ہوئے زمانہ کی تاریخ کے ورق الٹنے کی ضرورت نہیں ہے اس کی ایک اچھی خاصی مثال خود ہمارے اپنے زمانہ میں مہاتما گاندھی کی صورت میں موجود ہے۔

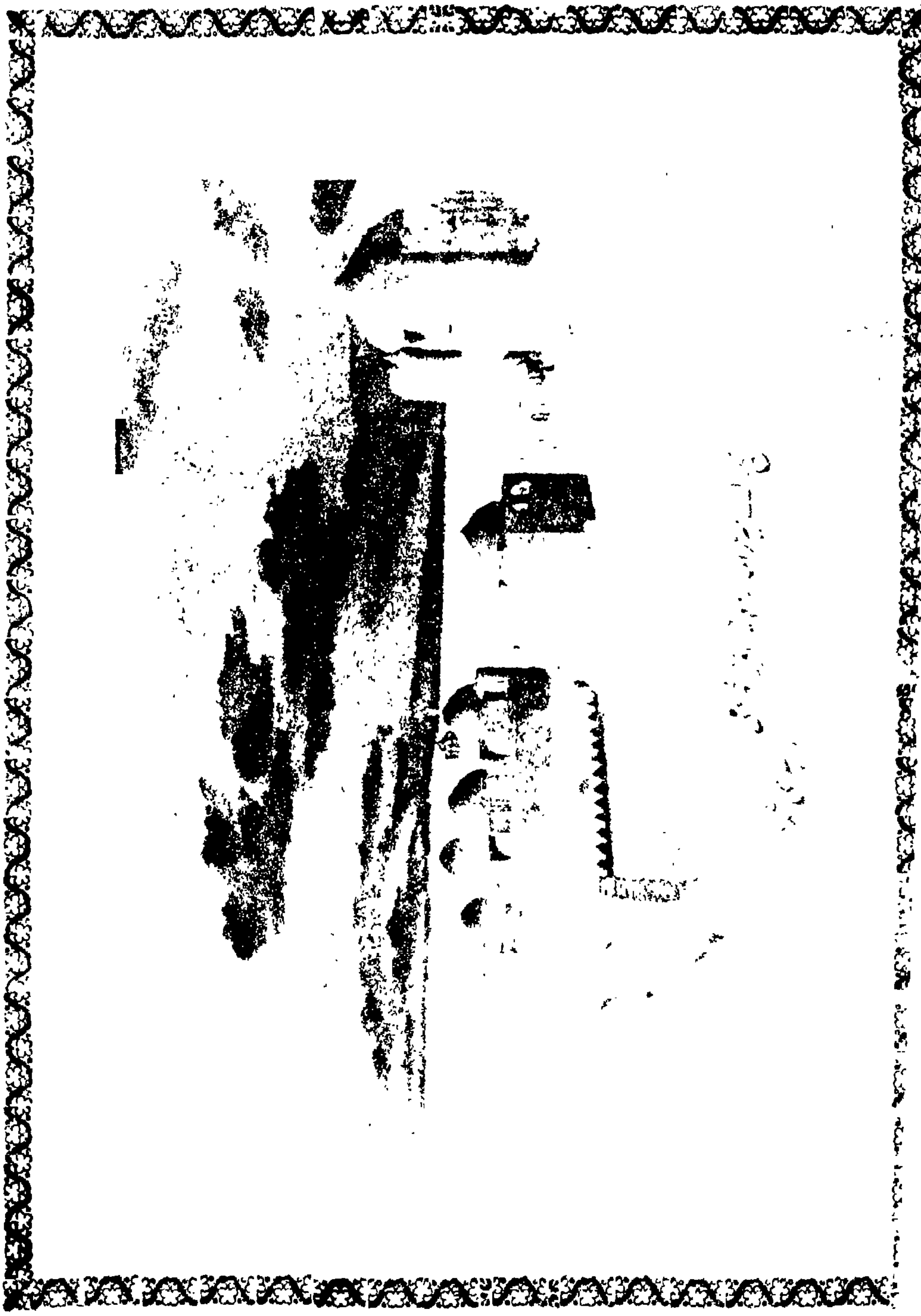
لیکن کوئی شخص ایک دن میں مہاتما گاندھی نہیں بنا کرتا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص جس کی عادات و اخلاق سے ہمیں کوئی واقفیت نہ ہو دفعتاً ہمارے سامنے آجائے اور ہم فرط محبت سے بیتاب ہوکر اس کے قدموں پر گر پڑیں کسی کی محبت اور عظمت اس حد تک ہمارے دلوں میں راسخ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہم نے ایک عرصہ دراز تک اس کی خوبیوں کا مشاہدہ کیا ہو اور اس کی زندگی کے وہ حصے بھی ہماری نگاہوں کے سامنے آچکے ہوں کہ جو عام طور پر انسان کی زندگی میں سب سے زیادہ تاریک ہوتے ہیں ہمارا دل اس کی خوبیوں کا ایسی حالت میں معترف ہوتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس کی زندگی کے وہ پہلو بھی روشن اور منور ہیں جو دوسروں کی زندگیوں میں بالکل تاریک رہتے ہیں۔ بہادری، بھلائی، شرافت، رواداری، انصاف، ظلم سے نفرت مظلوموں اور کمزوروں سے ہمدردی وطن قوم اور ابنائے جنس کی محبت اور سب سے بڑھ کر دوسروں کے آرام اور فائدہ کی خاطر اپنی جان پر تکلیف اٹھانا یہ سب خوبیاں ایسی ہیں کہ اگر نمود و نمائش کے لئے نہیں بلکہ فی الحقیقت کسی انسان کے اندر موجود ہوں تو ہمارا دل محبت اور تعظیم کے جذبہ سے اس کی طرف کھنچنے لگتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اپنی قوم ہی کے دلوں پر نہیں بلکہ آگے چلکر دنیا کی آبادی کے ایک بہت بڑے حصے کے دلوں پر حکومت کرنی تھی اس لئے ضروری تھا کہ یہ تمام خوبیاں شروع ہی سے آپ کی سرشت میں داخل ہوں آپ نے نبوت کا دعویٰ کہیں پردیس میں جاکر نہیں کیا تھا کہ جہاں آپ کو کوئی واقف نہ ہوتا بلکہ خاص اپنے وطن ہی میں کیا تھا جہاں ہزاروں کی تعداد میں ایسے لوگ موجود تھے جنہوں نے آپ کا بچپن اور آپ کا شباب دیکھا تھا اور اگر کہیں آپ کے دامن اخلاق پر کہیں کوئی چھوٹے سے چھوٹا دھبہ بھی نظر آتا تو ناممکن تھا کہ ان کے دلوں میں آپ کی عزت کبھی قائم ہو سکتی آپ انہی لوگوں میں پلے اور انہیں میں بڑے ہوئے اور نبوت کا دعویٰ اس وقت پیش کیا کہ جب قوم آپ کو صدیق اور امین کا خطاب دے چکی تھی اور جب آپ کی عقلمندی اور آپ کی انصاف پسندی کا چرچا تقریباً ہر زبان پر موجود تھا۔

بچپن ہی میں آپ کی عادات و خصائل میں بہت سی ایسی باتیں موجود تھیں جو عام طور پر بچوں میں نہیں ہوا کرتیں اور یہ پوت کے پاؤں پالنے میں نظر آنے ہی کا اثر تھا کہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے یہ پیشن گوئی کر دی تھی کہ "میرا فرزند بڑا آدمی بنے گا"۔ آپ کے دادا کے انتقال کو ابھی بہت زمانہ نہیں گذرا تھا کہ آپ کو اپنی حق پرستی کا امتحان دینا پڑا اور انصاف پرستی کا یہ پہلا امتحان تھا جس میں کامیاب ہوکر آپ نے اپنی شہرت کی بنیاد قائم کر دی۔ قبیلہ قریش اور قبیلہ قیس میں ایک عرصہ سے کچھ جھگڑا چلا آرہا تھا جس نے رفتہ رفتہ اب ایک جنگ کی صورت اختیار کر لی تھی اس تنازع میں اہل قریش حق پر تھے اس لئے آپ نے انہیں کا ساتھ دیا اور گو آپ نے اپنے ہاتھ سے کسی کو مارا نہ قتل کیا لیکن آپ معرکہ میں برابر قریش کے شریک رہے قریش کو پہلے شکست ہوئی پھر غلبہ حاصل ہوا اور بالآخر جنگ ایک صلح پر ختم ہوئی۔

لڑائیوں کے ختم نہ ہونے والے سلسلے سے تنگ آکر بہت سی طبیعتوں میں امن اور صلح کی خواہش پیدا ہوئی اور اس جنگ فجار سے واپس ہوکر کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے تھے آپ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے کوشش کی کہ باہمی صلح کا ایک معاہدہ ہو جائے۔ یہ معاہدہ ہوا اور اس قدر کشت و خون کے بعد جب عقل سلیم سے کام لیا گیا تو معاہدہ کی وہی شرط مقرر ہوئی جو مذہب اسلام کی اس تعلیم کا منشا ہو کہ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی گناہ اور ظلم کرنے والوں کے ساتھ اشتراک عمل نہ کرو معاہدہ کی شرط یہ تھی کہ ہم میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کریگا اور کوئی ظالم مکہ میں نہ رہنے پائیگا


صلوة حول الكعبة



انسان [illegible]
بھی ہمیشہ رہے گی کہ جب کبھی کسی ایک فرد یا ایک جماعت کی طرف سے ظلم ہو
ہو تو اسے ظلم سے روکنے کے لئے باقی سب لوگ مظلوم کی حمایت کرنے لگتے ہیں
اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا اب تک کبھی کی کسی ایک خدا پرست اور ظالم بادشاہ کی ستم
رانیوں پر قربان ہو چکی ہوتی سانپ انسانوں اور حیوانوں کو کاٹ کاٹ کر اپنے
زہر سے ہلاک کرتا رہتا ہے اس لئے جب کبھی وہ اپنے سوراخ سے باہر نکلتا ہے
تو اسے کہیں اپنے کسی بہی خواہ یا دوست کی صورت نظر نہیں آتی ہر شخص اسے
دیکھتے ہی یہ خواہش محسوس کرنے لگتا ہے کہ اسے مار دیا جائے خواہ اس نے
اس موقع پر کسی کو نقصان پہنچایا ہو یا نہ پہنچایا ہو ایسے لوگ بھی ہیں کہ جنہیں کسی جاندار
کا ایک قطرہ خون بھی زمین پر گرنا گوارا نہیں ہوتا شیر کے شکار کی خوشی سے
اجازت دیدیتے ہیں بلکہ ضرورت کے وقت اسے ہلاک کرنے کے لئے خود
بھی آمادہ ہو جاتے ہیں، اور یہ صرف اس سبب سے ہے کہ شیر کی ظالمانہ
عادتوں سے سب کو واقفیت ہے اور سب جانتے ہیں کہ ایک شیر کا زندہ رکھنا
ہزاروں جانداروں کی جان لینے کا ہم معنی ہے۔

ڈاکوؤں کے خلاف ہر شخص کا مستعد ہو کر گھر سے باہر نکل آنا اور حملہ
آور سلطنت کے مقابلہ کے لئے بہت سی سلطنتوں کا باہم متحد ہو جانا سب
اسی تدارک کے مختلف مظاہرے ہیں جن کی تعلیم ہمیں فطرت سے ملی ہے
یہ معاہدہ جس پر عرب کے تمام قبائل نے متفقہ طور پر دستخط کئے انسانی
فطرت کے بالکل مطابق تھا اور ناممکن تھا کہ ایک ایسی ہستی جسے آگے چل
کر دین فطرت کا عامل بننا تھا اس معاہدہ میں شریک نہ ہوتی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس معاہدہ میں شریک ہوئے اور بڑے
ہو کر جب آپ مرتبۂ نبوت پر سرفراز ہوئے ہیں تو فرمایا کرتے تھے کہ اگر معاہدہ
کے مقابلہ میں مجھے سرخ رنگ کے اونٹ بھی دئیے جاتے تب بھی میں نہ
بدلتا اور اب بھی ایسے معاہدوں کی شرکت کے لئے تیار ہوں اگر مجھے بلایا
جائے۔ بظاہر آپ کا یہ فرمانا آپ کی بے شمار نصیحتوں کے مقابلہ میں ذرا
بھی اہم نہیں معلوم ہوتا لیکن اس سے آپ کے رجحان طبع کا اندازہ ضرور
ہوتا ہے کہ آپ دو شخصوں، دو قبیلوں، یا دو قوموں میں صلح کرانے کے کس
درجہ خواہش مند تھے اور اس واقعہ سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے
کہ عالم طفلی میں ہی آپ کا اس قسم کے اصلاحی اور تعمیری کاموں میں حصہ
لینا بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی جس کی بدولت آپ قوم میں روز بروز ہر دلعزیز
بنتے اور مشہور ہوتے چلے جا رہے تھے

خانہ کعبہ اسلام سے پہلے بھی حرم تھا اور کفار عرب بھی اس وقت اسے ایک
مقدس زیارت گاہ خیال کیا کرتے تھے اس کی عمارت چونکہ نشیب میں واقع تھی
اس لئے اکثر اس میں پانی بھر جاتا اور عمارت کو نقصان پہنچتا رہتا تھا اس
خرابی کو دور کرنے کے لئے یہ تجویز ٹھہری کہ اسے از سر نو تعمیر کیا جائے اور اسے
کار خیر سمجھ کر ہر ایک قبیلے نے اس میں حصہ لینے کی کوشش کی۔ تعمیر جب ختم
ہو گئی تو ایک پیچیدہ سوال یہ پیدا ہوا کہ حجر اسود کو اس جگہ پر کون رکھے
ہر شخص کے دل میں تمنا تھی کہ یہ فخر اور یہ اعزاز اسی کو حاصل ہو اس لئے معاملہ
نے اس قدر طول کھینچا کہ تلواریں کھینچنے تک نوبت پہنچ گئی لیکن بالآخر
یہ طے پایا کہ دوسرے دن صبح کو جو شخص [illegible] کعبہ میں آئے
یہ عزت اسی کو دی جائے اتفاق کی بات [illegible]
صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے پہلے پہنچے اور چونکہ بچپن ہی میں آپ
قوم میں بہت کچھ ہر دلعزیزی حاصل ہو چکی تھی اس لئے سب اس بات پر خوشی
سے راضی ہو گئے کہ یہ فخر آپ کے حصہ میں آئے۔ آپ ابھی کم عمر ہی تھے اور
آپ کی جگہ اور کوئی بچہ اگر ہوتا تو وہ خوشی سے پھولا نہ سماتا اور جلدی سے اس
پتھر کو اٹھا کر خانہ کعبہ میں رکھ دیتا لیکن ایک ایسا بچہ کہ جسے بڑھ کر خدا کا
پیغمبر بننا ہو وہ اس سے بہت زیادہ عقلمند ہوتا ہے آپ کو معلوم تھا کہ محض اتفاق
نے یہ سعادت آپ کو دلا دی ہے ورنہ اس اعزاز کے آرزو مند قبیلوں کے بڑے
بڑے سردار ہیں اور گو انہوں نے متفقہ فیصلہ کے آگے سر جھکا دیا ہے لیکن
ان کے دل کو رنج اور افسوس ضرور ہے۔ پیغمبر کا دل کمسنی میں بھی بہت بڑا
ہوتا ہے اور اسے ایسی کوئی بات کبھی پسند نہیں آتی جس سے دوسروں کا دل
دکھے نبوت کے دماغ نے ان تمام حالات پر غور کر کے ایک ایسی عجیب و غریب
ترکیب نکالی کہ اس سے بہتر کوئی بڑا سے بڑا دانا بھی نہ سوچ سکتا
تھا آپ نے چادر بچھائی اور حجر اسود کو اٹھا کر اس چادر پر رکھ دیا اور قبیلوں
کے سرداروں سے درخواست کی کہ سب مل کر چادر کو اٹھائیں اور پتھر کو خانہ
کعبہ میں پہنچا دیں اس طرح ہر شخص اس ثواب یا اس سعادت میں بھی شریک
ہو گیا اور کسی کو ایک دوسرے پر کوئی فوقیت بھی حاصل نہ ہوئی جو باعث فساد
ہو سکتی تھی یہ واقعہ معمولی سا ہے اور ایک بڑی حد تک بالکل غیر اہم بھی کہا
جا سکتا ہے کہ اسی ذرا سی بات نے لوگوں کے دلوں میں آپ کی منصف
مزاجی اور عقلمندی کا سکہ بٹھا دیا ہو گا یہ اس پیغمبر کے عہد طفولیت کے واقعات
ہیں جس کے متعلق بعض متعصب اور شریر مصنف بے سوچے سمجھے یہ کہہ اٹھتے ہیں
کہ اس نے جنگ اور خونریزی کی تعلیم دی ہے یہ ہے وہ جنگ اور خونریزی
کا معلم جو کسی حالت میں بھی کسی شخص کے دل دکھنے کو گوارا نہیں کرتا اور جو عمر
اپنے بچپن کے اس واقعہ پر فخر کیا کرتا ہے کہ وہ دو قبیلوں کے صلح کے معاہدہ
میں شریک ہوا تھا۔

جو ہونہار درختوں کے پتے شروع ہی سے چکنے چکنے ہوا کرتے ہیں، دنیا کی
بزرگ ترین ہستی بننے والے لڑکے کی عادات و خصائل کا بھی غیر معمولی
طور پر اچھا ہونا لازمی تھا بچپن کا زمانہ گذرنے سے پہلے ہی آپ تجارت کے
بعض سفروں میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ گئے تھے اور اسی عمر میں کہ جب
آپ کے ہم سن بچوں کو سیر دیکھنے کی بھی تمیز نہ تھی آپ کی غیر معمولی صداقت اور
راست بازی نے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا دادا کے انتقال کے بعد جب
آپ سن تمیز کو پہنچے تو آپ نے کسب معاش کی خاطر تجارت ہی کے پیشے کو پسند
فرمایا اور آجکل یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ جس امت کے پیشوائے اعظم نے خود
تجارت کی ہو اور اس پیشہ کو پسند فرمایا ہو وہ امت فن تجارت سے بالکل نابلد
رہے بلکہ ایک حد تک تجارت پیشہ لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔

اب جبکہ آپ نے باقاعدہ تجارت شروع کر دی تو آپ کی دیانتداری اور
راستبازی کی اس قدر شہرت ہوئی کہ ساری قوم نے بالاتفاق آپ کو امین کا
لقب دیدیا اور اکثر لوگ اپنا سرمایہ اس غرض سے آپ کے سپرد کرنے لگے

کہ اس سے تجارت کریں اور ... ہو جائیں عبداللہ بن ابی الحماز نے اسلام لانے کے بعد ... بیان کیا ہے اور اس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضور کے ... آپ اپنے وعدوں کے ایفا کا کس قدر خیال رہتا تھا اور کس قدر ... اٹھا کہ آپ وعدہ کا وفا کرنا ضروری خیال کرتے تھے۔ واقعہ یہ تھا کہ عبداللہ نے زمانہ نبوت سے پہلے آنحضرت سے خرید و فروخت کا کچھ معاملہ کیا تھا معاملے کے متعلق بعض باتیں ابھی طے نہیں پائی تھیں کہ عبداللہ یہ کہکر چلے گئے کہ میں پھر آؤں گا اور ... ان کا انتظار کرنے پر رضامند ہو گئے عبداللہ کچھ ایسے معروف ہوئے ... پہنچنے کا مطلق خیال نہ آیا اور تیسرے دن جب وعدہ یاد آیا تو اس جگہ پہنچے لیکن ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم اسی جگہ ان کا انتظار کر رہے ہیں اور اس سے بھی زیادہ حیرت یہ دیکھکر ہوئی کہ آپ کی پیشانی پر بل تک نہ تھا۔

آپ کی دیانتداری اور امانت ہی کا شہرہ تھا جس نے حضرت خدیجہ کو جو ایک متمول بیوہ عورت تھیں اس بات پر آمادہ کر دیا کہ اپنا مال آپ کو تجارت کرنے کے لئے دیں آپ نے خوشی سے حضرت خدیجہ کی اس درخواست کو منظور فرمایا اور ان کا مال لیکر تجارت کی غرض سے متعدد سفر کئے اس تجارت نے آپ کو دنیا سے واقفیت حاصل کرنے کا موقعہ دیا اور حضرت خدیجہ کے دل میں آپ کی عزت اس قدر بڑھا دی کہ بالآخر انھوں نے آپ سے شادی کی درخواست کی جسے آپ نے منظور کر لیا اب آپ کی عمر پچیس سال کی تھی اور حضرت خدیجہ چالیس برس کی ہو چکی تھیں۔

منصب نبوت پر فائز ہونے سے بیشتر کی آپ کی تمام زندگی میں چند باتیں خصوصیت کے ساتھ قابل لحاظ ہیں۔

(۱) آپ کی انتہائی راستبازی اور دیانتداری کا نزدیک و دور شہرہ ہو چکا تھا اور قوم کی طرف سے آپ امین کے خطاب سے سرفراز کئے جا چکے تھے۔

(۲) بت پرستوں کے اندر پیدا ہونے اور پرورش پانے کے باوجود آپ نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا تھا اور ابتدا ہی سے آپ کے دل میں یہ خیال راسخ تھا کہ بت بتوں کو ہم اپنے ہاتھ سے بناتے ہیں اور جن میں اتنی بھی مقدرت نہیں ہوتی کہ اپنے منہ پر سے مکھی بھی اڑا دیں وہ ہرگز اس قابل نہیں ہو سکتے کہ انھیں اپنا معبود بنایا جائے۔

(۳) عرب میں اس زمانہ میں شعر و شاعری حد سے زیادہ عام تھی لوگ سر راہ عورتوں کو مخاطب کر کے انھیں چھیڑا کرتے تھے اور مبتذل اشعار پڑھا کرتے تھے اس کے علاوہ اپنا بیشتر وقت صرف لہو و لعب میں گذارا کرتے تھے ان حالات پر نظر رکھیں تو قیاس ہو سکتا ہے کہ اس زمانے کے ہر نوجوان میں کم و بیش یہی عادتیں اور یہی ... کے ... ہو سکتے ... سمجھ یہ بلند بات ہے کہ آپ نے کبھی اس قسم کی حرکتوں میں حصہ نہیں لیا تمام عمر میں صرف دو مرتبہ آپ نے داستان گوئی کے جلسے میں شرکت کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن غالباً مشیت ایزدی یہ تھی کہ آپ کے وقت عزیز کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی کسی فضول کام میں صرف نہ ہو اس لئے دونوں مرتبہ کچھ ایسے اتفاقات پیش آگئے کہ آپ شریک جلسہ نہ ہو سکے۔

(۴) آپ کے احباب کا حلقہ بھی تمام تر نیک اور اچھے لوگوں پر مشتمل تھا اور آپ کے ہم صحبتوں میں ایک شخص بھی ایسا شریک نہ تھا جو قوم میں بدنام ہو یا جس کا چال چلن مشتبہ خیال کیا جاتا ہو۔

(۵) غور و فکر کا مادہ آپ میں شروع ہی سے زیادہ تھا اور جس قدر آپ کی عمر زیادہ ہوتی گئی اسی قدر یہ شوق بڑھتا چلا گیا منصب نبوت ملنے سے پہلے آپ کی یہ عادت تھی کہ آپ مکہ سے تین چار میل کے فاصلہ پر ایک غار حرا تھا اس میں جا بیٹھا کرتے تھے اور وہاں عالم تنہائی میں اسرار قدرت پر غور فرمایا کرتے تھے اس غور و فکر کی وجہ سے آپ کے خیالات بہت ہی بلند اور آپ کی معلومات بہت ہی وسیع ہو گئی تھیں۔

کارلائل ایک انگریز مورخ نے آپ کے اس غور و فکر کے متعلق لکھا ہے کہ:-

سفر و حضر میں ہر جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل میں ہزارہا سوال پیدا ہوا کرتے تھے میں کیا ہوں؟ یہ لا محدود دنیا کیا چیز ہے؟ نبوت کیا چیز ہوتی ہے؟ میں کن چیزوں کا اعتقاد کروں؟ میں کیا کام کروں؟ لیکن کیا کوہ حرا کی چٹانیں، طور کی سر بفلک چوٹیاں، کھنڈر اور میدان کسی نے ان سوالوں کا جواب دیا؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ گردوں گرداں، گردش لیل و نہار، درخشاں ستارے، برستے ہوئے بادل، کوئی بھی ان سوالوں کا جواب نہ دے سکے۔

یہ سب تیاریاں تھیں اس منصب عظیم کے لئے جس پر آپ کو فائز ہونا تھا اور جو اس طرح آپ کو تفویض کیا گیا کہ ایک روز حسب معمول آپ اپنے اسی غار میں مصروف عبادت یا محو خیال تھے کہ آپ کو نظر آیا کہ فرشتہ غیب آپ سے یہ کہہ رہا ہے کہ اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق ٥ اقرأ و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم

یعنی اس خدا کا نام پڑھو کہ جس نے تمام کائنات کو پیدا کیا جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا خدا اکریم ہے وہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعے سے علم سکھایا وہ جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اسے معلوم نہ تھیں۔

تذکرہ ولادت نبوی

(از جناب سید قریش شمسی مدیر)

انسانی ضمیر کی روشنی جبکہ ظلمت و ضلالت سے چھپی ہوئی تھی نصرت کے حق سے بھی جب انسان نے بداعمالیوں کے پردے ڈال رکھے تھے قوانین الٰہی کا احترام دنیا سے اٹھ چکا تھا طغیان و سرکشی کے سیلاب میں خدا کے رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہ رہی تھیں۔

ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس — خشکی اور تری دونوں میں انسانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے فساد پھیل گیا تھا

اس وقت سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لئے نجات و ہدایت کی بشارت لیکر آئے آپ نے جہل و باطل پرستی کی غلامی سے دنیا کو دائمی نجات دلائی افضال و نعائم الٰہیہ کے فتح باب کا مژدہ سنایا نئی عمارت گو خود نہیں بنائی مگر پرانی عمارتوں کو ہمیشہ کے لئے مستحکم و مضبوط کر دیا نئی تعلیم گو خود نہیں لایا لیکن پرانی تعلیموں میں بقائے دوام کی روح پھونکی مختصر یہ کہ نصرت کی گم شدہ حکومت پھر قائم ہو گئی۔

یہی ماہ ربیع الاول تھا جس میں دنیا کے روحانی نظام پر ایک عظیم الشان انقلاب طاری ہوا اسی ماہ کی شب دواز دہم تھی جس میں ارض الٰہی کی روحانی و جسمانی خلافت کا تذکرہ ایک قوم سے لیکر دوسری قوم کو دیا گیا اور یہ اس قانون الٰہی کے ماتحت ہوا جس کی خبر داؤد کو دیگئی تھی۔

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون — اور ہم نے زبور میں پند و نصیحت کے بعد لکھدیا تھا کہ بیشک زمین کی خلافت و وراثت کے مالک ہمارے صالح بندے ہونگے

اس قانون کے مطابق دو ہزار سال تک بنی اسرائیل دنیا کی وراثت پر قابض رہے اور خدا نے ان کی حکومتوں ان کے ملکوں اور ان کے خاندان کو سارے عالم پر فضیلت دی

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العلمین۔ — اے بنی اسرائیل ان نعمتوں کو یاد کرو جو ہم نے تم کو دی تھیں اور نیز اسے بھی یاد کرو کہ ہم نے تم کو اپنی خلافت دیکر تمام عالم پر فضیلت بخشی تھی۔

یہی مہینہ اور اس کی بارہویں تاریخ تھی جس میں الٰہی قانون کے مطابق نیابت الٰہی کا ورثہ بنی اسرائیل سے لیکر بنی اسمعیل کے سپرد کیا گیا وہ پیمان محبت جو خداوند نے بیابان میں اسحاق سے باندھا تھا وہ پیغام بشارت جو یعقوب کے گھرانے کو کنعان سے ہجرت کرتے وقت سنایا گیا تھا وہ الٰہی رشتہ جو کوہ سینا کے دامن میں خدا نے ابراہیم و اسحاق کے بزرگ ہونے کی امت سے جوڑا تھا اور سرزمین فراعنہ کی غلامی سے ان کو نجات دلائی تھی آہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ خود ان کی طرف سے توڑ دیا گیا داؤد کے بنائے ہوئے ہیکل کی دور عظمت ختم ہو چکا تھا اور وقت آگیا تھا کہ اب اسماعیل کی چھپی ہوئی یادگاروں پر خدا کے جلال و کبریائی کا تخت بچھایا جائے یہ نصب و عزل عزت و ذلت، قرب و بعد ہجر و وصال کا یہی مہینہ اور اسی کی رات تھی جس میں ایک محروم و مہجور سالکا میاب ہوا ایک کی دائمی سرگشتگی اور دوسرے کو ہجر کے لئے وصل کی کامرانی عطا ہوئی ایک کا بھرا ہوا دامن خالی ہو گیا مگر دوسرے کی آستین افلاس بھر دی گئی۔

یہ اس لئے ہوا کہ زمین کی وراثت کے لئے عبادی الصالحون کی شرط تھی بنی اسرائیل نے خدا کی نعمتوں کی قدر نہ کی اس کے احکام سے سرتابی کی اس کی بخشی ہوئی نعمتوں کو اپنے نفس ذلیل کی بتلائی ہوئی ادنی چیزوں سے بدل لیا خدا کے قدوس کی زمین گندگی و کثافت کے لئے نہیں ہے وہ اپنے بندوں میں سے چھانٹ کر چن لیتا ہے تاکہ اس کی طہارت کے ذمہ دار ہوں لیکن جب خود ان کا وجود زمین کی طہارت و نظافت کے لئے گندگی ہو جاتا ہے تو غیرت الٰہی اس بار آلودگی سے اپنی زمین کو ہلکا کر دیتی ہے۔ بنی اسرائیل نے اپنے عصیان آلودگی سے ارض الٰہی کی طہارت کو جب داغ لگایا تو اس کی رحمت و غیورنے کوہ سینا کے دامن کی جگہ بوقبیس کی وادی کو اپنا گھر بنایا شام کے مرغزاروں سے رو بچھ کر حجاز کے ریگستان سے اپنا رشتہ قائم کیا تاکہ یہ نئی قوم اپنے اعمال سے کہاں تک اس منصب کی اہلیت ثابت کرتی ہے

ثم جعلنکم خلائف فی الارض من بعدهم لننظر کیف تعملون — اور بنی اسرائیل کے بعد پھر ہم نے تم کو زمین کی وراثت دی تاکہ دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں۔

پس ماہ ربیع الاول نافرمانوں اور ناقدروں کی عظمت کا اختتام اور فرمانبرداروں اور قدردانوں کے اقبال کا آغاز تھا اس کے ورود ہمارے لئے جشن مسرت کی ایک پیغام ہوتا تھا کیونکہ یہی دن ہمارے صحیفہ اقبال کا صفحہ اولین تھا اس ماہ کی آمد ہم کو یاد دلاتی تھی کہ ہمارا نعیب نے کیونکر بنی اسرائیل کو دو ہزار سالہ عظمت سے محروم کیا اور اعمال حسنہ کے انتخاب نے کس طرح ہمیں برکات الٰہی کا مورد و مہبط بنایا۔

اس کی بارہویں تاریخ آفتاب ہمیں خبر دیتا تھا کہ کس طرح خدا کی زمین نافرمانیوں کی ظلمت سے تاریک ہو گئی تھی اور کس طرح آفتاب رحمت نے طلوع ہو کر دنیا کی دائمی غمگینیاں اور سرگشتیاں دور کیں۔

غرض یہ ربیع الاول کی یادگار اس وقت تک کے لئے عیش و سرور کا دن تھا جب تک عزت و ظلمت ہمارے ساتھ تھی اور اقبال و کامرانی ہمارے آگے دوڑتی تھی خدا کی نعمتوں کا ہم پر سایہ تھا اور اس کی بخشی ہوئی خلافت کے تخت جلال پر ہم متمکن تھے لیکن اب ہمارے اقبال و کامرانی کا تذکرہ صرف صفحات تاریخ کا ایک افسانہ ماضی رہ گیا ہے دنیا کی دوسری قومیں ہمارے لئے وسیلہ عبرت نہیں لیکن اب خود ہمارے اقبال و ادبار کی حکایت اوروں کے لئے مثال عبرت ہے ہمارے عیش و عشرت کا دور ختم ہو گیا اب یہ مہینہ اور اس کی تاریخیں یادگار رہے تو عیش و شادمانی کے لئے نہیں بلکہ حسرت و نامرادی کے لئے اگر یادگار واقعات ہیں تو عطا و بخشش کی کامیابی نہیں بلکہ ناقدری اور کفران نعمت کی مایوسی کے لئے پہلے اگر خوشی و مسرت تھی تو اس پیام مدح و فرح کی

ا العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین۔ اور اب ما ہم ہے تو اس
ل کے ظہور کا کرمن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا
ربیع الاول کی یاد جشن و مسرت کا پیام ہے ہے تھلکہ اس مہینے کے ابتدا
یں مصلح اعظم رحمت عالم دینا کی نجات دہندہ، افضل بشر خاتم رسل
مد علیہ وسلم خدا کا فرمان رحمت لیکر دنیا میں آئے جس کے ظہور قدسی نے
شقاوت و حرمانی کا موسم بدل دیا گنا ہوں کی تاریکی اور بدیوں کی غلاظت
ہوگئی اخوت و مساوات کی لہر لے عداوت و دشمنیوں کو نیست و نابود کر دیا
لبسری ہوئی مخلوق کو رشتہ مناتی سے جوڑ دیا گیا لیکن آج جبکہ تم
میلاد کی محفلیں منعقد کرنے ہو تو کیا کبھی تمہیں اپنا وہ ماتم بھی یاد آتا ہے
اری جمعیت و اتحاد کا شیرازہ بکھر گیا کبھی تم نے اس بات پر بھی ندامت سے
چاہیے کہ اس ماہ میں آنے والے نے تمہیں کچھ دیا تھا وہ سب کچھ تم
دیا کبھی تم نے اس حقیقت پر بھی غور کیا کہ خدا کی دی ہوئی عزت کا مرتبہ
پچ ہوائے نفس کی جتلائی ہوئی یا دمزلت سے بدل دیا اور خدا کی وہ
ا جو صرف خدا ہی کے لئے تھی تم غیروں کو دیکر ذلت و نقوبت سے دوچار
ے آہ کیا دنیا میں غفلت و سرشاری کی حکومت ہمیشہ سے ایسی ہی رہی ہے
دنیا میں نیند زیادہ اور بیداری کم رہی ہے یہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہمارے
نبوی کی رسم تو بناتے ہیں مگر خیال کی پامالیوں پر نہیں روتے عید میلاد کی
نیوں میں تو سرمست عیش ہوتے دیکھتے ہیں مگر ہمیشہ کے ماتم زدہ کو
ل جاتے ہیں۔ بزم گیتی مکانوں کی آراستگی کس لئے ہے جبکہ خود اپنے دل
بستی اجڑی ہوئی ہے۔ بجلی کے قمقمے کا نوری شمعوں کی تنویر لیں کیوں
سن کی جاتی ہیں جبکہ اپنی تاریکی قلب کو دور کرنے والا چراغ ہم نے کھویا

رنگ برنگ کے چراغوں سے گلدستے سجانے والی کی زینت بخشی جاتی
ہے جبکہ جذبۂ اخلاق کے پھول مرجھا گئے ہیں! عید میلاد کی بزموں کو خیر باد
کیجئے ان فرش و فروش کو اپنے گلستاں کی طرح الٹ دیجئے اور اس کی جگہ نہیں
میں خاک مگر دیکھ کر اپنے سوزسینہ بہادرانہ اور اپنی کھوئی ہوئی دولت
پر ماتم کیجئے۔

با خاک رسیدہ گان مسلم پیغام خوش از دیار ما نیست

تم میلاد کی بزمیں اور محفلیں آراستہ کرو اور یقیناً آراستہ کرو اس لئے کہ محبت
نبوی اور جشن محمدی کے ولولے ہی تمہاری زندگی کی سب سے زیادہ قیمتی متاع
ہیں تم اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اسی کی یاد اور مدح و ستائش میں بسر کرو
اس لئے کہ کرۂ ارض کی سطح پر ایک انسان کے لئے بڑی سے بڑی بات جو کہی جا سکتی
ہے زیادہ سے زیادہ عشق جو کیا جا سکتا ہے اعلیٰ سے اعلیٰ جو مدح و ثنا کی جا سکتی
ہے سب کا سب صرف اسی ایک کامل و مکمل انسان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے
مخصوص ہے اس کے سوا اور کوئی مستحق نہیں مگر یاد رکھو وہ تمہاری تعریف و ستائش
کا محتاج نہیں اس کی عزت و عظمت خود اس کے رب نے فرمائی ہے اس کی مدح
و ثنا خود اس کے بھیجنے والے نے فرمائی ہے۔

ما ان مدحت محمداً بمقالتی ولکن مدحت مقالتی بمحمد

بلکہ اس کی مدح و ستائش سے تمہاری ہی عزت ہوتی ہے اس کی طرف نسبت
کرنے سے تمہاری ہی تقدیس ہوتی ہے لیکن صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ
عمل سے بھی اس لئے خدا کے لئے ان مجلسوں میں اس مقدس وجود کے مقصد
ظہور سے غافل نہ ہو وہ جس غرض سے مبعوث ہوا تھا اس کے لئے اپنے اندر بھی
ادراک پیدا کرو۔

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے

دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی تگ و دو مجبور ہوکر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری ... رجوع ہوتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی دنیاوی تسکین کا آخری زینہ ہے اور یہاں ہی سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس پر انسان اور شہنشاہ ... سب ایک حالت میں ہوتے ہیں سنی المذہب فقرا کے پاس جس قدر رنگ زینہ کرامات ہے وہ سب انہی اوراد کی برکت سے ہے ان ہی سے ہزاروں مصیبت ... دن کی جاتی بھی ہے ان میں سے علی الخصوص حضرت تاج العارفین مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ کے اوراد و وظائف بہت مجرب ہیں اور اب تک یہ اوراد سینہ بسینہ رہے خدا بھلا کرے حضرت مولانا عرشی شاہ صاحب کا کہ انہوں نے رفاہ عام کی خاطر اس خزانہ کو لٹا دیا اور ... کی صورت میں پیش کر دیا عرشی شاہ صاحب کو یہ گنجینہ معرفت اس سلسلہ سے ملا ہے اور اسی سلسلہ سے آپ کو اجازت ہے

عرشی شاہ از حضرت سید محمد صاحب از سید حمزہ صاحب از حضرت سید امیر علی صاحب از حضرت سید وزیر علی صاحب از حضرت سید باز علی صاحب حضرت سید شہاب الدین صاحب از حضرت فتح محمد صاحب از حضرت سید نانا میاں احمد شاہ ثانی از حضرت سید عبد العزیز صاحب از حضرت شاہ عبد الکبیر صاحب از حضرت سید مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ اس کتاب کا نام **اوراد و وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت** ہے۔ مختصر فہرست اوراد و وظائف ذیل ہے:۔ محبت الٰہی۔ محبت رسول۔ ایمان کی حفاظت گناہوں کی معافی عذاب قبر سے نجات شیطان کو مغلوب کرنا۔ صلوٰۃ التسبیح۔ تکبیر ... ت استخارہ ہر حاجت پوری ہو۔ دشمن کو مغلوب کرنا نصیبہ کی یاوری۔ فرض ادا ہونے کے لئے رزق کی کشائش۔ اولاد ہونے کے لئے بچوں کی حفاظت تندرستی بچوں کی بیماری دور کرنے کے لئے عورتوں کے مخصوص امراض کے فائدے کے لئے بسیار ... دردسر بخار ہر قسم ... چیچک اور آشوب چشم طاعون ہر کا اثر جو ہے کیڑے کی حفاظت کے لئے نقش و وظیفے اس کے علاوہ سینہ منزل کے وظیفے دشمن کے مغلوب کرنے ... پیدا ہونے کی مدت ... کی ... مصیبتوں سے آزادی۔ دشمن کو برباد کرنا گم شدہ کو حاضر کرنا محبت و تسخیر ... کے وقت ... وظیفے۔ اسم اعظم کا وظیفہ الغرض دنیا کے ہر کام کا وظیفہ **قیمت دس آنے**

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

رسول کریم بحیثیت شوہر

از جناب مولوی محمد انوار الحق صاحب ایم اے، انڈین اسسٹنٹ سکرٹری ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا شملہ

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم گو ایک جلیل القدر اور عظیم الشان پیغمبر تھے لیکن آپ کی حیات طیبہ مختلف اوصاف و حیثیات کی جامع رہی اور ہر درجہ اور ہر رتبہ کا انسان اس سے روشنی اور ہدایت حاصل کر سکتا ہے اس وقت ہمیں دکھانا یہ ہے کہ آپ نے ایک شوہر کی حیثیت سے کس طرح زندگی بسر کی اور اپنی بیویوں کے ساتھ آپ کا سلوک کیا تھا ازواج مطہرات کی تعداد نو تک پہنچی ہوئی تھی مگر ناگون تبلیغی اور پیغمبرانہ فرائض کے علاوہ آپ پر ان کی کفالت کا بار بھی تھا ان کے حقوق بھی آپ پر تھے اس لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ یہ حقوق آپ نے کس طرح انجام دیئے انسان کے صحیح اخلاق جانچنے اور اس کی عظمت کا اندازہ لگانے کا معیار اس کی معاشرت ہے گھر میں اور بال بچوں میں بڑے سے بڑا انسان بھی اپنے حقیقی رنگ میں نظر آتا ہے اور حکومت کے طمطراق اور سطوت و اقبال کی درخشانیاں سب باہر ہی رہ جاتی ہیں پھر رسول کریم کے ایک نہیں بیک وقت متعدد بیویاں تھیں ان میں پچاس برس کی عمر کی بھی تھیں اور چودہ پندرہ برس کی بھی تھیں شہزادیاں، قوم کی لڑکیاں بھی تھیں اور معمولی افراد کی جگر گوشے بھی صاحب جمال بھی تھیں اور معمولی شکل و صورت کی بھی تھیں زاہدانہ طبیعت، کھینے والی بھی تھیں اور معیشت و معاشرت کو آسائش و آرام سے گزارنے کی بھی آرزو مند رہنے والی آپ کی رشتہ دار اور آپ کی ہم قوم بھی تھیں اور غیر قوموں کے خاندان کی چشم و چراغ بھی ذی علم اور فاضلہ بھی تھیں اور کچھ نہ جاننے والی بھی تھیں نرم طبیعت اور خوش خلق بھی تھیں اور تیز مزاج بھی گویا ہر ذہنیت کا اجتماع تھا۔

ازواج مطہرات

آپ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہ تھیں جو عرب کے ایک ممتاز اور متمول خاندان سے تعلق رکھتی تھیں صاحب اولاد تھیں، شوہر مر چکے تھے حضور نبی کریم سے تیسری بار شادی ہوئی تھی اس شادی کے وقت آپ کی عمر ۲۵ سال حضرت خدیجہ کی ۴۰ سال تھی شادی کے بعد ۱۵ سال تک زندہ رہیں اور ان کی زندگی تک آپ نے دوسری شادی نہیں کی حضور کریم سے چھ اولادیں ہوئیں دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں صاحبزادے بچپن ہی میں انتقال کر گئے صاحبزادیوں کے نام حضرت فاطمہ زہرا حضرت زینب حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم ہیں نہایت نیک غمگسار ہمدرد اور فدا کار بی بی تھیں شرافت نفس اور پاکیزگی اخلاق کی وجہ سے مکہ معظمہ میں آپ طاہرہ کے نام سے پکاری جاتی تھیں اتنی دولتمند تھیں کہ طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ جب اہل مکہ کا قافلہ تجارت کو روانہ ہوتا تھا تو اکیلا ان کا سامان تمام قریش کے سامان کے برابر ہوتا تھا رسول کریم آپکا مال تجارت معاوضہ پر لیکر شام جایا کرتے تھے اس تعلق و واسطہ سے آپ کے اخلاق پاکیزہ کے واقعات حضرت خدیجہ کے گوش گزار ہوئے تو آپ نے خود ہی پیغام دیکر شادی کر لی ایک نہایت دولتمند بیوی اور غریب شوہر مگر ایسی غمگسار رفاقت بہت کم ہیں جس کی نظیر مشکل مل سکتی ہے غار حرا میں آپ ہی کھانا پہنچاتی رہیں ہر مشکل سے آپ کو بچایا ہر موقعہ پر دلجوئی کی اور سب سے پہلے آپ ہی رسول کریم کی نبوت پر ایمان لائیں

حضرت سودہ بنت زمعہ آپ کی دوسری بیوی تھیں آپ بھی بیوہ اور صاحب اولاد تھیں حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد رسول کریم کی شادی آپ سے ہوئی ابتدائے نبوت ہی میں مشرف بہ اسلام ہو چکی تھیں آپ بہت فیاض دل تھیں اور اطاعت و فرمانبرداری میں آپ تمام ازواج مطہرات سے ممتاز تھیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کی دختر تھیں نو سال کی عمر میں عقد ہو گیا اور ۱۹ سال کی عمر میں بیوہ ہو گئیں اور بعد کو ۴۸ برس تک زندہ رہیں ۶۶ سال کی عمر میں انتقال فرمایا رسول کریم کو آپ کے ساتھ بہت محبت تھی آپ علمی اعتبار سے تمام ازواج مطہرات میں ممتاز تھیں ترمذی میں ہے کہ صحابہ کے سامنے جب کوئی مشکل سوال پیش ہوتا تھا تو اسے حضرت عائشہ ہی حل کرتی تھیں۔ تفسیر حدیث اسرار شریعت خطابت اور ادب انساب میں انھیں درجہ تبحر و کمال حاصل تھا شعر اکثر بڑے بڑے قصائد زبانی یاد تھے (مسند ابن حنبل و طبقات ابن سعد) ان کے شاگردوں کا بیان ہے کہ ہم نے ان سے زیادہ خوش تقریر نہیں دیکھا حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں آپ فتوے دیا کرتی تھیں جنہیں علامہ سیوطی نے علیحدہ ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں سے ایک چوتھائی ان سے منقول ہے ان سے ۲۲۱۰ احادیث مروی ہیں غرض حضرت عائشہ اپنے وقت کی بہت بڑی فاضلہ تھیں اور آپ کی اس عظمت اور علمی منزلت کا نہ صرف یہ کہ سب کو اعتراف تھا بلکہ آپ کے سامنے سب جھک جاتے تھے آپ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حضرت حفصہ ؓ حضرت عمر فاروق کی جگر گوشہ تھیں اس لئے مزاج میں ذرا تیزی تھی یہ بھی بیوہ تھیں حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی بہت طمطراق کی بیوی تھیں۔

حضرت ام سلمہ بیوہ تھیں صرف دو تین ماہ شرف زوجیت حاصل کرکے تیس برس کی عمر میں انتقال کر گئیں حضرت خدیجہ اور حضرت ام سلمہ دو ہی ایسی بیبیاں تھیں جنہوں نے حیات نبوی میں انتقال فرمایا فقرا و مساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلاتی تھیں جس کی وجہ سے ام المساکین مشہور ہو گئیں حضرت ام سلمہ بڑے شہسوار اور آپ کے رضاعی بھائی ابو سلمہ کی بیوہ حسن صاحب جمال اور بہت ذہین بی بی تھیں ازواج مطہرات میں سب کے بعد ۶۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا اور ۸۴ سال کی عمر پا کر رحلت عالم بقا ہوئیں روایت حدیث اور نقل احکام میں حضرت عائشہ کے سوا اور تمام بی بیوں پر آپ کو فضیلت حاصل تھی صلح حدیبیہ میں جب صحابہ کرام سے باہر حلق اور قربانی میں تامل تھا تو آپ کی ہی تدبیر و دانشمندی سے یہ مشکل حل ہوئی ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ کے بعد فضل و کمال میں آپ ہی کا رتبہ تسلیم کیا گیا ہے۔

حضرت زینب رسول کریم کی پھوپھی زاد بہن تھیں بعد کو آپ کے حبالۂ عقد میں آئیں حسن و جمال زہد و ورع قناعت و فیاضی میں مشہور تھیں رسول کریم کو آپ کے ساتھ بہت محبت تھی آپ دست و بازو سے معاش پیدا کرتیں اور سب راہ خدا میں لٹا دیتی تھیں عبادت میں نہایت خشوع و خضوع سے مصروف رہتی تھیں ازواج مطہرات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے آپ ہی نے انتقال کیا نکاح کے وقت عمر ۳۵ سال کی تھی ۵۳ برس کا سن پایا حضرت جویریہ قبیلہ بنی مصطلق کے سردار کی بیٹی تھیں لونڈیوں میں گرفتار ہو کر آئیں شرف زوجیت حاصل کیا اور ۶۵ سال کی عمر میں انتقال کر گئیں۔ حضرت ام حبیبہؓ ابتدا ہی میں مسلمان ہو چکی تھیں نجاشی شاہ حبش کے اہتمام میں آپ کا نکاح پڑھا گیا سنہ ۷ھ میں وصل ہوا حضرت صفیہ کا باپ قبیلہ بنو نضیر کا سردار اور ماں قریظہ کے رئیس کی بیٹی تھیں جنگ خیبر میں گرفتار ہو کر آئیں اور ازواج مطہرات میں داخل ہو گئیں رسول کریم کو آپ کے ساتھ بہت محبت تھی اور آپ ہر موقع پر آپ کی دلجوئی فرماتے رہتے تھے حضرت میمونہ سے رسول کریم کا نکاح سرف میں ہوا اور اسی مقام پر آپ نے انتقال فرمایا۔ بہت نیک بی بی تھیں

بیویوں کا اختلاف مزاج

ظاہر ہے کہ جب بارہ اتنے اختلاف نسل و رنگ بیویاں ہوں گی تو مزاج کی افتاد طبائع میں تکدر بھی پیدا کرے گی بشریت سے کوئی انسان بھی خالی نہیں ہر مزاج اور ہر طبائع کی عورتیں تھیں اس لئے ان میں رشک اور منافست بھی پائی جاتی تھی اور چونکہ ہمیشہ فقر و فاقہ میں بسر ہوتی تھی اور ان کے خورد و نوش کا کافی انتظام نہ ہو سکتا تھا اس لئے انھیں بعض اوقات شکایت کا موقع بھی ملتا لیکن رسول کریم ان تمام حالات میں پورے سکون کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے اور کبھی جبین مبارک پر بل نظر نہ آتا تھا حضرت بی بی خدیجہؓ کے ساتھ آپ کو پوری شیفتگی رہی ان کے جیتے جی آپ نے دوسری شادی بھی نہ کی ان کی وفات کے بعد بھی آپ کو جب خیال آجاتا تو چشم پر نم ہو جاتے جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر حضرت خدیجہ کی ہمنشین عورتوں کو گوشت بھجوایا کرتے ایک حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ تشریف لائیں آپ جھٹ کھڑے ہو گئے اور فرمایا ہالہ ہوں گی۔ حضرت عائشہ کو رشک پیدا ہوا بولیں آپ کیا ایک بڑھیا کی یاد کرتے ہیں وہ مر چکیں اور خدا نے آپ کو ان سے اچھی بیویاں عطا کی ہیں آپ نے فرمایا ہرگز نہیں جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو انہوں نے میری تصدیق کی جب لوگ کافر تھے وہ اسلام لائیں جب میرا کوئی معین نہ تھا تو انہوں نے میری مدد کی۔

سب سے محبوب بیوی

ان کے بعد آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سب سے زیادہ محبت تھی اس لئے نہیں کہ آپ حسین و دوشیزہ تھیں حسن و جمال میں تو دیگر ازواج بھی کچھ کم نہ تھیں حضرت زینب بھی بہت خوبصورت تھیں اور حضرت صفیہ تو سب سے بڑھ کر تھیں بلکہ اس لئے کہ حضرت عائشہ اجتہاد فکر، دقت نظر، وسعت معلومات اور قابلیت و ذہانت میں سب سے زیادہ امتیازی شان رکھتی تھیں چند ازواج مطہرات کو اس کا رشک پیدا ہوتا تھا چنانچہ انھوں نے ایک مرتبہ حضرت فاطمہ اور اس کے بعد حضرت زینب کو اپنا وکیل بنا کر خدمت عالی میں بھیجا حضرت زینب آپ کی پھوپھی زاد بہن بھی تھیں اور حضرت عائشہ سے ہمسری کا دعویٰ بھی رکھتی تھیں حضرت زینب نے بڑی جرأت و دلیری کے ساتھ یہ خدمت انجام دی اور ثابت کرنا چاہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس رتبہ کی مستحق نہیں ہیں حضرت عائشہ خاموش بیٹھی حضرت زینب کی تقریر سنتی رہیں اور رسول کریم کے چہرہ مبارک کی طرف بھی دیکھتی رہیں آخر مرضی پا کر کھڑی ہوئیں آپ عدیم المثال خطیب تھیں اس زور شور سے تقریر کی کہ حضرت زینب لاجواب ہو گئیں رسول کریم نے فرمایا کیوں نہ ہو ابو بکر کی بیٹی ہے (بخاری)

رسول کریم کی مشہور حدیث ہے کہ عورت کا انتخاب چار اوصاف کی بنا پر ہو سکتا ہے مال، نسب، حسن، دینداری سو تم دیندار عورت تلاش کرو۔

یہی وجہ تھی کہ حضرت رسول کریم دینداری کو ہمیشہ مقدم رکھتے تھے اور وہی بیویاں آپ کو زیادہ محبوب ہوتی تھیں جن سے دین کی خدمت زیادہ ادا ہو سکتی تھی۔

خلوص و محبت

ازواج مطہرات خلوت و جلوت کی شریک حال تھیں اس لئے مذہبی احکام و مسائل کے علم کے مواقع بھی انھیں زیادہ حاصل تھے یہی نکات شریعت کے سمجھنے اور مشکل مسائل کے حل کے لئے ذہانت و قابلیت کی ضرورت تھی حضرت عائشہ وہ مجتہدانہ دل و دماغ رکھتی تھیں کہ بڑے بڑے نازک اور دقیق مسائل حل کر کے رکھ دیتی تھیں اور اکابر صحابہ سے بھی آپ کا پلہ وزنی نظر آتا تھا اسی لئے آپ زیادہ محبوب تھیں۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ روزانہ ہر بیوی کے حجرہ میں جاتے تھوڑی دیر بیٹھتے اور جس کی باری ہوتی شب کو وہیں استراحت فرماتے۔ زرقانی میں مرقوم ہے کہ عصر کا وقت ہوتا تھا اور ابتدا حضرت سلمہ کے حجرہ سے ہوتی تھی اکثر ایسا ہوتا تھا جن کی باری ہوتی تھی سب انہی کے حجرہ میں جمع ہو جاتی تھیں دیر تک صحبت رہتی تھی بشریت کے اقتضا سے رشک ضرور تھا مگر دل باہم صاف تھے اور نفوس کا تزکیہ ہو چکا تھا سہل کر بھی لطف صحبت اٹھاتی تھیں۔ واقعہ افک پیش آتا ہے حضرت عائشہ پر اتہام لگتا ہے سب سے محبوب تر بیوی ہیں آپ کو نگاہوں میں حقیر کرنے کا اس سے بڑھ کر اور موقع حریفوں کو کون مل سکتا تھا پھر حضرت زینب تو سب سے بڑی حریف تھیں لیکن جب رسول کریم نے ان سے استفسار کیا تو آپ نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ حاشا یہ تہمت ہے۔ حضرت عائشہ بھی حضرت زینب کی اس پاک باطنی کی ہمیشہ ممنون و معترف رہیں (بخاری و مسلم)

بیویوں کی راحت کا خیال

حضور کریم کے وسیع اخلاق نے ازواج مطہرات میں نازک مزاجی بھی پیدا کر دی تھی آپ اسے برداشت کرتے تھے اور ان کی خاطرداری میں کبھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے ازواج مطہرات اونٹ پر سوار تھیں ساربان تیز ہانکنے لگے آپ نے فرمایا کہ دیکھنا یہ تو آبگینے ہیں انھیں نہ توڑنا آبگینہ کے لفظ میں کس قدر نرمی ہے اور نزاکت کے لئے یہ لفظ کتنا برمحل استعمال ہوا ہے۔ حضرت صفیہ کھانا بہت اچھا پکاتی تھیں حضرت عائشہ کی باری تھی آپ نے ایک پیالہ بھیج دیا حضرت عائشہ کو برا معلوم ہوا آپ نے خادم کے ہاتھ سے چھین کر اسے توڑ دیا خود اس کے ٹکڑے چنے پھر دوسرا پیالہ منگوا کر بھجوا دیا ایک دفعہ حضرت ابو بکر تشریف لائے دیکھا کہ عائشہ رسول کریم سے برہم ہو کر بہ آواز بلند باتیں کر رہی ہیں آپ کو بہت غصہ آیا ابو بکر نے پکڑ کر تھپڑ لگانا چاہا کہ تو رسول اللہ سے چلا کر بولتی ہے رسول کریم جھپٹ کر اٹھے اور آڑے آ گئے اور حضرت عائشہ بھی رک گئیں حضرت ابو بکر غصہ میں بھرے ہوئے باہر چلے گئے رسول کریم فرمانے لگے کیوں عائشہ

بجا لیا ... [illegible] ...
منفذ و گو نا شت بہا تی تھی لیکن آپ کے خلق عظیم کی یہ حالت تھی کہ آپ انھیں کچھ بھی نہ کہتے تھے ادمان کی دلجوئی ہی میں مگن رہتے تھے۔

ایک دفعہ عید کے دن حبشی نیزے کا تماشا کر رہے تھے حضرت عائشہ رض نے دیکھنے کی خواہش کی آپ آگے کھڑے ہو گئے حضرت عائشہ دوش مبارک پر رخسارے رکھکر تماشا دیکھنے لگیں اور دیر تک دیکھتی رہیں آخر خود ہی تھک کر ہٹ گئیں آپ برابر کھڑے ہی رہے۔

ایک دفعہ آپ نے حضرت عائشہ رض سے کہا کہ آؤ تیز قدمی میں مقابلہ کریں آپ بھرتیلی تھیں آگے نکل گئیں۔ کچھ دنوں کے بعد پھر مقابلہ ہوا تو آپ آگے نکل گئے اور فرمانے لگے کہ یہ اس روز کا جواب ہے۔ (ابو داؤد)

ازواج مطہرات میں اکثر پروردہ نعمت تھیں معزز اور دولتمند گھرانوں کی چشم و چراغ تھیں اس لئے قدرتاً ان کا دل فاخرہ لباس اور اچھی غذاؤں کو مچلتا تھا پھر آپ پیغمبر تھے فتوحات کی کثرت مدینہ میں زر و جواہر کے خزانے لٹائے جا رہے تھے لیکن آپ نے انھیں زخارف دنیوی کا کبھی خوگر نہ بننے دیا آپ کو ازواج مطہرات کے ساتھ بلاشبہ بے حد محبت تھی مگر دنیوی طریقہ پر آپ نے اس کا اظہار کبھی نہ کیا اور جب ان کی طرف سے اچھے کھانے اور اچھے لباس کی خواہش ہوئی تو آپ نے ان سے ایلا کر لیا حضرت عائشہ رض کو بھی کبھی رنگین لباس اور سنہرا زیور نہ پہنایا سب بیبیوں کے پاس ایک جیسے کپڑے ہوتے اور ایک جیسا کھانا ملتا سب کے پاس ایک ایک جوڑا کپڑا ہوتا ... [illegible] ... فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ نے سونے کے کنگن پہنے تو آپ نے فرمایا اگر چاندی کے کنگن زعفران سے رنگ کر پہنیں تو بہتر ہوتا۔

* تمام اہل و عیال کو پر تکلف اور ریشمی لباس اور سونے کے زیور کے استعمال کی ممانعت تھی۔ فرمایا کرتے اگر تم یہ چیزیں جنت میں پہننے کی آرزو رکھتی ہو تو یہاں ان کے پہننے سے پرہیز کرو۔ اگرچہ ایک وقت میں ازواج مطہرات کی تعداد نو تک پہنچ گئی تھی مگر آپ خود خانہ داری کے بکھیڑوں میں نہ پڑتے تھے اہل و عیال کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کا انتظام حضرت بلال رض کے سپرد کر رکھا تھا ان کے لئے بنو نضیر کے نخلستان میں ان کا حصہ مقرر کر دیا تھا اس کی فروخت سے سال بھر کے مصارف کا انتظام ہوتا۔

خیبر فتح ہوا تو تمام ازواج مطہرات کے لئے فی کس ۸۰ وسق کھجور اور ۲۰ وسق جو سالانہ مقرر ہو گئے۔ یہ تھی حضور کی معاشرتی زندگی۔

آپ پیغمبر تھے فتوحات کے دائرہ کے ساتھ مشاغل بھی بڑھ گئے تھے مگر جو آتا تھا آپ دن کے دن غربا و مساکین پر تقسیم کر دیتے تھے اور آپ کو تمام بیبیوں کی ... ان کا خیال رہتا تھا اگر آپ کے گھر میں معاشرت کا معیار بلند ہو جاتا تو دنیا آپ کو عیش پرستی سے متہم کرتی۔ ہم آپ کا سلوک بہت بہتر ہوتا تھا سب بیویوں کے ساتھ پورے انصاف سے کام لیتے تھے اور لطف بھی حاصل کرتے تھے مگر اتنا جتنا کہ چاہیئے۔

——— (۶) ———

رسول کریمؐ بحیثیت باپ

از جناب مولوی [illegible] صاحب وکیل [illegible]

رسول کریم کی اولاد کے متعلق سخت اختلاف ہے اس پر تو سب متفق ہیں کہ آپ کی چار صاحبزادیاں زینب، فاطمہ، رقیہ اور ام کلثوم تھیں اور صاحبزادوں کے متعلق قاسم و ابراہیم کا ہونا تو مسلّم ہے لیکن ابن اسحاق نے طیب و طاہر دو اور صاحبزادوں کا نام بھی لیا ہے اس طرح آپ کے بچوں کی تعداد آٹھ ہو جاتی ہے حضرت ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ سے اور بقیہ حضرت خدیجہ سے تھے۔ آپ کی اولاد میں سب سے پہلے حضرت قاسم پیدا ہوئے اور سب سے پہلے انتقال کیا۔ جب رسول کریم کی عمر تیس برس کی ہوگی تو آپ کے یہاں حضرت زینب پیدا ہوئیں ان کی شادی اپنے خالہ زاد بھائی ابو العاص سے ہوئی تھی غزوۂ بدر میں یہ گرفتار ہو گئے اور اس وعدہ پر رہا کئے گئے کہ جا کر حضرت زینبؓ کو بھیج دیں گے چنانچہ ابو العاص نے اپنے بھائی کی معیت میں انھیں روانہ کر دیا کفار قریش نے تعاقب کیا ہبار بن اسود نے حضرت زینبؓ کو نیزہ مار کر اونٹ سے گرا دیا حاملہ تھیں بچہ ساقط ہو گیا ان کا دیور مقابلہ پر آگیا مگر بیچ بچاؤ سے اس وقت تو واپس چلا آیا مگر پھر کچھ روز بعد پہنچا دیا۔

ابو العاص کے شرک کے باعث تفریق ہو گئی تھی مگر جب آپ ایمان لے آئے تو تجدید نکاح ہو گئی دونوں میاں بیوی میں بے حد محبت تھی خود رسول کریم نے ابو العاص کے شریفانہ برتاؤ کی تعریف کی لیکن حضرت زینب ۸ھ میں دو بچے امامہ اور علی چھوڑ کر وفات پا گئیں، علی نے بچپن ہی میں وفات پائی امامہ کا عقد حضرت فاطمہؓ کے انتقال کے بعد حضرت علیؓ سے ہوا اور اسی زمانہ میں وفات پائی کوئی اولاد آپ نے نہ چھوڑی۔

حضرت رقیہ کی شادی ابو لہب کے لڑکے عتبہ سے ہوئی حضرت ام کلثوم کی شادی ابو لہب کے دوسرے لڑکے عتیبہ سے ہوئی۔ نبوت کے اعلان کے بعد ابو لہب کے کہنے سے اس کے دونوں بیٹوں نے علیحدگی اختیار کر لی رسول کریمؐ نے حضرت رقیہ کی شادی حضرت عثمانؓ سے کر دی حضرت رقیہ کے ایک بیٹا عبداللہ پیدا ہوا جو ۶ ماہ زندہ رہا غزوہ بدر کی فتح کے بعد ان کا انتقال ہوا حضرت عثمانؓ کی شادی اس کے بعد حضرت ام کلثومؓ سے ہو گئی ام کلثوم چھ برس زندہ رہکر ۹ھ میں انتقال فرما گئیں کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

حضرت فاطمہ کا سن شریف جب پندرہ سال پانچ ماہ کا ہوا تو حضرت علی کے ساتھ ان کا عقد کر دیا گیا جہیز میں دو چکیاں ایک مشک ایک بستر اور ایک پلنگ دیا حضرت علی کی عمر اس وقت ۲۱ سال کی تھی حضرت فاطمہؓ کے پانچ اولاد پیں ہوئیں حسن، حسین، محسن، ام کلثوم، زینب محسن نے بچپن ہی میں انتقال کیا رسول کریم کے انتقال کے چھ ماہ بعد ہی حضرت فاطمہ نے ۲۹ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

فرزند کے پیدا ہونے پر مسرت

حضرت ابراہیم رسول کریم کی سب سے آخری اولاد ہیں حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے ۸ھ میں پیدا ہوئے حضرت رافعؓ نے ولادت کی خبر سنائی تو آپ نے اس کے صلہ میں ایک غلام عطا فرمایا ساتویں روز عقیقہ ہوا تو آپ نے بالوں کے برابر چاندی خیرات کی حضرت ام سیف دایہ گری کی خدمت پر مامور ہوئیں حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ آپ سترہ اٹھارہ ماہ زندہ رہے آپ کو ابراہیم سے بے حد محبت ہو گئی تھی دایہ عوالی مدینہ میں رہتی تھیں ان کے شوہر لوہار تھے گھر دھوئیں سے بھرا رہتا تھا رسول کریم فرط محبت سے مجبور ہو کر مکان جایا کرتے تھے گود میں لیتے تھے اور دیر تک پیار کرتے اور چومتے رہتے تھے دھوئیں سے بھرے گھر میں جانا نفاست طبع کے خلاف تھا لیکن محبت سب کچھ گوارا کرا دیتی ہے۔

اولاد سے محبت

ابراہیم کی علالت کی خبر پائی تو آپ بے چین ہو گئے فوراً حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے ساتھ تشریف لے گئے دیکھا کہ پیارا بچہ نزع کی حالت میں ہے گود میں اٹھا لیا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے حضرت عبدالرحمٰن نے پوچھا یہ کیا ہے اور آپ کی آنکھ سے آنسو نکل رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ رحمت و محبت کے آنسو ہیں میں نے چیخ چیخ کر رونے، بال نوچنے اور بین کرنے کو منع کیا ہے دل کی حالت پر تو کسی کو قابو نہیں۔

حضرت بی بی فاطمہ کے ساتھ بھی آپ کو والہانہ محبت تھی ذرا سی تکلیف دیکھتے تو بے چین ہو جاتے تھے یہ حالت اور یہ محبت ان کی زندگی بھر برقرار رہی جب شادی ہو گئی تو آپ برابر اس کوشش میں مصروف رہتے کہ زوجین کے تعلقات خوشگوار رہیں حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ زہراؓ کے اگر کبھی خانگی معاملات میں رنجش ہو جاتی تھی تو آپ دونوں میں جا کر صلح کرا دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایسی ہی واقعہ پیش آیا آپ نے پہنچ کر صلح کرا دی باہر نکلے تو مسرور تھے چہرہ فرط شادمانی سے شگفتہ ہو رہا تھا لوگوں نے دریافت کیا کہ جب تشریف لے گئے تھے تو اور حالت تھی اب آپ اس قدر بشاش اور مسرور کیوں نظر آرہے ہیں فرمانے لگے میں نے دو شخصوں میں صلح کرائی ہے جو مجھے محبوب ہیں ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ پر کچھ سختی کی آپ کو برا محسوس ہوا آپ شکایت کرنے کے لئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے پیچھے پیچھے حضرت علی بھی تشریف لے آئے حضرت فاطمہؓ کی شکایت پر رسول کریم نے فرمایا بیٹی تم کو خود سمجھ لینا چاہیے کہ کون شوہر اپنی بیوی کے پاس چپکا خاموش چلا آتا ہے حضرت فاطمہؓ تو خاموش ہو گئیں لیکن حضرت علیؓ پر اس کا یہ اثر ہوا کہ انھوں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا اب تمہارے خلاف مزاج کوئی بات نہ کروں گا۔

بیٹی سے عشق

حضرت نبی کریم اسعد دحیہ نے ایک بار ارادہ کیا کہ دوسری شادی کر لیں رسول کریم کو بیٹی کے ساتھ بے انتہا محبت تھی سنکر بیتاب ہو گئے سخت رنجیدہ ہو کے مسجد میں آکر ایک خطبہ دیا

فرمایا جس باپ اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا اور صاف [illegible]
مگر گوشہ ہے جس سے اُسے دکھ پہنچے گا مجھے بھی یقیناً [illegible] حضرت
علی اپنے اس ارادہ سے باز آ گئے اور جب تک حضرت فاطمہ زندہ رہیں آپ
نے کبھی دوسری شادی کا نام نہ لیا اور نہ ارادہ کیا۔ [illegible]
کہ آپ کو اولاد کے ساتھ کس قدر محبت تھی اور ان کی تکلیف [illegible]
کا آپ کو خیال رہتا تھا [illegible]
[illegible] کے پاس ضرور تشریف لے جایا کرتے تھے حضرت فاطمہ کو بھی اپنے
شفیق باپ سے بے حد محبت تھی [illegible] بیٹی سے گفتگو [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت فاطمہ سے آپ کو خاص نسبت تھی [illegible]
محبت والا باپ اپنی کسی اولاد کی طرف سے غافل نہیں ہو سکتا حضرت عثمان
غنی ہجرت کر کے حبش تشریف لے گئے [illegible]
[illegible]
[illegible]
خیریت معلوم نہ ہوئی [illegible]
[illegible]

حضرت زینب [illegible]

[illegible]
[illegible] آپ کی اس بچی کو [illegible]
[illegible]
[illegible] وہاں ایک پتھر [illegible]
ساتھ آکر عذر تقصیر کیا تو آپ نے اسے معاف کر دیا مگر [illegible]
[illegible] تکلیف ہوتی ہے [illegible]

ابو العاص حضرت زینب کے شوہر [illegible]
[illegible]

نماز پڑھتے [illegible]
[illegible]

نواسی کو ہار کا عطیہ

ایک دفعہ آپ کی خدمت میں کچھ چیزیں بطور [illegible] جن میں ایک [illegible] ہار بھی تھا
ایک [illegible] میں کھیل رہی تھیں آپ نے فرمایا [illegible]
[illegible] حضرت عائشہ صدیقہ [illegible]
[illegible]

محبت [illegible] غالب

[illegible] حضرت فاطمہ [illegible]
[illegible]

امارت سے پرہیز

[illegible]

بار پہنچتی ہے چنانچہ حضرت فاطمہ نے اسے فروخت کر کے اس کی قیمت سے ایک غلام خرید لیا۔ رسول کریم کسی غزوہ سے تشریف لائے بیٹی سے [illegible] والا کوئی تھا آپ نے مسرت کے اظہار کے طور پر بطور خیر مقدم گھر کے دروازہ پر پردہ لگا دیا اور بچوں کو چاندی کے کنگن پہنا دیئے آپ جب حسب معمول بیٹی کے یہاں آئے تو اس دنیوی ساز و سامان کو دیکھ کر واپس چلے گئے بیٹی کو آپ کی ناپسندیدگی کا حال معلوم ہوا تو پردہ چاک کر دیا اور بچوں کے ہاتھ سے کنگن نکال ڈالے بچے آپ کی خدمت میں روتے ہوئے آئے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اہل بیت کو [illegible] دنیا سے آلودہ دیکھنا نہیں چاہتا اس کے بعد فاطمہ کے لئے ایک عصب کا ہار اور ہاتھی دانت کے کنگن خرید لا دیئے۔ آپ [illegible] کا درد بھی تھا لیکن آپ یہ چاہتے کہ خدا [illegible] بیجا صرف یہ کوئی مجبورانہ حالت نہ تھی بلکہ [illegible] معو یہ آپ تقسیم کرتے تھے قبیلہ ہوازن کے چھ ہزار قیدی [illegible] چھ ہزار چند ساعت میں تقسیم کئے تھے جتنی غنیمتیں [illegible] وہ سب اہل بیت کے لئے تھیں وہ عام مسلمانوں پر کوئی پابندی نہ تھی اگر آپ کے حجروں میں لعل و جواہر کے دریا بہتے دیکھتے تو منافقین موجود تھے [illegible] دبی ہوئی تھیں دب گئی تھیں وہ علانیہ کہنا شروع کر دیتے کہ یہ تبلیغ [illegible] محض عیش و عشرت دائمی اور حصول دنیا کے لئے ہے اس لئے آپ نے اہل بیت کو کبھی زخارف دنیوی کی طرف نگاہ نہ اٹھانے دی آپ [illegible] لئے نہیں بلکہ دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے کوشاں رہتے [illegible] نہیں چاہتا کہ اس کے اہل و عیال آرام کریں اور [illegible] ان کے بیٹے [illegible] انہی کے کھانے پینے سے خوش ہوتا ہے۔

مسز اینی بیسنٹ نے اپنے ایک مضمون میں بچوں کی محبت [illegible] کی علامت بتایا تھا اور لکھا تھا کہ رسول کریم کو بچوں سے [illegible] محبت تھی جب باہر نکلتے تھے دیکھتے آپ کی ٹانگوں سے لپٹ جاتے تھے اور آپ ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے یہ تھی شان نبوت۔ رسول کریم کی محبت [illegible] کی حد تک پہنچی ہوئی تھی شفقت کا دریا ہر وقت [illegible] معمول تھا کہ جب کہیں سفر پر جانے تو سب آخر میں حضرت فاطمہ [illegible] واپس آتے تو سب سے پہلے جو شخص باریاب ہوتا [illegible] حضرت فاطمہ [illegible] بیٹی آپ کی خدمت میں تشریف لاتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے ان کی پیشانی چومتے اور اپنی نشست سے ہٹا کر انہیں اپنی جگہ بٹھاتے اولاد [illegible] بھی صرف نبی کریم کی زندگی [illegible] سے حضرت [illegible] کسی کو بھی اپنے خاندان سے اتنی محبت کرتے ہوئے نہیں دیکھا [illegible] تھے۔ حسنین علیہم السلام سے بے انتہا محبت کیا کرتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے گلدستے ہیں بیٹی کے گھر تشریف لیجاتے تو فرماتے کہ [illegible] کو ذرا بچوں کو بلا لاتیں اور آپ انہیں [illegible] اور سینہ سے لپٹا لیتے [illegible] مسجد میں خطبہ فرما رہے تھے اتفاقاً حسن حسین سرخ کپڑے پہنے ہوئے سامنے آ نکلے بچے تھے [illegible] رہے تھے ضبط نہ ہو سکا تو آپ منبر سے اتر آئے اور گود میں اٹھا کر سامنے بٹھا لیا پھر فرمایا خدا نے سچ فرمایا ہے انما اموالکم و اولادکم فتنۃ فرمایا کرتے تھے کہ حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں

خدا اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت رکھتا ہے ایک بار یہ دونوں [illegible] مبارک [illegible] آپ نے جواب دیا اور سوار کیسا ہے [illegible]

بیٹی کا ہار دیکھکر آنسو

آپ کے داماد حضرت زینب کے شوہر جو بدر میں قید ہو کر آئے تو فدیہ کی رقم ادا نہ کر سکے آخر اپنے گھر کہلا بھیجا حضرت زینبؓ نے اپنے گلے کا ہار اتار کر بھیج دیا یہ ہار وہی تھا جو حضرت بی بی خدیجہ نے انھیں جہیز میں دیا تھا ہار پر جو نظر پڑی پہچان گئے بیتاب ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو نکل آئے صحابہ رضی اللہ سے کہا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو یہ ہار زینب کو واپس بھیج دو [illegible] سب نے بسر و چشم منظور کیا اور آپ نے یہ ہار [illegible] واپس کر دیا اور [illegible] کو بھی چھوڑ دیا۔

ایک دفعہ آپ کہیں دعوت میں جا رہے تھے امام حسین راستے میں کھیل رہے تھے آپ نے آگے بڑھ کر ہاتھ پھیلا دیئے وہ ہنستے ہوئے پاس آ آ کر نکل جاتے تھے بالآخر آپ نے انھیں پکڑ لیا اور ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی پر اور ایک سر پر رکھ کر سینہ سے لپٹا لیا اور فرمایا کہ حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں

نواسی کی موت پر آنسو

آپ کی ایک نواسی حالت نزع میں تھی صاحبزادی نے بلا بھیجا آپ تشریف لے گئے تو لڑکی اسی حالت میں آپ کے آغوش میں رکھ دی گئی آپ نے اس کی یہ حالت دیکھی تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت سعد نے کہا رسول اللہ آپ یہ کیا کرتے ہیں آپ نے فرمایا رحم ہے جس کو خدا نے بندوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔

یہ تھے رحمت عالم کے جلیل القدر پیغمبر شہنشاہ کونین عرب و ملک کا فاتح [illegible] پیدائش [illegible] وہ [illegible] اور ان کے [illegible] انسانیت [illegible] اور نمونہ پیش کر رہا ہے [illegible] سب سالار بھی ہے فاتح بھی [illegible] آپ کی زندگی نے [illegible] نور نظر آنے لگا [illegible] اور دنیا کی [illegible]

حیات سلطان صلاح الدین اعظم

جس شخص کو یورپ کے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم [illegible] سلطان صلاح الدین غازی کی شخصیت ابھر کر سامنے آئی [illegible] ان کی آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا تھا کتاب کو پڑھتے پڑھتے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی نامرادی کے وہ سین آپ کی آنکھوں کے سامنے آ جائیں گے جن سے آپ کا دل خون جو رگوں سے سمٹ چکا ہے فی الفور گرم ہو جائے گا اور آپ میں حریت و آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائے گا کتاب کے شروع میں سلطان کا عکسی فوٹو دیا گیا ہے قیمت صرف دو روپے محصول [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

اولاد کے ساتھ محبت

(از جناب مولوی [illegible] صاحب [illegible])

نبوت کے مسئلہ پر اگر دقیق نظر سے نگاہ ڈالی جائے اور اس کی حقیقت تک پہنچنے اور سمجھنے کی کوشش کی جائے تو بالکل صاف دکھائی دیتا ہے کہ دعویٰ نبوت کی صداقت کے لئے اصل راہ دلیل نبی کی زندگی ہے ان کا کھانا پینا [illegible] چلنا پھرنا عزیزوں اور غیروں سے ملنا معاشرت اور باہر کا سلوک جن سے اس کے باطن کی جھلک نظر آتی ہے اور معلوم ہو سکتا ہے کہ جس بات کا یہ دعویٰ ہے اور جن کاموں کے کرنے کا یہ لوگوں کو حکم دیتا ہے اس کے اپنے باطن پر اس کا کیا کچھ حقیقت ہے یہی چیزیں ہیں جو ایک مدعی کے دعویٰ کی صداقت و عدم صداقت کی شہادت دے سکتی ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے [illegible] کے دعوے کی دلیل خود اس کے اندر ہوتی ہے غرض یہ کہ مختصر یہ کہ نبی کی [illegible] کا معیار معجزہ سے بھی بڑھ کر اس کے اعمال و اخلاق کی حالت ہے۔

اولاد ہر ایک انسان کو عزیز ہوتی ہے اور اولاد سے محبت کرنا ہر ایک انسان کی فطرت میں قدرت کی طرف سے ودیعت [illegible] ہے [illegible] اوقات اپنی عزیز اولاد کے واسطے اپنی جان تک [illegible] اولاد کے واسطے قربان کرتا ہے [illegible] آپ کو بھی اپنی اولاد سے محبت تھی [illegible] کرنے میں آپ کی حیثیت [illegible] اپنی اولاد سے محبت [illegible] محض [illegible] تھا جس [illegible] کا رنگ رکھتے تھے اسی [illegible] خدا تعالیٰ کے لئے تھا [illegible] کے لئے تھا۔

آپ کی اکثر اولاد بچپن ہی میں دنیا سے [illegible] ان کے انتقال [illegible] آپ کا اپنی اولاد کی محبت کا [illegible] جب آپ کے صاحبزادے ابراہیم نے وفات پائی تو آپ کی چشم مبارک [illegible] اس قدر غلبت کے آپ [illegible] رکھتے تھے [illegible] کا جنت تھا تو اتفاق سے سورج گرہن [illegible] سے عوام کو قدرتاً یہ خیال ہو سکتا [illegible] کی وفات [illegible] اور خدا میں [illegible] زبان سے یہ کہلا دیا کہ

سورج اور چاند کو گہن لگنا کسی کی موت اور حیات سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی [illegible] میں سے ایک نشانی ہے۔

گو حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی اولاد سے [illegible] محبت تھی مگر یہ محبت کا حصہ حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا کے لئے [illegible] کسی اور کے لئے نہیں تھا بلکہ یہ محبت کرتا اپنے اندر شان نبوت رکھتا تھا اور اس بات کی دلیل تھی کہ آپ کا کوئی کام اس [illegible] کے باہر نہیں تھا کہ [illegible]

[illegible] ہے کہ یہ کام تو [illegible] اور ابراہیم رسالہ [illegible] اللہ سیدۃ النساء [illegible] اور سیدنا فاطمۃ الزہرا [illegible] رب العالمین کو کہتے ہیں [illegible] خدا تعالیٰ [illegible] ان کے ارادے اور [illegible] اسی کے فکر اور مرضی کے تابع ہوتی ہیں [illegible] محبت [illegible] حضرت سیدہ خاتون جنت کے ساتھ تھی [illegible] ایک مرتبہ آپ صاحبزادی کے گھر میں تشریف لائے [illegible] ایک [illegible] دیکھا جسے ان کے شوہر حضرت علی [illegible] طلب کر [illegible] جب آپ کی نگاہ مبارک اس [illegible] نہیں گے کہ فاطمہ محمد کی بیٹی [illegible] کی طرح [illegible] پہنتی ہے صاحبزادی بھی چونکہ اسی خاندان رسالت [illegible] ہی [illegible] سے توڑ دیا اور بیچ ڈالا اس سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا جب اس بات کی خبر آپ کو ہوئی تو آپ بہت خوش ہوئے۔

[illegible] اپنی اولاد [illegible] کے سامان کو [illegible]

[illegible] کی تکلیف برداشت کریں۔

ایک دن میں [illegible] اپنے باپ محترم کے پاس جاؤ اور [illegible] تکلیف کم ہو جائے میرے اس کہنے پر وہ حضرت [illegible] اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں مگر آپ کو [illegible] حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] آپ [illegible] ہاتھ [illegible] خوش سے آئی تھیں اور [illegible] کے لئے [illegible] تکلیف سے ہو [illegible] پانی بھرنے چکی پیسنے [illegible] کہ نجات ملے یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم دونوں کو [illegible] چیز بتاتا ہوں جو خادم سے تم دونوں کے حق میں بہتر ہے اور وہ یہ ہے کہ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو اس پر حضرت سیدہ نے فرمایا کہ میں خدا اور اس کے رسول سے راضی ہوئی۔

ان روایات [illegible] بخوبی [illegible] شان نبوت معلوم ہوتی ہے [illegible] ثابت کی تصدیق ہوتی ہے اہل بیت کی عظمت [illegible] کے [illegible] اخلاق کا [illegible] سے آپ کی [illegible] خلافت [illegible] بڑا تعلق ہے کہ باوجود اس تکلیف [illegible] کے [illegible] آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا [illegible] گھر کے کام کاج کرنے میں ہوتی تھی آپ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان [illegible] [illegible] کو چھوڑ کر اپنے اہل و عیال کے لئے آسائش کا سامان [illegible] بلکہ اور [illegible] حضرت امام باقر فرماتے تھے کہ حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عادت تھی کہ جب آپ سفر کا ارادہ فرماتے تو [illegible] [illegible] لیتے مگر سب سے آخر میں اپنی صاحبزادی [illegible] [illegible] [illegible] انہی کے گھر سے تشریف لے جاتے اور جب [illegible] [illegible] حضرت فاطمۃ الزہرا کے دیکھنے کو تشریف لے جاتے [illegible] [illegible] تشریف لے گئے [illegible] حضرت علی ابن ابی طالب [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور شوہر کی محبت میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ نے ہاتھوں میں [illegible] دیکھے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بہت [illegible] معلوم [illegible] [illegible] رسول صلی اللہ علیہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بلوا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی قدرت [illegible] [illegible] چکے۔

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اس حدیث سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مشغول [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] خاتم الانبیاء [illegible] حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] دنیا کی [illegible] قدرت کی طرف سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اپنی اولاد کو [illegible] ایثار [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حقیقت میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سبق سیکھنے کی کوشش [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible] تشریف لے [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قیامت کے دن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تیار کرو۔

[illegible] اخلاق [illegible] [illegible] [illegible]

مختصر یہ کہ آپ کی ہر ایک [illegible] [illegible] ہونے کے قابل ہے اور آپ [illegible] [illegible] آپ ہی ہیں۔

رسول کریمؐ کی سادگی

از جناب ... خواجہ ... صاحب ...

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ دو شاہ سے لیکر ... عرب تک کے فرمانروا ہوگئے تھے اور ہر طرف آپ کا طوطی بول رہا تھا فتوحات پر فتوحات ہوتی چلی جا رہی تھیں مگر آپ کی پیغمبرانہ خاکساری و انکسار طبیعت کا وہی رنگ تھا جو ابتدا میں ... صورت اختیار کر چکا تھا ... بیٹھے ... بیٹھنے ... کوئی تکلف نہ تھا ... [illegible]

... آپ کو پسند تھی ... [illegible]

[illegible]

امارت پسندی سے پرہیز

[illegible]

... ایک مرتبہ کسی نے آپ کو ... [illegible]

چنانچہ یہ فروخت کی گئی ...

[illegible]

عنایت فرمایا ... [illegible]

[illegible]

گئے اور ... آپ نے ... پسند نہیں [illegible] دنیا میں اللہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تواضع اور انکسار

گھر میں جو جھاڑو دیتے بازار سے سودا لے آتے، جوتی پھٹ جاتی تو خود گانٹھ لیتے، گدھے کی سواری عار نہ تھا، مسکینوں کے ساتھ بیٹھنے، ان کے ساتھ کھانا کھانے میں آپ کو کوئی عار نہ تھا۔ مفلس غریبوں کے ہاں جا کر ان کے ساتھ بیٹھتے، کسی مجمع میں جہاں جگہ مل جاتی، وہیں بیٹھ جاتے۔ ایک شخص دربار نبوت میں کانپتے ہوئے رعب سے ... آیا [illegible] ...

ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو ... گوشت کھاتی تھی ... [illegible]

کھاتے اور فرماتے میں بندہ ... [illegible] ...

لئے فخر نہیں اٹھاتا ... [illegible] ...

[illegible] آپ سے ... [illegible]

[illegible] آپ ایک ... [illegible]

کام تھا انجام دے دیا ... [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ... [illegible]

سے آئیں آپ زمانہ میں تشریف لے جا چکے تھے ... [illegible]

باپ نے کہا بیٹا محمد ... نہیں ... [illegible]

باہر تشریف لے آئے اور انہیں ... [illegible]

جس وقت کوئی فاتح مفتوح شہر میں داخل ... [illegible]

و شان کا اظہار کیا جاتا ہے لیکن آپ کی ... [illegible]

رہتی تھیں غزوہ خیبر اور فتح کے ... [illegible]

آئی ... لیکن ... [illegible]

کی بچھاڑ بند ہی تھی۔ فتح مکہ ... [illegible]

سر مبارک کو اس قدر جھکا دیا ... [illegible]

دوسروں کی خدمت

[illegible]

... کے گھر میں کوئی ... [illegible]

آپ ... ان کے گھر جاتے اور ... [illegible]

کی خدمت میں آئیں ... [illegible]

ان کا کام کر دیتے ... [illegible]

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

تھا مسجد قبا و مسجد نبوی ... [illegible]

آپ بھی مصروف کار تھے ... [illegible]

اگر ... کے ... انجام ... [illegible]

اس کی ... لیکن آپ نے ... [illegible]

خدمت ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible] اور

خود ... [illegible]

[illegible]

یہ ... کہ حسن ... انسان کے ... آپ کی باطنی جلالت کے
آپ کی ... بنی نوع انسان کے لئے وقف کر دیا تھا۔ آپ کے پیغمبرانہ جلال
اور وقار ... کسی چیز نے ... آپ کو ان عادات سے باز نہ رکھا اور پوری زندگی
ایک سادہ انسان کی طرح گزار دی۔ ... بادی النظر میں تکلف وضعداری ایک
دلکشی سے نظر آتے ہیں اور لوگوں کی توجہ ... اس کی طرف کھینچتی ہے لیکن حقیقت
یہ ہے کہ حقیقی آرام و راحت جو سادگی میں میسر ہوتی ہے وہ تکلف میں کہاں نصیب ...
... تکلف میں ... تکلیف ... لیکن کوئی بھی ہو اگر وہ
سادگی ... کے فلسفہ پر غور کرے گا تو وہ اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ راحت انسانی کا
... سادگی ہی ... انسانیت کے حقیقی ... تک
... اس سلسلہ نے
[illegible]

... لیکن اگر وہ پر تکلف لباس
... بڑا آدمی سمجھا
... دوسری طرف ...
... ہوں گی کچھ لوگ تو ...
... عزت و عظمت کے
... پر ...
... ہوں گے جو ... اس
... پسند طبقہ ہی ...
... جائیگی اس سے ...
... اور ... آخر ...
... بلکہ ...
... کو ہرگز قبول نہ کیا جائے
... اس کی وہ توجہات ...
... ان کا ایک حصہ اسی تکلف
[illegible]

... دنیا پرستی کی طرف میلان
... پیدا ہو گئی ہے اسلام
... بار بار تعالیٰ
... نماز کے لئے ...
... مشغول ہونا ... چیز ... ایسی ہیں ...
... انسان ...
... وقت کسی ... ایک
... حقیقی ...
... ہو جائیگا۔
... صفائی ... بلند کر ...
... ذاتی عیش کے لئے ... اس ...
... کی ... نہ دیکھی۔

رسول کریم کا عزم و استقلال

از جناب محترم مولانا مولوی محبوب الرحمن صاحب لکھنؤ

حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی ایک اولوالعزمانہ زندگی ہے یہ آپ کا عزم و استقلال ہی تھا کہ اس کے سامنے پارہ پارہ ہوگئے اور بڑے سے بڑے اشخاص [illegible] غور تو کیجئے کہ ایک تنہا بے کس یتیم غریب [illegible] کا سہارا نہیں [illegible] آپ کے عزم و استقلال [illegible] ریگستان عرب [illegible] ذرہ ذرہ [illegible] کے سنگریزے [illegible]

[illegible]

[illegible] اسلام و کفر کی پہلی جنگ [illegible]

[illegible] عزم و استقلال [illegible]

[illegible]

اور [illegible] عزم و استقلال کی ایک زندہ [illegible]

[illegible]

[illegible] مصیبت میں [illegible] آپ [illegible]
[illegible] اور [illegible] مقصد ساتھ میں [illegible]
[illegible] صاف [illegible] اور [illegible]
[illegible] ایک [illegible] شخص [illegible]
[illegible] ہے [illegible] سمجھتی ہے خدا کا نام
لیا [illegible] آگے بڑھا جس طرح حضرت یونس [illegible] گئے تھے اور ایک
[illegible] شہر کے باشندوں کو [illegible] کیا کہ وہ آپ کی رسالت [illegible]
[illegible] چھوڑ دیں۔

شجاعت و جلالت

عزم و استقلال کے ساتھ آپ [illegible] جلالت [illegible] شجاعت [illegible]
کبھی نہ گھبراتے تھے اور دشمن کی کثرت اور [illegible] کی شدت [illegible]
کبھی آپ کو خوفزدہ نہ کرتی تھی۔ حضرت [illegible]
[illegible] سب سے زیادہ شجاع [illegible]
[illegible] دشمن [illegible] ایک [illegible]
[illegible] تیار ہو گئے لیکن [illegible]
[illegible] ذات گرامی تھی آپ نے [illegible]
[illegible] ہو گئے اور [illegible]
[illegible] آگ [illegible]

[illegible] آپ [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] ایک [illegible]

[illegible] آپ [illegible]
[illegible] کرتا گیا کہ [illegible]
[illegible] ہوں [illegible]
تو یہ الٰہی [illegible]
کر کھولنے کو [illegible]
مسلمان چاروں طرف سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
ایک [illegible]
[illegible]
کوئی بڑا اور خوفناک [illegible]
اس نے کہا سچ کہتے ہو [illegible]
[illegible] محمد کے ہاتھ کا۔

غزوۂ حنین میں [illegible] قیامت کی [illegible]

[illegible] شجاعت [illegible]
[illegible] آپ کی شجاعت و
دلیری نے [illegible] کھڑے رہے تھے۔

[illegible] ایک [illegible] جا رہا ہے
[illegible] اس [illegible] آپ
کے ساتھ موجود تھے [illegible] آپ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حالات نازک تر
[illegible] اور نہ آپ
[illegible]

[illegible] کسی نے
[illegible] براہ
[illegible]
[illegible] قائم تھے
[illegible] اختیار [illegible]
[illegible] سب سے
[illegible] ساتھ [illegible]

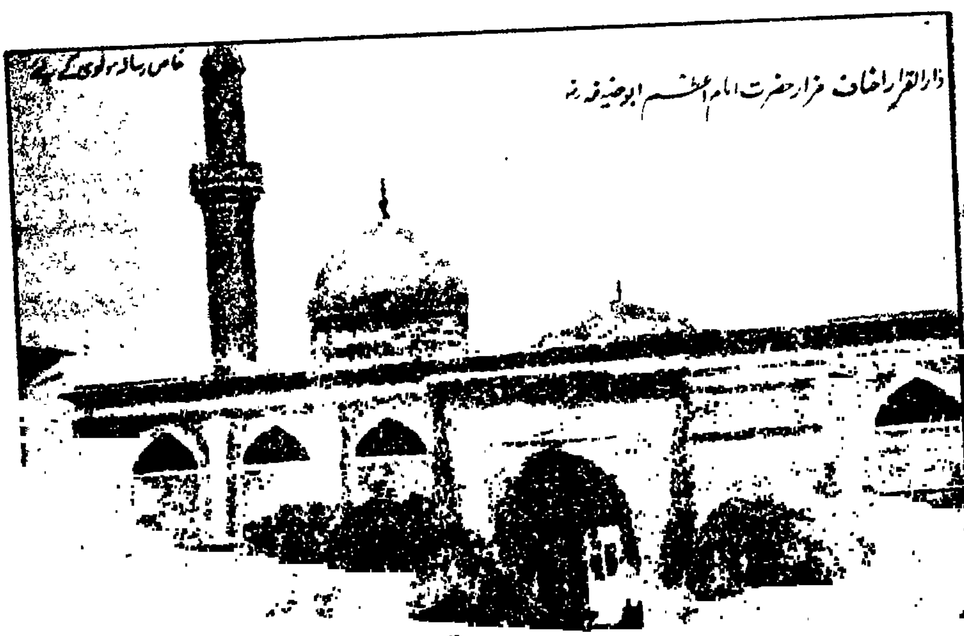
[illegible]
[illegible] شیر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] فیصلہ [illegible]
[illegible] شجاعت [illegible]
[illegible] بلکہ عرب
[illegible] اکھڑ [illegible] اور
[illegible] انہوں نے اسلام کی [illegible]
آپ [illegible] کہا اگر آپ کی یہ حالت تھی تو آپ
[illegible] تھے اور [illegible]
[illegible] آپ [illegible]
[illegible] استقلال اور شجاعت و دلیری ہی کی برکات
[illegible] آپ سے ٹکر [illegible]

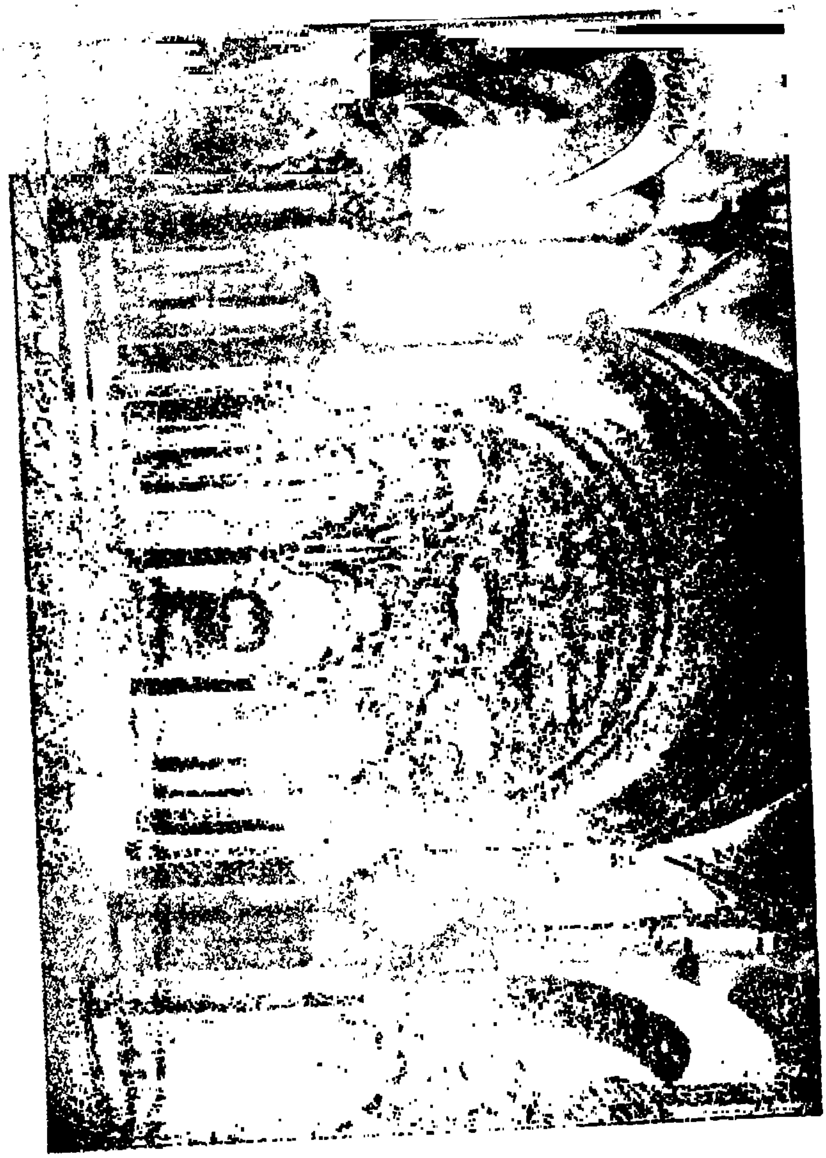
غنیموں سے ٹکر

[illegible] کی طاقت [illegible] آپ کا
عزم و استقلال اور آپ کی شجاعت [illegible] اور
[illegible]





Murari Art Press, Delhi



[illegible] کو مسلمان

لشکر وائل پھر جب ابو بکر صدیق قبائل عرب ان کی [illegible] ماضی
کو خط لکھا کہ جب ان غسانیوں نے حارث بن عمیر کو [illegible] غسانیوں
کی طاقت دیکھ کر حضور رسول کریم کی عزیمت و شجاعت پر [illegible] ان کی تادیب
کے لئے آپ تین ہزار کا لشکر بھیجتے ہیں غسانیوں کے مقابلہ ہوتا ہے [illegible] کا جا
لشکر علیحدہ ہوتا ہے اور یہ خود بھی ایک لاکھ کا ٹڈی دل لیکر میدان میں نکلتے
ہیں یہ مٹھی بھر مسلمان اس سے بھڑتے ہیں مگر کوئی فیصلہ نہیں ہوتا اور یونہ
افواج واپس ہوتی ہیں سنہ ۹ھ میں غزوہ تبوک پیش آتا ہے خبریں ملتی
ہیں کہ رومی حملہ آوری کے لئے عیسائی عربوں کی ایک فوج گراں مرتب کر رہے
ہیں اور ایک سال کی پیشگی تنخواہ بھی دے چکے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غسانی
بھی اس لشکر میں مصروف ہیں گھوڑوں کی نعلبندی ہو رہی ہے اسی بنا پر
آپ تیس ہزار کی جمعیت لیکر خود ہی ان کی طرف بڑھتے ہیں پھر شجاعت و
عزیمت کا یہ کتنا عدیم المثال مظاہرہ ہے کہ آپ بیس دن تک انتظار میں پڑے
رہتے ہیں لیکن کوئی مقابلہ پر نہیں آتا غسانی اور رومی جنگ کو ہمت نہیں

[illegible] وہ تمام روم سواحل
رومیوں کو چھوڑ کر اسلام کی حمایت میں [illegible] شجاعت کے جوہر
دکھائے ہوئے تھے آپ نے مرض الموت ہی میں ایک مہم [illegible] تیار کیا مگر اس کی
تکمیل عہد صدیقی میں ہوئی سنہ ۸ھ میں آپ نے علاء [illegible] کی طرف بھیج
کر [illegible] اور یمن بحرین اور عمان بے لڑے ہی ایرانیوں سے نکل کر اسلام کے
سایہ میں آگئے۔

کیا عزم ہے اور کیسی بے نظیر شجاعت کہ قریش و یہود تو کجا آپ قیصر و کسریٰ کی طاقت
کو بھی خاطر میں نہیں لاتے اعرابیوں کے مقابلہ میں ہزاروں بے سرو سامان مسلمانوں کو بھیجکر
ان کے چھکے چھڑا دیتے ہیں پر لطف و شجاعت یہ ہے کہ جنگ دفاع کی صورت میں
نہیں ہجوم کی شکل میں کرنے کا ارادہ کیا جاتا ہے مختصر یہ ہے کہ آپ کا استقلال و عزم
کارگر ہو کر نو دس برس میں دنیا کا نقشہ پلٹ کر رکھ دیتا ہے قریش و یہود کی سازشوں
اور قوتوں کا طلسم ٹوٹ کر رہ جاتا ہے غسانیوں کی ہمت نہیں پڑتی قیصر و کسریٰ کے
ماتحت قبائل اسلام کے زیر تحت آتے ہیں ہر طرف امن و امان ہو جاتا ہے اور آپ اسلام
کو ایک زبردست اور دنیا کی قوی ترین طاقت بنا کر گزر کے عالم بقا ہوتے ہیں۔

حجاز۔ رخشندہ آفتاب

از جناب مولانا عبدالعزیز صاحب سنگرور

اے خاور حجاز کے رخشندہ آفتاب — صبح ازل ہے تیری تجلی سے فیضیاب
زینت ازل کی ہے تو ہے رونق ابد کی تو — دونوں میں جلوہ ریز ہے تیرا ہی رنگ و آب
چوما ہے قدسیوں نے ترے آستانہ کو — تھامی ہے آسمان نے جھک کر تری رکاب
شایاں ہے تجھ کو سرور کونین کا لقب — نازاں ہے تجھ پہ رحمت دارین کا خطاب
برسا ہے شرق و غرب پہ ابر کرم ترا — آدم کی نسل پر ترے احسان ہیں بے حساب
خیر البشر ہے تو تو ہے خیر الامم وہ قوم — جن کو ہو تیری ذات گرامی سے انتساب

لیکن یہ قوم آج زمانہ میں ہے ذلیل — حالانکہ تھی تمام زمانہ کی انتخاب
مغرب کی دستبرد سے مشرق ہوا تباہ — ایماں کا خانہ کفر کے ہاتھوں ہوا خراب
صد یا ترے غلام نصاریٰ کی قید میں — دن زندگی کے کاٹ رہے ہیں بصد عذاب

جب اس وسیع ترین اور خوشنما دنیا میں اس گہری زمین اور نیلے آسمان میں آدم کا بدبخت فرزند ہمہ تن معصیت میں غرق گناہوں کی تاریکیوں میں بھٹکتا چلا جا رہا تھا بدقسمت انسان رات کی تاریک خاموشیوں اور دن کی نورانی رونقوں کو اپنی سیاہ مستیوں سے سنسان کر رہا تھا ضمیر انسانی بداعمالیوں اور سیاہ کاریوں کی دلدل میں پھنس کر فنا ہو چکی تھی بدبخت انسان کی عمر عزیز کا بہترین حصہ اور صاف عمر کی گرانی یہ فرصتیں نا عاقبت اندیشیوں کے تلاطم خیز سیلان میں بہی چلی جا رہی تھیں اس کے فہم و ادراک کی کارفرمائی حیوانی و شہوانی قوتوں سے مغلوب ہو چکی تھی بنیک اعمالیوں نے اسے ناقابل اصلاح پا کر ایک وقت معین کے لئے چھوڑ دیا تھا نیکی کا فرشتہ مایوس ہو کر عالم قدس کی پہنائیوں میں گم ہو چکا تھا اور سپیدہ سعادت کی رنگینی لرزاں اور ریائیوں سے محجوب ہو کر سمٹی چلی جا رہی تھی

اور جبکہ جگمگاتے ہوئے تاروں چمکتے ہوئے چاند اور اس کی ہر فضا و اولے دیکھتے ہوئے سورج اور اس کے قیامت خیز شعلوں کے باوجود کفر و شرک کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی اور یہ عالم تیرہ و تار تھا کہ یکایک افق عرب سے ایک نیر اعظم چمکا اس نے اپنی لاتعداد اور تیز کرنوں کو فضائے عالم میں دوڑا کر ہر ملک ہر شہر ہر مقام ہر گھر ہر خانہ ہر پردہ اور ہر تاریکی کو غرضکہ دنیا کے چپہ چپہ کو بہ نگاہ تنقید دیکھا اور دیکھتے ہی اپنی لمعا فگنی کی کو کو بڑھا دیا اور اپنی نورانیت کو ایسا عالمگیر اور تیز کیا کہ اس کا نور تمام عارضی روشنیوں پر غالب آ گیا ہر تاریکی منور ہو گئی ہر تاریکی میں اجالا ہو گیا وہ تمام جھوٹی اور مصنوعی خدائیاں جو جہالت اور ظلمت کے تاریک پردوں میں مستور ہو کر پرورش پا رہی تھیں مجبور ہو کر اس خورشید صداقت کی کرنوں کے قدموں پر آ پڑیں اس کی وسیع النظری نے سب کی آوارگی اور انتشار کو توانا اور ان سب کو اپنے پیکر نور میں جذب کر لیا۔

وہ آفتاب عالمتاب وہ خورشید منور وہ نیر اعظم وہ مہر فروزاں درا وہ شمس الضحیٰ وہ سپہر ہدایت کا چمکتا ہوا سورج اور وہ نور ہدایت کا منبع و مخزن کون تھا جس نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس ظلمت کدے کو منور فرمایا۔

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا۔
کوئی پردہ سے کیا نکلا کہ گھر گھر اجالا تھا

یہ وہی آفتاب عالمتاب اور نور عالم افروز ہے جس کی تعریف قرآن مبین نے یوں کی ہے:۔

اللہ نور السموات والارض	اللہ پاک آسمانوں اور زمین کا نور ہے یعنی ان کو منور کرنے والا ہے۔
مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح	اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے اور اس میں ایک چراغ ہو۔
المصباح فی زجاجۃ	وہ چراغ شیشے کی قندیل میں ہو
الزجاجۃ کانہا کوکب دری	وہ قندیل گویا ایک چمکتا تارہ ہے وہ چراغ
یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ	زیتون کے درخت (کے تیل) سے روشن کیا جاتا ہے
لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد	نہ پورب کی سمت میں ہو نہ پچھم کی قریب ہو کہ اس کا تیل خود بخود جل اٹھے
زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ	اگرچہ اس کو آگ نہ پہنچی ہو روشنی پر روشنی
نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ	ہے اللہ اپنے نور اسلام کی طرف جس کو
من یشاء ویضرب اللہ الامثال	چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور اللہ لوگوں
واللہ بکل شیٔ علیم	کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر شے کو جانتا ہے۔

نور ایمان کی ایک لطیف مثال

اللہ پاک نے یہ اس نور ایمان کی مثال دی ہے جو مومن کے دل میں ہے جس کی روشنی اس کو گناہوں کی اور سیاہ کاریوں کی تاریکیوں اور عاقبت اندیشیوں کی ٹھوکروں سے بچاتی ہے مطلب یہ ہے کہ مومن کے ایمان کا نور نہایت قوی ہے وہ ایک ایسے چراغ کے نور کی مانند ہے جو طاق میں ہو اور اس کی روشنی ادھر ادھر ہو کر مدہم نہیں پڑتی وہ چراغ طاق میں ہی ایک شیشہ کی قندیل میں جل رہا ہے جس کی وجہ سے اس کی روشنی اور بھی تیز پڑتی ہے کیونکہ شیشہ کی قندیل خود بھی چمکتی ہے اس طرح گویا وہ آسمان کا ایک چمکتا ہوا تارہ معلوم ہوتا ہے اور وہ چراغ اس تیل سے جل رہا ہے جس کا مبارک درخت نہ شرقی ہے نہ غربی یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے مومنوں کے قلب کو نور ایمان سے منور کیا ہے نہ یہودی ہیں نہ نصرانی بلکہ ابراہیمی ہیں تو مومن کے دل میں جو نور ہے وہ نور علی نور ہے ایک نور ابراہیمی ہے اور دوسرا نور محمدی۔ طاق ابراہیم ہیں قندیل اسمٰعیل اور چراغ محمد اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن اور صفات ظاہر ہیں کالشمس فی النہار ہیں۔

ایمان کا چراغ مسجدوں میں جلتا ہے

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والاٰصال۔ وہ چراغ ایسے گھروں میں جلتا ہے جن کی نسبت خدا نے قدر و منزلت دینے کا حکم دیا ہے جو ان کی تعظیم

کی جاسکتی ... ہیں جو ... کیا جاتا ہے ... مسجدوں میں رہنا ہے ان کا حال ہے ... اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں یعنی نمازیں پڑھتے ہیں۔

چراغ ایمان کی روشنی مدہم نہیں پڑتی

یعنی ہوائے نفسانی اور وسوسۂ شیطانی کی تند و تاریک آندھیاں اس کی روشنی کو بجھانا تو درکنار مدہم بھی نہیں کر سکتیں یعنی مشاغل دنیوی ایک مومن کے لئے عبادات و طاعات میں روک نہیں بن سکتے۔

رجال لا تلهيهم تجارة و لا بيع عن ذكر الله و اقام الصلوٰة و ايتاء الزكوٰة ۔ مسجدوں میں ایسے آدمی اسکا ذکر کرتے ہیں جن کو اللہ کی یاد نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خرید روکتی ہے اور نہ بیع

قربان اس آفتاب رسالت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنہوں نے مسلمانوں کے قلب کو نور ایمان سے منور کیا اور ان کو نور کے سانچہ میں ڈھال دیا سو چھوٹا جو سینۂ شب تار واست سے اس نور ادلیں کا اُجالا تھیں تو ہو

عالم روحانی کا آفتاب و ماہتاب

جس طرح آفتاب اور ماہتاب اس مادی عالم کی تمام ظلمات کو دور کرتے اور اس کی ترقی کے لئے حرارت و روشنی مہیا کرتے ہیں اسی طرح تمام نبیوں کے سردار دونوں جہان کے سرکار جناب احمد مختار محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم روحانی کے لئے آفتاب و ماہتاب ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کا ظہور کرۂ ارضی کے کمال جہل و فقدان علم کے دفتروں میں ہوا اور اس لئے ہوا کہ علم و نور سے دنیا کو معمور کر دے اور یہی وجہ ہے کہ دین اسلام خروج من الظلمات الی النور کی راہ ہے چنانچہ خود خدا تعالیٰ نے حضور کو سراجاً منیراً کر کے یاد فرمایا ہے یعنی جس طرح اس مادی عالم کے لئے آفتاب و ماہتاب کے علاوہ کسی اور روشنی اور حرارت کا تجویز کرنا عبث اور ناممکن ہے اسی طرح سراجاً منیراً کے بعد جو عالم روحانی کو منور کرتا ہے کسی دوسرے نبی ہادی اور پیغامبر کا تجویز غیر ضروری اور ناممکن ہے اسی لئے حضور کو خاتم النبیین کہا جاتا ہے۔

دین اسلام سے انحراف تاریکیوں اور گمراہیوں میں گم ہونا ہے

سردار دو جہان حبیب خدا اشرف انبیاء نے دنیا میں آتے ہی یہ اعلان کر دیا کہ میں جو مذہب دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور جس علم و دانش سے دنیا کو بقعۂ نور بنا رہا ہوں یہ علم و بصیرت، حجت و برہان، یقین و حکمت و موعظت علم و ہدایت اور سراسر راحت اور ہدایت و سعادت کی راہ ہے ارسله بالهدى و النور و الموعظة خدا نے مجھے ہدایت اور موعظت کے ساتھ بھیجا ہے اس لئے جو کوئی اس معرفت و حقیقت سے منہ موڑے گا وہ ظلمت اور گمراہیوں کی تاریکی میں پھنس کر ہلاکت میں جا پڑے گا چنانچہ یہ ارشاد الٰہی سے تمام نوع بشر کو سنا دیا گیا۔

کفر و شرک کی تاریکیوں کی مثال

والذين كفروا اعمالهم كسراب بقيعة يحسبه الظمان ماء حتی اذا جاءه لم يجده شيئا و وجد الله عنده فوفه حسابه و الله سريع الحساب اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے میدان میں چمکتا ریت پیاسا اس کو پانی گمان کرتا ہے یہاں تک کہ جب وہ پیاسا پانی سمجھ کر اس کے پاس آیا تو اس نے اس کو کچھ نہ پایا اور اس کے پاس اللہ کو پایا پس اس نے اس کا حساب پورا پورا چکا دیا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے (سورہ نور)

یعنی کافروں کے مذہب اور ان کے نیک اعمال کا حال یہ ہے کہ وہ ان کو نجات اور ثواب کا ذریعہ خیال کرتے ہیں ان کے مذہبی اعمال ایسے ہیں جیسے پیاسا ریت کو دور سے پانی سمجھ کر اس کے پاس جائے اور وہاں پانی کا نشان تک نہ پائے کافر اپنے مذہبی اعمال کو ثواب کا ذریعہ خیال کرتے ہیں مگر قیامت کے دن معلوم ہوگا کہ وہ سب کے سب رائیگاں گئے۔

ایک دوسری مثال

او كظلمت في بحر لجي يغشه موج من فوقه موج من فوقه سحاب ظلمت بعضها فوق بعض اذا اخرج يده لم يكد يراها و من لم يجعل الله له نورا فما له من نور ۔

(ترجمہ) یا ان کے اعمال کی مثال ان تاریکیوں کی ہے جو اس گہرے سمندر میں ہوتی ہیں جس پر ایک موج سوار ہو اور اس کے اوپر ایک اور موج ہو اس کے اوپر بادل ہو غرض تہ بہ تہ تاریکیاں ہیں ایک کے اوپر ایک جب وہ اپنے ہاتھ کو باہر نکالتا ہے تو سخت تاریکی کی وجہ سے اس کو دیکھ نہیں سکتا اور جسکو اللہ نے دین اسلام کی روشنی نہیں دی اس کے لئے کہیں بھی روشنی نہیں ہے (سورۂ نور)

یعنی ان کے نیک اعمال محض دھوکہ کی ٹٹی ہیں اور ان کے کفریہ عقائد و اعمال کی مثال ایسی ہے جس طرح کوئی شخص سمندر کے بیچ میں تین تاریکیوں میں پھنسا ہوا ہو۔ اول سمندر کی تاریکی دوم امواج کی تاریکی اور سوم بادل کی اندھیری یعنی کافر تین اندھیریوں میں پھنسا ہوا ہے اول اعتقاد کی ظلمت میں دوم قول کی ظلمت میں اور سوم عمل کی ظلمت میں یا یوں سمجھئے کہ اس کا دل ایک عمیق سمندر ہے اس پر شک و تردد کی موجیں چڑھی ہوئی ہیں اس پر مزید تباہی کا سامان یہ کہ اعمال سیئہ کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔

ابی بن کعب کہتے ہیں کہ کافر پانچ اندھیریوں میں ہے اول اس کا کلام دوم اس کا عمل سوم اس کا اٹھنا چہارم اس کا بیٹھنا اور پنجم قیامت کے روز آتش جہنم کے دھوئیں کی اندھیری میں رہیگا۔

الغرض جس نے علم و نور کی راہ دین اسلام سے انحراف کیا اس کا حال یہ ہے کہ وہ شک و ریب کی تاریکیوں میں ٹھوکریں کھا رہا ہے ایک تاریکی سے نکل کر دوسری تاریکی میں ڈوب جاتا ہے اور ادھر تاریکیوں کا یہ عالم ہے کہ خود اپنا ہاتھ بھی سجھائی نہیں دیتا۔

اس کے فہم و ادراک کا یہ حال ہے کہ وہ ایک گتھی سلجھانا چاہتا ہے تو دس اور نئے الجھاؤ رشتۂ ادراک میں پڑ جاتے ہیں ہر نیا مرحلہ ایک نئی گمراہی کا پیام لاتا ہے اور ہر منزل ایک نئے بعد و گم گشتگی کی ایذا اپنے ساتھ لے آتی ہے

... کہا جاتا ہے

ان سے بچے ہیں ... اور مردہ

نفس ... ہو جاتی ہیں ... صفت

ہیں گو چلتے پھرتے ہیں مگر ... اور عقل ... حیات ہیں

بالکل کھو دیتے ہیں پھر فرمایا۔

وقد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من الظلمٰت الی النور۔

اور تمہارے پاس ایک نور اور ایک واضح کرنے والی کتاب آئی ہے اس سے ان لوگوں کو جو اس کی پسند کے مطابق راہ چلنا چاہیں اللہ پاک امن و سلامتی کا راستہ دکھاتا ہے اور ان کو ظلمت سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔

نور بصارت اور نور بصیرت

اس آیت میں نور سے مراد حضور سراپا نور محمد الرسول اللہ صلعم ہیں اور کتاب سے قرآن مبین آنحضرت صلعم ظاہری نور ہیں جس سے ادراک اشیاء کی بصر کو تقویت ملتی ہے اور قرآن باطنی نور ہے جس سے ادراک حقائق و معقولات میں بصیرت کو تقویت پہنچتی ہے یہ دونوں روشنیاں ظلمات کفر سے نکال کر نور ایمان کی طرف لیجاتی ہیں۔ اصطلاح شرع میں کفر کو ظلمت سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ کافر بے کفر کی حالت میں ایسا ہی متحیر و پریشان رہتا ہے جیسے اندھیریوں میں پھنسا ہوا انسان۔ اسلام کا دنیا والوں کے لئے پیام ہے کہ میں ظلمت نہیں سرتاسر نور ہوں میری بنیاد نور السمٰوات والارض ہے میں اوہام و ظنون کی تاریکیوں میں ادھر ادھر بھٹکنے والا قدم اور خود اپنے ہاتھ کو نہ دیکھنے والی آنکھ نہیں ہوں بلکہ معرفت و شہادت کا اجالا ہوں جس میں میرے عقائد و اعمال میں الجھاؤ اور پیچیدگیاں نہیں ما زاغ البصر وما طغیٰ نہ میری حقیقت میں آنکھ کے لئے کوئی زیغ اور کجی ہے اور نہ میرے دل شناس قدم کے لئے کوئی ٹھوکر میری ابتدا اگرچہ ایمان بالغیب ہے مگر دیدہ و دل کے لئے مجاہدات و ریاضات کا سرمہ بصیرت بھی دیتا ہوں اس لئے ایمان و ایقان کی نورانیت میں بے خوف لغزش اور بے خطر گمراہی دوڑنے والا قدم اور حقائق اشیاء کو دیکھ لینے اور پالینے والی بینائی ہوں اور شک و گمان کے میدان میں بھٹکے ہوئے خلاسفروں کی طرح میرا منتہائے فکر و ادراک علم و بصیرت "انی اعلم" "انی اشھد" "تبیانا لکل شیٔ" "اور انی علی بینۃ من ربی" ہے

آنحضرت کی نورانی دعا

حضور سرورِ کائنات اگرچہ سراپا نور اور نور علیٰ نور تھے لیکن اپنی امت کو تعلیم دینے کے لئے رات کو اس طرح دعا مانگا کرتے تھے اللھم اجعل فی قلبی نورا وفی لسانی نورا واجعل فی سمعی نورا واجعل فی بصری نورا واجعل من خلفی نورا ومن امامی نورا واجعل لی من فوقی نورا ومن تحتی نورا اللھم اعطنی نورا۔ اے اللہ میرے قلب میری زبان میری کان میری آنکھ میں اور میرے پیچھے ... کو منور کر دے اور میرے نیچے میرے سامنے میرے اوپر اور میرے ... نور کر دے اور اے اللہ مجھے نور عطا فرما۔

اور اس کی ساری امیدوں اور تمام خوشیوں کی ... ہے

خزانہ نہ بہت ... اور ... تھک کر بے تحاشا دوڑ رہا ہو۔

وہ اسی کا فرزند ہے خلا سفروں کی حقیقت کی طلب و جستجو اور عقدہ ... لاینحل کی کیسی عمدہ لطیف اور پر معنی مثال ہے کسی ... حقیقت اور کس قدر واضح مثال ایک آدمی کی زبان اقدس سے ظاہر ہوئی ہے یہی تو اس اعلم الخلائق اعرف العباد اور دنیا کے سب سے بڑے رہبر کی شان خصوصی اور تبحر علمی ہے جس کی وجہ سے رسول امی صلعم بتلائے ہوئے حقائق و معارف اور آپ کے اصول نے ایشیا سے یورپ اور امریکہ کے حقیقت شناس فلسفیوں تک کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے اصول اسلام کی روز افزوں ترقی کے سامنے دنیا کے خود ساختہ اصول اور نظریئے ٹوٹتے جا رہے ہیں آج لینن ٹالسٹائی اور کارل مارکس جیسے مفکر اور مدبر آپ کے فلسفہ معاشرت کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں خود تحریک کے تمام قائد خود بخود اسلامی نظریات کو مانتے چلے جا رہے ہیں اور دنیا کے صاحب بصیرت انسان کفر کی تاریکیوں سے نکل نکل کر اسلام کی روشنی میں آ رہے ہیں کیا یہ فلک حجاز کے درخشندہ آفتاب کی وہ لمعانیاں نہیں جنہوں نے یورپ کی مادی روشنیوں کو شکست فاش دیدی ذالک ھو الفوز العظیم۔

اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم۔

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں
رحمت کی گھٹائیں پھیل گئیں افلاک کے ہر ہر گنبد پر
وحدت کی تجلی کوند گئی آفاق کے سینہ زاروں میں
گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں
جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

اب اسلام نور و ظلمت کے بین اور کفر و اسلام کی حالت و انجام دکھلا کر ان دونوں راہوں میں سے کوئی راہ اختیار کرنے فہم و ادراک کی قوتیں صرف کرنے غور و فکر کرنے اور حقائق و بصائر کی جستجو کرنے کی بنی نوع انسان کو اس طرح دعوت دیتا ہے وما یستوی الاعمیٰ والبصیر ولا الظلمٰت ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور ۵ (سورۂ فاطر)

"اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتا اور نہ اندھیرا اجالا نہ چھاؤں اور دھوپ اور نہ مردے اور زندے برابر ہو سکتے ہیں اللہ جسے چاہتا ہے سناتا ہے اور اے پیغمبر جو لوگ قبروں میں پڑے ہیں تم ان کو اپنی باتیں نہیں سنا سکتے

کیا نور و ظلمت برابر ہیں؟

یعنی کافر و مشرک جو باطل کو حق اور برائی کو اچھائی سمجھے ہوئے ہیں اور کفر و انکار کی آخری حد کو پہنچ گئے ہیں اب ان میں ایمان کی صلاحیت باقی نہیں رہی وہ تو اس اندھے کے مانند ہیں کہ اس کے آگے لاکھ چراغ رکھو مگر وہ کسی طرح دیکھ ہی نہیں سکتا اور جو صاحب ایمان ہیں اور ایمان کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ گویا بینا ہیں سب کچھ دیکھتے ہیں یعنی جس راستہ

[illegible] یہی [illegible] گمراہ [illegible]
گمراہی سے [illegible] وقتی نسبت ہے [illegible] گمراہ راہ حق
کی راہ ہے [illegible] کبھی شک کی عینک سے [illegible] ظلمت کا پردہ
اور جو مسلک معرفت اور حقیقت کی روشنی میں کھلی ہوئی ہے۔

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ
فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ اولٰئک فی ضلال
مبین بھلا جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے اور وہ اپنے
رب کی طرف سے نور ہدایت پر ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو کفر کی تاریکی
میں پڑا ہوا ہے پس افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل اللہ کے ذکر سے سخت
ہو گئے ہیں یہی لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

انوار عرفان

وادیٔ ایمن یہی ہے جلوہ گاہ طور ہے — قلب سوزاں یاد حق کے نور سے معمور ہے
حسن بے پایاں بہر سو منظر انوار ہے — ذرہ ذرہ پیش عارف آفتاب نور ہے
ہر طرف ہم پا سرود سرمدی ہے اس قدر — سالک مجذوب عالم میں سدا مخمور ہے
میکدۂ عرفاں کا سر نشہ یہ ہو مست الست — کربلا کا پُر مصائب حادثہ مشہور ہے
دیدۂ بینا مثال آئینہ حیرت میں ہے — معرفت میں ہر نگاہ دفتر مسطور ہے

یہی خدا کے پیارے مومن بندے مستحق بشارت ہیں جنھوں نے خسران عظیم
اور ہلاکت ابدی سے بچ کر ایمان و اتقا کی راہ اختیار کی ہے اور یہی عقل و دانش
سے بہرہ ور ہیں۔

ذی بصیرۃ انسانوں سے خطاب

منطق و فلسفہ کے پیچ در پیچ مقدمات
اور بے نتیجہ براہین و تخمین مسلمات میں پھنسے ہوئے فلاسفرو! فکر و استدلال
کی نامرادیوں سے مایوس حکیمو! وادیٔ ضلالت میں بھٹکے ہوئے عاقلو! اور
یقین و اعتقاد کے مریضو! اگر تمہاری روحیں اقرار و طمانیت کی بھوکی پیاسی ہیں
اور علم و بصیرت کے اونچے مینار پر پہنچنا چاہتے ہو تو آؤ یہ بات تمہیں ایک امی
یعنی محمد عربی (روحی فداہ ابی و امی) کے دارالشفا وحی میں حاصل ہوگی۔

ایک طرف دیگر مذاہب اور فلسفہ کے اژدہا ہیں جو کہتے ہیں کہ اگر تم
اس طرف آؤ گے تو ہم تمہیں شک و ریب سے معمور کر دیں گے دوسری طرف
اسلام کہتا ہے کہ میرے پاس یقین اور برہان کے سوا اور کچھ نہیں، میں حقیقت
بصیرت اور علم و نور ہوں بتلاؤ تم کدھر جاؤ گے اور نور و ظلمت، کفر و
ایمان، موت و حیات، طمانیت و بیقراری، یقین و شک اور حق و باطل
میں کس کو اختیار کرو گے اگر تمہیں تعصب و عناد نے گونگا نہیں کر دیا تو
سمجھو کہ آج دنیا کے فلسفہ معاشرت کے سامنے سرنگوں ہے علم و
بصیرت کا اصلی سرچشمہ کہاں ہے تہذیب و تمدن کا منبع کہاں ہے اور
سارا جہان مغلوب دارالعلاج میں گھر رہا ہے اگر تم اس کا جواب نہیں دے سکتے
تو اس کا جواب اسلام کا مستقبل دیگا۔

دنیا میں ایک نور آیا مگر دنیا نے اس کی قدر نہ جانی بلکہ اللہ اس نور
کو کھانے کے لئے آمادہ ہو گئی مگر۔

مسلمانوں کا عروج و زوال اور روح ایمان

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

دنیا کی داستانوں میں ہمارا عہد و جاہت عروج و خلافت جس طرح ہمارے زوال کی کہانی عبرت انگیز ہے کبھی ہم دین
و دنیا کی نائب السلطانیوں اور خلافت کا منصب ہمارا مال و اشغال تھے ہمارے
الہیات، اخلاق، اصول معاشرت اور قانون تمدن کی دنیا میں دھوم تھی
اور ہماری شان و شوکت کے سامنے ساری دنیا سرنگوں تھی مگر اب ہمارا
یہ انحطاط و زوال ہے ہمارے جسم بے روح ہیں جنھیں زندہ قوموں کی چھوٹی
سے چھوٹی قوم سے کسی امر میں مقابلہ کی قوت نہیں تمام قوموں کے چہرے پر
مردنی چھائی ہوئی ہے اور وہ قومیں بھی ہم پر ہنس رہی ہیں جنھیں ہم منہ
لگانے کے قابل بھی نہ سمجھتے تھے کسی یوروپین نے ایک مسلمان کو صحیح طعنہ دیا
تھا کہ تمھیں ایک ایسا عالمگیر مذہب ملا تھا مگر تم اسے صحیح طریقہ سے پیش
نہ کر سکے تمھیں اتنی بڑی سلطنت ملی تھی مگر تم اسے محفوظ نہ رکھ سکے اب
تمہاری طرف دیگر اقوام کے میلان کے لئے کیا رہ گیا ہے۔

مسلمانو! تم کسی کے فریب خوردہ نہیں ہو اور تمھیں کسی دشمن نے شکست نہیں
دی ہے بلکہ خود اپنے کو دھوکہ دیا اور تم نے خودکشی کی تمہارے انحطاط کا
سبب اعلیٰ یہ ہے کہ تم میں روح ایمان ضعیف سے ضعیف تر ہوتی چلی جارہی
ہے روح ایمان دم توڑ رہی ہے تمہارے اندر روح عرفان کی وہ تابش
نہیں رہی جو آفتاب رسالت کا پرتو تھی۔

ایسے وقت میں ہمارا اگر کوئی فریضہ ہے تو صرف یہ ہے کہ احیائے روح
ایمان کی تدبیر کی جائے کیونکہ اس کے بغیر تمام مجالس ملیہ بیکار تمام مجالس قومی
بیسود اور تمام دوڑ دھوپ عبث ہے احیائے روح ایمان کی تدبیر کیا ہے اور
نور ایمان سے قلوب و ارواح کو روشن کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ یہ کوئی ایسا
مسئلہ نہیں ہے جس پر زیادہ غور و فکر کی ضرورت ہو بہت سیدھا سادہ مسئلہ
ہے حقیقۃ الحقائق قرآن مقدس سے نور حقیقت اور مشکوٰۃ نبوت سے نور بصیرت
حاصل کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف اس عہد میں بلکہ جب تک یہ دنیا باقی ہے صاحب
قرآن کی سیرت و حیات مقدس کے مطالعہ سے بڑھ کر نوع انسانی کے تمام
امراض قلوب و علل ارواح اور کوئی علاج نہیں سارے دکھوں کا علاج
دارالشفاء وحی میں ہے جب تک سراجاً منیراً یعنی آفتاب رسالت کی شعاعیں
قلوب تاریک میں نہ پڑیں گی ہمارا خانۂ دل منور اور طاہر نہ ہوگا یہ آفتاب
اس نور کا پرتو ہے جو صبح ازل میں چمکا اور توحید کو جگمگا گیا اس آفتاب ہدایت
سے اکتساب نور کرو جس قدر قدم بقدم روح ایمان کی تابش زیادہ ہوتی جائیگی
اتنی ہی سرعت کے ساتھ ہماری دنیا سنورتی جائیگی اگر روح ایمان نے ترقی
نہ کی اور ہم نے مشکوٰۃ نبوت سے اکتساب نور نہ کیا تو پھر حکم لگا دینا چاہیے کہ کوئی تدبیر
کوئی طاقت اور کوئی ہنگامہ اس کو ابھار نہیں سکتا اور پھر بحسرت کہنا پڑے گا کہ

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ٭ کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم۔

کامیاب تربیت

(از جناب مولوی سید موسیٰ رضا صاحب بریلوی)

عربوں کی ذہنیت میں انقلاب عظیم و تغیر

بات کیا تھی کہ نہ روما سے نہ ایران سے دبے — چند بے تربیت اونٹوں کے چرانے والے
بھید کیا تھا کہ جو آپس میں لڑے تھے نہ کبھی — ہو گئے متحد و سرِ عرب کے لڑانے والے
جن کو کافور پہ ہوتا تھا نمک کا دھوکہ — بن گئے خاک کو اکسیر بنانے والے
پیشوائی کو نکل آئی خدائی ساری — گھر سے نکلے جو محمد کے گھرانے والے

برادران اسلام! ماہ ربیع الاول کا ورود تمہارے لئے جشن مسرت کا ایک پیغام عام ہوتا ہے یہ ماہ سعید اس عدیم النظیر و عظیم الشان انقلاب کی یادگار ہے جس کا اثر ہستی دنیا تک کائنات کے ذرے ذرے میں نمایاں رہے گا کائنات ہستی اس پر ناز کرے گی اور اس کی یاد ہمیشہ گلشن گیتی کے لئے پیغام بہار لاتی رہے گی۔ جانتے بھی ہو یہ کون مہینہ ہے اور اس میں کون سے عدیم النظیر انقلاب کی یاد تازہ ہوتی ہے؟ سنو! یہ وہ ماہ سعید ہے جس میں اس تیرہ خاکدان ہستی کو منور کرنے کے لئے عرب کے تاریک ترمطلع پر وہ آفتاب عالم افروز طلوع ہوا جس کی نورانی شعاعوں سے تمام عالم بقعۂ نور بن گیا جہل و شرک کی تاریکی مٹ گئی اور علم و توحید کے نور سے ساری دنیا جگمگا اٹھی یعنی اسی مہینہ میں وہ نفس قدسی شیمہ عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا اور خدا کا وہ فرمان رحمت و ہدایت دنیا میں آیا جس نے بنی نوع انسان پر مادی و روحانی ترقیات اور سعادتوں کا دروازہ کھول دیا جس کے نور سے ظلم و طغیان اور فسق و عصیان کی تاریکیاں مٹ گئیں جس نے ہر پست و بلند مقام کو اپنی شعاعوں سے روشن کر دیا۔ رہ نوردان بادیۂ ضلالت جو منزل ہدایت و سعادت اور صراط مستقیم کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹک رہے تھے وہ اس نور کی طرف دوڑے اور خدا اور اس کے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جڑ گیا اور وہ بندوں کو وہ عہد یاد آگیا جو انہوں نے ازل میں اپنے معبود سے باندھا تھا ظلم و استبداد کی گرفت سے کمزور و درماندہ انسانوں سے رہائی پائی اور انسانیت کے پاؤں سے غلامی کی گراں بار زنجیریں خود بخود کٹ کر گر پڑیں۔

حضور پر نور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور و بعثت سے پہلے دنیا کی جو حالت تھی وہ کسی سے مخفی نہیں دنیا کی ہر ایک قوم پر ہر ایک ملک اور ہر ایک بستی قطعی طور پر خدا سے منحرف ہو چکی تھی اور بجائے خدا پرستی کے بت پرستی اصنام پرستی، دیوتا پرستی، شجر پرستی، حجر پرستی اور چرند و پرند پرستی کا دور دورہ تھا حتیٰ کہ لنگ اور بھگ تک کی پرستش ہوتی تھی دماغوں میں جہل و اوہام بھرے ہوئے تھے ہمتیں پست و ذلیل تھیں دنیا کی ہر ایک قوم خواہ وہ مہذب تھی یا غیر مہذب اور متمدن تھی یا وحشی تھی وہ ادراک کو جواب دیکر ذلیل سے ذلیل عقائد و اعمال کے چکر میں پھنسی ہوئی تھی جس کی وجہ سے ان کے دماغ کند افکار اور خیالات پست ہو چکے تھے آزادی ضمیر مفقود تھی روحانیت مر چکی تھی انسانی حریت کا نشان نہ تھا خود داری کا دیوالہ نکل چکا تھا اور عقل و ذہن کی بے راہ روی کے باعث ہر قسم کی ذہنی و دنیوی ترقیات کا دروازہ بند تھا۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ان حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کے عادات، اخلاق اور خیالات میں کیا تبدیلی کی اور اپنی بعثت کے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہم اس مختصر مضمون میں ان سوالات کا تفصیلی جواب دینے کی کوشش نہ کریں گے بلکہ صرف چند ایک واقعات پیش کر دینے پر اکتفا کریں گے جن سے ناظرین یہ امر تسلیم کر لینے پر مجبور ہوں گے کہ اگر دنیا میں کوئی کامیاب تربیت کہی جا سکتی ہے تو وہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضور کا اولین اعجاز یہ تھا کہ معبودان باطل کے آستانوں پر جھکی ہوئی گردنوں کو معبود حقیقی کے سامنے جھکا دیا اور بجائے بتوں کی مدحت و ثنا کے تکبیر و تہلیل کی صدائیں آنے لگیں دوسرا یہ تھا کہ حضور کی تربیت و تعلیم سے عرب کے شتربان جہانگیر و جہانبان بن گئے ان کی شوکت و عظمت کے سامنے شان کئی و آن جمی سرنگوں ہو گئی قیصر و کسریٰ کے تاج ان کے قدموں پر نثار ہو گئے اور جہانگیری و جہانبانی کے ایسے زریں اصول و قوانین وضع کر گئے اور فلسفہ معاشرت کے وہ گر سکھا گئے جن کی روشنی میں آج دنیا ارتقائی منازل طے کر رہی ہے اور دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو ان کے تمدن و معاشرت کی رہین منت نہ ہو جس نے ان کے خرمن سے خوشہ چینی نہ کی ہو اور ان کے سامنے زانوئے ادب طے نہ کیا ہو۔

حضور کا تیسرا اعجاز یہ تھا کہ آپ کے فیضان تربیت نے عرب والوں کے دماغ سے خوف غیر اللہ کو نکال پھینکا اور ان کی فطرت میں جرأت و آزادی کا جوہر کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل عربوں کی ہستی دنیا میں قابل ذکر نہ تھی اور یہ وحشی قوم کبھی شمار و قطار میں نہ تھی ان کی کوئی تہذیب اور ان کا کوئی تمدن نہ تھا وہ اقوام عالم کی نظروں میں بہت ذلیل و خوار تھے ہر شخص انہیں نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور دنیا میں ان کی پرکاہ کی برابر بھی قدر و منزلت نہ تھی یہ صرف سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کرشمہ اور آپ کی تعلیم و تربیت کا اعجاز تھا کہ تعلیم نبوی نے چند سال میں ان کی کایا پلٹ دی انہوں نے اقوام میں جس قدر بھی عزت و شوکت حاصل کی حضور کی غلامی کی برکت تھی۔ فقیر آپ کے ساتھ لگے اور بادشاہ بن گئے شتربان آپ کے در ہدایت پر جھکے اور جہانبان بن گئے آپ کی صحبت نے بوریہ نشینوں کو تخت نشین بنا دیا جب وہ کفر و ضلالت کی تاریکی سے نکل کر بارگاہ محمدی میں پہنچے تو آفرینندۂ کون و مکان نے اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر رکھا کائنات کی تمام مادی طاقتوں کو ان کے زیر نگیں کر دیا اور فرشتوں نے ان کی پیشوائی کی۔

مختصر یہ کہ انہوں نے جو کچھ پایا اور جتنے ارتقائی منازل طے کیں وہ اپنے رسول کی اطاعت و تابعداری کا کرشمہ اور صدقہ تھا اور مسلمانوں کو آئندہ جو کچھ

ے کا حصہ اصول کی ہدایت سے بخشا۔

حضرت جعفر بن طیار کی ایک تقریر

سوال یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم اور نظام نے عرب میں کونسی کشش کونسی خوبی اور کونسی تاثیر ایسی تھی جس نے ایک تھوڑے سے عرصہ میں ایک ایسی جاہل واکھڑ قوم کو جو جہالت و وحشت جور و ظلم فسق و عصیان اور سفاکی و خونریزی میں ڈوبی ہوئی تھی اس کو پاکیزہ اخلاق اور بہترین امت بنا دیا اور ان میں امانت و دیانت اور تقویٰ و پرہیزگاری کی روح پھونک دی اس کا جواب حضرت جعفر طیار کی اس تقریر میں ملتا ہے جو آپ نے بادشاہ حبش کے سامنے قریش کے وفد کے جواب میں بیان فرمائی۔

"اے بادشاہ! ہم جاہل تھے، بتوں کی پرستش کرتے تھے اور مردار کھاتے تھے نہ ہم میں حیا تھی اور نہ قریبیوں کے حقوق کی پاسداری کا خیال تھا ہم میں انسانیت اور ایمانداری کا شائبہ تک نہ تھا ہم اپنے ہمسایوں کے حقوق تک نہ پہچانتے تھے اور نہ ہم میں کوئی قاعدہ اور قانون تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا اور ہمارے لئے ایک رسول مبعوث کیا جس کے حسب و نسب صدق و دیانت اور تقویٰ و پرہیزگاری سے ہم خوب واقف تھے اس نے ہمیں توحید کا سبق دیا اور ایک خدا کی طرف بلایا اسی کی عبادت کرنے کی تلقین کی اور ہمیں پتھروں کی پوجا سے منع کیا اس نے ہمیں سچ بولنے کا حکم دیا اور کہا کہ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ امانت میں خیانت نہ کرے وعدہ ایفا کرے کمزوروں پر رحم کرے گناہوں سے دور رہے اور برائیوں سے بچے اس کے علاوہ اس نے ہمیں جھوٹ بولنے یتیموں کا مال کھانے اور عورتوں پر جھوٹا الزام لگانے سے روکا اور نماز روزہ کی تلقین کی ہم نے ان باتوں کو تسلیم کیا اور اس کے نبی ہونے کا اقرار کر لیا۔"

یہ تھی اسلامی تعلیم کی وہ خوبی جس نے عرب والوں کی کایا پلٹ دی تھی جس نے ان کی سوئی ہوئی فطرت کو جگا دیا تھا اور جس نے ان کے قلوب و ارواح کو مسخر کر لیا تھا۔

مصر میں اسلامی اخلاق کی جلوہ باریاں

جب اسلام کی بخشی ہوئی دولت اخلاق اور محاسن و فضائل لئے ہوئے محمد عربی کے غلام مصر میں پہنچے اور عرب کی بادیہ نشین ابد مست جنگ مصر کے مطلع پر نمودار ہوئے تو مقوقس بادشاہ مصر نے حضرت عمرو بن العاص فاتح مصر کے پاس پیغام مصالحت دیکر چند سفرا کو روانہ کیا جب یہ سفارت واپس آئی تو مقوقس نے ایک قاصد سے مسلمانوں کے حالات پوچھے اس نے کہا۔

"وہ ایک ایسی قوم ہے جس کو زندگی سے موت پیاری ہے۔ تواضع و انکسار ان کو شان و شوکت سے زیادہ عزیز ہے ان کو دنیا کی طرف ذرہ برابر بھی رغبت نہیں یہ لوگ خاک پر بیٹھتے ہیں اور سواریوں کی پیٹھ پر بیٹھے بیٹھے کھانا کھا لیتے ہیں ان کے سردار اور ماتحتوں میں کوئی امتیاز نہیں ہے ان کے یہاں اس امر کا مطلق پتہ نہیں چلتا کہ کون بڑا ہے اور کون ان میں چھوٹا ہے اور کون آقا ہے اور کون غلام نماز کا وقت آتا ہے تو کوئی شخص ایسا نہیں رہتا جو ہاتھ منہ دھو کر عبادت الٰہی کے لئے مستعد نہ ہو جاتا ہو۔"

مقوقس نے لکھا اس سرگزشت قوم کے حالات سنے اور جواب دیا اس ذات کی قسم جس نے ہمیں پیدا کیا ہے ایسے لوگ اگر پہاڑ سے بھی ٹکرا جائیں گے تو اسے بھی اپنی جگہ سے ہٹا دیں گے کوئی قوت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

ایوان کفر میں حضرت عبادہؓ کا نورانی وعظ

مقوقس نے مسلمانوں سے صلح کے لئے چند امراء بھیجے تھے حضرت عمرو بن العاص نے بھی مقوقس کے پاس دس آدمیوں کا ایک وفد روانہ کیا جس کے رئیس حضرت عبادہ بن صامت تھے آپ سیاہ فام تھے لیکن جو نور ایمان ان کے قلب صافی میں ضوفشاں تھا اس کی وجہ سے رشک حور و غلماں تھے آپ نے مقوقس کے سامنے یوں تقریر شروع کی۔

"میں نے تمہاری باتیں سنیں اب گوش ہوش ان کا جواب سنو۔ جن لوگوں کے پاس سے میں آیا ہوں ان میں ایک ہزار کالے آدمی ایسے ہی موجود ہیں جن کا رنگ مجھ سے کالا ہے اور صورت مجھ سے زیادہ مہیب ہے اگر تم ان کو دیکھو گے تو کیا حال ہوگا! باوجودیکہ میں بوڑھا ہوں اور میرا شباب رخصت ہو چکا ہے لیکن الحمدللہ میں تنہا سو آدمیوں سے بھی نہیں ڈرتا یہی حال میرے اور ساتھیوں کا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ ہمارا مقصد اصلی اور ہماری عزیز ترین چیز خدا کی راہ میں جہاد کرنا اور اس کی رضامندی حاصل کرنا ہے ہم دشمنوں سے کسی دنیوی خواہش یا غلبہ کے لئے جنگ نہیں کرتے ہم احکام الٰہی کے تحت جہاد کرتے ہیں اس نے مال غنیمت ہمارے لئے حلال کیا ہے ہمیں دنیوی تمول کی کوئی پرواہ نہیں ہمارے پاس لاکھوں درہم ہوں یا صرف ایک درہم دونوں حالتیں ہمارے لئے برابر ہیں ہمیں دنیا میں زیادہ سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ اتنی غذا ہے جس سے بھوک رک جائے لباس میں ایک چادر ہی کافی ہے لہٰذا اگر ہمارے پاس کچھ نہ ہو تو ہمیں اس کی پرواہ نہ ہوگی اور اگر لاکھوں روپے ہوں تو ہم انہیں خدا کی خوشنودی میں صرف کر ڈالیں گے ہمارے لئے دنیا کی نعمتیں اور راحتیں کچھ وقعت نہیں رکھتیں ہماری اصلی نعمت اور راحت آخرت ہے ہمارے رسول نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہمارے پاس مال دنیا سے اسی قدر ہوگا کہ ہم بھوک روک سکیں اور ستر کو چھپا سکیں اس کے بعد ہماری ساری ہمت اور کل کوششیں خدا کی رضامندی حاصل کرنے اور اس کے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے وقف رہے گی۔"

مقوقس نے حضرت عبادہؓ کی اس ولولہ انگیز تقریر کو سنکر کہا کہ جو کچھ تم نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کی نسبت کہا میں نے سن لیا اور بیشک تم انہی وجوہ سے لوگوں پر غالب آتے رہے ہو اور اس درجہ پر پہنچے ہو مگر فی الحال تم مجھ سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ میرے پاس اس قدر رومی فوج جمع ہو چکی ہے جس کے مقابلے میں تم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے وہ شجاعت اور دلیری میں مشہور ہیں مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تم ان پر غالب نہ آ سکو گے پس بہتر یہ ہے کہ میں تم میں سے ہر ایک شخص کو دو دو دینار اور تمہارے خلیفہ کے لئے ایک ہزار دینار دے دوں گا یہ رقم لو اور اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ۔

حضرت عبادہؓ کی دوسری تقریر

حضرت عبادہؓ نے مقوقس کی یہ تقریر سنکر جواب دیا۔

ہم اور تمہارے ساتھی دھوکہ میں رہے ہیں تم ہمیں دو جبوں کی اُڑتی ہوئی تک
سمجھتے ہوئے جو بے دینی و دنیا کی تشہیر کر رہے ہیں اسی کی وجہ ہمارا پہلا ...
بلکہ تمہاری گفتگو نے جذبۂ جنگ کو اور بڑھا دیا ہے اب ہم یہاں سے دو چیزوں میں
سے ایک ضرور حاصل کر کے رہیں گے ہم فتحیاب ہوئے تو کثرت سے مال غنیمت
ہاتھ آئیگا۔ اور اگر تم غالب آگئے تو ہم شہید ہوں گے اور ہمارے ہاتھ آخرت
کی دولت آئیگی ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو صبح و شام خدا سے شہادت کی
دعا نہ کرتا ہو ہم میں سے کوئی شخص اہل و عیال میں جانے کا مشتاق نہیں ہم
سب نے اپنے اہل و عیال کو خدا کے حوالہ کر دیا ہے تمہارا یہ کہنا کہ ہم تنگی میں
ہیں نہایت غلط ہے ہم نہایت آرام میں ہیں اگر ہم کو ساری دنیا مل جائے تو
ہم اس میں سے اپنے لئے صرف اسی قدر لیتے جس قدر اس وقت ہمارے
پاس موجود ہے تمہیں صاف صاف اپنا ارادہ بیان کر دینا چاہئیے ہم تین صورتیں
تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اوّل اسلام قبول کرو یہ پاک دین ہے جس کے سوا خدا کے نزدیک کوئی دین
مقبول نہیں یہ خدا کے نبیوں رسولوں اور فرشتوں کا دین ہے جو شخص اس
کی مخالفت کرے اور اس سے اعراض کرے ہم اس سے مقابلہ کریں گے اگر
وہ اس دین میں داخل ہو جائے تو اس کا نقصان ہمارا نقصان اور ہمارا مال اس
کا مال ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تم ذلت کے ساتھ جزیہ دو لیکن اس صورت میں تمہارا
وہ اعزاز نہ ہوگا ہاں تمہارے ساتھ ہم ہمیشہ ایسا سلوک کریں گے جس کو ہم بھی
پسند کرتے ہوں اور تم بھی اس سے راضی ہو جو تم پر حملہ کرے گا ہم اس سے لڑیں
گے تمہارے ملک تمہاری جانوں اور تمہارے مال کی اس وقت تک حفاظت
کریں گے جب تک تمہاری ذمہ داری ہم پر ہوگی لیکن اگر تم کو اس سے بھی انکار ہے
تو پھر تلوار ہمارا اور تمہارا فیصلہ کر دے گی یہاں تک کہ ہم سب مر جائیں گے یا جو کچھ
ہم چاہتے ہیں وہ حاصل کریں گے۔

یہی ہوا کہ مصر پر یہ خدا کے پیارے بندے اور خدا کی چنی ہوئی قوم قابض
و متصرف ہوگئی مگر اس خوبی اور خوبصورتی کے ساتھ کہ اپنے اخلاق کی روشنی
اور پاکیزہ جذبات سے اعداء کے دلوں کو بھی مسخر کر لیا۔

محمد عربی کے غلام یزدجرد کے دربار میں

قادسیہ کی جنگ سے پہلے یزدجرد نے صلح کی غرض سے سفرائے عرب سے ملاقات کی خواہش کی تو اسلامی افواج کے سپہ سالار حضرت سعد بن ابی وقاص
چودہ سرداران قبائل کو اس کے پاس روانہ کیا جن پر نعمان بن مقرن کو قائد مقرر
کیا جس وقت یہ سفارت یزدجرد کے دربار میں پہنچی تو یزدجرد اور سفرائے عرب
میں اس طرح گفتگو ہوئی۔

یزدجرد۔ تم ہمارے ملک میں کیوں آئے ہو؟

نعمان بن مقرن نے یزدجرد کے سوال کے جواب میں پہلے تو اسلام کے
فضائل اور محاسن بیان کئے اور پھر کہا ہم تمام دنیا کے سامنے تین چیزیں
پیش کرتے ہیں اسلام یا جزیہ اور تلوار

یزدجرد۔ اب تم بڑھ بڑھ کے باتیں کر رہے ہو کیا تمہیں وہ وقت اور حالت

... ہم سے ... تعلیم یافتہ ... ہم سے ... کہ ... دشمنوں میں ... ہمارا
حال تھا اور ہمارا ایسا حال ہو گیا تھا۔

اس پر مغیرہ بن زرارہ نے انکار کیا۔

وہ لوگ جو چند شیطانوں کی طرف اشارہ کرکے ... عرب ... وقار
کی وجہ سے زیادہ باتیں نہیں کر سکتے انہوں نے جو کچھ کہا ان کو بھی نہیں ... ایسی
کچھ باتیں لکھنے کے قابل رہ گئیں ان کو میں بیان کرتا ہوں ... کہ ہم بہت
ہی گمراہ تھے آپس میں کٹ مرتے تھے اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے
لیکن پروردگار عالم نے ہماری حالت پر رحم کیا اور احسان عظیم فرمایا کہ ہم پر
اپنے ایک برگزیدہ پیغمبر کو مبعوث کیا اول اول ہم نے اس کی مخالفت کی لیکن
رفتہ رفتہ اس کی بات نے ہمارے دل میں اثر کر لیا وہ جو کچھ کہتا تھا خدا کے
حکم سے کہتا تھا اور جو کچھ کرتا تھا خدا کے حکم سے کرتا تھا اس نے ہم کو حکم
دیا کہ اس مذہب کو تمام دنیا کے سامنے پیش کرو جو لوگ اسلام لائیں وہ تمام
حقوق میں تمہارے برابر ہیں اور جن کو اسلام سے انکار ہو اور وہ جزیہ دینے
پر رضامند ہوں وہ اسلام کی حمایت میں ہیں اور جن کو دونوں باتوں سے
انکار ہو ان کے لئے "تلوار ہے"۔

یزدجرد یہ بیباکانہ تقریر سنکر غصہ سے بیتاب ہوگیا اور کہا اگر قاصدوں
کا قتل جائز ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی زندہ بچ کر نہ جاتا یہ کہکر اس نے مٹی
کا ٹوکرا منگوایا اور کہا۔

"تم میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟

عاصم بن عمرو نے بڑھکر کہا کہ "میں" ملازموں نے وہ مٹی کا ٹوکرا ان کے
سر پر رکھ دیا انہوں نے بخوشی اس کو قبول کیا اور گھوڑا اڑاتے ہوئے حضرت
سعد کے پاس پہنچے اور کہا کہ فتح مبارک ہو دشمن نے اپنی زمین خود ہم کو دیدی۔

یہ تھے ایمان و ایقان کے وہ آبگینے اور عقیدت و وفا کے مجسمے جن کو
معلم الاخلاق حضور نے تیار کیا تھا اور آپ کی پاکیزہ ترین تعلیم نے تھوڑے
عرصہ میں عرب کے بادیہ نشین حجاز کے گنوار اور فاران کی چوٹیوں کے نزدیک
رہنے والے بدویوں کو تخت قیصر اور تاج کسریٰ کا مالک بنا دیا تھا جن کے
علمی کمالات اعلیٰ کیرکٹر اور بلند اخلاق کے آوازے سے آج تک فضائے
عالم لبریز ہے۔

اس موقعہ پر ہم اسی قسم کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں جس کے بغیر
اس مضمون کو ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا جس سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے بدوؤں میں کیسا عظیم انقلاب پیدا کر دیا تھا کہ
وہ دنیا کی کسی بڑی سے بڑی ہستی سے مرعوب نہ ہوتے تھے اور بڑے
بڑے گردن کشوں کے سامنے بھی سر تسلیم خم نہ کرتے تھے بلکہ اپنا اپنے
ایمان کو تازہ کیجئے۔

مادی شان و شوکت میں روحانی سادگی کی کرشمہ سازیاں

جنگ قادسیہ سے پہلے ایرانی افواج کے سپہ سالار رستم نے اسلامی فتوحات کا بڑھتا ہوا سیلاب روکنے کیلئے اور مجاہدین

اسلام کی حقیقت اور شان و شوکت کی تاب نہ لا کر ایرانیوں نے صلح کرنے کے لئے حضرت سعد بن ابی وقاص فاتح اسلامی لشکر کے سپہ سالار کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر آپ کا کوئی معتمد علیہ ہمارے پاس گفتگو کے لئے بھیج دیا جائے تو بہت ممکن ہے کہ صلح ہو جائے تو آپ نے اس خدمت کے لئے ربعی بن عامر کو منتخب فرمایا یہ تنہا روانہ ہو گئے اور جس شان و شوکت کے ساتھ وہاں پہنچے وہ بھی سن لیجئے:

عرق گیر کی زرہ پہنی اور اسی کا ایک ٹکڑا سر سے لپیٹ لیا کمر میں رسی کا پٹکہ باندھ کر تلوار باندھی مگر اس طرح کہ وہ بھی میان کی جگہ چیتھڑوں سے لپٹی ہوئی ادھر تو یہ بانکے مجاہد اس آن بان اور ہیئت کذائی سے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے ادھر ایرانیوں نے مجاہدین اسلام کو مرعوب کرنے کے لئے بڑے سازو سامان سے اپنے دربار کو سجایا دیبا کا فرش بچھایا زربفت کے گاؤ تکیے لگائے حریر کے پردے ڈالے اور صدر میں تخت مرصع بچھایا غرض شاہانہ ٹھاٹ باٹ کی انتہائی نمائش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اب ربعی بن عامر جب زینت فرش کے قریب پہنچے تو گھوڑے سے اتر پڑے اور اس کی باگ گاؤ تکیہ سے اٹکا دی درباری یہ بے پروائی اور سادگی دیکھ کر دنگ تھے وہ اگرچہ کچھ نہ بولے مگر تاہم دستور کے موافق ہتھیار رکھا لینے چاہے اس پر ربعی نے کہا کہ میں بلایا ہوا آیا ہوں اگر میرا اس طرح آنا تمہیں ناگوار ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں رستم نے خوشی سے اجازت دیدی اب یہ بے پروائی اور سادگی کی ادا سے آہستہ آہستہ تخت شاہی کی طرف بڑھے مگر اس شان تحمل اور نفرت و حقارت سے کہ اپنے نیزہ کی انی فرش میں چبھوتے جاتے تھے جس سے وہ فرش قالین جگہ جگہ سے پھٹ کر بیکار ہو گئے تخت کے قریب پہنچ کر نیزہ زمین پر مارا جو فرش سے آر پار ہو کر زمین میں گڑ گیا۔

رستم نے پوچھا تم اس ملک میں کیوں آئے ہو؟

ربعی نے کہا اس لئے کہ مخلوق کی بجائے خالق کی عبادت کی جائے۔

رستم نے اس لطیف اشارہ کو سمجھ لیا اور کہا کہ اچھا میں اس کا درباریوں سے مشورہ کر کے جواب دوں گا" ادھر تو یہ گفتگو ہو رہی تھی ادھر درباری بار بار ربعی کے پاس آ کر ان کے ہتھیار دیکھتے اور کہتے تھے کہ کیا اسی سازو سامان پر ایران کی فتح کا ارادہ ہے کہ تلوار کے لئے میان تک میسر نہیں اس کے جواب میں جب ربعی نے تلوار کو بے پردہ کیا تو درباریوں کی آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی اور جب اس کی کاٹ کی آزمائش کے لئے ڈھالیں پیش کی گئیں تو ربعی نے ان کے ٹکڑے اڑا دیئے۔

مغیرہ کی سفارت

دوسرے دن کی سفارت میں مغیرہ گئے تو اس روز ایرانیوں نے اور بھی زیادہ شان و شوکت سے دربار سجایا۔ مغیرہ گھوڑے سے اتر کر سیدھے رستم کی طرف بڑھے اور اس کے پاس زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے اس حرکت سے درباری سخت برہم ہوئے مگر آپ نے کہا کہ میں خود نہیں آیا بلکہ تمہارا بلایا ہوا آیا ہوں کیا مہمان کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے جو تم کرنا چاہتے ہو کہ ہاتھ پکڑ کر تخت سے اتار دیا جائے تمہاری طرح ہمارے ہاں یہ دستور نہیں ہے کہ ایک شخص خدا بن کر بیٹھے اور تمام لوگ اس کے آگے سر جھکائے بیٹھے رہیں یہ مؤثر کن پاکیزہ جذبہ دیکھ کر بعض درباری بول اٹھے کہ یہ ہماری غلطی تھی کہ ہم نے اپنی قوم کو ذلیل سمجھا اس کے ایک فرد کے سامنے بول کر نادم و پشیمان ہوئے۔

اس کے بعد رستم نے بے تکلفی سے مغیرہ کے ترکش سے تیر نکال کر کہا کہ ان تکلوں سے کیا ہوگا مغیرہ نے کہا آگ کی لو گو چھوٹی ہے لیکن پھر بھی آگ ہی ہوتی ہے پھر رستم نے مغیرہ کی تلوار کا میان دیکھ کر کہا یہ بہت بوسیدہ ہے مغیرہ نے جواب دیا ٹھیک ہے مگر تلوار پر باڑ ابھی رکھی گئی ہے اس کے بعد اصل گفتگو شروع ہوئی۔

یہی تو وہ جذبہ صداقت، زہد و تقویٰ، شان تقدس اور پارسائی و سادگی تھی جس نے قیصر و کسریٰ کے تختے الٹ دیئے اسلامی فتوحات کے مقابلہ کی تاب دنیا کی کوئی استبدادی و قہرمانی طاقت نہ لا سکی اور دشمن خائب و خاسر اور نامراد ہو کر رہ گئے اور دنیا کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسلام کا ڈنکا بج گیا۔

تھا اس جوش صداقت پہ لوا اسلام کو ناز نہ کہ یہ تیرہ دروئی کہ جہاں میں ممتاز عرب کے بدوؤں اور محمد کے غلاموں نے کفار کی شان و شوکت خاک میں ملا دی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام تمام دنیا میں پھیل گیا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سراپا اطاعت کے جو مجسمے تیار کئے اور اپنے بعد جانشین اپنا نام لیوا چھوڑے انہوں نے کمال عبدیت کا وہ اکمل و اتم نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا جس کو دیکھ کر ان کے فرشتے ہونے کا گمان ہوتا ہے انہوں نے دکھا دیا کہ بادشاہی و جہانبانی کے ساتھ فقیری اور درویشی کو کیونکر جمع کیا جا سکتا ہے وہ پیٹ پر پتھر باندھ کر اپنے سے دوچند آدمیوں پر ٹوٹ پڑتے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے صفایا کر دیتے تھے اور مغلوب و مفتوح اقوام کے دین تک کو مسخر کر لیتے تھے انہوں نے خدا کے دین کی حمایت اور اشاعت اس جوش و سرگرمی اور استقلال سے کی کہ مصائب کے پہاڑوں کو آسانی اور خندہ پیشانی سے اٹھا لیا اور دین حنیف کی اشاعت سے منہ نہ موڑا دین الٰہی کا حق اس طرح ادا کیا کہ توحید کی امانت کو سینوں میں لیکر دنیا کے گوشہ گوشہ میں اس جوانمردی اور عزم و ثبات سے پھر گئے کہ نہ راستے میں پہاڑ حائل ہو سکے اور نہ دریا مزاحم تشنۂ توحید سے ایسے سرشار اور تعلیم قرآنی کے اثر سے نہ کچھ ایسے مسحور تھے کہ پہاڑوں کو پرکاہ سمجھ کر ڈھا دیا اور دریاؤں کو پایاب کیا نصر من اللہ و فتح قریب کے جھنڈے ہاتھوں میں لئے ہوئے اور نشۂ انا فتحنا سے مدہوش جس جگہ پہنچے ظفریاب ہو کر لوٹے اور ان کی توانائی نے پتھروں تک سے توحید کی شہادت لے لی۔

کچھ غلبۂ باطل نے اشاعت سے نہ روکا — اندیشۂ قاتل نے اشاعت سے نہ روکا
زنجیر و سلاسل نے اشاعت سے نہ روکا — افواج مقابل نے اشاعت سے نہ روکا
قائم رہے تبلیغ کے میدان میں ڈٹ کر
لوٹے ہیں تو توحید کے نوشتوں کا لشکر
تکبیر کی آواز اٹھی دشت و جبل سے — اور گونج اٹھا ایوان قیصر و کسریٰ کے محل سے
لرزنے لگے اصنام گئے مل کے ہبل سے — وہ رعب تھا کفار کے بازو ہوئے شل سے
آتشکدۂ خسرو و جم ہو گئے ٹھنڈے
گرمی نہ رہی اہل عجم ہو گئے ٹھنڈے
منوایا توحید الٰہی کو جہاں سے — وحدت کا سخن سنتے ہیں ہر اک کی زباں سے
ناکس نے اک انکار کیا ہو تو کہاں سے — سب کو ہے دیا سند نے توحید یہاں سے
تثلیث کا بھی اب تو فقط نام ہے باقی
لفظوں کا الٹ پھیر ہے اسلام ہے باقی

یہ معلم کائنات کی تعلیم و تربیت ہی کا اثر تھا کہ جانشینان محمد عربی نے گم شدگان راہ ہدایت اور متلاشیان حیات ابدیت کی صحیح رہنمائی فرمائی اور رہبری کا فخر حاصل کیا دنیا سے کفر و شرک کا استیصال باطل کا قلع قمع اور حق کا ظہور کیا خدا سے دوا حد سے روٹھے اور بچھڑے ہوئے نافرمان بندوں کو ملایا گردن کشوں اور مغرور انسانوں کو خدا کے دروازے پر لگا دیا۔

دنیا کو حقیقی امن و امان کا پیغام دیا اور ہمدردی انسانی کا سبق پڑھایا ان کا بر لطف و کرم بلا تمیز دوست و دشمن سب یکساں برسا کر بغض و عناد کی آگ ٹھنڈی ہو گئی غریبوں کو سرفراز غلاموں کو آزاد اور آقاؤں کا ہمسر بنا دیا یتیموں بیواؤں بیکسوں اور لاچاروں کی امداد و دستگیری کو اپنا شیوہ اور مقصد حیات قرار دیا اپنی نصفت شعاری معدلت گستری اور سلوک و مدارات سے دوست و دشمن سب کو اپنا گرویدہ بنا لیا یہی وجہ تھی کہ عزت و اقبال نے ان کے قدم چومے حکومت و دولت گلے کا ہار ہو گئی اور فتح و نصرت ہمرکاب رہی اس عہد جہانبانی و سیاست دانی کے تو وہ اصول و قوانین ایجاد کئے جن کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے اخلاق و مروت مودت و اخوت اور رواداری و مصالحت کا وہ شاندار کامیاب موثر اور اعلیٰ نمونہ چھوڑا کہ رہتی دنیا تک متفرق و منتشر اقوام کے لئے مشعل راہ بنا رہے گا بانی اسلام فداہ ابی و امی کے مقدس ہاتھوں نے وہ رشتہ اخوت باندھ دیا تھا جس کو مخالفوں کی کوئی طاقت نہ توڑ سکی عرب جیسی بکھری ہوئی قوم شیر و شکر ہو گئی ذرے مل کر پہاڑ ہو گئے تمام افراد محبت و یگانگت سے مثل ایک جسم کے بن گئے اور ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ کا شاندار تمغہ خداوندی حاصل کر لیا۔

کبھی ایک محفل میں سب اہل دیں تھے محبت کے گلشن کے سب خوشہ چیں تھے
اداؤں کی دنیا کے مسلم کہیں تھے نہ وہ اہل مغرب نہ وہ اہل چیں تھے

نہ جھگڑا تھا خون کا نہ چاہت تھی دھن کی
وہاں دال گلتی نہ تھی اہرمن کی

نہ بلبل نہ صیاد اہل چمن تھے نہ بلبل تھی نالاں نہ گل خندہ زن تھے
اخوت کا رشتہ تھا سب ہم وطن تھے سبھی ایک جاں تھے سبھی ایک تن تھے

جو دکھتا تھا کہنا تو روتی تھیں آنکھیں
تڑپتی تھیں بے چین ہوتی تھیں آنکھیں

غرض صحابہ کرام نے اسوہ نبوی کی روشنی میں آفتاب نبوت سے مستنیر ہو کر اپنے علم و عمل کی روشنی سے ظلمتکدہ عالم کو بقعہ نور بنا دیا اور معاشرت و تمدن کے تمام مراحل اس قدر سرعت کے ساتھ طے کئے کہ دنیا حیران رہ گئی وہ دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال اور زندگی کے ہر شعبہ میں باکمال تھے دارین کی کامیابی سرفرازی اور بلند اقبالی میں بے مثال تھے خلق محمدی کا مجسم نمونہ تھے اور ان کا وجود اسلام کی عملی تفسیر تھا وہ سچے اور صحیح معنوں میں مسلمان تھے اور ایسے باکمال مسلمان اور فرشتہ خصلت انسان تھے جن کے تقرب کی انتہا ملائکہ مقربین کو بھی معلوم نہ ہو سکی ان کی روحانی پرواز کے سامنے فرشتوں کی پرواز ماند پڑ گئی ان کے پاک اوصاف اور مقدس صحیفۂ زندگی کو دیکھ کر دنیا خود بخود اسلام کی طرف کھنچی چلی آتی تھی مگر اب وہ مقدس وجود کہاں؎

کہاں چلے گئے وہ ملازمان بہار سے نظر جو ملتے تھے جیسے دو پیارے
لو دیتے تھے گویا ستارے جگاتے ہوئے تھے جگا کر سہارے

چمک کر زمانہ میں گم ہو گئے وہ
جگا کر زمانہ کو خود سو گئے وہ

عربوں پر اسلام کی برکتیں

اور اسلام کی یہی کیا شان ہے کہ ہمارا رسول افضل الرسل ہماری کتاب افضل الکتب اور ہمارا دین افضل الادیان ہے اسی طرح یہ امت بھی افضل الامم ہے اس کے ثبوت میں مذکورہ بالا واقعات پر نظر ڈالئے اسلام نے اپنی اعلیٰ تعلیم و تربیت سے ان میں کیسا ذہنی طبعی تمدنی اور معاشرتی انقلاب پیدا کر دیا تھا کہ عرب کے وحشیوں کی تمام زمانہ میں دھوم مچ گئی اسلام کی برکت اور بانی اسلام کی صحبت سے بام ارتقا و معراج ترقی پر پہنچ گئے اور دنیا کے تمام کمالات اور جہاں کی تمام خوبیوں کے مالک بن گئے وہ اگرچہ سب قوموں سے زیادہ حقیر و ذلیل تھے مگر اللہ نے انھیں سب سے زیادہ معزز و ممتاز بنا دیا اسلام سے پہلے وہ بے آب و گیاہ صحراؤں کے مالک آوارہ گرد تھے اور ان کی زندگیاں اونٹ کے گوشت و دودھ اور سوسمار کے گوشت پر بسر ہوتی تھیں مگر جب اسلام نے ان کو اپنے سایہ میں لیا تو فخر دو عالم خواجۂ دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کرۂ ارضی کی تمام نعمتوں سے بھرپور خزانوں کی کنجیاں بخش دیں دنیا کا رزق ان کے ہاتھ سے بٹنے لگا اور وہ اقوام و ملل کے مالک بن گئے انھیں کا سکہ چار دانگ عالم میں رائج ہوتا ہے انھیں کے ہاتھوں میں کارگاہ عالم کا بست و کشاد کا انتظام اور خزائن ارضی کی کنجیاں دی جاتی ہیں مگر لطف یہ کہ اس جہانبانی میں فقیری کی شان قائم رہتی ہے؎

سیل کی طرح جو نکلے تھے بیابانوں سے آب جو بن گئے گذرے جو خیابانوں سے
تھا جو اپنوں سے وہی لطف تھا بیگانوں سے گرد نیرو بے کنیں سلاطین کے احسانوں سے
اب جو آئی ہوئی ہے گلشن گیتی میں بہار رنگ اڑا لائی ہے ان کے ہی گلستانوں سے
اس کے پینے کے لئے چاہئیے ظرف عالی یہ شراب آئی ہے توحید کے خمخانوں سے
ہم رہے ست عنان منزل سلمیٰ کی خبر پوچھتا کوئی نہیں خبر مجے هدی خوانوں سے
پھر وہی غلغلہ کافاق میں ہوتا ہے بلند شیر کی گونج پھر اٹھی ہو نیستانوں سے
ہم نے دیکھا ہے ان آنکھوں سے اور طارق کو نعرۂ خالد کا سنا ہے اور سران کانوں سے
بوئے تیغ آتی ہے پہلوئے فلسطیں میں ہنوز جوئے خون بہتی گئی ہے قدسی میدانوں سے
مصر بے تاب ہوا ہند ہوا آتش بجگر ہے یہ سب گرمی ہنگامہ مسلمانوں سے

یہ سب کچھ حضور کے فیضان تربیت کا اعجاز اور اسوۂ نبوی کا ظہور تھا کہ جو عادات رذائل عرب کی طبیعت ثانیہ قرار پا چکے تھے ان کی جگہ محاسن و فضائل نے لے لی گویا حضور نے صرف چند سال میں اہل عرب کی فطرت تبدیل کر دی مورخین عالم کو اس حقیقت پر پورا پورا اتفاق ہے کہ حضور کے اس ایک کارنامہ کی مثال کسی نبی کسی رسول کسی رشی کسی بڑے سے بڑے ہادی کی زندگی اور کارنامہ میں نہیں ملتی حضور کی تعلیم اور فیضان تربیت کا نتیجہ تھا کہ عرب کے بادیہ نشین ابر رحمت بنکر تمام دنیا پر چھا گئے غرض بادیہ نشینان عرب کی تمام تہذیب و عمرانیت ایک کملی والے شہنشاہ کے طفیل انھیں حاصل ہوئی تھی اور اخلاق و روحانیت کے ایک زینے کے ذریعہ انکو اس بلند مقام پر پہنچایا۔

عربوں کی ترقی کا راز اور اسکے متعلق غیر مسلم حضرات کی رائے

حضور اکرمؐ کی تعلیم میں دیگر خوبیوں اور خصوصیتوں کے علاوہ عقیدہ توحید ہی تھا جس کی وجہ سے عرب کچھ کے کچھ بن گئے یہ صرف ہماری ہی خوش فہمی اور دل بہلاوا نہیں بلکہ اس پر انصاف پسند اور حقیقت بین غیر مسلم حضرات بھی متفق ہیں چنانچہ مسٹر موتی لال صاحب ماتھر ایم اے فرماتے ہیں :-

"مسلمانوں کے اندر جرأت و بے خوفی اور شجاعت و بسالت پیدا کر دی اور عزم و ارادہ میں پختگی اس قدر پیدا کر دی کہ پہاڑوں کی اونچی بلندی و مضبوطی ہیچ نظر آنے لگی اور سمندر ریگستان کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ پیغمبر اسلام نے توحید کی ایسی تعلیم دی جس سے ہر قسم کی جڑیں کھوکھلی ہو گئیں اور پھر کہیے کہ باطل عقائد کی بنیادیں ہل گئیں اور خدا کے سوا ہر قسم کا خوف دلوں سے نکل گیا مخلوق اور اس کی مصنوعات کا ڈر بالکل جاتا رہا اور خدائے واحد کی ایسی عظمت پیدا ہوئی کہ دنیا کی تمام عظمتیں اور شوکتیں ہیچ نظر آنے لگیں۔ جلال خداوندی کے جلوے کا ایسا منظر دنیا میں ہوا کہ شاہان عالم کا جلال و جبروت بے وقعت ہو گیا۔ یہ پیغمبر اسلام کی تعلیم کا نتیجہ تھا اور حقیقت یہ ہے کہ پیغمبر اسلام کا مدعا یہی تھا کہ ایک خدا کی حکومت اپنے پیروؤں کے دلوں میں قائم کر دیں اور باقی تمام باطل اور فانی حکومتوں کا نقش جلال و جبروت ان کے دلوں سے محو کر دیا چنانچہ آپ کو اس مقصد عظیم میں پوری پوری کامیابی ہوئی۔"

فاضل راؤ ذیل کہتا ہے :-

محمد عربی کی تعلیم و تلقین سے ایسے بدل گئے جیسے ان پر کسی نے جادو کر دیا ہو وہ سلطنتوں کے قائم کرنے والے ملکوں کے فاتح شہروں کے بانی ہوئے اور علمی ذخیروں اور کتب خانوں والے ہو گئے ان کی قوت و عظمت اور سطوت و جبروت قسطنطنیہ، بغداد، قرطبہ، سسلی اور دہلی سے ایسی ظاہر ہوئی کہ عیسائی یورپ کو اپنی ہیبت و شوکت سے کپکپا دیا اور اس میں ایک تہلکہ ڈال دیا۔"

پروفیسر مارس صاحب لکھتے ہیں :-

"کوئی چیز عیسائیان روم کو اس ضلالت و غوائیت کی خندق سے جس میں وہ گرے پڑے تھے نہیں نکال سکتی تھی بجز اس آواز کے جو سرزمین عرب میں غار حرا سے آئی۔"

ڈاکٹر ایس سیتا رام صاحب ایم اے فرماتے ہیں :-

"دنیا کی موجودہ تہذیب صرف اسلام کی بدولت ہے اسلام نے ایشیائی تہذیب کی روشنی کو اونچا کر رکھا۔ یورپین زیادہ تر تعلیم حاصل کرنے کے لئے مسلمان استادوں کے پاس گئے۔ سکھ مذہب جس کے بانی بابا نانک اور گورو گوبند سنگھ جی ہیں اور بنگال کا فرقہ سیتا رام بابا اسلام ہی کی بدولت ظاہر ہوا۔"

غرض آنحضرت کی ذات سے جو فیض دنیا کو پہنچے ان کے احسان سے دنیا دبی ہوئی ہے اور بنی نوع انسان کو نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا شکرگزار ہونا چاہیے۔

کیا اس کے مقابلہ میں کوئی نبوت پیش کی جا سکتی ہے اور کیا اب بھی کسی کو یقین نہیں آ سکتا کہ دنیا میں صرف کامیاب ترین نبوت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی کہی جا سکتی ہے۔

استبدال نعمت

آج ملت مجموعی اسلام کو وہ رفعت و سربلندی حاصل نہیں جو ان کے اسلاف کا امتیاز تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم سے اسلاف کے خصائص ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے وہ شعائر اللہ کا احترام کرتے تھے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ہر قول و فعل میں تمسک کرنا اور اسوۂ نبی کے اتباع میں مر مٹنا ان کا شعار تھا مگر ہم شعائر اللہ کا احترام کرنے کے بجائے ان کی ہجو میں کمربستہ ہیں اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے اعتصام کرنے کی جگہ نظر و استدلال اور اپنی عقل خام کے اتباع کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے مگر ہم خود بھی غلام بننے پر رضامند اور اپنی غلامانہ ذہنیوں سے دوسروں کو بھی غلام ہی رکھنا چاہتے ہیں ان کا دل خوف خدا سے مملو تھا اور خدا کے سوا ان کی گردنیں کسی کے سامنے خم نہ ہوتی تھیں مگر ہمارے دلوں میں استبدادی و فرعونی قوتوں کا خوف لگا ہوا ہے اور ہماری پیشانیاں آستانہ ملکیت پر جھکی ہوئی ہیں۔ آہ ہم سب کے سب غلامی کے اطواق و سلاسل میں جکڑے ہوئے ہیں اور اس سے رہائی کی کوشش نہیں کرتے بلکہ الٹا جو لوگ آزادی کی قربان گاہ پر قربانیاں چڑھا رہے ہیں ان کا تمسخر اڑاتے ہیں اور آزادی کے پروانوں کو زک پہنچانے پر سرگرم ہوتے ہیں غرض ہماری حالت یہ ہے کہ ہم احکام دین کی تعمیل میں مفقود اور غلامی کی زنجیر ہمارے زیب گلو، تفرق و تشتت ہمارا شعار اور جمود و تعطل ہمارا وطیرہ بن رہے ہیں اگر وہ سربلندی حاصل نہیں تو رونا کس کا ہے ؎

جو بڑھے گا حوصلہ اس کا بڑھایا جائیگا
جو گرے گا اپنے رتبہ سے گرایا جائیگا

قرآن کریم نے تو آج سے تیرہ سو سال پہلے ہی انسانی اقوام و ملل کے ارتقاء و تنزل کے اسباب کھول کھول کر بیان کر دیئے تھے تنازع للبقا اور جہد للحیات کا ایک واضح پیغام سنا دیا تھا اور قوموں کی ترقی اور ان کے انحطاط کا یہ راز ذہن نشین کر دیا تھا ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں فرماتا جب تک کہ افراد قوم خود اپنے آپ میں تبدیلی نہ کر لیں ؎

خدا کی عادت رہی سراً لا یغیر ما بقوم
مگر بدلتی رہی ہیں قومیں عمل کی پاداش پا کر

تازیانہ عبرت و ندامت

ہائے افسوس ہماری حالت ایسی دگرگوں اور ابتر ہوئی کہ گمان تک نہیں ہوتا کہ ہم وہی ہیں جو پہلے تھے ہماری تباہ حالی کی کہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ اب سوائے نسیاً منسیا ہو جانے کے تباہی کا کوئی مرحلہ باقی نہیں رہا گلشن اسلام پر خزاں آئی اور وہ ہرا بھرا چمن ویران ہو گیا ؎

خزاں نے گلشن اسلام خوب لوٹا ہے
گلوں سے دامن فصل بہار چھوٹا ہے

مسلمانوں ذرا انصاف سے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر خدا لگتی کہنا کہ کیا تم وہی ہو جو پہلے تھے نہیں نہیں تم میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جس سے تمہارے اسلاف سے تمہارا لگاؤ ثابت ہو ذرا آئینہ اسلاف میں اپنی صورت دیکھو کس قدر مسخ ہو گئی ہے ؎

تم بنتے ہو عالم کے جو مخدوم غلط ہے
کہتے ہو کہ ہوا مقتدی مرحوم غلط ہے

سب دعوی ہیں یہ معدوم غلط ہے ہستی نری بے نقطہ سو ہم غلط ہے

اسلاف کی عادت کوئی باقی ہو تو جانیں

جو ہر کوئی اخلاف میں دکھلاؤ تو مانیں

کیا تم ہو مسلمان نہ ہے عظمت نہ جلالت نے جاہ نہ شروت ہے نہ حکمت نہ حکومت

یاروں کی حمایت نہ مروت نہ حمیت اک ساغر غفلت پہ بکی دین کی دولت

تھے باپ تمہارے کبھی جرار تو کیا ہے

قبضہ میں تمہارے رہی تلوار تو کیا ہے

اسلام کی ملی ہوئی عظمت کا ماتم کرنے والو کبھی تم نے سوچا ہے کہ آخر یہ کیا بات تھی کہ ہمارے اسلاف دین و دنیا کی دولت سے مالا مال تھے وہ بھی مسلمان تھے اور ہم بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں وہ بھی انسان تھے اور ہم بھی انسان ہیں مگر وہ زندگی کے ہر شعبہ میں باکمال تھے اور ہم ہر معاملہ میں پست حال وہ بھی عامل بالقرآن تھے اور ہم بھی عمل بالقرآن کے مدعی ہیں اگر یہ صحیح ہے تو سے

گلشن کو کرے گل نہ معطر تو غضب ہے پھل دے نہ اگر نخل ثمر ور تو غضب ہے

تاباں نہ ہو شب کو مہ انور تو غضب ہے سورج نہ کرے دن کو منور تو غضب ہے

آخر یہ تضاد کیوں ہے! کیا بات ہے سوچو غور کرو تمہاری زندگی اور ارتقا کا انحصار اسی معمہ کے حل میں مضمر ہے ۔ سنو بات حقیقت میں یہ ہے کہ وہ سچے مومن پرجوش مسلم، اسلام کی عملی تفسیر عاشق نبی، متبع رسول اور صحیح معنوں میں عامل بالقرآن تھے سے

عمل قرآن پر جب تھا تو اک دنیا مسخر تھی ؛ مسلماں جب مسلماں تھے تو کشتہ نوح کامل تھا

ایک اہم نکتہ

حضرت مولانا ... اور ... سردار عالی احمد علوی غلام کا ... دیری

واحد دین سعادت کا اصل الاصول ؟ امت کی مذہبی سیاسی اجتماعی اصلاح کا ذریعہ ہر مرض کی دوا اور تمام کمزوریوں کا واحد علاج یہ ہے کہ امت کے اس بکھرے ہوئے گلے کو اسوۂ حسنہ نبوی کی رکشنی میں ملایا جائے پیغمبر اسلام صلعم کی زندگی سے روشناس کرایا جائے اور ان کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانۂ اقبال تک پہنچایا جائے سے

گرچہ خوردیم نسبتیست بزرگ ذرۂ آفتاب تابانیم

حضرت مولانا ابوالکلام مدظلہ العالی اپنے ایک گرانقدر مضمون میں فرماتے ہیں :- پس اگر ربیع الاول کا مہینہ دنیا کے لئے خوشی و مسرت کا دن تھا تو صرف اس لئے کہ اسی مہینہ میں دنیا کے لئے دنیا کا سب سے بڑا انسان آیا ..... جس نے مسلمانوں کو ان کی سب سے بڑی نعمت یعنے خدا کی بندگی اور ایمان کی آقائی عطا فرمائی تھی اور اس کو اللہ کی خلافت و نیابت کا لقب بجز خدا کی ایک پاک و محترم امانت ٹھیرایا پس ربیع الاول انسانی آزادی کی پیدائش کا مہینہ ہے خوف غیر اللہ کی ہلاکت کی یادگار ہے خلافت الٰہی کی بخشش کا اولین یوم ہے اسی میں ظلم و فساد اور شر و ضلالت کی لعنت سے خدا کی زمین کو نجات ملی۔

پس اے غفلت شعاران ملت احمدی غفلت برصد فغاں و حسرت اور نہیں سرشاریاں برصد ہزار نالہ و بکا اگر تم اس ماہ مبارک کی اصل عبرت و حقیقت سے بے خبر رہو اور صرف نہ بالوں کے ترانوں - در و دیوار کی آرائشوں اور روشنی کی قندیلوں میں ہی اس کے مقصود یادگاری کو گم کر دو۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

میلاد نامہ

حضرت خواجہ حسن نظامی کی نہ معرکۃ الآرا تصنیف ہے جس کے بارہ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں ایک سو چھتیس صفحہ کی کتاب ہے لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ سفید اس کتاب کے اندر دو حصے ہیں پہلا حصہ ۹۰ صفحہ کا ہے جس میں حسب ذیل بیانات ہیں :-

میلاد شریف کی فضیلت اور احتیاط صاحب میلاد کے بزرگوں کے احوال۔ ولادت آنحضرت یہ ایسا موثر ہے کہ تمام محفل میلاد میں ذوق شوق پیدا ہو جاتا ہے نثر بھی اور نظم بھی اس بیان میں ولادت سے لیکر جوانی تک کے حالات میں بچپن کی پوری کیفیت بھی ہے اور جوانی کی بھی یعنی پہلی شادی تک کا ذکر ہے اس کے بعد یہ حصہ ختم ہو جاتا ہے اور دوسرا حصہ رسول بنتے شروع ہوتا ہے جس میں کتب قدیمہ کی بشارتیں اور پیش گوئیاں ہیں ذکر معراج ہے اور بنی ہاشم اور حضرت ابوطالب کی امداد کا حال ہے اور غریب مسلمانوں پر ستم حضرت حمزہ کا اسلام حضرت عمر کا مسلمان ہونا مسلمانوں کا بائیکاٹ، مدینہ کو ہجرت جہاد کا پہلا سفید جھنڈا، بدر کی لڑائی یہودیوں سے لڑائی احد کی لڑائی حضرت عائشہ پر تہمت خندق کی لڑائی بنی قریظہ کا حلہ فتح مکہ وغیرہ کے حالات۔

قیمت ایک روپیہ محصول علاوہ (حمیدیہ پریس دہلی)

آمنہ کا لال

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود شریف حضرت علامہ راشد الخیری کی تازہ تصنیف جس کا کئی سال سے تعلیم یافتہ مسلمانوں کو انتظار تھا نہایت آب و تاب کے ساتھ چھپکر تیار ہے اب پڑھی لکھی عورتوں کی مجالس میلاد میں یہی کتاب پڑھی جائیگی اور وہ اپنی محفل میلاد کو بڑے فخر کے ساتھ جما سکیں گی اور اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد بڑے ذوق و شوق سے آمنہ کے لال کا مطالعہ کریں گے کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو خلاف عقل کہا جائے نثر کے ساتھ ساتھ جہاں نظم ہے وہ بھی اس قدر موثر ہے کہ اہل دل تڑپ اٹھیں کیونکہ تمام اشعار علامہ ممدوح ہی کے ہیں

آمنہ کے لال میں علامہ راشد الخیری کا بہترین لیکچر ہے

آمنہ کے لال میں واقعات کا انتخاب بہت صحت سے ہوا ہے۔ آمنہ کے لال کی عبارت حد درجہ فصیح اور دلآویز ہے۔ آمنہ کے لال میں حالات پیدائش اس درجہ ولولہ انگیز ہیں کہ محفل پر بیخودی طاری ہو جاتی ہے

غرضکہ میلاد کی کتابوں میں سب سے بہتر اور موثر کتاب ہے

قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول چھ آنے در کل ایکروپیہ چھ آنے

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

رسول کریم ﷺ بحیثیت پیغمبر اعظم

(از جناب مولوی عبدالواحد خاں صاحب رامپوری)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت تبلیغ شروع کی ہے اور پیغمبری کا منصب جلیل آپ کو عطا ہوا ہے اس وقت پوری دنیا ظلمت و تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی اور ہر طرف لاند ہبیت، الحاد اور کفر و شرک کی آندھیاں چل رہی تھیں انگلستان میں برٹن اور سیکسن وحشی قومیں آباد تھیں جس کے اضلاع میں ورڈی بت کی پرستش ہوتی تھی فرانس میں جنگ و جدلت کا بازار گرم تھا، دریائے البے کے کنارے سیکسن قیدی بیدردی و بے رحمی کے ساتھ ذبح کیے جا رہے تھے ہنگری وحشت کا مرکز بنا ہوا تھا یہی حالت جرمنی روس ہالینڈ وغیرہ کی تھی پاپائیت نے ایک شور قیامت برپا کر رکھا تھا علم کے وارث بھی جو بنے بیٹھے تھے اور تمام اخلاقی ذائم یہاں مرکوز ہو کر رہ گئے تھے ایران میں آتش پرستی اور الحاد کے بعد مزدکیہ کا دور دورہ چل رہا تھا جنھوں نے عورتوں تک کو مشترکہ مال بنا کر اخلاقی پستیوں کو بری طرح نمایاں کر دیا تھا ارض ہند کی حالت کچھ نہ پوچھئے ظلمت کی گھٹا بہ بہ ہی تھی بلند ملکی فرقہ کی کمان چڑھی ہوئی تھی مندر میں زن و مرد کے برہنہ بت رکھے ہوئے تھے مندر کے در و دیوار پر ایسی فحش تصاویر منقوش ہوتی تھیں کہ تہذیب ان کے تصور سے گھن کھاتی تھیں اعضائے انسانی تک کی پوجا ہوتی تھی برائیوں کا دور شروع ہو گیا تھا۔

چین میں بارش، امن، اولاد ہر چیز کے جدا جدا بت تھے کنفیوشس ہنوز پیدا بھی نہ ہوا تھا مصر میں عیسائیت تھی صابئیت اور بت پرستی سب کچھ تھی مگر سب خود کو بھولے ہوئے فواحش و زنا کاری، چوری اور رہزنی اور فتنہ و فساد میں مشغول تھے یہودیوں نے مدینہ کے قرب و جوار میں بڑے بڑے مستحکم قلعے بنا رکھے تھے دولت پاس تھی آزاد رہتے تھے جو دکر تے وہ تھوڑا تھا قریش مکہ کے تو سر سے او پر پانی گزر گیا تھا تمام عرب میں شبانہ روز قتل ہوتے رہتے تھے قبائل کی جنگوں کا غیر منتاہی سلسلہ قائم تھا کسی ایک گوشہ میں بھی نہ امن تھا نہ امان کی خشکی موجود تھی کعبہ اقدس میں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے کسی کی جان لے لینا کسی کو لوٹ لینا کسی کی عورت کو پکڑ کر خراب کرنا ادنیٰ امور تھے رذائل و دنائت کی ایک بھیانک صورت تھی جو عرب پیش کر رہا تھا۔

ریگزار چمن بن گئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس فضا اور ان حالات میں علم رسالت ایسی حالت میں لے کر نکلتے ہیں اور اس عزیمت و استقلال اس جوش و طمطراق اور اس شان و اہتمام سے نکلتے ہیں کہ مادہ گیتی لرزہ بر اندام ہو جاتی ہے اور آسمانوں اور زمینوں میں ہلچل پڑ جاتی ہے اور نہ صرف عرب بلکہ دنیا بھر کے جابرہ و فراعنہ کے حلقوں میں تہلکہ پڑ جاتا ہے ایک طرف خسرو پرویز شہنشاہ اپنے پورے شکوہ و حکمرانی کے ساتھ مصروف حکمرانی ہے اور عرب کے بڑے بڑے سرسبز و شاداب صوبے یمن بحرین اور عمان اس کے زیر نگیں ہیں دوسری طرف قیصر روما کی سطوت و جبروت اپنے عروج کی مراحل طے کر رہی ہے مصر و حبش کے بھی تاجدار آخر بادشاہ ہیں اور خود اندرون ملک میں زبردست اور طاقتور قبائل کی چھاؤنیاں پڑی ہوئی ہیں لیکن مکہ کا ایک یتیم و غریب انسان (صلی اللہ علیہ وسلم) جن کا نام نامی

دعوت شکست ان تمام چیلنجوں کو بغیر مادیت اور اسلحہ کا مظاہرہ کئے سمندروں کو صلائے اطاعت دیتا ہوا اٹھتا ہے شیاطین و نمارود جہاں کا مقابلہ کرتا ہوا اور کفر و شرک کے لات و منات کو ٹھکراتا ہوا آگے بڑھتا ہے اور ۲۳ سال کی قلیل مدت میں نہ صرف عرب بلکہ ایک دنیا کی کایا پلٹ کر رکھ دیتا ہے۔

ویرانے گلزار و گلشن اور محل ریگزار چمن اور خارستان گلستان بن جاتے ہیں۔ تہذیب و اخلاق کا مہر منیر پوری تابانیوں کے ساتھ چمکتا ہے اور دنیا والوں کی شبستان عیش میں ایمان و ایقان کے برقی قمقمے روشن ہو جاتے ہیں اور میکدۂ عالم میں بادۂ توحید کے وہ دور چلتے ہیں کہ شجر و حجر اور آسمان بسیار کیف و سرور میں ڈوب جاتے ہیں نہ وہ آسمان آسمان رہتا ہے اور نہ وہ زمین زمین قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں مٹتی ہیں فراعنہ و نمارود کے نام لیوا فنا ہو جاتے ہیں ارض ہند کی چھائی ہوئی تاریکی دور ہوتی ہے اور اس کی جگہ عباسی عظمت، امیہ جبروت فاطمی شکوہ اور مغلیہ اقتدار کے لئے بنائیں استوار ہوتی ہیں جہاں انسانی ہاتھوں کے تراشے ہوئے بت پوجے جا رہے تھے وہاں خدائے وحدہ لاشریک کے آستانۂ عالیہ پر سجدے ہو رہے ہیں جہاں ناقوس کی آوازوں کا شور برپا ہوتا تھا وہاں اب اذانوں کی صدائیں ہنگامہ بپا کئے ہوئے ہیں غرض یہ کہ ذرے ذرے جواہر ریزے ہیں، مس کندن میں، حیوان انسانوں اور انسان خدا پرستوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور ناممکن ممکن اور محال آسان بن جاتا ہے یہ کیا پیغمبر اسلام نے اور یہ تھا کارنامہ نبوی۔

تبلیغ کا آغاز

خدائے قدوس نے جبرئیل امین کے ذریعہ پہلا سبق یہ پڑھایا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم اور اسی کے ساتھ روح الامین نے وضو کر کے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور سکھائی یہی سب سے پہلا سبق توحید تھا آپ نے گھر پہنچتے ہی تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا اور سب سے پہلے حضرت خدیجہ (بیوی) حضرت علی (چچیرے بھائی) حضرت ابو بکر صدیق (دوست) اور زید بن حارثہ (غلام) پہلے روز مسلمان ہو گئے حضرت ابو بکر بہت بڑے دولتمند تاجر تھے ان کی سعی و کوشش سے عثمان بن غنی، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، طلحہ، سعد بن وقاص، ابو عبیدہ بن جراح، عبداللہ بن ہلال، عثمان بن مظعون، عامر بن فہیرہ (زوی)، ابو حذیفہ بن عتبہ، سائب بن عثمان، ارقم، بلال، عمر و بن عنبسہ اور خالد رضی اللہ عنہم چند ہی روز میں رسول کریم کے دست مبارک پر ایمان لے آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین برس تک چھپ چھپ کر تبلیغ کرتے رہے جب نماز کا وقت آتا سب مسلمان ایک پہاڑ کی گھاٹی میں جا کر نماز ادا کر لیتے۔

اس کے بعد حکم ربانی وانذر عشیرتک الاقربین اور فاصدع بما تؤمر کے مطابق آپ نے بنی ہاشم کی دعوت کر کے اسلام کی تبلیغ کی لیکن سب نے مذاق میں بات اڑا دی ایک روز آپ نے ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر فرمایا۔

"یہ یقین کر لو کہ موت تمہارے سر پر کھڑی ہے تمہیں خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور میں عالم آخرت کو بھی ایسا ہی دیکھ رہا ہوں جیسے تم

دنیا کو دیکھ رہے ہو کسی سنگدل پر بھی دھیان نہیں اب آپ کا یہ طریقہ ہو گیا کہ ہر مجلس ہر میلے اور ہر گلی کوچہ میں پہنچتے لوگوں کو سمجھاتے توحید کی خوبیاں، بتوں پتھروں اور درختوں کی پرستش کی برائیاں واضح کرتے، شراب نوشی، زنا، قمار بازی، عہد شکنی کی مذمت سختی کے ساتھ کرتے اور فرماتے کہ چاند سورج درخت اور آسمان سب خدا ہی کے پیدا کئے ہوئے ہیں سب اسی کے محتاج ہیں دعا کا قبول کرنا، بیمار کو صحت دینا اور مرادیں پوری کرنا اسی کے اختیار میں ہے اس کی مرضی اور حکم کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا فرشتے اور نبی بھی اس کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے۔

قریش کی مخالفت

قریش سیخ پا اور خفا ہو گئے اور انہوں نے اسلام کا نام و نشان مٹا دینے کی مساعی شروع کر دیں اور غریب مسلمانوں پر مظالم شروع کر دیئے اور وہ اذیتیں پہنچائیں جن کے تصور سے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے حضرت بلال کی گردن میں رسیاں ڈال کر کھینچتے، گرم ریت پر لٹایا جاتا گرم گرم پتھروں کو سینہ پر رکھ دیا جاتا بری طرح زدوکوب کی جاتی دھوپ میں بٹھایا جاتا بلال ان سب صعوبتوں میں أحد أحد کا نعرہ لگاتے آخر حضرت ابوبکر صدیق نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ عمار اور ان کے والدین مسلمان ہو گئے ابوجہل نے انہیں سخت عذاب پہنچائے اس کمبخت نے ان کی والدہ سمیہ کے اندام نہانی میں نیزہ مار کر ہلاک کر دیا آپ نے یہ عذاب دیکھے تو فرمایا صبر کرو تمہارا انعام جنت ہے۔

خباب بن ارت کو بارہا انگاروں پر لٹایا گیا اور گردن مروڑ دی گئی۔ لبینہ، زنیرہ، نہدیہ اور ام عبیس بیچاری لونڈیاں تھیں اسلام کے سنگدل آقا ان کو ایسی ہی وحشیانہ سزائیں دیا کرتے تھے لونڈی غلاموں ہی پر کچھ موقوف نہیں وہ اپنے عزیزوں اور فرزندوں کے ساتھ بھی ایسے ہی سنگدلانہ برتاؤ کرتے۔

عثمان بن عفان کو چچا انہیں کھجور کی صف میں باندھ کر لپیٹ دیتا اور نیچے سے دھواں دیا کرتا۔ مصعب بن عمیر کو ان کی والدہ نے گھر سے نکال دیا بعض صحابہ کو قریش اونٹ کے کچے چمڑے میں لپیٹ کر دھوپ میں پھینک دیتے تھے اور بعض کو لوہے کی زرہ پہنا کر جلتے پتھروں میں گرا دیا کرتے تھے لیکن ان کے ایمان اتنے پختہ تھے کہ اس تعذیب سے بھی ان کے ایمانوں میں کوئی تزلزل پیدا نہ ہوتا تھا۔

رسول کریم کے ساتھ بدسلوکیاں

رسول کریم کو ستانے اور تکلیف دینے میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا گیا راستہ میں کانٹے بچھائے جاتے گندگی ڈالی جاتی دھول اڑائی جاتی ایک دفعہ عقبہ نے چادر ڈال کر آپ کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا حضرت ابوبکر نے چھڑایا تو چند شریروں نے انہیں بھی زدوکوب کیا ایک دفعہ آپ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے سجدہ میں ہو گئے تو ابوجہل کے اشارہ سے غلاظت بھری اوجڑی آپ کی گردن پر رکھ دی اور سب کھڑے قہقہے مارتے رہے۔

ابولہب کی صدارت میں آپ کو ہر طرح ستانے کے لئے سرداروں کی ایک کمیٹی تھی جب مصائب کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا تو سوا سو زن و مرد کا ایک قافلہ حبشہ کو ہجرت کر گیا کافر وہاں بھی پہنچے شاہ حبش سورہ مریم سن کر آبدیدہ ہو گیا تھا اس نے ان کفار کو دربار سے نکلوا دیا مجبور ہو کر کفار نے صلاح و مشورہ کر کے مشہور سردار

[illegible] پاس آیا اور کہا ... دولت کی خواہش ہو تو سونے چاندی کا انبار تیرے قدموں پر لگا دیتے ہیں عزت کی طلب ہے تو ہم تجھے اپنا سردار مان لیتے ہیں حکومت چاہتے ہو تو عرب کا تاج حاضر ہے اور خلل دماغ ہے تو ہم علاج کرائے دیتے ہیں۔

رسول کریم نے فرمایا مجھے کسی چیز کی بھی خواہش نہیں میری حقیقت تم کو ان آیتوں سے معلوم ہوگی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حم تنزیل من الرحمن الرحیم کتاب فصلت آیاته قرآنا عربیا لقوم یعلمون بشیرا ونذیرا فاعرض اکثرهم فهم لا یسمعون وقالوا قلوبنا فی اکنة مما تدعونا الیه الخ یعنی یہ قرآن خدا کے حضور سے آیا ہے وہ بڑا رحمت والا اور نہایت رحم والا ہے یہ برابر پڑھی جانے والی کتاب ہے عربی زبان میں ہے سمجھدار لوگوں کے لئے اس میں سب باتیں کھلی کھلی درج ہیں جو لوگ خدا کا حکم مانتے ہیں ان کو اس قرآن میں بشارت ہے اور جو انکار کرتے ہیں ان کو خدا کے عذاب سے ڈراتا ہے تاہم بہت سے لوگوں نے اس قرآن سے منہ موڑ لیا ہے اور وہ اسے سنتے ہی نہیں ... اور کہتے ہیں کہ اس کا ہمارے دل پر کوئی اثر نہیں اور ہمارے کان اس کے شنوا نہیں اور ہم میں اور تم میں ایک طرح کا پردہ پڑا ہوا ہے تم اپنی تدبیر کرو اور ہم اپنی تدبیر کر رہے ہیں اے نبی لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں تم ہی جیسا بشر ہوں مگر مجھ پر وحی آتی ہے اور خدا کے فرشتے نے یہ بتلا دیا ہے کہ سب لوگوں کا مقصود تو ایک ہے عتبہ یہ کلام سن کر انگشت بدنداں رہ گیا اور جا کر اپنی حیرت کا اظہار کیا۔

جب ادھر سے بھی ناکامی ہوئی تو سب اکٹھے ہو کر آپ کے چچا ابوطالب کے پاس آئے کہ اب ہم اپنے بتوں کی توہین گوارا نہیں کر سکتے اپنے بھتیجے کو سمجھاؤ ورنہ ہم آپ سے مقابلہ لیں گے انہوں نے بھی سمجھایا آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی اپنے کام سے نہ ہٹوں گا خواہ جان جائے یا رہے۔

ایک روز ابوجہل نے کوہ صفا پر پتھر کھینچ مارا جس سے سر مبارک سے خون بہنے لگا حضرت حمزہ کو غصہ آ گیا اور انہوں نے اس کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ وہ مجروح ہو گیا واپس آ کر کہنے لگے بھتیجے تم یہ سن کر خوش ہو گے کہ میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا نبوت کی شان ملاحظہ ہو فرماتے ہیں چچا میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوتا خوشی میری جب ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ آپ مسلمان ہو گئے۔

فدا کاران اسلام کی والہانہ فدائیت

حضرت عمر بڑے دلیر اور بہادر اور اسلام کے دشمن تھے اپنی لونڈی لبینہ کو اسلام لانے پر بے تحاشا مارتے تھے تھک جاتے تو دم لیکر پھر مارتے ایک روز رسول کریم کو قتل کرنے چلے راستہ میں نعیم بن عبداللہ نے کہا گھر کی تو خبر لو تمہاری بہن بہنوئی قرآن پڑھ رہے تھے پہلے تو چپ ہو گئے لیکن جب اتنی مار پڑی کہ لہولہان ہو گئے تو بولیں کہ جان جاتی ہے پر یہ نشہ تو نہیں اتر سکتا حضرت عمر کے دل پر کچھ اثر ہوا آخر بہن سے فرمانے لگے اچھا مجھے تو سناؤ کیا پڑھ رہی تھیں انہوں نے سنایا: للہ ما فی السموات والارض وهو العزیز الحکیم۔ جب اس آیت پر پہنچے آمنوا باللہ ورسوله تو بے اختیار کلمہ شہادت زبان سے نکلا اور دربار نبوت میں پہنچ کر اسلام قبول کر لیا اب تک نماز خفیہ پڑھی جاتی تھی لیکن عمر نے

اسلام لانے کے جرم میں قریش ... اور ... کے ... ہوگئے اور ... خاندان بنو ہاشم کو شعب ابو طالب میں محصور کر کے آب و دانہ بند کر دیا تین سال تک انتہائی مصائب میں زندگی بسر ہوئی اور بچے بچے کھا کھا کر گذارے گئے اس کے بعد حضرت خدیجہؓ اور ابو طالب کے انتقال نے میدان خالی کر دیا اور ظلم کی بجلیاں پوری شدت کے ساتھ گرنے لگیں آخر مایوس ہو کر آپ طائف پہنچے یہاں بدبختوں نے بازاریوں کو ابھار دیا شہر کے اوباش آپ پر ٹوٹ پڑے اور پتھر برسانے شروع کئے یہاں تک کہ آپ کی جوتیاں خون سے بھر گئیں جب آپ زخموں سے چور ہو کر بیٹھ جاتے تو بازو تھام کر کھڑا کر دیتے جب آپ چلنے لگتے تو پتھر برساتے گالیاں دیتے اور تالیاں بجاتے۔

آپ مختلف میلوں میں جاتے تو ابو لہب ساتھ ہوتا جب آپ تقریر کرنے تو وہ لوگوں سے کہتا دین سے پھر گیا ہے جھوٹ کہتا ہے چنانچہ بیا سعد والوں نے تلخ جواب دیئے کفار قریش نے اب تہیہ کر لیا کہ یا تو ان کا خاتمہ ہی کر دیں گے یا انھیں روک دیں بڑے بڑے رؤسا آپ کو اور آپکے پیروؤں کو طرح طرح کے مظالم کا شکار بنانے لگے خاصان خدا کے ساتھ ابتدا سے یہی ہوتا آیا ہے حضرت نوحؑ کو سینکڑوں برس تک قوم کی لعنت کا مقابلہ کرنا پڑا یونان دنیا کی تہذیب کا معلم اول کہلاتا ہے تاہم اس ناخلف نے سقراط کو زہر کا پیالہ پینا پڑا حضرت عیسیٰؑ کو دار و رسن کا مقابلہ کرنا سقراط زہر کا پیالہ پیکر فنا ہو گیا حضرت نوحؑ نے تنگ ہو کر قیامت خیز طوفان کی دعا کی جس سے دنیا کا ایک حصہ تباہ ہو گیا۔ حضرت عیسیٰؑ تیس چالیس اشخاص کی مختصر جماعت پیدا کر کے بروایت نصاریٰ سولی پر چڑھ گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون پر قہر ا بار بار اظہار کیا لیکن سرور کائنات کا ظرف سب سے بالا تر تھا۔ جب خباب بن ارث نے کفار کی ایذا رسانی سے تنگ آ کر آپ کی خدمت میں بددعا کی استدعا کی تو آپکا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے وہ لوگ گذرے ہیں جن کے سر پر آرے لائے جاتے تھے اور چیر ڈالے جاتے تھے لوہے کی کنگھیاں کی جاتی تھیں جن کا ان کا گوشت ہڈی سے جدا ہو جاتا تھا تاہم وہ اپنے فرض سے باز نہ آئے خدا اپنا فرض ادا کر دیگا یہاں تک کہ ایک سوار صنعا سے حضر موت تک چلے گا اور اسے خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔

یہ پیشین گوئی پوری ہو کر رہی آپ کے رفقا نے ہی صد ہزار مصائب میں ... نے کبھی ایک لفظ اپنی مصیبت کا ... زبان پر نہ آنے دیا ... کا نتیجہ ... نے دعائے دین اپنے پیروؤں میں پیدا کیا جس کو حضرت عیسیٰؑ کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا عبث ہے جب یہ نوخوا المسیح سولی پر لٹکے گئے تو ان کے پیرو بھاگ گئے ان کا شہر دین چاندا اور اپنے معتقد اکبوت کے پنجہ میں گرفتار چھوڑ کر چل دیئے.... لیکن محمدؐ کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور آپ کے تحفظ میں اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر کل دشمنوں پر آپ کو غالب کر دیا۔

فقید المثال پیغمبرانہ کارنامے

آخر آپ کو مکہ سے ہجرت کرنی پڑی مدینہ منورہ تشریف لے گئے یہاں اسلام ترقی کرنے لگا لیکن مدینہ میں کچھ منافقین کھڑے ہو گئے جب قریش بھی اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ کو تبلیغ کا راستہ صاف کرنے کے لئے مدافعتاً شمشیر ہاتھ میں لینی پڑی خیبر میں یہود کی طاقت ٹوٹی مکہ کی فتح نے قریش کے مشرکین کی طاقت فنا کی حنین کی فیصلہ کن جنگ نے پورے عرب کو مطیع کر دیا لیکن پیغمبرانہ شان ہر جگہ موجود رہی کبھی خود کسی کو قتل نہیں کیا غزوات میں عجب دیکھا آپ سجدے میں پڑے دعا مانگ رہے ہیں اور مسلمانوں کی اس طرح لڑا رہے ہیں کہ زبان پر اللہ اللہ ہے اور اقوام عالم کی مجال ہے کہ کوئی نماز قضا ہو جائے پوری شکست یافتہ فوج کی غنیمت سے دو رکعت نماز افضل بتا رہے ہیں اور حنین میں مسلمان شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں مگر آپ سپہ سالار اور فاتح نہ تھے پیغمبر تھے تنہا جمے کھڑے ہیں چٹان کی طرح جمے رہتے ہیں اور مسلمانوں کو للکار کر پھر اکٹھا کرتے ہیں اور شکست دیتے ہیں فتح کرنے سے پیشتر ہی سلاطین عالم کو بھی دعوت اسلام کے خطوط لکھ دیئے جاتے ہیں اور جو دعوت میں بارج ہوتا ہے اس سے لڑتے ہیں حتیٰ کہ عثمانیوں کی ایک لاکھ سے تین ہزار کو متصادم کرا دیتے ہیں اس لئے کہ آپ کے سامنے فرض اور صرف فرض تھا۔ جیت جاتے ہیں تو خون کے پیاسے دشمنوں کو معاف بخش دیتے ہیں روپیہ پاس آتا ہے غلہ کے ڈھیر ہوتے اور اونٹ پہنچتے ہیں سب آن کی آن میں تقسیم کروا دے بھوکے پڑے ہیں اور مسلمان کھا رہے ہیں اس لئے کہ آپ فرمانروا نہیں پیغمبر تھے اور پیغمبر کا کام انتظام، عیش پسندی اور اہل و عیال کی راحت رسانی نہیں انسان انام ہے خلق اور رحمت کا یہ حال ہے کہ شمشیر بلال سے زیادہ کاٹ کر رہی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ... عرب کو مسلمان اور ساری دنیا کو ششدر کر کے دنیا سے سدھارے اور اس طرح پیغمبری کی زمانہ بھر میں دھوم مچی رہی۔

اعجاز نما حمائل

جس کے ایک صفحہ کا نمونہ رمضان کے پرچہ کے ابتدائی صفحات میں صفحہ ... پر ... ہو چکا ہے بے زیادہ مقبول ہے ہاتھوں ہاتھ بک رہی ہے اگر آپ نے ابتک نہ منگائی ہو ایک جلد ضرور منگا لیجیے۔

۲۵ شعبان کو پریس سے آئی تھی اور جب سے ابتک کئی ہزار مختلف کتب خانوں سے جا چکی ہیں اس کی ضخامت گیارہ سو صفحہ ہے ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا آخری نظر ثانی شدہ ہے کاغذ نہایت اعلیٰ چکنا کلر دار ہے گویا ۳۲ سفحہ کے تمام قرآنوں سے اچھا کاغذ ہے خاص ۔۔۔ جلد مجلد کا ملی چرمی جزبندی معہ سی پارہ ہے اور نفیس کا اندازہ نمونہ سے کر لیجیے کس قدر بلند پایہ اور مفصل ہے۔ اتنی سستی اتنی اچھی اتنی مختصر اتنی ... ہے اس وقت اور کوئی حمائل ہندوستان میں نہیں ہے دیگر مجلد جرمی کا مل اعلیٰ صرف ... ۔ پانچ آنے ۔ محصول ۱۲ ۔ کل ... پانچ جلدیں ... دس جلدیں ... تقطیع مولوی کے نصف صفحہ کی برابر ہے

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

رسول کریمؐ بحیثیت مصلح اکبر

از جناب ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو حال وارد دہلی

دنیا کا مصلح اعظم

مادر گیتی نے بہت سے ایسے فرزند جلیل پیدا کئے جن کا مقصد قوم کی اصلاح اور بنی نوع انسان کو دائم و قبائح سے روک کر ایک اعلیٰ پر لا کھڑا کرنا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ سب قابل احترام اور لائق عزت ہیں حضرت داؤد حضرت سلیمان حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ حضرت گوتم بدھ حضرت رام چندر حضرت شنکر اچاریہ حضرت کرشن حضرت زرتشت، لوتھر، سولن، روسو، والٹیر، نیک اخلاطون، گرو بالاجی [illegible] سوامی دیانند اور گرو نانک سب کو مصلحین کی گرانقدر فہرست میں جگہ دی جاسکتی ہے ان سبھی اصلاحی خدمات انجام دیں اور بندگان خدا کو نیکی کی تعلیم اور برائی سے ممانعت کی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اصلاح ہے کیا چیز اور مصلحین کیسے اور انہوں نے کیا تعلیم دی یہ دائرہ بہت وسیع ہے لیکن اس کے اہم کام یہ ہیں۔ لوگوں میں مساوات پیدا کرنا نسل و قومیت کا امتیاز مٹانا ساہوکار، سرمایہ داروں اور مزدوروں میں وہ رابطہ اتحاد پیدا کرنا کہ باہم دگر ہمدردانہ جذبات قائم رہیں اعلیٰ و ادنیٰ کی تمیز اٹھا امن و صلح کی روح پھونکنا باہم افراد و اقوام میں اتحاد پیدا کرنا بندوں کا رشتہ خدا سے جوڑنا عورتوں کی اصلاح، تعلیم کی عمومیت غلامی کا انسداد ظلم و جبر مے خواری و قمار بازی زنا و فواحش چوری اور ڈاکہ زنی کا استیصال راستبازی و صداقت شعاری تعلیم اور اپنے پیروؤں میں جوش عمل اور قوت کا پیدا کر دینا کہ وہ پورے انہاک پوری طاقت اور پوری وفاداری کے ساتھ کام کر سکیں اور اس کے حکم پر بے چون و چرا عمل کرنے لگیں آخری چیز یہ کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہوں اس لئے کامیابی ہی سے کسی مصلح کے جوش اصلاح اور قوت عمل کا صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اسناد و حوالہ جات کے ساتھ اس مضمون کو سپرد قلم کرنا ایک ضخیم کتاب کی ضخامت کا داعی ہے اس لئے ہم صرف اجمالی تصور مدد تسلیم حالات پر اکتفا کریں گے جس زمانہ میں آپ نے اصلاحی کام شروع کیا اس زمانہ کی حالت بہت مبتذل اور دگرگوں تھی ہر طرف تعصبات پھیلے ہوئے تھے اور ہر مذہب کے لوگ اپنے ہی مذہب کو صداقت کا سرمایہ سمجھتے اور دوسروں کی تکذیب کرتے تھے جس سے بغض و عناد بڑھتا اور عداوتیں پھیلتی چلی جاتی تھیں اور صرف اسی پر اکتفا نہ تھی بلکہ قابو مل جانے پر دیگر مذاہب کے لوگوں کو پوری اذیت دینے اور ستانے اور زندہ جلانے میں بھی باک نہ تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منصۂ شہود پر جلوہ نما ہوتے ہی کسی کی تنقیص و تکذیب تو کجا ایک حد تک سب کی صداقت کی تعریف شروع کر دیا تعلیم ارشاد ربانی کے مطابق فرمایا کہ میں خدائے قدوس کا ایک بندہ ہوں یہ ضرور ہے کہ اس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے مجھے انتخاب کیا ہے جس وقت پوری دنیا ایک دوسرے کی توہین و دلآزاری میں مصروف تھی آپ تمام دنیا کو اخوت و اتحاد کا سبق دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ خدا کسی ایک ملک اور ایک قوم کا نہیں تعصب فضول ہے وہ رب العالمین ہے اور سب کی ترقی و بہبودی کا یکساں خیال رکھتا ہے اور میں سب کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہوں تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔

رواداری کا سبق

اس مصلح اعظم نے سب سے پہلے کیا تعلیم دی۔ اللہ پر اور میری رسالت پر ایمان لاؤ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو زمین و آسمان شجر و حجر اور وحوش و طیور سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ نیک عمل کرو تاکہ تمہیں دارین کی فلاح حاصل ہو کسی سے جھگڑا نہ کرو بغض و فساد سے دور رہو اس لئے کہ سب اللہ ہی کے بندے ہیں اس نے سب کی ہدایت کے لئے پیغمبر، رسول یا رشی یا جو کچھ بھی کہا جاتا ہے بھیجے ہیں ہر ملک قوم جا وہ اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں رسول نہ بھیجے گئے ہوں پھر اس سے بھی اہم یہ کہ آپ نے اپنے پیروؤں کو بتایا لا نفرق بین احد من رسلہ ہم تمام رسولوں پر ایمان رکھنا فرض ہے اور نہ صرف رسولوں پر بلکہ ان پر جو کتابیں نازل ہوئیں وہ بھی حق ہیں البتہ ان میں تحریف ہو چکی ہے یہ تو ان لوگوں کے متعلق تصریح تھی جو اہل کتاب ہیں آپ نے بت پرستوں کے متعلق بھی حکم دیا کہ ان کے بتوں کو جن کو یہ پوجتے ہیں برا نہ کہو۔

اب فرمایئے شکایت کی وجہ کیا ہے اس زمانہ میں سب سے بڑی وجہ منافرت بھی تھی اور اختلاف مذہب ہی کی بنا پر بخت نصر، طیطس، ہرقل خسرو پرویز اور دیگر بادشاہوں نے قوموں کو تباہ کیا تھا اس طرح آپ نے اس عہد میں جنگ و جدل کے سب سے بڑے محرک رفع کر کے ہمیشہ کے لئے صلح و امن کی بنیادیں استوار کر دیں غور کیجئے اگر اسلام کی طرح ہر مذہب یہی تلقین کرے کہ دوسرے مذاہب بھی خدا ہی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور ہر قوم کے مذہبی پیشوا قابل احترام ہیں تو کوئی وجہ لڑائی کی نہیں رہ جاتی پھر یہی نہیں آپ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں اور کراتے ہیں مسلمانوں نے اس تعلیم کے زیر اثر کبھی کسی غیر قوم اور غیر مذہب کے لوگوں کو اختلاف مذہب کی بنا پر تکلیف نہ دی بلکہ انھیں اپنا بھائی سمجھا۔

مساوات کا درس

اس وقت کیا اس وقت بھی دنیا میں رنگ و نسل اور مذہب و ملت کے صدہا اختلاف موجود ہیں اور ان میں باہمی کشمکش کے مکروہ اور گھناؤنے نظارے دکھائی دیتے ہیں امریکہ و یورپ میں رنگ و نسل افریقہ و آسٹریلیا میں کالے و گورے اور ہندوستان میں مذہب و ملت کے اختلافات نے نازک صورت اختیار کر رکھی ہے پھر ذات پات کے امتیاز اور بڑے چھوٹے کے امتیاز موجود ہیں یورپ میں غریب کو کوئی نہیں پوچھتا امریکہ کے گورے کالے کو نہیں گھسنے دیتے ہندوستان کے برہمن کو اچھوتوں کے سائے سے وحشت ہے لیکن اسلام اس نخوت سے بری ہے یہاں بلال حبشی عمر قریشی سے آقا کا خطاب حاصل کرتا ہے ایک غلام اسامہ ہاشمی و قریشی سرداروں کے لشکر کا سپہ سالار بنتا ہے ایک روز غلام زید کی شادی اپنے دو جہان کی حقیقی پھوپھی کی لڑکی سے ہوتی ہے نماز میں سب امیر و غریب بادشاہ و گدا ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں سب ایک لباس میں احرام [illegible]





جبل عرفات

تصریح کردی جاتی ہے کہ قبائل و خاندان کے اختلافات صرف تعارف کے لئے ہیں کوئی فضیلت و تفوق کی شئے نہیں بڑا صرف وہ ہے جو اخلاقی حیثیت سے بہتر ہے یعنی یہاں صرف اتقا و عمل کو ہے نہ کہ پیدائشی فضیلت کو ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یہاں بھی تعلیم کے ساتھ عمل ہی ضروری ہے اور جو مساوات کا نظارہ اسلام میں نظر آرہا ہے اس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔

تعلیم عام

تعلیم میں یہ حالت تھی کہ یورپ کے پوپ یہودیوں کے احبار، عیسائیوں کے راہب اور ہندوستان کے برہمن اس اجارہ پر بیٹھے ہوئے تھے مذہبی تعلیم ہو یا دنیوی علوم سب کی یہی حالت تھی اور اس وقت کیا اب ایک صدی پیشتر تک یہی صورت ہر جگہ نظر آرہی تھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان پر علم کو فرض قرار دیا حکمت و عقلیات کو مسلمان کی گم شدہ پونجی بتایا اور حکم دیا اگر علم کی تلاش میں چین جیسے دور دراز ملک کا بھی سفر کرنا پڑے تو اس میں تامل نہ کرو لطف یہ ہے کہ عقلیات و حکمت کی تعلیم کے فضلا اس زمانہ میں بلا دریغ قتل کر دیئے جاتے تھے آپ نے خود ہر شخص کو یہ حکم دیا معقولات پر غور و توجہ کی تلقین کی اور نہ صرف تلقین کی بلکہ خود جامعہ صفہ قائم کر کے اس کے طلبہ کو تربیت و تعلیم سے کچھ اس طرح آراستہ کیا کہ اس ایک ہی کالج سے دنیا کے بہترین فیلڈ مارشل بہترین گورنر بہترین مربی بہترین فلاسفر بہترین منتظم اور بہترین فاضل و متقی پیدا ہوئے اور کچھ ایسے چشمے ابلے کہ زید و عمر، امیر و غریب آقا و غلام بڑے اور چھوٹے سب اس سے سیراب ہونے پہونچتا یہ ہے کہ اپنی زندگی ہی میں ہر گھر کو دار العلوم بنا دیا اور جملہ قبائل میں داعی اور معلم بھیج کر کسی ایک فرد بشر کو بھی نور علم سے محروم نہ رکھا گیا دنیا کا کوئی مصلح اس عمومیت تعلیم کا شرف کہاں

عورتوں کی اصلاح

عورتوں کی حالت انتہائی افسوسناک اور زبوں تھی نہ معاملات اور دیانات کسی چیز میں بھی انھیں بار نہ دیا جاتا تھا وہ محض مال منقولہ اور تفریح کے ایک آلہ کی حیثیت رکھتی تھیں آپ نے انھیں وراثت میں شریک کیا والدین اور شوہر کے ترکہ کا وارث قرار دیا تعدد ازدواج کو محدود کیا مردوں کی طلاق کی طرح انتہائی ضرورت و تکلیف کی صورت میں علیحدہ ہو جانے کا حق دیا عبادت و معاملات میں برابر کا شریک کیا ان کی جداگانہ ہستی قائم کی انھیں اپنے مال کا مالک قرار دیا ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا اور نماز کے ساتھ علم کا حاصل کرنا بھی ان کے لئے فرض قرار پایا اور ارشاد ربانی نے واضح کر دیا من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ یعنی نیک کام کرنے والے مرد ہوں یا عورتیں وہ سب خدا کے فضل کی حقدار اور جنت کی مستحق ہیں ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجۃ کہہ کر انھیں مساوات کے درجہ پر لے آئے صاف فرما دیا کہ تم عورت کا لباس ہو اور عورت تمہارا لباس ہے یہاں بھی محض تعلیم و تعلیم ہی تک محدود نہ رہی بلکہ عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر کے دکھا دیا اور اپنی حیات ہی میں انھیں تمام حقوق زوجیت کا مالک بنا دیا دنیا میں جو کام کسی سے نہ ہوا تھا وہ آپ نے کیا اور ان اصول کے تحت کیا کہ آج پوری دنیا انہی کی ضرورت محسوس کرتی چلی جا رہی ہے

غلامی کا استیصال

غلامی انسان کے لئے سب سے بڑی لعنت ہے اور اس وقت کیا ۱۸۳۳ء تک یہ اپنی جدتوں کے ساتھ زندہ موجود تھی جو کام فرانس نے ۴ فروری ۱۷۹۴ء اور انگلستان نے ۱۸۳۳ء میں کیا وہ آپ نے چھٹی صدی میں مکمل کر دیا غلاموں کو نہایت حقیر سمجھا جاتا تھا ان کی کمائی اور جسم پر آقا کو پورا اختیار حاصل تھا ان سے ہر قسم کی مشقت لی جاتی تھی اور نہ ادا ... ان کی جان اور ... کبھی حیوانوں سے بدتر سلوک ہوتا تھا حتی کہ آقا کو ان کے قتل کا بھی اختیار حاصل تھا دنیا بھر میں یہ لعنت پھیلی ہوئی تھی کسی کے دل میں ہمدردی کا خیال بھی نہ پیدا ہوتا تھا آپ نے ان تمام مظالم و قوانین کا خاتمہ کیا غلاموں کو انسانیت کا درجہ عطا کیا اور لفظاً نہیں بلکہ عملاً ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا جس کا انتہا یہ ہے کہ اسلام نے حکم دیا کہ جو کھاؤ وہ انھیں کھلاؤ جو خود پہنو وہ انھیں پہناؤ ان سے مشقت کا کام نہ لیں ان کی شادیاں کر دیا کریں ان کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کریں غلام کہہ کر نہ پکاریں بلکہ بیٹا اور بیٹی ... ان میں سے انھیں بھی کچھ حصہ دیا کریں یہ احکام تو ان غلاموں کے لئے تھے جو قبل از اسلام غلام ہو چکے تھے لیکن اسلام کے بعد اس آیت سے غلامی بالکل مسدود کر دی حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء جب لڑائی میں تم انھیں زخمی کر دو اور شکست دے دو تو اس کے بعد یا تو احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر آزاد کر دو پھر غلام آزاد کرنے کو بڑا ثواب قرار دیا متعدد گناہوں کے کفارہ ان کی آزادی قرار دی گئی اور مسٹر بیٹ کے قول کے مطابق غلام مسلمانوں کا لاڈلا بیٹا بن گیا اور آگے چل کر یہاں تک کہ اسی زمانہ میں غلام سپہ سالاری اور حکومت کے جلیل القدر مناصب پر فائز ہوئے تھے اور ان کی بڑی بڑی سلطنتیں قائم ہوئیں۔

اخلاقی اصلاح

قماربازی، شراب خوری، زنا، چوری، ڈاکہ زنی، قتل اولاد، دختر کشی، کبر، رعونت نسبی فخر، سود خواری، غیبت ... جیسے گندے آوازے کسے برے ناموں سے پکارنے ظلم ... خانہ جنگی، قتل و غارت گری کو ذلیل و رسوا کر کے اور فحش نگاری کا قطعی انسداد کر دیا قرآن و احادیث میں ان کے متعلق صدہا احکام موجود ہیں ان کے ذریعہ فواحش کے خلاف اس شدت کے ساتھ جہاد کیا اور پے در پے اتنی شدید ترغیب و ترہیب سے کام لیا کہ چوتھائی صدی بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ عرب کی کایا پلٹ ہو گئی اور وہ لوگ جو شب و روز زناکاری اور شراب میں مخمور رہتے تھے ایسے معلوم ہونے لگے گویا یہ فرشتے ہیں حیرت ہوتی ہے جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آپ نے ایک بدترین خلائق قوم کو کس طرح دنیا کی ایک شریف ترین قوم بنا دیا کیا دنیا کا کوئی مصلح ایسی استعجاب انگیز اور حیرت بار کامیابی اور اصلاح کی کوئی نظیر پیش کر سکتا ہے۔

تمدنی اصلاح

مدنیت کے سلسلہ میں بھی آپ نے شاندار اور وہ اصلاحیں کیں جن پر آج بھی دنیا حیرت و تعجب کا اظہار کرتی ہے زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں اختصاراً چند امور پیش کئے جاتے ہیں۔ کاروبار میں آپ نے بددیانتی اور دھوکہ اور فریب کا انسداد کیا ایک دوسرے کو سب و شتم کرنے سے روکا اور ظلم یا جنگ ... وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ یعنی بدی کرنے والے کو حق ہے کہ جتنی بدی اس کے ساتھ کی گئی ہے اتنی ہی حد کر سکے لیکن اگر اصلاح معاف کرنے سے ہو سکتی ہے تو معاف کر دے اور اس معاف کر دینے کا اجر دربار ربانی سے عطا ہوگا دنیا میں

… یہ سنا بہت لگتا ہے اور کتنا پاکیزہ اصول ہے … [illegible]
… سے پیدا ہوتے ہیں کہ ایک جسم … [illegible]
[illegible]
… بن جاتا ہے اگر مساوی بدلہ لیا جائے اور جرم کی نوعیت کے مطابق سزا دی
جائے تو کسی کو کسی سے کوئی شکایت باقی نہ رہے … [illegible]
[illegible]

[illegible]

… غرض آپ نے یہ اصول قرار دیا … [illegible]
[illegible]

مولود شریف کی چند مشہور کتابیں

مولود شریف [illegible]

مولود حسنہ [illegible]

زیور ایمان [illegible]

رسول عربی [illegible]

مولود … سعیدی [illegible]

نہر کائنات [illegible]

رشتہ … نسیم [illegible]

… کتابوں کے ملنے کا پتہ

… پریس دہلی

رسول کریم بحیثیت موسس شریعت و تمدن

(از جناب حضرت مولانا [illegible] صاحب [illegible])

اسلام ۱۳ سنہ ھ تک ایک طوفانی و انقلابی دور سے گذرتا رہا تعذیب [illegible]
[illegible] انذار و تبشیر [illegible] ماحول نیز [illegible] چونکہ یہ
[illegible] حضرت سرور کائنات [illegible] توجہات مصروف تھیں ظاہر ہے
[illegible] زندگی میں تو کچھ ہو ہی نہ سکتا تھا اس لئے [illegible] سکون کے ساتھ زندگی
[illegible] مدینہ منورہ تشریف لائے [illegible] شر انگیزیوں [illegible]
[illegible] قریش کی [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] اس لئے حج فرض
[illegible]

رسول کریم اور تعلیم عام

[illegible]

نظام صلوٰۃ اور اس کی نوعیت

[illegible]

[illegible] ایک سال بعد [illegible] اسی طرح صلح حدیبیہ کے ایک سال بعد
مسلمانوں کو مکہ معظمہ میں [illegible] رہنے کی اجازت نہ تھی اس لئے حج فرض
[illegible] فتح مکہ تک [illegible] ایک ایسا فریضہ [illegible]

[illegible]
[illegible] آخرت پر بھی یقین ہے۔

اسی سورۃ میں [illegible] اصول [illegible] ہو رہا ہے لکن البر من آمن باللہ والیوم الآخر والملائکۃ والکتب

اور نہیں پر ایمان لانے۔

سورہ نساء میں ایک آیت ہے جس میں تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو کن عقائد کا قائل ہونا چاہیے۔ یا ایھا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل۔ ومن یکفر باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر فقد ضل ضلالا بعیدا۔ اے وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہو ایمان لاؤ خدا پر اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی اور اس کتاب پر جو اس کے پہلے اتاری اور جو شخص خدا کا اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اس کے پیغمبروں کا اور روز آخرت کا انکار کرے گا تو سخت گمراہ ہوگا۔ اصول اسلام کا آخری اعلان یہ ہے کہ اسلام کی بنا پانچ باتوں پر ہے اس امر کی گواہی دینا کہ خدا کے سوا کوئی اور خدا نہیں اور محمد اس کا پیغمبر ہے نماز پڑھنا زکاۃ دینا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

اس کلیہ کی تکمیل کے بعد اسلام کے مختلف جزئیات کی تعلیم دی گئی رسول اکرم نے فرمایا ایمان کی کچھ اوپر ساٹھ شاخیں ہیں جن میں ایک شاخ حیا ہے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ بہترین اسلام یہ ہے کہ مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔ ایک اور صاحب کے جواب میں ارشاد فرمایا بہترین اسلام یہ ہے کہ محتاجوں کو کھانا کھلاؤ اور کسی سے جان پہچان ہو یا نہ ہو اسے سلام کرو۔ یہ بھی فرمایا کہ اس وقت تک تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم اپنے بھائیوں کے لیے بھی وہی پسند نہ کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔

اسی طرح تمام اصول وفروع کی تعلیم آہستہ آہستہ تکمیل کو پہنچ گئی اور آخر سنہ ... میں بارگاہ صمدیت سے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی آج ہم نے تمہارا مذہب کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔

وضو ونماز

اسلام میں عقائد کے بعد سب سے اہم فرض نماز ہے وضو پر عمل تو پہلے سے تھا لیکن اس کی فرضیت ہجرت کے چار پانچ سال کے بعد ہوئی پہلے لوگ عادتاً بھی وضو کر لیا کرتے تھے آخر مدینہ میں یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین۔ مسلمانو جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لو سر پر مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھو لو۔ یہ آیت سنہ ... میں نازل ہوئی تھی ... وضو ٹوٹے یا نہ ٹوٹے ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرنا لازمی تھا لیکن ... سنت وضو ضروری نہ رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اسلام میں کوئی پابندی نہ رہے جو لوگوں پر گراں گذرے فتح مکہ کے وقت آپ نے اس کا اعلان فرما دیا۔ (صحیح مسلم)

نماز حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت پر فائز ہونے کے ساتھ فرض ہو گئی تھی البتہ اس کی یہ صورت اس وقت ابتدا میں قائم نہ ہوئی تھی جو اب ہے۔ وربک فکبر یعنی اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کر اس سے مراد نماز ہی تھا تین برس تک دعوت اسلام مخفی رہی تھی کفار کے خوف سے دن کو نماز پڑھنا ممکن ہی نہ تھا اس لئے صرف رات کو دیر تک نماز پڑھتے تھے چنانچہ سورہ مزمل شریف میں جو ابتدائی سورتوں میں ہے یہ حکم موجود ہے۔

یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ ورتل القرآن ترتیلا انا سنلقی علیک قولا ثقیلا ان ناشئۃ اللیل ھی اشد وطأ واقوم قیلا ان لک فی النھار سبحا طویلا واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا۔

اے کملی اوڑھ کر سونے والے رات کو تھوڑی دیر کے سوا ساری رات اٹھ کے نماز پڑھا کر آدھی رات تک یا اس سے بھی کچھ کم یا اس سے بھی کچھ بڑھا دے اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھ ہم عنقریب تجھ پر ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں رات کو اٹھنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور یہ وقت دعا کے لئے مناسب بھی زیادہ ہے دن کو تجھے زیادہ شغل بھی رہتا ہے اپنے پروردگار کا نام لے سب توڑ کر اسی کا ہو رہ۔

عبادات کی ابتدائی صورت

کچھ عرصہ گذر جانے پر صبح وشام کی دو دو رکعتیں فرض ہوئیں واذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا ومن اللیل فاسجد لہ وسبحہ لیلا طویلا۔ صبح وشام خدا کا نام لیا کر اور رات کے وقت دیر تک اسے سجدہ کیا کر اور اس کی تسبیح بیان کر۔ رات کو دیر تک نماز پڑھنے کا یہ حکم صرف ایک برس تک قائم رہا حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ آپ کا اور اکثر صحابہ کا اس پر ایک سال برابر عمل رہا نماز پڑھتے پڑھتے ان کے پاؤں سوج جاتے ایک برس گذرنے پر اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ اب یہ حکم ہوا ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل ونصفہ وثلثہ وطائفۃ من الذین معک واللہ یقدر اللیل والنھار علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرءوا ما تیسر من القرآن علم ان سیکون منکم مرضی وآخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ وآخرون یقاتلون فی سبیل اللہ فاقرءوا ما تیسر منہ۔ تیرا پروردگار جانتا ہے کہ تو دو تہائی رات سے کم اور آدھی رات اور تہائی رات تک نماز پڑھا کرتا ہے اور کچھ اور لوگ تیرے ساتھ۔ خدا ہی رات اور دن کا اندازہ کرتا ہے اس نے جان لیا کہ تم اس کو گن نہیں سکتے تم پر اس نے مہربانی کی اب جتنا ہو سکے اتنا ہی قرآن نماز میں پڑھو اس نے جان لیا کہ تم میں بیمار بھی ہوں گے مسافر بھی ہوں گے جو خدا کی روزی ڈھونڈنے کو سفر کریں گے اور لوگ خدا کی راہ میں سفر جہاد کریں گے پس جتنا ہو سکے پڑھا ہو۔

رات کی اس نفل نماز کا نام تہجد ہے نماز نفل کے کچھ ہو جانے کے بعد فجر مغرب اور عشاء تین وقت کی نمازیں فرض ہوئیں اقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفا من اللیل دن کے دونوں انتہائی کناروں یعنی فجر مغرب اور تھوڑی رات گذرنے کے بعد نماز پڑھا کر۔ نبوت کے پانچویں سال میں معراج کے اندر پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشھودا ومن اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک نماز کے اوقات زوال آفتاب سے لیکر ظلمت شب تک ہیں ظہر عصر مغرب عشاء اور صبح کی نماز میں سب جمع ہوتے ہیں اور رات میں تہجد پڑھ یہ تیرے لئے مزید ہے۔

یہ سب کچھ تھا احکام برابر نازل ہو رہے تھے مگر ابھی تک نماز کی رکعتیں

...مدینہ منورہ پہنچ کر جب اطمینان نصیب ہوا تو اس فرض میں بھی وسعت حاصل کی اور عصر کے سوا باقی چار رکعتیں فرض قرار پائیں۔ لیکن ابھی تک مسلمانوں کو پورا سکون حاصل نہ تھا اس لئے ان کی فرضیت تدریجی منازل طے کر رہی تھی خضوع و خشوع کی تاکید بھی ابھی نہ ہوئی تھی نماز میں آنکھ اٹھا کر لوگ آسمان کی طرف دیکھ لیا کرتے تھے آخر رسول کریم نے اس کی ممانعت کر دی۔ عرصہ تک یہ صورت رہی کہ کوئی سلام کرتا تو نماز ہی میں جواب دیتے پاس کے آدمی نماز پڑھتے ہی ہوئے باہم بات چیت کر لیتے کسی کو کوئی کام یاد آ جاتا تو کہہ دیتا سنہ ۵ھ میں مہاجرین حبش واپس آئے اور سلام کیا تو جواب نہ ملا سب نماز میں مشغول تھے آپ نے فراغ نماز کے بعد فرمایا کہ خدا نے نماز میں بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی ہے اس وقت یہ بات منسوخ ہوئی اور نماز پورے سکون و خاموشی کے ساتھ پڑھی جانے لگی۔ حضرت معاویہؓ نے بھی ایک دفعہ نماز میں کسی کو چھینک آنے پر یرحمک اللہ کہہ دیا تھا تو آپ نے بعد کو ان سے فرمایا کہ درنماز تسبیح و تکبیر اور قرأت کا نام ہے اس میں بات چیت جائز نہیں۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

نماز کے متعلق آخری احکام

تشہد کا طریقہ بھی یہ نہ تھا مختلف اشخاص کے نام لیکر السلام علی فلاں فلاں کہا کرتے تھے بالآخر التحیات کے خاص الفاظ سکھائے گئے جو آج تک جاری ہیں۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب التشہد) خود رسول کریم چھوٹے بچوں کو نماز میں دوش پر بٹھا لیتے تھے سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے اور پھر بٹھا لیتے حضرت عائشہؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ نماز پڑھتے ہوئے ہی جا کر کنڈی کھول دیتے (ابوداؤد باب العمل فی الصلوٰۃ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی امامہ کو کندھے پر چڑھائے مسجد میں آئے اور نماز ادا کی۔ آخر جب تکمیل احکام ہوگئی تو نماز تمام تر خضوع و خشوع اور پیکر محویت و استغراق بن گئی یہ آیت نازل ہوئی قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون فلاح پائی ان مسلمانوں نے جو خشوع کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اس سے بات چیت اور ادھر ادھر دیکھنا اور حرکات و سکنات ... اطمینان کے ساتھ ارکان نماز ادا کرنا فرض ہو گیا۔ انتہا یہ تھی کہ ایک شخص نے نماز ٹھہر ٹھہر کر نہیں پڑھی تو آپ نے فرمایا کہ پھر پڑھو تین مرتبہ ایسا ہی ہوا آخر آپ نے بتایا اور سمجھایا کہ قیام رکوع اور سجدہ سکون و اطمینان کے ساتھ ادا کرو۔ نماز جمعہ ہو رہی تھی شام سے تجارت کا قافلہ آیا دس بارہ اشخاص کے سوا تمام لوگ قافلہ کی طرف دوڑ پڑے تو یہ آیت نازل ہوئی واذا رأوا تجارۃ او لہوا انفضوا الیہا وترکوک قائما قل ما عند اللہ خیر من اللہو ومن التجارۃ اور جب لوگ تجارت یا کھیل تماشہ کچھ پاتے ہیں تو اس پر گر پڑتے ہیں اور تجھ کو کھڑا چھوڑ دیتے ہیں کہدے کہ جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ تجارت اور کھیل تماشہ سے بہتر ہے (صحیح بخاری)

یہ حالت تھی یا خشوع کا حکم آنے پر محویت و خضوع کا یہ عالم ہو گیا کہ حضرت ... نماز میں بعد روح تڑپتے ہیں ... منظر سامنے ہے لیکن ایک ... ہرگز نہیں دیکھتا اس لئے کہ محویت و لذت انہیں کسی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتی ایک انصاری کے عین حالت نماز میں تیر کے زخم تین دفعہ لگے لیکن نیت نہیں توڑتے ایک استغراق کا عالم طاری رہتا ہے حضرت علی کی بھی یہی کیفیت تھی کہ عین حالت نماز میں پہلو میں اتنا گہرا تیر پیوست ہو گیا اور خبر بھی نہ ہوئی یہ سب تربیت و تعلیم پیغمبری کا ثمرہ تھا جب یہ حالت پہنچی کہ نماز کے سامنے تمام دنیا کے خزانوں کی بھی کوئی وقعت نہیں رہی تو خدائے قدوس نے ان نمازیوں کی تحسین میں یہ فرمایا رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے نہایت خوبی اور تدریج کے ساتھ قدم اٹھایا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالات بمقتضیات وقت اور ان کے نفسانی ارتقا کو ہر ہر منزل پر برابر ملحوظ رکھتے اور تدریجی ترقی کے ساتھ مسلمانوں کو آگے بڑھاتے رہے آپ کے پیش نظر محض تعلیم انسانی نہ تھی بلکہ نوع انسان کی تربیت اور انہیں اپنی تعلیم کا عملی پیکر بنانا تھا اور جتنا سبق پڑھایا اور جو تعلیم دی پہلے فرزندان تعلیم کو اس کا خوگر بنایا اس کے بعد دوسرا سبق دیا اور جب اس پر عمل شروع ہو گیا تو تیسرا سبق دیا اس طریقہ تعلیم و تربیت میں دنیا کی کوئی نبی نوع کوئی مصلح اور کوئی معلم آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا غلامی، اصلاح نسواں، نکاح و طلاق حلال و حرام ماکولات و مشروبات اور سیاست، تمدن ہر شعبہ میں مسلمانوں کو اسی طرح کمل کیا۔

فرضیت صوم

خدائے قدوس فرماتا ہے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر خدا تعالیٰ تمہارے حق میں آسانیاں چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا یہ ایک مقدم اصول ہے جو تمام احکام اسلام میں مصروف کار نظر آتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے لا رھبانیۃ فی الاسلام اسلام میں جوگی پن نہیں ہے نیز آپ نے ارشاد فرمایا ... فی الاسلام یعنی اسلام میں ترک دنیا کوئی چیز نہیں ہے یہی فرمایا ہے۔ عرب میں یہود اور قریش عاشورہ کے روز صرف ایک روزہ رکھتے تھے، سنہ ۲ھ میں ابھی کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا آپ نے بھی اسی روزہ رکھنے کا حکم دیا یہود کی تقلید مدینہ منورہ میں سامنے تھی ان کے روزہ کی یہ کیفیت تھی کہ عشا کے بعد کھانا پینا حرام سمجھتے تھے اور عورت سے ہمبستر بھی نہ ہوتے تھے ابتدا میں اسلام میں بھی یہی طریق جاری ہوا اہل عرب روزہ کے خوگر و عادی نہ تھے اول اول ان پر روزہ بہت شاق گذرا یہی وجہ ہے کہ اسلام میں روزہ کے متعلق بھی احکام تدریجاً نازل ہوئے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سال میں صرف تین روزے رکھنے کا حکم دیا پھر جب روزہ فرض قرار دیا گیا تو اختیاری امر رہا کہ جو چاہے روزہ رکھے ورنہ چاہے تو اس کے عوض میں ایک غریب کو کھانا کھلا دے کچھ مدت کے بعد لوگوں کے عادی ہو جانے پر فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ جو رمضان کا مہینہ پائے وہ ضرور روزہ رکھے اب تو یہ لازمی فرض بن گیا فدیہ کی اجازت بھی صرف بیماروں اور مسافروں کے لئے رہی۔

اسلام کی آسانیاں

دیگر اقوام میں روزہ کا مطلب صرف اتنا سمجھا جاتا تھا کہ جسم کو تکلیف میں مبتلا کر کے ثواب حاصل کیا جائے اسی لئے وہ گوناگوں تکلیف اٹھاتے اور جو لوگ زیادہ عذاب برداشت کر ... ہوتے وہ اور زیادہ ...

کوئی چیز بچا رکھتا تھا رسول اللہ ﷺ بہ حیثیت اس سے بچتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ آپ سفر میں تھے دیکھا کہ ایک شخص لیٹے ہیں بھیڑ لگی ہوئی ہے معلوم ہوا کہ شدت گرمی میں اس نے روزہ رکھ لیا ہے آپ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا کچھ ثواب کی بات نہیں ہے۔ آپ نے مسلسل روزہ رکھنے یا ہمیشہ روزہ رکھنے سے بھی منع فرمایا ہے راتوں کو عبادت کے لئے جاگتے رہنا اور تمام اشغال کی اجازت [illegible] کی فضیلت بیان کی اور یہی فرمایا کہ تمہاری بیوی کے تم پر حق ہیں [illegible] آنکھ کا بھی حق ہے [illegible]

[illegible]

زکوٰۃ کے [illegible]

[illegible]

جس کے پاس کھانے پینے سے بچ رہتا سب کچھ خیرات کر دیتا صدقہ و خیرات کے ان آیات سے لوگ اس قدر مرغوب تھے کہ بیمار یا کمزور غریب صحابہ اور لوگ صرف اس لئے بازار میں جا کر مزدوری کرتے اور بوجھ اٹھاتے [illegible] کچھ مزدوری ملے تو خیرات کریں اور ثواب میں شریک ہوں [illegible] ایک چھوارا بھی ہو تو خیرات سے نہ چوکیں [illegible] اٹھا کر لاتے اور مزدوری کی قیمت میں [illegible] خیرات و زکوٰۃ کی ترغیب ابتدا ہی سے شروع ہو گئی [illegible] خیرات نہ دینے والوں کے لئے عتاب آمیز آیت نازل [illegible]

[illegible]

[illegible] ہوگیا تو اس کی موت کے بعد [illegible]

اور [illegible] نے [illegible] وصیت کرنے کا حکم [illegible] قرآن [illegible]

ہو [illegible] پر بھی [illegible] قرآن [illegible] شہادت [illegible]

قانون مقرر کیا گیا [illegible] شہادت کو چھپانا [illegible]

[illegible] تفصیلات [illegible]

[illegible] مسلمان ہوئے اور [illegible]

ناگہانی موت مرگیا تو شہادت [illegible] وصیت [illegible]

ہوا یہی صورت [illegible]

[illegible] ایک [illegible] صحابی [illegible]

چھوڑی [illegible] ساری دولت [illegible]

دربار نبوت میں استغاثہ [illegible]

یہ آیت [illegible] نازل [illegible]

[illegible] اللہ [illegible]

[illegible]

کوئی پوچھتا نہیں تھا۔

[illegible] وصیت [illegible]

[illegible]

[illegible] جائز [illegible]

ممنوع ہوگئی [illegible]

اوقاف و حقوق

اسلام [illegible]

[illegible]

گیا تھا کسی [illegible]

[illegible] جائداد [illegible]

[illegible] بعد [illegible]

[illegible] صحابی [illegible]

ہوئی تو ابوطلحہ نے [illegible] یا رسول اللہ [illegible]

[illegible] صدقہ [illegible]

اور ان کا امر [illegible] آپ [illegible] مصحف [illegible]

[illegible]

معاف کر دیں تو اور بات ہے اگر مقتول مسلمان تھا اور وہ کسی دشمن قوم سے تھا تو ایک غلام آزاد کرو اور اگر اس کا تعلق کسی معاہد قوم سے ہو تو خون بہا بھی دو اور ایک غلام بھی آزاد کرو اور اگر قاتل کو مقدور نہ ہو تو اسے پیہم روزے دو ماہ تک رکھنے چاہئیں کہ خدا اس کی طرف رجوع ہو خدا علیم و حکمت والا ہے اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا دوزخ ہے ہمیشہ اس میں رہے گا۔ خدا اس پر غضب اور لعنت بھیجیگا اور اس کے لئے اس نے بڑا عذاب مہیا کیا ہے"

یہ سب سے آخری اعلان تھا۔ تحفظ جان کا اعلان فتح مکہ کے موقعہ پر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کے تمام خون میرے پاؤں کے نیچے ہیں اس کے بعد قتل خطا اور قتل عمد کے خونبہا تحدید فرمادی۔ قتل خطا کا خونبہا اہل قریہ کے لئے چار سو دینار مقرر ہوا۔ حیات دنیوی میں سب سے بہتر شئے جان ہی ہے اور اسلام نے اس کی حرمت کا بیحد خیال کیا ہے خونبہا میں بھی جان کی حرمت ہی کا راز مضمر ہے اس لئے کہ جہاں تک ممکن ہو جان بچ سکے اور آج کی طرح افراد ہند پھانسی نہ دیدی جائیں بلکہ وارثان کو معاف کر دینے کا بھی اختیار ہو۔

رہزنی و چوری

رہزنی و چوری کے متعلق کوئی سزا تجویز نہ ہوئی تھی۔ مختلف مصروفیتوں کے باعث رہزنی البتہ ہوتی رہتی جب چرواہے رہزنوں کے ہاتھوں طرح طرح کے عذاب کے ساتھ مار ڈالے گئے اور مویشی بھی لٹ گئے تو رسول کریم نے انھیں گرفتار کیا اسی عذاب کے ساتھ جیسے کہ انہوں نے چرواہوں کو مارا گیا تھا مروا دیا یہ برابر کا انتقام تھا مگر قدوس کی شان سب سے نرالی اور سب سے زیادہ یکتا اور رحم والی ہے وہ اپنے بندوں پر بھی رحم کر جاتا ہے اور ان ڈاکوؤں کے عذاب پر بھی اسی کو رحم آیا ان کی سزا پر عتاب ہوا اور ڈاکوؤں کے لئے جداگانہ طور پر یہ احکام نازل ہوئے انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادا الخ یعنی ان لوگوں کی سزا جو خدا اور رسول سے لڑتے ہیں ملک میں فساد پھیلاتے ہیں یہی ہے کہ قتل کئے جائیں یا پھانسی دیئے جائیں یا ان کے ادھر ادھر کے ہاتھ یا پاؤں کاٹ ڈالے جائیں یا ملک سے الگ کر دیئے جائیں (یعنی قید ہوں یا جلا وطن) جرم کی نوعیت جیسی ہو۔ جان کے بعد مال بڑی چیز ہے عرب میں اس کے لئے قطع ید کی سزا جاری تھی اسلام نے اس سزا کو قائم رکھا۔ قبیلہ مخزوم کی ایک شریف الخاندان عورت سے چوری کا جرم سرزد ہوا مسلمان اسے سزا سے بچانا چاہتے تھے حضرت اسامہ سے سفارش کرائی گئی آپ کو بہت غصہ آیا اور ایک زبردست خطبہ میں فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کا سبب یہی ہوا ہے کہ وہ نچلے طبقہ کے لوگوں کو تو سزا دیدیتے تھے اور اونچے طبقہ کے لوگوں کے جرم سے درگذر کرتے تھے خدا کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا" یہ تھا مظاہرہ انصاف و عدل نبوی کہ جب عدالت کا کوئی موقع آتا تھا تو آپ تمام مسلمانوں کی متفقہ رائے بھی نہ مانتے تھے اور جہاں ہر معاملہ میں انتہا درجہ رحم و عفو اور درگذر کرنے والے تھے وہاں جرائم کی سزا میں ثبوت ہو جانے کے بعد ہرگز ٹال نہ سکتے تھے۔

زنا و فواحش کا استیصال

زنا کی سزا کے متعلق بھی شروع میں کوئی قانون نہ تھا ۔۔۔ عمل کرتے رہے ۔۔۔ کوئی حکم نہ تھا یہود زانی کا منہ کالا کر کے بازاروں میں تشہیر کر کے سزا دیا کرتے تھے۔ شروع میں یہود کا ایک مقدمہ آپ کے سامنے پیش ہوا آپ نے ان کا قانون پوچھا اور توریت منگا کر حکم دیکھا یہود نے عبارت انگلی رکھکر چھپا دی آخر ایک مسلمان یہودی نے وہ آیت نکال کر دکھائی آپ نے فرمایا خدایا! تیرا حکم ہے جسے لوگوں نے مردہ کر دیا ہے سب سے پہلا شخص میں ہوں گا جو تیرے اس حکم کو زندہ کروں گا چنانچہ آپ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ ۶ھ میں سورہ نور نازل ہوئی اور اس میں زنا کی سزا سو درے مقرر کئے گئے حضرت عمر کا قول تو یہ ہے کہ رجم کی سزا بھی اسلام نے باقی رکھی تھی اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔ بہرکیف احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بن بیاہے کے لئے سو درے اور بیاہوں کے لئے رجم کا حکم ہے ۹ھ میں ماعز اسلمی سے زنا کا جرم سرزد ہوا کسی کو اس کا علم نہ تھا تاہم آپ نے آخرت کے عذاب پر دنیوی سزا کو ترجیح دی اور دربار نبوت میں پہنچکر اقرار جرم کے بعد سزا پانے کی استدعا کی آپ نے تحقیق کے بعد سنگسار کرا دیا۔

اسی طرح قبیلہ غامد کی ایک اور عورت نے حاضر ہو کر بدکاری کا اقرار کیا اور اصرار کیا کہ مجھے سزا دی جائے مجھے حمل رہ گیا ہے آپ نے وضع حمل اور رضاعت تک اسے مہلت دی اس کے بعد یہ خود آ موجود ہوئی آپ نے اسے بھی سنگسار کرا دیا۔

اسلام اور آپ کی تعلیم نے مسلمان زن و مرد کے قلوب میں وہ نور ایمان پیدا کر دیا تھا کہ خود ہی دربار رسالت میں آکر جرم کا اقرار کر لیتے اور سزا دلانے پر اصرار کرتے کیا دنیا کے کسی دور مذہب و ملت کی زندگی میں ایسی بصیرت افروز نظیریں مل سکتی ہیں۔

مے نوشی کا انسداد

شراب ۸ھ میں حرام ہوئی اور اس کے متعلق بتدریج احکام نازل ہوتے رہے اس لئے کہ شراب عرب کی سب سے زیادہ مرغوب چیز تھی تمام ملک اس مرض میں مبتلا تھا بڑے بڑے شرفاء علانیہ پیتے تھے مدینہ منورہ میں کہ معظمہ سے بھی زیادہ اس کا رواج تھا اول میں نور ایمان کی روشنی پیدا ہو چلی تھی لوگوں نے شراب کے متعلق پوچھنا شروع کیا اور حضرت عمرؓ نے دعا مانگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی یسئلونک عن الخمر و المیسر قل فیھما اثم کبیر الخ یعنی لوگ پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کے متعلق کہدو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے فائدے بھی ہیں لیکن فائدے سے گناہ بڑھکر ہے۔ اس آیت پر بھی شراب کے دور چلتے رہے ایک انصاری نے حضرت علی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کی دعوت کی جس میں شراب بھی تھی کھانے کے بعد ہی مغرب کا وقت آگیا حضرت علی نے نماز پڑھائی لیکن نشہ میں کچھ کا کچھ پڑھ گئے حضرت عمرؓ نے پھر دعا کی کہ خداوند کریم حکم صاف صاف بیان کرے اس پر حکم ہوا لا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکاریٰ یعنی نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ جو کچھ تم کہو اسے سمجھ بھی سکو۔ اب اتنا ہوا کہ نماز کے وقت منادی کرادی جاتی کہ مخمور نماز میں شامل نہ ہوں۔ نماز کے سوا باقی تمام اوقات میں بے تکلف شراب پی جاتی رہی ایک دفعہ لوگ شراب پیکر اتنے بدمست ہوئے کہ مار پیٹ تک نوبت پہنچ گئی حضرت عمر نے پھر دعا کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا الذین آمنوا انما الخمر و المیسر و الانصاب الخ یعنی مسلمانو! بلاشبہ شراب اور جوا اور قمار کے تیر ناپاک ہیں آدمی کے کام ہیں تم ان سے باز آؤ تاکہ فلاح پاؤ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ

تمہارے ... [illegible] ... اور اللہ کی
بارے اور شان ... [illegible] ... اور
جا تمام حرام ہو گیا اور ... [illegible] ... اس کی
تجارت بھی جائز نہ ... [illegible] ... معاملہ
کو ہم نے اعلان کر دیا کہ خدا اور اس کے رسول نے شراب اور سور اور بتوں کی خرید و فروخت حرام کر دی ... [illegible] ... کہ کچھ لوگوں نے شراب پی اور یہ سب اسی حالت میں اسی دن شہید ہو گئے اسی پر یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ جو وقت سے پہلے ایسا ہوا اس لئے ان سے کوئی باز پرس نہ ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک شراب خوری کی کوئی خاص سزا مقرر نہ تھی اس جرم میں چالیس درے تک لوگوں کے مارے گئے حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ میں اسی درے کر دی تھی۔

تحفظ عزت وآبرو

پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے کی سزا کا حکم سنہ ۵ھ میں واقعہ افک پر نازل ہوا جو لوگ پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ لا سکیں تو انہیں اسی درے مارو پھر کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو۔ اس طرح ان احکام کے نتیجے اس دنیا میں جان، مال اور آبرو سب سے بڑی اور سب سے اہم و محبوب چیزیں ہیں دیکھئے

... [illegible] ... نے کتنا بہتر ... [illegible] ... حجۃ الوداع کے موقع پر حرم کے اندر ... [illegible] ... اعلان فرمایا کہ:

"مسلمانو! ہر مسلمان کی جان، مال اور آبرو اسی طرح قابل احترام ہے جس طرح اس محترم شہر میں اس محترم مہینہ کے اندر یہ مقدس دن قابل حرمت ہے"

مختصر یہ کہ معاملات میں تمام مسائل کے متعلق بھی اسی طرح تدریجی احکام نازل ہوئے مگر اس مختصر مضمون میں تمام امور پر تبصرہ کی گنجائش نہیں یہ احکام بظاہر بہت سادہ اور سہل ہیں لیکن خوب سمجھ لیجئے اور آج تو فضلائے مغرب تک اس کے معترف ہیں کہ دنیا میں قیام امن اور تحفظ حقوق کے لئے نہ ان سے بہتر احکام نافذ ہوئے نہ مرتب و مدون ہوئے نہ ان کو تصور کیا گیا تمام احکام کے نفاذ میں انسانی طبائع کے رجحان اور نیز نفسیات کے ہر پہلو کو پیش نظر رکھا گیا اور اس خوبی سے تدریجی قدم اٹھایا گیا اور لوگوں کو عادی بنایا گیا کہ عرب ایک قلیل وقت ہی میں تمام رذائل کا خاتمہ ہو گیا اور دنیا گلشن نظر آنے لگا۔ یہ تھی پیغمبر اسلام کی معلمی، شان کیا دنیا نے ایسے [illegible] کبھی پیدا کئے ہیں نہیں اور ہرگز نہیں۔

اللہم صل علی سیدنا محمد و علی آل محمد و بارک وسلم [illegible] ابدا۔

نبی کریم ﷺ

از جناب قاضی خان [illegible]

تحمل و برداشت

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رحم و کرم کے ایک پیکر اور بندگانِ خدا کے لئے واقعی ایک مجسم رحمت تھے آپ کی زندگی کے واقعات روزِ روشن کی طرح دنیا کے سامنے ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ نے کبھی اپنے شدید سے شدید دشمن سے بھی انتقام لیا ہو البتہ آپ احکام الٰہی کی تنفیذ کا فرض ادا کیا کرتے تھے۔ رؤسائے طائف نے آپ کے ساتھ کیا کچھ بدسلوکی نہ کی اور کتنی تکلیفیں نہ پہنچائیں لیکن جب ۹ھ میں ان کا وفد دربارِ نبوی میں حاضر ہوا تو آپ نے صحن مسجد میں ان کو جگہ دی اور عزت و حرمت کے ساتھ پیش آئے۔

پھر قریش کے سلوک کو دیکھو کہ انہوں نے جسم اطہر کو گوناگوں تکالیف پہنچائیں راستہ میں کانٹے بچھائے گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا گالیاں دیں گستاخیاں کیں مذاق اڑایا کبھی مجنون کبھی پاگل کہا کبھی جادوگر بنایا اور سر پر اوجھڑی پھینکی نجاست و گندگی ڈالی ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی المجاز کے بازار میں اسلام کی دعوت دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ لا الٰہ الا اللہ کہو تو نجات پاؤ گے پیچھے پیچھے ابوجہل تھا وہ آپ پر خاک اڑا اڑا کر کہہ رہا تھا لوگو اس شخص کی باتیں نہ سننا یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے دیوتاؤں لات و عزیٰ کو چھوڑ دو۔ آپ نے اس کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا (مسند احمد جلد ۴)

پھر واقعہ افک پر غور کرو منافقین نے کس درجہ اشتعال انگیز حرکت کی اور آپ کی محبوب ترین بیوی حضرت عائشہؓ پر اتہام لگایا اور نہ صرف اتہام لگایا بلکہ دم کے دم میں اس خبر کو تمام مدینہ میں اس طرح پھیلا دیا کہ سارا مدینہ گونج اٹھا اس کا بانی مبانی رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی تھا آپ کو اس کا علم بھی تھا لیکن پھر آپ نے صرف اس قدر کیا کہ مجمع عام میں کھڑے ہو کر فرمایا مسلمانو جو شخص میری ناموس کے متعلق بکواس کرتا ہے اس سے میری داد کون لے سکتا ہے؟ حضرت سعد بن معاذ یہ سن کر بیتاب ہو گئے اور اٹھ کر کہا کہ میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں آپ نام بتائیں اس کا سر اتار دوں۔ سعد بن عبادہ نے جو عبداللہ بن ابی کے حلیف تھے مخالفت کی اس پر دونوں طرف کے حامی کھڑے ہو گئے قریب تھا کہ تلواریں نیام سے باہر آ جائیں آپ نے ہر دو فریق کو ٹھنڈا کیا آخر واقعہ کی تردید خود خدا نے کر دی اور تہمت لگانے والوں کو شرعی سزا دی گئی تاہم عبداللہ بن ابی اس بنا پر چھوڑ دیا گیا کہ اسے تہمت لگانے کا اقرار نہ تھا اور جرم کے لئے شرعی شہادت موجود نہ تھی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک کا روزینہ بند کر لیا تھا آپ نے وہ بھی جلدی کرا دیا۔

مدینہ کے منافق یہودیوں میں سے لبید بن اعصم نے آپ پر سحر کیا مگر آپ نے اس سے کوئی تعرض نہ کیا زید بن سعنہ نے اپنی یہودیت کے زمانہ میں قرض کا تقاضا اس شدت سے کیا کہ آپ کی چادر پکڑ کر کھینچی اور کہنے لگا عبدالمطلب کے گھرانے والے یوں ہی حیلے حوالے کیا کرتے ہو حضرت عمرؓ غصہ سے بہت بیتاب ہو گئے مگر آپ مسکرائے اور فرمایا کہ عمر تم کو غصہ کا حق نہیں تھا تم اسے صرف حسن تقاضا کی تاکید کر سکتے تھے جاؤ اس کا قرض ادا کرکے بیس صاع کھجور زیادہ دیدو۔

اس قسم کی گستاخیوں کے واقعات اکثر پیش آتے تھے اور آپ برابر تحمل اور عفو سے کام لیتے تھے۔ ایک بدو نے آکر مسجد میں پیشاب کر دیا لوگ مارنے کو دوڑ پڑے آپ نے فرمایا جانے دو پانی کا ڈول اس پر بہا دو خدا نے تمہیں آسانی کے لئے بھیجا ہے۔

ایک بدو نے آپ کی چادر اس قدر زور سے پکڑ کر کھینچی کہ گردن سرخ ہو گئی اور کہنے لگا کہ میرے اونٹ غلے سے لاد دے آپ نے لدوا دیئے اور کچھ نہ کہا۔

فتح کی تیاریاں ہو رہی ہیں پورے اخفا سے کام لیا جا رہا ہے۔ حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط جو انہوں نے اطلاع کے لئے ایک عورت کی معرفت قریش کو بھیجا پکڑا جاتا ہے اور راستہ ہی میں عورت گرفتار ہوتی ہے حاطب معذرت چاہتے ہیں آپ انہیں معاف کر دیتے ہیں۔ ایسے مواقع پر معذرت کیسی ہر سیاست داں بلا تامل موت کی سزا تجویز کرتا ہے اور کوئی حکومت انہیں بخشتی لیکن یہاں تو کرم و عفو کا دریا بہ رہا تھا صحابہ کرام کے عتاب کے باوجود آپ درگذر فرماتے ہیں اسی طرح فرات بن حیان ابوسفیان کی طرف سے جاسوسی پر مقرر تھا پکڑا گیا انہیں بھی سزائے موت ملنی چاہیئے تھی مگر آپ نے صرف یہ کہنے پر کہ میں مسلمان ہوں معاف کر دیا بعد کو وہ صدق دل سے مسلمان ہو گیا۔

دشمنوں سے سلوک

کسی قانون اور کسی سلطنت نے کبھی دشمنوں کے ساتھ عفو و درگذر کو روا نہیں رکھا عفو و درگذر کیسی ان سے وہ خوفناک سلوک کئے گئے ہیں کہ ان کے سننے سے روح لرز اٹھتی ہے۔ زندہ جلانا گھوڑوں سے باندھ کر ٹانگیں چروانا اور کھال کھنچوانا عام تھا اور موجودہ دور میں اس عہد میں بھی انہیں سنگینوں پر رکھ لیا جاتا ہے ہوائی جہاز کے گولوں سے تباہ کر دیا جاتا ہے قبر تک سے نعش نکال کر ہڈیاں پسوا دی جاتی ہیں یہاں اخلاق کو کوئی نہیں پوچھتا قانون سیاست کی شمشیر چلتی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیفہ سیاست میں آپ کو ہر جگہ اخلاق کریم کے گل بوٹے نظر آئیں گے اور آپ کے چچا اور اسلام کے قوت بازو کا قاتل وحشی عرصہ حیات کو اپنے اوپر تنگ پا کر آخر خود رحمت عالم کے دامن ہی میں پناہ لیتا ہے آپ فی الفور معاف کر دیتے ہیں اور صرف اتنا کہہ دیتے ہیں کہ میرے سامنے نہ آیا کرو کہ تم کو دیکھ کر مجھے چچا کی یاد آتی ہے۔

ابوسفیان کی بیوی ہندہ حضرت حمزہؓ کا سینہ چاک کر کے دل و جگر کے ٹکڑے کرواتی ہے فتح مکہ کے روز نقاب پوش آتی ہے گستاخیوں کی تلافی چاہتی ہے آپ اسے بھی معاف کر دیتے ہیں اور وہ مسلمان ہو جاتی ہے۔

دشمن اسلام ابوجہل کے فرزند عکرمہ رسول کریم ﷺ کے دس برس پندرہ برس خون کے پیاسے اور شدید ترین دشمن رہے ہیں فتح مکہ کے دن دشمنی کے مارے کہ اب جان کی خیر نہیں یمن بھاگ جاتے ہیں ان کی بیوی مسلمان ہو کر وہاں پہنچتی اور سمجھا کر واپس لاتی ہیں [illegible]

بیں [illegible]
مسلمان [illegible] ہیں [illegible] جاتا ہے [illegible] کی انتہا [illegible] اسی طرح صفوان بن امیہ [illegible] کے [illegible] بن وہب [illegible] کا قتل [illegible] کیا تھا اسلام کے شدید [illegible] تھے فتح مکہ کے دن یہ [illegible] بھاگ گئے [illegible] عمیر [illegible] ان وہ [illegible] صفوان کہتے ہیں کہ مجھے جان کی [illegible] نہیں آتی ہر کیف آپ [illegible] حاضر ہوتے ہیں اور دو ماہ کی مہلت [illegible] خود بخود اسلام لے آتے ہیں کیا تاریخ اسلام کے علاوہ کوئی ایک نظیر بھی اس عدیم المثال عدو نوازی کی تا قیام قیامت پیش کر سکے گی۔

ہبار بن الاسود وہ تھے جنہوں نے آپ کی جگر گوشہ حضرت زینب کو نیزہ مار کر اونٹ کی پشت سے گرا دیا تھا جس سے آپ کا حمل ساقط ہو گیا تھا اسلام دشمنی میں اس کا شدید جرائم کے مرتکب ہوئے تھے فتح مکہ کے روز اشتہاریان قتل کی فہرست میں ہندہ و وحشی کے ساتھ ان کا نام بھی تھا بھاگ کر ایران کی طرف جانے لگے اور بعد میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے اپنی تقصیرات کا اعتراف ہے میں ایران جانا چاہتا تھا مگر حضورؐ کے عفو و کرم کی توقع لوٹا کر کھینچ لائی اب میں مشرف بہ اسلام ہوتا ہوں چشمۂ رحمت ابلا اور ہبار کو قیامت تک کے لئے اپنے دامن میں لے لیا۔

ابو سفیان کی ساری عمر اسلام دشمنی میں گذرتی ہے فتح مکہ کی ساعت تک جتنی جنگیں ہوئیں تقریباً سب میں ان کا ہاتھ مصروف کارفرمائی رہتا ہے فتح مکہ کے دن گرفتار ہو کر سامنے لائے جاتے ہیں حضرت عمرؓ ان کے قتل کا ارادہ کرتے ہیں مگر آپ ان کی سرداری کا احترام کرکے نہ صرف انہیں بخش دیتے ہیں بلکہ ان کے گھر کو دارالامان ہونے کا اعلان کر دیتے ہیں۔

کسی ایک دنیا کے فاتح کا نام بتاؤ جس نے اتنے اشد و شدید دشمن سے اس درجہ کرم فرمایا و سلوک روا رکھا ہو۔ آخر تک سرتابی کرنے والے قبیلہ بنو حنیفہ کا ایک مقتدر رئیس ثمامہ بن اثال اتفاق سے مسلمانوں کے ہاتھ پڑ جاتا ہے آپ حکم دیتے ہیں کہ مسجد کے ستون سے باندھ دو تین دن تک یہ برابر گستاخانہ جواب دیتا رہتا ہے تاہم آپ اس کی رسی کھول دینے کا حکم دیتے ہیں وہ اس خلاف توقع سلوک سے اس قدر متاثر ہوتا ہے کہ مسلمان ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ سے آپ کے مذہب سے اور آپ کے شہر سے زیادہ مبغوض کوئی چیز نہ تھی مگر اب میرے نزدیک ان سے زیادہ محبوب چیز کوئی نہیں اور آپ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہیں جفا کا یہ سلسلہ قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جو اذیتیں دی تھیں وہ تو کوئی بھی [illegible] سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ انہوں نے آپ کو اور آپ کے رفقاء کو تین برس تک شعب ابو طالب میں محصور رکھا تھا اور غلہ کا ایک دانہ تک [illegible] بھوک سے روتے اور تڑپتے تھے تو یہ ظالم ان کی آواز سنکر خوش ہوتے تھے لیکن جب [illegible] پر ایسی ہی مصیبت نازل ہوئی تو رسول کریم نے [illegible] کے ساتھ وہ سلوک کیا جو آج تک کسی نے دشمنوں کے ساتھ [illegible] ثمامہ بن اثال [illegible] مسلمان ہوئے [illegible] مذہب [illegible]

[illegible] رسول اللہ کی اجازت کے [illegible] خدا کی قدرت دیکھو کہ اب وہی [illegible] جنہوں نے تین سال غلہ بند رکھا تھا آپ چاہتے تو یہ [illegible] سے محروم ہی [illegible] یہ جانتے آپ کو ان کی حالت پر رحم آتا ہے اور شام سے غلہ [illegible] لطف و عنایت اور [illegible] مروت کی شعاعیں صرف عرب ہی کی سرزمین پر چمکیں اور پوری دنیا کی پوری تاریخ میں کوئی [illegible] جو آپ کر گئے مسلم و غیر مسلم بصیرت کی آنکھیں وا کرکے ان حقائق کا مطالعہ کریں

منافقین کے ساتھ سلوک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ورود مسعود مدینہ ہونے سے پیشتر تمام اہل یثرب نے عبداللہ بن ابی کو مدینہ کا فرمانروا بنانے پر اتفاق کر لیا تھا آپ کی تشریف لے آنے سے اس کی تمام ترقیات منقطع ہو گئیں اس لئے گو غزوۂ بدر کے بعد اسلام تو لے آیا مگر دل کا کانٹا نہ نکلا اور قلب کا فریب دور [illegible] اس کے تمام پیرو بھی منافقانہ اسلام لائے غرض مدینہ میں منافقوں کی ایک مستقل جماعت قائم ہو گئی یہ لوگ اسلام کے ایسے ہی دشمن تھے جیسے قریش دشمنی سے سازش بھی رکھتے تھے بظاہر سب اسلام ادا کرتے جمعہ جماعت میں شریک ہوتے اور لڑائیوں میں بھی شامل رہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حالات اور ان کے نام و نشان سے واقف تھے لیکن چونکہ شریعت اور قانون کے احکام دلوں کے اسرار سے نہیں بلکہ ظاہری اعمال سے متعلق ہیں اس لئے آپ ان کے کفر کے احکام جاری نہ فرماتے تھے اور ان سے ہمیشہ فیاضانہ سلوک روا رکھتے تھے ایک غزوہ میں ایک مہاجر نے ایک انصاری کے تھپڑ مارا اس نے انصار کی دہائی دی مہاجر نے بھی مہاجرین کی دہائی دی قریب تھا کہ تلواریں چل جائیں لیکن آپ نے روکا اور فرمایا کہ یہ کیا جاہلیت کی باتیں ہیں چنانچہ دونوں رک گئے عبداللہ بن ابی نے سنا تو کہا مدینہ چل کر ان ذلیل مسلمانوں کو نکال دے گا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ تم مہاجرین کی خبرگیری سے ہاتھ اٹھا لو یہ خود تباہ ہو جائیں گے آنحضرتؐ نے عبداللہ بن ابی کو بلا کر پوچھا کہ کیا تم نے یہ الفاظ کہے تھے اس نے صاف انکار کیا حضرت عمرؓ موجود تھے بولے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں آپ نے فرمایا نہیں عمرؓ لوگ چرچا کریں گے کہ محمدؐ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔

پھر غزوۂ احد میں بھی عبداللہ بن ابی عین لڑائی کے وقت تین سو آدمیوں کے ساتھ واپس چلا آیا جس سے مسلمانوں کی قوت کو سخت صدمہ پہنچا یہ کتنا سنگین جرم تھا مگر آپ نے درگزر فرمائی واقعہ افک انہیں کی شرارت کا نتیجہ تھا مسلمانوں میں [illegible] نفاق پیدا کرنے دشمنوں کو ان کے راز پہنچانے اور مختلف النوع شرارتیں کرنے میں بڑی سرگرمی دکھاتے رہتے تھے حضور اکرم چاہتے تو سب کو کچل سکتے تھے مگر آپ کا خلق عظیم ہمیشہ پردہ پوش بنا رہا جب یہ رئیس المنافقین مرا ہے تو آپ نے اس احسان کے بدلے میں کہ اس نے حضرت عباسؓ کو اپنا کرتہ دیا تھا مسلمانوں کی ناراضگی کے باوجود اپنا قمیص اسے پہنا کر دفن کیا۔

مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ سلوک

جہاں ... حضرت ... کی تمام بکریاں ... ہاں ... لیکن آپ ...
تو فرمایا رات بھر تمام اہل بیت ... بھوکے ... رسول کریم کے گھر کا تمام
کاروبار حضرت بلالؓ کے سپرد تھا نادار بھی کی حالت میں بازار سے قرض
لاتے اور جب کہیں سے کوئی رقم آجاتی ادا کر دیتے ایک دن جب آپ اذان
دینے کھڑے ہوئے تو ایک مشرک چند سوداگروں کو لئے ہوئے آیا اور حضرت
بلالؓ سے کہا او حبشی انہوں نے اس بدتہذیبی کے جواب میں لبیک کہا
بولا تجھے خبر ہے وعدہ کے صرف چار دن رہ گئے ہیں قرضہ ادا نہ ہوا تو پکڑ کر
چرانے کے لئے چھوڑ دوں گا یہ سنا بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے
سارا ماجرا کہہ کر کسی طرف نکل جانے کے ارادہ کا اظہار کیا اس کے بعد تیاری
سفر کرنے لگے اتنے میں دربار نبوتؐ سے بلاوا آیا دیکھا تو چار اونٹ غلہ سے
لدے ہوئے کھڑے ہیں یہ رئیس فدک نے بھیجے تھے انہیں فروخت کر کے
قرضہ ادا کیا آپ چاہتے تو اس مشرک کو اس گستاخی کی سزا دے سکتے تھے مگر
آپ نے اس سے کوئی تعرض ہی نہ کیا صلح حدیبیہ کے زمانہ میں حضرت اسماء
کی خالہ جو مشرک تھیں بیٹی کے پاس اعانت کے لئے آئیں انہوں نے رسول کریمؐ
سے استمزاج کیا آپ نے فرمایا اس کے ساتھ نیکی کرو۔ حضرت ابوہریرہؓ کی
کافرماں بھی ان کو گالیاں دیتی تھیں ابوہریرہؓ نے خدمت اقدس میں عرض
کی آپ نے بجائے غیظ و غضب کے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

چند یہودی خدمت اقدس میں آئے اور شرارت سے سلام علیکم کے بجائے
سام علیکم کہا حضرت عائشہؓ کو غصہ آگیا آپ نے روکا اور فرمایا عائشہ بد زبان
نہ بنو لغزش کر نا اللہ ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے۔ ایک یہودی نے آکر شکایت
کی کہ محمد دیکھو ایک مسلمان نے میرے تھپڑ مارا ہے آپ نے اسی وقت اسے بلا کر
زجر فرمایا سر راہ ایک یہودی کا جنازہ گذرا تو آپ کھڑے ہو گئے یہ لوگ غزوہ
خیبر تک برابر شرارت کرتے رہے کبھی دیوار گرا کر دبا دینا چاہا کبھی قریش سے
سازشیں کیں کبھی بغاوت پھیلانے کے منصوبے باندھے اور عہد با بدعہدیاں
کیں مگر آپ ہمیشہ درگزر سے کام لیتے رہے نصاریٰ کا وفد نجران سے آیا آپ
نے مسجد نبوی میں اتارا اور مسجد میں اپنے طریقہ پر نماز پڑھنے کی بھی اجازت دیدی
جب عام مسلمانوں نے روکنا چاہا تو آپ نے منع فرمایا آپ نے تو یہود و نصاریٰ کے
ساتھ کھانے پینے نکاح و معاشرت کی بھی اجازت دیدی تھی۔

قاتلانہ حملہ آوروں سے سلوک

دشمن بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو مخالفت اور نقصان
رسانی کے درپے رہتے ہیں اور ایک وہ جو عین ارتکاب جرم کی نیت کے ساتھ
آتے اور مع اسلحہ گرفتار ہوتے ہیں سراقہ بن جعشم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے سفر کرنے کے لئے ہجرت کی رات کو تعاقب تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر نیزہ بدست
ہوتے ہیں قریب پہنچ کر دو تین مرتبہ کرشمانہ عجائب دیکھتے ہیں اور نیت بد سے توبہ کرتے
ہیں آپ ان کی خواہش پر سند امان لکھ کر عطا کرتے ہیں اور فتح مکہ کے روز ایک لفظ بھی
زبان سے نہیں نکالتے عمیر بن وہب بیش قرار انعام کی توقع پر صفوان بن امیہ کے
اشارہ سے زہر میں بجھی ہوئی تلوار لیکر مدینہ پہنچا ہے دشمن اسلام تو تھا ہی حضرت
عمرؓ اس کے تیور بھانپ کر اسے تنگ پکڑنا چاہتے ہیں آپ منع فرماتے ہیں اور خود اپنے

...
... پہلا اسلام کی دعوت دیتا ہے۔

ایک مہمان ... درخت پر ... لٹکی ... تھے ... تمام ... فرمایا
جو کچھ ہے تو بدو سرہانے خود ہی تلوار لے کر ... بتلا ...
میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے آپ فرماتے ہیں اللہ یہ ...
میں کر لیتا ہے اتنے میں صحابہ کرام بھی آ جاتے ہیں مگر آپ اسے معاف فرما دیتے
ہیں۔ ایک اور شخص ایک دفعہ قتل کا ارادہ کرتا ہے پکڑا گرفتار کر کے لائے
لاتے ہیں وہ دیکھ کر ڈر جاتا ہے آپ فرماتے ہیں ڈرو نہیں اگر قتل بھی کرنا چاہا
اب بھی کر سکتے ہو۔ ایک مرتبہ اسی آدمیوں کا ایک دستہ جبل تنعیم
سے اتر کر آیا اور چپکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہا اتفاقی سے
ہو گئے لیکن آنحضرت نے انہیں چھوڑ دیا اور کچھ نہ کہا۔

غریبوں سے سلوک و محبت

مسلمانوں میں غریب و امیر ہر قسم کے لوگ
تھے مگر آپ غریبوں کے ساتھ اس قسم کا سلوک
کرتے کہ انہیں محرومی دولت کوئی صدمہ نہ پہنچاتی تھی ایک دفعہ قرآن شریف میں بشریت یا
سے ایک فعل آپ سے صادر ہو گیا چند اکابر قریش آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے
انہیں دعوت اسلام دے رہے تھے اسی وقت عبداللہ بن مکتوم بھی تشریف لائے جو
بھی تھے اور نابینا بھی تھے قریش کے رؤسا کو جو سخت متکبر بھی تھے اور مغرور بھی تھے
ناگوار گذری آپ نے عبداللہ کی طرف توجہ نہیں فرمائی اور اس امید پر قریش سے گفتگو
کرتے رہے کہ شاید یہ لوگ اسلام لے آئیں خدائے قدوس جل و علا رب العالمین ہے
یہ امتیاز پسند نہ آیا اور یہ آیت نازل ہوئی "پیغمبر نے ترش روئی کی اور منہ پھیر لیا
اس کے پاس اندھا آیا اے پیغمبر تجھے کیا خبر کہ تیری باتوں سے وہ پاک ہو جاتا
نصیحت حاصل کرتا تو نصیحت اسے فائدہ پہنچاتی لیکن جو بے پروائی کرتا ہے اس کی
تو تیری توجہ ہوتی ہے اور تیرا کیا نقصان ہے اگر وہ پاک و صاف نہ بنے لیکن جو تیرے
پاس دوڑا آتا ہے اور وہ خدا سے بھی ڈرتا ہے تو اس سے بے اعتنائی کرتا ہے
ہرگز نہیں یہ نصیحت عام ہے جو چاہے اسے قبول کرے"۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت پر کھڑے ہو کر دیکھا
کہ زیادہ تر غریب و مفلس ہی لوگ اس میں داخل ہوں گے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص
کو بھی کچھ غرور تھا آپ نے ان سے ایک روز کہا کہ تم کو جو نصرت اور روزی میسر
آتی ہے وہ انہی غریبوں کی بدولت آتی ہے آپ اکثر دعا مانگا کرتے تھے خداوندا مجھے
مسکین زندہ رکھ مسکین اٹھا اور مسکینوں ہی کے ساتھ میرا حشر کر۔ حضرت عائشہؓ
کے استفسار پر آپ نے فرمایا اس لئے کہ یہ دولتمندوں سے پہلے جنت میں جائیں گے
پھر فرمایا کہ مسکین کو اپنے دروازہ سے نامراد نہ پھیرو گو چھوارہ کا ایک ٹکڑا ہی کیوں
نہ ہو اے عائشہ غریبوں سے محبت رکھو اور ان کو اپنے سے نزدیک کرو تو خدا بھی
تم کو اپنے سے نزدیک کرے گا۔ چند غریب مسلمانوں نے خدمت اقدس میں حاضر
ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ امراء ہم سے درجہ اخروی میں بھی بڑھے جاتے ہیں
ہماری طرح وہ بھی نماز روزہ کرتے ہیں لیکن صدقات و خیرات سے جو نیکیاں ملتی
ہیں ان سے ہم محروم ہیں آپ نے فرمایا ہر نماز کے بعد ۳۳ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ
اور الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو اس سے تم امراء سے بڑھ جاؤ گے

بجھ معذرت کے [illegible] سن لیا اللہ پرستانہ شرمندہ کر دیا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء
یعنی یہ خدا کی دین ہے جس کو چاہے دے۔

ایک دفعہ ایک قبیلہ خدمت میں حاضر ہوا حالت اتنی خراب تھی کہ کسی کے بدن پر ثابت کپڑا نہ تھا بعض برہنہ تھے کھالیں بدن سے باندھ لی تھیں تلواریں گلوں میں پڑی ہوئی تھیں آپ ان کی حالت دیکھ کر بیحد متأثر ہوئے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اضطراب میں اندر گئے اور باہر آئے پھر حضرت بلال کو اذان دینے کا حکم دیا نماز کے بعد آپ نے خطبہ دیا اور تمام مسلمانوں کو ان کی امداد کے لئے آمادہ کیا۔

جود و سخا ایک شخص خدمت اقدس میں آیا دیکھا آپ کے سامنے دور تک بکریوں کا ریوڑ کھڑا ہوا ہے اس نے آپ سے سوال کیا آپنے پورا کا پورا ریوڑ اُسے دیدیا اس نے اپنے قبیلہ میں جاکر کہا کہ اسلام قبول کرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے فیاض ہیں کہ مفلس ہو جانے کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ آپ میری حاجت پوری کر دیں چنانچہ آپ اس کے ساتھ تشریف لے گئے اور اس کی حاجت روائی کے بعد نماز ادا کی، آپنے ایک اونٹ خریدا اور اُسے اسی وقت عبداللہ بن عمر کو دیدیا۔ ام المومنین ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو چہرہ متغیر تھا ام سلمہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خیر ہے فرمایا کل جو سات دینار آئے تھے شام ہو گئی اور وہ بستر پر پڑے رہ گئے ابوذر سے آپ نے فرمایا کہ احد پہاڑ اگر میرے لئے سونا ہو جائے تو میں کبھی یہ پسند نہ کروں گا کہ تین راتیں گذر جائیں اور میرے پاس ایک دینار بھی رہ جائے تو بار گذرتا ہے۔ یہ حالت تھی کہ گھر میں نقد کی قسم سے کوئی چیز موجود ہوتی تو جب تک کل خیرات نہ کر دی جاتی گھر میں آرام نہ فرماتے رئیس فدک نے ایک مرتبہ چار اونٹ غلہ بار کرکے خدمت نبوی میں بھیجا اس سے قرضہ ادا کرایا پوچھا کچھ باقی تو نہیں رہا حضرت بلال نے کہا بچ تو رہا آپ نے فرمایا جب تک کچھ باقی رہے گا میں گھر میں نہ جاؤں گا۔ حضرت بلال رض نے کہا یا رسول اللہ کیا کروں کوئی سائل نہیں ملتا غرض دوسرے دن جب خیرات ہو گیا تو آپ گھر پر گئے۔ غزوۂ حنین میں جو کچھ ملا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خیرات کر کر واپس آ رہے تھے راہ میں بدوؤں کو خبر لگی کہ آپ تشریف لا رہے ہیں آس پاس سے دوڑ کر آئے اور لپٹ گئے کہ ہمیں بھی کچھ عنایت ہو آپ انبوہ سے گھبرا کر ایک درخت کی آڑ میں کھڑے ہو گئے انہوں نے ردائے مبارک کھینچ لی اس کشمکش میں آپ کی ردائے مبارک اتر گئی اور ان کے ہاتھ میں آ گئی یا فیاض عالم بولے بھئی انھیں ردا دو خدا کی قسم اگر جنگل درختوں کی برابر بھی اونٹ میرے پاس ہوتے تو میں سب تم کو دیدیتا۔

ایک دفعہ بحرین سے خراج آیا یہ رقم اتنی کثیر تھی کہ اس سے پہلے کبھی اتنی رقم مدینہ منورہ نہ آئی تھی آپنے اُسے صحن مسجد میں ڈلوا دیا اس کے بعد جب تشریف لائے تو اس کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ فراغت نماز کے بعد آپنے اس کی تقسیم شروع کی جو سامنے آتا اُسے دیتے چلے جاتے حضرت عباس غزوہ بدر کے بعد نادار ہو رہے تھے انھیں اتنا دیا کہ اٹھا کر چل نہیں سکتے تھے اور لوگوں کو بھی عنایت فرماتے جاتے تھے جب کچھ نہ رہا تو کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ کھانے پینے کی چیزوں میں معمولی سے معمولی چیز بھی تنہا نہ کھاتے بلکہ تمام صحابہ کو شریک فرما لیتے ایک دفعہ ایک شخص نے کچھ مانگا آپ نے فرمایا اس وقت میرے پاس کچھ نہیں تم میرے نام سے قرض لے لو حضرت عمر رض بھی ساتھ تھے عرض کی آپ کے پاس جو کچھ موجود نہیں تو آپ پر کیا ذمہ داری ہے ایک اور صاحب حاضر تھے انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ دیئے جایئے اور عرش والے خدا سے نہ ڈریئے وہ آپ کو محتاج نہ کرے گا آپ فرط بشاشت سے مسکرا دیئے۔

حضور کریم کی حیات مقدس اس قسم کے دریا دلانہ واقعات سے لبریز ہے مگر ہم نے جستہ جستہ امور کا انتخاب کیا مسلمان دیکھیں اور غور کریں کہ اسی نبی کی امت آپ مختلف جماعتوں اور مختلف مذاہب کے افراد سے کیسا رحیمانہ سلوک کرتے تھے افسوس مسلمانوں نے غفلت کی چادر اوڑھ لی اور اپنے والی و آقا کے سوانح حیات سے ناواقف ہو گئے ورنہ وہ اگر اسی روشنی میں قدم اٹھاتے تو دین و دنیا کی نعمتیں ان پر قربان ہوتیں۔

رسول کریم بحیثیت معلم اخلاق

از حضرت مولانا ناصر الدین [illegible] صاحب [illegible]

اخلاق نبوی کی شمیم افروزیاں

اخلاقی [illegible] میں سرور کائنات [illegible]

کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم بحیثیت معلم اخلاق انبیاء کرام میں امتیازی شان رکھتے ہیں درس اخلاق آپ کی ہر صبح ہر شام اور ہر واقعہ کی حیات کا ایک باب نظر آتے گا حسن اخلاق آپ کی ہر ادا سے لبریز دکھائی نظر آئے گی لیکن دنیا جانتی ہے کہ اخلاق واعظوں میں تعلیم خواہ کتنی ہی مفید اور کتنی ہی پاکیزہ ہو ہرگز اتنی موثر نہیں ہو گی جتنا موثر خود ان کا عملی نمونہ ہوتا ہے بلاشبہ دنیا کے معلمین اخلاق میں مسیح اور گوتم بدھ کو بڑا اور عظیم درجہ حاصل ہے لیکن ان کے صفحات زندگی کی ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ پڑھ جاؤ لیکن ان کے نذرین قدس اور سنہری مقولوں کی تائید میں کہیں ایک واقعہ اور ایک عملی نمونہ بھی نظر نہ آئے گا بخلاف ازیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اقدس کا یہ اہم حصہ ہے کہ آپ نے جو تعلیم دی اس کا عملی نمونہ بھی دنیا کے سامنے بڑے طمطراق اور بڑی شان کے ساتھ پیش کیا آپ اخلاق وعمل کی جو تلقین دوسروں کو کرتے خود بھی اس کا عملی پیکر بن جاتے آپ کی کتاب زندگی کے تمام اوراق دنیا کے سامنے کھلے پڑے ہیں آپ کی تعلیم اور قرآن واحادیث کی مجلدات بھی موجود ہیں لیکن ان میں کسی جگہ بھی قول وفعل میں مو برابر بھی تباین نظر نہ آئے گا بقول حضرت عائشہؓ کے آپ کا اخلاق ہمہ تن قرآن تھا۔

اخلاق انسانی کا سب سے نمایاں اور سب سے مقدم پہلو یہ ہے کہ جس کام کو اختیار کیا جائے اس پر اس استقامت واستقلال کے ساتھ قائم رہے کہ نہ فطرت ثانیہ بن جائے اور خود انجام پذیر ہوتا رہے اس طرح جس طرح کہ درخت پر پھول اور پھول میں خوشبو از خود پیدا ہوتی اور از خود کھلتی رہتی ہے شدت پابندی انسان کو اس کا خوگر بنا دیتی ہے رسول کریمؐ کا ارشاد ہے کہ خدا کے نزدیک سب سے محبوب وہ کام ہے جس پر انسان سب سے زیادہ مداومت کرے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ کا عمل اس پر کتنا اور کس حد تک رہا ہے صحیح بخاری میں روایت ہے کہ آنحضرتؐ کوئی کام کرتے تو اس پر مداومت فرماتے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ راتوں کو اٹھ اٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے کبھی رات کی یہ عبادت ترک نہ کی کبھی مزاج اقدس ناساز ہی ہوتا تو بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔

جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آپ مجھے جب دیکھتے مسکرا دیا کرتے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں اور آپ مجھے دیکھ کر مسکرا نہ دیں۔ نوافل کی تعداد خواب وبیداری کی مقررہ ساعات ہر شخص سے ملنے جلنے کے طرز وانداز، نماز اور تسبیح وتہلیل کے اوقات میں کبھی فرق نہیں آیا۔

حسن خلق آپ نہایت نرم مزاج، نیک سیرت اور خوش اخلاق تھے کسی کی دل شکنی گوارا نہ کرتے تھے گفتگو میں وقار وشگفتگی ہوتی تھی اور چہرہ ہر وقت متبسم رہتا تھا سلام میں تقدیم کرتے اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیتے جب تک دوسرا ہاتھ نہ ہٹاتا خود بھی نہ چھوڑتے کوئی کان میں بات

کان تو جب تک وہ خود نہ ہٹا لیتا آپ بھی نہ ہٹاتے مجلس میں ہمنشینوں سے آگے نکلے ہوئے نہ ہوتے۔ [illegible] خود بہ نفس نفیس انجام دیتے اور صحابہ کی آمادگی کو منظور نہ فرماتے عباد بن شرحبیل بھوک کے غلبہ سے بیتاب ہو کر ایک باغ میں گھس کچھ کھا لئے اور کچھ دامن میں رکھ لئے باغ کے مالک کو پتہ لگا تو پکڑ کر اور کپڑے اتروا لئے یہ آنحضرتؐ کے پاس شکایت لیکر آئے مالک باغ تھا آپ نے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ جاہل تھا اس کو تعلیم دو بھوکا تھا اسے کھانا کھلانا تھا یہ کہکر کپڑے واپس دلوا دئے اور [illegible] اپنے پاس سے عنایت فرمایا۔

کسی شخص کی کوئی بات ناپسند آتی تو اکثر اس کے سامنے اس کا ذکرہ [illegible] ایک دفعہ ایک صاحب زرد کپڑے پہنکر خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے [illegible] جب وہ اٹھکر چلے گئے تو لوگوں سے کہا کہ ان سے کہدینا کہ یہ رنگ بدل ڈالیں

ایک دفعہ ایک شخص نے باریابی کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اچھا آنے دو اپنے قبیلہ کا اچھا آدمی نہیں ہے جب وہ خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو نہایت نرمی کے ساتھ گفتگو کی۔ عائشہؓ نے تعجب کیا کہ آپ تو اس نرمی وملاطفت سے پیش آئے ہوئے آپ نے فرمایا خدا کے نزدیک سب سے برا شخص وہ ہے جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔

یہود دشمن اسلام اور حد درجہ شقی تھے لیکن رسول کریمؐ ان یہودیوں کے ساتھ ہمیشہ لطف ونرمی کا برتاؤ کرتے ان سے وارد [illegible] سخت سے سخت کی حالت میں صرف اس قدر فرماتے اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ اپنے رضاعی بھائی بہناں کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ حضرت ابوذر مشہور صحابی تھے خدمت میں حاضر ہوئے تو لیٹے ہوئے تھے دیکھکر کھڑے ہو گئے اور سینہ سے لگا لیا حضرت جعفر جب حبش سے واپس ہوئے تو آپ نے ان کو گلے لگا لیا اور ان کی پیشانی کو چوم لیا ایک دفعہ راستہ سے گذر رہے تھے ایک مقام پر مسلمان اور کافر ومنافق بھی بیٹھے ہوئے تھے آپ نے سب کو سلام کیا کسی کی کوئی بات بری معلوم ہوتی مجلس میں نام لیکر اس کا ذکر نہیں کرتے تھے بلکہ صیغہ تعمیم کے ساتھ فرماتے تھے کہ لوگ ایسا کرتے ہیں لوگ ایسا کہتے ہیں بعض لوگوں کی یہ عادت ہے بالفاظ اس لئے اختیار فرماتے تھے کہ شخص مخصوص کی ذلت نہ ہو اور اس کے احساس غیرت میں کمی نہ آنے پائے کبھی کوئی برا کلمہ زبان سے نہ نکالتے عیب جو اور تنگ گیر نہ تھے کسی کی بات پوری نہ کرتے تھے جن باتوں پر لوگ ہنستے آپ بھی مسکرا دیتے کوئی بیباکی سے گفتگو کرتا تو تحمل کرتے درمیان میں کبھی بات شروع نہ کرتے نہایت بیلطف، بیباز [illegible] اور خوش صحبت تھے ا م لیکن کبھی کسی پر لعنت نہ کی کبھی کسی غلام لونڈی کا دل دکھایا نہ [illegible] کرنے [illegible] اور [illegible] رحم دیانت اور تواضع و خاکساری کا پیکر تھے دوست دشمن [illegible] منظور [illegible] دلاگر سے [illegible] حضرت [illegible] حیات میں طبیعت کی روانی اور مزاج کی نرمی [illegible] کا

[illegible]
کرتے [illegible]

حسن معاملہ

ایک ... حسن معاملہ کا اعتراف ... [illegible] ... سے پہلے ... [illegible] ... سے کہہ ... آپ ... شریک تجارت تھے لیکن معاملہ ہمیشہ صاف رکھا۔ آپ نے ایک ... سے کھجوریں قرض لیں ایک انصاری ... یہ قرض ادا کر دیا اس نے کہا کہ ... کھجوریں تو اچھی نہیں انصاری بولے رسول اللہ کی کھجوریں لینے سے انکار کرتے ہو ... رسول اللہ عدل نہ کریں گے تو اور کس سے توقع کی جائے گی یہ جملے سنے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے کہا یہ بالکل سچ ہے۔

ایک دفعہ کسی سے اونٹ قرض لیا اور اس سے بہتر واپس کیا اور فرمایا کہ سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنا قرض خوش معاملگی سے ادا کرتے ہیں۔ کسی سے چالیس ہزار لیا وہ گم ہو گیا تو آپ نے اس کا تاوان اول کر دیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں تین دن سے زیادہ ایک دینار بھی اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کرتا بجز اس دینار کے جس کو قرض ادا کرنے کے انتظار میں رکھ چھوڑتا ہوں۔ غرض یہ ہے کہ حسن معاملت میں آپ مشہور تھے صدہا یہودیوں سے قرض لیا سینکڑوں معاملے پڑے اور ہزاروں کاروباری واقعات پیش آئے لیکن آپ کی ذات سے کبھی کسی کو شکوہ و شکایت کا موقع نہیں ملا اور آپ نے نہ صرف حسن معاملت کی تلقین کی بلکہ بہترین عملی نمونہ پیش کیا۔

ایثار

ایک صحابی نے شادی کی سامان ولیمہ کے لئے گھر میں کچھ نہ تھا آنحضرت نے ان سے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ وہ گئے اور جا کر لے آئے حالانکہ کاشانہ نبوت میں اس ذخیرہ کے سوا شام کے کھانے کو کچھ نہ تھا۔ ایک دفعہ ایک غفاری آکر مہمان ہوا رات کو کھانے کے لئے صرف بکری کا دودھ تھا وہ آپ نے اس کی نذر کر دیا یہ تمام رات خانہ نبوی میں فاقہ سے گذری حالانکہ اس سے پہلی شب میں بھی یہاں فاقہ ہی تھا۔ یہودان بنو نضیر میں سے ۳ھ میں مخیریق نامی ایک شخص نے اپنے سات باغ آنحضرت کو وصیت کر دیئے عرب کے باغات ہی سب سے بہتر جائداد ہیں آپ نے سب خدا کی راہ میں وقف کر دیئے جو کچھ پیدا ہوتا تھا غرباء اور مساکین کو دے دیا جاتا تھا۔

ایک دفعہ حضرت علی نے کسی امر کی درخواست کی فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تم کو دوں اور اہل صفہ کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ وہ بھوک سے اپنے پیٹ پکڑے پھریں۔ حضرت بی بی فاطمہ کو کتنی پیاری بیٹی تھیں کتنی تکالیف اٹھاتی رہیں جب غزوہ میں کنیزیں آئیں تو فرمایا کہ آپ ایک کنیز مجھے حوالہ کر دیں آپ نے ارشاد فرمایا ابھی اصحاب صفہ کا انتظام نہیں ہوا اور جب تک ان کا بندوبست نہ ہو لے میں ادھر توجہ نہیں کر سکتا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت زبیر کی صاحبزادیاں خدمت اقدس میں گئیں اور اپنے افلاس و تنگدستی کی شکایت کر کے عرض کی کہ اب کے غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے دو ایک ہم کو بھی مل جائیں آپ نے فرمایا بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے ہیں کبھی ایسا ہوتا کہ مسلمان آ جاتے اور گھر میں جو کچھ موجود رہتا وہ ان کی نذر ہو جاتا اور تمام اہل و عیال فاقے کرتے اور آپ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اپنے ... [illegible] ... شریک ... آپ کے یہاں ہوتے ... [illegible]

... [illegible] ... آپ خود نفیس ... [illegible] ... حاضر ہوتے تھے ... واپس نہ آتے تھے

گداگری سے نفرت

ایک دفعہ ... [illegible] ... آکر سوال کرتے آپ نے ان کا سوال ... [illegible] ... نہیں کیا جب کچھ نہ رہا تو آپ نے فرمایا کہ جب تک میرے پاس کچھ ... [illegible] ... لیکن جو شخص صبر سے یہ دعا مانگے کہ وہ سے سوال و گداگری کی ذلت سے بچائے تو وہ اس کو بچا دیتا ہے جو خدا سے غنا کا طالب ہوتا ہے خدا سے غنا کی دولت عطا فرماتا ہے اور جو صبر کرتا ہے اللہ اس کو صابر بنا دیتا ہے اور صبر سے کوئی بہتر اور وسیع تر نعمت کسی کو نہیں ملی ہے۔

حکیم بن حزام فتح مکہ میں اسلام لائے تھے ایک دفعہ انہوں نے آپ سے کچھ طلب کیا آپ نے عنایت فرمایا کچھ دن کے بعد پھر مانگا آپ نے پھر ان کو دیا تیسری دفعہ پھر سوال کیا پھر کچھ مرحمت فرمایا اس کے بعد کہا۔ اے حکیم یہ دولت سبز و شیریں ہے جو استغنا کے ساتھ اس کو قبول کرتا ہے اس کو برکت ملتی ہے اور جو حرص و طمع کے ساتھ اس کو حاصل کرتا ہے وہ اس سے محروم رہتا ہے اور اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کھاتا چلا جاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا دست بالا دست زیریں سے بہتر ہے حکیم پر اس نصیحت کا یہ اثر ہوا کہ جب تک زندہ رہے کبھی کسی سے کوئی معمولی چیز بھی نہیں مانگی (صحیح بخاری صفحہ ۱۹۹)

حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدقات کا مال تقسیم فرما رہے تھے کہ دو صاحب آکر سائل ہوئے آپ نے ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ تنو مند اور ہاتھ پاؤں کے درست معلوم ہوئے آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں اس میں سے دے سکتا ہوں لیکن غنی تندرست اور کام کرنے کے لائق لوگوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ قبیصہ نامی ایک صاحب نے ایک صاحب نے آکر عرض کی کہ میں مقروض ہو گیا ہوں آپ نے وعدہ کر لیا اور اس کے بعد ارشاد فرمایا اے قبیصہ سوال کرنا اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا صرف تین شخصوں کو روا ہے ایک اس شخص کو جو قرض سے زیر بار ہو وہ مانگ سکتا ہے لیکن جب اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو اسکو رک جانا چاہیئے دوسرے اس شخص کو جس پر کوئی ایسی ناگہانی مصیبت آئی جس نے اس کے تمام سرمایہ کو برباد کر دیا اس کو اپنی حالت درست ہونے تک مانگنا جائز ہے جب حالت کسی قدر سنبھل جائے تو بند کر دے۔ تیسرے وہ شخص جو مبتلائے فاقہ ہو اور محلہ کے تین معتبر آدمی گواہی دیں کہ ہاں اس کو فاقہ ہے اس کے علاوہ جو کوئی کچھ مانگ کر حاصل کرتا ہے وہ حرام کھاتا ہے۔

ان احادیث اور اسوہ حسنہ سے یہی نہیں کہ آپ کے اخلاق کی بلندی و پاکیزگی پر تیز روشنی پڑتی ہے بلکہ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ دیتے ہی جاتے تھے اور نہایت عمدگی و خوبصورتی کے ساتھ سمجھاتے اور نکات واضح کرتے چلے جاتے ہیں باتوں ہی باتوں میں آپ وہ کچھ بتا جاتے تھے جو اور لوگ ہزاروں درس و مواعظ میں بھی نہ بتا سکتے تھے۔

تقشف و رہبانیت کا انسداد

رسول کریم تقشف اور رہبانیت کو ناپسند فرماتے تھے

بعض لوگ ترک دنیا پر آمادہ تھے بعض ناداری کی وجہ سے بیاہ نہ کر سکتے تھے اور چونکہ ضبط نفس کی قدرت بھی نہ رکھتے تھے اس لئے چاہتے تھے کہ اعضا قطع

[illegible] ان سے گھر [illegible] وقت [illegible]

[illegible] ہمیشہ روزہ رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا [illegible] حضرت عبداللہ بن عمرؓ نہایت مرتاض زاہد تھے آپ [illegible] ہمیشہ دن کو روزہ رکھیں گے اور رات کو عبادت کریں گے آپ نے [illegible] بلا کر دریافت کیا کہ یہ سچ ہے؟ عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا کہ تم پر تمہارے جسم کا حق ہے آنکھ کا حق ہے بیوی کا حق ہے مہینہ میں تین روزے کافی ہیں۔ عبداللہ بولے مجھے اس سے بھی زیادہ قدرت ہے فرمایا اچھا تیسرے دن [illegible] زیادہ طاقت ہے ارشاد ہوا ایک روز درمیان دیکر یہی حضرت داؤد کا روزہ اور یہی افضل الصیام ہے انہوں نے کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں ارشاد فرمایا پس اس سے زیادہ بہتر نہیں۔

ایک دفعہ حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جوان آدمی ہوں نکاح کرنے کی مقدرت نہیں طاقت ضبط ہے دو مرتبہ تو آپ خاموش رہے تیسری مرتبہ فرمایا کہ خدا کا حکم ٹل نہیں سکتا۔

قبیلہ باہلہ کے ایک صاحب سال بھر کے بعد واپس آئے آپ نے دریافت کیا کہ تم تو خوش جمال تھے تمہاری صورت کیوں بگڑ گئی عرض کی کہ سال بھر سے مسلسل روزے رکھ رہا ہوں فرمانے لگے کیوں اپنی جان کو عذاب میں ڈال رکھا ہے؟ رمضان کے علاوہ ہر مہینہ میں ایک روز کا روزہ کافی ہے بہت اصرار کے بعد فرمایا کہ اچھا شہر حرام میں اور روزے رکھ لیا کرو۔

ایک روز چند صحابہ محض اس غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ کی عبادت کا حال دریافت کریں سمجھتے تھے رات دن عبادت کرتے ہوں گے مگر معیار کے موافق جواب نہ پاکر کہنے لگے کہ آپ کا کیا ہے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو چکے ہیں ہم تو عمر بھر روزے رکھیں گے ایک بولا میں کبھی شادی نہ کروں گا آپ نے سن لیا فرمایا کہ خدا کی قسم میں تم سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں تاہم روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو شخص میرے طریقے پر نہیں چلتا وہ میری جماعت سے خارج ہے

کسی غزوہ میں ایک صحابی کا گذر ایک غار پر ہوا کہنے لگے کہ یا رسول اللہؐ مجھے ایک غار مل گیا ہے ضرورت کی سب چیزیں مہیا ہیں دل چاہتا ہے کہ ترک دنیا کر لوں آپ نے فرمایا کہ یہودیت یا نصرانیت لیکر دنیا میں نہیں آیا ہوں آسان اسمٰعیل ابراہیمی مذہب لیکر آیا ہوں (مسند ابن حنبل) چونکہ ترک دنیا کو بزرگی و عظمت کی چیز سمجھتے ہیں وہ ان احادیث قدسی کا مطالعہ کریں ترک دنیا ثواب کا باعث نہیں بلکہ ایک گناہ ہے آپ نے اسے کبھی پسند نہیں کیا اور مذہب کی ہمیشہ آسان صورتیں لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہے تاکہ وہ گھبرا نہ جائیں اور دین و دنیا دونوں کی ترقی کی طرف مائل ہوں فی الحقیقت اسلام ہی وہ مذہب ہے جو اپنے پیروؤں کو اجتماعی حیثیت سے ابھارنا اور دینی اور دنیوی ترقیات سے بیک وقت روشناس اور بہرہ مند کرنا چاہتا ہے۔

عیادت و غمخواری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں کی عیادت کا

[illegible]

[illegible] بستر پر [illegible] کردے گئے [illegible] لوگ [illegible] کہنے لگے کہ ہم سمجھتا تھا کہ [illegible] کی شہادت کا سب سامان تیار کر لیا تھا آپ نے فرمایا ان کو نیت کا ثواب مل چکا

حضرت جابر بیمار ہوئے گھر فاصلہ پر تھا مگر آپ ان کی عیادت کو جاتے ہوتی تو وضو کا بچا ہوا پانی ان کے منہ پر چھڑکتے ایک اور صاحب بیمار ہوئے آپ چند دفعہ عیادت کو گئے شب کے وقت انتقال ہو گیا لوگوں نے تکلیف کے خیال سے اندھیری رات تھی اطلاع نہ کی صبح کو معلوم ہوا تو آپ نے شکایت کی اور قبر پر جاکر نماز جنازہ پڑھی۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے غزوۂ احد میں شہادت پائی کفار نے ہاتھ کاٹ ڈالے ان کی نعش سامنے لاکر رکھی گئی اور چادر ڈال دی گئی آپ کے صاحبزادے نے کئی بار چادر اٹھانی چاہی مگر حاضرین نے روکا آنحضرتؐ نے وہ دیر کا جا کر کے چادر اٹھانے کا حکم دیا چادر کا اٹھنا تھا کہ عبداللہ کی بہن بے اختیار چلا اٹھیں آپ نے فرمایا رونے کی بات نہیں فرشتے ان کو اپنے پروں کے سایہ میں لے گئے۔ (بخاری)

حضرت سعد بن عبادہ بیمار ہوئے آپ عیادت کو تشریف لے گئے دیکھ کر آپ کو رقت طاری ہو گئی اور آنکھوں سے آنسو نکل آئے آپ کو روتا دیکھ کر سب رونے لگے۔ ایک حبشی مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا مر گیا تو کسی نے خبر نہ کی آپ کو خبر ہوئی تو بہت افسوس ہوا قبر دریافت کی اور جاکر نماز پڑھی۔ (بخاری)

جنازہ جاتے دیکھتے تو آپ کھڑے ہو جاتے بخاری میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جنازہ جاتا ہو تو یا اس کے ساتھ جاؤ ورنہ کم از کم کھڑے ہو جاؤ اور اس وقت تک کھڑے رہو جب تک جنازہ سامنے ہے (بخاری)

آپ نہایت رقیق القلب تھے اعزہ کی وفات کا بہت صدمہ ہوتا تھا تاہم نوحہ اور ماتم کو ناپسند فرماتے تھے۔ حضرت جعفرؓ سے آپ کو بہت محبت تھی جب ان کی شہادت کی اطلاع موصول ہوئی ہے تو آپ کو بہت رنج ہوا عورتیں رو رہی تھیں دو مرتبہ آپ نے منع کرایا نہ مانیں تو فرمایا جاکر ان کے منہ میں خاک ڈال دو

رقیق القلبی

ایک مرتبہ ایک صحابی ایام جاہلیت کا قصہ سنانے لگے کہ میری ایک چھوٹی لڑکی تھی اسے زمین میں گاڑ دیا وہ ابا ابا کہکر پکار رہی تھی اور میں اس پر مٹی کے ڈھیلے ڈال رہا تھا یہ ماجرائے قساوت سنکر حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے آپ نے فرمایا اس قصہ کا اعادہ کرو دوبارہ سنکر اس قدر روئے کہ روتے روتے محاسن مبارک تر ہو گئے۔

مصعب بن عمیر ایک صحابی تھے جو بڑے ناز و نعمت میں پلے تھے ان کے والدین بیش قیمت سے بیش قیمت ان کو پہناتے تھے خدا نے ان کو اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور وہ مسلمان ہو گئے یہ دیکھکر کہ لڑکے نے اپنے آبائی مذہب کو ترک کر دیا؟ والدین کی محبت و شفقت عداوت سے بدل گئی ایک دفعہ وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں جو حاضر ہوئے تو یہ حال تھا کہ جسم پر جو چادر تھی وہ بھی تار تار [illegible]

[illegible]

[illegible] میں بیمار [illegible] ان کے [illegible]

[illegible] نہیں [illegible] مسلمانہ [illegible]

[illegible] بھی [illegible] کا سب [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] رنج بھی تو آپ نے سخت افسوس فرمایا۔ غزوہ احد کے بعد جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو گھر گھر شہیدوں کا ماتم بپا تھا مستورات اپنے شہیدوں کا ذکر کر رہی تھیں یہ دیکھ کر آپ کا دل بھر آیا اور فرمایا کہ حمزہ کا کوئی نوحہ خواں نہیں۔ انسان تو انسان آپ حیوانوں تک کی تکلیف گوارا نہیں کرتے [illegible] انہیں تکلیف میں دیکھ کر تڑپ جاتے تھے۔

غلاموں پر شفقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غلاموں کا اتنا خیال تھا کہ آپ نے اپنا جیسا کھلانے اور پہنانے کی تو ہدایت فرمائی ہی تھی لیکن اس کے بعد یہ بھی حکم دیا تھا کہ کوئی "میرا غلام" "میری لونڈی" نہ کہے "میرا بچہ" اور "میری بچی" کہے اور غلام بھی اپنے آقا کو خداوند نہ کہیں۔ خداوند خدا ہے آقا کہیں مرض الموت میں بالکل آخری وصیت یہ تھی کہ غلاموں کے معاملہ میں خدا سے ڈرنا۔ حضرت ابوذر بہت بلند مرتبہ صحابی تھے ان کے غلام نے رسول کریم سے جا کر شکایت کی کہ مجھے

[illegible] تو انہیں کھلاؤ جو خود کھاؤ انہیں پہناؤ جو خود پہنو اگر ان سے کام لو تو خود بھی اعانت کر دیا کرو۔

ایک دفعہ آپ نے حضرت ابو مسعود انصاری کو دیکھا کہ آپ اپنے غلام کو [illegible] پیچھے سے آواز آئی ابو مسعود! جس قدر تم کو اس غلام پر اختیار ہے اس سے زیادہ تم پر اختیار ہے۔ ابو مسعود نے مڑ کر جو دیکھا تو رسول کریم تھے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے لوجہ اللہ اس غلام کو آزاد کیا فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے تو آتش دوزخ تم کو چھو لیتی۔ اسی طرح آپ نے ایک صاحب کو اپنی لونڈی کو [illegible] دیکھا تو حکم دیا کہ اسے آزاد کر دو جب مال غنیمت تقسیم ہوتا تو آپ اس میں سے غلاموں کا حصہ بھی دیتے تھے۔

جو غلام نئے آزاد ہوتے تھے چونکہ ان کے پاس کوئی مالی سرمایہ نہ ہوتا تھا اس لئے جو آمدنی وصول ہوتی تھی اس میں سے سب سے پہلے انہیں عنایت کرتے تھے غرض یہ کہ ہمارے نبی کریم کی اخلاقی زندگی اور آپ کے خصائل و عادات اور طریق معاشرت و معیشت اس قدر بلند اس قدر ارفع اور اتنا شاندار تھا کہ اس کی نظیر مادر گیتی نے آج تک پیدا کی اور نہ پیدا کر سکے گی۔ فرزندان توحید کو اس سے بڑے بڑے گراں بہا سبق حاصل ہو سکتے ہیں۔

تاریخ مکہ معظمہ

اگر آپ گھر بیٹھے حرم محترم بیت اللہ کی زیارت کرنا چاہیں تو تاریخ مکہ معظمہ منگائیے یہ وہ بے نظیر کتاب ہے جس سے جزیرۃ العرب کے تمام و کمال حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ یہ اس وادی غیر ذی زرع کی کل تاریخ ہے جو آدم مرحوم کے بعد حضرت ابراہیم کا آباد کیا ہوا خطہ تھا۔ یہ اس مقدس مکان کی تاریخ ہے جس کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل نے پہلی مرتبہ بنایا تھا یہ اس خطہ مطہر کی تاریخ ہے جہاں اس کے مٹانے والے اصحاب فیل کو ابابیلوں سے مٹا دیا ہر مسلمان کو جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے اس قبلہ کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے اس کتاب میں تاریخ حج اور مناسک وغیرہ کی بھی پوری تفصیل ہے اور خانہ کعبہ مقام صفا و مروہ منا چاہ زمزم اور ابواب کعبہ نیز ضروری مقامات کے فوٹو بھی ہیں [illegible] ترقیوں اور حجاج کی کافی سہولتوں کا بھی تذکرہ ہے علاوہ قبلہ کی معلومات اور تاریخ کی واقفیت کے ایام حج میں ساتھ رکھنی بھی ضروری ہے قیمت ۱۲ محصول ۲ کل عہ

تاریخ مدینہ

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک نادر کتاب ہے معہ فوٹو شہر مدینہ و روضہ حضور اقدس و نقشہ غلاف روضہ مبارک و نقشہ مسجد نبوی۔ کون مسلمان ہے جسے آقائے نامدار حبیب کردگار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو یقیناً ہر مسلمان جس کو حضور سے محبت ہے اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا لہٰذا ہم نے بصرف کثیر برادران اسلام کے لئے تیار کیا ہے جس میں تاریخ کی مستند کتابوں کی ورق گردانی کے بعد مدینہ طیبہ کے صحیح صحیح حالات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جو جو واقعات پیش آئے ہیں ان کا مفصل تذکرہ موجود ہے غرضیکہ یہ کتاب آج تک کے حالات سے لبریز ہے اور اب ابن سعود کے زمانہ میں جس قدر مقابر و آثار کی شکست و ریخت ہوئی ہے ان سب کی تاریخی اہمیت بتلائی گئی ہے عاشقان نبی کریم کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۲ کل عہ

تاریخ حبیب اللہ

مولائے کریم حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حالات ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگوں نے لکھے ہیں بعض نے خوارق کو اہمیت دی ہے بعض نے معجزات کو بالا کیا ہے بعض نے ضعیف مگر موثر روایات سے بزم میلاد کو گرما گرم کیا ہے لیکن علمائے دیوبند سے جس عالم نے بھی سیرت حبیب پر قلم اٹھایا ہے اس نے ہر چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سے بڑی روایات اور [illegible] نیز مستند حوالہ اور تحقیق کے نہیں لکھا اس لئے دیوبندی میلاد ناموں میں کوئی روایت اور کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوتا جس پر ذرا بھی شک عاید ہو سکے [illegible] کی اہمیت کو فضول کہنا بھی گناہ ہے۔ یہ تاریخ اسلام بھی ہے تاریخ حالات رسول بھی ایک ایک واقعہ حدیث کی ترازو میں تلا ہوا ہے گو کتاب والہانہ [illegible] سے معمور نہیں ہے لیکن سنجیدہ اور متین نظموں سے بھی خالی نہیں ہے اور بے حد دلکش آپ اپنی نظیر ہے۔ اس کی ضخامت دو سو صفحوں کے اندر ہے اور قیمت صرف ۱۲ ہے محصول ۶ کل ایک روپیہ دو آنہ میں آپ تک پہنچے گی

تینوں کتابوں کے ملنے کا پتہ: **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

رسول کریم بحیثیت معلم تعلیم

از جناب مولوی محمد حسن صاحب ایم اے ایجوکیشنل انسپکٹر ۔۔۔

اسلام کا نظام تعلیم

بعثت نبوی سے پیشتر ارض عالم ایک ظلمتکدہ جہالت بنا ہوا تھا اور کہیں کوشعاع علم چند نفوس تک محدود ہو کر رہ گئی تھی اور جہاں کچھ روشنی تھی وہاں چند جاہلوں اور چند نفوس تک محدود ہو کر رہ گئی تھی اور مجال نہیں کہ اس کی کرنیں کہیں پھوٹ کر باہر جا سکیں ہندوستان میں برہمن ایران میں زرتشتی یورپ میں پادری مصر میں راہب یہود میں احبار اور بدھوں میں بھکشو علم کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے تھے پھر ٹھیکیدار بھی ایسے تو ہرج نہ تھا وہ تو خزینہ علم کے تنہا مالک بن بیٹھے تھے اور اپنے موضوعات کے خلاف کسی کے اجتہاد کے متحمل نہ ہو سکتے تھے ارض ہند میں شودروں کو تو زیور علم سے روک دیا گیا تھا اور نہ صرف روکا گیا تھا بلکہ ان کے لئے تحصیل علم جرم قرار پا گئی تھی ویش تجارتی تجارت میں مصروف کر دیئے گئے تھے چھتریوں کا شغل صرف ملکی تحفظ اور جنگ و جدال تھا اور علوم کو برہمنوں نے اپنے لئے وقف کر کے سب پر اس کے دروازے بند کر دیئے تھے یورپ میں بھی یہی حالت تھی کیا مجال تھا کہ کوئی شخص پادریوں کی اجازت کے بغیر منظر علم کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی دیکھ سکے کسی کو اجازت بھی مل گئی اور شاذ و نادر پڑھ بھی لیا تو معلم بھی تھے اور انہی کا فیصلہ اور انہی کا اجتہاد بلا رہتا تھا گیلیلیو نے کہیں یہ ثابت کیا کہ زمین گول ہے اور آفتاب کے گرد گھومتی ہے پاپائیت کی قہر آلود جبین کے تیور بدل گئے اسے کفر کا فتویٰ نہ دیا گیا اور کہہ دیا گیا کہ یہ نظریہ مذہبی تعلیمات کے خلاف ہے چنانچہ یہ شخص اسی علمی انکشاف کے جرم میں موت کے آغوش میں دے دیا گیا یونان کی ناصفہ بانی ہیپشیا اپنے فضل و کمال کے جرم میں مصر کی شاہراہوں پر خاک و خون میں آغشتہ کر دی گئی اور ایک وہ کیا یورپ و مصر میں صد ہا فضلا بجرم عشق علم فنا کی چکی میں پیس کر رکھ دیئے گئے اور خزینہ داران علوم کے ظلم نے انہیں دنیا سے گمنام رکھا ہر جگہ یہی کذبیاں اٹھ رہی تھیں اور جدھر دیکھو تعلیم و تعلم پر پابندیاں اور ممانعتوں کے قفل پڑے ہوئے تھے عرب بھی کیسی بیکسی کا شکار تھا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت کوئی باضابطہ اسکول کوئی کالج اور کوئی شہرت یاب درسگاہ دنیا کے کسی حصہ میں بھی موجود تھی ہمیں اعتراف ہے کہ کسی عہد میں ہندوستان مصر یونان نے علمی میدانوں میں بڑی بڑی جولانیاں دکھائی تھیں بڑا اکمال حاصل کیا تھا لیکن اول تو یہ صدیوں کی لپیٹ اور مرور زمانہ کی گردش میں آکر ایک فسانہ کہن بن چکا تھا دوسرے یہ ترقیات محض ایک محدود طبقہ اور محدود جماعت کی ترقیات تھیں اور جو کچھ حاصل کیا گیا تھا وہ سینہ بسینہ کی حیثیت رکھتا تھا عمومیت علم کو کبھی نصیب نہ ہوئی تھی نہ کوئی ایسی مذہبی رسم یا عبادت کا کوئی طریق ایسا تھا کہ ہر انسان علم کے سیکھنے پر مجبور ہوتا عیسائیوں میں تو محض اقرار معاصی اور پادریوں کے ہاتھ پر توبہ ہی بخشش کے لئے کافی تھی۔ ہندو میں چند بھجنوں کا پڑھ لینا منتروں کا رٹ لینا دیوتا کے درشن کر لینا پوری عبادت کے مترادف تھا مجوسیوں میں آگ کو پوج لینا صابیوں میں ستارہ پرستی کر لینا اور یہود میں ایک قدر بعنوان رکھ کر لی ہوتی آئیں پڑھ لینا عبادت تھا چنانچہ پیشوا ہی اپنے اقتدار کی خاطر کسی کو پڑھنا لکھنا نہ دیا کرتے تھے پھر علم عام نہیں ہوتا تو کیسے ہوتا

اسلام سے پیشتر دنیا کی جہالت و ظلمت

ڈریپر صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"یہ وہ زمانہ تھا کہ کلیسائے عیسوی کا شیرازہ پادریوں کے حب جاہ و خود غرضی نفس کی وجہ سے پراگندہ ہو رہا تھا اجتماعات کو شان اجماع بخشنے کے بجائے اکثر کونسلوں کے اجلاس منعقد ہوتے تھے لیکن انعقاد کا اصل مقصد پوشیدہ رکھا جاتا تھا بسا اوقات ان کونسلوں میں جبر و تشدد اور رعونت کا سماں نظر آتا تھا مغرب میں بطریق کا عہدہ دولت و تمول عیش و عشرت اور شکوہ و طمطراق کی ایسی نیت آزما ترغیبات پیش کرتا تھا کہ اس عہدہ پر کسی پادری کے نامزد ہوتے وقت خونریز ہنگاموں کا واقع ہونا عام بات ہو گئی تھی تمام فرقوں میں انتہائی نفرت و فساد کی روح موجود رہتی تھی"

(معرکہ مذہب و سائنس صفحہ ۱)

پروفیسر لیکی صاحب لکھتے ہیں:-

"کلیسا کی اشاعت بربریوں کے درمیان ہو رہی تھی جنہیں علم و تمدن سے کوئی مس نہ تھا ظلم و جبر مکر و فریب اور آوارگی اور اوباشی کی وہ گرم بازاری تھی کہ انسان ان کی داستانیں پڑھتے پڑھتے اکتا جاتا ہے بلکہ فرانس کے گورنر اور ملکہ برنہارٹ کا تبرا بنی فوق تشا ہیوں اور بے حیائیوں کے اعتبار سے ایک سے ایک بڑھا ہوا تھا ہر فرقہ نے فسق و فجور کو اپنا شعار بنا رکھا تھا غرض اس زمانہ کی تاریخ کا ہر صفحہ ظلم و شقاوت سنگدلی و توحش اور بد طینتی و نفس پرستی کے مناظر کا ایک گھناؤنا نمونہ ہے"

(تاریخ اخلاق یورپ جلد ۲)

مشہور مورخ مسٹر ایڈورڈ گبن اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ:-

"مکہ اور سارے جزیرہ نمائے عرب پر ایک عرصہ دراز سے روحانی موت طاری چلی آ رہی تھی یہودیت اور مسیحیت کا جو اثر عرب پر پڑا وہ صرف اتنا ہی اثر ہوا تھا جیسے ایک پرسکون جھیل کی سطح پر کچھ لہریں ابھر آئیں اور تہ میں بدستور سکون قائم رہے یہ لوگ وہم پرستی اور شقاوت و بیکاری میں ڈوبے ہوئے تھے ایک عام دستور یہ تھا کہ بڑے بیٹے کو باپ کی جائداد کے ساتھ اس کی بیویاں بھی ترکہ میں مل جاتی تھیں دختر کشی عام تھی حشر و نشر کے عقیدہ سے ناآشنا تھے شدید بت پرستی کے خوگر تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اس ملک میں کسی اصلاح مذہبی کا ہو جانا اب ہی بعید از قیاس معلوم ہوتا تھا کیا کہ ان کا ملکی و سیاسی حیثیت سے ایک قوم بنانا بت پرستی کے انسداد کی سعی مصری و شامی مسیحیت کی طرف سے صدیوں تک جاری رہی مگر کوئی کامیابی کبھی نہ ہوئی"

(تاریخ زوال و سلطنت روما باب ۵۰)

ہوا ہے اور ... تعلیم ... ہی روشنی ... نے اسے بہت
بڑا احسان قرار دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے لقد من اللہ علی المومنین اذ
بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم
ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین
حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان انہی میں سے رسول مبعوث کیا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے ان کا تزکیہ کرتا ہے کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یہ کہ اس سے پہلے وہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

تعلیمات قرآنی کی جامعیت

قرآن کے ایجاز و بلاغت کی ایک دنیا معترف ہے جیسے تلے الفاظ ہوتے ہیں اور ایک آیت میں بے شمار معانی کو مرکوز کئے ہوتے متعدد واقعات المنشرح کرتا اور سب کچھ بتاتا اور سمجھاتا چلا جاتا ہے غور کیجئے کہ اس ایک ہی کتاب میں کتنی باتیں واضح کی گئی ہیں احسان پہ احسان جتایا گیا پھر یہ بھی بتایا گیا کہ احسان کن باتوں کا ہے اولاً تمہاری قوم ہی میں سے رسول پیدا کیا گیا ثانیاً وہ تمہاری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے ثالثاً تزکیہ نفوس کرتا ہے رابعاً قرآن کی تعلیم دیتا ہے خامساً حکمت وعقل بتاتا ہے سادساً اس سے پہلے سب ڈگر گمراہی میں تھے اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ معلم ربانی تھے جن کے خاص ذریعے انسانوں پر اللہ کا کلام پڑھنا کہ اس سے قلوب میں اس قدر رقت پیدا ہو، تزکیہ نفوس کر کے اعلیٰ مدارج روحانی پر پہنچانا اور قرآن، عقلیات وسائنس و فلسفہ کی تعلیم دینا تھے اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ تعلیم آپ نے کس طرح دی کیونکر دی اور اس کے کیا نتائج دنیا میں رونما ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم معلم ربانی تھے اس لئے آپ کو اللہ کی رحمت ہی میں تربیت دی گئی اور تمام طریقہائے تعلیم جبرئیل امین کے ذریعہ آپ کو الہام کئے گئے غار حرا میں آپ نے مجاہدات شروع کئے اور جب انوار ربانی کو جذب کرنے کی طاقت آپ کے قلب میں پیدا ہو گئی تو جبرئیل امین کے ذریعہ آپ کو وہ تعلیم پہنچنے لگی جو رب حقیقی اپنے بندوں کو دینا چاہتا تھا سب سے پہلے آپ نے جو تعلیم شروع کی وہ نسل انسانی کے اتحاد اور عالمگیر اخوت اور توحید و رسالت کی تعلیم تھی گو یہ تعلیم خفیہ رہی اس کا یہ اثر ہوا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت علی مرتضیٰ حضرت زید بن ثابت حضرت ابوبکر صدیق حضرت عثمان حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن وقاص وغیرہ اسلام لے آئے پھر ربانی حکم نازل ہوا کہ جو کچھ تمہیں بتایا اور سکھایا گیا ہے اسے علانیہ اور واشگاف طور پر بیان کرو چنانچہ آپ نے اپنے حکم ربی کے مطابق سب سے پہلے اپنے اعزہ واقربا کو جمع کر کے تعلیم دی کہ خدائے واحد لاشریک پر ایمان لاؤ ورنہ شدید عذاب میں گرفتار ہو گے اس کے بعد حرم کعبہ میں تشریف لے جا کر توحید کی حمایت اور بتوں کے خلاف نعرہ لگایا یہ تعلیم وہاں توحید بتوں کی سخت توہین سمجھی گئی اور مشرکین عرب آپ پر تلواریں لیکر ٹوٹ پڑے اور آپ کو بچانے کے لئے آڑے آنے والے حضرت حارث ابن ابی ہالہ پر اتنی تلواریں پڑیں کہ وہیں جان بحق ہو گئے اس وقت تک مسلمانوں کی تعداد چالیس تک پہنچ چکی تھی اس لئے کفار نے تعلیم توحید کو روکنے کے لئے شدید ذرائع اختیار کئے ہر طرح ستایا اور فاقہ تین برس تک شعب ابی طالب میں محصور کر کے آب ودانہ بند کر دیا حضرت ارقم کے مکان

... گھر میں آپ رہتے تھے گرفتار کر کے ... پر لٹا دیا حضرت بلال حبشی کو گرم ریت پر لٹا کر مارا اور حضرت خباب کو انگاروں سے داغا کیا یہ قیامتیں برابر ٹوٹتی رہیں۔

طائف میں بھی یہی اذیتیں سہنی پڑیں مگر وہاں بھی ایک شخص اس تعلیم سے متاثر ہو ہی گیا اب آپ نے حج کے اجتماع اور مختلف میلوں پر ہونے والے ہجوم میں تعلیم شروع کی ان میلوں میں قبیلہ بنی ذہل کے سامنے آپ نے جو تعلیم پیش کی اس کا ایک نمونہ یہ ہے کہ آپ نے سورہ انعام کی یہ آیات پڑھیں کہ

"کہو میں تمہیں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کونسی باتیں حرام کی ہیں یعنی خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ ماں باپ کے ساتھ احسان کرو افلاس وعسرت کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرو ہم ہی تمہیں اور انہیں روزی دیتے ہیں فحش باتوں کے قریب ہی نہ جاؤ خواہ یہ باتیں ظاہر ہوں یا پوشیدہ کسی کو قتل نہ کرو بجز اس صورت کے کہ اس کا قتل کرنا جائز ہو یہ نصیحت ہے جو تم کو کی جاتی ہے تاکہ تم سمجھو اور اس سے بصیرت حاصل کرو۔"

اس قبیلہ کو یہ تعلیم پسند تو آئی مگر اس نے ایران کی حکومت کے کسی معاہدہ ہونے کے باعث مسلمان ہونے سے انکار کر دیا۔

یثرب میں تعلیم کی نشر و اشاعت

آپ بالکل مایوس نہ ہوئے اور اب آپ نے ان لوگوں کو جو مدینہ سے مکہ آتے رہتے تھے اسلام کی تعلیم دی اور قرآنی آیات پڑھ کر سنائیں جو شخص مسلمان ہو گئے اور قرآن کا وہ حصہ جو اس وقت تک نازل ہو چکا تھا لیکر واپس بھیجے گئے اب اس تعلیم کے معلم مکہ میں خود رسالت مآب تھے یا حضرت جعفر اور مدینہ میں یہ نو مسلم دوسرے سال کے اجتماع میں بارہ مسلمان ہوئے اور اس تعلیم کا مدینہ میں چرچا پھیلنے لگا اور اب آپ نے حضرت مصعب بن عمیر کو انہیں تعلیم اسلام کا درس دینے کے لئے مقرر کر دیا ان بارہ مسلمانوں نے عقبہ میں رسول کریم کے ہاتھ پر بیعت کی یہی قبیلہ بنی ذہل کی تعلیم کا نمونہ آپ دیکھ چکے اب عقبہ میں جو تعلیم دی اس کا نمونہ بھی ملاحظہ کیجئے۔

"آؤ مجھ سے بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے چوری نہ کرو گے زنا نہ کرو گے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے کسی پر بہتان نہ باندھو گے نیک باتوں میں میری نافرمانی نہ کرو گے پھر جس نے تم میں سے ان باتوں کو پورا کیا اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو کوئی بھی اس اصول سے الگ ہوا اور اس دنیا میں اسے اس سبب سے تکلیف دی گئی تو یہ اس کے لئے کفارہ ہے اور جو اس سے الگ ہوا اللہ تعالیٰ نے اس کا عیب چھپا دیا تو اس کا اجر اللہ کی طرف ہے چاہے عذاب دے اور چاہے چھوڑ دے" (بخاری شریف)

یہ کتنی پاکیزہ اور مستقل تعلیم ہے اور کون ہے جو قیامت تک اس میں کوئی ترمیم واصلاح کر سکے اور سب سے بڑی کہ بدکاری، چوری، افترا پردازی، قتل اولاد وغیرہ جیسی باتیں ہیں ماں باپ سے احسان بڑی بات ہے آپ نے فواحش کو خواہ وہ چھپے ہوئے ہوں یا ظاہر بالکل ممنوع قرار دیا دنیا کا کوئی مصلح اس سے بہتر اور سچی تعلیم دے سکتا ہے پھر آپ کی تعلیم محض علمی ہی نہ تھی آپ نے محض تعلیم ہی نہیں دی بلکہ جو کچھ سکھایا مسلمانوں کو اس کا عامل بنا دیا غرض

ہیں آپ تمام معلمین عالم سے ممتاز ہیں اس علم میں [illegible] دیں اور دوسری طرف کتاب کے [illegible] وجہ بڑھتے رہے آخر آپ مکہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مکہ معظمہ میں جتنی سورتیں اور آیتیں نازل ہوئیں وہ محض ثواب و عقاب اور عقائد کے متعلق تھیں ان میں یہ واضح کیا جاتا تھا کہ فلاں کام کرو گے تو جنت کی بشارت سے بہرہ ور ہو گے اور فلاں کام کرو گے تو جہنم کا عذاب دیا جائے گا مقصود یہ تھا کہ قلب میں استعداد و رقت پیدا ہو جائے لیکن مدینہ پہنچ کر عام تعلیم شروع ہو گئی اور فتوحات کی وسعت کے ساتھ جا بجا معلم مقرر ہونے لگے۔

ترقی تعلیم کے لئے باقاعدہ جدوجہد

عرب میں کوئی مستقل ملکی نظام بھی اور کوئی حکومت اور کوئی تمدن تو تھا نہیں ورنہ ہنوز اسلام اتنی ترقی حاصل کر سکا تھا اور نہ اس کا نظام اتنا مکمل ہوا تھا کہ باضابطہ طریق پر مدرسے کھلتے اور اسکول قائم کئے جاتے اس لئے جو کچھ کیا گیا وہ انفرادی طور پر کیا گیا یہاں بھی اسلام کو ایک امتیاز حاصل ہے ورنہ دنیا کی اس وقت تک ہی نہیں بلکہ اب تک یہی دستور رہا ہے کہ فتوحات کے بعد سالہا سال اپنی قوت کے استحکام اور قیام امن میں گذر جاتے ہیں اور کہیں صدیوں بعد تعلیم کی طرف توجہ منعطف ہوتی ہے یورپ کو اس اصول سے عمومیت تعلیم کا کچھ اہتمام لیوی گیا ہے ورنہ اب سے پہلے تعلیم محض چند طبقوں اور لوگوں تک محدود تھی تعلیم کو عام کرنے اور فتوحات کے ابتدائی زمانہ ہی میں تعلیم کی طرف متوجہ ہونے کا خیال اسلام اور صرف اسلام ہی کو ہوا اور پھر اس دور کی ابتدائی تعلیم سے آتا ہی کیا ہے صرف نوشت و خواند کی اہلیت نہ کوئی مذہبی سبق ملتا ہے البتہ اخلاقی معاشرتی تمدنی اور سیاسی البتہ یہ کوشش کی جاتی ہے کہ پڑھنے والے جو پڑھیں اس کے عامل بھی بنیں لیکن رسول کریمؐ نے جو نظام تعلیم قائم کیا وہ کسی طبقہ اور کسی فرقہ سے مخصوص نہ تھا عام تھا تعلیم مذہبی اخلاقی، انتظامی اور سیاسی و روحانی تھی اور جو کچھ پڑھایا جاتا تھا اس پر عمل کرنا بھی اتنا ہی ضروری تھا جتنا کہ اس کا پڑھنا تاریخ کے تمام صفحات کھنگال ڈالئے دنیا بھر کے تمام قدیم و جدید تعلیمی نظاموں پر نظر ڈالی جائے اور کرۂ ارض کے چپہ چپہ پر ڈھونڈئیے کہیں بھی تو آپ کو ایسی پاکیزہ اتنی عام اور ایسی علمی و عملی تعلیم نظر نہ آئے گی اور نہ یہ مناظر کہیں دکھائی دیں گے یا تو عرب میں جہالت کا یہ عالم تھا کہ شرفاء میں پڑھنا لکھنا تک معیوب خیال کیا جاتا تھا یا کچھ دنوں بعد مدینہ منورہ میں یہ حالت ہو جاتی ہے کہ ایک ایک گھر فقہ حدیث قرآن و تفسیر کا دارالعلم بن جاتا ہے نشر علوم کی پہلی صورت تو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں دوسری کسی جو اپنی وسعت کے اعتبار سے خاص اہمیت رکھتی ہے یہ تھی کہ ہر جماعت اور ہر قبیلہ میں ایسے معلموں کے مستقل رہنے اور بسنے کا انتظام کیا گیا جو تعلیم و ارشاد کے فرائض انجام دے سکیں قبیلہ کو تعلیم بھی دیں اور مسائل سے بھی آگاہ کریں قرآن کریم میں اسی کے متعلق حکم صادر ہوا تھا کہ سب کے سب مسلمان تو سفر کر کے مدینہ نہیں آ سکتے اس لئے ہر قبیلہ کے ایک گروہ کو آنا چاہئے تاکہ وہ شریعت اور دین میں تفقہ حاصل کریں۔ اور واپس جا کر اپنی قوم کو ڈرائیں شاید کہ لوگ بری باتوں سے بچ جائیں اور اس سے اجتناب کریں۔

قبائل کی تعلیم کا اہتمام

[illegible] ایک جماعت آتی تھی اور آپ کی خدمت میں رہ کر تعلیمات اسلامیہ سے بہرہ اندوز ہوتی تھی حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عرب کے ہر قبیلہ کا ایک گروہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس جاتا تھا اور آپ سے مذہبی امور دریافت کرتا تھا اور دین میں تفقہ حاصل کرتا تھا داعیان اسلام جو اطراف عرب میں بھیجے جاتے تھے انہیں بھی ہدایت کی جاتی تھی کہ لوگوں کو وطن چھوڑ کر مدینہ آنے اور یہیں مستقل طور پر رہنے کی تلقین کریں اس کا نام ہجرت تھا اس بنا پر بیعت کی دو قسمیں بیعت اعرابی اور بیعت ہجرت قرار پائیں بیعت اعرابی صرف ان بدوؤں کے لئے تھی جنہیں مدینہ رکھ کر تعلیم دینا مقصود ہوتا تھا اسی بنا پر بہت سے عرب خاندان اپنے گھروں سے ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے تھے حضرت ابو موسیٰ اشعری پچاس شخصوں کو لیکر آئے اور مدینہ میں آباد ہو گئے

تعلیم و ارشاد کے مختلف طریقے تھے جن میں سے ایک طریقہ یہ تھا کہ دس بیس دن یا مہینہ دو مہینہ رہکر عقائد اور فقہ کے ضروری مسائل سیکھ لیتے تھے اور اپنے قبائل میں واپس جاتے تھے اور ان کو تعلیم دیتے تھے مثلاً مالک بن الحویرث جب جماعت لیکر آئے تو بیس دن تک قیام کیا اور ضروری مسائل کی تعلیم حاصل کی جب چلنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے خاندان میں واپس جاؤ اور ان میں رہکر انہیں احکام شریعت کی تعلیم دو اور جس طرح مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھو۔

اسلام کی اولین یونیورسٹی

دوسرا طریقہ رسول کریم کے خطبات تھے تیسرا طریقہ یہ تھا کہ لوگ براہ راست آپ کے پاس آتے جاتے اور ضروری تعلیم حاصل کرتے رہتے تھے۔ چوتھا طریقہ درس و تدریس کا مستقل انتظام تھا جس کی مظہر جامع صفہ ہے مسجد نبویؐ کی تعمیر کے ساتھ آپ نے ایک وسیع چبوترہ بنوایا تھا جس پر کھجور کی لکڑی اور پتوں کی چھت تھی یہاں آپ نے طلباء اسلام کی تعلیم و تدریس کا بندوبست کیا اس کی صورت بالکل آج کل کی یونیورسٹیوں جیسی تھی بورڈنگ بھی تھا اور کالج بھی یہ طلبا یہاں پڑھتے بھی تھے اور رہتے بھی تھے اور یہاں انہیں علمی عملی مذہبی اخلاقی اور معاشرتی ہر قسم کی تعلیم دی جاتی تھی اس یونیورسٹی میں وہی طلباء داخل ہو سکتے تھے جو دنیوی تعلقات سے آزاد ہوتے تھے پڑھنے لکھنے کے سوا کوئی کام نہ ہوتا تھا جب کسی کی شادی ہو جاتی تھی وہ اس جامعہ سے خارج کر دیا جاتا تھا اس جامعہ کے پرنسپل یا معلم خاص تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے یہ لوگ ایک وقت مقررہ پر مسجد نبوی میں حاضر ہو جاتے اور احادیث سنتے رہتے تھے تعلیم و تدریس کا وقت رات کو مقرر کیا گیا تھا متعدد معلم ان کی تعلیم کے لئے مقرر تھے متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جامعہ کے معلمین میں حضرت عبادہ بن الصامت بھی تھے جو مشہور صاحب علم گذرے ہیں اور جنہیں حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں تعلیم فقہ و قرآن کے لئے فلسطین بھیجا تھا ابو داؤد میں حضرت عبادہ بن الصامت سے روایت ہے کہ میں نے اہل صفہ میں سے چند لوگوں کو قرآن مجید اور لکھنے کی تعلیم دی اس کے صلہ میں مجھے ایک شخص نے تحفۃً ایک کمان دی درس و تدریس کا سلسلہ شب بھر جاری رہتا تھا اس وقت کی اصطلاح میں جامعہ کے طالب علم قراء کہلاتے تھے ان کی تعداد [illegible]

کوئی شادی کرلیتا اور وہ جماعت سے خارج ہوجاتا تو اس کی جگہ دوسرے طلبا آجاتے اسی طرح فارغ التحصیل طلبا کی جگہ بھی اسی طرح پر ہوجاتی تھی بہرکیف ان کی مجموعی تعداد کم وبیش ... ستر تک رہتی تھی اس سے زیادہ جگہ ہی نہ تھی۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب صفہ کے علاوہ غالباً قلت گنجائش کے باعث کسی اور جگہ بھی ... کے قراء (طلبا) رات کو تعلیم پاتے تھے مسند امام حنبل میں ہے کہ حضرت انس سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ میں سے ستر اشخاص رات کو ایک معلم کے پاس جاتے تھے اور صبح تک درس میں مشغول رہتے تھے (مسند جلد ۳)

طلبا کی غربت وسرگرمی

صفہ کے طالب علم اس درجہ غریب و نادار تھے کہ نہ پہننے کو کپڑا تھا اور نہ کھانے کو روٹی ان میں سے کسی ایک کے پاس بھی ایک کپڑے سے زیادہ نہ تھا جسے گردن سے باندھ کر گھٹنوں تک چھوڑ دیتے تھے کہ چادر اور تہمت دونوں کا کام دے فاقہ پر فاقہ گذرتے تھے دو دو دن تک کھانا نصیب نہ ہوتا تھا اکثر ایسا ہوتا کہ عین نماز میں فاقہ اور بھوک کے ضعف سے غش کھاکر گر پڑتے اور دوسرے انہیں اٹھاتے لیکن اس غربت مصیبت اور افلاس و عسرت میں بھی ان کی سرگرمی و جہد عدیم النظیر خودداری وقار کا یہ عالم تھا کہ خود کسی کے سامنے کبھی دست سوال دراز نہیں کیا کسی کے سامنے اپنی مصیبت کی شکایت نہ کی اگر تعلیم سے وقت ملتا تھا مگر یہ بھی یہ لوگ پاؤں توڑ کر نہ بیٹھتے تھے اور جنگل سے لکڑیاں چن لاتے تھے جنہیں فروخت کرکے نصف رقم تو خیرات کردیتے تھے اور نصف سے اپنا خرچ چلاتے تھے (صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معلم مربی اور سرپرست تھے اور ان کی تکالیف کا بجد خیال رکھتے تھے آپ کے پاس جب کہیں سے صدقہ کا کھانا آتا تو سب کا سب انہی کے پاس بھیج دیتے اور دعوت کا کھانا آتا تو انہیں بلا لیتے اور خود ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے بعض اوقات شام کو آپ انہیں مہاجر وانصار پر تقسیم کردیتے یعنی اپنے مقدور بھر ہر شخص ایک ایک دو دو کو اپنے ساتھ لیجائے اور انہیں کھانا کھلائے حضرت سعد بن عبادہ نہایت دولتمند اور فیاض تھے وہ کبھی کبھی اسی اسی مہمانوں کو اپنے ساتھ لیجاتے انہیں اس قدر توجہ اور خیال یہ تھا کہ جب ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فاطمہ نے درخواست کی کہ چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے ہیں ایک کنیز مجھے بھی کام میں امداد کے لئے عنایت ہو تو آپ نے جواب دیا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ میں تم کو دوں اور صفہ والے بھوکے مریں ابھی تو انہی کا انتظام نہیں کرسکا ہوں۔

اسی طرح حضرت علی کی ایک درخواست پر آپ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ میں تم کو دوں اور اہل صفہ کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ وہ بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر لپیٹے پھریں۔ صحابہ کرام میں سب سے مفلس یہی گروہ اصحاب صفہ کا تھا اور صحابہ مختلف مشاغل تجارت صنعت اور زراعت وغیرہ میں مصروف رہتے تھے مگر ان میں تعلیم عبادت کے سوا اور کوئی نہ تھا اور نہ فرصت وہ مسلمانوں کے لئے عالم کی حیثیت رکھتے تھے آپ ان کی اعانت کی طرف برابر سب کو توجہ دلاتے رہتے تھے صفات کی آمدنی قرآن کے لئے وقف تھی۔

نکات قرآنی پرغور وتوجہ

چونکہ اصحاب صفہ کو آیات قرآنی کے علمی وعملی ... الفاظ ومعانی کی تعلیم دی جاتی تھی تفسیر بھی سکھائی جاتی تھیں نیز تعلیم بہت فاضلانہ نوعیت رکھتی تھی اور یہ خود بھی اس پر پورا غور کرتے اور اس کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک آیت کو حق اور قابل عمل سمجھتے تھے اس کی پابندی بھی کرتے تھے اور پابندی اور لحاظ کرنے والوں سے خدا نے جو وعدے کئے اور بشارتیں دی ہیں انہیں بھی درست سمجھتے تھے اس لئے انہیں مذہب کی غیرت اور دلیری پیدا ہوگئی تھی وہ جانتے تھے کہ اسلامی تعلیم کا نمونہ دیکھ بنجانے کا نتیجہ ایک بعد دنیا میں غلبہ واقتدار وخلافت کی صورت میں مترتب ہوگا اور آخرت میں بھی اجر عظیم کے مستحق ہوں گے یہ انہوں نے کس طرح سمجھا اس طرح کہ قرآن کریم کو غور وفکر کے ساتھ پڑھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معلم رہے اور ان کی صحبت سے استفادہ کیا تفسیر مستند سے پڑھیں اور انہیں مذہبی اخلاقی عقلی تمام تعلیمات حاصل ہوئیں قرآن خود ایک حکیمانہ کتاب ہے اور ایک ایسی شاندار تعلیم کا مظہر ہے کہ جس کے متعلق فضلائے یورپ بھی بلند سے بلند الفاظ میں اعتراف حقیقت کرچکے ہیں چنانچہ مشہور جرمن مستشرق ایڈولف یوش لکھتا ہے کہ:۔

"اس کتاب کی مدد سے عربوں نے سکندر اعظم اور رومیوں کی سلطنتوں سے بڑی دنیا فتح کرلی فتوحات کا جو کام رومیوں سے سینکڑوں برس میں ہوا تھا عربوں نے اسے اس کے دسویں حصہ وقت میں انجام پہنچایا اسی قرآن کی مدد سے تمام سیاسی اقوام میں صرف عرب ہی یورپ میں شاہانہ حیثیت سے داخل ہوئے حالانکہ یہاں اہل فنیقیا بطور تاجروں کے اور یہودی لوگ بطور پناہ گزینوں اور اسیروں کی حالت میں آئے تھے ان عربوں نے ہی دنیا کو روشنی دکھلائی جب چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی"۔ پروفیسر [illegible] صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اس جدید علمی اور فلسفی تحریک کا آغاز کرنے والا ہے جس نے زمانہ وسطیٰ میں بہترین دل ودماغ رکھنے والے یہودی اور عیسائیوں پر گہرا اثر ڈالا قرآن ہی نے فلسفہ ہیئت ہندسہ اور دیگر علوم کے حاصل کرنے کا ذوق وشوق کتابی عربوں اور ان کے دوستوں میں پیدا کیا اسی نے عرب کے مختلف صحرائی قبیلوں کو ایک مشاہیر قوم میں تبدیل کردیا اور اس کے بعد اس نے اسلامی دنیا کی بڑی سے بڑی سیاسی اور مذہبی جمعیتیں قائم کیں"

ایک اور فاضل لارڈ [illegible] لکھتا ہے کہ:۔

"قرآن میں عقائد واخلاق اور ان کی بنا پر قانون کا مکمل مجموعہ موجود ہے اس میں ایک وسیع جمہوری سلطنت کے ہر شعبہ کی بنیادیں ہی رکھدی گئی ہیں تعلیم عدالت حربی انتظامات مالیات اور نہایت محتاط قانون وغیرہ کی بنیاد خدائے واحد کے یقین پر رکھدی گئی ہیں"

فاضل عیسائی ڈیوٹ آفندی نے بالکل درست کہا ہے کہ جب کوئی مسلمان قرآن اور حدیث کا مطالعہ یکجائی کے ساتھ کرے یا اس پر تدبر کی نظر ڈالے تو وہ ان دونوں میں دنیا ودین کی بہبودی کے اسباب مہیا دیکھ پائے گا اصحاب صفہ نے بھی قرآن واحادیث کا مطالعہ پورے تدبر اور پوری یکسوئی کے ساتھ کیا اور سمجھ گئے کہ یہی راہ صراط مستقیم ہے اور اسی پر چل کر وہ فائز المرام ہوں گے اور ملت کو فائدہ پہنچا سکیں گے۔ قرآن کریم میں جن علوم کی طرف

کتابتا اشارہ کیا گیا ہے اس کے مبارک بھی انہوں نے سب سے پہلے قرآنی
علوم کو اس لئے سب سے پہلی چیز سمجھ رہے ہیں کہ آپ کو اس سے واقفیت حاصل
نہیں مسلمان تو مسلمان آپ اہل مغرب کے خیالات بھی پڑھ چکے ہیں کہ قرآن
کیا چیز ہے تنہا ایک ہی کتاب مختلف علوم پر حاوی ہے اور اسی ایک کتاب نے مسلمانوں
کو پوری دنیا کا آقا بنا دیا اور تقریباً ایک صدی تک مسلمان دین و دنیا کے ہر چیز
کے متعلق اسی سے اصول و مسائل کا استخراج کرتے رہے پھر جب علم خصوصی بھی
ذات اقدس پر ہی ہو ظاہر ہے کہ قرآن ایک بحر مواج بنکر سامنے آئیگا اور اتنا کچھ
بتائے گا کہ جو دنیا بھر کے تمام علوم بھی مختلف نہیں بتا سکتے۔
انہوں نے قرآن ہی سے اشارے اور حکم پاکر فلکیات، طبعیات، الٰہیات
علم طبقات الارض علم حیوانات، طب، فلسفہ، منطق غرض مختلف علوم کی طرف
اپنے ذہن کو وسعت دی نتیجہ یہ ہوا کہ یہی غریب و مفلس طلبا جب اس یونیورسٹی
سے فارغ التحصیل ہو کر نکلے تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا اور جس میدان
میں قدم رکھا اسے فتح کر کے چھوڑا۔ اصحاب صفہ کو خارجہ کے لٹریچر کی طرح دالی
ہی تعلیم نہ دی جاتی تھی بلکہ لکھنے کی تعلیم بھی دی جاتی تھی اسیران بدر میں سے
جو لوگ فدیہ دیکر رہا نہ ہو سکے تھے ان سے یہ شرط کر لی گئی تھی کہ وہ مدینہ میں رہکر لوگوں
کو لکھنا سکھا دیں چنانچہ یہ لوگ اصحاب صفہ کو لکھنا سکھاتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو ان کی تعلیم و تربیت کا بیحد خیال تھا اور آپ ہر طرح انھیں اسلامی
تعلیم بنا دینا چاہتے تھے۔ مشکوٰۃ کتاب العلم میں روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اس وقت مسجد میں دو حلقے تھے حلقہ ذکر
اور حلقہ درس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حلقہ درس میں جا بیٹھے اور اپنے عمل سے
واضح کر دیا کہ آپ علم اور طالب علموں کو کتنی وقیع چیز سمجھتے تھے غرض یہ کہ ہر لحاظ
سے آپ نے ان طلبا کو مکمل انسان بنا دیا اور ان میں یہ اہلیت پیدا ہو گئی کہ
وہ حکمران جماعت کا ایک لائق جزو رکن بنا سکیں اور خلافت کا بار سنبھال
سکیں یہ غریب تھے مگر عزت نفس اور خود داری میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اس لئے
کہ ان میں تمام اخلاق حسنہ پیدا ہو گئے تھے۔

طلبائے صفہ کے کمالات و ترقیات

بہت سے کامیاب طلبا، رسول

کریم نے رشد و ہدایت کے لئے مختلف قبائل میں بھیجے تھے۔ یہی محصل
زکوٰۃ و خراج مقرر ہوتے اور یہی غزوات میں داد شجاعت دیتے بعد کو عامل اور
گورنر بھی انہی میں سے مقرر ہوئے گویا صفہ کا طالب علم مبلغ بھی تھا، واعظ
بھی تھا، مفسر بھی تھا، محدث بھی تھا سپاہی بھی تھا، لیکن اگر تاجر تھا تو بھی قرآن
ہر مسلمان کو یہی بتانا چاہتا ہے اور یہی یہ بن گئے پھر ہر منصب اور ہر عہدہ پر
اپنی قابلیت کا پورا مظاہرہ کیا غربت و افلاس اکثر لوگوں میں دناءت و رکیک
جذبات پیدا کر دیتی ہے مگر یہ تربیت کی خامی اور علم کے عملی پہلو سے بے پروائی
کا نتیجہ ہے لیکن ان فقراء کے جذبات عالیہ اور حسیات عمدہ کی ایک دنیا معترف
ہے۔ عامر بن فہیرہ ایک غلام تھے بے غریب دن رات بکری طرح پٹتا اور
مار کھاتا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رحم کھا کر اسے خرید لیا اور بکریاں چرانے پر مامور
کر دیا بکریاں چراتا جاتا یہ مدینہ جا پہنچا اور جا صفہ میں داخل ہو گیا اور رسول
کریم سے تعلیم حاصل کرنے لگا قرآن و حدیث فقہ و نحو کی تعلیم ہر شعبہ اسلام

یہ عالم کی ہے اور انسان میں وہ جوہر عالی ظرفی اور وہ دلیری
پیدا کر دی ہے کہ وہ ہر شعبہ علوم اجتماعی حیثیت سے بہترین کام انجام
چنانچہ یہی جو پہلے بجرات دل میں لکھتا تھا وہ نعمت کہتا اور غلامی کی
والی حالت میں رہتا تھا فارغ التحصیل ہو کر ایسا بہادر اور جنگ آزما ہوا کہ
کئی جنگوں میں پوری شجاعت و دلیری کے ساتھ اہم معرکہ کے
مختصر فوجی دستہ کے ساتھ ترتیب دے کر بھیجا گیا اسلامی تاریخ
عامر کے اپنے وطن واپس تک شاندار جنگی خدمات انجام دیں۔
حضرت عبادہ بن صامت رسول اکرم کے تلمیذ قرآنی علوم کے کامل عالم
کے صفہ کے گرانقدر خدمات انجام دیں ابتدا میں آپ رسول کریم سے
حاصل کرتے اور بڑی مستعدی سے قرآن کی جمع و کتابت کا کام کرتے رہے
یونیورسٹی میں اسی سند کی بنا پر معلم مقرر ہوئے بعد وہ اصحاب کے معرکہ میں
دیگر ماہرین جنگ کے دوش بدوش داد دی پھر جب اسلامی حکومت کا انتظام
تیار ہوا تو سرور کائنات نے آپ کو صدقات کی تقرری کا عامل و کلکٹر بنایا
عمر رضی اللہ کے عہد میں آپ حمص و فلسطین کے پہلے معلم قرآن مقرر ہوئے پھر
کے منصف قرار پائے اور مدرستہ الکبریٰ کے تحت اضلاع تک رہنے
والی رعایا کو تعلیم دی اور اس کے بعد انتظام مملکت میں مشیر قانونی
پر مامور ہوگئے
صفہ یونیورسٹی کا یہ کمال دیکھئے کہ اس کی تعلیم کا روشناس ہو کر
بعد میں بھی بنتا ہے جنگ میں بھی شیروں کی طرح لڑتا ہے کلکٹر بھی بنتا
ہے محکمہ تعلیم کا انچارج بھی رہتا ہے اور مشیر قانون کے عہدہ پر بھی فائز
لوگوں کو قانون اسلام کی باریکیاں اور دقائق سمجھاتا ہے کتنے متضاد کام
ہیں مگر صفہ یونیورسٹی کا معلم بڑی خوبصورتی سے پوری اہلیت کے ساتھ ادا
دیتا ہے۔ محکمہ تعلیم، محکمہ مال، محکمہ حرب، محکمہ قانون ہر شعبہ کا افسر بنتا۔
کیا بیسویں صدی کی تہذیب اور ترقی کسی یونیورسٹی کے طالب علم میں اتنی مختلف
قابلیتیں بیک وقت پیدا کر سکتی ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ
کتنی مکمل درسگاہ تھی اور اسلامی تعلیم کتنی حیرت انگیز اور کامل تعلیم
ایک عامر اور ایک عبادہ ہی پر منحصر نہیں اس کے تمام طلبہ اسی جوہر دانا
کے حامل تھے اور آگے چل کر اسلامی حکومت کی مشین کے پرزے بنے ہوئے۔

زندگیوں میں انقلاب کے مظاہر

جڑا ہے تو چہرہ ۱۷
تعلیم نے ان کا بارہ

اور مزدوروں کو جنہیں نہ کھانے کو روٹی تھی اور نہ پہننے کو کپڑے ذلت و کبت
میں زندگی بسر کرتے تھے کامل انسان بنا دیا اور ان کے اندر وہ قابلیتیں
پیدا کر دیں جو دنیا میں بڑا آدمی بننے اور مشاہیر کی صف میں جگہ پانے کی
ضروری تلازمی ہیں۔
اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ کی ورق گردانی کرو اور صفہ یونیورسٹی کے
کے کمالات ذہنی و دماغی پر نظر ڈالو آج پورا مغرب اور پورا یورپ تک حیرت
و دہشت سے حیران ہے کہ ایک یونیورسٹی اور ایک ہی جامع کی تعلیم ایک قلیل
وقفہ مدت میں کس طرح سے طلبہ کو جامع کمالات بنا دیا اور وہ ہر شعبہ
حیات میں اور تمام شعبہ ہائے علوم میں ماہر و نامور گزرا ہیں سے نکلے

ابوہریرہ کو دیکھ کر اصحاب میں سے غریب اور مفلس تھے کہ فاقہ پر فاقہ ہوتا تھا مگر بان چاہیں تو فاقوں کو ملک میں سے نہ دستاں کیا بلکہ جب آپ نے
کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر کے میدان میں نکلے تو بلا کے خود دار بلا کے
بہادر بلا کے ذہین اور انتہائی قابلیتوں کے حامل تھے اور اولو العزمی و شجاعت
آپ پر قربان ہو رہی تھی زندگی کا یہ انقلاب دیکھیے کہ کبھی فاقہ کش کہ بارا
ایک طرف محدث بلکہ آٹھ سو احادیث کا ماخذ اور راوی بنتا ہے اور
اخلاق و صلہ رحمی اور مذہبی نکات دنیا کو بتاتا ہے اور دوسری طرف خیبر کی خونی
اور فیصلہ کن جنگ میں پوری جرأت و بسالت کے ساتھ دشمنوں سے لڑ کر
اپنی بہادری کا سکہ عرب پر قائم کرتا ہے اور تیسری طرف یہ ولایت بحرین
کی گورنری کرتا نظر آتا ہے اور تعلیم جزئیات اور انتظامات میں کمال دکھاتا ہے
پھر ایک قدم اور بڑھ کر مدینہ کا دولت مند تاجر بھی بن جاتا ہے حضرت ابوہریرہ
کی زندگی میں یہ عظیم الشان تغیرات کس طرح رونما ہوئے نبی کریم کی صحبت
قرآن و احادیث پر عمل اور صفہ یونیورسٹی کی تعلیم سے پہلے مفلس تھے مگر ہچکچی
اور کم ہمتی کی حیثیت سے دنیا سے سدھارے تو مفلسی میں خدا کو بھولے نہ
امیری میں روٹھا ان نہ تھی تھیں تب بھی سچے مسلمان تھے اور دولت و ثروت
کا سیلاب امنڈ آیا تب بھی سر عبودیت آستانہ خداوندی پر برابر جھکا رہا
افسوس آج مسلمان اس تعلیم کو بھلا بیٹھے جس نے بیس پچیس پچیس سال میں
نہیں بلکہ چند ہی سال انسانوں اور مسلمانوں کی کایا پلٹ کر دکھا دینے کی ضمانت
دی تھی اور جس نے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی قیادت و سیادت میں پہنچ کر
حضرت علی حضرت ابوبکر رض حضرت عمر رض حضرت خالد رض حضرت ابوعبیدہ رض
حضرت سعد بن وقاص حضرت ابو موسیٰ اشعری حضرت عمرو بن العاص حضرت
عثمان حضرت ابو ایوب انصاری حضرت طلحہ حضرت ابوہریرہ اور حضرت زبیر
پیدا کئے اور بعد کو اسی نور سے مستنیر ہو کر حضرت عقبہ نے سمندر میں گھوڑا
ڈالدیا طارق نے ہسپانیہ فتح کر ڈالا محمد بن قاسم نے ہندوستان کے سبزہ زار
جیت لئے اور محمود فاتح نے خشکی پر جہاز چلا دیئے اور معمولی افراد نے انسانیا
کو فرش گمنامی سے اٹھا کر عرش عزت و شہرت پر بٹھا دیا جو یورپ صدیوں
میں بھی نہ کر سکا وہ عرب نے چند سال میں کر دکھایا۔

دشمنوں کو تلوار دو [redacted] سلطان بنایا
قرآن آج بھی موجود ہے رسالت کے فیوض آج بھی ہر طرف منتشر ہیں نمونہ
تعلیم سامنے ہے مگر اس بدبختی کا کیا علاج کہ مسلمانوں کی نگاہ ہی اور ہے یہی
دلیل کہ مسلمان مغرب کی روشنی کے طالب ہیں اور مغرب آج بھی اسلام اور اسلامیوں
سے گمراہ رہا ہے۔

اسلامی تعلیم کی فوقیت و برتری

موسیو سیدیو لکھتے ہیں کہ "قرآن ایک واجب التعظیم
کتاب ہے اس میں فلسفہ و اخلاق کی ہر قسم کی باتیں موجود ہیں حقیقت
اشیا عبادت، اطاعت گناہ و معصیت کوئی چیز بھی ایسی نہیں قرآن جس کا
جامع نہ ہو وہ آداب و اصول جو فلسفہ و حکمت پر قائم ہیں جن کی بنیاد عدل و
انصاف پر قائم ہے جو دنیا کو بھلائی اور احسان کی تعلیم دیتے ہیں ان میں سے
ایک جز بھی ایسا نہیں جو قرآن میں نہ ہو وہ اعتدال و میانہ روی کا سیدھا
راستہ دکھاتا ہے گمراہی سے بچاتا ہے اخلاقی کمزوریوں کی تاریکی سے باہر
نکال کر فضائل کی روشنی میں لاتا ہے اور انسانی زندگی کے نقائص کو کمالات سے
بدل دیتا ہے (خلاصہ تاریخ عرب)
موسیو گاسٹن کار کہتے ہیں کہ:۔
"یہ امر مسلم ہے کہ اسلام فی الحقیقت ایک طرح اجتماعی مذہب ہے دنیا کی
ہستی اسی مذہب کی ہستی و بقا پر منحصر ہے ہمیں معلوم ہے کہ اس عاقلانہ مذہب کے
قانون (قرآن) میں وہ تمام فوائد و مصالح موجود ہیں جن سے زمانہ حال کی
تمدن بنا ہے اور جو گویا اسلام ہی کے امتزاج عناصر کا نتیجہ ہے اس حیرت
انگیز سائنٹفک مذہب (اسلام) نے دنیا کی عمرانی ترقی کے لئے ہر قسم کے بنیادی
وسائل و ذرائع یورپ کو بہم پہنچائے ہیں تو ہم میں سے کوئی بھی اس کی فضیلت
کا اعتراف نہ کرے اور اس کے احسان کا رہین منت نہ ہو مگر امن و امان اسی
کی وجہ سے قائم ہے اور قرآن نے اس میں بڑی مدد پہنچائی ہے"۔
بدبختی یہ ہے کہ مسلمان قرآن کو سمجھتے ہی نہیں انہوں نے تو اسے برکت و ثواب
کے لئے طوطے کی طرح پڑھ لینا اپنا شعار بنا لیا ہے نہ وہ سمجھتے ہیں اور نہ انہیں
کوئی سمجھاتا ہے مغربیوں نے اسے سمجھا اور بصیرت حاصل کی وہ اس کے شیفتہ ہو
گئے اور تعصب کے باوجود اس کی قیمت کا اعتراف کیا ہے تو علوم و فنون کی انسائیکلوپیڈیا ہے اور تنہا ایک ہی کتاب
انسان کو کامل بنا دینے اور مسلمانوں میں عمر، سعد اور خالد پیدا کرنے کے لئے کافی ہے کتنی شرم کی بات ہے کہ مغرب اعتراف کرے اور ہم غافل رہیں کاش مسلمان
پھر مسلمان بنیں اور سمجھیں کہ مسلمان بننے اور اسلامی انوار سے کسب ضیا اور اسلام سے وفا نہ کر سکے ہیں ان کی عظمت و ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے

خیر القرون قرنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ سب سے بہتر قرن حضور ہی کا ہے اور اسلام نے جو منازل ترقی قرن اول میں طے کئے وہ دوسرے قرنوں میں اس خوبی کے
ساتھ نصیب نہ ہوئے اس لئے اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ قرن اول "فردوس آسیہ" پڑھیے اس میں
ربع صدی سے قبل کی وفات رسول تک بشرح و بسط حالات ہیں اس کے بعد حالات خلیفہ اول حضرت ابوبکر، معاملات خلافت حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی
حالات خلافت اور تاریخ تفریق اسلام ہے جنگ صفین اس کے بعد معاملات امام حسن اس بیچ معاملات شہادت ان میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے حالات تو بہت ہی
درد ناک اور عبرتناک طرز میں لکھے ہیں جامعیت اور تفصیل کے لحاظ سے بہت ہی بڑی کتاب ۳۲۲ صفحات کے بہترین مضامین ہیں قیمت فی جلد ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک
بذمہ خریدار (فی مما) ملنے کا پتہ (منیجر حمیدیہ پریس دہلی)

رسول کریم بحیثیت معلم معاشرت

از جناب مولوی شریف احمد صاحب مرحوم امروہوی

حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک ہی میں رسالت کو وہ جیسی کامرانی حاصل ہو چکی تھی پورا اقتدار ہاتھ میں آگیا تھا کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہ رہی تھی تمام عرب حدود شام سے لیکر عدن تک فتح ہو چکا اور مدینہ کی سرزمین میں مذہب اسلام کا ایک سیلاب آچکا تھا لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ کی زندگی میں اس انقلاب نے سرمو کوئی انقلاب پیدا کیا ہو اور آپ کی صفات عالیہ اور مکارم اخلاق میں کسی کے کوئی فرق محسوس کیا ہو وہی انکسار اور فروتنی رہی اخلاق و مروت وہی غربا پروری اور عزیز نوازی وہی لینت ونرمی اور وہی عفو و رحم اور تحمل و کرم جو انتہائی مصائب و نوائب کے عالم میں رسالت کا طغرائے امتیاز بنا رہا آخر تک قائم تھا مصنفین یورپ کے سامنے صحیح نقشہ نہ تھا مثلاً جارج کنیڈو مسلسل حضرت عیسیٰ کی زندگیاں میں، راہبوں کی راہبانہ زندگی اور سادھوؤں اور مذہبی پیشواؤں کا تجرد اور ان کی فقیرانہ زندگی ہے اس لئے اصل حقیقت تک وہ ان کی نگاہیں کم پہنچتی ہیں اور پہنچتی بھی ہیں تو وہ تسلسل و متنوع عنوانات کی الجھنوں میں پھنس کر رہ جاتی ہیں وہ جھٹ کہہ اٹھتے ہیں کہ جب تک آنحضرت مکہ میں رہے پیغمبر تھے لیکن مدینہ میں آتے ہی بادشاہ بن گئے اس کا ثبوت اگر ان سے پوچھا جائے تو وہ اس کے سوا کچھ نہ کہہ سکیں گے کہ محاربات و غزوات شروع ہو گئے فتوحات کے سیلاب نے زر و جواہر کے ڈھیر سامنے لگا دیئے جنھیں تین تین وقت روٹی نہ ملتی تھی وہ تھیلیوں اور اشرفیوں کے مالک بن گئے۔

رسالت کا جدید فریضہ

اگر وہ لوگ یہ بھی سمجھ لیتے کہ اسلام محض نجات کی پرانی راہ دکھانے نہ آیا تھا نہ دین اور دنیا کی تقسیم کا حامی نہ تھا وہ اعلان کر رہا تھا کہ خدائے عزوجل رب العالمین ہے۔ دینداروں اور دنیا داروں دونوں کا مالک ہے جو اس کے احکام پر چلے گا وہ دونوں جگہ اور دارین کی عزت و عظمت کا حامل ہوگا دنیا میں بھی عیش کرے گا اور آخرت کی نعمتوں سے بھی بہرہ ور ہوگا آپ کے پیغمبرانہ فرائض میں رہبانیت کا قلع قمع کرنا بھی تھا کیونکہ قرآن کریم میں ایسی ہدایات موجود تھیں اور رھبانیۃ ابتدعوھا کہہ کر نصاریٰ کو ملامت بھی کی گئی تھی یہی وجہ تھی کہ آپ نے جائز وسائل سے پیدا کی ہوئی دولت کو اچھا بتایا اس کی ترغیب دی اور لوگوں کو ہدایت کرتے رہے کہ جب حسب منشا کھانے پینے اور پہننے سے احتراز نہ کرو بلکہ ایسا ہی کھاؤ پہنو جس سے ظاہر ہو کہ تم پر فضل ربی کی بارش ہو رہی ہے گو یہ مشہور ہے کہ کبھی کبھی آپ نے اچھے کپڑے بھی پہنے اور اچھے کھانے بھی کھائے اس لئے کہ ان کی ممانعت اسلام میں نہ تھی نہ اسلام اسے کوئی معیوب چیز سمجھتا تھا لیکن آپ کا حقیقی میلان زخارف دنیوی سے اجتناب تھا اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ فرزند آدم کو ان چند چیزوں کے سوا اور کسی چیز کا حق نہیں رہنے کے لئے گھر ستر پوشی کے لئے ایک کپڑا اور شکم پری کے لئے روکھی سوکھی روٹی اور پانی (ترمذی)

لیکن یہ ذاتی رجحان کا مسئلہ ہے ورنہ انسانی معیشت کا ایک سادہ اصول آج بھی بڑے بڑے دولتمندوں سے سوال کرو گے کہ انسان کی حقیقی ضروریات کیا ہیں تو وہ یہی جواب دیگا۔

اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ آپ اچھے کھانے اور اچھے پہننے کو برا سمجھتے تھے آپ نے اس حرص کو برا اور اس دولت کو مذموم بتایا جو خدا سے بندہ کو غافل کرنے والی ہو اور جو مقصود بالذات بن جائے لیکن جو دولت اس کی راہ میں صرف کی جاتی ہے جس سے مخلوق خدا کو بھی فائدہ پہنچے اور دولتمند خود بھی فائدہ اٹھائے اسے تو آپ نے صد ہزار برکات و حسنات کا باعث بتایا ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے کہ قابل رشک دو شخص ہیں ایک تو وہ دولتمند جسے خدا نے دولت و ثروت عطا کی اور پھر اسے جائز طور پر صرف کرنے کی توفیق بھی ملی۔ ایک وہ جسے علم و حکمت ملی اور اس نے اس پر خود بھی عمل کیا اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دی (بخاری) بخاری شریف میں ہی حضرت ابن عباس سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے ایک تندرستی دوسرے فراغت۔ ایک موقعہ پر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص فخر و مباہات کے لئے مال جمع کرتا ہے اللہ تعالیٰ حشر کے دن اس پر غضبناک ہوگا اور جو شخص سوال سے بچنے اور اپنی عہد کی حفاظت کی غرض سے مال حاصل کرتا ہے قیامت کے روز اس کا چہرہ مثل چودھویں کے چاند درخشاں ہوگا۔ آپ نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ اپنے عیال کے لئے جائز وسائل سے مال حاصل کرنا جہاد فی سبیل اللہ کے ثواب کے برابر ہے اور امانتداری و دیانت سے دنیا طلب کرنے والا شہدا جیسا درجہ حاصل کرے گا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے مسلمانوں کو جائز عیش جائز لذت اندوزی اور جائز دولتمندی سے کبھی نہیں روکا بلکہ زبردست سے زبردست الفاظ میں اس کی تلقین و ہدایت کی اور یہ چاہا کہ میری قوم اور اللہ کے بندے دین و دنیا دونوں کے لذائذ و نعائم سے فائدہ اٹھائیں مگر اللہ سے غافل اور اصلاح نفس سے بے پرواہ نہ رہیں رسول کریم کی زندگی حقیقت یہ ہے کہ ہمیشہ غربت میں بسر ہوئی ہمیں دو دو ماہ تک چولھے میں آگ نہ جلتی تھی پانی اور کھجور میں گذر ہوتی تھی کبھی کبھی ہمسائے بکری کا دودھ بھیجدیتے تھے تو اسے پیکر سو رہتے تھے۔

زہد و قناعت

آپ نے تمام عمر کبھی چپاتی کی صورت نہیں دیکھی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ مدینہ کے قیام سے لیکر وفات تک کے وقت تک آپ نے کبھی دو وقت سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ ایک دفعہ ایک غریب نے آکر کہا سخت بھوکا ہوں آپ نے ازواج مطہرات کے گھروں میں کہلا بھیجا مگر ہر جگہ سے یہی جواب آیا کہ پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حضرت ابو طلحہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ آپ مسجد میں فرش خاک پر لیٹے ہوئے ہیں اور بھوک کی وجہ سے بار بار کروٹ بدل رہے ہیں۔ ایک صحابی نے اپنی فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ پر پتھر بندھا ہوا دکھایا آپ نے شکم مبارک کھولا تو اس پر دو پتھر بندھے تھے

دفعہ دوپہر کے وقت بھوک میں گھر سے نکلے راہ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر دونوں بھی بھوکے تھے آپ حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان پر پہنچے نخلستان سے ایک خوشہ توڑ کر لائے اور پیش کیا اور عجلت سے بکری ذبح کر کے نصف کے کباب بنائے اور نصف کو بھون کر کھانا سامنے لا کر رکھا آپ نے روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ فاطمہ کو بھجوا دو کئی روز سے اسے کھانا نصیب نہیں ہوا پھر صحابہ کے ساتھ مل کر کھانا کھایا متعدد قسم کے کھانے دیکھ کر آنکھ میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ خدا نے جو کہا ہے کہ قیامت میں نعیم سے سوال ہوگا یہ چیزیں ہیں۔ فدک اور خیبر وغیرہ کی آمدنی میں سے آپ بقدر نفقہ لے لیا کرتے اور باقی سب خیرات کر دیا کرتے تھے لیکن صورت یہ تھی کہ آپ اپنے لئے جو رکھ تھے وہ بھی اہل حاجت کے نذر ہو جاتا تھا انتہا یہ ہے کہ آپ قرض لے کر بھی اہل حاجت کی ضروریات پوری کر دیتے تھے اور جب کچھ بھی پاس نہ رہتا تو قرض منگا کر دیتے تھے ایک بار خراج کے طور پر ہزار دینار آپ کے پاس آئے لیکن اس اصلاح ہے کہ آپ کھڑے کھڑے سب بانٹ دیتے ناممکن تھا کہ تین رات تک دینار و درہم آپ کے پاس باقی رہ جاتا۔ ساری تکالیف اسی جود و سخا کا نتیجہ اور فقر و فاقہ اختیاری صورت اختیار کر گیا تھا محتاج و سائل کو دیکھتے تو تڑپ جاتے تھے۔

رسول کریم کی معاشرت

گو آپ کی زندگی زاہدانہ تھی اور آرائش پسندی سے تا زیست نفرت رہی اچھا کھانے اچھا پہننے سے یہ نہیں کہ نفرت کی تھی مگر اس حالت میں کہ آپ اپنے چاروں طرف بار دو ساکین کا ہجوم دیکھتے تھے اہل صفہ کی نگہداشت آپ کے ذمہ تھی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتے تھے اس لئے ہزار ہا درہم و دینار کے متواتر وصول ہونے کے باوجود آپ کے پاس اتنا رہتا ہی نہ تھا کہ اطمینان سے کھا پی سکیں اہلبیت کی ضروریات پر غربا کی ضروریات کو مقدم سمجھتے تھے۔ بیٹی و بیوی کی جانب سے ضروریات کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے مگر آپ کہہ دیتے ہیں کہ ہم اہل بدر اور اصحاب صفہ ہیں ساری عمر یہی حالت رہی جو آیا تقسیم کر دیا ... ہے آپ کو اس صورت میں کہ عام مسلمان غریب ہوں خود اچھا کھانا اپنے اہلبیت کو دیکھنا گوارا نہ ہوتا تھا آپ نے حضرت عائشہ حضرت فاطمہ حضرت علی کے زیور و جبہ پر اسی لئے ناگواری کا اظہار کیا تھا کہ اہلبیت تو پرکیف اور عام مسلمان تکلیف میں رہیں پھر چونکہ طبیعت سادگی پسندی کی ہو گئی تھی زاہدانہ زندگی اور غربا پروری میں لطف آنے لگا تھا یہ بھی خیال تھا معاندین اور مخالفین اہلبیت کو آرام میں دیکھ کر باتیں نہ بنائیں اور اصل فریضہ عمل اشاعت اسلام میں رکاوٹ پیدا ہو اس لئے آپ فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے کہ مقدم تبلیغ اسلام ہے نہ کہ ذاتی عیش۔

ورنہ آپ کا خود فرمان تھا کہ ترک دنیا اسلام میں کوئی چیز نہیں اللہ تعالیٰ نے اسے بڑا اور قابل ملامت بتا ہی چکا تھا اور جسم بلادی ہو چکا تھا کہ جو آرام و نفس کی چیزیں ہم نے جائز کی ہیں انہیں کیوں ترک کرے ہو رہبانیت ہو گی جن سے بھی تنفر تھا ناممکن تھا کہ آپ محض زاہدانہ حیات پر اکتفا کر لیتے بھی موقع ہوا ہے اور تقسیم سے کوئی چیز بچ رہی ہے تو آپ نے اسے ضرور استعمال کیا ہے نجاشی نے جو موزے بھیجے آپ نے اسے استعمال کیا ہے یمن کی دھاری دار چادریں جو اس زمانہ میں بہت اچھی سمجھی جاتی تھیں آپ کو پسند تھیں بعض اوقات شامی جبہ بھی استعمال کیا ہے آپ نے حلہ حمرا و سیاہ سرخ سبز زعفرانی ہر رنگ کے کپڑے پہنے ہیں لیکن سفید رنگ بہت مرغوب بعض اوقات اس قسم کی چادر بھی اوڑھی ہے جس پر کجاوے کی شکل بنی ہوئی تھی۔

خوش لباسی

گو سادہ پسندی اور تکلف سے جو کچھ کراہت تھی اس کی بات وہی اسباب تھے جو سطور بالا میں مذکور ہیں ورنہ آپ نے کبھی کبھی خوشنما اور بیش قیمت لباس بھی استعمال کئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس حروریہ کے پاس سفیر ہو کر گئے تو وہ نہایت قیمتی کپڑے پہنے ہوئے تھے حروریہ نے کہا کہ یہ کیا لباس ہے فرمایا کہ تم کیوں معترض ہو حالانکہ میں نے خود رسول اللہ کو بہتر سے بہتر لباس میں دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس بہت متقشف بزرگ تھے آپ نے بار ہا ایک یمانی حلہ خریدا گھر پر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس پر سرخ دھاریاں تھیں جا کر واپس آئے حضرت عائشہ کی بہن حضرت اسماء کو جو معلوم ہوا تو آپ نے رسول کریم کا جبہ نکال کر لوگوں کو دکھایا جس کی جیبوں آستینوں اور دامن پر دیبا کی سنجاف تھی۔ بعض امراء و سلاطین نے آپ کو بیش قیمتی کپڑے ہدیۃً بھیجے آپ نے انہیں قبول بھی فرمایا اور کبھی کبھی پہنا بھی زرد اور سفید رنگ بہت پسند تھے سرخ ناپسند تھا مگر عورتوں کے لئے اس کے استعمال کو جائز رکھتے تھے۔

نظافت پسندی اور عطریات

عرب کی حالت اس زمانہ میں بہت خراب تھی تمدن سے ناآشنا تھے جہاں کھڑے ہوتے تھوک دیتے مسجد میں بھی تھوک سے باز نہ آتے تھے آپ اسے نہایت ناپسند کرتے تھے اور خود چھڑی سے کھرچ دیتے تھے کبھی کبھی مجلس عالی میں خوشبو کی انگیٹھیاں سلگائی جاتی تھیں جن میں بعض اوقات کافور جلایا جاتا تھا ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے دیکھا فرمایا کہ اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ انہیں دھو لیا کرے۔ اسی طرح ایک شخص خراب کپڑے پہنے ہوئے خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس سے استفسار کیا تمہیں کچھ مقدور حاصل ہے بولا ہاں آپ نے فرمایا جب خدا نے نعمت دی ہے تو صورت سے بھی اس کا اظہار ہونا چاہئے۔ رسول کریم مشک و عنبر بھی اکثر استعمال کرتے تھے۔

ایک روز مسجد میں کاروباری لوگ میلے کپڑے پہنے چلے آئے جگہ تنگ تھی پسینہ کی بو تمام مسجد میں پھیل گئی رسول کریم نے فرمایا تھا کہ نہاتے تو اچھا ہوتا اسی روز سے غسل جمعہ ایک شرعی حکم بن گیا۔ ایک شخص کے بال پریشان دیکھ کر فرمایا اس سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ بالوں میں کنگھی کر لیا کرے۔ آپ نے حکم دیا تھا کہ جمعہ کے روز مساجد میں خوشبو کی انگیٹھیاں جلائی جایا کریں اہل عرب صفائی و نظافت پسندی کا نام تک نہ جانتے تھے راستہ میں یا درختوں کے نیچے بول و براز پھرنا ہوا کا کسی برتن میں پیشاب کرنا عملاً تین اور مکانوں میں تھوک پھینکنا اور پسینے سے تر کپڑے پہننا عام بات تھی آپ نے اس سلسلہ میں خاص انتظامات کئے اور ان امور اور اس گندگی سے منع فرما کر صفائی و نظافت غسل اور صاف کپڑے پہننے کی خاص ہدایت کی پیشاب سے کپڑوں کو بچانے یا استنجا کرنے کا بھی رواج ہی نہ تھا آپ نے دو قبروں راہ میں دیکھ کر فرمایا ان میں سے ایک صاحب قبر محض اس وجہ سے عذاب ہو رہا ہے یہ اپنے کپڑوں کو پیشاب سے نہ بچاتا تھا۔ غسل و صفائی کی بہت ہدایت کرتے اور تازہ

وضو کی تاکید فرماتے۔

خوشبو یا ست اور عطریات بہت پسند تھے کوئی خوشبو کی چیز کوئی ہدیۃً بھیجتا تو کبھی رد نہ فرماتے ایک خاص قسم کا عطر تھا جسے سکہ کہتے تھے ہمیشہ آپ کے استعمال میں رہتا تھا صحابہ کہتے ہیں کہ آپ جس گلی سے نکل جاتے وہ معطر ہو جاتی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مردوں کو ایسا عطر اور ایسی خوشبو استعمال کرنی چاہیئے کہ خوشبو پھیلے اور رنگ نظر نہ آئے اور عورتوں کو ایسی کہ رنگ نظر آئے اور خوشبو نہ پھیلے۔

اس سے کسی قدر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی طبیعت مبارک [illegible] ایسی زندگی جیسی کہ آج نظر آتی ہے اور [illegible] سے آج جیسی [illegible] ضرورت سمجھی جاتی ہے آپ کے کپڑے [illegible] ہوں مگر صاف و شفاف اور معطر رہتے تھے اور جہاں پسینہ کی بو آئی فوراً تبدیل کر لیتے اور غسل کرتے تھے آپ نے ایک دفعہ اون کی چادر اوڑھی پسینہ جو آیا فوراً اتار دی [illegible] سے سخت نفرت تھی [illegible] کہ کوئی مسجد میں نہ آئے۔ عام لباس چادر قمیص اور تہمد تھا ایک دفعہ پاجامہ بھی استعمال فرمایا [illegible] عمامہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا تھا جس کے نیچے [illegible] ٹوپی ہوتی تھی فرمایا کرتے تھے کہ ہم میں اور مشرکین میں یہی امتیاز ہے کہ ہم ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں (ابوداؤد)

غذا و طعام قناعت و ایثار کا یہ عالم تھا کہ اس کے باعث اکثر فاقے ہوتے رہتے تھے عمر بھر چپاتی کی صورت دیکھنی نصیب نہ ہوئی تاہم آپ سرکہ شہد حلوہ ایک اور کھانا [illegible] پکایا جاتا تھا آپ کو بہت مرغوب تھا۔ آپ نے گوشت کے اقسام سے [illegible] مرغ، گورخر، بٹیر، خرگوش، اونٹ، بکری، دنبہ [illegible] کا گوشت کھایا ہے [illegible] آپ بہت پسند فرماتے [illegible] ثابت ہے کہ آپ کو گوشت بہت مرغوب تھا اور گوشت کو سید الطعام فرمایا کرتے تھے [illegible] کے ساتھ ملا کر [illegible] تھے ککڑیاں بھی [illegible] ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن جعفر کی صاحبزادی نے کھجور اور ککڑیاں خدمت میں پیش کیں بعض اوقات کھجوریں روٹی کے ساتھ بھی لیتے تھے۔

حضرت صفیہ کے نکاح میں آپ نے ولیمہ کا کھانا [illegible] ستو اور کھجور [illegible] تھا دودھ بھی پیا کرتے تھے کبھی خالص اور کبھی اس میں پانی ملا لیتے تھے منقہ انجیر اور کھجور پانی میں بھگو دی جاتیں اور کچھ دیر گذر جانے پر آپ اسی پانی کو نوش جان فرماتے ٹھنڈا پانی بھی بہت مرغوب تھا جو کھانا پسند نہ ہوتا اسے برا تو کبھی نہ بتاتے مگر کھاتے نہ تھے جو سالن سامنے رکھا ہوتا اسی کو کھاتے اور ادھر ادھر ہاتھ نہ بڑھاتے تھے دوسروں کو بھی اس سے منع کرتے تھے [illegible] جھک کر [illegible] تکیہ لگا کر کبھی کھانا نہ کھاتے تھے اور کھانا صرف تین انگلیوں سے کھاتے تھے۔ کبھی کبھی گوشت کو چھری سے بھی کاٹ کر کھاتے۔ ابوداؤد میں چھری سے نہ کھانے کی ہدایت کے متعلق ایک حدیث ضرور موجود ہے لیکن ابوداؤد نے اسے خود ضعیف کہا ہے۔

سواری کا شوق رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو گھوڑے کی سواری کا بہت شوق تھا اور آپ اسے بہت پسند کرتے تھے [illegible] ہونے کو آپ اونٹ خچر اور گدھے پر بھی سوار ہوتے ہیں آپ کی سواری کے لئے جو گھوڑا مخصوص تھا اس کا نام لحیف تھا خچر کا نام دلدل اور [illegible] کا نام قصوا اور عضبا اور گدھے کا عفیر تھا گھوڑوں میں کمیت بہت پسند تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا ایک گھوڑا سکب نامی تھا ایک [illegible] نے اسے بازی میں دوڑایا اور جب اس نے بازی جیت لی تو آپ کو بہت مسرت ہوئی۔

مدینہ منورہ سے باہر ایک وسیع میدان چھ میل طویل و عریض تھا اس میں آپ گھوڑ دوڑ کی مشق کیا کرتے تھے گھوڑ دوڑ کا تمام انتظام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تفویض کر دیا گیا تھا انہوں نے اپنی طرف سے یہ خدمت ایک اور صاحب [illegible] مالک کے سپرد کر دی تھی پہلے گھوڑوں کی صفیں قائم کر دی جاتی تھیں اور [illegible] کہا جاتا تھا کہ [illegible] درست کر لیں [illegible] یا زین ڈھیلی ہے [illegible] جب کوئی آواز نہ آتی تھی تو تین تکبیریں کہی جاتی تھیں اور تیسری تکبیر پر گھوڑے میدان میں ڈال دیئے جاتے تھے [illegible] دوڑنے میں آگے نکل جاتے تھے [illegible] آگے نکل کر بازی لے گیا۔

حضرت علی رضی کا طریقہ تھا کہ آپ خود میدان کے انتہائی اور آخری سرے پر بیٹھ جایا کرتے تھے ایک خط کھینچ دیا جاتا تھا اور دو آدمی اس خط کے دونوں کناروں پر کھڑے کر دئیے جاتے تھے گھوڑے انہی دونوں آدمیوں کے درمیان [illegible] نکلتے تھے اس کھیل نے اس زمانہ میں بڑی دلچسپی پیدا کر دی تھی اور اس گھوڑ دوڑ کو دیکھنے کے لئے بڑا مجمع ہوتا تھا آپ کے نزدیک یہ کھیل بہت دلچسپ [illegible] اور بہت مفید تھا۔

اونٹوں کی دوڑ بھی اسی طرح ہوتی تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ عضبا ہمیشہ اس دوڑ میں بازی لے جاتی تھی ایک دفعہ یہ اتفاق ہوا کہ ایک بدو نے [illegible] اس سے بازی جیت لی [illegible] اونٹ عضباء سے آگے نکل گیا مسلمانوں کو عضباء کے ہارنے کا بہت صدمہ ہوا آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں

"خدا پر حق ہے کہ دنیا کی جو چیز گردن اٹھائے اسے نیچا دکھائے"

گھوڑوں کی دم کاٹنے کو منع فرماتے تھے اور کہا کرتے کہ مکھیاں اڑانے کے لئے یہ ان کا قدرتی مورچھل ہے گھوڑے کے تمام رنگوں میں آپ کو کمیت [illegible] اور مشکی رنگ بہت پسند تھے۔ اب غور کیجئے کہ دینی اعتبار سے آپ کی زندگی کتنی پاکیزہ کتنی سادہ، کتنی شائستہ اور کتنی سبق آموز تھی تمام دنیوی فرائض آپ نے بدرجہ احسن ادا کئے غریبی اور فاقہ کشی کی تکلیف ضرور اٹھائی [illegible] چیزیں سب اختیار میں تھیں کمال و شرف تو یہی ہے کہ شہنشاہی میں گدائی کی جائے یہی آپ نے کیا مگر بطریق احسن۔

رسول کریم بحیثیت تاجر

(سیٹھ عبدالصمد ... صاحب قریشی ...)

تجارت معیشت انسانی کا ایک سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ گرانقدر جزو ہے یہی ایک ایسا پیشہ ہے جو انسان کو مدارج زندگی کی انتہا پر پہنچا دیتا ہے اور اسی کی بدولت نوع بشر ایک کامیاب اور مسرور زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں آپ نے اپنی حیات قبل نبوت اس شریف پیشہ کو اختیار کیا اور اپنی تعلیمات میں اسے ایک اہم درجہ عطا فرمایا کسب معیشت کی بہت سی اقسام ہیں مثلاً صنعت حرفت زراعت تجارت ملازمت وغیرہ لیکن تجارت کو ان سب پر فوقیت حاصل ہے اور اس لئے حاصل ہے کہ اس میں انسان کی بہترین دماغی طاقتیں مصروف رہتی ہیں نفسیات انسانی کے نازک پہلوؤں تک انسانی نگاہ پہنچتی ہے اخلاقی تربیت ہوتی رہتی ہے خدائے وحدہ لاشریک پر توکل رکھتا ہے سعی و محنت کی عادت پڑتی ہے کیونکہ اس میں جتنی محنت کی جائے اسی قدر زیادہ نفع کی توقع ہوتی ہے اور دماغ و عقل جس قدر تدابیر عمل سوچتی اور کام میں لائی جائیں اتنا ہی کاروبار ترقی پاتا ہے ... رہتی ہے جو انسان کو ... فضولیات کی طرف مائل ... اخلاق ... ترقی پذیر ہوتے ہیں اس لئے کہ ... سے کام لیتا ہے ... مائل ہونے ... کام میں لگے رہتے ہیں عقل و دماغ ... کامیابی سوچنے میں مصروف رہتے ہیں قلب خدا کی طرف مائل رہتا ہے اور زبان ... عاجزی ... ہے تو ... کاروبار ... حاصل کر سکے گا توکل کی ... بڑھتی جاتی ہے اور کامیابی کے لئے اپنے دست و بازو اور عقل و دماغ کے بعد حقیقی مددگار خدا ہی کو سمجھتا ہے اور ... امانت اور ... ہونے کے عادی ہو جاتے ہیں۔

نفع کے ساتھ شوق و ہمت اور عزم و حوصلہ میں ترقی ہوتی ہے وہ کاروبار کو ... کے ساتھ وسعت دیتا چلا جاتا ہے اور توکلت علی اللہ کہہ کر اپنی دولت ... کے ... پر خاک میں جھونک دیتا ہے اور جب منفعت ہوتی ہے تو ... اعتقاد اور ... تقویت ایمان کا باعث بنا چلا جاتا ہے ... ترقی کے لئے سب سے محبت اور اخلاص سے ملتا اور لڑائی جھگڑوں سے گریزاں رہتا ہے جس سے قیام امن میں امداد ملتی ہے نفع بیشمار ہوتا ہے تو وہ تمام نوع انسانی کے مفاد کے لئے بے شمار روپیہ خرچ کرتا ہے چونکہ کاروبار میں ہر قوم اور ہر ملک کے افراد سے تعلق رہتا ہے اس لئے تعصب و تنگدلی کے جذبات ... سے ضعیف تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور ایثار و اخلاص کی ... ہوتی جاتی ہے وہ سمجھتا ہے کہ کاروبار میں بے احتیاطی نقصان عظیم کا باعث بن جاتی ہے اس لئے وہ غور و فکر سے کام لیتا ہے اور اس میں ... ہوشیاری اور عاقبت بینی کے جوہر پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں ذرا سی لغزش ... بھی رسوائی اور بدنامی اور شہرت کے مجروح ہو جانے کا باعث ... ہے اس لئے وہ چاہتے ہیں کاروبار میں پوری دیانتداری نیک نیتی اور ... سے کام لیتا ہے اور رفتہ رفتہ یہ خصائل اس کی فطرت کا جزو بن جاتے ہیں اور وہ اپنا معاملہ بھی صاف رکھتا اور ... سے کام لیتا ہے پھر چونکہ یہ پیشہ بہت نفع خیز اور جلد دولت مند بنانے والا ہوتا ہے اس لئے اس کے روپیہ اور اس کی دولت سے جمہور، حکومت اور تمدن کو بھی بڑی امداد ملتی ہے اور خدمت عوام کے لئے اس سے کافی موقعہ ملتا ہے غرض تجارت ایسا شریف اور پاکیزہ پیشہ ہے جس سے تمام انسانی محاسن و مکارم انسان میں بتدریج خود بخود پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں اخلاقی و دماغی تربیت ہوتی رہتی ہے انسان کے تمام قوائے کام میں لگے رہتے ہیں اور انسان ایک مسرور باعزت اور پر عیش زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جاتا ہے خود بھی عیش کرتا ہے اور اس کی بدولت مخلوق الٰہی کے ایک بڑے حصہ کی پرورش و خدمت ہوتی رہتی ہے اسی لئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس پیشہ کو خود بھی اختیار کیا شریفانہ پیشہ بھی بتایا اور ... الفاظ میں مسلمانوں کو اسے اختیار کرنے کی ہدایت کی اور کرتے رہے ... ہے کہ آپ نے فرمایا تجارت کرو اس لئے کہ خدا نے رزق کے جو دس حصے مقرر ... ہیں ان میں سے نو حصے تجارت ہی میں آ گئے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ ... کسب حلال کے تمام ذرائع و وسائل میں تجارت کو سب سے زیادہ ... انسان ... کامیاب ہوتا ... کہ جب نو حصے رزق اسی میں ہے تو سب نہیں تو چند حصے ... آ جائیں گے اور دنیا کا ... فائدہ بھی ...

رسول کریم کی کاروباری تعلیمات

زراعت ملازمت، صنعت اور حرفت سب آمدنی ... محدود ... ہے اور ... صورت ... ایک کے ... لاکھ پتی اور تمام جمہور سے براہ راست ان کا تعلق ... محنت کے مطابق نفع ہی نہیں بڑھتا اور ترقی بھی ... محدود رہتی ہے مگر تجارت کی ترقیات غیر محدود اور بے پایاں ہے اور انسان جتنی محنت و تدبیر اور توکل سے کام لے اتنی ہی ترقی ہوتی جاتی ہے حضرت سعد بن الربیع ایک دولتمند انصاری تھے مدینہ منورہ میں جو سلسلہ مواخات قائم ہوا تو عبدالرحمن بن عوف ان کے بھائی قرار پائے اور انہوں نے انھیں نصف حصہ میں شریک بنا لیا لیکن جب انہوں نے ایک ایک چیز کا جائزہ دیکر عبدالرحمن سے نصف لینے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا خدا یہ سب آپ کو مبارک کرے مجھے آپ صرف بازار کا راستہ بتا دیجئے ... قینقاع کا جو مشہور بازار تھا اس کا راستہ ... آپ نے یہاں ... پنیر اور گھی ... خرید و فروخت کے طریقے پر ایک نگاہ ڈالی اس کے بعد آپ نے کچھ گھی اور کچھ پنیر لیا اسے فروخت کرنا شروع کیا چند ہی روز میں اتنا سرمایہ ہو گیا کہ آپ نے شادی ... رفتہ رفتہ ان کی تجارت کو ... ترقی نصیب ہوئی کہ ان کا خود قول تھا کہ خاک پر ہاتھ ڈالوں تو میرے لئے سونا بن جاتی ہے ان کا سامان تجارت ... سات سو اونٹوں پر لد کر آتا تھا اور جس روز مدینہ پہنچتا تھا تمام شہر میں دھوم مچ جاتی تھی۔ (سیر صحابہ)

دیکھئے اور غور کیجئے کہ محنت و تدبیر اور توجہ و توکل نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو ایک مختصر و مختصر مدت ہی میں کیا سے کیا بنا دیا اور آپ کی تجارت کس قدر حیرت انگیز ترقی کر گئی۔

آپ کی تعلیمات کا اثر تھا کہ مدینہ منورہ پہنچتے ہی متعدد صحابہ نے تجارت شروع کر دی اور بڑی دولت پیدا کی حضرت ابو بکرؓ کا کارخانہ مقام سخ میں تھا جہاں وہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قینقاع کے بازار میں کھجور کی خرید و فروخت کرنے لگے ہزاروں روپیہ پیدا کرنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تجارت میں مشغول ہو گئے تھے اور ان کی تجارت ایران تک پہنچ گئی تھی اور صحابہ بھی چھوٹی بڑی تجارت کرنے لگے تھے حضرت ابوہریرہ پر جب کثرت روایت کی وجہ سے اعتراض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرا کیا قصور ہے لوگ بازار میں تجارت کرتے تھے اور میں بارگاہ نبوت میں حاضر رہتا تھا ان صحابہ نے بھی بڑی ترقی حاصل کی۔

کسب معاش فرض ہے

اسلام نے دین اور دنیا دونوں کو ساتھ رکھا ہے اور کسی کو نظر انداز نہیں ہونے دیا کسب معیشت اور تجارت کی نسبت جو اہتمام کیا ہے اور جس کثرت سے اس کی ترغیب دلائی اور ہدایتیں کرتے رہے اس کی مثال آپ کو دنیا کے اور کسی مذہب میں نہ ملے گی اگر فرزندان توحید انہی کو سرمایہ عمل بنا لیں تو چند ہی سال میں ان کی کایا پلٹ ہو جائے افسوس ہے کہ دین کے اس حصہ کو تو ترک ہی کر دیا گیا حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے "افضل الجہاد" اور "افضل العبادت" بتایا ہے اور بتانا چاہیئے تھا اس لئے کہ جس کی دنیا تاریک رہے اور افلاس کا پنجہ جس کو اپنی گرفت میں لئے رہے وہ دین کی کیا خدمات انجام دے سکتا ہے اور "جہاد بالمال" صدقہ خیرات زکوٰۃ اور حج کے ثواب سے کس طرح متمتع ہو سکتا ہے آپ نے کسب معیشت کو اسی لئے عبادت و جہاد کا درجہ دیا ہے کہ مسلمان جوش خدا پرستی میں دنیا سے غافل ہو کر رہبانیت کے جنگل میں نہ پھنس جائیں اور اپنی زندگیاں خراب نہ کر لیں آپ نے فرمایا "طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ" یعنی فریضہ الٰہی کی بجا آوری کے بعد حلال روزی کا طلب کرنا فرض ہے آپ اسے مستحب سنت واجب یا جائز قرار نہیں دیتے بلکہ فرض بتاتے ہیں اور فرض ایسی اہم چیز ہے جسے انسان معصیت کی گندگی سے بری طرح آلودہ ہوئے بغیر ہرگز نہیں چھوڑ سکتا اس سے رہبانیت ترک دنیا اور جوگی پن کی بھی شدید تنقیص لازم آتی ہے اور یہ چیزیں معصیت ٹھہرتی ہیں پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ آپ صاف اور غیر مبہم الفاظ میں "افضل الاعمال الکسب من الحلال" فرماتے ہیں اور ایک اور موقعہ پر کہتے ہیں "طلب الحلال جہاد" خود ہی سوچئے کتنے مسلمان ہیں جو کسب حلال کو بھی "افضل الاعمال" اور سب سے بڑا ثواب کا کام سمجھتے ہوں اور "طلب الحلال" کو اتنا ہی بڑا اور اعلیٰ فرض سمجھتے ہوں جتنا کہ جہاد ہے یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ جہاد بہت ہی بڑے ثواب کی چیز ہے اور فرض ہے لیکن یہ بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں اور علم رکھتے ہیں کہ کسب حلال اس سے بھی افضل ہے اگر مسلمانوں کے سامنے تواتر کے ساتھ یہ تعلیم بھی پیش کی جائے اور وہ اس کی اہمیت ذہن نشین کر لیں تو دنیا میں کوئی ایک مسلمان بیکار اور مفلس نہیں رہ سکتا اسلام کے نزدیک یہ ایک ایسی پستی ہے کہ وہ عیسائیوں کے راہبوں ہندوؤں کے سادھوؤں اور دیگر مذاہب کے فقراء کی طرح بیکار رہ کر عبادت کرنے ہی کو ثواب عظیم اور زہد و تقدس سمجھنے لگے ہیں انہیں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ دوسرے مذاہب میں یہ چیزیں ثواب کا باعث ہوں تو ہوں لیکن اسلام میں اسے باعث عذاب قرار دیا گیا ہے اور اپنی لاعلمی سے وہ جس چیز کو ثواب مقدس زندگی کا مظہر سمجھ بیٹھے ہیں وہ درحقیقت ایک معصیت عظیم ہے جب ہمارے علماء سارا زور عبادت ہی پر دیں گے تو ظاہر ہے کہ دیگر امور کی اہمیت نظر انداز ہو جائیگی حالانکہ اسلام میں کسب حلال بھی عبادت ہی کا درجہ رکھتا ہے اور یہ بھی عبادت ہی کی برابر ثواب کا کام ہے حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے "طلب الحلال مثل مقارعۃ الابطال فی سبیل اللہ و من بات عیا من طلب الحلال بات و اللہ عنہ راض" یعنی حلال کا طلب کرنا ایسا ہے جیسا خدا کی راہ میں بہادروں سے لڑنا اور جو شخص رات کو حلال روزی کی طلب میں تھک کر سو جائے تو وہ ایسی حالت میں سوتا ہے کہ خدا اس سے خوش ہے۔ قریب قریب اسی مضمون کی ایک اور حدیث بھی ہے "ان اللہ تعالیٰ یحب ان یری عبدہ تعبا فی طلب الحلال" یعنی خدا تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے بندہ کو اس حال میں دیکھے کہ وہ طلب حلال میں تھک کر سو گیا ہے۔ ایک اور جگہ آپ نے فرمایا ہے "ان کان خرج یسعی علی ولدہ صغارا فھو فی سبیل اللہ و ان کان خرج یسعی علی نفسہ یعفھا فھو فی سبیل اللہ و ان کان خرج ریاء و مفاخرۃ فھو فی سبیل الشیطان" یعنی اگر کوئی شخص ایسی حالت میں گھر سے نکلا کہ اپنے بچوں کے لئے کوشش کے ساتھ رزق مہیا کرے وہ خدا کی راہ میں نکلا اور اگر وہ اس غرض سے نکلا کہ اپنے بوڑھے ماں باپ کے لئے سعی کر کے رزق کمائے گا تو وہ بھی گویا خدا کی راہ میں نکلا اور اگر وہ اس غرض سے نکلا کہ اپنی ذات کے لئے کوشش کرے تو وہ بھی خدا کی راہ میں نکلا لیکن اگر وہ فخر و نمائش کے لئے نکلا تو شیطان کی راہ میں نکلا۔

"افضل الاعمال" اور تجارت

افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اپنے رسول کریم کی اس بہترین تعلیم کو قطعی بھلا دیا اور اب بھلا یا کسی کا ذہن بھی اس طرف منتقل نہیں ہوتا کوئی سعی کرتا بھی ہے تو اسے افضل الاعمال یا خوشنودی رب تعالیٰ سمجھ کر نہیں بلکہ دنیاداری سمجھ کر بلکہ وہ ندامت محسوس کرتا ہے کہ میں اس دنیاداری جیسے برے کام میں پھنس گیا ہوں اگر کچھ بھی اطمینان ہوتا تو زندگی عبادت اور روزہ نماز اور یاد الٰہی میں بسر کر دیتا قلب ماہیت کی یہ کتنی افسوسناک مثال ہے اور یہی ہماری تمام لعنتوں اور رسوائیوں کی ضامن ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرمائیں کہ "من مات فی طلب الحلال مات مغفورا لہ" یعنی جو شخص طلب حلال کی جد و جہد کرتے کرتے مر گیا وہ بخش جائیگا اور مسلمان یہ سمجھیں کہ یہ موت غفلت کی موت ہے اور جو کچھ ہے بس نماز روزہ ہی ہے کسب معیشت بہترین اعمال، پاکیزہ ترین اعمال "افضل الجہاد" اور اس حالت میں موت کو باعث مغفرت تو بتائیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم اپنی جہالت و بدبختی سے اسے دنیاداری سمجھیں ان احادیث مبارکہ کو پڑھئے اور پھر سوچئے کہ اس سے زیادہ انسانی ترغیب کے لئے اور کیا کہا جا سکتا

ہے اور مسلمانوں کو اس سے زیادہ اور کیا ترغیب دی جاسکتی ہے کہ کسب معیشت عبادت بنادیگئی۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دل و دماغ کسب معاش حلال کی جزئیات کا اس درجہ خوگر ہو چکا تھا کہ آپ بار بار صحابہ کو اپنے دست و بازو سے روزی پیدا کرنے کی طرف راغب کرتے تھے اور ایسے لوگوں کو مقرب بارگاہ و معبودیت بتاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک صحابی نے آپ کے حضور میں مذکرہ کیا کہ فلاں شخص صائم الدہر اور قائم اللیل ہے اور یاد الٰہی میں رات دن مشغول رہتا ہے اور کسی سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ حضور نے دریافت فرمایا تو پھر کھاتا کہاں سے ہے۔ عرض کیا اس کا ایک بھائی ہے جو کماتا ہے خود بھی کھاتا ہے اور اسے بھی کھلاتا ہے۔ آپ نے یہ سنکر فرمایا "اخوہ افضل عنہ" یعنی اس کا بھائی اس سے افضل ہے۔ آپ نے خود بھی بہترین نمونہ پیش کیا اور اوائل زندگی سے لیکر دم واپسیں تک تجارت و فلاحت میں گذاری۔ مصروف زندگی بسر کی اور نہ صرف یہ کہ اپنے اہل و عیال کو کھلایا بلکہ مزدوروں، بیکسوں اور یتیموں کی دستگیری کی۔

مشاہیر اسلام کی تجارت

آج کسی کو علم ہو یا نہ ہو اور کوئی سمجھے یا نہ سمجھے لیکن زمانہ سابق میں جب مسلمانوں نے اس تعلیم سے بہرہ حاصل کیا اور کسب حلال اور دست و بازو کی کمائی کی اہمیت کو سمجھا انہوں نے فرائض کی طرح ان احکام کی بھی تعمیل کی اور سختی کے ساتھ اس کے پابند رہے۔ قرون اولیٰ کے علماء و اتقیا تک اسی تعلیم کے پیش نظر بیکار رہنے کو معصیت عظیم سمجھتے اور اپنا بار کسی اور پر ڈالنے کو برا خیال کرتے رہے اور انہوں نے اپنی روزی اپنے ہاتھ سے پیدا کی اور اس ثواب کو حاصل کیا۔ چند مثالیں اور کچھ نام ہم اپنے دعویٰ کی دلیل کے طور پر ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ سنیار ابن ابت ابن عطار عطاری کرتے تھے۔ منصور حلاج تھے۔ ابوالفضل یحییٰ کی بکاک تھے۔ خواجہ بہاء الدین نقشبندی حائک تھے۔ حضرت جنید بغدادی خزاز تھے۔ حضرت عماد الدین نقشبندی خیاطی کرتے تھے۔ شیخ ابوعلی دقاق تھے۔ حکیم عمر نیشاپوری خیام تھے۔ حضرت ابویزید بسطامی سقہ تھے۔ ابوبکر محمد بن احمد اور ابو یعقوب سراج الدین خوارزمی سکاک تھے۔ ابونصر صباغ تھے۔ حکیم شیخ فریدالدین عطار تھے۔ شمس الائمہ حلوائی تھے۔ ابوبکر مروزی نقال تھے۔ ابوعبید اللہ ابن جوزی خیاط تھے اور نگ زیب اور سلطان ناصرالدین بڑے زبردست اور پرشکوہ فرمانروا گذرے ہیں مگر ملل الذکر تو جبال بھی بنتے تھے اور قرآن کی کتابت بھی کرتے تھے اور مؤخر الذکر قرآن لکھکر اس سے اپنی روزی پیدا کرتے تھے۔ علامہ فارابی جیسا فلاسفر باغبانی کرتا تھا۔ راقم الحروف کے مرشد گرامی رات بھر عبادات و مجاہدات میں مصروف رہتے تھے اور دن کو نقشہ نویسی کرتے تھے۔ یہ سب بزرگ تاریخ اسلام کے ہیرو اور شہرت و عظمت کے مہرو ماہ تھے۔ انہوں نے درس و تدریس کا کام کیا تو محض فی سبیل اللہ مگر اس شغل جلیل کی کما حقہ تکمیل کے بعد اپنی روزی اپنے ہاتھ سے پیدا کی چاہتے تو زر و سیم کے انبار ان کے قدموں کے آگے لگ جاتے مگر دست و بازو کی روزی افضل الاعمال یعنی جہاد کی برابر ثواب تھا اور خوشنودی رب قدیر اسی میں سمجھتے تھے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے بخوبی واقف تھے اور کسب معاش کی عظمت اور ثواب کو سمجھتے تھے اور کیاں نہ سمجھتے انہیں علم تھا کہ حضرت ادریس نے خیاطی حضرت لوط نے کاشتکاری حضرت داؤد نے زرہ سازی حضرت نوح نے نجاری اور خود حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی معاش سنبھالی اور کمرشل ایجنسی و وکیل تجارت کی حیثیت سے پیدا کی تھی اور یہ کام عبادت و جہاد کی برابر

ثواب کا کام تھا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم کسانی، حضرت سعد بن وقاص تیر سازی اور حضرت حذیفہ مرعشی خشت پزی کرتے رہے تھے ان بزرگوں کے سامنے رسول کریم کی یہ حدیث تھی العبادۃ سبعون جزءً وافضلھا طلب الحلال عبادت کے ستر حصے ہیں اور ان میں افضل ترین جزو کسب حلال ہے مسلمانوں کی طرح وہ اسے دنیا پرستی نہ سمجھتے تھے۔

رسول کریم کی تجارت

کسب حلال میں سب سے منفعت انگیز شعبہ تجارت تھا اور رسول کریم نے رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے رزق تنہا اسی میں بتایا اور یہ فرمایا کہ "دیانتدار تاجر خوب کماتا ہے اور بددل تاجر نقصان میں رہتا ہے"۔ اس کی سود مندی بھی واضح کر دی تھی اسلئے حوصلہ مند، ایثار پسند اور خدمت بنی نوع انسان کو پیش نظر رکھنے والے بزرگوں نے تجارت ہی کو ہاتھ میں لیا۔ حضرت ابوبکر، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت میمون بن مہران، حضرت محمد بن سیرین اور حضرت ابو حنیفہ تجارت کرتے تھے، ان بزرگوں نے کپڑے کی وسیع تجارت کی اور اسے کمال تک پہنچا دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ ہاشم بہت بڑے تاجر تھے آپ کے چچا بھی تجارت کرتے تھے اور وہ آپ کو شام کی سرزمین میں ساتھ بھی لے گئے تھے جب آپ سن رشد کو پہنچے اور فکر معاش کی طرف توجہ ہوئی تو آپ کو تجارت سے بہتر کوئی پیشہ نظر نہ آیا بچپن میں آپ تجارتی سفر کر ہی چکے تھے ہر قسم کا تجربہ حاصل ہو چکا تھا اور آپ کے حسن معاملہ کی شہرت ہر طرف پھیل چکی تھی اور اس زمانہ میں طریقہ یہ تھا کہ لوگ عموماً اپنا سرمایہ کسی تجربہ کار اور امین شخص کے ہاتھ میں دیکر اس کے منافع میں شرکت کر لیتے تھے آپ کی شہرت دیانتداری آپ کی معاون ثابت ہوئی اور لوگ از خود آپ کی طرف مائل ہو گئے اور آپ کو اپنے کاروبار کا شریک بنانے لگے آپ مال لیکر شام، بصرے اور یمن و بحرین تک جاتے اور اپنی تاجرانہ قابلیت حسن معاملہ اور دیانت و راستبازی کی بدولت مال خوب فروخت کرتے اور نفع اٹھاتے۔ تاجر کے لئے ایفائے عہد اور اتمام وعدہ بہت اہم چیز ہے بلکہ اسے کاروبار کی اساس کہا جا سکتا ہے حضور کریم بعثت سے پہلے اس اخلاقی جوہر کے بہترین حامل تھے۔ الحمساء کے ایک صحابی عبداللہ بن ابی کا بیان ہے کہ بعثت سے پہلے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خرید و فروخت کا کوئی معاملہ کیا تھا کچھ معاملہ ہو چکا تھا کچھ باقی تھا میں نے وعدہ کیا کہ پھر آؤں گا اتفاقات سے تین روز تک مجھکو وعدہ یاد نہ رہا تیسرے دن وعدہ گاہ پر پہنچا تو آنحضرت کو اسی جگہ منتظر پایا لیکن اس وعدہ خلافی سے آپ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا صرف اس قدر فرمایا کہ تم نے مجھے زحمت دی میں اسی مقام پر تین دن سے موجود ہوں۔

دنیا جانتی ہے کہ کاروبار میں ساکھ بڑی چیز ہوتی ہے اور محض ساکھ وہ کام کرتی ہے جو لاکھوں روپیہ بھی نہیں کر سکتا آپ کی ساکھ اس قدر بڑھ گئی تھی کہ عرب کے بڑے بڑے تاجر آپ سے شرکت کی آرزو کرتے تھے اور ہر طرف شہرت پھیل گئی تھی ایک صحابی سائب مسلمان ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو لوگوں نے ان کی تعریف کی آپ نے فرمایا میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں سائب نے کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان آپ میرے شریک تجارت تھے لیکن ہمیشہ معاملہ صاف رکھا۔

جو لوگ آنحضرت کے ساتھ کاروبار میں شریک تھے ان میں سے ایک صاحب قیس بن سائب مخزومی تھے مجاہد بن جبیر جو مشہور مفسر گذرے ہیں انہی کے غلام تھے

ان کا بیان ہے کہ شرکار کے ساتھ آپ کا معاملہ نہایت صاف رہتا تھا اور کبھی کوئی جھگڑا یا مناقشہ پیش نہیں آتا تھا۔

رسول کریم کے تجارتی سفر

حضرت خدیجہؓ نہایت شریف النفس اور پاکیزہ اخلاق اور آسودہ دولتمند تھیں جب اہل مکہ کا قافلہ تجارت کو روانہ ہوتا تھا تو اکیلا ان کا سامان تمام قریش کے سامان کے برابر ہوتا تھا۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت پچیس سال کی تھی اور آپ کا سلسلہ کاروبار رشتہ کے ساتھ جاری تھا اور حسن معاملہ و دیانتداری پابندی عہد اور آپ کی پاکیزہ اخلاقی شہرت کاروبار دیانت کے ساتھ [illegible] دور دراز پہنچ گئی تھی ہر شخص آپ کی شرافت و دیانت کا معترف تھا اسی لئے جب حضرت خدیجہؓ نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ میرا مال لیکر تجارت کے لئے شام جائیں تو معاوضہ میں جو اوروں کو دیتی ہوں آپ کو اس کا دگنا دوں گی۔ آنحضرت نے قبول فرمایا اور مال تجارت لیکر بصرہ تشریف لے گئے تین ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہا اس کے بعد آپ کے مکارم محاسن دیکھکر اور آپ کی رفاقت کو کاروبار کے لئے مفید اور آپ کی معیت کو اپنے لئے سعادت سمجھکر حضرت خدیجہؓ نے آپ کے ساتھ عقد کر لیا اور آپ جو تجارت کیا کرتے رہے آپ کے کاروبار کی وسعت اور ترقی اور دولت کی کثرت [illegible] اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ [illegible] صاف [illegible] آپ [illegible] اور [illegible] نے [illegible] نہایت [illegible] مال [illegible] اور [illegible] تجارت کے لئے بھیجے اور خرید و فروخت کی ہے

[illegible] آپ [illegible] تجارت [illegible] تشریف لے گئے حضرت خدیجہؓ [illegible] جہاں آپ کا مال تجارت لیکر بھیجا [illegible] ہے [illegible] واقع ہے [illegible] لکھا ہے کہ آپ [illegible] مرتبہ تشریف لے گئے اور [illegible] حضرت خدیجہ نے معاوضہ میں آپ کو ایک ایک اونٹ دیا۔

نبوت کے بعد جس سال آپ کی حکومت میں عرب کے دور دور مقامات سے وفود آئے ان میں جب بحرین سے عبد القیس کا وفد آیا تو آپ نے بحرین کے ایک ایک مقام کا نام لیکر وہاں کا حال پوچھا لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ ہمارے ملک کا حال ہم سے زیادہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے ملک کی خوب سیر کی ہے۔ ایک یورپین مورخ نے ویہا تک لکھا ہے کہ آپ مصر بھی تشریف لے گئے تھے اور [illegible] کو بھی [illegible] لیکن تاریخ سے اس کی تصدیق نہیں [illegible] مصر کا سفر [illegible] یورپین [illegible] معلوم ہوتا ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ سفر شام کے دوران میں آپ نے [illegible] کے سفر میں خلیج فارس کی سیاحت کی ہو۔

صحابہ کرام کا تمول

چونکہ آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کی اور کس پیشہ [illegible] اور [illegible] تک [illegible] ساتھ [illegible] سے آپ نے [illegible] بیچے [illegible] جیسے [illegible] تمام عرب کی ایک دولتمند خاتون کے رفیق حیات اور [illegible] کا رواج [illegible] تھا [illegible] دولت حاصل نہ کی ہو گی آخر چالیس برس کی عمر تک آپ یہی کرتے رہے اور زندگی [illegible] کا بہترین زمانہ اسی میں گزرا

نچلے بھی ہوئے ان کی شادیاں بھی کیں اور انتظام خوب چلائے اگر منصب نبوت کے اعلیٰ مشاغل آپ کی تمام تر توجہات جذب نہ کر لیتے تو آپ کی شہرت ایک بڑے اور اعلیٰ پایہ تاجر کی حیثیت سے [illegible] تک پہنچی ہوتی لیکن صورت یہ تھی کہ آپ [illegible] اور بیکسوں کی امداد ہر وقت اور ہر زمانہ میں کیا کرتے تھے اور اپنی دولت اسی مقصد کے لئے وقف رکھی تھی اور یہ کا تقاضا ہے کہ آقائے دو جہاں سرور کائنات کی تو پوری جوانی اور قبل نبوت کا پورا زمانہ تجارت اور بعض تجارت کے مشاغل میں گزرا آپ مسلمانوں کو مزید الفاظ میں اس کی تلقین کرتے رہے ہیں آپ نے اسے شریف پیشہ بتایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ:

”وہ شخص وجہ حلال سے مال جمع کرنا پسند نہ کرے اپنا مال جس سے اپنی آبرو محفوظ رکھ سکے اپنا قرض ادا کر سکے اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کر سکے ایسے شخص میں کوئی بھلائی نہیں۔“

اور مسلمان کوئی پرواہ نہ کریں اور تجارت سے علیحدہ رہا آج تو اگر کسی سے کہئے کہ مال جمع کرنا بھی عبادت ہے تو فوراً اسے دنیا پرست ہونے کا طعنہ دیا جائیگا لیکن یہ نہیں کہتے کہ مسلمانوں کی دنیوی ترقی کے انتہائی عروج اور بلندی کی [illegible] وہیں زمانہ تھا جبکہ مسلمان آجکل کے مسلمانوں سے کہیں زیادہ [illegible] اور خدا پرست تھے اگر تجارت دولتمندی معیوب چیز ہوتی تو [illegible] ہوتی۔

[illegible] حضرت [illegible] میں دولت کے دریا بہتے تھے حضرت عثمان غنیؓ نے ترکہ میں تین کروڑ پانچ لاکھ درہم ایک لاکھ دینار [illegible] چھوڑے۔

حضرت زبیرؓ نے تین کروڑ باون لاکھ درہم کی جائیداد چھوڑی۔ حضرت طلحہؓ نے [illegible] درہم کی جائداد اور [illegible] لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار نقد [illegible] چھوڑے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ترکہ اور جائیداد کے سونے کی بہت سی بڑی بڑی اینٹیں چھوڑیں جو کلہاڑیوں سے کاٹی گئیں حضرت ابوبکرؓ قریش کے [illegible] اور سب سے بڑے متمول اور سب سے زیادہ مالدار تھے۔ حضرت عمرؓ نے [illegible] سے نکاح کیا تو چالیس ہزار درہم نقد مہر ادا کیا۔ حضرت سعد بن [illegible] لاکھ نقد [illegible] چھوڑ کر مرے۔ علاوہ ازیں کروڑوں روپیہ فی سبیل اللہ خیرات کیا۔ حضرت علیؓ نے خود فرمایا کہ اب تک چالیس ہزار دینار نقد خیرات کر چکا ہوں۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے بھی لاکھوں دینار چھوڑے یہ سب بزرگ عشرہ مبشرہ میں ہیں اور زندگی ہی میں انھیں جنتی ہونے کی خوشخبری مل چکی تھی یہ سب نامور مجتہد [illegible] کی جماعت تھی۔ مال پرستی [illegible] ہوتا تو یہ لوگ کبھی اس کے حامل نہ ہوتے۔

یہ تھیں تجارت کی کامرانیاں۔ دنیا بھی عیش میں گذری بیوی بچوں اور مال سے بہرہ مند رہے اور جنت بھی حاصل کی۔ سکنا نہیں چاہئے کہ ان حقائق پر عبرت کی نگاہ ڈالیں انسان سے سبق حاصل کریں جو فرمایا ہے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے

چیست دنیا از خدا غافل بدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

رسول کریم کا تعبد شکن کارنامہ

ابن غوث الاعظم مولانا سید نذیر الحق صاحب قادری لائل پور

آزادی اور اسلام

ان هو الا وحی یوحی جس کی شان آیا ہو — رحمت عالم کے لئے اک امی اس مکتب کا آیا ہے
منکشف اس پر ہوئے سارے علوم الانبیاء — جن کو پڑھ کر آگے قدسی سر نگوں سر ہو گئے
جاء الحق وزهق الباطل اس کی زبان آیا ہے — کفر کے برج سر فلک پر جو تھے سرنگوں ہو گئے
جن کے مقدم میں تھی غلامی [illegible] — زوم [illegible] کی طرح جیسے [illegible]
بعض اسود و احمر [illegible] — سب کی [illegible] ایک ہی [illegible]

حضرت حق جل شانہ نے اگرچہ انسان ضعیف البنیان کو [illegible] جیسے [illegible] حقیر سے بنایا ہے مگر اس کو احسن التقویم [illegible] پانی کر [illegible] دوسری مخلوق پر فضیلت و بزرگی عطا فرمائی [illegible] کا فرمانی تاج اس کے سر پر رکھا اور تخت عز و شرف پر بٹھایا [illegible] لیکن جب اس کے خلاف [illegible] آدم الاسما کے اعزاز و اکرام کی وجہ سے ان کی گردن [illegible] آئے [illegible] شیاطین [illegible] جو [illegible] کے سر اس کی [illegible] کیونکہ انسان کو بارگاہ رب العزت سے خلافۃ الله فی الارض کا [illegible] لقب [illegible] ہوا تھا اور قاسم ازل نے اپنے دست قدرت سے اس کی پیشانی پر لکھ دیا [illegible] اپنے سوا [illegible] سے [illegible] نہیں ہو سکتا ظاہر ہے [illegible] شریف [illegible] فرزند فطرت ناصیہ ہے اس کی پیشانی [illegible] سبق [illegible] ہے تو صرف ایک پروردگار کی [illegible] سے غیر اللہ کی غلامی [illegible] آزاد کو ازلی [illegible] نفرت ہے انسان کی فطرت کو یہ سبق روز ازل سے [illegible] گروہ اس سبق کو بھولتا رہا اور اس پر خود فراموشی کی کیفیت طاری [illegible] کے ساتھ خدا کی ربوبیت اور رحمت [illegible] خاص بندے کی معرفت اس سبق [illegible] یاد [illegible] اور انسان کی [illegible] فطرت کو [illegible] دنیا میں جس قدر انبیاء و مرسلین مبعوث ہوئے سب کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ خدا کی حکومت قائم کی جائے شیطانی [illegible] کیا جائے [illegible] غلامی کی بیڑیاں کاٹی جائیں اور [illegible] حریت کا [illegible] دیا جائے۔

لیکن انسان اس سبق کو فراموش کرتا رہا اور خدا کی طرف سے یاد دہانی ہوتی رہی الآخر رحمت عالمیان محمد مصطفٰے [illegible] رحمت [illegible] تو دم [illegible] اس تیرہ خاکدان عنصری کو [illegible] اور [illegible] مظلوم انسانوں کے پاؤں سے غلامی کی بوجھل زنجیریں کاٹ دیں [illegible] آقا و غلام کی تمیز [illegible] ایک ہو گئے [illegible] بہاں [illegible] کو پہلو بہ پہلو بٹھا دیا اور غلامی و بادشاہی دو مترادف الفاظ بن گئے۔

[illegible] اگرچہ آپ بجسد عنصری اس دنیا میں موجود نہیں لیکن آپ کی روحانی تعلیم آسمانی [illegible] جلال [illegible] آج بھی [illegible] ہے [illegible]

کے غلامی [illegible] کے استبداد کی فولادی [illegible] اور غلامی کی بیڑیوں کو [illegible] کر [illegible] دعوت عمل دے کر [illegible] انہیں حریت کامل [illegible] استخلاف فی الارض کی بشارت قرآنی الفاظ میں [illegible] کی آتش [illegible] اسلامی قومیت کے قصر رفیع کی تعمیر کرنے والے اور عرب کی [illegible] ایک ایسی قوم [illegible] کو [illegible] حریت [illegible] غلامی کی ظلمت [illegible] مستقبل [illegible] غلامی کے خلاف جہاد کرتی رہے گی۔

نبی آخر الزمان کی بعثت کا مقصد

[illegible]

[illegible] دل [illegible] کے [illegible] تزکیہ نفس [illegible] اگر [illegible] مزاج [illegible] جن کا مقصد کی زندگی اور [illegible] کتاب و سنت [illegible] عقل [illegible] زیادہ [illegible] اس نگاہ [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ حریت کاملہ [illegible] آخر [illegible] حضور [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں صرف [illegible] اور [illegible] آقا [illegible] اسلام کی تعمیر [illegible] آزادی سے [illegible] آئے تھے اور آپ [illegible] امت [illegible] اس کی اساس [illegible] حریت [illegible] ہے۔

اسلامی قومیت کی بنیاد حریت کامل پر ہے

[illegible] مملکت کے تمام [illegible] اپنی سلطنت میں [illegible] یہ نہیں بتلایا کہ تم [illegible] کسی طرف [illegible] اسلامی [illegible] کے متعلق [illegible] غلامانہ حالت کے [illegible] سے خاموش رہنا صاف [illegible] اس امر کا ثبوت ہے کہ اسلامی قومیت کی بنیاد حریت کاملہ پر ہے اسلام غلامی و مکر کا ہرگز متحمل نہیں [illegible] کسی غیر مسلم طاقت کے [illegible] استبداد میں [illegible] رہنے کی [illegible] سے اجازت نہیں دیتا اور نہ ایک غیور مسلمان [illegible] کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے۔

جہاں [illegible] دست [illegible] — [illegible] آزادہ [illegible]
[illegible] — [illegible] دست [illegible]

اگر خوں خودی را کنم بندگی   بِہ مرگ بہ از چنیں زندگی

دنیا کے ممالک کے اقسام اور اسلامی احکام

اسلامی احکام کی رو سے اور فقہ اسلامی کے مطابق دنیا کے تمام ممالک تین قسموں پر منقسم ہیں۔ (۱) دارالاسلام جہاں اسلام کی حکومت قائم ہے (۲) دارالحرب یعنی وہ ملک جو مسلمانوں سے برسرِ جنگ ہے (۳) اور دارالامن جو ملک نہ اسلام کے ماتحت ہیں اور نہ اُن سے برسرِ جنگ ہیں۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ شرعی نقطۂ نظر سے ہندوستان کا کیا حکم ہے۔ دارالاسلام کی تفسیر تو غیر ضروری ہے کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ ہندوستان دارالاسلام نہیں اس بارہ میں محقق اور بالغ نظر علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ ہندوستان دارالحرب ہے اس میں شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ دارالحرب تو اس ملک کو کہتے ہیں جس میں مالکِ اقتدار مسلمانوں سے برسرِ جنگ ہو حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ ہندوستان میں نہ تو عبادات اسلامی کی بجا آوری میں کسی قسم کی رکاوٹ ہے اور نہ یہاں کی مالکِ اقتدار مسلمانوں سے برسرِ جنگ ہے پھر یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ یہ دارالحرب ہے سو برسرِ جنگ کا مطلب صرف یہ نہیں کہ حاکمانہ اقتدار ان کو عبادات و احکام اسلامی کے بجا آوری پر آزادی نہ دے اور ان سے خواہ مخواہ جنگ و جدال کرے بلکہ اگر کسی ملک میں احکام شریعت کی قوت تنفیذ بھی ان کے ہاتھ میں نہ ہو نہ شریعت کے ناموس کا تحفظ اپنے اختیار سے کر سکتے ہوں یا شعائر اسلام کی عزت و ناموس خطرہ میں ہو ان کی اسلامی ذہنیت اور دینی روح بہ دستی سے مجروح ہوتی ہو وہاں کے تاثرات اسلام کی معاشرتی و ثقافتی برکات کی نماز کر ہو اور کسی بیرونی تمدن و معاشرت سے رفتہ رفتہ ان کے قومی و ملی خصائص کی مٹ کر فنا ہو جانا قطعی و یقینی ہو تو ایسا ملک جس میں یہ تمام صورتیں موجود ہوں وہ ملک اسلامی نقطۂ نظر سے دارالحرب قرار پائے گا کیونکہ برسرِ جنگ کے مفہوم میں یہ تمام صورتیں داخل ہیں پس جہاں بھی مسلمانوں کو عزتِ نفس مذہب، تمدن اور وطن کی حفاظت کا اختیار حاصل نہ ہو وہ دارالحرب ہے اس لئے ان علماء کی رائے بہت مضبوط اور مدلل معلوم ہوتی ہے جنہوں نے ہندوستان کو دارالحرب کے حکم میں رکھا ہے۔

اب دارالحرب میں مسلمانوں کی بودوباش روا نہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہاں کے مسلمان اس ملک کی آزادی کے لئے صدقِ دل سے ساعی ہوں کیونکہ اسلام صرف مذہبی عبادات ہی کی آزادی نہیں چاہتا بلکہ عزتِ نفس تمدن اور وطن کی آزادی بھی اسلامی زندگی کے لئے لازمی قرار دیتا ہے اس کے ثبوت میں ہم قرآن کریم کی صرف ایک آیت پیش کرتے ہیں جو اثبات مدعا کے لئے برہانِ قاطع ہے۔

الم تر الی الملاء من بنی اسرائیل	موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل
من بعد موسیٰ اذ قالوا لنبی	میں جو ایک گروہ ہوا ہے کیا تو ان کے
لهم ابعث لنا ملکا نقاتل	قصہ میں تعجب سے نہیں دیکھتا جب انہوں
فی سبیل اللہ، قال هل	نے اپنے پیغمبر سے کہا ہمارے لئے ایک
عسیتم ان کتب علیکم	بادشاہ کو قائم کر جس کے ساتھ ہو کر ہم
القتال الا تقاتلوا، قالوا	راہ الٰہی میں جہاد کریں اس نبی نے کہا کہ
وما لنا الا نقاتل فی سبیل	مجھے تم سے یہ توقع ہے کہ اگر تم جہاد
اللہ وقد اخرجنا من دیارنا	فرض کیا جائے تو نہ لڑو کہنے لگے ہم کو کو
وابنائنا۔ (سورۂ بقر)	چیز مانع ہوگی جو ہم نہ لڑیں حالانکہ ہم

لوگ اپنے دیار اور اولاد سے نکالے گئے ہیں۔

اس کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:-

”وہب اور کلبی کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں معاصی کی کثرت ہو گئی تھی اور بڑی بڑی کمزوریاں اور خرابیاں پیدا ہو گئیں تو پھر ان کے دشمن ان پر غالب آ گئے اور انہوں نے ان کی اولاد کو اپنا قیدی بنا لیا تو بنی اسرائیل نے اپنی یہ دینی اور سیاسی تباہی دیکھ کر اپنے نبی سے درخواست کی کہ وہ ان کے لئے کسی بادشاہ کو دینی و سیاسی تنظیم کے لئے مقرر کرے ان کی حالت کو سدھارے اور دشمنوں سے آزادی دلائے۔“ (تفسیر کبیر)

تفسیر ابی السعود حاشیہ تفسیر کبیر وقد اخرجنا من دیارنا وابنائنا کی تفسیر میں ہے ”ہم کیوں نہ اپنے اموال و اولاد اور وطن کی آزادی کے لئے جہاد کریں گے جبکہ ایسے حالات درپیش ہیں جو موجب قتال ہیں مثلاً اموال و دیار سے خارج کر دیا جانا وطن کی آزادی سلب ہو جانا۔“

اس آیت شریفہ اور اس کی نقلی تفسیر سے حسبِ ذیل امور ثابت ہوئے۔

(۱) کسی قوم میں گناہوں اور برائیوں کی کثرت اجنبی غلامی کا باعث ہے۔

(۲) محکومی و غلامی پر قناعت کئے رہنا تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ہے۔

(۳) غلامی سے رہائی پانے کے لئے جد و جہد کرنا اور دارالحرب میں استخلاصِ وطن میں ساعی ہونا دینی فرض ہے۔

(۴) آزادی حاصل کرنے کے لئے کسی سیاسی قائد و رہبر اور با سیاسی جماعت کی اشد ضرورت ہے جو افرادِ قوم میں جذبِ الحیات لقائے اصلح اور حریت کامل کے جذبات پیدا کرے اور ان کے دینی و سیاسی اختلال کو دور کرے۔

(۵) موجبِ جہاد یا ایثار و قربانی صرف دینی آزادی ہی نہیں بلکہ ملکی و قومی حقوق سے محروم ہو جانا ملک و قوم کی اقتصادی و تمدنی ترقی کے اصلی فوائد پر اجنبی اقتدار کا تسلط ہونا اور ان کے مال و متاع کو بلا کسی استحقاق کے محض طمع و حرص کی بنا پر زور قوت سے غصب کر لیا جانا بھی غلامی اور موجب قتال ہے۔

ان تفصیلات کی روشنی میں اگر مسلمانوں کی موجودہ حالت کا مطالعہ کیا جائے تو ثابت ہوگا کہ جو خرابیاں اور کمزوریاں بنی اسرائیل میں پیدا ہو گئی تھیں اور جن حالات نے ان کو ایک بادشاہ کے ساتھ ہو کر جہاد پر مجبور کر دیا تھا انہیں حالات کا سامنا آج مسلمانوں کو ہے اور وہ زندگی کے انہیں ادوار سے گزر رہے ہیں اگر فرق ہے تو صرف یہ کہ وہ آزادی حاصل کرنے کے لئے جہاد پر مجبور تھے مگر آج جہاد کی مطلق ضرورت نہیں بلکہ آئینی جد و جہد اور امن پسندانہ طریق عمل کے ذریعہ دینی و سیاسی آزادی حاصل کرنا مسلمانوں کا فرضِ اولین ہے۔

اسلام کسی حکومت سے غدر و بغاوت کی اجازت نہیں دیتا

اسلام بےشک طوقِ غلامی کا متحمل نہیں اور فطرتِ انسانی کو غلامی سے ابدی و ازلی نفرت ہے مگر ساتھ ہی اسلام کسی حکومت سے غدر و بغاوت اور فساد فی الارض کی بھی اجازت نہیں دیتا کیونکہ وہ دنیا میں محض اس لئے آیا ہے کہ دنیا میں امن و

قائم کر دیں اور دنیا کے امن و امان کے حصول کے لئے اپنے مخالفین کی زندگیوں کو ہلاکت میں ڈال دیں۔ سورہ بقرہ میں اسی حالت کے متعلق ایک علیحدہ حکم رکھا ہے کہ اگر کافر اقتدار رکھنے کی صورت میں دنیا کو تباہ کرتے ہیں تو انکا اثر یہ کہتا ہے کہ اگر تلوار نہ اٹھاؤ تو بعض خدا کے لئے اور دنیا کا امن بحال کرنے کے لئے چنانچہ ارشاد ہے ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل علی العلمین اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بعض آدمیوں کو بعض کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا تو زمین فساد سے بھر جاتی لیکن اللہ تعالیٰ صاحب فضل ہے "۔

پھر فسادیوں اور دنیا کا امن و امان خطرہ میں ڈالنے والوں کو تہدید فرمائی ہے

ان اللہ لا یحب المفسدین — اللہ تعالیٰ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔

یہ اس حالت سے متعلق ہے جبکہ مسلمان صاحب اقتدار ہوں اور جب وہ خود بے بس اور بے دست و پائی میں ہوں تو اس وقت اسلام چاہتا ہے کہ بہرحال امن کو قائم رکھو غلامی سے رہائی پانے کی کوشش کرو مگر امن پسندانہ اور آئینی طریقہ سے اگر غلامی سے رہائی پانا ممکن ہو تو ایسی زندگی سے مر جاؤ مگر کسی کی انگلی تک نہ دکھاؤ یعنی ایسی آزادی جو کسی کا خون بہا کر اور قتل و خونریزی سے ملے وہ کسی کام کی نہیں بلکہ ایسی حالت میں خود آزادی کی قربان گاہ پر قربان ہو جاؤ بہرحال اسلام کہتا ہے کہ یا تو آزاد ہو کر زندگی گزارو اور یا ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دو۔

معاہدۂ طور اور آزادی

موسیٰ علیہ السلام کی غیبت میں جب بنی اسرائیل گوسالہ پرستی پر اتر آئے اور موسیٰ علیہ السلام واپس آکر ان کو ملامت اور سرزنش فرماتے ہیں اور ستر آدمیوں کا ایک وفد لیکر توبہ اور تجدید عہد کے لئے دوبارہ طور پر تشریف لے جاتے ہیں اور جب یہ وفد طور پر پہنچتا ہے تو تمام کے تمام ہیبت زلزلہ سے بیہوش ہو جاتے ہیں اس وقت موسیٰ علیہ السلام نہایت تضرع سے عرض کرتے ہیں کہ بارالٰہا اگر ہم کو تباہ ہی کرنا تھا تو اس سے پیشتر ہی تباہ کر دیا ہوتا اور بلا کر تباہ کرنا تیری شان رحیمی کے خلاف ہے چند نادانوں کی وجہ سے ہم کو کیوں ہلاک کیا جاتا ہے ہمیں معافی عطا فرما ہمارے حال پر کرم فرما اور دنیا و آخرت کی بہبودی سے ہمارے دامن بھر دے۔

اس کے جواب میں بارگاہ الٰہی سے ان الفاظ میں جواب دیا گیا ہے

فساکتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوۃ والذین ھم بایتنا یؤمنون ٥ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون۔ تو واجب کر دیں گے ہم رحمت کو ان کے لئے جو پرہیزگاری کرتے ہیں زکوۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں جو پیروی کرتے ہیں اس پیغمبر کی جو نبی امی ہے ان کی نشانیاں توراۃ اور انجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہیں جو ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے برائی سے منع کرتا ہے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتا ہے جو کہ داخلی اصلاح اور خارجی اصلاح کی جانی ہے ان کے خلاف فطرت بوجھوں اور خلاف قانون بندشوں کو اتارتا ہے پس

جو لوگ اس نبی امی پر ایمان لاتے ہیں اس کی تعظیم اور مدد کرتے ہیں اور اس روشنی کے تابع ہوئے جو اس نبی امی کے ساتھ اتری ہے وہی مراد ملنے والے ہیں۔

معاہدۂ طور میں جس تعلیم کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے اس کی پوری تشریح و تفصیل کے لئے تو ایک دفتر درکار ہے ہم صرف حسب اقتضاء اور مناسبت مقام کے لحاظ سے ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم کی کچھ تشریح کرتے ہیں۔

غلامی کے اقسام اور نبی آخر الزماں صلعم

معاہدۂ طور میں اسلام کی عالمگیر تعلیم کی عظمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک شان یہ بھی بتلائی گئی ہے کہ آپ اخلاقی فطرت بوجھوں اور بندشوں کو اتار پھینکیں گے اب دیکھنا یہ ہے کہ اس سے مراد کیا ہے

اس آیت میں دو لفظ ہیں اصر اور اغلال۔ اصر کے لغوی معنے بوجھ کے ہیں اور اغلال جمع غل کی ہے جس کے معنے اس زنجیر آہنی یا تسمے کے ہیں جن سے کسی قیدی کو جکڑ دیا جائے یعنی اصر سے مراد وہ داخلی اور جسمانی بوجھ خوف اور دباؤ ہے جن سے جسم و روح اور ضمیر و ایمان دبے ہوئے ہوں اور غل سے مراد وہ زنجیریں اور استبداد کی غلامی زنجیریں ہیں جن سے اقوام عالم کی آزادی سلب کر لی جاتی ہے پس اصر اور غل حقیقت غلامی کی دو تعبیریں ہیں جن سے یہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ حضور علیہ التحیۃ والثنا دنیا میں آتے ہی مطلق العنانیت کے ان بوجھ ڈالنے والوں اور ذلت و نامرادی سے ٹھکرائے ہوئے انسانوں کو غیر الٰہی طاقتوں مستبد حکمرانوں، ظالم آقاؤں کے بیجا اقتدار سے رہائی دلائیں گے اور غلامی کی زنجیروں کو کاٹ کر رکھ دیں گے۔ گویا معاہدۂ طور میں کائنات انسانی کو یہ پیغام پہنچا دیا گیا تھا کہ اسلام دنیا میں نوع انسان کی حقیقی معنی میں آزادی دلاتا ہے اور جنہیں اسلام کو آگاہ کر دیا ہے کہ اسلام کسی ایسے اقتدار کو جائز تسلیم نہیں کرے گا جو الٰہی ہو اور آزادی و جمہوریت پر مبنی نہ ہو کیونکہ خدا کے سوا کسی انسان کو سزاوار نہیں کہ وہ بندگان خدا کو اپنا غلام اور محکوم بنائے رکھے انسانی حقوق کا یہ وہ اعلان ہے جس نے استبداد اور شخصیت کے پر ہیبت و جبروت دیوتاؤں کو خاک ذلت پر گرا دیا اور قیامت تک دنیا جہان کے نمرودوں فرعونوں، قیصروں اور طاغوتی طاقتوں کو لرزہ براندام کرتے رہے گا۔

یاد رہے کہ غلامی دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو سرمایہ داروں اور مستبد حکمرانوں کی دوسرے خود غرض مذہبی پیشواؤں، رسمی پیروں اور صوفی دنیاداروں کی پہلی قسم کی غلامی سیاسی ہے اور دوسری قسم کی مذہبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے دونوں قسم کی غلامیوں کو بیخ و بن سے اکھیڑ پھینکا اور اسلام جہاں انسان پرستی اور مذہبی غلامی کا دشمن ہے وہاں شاطران سیاست اور سرمایہ داروں کی سیاسی غلامی کا بھی دشمن ہے اور انہی دونوں قسم کی غلامیوں کو اصر اور غل سے تعبیر کیا گیا ہے۔

غلامی اور آزادی کی ایک مثال

قرآن کریم نے غلامی اور آزادی کی ایک مثال دیکر غلامی کی لعنت اور آزادی کی نعمت کو کیا اچھے پیرایہ میں ذہن نشین کرایا ہے ارشاد ہوتا ہے

ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شیء ومن رزقناہ

مثلاً رزقنا حسنا فهو ينفق منه سرا و جهرا هل يستوون" ایک شخص جو کسی دوسرے انسان کا غلام ہے اس کو اپنی کسی چیز پر اختیار نہیں اور ایک دوسرا آزاد و خود مختار انسان جو اپنی ہر چیز پر قدرت و اختیار رکھتا ہے اور جو کچھ اسے خدا نے دیا ہے اسے ظاہر و پوشیدہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے تو کیا یہ دونوں آدمی برابر ہو گئے؟
نیز قرآن کریم نے آزادی کو ایک نعمت قرار دیا ہے چنانچہ اللہ پاک بنی اسرائیل کو ایک جگہ اپنی نعمتیں یاد دلاتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل اس نعمت کو یاد کرو کہ ہم نے تم کو فرعون کی غلامی سے آزادی دلائی۔

اسلام نے آزادی پر کیوں اتنا زور دیا ہے

اس لئے کہ دائمی محکومی و ابدی غلامی سے بڑھ کر کوئی لعنت نہیں یہ قومی و ملی خصائص اور انفرادی و اجتماعی فضائل کے لئے زہر ہلاہل ہے یہ عزت و غیرت، ہمت و دیانت اور امانت کے لئے پیغام موت ہے اسے غیرت دینی، جوش قومی، علو نفس اور پاس ناموس مفقود ہو جاتے ہیں اور روحانیت و اخلاق عالیہ خاک میں مل جاتے ہیں اور ان کی جگہ خوشامد، تملق، چاپلوسی، کمینگی، بے عزتی، رذالت و خست اور دنائت جیسے رذائل قوم کی اکثریت پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ ابو سعید العربی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:۔
"الیمنی قوم و بد بختی ذات کی غلامی محکومی و ماتحتی ایک ایسا دردناک عذاب ہے کہ جس سے بڑھ کر کوئی عذاب اور کوئی درد نہیں غلامی سے اخلاق بگڑ جاتے ہیں غیرت و حمیت شجاعت و بسالت جاتی رہتی ہے وطن پر قربان ہونے کا جوش دل سے نکل جاتا ہے اسلئے ہمارا بد قدم نہیں اٹھتے عزت نفس نہیں رہتی جس کا لازمی نتیجہ نفرت، خوشامد، چاپلوسی ذلت و مسکنت اہانت کا آجانا ضروری ہوتا ہے نصاریٰ کے غلام سے زیادہ بدنصیب دنیا میں اور کوئی نہیں ہوتا"
حضرت مولانا ابو الکلام آزاد مدظلہ فرماتے ہیں:۔
"میرا اعتقاد ہے کہ آزادی ہر فرد اور قوم کا پیدائشی حق ہے کوئی انسان یا انسانوں کی گڑھی ہوئی بیوروکریسی یہ حق نہیں رکھتی کہ خدا کے بندوں کو اپنا محکوم بنائے محکومی اور غلامی کے لئے کیسے ہی خوشنما نام کیوں نہ رکھ لئے جائیں لیکن وہ غلامی ہے اور خدا کی مرضی اور اس کے قانون کے خلاف ہے"
پیغمبر اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے طاغوتی و جابر حکومتوں کو مٹا کر خداوندی بادشاہت کے قیام کا اولین اعلان کیا خلافت ارضی و وراثت الٰہی کی بخشش سے اپنے امتیوں کو نوازا خلق خدا کو اوہام پرستی اور مدعیان ولایت، تصوف، جابر حکومتوں اور سرمایہ داروں کی غلامی سے نجات دلائی اور بنی نوع انسان کی غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر فلاح و بہبود، انسانی اور ارتقائے اقوام کے راستے کو صاف کر دیا خلق خدا کو خدا کے دروازہ پر لا گرایا اور انسانیت کا مرتبہ ہر طرح بلند و بالا کر دیا۔ یہ ماہ ربیع الاول کا مبارک مہینہ اگر خوشی و مسرت کا مہینہ ہے تو صرف اس لئے کہ اس مہینہ میں دنیا کا سب سے بڑا انسان آیا اور مسلمانوں کو نفس، غلامی، خواہشوں کی غلامی غیر الٰہی طاقتوں کی غلامی اور حکومتوں کی غلامی سے نجات دلا کر دنیا کی سب سے بڑی نعمت خدا کی بندگی اور انسانوں کی آقائی مرحمت فرما گیا۔
اے غفلت شعاران ملت! اگر تمہارے پاؤں میں ماسوا اللہ کی عبودیت کی زنجیریں ہیں اگر تمہاری گردنوں میں انسانوں کی محکومیت و مرعوبیت کے حلقے ہیں ایمان باللہ کے ثبات سے دل خالی ہیں اور اعمال حقہ کی روشنی سے محروم ہے خوف غیر اللہ سے تمہارے جسم پر لرزہ طاری رہتا ہے اور دشمنان حق کی شیطانی ہیبتوں سے ڈرتے ہو تو تمہیں ماہ ربیع الاول کی پاک اور مقدس یادگار منانے کا کوئی حق نہیں اس ماہ میں اسکے دلانے کی یاد اور محبت کا دعویٰ جھوٹا ہے اصلی عبرت اور حقیقت سے بے خبر ہو تو تمہارا وجود ہادی اکبر اور مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کو بٹہ لگا رہا ہے اس ماہ مبارک کا جشن مسرت اور عزت اس میں نہیں کہ صرف زبانوں کے ترانوں اور در و دیوار کی آرائشوں اور روشنی کی ہی میں اس کے مقصود یادگاری کو گم کرتے رہو یہ یادگار حریت ہے سچی اور انسانی آزادی کی پیدائش کا مہینہ ہے پہلے اپنے آپ کو محمد عربی کا سچا امتی ہونا کرو اور پھر جشن مسرت مناؤ۔

اسوۂ رسول کی روشنی میں مسلمانوں کا فرض

جہاں تک ہم نے لکھا ہے ثابت ہوا کہ اپنے ملک و قوم کو اجنبی اقتدار سے آزاد کرانا مسلمانوں کا انسانی اور مذہبی فرض ہے اور شرعی نقطۂ نظر سے ہندوستان میں موجود رہنا اسی وقت روا ہے جبکہ وہ اس ملک کی آزادی کے لئے صدق دل سے کوشاں ہوں اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ابنائے وطن سے متفق ہو جائیں اور متفق ہو چکنے کے بعد اجنبی غلامی کا جوا اتار پھینکیں کیونکہ مسلمان یہاں اقلیت میں ہیں اس لئے وہ تن تنہا اپنے وطن اور اسلامی ممالک کو ہرگز ہرگز آزاد نہیں کرا سکتے اگر وہ ابنائے وطن کو ساتھ لئے بغیر آزاد آزادی کا شور مچاتے رہیں تو اسلامی ممالک تو کیا زمین کا ایک گز ٹکڑا بھی آزاد نہیں کرا سکتے۔
مناسبت مقام کے لحاظ سے آخر میں ہم ایک ترک رہبر کا وہ سبق آموز اور عبرتناک مکتوب کا ضروری حصہ درج کر دینا مناسب سمجھتے ہیں جو آزادی کی ضرورت و اہمیت کے لئے خوب ہے وہ لکھتے ہیں:۔
"ہم جب سید لائڈ کمپنی کے تار دل میں مسلمان رہنماؤں کیساتھ "ہز ہائنس" اور "سر" وغیرہ کے انگریزی القاب دیکھتے ہیں تو یہ مانئے مسلمانان ہند کی عقلوں پر تعجب کرنے لگتے ہیں کہ اجنبی حکومت کے یہ منظور نظر کیونکر اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہو سکتے ہیں حکومت اس شخص کو خطاب دیتی ہے جسے اپنا خیر خواہ سمجھتی ہے اور یہ مسلم ہے کہ اجنبی حکومت کا خیر خواہ اسلام اور مسلمانوں کا دوست نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ہندوستانی مسلمان ہوتا تو ہر لیڈر کا ہاتھ پکڑ کر پوچھتا بتاؤ تم ہندوستان کی آزادی چاہتے ہو یا نہیں اگر وہ کہتا چاہتا ہوں میں کہتا بس خبردار آئندہ آزادی کے سوا کوئی بات تمہاری زبان سے نہ نکلے اگر وہ کہتا کہ میں مسلمان ہوں اسلام کی آزادی میری نظر میں مقدم ہے مجھے فلسطین مصر شام عراق ترکی اور ایران زیادہ عزیز ہیں" تو میں اس سے کہتا اگر ہندوستان آزاد نہیں تو فلسطین و عراق کیسے آزاد ہو سکتے ہیں اگر تو سچا مسلمان ہوتا تو بیت المقدس کے قبضۂ کفار میں چلے جانے کے بعد ضرور مر گیا ہوتا لہٰذا نہ تجھے اسلام کی محبت ہے نہ ہندوستان کی"
مجھے یقین ہے کہ اگر آج ہندوستان کے مسلمانوں کو سچے رہبر مل جائیں تو وہ اپنی قوت ایمانی اور غیرت اسلامی کی طاقت سے نہ صرف ہندوستان کو بلکہ تمام دنیا کو غلامی سے آزاد کرا سکتے ہیں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ ہندوستان کے عام مسلمان کیسے نیک اور ایماندار ہوتے ہیں اور کیسے بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں مگر افسوس صد ہزار افسوس رہنما ان میں مفقود ہیں۔
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھدٰھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب۔

مسلمانوں کی ترولیڈ سیاست اور حضورؐ کا اسوۂ حسنہ

از حضرت مولانا مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری لائل پور

یہ ایک نہایت واضح، صاف اور روشن حقیقت ہے کہ مسلمان بحیثیت مسلمان
ہونے کے اپنی آزادی کامل اور حریت تام کا فطری حق کسی بڑی سے بڑی قیمت پر دینے
کو تیار نہیں ہو سکتا وہ حریت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور حریت کے ساتھ مرتا ہے
حریت کے ساتھ ہی وہ بارگاہ الٰہی میں جاتا ہے۔ اگر غلام ہے تو صرف ایک کا اس کے پیدا ہوتے
ہی پہلی آواز اس کے کان میں یہ ڈالی جاتی ہے کہ وہ دنیا میں قدم دھرتے ہی خدا کا ہو چکا کہ
اسی کا ہو کر رہے گا۔ اس کے پیدا ہوتے ہی پہلی آواز اس کے کان میں یہ ڈالی جاتی
ہے کہ وہ دنیا میں قدم دھرتے ہی خدا کا ہو چکا ہے اسی کا ہو کر رہے گا اور ماسوی
سے کٹ کر اسی ایک جاہ و جلال والے خدا سے وابستہ ہوگا۔

مسلمان سرزمین عرب سے پیدا ہوا ہے جس کی گردن ہمیشہ سلاطین کی طوق غلامی
اور استبداد کی لعنت سے آزاد رہی ہے بیشک اس کا مذہب اسے غدر و بغاوت
و تخریب سوز حرکات کمزوروں پر ظلم و تشدد اور فساد فی الارض کی اجازت نہیں دیتا ماتحت
رعایا کی کشیدگی کو گوارا نہیں کرتا لیکن ساتھ ہی وہ کسی غیر مسلم طاقت کے پنجہ استبداد
میں ہمیشہ اور دوام مقید رہنے کا معاہدہ کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہو سکتا کسی غیر مسلم
طاقت کے موقت و محدود ملکی نظم و نسق کے سامنے سر اطاعت خم کر دینا مسلمان کی شان کے
خلاف اور منافی اسلام نہیں لیکن ایک محدود اقتدار کے آگے اپنی ابدی غلامی پر رضامند
ہونا جس سے رفتہ رفتہ قومی و ملی خصائص کا مٹ مٹ کر فنا ہو جانا قطعی یقینی
ہو مسلمان کے لئے ہرگز ہرگز گوارا نہیں ہو سکتا اور وہ ایسی زندگی پر موت کو
ترجیح دیتا ہے غرض اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان حقائق کے تسلیم کر لینے
پر مسلم طوعاً و کرہاً مجبور ہے خصوصاً ایک ایسے زمانہ جبکہ مفکرین اور اقوام و
ملل کے بڑھتے ہوئے افکار و آرا نے ہر قوم کو آزادی آزادی کی رٹ لگانے پر
مجبور کر دیا ہو یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے سیاسی شعور کی رہنمائی
کرنے کے لئے دو مختلف جماعتیں اور دو متضاد پروگرام بروئے کار آنے ہوئے
ہیں یعنی مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی کے لئے دو جماعتوں کا ہاتھ مسلمانوں کے
مُولہ ہے ایک کانگریس دوسری لیگ۔

مسلم لیڈروں کی باہمی آویزش

مسلمان توان دو متضاد و مختلف جماعتوں کے ماتحت ایک دوسرے پر کیچڑ
اچھالتے رہتے ہیں مگر ہندو قوم کی تمام ہستی اس سرے سے اس سرے تک
ایک پروگرام اور ایک لیڈر پر متفق اور مجتمع ہے مگر مسلمان لیڈروں میں اختلاف آرا
کے سبب انتشار اور عدم تنظیم ہوتی رہتی ہے اس سے بھی زیادہ افسوسناک بات
یہ ہے کہ یہ اختلاف مخاصمت و بدگوئی اور ایک دوسرے پر ذاتی حملوں تک پہنچ
جاتا ہے ہر فریق کے زیر کمان آدمیوں، مضمون نگاروں اور شاعروں کی فوج
موصوف بیکار رہتی ہے کوئی چبھتی ہوئی تعریض کوئی جگر کو کاٹنے والا فقرہ اور
کوئی دل کو چھلنی کرنے والا خطاب نہیں جو یہ لوگ ایک دوسرے کی توہین و تذلیل
میں کسی دوسرے وقت کے لئے اٹھا رکھتے ہوں یہ حال ہے اُن سربرآوردہ
لیڈران قوم کا جو قوم کی کشتی کے ناخدا ہونے کے مدعی ہیں۔ انتہائی اندوہناک اور
جگر خراش حقیقت یہ ہے کہ مسلم لیڈر فریب خوردگی کے بعد ہوشیار ہونے پر بھی متحد
اور متحد ہونے پر بھی متحد نہیں ہو سکتے ذاتیات سے بلند و بالا ہو کر مسئلہ ہند کا جائزہ
نہیں لے سکتے اور مسئلہ ملت کی نوعیت و اہمیت اور حقیقت کو حل نہیں کر سکتے بلکہ شخصی
رنجشوں اور باہمی رقابتوں سے قوم کو ورطۂ ہلاکت اور گرداب فنا میں مبتلا کر دیا
ہے ملکوں اور ملتوں کی قسموں اور ان کے قیام و بقا کے مسائل کا حل اس طرح
کی ہنگامی تجویزوں طوفانی کانفرنسوں اور ہیجانی تقریروں سے نہیں ہوا کرتا
بلکہ اس کے لئے مرتب و سازگار اتحاد، فکر متین، ایمان محکم اور عمل صالح کی ضرورت
ہے صحیح نصب العین اور عملی قوتیں درکار ہیں

آج اس سرزمین پر کروڑوں انسان سیاسی بدحالی اور خدا کے دین کی رسوائی
پر ماتم کر رہے ہیں مسلمانوں کے بگڑے ہوئے سیاسی اقبال کا مرثیہ پڑھا جا رہا ہے سب
دردمند ہیں سب غمگین ہیں خدا کا دین رسوا ہو رہا ہے اور سب کے سب کسی روشن
شاہراہ اور مستقل نصب العین کی طلب جستجو میں ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں مگر افسوس
کہ سالہا سال کی مرثیہ خوانی اور دوڑ دھوپ سے بدبخت اور خستہ مسلمانوں کا ذرہ برابر
بھی بھلا نہیں ہوا بلکہ ان کی بدحالی اور پریشانی میں برابر اضافہ ہو رہا ہے سیاسی
انتشار اور عملی بدحالی کی تمام تر بنیاد ہندو مسلم تعلقات کے سوال پر ہے ایک فریق یہ
کہتا ہے کہ تمام ہندو تمام مسلمانوں کے دشمن ہیں اس لئے ہمیں ان سے کلیتہً اجتناب
کرنا چاہیئے اور آزادی ہند کے مسئلہ میں الگ رہنا چاہیئے دوسرا فریق کہتا ہے کہ
یہ بات غلط ہے کہ تمام ہندو تمام مسلمانوں کے دشمن ہیں اگر ایسا ہو بھی تو ہمیں ہندوستان
کی فلاح و بہبود سے متعلق امور مشترکہ کاموں میں ان کے ساتھ شریک ہونا چاہیئے
اور ہندوؤں سے ہمیشہ کی دشمنی مول نہ لینی چاہیئے اور جن شرائط پر بھی ہو سکے ان
سے صلح و اتحاد کر لینا چاہیئے۔

ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ ہر ضرورت کے موقع پر پہلے ہمیں خدا اور اس کے رسول کے
احکام معلوم کرنے چاہئیں اور امور متنازعہ کا فیصلہ کتاب اللہ کی روشنی میں کرنا چاہیئے
اگر کوئی صاف اور صریح حکم اس کے متعلق موجود نہ ہو تو پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی زندگی میں اس قسم کے واقعات کی تلاش و جستجو کریں اور دیکھیں کہ اس موقع پر حضور
انور نے کیا طرز عمل اختیار کیا تھا اگر آپ کی حیات طیبہ میں اس قسم کی کوئی مثال مل
جائے تو ہمارے لئے وہی اسوہ حسنہ ہے اور ہمیں اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیے

سو اس معاملہ میں ہمیں اپنے ہادی برحق کے واقعات زندگی پر نظر ڈالنی چاہیئے
اور دیکھنا چاہیئے کہ آج ہمیں جس قسم کی صورت حال سے سابقہ پڑا ہے کیا حضور انور کو

بھی کبھی ان حالات کو سامنے رکھا یا نہیں؟ کیا مسلمانوں کی شورلیدہ سیاست کا فیصلہ سیرت طیبہ کو سامنے رکھکر کریں۔

حضورؐ کا مدینہ میں داخلہ اور تعمیر ملت کا پہلا کام

ماہرین سیاست جانتے ہیں کہ ملکوں اور قوموں کے تعمیری کاموں کے کامیاب بنانے کے لئے اور قوم کے اندرونی اصلاح و بقا کے لئے باہمی محبت، خلوص، سعی اور امن و امان کی ضرورت ہے تاکہ تعمیر ملت کا کام بفراغ خاطر سرانجام پائے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں پہنچکر پہلے جس چیز کی طرف خصوصی توجہ اور کوشش صرف فرمائی وہ شہر کا امن و امان اور وہاں کے عام باشندوں کے تعلقات باہمی کا خوشگوار بنانا تھا اس کا ایک پہلو تو مہاجرین و انصار میں مواخاۃ قائم کرانا تھا اور دوسرا یہودیوں سے معاہدہ کرنا۔

اب یہ بھی سن لیجئے کہ جس وقت حضورؐ مدینہ میں پہنچے تو اس وقت مسلمانوں کی کیا پوزیشن تھی اور دیگر باشندوں کی کیا حالت تھی مدینہ میں یہودیوں کی ایک نمایاں حیثیت قائم ہو چکی تھی جو مالدار اور صاحب اقتدار تھے گویا ان کی وہی حالت تھی جو آج ہندوستان میں ہندوؤں کی ہے یعنی وہاں کے تمام باشندے یہودیوں کے مقروض تھے ان کے مقابلہ میں مسلمان نہایت قلیل اور بے سروسامان تھے۔

ہجرت کے پہلے سال کا ہمارے لئے ایک سبق آموز اور حقیقت پر اصرار کرنیوالوں کی آنکھیں کھول دینے والا واقعہ یہ ہے کہ سرور کائنات صلعم نے تمام باشندگان مدینہ کے لئے ایک عہدنامہ مرتب فرمایا جس میں یہود و مشرکین سب شامل تھے اس عہدنامہ کی شرطیں یہ تھیں۔

(۱) مدینہ پر جب کوئی بیرونی دشمن حملہ آور ہوگا تو تمام مدینہ والے مل کر اس کی مدافعت اور مقابلہ کرینگے۔

(۲) یہودان مدینہ قریش مکہ یا ان کے حلیفوں کو مسلمانوں کے خلاف پناہ نہ دینگے۔

(۳) باشندگان مدینہ کوئی شخص کسی دوسرے کے دین و مذہب اور جان و مال سے تعرض نہ کرے گا۔

(۴) باشندگان مدینہ میں کوئی دو فریق کسی بات پر آپس میں جھگڑیں اور آپس میں خود نہ سلجھا سکیں تو اس کا قطعی فیصلہ آنحضرت صلعم صادر فرمائینگے جس سے کسی کو انکار نہ ہوگا۔

(۵) جنگ کے مصارف اور نوائد میں تمام باشندگان مدینہ مساوی شریک رہینگے۔

(۶) جن قبیلوں یا قوموں سے مدینہ کے یہودیوں کا معاہدہ ہے اور وہ یہودیوں کے دوست ہیں مسلمانان مدینہ بھی ان کو اپنا دوست سمجھیں گے اور دوستی کی طرح برتاؤ کرینگے۔

(۷) اسی طرح جو قبیلے مسلمانوں کے دوست ہیں مدینہ کے یہودی بھی ان کے ساتھ دوستانہ سلوک کرینگے۔

(۸) مدینہ کے اندر کشت و خون زہاحرام سمجھا جائے گا۔

(۹) مظلوم کی امداد سب پر فرض ہوگی۔

حضورؐ کا ایک سیاسی سفر

اس معاہدہ کی تکمیل کے بعد رسول خدا صلعم نے کوشش فرمائی کہ جس طرح بھی ہوسکے مدینہ کے اردگرد کے علاقوں میں رہنے والے قبیلوں اور قوموں کو بھی اس معاہدہ میں شامل کیا جائے تاکہ بدامنی اور آئے دن کی خونریزی کا کلی استیصال ہو جائے چنانچہ اس غرض کے لئے آپ نے سفر بھی کئے مقام ودان جو کہ مدینہ سے ...

تشریف لیجا کر قبیلہ بنی حمزہ بن بکر بن عبدمناف کو اس معاہدہ میں شریک ہونے کی دعوت دی ان کے سردار عمرو بن مخشی سے اس پر دستخط کرائے کہ وہ بھی ان لوگوں کو بھی شریک معاہدہ کیا اور جو ہر طرح سے بھی معاہدہ پر دستخط کرانے کی غرض آنحضرت صلعم نے یہی یہ کوششیں اختیار فرمائیں کہ شہر کا امن و امان بحال ہو رفاہ عامہ ترقی ہو تاکہ اور تو اسلام کی اساسی بنیادیں مضبوط ہوں اور ادھر غیر مسلم اچھی طرح اسلام کو اطمینان سے سمجھنے کا موقعہ ملے۔

اپنی قلت سے خائف و ترساں حقوق کی آس پر جینے والے اور اپنی شان بے نیازی کو بٹہ لگانے والے سیاسی رہنمائیں کہ اس معاہدہ کی دفعہ بہ دفعہ پر غور کرکے آنکھیں کھول کر دیکھنے چاہئے اور وطن کی محبت و خدمت کا سبق سیکھنا چاہئے بتلائیے آنحضرت سرور کائنات نے بیرونی دشمن سے مدافعت اور مقابلہ کرنے اور جنگ کے مصارف اور فوائد میں شریک ہونے اور مظلوموں کی امداد کرنے یہودان مدینہ سے کون سے حقوق زیادہ مانگے تھے اور اس کے عوض کونسی قیمت طلب کی تھی اور کون سے معاہدہ پر دستخط کرائے تھے کیا حقوق پر اصرار کرنے والے قلت پر رونے والے اور ہندوؤں کی تنگدلی کی آڑ بنا کر گوشہ عافیت میں بیٹھ رہنے والے لیڈر اس معاہدہ کی روشنی میں ثابت کر سکتے ہیں کہ ان کا طرز عمل پیغمبر اسلام کی آن بان کے شایان شان ہے اور کیا بیرونی دشمن کی مدافعت اور مقابلہ میں اور جنگ کے مصارف و فوائد میں شریک ہونے اور مظلوموں کی امداد کرنے سے پہلو تہی کرنا حضور انورؐ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ہے؟

سیرت پاک کا ایک نہایت اہم واقعہ

صحابہ کرامؓ کو اپنا پیارا وطن مکہ معظمہ کو چھوڑے ہوئے پورے چھ سال گذر چکے تھے اگرچہ انہیں محض اسلام کی وجہ سے مکہ میں سخت تکلیفیں اور روزمرہ کی اذیتیں برداشت کرنی پڑی تھیں مگر دلوں میں مکہ معظمہ کی محبت بدستور موجزن تھی اور اس کی یاد میں سیراب خاطر کیا کرتے تھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کفار کے ہاتھوں جو اذیتیں اٹھائی تھیں وہ ایسی بے چین کر دینے والی ہیں جن کے بیان سے دل پر لرزہ طاری ہوتا ہے لیکن وہ بھی مدینہ منورہ میں مکہ معظمہ کو یاد کرکر کے رویا کرتے تھے اور یہ اشعار پکار پکار کر پڑھا کرتے تھے۔

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ   بواد حولی اذخر وجلیل

کیا پھر کبھی وہ دن آسکتا ہے کہ میں مکہ کی وادی میں ایک رات بسر کروں اور میرے اردگرد اذخر اور جلیل ہوں۔

وھل اردن یوما میاہ مجنۃ   وھل یبدون لی شامۃ وطفیل

اور کب وہ دن بھی آسکتا ہے کہ مجنہ کے چشمہ پر اتروں اور شامہ وطفیل مجھے دکھائی دیں

وطن سے نفرت و بیزاری کا اظہار کرنے والے مسلمانو! صحابہ کرامؓ سے وطن کی محبت کرنا سیکھو اور وطن پرستی کے جذبات زندہ کرو۔

فتح مبین کا پیش خیمہ

جنگ احزاب کو ایک سال کی مدت گذر چکی تھی اور اس جنگ میں مسلمانوں کو ظاہر ہو چکا تھا کہ اب کفار کی مجموعی طاقت بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی جب ۶ھ کا ذی قعدہ آیا تو ادھر تو مکہ معظمہ کی یاد نے صحابہ کے سینوں میں ہچکیاں لینی شروع کیں اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رویا میں دیکھا کہ آپ صحابہ کے ساتھ ...

کہ طواف کرنا ہے آپ اس لطیفہ غیبی کا اشارہ پاتے ہی بارگاہ رسالت سے بلوں کے برعاؤں کو حکم مل گیا کہ عمرہ کا احرام باندھا جائے چنانچہ حضور اقدس چودہ سو صحابہ کی معیت میں مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے چونکہ حج سے مخت سے دشمن کو بھی کبھی روکا نہ گیا تھا اس لئے حضور کو کفار کی مزاحمت کی کوئی تشویش نہ تھی تاہم احتیاطاً سب صحابہ کو یہ حکم دیدیا کہ جنگ کا ساز و سامان نہ لیا جائے صرف تلواریں ساتھ لی جائیں مگر وہ بھی نیاموں سے باہر نہ رہیں ادھر حضور نے قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص کو قریش کے ارادوں اور سرگرمیوں کے متعلق اطلاعات حاصل کرنے کے لئے پہلے ہی روانہ کر دیا تھا جب سرفروشان توحید کا یہ مقدس قافلہ عسفان کے قریب پہنچا تو یہاں ایک قاصد نے اطلاع دی کہ قریش تمام قبائل کو اکٹھا کر کے فیصلہ کر چکے ہیں کہ آپ کو مکہ معظمہ میں کسی طرح بھی داخل نہ ہونے دیں مقابلہ کی تیاریاں ہو چکی ہیں اور خالد بن ولید دو سو سوار اپنے ہمراہ لیکر مقدمۃ الجیش کے طور پر لشکر اسلام کے قریب پہنچ چکے ہیں۔

حضورؐ کا پیغام صلح

یہ حالات سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص بدیل بن ورقہ کو قریش کے پاس پیغام دیکر صلح کی سلسلہ جنبانی کی۔

ہم عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں جدال و قتال مقصود نہیں لڑائیوں نے قریش کی لت تباہ کر دی ہے ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ ایک مدت معین کے لئے میرے ساتھ صلح کرلیں اور مجھے عرب کے ہاتھوں میں چھوڑ دیں اگر وہ اس پر راضی نہیں ہیں تو اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں ان سے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری گردن الگ ہو جائے اور خدائے برتر و توانا کو جو فیصلہ کرنا ہو کرے۔

قریش کے پاس جب حضور کا یہ پیغام پہنچا تو نوجوان اور پر جوش سرداروں نے کہا ہمیں محمد کا پیغام سننے کی ضرورت نہیں لیکن سنجیدہ لوگوں نے اس پیغام کو سنا اور قریش کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی کو گفتگوئے صلح کے لئے آپ کی خدمت میں بھیجا گیا ادھر حضور علیہ السلام افواج قریش کی اطلاع پاکر عسفان سے سیدھے حدیبیہ پہنچ چکے تھے۔

صلح حدیبیہ

حدیبیہ ایک مقام ہے جسے آجکل شمیس کہتے ہیں یہ حدود حرم سے تقریباً ایک میل اور مکہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہاں ایک کنواں تھا جس کا نام حدیبیہ تھا اس وجہ سے اس گاؤں کا نام بھی حدیبیہ مشہور ہو گیا تھا چونکہ صلح نامہ یہیں لکھا گیا تھا اس لئے یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔

غرض عروہ آپ کے پاس حدیبیہ میں پہنچا اور گفتگوئے صلح شروع ہوئی مگر اس کی گفتگو میں اس کی روش بڑی بیباکانہ اور گستاخانہ تھی جس پر حضرت ابوبکرؓ اور مغیرہؓ نے اسے گستاخی پر محمول کرکے سختی سے ٹوکا اتنے میں نماز کا وقت آگیا کوئی بات طے نہ ہونے پائی اور آنحضرت صلعم نے وضو کیا تو صحابہ کے اس عشق عقیدت اور اس نادر منظر نے عروہ کو دریائے حیرت میں غرق کر دیا کہ وضو کا پانی زمین میں نہ گرنے پاتا تھا کہ صحابہ ہاتھوں میں لے لیکر اپنے بدن سے مل لیتے تھے قریش کے پاس جاکر عروہ نے کہا میں نے قیصر و کسریٰ کے دربار دیکھے ہیں مگر جو جاں نثار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے ہیں ان کی نظیر نہیں دیکھی۔

بیعت رضوان

عروہ کے بعد حضور صلعم نے خراش بن امیہ کو قاصد بنا کر قریش کے پاس بھیجا مگر ان کا اونٹ مار ڈالا گیا اور وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر آپ کے پاس پہنچے قریش نے صرف یہی حرکت نہیں کی بلکہ ایک دستہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کر دیا مگر وہ گرفتار ہو گیا چونکہ لڑائی سے اپنا مقصود نہ تھا اس لئے رحمۃ للعالمین نے سب کو رہا کر دیا پھر حضرت عمرؓ کو گفتگوئے صلح کے لئے منتخب کیا گیا مگر آپ بوجہ شدید دشمنی نہ جا سکے اور بالآخر حضرت عثمانؓ کے حصہ میں یہ خدمت آئی یہ قریش کے پاس پہنچے تو انھیں نظر بند کر دیا گیا یہ خبر حضور انور کو پہنچی تو فرمایا کہ عثمانؓ کے خون کا قصاص لینا فرض ہے یہ ارشاد فرماتے ہی آپ ایک ببول کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہو گئے اور صحابہ سے جاں نثاری کی بیعت لینی شروع کر دی جس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح ہے۔

خدا مسلمانوں سے راضی تھا جبکہ وہ درخت کے نیچے تیرے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے ان لوگوں کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ نے جان لیا اور ان پر تسکین نازل کی اور انھیں فتح قریب دی۔

سہیل بن عمرو اور شرائط صلح

قریش کو جب بیعت رضوان کی خبر ہوئی اور ان کو معلوم ہوا کہ سرفروشان توحید جانیں فدا کرنے کا عزم صمیم کر چکے ہیں تو ان کے حوصلے پست ہو گئے اور سارا جوش ٹھنڈا پڑ گیا اور سارے جنگ مارکر بیٹھ گئے اور سہیل بن عمرو کو گفتگوئے صلح کے لئے روانہ کیا اس نے قریش کے شرائط سنائے اور تھوڑی سی ردوکد کے بعد طے ہو گیا وہ شرائط یہ تھیں۔

(۱) مسلمان اس سال عمرہ ادا کئے بغیر واپس چلے جائیں۔

(۲) اگلے سال آئیں اور تین دن سے زائد مکہ معظمہ میں نہ ٹھہریں۔

(۳) ہتھیار لگا کر نہ آئیں صرف تلواریں ساتھ لائیں لیکن وہ بھی نیاموں میں رہیں۔

(۴) مکہ معظمہ میں جو مسلمان ہیں انھیں ساتھ نہ لیجائیں اور مسلمانوں میں سے کوئی یہاں رہنا چاہے تو اسے نہ روکیں۔

(۵) مکہ والوں میں سے کوئی مسلمان ہو کر مدینہ جائے تو اسے واپس کر دیا جائے لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ معظمہ میں آئے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔

(۶) قبائل عرب کو اختیار ہوگا جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ کر لیں۔

جب یہ شرائط طے ہو گئیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کتابت پر مقرر ہوئے انہوں نے حسب قاعدہ اسلام عنوان پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا لیکن قریش نے اصرار کیا کہ قریش کے دستور کے مطابق باسمک اللھم لکھے جائیں کیونکہ وہ یہی لکھنے کے عادی تھے آنحضرت صلعم نے اسے منظور فرمالیا معاہدہ کے شروع میں یہ فقرہ تھا ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ یعنی یہ وہ معاہدہ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کیا اس پر سہیل نے کہا کہ اگر ہم آپ کو رسول اللہ تسلیم کرلیں تو پھر جھگڑا کیا رہا اس لئے ہم یہ لفظ گوارا نہیں کر سکتے حضور نے کہا تم میری تکذیب کرتے ہو لیکن خدا کی قسم میں خدا کا رسول ہوں یہ کہکر حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ رسول اللہ کے الفاظ محو کر دئیے جائیں ان کو اس میں تامل ہوا تو حضور نے اپنے دست مبارک سے وہ جملہ مٹا دیا اور اس کی جگہ محمد بن عبد اللہ لکھا گیا۔

آنحضرتؐ کا پاس عہد

یہ شرطیں بظاہر مسلمانوں کے سخت خلاف اور ذلت آمیز تھیں اور ان کی غیرت و حمیت حق کا جوش انھیں یہ ذلت قبول کرنے پر رضامند نہ کر سکتا تھا اس لئے صحابہ اس میں متردد تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول اللہ آپ کفار کے سامنے کیوں جھکے جاتے ہیں اس پر صحابہ کو جوش و ہیجان میں لانے والا ایک اور واقعہ ہوا وہ یہ کہ سہیل کے صاحبزادے

ابو جندل جو اسلام لا چکے تھے اور مکہ میں کفار کے ہاتھوں سخت اذیت اٹھا رہے تھے وہ کسی طرح بھاگ کر عین اس وقت جبکہ یہ صلح نامہ لکھا جا رہا تھا حضورؐ کی خدمت میں پہنچے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور اذیتوں و سختیوں کے نشان ان کے جسم پر نمایاں تھے سہیل نے ابو جندل کو دیکھتے ہی کہا کہ صلح نامہ کی تعمیل کا یہ پہلا موقعہ ہے اس لئے ابو جندل کو ہمارے حوالہ کیا جائے آنحضرتؐ نے بہتیرا چاہا کہ کسی طرح یہ اس صلح نامہ سے مستثنیٰ ہو جائیں مگر سہیل اپنی ہٹ پر قائم رہا ادھر ابو جندل اپنی واپسی کے خیال سے رو رہے تھے اور پے در پے حضورؐ اور مسلمانوں کو دکھا دکھا کر کہتے تھے کہ برادران ملت کیا تم گوارا کرتے ہو کہ میں دوبارہ پنجۂ تعذیب میں پھنس جاؤں مگر سہیل کسی طرح نہ مانتا تھا اس واقعہ نے صحابہ کو اور بھی بے چین اور برافروختہ کر دیا آخر حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا اور اس درجہ آپے سے باہر ہوئے کہ حضورؐ سے یوں عرض کی

حضرت فاروقؓ۔ یا رسول اللہ کیا آپ اللہ کے رسول برحق نہیں!

حضور صلعم۔ بیشک کیوں نہیں۔

حضرت کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

حضور صلعم۔ بیشک ہیں۔

حضرت فاروقؓ۔ تو پھر ہم ذلت کیوں گوارا کریں اور کفار سے دبکر صلح کریں۔

حضور صلعم۔ میں خدا کا پیغمبر ہوں اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ وہی میری مدد کریگا۔

حضرت فاروقؓ کیا آپنے نہیں فرمایا تھا کہ ہم حج کرینگے؟

حضور صلعم۔ مگر یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی سال کریں گے۔

غرض یہ صلح نامہ لکھے جانے کے بعد حضورؐ مدینہ کو واپس ہو گئے ابھی مدینہ نہ پہنچے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی انا فتحنا لک فتحا مبینا اے پیغمبر ہم نے تجھکو کھلی فتح دی۔ اللہ اللہ اسلام کی بھی کیا نرالی شان ہے کہ جس چیز کو صحابہ ذلت سمجھ رہے تھے وہ دراصل ایک فتح عظیم کا پیش خیمہ تھی

حقیقت یہ ہے کہ بوجہ پیہم و مسلسل لڑائیوں اور جدال و قتال کے تو علمبرداران توحید کو یہ موقع ملا تھا کہ آرام و اطمینان کے ساتھ اللہ کا پیغام پہنچاتے اور نہ ہی بوجہ تنفر کفار کی طبیعتیں و فطرتیں نور اسلام سے پورے طور پر مستفیض ہو سکتی تھیں ضرورت تھی کہ امن و امان اور صلح کی حالت پیدا کی جائے تاکہ ایک طرف تعمیر ملت کا کام سرانجام پائے اور دوسری طرف اسلام کے پاک نمونے کفار کے سامنے پیش کئے جائیں اس چیز کو حضورؐ کی عقل جہاں بیں نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا اور مشیت ایزدی نے مہر تصدیق ثبت کر دی انجام کار یہی ہوا کہ جب کفار کیساتھ مسلمانوں کا میل جول ہو گیا اور باہمی تنفر و کدورت دور ہو گئی تو اسلام کی قلبی تاثیر سے قلوب و ارواح متاثر ہونے لگے اور کفار جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے مورخین کا بیان ہے کہ صلح حدیبیہ سے لیکر فتح مکہ تک اس کثرت سے لوگ اسلام لائے کہ کبھی نہیں لائے تھے حضرت خالد ابن ولیدؓ جن کو تلواریں مسخر نہ کر سکیں یہ صلح حدیبیہ کے بعد ہی اسلام لائے تھے۔

اب مسلمان حضورؐ کے طرز عمل اور اسوۂ نبیؐ کی روشنی میں اپنے موجودہ طرز عمل اور حالت پر غور کریں اور دیکھیں کہ ہم بھی اس ملک میں اقلیت میں ہیں اور ایک مدت سے ہندوؤں سے صلح کی گفت و شنید بھی جاری ہے عوام الناس کو اسوۂ حسنہ کے مطابق اپنے لیڈروں کے اعمال و اقوال کی جانچ پڑتال کرنی چاہیئے اور فیصلہ کرنا چاہیئے کہ ہمارے لیڈروں کا طرز عمل کہانتک اسوۂ حسنہ کے مطابق ہے جو لوگ ایثار و قربانی سے نفور اور عیش و آرام کے بندے ہیں حضورؐ کے طرز عمل کے خلاف ان کی زبانوں پر ہے کہ ہمیں مناسب تحفظات کے بغیر ہندوؤں سے سمجھوتہ کر لینا چاہیئے۔ ہائے افسوس یہ لوگ اس قدر پست اور ذلیل ہو گئے ہیں کہ وہ زندہ رہنے کے لئے کانگرس مائی اور سنگھٹن کے پرماتما کی زندگی کا سہارا ڈھونڈھ رہے ہیں ان خود فراموشوں کو محمد رسول اللہؐ کے خدا پر اعتماد اور بھروسہ نہیں بلکہ کونسل کی ممبریوں اور کرسیوں پر نظر ہے اور خدا کا دست غیبی چھوڑ کر اس کی امداد و نصرت کو بھلا کر ہندوؤں کے دست کرم کی طرف نگاہ لگائے ہوئے ہیں وہ کیوں نہیں اپنے خدا پر اعتماد کرتے کیوں نہیں اپنے اندر قوت حیات پیدا کرتے اور کیوں اپنے طرز عمل کو اسوۂ حسنہ کے مطابق نہیں بناتے۔

آج وہ ہندوؤں کی تنگ دلی اور تعصب کو رو رہے ہیں ان کی ضد و ہٹ دھرمی کا ماتم کر رہے ہیں اور رام راج کے منصوبوں سے خائف و ترساں ہیں مگر ان کو معلوم نہیں کہ یہ تمام خوف و ہراس تردد و پریشانی اور خسران و ناکامی محض اسلئے ہے کہ ان کی سیاست اسلامی سیاست کے خلاف ہے ان کا طرز عمل اسوۂ حسنہ کے مطابق نہیں ان کی ذہنیت اسلامی فطرت کا آئینہ نہیں ان کا فکر و عمل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی روشنی میں نہیں اور اُن سے غیرت و حمیت توکل علی اللہ و اعتماد اور ایثار و قربانی کے جذبات جاتے رہے ہیں ابھی کچھ نہیں گیا ابھی وقت ہے اگر مسلمانوں کو اپنی ناکامی و نامرادی کا احساس ہے اگر اپنی پست و ذلیل حالت پر کچھ شرم و ندامت ہے اور اگر انہیں اپنی ژولیدہ سیاست سے کچھ سبق ملا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ آج جس چیز کو ہندو نوازی سے تعبیر کیا جا رہا ہے اور جس جذبہ وطن پرستی پر زبان طعن کھولی جا رہی ہے وہ عین اسوۂ نبیؐ کے مطابق اور اسلامی ذہنیت کا مظہر ہے اگر حضورؐ کے طرز عمل کی پیروی نعوذ باللہ کوئی قابل اعتراض چیز ہے اور ایسے لوگ مطعون کئے جانے کے قابل ہیں تو وطن پرور یا بہ جس قدر ملامت کئے جائیں خوب کئے جائیں ایک نہ ایک دن انشاء اللہ انہیں اپنی غلطی اور اسوۂ نبیؐ سے گم گشتگی کا احساس ہو ہی جائیگا۔

اے رب بے نیاز اور اے کریم کارساز مسلمانوں کی پریشانی اور بدحالی پر رحم فرما ہم نے تیرے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے انحراف کرکے اور اسلامی روایات سے دوری حاصل کرکے کافی سزا پالی ہے ہمارے لیڈروں کو عقل و سمجھ دے کہ وہ تیرے رسولؐ کے طرز عمل کی پیروی کریں تاکہ ملت پر رحم اقبال بلند ہو اور تیرے دین کا بول بالا ہو یہ سچ ہے کہ ہم آئین رسول کے تارک ہیں ہمارے کھیا ر مصلحت وقت ہے ہماری آنکھوں میں شعلہ اغیار سمایا ہے اور ہماری نگہ طرز سلف سے بیزار ہو گئی ہے

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں — کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

دم تقریر مسلم کی صداقت بیباک — عدل اسکا تھا قوی لوث مراعات سے پاک

شجر فطرت مسلم تھا حیا سے نمناک — تھا شجاعت میں وہ اک ہستی فوق الادراک

گر ہو لا

آگ تکبیر کی سینوں میں دبی رکھتے ہیں — زندگی مثل بلال حبشی رکھتے ہیں

آخر کو تیرے پیارے حبیب کی امت ہیں اور اس ذات گرامی سے انتساب رکھتے ہیں جس پر تیرے الطاف و اکرام ختم ہو گئے۔

اللہم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اسلام اور اتحاد

(عطیہ مسٹر رام لال ورما - ایڈیٹر و قائم مقام ڈائرکٹر اخبار تیج دہلی)

اعتراف حقیقت کے تحت میں غیر مسلم مشاہیر کے مضامین آ گئے ہیں محترم ورما جی کا یہ مضمون لیٹ وصول ہوا اس لئے دوسرے مضامین میں شایع ہوا ہے میں اپنے کرم دوست کی مصروفیت سے واقف ہوں جو ایک اتنے بڑے روزانہ پرچہ کی ذمہ دارانہ ایڈیٹری کی وجہ سے ہے اس لئے بیحد ممنون ہوں کہ انہوں نے میری درخواست باوجود اتنی مصروفیت کے بھی رد نہ فرمائی (اڈیٹر)

ایک مسلمان کا یہ دعویٰ کرنا یقیناً بڑا کشش انگیز معلوم ہوتا ہے کہ میں پہلے مسلمان ہوں اور بعد کو ہندوستانی جس طرح کسی ہندو کا یہ کہنا کہ میں پہلے ہندو ہوں اور بعد کو ہندوستانی جہانتک میں سمجھ سکا ہوں اس دعویٰ کے اس سے زیادہ کچھ معنی نہیں ہیں کہ دنیا میں ہر شخص عقیدہ کو سب سے بڑی چیز سمجھتا ہے پنجاب کے شاعر اعظم سر محمد اقبال کے قول کے مطابق عقیدہ وہ چیز ہے جس کے لئے انسان کو زندہ رہنا اور مرجانا چاہئیے میرا خیال ہے کہ کسی مذہب کے پیروؤں کو اس قول کی صداقت سے انکار نہ ہوگا مگر کیا اس عقیدہ کی بدولت زمین کے ٹکڑے سے روح انسانی کے رشتہ کی اہمیت کم کی جاسکتی ہے! کیا اس عقیدہ کی وجہ سے قومیت و وطنیت اور اتحاد و یگانگت کے جذبات کو خیرباد کہا جاسکتا ہے!

یہ سوال ہے جس کے تسلی بخش جواب پر ہماری بہت سی موجودہ مشکلات کے حل کا دارومدار ہے یوں تو کوئی بھی سمجھدار ہندو یا مسلمان مشکل سے ایسا نکلیگا جو اس سوال کے جواب سے واقف نہو مگر کسی بات کا علم ہونا اور بات ہے اور احساس ہونا اور بات ہے بہت سی حقیقتیں ہیں جنھیں ہم بخوبی جانتے ہیں مگر اچھی طرح محسوس نہیں کرتے اور احساس کی کمی ہمارے طریق عمل پر لازمًا اثر انداز ہوتی ہے۔

ایک مدت سے مسلمانوں میں یہ خیال پیدا کرنے کی سعی کی جارہی ہے کہ ان کا تعلق فقط مذہبی عقیدہ سے ہے قوم اور وطن سے انھیں کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہیئے چنانچہ مسلمانوں کے ایک طبقہ میں علیحدگی کا زبردست رجحان نظر آتا ہے اور علیحدگی کا رجحان اتحاد و یکجہتی کے جذبہ کے منافی ہے اس سے قدرتی طور پر کدورت اور خصومت پیدا ہوتی ہے جس میں ہم ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو حصہ لیتے ہوئے دیکھتے ہیں بمبئی اور کانپور کے خونریز سانحات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور ہم انھیں صبر و سکون سے برداشت کرتے ہیں غیر لوگ ہمارا مضحکہ اڑاتے ہیں ہمیں آزادی اور خود اختیاری کا نااہل بتاتے ہیں ہماری تہذیب و معاشرت پر پھبتیاں کستے ہیں اور ہم خون کے گھونٹ پیکر رہجاتے ہیں یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ ہم نے مذہبی عقائد کو صحیح طور پر نہیں سمجھا ہے یا کم سے کم ہمارے احساس حقیقت میں کچھ کمی اور خامی ہے۔

میں نے اس مضمون کا عنوان "اسلام اور اتحاد" اسی لئے منتخب کیا ہے کہ میری دانست میں اس وقت ملک سیاسی، اقتصادی، اخلاقی اور تمدنی ترقی کیلئے اگر کسی چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تو وہ اتحاد ہے اور اتحاد کا سوال زیادہ تر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان پیش ہے اگر ہم یہ معلوم کرلیں کہ اسلام میں اتحاد کو کیا اہمیت حاصل ہے اور ساتھ ہی اسے محسوس بھی کریں تو ہماری مختلف مشکلات خود بخود حل ہو سکتی ہیں۔

میں اتحاد کے سوال پر سیاسی نقطۂ نگاہ سے بحث نہیں کررہا ہوں اور نہ ہی ہندوؤں اور مسلمانوں میں موجودہ مشکلات کی ذمہ داری کی تقسیم کر رہا ہوں ایسا کرنے کے لئے یہ وقت اور موقع نہیں ہے اس مضمون کا تعلق صرف "اسلام اور اتحاد" سے ہے اور تمام تنقید و تبصرہ صرف اسی موضوع تک محدود ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ مضمون اسی اسپرٹ میں پڑھا جائیگا جس میں کہ یہ لکھا گیا ہے

مذہبی عقیدہ ایک بڑی پاکیزہ چیز ہے یہ انسانی زندگی کا ایک بیش بہا سرمایہ ہے مگر کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ہم میں سے بہتوں نے اس سرمایہ کی اصل قدر و قیمت اب تک نہیں سمجھی ہے! مذہب اور عقیدہ خدا اور انسان کے درمیان رشتہ کا نام ہے یہ رشتہ کیسا پاک اور متبرک ہے اب اگر ہم یہ فرض کرلیں جیسا کہ ہم میں سے بعض نے غالبًا کرلیا ہے کہ ضبط و تحمل حلم و بردباری اور خلوص و نیک اعتقادی جو کہ شرط انسانیت ہیں اس رشتہ سے خارج ہیں تو کیا یہ رشتہ انسانی زندگی کی نشو و نما اور ترقی کی طرف رہنمائی کرنے کی بجائے اس کو گمراہی کے غار میں لیجانے کا موجب نہ بن جائے گا پس جو لوگ مسلمانوں کو یہ تلقین کرتے ہیں کہ زمین کے ٹکڑے سے ان کی روح کے عارضی رشتہ کو کوئی خاص اہمیت نہیں ہے اور جو لوگ انھیں قومیت و وطنیت اور اتحاد و یگانگت سے متنفر کرتے ہیں کیا ان کی نسبت یہ سمجھ لینا درست نہیں ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی کوئی خدمت نہیں کرتے ہیں بلکہ انھیں بیحد ضرر و زیاں پہنچانے کی تدابیر کرتے ہیں وہ مسلمانوں کو اس راستہ سے گمراہ کرتے ہیں جو حضرت محمد نے اپنی زندگی کے عمل سے انھیں بتایا تھا حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے مذہبی عقیدہ خدا اور انسان کے درمیان رشتہ اور خود اپنے رسول کے احکام کی توہین و تحقیر کرتے ہیں ایسے لوگوں کے متعلق یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ وہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ بنی نوع انسان کے دشمن ہیں۔

ہم نے اسلام میں تلوار کا چرچا بہت سنا ہے اور مثال کے طور پر جہاد کا مسئلہ ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے گویا کہ اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کی بقا و ترقی کا انحصار تلوار پر ہی ہے ایسا کہنا خود اسلام کے معنے کی تردید کرتا ہے اس غلط اور شر انگیز عقیدہ کے حامیوں نے حضرت محمد کی زندگی کے واقعات کو بالائے طاق رکھدیا ہے اور صداقت سے انکھیں بند کرلی ہیں اسلام میں تلوار کی جگہ ہے مگر صرف وہی جو کہ کسی مذہب میں ہوسکتی ہے اسلام میں تلوار کا استعمال جائز ہے مگر صرف وہیں تک جہانتک کہ صداقت اور سچائی کی حفاظت کے لئے ضروری ہے اسلام میں امن و آشتی اور صلح و آستی کی جگہ تلوار سے کہیں بالاتر ہے اسلام تلوار کا نہیں بلکہ امن کا پیغام ہے جو حضرت محمد نے عالم و اور سفاکوں کو سنایا تھا حضرت محمد کی زندگی کا نقش فتنہ و شر نہیں بلکہ امن تھا

اتحاد و تعاون ہی کی زندگی کا اصول انتقام نہیں بلکہ معافی و درگذر تھا۔ انھوں نے جنگ کی جب کفر و شرک کے مقابلے کے لئے کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا مگر ایسی مثال کہاں ملے جس سے یہ واضح ہو کہ حضرت محمدؐ نے کسی موقعہ پر جنگ کو صلح پر ترجیح دی! اس کے برعکس انھوں نے مٹھی بھر مسلمانوں کے مستقبل کو خطرے میں ڈال کر کثیر تعداد غیر مسلموں سے صلح کی اور معاہدے کئے انھوں نے اپنے قاتلوں کو معاف کیا انھوں نے زیردستوں کو زبردستوں کے مظالم سے بچایا انھوں نے اپنے دشمنوں کو جبر و تشدد کی بجائے راستی و صداقت سے زیر کیا جو شخص دشمنوں سے رواداری کا سلوک کرنے کا بانی تھا جو شخص مسلمانوں کو مختلف عقیدہ رکھنے والی غیر مسلم قوموں سے ملا کر ایک متحدہ قوم بنا سکتا تھا وہ ہمسایوں اور ہم وطنوں سے جنگ و جدل کرنے کا روادار کیونکر ہو سکتا ہے۔

حضرت محمدؐ نے مسلم اقلیت کی حفاظت کے لئے دوسری قوت کی امداد پر کبھی بھروسہ نہیں کیا نہ ہی آپ دو فرقوں کے درمیان اتحاد کے لئے تاجروں کے سے معاہدوں پر بھروسہ رکھتے تھے جنھوں نے حضرت محمدؐ کی زندگی اور تعلیم کا سرسری طور پر ہی مطالعہ کیا ہے انھیں ایسی بہت سی مثالیں معلوم ہوں گی کہ حضرت نے مسلمانوں کے مفاد کو خطرے میں ڈال کر دوسری قوموں سے معاہدہ کیا اور اتحاد کی خاطر مسلمانوں کے فوری فوائد قربان کر دیئے مگر اس کا نتیجہ آخر میں اسلام کے لئے مفید ثابت ہوا۔

ایک عقیدہ کا تیرہ چودہ سو سال میں ریگستان کے ایک خطہ سے نکل کر کرہ ارض کے تمام گوشوں میں پہنچ جانا اور اس کے دائرہ میں گنتی کے لوگوں سے بڑھ کر دنیا کی آبادی کے بڑے حصہ کا شامل ہو جانا ایک معجزہ معلوم ہوتا ہے مگر یہ معجزہ نہیں ایک ٹھوس حقیقت ہے اور اس کا راز تلوار میں نہیں ہے اس کا راز اخوت و محبت میں ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کے سامنے بحیثیت ہندوستانیوں کے جو سوال سر دست سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے وہ قومی اتحاد کا سوال ہے جیسا کہ میں نے مضمون کے ابتدا میں ظاہر کیا ہے اور اس قسم کے اتحاد کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ مسلمان ہندو ہو جائیں یا ہندو مسلمان ہو جائیں حقیقیہ اتحاد کا لطف ہی ایک سے زائد میں ہے اتحاد وحدت میں نہیں بلکہ کثرت میں ہوتا ہے اتحاد کے یہ معنے ہیں کہ کثرت میں وحدت کا رنگ ہو مسلمان مسلمان رہیں ہندو ہندو رہیں اس کے باوجود ان سب کو ایک نام سے پکارا جا سکے اور وہ نام ہے ہندوستانی یہ نام قومیت و وطنیت کا مظہر ہے یہ نام زمین کے ٹکڑے سے اس کے باشندوں کی روح کے رشتہ پر دلالت کرتا ہے اسلامی عقائد کے بعض اعلیٰ مفسر خواہ کچھ کہیں میرا پختہ یقین ہے کہ دیگر مذاہب کی طرح اسلام میں بھی مذہبی عقیدہ کی تہہ میں یا یوں کہو کہ خدا اور انسان کے رشتہ کے پس پشت قومیت و وطنیت کا تعلق موجود ہے جو کہ انسان و انسان کے درمیان رشتہ کا نام ہے اگر یہ سچ ہے کہ خدمت خلق ہی وصل حق کا راستہ ہے۔ اور اسلام کا پیغمبر اس قول کا قائل تھا۔ تو میں یہ کہنے کی جرأت کروں گا کہ خدمت ملک و ملت ہی خدمت خدا ہے اور قوم پرستی اور وطن پرستی ہی بہترین عقیدہ ہے۔ جو چیز ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان بدامنی کا جذبہ اور علیحدگی کا رجحان پیدا کرتی ہے وہ نہ ہندو عقائد کے ماتحت ہو سکتی ہے اور نہ اسلامی عقائد کے مطابق ہو سکتی ہے۔ اسلام کا بانی حب الوطنی، قوم پرستی، امن و آشتی اور اتحاد و یکجہتی کا علمبردار تھا ان سے انحراف کرنے والے کے لئے اسلام ہی جگہ نہیں ہے۔

اعتراف حقیقت

رسول کریم اغیار کی نظر میں

آنحضرت صلعم کے متعلق مشاہیر و مقتدر غیر مسلم بھائیوں کے خیالات

روشن ستارہ

از مہاتما گاندھی

جسوقت تمام مغرب (یورپ) پر اندھیرا چھایا ہوا تھا اسوقت ایک روشن و چمکدار تارہ مشرق کے آسمان پر چمکا، اس نے نہ صرف ساری دنیا کو روشن کر دیا، بلکہ تمام مصیبت زدہ مخلوق کو آرام و راحت پہنچائی۔ اسلام ان مذاہب میں نہیں جو جھوٹے کہے جاتے ہیں، اگر ہندو احترام کے ساتھ اسلام کا مطالعہ کریں، تو یقیناً وہ بھی میری طرح اس کا احترام کرنے لگیں گے۔

ترقی اسلام اور تلوار

از ڈاکٹر ایڈ ہنگم

ترجمہ

مجھ کو کسی وقت یہ خیال بھی نہ ہوا، کہ اسلام کی ترقی تلوار کی مرہون منت ہے، نہیں بلکہ اسلام کی کامیابی رسول اللہ کی سادہ بے لوث زندگی ایفائے وعدہ اصحاب و پیروؤں کی غیر معمولی حمایت توکل خدا، ذاتی جرأت و استقلال سے وابستہ ہے۔

تجھ کو سب نے ہی مانا

مجموعہ و مرتبہ ابوالمکارم محمد عبدالبصیر صاحب متقی

۱۔ نضر بن الحارث جو کہ سخت ترین دشمنان اسلام میں سے تھا، اس نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا، کہ آنحضرت معاذ اللہ جھوٹے ہیں، تو وہ بے اختیار بول اٹھا۔ "تحقیق (آنحضرت) محمد (صلعم) تم ہی میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا، اور تم سب میں سے زیادہ پسندیدہ اخلاق والا تھا اور سب سے زیادہ راست گفتار سب سے زیادہ امین تھا، اور اس کے متعلق تمہاری یہی رائے تھی کہ جب تم نے اس کی زلفوں میں سفیدی دیکھی یعنی وہ جب بوڑھا ہو گیا اور وہ لایا تمہارے پاس جو کچھ بھی لایا (یعنی قرآن شریف) تو تم یہ کہنے لگے کہ وہ ساحر ہے، یعنی خدا کی قسم وہ جھوٹا تو ہرگز نہیں ہے"

۲۔ نبی کریم جب پہاڑ کی وادی میں دعوت اسلام دے رہے تھے تو اسوقت قریش نے کہا نعم ماجربنا علیک الا صدقا تجربے سے ہم نے آپ کو سچا پایا۔

۳۔ امیہ ابن خلف نے جب اپنے قتل کی پیشگوئی سنی تو اپنی بیوی سے کہا واللہ ما یکذب محمد اذا حدث خدا کی قسم (آنحضرت) محمد صلعم جب کوئی بات کہتے ہیں تو کبھی جھوٹ نہیں بولتے

۴۔ کعب بن زہیر ابن ابی سلمی جو آپ کا جانی دشمن تھا وہ بھی آپ کو مامون ہی کہتا تھا،

۵۔ ابوطالب نے مرتے وقت آپ کو انہی الفاظ میں یاد کیا جن کے ساتھ آپ مشہور تھے وانی اوصیکم بمحمد خیرا فانہ امین میں تو آنحضرت محمد (ص) سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں، وہ قریش میں اور امین ہیں

۶۔ "اللہ اکبر اگر محمد اس کے رسول برحق نہ تھے تو آج تک پھر کوئی رسول دنیا میں آیا ہی نہیں" مسٹر اسکاٹ مصنف اخبار الاندلس

۷۔ "وہ علم کیا تھا جس سے کہ مکے کے تمام مرد اور عورت اور بچے آپ کی شناخت کرتے تھے، وہ علم امین تھا جس کے معنی ہیں اعتماد کے لائق، ہر دوسرے کے قابل بھروسہ امین سے زیادہ معزز اور شریف لقب بھلا کوئی نظر نہیں آتا جس سے یہ لوگ آپ کو بچپن

آپ کے درمیان موجود تھا وہ کرتے ہیں" مسز اینی بسنٹ

۷۔ "کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد (صلعم) بڑے پکے راستباز اور سچے ریفارمر تھے" ڈاکٹر ای۔ اے۔ فریمن

۸۔ "یہ امر حضرت محمد (صلعم) کی صداقت کا بڑے زور سے موید ہے کہ جن لوگوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ راست باز لوگ تھے بلکہ آپ کے محرم راز دوست یا آپ کے خاندان کے لوگ تھے جو آپ کی پرائیویٹ زندگی سے کامل آگاہی رکھتے تھے اور وہ اس اختلاف سے بے خبر نہ تھے جو ایک مفتری کی اندرونی و بیرونی حالت میں لازمی طور سے ہوتا ہے۔ بیشک میں یہ تسلیم کرتا ہوں، کہ آپ کے مذہب اسلام میں پرہیزگاری خداترسی ایسی کامل درجہ پر ہے جو دیگر مذاہب میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ اور میں یہ بھی مانتا ہوں کہ اخلاق انسانی کی ترقی کا باعث صرف اسلام ہی ہوا ہے" ولیم میور

۹۔ "حضرت محمد (صلعم) کے خیالات و زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد کوئی انصاف پسند شخص انکی اولوالعزمی، اخلاقی جرات، نہایت خلوص نیت، سادگی، رحم و کرم کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا، پھر انہی صفات کے ساتھ استقلال عزم اور حق پسندی کا و معاملہ فہمی کی قابلیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، یہ یقینی بات ہے کہ آپ نے اپنی سادگی لطف و کرم اور اخلاق کو بلا نیاز مرتبہ قائم رکھا" لفٹنٹ کرنل سائکس

۱۰۔ "میں نے اپنی تحقیق میں کوئی بات نہیں پائی جس سے حضرت محمد (ص) کی رسالت میں مشتبہ ہو سکے، یا انکی مقدس ذات پر فریب و مکر کا الزام لگایا جا سکے" (مسٹر سیل)

۱۱۔ کتب مقدسہ سماویہ میں انبیائے بنی اسرائیل میں سے کوئی نبی بھی بجز ایک یعنی (آنحضرت) ایسا عالی مرتبہ و جلیل انسان معلوم نہیں ہوتا" لائیف آف محمد سر ولیم

۱۲۔ "تقریباً سارا یورپ کل امریکہ اور آسٹریلیا حضرت عیسیٰ کا پیرو کار ہے چین۔ جاپان، سیام اور تاتار، مہاتما بدھ کا دم بھرتا ہے، مگر جس عزت و توقیر تعظیم و تکریم صدق و اطاعت اور پریم بھگتی کے ساتھ خاتم الانبیا حضرت محمد صاحب کا نام لیا جاتا ہے کسی دیگر پیر، پیغمبر، ولی، گورو، رشی، اور نبی کا ہرگز نہیں لیا جاتا، جو اخوت پیغمبر اسلام نے قائم کی ہے کوئی نہیں کر سکا، جس مضبوط چٹان پر اسلام کی بنیاد حضرت محمدؐ نے رکھی ہے نہ وہ کسی کو ملا ہے اور نہ ملے گا، یہ ساری باتیں اس امر کا یقینی ثبوت ہیں کہ حضرت محمدؐ صاحب غیر معمولی طاقت والے غیر معمولی انسان تھے اور انسان کی اصلاح کے لئے خدا کے فرستادہ تھے" (لالہ کشن داس جی جلی منقول از زمیندار لاہور)

۱۳۔ "پیغمبر اسلام ایک با عمل انسان اور بہت بڑے شہری تھے انکی سچائی کی پیاس کو سوائے وحی الٰہی کے اور کوئی چیز نہ بجھا سکی، انہوں نے اپنی قوم کو اپنی زندگی میں اہل فلسفہ کی تعلیم ہی نہیں دی بلکہ مصیبت اور دکھوں کے مقابلہ میں سینہ سپر رہنے کا اصول انکی زندگی کا جزو بنا دیا محمدؐ (صلعم) نے ہمیشہ گالرنش (رواداری) کی تعلیم و تلقین کی ہے اور وہ ہمیشہ عالمگیر اتحاد کے حامی رہے ہیں" سی پی رام سوامی آئر۔ ہندو مدراس ۹/۲۷ ۱۲

۱۴۔ "میں مذہب اسلام سے انس رکھتا ہوں، اور آپ کی تنظیم کے بعض اصول کو عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اسلام کے پیغمبر کو مہا پرشوں میں سمجھتا ہوں" لالہ لاجپت رائے بمقام گنگ میں ایسوسی ایشن ۵ ربیع الثانی سنہ

۱۵۔ "حضرت محمدؐ صاحب کی زندگی دنیا کو مفید سبق دیتی ہے، بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھیں سمجھنے والا دماغ اور محسوس کرنے والا دل ہو" سوامی ستیہ دیو پارسی

۱۶۔ "چالیس کروڑ افراد حضرت محمدؐ صاحب سے پیار کرتے ہیں اسی سے سمجھ لو کہ نام محمد ضرور کوئی خاص اثر و قوت رکھتا ہے جس سے تیرہ چودہ صدیوں کے بعد بھی کروڑوں

انسانوں نے عرب پر اثر تھا حیرت انگیز ہے جب جب محمد صاحب کی سوانح عمری پر غور کرتے ہیں تو انکی سوانح عمری میں اگر کوئی سب سے زیادہ خوبی والی بات نظر آتی ہے تو وہ اللہ پر ایمان کامل ہے" سکھ جنٹلمین الیڈیٹر اخبار خالصہ سماچار گورمکھی

۱۷۔ "لا الہ ہے سچی پاپم الا اللہ پر نہ پدم جنا وی کنٹھ پرا پنوتی تو سچے نام محمدم" اقتوں وید مجوالہ بشارات احمد مکی

لا الہ کہنا تمام گناہوں کو دھو دیتا ہے، اور الا اللہ سے حیات جاوید نصیب ہوتی ہے جس کو بہشت بریں کی آرزو ہے ان کو چاہئے کہ اس نام پاک محمد صلعم کا ہمیشہ ورد کرتے رہیں،

۱۸۔ "سری رام چندر جی مہاراج بھگوان کرشن جی، گورو نانک دیو جی، حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ روحانی بادشاہ تھے اور میں کہتا ہوں کہ انہیں ایک روحانی شہنشاہ بھی تھا جس کا مقدس نام حضرت محمد (صلعم) تھا جس کے معنی ہی مہا کئے گئے ہیں، اور جس کی پوتر لائف کے متعلق کچھ کہنا ہے اسمیں شک نہیں کہ ہر ریفارمر نے آکر دنیا میں بہت کچھ کیا۔ مگر حضرت محمد صاحب نے دنیا پر اس قدر احسان کئے ہیں کہ جنکی مثال نہیں مل سکتی۔ میں خوش ہوں کہ ہماری قوم میں بہت سے لوگ ہیں، جو حضرت محمد صاحب کے مشن کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور آپ کی تعلیم کے اثر کو محسوس کرتے ہیں، اگرچہ ہر مذہب کے لوگوں نے آپ کے متعلق اچھی رائے دی ہے، مگر میں چند ایک ہندو بھائیوں کے ناموں کا اظہار کرتا ہوں، پروفیسر رام دیو صاحب بی اے مہاتما گاندھی، ڈاکٹر گوکل چند پی ایچ ڈی بیرسٹر ایٹ لا، لالہ لاجپت رائے مسز اینی بسنٹ، اور یہ مندرجہ ذیل وہ ہندو ہیں جنہوں نے آپ کے گیت گائے، پنڈت گنیش لال خستہ، بھگت سائیں داس ایڈوکیٹ گوہر ی منقول از اخبار رہبر دکن حیدر آباد

۱۹۔ "چھٹی صدی میں عرب کی اخلاقی حالت بہت خراب تھی جب کوئی باشندہ عرب مر جاتا تھا تو وہ اپنی عورتیں بطور داشتہ چھوڑ جاتا تھا جس کے بعد اس کا بیٹا سوائے اس عورت کے جس کے پیٹ سے وہ پیدا ہوا ہے، باقی سب عورتوں کو اپنی بیوی بنا لیتا تھا، علاوہ ازیں عارضی شادیاں بھی ہوتی تھیں، عرب قوم میں اتفاق کا نام و نشان نہ تھا۔ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے گلے کاٹا کرتے تھے، خیالات تھے کہ یہ قوم کبھی اٹھ نہیں سکتی، لیکن دنیا کی تاریخ میں یہ معجزہ ہوا ہے، کہ حضرت محمدؐ نے اس قوم میں جان ڈالدی، حضرتؐ نے انہیں سکھایا کہ بت پرستی چھوڑ دو اور ایک خدا کو مانو، شروع میں حضرت محمد صاحب کے صرف تین معاون اور مددگار تھے، انکی جاتی قریش اُن کی مخالف تھی۔ یہاں تک کہ آخر کار انہیں جان کی بھی پڑی، وہ بجلی جو انسان کو درتوا بنا دیتی ہے۔ آنحضرتؐ نے یہ بجلی راجوں مہاراجوں میں نہیں بھری تھی، بلکہ عام لوگوں میں اور یہ غلط ہے کہ اسلام محض تلوار سے پھیلا ہے، یہ امر واقعہ ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اُٹھائی گئی، اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو آج کوئی پھیلا کر دکھا دے" پروفیسر رام دیو صاحب بی، اے پروفیسر گروکل کانگڑی

۲۰۔ "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے واقعات کو پڑھو جس وقت وہ پیدا ہوئے عرب میں بت پرستی کا بازار گرم تھا، مکہ کے بت خانہ کی زیارت کو دور دور سے لوگ آتے تھے، عیسائی دنیا کا یہ حال تھا کہ مسیح کے وحدانیت کے خیال کو بھلا دیا تھا، ان حواریوں نے ان کے مذہب کو اور کچھ رنگ چڑھا دیا، پادریوں نے جھوٹے عقائد کی بھر مار کر دی، ان کو خدا سمجھنے لگے۔ اور حضرت مریمؑ کے بت کے آگے سر جھکانے لگے، ایک

خدا کی بجائے تثلیث کا مسئلہ درپیش تھا۔ کیا حضرت محمد صاحب نے بت پرستی اور تثلیث کو دور کرنے کے لئے جائز سمجھا یا نہیں۔ ان دونوں کے خلاف وعدہ اور تحریک کا وعظ شروع کیا۔ اپنے شہر سے ہجرت کرنی پڑی، اور آخر اپنی امت کے لئے جنگ کرنی پڑی۔ اگر وہ زمانے کے مطابق عمل کرتے تو بت خانے کے بجائے یا عیسائیوں کے پاس چلے جاتے۔ مگر نہیں، ان میں کچھ اور جوش تھا، دیکھا کہ یہ سب باتیں جھوٹی ہیں، اللہ کے بھروسہ پر کام شروع کر دیا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حکومت یہ تین یا شام کے عیسائیوں نے پیدا کیا، اگر عرب والوں میں روح نہ پھونکی، تو کس کی مجال تھی کہ دنیا کو پلٹا دیتے" تنہا در ملا لہ بجا کردت، اے، ایس

۲۱۔ یہ سب حالت جو اسلام میں پائی جاتی ہے اس کا افتخار اس مقدس شخص کو حاصل ہے جو خدا کا بھیجا ہوا رسول تھا اور جس نے عرب جیسے وحشی ملک میں اخوت کی روح پھونک دی تھی " ہندو بنگالی اخبار نور قادیان

۲۲ " میں مذہب اسلام سے محبت رکھتا ہوں، اور اسلامی پیغمبر کو دنیا کے بڑے بڑے مہاپرشوں میں سمجھتا ہوں، آپ کی سوشل لائف اور پولٹیکل تعلیم کا مداح ہوں اور اسلام کا بہترین رنگ وہ ہے جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تھا " لکھپر لالہ لاجپت رائے

۲۳۔ اسلام نے تلوار کے بل پر کائنات انسانی میں رسوخ حاصل نہیں کیا، بلکہ پیغمبر کی انتہائی سادگی، بےنفسی، عہد و میثاق کا انتہائی احترام اپنے رفقا و متبعین کے ساتھ گہری وابستگی، جرات، بےخوفی، اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور اپنے مقصود و نصب العین کی حقانیت پر کامل اعتماد اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے۔

مہاتما گاندھی

۲۴۔ حضرت محمد (صلعم) کا ظہور بنی نوع انسان پر خدا کی ایک رحمت تھا، لوگ کتنا ہی انکار کریں، مگر آپ کے اصلاحات عظیمہ سے چشم پوشی ممکن نہیں۔ ہم بودھی حضرت محمد سے محبت رکھتے ہیں، اور آپ کا احترام کرتے ہیں، اسی وجہ سے برما میں ہم بخوشی اپنی لڑکیاں مسلمانوں کو دیتے ہیں، ہمارے تعلقات مسلمانوں سے بہتر ہیں، اور دعا ہے کہ ہمیشہ ایسے ہی رہیں" از پیشوائے اعظم بدھ ملک تونگ صاحب منقول از ہمدرد مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۲۶ء

۲۵۔ [illegible] کی شان میں ناواقفیت یا شرارت سے یہ کہنا کہ انکی تعلیم قتل و خونریزی کی تھی بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے جس شخص کا دل ننھے ننھے بچوں کے رونے سے بےقرار ہو جائے جو ہزاروں گالیاں اور دشنام سنکر بھی اپنی نگاہ نیچی رکھے اور کہ کی فتح کے روز صبر و تحمل و رحم و رواداری کا وہ بےمثل مظاہرہ کرے کہ اس کی نظیر پیغمبری عالم میں نہیں ملتی کہ اپنے بدترین دشمنوں کو بھی قابو حاصل ہونے پر معاف کر دیا جو ظلم و تعدی کو صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرے سب کچھ غریبوں اور مفلسوں پر نچھاور کر دے، جو ہاتھوں سے غیر مسلموں کی خدمتگزاری کرے اور ان کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئے، ان کے وفدوں کا استقبال کرے، اور اپنے خلیفہ عمر کی جگہ اپنے دربار میں ایک غیر مسلم کو بٹھائے، اور ایک غیر مسلم کی پھیلائی ہوئی گندگی کو اپنے ہاتھ سے صاف کرنے میں دریغ نہ کرے کیا اس کی شان میں ایسا ایسا کہا جا سکتا ہے۔ آنحضرت کی تعلیم ہمیشہ یہی رہی ہے کہ جو عمل کیا جائے، وہ خلوص اور بھلائی سے کیا جائے۔ ان کی تعلیم کا مقصد بنی نوع انسان کی خدمتگزاری ہے

بابو بہاری لال بی اے ایل ایل بی وکیل

منقول از اخبارات

حضرت محمد صاحب کی زندگی سے ہم کیا سبق سیکھ سکتے ہیں

از حضرت منشی لالہ دیش بندھو جی ڈائرکٹر اخبار تیج دہلی

جناب اڈیٹر صاحب مولوی محمد کو تین سال سے یہ عزت بخش رہے ہیں، کہ اپنے رسالے کے سالانہ نمبر کے لئے جو حضرت محمد صاحب کے جنم دن پر نکلا کرتا ہے حضرت کے متعلق مجھے اپنے کچھ خیالات کے ظاہر کرنے کا موقعہ عنایت فرماتے ہیں، اگرچہ میں نہایت ہی کم فرصت ہوں اور جیل جانے کے لئے پابہ موتر ہوں تاہم میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ حضرت محمد صاحب کے جنم دن کے شبھ اوسر (مبارک تقریب) پر کچھ نہ کچھ ضرور حصہ لوں۔

میرا خیال ہے کہ اگر ہندو و مسلمان ایک دوسرے کے مذاہب کا مطالعہ کریں اور تعصب بالاتر ہو کر ایک دوسرے کے مقدس بزرگوں رشیوں منیوں اوتاروں اور پیغمبروں کی لائف پر گہری نگاہ ڈالیں تو یہ آپس کی نااتفاقی کی خلیج بڑی حد تک بہت جلد دور ہو سکتی ہے اور پھر باہمی ایکتا اور اتفاق و اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ جو آج سے چالیس سال پہلے تک بھارت ورش کے کونے کونے میں نظر آتا تھا، اور اب بھی سینکڑوں دیہات ایسے ملیں گے جہاں موجودہ دور تہذیب و ترقی کی روشنی نہیں پہنچی وہاں اب تک برادرانہ ایکتا نظر آتی ہے

بہرحال بزرگوں کے جنم دن پر جو اینول نمبر اخباروں اور رسالوں کے شائع ہوتے ہیں ان سے کم از کم یہ فائدہ ضرور پہنچ سکتا ہے، کہ عام پبلک کے سامنے ایسا میٹر آجاتا ہے جس کو آسانی سے حاصل کر کے وہ اپنی معلومات بڑھا سکتے ہیں، اور اگر اس پر بے تعصبی سے وہ غور کریں تو پھیلی ہوئی بدگمانیاں بہت کچھ دور ہو سکتی ہیں، میں تو اسی خیال کو سامنے رکھکر حضرت محمد صاحب کے جنم دن پر باوجود سخت ترین معروفیت کے بھی کچھ نہ کچھ لکھنا ضروری خیال کرتا ہوں

جس قدر بڑے لوگ دنیا میں گذرے ہیں، اگر ہم انکی لائف کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا، کہ وہ دنیا کی بگڑی ہوئی حالت کے سدھارنے اور انسانوں کی اصلاح میں ان بزرگوں کو جسقدر کامیابی ہوئی اس کا صرف ایک ہی سبب تھا وہ یہ کہ اپنے مشن کی صداقت پر آپ کو پورا وشواش تھا، اور پہاڑ کی طرح عزم و ارادہ کے مالک تھے، دنیا کی کوئی طاقت ان کو اپنے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتی

حضرت محمد صاحب کی زندگی میں شروع سے آخر تک یہ صفت نہایت نمایاں طور پر نظر آتی ہے یہی وجہ ہے کہ جسقدر جلد انہوں نے اپنے مشن میں کامیابی حاصل کی دنیا کے مذاہب کی تاریخ میں اسکی نظیر نہیں ملتی،

اگرچہ میں نے بہت زیادہ کتب کا مطالعہ نہیں کیا، مگر محمد صاحب کی لائف جو دو ایک میری نگاہ سے گذری ہیں، ان میں سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور میرا خیال ہے کہ صحیح نتیجہ پر پہنچا ہوں، کہ اپنے مشن کی سچائی پر اعتقاد اور ارادے کی مضبوطی و پختگی میں ان کا کوئی دوسرا مثل نہیں گذرا

ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک موقعہ پر آنحضرت کہیں تنہا درخت کے نیچے سو رہے تھے، اتفاق سے ایک جانی دشمن

عہدہ سے آپ کے قتل کی فکر میں تھا، تلوار اس کے ہاتھ میں تھی، اس نے آپ کو جگایا اور نہایت گھمنڈ سے کہا، کہ اے محمد اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے، یہ نہایت نازک موقعہ تھا اور ایک قدرتی تشویش کا پیدا ہونا ایسے موقعہ پر یقینی بات ہے مگر حضرت محمد صاحب نے نہایت اطمینان کے ساتھ بغیر کسی قسم کی تشویش اور پریشانی کے جواب دیا کہ خدا۔ اس نے کہا تھا کہ اب میرے ہاتھ سے تم کو کون بچائے گا، آپ نے کہا کہ خدا۔ یہ خدا ہی تھا جس نے اس کو محمد صاحب کا جانی دشمن بنا دیا تھا، کوئی پرخاش نہ تھی نہ کوئی ذاتی جھگڑا تھا۔ جھگڑا ہی صرف اس قدر تھا، کہ محمد صاحب ایک خدا کی پوجا کا پرچار کرتے تھے، اور وہ بہت سے خداؤں کی پوجا کرتا تھا، اس لئے جونہی محمد صاحب کے منہ سے خدا کا نام نکلا تھا اور اس کے غصہ و انتقام کی آگ بھڑک اٹھنی چاہئے تھی۔ اور بے آپے ہو کر جس ارادہ سے وہ آیا تھا۔ اور زیادہ اسمیں مضبوطی پیدا ہو جانی چاہئے تھی، اور خدا کا نام سنتے ہی محمد صاحب کو قتل کر دینا چاہئے تھا۔

مگر یہ اٹل دشواش کی آواز تھی، جس کی گونج اس کے کانوں کے راستے اس کے ہردے (قلب) کے پردوں سے ٹکرائی اور اس پر اس قدر خوف چھا گیا، کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی، اور محمد صاحب نے اٹھا لی اور جو سوال اس نے محمد صاحب سے کیا تھا، وہی آپ نے اس سے کیا، کہ اب تم بتلاؤ کہ میرے ہاتھ سے تم کو کون بچا سکتا ہے، چونکہ اس کا دل اپنے مقصد کی صداقت سے خالی تھا، اور کوئی سچائی اس کے دل میں نہ تھی، جو دل کو لازوال قوت اور طاقت بخشتی ہے اس لئے وہ محمد صاحب کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا۔ اور نہایت عاجزانہ لہجہ میں کہنے لگا کہ "آپ ہی بچا سکتے ہیں" یہ سنکر محمد صاحب نے اس کی حالت پر افسوس کیا، اور کہا کہ کاش اب بھی کہہ دیتا، کہ جس نے تم کو میرے ہاتھ سے بچایا وہی خدا مجھ کو بھی تمہارے ہاتھ سے بچا سکتا ہے، اس کے بعد آپ نے اس کی تلوار واپس کر دی،

حضرت محمد صاحب کے اپنے پرماتما پر اس اعتماد اور اعتقاد اور آپ کے اطمینان کو دیکھ کر وہ اس قدر متاثر ہوا کہ اسی وقت مسلمان ہو گیا،

اس واقعہ سے پتا لگتا ہے، کہ محمد صاحب کو اپنے مشن کی صداقت پر کس قدر گہرا اور مضبوط اعتقاد تھا، کہ ایسے نازک اور خطرناک نازک پر بھی وہ ذرہ برابر ہراساں اور خوف زدہ نہیں ہوئے، یہی بنیادی اعتقاد تھا جس نے محمد صاحب کے دل کو وہ لازوال طاقت عطا کی تھی، کہ وہ کبھی برداشتہ خاطر نہ ہوئے مشکلات کے پہاڑ ان کے سامنے آئے اور مصائب و آلام کے طوفانوں نے آپ کو گھیر لیا، مگر آپ کے عزم و ارادہ میں کوئی تزلزل واقع نہیں ہوا۔ اور پہاڑ کی طرح اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئے، اس کا نتیجہ یہ نکلا، کہ مصائب اور مشکلات کے تمام کالے بادل چھٹ گئے، اور بہت تھوڑے عرصہ میں اپنے مشن میں وہ کامیابی حاصل ہوئی کہ شاید کسی کو اتنے کم عرصہ میں حاصل ہوئی ہو،

یہ ایک واقعہ تھا، اس قسم کے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے مشن کی سچائی اور صداقت پر کس درجہ مضبوط اور دشواش تھا

اس کے بعد دوسری چیز آپ کا عزم بالجزم اور ارادے کی مضبوطی تھی، اور واقعات سے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے، کہ اپنے مشن کو کامیاب بنانے کے لئے آپ نے کس قدر مضبوط ارادے سے کام لیا، اور کس قدر خندہ پیشانی سے ہر قسم کے مصائب و مشکلات

کا آپ نے مقابلہ کیا

جس دن سے آپ نے اپنے مشن کا اعلان کیا، اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا شروع کیا، اسی دن سے مکہ والے کیا اہل مکہ، جو پہلے آپ کی بہت عزت کرتے تھے دشمن ہو گئے، اور سینکڑوں طریقوں سے آپ کو ناکام بنانے کی کوشش کرنے لگے تاکہ آپ کے پرچار کے راستے میں جو روڑے اٹکاتے تھے ان کو چھوڑ کر جو تکلیفیں اور ظلم آپ پر کئے گئے ان کی داستان نہایت دردناک ہے، راستوں میں کانٹے بچھا دینا گڑھے کھود دینا، غلاظت آپ کے جسم پر پھینک دینا یہ تو معمولی مشغلے تھے، اسی طرح بچوں کو آپ کے پیچھے لگا دینا، تالیاں بجوانا، فقرے اور فقرے کسنا، یہ بھی معمولی باتیں تھیں، ان کے علاوہ پتھروں کی بارش سے آپ کے جسم کو لہولہان کر دینا اور اس پر بھی بس نہ کرنا، بلکہ تین سال تک مسلسل نہایت سخت ہر قسم کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ یہاں تک کہ دانہ پانی تک اس مقام پر نہیں پہنچنے دیا جاتا تھا جہاں محمد صاحب اور آپ کے خاندان کو محصور کر دیا گیا، بچوں کے رونے کی آوازیں اور بڑے بوڑھوں اور عورتوں کی بھوک پیاس کی شدت سے چیخوں کو ظالم سنتے تھے مگر کیا مجال جو ایک دانہ بھی پہنچنے دیں، یہ صورت مسلسل تین سال تک جاری رہی

اس پر بھی مخالفوں نے بس نہیں کی، بلکہ اخلاقی جسمانی اذیت رسانی کے بعد قتل کی سازش کی، متعدد لوگوں کو آمادہ کیا، کہ وہ آپ کو قتل کر ڈالیں، قتل کیا جانا مقرر کئے اور جب اسمیں کسی قسم کی کامیابی نہیں ہوئی تو ایک گہری سازش کی اور تمام خاندانوں کے سرداروں نے متفق ہو کر قتل کرنے کی ایک اسکیم تیار کی اور اس اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کی سرتوڑ کوشش کی، اور آخر کار محمد صاحب ہجرت کرنے یعنی اپنے پیارے وطن مکہ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینے پر مجبور ہوئے، لیکن اس کا یہ فائدہ ضرور ہوا، کہ آپ کے دشمن آپ کو قتل کرنے میں ناکام رہے،

مگر وطن چھوڑ دینے پر بھی آپ کے مخالف خاموش نہیں ہوئے بلکہ مدینہ تک پیچھا کیا، اور حملہ آور ہوئے، اور وہاں بھی قتل کی سازشیں کیں،

لیکن اس قدر مصائب و مشکلات کے باوجود حضرت محمد صاحب اپنے مشن کے پرچار میں برابر لگے رہے، اور ایک لمحہ کے لئے خاموش نہیں ہوئے

ایک دفعہ جب مخالفوں کی چیرہ دستیاں اور ان کے ظلم و ستم حد سے بڑھ گئے تو آپ کے چچا ابو طالب نے (جو محمد صاحب کے مربی اور حامی تھے) کہا کہ محمد اب یہ مظالم اور سختیاں قوت برداشت سے باہر ہو گئی ہیں، اور تمہاری وجہ سے تمام خاندان مصیبت میں مبتلا ہے، اس لئے بہتر ہوگا کہ تم اپنا کام ترک کر دو، یا کچھ دنوں کے لئے ملتوی کر دو، حضرت محمد صاحب نے اپنے چچا ابو طالب کو جواب دیا کہ چچا جان اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دیا جائے اور تمام دنیا کی بادشاہت عطا کر دی جائے تب بھی میں خدا کی وحدانیت و یکتائی کا پرچار کرنے سے باز نہ رہوں گا، آپ سب لوگ مجھے چھوڑ دیں میری وجہ سے آپ اور خاندان والے مصیبت نہ اٹھائیں میرا محافظ میرا خدا ہے، اور وہی کافی ہے چنانچہ آپ استقلال اور زور شور سے اپنے مشن کا پرچار کرنے لگے۔

اسی طرح ایک دفعہ مکہ والے تمام لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے آپ سے کہا کہ اگر تم بادشاہت چاہتے ہو، تو ہم سب تم کو اپنا بادشاہ تسلیم کئے لیتے ہیں، اگر تم دولت کے بھوکے ہو تو ہم سب ملکر اتنا بڑا خزانہ جمع کئے دیتے ہیں، کہ سارے عرب میں کسی کے پاس نہ ہوگا، اور اگر تم خوبصورت عورت کے خواہاں ہو، تو تمام عرب میں سب

حکایت تمہیں یہ دولت آپ پسند کریں اس کی آپ سے شادی کر دی جائے مگر آپ جس مذہب کا پرچار کر رہے ہیں اس کو چھوڑ دیں۔ حضرت محمد صاحب نے اس کا بھی جواب دیا جو ایک صادق اور مخلص ریفورمر دے سکتا ہے یعنی آپ نے فرمایا کہ مجھے ان چیزوں میں سے کسی ایک چیز کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ سب چیزیں اکٹھا کر دی جائیں یعنی بادشاہت، دولت اور حسن، تب بھی جو مشن میرے سپرد میرے خدا نے کیا ہے میں اس کو ہرگز نہ چھوڑوں گا۔

ان واقعات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے، کہ حضرت محمد صاحب کو اپنے مشن کی سچائی پر پورا اعتماد اور کامل بھروسہ تھا۔ اور یہی چیز ہے جو سب سے زیادہ بلند اور مضبوط عزم و ارادہ پیدا کرتی ہے، چنانچہ ہم محمد صاحب کی لائف میں صاف طور سے دیکھ سکتے ہیں، کہ ایک طرف انکو اپنے مشن کی سچائی پر اٹل وثوق تھا، اور دوسری طرف وہ عزم و ارادہ کے اسقدر مضبوط تھے، کہ پہاڑوں سے زیادہ۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں، مگر محمد صاحب کے ارادہ میں کبھی رتی بھر تزلزل واقع نہیں ہوا، نہایت سخت مصائب و آلام میں مبتلا رہے، سختیاں جھیلیں، مصیبتیں برداشت کیں جان جوکھوں میں پڑی، قتل کی سازشیں ہوئیں جسمانی تکالیف دی گئیں آخر میں وطن سے نکالا گیا۔ مگر محمد صاحب کے پائے استقلال کو ذرہ برابر جنبش نہیں ہوئی اور صداقت و خلوص جو جوش پیدا کرتا ہے اس جوش کے ساتھ آپ اپنے پورے مشن کی کامیابی میں لگے رہے۔ اور اس رشد ہدایت اور عزم و استقلال کا یہ نتیجہ نکلا کہ حضرت محمد کو اپنے مشن میں پوری کامیابی ہوئی اور صرف ۲۳ سال کی قلیل مدت میں ہی آپ نے اپنی ان تھک اور لگاتار محنت سے عرب جیسے وحشی و جاہل ملک کی کایا پلٹ دی۔

اگر ہم غور سے حضرت محمد صاحب کی لائف پڑھیں تو ہندوستان کے ہندو اور مسلمان دونوں اپنے اہم ترین مقاصد کے اندر اس سے ایک ایسی روشنی ملتی ہے جس کے نور میں ہم دونوں اپنے منزل مقصود میں یقینی طور پر پہنچ سکتے ہیں۔ اور وہ روشنی صداقت سچائی اور عزم و استقلال کی ہے

اگر اپنے مقصد کی صداقت کا ہمکو یقین ہو جیسا کہ حضرت محمد صاحب کو تھا، تو ناممکن ہے کہ ہم اسمیں کامیاب نہ ہوں،

آج ہندوستان کے اندر آزادی کا کس قدر زور شور ہے جس سے پوچھو وہ یہی کہیگا، کہ ہم آزادی چاہتے ہیں اور اپنے ملک کو آزاد دیکھنے کے آرزومند ہیں، اور یہ شور دو چار سال سے نہیں ہے بلکہ پچاس سال سے آزادی کا شور بلند ہے مگر آزادی کہاں ہے؟ ابھی تک اس کا کچھ پتہ نہیں، اور کب حاصل ہوگی اس کے متعلق بھی کوئی یقینی پیشگوئی نہیں کر سکتا، یہ کیوں ہے یہ ایک سوال ہے جسکا جواب نہایت آسانی کے ساتھ ہمیں حضرت محمد کی لائف سے مل سکتا ہے یعنی یہ کہ ہمارے اندر ابھی تک اپنے مقصد کی سچائی اور صداقت پر کامل اعتماد نہیں پیدا ہوا اور اس ایک کمی کی وجہ سے بہت سی کمزوریاں ہمارے اندر موجود ہیں یعنی ارادہ کی پختگی اور مضبوطی نہیں پیدا ہوئی، اگر آزادی کے لئے مضبوط ارادہ اور پختہ عزم ہمارے اندر پیدا ہو جائے تو اس مقصد میں برسوں کی مدت مہینوں کے اندر سمٹ کر مختصر ہو سکتی ہے، دیکھو حضرت محمد تنہا تھے بالکل تنہا تھے، ابتدا میں کوئی یار و مددگار نہ تھا، اور تمام ملک عرب مخالف و دشمن تھا مگر ارادہ پکا تھا اور تنہا ہونے کے محمد صاحب کو اپنے مشن کے اندر صرف ۲۳ سال میں کامیابی حاصل ہو گئی، لیکن اس کے مقابلہ پر ہم ۳۵ کروڑ ہیں، اگر اسطرح آج سے پچاس سال قبل مقصد آزادی سے دور تھے، ویسے ہی آج بھی ہیں، حالانکہ اگر ۳۵ کروڑ کا ذکر نہیں صرف بلکہ اس کے آدھے بھی آدمی اگر حضرت محمد صاحب کی لائف سے سبق لیں اور جس عزم و ارادہ کی پختگی کے ساتھ محمد صاحب نے اپنے مشن کے لئے کام کیا اگر اس کے نصف مضبوط عزم و ارادہ کے ساتھ دو چار لاکھ ہندو مسلمان بھی کام کریں، تو شاید مہینوں اور ہفتوں کے اندر اپنے مقصد سے ہمکنار ہو سکتے ہیں، یہ تو صرف محمد صاحب کی لائف کا ایک پہلو تھا اس قسم کے سینکڑوں روشن پہلو ہیں جن سے ہم بہت کچھ سبق حاصل کر سکتے ہیں

غیر مسلموں سے حضرت محمد صاحب کا برتاؤ

از پروفیسر ونکٹ ساکر جی بلساپور دکن

ہمیں اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اسلام دنیا کا سب سے زیادہ روادار مذہب ہے اور دیگر مذاہب کے ساتھ اس نے ہمیشہ رواداری برتی ہے، ہندو مسلم تنازعات کے تسلسل کے بعد اس امر کی ضرورت ہوگئی ہے، کہ ہر دو طبقہ ایک دوسرے کے مذہب سے پوری واقفیت حاصل کریں اور سمجھیں کہ ان کے مذہب کی تعلیمات کیا ہیں، اور مذہب والے اپنے مذہب کی پیروی کس رنگ میں کر رہے ہیں، ہمارے نزدیک اس امر کا کوئی نتیجہ مترتب ہوا اور نہ ہو سکتا کہ ایک دوسرے کو اپنے اندر جذب کرنے یا مٹا کر کھونے کی کوشش کرے، دنیا میں کئی دفعہ مذہبی مباحث ہوتے رہتے ہیں، کرۂ ارض کے چپہ چپہ پر مذہبی سوسائٹیاں قائم ہیں اور ہر مذہب کے پیشوا اس کوشش و سعی میں رہتے ہیں، کہ کس طرح اپنے مذہب کو فروغ دیں اور دوسرے مذہب کو نیچا دکھائیں،

جہانتک میں مطالعہ کر سکا ہوں کہہ سکتا ہوں، کہ ان سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچنے کی بجائے الٹا نقصان پہنچ رہا ہے، مذہبی جھگڑے برابر بڑھتے چلے جاتے ہیں اور لوگوں کو مزید دشواریوں کا سامنا ہوتا چلا جاتا ہے میں کہونگا اور پورے زور کے ساتھ کہونگا، کہ مذہب کوئی بھی برا نہیں، اور مجھے کوئی ایک مذہب بھی ایسا نظر نہیں آتا جس نے قتل و غارت اور فساد و خونریزی کی تعلیم کو روا رکھا ہو، البتہ ان کے پیرو ایسا ان کے حال رہے ہیں۔ خود غرضی ایسی بلا ہے جو ازل سے لوگوں کے قلوب پر مسلط رہی اور ہمیشہ رہیگی جتنی خونریزیاں اور فسادات ہوتے ہیں، وہ اسی خود غرضی کی بدولت ہوتے ہیں، لوگ گھٹتے ہیں مذہبی لباس زیب تن کرتے ہیں، چند کتابیں بغل میں دبا تے ہیں، اور ہجوم میں جلسوں میں اور محفلوں میں بولنا شروع کر دیتے ہیں، بسلئے مذہب ہی کا نام لے کر ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ انکی تقریرات کے افعال اور ان کے اعمال کو مذہبی باتوں سے کوئی دور کا تعلق بھی نہیں ہوتا، غرض یہ ہوتی ہے کہ انکی عزت کی جائے انکی بات مانی جائے اور انکی جیب میں پیسے آئیں،

زمانہ حاضرہ کے مذہبی پیشوا

عوام میں بہت کم عقل ہوتی ہے، جو یہ لوگ کہہ دیتے ہیں اس کو سچ سمجھ کر اسپر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں، اگر یہ لوگ امن کی تعلیم دیں، اتفاق کی تعلیم دیں، مل جل کر رہنے کی تعلیم دیں تو ظاہر ہے کہ انہیں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا، امن و محبت سے سکون پیدا ہوتا ہے، اور سکون میں کوئی اپنا پیسہ اور وقت کوئی ضائع کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا، وکیلوں کو پیسے تو لڑائی جھگڑوں کی ہنگامہ خیزیوں میں ہی ملتے ہیں جتنے زیادہ جھگڑے ہوں گے اتنی ہی انکی جیب گرم ہوگی، یہی حالت آجکل کے اکثر مذہبی پیشواؤں اور مذہبی لیڈروں کی ہے اس لئے یہ خود شدھی و تبلیغ، اذان و

آرتی، قربانی و پیپل اور باجہ و مسجد کے جھگڑے پیدا کر کے لوگوں میں جوش پیدا کرتے رہتے ہیں، جب وہ طوفانی حالت میں ہوتا ہے تو انہیں شکار کا موقعہ ہاتھ آتا ہے، ان کے مشوروں سے انکی عزت ہونے لگتی ہے، کسی کی ہمدردی کرتے ہیں کسی کے آنسو پونچھتے ہیں، کسی کو دلاسا دیتے ہیں، کسی کو جوش دلاتے ہیں، کبھی سنگٹھن کا پروگرام پیش کرتے ہیں اور کبھی تنظیم کا نتیجہ جو ہوتا ہے وہ ظاہر ہے دھڑے بندی ہو جاتی ہے، یہ لیڈر بن جاتے ہیں، اور چندوں کے نام سے ہزار دو ہزار روپیہ لاتے ہیں، اور ان کا طوطی بولنے لگتا ہے، میں نہیں سمجھ سکتا، کہ ایسے لوگوں کا درجہ خدا کے ہاں کیا ہوگا

شدھی اور تبلیغ

میں اپنے ہندو اور مسلمان دونو بھائیوں سے پوچھتا ہوں، کہ شدھی اور تبلیغ سے ہندو اور مسلمان دونو کو کیا فائدہ پہنچا، اور جس طرح ان کو چلایا گیا، کیا مذہب نے ان کو اسی صورت میں چلانے کی اجازت دی تھی، کیا اس سے فساد نہیں پھیلا، کیا اس طریق کار سے صدیوں کے رہنے والے اور شیر و شکر کی طرح رہنے والے دونو بھائیوں کو ایک دوسرے کا دشمن نہیں بنا دیا گیا، کیا ہزاروں گھران فسادات نے برباد نہیں کئے، اچھا پھر نتیجہ دیکھئے کیا ہندوؤں کا کوئی کثیر حصہ مسلمان ہو گیا، مسلمانوں کا کوئی خاص گروہ ہندو دھرم میں شامل ہو گیا، مردم شماری کے اعداد و شمار موجود ہیں، بتلایئے اس ہنگامہ آرائی اور اس خون و فساد نے تبدیلی مذہب پر کوئی خاص اثر نہیں ڈالا۔ لیکن بھارت کے بھولے بھالے اب بھی ان مذہب کے نام پر ڈاکہ ڈالنے والوں کے فریب سے نہیں نکلے ہیں۔

انفرادی حیثیت سے شدھی بھی کوئی جدید چیز نہیں ہے اور تبلیغ تو مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں آئی، لیکن غرض کے بندوں کا جو اثر و رسوخ چند سال سے کار فرما ہے وہ کبھی نہیں تھا، اور یہی ہماری بدنصیبی کی نشانی ہے کہ ہم نے اس مذہبی فریضے کو بھی اس بھونڈے پن سے ادا کیا کہ آج ان مذہب کے نیتاؤں اور دین کے ٹھیکہ داروں نے مادر وطن کو بے چین کر دیا

موجودہ تعلیم اور جھگڑے

تبلیغ اور شدھی کبھی اجتماعی صورت میں نہیں ہوئی، ہندوؤں کے ایک خاص فرقہ نے شدھی کا کام شروع کیا، اور وہ بھی ابتدا میں اس طرح ہوا کہ انہوں نے سب سے پہلے ہندوستان کے انسان نما جانوروں کو اچھوت کی قعر ذلت سے نکال کر دوسرے ہم وطنوں کے ہمدوش کرنا چاہا، اسی طرح تبلیغ کے لئے اجتماعی کوشش کبھی نہیں ہوئی، بلکہ ملک کے اچھے راستباز اور سچے مذہب کے پرستاروں نے خود کو انسانیت کا بہترین نمونہ بنا کر ملک کو اپنا جیسا بنانے کی ترغیب دی جنہوں نے ان کو پسند کیا ان کا دین بھی اختیار کر لیا۔ یہی وجہ تھی کہ اس سلسلہ میں پہلے نہ کبھی کوئی تلخی پیدا ہوئی نہ ہنگامہ خیزی۔

باجہ و مسجد، اذان و آرتی، قربانی اور پیپل کے قضیوں میں بھی یہی خود غرضانہ روح کارفرما نظر آتی ہے، ہندو اپنے دھرم کو بھول گئے اور مسلمانوں نے اپنی عفو اخلاق رواداری کو فراموش کر دیا، میں مدت سے اس ضرورت کو محسوس کر رہا تھا کہ دونو مذہب کو ان کے صحیح مذہبی احکام سے مطلع کیا جائے، اور انہیں یہ واضح کیا جائے کہ مذہب لڑائی کا باعث نہیں کوئی مذہب لڑائی اور فساد کو پسند نہیں کرتا، لیکن اس طوفان بے تمیزی میں کسی کو اتنا ہوش ہی نہیں جو اس طرف توجہ کرے، ان بے پروائیوں کا ایک اور خطرناک نتیجہ مرتب یہ ہوا ہے کہ ایک دوسرے کے مذہب کے متعلق شدید غلط فہمیاں پھیل گئی ہیں، اور ہمیں بہت افسوس ہوتا ہے کہ جب ہم یہ غلط فہمی سنتے ہیں، کہ اسلام میں غیر مسلموں کو اذیت پہنچانا ثواب ہے، یہ مذہب تو پھیلا ہی تلوار کے زور سے، جہاد کے معنی ہیں کافر پر بلاوجہ چڑھ دوڑنا، یہ کسی دوسرے مذہب کی موجودگی گوارا ہی نہیں کر سکتا، ہمارے جدید اور مذہبی اسکولوں میں جو کتابیں تاریخ کے نام سے پڑھائی جاتی ہیں، انہوں نے اور مغلوب کو مسموم کر کے رکھ دیا ہے، یہ تعلیم ابتدا ہی سے طلبا میں باہمی بغض و عناد کے گہرے نقوش قائم کر دیتی ہے، پھر بچے بھی یہ کدورت دور نہیں کر پاتے۔

جب تک انگریزی تعلیم کو ہندوستان میں پورا فروغ حاصل نہیں ہوا تھا اور اسکولوں کی آئی اور بیہات نہ پہنچ پائی تھی، اس وقت تک ہندو مسلمانوں کے تعلقات بہت خوشگوار اور برادرانہ تھے، اور یہ محسوس بھی نہ ہوتا تھا، کہ یہ دو قومیں ہیں جو ایک ہی آسمان کے نیچے ایک ہی زمین پر ایک ہی ملک اور ایک ہی شہر میں دوش بدوش رہتی اور بستی ہیں، اور دونو دو بھائیوں کی طرح رہتے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے اور باہمی تقاریب میں شریک ہوتے ہیں، دور اور شہروں کی مسموم ہواؤں سے بعید تر گوشوں میں بسنے والے ہندو مسلمانوں کے تعلقات میں اب بھی خیر سگالی پائی جاتی ہے، ہمیں یہ حقیقت تسلیم ہے کہ اسلام روادار مذہب ہے، اور اس سلسلہ میں اسکی قدیم روایات بہت شاندار ہیں، غیر مذاہب سے جو رواداریاں سچے مسلمانوں نے برتیں اور جو تعلیم اسلام نے دی وہ بہت بہتر اور بہت اچھی ہے، اسلام نے صاف الفاظ میں حکم دیا ہے کہ دین میں کسی کے ساتھ کوئی جبر نہیں ہو سکتا جس کا دل چاہے ایمان لائے جس کا دل چاہے کافر رہے، مسلمانوں کو اس میں کوئی مداخلت کرنے کا حکم نہیں، انتہا یہ ہے کہ ایک شخص حصین نامی کے دو بیٹے عیسائی ہو گئے، یہ شخص کا راز سچے مسلمان تھے انہیں قدرتاً رنج ہوا، اسلام میں جبر کی ممانعت تھی، زبردستی کر نہ سکتے تھے، دل نہ مانا تو یہ حضرت محمد صاحب کے پاس گئے اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ آخر میرے بیٹے ہیں کوئی غیر تو نہیں ہیں، اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو، تو انہیں زبردستی مسلمان بنا لوں، آپ نے کہا ہرگز نہیں، انہیں پورا اختیار ہے کہ وہ جو مذہب چاہیں اختیار کریں، تم کون ہو جو ان پر زبردستی کرتے ہو،

حضرت محمد نے جبر نہیں کیا

حضرت محمد صاحب کی پوری زندگی میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا، آپ نے کسی قوم تو قوم کسی ایک شخص کو بھی بجبر مذہب داخل کرایا ہو یا کبھی کسی کو اس کی اجازت ہی دی ہو، خیر یہ تو مذہب میں شامل کرنے اور نہ کرنے کا معاملہ تھا، اسلامیوں کا سلوک غیر قوموں کے ساتھ اتنا روادارانہ رہا ہے کہ اسکی مثال کسی دور میں نہیں ملتی، اسلامی جہاد جس کو بہت بری صورت میں پیش کیا جاتا ہے اس میں بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب فوجیں بڑھیں تو راہ میں کسی کو نقصان نہ پہنچائیں دشمن کو بدلہ دینے میں بخل نہ کریں، کھیتوں کو نہ جلائیں، باغوں کو آگ نہ لگائیں، گھروں کو ویران نہ کریں، عورتوں بچوں، بوڑھوں اور بیماروں سے تعرض نہ کریں، یہ کتنے اعلیٰ احکام ہیں جنگیں ہمیشہ ہوتی رہیں اور ہوتی رہیں گی مگر کسی قوم نے دشمن قوم پر کبھی ظلم نہیں کیا، اور رحم کیا ہو، بیدردی سے لوٹا، جلایا اور برباد کیا، مگر حضرت محمد صاحب کے وقت میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی گاندھی جی نے بھی لکھا ہے

"میں نے قرآن شریف کو بار بار پڑھا ہے اور حضرت محمد صاحب کے حالات زندگی کا بھی مطالعہ کیا ہے لیکن مجھے کہیں یہ بات نہیں دکھی، کہ دوسروں کی تبدیلی مذہب

اسلام کی رواداری

... کتاب پر ... اسلام میں لکھتے ہیں

ایک دفعہ ایک مسلمان نے کوئی عذر نہ کر اور بہانہ تلاش کر کے عیسائیوں کے ایک گرجا پر اپنا قبضہ تصرف جما لیا۔ عیسائیوں نے خلیفہ سے جا کر شکایت کی۔ آپ کو سنتے ہی بڑا غصہ آگیا۔ اسے پکڑوایا۔ خوب درے لگوائے۔ اور جو مسجد گرجا کی جگہ بنوائی گئی تھی اسے اپنے حکم سے منہدم کرا کر گرجا کو بحال کر دیا۔

اسی طرح جب ۔۔۔ میں مسلمانوں نے مصر کے بڑے اور مشہور شہر اسکندریہ کو فتح کر لیا، تو وہاں کسی مسلمان سپاہی کی نظر حضرت عیسیٰ کی ایک تصویر پر جا پڑی۔ مسلمان بت پرستی اور تصویروں کو برا سمجھ کر اس سے نفرت کرتے تھے۔ اسے یہ دیکھ کر جوش آگیا۔ اور کمان میں تیر جوڑ کر جو مارا تو ایک آنکھ اڑا دی۔ عیسائیوں کو بہت ناگوار گذرا، وہ اسلامیوں کی رواداری کا حال سن چکے تھے، وہ دوڑے ہوئے حضرت عمرو بن العاص گورنر کے پاس پہنچے اور گستاخانہ انداز میں کہا، کہ تمہارے سپاہی نے ہمارے پیغمبر کی آنکھ خراب کر دی ہم اس کا بدلہ یہ چاہتے ہیں، کہ تم ہمیں اپنے نبی کی تصویر دو ہم اس کی آنکھ خراب کریں گے، ظاہر ہے کہ مفتوح قوم کا فاتح سے یہ مطالبہ انتہائی بے ادبی اور بدتمیزی پر مبنی تھا، اس وقت اگر مسلمانوں کی بجائے اگر اور کوئی قوم فاتح ہوتی تو ان کے زن و بچہ کو قتل کرا کر کھوا دیتی، مگر شاباش ہے مسلمانوں کو انہوں نے جوش رواداری اور انصاف میں اس کی پرواہ بھی نہ کی، گورنر نے ان سے کہا کہ ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں، کہ ہمارے یہاں ہمارے نبی کی کوئی تصویر نہیں، ہم تو تصویر رکھنا برا اور گناہ سمجھتے ہیں، ہاں ہم موجود ہیں ہم میں سے جس کی آنکھ تمہارا جی چاہے پھوڑ دو عیسائیوں کی ڈھٹائی دیکھئے وہ اس پر راضی ہو گئے اور مسلمانوں کا انصاف دیکھئے کہ ان کے گورنر عمرو نے خنجر نکال کر عیسائیوں کے ہاتھ میں دیدیا، اور اپنی آنکھ سامنے کر دی کہ لو اسے بدلے میں پھوڑ دو۔ انصاف اور عدل و رواداری کے اس شاندار نظارے نے عیسائیوں کو متحیر بنا دیا۔ کہ جن کی عظمت و اقبال کا طوطی چار دانگ عالم میں بول رہا ہے، ان کا کوئی سپاہی ہی نہیں بلکہ وہ گورنر جس کے ایک اشارہ پر ہماری زندگی و موت کا انحصار ہے اس درجہ روادار اور عدل گستر واقع ہوا ہے آخر عیسائی نے خنجر ہاتھ سے پھینک دیا، اور اس کی زبان سے بے ساختہ یہ تاریخی الفاظ نکلے کہ جو قوم اتنی انصاف پسند ہے اس سے انتقام لینا قدر دانی کے خلاف ہے۔

یہودیوں کے ساتھ برتاؤ

عیسائی، یہود، پارسی، اور ہندو سب ہی مسلمانوں کی رواداری اور انصاف پسندی کے معترف ہیں، ایک یہودی مورخ ابوالفتح اسامری لکھتا ہے

"حضرت محمدؐ نے یہود و نصاریٰ کے ساتھ کبھی کوئی برائی نہ کی"

حالانکہ یہ وہی یہودی تھے، جن سے حضرت محمد صاحب نے مدینہ آتے ہی معاہدہ کیا تھا کہ ہم دوستی رکھیں گے، دونوں ایک دوسرے کے دشمن کے مقابلہ میں متحد ہو کر اعانت کریں گے، کوئی کسی کے مذہبی معاملہ میں مداخلت نہ کرے گا، اور نہ کوئی کسی ایک کے دشمن کو پناہ دیگا لیکن ان کے قبیلے یکے بعد دیگرے برابر بدعہدی کرتے رہے، دشمنوں سے ملے سازشیں کیں، آپ کو طرح طرح ستایا، مکہ والوں کو اپنی پشتی کے لئے آمادہ کرنا شروع کیا اور انتہا یہ ہے کہ عین جنگ کے وقت انہوں نے مدینہ میں بدامنی پھیلانی شروع کر دی اور انتہا یہ ہو گئی، کہ آپ کی جان خطرہ میں پڑ گئی لیکن آپ برابر ان سے شریفانہ سلوک کرتے رہے، ان کا جانی دشمن تھا تو انہیں ... ہو جاتے، انہیں سمجھتے تو انہیں سمجھاتے، جب باز نہ آئے تو ایک قبیلہ کو شام کی طرف اور دوسرے کو خیبر میں جلاوطن کیا، اور تیسرا اپنے ثالث کے فیصلہ کے مطابق خود ہی تباہ ہو

کامیاب جلاوطنی

مگر فدایان دشمنان اسلام کی جلاوطنی کی شان ملاحظہ ہو اونٹوں پر سوار تھے، ساتھ سب سے زیادہ [illegible] کے بجے ہوئے تھے، ساتھ ساتھ باجا بجتا جاتا تھا، گانے والی عورتیں گاتی جاتی تھیں، یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ روسا کا ایک لشکر چلا جا رہا ہے، گو یہ عرب کے سب لڑاکے قبائل تھے، اور آپ کے دشمن بھی، مگر ان میں سے کسی ایک کا مال بھی ضبط نہ کیا گیا، اور صرف جلاوطنی کی سزا پر اکتفا کی گئی، اسی بنا پر تو اس مورخ کو اپنی تاریخ میں لکھنا پڑا کہ آپ نے کسی کے ساتھ کوئی برائی نہیں کی، ہم کہتے ہیں کہ اب بھی یہ عرض باقی ورنہ اسے تو یہ لکھنا چاہئے تھا کہ حضرت محمدؐ نے ان کے ساتھ جو رعایت کی اس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی، زمانہ میں کون قوم ایسی ہے جو اپنے خون کے پیاسے دشمنوں اور باغیوں کو مال سمیت اس طرح نکل جانے دے اس رواداری کی مثالیں اسلام ہی میں مل سکتی ہیں۔

مکہ والوں پر بے نظیر احسان

مکہ کے فتح ہوتے ہی حضرت محمد صاحب کی قوت و شوکت میں بے حد اضافہ ہو گیا، اور تمام عرب پر ایک دھاک بیٹھ گئی، مکہ والوں نے تیرہ برس تک مسلسل آپ کو دل دوز اور جگر شگاف اذیتیں پہنچائی تھیں اور کوئی ظلم ایسا نہ تھا جو مسلمانوں پر نہ کیا گیا ہو مکہ پر فوجیں بڑھیں، تو یہ لوگ مارے خوف کے لرز رہے تھے، کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے، جانوں کی خیر نہیں، لیکن دنیا میں مکہ کی فتح جیسی فتح کبھی نہ دیکھی گئی ہو گی اور نہ ایسا فاتح، کہ ایک قطرہ خون نہ بہا، زندگی بھر ستانے والوں اور ایک لمحہ چین سے نہ بیٹھنے دینے والوں کو بالکل معاف کر دیا گیا، مکہ والے سب غیر مسلم تھے، لیکن جو سلوک کوئی ہم قوم کے ساتھ بھی نہیں کر سکتا، وہ سلوک ان کے ساتھ روا رکھا گیا، نہ قتل نہ لوٹ نہ باز پرس، پوری قوت ہی نہیں بلکہ سلطنت حاصل کرنے کے بعد آپ نے غیر اقوام سے جو معاہدے کئے ان سے آپ کی انتہائی شرافت اور نرمی اور رواداری کا اظہار ہوتا ہے

یہ ہیں اس مصلح اعظم کی رواداریاں جس کے نام لیوا آج اپنی ہمسایہ قوم سے ہر وقت دست بگریبان ہوتے رہتے ہیں، مجھے حضرت محمد صاحب کی مختلف لائف پڑھنے کا بہت موقعہ ملا ہے اس قسم کے صدہا واقعات موجود ہیں، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ابتدائی زمانہ میں بہت ہی سرعت کے ساتھ ترقی کی، اور اس زمانہ کی بقیہ اقوام نے اسلام اور مسلمانوں سے بے حد استفادہ کیا۔

میں اڈیٹر صاحب مولوی کا ممنون ہوں جن کے اعلان کو پڑھ کر مجھے اپنی معلومات کے اظہار کا موقعہ ملا۔ اور اگر زندہ رہا تو ہر سال مولوی کے رسول نمبر کے لئے اپنی خدمات پیش کرتا رہوں گا

ہندو تعلیمات بھی رواداری اور فیاضی کی بے شمار مثالیں اپنے اندر رکھتی ہے، لیکن افسوس کہ اب عملاً دونوں قومیں اپنے اسلاف کے کیرکٹر سے علیحدہ ہو رہی ہیں، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ خود غرض کے بندے ان کو علیحدہ کر رہے ہیں،

میری پرماتما سے دعا ہے کہ وہ ہندوستان میں پھر وہ دور لے آئے کہ مادر وطن کے یہ دونوں نونہال شیر و شکر ہو جائیں، اور ایک دوسرے کے ساتھ رواداری برتیں۔

حضرت محمد صاحب اور انسداد غلامی

از جناب لالہ شیام ناتھ جی ایم اے محلہ جہات دہلی

مولانا عارف مہوی صاحب کے توسط سے اڈیٹر صاحب مولوی کا تعارف میرے لئے باعث مسرت ہے کہ انہوں نے پہلی ملاقات میں مجھے حضرت محمد صاحب کے متعلق کچھ لکھنے کا ایما فرمایا، اور اتفاق کی بات ہے کہ میں ان کے تعمیل ارشاد کے لئے باوجود اپنی انتہائی مصروفیت کے کچھ نہ کچھ لکھنے میں کامیاب ہوگیا،

میری معلومات کا زیادہ تر ماخذ انگریزی کتابیں ہیں، لیکن حضرت محمد صاحب کی لائف کی چند اردو کتابیں بھی میری نظر سے گذری ہیں، اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس مضمون میں تاریخی غلطیاں نہ ہونگی،

بلاشبہ اسلام نے جہاں اور بے شمار اصلاحات کیں اور بنی نوع انسان کی خدمت میں شفقت کا اظہار کیا وہاں انسداد غلامی کے متعلق بھی اس کی مساعی بہت قابل قدر اور قابل توصیف ہیں، دنیا کے لئے سب سے بڑی لعنت اگر کوئی چیز تھی تو یہی غلامی تھی، خدا جانے کس منحوس ساعت میں اس رواج نے جنم لیا تھا، کہ ہزار ہا برس گذر جانے کے بعد اب تک کسی نہ کسی حصہ عالم پر اس کا وجود نظر آ ہی رہا ہے، اور اب سے صدی ڈیڑھ صدی پیشتر تو یہ حالت تھی کہ ہر طرف ایک تاریکی چھائی ہوئی تھی گویا اس کا رواج تو قدیم ہے اور ہر ملک اور ہر قوم اور ہر مذہب میں اس کا وجود پایا جاتا رہا ہے، انکی خرید و فروخت بھی کوئی نئی بات نہ تھی، لیکن جو منظم صورت یورپ کے تاجروں نے اسے دی اور جس دلیری اور ڈھٹائی اور نظم و انضباط کے ساتھ انہوں نے ایک ذریعہ تجارت بنایا اس کی نظیر تو تاریخ عالم میں ڈھونڈے بھی نہ ملے گی یورپ کے لوگ خواہ وہ انگلستان سے تعلق رکھتے ہوں یا جرمنی سے فرانس ان کا مسکن ہو یا ہالینڈ، افریقہ پہنچتے، امریکہ کی طرف نکل جاتے اور جانوروں کی طرح ہزارہا کی تعداد میں انہیں پکڑ کر جہازوں میں بھر دیتے، افریقہ گویا غلاموں کا جنگل تھا، ان ننگ دلوں نے آبادیاں کی آبادیاں اجاڑ دیں، چونکہ جہازوں میں بری طرح بھر دیئے جاتے ان کے خورد و نوش کا انتظام بالکل ناکافی ہوتا تھا، اس لئے تکالیف سفر اور اذیت و گھٹن سے بہت سے تو راستہ ہی میں ختم ہو جاتے تھے اور جو بچ رہتے تھے، انہیں اچھے داموں میں فروخت کرکے یہ تاجر خوب نفع اٹھاتے تھے، سلطنت روم کو ایک مہذب سلطنت کہلاتی تھی لیکن غلامی اپنی پوری بھیانک شکل میں موجود تھی ان کے مالک ان پر اس قدر شدید سختی کرتے تھے، کہ بعض تو اسی کی نذر ہو جاتے تھے اور جو بچے رہتے تھے انکی حالت جانوروں سے بھی بدتر ہوتی تھی، کوڑوں سے کھالیں [illegible] ادھیڑ دی جاتی تھیں، بری طرح پیٹے جاتے تھے، کوئی انکی فریاد سننے والا نہ ہوتا تھا [illegible] معمولی معمولی جرم پر انکے جسم کو داغ دیتے، زندہ آگ میں جلا دیتے، پانی میں غرق کر دیتے، ہر طرح سے گذشتہ صدی میں جاکر اس کردہ تجارت کا سدباب نہ ہو سکا، جبکہ [illegible] انگریز قوم کے سر ہے

ہندوستان کے [illegible] اچھوت اب سالہا سال سے [illegible] چلے جا رہے ہیں، انہی پر ہزاروں مصائب کا تانتا بندھا ہے اور دنیا کی ہر ترقی اور ہر آسائش سے یہ محروم [illegible] انہیں مندروں میں داخل ہونے کی اجازت ہے نہ [illegible] نہ عام کنوؤں سے پانی بھرنے

کی اجازت [illegible] انہیں انسان [illegible] اور یہ ان [illegible] پر رحم کھایا، عرب کے [illegible] میں حضرت محمد صاحب پیدا ہوئے جنہوں نے سب سے پہلے اس ذلیل اور پست عقیدہ کی بیخ کنی کے متعلق قدم اٹھایا، چونکہ غلامی کی جڑیں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں، لوگ ان پر روپیہ خرچ کر چکے تھے، اور ہر کنبہ اور گھرانا میں غلام موجود تھے اور ان کے کاروبار کی کامیابی، زراعت کا فروغ اور بہت سی آسائشوں کا انحصار انہی پر تھا، اس لئے مصلحتاً آپ نے یہ کیا کہ غلاموں کو آزاد کرنے کی بجائے غلامی کی مذمت شروع کر دی اور غلام بنانے اور غلام فروخت کرنے والوں کو اس شدت و تواتر کے ساتھ ڈانٹا، کہ عرب میں ایک انقلاب پیدا ہونے لگا، تاجر غلام فروخت کرتے اور لوگ انہیں خریدتے ہوئے ڈرنے لگے، اسطرح گویا آپ نے پہلے اس سرچشمہ کو خشک کیا، جہاں سے غلاموں کی فوجیں نکلتی اور اطراف عالم میں پھیلتی تھیں،

غلاموں سے اچھے سلوک کی ہدایت

ساتھ ہی آپ نے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین بھی شروع کر دی، یہ بھی دنیا میں اپنی نوعیت کی پہلی آواز تھی، غلام ایک انتہا ترین مخلوق سمجھی جاتی تھی، کسی عزت و سلوک تو ایک طرف کسی آسائش و آرام کی بھی مستحق نہ سمجھی جاتی تھی لیکن آپ کی پیغمبرانہ صدا معمولی صدا نہ تھی جو فضا کی وسعتوں میں ڈوب کر رہ جاتی اس کا اثر ہوتا تھا، اور ہو کر رہا، اور سب سے پہلے مسلمانوں نے اسطرف توجہ کی اور جوں جوں مسلمانوں کا اقتدار اور ان کا دائرہ اثر بڑھتا گیا، غلاموں کی حالت بھی سنورتی رہی، حضرت محمد صاحب نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ غلاموں کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہو، جو خود کھاؤ، وہ انہیں کھلاؤ، جو خود پہنو وہ انہیں پہناؤ، انہیں تکلیف نہ دو ان سے انکی قوت سے زیادہ کام نہ لو آپ نے یہ بھی واضح کر دیا، کہ غلاموں کو گالیاں دینے والا بہشت میں داخل نہ ہو ان تلقینات و احکام کا نتیجہ یہ ہوا کہ غلامی کا صرف نام ہی نام رہ گیا، اور وہ ہر معاملہ میں آزادوں کے مساوی ہوگئے، غلام آقا کے دوش بدوش کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، جنگوں میں لڑنے لگے، فوجوں کے سپہ سالار بننے لگے، شادیاں کرنے لگے، اور کسب معیشت اور ترقی و عروج کے تمام دروازے ان پر کھل گئے، بجائے تو ذکر ہی کیا ہے انہیں مثل اولاد کے سمجھا جانے لگا، اور ان پر شفقت و محبت کی بارش ہونے لگی

غلامی کے طریقے

غلامی کے دنیا میں مختلف طریقے تھے، سب سے بڑا ذریعہ جنگ تھا، ملک و شہر میں عام دستور یہ تھا، کہ فتح کے بعد فاتح مفتوح کے سب زن و مرد کو غلام بنا لیتے تھے، یہ بدبخت عموماً تقسیم ہو جاتے تھے، چونکہ یہ سلسلہ برابر بڑھتا چلا جاتا تھا، اس لئے انہیں سوداگروں کے ہاتھ فروخت کر دیا جاتا تھا، اور یہ انہیں دور دراز ممالک میں لے جاکر فروخت کر ڈالتے تھے، پھر وہ نسباً شریف ہوں یا اعلیٰ خاندان کے رہے ہوں ان کے آقا ان سے غلاموں ہی کی طرح کام لیتے اور ان کے بعد ان پر زمانہ کی تمام آسائشیں حرام ہو جاتی تھیں، پھر عاید ہونے کے ساتھ ہی انہیں آزادی نصیب ہوتی تھی جب اعلان [illegible] حکم [illegible] قید ہو کر [illegible] ہونے [illegible]

[illegible]

[illegible] ہندوستان [illegible] ... دلال ملک میں [illegible]

[illegible] اپنی کتاب بسلسلہ فتنہ عام میں لکھا ہے [illegible] وہاں سے پانسو اسیروں کو غلام بنا کر لایا

ہندوستان میں غلامی کا وجود

لالہ لاجپت رائے اپنی تاریخ ہند کے حصہ اول میں تسلیم کرتے ہیں کہ ہندوستان میں [illegible] عہد میں غلامی موجود تھی اور ہندو جو بے [illegible] ذات [illegible] گرفتار ہونے سے شرائط محنت کے عوض، قرض کے [illegible] سے، مسٹر ڈیوس نے بھی لکھا ہے چندر گپت جو [illegible] کا بادشاہ تھا، اگرچہ وہ لونڈی غلام برابر خرید تا رہتا تھا جب شکار کو جاتا تو [illegible] اس کی حفاظت کرتی تھیں (تاریخ ہند لالہ لاجپت رائے)

[illegible] پالیٹکل ہسٹری (ناڈ راجستان) لین پول لکھتے ہیں، کہ [illegible] حالت تھی کہ تند اور وحشی لٹیروں کی طرح جو شہر اور قلعہ فتح ہوں [illegible] کو بلا تکلف قتل کیا، اور جو بچے انہیں غلام بنالیا یہ لوگ [illegible] میسو شہنشاہ چین کے پاس بھی بکثرت لونڈی و غلام تھے [illegible] مذہب کے اسیروں کو جلا دیتے تھے، جو بچ جاتے تھے انہیں لونڈی غلام بنا کر کھیتوں میں رکھتے تھے (تاریخ قدیم) ایران کے آتش پرستوں کی یہ حالت تھی کہ ایران جنگ کو بار [illegible] جلا دیتے، اور بعض اوقات قید [illegible] کے لوگوں کا بھی یہی شیوہ عمل تھا دیکھیے الانسان کامل [illegible] اس [illegible] ایک ملک بھی اس لعنت سے خالی نہ تھا [illegible] کے معبدوں میں لڑکیاں سے رہتی تھیں، واقعی دنیا پر [illegible] مسلمانوں کا یہ ایک بڑا احسان ہے کہ [illegible] میں [illegible] صرف اسلام کی آواز تھی، درحقیقت ہم اسلام کی [illegible] کا بھی دعوے نہیں کر سکتے تاہم انگریزی [illegible] کے بعد جو کچھ علم ہو سکتا ہے اس کی [illegible] جہاں تک ہم سمجھ سکتے ہیں قرآن شریف [illegible] ہدایت موجود ہے "جب تم [illegible] ساتھ [illegible] مسلمان نے قرآن اور اپنے نبی کے حکم پر [illegible] اسلام [illegible] سب سے پہلی جنگ میں جو [illegible]

[illegible]

[illegible] تعزیر کا بدلہ [illegible] مخالف کو عام طور پر [illegible] کرتے تھے، حضرت [illegible] صاحب نے اس کو اس وجہ سے بھی رہا کر دیا اور [illegible] ایک شخص [illegible] کہ میں غریب آدمی ہوں بال بچہ دار ہوں، اگر میں قید رہا تو بال بچوں کو بہت تکلیف ہوگی، آپ کو رحم آگیا اور آپ نے اس سے یہ وعدہ لے کر ہی چھوڑ دیا کہ آئندہ مقابلہ پر نہ آئے گا، رحم و کرم اور اسیران جنگ پر نوازش کا یہ کتنا عدیم المثال نظارہ ہے جس کی داد بے ساختہ دینے کو جی چاہتا ہے، ان نظروں کے ساتھ [illegible] جاتے تھے ظاہر ہے کہ یہ دشمن اور محارب قوم سے ہوتے تھے خون کے پیاسے بن کر آتے تھے انہیں رہا کر نا خطرہ سے خالی نہ تھا، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ سلوک کیا جاتا تھا، آپ کو غلاموں کا اتنا خیال تھا، کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی آپ [illegible] نہ بھولے اور ان سے حسن سلوک کی وصیت کی

غلاموں کو آزاد کرانے کے ڈھنگ

پھر آپ نے بہتر گناہ کرانے کا موثر اور ایک آسان طریقہ اختیار کیا، کہ بعض گناہوں کا کفارہ غلاموں کی آزادی قرار دیا، ان کو رہا کرنے کا بڑا ثواب و اجر بتایا، اور آخر میں تو قرآن [illegible] آیت بھی نافذ ہو چکی تھی، کہ اسیران جنگ کو احسان رکھ کر یا معاوضہ لے کر چھوڑ دیا کرو، قبیلہ بنی ہوازن کے اکٹھے ۶ ہزار قیدی بالکل بلا معاوضہ [illegible] دیے گئے اس کے بعد کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ آپ نے غلام بنائے ہوں، ایک صحابی نے اپنی لونڈی کے منہ پر اس قصور پر تھپڑ مار دیا، کہ اس کی غفلت سے بھیڑیا بکری اٹھا لے گیا تھا، مگر یہ بات مذہبی حکم کے خلاف تھی اس لئے حضرت [illegible] صاحب نے سارا ماجرا کہہ دیا، آپ کو بہت رنج ہوا، اور اس [illegible] کو بھی اس کی آزادی کا درجہ بنوا دیا، ایک روح تھے کہ جو اپنی [illegible] رکھ دیتے تھے، اور ایک اسلام کے پیرو تھے، کہ ان کا نادانستہ تھپڑ مار دینا بھی گناہ قرار پاتا تھا، غالباً اس بیٹ کے مطالعہ میں اس قسم کے واقعات آئے ہوں گے، اور انہوں نے غلامی کے ساتھ مسلمانوں کے ہمدردانہ اور مساویانہ سلوک کا حال پڑھا ہو گا، اسی وجہ سے [illegible] کے ایک مضمون میں آپ یہ لکھنے پر مجبور ہو گئیں کہ "عرب کا غلام درحقیقت غلام نہیں بلکہ وہ عرب کا لاڈلہ بیٹا تھا۔

یہ ایک حقیقت بھی ہے، کہ مسلمان اپنے غلاموں [illegible] کی پابندی میں اولاد کی طرح کرتے تھے [illegible] سے جہاں تھا [illegible]

[illegible]

نے آپ کے غلام تھے حضرت محمد صاحب نے اپنی پھوپھی زاد بہن سے ان کی شادی کر دی، حالانکہ آپ کا خاندان عرب کا شریف ترین خاندان تھا اور زینب ملام تھے ایک اور غلام اسامہ کو آپ نے ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر بڑے بڑے شرفا کو آپ کے ماتحت کر دیا، اور کسی کی مجال نہ ہوئی کہ

غلام آقا بنے

مسلمانوں میں ہزاروں بہت مشہور بزرگ گذرے ہیں حضرت محمد صاحب کے وقت میں آپ کے غلام بلال حبشی مسجد کی خدمت پر مامور تھے، بہت بد شکل تھے، جب آپ نے شادی کا عزم کیا تو بڑے بڑے اعلیٰ متمول اور شریف خاندان قریش انہیں اپنی لڑکیاں دینے کو تیار ہو گئے، جب ان کا انتقال ہوا تو خلیفہ عمر جیسے عظیم الشان شخص اور فرمانروا نے روکر یہ کہا کہ آہ آج ہمارا آقا دنیا سے چل بسا۔

یہ تھی اسلامیوں کی غلامی اور اسلام کی مساوات کہ فرمانروا ایک غلام کو اپنا آقا سمجھتے تھے اور عوام کے سامنے جلسہ میں آقا بتلانے میں اپنا فخر محسوس کرتے تھے، واقعی عہد اسلام میں غلاموں کی حالت اس دور کے آزادوں سے بھی بہتر تھی، ان کی ہر اعتبار سے عزت کی جاتی تھی اعلیٰ سے اعلیٰ مناصب ان کو ملتے تھے، وہ ہر حیثیت سے مسلمانوں کے بھائی سمجھے جاتے تھے، بقول مسٹر آرنلڈ مسلمانوں میں غلاموں کی حالت عیسائیوں کے غلاموں سے بالکل جداگانہ تھی، اور بقول گبن غلامی جسے کہتے ہیں وہ بالکل موقوف ہو چکی تھی، ہندوستان اور مصر پر اسلامیوں کے غلاموں نے سلطنت کی اور اس شان سے کی کہ تاتاری جیسے وحشی اور بہادر قوم کے زہرے آب ہو گئے، اور انہی کے ہاتھوں انہیں شکستیں ملیں، بڑے بڑے باجبروت فرمانروا اور بزرگ کامل انہی میں سے پیدا ہوئے گویا اسلام نے غلاموں کو فرش خاک سے اٹھا کر عزت کے آسمان پر بٹھا دیا، اور فی الحقیقت وہ بادشاہ بن گئے

یورپ میں ۱۷۹۴ء میں فرانس نے اور ۱۸۳۳ء میں انگلستان میں غلاموں کی آزادی کے قانون پاس کئے اور موخر الذکر نے مالکوں کو تیس کروڑ روپیہ بھی دلوایا مگر اسلام صدیوں پیشتر اس سے کہیں بہتر خدمت بنی نوع انسان انجام دے چکا تھا، اور اس سے بڑھ کر کیا ہے، کہ غلام فرمانروا بھی ہو گئے تھے،

غلاموں کی ایک اور قسم مفتوح رعایا بھی ہے، حضرت محمد صاحب نے حکم دیا تھا، کہ مفتوح رعایا کے مذہب میں دخل نہ دو، اور نہ ان کے مذہبی رسم و رواج میں مداخلت کرو، دشمنوں سے انکی حفاظت کرو اور ان کے معابد منہدم نہ کرو اور انکی توہین نہ کرو، ان پر ظلم نہ کرو اور جو ایسا کرے اس پر خدا کی لعنت ہے،

کیا بیسویں صدی کا یورپ اس فراخدلی اور رواداری کا کوئی ثبوت پیش کر سکتا ہے، اور یورپ کیا دنیا کا کوئی حصہ بھی پیش نہیں کر سکتا، یہ فخر اسلام اور صرف اسلام ہی کو حاصل ہے

مسلمانوں کو یہ بھی بتلانا باقی رہ گیا ہے کہ جب اس قوم نے غلاموں کی آزادی میں ایسی فراخدلی جتلائی ہے تو آج وہ خود اپنے ہاتھوں غلامی توڑنے میں کیوں اس قدر سست ہے، اور وہ کیوں اپنے فرضوں میں اس قدر سہل انگاری کر رہی ہے، ضرورت تو اسکی تھی کہ وہ دنیا کی ہر قوم سے زیادہ آزادی وطن آزادی مذہب اور آزادی ضمیر میں حصہ لیتی، اس کے اسلاف کے کارنامے تو غلامی مٹانا تھی مگر وہی اب مردہ ہو گئی ہے

ملک عرب مہاپرش

از جناب لالہ کیسر داس جی قمر کوٹی شاہ پور

"جن سنسار کے ہر حصہ میں آتمک مارگ کے لئے تھوڑا ہی کھودا ہے، جو کچھ بات سے پوتر ہے، جو بشر آتما کا مالک ہے، جو سنت واسی ہے، جو دنیا کے غیر دھرموں میں بھگتی کے بھاؤ تلاش کرنے کی طاقت اور اہلیت رکھتا ہے وہ اسلام کی اسمرتی میں بھگتی کے دو پھول چڑھائے بنا نہیں رہ سکتا، اور مہاپرش محمد صاحب کے چرنوں میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے پر مجبور ہے،

سنسار کی دھارمک اور اتہاس کی تسلیم سدا چار کی گھٹاؤں سے بھرپور ہیں پرنتو عرب دیش کی دھرتی کی پیلا بنی تمام سنسار سے نیاری تھی، اس دھرتی پر نانا پرکار کے اتیا چار ہو رہے تھے، جگت جگت کی نا شکتا ایشور سے ودہ کر رہی تھی ایشور بھگتی کی جگہ مورتی پوجا کا زور تھا، ساری عرب کی دھرتی میں ایک بھی ایشور کا جاننے والا اور جگت گرو کا سچا بھگت نہ تھا، ہنس جاتی سے سنوشٹ کے گن گا رہے تھے اور عرب کی دھرتی نیتروں سے آنسوؤں کی ورشا برسا کر پرماتما سے پرارتھنا کر رہی تھی کہ "ہے جگت گرو ہنس جاتی کے ابھیمان ایشور اب مجھے ان اتیا چاریوں اور مہاپاپیوں کی اوستھا نہیں دیکھی جاتی آگیا دیجئے کہ میں اس مہاپاپی اتیہ چاری سینا کو نگل کر پوترتا حاصل کر دوں"

مگر آکاش سے گیان بل اور پریم بھیا کا سندیسہ آ رہا ہے،

"تیری اچھا پوری ہو کیونکہ اس کے سب زمانی جن چیزوں کے اصلاحی ہیں اس کے پراپت ہونے کا سمے نزدیک آ رہا ہے، سنسار کے لئے مکتی کا راستہ دکھانے والا ہے، اور عالم کا اتیا چار روکنے کے لئے پوتر جیون، پریم محبت بھگتی سروپ، پرشوتم مہاپرش محمد کا ظہور ہونے والا ہے، جس کا ظہور دنیا کے لئے شانتی کا پیام ہوگا۔

اس جگت جوتی پریتم پیارے کو پرنام جنہوں نے جنم لے کر عرب کے سرشٹی کے دو ترپ پر دھاوا بول دیا، مہاپاپی اتیہ چاری سینا سے یدھ کر کے پتر سمان پاپیوں کو کرم یوگی بنا دیا، محمد صاحب نے جہاں ایشور بھگتی کا اپدیش دیا، شودر پر تا، سو شیلتا اور سنتوش جیسے گنوں کی سکشا دی وہاں یہ بھی بتلایا کہ جیو آتما پرماتما ہے، بہن کا بھائی سے بھائی کا بہن سے، پتر کا ماتا پتا سے، ماتا پتا کا سنتان سے اور ہمسایہ کا ہمسایہ سے کیا تعلق اور پریم ہونا چاہئے

اس جتا دھاری فاتح سنسار، آتمک بل اور بدھی کی کان اور سپوت بھگتی مہاپرش کو پرنام ہے جس کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے جن کا بائیکاٹ کیا گیا جن کو پرمیشور کا سندیسہ دینے کے جرم میں پیارے وطن سے جدا کیا گیا، مگر وہ جب اپنے پیارے وطن میں فاتحانہ داخل ہوا، اور جب اسے پیا سا پا کر ہوئی، تو ان کے سامنے آپ کے وہ تمام سرکش بیری اور دشمن پائے جنہوں نے ساری عمر آپ کو دکھ دینے اور دشمنی میں گنوائی تھی مگر ستیہ سادھن اور سندر روپ محمد صاحب نے سب کو معاف کر دیا اور ان کو آزادی دے دی، پس ایسی رواداری اور محبت کے دیوتا مکمل پرنام جنہوں نے سارے جگ کے پاپیوں اور دکھیوں کو سیوا کر کے اپنے اپنے کر موہ لیا،

غرض ملک عرب کا مہاپرش عرب ہی میں نہیں بلکہ سارے سنسار ... [illegible]

[illegible] سرتاپا [illegible] ہندوستان میں [illegible] میں
پیدا ہوئی [illegible] آپ [illegible] کے پاس [illegible] ایک ستائش
بھی ہوتا [illegible] سے اس کے ملک [illegible] کو [illegible]
[illegible] بھائی مسلمانوں کو پیغمبر اسلام سے کہ وہ اس [illegible] کی ہدایت کرکے دنیا کی
دوسری جاتیوں میں محبت اور سدبھاؤ کا پرچار کریں۔

مسلمان اور ان کے نبی کی تعلیم

منسوار رام سنگھ صاحب گیانی امرتسر

آج جبکہ بھارت ورش میں سوتنترتا اور بندھن یعنی آزادی و غلامی کی جنگ برپا ہے اور وطن کے بہت سپوت سر سے کفن باندھ کر میدان عمل میں نکلے ہوئے ہیں اور خود بہ رضا جیل خانہ بھرتے ہو رہے ہیں، ایسے سنکٹ اور کٹھن سمے میں چاہئیے تو یہ تھا، کہ بھارت ماتا کے دونو ہندو مسلم فرزند پہلو بہ پہلو میدان عمل میں کھڑے ہوتے اور ایک دوسرے کے رنج و مصیبت اور جد و جہد میں برابر شریک ہوتے۔ ایک دوسرے کے دل پریم و محبت اور رواداری سے لبریز ہوتے اور بھارت ماتا کی دونو آنکھیں روشن ہوتیں۔ مگر دیکھنے میں یہ آ رہا ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی سوائے ان محب وطن مسلمان بھائیوں کے جو ہمیشہ ملک و وطن کی خدمت کرتے رہے ہیں، باقی سب غیر ملکی اقتدار کی جڑیں مضبوط کرنے اور اپنے ملکی بھائیوں کو نقصان پہنچانے میں لگے ہوئے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ اپنے وطنی بھائیوں کو تشدد کی چکی میں پستا ہوا دیکھ کر خوشیاں مناتے ہیں، بغلیں بجاتے ہیں اور طرح طرح کے استہزا سے کام لے رہے ہیں،

جب میں اپنے مسلمان بھائیوں کے طرز عمل کو دیکھتا ہوں اور دوسری طرف پرشوتم، بھابوان، جگت داتاری اور فاتح سنسار محمد صاحب کی لائف کا مطالعہ کرتا ہوں تو مجھے سخت حیرت ہوتی ہے، کہ ان کے پیغمبر تو ان کو آزادی کی طرف لے جا رہے ہیں، اور وہ غلامی پر قناعت اور فخر کر رہے ہیں، یہ معاملہ کیا ہے۔ پیغمبر صاحب مغرب کی طرف لیجانا چاہتے ہیں اور وہ مشرق کی جانب جا رہے ہیں کیا ہمارے مسلمان بھائی اس معمہ کو حل کرینگے،

میرا خیال ہے کہ اگر وہ اپنے پیغمبر کی سیرت کا مطالعہ کریں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں تو وہ اپنے طرز عمل میں اصلاح کرنے پر مجبور ہونگے، آپ کی تعلیم غلامی کی حالت میں ایک منٹ بھی قایم نہیں رہ سکتی اور ایک مسلمان مسلمان ہو کر ایک منٹ کے لئے بھی غیر کا غلام نہیں رہ سکتا، غلامی اور مسلمانی میں ضد ہے جو یکجا نہیں رہ سکتیں،

محمد صاحب نے جو دنیا میں اکیلے بڑے بڑے کارہائے نمایاں سر انجام دیئے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اعلیٰ درجہ کے مذہبی پیشوا اور اپنے وقت کے بہت بڑے ریفارمر تھے، آپ نے جہاں عرب سے بت پرستی اور وہم پرستی کو دور کیا وہاں اور بھی بہت سے کام آپ کی زندگی سے وابستہ ہیں آپ نے [illegible] سے غلامی کی لعنت ہٹا دی [illegible] اسلام کے پیغمبر دوسروں کو تعلیم دیکر غلاموں کو آزادی کی [illegible] سے سب سے اول مسلمان کو حقیقی بنانے کی غرض پیدا [illegible] ہونے کی وجہ سے اسلام بالخصوص مسلمانوں میں انقلاب سب سے پہلے دنیا کو آپ ہی نے جمہوریت سے آشنا کیا، وطن کے متعلق فرمایا، وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے، وطن والوں سے محبت کرنا ایمان ہے اور اہل وطن سے عداوت یا نفرت یا ترک تعلق کرنا ناجائز ہے، اس تعلیم کا آپ نے ہندو یہود اور کافروں سے معاہدات کرکے امن، صلح اور رواداری کا سلوک کرکے مسلمانوں کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ بھی قایم کر دیا ہے، غرض آپ نے مسلمانوں کو وطن سے محبت کرنے آزاد رہنے اور غلاموں کی مدد کرنے کی ہدایت شدومد سے تعلیم دی ہے جس سے آپ کے مشن میں چار چاند لگ گئے ہیں،

کاش مسلمان اپنے نبی کی لائف کا عمل کی نیت سے مطالعہ کریں اور اپنے نبی کے طریقے پر چل کر غیروں سے اپنے نبی کی تعلیم و عمل پر خراج تحسین وصول کریں، اور میں اپنے ہندو بھائیوں سے بھی پرزور اپیل کرونگا، کہ وہ مسلمانوں کے طرز عمل سے مایوس نہ ہوں، ان کے نبی کی تعلیم کا مطالعہ کریں، اور اس کی دل و جان سے تعظیم کرکے مسلمانوں کے دل اپنی مٹھی میں لے لیں، پھر دیکھیں مسلمان کس طرح اپنے ہندو بھائیوں کے گلے ملتے ہیں، اور ان کے دوش بدوش ہو کر رنج و راحت میں شریک ہوتے ہیں، تالی دونو ہاتھوں سے بجا کرتی ہے ایک سے نہیں،

بھارت واسیو، ایسے اوچہ آتما کی جتنی مہا کرو شوبھا دیتی ہے بے جہاں کے گن ورنن جیبا نہیں کر سکتی، اے رشی ور آپ کے گنوں پر اپنے بھگانے موہت ہو رہے ہیں،

ملک عرب کا سب سے بڑا ریفارمر

از جناب ماسٹر شنکر داس صاحب گیانی ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول ضلع لائلپور

اگر قوموں اور ملکوں کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے اور مذہبی تعصبات کو الگ رکھ کر چشم بصیرت سے دیکھا جائے تو بہت سی ایسی پوتر ہستیاں مادر گیتی کے آغوش میں خوش خصال کرتی نظر آئیں گی جو پروان چڑھ کر اپنی تن تنہا طاقت سے سنسار کی ناشکتا، اور سیاہی قوتوں سے مقابلہ کرتی رہی ہیں اور جنہوں نے اپنا فرض سمجھا، کہ جس طرح بھی ہو سکے عالم کو بربادیوں اور سیاہ کاریوں سے بچایا جائے،

بعض ایسی ہستیاں ملیں گی جن کے سورما شبدوں نے گھبرائے ہوئے بہادر کے دل میں ایسی شور بیرتا ڈالدی جس نے ڈگمگاتے ہوئے قدم کو میدان جنگ میں غیر معمولی استقلال کے ساتھ جما دیا۔ چنانچہ بھاگوت گیتا کا یہ اپدیش جو کرشن مہاراج نے شکستہ دل ارجن کو دیا تھا سنسار کے اتہاس میں سنہری حروف میں لکھا رہیگا جس کا مفہوم یہ ہے

اپنے فرائض کی انجام دہی کا خیال کرو تجھے خوف نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ چھتری کے لئے دھرم کی جنگ سے اور کوئی دوسری چیز باوقعت نہیں ہو سکتی کون ہے؟ جو گرو دیش کے مشہور رہنما نانک کے نام سے واقف نہیں

[illegible]

کھاتا تھا [illegible]

کون سمجھ سکتا تھا [illegible] کے نام ہی سے واقف نہیں تھی جن کی نسبت [illegible] پیشانی پر سنہری حروف میں لکھا ہے ۔

اسی طرح ایک ہستی عرب میں بھی ایسی نظر آتی ہے جس نے [illegible] سب کھینچ کر عرب کے وحشیوں کو انسان بنایا ۔ اور یہی تعلیم [illegible] ایسی کیا کسی انسان کا کام نہ تھا جو محمد صاحب نے عرب کی زمین میں کر دکھلایا یقین ہوتا ہے کہ وہ کوئی معمولی انسان نہ تھا بلکہ ایک زبردست ریفارمر تھا ۔ آپ کی تعلیم میں بہت سی ایسی خوبیاں نظر آتی ہیں، جنکو دیکھ کر بے اختیار آپ کی تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے ۔ خاص کر آپ کی یہ تعلیم کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی نبی، ہادی، مصلح اور ریفارمر نہ آیا ہو جس نے اندر پریم و محبت کی ایک دنیا بسائی ہوئی ہے ۔ آپ کی یہ بہت بھاری اور امن پسندانہ تعلیم اس قابل ہے کہ مسلمان اس پر ایمان ہی نہ رکھیں بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھلائیں ۔ آپ کی یہ تعلیم ایسی اعلیٰ ہے جو اپنے پرائے سب سے خراج تحسین حاصل کئے بغیر نہیں رہ سکتی ۔

یہاں ہندوستان میں جسقدر بھی ہندو مسلمانوں کے جھگڑے اور فتنے و فساد برپا رہتے ہیں وہ اسی وجہ سے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے اوتاروں اور مذہبی پیشواؤں کی تعظیم و توقیر نہیں کرتے اور ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں ۔ اگر ہمارے مسلمان بھائی محمد صاحب کی مذکورہ بالا تعلیم پر عمل کرتے اور وہ ہمارے رشیوں منیوں کی تعظیم و توقیر کرنا سیکھ لیتے تو آپس کے بغض و عناد کی یہاں تک نوبت نہ پہنچتی ۔ اور ہندوستان میں ہر دم محبت کے دریا بہہ پڑتے ۔

غرض محمد صاحب کی اس تعلیم پر جس قدر آپ کی تعریف کی جائے کم ہے اور یہی چیز ہے جو اسلام کو ایک ممتاز درجہ دیتی ہے آپ نے اپنی امت کو ہمدردی بنی نوع انسانی اور باہمی محبت و رواداری کا یہ گر سکھا کر دنیا پر بہت ہی بڑا احسان کیا ہے ۔ اور دنیا کے تمام مذہبی پیشواؤں اور بزرگوں کی عزت کو محفوظ کر دیا ہے میں اگرچہ آپ کی تعلیم پر چلنے کی اپنے اندر صلاحیت نہیں پاتا، اور نہ آپ کے پیروؤں میں شامل ہونے کے قابل ہوں، تاہم میں اپنے آپ کو اس امر پر مجبور پاتا ہوں کہ آپ کے اس نیک جذبہ اور عزم و استقلال کی قدر کروں جس کی وجہ سے آپ نے دشمنوں میں محصور ہو کر دنیا کے مال و دولت اور عز و جاہ پر لات مار کر اور کئی مرتبہ موت کے منہ میں پڑ کر عرب کے [illegible] مذہب کے اصولوں کو توڑا اور ایک ایسے مذہب کی بنیاد ڈالی جس نے اس زمانہ کی تہذیب میں عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا اور جس نے ایک ایسی قوم پیدا کر دی جس کی اخلاقی معاشرتی اور سیاسی اور ملکی حالت [illegible] ہوئی ہے ۔

اگر آپ [illegible] اور مساوات کی تعلیم پر اکتفا کرتے تو [illegible] کرتی ۔ مگر اب جبکہ آپ کی تعلیمات میں توحید، تقویٰ، نیکی، ایمانداری، محبت و رواداری اور [illegible] کے حقوق کا [illegible] نظر آتی ہیں تو ایسی حالت میں [illegible] دیکھئے محمد صاحب کی تعلیم [illegible] حالت میں [illegible]

[illegible]

تعلیم [illegible] کوئی انسان [illegible] کر دکھایا ۔

آپ کو بہت [illegible] کو برداشت کرنا پڑا ان کو دیکھ کر آپ کے [illegible] سب جاہ پرستوں کی بڑائی کا معیار یہ ہے [illegible] اسی قدر اس کو بڑا اور اچھا سمجھا جاتا ہے ۔ علاوہ ازیں کوئی شخص [illegible] گنوں کے بغیر بلند مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا ۔ مذہبی پیشواؤں [illegible] اور پولیٹیکل رہنماؤں میں کچھ نہ کچھ غیر معمولی خوبیاں ایسی ضرور ہوتی ہیں جو انسانوں سے انہیں بلند رتبہ دیتی ہیں ۔ سو محمد صاحب بھی اپنے اندر ایسی ہی خوبیاں اور حسن سے اوصاف رکھتے تھے جن سے عرب کے بدوؤں کو بھی [illegible] کر لیا ۔

میرا خیال ہے کہ اگر مسلمان اسلام کے بانی کی زندگی کا بغور مطالعہ کریں اور ان کی تعلیمات کو اچھی طرح سمجھیں تو خود ان کی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں اور پھر وہ ان پر عمل پیرا ہو کر دوسروں میں ان کی اصل تعلیمات کی اشاعت کامیابی کے ساتھ کر سکتے ہیں ۔ اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو آج بہت سی غلط فہمیاں اور تعصبات عام طور پر پھیلے ہوئے ہیں، وہ بہت جلد دور ہو سکتے ہیں ۔

بانی اسلام کی رحم دلی

(از جناب بی، ایس۔ اند[illegible] ہوشیارپور)

ہمارے ملک کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے مذہب اور بانی مذہب کو بغض و عناد کے عینک سے دیکھنے کے باعث نفرت و حقارت سے دیکھتے ہیں، اور ان کی ہر اچھی بات کو بھی برا ہی ثابت کرنے کے لئے [illegible] نکالتے ہیں ۔ یہی سبب ہے کہ آئے دن ہندو مسلم فسادات [illegible] اور ہندو مسلمان ایک دوسرے کا سر پھوڑتے رہتے ہیں ۔

ہمارے دلوں میں ایک وہم ہے کہ دوسرے مذہب [illegible] بھلائی تسلیم کرنے کے متعلق [illegible] کسی مذہب یا بانی مذہب کی کوئی خوبی اور بڑائی تسلیم [illegible] مذہب کو نقصان پہنچے گا ۔ اور اس مذہب [illegible]

[illegible]

[illegible]

... کسی ملک کی اختیاری حاصل کرے، اور یا اونکی ... لیکن جب باقی مذاہب عالم کی زندگی کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ قریب قریب تمام بانیان مذاہب میں ایسا نظر نہیں آتا کہ جب ... طاقت سے باہر کے کسی ملک بادشاہ ہو گیا ہو، بلکہ سب کے سب دشمنوں اور غیروں کے ہاتھ سے ستائے گئے، اور سب پر طرح طرح کے ستم ڈھائے گئے،

دیکھئے مہاتما بدھ، نند تیشت، سری کرشن جی مہاراج، اور سری رام چندر جی مہاراج کے مخالفوں پر قوموں نے ان پر ظلم کئے اور جلایا ستایا، ابراہیم پیغمبر نمرود کے ہاتھوں آگ میں جھونکے گئے، زکریا کو آرہ سے چیر کر دو ٹکڑے کیا گیا، موسیٰ پر فرعون نے ستم ڈھائے، یہودیوں نے عیسیٰ کو سولی پر لٹکایا، اور اسلام کے بانی حضرت محمد صاحب کو جتنا ستایا گیا اتنا کسی ہادی اور پیغمبر کو نہیں ستایا گیا، آپ پر پتھر برسا کر جسم کو لہولہان کر دیا گیا، غلاظت بھری اوجھڑی ڈالی گئی، پاگل اور مجنون بتایا گیا، گھر سے بے گھر کیا گیا، اور قتل کے منصوبے کئے گئے، اسی طرح بابا گرو نانک جی کو بھی ستایا گیا، اور سوامی دیانند جی مہاراج کو برہمنوں نے بڑی بڑی تکلیف اور اذیت دی، یہاں تک کہ ان کو زہر دیا گیا، بتلائیے ان رشیوں منیوں، اوتاروں اور ولیوں نے اپنے اپنے مذہب جاری کر کے کیا لیا، کیا حاصل کیا، اور کیا سکھ اٹھایا، پس سب کے سب اچھی باتوں کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے اور سنسار کی بھلائی کے خواہاں تھے نہ کہ جھگڑے اور تکرار

جیسی حالت میں بھی لیکن نبی محمد صاحب کی رحمدلی اور شفقت و مروت علی الخصوص ... کی ... ظلم و ستم کے پہاڑ اپنے سر پر اٹھائے مگر اپنے ستانے والوں ... اف تک بھی نہ کیا، بلکہ ان کے حق میں دعائیں مانگیں اور ... حاصل ہو جانے پر بھی ان سے کوئی انتقام نہیں لیا

... مذاہب میں سب سے زیادہ نا انصافی اور ظلم اگر کسی پر کیا گیا ہو ... کوشش کی گئی ہے کہ پیغمبر اسلام کو ایک تو تلوار اور بے رحم ... کو ان سے نفرت دلائی جائے، اس کا بڑا سبب ... والوں نے اسلامی تاریخ اور بانی اسلام ... کی تحقیق کو اتنا نہیں کی بلکہ سنی سنائی اور ... [illegible]

... اعلان کرایا کہ ... سب سے بڑا ... [illegible] ... تمام ... شامل ہیں، یہ دشمن وہ تھے جنہوں نے ... ساتھ ... شب و روز آپ کو ... تنگ ... رہتے تھے، اگر آپ ... ہوتے اور آپ نے کبھی کسی پر بھی ظلم و ستم کیا ہوتا، تو وہ معترض ... اور دیکھ رحمت کو توڑنے سے کبھی نہ چوکتے، لیکن اسلامی تاریخ میں اس قسم کا کوئی ... کا پتہ نہیں ملتا،

کسی شخص کی رحمدلی اور سنگدلی کا اس وقت پتہ چلتا ہے جبکہ اسے اپنے دشمنوں اور مخالفوں پر پورا پورا قابو اور اقتدار حاصل ہو، اب اس اصول کو سامنے رکھ کر میں جب فتح مکہ کے دن کا نظارہ کرتا ہوں تو بانی اسلام کی رحمدلی اور شفقت و رحمت کا ایسا روشن اور پختہ ثبوت ملتا ہے کہ جس کی نظیر تاریخ میں ڈھونڈے نہیں ملتی، یعنی اپنے قابو میں آئے ہوئے جانی دشمنوں کو یہ کہہ کر کہ آج کے دن تم آزاد ہو، نہ تم پر کوئی تاوان ہے نہ بازپرس، عام معافی دے دی اور خونخوار دشمنوں کو آزاد کر دیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی یہ رحمدلی اور شفقت عقلمند اور نیک لوگوں کے دل میں گھر کر گئی، اور آپ کے بہت سے دشمن اسی واقعہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

بدر کی جنگ میں آپ کو شاندار فتح حاصل ہوئی تھی اور بہت سے قیدی گرفتار ہو کر آئے تھے جن کی رات بھر مشکیں کسی رہیں، آپ کے چچا عباس بھی انہی قیدیوں میں تھے، ان کی مشکیں ذرا سخت کسی ہوئی تھیں، جس کی وجہ سے آپ کراہ رہے تھے، جب ان کے کراہنے کی آواز آپ کے کان میں پہنچی تو آپ بے چین ہو گئے اور رات بھر نیند نہ آئی، صبح ہوتے ہی سب صحابہ سے صلاح و مشورہ کر کے سب قیدیوں کو رہا کر دیا، اب جو رحمدلی اور انسانوں سے نیک برتاؤ کی جو تعلیم آپ نے اپنی امت کو دی وہ بھی ملاحظہ ہو،

"اللہ تعالیٰ نرمی کرتا، نرمی کو پسند کرتا، اور نرمی سے خوش ہوتا ہے اور نرمی کرنے والے کی مدد کرتا ہے، پس جب تم ان بے زبان جانوروں پر سوار ہو تو ان کو ان کی منزلوں پر اتارو"

"ہر ایک پیاسے کو پانی پلانا ثواب کا کام ہے"

"جانوروں پر اتنا ہی بوجھ لادو جس کو وہ سہار سکتے ہوں"

"جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا"

یہ تمام حکم عام ہیں اپنے اور پرائے کی کوئی تخصیص نہیں، مسلم غیر مسلم، مومن و کافر اور خویش و بیگانہ کی کوئی قید نہیں، بلکہ ... کے ساتھ رحمدلی نیک برتاؤ، حسن سلوک اور خدمت خلق ... تعلیم ہے جس نے مجھے ... کے چند پھول آپ کے ... پر ... کرنے پر مجبور ... سوچ ... اللہ ... پیارے کو

پتہ تمام

(پی ایس ...)

دنیا پر حضرت محمدؐ کے احسانات

از جناب بابو جگل کشور جی کھنہ [illegible] کمشنر
وحال اسپیشل [illegible] دہلی

ایک غیر مسلم کا نقطۂ نظر وہ نہیں ہو سکتا جو ایک مسلمان کا ہوتا ہے یا ہونا چاہیے اس لیے رسالہ مولوی کے ناظرین اور اس کے ایڈیٹر صاحب معاف فرمائیں اگر ان کو میرا نقطۂ نظر ان کے عقیدہ اور جذبات کے مطابق نہ ملے۔

میرا نقطۂ نظر تو یہ ہے کہ حضرت محمد صاحب دنیا کے ان چند مہا پرشوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے دنیا کے اندر عظیم انقلابات برپا کئے ہیں اور دنیا انکی وجہ سے آگے بڑھی ہے، بہت سے نئے خیالات دیئے ہیں اور بہت سی پرانی برائیاں دور کی ہیں اور دنیا کو اچھائیوں کی طرف چلایا ہے، اور برائیوں سے روکا ہے،

میرا یہ کام نہیں ہے کہ صف اول کے جو چند مہا پرش گذرے ہیں، جنہوں نے دنیا میں انقلاب برپا کئے ہیں، اور اسوقت ان کے فالوور دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں ان کا مقابلہ اور موازنہ کروں، یہ کام اگر اچھا بھی ہو تو دوسروں کا ہے جو مذاہب اور بانیان مذاہب کے متعلق کوئی بیش تحقیقی کتاب یا مضمون لکھیں۔ میں تو حضرت محمد صاحب کے جنم دن کی تقریب کے سلسلہ میں مولوی کے رسول نمبر کے لیے ایک مختصر مضمون لکھنا چاہتا ہوں، اور اپنے مضمون کے لیے جو عنوان میں نے قایم کیا ہے وہ بہت سادہ ہے اور بہت تھوڑے غور اور مطالعہ کے بعد اس عنوان کے ماتحت مضمون لکھا جا سکتا ہے، کیونکہ حضرت محمدؐ کی لائف اور آپکی تعلیم کی بنیادی چیزوں کو دیکھ کر ہر شخص آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ حضرت محمدؐ نے دنیا پر بہت کچھ احسانات کئے ہیں، اور دنیا نے بہت کچھ آپکی تعلیم سے فائدہ اٹھایا ہے،

سب سے پہلا احسان جو آپ نے کیا وہ یہ ہے کہ عرب جیسے وحشی ملک کا سدھار کیا، عرب ایک ایسا وحشی ان پڑھ اور جہالت کی تاریکی میں گھرا ہوا تھا، کہ اسوقت دنیا کے پردہ پر کوئی دوسرا ملک اس قدر وحشت و جہالت میں مبتلا نہ تھا ان برائیوں کو چھوڑ دیجیے جو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی تھیں، کیونکہ اسوقت صرف عرب ہی کی حالت قابل اصلاح نہ تھی بلکہ ساری دنیا محتاج اصلاح تھی، لیکن صحرائے عرب خصوصیت کے ساتھ بہت ہی تاریکی و جہالت میں پھنسا ہوا تھا لڑکیوں کو وہ یا تو قتل کر دیا کرتے تھے یا زندہ زمین میں دفن کر دیتے تھے یا پہاڑ کی چوٹی سے دھکیل دیا کرتے تھے، اور اس کو اپنی شرافت کا نشان سمجھتے تھے، کیونکہ اونچے گھرانے کے گھمنڈی لوگ لڑکی کا پیدا ہونا اپنی توہین و ذلت اور باعث ننگ و عار خیال کرتے تھے، ایک ایک آدمی سینکڑوں بیویاں رکھتا تھا، اور اپنے باپ کی بیویوں کو ترکہ پدری کی طرح اولاد آپس میں تقسیم کر لیتی تھی اور اپنی حقیقی ماں کو چھوڑ کر باقیوں سے مستفید ہوتی تھی، کوئی قانون اور کوئی دھرم شاستر نہ تھا اور نہ کسی قسم کی کوئی پابندی اخلاقی تھی، بات بات پر لڑ مرتے تھے اور ذرا سی بات پر جنگ کے ایسے شعلے بلند ہو جاتے تھے کہ سو سو برس تک نہ بجھتے تھے،

لوٹ مار قتل و غارتگری معمولی باتیں تھیں، کوئی خاص یا عالمگیر مذہب بھی نہ تھا بلکہ صرف خالص بت پرستی تھی، جو توہمات کے ماتحت ہر ایک قبیلہ اور خاندان

[illegible]
[illegible]
کے ماتحت بتوں کی پوجا ہوتی تھی، اتفاق و اتحاد کے نام سے واقف نہ تھے بلکہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوا کرتے تھے،

حضرت محمدؐ نے ایسے عجیب و غریب ملک اور عجیب قوم پر جو احسانات کئے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں یعنی کل ۲۳ سال کی قلیل مدت میں اس ملک اور اس قوم کی کایا پلٹ کر رکھدی، سارا ملک عرب متحد و متفق ہو گیا، ایک ہی رشتۂ اتحاد میں سب گندھ گئے، عورتوں کی عزت ہونے لگی، لڑکیوں کا قتل موقوف ہو گیا، لوٹ مار قتل و غارتگری کی بجائے ایسا امن قایم ہو گیا، کہ ملک کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ایک بڑھیا دن ہو یا رات سونا اچھالتی چلی جاتی تھی، بت پرستی کی جگہ خدا پرستی نے لے لی، بد اخلاقی کا نام و نشان مٹ گیا، اور اس کی جگہ بلند اخلاق حسنہ نے لی، انتشار کی جگہ ایک نظم قایم ہو گیا، اور ایک ایسی سلطنت قایم ہو گئی جو بہت جلد نصف دنیا تک پھیل گئی، جہالت کی تاریکی اس طرح کافور ہوئی، کہ گویا اس سرزمین سے اسکا کوئی واسطہ کبھی تھا ہی نہیں، اور نہ صرف اسی قدر بلکہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اسی جہالت بھرے ملک اور جاہل قوم نے علم اور دنیا کی روشنی ان ملکوں میں پہنچائی جو عرصے سے علم کی روشنی سے محروم تھے، یونانی اور ہندوستان کے علوم و فنون کے مدفون خزانے گمنامی کے گڑھوں سے نکالے اور مردہ ڈھانچوں پر گوشت و پوست چڑھا دیا، انکو از سر نو زندگی بخشی اور پھر ایک دنیا کو ایک علمی زندگی عطا کی،

پھر کیا یہ کوئی کم معجزہ ہے، کہ حضرت محمد صاحب نے ایک ایسے ملک اور ایسی قوم کو جو دنیا بھر کی برائیاں اپنے اندر رکھتی تھی اس قدر قلیل عرصہ میں اسکو پستی اور تنزل کے غار سے نکال کر ترقی و اقبال کے بام عروج پر پہنچا دیا، لٹیرے چوکیدار، قاتل جانوں کے محافظ، جاہل، عالم، بد اخلاق، سادھو اور سخت اور بت پرست خدا پرست بن گئے

یہ تو صرف ملک عرب پر احسان تھا جو حضرت محمد صاحب نے کیا، وہ انکا اپنا ملک اور وہاں کے لوگ ان کے ہم قوم تھے، لیکن محمد صاحب کی تعلیم دیکھیے تو صاف پتہ چلے گا، کہ ملک عرب ہی پر صرف حضرت محمد صاحب کے احسانات نہیں ہیں بلکہ ان کا فیض تعلیم و ہدایت دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچا،

غلامی کے خلاف سب سے پہلی آواز محمد صاحب نے بلند کی اور دنیا کو بتلایا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی پاپ نہیں ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کو غلام اور قیدی بنالے، غلاموں کے بارے میں ایسے احکام جاری کئے کہ انکے حقوق بھائیوں کے برابر کر دیئے، یہاں تک کہ خلیفہ وقت حضرت عمر جو بڑے اولوالعزم خلیفہ تھے، جب بیت المقدس کے سفر پر روانہ ہوئے تو باری باری سے اونٹ پر بیٹھتے اترتے، بیت المقدس کے سامنے جب پہنچے تھے، تو اسوقت ان کے غلام [illegible] سوار اور حضرت عمر اونٹ کی نکیل تھامے پیدل چل رہے تھے، اگر حضرت محمد صاحب غلامی کے خلاف آواز بلند نہ کرتے، تو نہ معلوم دنیا اب تک کس لعنت میں گرفتار رہتی، محمد صاحب نے دنیا کو بتلایا کہ غلامی کا مسئلہ ایک لعنت ہے اور جس قدر جلد دنیا سے یہ لعنت دور ہو اسی قدر دنیا کے حق میں بہتر ہوگا، چنانچہ دنیا نے آپکی کہاوت کی اہمیت کو محسوس کیا، اور وہ پہلا احساس تھا جو جدید زمانہ

[illegible]
کہ لعنت تصور کرتا ہے

دوسرا احسان جو حضرت محمد صاحب نے دنیا پر کیا وہ یہ تھا کہ آپ نے [illegible] اور استریوں کے درجہ اور مرتبہ کو بلند کر دیا۔ عورت کا درجہ ان کی پیدائش سے پہلے تو ذلت سے بھی کمتر تھا۔ اور اگر وہ حسین ہوتی تو جانداروں کی طرح بیچی جاتی تھی یعنی صرف ہوس نفسانی کی تکمیل کا ایک ذریعہ اور بس۔ جو لوگ اپنے آپ کو اونچے درجہ کا ذی عزت اور شریف سمجھتے تھے وہ لڑکیوں کا پیدا ہونا اپنے یہاں اپنے لیے باعث ذلت تصور کرتے تھے۔ اور لڑکیوں کو کسی نہ کسی طرح موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے حضرت محمد صاحب نے دنیا کو بتلایا کہ عورت کا درجہ ہرگز کم نہیں ہے اور اس کا وجود باعث شرم نہیں بلکہ باعث خیر و برکت ہے اور اس کے ساتھ مساوی شریفانہ سلوک کرنا چاہیے۔ اور فرمایا کہ تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہو۔ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی خلع یعنی مردوں سے علیحدگی اختیار کرنے کا حق دیا۔ اور ان کو باپ بھائی شوہر اور اولاد وغیرہ کے ترکہ میں حصہ دلوا کر ان کا حق تسلیم کرایا۔ اور مہر کی رقم مقرر کر کے مردوں پر ایک زور اور دباؤ ان کا پیدا کر دیا۔ غرضیکہ بحیثیت مجموعی عورت کو انسانیت کا پورا درجہ دلوایا اور دنیا سے عورت کی اہم پوزیشن تسلیم کرائی۔

تیسرا احسان دنیا پر حضرت محمدؐ نے یہ کیا۔ کہ سود کو قطعاً حرام کر کے سرمایہ داری کی جڑوں پر ایسا کلہاڑا مارا کہ اس کے بعد سے پھر یہ درخت اچھی طرح پھل پھول نہ سکا سود خواری ہمیشہ سے دنیا کے لیے ایک لعنت رہی ہے اگر اس لعنت کی اہمیت کو دنیا نے اس وقت تک اچھی طرح محسوس نہیں کیا۔ جب تک کہ سوشلسٹ فلاسفروں نے نظام سرمایہ داری کی دھجیاں نہیں بکھیریں۔ اور فلسفیانہ طریقہ پر یہ ثابت نہیں کر دیا۔ کہ موجودہ نظام معاشرت کی بنیادی خرابی سود خواری پر ہی مبنی ہے اور اسی سے اس زہریلے نظام کی آبیاری ہوتی ہے۔ حضرت محمد صاحب نے اپنے پیرووں کے اندر سے تو قطعاً اس لعنت کو دور کر دیا۔ مگر ابھی تک عملاً دنیا نے اس لعنت سے پوری طرح کنارہ کشی اختیار نہیں کی کیونکہ سرمایہ داری کا نظام ابھی تک دنیا پر مسلط ہے۔ لیکن وہ دن دور نہیں ہے۔ جبکہ حضرت محمد کی آواز پوری طرح اپنا اثر کرے۔ اور بہت قریب ہے وہ زمانہ کہ سود خواری کی لعنت سے اسی طرح دنیا کو نجات مل جائے گی۔ بہر حال گو آج سوشلزم کے پرستار ہر طرف سے سود خواری کے خلاف آواز بلند کر رہے ہیں مگر حضرت محمد صاحب شاید دنیا کے سب سے پہلے سوشلسٹ ہیں۔ جنہوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی اور کم از کم اپنے پیرووں کے اندر سے جن کی تعداد کروڑوں تک پہنچ گئی ہے اس لعنت کو دور کر دیا ہے

چوتھا احسان جو دنیا پر محمد صاحب نے کیا ہے یہ ہے کہ مساوات کی طرف دنیا کی توجہ دلائی تھا۔ کہ اس سے قبل دنیا اس سے بالکل ناآشنا اور ناواقف تھی ذات پات کے تمام بندھنوں کو یک قلم موقوف کر دیا۔ اور ایک نادر اصول قائم کر دیا کہ جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار اور پارسا ہوگا۔ وہی سب سے زیادہ ذی عزت و ذی مرتبہ ہے۔ اس اصول نے خاندانی وجاہت، نسبی شرافت، دولت و ثروت کی کہتری کے تمام اونچ نیچ اور اس سے پیدا شدہ تمام گھمنڈ اور غرور کا خاتمہ کر دیا۔ اب کوئی نہ نیچا ہے نہ کمینہ۔ دنیا فخر و غرور اور اونچ نیچ کے [illegible] جہالت [illegible] ہوئی تھی جس نے مساوات اور برابری کو گستاخی کے [illegible] تھا۔ [illegible] تھا اور سوچنے سمجھنے کا نظام درہم برہم تھا۔ مگر حضرت محمد صاحب نے جب [illegible] قدم اٹھایا کہ آج دنیا اسکی پیروی کر رہی ہے۔ اور نہایت تیز رفتاری کے ساتھ مساوات کی طرف بڑھ رہی ہے۔

پانچواں احسان دنیا پر حضرت محمد صاحب نے یہ کیا کہ مذاہب توہمات کی دلدل میں پھنس گئے تھے یعنی خواہ اصل میں مذاہب کو توہمات سے کوئی واسطہ نہ ہو مگر یہ واقعہ ہے کہ توہمات نے ان کے اندر بہت گہری جگہ حاصل کر لی تھی چنانچہ آج اس روشنی کے زمانہ میں بھی توہمات نے اپنی جگہ اور گنجائش پائی ہے لیکن حضرت محمد صاحب نے نہایت پر زور طریقہ پر توہمات کے خلاف جہاد کیا۔ اور نہ صرف اپنے پیرووں کے اندر سے اس کی بیخ و بنیاد اکھیڑ کر پھینک دی۔ بلکہ دنیا کو ایک ایسی روشنی عطا کی۔ کہ توہمات کا بھیانک چہرہ اور اس کے بھیانک خد و خال سب کو نظر آ گئے اور نہایت تیزی کے ساتھ اس سے اپنی جان چھڑانے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔

غرضیکہ اس قسم کے بہت سے احسانات ہیں۔ جو حضرت محمد صاحب نے دنیا پر کئے ہیں۔ اور ایسی روشنی دنیا کو عطا کی ہے۔ جس سے وہ آپ کے عہد تک محروم تھی، ہمیں اس حیثیت سے محمد صاحب کا ممنون ہونا چاہئے۔ کہ آپ نے دنیا کو روشنی کی طرف آگے بڑھایا۔ اور تاریکی سے نکالا

میں اڈیٹر صاحب رسالہ مولوی کا ممنون ہوں۔ کہ ان کی فرمائش سے حضرت محمد صاحب کے متعلق اپنے ناچیز خیالات کے اظہار کا مجھے موقعہ ملا۔ اور دنیا کے بہت بڑے مہاپرش کی خدمت میں پیش اپنے کچھ خیالات ظاہر کرنے کی عزت حاصل کر سکا

وحدانیت کا متوالا

از جناب ڈاکٹر [illegible] ویر سنگھ صاحب فری ہومیوپیتھک ڈسپنسری چاندنی چوک دہلی
حال اسیر فرنگ

پاک ہستیوں کی سوانح عمری کے سننے سنانے والے دونوں ہی نیک بخت ہوتے ہیں حضرت محمد ایک نیک ہستی تھے اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں۔ مسلمانوں کو چھوڑ کر جن کے عقیدہ کے لحاظ سے حضرت ایک پیغمبر تھے اور دوسرے لوگوں کے لیے محمد صاحب کی سوانح عمری ایک نہایت ہی دل بڑھانے والی اور سبق آموز ثابت ہوئی ہے۔ عرب جیسے وحشی ملک میں جہاں پر ذرا سی مخالفت بھی غصہ پر مخالفت کرنے والے کی گردن کاٹ دی جاتی تھی اس پاک ہستی نے جس استقلال اور بہادری سے اسلامی مذہب کے اعلیٰ اصولوں کا پرچار کیا وہ ملک کی تاریخ میں طلائی حروف میں لکھا ہوا ہے۔ اور جس کو ہم بخوبی دیکھ سکتے ہیں بشرطیکہ ہمارے دل کے اندر کسی قسم کا بغض و تعصب نہ ہو چالیس سال کی گزشتہ پرستش کے عقب حضرت محمدؐ کو " لا الٰہ الا اللہ " کا گیان ہوا تو انہوں نے ایک دن بغیر کسی قسم کا دل میں ڈر رکھتے ہوئے اور بے دھڑک ہو کر اس نئی روشنی کو پھیلانا شروع کر دیا۔ اور سب سے پہلے اپنی اہلیہ سے شروع کیا اور پھر یک بیک نوع انسان تک پہنچایا۔

یہ امر تو مشہور ہے کہ انسان کی ہستی زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ اگر مقصد نہ ہو۔ ظاہر ہو کہا جاتا ہے۔ کہ جب بھی خدا کا ہر دم سے

[illegible]

مشکلوں میں شروع ہوتا ہے، تو اس کے [illegible]
پچھاسوں سے پیچھے گر جاتا ہے، اور بیرون [illegible]
اور جب آدمیوں کا چال چلن گر جاتا ہے تو وہ سارا ملک کا [illegible]
گرا ہوا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس میں آہستہ آہستہ ایک [illegible]
ہے جس کا سنبھلنا بہت دشوار ہوتا ہے اور وہ آخر میں سب کو کھا لیتی
ہے۔ ملک اور ملت کے لئے اونچے آچار و چال چلن کا بڑا اہمیت ضروری اور
اہم ہے اس کے بنا کوئی بھی انسان ترقی نہیں کرسکتا، دراصل چلن ہی انسانیت
کا سب سے بڑا بنیادی کام ہے۔

جن جماعتوں کے آچار گر گئے ہیں وہ دن بدن غلامی کی زنجیروں میں
جکڑی جا رہی ہیں، اور تکلیفیں برداشت کر رہی ہیں اور دن بدن نظروں سے
گرتی جا رہی ہیں، اور آخر میں ایک دن بالکل نیست و نابود ہو جائیں گی اور ہوتی
جاتی ہیں۔

درحقیقت آچار کی بنیاد آپ کا پیار، محبت، بھروسہ اور سچائی ہے
اور سچائی ہی خدا ہے۔ اس لئے قبروں، مورتیوں، پیڑوں وغیرہ کی پرستش کرنے
والے ہرگز چلن والے آدمی نہیں ہوسکتے ہیں، اور جو لوگ سچائی یا خدا پر بھروسہ
رکھتے ہیں اور اس سے ہی اپنے آپ کو قابل سمجھتے ہیں، وہی مضبوط چلن والے
ہوتے ہیں، اور ہوسکتے ہیں، جو آدمی ڈرتے ہوئے ہوتے ہیں وہ کمزور ہوتے ہیں
اور بزدلی غیر خدا کی پرستش ڈر اور لالچ کے سبب سے پیدا ہوتی ہے، اور لوگ کرتے
ہیں اسی نیت سے ہیں، کہ اگر فلاں دیوتا کی منت سماجت نہیں کی گئی تو ہمارے
بچوں کو فلاں بیماری ہو جائے گی، فلاں قبر پر چڑھاوا چڑھانے سے بچہ کو زندگی
دولت ملے گی، بیٹے اولاد ہوگی جس ملک میں بت پرستی ہے وہاں کے لوگوں کے
دلوں میں محبت اور بھروسے کی جگہ ڈر اور لالچ اور ڈرپوک پن پیدا ہوتا ہے
جو کہ انکو نیچا بنا دیتی ہے۔ جو لوگ پرماتما اور سچائی میں عقیدہ رکھتے ہیں، وہی
دراصل سچے آچار والے ہوتے ہیں، تو ہم آپ سمجھ سکتے ہیں، کہ حضرت محمد نے آج
سے ۱۴۰۰ سو سال پہلے ان چلن سے گری ہوئی جاتیوں کو وحدانیت کا وعظ
سنا کر اس جماعت کا اور اس کے ذریعہ دنیا کی اور تمام جاتیوں کا کتنا بھلا کیا
اور یہی ایک چیز تھی جس سے کہ عرب کی تمام بڑی بڑی طاقتیں سرنگوں ہوگئیں

پیغمبر صاحب کی سوانح عمری محبت اور خدمت کی ہزاروں مثالوں سے
بھری پڑی ہے اور ایک سچے سچائی کی طرف جانے والے کی زندگی ہمیشہ محبت اور
خدمت کے جذبات سے پُر ہوتی ہے، ایسا پڑھنے میں آتا ہے، کہ ایک دن حضرت
صاحب کے ایک عرب آیا، اس کو ایک غیر مذہب کا جانتے ہوئے بھی محمد صاحب
نے بے خوف ہونے کا سبق پڑھایا، اور اپنے ہاں ٹھہرایا، اپنے کپڑے سونے کے لئے
دیئے یہ شخص چلا تھا، اس لئے اس نے آپ کے دیئے ہوئے بستر پر بڑی
غلاظت کر دی جس سے تمام بستر خراب ہوگیا، وہ اس ڈر سے کہ مسلمان مجھے
اس فعل کی سزا نہ دیں، بہت سویرے وہاں سے بھاگ گیا، جب لوگوں کو
پتہ چلا تو انہوں نے بہت سخت سست کہا، اور اسکی برائی کی لیکن حضرت محمد
پر کسی قسم کی کوئی شکن نہ پڑی، اور کہنے لگے، کہ وہ تو میرا مہمان تھا اور بہت
خود اس کے خراب بستر کو دھونے لگے۔ یہاں تک اتفاق سے اپنی [illegible]

[illegible]

[illegible] پرستش کی بڑا ہوں مٹا دی تھی۔

کہ ہم سب پہلے [illegible] کی طرف [illegible]
سے فائدہ اٹھائیں اور اس بڑی ہستی کے نام پر [illegible]
دعا کریں، کہ آج کے مسلمان بھی اپنے نبی جیسے مسلمان بن جائیں، اور اپنی
کی اچھائیوں کے ذریعہ جو کہ خدا کی پرستش اور انسانوں کی خدمت ہے سارے
جہان کو دیانت کا سندیشہ سنا دیں اور سارے ملکوں کو دوسروں کی غلامی سے نجات
دلا کر بس ایک خدا کا غلام اور خلق خدا کا خادم بنا دیں۔

ترجمہ از ہندی، مترجمہ پریم حسین جی جین، دہلی

بہترین اصلاح پسند

(از مسٹر وائل مصنف "ہسٹری آف دی اسلامک پیپل" مترجمہ مسٹر [illegible])

"آپ اپنے وطن کے سچے ہی خواہ تھے۔ آپ ہی کی ذات ستودہ صفات تھی جس نے
ان قبائل کو جو اس وقت سے اس آخر تک انتشار کی حالت میں ادھر ادھر [illegible]
متحد اور منظم کر دیا، اور ایک ایسے مذہب کے جھنڈے تلے جمع کر دیا، کہ جس میں
صرف خدائے واحد کی پرستش اور ابدی نجات کی تعلیم تھی۔ آپ ہی نے عرب کو بت پرستی
کی لعنت سے پاک کیا اور دوسروں کی غلامی سے نجات دی۔ توہم پرستی [illegible]
جن لوگوں کا مذہبی شیوہ تھا ان کو ابدی اور مکمل شریعت سے بہرہ اندوز کیا، ان کو
اس قانون کا عامل بنا دیا جو ہر زمانہ میں یکساں شفقت کے ساتھ نافذ اور رائج ہو سکتا
ہے۔ آپ ہی نے غلاموں کی انتہائی سختی کو شفقت سے بدل دیا، غریبوں، بے کسوں
بیواؤں کی دستگیری فرمائی اور زکوٰۃ و مال غنیمت میں ان کا ایک حصہ مقرر کر دیا۔

قرآن نے ظلم و ستم، جبر و استبداد، غرور و نخوت، اسراف بیجا، شہوت پرستی
قماربازی، شراب خوری اور اسی قسم کے وہ دوسرے افعال جو آدمی کو زمرہ انسانیت
سے خارج کر دیتے ہیں نہایت تاکید کے ساتھ مخالفت کی ہے، قرآن خدائے واحد پر ایمان
لانے اور اس کی رضا پر راضی رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔

محمد نے اپنے پیرؤوں کے لئے اپنی ذات کو نمونہ [illegible] مصنف تاریخ
کے مطابق بعض کمزوریوں کے باوجود [illegible]
تھا، اور آپ کا گھر، آپ کا لباس، آپ کی غذا [illegible]
مزاج تھے کہ اپنے معتقدین کے ساتھ [illegible]
ان سے [illegible] نہ آپ نے کبھی اپنی پرستش [illegible]
[illegible]

نظمیں اور نعتیں

اسلام

(از قلم مولوی مقبول احمد صاحب)

تخلیق کا حاصل ہے انسان کی پیدائش — انسان کا مقصد ہے مخلوق کی آرائش
مخلوق کی آرائش تکمیل محبت ہے — تکمیل محبت سے ایمان کو قوت ہے
اک رمز حقیقت ہے یہ قوت ایمانی — توحید میں ظاہر ہے یہ مقصد ربانی
جس طرح محبت سے انسان کو نسبت ہے — ایسے ہی مسلمان کو ایمان سے نسبت ہے
جس طرح عقائد میں توحید نمایاں ہے — دنیا کے مذاہب میں اسلام درخشاں ہے
اسلام میں پنہاں ہے دنیا کا ہر اک جوہر — اسلام سے ظاہر ہے اخلاق کا ہر مشرب
میثاق کے بچھڑوں کو اسلام ملاتا ہے — بیگانگی دنیا کے لوگوں سے اٹھاتا ہے
توحید پہ جانوں کو قربان کیا اس نے — دنیا میں جو وحشی تھے انسان کیا اس نے
نخوت کے جو پردے ہیں اسلام اٹھاتا ہے — شاہوں کو فقیروں سے ہمدوش ملاتا ہے
اک درس آزادی و نجات سناتا ہے — حتی کہ غلاموں کو سلطان بناتا ہے
کہتا ہے کہ دنیا میں مخلوق کے کام آؤ — انساں سے الگ ہو کر جنگل نہ چلے جاؤ
اسلام کا شیوہ ہے روٹھوں کو منا لینا — ہندو کو مسیحی کو اک بھائی بنا لینا
اخلاق و محبت کی تعلیم کو پھیلانا — اس عالم فانی کو ہنس ہنس کے بتا جانا

رجز قومی

طبعزاد جناب حکیم رفیق احمد صاحب طبیب

اے مسلم خستہ جگر ہے تجھ کو کچھ اپنی خبر — تیری شجاعت کا اثر کفار پر تھا کس قدر
اس دور پر کچھ غور کر — اور اپنی ہستی پر نظر
کیوں لرزہ بر اندام تھے اغیار تیرے نام سے — جرات تھی کام سے وہ بڑھ گئی صمصام سے
تکبیر میں تاثیر کیا پاتا — یا برق سوزندہ تھا
کر ڈالا تو نے مختصر اعدا کی صف زیر و زبر — سب منکروں میں جب تو اٹھا اکبر کی سپر
روحانیت تھی جلوہ گر — دنیا تھی خیرہ سر بسر
نور ایک جو فاران سے چمکا نہایت شان سے — جس کی شعاع اک آن سے لیکر عرب تا ایران سے
یونان کیا ایران سے — گزری وہ ہندوستان سے
دنیا پہ حاوی ہو گیا لہرایا جب پرچم ترا — سارا جہاں تابع ہوا زیر نگیں ملک خدا
اسلام کا سکہ چلا — وحدت کا بہ دریا چلا
اندلس کا خطہ دلنشیں اقصائے طیبہ کی سرزمیں — بغداد فردوس بریں اور مصر شام و عدن و چین
ملکوں سبھی یہ سرزمیں — جس پر قدم پہنچا نہیں
اب دیکھ لے اغیار کو چمکا رہے ہیں جا بجا — قبضہ ہے انکا سب جگہ سے املاک کو
اب تیری حق سے کام لے — عزت کو اپنی تھام لے
ہو نکتہ ترا جانتا ہے اپنا مسلک حالت زار ہے — اور مصر خستہ خوار ہے کابل کا سرد بازار ہے
کچھ سبق بھایا ہے — عبرت بگڑ یونان سے

یہ رسم نوازی کو تم جانتے ہو بتاؤ کیا کچھ — اگلے زمانہ تو سمجھ لو کچھ اور کی کہانی کو دیکھ
تیرے ہیں شعار ان میں ہیں — تیرے خزانے میں ہیں
سب حق کلیجہ پک گیا و کفر ہے اسلام کا — اب وقت کیا باقی رہا جس میں مسلماں سو رہا
عبرت کو ہیں کافی ہے یہ — نمونہ پریشانی ہے یہ
مذہب کو اپنے تھام لے قرآن سے ہی نکلا کلام — پھر چھوڑ ہے اور شام لے اس کے سوا انعام لے
تو ہی تو سمجھ عقل کا غور کر — تجھ کو نہیں اس سے مفر
اغیار کی ہمت نہیں واللہ یہ طاقت نہیں — اور انہیں کچھ جرات نہیں بیتاب یہ طاقت نہیں
غالب ہو کفر اسلام پر — منہ لے رفیق اب بیٹھ کر

دیار حبیب

از جناب مولوی میرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی

اے مدینہ جلوہ گاہ حضرت ختمی مآب — سو رہا ہے یہ ترے آغوش میں کون آفتاب
تیرے دل کو معرفت سے آشنا کس نے کیا — ذرہ ذرہ کو ترے وحدت نما کس نے کیا
کانپ اٹھتا ہے دل پر جوش جب کرتا ہوں غور — اللہ اللہ تیری گلیاں عشق کا دور دورہ
نغمہ وحدت ہر اک مرغ ہوا گاتا ہوا — پرچم توحید دیواروں پہ لہراتا ہوا
عالم بالا پہ ہوتے تھے ملائک سجدہ خواں — گونجتی تھی جب فضا میں تیری آواز اذاں
نور عرفاں سے ترا ہر ذرہ ہم آغوش ہے — چپہ چپہ میں ترے روحانیت کا جوش ہے
جلوہ نقش قدم نے کر دیا سو رنگ تا — سرزمیں پر تیری کس نے یہ لگائے چار چاند
یوں تو دنیا میں جیسے دیدہ عرفاں میں دل — پیکر گیتی میں یا ہے اک تجلی زار دل
پر تو عارض سے ہر ذرہ ہے اب تک جلوہ زار — نکہت گیسو سے ہر جا دم ہے اب تک مشکبار
شبنم رخ سے کسی کی تیرے گل شاداب ہے — بھیگے شبنم سے لیکن دیدہ پر آب ہے
نغمہ توحید سے لبریز تیرا ساز ہے — طائر قدس آشیاں ہر دم ترا دمساز ہے
رشک افزا اندازہ ہے یہ کس کی چشم بے نیاز — تیرے فرش خاک پر ہے گرد محو خواب ناز
شام تیری شام غربت صبح تیری صبح عید — تیرا ہر جادہ ہے میرے واسطے حبل الورید
تیری رفعت آج تک خجلت دہ افلاک ہے — سرمہ چشم بصیرت تیرے در کی خاک ہے
مرجع آفاق ہے اور معدن الاسلام ہے — سکہ زن دنیا میں اب تک تیرا فیض عام ہے
حق نے جو بھیجا تھا اک قرآن تیرہ تاب میں — اس حفاظت سے اسے رکھا از جزدان میں
کون سا قرآن ناطق وہ رسول محترم — جو ترے سرداب میں سوتا ہے با جاہ و حشم
باعث ایجاد عالم وہ سر لولاک ہے — سجدہ گاہ قدسیاں جس کا مزار پاک ہے
اس کے جلوے خاک میں جب کہ نہاں ہو گئے — جتنے ذرے تھے وہ فرط شوق میں دل ہو گئے
ہے یہ حسرت دل میں اس دنیا سے جب جائیں گے — اے مدینے تیرے فرش خاک پر دم توڑ دیں

ولادت با سعادت

از خاکپائے امت سید امداد علی صاحب خادم بالسوری

نکل آیا مدینہ کی طرف سے چاند رحمت کا — نہ رکھا نام بھی باقی کہیں دنیا میں ظلمت کا

[illegible]

جہاں آباد ابراہیم کے ایمان کی [illegible] — [illegible] سب [illegible] وابستہ [illegible]

وہ نور دلیں [illegible] آخری [illegible] — [illegible] سے [illegible]

مکارم اور محاسن [illegible] — کیا ختم آپ [illegible]

نزول آیات قرآنی کا [illegible] — یقیں [illegible]

صراط مستقیم [illegible] روشن — چراغ [illegible] امت کو ہدایت کا

[illegible] اسلام [illegible] کافر — جہاں میں آپ نے پھیلا دیا [illegible]

بہت مدت سے تھے [illegible] — نبی نے کر دیا [illegible] اخوت کا

[illegible] — [illegible] سکھا [illegible]

گناہوں سے گناہگاروں کے دامن پاک کروائے — رواں فرما دیا عالم میں دریا آب رحمت کا

[illegible] دین حق کو [illegible] سے — بنایا مالک و وارث انہیں تخت خلافت کا

[illegible] امید وابستہ کیا حق سے — دعاؤں کو بتایا راستہ باب اجابت کا

[illegible] ایک [illegible] — رسالت نے دیا وہ درس آئین جہاد کا

[illegible] برکات اور حسنات کا [illegible] — کیا [illegible] ملت کا

[illegible] انسانی [illegible] — عطا کا ان [illegible] کو کر دیا جو ہر شرافت کا

منور کر دیئے سینے ہمارے نور ایماں سے — [illegible] بکھر [illegible]

گدائی کو [illegible] شاہی سے — بنایا آپ نے وہ [illegible] امت کو [illegible]

[illegible] — بنایا پاک سیرت اسکو جو [illegible] صورت کا

[illegible] — دلوں سے منقطع فرما دیا رشتہ جہالت کا

[illegible] — جھک آیا چار جانب سے شجر [illegible] رحمت کا

[illegible] — کیا مشکل زدوں کے واسطے سامان راحت کا

[illegible] — رسول پاک نے رکھا قدم جب خیر و برکت کا

[illegible] — خدا خود کر رہا ہے اعتراف [illegible] فضیلت کا

[illegible] محبوب ربانی — مجسم رحمت عالم مرقع نور وحدت کا

[illegible] اے خادم — صلہ مل جائے گا محشر میں تجھ کو حق مدحت کا

شعاع امید

[illegible] اسلام کا [illegible] — شوخی سے آج چمکا قسمت کا پھر ستارا

[illegible] تھا یہ قوم کا سفینہ — ہر سو بلا کی موجیں اور دور تھا کنارا

صیاد کی جفا سے بس جان پر آ بنی تھی — بے تاب تھی فغاں کی [illegible] کا تھا یارا

[illegible] — [illegible] کچھ تو [illegible]

[illegible] — ہمت کرو کہ [illegible] ہے اشارا

[illegible] — [illegible] بلبل [illegible]

[illegible] — [illegible] کا را

[illegible] — [illegible]

[illegible] پیغام [illegible] — دل کا سرور ہے وہ اور آنکھ کا ہے تارا

دل سے یہی دعا ہے [illegible] — [illegible]

[illegible]

(۲)

دونوں کا نگہبان — شاہنشہ دو دراں — [illegible]

وہ شان نرالی — [illegible]

شاہنشہ کونین — پہنے ہوئے نعلین

اعجاز ہے اعجاز — واللہ ہے اک راز

وہ زلف معنبر — شانوں پہ بکھر کر — [illegible]

(۳)

اللہ کے دشمن — وہ دین کے رہزن — [illegible]

جس جا نظر آتے — بے طرح ستاتے

اک خاک اڑاتا — اک مارنے آتا

ہر روز شرارت — ہر دن نئی آفت

وہ رحم کا پتلا — ہرگز نہ بگڑتا — کچھ دھیان نہ کرتا

(۴)

جب دانت گئے ٹوٹ — اور سر بھی گیا پھوٹ — بس بچ گئی اک [illegible]

اک خون کی چادر — بہنے لگی سر پر

تھی ریش بھی پر خوں — عارض بھی تھے گلگوں

اللہ کی رحمت — خوں پونچھ کے حضرت

فرماتے تھے اللہ — یہ قوم ہے گمراہ — دکھلا تو انہیں راہ

(۵)

حیدر ہو کہ تبشر — پیادہ ہو کہ افسر — تھے سب ہی [illegible]

یہ طرز مساوات — تھی ایک نئی بات

وحشی وہ عرب کے — دشمن تھے جو سب کے

یہ دیکھ کے حالت — کہتے تھے بہ کثرت

یہ طرز عمل تھا — اس ختم رسل کا — جس کا [illegible]

(۶)

ہر بات پہ لڑنا — ہر اک سے جھگڑنا — [illegible]

عادت تھی عرب کی — [illegible]

میدان [illegible] — [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جب [illegible]

[illegible] مہ وش [illegible]

ہوش [illegible]

[illegible] ناسور [illegible]

[illegible] ڈالے نہ جھمکے [illegible]

(۸)

وہ خلق وہ زبان تھا خامہ گلستان اک حسن تھا یہاں

رحمت کی گھٹائیں الفت کی ہوائیں

اک نور کا دریا بہنے لگا ہر جا

ہر ایک مسلمان ہر صاحب ایمان

احمد پہ فدا تھا مائل بہ خدا تھا اک دور نیا تھا

(۹)

وہ دل [illegible] وہ خلق کا پیارا سردار ہمارا

بیٹھا ہوا دن بھر مسجد کی زمین پر

کرتا کبھی تلقین دیتا کبھی تسکین

رو رو کے رلاتا ہنس ہنس کے ہنساتا

ہر دل وہ سب کا محبوب وہ رب کا وہ چاند عرب کا

فریاد ہے دربار رسالت مآب میں

جناب مولانا غلام محمد صاحب کامل [illegible]

ستم رسیدہ ہوں میں اشکبار آیا ہوں کلیجہ تھام کے سینہ فگار آیا ہوں

لئے ہوئے یہ دل بے قرار آیا ہوں حضور ہند سے با حال زار آیا ہوں

کہوں زبان سے کیا دل میں خود ہوں شرمندہ

سمجھئے آپ کی امت کا اک ہوں بندہ

ستم زدوں کی مصیبت کی داستان سنئے بلا نصیبوں کی کلفت کی داستان سنئے

غریب قوم کی ذلت کی داستان سنئے خدا کے واسطے امت کی داستاں سنئے

سنیں نہ آپ تو پھر کون سننے والا ہے

خدا کے بعد ہمیں آپ کا سہارا ہے

[illegible] ستمگر نے کئے غریبوں پہ بے حد ستم ستمگر نے

[illegible] نقش الم ستمگر نے بنا دیا ہمیں تصویر غم ستمگر نے

یہ حکم ہے کہ ستم بھی سہو فغاں نہ کرو

خدا سے شکوۂ ظلم [illegible] نہ کرو

[illegible] ہوئے اکثر شہید تیغ ستم بے خطا ہوئے اکثر

[illegible] ہوئے اکثر خدا کی راہ میں مسلم فدا ہوئے اکثر

مگر [illegible] آزاد [illegible] اعدا

ہمارا ان کے [illegible] نہیں نکلا

[illegible] تمام عالم [illegible] جائیں

[illegible]

[illegible]

زباں سے [illegible]

[illegible] بے چارگی کا یہ عالم [illegible] بے بسی کا یہ عالم

[illegible] کسی کا یہ عالم [illegible] کا یہ عالم

[illegible] آنکھیں ہیں لب [illegible]

[illegible] خاک تک ان کی اڑا کے چھوڑیں گے

یہ ٹھان بیٹھے مسلمان وقت غم کب تک سہا کریں گے زمانے کے یہ ستم کب تک

پھرے رہے گی نگاہ شہ امم کب تک نہ ہو گا امت مرحوم پر کرم کب تک

حضور جرم و خطاؤں سے تو درگزر کیجے

ہمارے حال پہ [illegible] اب نظر کیجے

ستم رسیدوں کی امداد کیجئے آقا الم نصیبوں کو پھر شاد کیجئے آقا

خدا سے شکوہ بیداد کیجئے آقا ہماری سمت سے فریاد کیجئے آقا

خدا سے کہئے کہ یارب ترے غلاموں پر

بلا کے جور و ستم ڈھا رہے ہیں [illegible]

بلا نصیبوں کو راحت نصیب کر یارب الم نصیبوں کو عشرت نصیب کر یارب

شہید جور کو جنت نصیب کر یارب مجاہدین کو ہمت نصیب کر یارب

الٰہی دین محمد کا بول بالا کر

جہان کفر میں اس نور کا اجالا کر

معراج شریف

(از جناب مولوی علم الدین صاحب نیرنگ ہاشمی [illegible])

خدا سے ملنے کو جب دم نبی ہوئے طیار قطار باندھ کے کھڑے تھے ملک یمین و یسار

فلک سے آن کے انوار ہو رہے تھے نثار مقربان فرشتے تھے غاشیہ بردار

نرالی شان تھی احمد کی سب رسولوں سے

دلہن کی طرح سجا تھا براق پھولوں سے

ترانہ صل علیٰ کا ملک سناتے تھے قدم قدم پہ کھڑے روشنی دکھاتے تھے

قدم قدم پہ نگاہیں ملک بچھاتے تھے ادب سے ذکر یہ آپس میں کرتے جاتے تھے

نرالی شان تھی احمد کی سب رسولوں سے

دولہن کی طرح سجا تھا براق پھولوں سے

فلک پہ جس گھڑی محبوب کبریا پہنچے شفیع عاصیاں امت کا آسرا پہنچے

ہوا یہ شور کہ وہ آ گئے وہ آ پہنچے عجیب شان سے سالار انبیا پہنچے

نرالی شان تھی احمد کی سب رسولوں سے

دلہن کی طرح سجا تھا براق پھولوں سے

ملے خدا سے گئے خوب سیر جنت کی گناہ معاف کرائے ہزاروں امت کے

خدا سے باتیں کیں طالب ہوئے جو رحمت کے ہزار بار [illegible] ان پہ نو رحمت

نرالی شان تھی احمد کی سب رسولوں سے

دلہن کی طرح سجا تھا براق پھولوں سے

خدا سے مل کے جو لوٹے نسیم چلتی تھی بچھونا گرم تھا زنجیر حجرہ ہلتی تھی

نظر [illegible] کی ملتی تھی [illegible] کی بار بار کھلتی تھی

نرالی شان تھی [illegible]

حشر کے دن آپ کی امت کی رسوائی نہ ہو

از [illegible]

یا رب تیرہ ہر گھڑی ہو دل کو تنہائی نہ ہو — حشر کے دل صاف ہو [illegible]
ہو طبیعت میں بہالی غم سے مرجھائی نہ ہو — جرم کی عصیاں سے [illegible]
حشر کے دن آپ کی امت کی رسوائی نہ ہو

آپ جب رحمت خدا کی ہیں تو ہم کیوں در ہیں — ہم محمد اور روز محشر سے بچا لیجے دین
شرک و بدعت سے بچیں امت پھر حشر کی کر رہا — پڑھ کے استغفار یہ اللہ سے کہتے رہیں
حشر کے دن آپ کی امت کی رسوائی نہ ہو

حکم قرآن سے نہیں واللہ اکثر واسطہ — کہنا نہ جاہلیت کی سی ہے حالت یہ کیا
آپ کے احکام سے غافل ہیں ہر جگہ — یہ تو ہے دنیا مگر یہ ڈر ہے اے خیر الوریٰ
حشر کے دن آپ کی امت کی رسوائی نہ ہو

نیک کام کرتی ہے نفرت آپ کی امت کو ہے — دیکھ کر ہر وقت جسکو کرتی خوں رو کر
لعنت یہ ہے آپ کا احکام ہیں بھلا کے — اب خبر لیجے دعا کیجے خدا کے واسطے
حشر کے دن آپ کی امت کی رسوائی نہ ہو

شہ بھنور میں ناؤ دریا ہو لے خیر البشر — جس قدر ملاح ہیں تھک ہوئے ہیں سب جگر
اور آثار قیامت ہیں بپا سب سربسر — ہاں گذر جائے گی دنیا ہی مگر ہے یہ ڈر
حشر کے دن آپ کی امت کی رسوائی نہ ہو

ہے دعا افسوس کی ہر وقت سوتے جاگتے — اے خدا ہر محمد تو ہدایت ہم کو دے
[illegible] اقبال ہے سعیفے کے واسطے — کل قیامت آئے گی ہر وقت خدشہ ہے اسکا
حشر کے دن آپ کی امت کی رسوائی نہ ہو

بدرد ہجر تو ہم زخم ہندوستانے را

از حضرت [illegible]

سحر ساقی اندازی فگنیں یک جہانے را — فدا سازم بہ یاد تو تو لبر مذ جانے را
چو جذب حل سازد تا سو تو تپ و تابھا — فروغ جبہ سازم سجدۂ آن آستانے را
بدو چشم میگونت بہ مستی و ہشیاری — بکیف مے پرستی کرد خود سوا جہانے را
شعاع شاہد مطلق عیاں جلوہ گاہ تو — پر از غوغا مزدی از زمین تا آسمانے را
دل عالم بہ خاک گنبد خضرا ہے رقصد — بدیناں نام کردی لطف ذرا [illegible]
نگہ خود دستگیر یا چو جذب آستانے تو — بدرد ہجر تو ہم زخم ہندوستانے را
بیاد آں خم ابروے تو چوں تیشۂ ناکام — بوسف رنگ تو زلفیں نیام دا سانے را
بیاد بوسہ رخ سکے بیگانہ مے رقصم — صبا بر باد وہ از شوخ [illegible] را
متاع لذت درد محبت را بپرس از ما — فدا سازم بخاک راہ تو کون و مکانے را
ہزاراں ناز بخشودہ ما برباد بخشائیم... — ہمی یابیم از عطر تو بیدے جانے را
چشم و دل بہ مینم و رفعت یثرب و بطحا — سولو دستانے را مکانے لا مکانے را
نصیحت بلائے ہم نہ سلمانے نہ عثمانے — خراب باد عشق تو کا یا ہم جہانے را
سرا بندہ شبے سبحان الذی اسرے — شبستان حرا کن باز بزم تیرہ جانے را
رواں سازیم از دل بہ خون در جوش [illegible] — رواں [illegible] یثرب چو دلکی کاروانے را
[illegible] بسمل بے طبہ برخاک تو بیدی — بجواد ناز [illegible] یثرب تا رخستہ جانے را

جب حضرت [illegible] دیکھیں گے

از جناب مولوی محمد [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] دیکھیں گے — [illegible] دیکھیں گے
[illegible] — قیامت [illegible] دیکھیں گے
تعلق [illegible] — نکل پڑا [illegible] دیکھیں گے
جزا کی بندہ ہو گی جب نسل و شکاروں کی — جگر [illegible] دیکھیں گے
لپٹ کر جالیوں سے جب ذرا [illegible] — ہر اک کو [illegible] دیکھیں گے
فرشتے بیڑیاں کاٹیں گے ہر پاپ گیسو کی — جو [illegible] دیکھیں گے
نمایش حشر میں شان کرم کی ہونے والی ہے — ہر اک [illegible] دیکھیں گے
نظر آئے گی صورت مصطفے کی آنکھ [illegible] — شب [illegible] دیکھیں گے
حیا آجائے گی سر در گریباں حشر میں ہونگے — غلاماں نبی کی جب [illegible] دیکھیں گے
پڑیں گی بیڑیاں [illegible] رحمت کی — ہم اپنے ہاتھ میں جب [illegible] دیکھیں گے
شہیدان دعا میں ہو شامل دیکھنا رضوان — [illegible] جب حضرت شہید [illegible] دیکھیں گے

ارادہ کیا بتاؤں طائر روح مقید کا

از جناب قاضی محمد حبیب الرحمان صاحب ہاشم جونپوری

ارادہ جب کیا لکھنے کا لکھا وصف احمد کا — بحمد اللہ نہیں مہلت میں اک دو [illegible] کا
کبھی یثرب کی جانب اور کبھی کعبہ کی جانب — ارادہ کیا بتاؤں طائر روح مقید کا
وہ روز حشر کی گرمی وہ لطف ساقی کوثر — ابھی سے ہے تصور پر تصور لطف بے حد کا
کبھی تجھ سے جدا دیکھا نہ اس کو چشم عالم نے — عجب تھا عاشق کامل ترا سایہ محمد کا
قریب المرگ ہوں لیکن اجل بالیں [illegible] — قیامت تک مجھے [illegible] محمد کا
کشش میں کتنی امید ہے اک عمر سے ہمدم — تماشا دیکھتا ہوں بحر غم میں جزر اور مد کا
مقدر پر زمیں کے چرخ ہفتم رشک کرتا تھا — ہوا تھا جس گھڑی شہرہ جہاں میں تیری آمد کا
کروں کچھ فکر میں اب پھر مری ہمت [illegible] — شہیدی لکھ گیا جب قافیہ تھا [illegible] کا
زمیں کتنی پرانی ہے نئے مضموں نئے ہاشم — کلید فکر سے کھولا ہے یہ قفل ابجد کا

بشر کے روپ میں جلوہ عیاں تھا نور وحدت کا

از جناب سید نور اللہ صاحب حسینی البخاری انور نیلوری

بنے گا نور چمکا جب شہنشاہ رسالت کا — ہوا عالم منور راستہ پاکر ہدایت کا
جو تھی دنیا میں تاریکی [illegible] — ظہور احمد مرسل سے پہلا نور وحدت کا
ہوئے بت سرنگوں باطل [illegible] — ہوا پیدا عرب میں نور جب حق کی صداقت کا
شب معراج میں کس نے کیا تھا [illegible] — خدا کے حسن کا جلوہ تھا آقا کی صورت کا
بشر کو کیا بیاں وصف نبی کرنے کی طاقت ہے — جہاں ہے ذات اللہ [illegible] اسکی حقیقت کا
جو کہتے ہیں بشر خیر البشر کو کیا وہ سمجھے ہیں — بشر کے روپ میں جلوہ عیاں تھا نور وحدت کا
جو منزل ہے محمد کا وہی منشاء خدا کا ہے — [illegible] سے پتہ چلتا ہے [illegible] کا
[illegible] دکھا کر [illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

[illegible]

شب ہے تاریک [illegible] | میں خادم ہوں [illegible]
بہت [illegible] | اشارہ اس طرف [illegible] عنایت کا
[illegible] | اشارہ [illegible] سلطنت کا
[illegible] سنبل [illegible] | اشارہ [illegible] محبت کا

ازل میں مجھ کو کسی سے یاد ہے کیا عہد و پیماں تھا

از جناب سید علی غضنفر صاحب [illegible] حال و نیا [illegible]

جمال روح دلیں سر [illegible] فضل [illegible] | بسان طور دل میرا تجلی گاہ یزداں تھا
شادی آمد [illegible] ہوئی جب [illegible] | زمیں سے تا فلک [illegible] کا سامان تھا
شب معراج [illegible] گردوں تک | منار سر وحدت [illegible] احمد پر اماں تھا
تھے محبوب [illegible] جو بام عرش اقدس پر | کمربستہ ملائک تھے کہیں حوریں تھیں [illegible]
کہیں [illegible] خوان [illegible] | کہیں ورد زباں صل علیٰ [illegible] سلیماں تھا
[illegible] ہر سو | بایں عنواں کہیں رطب اللساں [illegible]
گلستاں میں [illegible] شمیم شاہ والا سے | مشام جان معطر [illegible] در گلستاں تھا
کیا اسلام کو زندہ ظہور ذات اقدس نے | وجود کفر [illegible] ارض عالم پر نمایاں تھا
ہوا [illegible] وادی ایمن میں موسیٰ کو | مبارک فرش تو عرش علا [illegible] تھا
[illegible] اعمال [illegible] محشر میں | شفاعت پر محمدی تری رحمت پہ نازاں تھا
[illegible] کیا ہوگا جواب اس [illegible] | ازل میں مجھ کو کسی سے یاد ہے کیا عہد و پیماں تھا
[illegible] ہر دو سرا امید [illegible] محشر میں | غضنفر پر ہو سایہ کیونکہ وہ ما خوذ عصیاں تھا

او گیسوؤں والے

جناب حفیظ اکبر آبادی

اللہ نے خود ہمکو کیا تیرے حوالے | اے گیسوؤں والے
خادم در اقدس کا ہیں شاہ بنا لے | او گیسوؤں والے
جب [illegible] تو آیا یہاں دوش پہ ڈالے | او گیسوؤں والے
[illegible] افلاک پہ کالے | او گیسوؤں والے
بلوا کے تجھے شان سے پھر پاس بٹھا کر | محبوب بنا کر
بس وہ تو جہاں حق نے کہے تیرے حوالے | او گیسوؤں والے
کس شان سے آتا ہے وہ محبوب [illegible] اب | دیکھیں گے جلوہ سب
[illegible] | او گیسوؤں والے
ہے روز [illegible] سوا نیزے پہ آیا | اب دھوپ نے مارا
بس [illegible] | او گیسوؤں والے
کرتا ہوں گذارش میں [illegible] | اے شافع محشر
تو دونوں جہاں [illegible] | او گیسوؤں والے
[illegible] اللہ نے جب تم کو بلایا | کیا کیا نہ دکھایا
وحدت [illegible] | او گیسوؤں والے
[illegible] حفیظ [illegible] محشر | اے ساقی کوثر
[illegible] | او گیسوؤں والے

جذبات جوش

حضرت جوش ملیح آبادی

ترے شگ [illegible] بدلتا ہے پستیوں کو فراز میں
کبھی [illegible] جھک رہے ہیں مری جبین نیاز میں
مرے دل کو کفر [illegible] اس سے نہیں فنا
کہ ہزار مرتبہ [illegible] جلیگا طاق حجاز میں
جو کبھی میں [illegible] بیاں کروں تو فلک [illegible]
وہ بلندیاں [illegible] نیاز میں
مجھے اضطراب [illegible] سکوں [illegible]
ترے رخ کا شعلہ [illegible] دل کی خلوت راز میں
یہ ترے غرور کو کیا خبر کہ ازل کے روز سے دخل ہے
مرے عشق سادہ مزاج کو ترے حسن [illegible]
مری خاکساریاں دیکھ کر مرے دل کو تو نے عطا کئے
جو ہے آفتاب [illegible] تری چشم ذرہ نواز میں
یہ ستارہ سحری کی ضو ہے افق کی سرخ بساط پر
کہ دل نیاز [illegible] کسی کے پہلوئے ناز میں
[illegible] حقیقت داستاں [illegible]
میں وہ شمع ہوں جو [illegible] تمام بزم مجاز میں
جو بہار عشق ہو دیکھنا کبھی [illegible] پہ نگاہ کر
کہ [illegible] گلشن [illegible] ہے تباہ کرنے [illegible] میں
جو ستم کدوں میں بیاں کروں [illegible]
وہ ملا ہے مجھ کو پھر مزا مرے دل کو جوش [illegible] میں

نگاہوں کو نظر اس بام کا زینہ نہیں آتا

نظر اس دور میں مجھ کو ترا جینا نہیں آتا | [illegible] محبت کا تجھے پینا نہیں آتا
پکڑ کر عجز کا دامن پہنچ عرش معلیٰ پر | نگاہوں کو نظر اس بام کا زینہ نہیں آتا
عدو [illegible] دل کی [illegible] | [illegible] آئینہ نہیں آتا
بجھا دینا ہی اچھا ہے چراغ زندگانی کا | محبت میں [illegible] تجھے جینا نہیں آتا
یہیں [illegible] | کہ تجھ کو دیکھنا [illegible] نہیں آتا
یہ بہتر تھا کہ [illegible] | [illegible] آئینہ نہیں آتا
[illegible] سے تراز و ناز [illegible] | کہ [illegible] گنجینہ نہیں آتا

تلاش خضر کیا [illegible] زہر محبت ہو
مجھے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

اقبال

رباعی

[illegible] صورت و سیرت تیری | [illegible] ذات ہے رحمت تیری
کیونکہ نہ ترے عشق میں ہاشم مر جائے | ایمان کل ہے محبت تیری
ہر اک [illegible] عنایت تیری | بیکار نہیں جاتی محبت تیری
مرتے ہیں [illegible] غم میں جو مرنے والے | ہو جاتی ہے مرقد میں زیارت تیری

رسول نمبر پڑھ لینے کے بعد

آپ خود متعجب ہونگے کہ ایک روپیہ سالانہ چندہ میں اتنا اچھا، اور اتنا ضخیم مولوی کیونکر شایع ہوتا ہے، دراصل یہ کہ کوئی جماعت اس پرچہ کی معاون نہیں ہے اور کسی خاص شخصیت کی امداد کا رہین منت ہے، بیشک ایک فرد ہے جو اپنی ٹوٹی پھوٹی محنت سے جو کچھ بن آتا ہے اس کی خدمت کرتا ہے، یا پھر خریداروں کی امداد شریک حال ہے جو اپنے حوصلہ اور محنت سے اس کی اشاعت کرتے ہیں اور اپنے ہر شناسا تک اس کو پہنچانے کے ساعی ہیں، خدا کے فضل نے اپنی ذرہ نوازیوں کو کامیاب کر دکھایا ہے فالحمد للہ والشکر للہ

میری بساط ادنیٰ ہستی چھوٹی، سرمایہ کچھ نہیں، صرف تھوڑی سی ہمت ہے جو بعض اوقات کامیاب اور کبھی کبھی خطرے میں ڈالدیتی ہے، لیکن قربان اس کارساز مطلق کے جس نے سات سال اس حسن و خوبی سے گذروا دیے، کہ مولوی کا ہر پرچہ پہلے سے بہتر اور ہر قدم گذشتہ سے برتر اٹھا، اس مولا کی ذرہ نوازی دیکھتا ہوں کہ محرم ۱۳۴۴ھ ہجری میں مولوی کا پہلا پرچہ صرف ۴۴ صفحہ کا شایع ہوا تھا، اور اب بھی مولوی محرم ۱۳۵۰ھ میں ۸۰ صفحات کا ہے، پھر اس میں ہرشان کی رفعت موجود ہے اور اس کے ذریعہ سے اسلام کی وہ خدمت ہوئی جس کی ابتدا میں توقع بھی نہ تھی، ہزارہا افراد ملت بیضائے قرآن پاک کی تفسیر، رسول پاک کی احادیث، قوانین و مسائل اسلامی کی واقفیت اور تاریخ، سیاست، اولیائے عظام کے مقالات و ہدایات غرضکہ دین مبین کی ہر نعمت سے استفادہ کیا، الحمد للہ علیٰ احسانہ

رسول نمبر یا سیرۃ رسول کے اس جانفزا مرقع پر بھی نظر ڈالیے، ۱۳۴۳ھ کا رسول نمبر صرف ۶۰ صفحہ کا تھا، ۱۳۴۸ھ میں ۸۰ صفحہ کا، اور اب ۱۳۵۱ھ میں ۱۴۴ صفحہ کا ہے، اور اب اس کے مضامین فضل ربی سے اتنے بلند پایہ ہیں، کہ ہندوستان کے مشہور تر رین جرائد میں بھی اس پرچہ کو امتیاز حاصل ہو گیا ہے۔ اور اس سال کا رسول نمبر تو انشاء اللہ ہندوستان کے ہر خاص نمبر سے بہتر ثابت ہوگا۔

چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے میں کیا میری ہستی کیا، لیکن آپ حضرات میں سے بہت سے بھائی ایسے ہیں، جو مولوی کے علاوہ متعدد جرائد کی اعانت فرماتے ہیں، کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ مولوی ان سب میں باوجود اس قلیل قیمت کے اپنی امتیازی شان رکھتا ہے کیا یہ درست نہیں ہے کہ مولوی باوجود ایک ہیچ مدان اور نااہل مدیر کی ادارت کے بہترین صحافت کے ماہرین سے یک گونہ بلند و ممتاز ہے، پھر کیا ایک مزدور کی یہ محنت داد طلب نہیں ہے، داد طلبی کے معنی ہر اد بچے آدمی کے لیے یہ ہوتے ہیں کہ اس کی منقبت کی جائے، اس کی خوب خوب تعریف کی جائے اس کی خدمات کو سراہ سراہ کر دلغ چرخ چارم پہنچا دیا جائے، لیکن ایک مزدور ایک حقیر انسان کی محنت داد طلبی کے معنی سعی طلبی رکھتی ہے، اس کی داد یہی ہے کہ اسکی خدمات سے ہر طرح اتنی ہی دلچسپی لیجئے جتنی وہ خود لیتا ہے اس کی داد صرف یہی ہے کہ اس کی اس محنت کے ثمر کو اپنے ہر شناسا تک پہنچا دیا جائے، اس لیے اگر آپ مولوی کو پسند فرماتے ہیں، تو اس پسندیدگی کی آزمائش اس کا اقرار کیجئے کہ اس سال میں آپ پانچ خریدار مہیا کر دینگے۔

خریداروں کا مہیا کرنا کچھ بہت آسان ہے، کیونکہ ایک تو رسول نمبر پہلا بظاہر ایک روپیہ کا معلوم ہوتا ہے، پھر آج کل ہر شخص حسنات حاصل کرنے کا مشتاق ہوگا۔

اس لیے ذرا سی چند کوشش کی ضرورت ہے اگر آپ نے ہمت کی تو [illegible] کام ہو جائیگا۔

جب کہ اس سال کا پرچہ بھی ایک نمبر بنا کر چھپا ہے، اور جن صاحب کے چندے رسول نمبر میں ختم ہوتے ہیں ان کی تعداد بھی ۷ ہزار ہے، لا محالہ ان میں کم از کم ۲ ہزار بھائی ان میں ایسے ہونگے جو شاید مولوی کے آیندہ معاون نہ رہ سکیں۔ پھر تین ہزار جدید خریدار اسی مہینے میں پورے کرنے ہیں، لہٰذا اس وقت ہمت کو پورا فرمائیے، مولوی کے صرف اس رسول نمبر پر صرف روانگی دو دو ہی سات ہزار روپیہ کے قریب قریب خرچ ہو رہا ہے اور یہ سب نہیں تو تقریبا پانچ ہزار روپیہ قرض رہ جائے گا ۵۰۰۰ جدید خریداران اور کتابوں کی خرید سے ہی پورا ہوگا۔

بس ایسے موقعہ پر میری ہمت اور قلب دونو جواب دے بیٹھے ہیں، کیونکہ یہ کام ہمت و جرات سے پورا نہیں ہوتا۔ اگر آپ حضرات نے ذرا بھی تساہل سے کام فرمایا تو یہاں کا کام ناوقت ہو جائے گا۔

۲۰ ہزار خریدار ابھی پورے نہیں ہوئے لیکن میں نے مقامات مقدسہ کے فوٹو رسول نمبر میں تو دے ہی دیئے، بلاک تو بہت سے طیار کرانے کو دے دئے ہیں لیکن خدا معلوم پرچہ روانہ کرنے تک کتنے طیار ہو سکتے ہیں، بہرحال جس قدر زیادہ کوشش ہو سکتی تھی وہ کر رہا ہوں اور کی ہے، اگر آپ نے بیس ہزار خریدار پورے کر دیئے تو ہر مہینے مولوی کے ساتھ فوٹو مقامات مقدسہ کے شایع ہونگے اور ان کے ساتھ تاریخی معلومات بھی،

قرآن پاک اور مسلمان بھی بڑی عجیب و غریب کتاب ہے آیندہ مہینے اس کے مضامین کی بلند پائگی کا اندازہ فرمائیے گا۔ یہ اس سال کی بہترین کتاب ہوگی اتنا

آیندہ پرچہ غوث الاعظم نمبر ہوگا

صوبہ بمبئی، حیدرآباد، پنجاب کے ان مسلمانوں کو خوشخبری سناتا ہوں کہ آیندہ پرچہ حضرت غوث پاک کے نام نامی سے منسوب ہوگا اور ربیع الثانی کے پرچہ میں بڑے پیر کی گیارہ مجلسیں شایع ہونگی، اور یہ کام حضرت غوث پاک نبیرہ علامہ سید نذیر الحق صاحب قادری کا ہے جن کے متعدد مضامین آپ مولوی میں پڑھ چکے ہیں انہوں نے اپنے ذمہ لیا ہے، آپ کے آبا و اجداد بغداد شریف دو قرنوں سے ہندوستان میں مقیم ہیں، حضرت ممدوح کے پاس غوث الاعظم سے موروثی طور پر بہت سی نایاب چیزیں اور کتابیں ہیں جس کا [illegible] سے فراخدلی سے وہ قلمیات و کلیات قدسیہ منظر عام پر لانے کو تیار ہیں مولوی کا ایک عظیم ترین کارنامہ ہوگا۔

دیکھنا یہ ہے، کہ غوث پاک کے نام لیوا، شیخ پیر کے شیدائی، حضرت غوث گیلانی کے شیدائی اس کام میں مدد کیا مدد فرماتے ہیں [illegible] پیسہ تو میں کبھی لیتا نہیں اور اس سے اس خدمت کو کوئی [illegible] ہنچیگا، حضرت محی الدین کی روح پاک [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

...یہ اشاعت کے ... [illegible]

... صاحب ... آپ ... ہیں کہ ... [illegible] ... آپ

... پہنچنے کی کوشش سے سعی فرمائیے۔

عاشقان رسول کریم کا جھرمٹ

سال بھر میں بلا مبالغہ ہزاروں

خطوط ایسے آتے ہیں، جو مولوی کے معاونہ عام کو میری حسن کارگزاری تصور کر کے میری تعریف کرتے ہیں۔ اس لئے دعائیں دیتے ہیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ اس خدمت اسلامی کا سہرا معاونین کے سر ہے جو اپنی کوشش سے مولوی کی اشاعت فرماتے ہیں۔ تعریف کیجئے ان عاشقان رسول کریم کی جنہوں نے اپنا قیمتی وقت خرچ کر کے مولوی کی اشاعت کے لئے جدید خریدار فراہم کئے۔ دعا ان کو دیجئے جو ہر وقت ہر خدمت پر مولوی کے کام کرتے ہیں، خدا ان کا کارساز و معاون ہو۔ اور ان کی ایسی ہی مدد فرمائے جیسے وہ خدا کے دین کی اعانت فرماتے ہیں۔ اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جن حضرات نے محرم و صفر میں مولوی کے لئے جدید خریدار فراہم کئے وہ حسب ذیل ہیں،

نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد
حاجی محمد شریف صاحب ...	۲	جناب نبی بخش الٰہی بخش صاحب ہارنیر	۲
مولوی ... بخش صاحب لودھراں	۱۰	نور حسین صاحب ٹھیکیدار فیض آباد	۱
ظہیر الحق صاحب پٹنہ	۱	خان ظفر اللہ صاحب پارکیان	۲
محمد ... احمد صاحب ...	۱	سید احمد صاحب انصاری ...	۱
احمد حسین صاحب ...	۱	عبدالرحمان صاحب ...	۵
منشی عبدالحفیظ صاحب ...	۱	اے بی صادق برادرس آگرہ	۲
...	۳	الٰہی بخش صاحب مونگیر	۳
شاہ محمد صاحب ...	۲	سید برکت حسین صاحب ...	۱
محمد مشتاق حسین صاحب مراد آباد	۲	عبدالرشید صاحب ...	۳
... صاحب ...	۴	سید حیدر علی صاحب ٹھیکیدار ...	۴
[illegible]	[illegible]	محمد صدیق صاحب لائن مین ...	۲
[illegible]	۳	... رحمت علی خان صاحب ...	۱
[illegible]	۳	سید محمد یحییٰ صاحب ...	۶
[illegible]	۱	شیخ ... خان صاحب ...	۲
جناب ...	۳	سید غلام محمد صاحب ...	۲
جناب ...	۳	سید عاشق علی صاحب ...	۱
... صاحب ...	۲	علی محمد صاحب ...	۲
[illegible]	۲	[illegible]	۲

نام معاونین	تعداد
[illegible]	
... صاحب راولپنڈی	۲
سید ... صاحب ...	۱
حضرت شاہ ... صاحب ...	۳
قمر الدین صاحب ...	۲
سید رحمت علی صاحب کرسی نشین ...	۴
سید محمد حبیب الرحمٰن صاحب پٹنہ	۲
جناب شاہ احمد خان صاحب ...	۲
محمد اکبر خان صاحب گلگت	۳
سید محمود صاحب حیدر آباد دکن	۱
محمد عبداللطیف صاحب ...	۴
سید محمد فاضل صاحب قادری ...	۳
جناب ... صاحب ...	۲
... محمد خان صاحب ...	۳
سید عالم صاحب راولپنڈی	۳
محمد شمس الدین صاحب ...	۲
رحیم بخش صاحب نصیر آباد	۲
حافظ احمد نور صاحب اجمیر شریف	۲
پیرزادہ عبدالعزیز صاحب ...	۲
نور محمد صاحب میونسپل کمیٹی	۱
سید حیدر علی صاحب ...	۳
شیخ رمضان علی صاحب ...	۱
سید محمد نفیس صاحب ...	۲
حکیم محمد عمر صاحب طبیب ...	۲
شیخ زین العابدین صاحب ...	۲
... محی الدین صاحب ...	۲
حافظ شرف الدین صاحب ...	۲
مولوی محمد یوسف صاحب ...	۲
محمد بن حامد صاحب ...	۲
حاجی گل صاحب ...	۲
سید محمد شفیع صاحب ...	۲
مولوی عبدالرحیم صاحب ...	۲
فضل الٰہی صاحب ...	۳
عبدالرب صاحب ...	۴
محمد ابراہیم صاحب ...	۱
عبدالحمید ... صاحب ...	۱
حافظ احمد ... صاحب ...	۲
... صاحب ...	۲

نام معاونین	تعداد
[illegible]	۲
[illegible]	۲
[illegible]	۳
محمد سلیمان صاحب ...	۳
بی بی صاحب ...	۳
محمد یوسف خان صاحب ...	۳
عطا محمد صاحب چنیوٹ	۴
عبدالواحد صاحب ...	۳
شیخ عنایت اللہ صاحب ...	۲
حکیم ... صاحب لکھنؤ	۱
شیخ ... محمد صاحب ...	۳
میاں غلام احمد صاحب گجرات	۲
جناب سید ... صاحب ...	۱۰
محمد عبداللطیف ...	۴
عبدالعزیز صاحب ...	۱
عبدالعزیز صاحب ...	۱
غلام مصطفیٰ صاحب ...	۳
افتخار الدین صاحب ...	۴
عبدالحمید ...	۱
مولوی عبدالرحمان صاحب ...	۴
غلام رسول ... صاحب ...	۳
بابو ... حسین صاحب ...	۲
احمد حسین صاحب ...	۲
خواجہ عبدالرشید صاحب کلکتہ	۴
برکت علی صاحب ...	۱
مولوی محمد اسماعیل صاحب ...	۲
محمد عبدالجبار صاحب ...	۳
حسن خان محمد خان صاحب ...	۲
منشی رفیق احمد صاحب ...	۱
راجہ محمد روشن صاحب ...	۳
نور الدین صاحب ...	۱
عبدالکریم صاحب ...	۳
مولوی محمد حسین صاحب ...	۳
بابو مشہور محمد صاحب کلرک ...	۲
... الدین صاحب ...	۱
شیخ ... صاحب ...	۱
... صاحب	۲
... صاحب ...	۲

[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
۔ [illegible] صاحب پٹنہ	[illegible]
۔ [illegible] صاحب بڑودہ	۵
۔ شیخ [illegible] صاحب ٹانڈہ	۳
۔ میاں [illegible] صاحب نمبردار سدھوال	۱
۔ [illegible] صاحب سوداگر کھاگا	۲
۔ عبد [illegible] لوہے کے امرتسر	۱
حکیم محمد [illegible] صاحب شاہجہان پور	۱
۔ محمد عطاء اللہ صاحب [illegible]	۴
۔ مولوی عبد الحکیم صاحب [illegible]	۱
۔ محمد یاسین صاحب لاتور	۳
۔ حافظ سید نور الحسن صاحب گیا	۱
۔ منشی محمد ایوب صاحب پتولی [illegible]	۱
میر ناظم حمید صاحب امرتسر	۱
۔ شیر زماں صاحب موضع [illegible]	۳
۔ قریشی شاہ نقوی احمد آباد	۱
۔ جناب [illegible] صاحب تونگی	۲
۔ [illegible] صاحب [illegible]	۲
۔ [illegible] اینڈ سنز کو [illegible]	۲
ملک [illegible] خاں صاحب کمیلا	۱
۔ شیخ کریم بخش صاحب برہان پور	۲
۔ [illegible] صاحب رنگون	۱
۔ حکیم محسن صاحب انصاری	۱
۔ [illegible] علی صاحب [illegible]	۲
۔ حافظ عبد الکریم صاحب [illegible]	۳
۔ محمد عبد اللطیف صاحب سنام	۲
۔ داود خاں صاحب ڈیرہ [illegible]	[illegible]
۔ فخر الدین صاحب غلام حسین [illegible]	۳
۔ عبد البصیر صاحب [illegible]	۲
۔ ایس ایس صاحب [illegible]	۲
۔ جناب غلام حسین صاحب نقشبندی	۲
غلام مرتضیٰ صاحب [illegible] زئی افغانستان	۱
۔ سید [illegible] حسین صاحب [illegible]	۳
۔ سید ابراہیم سید نظام الدین [illegible]	۱
۔ عبد اللہ خاں صاحب [illegible]	۱
غلام اصغر صاحب [illegible]	۱

[illegible]	
۔ قاضی [illegible] صاحب [illegible]	۲
۔ ایس ایم اے جبار صاحب [illegible]	۱
۔ عبد الکریم صاحب [illegible]	۱
۔ ایس ایس نور الدین اینڈ سنز بیکانیر	۵
۔ مولوی لطیف خاں صاحب [illegible]	۲
۔ علی گوہر صاحب [illegible] راجپوتان	۱
۔ ڈاکٹر محراب خاں صاحب لکھنؤ	۲
۔ عنایت علی صاحب صدیقی بجنور	۱
۔ ملک احمد یار صاحب [illegible]	۲
۔ محمد حنیف صاحب پورولیہ	۳
۔ محمد سلیم خاں صاحب [illegible]	۲
۔ جناب آدم علی صاحب ماسٹر [illegible]	۲
۔ خدا بخش صاحب سفید پوش لاہور	۱
۔ محمد خاں صاحب کانپور	۱
۔ محمد بشیر خاں صاحب جاورہ	۱
۔ سید لقمان صاحب [illegible]	۱
۔ حاجی محمد حاجی عبد اللہ صاحب بمبئی	۱
۔ [illegible] احمد صاحب واصلیاتی نویس [illegible]	۵
۔ منشی عبد الغنی صاحب مقام [illegible]	۲
۔ یار محمد خاں صاحب [illegible]	۱
۔ عبد الحی خاں صاحب [illegible]	۲
۔ مولوی امیر احمد صاحب ہانسی	۴
۔ محمد عبد الرحمان صاحب انبالہ	۱
۔ سید جلال الدین صاحب فتحپور	۱
۔ چودھری نبی بخش صاحب ملتان	۲
۔ ایس اے حیات برہمپوری گنجام	۱
۔ پی بشیر احمد صاحب کانپور	۵
۔ حبیب الرحمان صاحب نواب گنج	۲
۔ شیخ عظیم الدین صاحب [illegible]	۱
۔ سید عشرت حسین صاحب لکھنؤ	۲
۔ ملک برکت علی صاحب اوورسیر [illegible]	۳
۔ محمد حنیف اکرم صاحب [illegible]	۲
۔ عبد الرزاق صاحب [illegible]	۲
۔ اشرف وزیر محمد صاحب غازی پور	۲
۔ ماسٹر وزیر [illegible] صاحب [illegible]	۳
۔ [illegible] صاحب [illegible]	۱

[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible]	۲
[illegible]	۵
[illegible] صاحب [illegible]	۳
۔ محمد [illegible] صاحب لال باغ [illegible]	۳
۔ سیٹھ میاں [illegible] میاں صاحب [illegible]	۲
۔ غلام نبی صاحب چتوکی	۲
۔ غیاث الدین [illegible]	۲
۔ علی محمد صاحب ٹیلیگرافسٹ لاہور	۲
۔ مولوی فتح محمد صاحب [illegible]	۱
۔ عبد المجید صاحب [illegible]	۱
۔ محمد یوسف صاحب [illegible]	۱
۔ حاجی گل صاحب ملاکنڈ	۱
۔ عبد اللہ خاں صاحب [illegible]	۱
۔ خلیل الرحمان صاحب اناؤ	۱
۔ ڈاکٹر درانی صاحب گوالیار	۲
۔ کرامت اللہ صاحب پشاور	۲
۔ رفیع احمد صاحب یو ایس کلب شملہ	۲
۔ محمد اصغر صاحب لاہور	۳
۔ محمد سرور صاحب محرر چونگی سیالکوٹ	۲
۔ بابو محمد لطیف صاحب کلرک [illegible]	۱
۔ مولوی محمد [illegible] صاحب گلبرگہ	۵
۔ سید عبد القدیر صاحب [illegible]	۱
۔ ت ۔ ن ۔ صاحب [illegible] گنج	۲
۔ ملک عبد الحی صاحب [illegible]	۱
۔ ملک علی محمد صاحب [illegible]	۲
۔ وزیر احمد صاحب [illegible] میرپور	۲
۔ ہاشم علی صاحب [illegible]	۲
۔ حافظ محمد رمضان صاحب [illegible]	۴
۔ فضل الٰہی صاحب [illegible]	۲
۔ محمد حسین صاحب اندور	۲
۔ ایس عبد المجید صاحب [illegible]	۲
۔ محمد نذیر احمد صاحب نگینہ	۲
۔ محمد معین الدین صاحب [illegible]	۴
۔ محمد وزیر صاحب گلبرگہ	۲
۔ محمد ضیاء الدین صاحب [illegible]	۲
۔ عبد العزیز صاحب کراچی	۲
۔ [illegible] محمد صاحب [illegible]	۳

[illegible]	[illegible]
۔ احمد علی صاحب [illegible]	۲
۔ سید تنویر احمد صاحب [illegible]	۳
۔ عبد الرزاق صاحب [illegible]	۳
۔ مولا بخش صاحب [illegible]	۲
۔ سید محمد صدیق صاحب [illegible]	۲
۔ عبد الرحمان صاحب [illegible]	۱
۔ سیف اللہ صاحب [illegible]	۳
۔ محمد حبیب اللہ صاحب [illegible]	۴
۔ بی ۔ احمد بخش صاحب [illegible]	۲
۔ خادم علی صاحب [illegible]	۱
۔ شیر محمد صاحب پٹواری [illegible]	۱
۔ حسن شریف صاحب حیدرآباد	۲
۔ محمد حنیف صاحب ناگپور	۳
۔ علی محمد صاحب جوناگڑھ	۱
۔ حافظ رحیم بخش صاحب [illegible]	۴
۔ کریم اللہ صاحب ناگپور	۲
۔ بی بی سید حسین صاحب [illegible]	[illegible]
۔ مولوی صابر علی صاحب لاہور	۲
۔ ڈاکٹر محراب خاں صاحب لکھنؤ	۲
۔ شیر محمد صاحب مدرس شیخوپورہ	۲
۔ محمد جعفر صاحب [illegible]	۱
۔ میرزا انور بیگ صاحب جبل پور	۲
۔ مولوی عبد الکریم صاحب [illegible]	۱
۔ [illegible] احمد صاحب بخاری [illegible]	۸
۔ مولوی کرم الٰہی صاحب مدرس [illegible]	۲
۔ مولوی اعجاز حسین صاحب [illegible]	[illegible]
۔ محمد محبوب صاحب [illegible]	۱
۔ سرفراز الدین صاحب [illegible]	۱۰
۔ محمد حسین صاحب کرنال	۲
۔ غلام محمد فیروز الدین [illegible]	۳
۔ حاجی اصغر علی صاحب [illegible]	۳
۔ پیرزادہ عبد العزیز [illegible]	۱
۔ مولوی [illegible]	[illegible]
۔ رفیق احمد صاحب [illegible]	۳
۔ فیض اللہ صاحب [illegible]	۲
منشی عبد اللطیف صاحب [illegible]	[illegible]
[illegible]	

خوشخبری! کتاب ... سیرت سرور کائنات ... میلاد نامہ

رؤف رحیم

الفاضل الکامل حضرت مولانا ... صاحب ... تالیف

الحمد للہ ... کتاب ہے جیسا صاحب ... ذکرہ، انداز بیان والہانہ ... ہے ... نہیں کہ جن کی سند نہ ہو ایک ایک سطر نہیں ایک ایک لفظ کتب معتبرہ ... سے مستند، شیرینی کلام کا یہ حال ہے کہ ہر فقرہ دل نشین ہر شعر ایسا ... کر دے جو پڑھتا ہے وہ لطف لیتا ہے، جو سنتا ہے وجد میں آجاتا ہے، اسی کیف میں جھوم جاتا ہے اور رؤف الرحیم پر نثار ہوتا ہے اور جوش میں ... رسول کا نام لیتا ہے، جس نے یہ کتاب پڑھ لی، اس نے رسول کریم کو دیکھ لیا۔ سمجھ لیا، جان لیا، پہچان لیا، پھر کہنا ہے اس سے بھی بڑی نعمت جس کی ... کو تلاش ہو اور وہ رسول پاک کے مہینے میں شیدائیوں کا امتحان ہے۔ مجبوں کی آزمائش ہے۔ پروانوں کو دعوت ہے دیکھیں ... ہزار میں سے کتنے اس ... مال ... اس کتاب کی ضخامت پونے ... صفحات ہیں اور قیمت ساڑھے تین روپے حمیدیہ پریس اتنی ضخیم کتاب کب بیچ سکتا ہے، جب ... مال ہاتھ آیا۔ تب ... ہی مولوی ... لایا، رعایتی قیمت مجلد ولایتی صرف ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ... کل ... کاغذ نہایت اعلیٰ آٹھ ... کا سورتی ... رنگا ... جلد ... کیونکہ پانچ سو صفحے کی ایسی عمدہ کاغذ چھپائی لکھائی کے ساتھ اگر آپ کوئی کتاب چھپوائیں تو ... لاگت آئے گی، جب کہ ... پاس موجود ہے جب تک ... ذرا فہرست مضامین پر بھی نظر ڈال لیجئے، یہ پوری نہیں ادھوری بھی نہیں ہے، فہرست مضامین کو اصل کتاب میں دس صفحوں پر ہے۔ مختصر یہ ہے۔

فہرست مضامین

رسول نمبر کی ضرورت سے سلسلہ میں انتہائی رعایت

ایک زبردست اسلامی انسائیکلوپیڈیا

جسمیں دس ہزار سے زائد تمام وہ باتیں ہیں جنکی ہر متمدن انسانکو ضرورت ہے جسمیں ایک بندہ اور ایک دنیادار کی دنیاوی اور دینی ضرورت کی کوئی ایسی معلومات نہیں جو اس کتاب میں نہو

یہ ایک کتاب ہی نہیں بلکہ ایک اسلامی کتب خانہ ہے

فلاح دین و دنیا

ہر اس شخص کے لئے جو دیندار ہے اور ہر اس شخص کیلئے جو دنیادار ہے اور ہر اس شخص کیلئے جو اپنی دینی و دنیاوی ترقی چاہتا ہے ضخیم کتاب کا مطالعہ اتنا ہی ضروری ہے جتنی کہ انسان کے لئے ہو۔ اور رفذا کیضرورت ہے اسمیں آج سے ایک ہزار سال پہلے کی کتابوں سے لیکر اسوقت تک کی تمام قدیم و جدید کتابوں کی روح ہے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ہندوستان جیسے غریب ملک میں یہ کتاب بیس ہزار روپیہ کی فروخت ہو چکی ہے اسمیں نہایت مکمل دینی اور دنیاوی معلومات ہیں اسمیں اخلاقی تعلیم ہے اسمیں معاشرت کا درج ہے اسمیں موت اور زندگی کی پیچیدگیوں کا حل ہے اسمیں کہانے پینے سونے اور رہائش کے اصول ہیں اسمیں حفظان صحت کے طریقے ہیں اسمیں تمام انسانی روحانی و جسمانی بیماریوں کا علاج ہے غرضکہ اسمیں وہ سب کچھ ہے جسکی ایک مسلمان کو ایک متمدن کو ضرورت ہے جس گھر میں یہ کتاب ہے اس گھر میں گویا ایک زبردست عالم ہے ایک زبردست فلاسفر ہے ایک بہترین مشیر ہے۔ ایک طبیب حاذق ہے اور ایک ایسا جہاندیدہ شخص ہے جسکو ہزار سال کے تجربات حاصل ہیں یہ کتاب درحقیقت ایک پوری اسلامی لائبریری ہے اس کتاب کی فہرست مضامین چونکہ بہت طویل ہے اس لئے اسمیں سے چند عنوانات اختصار کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں تا کہ کتاب کا خاکہ ذہن نشین ہو سکے یہی وہ کتاب ہے جسپر سوائے عید کے اور کسی نے رعایت نہیں کی۔ اور اب رسول نمبر کی ضروریات کیوجہ سے جسقدر جلدیں میرے پاس موجود ہیں نصف قیمت میں دیدونگا۔ اسکی اصلی قیمت ساڑھے چار روپے ہے اور اسی قیمت میں ۵ ہزار کتابیں مختلف کتب خانوں میں ہدیہ ہوئیں رعایتی خاص قیمت مجلد مع محصول ڈاک ۹ رمجلد چرمی تین روپیہ محصول ڈاک ۱۰ اس قیمت میں یہ کتاب نہ آجتک ملی ہے اور نہ آئندہ ملسکیگی خاص ضرورت سے یہ قیمت ہوگئی ہے ضخامت ۔۵۰۰ صفحات کے قریب ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی مختصر فہرست مضامین فلاح دین و دنیا حسب ذیل ہے۔

باب پہلا عقائد ذات و صفات الٰہی عرش و کرسی لوح و قلم آسمان و زمین فرشتے احکام قرآن قبر کے حالات علیین اور سجین منکر نکیر شہداء سے سوال جواب قیامت۔ ظہور مہدی دجال حضرت عیسے کا نزول۔ یاجوج ماجوج حیض و دخان مغرب سے طلوع آفتاب [illegible] جنت [illegible]

صنعا اور میدان حشر کتاب پلصراط حوض کوثر دوزخ اور اسکے ساتوں طبقے جنتیوں کے حالات آنحضرت کی فضیلت معجزہ کرامت وہ پیغمبر جو زندہ ہیں حضور صلعم کی زندگی کے حالات۔ صحابہ کرام اور اولیاء کے حالات بیعت اور پیری ایصال ثواب انبیاء و صلحین سے استعانت میلاد مبارک کا جواز دوسرا باب عبادات وضو کا مکمل بیان غسل کے طریقے۔ پانی کے مسائل تیمم و مسح موزہ پانی سے استنجا کرنیکا

بیان اذان و نماز کا مکمل بیان نماز کے اوقات نماز کے مسائل مفسدات نماز مکروہات نماز قضا نماز مسافر کی نماز۔ چلتی ریل گاڑی میں نماز جمعہ کی نماز جنازہ کی نماز نماز عیدین صدقہ فطر اور اسکا وزن عیدین کے خطبے احکام عید الاضحے قربانی۔ کسوف خسوف کی نماز۔ نماز مصیبت نماز خوف صلوۃ التسبیح

نماز اشراق نماز چاشت نماز قبل الزوال صلوۃ اوابین نماز تہجد اور تراویح اعتکاف۔ استخارہ فضائل ماہ رمضان نفل روزہ کا بیان مسائل روزہ ضروریہ زکوۃ کا بیان کن اشیاء پر زکوۃ واجب ہے حج اور اسکی شرطیں حج کے واجبات تیسرا باب عربی مہینوں کی وجہ تسمیہ اور انکے وظائف فضائل ماہ محرم محرم الحرام کیوجہ تسمیہ

فضائل و اعمال ماہ محرم ماہ صفر کیوجہ تسمیہ فضائل ماہ صفر اعمال و وظائف ماہ صفر اعمال ماہ ربیع الاول ربیع الثانی کیوجہ تسمیہ اعمال و وظائف اسی طرح تمام مہینوں کی وجہ تسمیہ اعمال و وظائف اور ان بزرگان دین کے حالات اس باب میں درج ہیں جنہوں نے اس ماہ میں ولادت یا وفات پائی چوتھا باب حلال و حرام جانور اور ذبح و شکار شکار کا مفصل بیان مذہب حنفیہ کے قواعد

کلیہ درباره جانوران شرائط شکار پانچواں باب حقوق حقوق اللہ حقوق آنحضرت حقوق صحابہ و اہلبیت حقوق فقہاء علماء مجتہدین حقوق استاد و پیر طریقت حقوق العباد حقوق الوالدین حقوق اقربا اولاد و ندکے حقوق عورتوں پر آقا کے حقوق ملازم پر زوجہ کے حقوق شوہر پر غلام کے حقوق آقا پر ہمسایہ ہمسفر ہم صحبت کے حقوق

عام مسلمانوں کے حقوق سلام و علیک و مصافحہ کا بیان اسی طرح تمام حقوق کا تذکرہ اس باب میں درج ہے چھٹا باب معاشرت کھانے پینے کے آداب پانی پینے کے آداب سونے کے آداب آداب لباس کیسا لباس پہنا سکتے ہیں دستار اور شملہ کی تحقیق سفید لباس کی حقیقت حضور کے لباس مبارک حضور کا عمامہ مبارک حضور کا حلیہ مبارک کپڑا اجلا دہونے سے پہننا حرام وجہ سے عبادت قبول نہیں ہوتی

قیمتی آپنے اور بزرگوں نے پہنا ہے توقہ خرچہ اور پاجامہ ریشمی کپڑے کا ذکر اس باب میں کہانا پینا لوڑہنا رہنا سہنا غرضکہ تمام باتوں کے متعلق مسائل ہیں باب ہفتم حیات و ممات کے متعلق تمام ضروری باتیں باب ہشتم ضروری باتیں اور تعلیم باب نہم اصول حفظان صحت غرضکہ یہ کتاب اسوقت کی تمام کتابوں سے افضل ہے قیمت مجلد ۹ مجلد چرمی تین روپیہ

منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

اسلام کے دامن کو داغ نہ لگاؤ

مسلمانو! معاشرتی حالات اسلام کے دامن پر بدنما داغ ہے ہم مسلمان کہلاتے ہیں مگر کافروں سے بدتر ہیں۔ ہم اپنے آپکو مسلمان لکھا کرتے ہیں مگر ہماری حالت دیکھ کر کہا جاتا ہے کہ شرم ہیں ہماری معاشرت جو اگرچہ اسلامی قانون کے ماتحت ہے لیکن ہمارے رسم و رواج نے اسے اس قدر گندہ و ناقابل بنا دیا ہے کہ ہماری وجہ سے اسلام بدنام ہو رہا ہے اگر ہم مسلمان ہیں تو ہمارے لئے اسلامی عبادات کے ساتھ ساتھ اسلامی معاشرت سے بھی واقف ہونا ضروری ہے کیونکہ ہماری معاشرت کی صرف ایک کمزوری تمام عمر کی عبادت کو خاک میں ملا دیتی ہے اور ہمیں خبر بھی نہیں ہوتی موجودہ تعلیم نے ہمیں اس قابل نہ چھوڑا کہ ہم عربی فارسی کتابوں سے فائدہ اٹھائیں نہ اردو میں کوئی ایسی کتاب تھی جسے معاشرتی ضروریات پہلوی کیا جا سکتا اس نازک اور ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر کئی سال کی مسلسل کوشش کے بعد ایک کتاب

اسلامی زندگی

کے نام سے شائع کی ہے یہ کتاب اسلامی معاشرت کی تمام ضروریات پر حاوی ہے حتی کہ اسمیں ان باتوں اور نازک معاشرتی مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جن سے اس زمانہ کے علماء بھی ناواقف ہیں یہی وہ کتاب ہے جسپر کبھی ایک پیسہ رعایت نہیں ملی اب رسول نمبر کی ضرورت کیوجہ سے نصف قیمت میں دینا چاہتا ہوں تاکہ کتابیں جلد تر روپیہ کی صورت میں تبدیل ہو جائیں اور اسٹاک تمام پورا ہو جائے ضخامت ڈھائی سو صفحے کاغذ بہت اعلی قیمت اصلی تین روپیہ رعایتی ڈیڑھ روپیہ محصول ۸؍ چند مضامین کے عنوان یہ ہیں اس سے کتاب کا اندازہ فرمائیے

خدا اور بندہ کا تعلق	مصالحت صلح	نامحرم مرد کی پردہ	امانت کا تاوان	اگر وارث کافر ہو
رسول و امتی کا تعلق	کھانا کھانے کے آداب	مخنثوں سے پردہ	امانت کی حفاظت	اگر وارث قاتل ہو
ماں باپ کی تابعداری	حسن اخلاق مساوات	نشہ کی چیزوں کا استعمال	امانت کا استعمال	عاق کی ہوئی اولاد
اولاد کی تربیت	آداب مجلس	نشہ کی چیزوں کی تجارت	ناجائز اشیاء کی امانت	ناجائز اولاد کا حق وراثت
پرورش یتامی	کسی دوسرے کا خط پڑھنا	مسائل خرید و فروخت	دوسروں کے مال پر قبضہ	وقف اور اسکے شرائط
مومن کا مومن سے تعلق	سوالی چیزوں کا انکار	بیع کن صورتوں میں فاسد	دوسروں کے روپے سے	وقف کی چار صورتیں
میاں بیوی کا تعلق	بے پردہ چھت پر سونا	بوقت بیع مال کا	بلا اجازت تجارت	وقف علی الاولاد
شوہر کے فرائض	قسم اور اسکا کفارہ	ناحق ثابت ہونا	دوسرے کے نوکر سے کام	وقف کی ناجائز طریق
بیوی سے محبت	نکاح اور اسکے مسائل	بیع کی ناجائز صورتیں	حقوق ہمسایہ میں اہتمام	مسائل کفر و ارتداد
بیوی کے فرائض	کن عورتوں سے نکاح حرام	نیلام وغیرہ	لاوارث اشیاء	مرتد مرتد کیساتھ
پردہ شوہر کی محبت	مسئلہ ولایت	مسائل شفعہ	لاوارث بچہ	مرتد و مرتد بیوی
سوکن کیساتھ سلوک	طلاق اور اسکی صورتیں	سودی لین دین	لاوارث بچہ کا مذہب	کن اقوال سے کفر
عورتوں کے نیم برہنہ لباس	تین طلاق	سود کے احترازات	گمشدہ کے متعلق احکام	لازم آتا ہے
باہمی محبت	خلع اور اسکی تعریف	دوسرے کے سر پیٹی	ہبہ اور وصیت	جہاد کے مسائل
امداد باہمی	خلع کی جائز صورتیں	مضاربت کا جواز	وصیت اور	جہاد کی حقیقت فضیلت
بزرگوں کا ادب	خلوت سے پہلے طلاق	رہن کا بیان	مسائل میراث	غرض، غنیمت اور
تحفہ اور ہدایا	ناچوں کی طرح دیکھنا	رہن کا جواز	ورثاء کے حقوق	مواقع
عیادت اور بیمار	میاں بیوی کا رکھنا	رہن کی صورتیں	وارث بحالت حمل	قصاص شرعی سزا
سلام گھر کے آداب	منسوبہ کو دیکھنا	عاریتاً کسی چیز کا لینا	مفقود الخبرات وراثت	حرمت تصاویر
مصافحہ و معانقہ	عورتوں سے	امانت رکھنا	مرتد کی میراث	جادو کی حرمت

قیمت رعایتی ڈیڑھ محصول ۸؍ کل ۲ حمیدیہ بک ڈپو دہلی سے منگائیے

جو علم غیب حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ طلسمی کتاب

غیبی اشارے

پڑھیں یہ وہ حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جو دنیا میں انقلاب پیدا کر دے گی یہ عجیب و غریب کتاب اور علم ہندوستان کی کسی کتاب میں اسوقت موجود نہیں اور نہ آجتک کوئی اتنی بہتر معلومات کی ہندوستان کی کسی اور زبان میں عام طور سے موجود ہے

غیبی اشارے تمام غیبی واقعات کو صاف صاف بتائیگی

غیبی اشارے کا مطالعہ تمام پیش آنے والے واقعات سے باخبر کر دیگی

غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کی تحریر پڑھ سکتے ہیں

غیبی اشارے کا مطالعہ آپ کو احباب اور اعزا اولاد کی قسمتوں سے باخبر کر دیگی

غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کو پلٹ سکتے ہیں

غیبی اشارے کا پڑھنے والا جسکی چاہے قسمت پلٹ سکتا ہے

غیبی اشارے کے مطالعہ کے بعد ہر شخص نہایت صحیح پیشین گوئی کر سکتا ہے

غیبی اشارے کا مطالعہ تاجروں کو نفع نقصان سے باخبر کر دے گی

غیبی اشارے کے مطالعہ سے آپ دشمنوں کے ارادے سے باخبر ہو جائیے

غیبی اشارے کا پڑھنے والا لوگوں کے دلوں کے حال معلوم کر سکتا ہے

غیبی اشارے پڑھنے سے محبوب کی دلی کیفیات معلوم ہو سکتی ہیں

غیبی اشارے ملازمت پیشہ اصحاب کو ترقی کی راہوں اور خطرات سے آگاہ کر دیگی

غیبی اشارے بیمار کی موت اور زندگی کی اطلاع دے گی

غیبی اشارے کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ کیونکر مایوس العلاج مریض تندرست ہوگا

غیبی اشارے

ایک ایسی کتاب ہے جو جوتش کا کام دے گی نہ اسمیں اعمال ہیں نہ نجوم کی سمجھ میں نہ آنیوالی باتیں ہیں نہ جفر کی کبھی نہ حل ہونے والی چیستان ہے۔ بلکہ ایک نہایت آسان اردو زبان کی کتاب ہے نہ کسی قسم کی ریاضت کی ضرورت ہے نہ کسی خاص قابلیت کی ضرورت ہے صرف ایک دو مرتبہ کا پڑھ جانا کافی ہے ایک دس برس کا اردو پڑھا ہوا بچہ بھی اس کتاب سے پورا فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور یورپ کی زبردست پیشگوئیاں کرنیوالوں کی طرح واقعات نہایت صحیح بتا سکتا ہے ایسی حیرت انگیز اور لاجواب کتاب اردو میں چھپ گئی خوبیوں کے لحاظ سے اسکی قیمت بہت ہی کم تھی کیونکہ یہ ایک خاص فن کی کتاب ہے جو ہر شخص آسانی سے پڑھ سکتا ہے اصلی قیمت سوا روپیہ رعایتی دس آنے محصول ۸؍ کل ۱۲

بغیر استاد کی مدد کے عربی سکھانے والی طلسمی کتاب

اتالیق عربی

جس کے دو سال میں تین ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گئے عربی سیکھنے، عربی پڑھنے عربی بولنے عربی ترجمہ کرنیکے لئے اس سے بہتر کتاب شاید ہی کوئی شائع ہوئی ہو اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ بیشتر مکاتب و مدارس میں داخل نصاب ہے اسکی اصلی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے اور اب تک ایک پیسہ کم میں نہیں دی گئی قیمت اصلی ؁ رعایتی صرف ایک روپیہ محصول ۸؍ کل ۱؍۸

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

۲۷

فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ

مت بن جا ... کرتے ہیں جس سے ... لوگ ان دونوں سے اس قسم کا ... سیکھ لیتے ہیں

بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ

جس کے ذریعہ عمل کرکے کسی مرد اور اس کی بیوی میں تفریق پیدا کر دیتے ہیں، اور یہ ساحر لوگ اس کے ذریعہ

اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ

سے کسی کو بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے، مگر خدا ہی کے تقدیری حکم سے، اور ایسی چیزیں سیکھ لیتے ہیں جو

وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ

خود ان کو ضرر رساں ہیں اور ان کو نافع نہیں ہیں، اور ضرور یہ یہودی بھی اتنا جانتے ہیں کہ جو شخص

فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ

اس کو اختیار کرے ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ باقی نہیں ہے اور بے شک بری ہے وہ چیز جس میں وہ

اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا

جس میں وہ لوگ اپنی جان دے رہے ہیں، کاش ان کو اتنی عقل ہوتی، اور اگر وہ لوگ بجائے سحر کے ایمان

وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْا

اور تقویٰ اختیار کرتے تو خدا تعالیٰ کے ہاں کا معاوضہ اس کفر و بد اعمالی سے ہزار درجہ بہتر تھا

يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا

کاش ان کو اتنی عقل ہوتی۔ اے ایمان والو تم لفظ راعنا مت کہا کرو اور انظرنا کہہ دیا کرو اور

رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ

اس حکم کو اچھی طرح سن لیجیو اور ان کافروں کو تو سزائے دردناک

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

ہوہی ہوگی۔ ذرا بھی پسند نہیں کرتے کافر لوگ ان اہل کتاب میں سے ہوں خواہ

الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

مشرکین میں سے اس امر کو کہ تم کو کسی طرح کی بہتری بھی نصیب ہو تمہارے پروردگار

منزل ۱

موضح القرآن

بیان القرآن

بے شمار خوبیوں والا قرآن شریف

نہایت اعلیٰ درجہ کا چکنا مضبوط کاغذ حاشیہ شدہ مجلد چرمی پشتہ مع مقدمہ المجید محشیٰ

ہر مسلمان کا دل یہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس ایسا نسخہ قرآن مجید کا ہو جو خوشخطی میں بے مثل ہو جس کا ہر حرف علیحدہ اور صاف لکھا ہوا ہو جس کے اعراب ٹھیک اپنی اپنی جگہ پر اور صحیح ہوں کہ بچہ بھی صاف اور صحیح پڑھتا چلا جائے چھپائی ایسی ہو کہ کہیں دھبہ کا تو کیا ذکر سیاہی بھی ہلکی بھاری نہ ہو، چنانچہ ان سب امور کا لحاظ کر کے ہمنے اعلیٰ درجہ کے سفید چکنے اور مضبوط کاغذ پر مترجم کلام مجید خاص طور پر طہارت کے ساتھ مسلمانوں کے ہاتھوں طبع کرایا ہے۔ جس کے حروف دیکھنے سے آنکھوں میں طراوت اور دل میں مسرت پیدا ہوتی ہے، یہ قرآن شریف منشی محمد قاسم صاحب معجز نگار مرحوم کا کتابت شدہ ہے مرحوم کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے، اب یہ حسن و خوبی تحریر عنقا ہو گئی، اور مرحوم کی یہ خصوصی خوشنویسی قبر میں پہنچ گئی جن کے پاس یہ قرآن شریف رہ جائیگا تاریخی یادگار ہوگا۔ اور ترجمہ بھی اعلیٰ درجہ کے خوشخط کاتب سے لکھوایا ہے، اس کا ترجمہ **حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی** تھانوی مدظلہ کا ہے جو بامحاورہ اور نہایت سلیس ہونے کی وجہ سے عام پسند ہے، حاشیہ پر شان نزول ہے **مقدمہ** میں فضائل و آداب تلاوت اور قواعد تجوید و رموز اوقاف قرآن مجید درج ہیں، اور ایک بہت بڑی فہرست مضامین ایسی مندرج ہے کہ جس آیت کو چاہو ایک منٹ میں نکال لو، اس کے علاوہ مندرجہ ذیل بیانات و حالات و ادعیہ درج ہیں، کلام اللہ شریف میں کن کن انبیاء کا ذکر ہے، فرشتوں کے حالات جنکا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے، قبائل جنکا ذکر قرآن مجید میں ہے، دنیاوی اماکن و مقامات جنکا ذکر قرآن شریف میں ہے، اخروی اماکن و مقامات جنکا ذکر قرآن شریف میں ہے، قرآن مجید کی تعلیم کے فضائل، قرآن مجید کتنے دن میں ختم کرنا چاہئے، قرآن مجید کے وہ مقامات جہاں اعراب کے فرق سے کفر لازم آتا ہے، سب سے پہلی اور سب سے آخری وحی، قرآن المجید کی مشہور اور ہر مشکل کو آسان کرنے والی دعائیں

سرورق ہفت رنگ بہت خوشنما آرٹ پیپر پر نقشہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، و جامع مسجد کا اعلیٰ درجہ کا خوشنما چھپا ہوا اور ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے تقطیع ۲۹×۲۲ اس کی کچھ عبارت نیچے نمونہ کے طور پر دی جاتی ہے لیکن خیال رہے اس چربے میں وہ شان پیدا نہیں ہو سکتی جو اصل میں ہے

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ صرف تین روپے محصول ایک روپیہ کل للعہ منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

ورقہ نے نقل کیا کہ اسنے ... خوف زدہ کر دیا کان لگا کر سنو کہ وہ کیا کہتا ہے اس کے بعد آنحضرت صلعم صحرا کی جانب نظر بھیرنے لگے اور جب وسط میں پہنچے کہ تصدیق کان میں آئی تو آنحضرت صلعم نے لبیک کہا آواز آئی کہ اے محمد میں جبرئیل خدا کا فرشتہ ہوں اور تم اس امت کے نبی ہو اول کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ ان محمدا عبدہ و رسولہ اب پڑھو الحمد للہ رب العالمین

۱۳

عورتوں کے لیئے بالخصوص مردوں اور بچوں کے لئے بالعموم یعنی ہر اس فرد کیلئے

جو مسلمان ہونے کا دعوے کرتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے

ضرورت ہے

کہ وہ احکام اسلامی سے واقف ہو، قوانین شریعہ کا عالم ہو اور اوامر الہی کے آگے سر جھکا دے، جب ہی وہ سچا مسلمان ہے۔ یوں تو بہت سے نیک کام ایسے ہیں جو غیر مسلم بھی کرتے ہیں، لیکن مسلمان کی ایک نیکی کا درجہ جو وہ خدا کا حکم سمجھ کر بجالائے غیر مسلم کیا ناواقف اور جاہل دبے غیر مسلمان کی اسی قسم کی نیکی سے بدرجہا زائد اجر کی مستحق ہے پھر کیا آپ ہر وہ اچھا کام جو روزمرہ کرتے ہیں اس کا بدلہ افزوں کرنا چاہتے ہیں یا وہی مال جو آپ کے پاس ہے زیادہ سے زیادہ داموں میں دینا چاہتے ہیں تو پھر آپ سب سے پہلے ایسی کتاب کا مطالعہ کیجئے جس سے آپ کو ایک عالم مسلمان کا درجہ مل جائے اور اس کے بعد آپ کی ہر نیکی اور ہر بھلائی کا درجہ اب سے بدرجہا زائد ہو جائے گا۔ اردو زبان میں کوئی ایسی کتاب جو اسلام کے تمام احکام و اوامر پر حاوی ہو

بہشتی زیور

یہ ایک ہزار صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور گیارہ حصے

ہیں، پھر لکھی ہوئی بھی ایسے جید محدث کی جس کا ثانی قرن حاضرہ میں نہیں یعنی

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

مدظلہ کی وہ معرکۃ الآرا کتاب ہے جس کی ثانی نہ کوئی کتاب ہو سکی اور نہ ہوگی

حصہ ۱ الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان ۸۰ صفحات قیمت ۴؍

حصہ ۲ وضو طہارت حیض و نفاس کے احکام نماز کے مسائل ۹۰ صفحات قیمت ۴؍

حصہ ۳ زکاۃ روزہ حج قربانی منت وغیرہ کے مسائل ۸۸ صفحات قیمت ۸؍

حصہ ۴ طلاق، خلع، مہر، ولی، عدت وغیرہ کے احکام ۷۶ صفحات قیمت ۵؍

حصہ ۵ معاملات، حقوق، معاشرت زوجین اور قواعد تجوید ۹۸ صفحات قیمت ۷؍

حصہ ۶ اصلاح باطن، تہذیب و اخلاق، ذکر قیامت و جنت ۶۴ صفحات قیمت ۸؍

حصہ ۷ اصلاح رسوم، مروجہ شادی و غمی، میلاد عرس تیجہ وغیرہ ۸۰ صفحات قیمت ۵؍

حصہ ۸ نیک بیبیوں کی حکایتیں اور سیرت و اخلاق ۸۸ صفحات قیمت ۶؍

حصہ ۹ ضروری اور مفید علاج معالجے نسخے بچوں اور عورتوں کے لیے ۱۰۰ صفحات قیمت ۱؍

حصہ ۱۰ ضروری دستکاریاں اور ہنر، معاملات حساب کتاب ۹۰ صفحات قیمت ۵؍

حصہ ۱۱ خاص مردوں کے لیے بڑے مسائل اسلامی اور مفید باتیں ۱۲۰ صفحات ۱۱؍

قیمت مجلد دو روپے کامل، حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

غریبوں کا سستا علاج

کیونکر کیا جائے، یہ ایک ایسا مسئلہ تھا کہ بہت سنجیدگی سے اس پر غور کرنے کی ضرورت تھی خدا کا شکر ہے کہ یہ مسئلہ حل ہو گیا اور کتاب علاج الغربا طبع ہو گئی امیر تو ہر جگہ اپنے روپے کے زور پر تکالیف دور کر لیا کرتے تھے، لیکن غربا کی مشکل تھی کہ اگر وہ دو چار پیسے دوا دارو کے لیئے خرچ کرنا بھی چاہتے تو ان غریبوں کا کوئی پوچھنے والا نہ تھا الحمد للہ کہ یہ کتاب منگا لینے کے بعد ہر دکھی سکھی ہو جائے گا، اور گھر بیٹھے اپنے اور متعلقین کے علاج سے بے نیاز ہو جائینگے، اس کتاب میں سر سے پاؤں تک کی تمام بیماریوں کے علاج ہیں، اور ایک ایک مرض کے بیسیوں نسخے ہیں پھر نسخوں میں یہ بھی التزام ہے کہ ایسی دوائیں ہوں جو کم قیمت اور سہل الحصول ہوں، یہ کتاب ایسی ہے کہ بلا ضرورت بھی ہر گھر میں رہنی چاہیئے، کیونکہ اگر علاج کی ضرورت بھی نہ پڑے تو فقط ما تقدم ہی تمام مرضوں کی آمد سے محفوظ رکھے گا۔ ہمیں ایسی گولیاں اور بیسیوں سفوف بھی ہیں جو مختلف صدہا بیماریوں میں کام آتے ہیں، اور دو چار آنوں میں سینکڑوں مریضوں کا بھلا ہو جاتا ہے افضل الناس من خدمت الناس حدیث شریف پر عمل کرنے والے مسلمان اس کتاب کے ذریعہ سے اجر آخرت کا ذخیرہ جمع کرتے ہیں، کتاب کی ضخامت ۲۰۸ صفحات ہے اور قیمت ایک روپیہ ہے لیکن حمیدیہ پریس دہلی سے ۸؍ میں ملتی ہے محصولڈاک بھی ۸؍ ہی خرچ ہوتا ہے اور کتابوں کو بھی ساتھ منگالیجئے جو محصول گراں نہ معلوم ہو۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

فارسی زبان کے بیس ہزار الفاظ

کے لغات کی سستی کتاب

کریم اللغات

حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے، وہاں سے جدید الطبع تصحیح شدہ نو ترمیم سستی ملتی ہے۔۔ صفحات ۱۱؍

آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ آپ کی زبان اور روزمرہ بول چال میں کتنے فارسی الفاظ ایسے ہیں جو باوجود روزمرہ بولنے کے بھی ان کے صحیح معنوں سے آپ واقف نہیں، اور بعض مرتبہ ان کا محل استعمال غلط ہو جاتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں جب اس کی وجہ سے شرمندگی ہوتی ہے تو بہت غصہ آتا ہے، اتنی بڑی بات کے لیے ذرا سی تکلیف گوارا کیجئے جدید کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھیئے دو چار مہینے آپ کی بول چال آپ کی تقریر میں نہایت موزوں برجستہ اور برمحل الفاظ آجائینگے، آپ کی تحریر چست اور دلکش ہو جائیگی، اور بڑی بات تو یہ ہے کہ کبھی آپ کو اس قسم کی شرمندگی اٹھانی نہ پڑیگی جو ایک جاہل پڑھے لکھے آدمی کو الفاظ کے بے محل استعمال سے اٹھانی پڑتی ہے

لغت کی کتاب میں یہ سب سے بڑی کتاب ہے اور سب سے سستی کتاب ہے، ضخامت ۰۰ صفحات قیمت اصلی ۱۲؍ رعایتی ۱۲؍ محصولڈاک ۷؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

ہر شخص حیرت میں ہے کہ عمدہ مترجم اور محشّی مجلد حمائلی قرآن کیونکر مل سکتا ہے

اور ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا تفسیر بھی بیان القرآن کی کاغذ بھی سفید گلیز ڈ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہو کتابت

دیکھا ہے نہ سنا ہے

یہ سب حمیدیہ پریس دہلی کا مفید اور حیرت خیز کارنامہ

اس گرانی کے زمانہ اور بے روزگاری میں جبکہ ہزاروں بھائی قوت لایموت کے ساتھ دین کا دامن بھی چھوڑتے جاتے ہیں مترجم قرآن شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً خرید نہ سکتے تھے حمیدیہ پریس دہلی کی اولیت ہے کہ اس نے ایسا قرآن شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جو ترجمہ والا بھی ہو اور ستا بھی ہو ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہو اور تفسیر بھی بیان القرآن سے ماخوذ تقطیع بھی کلاں ہو غرض تمام وہ سامان ہو جیسا ایک مسلمان والہ و خواہاں ہو سکتا ہے اور علاوہ اس کے ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق ضروریات کا حل ہو اور جلد بھی چمڑے کا ہو۔

تیار ہے اور اس کا نام ۲۸ خوبیوں والا یا غریبوں کا مترجم قرآن ہے صد ہا روپیہ جا رہا ہے

اور حسب ذیل ۲۸ خوبیاں ہیں (۱) تعداد پارہ سورۂ قرآن شریف ترتیب نزول ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن شریف اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت معہ ترجمہ کے ترکا (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا اور جبریل کیونکر آیات قرآنی لاتے تھے احادیث صحیحہ سے اقتباس (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے تعلیم قرآنی کے فوائد اس کے اثرات و برکات (۵) تلاوت قرآن کا ثواب بصورت مختلفہ مثلاً نمازوں میں تراویح میں مسجد میں رات دن میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دیگر کتب سماوی پر (۹) اعوذ باللہ کے فضائل (۱۰) بیان فضائل سورۂ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورۂ بقر (۱۲) فضائل سورہ انعام معہ قبولیت (۱۳) بیان آیۃ الکرسی معہ فضائل اور اس کے اعمال (۱۴) فضائل سورۂ کہف اور اس کے آیات کا اثر معہ قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورہ یاسین کے فضائل و اعمال (۱۶) فضیلت سورۂ فتح اور اس کے اعمال (۱۸) فضیلت سورۂ ملک اور اس کے اعمال (۱۹) فضائل سورہ اخلاص معہ اعمال (۲۰) فضائل سورۂ واقعہ معہ اعمال برفع گرانی و باران رحمت (۲۱) سورہ عم کے خواص اور دفع بلیات کے عملیات (۲۲) فضائل معوذتین معہ اعمال (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے۔ فضائل درود شریف (۲۴) رموز اوقاف (۲۵) تعداد آیات (۲۶) سوانح عمری رسول کریم (۲۷) فہرست ترتیب سورۃ و آیات (۲۸) دعائے ختم القرآن معہ فضائل **ضخامت ۹۴۰ صفحے** معہ مقدمہ

کاغذ سفید دبیز ولایتی ساخت **چھپائی** خوب روشن سیاہ **مجلد** چرمی پشتہ **کتابت** کا اندازہ با عتبار خوشخطی اس نمونہ سے نہ کیجئے کیونکہ یہ نمونہ عربی سے ناواقف شخص کا ہے بلکہ اس سے خط کے جلی ہونے کا اندازہ کیجئے ہدیہ **مجلد ڈیڑھ روپیہ** معہ مقدمہ محصول ڈاک اس پر [illegible] ہے۔ اس لئے ۱۵ ارکل [illegible] جہاں چاہے منگا لیجئے **ایک منگائیے یا سو** رعایت مطلق نہیں ریل کے ذریعہ کم سے کم چار قرآن شریف منگائیے ورنہ کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا ریل کے ذریعہ منگانے والے پیشگی قیمت بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی یہ بھی نوٹ کیجئے کہ ہر پارسل جو ریل کے ذریعہ منگایا جائے ۱۲ اور سے [illegible] خرچ ہو جاتے ہیں ایک مرتبہ جلدیں بہت اعلیٰ اور بھی تیار ہو رہی ہیں

منیجر رسالہ مولوی دہلی سے منگائیے۔ کیونکہ رسالہ مولوی کے تمام منافعات کے علاقی اور اسلامی احکام کی تبلیغ قرآن شریف کی اشاعت میں صرف ہوتی ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ

وہ پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں بیشک

وَاٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا

اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے اور بڑے دیکھنے والے ہیں اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا

مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ۝ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا

کہ تم میرے سوا کوئی کارساز مت قرار دو اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار [illegible] بیشک

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب علماء ظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہو کر جس کی حقیقت
ذہب اسلام کی صحیح تصنیف ہے اس کے علاوہ
دیگر مضامین ہیں۔ تمام علوم اور قرآن کی تفسیر شیعہ
سائنس و خدا کی ہستی کے عقلی دلائل اسلام تمام مذاہب
روشنی میں اور نجات انسان تمام مذہب ہے اور مجموعی
انبیاء کرام کی فطری طاقتیں عذاب قبر کا عقلی ثبوت
مرنے کے بعد زندہ ہونا مادی اور سائنس دنیا کی حقیقت
نجات کا راستہ صداقت رسول، قرآن مجید آج تک کیوں
محفوظ ہے بسم اللہ کی تفسیر خدا پر بھروسہ زمانہ گزشتہ کے
علماء اور صوفیہ اسلام اور وحدت جلوں کی غرض و غایت
یہ علم عربی کا مجموعہ کرم تفسیر سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ
بعض اسرار و معارف وحدت و محبت کی تعلیم۔ آجکل کے
مسلمانوں کا امتیاز مشعار اسلام کا مقصد لا الہ الا اللہ
کا مرکز اسلام ہے، مرتبہ عبودیت صراط مستقیم سے
گمراہی کے اسباب باقی اصل کتاب میں دیکھئے قیمت
دس آنے محصول ۵ کل ۱۵ ۔ مینجر حمیدیہ پریس دہلی

سورہ یاسین

[illegible]
کا زمانہ ہے ادر قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل کی
ضرورت ہے یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو
عقلی طریقہ پر سمجھایا ہے۔ یہ تفسیر علامہ محمد عبدہ مصری کی تفسیر
المنار سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں
مذہب کے مسائل کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بار بار خود بخود
ایمان بڑھتا ہے صرف تفسیر کے لحاظ سے ہی یہ تفسیر بہت
اہم اور مفصل ہے ایک ایک لفظ کو بہت تفصیل سے
بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کتاب
میں اسی کے ساتھ نفس رسالت پر بہت پرزور بحث
اور دلچسپ ہے۔
غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر
ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے نہ گذری ہوگی چھپائی
لکھائی بہت صاف ہے کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور قیمت ۸
محصول ۵ کل ۱۳
پتہ:۔ مینجر حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر حقانی اردو

آٹھ جلدوں میں کامل

از شمس المحدثین والعلماء حضرت مولانا مولوی عبدالحق
صاحب محدث دہلوی۔ یہ ضخیم تفسیر جو سب قرآن مجید
کی ہے جو صرف دو سال میں چھپ سکی ہے باقی چالیس
روپیہ اور پچاس روپیہ تک ہوتی تھی اب نیا ایڈیشن
چھپ کر تیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلیٰ ہے
یہ صرف مقدمہ ہے اور یہ مقدمہ ہی اتنا مفید ہے کہ
اس کے پڑھنے سے قرآن پاک کے علوم سے واقف
ہو جاتے ہیں باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی
تفسیر ہے جلدوں کی قیمت ... اور باقی ساتوں کی
فی جلد چار روپیہ ہے گویا اس طرح کامل تیس روپے
کی ہے صرف ایک چار روپے خرچ ہوتا ہے کامل تفسیر
طلب کرنے والوں کے لئے یا مجموعہ کی کفایت ہے
یعنی ۲۰ روپیہ ... دہلی سے منگوانے ...
... والے ...
انگریزی میں ضرور لکھیں۔ مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگوائیے

معجز نما پنج سورہ مجلد

جدید ایڈیشن مع ہفت احزاب چشت

یہ نیا ایڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا مجموعہ ۱۶۰ صفحہ کا
تھا لیکن یہ ۲۲۴ صفحہ کا ہے اس میں ہفت روزہ مناجات
خانوادہ چشت کے علاوہ بہت سی مجرب و مفید دعائیں
شامل ہیں ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین
صاحب اور خواص و فضائل اعمال سورہ ہائے قرآن
و شان نزول و مطالبات، تفسیر کامل از مولانا اشرف علی
صاحب تقطیع مولوی سے نصف ہے کاغذ چھپائی
مناسب بہت اعلیٰ ہیں اس میں حسب ذیل دس سورتیں ہیں
سورہ یاسین سورہ رحمٰن سورہ فتح، سورہ واقعہ
سورہ ملک سورہ مزمل سورہ جن سورہ کہف سورہ
فلق سورہ ناس ان کے علاوہ ہفت ہیکل مع اسناد
مع شجرہ نقل مصافحہ دعائے گنج العرش مع اسناد
... اسمائے حسنیٰ مع اسناد شجرہ خاندان
چشتیہ شجرہ قادریہ سہروردیہ حضرت غوث الاعظم
ان کے تمام خواص و جنتر ... مجموعہ کے لئے
مخصوص ہیں قیمت اب ۱۲ روپیہ ہے اور محصول ڈاک ۴
مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوزخ سے نجات

پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آئندہ گناہوں سے
اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ
ہے توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و برکات کے متعلق آج تک
اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں
ایک کتاب **توبہ** کے نام سے شائع کی ہے جس کے چند
مضامین یہ ہیں توبہ کے معنے اردو کے لغت مناجات توبہ توبہ
کی حقیقت فضیلت توبہ سرور عالم کے ارشادات ارباب
طریقت کی توبہ۔ توبہ کی ضرورت اب تک گناہ ہوتا رہا
صابر قبولیت توبہ ترک گناہ صغیرہ و کبیرہ توبہ کا ذکر قرآن
میں گناہوں کی لذت گناہ کا خیال معافی کے ذرائع معتبر
گناہ صغیرہ کبیرہ بنجاتا ہے گناہوں سے بچنے کا مؤثر علاج گناہ
سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں مولا کی بندہ نوازی پڑھو
استغفار عبادت علی، اسعد و عمیر، عبد و معبود ...
و نیاز گناہوں سے نیکیوں کی بربادی فوری سزا ضد
سے ... گناہوں کے نقصانات، توبہ دائمی مرض
گناہ اس کے علاوہ بہت سے مضامین ہیں قیمت
دس آنے محصول ۶ کل ۱۶
مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے

یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس کا حل معلوم کرنے کے لئے
ہر انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ
صحیح معلومات اسی کتاب میں ہیں اور مختصر فہرست
مضامین یہ ہے۔
فلسفہ روح انسانی تاریخ وفات گون حقیقت موت
علامات سکرات موت تلقین جسم سے روح کا نکل
جانا ... روح حیوانی جسم سے روح کا انقطاع
حضرت آدم کی وفات دیگر لوگوں کی وفات ...
... ابد و منکر نکیر ...
... سوال و جواب
... عالم برزخ عذاب و ثواب کا فلسفہ۔ قبر کا
تجہیز و تکفین نماز جنازہ جنازہ کے تمام مسائل
... اور مسائل فاتحہ درود و تلاوت قرآن
... قبرستان زیارت قبور تعزیت و تسلی
... نجات اخروی ...
... ۲۳ ... صحابہ کرام ...
... کے ...
... دنیا کے حالات اپنے احباب کو ... قیمت ۱۲

گھر کا مولوی

مناد اور مخالفین کی گہری سازش کی بدولت فرقہ وارانہ
تحریکات نے مسلمانوں کے خلاف تبلیغ اسلام کو ایک اہم مسئلہ
بنادیا ہے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ وہ ان کے
مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے
لیکن مسلمانوں میں مخالفین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر
موقعہ سے اس معاملہ میں پیچھے رہتے ہیں اور اسی اہم
ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا مولوی احمد سعید
صاحب [illegible] سعید کی کتاب تالیف کی ہے جس کی
ہر دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں اس کتاب میں واقعات
کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے تاکہ انھیں آسانی
ہو اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کرنے کے بعد معمولی
اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا
ہے اس میں تمام ان احکامات کا بیان ہے جو آیات قرآن
مجید و احادیث میں مذکور ہیں اور حکایات صالحین سے
بیان کر کے عام فہم کیا گیا ہے اور جس سے لطف دوبالا ہوگیا
ہے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے پہلی جلد کے ۱۶۰
دوسری جلد کے ۱۶۰ صفحات قیمت ہر دو جلد ۱۲ محصولڈاک ۷
کل ۱۹ (منیجر حمیدیہ پریس دہلی)

ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر ہے جس کی فضیلت میں بہت سی احادیث
وارد ہیں مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی
ہے کوئی مسلمان ایسا بدنصیب ہوگا جس کو یہ سورۃ
یاد نہ ہو ہر بالغ پر نماز فرض ہے اور نماز بغیر الحمد شریف
کے نہیں ہوتی لہٰذا یقینی طور پر آپ سب کو یہ سورۃ یاد ہوگی
لیکن آپ نے سوچا بھی کہ اس میں کیا کیا معارف ہیں اس کتاب
میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے
دو سو صفحے پر ہو گئے اور اولیاء اللہ کی وہ حکایات عجیبہ
اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں آ جائیں گے حضرت مولانا
احمد سعید صاحب جو سہوار سرکار نظام کی لکھی ہوئی ہے
حنفی عقائد کا آئینہ دار ہے اور اس میں صدہا اعمال بھی
ہیں ابھی ابھی چھپ کر پریس سے آئی ہے اس کی قیمت
بلحاظ ضخامت اور بلحاظ محنت تالیف چار روپیہ ضروری
تھی لیکن رسول نمبر کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر اس
کی قیمت بارہ آنے۔
محصول ڈاک ۷ کل ۱۹ میں پہنچ جائیگی۔
ملنے کا پتہ
منیجر حمیدیہ پریس دہلی

[illegible] شیطان

یعنی شرح تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) نہایت
فصاحت کے ساتھ اس میں درج ہے
شیطان کے بارے میں قرآن شریف کی جس قدر آیات
آئی ہیں ان کی تفسیر اور مطالب کا بیان۔
شیطان کی سوانح عمری آدم علیہ السلام کی تخلیق
شیطان کے گستاخانہ کرتوت، شیطان کی مکاریاں
اور فسوں سازیاں تخلیق آدم سے تا ایندم اس میں
جابجا تفصیلی حکایات ہیں جن سے مطالب عام فہم
ہو گئے ہیں۔
آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی
دی گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہوگئی ہے تمام
پیغمبروں کے ساتھ مکر شیطان اور اس کے نتائج اس طرح
بیان کئے ہیں کہ انسان اس سے صراط مستقیم پر آجاتا
ہے یہ کتاب تمام انسانوں اور خصوصاً مسلمانوں کے لئے
ایک بیش بہا تحفہ ثابت ہو رہی ہے ۲۰۰ صفحات قیمت
۱۰ محصول ۷ کل ایک روپیہ۔
تفسیر کریما، سورۃ ہر شعر کی تفسیر اس کے نکات اور معارف
بیان کئے گئے ہیں قیمت ۶ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اوراد وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ
ہو جائیں انسانی عقل و تدبیر بیکار ہو کر بیٹھ جائے راحت و چین
کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو ہراساں ہستی ایک دم جس
طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی ہر
امکان کا آخری ذریعہ ہے جس سے وہ شاہراہ ملتی ہے
جس پر بادشاہ اور شہنشاہ اور سب ایک حالت میں نظر آتے
ہیں فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہے ان میں بہت
خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف اور اوراد کو
حاصل ہے ایک عالم کا تجربہ کر کے یہ فائدہ ہوا کیا یہ خاندان کس
سلسلے سے ہو ملا اس کا مجموعہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک
عمل ایسا ہے کہ صدہا مسلمانوں کا آزمودہ اور مجرب ہے
اس کتاب کے فضل اور قبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال
میں پانچ ایڈیشن نکل جانے چاہئیں ہر شخص جس نے پڑھا وہ اپنے ساتھ
لے گیا کہ فائدہ اٹھا رہا ہے اور انسانی ضرورت ایک کتاب
جو ہر شخص کے لئے تیار ہے دلچسپ اور نفیس قیمت دس آنہ
محصول ۷ کل ۱۷ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اعمال کی چھ کتابیں

یہ وہ اعمال ہیں جن کو اکابرین مشائخ نے پسند فرمایا ہے اور آج تک
لوگ ان سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی
صاحب نے ان کے بارے میں فرمایا ہے جو حسب ذیل ہیں
اعمال سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف کے وہ عملیات جو حضرت امام
عرب علامہ ابو الحسن شاذلی کے مجرب ہیں مع زکوٰۃ و موکل ۴ر
اعمال آیۃ الکرسی مع اسناد و خواص و اعمال آیۃ الکرسی صدہا
مجرب اعمال اس میں درج ہیں مع موکل و زکوٰۃ ۴ر
اعمال سورہ مزمل مع موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ جس میں سورہ
مزمل کے بڑے مستند اور مجرب اعمال ہیں قیمت ۶ر
اعمال سورہ یاسین مع موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ فقرا کے
اس سے بہتر کوئی عمل نہیں ہیں بہت مجرب ہیں قیمت ۸ر
اعمال سورہ والشمس با موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ و خواص
از حضرت عبد القادر جیلانی ہر عمل مجرب اور جس کا خاص عمل ہے ۴ر
اعمال سورہ اخلاص با موکل و طریقہ زکوٰۃ جب نقش کے ساتھ اعمال
نقوش اسم ہیں [illegible] محصول [illegible]
[illegible] منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے سے اس وقت تک انہی تاثیر کامیابی کے ساتھ
نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے
اس کی مثال بالکل ایسی ہو کہ بچہ پڑھنے کے لئے آپ بیوی کو بھیجیں
تعویذ کر کے بنا دیں لیکن بغیر تربیت ہر تعویذ بیکار ہے گذشتہ زمانہ
کے لئے جو فقط پیروں کے عمل پر ہر کر خارجی معالجہ سے بے
نیاز ہو جاتے تھے ان لوگوں کے علاوہ فقط دواؤں کے
قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے لہٰذا یہ کتابیں
تیار کی گئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہر ان فن نے
تیار کئے ہیں اگر آپ کو ایک کی زیر ہدایتوں کے زیر اثر کام لیا
نہ ہو تو دوسرے کے نسخہ پر عمل کرنے سے قدرتاً راحت ضرور
فائدہ ہوگا ان کا نام دوائیں اور دعائیں اور جامع العلاج
ہے ان کتابوں میں سر سے لیکر پاؤں تک کی بیماریوں
کے نسخے تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں اور یہ یقینی
دعویٰ ہے کہ ہر نسخہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض
ایسا نہیں جس کا علاج ان کتابوں میں نہ ہو قیمت کامل ۱۲ر محصول
۸ کل ۱۵ر (حمیدیہ پریس دہلی)

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدس کا کیا حال ہو گا جب نواسہ رسول کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر برہنہ پیاسے مگر جانوروں کی طرح شہید ہو رہے تھے اگر ان حالات اندوہناک کو صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک شہید کربلا منگائیے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور دیباچہ سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا ترک وطن امام مظلوم کی مکہ کو روانگی کوفیوں کی شرارت ظالموں کا معصوموں تک کو جام شہادت پلانا اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت درد انگیز تاریخ ہے جگہ بجگہ میر انیس کے مرثیے لئے گئے ہیں اور آخر میں حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیے بھی لے گئے ہیں جو اس قدر دردناک ہیں کہ ہچکی بندھ جاتی ہے دردناک اور سب سے موثر اور دردناک کتاب ہے اور لطف یہ ہے کہ ایک ادنیٰ سا واقعہ بھی غیر مستند یا موضوع نہیں قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

سیدہ کا لال

مصنفہ جناب علامہ راشد الخیری صاحب مصور غم کے بیان کرنے کی حاجت نہیں جو صاحب مصور غم کی تصانیف سے واقف ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ جس قدر آپ کی تصانیف دردناک ہوا کرتی ہیں اس کے مضامین جو نہایت ہی دردناک ہوں گے ہم اس کتاب کے حصے ہیں اور دل ہلا دینے والے ہیں حضرت عمر سے لے کر اس اسلام پر حضرت عثمان و علی کی شہادت میں دردناک نثر کے مرثیے جنگ جمل جنگ صفین شیعہ سنی کے اختلافات کی ترقیاں نیز امیر معاویہ کی سیاست امام حسین علیہ السلام کی شہادت یزید کی حکومت کی پوری کیفیت درج ہے دوسرے حصہ میں مراحل کربلا میں حضرت مسلم اور ان کے بچوں کی شہادت بی بی زینب کا میدان کربلا میں پہنچنا ان کے بچوں کی شہادت شہادت حضرت عباس حضرت قاسم حضرت علی اکبر کربلا کا تنہا شہید علی اصغر کا قاصد سیدہ کے لال کی شہادت خاندان برباد ہو گیا ابن زیاد اور یزید کے دربار شیعہ سنی کے اختلافات پر تبصرہ قاتلان حسین کا انجام غرض تمام کتاب اس قدر درد انگیز ہے کہ بغیر آنسو بہائے نہیں پڑھی جا سکتی گو نثر کے مرثیے ہیں نہایت دردناک ہیں قیمت عہ محصول ۵ر کل عہ حمیدیہ پریس دہلی

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے انسان چاہتا ہے کہ اس کا انجام معلوم کر لے اگر اس کا انجام نیک ہو تو اسے ترک کر دیا جائے جنھوں نے عقل اس خیال کو کہ ستاروں نجومیوں اور عاملوں سے پوچھیں اور ان کے پھندے میں پھنس کر اپنا ایمان کھوئیں ہمارے بزرگان دین نے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی عالم گزرے ہیں جنہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ لکھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیاء یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے یعنی ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس کا نام ہم نے فالنامہ ناصری ہے ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

میاں بیوی کے فرائض

آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گزار ہو آپ کا گھر فردوس بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے فرائض با حسن پورے کرنے لگیں لیکن دشواری یہ ہے کہ ہر گھر میں زیادہ تر یہ ہے کہ میاں ہیں تو اپنے گھر کے مختار کل اور بیوی کی کوئی حیثیت ہی نہیں کہیں بیوی ہیں تو مساوات کی علمبردار ہر بات میں اور ہر انداز میں اپنا حق جتانے والی یہی وجہ ہے ہر گھر دوزخ بنا ہوا ہے اسی چیز کو مدنظر رکھ کر حمیدیہ پریس نے کتاب میاں بیوی کے فرائض شائع کی ہے اور قرآن و احادیث کے احکام میاں اور بیوی دونوں کو بتلائے ہیں بہت سلیس اردو میں عورتوں کو بتایا گیا ہے کہ انہیں کس طرح مردوں کی اطاعت کرنی چاہئے اور مردوں کو بتلایا ہے کہ عورتوں کے ساتھ کس طرح گھر کو خراب اور رسول کریم کو ناراض کرتی ہے زمانہ رسالت میں عورتوں کی خبر لی ہے یہ کتاب میاں بیوی دونوں کو جنت کی شاہراہ پر لے جانے والی ہے یہ کتاب آزردہ اور کبیدہ دلوں کو یکجان کر دیگی قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟ یہ بات دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپ کے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ہوتا اور لاکھوں میں سے ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات سے اطلاع دے سکے علم طور پر اس علم سے بے بہرہ لوگوں سے تعبیر لیکر خواہ مخواہ تشویش میں مبتلا ہوتے ہیں اب اگر آپ اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے چاہیں تو خواب نامہ صدیقی کو منگا کر ساتھ رکھئے جس میں اس کے مولف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کے خواب کو مفصل بیان کر کے بتلایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں فلاں ہر شخص خود بتا سکے یار آتے ہیں اور دن کے کس حصہ یا رات کے کس وقت اور کس تاریخ کو خواب قابل تعریف ہوتا ہے شروع میں علم خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کے علم پر نہایت نایاب ضمیمہ ہے قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کیا آپ کو بات کرنی آتی ہے

اگر خدا نخواستہ آپ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی اگر آپ کی گفتگو میں شیرینی نہیں ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو کتاب فن خطابت ملاحظہ فرمائیے اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجئے اور پھر دیکھئے کہ کس طرح آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائے گی ہر محفل اور ہر مجلس میں لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائیں گے آپ کی جادو بیانی خود آپ ہی تک محدود نہیں رہے گی بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریر کر سکیں گے اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہوں گے اسی طرح آپ لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیں گے

قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

پتہ ہے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شاہی کوک شاستر

شاہان ہندوستان کی شہنشاہی کتاب ہر ایک کے بعد جب تحقیق خانی کی ضرورت میں قصد کیا تو اہل علم نے کے مجموعہ صورت ایسے ایسے عجیب ہندو میں پیش کیا اور لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان کو عورت سے متعلق ہیں سب خاص طور سے اس کے پاس جو اہل جوان ارباب نے عورت کے عوض سے تلاش کیں اور اسی طرح مرد کی قوت بنانے کی وجہ بیان کیں کہ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور بباطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی ہے جو غذا سے قوت اور حیثیت کے بعد خود بخود اس باطن کی طاقت نمایاں کر دیتا ہے اور ایک وہ نہیں صد ہا ترکیبیں ایسی ہیں جو ایک نہیں چار چار عورتوں کو مسخر کر سکتے ہیں جیسے ایک بار ملاحظہ کیجئے اس کتاب میں عشقیہ اور اہل کمال نے اپنی عمر بھر کے تجربے بیان کئے ہیں کہ صد ہا حکیم ایک طرف اور ایک حکایت کے سننے کا اثر ایک طرف غرض عورت مرد کی مواصلت کی انتہائی بتا دی ہے ۹۶ صفحات قیمت عہ محصول ۸ رکل ۱۲ پتہ حمیدیہ پریس

کشمیری کوک شاستر

تجربات بو علی سینا باتصویر یہ کتاب حکیم الرئیس بو علی سینا کے وہ نادر اور مجرب نسخے جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر لطف و مسرت زندگی میں ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھئے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر رفیق حیات سے حاصل کر سکتا ہے زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔

اس کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں ضخامت ۲۰۰ صفحات ہیں۔

قیمت عہ محصول ۸ رکل ۱۲

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

انگریزی کوک شاستر

یعنی فن دم ملفوف جنسی تعلقات کا مکمل مخزن جس کا نام جنسیات ہے انگلستان کے مشہور ڈاکٹر کی تصنیف ہے عورت کی بہار جوانی کس وقت حاصل ہو سکتی ہے اور اس کو حسن و جمال کو کس طرح رکھنا چاہئے کہ اولاد حسین ہو صنف نازک جو حسن کے باغ جمال پر نازاں ہوا چاہتی ہے اولاد پیدا کرنے کا کون سا وقت بہتر ہے انسان اپنی زندگی کی مسرتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے برتھ کنٹرول ایک عجیب مسئلہ یہ کتاب پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے زندگی کی ایک نئی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تم کو معلوم ہو جائیگا کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا سچا پرشباب طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی ہر لطف یہ کہ اس میں تمام کتب کی مدد سے تم جب خواہش چاہو بچی پیدا کر سکتے ہو برتھ کنٹرول پر امریکہ کی بہترین سائنٹفک کتاب کا ترجمہ قیمت عہ محصول ۸ رکل عہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

کیف مواصلت

دنیا کے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان عورت کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا مسرت ہے جس پر دنیا کی بقا کا مدار ہے یونہی فطرت کا ہیا دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کر کے فارغ ہو لیتے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور مواصلت سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے بالاامتیاز ہو یہ کتاب مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہے کتاب کے جزئیات سے تعارف اتنے مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب ایک صاحب علم ماہر علم جنسیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور انوکھی تصنیف ہے اور لطافت نقش ثانی بہتر کشد ز اول کی مصداق ہے ۲۰۰ صفحات کی ضخامت ہے اور مستند تصاویر بلا فوٹو بلاک ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ۸ رکل عہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں

دیکھنے سے پہلے صنف نازک کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب عورت پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین جنسی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت کی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت عورت کا تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے یہ کتاب حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلوپیڈیا ہے اس کتاب کو آپ پڑھ کر ہر قسم کی کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائینگے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتلائے گئے ہیں اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک ہیں اور قلمی تصویریں بھی سو کے قریب ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے ضخامت دو سو صفحات

قیمت دو روپے محصول ۸ رکل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

سب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پر کیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں اور رازداروں کو نہایت وضاحت و متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے ہندوستان کی ہزاروں بد نصیب میاں بیویوں کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب صد ہا مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نو عمر عورتوں کی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی مکمل طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی و معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب عروسی کی گیارہ اعلیٰ درجہ کی فوٹو بلاک کی تصویریں بھی دی گئی ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۱۲۴ صفحات قیمت صرف عہ محصول ۸ رکل عہ پتہ حمیدیہ پریس دہلی

مصطفیٰ کمال پاشا

کہ کل مسلمانوں کو جو حالات معلوم کرنا ضروری ہیں
بلکہ یہ کتاب ہے جو اس بارے میں مضامین اور حالات
حالات تحریک ترکوں کی جنگ کارروائی
کی جنگ ترکی قسطنطنیہ سے قطع تعلق قومی حکومت کا
اعلان غازی موصوف کی حکومت کا ملکی کارروائی اور
یونان اور سمرنا کی شکست ترکی مطالبات یونانیوں کی
ترکوں کا عزم مصمم ہندوستانی مسلمانوں کی سعادت غازی کا
ہمارا منشور تاریخی اور جغرافیائی حالات انگورہ
اناطولیہ اور سمرنا کا نقشہ اور ترکی معاہدہ روسی معاہدہ
کا شریف سید شیخ سنوسی اور مصطفیٰ کمال کی پیشگوئی
اور خلافت کی برکت، افغانستان اور خارجی تعلقات
اور افغانستان کی سعادت سفارت کی معرفت غازی
مصطفیٰ کے ایران سے تعلقات جدید سفارت ترکان
احرار سے جرمن اخبارات کی ہمدردی سلطنت عثمانیہ
کا اختتام اور جدید ترکی زندہ باد۔ ضخامت ۲۰۰ صفحات
مع فوٹو قیمت عہ رعایتی ۱۰/ محصول ۴/ کل عہ
منیجر حمیدیہ پریس دہلی

ترکان احرار

وہ جنھوں نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو پار لگایا اور
جنھوں نے مصطفیٰ کمال کے ساتھ جنھوں نے یورپ کا
مقابلہ کر لیا شکست کیا اور وہ جنھوں نے قوموں کے
سامنے ہیں پہلے ان حالات کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے
یہ سب حقانیت کا اظہار اللہ کی ہے اس کتاب میں
ذیل نامور احرارین کے حالات ہیں۔
غازی مصطفیٰ کمال پاشا غازی انور پاشا غازی طلعت
پاشا غازی محمود شوکت پاشا حقی پاشا، غازی محمود
مختار پاشا غازی شکری پاشا حسین حلمی پاشا جنرل عبد
پاشا حاجی عادل بے، جاوید بے غازی فتحی بے شوکت
بلقیس خانم غازی رؤف بے نوری صبیب چاؤش
خالدہ خانم۔ سعد زاغلول پاشا عسز یز بے علی
شیخ سنوسی۔
ضخامت ۱۲۰ صفحات مع تصاویر غازیان قیمت
ایک روپیہ رعایتی پس آنے محصول ۲/ کل عہ
پتہ یہ ہے
منیجر حمیدیہ پریس دہلی

جنگ یونان و ترکی

یونان کے تاکروں کی جو دستیاں جو یورپ کی
پر جو میں اعلان ہیں نہیں ہمدردی ہے مسلمانوں
کو قتل غارت کیا ہے یہ کتاب اس کی صحیح ہو نے
والے واقعات کی فہرست ہے۔
تمہید، یونانی چڑھائی۔ جنرل ملیار کی روانگی ملیلہ
ترکوں کی طوائف یونانی قبضہ اور ہلاکت خیزیاں سمرنا
میں یونانی مظالم تحقیقاتی کمیشن کے نتائج یونانی
وحشیوں نے کس طرح بچوں اور عورتوں کو ذبح کیا
ترکوں کی فتح عظیم فتح کے بعد ترکوں کا عفو و کرم اس
جنگ میں ۲۰ ہزار یونانی مرے انگورہ میں حکومت کا
استقلال غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی تصریحات یونانی
میں ماتم یورپ کے وزرا کا ماتم پرسیاں پیرس میں
صلح کانفرنس نظیر ایشیا ترکی جنگ امریکہ کی
کاتبان قسطنطنیہ پر احرار کا قبضہ اور نئی حکومت کی
فتح غرض اس کتاب کے پڑھنے سے یہی معلوم ہوگا کہ
کس طرح مسلمانوں پر حکومت کرنے والی انگریزی حکومت نے
مسلمانوں کیا تھا کہ مسلمانوں کی قیمت عہ رعایتی ۸/ کل عہ
(حمیدیہ پریس دہلی)

مبلغ اسلام دو عورتیں

ایک حلیمہ خانم جس نے بڑے بڑے نوابان اور پادریوں سے
بچاس پنڈتوں سے مباحثہ کیا اور سب کے چھکے چھڑا دیئے
اور وہ انجیل سے انجیلیں چھانکیں بالآخر ہار مان گئے
تھے اس عورت نے کمال کر دیا یہ عجیب و غریب مناظرہ کی
کتاب ہے اس کی قیمت رعایتی ۱۰/ ہے
دوسری ساوتری یہ ہندو جنم کی استری ہے جس نے
اپنی علمی ذہانت سے اسلام کو دیکھا پرکھا مباحثہ
و مقابلہ کیا اس کے ظاہری قوانین بالآخر مرعوب ہو گیا پھر نہ صرف
یہ کہ اس سعید روح نے آغوش اسلام میں جگہ پائی
اور اپنے ساتھ سارے خاندان کو راہ ہدایت دکھائی
پھر اس خاندان کا بچہ بچہ عاشق اسلام ہوا۔
یہ دونوں کتابیں ہر مسلمان کو پڑھنی اور اپنے پاس
رکھنی چاہئیں تاکہ انھیں اسلامی تفوق کا صحیح اندازہ
ہو سکے اس کی قیمت ۸/ ہر دو یوں ساتھ منگائے تو ایک
روپیہ کی ایک محصول ڈاک کل عہ
حمیدیہ پریس دہلی

محافظ الصبیان

بچوں کی حفاظت، بچوں کی تندرستی اور صحت کے لئے
ہر ماں باپ ہر وقت متفکر رہتا ہے لیکن اپنی نا اہلی
اور عدم واقفیت کی وجہ سے بچوں کی بیماریوں کا اکثر
خود موجب ہو جاتا ہے جب ہر شخص کی یہ دلی تمنا ہے
کہ اس کا بچہ تندرست رہے اور مضبوط ہو ہر ہر گھر میں
کتاب محافظ الصبیان ہی ضرور ہونا چاہیے
یہ کتاب انشاء اللہ ایسا موقعہ ہی نہ آنے دیگی کہ آپ کا
پیارا بچہ کسی موذی یا شدید مرض میں مبتلا ہو اس لئے
کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد بچے کی ابتدائے حیات
سے جوانی تک کے ہونے والے امراض کی تشریح اسباب
علل اور حفظ ماتقدم کا پروگرام ہے اور ایسی آسان اور سہل
شناختیں بتلائی ہیں کہ ہر شخص اس کے ذریعہ اپنے بچے کی
حفاظت کر سکتا ہے ہر چھوٹے بڑے مرض کا دیسی یونانی
انگریزی علاج ہے اور ساتھ ہی بہتر ہی آسان نسخے
بھی ہیں اکثر تو کوڑیوں کے نسخے ہیں قیمت عہ رعایتی
محصول ۴/ کل ۱۵/
حمیدیہ پریس۔ دہلی

صحت النساء

عورتیں جہاں اپنے شباب میں مردوں کے لئے قوت
کے خزانے پوشیدہ رکھتی ہیں اور ان کی حفاظت کے لئے ہر وقت
آزار کاری رہتی ہیں اس کا نتیجہ بعض مردوں سے ملنا ہوتا
تو ہر ایک عورتیں اپنے لطف کے دوسری طرف
جا ہی نہیں سکتیں اور ابتدائی نقائص و غفلت کے سلسلہ
میں عورتیں ایسے امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ
بالآخر انھیں تمام عمر بیمار رہنا پڑتا ہے پھر جب وہ بیمار ہو جاتی
ہیں تو پھر مردوں کی طرف سے علاج معالجہ ہوتا ہے اگر
ایک نیا طرز ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی عورتیں
امراض کا شکار نہ ہوں تو آپ کتاب لاجواب صحت النساء
کو ہمیشہ اپنے پاس رکھئے یہ عورتوں کے ہر چھوٹے بڑے
مرض کے لئے طبیب اعظم ہے آپ خود کسی مقام پر ہوں اپنی
بیبیوں کو آنے والے خطرات سے ہر وقت محفوظ رکھ سکتے
ہیں اس میں ہر مرض کی انگریزی یونانی دیسی دوا بیان کی
اور ہر مرض کے حفظ ماتقدم کی بسیط ہدایات ہیں ۲۰۰ صفحہ
قریب ضخامت ہے قیمت عہ رعایتی صرف ۸/ محصول عہ
حمیدیہ پریس دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دواخانہ حکیم جمیل خاں دہلی

کے

تجارتی قواعد و ضوابط

فرمایش سے پہلے ان کو ضرور ملاحظہ فرما لیجئے

نام و پتہ خوشخط لکھیں۔ اگر تعمیل میں دیر ہو تو سمجھ لیجئے کہ پتہ صاف پڑھا نہیں گیا۔ لہذا دوبارہ یاد دہانی کیجئے۔ کارخانہ میں ہر آرڈر کی تعمیل اسی دن یا دوسرے دن کیجاتی ہے۔ فرمایش لکھتے وقت یہ ضرور لکھدیا کیجئے کہ اگر کوئی دوا تیار نہو تو اس کو چھوڑ کر باقی دوائیں روانہ کردیجائیں یا تیاری کا انتظار کیا جائے۔

جواب طلب امور کیلئے پانچ پیسے کا ٹکٹ ضرور آنا چاہئے۔

ہمیشہ اس پتہ پر خط بھیجئے دواخانہ حکیم جمیل خاں دہلی

۔خاں صاحب کو ضرورت ہے۔ دونوں کا نام آفتاب اور ماہتاب کی طرح ہندوستان کے
درخشاں اور تاباں ہے مسیح الملک حکیم محمد جمیل خانصاحب کو کسی قسم کے تعارف کی کب
(۱) بہت ہو سکتی ہے جبکہ حالت یہ ہے کہ بڑے بڑے والیان ملک کو آج اُن کی ذات گرامی پر
عالیجناب اعتماد ہے جسقدر اُن کے والد ماجد پر تہا۔ چنانچہ طب یونانی کے سرپرست اعظم
سے

اعلیحضرت حضور نظام میر عثمان علی خاں

(۲)

شہریار دکن

کے قریب فروری ۱۹۳۲ء میں دہلی نزول اجلال فرمایا تو مثل سابق ہی روز جس روز کہ کوکب
(۴) آپ کا دہلی ورود ہوا مسیح الملک حکیم محمد جمیل خاں صاحب کو طلب فرمایا اور نصف گھنٹہ تک
رہی پھر تیسرے دن یاد فرمایا اور بہت دیر تک ملاقات فرمائی اور ملکہ حیدرآباد چونکہ علیل
کے علاج میں مشورہ لیا اور اعلیٰ حضرت کے فرزند دلبند یعنی ولیعہد دولت آصفیہ نے بہی
اپنے والد کی طرح علاج کیا۔ اور خود اعلیٰ حضرت نے مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب کے مکان پر قدم رنجہ فرماکر
فنی بھائیوں سے ملے اور قریب نصف گھنٹہ تک گفتگو فرماتے رہے۔ پس جس ذات گرامی کا یہ پایہ ہو اُسے
چاہیں معاملہ رکھنا اختیار کرنے کی کب ضرورت ہو سکتی ہے۔ یہ تو مثل اپنے والد مرحوم کے فیض رساں
ملتے ہی کرادیجاتی ہماری درخواست کو قبول فرماکر یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ ہر مریض کا خط جو اُن کے نام آئے
انہیں خود دوائیں تجویز کریں اور دوائیں بہی وہ کہ جو صرف انہیں کی مہربانی سے مثل بڑی بڑے
یاد رہے کہ اصل نقائص ہر خاص و عام کو مل سکتی ہیں۔ ناظرین جس طرح ان دواؤں سے لاکھوں نے
آپ بھی صرف اپنا حال لکھکر گھر بیٹھے حاصل کر سکتے ہیں۔ **مینجر دواخانہ حکیم جمیل خاں**

ہمیشہ اس پتہ پر خط لکھئے۔ دواخانہ حکیم جمیل خاں دہلی۔

قرص مرکب

جریان ایک ایسا خطرناک مرض ہے جو آہستہ آہستہ تمام اعضائے رئیسہ کو کمزور کر دیتا ہے اور جس طرح گھن لکڑی کو نقصان پہونچاتا ہے بالکل اسی طرح یہ مرض انسان کے دل و دماغ معدے اور جگر کو نحیف و ناتوان کر کے طرح طرح کے امراض پیدا کرتا ہے اور مریض اس کو معمولی شکایت خیال کر کے یا شرم ولحاظ کی وجہ سے اپنی صحیح حالت طبیب سے بیان نہیں کرتے اور اپنی صحت کو تباہ اور برباد کر کے صحیح معنی میں لطف زندگی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اگر آپکو سرعت۔ رقت۔ یا کثرت احتلام کی شکایت ہے یا جماع کے بعد کمزوری محسوس ہوتی ہے یا طبیعت بشاش نہیں رہتی یا کمر میں ہلکا ہلکا درد رہتا ہے یا دماغی کام کرنے سے تکان ہو جاتی ہے تو آج ہی آپ دواخانہ حکیم جمیل خاں سے یہ قرص منگائیے اور صرف چار روپے میں اس دشمن جان و آبرو سے نجات حاصل کیجئے۔ یہ قرص مذکورہ بالا تمام شکایتوں کو دور کرنے میں مفید ثابت ہوئے ہیں اور ہر موسم میں استعمال کئے جاتے ہیں مرد عورت دونوں کیلئے یکساں مفید ہیں انکی تمام خوبیاں استعمال کرنے سے ہی معلوم ہو سکتی ہیں۔ یہ قرص مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب کے مجربات سے ہیں۔ دو قرص صبح اور دو سہ پہر کو دودھ یا پانی کے ساتھ کھائیں قیمت ۴۸ قرص کی شیشی چار روپیہ للعہ ر

قرص عنبر مصطگی

جسم انسانی میں قوت مردمی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جسپر صحت کا دارومدار ہے موجودہ زمانے میں اس جوہر حیات کو نہایت بیدردی سے برباد کیا جاتا ہے اور اس جوہر گرانمایہ کی حفاظت اور اس کے بڑھانیکا کوئی خیال نہیں کیا جاتا اس غفلت اور لاپروائی کا نتیجہ ایک خطرناک صورت میں رونما ہوتا ہے۔ اور مریض طرح طرح کی شکایتوں میں مبتلا ہو کر اپنی عزیز زندگی سے مایوس ہو جاتا ہے۔ اگر یہ صورت درپیش ہو تو جلد سے جلد یہ قرص ہمارے دواخانہ سے منگائیے اور استعمال کر کے قدرت خدا کا تماشا دیکھئے۔ یہ ایک قدیم شاہی نسخہ ہے جسکو جدید کیمیاوی طریقہ سے بنایا گیا ہے اسکا طاقت بخش اثر اعضائے رئیسہ پر جو اس قوت کو پیدا کرنے اور برقرار رکھنے کی

قدرتی مشینیں ہیں، خاص طور پر پڑتا ہے اور یہ اپنی اصلی حالت پر آ کر اپنی صحیح خدمت انجام دینے لگتی ہیں اور کمزور سے کمزور مریض اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کر کے ہر طرح کے لطف زندگی اٹھانیکے قابل ہو جاتا ہے جو لوگ شادی کر کے نادم ہوں یا شادی کے نام سے خائف ہوں یا اپنی قوت مردمی پر اعتماد نہ رکھتے ہوں، وہ صرف ایک دفعہ یہ قرص منگا کر استعمال کریں ہم اپنے تجربہ اور مشاہدات کی بنا پر دعوی سے کہتے ہیں کہ یہ قیمتی مرکب آپکی ہر قسم کی کمزوریوں کو دور کر کے آپ کو صحیح معنی میں جوان بنا دیگا۔ یہ نسخہ مسیح الملک اجمل خاں اعظم مرحوم نے ایک والئے ریاست کیلئے تجویز فرمایا تھا۔ اب یہ نسخہ خاص خلق اللہ کو فائدہ پہونچانے کی غرض سے مسیح الملک حکیم محمد جمیل خاں صاحب نے اپنے دواخانہ کو مرحمت فرما دیا ہے سوائے دواخانہ حکیم جمیل خاں کے یہ چیز اور کہیں سے نہیں مل سکتی۔ ایک قرص صبح کو یا سوتے وقت دودھ کیساتھ استعمال کریں (نوٹ) اس مرکب کے کل اجزا نہایت قیمتی ہیں اور تیاری میں بھی غیر معمولی محنت کرنی پڑتی ہے۔ تاہم کم سے کم قیمت رکھی گئی ہے یعنی ایک شیشی جس میں دس قرص ہوں گے۔ صہ ر

قرص کلاں جس طرح مردوں کیلئے جریان جسم کو گھلا دینے والا اور اعضا کو کمزور کر دینے والا ہے اسی طرح عورتوں کیلئے سیلان ہے۔ جو انکے حسن و شباب کو قبل از وقت رخصت کر دیتا ہے اور اُن کا خوبصورت جسم بجائے تر و تازہ ہونے کے غنچہ پژمردہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے اس حالت میں اگر اولاد ہوتی ہے تو وہ بھی کمزور ہوتی ہے اور اکثر بیمار رہتی ہے۔ سیلان کیوجہ سے جو جو شکایتیں پیدا ہو گئی ہوں ان سکو دور کرنیکے لئے ہمارے یہ قرص نہایت مفید اور مجرب ثابت ہوئے ہیں انکے ہفتہ عشرہ کے استعمال سے قوت جسمانی اور چہرہ کی تر و تازگی میں اضافہ شروع ہو جاتا ہے طبیعت بشاش اور دل خوش رہتا ہے اولاد تندرست و توانا اور خوبصورت پیدا ہوتی ہے باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت بھی ہم نے مناسب رکھی ہے قیمت فی شیشی ۲۰ قرص صہ ر **ترکیب استعمال** ایک قرص صبح ایک شام دودھ یا پانی کے ساتھ کہائیں۔

اکسیری روغن ہماری رائے میں یہ روغن ہر گھر میں رہنا چاہیے خدا جانے کس وقت ضرورت پیش

آجائے۔ چوٹ اور درد وغیرہ کو دہتی فائدہ پہونچانے والی چیز ہے یہاں تک کہ نمونیا جیسے خطرناک درد کو بھی فوری فائدہ پہونچاتا ہے۔ گٹھیا یعنی جوڑوں کے درد کمر کا درد اور وہ تمام قسم کے درد جو ٹھنڈک کیوجہ سے ہوں نہایت مفید ہے اگر نمونیا کا درد ہو تو اس روغن میں موم ملاکر سینہ پر نیم گرم مالش کریں اگر گٹھیا کا درد ہو تو جوڑوں پر ملا جائے یا جس جگہ درد ہو وہاں ملا جائے یہ روغن کیمیاوی طریقہ سے تیار کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے خراب نہیں ہوتا مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب کے مطب کی ایک کامیاب دوا ہے قیمت ۵ تولہ کی شیشی عہ

قرص حیات

تپ کہنہ جس نے سل یا دق کی صورت اختیار کرلی ہو۔ یا وزن کم ہورہا ہو یا روز بروز قوت گھٹ رہی ہو یا بخار کے ساتھ کھانسی کا ٹھسکہ بیچین رکھتا ہوا ور مرض دوسرے درجہ تک پہونچ چکا ہو اس حالت میں بھی یہ قرص حیات نمایاں فائدہ دکھاتے ہیں اور دو ہفتہ کے بعد مریض کا وزن بڑھنے لگتا ہے بخار کم ہونے لگتا ہے کھانسی میں بھی کمی ہونے لگتی ہے غذا جزو بدن ہو کر خون پیدا کرنے لگتی ہے غرض پندرہ ہی دن میں مریض کی حالت میں نمایاں فرق ہوجاتا ہے اگر یہ قرص چالیس روز برابر استعمال کئے جائیں تو انشاء اللہ اس موذی مرض سے نجات مل جاتی ہے اگر مرض کا تیسرا درجہ شروع ہوچکا ہے تب بھی اسکے استعمال سے بےچینی وغیرہ میں کمی ہوجاتی ہے۔ ترکیب استعمال ایک قرص سے دو قرص تک صبح کیوقت تازہ پانی سے نگل لیں قیمت ۲۰ قرص کی شیشی عہ

طلائے نادر

جوانی کی غلط کاریوں سے رگ وپٹھے بیکار ہوجاتے ہیں اور عضو خاص میں لاغری، کجی نرمی پیدا ہوجاتی ہے۔ ان سب خرابیوں کو دور کرنیکے لئے یہ طلا ایک نادر طلا ہے۔ اسکے تمام فائدے لکھنے سے ہمارا قلم قاصر ہے اسکا تیار کرنا بھی بہت مشکل ہے اور نہایت محنت سے بنایا جاتا ہے اگر آپ اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھود چکے ہیں تو قبر میں جانے سے پہلے ہمارے اس مجرب اکسیری طلا کو منگاکر استعمال کیجئے اور دوبارہ زندگی حاصل کیجئے یہ طلا نہیں بلکہ آب حیات ہے جو مردہ قوتوں کو زندہ کردیتا ہے ایک مریض کی تمام شکایتیں ایک شیشی سے دور ہوجاتی ہیں جس میں چالیس دن کی

مقدار استعمال ہوگی پرچہ ترکیب استعمال ہذا کے ساتھ روانہ کیا جائیگا قیمت فی شیشی عہ للعہ

قرص عنبر عود

ذخیرہ طب یونانی کا ایک بہترین مرکب ہے جو قیمتی اجزاء سے تیار ہوتا ہے اور بہت شکایتوں کیلئے مفید ہے خاص کر اعضائے رئیسہ دل۔ دماغ اور جگر کو قوی کرتا ہے امراض سوداوی میں مفید ہے خفقان۔ مالیخولیا۔ مراق کیلئے بھی نافع ہے۔ قوت حافظہ کا بھی معاون ہے معدے کی خرابیوں کا بھی مصلح ہے خیالات فاسدہ جو اکثر بادی بواسیر سے پیدا ہوکر پریشان کرتے ہیں ان کو بھی دور کرتا ہے۔ بھوک بھی لگاتا ہے کمزور مریضوں کی زایل شدہ قوت کو واپس لانے میں خاص اثر رکھتا ہے یہ ایک عجیب چیز ہے اسکے بہترین اثرات تجربہ ہی سے معلوم ہو سکتے ہیں اگر آپ کو مذکورہ بالا شکایتوں میں سے ایک بھی شکایت ہے تو دواخانہ حکیم جمیل خاں دہلی سے فوراً منگایئے یقینی مفید ثابت ہوگا۔ چند یوم کے استعمال سے دل۔ دماغ۔ معدہ۔ جگر اپنی اصلی حالات پر آجائیں گے پہلے اس قسم کی چیزیں والیان ریاست۔ امراء۔ وزراء کو ہی میسر ہوتی تھیں مگر آج مسیح الملک بہادر کی مہربانی سے ہزارہا بندگان خدا اس مفید چیز سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ ترکیب استعمال ایک قرص صبح ایک شام کھائیں ۲۴ قرص کی شیشی قیمت دستے،

قرص جواہری

کمزوری خواہ کسی وجہ سے ہو اسکو دور کرنے میں اکسیری اثر رکھتے ہیں۔ دل ودماغ اور جگر کو قوی کرتے ہیں سکزوریٔ قلب یا اختلاج یا کمی خونکی شکایت ہو تو یہ قرص ضرور منگوایئے حلق سے اترتے ہی اثر دکھاتے ہیں اور مسیح الملک کے خاندانی مجربات سے ہیں ترکیب استعمال چار چاول یا ایک قرص دوا المسک جواہر والی یا خمیرہ مروارید سات ماشہ میں ملاکر کھائیں بعد ازاں عرق عنبر یا عرق ماء اللحم خاص پانچ تولہ پیئیں قیمت فی ماشہ ۱؍ فیتولہ للعہ روپیہ

جوہر

آتشک ایک ایسا مہلک اور بدنام کرنے والا مرض ہے جسکے خراب اثر سے ہم نشین بھی نہیں بچ سکتے اور باوجود بے گناہی کے آیندہ نسلیں بھی اس کے مسموم اثر سے

خمیازہ اٹھاتی ہیں تمام عالم طب میں اس بدترین مرض کی جو دوائیں مشہور ہیں ان سب سے جوہر کے اثرات بہت مفید ثابت ہوئے ہیں سب سے بڑی اس میں خوبی یہ ہے کہ مقدار دوا بہت کم اور فائدہ بہت زیادہ آتشک اور اس کے سمی اثر سے جو سوداوی امراض گٹھیا۔ عرق النسار فساد خون وغیرہ کیلئے جوہر ہی ایک ایسی اکسیر ہے جو ہمیشہ کیلئے اس دشمن آبرو سے نجات دلاتی ہے مسیح الملک مرحوم کے خاص مجربات سے ہے۔ دوا کیپ سول میں بھیجی جاتی ہے **ترکیب استعمال** ایک کیپ سول بغیر چبائے حلق سے اتار لیجئے۔ غذا میں مکھن دودھ خاطر خواہ کھائے ترش اور گرم چیزوں سے پرہیز کیجئے جب تک یہ دوا استعمال میں رہے کسی دوسری دوا کو استعمال نہ کیجئے قیمت ۱۶ خوراک کی شیشی عہ/

قرص معا

پیچش بہت تکلیف دہ مرض ہے اگر فوری علاج نہ کیا جائے تو طرح طرح کی اور شکایتیں بھی اس سے پیدا ہو جاتی ہیں پیچش خواہ کسی قسم کی ہو خون آتا ہو یا نہ آتا ہو۔ مروڑ ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو ہر حالت میں یہ قرص اکسیری اثر رکھتا ہے اور پہلی ہی خوراک میں اپنا برقی اثر دکھاتا ہے ہمارے دواخانہ کی آزمودہ اور مجرب چیز ہے۔ آنتوں کو قوت دیتا ہے۔ دستوں کو روکتا ہے۔ ضعف معدے کی شکایت میں مفید ہے **ترکیب استعمال** ایک قرص سوتے وقت یا جس وقت ضرورت ہو پانی یا دودھ کیساتھ کھائیں اور یہ قرص کھانے کے بعد تھوڑی دیر کسی قسم کی حرکت نہ کرنی چاہئے اگر پیچش سدوں کی وجہ سے ہو تو روغن بید انجیر تین تولہ دس تولہ دودھ میں ملا کر ایک روز پہلے استعمال کریں دوسرے دن سے یہ قرص کھائیں قیمت فی قرص ۴ر

حب جواہر

اخلاط فاسدہ کے زہریلے اثر اور نیز زہریلی ہوا سے جسم کو محفوظ رکھتی ہے دل و دماغ اور معدے کو طاقت پہونچاتی ہے وہ حرارت جس پر زندگی کا دارومدار ہے اس کی حفاظت کرتی ہے۔ ضعف مردانہ میں بھی مفید ہے۔ بیماری کے بعد کی کمزوری کو دور کرنے میں اور اعضائے رئیسہ کو قوی کرنے ہمارے دواخانہ کی ایک بہترین دوا ہے اور قیمتی اجزا سے بنی ہے

ایک گولی دودھ یا عرق ماءاللحم پانچ تولہ کیساتھ کھائیں قیمت فی ماشہ تین روپے (۳؍)

حب خاص

یہ مفید اور زود اثر نسخہ حضرت مسیح الملک مرحوم کا ترتیب دیا ہوا ہے اب تک بیشمار اشخاص نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے دماغ اور اعصاب بلکہ تمام اعضا کو قوت دینے میں یہ گولیاں بہترین ثابت ہوئی ہیں جسم کو مضبوط کرتی ہیں۔ پٹھوں کو طاقت دیتی ہیں جسم میں چستی وچالاکی پیدا کرتی ہیں اعصابی دردوں میں بھی مفید ثابت ہوتی ہیں ایک گولی دن کو ایک رات کو غذا کے بعد کہائیں قیمت فی گولی دو آنے (۲؍)

دواء الشفاء

جنون اور پاگل پن کی عجیب و غریب دوا ہے اس کی جسقدر تعریف کیجائے کم ہے مسیح الملک مرحوم و مغفور کے خاص الخاص مجربات سے ہے اور اب مسیح الملک حکیم محمد جمیل خاں صاحب کے مطب میں برتی جاتی ہے صرع کے دوروں کو بھی روکتی ہے۔ اور اختناق الرحم (ہسٹریا) میں اکثر مفید ثابت ہوئی ہے ایک ایک قرص پانی کے ساتھ اور اگر مرض کی شدت ہو تو دو دو قرص صبح شام کہائیں قیمت فی قرص تین آنے (۳؍)

شربت فولاد

فولاد کے افعال و خواص کو یورپ نے بھی تسلیم کیا ہے اور وہاں سے بھی اسکے مرکبات بنکر آتے ہیں مگر آج سے سینکڑوں برس پہلے حکما یونان نے تجربوں کے بعد جو طریقے اس کے تیار کرنیکے بتائے ہیں وہ یورپ کے مقابلہ میں بہت زیادہ مفید اور زود اثر ثابت ہوئے ہیں ہمارے دواخانہ میں اسی قدیم اور خاص قاعدے سے یہ شربت تیار کیا جاتا ہے جو جگر اور معدے کی تمام خرابیوں کو دور کرکے صحیح اصلاح کرتا ہے غذا کو جزو بدن اور خون کے سرخ ذرات کو بڑھاکر چہرے کو تروتازہ اور بارونق بناتا ہے۔ بیماری کے بعد جو ضعف اور کمزوری ہو جاتی ہے اسکو بھی دور کرتا ہے جسم میں چستی اور چالاکی پیدا کرتا ہے۔ کھانا کھانیکے بعد ایک چار کے چمچے کی مقدار میں یہ شربت استعمال کیا جاتا ہے قیمت فی تولہ آٹھ آنے (۸؍)

طلائے مقوی

یہ ایک ایسا مقوی اور زود اثر طلا ہے جس کے استعمال کے تھوڑی دیر بعد اسکی قوت اور اسکے اثرات ظاہر ہوجاتے ہیں قوت باہ پیدا کر کے اسے تادیر قایم رکھتا ہے عجیب چیز ہے ان لوگوں کیلئے جو سن رسیدہ ہوں ایک خاص فائدہ پہونچانے والی چیز ہے یہ علاوہ مقوی اور بے ضرر ہونیکے ملذ بھی ہے نہایت قیمتی طلا ہے فوری فائدے کیلئے صرف وقت پر مالش کرنا کافی ہے اور مستقل فائدے کیلئے کم سے کم ایک ہفتہ استعمال کریں اسکی مفصل خوبیاں تجربہ کے بعد ہی معلوم ہوسکتی ہیں ایک دفعہ منگانے کے بعد آپ کو معلوم ہوجائیگا۔ کہ اسکی تعریف میں جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ بہت کم ہے۔ بس یہ سمجھ لیجئے کہ مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب کے مجربات میں سے ہے ترکیب کا پرچہ ساتھ روانہ کیا جائیگا قیمت ۴ ماشہ کی شیشی (للعہ)

طلا اکسیری والا

غلط کاریوں سے جو نقصان پیدا ہوجاتے ہیں اور مردانہ قوت کمزور ہو کر جو لاغری اور کجی وغیرہ ہو جاتی ہے ان تمام خرابیوں کو دور کرنے کے لئے اس طلا کے فوائد بہتر اور اعلیٰ ثابت ہوئے ہیں۔ اگر سن و سال کیوجہ سے قوت مردمی میں کمی اور کمزوری محسوس ہو تو بھی یہ اکسیری طلا بہت جلد ضعف باہ کو دور کر دیتا ہے اور مرد کو صحیح معنی میں مرد بنا دیتا ہے جو لوگ ابتدائے شباب میں حرکات ناشائستہ کے مرتکب ہو کر اپنی زندگی برباد کر لیتے ہیں انکی بیکار زندگی کو باکار بنانے کیلئے یہ ایک بہترین طلا ہے۔ ضعف مردمی خواہ کسی بے عنوانی سے ہو ہر حالت میں یہ مفید ثابت ہوا ہے۔ ترکیب استعمال کا پرچہ طلا کے ساتھ روانہ کیا جائیگا۔ قیمت فی گولی (للعہ)

کحل الجواہر

کثیر مطالعہ اور افکار و اشغال دماغ کی کثرت یا تحفظ بصارت سے لاپروائی یا عام جسمانی کمزوری کی وجہ سے کمزوریئے نظر کی شکایت عام ہوتی جاتی ہے قوت نظر کو بڑھانے اور قایم رکھنے کیلئے اگر آپ کوئی مفید اور بے ضرر سرمہ استعمال کرنا چاہتے ہیں اور اپنی آنکھوں کو ہر قسم کی شکایات سے محفوظ رکھنا منظور ہے تو آج ہی دواخانہ حکیم جمیل خاں سے یہ سرمہ

بصیرت افروز جو قیمتی جواہرات سے تیار کیا جاتا ہے منگائیے۔ اگر اس سرمہ کا استعمال ہمیشہ رکھا جائے تو ضعف بصارت کبھی نہیں ہوتا اور قوت بینائی آخر وقت تک قایم رہتی ہے باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت فیتولہ چار روپے (للعہ) ترکیب رات کو سوتے وقت ایک ایک سلائی لگائیں۔

قرص کبیر

یہ نہایت مفید دوا ہے قوت مردانہ کیلئے ایک بے بہا مرکب ہے اعصاب کی تمام کمزوریوں کو دور کر کے ایک نئی قوت اعصاب کو پہونچاتا ہے گردوں کو قوی کرنیکے لئے بھی ایک اچھی ہے مادہ تولید پیدا کرنے میں ایک خاص اثر رکھتا ہے اور بقائے نسل انسانی کی وہ قوت جو بیماری یا عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے یا کثرت جماع یا جسم میں خون کم ہوجانیسے گھٹ جاتی ہے اسکو بہت جلد اصلی حالت پر لاکر تر و تازہ بنا دیتا ہے۔ یہ قرص ہمارے دواخانہ میں خاص اہتمام سے تیار کئے جاتے ہیں اگر مستقل فائدہ اٹھانا ہو تو کم سے کم چالیس روز تو استعمال کیجئے دو قرص صبح یا سوتے وقت دودھ کیساتھ کہائیں۔ ۴۰ قرص کی شیشی قیمت (صہ)

قرص رئیسی

گھبراہٹ کو دور کر کے فرحت بخشتا ہے۔ مالیخولیا کے اکثر مریضوں نے اسکے استعمال سے نجات حاصل کی ہے جس طرح دوار الشفا جنون کی لاثانی دوا ہے اسیطرح یہ قرص مالیخولیا کے لئے بہترین ثابت ہوئے ہیں ایک ماہ کے متواتر استعمال سے مالیخولیا جیسے دشمن دل و دماغ سے نجات مل جاتی ہے۔ خوراک دو قرص صبح دو شام۔ پانی یا شربت احمد شاہی کے ساتھ کہائیں۔ ۶۰ قرص کی شیشی قیمت سات روپے آٹھ آنہ (معہ)

قرص نسواں

آج کل عورتوں کی صحت عام طور پر خراب نظر آتی ہے اور اکثر عورتیں متعدد امراض میں مبتلا دیکھی جاتی ہیں اور وہ بوجہ شرم و حیا اپنی کمزور کرنے والی شکایتوں کو کسی سے بیان نہیں کرتیں۔ اس قسم کی تمام شکایتیں یا تو قبل از وقت شادی ہوجانے سے ہوتی ہیں یا سیلان الرحم یا ماہواری بے قاعدگی سے ایسی حالتوں میں اول تو حمل قائم

ہوتا ہی نہیں اور اگر ہو بھی جاتا ہے تو رحم کی خرابی اور کمزوری کی وجہ سے اسقاط ہو جاتا ہے اور بہت سی جانیں اسقاط ہونے سے ضائع ہو جاتی ہیں اور اگر اسقاط نہ بھی ہوا اور وقت پر بچہ پیدا ہوا تو نہایت کمزور ہوتا ہے اور آئے دن طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا رہ کر تلف ہو جاتا ہے ایسی تمام حالتوں میں ہمارا یہ قیمتی مرکب نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ حمل کی حفاظت کرتا ہے بچہ بجائے کمزور ہونے کے تندرست و توانا ہوتا ہے اور امراض ام الصبیان (سوکھا، مسان) وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔ حمل کے تیسرے مہینے سے ان قرصوں کا استعمال شروع کرنا چاہئے اور صرف دو قرص صبح کے وقت کھائیں اور پھر دیکھیں کہ طبیعت بجائے مضمحل رہنے کے کیسی خوش اور بشاش رہتی ہے۔ ۶۰ قرص کی شیشی قیمت (عہ)

معجون مومیائی

یہ بہترین مرکب تمام اعضائے رئیسہ کو مضبوط کر کے باہ کو خاص طور سے قوت پہونچاتا ہے خلوت کے بعد فوراً استعمال کرنے سے زائل شدہ قوت کا بدل پیدا کرتا ہے اس کے جو اجزاء ہیں وہ سب قیمتی ہیں بڑے اہتمام اور پورے اوزان سے تیار کیا جاتا ہے ایک طبیب تمام قیمتی اجزاء مطابق نسخہ کے اپنے سامنے شامل کراتا ہے یہ معجون ایک عجیب چیز ہے اسکے تمام فائدے استعمال کے بعد ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔ خوراک دو ماشہ سے تین ماشہ تک دودھ کے ساتھ کھائیں قیمت فی تولہ (صہ)

قرص روح الجواہر

ہمارے دواخانہ کے بہترین مرکبات میں سے ایک چیز یہ بھی ہے مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم کے مجربات سے قیمتی اجزاء سے کیمیاوی طریقہ پر تیار کیجاتی ہے آپ کو اسکی خوبیاں استعمال کرنے سے معلوم ہونگی اختصار کیساتھ خواص لکھے گئے ہیں۔ خون صالح پیدا کرنے۔ معدے کو قوت دینے۔ قوت باہ بڑھانے طبعی امساک پیدا کرنے اور اعصاب کو قوی کرنے میں قرص بہت مفید ہیں اگر آپ چاہتے کہ تندرستی قایم رہے اور حظ زندگانی طرفین کو صحیح معنی میں حاصل ہو تو یہ قرص ضرور منگوائیے ایک قرص حد درجہ دو قرص

رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ کہائیں یہ قرص ہر موسم میں استعمال کئے جاتے ہیں قیمت ۲۰ قرص کی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

قرص قبض کشا

قبض دور کرنے میں مفید اور زود اثر ہیں محنت سے تیار کئے جاتے ہیں یہ قرص پیٹ کو بڑہنے سے روکتے ہیں۔ معدے کی گرانی کو دور کرتے ہیں۔ بھوک لگاتے ہیں دائمی قبض دور کرنے کی بے ضرر دوا ہے۔ دو قرص سے چار قرص تک نیم گرم پانی کے ساتھ سوتے وقت کہائیں ۳۲ قرص کی شیشی قیمت آٹھ آنہ (۸)

حب ملذذ

طرفین پر یکساں اثر کرنے والی اور ایک خاص لذت (جو تحریر میں نہیں آسکتی) پیدا کرتی ہے۔ چند قطرے پانی میں نصف گولی حل کرکے وقت خلوت سے تھوڑی دیر پہلے عضو پر لیپ کریں ۶ گولیوں کی شیشی قیمت بارہ آنہ ۱۲

حب ممسک مشکی

یہ گولیاں قوت مردانہ کی محافظ ہیں۔ سرعت جیسی نادم کرنے والی شکایت کو دور کرتی ہے۔ اکثر ممسک دواؤں میں منشی اجزا شامل ہوتے ہیں لیکن نشہ آور چیزیں ہمیشہ نقصان پہونچاتی ہیں۔ ہماری یہ گولیاں اس قسم کے مضر اثرات سے محفوظ ہیں۔ ایک گولی سے دو گولی تک ضرورت سے دو گھنٹہ پہلے دودھ کیساتھ کہائیں ۱۲ گولیوں کی شیشی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

قرص سوزاک

سوزاک خواہ نیا ہو یا پرانا دونوں حالتوں میں مفید ہیں۔ پیشاب کی سوزش اور تکلیف کو دور کرتے ہیں۔ پیشاب کی نالی میں جو خراش یا زخم ہو اسکو صاف کرکے مندمل کرتے ہیں۔ دو دو قرص دودھ کی لسی کے ساتھ صبح شام کہائیں۔ ۸۰ قرص کی شیشی قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

قرص انجذان

معدے کی خرابی اکثر مہلک مرض میں مبتلا کردیتی ہے صحت درست

رکہنی ہو تو معدے کی درستی کا ہر وقت خیال رکہنا چاہیے۔ یہ قرص ان تمام شکایتوں کو جو ہضم کی خرابی سے ہوں دور کرتے ہیں۔ کہٹی ڈکاریں جو اکثر غذا کے نہ ہضم ہونیکی وجہ سے آتی ہیں ان کے لئے بھی مفید ہیں ۴ قرص سے ۶ قرص تک تازہ پانی کے ساتھ غذا سے پہلے کہائیں۔ ۶۰ قرص کی شیشی قیمت دو روپے چار آنہ (عہ؍)

شیاف داد

مجربات مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم سے ہے اور داد جیسے خبیث اور بےچین کرنے والے مرض کی ایک ایسی بہتر اور مفید دوا ہے جو نہ صرف سوزش اور جلن کے بہت جلد فائدہ پہونچاتی ہے اور ایک دو دفعہ کے استعمال سے ہی بیتاب کر دینے والی کہجلی میں کمی ہو جاتی ہے ہفتہ عشرہ کے استعمال سے اس تکلیف دہ مرض سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جاتی ہے بقدر ضرورت حقہ کے پانی میں گہسکر داد پر لیپ کریں ایک تولہ کی شیشی قیمت دو روپے (عہ؍)

دوائے پتھری

مسیح الملک کے مجربات سے ہے۔ گردے اور مثانہ کی بہترین دوا ہے اکثر آپریشن کی تکالیف سے بچا دیتی ہے۔ درد گردہ میں بھی مفید ہے دو دو قرص یا دو دو رتی سکنجبین بزوری دو تولہ میں ملا کر صبح و شام کہائیں غذا ہلکی اور شوربے دار استعمال کریں قیمت فیتولہ چار روپے (للعہ؍)

مذکورہ بالا ادویات کے علاوہ دواخانہ حکیم جمیل خاں میں طب یونانی کے تمام مرکبات اور مفردات ہر وقت ملتے ہیں جسوقت ضرورت ہو منگوائیے ہم آپکو یقین دلاتے ہیں کہ دواخانہ صرف اسلئے قایم کیا گیا ہے کہ صرف صحیح مرکبات اور بہتر مفردات مناسب قیمت پر مل سکیں۔ بڑی فہرست کارڈ آنے پر ارسال خدمت ہوگی۔ نیز خاص نسخے بھی فرمایش آنے پر تیار کئے جاتے ہیں

منیجر دواخانہ حکیم جمیل خاں دہلی

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ

... سب سے بہتر تفسیر والی حمائل شریف ترجمہ مولینا مولوی عاشق الٰہی صاحب

... شیخ الہند حضرت مولانا مولوی محمود حسن صاحب مجتہد قدس اللہ سرہٗ

... رن والی حمائل شریف

یہ حمائل شریف اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے اور اتنی کامل تفسیر والی حمائل آج تک نہیں چھپی اتنا ضخیم ... ہونے کے بہت صاف چھپی ہے۔ البتہ

... اس تفسیر کی خوبیاں یہ ہیں (۱) یہ نو سطری حمائل ہے اس لیے متن کا قلم خوب جلی ہے (۲) ترجمہ مولوی فاضل ... حضرت ... صاحب کا ہے (۳) ... اس کی تفسیر حاشیہ کی، لباب النقول، بخاری شریف، جلالین شریف، بیضاوی شریف، مرشح القرآن ... مدارک التنزیل، اتقان، ابن کثیر سے ماخوذ ہے۔ اور سب کے حوالے مع صفحات درج ہیں (۴) اس کے علاوہ ... (۵) آیات قرآنی کا سمجھنا چونکہ اسباب النزول پر موقوف ہے، اس لیے تمام آیتوں کا شان نزول ... (۶) خاص آیات اور تلاوت سورہ کے اجر و ثواب کی احادیث بھی لکھی ہیں اس سے ... سورتوں کی ترتیب جو مصحف میں مکتوب ہے لیکن تنزیل جو ہے اس کی ترتیب (۱۱) سورتوں کے نام کی ... نصف ثلث کا نشان متن میں آیت کے اوپر بھی ہے (۱۳) ہر سورتوں کے نام کی وجہ تسمیہ بتلائی گئی ہے ... خاص موقع خاص پر جن دعا کا پڑھنا مسنون ہے ان کا ذکر (۱۵) قرآن شریف کے تلفظ لہجہ اور گا کر پڑھنے پر تنبیہ ... تلاوت کی رغبت بڑھتی ہے اس لیے تلاوت کے فضائل بالتشریح درج ہیں (۱۷) قرآن مجید میں جن انبیا ... شریف میں ہیں (۱۸) نبی آخر الزماں حضرت رسول کریم کے حالات بالتفصیل (۱۹) ازواج رسول کریم ... حالات اور ان کے صفات (۲۰) فرشتے جن کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں۔ ان کے نام اور کام ... فرشتوں کے نام اور ان کے کام (۲۲) کفار کے نام جن کا ذکر قرآن میں ہے ان کے حالات ... (۲۴) اصحاب انبیاء اصحاب کفار جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۵) دنیاوی مکانات ... (۲۶) ... مکان و مقامات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۷) وہ ستارے جن کا ذکر قرآن شریف میں ... حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۳۲) رموز قرآن (۳۳) سجدہ ... (۳۵) آخر میں حضرت مولانا محمود الحسن قبلہ شیخ الہند قبلہ کی ... (۳۸) صحت کے لیے مانند مضامین ہیں ... (۴۰) کا خلاصہ ...

... ہدیہ پانچ روپے رعایتی ... کل ...

... پریس دہلی سے منگایئے۔

دلائل ... خیرات

... اس پیش بہا کتاب کے ... سورہ ... بعد حضرت داؤد ... خیالات کو نقل کیا اور ... حضرت سلیمان کی سلطنت ...

اس روایت کے خلاف ... حضرت امام ... حضرت سلیمان الجزولی ... کامل مولف ...

نمبر ... پریس دہلی سے منگا ...

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (١)

بڑی برکت والا ہے وہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

بڑا بابرکت ہے وہ جس کے قبضہ میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

دو ترجموں والا قرآن شریف مترجم بہ دو ترجمہ مصدقہ و منظور

مولوی اشرف علی صاحب مدظلہ

[illegible]

مولوی

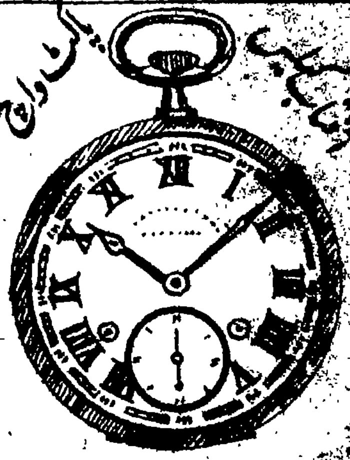
ماہنامہ مذہبی رسالہ

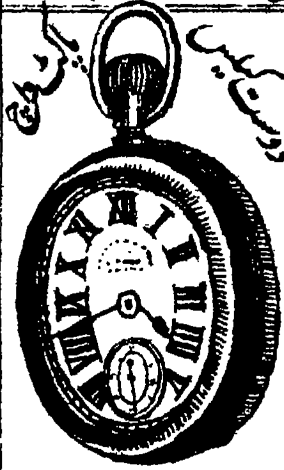
منیجر رسالہ مولوی یوسف بخش

… مقبول عام سوئس میڈلیو

… آپ کے اطمینان کے لئے … خوبصورت ٹائم پیس اور گھنٹے … اس سے پہلے کی مدت کی ضمانت دگارنٹی کرتے ہیں اور مستقل تحریر … ٹائم پیس کلاک یا گھڑی اس میعاد سے پہلے بند ہو جاتے تو بلا قیمت درست کر دی جاتی ہے۔ آپ جو گھڑی یا ٹائم پیس … طلب فرمائیں اسکا نام، نمبر، قیمت ضرور لکھیں۔ خرچ روانگی یعنی محصول ڈاک پیکنگ کبس اور منی آرڈر فیس آپ کے ذمہ ہوگا۔ آرڈر لکھتے وقت یاد رکھئے کہ تحریر صاف خوشخط اور پتہ مکمل معہ نام، موضع، ڈاک خانہ و ضلع ہونا چاہیے۔ راقم منیجر

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی جیبی گھڑیاں





… سلور کیس، اٹالی ڈائل، رومن یا عربک نہایت نمایاں … پختہ و پائیدار مشین قبضہ وار ڈھکن … خوبصورت فلاٹ شیپ مضبوطی اور خوبصورتی … ٹائم ٹھیک بتاتی ہے۔ یہ مدتوں کام دیگی مگر ہماری … داری یعنی گارنٹی دس سال کی ہے

… قیمت فی عدد صرف بارہ روپے … پیکنگ اور فیس منی آرڈر بذمہ خریدار ہوگی

نکل سلور کیس۔ تھک گلاس۔ خوشنما پالش شدہ چینی کا ڈائل لیور چار جوئل وار مشین تمام پرزے بہترین مضبوط و پائیدار ہیں۔ اگر اوپر سے گر بھی پڑے تو صحیح و سالم رہیگی پھر دیکھنے میں خوبصورت ہے۔ گارنٹی دس سال

۱۷۲ - اول یعنی بڑا سائز بارہ روپے بارہ آنہ

۱۷۳ - دوئم یعنی چھوٹا سائز تیرہ روپے آٹھ آنہ

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی کلائی کی گھڑیاں

کونن اپنی رسٹ واچ



خوبصورت شکل، غیر معمولی مضبوط موٹا گلاس، پالش شدہ چینی کا ڈائل، لیور سات جوئل وار مشین اور تمام پرزے نہایت پائیدار ٹائم بتانے کی پکی اور درمیانہ سائز کی ہے۔ گارنٹی دس سال

۱۷۴ نکل سلور سفید کیس معہ اسٹراپ قیمت بیس روپے

۱۷۵ نکل سلور کیس سوئیاں و ڈائل ریڈیم یعنی علاوہ دن کے رات کو اندھیرے میں بھی مثل دن کے ٹائم بتاتی ہے قیمت … روپے

۱۷۶ رولڈ گولڈ کیس …

۱۷۷ - ایضاً سوئیاں و ڈائل …

ریڈیم یعنی اندھیرے میں وقت بتانیوالی …



دیکھنے میں خوبصورت … کی اچھی۔ پرزے مضبوط، ٹائم … اسکی سوئیاں و ڈائل ریڈیم ہیں جنکے باعث دن کے علاوہ … معلوم ہوتا

۱۷۸ نکل سلور کیس معہ اسٹراپ چھ روپے بارہ آنے
۱۷۹ گولڈن کیس معہ اسٹراپ سات روپے چار آنے } گارنٹی … سال

… استاکسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی بازار چاندنی چوک نمبر ۱۳ دہلی



نہایت خوشنا فیشن ایبل رسٹ واچ
خوشنا کیس ہنٹنگ واچ
ریلوے ریگولیٹر کیس واچ
گارنٹی دس سال
تمام پرزے مضبوط اور پالش دار ہیں۔ ٹائم بالکل صحیح بتاتی ہے
نکل سلور کیس قیمت معہ خوشنا سٹراپ کے بائیس روپے
چاندی کا کیس قیمت معہ خوشنا سٹراپ کے چھبیس روپے
رولڈ گولڈ کیس قیمت معہ اسٹراپ
نکل سلور کیس ۱۸ سائز قیمت اٹھارہ روپے
نکل سلور کیس ۱۶ سائز قیمت انیس روپے
چاندی کے کیس کی ۱۶ سائز قیمت پچیس روپے
نکل سلور کیس ۱۵ سائز قیمت بیس روپے
چاندی کا کیس ۱۵ سائز قیمت چھبیس روپے
گارنٹی دس سال قیمت سترہ روپے
گارنٹی ۵ سال
یہ گھڑی بالکل نئے فیشن کی بہت ہی خوبصورت
فینسی چورس شیپ کا ہے ڈائل و سوئیاں خوبصورت اور ریڈیم
والی ہیں جس کی وجہ سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم
معلوم ہوتا ہے پرزے سب ہی مضبوط و پائدار ہیں
نکل سلور (سفید) کیس کی قیمت معہ خوشنا اسٹراپ کے
نو روپے آٹھ آنے
گولڈن (سنہری) کیس کی قیمت معہ خوبصورت اسٹراپ کے
گیارہ روپیہ سات آنے
یہ گھڑی دیکھنے میں خوبصورت پرزے نکی مضبوط
ٹائم کیوجہ سے شیشے
کی حفاظت کے لئے ڈھکنا لگا ہوا ہے۔
نکل سلور کیس کی قیمت
گولڈن کیس کی قیمت
پتہ:- امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ہولسیل اینڈ واچ کمپنی


پاکٹ واچ
فینسی رسٹ واچ
۱۵ سال
پن ٹھیس کیس، سوئیاں دھند سے نمایاں، ڈائل بھی کافی موٹا
سات جوئل والی لیور مشین پرزے غیر معمولی مضبوط ہیں، ٹائم صحیح
۲۲ نکل سلور کیس کی قیمت پچیس روپیہ
۲۲ چاندی کے کیس کی قیمت چھتیس روپے
خوبصورت شیپ نہایت خوبصورت فینسی ڈائل
کے ہمراہ خوشنما اسٹراپ مفت
۲۲۳ رولڈ گولڈ کیس کی قیمت چوالیس روپے
۲۲۴ ۹ کیرٹ گولڈ کے کیس کی قیمت چھپن روپے
۲۲۵ ۱۴ کیرٹ گولڈ کے کیس کی قیمت اڑسٹھ روپے
۲۲۶ ۱۸ کیرٹ گولڈ کے کیس کی قیمت اسی روپے
مشین جنیوا پرزے مضبوط اور پائیدار ہیں
ٹائم قابل اطمینان اور صحیح بتاتی ہے
اسٹراپ بھی بلا قیمت ہوگا
۲۲۷ نکل سلور کیس کی قیمت
۲۲۹ چاندی کے کیس کی قیمت
پن ٹھیس کیس خوشنما پاکٹ واچ
خوبصورت چھوٹے سائز کی پاکٹ واچ
خوش وضع کیس والی رسٹ واچ
گارنٹی ۶ سال
گارنٹی ۵ سال
نکل سلور کیس کی قیمت چھ روپیہ چودہ آنے
گولڈن یعنی سنہری چمک دار کیس والی کی
قیمت سات روپے چودہ آنے
یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوشنما چھوٹے سائز کی
اور کوک ۳۰ گھنٹے کی ہے۔ گارنٹی ۵ سال
۲۳۶ چاندی کے کیس کی قیمت
سات آنے
پتہ۔ امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ولسٹ اینڈ واچ کمپنی



ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی چاندی۔ رولڈ گولڈ اور سونے کے کیس کی نفیس کلائی کی گھڑیاں
واچ
گارنٹی ۵ سال
۱۸ سائز اوپن فیس کیس لیور مومنٹ فل جوئل
یعنی پورے ۱۵ جوئل مشین میں لگے ہوتے ہیں تمام پرزے
نہایت مضبوط ہیں ٹائم بالکل صحیح بتاتی ہے۔
نکل سلور کیس کی قیمت چھبیس روپے ۲۶
چاندی کے کیس کی قیمت چھتیس روپے ۳۶
فینسی اٹھ پہل رسٹ واچ
فیشن ایبل چورس رسٹ واچ
ہر گھڑی کے ہمراہ استراپ مفت
نہایت خوبصورت مینے والی رسٹ واچ
کیس چاندی کا ہے گارنٹی دس سال۔
قیمت مع خوبصورت استراپ کے چالیس روپے
اندھیرے میں وقت بتانیوالی پاکٹ واچ
گارنٹی ۴ سال
نئے سے نئے ڈیزائن کی خوشنما رسٹ واچ
چھوٹا سائز مختلف نئے نئے شیپ جو دیکھنے
میں بہت ہی خوشنما معلوم ہوتے ہیں ڈائل
سلنڈر مومنٹ پرزے مضبوط اور پائدار
میں وقت صحیح بتاتی ہے۔ گارنٹی ۴ سال۔
خوبصورت جنٹلمین رسٹ واچ
خوبصورت خوشوضع چھوٹا سائز دونوں
مومنٹ پرزے مضبوط و پائدار ہیں
ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ گارنٹی ۴ سال۔
کیس کے سات روپے چھ آنے۔
یہ گھڑی بالکل نئے فیشن کی بہت ہی خوبصورت
بنی ہوئی ہے۔ نو ایجاد ہونیکے باعث آجکل کثرت سے
پسند کی جاتی ہے پرزوں کی مضبوط اور وقت صحیح
بتاتی ہے ہر گھڑی کے ہمراہ ایک نفیس استراپ
بھی ارسال کیا جاتا ہے
گولڈن کیس والی کی قیمت دس روپے
نوٹ:۔ جو گھڑی یا آئٹم بھی طلب فرمائیں اُس کا نام نمبر اور قیمت ضرور لکھیں
ویسٹ اینڈ واچ کمپنی بازار چاندنی چوک نمبر ۱۳ دہلی

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی ... کلاک کی گھڑیاں۔ ٹائم پیس ۔ گھنٹے ذیل کے پتہ سے طلب فرمائیں

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کا جاذب ریڈیم ٹائم پیس



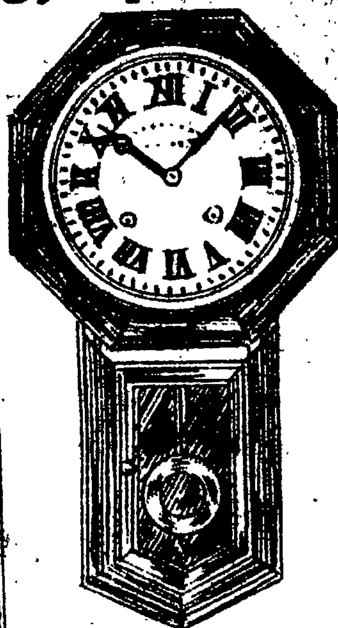
گارنٹی ۵ سال

اس ٹائم پیس کا کیس نکل سلور کا خوشنما بالکل نئی وضع کا بنا ہوا ہے۔ ڈائل و سوئیاں ریڈیم (گیس) والی ہیں جو اندھیرے میں بھی چمکتی ہیں۔ ٹائم بتاتی ہیں نیز اسکا الارم بھی تیز آواز کا لگا ہوا ہے پرزے انکے مضبوط اور ٹائم صحیح بتاتا ہے

۲۷۱ یکدم الارم بجانیوالے کی قیمت صرف دس روپے

۲۷۲ ٹھہر ٹھہر کر الارم بجانیوالے کی قیمت گیارہ روپے

ریگولیٹر اوفس و ریلوے کلاک



اسکی ساخت بناوٹ اعلیٰ ہے اور عمدہ قسم کی لکڑی کا پائیدار کیس بنا ہوا ہے اور اسپر چمک دار پالش کیا ہوا ہے ٹائم چینی کا ہے ہندسے نمایاں ہیں سوئیاں موٹی لگی ہوتی ہیں ٹائم دور سے بآسانی معلوم ہو جاتا ہے تمام پرزے مضبوط اور پالش دار ہیں اور ٹائم نہایت صحیح بتاتا ہے۔ تین سائز کے ہیں۔

جس سائز کا پسند ہو طلب کریں

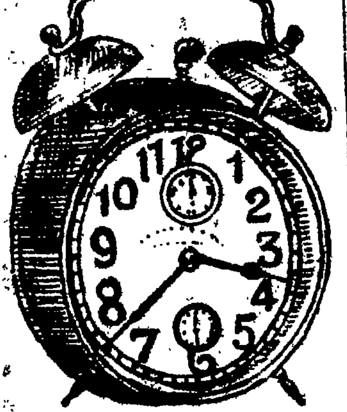
۲۷۵ اونچائی تئیس ۲۳ انچ چوڑائی بارہ ۱۲ انچ گارنٹی بارہ سال
قیمت صرف چودہ روپے (للعہ ۱۴)

۲۷۶ اونچائی پندرہ انچ چوڑائی ستائیس ۲۷ انچ گارنٹی ۵ سال
قیمت صرف سترہ روپے (۱۷)

۲۷۷ اونچائی ستر انچ چوڑائی اکتیس ۳۱ انچ گارنٹی ۱۰ سال
قیمت صرف اکیس روپے (۲۱)

نوٹ: گھنٹہ بوجہ وزنی ہونیکے بذریعہ ریل روانہ ہوگا اس لئے گھنٹے کی فرمائش کے ہمراہ مبلغ پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے چاہئیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی اور اپنے قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام معہ پتہ انگریزی میں لکھنا چاہئے

دو گھنٹی والا پائیدار ٹائم پیس



یہ ٹائم پیس خوشنما نکل سلور کا بنا ہوا ہے جو دو گھنٹی ہونیکے الارم بہت تیز آواز سے بجاتا ہے آپکو کسی ضرورت کے لئے اٹھنا ہو تو یہ بیدار کرنیکے لئے عجیب چیز ہے ایک ملازم یا چوکیدار کا کام دیگا۔ الارم کی مشین پائیدار ہے اور تمام پرزے مضبوط اور پالشدار ہیں ٹائم درست بتاتا ہے۔ گارنٹی ۵ سال

۲۷۵ قیمت فی عدد چار روپے ایک آنہ

نیو پیٹنٹ خوبصورت ریڈیم رسٹ واچ

گارنٹی ۲ سال



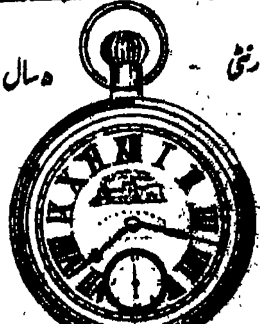
یہ گھڑی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے اسکے ہندسے و سوئیاں گیس والی ہیں دیکھنے میں خوشنما پرزوں کی مضبوط ہے وقت صحیح بتاتی ہے

۲۷۹ نکل سلور کیس والی کی قیمت سات روپے دو آنہ

۲۸۰ گولڈن کیس والی کی قیمت سات روپے بارہ آنہ

نیچے ریگولیٹر لیور نکلیس پاکٹ واچ

گارنٹی ۵ سال



یہ گھڑی اعلیٰ قسم مارک سوئس میڈ پرزوں کی مضبوط اور ٹائم بتانے کی پکی ہے اور سکنڈ بھی بتاتی ہے

۲۸۱ فینسی گلاس یعنی اسپر غیر معمولی موٹا گلاس ... قیمت پانچ روپے پانچ آنے

۲۸۲ معمولی گلاس والی کی قیمت چار روپے ... آنے

ملنے کا پتہ: ... ولیج ... اسٹاکسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی، بازار چاندنی چوک نمبر ۱۳ دہلی

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی گھڑیاں ٹائم پیس ۔۔۔ کے ۔۔۔ لیے

رپیٹنگ الارم ریڈیم ٹائم پیس

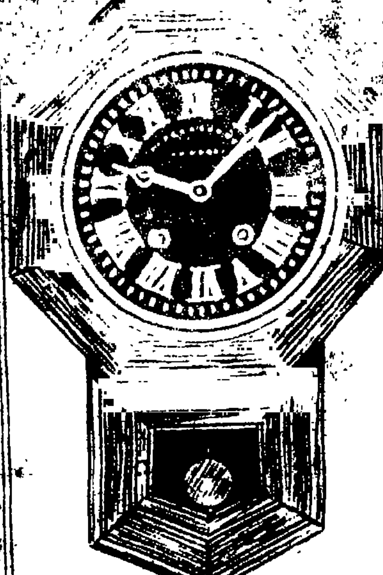


یہ ٹائم پیس نکل سلور کیس کا ایک اعلیٰ نمونہ کا نہایت خوشنما بنا ہوا ہے اسکے تمام پرزے نہایت مضبوط اور پائیدار ہیں ٹائم بتانیکا سچا ہے الارم کی مشین بھی نہایت پائیدار ہے اور الارم ٹھہر ٹھہر کر اور یکدم دونوں طرح بلند آواز سے بجاتا ہے اسکی سوئیاں و ڈائل ریڈیم دار کیس ہیں جسکی وجہ سے سوئیوں کی مانند اندھیرے میں بھی ٹائم معلوم ہو تا ہے جنکو اٹھنے والے عبادت گذار و نوکری پیشہ نماز میں کیلئے بہت مفید ہے

۔۔۔ نان رپیٹنگ الارم یعنی یکدم الارم بجانیوالا قیمت آٹھ روپے چار آنہ

۔۔۔ رپیٹنگ الارم یعنی کہ بار ٹھہر ٹھہر کر الارم بجاتا ہو قیمت ۔۔۔

شاندار و پائیدار الارم کلاک



یہ آٹھ روزہ چابی کا کلاک گھنٹہ آدھ گھنٹہ آواز سے بجاتا ہے اور بہترین مشین کا بنا ہوا ہے اسکے تمام پرزے مضبوط اور پائیدار ہیں کیس اعلیٰ ڈیزائن اور عمدہ لکڑی کا بنا ہوا ہے جسپر خوشنما چمکدار پالش کیا ہوا ہے

۲۸۵ اسکی اونچائی انیس ۱۹ انچ اور چوڑائی بارہ ۱۲ انچ ہے گارنٹی دس سال قیمت صرف بارہ روپے

۲۸۶ اس کی اونچائی بائیس ۲۲ انچ اور چوڑائی چودہ ۱۴ انچ ہے گارنٹی بارہ سال قیمت چودہ روپے

۲۸۷ اسکی اونچائی پچیس ۲۵ انچ چوڑائی سترہ ۱۷ انچ گارنٹی پندرہ سال قیمت اٹھارہ روپے

نوٹ ۔ گھنٹہ بوجہ وزنی ہونے کے بذریعہ ریل روانہ ہوگا جو صاحب اسکی فرمائش کے ہمراہ مبلغ پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے چاہئیں اور اپنے قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام مع لائن لکھنا چاہئے روپے بغیر پیشگی وصول ہوئے تعمیل نہ ہوگی

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کا



یہ ٹائم پیس بالکل نئے فیشن کا بنا ہوا ہے ۔۔۔ نہایت دلکش ہے کیس نکل سلور کا ۔۔۔ مضبوط پرزوں کی پائیدار ہے ۔۔۔ بھی دونوں طرح سے یکدم ۔۔۔ آپ کو ٹھہر ٹھہر کر جگاتا ہے آواز ایسی تیز ہے کہ ۔۔۔ کم ہے جس سے سوتا ہوا شخص جاگ ۔۔۔

۲۸۸ یہ صرف ۔۔۔ یکدم الارم بجاتا ہے قیمت ۔۔۔

۲۸۹ ۔۔۔ ٹھہر ٹھہر کر یعنی ایک بار الارم بجائیگا پھر خاموش ہو جاتا ہے ۔۔۔ پھر الارم بجائیگا و خاموش ہو جاتا ہے اسی طرح کئی بار الارم بجاتا ہے قیمت نو ۹ روپے

نوٹ ۔ ۔۔۔ محصولڈاک ۔ پیکنگ وغیرہ آپکے ذمہ ہوگا

نیو فیشن کی عمدہ خوشنما جنٹلمین رسٹ واچ

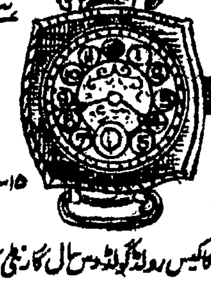


۔۔۔ بنی ہوئی ہے ۔۔۔ پرزے ۔۔۔ مضبوط ۔۔۔ ٹائم صحیح بتاتی ہے

۲۹۰ نکل سلور کیس مع خوشنما اسٹراپ کے قیمت ۔۔۔ روپے

۲۹۱ گولڈن کیس مع خوشنما اسٹراپ کے قیمت پانچ روپے بارہ آنے

رولڈ گولڈ کیس کی خوبصورت رسٹ واچ



اس گھڑی کا کیس رولڈ گولڈ دس سال گارنٹی کا نہایت خوشنما مختلف شکلوں میں چوکور ٹھپل بیضوی بنا ہوا ہے ڈائل نیلی کندہ سے مقصود اور مشین ۔۔۔ نہایت مضبوط چند جول والی ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے قیمت مع اسٹراپ اٹھارہ روپے آٹھ آنہ

۲۸۴ جنیوا مشین گولڈن کیس گارنٹی چار سال قیمت سات روپے بارہ آنے

ملنے کا پتہ امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی بازار چاندنی چوک ۔۔۔ دہلی

ہر اسلامی مہینے کی باقاعدہ حساب کر [redacted] تقوی دہلی حمیدیہ پریس دہلی کو چھپکر شایع ہوتا ہے

جلد ۱۵ | بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ | نمبر ۴

خطبہ

الحمد للہ رب العالمین عدد خلقہ وزنۃ عرشہ ورضاء نفسہ ومداد کلماتہ ومنتھی علمہ وجمیع ماشاء وخلق وذراء عالم الغیب والشہادۃ الرحمن الرحیم القدوس العزیز الحکیم واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا الہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر ولا ند لہ ولا شریک لہ ولا ظہیر لہ ولا معین ولا ظہیر الواحد الاحد الفرد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ وحبیبہ وخلیلہ وصفیہ ونجیبہ وخیرتہ من خلقہ ارسلہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون وصلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ واصحابہ وبارک وسلم

حمد وثنا اس رب العزت جل وعلی کی جس نے ایک کلمہ کن سے کائنات عالم کو کتم عدم سے پردۂ ظہور پر جلوہ آرا کیا اور ظلوم وجہول انسان کو معارف کا علم عطا فرما کر تمام مخلوقات پر فضیلت وبرتری عطا فرمائی اور زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کیا اور اسلئے کہ انسان ظلوم وجہول تھا اس کی ہدایت فرمائی کے لئے اپنے خاص بندے مبعوث فرمائے اور ان کو آپ کا علم وعرفان عطا فرما کر خلق اللہ کی ہدایت کا کام سپرد کیا۔

درود وسلام اس افضل الناس وخیر البشر نبی ورسول عربی پر جس نے علم وعرفان الٰہی کے دریا سے دنیا پر کھولے اور دنیا کے سینوں کو انوار الٰہی سے معمور کیا اور جہاں کہیں بھی انسانوں کی آبادی ہوا اس کے لئے ۰۰۰۰ ۰۰۰۰ ایسی شمع ہدایت روشن کر دی جس سے وہ راہ نجات اور صراط مستقیم کی تلاش میں کامیاب ہو سکے۔

اما بعد برادران اسلام! یہ مہینہ ربیع الثانی کا ہے ماہ وسال یوم وہفتہ اور لیل ونہار یہ سب اللہ ہی کے بنائے ہوئے ہیں خدا اور اس کے رسول نے بعض ایام کو بعض پر فضیلت عطا فرمادی ہے ورنہ اس دنیا میں جو لمحہ بھی آتا ہے اور گذرتا ہے وہ خیر وبرکت اپنے ساتھ لاتا ہے بشرطیکہ انسان چشم بصیرت سے کام لے اور انسان پر جو لمحات روز وشب اور ماہ وسال کی صورت میں آتے ہیں ان کو ضائع نہ کرے اور ان سے اس طرح کام لے جیسا کہ خدا کے پیارے رسولوں اور نبیوں نے کام لیا تو ہر ایک لمحہ اپنے دامن میں برکات الٰہی وحسنات خداوندی سے بھر سکتا ہے۔ چنانچہ ہمارے بزرگوں اور صوفیوں کو عرفان الٰہی ومعرفت خداوندی حاصل ہوئی ہے وہ اسی طرح ہوئی ہے کہ انہوں نے وقت عزیز کو ضائع نہیں کیا بلکہ ہر ایک لمحہ کو اپنی کامل ہدایت کی جستجو میں صرف کیا اسی طرح حضرت غوث پاک کے لئے اسم اور اس کے رسول نے مقرر فرما دیئے ہیں پھر دیکھو وہ بندگان حق اس دنیا میں کیسے آفتاب علم وعرفان ہو کر چمکے اور انہوں نے نور فیض وضیاء علم وعرفان سے دنیا کو منور کیا۔

برادران اسلام چونکہ یہ مہینہ ربیع الثانی کا ہے اور اس کو حضرت غوث الاعظم حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی سے خاص مناسبت ہے اور اس مہینہ میں ہندوستان کے اندر حضرت غوثیت مآب کے سلسلہ میں بہت کچھ ہوتا ہے اور اسی لحاظ سے اس ماہ کا مولوی غوث الاعظم نمبر کے نام سے منسوب کیا گیا ہے اس لئے بہتر ہوگا کہ آج کے خطبہ میں پیران پیر شاہ جیلان کے کارنامہ اور عرفان ومعرفت کی طرف آپ کو توجہ دلائی جائے اس ماہ میں گیارہویں ہر جگہ دھوم دھام سے منائی جائے گی یہ محفلیں بھی ہوں گی کھانے بھی پکیں گے نیازیں بھی دی جائینگی مگر ان سب کے علاوہ اور ان سب سے زیادہ ضروری چیز جو ہے افسوس ہے کہ اس کی طرف کم توجہ دی جائیگی اور وہ وہ راہ ہے جس پر چل کر حضرت غوث پاک نے دنیا کو اپنے فیض سے منور کر دیا اور آج تک وہ فیض جاری وساری ہے۔

وہ کونسی راہ ہے کیا وہ کوئی نئی راہ ہے کیا قرآن وحدیث سے الگ اور اس سے باہر کی راہ ہے معاذ اللہ اس کا تو کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لئے تصور بھی نہیں کر سکتا راہ تو بس ایک ہی ہے ہمیشہ سے ایک ہی تھی اور ہمیشہ ایک ہی رہے گی اور وہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی راہ ہے اور تمام انبیاء کرام کی جامع راہ محمد رسول اللہ کی راہ ہے بس یہی ایک راہ ہے جو حقائق ومعارف الٰہیہ کی راہ مستقیم ہے اسی پر چل کر اولیا واتقیا اور غوث وقطب ابدال وغیرہ سب نے وہ عرفان حاصل کیا جس کے حصول کے بعد وہ غوث قطب ابدال واوتاد کہلائے خدا کا تقرب اور اس کی حضوری حاصل ہوئی اور سرایردۂ اسرار کی سیر نصیب ہوئی رموز واسرار اور حقائق ومعارف کا انکشاف ہوا اور پھر اس درجہ پر پہنچے جہاں پہنچ کر حدیث قدسی کے مطابق اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے میں اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے میں اس کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے میں اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں عطا کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اسکو پناہ دیتا ہوں

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

یہ معاملہ ہو جاتا ہے تمام حجابات اٹھ جاتے ہیں تمام کثافتیں دور ہو جاتی ہیں اور حقیقت دل کی آنکھوں کے سامنے جلوہ بار ہو جاتی ہے۔

برادران اسلام! یہی انبیاء کرام کی راہ یعنی کتاب وسنت کی تقوی وطہارت

ریاضت و مجاہدہ کی راہ تھی جو جناب غوثیت مآب حضرت سید [illegible]
جیلانی نے اختیار کی تھی جس سے وہ آسمانِ معرفت کے نیر تاباں [illegible]
کو منور کرنے میں اس قدر کامیاب ہوئے کہ ایک عالم آپ کے فیض عرفان سے
فیضیاب ہوا اور آج تک ہو رہا ہے حضرت غوث الاعظم کا سلوک و عرفان میں
کیا طریقہ تھا اس کے متعلق حضرت کے معاصرین کے چند اقوال ہم یہاں پر بیان
کرتے ہیں اور یہ صرف اس غرض سے کہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں اور سمجھیں کہ
آپ کا طریقہ سلوک کیا تھا اس کی پیروی کریں چنانچہ شیخ بقا بن بطو فرماتے ہیں
کہ حضرت غوثیت مآب کا طریقہ قول و فعل اور نفس و قلب کا متحد رہنا تھا اور اخلاص
و تسلیم اختیار کرنا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ہر وقت ہر لحظہ ہر آن و ہر حال
میں موافق رہنا اور تقرب الی اللہ پر قائم رہنا آپ کا طریقہ تھا۔

برادرانِ اسلام! غور فرمائیے کہ حضرت غوثیت مآب کا طریقہ سلوک کیا اور کیا
تھا کیا یہ سر تا پا کتاب و سنت یعنی قرآن و حدیث کے مطابق نہیں قول و فعل
کا اتحاد کس قدر اہم بات ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ عمر بھر میں کوئی لفظ آپ
کی زبان سے ایسا نہ نکلا ہوگا جو آپ کے فعل کے مطابق نہ ہو یعنی وہی زبان سے
نکلتا ہوگا جس پر آپ کا عمل ہوتا کس قدر مشکل امر ہے خود صرف چند ہی دن اس
پر عمل کر کے ہمیں دیکھنا چاہیے کہ یہ کس قدر مشکل کام ہے اسی طرح نفس و قلب کا متحد
رہنا کیا کوئی معمولی بات ہے نفس ہمیشہ راہ صواب سے انحراف کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ
[illegible] و سرکشی پر مائل رہتا ہے اس کا قلب مومن کے ساتھ اتحاد کر لینا آسان کام
نہیں اور نہ یہ آسانی سے ہوا ہوگا حضرت غوث پاک کو خدا معلوم کتنی ریاضتیں
کتنی نفس کشی اور کس قدر مجاہدات کرنے پڑے ہوں گے تب یہ نفس سرکش مطیع و منقاد
ہوا۔ پھر کتاب اللہ و سنت اللہ پر غوث پاک کا قیام یہ دوسرا امر ہے بغیر کتاب اللہ
اور سنت اللہ پر پوری طرح عمل کے کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسے مدارج
علیا پر فائز ہو جس قدر زیادہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر مستحکم طور پر قائم
رہے گا اسی قدر عرفان و سلوک کے ابواب اس پر مفتوح ہوں گے چونکہ حضرت
غوث پاک ہر لمحہ ہر لحظہ اور ہر حال و ہر آن میں کتاب و سنت سے موافق رہتے
تھے اسی لئے تو وہ مراتب عطا ہوئے کہ تمام دنیا آپ کے فیض سے فیضیاب ہوئی اور
ہو رہی ہے۔

برادرانِ اسلام! حضرت غوث پاک کے طریقہ پر ہمیں اس نظر سے غور کرنا
چاہیے کہ ہم اس میں سے کہاں تک اپنے لئے منتخب کر کے اس پر عمل کر سکتے ہیں
کیا قول و فعل ہمارا متحد ہے اگر نہیں تو کیا ہم اس کی کوشش نہیں کر سکتے اور کیا
ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم اپنے قول و فعل کے اتحاد کی سعی و کوشش کریں کتاب اللہ
و سنت رسول اللہ کی پیروی سب سے مقدم اور اصل و بنیاد حصول علم و عرفان کی ہے
ہمیں اپنی زندگی میں اس کی بھی تلاش کرنی چاہیے اگر ہے تو کہاں تک ہے اور نہیں تو
کیوں نہیں اور کیوں نہ ہماری زندگیاں اس کے مطابق ہوں۔

برادرانِ اسلام! تمہیں معلوم ہے کہ حضرت غوث پاک کا کیا مرتبہ تھا یہ ایک
مشہور روایت ہے کہ جب غوث پاک نے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کہا
تھا یعنی میرا قدم سب ولیوں کی گردن پر تو جہاں جو ولی اللہ تھا اس نے اپنی گردن
جھکا دی تھی اس سے اندازہ ہو سکتا ہے ... ... کہ جناب غوثیت
مآب کو بارگاہ الٰہی میں کیسے مراتب علیا عطا ہوئے تھے مگر یہ مراتب عالی [illegible]

[illegible] و عنایت ... [illegible] ... بحیثیت [illegible]
اور ہدایت [illegible] ... [illegible]
عظیم [illegible] ... حضرت غوث [illegible]
انہیں حضرت غوثیت مآب کی تعلیم کا [illegible] حضرت [illegible] ہے اور
اگر ہم چاہتے ہیں کہ حضرت کے فیض سے حصہ پائیں تو طالب اور [illegible]
کام بنائیں اور اس فیض عرفان سے بہرہ [illegible] ... کہ [illegible]
عمل کریں۔

حضرت غوث پاک تعلیم طریقت کے متعلق فرماتے ہیں کہ:
اللہ تعالےٰ کے طالب کو چاہیے کہ ادائے فرائض کے بعد تقرب الی اللہ
کی جستجو کرے اور اپنے اوپر ان اذکار و اشغال کو جن کی طاقت رکھتا ہو کالازمہ
لازم کرے اور یہ خیال کرے کہ اس کا ہر قول و فعل اس کی ہر حرکت و سکون یعنی
کا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا اور اس کا ہنسنا اور رونا سب اللہ کے لئے ہے [illegible]
پر عمل کرنا چاہیے وہ صبح و شام ذکر کیا کرے اور دنیوی امور میں انہماک [illegible]
غافلوں میں شامل نہ ہو تمام اذکار سے بہتر اور افضل لا الٰہ الا اللہ کا ذکر [illegible]
پر زیادہ مداومت کرے۔

جہاں تک خاص قادری سلسلہ کے اشغال و اعمال کا تعلق ہے وہ تو بغیر پیر کامل
اور مرشد راشد کے اختیار نہیں کرنے چاہییں اور حقیقت یہ ہے کہ وہ بغیر مرشد
کی ہدایت و رہنمائی کے صحیح طور پر انجام ہی نہیں پا سکتے اور اندیشہ رہتا ہے کہ
بجائے نفع کے نقصان پہنچ جائے لیکن ہم یہ تو کر سکتے ہیں کہ اپنے قول و فعل
میں مطابقت اور یکسانی پیدا کریں اور اپنے اعمال و افعال اور اقوال کو اللہ
پاک کی رضا جوئی و خوشنودی کے لئے وقف کر دیں ہم سعی و کوشش کریں کہ ہمارا
ہر ایک فعل خواہ وہ حرکت ہو یا سکون سونا ہو یا جاگنا چلنا ہو یا بیٹھنا ہنسنا ہو
یا رونا سب اسی ارادے اور نیت کے ماتحت ہو کہ اللہ پاک کی خوشنودی حاصل
کی جائے یقین کیجئے جس دن سے ہم اپنے اعمال و افعال میں یہی یکسانی شروع
کر دیں گے اسی دن سے ہماری روح اور قلب میں ایک انقلابی کیفیت پیدا
ہونی شروع ہو جائے گی اور اگر اس ارادہ سے اعمال و افعال کی یکسانی پیدا
ہو جائے تو نا ممکن ہے کہ نور معرفت سے ہمارے سینے خالی رہیں اسکا ذکر اور اس
کی صفات فکر یہ ایسا اعجازی عمل ہے جو اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

برادرانِ اسلام! اللہ کی معرفت اور اس کا علم و عرفان اگر غوث پاک کو حاصل
ہوا تو یونہی نہیں ہو گیا بلکہ اس کا حاصل ہونا آپ کا اعمال و افعال آپ کا قول و فعل آپ کا
اٹھنا اور بیٹھنا آپ کی حرکت و سکون غرضیکہ سب کچھ اللہ ہی کے لئے تھا اسی
سب کچھ تھا اسی کی رضا اور اسی کی خوشنودی پر [illegible] اللہ
کے جدے ہے۔

غوث اعظم فرماتے ہیں کہ اللہ ہی اسم اعظم ہے [illegible]
جبکہ اس کا ذکر کرتے وقت قلب میں بجز اللہ کے اور کچھ بھی [illegible]
جو [illegible] ... [illegible]
بلکہ [illegible] ... [illegible]
[illegible] ... [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] کہ اس کے [illegible] کے ساتھ گزرتے ہیں [illegible] اس [illegible]

[illegible] سے روگرداں ہو اس کی طرف رجوع کر جب کی اختلال اس پیدا سے کی ہی [illegible] نہیں لگاتا اور دشمن کی شاخوں پر [illegible] محبوب کرو اور [illegible] کرتا ہے اسی طرح اس کا حق محبت اور محبت بدرجہ ترقی رہتا ہے خدا تعالیٰ نے کہ تسلیم رضا کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں بہترین حال سے یاد کرے گا کیونکہ ارشاد فرماتا ہے و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ جو خدا پر بھروسہ کرے تو خدا اس کے لئے کافی ہے تم اسے شوق و محبت سے یاد کرو وہ تمہیں وصال و قرب سے یاد کرے گا تم اسے حمد و ثنا سے یاد کرو وہ تمہیں [illegible] انعامات و احسانات سے یاد کرے گا تم اسے توبہ و انابت سے یاد کرو وہ [illegible] مغفرت سے یاد کرے گا تم اسے دعا سے یاد کرو وہ تمہیں عطا سے یاد کرے گا تم اسے بغیر غفلت کے یاد کرو وہ تمہیں بغیر مہلت کے یاد کرے گا تم اسے [illegible] سے یاد کرو وہ تمہیں خلاصی سے یاد کرے گا تم اسے ارادہ سے یاد کرو وہ [illegible] یاد کرے گا تم اسے تنگدستی میں یاد کرو وہ تمہیں فراخدستی کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے اعتقاد کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں امداد کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے صدق کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں رزق کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے تعظیم سے یاد کرو وہ تمہیں تکریم سے یاد کرے گا۔

[illegible] جناب طریقت آپ کی اس تعلیم پر [illegible] اور اپنے لئے [illegible] کہ اس [illegible] معرفت و فریضہ سلوک حقیقت میں ہماری روحوں کی اصلاح اور [illegible] قلوب کی فلاح کا بھی کچھ سامان ہے یا نہیں اگر اس کتاب اور سنت رسول اللہ سے [illegible] تعلیم عرفانی میں ہمارے لئے کوئی سامان علم و عرفان [illegible] ہے تو پھر کسی دوسری جگہ ہمیں کچھ نہیں مل سکتا لیکن اگر ہم اس تعلیم میں فلاح و صلاح [illegible] قلوب کا سامان پاتے ہیں تو پھر ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ جس حد تک ہو [illegible] عمل کے تمام [illegible] کوئی نتیجہ مترتب ہو عمل [illegible] نتائج مترتب ہوتے ہیں دیکھئے [illegible] نتائج نہیں مترتب ہوا کرتے پس میرے برادران اسلام اگر تمہیں [illegible] سے کوئی عقیدت ہے اور اگر ان سے تمہیں کوئی محبت ہے اور اگر تم اور ہم چاہتے ہیں کہ جناب غوث پاک کے فیض عرفان سے مستفید ہوں تو بس اس کی [illegible] صورت ہے کہ آپ کی تعلیم پر عمل کریں۔

بارک اللہ لنا و لکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک برؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ اما بعد۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ پر جنہوں نے دنیا پر علم و عرفان کی ابدی و ازلی راہیں کھول دیں جن پر چل کر اور جن پر عمل کر کے ولی و صدیق غوث و قطب ابدال و اوتاد پیدا ہوئے۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے آل و اصحاب خصوصاً خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت سیدنا علی اور حضرت امام حسن و حسین اور حضرت فاطمہ اور ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر اور آپ کے چچوں حضرت حمزہ اور حضرت عباس پر اور جملہ عشرہ مبشرہ اور جملہ اصحاب کرام اور اولیاء عظام پر جو امت محمدیہ میں ابتک پیدا ہو چکے اے اللہ ہم کو توفیق عطا فرما کہ ہم انبیاء و اولیا کی راہ مستقیم پر چلیں اور ہم پر اپنے کرم سے اپنی معرفت کے دروازے کھول دے اور ہم کو گمراہی اور ضلالت سے محفوظ رکھ۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

تذکرات

ولی کے بارہ خصائل

حضرت غوث پاک فرماتے ہیں کہ جس شخص میں ولی کی بارہ خصلتیں نہ پائی جائیں اسے مسند ولایت پر نہیں بیٹھنا چاہیئے۔

دو خصلتیں خدا سے سیکھو۔ سب سے پہلے خدا کی صفات سے ولی کو دو خصلتیں سیکھنی چاہئیں اول عیب پوشی دوسرے رحمدلی۔

خدا کا ایک نام ستار ہے ستار کے معنے چھپانے والے کے ہیں۔

اب ذرا غور کرو کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے عیب انسان کی برائیاں اور ان کے گناہوں کو کس قدر چھپاتا ہے تم اپنی زندگی کا جائزہ لیکر دیکھو کہ صبح سے شام تک کتنے گناہ کرتے ہو ایسے گناہ بھی جو خدا کے اور اس کے رسول کے نزدیک حرام ہیں مگر دنیا کے قانون میں ان کی کوئی سزا نہیں اور ایسے جرائم بھی جنکی سزا دنیاوی قانون میں موجود ہے سب ہی طرح کے عیوب پر نظر ڈالو اور دیکھو کہ تمہارا اعمال اور نامہ حیات کس قدر عیوب و معاصی سے پر اور معمور ہے مگر کیا کبھی اس ستار عیوب نے تمہارے ان عیبوں کی پردہ دری کی اور دنیا پر ان کو ظاہر کیا حالانکہ اس قادر مطلق کے اختیار و قدرت سے بالکل بعید نہیں ہے کہ ادھر بندہ سے گناہ و معصیت سرزد ہو اور ادھر غیب کی آواز آ جائے کہ فلاں بندے نے فلاں جرم کیا یا یہ کہ ادھر گناہ کرو اور ادھر اس نیلے آسمانی صفحہ پر تمہارا نام جلی حروف میں لکھ دیا جائے کہ آج اس نے فلاں معصیت کا ارتکاب کیا۔

اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے تو کیا نقصان ہوگی پھر بتلاؤ کہ ایسی حالت میں ہم کس قدر ذلیل و خوار ہو جاؤ کہ زندگی دوبھر ہو جائے اور اگر ہمارے پوشیدہ عیوب دنیا پر ظاہر ہو جائیں تو ہماری زندگیاں کس قدر اجیرن ہو جائیں

لیکن اس علام الغیوب کی ستاری کو دیکھو کہ ہم صبح سے شام تک ہر قسم کے عیوب کرتے رہتے ہیں مگر وہ ستار عیوب ان کو پوشیدہ ہی رکھتا ہے کبھی ظاہر نہیں کرتا۔

اب ہمیں اپنی حالت دیکھنی چاہیئے کہ ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں اور کیا خدا کی صفت ستاری کا کوئی شائبہ ہمارے اندر بھی ہے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے اور ہر ایک شخص اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اس کا اعتراف کرے گا کہ ہم میں سے ۹۹ فیصدی آدمیوں کی حالت یہ ہے کہ دوسروں کے عیوب پر مطلع ہو کر ہم خوشی سی محسوس کرنے لگتے ہیں اور جلد سے جلد دوسروں سے عیوب کا اگر ہمارے علم میں آجائیں تو ڈھنڈورا پیٹنا اپنا اولین اور خوشگوار فرض خیال کرتے ہیں پھر نفس ہماری عیاری ہر نئے حیلہ سازیوں کو دیکھو کہ کبھی تو دوسروں کے عیوب اس طرح ظاہر کئے جاتے ہیں کہ ہمیں تو اس شخص کے حال پر بہت زیادہ رحم آتا ہے اور ہم نے اسی لئے دوسروں سے ان کے عیب کو بیان کیا ہے کبھی اس سے بہت ہی کنڈ ہمدردی ہے اور کبھی اصلاح کے پردہ میں اظہار کرتے ہیں اور کبھی عبرت کے انداز میں بیان کرتے ہیں مگر اصل حقیقت وہ ایک بری عادت ہے یعنی دوسرے کے عیوب کی پردہ دری اور اس سے اپنا نفس خوش ہوتا ہے

آہ کس قدر ہماری حالت خراب ہے اس کی ضرورت ہے کہ سامنے رکھکر حضرت غوث اعظم نے ولی کے لئے جو پہلی خصلت بیان کی ہے وہ ستار العیوب ہونا [illegible] کی ہے لیکن کبھی ہوگا وہ جو عاقل ہی ہوگا پھر وہ وہ ولی کیونکر ہو سکتا ہے اور ایسے ولی سے جو لوگوں کے عیوب کی پردہ دری کرے دنیا کو کیا فیض پہنچ سکتا ہے ولی کا کام تو یہ ہے کہ وہ لوگوں کے قلوب کو عیوب سے پاک کرے اور یہ پردہ دری سے نہیں ہو سکتا بلکہ پردہ پوشی ہی سے ہو سکتے ہیں مگر ہم معمولی انسانوں کو بھی خداوند عزوجل کی اس صفت ستاری کا پرتو اپنے اوپر لانا اور اپنے اندر پردہ پوشی کی صفت پیدا کرنی چاہیئے یاد رکھو جو لوگ دوسروں کا پردہ فاش کرتے ہیں ان کا پردہ بھی فاش ہو کر ہی رہتا ہے ہیں اگر ہمیں حضرت غوث پاک سے بھی عقیدت ہے تو ان کے اس ارشاد پر ہمیں عمل کرنا چاہیئے۔

خدا کی دوسری صفت رحمدلی

حالانکہ کوئی دوسرا نہیں اور نہ ہو سکتا ہے خدا اپنی ذات [illegible] میں بھی کامل و یکتا ہے اس کی رحیمی کا یہ کرشمہ دیکھو کہ [illegible] مومن سرکش و مطیع سب پر رحم کرتا ہے اس کا کارخانہ [illegible] پہنچاتا ہے سورج سب پر چمکتا ہے ہوا سب کے لئے چلتی ہے [illegible] برستا ہے کیوں کیا ہی سرکش و گنہگار کیوں نہ ہو اس کے لطف و کرم سے محروم نہیں ہے کوئی بیمار پڑے اس کے لئے ذمین دوا پیدا کرتی ہو کوئی بھوکا ہو کھیت اس کے لئے غلہ اور درخت اس کے لئے پھل مہیا کرتے ہیں اگر ان سے ہم محروم رہتے ہیں تو اپنی کوتاہی فکر و عمل سے محروم رہتے ہیں [illegible] سے خدا کی پیدا کی ہوئی چیزوں کی نا [illegible] محروم رہ جاتے ہیں ورنہ خدا کا کارخانہ رحمت تو سب کے لئے یکساں سامان راحت مہیا کرتا ہے

دنیا گنہگاروں فاسقوں اور کافروں سے بھری پڑی ہے مگر [illegible] عامہ کا فیضان اس کے کفر و فسق اور معصیت کی وجہ سے معلوم نہیں [illegible] طرح اسباب راحت و حیات ایک پرہیزگار زاہد اور ایک شب زندہ دار عابد کو عطا ہوتے ہیں اسی طرح ایک متمرد سرکش کافر کو [illegible] رحمت و رافت اور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ [illegible] اس کے اخلاق سے خلق سیکھو اس کے اخلاق اس کی صفات کا [illegible] یہ دونوں صفتیں جن کا اوپر ذکر ہوا اسی لئے حضرت غوث الاعظم نے [illegible] کی صفات سے ہیں دو خصلتیں سیکھنی چاہئیں سیکھنا لازما [illegible] لیکن یہ صفتیں مقدم ہیں اور ان کے بغیر مسند ولایت پر کوئی [illegible]

اب ہمیں اپنا حال دیکھنا چاہیئے کہ خدا کی صفت رحمت کا پرتو ہم پر کس قدر ہے اور ہم کس قدر رحمدلی اختیار کرتے ہیں رحم کے معنے یہ ہیں کہ خواہ اس کا تعلق ہو یا نہ ہو اور خواہ وہ شخص ہو ہمارے عزیز کا تعلق ہے مومن ہو یا کافر دوست ہو یا دشمن اچھا ہو یا برا سب پر یکساں [illegible] کے تابع ہے [illegible] کرکے [illegible]

[illegible] دیکھ
ہو وصل ہونے کی عمر اسکی مخلوق پر [illegible] حکم نے ہیں اور انہیں [illegible] کی غلط فہمی دور [illegible] رحم نہیں کی [illegible] یہ [illegible] عبادت [illegible] نہیں کر کا رحم نہیں کیا جاتا۔

دو خصلتیں رسول اکرم سے سیکھو

شفقت و رفاقت

حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ ولی کو دو خصلتیں رسول اللہ سے سیکھنی چاہئیں یعنی شفقت و رفاقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر شفیق تھے اور حضور کی شفقت کس قدر عام تھی اس کا صحیح اندازہ تو سیرت طیبہ کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے مگر سرسری طور پر بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ تمام صحابہ کرام کا اس بات پر متفقہ فیصلہ ہے کہ حضور سے زیادہ شفیق کوئی دوسرا نہیں تھا اور پھر آپ کی شفقت کا یہ عالم تھا کہ خورد و بزرگ اپنے اور پرائے دوست و دشمن مومن و کافر سب پر یکساں تھی یہ ناممکن تھا کہ کوئی دستگیری کا محتاج سامنے آئے اور آپ کا دست شفقت اس کے سر پر سایہ فگن نہ ہو جائے حضور کا ارشاد ہے الخلق عیال اللہ اسکی مخلوق اللہ کی عیال ہے مطلب یہ ہے کہ بلا تمیز سب کے ساتھ شفقت [illegible] یہاں تک کہ ایک دفعہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ آج میں نے ایک [illegible] پلایا تو آپ نے اس کی تعریف کی کہ ہر ایک خستہ جگر کے ساتھ شفقت کی [illegible] حضور کی شفقت کا یہ حال تھا کہ بچے اور بوڑھے مومن و کافر سب یکساں طور پر اس سے مستفید ہوتے تھے مریضوں کی عیادت فرمانے کے لئے جاتے [illegible] پر کرم فرماتے بچوں پر رحم کرتے غرضیکہ شفقت و کرم کا ایک ابر گوہر بار تھا [illegible] باغ و صحرا سب پر گوہر بار تھا۔

یہی حال حضور کی رفاقت کا تھا کہ جس کو ایک دفعہ رفیق بنا لیا پھر کبھی اسکی رفاقت ترک نہ کی حتیٰ کہ منافقین کے ساتھ بھی مرتے دم تک بلکہ مرنے کے بعد بھی اس حد تک رفاقت کی کہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور جب بارگاہ الٰہی سے یہ آیت نازل ہوئی جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ستر دفعہ بھی اے پیغمبر تم دعا کرو تب بھی کچھ نہ ہوگا تو حضور نے فرمایا کہ میں ستر دفعہ سے زیادہ دعا کروں گا یہ حال تھا منافقین کے ساتھ حضور کی شفقت و رفاقت کا اسی طرح جب منافقین کی [illegible] حد سے زیادہ گذر گئیں تو صحابہ نے عرض کیا کہ ان کا مقاطعہ فرما دیجئے [illegible] نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہ محمد نے اپنے رفیقوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔

اس سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضور رحمت العالمین کس قدر شفیق اور کیسے رفیق تھے پھر کیا حضور کی ان دونوں خصلتوں میں ہمارے لئے کوئی سبق نہیں ہے اور ہم اپنی سیرت اور خصلت کو اس اسوہ حسنہ کے سانچے میں نہیں ڈھال سکتے اور اپنے اندر یہ خصلتیں نہیں پیدا کر سکتے اگر کوشش کریں تو ضرور کر سکتے ہیں۔

ہم سب کو پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا ہم بالکل ہی اس دولت سے تہیدست ہیں اگر چشم احتساب سے مطالعہ کریں اور اپنی زندگی کے ہر ایک گوشہ کا جائزہ لیں تو معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا دامن عمل شفقت و رفاقت کی خصلتوں سے کہاں تک بھرا ہوا اور کس قدر خالی ہے حقیقت یہ ہے کہ ہم [illegible] نے اپنی حالت [illegible] خراب کر ڈالی ہے کہ اب ہمیں نہ اپنی دنیا کا خیال ہے اور نہ دین کا حالانکہ ہمیں

[illegible] طرح اسلام [illegible] دین و دنیا کی [illegible] اگر ممکن ہے تو اسوہ کی پیروی اور حضور سرور کائنات کے خصائل کا اتباع ہی سے ممکن ہے اور اس لئے حضرت غوث الاعظم نے ولی کے لئے ایسے چار خصائل مقرر کر دیئے ہیں مگر ان سب کا منبع ذات سرور کائنات ہی ہے اگرچہ ان کا ظہور دوسرے بزرگوں میں بھی ہوا اس لئے اگر ہم جناب غوثیت مآب کے سلسلہ رشد و ہدایت پر یقین رکھتے ہیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ آپ کی تعلیم اور آپ کے ارشادات پر عمل کریں تاکہ علم و عرفان کی طرف قدم بڑھا سکیں اور اسی طرح ہو سکتا ہے کہ آپ کے ارشادات پر عمل کریں۔

دو خصلتیں حضرت ابوبکر سے سیکھو

راستی و راستگوئی

امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق کی جلالت شان و عظمت مرتبے سے ہر ایک مسلمان واقف و آگاہ ہے حضرت ابوبکر وہ صحابی ہیں جو مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد افضل ترین انسان اور رسول اللہ کے صحابی ہیں آپ کے ساتھ آپ کی محبت و شیفتگی اور رفاقت و وابستگی کا یہ عالم تھا کہ جس دن سے مسلمان ہوئے ایک دن کے لئے بھی ساتھ نہ چھوڑا کمال ایمان و فروغ عرفان کا اگر اندازہ مطلوب ہو تو صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو صدیق کا خطاب عطا فرمایا کمال صداقت و کمال راستی ہی کا یہ کرشمہ تھا کہ دربار نبوت سے آپ کو صدیق کا خطاب ملا آپ کی صداقت ہی تھی جس نے فضیلت و برتری آپ کو بارگاہ رسالت سے دلوائی۔

حضرت غوث الاعظم نے دو خصلتوں کا ذکر کیا ہے جو ہمیں حضرت ابوبکر صدیق سے سیکھنی چاہئیں ایک راستی اور راستگوئی اس کے معنے یہ ہیں دونوں میں فرق ہے یعنی راستی اور راستگوئی دونوں ایک ہی چیز نہیں ہیں راستی یہ ہے کہ انسان حق پسند ہو باطل پسند نہ ہو نور اور روشنی کو پسند کرے تاریکی اور ظلمت سے دور بھاگے رشد و ہدایت کو عزیز و محبوب رکھے ضلالت و گمراہی سے نفرت ہو یہ خصلت حضرت ابوبکر صدیق میں بدرجہ اتم تھی ہمیں بھی جیسا کہ غوث پاک نے فرمایا ہے حضرت ابوبکر سے یہ خصلت سیکھنی چاہئے اس کے معنے یہ ہوں گے کہ ہمارا ایمان اس قدر مکمل ہو گا کہ ہم حق سے تمیز کر سکیں گے اور حق کی آواز کو ہمارے ایمانی کان فوراً سن لیں گے۔ حضرت ابوبکر کا حال تھا کہ مسلمان ہونے کے بعد حق کی کوئی صدا اور راستی کی آواز حلقوم رسالت سے نکلی ہمیں صدیق اکبر نے صدقت یا رسول اللہ [illegible] صدق و حق پسندی اور راستی کے یہی معنے ہیں کہ ہر ایک امر کو صدق کی [illegible] میں دیکھے اور سچائی و راستی سے منحرف نہ ہو۔

مثال کے طور پر حضرت ابوبکر جب خلیفہ ہوئے تو کچھ لوگوں نے زکوٰۃ سے انکار کر دیا آپ نے ان کے خلاف فوراً جنگ کرنے کا فیصلہ کر دیا حالانکہ عمر اور حضرت علی جیسے اہل رائے اور صائب الرائے صحابیوں کی مخالفت مصالح کے خلاف بتلایا مگر آپ نے نہیں مانا آخر کار دونوں اصحاب کو تسلیم کرنا پڑا کہ حضرت ابوبکر کی رائے صحیح تھی یہ کونسی قوت تھی جس نے فیصلہ حضرت ابوبکر سے کروایا یہ راستی اور سچائی ہی کی قوت تھی۔

یا مثلاً امام حسین کی شہادت کے واقعہ کو لیجئے کہ باوجودیکہ مقابلہ پر

جس امر کو انھوں نے حق سمجھا اس پر جمے رہے [illegible] پھر سلطان [illegible] اور پورے کنبہ نے حق پر جانیں قربان کر دیں لیکن باطل کے سامنے سر نہ جھکایا حالانکہ اگر یزید کی بیعت کر لیتے تو سارا قصہ ختم تھا لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا اور اس سے بہتر یہ سمجھا کہ راہ حق میں پورا خاندان شہید ہو جائے تو ہو جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

یہ وہی راستی سچائی اور حق شناسی و حق پسندی و حق پرستی تھی۔ [illegible] کے صفحے صاف ہیں ہر ایک گوشہ حیات میں سچائی [illegible] یہ ایسی خصلت ہے جو حضرت صدیق اکبر میں پوری شان کے ساتھ جلوہ گر تھی۔

حضرت غوث اعظم فرماتے ہیں کہ یہ دونوں خصلتیں ہیں صدیق اکبر کی خصلتوں سے اپنی خصلت میں منتقل کرنا چاہیے اور اگر ہماری یہ خواہش ہے کہ ہماری روحیں اور قلوب پر بھی کچھ نہ کچھ پر تو پڑے جس علم و عرفان سے کہ جناب ابوبکر صدیق کی روح اور قلب منور [illegible] تھا اور جس سے حضرت غوث پاک کا سینہ معمور تھا ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے اندر راستی و راستگوئی کی فضیلتیں پیدا کریں۔

حضرت عمر سے دو خصلتیں سیکھو

امر معروف و نہی منکر

نیکیوں کا حکم دینے یا نیکیوں کی طرف بلانے اور اچھائیوں کی ترغیب دینے کا نام امر بالمعروف ہے اور برائیوں سے روکنے اور اس سے باز رکھنے کا نام نہی عن المنکر ہے یہ خداوند کا حکم ہے اور مومنین کی ایک صفت قرآن حکیم میں یہی بیان کی گئی ہے کہ وہ نیکیوں کا حکم دیتے اور برائیوں سے اس کے بندوں کو روکتے اور باز رکھتے ہیں اور خدا کا یہ صاف و صریح حکم ہے کہ مسلمانوں میں سے کم از کم ایک جماعت ایسی ضرور رہنا چاہیے جو خیر کی طرف دعوت دیتی رہے اور نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر و حسنات کی دعوت دیتی رہے اچھائیوں اور نیکیوں کا حکم دیا کرے اور برائیوں سے روکا کرے۔ اگر اس امت میں ایک جماعت کی ضرورت بتلائی گئی ہے جس کا یہی کام ہو اور امت محمدیہ کا یہ فرض ہے کہ اس قسم کی ایک منظم جماعت پیدا کرے مگر اسی کے ساتھ قرآن حکیم میں جا بجا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی طرف مسلمانوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ اس فرض کو اختیار کریں اور ان لوگوں کی بے انتہا تعریف کی گئی ہے جو اس فرض کو انجام دیتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عمل ہے کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے خدا کے حکم سے اس فرض کو انجام دیا اور وہ مبعوث ہی اس غرض سے کئے گئے کہ خدا کی مخلوق اور اس کے بندوں کو نیکیوں کی طرف بلائیں اور بدی و برائی سے روکیں کس قدر خوش قسمت ہے وہ انسان جس کو توفیق ملے کہ اس سے وہ عمل بر روئے کار آوے جو انبیاء کرام کا عمل تھا جس عمل کے لئے وہ اس دنیا میں خدا کی طرف سے بھیجے گئے۔

حضرت عمر فاروق جن کی طرف حضرت غوث پاک نے ان دونوں خصلتوں کو منسوب فرمایا ہے حقیقت یہ ہے کہ امت محمدیہ میں اس صفت کے مظہر اتم تھے [illegible] بالمعروف و نہی عن المنکر کی صفت آپ [illegible] معروف و [illegible] تھے۔

ہمیں آپ کی زندگی حسب ارشاد جناب غوث پاک ان دو خصلتوں کو سیکھنا چاہیے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان بندگوں کی صف نعال میں ہم کو بھی جگہ ملے۔

امر بالمعروف

کس قدر مستحکم ہے کہ آپ لوگوں کو نیکیوں اور اچھائیوں کی طرف بلائیں معروف ان نیکیوں کو کہا جاتا ہے جو مشہور اور ہر شخص کے نزدیک مسلمہ طور پر نیکیاں ہیں مثلاً سچ بولنا وعدہ کو پورا کرنا بھلائی کرنا لوگوں کو نفع پہنچانا صبر کرنا شفقت کرنا اپنے فرائض اور تمام ذمہ داری فرائض کو باحسن وجوہ پورا کرنا یہ سب معروف میں داخل ہیں مگر اصطلاح شرع میں وہ تمام امور معروف میں داخل ہیں جن کے کرنے کا حکم خدا اور اس کے رسول نے دیا ہے خواہ ان کا تعلق عبادات سے ہو یا عقائد سے یا اخلاق و معاملات سے یعنی خدا کی وحدانیت اور رسول کی رسالت سے لیکر نماز روزہ حج زکوٰۃ اور دیگر عبادات اور معاملات میں صفائی [illegible] معروف کی وسیع اصطلاح میں داخل و شامل ہے۔

لیکن امر معروف کی خصلت اختیار کرنا بظاہر تو آسان معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی ملئے یہ کہتے رہیے کہ نیکیاں اختیار کرو نیک اور اچھے کام کرو عبادت کرو شریعت کی پابندی کرو اسوہ حسنہ رسول اللہ کی پیروی کرو لوگوں کی حاجت روائی کرو ان پر رحم و کرم کرو سخاوت اختیار کرو لوگوں کی خبر گیری کرو مریض کی عیادت محتاج کی امداد اور اہل ضرورت کی ضرورتیں پوری کرو مگر اس طرح لوگوں سے زبانی کہہ دینا کچھ بھی معنی نہیں رکھتا یہ تو بہت آسان کام ہے کہ جس سے بھی اور جہاں کہیں بھی ملاقات ہوئی اس سے اچھے کام کرنے کے لئے کہہ دیا مگر حقیقتاً یہ بہت مشکل کام ہے کیونکہ اس خصلت کے اختیار کرنے کے معنے یہ ہیں کہ پہلے ہم خود اپنے اندر وہ تبدیلیاں کر لیں جن کے لئے دوسروں سے ہمیں کہنا ہے قرآن حکیم میں ہے کہ وہ بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے اصل یہ ہے کہ دوسروں پر اگر ہم اپنی بات کا اثر ڈالنا چاہتے ہیں تو اس کا یہ عام اور مسلمہ اصول ہے کہ پہلے خود اس پر عمل کیا جائے۔ ایک دفعہ امام ابو حنیفہ کے پاس ایک بڑھیا آئی اور اس نے اپنے بیٹے کی شکایت کی کہ وہ گڑ بہت کھانے لگا ہے آپ اس کو نصیحت کیجئے امام صاحب نے فرمایا کہ چار روز کے بعد آنا وہ [illegible] بیٹے کو ہمراہ لائی تو آپ نے اس کو اس قدر زیادہ گڑ کھانے سے منع فرمایا اور وہ مان گیا اور یہ عادت ترک کر دی بڑھیا نے پوچھا کہ حضرت آپ نے اسی دن نصیحت کیوں نہیں فرمائی تھی تو امام صاحب نے فرمایا کہ مجھ کو خود گڑ کھانے کی عادت تھی اس لئے جب تک اس عادت کو میں خود نہ چھوڑ دوں اس وقت تک نصیحت کرنا بے سود تھا کیونکہ اس کا کوئی اثر نہ ہوتا۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ بے عمل کی نصیحت میں کوئی اثر نہیں ہوتا بھلا ایک بے نمازی کی یہ نصیحت کیا لوگوں پر اثر کر سکتی کہ لوگو نماز پڑھو یا ایک تارک صوم اگر لوگوں سے روزہ رکھنے کو کہے تو اس کی کون سنے گا [illegible] کے متعلق [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] سکتے ہیں۔ حضرت غوث اعظمؒ نے ہم کو ان خصائل کے سیکھنے کے لئے ان بزرگوں کا انتخاب کیا ہے جن کے اندر یہ خصائل بدرجہ اتم پائے جاتے تھے کہ صرف دو دو خصلتیں ہر ایک سے منتخب کی ہیں۔ اس بیان کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت عمرؓ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خصلت بہت نمایاں تھی تو اس سے کہ [illegible] کسی سے ایسی بات [illegible] کہ جس پر وہ خود عامل نہ ہوتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ کے امر بالمعروف کا اثر ہوتا تھا اور یہی سبب ہے کہ آپ اس خصلت میں ممتاز تھے اور اسی بنا پر حضرت غوث الاعظمؒ نے حضرت عمرؓ سے ہم کو یہ خصلتیں سیکھنے کے لئے فرمایا ہے۔

نہی عن المنکر

نہی عن المنکر امر بالمعروف کے مقابلہ کی چیز ہے۔ منکر کہتے ہیں ان امور کو جو مسلم طور پر سب کے نزدیک قابل انکار رہیں اور عقل بھی ان کو پسند نہ کرے مثلاً چوری ڈاکہ ظلم و ستم دغا فریب رشوت زنا اغلام وغیرہ وغیرہ یہ ایسے امور ہیں جو دنیا بھر کے نزدیک قابل نفرت و ملامت ہیں اور کسی مذہب میں بھی ان کو پسندیدہ نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن شریعت اسلامی کی اصطلاح میں منکر وہ سب امور ہیں جن کو خدا اور اس کے رسولؐ نے حرام یا ناجائز ٹھہرا دیا ہے اس میں زندگی کے ہر ایک شعبہ سے متعلق امور ہیں مثلاً اخلاق میں تمام اخلاق رذیلہ شامل ہیں مثلاً چوری ڈاکہ زنی جھوٹ فریب دغا بازی ظلم و رشوت زنا اغلام وغیرہ۔ معاملات میں قواعد مقررۂ اسلامی کی خلاف ورزی، عبادات میں غیر شرعی معاملات مثلاً بت پرستی قبر پرستی تعزیہ پرستی وغیرہ غرضیکہ زندگی کے ہر ایک شعبہ کے لئے جو احکام ہیں ان کی خلاف ورزی امر منکر میں داخل ہو جائیگی ایسے سب امور سے لوگوں کو روکنا باز رکھنا منع کرنا نہی عن المنکر کہلاتا ہے۔

حضرت عمرؓ کے اندر یہ خصلت بدرجۂ غایت موجود تھی اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی شخص امر منکر میں مشغول ہو اور آپ نے اس سے تعرض اور باز پرس نہ کی ہو جن امور منکر کی شریعت نے سزا مقرر کی ہے اگر اس میں مشغول کسی کو دیکھ لیتے تھے تو سزا سے درگذر نہیں فرماتے تھے اور حد کو جاری فرماتے تھے۔

لیکن جس طرح معروف کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس امر حسن کا حکم دیا جائے اس پر حکم دینے والا خود عامل ہو اسی طرح نہی عن المنکر میں بھی نہایت ضروری ہے کہ جو شخص ان برائیوں سے دوسروں کو روکے وہ خود ان برائیوں سے پاک ہو بھلا ایسے شخص کا کیا اثر پڑ سکتا ہے کہ جو خود رشوت لیتا ہو مگر دوسروں کو حکم دے کہ رشوت مت لو خود تو زنا میں مبتلا ہو مگر دوسروں کو زنا سے منع کرے خود ظلم و دغا بازی میں مبتلا ہو اور دوسروں کو ان سے باز رکھے۔ غرض نہی عن المنکر کے لئے بھی لازم ہے کہ جن افعال شنیع قبیحہ سے کسی شخص کو دوسرے کو روکے اور منع کرے خود ان افعال قبیحہ سے اس کی ذات پاک و صاف ہو۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے جو شرط ہے اس کو پیش نظر رکھ کر ان بزرگوں کے [illegible] کاموں کی ترغیب دیتے اور برے کاموں سے روکتے ہیں غور کرنا چاہئے کہ آیا وہ ان صفات سے متصف ہیں اور ہم سب کا فرض ہے کہ اگر ہم علم و عرفان کے کاملین کا سیرہ کرنا چاہتے ہیں تو اپنے اندر یہ خصلت حضرت عمر فاروقؓ کے نقش قدم پر چل کر پیدا کریں۔

دو خصلتیں حضرت عثمانؓ سے سیکھو

بھوکوں کو کھانا کھلانا اور شب بیداری

حضرت عثمان غنیؓ کے اندر یہ دونوں صفتیں نہایت نمایاں تھیں آپ نہایت فراخدل اور فیاض اور سیر چشم تھے اور کثرت سے غرباء و مساکین کو کھانا کھلاتے تھے کسی بھوکے کو بار بار [illegible] نہیں کرتے تھے۔

غرباء و مساکین کو کھانا کھلانا فرائض کے بعد سب سے زیادہ ثواب کا کام ہے خصوصاً جب یہ معلوم ہو جائے کہ بھوکا اور غریب پیشہ ور بھکاری نہیں ہے خدا تعالیٰ نے اپنے کلام کے آغاز ہی میں سورۂ بقر کے اندر یؤمنون بالغیب اور اقامۃ صلوٰۃ و زکوٰۃ کے بعد فمما رزقناهم ينفقون کا حکم دیا ہے یعنی فرض عبادت کے بعد [illegible] کے انفاق کا ذکر فرمایا ہے اس میں شک نہیں کہ ظاہر ہے اور ایک حد تک یہ صفت ہر سائلوں کو کچھ نہ کچھ دیا جاتا ہے مگر اول تو عورتوں کے اندر یہ صفت زیادہ ہے مردوں کے اندر کم ہے دوسری بات یہ ہے کہ زیادہ پیشہ ور بھکاری آتے ہیں وہ بھوکے نہیں ہوتے بلکہ بھیک مانگنا انہوں نے اپنا پیشہ بنا لیا ہے ایسے سائلوں کو دینا کچھ مفید نہیں ہے اصل میں جو حقیقتاً محتاج اور فاقہ کش اور بھوکے ہوں ان کو کھلانا پلانا چاہئے۔

دوسری خصلت حضرت عثمانؓ کی شب بیداری تھی یعنی راتوں کو جاگ کر حق تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنا اس خصلت کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے جس قدر زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے گی اسی قدر بندہ پروردگار کے قرب وصال کے نزدیک پہنچ جائیگا عبادت ہی تو ہے جو انسانی قلوب کو جلا دیتی ہے اور یہ سبب معرفت ہوتی ہے خصوصاً شب بیداری کی برکات اور اس کے نتائج کا تو کوئی حد و حساب ہی نہیں ہے۔

اصل یہ ہے کہ شب کی عبادت میں کامل یکسوئی قلب کو حاصل ہوتی ہے دن میں یکسوئی کا نصیب ہونا مشکل کام ہے کیونکہ دن تو ایک کارزار کا مصداق ہوتا ہے ہر قسم کا شور و غل برپا رہتا ہے مساجد میں بھی خلوت کا سا سکون نصیب نہیں ہوتا مکان کے کسی بھی گوشہ میں وہ سکون اور خاموشی نہیں ہوتی جو شب کے دوسرے حصہ میں ہر جگہ میسر آسکتی ہے۔ اس کے علاوہ شب کی عبادت میں ریا اور نمود و نمائش کا کم موقعہ ہوتا ہے اور خالص اللہ کے لئے وہ عبادت ہوتی ہے سوائے اس کے کہ قصداً شب بیداری کا اپنی کوئی چرچا کرتا پھرے۔

اس لئے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ابواب علم و معرفت ہمارے قلب و روح پر منکشف ہوں تو ہمیں حضرت عثمانؓ کی خصلت شب بیداری اختیار کرنی چاہئے اور افسوس ہے کہ ہم میں سے بہت کم ایسے نفوس ہیں جو شب بیداری کی فضیلت رکھتے ہوں۔

دو خصلتیں حضرت علیؓ سے سیکھو

عالم اور شجاع بنو

حضرت غوث پاکؒ نے فرمایا کہ دو خصلتیں حضرت علیؓ سے سیکھنی چاہئیں اور وہ دونوں خصلتیں وہی ہیں جو حضرت علیؓ کے اندر بہت ممتاز اور نمایاں تھیں حضرت علیؓ اعلم صحابہ میں سے تھے اور شجاع ترین تھے۔

حصول علم کی خصلت ہم کو حضرت علیؓ سے سیکھنی چاہئے علم ہی ایک ایسی صفت ہے جو انسان کے اندر صفات کمال پیدا کرتی ہے اور انسان کے اندر عرفان الٰہی اور معرفت

[illegible] پیدا کرنی چاہئے اس پر [illegible]

علم کے متعلق کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کی ضرورت اور اہمیت سے ہر ایک واقف ہے اور ہم ہر ایک مسلمان سے یہ امید کرتے ہیں کہ وہ حصول علم کی طرف پوری توجہ دینا اپنا فرض سمجھیگا کیونکہ یہ ایک اسلامی امتیاز ہے اسلام ہر ایک فرزند کو عالم دیکھنا چاہتا ہے اور حضور سرور کائنات نے علم کی طلب ہر ایک مومن و مومنہ اور ہر ایک مسلم و مسلمہ پر فرض قرار دی ہے اور فرمایا ہے کہ اگر چین میں بھی علم ہو تو مسلمان وہاں کا سفر کرکے اور وہاں پہنچکر علم حاصل کرنا چاہئے یعنی فرمایا ۔ اطلبوا العلم ولو کان بالصین چین کا ذکر محض بعد مسافت کے اظہار کے لئے ہے یعنی خواہ کسی قدر دور حصول و طلب علم کے لئے جانا پڑے مسلمان کو علم اسے حاصل کرنا چاہئے علم کی کوئی تخصیص نہیں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہر ایک علم نافع اور مفید ہوتا ہے بشرطیکہ اس کا غلط استعمال نہ کیا جائے دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم بھی سیکھنے چاہئیں کیونکہ مسلمانوں کی دنیا ان کے دین سے الگ نہیں ہے اور دنیا کے معنی اصل میں وہی ہیں جو مولانا روم نے بتلائے ہیں یعنی خدا سے غافل ہونا اصل دنیا ہے سے

چیست دنیا از خدا غافل شدن نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اگر کوئی علم خدا سے غافل کرے تو وہ علم نہیں بلکہ جہل ہے اس لئے خدا کی یاد سے دل کو گرم اور معمور رکھنا اصل شے ہے باقی ہمہ ہیچ ۔

دوسری خصلت شجاعت و مردانگی ہے حضرت علیؓ کی شجاعت مشہور ہی ہے شجاعت ایک ایسی صفت ہے جو دینی اور دنیاوی ہر ایک کام کی تکمیل کے لئے ضروری ہے بغیر شجاعت کے انسانیت کا جوہر پیدا ہی نہیں ہوتا بزدل انسان نہ دنیاوی ترقی کر سکتا ہے اور نہ دینی جو بزدل ہوگا وہ اس عرفان و حقیقت کی دشواریوں کو کیسے برداشت کر سکتا ہے شجاعت و مردانگی وہ جوہر ہے جو انسان کو مصائب و مشکلات پر فتح دلاتا ہے اس لئے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ شجاع بنے۔

ملک کی موجودہ حالت

موجودہ سیاسی رفتار اس وقت بھی کچھ بہتر نہیں ہے کانگرس اور حکومت کے درمیان جو جنگ جاری تھی وہ بدستور جاری ہے اسی طرح دوبارہ آرڈیننس نافذ کر دیئے گئے ہیں اور اسی طرح سول ڈس اوبیڈینس یعنی سول نافرمانی جاری ہے کانگرس جو کچھ بھی کرتی ہے وہ سب خلاف قانون کہلاتا ہے کیونکہ سرے سے کانگرس ہی خلاف قانون جماعت قرار دیدی گئی ہے اس لئے اس کی طرف سے اور اس کے نام سے جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ سب خلاف ہوتا ہے اور حکومت ان سب کاروائیوں کے خلاف

کوشش [illegible] کا نظم [illegible] حکومت [illegible] ہزاروں گرفتاریاں ہو چکی ہیں اس کے بعد جو [illegible] بنایا گیا [illegible] ہے اس سلسلہ میں گرفتاریاں اور [illegible] ہوا اور [illegible] اب کچھ دنوں سے ان مخالفت کانگریسی والنٹیر [illegible] ہیں [illegible] کے قبضہ میں تھے مگر اب ان پر حکومت نے قبضہ کر لیا ہے مثلاً کانگرس دفاتر اور کانگرسی قوم وغیرہ کانگریس کے والنٹیر جھنڈا بنا کر ان پر قبضہ کرنے کے لئے جاتے ہیں اور اگر موقعہ مل گیا تو جھنڈا وغیرہ لہرا دیتے ہیں اور پھر گرفتار ہو جاتے ہیں پکٹنگ وغیرہ بھی ہوتا رہتا ہے۔

غرض یہ کہ سول نافرمانی بھی جاری ہے اور گرفتاریاں بھی جاری ہیں اور بظاہر کوئی مستقبل قریب میں کانگرس اور حکومت کے درمیان مصالحت کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اس سے ملک میں جو ابتری اور بدنظمی پھیلی ہوئی ہے وہ ہر شخص کے سامنے ہے تجارت و صنعت کی حالت روز بروز بد سے بدتر ہو جاتی ہے اول تو تمام دنیا کی اقتصادی حالت نازک ہے اور پھر اس پر بھی ملک میں یہ اودھم مچا ہوا ہے وہاں کی جو حالت ہوگی وہ ظاہر ہے

اب بظاہر رسہ کشی یہ معلوم ہوتی ہے کہ حکومت کا یہ کہنا ہے کہ کانگرس سول نافرمانی بند کرے تو حکومت بھی آرڈیننس واپس لے لیگی اور غالباً کانگرس کہتی ہے کہ آرڈیننس پہلے واپس لے جائیں تو بات چیت شروع ہو سکتی ہے اور حکومت اس وقت کانگرس سے کوئی بات چیت شروع کرنے کے لئے تیار نہیں ہے جب تک کہ سول نافرمانی بند نہ کر دی جائے اس طرح ملک ایک سخت قسم کی کشمکش میں مبتلا ہے۔

یہ تو حکومت اور کانگرس کا قصہ ہے دوسری طرف ملک اور ناگوار مسئلہ [illegible] آگیا ہے اور وہ حکومت اور اعتدال پسندوں کا ہے وزیر ہند نے یہ اعلان کیا ہے کہ اب راؤنڈ ٹیبل کانفرنس طلب نہیں کریں گے بلکہ دارالعوام و خواص کی ایک کمیٹی دستور ہند تیار کرکے پارلیمنٹ کے سامنے پیش کر دیگی اور ہندوستانیوں سے یہ کمیٹی مشورہ کر لیگی اعتدال پسندوں نے اس طریق کار کو پسند نہیں کیا اور انہوں نے اپوزیشن کرنے کا اعلان کر دیا اور مشاورتی کمیٹی سے استعفے دیدیئے ہیں جس سے ملک میں عام بے چینی پھیل چکی ہے اور ملک میں وزیر ہند کا اس اعلان کو وعدہ خلافی تصور کیا جاتا ہے۔

فرقہ وارانہ مسئلہ ابھی تک طے نہیں ہوا گستک کے آخر میں حکومت اس کے متعلق اعلان کر دیگی مگر چونکہ ہر ایک فرقہ کے مطالبات ایک دوسرے سے متضاد ہیں اس لئے سب کو یقین ہے کہ اس کے خلاف فیصلہ ہوگا اس لئے سب فرقے اشتعال انگیز تقریریں کر رہے ہیں اور ملک کی فضا کو مکدر

الاسلام

باب الجنائز

جنازہ لیجانے کا بیان

عن ابی سعید انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضعت الجنازۃ فاحتملها الرجال علی اعناقهم رواہ البخاری۔

ابو سعید کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جنازہ تیار ہو کر رکھا جائے تو آدمی اپنے مونڈھوں پر اٹھائیں۔

عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تبع جنازۃ وحملها ثلث مرات فقد قضی ما علیہ من حقها۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جنازہ کے پیچھے چلا اور اسے تین دفعہ کندھا دیا اس نے حق میت جو اس پر تھا ادا کر دیا۔ رواہ الترمذی

عن المغیرۃ بن شعبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الراکب یسیر خلف الجنازۃ والماشی یمشی خلفها وامامها وعن یمینها وعن یسارها قریبا منها

مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ جناب نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سوار جنازہ کے پیچھے چلیں اور پیادہ آگے پیچھے اور دائیں بائیں جنازہ کے پاس پاس۔

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضعت الجنازۃ فاحتملها الرجال علی اعناقهم فان کانت صالحۃ قالت قدمونی وان کانت غیر صالحۃ قالت لاهلها یا ویلها این تذهبون بها یسمع صوتها کل شیء الا الانسان ولو سمع الانسان لصعق رواہ البخاری۔

ابی سعید فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت تیار کیا جاتا ہے جنازہ اور اٹھاتے ہیں اس کو لوگ اپنی گردنوں پر تو اگر وہ نیک بخت ہوتا ہے کہتا ہے جلدی لے چلو مجھ کو میری منزل کی طرف اور اگر بد ہوتا ہے تو کہتا ہے ہائے مصیبت مجھے کہاں لئے جاتے ہو اور اس کی آواز ہر ایک جاندار سنتا ہے سوائے آدمی کے اگر آدمی سنے تو مر جائے یا بیہوش ہو جائے۔

وعن جابر قال مرت جنازۃ فقام لها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقمنا معہ فقلنا یا رسول اللہ انها یهودیۃ فقال ان الموت فزع فاذا رایتم الجنازۃ فقوموا۔ متفق علیہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ حضور کے سامنے سے گزرا حضور اس کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے ہم بھی کھڑے ہو گئے میں نے کہا یا رسول اللہ یہ جنازہ تو ایک یہودی شخص کا تھا اس کی تعظیم کے لئے کیوں کھڑے

حضور نے ہمارے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ موت گھبراہٹ کی چیز ہے لہذا تم کو چاہیے کہ جب جنازہ دیکھو کھڑے ہو جایا کرو۔ یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں ہے۔

وعن علی قال رأینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام فقمنا وقعد فقعدنا یعنی فی الجنازۃ رواہ مسلم وفی روایۃ مالک وابی داود قام فی الجنازۃ ثم قعد بعد۔

روایت ہے حضرت علی فرماتے ہیں کہ دیکھا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ایک جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے پس ہم بھی کھڑے ہو گئے پھر بیٹھ گئے تو ہم بھی بیٹھ گئے اور یہ روایت مالک اور ابی داؤد سے ہے کہ حضور کھڑے ہوئے پھر بعد اس کے بیٹھ گئے۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ ایک تو یہ کہ کھڑے ہوئے حضرت جنازے کو دیکھ کر ہم بھی کھڑے ہوئے اور جب گزر گیا اور نظروں سے غائب ہو گیا حضور بیٹھ گئے ہم بھی بیٹھ گئے۔ دوسرے یہ کہ کچھ دیر جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے پھر بیٹھے رہے اور نہ اٹھے اس سے معلوم ہوا کہ کھڑا ہونا منسوخ ہو گیا حضور کے آخر فعل سے یعنی یہ حکم پہلے تھا اب موقوف ہوا اور دوسری روایت کے بھی یہی معنے ہیں اور دوسرے معنے ظاہر ہیں۔

جنازہ کے ساتھ جانیکے فضائل

عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتبع جنازۃ مسلم ایمانا واحتسابا وکان معہ حتی یصلی علیها ویفرغ من دفنها فانہ یرجع من الاجر بقیراطین کل قیراط مثل احد ومن صلی علیها ثم رجع قبل ان تدفن فانہ یرجع بقیراط متفق علیہ۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جو شخص چلے جنازہ کے ساتھ ایمان اور احتساب کے ساتھ طلب ثواب کی غرض سے جنازہ کے ساتھ حتی کہ اس نے نماز پڑھی اور شریک دفن ہوا بس واپس ہوا اس کو اجر دو قیراط کی برابر ملیگا اور ہر قیراط ایک احد کی برابر ہوگا جس نے نماز پڑھی اور واپس ہو گیا تو اس کو ایک قیراط کی برابر ثواب ملیگا۔

عن عبد اللہ ابن عباس عن کریب مولی ابن عباس انہ مات لہ ابن بقدید او بعسفان فقال یا کریب انظر ما اجتمع لہ من الناس قال فخرجت فاذا ناس قد اجتمعوا لہ فاخبرتہ فقال تقول هم اربعون قال نعم

روایت کی کریب مولی ابن عباس سے انہوں نے نقل کی عبد اللہ ابن عباس سے کہ مر گیا ان کا بیٹا مقام قدید میں یا عسفان میں یہ مقام مکہ کے قریب ہے پس کہا ابن عباس نے اے کریب دیکھ کس قدر لوگ جمع ہوئے ہیں اس کے لئے کریب کہتے ہیں میں باہر نکلا تو دیکھا میں نے بہت سے

قال اخرجه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من رجل مسلم یموت فیقوم علی جنازته اربعون رجلا لا یشرکون باللہ شیئا الا شفعهم اللہ فیه رواہ مسلم

تک نہیں ہوئے کے ... خبر کی پھر کہا گنتا کرو کہ جماعت وہ چالیس ہیں نے کہا کہ ہاں کہا ابن عباس نے کہا تو جنازہ کو نکالو تحقیق کہ سنا ہے میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے ہیں کہ نہیں مسلمان کے جنازہ پر چالیس مسلمان ایسے کہ نماز پڑھیں ایسے مسلمان کہ نہ شریک کرتے ہوں ساتھ اللہ کے کسی کو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے شفاعت ان کی اس میت کے حق میں روایت کیا اس کو مسلم نے۔

وعن انس قال مروا بجنازة فاثنوا علیها خیرا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجبت ثم مروا باخری فاثنوا علیها شرا فقال وجبت فقال عمر ما وجبت فقال هذا اثنیتم علیه خیرا فوجبت له الجنة وهذا اثنیتم علیه شرا فوجبت له النار انتم شهداء اللہ فی الارض متفق علیه وفی روایة المومنون شهداء اللہ فی الارض۔

اور روایت ہے انس سے کہ کہا کہ گذرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک جنازہ پر پس تعریف کی اس پر بھلائی کی پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب ہوئی پس کہا حضرت عمرؓ نے حضور کیا واجب ہوئی اس کے لئے فرمایا حضرت نے وہ شخص کہ تعریف کی تم نے اس پر بھلائی کی پس واجب ہوئی اس کے لئے جنت اور یہ شخص کہ جس پر ذکر کیا تم نے برائی کا پس واجب ہوئی اس کے لئے دوزخ تم خدا کے گواہ ہو بیچ زمین پر نقل کی یہ حدیث بخاری و مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ مومن گواہ ہیں اللہ کے زمین میں۔

شرح

واجب ہوئی جنت یعنی ثابت ہوئی جنت بر تقدیر لوگوں کی تعریف کرنے کے اور اگر مرنے کے بعد لوگوں نے برائی کی تو دوزخ واجب بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ حکم عام نہیں ہے۔

رہا یہ سوال کہ حضور نے وجبت کا لفظ ارشاد فرمایا اس سے کیا مراد ہے اگر لوگوں کی تعریف اور ذم کا اثر نہیں ہوتا تو پھر وجبت سے کیا مراد ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور کو اللہ نے اس میت کے متعلق آگاہ فرمایا تو آپ نے واجب کا لفظ استعمال فرمایا ورنہ یہ ہر ایک کے لئے ضروری نہیں ہے کہ چالیس آدمی اسکی تعریف کردیں اور اس پر جنت واجب ہو جائے یا برعکس اس کے دوزخ واجب ہو جائے اور تعریف کرنا اور برا کہنا نیک اور متقیوں کا معتبر ہے کیونکہ برے آدمی تو ہر ایک کی مدح اور ذم اپنی ذاتی دوستی اور عناد کے باعث کردیا کرتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ لوگوں کی تعریف مرنے والے کے نیک ہونے پر دلالت کرتی ہے اور لوگوں کا اس کو برا کہنا اس کے برے ہونے پر دلالت کرتا ہے ہاں اگر کوئی فاسق فاجر بسبب فسق و فجور کے کسی اپنے ہم مشرب کی تعریف کرے یا کسی نیک آدمی کی برائی کرے تو نہ اس کی تعریف معتبر ہے اور نہ برائی قابل اعتبار ہے رہا لفظ شاہد کا جو اس حدیث میں آیا ہے تو یہ باعتبار اکثر کے ہے کہ اکثر لوگوں سے اللہ تعالیٰ اچھوں کو اچھا کہلوا دیتا ہے اور بروں کو برا کہلوا دیتا ہے خلاصہ ما فی الباب یہ ہے کہ کسی جماعت کا فیصلہ جنتی کہنا معتبر نہیں اور نہ ان کو جنتی کہہ سکتا اور نہ

... قطعی طور پر ... نہیں کہا جا سکتا ... جنتی یا جہنمی قطعی طور پر کسی کو نہ کہنا چاہئے ... ممکن ہے کہ ہم کسی پر قطعی جنتی ہونے کا حکم لگائیں اور وہ بدبخت ہو جائے یا ہم کسی پر جہنمی ہونے کا حکم لگائیں اور وہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیں اور وہ جنتی ہو جائے۔ واللہ اعلم

عن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجنازة متبوعة ولا تتبع لیس معها من تقدمها رواہ الترمذی و ابو داود

روایت ہے عبد اللہ ابن مسعود سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنازہ تابع کیا گیا ہے کہ لوگ اس کے پیچھے چلیں اور نہیں تابع ہو کر لوگوں کے پیچھے اور نہیں ہوتا ساتھ اس کے وہ شخص جو آگے ہوگیا اس کے یعنی جو شخص جنازہ کے آگے چلا اس کو ثواب نہیں ملتا شرکت جنازہ کا۔

عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تبع جنازة وحملها ثلاث مرار فقد قضی ما علیه من حقها رواہ الترمذی قال هذا حدیث غریب وقد

اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ساتھ ہو جنازے کے اور اٹھائے اس کو تین بار پس تحقیق ادا کیا حق اپنا جو اس کے اوپر تھا روایت کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور تحقیق کہ روایت کی گئی شرح السنہ میں یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ اٹھایا سعد ابن معاذ کا درمیان دو لکڑیوں کے۔

نماز جنازہ کا بیان

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے ایک آدمی کے ادا کرنے سے سب کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی اور اگر ایک نے بھی نہ پڑھی تو سب کے سب گنہگار ہوں گے اس کے لئے جماعت شرط نہیں اگر ایک ہی پڑھے گا تو فرض ادا ہو جائے گا اور اس کے واجب ہونے کی وہی شرطیں ہیں جو نماز کے لئے ہیں علاوہ ان کے ایک شرط موت کی خبر کا ہونا ہے اس کے لئے وقت شرط نہیں اور تکبیر تحریمہ رکن ہے اور اس نماز کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ مصلی نجاست حکمیہ و حقیقیہ سے پاک ہو میت کا بدن و کفن پاک ہو اور مسلمان ہو جنازہ زمین پر رکھا ہوا ہو جنازہ مصلی کے آگے قبلہ رو ہو اور میت کا وہ بدن پوشیدہ ہو جس کا ستر فرض ہے میت امام کے سامنے ہو اس نماز کے لئے دو رکن ہیں (۱) اول چار بار اللہ اکبر کہنا (۲) قیام کرنا۔ تین سنت موکدہ ہیں (۱) حمد و ثنا (۲) درود شریف (۳) دعا میت

طریقہ نماز جنازہ

نیت کرے کہ نماز پڑھتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور دعا واسطے اس میت کے متوجہ ہوتا ہوں طرف کعبہ شریف کے پیچھے اس امام کے اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ ناف کے نیچے باندھیں اور ثنا پڑھیں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہیں اور درود شریف پڑھیں اور درود وہی ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے پھر دعا پڑھیں بالغ جنازہ

[illegible] دعا پڑھنا ... [illegible]

[illegible] اللھم اجعلہ لنا فرطا واجعلہ لنا اجرا وذخرا واجعلہ لنا شافعا ومشفعا اور اگر میت لڑکی ہو تو ضمیر مونث کی پڑھیں اجعلھا ... شافعۃ ومشفعۃ نہیں نماز جنازہ میں قرآن بہ نیت قرآن پڑھیں تو درست نہیں ہاں اگر بہ نیت دعا پڑھیں تو درست ہے اگر جوتا پہن کر نماز درست نہیں ہاں اگر جوتا پاک ہو تو پڑھ سکتے ہیں نماز جنازہ کی صفیں طاق ہوں خواہ تین ہوں یا پانچ ہوں یا سات ہوں مگر تین صفیں کرنی بہتر ہیں اس نماز کی امامت کا حق اول تو بادشاہ کو ہے اگر مسلمان ہو پھر اس کے حکم سے قاضی یا امام جمعہ اگر یہ بھی نہ ہوں تو امام محلہ اس کے بعد ولی اور اگر امام محلہ سے ولی افضل ہو تو ولی زیادہ مستحق ہے اور ولی قریب کا ہو اور رشتہ داروں کو حق نہیں ہاں اگر وہ اجازت دیدے تو پھر ایک پڑھا سکتا ہے اور اگر اس کی بلا اجازت نماز ہوگی تو وہ دفن کے بعد قبر پر پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ میت پر تین دن نہ گزرے ہوں اگر بہت سے جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر تو یہ ہے کہ سب کی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھی جائے اور اگر اس میں دشواری معلوم ہو تو ایک جماعت بھی کر سکتے ہیں اگر ایک ہی قسم کی میتیں ہیں تو ترتیب کی ضرورت نہیں اور اگر اس میں مرد اور عورت اور بچے ہیں تو امام کے آگے مرد کو رکھا جائے پھر اس کے بعد عورت کو اور پھر عورت کے پیچھے بچے ہوں یعنی جو صورت زندہ لوگوں کی جماعت کی ہے وہ لحاظ مردوں میں بھی باقی رکھا گیا ہے۔ اور اگر میت کو بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا گیا ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک تین دن سے پہلے پہلے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مسجد کے اندر نماز جنازہ پڑھنی مکروہ ہے۔ وہ جو حدیث میں آیا ہے حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی تو اس کے متعلق تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ جگہ مسجد سے علیحدہ تھی اگر جمعہ کے دن انتقال ہو جائے اور اس نیت سے میت کی تجہیز و تدفین میں دیر کی جائے کہ لوگ کثرت سے شریک ہوں گے تو یہ ناجائز ہے نماز فرض اور نماز جنازہ دونوں ایک وقت میں جمع ہوں تو پہلے نماز فرض ادا کریں ہاں اگر میت خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو پہلے میت کی نماز پڑھ کر پھر فرض نماز پڑھیں اسی طرح اگر عید کی نماز سے تعارض ہو تو پہلے عید کی نماز پڑھیں پھر جنازہ کی۔

اگر بچہ شکم مادر سے مردہ پیدا ہو تو نہ اس کو باقاعدہ کفن کی ضرورت ہے اور نہ اس پر نماز پڑھی جائے گی بلکہ نہلا کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہیئے اور اگر پیدا ہونے کے وقت زندہ تھا اور مر گیا تو اس کو کفن بھی دیا جائے گا اور اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی اور اس کا نام بھی رکھا جائے گا

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعاء	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جنازہ کی نماز پڑھے تو اخلاص کے ساتھ دعا کرے یعنی نفسانیت چھوڑ کر دعا میں مشغول ہو کہ

جنازہ کی نماز میں قرآن شریف نہیں پڑھنا چاہیئے اور وہ حدیث جو ترمذی میں آئی ہے جس میں الحمد پڑھنے کا ذکر ہے اس میں ایک راوی ضعیف ہے۔

عن عامر بن سعد بن ابی وقاص ان سعد بن ابی وقاص قال فی المرض الذی ھلک فیہ الحدوا لی لحدا وانصبوا علی اللبن نصبا کما صنع برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	سعد بن ابی وقاص کے بیٹے کہتے ہیں کہ میرے باپ سعد بن ابی وقاص نے مرض الموت میں کہا کہ میری لحد بنانا اور دونوں طرف کچی اینٹیں کھڑی کر دینا جیسا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا تھا۔
عن واثلۃ بن الاسقع قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رجل من المسلمین فسمعتہ یقول اللھم ان فلان بن فلان فی ذمتک وحبل جوارک فقہ من فتنۃ القبر وعذاب النار وانت اھل الوفاء والحق اللھم اغفر لہ وارحمہ انک انت الغفور الرحیم۔ بیشک تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔	واثل بیٹے اسقع سے روایت ہے کہ نماز پڑھی ہمارے ساتھ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کی میت پر جو کہ مسلمان تھی یہ دعا فرمائی کہ اے میرے اللہ یہ فلاں بیٹا فلاں کا تیرے ذمہ ہے تیرے سپرد ہے بچا اس کو قبر کے عذاب سے اور دوزخ کی آگ سے تو عہد کا پورا کرنے والا حق اور عہد کا پاس کرنے والا ہے الہی اسے بخش دے اور اس پر رحم کر
عن مالک بن ھبیرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من مسلم یموت فیصلی علیہ ثلثۃ صفوف من المسلمین الا اوجب فکان مالک اذا استقل اھل الجنازۃ جزاھم ثلثۃ صفوف لھذا الحدیث رواہ ابوداؤد وفی روایۃ الترمذی قال کان مالک بن ھبیرۃ اذا صلی علی جنازۃ فتقال الناس علیھا جزاھم ثلثۃ اجزاء ثم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علیہ ثلثۃ صفوف اوجب وروی صاحبہ نحوہ۔	روایت ہے مالک بن ہبیرہ سے کہا کہ سنا میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کا انتقال ہو اس پر جنازہ کی نماز ضرور پڑھی جائے اور اس جماعت کی تین صفیں ہونی چاہئیں اور اس جنازہ کو جنت میں داخل کرتا ہے مالک جب کم جانتے تھے جنازہ کی شرکت کرنے والوں کو تو تین حصوں پر تقسیم کر دیتے تھے یعنی مطابق اس حدیث کے تین صفیں کرتے تھے اور اس مضمون کی یہ حدیث نقل کی ابو داؤد نے اور ترمذی میں یوں آیا ہے کہ مالک ابن ہبیرہ جب کسی جنازہ میں شریک ہوتے تو اس کی نماز کے وقت اگر آدمیوں کو کم دیکھتے تو تین صفوں میں منقسم فرماتے تھے

اور کہا ابن ہبیرہ نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس جنازہ مسلم پر مسلمانوں نے تین صفیں کر کے نماز پڑھی اللہ تعالی اس میت کو بخش دیتا ہے ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

توضیح

یہ ہے کہ جنازہ پر کم از کم تین صفیں ہونی چاہئیں اور اگر زیادہ آدمی ہوں تو پانچ اور سات اور نو بھی کر سکتے ہیں

وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

(ترجمہ) اور کوئی شخص اہل کتاب سے نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰ [illegible] مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کر لیتا ہے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔

تفسیر:- گذشتہ آیات میں یہود کی بیہودگیوں اور نافرمانیوں کا بیان تھا اور اس کی بھی صراحت تھی کہ حضرت [illegible] کے ساتھ ان لوگوں نے جو کچھ ذلت و خواری کا ارادہ کیا تھا وہ اس میں ناکام رہے خدا نے اس کے عوض میں انکو عزت دی آسمان پر بلا لیا اب یہاں حضرت عیسیٰ کی مزید شوکت عزت اور جلال کی خبر دی جاتی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ ہر ایک اہل کتاب حضرت عیسیٰ کے مرنے سے پہلے [illegible] پر ضرور ایمان لائے گا اور ان کی شوکت و جلال دیکھیگا اور پھر قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ان پر شہادت دیں گے۔

قبل موتہ کی ضمیر میں مفسرین کا اختلاف ہے شہر بن حوشب وغیرہ کہتے ہیں کہ موتہ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف راجع ہے اس صورت میں آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ ہر اہل کتاب اپنے مرنے سے پہلے ضرور حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے گا نصاریٰ اور مسلمان تو حضرت عیسیٰ پر ایمان رکھتے ہی ہیں اور یہود کے متعلق یہ توجیہ ہوسکتی ہے کہ جب یہود مرنے لگتے ہیں اور موت کے فرشتے ان کو نظر آنے لگتے ہیں تو حضرت مسیح پر ایمان لے آتے ہیں اگرچہ یہ ایمان ان کے لئے مفید نہیں ہوتا مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں اس کے علاوہ مسیح کی ہی کیا خصوصیت ہے مرنے کے وقت تو تمام عالم غیب پر بالمشاہدہ ایمان ہوتا ہے، بعض مفسرین کہتے ہیں کہ قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی موت سے پہلے ان پر ہر اہل کتاب ایمان لے آئیگا اور اس میں اشارہ ہے کہ یہود جو سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان کو مار ڈالا وہ جھوٹے مسیح تھے تو ان کا یہ قول غلط ہے وہ خدا کے پاس زندہ ہیں جب آسمان سے اتریں گے تو ان پر یہ منکر بھی ایمان لے آئینگے اور یہی حق ہے کہ جب حضرت مسیح قیامت کے قریب نازل ہوں گے تو اس وقت سوائے دین حق کے اور کوئی دین غالب نہ ہوگا اس وقت یہود بھی اس جلال و شوکت کو دیکھکر ایمان لے آئینگے، مسلم و بخاری میں بروایت ابوہریرہؓ حدیث منقول ہے کہ قیامت کے قریب عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کرینگے اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے یعنی مذہب نصرانی کو جس میں صلیب کی پرستش کی جاتی ہے اور خنزیر کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کو مٹا دیں گے اور اسلام کو قائم کریں گے اور جزیہ موقوف کر دیا جائے گا ہر شخص کو دین حق قبول کرنا پڑے گا۔

مقصود بیان دین حق ہمیشہ غالب رہتا ہے انسان بالآخر حق پرستی کی طرف مجبوراً رجوع کرتا ہے۔ حضرت مسیح زندہ ہیں اور قرب قیامت میں جلال و شان کے ساتھ تشریف لائینگے۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ۝ وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ لَّٰكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ ۚ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ ۚ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

(ترجمہ) سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب ہم نے بہت سی پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں ان پر حرام کر دیں اور بسبب اس کے کہ وہ بہت آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع بنجاتے تھے اور بسبب اس کے کہ وہ سود لیا کرتے تھے حالانکہ ان کو اس سے ممانعت کی گئی تھی اور بسبب اس کے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ پر کھا جاتے تھے اور ہم نے ان لوگوں کے لئے جو ان میں سے کافر ہیں سزا کا سامان کر رکھا ہے لیکن ان یہودیوں میں جو لوگ علم (دین) میں پختہ ہیں اور (ان میں) ایمان لے آنے والے ہیں کہ اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ کے پاس بھیجی گئی اور اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ سے پہلے بھیجی گئی اور جو نماز کی پابندی کرنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اعتقاد رکھنے والے ہیں سو ایسے لوگوں کو ہم ضرور ثواب عظیم عطا فرماویں گے۔"

گذشتہ آیات میں یہود کے اوصاف ذمیمہ کا بیان تھا اب یہاں بھی ان کے [illegible] قصوروں اور ان کی سزاؤں کا بیان کیا جاتا ہے یہود کے چار اعمال کا ذکر کیا ہے (۱) خلق اللہ پر ظلم کرتے تھے اور ناحق خونریزی کرتے تھے چنانچہ یہود کے قبیلہ نے جو باہم تھے قبیلہ پر خواہ مخواہ کی چڑھائی کی اور ناحق [illegible] و تیغ کیا دوسرے قبیلہ نے موقع پا کر ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا یہ تو [illegible] کی خونریزی تھی اور ان لوگوں کی کیفیت تھی جو ایک دادا کی اولاد تھی باقی اور بیگانوں کا جان و مال تو ان کے نزدیک حلال ہی تھا حضور اکرم کے [illegible] میں بھی بنی نضیر اور بنی قریظہ جو یہود کے دو قبیلے مدینہ کے پاس رہتے بڑے سفاک اور خونریز تھے بظلم سے اسی حالت کی طرف اشارہ ہے۔

(۲) سرکشی کرتے تھے اور راہ خدا سے لوگوں کو روکتے تھے، دین حق سے [illegible] کا تو ان سے کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا خود حضرت موسیٰ کے عہد میں چالیس برس تک بیابانوں میں [illegible] حضرت موسیٰ کے [illegible] رہے لیکن پھر [illegible] تورات اور حضرت موسیٰ کے احکام سے سرتابی کرتے رہے یہ تو حضرت موسیٰ کے زمانہ میں حالت تھی [illegible]

[illegible] گئے تھے اور آخر زمانہ میں حضرت [illegible]
چونکہ حضور اکرم صلعم کے ... [illegible]
و ابھی ہونے سے اشارہ ہے۔

سے تورات میں سود خواری کی سخت ممانعت تھی مگر یہ لوگ ان [illegible] کی
خلاف ورزی کر کے کھلم کھلا سود لیتے تھے اور سود کو اپنا مرد الحال [illegible]
خیال کرتے تھے اور آج تک ان کی یہی حالت ہے تمام یہود سود خوار مہاجن ہیں۔
مثلے ان کے علماء و حکام علی الاعلان رشوتیں لیتے اور ناجائز طریقوں سے لوگوں
کا مال ہضم کر جاتے تھے ان جرائم کی خدا تعالیٰ نے ان کو مختلف سزائیں دیں
سب سے بڑھ کر یہ کہ سخت سے سخت شریعت کا پابند کیا اور بہت سی حلال
چیزیں ان پر حرام کر دیں اور آخرت میں ایک دردناک تکلیف دہ عذاب ان کے
لئے تیار کر رکھا ہے جس میں یقیناً یہ مبتلا ہوں گے چونکہ ہر بری سے بری قوم میں
چند لوگ اچھے بھی ہوتے ہیں اسی قاعدہ کے ماتحت یہود میں بھی کچھ لوگ
اچھے تھے اس لئے بدکاروں کے ذکر کے بعد بطور استثناء کے نیکوکاروں کا
بیان ہوتا ہے کہ جو لوگ یہود میں سے بڑے عالم اور علم میں ثابت قدم ہیں (جن
کی اولاد تو بہ ہی نظر ہے جو حضور اکرم صلعم کے متعلق گزشتہ انبیاء نے دی
ہیں) وہ لوگ [illegible] پر اور گزشتہ آسمانی کتابوں پر یقین رکھتے ہیں اور بدنی و
مالی عبادات یعنی نماز اور زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں یعنی قوت نظریہ و عملیہ دونوں کی
تکمیل کرتے ہیں (نماز آنحضرت سے پہلے یہود میں بھی تھی لیکن اس طور سے نہ تھی جیسی
کہ آنحضرت کے لئے حکم ہوا بلکہ صرف رکوع و قیام یا صرف سجود و دعا مخصوص
اوقات میں مقرر تھی) اور خدا پر یعنے مبدء عالم پر اور معاد پر ان کا کامل یقین
ہوتا ہے ایسے لوگوں کو ہم اجر عظیم عطا فرمائیں گے اب یہاں دو سوال پیدا ہوتے
ہیں مثلے وہ کونسی پاک اور حلال چیزیں تھیں جو یہود کے لئے اول جائز و مباح
تھیں پھر حرام کر دی گئیں ملے خدا تعالیٰ نے پاک چیزیں کیوں حرام کر دیں حالانکہ
ناپاک چیزیں حرام کرنی چاہیئے تھیں، تو اول کا جواب یہ ہے کہ وہ اشیاء جو یہود
پر باوجود پاک ہونے کے حرام کر دی گئیں وہ اونٹ اور خرگوش کا گوشت تھا
اور ان جانوروں کا گوشت جو جگالی کرتے ہیں یا ان کے کھر چرے ہوتے ہیں اسی
طرح چربی بھی ان کے لئے حرام تھی اور اس کی دوسری کی وجہ یہ تھی کہ ان کے سرکش
نفوس امارہ اور ان ... باوجود رغبت کے مذکورہ اشیاء سے روکا جائے
تاکہ ان کے نفوس کی تیزی میں کمی آئے اور ان کی شہوانی و غضبی قوتیں اعتدال پر
آجائیں اور اپنے جرائم کی دنیوی پاداش بھی برداشت کرنی پڑے۔

مقصود بیان ظلم کرنا کسی کو جسمانی یا قلبی ایذا دینی یا اس کا مال ناحق کھانا لوگوں کو کار خیر سے روکنا قطعاً حرام ہے۔ علماء ربانی
خدا کے نزدیک باعزت ہیں انسان کو اپنی قوت نظریہ اور عملیہ کا تزکیہ اور
ان دونوں کی صفائی کرنی چاہیئے یعنی عقائد اور افعال و اقوال کی اصلاح کرنی
چاہیئے مبدء و معاد پر ہر مسلمان کے لئے ایمان لانا ضروری ہے اگر خواہشات
نفسانی یا قوت سبعی زور دار ہو جائے اور قوت روحانی کے مغلوب ہونے
کا اندیشہ ہو تو کچھ مدت کے لئے لذائذ نفسانی سے دست کش ہونے میں کچھ
حرج نہیں ہے اگرچہ لذائذ مباح ہی ہوں [illegible] رمضان اور نذر کی روزے ولی

[illegible] صحف میں کہا تھا [illegible] نفس کی تسخیر کے لئے عبادت
کرنی اور اسی طرح غیرہ۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ
بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ
وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ
وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ
مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ
تَكْلِيمًا ۝ رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ
عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

(ترجمہ، ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی جیسے نوح کے پاس بھیجی تھی اور ان کے
بعد اور پیغمبروں کے پاس اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق [illegible]
اور اولاد یعقوب اور عیسےٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کے پاس
وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی اور ایسے پیغمبروں کو صاحب وحی بنایا
جن کا حال اس کے قبل ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور ایسے پیغمبروں کو جن کا
حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا اور موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کلام
فرمایا اور سب کو خوشخبری دینے والے اور خوف سنانے والے پیغمبر بنا کر اسی لئے
بھیجا تاکہ لوگوں کے پاس اللہ تعالےٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے بعد کوئی عذر باقی
نہ رہے اور اللہ تعالیٰ پورے زور والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں۔)

تفسیر:- اہل کتاب خصوصاً یہود جو آنحضرت کا انکار کرتے تھے اس کی وجہ
درحقیقت یہی تھی کہ وہ غیر قوم کے نبی کو تسلیم کرنا نہیں چاہتے تھے کیونکہ کسی نسلی قوم
کو ہمیشہ غیر قوم کے کسی شخص کو تسلیم کرنے سے انکار اور گریز کرتی ہے اور اس کی وجہ
رسم قومی کی پاسداری مذہب کی الفت قوم کی مخالفت کا خوف اپنی ہتک اور سب سے
بڑھ کر اپنی طبعی بجز دی ہوتی ہے اور یہود و نصاریٰ میں چونکہ مدت سے کوئی نبی نہیں
آیا تھا اور ان کے انبیاء کے معجزات کے قصے صحیح اور غیر صحیح سب بہت مشہور تھے
خصوصاً عیسائیوں میں حضرت عیسیٰ اور حواریوں کے بہت سے بے سروپا افسانے
زبان زد عوام تھے انہی وجوہ سے اہل کتاب کے دماغوں میں نبی اور رسول کے
عجیب غریب انسان کے جم گئے تھے وہ سمجھتے تھے کہ نبی وہ ہوتا ہے جس پر بنی بنایا
آسمان سے کتاب نازل ہو فرشتے دن رات لوگوں کے سامنے اس کے پاس آتے
رہیں جو معجزے اس سے طلب کئے جائیں فوراً بلا کم و کاست بغیر مصلحت الٰہی
کے وہ لوگوں کو دکھا دے پہاڑوں کو سونے کا بنا دے تمام خدائی اختیارات
اس کے قبضہ قدرت میں ہوں بیوی بچوں سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو نہ کھاتا ہو
نہ پیتا ہو نہ کہیں پھرتا ہو بہرحال بس ایک ایسا انسان ہو جس کو نہ انسان کہہ سکیں
نہ فرشتہ بلکہ ایک ہیولیٰ محض ہو۔ چونکہ یہ تمام باتیں ان کی تراشیدہ تھیں
نبوت سے اور ان باتوں سے کوئی خاص تعلق نہیں۔ بلکہ نبی میں دو باتیں ہوتی
ہیں خدا کی طرف سے وحی آنا۔ خدا کی مرضی کے مطابق معجزات کا ظاہر ہونا۔

۵۱۱۔ انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ہم عصر کی نماز پڑھ چکے تھے اس کے بعد آدمی بنی عمرو بن عوف کے قبیلے تک جاتا تو انھیں نماز عصر پڑھتے ہوئے پاتا۔

۵۱۲۔ ابو امامہ کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن عبدالعزیز کے ہمراہ ظہر کی نماز پڑھکر باہر نکلے اور انس بن مالکؓ کے پاس گئے تو انھیں نماز عصر پڑھتے ہوئے پایا میں نے کہا کہ اے میرے چچا کونسی نماز ہے جو آپ نے پڑھی انہوں نے کہا کہ عصر اور یہی رسولؐ خدا کی نماز (کا وقت) ہے جو ہم آپ کے ہمراہ پڑھا کرتے تھے۔

۵۱۳۔ انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ عصر کی نماز پڑھ چکتے تھے اس کے بعد ہم میں سے جانے والا (مقام) قبا تک جاتا اور ان کے پاس ایسے وقت پہنچ جاتا تھا کہ آفتاب بلند ہوتا تھا۔

۵۱۴۔ انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ آفتاب بلند اور تیز ہوتا تھا پھر جانے والا عوالی تک جاتا تھا اور وہاں لوگوں کے پاس ایسے وقت پہنچ جاتا تھا کہ آفتاب بلند ہوتا تھا اور عوالی کے بعض مقامات مدینہ سے چار میل پر یا اس کے قریب تھے۔

باب۔ اس شخص کا گناہ جس کی نماز عصر جاتی رہے (بہت ہے)

۵۱۵۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جس کی نماز عصر جاتی رہے ایسا ہے کہ گویا اس کے اہل اور مال میں نقصان آگیا (ابو عبداللہ کہتا ہے یتر کم ماخوذ ہے (وترت الرجل) سے اور یہ محاورہ اس وقت مستعمل ہوتا ہے جب تم کسی کے عزیز کو قتل کر دو یا اس کا مال لے لو۔

باب۔ اس شخص کا گناہ جو (عمداً) نماز عصر کو چھوڑ دے (بہت ہی سخت ہے)

۵۱۶۔ ابو الملیح کہتے ہیں کہ ہم کسی غزوہ میں ابر کے دن بریدہ کے ہمراہ تھے تو انہوں نے کہا کہ نماز عصر سویرے پڑھو اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص عصر کی نماز چھوڑ دے تو یقیناً اس کا نیک عمل ضائع ہو جائیگا۔

باب۔ نماز عصر کی فضیلت کا بیان۔

۵۱۷۔ جریر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ نے چاند کی طرف نظر کی اور فرمایا کہ بیشک تم اپنے پروردگار کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو اس کے دیکھنے میں شک نہ کرو گے لہذا اگر تم یہ کر سکتے ہو کہ طلوع آفتاب سے پہلے کی اور غروب آفتاب سے پہلے کی نماز پر (شیطان سے) مغلوب نہ ہو تو کرو پھر آپ نے فسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب تلاوت فرمائی (اسمٰعیل کہتے ہیں کہ کرو کا مطلب یہ ہے کہ تم سے چھوٹنے نہ پائے)

۵۱۸۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ فرشتے رات کو تمہارے پاس یکے بعد دیگرے آتے ہیں اور کچھ فرشتے دن کو اور یہ سب فجر اور عصر کی نماز میں مجتمع ہوتے ہیں پھر جو فرشتے رات کو تمہارے پاس رہے تھے

ہیں (آسمان پر) چڑھ جاتے ہیں تو ان سے ان کا پروردگار پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود اپنے بندوں سے خوب واقف ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے انھیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے (تب بھی) وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

باب جو شخص غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پائے تو گویا اُسے پوری نماز مل گئی۔

۵۱۹۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز عصر کا ایک سجدہ آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے پالے تو اُسے یہی چاہیئے کہ اپنی نماز پوری کر لے۔

۵۲۰۔ سالم بن عبداللہ (بن عمرؓ) اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ تمہاری بقا کی مدت باعتبار ان امتوں کے جو تم سے پہلے گذر چکی ایسی ہے جیسے عصر سے لیکر غروب آفتاب تک توریت والوں کو توریت دی گئی اور انہوں نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ دن آدھا ہو گیا وہ تھک گئے اور انھیں ایک ایک قیراط دیدیا گیا اس کے بعد انجیل والوں کو انجیل دی گئی اور انہوں نے عصر کی نماز تک کام کیا پھر وہ تھک گئے اور انھیں ایک ایک قیراط دیدیا گیا اس کے بعد ہم لوگوں کو قرآن دیا گیا اور ہم نے غروب آفتاب تک کام کیا تو ہمیں دو دو قیراط دیئے گئے تو دونوں اہل کتاب نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ان لوگوں کو دو قیراط دیئے اور ہمیں ایک ہی قیراط دیا حالانکہ ہم کام میں بہت ہی بڑھے ہوئے ہیں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہاری مزدوری میں سے کچھ تمہیں کم دیا وہ بولے نہیں اللہ نے فرمایا یہ میری بخشش ہے جسے میں چاہتا ہوں دیتا ہوں (تمہارا اجارہ کیا ہے)۔

۵۲۱۔ ابو موسیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مسلمانوں کی اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص نے کچھ لوگوں کو اجرت میں لگایا تاکہ رات تک اس کا کام کریں تو انہوں نے دوپہر تک کام کیا اور کہا کہ ہمیں تیری مزدوری کی کچھ حاجت نہیں لہذا اس نے دوسروں کو مزدوری میں لگا لیا اور ان سے کہا کہ باقی دن اپنا پورا کرو اور جو کچھ میں نے شرط کی ہے تمہیں دونگا پس انہوں نے کام کیا یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آگیا ان لوگوں نے کہا کہ جو کچھ ہم نے کام کیا وہ تیرے ہی لئے ہے پھر اس نے دوسرے لوگوں کو مزدوری میں لگایا تو انہوں نے بقیہ دن کا کام کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور ان لوگوں نے دونوں فریق کی مزدوری پوری لے لی۔

باب مغرب کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے اور عطاء نے کہا ہے کہ بیمار کے لئے جائز ہے کہ مغرب اور عشاء کی نماز ساتھ پڑھ لے۔

۵۲۲۔ رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مغرب

کی نماز پڑھتے تھے کہ ہم میں سے ہر ایک [illegible] عشا کی نماز دیر میں پڑھنے کے متعلقات کو [illegible]

۵۲۳۔ محمد بن عمرو بن حسن بن علی (ابن ابی طالب) کہتے ہیں کہ حجاج آیا اور وہ نماز میں بہت تاخیر کرتا تھا، تو ہم نے جابر بن عبداللہ سے اس کی بابت پوچھا انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کو پڑھتے تھے اور عصر کی ایسے وقت کہ آفتاب صاف ہوتا تھا اور مغرب کی جب آفتاب غروب ہو جاتا اور عشا کی کبھی کسی وقت کبھی کسی وقت، جب آپ دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں جلد پڑھ لیتے اور جب آپ دیکھتے کہ لوگوں نے دیر کی تو دیر میں پڑھتے اور صبح کی نماز وہ لوگ یا یہ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

۵۲۴۔ سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مغرب کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے جب آفتاب پردہ کے پیچھے چھپ جاتا تھا۔

۵۲۵۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (مغرب اور عشا کی) سات رکعتیں ایک ساتھ پڑھیں اور (ظہر و عصر کی) آٹھ رکعتیں ایک ساتھ پڑھیں۔

باب (کوئی ایسا بھی ہے جس نے) اس امر کو برا جانا ہے کہ مغرب کو عشا کہا جائے۔

۵۲۶۔ عبداللہ مزنی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اعراب تمہاری نماز مغرب کے نام پر تم پر غالب نہ آ جائیں اور فرمایا کہ اعراب کہتے ہیں کہ وہ عشا ہے۔

باب عشا اور عتمہ کا ذکر اور (کوئی ایسا بھی ہے جس نے) اسے جائز سمجھا ہے (کہ جیسے) عشا کہیں چاہے عتمہ اور ابوہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ منافقوں پر تمام نمازوں میں گراں تر عشا اور فجر کی نماز ہے اور فرمایا کہ کاش وہ جان لیں کہ عتمہ اور فجر میں کیا ثواب ہے، ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ عشا کہے بدلیل قول اللہ برتر کے ومن بعد صلوٰۃ العشاء، ابوموسیٰ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عشا کی نماز میں نوبت بہ نوبت جاتے تھے تو ایک مرتبہ آپ نے اس کو عتمہ میں پڑھا اور ابن عباس اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز عتمہ میں پڑھی اور ابوبرزہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عشا میں تاخیر کرتے تھے اور انس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پچھلی عشاء میں تاخیر فرما دی اور ابن عمر اور ابوایوب اور ابن عباس سے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی۔

۵۲۷۔ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک شب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عشا کی نماز پڑھائی اور یہ وہی (نماز) ہے جس کو لوگ عتمہ کہتے ہیں پھر نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہیں تمہاری اس شب کی خبر دوں اس سے سو برس کے شروع پر جو لوگ زمین کے اوپر ہیں ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔

باب عشا کی نماز کا وقت (بہت وسیع ہے) جب لوگ (جلد) جمع ہو جائیں (جلد پڑھ لی جائے) یا وہ دیر میں آئیں (تو دیر میں پڑھی جائے)۔

۵۲۸۔ محمد بن عمرو کہتے ہیں (اور وہ محمد) بن عمرو (بن) حسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹے ہیں کہ ہم نے جابر بن عبداللہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے کہا کہ ظہر کی نماز آپ دوپہر میں پڑھتے تھے اور عصر کو ایسے وقت کہ آفتاب صاف ہوتا اور مغرب کی جب وہ غروب ہو جاتا اور عشا کی نماز جب لوگ بہت ہو جاتے [illegible] اور [illegible] دیر میں پڑھتے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے۔

باب عشا کی نماز کی فضیلت کا بیان۔

۵۲۹۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک شب عشا کی نماز میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کر دی اور یہ واقعہ اسلام کے پھیلنے سے پہلے کا ہے پس آپ نہیں نکلے یہاں تک کہ حضرت عمر نے کہا کہ عورتیں اور بچے سو رہے ہیں پس آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ زمین والوں میں سوائے تمہارے کوئی اس نماز کا منتظر نہیں۔

۵۳۰۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں اور میرے وہ ساتھی جو کشتی میں میرے ہمراہ گئے تھے بقیع بطحان میں اترے ہوئے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تھے تو ان میں سے ایک ایک آدمی نوبت بہ نوبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تھا پھر ایک دن ہم سب یعنی میں اور میرے ساتھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کو اپنے کسی کام میں مصروفیت تھی بہرحال عشا کی نماز میں آپ نے تاخیر کر دی یہاں تک کہ رات آدھی ہو گئی اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب آپ اپنی نماز ختم کر چکے تو جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے فرمایا کہ ٹھیرو خوش ہو جاؤ کیونکہ تم پر اللہ کا یہ احسان ہے کہ تمہارے سوا کوئی آدمی اس وقت نماز نہیں پڑھتا یا یہ فرمایا کہ میں اس وقت میں تمہارے سوا کسی نے نماز نہیں پڑھی معلوم نہیں آپ نے (ان دو جملوں میں) سے کیا فرمایا ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ ہم اس بات سے جو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی خوش ہو کر لوٹے۔

باب عشاء کی نماز سے پہلے سونے کی کراہت ثابت ہے۔

۵۳۱۔ ابوبرزہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات کرنے کو برا جانتے تھے۔

باب جو شخص (نیند سے) مغلوب ہو جائے اس کے لئے عشا سے پہلے سو رہنا (جائز ہے)

۵۳۲۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں تاخیر کر دی یہاں تک کہ عمر نے آپ کو آواز دی کہ نماز (کو چلئے) عورتیں اور بچے سو رہے ہیں پس آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ اس نماز کا تمہارے سوا کوئی انتظار نہیں کرتا (راوی کہتے ہیں) اس وقت تک مدینہ کے سوا کہیں اور نماز نہ پڑھی جاتی تھی وہ کہتے ہیں کہ صحابہ (عشاء کی نماز) شفق غائب ہو جانے کے بعد رات کی پہلی تہائی تک پڑھ لیتے تھے۔

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

از جناب مولانا ...

المقالة الثانية والعشرون

انما ابتلی المؤمن علی قدر ایمانه ویضعف النفس والهوٰی لانه کلما وصل البلاء وجد من المؤمن الصبر والرضاء والتسلیم لفعل الرب وشکره رضی الله عنه فجاءه المدد والزیادة والتوفیق قال الله عزوجل لئن شکرتم لازیدنکم اذا تحرکت النفس بطلب شهوة من شهواتها ولذة من لذاتها من القلب فاجابها القلب الی مطلوبها وذلك من غیر امر من الله واذن منه حصلت بذلك غفلة عن الحق وشرك ومعصیة فعمهما الله بالخذلان والبلایا وتسلیط الخلق والایذاء والتشویش والاوجاع والامراض فینال کل واحد من القلب والنفس حظا من ذلك فان لم یجب القلب النفس الی مطلوبها حتی یاتیه الاذن من قبل الحق بالهام فی حق الاولیاء ووحی صریح فی حق المرسلین والانبیاء یعطی علی ذلك عطاء ومنحهما الله تعالی بالرحمة والبرکة والعافیة والرضاء والنور والمعرفة والقرب والغناء والسلامة من الآفات فاعلم ذلك واحفظه واحذر البلاء جدا فی المسارعة الی اجابة النفس والهوٰی بل توقف وترقب فی ذلك اذن المولیٰ فتسلم فی الدنیا والعقبیٰ ٥

مقالہ بائیسواں

مومن پر بقدر اس کے ایمان کے بلا آتی ہے اس لئے کہ بلا دل اور یقین کو قوی اور مستحکم اور ایمان و صبر کو قائم اور نفس و خواہش کو سست و کمزور کر دیتی ہے اس لئے کہ جب بلا آیا اور مومن کی جانب سے صبر اور اپنے پروردگار کے فعل پر رضا و تسلیم اور شکر پایا گیا تو اللہ اس سے راضی ہوتا ہے اور اس کے لئے خدا کی طرف سے مدد اور مزید توفیق عطا آجاتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم نے شکر کیا تو بیشک میں تم کو زیادہ نعمت دوں گا اور جب نفس اپنی خواہشوں میں سے اور لذتوں میں سے کسی لذت کو دل سے طلب کرنے میں حرکت کرے گا اور قلب نفس کے مطلب کے پورا کرنے میں نفس کی موافقت کرے گا اور دل کا نفس کی موافقت کرنا اللہ کے امر اور اذن کے بغیر ہوگا تو اس کے سبب غفلت از یاد حق سے اور شرک و معصیت حاصل ہوگی اس وقت اللہ تعالیٰ قلب اور نفس کو بلا اور رسوائی اور تسلط مخلوق اور تکلیف آفت اور درد اور بیماری کے ساتھ گرفت کرتا ہے اور پھر نفس اور قلب ان آفات میں سے حصہ لیتا ہے پھر اگر قلب نے نفس کی موافقت نہ کی بلکہ یہانتک (انتظار کیا) کہ خدا کی طرف سے اذن آجائے اور اذن اولیاء کو الہام اور رسولوں اور نبیوں کو وحی صریح کے ساتھ ہوتا ہے اور وحی یا الہام کے بموجب دینے یا نہ دینے کا جو حکم ہو، جب اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ قلب اور نفس کو رحمت برکت عافیت رضا اور نور معرفت قرب غنا اور ہر آفت سے سلامتی عطا فرمائے گا پس اس سے آگاہ ہو جا اور اسے یاد رکھ اور نفس و خواہش کی موافقت میں جلدی کرنے سے قطعاً نزول بلا کا خوف کر بلکہ اس میں توقف کر اور اذن مولیٰ کا منتظر رہ پھر تو دنیا و آخرت میں سلامت رہے گا۔

المقالة الثالثة والعشرون

فی الرضاء بما قسم الله تعالیٰ قال ارض بالدون والزمه جدا حتی یبلغ الکتاب اجله فتنقل الی الاعلیٰ والانفس وبه تهناء وفیه تبقی وتحفظ بلا عناء دنیا واخری ولا تبعة ولا عدوی ثم ترقی من ذلك الی ما هو اقر عینا منه واهنا واعلم ان القسم لا یفوتك بترك الطلب وما لیس لك بقسم لا تنا له بحرصك فی الطلب والجد والاجتهاد فاصبر والزم الحال وارض به لا تاخذ بك ولا تعط بك حتی تؤمر ولا تتحرك بك ولا تسکن بك فتبتلی بك وبمن هو شر منك من الخلق لانك بذلك تظلم والظالم لا یغفل عنه قال الله تعالیٰ وکذلك نولی بعض الظلمین بعضا لانك فی دار ملك عظیم امره شدید شوکته کثیر جنده نافذ مشیئته قاهر حکمه باق ملکه دائم سلطانه دقیق علمه بالغة حکمته عدل قضاءه لا یعزب عنه مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء

مقالہ تیئسواں

قسمت الٰہی پر راضی رہنے کی تاکید، فرمایا تھوڑے پر قناعت کر اور اسے ضرور لازم کرے یہانتک کہ نوشتۂ تقدیر اپنی مدت کو پہنچ جائے اور تو موجودہ حالت سے زیادہ بلند اور نفیس حال کی طرف منتقل کیا جائے اور اس حال میں تجھے مبارکباد دی جائے اور اب اس حال میں تو دنیا و آخرت کی سختی اور انجام بد اور حد سے تجاوز کئے بغیر باقی رکھا جائیگا اور اس میں تیری حفاظت کیجائیگی اور پھر اس حال سے ایسے حال کی طرف تجھے ترقی دی جائیگی جو اس حال سے زیادہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور خوشگوار ہے اور آگاہ رہ کہ طلب کو ترک کرنے سے تیرا مقسوم (تیرا حصہ) فوت نہ ہوگا اور جو چیز کہ تیرا حصہ نہیں ہے اسے تو طلب اور کوشش میں الحاح کرنے سے نہ پا سکے گا بس صبر کر اور حال کو لازم پکڑ لے اور اس پر راضی رہ اور اپنی تدبیر سے نہ لے نہ دے یہانتک کہ حکم کیا جائے اور اپنے ارادہ سے نہ حرکت کر نہ ٹھہر ورنہ تو اپنے اور اس شخص کے حال کی بدتری کی شامت میں مبتلا کیا جائیگا جو خدا کی مخلوق میں تجھ سے بدتر ہے اس لئے کہ تو طلب اور کوشش کی وجہ سے اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور ظالم سے خدا غافل نہیں کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض پر مسلط کرتے ہیں

اسلامی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو مولوی کے لئے لکھی جا رہی ہے

(نوشتہ حضرت مولانا [illegible] ندوی)

سود کی ممانعت

اسلام نے سود حرام قرار دیا ہے اور نہایت سختی کے ساتھ اس کی ممانعت کی ہے اس میں جو مصلحتیں اور حکمتیں مرکوز ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سود خواروں کے قلب سے رحم اور ہمدردی کے جذبات فنا ہو جاتے ہیں اور وہ نہایت مصیبت اور تکلیف کی حالت میں بھی بنی نوع انسان نہیں بلکہ اپنے ہم قوم اور ہم مذہب لوگوں کی طرف بھی دست اعانت بڑھانے کے جذبہ سے کلیۃً عاری ہو جاتے ہیں انسان کی تخلیق و ترقی کا مقصد یہ ہے کہ سب انسان ایثار کریں اور محبت و مودت اور امن و آشتی کی زندگی بسر کریں لیکن سود کے رواج نے اس مقصد کے شجر سبز کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے اور دنیا میں امن و آشتی کے بجائے اضطراب و بدامنی کا دور دورہ قائم ہو گیا ہے۔

جب سود کا رواج جاری رہے گا اور لوگ اپنے ہی جیسے انسانوں کو غریب و مصیبت زدوں اور ضرورتمندوں کو روپیہ دیتے فائدہ اٹھاتے اور ہزاروں لاکھوں روپیہ کما سکتے دیکھیں گے تو ان کے قلوب میں بھی فائدہ اٹھانے اور گھر بیٹھے اور بلا محنت کئے روپیہ کمانے کا شوق پیدا ہوگا اور ربانی مقصد فوت ہو جائے گا۔

روپیہ لینے والے بالعموم غریب مصیبت زدہ فضول خرچ آوارہ مزاج اور بگڑے ہوئے رئیس ہوتے ہیں اور اس کا نتیجہ ہمیشہ تباہی اور بربادی ہی ہوتا ہے یہ ضرور ہے کہ کاروباری لوگ بھی قرض لیتے ہیں اور ہزار لیکر ڈیڑھ ہزار کا فائدہ اٹھا لیتے ہیں کہا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص خود پانچ سو کا فائدہ اٹھائے اور پچاس روپے مہاجن کو بھی دیدے تو وہ نقصان میں نہ رہے گا مہاجن تو محض جزوی فائدہ اٹھائے گا لیکن حقیقی فائدہ لینے والے ہی کو ہوگا لیکن واضح رہے کہ ہر معاملہ کے حسن و قبح کو جانچنے کا معیار یہ ہے کہ اس میں فوائد زیادہ ہیں یا نقصانات۔

اب اس معیار پر سود کی نوعیت کو پرکھنا چاہیے ہر ملک میں خواہ وہ کتنا ہی دولتمند کیوں نہ ہو مالداروں کی مقدار زیادہ سے زیادہ دس فیصدی اور ضرورتمندوں کی تعداد نوے فیصدی ہوا کرتی ہے کاروبار کرنے والے اور سود پر روپیہ لیکر کاروبار کرنے والوں کی تعداد بھی ملک میں بمشکل دو تین فیصدی ہوتی ہے اب ہم ان دو تین فیصدی یا دس فیصدی آبادی کے لئے بقیہ نوے فیصدی کے مفاد کو خطرے میں ڈالنا ہرگز گوارا نہیں کر سکتے اور کوئی مذہب حق [illegible] نہیں دیکھ سکتا کہ ملک کی آبادی کا بہت بڑا حصہ تو پریشانی اور سراسیمگی کے عالم میں بسر کرے اور ایک جزوی حصہ عیش و آرام کی زندگی بسر کرے یہی وجہ ہے کہ عیسائیت اور موسائیت نے بھی سود کو جائز نہیں رکھا ہندو مذہب میں سود کو قطعاً ممنوع قرار دیا گیا یا یہ حکم دیا گیا کہ کوئی ہندو اصل [illegible] رقم سے زیادہ سود نہیں [illegible] وصول کر سکتا جو [illegible] نہیں۔

کاشتکاروں، صناعوں، مزدوروں اور ملازموں کے طبقہ میں تمول شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اور یہ لوگ عموماً ضرورتمند ہی رہتے ہیں ملک کی نوے فیصدی آبادی اصلاً انہی پر مشتمل ہوتی ہے اور انہی کی غربت و امارت میں ملک کی خوشحالی کا راز مضمر ہوتا ہے انھیں اکثر روپے کی ضرورتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں اور مہاجن اور ساہوکار من مانی شرائط اور بھاری شرح سود پر انھیں روپیہ دیکر اسراف و تبذیر کا عادی بنا دیتے ہیں اور چونکہ انھیں ضرورت کے وقت بآسانی روپیہ مل جاتا ہے اور ایک کاغذ پر انگوٹھا لگا دینے سے ہاتھ میں روپے آ جاتے ہیں اس لئے وہ خوب دل کھول کے ساتھ روپیہ خرچ کرتے ہیں ہمیشہ عقیقہ، ختنوں، بسم اللہ، شادی بیاہ، غمی، ماتم اور جملہ غیر ضروری رسموں کی ادائیگی کے لئے ضرورت کے وقت ساہوکار روپیہ دیدیتا ہے مگر [illegible] کا اصرار ہوتا ہے پاس پڑوس نذر دیتے ہیں اپنا ہی شوق ہوتا ہے غریب جذبات و شوق کا شکار ہو جاتے ہیں۔ غرض ضرورت عقل کھو دیتی ہے آگا پیچھا سوچتے نہیں برادری میں ناک کٹ جانے، مجلس میں سبکی ہونے اور اپنا شوق پورا کرنے کا خیال ہوتا ہے جھٹ بے سمجھے بوجھے اسٹامپ پر دستخط کر دیتے ہیں اور روپیہ لیکر خوشی خوشی گھر چلے آتے ہیں۔

شادی اور غمی کے موقع پر تو عموماً قرض دام ہی سے کام چلایا جاتا ہے اور بڑے بڑے رئیس بھی اس زمانہ میں قرض کے بغیر رسم و رواج [illegible] کے ساتھ ادا کرنے سے قاصر رہتے ہیں ہم نے خود دیکھا ہے کہ ابھی شادی کو چند سال بھی نہیں گذرے کہ فریقین کے مکان مسکونہ کی قرقی یا نیلام کا پروانہ آگیا اور دونوں [illegible] گھر ہو کر رہ گئے غریب کاشتکار کی فصل [illegible] ساہوکار نے قرق کرالی ملازموں اور صناعوں کے وارنٹ گرفتاری عمر بھر نکلتے رہتے ہیں۔ ساری عمر روپیہ ادا کرتے رہتے ہیں لیکن ایک دفعہ کا لیا ہوا زندگی بھر بیباق نہیں ہوتا اور چند دن یا چند گھنٹہ کی مسرت اور برادری کی واہ واہ کے لئے اپنی پوری زندگی مبتلائے عذاب کر لیتے ہیں۔

غریبوں کے بعد جاگیرداروں اور رئیسوں کا نمبر ہوتا ہے اتنا پاس ہوتا نہیں جتنا کرنا چاہتے ہیں اس لئے خوشی کی تمام رسمیں قرض ہی پر ادا کی جاتی ہیں اور جب ایک دفعہ روپیہ آسانی سے ملتا دیکھ لیتے ہیں تو پھر عادت ہو جاتی ہے روپیہ لیتے اور جائداد رہن رکھتے چلے جاتے ہیں ساہوکار بھی ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ان رئیس صاحب کی تمام جائداد و املاک ساہوکار کی ملکیت بنتا ہے اور [illegible] در بدر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں کچھ لوگ ہزاروں روپیہ عیاشی و شراب نوشی کے لئے قرض لیتے ہیں اور تباہ ہوتے ہیں غرض ہر طبقہ مبتلائے مصیبت بنا رہتا ہے کہیں فصلیں نیلام ہو رہی ہیں کہیں مکانوں پر بولیاں بولی جاتی ہیں اور کہیں جائدادیں نیلام پر چڑھی ہوتی ہیں ملک بھر میں ایک اضطراب اور بے چینی پھیلی رہتی ہے اور دوسروں کی کمائی ان کے

کے ذریعہ ساہوکاروں کے قبضہ میں پہنچی رہتی ہے نوے فیصدی آبادی تباہ ہوتی رہتی ہے اور دس فیصدی کی دولت میں برابر اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے ایک طرف اس نوے فیصدی آبادی کی عام بربادی کو نظر انداز کر دو اور دوسری طرف صرف دو تین فیصدی تاجروں کی نفع خیزی کو کیا کوئی ہوشمند گوارا کرے گا کہ محض چند فیصدی کاروباریوں کے نفع کی خود دیکھا کر ملک کے ملک اور قوم کی قوم کو برباد کیا جائے چونکہ لوگوں کے پیش نظر ان کے ذاتی مفاد ہوتے ہیں دولت ایک قوت ہے جو نظر و فکر اور دماغوں تک کو متاثر کرتی ہے اس لئے ہر طرف سے اسی کی حمایت ہوتی ہے اور غرباء کی آواز کوئی سننے والا نہیں ہوتا مذاہب چونکہ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں اس لئے ان کے بانی خاص طور بندوں کو اس کی برائیوں اور تباہ کاریوں سے آگاہ کرتے ہیں اسلام میں یہ خصوصیت ہے کہ یہ فطری مکمل اور آخری مذہب ہے اور ہر زمانہ اور ہر قوم کے لئے مکمل نظام حیات لیکر پیدا ہوا ہے اس لئے اس نے اس باب میں زبردست استیصالی مساعی سے کام لیا ہے اور سود لینے کو خدا اور رسول سے جنگ کے مترادف بتایا ہے۔

اس تباہی کا فلسفہ یہ ہے کہ سود لینے اور دینے والوں دونوں کو خود غرض بنا دیتا ہے ایک اپنے فائدہ کے خیال میں ہوتا ہے اور دوسرا اپنی غرض میں دیوانہ بنا ہوتا ہے کسی کو ایمان اور خدا یاد نہیں رہتا اب آپ دوسری صورت پر غور کریں کہ دینے والے کو کوئی فائدہ نہ ہو سود کا رواج مسدود کر دیا جائے تو محض تکمیل اغراض کا انحصار قرض حسنہ پر رہ جاتا ہے اور قرض حسنہ دینے والا اسی وقت دیکھ لیگا جب سمجھ لیگا کہ لینے والے کو اشد ضرورت ہے اور کسی فضول غرض کے لئے تو نہیں لے رہا اول تو قرض حسنہ کا ملنا آسانی ممکن ہی نہیں ہوتا اس میں کسی حد تک وقت کا پہلو ہی ہوتا ہے بار بار نہیں دیا جاتا بہت کم دیا جاتا ہے اور عموماً ایسے ہی لوگوں کو دیا جاتا ہے جو اشد مصیبت میں مبتلا یا ناگزیر حالات سے دوچار ہوں پھر اس کے لئے کوئی بڑی رقم نہیں دی جاتی اور اس کے نہ دینے پر عام بدنامی کا خیال ہوتا ہے۔

شادی کی دھوم دھام غمی کے کھانوں، عیاشی اور شراب نوشی کے لئے کبھی کسی کو دیا نہیں اس لئے مانگنے والوں کی ہمتیں پست رہتی ہیں اور لین دین بہت محدود ہو جاتا ہے اور جب یہ محدود ہو جاتا ہے تو عیاشیوں اور شراب نوشیوں فضول خرچیوں شادی کی گرانباریوں غمی کی زیر باریوں بے اصلی رسوں اور اس قسم کی تمام لغویتوں کا ہی صفایا ہو جاتا ہے اور ہر شخص اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلاتا ہے کسان و کاشتکار اپنی فصل پر انحصار رکھتا ہے اور جائداد والا اپنی جائداد پر یہ جو خرابیاں ہیں وہ سب روپیہ کے بآسانی ملنے کی ہیں ہر جائز و ناجائز غرض کے لئے جتنا روپیہ ضرورت کے لئے لینے والا طلب کرتا ہے بلا تکلف دے دیتا ہے اور اس لئے دے دیتا ہے کہ دینے والے کا فائدہ ہوتا ہے اور لینے والا اس لئے لے لیتا ہے کہ غرض پوری ہو جاتی ہے اور اس وقت کام نکلتا ہے عاقبت کی خبر خدا پر چھوڑ دی جاتی ہے ملک میں عیاشی آوارگی شراب نوشی رسموں اور فضول خرچیوں کی جتنی حوصلہ افزائی میں سود آتا ہے اتنا کوئی نہیں آتا گویا یہ برائیوں کا سرچشمہ اور مفسدات کا منبع خیمہ ہو گیا ہے۔

یہ دیکھ سکنا یہودیوں نے صدیوں تباہی پھیلائی رکھی لاکھوں کروڑوں روپیہ

لوگ کہا کرتے ہیں کہ سود لینا حرام ہونا ہماری سمجھ میں آتا ہے لیکن [illegible]

اس تباہی اور بربادی کا احساس کی صورتیں حاجتوں کے [illegible] جس مسئلہ پر کوئی [illegible] ایک عام [illegible] اور پھر انتظام پیدا ہو گیا انہوں نے انہیں بھی سے [illegible] ہندوستان قرض کر دیا ہندوستان میں بھی اس نے یہی تباہی پھیلا رکھی ہے اور ملک بھر میں اس کے خلاف ایک شور محشر بپا ہے کہا جاتا ہے کہ صرف ہندوستان کی زرعی آبادی پر اس وقت سات آٹھ ارب روپیہ قرض ہے اور پنجاب کے اعداد و شمار پر غور کیا جائے تو ایک خوفناک حقیقت ہماری نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے اور بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے یہاں کے صرف کاشتکاروں اور زمینداروں پر اس وقت ایک ارب روپیہ سے زیادہ قرضہ ہے جس کا پندرہ کروڑ سالانہ سود یہ غریب طبقہ ساہوکاروں کو ادا کرتا ہے یہ اتنی بڑی رقم ہے کہ پورے پنجاب کی سرکاری آمدنی بھی اس کو نہیں پہنچتی ظاہر ہے کہ جو طبقہ رات دن محنت و مشقت میں مصروف رہے اور اپنا لہو پانی کرکے غذا پیدا کرے اور سوکھی روٹیاں کھانے کے قابل پیسے کما سکتا ہے یہ سود کس درجہ برباد اور پریشان کر رہا ہوگا۔

اگر آپ پیچھے مڑ کر صرف چالیس پینتالیس برس پیشتر کی حالت پر غور کریں اور لاہور امرتسر لدھیانہ اور ملتان ہی کی معاشرتی تاریخ پر نظر ڈالیں تو آپ کو ایک انقلاب عظیم نظر آئے گا جو ہندو اس زمانہ میں وہاں چنے بیچتے پھرتے تھے یا معمولی آٹے دال کی دوکانیں لئے بیٹھے تھے ان کے گھروں میں آج دولت کی ریل پیل ہے اور جن مسلمانوں کے دروازوں پر ہاتھی جھومتے تھے اور جو شہر کے رؤسا و اکابر سمجھے جاتے تھے ان کی اولاد آج مزدوریاں کرکے اور نوکری پر ہو کر گذر کر رہی ہے آپ کو نظر آئے گا کہ اس وقت علاوہ شہر ہی کے تھے جائدادیں انہی کے پاس تھیں مکانوں محلوں اور باغوں کے مالک یہی تھے لیکن اب روپیہ میں ایک آنہ جائداد بھی ان کے پاس نہیں رہی اور سود کا یہ دیوان کی عظمتوں اور ریاستوں سب کو نگل گیا۔

لوگ کہا کرتے ہیں کہ سود لینا حرام تو ہماری سمجھ میں آتا ہے لیکن دینا حرام کا فلسفہ ہم نہیں سمجھتے وہ ان حالات پر نظر ڈالیں خدائی احکام و ہدایات خدا کے فائدہ کے لئے نہیں بندوں ہی کے فائدہ کے لئے ہوتی ہیں چونکہ خدائے قدوس جانتا تھا کہ سود لینا اور دینا دونوں ہی نوع انسان کی تباہی کے باعث ہیں اس لئے اس نے دونوں کو قطعیت کے ساتھ حرام اور اپنے ساتھ جنگ قرار دیا کہ بندے اس سے ڈرتے رہیں اور لرزیں اور اس کے قریب بھی نہ جائیں اور اپنی تہذیب برباد ہے یہ سب کچھ ہے لیکن پھر کیوں بالشویزم کا بھوت آ رہا ہے اسی لئے کہ زمانے نے غرباء میں ہی حرکت حیات پیدا کر دی ہے وہ نہیں دیکھ سکتے کہ محنت و مشقت تو وہ کریں رات دن وہ مریں اور اپنا خون پسینہ ایک وہ کریں اور اس کا فائدہ اٹھائیں سرمایہ دار [illegible] روپیہ والے یہاں بھی یہی حالت ہے کہ دولت سمٹ سمٹ کر سرمایہ داروں کے [illegible] ہوتی چلی جا رہی ہے اس کا رخ انہی کی طرف ہے محنت کرنے والے [illegible] ہیں اور ان پر سود اور لگان [illegible] سے عیش و عشرت کی لعنت میں مصروف ہو گئے ہیں اس لئے انہوں نے [illegible] سرمایہ داری کے نظام کے خلاف بغاوت شروع کر دی ہے [illegible]

[illegible]
کے وقت ... [illegible] ... سے فائدہ ... [illegible] ... صرف اور
... [illegible] ... اس کا ... [illegible] ... مقصد حقیقت
سے ... [illegible] ... محنت کرنے والوں کی ... [illegible] ... کوئی
... [illegible] ... آدمی تو محنت کرتے
... [illegible] ... اسلام کا مقصد یہ ہے کہ کوئی آدمی بیکار نہ رہے
اور اپنا رزق پیدا کرنے کے لئے تھوڑی بہت دماغی یا جسمانی محنت ضرور کرے سود خوار کا کام کیا ہے خزانہ لئے بیٹھا ہے وہ دوسروں کی محنت و مشقت پر ہی زندگی بسر نہیں کر رہا بلکہ دوسروں کو تباہ بھی کر رہا ہے ایک طرف تو اس کے قوائے عمل مضمحل اور دوسروں کے ساتھ سرد مہری کی بدولت اس کی روح افسردہ ہوتی جاتی ہے اور دوسری طرف غریب تباہ ہو رہے ہیں یہ روپیہ دے کر محض اپنے فائدہ کے لئے ہزاروں خاندانوں کو تباہ و برباد کر رہا ہے۔

آخر جو دولت اس نے پیدا کی ہے وہ محض اس کی محنت کا ثمرہ تو نہیں ہے یا تو اسے اس نے سود ہی کی بدولت خود حاصل کی ہے یا اس کا باپ اسے چھوڑ گیا ہے اب یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک تو دولت بیکار اس کے ہاتھ آ جائے بیکار اس کے پاس پڑی رہے دوسرے اس سے نبی نوع انسان اسی کے قدم تباہ ہوں آخر اس کے پاس جو سو پچاس روپیہ آئے گا وہ غریبوں کی گاڑھے پسینے ہی کی کمائی کا ہوگا اور انہوں نے مر مر کر اسے پیدا کیا ہوگا محض اس حیلہ میں کہ اس نے کسی کا بھلا کر دیا ہے اس کا حق حاصل نہیں ہو جاتا کہ یہ دوسروں کی محنت و مشقت کا مالک بن جائے جو محنت و مزدوری کر رہے ہیں شبانہ روز کام میں مصروف ہیں وہ تو محروم ہیں اور یہ ایک تنکا تک بھی اپنے جسم کو تکلیف نہیں دیتا اور خفیف سی خفیف محنت کے پاس ہی نہیں جاتا وہ سارا نفع اٹھا لے پھر اسے اپنے فائدے کے جوش میں کسی کی محنت اور مصیبت کی بھی چنداں پرواہ نہیں ہوتی اور اس کے قلب میں کسی کی طرف سے درد پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہ ہمدردی کرنے کے بجائے اس سعی میں مصروف رہتا ہے کہ دوسرے کی مصیبت سے جس قدر فائدہ اٹھایا جائے اٹھائے اور جس قدر اسے لوٹا جا سکتا ہے لوٹ لے چونکہ سود سود لینے والے کو ان اوصاف و محاسن کو تباہ کرتا ہے جو انسانیت کا زیور ہیں اور مخلوق میں تباہی عظیم پھیلانے کا باعث ہے اسلئے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دونوں کے متعلق شدید احکام نافذ کئے اور فرمایا کہ سود کھانے اور کھلانے والے دونوں پر لعنت ہے وسلم سود کا ایک درہم چھتیس بار کے زنا سے بھی بڑھ کر ہے (طبرانی) سود کے بہتر درجے ہیں ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ جیسے کوئی اپنی ماں کے ساتھ سیاہ روئی میں مبتلا ہو (طبرانی) آپ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ قیامت سے پہلے سود، شراب اور زنا کثرت سے رائج ہو جائیں گے (طبرانی) آپ نے یہ بھی فرمایا جس قدر سود زیادہ کھایا جائیگا اسی قدر قحط زیادہ پڑیں گے اور مسلم میں یہ فرمان نبوی بھی موجود ہے کہ

لا تبیعوا الدینار بالدینارین ولا الدرھم بالدرھمین

یعنی ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے اور ایک درہم کو دو درہموں کے بدلے نہ فروخت کرو۔

... [illegible] ... ہندوستان میں

سود کے جواز کا فتویٰ صرف ... [illegible] ... سے یہ کہیں لازم نہیں آتا کہ سود کی تباہی خیزیوں یا شرعی حالت کا انہیں احساس نہیں تھا بلکہ یہ فتویٰ خود اس کی بربادیوں پر دال ہے اس لئے کہ آپ نے ہندوستان کو دار الحرب قرار دیکر ایسا فتویٰ دیا اور مسلمانوں سے نہیں بلکہ غیر مسلموں سے سود جائز کیا لڑائی میں اخلاقیات کے تمام اوراق الٹ جاتے ہیں اور بہت سی ایسی باتیں جو عام اجتماعی زندگی میں بحالت امن بدترین سمجھی جاتی ہیں اس فضا میں جائز ہو جاتی ہیں مثلاً قتل و نہب لوٹ جنگ بے رحمی دشمنی سود بھی ایک قسم کی لوٹ ہے اور جو ملک دار الحرب ہے وہاں لوٹ جائز ہے۔

تاہم یہ ضرور سمجھ لیجئے کہ سود سے بہت تباہی خیز اور عام حالت میں مسلمانوں کو اسے قطعی بچنا اور حرام سمجھنا چاہیئے اس کے ظاہری فوائد خواہ کتنے ہی شاندار ہوں لیکن بباطن اس کے مہلک زہر ہونے میں کوئی شبہ نہیں خدائے قدوس فرماتا ہے۔

"اے ایمان والو تم اللہ سے ڈرو اور تمہارا سود جو لوگوں کے ذمہ باقی ہے اسے چھوڑ بیٹھو اگر تم ایسا نہیں کرتے تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ اگر تم توبہ کرتے ہو تو اصل رقم تو تمہارے لئے ہے ہی نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر کوئی ظلم کرے۔"

یہ پہلی آیت تھی جو سود کی ممانعت کے لئے نازل ہوئی دوسری جگہ خدائے ذو الجلال فرماتا ہے:۔

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھیں گے جس طرح آسیب زدہ مخبوط الحواسی کے عالم میں اٹھتا ہے یہ ان کے اس کہنے کی سزا ہے کہ بیع اور سود ایک سی چیز ہے حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے جسے اللہ کی طرف سے نصیحت پہنچی وہ باز آ گیا جو کچھ پہلے لیا جا چکا ہے وہ تو اس کا ہو چکا اس کا معاملہ خدا کے حوالے ہے اور اگر کوئی پھر بھی سود لے تو ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں اور وہ ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں اور اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور جتنے ناشکرے ہیں اور گناہ نہیں مانتے خدا ان سے راضی نہیں رہتا۔"

سود کی حرمت میں یہ ایسی صاف اور صریح آیت ہے کہ اس کے بعد کسی کو انکار کی جرأت نہیں ہو سکتی صاف الفاظ میں حکم موجود ہے کہ فروخت و بیع جائز ہے لیکن سود قطعاً حرام ہے پھر اس کے مقابلہ میں خیرات کی تعریف کی گئی ہے اس لئے کہ خیرات کے اثرات عاقبت و آخرت میں بھی مثمر ہوں گے لیکن سود کے فوائد دنیا ہی تک محدود ہو کر رہ جائیں گے۔

"مسلمانو! یہ جو تم سود دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں اضافہ ہو تو وہ سود خدا کے یہاں نہیں پھلتا پھولتا اور وہ جو تم خدا کی رضا جوئی کے ارادہ سے زکوٰۃ دیتے ہو تو ایسا ہی کرنے والے لوگ اپنے دیئے ہوئے کو خدا کے یہاں بڑھا رہے ہیں۔" اس آیت شریف میں بھی یہی صراحت ہے اور ذرا صاف اور واضح طریقہ پر بتا دیا گیا ہے کہ خدا کے یہاں یہ سود فائدہ مند نہیں ہوتا وہاں تو صرف وہی کام آتا ہے جو خدا کے نام پر دیا گیا ہو۔ اور سود در سود کے متعلق وعید موجود ہے ارشاد ہے "مسلمانو! سود در سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمہیں آخرت میں فلاح حاصل ہو۔" ان نصوص و احادیث سے یہ نتیجہ ہو گیا کہ اسلام میں سود کی کتنی شدید ممانعت موجود ہے اور اس لئے ہر اس چیز سے جو انسان کی تباہی

قرآن پاک اور مسلمان

(نوشتہ حضرت مولانا مراد صاحب سہروردی)

گذشتہ سے آگے

بزرگان دین وملت کی قرآن خوانی

حضور کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ایک دفعہ ملاحظہ فرمایا کہ حضرت صدیق اکبر قرآن کریم کو رات کے وقت نوافل میں آہستہ آہستہ پڑھ رہے ہیں آپ نے استفسار کیا کہ صدیق آہستہ آہستہ قرآن کیوں پڑھتے ہو حضرت صدیق اکبر نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالے سن لیتا ہے اسی طرح آپ نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ آپ باواز بلند قرآن کریم پڑھ رہے تھے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے پوچھا عمرؓ تم اس طرح چلا کر زور سے قرآن کریم کیوں پڑھتے ہو آپ نے عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتوں کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں۔

حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں سورہ انا انزلنا اور سورۃ القارعہ آہستہ آہستہ پڑھوں اور ساتھ ہی ساتھ اس کے مطلب کو سمجھتا جاؤں تو یہ اس سے کہیں بہتر ہوگا کہ میں سورہ بقر اور سورہ آل عمران پڑھوں اور ان بڑی بڑی سورتوں کو بلا مطلب سمجھے جلد ختم کر دوں۔

حضرت ام المومنین صدیقہ رضؓ نے کسی کو دیکھا کہ وہ جلد جلد قرآن کریم پڑھتا ہے اور فاصلہ نہیں ہوتا فرمایا پڑھے تو آداب تلاوت کا خیال رکھے ورنہ خاموش ہو جائے کہ ایسے پڑھنے سے نہ پڑھنا ہی بہتر ہے اگر کوئی شخص عربی داں نہ ہو اور مطلب نہ سمجھ سکے تو اسے بھی آہستہ آہستہ ہی پڑھنا چاہیے۔

حضرت تمیم داری آیہ شریفہ ام حسب الذین اجترحوا السیئات کو رات بھر پڑھتے رہے تا آنکہ اسی حالت میں آپ کو صبح ہو گئی۔ حضرت سعید بن جبیرؓ نے ایک شب قرآن شریف پڑھنا شروع کیا جب آیت شریفہ وامتازوا الیوم ایہا المجرمون پر پہنچے تو استغراق ومحویت کا عالم طاری ہو گیا اور اس ایک ہی آیت کو پڑھتے پڑھتے صبح کر دی۔

ایک اور عارف باللہ کا ذکر ہے کہ آپ نے قرآن کریم شروع کیا تو یہ حالت تھی کہ ایک ایک آیت پر محویت کا عالم طاری ہوتا تھا اور رات رات بھر اسے پڑھتے رہتے تھے انتہا یہ ہے کہ ۳۰ سال گذر گئے اور آپ قرآن کریم کا ایک دور بھی ختم نہ کر سکے۔

تذکرۃ الاولیا میں مرقوم ہے کہ حضرت ابن عطارؒ نے فرمایا کہ پہلے میری حالت یہ تھی کہ راستہ چلتے چلتے ایک قرآن کریم ختم کر دیتا تھا لیکن اس کے بعد آنکھوں سے غفلت کے پردے جاتے رہے اور پھر جو کلام الہی پڑھنا شروع کیا تو اب یہ حالت ہے کہ آج چودہ برس کی مدت منقضی ہو چکی ہے اور میں ابھی سورہ انفال تک پہنچا ہوں۔

جتنے صاحب عقل ودل بزرگ گذرے ہیں ان کے استغراق ومحویت کا یہی عالم تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز سلطان نور الدین زنگی سلطان صلاح الدین سلطان محمود غزنوی سلطان ناصر الدین۔ سلطان التمش، شاہجہاں، اورنگزیب سلطان ملک شاہ سلجوقی اور سلطان احمد شاہ ابدالی گو دنیا کے بڑے بڑے باجبروت اور صاحب صولت شہنشاہ ہو گذرے ہیں لیکن قرآن کریم کے احترام اور اس سے اثر پذیری کا یہ عالم تھا کہ جب وہ قرآن کریم لیکر پڑھنے بیٹھتے تو ان پر ایک عجیب ہیبت وخشیت طاری ہو جاتی پڑھتے جاتے اور آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیل رواں جاری رہتا بشارت پر مشتمل کوئی آیت ہوتی تو شکر وسپاس کے جذبات کی فراوانی انہیں آبدیدہ کر دیتی اور وعید وخوف کی کوئی آیت سامنے آتی تو اپنی لغزشوں اور معصیتوں کا خیال انہیں بے چین بنا دیتا ان کے تذکروں میں مرقوم ہے کہ بعض دفعہ بعض آیتوں نے انہیں اتنا متاثر کیا ہے کہ لمحوں اور منٹوں نہیں بلکہ ساعتوں یہ بزرگ زار زار روتے اور جامہ دریدہ رہتے رہے یہی حالت اولیاء کرام کی رہی ہے یہ گروہ تو عشاق کا گروہ ہے ان کے تاثرات تو اس درجہ قوی ہوتے ہیں کہ ایک مضراب کی ہلکی سی جنبش میں سارا ساز حیات پیکر فریاد بنکر رہ جاتا ہے۔

حضرت غوث پاک۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی حضرت خواجہ معین الدین چشتی حضرت قطب الاقطاب صاحب حضرت نظام الدین اولیاء اور اسی قسم کے دیگر ارباب باطن کی سیرتوں کا ملاحظہ فرمایئے اور پھر دیکھئے کہ یہ بزرگ کس محویت اور استغراق کے ساتھ قرآن کریم پڑھتے اور ایک ایک آیت پڑھکر ہی نہیں سنکر ہی ان کی حالت کس طرح غیر ہو جاتی۔ لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ایک تیر جسم میں پیوست ہو گیا اور کچھ اس طرح پیوست ہوا کہ اس کا نکالنا دوبھر ہو گیا کوئی ہاتھ لگاتا تھا تو سخت تکلیف محسوس ہوتی تھی اسی حالت میں آپ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے ادھر الحمد شریف شروع ہوئی ادھر استغراق بڑھا آپ کو نماز میں تن بدن کا ہوش نہ رہتا تھا لوگ اس راز سے واقف تھے انہوں نے اس موقع میسر شدہ کو مغتنم سمجھکر آپ کے بدن سے تیر کھینچ لیا اور آپ کو خبر بھی نہ ہوئی یا تو یہ حالت تھی کہ ہاتھ بھی نہ لگانے دیتے تھے یا یہ بیخبری ومحویت دیکھی گئی کہ پورا تیر اور وہ بھی پوری قوت سے کھینچ کر نکال لیا گیا اور آپ کو محسوس بھی نہ ہوا یہ تھے بزرگ اور یہ تھی ان کی قرآن خوانی۔

سلطان محمود غزنوی ایک دفعہ اپنی خوابگاہ میں پہنچا کسی مہم سے واپس آیا تھا کسل ماندگی کا غلبہ تھا بستر پر دراز ہوتے ہی غنودگی طاری ہو گئی اور آنکھ لگنے ہی والی تھی کہ یکایک خیال آگیا کہ خوابگاہ میں کلام اللہ شریف موجود ہے اور یہ ادب کے خلاف ہے کہ اس کی موجودگی میں آنکھ لگائی جائے پھر کہیں اسی کی طرف پاؤں نہ ہو جائیں لیکن نہ ہو جائے بار بار اٹھتا اور کلام اللہ شریف کو چوم کر اور آنکھوں سے لگاکر اس طرف سے اس طرف اور اس طرف سے اس طرف رکھتا رہا اور اسی خیال میں رات بھر نیند نہ آئی یہ ہے ادب اور یہی وہ بزرگ ہیں جو خدا کے اور خدا کی نظروں میں عزیز اور صاحب سعادت بزرگ ہیں جب اس شان کے بندگان موجود تھے مسلمان ہر گوشے میں ترقی کر رہے تھے اور اب تو ہر طرف انحطاط اور زوال کا سایہ ہے۔

حضور کریم اور قرآن حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے ساتھ ایک والہانہ شغف رکھتے تھے۔ قرآن شریف پڑھا کرتے تھے اور اس کے پڑھنے میں ایسے لطف اندوز ہوتے کہ کچھ دیر کے لئے آپ دنیا و ما فیہا سے بے خبر ہو جاتے اکثر رات کو اٹھتے اٹھ بیٹھتے اور وضو کر کے نماز کی نیت باندھ لیتے اور قرآن کریم نہایت محویت کے ساتھ پڑھتے کہ بسا اوقات آپ کے پیر متورم ہو جاتے [illegible] مگر قراءت قرآنی کی لذت میں اس کی چنداں پرواہ نہ ہوتی۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں عنقریب ایک فتنہ برپا ہوگا لوگوں نے عرض کیا کہ حضور ہم اس فتنہ سے کس طرح محفوظ رہیں فرمایا تم اس فتنہ سے قرآن کریم کے ذریعہ نجات و رستگاری حاصل کر سکتے ہو قرآن کریم میں ان امتوں کا حال ہے جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں اور آیندہ قوموں کا بھی حال ہے ساتھ ہی ان معاملات کا بھی فیصلہ ہے جو تم کو پیش آتے ہیں قرآن باطل کو حق سے علیحدہ کر کے دکھاتا ہے وہ مذاق اور دل لگی کی کتاب نہیں جو آدمی غرور و نخوت میں ڈوب کر اسے چھوڑ دیتا ہے خدائے قدوس اس کی گردن توڑ دیتا ہے اور جو شخص اس کے سوا کسی اور کتاب سے ہدایت کا آرزو مند و جویاں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے گمراہی و ضلالت میں مبتلا کر دیتا ہے پھر آپ نے فرمایا مسلمانو! قرآن خدا کی مضبوط رسی ہے یہ دانشمندانہ نکات و امور کا مجموعہ ہے وہ نجات کے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے یہی وہ چیز ہے جس میں لوگوں کے خیالات کے مطابق کوئی ہیر پھیر نہیں اس کے مطالعہ سے عالموں کا جی نہیں بھرتا لوگوں کی زبانیں اسے مشکوک نہیں کر سکتیں یہی وہ کتاب ہے جو بار بار پڑھنے سے پرانی نہیں ہوتی اور نہ اس کے عجائبات و اسرار ختم ہوتے ہیں جو شخص اس کتاب کے موافق کہتا ہے وہ سچ کہتا ہے اور اس کے موافق فیصلہ کرتا ہے وہ انصاف پر ہے جو اس پر عمل کرتا ہے اسے ثواب عطا کیا جاتا ہے اور جو لوگوں کو اس کے مطابق عمل کرنے کی ہدایت کرتا ہے وہ انھیں سیدھے اور صحیح راستہ پر چلاتا ہے۔

کنز العمال میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانو! قرآن حکیم کے احکام و اوامر پر عمل کرو اس میں جو چیز حلال کی گئی ہے اسے حلال جانو اور جو چیز حرام کی گئی ہے اسے حرام سمجھو اس کی کسی بات سے انکار نہ کرو اگر کسی امر میں شبہ بھی پیدا ہو تو اس کا فیصلہ خدا پر اور ان عالموں پر چھوڑ دو جو میرے بعد آنے والے ہیں تاکہ وہ تمھیں بتائیں خدا کی دیگر تمام کتابوں اور صحائف پر بھی ایمان لاؤ اگر تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اسے خدائے قدوس سے شرف ہمکلامی نصیب ہو تو اسے لازم ہے کہ قرآن شریف پڑھا کرے اسے پڑھے بھی اور اس پر عمل بھی کرے قرآن کریم خدا کا دستر خوان ہے اس پر سے جتنی نعمتیں اٹھا سکتے ہو اٹھا لو آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص قرآن پڑھے اور دوسروں کو سکھائے اور پڑھائے میں اسے جنت میں کھینچ کر لیجاؤں گا مسلمانو! جو میں کہوں اسے قرآن کے مطابق کر لیا کرو جو باتیں اس کے مطابق ہوں سمجھ لو کہ یہ میری کہی ہوئی ہیں قرآن کریم کا ایک سرا تو خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمھارے ہاتھ میں ہے اس لئے لازم ہے کہ تم اس رسی کو مضبوط پکڑے رہو اگر تمھارا یہ عمل رہا تو تم محفوظ رہو گے اور گمراہی کی ظلمت میں کسی

صورت میں بھی مبتلا نہ ہونے پاؤ گے

دیلمی شریف میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث ہے جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری زندگی نیک بختوں کی زندگی کی طرح بسر ہو شہیدوں کی طرح مرو اور قیامت کے روز نجات پاؤ خوف کے دن بےخوف رہو اندھیرے میں روشنی حاصل ہو گرمی کے دن تمھیں سایہ نصیب ہو پیاس کے دن سیراب رہو جنت کے روز بھاری بھر کم رہو اور گمراہی کے دن ہدایت نصیب ہو تو قرآن کریم کا مطالعہ کیا کرو آپ نے مسلمانوں کو اپنے گھروں میں قرآن کریم پڑھتے رہنے کی بھی نصیحت کی اور فرمایا کہ جس گھر میں قرآن شریف نہیں پڑھا جاتا اس میں برکت نہیں ہوتی آپ نے نیز فرمایا کہ قرآن کریم پر نظر ڈالنے سے اپنی آنکھوں کو بھی عبادت میں حصہ دار بناؤ اس کی آیات پر غور کیا کرو اور اس میں جو عجیب قصے ہیں انھیں پڑھ کر اور ان کا مطالعہ کر کے ان سے نصیحت حاصل کیا کرو۔

برکات قرآنی قرآن کریم کی برکات ایسی ظاہر و باہر چیزیں ہیں جن سے کوئی مسلمان ہی نہیں کوئی صواب اندیش انسان جرأت و انکار نہیں کر سکتا ایک دنیا اور پورا زمانہ کسی نہ کسی نوعیت و نہج سے اس کا معترف ہے یہی نہیں کہ اس نے عرب کے گمنام اور خانہ بدوش بدوؤں کو خاک سے اٹھا کر عرش عزت پر متمکن کر دیا اور پھر آگے چل کر یہی بادیہ نشین اس وسیع و عریض دنیا کے بسنے والوں کے معلم بنے اور ربع مسکون پر اپنا اقتدار قائم کر گئے بلکہ انفرادی حیثیت سے بھی یہ حقیقت الم نشرح ہے کہ قرآن کریم اپنے پڑھنے والوں کو اپنے سایہ رحمت میں لے لیتا ہے اور رحمت خداوندی اس کا احاطہ کر لیتی ہے پورے قرآن کریم کی تلاوت کے جو ثواب ہو سکتے ہیں وہ تو ہو ہی سکتے ہیں لیکن اس کی سورتوں آیتوں اور نصوص میں جو برکات و ثواب مضمر ہیں ان کی حقیقت سے اگر انسان واقف ہو جائے اور اسے اپنے قلب کی گہرائیوں میں اتار لے تو وہ گوناگوں فوائد دنیوی و اخروی حاصل کر سکتا ہے۔

(۱) ایک موقع پر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس طرح تری پہنچنے سے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے اسی طرح قلب بھی زنگ آلود ہو جاتے ہیں اور پر بھی سیاہی پڑ جاتی ہے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس زندگی کے دور ہونے کی کوئی صورت بھی ہے اور کوئی ایسا طریقہ بھی کہ یہ زنگ آلود قلوب جلا پا کر صاف ہو جائیں آپ نے فرمایا ہے اور بالتعیین وہ یہ کہ قرآن کریم کی تلاوت کی جائے اور موت کا ذکر بکثرت ورد زبان رہے

مسلم شریف میں مرقوم ہے کہ ایک روز رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف فرما تھے کہ یکایک آپ کو اپنے اوپر ایک آواز سنائی دی آپ نے اوپر نگاہ اٹھائی اور کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ اس وقت آسمان کا ایک دروازہ کھلا ہے اور وہ آج سے پیشتر کبھی نہیں کھلا تھا اس دروازہ سے ایک فرشتہ نازل ہوا مجھ سے جبرئیل امین نے کہا کہ یا حضرت یہ فرشتہ جو اس وقت آپ پر نازل ہوا ہے اس سے پیشتر کسی نبی اور کسی پیغمبر پر نازل نہیں ہوا اور نہ زمین پر اس فرشتے نے حضور ختمی مآب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام علیک کیا اور پھر کہا کہ میں آپکو دو نوروں کے متعلق خوشخبری دیتا ہوں یہ دونوں نور آپ ہی کو باری تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے گئے ہیں اور آپ سے پہلے کسی

[illegible] عطا کئے گئے ہیں [illegible]

آیات ہیں یعنی آمن الرسول سے لے کر ختم سورہ تک پڑھی گئی ہیں ان کا جو حرف اور جو حرف بھی پڑھا جائے گا وہ ثواب سے خالی نہ ہو گا۔ جن افراد کو خدائے قدوس نے بصارت کے ساتھ بصیرت بھی عطا فرمائی ہے اور حقائق اور پوشیدہ حکمتوں کا مادہ عطا کیا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ ہر دو چیزیں کس قدر حقائق آلود اور کس قدر سمندر در کشیدہ ہیں اور ان کے پڑھنے سے قلب و دماغ میں کیسی روشنی اور روح کو کتنا سرور حاصل ہوتا ہے۔

مسلم شریف ہی میں دوسری جگہ ایک اور روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ کیا تم ایک رات میں قرآن کریم کا ثلث حصہ نہیں پڑھ سکتے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کس طرح؟ فرمایا کہ قل ہو اللہ شریف پڑھ لیا کرو کہ یہ ایک سورۃ ثلث قرآن شریف کے برابر ہے اور اس کے پڑھنے کا اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا ثلث قرآن شریف پڑھنے کا مل سکتا ہے یہاں بعض قلوب میں یہ اشتباہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جب ایک مختصر سورۃ ہی کے پڑھنے سے ثلث قرآن شریف پڑھنے کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے تو کیا ضرورت ہے کہ پورے قرآن کریم کو پڑھنے اور اس میں زیادہ وقت صرف کرنے کی سعی کی جائے اور کیوں نہ اسی سورۃ کو پڑھ کر ایک قلیل وقت میں کثیر ثواب حاصل کر لیا جائے اس کا جواب یہ ہے کہ جب اس دنیا کے معمولی معمولی فلاسفروں اور حکماء کے اقوال و نظریات کی تشریح و توضیح کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کی کتابوں کی مطول شرحیں لکھی گئی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ارض عالم کے اس سب سے بڑے حکیم اور فلاسفر کے معقولات کی تشریح کی ضرورت داعی نہ ہو عقلاء و حکماء پھر بلند ہستیاں ہیں ان کا کلام کتنا ہی سہل اور سلیس الفہم ہو پھر بھی اقتضائے بلندی و وسعت علمی یہ ہے کہ اس میں اغلاق و اشکال پیدا ہو اور اس کا کچھ نہ کچھ حصہ تو ضرور ایسا ہو کہ وہ تشریح کے بغیر سمجھ میں نہ آسکے غالب و مومن کا کلام ہماری مادری ہی زبان میں ہے الفاظ بھی وہی ہیں جو ہم روزمرہ استعمال کرتے ہیں پھر بھی ہر کس و ناکس اس کے سمجھنے سے قاصر رہتا ہے اور ہر سال بڑے بڑے لائق طلباء اپنی مادری زبان ہی کے مضمون میں فیل ہو جاتے ہیں ارسطو اور افلاطون حکمائے یونان کا فلسفہ یونان کی مادری ہی زبان ہی میں تھا الفاظ بھی مشکل نہ تھے عبارت بھی سہل تھی لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان کے فلسفہ کو صدیوں تک خود اس زبان کے جاننے والے ہی نہ سمجھ سکے اس کا بڑا حصہ ایک مدت مدید تک ایک معمہ بنا رہا آخر افق اسلام میں یکے بعد دیگرے آفتاب علوم علامہ ابن رشد اور علامہ فارابی منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے عقل انوار سے ان کے دماغ نور علم سے بنے ہوئے تھے انہوں نے اپنے ناخن علم سے اس عقدہ کی گرہ کشائی کی اور اس کی تشریح میں طویل کتب تصنیف کر کے دنیا اور یورپ کو بتایا کہ ارسطو اور افلاطون کیا کہہ گئے ہیں اور ان کا مقصد دنیا کو کیا بتانا اور کیا سمجھانا ہے۔

جس طرح ہر ذی علم کے الفاظ میں نہ سہی طرز بیان میں کچھ نہ کچھ پیچیدگی لازماً پیدا ہو ہی جاتی ہے اسی طرح بزرگ و برتر آسمانوں کے باوجود قرآن کریم اور احادیث شریف میں بھی کچھ نہ کچھ ایسے پیچیدہ اور مغلق حصے موجود ہیں اور ہونے چاہئیں اس لئے ضرورت ہے کہ جو حصہ سمجھ میں آنے والے

[illegible]

[illegible] کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کا ایک ثلث حصہ توحید کے بیان پر مشتمل ہے اس حصہ میں مختلف عنوان مختلف پیرایوں اور مختلف طریقۂ بیان کے ساتھ توحید کی تعلیم دی گئی ہے لیکن حقیقی تعلیم توحید اور اس کے فلسفہ و فہم کے متعلق [illegible] قرآن میں دی گئی ہو اس کا بہترین خلاصہ قل ہو اللہ شریف میں واضح اسلوب سے موجود ہے اسی لئے یہ فرمایا گیا ہے کہ اس سورہ کے پڑھنے کا اتنا ہی ثواب ہے جتنا ثلث قرآن شریف کے پڑھنے کا ہو سکتا ہے کسی چیز کا خلاصہ پڑھ لینے سے گو مطلب ایک حد تک واضح ہو جاتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم اصل قرآن کو نظر انداز ہی کر دیں آپ اسی دنیا میں دیکھ لیجئے کہ ہر چیز کے خلاصے موجود ہیں تمام بڑی بڑی کتب کے مختصر ایڈیشن بھی فروخت ہوتے ہیں اسکول اور کالج کی کتب کے بھی خلاصے موجود ہیں اساتذہ بھی طلبہ کو خلاصے ہی لکھاتے ہیں اور ان خلاصوں سے کام بھی نکل جاتا ہے اور کامیاب بھی ہو جاتے ہیں لیکن ان سے اصل چیز اور اصل کتاب کی اہمیت و ضرورت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا رہا ثواب یہ آقا و مولا کی بندہ نوازیاں ہیں وہ اپنے بندوں کو ثواب دینے اور بخشنے کے بہانے تلاش کرتا رہتا ہے اور جہاں تک مناسب ہوتا ہے ان کے لئے آسانیاں بھی پیدا کرتا ہے اس لئے کوئی تعجب انگیز امر نہیں اگر اس نے اپنے جلیل القدر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کہلوا دیا کہ قل ہو اللہ شریف ثلث حصہ قرآن کریم کے برابر ہے۔

حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے ایک صحابی کو کسی جنگ پر روانہ کیا ان کی یہ عادت تھی کہ وہ نماز میں قل ہو اللہ شریف زیادہ پڑھا کرتے تھے اور نماز کی ہر دوسری رکعت میں انہوں نے اس کی تلاوت لازمی کر لی تھی جب وہ اس جنگ سے واپس ہوئے تو چند صحابہ نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا کہ ان سے دریافت کرو کہ یہ ایسا کیوں کرتے ہیں اور یہ التزام انہوں نے کیوں قائم کر رکھا ہے لوگوں نے ان سے استفسار کئے انہوں نے جواب میں کہا کہ چونکہ اس سورۃ میں باری تعالیٰ کے اوصاف عالیہ کا بیان ہے اس لئے یہ مجھے بہت عزیز ہے اور اس لئے میں اسے بہت زیادہ پڑھتا ہوں لوگوں نے واپس آکر یہ جواب آپ سے عرض کیا آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ جاؤ انہیں بشارت سنا دو کہ خدائے قدوس بھی ان کو عزیز رکھتا ہے۔ ترمذی اور بخاری شریف میں حضرت انس سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دربار میں حاضر ہوا اور کچھ دیر توقف کے بعد اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں سورہ قل ہو اللہ کو بہت زیادہ عزیز رکھتا ہوں اس پر آپ نے اس شخص کو جواب دیا کہ تمہیں اس سورہ شریف کی محبت ہی جنت میں پہنچا دے گی یہاں بھی تھوڑی سی تشریح کی ضرورت داعی ہو رہی ہے یہ ظاہر ہے کہ عمل کے بغیر محض اعتقاد کوئی بہت بڑی اہمیت نہیں رکھتا اور نہ کچھ ایسا ہو سکتا ہے احادیث میں جو مختلف سورتوں اور آیتوں کی تلاوت پر اجر و ثواب کی موجود گی کا ذکر ہے اس کی وجہ محض یہ ہے کہ وہ [illegible]

[illegible] شریف کو بلند [illegible]
ارشاد ہے کہ ارحم الراحمین اپنی بندہ نوازی کے طفیل [illegible]
ہر مغفرت کا [illegible] اور مطلب اسی وقت [illegible]
ظاہر ہو [illegible] جنت ہر [illegible] چیز ہی ہے البتہ اس سے [illegible] اور پیدا ہوتا
ہے اور سب سے ہی بہت اہم یعنی اگر کوئی شخص [illegible] کے مدرسے
اس سے محبت کرے اسے عزیز رکھے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اس کے
معانی و مطالب پر بھی غور کرے گا اور جتنی محبت بڑھے گی اتنا ہی اس کا غور و
تعمق زیادہ ہوتا جائے گا اور رفتہ رفتہ رب قدیر کی صفات عالیہ اور اس کی ذات
سے اسے محبت بڑھے گی اور جب محبت بڑھے گی تو وہ اس کے تمام احکامات کے
اتباع و عمل پر بھی مائل و عامل ہوگا اور یہی عمل اسے جنت میں پہنچا دے گا اور
جنت میں بھی ہر قسم کے درجات ہیں جس کا عمل جتنا شاندار ہوگا اور جتنا درست و صاف
ہوگا اتنا ہی اعلیٰ درجہ اسے عطا ہوگا۔

مسلم شریف میں سورہ معوذتین شریف کے متعلق مرقوم ہے کہ ایک روز رسول
کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ لوگو تم نے سنا اور دیکھا کہ شب گزشتہ جو
سورتیں نازل ہوئیں یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایسی کبھی
نہ دیکھی گئی تھیں۔

بخاری شریف میں مذکور ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں
کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی یہ عادت تھی کہ ہر شب کو جب آپ سونے کے لئے
بستر پر تشریف لیجاتے تو آپ قل ہو اللہ، سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھکر دونوں ہاتھوں
پر دم کرتے اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرہ مبارک اور تمام جسم پر مل لیتے اور
یہ عمل آپ تین مرتبہ کیا کرتے تھے۔

حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف پڑھے بھی اور
پھر اس کے اوامر و نواہی پر عمل بھی کرے تو اس کے والدین کو قیامت کے روز
ایسا روشن اور ضیا بار تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی اس دنیا کے آفتاب سے
بھی زیادہ اور روشن ہوگی۔ ہونی ہی چاہیئے اس لئے کہ یہ والدین ہی تو ہیں جو
اپنی اولاد کو اپنی توجہ و تربیت سے جیسا چاہیں بنا سکتے ہیں جو والدین اپنی
اولاد کو نہ صرف یہ کہ علوم و فنون سے بہرہ ور کریں بلکہ ان کے اندر ایسی پاکیزہ خصلت
پیدا کر دیں کہ وہ عمل بھی کریں، نیک بنیں نیک رہیں اور نیک زندگی بسر کریں یقیناً
وہ اور ان کی اولاد جتنے بھی رتبے دیئے جائیں حق بجانب ہیں افسوس ہے کہ اس زمانہ
میں تو والدین اور علی الخصوص مسلم والدین اپنی اولاد کی تربیت کی طرف بالکل توجہ
مرکوز نہیں کرتے تعلیم ضرور دلواتے ہیں لیکن تربیت کا بالکل فقدان ہے تعلیم دماغ
کو روشن کرتی ہے اور تربیت دل کو اعمال کا سرچشمہ بھی قلب ہی ہے بچوں کی فطرت
اور [illegible] بچپن کے اقتضا پر محمول کیا جاتا ہے انتہا یہ ہے کہ انہیں
[illegible] نماز کی طرف متوجہ ہی نہیں کیا جاتا اور ان کے سامنے حیات بشری اور
معاشرت کی جو تصاویر پیش کی جاتی ہیں وہ ہرگز اسلامی تصاویر نہیں ہوتیں والدین
[illegible] احکام شرعیہ اور معمولی معمولی امور پر [illegible] کے لئے اپنی
تمام [illegible] ہیں لیکن ان میں [illegible] اور انھیں
[illegible] کی طرف توجہ نہیں کرتے
[illegible]

[illegible] ہو سکتی ہے [illegible] مسلمانوں کی
بہبود ہو سکتی ہے لیکن جو خود گمراہ ہوں وہ دوسروں کو کیا ہدایت کر سکتے ہیں اولاد
صدقہ جاریہ ہے اس کے نیک اعمال مرنے کے بعد بھی والدین کے لئے اجر و
ثواب کا باعث بنے رہتے ہیں یہ صدقہ جاریہ بھی ایسا صدقہ جاریہ ہے جس کے
مقابلہ میں کوئی دوسرا صدقہ نہیں لایا جا سکتا۔

یہ بدبختی نہیں تو کیا ہے کہ سب کچھ جاننے کے باوجود مسلمان اس طرف توجہ
نہ کریں ملت کے لئے مسلمانوں کی یہ غفلت ایک خطرہ عظیم ہے اگر یہی صورت
چندے اور باقی رہی تو ہماری آیندہ نسلوں کے نام تو مسلمانوں جیسے ضرور
ہوں گے لیکن اخلاق و عمل کے اعتبار سے انھیں اسلام سے کوئی واسطہ
نہ ہوگا اس وقت سب سے زیادہ ضرورت مذہبی اور قرآنی تعلیمات کی ہے اخلاق
کی درستی اور آدمیوں کو جامہ انسانیت سے مزین کرنے کے لئے اس سے
بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں یورپ و امریکہ اتنی عظیم الشان ترقی کرنے کے باوجود
اخلاقی حیثیت سے بہت پست ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے مذہب کو ترک
کر دیا ہے یہی بے تعلقی اس کی اخلاقی تمام خرابیوں کا باعث بن رہی ہے اور تمام
عالم پر کوئی کتاب درس اخلاق میں قرآن سے بہتر کوئی کتاب نہیں حیوان ناطق
انسان بنتا ہے تو اسی کتاب کو پڑھکر اور اسی پر عمل کر کے جیسا ہم اسی کتاب میں
آگے چل کر یورپین علماء ہی کے اقوال سے ثابت کریں گے اسی لئے جناب رسول
کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کی تعلیم کو مسلمان بچوں کے لئے نہ صرف یہ کہ ضروری
بتایا ہے بلکہ والدین کو اجر عظیم کا مستحق قرار دیا ہے کاش مسلمان اس پر غور کریں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص آیت الکرسی کو صبح کے وقت پڑھے وہ شام
تک اور جو شام کو پڑھے وہ صبح تک تمام بلیات و آفات سے محفوظ رہے گا۔

ابی ابن کعب سے مروی ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قرآن کریم
میں آیۃ شریفہ کونسی ہے جو عظیم الاعظم درجہ رکھتی ہے میں نے عرض کیا کہ خدا اور
اس کا رسول بہتر جانتا ہے پھر دوبارہ ارشاد ہوا تو میں نے عرض کیا "اللہ لا الٰہ
الا ہو الحی القیوم" یہ سنکر حضور گرامی نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا [illegible] علم بہتر
تم کو مبارک ہو (مسلم شریف)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جو شخص
سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھے خدا کی طرف سے اس پر ایک محافظ مامور ہو جاتا ہے
اور شیطان صبح تک اس کے قریب بھی نہیں آنے پائے گا۔

بخاری و مسلم شریف میں مرقوم ہے کہ جو شخص سورہ بقر کی آخری آیات آمن الرسول
تا آخر رات کو پڑھکر سوئے گا شب بھر ایک فرشتہ اس کی حفاظت کرتا رہے گا
سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں جو حفظ کر لیگا وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

عقبہ بن عامر نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا کہ کیا میں آفات
و بلیات کے ازفاع کے لئے سورہ ہود اور سورہ یوسف پڑھا کروں آپ نے ارشاد
فرمایا کہ اس مقصد کے لئے کوئی چیز سورہ فلق سے زیادہ عند اللہ موثر نہیں ہے۔

انہی صحابی کی ایک اور روایت ابو داؤد میں مذکور ہے کہ آپ ایک دفعہ رسول کریم علیہ
الصلوٰۃ والتسلیم کے ہمسفر تھے جب جحفہ و ابوا کے درمیان ایک تیز و تاریک آندھی آئی
اور ہر طرف تاریکی پھیل گئی رسول کریم نے سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھنی شروع
کردی اس کے بعد فرمایا کہ جب کوئی بلا نازل ہو تو ان سورتوں سے پناہ لینا کہ یہ
بہترین ذریعہ پناہ ہیں۔ عبداللہ بن خبیب بیان کرتے ہیں کہ [illegible] بارش [illegible]

[illegible] ایک [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کی تلاش [illegible] فرمایا ہے [illegible] سورہ فلق اور سورہ الناس [illegible] مرتبہ پڑھ کر دم کرنا تعویذ و دعا کے وفیعہ کے لئے کافی ہیں۔ (ترمذی و نسائی)

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیۃ الکرسی اور معوذتین میں وقیع برکات و آفات کے لئے کتنی بے پناہ قوتیں مرکوز کر دی ہیں آج جادو دعا و قرآن [illegible] کی طرف سے اعتقاد اٹھتا چلا جا رہا ہے اور مغرب سے پہنچنے والی الحاد و زندقہ کی ہواؤں کے جھکڑ ہمارے معتقدات کے شجر ہائے سبز کی جڑوں تک کو ہلا رہے ہیں لیکن جب تک ہم مسلمان ہیں ہم خدا و رسول کے فرمانوں سے اعراض نہیں برت سکتے ان کے پڑھنے اور ان کے ذریعہ نجات کی راہ تلاش کرنے سے کتنی برکات حاصل ہوتی تھیں۔ ذرا اس تلقین کے فلسفہ پر غور کرو کہ کس طرح یہ کرشمہ دو کام کے مصداق تھا ہمارے مقاصد دنیوی و دینی کی تکمیل ہوتی چلی جا رہی ہے قرآن پڑھنے کا ثواب [illegible] کے ذریعہ پناہ لینے کا اعادہ بار بار پڑھنے سے ان کے مطالبات کا ذہن نشین ہونا اور خدائے قدوس کی ذات گرامی پر بھروسہ کا ہونا کتنی بہترین اور نتیجہ خیز باتیں ہیں جب خدا پر اعتقاد اور بھروسہ ہوگا تو ہمارے ایمان و ایقان کو تقویت پہنچے گی اس کی برکات دیکھ کر روح کو تازگی ہوگی مذہبیت غالب ہوتی چلی جائے گی اور جب یہ غالب ہوگی تو خدائی احکام دلوں پر عملدرآمد کا بھی جذبہ پیدا ہوگا اور دونوں جہان کی عافیت ہمارے حلقہ میں آنے کی کتنی بہترین تلقین اور کیسا موثر ذریعہ تبلیغ ہے اور خدا اور رسول کس طرح نفسیات انسانی کو قدم قدم پر پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے بندوں کو کھینچ کر راہ راست پر لا رہے ہیں اور اس [illegible] خیر و آسائش کی منزل کی طرف رہبری کرتا ہے۔

[illegible] آیا کہ جو شخص ہر روز سو دفعہ قل ھو اللہ شریف پڑھا کرتا ہے [illegible] معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ اس پر کسی کا قرضہ نہ ہو۔

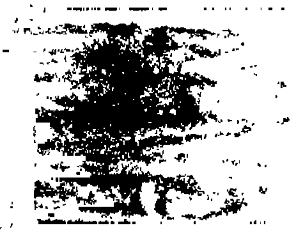
[illegible] اس سورہ شریف کو پڑھا کرے کہ شرک [illegible] پر قائم رکھنے اور راہ راست [illegible] پیارے اور دلربا طریقے [illegible] کی طرف قدرتاً راغب ہوتا ہے اسلئے [illegible] اور دوسری طرف غیر مرئی طور پر قرآن کی ایک سورۃ [illegible] پڑھنے پر آمادہ کیا تاکہ توحید کا درس اس کے قلب کی گہرائیوں میں اتر جائے اور پھر وہ پورے قرآن کے مطالعہ کی طرف راغب ہو اور اس پر غور کرکے فلاح دارین کے راستہ پر پڑ جائے اور ساتھ ہی قرض کو بھی ایک لعنت سمجھے۔

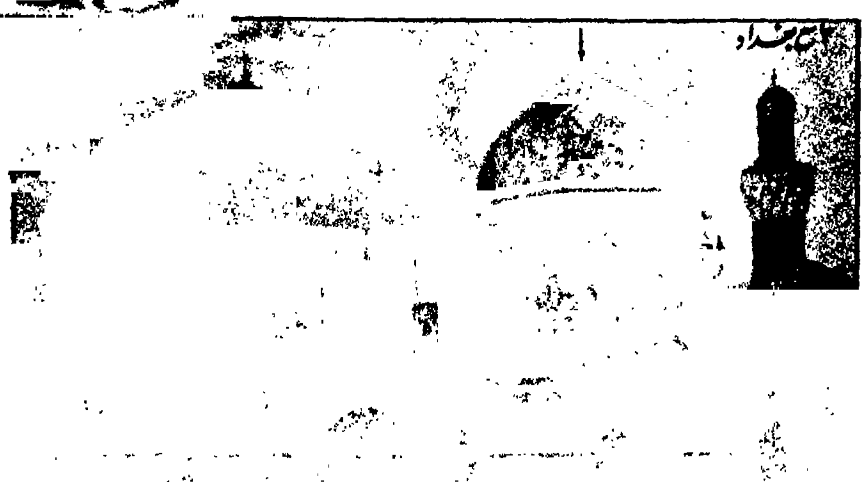
حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذا زلزلت الارض نصف قرآن ہے قل ھو اللہ شریف ثلث اور سورہ کافرون ربع قرآن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاسین شریف قرآن کا دل ہے اور جو یسین شریف پڑھتا ہے اسے دس قرآن شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمین و آسمان کو معرض وجود میں لانے سے ہزار سال پیشتر ہی باری تعالیٰ نے سورہ طٰہٰ اور سورہ یٰسین پڑھی جب فرشتوں نے اسے سنا اور اس پر غور کیا تو سب کہنے لگے کہ بابرکت اور صاحب سعادت ہے وہ امت جس پر یہ سورتیں نازل کی جائیں [illegible] ہیں وہ قلوب جو ان سورتوں کی حامل ہوں یعنی جنہیں حفظ ہوں اور مبارک ہیں وہ زبانیں جو انہیں پڑھیں اور ان پر ان کے حروف جاری ہوں۔

دیکھیں آپ نے برکات قرآنی! سورہ اذا زلزلت نصف قرآن اور سورہ یسین کو قرآن کا دل کیوں کہا گیا اس لئے کہ ان کے اندر انسان کی عبرت و نصیحت کے لئے ایسے موثر سامان ہیں کہ قلوب ان سے متاثر ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتے جو کچھ اثر نصف قرآن شریف کے پڑھنے سے طبائع پر پڑتا ہے وہ تنہا ایک سورۃ ڈال دیتی ہو۔ نزع کے وقت سورہ یاسین شریف پڑھ کر سنانے کا جو ارشاد ہے اس کا مقصد یہی ہے کہ برکت بھی حاصل ہو شیطان کی شر انگیزیوں سے پناہ ملے اور اس آخری وقت پورے قرآن شریف کا خلاصہ کانوں کے ذریعہ قلب میں پہنچ جائے اور جانکندنی کے اوقات نازک میں روح پر سکون طاری ہو اسی سکون خاطر کو لئے ہوئے بندہ قبر میں پہنچے اور منکر نکیر کے سوالات میں اسے سہولت ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ جس قلب میں قرآن کا کوئی حصہ نہ ہو گویا ایک خانہ ویران ہے کلام اللہ کو تمام دوسرے کلاموں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی خدا کو بندوں پر۔

ہمارے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور عمل بالقرآن کی اہمیت واضح کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ جس شخص نے قرآن حکیم پڑھا ہے خواہ وہ اس کی تلاوت بھی نہ کرتا ہو مگر اس کے احکام کا عامل ہو وہ اس شخص سے ہزار درجہ بہتر ہے جو ہر دم قرآن حکیم کی تلاوت تو کرتا ہے مگر اس پر عمل نہیں کرتا ایسے بے عمل انسان کا شمار قرآن پڑھنے والوں میں نہ ہوگا۔ عمل کی اہمیت ہم پہلے واضح کرتے چلے آئے ہیں اور مختصر سورتوں کے پڑھنے کے ثواب کو جو نصف اور ثلث قرآن کے پڑھنے کے ثواب کی برابر بتایا جا رہا ہے اور سورہ یاسین کو قرآن کا دل ظاہر کیا جا رہا ہے اس سے یہ منشا یہی ہے کہ تھوڑی سی محنت اور تھوڑے سے وقت ہی میں انسان زیادہ سے زیادہ متاثر کیا جا سکے اور یہ تاثرات اسے نیک راستے پر ڈالنے میں ممد ثابت ہوں اگر یہ چیز نہیں اور مطالب سے قطعاً بیگانگی باقی رہتی ہے تو جز و کل کا پڑھنا یکساں بیسود ہے اور اس وقت صرف رحمت ایزدی سے بندہ نوازیوں ہی پر انحصار رہ جاتا ہے یہ ایک بخشش عام اور کرم خاص ہے کہ اسے بلا سمجھے پڑھنے بلکہ اس کے حروف و الفاظ پر نظر کرنے کو بھی باعث ثواب قرار دیدیا گیا۔ یہ تو اس نے اپنی ربوبیت و رحمت کی شان کا مظاہرہ کیا کہ معصیت کار بھی آخر اسی کے بندے ہیں اور وہ بھی تو ابد الآباد اس فیض جاری سے محروم نہ رہیں ورنہ بات وہی ہے جیسے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ بلا سمجھے قرآن پڑھنا ایک گستاخی ہے نسائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث موجود ہے کہ صاحب عمل قرآن پڑھنے والے سے حشر کے دن کہا جائے گا کہ اٹھ قرآن پڑھتا جا اور بہشت کے درجات طے کرتا چلا جا اور قرآن شریف کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں پڑھا کرتا تھا تیرا درجہ وہی ہوگا جہاں تو اس وقت پہنچے گا جب اس کی آخری آیت تیری زبان پر ہوگی پھر یہ بھی ارشاد ہے کہ بلا دیکھے قرآن حکیم کی تلاوت کا ثواب ہزار درجہ ہے تو دیکھ کر پڑھنے کا دو ہزار درجہ اس سے ترغیب ہی مقصود ہے اور یہ کہ آنکھوں کو بھی ثواب سے محروم نہ رکھا جائے پھر بلا دیکھے پڑھے گا تو جلدی جلدی پڑھ [illegible] گا آداب تلاوت بھی برقرار نہ رہ سکیں گے علاوہ ازیں دیکھ کر [illegible] ہوگی اور اس کے فیضان سے بھی بہرہ مند ہوگا۔

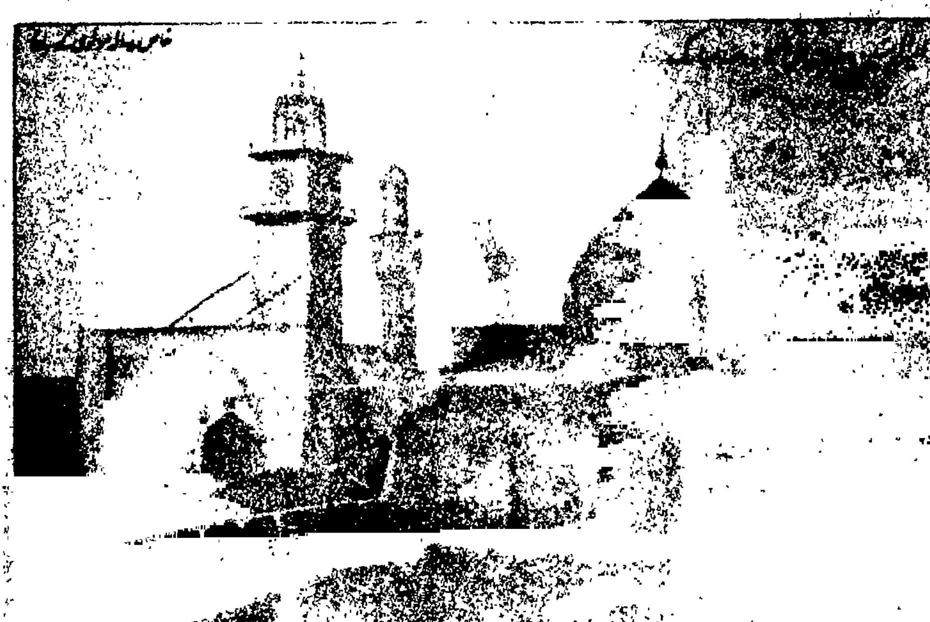






Murari Art Press, Delhi





غوث الاعظم پیران جیلان

حضرت مولانا سید نور الحق صاحب قادری

گوہر کمال ز جود غوث گیلانیست — محبوب خدا ابن حسن آل حسین است
[illegible] — تاللہ لقد آثرک اللہ علینا

تصوف اور اسکی ضرورت

شریعت اور طریقت

حضرت باری عز اسمہ کی طرف سے اصلاح عالم کے لئے جب خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم روحی فداہ اس قلمکدہ عالم میں رونق افروز ہوئے اور اصلاح عالم کی بنا ڈالی تو بعض احکام تو جناب باری نے اصلاح العباد اور تکمیل ہدایت کے لئے نازل فرمائے اور احکام باری کی تفصیل و تشریح میں بعض احکام شارع علیہ السلام نے منضبط فرمائے ان دونوں قسم کے احکام کا مجموعہ قرآن و حدیث ہیں انہیں احکام کا نام "صراط مستقیم" اور اصطلاح اسلام میں شریعت رکھا گیا ہے جو احکام ظاہری اور باطنی کا مجموعہ ہے شریعت میں اولاً احکام ظاہری پر زور دیا گیا ہے کیونکہ آئندہ ترقیات و مراتب کی اساس و بنیاد یہی احکام ظاہری ہے اور خلوت سے پہلے جلوت کا رنگ مستحکم ہونے کا انتظام ہے شریعت اپنے پیروؤں کو تاکیدی حکم دیتی ہے کہ جب تک تمہارے ہوش و حواس قائم رہیں تم خواہ کسی مرتبہ کو پہنچ جاؤ مگر اسلامی عقائد پر قائم رہو پانچوں وقت مسجد میں آکر جماعت مسلمین کے ساتھ نماز پڑھو تیس دن کے روزے رکھو، زکوٰۃ دو حج کرو اور کلمہ شہادت کا اعلان زبان سے کرو جب تک ان احکام کی تعمیل نہ کرو گے کسی مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے اور یہ احکام روحانی بلندی و رفعت کے کسی مقام پر بھی ساقط نہیں ہو سکتے۔

اسلام کی منادی کی یہ آواز یہ صدائے حق اور یہ صلائے عام مکہ کی وادیوں طائف کی پہاڑیوں اور حجاز کے ریگستانوں میں گونجی اگرچہ اہل قلوب وارباب کو مسخر کرتی ہوئی ساری دنیا میں پھیل گئی جن لوگوں نے سنا وہ اسلام کی تعلیمات پر دل و جان نثار ہو گئے اسلام کی آسان اور سہل الحصول تعلیم کی طرف دل خود بخود کھنچنے لگے اور جنگلوں، پہاڑوں، وادیوں، غاروں اور کچھاروں سے خدا کے ڈھونڈنے والے نکلے منادی رسالت پر لبیک کہنے کے لئے آگے بڑھے مکہ کی طرف دوڑے صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنا شریعت کے سمندر میں کود پڑے۔

یہ شریعت کے پابند مطیع و منقاد مسلمان ایسے صفا کیش مجسمہ تسلیم و رضا پیکر صدق و صفا اور عاشقان خدا ثابت ہوئے کہ شریعت کے سمندر میں ایسا غوطہ لگا کر محو ہو گئے کہ ذوق و شوق بڑھتا گیا شغف میں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ ترقی ہوتی گئی اور رفتہ رفتہ احکام شریعت کی تکمیل نے ان کو ایک ایسی منزل میں پہنچا دیا جس کی نورانی فضا اور اچھوتی دنیا کی عادت سوز آب و ہوا نے نفس سرکش کو پیدا کر کے نفسانی خواہشات کو کچل ڈالا اور دلفریب دنیا کو [illegible] ہوا کے نقاب ہو گئی مگر اس منزل لاہوت کے متصل ان کو شریعت کی پابندی احکام الٰہی اور فرمان رسول کی وابستگیوں نے ہی پہنچایا

ان کے قلوب پاکیزہ ان کے نفوس مقدس اور ان کی قوتیں اس طرح موخر ہو گئیں فضائے لہلہاتے ہوئے بولنے لگی باد عرفان کے متوالوں کہیں جس کی تلاش ہے وہ میرے ہی پردہ غیر محسوس میں پوشیدہ ہے" ہر قدم پہ آواز آنے لگی "وہ یہیں ہے" "میں یہیں ہوں" اور "میں تجھی میں ہوں"۔ فردوس کی ان روح پرور ہواؤں کی گدگدی نے ان کو ایسا محو اور وارفتہ کیا کہ راستہ چلنا دشوار ہو گیا سر جھکا دیا، ہاتھ دل پر رکھ لئے اور زبان سے چپکے چپکے کہنے لگے ؎

جہان تمنا میں جب تو ہی تو ہے — تو بے فائدہ پھر تری جستجو ہے
ہر اک رنگ سے تیرا جلوہ ہے پیدا — خلش خار میں ہے تو بو بو میں تو ہے

ایسے برگزیدہ نفوس بندگی کو عالم اجسام سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی اور وہ ہر وقت عالم ایجاد میں رہتے ہیں انہیں ذوات مقدسہ کو اہل اسرار اہل تصوف اہل طریقت اور عاشقان خدا کہتے ہیں جن کا ظاہر و باطن پاک و صاف ہو جاتا ہے اور جو کلی طور پر رضا کے بندے ہو جاتے ہیں۔

مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کے ظاہری احکام کو شریعت کہتے ہیں اور باطنی احکام کو طریقت۔ یا یوں سمجھئے کہ اسلام کی ظاہری قوت تسخیر کو شریعت کہتے ہیں اور باطنی قوت تسخیر کو طریقت اور یا یوں کہئے کہ علم و عمل کی یکجائی کا نام شریعت ہے اور شریعت کے ذریعے ظاہری و باطنی قوتوں کا مسخر ہو جانا طریقت ہے شریعت و طریقت کی راہیں الگ الگ نہیں بلکہ دونوں کی راہ ایک ہی ہے مگر یہ کتنی بڑی گمراہی ہے کہ پیران دغا کار نے عوام الناس کے ذہن نشین کرا دیا ہے کہ شریعت و طریقت کی راہیں جدا جدا ہیں اور اہل شریعت اور اہل طریقت میں زمین آسمان کا فرق ہے حالانکہ یہ سخت گمراہی و نادانی ہے علماء باعمل کو ہی اہل طریقت کہہ سکتے ہیں اہل شریعت اور اہل طریقت دونوں ہی کا فرض منصبی خدا رسی کے آئین و قوانین اور رسوم راہ و منزل بتلانا ہے جب شریعت و طریقت میں خدا رسی کی حیثیت سے کوئی فرق نہیں تو اہل شریعت اور اہل طریقت میں کیونکر تفریق کی جا سکتی ہے کیا کوئی ایسا اہل طریقت پیش کیا جا سکتا ہے! جو اہل شریعت ہونے کا دعوٰی نہ رکھتا ہو یہی دونوں قسم کے حضرات اسلام کے اسرار خفی و جلی کی امانت اپنے سینوں میں رکھتے ہیں اور دونوں منزل تقدس کے قافلہ سالار ہیں۔

اصلاح خلق کیلئے تقسیم عمل

اب ہم آپ کو یہ بتاتے ہیں کہ اہل شریعت اور اہل طریقت کو علیحدہ حیثیت کب سے ملی اور کیونکر ملی جاننا چاہئے کہ یوں تو خدا رسی کے آئین و قوانین اور رسم و راہ منزل حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام اصحاب کو بتائی اور سکھائی اور سب کے سب خدا رسیدہ ہوئے لیکن خلفاء اور اصحاب میں شان خدا رسی کی جو شان خصوصی حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں جلوہ گر ہوئی وہ کسی اور میں ظاہر ہوئی اور مدینۃ العلم ہونے کا امتیازی [illegible] آپ ہی

کے حصہ میں آیا جناب علی کی اصحاب ثلثہ پر یہی ایک جزوی فضیلت تھی جیسا کہ حضرت رسالت پناہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منزل طریقت و رشد و معرفت کے اسرار سے پوری طرح بتا دئیے اور آپ کو رسالتمآب نے کامل صوفی بنا دیا جس کی وجہ سے طریقت کا سلسلہ آپ سے شروع ہوا اور آپ کی ذات مخزن تصوف مانی جاتی ہے۔

جس زمانہ تک یہ خدا رسیدہ لوگ سرزمین عرب کے اندر جلوہ افروز رہے حضور رسالت پناہ صلعم کا تصرف ان کو اپنی طرف کھینچتا رہا اور شریعت و طریقت کی کڑیاں الگ الگ نہیں ہوئیں لیکن جب صحابہ کے تربیت یافتہ خدا رسیدہ لوگ دور دراز ممالک میں منتشر ہو گئے اور مذہبی تقدس کے پردے میں سیاسی ضروریات مستور ہو گئیں تو اس وقت سے شریعت و طریقت میں ان بن ہو گئی مگر یہ ان بن انھیں ریاکار اہل شریعت و اہل طریقت کے ذریعہ عمل میں آئی جو ہوس جاہ رکھتے تھے تفصیلات میں ہم پڑنا نہیں چاہتے کیونکہ بہت سی تلخ حقیقتوں پر سے پردے اٹھانے پڑیں گے اور یہ تمہید ایک علیحدہ مستقل چیز بن جائیگی لہذا اس کو نظر انداز کرتے ہیں۔

جو لوگ حقیقت بیں تھے علم و عمل میں پختہ تھے اور اصلاح خلق کو اپنا شعار سمجھتے تھے انھوں نے خدا رسی کے آئین و قوانین بتلانے اور وعظ و ارشاد کے کام کو آسان کرنے کے لئے تقسیم عمل کے اصول پر علیحدہ علیحدہ راستے اختیار کر لئے علمائے ظاہری یا اہل شریعت نے اپنے ذمہ یہ خدمت لی کہ امنوا باللہ و رسولہ کے ماتحت ملت مسلمہ کے سامنے انسانیت کے بلند ترین مقاصد رکھے جائیں اخلاقی و روحانی بلند پروازی کی بھی طلب و تیاری پیدا کی جائے ایمان و ایقان کے جذبات کے پرزوں کو صحیح طریقہ پر جوڑا جائے اور سلوک و طریقت کے بلند و بالا مقامات تک رسائی کے لئے آلات پرواز بہم پہنچائے جائیں اور علمائے باطنی یا اہل طریقت نے اپنے ذمہ یہ خدمت لی کہ اطیعوا اللہ و رسولہ کے ماتحت ایسے عملی ذرائع اختیار کئے جائیں جن سے اشخاص و اقوام اپنے مطلوبہ مقاصد تک پہنچ سکیں اور تکمیل اخلاق کا کام سرانجام پائے اور اسلامی زندگی کے انجن میں اسٹیم پیدا کیا جائے غرض منزل تقدس کے دونوں شہسواروں کا فرض منصبی اصلاح امت تھا اہل شریعت نے عقائد و عبادات شائستہ تہذیب اور شاندار زندگی کا نصب العین اور پروگرام ملت مسلمہ کے سامنے رکھا اور اہل طریقت نے روح و جسم دونوں کا اشتراک کر کے منزل مقصود کے لئے سواری مہیا کی اور مسلمانوں کو اخلاقی و روحانیات کے بلند و بالا مقام پر پہنچا دیا جسے پاکیزگی حیات کے نور سے مسلم کی ہستی دنیا میں جگمگا اٹھی اب بتلائیے اہل شریعت اور اہل طریقت میں فرق و امتیاز کیا اور کیوں ہو۔

آہ یہ ہماری قوم کے فکر و عمل کی پستی کیسی ہے کہ شریعت اور طریقت کی علیحدہ علیحدہ گھڑیاں بنی ہوئی ہیں ایک دوسرے کی تحقیر و تذلیل کے منصوبوں اور لفاظیوں میں مصروف چلے ہوئے ہیں اور شریعت و طریقت کے پردے میں نام نہاد علماء و مشائخ ملت مسلمہ کو تباہ و برباد کر کے خود دین کے نام پر دنیا کما رہے ہیں اور مسند رسول پر ناجائز قبضہ کئے بیٹھے ہیں۔

اسلامی زندگی کا فقدان اور فکر و عمل کا انحطاط

اتباع شریعت اسلام کے تمام تر اسی لئے بے عمل ہے کہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کے احکام کو پس پشت ڈال دیا ہے اکثر مسلمان احکام شریعت کی پابندیوں و قیود کو بار زیادہ تصور کرتے ہیں مگر حیثیت و جاہ کی عشرت اور دنیائے عز و جاہ دنیا کی محبت اور تمنائے دولت میں اس قدر مشغول ہیں کہ انھیں کسی کا خیال ہے اور نہ فکر آل ہے احکام خدا و رسول سے کوسوں الگ اسلامی علم و عمل سے دور مشرقی شان سے بے نیاز نہ دین کی پرواہ نہ آخرت کا خوف نہ خدا کا ڈر نہ رسول کا لحاظ نہ جنت کا خیال اور نہ فشار قبر کا ملال بحر فسق و معصیت میں غرق ہیں گمراہیوں کی ٹھوکروں میں بھٹک رہے ہیں نیکی کو فراموش کر چکے ہیں سیاہ کاریوں نے انھیں اپنا بنا لیا ہے اغیار انگشت نمائی کر رہے ہیں مگر ان کی آنکھیں بند ہیں غفلت کی میٹھی نیند سو رہے ہیں دماغ میں عقل ہے مگر جمود و تعطل کے بوجھ سے دبی ہوئی ہے دل ہے مگر بے حس اور سویا ہوا کان ہیں مگر شنوائی سے کوسوں دور آنکھیں ہیں مگر صرف حسن مجازی۔ جوانی کی ماتمی ہیں اور فسق و فجور اور شباب کی جنون انگیزیاں کوئی سہارے توڑنے کو تیار مصلحین کے لئے خونخوار کوئی ڈھلے تو مضحکہ اڑانے کو آمادہ۔ ایمان کے دشمن کفر کے دوست اپنوں سے عداوت غیروں سے محبت خدا سے بگاڑ بتوں سے لگاؤ فیشن کے دلدادہ تقدس اسلام اور سادگی سے پرہیز داڑھیوں اور لمبی آستینوں پر اعتراض اور بیہودہ نظمی ہوئی عبا پر لعن طعن غرض نیک نمائیوں نے انھیں ناقابل اصلاح پاکر گناہوں کی تاریکیوں میں اکیلا چھوڑ دیا ہے۔

ہزاروں لاکھوں علماء و مشائخ موجود ہیں جو اپنے آپ کو شریعت و طریقت کا گدی نشین بتلاتے ہیں اگلے علماء و صلحاء کے شان و تقدس کے دعویدار ہیں اور قوم سے صرف اپنے ہی سر پر کلاہ سرمدی رکھوانا چاہتے ہیں مگر اسلامی زندگی کی تباہی و بربادی میں کوئی فرق نہیں ہوتا اور مسلمان دن بدن ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں حالانکہ اس کفرستان میں ایک کمبل پوش بزرگ نے رام کے بھگتوں کو رحیم کے دروازہ پر لا گرایا اور ایک صدائے تکبیر سے سوتی بستی جگا دی مگر یہ کیا تماشا ہے کہ تیرھویں صدی کے علماء و مشائخ اپنی شان و شہامت اور وقت و تاثر کھو چکے۔

تصوف اور اصلاح

اس عالمگیر انحطاط میں ضرورت ہے کہ روحانی قوتوں سے کام لینے والے سلوک و طریقت کا دم بھرنے والے کمبل پوش مردان خدا میدان عمل میں نکل آئیں اور تصوف کے اثرات، تصوف کی طاقتوں اور روحانی قوتوں سے مدد لیکر شریعت اسلام کے پیروؤں کی کمزوریاں، پستیاں اور درماندگیوں کا علاج کریں انھیں جادۂ مستقیم پر چلائیں ان کے تاریک دلوں اور زنگ آلود عقلوں کو ذکر الٰہی سے مملو کریں ان کی طبیعت میں خدا کی محبت کا مزہ پیدا کریں اور ان کے دماغوں کو تجلی حق سے روشن کریں لا الٰہ کے نعروں اور الا اللہ کی صداؤں سے ان کی سوتی فطرت جگا دیں اور مادیت کی دنیا میں گونج ڈال دیں اور ان کے مردہ جسموں میں روح حیات دوڑائیں کیونکہ مادیات کی کیچڑ میں دھنسے ہوئے مسلمانوں کے لئے روحانی طاقتوں کا استعمال صرف عالم تصوف میں ہی ممکن ہے تصوف کی طاقت اور بوقلمونیاں کچھ ایسی عجیب اور دست رس ہیں کہ ہر وہ شخص جسے ادنیٰ بہت سے عقیدہ نہیں دیا جسے خدا کی عظمت اور رسول کی رسالت سے انکار ہے وہ اس کی ایک ٹا

[illegible]

شریعت ہے جس نے اسلام کی گذشتہ پستیوں اور شکستوں کو دیکھا جا سکتا ہے اور تصوف کی چاشنی سے شریعت کو پرلطف بنایا جا سکتا ہے صوفیائے کرام کی جلوتیں، خلوتیں اور طرائق عبادت پرستی ایک خاص شان رکھتے ہیں اصلاح امت کے لئے وہ بھی قوت و تاثیر رکھتے ہیں اس لئے وہ بہت جلد مسلمانوں کے دلوں کو فدا اسلام پر گامزن کر سکتے ہیں۔

* ضرورت ہے کہ صوفیائے کرام اصلاح امت کے لئے میدان عمل میں نکلیں اور مسلمانوں کو اپنی تاثیر و قوت سے شریعت اسلام کے ارکان و احکام کی طرف متوجہ کر دیں۔

اسی ضرورت کے ماتحت ہم ماہ ربیع الثانی کی تقریب میں اشرف مولوی کے سلسلے ایک ایسی مقدس و گرامی ہستی پیش کرتے ہیں جس نے کبھی اپنے فیض و کمالات سے اسلام کے تن مردہ میں جان ڈالی تھی یعنی ہم آپ کے سامنے سیدی و سندی و آقائی حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی قدس سرہ العزیز نور اللہ مرقدہ کی حیات طیبہ پیش کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں میں اہل تصوف اور خدا رسیدہ لوگوں سے عقیدت اور وابستگی پیدا ہو جائے سچے پیروں کی شناخت کا معیار ہاتھ لگے ان کو یہ معلوم کرنے کا موقع ملے کہ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا میں کیا کیا تھا اور آجکل کے نمائشی پیر کیا کر رہے ہیں ان کو ان بدنام کنندہ نکو نامے چند درویشوں پیروں اور فقیروں سے نجات پانے کا موقع ملے جو دنیا کمانے کے لئے فقر و تصوف کا برقعہ اوڑھ لیتے ہیں قوم سے غداری کر کے دشمنوں سے ملاپ اور شرک سے ساز باز کرتے ہیں جن کو حریت سے چڑ اور غلامی سے محبت ہے جن کی مجلسوں میں سامان قوال و نغمہ سجت نذر و نیاز کے صیغوں کا اشتقاق کر کے سجا رہا ہے جبہ و دستار اور بناوٹی بھروپ سے تیلی کی آڑ میں شکار کھیلتے ہیں خدا ایسے فقر و تصوف کو بدنام کرنے والوں اور علائق دنیا کے کیڑوں سے اپنی دنیا کو خالی کر دے تو اچھا ہے ؎

کونسی بات ہے اسلام کی تجھ میں اکبر — شان ہی کیا ہے جو تعظیم طلب کرتی ہے
کو یہ ہیئت تری تعظیر کو کیونکر یہ کہوں — کہ زباں بت طناز غضب کرتی ہے
تیرے اطوار دکھاتے نہیں جوہر کوئی — بس زباں ہے کہ نہ اظہار نسب کرتی ہے
یاد رکھ بات مری کہدے سمجھ سے اپنی — حفظ ہر وقت جو تاریخ عرب کرتی ہے
صرف دعووں سے ترا آتی نہیں عظمت ملی — آنکھ کچھ دیکھتی ہے تب وہ ادب کرتی ہے

مجلس اول
قطبیت و غوثیت

ہدایت خلق اللہ کے لئے عنایت قدرت کی طرف سے کم و بیش ایک لاکھ اسی ہزار انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے جو دنیا کے لئے خدا پرستی کے آئین و قوانین لاتے رہے جب ایک نبی دنیا سے چلا جاتا ہے اور شاہراہ شریعت سونی رہ جاتی تو اسے آباد کرنے اس کے قیام و استحکام کے لئے اور دنیا کو آسمانی فیض و برکات سے بارونق و پرفیض بنانے کے لئے قدرت الٰہیہ کچھ مدت بعد دوسرا نبی مبعوث کر دیتی یہ بعثت کا سلسلہ جناب خاتم النبیین محمد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک یونہی چلا آیا۔ آپ نے ایک مکمل جامع شریعت و احکام کے ذریعہ سلسلہ کتابوں اور نبیوں کی بعثت ختم کر دی۔

آپ کی شریعت تمام کامل شریعتوں سے زیادہ کامل تھی اور یہی شریعت محمدی کمیل و جامعیت کے لحاظ سے نہایت باشان تھی۔ اس نظام شریعت جیسا کہ آسان نہ تھا نظام شریعت کو مستحکم کرنے کے لئے قدرت خداوندی نے خلفائے اربعہ کو وہ عقل و فراست دی کہ انہوں نے اپنے دور رسالت میں اور اس کے بعد شریعت اسلام کی بنیاد کو دنیا میں اور بھی زیادہ مستحکم کر دیا لیکن ان کے بعد بھی ضرورت تھی کہ شریعت الٰہی سنبھالنے کے لئے ہادی اور حامی شریعت پیدا ہوں سو جو شریعتیں غیر مکمل ہو گئیں اور فنا ہو جانے والی تھیں ان کے قیام و استحکام کے لئے تو خدا نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کیا اور رسول مقبول کے بعد چونکہ سلسلہ نبوت قطعی طور پر ختم ہو گیا اس سلسلہ ختمی مآب صلعم کے بعد آپ کے خلفاء نے اس شریعت کو زینت و رونق بخشی اور اس کے قیام و استحکام کے لئے سر توڑ کوششیں کیں اور ان کے بعد آپ کی امت میں خدا نے ایسے ایسے ولی، غوث، قطب، ہادی اور حامی شریعت خدا رسیدہ لوگ پیدا کئے جو شریعت اسلام کے قیام و استحکام میں بالکل ویسے ہی ثابت ہوئے جیسے کہ ما قبل اسلام سے پہلے دیگر انبیاء علیہم السلام ثابت ہوتے رہے پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی شریعت کو سنبھالنے والے علما، اولیاء اور صلحا ہیں۔

لیکن فرق مراتب اور ضروریات وقت کے اعتبار سے درجہ بندی یہاں بھی موجود ہے جس قدر خدا رسیدہ بزرگ نے اپنے آپ کو جتنا زیادہ راہ خدا میں فنا کیا اور اس کی ذات سے مخلوق خدا کو ہدایت و سعادت نصیب ہوئی اسی قدر ولایت میں اس کو فضیلت و عظمت اور خاص منزلت حاصل ہوئی اور نسبتاً جلیل القدر مانا گیا بعد جناب رسالتمآب صلعم خلفائے اربعہ اور امہ دین کے جو بزرگی و تقدس کا منصب ہے وہ عیاں ہے اور ولایت کا آخری درجہ قطبیت و غوثیت ہے ولایت عبادت و ریاضت کا ثمر قرب خداوندی کا نتیجہ اور طاعت الٰہی کا صلہ ہے مگر قطبیت و غوثیت خدا کی دین ہے جس کو وہ چاہے نصیب کرے۔

حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی بھی ایک ایسے ولی [illegible] اور ایسے ہی قطب تھے جن کی قسمت میں یہ سعادت روز ازل ہی میں لکھ دی گئی تھی جو ماں کے پیٹ سے ولی کامل پیدا ہوئے اور جنہوں نے اپنے زمانہ ارشاد میں وہ کار نمایاں کر کے دکھائے جو انبیاء علیہم السلام سے مخصوص تھے۔

آپ اس دنیا میں اس وقت تشریف لائے جبکہ بنی عباس اور بنی امیہ کی سلطنتیں جاہ پرستیوں اور خانہ جنگیوں سے اسلامی قوت و تسخیر کو کھو چکی تھیں دین الٰہی کی عزت و عظمت کو بٹہ لگا چکی تھیں اور جبکہ اسلام کی حالت نہایت نازک تھی توحید پرستی سے طبیعتیں منحرف ہو چکی تھیں تقویٰ و پرہیزگاری مفقود تھی پاکیزگی حیات کے فدائے مسلم کی زندگی محروم تھی اس کی خانہ جنگیوں اور فرقہ بندیوں اسلامی قومیت کی بنیاد متزلزل کر دی تھیں اور قریب تھا کہ اسلامیوں کی بداعمالیوں کے باعث ملت اسلامیہ کا قصر رفیع زمین پر آ رہے ہر طرف نخوت اور خود پرستی کا بازار گرم تھا اور قال اللہ وقال الرسول سے قلب خالی ہو چکے تھے اور یہ ایسا زمانہ تھا جبکہ ایک نبی کے جد وہ مرا ابھی آتا رہا لیکن چونکہ ہمارے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا دروازہ مسدود تھا اس لئے شریعت مطہرہ کو سنبھالنے اور مسلم قومیت کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے قدرت خداوندی نے ایک ایسے برگزیدہ نفس قدسی کو چھانٹ لیا جس نے دنیا کو پھر اسی شاہراہ مستقیم پر چلایا جس پر حضور صلعم اپنی امت کو چھوڑ گئے تھے اور آپ کو قطبیت و غوثیت کی مسند پر اور فیوض و کمالات عطا فرما کر اسلا

تو سوچنا ہو کر عیاں ہے

نیست امروز کسے واسطے مقصود بجام | گرد الحق کو گذشت فرشتہ قدمت
قطب الاقطاب شہنشاہ ہمہ اہل اللہ | کہ قطرات جلالش دو سنگ تا لبہ است

آپ قطب الاقطاب غوث الاغیاث ہیں مقتدائے اولیاء عظام میں ہو کر ایک فرد وحید بزرگ گذرے ہیں زمانہ صحابہ کے بعد آج تک کوئی شخص آپ کی مثل پیدا نہیں ہوا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرگروہ انبیاء ہیں بے مثل و بے نظیر اوسی طرح سرتاج اولیاء ہیں ہے

شیخ محی الدین شہ عالی سند | فہو اللہ ہو الفرد الاحد
آنکہ چوں مہ بر دو عالم سرورا ست | ہر چہ جز اں گفت زاہنا بر تر است

مجلس دوم

آپکی پیدائش

مورخین لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت با سعادت ماہ رمضان ۴۷۰ھ ہجری کو قصبہ میں بمقام گیلان واقع ہوئی چونکہ اہل عرب کا قاعدہ ہے کہ وہ گاف کو جیم سے بدل لیتے ہیں اس لئے وہ گیلان کو جیلان کہتے ہیں گیلان کی وجہ تسمیہ میں مورخین کا بڑا اختلاف ہے پھر یہ بھی اختلاف ہے کہ یہ ایک شہر کا نام ہے یا کسی علاقہ کا نام ہے علامہ شیخ شمس الدین بن ناصر الدین محدث دمشقی بیان کرتے ہیں کہ۔

اول ایک وسیع ناحیہ کا جو بلاد دیلم سے قریب واقع ہوا ہے اور بہت سے شہروں پر مشتمل ہے مگر ان میں کوئی بڑا شہر نہیں۔

دوم۔ سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے شہر کا نام ہے جیل بکسر جیم اور کیل بکسر کاف عربی و فارسی بھی کہتے ہیں۔ آپ کی ولادت کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے ہے

ان باز اللہ سلطان الرجال | جاء فی عشق و لی فی الکمال

یعنی آپ ازل سے حالت عشق میں مبتلا اس عالم میں رونق افروز ہوئے اور مرتبہ عشق کو پورے طور سے حاصل کر کے وفات پائی عشق کے عدد ۴۷۰ ہیں جو سال ولادت ہے اور کمال کے عدد ۹۱ ہیں آپ کی عمر بھی ۹۱ سال ہوئی۔

حضور کی تاریخ ولادت بطور معما اس طرح نکلتی ہے ہے

باغ نبوی کہ بود باغے نادر | زاں باغ رسُل دمید عبد القادر
چینیدہ کہ بزرگل دراں ہست شدہ است | تاریخ ز مولد شریفش صادر

دمید عبد القادر کے ۴۷۰ عدد نکلتے ہیں جو سنہ ولادت ہے۔

حافظ ذہبی بیان کرتے ہیں کہ آپ کے والد ماجد حضرت ابو صالح جنگی دوست تھے جنگی دوست فارسی لفظ جنگ سے نسبت رکھنے والے کے ہیں کیونکہ آپ جہاد فی سبیل اللہ حد سے زیادہ شائق واقع ہوئے تھے اس لئے آپ کا لقب ہی جنگی دوست ہو گیا۔

آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیت ام الخیر تھی اَمۃ الجبار لقب اور فاطمہ نام تھا آپ حضرت عبداللہ صومعی الزاہد الحسینی کی دختر اور سراپا خیر و برکت تھیں۔

آپ کا بچپن میں دودھ نہ پینا

آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند ارجمند عبد القادر رمضان کی دو تاریخ کو متولد ہوئے تھا اور [illegible] دیکھے گئے بچے کو لگ بیٹھے ہیں ہمیں لے کے اور طبیعت نہ ہوئی کہ آپ کے صاف [illegible] آج دودھ پیا ہے یا نہیں ہمارے اقبال [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] الصیم یقیناً معلوم ہو گیا کہ آج رمضان کا دن ہے رمضان کی [illegible] شہروں میں شہرت ہو گئی کہ سادات کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جو رمضان میں دودھ نہیں پیتا۔

آپ کی والدہ ماجدہ جب حاملہ ہوئیں تو آپ کی عمر ساٹھ برس کی تھی جو عام توالد تناسل کے لئے ناامیدی کا زمانہ ہے گویا آپ کا وجود بطور خرق عادت ظاہر ہوا اور یہ آپکی ایک ظاہر کرامت و شرافت و بزرگی کی بین دلیل ہے ہے

بہ نزد منکہ خضر سال زندگی ہے آب حیات | گر چہ خشک بود سبزہ و تر گیسو
خوش نشست کہ تو زہر پیش نشستے بنشینی | سبزہ خرم خلد و باد سحر گیسو

آپ پیدائشی ولی تھے

آپ میں جس قدر کمالات تھے وہ سب خداداد تھے اور آپ کو مشیت ایزدی نے پیدا ہوتے ہی آسمان ولایت کا مہر درخشاں بننے کے لئے منتخب کر لیا تھا اور آپ کو ہر روحانی مرتبہ انسانی درجہ اور ہر طرائی معراج عنفوان کی دین سے ملی تھی چنانچہ آپ کے فرزند شیخ عبد الرزاق یوں بیان کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں اوائل عمر میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تھا تو غیب سے ایک آواز آتی الی یا مبارک اے مبارک میری طرف آ ہے

چند گئے تو گری میری اے رحمت خدا | سوئے من آکہ ترا باید وفا دار منم

جب میں اس آواز کو سنتا اور ادھر ادھر کسی آواز دینے والے کو نہ پاتا تو میں خوف کے مارے دوڑ کر اپنی ماں کی گود میں آ گرتا اور اب میں اس آواز کو خلوت میں سنتا ہوں نیز یہ بھی فرمایا کہ ایام جوانی میں جب سیر و سیاحت کرنے لگتا تو ایک آواز کو سنتا کہ اے عبد القادر میں نے تمہیں اپنا گرویدہ بنایا ہے جب مجاہدہ کے دنوں میں نیند مجھ پر غلبہ کرتی تو میرے کانوں میں یہ صدا آتی کہ میں نے تجھے اس لئے پیدا نہیں کیا کہ سوتا رہے میں نے تجھکو اپنا گرویدہ بنایا ہے اور یہ کہ تو پہلے کچھ بھی نہ تھا اب جبکہ تو کچھ ہو گیا ہے مجھ سے غافل نہ ہو ایک دفعہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ حضرت آپ کو اپنا ولی ہونا کب سے معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ دس سال کی عمر میں میں مکتب جایا کرتا تھا تو فرشتوں کو اپنے اردگرد چلتے ہوئے دیکھتا اور جب میں مدرسہ میں پہنچتا تو فرشتوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا کہ اللہ اور خدا کے ولی کو جگہ دو ایک دن کا ذکر ہے کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس سے کبھی میرا سابقہ تعارف نہ تھا جب اس نے فرشتوں کی آواز کو سنا تو کسی نے ایک لڑکے سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے؟ اس کے بعد فرمایا ہے

گفت می باش زالطاف کریم | ایں جوان را قسمت شانی عظیم
باشد اش تمکین مثلے چہ صواب | کس نباشد کہ دل را حجاب
واصل حق باشد و بے پیچ سلے | قسمت باید زبہر آں عالی کرے

مجلس سوم

آپ کا نام لقب کنیت اور نسب مبارک

آپ کا نام مبارک عبد القادر لقب محی الدین اور کنیت ابو محمد تھا

[illegible] حضرت علی [illegible] تک پہنچتا ہے

نسب نامہ یہ ہے: شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بن ابو صالح جنگی دوست بن موسیٰ بن عبداللہ الجیلی بن یحییٰ الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ ثانی بن عبداللہ ثانی بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن حسن بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

آپ ننھیال کی طرف سے حسینی سید ہیں جن کا سلسلہ نسب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جاتا ہے۔

لقب محی الدین کی وجہ تسمیہ

آپ سے لوگوں نے محی الدین لقب ہونے کا دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ۵۱۱ھ کا واقعہ ہے کہ میں اپنی بعض سیاحت سے بغداد واپس آیا تو میرا گذر ایک ایسے مریض پر ہوا جو نہایت نحیف البدن اور زرد رو تھا اس نے مجھ سے سلام کہا اور اپنے نزدیک بلا کر کہا کہ مجھے اٹھا کر بٹھا دو میں سلام کا جواب دے کر اس کے پاس گیا اور اٹھا کر بٹھلایا تو وہ نہایت موٹا تازہ وجیہ اور خوش رنگ معلوم ہونے لگا اور اس کی حالت درست ہوگئی مجھے اس سے کچھ خوف سا ہوا مگر اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم جانتے ہو میں کون ہوں؟ میں نے کہا نہیں کہا میں دین اسلام ہوں میں مرنے کے قریب ہوگیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے تمہاری بدولت از سر نو زندہ کیا پھر میں اسے چھوڑ کر جامع مسجد میں آیا یہاں پر ایک شخص نے آکر مجھ سے ملاقات کی اور مجھے یا سیدی محی الدین کہہ کر پکارا پھر جب میں نماز شروع کرنے لگا تو چاروں طرف سے لوگ مجھے یا محی الدین کہہ کر پکارنے لگے اور میری دست بوسی کرنے لگے ؎

[illegible] ذی زادح ‏ ‏ خلق می آید زہر سو فوج فوج

ایک دن لوگوں نے شیخ عقیل کے پاس ذکر کیا کہ ایک عجمی شریف جوان جس کا نام عبدالقادر ہے بغداد میں بہت مشہور ہوا ہے فرمایا آسمان پر اس سے بھی زیادہ رفیع القدر کے نام سے مشہور ہے آپ خود فرمایا کرتے تھے ؎

انا بلبل الافراح املاء دوحها ‏ ‏ طربا وفی العلیا باز اشهب

میں خوشیوں کا بلبل ہوں اور ان کے ٹہنیوں کو خوشیوں سے پر کرتا ہوں اور عالم بالا میں باز اشہب ہوں ؎

ہمہ دستگیریں لعل بدست شاہ جیلانی ‏ ‏ کہ دست اولیاء ابد حقیقت دست یزدانی
امیر دستگیرے غوث اعظم قطب ربانی ‏ ‏ حبیب سید عالم ہے محبوب سبحانی
نشان شان محبوبی بیان [illegible] ‏ ‏ بسیرت مثل پیغمبر بصورت مرتضیٰ ثانی
زبان پاک او نور است [illegible] ‏ ‏ حیات تازہ گرفتہ از تو دین مسلمانی
[illegible] ‏ ‏ جلوہ داری کشند ادا خواص انس و جانی

مجلس چہارم

آپ کا حلیہ مبارک، لباس اور خلق کا بیان

شیخ ابو محمد مسعود سے منقول ہے کہ شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلانی کا بدن نحیف قد میانہ سینہ فراخ داڑھی لمبی اور چوڑی ابرو ملے ہوئے آواز بھاری چہرہ خوبصورت اور قد مبارک بلند تھا ؎

[illegible] شیخ عبدالقادر [illegible] خاص خدا

از ہر آن بود او نحیف اندر نظر ‏ ‏ رنج کامت می نمود از سے دگر
ہم عریض اللحیۃ از انواع کون ‏ ‏ ہم عریض الصدر ہم پر ہم بلون
لیس باہم پیوستہ ابرو چوں کمان ‏ ‏ باعلو قدر ہمت بے کران
بود با صوت جہوری از صفت ‏ ‏ بود اورا ز زیبا در جہت

ابو صالح نصر اپنے والد عبدالرزاق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر عالمانہ لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے طیلسان اوڑھا کرتے تھے اونٹ پر سواری کیا کرتے تھے اور زین پوش امراء و سلاطین اٹھایا کرتے تھے منبر پر بلند آواز سے نہایت عمدہ اور پر اثر پیرایہ میں وعظ فرماتے اور ہر بات میں قبولیت عامہ حاصل ہوتی اور سامعین بالکل خاموش ہو کر توجہ سے سنا کرتے تھے کوئی انسان خواہ کیسا ہی سنگدل ہوتا اگر ان کو ایک بار دیکھ لیتا تو نرم دل ہو جاتا اور اس کے دل پر رقت طاری ہو جاتی تھی جب جمعہ کے روز مسجد کی جانب قدم رنجہ فرماتے تو اہل بازار کھڑے ہوتے تھے۔

ابو عبداللہ بن خضر سے منقول ہے کہ حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کسی امیر و دولتمند کی تعظیم کے لئے نہ اٹھتے تھے نہ کسی صاحب دولت و ثروت کے دروازہ پر جاتے نہ اس کے فرش پر بیٹھتے اور نہ اس کا کھانا کھاتے جب کبھی خلیفہ یا اور کوئی صاحب مرتبہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ اکثر اندر تشریف لیجاتے اور باہر آتے تاکہ ان کی خاطر قیام نہ ہو۔

آپ باوجود اس بلندی مرتبہ کثرت علم اور علو درجات کے حد سے زیادہ خوش خو مہربان فراخ حوصلہ کریم النفس وعدہ وفا اور دوستی کو نبھانے والے تھے چھوٹوں پر شفقت فرماتے اور بڑوں کی تعظیم و عزت کیا کرتے تھے آپ کے اخلاق پسندیدہ اوصاف پاکیزہ نفس انیہ اور ہاتھ سخی تھے حد سے زیادہ شرم و حیا والے تھے آپ کے دستر خوان پر ہمیشہ کوئی نہ کوئی مہمان ضرور ہوتا تھا مسکینوں کے ساتھ ہمنشیں ہوتے ان کی بدخوئی برداشت کرتے ان کی برائیوں سے درگذر کرتے اگر کوئی حاضر ہوتا تو کمال مہربانی سے اس کے پرسان حال ہوتے آپ کے خلق و مروت کا یہ عالم تھا کہ ہر ایک ہمنشیں یہی خیال کرتا کہ مجھ سے زیادہ عزیز دوست شیخ کے نزدیک اور کوئی نہیں ہے اور جو میل ملاپ یا بات چیت شیخ کی میرے ساتھ ہے اور کسی کے ساتھ نہیں۔

ابو عبداللہ محمد فرماتے ہیں کہ آپ رقیق القلب خوش اخلاق اور مستجاب الدعوات تھے اپنے نفس کی خاطر کسی پر غضب و غصہ نہ کرتے جب کسی سے دشمنی کرتے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے تھے فحش اور بیہودہ باتوں سے سخت متنفر تھے اور حق کی طرف زیادہ راغب تھے کسی سائل کو رد نہ کرتے اور اپنی جود و سخا سے کسی کو محروم نہ رکھتے تھے ؎

دست جود و کرم حضرت فیاض توئی ‏ ‏ ہر چہ باید ہمہ داری نہ داری ثانی
خلق و خوبی و ملاحت و صباحت داری ‏ ‏ تیرہ تا زیم کہ ہم جانی و ہم [illegible]

مجلس پنجم

آپ کا تحصیل علم، سیاحت، عبادت اور مجاہدہ

جب آپ بات چیت کرنے کے قابل ہوئے تو آپ کے والد ماجد نے آپ کو قرآن مجید پڑھانا شروع کیا چونکہ آپ نہایت ذکی تھے اس لئے تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن مجید

پڑھکر حفظ بھی کر لیا بعد ازاں فقہ کی چند کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں لیکن فقہ کی تکمیل ابو سعید المبارک بن علی المخرمی سے کی علم ادب کی تحصیل ابو زکریا بن یحییٰ بن علی تبریزی سے کی علم حدیث متعدد مشائخ سے حاصل کیا جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں محمد بن الحسن الباقلانی، ابو سعید محمد بن عبدالکریم، ابو الغنائم محمد بن محمد علی۔ ابوبکر احمد بن المظفر بن احمد بن الحسین الخاری السراج اور ابوالقاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی رحمہم اللہ وغیرہ۔

جب آپ کی عمر اٹھارہ برس کی ہوئی تو آپ کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا اور آپ یتیم و بیکس رہ گئے باپ کے ترکہ سے صرف اسی دینار ملے ایک دن آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے دست بستہ یوں عرض کی کہ اے والدہ مشفقہ چونکہ مجھے تحصیل علم کے لئے بغداد جانا ضروری ہے اس لئے میں اس سفر کی نہایت ادب سے اجازت مانگتا ہوں آپ نے ترکہ کا نصف حصہ چالیس دینار دیکر نہایت خوشی سے تکمیل علم کی اجازت دیدی لیکن ساتھ ہی رخصت کرتے وقت یہ قیمتی نصیحت فرمائی کہ بیٹا جھوٹ ہرگز نہ بولنا کیونکہ تمام برائیوں کی جڑ جھوٹ ہے جیسے شراب ام الخبائث ہے اسی طرح جھوٹ بھی مخرب اخلاق ہے یہ نصیحت کرکے وہ چالیس دینار چوغے کے دامن میں سی دیئے کیونکہ راستہ بڑا خطرناک تھا۔

آپ توکل خدا پر ایک قافلے کے ہمراہ چل پڑے خدا کی قدرت کہ راستہ میں قافلہ پر چور اور ڈاکو آ پڑے انھوں نے ایک ایک آدمی کی تلاشی لی اور جو کچھ پایا سب لوٹ لیا پھر وہ لوگ حضور کے پاس بھی آئے اور کہنے لگے لڑکے تیرے پاس جو کچھ ہے یہاں رکھدے آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں پوچھا کہاں ہیں؟ فرمایا گودڑی میں بغل کے نیچے انہوں نے سمجھا کہ لڑکا یونہی ہنسی کر رہا ہے اور آپ کو دیوانہ سمجھکر چھوڑ دیا جب وہ ٹولی کو اپنے سردار کے پاس آئے اور اس واقعہ کی خبر سنائی تو اس نے کہا کہ اس لڑکے کو میرے پاس بلا لاؤ چنانچہ آپ اس سردار کے پاس لائے گئے یا یوں کہئے کہ آپ کی ہدایت نمائی نے ایک غریق معصیت کو تاکا۔ سردار نے پوچھا لڑکے تیرے پاس کیا ہے فرمایا چالیس دینار اس نے کہا کہاں ہیں؟ فرمایا چوغہ میں میری بغل کے نیچے سلے ہوئے اس نے ادھیڑ کر دیکھا تو واقعی چالیس دینار پائے حیران ہوکر پوچھا کہ لڑکے تجھے اس سچائی کے اظہار پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ چلتے وقت مجھ سے میری والدہ نے نصیحت کی تھی کہ خبردار جھوٹ ہرگز نہ بولنا اس واسطے میں اس عہد کو نہ توڑ سکا

ایک خدا کے منتخب کردہ اور برگزیدہ ہونے والے ولی کامل کے یہ پر اثر الفاظ کیا تھے کہ سعادت کے ڈونگرے جگر میں اتر گئے سردار نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا کہ وائے بر حال من تم اپنی والدہ کی عہد شکنی نہیں کر سکتے اور میرا کیا حال ہوگا کہ میں کئی سال سے اس پروردگار عالم اور ستار العیوب سے عہد شکنی اور اس کی نافرمانی کر رہا ہوں جس کا فرمان کردہ ہر ایک مومن وکافر اور واجب الاطاعت شعلہ کے لئے عام ہے اس شرمندگی ندامت اور دلی رجوع کے باعث خدائے قدوس نے اس کو توبہ کی توفیق بخشی وہ اسی وقت مع اپنے ہمراہیوں کے سچے دل کے ساتھ اپنے گناہوں سے تائب ہو گیا اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور آپ کی حضوری میں رہ کر اعلیٰ مرتبہ کو پہنچا غرضیکہ اسی طرح آپ سیر و سیاحت کرتے ہوئے ۴۸۸ھ میں بغداد شریف میں وارد ہوئے۔

اے سرزمین بغداد خوش ہو کہ تیری آغوش تربیت میں بدر ادئی معرفت و حقیقت کا وہ باکمال مسافر آ رہا ہے جس کا لقب محی الدین ملت اور جس کی ولایت [illegible] جلد میں کفر و کافر کی بنیاد کو نیست و نابود کر دے گا خدا کی عظمت و کبریائی کے پرچم تمام عالم پر گاڑ دیگا دین پسندی کو جہاں اعزت کی بلندی پر بلند کریگا جس کی کبریائی اور شان تقدس کا غلغلہ دلوں کی مثل مختصر ان کو حیرت کی وادی میں سرگرداں اور حیران کرنیگا وہ رنگ آمیز نقاشوں کی تحریر کا قرار اس کے جلال و کمال کے نظارہ سے مدہوش و بے خود ہوگا اور اس کے جمال با کمال تنقید کرنے والے تعریف کے موتی پروئیں گے ؎

کس چہ داند ثنائے او گفتن | یا در وصف پاک او سفتن
وصف با کس ہاکہ خود گفت است | زبد حسن ہاکہ خود سفت است

سرزمین بغداد میں ایک ایسے مبارک آنے والے کا ورود ہوا ہے جس کے آنے سے سعادتمندی کے جملہ آثار نمایاں ہوں گے رحمت کی بدلیاں چھائیں گی اور باران رحمت برسے گا ہدایت کی روشنی دوگنی ہوگی اور گھر گھر اجالا ہوگا۔

شیخ محمد قائد الاوانی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے پاس تھا اس روز میں نے آپ سے کئی باتیں پوچھیں میں نے آپ سے یہ بھی پوچھا کہ آپ کی زندگی کا دارومدار کس بات پر ہے آپ نے فرمایا راست گوئی پر میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا حتیٰ کہ جب میں مکتب میں پڑھتا تھا جب بھی کبھی جھوٹ نہیں بولا

جب آپ بغداد میں رونق افروز ہوئے تو وہاں کے اکابر علماء و فضلاء سے شرف ملاقات کے بعد استفادہ کیا اور تمام علوم دینی کی تکمیل کی چنانچہ محب الدین محمد بن محمود بن نجار اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے بغداد جاکر علم فقہ اس کے جملہ اصول و فروع اور خلافیات پر عبور کرکے علم حدیث حاصل کیا الغرض اس کے بعد وعظ و نصیحت میں مشغول ہوگئے آپ نے علم فقہ و حدیث علوم و حقائق اور وعظ گوئی میں ایسی مہارت پیدا کی کہ مولانا ابو سعید نے آپ کی علمی لیاقت دیکھکر اپنا مدرسہ آپ کے تفویض کر دیا۔

حضور نے جن سختیوں اور مصیبتوں میں پڑ کر علم حاصل کیا اس سے آپ کا کمال صبر و استقلال اور شغف علمی ظاہر ہوتا ہے چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ مجھ پر بڑی بڑی سختیاں گذر گئی تھیں اگر وہ سختیاں پہاڑ پر گذرتیں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا فقر و فاقہ سے مجھ پر یہ حالت گذری کہ میں مردار تک کھانے پر آمادہ ہو جاتا آپ فرماتے جب مجھ پر حد سے زیادہ سختیاں گذرنے لگتیں تو میں زمین پر لیٹ جاتا اور اس آیت کریمہ کی تلاوت کرتا فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا یعنی بیشک ہر ایک سختی کے ساتھ آسانی ہے پھر میں آسانی سے سر اٹھاتا تو میری ساری تکلیفیں دور ہو جاتیں پھر آپ نے فرمایا کہ جب میں طالب علمی کے زمانہ میں مشائخ و اساتذہ سے علم فقہ پڑھتا تھا تو میں سبق پڑھکر جنگل کی طرف نکل جاتا اور بغداد میں نہ رہتا۔ جنگل کے ویران اور خراب مقامات میں شب و روز گزارا کیا کرتا اس وقت میں صوف کا جبہ پہنا کرتا تھا اور سر پہ ایک چھوٹا سا عمامہ باندھتا تھا ننگے پیر کانٹوں اور پتھروں کی جگہ جنگلوں میں پھرتا تھا کاہو کا ساگ اور دیگر ترکاریوں کو کھا لیا کرتا تھا۔

آپ نے اپنے نفس کو طرح طرح کی ریاضت اور مجاہدوں میں ڈالا طرح طرح سے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کے واسطے طریقے اختیار کئے حتیٰ کہ پچیس برس تک عراق کے بیابانوں میں تنہا پھرتے رہے [illegible] خلوت سیاحت میں

[illegible]

مشتعل رہتے تھے۔

شیخ موفق الدین فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی کو دیکھا کہ آپ علمی اور عملی ریاضت کے عمر گزارتے ہوئے ہیں آپ تمام فنون میں بیشمار طلباء آپ سے درس لے رہے ہیں آپ چودہ علموں میں مختلف اوقات پر درس دیتے تھے یعنی صبح سے زوال تک درس تفسیر، حدیث، فقہ پھر عصر تک اور عصر سے مغرب تک اوقات ظہر کی نماز کے بعد قرآن مجید کو قرأت کے ساتھ پڑھایا کرتے تھے فتویٰ آپ کا شافعی اور حنبلی مذہب کا تھا اور نہایت فصیح و بلیغ ہوتا تھا ورجہ بڑے متبحر علماء اس کی فصاحت کو دیکھکر دنگ رہ جاتے تھے ؎

اے تو برارض زمین آسمان چنبری	ہم سپہر عشر را تو آفتاب انوری
اے قطب عالم شاہ عبدالقادر جیلانی	عالم دنیا فضل تو، وز ہر چہ گویم بہتری
در مشکوٰۃ تو مکتب فیض تو ہر علامہ	مرحلہ گوئی علم تو چون دانشور رہبری
علامہ تفسیر قرآن آیت بر لب منبری	صاحب کشاف را در قید غفلت آوری
اے قوی علامہ فہامہ علم حدیث	ہم فقیہ بے نظیر و منطقی را رہبری
اے کہ در علم معانی ذات تو اصل الاصول	بوعلی را حکمت آموزی تو در سر سری
در علم و فیض در بلندار تو انبار ہا	فلا انسان وز ضلال حاضر جہان مشتری

آپ کے صاحبزادہ حضرت عبدالوہاب صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کے والد ہفتہ میں تین دفعہ وعظ فرمایا کرتے تھے دو دفعہ اپنے مدرسہ میں جمعہ کی صبح اور منگل کی شب کو اور ایک دفعہ اپنے مہمان خانہ میں اتوار کی صبح کو۔ آپ کی مجلس وعظ میں علماء فقہا اور مشائخ بھی بکثرت ہوتے تھے آپ کے وعظ و نصیحت کی کل مدت چالیس سال ہے جس کی ابتداء ۵۲۱ھ اور انتہا ۵۶۱ھ ہے اور آپ کے درس و تدریس اور افتاء کی کل مدت تینتیس سال ہے جس کی ابتداء ۵۲۸ھ اور انتہا ۵۶۱ھ ہے آپ کی مجلس وعظ میں آپ کی تقریر لکھنے کے لئے چار سو دوات ہوا کرتی تھیں۔

آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں یہود و نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں کئی بد اعتقاد لوگ تائب نہ ہوتے ہوں آپ فرماتے ہیں کہ میں بہت چاہتا ہوں کہ پہلے کی طرح بیابانوں میں رہا کروں نہ مخلوق مجھے دیکھے اور نہ میں مخلوق کو دیکھوں لیکن اللہ تعالیٰ کو مجھ سے مخلوق کو نفع پہنچانا منظور تھا چنانچہ میرے ہاتھ پر پانچ ہزار یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زائد قطاع الطریق مفسد اور گنہگاروں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔

ایک دفعہ آپ کے پاس تیرہ شخص آئے اور انہوں نے اسلام قبول کرکے کہا کہ ہم نصاریٰ عرب سے ہیں ہمارا اسلام قبول کرنے کا ارادہ تھا لیکن ہم اس فکر میں تھے کہ کس کے ہاتھ پر اسلام لائیں کہ اس اثنا میں ہمیں ہاتف نے پکار کر کہا کہ تم بغداد جاکر شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ ان کی برکت سے تمہارے دلوں میں اتنا ایمان بھر جائے گا کہ اس قدر ایمان دوسری جگہ نہیں۔

مجلس ہشتم
آپ کا طریقہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کو ایک جگہ آپ نے فرمایا۔

الدلیل تحت مجاری الاقدار والقلب والروح والجسد الباطن والظاہر وبنیا ناخص عن صفات النفس مع الغیبۃ عن رویۃ النفع والضر والقرب والبعد یعنی آپ کا طریقہ ہر حال پر فروتنی اور آپ کا قلب و روح اور ظاہر و باطن یکساں تھا آپ صفات نفس، نفع و ضرر اور قرب و بعد سے نکل کر مقام غیبت میں پہنچے ہوئے تھے۔

خلیل بن احمد الصرصری بیان کرتے ہیں کہ قول و فعل اور نفس و وقت کا متحد ہونا اخلاص و تسلیم اختیار کرنا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ہر لحظہ، ہر وقت اور ہر حال میں موافق رہنا اور تقرب الی اللہ میں زیادہ رہنا آپ کا طریقہ تھا۔

یوں تو تمام اولیاء کرام اور مشائخ عظام کے طریقے خداطلبی کے لئے اپنی اپنی جگہ کتاب و سنت کے مطابق قابل عمل باعث ہدایت اور خدا تک پہنچانے والے ہیں لیکن خدارسی تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کا جو طریقہ حضرت غوث الاعظم نے وضع فرمایا ہے وہ اپنی شان ہدایت میں ثانی نہیں بے نظیر اور لاجواب ہے قرآن و حدیث کے مطابق اور نہایت ہی سہل الحصول ہے سلوک قادریہ کے سوا جس قدر طریقے ہیں ان میں کتاب و سنت کی مطابقت اور اسوہ رسول کی پابندی اتنی سخت نہیں جتنی کہ سلوک قادریہ میں ہے یہی وجہ ہے کہ مشائخ قادریہ اپنی شان تقدس میں ایک بلند و بالا مقام پر ہیں اب ہم اس طریقہ کو ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

اذکار جہریہ پہلا ذکر جس کی مشائخ قادریہ تلقین فرماتے ہیں وہ بسم اللہ کا جہر کے ساتھ ذکر ہے یعنی بلند آواز سے بسم اللہ کو خاص طریقہ پر بار بار بلند زبان سے ادا کرنا ذکر جہر کی چار قسمیں ہیں یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی اور چہار ضربی۔

یک ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر دو زانو بیٹھکر سانس کو ناف کے نیچے سے بلند کرے اور لفظ اللہ کو شدومد اور جہر کے ساتھ ناف سے اٹھاکر قلب پر ضرب لگائے پھر اتنی دیر ٹھہر جائے کہ سانس بھی بیٹھ جائے اسی طرح بار بار ذکر کرے۔

دو ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر دو زانو بیٹھکر سانس کو بدستور سابق ناف کے نیچے روکے اور اسم اللہ کو بلند آواز سے اور سختی و قوت سے اٹھاکر ایک ضرب زانوئے راست پر اور دوسری ضرب قلب پر لگائے۔

سہ ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر چار زانو بیٹھے اور ایک بار داہنے زانو پر اور دوسری بار دوسرے زانو پر اور تیسری بار قلب پر ضرب لگائے تیسری ضرب سخت تر اور بلند تر ہونی چاہیئے۔

چہار ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر چار زانو بیٹھے پھر تین تین ضربیں سہ ضربی کی طرح لگائے اور چوتھی ضرب شدومد اپنے روبرو زمین پر مارے یہ اسم ذات کا ذکر کہلاتا ہے۔

ذکر نفی و اثبات جب ذاکر اسم ذات کی مشق پوری طرح بہم پہنچالیتا ہے تو پھر اس کے بعد ذکر نفی و اثبات کی تلقین کی جاتی ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر قبلہ رو اس طرح بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں پھر آنکھیں بند کرکے اور سانس کو روک کر لفظ لا کو ناف سے اٹھاکر داہنے کندھے سے لیجاکر پس پشت ڈالدے پھر وہاں سے لفظ الٰہ کو دماغ تک پہنچاکر خود داہنی طرف مخاطب ہوجائے اور خیال کرے کہ میں نے تمام عالم کو پس پشت ڈالدیا ہے اور سب کچھ فانی ہوگیا ہے یہاں تک کہ خود وہیں ہی فنا ہوگیا ہے پھر الا اللہ کو داہنی طرف سے بائیں طرف قلب پر لیجاکر شدومد سے ضرب کرے کہ بیماری بھی دور ہوجائے اور خیال کرے کہ سوائے اللہ کے تمام عالم فنا ہوگیا ہے اور اب صرف اللہ کی محبت میرے

قلب میں ہے اور کچھ نہیں۔

اذکار جہر کے بعد اذکار خفی کی تلقین کی جاتی ہے مگر اس شرط پر کہ ذکر جلی کا اثر ذاکر پر ہو چکا ہو اثر کے یہ معنے ہیں کہ قلب میں تحریک ذوق و شوق پیدا ہو خدا کے نام سے دل میں اطمینان اور تسکین حاصل ہو اور وسوسے دور ہو جائیں اور حق تعالیٰ کو ماسوی پر مقدم رکھے اگر تین چار مہینے تک روزانہ چار ہزار مرتبہ اسم ذات کا ذکر شرائط مذکورہ کے ساتھ کیا جائے تو اثر مذکورہ ضرور ظاہر ہوگا۔

اذکار خفیہ میں سب سے پہلے اسم ذات کا ذکر ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں آنکھیں اور دونوں لبوں کو بند کرے اور دل کی زبان سے اللہ سمیع کہتا ہوا سینے تک چڑھے پھر تصور میں اللہ بصیر کہہ کر سینے سے دماغ تک پہنچے پھر وہاں اللہ علیم کہہ کر عرش تک پہنچے پھر یہی الفاظ خیال کرتا ہوا درجہ بدرجہ اترے اور اسی طرح بار بار کرے۔

پاس انفاس

پاس انفاس کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر بیدار اور ہوشیار رہے جب دم خود بخود باہر نکلے تو اس کے باہر ہونے کے ساتھ ہی لا الٰہ کا تصور کرے یہ خیال کرے کہ میں نے جملہ ماسوی اللہ کو سینہ سے باہر نکال دیا ہے اور بذریعہ لا نفی کرتا ہوں پھر جب سانس خود بخود بغیر ارادے کے اندر جائے تو لفظ الا اللہ کہتا ہوا قلب پر پہنچے اور خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام اشیاء فنا ہو گئیں اور لفظ اللہ کا نقش دل پر قائم ہو گیا ہے۔

جب ذکر خفی کا اثر قلب میں ظاہر ہو تو اس کے بعد مراقبہ کی تلقین کی جاتی ہے اثر سے مراد یہ ہے کہ شوق محبت الٰہی کا غلبہ اس کے قلب میں بہت کا جم جانا سکوت میں حلاوت پانا اور دنیاوی اشغال سے متنفر ہو جانا۔

مراقبہ کا طریقہ

مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ ایک آیت قرآنیہ یا اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کسی اسم کو دہان تصور سے پڑھے پھر اس کے معنے کی طرف متوجہ ہو کر اس لفظ کے مفہوم میں اس طرح مستغرق ہو جائے کہ کوئی چیز اس کے درمیان میں نہ رہے اس کو مراقبہ کہتے ہیں۔

یہ جس قدر اذکار و اشغال کے طریقے بیان کئے گئے ہیں اور جن کی تعریف و تفہیم کی گئی ہے ان پر عمل درآمد کرنے کے لئے کسی شیخ اور مرشد کی ہدایت و رہبری کی ضرورت ہے اگر کسی شیخ کی بیعت حاصل کئے بغیر ان اذکار و اشغال پر عمل شروع کر دیا جائے تو گویا سے وصول الی الحق کے لئے [illegible] ہے کیونکہ شیخ راہ سلوک کی تمام راہوں اور نزاکتوں اور اونچ نیچ سے واقف ہوتا ہے جس وقت جو مناسب سمجھتا ہے اسی کا مرید کو حکم دیتا ہے اس کی مثال بالکل اسی طرح ہے کہ آجکل طب کے تمام اصول و قوانین اور دوا کے خواص اور ان کا طریقہ استعمال اردو کی کتابوں میں آگیا ہے اب اگر کوئی شخص اردو خواندہ اردو کی کتابوں کو دیکھ کر خود اپنا علاج کرنا چاہے یا دوسرے کا تو ناممکن ہے کہ وہ از خود بغیر کسی حکیم حاذق کامل کے بغیر علاج کر سکے بلکہ ایسا شخص دنیاوی قانون کی رو سے مجرم ہے ٹھیک اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ سالک شیخ کی ہدایت و رہنمائی کے بغیر خدا تک پہنچ سکے یہی وجہ ہے کہ بیعت و مریدی کا سلسلہ کیا گیا ہے۔

ابتدائے سلوک اور انتہائے سلوک

حضرت خواجہ غریب نواز کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک بات خواب میں ایک بوڑھے شخص نے پوچھا کہ کسی چیز بندہ کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتی

ہے [illegible]

ہے [illegible]

درحقیقت یہ [illegible]

ہے کہ [illegible]

دیا ہے اور یہ ہے کہ قلب درحقیقت مانند آئینہ کے ہے مگر آئینہ زنگ آلود [illegible]

اس میں چیزوں کا عکس نہیں آتا جو آئینہ فطرت کو زنگ آلود کرنے والی چیز [illegible]

عصیان اور خدا کی نافرمانی ہے گناہ کرنے سے شخص کا آئینہ قلب [illegible]

ہے اور پھر وہ اس قابل نہیں رہتا کہ اس میں حسن حقیقی کے جلوے نظر آسکیں [illegible]

کرام یہی تو کرتے ہیں کہ سالکین کے آئینہ کو پرہیزگاری کا سبق دیکر [illegible]

سے صاف و شفاف کر دیتے ہیں۔

مدار دین کا پرہیزگاری ہے

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں کہ پرہیزگاری کو اپنے اوپر لازم کر لو ورنہ ہلاکت تیرے گلے کا ہار ہے بغیر پرہیزگاری کے تجھے اس سے کبھی نجات [illegible] نہ ہوگی حدیث میں ہے کہ تحقیق ہمارے دین کا مدار پرہیزگاری ہے اور برباد کرنا اس کی طمع سے ہے جو کوئی چراگاہ کے گرد گھومے گا تو وہ ضرور ہی اس میں پڑ جائے گا جیسے جانور زراعت کے ارد گرد چرتا ہے تو ضرور ہی زراعت میں منہ ڈال دیتا ہے عمر خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حرام میں پڑنے کے خوف سے حلال کے [illegible] چھوڑ دیتے تھے حضرت ابوبکر صدیق سے مروی ہے کہ ہم گناہ میں پڑنے کے خوف سے ستر دروازے مباح میں سے چھوڑ دیتے تھے یہ کام یعنی اجتناب [illegible] اور لزوم پرہیزگاری صحابہ اس لئے کرتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر عمل ہو حضور فرماتے ہیں خبردار ہر بادشاہ کے لئے چراگاہ ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ پس انسان کی نجات اور فلاح و نجاح پرہیزگاری اور دیانتداری میں ہے۔

قرب الٰہی

حضرت سیدنا غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ تیرا حال دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو تو اللہ تعالیٰ کے قرب سے غائب ہوگا اور یا قرب [illegible] اور وصل اگر تو قرب سے غائب ہے تو تو ہلاکت میں پھنسا ہوا ہے اور تو یوں اپنی عاقبت برباد کر رہا ہے پس اگر [illegible] عالم ناسوت سے لاہوت کی طرف اڑ جا دونوں بازوں کے ساتھ ان میں سے ایک حرام و مباح لذتوں اور شہوتوں اور آراموں کا چھوڑنا ہے دوسرا اذیت برداشت کرنی، سختی کی عزیمت اور مشکل حال کی شکل میں مخلوق اور ہوا اور ارادوں اور دنیا و آخرت کی [illegible] وصل اور قرب کے ساتھ فیضیاب ہو تجھے سب کچھ مل جائے کرامت [illegible] اور بزرگی و عزت ملے۔

سعادت کی دعا یہی وصل الٰہی ہے۔

پاکبازی اور نیکی کی جڑ

[illegible]

اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

... بیان فرمائے ہیں۔

اور جب کامل ہونے کی حالت کو پہنچے تو اس وقت ہر رسول، نبی اور صدیقین کا وارث ہو گا۔ نبوت کے [illegible] اسرار اور برکات ان کو دیئے گئے اور جو شخص طالب ہو وہ مرد اور خالص ہو، اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا ہے ان کو عطا کرے گا پس لازم ہے کہ اور گناہوں سے بچے کیونکہ صرف ایک یہی طریق ہے اور وہ یہ کہ انسان کو اس بات پر کامل اور پختہ یقین ہو جائے کہ خدا ہے اور وہ جزا و سزا دیتا ہے۔ جب تک سالک کے اندر یہ بات پیدا نہ ہو گی گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں ہو گی ؎

جب تک خدا نہ ڈھونڈو گے تم کو خبر نہیں ۔ یہ قید اور شیر ہو کچھ دل میں ڈر نہیں

ورع اور تقویٰ کی تعریف

ورع کے معنے آپ نے یہ بیان فرمائے ہیں کہ شرع نے جس چیز سے منع کیا ہے اس سے رکا رہے اور جس چیز کے اختیار کرنے کو کہا ہے اسے اختیار کرے اور باقی سب کو ترک کر دے یعنی اس کی زندگی صرف شریعت کے اوامر و نواہی تک محدود ہو اس کے آپ نے تین درجے بیان فرمائے ہیں۔

اول ورع عوام۔ وہ یہ کہ حرام اور مشتبہ اشیاء سے اجتناب کرے دوئم ورع خواص اور وہ یہ ہے کہ نفس کی خواہشات کو پورا نہ کرے سوم ورع خواص الخواص وہ یہ کہ ہر ایک چیز سے رکا رہے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے۔

زہد کی تعریف

آپ نے یہ بیان کی ہے کہ دنیا کو آخرت کے لئے چھوڑ دے اور آخرت کو رب العزت کے لئے دنیا میں زہد کرنے کے معنے آپ نے یہ بیان کئے ہیں کہ زاہد سوائے ذکر الٰہی کے دنیا کی کسی چیز میں لذت نہ پائے اور لذت نفس و خواہشات ہوا کا کوئی اثر دل میں باقی نہ رہے یعنی دنیا کا غم و اندوہ اور خوشی دل سے دور ہو جائے اور آخرت میں زہد کرنا اس طرح بیان کیا ہے کہ عبادت و ریاضت میں انہاک کلی پیدا کرے مگر خدا تعالیٰ سے اپنے عمل اور عبادت کا صلہ طلب نہ کرے اور جنت و حور کی تمنا نہ رکھے۔

اجتہاد بالنفس کی حقیقت

اگر ہم ترک دنیا سے مراد اجتہاد بالنفس لے لیں تو بالکل واقع کے مطابق ہو یہی زہد ہے کی تعلیم حضرات صوفیائے کرام کے یہاں عموماً اور خاندان قادریہ میں خصوصاً ملتی ہے لوگ عام طور سے اس کی حقیقت نہیں جانتے اور نہ اس کی قدر پہچانتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا اور دین کی ہر کامیابی کا راز صرف نفس کشی میں مضمر ہے اور آرزو مندی و خواہش ہی دنیا میں ذلیل و خوار کرتی ہے مطالبہ و مقاصد کے حصول میں سدراہ اٹکاتی ہے اور دنیا کو ہر بات غموں اور غموں کا گھر بناتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضور غوث پاک نے زیادہ تر نفس کشی پر زور دیا ہے اور اس کی حقیقت کو خوب سمجھایا ہے۔

کچھ لوگ جسم کو جسمانی ریاضتوں کی طرف راغب ہوا اس رغبت کو اپنے دل میں جگہ دیتے ہیں اور اس کی طرف توجہ کرنے والے ہیں [illegible] اپنے [illegible] ہے آپ [illegible] اس کے خلاف ہیں

[illegible] ہو جاتی ہے

دشمنوں سے ملو تو کھینچ کے ملو ۔ تم کھنچو گے تو سب کھینچیں گے آپ

صوفیائے کرام ہو بڑے سے بڑے درجہ کی لذت حاصل کر گئے اور اونچے سے اونچے درجہ کو پہنچ گئے یہ صرف اجتہاد نفس اور مجاہدہ نفس کا طفیل تھا اجتہاد نفس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر آپ کو بھوک لگے تو کھانا نہ کھائیں پیاس معلوم ہو تو پانی نہ پئیں سردی لگے تو کپڑا نہ پہنیں اگر گرمی محسوس ہو تو پنکھا نہ جھلیں بلکہ اجتہاد بالنفس صبر قناعت صبر و شکر اور تحمل و برداشت کی تعلیم دیتا ہے۔

صبر و شکر

آپ فرماتے ہیں کہ تیری حالت ان دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتی یا تو بلا مصیبت اور تنگی کی حالت میں ہو گا اور یا عیش و آرام اور فراخی کی حالت میں ہو گا اگر تو تنگی اور بلا میں ہو تو تجھ سے اس حالت میں صبر اور تکلف کے ساتھ صبر کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اور بلا تکلف صبر کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور یہ اعلیٰ درجہ ہے۔

گویا صبر کے معنے آپ نے یہ بیان کئے ہیں کہ قضا و قدر کے مطابق انسان پر جو کچھ بھی واقع ہو اور خدا کی طرف سے جو رنج پہنچے اس پر ثابت قدم رہے اب اس کے آپ نے دو مقام بیان کئے ہیں ایک تو یہ کہ تکلف کے ساتھ طبیعت کی کھینچا تانی کر کے دل کو سمجھا کر صبر کرے اور دوسرا یہ کہ بلا تکلف اور بلا کشمکش کے خندہ پیشانی سے صبر اختیار کرے پہلا مقام ادنیٰ ہے اور دوسرا اعلیٰ۔

شکر کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ اگر تو آلاء و نعمت کی حالت میں ہو تو خدا کی طرف سے شکر کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور شکر زبان، دل اور جوارح تینوں سے ہوتا ہے زبان کا شکر یہ ہے کہ نہایت عجز و انکسار اور ذلل کے ساتھ منعم حقیقی کی نعمت کا اعتراف کرے اور خلقت کی طرف اس کی نسبت نہ کرے یعنی نعمت و راحت کی نسبت یہ نہ سمجھے کہ یہ میری حرکت و کسب اور قوت و ارادہ کے سبب سے حاصل ہوئی ہے کیونکہ انسان اور اس کے اسباب آلات و افعال ہیں اس کو بانٹنے والا پیدا کرنے والا کام کرنے والا حرکت و ارادہ کی قوت دینے والا اور اس کے اسباب بنانے والا وہی اللہ عزوجل اور منعم حقیقی ہے اور وہی شکر کا حقدار ہے نہ کہ کوئی غیر۔ دل کا شکر یہ ہے کہ اس بات کا دائمی اور مستحکم اعتقاد رکھے اور اپنے دل میں گرہ باندھ لے کہ جو کچھ میرے پاس ظاہر و باطن نعمتیں منفعتیں لذتیں اور حرکات و سکنات ہیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پس دل سے منعم حقیقی کا احسان ماننے اور زبان سے اس کے رحم و کرم اور شفقت و رحمت کا اقرار و اعتراف کرے تاکہ دل اور زبان دونوں متفق ہو جائیں اور نفاق باقی نہ رہے اور جوارح یعنی اعضاء کا شکر یہ ہے کہ ان کو خدا کے بے نیاز کی طاعت و عبادت میں لگا دے اور اس کی مرضی کے مطابق ان کا استعمال کرے اگر مخلوق کی طاعت میں خدا کی نافرمانی ہوتی ہو تو اس سے اعراض کرے اور کسی طاقت کی پرواہ نہ کرے اور نہ کسی کا خوف اپنے دل میں رکھے۔

قناعت و توکل

قناعت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی تقسیم راضی ہو جو اس کی عطا پر قناعت کرے اس کی جائے صبر کرے اور خلقت کے شر سے امن میں رہے قناعت سے دل کی شوکت قوی ہوتی ہو اور اعضاء پر حکومت ہو جاتی ہے کیونکہ جو دل یقین کو قوی کرتی ہے جو [illegible] اور صبر کر

ثابت کرتی ہے اور نفس دیو کو ضعیف کرتی ہے جب بندہ کی طرف سے تسلیم و رضا پائی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ سے خوش ہوتے ہیں اور اس کی قدردانی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد، زیادتی اور توفیق شامل حال ہوتی ہے غیر کو چھوڑ کر خدا کی طرف مشغول ہونے کو توکل کہتے ہیں اور جب یہ صفت ظاہر ہو جاتا اور تنہا خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے ماسوی سے بالکل بے نیاز ہو جاتا

معرفت و توحید

معرفت کے متعلق فرمایا کہ معرفت یہ ہے کہ پردہ ہائے کثیف اور شواہد حق پر مطلع ہو ہر فانی کے بقا سے علم حقیقت کا ادراک کرے مشیت الٰہیہ اور تاثیر بقا کو دل کی آنکھ سے معائنہ کرے اور توحید کی نسبت فرمایا دل و جان سے صفا کا ہو جانا اور ماسوی سے منقطع ہو جانا توحید ہے۔

صدق و اخلاص

آپ فرماتے ہیں کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ سے صدق و خلوص کا معاملہ کرے وہ ماسوی سے نفرت و وحشت کرے گا صدق و اخلاص کا خلاصہ ہے اعلیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ اغراض و اعواض دنیا حول و قوت اور استناد حرکت و سکون کی نفس کی طرف نہ کرے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اغراض دنیاوی سے خالص ہو پہلے کو صدق اور دوسرے کو اخلاص کہتے ہیں پہلا درجہ مقربوں اور ابرار کا مقام ہے اور دوسرا متقیوں کا نصیبہ ہے۔

توبہ و انابت

توبہ کے متعلق فرمایا توبہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی توجہ و عنایت کا اپنے بندہ پر مبذول فرما کر اس کے دل پر اس کا اشارہ کرے اپنی شفقت و محبت کے ساتھ خاص کرے اور اسے اپنی طرف کھینچ لے اس وقت بندہ کا دل اپنے مولا کی طرف کھنچ جاتا ہے اور عقل و مدح اور قلوب اس کی تابع ہو جاتی ہے پھر وجود میں الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں رہتا انابت کے متعلق فرمایا درجات کو چھوڑ کر مقامات کی طرف رجوع کر کے اعلیٰ مقامات میں ترقی کرے مجالس حضرت القدس میں جا کر ٹھہرے اور اس معاہدہ کے بعد کل کو چھوڑ کر حق کی طرف رجوع کرنے کو انابت کہتے ہیں۔

فقر و تصوف

ایک دفعہ سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے فقیر کے معنے پوچھے گئے آپ نے اس سوال کا جواب مندرجہ ذیل اشعار میں دیا ہے ۔

فاء الفقیر فناءہ فی ذاتہ   وفراغہ من نعتہ وصفاتہ

فا فقیر سے مراد فقیر کا ذات باری تعالیٰ میں فنا ہو کر اپنی ذات و صفات سے فارغ ہو جانا ہے

والقاف قرۃ قلبہ بحبیبہ   وقیامہ للہ فی مرضاتہ

اور قاف فقیر سے مراد فقیر کا اپنے دل کو دوست سے ٹھنڈک پہنچانا اور اس کا اللہ کے واسطے اس کی مرضی پر قائم رہنا۔

والیاء یرجوس بہ ویخافہ   ویقیہ بالتقوی بحق تقاتہ

اور یائے فقیر سے مراد اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہونا اس سے ڈرنا اور تقوی پر قائم رہنا ہے جیسا کہ تقوی کا حق ہے

والراء رقۃ قلبہ وصفائہ   ورجوعہ للہ عن شہواتہ

اور راء فقیر سے مراد فقیر کی رقت قلب، اس کی صفائی اور خواہشات سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ فقیر کو ان صفات سے متصف ہونا چاہئے ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہے [illegible]

[illegible] رجوع کرے اور [illegible] فقیری ترک کرے [illegible]
اور راستہ [illegible] اپنا [illegible] نہ کہے اپنا [illegible]
ذلیل جانے [illegible] [illegible] علم [illegible]
غافل کو نصیحت کرے جاہل کو تعلیم دے کسی سے تکلیف پہنچے تو اس کو تکلیف نہ دے لایعنی اور بیہودہ کاموں یا قولوں سے بچتا رہے اور دین میں حدود قائم کرے کثیر العطا اور قلیل الاذیٰ اپنی عادت رکھے خرافات سے پرہیز اور مشتبہات میں توقف کرے غریب کا معین اور یتیم کا مددگار رہے چہرہ سے بشاشت ظاہر کرے اور دل کو مغموم و متفکر رکھے یاد خدا میں مشغول اور اپنے فقر میں شاداں ہے کسی کا راز افشا نہ کرے اور کسی کی پردہ دری کر کے اس کی بے عزتی کا مرتکب ہو خندہ پیشانی میں طلاوت رکھے ہر ایک کو فائدہ پہنچائے ذی اخلاق، حلیم، صابر اور شاکر رہے اگر کوئی شخص اس کو دکھ دے تو صبر کرے مگر ناحق پر خاموش نہ رہے حق کا خوف بھی ذکر کرے کسی سے بغض نہ رکھے بڑوں کی تعظیم کرے اور چھوٹوں پر شفقت رکھے امانت کی حفاظت کرے اور اس میں کبھی خیانت نہ کرے کسی کی بد گوئی اور غیبت نہ کرے خاموشی اپنا شعار رکھے بکثرت نمازیں پڑھے روزے کثرت سے رکھے غریبوں کو اپنی مجلس میں جگہ دے اور حتی الامکان مسکینوں کو کھانا کھلائے ہمسایوں کو راحت پہنچائے اور ان کو اپنی جانب سے تکلیف نہ دے۔

حقیقت محبت

کے متعلق فرمایا سالک کے لئے سب سے بہتر آسان اور نزدیک طریقہ محبوب حقیقی سے محبت رکھنا ہے اور محبت الٰہی اس وقت صادق آتی ہے جبکہ نفسانیت معدوم ہو جائے آپ سے کسی نے محبت کی نسبت دریافت کیا تو فرمایا اہل محبت ہمیشہ سکر میں رہتے ہیں سکر سے نکلتے ہیں تو حیرت میں آ جاتے ہیں اور حیرت سے نکل کر سکر میں آ جاتے ہیں اس کے بعد یہ اشعار پڑھے

المحب سکر خمارہ التلف   یحسن فیہ الذبول والدنف

محبت وہ نشہ ہے جس کا خمار تلف ہو جاتا ہے اور جس میں بیمار اور لاغر رہنا خوش لگتا ہے

والحب کالموت یفنی کل ذی شغف   ومن تطعمہ اودی بہ التلف

محبت موت کے مانند ہے ہر ایک محبت والے کو فنا کر دیتی ہے جو شخص اس کو چکھتا ہے وہ مر جاتا ہے اس کے بعد آپ نے ایک ہرے بھرے درخت کے پاس کھڑے ہو کر ایک سانس لیا اور وہ آتش محبت کی لپٹ سے جھلس کر رہ گیا اور پھر یہ اشعار پڑھے

ان البلاد وما فیھا من الشجر   لو بالھوی عطلت لم یسقیا المطر

اگر تمام شہر اور درخت آتش محبت سے جھلس جائیں تو پھر ان پر خواہ کتنا ہی پانی برسے وہ تر و تازہ نہیں ہو سکتے

لو ذاقت الارض حبا مثلا شتعلت   اضحیٰ بما لھوی فیھا من القلق

اگر زمین محبت الٰہی کا ذرہ برابر مزہ چکھے تو تمام مخلوق کے پہلو سے آتش محبت کے شعلے اٹھنے لگیں۔

وعاد الصلفا یوم ابلا ورق   من حر نار الھوی یرمین بالغلق

یہاں تک کہ ان کی شاخوں میں پتوں کا نام نہ رہے آتش محبت کی چنگاریاں ان سے بلند ہوا کریں

لیس لعبد یذوق طعم المحال بہا   ورق الی حب والتلوی من الشہ

[illegible]

... تحقیق فرمایا شیخ وہ ہے جو ... ہیں ان کو ... اور ... میں معروف کے ... حقائق ... اور ... نصیحت کی ... تربیت ہو ... تحقیق کرے ... سے ... کر کے اپنے ... سے منور کر دے۔

مرید وہ ہے کہ ہر حال میں تواضع اختیار کرے شیوخ کے ساتھ ادب سے صوفیائے کرام کے ساتھ حسن ادب و حسن اخلاق سے علمائے اسلام کے ساتھ تعظیم و ارشاد سے اہل معرفت کے ساتھ سکون و وقار سے اور اہل مقامات کے ساتھ توحید سے پیش آئے۔

مجلس ہفتم

آپ کی فضیلت و برتری تمام اولیائے کرام پر

حضرت غوثیت مآب کی حیات طیبہ کا مبارک مبنی بر حقیقت غور طلب اور اہم ترین ایک یہ واقعہ ہے کہ ایک مجلس میں سینکڑوں مشائخ طریقت علماء، صلحاء اور اولیاء اللہ شریک تھے آپ نے فرمایا قدمی هذه على رقبة كل ولي الله میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے یہ سنکر شیخ علی بن ابی نصر الہیتی اٹھے اور منبر کے پاس جا کر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا اس کے بعد تمام حاضرین نے بڑھ کر اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں۔

ایک صلحاء دوریں میں کسی نے ابی صالح نصرؒ سے اس قول کی بابت دریافت کیا تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں نے اپنے چچاؤں ابو عبدالرحمن بن عبداللہ ابو عبد عبدالوہاب اور ابو اسحاق ابراہیم سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ ہم اس مجلس میں حاضر تھے جس میں حضرت غوثیت مآب نے یہ قول فرمایا اس وقت عراق کے مشائخ جن کی تعداد پچاس سے کچھ اوپر تھی موجود تھے انہوں نے اپنی اپنی گردنیں آگے کیں اور سروں کو جھکا دیا نیز گرد و نواح میں اس وقت جو مشائخ تھے ان سب کی نسبت ہمیں یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے یہ قول سنکر اپنی گردنوں کو نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ جھکا دیا اور کسی نے کسی بات میں بھی انحراف نہیں کیا بلکہ اطراف و جوانب اور اپنے اپنے حلقہ میں اس بات کا اعلان کیا کہ ہمارا گردنوں کو جھکانا حضرت شیخ محی الدین کے قول قدمی هذه على رقبة كل ولي الله کی خاطر

آپ نے یہ کلمہ خدا تعالیٰ کے حکم سے فرمایا

شیخ ابوسعید قیلوی سے منقول ہے کہ آپ نے یہ قول جس وقت فرمایا تھا اس وقت خدائے قدوس نے آپ کے دل پر ورود فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے دست مبارک پر تجلی فرمائی تھی مقرب فرشتوں کی ایک جماعت نے تمام اولیاء کے روبرو آنجناب کو خلعت خاص پہنایا تھا جو اولیاء اللہ زندہ تھے وہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو وفات پا گئے تھے وہ اپنی روحوں کے ساتھ اس مجلس میں حاضر تھے رجال الغیب اور فرشتے ہوا میں اس مجلس میں باادب کھڑے تھے ... صفیں ... کوئی شخص ... ایسا ولی اس وقت ... [illegible] ... صلی اللہ علیہ وسلم ...

[illegible] ... شیخ محی الدین ... فرمایا ہے حضور ... عظیم ... کہ وہ کیوں ہے جبکہ یہ قطب ثانی ہے اور میں اس کا بھی دستگیر رہوں۔

شیخ عبدالقادر بن عبداللہ سہروردی فرماتے ہیں کہ ۵۲۳ھ میں ہم شیخ حماد دباس کی خدمت میں بیٹھے تھے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بھی تشریف رکھتے تھے آپ نے کچھ فرمایا تو شیخ حماد نے نہایت ملائمت و ملاطفت سے کہا کہ اے عبدالقادر آپ نے یہ کلام عظیم اور عجیب فرمایا ہے لیکن مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں اللہ جل شانہ آپ سے یہ نہ فرمائے۔ حضرت غوثیت مآب نے شیخ حماد کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا آپ دل کی آنکھ سے دیکھیں میرے ہاتھ پر کیا لکھا ہوا ہے اور پھر اپنا ہاتھ ان کے سینہ سے اٹھا لیا اس کے بعد شیخ حماد نے فرمایا کہ میں نے اس میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اس نے ستر بار خداوند تعالیٰ سے پختہ عہد کر لیا ہے کہ اس کے ساتھ مکر نہیں کیا جائے گا اور پھر فرمایا لا باس بهذا ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم یعنی اب کوئی خوف نہیں یہ خداوند تعالیٰ کا فضل ہے دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور وہ بڑا فضل والا ہے۔

قیامت تک نہ بجھنے والا روشن چراغ

شیخ علی بن ہیتی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے شیخ شیخ ابوالوفا تخت پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو وعظ و نصیحت سے مستفید فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بھی تشریف لے آئے شیخ ابوالوفا نے آپ کو مجلس سے نکال دینے کا حکم دیا اور آپ نکال دئیے گئے اور شیخ بدستور لوگوں سے ہمکلام ہوئے مگر حضرت غوث الاعظم دوبارہ تشریف لے آئے اور شیخ ابوالوفا نے دوسری مرتبہ سلسلہ کلام منقطع کر کے آپ کو مجلس سے نکالنے کا حکم دیا اور پھر آگئے اسی طرح تین مرتبہ ہوا تیسری مرتبہ شیخ ابوالوفا نے تخت سے اتر کر گرم جوشی کے ساتھ حضرت غوثیت مآب سے معانقہ کیا، پیشانی چومی اور حاضرین سے فرمایا کہ ایک ولی اللہ کی تعظیم کے لئے اٹھو میں نے ان کی اہانت کرنے کی غرض سے ان کے نکالنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ صرف اسلئے کہ تم انہیں اچھی طرح پہچان لو پھر آپ نے حضرت غوث الاعظم کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے عبدالقادر آج وقت ہمارے ہاتھ ہے اور عنقریب یہ وقت تمہارے ہاتھ آئیگا ہر ایک چراغ روشن ہو کر گل ہو جاتا ہے مگر تمہارا چراغ قیامت تک روشن رہے گا اس کے بعد آپ نے اپنی جائے نماز، تسبیح، قمیص، پیالہ اور عصا شیخ موصوف کو دیا جب مجلس ختم ہو چکی تو آپ منبر پر سے اترے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا ہاتھ تھامے ہوئے آخر والی سیڑھی پر بیٹھ گئے اور لوگوں کے روبرو آپ سے فرمایا عبدالقادر تمہارا بھی ایک عظیم الشان وقت ہوگا مگر اس وقت اس سفید داڑھی کو یاد رکھنا یہ کہتے ہوئے آپ کی روح پر فتوح پرواز کر گئی۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس روشن چراغ کی روشنی میں آگئے سلسلہ قادریہ میں منسلک ہو گئے اور اپنے قلب و روح کو آپ کی تعلیمات و ہدایات سے روشن کر لیا اور صحیح قادریت یہ ہیں۔

آنانکہ بہ تخت عظمت یا تاج اند
در پیش درت از دل و جان محتاج اند

قطب وقت کون ہے؟

ایک دفعہ شیخ مسلمہ بن نعمۃ السروجی سے کسی نے پوچھا کہ اس وقت قطب وقت

[illegible] فرمایا [illegible] اس وقت [illegible]

مخفی ہیں بعض صالحین کے سوا کوئی نہیں پہچانتا پھر عراق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا عنقریب ایک عجمی نوجوان جس کا نام عبدالقادر ہو گا اس کا ظہور ہو گا خوارق عادات ان سے بکثرت ظاہر ہوں گے بہت غوث قطب جس پر جمیع علم ہو گا

قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کہیں گے اور وہ بیچ اس قول میں حق بجانب ہوں گے تمام اولیائے وقت آپ کے قدم کے نیچے ہوں گے اور خدا تعالیٰ ان کی ذات با برکات اور ان کی کرامات سے لوگوں کو نفع پہنچائے گا

بعد نسبت کم آن سرو قد دل جو را [illegible] ہر چہ بگویم بہ انانت [illegible] ادرا

حضرت غوث الاعظم کا بلند و بالا مقام

مشائخ کرام کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ ایک دفعہ شیخ عبدالرحمٰن [illegible] رحمۃ اللہ علیہ بقصوئیہ میں ممبر پر تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا ان بین الاولیاء کالکرکی بین الطیور اطولھم عنقا یعنی میں اولیائے کرام کے درمیان ایسا بلند گردن ہوں جیسے پرندوں میں کلنگ اس وقت شیخ ابوالحسن علی بن احمد ہی اس جگہ موجود تھے یہ سنتے ہی فوراً ذلق بدن سے اتار کر کہا دعنی اصارعک کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ سے کشتی لڑوں حضرت شیخ عبدالرحمٰن اس مقابل غیر مدلکا یہ چیلنج سن کر خاموش ہو گئے اور حاضرین سے کہا کہ میں اس شخص کے بدن پر کوئی بال حال سے خالی نہیں دیکھتا پھر شیخ ابوالحسن سے کہا کہ دلق پہن لو جواب دیا کہ ہم نے جس چیز سے قطع تعلق کیا ہے پھر اس کی طرف بازگشت نہیں کر سکتے ۔

از سر صدق از ہر چیز کہ بیرون شدہ ایم | بدر پیر طریقت کہ بر آں در نشویم

شیخ عبدالرحمٰن نے پوچھا آپ کا پیر کون ہے؟ کہا ۔

گفت شیخم شیخ عبدالقادر است | کز جلالت اولیاء را رہبر است

شیخ عبدالرحمٰن نے کہا کہ آپ کے شیخ کا نام میں نے بہت دنوں سے سنا ہوں لیکن چالیس برس سے درکات قدرت میں متوجہ بیٹھا ہوں وہاں پر ان کو کبھی نہیں دیکھا اتنا کہہ کر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر سے کہو کہ عبدالرحمٰن کہتا ہے کہ میں چالیس سال سے درکات قدرت میں ہوتا ہوں لیکن آپ کو وہاں نہیں دیکھا جس وقت شیخ عبدالرحمٰن اپنے اصحاب سے یہ فرما رہے تھے اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بھی اپنے خلفاء میں سے کو فرمایا کہ عبدالرحمٰن کی طرف جاؤ اور کہو کہ عبدالقادر کہتا ہے کہ تو درکات میں تھا اور جو درکات میں ہوتا ہے وہ درگاہ کو نہیں دیکھتا جو درگاہ میں ہوتا ہے وہ مخدع (کوٹھری) والے کو نہیں دیکھتا یعنی میرا مخدع پوشیدہ ہے اور میں تیرے سر پر سے آتا جاتا تھا اور تو نے مجھ کو اس طرح سے دیکھا تھا ۔

درمیان من و معشوق رہ پنہانی است | کہ در آں رہگذرم رحمت ربانی است

اگر تو اس بات کی تصدیق کرنا چاہتا ہے تو وہ سبز خلعت جو فلاں رات تم کو دی گئی تھی وہ میرے ہی ہاتھ سے آئی تھی اور فلاں رات کو جو فتوحات ہوئی وہ میرے ہاتھ سے ہی گئی تھی اور دوسری بات جو اس کی تصدیق کرتی ہے یہ ہے کہ درگاہ میں بارہ ہزار اولیوں کو خلعت ولایت دی گئی اور وہ سبز ہرا اطلس جس کی طرز میں سورۂ اخلاص کی تھیں تیرے لیے میرے ہی ہاتھ سے گئی جب یہ پیغام شیخ عبدالرحمٰن کو پہنچا تو آپ نے فرمایا صدق الشیخ عبدالقادر سلطان الوقت

[illegible] کہا ۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر فرمایا تو ہر ایک ولی نے قدم پر ہے اور میرا قدم جد بزرگوار رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہے جو آسمان نبوت کے بدر منیر ہیں علاوہ جو قدم اٹھایا میں نے اپنا قدم وہاں رکھا کیونکہ وہاں نبی کے سوا نبوت کا دعویٰ نہیں ہو سکتا علاوہ چنانچہ شیخ اس لطیف مضمون کو اس طرح بیان فرماتے ہیں ۔

وکل ولی لہ قدم وانی | علیٰ قدم النبی بدر الکمال

ہر ولی را قدم ہست باندازۂ خود | من قدم بر قدم جد خود محبوبم

قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کے معنے اور یہ کلمہ آپ نے کیوں کہا

شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام نے بیان کیا ہے کہ جس قدر تواتر کے ساتھ کسی کی کرامات ہم تک پہنچی ہیں وہ سید نا حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں باوجود اس کے کہ آپ سے بکثرت خوارق عادات کرامات ظاہر ہوئے لیکن آپ ہمیشہ حاضر الحسن نزولی فہم اور متمسک بقوانین شریعت رہے آپ ہمیشہ شریعت کے قدم بقدم چلتے اور لوگوں کو اس کی طرف بلاتے تھے شریعت کی مخالفت سے آپ کو سخت نفرت تھی باوجودیکہ آپ ہمیشہ عبادات و مجاہدات میں مشغول رہتے تھے مگر ساتھ ہی آپ اپنا بہت سا وقت لوگوں کے ساتھ بھی خرچ کرتے تھے آپ صاحب اہل و اولاد بھی تھے تو پھر جس شخص میں یہ اوصاف کمالات جمع ہوں اس کے صاحب کمال ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے قطع نظر اس کے خوارق عادات کا ظاہر ہونا صاحب شریعت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کی صفت ہے اسی لئے آپ نے قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کہا یہ کہنے کی یہی وجہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں ایسا شخص کوئی نہیں تھا کہ جو منصب بالاصفات میں آپ کا ہمسر ہو سکے اس قول سے آپ کی تعظیم و تکریم مقصود ہے اور درحقیقت آپ تعظیم و تکریم کے مستحق اور سزاوار بھی ہیں ۔

بیان کیا گیا ہے کہ یہاں کلمۂ قدم کے حقیقی معنے مراد نہیں بلکہ مجازی معنے مراد ہیں اور شان ادب بھی اس کی مقتضی ہے قدم سے مجازاً طریقہ بھی مراد ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے فلان علیٰ قدم حمید اسے علیٰ طریقۃ جمیلۃ او عبادۃ عظیمۃ او ادب جمیل او نحو ذالک یعنی فلاں شخص قدم حمید پر ہے یعنی طریقہ حمیدہ پر یا عبادت عظیمہ اور یا ادب جمیل پر ہے جب لفظ قدم سے مراد اسی قسم کے معنے مراد ہوتے ہیں تو اب آپ کے قول کے معنے واضح ہو گئے اور مطلب حاصل یہ ہوا کہ آپ کا طریقہ اور آپ کے فتوحات و کمالات تمام دیگر [illegible] اور فتوحات سے [illegible] آپ کا طریقہ انتہائی کمال کو پہنچا ہوا ہے

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] اولیٰ — آں شہ باز مجرد وہ قادری ثانی
[illegible] — ار [illegible] محی الدین گیلانی

مجلس ہشتم

تعلیمات غوث الاعظم

آج مسلمانوں میں جو صد ہا کمزوریاں اور خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں ان کا نظام زندگی درہم برہم ہو گیا ہے اور وہ ہر طرح ذلیل و خوار اور سوا ہو رہا ہے نہ صدیوں کی لمبی مدہوشی اور جمود و تعطل نے امت مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور انواع و اقسام کے مصائب و آلام نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور تباہی و بربادی دن بدن ان کو فنا کے گھاٹ کی طرف لیجا رہی ہے۔

بسبب جمود و بے فراموشی اور شریعت اسلامیہ سے روگردانی اور انحراف کا ہے انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ ایک شخص جو عقیدتاً مسلمان ہے نہ مومن ہے اور اسکی نجات یقینی ہے یہ تو بالکل درست صحیح اور قابل اعتماد ہے لیکن مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ دونوں جہان کی سرخروئی اور حقیقی کامیابی کا سرچشمہ عمل صالح ہے اسلام کا مطالبہ ہے کہ مسلمان کی زندگی حسن عمل کی ایک زندہ مثال ہو وہ بہترین امت ہیں مگر ان کی عظمت و فوقیت کا راز عظمت اخلاق پاکیزگی حیات صدق مقال اور حسن معاملات میں مضمر ہے اسلام کی رہنمائی صرف عقائد اور انسانیت کے بلند ترین مقاصد کو نظر کے سامنے رکھنے تک ختم نہیں ہو جاتی بلکہ وہ صحیح زندگی پیدا کرنے کے لئے اس کے عملی ذرائع اختیار کرنے میں بھی رہنمائی کرتا ہے اسلام سر تا سر عمل کی پکار پاکیزگی سیرت کی طلب اور عظمت اخلاق اور صداقت معاملات کا پیکر ہے وہ عملی اور متحرک زندگی کا پرزور مطالبہ کرتا ہے قرآن کریم نے جہاں مسلمانوں سے استخلاف فی الارض کا مطالبہ کیا ہے اس میں عمل صالح کو لازمی شرط قرار دیا ہے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عمل صالح کتنی ضروری اور اہم چیز ہے جس کے بغیر ہماری رسوائی و بربادی کا ہر طرف شور ہے عمل صالح کے متعلق حضرت غوثیت مآب نے جس بلیغ اور دلکش پیرایہ میں امت مسلمہ کو توجہ دلائی ہے اس کو ہم پیش کرتے ہیں اور مسلمانوں سے ملتمس ہیں کہ وہ بغور اس کا مطالعہ کریں۔

عمل صالح کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے مالک حقیقی سے سچائی اور راست بازی اختیار کر کے تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرتا ہے وہ شب و روز اس کے ماسوا سے بیزار رہتا ہے میرے دوستو تم ایسی بات کا جو تم میں نہ ہو دعویٰ نہ کرو خدا کو ایک جانو کسی کو اس کا شریک نہ کرو جس کا خدائے کریم کی راہ میں کچھ تلف ہوتا ہے خدا تعالیٰ ضرور اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔

یاد رکھو دل کی کدورت نہیں جا سکتی تا وقتیکہ نفس کی کدورت نہ جائے جب تک نفس اصحاب کہف کے کتے کی طرح رضا کے دروازہ پر نہ بیٹھ جائے اس وقت تک دل میں صفائی نہیں پیدا ہو سکتی اسی وقت یہ خطاب ہوگا یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ یعنی اے نفس مطمئنہ تو نرم ہو کر اپنے پروردگار کی طرف چلا آ اسی وقت وہ [illegible] حاصل کرے گا اور مقام اعلیٰ اور رفیع سے نفس

شاد ہوتے ہوئے کہ یا عبدی انت لی و انا لک اے میرے بندے اور میرے ہر ایک بندے تو میرے لئے ہے اور میں تیرے لئے ہوں اس حال میں وہ تنگ آ کے قرب الٰہی کو حاصل کرے گا تو وہ خاصان خدا تعالیٰ میں ہو جائے گا اور خلیفۃ اللہ علی الارض کہلانے کا مستحق اور اس کے اسرار کا محرم ہوگا اور یہ خدا کا امین ہوگا خدا تعالیٰ نے اسے دنیا میں اس لئے بھیجا ہے کہ معصیت کے دریا میں ڈوبنے والوں کو غرق ہونے سے بچائے اور گمراہی کے بیابانوں میں اہل حق کے گم گشتہ لوگوں کو راہ حق پر لگا دے پھر اگر کسی کے دل پر اس کی گزر ہوتی ہے تو وہاں سے زندہ کر دیتا ہے اور اگر گنہگار پر اس کی گزر ہوتی ہے تو وہاں سے نصیحت کرتا ہے اور بد بخت کو نیک بخت بنا تا ہے۔

فنا کے متعلق آپ کا کلام ہے کہ تم حکم الٰہی کو مد نظر رکھ کر مخلوقات سے اپنے نفس و خواہش سے اور اس کے ماسوا کو مد نظر رکھ کر اپنے فعل سے درگزر کرو تو اس وقت تم علم الٰہی کے لائق ہو سکو گے مخلوق سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ اس سے تمہارا تعلق منقطع ہو جائے اس کے نفع سے نا امید اور اس کے ضرر سے بے خوف ہو جاؤ اور خود اپنی ہستی اپنے نفس و خواہش سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ نفع حاصل کرنے اور ضرر دور کرنے میں اسباب جاری سے نظر اٹھا لو اپنے سبب سے خود کچھ نہ کرو نہ اپنے لئے بھروسہ رکھو بلکہ تمام امور کو اسی کو سونپ دو جس نے ازل سے اس میں تصرف کیا ہے وہی اب بھی اس میں تصرف کرے گا اپنے ارادہ سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ مشیت الٰہی کے سامنے تمہارا ارادہ نہ ہو بلکہ اسی کا فعل تمہارے اندر جاری رہے تمہارے اعضا اس کے فعل سے خاموش ہوں اور دل مطمئن و خوش رہے اور کبھی منقبض نہ ہو تمہارا باطن معمور اور تمام باتوں سے مستغنی رہے اور تم قدرت الٰہیہ کے ہاتھ میں ہو جاؤ جو کچھ بھی تم پر اپنا تصرف کرے زبان ازلی اس وقت تجھ کو پکارے گی علم لدنی تمہیں حاصل ہوگا نور جلال الٰہی کا لباس پہنو گے پھر جب اللہ الٰہی کے سوا تمہارے اندر کچھ نہ رہے گا تو اس وقت تصرفات و خرق عادات تمہاری طرف منسوب ہوں گے گو بظاہر وہ درحقیقت وہ فعل الٰہی ہوگا اور یہ ذات الٰہی ہے پھر جب تم اپنے دل میں کوئی ارادہ پاؤ تو خدا تعالیٰ کی عظمت اور بندگی کا خیال کرو اور اپنے وجود کو حقیر جانو یہاں تک کہ تمہارے وجود پر قہر الٰہی وارد ہو اس وقت تمہیں فنا حاصل ہوگی کیونکہ فنا مقصد ہے وہ یہ کہ اکیلا خدا تعالیٰ ہی باقی رہے جیسا کہ خلق کے پیدا کرنے سے پہلے وہی اکیلا تھا یہی حالت فنا ہے جب تم خلق سے جدا ہو جاؤ گے دیکھا جائے گا دیکھنا خدا تعالیٰ و حیات خدا تعالیٰ نے تم پر اپنی رحمت نازل کی اور حقیقی زندگی نصیب کر کے اس وقت تمہیں حقیقی زندگی حاصل ہوگی۔

قرآن حکیم نے مسلمانوں کی امتیازی اور شاندار اسلامی زندگی کی بنیاد چار باتوں پر رکھی ہے جن کے ذریعہ ہر طرح کی انسانی ترقی کا میدان کھل سکتا ہے ایمان، عمل صالح، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر۔

تواصی بالحق کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان ایک دوسرے کو حق اور سچائی کی تلقین کرتے رہیں اور چونکہ حق اور سچائی کے اعلان کا لازمی نتیجہ مصائب و آلام پیش آنا ہے [illegible] اس لئے تواصی بالحق کے بعد تواصی بالصبر کو رکھا جس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان ایک دوسرے کو استقامت اور صبر کی

اعلان میں ہر طرح کی مصیبت اور رکاوٹ جھیل لینے کی وصیت کیا کرتے رہیں۔

حق و صداقت اسلامی زندگی کا وہ عنصر ہے جو مسلمان سے کبھی بھی علیحدہ نہیں کیا جا سکتا اگر ایک مسلمان حق کا اعلان نہ کرے اور ظلم کو ظلم نہ کہے تو اس کی سب سے بڑی اور اہم امتیازی خصوصیت معدوم ہو جاتی ہے قرآن کریم نے مسلمانوں کو بتلایا ہے کہ وہ انتم شهداء الله فی الارض ہیں یعنی خدا کی زمین میں وہ شاہد ہیں یعنی سچائی کی گواہی دینے والے ہیں پس ایک مسلمان جب تک مسلمان ہے اس گواہی کے اعلان سے باز نہیں رہ سکتا وہ اپنے جسم پر مصیبت کے پہاڑ اٹھا سکتا ہے لیکن سچائی و حقیقت کے اعلان سے باز نہیں رہ سکتا اپنی حق و صداقت کو خطرہ میں نہیں ڈال سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی دنیا میں ہر دور میں آزاد اور بے روک رہیں اور اسلام کے گلیم پوش فقرا نکے عصائے حق سے جبر و استبداد کی دنیا میں تہلکہ ڈالتے رہے چنانچہ خود حضرت غوث الاعظم منبر پر کھڑے ہو کر حق بات بیدھڑک کہا کرتے تھے اور ظالموں کی سخت مذمت کیا کرتے تھے آپ کی بے لاگ صداقت و حق گوئی سے بڑے بڑے ظالم و جابر بادشاہ لرزہ براندام رہتے تھے اور آپ کی آواز حق جبر و استبداد کے لئے پیغام موت سے کم نہ تھی۔

خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے جب ابوالوفا یحییٰ بن سعید کو جو ابن الرحم الظالم کے نام سے مشہور تھا قاضی بنا دیا تو آپ نے منبر پر چڑھ کر مجمع میں خلیفۃ المسلمین سے کہہ دیا کہ تم نے ایک بہت بڑے ظالم شخص کو منصب قضا پر مامور کیا ہے تم کل پروردگار کو جو اپنی مخلوق پر نہایت مہربان ہے کیا جواب دو گے خلیفہ یہ سنکر کانپ اٹھا اور رونے لگا اور اسی وقت اس نے قاضی موصوف کو منصب قضا سے معزول کر دیا۔

شیخ ابوالعباس موصلی نے بیان کیا ہے کہ ہم کئی لوگ ایک شب کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مدرسہ میں حاضر تھے کہ خلیفہ وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کر کے مودب آپ کے سامنے بیٹھ گیا خلیفہ آپ سے نصیحت حاصل کرنے کے لئے آیا تھا اور دس تھیلیاں نقدی کی لیکر یہ تھیلیاں خلیفہ نے آپ کے سامنے پیش کیں آپ نے ان کے لینے سے انکار کر دیا اس پر خلیفہ بہت مصر ہوا کہ آپ انھیں قبول کر لیں آپ نے عمدہ سے اور بڑی بڑی دو تھیلیاں اٹھالیں ایک داہنے ہاتھ میں اور دوسری بائیں میں لیکر دونوں تھیلیوں کو نچوڑا تو ان سے خون ٹپکنے لگا پھر خلیفہ سے فرمایا تم خدا تعالیٰ سے نہیں شرماتے لوگوں کا خون کر کے اس مال کو میرے پاس لائے ہو خلیفہ یہ حالت رنگ اور تغیر اثر یہ واقعہ دیکھکر بیہوش ہو گیا پھر آپ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے نسب متصل ہونے کی عزت و حرمت مدنظر نہ ہوتی تو میں اس خون کو اس کے محلوں تک پہنچا دیتا۔ اب اس بارہ میں آپ کا قیمتی کلام بھی ملاحظہ ہو۔

سچائی اور راست باری

آپ فرماتے ہیں کہ سچائی اور راست بازی اختیار کرو اگر یہ دونوں صفتیں نہ ہوتیں تو کسی شخص کو بھی تقرب الٰہی حاصل نہ ہوتا اگر اخلاص و راست بازی کا عصا موسوی تمہارے دل کے پتھر پر مار دیا جائے تو اس سے حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں طرف اسی اخلاص و سچائی کے ذریعہ سے عالم ہوس و ہوا سے نکل کر فضائے نور قدس میں پہنچ سکتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے اونچے مقام اعلیٰ پر بیٹھ سکتا ہے جس کسی کے دل میں نور صدق و یقین ظاہر ہوتا ہے عالم ملکوت میں فرشتے اس کا نام پکارتے ہیں اور فیاض حق کے صدق و صدیقین کے ساتھ اس کا یاد کیا کرتے ہیں پس انسانی صداقت ہی کا کرشمہ ہے کہ نفس عشق کے شعلوں کو صاف کرتا ہے کہ اجیاء کے قرب سے کسی طرح بھی قربت حاصل نہیں ہو سکتی۔ عاشقوں کے دل کی وحشت ہے جو کہ انھیں محبت کے بیابانوں میں لئے پھرتی ہے بالفرض راہ حق پانا بدون صدق و سچائی کے ناممکن ہے حضور حق اسی حاصل نہیں ہو سکتا مگر جب ہی کہ اپنے قالب کو خراب کیا جائے اور اپنا روزہ قیامت کے دن دیدار الٰہی سے کھولا جائے اس کا تقرب حاصل نہیں ہو سکتا مگر تب ہی کہ دنیا و ما فیہا سے روزہ رکھ لیا جائے اپنی ہستی سے نکل جاؤ پھر دیکھو کہ دنیا کی کوئی نظر بھی تم پر اپنا اثر کر سکتی ہے یا اس کی کوئی ادا نہیں جا سکتی ہے ہرگز نہیں جب تمام کدورتوں سے نفس پاک و صاف ہو جاتا ہے تو اس وقت امر الٰہی کی پیروی کرنے لگتا ہے اور جب عارف کی نظر عالی ہو جاتی ہے تو اس کے مقام سر پر تجلیات و انوار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔

تنزیہ باری تعالیٰ

کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ وہ ہم سے قریب اور خالق کل ہے اس نے اپنی حکمت کاملہ سے تمام اشیا مقدر کر دیئے ہیں اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی اور اس کی رحمت سب پر عام ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ لوگ جھوٹے ہیں جو اس کی مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس کے برابر جانتے یا کسی کو اس کا شریک مانتے اور یا کسی کو اس کا شبیہ و نظیر ٹھیراتے ہیں سبحان الله عما یصفون وہ ان تمام باتوں سے پاک اور بالاتر ہے وہ مالک علی الاطلاق ہے تمام عیوب سے پاک ہے سب پر غالب ہے سب سے زیادہ حکمت والا ہے وہی ایک تن تنہا ہے نہ وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ وہ خود کسی سے اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے لیس کمثله شئ وهو السميع البصير کوئی چیز بھی اس جیسی نہیں وہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے نہ اس کا کوئی معاون و مددگار ہے اور نہ وزیر و نائب نہ کوئی شے نہیں ہے جسے کوئی چھو سکے اور نہ جوہر ہے کہ جلا پائے اور نہ عرض ہے کہ فنا ہو جائے نہ وہ ذی ترکیب و تالیف ہے اور نہ ذی ماہیت ہے کہ محدود ہو سکے نہ وہ طبائع میں سے کوئی طبیعت ہے نہ طلوع ہونے والی چیزوں میں سے کوئی طالع ہے نہ ظلمت ہے کہ ظاہر ہو نہ نور ہے کہ درخشاں ہو تمام چیزیں اس کے علم میں حاضر ہیں بدون اس کے کہ وہ چیزیں اس سے ممتزج ہوں وہ سب کو دیکھ رہا ہے بدون اس کے کہ وہ اس کو چھو سکیں قاہر و حاکم وہی ہے وہی سب کا معبود ہے ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا نہ اسے موت ہے نہ فنا وہ حاکم و عادل ہے وہ قادر رحیم بخشنے والا بندوں کے عیبوں پر پردہ ڈالنے والا اور خالق و رازق ہے اس کی سلطنت ابدی اور اس کی عظمت و جلال دائمی ہے اسمائے حسنیٰ اس کے نام اور صفات عالیہ اس کی صفات ہیں وہ وہم و خیال میں نہیں آ سکتا ہے اور نہ کسی کے فہم و قیاس میں سما سکتا ہے اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم وز ہرچہ گفتہ ایم شنیدیم خواندہ ایم

[illegible]

... دنیا ... جو کسی شکل ... ہو سکتا
... اس کے ... سب کے اقوال و افعال اس کی کنہ میں
... کہلاتا ہے اور جو حقیقی ... وہ سب کو بندگی ... اعتدہ سے بندگی
کی ضرورت نہیں وہ جو چاہے ہو کہ اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں اس نے پہلا
کسی فکر و خیال اور نظیر و مثال کے بغیر اپنے ارادے سے مخلوق پیدا کی مگر نہ اس
سے کہ تنہا تھا اور تنہائی کے ... کی غرض سے اور نہ کسی ضرورت ... کی نیت سے ہوا
نہ انہیں کے پیدا کرنے میں اس کے سوا کوئی ضرورت محسوس ہوئی بلکہ صرف
اسی بنا پر کہ وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے جیسا کہ اس نے اپنے کلام پاک میں فرمایا
ہے ذوالعرش المجید فعال لما یرید بزرگ و برتر عرش والا ہے اور
جو چاہتا ہے سو کرتا ہے وہ اپنی قدرت اعیان، تبدیل اور تغیر احوال میں منفرد
ہے کل یوم ھو فی شان جو کچھ اس نے مقدر کر دیا ہے وقت مقررہ پر اسے
جاری کرتا ہے اس کی تدبیر مملکت میں کوئی شریک معین و مددگار نہیں عالم الغیب
ہے وہ پوشیدہ یا متناہی اور محدود نہیں بلکہ قادر مطلق ہے اس کی قدرت کی کوئی
حد نہیں وہ بر ہے اس کا کوئی ارادہ پوشیدہ اور ناقص نہیں یاد رکھتا ہے بھولتا نہیں

پیدائش انسان کے متعلق فرمایا سبحان اللہ اس خالق کون و مکان نے انسان کو کس عمدہ اور بہترین صورت میں
بنایا اس نے اس ضعیف البنیان کے وجود میں اپنی کیا کیا حکمتیں رکھی ہیں اگر انسان
میں اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے کی عادت نہ ہو تو وہ اپنی فضیلت کی وجہ سے
انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہے اگر اس میں کثافت طبعی نہ ہوتی تو وہ نہایت ہی لطیف
ہی ہوتا وہ ایک ایسا خزانہ ہے جس میں اسرار و غرائب اور جمیع اصناف غیب کے
گنج ہیں اس کا وجود ایک مکان ہے جو کہ نور و ظلمت دونوں سے بھرا ہوا ہے وہ
ایک ایسا پردہ ہے جس میں طرح طرح کے پردوں سے روح کو اغیار کی آنکھوں
سے چھپایا گیا ہے فرشتوں پر اس کی فضیلت نے اسے ولقد کرمنا بنی
آدم کا لباس پہنایا اور فضلت ھم العقل کی مجلس میں بٹھا کر اس کے
حسن و جمال کو دکھایا جس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ عالم الغیب
والشہادۃ ہے اس کے اجسام کی سیپیں ارواح کے موتیوں سے
بھری ہوئی ہیں وجود کے دریا میں حلم کی کشتیوں پر لدی ہوئی ہیں اور
وہ کشتیاں ہوائے روح کے ذریعہ ریاضت و مجاہدہ کی طرف جا رہی ہیں
اس کے میدان وجود میں سلطان عقل سلطان ہوا و خواہش کے مد مقابل کھڑا
ہوا ہے اور دونوں لشکر فضائے صدر میں بڑی جوانمردی سے ایک دوسرے
کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔

سلطان ہوا کے لشکر کا سردار نفس ہے اور سلطان عقل کے لشکر کا سردار
روح ہے ... دونوں بادشاہوں کے لشکروں کی تیاری کے بعد حکم الٰہی کے
... لشکر الٰہی ... آگے ... لشکر سلطان
ہوا کے ... دونوں لشکر ... لگے
... طرح طرح کے ...
... دونوں
لشکروں ... میدان ... کے ہاتھ

[illegible]

اے فرزند من! عقل کی پیروی کر تاکہ تجھے سعادت ابدی حاصل ہو اور
نفس کی پیروی کو چھوڑ دے قدرت الٰہی پر غور کر روح کو جو سماوی اور عالم
شہود سے ہے اکٹھا کر دیا ہے چاہیئے کہ یہ طائر لطیف عنایت الٰہی کے باد
اس کے کثیف پنجرے کو توڑ کر شجرہ حضرت القدس میں اپنا آشیانہ بنائے
اور تقرب الٰہی کی شاخوں پر بیٹھ کر لسان شوق سے چہچہائے معارف کے میدان
سے جواہرات حقائق چنے اور نفس کثیف کو ظلمت وجود میں پڑا رہنے دے
پھر جسم فلکی فنا ہو گا اور اسرار قلب ظاہر ہوں گے اگر توفیق الٰہی ایک لحظہ بھر
بھی تمہارے شامل حال ہو جائے تو اس کی ایک نظر توجہ ہی تمہیں مقام
عرش تک پہنچا دے اور تمہارے دل میں حقائق علوم بھر کر اسے معرفت کا خزانہ
بنا دے اس وقت تمہیں عقل کی آنکھوں سے جمال ازل نظر آئے گا۔

یاد رکھو ظلمت افکار میں جوانمردوں کا چراغ ان کی عقل ہوتی ہے وہ ارباب
معارف و حقائق کی رہنما و دلیل ہے جس سے وہم و گمان کے ہجوم کے وقت چہرہ دل
سے شکوک کے نقاب اٹھ جاتے ہیں اور جب دلیلیں ناقص رہ جاتی ہیں تب
بھی توفیق الٰہی ہی شامل ہو کر افکار باطلہ کو قدرت سے مٹا دیتی ہے

اسم اعظم کے متعلق فرمایا کہ اللہ ہی اسم اعظم ہے مگر اس کا اثر تب ہوتا ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں بجز اللہ کے اور
کچھ نہ ہو معارف کی بسم اللہ بمنزلہ حکم کن کے ہے یعنی جب خدا تعالیٰ کسی شے
کو موجود کرنا چاہتا ہے تو اس کی نسبت فرماتا ہے کن یعنی ہو جا تو وہ موجود ہو جاتی
ہے یہی حال معارف کی بسم اللہ کا ہے۔

اللہ وہ کلمہ ہے جو ہر ایک ہم کو آسان اور ہر ایک غم و فکر کو دور کر دیتا ہے یہ
وہ کلمہ ہے جو زہر کے اثر کو بھی کھو دیتا ہے یہ وہ کلمہ ہے جس کا نور عام ہے اللہ
ہر غالب پر غالب ہے اور مظہر العجائب ہے اللہ تعالیٰ کی سلطنت تمام سلطنتوں
سے زبردست ہے اور تمام بندوں کے حال سے مطلع اور ان کے دل کے بھیدوں سے
واقف ہے اور تمام سرکشوں کو پست کرنے والا تمام خود پرستوں کو توڑ دینے والا
ہے اللہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں جو اللہ کا ہے وہ
اللہ کی حفاظت میں ہے جو اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ غیر اللہ کو دوست نہیں رکھتا
جو اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے وہ اس تک پہنچ جاتا ہے اور وہ اس کے سایۂ
عاطفت میں زندگی بسر کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا مشتاق ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ
کے ساتھ انسیت رکھتا ہے جو اغیار کو چھوڑ دیتا ہے اس کے اوقات خدا تعالیٰ
کے ساتھ گزرتے ہیں وہ فنا کے بعد ... سے ہمکنار ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے بھاگنے والو اب بھی اس کی طرف آؤ تم اس کا نام اس سرائے
فانی میں سن رہے ہو تو بتاؤ اس کے جمال کا کیا شہرہ ہوگا دار الجنت میں
تمہارے لئے یہ کچھ ہے تو دار نعمت میں کیا کچھ ہوگا خدا کا نام ہو اور سامع
دور ہو کر اسے پکارو پھر جب حجاب اٹھ جائے تو کچھ لوگ مشاہدہ میں ہوں گے
اور وصال کے دریا ان پر بہہ رہے ہوں گے

علم و عمل کے متعلق فرمایا کہ پہلے علم پڑھو اس کے بعد گوشہ نشین ہو
جو شخص بدون علم کے عبادت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے اس
کے بگاڑ ... نسبت سنورنے کے بگڑنے زیادہ ہیں پہلے اپنے ساتھ شریعت الٰہی

نے چراغ کو لے لیا اور ہر عبادت الٰہی کرو جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے خدا
تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کرتا ہے بعد علم لدنی اسے حاصل ہوتا ہے۔

تم اسباب اور احکام خلق سے منقطع ہو جاؤ وہ تمہارے دل کو مضبوط اور عبادت و پرہیزگاری کی طرف اس کا میلان کر دے گا ما سوا سے جدا رہو اور اپنا جامع شریعت کل ہونے سے ڈرتے رہو خدا تعالیٰ سے نیک نیتی رکھو چالیس روز تک اگر تم اس کی یاد میں بیٹھے رہو تو تمہارے دل سے زبان کی راہ حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں گے اور تمہارا دل اس وقت موسیٰ علیہ السلام کی طرح محبت الٰہی کی آگ دیکھنے لگے گا آتش محبت دیکھ کر تمہارے نفس تمہاری خواہش تمہارا شیطان تمہاری طبیعت اور تمہارے اسباب وجود سے کہنے لگیں گے کہ ٹھہر جاؤ میں نے آگ دیکھی ہے اور مقام سر سے ندا ہوگی کہ میں ہی تیرا رب تو میرے غیر سے تعلق نہ رکھ مجھے پہچان لے اور ما سوا کو بھول جا مجھ ہی سے علاقہ رکھ اور سب علاقہ توڑ دے میرا طالب بن رہ اور باقی سب سے اعراض کر میرے علم سے میرا تقرب حاصل کر پھر جب لقا تمام ہو جائیگی تو تمہیں حاصل ہوگا جو کچھ کہ حاصل ہوگا الہام ہوگا اور حجاب زائل ہو جائینگے کدورت دور ہو جائیگی نفس بھی ساکن ہو جائے گا الطاف کریمانہ ہونے لگیں گے اور خطاب ہوگا کہ اے قلب فرعون نفس و خواہش شیطان کے پاس جاؤ تو انہیں میرے پاس لے آؤ میں انہیں ہدایت کروں گا اور جا کر ان سے کہنا کہ تم میری پیروی کرو میں تمہیں نیک راہ بتاؤں گا۔

علماء کا فساد دو باتوں میں ہے

آپ فرماتے ہیں کہ علماء کا فساد دو باتوں میں ہے اول یہ کہ علم پر عمل نہ کریں دوئم یہ کہ جس بات کا علم نہ ہو اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور کلام لایعنی اور جس امر سے وہ روکے جائیں باز نہ رہیں ہر ایک سے نیت رکھنا ادب کی نشانی ہے۔

شقاوت کی تین علامتیں ہیں

اول۔ یہ کہ علم حاصل ہو اور عمل سے محروم رہے۔
دوئم۔ یہ کہ عمل کرتا ہو مگر اخلاص سے محروم رہے۔
سوئم یہ کہ اہل عرفان کی صحبت میں رہ کر ان کی تعظیم نہ کرے۔

یاد رہے کہ علم حسد جان اور جہل غرور ہے صدق امانت اور صلہ رحمی لقا، اور قطع رحمی معصیت ہے صبر شجاعت، کذب عاجزی اور صدق قوت ہے ہر شخص کو چاہیئے کہ ایسی صحبت میں رہا کرے جو اس کو آداب شریعت سے متنبہ اور اس کی غفلت شعاری میں اس کے حال و احوال کی حفاظت کرتا رہے۔

محبت الٰہی کے تین اصول

آپ فرماتے ہیں کہ محبت کے تین اصول ہیں وفا ادب مروت وفا یہ ہے کہ اس کی وحدانیت و فردانیت میں اپنے دل کو مشغول کر کے انفراد قلب حاصل کرے مشاہدہ الٰہی میں ثابت قدم اور اس کے نور ازلیت سے مانوس رہے۔

ادب یہ ہے کہ خطرات کی مراعات حفظ اوقات اور ما سوی سے انقطاع کرتا رہے

مروت یہ ہے کہ ... صدق و صفا کے ساتھ ذکر اللہ پر اکتفا ہر ظاہر و باطن ... سے ... کے ساتھ ثابت قدم رہے اور حالات آئندہ کی

... بدعت ... کہتے ہیں

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ... شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور شریعت طریقت میں ... لہذا آپ نے جس تصوف کا اعلان کیا وہ سب اتباع شریعت کا نمونہ تھا اس بارہ میں آپ کا کلام پیش کیا جاتا ہے وہ لوگ جو ... فقر و تصوف کے نام پر احکام شریعت کی توہین کیا کرتے ہیں اور شریعت کی پابندی سے بچ کر اپنے آپ کو آزاد ظاہر کرتے ہیں ان کو مندرجہ ذیل بیان کو آنکھیں کھول کر پڑھنا چاہیئے۔

متابعت سنت اور ترک بدعت

کے بارے میں فرماتے ہیں کہ سنت کی پیروی کو لازم پکڑو و کمل دین الٰہی میں کوئی بدعت نہ نکالو خدا اور اس کے رسول کا کہا مانو ان کے حکم سے باہر نہ نکلو خدا کو ایک جانو اس کا کسی کو شریک نہ کرو خدا کو ہر عیب اور نقص سے پاک جانو اس پر کوئی تہمت نہ رکھو دین اسلام کو سچ مانو اور اس میں شک نہ کرو مصیبتوں میں صبر کرو بے صبری نہ کرو اپنی عقل پر ثابت قدم رہو بھاگو مت خدا کا فضل مانگو اور مانگنے میں غمناک نہ ہو اپنے مطلب کے پورا ہونے کا انتظار کرو اور امید کو نا امید نہ ہو ایک دوسرے کے بھائی بھائی بنو اور آپس میں دشمنی نہ رکھو کینے نہ رکھو آپس میں پھوٹ نہ ڈالو آپس میں محبت رکھو ایک دوسرے کا اپنی نفسانیت کی بنا پر دشمن نہ جانو گناہوں سے پاک رہو معصیت سے میلے اور آلودہ نہ ہو اپنے رب کی طاعت و بندگی کے ساتھ زینت اور آراستگی حاصل کرو اور توبہ کرنے میں دیر نہ کرو

ستارہ حکمت و ماہتاب علم

آپ فرماتے ہیں کہ مسلمان کے دل پر حکمت کا ستارہ طلوع کرتا ہے اس کے بعد ماہتاب علم اور پھر آفتاب معرفت ستارہ حکمت کی روشنی سے وہ دنیا کو ماہتاب علم کی روشنی سے آخرت کو اور آفتاب معرفت کی روشنی سے مولا کو دیکھتا ہے۔

مجلس نہم

کرامات غوث الاعظم

مقدمہ قرآن و حدیث اجماع امت آثار معقول غرض جمیع علماء و فقرا سے کرامات اولیاء امر کا جواز ثابت ہوتا ہے قرآن کریم کی متعدد آیات کرامت اولیاء پر دال ہیں مثلاً مریم علیہا السلام کو بے موسم میوے ملنا اصحاب کہف کا نو سو برس کے بعد نیند سے جاگنا۔ آصف بن برخیا کا پلک جھپکنے میں بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لا کر موجود کر دینا وغیرہ وغیرہ یہ واقعات و کرامات جو صریح لفظوں میں مذکور ہیں ان سے قطعی طور پر کرامت اولیاء کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

اسی طرح بہت سی احادیث سے بھی کرامات اولیاء کا ثبوت ہوتا ہے جن کو نقل کرتے ہیں بخاری نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضور پر نور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصوں نے گود میں کلام کیا ایک عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دوسرے جریج عابد کے زمانہ میں ایک

... [illegible] ہے کہ ... [illegible] فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے تین شخص چلے جا رہے تھے پہاڑ کا ایک غار ... [illegible] ... اور ہر ایک نے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ دے کر دعا کی [illegible] کامیاب ہوئے ... [illegible] صحیح اور مسلم ... ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک شخص ایک بیل کو ہانکنے کے لئے جا رہا تھا اور اس پر بوجھ لاد رکھا تھا بیل نے اس سے کہا کہ میں اس کام کے لئے نہیں پیدا کیا گیا ہوں کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں لوگوں نے تعجب کیا اور کہا سبحان اللہ کہیں بیل بھی بولتا سنا ہے حضور نے فرمایا کہ میرا، ابوبکر اور عمر کا اس پر ایمان ہے۔

علاوہ ازیں بہت سی کرامتیں خلفائے راشدین سے ظاہر ہوئیں جن کو ہم بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہیں صرف نمونتاً اور ثبوت دعا کے لئے یہ دو تین مثالیں نقل کر دی ہیں جو سلیم الطبع اور خدا پرست مسلمان کے لئے بہ کافی ہیں

جواز کرامات پر عقلی دلائل

جب بندہ طاعت و عبادت میں اس درجہ منہمک ہو جائے کہ رب العزت کے تمام احکام خندہ پیشانی کے ساتھ بجا لائے اپنے وجود کی علمی و عملی تمام طاقتیں خدا کو سونپ دے اپنے ارادہ اور خواہش سے ہاتھ اٹھائے اور ہر وقت اس کی رضا کا طالب رہے ایسے فرمانبردار اور برگزیدہ بندہ کے ہاتھ سے اگر خالق ارض و سماء مالک مطلق اپنی قدرت کی کچھ نشانیاں دکھلائے اور اپنے بندہ کی مرضی کے مطابق کام کر دے تو رحیم و کریم خدائے کارساز سے یہ بات کیونکر بعید ہو سکتی ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ پاک اپنے کسی بندہ کی وجہ سے اپنا قانون نہیں بدل سکتا مگر ہم کہتے ہیں کہ پہلے انسان ضعیف البنیان خدا تعالیٰ کی لامحدود قدرت اور قوانین الٰہیہ کو تو معلوم کرے پھر خلاف ورزی کا دھبہ لگائے حالانکہ یہ امر محال ہے۔

کرامت اولیاء کے منکر اس کے محال ہونے کی صرف دو ہی وجہیں پیش کر سکتے ہیں یا تو یہ کہ اللہ پاک کسی عجیب و غریب اور خارق عادت امور کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اور جسمانی تمام قوانین الٰہیہ کو بالکلیہ جان لیا ہے یا یہ کہ بندہ اس قابل نہیں کہ خدائے کریم اس کے ہاتھ سے کوئی عجیب امر ظاہر کرا دے پہلی بات پر اعتقاد رکھنا کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے جو اس کو قادر نہ مانے کافر اور اس کی صفات سے جاہل ہے دوسری بات بھی باطل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اس کے افعال و احکام اور اسماء کی معرفت رکھنا محبوب حقیقی کی اطاعت میں ہر لحظہ اور ہر وقت اس کی بندگی کرنا، تقدیس تحمید اور تہلیل میں لگے رہنا اور اس کا شکر ہر حالت میں ادا کرتے رہنا اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا عطیہ توفیق اور علم بندہ کا بڑا عجیب ... ہے اور قلب میں روشنی دینے ... [illegible] ... معرفت ... [illegible] ... کیا ... ہے ... [illegible]

اب ہم چند کرامات غوث اعظم بیان کرتے ہیں جن سے ناظرین کو آپ کی عظمت و شان کا اندازہ ہوگا۔

دجلہ کی طغیانی کا کم ہونا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دجلہ میں سخت طغیانی آئی اور اہل بغداد کو خوف ہوا کہ کہیں غرق نہ ہو جائیں اس لئے لوگوں نے آپ کی خدمت میں التجا کی کہ آپ دعا کریں اور ہمیں تباہی و بربادی سے بچائیں آپ اپنا عصا لیکر دجلہ کے کنارے گئے اور اس کو دجلہ کی اصل حد پر گاڑ کر فرمایا کہ بس یہیں تک رہو اس سے آگے نہ بڑھو آپ کا یہ فرمانا تھا کہ دجلہ کی طغیانی اسی وقت کم ہو گئی اور وہ اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

آپ کے عصا کا روشن ہونا

عبداللہ ذیال بیان کرتے ہیں کہ ۵۶۰ھ کا واقعہ ہے کہ میں حضرت غوثیت مآب کے مدرسہ میں کھڑا ہوا تھا اتنے میں آپ بھی اپنے دولت خانہ سے ہاتھ میں عصا لئے ہوئے تشریف لے آئے اس وقت مجھے خیال ہوا کہ آپ مجھے اپنے عصا سے کوئی کرامت دکھلاتے آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور اپنا عصا زمین پر گاڑ دیا وہ روشن ہو کر چمکنے لگا اور ایک گھنٹہ تک اسی طرح چمکتا رہا اس کی روشنی آسمان کی طرف بلند ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ اس کی روشنی سے تمام مکان روشن ہو گیا پھر ایک گھنٹہ کے بعد اسے اٹھا لیا تو وہ ویسے کا ویسا ہی ہو گیا اور مجھ سے فرمایا کہ ذیال تم یہی چاہتے تھے نا۔

بارش کا آپ کا حکم ماننا

ایک مجلس میں سیدنا غوث الاعظم علیہ الرحمۃ بیٹھے وعظ و ارشاد سے لوگوں کو مستفیض فرما رہے تھے اتنے میں بارش ہونے لگی آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا میں تو تیرے لئے لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو انہیں منتشر کرتا ہے آپ کا یہ کہنا تھا کہ بارش مدرسہ پر موقوف ہو گئی اور اس سے کنارے کنارے برستی رہی۔

آپ کا طی الارض

شیخ ابوالحسن بن ابی السلطنۃ بیان کرتے ہیں کہ [illegible] کا واقعہ ہے کہ ایک شب آپ دولت خانہ سے باہر تشریف لائے میں آفتابہ بھر کر آپ کی خدمت میں لایا تو آپ نے نہیں لیا اور آپ مدرسہ میں تشریف لائے پھر باہر نکلے میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا اس کے بعد آپ بغداد کے دروازہ پر پہنچے پھر روانہ ہوئے ہم ایک ایسے شہر میں پہنچے جس کو میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اس شہر میں پہنچ کر آپ ایک مکان میں داخل ہوئے جو آپ کے مسافر خانہ سے مشابہ تھا اس مکان میں چھ اشخاص تھے انہوں نے آپ کو سلام کیا اور آپ ذرا آگے بڑھ گئے اور میں ایک گھر کے پاس ٹھہر گیا یہاں نہایت پست آواز سے کراہنے کی آواز سنی کچھ دیر کے بعد یہ آہٹ بند ہو گئی جہاں سے یہ کراہنے کی آواز آ رہی تھی اس طرف ایک شخص گیا اور وہاں سے ایک شخص کو کندھے پر اٹھا لایا اس کے بعد ایک شخص جس کی مونچھیں دراز تھیں [illegible] آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اس کو تین دفعہ کلمہ شہادت پڑھا کر اس کی مونچھیں تراشیں اسے ٹوپی پہنائی اور اس کا محمد نام رکھا اور باقی اشخاص سے فرمایا کہ یہ شخص متوفی کا قائم مقام ہوگا ان سب نے کہا سر و چشم۔

پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور تھوڑی سی دیر کے بعد بغداد کے دروازہ پر آ پہنچے پھر جب صبح کو میں آپ سے سبق پڑھنے بیٹھا تو میں نے آپ کو قسم دلا کر پوچھا

کہ یہ کیا واقعہ ہے تو آپ نے فرمایا جو شخص تم نے دیکھا یہ بہادر تھا اور وہ چھ اشخاص

ابدال و نجبا میں سے تھے ساتواں شخص جس کے کراہنے کی آواز تم سنتے تھے وہ بھی انہیں

میں سے تھا اور وہ اس وقت وفات پانے والے تھے اس لئے میں ان کے پاس

گیا جس شخص کو میں نے کلمہ شہادت پڑھایا وہ نصرانی اور قسطنطنیہ کا رہنے والا

تھا مجھے حکم ہوا تھا کہ یہ شخص ان کا قائم مقام ہوگا اسی لئے وہ میرے پاس

لایا گیا اسلام قبول کیا اور اب وہ ابدال میں سے ہے۔

ایک سانپ کا آپ سے ہمکلام ہونا

ایک دفعہ آپ کی مجلس میں بہت سے علماء، فقہا اور فقرا حاضر تھے اور آپ اس وقت مسئلہ قضا و قدر کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے کہ اس اثنا میں ایک بہت بڑا سانپ چھت سے گرا تمام لوگ اٹھ اٹھ کر بھاگ گئے مگر آپ نے جنبش تک نہ کی اور اسی طرح اپنی جگہ بیٹھے رہے اور بدستور تقریر فرماتے رہے یہ سانپ آپ کے کپڑوں میں گھسا آپ کے تمام جسم پر پھرنے لگا اور پھر گلے کے پاس سے اتر کر زمین پر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور آپ سے کچھ باتیں کر کے چلا گیا اور کسی نے کچھ نہ سمجھا کہ کیا باتیں کیں اس کے بعد سب لوگ اپنی اپنی جگہ آکر بیٹھ گئے اور باصرار اس معاملہ کی نسبت دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا مگر آپ جیسا میں نے کسی کو نہیں پایا اس کے جواب میں میں نے اس سے کہا کہ میں قضا و قدر میں گفتگو کر رہا تھا تو اوپر گرا اور تو زمین کا ایک کیڑا ہے قضا و قدر ہی سے جاہا کہ میرا قول و فعل دونوں برابر اور متفق ہو جائیں

آپ کی دعا سے مریض کا شفایاب ہونا

شیخ خضر الحسینی الموصلی بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت بابرکت میں قریباً ۱۳ سال تک رہا اس عرصہ میں میں نے آپ کے بہت سے خوارق عادات دیکھے منجملہ ان کے ایک واقعہ یہ ہے کہ جس مریض سے اطباء عاجز آجاتے تھے اور علاج سے جواب دیدیتے تھے ایسا مریض آپ کے پاس آکر شفایاب ہو جاتا تھا آپ اس کے واسطے دعا فرماتے اور اپنا دست مبارک اس کے جسم پر رکھتے اور خدا پاک اسی وقت صحت عطا فرماتا۔

ایک قافلے کے متعلق آپ کی کرامت

شیخ ابو عمر عثمان بیان کرتے ہیں کہ ۳ صفر ۵۵۵ھ کو ہم آپ کے مدرسہ میں تھے مثلاً آپ نے لشکر اپنی کھڑاویں پہنیں اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی جب نماز پڑھ کے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک چیخ ماری اور ایک کھڑاؤں اٹھا کر ہوا میں اڑا دی اسی طرح دوسری بھی یہ دونوں کھڑاویں دیکھتے دیکھتے ہماری نظروں سے غائب ہو گئیں اور خاموش بیٹھ گئے۔

تین روز کے بعد ایک قافلہ آیا اور کہا ہم کو حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا ہے ہم ان کو آپ کی خدمت میں لے گئے انہوں نے کچھ ریشمی و اونی کپڑا اور سونا نذرانہ دیا اور وہ کھڑاویں بھی ہم نے باہر آکر قافلہ والوں سے دریافت کیا کہ یہ کھڑاویں تمہیں کہاں ملی تھیں انہوں نے بیان کیا کہ تین صفر کو ہم جا رہے تھے کہ راستہ میں بدوؤں نے آکر لوٹ لیا بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا اور مال آپس میں تقسیم کرنے لگے اس وقت ہم نے منت مانی کہ اگر ہماری جان ان کے ہاتھ سے بچ گئی تو شیخ کی خدمت میں نذر پیش کریں گے تو یک بیک ان میں سے

ان کے سردار حضرت غوث الاعظم کی نذر کرتے تھے ہم یہ کہہ ہی رہے تھے کہ ہم نے دو چیخیں سنیں جنہوں نے سارے بیابان کو ہلا دیا فوراً ہی جنگ رک گئی اور ہم نے کہا کہ کوئی شخص آ رہا ہے اتنے میں قزاق ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو تو ہم پر کیا مصیبت آئی ہوئی ہے ہم ان کے ساتھ گئے جا کر دیکھا کہ ان کے سردار مرے پڑے ہیں ہم اپنا مال لے کر سلامت منزل پر پہنچ گئے۔

جنات کا آپ کی تابعداری کرنا

ابو سعید عبداللہ الہاشمی بیان کرتے ہیں کہ میری ایک دختر مسماۃ فاطمہ ایک دفعہ مکان کی چھت پر گئی تو اسے کوئی جن اٹھا لے گیا اس کی عمر ابھی سولہ سال کی تھی اور بالغ نہیں ہوئی تھی میں اس کا بہت رنج ہوا میں حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا کہ تم بغداد کے محلہ کرخ کے ویرانہ میں جا کر پانچویں ٹیلہ کے نزدیک بیٹھ جاؤ اور اپنے گرد ایک حصار کھینچ لو حصار کھینچتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم علی نیۃ عبد القادر پڑھو جب نصف شب گذر جائے گی تو تمہارے پاس سے مختلف صورتوں میں جنات کا گذر ہوگا تم ان سے کچھ خوف مت کرنا پھر صبح کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ تمہارے پاس ان کے بادشاہ کا گذر ہوگا وہ تم سے تمہاری ضرورت دریافت کرے گا تم اس سے صرف یہ کہنا کہ مجھے عبد القادر نے تمہارے پاس بھیجا ہے اس کے بعد اپنی دختر کا واقعہ بیان کرنا میں آپ کے ارشاد کے بموجب کرخ کے ویرانہ میں حصار کھینچ کر بیٹھ گیا جنات کا میرے پاس سے بھیانک شکلوں میں گذر ہوتا رہا بالآخر ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار میرے سامنے آکر ٹھہر گیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ تمہیں کیا ضرورت درپیش ہے میں نے کہا کہ مجھے حضرت شیخ عبد القادر نے آپ کے پاس بھیجا ہے جب اس نے آپ کا نام نامی اور اسم گرامی سنا تو گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور زمین پر بیٹھ گیا اور پھر اس کا تمام لشکر بھی زمین پر بیٹھ گیا .... پوچھا کہ آپ یہاں کس لئے آئے ہیں میں نے اپنی دختر کا تمام قصہ بیان کر دیا اس نے اپنے تمام لشکر سے دریافت کیا کہ ان کی دختر کو کون اٹھا کر لایا ہے مگر سب نے انکار کیا اس کے بعد ایک جن لایا گیا اور کہا گیا کہ یہ چین کے جنات میں سے ہے وہ دختر اس کے ساتھ تھی بادشاہ نے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا تھا جو ایک قطب وقت کی رکابداری میں سے اسے اٹھا لایا اس نے کہا کہ مجھے یہ دختر اچھی معلوم ہوئی اس لئے اٹھا لایا بادشاہ نے یہ جواب سنتے ہی اس کی گردن اڑا دی اور لڑکی کو میرے حوالہ کر دیا۔"

ان کے علاوہ حضرت غوثیت مآب کی اور بہت سی کرامتیں ہیں مگر ہم ان کو بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہیں اور صرف تبرکاً انہی چند کرامات پر اکتفا کرتے ہیں ؎

کون ثانی ہے بھلا روئے زمین پر آپ کا | نور روشن ہو گیا سب جہاں پر آپ کا
بن گیا فوراً ولی دل اس کا روشن ہو گیا | جو سرخ پڑ گیا جس کے جبیں پر آپ کا
وہ شہنشاہ ولایت مالک ملک یقیں | حکم جاری ہے بغیر شک دین پر آپ کا
جد امجد سے نہ ہوا امداد کیونکر آپ کو | حق فرزندی ہے ختم المرسلیں پر آپ کا
کیوں نہ جھک جائیں سر خود جاکر کے حق کے گدا | دست شفقت ہے جیلان سلطان پر آپ کا

مجلس دھم
آپ کی عبادت

شیخ ابو محمد عبد اللہ بن ابی الفتح ہروی فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کی

خدمت اقدس میں رہا چالیس سال تک جو کچھ میں نے دیکھا اس مدت میں۔ اکثر میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے اور ہمیشہ باوضو رہتے تھے جب کبھی اتفاقیہ بے وضو ہو جاتے تھے فوراً وضو کر لیتے اور دو رکعت نماز پڑھ لیتے عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر خلوت میں چلے جاتے اور پھر کوئی شخص خلوت میں نہیں جا سکتا تھا طلوع آفتاب تک باہر تشریف نہ لاتے اگر رات کے وقت خلیفہ بھی آپ کی ملاقات کے لئے آتا تو بغیر دیدار کے واپس چلا جاتا اور یا صبح تک انتظار کرنا پڑتا رات کے اول حصہ میں نماز میں مشغول رہتے اس کے بعد ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے جب تیسرا حصہ رات کا گزر جاتا تو فرماتے المحیط الرب الشہید الحسیب الفعال الخلاق الخالق البارئ المصور اور ہوا میں بلند ہو جاتے یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو جاتے اس کے بعد نماز میں مشغول ہو کر ایک قدم پر کھڑے ہو کر ختم قرآن کرتے یہاں تک کہ دوسرا ثلث بھی گزر جاتا اس کے بعد دیر تک سجدہ میں رہتے اور روئے مبارک زمین پر ملتے بعد ازاں فجر تک قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر مراقبے اور مشاہدہ میں رہتے بعد ازاں دعا و زاری اور تذلل کرتے اس حالت میں آپ نور میں ڈھک جاتے اس نور کی چمک اس قدر تیز ہوتی کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا جاتیں۔

رشک گر چہ شود بدر ماہ از و　　بہ از ہزار نگاہ است یک نگاہ او

خود حضور نے ایک دفعہ اثنائے وعظ میں فرمایا کہ ۲۵ سال تک میں بالکل تنہا عراق کے بیابانوں میں اور ویران مقامات میں سیاحت کرتا رہا اور چالیس سال تک میں عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا رہا عشاء کے بعد ایک پیر سے کھڑا ہو کر قرآن مجید شروع کرتا اور نیند کے خوف سے اپنا ایک ہاتھ کھونٹی سے باندھ دیتا اور آخر رات تک قرآن مجید ختم کر دیتا۔

ایک روز میں شب کو ایک ویران عمارت کی سیڑھیوں پر چڑھ رہا تھا اس وقت میرے جی میں آیا کہ اگر میں تھوڑی دیر کہیں سو رہتا تو اچھا ہوتا جس سیڑھی پر مجھے یہ خیال گزرا تھا اسی پر میں ایک پیر سے کھڑا ہو گیا اور قرآن شریف تلاوت کرنا شروع کیا اور تا اختتام اسی طرح کھڑا رہا اور گیارہ برس تک میں اس برج میں جو اب برج عجمی کے نام سے مشہور ہے رہا کیا اسی سبب سے اسے برج عجمی کہتے ہیں میں نے اس برج میں خدا تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ جب تک میرے منہ میں لقمہ دیکر مجھے کھانا نہ کھلایا جائے گا اس وقت تک میں کھانا نہ کھاؤں گا اور جب تک پانی نہ پلایا جائے گا پانی نہ پیوں گا چنانچہ میں چالیس دن تک اسی برج میں بیٹھا رہا اس اثناء میں نہ میں نے کھانا کھایا اور نہ پانی پیا جب چالیس روز پورے ہو چکے تو میرے سامنے ایک شخص کھانا رکھ گیا میرا نفس کھانے پر گرنے لگا میں نے کہا خدا کی قسم میں نے جو خدا سے معاہدہ کیا ہے وہ ابھی پورا نہیں ہوا پھر میں نے باطن میں ایک چیخ سنی کہ کوئی چلا کر بھوک بھوک کہہ رہا ہے میں نے اس چیخ کا مطلق خیال نہیں کیا اتنے میں شیخ ابو سعید مخزومی کا میرے قریب سے گزر ہوا انہوں نے بھی یہ آواز سنی اور مجھ سے آ کر کہا عبد القادر یہ کیا شور ہے میں نے کہا یہ نفس کی بے قراری ہے اور روح مطمئن ہے وہ اپنے مولا کی طرف دل لگائے ہوئے ہے پھر آپ مجھ سے یہ کہہ کر چلے گئے کہ اچھا تم اب الازج میں چلے آؤ میں نے اپنے جی میں [illegible] نہ ہوگا میں اس برج سے باہر قدم نہ رکھوں گا اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے آ کر کہا کہ ابو سعید مخزومی کے پاس چلے جاؤ میں آپ کے پاس گیا تو آپ مدرسہ میں کھڑے میرے انتظار کر رہے تھے آپ نے فرمایا عبد القادر تمہیں میرے کہنا کافی نہ ہوا پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے خرقہ پہنایا اس کے بعد میں آپ ہی کی خدمت میں رہنے لگا (تحفہ قادریہ)۔

آپ کی ادعیہ

آپ کے صاحبزادے عبد الرزاق بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد اپنی مجالس میں مندرجہ ذیل ادعیہ پڑھا کرتے تھے

بعض مجلس میں آپ یہ دعا فرماتے تھے

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ صُدُودِكَ وَبِقُرْبِكَ مِنْ طَرْدِكَ وَبِقَبُولِكَ مِنْ رَدِّكَ وَاجْعَلْنَا مِنْ أَهْلِ طَاعَتِكَ وَوُدِّكَ وَأَهِّلْنَا لِشُكْرِكَ وَحَمْدِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

اے اللہ پناہ مانگتے ہیں ہم تیرے وصال کے بعد روک دیے جانے سے تیرے مقرب ہو کر نکال دیے جانے سے تیرے اور مقبول ہونے کے بعد مردود ہونے سے پناہ مانگتے ہیں اے اللہ تو ہمیں اپنی طاعت و عبادت کرنے والوں میں سے کر دے اور ہمیں توفیق دے کہ تیرا شکر ادا اور تیری حمد کرتے رہیں۔

بعض مجالس میں آپ یہ دعا فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ نَسْئَلُكَ إِيمَانًا نَصْلُحُ لِلْعَرْضِ عَلَيْكَ وَإِيقَانًا نَقِفُ بِهِ فِي الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيْكَ وَعِصْمَةً تُنْقِذُنَا بِهَا مِنْ وَرْطَاتِ الذُّنُوبِ وَرَحْمَةً تُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ دَنَسِ الْعُيُوبِ وَعِلْمًا نَفْقَهُ بِهِ أَوَامِرَكَ وَنَوَاهِيَكَ وَفَهْمًا نَعْلَمُ بِهِ كَيْفَ نُنَاجِيكَ وَاجْعَلْنَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْ أَهْلِ وِلَايَتِكَ وَامْلَأْ قُلُوبَنَا بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ وَكَحِّلْ عُيُونَ عُقُولِنَا بِكُحْلِ جَلَالِكَ وَاحْرُسْ أَقْدَامَ أَفْكَارِنَا مِنْ مَزَالِقِ مَوَاطِنِ الشُّبُهَاتِ وَامْنَعْ طُيُورَ نُفُوسِنَا مِنَ الْوُقُوعِ فِي شِبَاكِ مُوبِقَاتِ الشَّهَوَاتِ وَأَعِنَّا فِي إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ عَلَى تَرْكِ الشَّهَوَاتِ وَامْحُ سُطُورَ سَيِّئَاتِنَا مِنْ جَرَائِدِ أَعْمَالِنَا بِأَيْدِي الْحَسَنَاتِ حَتَّى لَا يَنْقَطِعَ الرَّجَاءُ مِنَّا إِذَا انْقَطَعَ أَهْلُ الْجُودِ بِوُجُوهِهِمْ عَنَّا حِينَ يَحْصُلُ فِي ظُلَمِ اللُّحُودِ رَهَائِنُ أَعْمَالِنَا إِلَى يَوْمِ الْمَشْهُودِ وَاجْعَلْ [illegible] مَا أَلْقَتْ وَاعْصِمْهُ مِنَ الزَّلَلِ قَدَمَهُ وَالْحَاضِرِينَ لِصَالِحِ الْعَمَلِ وَالْقَوْلِ وَأَجْرِ عَلَى لِسَانِهِ مَا يَنْتَفِعُ بِهِ السَّامِعُ وَتُذْرِفُ لَهُ الْمَدَامِعُ وَيَلِينُ لَهُ الْقَلْبُ الْخَاشِعُ وَاغْفِرْ لَهُ وَلَنَا وَلِلْحَاضِرِينَ وَلِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ

(ترجمہ) اے پروردگار تو ہمیں اس درجہ کا ایمان دے کہ جو تیرے حضور میں پیش ہونے کے قابل ہو اور اس درجہ کا یقین عطا فرما جس کی قوت سے ہم قیامت کے دن تیرے روبرو ٹھہر سکیں اور ایسی عصمت نصیب کر کہ جو ہمیں گناہ کی گرداب سے بچائے ہم پر اپنی رحمت نازل کر تاکہ ہم ہمیشہ عیوب کی گندگی سے پاک و صاف رہیں ہمیں وہ علم سکھلا جس سے ہم تیرے احکام کو سمجھیں اور وہ فہم دے جس سے ہم تیری درگاہ میں دعا کر سکیں اے اللہ تو ہمیں دنیا و آخرت میں اہل اللہ کر اور ہمارے دلوں میں اپنی معرفت بھر دے اور ہماری عقل کی آنکھوں میں اپنے [illegible] کا سرمہ لگا اور ہمارے افکار کے قدم شبہات کی گھاٹیوں پر پھسلنے سے [illegible] نفسانیت کے پرندوں کو [illegible] گناہوں میں جانے سے روک [illegible]

شہوات سے بھی نکال کر ہمیں نمازیں پڑھتے رہتے دیکھے ہماری مدد کر ہمارے گناہوں کے نقوش کو ہمارے اعمال نامے سے ہٹکیوں کے ساتھ مٹا دے اے اللہ جبکہ ہمارے افعال مزید ظلمات میں مدفون ہو جائیں اور عزیز و اقارب اور تمام اہل و عیال ہم سے منہ موڑنے لگیں اور ہماری بجلیاں منقطع ہو جائیں تو اس وقت تو ہمارا اقامت میں والی اور مددگار رہ اور اپنے عاجز بندے کو جو کچھ کہ وہ کر رہا ہے اس کا عیوب اور لغزشوں سے اسے محفوظ رکھنا اے اور کل حاضرین کو نیک بات اور نیک کام کی توفیق دے اور اس کی زبان سے وہ بات نکلوا جس سے سامعین کو نفع ہو اور جس کے سننے سے آنسو بہنے لگیں اور سخت دل بھی نرم ہو جائیں خداوندا اے اللہ تمام حاضرین اور کل مسلمانوں کو بخش دے۔

آپ اپنے وعظ کو مندرجہ ذیل الفاظ سے ختم کیا کرتے تھے:-

جعلنا الله وایاکم ممن تکتب لحظ منه وتنزه عن الدنیا وذکر یوم حشره واقتفی آثار الصالحین انه ولی ذلك والقادر علیه یارب العلمین.

(ترجمہ) ہمیں اور تمہیں اللہ ان لوگوں میں سے کرے جو کہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے مستفید و دنیا و مافیہا سے بے لوث ہو کر میدان حشر کو یاد رکھتے اور سلف صالحین کے قدم بقدم چلتے ہیں بیشک اللہ تو ایسا کر سکتا ہے اور ایسا کرنے پر مجھے ہر وقت قدرت حاصل ہے ؎

ومن یترك الآثار قد ضل سعیه وهل یترك الآثار من كان مسلما

جو شخص آثار اسلاف کو چھوڑ دیتا ہے اس کی کوشش رائیگاں جاتی ہے مسلمان کا کام نہیں اپنے اسلاف کے قدم بقدم نہ چلے۔

چونکہ آپ اشاعت سنت اور محو بدعت میں حد سے زیادہ سرگرم تھے ہر وعظ کتاب و سنت کی روشنی میں کرتے تھے اور خود سراپا عمل تھے اس لئے آپ کا وعظ ربانی فتوحات یزدانی الہامات اور آسمانی ہدایات و ارشادات کا ایک دریائے بیکراں ہوتا تھا یہ دریا جس وقت جوش میں آتا تھا تو سامعین بے چین و بیقرار ہو جاتے تھے آپ کا وعظ حکمت و دانش اور معرفت کے حقائق و دقائق سے پر ہوتا تھا اور جس وقت آپ کی زبان فیض ترجمان سے حقائق و معارف کی بارش ہوتی تھی تو کسی پر وجد طاری ہوتا تھا کسی پر گریہ و بکا کا غلبہ ہوتا تھا کوئی محو حیرت و استغراق ہو جاتا تھا کوئی مضطرب و بیقرار ہو کر کپڑے پھاڑنے لگتا تھا اور کسی پر حالت بیخودی طاری ہوتی تھی۔

مجلس یازدہم

آپ کی ازواج و اولاد

شیخ الصوفیہ شیخ شہاب الدین عمر السہروردی اپنی کتاب عوارف المعارف کے گیارہویں باب میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے نکاح کیوں کیا تو آپ نے فرمایا بیشک میں نکاح نہیں کرتا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نکاح کرو نیز آپ سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ مدت سے میں نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن اس وجہ سے مجھے نکاح کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ میرے اوقات میں تکدر نہ ہو جائے

کی ہر شے [illegible] ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے جب وقت آیا تو خدا تعالیٰ نے مجھے چار بیویاں عنایت کیں ان میں سے ہر ایک مجھ سے کمال محبت کرتی تھی۔

آپ کی بی بی صاحبہ کا حال

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالجبار بن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ جب کسی اندھیرے مکان میں جاتی تھیں تو وہاں شمع کی طرح روشنی ہو جاتی تھی ایک دفعہ یہ موقع پر میرے والد ماجد بھی تشریف لے گئے جب اس روشنی پر آپ کی نظر پڑی تو وہ روشنی معدوم ہو گئی آپ نے ان سے فرمایا کہ یہ روشنی شیطان کی تھی اس لئے میں نے اسے خاموش کر دیا اور اب اسے روشنی رحمانی سے تبدیل کئے دیتا ہوں اور یہی معاملہ میرا اس کے ساتھ ہے جو کہ میری طرف منسوب ہو یا خود مجھے جس کا خیال ہو اس کے بعد میری والدہ ماجدہ کسی اندھیرے مکان کی طرف جاتی تھیں تو وہ روشنی چاند کی روشنی کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ رضی اللہ عنہ۔

آپ کی اولاد

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ کے صاحبزادے عبدالرزاق سے میں نے سنا انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے والد ماجد کی کل اولاد انچاس تھی جن میں سے انتالیس لڑکے تھے اور باقی اناث تھیں۔

شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر جیلانی نے بیان کیا کہ جب میرے گھر بچہ پیدا ہوتا تو میں اسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا اور یہ کہکر کہ یہ مردہ ہے اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیتا پھر اگر وہ مر جاتا تو مجھے اس کی موت سے کوئی رنج نہ ہوتا آپ کی مجلس وعظ کے دن اگر آپ کی کوئی اولاد فوت ہو جاتی تو اس سے آپ کے معمول میں کوئی فرق نہ آتا بدستور سابق مجلس میں تشریف لا کر وعظ فرماتے جب غسل و کفن دیکر آپ کے پاس اس کو لایا جاتا تو آپ اس وقت خود جنازہ کی نماز پڑھاتے۔

آپ کی اولاد کبار کا کچھ مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

شیخ عبدالوہاب

آپ کا تولد ماہ شعبان ۵۲۲ھ میں بمقام بغداد ہوا اور وہیں بتاریخ ۲۵ شعبان ۵۹۳ھ شب کو وفات پاکر مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے۔

آپ نے تفقہ اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور آپ ہی کو حدیث سنائی علاوہ ازیں ابوغالب ابن البناء وغیرہ دیگر شیوخ کو بھی حدیث سنائی طلب علم کے لئے بلاد عجم کے دور دراز شہروں کا بھی سفر کیا اور ۵۴۳ھ میں جبکہ آپ کی عمر بیس سال سے متجاوز تھی اپنے والد ماجد کے سامنے ہی آپ کی جگہ پر نیابت درس تدریس کا کام نہایت سرگرمی سے سرانجام دیا اور پھر اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد وعظ گوئی کی فتوے دیئے اور بہت سے لوگوں نے علم فضل آپ سے حاصل کیا آپ کے برادران آپ کے ہمپایہ کوئی نہیں جن کو آپ پر ترجیح دی جاسکے آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہ بہت بڑے فاضل [illegible] شیریں کلام تھے مسائل خلافیہ وعظ گوئی اور خوش بیانی میں دستگاہ رکھتے تھے [illegible] ظرافت آمیز [illegible] تھے آپ نہایت [illegible] اور صاحب جود و سخا تھے چنانچہ [illegible] نے [illegible] کی معاونت [illegible] آپ کو [illegible]

شیخ ابوبکر عبدالعزیز

[illegible]

[illegible] ربیع الاول [illegible] وفات پائی
آپ نے [illegible] سے تفقہ حاصل کیا [illegible] حدیث سنی اور [illegible] آپ نے [illegible] درس [illegible] کے ذریعہ [illegible] میں آپ نے سکونت اختیار کی [illegible] وفات پائی [illegible] آپ کی قدر [illegible]

شیخ عبدالجبار

آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا اور آپ نے ابو منصور وغیرہ سے حدیث سنی آپ خوشنویس ہونے کے علاوہ اور اہل تصوف کی صحبت میں رہتے تھے آپ ایک صوفی منش شخص تھے ہمیشہ فقرا اور اہل اللہ کی صحبت میں رہا کرتے تھے آپ کا خط نہایت نفیس تھا آپ کا عین عالم شباب میں ۱۹ ذی الحجہ [illegible]ھ میں انتقال ہوا اور حلبہ میں اپنے والد ماجد کے مسافر خانہ میں مدفون ہوئے۔

شیخ حافظ عبدالرزاق

آپ ۱۰ ذیقعدہ [illegible]ھ ہجری کو بوقت شب تولد ہوئے اور شوال [illegible] ہجری کو ہفتہ کے دن بغداد ہی میں وفات پائی اور باب حرب میں مدفون ہوئے آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی آپ نے حدیث سنائی اور لکھوائی بھی اور دیگر علوم کی کلاس و تدریس بھی کی نیز آپ بحث و مباحثہ کا بھی مشغلہ رکھتے تھے۔

بقیہ صاحبزادے آپ کے یہ ہیں جو سب کے سب حدیث و فقہ کے عالم اور علم و فضل میں شہرۂ آفاق ہوئے ہیں۔

شیخ ابراہیم آپ واسط چلے گئے تھے اور آپ نے وہیں [illegible]ھ میں وفات پائی۔ شیخ محمد ذیقعدہ [illegible]ھ میں بغداد میں وفات پائی اور مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے شیخ یحییٰ [illegible]ھ میں تولد ہوئے اور [illegible]ھ میں وفات پائی اور اپنے برادر کرم شیخ عبدالوہاب کے پہلو میں دفن ہوئے شیخ موسیٰ اخیر ربیع الاول [illegible]ھ کو تولد ہوئے اور شروع جمادی الاخریٰ [illegible]ھ کو محلہ عقیبہ دمشق میں وفات پاکر سفح قاسیون میں مدفون ہوئے آپ نے اپنے برادران میں سب کے آخر وفات پائی۔

وصال غوث پاک

کل نفس ذائقۃ الموت سیدنا حضرت غوث الاعظم نے اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ شہر بغداد میں گذارا اور وہیں پر شنبہ کی رات کو بتاریخ ہشتم ربیع الثانی [illegible]ھ میں وفات پائی اور دوسری شام کو اپنے مدرسہ واقع محلہ باب الازج میں مدفون ہوئے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالوہاب نے ایک بڑی جماعت کے ساتھ جس میں آپ کے دیگر صاحبزادے اور آپ کے خاص اصحاب اور آپ کے تلامذہ وغیرہ سب موجود تھے آپ کے جنازے کی نماز پڑھی۔

حضرت شیخ عبدالوہاب نے [illegible] آپ کے مرض الموت میں آپ سے کچھ وصیت طلب کی تو حضور نے فرمایا علیک بتقوی اللہ وطاعتہ [illegible] الطاعۃ [illegible] ولا ترجہ [illegible] سے امید رکھو [illegible] لا احد سوی اللہ عزوجل ولا تعتمد

الا علیہ التوحید اجماع الکل [illegible] کسی پر بھروسہ نہ کرو اور اس کے سوا کسی کا اعتبار نہ کرو توحید پر سب کا اجماع ہے

اس کے بعد ہی ان لوگوں کو جو آپ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ تمہارے بعد ایک اور جماعت آئی ہوئی ہے ان کو جگہ دو اور اس کا ادب بجالاؤ اس جگہ رحمت عظیم نازل ہو رہی ہے اور جگہ تنگ ہے پھر فرمایا علیک السلام ورحمۃ اللہ وغفر اللہ لی ولکم وتاب علیکم تم پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت وبرکت ہو خداوند تعالیٰ مجھے اور تم کو بخشے اور میری اور تمہاری توبہ قبول کرے جب آپ کے پاس ملک الموت آیا تو فرمایا استعنت بلا اله الا الله الحی الذی لا یموت ولا یخشی الفوت سبحان من تعزز بالقدرۃ وقہر العباد بالموت لا اله الا الله محمد رسول الله اس کے بعد آپ کی روح جسم اطہر سے مفارقت کر گئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کسی نے آپ کی تاریخ وفات اس طرح کہی ہے ؎

سلطان عصر شاہ جہاں قطب اولیاء	کامد وفات او ز قیامت علامتے
تاریخ سال و وقت وفاتش چو خواستم	از روائے حدیث بگفتا قیامتے ۵۶۱
در دو عالم کیست در اقبال باشد ہمسرم	چوں شہ جیلاں ز رحمت سایہ کردہ بر سرم
چاکر شاہم ز شاہان جہاں بالا ترم	از رہ فقر و صفا گوئی شہ بحر و برم

تا بجان و دل گدائے شیخ عبدالقادرم

ختم الکلام اور آخری التماس

سلسلہ حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ کی مختصر حیات طیبہ تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے اس کو سرسری نگاہ سے نہ دیکھو بلکہ اس کو اپنے لئے سرمۂ بصیرت بناؤ اس روشن چراغ سے دیدۂ دل کے لئے روشنی حاصل کرو ان جواہر موتیوں کو گلوئے افکار میں لگاؤ محض گیارھویں منا کر سیدنا حضرت غوث الاعظم کے حقیقی احترام پر لہو و لعب کے پردے نہ ڈالو بلکہ حضرت غوثیت مآب کی سچی عقیدت و محبت اور حقیقی احترام تو یہ ہے کہ تم اسلام کے بدنام کرنے والے نہ بنو بلکہ زندہ کرنے والے بنو آپ کا نام نامی محی الدین یعنی دین اسلام کا جلانے والا تھا آپ کے حیات بخش کارنامے ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے اس وقت اور ایک ایسے زمانہ میں جبکہ جبر و استبداد کا دور دورہ تھا اور سلطنتوں کا وقار اور حکم برداری کا رعب بچہ بچہ کے دل پر چھایا ہوا تھا شریعت اسلامیہ کی حفاظت اشاعت سنت اور احیاء دین میں جان لڑا دی اور شاہراہ اصلاح کو اس درجہ صاف اور روشن کر دیا کہ آج کروڑوں آدمی آپ کے بتائے ہوئے راستہ پر چل رہے ہیں اگر تمہارے دلوں پر غیر اسلامی حکومتوں مادی طاقتوں اور ظالم حکمرانوں کا رعب چھایا ہوا ہے تمہارے دلوں پر غلامانہ جنبو پرستی و ذلت کا رنگ چڑھا ہوا ہے خوف حق سے تمہارے سینے خالی ہیں تم شرک و بدعت کے کیچڑ میں دھنسے بیٹھے ہو اور تم دین اسلام کو بدنام کرنے والے ہو تو تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ یا غوث الاعظم مدد ی اور یا عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کے نعرے لگا کر اور گیارھویں منا کر حضرت غوثیت مآب کی یادگار کو بدنام کرتے رہو اور اپنے آپ کو خواہ مخواہ حضور کے عقیدتمندوں میں شمار کرو پس اگر تم سچے قطبیت و غوثیت کے پرستار ہو اور دربار قادری کے کفش بردار ہو تو اپنے آپ کو احیاء دین کے لئے وقف کر دو ورنہ یا غوث الاعظم یا غوث الاعظم پکار کر غوثیت کے نام کو بٹہ نہ لگاؤ۔

یاد رکھو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے فیوض و کمالات ختم نہیں ہوگئے اور قطبیت و غوثیت کا ماہ منور ایک ہی دفعہ اقصائے عالم میں اپنی نورانی شعاع بکھیر کر غروب نہیں ہوگیا بلکہ آپکی روحانی قوت دنیا میں اب بھی برابر اپنا کام کر رہی ہے آپ کی زندگی کے روشن کارنامے آج بھی مسلمانوں کو پیغام حیات دے رہے ہیں اور آپکی روحانی طاقت استبداد کی وادی کو تو کو ملکا سکتی ہے غرضیکہ آپ کا روحانی فیض اب بھی جاری ہے جو کچھ دیکھنا چاہتے ہو دیکھ لو مگر پہلے آنکھیں پیدا کرو یعنی اگر حضور کے فیوض و کمالات اور روحانی تاثرات دیکھنے ہوں تو سلسلہ قادریہ میں بیعت حاصل کرو مگر اعتقادات کو پیدا و خلوص اور حسن توجہ کی ضرورت ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آج ہزاروں بڑے نام "قادری" اس پاک سلسلہ کے نئے ایک تار اور بوجھل زنجیر میں ہیں جو خود بھی مشاہدہ سے محروم ہیں اور آجکل خانہ ساز یا خود ساختہ مرشدوں نے دنیا کی ارذل ہستیوں کو مرید بنا کر اپنے سنہری جال میں پھانس لیا ہے بیشک وہ کچھ نہیں دکھا سکتے اور نہ کوئی متاثر کرا سکتے ہیں لیکن حضرت غوث پاک کے کرشموں اور روحانی فیوض کے حامل اور مرشد کامل معدوم ہی نہیں ہوگئے ہیں۔ دنیا اہل کمال سے نہ کبھی خالی ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی اگر آپ کا دل سچا اور حقیقی رہنما ہے اور اس میں واقعی مستقل طلب پیدا ہوگئی ہے تو ضرور مرشد کامل کی تلاش میں کامیابی حاصل کرو گے اگر آپ مرشد کامل کی تلاش میں کامیاب ہوگئے تو پھر بہت جلد قطبیت و غوثیت کے اسرار منکشف ہونے لگیں گے اور وہ کچھ دیکھو گے کہ اور کہیں نہیں دیکھ سکتے

وہ کون شخص ہے جو حضرت پیران پیر غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی کو نہیں جانتا دنیا بھر میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں آپ کے نام لیوا اور راسخ الاعتقاد مرید پائے جاتے ہوں وہ کیا راز مخفی ہے جس کے باعث لوگ اب تک آپ کی غلامی اور مریدی کے سلسلہ میں منسلک پائے جاتے ہیں وہ کیا وجہ ہے کہ عام مسلمان اور بعض ہنود آپ کی گیارہویں ماہ بماہ پابندی کے ساتھ دیتے ہیں وہ کیا بھید ہے کہ تمام اولیائے کرام آپ کو بڑی عزت اور رفعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں آپ کے طریقہ اور حیات طیبہ سے اکتساب نور کرتے ہیں اور اہل اسلام کی مجلس میں رونق ہے اور وہ کونسی لگن ہے جس کے سبب تمام دنیا آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہے؟ سنئے اور غور سے سنئے کہ آپکو یہ عزت و شہرت اور عام قبولیت احیاء دین اشاعت سنت اور اتباع رسول سے حاصل ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ آپ شیخ و کمالات میں اہل اللہ کے اندر ایک خاص فضیلت و فوقیت رکھتے ہیں اب میں اس مضمون کو ختم کر کے اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو اپنے دامن کرم میں چھپا لے اپنے فضل و کرم سے ہمیں اپنے عیوب دیکھنے کی بصیرت عطا فرمائے اور ان کے اصلاح کی توفیق دے ہم سب کو نیک کاموں کی توفیق دے ہمیں تفریق و اختلاف بچنے و خدائی مخالفت اور اتباع نفس سے بچائے اتباع شریعت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر ثابت قدم رکھے ہمارا خاتمہ بالخیر کرے اور قیامت کے دن ہمارا حشر نیکوں کے زمرے میں کرے آمین یا رب العالمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد النبی الامی خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ہے دل سوجان سے شیدا جناب شاہ جیلاں کا

(از جناب مولانا میر احمد صاحب [illegible])

بہار آئی ہوا مشکیں نظر افروز گلستاں کا — فلک پر ہو طلوع اختر قسمت غلاماں کا
جب آیا خلد میں مجھکو نظر گلزار رضواں کا — تو یاد آیا مجھے روضہ جناب شاہ جیلاں کا
جو دیکھا دور سے آبان روضہ شاہ جیلاں کا — جہاں شہ فن ہے [illegible]
نظر آیا جو اس جا جو مشاہر ایک شاعر ہے — یہاں ہے دور ساقی کا نہ کچھ دور دوراں کا
سگ درگاہ جیلاں ہوں عقیدہ کیا ہے — میں ہوں حلقہ بگوش ان کے غلامان غلاماں کا
ہے قرباں سوجاں سے فدا [illegible] — مرے سر میں بھی ہے سودا جناب شاہ جیلاں کا
لیا ان کا قدم کل اولیائے اصفیا نے بھی — تعالی اللہ تعالی اللہ علو یہ شاہ جیلاں کا
ق تعصب سے مکبر نے کیا انکار جب اس کا — کمال آکر ہوا سب سلب بیشک شیخ صنعاں کا
لے گر غوث کا جامہ کہیں سر پر کبھی جو تو — مقابل میں بنوں اس شعلہ میں پیر کنعاں کا
تصور میں کہ پیدا کی ہو یا ہو عالم رؤیا — کبھی تو کیجئے دلشاد اس ناشاد نالاں کا
خدا کے واسطے شاہا رسول اللہ کا صدقہ — دکھا دیجئے کبھی تو جلوہ اپنے روئے تاباں کا
ق نظری سیدی یا المدد یا غوث جیلانی — مریض عشق ہوں [illegible] سے طالب ہوں [illegible] کا
مرض کی اب دوا کیجئے جو بگڑی ہو بنا دیجئے — ادا شاہی ذرا کیجئے مرے قلب پریشاں کا
لکھا سلطان سنجر نے جناب غوث کو رقعہ — جو ایسا ہو [illegible] تنظیم لشکر کے ساماں کا
ق جواب اس کا لکھا حضرت نے پشت رقعہ پر ایسا — اٹھا رنگ جبکہ دیکھا ادب [illegible] سنجر کے سلطاں کا
ملی ہو جب تجھکو نصف شب کی سلطنت مجھکو — خدا کے فضل سے [illegible] سلطاں کا
سقانی الحب کاسات الوصال جن کا مصرع ہے — تقاضا ہے یہ خدا یا ساقی جیلاں کا

تو ہی معدن غوث کا تو ہی مخزن کرامت کا — تو ہی منبع ہے تقوی کا تو ہی مجمع ولایت کا
تو ہی لاریب ہے غواص دریائے حقیقت کا — تو ہی ہے رہنما اور رہبر راہ طریقت کا
بنا ذات غوثی کیا ہے مجموعہ شرافت کا — جو چشمہ ہے افاضت کا تو دریا ہے سخاوت کا
بتا دیجئے طریقہ مجھکو بھی شاہا طریقت کا — پتہ دیجئے خدا را کچھ تو اسرار حقیقت کا
ق پلا بھی دیجئے بھر بھر کر جام الفت کا — مزا آنے لگے جس سے کچھ اسرار شریعت کا
لٹاتے ہیں [illegible] — یہاں دریا ہے جاری [illegible] سخاوت کا
احب الصالحین کی کفا فخرا کفا شرفا — زمین دل میں بویا تخم ہے انکی محبت کا
کھلا ہے آج میخانہ ہے جاری دور پیمانہ — عطا ہو بھر کے پیمانہ مجھے بھی میری قسمت کا

اٹھا یا ایہا الساقی نہ رہ جائے تقاضا باقی
بقیہ ہی عطا ہو جام صہبائے محبت کا

در مدح پیر دستگیر محبوب سبحانی قطب ربانی سید شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ

از ممتاز الشعراء سید دل محمد شاہ گیلانی جالندھری [illegible]

زہے افضال ربانی محی الدین جیلانی — مرے محبوب سبحانی محی الدین جیلانی
جمال حق کا پرتو ہے جلال حق کا مظہر ہے — تمہاری شکل نورانی محی الدین جیلانی
تمنا جبیں سائی مجھے جس در رکھتی ہے — ترے در پہ جبیں سائی محی الدین جیلانی
بحضور [illegible] حشر — مدد کر شاہ گیلانی محی الدین جیلانی
مجھے اس نے دی ہے ترے در پر [illegible] — [illegible] محی الدین جیلانی

نفس خستہ جاں پر بھی نگاہ لطف شفقت ہو
نہ بھاگ [illegible] پریشانی محی الدین جیلانی

بارش اور قرآن کریم

(از جناب شاہ رضا صاحب جبل پوری)

بادل ہمارے اس مضمون کا اصل موضوع بارش ہے بارش کے سمجھنے میں مختلف مباحث پر غور و تحقیق کی ضرورت ہے سب سے پہلے ہم بادل کے بارہ میں گفتگو کرتے ہیں کہ وہ کس طرح وجود میں آتا ہے اس کی حقیقت کیا ہے اور زمین سے پانی کیونکر سمٹ کر بادل بنتا ہے اس کی تکوین کے بارہ میں علمائے متقدمین اور علمائے متاخرین کے خیالات کچھ بھی ہوں ان میں مطابقت اور تطبیق کی کوشش کرنا ہمارے موضوع سے خارج ہے اس لئے ہم اس وادی خارزار میں جانا نہیں چاہتے اور صاف و ہموار راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں اور ہم علمائے جدید کی تحقیقات کو زیادہ جامع صورت میں پیش کریں گے اور علمائے متقدمین کے خیالات کو بہت کم اس لئے کہ ان کی تحقیقات زیادہ جامع اور جدید مطالب پر حاوی ہوتی ہے لیکن اگر کہیں دونوں میں اختلاف نظر آیا تو اس وقت ہم کو اس مشکل کے حل کرنے میں جو صورت مناسب ہوگی اسے اختیار کیا جائے گا مگر یہ کبھی نہ ہوگا کہ کسی کی طرفداری میں دامن انصاف ہاتھ سے چھوڑ دیا جائے۔

طبیعات کے مسائل تجربات سے جس قدر جلد سمجھ میں آجاتے ہیں اس قدر جلد لفظی گفتگو سے عقل قبول نہیں کرتی اس لئے ہم ناظرین کو چھوٹے چھوٹے تجربوں کے عمل میں لانے کی تکلیف دیں گے سب سے پہلے یہ تجربہ کرو کہ ایک گلاس میں پانی بھر کر دھوپ میں رکھ دو اگر گرمی کی تپش زیادہ ہے تو جلد ورنہ دیر میں پانی گلاس سے غائب ہو جائے گا سوال ہوگا کہ گلاس کا پانی کہاں چلا گیا جواب دیا جائے گا کہ پانی بخارات بن کر ہوا میں شامل ہو گیا۔

آفتاب کی حرارت اور دھوپ کرۂ ارض پر پڑتی رہتی ہے جس سے پانی کے بخارات اٹھتے رہتے ہیں اور ہوا میں جذب ہو جاتے ہیں یہ پانی خواہ کسی مقام پر ہو کنوؤں اور تالابوں میں ساکن ہو نالوں دریاؤں اور نہروں میں رواں ہو یا سمندروں میں موجیں مار رہا ہو یا زمین کی رگوں میں مخفی ہو ان سب پر گرمی آفتاب کا اثر ہوتا ہے جاننا چاہئے کہ جب پانی گرم کیا جاتا ہے تو گرم ہوتے ہوتے جوش کھانے لگتا ہے اسلئے آفتاب سے بخارات اٹھتے ہیں اس عام مشاہدہ کو یاد رکھئے۔

سمندروں کے مقابلہ میں پانی کے دوسرے مخزن اس قدر چھوٹے اور کم مایہ ہیں کہ بادلوں کی تکوین میں ان کا صرف اتنا حصہ ہوتا ہے جتنا کہ ایک عمارت کی تعمیر میں ایک طفل خورد سال دو چار اینٹوں کو اٹھا لائے اور ننھی ننھی دیواروں پر رکھ دے پس بارش کا اصلی منبع اور سرچشمہ سمندر ہے گرمی اور شدت تپش سے سمندر کا پانی گرم ہو کر جوش کھانے لگتا ہے اور ابلنے لگتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جہاں سمندر عظیم ہے وہاں کی زمین اس کے لئے تنگ ہو گئی ہے اور کناروں سے آگے بڑھنا چاہتا ہے موجیں بلند ہوتی ہیں اور جوش و خروش سے اٹھتی ہیں ایسے متلاطم جوش کھاتے ہوئے اور ابلتے ہوئے سمندر کا نام قرآن کریم کی سورۂ طور میں بحر مسجور رکھا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے والبحر المسجور قسم ہے دریائے مسجور کی دریائے مسجور وہ دریا ہے جو جوش کھاتا ہو اور ابلتا ہو اور لبریز ہو سمندر کی یہ کیفیت اسی وقت ہوتی ہے جب وہ خوب گرم ہو جائے گرمی اور تپش کا نتیجہ ہوتا ہے کہ سمندر سے بھاپ کے غبارے نکلنا شروع ہو جاتے ہیں اور بخارات سمندر کی بالائی فضا میں چھا جاتے ہیں۔

سمندر کا جوش کھانا بڑے بڑے پہاڑوں کی مثل بلند موجوں کا اٹھنا اور بخارات کے بادلوں کا سطح سمندر پر چھا جانا ایک عجیب اور ہولناک منظر ہوتا ہے جن لوگوں نے اس موسم میں بحری سفر کیا ہے ان سے پوچھئے ان کو تجربہ ہوتا ہے کہ اس طوفان کے وقت کس قدر اندھیرا چھا جاتا ہے جہاز کس حد تک جنبش کرتے ہیں کتنی بلند موجیں اٹھتی ہیں کہ اکثر پانی جہاز میں داخل ہو جاتا ہے اور بخارات سے فضا اتنی مکدر ہوتی ہے کہ چرخ نیلگوں بھی نظر نہیں آتا خدا تعالیٰ نے سورۂ نور میں اسی طوفان کی تصویر کھینچی ہے اور خوب کھینچی ہے ارشاد ہوتا ہے او کظلمت فی بحر لجی یغشه موج من فوقه موج من فوقه سحاب ظلمت بعضها فوق بعض اذا اخرج یده لم یکد یراها ان تاریکیوں کی طرح جیسے ایک عمیق سمندر میں ہوں اس کو موج پر دوسری موج ڈھانکی ہوتی ہے اور اس کے اوپر بادل ہے تاریکیاں ہیں بعض پر بعض جب اپنا ہاتھ نکالتے ہیں تو نہ نظر آئے۔

قرآن کریم نے اس منظر کے بعض اجزاء کو کافروں کے اعمال سے تشبیہ دی ہے یہاں اس حقیقت پر روشنی ڈالنا مقصود ہے کہ سمندر کے گرم اور جوش میں آنے کے بعد بخارات اٹھتے ہیں اور وہ سمندر کی سطح پر بادلوں کی طرح چھا جاتے ہیں اب اس کے آگے بادل کی سرگزشت کو سائنس یوں بیان کرتی ہے۔

پانی کے ابخرات ہوا سے ہلکے ہوتے ہیں اس لئے جب وہ سمندروں اور جھیلوں سے اٹھ کر آتے ہیں تو چونکہ دوسری ہواؤں کی بہ نسبت سبک تر ہوتے ہیں اسلئے اوپر اٹھتے ہوئے چلے جاتے ہیں چونکہ بلندی میں ہوا سرد ہوتی ہے اس لئے اس کی سردی سے متاثر ہو کر سمندر کے بخارات کثیف ہو جاتے ہیں تاہم بہت ہلکے ہیں کیونکہ وہاں ہوا کا اس قدر دباؤ نہیں ہوتا کہ ایک جگہ جمع ہو جائیں پانی کے ابخرات پھیلتے ہیں تو اور زیادہ ہلکے ہو جاتے ہیں اس پھیلاؤ سے ابخرات والا گیس ٹھنڈے ہو جاتے ہیں اور اس طرح بادل کی تکوین ہوتی ہے۔

بادل بننے کا قصہ ایک دوسرے سائنس داں کی زبان سے اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

وہ ہوا کا جھونکا جس کا دامن پانی کے بخارات سے معمور ہوتا ہے تپش آفتاب سے اوپر کی طرف بلند ہوتا ہے یہاں تک کہ صعود کرتے کرتے ہوا کے اعلیٰ طبقات تک پہنچ جاتا ہے چونکہ وہاں برودت ہوتی ہے اسلئے بخارات سردی کے سبب کثیف ہو جاتے ہیں اور ابر یا بادل بن کر نمودار ہوتے ہیں جب تک یہ بخارات ابر کی شکل میں رہتے ہیں تو ان کے اجزا اس قدر چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں کہ وہ سب آسانی سے ہوا میں معلق رہتے ہیں یا پھر اور زیادہ بلندی پر چلے جاتے ہیں مگر جب یہ چھوٹے چھوٹے قطرات ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں اور مقدار میں بڑے ہو جاتے ہیں تو بوجہ ثقل ان کے ہوا میں ٹھہرنا ناممکن ہو جاتا ہے اور بارش کی طرح برسنے لگتے ہیں۔

ہمارے ایک دوست لقمان حقیقتوں کو اجمال سے بیان کیا ہے لکھتے ہیں کہ وہ جب گرمی سخت پڑنے لگتی ہے تو سمندر تالاب اور دریا وغیرہ کا پانی

بخارات [illegible] ہے تمازت آفتاب سے ہوا [illegible] گرم ہو کر [illegible]

اور ہلکی ہو جاتی ہے، گرم ہوا بخارات کو جذب کر لیتی ہے پس جو نسبتاً ہلکی ہوگی وہ اوپر جائے گی اس صداقت کے مطابق مذکورہ بالا ہلکی ہوا ثقیل ہواؤں کے طبقات میں سے گذر کر اوپر جانے کی کوشش کرتی ہے اور کامیاب ہو جاتی ہے اوپر کے ہوائی طبقے سرد ہوتے ہیں؛ وہاں جو گرد و غبار کے ذرات ہوتے ہیں ان میں برودت ہوتی ہے جیسے جیسے بخارات والی ہلکی ہوا اوپر جاتی ہے ویسے سرد طبقوں اور ٹھنڈے ذروں سے متاثر ہو کر ٹھنڈی ہوتی جاتی ہے جب ہوا میں بخارات زیادہ ہوتے ہیں اور بلند طبقات ہوائی میں بوجہ سردی کے ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں تو وہ بادل کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

ایک اور سائنس کے ماہر نے بادل کی دلچسپ داستان کو زیادہ توضیح اور اعداد شمار کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

"دوسری گیسیں ہوائی کرہ میں صرف ایک صورت و شکل میں قائم رہتی ہیں مگر پانی کا بخار کرہ مذکورہ میں پہنچ کر مختلف شکلیں تبدیل کرتا ہے وہ ۳۲ فارن ہیٹ پر جم جاتا ہے ۲۱۲ درجہ پر رقیق و سیال ہو جاتا ہے اور جب وہ اس سے زیادہ درجہ میں قدم رکھتا ہے تو گیس بن جاتا ہے ہوائی کرہ ہمیشہ پیاسا رہتا ہے اس لئے منجمد اور سیال پانی سے جس قدر بخارات اٹھتے ہیں کرۂ ہوائی ان سب کو جذب کر کے اپنی پیاس بجھاتا ہے، جب ہوا زیادہ مرطوب ہو جاتی ہے تو بخارات کو جذب نہیں کرتی ہے، مرطوب ہوا سے شبنم پیدا ہوتی ہے جب ہوا بہت گرم و تر ہوتی ہے تو اس سے بادل بنتے ہیں اور بادل سے مینہ برستا ہے اس لئے بارش گرم ملکوں میں آسانی سے ہوتی ہے۔"

جس طرح بادل بخارات کے ناکمل طور پر جم جانے سے پیدا ہوتا ہے اسی طرح مینہ بخارات کے کامل طور پر جم جانے سے برسنے لگتا ہے جس کہر سے مینہ بنتا ہے وہ پانی کے ننھے ننھے قطروں سے بنتا ہے جن کا قطر ... ہوتا ہے جب یہ قطرے باہم مل کر بیلا یا پانچ کے قطر والے بن جاتے ہیں تو برسنے لگتے ہیں اور گرتے ہوئے دوسرے قطروں سے مل کر مقدار میں بڑے ہوتے ہوئے زمین تک آ جاتے ہیں جب پانی کے اجزاء کے جمنے کا عمل نقطۂ انجماد سے آگے بڑھ جاتا ہے تو مینہ برف بن جاتی ہے طوفان اور گرج کے ساتھ اولوں کے برسنے سے لوگوں نے قیاس کیا کہ ان اولوں کی پیدائش بجلی سے ہوتی ہے مگر یہ قیاس مطلقاً غلط ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ طوفان ہوائی کے وقت مینہ کے قطرے تیزی کے ساتھ بلند ہونے والی ہوائی موجوں کے ساتھ نہایت بلندی پر پہنچ کر بالکل جم کر ٹھوس ہو جاتے ہیں اور ہوا سے گردش کھاتے ہوئے گھٹتے اور بڑھتے ہوئے زمین تک پہنچ جاتے ہیں۔

آجکل لفظ مان سون بکثرت زبانوں پر جاری ہے مان سون کا اردو میں ترجمہ ہوا۔ الموسم ہے وہ ہوائیں جو موسم گرما کے آخر میں چلتی ہیں اُس کو ہوا الموسم کہتے ہیں انہیں ہواؤں کے باعث ہندوستان میں بارش ہوتی ہے ان ہواؤں کے چلنے کا سبب یہ ہے کہ خط استوا کے ایک طرف خشکی کم ہے اور دوسری طرف زیادہ ہے جس حصہ میں خشکی زیادہ ہے وہ موسم گرما میں خط استوا کے شمال میں رہتا ہے یہ صداقت ہر شخص پر واضح اور روشن ہے کہ پانی کی بہ نسبت زمین گرمی کو زیادہ قبول کرتی ہے اس لئے ہندوستان اور وسط ایشیا کے [illegible]

[illegible] زیادہ گرم ہو جاتی ہے یہ گرم ہوا بہت ہلکی ہوتی ہے اس لئے فضا کی طرف چڑھتی ہے، سطح زمین کی قریب کی ہوا گرم ہو کر جب ہلکی ہو اور بلند ہو گئی سطح زمین کے قریب خلا پیدا ہوا، اس خلا کو دور کرنے کے لئے وہاں جو ہوا پہنچی تھی وہ بحر ہند کی بخارات سے بھری ہوا ہندوستان کی سطح پر آتی ہے اور وہاں سے ہوتی ہوئی وسط ایشیا کو چلی جاتی ہے اس ہوا کو مان سون کہتے ہیں یا ہوا الموسم۔

مندرجہ بالا اقتباسات سائنس کی مستند کتابوں سے منقول ہیں ان میں بادل کی تکوین اور بارش کے برسنے کے بارہ میں کافی تفصیل ہے اب قرآن کریم کی طرف رجوع کیجئے کہ اس میں ابر اور باران رحمت کے بارہ میں جو آیات شاہد ہیں ان میں بادل کے بننے اور پانی کے برسنے کے باب میں کیا کہا گیا اور کس طرح ہے اور اس ذکر میں کون کون سے لطائف علمیہ اور نکات حکمیہ اشارۃً کئے گئے ہیں۔ مان سون سے نامزد کیجئے یا ہوا الموسم کہئے یا یوں فرمائیے کہ وہ ہوا جو سمندر سے بخارات اٹھا کر لاتی ہے رحمت پروردگار کی پیغام رساں ہے اس ہوا کا ذکر اللہ جل شانہ نے سورۂ اعراف میں فرمایا ہے وھو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقنٰہ لبلد میت فانزلنا بہ الماء: "یہی خدا ہے جو بھیجتا ہے مژدہ لانے والی ہوائیں اس کی رحمت کے آگے یہاں تک کہ جب ہوائیں اٹھا لاتی ہیں بوجھل بادلوں کو تو ہم اسے ہانکتے ہیں مردہ شہر کی جانب پھر ہم اتارتے ہیں بادل سے پانی۔"

اس آیۂ کریمہ میں اُن ہواؤں کا ذکر ہے جو رحمت خدا یعنی برسات کی بشارت لاتی ہیں اور بادلوں کو جو پانی کے اجزاء سے گراں بار ہوتے ہیں اٹھا لاتی ہیں اور پھر یہ بادل خشک اور مردہ زمینوں پر برستے ہیں۔

اللہ جل جلالہ نے مفصلہ بالا مفہوم کو سورۂ حجر میں نہایت مختصر پیرایہ میں بیان کیا ہے وارسلنا الریاح لواقح فانزلنا من السماء ماءً "پھر ہم نے بوجھل کر دینے والی ہوائیں بھیجیں پھر ہم نے اتارا آسمان سے پانی۔" اس مقام میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہوا کی تعریف میں لفظ لواقح استعمال کیا ہے جو کثیر المعنی ہے لواقح لاقح کی جمع ہے لاقح کے لغت میں کئی معنے ہیں از انجملہ یہاں صرف دو معنے بیان کئے جاتے ہیں دوسرے معنے علم نباتات اور دوسرے علوم کے ماتحت مذکور ہوں گے لاقح کے ایک معنی اس ہوا کے ہیں جو مرطوب اور تر ہو یعنی جب سمندروں اور پانی کے دوسرے ظروف میں تبخیر ہوتی ہے اور ابخرات اٹھتے ہیں تو ہوا ان کو جذب کر کے مرطوب اور تر ہو جاتی ہے:

لاقح کے دوسرے معنے اس ہوا کے ہیں جن سے بادلوں کی تکوین ہوتی ہے دیکھئے لغات القرآن منتہی الارب و غیرہ وغیرہ۔

لفظ لاقح کے ان لغوی معنی کو پیش نظر رکھ کر آیۂ مندرجہ بالا کے حسب ذیل معنے ہوئے خداوند عالم ایسی ہوائیں بھیجتا ہے جو پانی کے بخارات کو لیکر آسمان پر بلند ہوتی ہیں اور بادلوں کو بناتی ہیں جن سے پانی برستا ہے۔

سورۂ روم میں خدائے برتر نے اسی مضمون کو ایک اور انداز سے بیان فرما کر دیکھئے کیا عمدہ پیرایہ ہے اور کیسے برجستہ الفاظ ہیں۔

کہ جہاں پکسکا بکسا اللہ اور ذی شیخ ہم حوصلہ

(ترجمہ) اللہ وہ ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ اٹھالاتی ہیں بادلوں کو پھر اس کو پھیلا دیتا ہے آسمان میں جس طرح چاہتا ہے اور اس کو کر دیتا ہے تہہ بہ تہہ پھر تو دیکھتا ہے کہ مینہ نکلتا ہے اس کے درمیان سے۔

آیہ مذکورہ بہایت واضح و صاف ہے اس کے مفہوم کو سائنس کی مندرجہ ذیل تحقیق سے مطابقت کیجئے۔

"سمندر کی ہوا جو پانی کے بخارات سے بھری ہوئی ہو بلند ہوتی ہو اور ہوا ہو کر اعلیٰ طبقات تک پہنچتی ہے تو اس میں جو بخارات ہوتے ہیں وہ بوجہ سردی کے کثیف ہو کر ابر کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جب تک پانی ابر کی صورت میں رہتا ہے اس وقت تک ہوا میں معلق رہتا ہے جب پانی کے چھوٹے چھوٹے ذرات ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں تو وزنی ہونے سے ہوا میں ٹھہر نہیں سکتے اور برسنے لگتے ہیں۔"

آیت مندرجہ بالا میں دو لفظ قابل غور ہیں اول کسف اس کے معنی ٹکڑے کے ہیں اور دوسرا لفظ ودق ہے اس کے معنی مینہ کے ہیں اب آیت بالا کی شرح یوں ہوئی، ہوا بادلوں کو اٹھا کر آسمان میں پھیلاتی ہے اور جب پانی کے چھوٹے چھوٹے ذرے آپس میں مل کر بڑے بڑے قطرے بن جاتے ہیں تو بادل میں سے ودق یا مینہ برسنے لگتا ہے۔

گزشتہ صفحات میں ہم نے سائنس کی کتابوں کے جو حوالے نقل کئے ہیں ان کو مطالعہ کرنے سے صحیح طور کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ بادلوں کی تکوین اور پانی برسنے میں ہوا کی خدمتوں کا معقول حصہ ہے یہ ہوا ہی کی مہربانی ہے کہ وہ سمندر کے اڑتے ہوئے پانی کے ذرات کو لے آتی ہے یہ ہوا ہی کی جانفشانی ہے کہ وہ پانی کے بخارات کو بلندی پر اٹھا لے جاتی ہے، یہ ہوا ہی ہے جس کی کارگزاری سے ابر بنتے ہیں یہ ہوا ہی ہے جو بادلوں کو اپنی آغوش میں اٹھائے ہوئے ادھر ادھر پھراتی پھرتی ہے اور یہ ہوا ہی ہے جو خدا تعالیٰ کے حکموں کے تابع ہے بادل بھی فرمان خداوندی کے تابع ہیں جہاں وہ حکم دیتا ہے برستے ہیں جہاں منع کرتا ہے وہاں سے بلا برسے چلے جاتے ہیں۔

خداوند تعالیٰ نے ہوا کے مندرجہ بالا کارناموں کو سورہ ذاریت کی ابتدا میں بیان کیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا ۙ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا ۙ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۙ (ترجمہ) قسم ہے ہواؤں کی جو (دھول اور پانی کے ذرات کو) اڑا کر لانے والی اور پھیلانے والی ہیں پھر یہ ہوائیں بوجھ اٹھانے والی اور گراں بار ہونے والی ہیں (بادلوں کے سوا کیا شئے ہے جس کو ہوا اٹھاتی ہو) پھر ان بادلوں کو اٹھا کر آہستہ آہستہ چلنے والی ہیں اور ادھر ادھر تقسیم کرتی ہیں ایک چیز یعنی پانی۔

[illegible] اور مشاہدات ربانی سے واضح ہو رہا ہے کہ پانی کے برسنے میں ہوا کی شدید ضرورت ہے ہوا ہی پانی کے بخارات کو لیکر آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے اور ہوا ہی بادلوں کو ادھر ادھر لیکر جاتی ہے اگر ہوا بادل آسمان پر پہنچا دے ہوا کی سختی سے نکل کر آزاد ہو جائیں تو پھر پانی کسی ایک ہی جگہ برس جائے اور زمین کے دوسرے قطعے رحمت ایزدی سے قطعی محروم رہ جائیں اور اس سے جو نقصان دنیا کو پہنچے وہ اظہر من الشمس ہے۔

خداوند کریم نے سورۂ مرسلت میں چند ہواؤں کا ذکر کیا ہے اور ان کے اعمال و وظائف بیان کئے ہیں ارشاد ہوتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۙ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ ان آیات مبارکہ کا ترجمہ یہ ہے "قسم ہے ان ہواؤں کی جو بھیجی جاتی ہیں نرم رفتار پھر ان ہواؤں کی جو جھکڑ چلنے والی ہیں اور ان ہواؤں کی جو اٹھانے والی ہیں ابر کو پھر ان ہواؤں کی جو جدا کرنے والی ہیں متفرق کر کے۔"

ان آیات میں چار قسم کی ہواؤں کی قسم کھائی گئی ہے یہاں قسم کی مصلحت پر بحث کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اس مضمون میں بارش اور اس کے متعلقات سے مطلب ہے ہوا کی پہلی قسم کا نام مرسلت ہے یہ وہ معمولی ہوا ہے جو ہمیشہ آہستہ آہستہ چلتی رہتی ہے دوسری ہوا عاصفات ہے جب موسم گرما میں سطح گرم ہو جاتی ہے تو سطح کی قریب والی ہوا بھی گرم ہو کر خشک ہو جاتی ہے اور اس لئے آندھی بنکر زور شور سے چلنے لگتی ہے اور اس کے چلنے سے اور بلندی کی طرف چڑھ جانے سے سطح کے قریب خلا پیدا ہو جاتا ہے۔ تیسری قسم کی ہوا نشرات ہے جو سمندر سے بخارات کو اپنے ساتھ لا کر فضا کو بھر دیتی ہے اور جب خشک ہو کر اوپر کی طرف چڑھتی ہے تو اس میں جو بخارات ہوتے ہیں وہ بادل کی صورت اختیار کر لیتے ہیں کیونکہ اوپر سردی ہوتی ہے، ہوا کی چوتھی قسم کا نام فارقات ہے جو پانی کے چھوٹے چھوٹے قطروں کو باہم ملا کر بڑے بڑے قطروں کی شکل میں بدل دیتے ہیں کیونکہ جب تک پانی کے قطرے بالکل چھوٹے ہوتے ہیں تو وہ سب مل جل کر ایک ہی شئے نظر آتے ہیں لیکن جب چند چھوٹے چھوٹے قطرے مل کر بڑے بڑے قطرے بن جاتے ہیں اور الگ الگ ہو جاتے ہیں تو مینہ کی صورت میں زمین پر برسنے لگتے ہیں۔

اگر ناظرین نے سائنس کے ہمارے پیش کردہ حوالوں کو غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے تو ان پر بخوبی واضح ہو گیا ہوگا کہ مذکورہ بالا چاروں ہواؤں کا بادلوں کے بننے اور برسات کے برسنے سے کتنا گہرا تعلق ہے اور یہ بھی روشن ہو گیا ہوگا کہ سائنس نے تکوین ابر اور بارش کے برسنے کے متعلق ہوا کی کارگزاری کی جس قدر ضرورت سمجھی ہے وہ ان چاروں ہواؤں کے اعمال و وظائف میں محدود ہے۔

ہماری مذہبی لڑائیاں

(از جناب محترم و مکرم سید اسعد صاحب بلوی)

کسی ملک کی اس سے زیادہ بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس میں روز مرہ کشت و خون ہوتا رہے اور آئے دن اس کے باشندے آپس میں ایک دوسرے کا خون بہاتے رہیں لیکن یہ بدنصیبی اور بھی انتہا کو پہنچ جاتی ہے اگر لوگ اپنے ان بیہودہ اور وحشیانہ افعال کو کہ جن کی بدولت اس کے ہندوؤں کے گلوں پر مسلمانوں کا ہاتھ اور ... چھری پھیری جاتی ہے مذہب کے نام سے منسوب کرنے لگیں اور اس طرح اپنی ان ذلیل اور ناپاک حرکتوں پر شرمندہ ہونے کی بجائے ان پر فخر کرنا سیکھ جائیں۔ لڑائی جھگڑے ہر ملک اور ہر قوم میں ہوا کرتے ہیں اگر اس حقیقت کو پیش نظر رکھا جائے کہ آج دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ان ہی قوموں کو سمجھا جاتا ہے کہ جن کے پاس اپنے بھائیوں کا خون بہانے اور آباد ترین شہروں کو چند گھنٹوں کے اندر ویرانہ بنانے کے بہترین آلات موجود ہیں تو مجبور ہو کر ماننا پڑے گا کہ انسانی ترقی اور انسانی تہذیب شاید نام ہی اس بات کا ہے کہ انسان اپنے بنی نوع کے گلے کاٹنے میں زیادہ سے زیادہ ماہر اور مشاق ہو جائے اور بھائی کو اپنے بھائی کا گلا کاٹتے ذرا سا بھی درد اور ترس نہ آئے لیکن اس قدر مہذب اور اس درجہ ترقی یافتہ ہو جانے پر بھی ان قوموں کو یہ جرأت کبھی نہیں ہوتی کہ علی الاعلان اپنی ان خونریزیوں پر فخر کر سکیں۔ ایک نئی قسم کی توپ ایک مہلک ترین زہریلی گیس ایک جدید طرز کا ہوائی جہاز اور ایک لا انتہا قوت کی بجلی کی لہر یا شعاع دریافت اور ایجاد کر کے انہیں خوشی بھی ہوتی ہے اور فخر بھی لیکن یہ ہمت ان میں کبھی پیدا نہیں ہوتی کہ دنیا کے سامنے وہ یہ کہہ کر اپنی خوشی کا اظہار کریں کہ ہم نے انسانی خون بہانے اور بستیوں کو اجاڑ بنانے کا ایک بہترین آلہ دریافت کر لیا ہے جنگ اور خونریزی ایسی مذموم اور اس درجہ ذلیل چیزیں ہیں کہ وہ اپنی ان ایجادات پر فخر کرتے وقت یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ ہم نے سائنس میں ایسی حیرت انگیز ترقی کی ہے اور اپنے علمی اور ادبی خزانوں کو جدید ترین تحقیقاتوں سے مالا مال کر دیا ہے۔

لیکن اس بدنصیب ملک میں جسے ہندوستان کہا جاتا ہے آج جو حالت رونما ہو گئی ہے وہ اس سے بالکل مختلف اور اس سے بہت زیادہ افسوسناک ہے یہاں ہم اپنی ہر لڑائی کا نام مذہبی جنگ رکھ دینے اور اپنی تمام سفاکیوں اور جلادیوں کو خدا کے نام کے ساتھ منسوب کر دینے کے عادی بنا دیئے گئے ہیں تاکہ بھائی کو بھائی کا سر پھوڑتے وحشی و نامہذب ہونے کے باوجود اتنا بھی درد اور افسوس محسوس نہ ہو کہ جتنا ایک مہذب اور ترقی یافتہ انسان کو ہوا کرتا ہے آج ہماری ہر وہ لڑائی کہ جس میں بدقسمتی سے ایک فریق ہندو اور ایک مسلمان ہو مذہبی لڑائی ہے اور اس سفلگی اور جلادی کو یہ مقدس اور متبرک لقب کسی عالم دین یا دھرماتما کی طرف سے نہیں بلکہ جناب رپورٹر صاحب کی بارگاہ سے عطا ہوتا ہے جن کا ہر تار ملک کے اخبارات کے لئے وحی و الہام کا مرتبہ رکھتا ہے اور جس کے پڑھ لینے کے بعد کسی بڑے سے بڑے صاحب عقل کو بھی اس بات کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے دل میں کسی قسم کا شک لائے۔

ایک مسلمان لڑکا محرم کی سبیل لگانے کے لئے چندہ مانگنے ایک ہندو کے پاس جا نکلتا ہے وہاں سے جھڑک دیا جاتا ہے اور لڑائی شروع ہو جاتی ہے چند ہندو اس کی مدد کو آ جاتے ہیں اور چند مسلمان مسلمان لڑکے کی حمایت کرنے پہنچتے ہیں اور پھر اس بلوہ کو فرو کرنے میں پولیس اور فوج بھی ناکام رہتی ہے جو کانگریس کے جلوسوں کو پانچ منٹ میں منتشر کر دیا کرتی ہے۔

رپورٹر صاحب دور کھڑے ہوئے اپنی مصلحت وقت کی دوربین سے اس ہنگامہ کو دیکھتے ہیں اور فوراً ہندوستان کے طول و عرض میں ڈھنڈورا پٹوا دیتے ہیں کہ بمبئی میں ہندو مسلمانوں میں "مذہبی جنگ" ہو گئی۔ اخبارات کچھ سوچے سمجھے بغیر یا شاید اچھی طرح سوچ سمجھ کر اس خبر پر کافی اشتعال انگیز حاشیہ آرائی کرتے ہیں اور رپورٹر صاحب کے اعلان جہاد کو ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچا کر سب کو اس بات پر آمادہ کر دیتے ہیں کہ ہندو مسلمان ہر جگہ چھتوں پر پتھر اور گھروں میں لاٹھیاں جمع کر لیں۔ جو لوگ جنگ آزادی میں درجہ شہادت حاصل کرنے سے محروم رہ گئے ہیں اور اس بہتی گنگا میں ہاتھ نہیں دھو سکے ہیں وہ اس خون کی ندی میں ہاتھ دھو لیں اور اعلیٰ ترین مراتب حاصل کر لیں۔

ایک ہندو خوانچہ والے سے ایک مسلمان گاہک کا کچھ جھگڑا ہو جاتا ہے دونوں طرف کے دس دس بیس بیس آدمی اس میں حصہ لیتے ہیں اور فوراً رپورٹر صاحب کی بارگاہ عالی سے یہ اطلاع تمام ہندوستان میں پہنچ جاتی ہے کہ فلاں جگہ ہندو مسلم فساد جس کے معنے دوسرے لفظوں میں مذہبی جنگ کے ہیں ہو گیا ہے۔

نل سے پانی بھرتے وقت ایک ہندو اور ایک مسلمان میں تو تو میں میں ہوتی ہے دس پانچ بیچ لڑکے ادھر سے اور دس پانچ ادھر سے اس میں شرکت کر لیتے ہیں اور ایک گھنٹہ کے اندر تمام ہندوستان اس خبر سے گونج اٹھتا ہے کہ فلاں مقام پر شدید ہندو مسلم فساد ہو گیا دور دراز مقامات کے بسنے والے سچ مچ یہی سمجھ لیتے ہیں کہ فساد زدہ مقام کے تمام ہندو اور تمام مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے ہیں اور دونوں فریق کے پیرو اپنے اپنے مذہب کے نام پر اپنی جانیں نثار کر رہے ہیں۔

مذہب کی محبت ان کے دلوں میں یہ تمنا پیدا کرتی ہے کہ کاش ہم بھی غازی یا شہید بن سکتے۔ ملک میں بعض ایسے کج فہم بھی ہیں کہ جو رپورٹر صاحب کے فتوے پر آمادۂ ایمان لے آنے کی بجائے اس مسئلہ پر غور کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں کہ آیا یہ خانہ جنگیاں درحقیقت مذہبی لڑائیاں ہیں بھی یا نہیں جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ سبیل کے لئے چندہ مانگنا اور پھر غیر مذہب والوں سے مانگنا نہ فرض ہے اور نہ سنت اور جب وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ کسی مانگنے والے کو خواہ وہ غیر مذہب ہی کا کیوں نہ ہو دھتکار دینا شاستر اور وید کی رو سے کوئی دھرم کا کام ثابت نہیں ہوتا تو وہ حیرت میں رہ جاتے ہیں کہ آخر اس لڑائی کو مذہبی لڑائی کیونکر کہا جاتا ہے۔

جب وہ سوچتے ہیں کہ خوانچہ والے سے سودا خریدنا کسی مذہب نے بھی اہل مذہب پر فرض نہیں کیا ہے اور جب ان کی عقل انہیں یہ بتاتی ہے کہ اپنے گاہک سے لڑنا دکاندار کے لئے عقلاً یا مذہباً کسی طرح بھی درست نہیں ہو تو انہیں تعجب ہوتا ہے کہ آخر اس تصفیہ کا نام مذہبی لڑائی یا ہندو مسلم فساد کیونکر رکھ دیا گیا۔

[illegible]
کوئی مذہب ... ہے کہ اس قسم کی بیدردی اور خونریزی کو جائز کہتا ہو یا بے گناہ اور بے قصور افراد کے گلے کاٹنے کا حکم دیتا ہو، جو صرف مذہب کے متعلق ایسی ناواقفیت رکھتے ہیں ... سے واقف کرتے ... ہم بلا اندیشہ تردید یہ کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں کوئی ایسا مذہب کبھی کسی حالت میں قتل و غارت اور خونریزی کی تعلیم نہیں دے سکتا کہ جب انسانی جانوں کی قدر و قیمت اس قدر کم کر دی اور بجائے پیروؤں کو صلح جو امن پسند بنانے کے بجائے درندوں کی طرح خونریز اور خونخوار بنا دے جہاد و قتال کے متعلق اسلام کے احکام بہت واضح ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ہمیں صرف اس وقت تلوار اٹھانے کی اجازت ہے کہ جب ہم پر حملہ کیا جائے ہمیں ہمارے گھروں سے نکال باہر کرنے کی کوشش کی جائے ہماری عورتوں کی عصمت دری پر دشمن آمادہ ہو اور ہمیں فرائض مذہبی ادا کرنے سے ہمیں روکے اگر اس قسم کے حالات رونما ہو جائیں تو اس وقت مسلمانوں کو اجازت ہے کہ وہ لڑیں اور اس وقت تک لڑتے رہیں کہ جب تک ظلم و عدوان کا خاتمہ نہ ہو جائے لیکن ان حالات میں بھی اسلام نے جنگ کی اجازت کو یہ حکم دے کر محدود کر دیا ہے کہ ہمیں اپنے دشمنوں پر صرف اسی قدر اور اسی حد تک زیادتی کرنی چاہیئے کہ جتنی انھوں نے ہم پر کی ہے یہ اس وقت بھی جائز نہیں ہے کہ ہم موقع انتقام حاصل کر کے دشمنوں پر ہر قسم کے مظالم روا رکھیں اور ہماری زیادتیوں کی کوئی حد ہی نہ رہے یہ احکام نافذ کر دینے کے بعد ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان ایک منصفانہ اصول ہے لیکن اسلام ایسے لوگوں کو دوست رکھتا ہے کہ جو عفو اور درگذر سے کام لیں اور دوسروں کی زیادتی کو معاف کر دیں اپنا ذاتی انتقام لینے کے لئے نہیں بلکہ ملک سے یا دنیا سے ظلم و عدوان کے مٹانے کے لئے جو لڑائی ظالموں کے خلاف لڑی جائے وہ اسلام کے نزدیک جہاد فی سبیل اللہ ہے اور ایسی لڑائی میں لڑنے والا غازی اور مرنے والا شہید کہلاتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک واقعہ بہت ہی مشہور ہے اور اس سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ کے واسطے لڑنے اور اپنے واسطے لڑنے میں کیا فرق ہے حضرت علی ایک جنگ میں شریک تھے اور بحالت جنگ آپ نے اپنے مقابل کو زمین پر گرا دیا اس کے سینہ پر چڑھ کے چاہتے تھے کہ اس کا سر تن سے جدا کر دیں اس نے مجبوری اور بیکسی کی حالت میں جب اور کچھ بن نہ پڑا تو آپ کے منہ پر تھوک دیا منہ پر تھوک پڑتے ہی جناب شیر خدا کا ہاتھ جہاں تھا وہیں رک گیا اور آپ فوراً اس کے سینے سے اتر آئے وہ شخص متعجب تھا کہ منہ پر تھوکنے کا عجیب و غریب اثر کس طرح رونما ہوا آخر نہ رہ گیا اور اس نے حضرت علی سے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیوں چھوڑ دیا حضرت علی مسکرائے اور فرمانے لگے کہ تمہارے اس طرح تھوکنے سے مجھے غصہ آگیا تھا اور اگر میں اس حالت میں تمہیں قتل کر دیتا تو وہ اپنی ذاتی توہین کا انتقام ہوتا خدا کی راہ کی لڑائی نہ رہتی، اس شخص کو حیرت ہو گئی اور بے اختیار آپ کے قدم چوم لئے۔

بمبئی ہو یا احمد آباد اور کلکتہ ہو یا دہلی ہندو مسلمانوں میں جتنے بھی فساد ہوئے ہیں وہ سب کے سب ذاتی اختلافات کی بنا پر ہوتے ہیں اور انھیں کسی طرح مذہبی جھگڑا نہیں کہا جا سکتا لیکن اگر وہ ... انھیں ... جب ... کی صورت پڑتی ہے کہ ... انھیں ... کی لڑائی و قتال کیا جائے

اس سلسلہ میں جب ... سے ہمیں گذشتہ ... کی ... پر نظر ڈالنی پڑے گی ہم دیکھتے ہیں کہ گذشتہ صدی کی جنگ آزادی سے پہلے اور اس کے مدتوں بعد تک ہندو مسلمانوں میں اس قسم کی لڑائیوں کا کہیں وجود نہ تھا دونوں قوموں کے تعلقات دوستانہ اور بالکل برادرانہ تھے شیخ شہاب الدین کے لڑکے کی شادی میں جب تک لالہ خوشوقت رائے شریک نہ ہوں اس وقت تک شیخ صاحب کا لڑکا دولہا ہی نہ بنتا تھا اور ساری بارات اسی طرح بیٹھی رہتی تھی اور سیٹھ ... لال اس وقت تک اپنی بیٹی کو رخصت ہی نہ کیا کرتے جب تک میر فرزند علی برات میں شریک نہ ہو جائیں خیر یہ تو ذرا کسی قدر زیادہ عرصہ کی باتیں ہیں اب سے پچیس تیس برس پہلے ہر شہر اور ہر قصبہ میں ہزاروں اور لاکھوں مسلمان ایسے موجود تھے جو اپنے پڑوسی ہندوؤں کو چچا اور تایا کہا کرتے تھے اور فی الحقیقت ان کی اسی قدر عزت اور خدمت کرتے تھے کہ جیسے ایک بزرگ کی کی جاتی ہے اور بالکل یہی حالت ہندوؤں کی تھی ان کا برتاؤ بھی اپنے ہمسایہ مسلمانوں سے بالکل عزیزوں اور رشتہ داروں کا سا ہوتا تھا کبھی کبھی آپس میں لڑائی اور جھگڑا بھی ہو جاتے تھے لیکن ان کی حیثیت بالکل مقامی رہتی تھی اور نہ ریڈیو صاحب کی تقریر تلطف انھیں تمام دنیا میں مشتہر کیا کرتی تھی اور نہ ملک کے اخبار ہی انھیں کوئی خاص اہمیت دیا کرتے تھے تاریخ کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ جوں جوں ہم تعلیم سے بہرہ ور اور مغربی تہذیب سے آشنا ہوتے گئے اسی نسبت سے ہمارے درمیان کشمکش اور نفرت کی خلیج بھی وسیع ہوتی چلی گئی۔ جدید تعلیم نے ہمیں اپنے حقوق طلب کرنا اور مغربی تہذیب نے دوسروں کے حقوق غصب کرنا بھی سکھا دیا اور آہستہ آہستہ ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کے دلوں سے ایثار نفس اور ہمدردی بنی نوع کے پاک اور اعلیٰ جذبات کچھ اس طرح مٹ گئے کہ گویا کبھی ان کا گذر ان کے دلوں میں ہوا ہی نہ تھا بنی نوع اور ابنائے جنس کی ہمدردی محدود ہوتی چلی گئی اور رفتہ رفتہ وہ وقت آگیا کہ ہمیں اپنے نفس اور اپنی ذات کے سوا اور کسی سے محبت نہ رہی اور اب ایسے لوگ بھی ہم اندروں میں کانفرنس ... کہ جنھیں اپنی ذات کے علاوہ اپنے خاندان یا اپنی جماعت سے کچھ محبت تھی اور جن کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ کسی طرح اپنے مخصوص فرقہ کی کوئی خدمت کریں اور اسے فائدہ پہنچائیں۔ جدید تعلیم نے ہمیں پکا نفس پرست اور انتہا درجہ کا خود غرض انسان بنا دیا اور اس کے ساتھ ساتھ جب ہم نے مغربی طرز معاشرت اختیار کیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سی جگمگاتی اور خوشنما مگر چھوٹی چھوٹی چیزیں ہماری زندگی کی ضروریات میں داخل ہو گئیں اور ان کے مقابلہ میں اب ہمیں دیسی کپڑا پسند آتا تھا نہ دیسی جوتا ہمارے ملک کا وہ طبقہ کہ جس کا گذر صنعت و حرفت پر تھا ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنے پر مجبور اور اپنے پیٹ کے لئے روٹی کمانے سے معذور ہو گیا یہ اگر دو چار یا دس بیس آدمی ہوتے تو کچھ بات نہ تھی دوسروں کی خیرات پر ان کی گذر ہو سکتی تھی لیکن بدقسمتی سے ان کی تعداد تو تمام ملک میں کروڑوں تک پہنچتی تھی اور کسی ملک میں کروڑوں انسانوں کا یک لخت بیکار اور مفلس و نادار بن جانا ایک اتنی بڑی مصیبت ہوتی ہے کہ جس کا تدارک بڑی سے بڑی مدبر سلطنتیں بھی نہیں کر سکتیں۔

بے روزگاری اور محتاجی و ناداری نے کروڑوں بھوکے اور ننگے ملک میں پیدا کر دیئے اور جس طرح جنگلی جانوروں کی ڈاریں آب و دانہ کی تلاش میں جنگلوں کے اندر ماری ماری پھرتی ہیں بالکل اسی طرح اشرف المخلوقات انسان کے گروہ کے

کر روٹیوں کی تلاش میں مارے مارے پھرتے تھے ان کے پاس نہ پیٹ میں ڈالنے کو روٹی تھی اور نہ تن ڈھکنے کو کپڑا انسان کی قیام گاہ اگر کوئی تھی تو مسجدوں اور مندروں کی سیڑھیاں کیونکہ اپنی گھروں کو تو انگریز ہی کیا ہے بلکہ گھروں کے بھی دروازے ان پر بند کر دئے جاتے تھے۔

مرتا کیا نہ کرتا اس فاقہ کش گروہ نے بھی اپنے لئے راستے نکالے بعض نے تعلیم حاصل کرکے سرکاری ملازمتیں حاصل کیں بعض نے چوری اور لعب زنی کو اپنا شعار بنا لیا اور بعض جو بالکل ہی بزدل اور پست ہمت تھے وہ دوسروں کے آگے دست سوال پھیلا کر سر راہ بیٹھ گئے سرکاری ملازمتیں ان تینوں طریقوں میں سب سے بہتر اور سب سے زیادہ نفع رساں ذریعہ معاش تھیں اس لئے قدرتی طور پر بڑی تعداد ان ہی کی جانب مائل ہوئی اور چونکہ نوکروں کی تعداد زیادہ اور نوکریوں کی تعداد بہت کم تھی اس لئے اس میں دھکم دھکا اور دھینگا مشتی شروع ہو گئی ہندوؤں نے نئی تعلیم شروع ہی سے قبول کر لی تھی اس لئے انہوں نے خوان نعمت سے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا مسلمان ایک عرصہ دراز تک اس تعلیم کو شجر ممنوعہ خیال کرتے رہے لیکن بالآخر یہ دیکھ کر کہ ان کے برادران وطن دولت اور منصب کے حصول میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کر رہے ہیں اور زمانہ بھی آگے بڑھ رہا ہے اور حکومت کے دسترخوان کی ریزہ چینی شروع کر دی پہلے دھکم دھکا صرف ہندوؤں ہندوؤں کے درمیان ہوتا تھا لیکن اب مسلمانوں نے آکر اسے جنگ بدل دیا۔

یونیورسٹیوں کی تعلیم نے کچھ اور سکھایا تھا یا نہیں سکھایا تھا لیکن محمود غزنوی کے حملوں کی داستانیں اور اورنگزیب اور سیواجی کے تعلقات کے افسانے سب کو اچھی طرح ازبر کرا دیئے تھے اور اب جب لنگر لوٹنے میں دھینگا مشتی کی نوبت آئی تو تقریباً ہر مسلمان اورنگزیب اور ہر ہندو سیواجی بن گیا ایک ایک روٹی کے لئے لڑنا خواہ مصلحت وقت کے لحاظ سے کتنا ہی ضروری ہو لیکن ایک رکیک اور ذلیل فعل ضرور تھا اس لئے دنیا کی نظروں میں ذلیل و خوار ہونے سے بچنے کے لئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ باہمی جنگ و جدال کا کوئی ایسا سبب مقرر کیا جائے کہ جو پست اور ذلیل نہ ہو بلکہ جسے دنیا وقعت اور عزت کی نگاہوں سے دیکھے اس تانبے پر چاندی اور سونے کی قلعی کی ضرورت تھی اور خوش قسمتی سے وہ نہایت آسانی کے ساتھ اس طرح پوری ہو گئی کہ دونوں فرقوں کا مذہب مختلف تھا اور مذہب کے لئے لڑنا ہرگز ہرگز ایسی چیز نہیں ہے جسے کوئی شخص حقارت کی نگاہ سے دیکھ سکے لیکن اب بھی لڑائی جس کا اصلی باعث شکم پرستی اور نفس پروری تھا اور جسے لہٰذا مذہبی رنگ دیا گیا تھا صرف تعلیم یافتہ طبقہ تک محدود تھی اور چونکہ تعلیم یافتہ فرقہ کا تناسب ہماری آبادی میں تین چار فی صدی سے زیادہ نہ تھا اس لئے اس کے اثرات بہت ہی محدود تھے دفتروں کے ہندو ہیڈ کلرک رات دن اس بات میں کوشاں رہتے تھے کہ تا امکان اپنے دفتر میں کسی مسلمان کو نہ گھسنے دیں اور مسلمان کوتوال یہ چاہتا تھا کہ جس طرح بھی ہو سکے اس کے ماتحتوں میں کسی ہندو کی صورت نظر نہ آئے یہ بات کہ یہ کچھ مذہب کے لئے نہیں بلکہ پیٹ کی خاطر ہوتا تھا ان واقعات سے اچھی طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ بسا اوقات ہندو ہیڈ کلرک صاحب ایک ہندو اہلکار کو اور مسلمان کوتوال ایک مسلمان سپاہی کو صرف اس لئے نکال دیا کرتے تھے کہ اپنے کسی عزیز یا دوست کو جگہ دے سکیں

اس کے بعد ایک دوسرا دور شروع ہوا یعنی جب یورپ میں سرمایہ داروں کا دور شروع ہوا اور مزدوروں کی حیثیت غلاموں کی سی ہو چلی تو ان میں ایک تیسرا طبقہ ماہرین فن کا پیدا ہو گیا تھا یہ لوگ عام طور پر بڑے آدمیوں کے بیٹے تھے لیکن بڑے بیٹے نہیں جو از روئے قانون باپ کی جائداد اور خاندانی خطاب کے مستحق ہوں بلکہ منجھلے اور چھوٹے بیٹے تھے جنہیں باپ کی دولت و ثروت کی بدولت اعلیٰ تعلیم میسر آ جاتی تھی اور امیر گھرانوں میں پرورش پا کر خو بو اور گفتار و رفتار سب امیرانہ ہو جاتی تھی لیکن اس امیرانہ شان و شوکت کے برقرار رکھنے کے لئے جن کے پاس سرمایہ نہ ہوتا تھا عام مزدوروں کی طرح محنت و مشقت کے کام کرنے کے بجائے ان لوگوں نے اپنے آپ کو مختلف قسم کے فنون کا ماہر بنایا اور سرمایہ داروں کی ملازمت اختیار کر کے اپنی عقلمندی اور علم کے ذریعہ سے ان کے کاروبار کو ترقی دینی شروع کی اور رفتہ رفتہ ہر قسم کے کاروبار کے لئے اپنے آپ کو اس قدر ضروری بنا دیا کہ کسی سرمایہ دار کا کام بھی اب ان کی مدد کے بغیر اعلیٰ پیمانہ پر نہ چل سکتا تھا ہر ایک چیز بنانے کے لئے طرح طرح کی کلیں ایجاد کر کے انہوں نے مزدوروں کو بھی لاشئے محض بنا دیا کیونکہ اب کارخانہ بھر میں ایک مزدور بھی ایسا نہ رہا جو کوئی سی چیز پوری کی پوری بنانی جانتا ہو ہر مزدور اپنے حصہ کا مقررہ کام انجام دیتا تھا اور اس طرح الگ الگ چھوٹے چھوٹے جز ہزاروں مختلف مزدوروں کے ہاتھ سے تیار ہو کر کارخانے لاکھوں کی تعداد میں وہ چیز تو تیار ہوتی رہتی تھی لیکن ماہرین فن کے سوائے اور کوئی بھی پوری چیز کی تیاری کی ترتیب سے واقف نہ ہوتا تھا تجارت کو فروغ دینے اور چھوٹے سرمایہ سے بڑے بڑے کام کرنے کے راستے انہوں نے ایجاد کئے بینک شرح تبادلہ اور ہنڈی وغیرہ کے ذریعہ سے ہر قسم کی آسانیاں پیدا کیں اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں سامان تجارت لے جانے کے مختلف ذرائع پیدا کر دئیے اور اس طرح سرمایہ داروں کو اپنا دست نگر بنا لیا دوسری طرف نئی نئی مشینیں ایجاد کر کے مزدوروں کے ہاتھ سے صنعت و حرفت تو چھین لی لیکن اپنے کارخانوں میں ان کے لئے کام مہیا کر دیئے تاکہ وہ بھی ہمیشہ مٹھی میں رہیں اور ان ہی کو اپنا ان داتا خیال کریں اس طرح مزدوروں اور سرمایہ داروں کو اپنا محتاج بنا کر انہوں نے صحیح معنوں میں اپنی حکومت قائم کر لی اور آج یورپ و امریکہ میں درحقیقت ماہرین فنون ہی کا راج ہے۔

تعلیم یافتہ ہندو مسلمانوں میں اس باہمی کشمکش اور نا اتفاقی کو دیکھ کر ہندوستان میں بھی ایک نیا طبقہ پیدا ہوا ہے جسے درحقیقت نہ ہندوؤں سے کچھ مطلب تھا نہ مسلمانوں سے اور جو تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے کوئی ادنیٰ درجہ کا کام کرنے کے لئے تیار نہ تھا اور جسے بدنصیبی کے سبب سرکاری ملازمت حاصل کرنے میں کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی اس فرقہ نے برسر عام کھڑے ہو کر بانگ بلند اپنی اپنی قوم کے عوام کے سامنے اپنی ناکردہ خدمات کا اعلان کیا دوسری قوم کی زیادتیوں کا خوب اچھی طرح رونا رویا اور ایک عرصہ دراز تک اپنی مسلسل کوششوں کے ذریعہ سے اپنی قوم کے دل میں یہ بات نقش کر دی کہ قوم کا سچا درد خواہ اگر دنیا میں کوئی ہے تو بس وہی ہے اور قوم کے حقوق کا تحفظ اگر کر سکتے ہیں تو بس وہی کر سکتے ہیں اس خیال کا قائم ہونا تھا کہ پھر تو ان کی ساری [illegible]

سیاسی اغراض جہاں جاسکتے تھے ان کی راہ میں اپنے سر ہتھیلی پر رکھے پھرتے تھے۔

عوام کے دلوں پر قبضہ حاصل کر لینے کے بعد حکومت وقت کو مٹھی میں کر لینا کوئی بڑی بات نہیں دو چار موقعوں پر حکومت کے کام آنا اور کوئی خاص خدمت بجالانا بالکل کافی تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے نیاز شہاب ثاقب کی طرح بلند ہونے لگی اور اب یہ حضرات نہایت اطمینان کے ساتھ تیسرے درجوں میں بیٹھے ہمکا ماگ گھگانے لگے اور ہر طرح سے مزے اڑانے لگے ان کی قوم ان کی رہنمائی کی محتاج تھی اور جو وقت ان کی دست نگر اور ممنون احسان ہندوستانیوں کو تو سوراج ملنے میں بہت کافی دیر ہے اور تنہا ہندو یا تنہا مسلمان تو اس قسم کا خواب ہی نہیں دیکھ سکتے لیکن ان خود ساختہ لیڈروں کو یقینی طور پر سوراج حاصل ہو گیا اور آج ہندوستان پر ان ہی کا راج ہے حکومت اپنا کام چلانے کے لئے ان کی امداد کو بہت کار آمد خیال کرتی ہے عوام اس خوف سے کہ کہیں ہمارے حقوق پامال نہ ہو جائیں ان کے اشاروں پر ناچتے ہیں اور اخبارات کی رائے یا تو خریدی جا چکی ہے یا اگر آزاد بھی ہے تو انہیں خود اپنی بھلائی اور اپنا مالی نفع اسی میں نظر آتا ہے کہ ان کا ساتھ دیں۔

اپنی لیڈری کے قیام و استحکام کے لئے ان بزرگوں کو کبھی کبھی کچھ تھوڑی سی تکلیف کرنی پڑتی ہے اور وہ اس طرح کہ جیسے بھی ممکن ہو ہندو اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے برگشتہ اور ان کے خیالات کو ایک دوسرے کے خلاف مشتعل رکھا جائے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر یہ دونوں قومیں باہم متحد ہو جائیں یا ان میں باہم کسی قسم کا سمجھوتہ ہو جائے تو پھر حقوق کی پامالی اور حقوق کا تحفظ دونوں بے معنی الفاظ رہ جاتے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ ان کی لیڈری بھی ختم ہو جاتی ہے ان کی لیڈری کے قیام کے لئے ہندو مسلم فسادات کی سخت ضرورت ہے اور جب تک ہندو مسلم فسادات کا وجود ملک میں ہے اس وقت تک ہندو اور مسلمان ان لیڈروں کی امداد سے بے نیاز نہیں ہو سکتے اور لڑنے کے لئے مرغی لازمی اور مرغی کے لئے انڈا اور جب تک اس صورت حالات میں تبدیلی نہیں ہوتی تھا وقتاً فوقتاً نہ لیڈر راج ہندوستان سے جا سکتا ہے اور نہ ہندو مسلم فسادات۔

مذہب اور دھرم کے نام پر سینکڑوں کی تعداد میں سر کٹانے والے اور خلق راہ میں ہزاروں کی تعداد میں زخم کھانے والے عوام میں اکثر و بیشتر ایسے ہوتے ہیں کہ جنہیں یہ بھی خبر نہیں ہے کہ دھرم یا مذہب کہتے کسے ہیں اور اس نے ہمیں کیا حکم دیا ہے لیکن ان لیڈروں کو خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ کس چیز پر جان دینے کے لئے عوام جلد سے جلد تیار ہو جاتے ہیں وہ جب یہ دیکھتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کے جذبات جنگ کسی قدر ٹھنڈے پڑ چلے اور وہ ایک دوسرے سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں اسی وقت وہ اٹھتے ہیں اور محرم یا بقر عید دسہرہ یا دیوالی جو تہوار بھی سب سے پہلے آ گیا اسی پر خونی ہولی کھلوا دیتے ہیں اور یہ ایک مدت کے لئے ان کی لیڈری بالکل محفوظ و مصئون ہو جاتی ہے۔ ریوڑ صاحب اور ان کی ذریات تمام دنیا میں یہ خبر پہنچا دیتی ہے کہ ہندوستان میں مذہبی جنون زوروں پر ہے اور دوسرے مذہبوں والے ہندوستانیوں کے مذہبوں کا مضحکہ اڑایا کرتے ہیں کہ یہ عجیب مذہب ہیں کہ جنہوں نے اپنے پیرووں کو جنگ کی تعلیم دی ہے۔

یہ لڑائیاں اگر فی الحقیقت سیاسی ہوتیں تو صبر آ جاتا یا اگر اپنے پیٹ کے لئے ہوتیں تب بھی انہیں گوارا کر لیا جاتا کیوں کہ ان صورتوں میں اچھا یا برا کوئی مقصد تو ہمارے پیش نظر ہوتا لیکن مصیبت یہ ہے کہ اگرچہ ہندوستان کے کسی نہ کسی گوشہ سے ہندو مسلم فساد کی خبر تو روز مرہ آ جاتی ہے مگر یہ اطلاع کسی جگہ کے لڑنے والوں کے متعلق نہیں ملتی کہ لڑائی سے ان کا کوئی خاص مقصد بھی تھا چند جاہ پرست اور شکم پرست لیڈر جب چاہتے ہیں ہمیں مشتعل کر دیتے ہیں اور ہمیں کبھی یہ سوچنے کی توفیق نہیں ہوتی کہ ہم کس کی انگلیوں پر ناچ رہے ہیں۔

اپنے بچوں کو غلط تعلیم کے برے اثرات سے بچایئے اور قاعدہ نو ایجاد

اسہل القرآن

بڑا عجیب قاعدہ مولانا علاء الدین صاحب نیرنگ ہاشمی کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹہ کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے بہالیس اشیا کی رنگین تصاویر اس کے بعد الف بائے اردو اور عربی دونوں مخلوط ہیں تاکہ دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ بھی معلوم ہو جائیں پھر دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معانی بھی معلوم ہوتے جائیں اور اس طریقہ سے تقریباً تین ہزار الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معانی بھی معلوم ہو جاتے ہیں اور اردو عربی دونوں زبانیں اچھی خاصی عبارت اور استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔

آخر میں قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی آیتیں ہیں اور ان کے معانی بھی اس طرح بچہ ضروری آیات اور ان کے معانی سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے۔

پھر آخر میں عربی کی گنتی اور اردو کی گنتی اور قرأت کے ابتدائی اصول بھی درج ہیں الغرض یہ کہ یہ قاعدہ نہ صرف نو ایجاد ہے بلکہ استفادہ اور ضرورت کے لحاظ سے فی الحقیقت جملہ ہے۔ ضخامت ۴۸ صفحے قیمت صرف ۴ر ایک روپے کی پانچ جلدیں۔ محصول ایک قاعدہ پر ۵ر اور پانچ جلدوں کا آٹھ آنے ہے

ملنے کا پتہ۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دستِ غیب کا عمل

(ازجناب مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی شاہجہاں پوری)

(۱)

اعجاز حسین کی جب شادی ہوئی تو وہ گورنمنٹ آفس میں سو روپے ماہانہ کے ملازم تھے نوعمر آدمی تھے اور گو انگریزی تعلیم پائی تھی اور اپنی حیثیت کے مطابق انگریزی لباس بھی پہنتے تھے لیکن اس کے باوجود نہایت نیک مزاج اور نیک دل تھے خوبصورت اور ایک حد تک فیشن ایبل ہونے کے باوجود انھیں زمانہ کی ہوا نہیں لگی تھی اور بڑی حیرت انگیز بات یہ تھی کہ وہ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے دفتر میں ان کے ملاقاتی تاش اور خاندان میں عزیز و اقربا ان کے اخلاق کے مداح تھے ان خوبیوں کے باوجود میاں اعجاز حسین میں یہ ایک برائی بھی تھی کہ وہ بڑے مسرف تھے سو روپے مہینہ وہ میاں بیوی میں اس طرح خرچ ہو جاتا تھا کہ تنخواہ ملتے ملتے قرض کی نوبت آجاتی تھی انھوں نے اپنی تنخواہ کی تقسیم اس طرح کر رکھی تھی کہ پچاس روپے مہینہ تو بیوی کو خورد و نوش کے لئے دیتے تھے اور پچاس روپے اپنے پاس رکھتے تھے جس میں سے دس روپے ماہانہ ایک خدمتگار کی تنخواہ میں جاتے تھے اور باقی رقم ان کی جیب خرچ میں اٹھتی تھی کبھی ان کا جی چاہتا تو بیوی کے لئے بھی کوئی کپڑا خرید لیتے تھے پچاس روپے کی رقم جو بیوی کو ملتی تھی اس میں کھانے پینے اور کنبہ برادری کے سب خرچ شامل تھے۔

(۲)

یہ خدا کی شان تھی کہ میاں اعجاز حسین جتنے فضول خرچ اور ناعاقبت اندیش تھے اسی قدر ان کی بیوی کفایت شعار تھیں چونکہ تعلیم یافتہ اور کتب بینی کی شائق تھیں اور خدا نے دل و دماغ بھی اچھا دیا تھا اس لئے نوعمری کے باوجود زمانہ کے نشیب و فراز کا اچھا تجربہ رکھتی تھیں حسن صورت اور حسن سیرت کی مجموعہ ہونے کی وجہ سے خاوند کو بہت عزیز تھیں اس لئے اکثر میاں بیوی اپنی موجودہ زندگی اور مستقبل پر بحث و گفتگو کیا کرتی ہے خاصکر دو سال کی ایک بچی نے عاقبت اندیش ماں کو وقت سے پہلے بہت متفکر بنا رکھا تھا اور وہ عموماً اپنے فضول خرچ شوہر کو سمجھایا کرتی تھی کہ وہ فیشن کے غیر ضروری مصارف اور دوستوں کی بیجا مدارات میں اپنا روپیہ برباد نہ کرے لیکن میاں اعجاز حسین کے لئے کفایت شعاری کا لفظ بالکل بے معنی تھا ان کا خیال تھا کہ جس شخص کا آمد و خرچ برابر ہے وہ کبھی تباہ نہیں ہو سکتا لیکن جب وہ اپنی ہوشمند بیوی کو ان الفاظ میں تسلی دینا چاہتے تھے تو وہ کہتی تھی کہ یہ آپ کا فرمانا درست ہے لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ آمد و خرچ ہر موسم اور ہر حالت میں یکساں رہے گا کیا انسان بیمار نہیں ہو سکتا اور کیا اسے ایسی مصیبتیں پیش نہیں آسکتیں جن میں روپیہ کی ضرورت ہو پس اگر وہ اپنی آمدنی سے کم خرچ کر کے کچھ سرمایہ پس انداز نہیں کرے گا تو ان مواقع پر کیونکر اس کا کام چلے گا اس کے علاوہ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ والدین کو جو رقم ملتی ہے اس میں کچھ حصہ اولاد کا بھی ہوتا ہے جن کو والدین اس دنیا میں لاتے ہیں اور ان کی ابتدائی مرحلوں کے بآسانی طے ہونے کے بڑی حد تک ذمہ دار ہیں۔

(۳)

بیوی کی اس مدلل گفتگو کا جواب میاں اعجاز حسین کے پاس اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ ابھی گفتگو کا سلسلہ منقطع کر کے اپنے تذکرہ تفنن کا طبیعت کا رخ کسی دوسرے مسئلہ کی طرف منتقل کر دیں ان کی بیوی نے جب یہ دیکھا کہ شوہر کی عادت کا بدلنا دشوار ہے تو اس نے یہ فرض کر کے کہ پچاس روپے ہی کی آمدنی ہے اسی رقم میں پس اندازی کی تمام بیڑا اختیار کیں جو اسے مصارف خانہ کے لئے ملتی تھی وہ ان رقوم کو بھی خرچ سے بچاتی تھی جو کسی عزیز یا میکہ سے وقتاً فوقتاً بیاہ اور تہواروں کے موقع پر ملتی رہتی تھیں چند سال کی کوشش میں اس کے پاس کئی سو کا اندوختہ ہو گیا اسے اندیشہ تھا کہ اگر شوہر کو اس اندوختہ کا حال معلوم ہو گیا تو اس کے دل میں فوراً الغف و رجن نئے سوٹ بنوانے کا جذبہ پیدا ہوگا اور صندوقچہ کا یہ چور خانہ اپنی زبانشوں کو کھو بیٹھے گا اس لئے شدید سے شدید موقع پر اس نے یہ راز ظاہر نہیں کیا کہ خدا کے فضل سے اس کے پاس کچھ سرمایہ موجود ہے بہرحال ان لیل و نہار پر پانچ سال کا زمانہ گذرا تھا کہ چھاؤنی میں ایک نیا مجسٹریٹ آیا اور سوء اتفاق سے اعجاز حسین کی ایک معمولی غلطی پر اس نے انکو معطل کر دیا ایک ایسا شخص جس کا آمد و خرچ برابر ہو ملازمت سے معطل کر دیا جائے تو سمجھنا چاہئے کہ وہ دنیا سے معطل ہو گیا بڑی مشکل یہ تھی کہ معطلی کی کوئی مدت مقرر نہ تھی معاملات مقدمہ کی صورت میں چل رہے تھے اور حاکم جو خفقہ ہو رہا تھا یہ چاہتا تھا کہ جہاں تک ممکن اعجاز حسین کو نقصان پہنچے اس لئے وہ ایک نہ ایک ایسا پہلو پیدا کر دیتا تھا جس سے معاملات آگے بڑھنے کی جگہ اور پیچھے ہٹ جاتے تھے۔

(۴)

معطل ہو جانے پر بمشکل ایک ہفتہ میاں اعجاز حسین اپنے مصارف کا انتظام کر سکے اس کے بعد قرض کے بغیر گذر چل دسکا بیکاری کا سلسلہ بدستور جاری تھا ایک سہ ماہی تو انھوں نے اس طرح بسر کی کہ جتنا روپیہ نوکری کی حالت میں وہ صرف کرتے تھے اسی قدر صرف کیا لیکن دوسری سہ ماہی میں کچھ تو قرض بڑھنے کے خوف سے اور کچھ اس بنا پر کہ زمانہ کا تازیانہ کھا کر ان کے مزاج میں عاقبت اندیشی پیدا ہو چلی تھی انھوں نے اندر باہر کے مصارف نصف کر دیئے اور پچاس روپے ماہوار میں گذر کرنے لگے تیسری سہ ماہی میں یہ حالت بھی نہ رہی اندر سے ماما اور باہر سے خدمتگار موقوف کیا گیا کپڑوں کا بنانا بند ہوا تکلفات موقوف ہوا اور پچیس روپے ماہوار میں دال روٹی سے بسر ہونے لگی آدمی کو کوئی صورت نہ تھی ملازمت کی بحالی کی کوئی امید نہ تھی بیوی کا تمام زیور مہاجن کی نذر ہو چکا تھا اور زندہ رہنے کے لئے کم از کم پچیس روپے ماہانہ کی جو شدید ضرورت تھی اب اس کے پورا ہونے کا بھی کچھ سامان نہ تھا کیونکہ قرض والے تمام راستے اس طویل بیکاری نے مسدود کر دیئے تھے جب انسان مادی دنیا کی تمام تدابیر سے مایوس ہو جاتا ہے تو روحانی عالم کی طرف اسکی رہنمائی کرتی ہے اور آرایمان کے نور سے اس کا دل منور ہو جاتا ہے تو وہ جناب الٰہی میں سربسجود ہو کر التجا پیش کرتا ہے آجکل میاں اعجاز حسین کی دل کی کیفیت اور یہی تھی اسی زمانہ میں پانچ وقت کی نماز میں خشوع و خضوع بڑھ گیا تھا ان کے جو سب طویل ہونے لگے تھے تلاوت قرآن اور وظائف میں ان کا دل پہلے سے زیادہ لگتا تھا جب بہت زیادہ بیقراری ہوتی تو

اپنے شوہر کو کامل صاحب کی خدمت کے احسان سے ... بھی باکمال ... کا اثر عامل کیا گیا کوئی دست غیب یا کوئی منتر کا عمل بتا دیں عامل صاحب بہت ... وہ ... کے ساتھ ... کیا جو بات کرنے کے ... عمل کے ... اس ... اعجاز حسین ... اس معاملہ کو پوشیدہ ... کر سکے ... تفصیل ... کی یہ آخری تدبیر تھی کہ ... رزق کا عمل ... میں

(۵)

میاں اعجاز حسین اپنے ملاقات پر بالکل تنہائی میں بیٹھتے تھے اور شب کو دہیں جاتے تھے عمل پڑھتے ہوئے ایک ہفتہ گذرا تھا کہ ایک دن صبح کو جب آنکھ کھلی تو انہوں نے اپنے سینہ پر ایک کاغذ لکھا ہوا دیکھا رسم الخط سے وہ بالکل ناآشنا تھے کیونکہ ہر لفظ کے حروف جدا جدا لکھے ہوئے تھے ان حروف کو جوڑنے سے یہ عبارت بنتی تھی کہ ہم موکلان ... تم کو اطلاع دیتے ہیں کہ جب تک روزانہ تم کو ایک ... مقرر کردہ رقم تم کو روزانہ تمہارے سرہانے رکھی ہوئی ملے گی لیکن شرط یہ ہے کہ جب تم عمل ... تو اس کی ... پھر سرہانے رکھ کر اگر اس کے خلاف کرو گے تو سزا پاؤ گے اعجاز حسین یہ تحریر دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا وہ عامل صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے قدموں میں گر پڑا اور ... ماجرا عرض کر کے رقعہ دکھایا عامل صاحب ... عالمانہ زبان میں کچھ بڑ بڑاتے رہے پھر فرمایا ہاں موکلوں نے ٹھیک کہا ہے اگر تم کو ان کی شرط منظور ہے تو رقعہ کا جواب لکھ دو لیکن اس رقم میں سے چالیس روز اور زکوٰۃ ... کیلئے آپ مجھے دیتے رہیں اعجاز حسین نے اس بات کو منظور کیا پھر اس نے سوچا کہ اگر میں کامل ہو گیا تو سو روپیہ ماہانہ کی آمدنی ہو گی اگر اس وقت پچیس سے زائد مانگا جائے تو بجائے اس کے زائد کی ادائیگی دشوار ہو گی لیکن عامل صاحب کے آٹھ روپے ماہوار نکالنے کے بعد صرف ستر روپے بچتے ہیں جو آئندہ سال کے لئے بھی ناکافی ہیں لہذا مجھے ایک روپیہ روزانہ طلب کر لینا چاہیے کہ ... یعنی ساٹھ روپے ماہوار ... اور چالیس روپے ملا کر میں گزر کر لوں گا یہ باتیں سوچ کر دوسرے دن اعجاز حسین نے اپنا وظیفہ پڑھنے کے بعد جب سونے کا ارادہ کیا تو اس مضمون کا رقعہ لکھ کر اپنے سرہانے رکھ دیا کہ مجھے ایک روپیہ روزانہ کی ضرورت ہے اور میں ... روزانہ حسب شرط ادا کرتا رہوں گا۔

صبح کو جب اعجاز حسین بیدار ہوئے تو ان کی حیرت کی کچھ انتہا نہ تھی کہ انہوں نے اپنے سرہانے سے رقعہ تو غائب پایا اور اس کی جگہ ایک چمکتا ہوا روپیہ رکھا دیکھا۔

اعجاز حسین اس طلسمی طریقہ کمائی سے بہت ہی خوش ہوئے ان کا دل چاہتا تھا کہ اپنی بیوی سے اور دوستوں سے ان واقعات کا ذکر کریں لیکن چونکہ رقعہ میں سخت تاکید تھی کہ اس راز کو بھولے سے بھی زبان پر نہ لانا الغرض اب معمول تھا کہ اعجاز حسین صبح کو جب بیدار ہوتے تھے تو انہیں اپنے تکیہ کے نیچے ایک روپیہ مل جاتا تھا وہ یہ روپیہ اپنی بیوی کو دے دیتے تھے جس میں سے چار آنے عامل صاحب کی خدمت میں پیش کئے جاتے تھے اور ... گھر کی ضروریات کا انتظام ہوتا ... عامل ... نے اعجاز حسین کو فاقہ کشی کی مصیبت اور خوفناک رسوائیوں سے بچا لیا ... سات ماہ کا زمانہ گزر گیا تھا یہ مصیبت ابھی کچھ دنوں اور باقی رہتی لیکن ... کا مجسٹریٹ ولایت چلا گیا ولایت سے واپس آ کر ... اس ... دوسرا مجسٹریٹ منتقل ... نہایت رحمدل اور ... تھا جب ... اس کے سامنے پیش ... کی ... سزا ... قصور معاف کر دیا ... ملی ... کا ...

کا وقت تھا جب وہ اس نوید جانفزا کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے تھا اور سلیقہ مند بیوی نے اپنے اچھے شوہر کی خوشخبری پر سر سجدہ ہو کر خدا کا شکر ادا کیا اور دوسرے دن اعجاز حسین نے دفتر پہنچ کر چارج لیا اور اطمینان کے ساتھ اپنا کام کرنے لگے۔

جس دن اعجاز حسین کو تنخواہ ملی اس کی صبح سے خود بخود دست غیب کا سلسلہ موقوف ہو گیا اس نے اپنے دل میں کہا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ میں نے آج سے قرض کی ادائیگی شروع نہ کی بہر حال اسی دن سے اس نے معمول مقرر کر لیا کہ رات کو سوتے وقت دو روپے اپنے سرہانے تکیہ کے نیچے رکھ دیتا تھا اور صبح کو جب اٹھتا تھا تو وہ روپے غائب ہوتے تھے جب کئی روز مسلسل اس نے شام کے وقت بیوی سے دو روپے لئے تو ایک دن بیوی نے مسکرا کر کہا کیا تم نے تھیٹر یا بائسکوپ کی عادت ڈالی ہے یا کوئی اور شوق پیدا ہوا ہے جس کے لئے روزانہ بلا ناغہ دو روپے لئے جاتے ہیں چونکہ اعجاز حسین کو اخفائے راز مقصود تھا اس لئے انہوں نے ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں کہا اگرچہ جواب تسلی بخش نہ تھا لیکن انہوں نے بیوی سے کچھ بہانہ کر دیا ایک وفادار بیوی شوہر کی جاد ... یا تو ... خاموشی کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں رکھتی جب میاں اعجاز حسین بحال ہوئے تھے اس وقت سے عامل صاحب کے مطالبات ترقی پر تھے ان کو ... کے لئے تو کچھ درکار نہ تھا البتہ موکلوں کی زکوٰۃ اور بزرگوں کی نذر و نیاز کے لئے وہ ایک ... کی تنخواہ کے طالب تھے اعجاز حسین انکی ایسی بہت کی ... کچھ ... تھے کسی طرح ان کے حکم سے روگردانی نہیں کر سکتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ اگر عامل صاحب کے خلاف عمل کیا تو یقیناً وہ ایک لفظ کہہ کر یا قلم سے ایک لکیر کھینچ کر انہیں اور ان کے گھر بار کو تباہ کر دیں گے لیکن ... یہ تھی کہ ساٹھ روپے طلسمی قرضہ میں دینے کے بعد صرف چالیس روپے باقی رہتے تھے بہر حال انہوں نے عامل صاحب کی اس بات پر رضامند کر لیا کہ سو روپیہ کی رقم وہ ازراہ شفقت بزرگانہ قسطوں میں قبول فرما لیں۔

(۸)

اس انقلاب سے میاں اعجاز حسین کو یہ غیر معمولی فائدہ پہنچا کہ کفایت شعاری کے متعلق ان کی ہوشمند بیوی اور ہوا خواہوں کے کہنے سننے سے جو تاثیر نہیں ہوئی تھی وہ خود بخود پیدا ہو گئی بائیس سال کی معطلی نے ان کو ایسا سبق دیا کہ وہ نہایت باقاعدہ با اصول اور کفایت شعار بن گئے چونکہ عملی امداد الغیب تقریباً سات ماہ تک حاصل ہوتی رہی تھی اسلئے انہوں نے دو روپے روزانہ اپنے تکیے کے نیچے رکھنے کا سلسلہ اسی مدت تک جاری رکھا اس مدت میں تین دفعہ باقی تھے کہ ایک دفعہ شب کو انہیں عجیب معاملہ پیش آیا وہ اتفاقی جاگ رہے تھے کہ کسی نے ان کے تکیے کے نیچے سے روپے نکالے انہوں نے اس بات کو مخفی رکھا دوسرے دن وہ تمام رات بیدار رہے اور آخر کار انہوں نے پھر دیکھا کہ ان کو خاموش سمجھ کر بیوی نے تکیہ کے نیچے سے روپے نکال لئے اب بیچارہ خاموش رہے اور تیسرے دن پھر تمام رات جاگ کر آزمائش کی اور جس وقت انکی بیوی نے روپے تکیہ کے نیچے سے نکالے انہوں نے ہاتھ تھام لیا عجب نازک وقت تھا کہ ایک سربستہ راز فاش ہو رہا تھا اعجاز حسین نے بیوی کو مجبور کیا کہ وہ اس داستان کو حل کرے آخر بڑی دیر تک گفتگو کا سلسلہ جاری رہا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بیوی نے جب اعجاز حسین کو دست غیب کے لئے وظیفہ پڑھتے دیکھا تو اسے بہت ترس آیا اور اس نے ... کر رقعہ لکھا اس کا جواب خود ہی بنا لیا اور ایک روپیہ روز وہ اپنی پس انداز میں سے خود ہی رکھ دیتی تھی اور جب روپیہ کی واپسی کا وقت آیا تو خود ہی اٹھا لیتی اس نے کہا کہ یہ پیسے اسکے پاس موجود ہیں اگر وہ سرمایہ پس انداز سب کا سب شوہر کو دیدیتی تو وہ اپنی فضول خرچی کی وجہ سے ایک ہی ماہ خرچ کر کے پھر تنگدستی میں مبتلا ہو جاتا اعجاز حسین کو اپنی بیوی کی اس سلیقہ شعاری اور دانشمندی سے سخت حیرت ہوئی اس کی محبت کی بے انتہا ... لیکن ساتھ ہی اس کو اپنی سادہ لوحی اور عامل صاحب کی مکاری پر نہایت افسوس ہوا اور اس کے دشمن ہو گئے کہ ... لوگ ... کی ... اور ... اصل مکاری

...ت ... اللہ ... [illegible] ... رمضان
نبر ... ہے، اور اللہ ... ہوں ... گیا ... ہیں
... خدا کرے آپ کو ... کے لئے ... مل جائے۔

مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ

... جنہوں نے اپنی ... مولوی کے خریدار بنانے میں حصہ لیا، اور ... قلب پر مرہم رکھا، اللہ تعالیٰ
اللھم حسّن ... بالخیر وارزقھم حسنات الدنیا والآخرۃ وابعد
من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ ونور قلوبھم ... ۔

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
جناب ابو پیر محمد صاحب پونچھ	۲	جناب شیخ محمد عثمان صاحب ...	۲
سید دولت علی صاحب کھڑک پور	۲	محمد سلیم صاحب اوڑہ	۲
مولوی قادر علی صاحب لکھنؤ	۸	محمد ولی صاحب کاکناڑہ	۲
حکیم عبدالرقیب صاحب سالم	۳	محمد امیر صاحب بالاپور	۲
فخرالدین صاحب گڑتی		عبدالفضل دین صاحب اٹک	۱
فقیہ محمد ابراہیم صاحب بمبئی	۲	میاں فضل کریم صاحب ...	۱
میرزا اختر بیگ صاحب کوٹ پوتلی	۱	سید اعظم علی صاحب ...	۲
سکندر خاں صاحب برہان پور	۲	عبدالرحمان صاحب ناگرول	۲
عاشق رسول صاحب سنبھل	۲	میر محی الدین صاحب حیدرآباد	۳
عظمت علی صاحب دولی	۳	محمد احمد صاحب رضوی بھوپال	۴
عبدالرحمن صاحب باونی کردورا	۲	محمد صوفی صاحب کٹک	۱
منشی الف دین صاحب بیکانیر	۳	احمد خاں صاحب ...	۱
عبدالعلی صاحب گجرات	۲	مولوی ضیاءالحق صاحب ...	۱
اسرارالحق صاحب الہ آباد	۲	الیس حاجی عبدالقادر صاحب ...	۲
منشی محمد خلیل صاحب اندور	۳	حاجی محمد حاجی ہاشم صاحب بمبئی	۱
سید محمد دوست محمد صاحب کھمبات	۲	محمد جلال الدین صاحب صدیقی ...	۲
مولوی محمد ولایت حسین صاحب ...	۱	ابو غلام محی الدین صاحب ...	۳
مولوی نور محمد صاحب بیکانیر	۱	حکیم محمود علی صاحب ...	۱
عزیزالدین صاحب اجمیر شریف	۴	اشتیاق علی صاحب گھرانی	۲
ابوالفضل حق صاحب ...	۲	حاجی عنایت اللہ صاحب ...	۴
نور محمد صاحب ...	۳	محمد یعقوب صاحب ...	۳
واجد حسین صاحب کوچ	۲	مرزا فخرالحسن صاحب ...	۱
اللہ دسایا صاحب ملتان	۳	غلام رشید صاحب علی پور	۳
مولوی سید محمد جان صاحب رامپور	۴	عبدالعزیز صاحب ...	۲
محمد اقبال صاحب رنگ پور	۴	عبدالستار صاحب ...	۲
قاضی نبی جان صاحب ...	۲	عبدالقادر صاحب ...	۲
کریم بخش صاحب ...	۲	محبوب علی صاحب ...	۳
محمد حکیم صاحب گلبرگہ	۲	نذر احمد صاحب الہ آباد	۲
نور محمد خاں صاحب ...	۳	حکیم مقبول شاہ صاحب ...	۳
ایس اے علی صاحب ...	۴	محمد سلیمان صاحب ...	۲

... بے اثر کر دیا

ایک بار نہیں ہزار بار خطوں کے ذریعہ ... کی معرفت بھی ان معاونین کو توجہ دلائی
جنکا وجود مولوی کے لئے ابر رحمت ہے کہ اگر آپ مولوی کی اعانت سے کسی وجہ سے
ہیں تو خط کے ذریعہ اطلاع دیجئے، کیونکہ میں تو مولوی کی خدمات کو پیش نظر رکھ کر ... کسی طرح
بھی خدمت سے ... نہیں سکتا، کہ مولوی کا ہر خریدار ... اپنی زندگی تک اس کا ساتھ چھوڑے گا
جب سال ختم ہوتا ہے تو ہر بھائی کو خط کے ذریعہ سے اطلاع دیتا ہوں کہ اگر آئندہ معاونت کو
منسوخ فرمانا چاہیں تو اطلاع دیجئے اور پھر اس اطلاع پر بھی کچھ جواب نہیں ہوتا خط پر لکھ دیتا ہوں
لینے سے انکار ... جو مولوی کی اعانت ... ایک سال تک
... اس قدر معمولی طریقہ پر وی پی واپس کر دیتے ہیں گویا کوئی بات ہی نہیں ...
انکو یہ معلوم ہوتا کہ ایک وی پی کی واپسی پر ... کا نقصان ہوتا ہے اور ہر وی پی کی واپسی میرے
دل و جگر پر چھری برابر زخم ڈال دیتی ہے، اور مولوی کی ترقی کی جس قدر اسکیمیں میرے
پیش نظر ہوتی ہیں سب ملیامیٹ ہو جاتی ہیں۔

اس ماہ کی ... ہے کہ ساڑھے چار ہزار وی پی گئے تھے ان میں سے
آج یکم اگست تک ۵۰۰ واپس آچکے ہیں، گویا میرے لئے تو ... کے فوری قیامت
پوری ہو چکی، اور ابھی وصولیاں اور واپسیاں باقی ہیں، آپ ہی بتلائیے کہ پانچ
سو روپیہ کا نقصان ایسا ہے جسے بغیر کہے برداشت کروں، اور پھر یہ دو ہزار
... کس کے سر ... یہ بھائی جنہوں نے وی پی واپس کئے ہیں صرف
اتنی ہی تکلیف کرتے کہ اطلاعی خط پر انکار لکھ کر واپس کر دیتے تو میں پرچہ کم چھپواتا
بس اتنی سی بات تھی جو میرے لئے اتنا بڑا افسانہ درد بن گئی

سوچا کیا تھا

ہوا کیا، رسول نمبر سے مقامات مقدسہ کے فوٹو مستقل کر دینے کا انتظام کر لیا تھا، سات سو روپیہ کے فوٹو کا صرف تو رسول نمبر ہی کا تھا، ۱۰ ہزار چھپوایا تھا، یقین تھا کہ لوگ اس سے متاثر ہونگے کہ وقت سے پہلے میں وعدہ پورا کر رہا ہوں ... مزید دو ہزار خریدار غوث پاک کے شیدائی ... نظم کو پہنچتے ہی فراہم کر دینگے اور جمادی الاول ... پرچہ میں ۱۲ ہزار ہو جاتے، وہاں گرہ سے اور دو ہزار خریدار کم ہوگئے۔ اور ۱۰ سے ۹ ہزار ہی خریدار ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر ان ہی سے کہتا ہوں

جو دین کا درد رکھتے ہیں، ان سے کہتا ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی رضا چاہتے ہیں ان سے
کہتا ہوں کہ جو قطب اعظم کی تعلیمات کی اشاعت میں لاکھوں روپیہ خرچ کرتے ہیں اور ان
سے کہتا ہوں جنہوں نے رسول نمبر کی تعریف میں میری بہت ... کی ... تو قعہ خیال
... بہت ہی زیادہ منقبت کی، کہ سیرۃ رسول کا یہ بے نظیر مرقع زیادہ سے زیادہ تعداد
... مسلمانوں کے گھروں میں پہنچا دیں، سولہ ہزار عاشق رسول سب کچھ کر سکتے
... کسی بھائی کو اپنا رسول نمبر دکھلا دے تو بھی ہر ایک روپیہ کا تو صرف ہی
... ہے، کیا کروں قلب کمزور ہے، دل مردہ ہے، اتنے بھائیوں سے ... کی
تکلیف دہ ... جو ... غوث الاعظم ... شائع نہیں ہوئی جیسی ہونے ...
... ورنہ ... سے کم سو ... کا ہوتا، بہرحال یا ... باقی اگر

[illegible]	[illegible]	جناب محمد ... صاحب	۲	جناب وزیر ... صاحب ...	۳	جناب محمد ... صاحب ...	۲
[illegible]	۲	جناب ... صاحب ...	۱۴	〃 شفیق احمد صاحب ملتان پور	۱	〃 امین ... صاحب ...	۲
[illegible]	۲	مولوی ... صاحب ...	۲۰	〃 محمد صدیق صاحب قیصر ...	۳	〃 محمد ابراہیم صاحب ...	۲
حکیم ... صاحب ...	۲۰	حافظ ... صاحب ...	۴	〃 فضل الٰہی صاحب راولپنڈی	۳	〃 مرزا اختر بیگ صاحب کوٹ ...	۴
〃 منشی ... صاحب ...	۲	مولوی ... صاحب ...	۳	〃 غلام احمد صاحب ہوشیارپور	۲	〃 حکیم ... محمد صاحب ہوشیارپور	۲
〃 عبدالحق صاحب ...	۲	شیخ ... صاحب ...	۲	〃 حسن محمد صاحب خریدار نمبر ۱۱۵۹	۱	〃 سید احمد صاحب ...	۱
〃 محمد یوسف صاحب ...	۳	〃 محمد ... صاحب چکوال	۲	رحیم خاں محی الدین صاحب ...	۱	〃 سید علی صاحب ... احمد پور	۲
〃 منشی نظام الدین صاحب ...	۱	〃 عبدالرؤف صاحب ...	۲	خواجہ محمود میاں کلو میاں ...	۱	〃 شعبان علی صاحب لکھنؤ	۲
〃 ... صاحب ...	۳	〃 سید حافظ احمد صاحب لکھنؤ	۲	محمد ... علی صاحب کانپور	۱	〃 عنایت علی صاحب ...	۱
〃 ... صاحب ...	۲	〃 پیر خاں تاج ... صاحب ...	۲	عبدالحفیظ صاحب ...	۱	〃 مولوی عبدالعلی صاحب جائس	۲
〃 اللہ بخش صاحب ...	۲	〃 منشی محمد ... صاحب ...	۲	〃 شیخ عبدالرحمان صاحب سکندرآباد	۱	〃 ڈاکٹر احمد حسن صاحب لکھنؤ	۴
〃 منشی پیر ... بخش صاحب ...	۲	〃 سید فضل حسین صاحب ...	۲	〃 اللہ دین صاحب ...	۱	〃 امین اللہ صاحب الہ آباد	۱
〃 صوفی عبدالرشید صاحب ...	۱	〃 محمد شریف صاحب ...	۲	〃 عبداللہ صاحب ... جائس	۲	〃 غلام احمد صاحب ...	۱
〃 ... صاحب ...	۳	〃 ڈاکٹر عبدالستار صاحب احمدپور	۵	〃 اللہ دین صاحب ملتان	۱	〃 ایس کے احمد صاحب	۲
〃 ... صاحب ...	۱	〃 مرزا محمد عظیم صاحب ...	۱	〃 ایس۔ ایم۔ یعقوب صاحب ...	۴	〃 سید ابرار حسین ہاشمی صاحب ...	۵
〃 کرامت ... صاحب ...	۲	〃 سید قمر الدین رسول میاں ...	۱۸	〃 حکیم محمد حسین صاحب ...	۱	〃 مولوی ... محمد خاں صاحب ...	۵
〃 مولوی صدیق احمد صاحب ...	۲	〃 عبید اللہ صاحب احمد نگر	۲	〃 عبدالصمد صاحب جبل پور	۱	〃 منیجر ... ٹریننگ اسکول ...	۶
ماسٹر ... محمد صاحب بیکانیر	۱	〃 احمد بخش جی قاسم جی احمدآباد	۲	〃 عبدالخالق صاحب ...	۷	〃 بابو اعجاز حسین صاحب ...	۲
〃 محمد صادق ... صاحب ...	۲	〃 کے ایم اسماعیل صاحب ...	۲	〃 عبدالحمید صاحب ... پور	۱	〃 ... حسین صاحب ...	۱
〃 ... صاحب ...	۵	〃 نذیر احمد صاحب ...	۱	〃 عبدالمنان صاحب ...	۳	〃 شیخ ... اللہ صاحب برہان پور	۱
〃 شیخ ... صاحب ...	۳	〃 مولوی احمد سعید صاحب ...	۳	〃 ابراہیم صاحب ...	۲	〃 سید ... جعفر صاحب کراچی	۱
〃 محمد عبداللہ صاحب ...	۲	شیخ عبداللہ صاحب ...	۴	〃 مولوی محمد اسماعیل صاحب ...	۴	〃 مولوی ... حسین صاحب ...	۱
〃 محمد ... اللہ صاحب ...	۱	〃 حاجی ... صاحب ...	۱	〃 محمد علی صاحب ...	۳	〃 مولوی مختار احمد صاحب ...	۲
〃 ... صاحب ...	۲	حکیم سید ... صاحب ...	۱	〃 شیخ محمد صاحب ملتان	۲	〃 ... صاحب ...	۱
〃 گل محمد صاحب ...	۲	... سلطان صاحب ...	۱	〃 سید حسین صاحب ...	۴	〃 مولوی محمد ... خان صاحب ...	۳
〃 ... محمد صاحب ...	۴	〃 مولوی احمد ... صاحب ...	۱	〃 ہدایت اللہ صاحب ...	۱	〃 ... صاحب ...	۳
〃 محمد ... صاحب ...	۲	〃 ... صاحب ...	۱	〃 سید ... میاں صاحب ...	۱	〃 محمد ... صاحب ...	۲
〃 ... علی صاحب ...	۳	〃 مولوی ... صاحب ...	۲	〃 فخر الدین صاحب ...	۱	قاضی محمد ... صاحب ...	۲
〃 عبد ... صاحب ...	۳	〃 مولوی ... صاحب ...	۲	〃 مولوی الطاف علی صاحب ...	۲	〃 ایچ ایم حبیب صاحب ...	۱
〃 ... خاں صاحب ...	۴	〃 عبدالحمید صاحب ...	۱	〃 مولوی محمد ... صاحب ...	۲	〃 ... حسن صاحب ...	۲
〃 ... صاحب ...	۲	〃 منشا ... اللہ صاحب ...	۱	〃 عبدالجبار صاحب ...	۲	〃 شیخ برکت علی صاحب سلطان پور	۲
〃 مولوی ... صاحب ...	۵	〃 سید محمد ... صاحب ...	۲	〃 ... صاحب ...	۱	〃 محمود علی صاحب ...	۴
〃 اللہ بخش صاحب ...	۲	〃 مولوی ... صاحب ...	۱	〃 منشی عبدالرزاق صاحب ...	۲	〃 شیخ احمد شیخ ... صاحب ...	۹
〃 ... صاحب ...	۲	〃 ... اللہ صاحب ...	۲	〃 سید اولیا صاحب ...	۴	〃 محمد غلام الدین ...	۴
〃 ... صاحب ...	۱	〃 ... صاحب ...	۵	〃 وزیر محمد صاحب وکیل ...	۵	〃 سید افضل صاحب ...	۲
[illegible]	۴	〃 محمد ... صاحب ...	۲	〃 ولی محمد صاحب ...	۳	〃 عبدالغنی خان صاحب ...	۲
[illegible]	۱	... صاحب ...	۴	〃 خان ... صاحب ...	۳	〃 محمد خاں صاحب ...	۳
[illegible]	۲	[illegible]	۱	〃 مولوی سید محمد کاظم صاحب پٹنہ	۱	ابھی صرف ۴ جون تک کے نام	

محمد جو نیند و سعی کنند

[illegible] کے بہت بڑے میلاد نامہ کے پڑھنے کا کہو
کون ہے جو رسول کریم کا شیفتہ نہیں ہو جاتا اور کون ہو
جو الہامی انداز میں پڑھتے نہیں تھکا عاشق رسول
حضرت ابو الکمال آہ جو عشق حبیب میں اپنا سب کچھ
[illegible] علی کرام کہیں بھی اس غم میں کھو دیں صرف
اپنی زندگی کا حاصل کتاب

رؤف الرحیم

کو عوام کے ملاقات میں اپنے اور آنکھوں سے لگائیے
پڑھئے اور پھر دیکھئے یہ اضطراب محبت آپ کو کسی کتاب
میں نہیں ملیگا پھر یک ایک سنت میں وہ وہ نکات
بتلائے ہیں کہ رسول کریم کا ہر عاشق پھڑک پھڑک جائے
پانچسو صفحہ کی ضخامت کاغذ نہایت اعلیٰ چھپائی
بہت عمدہ جلد نہایت نفیس قیمت ہے رعایتی مجلد عہ
طلب کیجئے یہ نعمت مفت ہے محصولڈاک ۱۲ علیحدہ ہیں۔

حمیدیہ پریس دہلی

سیرۃ نبوی

حضرت خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا ہے [illegible]
رسول کریم [illegible] کی بہت سی تصنیف [illegible]
سات سو چار صفحوں کی جلد کتاب ہے اور [illegible]
ہیں چھپائی سبز رنگ کی ہے کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہے
اس کی جدت یہ ہے کہ ہر مضمون ایک ٹکڑا ہے گویا اس کتاب
میں سات سو چار مضامین ہیں اور مضمون کا ہر ٹکڑا سیرت رسول
کا ایک واقعہ ہے اس طرح سے واقعات رسول اللہ کی زندگی
کے اس کی بہ معلوم ہو جاتے ہیں کوئی سیرت رسول آج تک
نہیں لکھی گئی جس میں سیرت رسول کی اتنی زیادہ تفصیل بیان ہو
اور تعلیم و تربیت کے جدید سائنس کی حکمت بھی مد نظر رکھی گئی ہو
اس کتاب کی نسبت لارڈ ہارڈنگ اور گورنر پنجاب گورنر یوپی
بیوم ممبر یوپی اور اکثر بڑے بڑے والیان ریاست نے خطوط
کے ذریعہ پسندیدگی کا اظہار کیا تھا اور مختلف ریاستوں
میں اس کو داخل نصاب کر لیا گیا ہے۔ قیمت دو روپیہ
محصول ڈاک ۶ر کل عہ

حمیدیہ پریس دہلی

سیرت حبیب

[illegible] کامل [illegible] صاحب کی تصنیف
[illegible]
احادیث [illegible]
حضور [illegible] واقعات [illegible]
[illegible]
کے ساتھ ہی بالمقابل تراجم [illegible]
جو علمائے کرام نے اس کے متعلق علم و فہم [illegible]
صحیح و مستند روایات کی بنا پر اس کتاب کی بہترین [illegible]
کی اور اس پر بہت اچھی تقریظیں لکھی ہیں۔
مجالس وعظ اور محفل میلاد میں اس کے پڑھنے اور سننے
سے عجیب کیفیت اور رقت طاری ہوتی ہے پس جو مسلمان
حضور پر نور کے صحیح حالات زندگی اور فیضان سے مستفید ہونا
چاہیں وہ ضرور اس کتاب کا مطالعہ کریں قرآن شریف پڑھی
ہوئی عورتیں اردو جاننے والے بچے عورتیں [illegible]
اس کتاب کو آسانی سے پڑھ سکتے ہیں قیمت ۱۲ر محصول عہ
کل عہ

حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور کامل الحصے

یہ کتاب عورتوں کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور
گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کے دس حصے ہیں
حصہ اول الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان۔
حصہ دوم۔ وضو طہارت حیض و نفاس کے احکام نماز کے مسائل
حصہ سوم۔ روزہ زکوٰۃ حج قربانی منت وغیرہ کے مسائل
حصہ چہارم طلاق نکاح مہر ولی عدت وغیرہ کے احکام
حصہ پنجم معاملات [illegible] معاشرت زوجین اور قواعد تجوید
حصہ ششم اصلاح باطن تہذیب اخلاق ذکر قیامت و جنت
حصہ ہفتم اصلاح رسوم مروجہ شادی غمی میلاد عرس [illegible]
حصہ ہشتم نیک بیویوں کی حکایتیں سیرت اخلاق نبوی
حصہ نہم حفظ صحت اور طب علاج معالجہ اور نسخے بچوں اور عورتوں
حصہ دہم۔ دنیاوی حالات اور ضروری باتیں حساب وغیرہ
[illegible]
مسائل اور معاملات [illegible] ہر حصہ کی قیمت ۵ ر ہے
اور گیارہ روپیہ حصہ کی ۱۱ سیکن کامل سیٹ کا رعایتی ہدیہ
یعنی کامل سیٹ صرف دو روپیہ محصول ۱۲ر کل [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

الہارون

عباسی حکمرانوں میں جیسی اولوالعزمی اس خلیفہ کو نصیب ہوئی اور
جو شان ہے کہ فرانس کے دربار کا تھا وہ نہ شاہجہان کو میسر ہوا
اور نہ ترکوں کے کسی بادشاہ کو
یہی وہ خلیفہ ہارون رشید ہے جس کی علاوہ دانش علمی ترقیاں [illegible]
سے ہمدردی غریب نوازی اور رحم و کرم کی زندہ داستان آج تک
نیلام ہو رہے ہیں دنیا اس کو کتنا ہی مبالغہ خیالات کہے لیکن
واقعہ ہے کہ اس کے حالات حکومت کے ساتھ مبالغہ کا [illegible]
رہے جس آسمان پر چلنے میں انتہا تھی حکومت تھی تو اس دبدبہ کی
کہ شاہان ممالک بھی [illegible] تمام علمی مجالس اور یونیورسٹیاں
اور [illegible] یونان کے فلاسفر کا ان [illegible]
سائنس کی تمام کارفرمائی اسی خلیفہ کی علم پروری کی رہین منت
تھی شاعری تھی تو اسی بلا کی موسیقی تھی تو لاثانی رقص و سرود
کی کمال [illegible] تو اس دربار میں [illegible] کی تو
کیفیت تھی کہ ایک ایک ادا پر ہتھیلیاں نثار تھیں
غرض یہ کہ خلافت کا ہر اعتبار سے مکمل عکس کو دیکھنا ہو
میسر ہو قیمت عہ رعایتی [illegible] محصول ۸ر کل [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ مدینہ

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک نادر کتاب ہے
[illegible] مدینہ منورہ حضور اقدس [illegible] روضہ
مبارک و نقشہ مسجد نبوی:
کون مسلمان ہے جسے آقائے نامدار حبیب کردگار حضرت
محمد رسول کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو
یقیناً ہر مسلمان جس کو حضور سے محبت ہے اسے شہر مدینہ کے
تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا لہذا ہم نے بصرف کثیر
اس کتاب کو برادران اسلام کے لئے تیار کیا ہے جس میں تاریخ
کی مستند کتابوں کی مدد [illegible] کے بعد مدینہ طیبہ کے صحیح
صحیح حالات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک
میں جو جو واقعات پیش آئے ہیں ان کا مفصل تذکرہ موجود
ہے غرض یہ کتاب آج تک کے تمام حالات سے لبریز ہے
[illegible]
رنگت ہوتی ہے ان سب کی تاریخی اہمیت [illegible]
عاشقان نبی کریم کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے۔
قیمت عہ محصول ڈاک ۴ر کل [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

قرآنی دعائیں

کیا دعا کی قبولیت ضروری ہے کہ آپ دعا مانگیں کیونکر قبول ہوتی ہے جب تک کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے اگر آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ اب تک آپ کی دعائیں بے اثر ہیں لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے موافق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد بن جائیے اگر مفلس ہیں تو زردار ہو جائیے مقدمات کی پریشانی سے تو فائز المرام ہو جائیے غرض آپ کی ہر ایک بگڑی قرآنی دعائیں بن جائیں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنے کے تمام طریقے مع اسکی آیات کے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی قبولیت یقینی ہے قیمت ۰ر محصول ۰ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول

دعائے مستجاب کی فضیلت کی ضرورت نہیں دراصل اسکی ضرورت ہے کہ دعا کا ترجمہ ہو جو خدا سے مانگو سمجھ کر مانگو لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا احادیث میں ہیں یا بزرگوں سے منسوب ہیں مستجاب ہوتی ہیں دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل پانچ حصے ہیں

صلوۃ الرسول اسکے ترجمہ پڑھنے والی دعائیں سب ہی بیحد شریف سے لگی ہیں ترجمہ تفسیر مولانا اشرف علی صاحب کا ہے۔

مناجات مقبول دیباچہ مولانا اشرف علی صاحب کا ہے بہت ہی موثر سات روز کی مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہوتا ہے

ہفت احزاب از حضرت مولانا اشرف علی صاحب اس میں کوئی ضرورت ایسی نہیں ہے جس کے لئے دعا نہ ہو اور مولانا نے تتمہ دعائے مقبول اس کے مانگنے کا طریقہ بتلایا ہے ہفت احزاب میں مولانا مرحوم کی لکھی ہوئی ہفت نمبر بہت موثر منتخب کی ہیں حزب البحر مع ترجمہ معہ اعمال از حضرت مولوی اشرف علی صاحب کامل پانچوں جز مجلد مع حاشیہ قیمت عمر محصول الگ ۲ر

حمیدیہ پریس دہلی

رسول کی دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند مجرب معمولات سے پر لطف لکھے گئے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شک پیدا نہ ہوگا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول بندوں کو تعلیم فرمائی یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ و تابعین کو تلقین فرمائیں اور وہ بھی دعائیں ہیں جو صلحائے امت نے اپنے مریدوں کو تلقین فرمائیں خدا کی اپنے رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور کے صحابہ کو بڑھاتے ہوئے سینہ بسینہ اولیاء اور بزرگان کے خاص طور اپنے اندر جتنا ہی اثر رکھیں تھوڑا ہے ایک فہرست مضامین یہ ہے فضیلت دعا آداب دعا حضور کی دعائیں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا ابوبکر صدیق بریکہ قنبر ابو درداء ابراہیم خلیل اسمٰعیل خضر معروف کرخی عتبہ آدم علیہ غیرہم بزرگان دین کی دعائیں احادیث و عربی دعاؤں کے صحیح ترجمے ہیں ضخامت ۲۰۸ صفحات قیمت ۰ر محصول ۰ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس دہلی

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو جو آپ کے کہنے پر نہ ہو ہر دوسرے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر دیکھیں یہ اس کے عامل کو بتائیں احباب کو مسخر کرنا دشمنوں کو مطیع کرنا افسر کو قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے ایک نہایت عجیب اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کے ساتھ حصہ میں تسخیر کا فن بتایا گیا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ کسی کو شک نہیں ہے اس کے عامل کے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا حصہ اعمال وظائف ہے اس میں صد ہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف ہیں یہ وہ کتاب ہے جس کے متعلق یہ سنا گیا ہے کہ اس کا عامل ناکام نہیں ہوا۔ قیمت ۰ر محصول ۰ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہو جاتی ہے اور اس کا عامل جو بھی چاہے وہ کر سکتا ہے یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے غیب سے بارسے ہوئے متعددات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے بیسیوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کا علاج کیا یہ تھوڑا فائدہ ہے اب قرض کے فائدے سنیئے اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے حوران بہشت کا مالک ہوتا ہے رضائے الٰہی سے مسرور ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہو جاتا ہے یہ سورۃ ہے جو کہ کی تفسیر ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند دنوں میں ہر مسلمان بن سکتا ہے قیمت ۰ر محصول ۲ر کل ۱۲ر

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

اعمال کی چھ کتابیں

یہ وہ اعمال ہیں جن کو اکابرین مشائخ نے پسند فرمایا ہے بلکہ بہت لوگ ان سے استفادہ کر رہے ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی نے بھی ان کو اپنے مریدین کے لئے مخصوص فرمایا ہے۔

اعمال سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف کے وہ عملیات جو حضرت ابن عربی علامہ بونی شاذلی کے مجرب اعمال زکوٰۃ قیمت ۳ر

اعمال آیۃ الکرسی معہ اسناد و فوائد اعمال آیۃ الکرسی کے صدہا مجرب عمل اس میں درج ہیں معہ ترکیب زکوٰۃ ۳ر

اعمال سورہ مزمل معہ موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ جس میں سورہ مزمل کے بڑے مستند اور مجرب اعمال ہیں، قیمت ۲ر

اعمال سورہ یاسین معہ موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ عمل کے اس سے بہتر اعمال یاسین کسی اور کتاب میں نہیں ہیں ۲ر

اعمال سورہ اخلاص یا موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ و خواص از حضرت غوث پاک بزرگ مجرب اور جب کے اعمال مجرب المجرب

اعمال دائرۃ الشمس باموکل و طریقہ زکوٰۃ حب و بغض کے صدہا جلالی و جمالی نقوش اور اعداد و فوائد مجرب قیمت ۲ر ہر کتاب پہلے علیحدہ علیحدہ ۰ر ہے لہذا اکٹھی لیں تو چھ سب کے منگانے پر صرف ۲ر رہتے ہیں۔ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب گو بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن واقعہ [illegible] مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں قرآنی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان اور انسان خدا کی ہستی کے عقلی دلائل اسلامی عقائد کی [illegible] ہیں [illegible] نجات انسان تمام نبی ہیں اور مجبور نبی انبیاء کرام کی فطری طاقتیں منصب [illegible] عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا وحی اور انسانی وحی کی حقیقت نجات کا راستہ صداقت رسول قرآن جیسا جنگ کیوں معنی [illegible] اسکی تفسیر خدا [illegible] کے علماء اور صوفیاء اسلام اور صورت جہاد کی غرض و غایت رسول [illegible] کی تفسیر سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ [illegible] اسلام [illegible] وحدت و محبت کی تعلیم آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی نشان اسلام کا مقصد اولین تنازعات کا مرکز اسلام ہے مرتبہ مجدد [illegible] مستقیم سے گمراہی کے اسباب باقی اصل کتاب میں دیکھئے قیمت دس آنے محصول [illegible] کل ۱۵؍

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کس کو اشتیاق نہیں ہوگا پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے بہرہ ور ہوئے ہوں گے خوش نصیب وہ ہے [illegible] حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علمائے ہند رضی اللہ عنہ [illegible] کہ انھوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ اوراد و وظائف بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب خدا کے فضل سے یقینی ہو جاتی ہے چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی یہ کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و فضائل اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات درج کئے ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی مصنف ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہوگئی اب کوئی بھی محروم زیارت حبیب نہ رہ جائے تو اس کی مرضی

قیمت ۸؍ محصول ۵؍ کل ۱۳؍

حمیدیہ پریس دہلی

دوزخ جنت

[illegible]

حمیدیہ پریس دہلی

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کے لئے ہر ایک انسان بےچین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہیں اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے فلسفہ روح انسانی [illegible] دخول عہد شیطانی روح حیوانی روح انسانی تناسخ [illegible] حقیقت موت عبادت [illegible] میت تلقین جسم سے روح کا انقطاع حضرت آدم کی [illegible] ایمان منکر نکیر روح علیین ابرار و مقربین برزخ [illegible] [illegible] کی ارواح سوال و جواب نکیرین عالم برزخ عذاب قبر فلسفہ قبر کا عذاب تجہیز و تکفین نماز جنازہ کے تمام مسائل دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ درود تلاوت قرآن کا ثواب قبرستان و زیارت قبور تعزیت و تسلی کھانا کھلانا نجات اخروی مرنے [illegible] کیا چیز پہنچتی ہے۔

دوسرے حصہ میں ۳۳ اصحاب کرام و اولیائے عظام کے رویائے صادقہ کے احوال ہیں جنہوں نے موت کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے

قیمت ۱۲؍ حمیدیہ پریس دہلی

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟ یہ بات دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر متشوش رہتے ہیں جب آپ کے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا اول تو لاکھوں میں سے ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات سے اطلاع دے سکے علاوہ بریں [illegible] ہر بس لوگوں سے تعبیر لیکر خواہ مخواہ تشویش بڑھتی ہے اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہوں تو خواب نامہ صدیقی کو منگا کر ساتھ رکھئے جس میں اس کے مولف نے تعبیر خواب کا بیان [illegible] [illegible] سے ہر ایک قسم کے خواب کو مفصل بیان کرکے بتلایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے قابل تعبیر نہیں ہوتے فراموش خواب کیسے یاد ہوتے ہیں اور دن کے کس حصہ یا مہینے کے کس دن اور کس تاریخ کا خواب قابل تعبیر ہوتا ہے شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور [illegible] [illegible] دیکھنے کے عمل پر بہت [illegible] ہے

قیمت [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

حمیدیہ پریس دہلی

میاں بیوی کے فرائض

آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گذار ہو آپ کا گھر [illegible] بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے فرائض [illegible] [illegible] لیکن شوہر کو [illegible] گھر میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے حقائق اور بیوی کی [illegible] [illegible] اور [illegible] کی علیحدہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حمیدیہ پریس نے کتاب میاں بیوی کے فرائض شائع کی ہے اور قرآن و احادیث [illegible] میاں بیوی دونوں کو بتلائے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رسول کریم [illegible] [illegible] [illegible] یہ کتاب [illegible] [illegible] کی

قیمت [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

حمیدیہ پریس دہلی

[illegible]

ایک [illegible] کتاب [illegible] شہزادے اور [illegible] مسلمانوں کی [illegible] کی کتاب ہے [illegible]
کی قیمت صرف [illegible] آنے ہے

دوسری سلاطین کی [illegible] جس کی
[illegible] سے [illegible]
[illegible]
[illegible] اور اپنے ساتھ [illegible]
[illegible] ان کا [illegible] عاشق
[illegible] کتاب ہر مسلمان کو اپنے اپنے
پاس رکھنی چاہئیں تاکہ [illegible] کا صحیح
اندازہ ہو سکے اس کی قیمت [illegible] ساتھ منگائیے
تو ایک روپیہ کی اور محصول ڈاک کل عہ
پتہ حمیدیہ پریس دہلی

[illegible] کی بیویاں

شاہان مغلیہ کی [illegible] جن [illegible]
[illegible] شجاعت اور امرا [illegible] کے علاوہ سے بھی
[illegible] یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے کارنامے
[illegible] دنیا میں [illegible] ڈال دیا ہے اس میں آسمان حسن کے چاند
[illegible] شجاعت کی بانی شاعرہ بھی ہیں [illegible]
[illegible] مسلمان بیگمات میں چند کے نام یہ ہیں
حمیدہ بانو، الحزبان، حلاوت النساء، آرام دل، آسائش بانو
آغا بیگم، صفیہ بانو، آرام جان، ممتاز محل، جہاں آرا، ملکہ پارسی
مالی، [illegible] مالی، تمسی بائی، ابرہیم بائی، بائی، اور سے
[illegible] بائی بھگوت دلی، [illegible] دری، سلطانی، بائی لاڈلی
رضیہ سلطانہ، [illegible]، جان بیگم، جانا بیگم، چندہ بائی
[illegible] بیگم، [illegible] بیگم، شہزادہ خانم، دلپذیر بانو، [illegible]
[illegible] آرا، [illegible] بی، رحمت بانو، رضیہ [illegible]
بیگمات کے حالات ہیں قیمت ۶ ر رعایتی قیمت مجلد ۱۲ ر محصول عہ
کل عہ حمیدیہ پریس دہلی

۷۵ نادر خواتین

جنہوں نے اپنے حسن عالم تاب سے بادشاہوں کی سلطنت تہ و بالا
میں ڈالی جنہوں نے بیاد دوشیزہ جانوں کی تلواریں [illegible]
جنہوں نے ملک [illegible] حسن جوانوں کے جلوے
جانا بنی جاذبی صحبت پر قربان کرا لئے یہ وہ ۷۵ خواتین
ہیں جو اپنے وقت کی ملکہ حسن بھی تھیں اور جری و شجاع
بھی رقاصہ بھی تھیں اور مغنیہ بھی ان سب کے قلمی اور لفظی فوٹو
اس کتاب میں ایسے نظر آتے ہیں کہ بال بال اور رواں
رواں زیر نظر آجاتا ہے کیونکہ یہ حضرت شرر لکھنوی کے لکھے
۷۵ فسانے ہیں اور جس [illegible] پیرایہ میں خرر
صاحب نے ان کو لکھا ہے وہ ایسا دل آویز ہے کہ نوجوان تو
ہونٹ چاٹتے تھیں اور بوڑھوں کی باچھیں کھل جائیں
اور بڑے سے بڑے جتھری بیکر ہائے جوانی پکار اٹھیں لطف یہ
کہ ان میں سے کوئی خاتون فرضی نہیں ہے بلکہ سب تاریخی
حیثیت رکھتی ہیں ضخامت ۲۲۴ صفحات قیمت عہ
رعایتی صرف ۱۲ ر محصول ڈاک ۲ ر کل عہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دلی کا دسترخوان

دلی کی ایک ممتاز خاتون کی لکھی ہوئی کھانا
پکانے کی کتاب [illegible] مقبول ہوئی حیرت ہے کہ
دلی کا دسترخوان جس میں روزمرہ کے معمولی کھانے
پکانے کی بہت سہل ترکیبیں ہیں ہندو مسلمان دونوں
[illegible] کھانا پکا سکتی ہیں باورچی خانہ
[illegible]
[illegible] کھانے کھا سکتے ہیں
[illegible] جاتے ہیں [illegible]
[illegible] وہاں [illegible]
[illegible]
[illegible] صرف [illegible] کھانا پکا
[illegible] ایک
[illegible]
[illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک ۲ ر کل عہ
پتہ
منیجر حمیدیہ پریس دہلی

زنانہ بستہ

جس کو ہر لڑکی پانچ سال کی عمر سے لیکر پچیس سال کی عمر
تک پڑھنے اور اس کے مضامین پر عمل کرنے سے تمام عمر عیش
و آرام سے زندگی گزار سکتی ہے یہ وہ علمی پھولوں کا گجرا ہے
جس کو گلدستہ زنانہ زندگی بھی کہتے ہیں اس میں بچیوں اور
بڑی لڑکیوں کے پڑھنے کے ایسے ایسے عمدہ قاعدہ بنائے
ہیں کہ الف سے یکی تک اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد آ
جاتا ہے ابکی تیسری مرتبہ بڑی تحقیق پر شائع کی گئی ہے کتابیں یہ ہیں
(۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل
کی کتاب (۴) [illegible] کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا
پکانے کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) [illegible]
[illegible] جو کتاب جس مضمون پر شروع کی ہے اس کو مکمل
کر دیا ہے اپنی بچی کو ضرور اس کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ
گھرداری کے تمام کاموں سے مثلاً کھانا پکانے اور سینے پرونے
گھرداری کا سلیقہ اور انتظام اور لکھنے پڑھنے کی پوری
واقفیت حاصل کرلیں قیمت مجلد عہ غیر مجلد عہ محصول ڈاک
۴ ر کل عہ
پتہ
حمیدیہ پریس دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدس کا کیا حال ہوگا جب خانوادہ
نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر و پا برہنہ بے یار و مددگار
جانوروں کی طرح گھسیٹے جا رہے تھے اگر ان حالات الم ناک کو
صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب درد ناک
شہید کربلا منگائیے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت
تحقیق و تدقیق کے ساتھ درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا
تک اس درد ناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا
ہے یزید کا تخت نشینی حضرت امام حسین کو مجبور کیا جانا ترک وطن مظلوم
مظلوم کا کوفہ کو روانگی کوفیوں کی شرارت ظالموں کا محصور
کرنا [illegible] کر شہادت امام اہلبیت پر مظالم یہ کتاب بھی
نہایت درد انگیز تاریخ ہے جگہ جگہ میر انیس کے مرثیے بھی
لکھے گئے ہیں اور آخر میں تو حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے
مرثیے اس قدر الم ناک ہیں کہ ہچکی بندھ جاتی ہے وہ عاشق کی
سب سے موثر اور درد ناک کتاب ہے اور لطف یہ ہے کہ ایک واقعہ
سادہ [illegible] یا موضوع نہیں قیمت ۸ ر محصول ۳ ر
کل ۱۳ ر
پتہ
حمیدیہ پریس دہلی

[illegible]

پھولوں کی سیج حسن کی رعنائیاں

بچپن سے بڑھاپے تک کی پوشیدہ رازوں سے واقف ہونا چاہیے تو صرف اسی صورت میں ممکن ہوگا کہ جب آپ کتاب "عورت" پڑھ لیں اس کتاب میں یہ بات واضح کی گئی ہے بہت سی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت کی خوشگوار زندگی کا مکمل نقشہ ہے عورت کے پوشیدہ امراض جسم عورت کی انفرادیت عورت کی تربیت عورت کے بلوغ حمل کی خوشخبری غرض کہ عورت کی زندگی سے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں مل سکے یہ کتاب حقیقتاً عورت کی انسائیکلوپیڈیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر آپ ہر قسم کے کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائینگے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک ہیں اور قلمی تصویریں بھی سو کے قریب ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے ضخامت ۵۰۰ صفحات قیمت دو روپے محصول ۸ رکل ۲؍

پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

[illegible] عروسی

اس کتاب میں نہایت دلچسپ اور رنگین طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں اور اسرار و رموز کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے عورت کی ازدواجی زندگی کا خلاصہ یہی ہے کہ جو شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے ہندوستان کی بہت سی بدنصیب میاں بیوی کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب چیدہ چیدہ مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی و معلومات کا حامل ہے ساغر شب نامہ عروسی میں گیارہ اعلیٰ درجہ کے فوٹو بلاک کی تصویریں دی گئی ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت صرف عہ محصول ۸ رکل ۲؍

پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف آور سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا مدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو فطرت کے قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانوروں کی ہے لیکن انسانیت تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ حظ حاصل کیا جائے کہ دوسرے عارضی حالات [illegible] ہو کر یہ کیف مواصلت، مواصلت کا اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لطف ہی لطف اور لذت ہی لذت ہو کتاب کے جزئیات سے تعارف اتنے مختصر الفاظ میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سید اعلیٰ صاحب [illegible] ماہر علوم و فنون صنفیات کی نہ نہایت کیف انگیز اور تحیر تصنیف ہے اور نقاش نقش ثانی بہت کثیر زنانوں کی ضمانت ہے ۲۰۰ صفحات کی ضخامت ہے اور متعدد ملکی تصاویر عدد اعضا جسمانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ۸ رکل ۲؍

پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شاہی کوک شاستر

شاہان بغداد و ترکی کے جہاں بانی کے سب مراحل طے کرنے میں بجز عیش ذاتی کی عادتیں ہیں قدم رکھا تو انہیں ہنر لذت کے تجربے عورت سے ایسے ایسے عجیب اسرار ملے جو اس کتاب میں درج ہیں اور خوبصورت جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق کتنے پوشیدہ راز اس سے ناآشنا ہیں نہ جوان اور ادب [illegible] عورت کے [illegible] تلاش کریں اور اس طرح [illegible] کی وہ کہانیاں بیان کیں کہ جس سے معلوم ہے کہ انسان بظاہر ضعیف انسان ہے باطن [illegible] اور [illegible] حیثیت بالکل ایک [illegible] [illegible] اور ایک [illegible] ایسی ہیں جو [illegible] [illegible] ایک بات [illegible] اس کتاب میں [illegible] اور باب کمال [illegible] بیان کی ہیں [illegible] ایک [illegible] ایک طرف [illegible] [illegible] صفحات قیمت [illegible]

[illegible] حمیدیہ پریس دہلی

کشمیری کوک شاستر

یعنی

یہ کتاب جس

مجربات بوعلی سینا باتصویر میں شیخ

الرئیس بوعلی سینا کے وہ زود اثر اور مجرب نسخے جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے فریق ثانی لطف و مسرت زندگانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیئے اور اس پر عمل کیجئے تادم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر رفیق حیات سے حاصل کر سکتا ہے زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں

اس کتاب میں [illegible] دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں ضخامت ۲۰۰ صفحات ہیں

قیمت عہ محصول ۸ رکل ۲؍

حمیدیہ پریس دہلی

انگریزی کوک شاستر

یعنی نقدِ لطف اٹھایئے اور آل اولاد کی [illegible] کے جھنجھٹ سے رستگاری پایئے اس لئے اس کتاب کا نام برتھ کنٹرول ہے عورت کی شباب آفریں لذت اس وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن و جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو اولاد کی کثرت سے نہ صرف حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین کے لئے ان کی پرورش سوہان روح ثابت ہوتی ہے اور انسان ازدواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز کتاب ہے جس کے پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تم کو معلوم ہو جائیگا کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا سچا طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی جب چاہو گے اولاد ہوگی اور جب چاہو گے اولاد نہ ہوگی لطف یہ کہ اس حیرت انگیز کتاب کی مدد سے تم حسب خواہش بیٹا یا بیٹی پیدا کر سکتے ہو برتھ کنٹرول پر یہ بہترین کتاب ہے قیمت ایک روپیہ محصول ۸ رکل ۲؍

حمیدیہ پریس دہلی

سو برس کے
بڈھوں کی ضرورت

ایک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے ملا واحدی صاحب ایڈیٹر رسالہ نظام المشائخ کو جو ایک طلسمی نسخہ قوت کا عطا فرما دیا ہے اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ہے۔

ایک ہفتہ کے استعمال میں پیر صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہوئے تادم مرگ طاقت جسمانی ہمہ عضو قائم و برقرار رہے ہر روز ...... سے بیزاری نہ ہوگی اور ایک وقت میں بجز تین چار کے ...... طبیعت کو قرار نہ ہوگا یہ نسخہ بسلسلہ خاندانی حکیم سید محمد اسد خاں دہلوی شاہی میرے عم بزرگوار مولانا سید محمد اسد خاں دہلوی شاہی میرے عم بزرگوار حضرت فخر الدین مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا جو بطور یادگار پسماندگان درج کیا گیا۔ یہ نسخہ حقیقی و درست و صحیح میری اوائل عمر میں ایک وقت طیار ہوا تھا والیان ہندوستان سے میرے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ انعام و اکرام نسخہ ہذا کی بدولت ملا تھا اور نواب سالار جنگ اول نے بھی چار خوراک معجون ہذا کا استعمال فرما کے جاگیر و منصب کثیر مع سو روپے ماہانہ عطا فرمائے تھے یہ تذکرہ بماہ جمادی الاول ۱۲۹۲ھ کا ہے پسماندگان کو اس کا پورا علم ہے۔

اس نسخہ سے جو معجون تیار کی جاتی ہے اس کا نام **معجون مددگار رغدود** ہے جو انوں اور ادھیڑوں کو معجون مددگار رغدود کی سات خوراکیں چار روپے میں دی جاتی ہیں (علاوہ محصولڈاک)۔ لیکن اگر کوئی سو برس کی عمر والے صاحب طلب فرمائیں گے تو ان سے سات خوراکوں کی قیمت صرف تین روپے لی جائیگی اور محصول بھی اپنے پاس سے لگا کر معجون بھیجدوں گا شرط فقط یہ ہے کہ سو برس کے ہونے کا وہ کسی طرح اطمینان دلادیں سو برس نہ سہی اسی کے قریب ہی۔

نوٹ:- جنہیں جریان کی شکایت ہو وہ معجون مددگار رغدود نہ منگائیں کیونکہ معجون مددگار رغدود صرف قوت کی دوا ہے جریان کے مریضوں کے لئے معجون کایا پلٹ مفید ہوگی۔ قیمت فی خوراک ڈھائی روپے علاوہ محصولڈاک۔

پتہ

منیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان دہلی

تکلیف سے بچنے کی دنیا میں
صرف ایک ترکیب ہے

اپنی روح اور اپنے جسم کو غیر جنس سے بچائیے

صحبت ناجنس عذاب است الیم کیا آپ نے کبھی نہیں سنا۔ روحانی تکلیف بھی جب ہی ہوتی ہے جب کسی ناجنس شخص کا روح پر تسلط ہو جاتا ہے اور جسمانی تکلیف بھی جب ہی ہوتی ہے جب کوئی ناجنس چیز جسم کے اندر دخل پالیتی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو دانتوں اور مسوڑھوں کی تکلیفوں سے نجات مل جائے تو ہندوستانی جڑی بوٹی کا بنا ہوا

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان

ملا کیجئے اس منجن کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں مرحوم نے ۱۹۱۲ء میں بتلایا تھا جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے ایڈیٹر تھے یہ منجن ہندوستانیوں کے لئے ہندوستان سے باہر کے منجنوں کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ مفید ہے کیونکہ قاعدہ ہے اللہ تعالیٰ نے ہر ملک کے رہنے والوں کی تکلیفوں کا علاج ان کے اپنے ملک میں پیدا کیا ہے دوسرے ملکوں کا علاج نہیں کہا پہاڑوں کی جھوبوٹی جس کے چھو جانے سے ایسی جلن پیدا ہوتی ہے جیسے بچھو نے کاٹ لیا اس کا تریاق دریاؤں میں نہیں ملتا اللہ تعالیٰ نے وہیں پہاڑ پر جھوبوٹی کے ہر درخت کے قریب ایک درخت لازمی طور سے اگایا ہے جس کا پتہ جھوبوٹی کی جلن کو آناً فاناً دور کر دیتا ہے لہذا فیشن پرستی کو چھوڑیئے اور اپنے ملک کا منجن استعمال کیجئے

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان

دانتوں اور مسوڑھوں کی ان تمام تکلیفوں کا تریاق ہے جو کسی ہندوستانی کو ہو سکتی ہیں ہندوستان میں رہ پڑنے والے انگریزوں کو بھی جن کی دو ایک نسلیں ہندوستان میں گزر چکی ہوں واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان فائدہ دیتا ہے مسوڑھوں کا ورم ہو مسوڑھوں کا درد ہو اللہ کے فضل سے واحدی صاحب کے منجن کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا مسوڑھوں سے خون آتا ہو اور مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہو جسے پائیوریا کہتے ہیں اس کی یہ بہترین دوا ہے واحدی صاحب کے منجن سے ہلتے ہوئے دانت جم جاتے ہیں غرض عجیب نعمت ہے غرض ایک دفعہ منگا کر تجربہ کیجئے ہمارے کہنے سے آپ کو ہرگز اچھا نہیں معلوم ہوگا کیونکہ منجنوں کا اب تک آپ نے استعمال کیا ہے وہ آپ کے نقصان دہ تھے اور یہ قسمت کی طرف سے خاص آپ کے لئے مہیا کیا گیا ہے۔ مضمون پڑھ کر آپ پسند کریں گے اور اسے سچا ہی حتی المقدور سلیقہ سے بنایا ہے یعنی بالکل خالص چیز ہے

ایک شیشی کی قیمت ۸ آنے ہے محصول ایک شیشی پر ۵ آنے لگتا ہے دو یا تین شیشیاں اکٹھی منگائی جائیں تو ۶ آنے کے ٹکٹ کافی ہوتے ہیں

پتہ

منیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان دہلی

...ب جلال و جبروت والے شہنشاہ کا دربار

...پنے اور برونق میں امتیاز ہو جانے گا ... جب وامت ...

...دوں، عالموں اور جاہلوں، عابدوں اور زاہدوں کو کافی ...

...ن کہ ہم اس جرم کی سزا سے واقف تھے ...

...نمیت ...کی نوعیت کو کم یا ہلکا نہیں کر سکتی ...

...ہم مسلمانوں ...کر اسلام کے پہلے کلمہ کا ٹیکا نہیں ...

...ات کے چوبیس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ اور وہ بھی ...

...رکو منزو ...پہنچ جانے گی کہ احکام شریعہ سے واقف ہو ...

...جس نہ پڑھنے کا وقت اور پڑھنا ...

...ادو زبان میں سب سے زیادہ اہم اور ...

...پ کے ذہن نشین ...

...لاح دین و دنیا

...ی کا نقصان کے پہلے ہوا اور پانی کی ضرورت ...

مختصر فہرست	مختصر کتاب
مضامین کتاب	ابتدائے ...
باب اول عقائد	دوزخ اور اس کے ...
ذات و صفات الٰہی ...	طبقہ ...
...	آنحضرت کی نصیحت
...	معجزہ کرامت
... کے حالات	...
...	حضور کی زندگی
... سوال	... کے حالات
قیامت، حضرت امام	خلافت ...
مہدی، دجال	اولیاء اللہ کے حالات
... عیسیٰ کا نزول	بیعت اور پیر طریقت
... ماجوج	ایصال ثواب
... دوخان	انبیاء صالحین ...
... آفتاب	میلاد مبارک کا جواز
دابۃ الارض حالات	باب دوم
... وکیری	عبادات
شفاعت، حساب کتاب	وضو کا مکمل بیان
جنت میں جانے والے	غسل کے طریقے
امت محمدی کا حساب	پانی کے مسائل
... اور میدان	تیمم، مسح، موزہ

...نماز ... سنت ...

...نماز اشراق

منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اسلامی زندگی

کیونکہ ہماری معاشرت کی صورت ایک طور پر تباہ ہو گئی

آئینہ

[illegible]

مولوی

ماہنامہ

فی پرچہ دو آنے

سالانہ ایک روپیہ

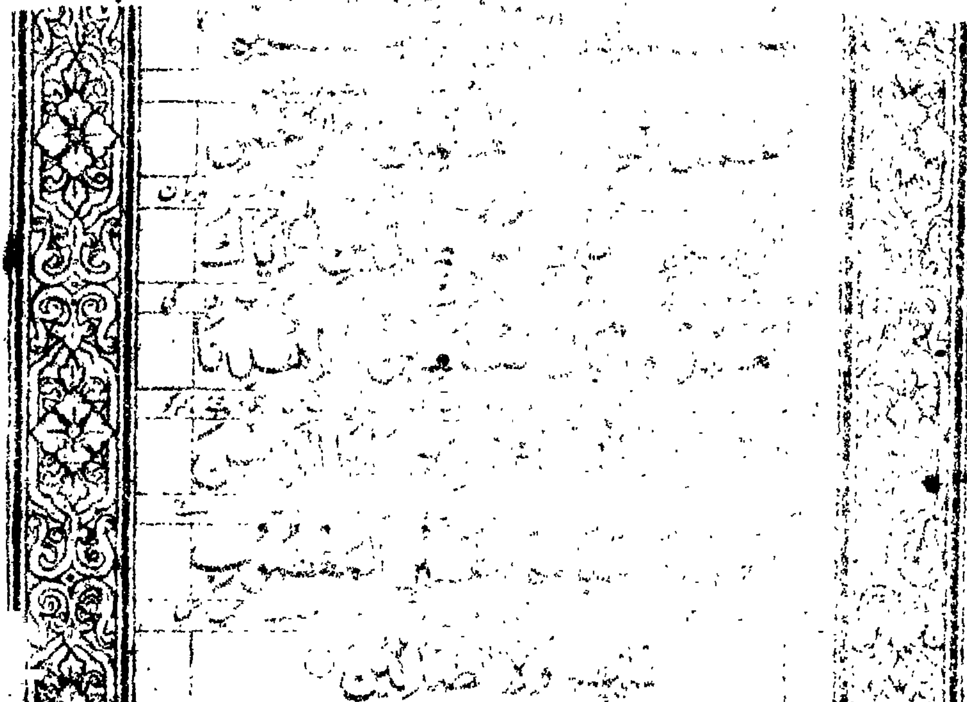
مدیر مسئول - عبدالحمید محمد خان

اگر یہ پرچہ آپ کو پسند ہے

اور آپکے نزدیک اس پرچہ کے ذریعے اسلام کی کوئی خدمت ہوسکتی ہی تو اسلامی تبلیغ میں میرے شریک کار ہوجایئے - اور یہ مضبوط اور مستحکم ارادہ کرلیجیے کہ جس طرح بھی ممکن ہوگا اس سال میں کم ازکم پانچ بھائیوں کو اس کا خریدار بنادینگے ؛ علاوہ اجر آخرت کے آپ کی اس سعی اور کوشش کا تذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مہینے "مولوی" میں بھی ہوتا رہے گا؛

منیجر رسالہ "مولوی" پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی

نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہو اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہوسکتی ہو نہ ہوگی • منیجر



مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی ۱۵ تاریخ کو جمعیۃ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۵ بابت ماہ جمادی الثانی سنہ ہجری | نمبر ۶

خطبہ

الحمد للہ الذی لا یقدر احد ان یجول فی کنہ ذاتہ فکراً ولا یستطیع احد ان یعد یشیون صفاتہ قدراً۔ احمدہ سبحانہ و تعالیٰ و اشکرہ و اتوب الیہ و اسئلہ ان یکفر عنا سیئاتنا و یضاعف حسناتنا و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ المتعالی عن کل ما قیل فیہ علیاً و کبیراً و اشھد ان سیدنا محمداً عبدہ و رسولہ والمصلین سیادۃ فخراً۔ اما بعد۔

مسلمانو! تم نے غور کیا کچھ سمجھے کہ اسی نیلگوں آسمان کے نیچے اسی ہندوستان میں ایک تمہاری ہی ہمسایہ قوم نے دیکھتے دیکھتے کیا کر لیا اور کیسا خوشگوار انقلاب تمہاری کھلی ہوئی آنکھوں کے سامنے ہو گیا وہی اچھوت جن کے سایہ سے ہندو پرہیز نہیں نفرت کرتا تھا جنہیں مجال نہ تھی کہ وہ کسی اونچی ذات کے ہندو کی سایہ سے بھی گذر جائیں جو ہندو شمار ہوتے ہوئے بھی ہندو کہلاتے ہوئے بھی اور خود کو ہندو کہتے ہوئے بھی مندر کے قریب نہ پھٹک سکتے تھے مورتی کا درشن نہ کر سکتے تھے اس کے قرب کی سڑک سے بھی گذر جانا اپنے لئے مصیبت کا دعوتنامہ مول لینا تھا.... آپ سنیں گے..... تعجب بھی کریں گے....

اور افسوس بھی کہ ان کی ذلت کا یہ عالم تھا کہ اگر اتفاق سے کسی مجبوری سے کوئی اچھوت ڈاکٹر کسی عالم ہندو کے گھر میں بھی پہنچ جائے تو وہ اس سے بات نہ کرتا تھا اس لئے کہ بات کرنے سے اسے اندیشہ تھا کہ اس کا دھرم بھرشٹ ہو جائیگا ایک اینٹ دریا میں پھینکا جاتی تھی جو ان دونوں کی مرکز تخاطب رہتی تھی ہندو کو جو حالت بتانی ہوتی تھی وہ اس اینٹ کو مخاطب کرکے اس سے کہتا تھا اور اس کا جواب بھی اینٹ ہی کو مخاطب کرکے ملتا تھا اس سے زیادہ نفرت اس سے زیادہ کراہت اس سے زیادہ ذلت کا کمترین مظاہرہ اور کیا تصور میں آسکتا ہے۔ وہ جو کنوئیں پر پانی نہ بھر سکتے تھے جو پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر جائیں مگر ہندو کنوؤں سے پانی نہ بھر سکتے تھے وہ جو اسی ملک کے باشندے اور ہندوؤں ہی جیسے انسان ... ناپاک تھے پلید تھے گندے تھے اتنے پلید اور اتنے گندے کہ ... ہندو کی تھالی چاٹ لے۔ ایک بلی اگر ہندو کا کھانا کھا لے تو اسے ... زیادہ بہتر ہے ... جائے اس کی ہوا بھی لگ جائے تو اس کو ... وہ گناہ جس کا دوبری شرعاً ... دنیا ... ایک نہ ہوتے۔

وہ جو دنیا کی ارذل ترین مخلوق سمجھے اور خیال کئے جاتے تھے آج پوتر ہو گئے پاک ہو گئے انسان بن گئے انسان سمجھے جانے لگے صدیوں کی منافرت ہزارہا سال کی تفریق اور قرن ہا قرن کی نفرت محبت میں یگانگت میں پریم میں تبدیل ہو گئی اب اچھوت اچھوت نہیں رہے بھائی ہیں حقدار ہیں اور انھیں ویسے ہی ہندو اور انہی جیسے ہندو اور انہی جیسے انسان وہ ہندوؤں کے ساتھ ایک ہی تھالی میں کھا سکتے ہیں ایک چوکے میں کھا سکتے ہیں ایک گھر میں کھا سکتے ہیں ایک محفل میں کھا سکتے ہیں وہ ہندو کنوؤں پر چڑھ کر ان کے ساتھ پانی بھر سکتے ہیں مندر میں جا سکتے ہیں پرشاد چڑھا سکتے ہیں اور مورتیوں کی پوجا کر سکتے ہیں یہی مخلوط مدارس میں ان کے محض داخلہ پر ہولناک فسادات ہو جاتے تھے ان کا مدرسہ ... بھی خطرے سے خالی نہ ہوتا تھا وہاں ایک قلیل و مختصر مدت میں یہ انقلاب ہو گیا کہ یہ دونوں دشمن نہ صرف یہ کہ پہلو بہ پہلو بیٹھتے ہیں بلکہ ساتھ ہی کھیلتے ساتھ ہی پڑھتے اور ساتھ ہی کھاتے ہیں۔

چشم عبرت وا کرو اور دیکھو کہ یہ کیا ہو رہا ہے کیا ہو گیا اور کس طرح ہو گیا دنیا میں بہت سے انقلاب آئے تاریخ میں صدہا انقلابات کی داستانیں مذکور ہیں مگر یہ انقلاب بھی اپنی نوعیت میں ایک تاریخی اور اہم انقلاب ہے اتنا اہم اتنا وسیع اور اتنا حیرت خیز کہ اقوام و ملل کی تاریخ میں بہت کم مثالیں اس نوع اور اس قسم کے انقلاب کی مل سکتی ہیں صدیوں کی پامال قوم کے حقوق و منزلت کا اعتراف اور وہ بھی چند ساعتوں کی صحبت میں ہزارہا سال کے رسم و رواج کا کلی انسداد اور وہ بھی چار دن کے اندر ملک کی دو ہراعتبار سے ... اور ہر لحاظ سے علیحدہ قوموں کا دفعتہً ایک ہو جانا تاریخ کا زبردست کا ایک ایسا محیرالعقول اتنا عظیم الشان واقعہ ہے جس پر ہندو قوم اگر جتنا بھی فخر و ناز کریں کم ہے۔

یہ تو تھی ان کی ظاہری اور ہماری آنکھوں سے نظر آنے والی رنگت کی ایک تصویر باطنی صورت یہ تھی کہ ان کی بدبختی کی کبھی نہ کبھی بدل جانے والا آئینی قانون کی رو سے نہیں بلکہ مذہب و دھرم کے اٹل اور اکمل غیر مبدل احکام کی رو سے ... گئی تھی اور ان کی قسمت پر کچھ ایسی ساعت اور ایسی منحوس گھڑی میں مہر لگائی گئی تھی کہ جگ گذر گئے ہزارہا راتیں دن بنیں اور ہزاروں دن راتوں کی صورت اختیار کر گئے ... بدل گئے حکومتیں بدل گئیں پورے عہد بدل گئے مگر ... کی قسمت ... اس بدنصیب قوم کے تاریخ کھول کر اس کے اوراق کبھی ... چہرے ... پڑھئے ... اور

[illegible]

کچھ سال ہی کے عرصہ میں [illegible]
پامال ہو چکے تھے [illegible] انگریز [illegible] پہنچ گئیں لیکن اچھوت [illegible]
جو ہندو جہاں تھے وہیں رہے اور جب تک انھوں نے اپنی حالت بدلنے کی کوشش
نہ کی رب العالمین نے بھی ان کی حالت نہ بدلی۔

خدا نے [illegible] صاف فرمایا ہے کہ خدا کسی قوم کی حالت [illegible] تک
نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت آپ بدلنے پر آمادہ نہ ہو اور قرآن و انجیل کی
صداقت کا [illegible] صدیوں [illegible] کا حال ہے اچھوتوں نے جب دیکھا
کہ [illegible] ہوتے چلے جاتے ہیں اور ہماری ذلتوں اور پستیوں کی کوئی انتہا نہیں
رہی تو انھوں نے اپنے حقوق کا مطالبہ شدت کے ساتھ شروع کر دیا اپنی مرضی سے
کون کسی کو دیتا ہے اور خدا کو کون یاد کرتا ہے ہندوؤں کے خودغرض طبقہ نے سرے
سے ان کے وجود ہی سے انکار کر دیا اور اگرچہ پنجاب میں چند لاکھ اچھوت موجود ہیں لیکن
[illegible] جگت رام [illegible] جیسے فرقہ پرست ہندوؤں نے علانیہ کہا کہ یہاں
اچھوتوں کا مسئلہ ہی نہیں اور ایک پنجاب کیا ہر جگہ سے انھیں جواب صاف ہی ملتا رہا
اور جیسے مسلمانوں کے حقوق محض قابلیت کے ذبح پر برسوں قربان ہوتے رہے
اسی طرح اچھوتوں کی شکایات کے جواب میں کہا جانے لگا کہ بھائی اس کی وجہ یہ
نہیں ہے کہ ہم تمہارے حقوق پر ناجائز قبضہ کئے بیٹھے ہیں اور دینا نہیں جانتے بلکہ
یہ ہے کہ تم میں لیاقت نہیں اور ہم میں لیاقت ہے اگر حقوق کی تقسیم آبادی کی بنا پر
ہونے لگی اور قابلیت معیار نہ رہی تو اس سے ملک کو نقصان پہنچ جائے گا۔

اچھوتوں کے حوصلے اس انکار سے ہرگز پست ہوئے اور ڈاکٹر امبیدکر کی قیادت
میں [illegible] سرگرمی کے ساتھ مصروف عمل ہو گئے تا آنکہ لندن ہی میں مختلف اقلیتوں
کے مابین ایک میثاق مرتب ہو گیا اس کے معنے یہ تھے کہ ملک کی آبادی کے ایک
[illegible] حصے نے اچھوتوں کی جداگانہ ہستی تسلیم کر لی اب فرقہ پرست ہندوؤں کی
آنکھیں کھلیں اور پہلے انھوں نے پروپیگنڈے کے ذریعہ شکست دینے کی ایک ناکام
سعی کی اور [illegible] راجہ کو مقابلہ پر کھڑا کر دیا اور کہنے لگے کہ اچھوتوں کے نمائندے
"امبیدکر" نہیں "راجہ" ہیں لیکن اچھوتوں کی سعی و عمل نے اب فضا اور ہی پیدا
کر دی تھی اس لئے انھیں مجبوراً نشستوں کی تخصیص کے ساتھ مخلوط انتخاب کی اسکیم
کو منظور کرنا پڑا ترتیب میثاق اچھوتوں کی سعی و عمل کی پہلی کامیابی تھی تو یہ دوسری
کامیابی کہی جا سکتی ہے کہ تاریخ میں سب سے پہلی مرتبہ ان کے لئے ۵۲ نشستیں تو
مقامات سے مخصوص ہوئیں۔

اچھوتوں کی عظیم اکثریت اس پر قانع رہی اور کوششوں کا سلسلہ جاری
[illegible] حکومت نے اپنا فیصلہ جاری کر دیا کہ اس فیصلہ میں اچھوتوں کے ساتھ محض
[illegible] سے حکومت نے شدید ناانصافی برتی اور صرف [illegible]
نشستیں [illegible] انھیں دی گئیں مگر جداگانہ [illegible] مطالبہ کو منظور کر کے سرکاری طور
پر [illegible] ہستی کو تسلیم کر لیا ہندوؤں کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے کہاں وہ تمام اقوام
[illegible] کہاں [illegible] ۲۲ کروڑ
[illegible] ہو گئے ظاہر ہے کہ ان کے سیاسی اقتدار [illegible] ضرب تھی
[illegible] اس وقت ملک کی [illegible] قوم [illegible]
[illegible] قابلیت کے ساتھ [illegible] حقوق [illegible]

[illegible]

سعی و عمل میں [illegible]
[illegible]
[illegible] نہ کی [illegible] جا سکتی [illegible]
جاتا ہے کہ جو قوم [illegible] کا [illegible]
قوم میں رہتی ہے اور نہ دوسری قوم ہی وقت گذر جانے [illegible]
آس سے منہ لگاتی ہے غرض اچھوتوں اور ہندوؤں [illegible]
نے انھیں [illegible] تھیں ان سے دگنی نشستیں ڈاکٹر امبیدکر [illegible]
اعتبار سے غلط ہی رہا مگر عملی اعتبار سے بڑی بھاری [illegible]
جس کا اعتراف مہاراجہ نرسنگھ ناتھ جیسے زبردست ہندو لیڈر [illegible] دیکھا
سعی و عمل کی برکت اور مسلسل کوشش و جہاد کی فتوحات [illegible]
سے کہا اسے میں پڑے ہوئے اسی طرح ہوتے اور ہوتے رہتے [illegible]
اور باعث تقویت بنے رہتے تو ہندو انھیں کچھ دیتے اور سرکاری [illegible]
التفات کا شکار رہتی یا کم از کم ایسا ہی ہوتا کہ کسی منزل پر کسی قریب [illegible]
ہو جاتے یا اپنی مروت اور سیرچشمی میں آ جاتے تو [illegible]
اور سر [illegible] پر بیشک امبیدکر ۵۲ نشستیں نہ لیجاتے لیکن اب [illegible]
پر کس کا قابو چلتا ہے اور نہ چل سکتا ہے حکومت کا اٹل فیصلہ ہو چکا تھا اور [illegible]
حقوق بری طرح پامال ہو چکے تھے نہ مانتے تو [illegible] انھوں [illegible]
کی حالت سے فائدہ اٹھایا ہوشمندی سے کام لیا اور [illegible] کے [illegible]
جو حکومت کے فیصلے سے بدرجہا بہتر ہے۔

یہ تو ہر سعی و عمل کی کامرانیوں کا صرف ایک سیاسی پہلو ہے [illegible]
سے انھیں جو فائز المرامی حاصل ہوئی وہ اتنی [illegible] الشان [illegible]
چیز ہے جس کی نظیر کم از کم ہندو تاریخ میں [illegible]
لئے تو اس سے بڑھ کر مسرت خیز اور انقلاب انگیز [illegible]
نہیں کئی صدیوں کے امتیازات رفع ہو نے کا [illegible]
نے تسلیم کر لیا کہ انہوں نے [illegible] کے نام [illegible]
وہ واقعی ان کی زیادتی اور ستم انگیزی [illegible]
[illegible]
جہات کا حکم نہیں کیا [illegible] کامیابی جو [illegible]
کچھ ہو رہا ہے اس کے متعلق کچھ بھی خیال [illegible]
نہیں ہے کہ یہ کامیابی اسلامی [illegible]
و احکام سے [illegible] ہوتے چلے جاتے ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] سے اسلام کی [illegible] اصول [illegible] ایسے اصول کہ جب قوم [illegible] مسلمانوں کی جن جماعت نے ان سے [illegible] کی بستیوں میں ترقی اور ترقی چلی گئی۔

آقا جب اسلام جس وقت افق عالم پر اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ طلوع ہوا تھا اس وقت دنیا کی ہر قوم میں اچھوت اور اچھوت موجود تھے انسانیت کا شرف [illegible] اشخاص کے ہاتھوں تباہ ہو رہا تھا خود عرب میں ایک فرقہ خود کو دوسرے فرقہ سے بہتر خیال کرتا تھا باہمی عقد و ترویج کا فقدان تھا ایک عیسیٰ صرف لوں اور ایک [illegible] ساوات و برابری میں مختلف تھے اسلام نے اعلان کیا اور بانگ دہل اعلان کیا کہ انسانیت کے اعتبار سے تمام انسان برابر ہیں بندہ و آقا میں کوئی فرق نہیں سب خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں نہ عرب کا عجم پر کوئی برتری حاصل ہے [illegible] اور طرف اگر کوئی چیز ہے تو صرف تقویٰ اور کبر کر سب جس کا [illegible] فضیلت کا معیار بن سکتا ہے دنیا میں سب سے پہلے مساوات کا سبق اسلام نے دیا اور سطح انسانی کو ہموار کر دیا یہاں آقا و غلام حبشی و مصری عجمی و عربی امیر و غریب سب ایک صف میں کھڑے ہو گئے دیکھی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز نہ اسلام میں کوئی [illegible] پیدا ہوا اور نہ [illegible] کا جو علوم و فنون تک کو اپنی جاگیر سمجھ لے جس دنیا نے قومی امتیازات کے خوفناک مناظر اس وسیع پیمانہ پر دیکھے تھے اس دنیا نے یہ بھی دیکھا کہ غلام امام ہے اور اس کی اقتدا میں ہاشمی و قریشی اور امراء [illegible] کو تخت نہیں ملتا اور غلام سر پر آ سکے [illegible] اپنے آقاؤں کی چشم و ابرو کے اشارہ پر رقص کرنے [illegible] جو ہر سکھانے کی سکت ہے ہالا الا [illegible] اور گویا وقت بن گئے سپہ سالار ہوئے مدبر بنے عالم کہلائے اور تاریخ شاہی ایران نے [illegible]

آج ہندوستان [illegible] انہوں نے اچھوتوں کے ساتھ کھانا کھایا مندروں میں [illegible] کی اجازت دی اور ان کے لئے کنوؤں پر چڑھنے کا اذن دیا گیا [illegible] لیکن بتا یئے اور سوچئے کہ یہ روشنی کس [illegible] اسلام [illegible] اسلام [illegible] لیکن اسلام نے [illegible]

[illegible] طرف کھا [illegible] دیکھ سکے جس [illegible] نے محض تقویٰ کو وجہ فضیلت قرار دیکر جملہ امتیازات انسانی کا خاتمہ کر دیا [illegible] مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی بن گیا اور ابتک یہ حالت ہے کہ ایک [illegible] اچھوت ایک عالم کے اسلام قبول کر کے سامنے آ جاتا تو وہ بلا امتیاز شہر مسجد میں داخل ہو سکتا ہے اور ہر مسلمان کے ساتھ کھانا کھا سکتا ہے اور ہر جگہ بے تکلف آ جا سکتا ہے اس وقت بھی ہر جگہ کانفرنس ہوتی کی فتح کا غلغلہ بلند ہے ایک نہیں لاکھوں ہندو ایسے ملیں گے جو اچھوتوں کے پاس بٹھانے اور ساتھ کھانے میں تامل ہوں گے مگر کوئی ایک بھی جا مسلمان کو ایسا نہ ملیگا جو اچھوت مسلمان کے ساتھ کھانا کھانے میں گریز کر سکے۔

نہایت شرم و افسوس کی بات ہے کہ اقوام غیر تو اپنی اصلاح کرتی اور اسلامی احکام و اصول کی روشنی میں قدم اٹھاتی چلی جا رہی ہیں اور مسلمان انہی قوموں کی صحبت و اثر سے ملتا ثر ہو کر طرح طرح کی غیر شرعی رسوم کے پابند ہوتے اور اپنے اوپر خود قیود عائد کرتے چلے جاتے ہیں مسلمانوں میں شیخ سید مغل پٹھان جلاہے تیلی تنبولی کسی کی کوئی تفریق نہیں دینیہ اور قومیت کا کوئی امتیاز اسلام نے روا رکھا ہے مگر ہندو ذہن کی دیکھا دیکھی اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور نہ ہونے کے باعث وہ خود امتیازات کا شکار ہو رہے ہیں ہندو وقت نے جو کچھ کیا آج کیا اور اس بیسویں صدی کی روشنی اور روشن خیالی کے زمانہ میں کیا مگر اسلام نے اس سے کہیں شاندار اور وسیع الاثر انقلاب پیدا کیا آج سے تیرہ سو برس بیشتر پیدا کیا اور اس وقت پیدا کیا جب رہنمائی کے لئے نہ ہندوستان میں کوئی مینار روشنی موجود تھا اور نہ خشکی میں کوئی شمع ہدایت نظر آتی تھی اب سوچنے میں وسعت پیدا ہو چلی ہے ہر شخص میں تحقیق کا مادہ پیدا ہو رہا ہے مذہبی تعصبات کو شرف نہیں عیوب سمجھا جانے لگا ہے اگر ان حالات میں مسلمان اپنے مذہب کی تعلیمات کی صحیح نمود بنکر دنیا کے سامنے پیش ہوتے تو ایک عظیم تعداد حلقہ بگوش اسلام بن جاتی اسلام دنیا کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے مگر مسلمان اپنی بے پروائی اور اپنے مذہب سے بے خبری کا ایک ایسا نمونہ پیش کر رہے ہیں کہ کسی کی ہمت نہیں پڑتی اچھوت سعی و عمل کا پیکر بنکر آ گئے ہوئے ہندو اور انگریز اسلامی مساوات و اتحاد کا سبق اسلام ہی سے سیکھکر قائد ہوئے اور جینش کی زندگی بسر کرنے کی طرف قدم اٹھاتے گئے مگر مسلمان ..... آہ کچھ نہ پوچھئے غفلت کی چادر اوڑھ کر سو گیا، مسلمانوں خدا کے لئے سوچو سمجھو غور کرو اٹھو تمہیں کہیں جانے اور کسی سے کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں تمہارے یہاں سب کچھ موجود ہے بیدار ہو جاؤ کمر ہمت باندھو اور اسلام کی رسی مضبوط پکڑ لو پھر مسلمان بھی وہ پھر دنیا تمہاری ہو گی اور تمہیں معزز بنکر جیو گے۔

بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف الرحیم

خطبہ ثانی

الحمد للہ علی کل حال ونفعنا باحسن الاعمال والصلوٰۃ والسلام علی خیر الانبیاء محمد عبدہ ورسولہ درود وسلام ہو اس شہنشاہ کون ومکان پر جس نے جوت چھات کا دنیا سے اسوقت خاتمہ کیا جب اس خراب آباد عالم میں صرف مال اور جاہ کی پرستش ہوتی تھی، اور جب کہ زیر دست طبقہ زبردست کی غلامی کے لئے بنے ہی تھے، اسوقت جبکہ کمزوروں میں اپنی حیثیت قائم کرنے کا احساس بھی فنا ہو گیا تھا، اس بندہ کے پیغمبر رسول نے غلاموں کو سردار بنایا صلی اللہ علیہ وسلم

شذرات

آل انڈیا ہندو مہاسبھا کا خطبۂ صدارت

الٰہ آباد

مہاسبھا کے صدر کی حیثیت سے جو تقریر بھرے اجلاس میں [illegible] کی گئی اس میں پرانے ہی انداز پر موتی ہی تھی، جہاں جا کر [illegible] تعصب اور غلط بیانی کا ایک شرمناک نمونہ ہے آپ فرماتے ہیں اور بڑے طمطراق کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:۔

"اقلیتوں کے تحفظ کے لئے مشترکہ استعمال کی غرض سے جمعیۃ الاقوام کو بھی کچھ قواعد بنانے پڑے ہیں جن کی رو سے قومی مجالس آئین ساز میں فرقہ وار نمائندگی اور بالخصوص حلقہ ہائے انتخاب کے بجائے اقلیتوں کے رسم و رواج تہذیب و تمدن اور تعلیمی سہولتوں کی حفاظت کی گئی ہے اگر حکومت ایمانداری سے یہ چاہتی ہو کہ اس ملک میں ہندوستانی قوم اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے تو وہ مذکورہ بالا مثال کی تقلید کر سکتی تھی لیکن اس کے برعکس حکومت نے ایسا فیصلہ کیا ہے جس سے ہندوستان میں فرقہ وارانہ بدترین شکلیں اختیار کر لیں گی کیونکہ اس سے پرائیویٹ زندگی کی طرح پبلک اور سیاسی حلقوں میں بھی فرقہ وار احساس قائم کر لیا جائے گا ہمارے مسلم دوست نہایت ہی چالاک، ہوشیار اور کاروباری ہیں حالانکہ فیصلہ ان کے اس قدر حق میں کیا گیا تاہم وہ اظہار بے اطمینانی سے باز نہیں آئے لیکن ان کی اس چال سے کوئی دھوکہ نہیں کھا سکتا دوسری جانب یہ امر بھی یقینی ہے کہ اگر اب مسلمانوں کو اس بات پر مائل کرنے کی کوشش کی جائے کہ وہ اپنے ان نکات ضروریہ میں سے جو انہیں فرقہ وارانہ حل کے ماتحت حاصل ہوئے ایک سے بھی دستبردار ہو جائیں تو وہ بے سود ثابت ہوگی لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ مسلمان ہمیشہ سے ایک خاص مقصد، پروگرام اور اسٹریٹیجی کو پیش نظر رکھ کر کام کر رہے ہیں میں انہیں ان کی فرقہ وارانہ ذہنیت کے لئے قصوروار نہیں ٹھہراتا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ وہ ہماری سیاسیات اور مذہب کے دونوں کھیل اس قدر کامیابی کے ساتھ کھیل سکتے اور پھر شدومد کے ساتھ شور مچا سکتے ہیں۔"

اس اقتباس سے کیا واضح ہوتا ہے یہی کہ مسلمانوں کو حکومت کی طرف سے بہت کچھ ملا ہو گیا اور اتنا مل گیا ہے کہ وہ حقدار ہی نہ تھے حکومت نے بے ایمانی سے کام لیا ہے وہ بے ایمانی مسلمانوں کی جانبداری کے لئے کی گئی ہے اس سے وہ مختلف قوموں کو سیاسی طور پر بھی علیحدہ کر دینا چاہتی ہے نیز مسلمان بھی نہایت چالباز اور مطلب پرست واقع ہوئے ہیں اور مذہبی جنگ کا کھیلتے ہیں تو مذہبی جنگ اور سیاسی طور پر کام نکلتا ہو سیاسی بکر ہر صورت میں اپنا کام نکالتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں وہ پہلے سے سوچے سمجھے پروگرام اور ایک طے شدہ مقصد کے ماتحت کرتے ہیں۔

فرمایئے جب بھرے اجلاس میں ایسی ہمسایہ ذہنیت کا اس انداز سے بہ وضاحت اظہار کیا جائے اور علانیہ طور پر کہا جائے کہ مسلمان خودغرض اور چالباز ہیں اور یہی نہیں انہیں ہندوؤں کو نقصان پہنچانے والا بتایا جائے اور بتانے والا اعلیٰ حضرت [illegible] رہا ہے کیلکر جیسی پوزیشن اور شہرت کا انسان ہو تو اس سے برادران وطن کے قلوب [illegible] [illegible] ہے ہندو مسلم اتحاد کی [illegible] ملک کی آزادی کی منزل [illegible] گیا ہے اور ایسی صورت میں [illegible] [illegible] [illegible] یہ بات نہیں کہ [illegible] کا نتیجہ ہے کہ خود مسلمان ہمیشہ کے لئے [illegible] اس بات کو [illegible] کے ساتھ [illegible] جماعت کو علیحدہ کرنے اور ملک کو پارہ پارہ کر کے تباہ کرنے کی سعی میں برابر [illegible] کا وصول ہے لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے بھی تو حکومت کی سیاسی اصطلاح کا کوئی توڑ اور کوئی مداوا پیش نہیں کیا اگر آپ صرف مسلم فرقہ پرستوں ہی کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتے تو ہمیں حق تو معذور کہا جا سکتا تھا لیکن آپ تا نہ تو ضرور تھا کہ ہندو قوم بھی مسلم قوم کی طرف سے بدظن نہ ہوتی لیکن آپ سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک رہے ہیں اور [illegible] پیدا کر رہے ہیں کہ یہ قومیں کبھی باہم نہ مل سکیں۔

ہندو قوم مسلمانوں کو چالباز سمجھ کر بدظن ہو جائے اور مسلم قوم اپنی ہمسایہ قوم کے اس رویہ سے بددل ہو کر اور کھنچ جائے آخر یہ خدمت ملک کی ہے یا حکومت کی اور الزام آپ حکومت پر لگا رہے ہیں کیا یہی الزام آپ پر عاید نہیں ہوتا۔

تمام مسلمان کیا قوم پرست اور کیا فرقہ پرست چیخ رہے ہیں کہ فرقہ وار فیصلہ میں سب سے زیادہ تباہی مسلمانوں ہی کی ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کے حق میں کیا گیا کیوں نہ کہیں آخر آپ کو تو دونوں قوموں کو لڑانا ہے آپ نے بالمقابل جمعیۃ الاقوام کا ذکر اور اس کے فیصلے کو قابل تقلید بتایا ہے لیکن کیا ہندوستان بھر میں کوئی بلغ باقی نہیں رہا اور جمعیت اقوام کیا کوئی قدوسیوں کی جماعت ہے ہم کیوں اس کے فیصلے کی تقلید کریں غالباً اس لئے کہ اس سے پورے ہندوستان میں ان کی قوم کو پورا اقتدار حاصل ہو جائے گا اور اقلیتیں ان کے قبضہ و اقتدار میں آ جائیں گی ہندو فرقہ پرست قدم قدم پر خود ہی ایسی حرکتیں کرتے ہیں اور سالہا سال سے ہیں مسلمانوں کے سر جب تک لیڈر فرقہ پرستوں کی زہریلی تقریروں کا تسلسل اسی طرح جاری رہے گا اس وقت تک کوئی توقع نہیں کی جا سکتی کہ ہندو مسلمان مل کر بیٹھیں گے اور ملک آزادی کی منزل سے قریب تر ہوگا۔

فرقہ وارانہ فیصلہ کی فرقہ وارانہ مذمت

ہندو مہاسبھا کی کال انڈیا

اجلاس میں فرقہ وار فیصلہ کی مذمت بڑے شدومد کے ساتھ کی گئی بالفاظ آتا کہ گئی اور قوم پرستانہ وجوہ کی بنا پر نہیں فرقہ وارانہ تاہم کی گئی جس پر [illegible] بہ قرار دی گئی جو جمعیت مسلمانوں کے مفاد و منافی ہے اقلیتوں کے تحفظ کے پر صرف مسلمانوں کو تحفظ دیا گیا ہندو [illegible] دیا گیا اس کے خلاف ہندو اقلیتوں کو [illegible] ان کی نمائندگی کے ایک حصہ سے بھی محروم [illegible] جا نہ نہایت شرمناک کیا گیا ہے [illegible] کر لیا شاہ [illegible] [illegible]

[illegible] ہے
[illegible] ہندو [illegible] مجلس کے [illegible]
[illegible] جمہوریت ہیں تاہم انہیں اقلیت میں تبدیل کیا گیا ہے
[illegible] ہندو
فرقہ [illegible] ہندو [illegible] اجلاس میں بڑے
[illegible] فرقہ پرستی کے دعوے موجود ہیں لیکن ایک لحاظ کے لئے یہ
[illegible] اس سے قومیت کا آگے [illegible] ہے اور وطنیت
و جمہوریت کے متوالوں کے سامنے [illegible] کا مطالبہ بھی ہے یعنی خصوصی فرقہ وارانہ
[illegible] کو ملحوظ رکھنے کے بجائے جداگانہ انتخاب
کے قیام [illegible] ہوئی ہے اور جمہوری روح کے منافی سمجھا جا رہا ہے
لیکن چند سطور میں ہندو لیڈر کی بات دہرائی جاتی ہے اور قلم حقیقت رقم تک
کی [illegible] کا اچھا نمونہ پیش کرتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ میثاق لکھنؤ کو
نظر انداز کر دیا گیا حالانکہ وہ ایک متفقہ حل تھا اور سائمن کمیشن نے بھی اسے منظور کر لیا تھا
گیا ہے اور قومیت کے لباس میں ملبوس فرقہ پرستوں سے یہ دریافت کرنے کا حق
رکھتے ہیں کہ ایک طرف تو آپ کو جداگانہ انتخاب کے قیام کا شکوہ ہے اور دوسری طرف
یہ بھی شکایت ہے کہ میثاق لکھنؤ کو نظر انداز کر دیا گیا اگر جداگانہ انتخاب بُری چیز تھی
تو اُسے ہر حالت میں بُرا ہونا چاہیے خواہ اس کی شکل میثاق لکھنؤ میں اثر پذیر ہوا ہو
کے فیصلے میں لیکن ایک کی صورت میں تعریف اور دوسرے کی صورت میں تنقیص یہ
ان ہندو فرقہ پرستوں ہی کو زیب دیتی ہے اور کیا اس سے ہم یہ سمجھنے میں حق
بجانب ہوں گے کہ مخالفت جداگانہ انتخاب سے نہیں بلکہ مسلم اکثریت سے ہے میثاق
لکھنؤ اس لئے اچھا تھا کہ اس میں جداگانہ انتخاب کا نظام موجود تھا مگر اس کی رو سے
ہندوؤں کو ہر صوبہ میں اکثریت حاصل تھی حکومت کا فیصلہ اس لئے بُرا ہے کہ اس
میں جداگانہ انتخاب کے ساتھ پنجاب میں مسلمانوں کی عملی اکثریت کے قیام کا امکان
بھی پیدا ہو گیا ہے۔

مسلمان کہتے ہیں کہ سکھ اور ہندو حقیقت میں ایک ہی قوم کے دو بازو ہیں تو یہ
ہندو فرقہ پرست بھی چڑ جاتے ہیں اور کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں لیکن مہاسبھا کے
اجلاس میں سکھوں کے نقصان کا رونا آخر کیا معنی رکھتا ہے کیا ہندو مہاسبھا سکھوں
کی بھی نمائندہ جماعت ہے اگر نہیں ہے تو وہ ہندوؤں کے نقصانات کی شکایات
کرنے کے ساتھ سکھوں کی شکایات کی بھی ترجمانی کیوں کر رہی ہے اگر ساتھ ہی وہ
مسلمانوں کے نقصانات کا بھی ذکر کر دیتی تو ہم بھی سمجھتے کہ چونکہ اس کے جگر میں
وہ سب جہان کا "درد" ہے اس لئے اس نے سکھوں کے درد کی کسک بھی اپنے
قلب میں محسوس کی [illegible] فیصلہ صرف اس امر کا ہے کہ ہندو فرقہ اپنے فرقہ پرستوں
کی کارروائیوں پر محتسب نہیں رکھتے جو انہیں رکھنا چاہیئے ضرورت اس کی ہے
کہ ہندو فرقہ پرستوں کی کارروائیوں پر بھی پورا احتساب قائم رکھا جائے تاکہ آزادی
کے [illegible] نقصان نہ پہنچ سکے۔

جمہوریت کے لوازم و مقتضیات

جمہوریت کے معنے یہ ہیں کہ جمہوریت کو بحیثیت جمہور
[illegible] ملک کے مفاد میں [illegible] پیدا ہو تو اس کے لئے ایک [illegible]
[illegible] اکثریت [illegible] اس کے [illegible]

ثابت ہو اکثریت ہر حال میں اکثریت رہے اور اقلیت اقلیت، یہاں اسلامی
ممالک اس وقت جمہوریت کا بہترین نمونہ ہیں وہاں لاکھوں کروڑ بستی ہیں اور
بستی ہیں اور عرب میں ہندو بھی ہیں مگر وہاں ہر باشندے کو وہی حق حاصل ہے اور وہ
محض آزادی کے ساتھ ملک کی سیاسیات میں حصہ لے سکتے ہیں لیکن ہندوستان
کے ہندو فرقہ پرستوں کے نزدیک جمہوریت کا مفہوم ہی بدل کر رہ گیا ہے جہاں آل انڈیا
ہندو مہاسبھا کے آل انڈیا اجلاس میں جو تجویز منظور ہوئی ہے ملک کا محب
وطن مسخ اور کنبہ کے ساتھ پڑھے گا اس میں جمہوریت اور قومیت کی مٹی [illegible]
کہا جا رہا ہے کہ بنگال و پنجاب کے ہندو چونکہ دولت و تعلیم میں زیادہ ہیں ان کا معیار
تمدن و معاشرت بلند ہے اور وہ ٹیکس زیادہ ادا کرتے ہیں اس لئے اکثریت کو
حکومت کے حقدار وہی ہیں آپ یہ سنکر اور زیادہ متعجب ہوں گے کہ سکھوں کا بھی
مطالبہ یہ ہے اور بنگال کی ہندو کانفرنس کے کہن سال جہاندیدہ اور فاضل صدر
سری یت رامانند چٹرجی ایڈیٹر ہندوستان ریویو نے بھی اپنے خطبہ صدارت
میں یہی کہا ہے۔

ان رشحات و ارشادات کی روشنی میں مسلمان ہی نہیں دنیا کا کونسا احمق ہو
جو یہ کہہ سکے کہ ہندو مہاسبھا برادران وطن کی ایک قوم پرست اور جمہوریت پسند
جماعت ہے بھلا اگر اس کا دعویٰ یہی ہے جمہوری اصول کو اختیار کرنا اور اس کے ساتھ
ہی یہ کہنا کہ فلاں قوم کو محض اس لئے اقتدار عطا کر دیا جائے کہ وہ دولت و تعلیم
میں بڑھی ہوئی ہے ایک انتہائی لغویت نہیں تو اور کیا ہے جیسے ہندو محب وطن
احباب کو اپنی مصروفیتوں کی بنا پر ان کی کارفرمائیوں کو دیکھنے کا کم ہی موقع
نہ ملے پھر بھی ان کا تغافل ضرور باعث شکر یہ رہے گا وہ ضرور فرقہ پرستوں کی
حرکتوں کو قابل احتساب نہیں سمجھتے انہیں حقیر سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں لیکن
اس سے سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ ان کی ہمتیں برابر بڑھتی چلی جاتی ہیں اور
اس سے ہندو خیالات بھی بگڑتے ہیں اور دیگر اقوام کے فرقہ پرستوں کو بھی
تحریک ہوتی ہے اگر کانگریس کی طرف سے ایسے خود ساختہ افراد کی ان لغویتوں
کے خلاف آواز بلند کی جاتی رہی تو گو اس وقت فتنہ کے جراثیم نمایاں نہ ہوں
لیکن آگے چل کر یہی خطرناک صورت اختیار کر جائیں گے کوئی مسلم قوم پرست تو کیا
کانگریس کا کوئی ہندو محب وطن بھی یہ نہیں کہتا کہ پنجاب و بنگال کی اکثریتوں
کو محض ان کی کمی دولت و تعلیم کی بنا پر اکثریت سے محروم کر دینا چاہیے نہرو
رپورٹ اس کی حامی تھی جب مسلمان یہ دیکھتے ہیں کہ ہندو فرقہ پرست بلا روک
ٹوک شرارت پھیلا رہے ہیں تو ان کے خیالات بھی خراب ہوتے ہیں یہیں تک
اپنے مقصد میں جو ناکامی ہوئی اور اب تک کوئی بین الاقوامی مفاہمت مرتب
نہ ہو سکی اس کی خاص وجہ یہی ہے کہ فرقہ پرست شد و مد کے ساتھ اپنی اپنی قوموں
کو بھڑکا رہے ہیں قوم پرستوں کو اپنے پروگرام میں یہ چیز بھی شامل کر لینی چاہیے کہ وہ
تمام فرقہ پرست انجمنوں اور افراد کے خلاف ایک جہاد شروع کر دیں اور وہ حالت
پیدا کر دیں کہ جمہور کے کانوں میں کوئی فرقہ پرستانہ آواز پڑنے نہ پائے جب تک
یہ نہ کیا جائے گا اس وقت تک ہماری مشکلات میں برابر اضافہ ہی ہوتا جائے گا۔

جمعیۃ اقوام کی اسکیم

جمعیۃ اقوام کی اسکیم پر زور دینے اور
بار بار اس کا نام زبان پر لانے کا مدعا
بجز اس کے سوا کچھ نہیں کہ مسلمانوں کو کہیں اکثریت کے حقوق نہ مل سکیں اور ان کا

[illegible] اقلیت کی حیثیت [illegible]

ہر حال میں پیش [illegible] اکثریت [illegible] ہندو مسلمانوں میں سے کوئی ایک [illegible] کی اکثریت یا اقلیت [illegible] حاصل ہے وہاں چلے صوبوں میں وہ اقلیت [illegible] یہی حالت مسلمانوں کی ہے۔ اگر مدراس و آسام و صوبہ [illegible] میں ان کی اقلیت ہے تو پنجاب و بنگال اور سندھ و سرحد میں وہ اکثریت کا یہی حال [illegible] الاقوام سے [illegible] کیا ہے وہ ان قوموں کے لئے کیا ہے جو ہر جگہ اقلیت میں ہیں اور جنھیں کہیں بھی اکثریت کے نقدان کے متعلق کبھی کوئی شکایت نہ تھی انھیں شکوہ تھا تو یہ تھا کہ ان کے حقوق کا تحفظ اچھی طور پر نہیں کیا گیا حکومت میں ان کی کوئی آواز نہیں اور نہ انھیں پوری و مناسب نیابت حاصل ہے۔ ان کی تعلیم تہذیب اور اصلاح معاشرت کی طرف بھی پوری توجہ نہیں کی جاتی جب یہ شکایات بہت زیادہ تلخ صورت اختیار کر گئیں تو جمعیۃ الاقوام کو ان پر غور کرنا پڑا اور اس نے ان کے لئے ایک جداگانہ اسکیم بنا کر اسے آئینی صورت عطا کر دی اور اس کی رو سے ان کی نیابت کے تناسب اور ان کی کلچر، ان کی تہذیب، ان کے تمدن، ان کی تعلیم، ان کے مذہب اور ان کی روایات کے تحفظ کا انھیں پورا یقین دلا دیا گیا۔ ہندوستان میں عیسائیوں، اچھوتوں، بدھوں، پارسیوں اور یورپینوں کے لئے تو اس اسکیم کی سفارش کی جا سکتی ہے مگر ہندو مسلمانوں کی مفاہمت کے سلسلہ میں اس کا نام لینا ایک انتہا درجہ کی شر انگیزی کے سوا اور کوئی چیز نہیں اس سے تو صورت حالات میں اصلاح کے بجائے اور خرابی پیدا ہو جائے گی۔ سب سے زیادہ حیرت اس امر کی ہے کہ گول میز کانفرنس کے اجلاس میں بھی اس اسکیم کا نام بار بار زبانوں پر آیا اور محض اسی لئے آیا اور محض اس لئے آیا کہ وہاں ہندو فرقہ پرست بڑی اچھی اور خاصی تعداد میں موجود تھے اب تک ہندو فرقہ پرست جرائد برابر اس امر کے شاکی ہیں اور جیسا کہ آل انڈیا اجلاس میں ایک سے زیادہ بار کہا گیا ہے کہ کانفرنس کی ناکامی کا سب سے بڑا سبب مسلم فرقہ پرستوں کا رویہ تھا حکومت نے مولانا شوکت علی، ڈاکٹر شفاعت خاں اور ڈاکٹر علامہ اقبال جیسے فرقہ پرستوں کو نامزد کر کے کانفرنس کو ناکام بنانے میں خود اقدام کیا لیکن واضح رہے کہ وہاں ڈاکٹر مونجے، راجہ نریندر ناتھ اور سردار اجل سنگھ بھی موجود تھے ہمارا یقین ہے کہ ہندو قوم پرست فرقہ پرستی کی ترغیب یا محض خود فراموشی کی بنا پر نہیں کرتے کہ وہ اپنے فرقہ پرستوں کی لغو حرکتوں سے چشم پوشی کرتے ہیں بلکہ ان کا شعار ہی یہ ہے کہ وہ افراد سے بہت کم تعلق رکھتے ہیں دوسرے ان میں یہ مرض موجود ہے کہ محض اختلاف رائے کی وجہ سے قوم میں تفریق و انقسام کے جراثیم کو پرورش ہونے کا موقعہ نہ دیا جائے جہاں مسلمان ہاتھ بات پر اور معمولی معمولی اختلافات پر داخلیات کی جنگ میں پھنس جاتے ہیں وہاں برادران وطن حتیٰ الامکان ان چیزوں سے علیحدہ رہتے ہیں یہ ان کی ذہنیت کا قصور نہیں بلکہ عادت و فطرت کا تقاضا ہے لیکن ساتھ ہی ہم ضرور کہیں گے کہ اس سے تو بہت [illegible] کے مقصد رفیع کو بہت کچھ نقصان پہنچا اور پہنچتا چلا جا رہا ہے وقت آگیا ہے کہ اب ہندو فرقہ پرستوں کی بھی پوری طرح خبر لی جائے اور آزادی وطن کے مباحث میں انھیں حصہ لینے کا موقعہ ہرگز نہ دیا جائے۔

ہندو مسلم افتراق کے حقیقی اسباب و علل

[illegible]

[illegible] کے [illegible]

[illegible]

میں [illegible] حقیقت [illegible]

[illegible] میں مسلم [illegible] ہندو کو قدرے نقصان پہنچا [illegible] کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی یہاں کی حکومت خاموشی کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہندوستان سے جس قدر بھی حاصل کر سکتی تھی کرتی رہی اور اسے برابر انگلستان بھیجتی رہی ساتھ اس کے [illegible] کے ساتھ جاری رہی کہ ہندوستان جیسے وسیع و عریض ملک [illegible] کے [illegible] منڈی بن جائے جو لوٹ گیا وہ لٹ گیا مگر حصول دولت کے سلسلہ کو [illegible] کے لئے لازمی ہے کہ ہندوستان ہمیشہ کے لئے انگلستان کا محتاج رہے اس مقصد کے لئے اس نے ہندوستان کی مختلف صنعتوں پر بالعموم اور پارچہ بافی کی صنعت پر بالخصوص ہاتھ صاف کرنا اور اسے بری طرح مٹانا شروع کیا اس سلسلہ میں کل صناعوں کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جس کی نظیر شاید کسی اور ملک میں مل سکے نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے عرصہ تک ہندوستان کی تمام بڑی صنعتیں قریب قریب تباہ ہو کر لاکھوں صناع بیکار ہو گئے اور ایک کاشتکاری اور چند پیشے کے سوا ان کے پاس اور کوئی ذریعہ معاش باقی نہیں رہا۔

اپنے ستارۂ اقبال کی بلندی کے زمانہ میں مسلمانوں کو کسی کی بھی دولت اور گھر کی لونڈی تھی وہ بڑی بڑی جاگیروں کے مالک تھے ان کے [illegible] بڑے اور اہم ذرائع معاش زمینداریاں تھیں سپہ گری اور صنعت بھی تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی حکومت کے مٹتے ہی معاش کے دو ذریعے سپہ گری اور صنعت ان کے ہاتھ سے نکل گئے مگر نا امید ہونے پر بھی ابھی رہتا ہے اب بھی ان کے ہاتھ میں ملک بھر کی زمینداریاں اور اراضیاں تھیں جن سے وہ خود بھی عیش کرتے تھے اور ہزاروں دیگر مسلمان کارندگی کے پیشے سے ان کی بدولت آرام و فراغت سے زندگی بسر کرتے تھے ہندوؤں کے ہاتھ سے کل تجارت کل تو فیر [illegible] عام ان کی ایجنسیاں ہاتھ میں آگئیں اور بیرونی آقاؤں کی ملازمتوں نے انھیں کوئی تکلیف نہ پہنچنے دی مگر مسلمان حکومت کے نشہ میں اب تک مخمور و مست تھے تجارت آتی نہ تھی اور انگریزوں کی ملازمت کی طرف انہوں نے توجہ نہ کی فلسفہ [illegible] مسلمان انگریزوں کی نگاہوں میں مبغوض ہو گئے انہوں نے [illegible] کا خرچ بھی [illegible] تک امارت ہی موجود تھا آمدنی بیکار [illegible] کے لئے اپنی ناعاقبت اندیشی کی بنا پر انہوں نے جو موقع ملا جہاں سے قرض لیا اور کچھ عرصہ میں بڑے بڑے علاقہ [illegible] گئے ہی خوشحال ہوں پھر [illegible] اور کاشتکار [illegible] کی تباہی انقلاب انگیز ثابت ہوئی ان کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حقوق کی جنگ [illegible]

[illegible] حقوق طلبی سے حقوق کی جنگ کہنے
[illegible] فرقہ پرستی کے نام سے معنون کرتے ہیں ایک عرصہ
تک [illegible] حقوق طلب فرقے کی شکایت کا اس کا جذبہ حرص پر
محمول کرتا رہا [illegible] اس کے حقوق کو مسترد کرتا رہا کہ ملازمتوں میں
صرف قابلیت کو معیار سمجھنا چاہیئے اس موقف کی حمایت میں اس شدت کے ساتھ
[illegible] گیا کہ بڑے بڑے کام [illegible] کہنے لگے حالانکہ یہ چیز حقوق
طلب فرقہ کی ذہنی قابلیتوں کی ایک صریح توہین تھی لیکن پروپیگنڈ
کی [illegible] تھا اب دونوں طرف سے پروپیگنڈے کے
[illegible] کئے جانے لگے اور دونوں قوموں کے درمیان ایک المناک افتراق
کی [illegible] ہو گئیں بعد کو دوسری چیزیں بھی افتراق ہندو مسلم کی وجہ
بنتی گئیں [illegible] کے معاملے نے بھی نازک صورت اختیار کی مگر حقیقت میں
یہ چیز [illegible] وہی ملازمتوں اور دستوروں کا جھگڑا تھا۔

چونکہ اس کی بنیادیں معاشی اقتصادیات کی چٹان پر اٹھائی گئی تھیں اس لئے گھٹنے کے بجائے روز بروز اس میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا چونکہ حقوق طلبی میں ذاتی مفاد [illegible] نظر آتا تھا اس لئے اس کی تحقیر بھی کی گئی اور طعن و تشنیع کے تیر بھی برسائے گئے حقوق طلب کرنے والوں کو برا اور خود غرض تو سب نے کہا لیکن اس جنگ کے فلسفہ پر غور کسی نے نہ کیا دونوں طرف افراط و تفریط سے کام لیا جانے لگا اور حقوق و مفاد کی جنگ کو سب نے ہندو اور مسلمان کی جنگ سمجھ لیا کچھ لوگ ہندو تعصب کے شاکی تھے اور کچھ مسلم تعصب کے کچھ مسلمانوں کو برا کہتے تھے اور کچھ ہندوؤں کو پھر لطف یہ ہے کہ اس جنگ کو ساری دنیا [illegible] سمجھا گیا اور سب اسے فرقہ وار جنگ کہنے اور بدنام کرنے لگے حالانکہ یہ جنگ بہت معمولی ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کی جنگ کو کوئی [illegible] نہیں جس طرح دنیا میں قومیں آبادیاں اور نسلیں اپنے اپنے حقوق کے لئے [illegible] ہیں اسی طرح ہندو مسلمان بھی لڑ رہے ہیں کہیں [illegible] صورت اختیار کر گیا ہے اور کہیں معمولی صورت میں باقی ہے کہیں [illegible] جنگ کہیں مذہبی آویزش کہیں یہ ملک گیری کی صورت میں [illegible] سرمایہ پرستوں کی کشمکش کی صورت میں۔ لڑائی کہاں نہیں [illegible] میں نہیں جرمنی میں نہیں روس میں نہیں ہندوستان [illegible] جرمنی کی نازی [illegible] اقتدار یہودیوں میں جنگ [illegible] انگلستان اور امریکہ میں سرمایہ [illegible] اپنے مفاد کے لئے ہیں [illegible]

کی [illegible] اور خوفناک [illegible] ہو سکتا ہے:
کہنا صداقت پر خاک ڈالنا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کا اعلان

مولانا ابو الکلام آزاد - نے اعلان کیا ہے کہ گانگریس کا تھی کے برت اور عزم نے ہندوؤں اور اچھوتوں کے جھگڑے کا تو خاتمہ کر دیا اب ایک گول میز کانفرنس منعقد کر کے ہندو مسلمانوں اور سکھوں کے قضیہ کا بھی خاتمہ کیا جانا چاہیئے مولانا ئے محترم کی شخصیت مسلمانوں میں بلند پایہ اور حیثیت رکھتی ہے جو گاندھی جی کو ہندوؤں میں حاصل ہے اس لئے توقع غلط نہیں ہے کہ مسلمانوں میں بھی اس تجویز کو لبیک کہا جائے گا اور جہاں تک ہمارا خیال ہے چند گنے چنے موقعہ اور خود پسند رہنماؤں کے سوا فرقہ پرستوں میں بھی اس تجویز کو ضرور لبیک کہا جائے گا تمام مسلمانوں میں مفاہمت و مصالحت کی تڑپ موجود ہے اور ہمارے برادران وطن بھی آئے دن کی باہم آویزش سے تنگ آ گئے ہیں اور فضا مصالحت کے لئے ہر لحاظ سے سازگار نظر آتی ہے ہمیں پوری امید ہے کہ ہمارے زعما اس موقع سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ درمیان میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں ہے جسے سنگ گراں یا دشوار طلب کہا جا سکے صرف دل بدلنے کی ضرورت ہے اگر ہندو مسلمان اور سکھ خلوص اور ایثار کے جذبہ کے ساتھ مباحث میں حصہ لیں تو چند گھنٹوں میں سارے مراحل طے ہو سکتے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ اس وقت فرقہ پرستوں کی غرضمندانہ مساعی کا پوری شدت کے ساتھ مقابلہ کیا جائے اختلاف رائے تو گوارا کیا جا سکتا ہے اور جن کی رائیں اخلاص پر مبنی ہیں انھیں سنا جا سکتا ہے اور ان پر غور بھی کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ ان کی اصلاح کی توقع ہے لیکن جہاں مطلب و غرض کا بوٹ موجود ہو وہاں کسی دلیل سے کام نہیں لیا جا سکتا کانفرنس میں فرقہ پرست زعماء کو ضرور اظہار کا موقع دیا جائے مگر وہی ہوں جن کا اخلاص مسلم ہو دیگر نہ ایسے اصحاب کو شریک کریں جو خاص مقصد اور غرض لیکر میدان میں کودے ہیں سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دینا ہے

مصالحانہ گفت و شنید کا آغاز

ہم ابھی ابھی مولانا آزاد کے خیالات و تجاویز پر اجمالی تبصرہ کر چکے ہیں اب ہمیں یہ تازہ اطلاع موصول ہوئی کہ مولانا ئے محترم کی تجویز بارآور ہوئی اور ہماری توقع کے مطابق ہندو مسلم زعماء میں مصالحت کی گفت و شنید کا آغاز ہو گیا اس سے بھی زیادہ مسرت انگیز امر یہ ہے کہ صدر خلافت شیخ عبد المجید نے ایک عظیم الشان جلسے میں مہاتما جی کی کوششوں کا خیر مقدم کیا اور یہ اعلان کر دیا کہ ہم با عزت مفاہمت کے لئے ہر وقت تیار ہیں یہ مبارک قدم بمبئی میں اٹھایا گیا ہے ہندوؤں کی طرف سے پنڈت مالویہ اور مسٹر جناح اس کار خیر میں مصروف کار ہیں انھوں نے مولانا شوکت علی اور شیخ عبد المجید سے کئی گھنٹہ مصالحت کے متعلق گفتگو کی مولانا ابو الکلام آزاد اور ڈاکٹر محمود نے بھی ان سے ملاقاتیں کیں اور اس کے بعد یہ پنڈت مدن موہن مالویہ سے بھی ملے سب سے خوشگوار پہلو یہ ہے کہ تادم تحریر ایسی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی جس سے یہ معلوم ہو کہ مصالحت میں کوئی دشواری حائل ہے یا کسی طرف سے کسی ضد کا اظہار کیا جا رہا ہے ہر قلب میں مفاہمت کی مخلصانہ

عنوان بنے گی۔

مفاہمت کی بہترین صورت

ہمارے نزدیک مفاہمت کی بہترین صورت تو یہی ہے کہ آبادی کو معیار نیابت قرار دیا جائے البتہ ہر صوبہ کی اقلیت یا اقلیتوں کو بشرطیکہ ان کی انفرادی یا اجتماعی تعداد بیس فیصدی سے زیادہ نہ ہو ویٹج بھی دیا جائے بنگال و پنجاب میں اقلیتیں بہت قوی و منظم ہیں اس لئے انہیں کسی ویٹج کی ضرورت نہیں سندھ و سرحد و بلوچستان میں ہندو اور سکھوں کو مدراس بمبئی صوبہ متحدہ، صوبہ متوسط اور بہار وغیرہ میں مسلم اقلیتوں کو ویٹج اس تناسب سے دیا جائے جس تناسب سے ہندوؤں کو مذکورہ بالا تین صوبوں میں ملا جوا نتخاب مخلوط رہے اور پنجاب و بنگال میں چونکہ اکثریت کمزور ہے اور یہ کمزوری استخوان نزاع بنی ہوئی ہے مسلمان اس کے تحفظ کے لئے جداگانہ انتخاب پر مصر ہیں اور ہندو فرقہ پرست اسے مٹانے کے لئے مخلوط انتخاب چاہتے ہیں اس لئے ان دونوں صورتوں میں مسلمانوں کے لئے آبادی کی بنا پر نشستیں مخصوص کر دی جائیں اس سے دو فائدے ہوں گے ایک تو مسلمانوں کو اپنی اکثریت کی طرف سے اطمینان ہو جائے گا اور ہندو فرقہ پرستوں کی طرف سے ان کے قلوب میں جو بدگمانیاں پیدا ہو گئی ہیں وہ دور ہو جائینگی اور دوسری طرف ہندو فرقہ پرستوں کو بھی مسلم اکثریت پر حاوی ہونے کا جو صدمہ ہوگا اور مخلوط انتخاب سارے فرقہ پرستانہ قضیوں کو فنا کر دے گا۔

ہمارے نزدیک اس وقت سب سے بہتر صورت فیصلہ یہی ہے لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے کہ نزاع کے ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ سوسائٹی کوئی شکایت تشنہ تکمیل نہ رہنے دی جائے۔ ملازمتوں تعلیمی اداروں اور مقامی بورڈوں ہر جگہ کے تناسب کا فیصلہ کر لیا جائے یہ تو ہے ایک قوم پرستانہ صورت فیصلہ لیکن اس میں کچھ مشکلات ہوں تو دس برس کے لئے جداگانہ انتخاب کو اساس بنا کر صرف آبادی کی بنا پر نیابت کی دیواریں اٹھا دی جائیں یعنی جس صوبہ میں جس کی جتنی آبادی ہو وہ اتنی ہی نیابت کا حقدار قرار دیا جائے اور اگر اقلیتیں ویٹج پر اصرار کریں تو اس کا فیصلہ خود اقلیتیں ہی کر لیں اگر سرحد کے ہندو دگنی نیابت طلب کریں تو مدراس کے مسلمانوں کو بھی یہی تناسب عطا کیا جائے اور دس برس کے بعد یہ صورت خود بخود ختم ہو جائے بہرکیف اس وقت سب سے اہم سوال اتحاد کا ہے اور ہر قیمت پر بھی یہ حاصل ہو سکے حاصل کر لینا چاہئے کہ آزادی و حریت کے لئے یہی چیز اہم ہے۔

کے کارہ حقیقت رقم کئے ہیں کون ہے جو ان کی صداقت سے انکار کر سکے اس وقت صورت یہ ہے کہ یورپ کی پوری فضا باہمی غلط فہمیوں سے مسموم ہو رہی ہے جنیوا کے عالیشان جلسہ میں مقررین ہیں کہ اظہار نفرت کرتے ہیں امن و مصالحت کی تعریف میں دریا بہاتے چلے جاتے ہیں لیکن یہ سب کچھ دنیا کی ایک فریب پیدا کرنے کی ایک سعی کے سوا اور کچھ نہیں اور جب یہی لوگ اپنے ملکوں کو لوٹتے اور واپس ہوتے ہیں تو یہی جنگی تیاریوں کی تدابیر میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں یورپ کا کوئی ایک علاقہ بھی ایسا نہیں جہاں اس وقت جنگی سرگرمیاں عروج پر نہ ہوں اور اسلحہ سازی کے کارخانے رات دن اسلحہ سازی میں مصروف نظر نہ آتے ہوں ہر کارخانوں ہی پر بس نہیں کارخانوں میں اسلحہ بن رہے ہیں تو لیبوریٹریوں میں مہلک گیسوں کے مسلسل تجربے ہو رہے ہیں اور ہر ملک اپنی طاقت کا ثبوت دینے پر تلا ہوا ہے جرمنی فرانس سے بگڑ رہا ہے اور فرانس پولینڈ سے خفیہ معاہدہ کر رہا ہے روس اپنی فکر میں لگا ہوا ہے اٹلی کی نعلیاں آسمان کو سے رہی ہیں وہ وقت دور نہیں کہ جنگ ہوگی اور عظیم الشان جنگ ہوگی خدا اسے خود بنی انسان کو اس بلائے عظیم سے نجات دے۔

بقیہ خطبہ صفحہ نمبر ۳

سلام ہو رفیق رسول حضرت ابو بکر صدیق پر جنہوں نے ہزاروں غلاموں کو آزاد کر کے عالم انسانیت پر احسان فرمایا، سلام ہو اور خدا کی رحمت ہو حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ ثانی پر جنہوں نے باوجود جلیل القدر بادشاہ ہونے کے کبھی اپنے کو حیثیت سے عام مسلمانوں سے اپنے آپ کو ممتاز نہ سمجھا۔ اور مساوات کی مثال ایک واقعہ سے ہو سکتی ہے کہ داخلہ بیت المقدس پر آپ کا غلام اونٹ پر سوار تھا اور آپ مہار پکڑے پاپیادہ تھے۔ اور سلام ہو حضرت عثمان غنی پر جن کی دولت نے غریبوں کو امیروں کے برابر لا کھڑا کیا اور ہزاروں بے کس یتیموں اور بیواؤں کا پیٹ پالا۔ اور سلام ہو شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جنہوں نے بلال حبشی غلام کو ان کے اعمال و تقویٰ کی وجہ سے آقا فرمایا اور مساوات کو عملی جامہ پہنا کر دنیا سے مٹا ڈالا، اور سلام ہو سردار جوانان جنت حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام پر جنہوں نے دوبارہ تعزیر پرستی کے بت کو توڑنے کے لئے اپنی قیمتی جانیں اسی مقصد اسلامی اصول پر قربان کر دیں۔

الٰہی رحمت ہو تمام صحابہ کرام اور اولیائے عظام پر جنہوں نے دنیا سے ذات نسبی امتیاز اور جابرانہ اقتدار کو پامال کر کے صرف اللہ اکبر کا جھنڈا لہرایا۔ الٰہی ہمیں بھی اقبال بخش وقت عطا فرما کہ ہم بھی اسلام کے قریب ہوں مطابق برابر ہو کر ... ہمیں عبادالله رحمکم الله. ان الله یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

باب الاسلام

باب الجنائز

ایک مرتبہ دفن کرنیکے بعد دوسری جگہ تبدیل کرنے کے متعلق شرع شریف کا حکم

عن جابر قال لما کان یوم احد جاء ت عمتی بابی لتدفنه فی مقابرنا فنادی منادی رسول الله صلی الله علیه وسلم ردوا القتلی الی مضاجعهم رواه احمد والترمذی ابوداؤد والنسائی والدارمی ولفظه للترمذی

روایت ہے جابر سے کہ کہا جنگ احد کا لائیں پھوپھی میری باپ میرے کو تا کہ دفن کریں ان کو ہمارے خاندانی قبرستان میں پس آواز دی ایک آواز دینے والے نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس کرو تم شہیدوں کو ان کے جائے شہادت پر روایت کیا اس کو احمد نے اور ترمذی وغیرہ نے

تشریح

جب جنگ احد ہوئی اور بعض مسلمان شہید ہوئے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد بزرگ شہید ہو گئے تو ان کی ہمشیرہ نے چاہا کہ ان کی نعش کو جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کریں تو اس وقت حضور کی طرف سے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ یہ شہداء اپنے موقع شہادت پر دفن کیا جائے گا اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص جہاں شہید ہو اس کو وہیں دفن کرنا چاہئے دوسری جگہ نہیں بدلنا چاہیئے اگرچہ اس حدیث کا مورد خاص ہے اور شہداء احد ہی کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا ہے لیکن ظاہر یہ ہوا کہ بلا عذر نقل میت جائز نہیں ہے۔ طیبی نے لکھا ہے کہ نقل میت کی بلا ضرورت اچھی نہیں اور اگر قبرستان شہر سے میل دو میل کے فاصلہ پر ہو تو وہاں لیجا کر دفن کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لئے کہ شہر سے قبرستان اتنی دور ہوا کرتے ہیں مستحب یہ ہے کہ جس شہر میں انتقال کیا ہو اس ہی شہر میں دفن کیا جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکر ایک منزل فاصلہ پر تھے کہ ان کا انتقال ہوا اور ان کی میت مدینہ لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور فرمایا کہ اگر میں تیری موت کے وقت حاضر ہوتی تو نہ نقل کرتی میں اور دفن کرتی اسی جگہ کہ جہاں مرا تھا اور بعد دفن کرنے اور خاک ڈالنے کے درست نہیں کھودنا قبر کا تھوڑے دنوں بعد اور نہ بہت مدت کے بعد ہاں اگر کوئی خاص عذر ہو جیسے جس زمین میں دفن کیا گیا تھا وہ غصب نکلی یا کوئی مال یا کپڑا کسی کا رہ گیا ہو تو اس کے نکالنے کی غرض سے اگر قبر کھود لی جائے تو درست ہے صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب علاوہ ہدایہ کے لکھا ہے کہ نقل میت کا کرنا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف مکروہ ہے۔ ان تمام مذکورہ بالا تشریحات سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہوتی ہے کہ بلا کسی خاص عذر کے میت کو کسی دوسری جگہ منتقل کرنا اور قبر کھودنا درست نہیں ہے۔

مٹی کیونکر دی جائے

جب میت کو قبر میں اتار دیا جائے اور بیٹھا کر رکھ دیا جائے اور لکڑی یا مٹی اس پر ڈال دی جائے تو اور لوگوں کو جو کہ میت کے ساتھ قبرستان تک گئے ہیں مٹی دیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ تین لپیں بھر کر ڈالے اور سرہانے کی طرف سے ڈالے اور یہ پڑھتا رہے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى اور احمد نے روایت کی ہے اگرچہ سند اس کی ضعیف ہے کہ حضور فرماتے تھے کہ پہلے لپ مٹی کی لیکر یہ پڑھے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ اور دوسری لپ کے اوپر یہ پڑھے وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ اور تیسری لپ پر وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى قبر پر بعد پٹاؤ کے مٹی ڈالنی سنت ہے اور پانی کا چھڑکنا بھی سنت ہے اور صاحب میں ہے کہ ایک شخص کو بعد مرنے کے کسی نے خواب میں دیکھا اس سے دریافت کیا کہ کیا گذری تھی پھر اس نے کہا کہ جب میرے نامۂ اعمال کو تولا گیا تو نیکیاں میری کم ہوئیں بعد میں ایک تھیلی نیکی کے پلہ میں رکھی گئی جس سے نیکیوں کا پلہ جھک گیا جب اس تھیلی کو دیکھا تو اس میں مٹی بھری ہوئی تھی معلوم ہوا کہ تو نے فلاں مردہ کو مٹی دی تھی یہ اس کا ثمرہ ہے

وعن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجصص القبور وان يكتب عليها وان توطأ رواه الترمذی

روایت ہے جابر سے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پکی نہ کی جائیں قبریں اور نہ ان پر لکھا جائے اور نہ قبروں کو روندا جائے یعنی قبروں کو توڑنا پامال کرنا سب ممنوع ہے۔

وعنه قال رش قبر النبی صلی الله علیه وسلم وکان الذی رش الماء علی قبره بلال بن رباح بقربة بدا من قبل راسه حتی انتهی الی رجلیه رواه البیهقی فی دلائل النبوة

روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ پانی چھڑکا گیا قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور پانی ڈالنے والا بلال ابن رباح تھا چھڑکنا شروع کیا انہوں نے سر مبارک کی طرف سے اور ختم کیا پائے مبارک کی طرف

تشریح

آجکل لوگ پانی چھڑکتے ہیں اس بات کا مطلق خیال نہیں کرتے جہاں سے چاہا شروع کر دیا اور جہاں چاہا ختم کر دیا اس طرح نہیں کرنا چاہیئے بلکہ مسنون طریقہ یہ ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا اسی کے مطابق پانی چھڑکنا چاہیئے۔

اپنے عزیز کی قبر پر نشانی کرنی یا پتھر رکھنا جائز ہے

وعن المطلب بن ابی وداعة

روایت ہے مطلب بن ابی وداعہ سے

قال لما عثمان بن مظعون اخرج بجنازته فدفن امر النبي صلی اللہ علیہ وسلم رجلا ان یاتیہ بحجر فلم یستطع حملہا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحسر عن ذراعیہ قال المطلب قال الذی یخبرنی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانی انظر الی بیاض ذراعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین حسر عنہما ثم حملہا فوضعہا عند راسہ قال اعلم بہا قبر اخی وادفن الیہ من مات من اہلی رواہ ابوداؤد

کہ کہا کہ جب عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا اور ان کا جنازہ لایا گیا اور دفن کئے گئے اور حکم کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لا دے حضرت کے پاس پتھر یعنی بڑا پتھر تاکہ نشان کے واسطے رکھا جا دے پس جس کو حکم دیا گیا تھا وہ شخص اس پتھر کو اٹھا نہ سکا حضور خود کھڑے ہوئے اس کے اٹھانے کے واسطے اور حضور نے اپنی آستین چڑھائی دونوں ہاتھوں کی حتی کہ راوی کہتا ہے کہ مجھے حضور کی دونوں بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی جبکہ آپ اس پتھر کو اٹھا کر لائے اور لا کر عثمان کی قبر کے سرہانے رکھا اور اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ میں نے نشانی کر دی اپنے بھائی کی قبر پر اور میں دفن کروں گا اپنے عزیزوں کو اس کے پاس

تشریح

عثمان بن مظعون حضور کے رضاعی بھائی تھے اور تیرہ آدمیوں کے بعد مسلمان ہوئے تھے حضور کو ان سے بڑی محبت تھی اور مدینہ مہاجرین میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم جو کہ حضور کے جگر گوشہ تھے دفن کئے گئے اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ قبر پر نشانی رکھنی جائز ہے لیکن بعض لوگ جو اس سے لوح کو ثابت کرتے ہیں ان کا استدلال درست نہیں کیونکہ لوح اگرچہ پتھر کی ہوتی ہے لیکن اس پر تاریخ اور نام یا آیت لکھی جاتی ہے جس کا ثبوت حدیث میں نہیں اور وہ اپنی نوعیت میں بالکل جداگانہ ہے۔

قبر کی اونچائی کتنی ہونی چاہیئے

وعن القاسم بن محمد قال دخلت علی عائشة فقلت یا اماہ اکشفی لی عن قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ فکشفت لی عن ثلثة قبور لا مشرفة ولا لاطئة مبطوحة ببطحاء العرصة الحمراء رواہ ابوداؤد

سنا گیا ہے قاسم بن محمد سے کہ گیا میں حضرت عائشہ کے پاس اور میں نے عرض کیا کہ اے اماں میری زیارت کراؤ مجھ کو مزار مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پس پردہ اٹھایا انہوں نے اور دیکھا میں نے مزار مبارک حضور پرنور کا اور آپ کے دونوں صاحبین یعنی حضرت عمر اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کا جو ایک بالشت سے زیادہ اونچے نہیں تھے۔

تعزیت

تعزیت کے معنے اظہار رنج اور شرکت غم کے ہیں اگر کسی کا عزیز مر جائے تو اس کے دوستوں اور رشتہ داروں کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ اس کے گھر جا کر اظہار افسوس کریں اور اگر رشتہ دار اپنے گھر سے کھانا وغیرہ بھی پکا کر بھیج دیں تو کوئی حرج نہیں لیکن رونا اور بیان کرنا اور سینہ کوبی کرنا [illegible] نہیں اللہ سے یہ کہ تعزیت کرنی مصیبت زدہ کو ایک دفعہ [illegible] تعزیت مرنے سے تین دن تک ہے مستحب ہے کہ عام تعزیت کریں میت کے چھوٹوں کو اور بڑوں کو مردوں کو اور عورتوں کو اگر میت کی عزیزہ جوان ہو تو اس کی تعزیت کرنے والے کے لئے بہتر یہ ہے کہ یوں کہے تعزیت کرنے والا کہ بخشے اللہ تعالیٰ تیری میت کو اور اس کو معاف فرمائے اور اس کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور تم کو اللہ صبر جمیل عطا کرے اور بہتر الفاظ تعزیت وہ ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمائے جیسا وہ یہ ہیں۔

ان اللہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شی عندہ باجل مسمی

یعنی اللہ ہی کی ملک ہے جو چیز کہ لی اس نے اور جو چیز کہ دی اسی کی ملک ہے اور ہر چیز کے لئے اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے۔

اگر کافر مر جائے اور قرابتی اس کا مسلمان ہو تو تعزیت کے لئے یوں کہے اچھی دے اللہ تعالیٰ تسلی تیری اور بخشے میت تیری کو اور یوں نہ کہے کہ اللہ بہت دے ثواب تجھ کو اگر میت اور اس کے قرابتدار دونوں کافر ہوں تو کہے کہ بدلہ دے تجھ کو اللہ اور نہ کم کرے تیرے شہر کے لوگوں کو۔

علاوہ اس کے فرش بچھانا ان کے اوپر بیٹھنا اور ماتم کرنا بنانا سیاہ کپڑے پہننا اور دستہ تہبند مارنا کپڑے پھاڑنا پیشانی کے بال نوچنا اور اسی طرح کی اور بہت سی جو حرکتیں کی جاتی ہیں جو اسلام اور شریعت کے بالکل خلاف ہے اور عزیز و اقارب کے مرنے کے بعد تین دن تک گھر بیٹھنا جائز ہے اور کالا کرنا یا اور اسی قسم کی حرکات کرنا جائز نہیں گریبان چاک کرنا عورتوں کا نوحہ کرنا جس جگہ انتقال کیا ہو اسی جگہ چراغ جلانا اور چالیس دن اس ہی جگہ [illegible] جزع فزع کرنا جائز نہیں۔ آنسوؤں سے رونا جائز ہے میت کے قرابتداروں کے گھر کھانا پکا کر بھیجنا جس کو اس زمانہ میں حاضری کہتے ہیں جائز ہے لیکن لڑکی کی یا لڑکے کے سسرال والوں کے ساتھ اس کو مخصوص سمجھنا بدعت ہے اور بعض شہر میں تو ان غریبوں پر جبر تک کیا جاتا ہے اور وہ لوگ لاتے ہیں یہ درست نہیں علاوہ ازیں کسی خاص غذا جس طرح شہر والوں میں کباب روٹی اور اہل قریہ میں کھچڑی کا رواج ہے کسی خاص غذا کو مخصوص کرنا بھی درست نہیں بلکہ کھلانے والے کو جو میسر آئے وہ پکا کر لا سکتا ہے۔

معارف القرآن

بسلسلہ گذشتہ

يَآ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَ
أَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ
وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ
وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝

(ترجمہ) اے لوگو! یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کو مضبوط پکڑا سو ایسوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کرینگے اور اپنے فضل میں اور اپنے تک ان کو سیدھا رستہ بتلا دیں گے۔

تفسیر: جب خدا تعالیٰ تمام منافقوں کا تذکرہ اور یہود و نصاریٰ کے شبہات کا جواب دے چکا تو اب تمام ہی لوگوں کو اعلان عام کر کے آنحضرت کی نبوت پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے لوگو تمہارے پاس خدا کی برہان آچکی یعنی خدا تعالیٰ نے حضور اکرم کو تمہارے پاس بھیجا، اور فقط یہی نہیں کہ نبی کو ہی بھیجا بلکہ تمہارے لئے ایک صاف اور کھلا ہوا نور یعنی قرآن مجید بھی نازل کر دیا اب جو شخص خدا پر ایمان لائے گا اور قرآن کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے گا یعنی اس کے احکام کا پابند ہوگا خدا تعالیٰ اس کو اپنی رحمت و فضل یعنی جنت میں داخل کرے گا اور صرف جنت میں ہی داخل نہیں کرے گا بلکہ اپنی طرف آنے کا سیدھا راستہ بھی اس کو بتا دیگا تاکہ وہ خدا کے دیدار سے فیضیاب ہو جائے برہان سے مراد حضور کی ذات مبارک ہے اور نور مبین سے مراد قرآن مجید کیونکہ آنحضرت کا وجود مبارک آپ کا بیان اور معجزات اور آپ کا طریق زندگی اور آداب معاشرت خدا تعالیٰ کی طرف سے تمام عالم کے لئے حجت قاطعہ ہیں حضور اکرم مجسم حق تھے آپ نے نہ تنہا اپنے عظ و نصائح سے دنیا کو ہلاکت سے بچایا بلکہ اپنی لوگ ایک حرکات و سکنات اور رفتار و گفتار کو ہدایت نیک روی اور خدا پرستی کا سچا نمونہ بنا کر لوگوں کو دکھا دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ میرا وجود آیت رحمت ہے اور میں مجسم حق ہوں قرآن مجید کا نور مبین ہونا بھی ظاہر ہے دنیا کے منصف اور روشن دماغ رکھنے والوں نے اس کو تسلیم کر لیا ہے دنیا کی تمام الہامی کتابوں میں صرف اسی میں روشنی ہے اس کے مضامین توحید عبادت عالم آخرت کی رغبت تنزیہ تقدیس اور طریق ہدایت کو دیکھنے والے قائل ہیں کہ اس سے زیادہ روشن اور کھلی ہوئی ہدایت کرنے والی کوئی کتاب نہیں ہوئی دیکھئے کیسے قوانین معاشرت ضوابط اقتصاد اور قواعد سیاست و انتظام ہیں کہ اندر مندرج ہیں کہ اس سے بہتر کوئی تحریرات اور کوئی اصول تمدن کے متعلق کتاب نہیں لکھی گئی۔

مقصود بیان: حضور اکرم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی تعلیم تمام ملکی قومی شخصی اور دینی معاملات میں قرآنی احکام کے اتباع کا حکم اور ایمان اور نیکوکاری کی ہدایت جو شخص آنحضرت کا قائل نہ ہو یا قرآن کو نہ مانے وہ اندھیرے میں بھٹکتا پھرتا ہے اور خدا کے بندے ادھر ادھر دھکے کھاتا پھرتا ہے جنت کے علاوہ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ کا دیدار بھی ہوگا وغیرہ۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ
هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ
وَهُوَ يَرِثُهَآ إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ
فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِن كَانُوٓا إِخْوَةً رِّجَالًا
وَنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللَّهُ
لَكُمْ أَن تَضِلُّوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

(ترجمہ) لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے باب میں حکم دیتا ہے اگر کوئی شخص مر جاوے جس کے اولاد نہ ہو اور (نہ ماں باپ) اور اس کے ایک (عینی یا علاتی) بہن ہو تو اس کو اس کے تمام ترکہ کا نصف ملیگا اور وہ شخص اس (اپنی بہن) کا وارث ہوگا اگر وہ بہن مر جاوے اور اس کے اولاد نہ ہو (اور والدین بھی نہ ہوں) اور اگر بہنیں دو ہوں (یا زیادہ) تو ان کو اس کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گے اور اگر چند وارث بہن بھائی ہوں مرد اور عورت تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر اللہ تعالیٰ تم سے (دین کی باتیں) اس لئے بیان کرتے ہیں کہ تم گمراہی میں نہ پڑو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔"

تفسیر: جس طرح اس سورۃ کے ابتدا میں احکام بیان فرمائے تھے اسی طرح اس سورت کو تمام میراثی مسائل پر کیا تاکہ اول کو آخر کے ساتھ ربط ہو جائے۔ کلالہ کے بارہ میں اول بھی اسی سورت میں حکم ہوا تھا جو سردی کے موسم میں نازل ہوا تھا اور یہاں بھی حکم ہوا ہے اور یہ آیت گرمی کے موسم میں نازل ہوئی ہے کلالہ اس میت کو کہتے ہیں جس کے نہ فروع ہوں نہ اصول یعنی نہ اس کی اولاد ہو نہ ماں باپ اور اس وارث کو بھی کہتے ہیں جو میت کے ماں باپ میں سے بھی نہ ہو اور نہ اولاد میں سے۔

(۱) آیت میں کلالہ سے مراد وہ میت ہے جو صرف ایک بہن چھوڑ کر مرے اس کی بہن کو نصف ترکہ ملیگا۔

(۲) اگر اسی طرح لاولد بہن مرے اور کوئی اولاد بھی نہ ہو صرف ایک حقیقی بھائی ہو تو بھائی کو کل ترکہ ملیگا۔

(۳) اور اگر کلالہ کی دو بہنیں صرف باقی رہیں تو بہنوں کو دو تہائی مال ملیگا۔

(۴) اگر کئی بہن بھائی یا ایک بھائی اور ایک بہن کلالہ نے چھوڑی تو بھائی کو دوہرا اور بہن کو اکہرا حصہ ملیگا یہاں بہن بھائی سے حقیقی یا ایک باپ کی اولاد

ٹھیک احکام بیان کئے ہیں ہم ان کے مصالح و اسرار کو خوب جانتے ہیں تم نہیں جانتے۔

مقصود بیان۔ کلالہ میت کے ترکہ کی تقسیم۔ مرد کی عورت پر فضیلت۔

سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃِ

اس سورت کا نام سورہ مائدہ یا سورۃ منقذہ (عذاب سے رہائی دلانے والی) ہے اس میں ۱۲۰ یا ۱۲۲ یا ۱۲۳ آیتیں ہیں قرطبی کہتے ہیں کہ یہ سورت بالاجماع مدنی ہے اور محمد بن کعب قرظی کے نزدیک حجۃ الوداع میں مکہ و مدینہ کے درمیان جبکہ آنحضرت اونٹنی پر سوار تشریف لیجا رہے تھے یہ سورۃ نازل ہوئی اسماء بنت یزید روایت کرتی ہیں کہ میں حضورؐ کی عضباء نامی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئی تھی کہ ناگاہ آپ پر سورہ مائدہ پوری اتری اور قریب تھا کہ اس کے بوجھ سے اونٹنی کا بازو ٹوٹ جائے (رواہ احمد) حالت وحی میں ایک بہت بڑا بار پڑتا تھا یہاں تک کہ سخت سردی کے موسم میں حضور اکرمؐ کو پسینہ آجاتا تھا اور اگر کبھی کسی صحابی کی ران پر سر مبارک ہوتا تو ان صحابی کی ران پھٹنے لگتی تھی) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ سورۃ آخر نازل ہوئی سو اس میں جو تم حلال پاؤ اس کو حلال رکھو اور جو حرام پاؤ اس کو حرام رکھو (یعنی اس سورۃ کا باعتبار احکام حلت و حرمت کے یا باعتبار مکمل نازل ہونے کے آخری نزول ہے (رواہ حاکم) حضرت جبیر بن نفیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا کہ حضورؐ کا خلق عظیم (جو اسی سورت مائدہ میں مذکور ہے) کیا تھا فرمایا قرآن۔ حکم بن شرجیل کے نزدیک سورت مائدہ میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔ شعبی کہتے ہیں کہ صرف ایک آیت یا ایھا الذین امنوا لا تحلوا شعائر اللہ و لا الشھر الحرام ولا الھدی ولا القلائد تک منسوخ ہے ابن عباس نے استثناء کو کسی قدر زائد کیا ہے اور کہا ہے کہ فان جاؤک فاحکم بینھم او اعرض عنھم الخ بھی منسوخ ہے۔ اس سورۃ میں کل اٹھارہ یا انیس احکام بیان کئے گئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۥ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو عہدوں کو پورا کرو تمہارے لئے تمام چوپائے جو مشابہ انعام (یعنی اونٹ بکری گائے) کے ہوں حلال کئے گئے ہیں مگر جن کا ذکر آگے آتا ہے لیکن شکار کو حلال مت سمجھنا جس حالت میں کہ تم احرام میں ہو بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہیں حکم کریں۔

تفسیر:۔ اہل جاہلیت نے اپنے نفسانی عناد سے بلا حکم خدا اپنے اوپر اکثر چوپایوں کا گوشت حرام کر رکھا تھا ان کی تردید میں یہ آیات شروع سورت کی نازل ہوئیں۔ حکم ہوتا ہے کہ اے ایمان والو عہدوں کو پورا کیا کرو یعنی جو عہد تم نے خدا و رسول سے کئے ہیں ان کو بھی پورا کرو اور جو عہود تم آپس میں کرو ان کو بھی وفا کرو حضرت ابن عباس اور علی بن طلحہ اور بعض دیگر اکابر کے نزدیک عہود خدا سے پیوستہ کرنے سے یہ مراد ہے کہ جو چیز خدا نے حرام کر دی اس کو حرام جانو اور اسکا ذکر کرو اور جو چیز خدا نے حلال کی ہے اس کو حلال سمجھو قرآنی حدود کی پابندی کرو حدود شریعت سے تجاوز نہ کرو خدا کے واجبات و فرائض کی تعمیل کرو باقی وہ عہود جو تم آپس میں کرو ان کو بھی وفا کرتا اس سے یہ مراد ہے کہ جو عہد کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے موافق ہوں ان کو پورا کرو اور جو مخالف ہوں تو ان عہود کی تکمیل و وفا جائز نہیں ہے مثلاً کسی گناہ کرنے کی قسم کھا لی کہ میں ایسا فعل ضرور کروں گا تو ایسا عہد توڑ کر کفارہ شرعی دینا چاہیئے حضرت زید بن اسلم کہتے ہیں کہ عہود جو شرع کے موافق ہیں اور جن کی وفا ضروری ہے وہ چھ ہیں عہد جو خدا کے ساتھ کیا جائے قسم۔ عہد شرکت۔ عہد تجارت۔ بیع و شراء۔ عقد نکاح مگر مفسرین کے نزدیک صحیح ہے کہ آیت میں عہد عام ہے خواہ کوئی بھی ہو اس کی وفا ضروری ہے مگر خلاف شرع نہ ہو کیونکہ خلاف شرع فعل کے ارتکاب کا خداوند تعالیٰ حکم نہیں دیتا ہے اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ چوپائے جانور یعنی ان کا گوشت تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے مفسر ابن کثیر حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس وغیرہ کے نزدیک اس حلت میں وہ بچہ بھی داخل ہے جو ماں کے پیٹ کے اندر زندہ ہو اور ماں کو ذبح کرنے کے بعد زندہ برآمد ہو کیونکہ ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ ہم نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کبھی اونٹنی یا گائے یا بکری کے پیٹ سے ذبح کرنے کے بعد بچہ نکلتا ہے ہم اس کو پھینکدیں یا کھائیں حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارا جی چاہے تو کھاؤ کیونکہ اس کی ماں کا ذبح کرنا وہی اس کا ذبح کرنا ہے (رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ والترمذی) اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو نہ کھاؤ جو تمہیں بتا دی گئی ہیں ابن کثیر کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ مردار کا گوشت خنزیر کا گوشت گلہ گھونٹ کر مرا ہوا جانور درندہ کا پس خوردہ گلا گھونٹ کر مارا ہوا جانور وغیرہ نہ کھاؤ۔ اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ چوپائے جانور تمہارے لئے حلال تو ہیں مگر اس وقت حلال نہیں ہیں کہ تم حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھے ہو یا حرم کعبہ کے اندر ہو ایسی حالت میں تو خون بہانا بالکل ناجائز ہے نہ شکار کھیلنا جائز ہے نہ کسی اور طریق سے ذبح کرنا مطلب اس کا یہ ہے کہ حالت احرام میں تم شکار نہ کرو نہ ذبح کرو یہ مراد نہیں ہے کہ اگر کسی غیر محرم نے شکار کیا ہو اور ذبح کیا ہو تو اس کو بھی نہ کھاؤ بیضاوی اور زمخشری کے نزدیک یہی مطلب ہے اس کے بعد فرمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا وہ مختار ہے۔

مقصود بیان:۔ وفاء عہد یعنی معاملات میں سیاسیات میں مشاہدات میں محاسبات میں خطرات میں بلکہ تمام موافق شرع اشیاء میں عہد کی پابندی چوپائے جانوروں کے گوشت کھانے کی حلت بعض اشیاء کی حرمت احرام باندھے ہوئے شخص کے شکار کی تحریم غیر محرم کے شکار کی تحصیل اور اس کے کھانے کا جواز خداوند تعالیٰ کا قادر مطلق ہونا خدا تعالیٰ کا صاحب ارادہ ہونا مجبور اور بے اختیار نہ ہونا وغیرہ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَاۗىِٕدَ وَلَآ اٰۗمِّيْنَ الْبَيْتَ

الحرام يبتغون فضلا من ربهم ورضوانا وإذا حللتم فاصطادوا

(ترجمہ) اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو خدا تعالیٰ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینے کی اور حرم میں قربانی ہونے والے جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو کہ بیت الحرام کے قصد سے جا رہے ہوں اپنے رب کے فضل اور رضامندی کے طالب ہوں اور جس وقت تم احرام سے باہر آ جاؤ تو شکار کیا کرو

تفسیر۔ حطیم بن ہند البکری قافلہ میں بچھ کر ایک تجارتی سامان لیکر مدینہ میں آیا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی جب مسلمان ہو کر واپس جانے لگا تو حضور نے فرمایا کہ تاجر آیا اور غادر گیا چنانچہ چند روز کے بعد جب یمامہ پہنچا تو وہاں جا کر مرتد ہو گیا پھر ماہ ذی قعدہ میں کچھ تجارتی سامان لیکر مکہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا جب مسلمانوں کو اس کی اطلاع ہوئی تو ایک جماعت نے راستہ میں اس سے تعرض کرنے کا ارادہ کیا اس وقت یہ آیت اتری اور تعرض کرنے سے ممانعت فرمادی گئی۔ عکرمہ اور سدی نے اس کی شان نزول اس طرح بیان کی ہے کہ حطیم بن ہند البکری نے ایک سال مدینہ کے باہر اہل مدینہ کے اونٹوں کے ایک گلہ پر چھاپہ مارا اور لوٹ کر لے گیا پھر دوسری سال عمرہ کرنے کے لئے کعبہ کی طرف چلا تو بعض صحابہ نے چاہا کہ راستہ میں اس سے تعرض کریں اس وقت ولا آمین البیت الحرام آیت نازل ہوئی۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے مسلمانو خدا کی نشانیوں کو حلال نہ سمجھو اور بےحرمتی نہ کرو اور نہ ماہ حرام کی بےحرمتی کرو۔ لفظ شعائر کی تفسیر مفسرین نے مختلف طور پر کی ہے بعض کے نزدیک شعائر سے مراد دین خدا کی نشانیاں ہیں مطلب یہ ہے کہ احرام میں شکار کرنے سے ان چیزوں کو حلال نہ بناؤ جو دین الٰہی کی شعار اور مخصوص نشانیاں ہیں مطلب یہ ہے کہ احرام کی حالت میں شکار حرام ہے۔ ابن عباس کے نزدیک شعائر سے مناسک حج مراد ہیں یعنی وہ پاک افعال جو دوران حج میں حاجی کرتا رہے مطلب یہ ہے کہ ایسا نہ کرو کہ کوئی فعل افعال حج میں سے تم سے رہ جائے یا کسی کو تم ان افعال کے کرنے سے منع کرو۔ بعض کے نزدیک محارم خدا مراد ہیں یعنی اے ایمان والو ان چیزوں کو اپنے لئے حلال نہ بناؤ جن کو خدا تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے ماہ حرام کے چار مہینے ہیں ذیقعدہ ذی الحجہ محرم رجب۔ مذکورہ مہینوں میں قتال کرنا اور کفار سے لڑنا حرام تھا مگر یہ آیت منسوخ ہو چکی اور اب کفار سے ہر مہینہ جہاد کرنا جمہور علما کے نزدیک جائز ہے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ ان جانوروں کو بھی حلال نہ بناؤ جو کعبہ کی نیاز کے لئے بھیجے جاتے ہیں یعنی ان سے بالکل تعرض نہ کرو ان کو جانے دو تاکہ کعبہ پہنچ کر حکم شریعت کے موافق ان کی قربانی ہو جائے۔ حاجی بطور ہدیہ کے کعبہ پہنچنے سے پہلے کوئی جانور بھیج دیا کرتے ہیں اور اس کی کعبہ پہنچ کر قربانی کر دی جاتی ہے اسی کو ہدی کہتے ہیں۔ اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ پٹے پڑے ہوئے جانوروں سے بھی تعرض نہ کرو یا یہ مطلب ہے کہ صاحبان قلائد یعنی حجاج سے کچھ تعرض نہ کرو اگر کوئی حج کو جاتا ہو تو راستہ میں اس کو نہ روکو اس کے بعد فرمایا ہوتا ہے کہ جو لوگ بیت اللہ کے حج کا ارادہ رکھتے ہیں ان کا ارادہ یہ ہے کہ خدا کے فضل یعنی روزی سے فائدہ اٹھاتے رہیں اور نیز حج کر کے خدا کی خوشنودی چاہتے ہوں یعنی حج سے ان کی دونوں غرضیں ہیں کسب معاش اور خوشنودی خدا ایسے لوگوں سے بھی کچھ تعرض نہ کرو ان سے قتال نہ کرو ان کو راستہ میں نہ روکو اس آیت سے حطیم بن ہند البکری کی طرف اشارہ ہے اور مسلمانوں کو اس کے روکنے سے ممانعت کی جا رہی ہے مجاہد ابن عباس عکرمہ سدی وغیرہ مفسرین نے اس کو منسوخ لکھا ہے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ جب تم احرام ختم کر چکو اور حج ختم ہو جائے تو تمہارے لئے شکار کھیلنا جائز ہے۔

مقصود بیان۔ حالت احرام میں قتل و قتال و خونریزی کی تحریم۔ شعائر خدا کی وقار کا وجوب۔ مسلمان حاجیوں کو حج کو جانے سے نہ روکنے کی ہدایت۔ کسب معاش اور تجارت کی ترغیب۔ خوشنودی خدا حاصل کرنے کی طرف مسلمانوں کو رغبت دلانا وغیرہ۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۵

(ترجمہ) اور ایسا نہ ہو کہ تم کو کسی قوم سے جو اس سبب سے بغض ہو کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روک دیا تھا وہ تمہارے لئے اس کا باعث ہو جائے کہ تم حد سے نکل جاؤ اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔

تفسیر۔ زید بن اسلم سے روایت ہے کہ سال حدیبیہ میں جب رسول اللہ صلعم اور آپ کے اصحاب عمرہ کرنے کے لئے کعبہ جا رہے تھے کفار مکہ نے روک دیا اور عمرہ نہ کرنے دیا حضور نے عمرہ کا ارادہ فسخ کر دیا مسلمانوں کو یہ بات سخت ناگوار ہوئی کچھ زمانہ کے بعد کفار کا ایک گروہ مدینہ کے شرقی جانب سے کعبہ کو عمرہ کرنے کے ارادہ سے جا رہا تھا صحابہ نے اس کو روکنا چاہا اور کہنے لگے کہ ان کے ساتھی بھی ہم کو روک چکے ہیں ہم ان کو روکیں گے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کفار نے تم کو روک دیا تھا تو روک دینے دو تم اس رنج کی بنا پر ان کو نہ روکو ہاں نیک کام کرنے اور برے کام کے چھوڑ دینے پر آپس میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو گناہ کرنے میں ایک دوسرے کی امداد نہ کرو (کعبہ سے کسی کو روکنا برا ہے۔ علما کے نزدیک یہ آیت اب منسوخ ہے اب کسی کافر کو کعبہ جانے کی اجازت نہیں) اور خدا سے ڈرتے رہو تم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو جائے اور کسی پر تمہاری طرف سے زیادتی ہو کیونکہ خدا کا عذاب بڑا سخت ہے اگر تم زیادتی کسی پر کر بیٹھو گے تو مظلوم اپنی کمزوری کی وجہ سے تم سے بدلہ نہ لے سکیگا تو یہ خیال نہ کرنا کہ ہم خاب ہو گئے خدا کا عذاب سخت ہے وہ مظلوم کا عوض لیگا ”یا ایہا الذین آمنوا“ سے ہمارے کیسی قدر بھی تکلیف کو ملحوظ رکھا ہے اور کس قدر اعلیٰ اور پیارے طریقہ سے تعلیم دی ہے دیکھو انسان جب کافر ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کے نام کی بھی تعظیم نہیں کرتا ہے اس لئے سب سے پہلے ایمان لانے کی طرف اشارہ کیا گیا پھر مسلمان ہو گیا تو حکم ہوا کہ جن چیزوں کی تعظیم خدا نے ضروری رکھی ہے مثلاً خانہ کعبہ قرآن رسول اللہ کی مبارک ذات وغیرہ ان کی دل سے عظمت کرو پھر آگے بڑھا حکم ہوا کہ شعائر خدا کی عظمت کرو اور ان کے آداب کو ملحوظ رکھو اس کے بعد حکم ہوا کہ احکام کی پابندی کرو

مقصود بیان۔ پرہیزگاری کی تعلیم۔ کینہ و بغض کی ممانعت۔ آپس میں اعانت و ہمدردی کی ہدایت۔ ظلم و زیادتی کی ممانعت۔ عمل و اعراف کا حکم مرتب ہے۔ ہر کام میں نیک نیتی اور خوف خدا۔ خدا کے عذاب سے ڈرتے رہنا۔

صحیح بخاری شریف اُردو

(سلسلہ گذشتہ)

رسالہ مولوی کے لئے خاص طور سے ترجمہ کیا جا رہا ہے

باب۔ قضاء نماز کو جماعت سے پڑھنے کا بیان۔

۵۵۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جنگ خندق کے دن غروب آفتاب کے بعد حضرت عمر کفار کو گالیاں دیتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آفتاب ڈوبنے کے قریب ہو گیا تھا اور میرے لئے نماز عصر پڑھنی ممکن نہ تھی آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی ہے (راوی کہتا ہے) اس کے بعد ہم (میدان) بطحان کی طرف اٹھ کر گئے وضو کیا اور حضور نے عصر کی نماز غروب آفتاب کے بعد پڑھی اور پھر مغرب پڑھی۔

باب اگر کوئی شخص کوئی نماز بھول جائے تو یاد آنے کے وقت صرف اسی نماز کو پڑھ لے اور درمیانی نمازوں کی قضاء نہ کرے۔

۵۵۸۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کوئی نماز پڑھنی بھول جائے تو جب یاد آجائے اس کو پڑھ لے یہی اس کا کفارہ ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اقم الصلوٰۃ لذکری ہشام کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے حدیث مذکورہ کے بعد یہی آیت سنی ہے۔

باب قضا شدہ نمازوں میں ترتیب کا بیان۔

۵۵۹۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ خندق کے دن حضرت عمر کفار کو گالیاں دینے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ غروب آفتاب سے قبل میرے لئے نماز عصر پڑھنی ممکن نہ ہوئی راوی کہتا ہے اس کے بعد ہم (میدان) بطحان میں گئے وہاں حضور نے غروب آفتاب کے بعد نماز پڑھی اور اس کے بعد مغرب پڑھی۔

باب نماز عشاء کے بعد قصے کہانیاں کہنی مکروہ ہیں۔

۵۶۰۔ ابو برزہ کہتے ہیں کہ حضور نماز ظہر جس کو تم نماز پیشین کہتے ہو سورج ڈھلنے کے بعد پڑھتے تھے اور نماز عصر ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ ہم میں سے جس آدمی کا مکان مدینہ کے انتہائی حصہ میں ہوتا تھا وہ نماز پڑھ کر اپنے گھر لوٹ جاتا تھا اور پھر بھی دھوپ صاف و سپید ہوتی تھی (نماز مغرب کا بیان راوی بھول گیا) اور عشاء کی نماز میں حضور تاخیر کیا کرتے تھے اور عشاء کی نماز سے قبل سونے کو برا سمجھتے تھے اسی طرح نماز عشاء کے بعد بات چیت کرنے کو مکروہ جانتے تھے اور فجر کی نماز سے ایسے وقت فارغ ہوتے تھے کہ ہر ایک شخص اپنے پاس والے کو پہچان لیتا تھا اور نماز میں ۶۰ آیتوں سے لیکر سو آیات تک پڑھتے تھے۔

باب۔ نماز عشاء کے بعد علم دین اور نیک کاموں کے متعلق بات کرنی جائز ہے۔

۵۶۱۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ایک شب ہم حضور کے انتظار میں تھے یہاں تک کہ نصف شب گذر گئی اس کے بعد آپ تشریف لائے ہم کو (عشاء کی) نماز پڑھائی اور نماز کے بعد ہم کو خطبہ سنایا اور فرمایا لوگ نماز پڑھ کر سو گئے اور تم جب تک نماز کے انتظار میں رہو گے حقیقتاً نماز ہی میں رہو گے حسن بصری کہتے ہیں کہ جب تک لوگ نیک کام کے انتظار میں رہیں گے وہ درحقیقت نیک کام ہی میں ہوں گے کیونکہ نیک کام کا انتظار خود نیکی ہے)

۵۶۲۔ حضرت عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اپنی آخر عمر میں ہم کو عشاء کی نماز پڑھائی جب نماز ختم کر کے سلام پھیر دیا تو کھڑے ہو کر فرمایا تم کو اس رات کا علم ہے آج سے سو برس کے آخر تک جو آدمی زمین پر ہیں کوئی باقی نہ رہے گا اس کلام مبارک کے سمجھنے میں لوگوں نے غلطی کی اور سو سال کی مختلف تاویلیں کی ہیں درحقیقت مراد یہ ہے کہ آج سے سو سال کے بعد کوئی باقی نہ رہے گا یعنی اس زمانہ میں جس قدر آدمی موجود ہیں ان میں سے کوئی باقی نہ رہے اور یہ زمانہ منقطع ہو جائے گا۔

(حدیث کا حاصل مطلب یہ ہے کہ تمہاری عمر گذشتہ امتوں کی طرح زیادہ نہیں ہے جتنے لوگ روئے زمین پر اب موجود ہیں ان کی عمر سو برس سے زیادہ نہ ہوگی ہاں اس درمیان میں دیگر آدمی پیدا ہوں گے اور وہ اختتام صدی کے بعد بھی باقی رہیں گے اور اس میں کچھ حرج نہیں ہے لہٰذا دنیا کا لالچ کرنا اور اعمال صالحہ کو ترک کرنا بیہودہ ہے دانائی یہی ہے کہ طمع دنیا کو ترک کر کے نیک اعمال کی کوشش کی جائے)

باب نماز عشاء کے بعد اپنے گھر والوں اور مہمانوں سے بات چیت جائز ہے۔

۵۶۳۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق کہتے ہیں کہ اصحاب صفہ محتاج لوگ تھے اور حضور نے مقرر فرما دیا تھا کہ جن کے پاس دو گھر والے (دو آدمی) ہوں وہ تیسرے آدمی کو کھلانے لے جائے اور جس کے چار آدمی ہوں وہ پانچویں کو لے جائے یا پانچ ہوں تو چھٹے کو لے جائے (یہ راوی کا شک ہے) بہرحال اس روز حضرت ابوبکر تین آدمیوں کو لائے اور رسول اللہ اپنے ہمراہ دس کو لے گئے ہمارے گھر کے آدمی اس وقت صرف تین تھے میں اور والد اور والدہ (راوی کو شک ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن نے اپنی بیوی کا بھی تذکرہ کیا یا نہیں) اور ایک خادم تھا جو میرے اور حضرت ابوبکرؓ کے گھروں میں مشترک تھا ابوبکرؓ نے اس شب کو کھانا حضور کے ہمراہ کھایا تھا اور دیر تک گھر نہ آئے تھے کیونکہ عشاء کی نماز پڑھ کر حضور کے پاس چلے گئے تھے اور دیر تک وہاں رہے تھے بالآخر جب حضور کھانے سے فارغ ہو گئے تو کچھ رات گئے گھر میں آئے بیوی نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے مہمانوں کی یا مہمان کی خبر نہ لی (راوی کا شک ہے) ابوبکرؓ بولے تو کیا تم نے کھانا نہیں کھلایا بیوی نے جواب دیا کہ انھوں نے تمہارے بغیر کھانے سے انکار کر دیا کھانا تو پیش کیا گیا تھا مگر انہوں نے نہ کھایا حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں جا کر چھپ گیا یعنی حضرت ابوبکر کے چہرہ پر جو غصہ کے آثار دیکھے تو جا کر چھپ گیا (سامنے نہ آیا) یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے میرے متعلق کہا کمبخت اور بہت کچھ برا بھلا کہا اور ناک کٹنے کی بددعا دی (عرب کا عام محاورہ تھا کہ اگر کسی کو برا کہتے تو یوں کہتے خدا کرے تیری ناک کٹ جائے یہی کہہ کر

تیری ناک خاک آلود ہو اور دو جس بھی بیٹے ہیں تو بیرے سر پر خاک بیٹے طرح کی مار وغیرہ) اس کے بعد آپ نے گھر والوں سے فرمایا تم کھانا کھاؤ خدا کرے تم کو ہضم نہ ہو (یہ بھی درشت مزاجی کے کلمات ہیں) میں خدا کی قسم ہرگز نہ کھاؤں گا حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ہم نے کھانا شروع کر دیا لیکن جو لقمہ اٹھاتے تھے نیچے سے کھانا اس سے زیادہ بھر جاتا تھا یہاں تک کہ ہم اور سب آدمی سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے بہت زیادہ بچ رہا یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر نے بیوی سے فرمایا بنت فراس یہ کیا بات ہے بیوی بولیں قسم آنکھ کی ٹھنڈک کی یہ کھانا تو پہلے سے سہ گنا ہے اس کے بعد ابوبکر نے بھی اس میں سے کچھ کھایا اور فرمایا وہ قسم شیطان کی طرف سے تھی یعنی میں نے غلطی سے قسم کھائی تھی آخر اس کلام کے بعد ایک لقمہ اور کھایا اور بقیہ کھانے کو اٹھا کر حضور کی خدمت میں لے گئے اور صبح تک وہ کھانا حضور ہی کے پاس رہا۔

(اس زمانہ میں) ہم میں اور ایک قوم میں معاہدہ تھا اور مدت معاہدہ ختم ہو گئی تھی اس لئے مسلمان لوگ مدینہ آئے ہوئے تھے ہم نے ان سب کو بارہ جماعتوں پر تقسیم کیا ہر جماعت میں کئی کئی آدمی تھے پھر سب آدمیوں نے وہ کھانا کھایا (حدیث کے آخری حصہ کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں اور کفار میں باہم معاہدہ ہو گیا کہ کچھ مدت معین تک کوئی کسی کو تکلیف نہ دے اور کسی سے تعرض نہ کرے اس معاہدہ کی بنا پر مسلمان چاروں طرف نہایت آزادی سے پھر نے لگے لیکن جب مدت معاہدہ ختم ہو گئی تو کفار کی وجہ سے مسلمانوں نے ادھر ادھر گھومنا پھرنا ترک کر دیا اور سب مدینہ میں واپس آ گئے اور حضرت ابوبکرؓ کا کھانا سب نے مل کر کھایا۔

کتاب الاذان

باب اذان کے شروع ہونے کا بیان اور ان آیات کی توضیح ۱۔ واذا نادیتم الی الصلوٰۃ اتخذوھا ھزوا ولعبا ذلک بانھم قوم لا یعقلون
۲۔ اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ

۵۷۴۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ (اعلان نماز کے لئے) اصحاب نے آگ اور ناقوس کا تذکرہ کیا بعض نے کہا کہ جب نماز تیار ہو تو آگ روشن کر دی جائے بعض نے کہا کہ ناقوس بجا دیا جائے تاکہ نماز کا اعلان ہو جائے، اور نصاریٰ و یہود اسکا اعلان عبادت کا، یہی تذکرہ ہوا اس پر بلال کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہیں اور اقامت کے صرف ایک ایک بار

اذان کی مفصل کیفیت

ابتداء اسلام میں اذان کا رواج نہ تھا نماز کے وقت کا اندازہ کر کے سب لوگ آ جاتے تھے اور نماز ہو جاتی تھی لیکن جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو ہر ایک کو اطلاع ملنی دشوار ہو گئی اس لئے سب نے مل کر مشورہ کیا کہ نماز کی اطلاع دینے کے لئے کوئی تدبیر کرنی چاہیئے جس سے سب لوگوں کو جماعت کا علم ہو جائے اور سب لوگ جماعت کے وقت جمع ہو جائیں چنانچہ کسی نے مشورہ دیا کہ عیسائیوں کی طرح نماز کی تیاری کے وقت ناقوس بجایا جائے تاکہ اس کی آواز سنکر لوگ آ جائیں کسی نے مشورہ دیا کہ مجوسیوں کی طرح آگ جلائی جائے کہ اس کی روشنی دیکھ کر لوگ جمع ہو جائیں کسی نے کہا کہ سنگ بجانا چاہیئے جس طرح یہودی بجاتے ہیں بعض نے کہا کوئی نشان کھڑا کر دینا چاہیئے کہ جھنڈی کو دیکھ کر لوگ آ جائیں حضرت عمر بولے کہ کسی آدمی کو مقرر کر دینا چاہیئے کہ وہ ہر نماز کا اعلان کر دیا کرے اس پر رسول اللہ نے فرمایا کہ آگ جلانا مجوس کا کام ہے ناقوس بجانا نصاریٰ کا فعل ہے اور سینگ بجانا یہود کی حرکت ہے رہا نشان قائم کرنا تو یہ بھی ٹھیک نہیں ہے خیر یہ معاملہ یونہی رہا اور کچھ فیصلہ نہ ہوسکا رات کو حضرت عبداللہ بن زید کو فرشتہ نے اذان کی تعلیم خواب میں دی اور انہوں نے صبح کو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اور خواب کی کیفیت بیان کی آپ نے فرمایا کہ تم یہ اذان بلال کو سکھا دو ان کی آواز بلند ہے وہ اعلان کر دیا کریں گے چنانچہ عبداللہ نے بلال کو اذان سکھا دی اور بلال نے اذان کہی حضرت عمر نے جب اذان کی آواز سنی تو گھر سے دوڑے ہوئے آئے اور حضور سے عرض کیا کہ میں نے بھی وہی خواب دیکھا ہے جو عبداللہ بن زید نے دیکھا ہے لیکن بقول شیخ ابن حجر اذان کی ابتداء وحی سے ہوئی ہے پہلے حضور کو وحی کے ذریعہ اذان کا حکم دیا گیا پھر حضرت عبداللہ نے خواب دیکھا لیکن حضرت عمر کا مشورہ اس وحی سے بھی پہلے تھا اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عمر کے مشورہ کے مطابق وحی نازل ہوئی۔

۵۷۵۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو اکٹھے ہو کر نماز کے وقت کا اندازہ کر لیا کرتے تھے (نماز کے لئے) کوئی پکارتا نہ تھا ایک دن سب نے مل کر مشورہ کیا (کہ نماز کی اطلاع کی کیا تدبیر کی جائے) بعض نے کہا نصاریٰ کی طرح ناقوس بنا لو کسی نے کہا کہ یہودیوں کی طرح سینگ تیار کرو حضرت عمر بولے کہ آخر کسی شخص کو کیوں مقرر نہیں کر دیتے جو نماز کی تیاری کا اعلان کر دیا کرے اس پر رسول اللہ نے فرمایا بلال اٹھو اور نماز کے لئے اذان دے دو۔

باب اذان کے الفاظ دو دو بار کہنے کا بیان۔

۵۷۶۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ بلال کو حکم ہوا تھا کہ اذان کے الفاظ دو دو بار کہا کرے اور اقامت کے الفاظ ایک ایک بار صرف قد قامت الصلوٰۃ دو بار کہا کرے۔

۵۷۷۔ حضرت انس کہتے ہیں جب مسلمان زیادہ ہو گئے تو انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ وقت نماز کی کیا پہچان مقرر کی جائے چنانچہ لوگوں نے آگ جلانے یا ناقوس بجانے کا مشورہ دیا لیکن اسی حالت میں عبداللہ بن زید کو خواب میں اذان کی تعلیم دی گئی اور انہوں نے آکر حضور سے کیفیت بیان کر دی اس پر بلال کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہے اور اقامت کے الفاظ ایک ایک بار۔

باب اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہے جائیں صرف قد قامت الصلوٰۃ دو بار کہا جائے

۵۷۸۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ بلال کو حکم ہوا تھا کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہا کرے اور اقامت کے الفاظ ایک ایک بار۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا تذکرہ ایوب سے کیا تو انہوں نے کہا الا الاقامۃ (یعنی صرف قد قامت الصلوٰۃ دو بار کہا جائے۔

——— ❊ ———

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

المقالة الخامسة والعشرون

فی شجرة الایمان

قال لا تقولن یا فقیر المدبر المولی عنه الدنیا دار یا بعطل (الخامل) الذکر یا جائع یا عریان الجسد یا ظمآن الکبد یا مشتتا فی کل زاویة من الارض من مسجد وبقاع خرب ومدفوعا من کل باب ومقطوعا عن کل مراد ومنکسرا ومزدحما فی قلبه کل حاجة ومراد ان الله تعالی افقرنی وزوی عنی الدنیا وعادانی وترکنی وقلانی وفرقنی ولم یجمعنی واهاننی ولم یعطنی من الدنیا کفایة واخملنی ولم یرفع ذکری بین الخلیقة واخوانی واسبغ علی غیری نعمة منه سابغة یتقلب فیها لیله ونهاره وفضله علی وعلی اهل داری وکلانا مسلمان مومنان ویجمعنا امنا حواء وابونا آدم خیر الانام اما انت فقد فعل الله بك ذلك لان طینتك حرة وندی رحمة الله متدارك علیك من الصبر والرضاء والیقین والموافقة والعلم وانوار الایمان والتوحید متراکم لدیك فشجرة ایمانك وغرسها وبذرها ثابتة مکینة مورقة مثمرة

مقالہ پچیسواں

(درخت ایمان کی بالیدگی)

فرمایا ہرگز مت کہہ اے فقیر خالی ہاتھ والے! اے وہ کہ جس سے دنیا اور اہل دنیا کا منہ پھر گیا ہے اے گمنام اے بھوکے اے پیاسے اے برہنہ بدن اے تشنہ جگر اے ہر گوشۂ زمین و مسجد و ویرانہ سے پراگندہ ہونے والے اے ہر دروازہ سے لوٹائے ہوئے اے ہر مراد کے پورا نہ ہونے والے اے ٹوٹے ہوئے دل والے اور ہر حاجت و مطلب کے ارمان بھرے قلب والے یہ کہ اللہ نے مجھے فقیر بنادیا اور دنیا کو مجھ سے سمیٹ لیا اور مجھے گرا دیا اور چھوڑ دیا اور مجھے دشمن جانا اور پریشان کر دیا اور مجھے جمعیت نہ دی اور ذلیل کر دیا اور مجھے دنیا میرا گذارہ کے لائق بھی نہ دیا اور مجھے گمنام کیا اور میرے نام کو مخلوق میں اور برادری میں بلند نہ کیا اور میرے غیر کو اپنی نعمت سے پورا حصہ دیا ایسا کہ وہ رات دن اس کی نعمت میں چین کرتا ہے اور اسے مجھ پر اور میرے اہل دیار پر بڑا کر دیا حالانکہ ہم دونوں مسلمانوں اور مومنین میں سے ہیں حالانکہ ہم دونوں کی ماں حوا اور باپ آدم خیر الانام ہیں لیکن یہ معاملہ تیرے ساتھ اللہ نے کس لئے کیا اس لئے کہ تیری سرشت کی مٹی اچھی اور بے رنگ ہے اور رحمت الٰہی کی تری تجھ پر اور رضا اور یقین اور موافقت علم سے پیاپے پہنچنے والی ہے اور تیرے لئے ایمان اور توحید کے انوار تیرے سینہ میں یک جمع ہونے والے ہیں بس تیرے ایمان کا درخت ایسا ہے کہ اس کی جڑ قائم اور مضبوط ہے اور اس کی کونپلیں بڑھنے اور پھل لانے والی اور شاخ در شاخ ہرا سایہ دار ہے

مستزیدة مشعبة مظللة متفرعة فهی کل یوم فی زیادة ونمو فلا حاجة بها الی سباطة وعلف لتنمی بها وتربی و قد فرغ الله تعالی من امرك علی ذلك واعطاك فی الآخرة دار البقاء وخولك فیها واجزل عطاءك فی العقبی ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر قال الله تعالی فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین جزاء بما کانوا یعملون ای ما عملوا فی الدنیا من اداء الاوامر والصبر علی ترك المناهی والتسلیم الیه والتفویض الیه فی المقدور والموافقة له فی جمیع الامور واما الغیر الذی اعطاه الله من الدنیا وخوله ونعمه فیها واسبغ علیه وفضله فعل به ذلك لان محل ایمانه ارض سبخة و صخر لا یکاد یثبت فیها الماء وتنبت الاشجار ویتربی فیها الزرع والثمار فصب علیها انواع سباطة وغیرها مما یربی به النبات والاشجار وهی الدنیا و حطامها لیتحفظ بذلك ما نبت فیها من شجرة الایمان وغرس الاعمال فلو قطع ذلك عنها لجفت النبات والاشجار وانقطعت الثمار فخربت

والی ہیں اور اس کی شاخیں اونچی اور بلند ہونے والی ہیں اور یہ درخت ہر دن زیادتی اور نمو کی حالت پر ہے اور اسے اپنی نشو ونما اور پرورش کے لئے کھاد کی حاجت نہیں اور تیرے اس حال میں اس نے تیرے کام سے فرصت پائی اور آخرت میں تجھے ہمیشہ قائم رہنے والی بہشت عطا فرمائی اور تجھے اس بہشت کا مالک بنایا اور اپنی بخشش کو آخرت میں تجھ پر زیادہ کیا ان نعمتوں کے ساتھ کہ ایسی نعمتیں نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں نہ کسی کے دل پر ان کا خطرہ گذرا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے عمل کی جزا میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا کیا چیزیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں یعنی جن لوگوں نے اوامر و احکام کی بجا آوری اور ترک معصیت پر صبر اور اپنے کاموں کی مقدرات الٰہیہ پر تفویض و تسلیم اور جمیع امور میں خدا کے ساتھ موافقت دنیا میں عمل کی ہے اس کی یہ بہشت جزا ہوگی اور لیکن وہ لوگ جن کو اللہ نے دنیا سے دیا اور اس کا مالک بنایا اور دنیا میں نعمت والا کیا ہو اللہ نے اپنے فضل کو پورا کر دیا ان کے ساتھ ایسا معاملہ اس لئے کیا گیا کہ ان لوگوں کا محل ایمان یعنی دل شاہ ایک ایسی شور اور سخت زمین کے ہے جس پر پانی نہیں ٹھہر سکتا اور درخت نہیں اگتے اور کھیتی پھل نہیں پاتی اور میوے پیدا نہیں ہوتے لہٰذا اسی زمین پر قسم قسم کی کھاد اور اس کے علاوہ ایسی چیزیں ڈالی گئیں کہ جن سے گھاس اور درخت کی پرورش کی جاتی ہے اور یہ دنیا اور اس کے اسباب ہیں اور یہ اس لئے دیا گیا ہے تاکہ ان کے دلوں میں ایمان کے درخت اور اعمال کے پودوں سے اللہ نے

الديار وهو حي وجل يريد عمارتها فشجرة ايمان الغني ضعيفة المنبت وخال عما هو مشحون به شجرة ايمانك يا فقير فقوتها وبقاءها بما ترى عنده من الدنيا والوان النعيم فلو قطعها مع ضعف الشجرة جفت الشجرة فكان كفرا وجحودا والحاقا بالمنافقين والمرتدين والكفار اللهم الا ان يبعث الله الى الغني عسكر من الصبر والرضاء واليقين والعلم وانواع المعارف فيقوى الايمان بها فحينئذ لا يبالي بانقطاع الغنى والنعيم ٥

جس چیز [illegible] اس کی حفاظت کرے پھر اگر وہ اس زمین سے گھاس کو دور کر دے تو اس کی گھاس خشک ہو جائے گی اور درخت سوکھ جائینگے میرے اور پھل گر جائینگے اور ملک ویران ہو جائیگا حال آنکہ اللہ تعالیٰ اس کی آبادی کا ارادہ کرتا ہے بس غنی کے ایمان کا کمزور جڑ والا درخت اس چیز سے خالی ہے جس سے اے فقیر تیرے ایمان کا درخت بھرا اور پھلا ہوا ہے پس ایمان عنی کے درخت کی قوت اور بقا اس چیز کے سبب ہے جسے تو اس غنی کے پاس دنیا اور دنیا کی قسم قسم کی نعمتوں سے دیکھتا ہے پھر اگر وہ نعمتیں اس کے شجر ایمان کی کمزوری کے باوجود لے لیجائیں گی تو وہ درخت ہی خشک ہو جائے گا اور پھر وہ (مالدار) کافر و منکر ہو جائے گا منافقوں اور مرتدوں اور کفار میں جا شامل ہوگا اے میرے اللہ! مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ غنی کی طرف صبر رضا اور یقین وعلم وانواع معارف کے لشکروں کو بھیجے تو پھر اس سے اس غنی کا ایمان مضبوط ہو جائے گا اور اس وقت وہ غنی (بھی) تونگری اور نعمتوں کے منقطع ہو جانے سے بے پروا ہو جائے گا۔

المقالة السادسة والعشرون

في عطاء سيف العظمة والجبروت

قال رضي الله عنه لا تكشف البرقع والقناع عن وجهك حتى تخرج من الخلق وتوليهم ظهر قلبك في جميع الاحوال ويزول هواك ثم تزول ارادتك ومناك وتفنى عن الاكوان دنيا واخرى فتصير كاناء منثلم لا يبقى فيك ارادة غير ارادة ربك فتمتلئ بربك لا يكون لغير ربك في قلبك مكان ولا مدخل وجعلت بواب قلبك واعطيت سيف التوحيد والعظمة والجبروت فكل من رايته من ساحة صدرك الى باب قلبك جلت رأسه من كاهله فلا يكون لنفسك وهواك وارادتك ومناك دنياك واخرتك عندك راس منتصب ولا كلمة مسموعة ولا راي متبع الا اتباع امر الرب والوقوف معه والرضاء بقضائه بل الفناء في قضائه وقدره فتكون عبد الرب وامره لا عبد الخلق وارائهم فاذا استمر الامر فيك كذلك ضربت حول قلبك سرادقات الغيرة وخنادق العظمة وسلطان الجبروت وحف بجنود الحقيقة والتوحيد ويقام دون ذلك حراس من الحق كيلا يخلص الخلق الى القلب من الشيطان والنفس والهوى والارادة والاماني الباطلة والدعاوي الكاذبة الناشئة من الطباع والنفوس الامارة بالسوء والضلالات الناشئة من الاهويات كان من القدر مجيء الخلق وتواترهم اليك وتتابعهم وتطابقهم عليك ليصيبوا من الانوار اللائحة والعلامات المنيرة والحكم البالغة وبينات الكرامات الظاهرة وخوارق العادات المستمرة ويزدادوا بذلك من القربات والطاعات والمجاهدات والمكابدات في عبادة ربهم حفظت عنهم اجمعين وعن ميل النفس الى هواها وعجبها ومباهاتها وتعاظمها بالتكبر عليهم وبقبولهم واقبالهم عليهم

مقالہ چھبیسواں

(عظمت وجبروت کی تلوار عطا ہوگی)

فرمایا تو اپنے منہ سے برقع اور پردہ دور نہ کر یہاں تک کہ تو علائق مخلوق سے نکل جائے اور اپنے تمام احوال میں اپنے قلب کی پیٹھ لگا دے (یعنی) پھیرے یہاں تک کہ تیری خواہش فنا ہو جائے پھر تیرا ارادہ اور تیری آرزو دور ہو جائے اور تو دنیا وآخرت کی ہستی سے فنا کر دیا جائے پھر تو ایک سوراخدار ٹوٹے ہوئے برتن کے مانند ہو جائے کہ تجھ میں تیرے پروردگار کے ارادہ کے سوا کوئی ارادہ باقی نہ رہے اس وقت تو اپنے پروردگار کے نور سے بھر جائیگا اور تیرے دل میں تیرے پروردگار کے غیر کے لئے کوئی امکان اور کوئی دخل نہ ہوگا اور تجھے تیرے قلب کا دربان نگہبان (اور دربان) بنا دیا جائے گا اور تجھے توحید وعظمت وجبروت کی تلوار عطا کی جائے گی اور پھر تو جس کو بھی دیکھے گا کہ وہ تیرے سینہ کی فضا سے اٹھکر تیرے قلب کے دروازے کے قریب ہوا تو تو اس کے سر کو گردن سے اتار دیگا پھر تیرے قلب کے دروازے کے قریب ہوا تو اس کے سر کو گردن سے جدا کر دیگا پھر تیرے نفس اور خواہش اور دنیا وآخرت کی تیری آرزو اور ارادہ سے تیرے پاس کوئی سر اٹھانے والا نہ ہوگا اور کوئی کلام تیرے لئے قابل سماعت نہ ہوگا اور کوئی رائے نہ رہیگی جس کی تو پیروی کرے سوائے صرف تیرے پروردگار کے امر کی پیروی تیرے لئے رہ جائیگی اور تیرا قیام اسی کے ساتھ ہوگا تیری رضا بلکہ تیری فنا اسی کے قضا وقدر پر ہوگی اور پھر تو غلام اپنے پروردگار کا اور اسی کا تابع فرمان ہوگا نہ مخلوق کا بندہ ہوگا نہ اس کی رائے کا تابعدار ہوگا جب اس امر میں تیری مداومت ہو جائے گی اس وقت تیرے قلب کے حول دائیں بائیں غیرت کے خیمے ستادہ کئے جائینگے عظمت کی خندقیں بنائی جائینگی اور تیرے قلب پر جبروت کا غلبہ ہوگا اور تیرا قلب حقیقت اور توحید کے لشکروں سے گھیر دیا جائے گا اور تیرے دل کو قریب پاسبانان حق قائم کئے جائینگے تاکہ تیرے سراپردہ دل کی طرف کوئی مخلوق شیطان نفس اور خواہش اور ارادہ اور باطل آرزوؤں سے راستہ نہ پا سکے اور نہ ایسے جھوٹے دعوے تیرے دل کی طرف راہ پا سکیں جو طبائع اور نفوس امارہ (نفس امارہ) سے پیدا ہونے والے ہیں اور نہ وہ گمراہیاں جو خواہشات سے پیدا ہونیوالی ہیں اور اگر تیری تقدیر میں ہے کہ مخلوق پے درپے بڑی بڑی تیرے پاس آئے اور تیری بزرگی پر اتفاق کرے تاکہ وہ اس سے کہ تجھ سے چمکتا ہوا نور اور کھلی ہوئی نشانیاں پائے (وہ لوگ) [illegible] اور تیری ظاہر و نمایاں بزرگی دیکھے سے [illegible]

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھی جا رہی ہے

(نوشتہ مراد مارہروی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

قرآن اور دفع بلیات و امراض

قرآن حکیم آخر ربانی کلام ہے اور اس اعتبار سے اس کے دور رس اثرات اور بے پناہ تاثیرات کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی جب وقت سلطان احمد شاہ ابدالی ہندوستان پر حملہ آور ہوا ہے اس وقت اس نے دیکھا کہ دریا لبریز ہے اور اس کی موجیں کف اڑاتی چلی جاتی ہیں دیر و انتظار میں خطرہ ہے کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچ جائے اس لئے اس نے بلا تاخیر اپنی ترکش سے ایک تیر کھینچا اس پر سورہ فاتحہ شریف دم کر کے اور چلہ چڑھا کر سامنے چھوڑ دیا ادھر تیر چلا ہے اور ادھر اس نے اپنا گھوڑا ڈال دیا موجوں کی ساری قہرباری ختم ہو گئی اور تمام افواج نہایت اطمینان کے ساتھ پار اتر گئیں جنگ قادسیہ اور اس کے بعد کی جنگوں میں دریاؤں کی روانی سے عہدہ برآ ہونے کے لئے یہی صورت اختیار کی تھی۔ سلطان محمد شاہ فاتح نے جب قسطنطنیہ پر یلغار کی ہے تو آیۃ الکرسی اس کی زبان پر تھی قلعہ دہلی پر جس وقت تاتاری آ چڑھے ہیں اس وقت سلطان علاء الدین کے پاس کوئی بڑی فوج موجود نہ تھی اس حالت پریشانی میں وہ قل ہو اللہ شریف پڑھتا جاتا تھا اور ساتھ ہی تھوڑی فوج کو آگے بڑھاتا جاتا تھا اسی کا نتیجہ تھا کہ تاتاریوں میں ایک گھبراہٹ اور سراسیمگی پیدا ہوئی اور راتوں رات سب پلٹ گئے۔ اورنگ زیب عالمگیر، شاہجہاں اور شیر شاہ سوری کا یہ طریقہ عمل تھا کہ جنگ کی دگرگوں حالت دیکھتے تو قرآن کریم پڑھنے بیٹھ جاتے۔ تاریخی واقعہ ہے کہ پانی پت کے میدان میں جب مرہٹوں کے پانچ لاکھ کے لشکر میں شب خون مارنے میں حرکت پیدا ہوئی ہے اور شجاع الدولہ آپ کو خطرات سے مطلع کرنے دوڑے ہیں تو دیکھا کہ وہ اس وقت اپنے خیمہ میں بیٹھا کلام اللہ شریف پڑھ رہا تھا یہ اس کی برکات تھیں کہ اس کے لشکر میں قیامت کا جوش جرأت پیدا ہو گیا اور ۶۷ ہزار فوج نے پانچ لاکھ مرہٹوں کو شکست فاش دی۔ تاریخ ایسے بہت سے واقعات سے لبریز ہے شاہجہاں اور اورنگ زیب کے حالات میں لکھا ہے کہ انھوں نے اپنی صاحبزادیوں کو قرآنی تعلیمات کا فاضل بنا دیا تھا اور ہر وقت محل میں قرآن حکیم کی تلاوت کا سلسلہ جاری رہتا تھا اور کچھ انہی پر منحصر نہیں اکثر تاجداران اسلام کے شغف و انہماک کا یہی عالم رہا ہے اور یہی ان کی کامیابیوں کا راز تھا اور وہ دنیا میں با اقبال زندگیاں بسر کر گئے۔

جب مکہ معظمہ میں سکونت کی کوئی صورت نہ رہی اور کفار عرب آپ کو شہید کرنے کا تہیہ کر چکے تو آپ شب کو نکلے ایک مٹھی بھر خاک نگرانی کرنے والوں کی طرف پھینکی اور سورہ یاسین شریف کی ابتدائی سورتیں پڑھتے مکمل کر لئے ہوئے اور آپ کسی کو نظر نہ آئے صحابہ کرام سانپ اور بچھو کے کاٹے ہوؤں مرگی والوں اور آسیب زدوں پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا کرتے تھے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جائز ہی رکھا بلکہ دارقطنی اور ابن عساکر سے تو روایت ہے کہ حضور نبی کریم نے خود مار گزیدہ پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم فرمائی اور اپنا لعاب دہن جائے گزیدگی پر لگایا۔ مسند بزاز میں مروی ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بستر پر لیٹے لیٹے سوتے وقت سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ شریف پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے گا وہ ہر بلا سے محفوظ رہے گا دیلمی اور طبرانی وغیرہ میں بھی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں مجھے عطا ہوئی ہیں جو گنج العرش ہیں سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی سورہ بقر کی آخری آیات اور انا اعطینا اور واقعی یہ چیزیں دفعیہ بلیات و امراض میں اکسیر ہیں۔

سورہ فاتحہ بچھو اور سانپ کے کاٹنے جانور کا اثر دور کرنے اور کہنہ بخار والے کو شفا بخشنے میں اکسیر ہے انا اعطینا تپ وارد کے دفعیہ وحشی اور نقصان پہنچانے والے جانوروں کو دور کرنے عورت کے ورم سینہ کو ہٹانے میں بے حد مؤثر ہے درد سر اور درد کمر کے لئے مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ پڑھنا بے حد مؤثر ہے بچوں کے عارضہ پسلی کے لئے سورہ والناس اور نیز یہ آیت شریف تجربہ میں آ چکی ہے مرض اسقاط سے حفاظت اور اس کے ارتفاع کے لئے آیت واصبر وما صبرک الا باللہ ولا تحزن الی آخر اکسیر ہے اور سورہ یاسین شریف کا گنڈہ بھی اسے دور کر دیتا ہے یرقان کے دور کرنے کے لئے سورہ فاتحہ بہاری مجرب ہے بھڑ اور بیتے کے کاٹنے کے لئے واذا بطشتم بطشتم جبارین بہت فائدہ دہ ہے زخموں کی سوزش تلی کے کاٹنے ڈبہ دور کرنے اور بچھو اتارنے کے لئے سورہ معوذتین مسلم چیزیں ہیں مرگی سورہ فاتحہ کے عمل سے جاتی رہتی ہے نظر دور کرنے کے لئے سورہ فلق اور سورہ ناس اکسیر کا حکم رکھتی ہیں مختصر یہ کہ قرآنی آیات مختلف تراکیب کے ساتھ صدہا امراض و عوارض کے دور کرنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہیں مثلاً بسم اللہ شریف اور یا رحیم یا کریم یا غفور کا پڑھنا نہ صرف یہ کہ داڑھ کے درد کے لئے مکمل ہے بلکہ دانتوں کو بھی فولاد بنا دیتا ہے اور جب آیت کی زکوٰۃ دے دی جاتی ہے تو یہ دفعیہ امراض میں تیر کا کام دینے لگتی ہیں اور ایک ہی آیت سے صدہا کام لئے اور کام لئے جا سکتے ہیں خدائے قدوس کے کلام کے یہ حیرت انگیز اور حیرت بار اثر دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے اور لمحوں اور ثانیوں میں بڑے بڑے امراض فنا ہو جاتے ہیں اور کیوں نہ ہو جائیں آخر تو کلام الٰہی ہے اس عہد اور زمانہ میں بہت سے مسلمان بھی ان چیزوں

اور ان باتوں کو وہم خیال کرنے اور محض قوت ارادی کا کرشمہ بتانے لگے ہیں اور فریب کار عاملوں نے ان لوگوں کے خیالات کو مزید تقویت پہنچائی ہے لیکن حقیقت بہر حقیقت ہے اور قرآنی آیات کے اثرات شفا سے ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا ہم خود اس کا مشاہدہ کرچکے ہیں اور بہت سی ایسی تکالیف ہیں جنہیں ہم خود مختلف سورتیں اور آیات پڑھکر دور کر دیتے ہیں وہ تو یوں کہئے کہ اعمال خراب ہوگئے زبانوں میں گندگی پیدا ہوگئی ورنہ ان سے ہر مسلمان پورا کام لے سکتا تھا۔ خود رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے کہ سورہ فاتحہ میں ہر مرض کی شفا موجود ہے۔

جو شخص صبح کے وقت یا دن کے اول حصہ میں سورہ یاسین پڑھتا ہے اس کی حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ جو شخص یاسین شریف خدا کے لئے پڑھتا ہے اس کے گزشتہ معاصی پر خط عفو کھینچ دیا جاتا ہے آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ لوگو اپنے مرنے والوں کے پاس بیٹھکر سورہ یاسین شریف پڑھا کرو۔

سورہ الہٰکم التکاثر ثواب میں ایک ہزار آیت کے برابر ہے اور ضرور پڑھنی چاہئے اس لئے کہ اس کے پڑھنے سے قلب پر بیحد اثر پڑتا ہے اور خدا کا خوف غالب ہوتا ہے اور بعض اوقات تو اتنا خوف قائم ہوجاتا ہے کہ انسان بہت سے معاصی سے تائب ہوجاتا ہے واقعی بیحد دل ہلا دینے والی سورت ہے اور اس کے اندر اتنی شدید وعیدیں موجود ہیں کہ قلب پڑھتے پڑھتے کانپنے لگتا ہے۔ سورہ رحمٰن کو علی کرم اللہ وجہہ نے عروس القرآن فرمایا ہے حقیقت میں یہ اتنی پیاری اور دلربا چیز ہے کہ پڑھتے پڑھتے دل پر ایک کیف اور ایک سرشاری طاری ہوجاتی ہے جنت، بہشت اور نعمائے الٰہی کے تذکرے اس لطیف اور موثر انداز میں کئے گئے ہیں کہ ایک بیخودی کا عالم چھا جاتا ہے اور عجیب مسرت و سکون محسوس ہوتا ہے بسم اللہ شریف کے بھی بہت سے فضائل مذکور ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا خدا کے غضب و عذاب سے محفوظ رہتا ہے اور اس کی رحمت و نوازش سے محظوظ ہوتا ہے۔

ایک صحابی نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ قرآن حکیم میں بزرگ ترین سورت کونسی ہے آپ نے جواب دیا قل ہو اللہ احد پھر عرض کیا کہ بزرگ تر آیت کونسی ہے ارشاد ہوا آیت الکرسی پھر گزارش کی کہ آپ کو کونسی آیت عزیز ہے جو آپکے اور آپ کی امت کے لئے مفید ہے فرمایا سورہ بقر کی آخری آیات یعنی "امن الرسول" اس میں بندوں کے لئے خدائے قدوس نے خیر و برکت کی ہزار ہزار صفات رکھی ہیں اور رحمت کے خزانوں کی کلید ہے سورہ کہف کے متعلق فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز پڑھتا ہے دوسرے جمعہ تک اس کا ایمان روشن رہتا ہے غرض قرآن کریم موثرات اور رحمتوں کا ایک گنجینہ ہے

قرآن کریم کا نزول مسعود

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر جاکر ایک غار حرا میں جاکر مراقبات فرمایا کرتے تھے جب عمر مبارک چالیس سال کی ہوگئی تو آپ نے اور زیادہ ریاضات شروع کردیں اور ذکر و شغل اور غور و فکر میں بہت زیادہ مشغول رہنے لگے کئی کئی روز مسلسل یاد الٰہی میں مصروف رہتے کبھی کبھی آپ کے ساتھ آپ کی بیوی ام المومنین حضرت خدیجہ بھی آپکے ساتھ تشریف لیجاتیں آپ کو رویائے صادقہ اور طیبانہ آوازیں سننے اور دیکھنے کا تو اکثر اتفاق ہوتا تھا لیکن اب ان میں اور زیادتی ہوگئی اور آپ کا تقرب بڑھتا گیا آخر ایک روز جبرئیل امین آپ پر ظاہر ہوئے اور ذیل کی آیات دہرائیں:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق۔ اقرأ وربك الاكرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔ شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن رحیم ہے اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے ہر شئے کو پیدا کیا اس نے انسان کو ایک کیڑے سے پیدا کیا پڑھ اور تیرا رب بزرگ ہے جسنے قلم سے سکھایا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا) حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ آپکے رویائے صادقہ تو پہلے ہی نظر آنے لگے تھے جو دیکھتے وہ ظہور میں آجاتا تھا پھر آپ کو خلوت پسند آنے لگی اور عبادت بڑھنے لگیں یکایک حضرت جبرائیل امین کا نزول ہوا اور کہا کہ پڑھو آپ نے کہا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا جبرائیل امین نے آپ کو زور سے پکڑ کر دبایا اور چھوڑ کر کہا کہ پڑھو آپ نے پھر وہی جواب دیا اسی طرح تین مرتبہ کیا دبایا اور چھوڑا اور پڑھو کہا پھر آپ پڑھنے لگے اور بعثت کا سلسلہ شروع ہوا اور وہ بات پوری ہوئی جو یسعیاہ نبی کی کتاب میں درج چلی آتی تھی کہ:-

"اور وہ کتاب ان پڑھ کو دیگی اور کہا کہ میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ پڑھو وہ جواب دیتا ہے کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں"

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان آیات کو لیکر گئے اس حالت میں کہ وحی کی عظمت سے آپ کا تمام جسم لرز رہا تھا آتے ہی آپ نے کہا کہ مجھے کمبل اڑھاؤ جب آپکو کپڑا اڑھایا گیا تو آپ کی کپکپی موقوف ہوئی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ یہ حالت دیکھکر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں یہ شخص مذہب عیسوی کا ایک فاضل بزرگ تھا وہ آپ کے پاس آیا اور تمام حالت سنکر کہنے لگا کہ یہ ناموس اکبر تھا جو حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء کی طرف آیا کرتا تھا کوئی خوف و دہشت کی بات نہیں کاش میں اس وقت جوان ہوتا جبکہ تیری قوم تجھے یہاں سے نکالیگی تاکہ میں اس وقت تیری مدد کرتا آپ نے دریافت کیا کہ کیا میری قوم مجھے نکال دیگی ورقہ بن نوفل نے جواب دیا کہ ایسا کونسا نبی ہوا ہے جسے اس کی قوم نے نہ نکالا ہو اس کے بعد وحی کا سلسلہ جاری ہوگیا اور ایک اور عظیم الشان اور جلیل سورت نازل ہوئی یہ الحمد شریف تھی۔

الحمد شریف کی تفسیر

یہ سورت اگرچہ قرآن کریم کی ایک بہت مختصر سورت ہے لیکن اس کی ترتیب و ترکیب اور انداز بیان ایسا مکمل اور اس درجہ بلیغ و موثر ہے کہ صفات الٰہیہ عبادات و اعمال، تقویٰ و پاکیزگی اور روحانی و اخلاقی امراض کے متعلق جس تعلیم و تلقین کی ضرورت ہے اور جو چیزیں اہم اور ضروری ہیں وہ تمام اس سورت میں سمو دی گئی ہیں اور مرکز ہیں "الحمد للہ" یہ وہ مقدس کلمہ ہے جو ہر انسان کی فطرت میں منقوش سا کر دیا گیا ہے تمام عبادات و اعمال کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے اور عرفان الٰہی کے تمام چشمے یہیں سے پھوٹتے ہیں الحمد کا لفظ ذات باری تعالیٰ کی تمام صفات کاملہ کی طرف دلالت کرتا ہے یہاں یہ نکتہ واضح رہنا چاہئے کہ دنیا والوں کی

حمد، مدح، تعریف، وصف، ثنا، منقبت، خوبی، کمال، مدح اور
فضیلت وغیرہ کے الفاظ بولے جاسکتے ہیں اور کوئی شہنشاہ کوئی فرمانروا کوئی
بزرگ اور کوئی عالی حمد کے لفظ سے متصف نہیں ہو سکتا یہ لفظ صرف اللہ تعالیٰ
ہی کے لئے مخصوص ہے "حمد" سے پیشتر جو کلمہ "ال" ہے وہ استغراقیہ ہے جس سے
یہ مقصد و مفہوم پیدا ہوتا ہے کہ وہ تمام محامد و مکارم اور اوصاف و محاسن جو
قیاس میں آسکتے ہیں اور جہاں تک انسانی گمان رہبری کر سکتا ہے وہ ان
سب کا حامل صرف خدائے قدوس ہی ہے اور اس میں کوئی دوسری مخلوق اس
کی سہیم و شریک نہیں ہو سکتی۔

اللہ ایک ذاتی اسم ہے اور اس سے مراد وہ ذات ہے جو تمام خوبیوں اور
جملہ کمالات کا پیکر و مجموعہ ہو "رب العالمین" اس سے واضح و ظاہر ہوتا ہے
کہ تمام عالم کی پرورش اور زندگی اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ ہے اس پر ذرا وسعت
نظر سے غور کیجئے ذرہ ذرہ ریشہ ریشہ اور شجر و حجر سب عالم میں شمار ہوتے ہیں
اور بیک نظر فکر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تمام موجودات عالم اپنی خلقت و پرورش
کے لئے اس کی ربوبیت و پرورش کے رہین منت ہیں اور سارا نظام عالم ایک
اسی کی انگشت کبریائی کے اشارہ پر چل رہا ہے اس دوسرے جملہ کی تشریح کے
بعد اب ہم تیسرے جملہ "الرحمٰن" پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ
نہایت ہی رحم کرنے والا ہے ایسا رحم کرنے والا جس کا ثانی و مثیل نہ کوئی
ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور جو اپنی مخلوق کی تمام ضروریات وقت پر نہیں بلکہ قبل
از وقت ہی فراہم و مہیا کر دیتا ہے "الرحیم" کیا پیارا لفظ ہے یعنی رحمتوں
کے خزانہ کا مالک بندوں کی بری اور بیکسانہ حالت دیکھکر فوری متاثر ہونے
والا یہ رحمت الٰہی ہے جس کی کشش بندوں کے قلوب میں حق و زندگی کی چنگاریاں
پیدا کرتی ہے یہ رحمت ہی تھی جس نے عرب کے کفار اور وسط ایشیا کے تاتاری وحشیوں
کو جو اپنے اعمال و مظالم سے جہنم کے ابدی عذاب کے مستحق ہو چکے تھے مشرف
بہ اسلام ہونے کی توفیق بخش کر نور ایمان سے ان کے سینوں کو منور و روشن
کر دیا ہماری امیدوں کے سرچشمہ اور ہماری کامیابیوں کے بار آور ہونے کا
سہارا یہی رحمت ہے یہی وہ چیز ہے جو بندوں کو سنوارتی اور گنہگاروں کو
عیش جاودانی کا مورد بناتی ہے، رحیم کو رحم متقی اور غیر مستحق دونوں پر آتا ہے
گنہگار معصیت کار اور کتنا ہی شقی کیوں نہ ہو لیکن انکسار کے نازک لمحوں میں
جب بھی اس پر برسنے لگتی ہے اس وقت ہی اگر کسی کو رحم آتا ہے تو وہ ذات
باری ہی ہے غور کیجئے اور اوراق تاریخ پر نظر ڈالئے انسانوں نے انسانوں
پر قبضہ پاکر بہت ہی کم رحم کیا ہے خسرو نے جب اقتدار پایا تو بیت المقدس
کے [illegible] انسانوں پر کونسا رحم کیا پھر قیصر [illegible] گرفتار
کر کے [illegible] زندگی [illegible] اور اس کی گردن پر پاؤں رکھکر [illegible]
پر سوار ہوتا تھا اور قیصر ہرقل کی منتوں سماجتوں پر کبھی اس نے رحم کیا۔ کیا
ذونواس نے نجران کے عیسائیوں کو زندہ جلانے میں کوئی رحم کیا، کیا قیصر
فوکس نے قیصر ماریس پر اور اس کے [illegible] بیٹوں کو گولوں سے بچانے
اور ان کی آنکھوں میں سے نکلے ہوئے آنسوؤں نے کسی رحم کے جذبہ سے کام لیا اور پھر اسی
خسرو پرویز اس کے بیٹے شیرویہ نے کونسا رحم کیا اور تڑپا تڑپا کر ہلاک کر دیا۔
یہ قصے تو فرمانرواؤں کے ہیں کیا حضرت موسیٰ نے فرعون پر کوئی رحم کیا

یہ خدائے وحدہ لاشریک ہی کی ذات ہے کہ اس نے موسیٰ سے کہا تھا کہ
یہ انسان ہے اگر فرعون جس طرح تجھے پکارتا رہا تھا اور عفو و درگزر کے لئے
التجا کرتا رہا وہ تیری بجائے مجھے ایک دفعہ بھی پکار لیتا تو گو وہ برسوں سے میری
نافرمانی کرتا رہا مگر میں اسے ضرور معاف کر دیتا۔ اسی دنیا میں دیکھ لو کہ قتل و غارت
اور لوٹ اور غارت کے جرائم میں عفو کا کسی کو خیال بھی نہیں آتا لیکن رحم والے
کی رحمت و رحمانیت کے جلوے مشاہدہ ہوں کہ انسان عمر بھر گناہ کر کے
شدید سے شدید تر عذاب و عقاب کا خود کو مستحق بنا چکا ہو لیکن جس لمحہ میں وہ
نادم ہو کر توبہ کرے گا تو رحمت الٰہی فوراً ہی جوش میں آکر اسے اپنی آغوش میں
لے لیگی اور نہ صرف یہ کہ اسے معاف کر دیگی بلکہ اس کے قلب کی سیاہی بھی دھو
ڈالے گی۔ وہ کہتا ہے اور کس کروفر اور شہنشاہی سے دعا لم کے لئے کو رحمت کے سا
کہتا ہے کہ لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا
اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہو وہ تو جوش رحمت میں آکر سب
گناہ بھی معاف کر دیتا ہے "مالک یوم الدین" بظاہر کوئی اہم بات معلوم نہ
ہوتی لیکن بباطن اس میں حقائق و معانی کے سمندر ٹھاٹھیں مارتے نظر آ
رہے ہیں یعنی وہ روز حشر کا مختار کل ہے روز حشر بپا ہوگا اور روح فرسا منظر
اور اس روز تمام بندے اپنے اعمال و افعال کا حساب دینے کے لئے اس کے
سامنے موجود ہوں گے امتحان کا دن ہر جگہ خوفناک ہوتا ہے اور اس سے
اچھے اور برے دونوں کو گھبراہٹ ہوتی ہے اگر بندے یہ سمجھ لیں کہ دست قدرت
الٰہی ہم سے حساب لیگی اور ہمارے اعمال کے متعلق ہم سے باز پرس کرے گی
تو تمام گناہوں اور بری راہوں سے بچ سکتے ہیں گویا یہ جملہ تمام پرہیزگاری
و تقویٰ کی اصل و اساس ہے اگر انسان اسے پیش نظر رکھے اور ارادہ بد کے وقت
اسے "مالک یوم الدین" کا خیال رہے تو وہ ہر معصیت سے بچ کر نیک زندگی بسر
کر سکتا ہے یہ جملہ بندوں کو ڈراتا اور دھمکاتا ہے کہ دیکھو محشر کا خیال رکھنا
برا کام کرتے رہے ہو لیکن باز پرس کا خیال رکھنا۔

پھر حساب و کتاب اسی وقت لیا جاسکتا ہے اور باز پرس اسی سے کی جاسکتی
ہے جب اچھے اور برے کی تمیز ہو اور یہ بتا دیا جائے کہ فلاں چیز اچھی اور
فلاں کام برا ہے چنانچہ قرآن کریم میں تمام اوامر و نواہی موجود ہیں اور انہیں
واضح کرنے کے بعد مزید احتیاط و رحمت کے طور پر یہ بتا دیا گیا ہے فالهمها
فجورها وتقوها قد افلح من زكها وقد خاب من دسها ہم نے
تمہارے قلب میں افعال کی بھلائی برائی الہام کر دی اور واضح کر دیا کہ فلاں
کام اچھا اور فلاں برا ہے ہر جس شخص نے اپنے قلب کو پاک رکھا وہ نجات پا گیا
اور جس نے اسے [illegible] کیا وہ تباہ ہو گیا گویا اللہ تعالیٰ نے تمام امور پوری صفائی
کے ساتھ اپنے بندوں پر واضح کرتا چلا جاتا ہے تاکہ ان کے لئے [illegible]
اب یہ بندوں کا قصور ہے کہ وہ ان پر غور نہ کریں اور خود بخود تباہی کے [illegible]
پر پڑ جائیں۔ افسوس کہ بندے خدا کے کلام پر غور ہی نہیں کرتے اور اس کے
رموز و غوامض تک ان کی نگاہیں نہیں پہنچتیں۔

"ایاک نعبد" یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یہاں یہ واضح کر دینا
ضروری ہے کہ عبادت بھی حقیقی طور پر تین ہی قسم کی ہوتی ہے اور قرآنی اصطلاح
میں اس کی کئی اقسام ہیں۔ اولاً اپنے معبود برحق کی اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی

حمد و ثنا کرنا ثانیاً تمام اعضاء سے کامل درجہ کی تعظیم و تکریم کرکے اس کا علانیہ اور اپنا عجز و نیاز ظاہر کرنا مثلاً دست بستہ قیام، رکوع، سجود اور قعود۔ ثالثاً اپنے تمام قویٰ اور اعضاء کو پورے پورے طور پر اس کی خدمت اور فرمانبرداری میں لگا دینا یعنی اس کے احکام پر چلنا اور نواہی سے کامل احتراز برتنا۔ عبادت خدا اور صرف خدا ہی کی کی جاسکتی ہے اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا اور اس کے سامنے جھکنا اس کی ربوبیت، رحمانیت اور رحیمیت سے اعراض یا انکار کرنا ہے۔

"ایاک نستعین" یعنی تجھی سے مدد مانگتے اور استعانت کرتے ہیں "ایاک نعبد" کے بعد "ایاک نستعین" کا جملہ خاص طور پر معنی خیز ہے مانگنے کا لطف ہی جب ہے جب انسان کچھ کر کے مانگے یعنی اے رب العالمین، رحمٰن الرحیم، مالک یوم الدین ہم سے جس قدر ممکن ہو سکتا تھا ہم نے اپنی قوتوں اور استطاعتوں سے کام لیکر تیری عبادت کی تیرے احکام کی فرمانبرداری کو حاضر ہیں اور آخر ہم تیری کمزور ضعیف مخلوق ہیں تیری امداد و اعانت کے محتاج ہیں تو ہماری امداد کر اور ہم صرف تجھی سے امداد کے طالب ہیں یعنی پہلے حمد و ثنا کی عبادت ہوئی اس کی ربوبیت، رحمانیت و رحیمیت اور مالک یوم نشور ہونے کا اعتراف پھر عبادت و عجز کا اعتراف پھر عبادت و عجز کا اظہار اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد طلب امداد کتنی بہتر تلقین و ترتیب ہے اور اس کے اندر کتنے اخلاقی اور بلند نفسیاتی پہلو موجود و مرکوز ہیں۔

"اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین" یعنی خداوند کریم تو ہمیں سیدھی اور صحیح راہ چلا ان لوگوں کی راہ پر جن پر تیرے انعام و اکرام نازل ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں ان لوگوں کی راہ نہ چلا جن پر ان کے اعمال بد کے باعث ان پر تیرا غضب نازل ہوا اور وہ گمراہ ہوئے"

اس دعا میں تین مطالب کی طرف ارشاد فرمایا گیا ہے اولاً دعا کا فلسفہ اور طریق ثانیاً ان انعامات الٰہی کی طرف اشارہ ہے جو برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتے ہیں اور جن کی تمنا شب و روز ہر فرد بشر کو ہوتی ہے اور جن کے واسطے دعائیں مانگی اور تمنائیں کی جاتی ہیں۔ ثالثاً بدکار اور بد افعال اور شریر لوگ جو دنیا میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور غضب الٰہی کے مورد بنتے ہیں اس سے حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس سورت کی ترتیب صاف طور پر ظاہر کر رہی ہے کہ دعا کی بنیاد و اساس ربانی اور خداوندی صفات کا علم اور عبادت ہے کوئی شخص ربانی اور خداوندی صفات کے علم و عبادت میں جس قدر ترقی کرے گا اتنی اس کی دعا زیادہ مقبول و مستجاب ہوگی۔ "انعمت علیہم" کی تفصیل خداوند ذوالجلال نے آگے چل کر خود "من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین" کے الفاظ سے کر دی ہے۔ انعامات کی تفصیلات تو بہت بڑی اور بہت زیادہ ہیں تاہم تفہیم مطالب کے لئے اجمالی طور پر عرفان، عشق الٰہی، رویائے صادقہ، الہامات، مکاشفات، قبولیت دعا، معیت الٰہی اور تائید غیبی وغیرہ سمجھ لینی چاہیئے کوئی شخص ہو جو ان انعامات کی امید جناب الٰہی سے نہیں رکھتا اس کا ایمان ناقص ہے اور وہ گویا اس کی شان ربوبیت، رحمانیت اور رحیمیت کا منکر ہے یا اسے سمجھ نہیں سکتا۔ جو لوگ خدا کی قدرتوں، دعا قبول اور پردرشوں اور تائیدات غیبی کے منکر ہیں اسے مجبور خیال کرتے ہیں یا اس کی ہستی ہی سے انکار کر بیٹھتے ہیں وہ بلاشبہ مغضوب ہیں اور ہونا چاہیئے اس لئے کہ بندہ جب آقا کی آقائی سے انکار کر دے تو اسے حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی انعام و اکرام کا مستحق بنے یا سمجھے اور اس پر الٰہی برکات کسی نہج پر بھی نازل ہوں۔

اس مختصر کتاب میں مزید تفصیلات کی گنجائش نہیں تاہم اس نمونہ تعلیمات قرآنی سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ کتنی بلیغ، کتنی نتیجہ خیز اور کتنی زبردست ہے یہی وجہ ہے کہ جن بزرگوں نے اسے سمجھا اور اس چشمہ سے ان کے کام و دہن لذت یاب ہوئے انہوں نے صد ہزار آفات و مصائب کے ہجوم میں بھی اسلام سے اعراض نہ برتا اور مصائب و مظالم کے طوفان خیز سمندر میں، قیامت انگیز موجوں کے مقابلہ پر چٹان کی طرح کھڑے رہے۔

یہ سورت بہت ابتدائی سورتوں میں سے ہے اس کے سکھانے کے بعد بحکم ربی جبرائیلؑ نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو عملی طور پر نماز سکھلائی جب سورتیں نازل ہوتیں تمام صحابہ کرام انہیں پورے ذوق و شوق کے ساتھ حفظ کر لیا کرتے اور لکھ بھی لیا کرتے تاکہ ہر طرح سے محفوظ رہیں چنانچہ حضرت بی بی خدیجہ رضؓ، حضرت علی اور ورقہ بن نوفل رضؓ نے انہیں حفظ بھی کر لیا اور لکھ بھی لیا۔

———(+)———

اسلام کی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو خاص طور سے مولوی کیلئے لکھی جا رہی ہے

(نوشتہ حضرت مولانا ... ی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

معاش اور اسلام

ذاتی خاندانی، قومی اور نوعی ضروریات کے لئے روپیہ پیدا کرنا ان مہمات امور سے ہے جو انسان کو عزت و رفعت کے فلک الافلاک پر پہنچا دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام نے بھی اس طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کی ہے اور سعی معاش اور کسب دولت کو افضل ترین عبادت قرار دیا ہے خود سرورکائنات فخر موجودات دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام اعمال میں افضل کسب حلال ہے نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے عیال کے لئے جائز وسائل سے مال حاصل کرے اس کا مرتبہ مثل اس شخص کے ہے جو خدا کی راہ میں جہاد کر رہا ہے اور جو شخص جائز طور پر پاکدامنی کے ساتھ دنیا طلب کرتا ہے اس کا درجہ شہیدوں کے درجہ کی برابر ہے۔

اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئیے کہ اسلام صرف محنت و کوشش اور حصول دولت کی ترغیب ہی دیتا ہے نہیں اور ہرگز نہیں اسلام نے اسے لازمات سے قرار دیا ہے اور اس کے ترک کرنے والوں کو واضح کر دیا ہے کہ ان سے اسکے متعلق مواخذہ کیا جائے گا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ حلال مال کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں میں دولت کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں چونکہ اس وقت ان پر عام طور سے عسرت و افلاس چھائی ہوئی ہے اور علما بھی اس سے بچے نہیں رہے اس لئے سوتوں کو اور سلانے کے لئے واعظ ہر جگہ یہ وعظ کہتے پھرتے ہیں کہ یہاں کے عیش فانی ہیں دولت فانی ہے اور دنیا فانی ہے ایسوں کا طبقہ ان سے بعید کہتا ہے اس لئے وہ دولت کی مذمت اور برائی پر اتر آتے ہیں اور غرباء کو یہ کہکر تسکین دیتے ہیں غریب ہو تو کوئی غم نہیں جنت غرباء ہی کے لئے ہے لیکن یاد رکھیئے اور خوب سمجھ لیجئے کہ اسلام نے جس دولت کی مذمت کی ہے وہ وہی ہے جو حلال و حرام کے امتیاز کے بغیر جمع کی جائے اور جس میں سے خدائے قدوس کی راہ میں کچھ خرچ نہ کی جائے یہی دولت عذاب قبر اور آخرت میں مصیبت کا باعث ہوگی اور جو دولت محنت و سعی سے حاصل کی جائے اور منشائے خداوندی کے مطابق اسے خرچ کیا جائے وہ صد گونہ سعادت و برکت کی موجب ہے اور ایسے امیروں کو یقیناً غرباء پر فضیلت ہے

جو لوگ شبانہ روز محنت کر کے کفایت و سلیقہ سے روپیہ جمع کریں اور مستحقین کو محروم نہ کریں کوئی وجہ نہیں کہ انھیں ان غرباء پر فضیلت نہ ہو جو اگر اسی طرح محنت و کفایت سے کام لیتے اور خدائے قدوس کی بتائی ہوئی راہ پر چلتے تو وہ بھی دولت حاصل کر سکتے تھے خدائے برتر و توانا نے کسی کو محتاج رہنے کے لئے پیدا نہیں کیا جو لوگ خدا کی عطا کی ہوئی قوتوں سے کام لیتے ہیں اور اس کی بتائی ہوئی راہ پر گامزن ہیں وہ دنیا و آخرت دونوں جگہ آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

مذہب اسلام تو دولت کو قومی زندگی و ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ خیال کرتا ہے اور کرنا چاہئیے اس لئے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ میری امت پر عنقریب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں لوگوں کو اپنے دینی اور دنیوی امور کی درستی کے لئے درہم و دینار کی ضرورت ہوگی۔ اگر آپ یہ نہ فرماتے اور اسلام اس تعلیم کا حامل نہ ہوتا تو یہ ایک بڑے نقص کی بات ہوتی آج پوری دنیا اور دنیا کے تمام عقلا و حکما نے دولت کی سود مندی کو تسلیم کر لیا ہے یہ اور بات ہے کہ اس سے اچھے کام نہ لئے جائیں اگر کوئی شخص تلوار کو اپنے ہی جگر میں بھونک لے یا اس سے اپنے ہی بچہ کی گلا اڑا دے تو اس میں تلوار کا کیا قصور ہوگا اور نہ اس سے تلوار کی تنقیص لازم آئیگی یہ تو صرف استعمال کرنے والے کا قصور ہوگا یہی حالت دولت کی ہے کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

زر کہ بدنام کن اہل خرد را غلط است — بلکہ زر میشود از صحبت نادان بدنام

اسلام کی تعلیم کا یہ نتیجہ تھا کہ خود رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانہ میں مسلمانوں کے اندر ایسے ایسے دولتمند پیدا ہو گئے تھے جن میں ایک ایک بزرگ کا عطیہ ایک فوجی حملہ کرنے کے کافی ہوتا تھا حضرت عثمان غنی رضی نے ایسا ہی کیا تھا اور اسی وجہ سے اس بات سے خوش ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی تعریف میں فرمایا تھا نعم المال الصالح للرجل الصالح کیا اس کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلام دولت و ثروت کے منافی ہے افسوس یہ ہے کہ لوگ محض ظاہر پر حکم لگاتے ہیں اور کسی معاملہ کے نظام پر غور نہیں کرتے غور کیجئے جن لوگوں کی طبیعت میں استغنا ہوتا ہے اور جو دولت کو اہمیت نہیں دیتے ان کے قوائے عمل لازماً معطل ہو جاتے ہیں اور وہ سست و کاہلی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

اس چالیس پچاس برس کے زمانہ میں کسب دولت کی برائی جس شدت و کثرت کے ساتھ کی گئی ہے اس کی کوئی نظیر پوری اسلامی تاریخ میں نہیں نکل سکتی یہ فقر دلانے والے اور دولت کی برائی کرنے والے یہ نہیں سوچتے کہ اس تعلیم و تلقین کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں کس قدر مہلک مترتب ہو رہا ہے اور ان میں سستی و کاہلی کا عنصر کتنا بڑھتا چلا جا رہا ہے دولت کے حصول کا شوق انسان کو قوت عمل اور اعضائے متحرکہ کو زنگ نہیں لگنے دیتا اور زندگی کا رنگ بھی نکھرتا چلا جاتا ہے اگر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایک دفع بھی دولت کی برائی کر دیتے تو صحابہ کرام میں کوئی ایک شخص بھی ادھر متوجہ نہ ہوتا۔

یہ تو تھی احادیث اور اقوال نبوی کی حالت خود خدائے قدوس بھی اپنے بندوں کو کسب معاش کی تاکید اور کسب دولت کی تلقین کرتا ہے قرآن کریم میں خدائے قدوس نے فرمایا ہے ولا تنس نصیبک من الدنیا اور دنیا میں جو تیرا حصہ ہے تو اسے فراموش نہ کر ایک اور جگہ فرمایا ہے فانتشروا فی الارض

وابتغوا من فضل اللہ اب تم ملکوں میں منتشر ہو جاؤ اور خدا کے فضل یعنی معاشرت و دولت کی جستجو کرو، جب ہمیں خدا نے خود حلال خود دنیا سے اپنا حصہ حاصل کرنے اور اس طرف سے غفلت نہ برتنے کا حکم لے رہا ہے اور دوسری آیت میں وہ دولت کو اپنا فضل قرار دیتا اور فرماتا ہے کہ دوسرے ملکوں میں بھی جاؤ اور جہاں سے اپنی روزی کماؤ تو ہم کون ہیں جو اس کی مخالفت اور مذمت کریں۔ دنیا میں کوئی بیوقوف سے بیوقوف انسان بھی ایسا نہیں ہے جو دولت کی بہتری برتری اور سود مندی کا معترف نہ ہو سب اپنی کی نگاہوں سے اس کی کارفرمائیاں کو دیکھتے اور اس کی عظمت و فوقیت کو تسلیم کرتے ہیں یہ صرف مذہبی مواعظ و تلقینات ہیں جنھوں نے لوگوں کو اس طرف سے غافل اور بے پرواہ بنا دیا ہے اگر کہیں یہ لوگ بھی دولت کے متعلق صریح احکام مذہبی سے مسلمانوں کو مطلع کرتے رہتے تو ایک تو اس کی بدیہی سود مندیاں اس پر مذہبی تاکیدات کوئی ایک مسلمان بھی اس کی طرف سے غافل اور تاریک نہ رہتا مذہبی صورت تجارت کے متعلق پیش آئی اور رفتہ رفتہ مسلمان اس شعبہ سے بالکل بے بہرہ اور جدا ہو گئے یہ کتنی بڑی مصیبت تھی کہ دنیا کی دو سب سے بڑی نعمتوں اور ترقی کے وسیلوں سے مسلم رہنماؤں ہی نے مسلمانوں کو جدا کر دیا جس قوم میں ان دونوں چیزوں کی اہمیت و برتری پر سب سے زیادہ زور دیا گیا تھا وہی قوم آج ان سے بالکل علیحدہ اور بیگانہ نظر آ رہی ہے اور اس نے اپنے اوپر خود میدان حیات تنگ کر لیا ہے۔

عام طور سے کہا جاتا ہے کہ دنیا کافروں کے لئے ہے اور آخرت مسلمانوں کے لئے عجیب تعلیم و تلقین ہے دونوں عالم ہیں تو خدائے قدوس ہی کے اس کے ایک "کن" میں بلا کدہ جنت بن سکتا ہے یہ کونسی فضیلت ہوئی کہ دونوں عالم دونوں کو تقسیم کر دیئے گئے "اہم و اعظم فضیلت" تو یہ تھی کہ مسلمان دونوں عالم میں عیش و آسائش کے سرمایہ دار ہوتے واقعی اسلام نے مسلمانوں کو اسی "اہم و اعظم فضیلت" سے بہرہ مند کیا ہے اور اسلامیوں کے لئے دنیا و آخرت دونوں میدان وقف کر دیئے ہیں خدائے قدوس فرماتا ہے وقیل للذین اتقوا ماذا انزل ربکم قالوا خیرا للذین احسنوا فی هذه الدنیا حسنة ولدار الاخرة خیر ولنعم دار المتقین ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا ربنا عذاب النار پرہیزگاروں سے قرآن کے بارہ میں پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے تم پر کیا نازل کیا تو جواب دیتے ہیں کہ اچھے سے اچھا جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی اور بہتری ہے اور آخرت میں تمہارا ٹھکانا اس سے کہیں بہتر ہو گا پرہیزگاروں کا آخرت کا گھر کیا عمدہ اور اچھا ہے اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت عطا کر اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ مسلمانوں کے لئے دونوں جگہ بہتری اور بھلائی ہے اور انھیں خدائے قدوس نے جس دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اس میں دنیا و آخرت دونوں جگہ بہتری اور بھلائی ہے اور انھیں خدائے قدوس نے ہمیں دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اس میں دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی کے متعلق دعا مانگنے کا حکم دیا ہے بلکہ دنیا کا نام مقدم رکھا ہے اور رکھنا چاہئے بھی تھا

اس لئے کہ پہلے تو ہمیں دنیا ہی سے دوچار ہونا پڑتا ہے کوئی بتائے تو ہمیں کہ کیا یہ نظارہ کوئی شاندار نظارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص اور محبوب بندے اس دنیا میں ہر جگہ خوار و ذلیل رہیں اور نا فرمان و سرکش عیش و آرام میں رہیں اور ہرگز نہیں خدائے قدوس ہرگز یہ نہیں چاہتا یہ صرف غلط تعلیم اور نفس کشی کے اثرات ہیں۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم صحابہ کرامؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے لوگوں نے ایک چست و چالاک اور قوی نوجوان کو دیکھا کہ سخت محنت کر رہا تھا کہنے لگے کہ کاش اس شخص کی یہ محنت و جوانی خدا کی راہ میں صرف ہوتی آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو کیونکہ وہ اس لئے محنت کر رہا ہے کہ لوگوں سے مستغنی ہو جائے کسی سے سوال کرنے کی حاجت نہ ہو اگر وہ اپنے لئے اور اپنے بال بچوں کے لئے یا اپنے ضعیف ماں باپ کے لئے محنت کرتا ہو تو اس کی یہ محنت خدا کی راہ میں محنت خیال کی جائے گی اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ بھلائی برائی سب کا انحصار نیت پر ہے اگر غرض نیک ہے تو ضرور ثواب ملیگا۔

ایک اور جگہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص فخر و مباہات کی غرض سے حلال طور پر مال حاصل کرتا ہے خدا سے وہ ایسی حالت میں ملیگا کہ خدا اس پر غصہ ہو گا اور اگر وہ سوال سے بچنے اور اپنی آبرو کی حفاظت کی غرض سے مال حاصل کرتا ہے تو قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے مانند چمکتا ہو گا۔

اس ضمن میں غلط تلقین کے علاوہ ایک اور مہلک خیال بھی مصروف کارفرمائی ہے وہ یہ کہ جو قسمت میں ہے وہ ملے گا اور محنت و سعی سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا اس اعتقاد سے ہمیں بحث نہیں لیکن جو کچھ خدا کے علم میں ہے ہم اس کے دریافت کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے ہمیں کیا معلوم کہ ہماری کوشش رائیگاں جائے گی ہمیں ہرگز مناسب نہیں کہ ہم ایسے خیالات فاسد کو بیٹھے پختہ کریں جو سعی و محنت اور اسلام کے بتائے ہوئے سیدھے راستے سے روکنے والے ہیں اسلام نے قرار دیا ہے کہ خدائے قدوس اپنے بندوں کو ان کی ہمت اور کوشش کے مطابق رزق تقسیم کرتا ہے پس جس کی جتنی کوشش ہو گی اس کو اتنا ہی رزق ملے گا یہی وہ چیز ہے جو انسانوں کو میدان حیات میں مقابلے اور مسابقت پر آمادہ کرتی ہے اگر انسان کو یہ یقین ہی نہ ہو کہ میری کوشش و محنت کا کوئی ثمر ملے گا تو کوئی بھی محنت میں اپنا سر نہ کھپائے محنت کے بارآور ہونے کا خیال و یقین ہی اسے محنت و سعی پر آمادہ کرتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدائے ذوالجلال اپنے بندوں کو ان کی ہمت اور نیت کے مطابق رزق و مال عطا کرتا ہے یہی تعلیم درست اور حوصلہ افزا ہے اور اسی پر مسلمانوں کو عمل کرنا چاہیئے۔

کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ کامیابی و کامرانی کا راز ہمت و سعی ہی میں مضمر ہے اور کاہلی و گمنامی انسان کو فقر و فاقے اور ذلت و نامرادی کے گرداب میں مبتلا کر دیتی ہے اسلام میں قدم قدم پر احکام اور رہنمائی موجود ہے اور کسی معاملہ اور کسی شعبہ کو ترک نہیں چھوڑا گیا دنیا کے ہر گوشہ میں پیغمبر

... سید عالم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ دلیر تاجر کو رزق ملتا ہے اور کم ہمت تاجر محروم رہتا ہے۔ کیا اس حقیقت کی صداقت مجسم شکل میں ہمارے سامنے رونما نہیں ہوتی جو تاجر دلیری کے ساتھ ساتھ روپیہ لگاتے اور اشتہار پر روپیہ خرچ کرتے ہیں وہ ضرور کامیاب ہوتے ہیں خوب سمجھ لیجئے کہ خدائے ذوالجلال نے زندگی و ترقی کے اٹل اصول مقرر کر دیئے ہیں جو ان کے مطابق عمل پیرا ہوگا وہ کامیاب ہوگا رزق الٰہی اصول پر کاربند رہنے سے ملتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا اور بالکل صاف اور غیر مبہم الفاظ میں فرمایا ہے "جو شخص کوشش کرتا ہے وہ فائز المرام ہوتا ہے اور ہر کوشش کرنے والے کو اس کا حصہ ضرور ملتا ہے حضرت عمر فاروق نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ تلاش رزق اور حصول معاش کی سعی ترک کر دے اور گوشے میں بیٹھ کر یہ دعا کیا کرے کہ اے خدائے برتر و توانا تو مجھے غیب سے رزق عطا کر کیونکہ سب کو علم ہے کہ سونا چاندی آسمان سے نہیں برسا کرتے اب بھی اگر کوئی شخص رزق کا معاملہ قسمت پر چھوڑ دینے کا حامی ہو تو اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پڑھنی چاہئے مسلمانو کوشش کرو کیونکہ کوشش تم پر فرض کی گئی ہے۔

حضور کریم نے حصول رزق اور کسب دولت کے لئے سفر کرنے کا بھی حکم دیا ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام بری اور بحری تجارت کرتے اور باغوں کے کام میں مشغول رہتے تھے ان بزرگوں نے محنت و سعی اور جفاکشی و اولوالعزمی کے جو نمونے دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں اس پر بنی نوع انسان کو بجا طور پر فخر ہو سکتا ہے۔ لوگ ابتدا میں مالی اعتبارات کوئی اہمیت نہ رکھتے تھے انھیں جو راہ دکھائی گئی اور جو نصوص و احادیث ہم نے درج کی ہیں ان پر عمل کیا اور فائز المرام ہوئے انتہا یہ ہے کہ ایک صدی کے اندر نہ صرف دولت و ثروت بلکہ تخت و تاج کے مالک بن گئے اور ساری دنیا کی گردنیں ان کے سامنے جھک گئیں یہ تعلیم آج بھی موجود ہے اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو چند سال ہی کے اندر ان پر ترقی کی راہیں کھل سکتی ہیں اسلام فطری مذہب ہے تمدن و معاشرت کی ترقی کے لئے جو شعاری اصول اس نے پیش کر دیئے ہیں دنیا کا کوئی مذہب اس سلسلہ میں اسلام کے مقابلہ پر کھڑا نہیں ہو سکتا اور اس کی امتیازی شان ہر حالت اور ہر زمانہ میں برابر جلوہ گر رہی اور رہے گی

تاریخ اسلام

(از جناب مولانا سید نذیر الحق میرٹھی)

بسلسلہ گذشتہ

حضرت حسان کی فراخ دلی

مطعم بن عدی جس نے ابوطالب اور حضرت خدیجہ کے بعد حضور اکرم صلعم کی حمایت وحفاظت کرکے عربی شرافت اور خلق ومروت کا ثبوت دیا تھا یہ کفر کی حالت میں غزوۂ بدر سے پہلے وفات پا گیا تھا اس کا فرنے جو احسان حضور سرور عالم صلعم کے ساتھ کیا اس سے حضرت حسان دربار رسالت کے شاعر ایسے متاثر ہوئے کہ آپ نے اس کی وفات پر مرثیہ کہا تھا اس موقع پر علامہ شبلی اپنی قابل قدر تصنیف سیرۃ النبی میں اخلاقی اور تنزیہی رنگ میں کیا خوب لکھتے ہیں مطعم کا یہ کام بے شبہ مدح کا مستحق تھا لیکن آجکل کے مسلمان حضرت حسان اور زرقانی سے زیادہ فیضفتہ اسلام ہیں اس لئے معلوم نہیں حضرت حسان کا یہ فعل آج بھی پسند کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

کیا اب مسلمانوں کے پاس جن کا آپس میں ایک رسول کا کلمہ پڑھتے ہوئے اور عاشق رسول کا دم بھرتے ہوئے یہ سلوک اور اخلاق ہے کہ بات بات پر ایک دوسرے پر کفر کا فتوی لگاتے ہیں اختلافی امور کی وجہ سے بغض و عناد رکھتے ہیں تذلیل وتحقیر کرتے ہیں سلام ودعا ترک کرتے ہیں بائیکاٹ اور قطع تعلق کی دوسروں کو بھی تعلیم دیتے ہیں مرنے جینے اور مجلسی ومعاشرتی امور میں شریک ہونے اور ہمدردی ظاہر کرنے سے اجتناب اور نفرت کرتے ہیں علامہ شبلی کے اس سوال کا کوئی جواب ہے ہرگز نہیں ان کے اخلاق اس قدر خراب اور خلاف اسلام ہو چکے ہیں کہ اب ان میں اسلامی ذہنیت اور صحابہ جیسا اخلاقی رنگ تلاش کرنا بیسود ہے بہت ممکن ہے کہ آجکل کے نفاق پسند اخلاق اور کار ساز مولوی حضرت حسان کے اس فعل کی کوئی اہمیت نہ دیں یا کوئی دور از کار تاویل کر ڈالیں مگر جو چیز آپ کے اس فعل میں مستتر آرہی ہے اور جو پاک ومقدس جذبہ اس میں کارفرما ہے وہ بہت زیادہ اہم اور لائق توجہ معلوم ہوتا ہے۔

بیعت عقبۂ ثانیہ نبوت کا تیرہواں سال

بنو عبد الاشہل کے مسلمان ہونے کے بعد مدینہ کے دوسرے قبائل میں بھی اسلام آہستہ آہستہ پھیلنا شروع ہو گیا اور آفتاب اسلام کی شعاعیں بے حجاب تاریک قلوب پر پڑنے لگیں ادھر تو مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ مدینہ میں احکام اسلام کی نشر واشاعت اور استحکام دین میں کامیابی پر کامیابی ہو رہی تھی ادھر مکہ میں مسلمانوں پر قریش کے مظالم بڑھتے جاتے تھے ان کی ایذا رسانیاں ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھیں اسی امید وبیم یاس اور کامیابی و ناکامی کی حالت میں ۱۳ نبوی کا ماہ ذی الحجہ آیا تو مدینہ سے مصعب بن عمیر ۷۲ مرد اور دو عورتوں کو اپنے ساتھ لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوئے مدینہ کے مسلمانوں نے اس قافلہ کو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ زیارت نبوی سے مشرف ہو کر مدینہ والوں کی طرف آنحضرت کی خدمت میں مدینہ تشریف لانے کی درخواست پیش کرے

آنحضرت صلعم کو اس قافلہ کی آمد کی خبر پہلے ہی مل چکی تھی اس لئے رات کے وقت آپ مکہ سے نکلے اور وادی عقبہ کو ہو لئے کیونکہ اسی جگہ ملاقات کی تجویز قرار پائی تھی راستہ میں آپ کو حضرت عباس بھی مل گئے جو اس وقت تک اگرچہ مشرف باسلام نہ ہوئے تھے لیکن ان کو حضور صلعم سے ایک خاص ہمدردی تھی ان کو جب حضور نے اپنے ارادہ سے مطلع کیا تو یہ بھی آپ کے ہمراہ ہو لئے ادھر مدینہ کے مشتاق و بیتاب شیدایان اسلام پہلے ہی آپ کی زیارت اور تشریف آوری کے منتظر تھے آپ نے عقبہ میں پہنچکر منتظر مسلمانوں سے ملاقات کی اور ان کو شرف حضوری بخشا مدینہ والوں نے نہایت ہی شوق وامید کے ساتھ آپ سے مدینہ میں تشریف لیجانے کی خواہش ظاہر کی حضور کے جواب دینے سے پہلے ہی حضرت عباس کھڑے ہوئے اور مدینہ والوں کو مخاطب کرکے کہا۔

مدینہ والو اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ اس وقت محمد صلعم اپنے خاندان اور اپنے وطن میں ہیں ان کا خاندان ان کی بدل وجان حفاظت کر رہا ہے اگر تم ان کو اپنے ہاں لیجانا چاہتے ہو تو خوب اونچ نیچ سمجھ لو تمہیں ان کی حفاظت کرنی پڑے گی اور ان کی حفاظت کوئی آسان کام نہیں اگر تم خونریز لڑائیوں کے لئے تیار ہو تو بہتر ورنہ ان کے لیجانے کا نام نہ لو۔

حضرت عباس کی یہ تقریر سنکر براء بن معرور نے کہا عباس ہم نے تمہاری بات سن لی لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ اپنی درخواست کا جواب ہم خود رسول اللہ کی زبان مبارک سے سنیں سرور کائنات صلعم نے قرآن کی کچھ آیتیں پڑھکر سنائیں اور ایک مختصر تقریر کی جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ذکر تھا اور آپ نے ان ذمہ داریوں کو بھی بیان فرمایا جو مدینہ والوں پر عائد ہوتی تھیں۔

براء بن معرور۔ ہم نے حضور کی باتوں کو بگوش ہوش سن لیا ہے اور ہم سب تو بنا بنایا اپنے ارادہ پر قائم وبرقرار رہنے کے لئے تیار ہیں۔

حضور کے جواب دینے سے قبل ہی ابو الہیثم بن تیہان نے کہا

ابو الہیثم۔ آپ ہم سے یہ وعدہ تو کریں کہ کہیں آپ ہمیں چھوڑ کر واپس مکہ تو نہیں تشریف لے جائینگے!

آنحضرت صلعم۔ نہیں ہرگز نہیں ایسا کبھی نہ ہوگا میرا مرنا اور جینا تمہارے ہی ساتھ ہوگا۔

عبداللہ بن رواحہ نے۔ مگر اے ہماری جان ومال کے مالک آقا اور سید ومولا یہ تو فرمایئے کہ ہم کو اس جاں نثاری کے معاوضہ میں ملیگا کیا۔

آنحضرت صلعم۔ جنت اور خدا تعالیٰ کی رضامندی۔

عبداللہ۔ بس سودا ہو چکا اب نہ ہم اپنے قول سے پھریں گے نہ آپ۔

اس گفتگو کے بعد سب مسلمانوں نے آپ سے بیعت کی اور اس بیعت کا نام بیعت عقبۂ ثانیہ مشہور ہے جب بیعت ہو چکی اور یہ عاشقان نبی جنت کا سودا کر چکے تو اسعد بن زرارہ نے سب کو مخاطب کرکے کہا:۔

اے لوگو! آگاہ رہو کہ اس قول و قرار کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ ہم ساری دنیا کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں"

سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ بیشک ہم اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ ہم کو ساری دنیا کا مقابلہ کرنا پڑے گا تاہم ہم ہر حال میں اپنے قول و قرار پر ثابت قدم رہیں گے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں بارہ شخصوں کو تبلیغ اسلام کے لئے منتخب فرمایا اسلام کی تبلیغ کے متعلق تمام ضروری ہدایات دیں اور ان کو تبلیغ اسلام کے لئے منتخب فرمایا اسلام کی تبلیغ کے متعلق تمام ضروری ہدایات دیں ان نقباء کے نام یہ ہیں۔ اسعد بن زرارہ۔ ابو الہیثم بن التیہان۔ براء بن معرور۔ اسید بن حضیر سعد بن الربیع۔ عبداللہ بن رواحہ۔ عبادہ بن صامت۔ عبداللہ بن عمرو۔ سعد بن عبادہ۔ رافع بن مالک۔ سعد بن خیثمہ اور منذر بن عمرو۔ ان ۱۲ سرداروں میں نو آدمی قبیلہ خزرج کے تھے اور تین قبیلہ اوس کے۔ ان نقباء کو مخاطب کر کے نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ جس طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حواری ذمہ دار تھے اسی طرح میں تم کو تمہاری قوم کی تعلیم کا رہنمائی کا ذمہ دار بناتا ہوں اور میں تم سب کا ذمہ دار ہوں"

جس وقت دین الٰہی کے پھیلانے کے متعلق یہ کارروائی ہو رہی تھی اس وقت پہاڑ کی چوٹی پر سے ایک مفسد شیطان نے زور سے پکار کر اہل مکہ کو کہا کہ غافلو تمہیں کچھ خبر بھی ہے کہ محمد اور اس کی جماعت کے آدمی تمہارے خلاف مشورے کر رہے ہیں مگر حبیب خدا صلعم اپنے کام میں مشغول رہے جب تمام باتیں طے ہو گئیں تو آپ نے مدینہ میں تشریف لیجانے کی تاریخ کا تعین اذن الٰہی پر موقوف رکھا اور اس کے بعد یہ مجلس برخاست ہو گئی اور ایک ایک دو دو آدمی کر کے منتشر ہو گئے تاکہ اس جلسہ کا حال کسی کو معلوم نہ ہو اور حضور سرور کائنات صلعم اور حضرت عباس دونوں مکہ میں چلے آئے۔

صبح ہوتے ہی قریش کو بھی کسی نہ کسی طرح اس جلسہ کا حال معلوم ہو گیا اور مدینہ والوں کی قیامگاہ پر پہنچ کر دریافت کیا کہ کیا رات کو تم لوگوں کے پاس محمد آئے تھے سب نے انکار کر دیا خاص کر عبداللہ بن ابی منافقوں کے سردار کے اطمینان دلانے سے قریش کا شک جاتا رہا اور وہ واپس مکہ میں آ گئے کیونکہ مدینہ کے مسلمانوں کے ساتھ جو بعض بت پرست آئے تھے خود ان کو بھی اس اجتماع کا حال معلوم نہ تھا قریش کے واپس جانے کے بعد اہل مدینہ نے کوچ کی تیاری شروع کر دی کچھ دیر کے بعد یہ قافلہ روانہ ہو گیا اور صرف سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے قریش جب مکہ میں پہنچے تو ان کو دوبارہ کسی معتبر ذریعہ سے پتہ لگا کہ تمہیں دھوکہ دیا گیا ہے رات مجلس ضرور ہوئی تھی لہٰذا وہ دوبارہ مسلح ہو کر مدینہ والوں کی قیامگاہ پر پہنچے مگر قافلہ روانہ ہو چکا تھا منذر تو قریش کی آمد سنکر جلد بچ نکلے اور ان کے ہاتھ نہ آ سکے لیکن سعد بن عبادہ ان کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے اور ان کو مکہ میں لا کر خوب زد و کوب کیا کیونکہ ان ظالم اور شقی انسانوں کو صرف یہی علاج آتا تھا بیچارے سعد بری طرح پٹتے گئے اور کسی کو ان پر ترس نہ آیا مگر ایک شخص آپ کے قریب آیا اور کہا کہ کیا تیری یہاں کسی سے بھی شناسائی نہیں آپ نے جبیر بن مطعم اور حارث بن امیہ سے اپنی شناسائی ظاہر کی تو اس شخص نے کہا کہ ان دونوں کا نام لیکر کیوں نہیں پکارتے تاکہ اس مار کٹائی سے چھٹکارا پاؤ آپ فرماتے ہیں کہ وہ شخص مجھے یہ کہہ کر خود ہی ان دونوں کے پاس گیا اور کہا کہ بڑے شرم کی بات ہے کہ ایک شخص قبیلہ خزرج کا پٹ رہا ہے تمہارا نام لے لیکر پکار رہا ہے اور تم اس کی مدد کو نہیں پہنچتے انہوں نے پوچھا اس کا نام کیا ہے کہا گیا سعد بن عبادہ وہ بولے کہ بیشک اس کا ہم پر بڑا احسان ہے اور وہ یہ کہ جب ہم تجارت کرنے مدینہ میں جایا کرتے تھے تو اسی کی حفاظت میں اس کے یہاں قیام کیا کرتے تھے اور ہم ضرور اسے نجات دلائینگے چنانچہ ان دونوں نے آکر حضرت سعد کو ان ظالموں سے چھڑایا اور یہ سیدھے مدینہ کو روانہ ہو گئے۔

قریش کے مظالم کا بے پناہ سیلاب اور ہجرت کا اذن عام

عقبہ ثانیہ کی بیعت کے بعد قریش کو اور بھی غصہ آیا اور انہوں نے مکہ میں مسلمانوں کی زندگی کو دوبھر بنا دیا جب قریش کے مظالم حد سے زیادہ بڑھ گئے اور مسلمانوں کی رہائش ناممکن ہو گئی تو آنحضرت صلعم نے حالات و واقعات کا غور مطالعہ فرما کر اسلام کے پروانوں کو ہجرت کا اذن عام دیدیا اور حکم دیا کہ اپنی جان بچانے کے لئے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جاؤ یہ حکم پاتے ہی مسلمانوں نے اپنے خویش و اقارب جائداد و املاک اور گھر بار چھوڑ کر مدینہ کی راہ لی مگر اس شان ایثار اور جوش فداکاری کے ساتھ جس کی نظیر چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی تھی اور نہ آئندہ دیکھے گی۔ یہ ایثار و محبت انہیں فدایان اسلام کے نام ازل سے مقدر تھی چند عبرت انگیز اور دردناک واقعات پیش کئے جاتے ہیں جس سے صحابہ کی قوت ایمانی کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے جس کے بل بوتے پر انہوں نے دنیا جہان کی طاغوتی طاقتوں کو پارہ پارہ کر دیا۔

حضرت ام سلمہ کی عظیم الشان قربانی

حضرت ام سلمہ اپنی ہجرت کی دردناک کہانی اس طرح بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر ابو سلمہ نے مجھے اونٹ پر سوار کر دیا اور میں نے اپنے چھوٹے بچے سلمہ کو بھی گود میں لے لیا جب میں روانہ ہوئی تو میرے قبیلہ کے لوگوں نے میرے شوہر کو آکر گھیر لیا اور کہا کہ تم جا سکتے ہو مگر ہماری لڑکی کو نہیں لیجا سکتے ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ابو سلمہ کے قبیلہ کے لوگ بھی آ گئے انہوں نے ابو سلمہ سے کہا کہ تم جا سکتے ہو مگر بچہ ہمارا ہے اسلئے اس کو نہیں لیجا سکتے چنانچہ بنو عبدالاسد بچہ کو اور بنو مغیرہ ام سلمہ کو لے گئے اور فلک ستم شعار نے ابو سلمہ کی محبت و رفاقت سے بیوی اور لخت جگر کو چھین کر تنہا چھوڑ دیا مگر کیا ابو سلمہ کے عزم و استقلال میں اس عظیم الشان آزمائش اور جانگداز قربانی و ایثار اور علیحدگی جانگسل سے کوئی فرق آیا؟ نہیں ایک ذرہ برابر نہیں بلکہ آپ بیوی اور بیٹے کو چھوڑ کر تنہا مدینہ کو چلے گئے اور اس طرح مہاجرین کی لسٹ میں اپنا نام درج کرا لیا۔

صہیب رومی جب مکہ سے مدینہ جانے لگے تو کفار قریش نے ان کا تمام مال و اسباب اور مال و زر چھین لیا مگر آپ کے عزم آہنی میں کوئی فرق نہ آیا اور آپ دنیاوی مال و زر کھو کر آخری دولت سے مالامال مدینہ جا پہنچے حضرت عیاش ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو پیچھے سے ابو جہل بھی پہنچا اور ان کو کسی طرح دھوکہ دیکر واپس مکہ میں لے آیا اور یہاں لا کر قید کر دیا اسی طرح حضرت ہشام بن عاص رض نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے یہ ارادہ معلوم کر کے آپ کو قید کر دیا اور پھر قسم قسم کی تکلیفیں اور ایذائیں پہنچائیں

مگر اس قسم کی رکاوٹوں، قربانیوں اور تکلیفوں کے باوجود تمام مہاجرات و

ومصائب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک ایک دو دو کر کے مدینہ جا پہنچے اور مکہ میں صرف آنحضرت صلعم حضرت ابوبکر صدیق حضرت علی اور آپ کے اہل و عیال باقی رہ گئے تھے۔

جو لوگ اسلام کے لئے اپنے خویش و اقارب سے منہ موڑ کر اموال و متاع کو ٹھکرا کر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں پہنچ گئے تھے یہ مہاجرین ہیں اور جنہوں نے ان خدا کے عاشق مہمانوں کی خدمت اور امداد کی تھی یعنی مدینہ والے یہ انصار کے نام سے مشہور ہوئے اور آئندہ ہم مکہ والوں اور مدینہ والوں کو انہی ناموں سے تعبیر کرینگے۔

سرورکائنات صلعم نے ابھی تک ہجرت کا ارادہ نہیں کیا تھا کیونکہ آپ حکم خداوندی کے منتظر تھے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی آپ کے حکم اور اجازت سے رکے ہوئے تھے اول الذکر کو آپ نے سفر کی رفاقت اور ثانی الذکر کو ایثار و قربانی کے لیے منتخب فرمایا تھا۔

قبائل قریش کا آخری جلسۂ مشاورت

جب اسلام کے شیدائی ایک ایک کر کے سب مکہ سے نکل گئے وہاں مسلمانوں کی ایک معقول تعداد فراہم ہو گئی اور قریش نے یہ دیکھا کہ مدینہ میں اسلام کے نشو و ارتقا اور مسلمانوں کی زندگی کے اسباب مہیا ہو گئے ہیں تو ان کے کلیجہ پر سانپ لوٹ گیا انھوں نے نمایاں طور پر محسوس کیا کہ مسلمانوں کی اس ابھرتی طاقت کا مقابلہ آئندہ ناممکن ہوگا ہمیں اپنے مستقبل کی فکر لازمی ہے اور ہماری عزت اور حیات اسی بات پر منحصر ہے کہ اسلام کا کلی طور پر استیصال کر دیا جائے تاکہ ہم آئندہ خطرہ سے مطمئن ہو جائیں۔

اسلام کے استیصال میں ان کو یہ آسانی نظر آئی کہ محمد (صلعم) کے ساتھی چونکہ سب جا چکے ہیں صرف آپ اور آپ کے دو ساتھی باقی رہ گئے ہیں اس لیے اس نئے دین کے بانی کا خاتمہ کر دینا اب آسان اور نہایت ضروری ہے اور اس کام میں غفلت کرنا خطرہ سے خالی نہیں اگر آپ مکہ سے نکل کر مدینہ میں پہنچ گئے اور اپنی جاں نثار جماعت سے جا ملے تو پھر اس خطرہ کا مقابلہ دشوار ہوگا ان شیطانی خیالات اور حیوانی جذبات نے ہر شخص کی زبان اور دماغ کا احاطہ کر لیا بالآخر ماہ صفر کی آخری تاریخوں میں نبوت کے چودھویں سال سوائے بنو ہاشم کے تمام قبائل قریش کے سر برآوردہ سردار اس مسئلہ پر غور و خوض کرنے کے لئے دار الندوہ میں جمع ہوئے قابل تذکرہ سردار یہ تھے۔

قبیلہ بنو مخزوم سے۔ ابو جہل بن ہشام۔ بنو جمح سے امیہ بن خلف۔ قبیلہ بنو سہم سے۔ نبیہ و منبہ پسران حجاج۔ قبیلہ بنو عبد الدار سے نضر بن حارث۔ قبیلہ بنو نوفل سے طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم اور حارث بن عامر۔ قبیلہ بنو الاسد سے ابو البختری بن ہشام، زمعہ بن اسود اور حکیم بن حزام۔ قبیلہ بنو امیہ سے عتبہ، شیبہ پسران ربیعہ اور ابو سفیان بن حرب ان کے علاوہ اور بھی بہت سے سردار اس مجلس میں شریک تھے شیخ نجدی اس اجلاس کا پریسیڈنٹ تھا تمام حاضرین اس امر میں متفق اور ہم خیال تھے کہ آنحضرت کی ذات مبارک تمام فتنوں اور خطرات کا منبع و مرکز ہے بحث اور طلب مسئلہ یہ تھا کہ آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے تاکہ ان خطرات کا سد باب ہو جائے یہ بھانت بھانت کے جانور اپنی اپنی بولیاں بولتے رہے اور اپنی اپنی سمجھ کے مطابق زنجیروں میں جکڑ کر کسی کوٹھری میں بند کر دینے جلا وطن کر دینے اور قتل کر دینے کی رائے دی مگر شیخ نجدی ان تمام آرا کو باطل قرار دیتا رہا بالآخر ابو جہل نے یہ رائے دی کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک بہادر شخص لیا جائے یہ لوگ بیک وقت محمد صلعم کے مکان پر یلغار کر کے ایک ساتھ تلوار سے قتل کر دیں اس طرح محمد صلعم کا خون تمام قبائل کے ذمہ عائد ہوگا اور بنو ہاشم عرب کے تمام قبائل کا مقابلہ نہیں کر سکتے لہٰذا وہ بجائے قصاص کے دیت قبول کر لیں گے جو سب مل کر آسانی سے ادا کر دیں گے ابو جہل کی اس رائے کو شیخ نجدی نے بہت پسند کیا اور تمام جلسہ نے اتفاق رائے سے اس تجویز کو پاس کر دیا۔

ادھر تو دار الندوہ میں صداقت و حق کا گلا گھونٹ دینے اور آنحضرت صلعم کو قتل کر دینے کے یہ صلاح و مشورے ہو رہے تھے ادھر عالم الغیب والشہادہ نے بذریعہ وحی کفار کے تمام مشوروں سے اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلعم کو اطلاع دیدی اور ہجرت کا حکم نازل فرمایا۔

سفر کا تہیہ

جب اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے حضور کو مدینہ کی اجازت مل گئی تو آپ ٹھیک دوپہر کے وقت حضرت ابوبکر صدیق کے مکان پر پہنچے اور دریافت فرمایا کہ گھر میں کوئی غیر آدمی تو نہیں ہے؟ جواب ملا کوئی نہیں۔ جب آپ کو اطمینان ہو گیا تو فرمایا اے ابوبکر مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے حضرت ابوبکر نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ کی ہمرکابی کا شرف مجھے ملے گا؟ فرمایا ہاں [illegible] پس اب کیا تھا جیسے [illegible] مسرت و شادمانی سے بے خود ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے فرمانے لگے یا رسول اللہ میں نے دو اونٹنیاں پہلے ہی سے اس کام کے لئے کھلا پلا کر موٹی تازی کی ہوئی ہیں ان میں سے ایک آپ کی نذر کرتا ہوں قبول کیجئے حضور نے فرمایا مجھے قبول کرنے میں تو کوئی عذر نہیں لیکن قیمتاً لوں گا چنانچہ اسی پر عمل کیا حضرت ابوبکر کو مجبوراً قیمت لینی پڑی۔

اللہ اللہ کیسی امانت و دیانت اور تقوی و پرہیزگاری ہے اور کیسی عظیم الشان بے لاگ تعلیم ہے [illegible] زہد و نیاز پر ہے ان کو اس واقعہ کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے اور اپنی شان تقدس کا جائزہ لینا چاہیے کاش ایسے ہی بے لاگ اور مخلص رہنما مسلمانوں کو میسر آئیں تاکہ ان کی کایا پلٹ ہو اور دین و دنیا میں فائز المرام و شادکام ہوں۔

اس کے بعد حضور نے سامان سفر کی تیاری شروع کر دی چنانچہ حضرت اسماء بنت ابوبکر نے ستو کے تھیلے اور کھانے وغیرہ کا سامان درست کیا اب جو آنے والی رات تھی اسی رات میں کفار کا ارادہ تھا کہ آپ کو گزشتہ رات کی قرار داد کے موافق قتل کر دیا جائے چنانچہ انہوں نے شام ہی سے آکر آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور اس انتظار میں بیٹھے رہے کہ جب آپ رات کے وقت نماز پڑھنے کے لیے نکلیں گے تو یکلخت حملہ کر کے قتل کر دینگے۔

نماز

(از جناب مولانا فضل شاہ صاحب عامل)

نماز ایک عجیب چیز ہے جس نے تمام عمر میں ایک بار بھی پڑھ لی اسے اسلام کا مزا آگیا برسوں ٹکریں لگاتا اور محض بولطہ سمجھ کے اسے ٹالتا لوگوں کے دکھانے کے لئے سجدے کرنا یہ نماز نہیں ہے بلکہ خدا کے ساتھ استہزا کرنا ہے۔ نماز ایک روحانی معراج ہے جو ہر وقت خدا تعالےٰ کے پاس پہنچاتی ہے خیال ہو سکتا ہے کہ جب دل کے ساتھ تمام اعضا کام کرتے ہیں اور سب رجحان اپنے معبود حقیقی کی طرف ہوتا ہے اس وقت انسان کی کیا کیفیت ہو سکتی ہے۔ پیر ہیں وہ حرکت نہیں کر سکتے ہاتھ ہیں وہ بندھے ہوئے ہیں گردن ہے وہ جھکی ہے اور آنکھیں ہیں وہ خاموشی سے جائے سجدہ کو دیکھ رہی ہیں خیالات ہیں وہ سب ایک جگہ جمع ہیں جس وقت یہ حالت ہو جاتی ہے کہ عضو عضو اپنے معبود برحق کے آگے سربسجود ہو وہ وقت فی الحقیقت ہر مومن کی روحانی معراج کا ہے خداوند تعالےٰ سے مخاطب ہو کر اس کے حضور میں کھڑا ہوا بصد خضوع و خشوع یہ التجا کرتا ہوا کہ تو ہی معبود ہے تو ہی رب ہے تو مجھے سیدھے راستہ پر چلا تجھی سے مدد مانگتا ہوں اور تیری ہی عبادت کرتا ہوں کتنا پر عظمت و جلال وہ وقت ہوگا اس کی بزرگی کسی مومن کے قلب سے پوچھی جائے بارگاہ خداوندی سے اس شخص کو کمال اتصال ہو جاتا ہے پھر وہاں سے مقدس تجلیات کا نزول ہوتا ہے وہ ایسی حالت مشاہدہ کرتا ہے جسے زبان سے نہیں کہہ سکتا اسی حالت کی طرف خواجہ شیرازی نے بھی اشارہ کیا ہے ؎

سر خدا کہ عارف سالک بکس نگفت — در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

پاک دل مسلمان نماز پڑھتے وقت اپنے پروردگار کی معرفت میں مستغرق ہو جاتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ جو حالت فوت ہوئی ہے وہ پھر آجائے یہ حالت خدا کی عظمت اور اپنی خاکساری کے اظہار سے ان افعال اور اقوال کے ذریعہ سے جو خدا کی بارگاہ میں مناجات کرنے کے لئے مقرر ہیں ہو جاتی ہے نماز میں اصلی امور تین ہیں۔

(۱) خدا کی بزرگی اور جلال دیکھ کے دلی عاجزی (۲) خدا کی بزرگی اور اپنی خاکساری کو سچے دل سے ظاہر کرنا (۳) اس خاکساری کی حالت کے مطابق اعضا میں آداب مثلاً ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے ؎

افادتکم النعماء منی ثلاثة — یدی و لسانی والضمیر المحجبا

یعنی تمہاری نعمتوں کا فائدہ تین چیزوں کو پہنچا میرے ہاتھ اور زبان اور پوشیدہ دل کو نماز کی تاکید قرآن مجید میں ہر ہر مقام پر آئی ہے اور نماز ایک ایسی چیز ہے جس نے ایک لمحہ بھی دل لگا کے پڑھی ہے اسی کا دل خوب جانتا ہے اس میں شک نہیں کہ مومن اور غیر مومن کی شناخت صرف نماز ہی ہے اور یہی رسول کریم نے ارشاد کیا ہے مگر نماز ایسی نماز ہونی چاہیئے جو بیگار نہ معلوم ہو اور زبردستی کی ٹکریں نہ ماری جائیں نمازی کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا کوئی برائی کسی سے نہیں کر سکتا فریب نہیں دے سکتا اور یتیم کا مال غصب کر سکتا ہے جسے پانچ وقت خدا کے آگے حاضر ہونا پڑے اور اسکی مناجات کرنی پڑے وہ کس طرح کوئی گناہ کی بات کر سکتا ہے مگر جو لوگ نماز پڑھتے ہیں اور دنیا کے تمام عیب کرتے ہیں اور سارا دن پانچ وقت کھڑے ہو جاتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی ان کا پڑھنا اور نہ پڑھنا یکساں ہے رسول کریم کا کلام صحیح ثابت ہوگیا ہے کہ ایک زمانہ وہ آئیگا کہ نمازیوں سے مسجدیں بھر جائینگی لیکن نمازی کوئی نظر نہ آئیگا فی الحقیقت یہ بھی پیشگوئی تھی جو اس زمانہ میں پوری ہوئی اور ہم اپنی آنکھوں سے اس پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور بہت سے بکتا کرتے ہیں اور زناکاری کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور چوری کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور جھوٹی گواہی دیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور بیسے گناہوں کو قتل کرتے ہیں غرض اس وقت نماز کو ایک ٹٹی بنا رکھا ہے اور اسی کی آڑ میں بہت آزادی کے ساتھ جی بھر کے شکار کھیلا جاتا ہے ایسی نماز کو کبھی نماز نہیں کہتے بلکہ ایک قسم کا جرم عظیم ہے اور بہت بڑی توہین ہے جو اسلام کے سب سے بڑے رکن کی کی جاتی ہے ہاتھ میں پانچ دانوں کی تسبیح ماتھے پر گٹا پڑا ہوا لمبی داڑھی نیچا کرتا ٹخنوں سے اونچا پائجامہ یہ خاص صورت ہے اس شخص کی جس نے دنیا طلبی کی دھن میں خدا کی طرف سے پیٹھ پھیر رکھی ہو اور اپنی بزرگی اور تقدس کی شہادت دے کے اپنے کو بندگانِ اسلام تسلیم کراتا ہو اگرچہ اس قسم کی وضع کسی زمانہ میں بزرگان دین اور اولیائے کرام کی ہوتی ہوگی مگر اب تو ایسے شخص کی نسبت کبھی بھی بزرگی کا خیال نہیں ہو سکتا الا ما شاء اللہ

ایک خونی ڈاکو کا سچا واقعہ یاد آیا کہ اس نے ہاتھ سے صدہا بیگناہ مسافروں کو قتل کر ڈالا تھا اس کی تلوار نہ کبھی رانڈ عورت کے گلے پر چلنے سے رکی اور نہ یتیم اور معصوم بچے کی گردن پر مگر یہ شخص نماز کا اس قدر پابند تھا کہ ایک وقت کی بھی قضا نہ ہوتی تھی ایک دفعہ اس نے بہت بڑی بات ہوئی اور اس نے چند عورتوں اور کچھ معصوم بچوں کو گرفتار کیا چونکہ اس کا بیٹا کسی قدر کم عمر تھا اس لئے چھوٹے چھوٹے بچوں اور بڑھیا عورتوں کو اس سے قتل کراتا تھا جب اس نے ایک نو سالہ بچے کی طرف اپنے بیٹے کو جانے کے لئے کہا تو اس کی روح کانپ گئی کیونکہ وہ بچہ خوف کھا کے اپنی ماں سے لپٹ گیا اس کے جھجکنے سے اس بیرحم ڈاکو نے خفا ہو کے نامرد کہہ کے تھپڑ لگایا اور اس معصوم بچہ کو اس کی ماں سے زبردستی چھڑا کے وہیں زمین پر لٹایا اور گلے پر گھٹنا رکھ کر چھری پھیر دی اور کہا دیکھا اس طرح ذبح کیا کرتے ہیں غرض اس نے سب کو قتل کر کے وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا کیا ایسے شخص کی نماز واقعی کوئی وزن رکھتی ہے اور کیا ایسا شخص فی الواقع خدا سے استہزا نہیں کرتا۔

خداوند تعالیٰ نے قرآن کریم میں صاف فرمایا ہے کہ نماز برائیوں سے باز رکھتی ہے مگر جن نمازیوں نے برائیوں سے باز ہی نہیں کیا وہ نماز ہی کیا ہوئی نمازیں بہت طرح کے بڑے بڑے اسرار الٰہی ہیں اور انہیں ایک عارف کی آنکھ اچھی طرح دیکھ سکتی ہے نماز جیسا کہ اصل نہیں ہے جتنا پاک اور صاف دل سے غور کروگے نماز میں وہ وہ دقائق اور شریعت کی حکمتیں حل ہوتی چلی جائینگی کہ معمولی طور پر ان کا خیال بھی کرنا محال معلوم ہوتا ہے مسلمانوں کی ایک غیر مترقبہ نعمت ہے جو خداوند تعالیٰ نے بخشی ہے اس کو ادا کرو اور اپنے معبود حقیقی کا شکریہ ادا کرو اور سمجھو کہ تقرب باری تعالیٰ کا یہی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے یہی نماز ہے جس سے دل کا آئینہ کا صیقل اور روحانی ترقی ہوتی ہے بلکہ دنیاوی بہبودی عزت و ثروت اور کامیابی بھی اسی پر موقوف ہے ایک سچا نمازی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ پانچ وقت رب الافواج کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے جو تمام حاکموں کا حاکم ہے اور جس سے کائنات کی کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں وہ دونوں عالم ہی بخوبی جانتا ہے اس خیال کے آنے کے بعد ممکن ہے کہ وہ جھوٹ بولے یا کسی کا حق غصب کرے

یا کسی پر رحم نہ کھائے اور کوئی بات ہو خلاف مرضی خدا تعالےٰ کے جو خیال ہو سکتا ہے کہ [illegible]

عمل بغیر ایمان کے بیکار ہے

(از جناب مولوی کاظم علی صاحب سابق مہتمم تعمیرات حیدرآباد دکن)

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝

(ترجمہ) کہہ دو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا میں تم کو خبر دوں ان لوگوں کی جو باعتبار اعمال بہت گھاٹے میں پڑ گئے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں بیکار ہو گئی اور وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے خدا تعالیٰ کی آیتوں کو نہ مانا اور اس کی ملاقات کا انکار کیا بس ان کے اعمال سب اکارت گئے قیامت کے دن ان کا کوئی وزن ہم قائم نہیں کریں گے۔

یعنی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ باعتبار اعمال سب سے بدتر اور بدقسمت وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے قیاسی نیکی کے کاموں میں بہت سعی اور مبالغہ کرتے ہیں جیسے دیگر وحوش انسانوں کو آرام پہنچانا اور حیوانات کو اذیت سے بچانا وغیرہ حالانکہ وہ باوجود نشانیوں کے دیکھنے کے ذات باری اور قیامت کے منکر ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں اس کا صلہ ہم کو ہمیشہ اچھا ہی ملیگا اور اس دنیا کی زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی اگر ہے بھی تو ہم وہاں بہت آسودہ اور آرام میں رہیں گے دنیا میں جس قدر سعی اور کوشش ان لوگوں نے کار ہائے خیر میں کی ہے وہ سب بیکار ہو جائے گی اور قیامت میں جب سب کے اعمال تولے جائینگے وہاں ان کے عمل کو کچھ بھی وزن نہ ہوگا صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں مانا اور قیامت کے قائل نہیں ہوئے۔

اس بحث کی ضرورت زیادہ تر اس وجہ سے ہوئی کہ زمانہ ہذا میں بعض مسلمان کفار اور دہریوں کے عقیدہ کی طرف مائل ہو رہے ہیں جن کا خیال یہ ہے کہ جس نے ان کو اور تمام عالم کو پیدا کیا آنکھ ناک اور کان اور دیگر تمام ضروری حواس ان کو دیئے اور ان کے لئے آسمان سے پانی برسایا اور زمین سے میوے اور دیگر نباتات اگائے اور ان کے لئے حیوانات کو مسخر فرمایا اسی طرح بیشمار احسان ان پر فرمائے اس پر ایمان لانا اور اس کی عبادت اور اطاعت بجا لانا کوئی ضروری امر نہیں ہے سب سے پہلے ان کو اس کے وجود ہی میں شک ہے عبادت اور اطاعت کی نوبت کہاں باوجود اس کے کہ ایسے لوگ خالق کے حق کو نہیں مانتے اور اس سے اس درجہ غافل ہیں کہ گویا وہ موجود ہی نہیں خلق اللہ کے ساتھ نیکی کے کام کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے عمل نیک کیا اور ہم کو آئندہ کی کوئی فکر نہیں یہ عقیدہ اصول اسلام کے منافی ہے اسلام میں پہلے ایمان کی ضرورت ہے اور اس کے بعد عمل کی بغیر ایمان کے عمل کچھ بھی کام نہیں آئیگا اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بنی نوع انسان کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور جانوروں پر رحم کرنا کار خیر نہیں ہے استغفر اللہ مثلاً مسافر خانوں اور مہمان سراؤں کی تعمیر اور علاج کے لئے شفاخانوں کی کشادگی مدارس کی امداد دار الخلافوں کی اعانت یتیموں اور بیوگان کی پرورش انسداد بیرحمی جانوران کی مجالس کا قیام وغیرہ ایسے جملہ کام بلاشک و شبہ داخل

خیرات ہیں اور ان پر بہار ثواب مرتب ہوتا ہے لیکن اس کے لئے ایمان شرط ہے بغیر ایمان کے یہ تمام کام رائیگاں ہیں احادیث اور نص قرآنی بے سود محض ہیں پڑھو اس آیت کو مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ۝

(ترجمہ) جن لوگوں نے اپنے رب کو نہ مانا ان کے اعمال کی مثال اس راکھ سی ہے جس پر آندھی کے دن زور کی ہوا چلی جو انہوں نے کیا اس میں سے کچھ بھی نہیں پائیں گے اور یہ انتہا درجہ کی گمراہی ہے۔

یعنی جو لوگ ذات باری کے وجود کے قائل نہیں ہوئے اور اس کی اطاعت نہیں کی اگر اس کی خلق کے ساتھ وہ اچھا سلوک کریں اور مطمئن رہیں کہ ہم نے بہت اچھا عمل کیا ہے اور ہم کو کوئی خوف نہیں ہے وہ سخت غلطی کرتے ہیں ان کا عمل کچھ کام نہیں آئیگا جیسے آندھی کی ہوا چلتی ہے اور راکھ کو اڑا دیتی ہے اسی طرح ان کا عمل اڑ جائیگا اور وہ کف افسوس ملتے رہیں گے جو ہونا ایسا ہی چاہیئے فرض کرو کہ ہمارا کوئی غلام یا نوکر ہے وہ ہم کو کچھ چیز ہی نہیں سمجھتا اور ہماری نافرمانی کرتا ہے اور ہماری خدمت سے نا کارہ ہے اگر وہ بطور خود بغیر ہماری ایما دوسرے غلاموں اور نوکروں اور مویشی کی خدمت کیا کرے کیا ہمارے دل میں اس کی کوئی جگہ پیدا ہو سکتی ہے اور کیا اس کو ایسے عمل سے کوئی نفع حاصل ہو سکتا ہے جبکہ اس کے نفع و ضرر کا پورا اختیار ہم ہی کو حاصل ہے وہ ہمارے نوکر ہیں اور مویشی کوئی قدرت اور اختیار نہیں رکھتے ہیں اسلام کے اصول تو یہ ہیں کہ جو کچھ ہم کریں خدا ہی کے لئے کریں تب ہی اس پر کوئی نتیجہ مرتب ہو سکتا ہے ہمارا جینا اور ہمارا مرنا اور ہماری نقل و حرکت اور ہماری بود و باش اور جملہ کام اسی کے لئے ہونا چاہئیں جیسا کہ ارشاد ہوا ہے قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

(ترجمہ) کہہ دو اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا مالک ہے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اس کو اپنا نصب العین بنائے پس جو کوئی نیک کام ہم کریں اسی کی خوشنودی کے لئے کرنا چاہیئے ہم کسی شخص کی مدد کسی قسم کی بھی کریں یہ سمجھ کر کرنا چاہیئے کہ یہ خدا تعالیٰ کا بندہ ہے اس وجہ سے ہمارا بھائی ہوا اور اس کی تائید کرنے سے خدا تعالیٰ ہم سے خوش ہوگا کیونکہ وہ اور اس کے رسول نے خلق اللہ کے ساتھ ہمدردی کرنے اور رحمدلی سے پیش آنے کا حکم فرمایا ہے إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ہر ایک عمل کا نتیجہ نیت پر موقوف ہے اتباع حکم خدا و رسول کی نیت سے اگر ہم کوئی خیرات کریں یا کسی بیمار کی عیادت کریں تو ہمارا وہ عمل ہمارے حق میں کیمیا کا حکم رکھتا ہے لیکن اگر ہم خدا کو نہ سمجھیں کبھی اس کو یاد نہ کریں اس سے کوئی تعلق اور اس کی کوئی پرواہ نہ کریں بلکہ اس کے وجود ہی پر یقین نہ رکھیں اور صرف اس خیال سے کہ کوئی شخص ہمارا ہم جنس ہے یا ہماری قوم سے ہے اس کی رفع حاجت کرنے سے ہماری حاجتیں رفع ہو جائینگی یا کوئی دنیائی نفع حاصل ہوگا یا ہماری ناموری

ہو گی اس کی امداد کریں اور اس کے ساتھ کوئی اچھا سلوک کریں تو ایسا عمل آخرت میں کچھ کار آمد نہیں ہوگا آخر ہم کو مایوس ہونا پڑے گا اور کفِ افسوس ملنا پڑے گا چنانچہ آیت والذین کذبوا بآیاتنا ولقاء الآخرۃ حبطت اعمالھم ھل یجزون الا ما کانوا یعملون۔

(ترجمہ) جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو نہ مانا اور قیامت میں اٹھنے کو جھٹلایا ان کے (نیک) اعمال مٹا دیئے جاتے ہیں جیسا وہ کرتے ہیں ویسا ہی بدلہ پائیں گے۔" آخرت کے دن پر یقین نہ رکھنا ایمان کا جزو اعظم ہے بغیر اس کے ایمان مکمل نہیں ہوتا یعنی اس پر یقین رکھنا چاہیئے کہ ہم مرنے کے بعد پھر اٹھیں گے اگر اس میں ذرہ بھی شبہ ہو تو ہمارا ایمان کامل نہیں ہوگا ہمارے تمام اعمال اکارت جائیں گے۔ آجکل بعض لوگ بڑی بڑی دولتیں مرنے کے وقت کار ہائے خیر میں صرف کرنے کے لئے وقف کر دیتے ہیں کوئی شخص کئی لاکھ روپے تعلیم کے کسی شعبہ میں صرف کرنے کے لئے دیدیتا ہے اور کوئی شخص کئی کروڑ روپے کسی لا علاج مرض کے سبب پتہ لگانے میں وقف کر دیتا ہے یہ سب کام اچھے ہیں کون اس سے انکار کر سکتا ہے بنی نوع انسان کو ایسے عطیوں سے ضرور فائدہ حاصل ہوگا لیکن معطی خواہ وہ کسی مذہب کا ہو اگر نہ خدا اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس کے اس گراں بہا عطیہ سے اس کی ذات کو کوئی نفع حاصل نہیں ہوگا خالق کے نافرمانبردار رہکر اور اس کو ناخوش رکھکر ہم اگر مخلوق کو خوش رکھنے میں کوشش کریں تو ہماری مثال اس غلام کی ہوگی جو اپنے آقا سے بغاوت کرتا ہے اور اس کے ملازمین کو خوش رکھنا چاہتا ہے مغربی اقوام کی اتباع کا مرض اس قدر عالمگیر ہو گیا ہے کہ لوگ بغیر سوچے اور سمجھے ہر ایک کام میں ان کی تقلید کرنے لگے ہیں یہ غلطی بھی اسی قسم سے ہے اور مذہب حقہ کے اصول کے خلاف ہے ہماری پیدائش کا اصل مقصد اس آیت میں بیان ہو چکا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون جس کے معنے یہ ہیں کہ نہیں پیدا کیا میں نے جن اور انسان کو مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔ پس ہماری پیدائش کی اصلی غرض ہمارے خالق نے صاف صاف ہم پر ظاہر فرما دی ہے اس کے خلاف گمراہ فرقوں کے خیالات اور عمل سے متاثر ہو کر ان کی اتباع کرنا سخت غلطی ہے خلق اللہ کی خدمت بلاشبہ داخل عبادت ہے بزرگوں نے اس کے ذریعہ بڑے بڑے مدارج حاصل فرمائے ہیں مشائخ طریقت نے اپنے مریدوں اور معتقدوں کو سلوک کے طے کرانے میں اس ریاضت یعنی خدمت خلق کو بہت بڑی اہمیت دی ہے کیونکہ وہ در اصل داخل عبادت ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ باتباع حکم خدا و رسول ہو نہ بغرض شہرت اور نفع ذاتی اسلام کے اصول یہ ہیں کہ جو کچھ خدا اور رسول کا حکم ہو خلوص کے ساتھ اس پر عمل کریں بغیر اس کے اپنے جذبات اور خیالات کو دخل دیں اگرچہ ایسا کرنا ہم کو ناگوار اور دشوار معلوم ہو لیکن ہمارے ہادی نے جس کام کو نیک بتلایا ہم کو چاہیئے کہ اسی کو نیک مانیں اور جس کو انہوں نے بد بتلایا بد جانیں اگر ہماری ذہنیت اس کے خلاف ہے تو اس کو بدل دینا چاہیئے ہندوؤں کا ایک فرقہ ہے کہ وہ حلال جانوروں کو ذبح کر کے کھانا بے رحمی خیال کرتا ہے لہذا ہر ہر رحمدل انسان کا قیاس ان کی ذہنیت کے طرف مائل ہوگا لیکن اللہ تعالےٰ بہتر جاننے والا ہے اور سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے تمام کتب سماوی نے اس کی اجازت دی ہے باوجود اس کے یہ خیال کرنا کہ ہم جانوروں

کے ساتھ بیرحمی کرتے ہیں درست نہیں اگر ایسا ہوتا تو قربانی کا حکم نہیں آتا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں ہمارے جذبات کی کوئی حقیقت نہیں ہے وہ رب العالمین اور احکم الحاکمین ہے ہم کون اور ہماری کیا حقیقت اور ہمارا علم کیا چیز ہے جو اس کے حکم کے خلاف کوئی فیصلہ کر سکیں۔

اس زمانہ میں غیر مسلم اقوام مذہب پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں ان کے نزدیک ذکر اور عبادت کا درجہ دنیا کے اور ملک کے بعد ہے بلکہ ان کا یہ عقیدہ ہے استغفر اللہ افسوس ہے کہ بعض مسلمان ان کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں یہانتک کہ جو کام وہ کرتے ہیں اس کو احسن خیال کرتے ہیں اور آنکھ بند کر کے خود بھی اس کو اختیار کرتے ہیں بت پرست اقوام تو پہلے سے اس غلطی میں مبتلا تھے کہ باوجود توحید کے قائل نہ ہونے کے یہ سمجھتے تھے کہ جو کارہائے خیر ان سے صادر ہوتے ہیں اور جن میں لاکھوں روپیہ وہ صرف کر دیتے ہیں سب ان کے لئے موجب ثواب ہوں گے فی زمانہ مغربی اقوام کے اعتقادات اور خیالات جو کہ اقصائے عالم میں شائع ہوتے جا رہے ہیں بہت سے کم فہم اور ناقص العقل مسلمان ان سے متاثر ہونے لگے خصوصاً وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کی طرف توجہ نہیں کی لیکن مغربی علوم اور سائنس کی تحصیل کر کے بی اے اور ایم اے اور بی ایس سی اور ڈی ایس سی بن گئے ایسے ہی لوگ بہت جلد اس مسئلہ کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ انسان کا عقیدہ کچھ ہی ہو خیر اور برات کے کام اس کے لئے مفید ہوں گے ان کو چاہیئے کہ اس آیت قرآنی کو پڑھیں والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا ووجد اللہ عندہ فوفٰہ حسابہ واللہ سریع الحساب (ترجمہ) وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال سراب کی سی ہے جس کو دیکھکر پیاسا پانی سمجھتا ہے یہانتک کہ جب پہنچا اس کے نزدیک نہیں پائی کوئی چیز اور پایا اللہ تعالےٰ کو وہاں پس خدا تعالیٰ نے اس کے حساب کو پورا دیدیا اور اللہ تعالےٰ جلد حساب کرنے والا ہے۔"

ریگستان میں یا چٹیل میدانوں میں دھوپ کے وقت پر دور فاصلہ پر چمکتا اور لہراتا ہوا پانی نظر آتا ہے جب اس کے نزدیک پہنچو تو وہاں کچھ نہیں ہوتا وہ نمائشی پانی اور دور ہٹ جاتا ہے چنانچہ یہ مشہور ہے کہ دھوپوں میں ہرن اس کو دھوکہ دیکر کھاتے ہیں اپنی پیاس بجھانے کے لئے اس کی طرف دوڑتے ہیں اور جیسا جیسا اس کے قریب پہنچتے ہیں ویسا ہی پانی پیچھے ہٹتا جاتا ہے اسی کو سراب کہتے ہیں پس اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کے اعمال کی نسبت سراب کی نظیر دیتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ جیسے پیاسا اس کو دیکھکر خوش ہوتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ پانی ہے میں وہاں پہنچکر سیراب ہوکر پھرونگا لیکن جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ پانی وانی کچھ نہیں ہے اسی طرح جو لوگ خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرت اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور سمجھتے ہیں کہ دنیا میں جو نیک کام ہم نے کئے اس کا نتیجہ ان کو بہت اچھا ملنے والا ہے جب وہ مر جائینگے اور دفعتاً قیامت میں اٹھیں گے (جس اٹھنے پر ان کو یقین نہیں تھا) بہت حسرت اور ندامت کے ساتھ یہ دیکھیں گے کہ ان کے اعمال کا ثمر کچھ بھی موجود نہیں ہے ان کا خیال سراسر غلط تھا ان کی امید خاک میں مل گئی اس کے عوض ہول عذاب تیار موجود ہے اور وہ ان کے کفر اور بد عقیدگی کی پاداش سزا اور عذاب میں ان کو جکڑ لیتا ہے۔

بعض لوگ صرف نام اور نمائش کے لئے دادودہش کے کام کرتے ہیں نمائش

وہ لوگ جو بہ نیت خالص اللہ کے واسطے کام کرتے تو ان کو ثواب اخروی حاصل ہوتا اور ضمناً دنیا میں بھی خود بخود ناموری حاصل ہو جاتی ہے۔

خوب یاد رکھو صحیح عقیدہ یہی ہے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں اور اسی کے لئے ہم پیدا ہوئے جو کچھ ہم کو کرنا ہے اسی کے لئے کرنا چاہئیے یہاں تک کہ ہمارا کھانا اور پینا اور ہماری نقل و حرکت اور داد و دہش سب خدا ہی کے لئے ہے اور ہونا چاہئیے اگر نکاح کریں تو اس نیت سے کریں کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کی وجہ سے ہم گناہ سے بچیں گے اور اس کے ذریعہ سے مسلم اولاد پیدا ہوگی اور اہل و عیال کی پرورش کے لئے کسب کریں تو یہ سمجھکر کریں کہ ان کا نان و نفقہ اللہ نے شرع شریف ہم پر واجب ہے اسی طرح ہمارے جملہ کام کی نیت للہ ہونے سے وہ سب کام داخل عبادت ہو جاویں گے اسی سے توحید کی تکمیل ہوگی۔ زمانہ سابق میں بعض علمائی جو دیندار تھے (اس زمانہ کے بعض تو اب بھی ہیں) یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ دنیا میں ہمارے مقصود صرف دو ہونے چاہئیے پہلا مقصود خدا تعالےٰ کی پرستش اور دوسرا ملک کی خدمت یہ ان کی غلطی تھی جو عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف تھی تمام انبیا علیہم السلام ایک ہی مقصود کی تعلیم دیتے تھے اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل پیرو اب بھی یہی کہتے ہیں کہ لا مقصود الا اللہ تمام اچھے کام اس مقصود کے تابع ہو جا سکتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ملک اور قوم کی خدمت بھی اللہ ہی کے واسطے کرنی چاہئیے اسی مد کے تحت میں بھرا جاوے اس کے لئے جدا مد قائم کرنا غلطی اور ضلالت ہے۔

آجکل یہ دیکھا جا رہا ہے کہ ہندو لیڈر صاحبان جو ہندوستان کو آزاد کرانا چاہتے ہیں مسلمانوں کے اس عقیدہ پر کہ پہلے مذہب ہے بعد ملک اعتراض کرتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ پہلے ملک ہے اس کے بعد مذہب لاحول ولا قوۃ الا باللہ مسلمانوں کو ان کے عقیدہ سے احتراز کرنا چاہئیے کہ وہ گمراہ ہیں ہمارے ہاں پہلے دین ہے بعد دنیا اور وہ بھی دین ہی کے لئے ہے اسی عقیدہ کی بدولت ہم کو نہ صرف نجات اخروی ملیگی بلکہ آفات دنیاوی سے حفاظت اسی کے ذریعہ حاصل ہوگی ہندو مذہب میں تو ماں اور باپ بھی خدا پر مقدم ہیں اسلام میں اگرچہ ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری کے لئے بہت سخت تاکید ہوئی ہے اور قرآن شریف اور حدیثوں میں متواتر اس کا حکم آیا ہے لیکن خدا سب پر مقدم ہے پڑھو یہ آیت وقضی ربک الا تعبدوا

الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔

(ترجمہ) اور حکم کیا تیرے پروردگار نے کہ عبادت نہ کرو تم سوا اس کے کسی کی اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اگر پہنچیں تیرے پاس بڑھاپے کی حالت میں ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تو مت کہہ ان کو اف اور مت جھڑک ان کو اور ان کے ساتھ اچھی بات کہہ اور جھکا دے ان کے لئے اپنی ذلت کا بازو مہربانی کے ساتھ اور ایسا کہہ اے خدا ان کے اوپر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھکو چھوٹے پن میں پالا ہے۔"

لیکن اگر ماں باپ خدا کے ساتھ شرک کرنے کو کہیں ہرگز ان کی اطاعت نہیں کرنی چاہئیے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد شرک پر مصر ہوئے تو حضرت ابراہیم سلام علیک کہکر کھڑے ہوگئے اور باپ کو اور گھر بار کو وداع کہدیا۔

ماں باپ کی اطاعت کے لئے جو احکام صادر ہے ان کی وجہ یہ ہے کہ اولاد پر سب سے زیادہ احسان انہی کا ہے اسی وجہ سے بحکم ھل جزاء الاحسان الا الاحسان وبالوالدین احسانا کی ہدایت ہوئی لیکن ماں باپ کے دل میں جو محبت اولاد کے ساتھ ہے وہ خدا ہی کی طرف سے ہے محض ان کی پرورش کے لئے خدا تعالیٰ ہی ماں باپ کے دل میں محبت ڈالتا ہے پس اگر ہم ماں باپ کی اطاعت دل و جان سے یہ سمجھکر کریں کہ خدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور اس کا اجر مضاعف ہم کو حاصل ہوگا اسی طرح ہر ایک نیک کام کو خدا اور اس کے رسول کے تحت میں لانا چاہئیے پس داد و دہش اور خیر خیرات کے جملہ کام بہ نیت للہ کئے جائیں تو ان کا اجر کثیر ہوگا ایسی حالت میں اگر کسی کو سرے سے ایمان ہی نہ ہو اگر اپنی عمر خلق کی خدمت میں صرف کرے اور کروڑہا روپے ان کے لئے خرچ کرے تو صرف اس وجہ سے کہ وہ خدا کو مانتا نہیں تھا اس کا تمام عمل قیامت میں بیکار ثابت ہوگا۔

لہذا مسلمان بھائیوں کو چاہئیے کہ غیر مسلم اقوام کے خیالات سے متاثر نہ ہوں اور ایمان و عقیدت کی حفاظت کے ساتھ دنیا میں کام کریں ایسی حالت میں ان کو دارین کی بہبودی حاصل ہوسکتی ہے۔

وما علینا الا البلاغ

عبادت کا فلسفہ

(از جناب مولانا شریف احمد صاحب [illegible])

خدائے قدوس قرآن کریم میں فرماتا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی ہم نے انسان اور جن کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری عبادت کریں اب دیکھنا یہ ہے کہ عبادت ہے کیا چیز اور کیوں کرنی چاہیے عبادت کے معنی اور اطاعت کے ہیں جو کچھ حکم دیا جائے اس پر بلا چون و چرا عمل کیا جائے عبادت اسی کی کی جاتی ہے عمل ہوا دہیں کی عبادت کی جائے اس کی پوری عظمت اور بڑائی اس کی عبادت کی جائے اور اسلئے کی جاتی ہے کہ وہ اپنی ذات و صفات میں عدیم المثال اور یکتا ہے اور اسے مافوق الفطرت قدرتیں حاصل ہیں دنیا میں بعض قومیں جو خدائے برتر و توانا کی قائل نہیں ہیں وہ بتوں کو سیاروں کو درختوں کو اور آفتاب و ماہتاب تک کو پوجتی ہیں اور اس پوجنے میں ایک ہی جذبہ ہر جگہ مصروف کار فرمائی نظر آرہا ہے کہ یا تو وہ انہیں مافوق الفطرت طاقتوں کا حامل سمجھتے ہیں یا ان کی سود مندیوں نے انہیں ان کے پوجنے پر آمادہ کر دیا ہے پرستش کا یہ جذبہ ایسا عام ہے کہ جاہل اور وحشی اقوام تک بھی اس سے خالی نہیں اور جن کا سر خدا کے سامنے نہیں جھکتا ان کا سر بھی کسی نہ کسی کے سامنے ضرور جھکتا ہے اس سے تو واضح ہو گیا کہ پرستش و عبادت انسان کی فطرت میں داخل ہے یہ اور بات ہے کہ وہ گمراہی اور عقل کوتاہی کے باعث مخلوق کو خالق سمجھ بیٹھے اور پیدا کرنے والے کے بجائے پیدا کی ہوئی چیزوں کا پرستار بن جائے۔

اپنے بندوں کو اسی گمراہی کے عمیق غار سے نکالنے اور انہیں صحیح راستہ پر لگانے کے لئے ایزد تبارک و تعالیٰ کی شفقت علی المخلوق اپنے نبیوں اور پیغمبروں کو وقتاً فوقتاً مبعوث کرتی رہی اور دنیا کی کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں گذری جس میں کوئی ڈرانے والا بھی مبعوث نہ کیا گیا ہو ولکل قوم ہاد

یہ ایک قسم کی زیادتی ہوتی کہ صفائے سعی کو نظر انداز کرتے ہوئے بغیر کسی کو مورد عتاب بنایا جاتا اور اس سے باز پرس ہوتی باز پرس کی صورت یہی ہے کہ کلمہ حق ان کے گوش گذار کیا گیا ہو اور انہوں نے پھر بھی اس پر توجہ نہ کی ہو حضرت ابراہیم ایک بت پرست خاندان میں پیدا ہوئے تھے آپ کے باپ بھی بت پرست تھے تمام بندوں کی طرح آپ کے قلب میں بھی جذبہ پرستش موجیں مار رہا تھا کوئی رہبر رہنما موجود نہ تھا مگر فطرت سعید و سلیم تھی آپ ایک بخار میں لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کی نظر ایک روشن و تابناک سیارہ پر پڑی آپ نے کہا یہی خدا ہے اور اسی کی پرستش کرنی چاہیے جب وہ کچھ دیر کے بعد آنکھ سے اوجھل ہو گیا تو آپ نے سوچا کہ پرستش کے قابل وہ چیز ہرگز نہیں ہو سکتی جو اوجھل ہو جائے۔

حضرت ابراہیم کی بصیرت

تھوڑی دیر کے بعد ماہتاب اپنی پوری طلعت ریزیوں کے ساتھ دنیا کو نورانی چادر میں ملفوف کرتا ہوا طلوع ہوا اور رات گئے تک وہ بھی روپوش ہو گیا آپ نے اس کی عظمت و پرستاری کے متعلق اس دوران میں جو خیالات قائم کئے تھے وہ بھی فنا ہو گئے اسی ادھیڑ بن میں لگے ہوئے تھے کہ دیکھا مشرق سے آفتاب عالم افروز نے پورے جاہ و جلال کے ساتھ سر نکالا آپ کے قلب میں مسرت کی لہریں دوڑنے لگیں اور آپ نے سمجھا کہ مقصد حاصل ہو گیا میرا خدا مجھے مل گیا پوجنے کے لائق بس یہی "شعلہ نورانی" ہے لیکن جب سر شام وہ بھی غروب ہو گیا تو آپ پر گونہ افسردگی طاری ہو گئی اور آپ سوچنے لگے کہ یہ کیسے خدا ہیں جو آنکھوں کے سامنے آتے اور غروب ہو جاتے ہیں اور ایک حالت پر قائم نہیں رہتے ہیں پوجے جانے کے لائق ہستی وہی ہے جو ان عیوب و نقائص سے مبرا ہو۔ بالآخر آپ کے قلب میں عرفان ربی کا دروازہ کھلا اور آپ فرمانے لگے یہ تمام چیزیں تو ہمارے اپنے ہی مخلوق ہیں تاہم زوال پذیر ہیں پرستش کے قابل اگر کوئی ہستی ہے تو وہی ہے جو گو میری آنکھوں سے اوجھل ہے نظر نہیں آتی مگر جس نے ان غروب ہونے والے آفتاب و ماہتاب کو پیدا کیا اور سارے نظام عالم کو بنایا اب میں اسی کو پوجوں گا اور اسی کی پرستش کو اپنے روح و قلب کی تسکین کا سامان بناؤں گا۔

بتوں کی پوجا

صبح اٹھکر آپ ایک شاہی بتکدہ میں پہنچے جہاں ایسے بتوں کی پرستش خدا سمجھ کر کی جاتی تھی جو انسانی ہاتھوں کے تراشیدہ و ساختہ ہوتے تھے اور جنکے سامنے انواع و اقسام کے لذیذ کھانے چنے ہوئے تھے آپ نے تنہائی کا موقعہ غنیمت سمجھکر تمام چھوٹے بتوں پر ہاتھ صاف کیا کسی کی ناک توڑی اور کسی کا ہاتھ اور سب کے سامنے کا کھانا اٹھاکر بڑے بت کے سامنے انبار لگا دیا لوگوں نے جو آکر اپنے خداؤں کی یہ حالت دیکھی تو بہت بگڑے اور برافروختہ ہوئے آپ قریب ہی تھے آپ سے ہی استفسار کیا گیا آپ نے جواب دیا کہ یہ سب شرارت اس بڑے بت کی ہے اس نے سب کے سامنے کا کھانا خود ہضم کر جانے کے لئے یہ حرکت کی ہے دیکھئے اس کے سامنے سارے کھانے کا انبار لگا ہوا ہے لوگوں نے جواب دیا یہ تو اپنی جگہ سے نہ ہل سکتے ہیں اور نہ ہٹ سکتے ہیں کیونکر ممکن ہے کہ ان میں لڑائی ہوئی ہو اور سب کا کھانا ایک کے سامنے پہنچ گیا ہو نصیحت کا وقت آچکا تھا آپ کی آنکھوں میں نور ربانی چمکنے لگا اور آپ نے کڑک کر فرمایا کہ تم عجب بے وقوف لوگ ہو سمجھتے ہو کہ یہ بت اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتے اور نہ کھا پی سکتے ہیں اور پھر بھی تم انہیں پوجتے ہو اور خدا بنائے بیٹھے ہو خدا وہی ہے جس نے دنیا اور دنیا کی ہر چیز کو پیدا کیا اور جو ہر کام پر قادر ہے یہ ایسی دہکتی ہوئی آگ تھی کہ سلیم و سعید فطرتیں تو اس کے ہاتھ میں آتے ہی ایمان لے آئیں اور خبیث لوگ منہ تکنے لگے۔

یہ کتنی بڑی گمراہی اور بے عقلی ہے کہ اچھے اچھے دانشمند اور فہیم انسان سیارہ پرستی اور بتوں کے پوجنے میں مصروف ہیں اور کوئی ایک خدا کے بجائے کئی خدا بنا بیٹھا ہے کیا جنبش ہی نہ کرنے والے بتوں بجھ جانے والی آگ غروب ہو جانے والے سیاروں کی تو پوجا کی جائے درختوں اور دریاؤں کی محض ان کی جزوی فائدہ رسانیوں کی بنا پر پرستش عمل میں لائی جائے مگر اس آستانہ عالیہ پر سر نہ جھکایا جائے جس کا مالک دنیا و جہان کا خالق ہے پوجنے کا جذبہ اور پرستش کی امنگ جب ہر قلب میں موجزن ہے اور ہر قوم کو اپنا سر کسی نہ کسی کے سامنے جھکانا ہی پڑتا ہے تو کیوں نہ اس چوکھٹ پر جبین سائی کی جائے جو سب سے بلند اور سب سے بالا ہے اشرف المخلوقات

کر یہاں دنیوی زیارت [illegible] ہم [illegible] ہیں یہ دیکھتے ہیں کہ لوگ سامنے سجدہ ریز اچھے نظر آتے ہیں جو "حی و قیوم" اللہ قادر و توانا ہے اور جس نے سب ہی کچھ پیدا کیا ہے دریاؤں اور درختوں کی چیزوں و مظاہر فطرت کا نمائندہ ساتھ اور اپنے بنائے ہوئے بتوں کی خیالی طاقتوں کے سامنے جب اظہار عجز و احسان مندی کے طور پر سر جھکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس ہستی علی الاطلاق ہی کی جو ہمت پر جس کی رسائی نہ کی جائے جو فائدہ رسانیوں اور قوتوں میں اپنا تغلیبو عدیل نہیں رکھتا۔ ایسا مہربان و شفیق کہ اس نے ہمارے پیدا ہونے سے پیشتر ہی ہماری غذا اور ہمارے آرام کے بندوبست کر دیئے۔ جو ہمارے سوکھی کھیتیاں پانی برسا کر ہری کرتا ہے، جو کوہ و بیابان اور دشت و بحر میں ہمارا محافظ ہے ہمیں بے دریغ کھانے پینے کو دیتا ہے جس نے دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں ہمارے آسائش کے لئے پیدا کی ہیں، ہمیں عقل دی ہے ملے دماغ دیئے ہیں۔ اور اشرف المخلوقات بنایا ہے اور ہمارے تمام ضروریات اور حوائج کا کفیل ہے۔

سجدہ ریز ہونے کی تڑپ

اتنے احسان کرنے والے اور انبیاؤں کو معرض وجود میں لانے والے خدا کی طرف فطرتاً انسانی طبائع کھنچتی ہیں اور ان احسانات کی عوض میں بے ساختہ دل چاہتا ہے کہ اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑیں اس کی حمد کریں اس کی تسبیح پڑھیں اس کے سامنے گڑگڑائیں اور نیکی کی توفیق کے طالب ہو دیں۔ خدائے قدوس خبیر و علیم ہے وہ خوب جانتا ہے کہ نفس امارہ بھی اس کے ساتھ لگا ہوا ہے ممکن ہے وہ اسے گمراہ کر دے اس لئے اُس رحمٰن و رحیم نے بندوں کی رہبری و رہنمائی کے لئے انبیاء اور ہادیوں کو مبعوث کیا۔ اور ضروریات دنیوی میں جیسے جیسے وسعت پیدا ہوگئی تھی اُن کے اعتبارات سے شریعت خداوندی میں تغیر و تبدل پیدا ہوتا گیا۔ آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس نے اپنی شریعت کو مکمل کر دیا اور واضح کر دیا کہ جو اس شریعت پر چلیگا فائز المرام ہوگا۔ اور اب قیامت تک یہی شریعت نافذ رہے گی۔ کونسی قوم ہے جو اپنے محسن و معلم کی قدر نہیں کرتی پھر جب خدائے قدوس محسن و معلم کے علاوہ خالق اکبر بھی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ انسان اس کے سامنے سجدہ ریز نہ ہو اور اسی کی عبادت کو اپنے لئے شرف و سعادت کا باعث نہ جانے۔ دنیا میں کوئی ذرہ برابر بھی احسان کرتا ہے تو اس کا شکریہ ادا کرنا اخلاقاً لازمی ہو جاتا ہے۔ والدین کے ذریعہ انسان پیدا ہوتا ہے ہر قوم کے بچے ان کی عزت کرتے ہیں اسی کے پیش نظر انسان کو خیال کرنا چاہئے کہ جب مخلوقات کے شکر و احسان کے متعلق اسی دنیا میں یہ دستور قائم ہو چلا ہے۔ تو خالق کا شکر و سپاس جتنا بھی ادا نہ کیا جائے کم ہے۔

ذوق عبادت کی سرشاری

عبادت و شکر میں کوئی خرچ نہیں ہوتا۔ بلکہ بے انتہا مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اور ناقابل بیان لطف آتا ہے۔ جب ایک بندہ اپنے آقائے حقیقی کے سامنے ایک پیکر عجز و اعتراف بنکر خشوع و خضوع کے ساتھ سجدہ ریز عبودیت ہوتا ہے تو قربت بڑھ جاتی ہے۔ رحمت ایزدی کی بارشیں ہونے لگتی ہیں اور قلب و دماغ مصفا و مجلی ہوتے چلے جاتے ہیں اور خاصان خدا پر تو ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ وہ اس انتہا میں ڈوب کر وہ لطف اٹھاتے ہیں جن کا بیان نہ زبان سے ہو سکتا ہے اور نہ قلم سے ان کی طاقتیں بھی بڑھ جاتی ہیں اور عزتیں بھی۔ ان کی زبان سے جو نکلتا ہے ہو کر رہتا ہے۔ اور پاکیزگی و فضائل اخلاق میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہوتی چلی جاتی ہے۔ خدا عبادت سے خوش مزید ہوتا ہے۔ اسی طرح جس طرح ایک شفیق باپ اپنی اولاد کی فرمانبرداری سے مسرت حاصل کرتا ہے۔ مگر اس سے بھی فائدہ بندہ ہی کو پہونچتا ہے اور اس کے قلب پر جلا ہوتی چلی جاتی ہے۔ "خدائے قدوس" قرآن کریم میں فرماتا ہے:

یاایھاالناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون ہ اے انسانو تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو وہ پروردگار جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا۔ تم اسکی عبادت کرتے رہو گے تو تمہیں تقویٰ حاصل ہو جائے گا۔ اُسی نے تمہارے لئے زمین کو رہنے اور بسنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو تمہارے سروں پر چھت بناکر قائم کیا پھر یہی نہیں بلکہ اس نے بادلوں سے پانی برسا کر اس میں سے تمہارے کھانے کے لئے پھل اور سبزیاں پیدا کیں۔

عبادت کی غرض و غایت

اس آیت میں خدائے قدوس نے اپنی عبادت کی غایت و غرض خود بخود بھی واضح کر دی۔ یعنی عبادت بلا وجہ نہیں بلکہ اس لئے کرنی چاہئے کہ اُس نے تمہیں اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا۔ پھر نہ صرف یہ کہ وہ خالق ہی ہے بلکہ محسن بھی ہے اُس نے تمہیں پیدا کر کے یونہی چھوڑ نہیں دیا۔ بلکہ اُس نے ہماری زندگی کے قیام و بقا کے لئے ہر قسم کے ضروری سامان اور آسائشیں مہیا کیں اور لاطلب مہیا کیں۔ پھر اس سے تمہیں فائدہ پہونچے گا کہ تمہارے اخلاق سنور جائیں گے جن کی بدولت تم ترقی کر سکو گے۔ اور متقی بنجاؤ گے متقی وہ ہے جو امتثال امر کے طور پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں منہمک رہے۔ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون۔ یعنی ایک طرف تو وہ خدائے برتر و توانا اور اُس کے رسولوں، اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں پر ایمان لاتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرتا ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے مال سے اُس کی راہ میں خرچ بھی کرتا رہتا ہے۔ یعنی انسانوں کے جو حقوق اس کے ذمہ ہیں وہ ادا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایات بھی اس کی رفیق کار بنجاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرتا ہے اس کے قلب میں اس کے عظمت و جلال کا تصور قائم ہوتا چلا جائے گا۔ اور وہ کبھی گمراہ نہ ہوگا۔ اور جب والدین، بہن، بھائیوں، پڑوسیوں، دوستوں، محلہ والوں، شہریوں اور سبھوں کے حقوق بوجہ احسن ادا کئے جاتے رہیں گے تو دنیا والے بھی اسے عزیز رکھیں گے اور اسے لازماً دنیوی و دینی فائز المرامیاں حاصل ہوں گی۔ اور کامل اطاعت پر عمل اُسے کہیں سے کہیں اٹھا کر کہیں پہونچا دے گا۔ پیغمبر خدا حضرت محمد صلی

علیہ وسلم نے امت کو نصیحت کی کہ تخلقوا باخلاق اللہ یعنی اپنے اندر خدائی اخلاق پیدا کرو۔

صفاتِ الٰہیہ کا انجذاب

اس کا مطلب یہی ہے کہ جس طرح خدائے قدوس تمہیں بغیر معاوضہ احسان کرتا ہے تم بھی مخلوق خدا کے ساتھ احسان و مروت سے پیش آؤ جس طرح وہ قصوروں کو معاف کر دیتا ہے تم بھی کرو جس طرح وہ روزی دیتا ہے تم بھی غریبوں کو کھلاؤ جس طرح وہ صادق الوعد ہے اسی طرح تم بھی اپنے وعدے پورے کرو جس طرح وہ علیم ہے اسی طرح تم بھی حلیم بنو جس طرح وہ بندوں کی پرورش کرتا ہے تم بھی اپنی اولاد اور قرابت کی پرورش کرو۔ جس طرح وہ حلیم ہے اسی طرح تم بھی تحمل و برداشت سے کام لو اور جس طرح اس کا فیض عام ہے اسی طرح تم بھی سب کو فائدہ پہنچاؤ۔ اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ عبادت سے کامل اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور جب احکام خداوندی کی پوری پابندی کی جائے گی تو اس سے انسان میں اخلاق فاضلہ بھی پیدا ہو جائیں گے خود کو بھی فائدہ پہنچے گا اور دوسروں کو بھی دنیا میں امن و امان قائم رہے گا۔ اور ہر طرف فارغ البالی اور خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔

جن کے پوجنے اور آگ آفتاب دریا اور درختوں کی پرستش میں نہ عرفانی لذت پیدا ہو سکتی ہے اور نہ یہ عبادت اخلاق فاضلہ پیدا کرنے کا موجب بن سکتی ہے۔ یہ صرف خدا ہی کی عبادت کی تاثیر ہے کہ وہ ایک تودۂ خاک کو ہر رنگ جلوہ نما بنا دیتی ہے اور انسان تقدس میں فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے۔ سجدہ کا تصور کیا لیکن اس کے سامنے جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا نہ کہ ان کے سامنے جو ہمارے ہی ہاتھوں کے بنائے اور تراشے ہوئے ہیں یا جن پر ہم قابو حاصل کر سکتے ہیں۔ آگ پانی اور درخت پتھر اور یا کسی چیز پر بھی قابو حاصل نہیں پھر نہ یہ کہ صفات و حسنات کے سرمایہ دار ہیں اس حالت میں ان چیزوں کا پوجنا بہتر ہے یا اس خدا کی عبادت جو اپنی صفات و حسنات میں بے عدیل و بے نظیر ہے جس کا ثانی نہ کوئی ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور جو ہر نوع کی قدرت رکھتا ہے اور جو چاہے کر سکتا ہے۔

دہریے کہتے ہیں کہ خدا کوئی چیز نہیں۔ بفرض محال نہ بھی سہی تو ہم ہی سہی مگر یہ تو ہم بھی کتنا بلند اور کتنا اعلیٰ ہے کہ ہم پتھر کے بتوں، جنگل کے درختوں، دمنوں نا معلوم کے دریاؤں اور آسمان کے تاروں کو نہیں پوجتے بلکہ اس ہستی کی پرستش کرتے ہیں جس کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گی سب کچھ اسی نے پیدا کیا ہے سب سے زیادہ طاقت و قدرت رکھتی ہے اور ہر چیز اور ہر کام پر قادر ہے۔

برترین ہستی کی عبادت

جب ہم عبادت کرتے ہیں اور ایک ایسی ہستی کی عبادت کرتے ہیں جو جملہ محاسن و محامد کی سرمایہ دار ہے تو ظاہر ہے کہ جیسے جیسے ہمیں اس کی تمام صفات حسنہ کا علم ہوگا ہماری عبادت میں پاکیزگی اور بلندی پیدا ہوتی ہوگی جوں جوں ہمارا عرفان ترقی کرتا جائے گا، ہماری عبادتوں میں ذوق و شوق کا رنگ اور ایک قسم کی والہیت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ لیکن یہ علم الٰہی وسیع اور پیچیدہ چیز ہے کہ مطالعہ سے زیادہ غور و فکر سے حاصل ہوتا ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ یعنی مومن اور عبادت گزار بندے [illegible] آسمان و زمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں صحیفۂ فطرت کے مطالعہ میں مصروف رہتے ہیں اور جب غور و فکر اور مشاہدہ و تاملات ان کی چشم بصیرت وا کرتا ہے اور حقائق و لطائف اور عجائب و غرائب کی صد ہا دنیائیں ان کے سامنے منکشف ہوتی ہیں اور ہر برگ و بار اور ہر گل و خار کی تخلیق کی حکمت ان کے فہم و ذہن میں سمانے لگتی ہے تو اس وقت ان کے منہ سے بے ساختہ نکل جاتا ہے کہ اے خدائے برتر و توانا تو نے ان چیزوں کو بیکار و بے فائدہ پیدا نہیں کیا ہر شے کی تخلیق اور ہر شے کی پیدائش اپنے اندر ہزار حکمتیں پوشیدہ و مضمر رکھتی ہے۔

عبادت کا مفہوم

خوب سمجھ لیجئے کہ عبادت صرف نماز و روزہ کا نام نہیں ہے بلکہ [illegible] ہر وہ کام عبادت میں داخل ہے جو خدا کی مرضی و خوشنودی کے لئے کیا جائے۔ یا اس کے کسی حکم کے اتباع میں عمل میں لایا جائے۔ کیونکہ اس کا کرنا بھی آخر خدا ہی کے حکم کی پیروی اور اسی کی اطاعت ہے۔ کوئی تعجب نہ کیجئے ہم اپنی فہم اور بصیرت اور علم و مطالعہ کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہم اس لئے کھاتے ہیں کہ اس سے ہمارے جسم میں قوت پیدا ہو اور ہم اس طرح خدا کی عبادت بھی کر سکیں اور اس کے بندوں کے بھی کام آسکیں تو یہ کھانا بھی عبادت ہی سمجھا جائے گا اگر ہم اس لئے کماتے ہیں اور روپیہ فراہم کرتے ہیں کہ دنیا میں عزت و آبرو سے رہ سکیں اسلام اور بندوں کے حقوق پوری طرح ادا کر سکیں ماں باپ اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کر سکیں تو بالیقین کمائی اور فراہمی مال میں ہمیں جو محنت بھی پڑے گی اور جو تکالیف بھی ہم برداشت کریں گے وہ سب عبادات ہی شمار ہوں گی کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ اتباع احکام الٰہی میں خلوص کے ساتھ کر رہے ہیں نہ کہ کسی معصیت و برائی کے لئے۔ اسی لئے تو اسلام نے تمام اعمال و افعال کی اساس و بنیاد "نیت" پر رکھی ہے اگر نیت اچھی ہے تو نادانستگی میں کیا ہوا برا کام بھی اچھا ہوتا ہے اور اگر نیت بری ہے تو اچھا کام بھی جو قصداً کیا جاتا ہے برا اور باعث معصیت عظیم ہو جاتا ہے۔

مثلاً ایک شخص پنجوقتہ نماز ادا کرتا ہے اور خاص احتیاط و توجہ سے پڑھتا ہے مگر نیت یہ ہے کہ لوگوں پر اس کے تقدس کا اثر پڑے اور وہ اسے بڑا زاہد و عابد خیال کریں یا وہ غریبوں اور فاقہ زدوں کی دستگیری میں سیکڑوں نہیں ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتا ہے اور فی الحقیقت بنی نوع انسان کو اس کی ذات سے عظیم فوائد پہنچ رہے ہیں۔ لیکن اس کی نیت اور مقصد یہ ہے کہ ہر جگہ اس کی واہ واہ ہو۔ لوگ اسے سراہیں مختلف مجلسوں اور صحبتوں میں اس کی فیاضی اور خدا ترسی کا ذکر کیا جائے تو یہ خیرات و حسنات بھی بیکار ہوں گی۔ آخرت میں اس کا اسے کوئی اجر نہ ملے گا۔ البتہ دنیوی شہرت میں جو اس کا مقصد خاص ہے اسے ضرور کامیابی حاصل ہو جائے گی۔

حقیقی منبع حسن و جمال

خدائے ذوالجلال کی ذات گرامی سرچشمہ حسن و جمال ہے اور حسن و خوبی کی طرف انسان کا دل اسی طرح کھنچتا ہے جس طرح کاہ کہربا کی طرف، اور پروانہ شمع کی طرف۔ عبادت کا جو جذبہ ہر قصبہ میں کم و بیش قوت کے ساتھ موجزن ہے وہ اسی ازلی کشش کے سوا کچھ نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ لوگ گمراہی سے دوسری طرف مائل ہو جائیں ورنہ حسن و جمال کا حقیقی منبع وہی ہے اور ہماری روح قدرتاً اسی کی طرف کھنچتی ہے۔ روح حقیقی جتنی پاکیزہ اور جتنی صاف ہوگی اتنی ہی وہ اس حسن ازلی کے قریب تر ہوتی جائے گی اولیائے کرام کی ارواح بہت لطیف اور پاک ہوتی ہیں اس لئے ان کے اجسام میں ارواح کے اس لافانی سمندر میں جذب ہو جانے [illegible] ہو جاتی ہیں خواہ ہماری سادہ آنکھیں اس حقیقت کا مشاہدہ نہ کر سکیں مگر حقیقت یہی ہے۔ پھر دنیا کی ناپائداری و بے ثباتی مسلمہ امر ہے۔ بڑی بڑی فلک انداز ہستیاں عرصۂ وجود میں آئیں اور انہوں نے اپنے عظمت و جلال کے ڈنکے بھی خوب بجائے لیکن آخر فنا کا جام انہیں بھی پینا ہی پڑا اور سارا جہاں [illegible] اس لئے بہتر و مناسب یہی ہے کہ انسان اپنی زندگی کی فرصت کو غنیمت سمجھ کر اپنے پیدا کرنے والے خداوند حسن کی عبادت و رضا جوئی سے ایک لمحہ غافل نہ رہے کہ ہماری تخلیق کا مقصد وحید بھی یہی ہے اور اسی میں ہماری دینی اور دنیاوی کامرانیوں اور فائز المرامیوں کا راز ہے۔

انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا رہنما

(از جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کانپوری فاضل الٰہیات جامعہ ملیہ دہلی)

اس دنیائے آب و گِل اور اس جہانِ آباد کفر و شرک میں ایسے لوگ بھی بستے ہیں جنکا مذہبی عقیدہ یہ ہے کہ انسان کی فطرت معصوم نہیں بلکہ گناہ گار ہے۔ حضرت آدم نے جب خوشۂ میں فرمانِ خداوندی کی خلاف ورزی کی اور جنت کے ممنوع درخت گیہوں کو کھا لیا تو خداوند کریم نے سزا کے طور پر کل فطرتِ انسانی کو ہی گناہگار کر دیا گویا انسان گناہ کے انباروں سے لدا ہوا پیدا ہوتا ہے اس لئے انسان اگر جنت اور رضائے خدائی چاہتا ہے تو شب و روز کی عبادت کے بعد اپنی فطرت کو پاک کرے اور پھر اعمال اچھے کرے تاکہ جنت میں داخل ہو سکے۔ یہ نظریہ تعلیم عیسائی بطور مذہبی عقیدہ کے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ اگر انسان کی ترقیوں اور خوش فعلیوں کی بنیاد یہی مجبورانہ اور مایوسانہ عقیدہ ہو تو انسانی مذہب اس کو اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت نہیں دے سکتا اس سے کہ اس صورت میں انسان طبعی طور پر ذی کمال اور ذی عمل نہیں ہے بلکہ اس کی فطرت اور طبیعت گناہ گار رہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک دنیا پر پادریوں کی اس گمراہ کن تعلیم کی حکومت رہی دنیا یہی سمجھا کی کہ اہل کمال بننا اور اہل عمل ہونا خدا کا عطیہ اور معجزہ ہے انسان اپنی قوت اور اپنی فطری طاقت سے ہزار کوشش پر بھی ذی کمال نہیں بن سکتا۔

لیکن حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ انسانی فطرت بالکل معصوم اور قطعاً معصوم عن الخطا ہے۔ رحمٰن اور رحیم خدا نے عورت اور مرد دونوں کی فطرت میں ہر ہر کمال اور ہر علم و فن کے حصول کی طاقت رکھی ہے۔ انسان کی فطری استعداد دنیا کے خیر و شر کے حصول پر قادر ہے اس لئے یہ سمجھنا کہ انسان سے کمالات کا اظہار معجزہ ہے سخت ترین گمراہی ہے انسان خدا اور پیغمبر کے سوا سب کچھ بن سکتا ہے۔ سائنسدان اور فلاسفر بننا، ابن رشد اور ابن بطوطہ بننا، افلاطون اور بقراط بننا، صلاح الدین اور نپولین اور مصطفےٰ کمال بننا تا فطرتِ انسان کی معمولی ترقی ہے لیکن یہ سب اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ انسان بے پناہ عزم کا مالک ہو۔ اپنی استعدادوں کے چمکانے پر آمادہ ہو۔ اور اس کی رہنمائی آسمانی مشعل کر رہی ہو۔ خوابیدہ فطرت کو بے حسی کے میٹھے میٹھے خواب سے جگا دینا ہی کمالات کا سب سے بڑا خزانہ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جس خدا نے فطرتِ انسانی کو اتنی بلند استعدادیں دیکر ملائکہ سے بھی اشرف بنا دیا اس مالک ارض و سماء نے ان استعدادوں کے ظاہر ہونے اور صحیح مصرف میں لگ جانے کا کیا طریقہ بتلایا ہے؟

مذہب جو دنیا کے تمام مباحث میں مقدم ہے کیا ہے؟ یہ کیا ہے جس کے باعث شیخ و برہمن ہر وقت دست بگریباں رہتے ہیں اور جس کے نام پر کروڑوں انسان گردن کٹا دینا کھیل سمجھتے ہیں؟ یہ اسی فطرتِ انسانی کا رہنما ہے۔ مذہب کا مفہوم ہی یہ ہے کہ وہ انسان کی بلند استعدادوں اور زندگی کی رہنمائی کرے۔ یوں مذہب کی تعریف جو کچھ کر لیجے خود ساختہ اصول کو مذہب کہہ لیجے۔ حضرت مسیحؑ اور پتھروں کی پوجا کو مذہب کہہ لیجے۔ جیسا رتن۔ داس اگنی۔ سورج۔ غرض دنیا کی ہر مرئی اور غیر مرئی شی کو مذہب کہہ لیجے۔ لیکن مذہب الٰہی یہ مذہب ہے جو فطرت کی دبی ہوئی استعدادوں کی صحیح راہنمائی کرتا ہو گویا ایک صحیح اور سچا مذہب وہی ہو سکتا ہے جو تمام فطری قوتوں کی راہنمائی کرے۔ دنیا اور دین کی رہنمائی کرے خدا اور بندے کے تعلقات کی رہنمائی کرے حقوق العباد میں رہنمائی کرے علمی اور فنی رہنمائی کرے بلکہ مختصر لفظوں سیاسی، بین الاقوامی، اخلاقی اور خانگی حیثیات میں بھی کامل رہنمائی کرے گویا مذہب وہ ہے جو انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا مکمل راہنما ہو۔ جو مذہب ان صفات کا حامل ہے وہی الٰہی مذہب ہے اور وہی خدا کا بھیجا ہوا اٹل قانون ہے۔

آجکل دنیا میں باطل مذاہب کی دوڑ کا پُرلطف نظارہ قابل دید ہے جس میں ہر ایک مذہب والے بازی لیجانے کی کوشش میں منہمک نظر آتے ہیں لیکن صداقت کے متلاشی کو چاہئے کہ وہ ہر چیز کی کمال درجہ تحقیق کرے، تعصب کی پٹی آنکھوں سے ہٹا کر غیر جانبدارانہ فیصلہ کرے یقیناً ایسا فیصلہ اسلام کے ہی حق میں ہو گا۔ مذہب کی تعریف تمام و کمال صرف اسلام پر صادق آتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا کے چوٹی کے لوگ باوجود غیر مسلم ہونے کے اسلامی عظمت کے گیت گاتے ہیں اور مذہب حقہ کی تعریف میں ان کی زبان ہمیشہ کھلی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ دنیا کے سب سے بڑے ملحد برنارڈ شا اور پروفیسر ٹرانسکی جیسے بھی اسلام کی صداقت تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ یہ لوگ خود اقرار کرتے ہیں کہ اسلام کے ہی اصول ہمارے ذہن میں بیٹھ سکے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ صرف اس لئے کہ اسلام مکمل مذہب ہے اور اس کی تعلیمات جامع ہیں۔ ہم کو یہ اصول ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو مذہب زندگی کی ساری ضروریات پر حاوی نہیں ہے وہ مکمل نہیں ہے۔ مذہب جو زندگی کے ایک حصہ میں قابل قدر رہنمائی کر رہا ہے لیکن زندگی کے دوسرے اہم حصہ میں وہ خاموش ہے وہ مذہب مکمل رہنما نہیں ہے۔ مذہب حیات کی طرح ایک طویل تر رشتہ ہے جو پیدائش سے لیکر موت بلکہ موت کے بعد تک قائم رہتا ہے۔ جو مذہب کے انتخاب میں ہمیشہ غور و خوض سے کام لینا چاہیے مختصر طور پر میں ناظرین کرام کے سامنے چند مشہور مذاہب کی تعلیمات پیش کروں گا اور میں یہ بتلاؤں گا کہ یہ عالمگیر اور مشہور آفاق مذاہب جو دنیا بھر کو جذب کر لینے کی تمنائے خام رکھتے ہیں وہ انسانی فطرت کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔ ناظرین کو یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ترقی یافتہ حکومتوں کے موجودہ دور میں دنیا انکی تعلیم کو حقیقی رنگ میں قبول بھی کر سکتی ہے یا نہیں ہر حال ہم کو معلوم کرنا چاہئے کہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا مکمل رہنما کونسا مقدس مذہب بن سکتا ہے

موجودہ زمانہ میں یوں تو ہر چھوٹے سے چھوٹے نئے اور محدود سے محدود مذہب میں وسعت پذیری اور ترقی کا جذبہ پایا جاتا ہے اور ہر مذاہب والا اپنے عقیدہ کو عالمگیر کرنے کی خواہش دل میں رکھتا ہے لیکن وسعت، شہرت اور قدامت کے لحاظ سے ہندو، عیسوی، بدھ اور اسلام ممتاز ہیں۔ دنیا کی مذہب پرست آبادی قریب قریب انہی چار مذاہب میں منقسم ہے ہندو مذہب صرف ہندوستان کے اندر محدود ہے اس میں ہزاروں فرقے اور ہزاروں متضاد عقائد موجود ہیں یہاں تک کہ خدا کا منکر طبقہ بھی ہندو ہے اور خدا پر ایمان لانے والا گروہ بھی ہندو ازاداد گروہ بھی ہندو، تاریکی و روشنی، دہریت اور خدا پرستی کے متضاد عناصر بہت خوبصورتی سے ہندو مذہب میں ایک ہیں ہر وہ ہوشیار انسان جو اپنے اصولوں کو مذہب کا لباس دینا چاہتا ہے وہ فوراً ہندو مذہب کی چار دیواری میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو مذہب ہزاروں فرقوں میں منقسم ہے۔ ایک فرقہ کا ہندو دوسرے فرقہ کے مذہبی اصولوں سے اتنا ہی دور ہے جتنا کفر اسلام سے۔ بہر حال ہندو مذہب کی وسعت اس کی بے اصولی لامرکزی کیفیت اور لامحدود تقسیم میں پنہاں ہے اور ہندوؤں کا یہ ہندو مذہب صرف ہندوستان میں ہی محدود ہے۔

بدھ مذہب بھی بلاشبہ بہت زیادہ پر زور رہا ہے ایک زمانہ میں ہندوستان پر مرتے مذہب کی ہی حکومت تھی نیپال کی پہاڑیوں سے نکل کر گیا کے میدانوں میں ضیاء بار ہو کر آفتاب کی طرح صوبجات صرف چین و جاپان اور دنیا کے دوسرے حصوں میں ہے ہندوستان

جب تک کہ بدھ مذہب کے پیرو ہیں یہ بدھ مذہب کی عظمت کا راز اس میں نہیں ہے کہ وہ دنیا دار نہیں
کا بہت اچھا ہوتا ہے بلکہ بدھ مذہب اپنی آسانی اور دہریت کے باعث ظاہر پرستوں کیلئے کشش کا
ذریعہ ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ مہاتما گوتم بدھ نے اپنی تعلیمات کی بنیاد خدا پر نہیں بلکہ خواہش
پر رکھی تھی اسلئے کہ بدھ کی سوانح حیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاتما بدھ نہ صرف خدا پرست
تھے بلکہ بہت بڑے موحد بھی تھے اور یہی وہ توحید کا جذبہ تھا جس نے بدھ کی تعلیمات کو
مقدس بنا دیا تھا گوتم بدھ کی فطرت ہی خدا پرست واقع ہوئی تھی جس کا یہ اثر تھا کہ انہوں
نے تخت و تاج کو چھوڑ کر جنگلوں کی راہ لی اور آخر عمر میں پیپل کے درخت کے نیچے الہام و گیان یعنی
دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے، پھر یہ کہنا بہت بڑا ظلم ہوگا کہ بدھ نے مذہب کی بنیاد ہی خلاف
پر رکھی ہے خدا پر نہیں بہرحال موجودہ بدھ مذہب چند اخلاقی اصولوں اور چند عمدہ کرم کی
تعلیمات کا نام ہے بدھ مذہب میں نہ سزا و جزا ہے نہ خدا اور خوف خدا ہے، نہ عبادت و
ریاضت کے وہ گورکھ دھندے ہیں۔ نام تو مذہب کا ہے لیکن آزادیاں ہی آزادیاں
ہیں اور یہی بڑی وجہ بدھ مذہب کی وسعت کی ہے جس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ بدھ
مذہب کو روحانیت کی وجہ سے، خدائی تعلقات کی وجہ سے یا دنیا و دین کی راہنمائی کی وجہ سے
ترقی حاصل نہیں ہوئی۔

تیسرا وسیع مذہب عیسائیت ہے جس کی وسعت کی داستان کافی دلچسپ ہے۔ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نے اپنی زندگی میں کوئی ایک پیرو پیدا نہیں کیا۔ بلکہ انکی ظالم قوم نے ان کو صداقت
کی تبلیغ کے صلہ میں "سولی پر چڑھا دیا تھا اور وہ بڑے بڑے بہادر و جاں نثار حواری جن پر حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کو بہت کافی اعتماد تھا۔ ایک ذرا سی تکلیف کے خیال سے بلکہ طمع و حرص کی وجہ
سے حضرت عیسیٰ کو دشمنوں کے حوالے کر گئے۔ لیکن بعد کو جب دنیا نے حضرت عیسیٰ کی تعلیمات کا خیر مقدم
کیا تو اس کا نقشہ ذاتی اغراض، ذاتی خیالات اور فرسودہ توہمات سے بنایا گیا۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت
مریم کی پرستش کیجانے لگی، خدا کے بت بننے لگے اور طرح طرح کی ناپاکیاں مذہب کا جزو ہو گئیں۔
پوپوں اور پادریوں نے اپنی حکومت قائم کر لی وہ مظہر خدا بن کر دنیا کو فریب دینے لگے۔ سب سے
زیادہ دردناک پہلو جو عیسائیت کی تبلیغ کا ہے وہ اسکا جبر و ظلم اور خزانہ ہے۔ گذشتہ دور میں یہی
پادری اپنی اغراض کیلئے صدیوں تک یہودیوں سے برسرپیکار رہے اور اب انکا سب سے بڑا مقابلہ
اسلام سے ہے۔ دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہزاروں تبلیغی انجمنیں ہیں جن پر کروڑوں روپیہ کا خرچ
ہو رہا ہے یعنی روپیہ کی لالچ دیکر عیسائی بنانے میں عیسائیوں کا یہ اصول ہے کہ دنیا بھر کو عیسائی
بناؤ تاکہ عیسائیوں کی حکومت کا ڈنکا بجتا رہے۔ موجودہ دور کی عیسائی تبلیغ کی بنیاد دین نہیں زر
ہے حکومت کے شعبہ یعنی عیسائی بننے کے بعد عیسائی ہونے کے لئے ترقیاں ہی ترقیاں ہیں اور یہ واقعہ
ہے کہ بہت سے لوگ محض ملازمت کیلئے یا بڑی تنخواہوں کے لیے عیسائی بن جاتے ہیں جو غیر عیسائی
ہونے کی شکل میں نصیب نہیں ہو سکتیں۔ دوسری چیز روپیہ ہے روپیہ دنیا میں ترقی کا بہت
بڑا ذریعہ ہے اس دور میں جبکہ لوگ بھوک و پیاس سے مر رہے تھے اور تنگدستی کی وجہ سے
دنیا کا نظام بگڑ رہا ہے۔

عیسائیوں کا تبلیغی خزانہ بدستور پر ہے بلکہ گردش کے حالات نے انکے خزانے کو اور پر
کر دیا ہے وہ بے خوف ہو کر ہر مفلس شخص کو عیسائی کرنے کے سبب مالدار کر دیتے ہیں اس کی شادیوں
اور تفریح کا انتظام کرتے ہیں اور اس کی اعلیٰ تعلیم کا سامان کرتے ہیں تاکہ وہ عیسائی ہونے کی صورت
میں ذرا سی بھی تکلیف نہ اٹھا سکے۔ تیسری چیز یہ ہے کہ عیسائیوں کے تبلیغی اداروں اور مصنفوں
نے اس بات کی قسم کھالی ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب اور خصوصاً اسلامی تعلیمات کا نقشہ دنیا کے سامنے
مسخ کر کے پیش کیا جائے اور ہر وہ امکانی بہتان اور فریب جو اسلام کے متعلق تصنیف کیا جا سکتا ہے
فریبی ذریعہ سمجھ کر اسکو روا کیا جائے۔ گاؤں گاؤں میں قریہ قریہ میں اور دنیا کے گوشہ گوشہ
میں ان کی مساعی اسلامی تعلیمات کو بدنام کرنا قرآن شریف پر بیہودہ اعتراضات کرنا اور ...
سیدھے سادھے لوگوں کو بہکانا اور عیسائیت کے لٹریچر کو مفت تقسیم کرنا عیسائی مبلغین
کا مشغلہ بن گیا ہے۔ غرض ہر ممکن طریقہ سے مسلمانوں کی آنکھوں پر فریب اور غلط پروپیگنڈا
کی وہ عینک چڑھائی ہے جن کی بناء پر ہزاروں ناخواندہ مفلس اور مجبور مسلمان
عیسائی بن جاتے ہیں حالانکہ وہ عیسائیت کی تعلیم سے ایک حرف بھی واقف نہیں ہوتے۔ اگر
یہ غلط کہہ رہا ہوں تو کوئی یہ ثابت کر دے کہ گذشتہ سالوں میں کوئی سمجھدار انسان دنیا کے
کسی حصہ میں عیسائی بنا ہے۔ اور پھر کیا پورا عیسائی یورپ دہریہ نہیں ہے؟ یورپ میں عبادت
کا طول و عرض وقت صرف اتنا ہے کہ کبھی کبھی دوست و احباب سے ملاقات اور تفریح
طبع کے لئے گرجا میں جا کر گھنٹہ بجا آتا اور بس۔ اب ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ عیسائیت کی عالمگیر پھیلاؤ
اور اسکی عظیم الشان وسعت کا راز کیا ہے؟

آیئے جناب ذرا اسلام کی عالمگیر وسعت پر نظر ڈالیے۔ واقعات اور حقائق کو سامنے رکھ کر وسیع
قلبی اور فراخ اعتقادی سے حقائق پر غور کیجئے کہ کیا اسلام بھی اسی قبیل کے پیچھے چلتا ہے جس پر
بدھ، ہندو اور عیسائیت ہیں۔ باوجود ہزار افترا پردازیوں کے عیسائی اور دیگر قومیں اسلام پر
بہتان لگانے کی جرأت نہ کر سکیں کہ اسلام روپیہ اور پروپیگنڈے سے پھیلا ہے بلکہ وہ بھی جھوٹ
تصنیف کرتی ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے بہرحال ہم کو یہ دیکھنا ہے اور یہی ہمارے
موضوع سے متعلق بات ہے کہ اسلام کی اشاعت کا راز اس کی مکمل رہنمائی، اس کی جامع و
مانع تعلیمات میں ہے یا کسی اور سبب سے۔ غلط کہتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا۔ اسلام تو حضور نبی کریم
کی حیات اقدس میں ہی عرب، ہندوستان، چین، ایران، مصر و دنیا کے دیگر
حصوں پر چھا گیا تھا بلکہ چین اور ہندوستان میں مساجد تک تعمیر ہو چکی تھیں حالانکہ جو کچھ جنگ و جدال
کی طاقت آزمائیاں تھیں۔ وہ اس وقت تک عرب میں محدود تھیں۔ یقین نہ ہو تو اطمینان کیلئے
یورپین عیسائی مصنف پروفیسر آرنلڈ کی مشہور کتاب "پریچنگ آف اسلام" (اشاعت اسلام)
ملاحظہ کیجئے۔ چین، جاپان، مصر، افریقہ، یورپ و امریکہ میں آج تک اسلامی بہار، مذہب کی
ترویج کیلئے نہیں چلی باوجود اس کے ان حصوں میں بھی مسلمان بہت کافی آباد ہیں اور سب وہ ہیں
جنہوں نے اسلام برضا و رغبت قبول کیا ہے۔ روپیہ غریب مسلمانوں کے پاس کہاں ہے۔ علاوہ بریں
مسلمان تبلیغ اسلام کیلئے روپیہ خرچ کرنا مناسب نہیں سمجھتے جو دو چار تبلیغی انجمنیں چراغ سحری
کی طرح ٹمٹماتی ہوئی نظر آتی ہیں انکو تبلیغی انجمن کہنا تبلیغی انجمنوں کو منہ چڑانا ہے بلکہ اسلام کی
صداقت کی تو یہ شان ہے کہ لوگ اپنی لاکھوں کی دولت ٹھکرا کر اور لات مار کر مسلمان ہو جاتے
ہیں اور اسلام کی گدائی کو کفر کی شاہی پر ترجیح دیتے ہیں اور ایسے واقعات ایک دو نہیں
بلکہ ہزاروں ہیں۔ پروپیگنڈا سے کہ فریب آمیز لغو ہے تو مسلمان آج تک واقف ہی نہیں
ہوئے، سیاسی، اقتصادی، تبلیغی جو کچھ پروپیگنڈا ہے وہ دوسری قوموں کا حصہ ہے مسلمان
اپنی فطری صداقت پر یقین کامل رکھتا ہے ہاں ایک چیز اور صرف ایک چیز اسلام کی ترقی کا
راز ہے جو دنیا کے کسی مذہب کو نصیب نہیں اور وہ اس کی جامعیت اور مکمل رہنمائی ہے
اسلام کھیل ہے نہ چند رسومات کا نام ہے وہ ایک محسوس اور واقعی چیز ہے جس پر چلکر
شخص مسلمان ہو جاتا ہے۔ تو وہ سیاست کی باریک باتوں، اقتصادیات کے پیچیدہ مسئلوں
کی بڑی بڑی کتابوں، مدبرین عالم کے افکار سے کلیۃً بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اس کے پاس
ہر علم و فن کی تصنیف، جہانبانی کے اہم اصول، اقتصادیات کے پیچیدہ مسائل تمام کی تمام چیزیں
اسلام کی شکل میں آ جاتی ہیں جو انسان کے کمزور دماغ کی پیداوار سے زیادہ درست اور واقعی
ہوتی ہیں جن کا تجربہ بڑی بڑی قوموں پر کیا جا چکا ہے۔ محال ہے کہ انسان اسلامی تعلیمات
پر عمل کرے اور دنیا و دین کا بادشاہ نہ بنے۔ اور ناممکن ہے کہ کوئی بالواسطہ یا بلاواسطہ

اسلامی اصولوں کو اپنا کر ترقی کرے۔

دنیا کے بڑے سے بڑے مدبر کو مجبور ہو کر اپنا سر نیاز اسلام کے سامنے جھکانا پڑا چنانچہ آج کی جغرافیات سے یورپ والے مسلمانوں کے شاگرد ہیں جن کو اسلامیوں نے ہسپانیہ کی درسگاہوں میں ترقی و تمدن کا سبق دیا ہے۔ ریاضی اور طب میں جاپان بھی مسلمانوں کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ اخلاقیات میں ہندوستان کی ہندو قومیں مسلمانوں کی شاگرد ہیں۔ ہندوؤں نے مسلمانوں سے عورتوں کی عزت کرنا، ان کے ساتھ رحم و کرم سے پیش آنا ان کے جذبات و محسوسات کی پاسداری کرنا سیکھا ہے جس کا نتیجہ ہے کہ ستی کی جنونی اور وحشیانہ رسم ختم ہو گئی بچپن کی شادیوں میں کمی ہو چلی ہے۔ بیواؤں کی شادیوں کا بھی انتظام ہونے لگا ہے غیر مذاہب نے مسلمانوں سے کیا سیکھا؟ اس کا جواب یہی ہے کہ سب کچھ سیکھا۔ ترقی و تمدن کے موجودہ ہنگاموں سے قبل اگرچہ اہل مذاہب بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گئے تھے لیکن پھر بھی ان کی دنیا عجائب پرستی تک محدود تھی۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کے متعلق عجیب عجیب باتیں منسوب کر رکھی تھیں، انکی "صلیبیانہ" یادلیل سے ذلیل طریقے سے سنائی جاتی تھی دنیا و دین، جنت و دوزخ وغیرہ، سلطنت و حکومت کے مالک گرجاؤں کے پادری اور پوپ تھے اور ان سب کا لوگ کشتال پاپائے روما تھا یہ وہ تاریک دور تھا جب کہ علم و فن، ایجادات و اختراعات کے شائق کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ ہندو سمندر، دریاؤں، جانوروں، چاند تاروں، اور بتوں کی پرستش بڑے خشوع سے کرتے تھے اور خدا کی یاد میں جنگلوں میں گھوم گھوم کر اور دریاؤں کے کنارے یاد الٰہی کر کر کے اعضا کو مفلوج کر دیتے تھے، ان کے انسانی خدا برہمن تھے۔ اور باقی مخلوق "مولیت او مذلیل تھی" اور قریب قریب یہی عجائب پرستی، توہمات اور وساوس نوازی، لو فطرت انسانی کی ذلت کا دردناک نظارہ ہر مذہب والوں میں تھا لیکن اب کیا اہل مذاہب اپنی اسی شاندار حالت پر قائم ہیں؟ گو توہم پرستی پورے طور پر تو نہیں مٹی لیکن پوپوں اور برہمنوں کی خدائی ختم ہو گئی ہے اب اسلام کی طفیل ہر مذہب والا موحد ہونے کے دعوے کرنے لگا ہے۔ اور ہر حیثیت سے اپنے آپکو توہمات سے پاک بتلاتا ہے۔ لیکن یہ اسلام کے وہ احسان فراموش شاگرد ہیں جو اپنے محسن سے محبت کرنے کے بجائے عداوت رکھتے ہیں۔ بہر حال یہ وہ انقلاب ہے جو اسلام نے مذاہب کو بخشا ہے اب ناظرین کرام مجملاً یہ سمجھتے ہوں گے کہ اسلام کی اشاعت، مقبولیت اور ترقی کا واحد سبب یہی ہے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کا مکمل رہنما ہے۔

میری ان گذارشات سے ناظرین یہ مطلب نہ نکالیں کہ میں انبیاء کرام اور دیگر بانیان مذاہب کی تعلیمات کو برا کہہ رہا ہوں میں تو صرف اتنا کہتا ہوں کہ یہ تعلیمات اپنی حالت میں نہیں قائم رہیں اور موجودہ تعلیمات انسانوں کی کامیاب اور صحیح رہنمائی نہیں کر سکیں۔ ہم مسلمانوں کو ہمارا مذہب اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہر نبی کی تعظیم کرو اور ان کی قدر کرو۔ اسلام تو دنیا کے تمام آسمانی مذاہب کا خلاصہ ہے ہم کو سری کرشن جی کی تعلیمات سے نفرت نہیں ہے۔ بلاشبہ سری کرشن جی نے والدین کی اطاعت کی تعلیم دی ہے۔ دنیا کو گیان کا اور پریم کا صداقت انگیز درس دیا ہے لیکن یہ بتلائیے کہ ہندوؤں کے مذہبی مولا سری کرشن جی کی منسوب تعلیمات میں حقوق نسواں کے متعلق کیا مذکور ہے؟ معاملات اور تعلیمات زندگی کے متعلق کیا بتلایا گیا ہے؟ دنیا و دین کے تعلقات کے متعلق کیا کہا گیا ہے؟

ہاں ہم نے مہاتما گوتم بدھ کی تعلیمات پر بہت غور کیا۔ توحید اور روحانیت کی مدح پرور نغموں کو سنا۔ دنیا سے بے تعلقی اور مخلوق خدا پر رحم کے مناظر بھی بدھ کی تعلیمات میں خوب نظر آئے۔ لیکن فطرت انسانی کی رہنمائی کا مدعا ان میں کیا سامان ہے اصول جہانبانی اور تعلقات انسانی کا کہاں تذکرہ ہے؟ خانگی امور کے متعلق کیا کچھ بتلایا گیا ہے؟ قوموں کے عروج و زوال، بقا و فنا کے کیلا سے تجویز ہوئے ہیں؟

ہاں ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو خوب سوچ سوچ کر پڑھا۔ بے شک ہم نے ایثار رضا و تسلیم کے بہت عمدہ اصول پائے۔ صداقت کی تبلیغ میں مصیبتوں کو برداشت کرنے کا حوصلہ افزا نمونہ پایا لیکن یہ بتلاؤ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں سیاسیات کا ذکر کہاں ہے؟ کس طرح دنیا میں ترقی و تمدن کی بنیاد قائم کی جائے۔ کس طرح دنیا پر علم و فن کے اسرار منکشف کئے جائیں، کس طرح آسمان و زمین کو اپنا بنایا جائے، کس طرح چاند و سورج اور اسرار قدرت کو مسخر کیا جائے۔ جمہوریت کس طرح قائم کی جائے۔ بین الاقوامی تعلقات کس طرح استوار کئے جائیں، اور کس طرح خلافت الٰہیہ کا علم بلند کیا جائے؟ ان تمام سوالات کا جواب نہ حضرت عیسیٰ کی تعلیمات میں ملتا ہے اور نہ سری کرشن اور مہاتما بدھ کی تعلیمات میں۔ اس کا جواب صرف اسلام، قرآن شریف، اور نبی اکرم کی پاک تعلیمات کی شکل میں دنیا کے سامنے موجود ہے۔ وید، گیتا، انجیل، توریت میں جزوی اور فروعی باتوں کے سوا کوئی مکمل ہدایت موجود نہیں ہے۔ اس صورت حال میں کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ یہ غیر مکمل مذاہب مکمل، جامع اور انسانوں کے لئے قابل قبول ہیں۔ ہاں اسلام ہی وہ آفتاب کامل ہے جو دنیائے زندگی کے ایک ایک گوشہ میں یکساں ضیا ریز ہے۔ اسلام دینی فطرت ہے فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیہا ہے اسلام تبیاناً لکل شئ ہے۔ اسلام مکمل اور جامع قانون ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً یہ خاص اسلام کی شان ہے۔ اسلام دنیا میں برتری اور فوقیت کے لیے آیا ہے ایسی شاندار اور محسوس فوقیت کہ اس الحاد و دہریت کے زمانہ میں بھی اسلام کی فوقیت بدستور قائم ہے۔ دنیا کے مصائب کا واحد حل صرف اسلام ہے اور اب بھی عقدہ کشا لوگوں کی آنکھوں کا تارا اسلام ہے۔ اسلام کی جامعیت کے متعلق مختصر مضمون میں کچھ ثابت کرنا محال ہے۔ اس کے لئے قرآن شریف کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے۔ احادیث اور فقہ اسلامی کا عظیم الشان دفتر اسلام کی ہی تفسیر ہے اور یہ اسلام کی مکمل رہنمائی ہی کا نتیجہ ہے کہ اس کے فرزند ہر علم و فن میں طاق نکلے ہیں۔

ابن رشد اور بو علی سینا سا فلسفی حضرت عمر فاروقؓ اور ہارون رشید سا بادشاہ خالد بن ولید اور صلاح الدین ایوبی سا فاتح۔ طارق اور محمد بن قاسم سا جرنیل جن کی نظیر دنیا ابد الآباد تک پیدا نہیں کر سکتی۔

یہ سب اسلام کے ہی فداکار تھے۔ بہر حال یہ ایک روز روشن کی طرح یقینی حقیقت ہے کہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا مکمل رہنما اسلام اور صرف اسلام ہے۔

اسلام کی پانچ خصوصیات

(از جناب مولانا مولوی یوسف سلیم صاحب چشتی لاہور)

آج ہر طرف مذہب کے خلاف جذبات کارفرما نظر آتے ہیں، اور بعض حلقوں میں تو مذہب کی طرف سے بالکل ناامیدی کا اظہار ہو رہا ہے، لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ مادیت کا دور ہے مذہب کچھ عرصے کے بعد دنیا سے بالکل غائب ہو جائے گا، کیونکہ فطرت کا تقاضا یہی ہے کہ جس چیز کی ضرورت نہ ہو وہ معدوم ہو جاتی ہے

ہندوستان میں جو خیالات یورپ سے آتے ہیں وہ بہت جلد مقبول ہو جاتے ہیں اور لوگ انہیں علوماً بلا پس و پیش تسلیم کر لیتے ہیں اس میں شک نہیں کہ یورپ میں جو مذہب مروج رہا وہ فی الحال لاشہ بے جان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا یا یوں سمجھیے کہ ایک عظیم الشان عمارت کے کھنڈرات رہ گئے ہیں جو آنے جانے والوں یا گزرنے والوں سے کسی قدر خراج تحسین وصول کر لیتے ہیں۔ ہندوستان کے لوگ جو آجکل مذہب کی طرف سے ناامید نظر آتے ہیں انہوں نے مغرب کے مہیا کردہ مقدمات سے چند نتائج نکال لئے ہیں چونکہ مقدمات میں غلطی ہے اس لئے نتائج لامحالہ غلط ہوں گے۔

یورپ کے مذہب پر ساری دنیا کے مذاہب کو قیاس کیا جا سکتا ہے یہ صحیح منطق نہیں کہ چونکہ مسیحیت ناکام رہی لہٰذا ہر ایک مذہب ہی ناکام رہے گا۔ یا چونکہ مسیحیت باطل ہے مجموعہ اوہام ہے اس لئے مذہب باطل ہے اور مجموعہ اوہام ہے۔

ہندوستان کے بعض لوگ "اشتراکیت" کے دامن میں پناہ لینا چاہتے ہیں حالانکہ اشتراکیت بنی نوع آدم کے لئے کوئی مذہبی یا روحانی پیغام نہیں رکھتی وہ تو صرف بقول علامہ اقبال ؎ بر مساوات شکم دارد اساس" اشتراکیت کوئی مذہب نہیں کوئی روحانی پیغام نہیں انسان کے لئے مکمل دستور العمل نہیں، صرف روٹی کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہے اور انسان صرف جسم یا مادہ کا نام نہیں بلکہ وہ روح اور مادہ کے مجموعہ کا نام ہے۔ مذہب سے بے نیاز نہیں ہو سکتا یہ ضرور ہے کہ اس دور ترقی میں وہ مذاہب جو انسان کی جملہ ضروریات کے کفیل نہیں ہو سکتے رفتہ رفتہ فنا ہو جائیں گے اور صرف وہی مذہب باقی رہ جائے گا جو انسان کے جذبات عقل اور ارادہ تینوں سے مطابقت اور موافقت کر سکتا ہے اور اس کی جملہ قسم کی ترقیوں میں معاونت اور رہنمائی کر سکتا ہے۔

اسی یورپ میں جہاں اس وقت مادیت کا زور شور ہے اور لوگ مذہب سے بیزار نظر آتے ہیں ایسی ہستیاں بھی ہیں جو اس شور و غل سے متاثر نہیں ہوئیں بلکہ شک اور تذبذب کے پردوں کو ہٹا کر حقیقت کا نظارہ کر سکتی ہیں مغرب کا مشہور ادیب اور فلسفی جارج برنارڈ شا جس کے زور قلم کا دوست دشمن دونوں کو اعتراف ہے، اپنی ایک تصنیف میں لکھتا ہے کہ "اب سے سو برس کے بعد اسلام یا اس سے ملتا جلتا کوئی مذہب تمام دنیا کا مذہب ہو جائے گا۔" کیونکہ دیگر مذاہب محض مجموعہ رسوم ہیں اور دنیا اب رسوم سے بالاتر ہو چکی ہے لوگ اب روایات، مجموعہ پرستی اوہام باطلہ اور خلاف عقل باتوں کو اپنا دستور العمل نہیں بنا سکتے وہ کچھ اور چاہتے ہیں جو اسلام کے علاوہ اور کسی مذہب میں موجود نہیں ہے۔

ذیل کی سطور میں ہم اسلام کا مطالعہ اسی زاویۂ نگاہ سے کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ دکھانے کی کوشش کریں گے کہ اسلام میں وہ خصوصیات کونسی ہیں جو اُسے دنیا کے دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی ہیں، یعنی وہ خوبیاں کیا ہیں، جو اسلام کے سوائے اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتیں

عموماً دیکھا گیا ہے کہ ؎ "کس نگوید کہ دوغ من ترش است" ہر شخص اپنے مذہب کو بہترین دستور العمل قرار دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ نجات اخروی کا واحد طریق میرا ہی مذہب ہے اس لئے ممکن ہے بعض نکتہ سنج اصحاب ان سطور کو بھی ذاتی تعصبات کا نتیجہ قرار دیں لیکن اگر وہ غور سے ان سطور کا ملاحظہ کریں گے تو انہیں صاف نظر آئے گا کہ میں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہی ہے، ہر دعویٰ پر نہایت روشن اور تسلی بخش دلائل پیش کئے ہیں ذاتی رجحانات کو مطلق دخل نہیں دیا ہے۔

میں صرف چند حقائق پیش کروں گا ناظرین بطور خود نتائج اخذ کر سکتے ہیں ہر شخص کو صلائے عام ہے کہ ان سطور کو تاریخی شواہد اور عقلی دلائل کی روشنی میں پرکھے۔ اگر صحیح ہوں تو قبول کرے، اگر غلط ہوں تو بیکسر رد کرے۔

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان   تا سیہ روئے شود ہر کہ در او غش باشد

اسلام کی پہلی خصوصیت جو اُسے تمام دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی ہے یا یوں سمجھئے کہ وہ بات جو اسلام کے علاوہ دنیا کے اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی یہ ہے کہ تمام کتابوں میں جو الہامی ہونے کی مدعی ہیں صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے جس میں ابتدائے نزول سے لیکر آج تک کوئی تغیر نہیں ہوا جس کے متن میں نہ کمی ہوئی ہے نہ بیشی، جس کی صحت کا دوست اور دشمن دونوں کو اعتراف ہے مسلمان تو حسب تعلیم قرآن مجید یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اسکی یہ آخری وحی اور بنی نوع آدم کے لئے یہ مکمل دستور العمل انسانی دست برد اور آمیزش و آلائش سے بالکل پاک ہے باطل اس پاک نوشتہ میں راہ نہیں پا سکتا، اور خود اس کا محافظ ہے لیکن غیر مسلم بھی اس امر پر شہادت دیتے ہیں کہ یہ کتاب بجنسہ وہی ہے جو ابتدا میں تھی چنانچہ مشہور مصنف سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد کے دیباچہ میں لکھتے ہیں "دنیا میں سوائے قرآن کے اور کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس کا متن ہر قسم کے اغلاط اور تحریفات سے محفوظ رہا ہو" یہ شہادت ایسے شخص کی ہے جسے اسلام سے کوئی محبت نہ تھی اور جس نے کئی کتابیں اسلام کے خلاف لکھی ہیں۔

یہ امر قابل غور ہے کہ قرآن مجید کے علاوہ اور کسی کتاب نے اس بات کا دعویٰ بھی نہیں کیا ہے کہ وہ ہمیشہ ہر قسم کی آلائش سے پاک رہے گی ایک آیت ملاحظہ ہو۔ ارشاد ہوتا ہے نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون "ہم نے اس کتاب کو نازل کیا ہے اور بلا شک ہم ہی محافظ ہیں" کیوں جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے اس دعویٰ کی صداقت روز روشن کی طرح آشکارا ہوتی جاتی ہے چین سے لیکر مراکو تک اور روس سے لیکر جنوبی افریقہ تک آپ جس ملک میں جی چاہے چلے جائیں آپ کو وہی ایک قرآن ملے گا، کیا مجال کہیں کوئی فرق ہو بلکہ نقطہ اور زیر زبر کا فرق نہیں ہوگا، تمام دنیا میں اس کے محافظ موجود ہیں جن کے سینوں میں یہ پاک کتاب محفوظ ہے اگر دنیا میں قرآن مجید کے سارے نسخے یک لخت مفقود ہو جائیں تو بھی مسلمانوں کو کوئی فکر نہیں ہوگی کیونکہ وہ اپنی یادداشت سے دوبارہ اس کو از اول تا آخر مرتب کر سکتے ہیں۔ بڑے بڑے یورپین مصنفین کو اس امر کا اعتراف ہے کہ دنیا میں کوئی الہامی کتاب ایسی نہیں ہے جس کے پیرؤوں نے اس کی حفاظت کا مسلمانوں سے زیادہ اہتمام کیا ہو اس کے علاوہ قرآن مجید کو ایک ضمنی امتیاز یہ بھی حاصل ہے کہ الہامی کتابوں میں سے صرف اسے سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے اور مسلمان ہر روز

جا سکتی ہیں لیکن ... [illegible] ... پائے جاتے ہیں۔

اس کے مقابل اب دوسری کتابوں کو لیجئے۔ انگریزی میں ایک مثل ہے کہ تعداد میں ہمیشہ تحفظ ہوتا ہے لیکن بعض اوقات یہ بات ایک لغو سی ہو جاتی ہے کیونکہ اگر مختلف چیزوں میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ آج دنیا میں قرآن مجید کے علاوہ جس قدر مذہبی کتابیں موجود ہیں ان میں سے کوئی کتاب اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتی کہ وہ تحریف سے پاک ہے۔

ترتیب دس سے متعلق کوئی ہندو یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ انسانی دستبرد سے محفوظ ہیں یا تحریف سے پاک ہیں۔ یورپ کے علماء جنہوں نے وید کا مطالعہ کیا ہے مثلاً پروفیسر میکس مولر، پروفیسر ہیوبرٹ وغیرہ سب کے سب اس کے قائل ہیں کہ ویدوں میں تحریف ہوئی ہے اور اس کے قدیم نسخے آپس میں ایک دوسرے سے نہیں ملتے سب میں کافی اختلافات موجود ہیں۔

ژند اور پاژند اور دساتیر جو مجوسیوں کی مذہبی کتب ہیں ان کے متعلق بھی کوئی مجوسی عالم یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ یہ تحریف سے پاک ہیں۔ خود ایک مشہور یورپین عالم جس نے اپنی عمر پارسی مذہب کے مطالعہ میں صرف کی ہے لکھتا ہے کہ ان کتابوں میں کافی تحریف ہو چکی ہے۔ توریت، زبور، انجیل ان کے مجموعہ کو بائبل کہتے ہیں۔ اس کتاب کے متعلق دوسروں کی رائے کی ضرورت نہیں خود عیسائی علماء پکار پکار کر کہتے ہیں کہ ان کتابوں میں تحریف ہو چکی ہے اصلی توریت اصلی زبور اصلی انجیل تینوں آج صفحۂ دنیا سے ناپید ہیں اور ان کتابوں کے قدیم ترین نسخے آج موجود ہیں ان میں بعید اختلافات پائے جاتے ہیں۔

علاوہ بریں ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ حضرت عیسیٰ آرامی زبان بولتے تھے لہٰذا جو کتاب ان پر نازل ہوئی تھی وہ یقیناً آرامی زبان میں ہوگی کیونکہ یہ بات سراسر خلاف عقل ہے کہ نبی مبعوث ہو ایران میں اور کتاب اسے دی جائے دوسری زبان میں لیکن کس قدر تعجب خیز امر ہے کہ آج انجیل کے قدیم ترین نسخے یونانی زبان میں ملتے ہیں آرامی یا عبرانی زبان میں کوئی نسخہ روئے زمین پر موجود نہیں گویا اصلی کتاب مدتوں سے ناپید ہے جو کچھ آج عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہ ترجمے ہیں جن کی صحت پر کوئی دلیل نہیں مثلاً کوئی عیسائی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ "یونانی نسخے" اصلی انجیل کا صحیح ترجمہ ہیں۔

دوسری اہم خصوصیت جو اسلام کے سوائے اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی یہ ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب کی مذہبی کتابیں جن زبانوں میں ہیں وہ سب مردہ ہو چکی ہیں سنسکرت، پالی، پہلوی، عبرانی، سریانی، سالکینی، یونانی اور پراکرت یہ سب مردہ زبانیں ہیں آج روئے زمین پر کوئی نہیں جو ان کو بولتا ہو قرآن شریف عربی زبان میں ہے اور عربی آج بھی بولی جاتی ہے۔ جس طرح نزول قرآن کے وقت اس کے بولنے اور سمجھنے والے موجود تھے آج بھی موجود ہیں اور قیامت تک موجود رہیں گے۔

وید سنسکرت میں ہیں ژند پہلوی میں، توریت عبرانی میں، انجیل یونانی میں اور بدھ مذہب کے صحیفے پالی زبان میں ہیں چونکہ یہ سب زبانیں مردہ ہو چکی ہیں اس لئے آج ان کتب میں سے کسی کتاب کے کسی فقرہ کے متعلق کوئی فیصلہ کن اور تسلی بخش بات نہیں کہی جا سکتی۔ ان کتابوں کی تفسیر کرتے وقت ہر شخص اپنا ہی قیاس پیش کرتا ہے اور کوئی معیار ایسا نہیں جس سے اس کی پیش کردہ تفسیر کی صحت کو پرکھا جائے معانی الفاظ کے انبار میں گم ہو کر رہ گئے ہیں۔

ان دو باتوں کا مجموعی نتیجہ یہ ہے کہ ایک طالب حق اگر مذہبی چھان بین کرنے لگے تو سب سے پہلے یہ دشواری پیش آئیگی کہ وہ کسی طرح اس بات پر مطمئن نہیں ہو سکتا کہ منشائے خداوندی ان کتابوں میں موجود ہے جب اسے ان کتابوں کی صحت پر شک ہے اور یہ شک دور نہیں ہو سکتا تو وہ ان کتب کو منجانب اللہ کس طرح یقین کر سکتا ہے؟ اور اس کے بعد مرحلہ یہ ہے کہ اگر وہ کسی بات کی تفسیر کرنے لگے تو ہر کوئی شخص ان زبانوں کا جاننے والا نہیں جو اسے صحیح اعادہ زبان کی باریکیوں کو محسوس کر سکے، ویدوں کے جس قدر تراجم ہوئے ہیں سب باہم مختلف ہیں یورپین علماء کے تراجم ہندو علماء کے تراجم سے مختلف ہیں یورپین علماء کے تراجم ہندو علماء کے تراجم سے مختلف ہیں پھر آریہ سماج کا ترجمہ سناتن دھرم [illegible] ... [illegible]

بنارس کے پنڈتوں کے ترجمے کے قابل قبول نہیں غرضیکہ جس قدر علماء ہیں اسی قدر تراجم ہیں اور ہر شخص اپنے ترجمہ کو صحیح قرار دیتا ہے لیکن معیار کسی کے پاس نہیں انہیں حالات میں ایک طالب حق حیران ہو جاتا ہے کہ کس کی بات قبول کرے اس کے بالمقابل قرآن مجید کا صحیح اور غیر محرف متن ہمارے سامنے موجود ہے ہر شہر میں ملک ہے اس کا ترجمہ کے متعلق کوئی اختلاف یا بحث نہیں جس معاملہ میں کسی کو شک ہو اہل زبان سے رجوع کر سکتا ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی معیار کسی بات کی صحت کا نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے لہٰذا اس کے وہی معنی قابل قبول ہوں گے جو عربی لغت اور محاورہ اہل زبان کے مطابق ہوں ذاتی رائے کو اس میں دخل نہیں ہو سکتا۔

تیسری خوبی یا خصوصیت جو اسلام کے علاوہ اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی یہ ہے کہ اس کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا ایک ایک واقعہ بجنسہ محفوظ ہے حضور کی شخصیت تاریخی طور پر ثابت ہو سکتی ہے یعنی جس طرح اسلام کی کتاب بے نظیر ہے اسی طرح اسلام کا نبی بھی بے نظیر ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اولاً دنیا میں جس قدر بانیان مذاہب گزرے ہیں وید جن پر نازل ہوئے یا جن کی زندگیاں پردۂ خفا میں ہیں یا جہاتما بدھ، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت عیسیٰ ان سب بزرگوں کی زندگیاں پردۂ خفا میں ہیں ان کے وجود کو تاریخی طور پر ثابت نہیں کیا جا سکتا کہا جاتا ہے کہ وید چند رشیوں پر نازل ہوئے تھے اب ایک طالب حق یہ دریافت کر سکتا ہے کہ یہ بزرگ کون تھے؟ کہاں رہتے تھے؟ ان کی زندگی کس طرح گزری؟ انہوں نے اپنی تعلیم کو عملی جامہ پہنایا یا صرف زبانی جمع خرچ کرتے رہے؟ واضح ہو کہ ہادی کا کمال اخلاقی وعظ میں منحصر نہیں کیونکہ یہ بات تو غیر نبی بھی کر سکتا ہے ہادی کا کمال یہ ہے کہ وہ جو کہے اس پر عمل بھی کر کے دکھائے تو اب سوال یہ ہے کہ ویدوں کے ملہمین کی زندگی کو کس طرح پرکھا جائے؟

زرتشت کے متعلق روایات ہیں کہ وہ مجوسیت کے بانی تھے لیکن موجودہ تحقیق جو ان کے متعلق کی گئی ہے بڑی مایوس کن ہے اول تو یہی معلوم ہو سکتا کہ وہ کب پیدا ہوئے کہاں پیدا ہوئے ان کی زندگی پیدائش روایات کا اختلاف پڑا ہوا ہے اور ایک طالب حق کو روایات کے تسلیم کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا بعض محققین کو زرتشت کے وجود ہی میں شک ہے اور یہ شک بیجا نہیں کیونکہ کسی شخصیت کو تاریخی طور پر جب تک ثابت نہ کیا جائے اس وقت تک آپ کسی شخص کو مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ اس پر یقین کرلے کہ زرتشت بھی کوئی انسان دنیا میں گزرا ہے۔

یہی حال مہاتما بدھ کا ہے ان کی زندگی بھی روایات کے دور دراز کار افسانوں کے پردہ میں گم ہے جو تاریخ سوانح حیات دستیاب ہوتے ہیں وہ سب روایات پر مبنی ہیں جن کی صحت پر یقین کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی حضرت موسیٰ، داؤد اور عیسیٰ کی سوانح حیات جو کچھ ملتی ہیں وہ بائبل میں منحصر ہیں اور بائبل خود یہ اعتبار سے ساقط ہے سب سے پہلے تو یہ ثابت ہونا چاہئے کہ بائبل صحیح ہے یہ بات قیامت تک ثابت نہیں ہو سکتی نہ اصلی توریت دنیا میں موجود ہے نہ اصلی انجیل کا روئے زمین پر کہیں نشان ہے جو کچھ ہے فسانہ اور روایت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا تو پھر ان بزرگوں کے متعلق کوئی بات از روئے یقین کس طرح کہی جا سکتی ہے!

ثانیاً اگر کچھ حصہ لائق اعتبار بھی ہو تو ساری زندگی کسی نبی یا بانئ مذہب کی محفوظ نہیں تاریخی طور پر ان کی زندگی کا مطالعہ نہیں کیا جا سکتا، زرتشت، بدھ، موسیٰ اور عیسیٰ کے سوانح حیات جو موجود ہیں اگر انہیں صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی آپ ان کی زندگیوں کا مطالعہ اس طرح نہیں کر سکتے جس طرح کہ ایک زندگی کا مطالعہ ہونا چاہئے اور زندگی کے ہر پہلو کا نمونہ بن سکے یا کمال کا۔ مثلاً حضرت عیسیٰ کے متعلق بعض کا خیال ہے کہ انہوں نے ۳۳ سال کی عمر پائی بعض کہتے ہیں ۱۲۰ سال زندہ رہے گویا آج تک ان کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات بھی متیقن نہ ہو سکی، اور اس کے علاوہ انجیل سے ان کی ۳۳ سالہ زندگی کا بھی پورا حال نہیں معلوم ہوتا صرف ڈھائی تین سال کے واقعات بیان کئے گئے ہیں نہ ان کی عادات و اطوار کا علم حاصل ہو سکتا ہے نہ ان کی بقیہ زندگی پر روشنی پڑ سکتی ہے اور یہ پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ جو کچھ ہے وہ محض فسانہ اور داستان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا یہی حال دوسرے بانیان مذاہب کا ہے کہ اول تو ان کی زندگی پردۂ خفا میں ہے ان کی شخصیت تاریخی طور پر ثابت نہیں ہو سکتی اور اگر چند واقعات ملتے بھی ہیں تو ان میں کوئی تاریخی صداقت نہیں محض روایت ہے۔

اس کے بالمقابل اسلام کے بانی کی زندگی کو دیکھئے اور آپ یہ سن کر حیران رہ جائیں گے کہ آج ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد بھی حضرت صلعم سے اس قدر واقف ہیں کہ اپنے دادا یا نانا سے اس قدر واقف نہیں۔ حضور کی ایک ایک بات ہمارے پاس محفوظ ہے آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا، چلنا، پھرنا، گفتگو کرنا، تعلیم دینا، خطبہ دینا، مقدمات فیصل کرنا، نمازوں میں شریک ہونا، جنگوں میں شریک ہونا، پیدائش، طفولیت، لڑکپن، جوانی، بڑھاپا، وفات، صورت، سیرت، شکل و شباہت، لباس، خوراک، رہائش، نکاح، اولاد، آداب معاشرت، غرضیکہ تمام جزئیات اس طرح محفوظ ہیں کہ شک شبہ کی گنجائش نہیں دنیا میں آپ کے سوا کوئی ہستی ایسی نہیں جس کی ہر ادا اس طرح صفائی کے ساتھ تاریخ کے آئینہ میں محفوظ ہو۔

اس کے علاوہ آپ کی زندگی کے سارے واقعات تاریخ کے معیار پر پورے اتر سکتے ہیں بقول ڈاکٹر اسپرنگر ایک دو نہیں ہزاروں آدمیوں کی شہادتیں آپ کی زندگی پر مہیا کی جاسکتی ہیں تاریخ میں کئی ہزار آدمیوں کے نام محفوظ ہیں جنہوں نے آپ کو دیکھا اور آپ کی صحبت اٹھائی اور پھر لطف یہ ہے کہ یہ سب تاریخی حیثیت کے لوگ ہیں۔

ان تینوں خوبیوں کو یکجائی طور پر دیکھنے سے ایک طالب حق کے لئے با آسانی فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ مذہب لائق قبول ہے یا نہیں یہ دوسری بات ہے کہ وہ کسی وجہ سے اسلام کو اپنے لئے پسند نہ کرے لیکن وہ یہ عذر پیش نہیں کر سکتا کہ میرے پاس کسی فیصلہ پر پہنچنے کے لئے مواد کافی نہیں ہے مثلاً اگر ایک طالب حق عیسائی مذہب کا مطالعہ کرنا چاہے یا اگر اسے کسوٹی پر پرکھنا چاہے تو سب سے پہلی دشواری یہ ہوگی کہ وہ اصلی انجیل کہاں سے دستیاب کرے؟ زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتا ہے کہ قدیم یونانی نسخوں کا مطالعہ کرے تو اس سے بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ یونانی نسخے چوتھی صدی عیسوی سے پہلے کے دستیاب نہیں ہوتے اور وہ خود کسی قدیم نوشتے کا ترجمہ ہیں جو یقیناً آرامی یا سریانی زبان میں ہوگا لیکن یہ سوال جو اس کے سامنے پوری شدت کے ساتھ آئیگا یہ ہے کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہ یونانی نسخے فی الحقیقت قابل اعتماد ہیں، اس کے علاوہ دوسری دشواری یہ ہوگی کہ یونانی نسخے جس قدر ہیں سب کے سب آپس میں مختلف ہیں لہٰذا دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ معیار کیا ہے جس کی رو سے ہم ایک کو صحیح اور باقیماندہ نسخوں کو غلط قرار دیں۔ تیسری دشواری یہ ہوگی کہ انجیل کے علاوہ جناب یسوع کی لائف دنیا میں موجود نہیں اور انجیل پہلے ہی سے ناقابل اعتبار ہے تو جناب یسوع کی لائف جو اس میں بیان کی گئی ہے وہ بھی اعتماد کے قابل نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ عیسائیت یہودیت مجوسیت اور وید کے دھرم ان میں سے کوئی میدان تحقیق میں آنے کی صلاحیت نہیں رکھتا یعنی یہ مذاہب اہل عقل کے نزدیک لائق اعتنا ہی نہیں چہ جائیکہ لائق اختیار ہوں جب مبادیات ہی ناقابل اعتماد ہیں تو کوئی آدمی تحقیق ہی کیا کر سکتا ہے تحقیق کرنے سے بھی تو کسی بات کی پہلی شرط تو یہ ہے کہ کتاب صحیح حالت میں ہو اس کے بعد ایک شخص یہ دیکھ سکتا ہے کہ اس کی تعلیم لائق اختیار ہے یا نہیں یہاں یہ پہلی شرط سرے سے مفقود ہے پھر کس منہ سے کوئی شخص اس جنس ناروا کو بازار تحقیق میں پیش کر سکتا ہے؟

چوتھی خوبی جو اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب میں نہیں پائی جاتی یہ ہے کہ قرآن مجید بنی نوع آدم کے لئے ایک مکمل دستور العمل ہے اس کتاب کی موجودگی میں انسان کو معاشرتی، اخلاقی، ذہنی اور روحانی ترقی کے لئے کسی اور ضابطہ کی ضرورت نہیں ہے یہ کتاب انسان کی جملہ ضروریات زندگی کی کفیل ہے مشہور مورخ گبن لکھتا ہے کہ "قرآن مجید اخلاق، مذہب، معاشرت، قانون اور حکومت جملہ شعبوں پر حاوی ہے اور انسان کے لئے ایک مکمل ضابطہ ہے" قرآن مجید رسوم و روایات یا افسانوں کی کتاب نہیں یہ اُن زریں اصولوں کی حامل ہے جن پر چل کر انسان ترقی کے انتہائی مرتبہ پر پہنچ سکتا ہے وید میں کچھ رسوم ہیں کچھ دعائیں ہیں جو دیوتاؤں سے مختلف نعمتیں مانگنے کے لئے بتائی گئی ہیں قربانی کے طریقے ہیں گانے بجانے اور نغمہ سرائی کے اسلوب بیان کئے گئے ہیں بائبل داستانوں اور قصوں میں یہ کتاب اُن اصولوں سے خالی ہے جو انسان کے شایان شان ضروری ہیں اگرچہ اس کے پیروؤں کا دعویٰ تو یہ ہے کہ سائنس حکمت فلسفہ اور جملہ علوم اس کے اندر ہیں لیکن تاریخ اور تجربہ اور مشاہدہ سب کچھ اس دعویٰ کے خلاف ہے ہندو قوم کی جو کچھ تاریخ ہمیں ملتی ہے اس کے دیکھنے سے کم از کم اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ جب تک ویدوں پر عامل رہے تہذیب و تمدن میں بھی کوئی بلند مقام حاصل نہ کرسکے۔ روحانیت کا تو ذکر ہی فضول ہے۔

[illegible] انجیل [illegible] بات صحیح [illegible] ہیں [illegible] میں [illegible] نہیں علاوہ ازیں یہ کتابیں معاشرت و تمدن کے مسائل سے یکسر خالی ہیں یہی وجہ ہے کہ پارسی یہودی اور عیسائی سب کے سب بلکہ خود یا حکومت کی رو سے اپنی معاشرت کیلئے دستور العمل بنا لیتے ہیں لیکن اسلام کو یہ فخر حاصل ہے کہ کوئی فرد یا حکومت کا محتاج نہیں ہے ایک مسلمان کو اپنے بنیادی معاملات میں حکومت کے دستور یا مقامی کوئی ضرورت نہیں قرآن اول تا آخر زندگی کی ساری ضروریات کا حل موجود ہے دوسرے جو باتیں بتلائی گئی ہیں وہ ایسی عمدگی اور جامعیت کے ساتھ کہ کسی ترمیم یا تنسیخ کی ضرورت نہیں مثلاً انجیل میں لکھا ہے کہ نکاح کسی صورت میں فسخ نہیں ہو سکتا لیکن تجربہ نے بتا دیا کہ یہ تعلیم ناقص ہے کئی صورتیں ایسی ہو سکتی ہیں جبکہ نکاح فسخ کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے اس کے بالمقابل قرآن مجید میں طلاق کی اجازت ہے۔

انجیل میں نہ حکومت کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں نہ تجارت کرنے کے نہ مظاہر فطرت کے مطالعہ کی دعوت دی گئی ہے نہ تہذیب و تمدن کی باتیں بتائی گئی ہیں نہ حقوق اللہ کا ذکر ہے اور نہ حقوق العباد کا یہی وجہ ہے کہ ابتداء سے عیسائی لوگ ہر مسئلہ پر مجلس مذہبی منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور اپنی تمام ضروریات کیلئے انسانی فیصلوں کے محتاج ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔

پانچویں خوبی جو اسلام کو دیگر تمام مذاہب سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ اس کی تعلیم اول سے آخر تک فطرت انسانی کے عین مطابق ہے اور یہی اس کا ثبوت ہے کہ قرآن مجید اس ہستی کا نازل کردہ ہے جس کو فطرت انسانی کا پورا علم حاصل ہے اور یہ علم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کس کو ہو سکتا ہے؟ تو مجوسیت کو لیجئے اس میں دو خداؤں کی تعلیم ملتی ہے ایک نیکی کا خدا اور دوسرا بدی کا یہ تعلیم سراسر فطرت انسانی کے خلاف ہے کوئی شخص دو آقاؤں کی خدمت نہیں کر سکتا اور نہ دو بادشاہوں کو خوش رکھ سکتا ہے جو بات ایک کی مرضی کے مطابق ہوگی ضروری نہیں کہ دوسرے کی مرضی کے بھی مطابق ہو۔ بدھ مذہب میں سرے سے خدا کا وجود ہی نہیں حالانکہ فطرت انسانی کا تقاضا ہے کہ کسی نہ کسی ہستی کو معبود قرار دیکر اس کے ساتھ روحانی تعلق پیدا کیا جائے۔ علاوہ ازیں یہ مذہب ترک دنیا کی تعلیم بھی دیتا ہے اور یہ بات بھی فطرت انسانی کے خلاف ہے اگر ہر شخص اس تعلیم پر عمل کرنے لگے تو دنیا کچھ عرصہ کے بعد رہنے کے قابل نہ رہے نہ شہر آباد ہوں نہ عمارات تعمیر ہوں نہ کارخانے نہ تجارت نہ صنعت نہ حرفت نہ تہذیب نہ تمدن نہ معاشرت نہ شائستگی۔ سوچیئے جب ہر شخص تیاگ اور ترک کر کے جنگلوں اور پہاڑوں میں چلا جائیگا تو دنیا میں پھر کون رہیگا؟ شہر کس طرح آباد رہیں گے اور جب عورت مرد آپس میں شادی نہیں کریں گے تو نسل آدم کس طرح چلے گی؟ ہندو مذہب تو سراسر عقل اور فطرت کے خلاف ہے اس میں ایک دو نہیں بلکہ کروڑ دیوتاؤں سے اوپر موجود ہیں اور لنگ پوجا، گئو پوجا، درخت پوجا یہ ساری باتیں ایسی ہیں کہ کوئی سلیم الطبع انسان ان باتوں کو راہ نجات نہیں قرار دے سکتا۔

عیسائی مذہب ہندو مذہب سے بھی چار قدم آگے بڑھا ہوا ہے اس مذہب کی اصل تعلیم یہ ہے کہ ہر انسان جو دنیا میں پیدا ہوتا ہے گنہگار پیدا ہوتا ہے عقل سلیم اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ بغیر گناہ کا ارتکاب کئے ایک شخص گنہگار ہو سکتا ہے مگر عیسائیت کو اصرار ہے کہ انسان ماں کے پیٹ سے ہی گنہگار پیدا ہوتا ہے علاوہ ازیں کفارہ کا عقیدہ بھی سراسر عقل اور فطرت انسانی کے خلاف ہے یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جرم کروں میں سزا ملے دوسرے کو، اور پھر دوسرے کے سزا پانے سے میرا جرم کس طرح معاف ہو سکتا ہے؟

ان مذاہب کے بالمقابل اسلام کو لیجئے قرآن مجید کو اول سے آخر تک پڑھیے کوئی عقیدہ یا عمل خلاف فطرت نہ ملے گا اور جو لوگ قرآن مجید کے علاوہ کوئی بات پیش کرتے ہیں یا کسی غیر عقیدہ رکھتے ہیں یہ ان کا ذاتی فعل ہے اسلام ان کے قول کا ذمہ دار نہیں ہے۔

اسلام کا مشہور ترین عقیدہ یہ ہے کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں یہ بات نہ صرف فطرت انسانی کے مطابق ہے بلکہ تمام مذاہب شرک کی آلودگی سے رفتہ رفتہ نکل کر اسی بنیادی عقیدہ کی طرف آ رہے ہیں۔ دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا ملے گی نہ کم نہ زیادہ۔ یہ بات بھی فطرت انسانی کے عین مطابق ہے الغرض کوئی شخص کہاں تک شمار کرے۔ قرآن مجید ہر شخص پڑھ سکتا ہے اس کا مطالعہ کرے۔ اگر ممکن ہو تو میرے دعویٰ کی تردید کرے۔

اسلام ترقی پسند مذہب ہے

نوشتہ عالیجناب مولانا مولوی شریف احمد صاحب مراد ایڈیٹر الخلیل

عیسائیت و موسائیت ابتدا میں اسلام کے دو حریف زبردست حریف تھے، عیسائیت تو مقابلے میں آنے کی جرأت ہی نہ کر سکی، مگر یہودیت نے کچھ عرصہ تک جم کر مقابلہ کیا اور سخت شکست کھائی ندہ دشتی مذہب تو دو جوشیں بھی برداشت نہیں کر سکا اور ایک قلیل ترین مدت ہی میں یہ صورت ہوگئی کہ اس زمانے کے بڑے بڑے مذاہب آفتاب اسلام کی شعاعوں سے چکا چوند ہو کر رہ گئے۔ مصر و ایران فلسطین، شام، عراق، دمشق، بغداد، بربر و ہسپانیہ تک علم اسلام لہرانے لگا۔ اس ترقی و عظمت کا باعث یہ تھا کہ اس عہد کے مسلمان اسلامی تعلیمات کا صحیح نمونہ تھے اور انکا جو قدم اٹھتا تھا وہ اسلام کے سانچے میں ڈھلا ہوا اٹھتا تھا، اسلام کی روشنی میں اٹھتا تھا، اسلام کی ہدایت کے مطابق اٹھتا تھا، خدائے قدیر کی طرف سے قرآن کریم میں اعلان ہو چکا تھا کہ یہ مذہب دنیا کا بہترین اور مکمل مذہب ہے اور مسلمان جب تک اس صراط مستقیم پر قائم رہیں گے اس نیلگوں آسمان کے نیچے کوئی ان سے نگاہ ملا نہ سکے گا اور یہی دنیوی و دینی کامرانیوں اور جملہ فضائل اخلاق کے حامل رہیں گے اور تخت و تاج اور سلطنت و حکومت بھی انہی کی میراث رہ جاگیر ہوگی، وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

فرزندان توحید کی ابتدا کتنی ضعیف و کمزور تھی جس خطہ ارض سے یہ چشمہ پھوٹا تھا وہ رذائل و شائستہ کا ایک مرکز تھا۔ جہالت و دنائت کی گھٹا ٹوپ تاریکی و ظلمت ہر طرف پھیلی ہوئی تھی تمدن اور تہذیب کی کوئی کرن بھی ہزارہا سال سے یہاں نہیں چمکی تھی، نہ زمین زرخیز تھی نہ آب و ہوا بہتر، نہ تجارتی سرگرمی نمایاں تھی اور نہ صنعت و حرفت کا کوئی نشان تھا۔ نہ راستے نہ سڑکیں نہ علم نہ تہذیب انتہا یہ ہے کہ اپنی ابتدائی ضروریات کی تکمیل کے لئے بھی یہ لوگ دیگر ممالک کے محتاج تھے کیسے باور ہو سکتا تھا کہ عرب کے اس تپتے ہوئے کوہساروں جھلستے ہوئے میدانوں اور جلتے ہوئے بے آب و گیاہ ریگزاروں میں تہذیب و تمدن کا آفتاب ضیا بار و ضوفشاں ہوگا، دنیا کی بہترین قوم یہیں پیدا ہوگی اور یہیں پوری دنیا پر حکومت کی جائیگی۔ لیکن خدائے عزیز و توانا کی قدرت کی کرشمہ کاری دکھانی تھی اور بندوں پر یہ واضح کرنا تھا کہ ہم جو دستور العمل اپنے بندوں کی فلاح و بہبود کے لئے قرآن کریم کی شکل میں مرتب کر کے اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نازل فرما رہے ہیں وہ ایسی چیز ہے کہ اس پر وحشی سے وحشی ملک کے باشندے بھی اگر عمل پیرا ہو جائیں گے تو دنیا انہی کی جاگیر بن کر رہیگی اور ارض عالم کے فرمانروا بن کر یہی منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونگے۔

عربوں کی ترقیات

عربوں کے پاس کیا تھا؟ ایک کتاب، یہی انکا سرمایہ اندوختہ تھا اور یہی انکا دستور العمل، اسی کو انہوں نے عمل میں لا کر اور اپنے سینوں میں جذب کر کے وہ کچھ کیا اور اس طرح اٹھے کہ دنیا میں ایک زلزلہ پیدا ہوگیا، ربع مسکون میں ایک ہلچل پیدا ہوگئی، اور نظام عالم درہم برہم ہوتا نظر آیا، جو قوم بکریاں چراتی تھی وہ جہانبانی کا سبق سکھانے لگی، جنہیں کچھ نہ آتا تھا وہ دنیا کی معلم بن گئے، جن کے پاس اونٹوں اور بکریوں کے سوا کوئی دولت نہ تھی ان کے خزانے زر و جواہر سے لبریز نظر آنے لگے اور وہ وقت بھی آگیا کہ زر و سیم کے تمام دریاؤں کا رخ مدینہ کی جانب پھر گیا اور سلاطین عالم انکی ہیبت سے اپنے کاشانوں میں لرزنے لگے۔ یہ سب کچھ تھا مگر غور تو کرو یہ سب نتیجہ تھا کس تعلیم کا؟ عرب میں اس سے پیشتر کتنے مدارس کتنی درسگاہیں اور کس قدر یونیورسٹیاں تھیں، کہاں سے ساعد بیچ گویا سے مادی و ملکی و سیاسی فنون سیکھا کر ترقی کئے۔ حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت خالد بن ولید، حضرت زبیر، اور حضرت عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کس یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی جہاں مدنیت، اخلاق، تجارت، سیاست، سپہ گری اور روحانیت کے سبق انہوں نے استادوں سے حاصل کئے تھے، مغرب اپنی تمام ترقیوں کے باوجود یہ تسلیم کرتا ہے کہ یہ بزرگ تدبر و سپہ گری اور کمالات انسانی کے لحاظ سے بہترین تھے۔ آخر یہ کمالات انہیں کہاں سے حاصل ہوئے؟ اس کا جواب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم ہی معلم، وہی انکی یونیورسٹی اور وہی انکا معاون رہا اس لئے کہ یہ کوئی ڈھکی چھپی حقیقت نہیں کہ جس ایک صدی تک انکا واحد ذریعہ تعلیم اور رہبر و رہنما یہی قرآن کریم رہا اور دیگر اقوام کے علوم کی ہوا تک نہ پہنچی اسلام اسی قرآنی تعلیم کا نام ہے اور بس۔

جب تک مسلمان پوری صداقت و دیانت سے اس کے ایک ایک گوشے اور ایک ایک جزو کے پر عامل رہے دنیا کی کامرانیاں ان کے جلو میں رہیں اور جب سے انہوں نے اس صراط مستقیم کو چھوڑا بدبختی نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا اسی وقت سے وہ ذلیل و خوار ہوگئے۔ اور انکی ٹھکرائی ہوئی قومیں ان پر حکومت کرنے لگیں۔

خدا اور بندوں کے تعلقات

دنیا میں طاقت کا راج ہے دنیا والے بیوقوف نہیں وہ جانتے ہیں کہ اسلام ایک سویا ہوا شیر ہے جس وقت یہ بیدار ہوا تو پھر باغ و راغ اور صحرا و دشت پر اسی کی حکومت ہوگی، وہ اس کے اقبال کا ستارہ پھر پوری شان کے ساتھ چمکنے لگے گا اس لئے حریفان مغرب کی جد و جہد کا رجحان ہمیشہ یہ رہا کہ اسلامیوں کے خصائص ملی کو جہاں تک ہو سکے اور جن علانیہ و خفیہ تدابیر سے بھی کام لیا جا سکے تباہ کر دیا جائے تاکہ یہ اپنے مذہب اور تہذیب و تمدن سے بالکل بیگانہ ہو کر عیسائیت میں جذب ہو جائیں یا کم از کم حقیقی مذہب سے انہیں کوئی دور کا تعلق بھی باقی نہ رہے، اس مقصد کی تکمیل کے لئے عیسائیت کی طرف سے انواع و اقسام کی مساعی کا سلسلہ شد و مد کے ساتھ جاری ہے اور کئی صدیوں سے اس نوع کی کوششیں عمل میں لائی جا رہی ہیں، بڑے بڑے علمائے یورپ کی طرف سے اسلام کی تعلیمات پر آئے دن حملے ہوتے رہتے ہیں، کوئی صاحب روحانیت اور خدا کے مسئلہ کو لے بیٹھتے ہیں کوئی انکار اس کی تہذیب پہلے دے تشریح کر دیتا ہے، کوئی اس کی عبادت پر مذاق اڑاتا ہے کوئی اسے مخالف ترقی خیال کرتا ہے کسی کو اس کی تعلیم جہاد پسند نہیں آتی، کوئی اس کے نظم حجاب پر معترض ہے، اور کچھ ایسے ہوا مایوس جو سرے سے یہ نہیں چاہتے کہ دنیا میں کوئی مذہب قائم رہے اور خدا اور بندوں کے تعلقات مستقل رہیں، مغربی تہذیب و تمدن کی زرق برق نمائشوں بے راہ روی آزادیوں اور سکون سوز ترقیوں نے اس خلاف مذہب و اسلام پروپیگنڈے کو اور تقویت پہنچا رکھی ہے۔ اول تو اسلامیات سے بے پروائی کا خمیازہ ویسے ہی مسلمان بھگت رہے تھے اسلام سے دور ہوتے چلے جاتے تھے، اس پر اس پروپیگنڈے اور اس تمدن مغربی کے سیلاب نے وہ تباہیاں پھیلانی شروع کر دی ہیں اور تعلیم یافتہ طبقہ مغرب کا گرویدہ ہو کر اور جادۂ مستقیم سے بھٹکتا چلا جا رہا ہے۔ نوعیت تعلیم اور فقدان تربیت نے غور و فکر کے دروازے بند کر دیئے ہیں اور کسی کو خیال بھی نہیں ہوتا کہ جس راستہ پر ہم بڑھ رہے ہیں وہ ہمیں کعبہ کی طرف نہیں بلکہ ترکستان کی طرف لے جا رہا ہے۔ ایسی حالت میں کہ مسلمان محض تخیلاً مسلمان رہ گئے ہوں اور عملاً اسلام سے انہیں کوئی تعلق نہ رہا ہو یہ پروپیگنڈہ اور زیادہ [illegible]

صورت اختیار کر لیتا ہے۔

جرجی زیدان کی نقصان رسانیاں

مصر کا مشہور ادیب جرجی زیدان اٹھا اور اس نے اس ہوشیاری و عیاری سے اسلام پر حملے شروع کر دیئے کہ کسی کو احساس بھی نہیں ہوا اس نے اپنے حملوں اور یورشوں کا مرکز عربی تہذیب کو قرار دیا۔ عجمی اور غیر عربی اسلامی تہذیب کی تعریف بڑے شاندار الفاظ میں کرتا رہا لیکن عربی تمدن اور عربی تہذیب کے ہر پہلو پر اس نے شدت کے ساتھ گولہ باری کی۔ سلجوقیوں، ترکوں، بربروں، قاچاریوں، مغلوں اور راجپوتوں کو بلا تکلف سراہا مگر عباسیوں، امویوں اور فاطمیوں کے عیوب و مثالب کے ہر گوشہ کو نمایاں کیا۔ ان کے صواب کو بھی عیب بنا کر دکھایا اور مضمونوں، مقالوں، شذروں، داستانوں اور ناولوں میں عربی تہذیب کے پرخچے اڑا دینے کی ہر ممکن سعی کی۔ وہ خوب سمجھتا تھا کہ عربی تہذیب سر بسر اسلامی تہذیب ہے اگر اسلام کا نام لیا جائیگا تو مقصد پورا نہ ہوگا پروپیگنڈے کو وسعت حاصل نہ ہو سکے گی۔ اس کی کتابوں نے ہزاروں مسلمانوں کو گمراہ کیا اور ان کے عقاید و افکار کی دنیا تباہ کر کے رکھدی۔

اب لارڈ کرومر صاحب پورے طمطراق کے ساتھ میدان عمل میں اترے ہیں آپ کے سامنے بھی وہی مقاصد ہیں۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ جہاں دال الذکر کے منہ پر ہلکا اور رنگین نقاب پڑا ہوا تھا وہاں آخر الذکر بالکل عریاں چہرہ سامنے لئے ہوئے آئے ہیں آپ نے ایک کتاب "مصر جدید" لکھکر شیاطین و حوش کی ایک گرانقدر خدمت انجام دی ہیں اور اس کے آئندہ مسند نظر آتے ہیں کہ دشمنان اسلام کی طرف سے آپکی خدمت میں کسی مکلف و آراستہ کلب کے اندر ایک سپاسنامہ پیش کیا جائے آپ نے جس قدر بھی کذابی اور دروغ بیانی کیجا سکتی تھی وہ آپ نے کی ہے اور پوری دیدہ دلیری اور نامعقولیت کے ساتھ یہانتک لکھدیا ہے کہ اسلام ایک سراپا جمود مذہب ہے اس میں اجتماعی نظام کے قیام کی کوئی صلاحیت سرے سے موجود نہیں۔ اسلام جن امور کیلئے سازگار نہیں عیسائیت ان سے بآسانی عہدہ برا ہو سکتی ہے۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ "مسلمانو کو دیکھکر اسلام کی اور مسیحیوں کو دیکھکر مسیحیت کی حقیقت کو سمجھا جا سکتا ہے" اتنے بڑے لارڈ اور فاضل کی یہ منطق کتنی عجیب اور کتنی حیرت انگیز ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ عیسائیوں کی شان و شوکت اس وقت بہت بڑھی ہوئی ہے اور اسلام کے پیرو اس وقت زوال و انحطاط کے دور میں سے گذر رہے ہیں اس لئے کم نظر لوگ انکی اس دلیل سے لنتر ملیگا۔ اسے دلیل کہا جائے متاثر ہو جائیں گے۔ لیکن پہلے تو ان لارڈ صاحب سے کوئی یہ پوچھے کہ جن کی ترقیات اور شان و شوکت کی طرف آپ اشارہ کر رہے ہیں وہ حقیقت میں عیسائی ہیں بھی۔ بظاہر آپ انہیں عیسائی کہہ لیں لیکن درحقیقت یہ ایک لا مذہب گروہ ہے جسے نہ کسی مذہب سے تعلق ہے اور نہ عیسائیت سے پھر ان سے سوال کیا جائے کہ اگر واقعی نہیں تعلق بھی ہے تو آخر عیسائیت کا وہ کونسا دستور العمل ہے جس نے انہیں فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا ہے۔ کیا یورپ انتقام کے معاملہ میں حضرت عیسیٰ کی تعلیم کی پیروی کر رہا ہے کیا عدم تشدد اس کے عقائد مذہبی کا کوئی جزو ہے کیا وہ اس کے ایک گال پر تڑاخ سے طمانچہ رسید کرنے والے کے سامنے اپنا دوسرا گال بھی کر دیتا ہے یا دہان توپ سے اسکا جواب دیتا ہے

سرمایہ داری اور فراہمی دولت کون سے مسیحی ضابطہ کی رو سے جائز ہے۔ معاشرت، سیاست، امانت، دیانت، مدنیت اور ترقی کے وہ کون سے اصول ہیں جو حضرت عیسیٰ نے اپنے پیروؤں کو بتائے اور جن پر عمل پیرا ہو کر وہ دنیا پر چھا گئے۔ اگر عیسائیت ایسا ہی ترقی پسند مذہب ہے تو آخر ابتدائی صدیوں میں جبکہ قدرتاً جوش و ہیجان کی فراوانی تھی یہ نکبت و ذلت کی حالت میں پڑا رہا اس نے کوئی ترقی نہ کی اور ترقی کرنا تو کجا دحشت و جہالت میں اپنے جملہ معاصر مذہبوں سے بڑھ گیا۔

مہذب یورپ کے کارنامہ ہائے عمل

پر فسطائیوں اور گرجا کے فرزند کی جنگ و جدل کے غیر مختتم سلسلے

اور اس کی خون آشامیوں اور مظالم، بربریتوں سے تاریخ کا ایک مبتدی بھی باخبر ہے۔ یہ مسلمان نہیں عیسائی ہی تھے جنہوں نے علوم و فنون کے تمام دروازے جمہور پر بند کر رکھے تھے جنہوں نے ایک علمی نکتہ پر گلیلیو جیسے فاضل اور ہائی پیشیا جیسی یگانہ روزگار کو بیدردی بیرحمی سے قتل کر ڈالا تھا جو صدیوں تک اسی دھن اور انہی تحقیقات میں لگے رہے کہ آیا عورت میں روح بھی ہے یا نہیں جن کے یہاں عورت کی کوئی جداگانہ ہستی ہی نہ تھی کوئی ضابطہ اخلاق ہی نہ تھا کسی اصول جہانبانی کے حامل ہی نہ تھے اور جنہوں نے فلسفہ و مذہبیت کی تعلیم کو ممنوع قرار دیا تھا جن کی عبادت پوپ اعظم کے سامنے سر جھکانا اور جن کی نجات کا باعث اس کے سامنے اعتراف معصیت کر لینا تھا اور جن کا ابتک یہی خیال ہے کہ عیسائی دنیا میں خواہ کتنے ہی گناہ کر لیں لیکن انکی نجات ضرور ہو جائے گی اس لئے کہ حضرت عیسیٰ کی وفات ساری دنیائے عیسائیت کا کفارہ بنکر وقوع پذیر ہوئی ہے۔ دیش بندھو میکلو تک مسیحیت جس طرح تہذیب و مدنیت علوم و فنون اور انسانیت و اخلاق کی دشمن بنی رہی عورتوں اور بچوں، غلاموں اور نوکروں، اچھوتوں، بیگانوں کے ساتھ انکا جو سلوک رہا اور جس طرح یورپ کے مواعظ و اقوال عہد مسیحیت نے رہے اگر ہم اسکی تفصیلات بیان کرنا شروع کر دیں تو یہ ایک ضخیم کتاب ہو جائے صرف اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ وحشت و پستی اخلاق کے جو مظاہر مسیحیت نے دنیا کے سامنے پیش کئے اور خود اپنے مذہب کی تعلیمات کو مسخ کر ڈالا اس کی نظیر ساری دنیا کے کسی ایک مذہب میں بھی آپ کو ڈھونڈھے سے نہیں ملسکتی۔

ضامن ترقی ہونے کے مظاہر

اگر مسیحیت ایسی ہی ضامن ترقی ہوتی تو کم و بیش ڈیڑھ ہزار برس تک اس کے آسمان پر وحشت و جہالت کی یہ بجلیاں نہ کڑکتی رہتیں وہ مسیحیت ہی کے تو پیرو تھے جنہوں نے کئی سو سال تک علوم و فنون کے طالب علموں کو قید و بند کے مصائب میں مبتلا کیا اور عقلی علوم کے اکتساب کو خلاف مذہب قرار دیکر سیکڑوں فاضلوں کو سولی پر لٹکایا اور زندہ جلایا۔ کیا مسیحیت کے یہی وہ کارنامہ ہائے عمل ہیں جنہیں دیکھنے کی دعوت ہمیں لارڈ کرومر دے رہے ہیں جہاں دیکھنے والے اسکی شان و شوکت کو دیکھیں گے وہاں ان تاریخی حقائق کی طرف سے بھی تو انکی آنکھیں بند نہ رہیں گی۔ پھر اخلاقی اور معاشری حالات پر بھی دیکھنے والا غور نگاہ ڈالے گا اور جب وہ یہ دیکھیگا کہ اس زمین مسیحی شان و شکوہ کے ہنگاموں میں آج بھی نسلی امتیازات اتنی ترقی پر ہیں کہ ایک گورے کے قاتل کو جیل میں بھی پناہ نہیں ملتی اور ہزار ہا گورے اور مہذب سپیدوں کا مہذب مجمع اپنے سامنے کھڑا ہو کر کالے کو زندہ آگ میں جلا رہا ہے تو ممکن ہیں کہ اس کی تعمد نگاری پر تو وہ مسیحی تہذیب کے متعلق کیا خیال قائم کرے گا پھر جب وہ مغربیوں کی معاشرت کے کاشانے ایجنٹ، میں میری یا تیری، پر میاں بیوی میں طلاق بازی ہوتی نوجوان لڑکیوں کو تلاش معاش میں مارا مارا پھرتے، کنواریوں کو بچے جنتے، دولت کی دیوی کو پوجتے، اور غربت و تنگدستی کو ٹھکراتے جاتے، بھائی کو بھائی سے بے پروائی برتتے شریف خواتین کو ناچ گھروں میں غیروں کے سینے سے لپٹ کر ناچتے، مرد و عورت کو جنسیات میں مرکزی مقام بخشے، عورتوں کی فراہمی کا سرکاری نظام ہوتے، جھوٹ کو پروپیگنڈا اور مکاری کو سیاست سمجھے جاتے، دیکھے گا تو لا محالہ وہ بھی بتائیں کہ وہ ان رذائل کو مسیحیت کی کلاہ افتخار کا طرہ خیال کرے گا یا اس کے دامن کا گھناؤنا داغ۔ نظام اجتماعی کی صلاحیت کا ثبوت یہی ہے اور مغرب کی مہذب و متمدن اقوام بھی صلح و صفائی کے بجائے درندوں کی طرح باہم لڑتی بھڑتی رہتی ہیں تو ایسی صلاحیت کو کوئی ہوشمند قوم تو سراہ نہیں سکتی اور نہ اس پر اسے کوئی ناز ہو سکتا ہے۔

اسلامیوں کی امتیازی شان

اب اسلام پر فوقیت کیسے ہو سکتی ہے مسلمانوں کی حالت کیسی ہے

بہت زوال پذیر ہے اور اسلامیوں نے اپنی امتیازی شان کو کھو دیا ہے لیکن شرافت نجابت غیرت و حمیت دیانت و امانت اور انسانیت و تہذیب کا قحط اب بھی ان کے اندر نہیں۔ پھر کیا اسلام کی صداقت کا یہ ایک زندہ اور بدیہی ثبوت نہیں کہ اس نے مٹھی بھر جانباز سپاہیوں کو قوت دی کہ جو ستم زدہ مظلوموں کی صفوں کو چیر کر پہاڑوں کے جگر میں شگاف کر کے اور دریاؤں اور سمندروں کی طغیانی لہروں اور موجوں کو ٹھکرا کر برق و باد کی طرح بڑھنا شروع کر دیا۔ سمندروں میں گھوڑے اس نے ڈال دیئے خشکی پر جہاز اسے دوڑائے اور بر و بحر پر اس کے پرچم اقبال لہرانے لگے امیدیں نہیں اس وقت کی منظم باشان اور پرشکوہ و قدیم سلطنتوں کے تخت اس نے الٹ کر رکھ دیئے اور ایک صدی کے اندر چار دانگ عالم میں اس کا سکہ چلنے لگا مسلمانوں کا حقیقی رہنما اس وقت میں قرآن کریم کے سوا کوئی نہ تھا کسی دوسری کتاب کی انہوں نے شان کبھی نہ دیکھی تھی اس کے بعد انہوں نے علوم و فنون کی طرف توجہ کی تو صرا مرد و گار بنتے مردہ علوم میں روح پھونکی فلسفہ و ہیئت منطق ادب و آداب اور صنعت و حرفت کو اوج کمال پر پہنچایا جہاں مسیحیوں نے اپنے فضلاء و علماء کو زندہ جلایا تھا وہاں اسلام نے مسیحی ایرانی اور ہنود فضلاء تک کو نشینی عزت پر بٹھایا مسیحیوں نے علمی ذخائر کو نذر آتش کیا تھا۔ لیکن اسلام کے اس طعن نے زر و جواہر کے عوض کتب خانے لئے۔

یہ اسلام ہی کے پیرو تھے جنکے نقوش پا نے مسیحیوں کی رہبری کی۔ یورپ کا پہلا مدرسہ پہلا شفا خانہ اسلامیوں ہی کے ہاتھوں کھلا اور اسلامیوں ہی نے انہیں ترقی کی راہ بتائی یہ اسلامی آئین، دراصل سیکھ کر مسیحی انسان بنے۔ مگر اسلامیوں کو ان کی صحبت اور ان کے تمدن ہی نے غارت کر دیا۔ اگر اسلام میں نظام اجتماعی کی صلاحیت مفقود ہوتی تو وہ ایک صدی کے اندر اندر تمام دنیا پر حاوی نہ ہو جاتا۔ اور اگر مسیحیت میں یہ صلاحیت ہوتی تو وہ ڈیڑھ ہزار برس تک وحشت و جہالت کے بحر عمیق میں ڈبکیاں نہ لیتی رہی ہوتی۔ حقیقت یہی ہے کہ مسیحیوں نے جو ترقی کی وہ اس وقت کی جب انہوں نے عمداً مسیحیت کو خیرباد کہہ دیا اور اسلام آج جس زوال و انحطاط کے دور سے گذر رہا ہے اس کا تمامتر باعث اسلام کی تعلیمات سے گریز ہے

تمدن اسلام کی ہمہ گیری

ایک کرومر نے یہ لکھ دیا کہ "اسلام میں مدنیت و انسانیت کا شائبہ بھی موجود نہیں۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ آج مغرب جس مدنیت و انسانیت پر ناز کر رہا ہے کیا وہ انجیل سے ماخوذ ہے؟ حضرت عیسیٰ کے اقوال سے ہوئی ہے؟ کسی پوپ اور راہب نے مرتب کی ہے خواتین کے حقوق تنسیخ غلامی، قبول وراثت وغیرہ کے جزوی و کلی اصول آخر کس مذہبی کتاب سے حاصل کئے گئے ہیں یہاں مجبور ہو کر انہیں اپنے عجز اور اسلام کے علو و ہمہ گیری کا اعتراف کرنا پڑیگا انکی انجیل اور حضرت عیسیٰ کے ملفوظات ان اصول سے یکسر خالی نظر آئیں گے۔ بخلاف اس کے اسلام کی آسمانی کتاب قرآن کریم میں جملہ سیاسی، معاشرتی، منزلی اور تمدنی اصول نیز احکام موجود ہیں بیع و شریٰ، رہن و ہبہ، میراث و وقف و وصیت، صنعت، قرض، تجارت، اقتصاد و امارت

سنت خیر سلم ہمسایہ کے ساتھ برتاؤ معاہد و غیر معاہد قوم سے سلوک حقوق اللہ حقوق العباد نکاح طلاق اقارب و اعزا سے سلوک لین دین کے قوانین مرتب صورت میں موجود ہیں آداب کلام یعنی گفتگو طرز نشست و برخاست کھانے پینے سونے جاگنے کمانے بچانے لینے دینے گھر میں رہنے وغیرہ کے طریقے واضح طور پر نمایاں کر دیئے گئے ہیں قرآنی آیات و اشارات ہی کے نتیجہ میں اسلامیوں نے کیمیا طب و حکمت جراحی، فلکیات، نباتات حیوانات، معدنیات، الہٰیات، عمرانیات ریاضی، پر تمدن فلسفہ، ہیئت و نجوم جملہ علوم سیکھے تھے جو اسلام والوں کا آسمانی فخر آ رہا ہے۔ یہ انہی اصول زرینہ کی عدم پیروی کا نتیجہ ہے۔ اگر مسلمان آج بھی قرآن کریم کے اوامر و نواہی کو اپنا شعار عمل بنائیں تو ترقی کی جوان کے استقبال کو بڑھنے کیلئے تیار ہے

فرزندان توحید کی بے پرواہی

مسلمانوں کی نااتفاقی، مسلمانوں کی بے عملی

مسلمانوں کی موجودہ سب احکام اسلام سے بے پروائی کے نتائج ہیں۔ اسلام نے اتفاق تنظیم پس انداز کی واخلاص کے احکام دیئے لیکن انہوں نے ان سے بالکل بے پروائی برتی حقیقت یہ ہے کہ خدا نے انہیں نہیں چھوڑا انہوں نے خدا کو چھوڑ دیا۔ اسلام آج بھی وہی ہے اور اس کی تعلیم بھی وہی ہے اور وہ آج بھی مسلمانوں کو سرنگوں سے اٹھا کر ثریا تک پہنچا سکتا ہے مگر بدبختی انہیں اس راہ پر نہیں آنے دیتی۔ اور دنیا کے ساتھ عاقبت بھی تباہ کرتے چلے جا رہے ہیں اور ان کے اسی حال کو دیکھکر لارڈ کرومر جیسے لوگوں کو یہ جرأت ہوئی ہے کہ وہ ان کی پست خامی سے فائدہ اٹھا کر انکی اس بے پروائی کو اسلام سے منسوب کریں۔ تاکہ ایمان کی رہی سہی جو روشنی بھی ان کے قلوب میں باقی رہ گئی ہے وہ گل ہو کر رہ جائے۔ مسیحیوں ہی کی طرف سے نہیں بلکہ فرقہ پرست ہندوؤں کی طرف سے بھی اسلام پر شدید حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اور وہ مسلمانوں کو مذہب سے بیگانہ بنانے کیلئے آئے دن نئے نئے جتن کرتے رہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ پروپیگنڈا ایک موثر چیز ہے۔ اور کچھ نہ کچھ مسلمانوں کا اس سے متاثر ہونا لازمی امر ہے اس لئے انہوں نے اسلامی تاریخ کو بھی مسخ کیا اسلامی روایات کا بھی مضحکہ اڑایا پیشوائے اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ناپاک الزامات عائد کئے اسلامی تعلیمات پر بھی۔ وہ شریعت کی اور اب مذہب کو وہ فضولیات کی جڑ بتا رہے ہیں۔ اور سب کا منشا یہ ہے کہ مسلمانوں کے قلوب سے مذہب کی روشنی فنا ہو جائے کہ یہی انکا بہترین سرمایہ حیات ہے کوئی اپنے مذہب کی برتری جتا کر کوئی اسلام کی مذمت کر کے اور کوئی نفس مذہب ہی کو دنیا جہان کے جھگڑوں کی بنیاد بتا کر فرزندان توحید کو بیزار بنا رہا ہے۔ اور سب کا مقصد یہی ہے کہ مسلمان مسلمان نہ رہیں اور ان کا سب سے بڑا اندیشہ دور ہو جائے۔ مسلمانوں کو اس سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ ذرا چوکے تو پھر نہ دنیا ان کی رہے گی اور نہ دین۔ مسلمانوں کی دنیا بھی مذہب ہے اور دین بھی۔ اس سے کٹنے کے معنی اللہ سے سلسلہ منقطع کرنے کے ہیں۔

الغزالی

از علامہ شبلی نعمانی۔ مقتدا الاصفیا الملم محمد غزالی کے سوانح حیات علامہ شبلی کے لکھے ہوئے یہ کتاب جس پایہ کی ہے ہم کہہ سکتے ہیں اسرار و رموز معرفت تصوف شریعت و طریقت کی جنگ اس میں آخر درست ہوئی ہے امام کا فیصلہ ہے کہ شریعت مقدم ہے یہی وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ جہلا کو عرفان حق نصیب ہوا اور یہی وہ کتاب ہے جو امام غزالی کے سوانحات علمی اور تصوفی رنگ میں پیش کرتی ہے۔ یہ کتاب بھی بار ہا چھپ چکی قیمت فی جلد ۱۲؍ رعایتی ۸؍ محصول ۶؍ کل ۱۴؍

حیات سعدی۔ حافظ خسرو

اسلام کے یہ تینوں فلسفی شاعر ہیں جنہوں نے اپنے افکار عالیہ سے مسلمانوں کے اخلاق اور مدنیت کی بنیادیں استوار کیں، خدا تک پہنچنے کے عجیب و غریب راستے بتلائے ان کے حالات زندگی بھی پڑھ لیجئے اس سے عجیب و غریب حالات کا انکشاف ہوگا۔ اور ان کے افکار مول مفت ہاتھ لگیں گے۔ قیمت عہ رعایتی ۸؍ محصول ۷؍ (۱۵؍)

فاقہ کش

(از جناب مولانا عبداللطیف صاحب بنارسی)

میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جبکہ میں نے دیکھا کہ اشرف چیتھڑے لگائے پھر رہا ہے سر کے بال بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے ہیں اور داڑھی کی یہ کیفیت ہے کہ اس طرح بڑھی ہے کہ ڈاڑھی مونچھیں اور گریبان سب رنگ گئے ہیں۔ میری یادداشت مجھے یقین دلا رہی تھی کہ میں نے اسے کہیں دیکھا ضرور ہے لیکن پھر بھی مجبوراً دو چار بار آنکھیں مل ملکر دیکھنا ہی پڑا۔ آخر مجھے یاد آ گیا کہ دو ماہ قبل کلکتہ میں مجھ سے جمیل نے اس پگلے کا تعارف کرایا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ وہ اس وقت ایک نہایت خوش پوش جوان تھا اور ایک سال قبل ایف۔ اے کا امتحان پاس کر چکا تھا لیکن اس کی مالی حالت اجازت نہ دے سکی کہ وہ آگے تعلیم حاصل کرے کیونکہ اس کے والد نے تین سال قبل اس کی شادی کر کے اپنی سرپرستی سے ہاتھ کھینچ لیا تھا حالانکہ وہ تلاش معاش میں متواتر ناکام ہو رہا تھا لیکن اس کا پگلا پن اسے پریشان نہ کر سکا۔

میں اسے کچھ دیر تک دور سے کھڑا تکتا رہا اس نے سڑک پر سے سگریٹ کا جلا ہوا ٹکڑا اٹھایا اور جلائے بغیر ہی اسے پیتا رہا۔ پھر جو کچھ جی میں آئی تو بھاگ کر جو پانی کی پیتا پر جا بیٹھا میں بھی اس کے قریب ہی بیٹھکر اس کی حرکتیں سمجھنے لگا مجھے یاد تھا کہ اسکی ایک چھوٹی بچی تھی جسکا نام نجمہ تھا وہ مجھے اس وقت کہیں نظر آئی۔

روشنی ہونے کے بعد اشرف اٹھا اور پوری بڑے والوں کی دوکان کے سامنے جا کھڑا ہوا کسی نے دو چار دانے چنے کے دیدیئے تو کسی نے دھتکار دیا میں یہ تماشا کھڑا دیکھ رہا جب مجھ سے ضبط نہ ہو سکا تو میں نے دو آنے کی پوریاں خریدیں اور اس کے پاس لیگیا اشرف نے پوریاں لے لیں اور مجھ پر ایک نظر ڈالی میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ نجمہ کہاں ہے لیکن اس نے بجائے جواب دینے کے زور سے دانت پیسکر مجھے گھور گھور کر دیکھا اور پوریاں پھینک کر میری ٹائی پکڑ لی اور اس زور سے کھینچا کہ مجھے بھی مدافعت کرنی پڑی کچھ لوگوں نے بمشکل مجھے چھڑایا اور وہ گالیاں دیتا ہوا ایک طرف کو چل دیا۔

رات کے آٹھ بج چکے تھے لیکن خلاف معمول میرے خالہ زاد بھائی ڈاکٹر امتیاز علی جن کا میں چار روز سے مہمان تھا ابھی تک دواخانہ سے واپس نہیں آئے تھے دو گھنٹے بعد وہ آئے لیکن عجیب حالت میں کہ کپڑے تمام بھیگے ہوئے تھے اور ڈرائیور کی مدد سے ایک دوسرے شخص کو اٹھائے ہوئے تھے میں نے دوسرے شخص کو فوراً پہچان لیا کہ وہ اشرف ہے۔

میں نے اور بھائی صاحب نے ملکر اس کے کپڑے اتارے اور کچھ دوا اسے پلائی پھر کمبل میں لپیٹ کر اسے سلا دیا۔ بھائی صاحب بھی کپڑے بدلکر آ گئے اور کہنے لگے میں ایک مریض کو دیکھنے تاج محل ہوٹل گیا تھا واپسی میں یہ شخص سمندر میں غوطے کھاتا ہوا نظر آیا میں نے کود کر اسے بچا لیا اس کے لباس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پاگل ہے لیکن پھر خودکشی کی وجہ؟ میں نے کہا۔

میں اس شخص کو جانتا ہوں اس کا نام اشرف ہے تعلیم یافتہ ہے لیکن نہ معلوم کس صدمہ کی وجہ سے اس نے اپنی یہ حالت بنا رکھی ہے اس کی بیوی اور ایک لڑکی نجمہ بھی تھی لیکن انکا کہیں پتہ نہیں اور پھر تین روز قبل کی ملاقات کا واقعہ کہہ سنایا۔

صبح اشرف کو نہلا کر دوسرے کپڑے پہنائے گئے بال ترشوائے گئے اور حسب معمول دوا میں پلائی گئیں مسلسل پندرہ روز کے علاج کے بعد اسکی حالت میں قدرے سکون پیدا ہوا اور اب ایسا ہونے لگا کہ وہ دن بھر دو بالکل چپ رہتا اور ہوش کی باتیں کیا کرتا آہستہ آہستہ اس نے اپنی زندگی میں دلچسپی لینی شروع کر دی اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ اسکا دماغ صحیح ہو گیا ہے آہ! میں اپنی اس غلطی کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ ایک روز ذوق تجسس سے مجبور ہو کر میں نے باتوں باتوں میں اشرف سے اس کے حالات دریافت کئے بہت دیر تک وہ اپنے دماغ پر زور دیکر سوچتا رہا۔ انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ رہ رہ کر اسے واقعات یاد آتے جاتے ہیں کبھی کبھی اس کے چہرہ پر محبت کی نرمی کے آثار پیدا ہو جاتے اور اس وقت وہ بہت ہی حسین نظر آنے لگتا ہے۔ اور کبھی پھر وہی خشونت اور سختی عود کر آتی۔ میں اس کے چہرہ کی ان تبدیلیوں کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ یکایک اس نے کہا:-

ناصر علی صاحب شاید دو ڈھائی ماہ قبل جمیل صاحب نے کلکتہ میں مجھ سے آپکا تعارف کرایا تھا مجھے اس وقت ایف۔ اے پاس کئے ہوئے ایک سال ہو چکا تھا لیکن ملازمت نہ ملنے کی وجہ سے میں پریشان رہتا تھا میں اپنی تعلیمی حالت اور شناساؤں کی وجہ سے کلکتہ میں کوئی معمولی ملازمت بھی نہ کر سکتا تھا اسی اثنا میں میری رفیقۂ حیات میری فکروں میں گھل گھل کر بخار کے بہانے مجھ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئی اب مجھے نجمہ کی پرورش اور اپنی ملازمت کی تلاش نے پاگل سا بنا دیا تھا آخر اسی فکر نے اپنے استقلال کو خیرباد کہنے پر مجبور کیا۔ میں نے ایک دن جمیل صاحب سے اپنی ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں بمبئی جانا چاہتا ہوں انہوں نے ازراہ ہمدردی نجمہ کو اپنی سرپرستی میں لینا چاہا لیکن مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ جمیل صاحب کی محدود آمدنی اس کی متحمل نہیں ہو سکتی اس لئے میں نے انکار کر دیا لیکن انہوں نے بہت اصرار کیا تب میں نے ٹالنے کے لئے کہدیا کہ خیر فی الحال تو میں نہیں جاتا ہوں البتہ جاتے وقت آپ کی سپردگی میں نجمہ کو دے جاؤں گا لیکن آخر تیسرے ہی روز بمبئی جانے کی تیاری کر لی اور روانہ ہو گیا۔ اٹارسی کے اسٹیشن سے آگے ٹکٹ چیکر آیا اور مجھ سے ٹکٹ طلب کیا چونکہ میرے پاس ٹکٹ نہیں تھا اس لئے اس نے ہمیں اٹارسی پر اتار دیا اور ساتھ لے چلا میں نے راستے میں اس سے اپنی مصیبت بیان کی نہ جانے اس کے دل میں کیوں رحم آ گیا اور اس نے ہم کو گاڑی میں بٹھا دیا۔ اور کچھ دیر بعد ڈیڑھ ٹکٹ لیکر آیا ٹکٹ کے علاوہ ہمیں چار روپے بھی دیئے جن کا میں شکریہ بھی ادا نہ کر سکا آخر ہم بمبئی پہنچے اور مسافر خانے میں ٹھیرے دوسرے دن سے میں ملازمت کی تلاش میں جانے لگا لیکن ہر جگہ ناکامی ہوتی رہی آخرکار میں نے چند سرمایہ داروں سے نجمہ کی سرپرستی کیلئے التجا کی لیکن وہ بھی رد کر دی گئی۔ اب روپے بھی ختم ہو چکے تھے میں نے خیال کیا کہ نجمہ کو مشن میں داخل کر دوں اور پھر اپنا خدا مالک ہے۔ لیکن اول تو میرے ضمیر نے گوارا نہ کیا دوسرے علیحدگی کے خیال نے مجبور کر دیا تین روز کے فاقہ کے بعد میں نے سوچا کہ دست سوال دراز کرنا چاہئے لیکن ضمیر ملامت کرنے لگا میں ہر صاحب ثروت کے پاس گیا مگر ملازمت کا طالب ہوا لیکن آہ! میری التجائیں کسی کو بھی مجھ پر اور معصوم نجمہ پر مہربان نہ کر سکیں چوتھے روز رات کو نجمہ کو بہت بھوک لگی ہوئی تھی کل تک تو میں نجمہ کے لئے کچھ نہ کچھ کھانے کے لئے لا دیتا تھا لیکن اس روز وہ صبح سے بھوکی تھی دن میں اس نے کئی بار کھانے کا تقاضا کیا آخر شام کو مجبور ہو کر اس ارادے سے نکلا کہ دو آنے

دروازے سے بھیک مانگوں اور کسی طرح اپنا اور اپنی بچی کا پیٹ بھروں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
دیر تک سوچتے رہنے کے بعد) مجھے اچھی طرح یاد نہیں آتا میرا حافظہ خراب ہو گیا ہے کچھ دھندلا دھندلا سا خیال ہے کہ میں نے کسی دروازے پر جا کر سوال کیا تھا اور اس سے کھانے کی بجائے مجھے بہت ہی سخت جواب ملا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
اب اس کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں آتا کہ کیا ہوا۔ کچھ یونہی سا خیال ہے مجھے بے حد غصہ آیا تھا اس کے بعد کے جو حالات مجھے یاد ہیں خدا نہ کرے کہ وہ صحیح ہوں! (دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر) نہیں میں نہیں بیان نہیں کر سکتا! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کے تو صرف تصور ہی سے میری روح کانپ اٹھتی ہے! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہیں میں نے ایسا ہرگز نہیں کیا! کوئی انسان ایسا کر سکتا ہے! یہ سب دھوکا ہے۔ میرا دماغ خراب ہو گیا ہے یہی مجھے دھوکا دے رہا ہے۔ ناصر صاحب میں نے ہرگز ایسا نہ کیا ہو گا! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
ہم نے کسی قدر تسلی و تشفی کی باتیں کیں اور یہ معلوم کرنے پر اصرار کیا کہ اس کے بعد کے وہ کیا حالات تھے جو اسے یاد آ رہے تھے۔
اسکا لہجہ اب کسی قدر سخت ہو چلا تھا، آنکھوں میں غیر معمولی سرخی آ گئی تھی اور چہرہ کچھ ڈراؤنا سا معلوم ہونے لگا تھا کڑک کر اس نے کہا: بتا دوں؟ سنو گے؟ اچھا تو سنو! میرے کان کے قریب منہ لا کر آہستہ سے) میں نے بچہ سے کہا کہ بیٹی یہاں تو کہیں روٹی نہیں ملتی چلو باغ سے کیلے توڑ کر تمہیں کھلا دیں گے وہ خوش ہو کر میرے سینے سے چمٹ گئی اور چہرہ پر پھر کچھ زندگی کے آثار پیدا ہوئے، وہ بچہ ہو گئی تھی، تین برس کی بچی کی بساط ہی کیا! ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کرتا کے کہ تین فاقے گذر چکے تھے! بڑی پیاری اور نیک بچی تھی! روئی بالکل نہیں! بھوک کے مارے نڈھال ہو گئی تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سو رہی ہے!
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
اسکا چہرہ پھر بھیانک ہو گیا۔ لہجہ میں پھر سختی آ گئی۔ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس نے کہا۔
میں اُسے ایک بالکل سنسان اور غیر آباد مقام پر لے گیا کیلے کھلانے کے بہانے! ۔ ۔ ۔ ۔ کیلے کہاں رکھے تھے! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ زمین پر لٹا کر میں نے دونوں ہاتھوں سے اسکا گلا دبا دیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (دانت بھینچ کر اور دونوں ہاتھوں سے میرا گلا دبا کر) ایسے زور سے دبایا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک چیخ اس کے منہ سے نکلی تھی، بس ایک چیخ پھر کچھ بھی نہ تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ارے یہ کون ہے؟ بائیں! یہ بچہ کہاں سے آ گئی؟ کھڑی تو رہ مردار کھڑی تو رہ ۔ ۔ ۔ ۔ کھڑی تو رہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کھڑی تو رہ ۔
میرا گلا اُس نے چھوڑ دیا اور کھڑی تو رہ کھڑی تو رہ کہتا ہوا اسقدر تیز بھاگا کہ انتہائی کوشش کے باوجود ہم میں سے کوئی اسے نہ پکڑ سکا۔ اس دن سے پھر اُسے کسی نے نہیں دیکھا ہے۔ شاید سمندر کی

اُمّ الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر ہے جس کی فضیلت میں بہت سی احادیث اور ہیں مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا بھی بدنصیب ہو گا جس کو یہ سورت یاد نہ ہو۔ ہر بالغ پر نماز فرض ہے اور نماز بغیر الحمد شریف کے نہیں ہوتی، اجمالاً تو آپ سب کو یہ سورت یاد ہو گی۔ لیکن آپ نے سوچا بھی کہ اس میں کیا کیا مطالب ہیں؟ اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے دو سو صفحہ پر ہو گئے ہیں، اور اولیاء اللہ کے وہ وہ حکایات عجیبہ اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں آ جائیں گے حضرت مولانا احمد سعید صاحب جو میر دار سرکار نظام کی لکھی ہوئی ہے حنفی عقائد کی آئینہ دار ہے اسمیں صدہا اعمال بھی ہیں ابھی ابھی چھپ کر پریس سے آئی ہے اس کی قیمت بلحاظ ضخامت اور بلحاظ وقت تالیف عہ ہونی ضروری تھی۔ لیکن رسولِ نمبر کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر اس کی قیمت ۱۲ روپے محصول ڈاک ۶ ۔ کل عہ میں گھر پہنچ جائے گی۔

تازیانۂ شیطان

اس میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کی تشریح ہے شیطان کی مکاریاں فسوں سازیاں تخلیق آدم سے تا ایں دم نہایت خوبی اور فصاحت سے بیان کی ہیں اور جا بجا تمثیلی حکایات سے اس کو واضح کر دیا ہے، آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی ہے کہ خاص کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ تمام چیزوں کے ساتھ شیطان کا مکر اور اس کے نتائج اسطرح بیان کئے ہیں کہ انسان اس سے درس عبرت لے سکتا ہے اور آنحضرت کے سوالات اور شیطان کے جوابات جس سے آدمی اپنی اصلاح کر سکتا ہے اور سوانحعمری شیطان لعین و پیدائش آدم و کرتوت شیطان با آدم و حوا ۱۲۸ صفحہ کی کتاب ہے قیمت ایک روپیہ۔ رعایتی مجلد صرف دس آنے محصول ۶ کل عہ

تاریخ حبیب اللہ

یہ ایک مختصر تاریخ اسلام ہے اور میلاد نامہ بھی سب سے بڑی خوبی اسمیں یہ ہے کہ بیہودہ یا مخالفانہ اور لغو و غیر مستند روایات سے بری ہے۔ معقول پڑھے لکھے لوگ اس کتاب کو بہت پسند کرتے ہیں، اس کی ضخامت بھی دو سو صفحہ کے قریب ہے قیمت عہ رعایتی ۱۰ محصول ۶ ۔ کل عہ

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شرحِ کریما

اسمیں اول شیخ سعدی شیرازی کی سوانحعمری ہے جو کہ نصائح کا گنج ہے پھر سرکار دو عالم کی سوانحعمری اور معراج کا مفصل بیان ہے اور شیطان کا درس تدریس فرشتوں کی جماعت میں نہایت پُر عبرت ہے اس کے علاوہ حالات صبر ایوب شکر سلیمان نار ابراہیم ہلاکت نمرود کا بیان ہے یہ سب کریما کی شرح میں ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سی حکایات ہیں اور ہر شعر کی شرح کر کے بتایا ہے کہ یہ میں کتاب اللہ اور احادیث رسول کا خلاصہ ہے قیمت ۸ ۔ رعایتی ۵ ۔ اور کتابوں کے ساتھ منگائیے

الفاروق

وہ مقدس ہستی جس کو عمر بن خطاب کے نام سے دنیا یاد کرتی ہے اس کے حالات پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ جنرل ہنڈن برگ مارشل فوش لارڈ کچنر اپنی سپہ گری پر غلط نازاں تھے اس ملوکی فاتح شرق کے کارنامے دیکھ کر عقل حیران ہوتی ہے کہ نوشیرواں کا نام غلط طور پر مشہور ہو گیا۔ اصل عدل حیات عمرؓ میں ہی ملتا ہے، علامہ شبلی کی بڑی معرکۃ الآرا کتاب ہے ہزاروں نہیں لاکھوں بک چکی ہے ضخامت ۵۰۰ صفحہ سے بھی زیادہ۔ اصلی قیمت ۲ ۔ رعایتی ۲ مجلد محصول ۶ ۔ کل عہ

الہارون

خلیفہ ہارون رشید کے سوانح حیات اور اس کی علمی مجالس کے حیرت انگیز کارنامے داد و دہش کے سمندروں کا پر جوش سیلاب تہذیب و تمدن کا درخشاں زمانہ اسی عباسی خلیفہ کے عہد میں تھا ۲۶۰ صفحہ قیمت عہ رعایتی ۱۲ ۔ محصول ۶ ۔ کل عہ

المامون

بڑے باپ کا بڑا بیٹا یعنی عباسی خلفاء کا سرتاج ہارون رشید کا جانشین اس کے حالات زندگی بھی عجیب و غریب ہیں یہی وہ خلیفہ ہے جس کے عہد میں اناطولیہ فتح ہوا اور قسطنطنیہ پر حملہ ہوا یہی وہ خلیفہ ہے جس کے زریں عہد میں علم ہیئت کی عربی میں تشکیل ہوئی، اور یہی وہ خلیفہ ہے جس کے عہد میں یونانی علمی لٹریچر سب کا سب عربی میں منتقل ہوا ہے اور یہی وہ خلیفہ ہے جس نے فن مناظرہ کی ترویج کی خود بھی صاحب علم و ہنر تھا اور علم فلسفہ و قرآن بھی۔ علامہ شبلی نعمانی کی تصنیف ہے قیمت عہ رعایتی ۸ ۔ محصول ۷ ۔ کل ۱۲ ۔

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

فتح قسطنطنیہ

(از خان رحمت نبی خاں صاحب رام پوری بریلی)

بسلسلہ گذشتہ

قیصر بھی اپنے اجداد و نیز اپنی دار السلطنت اور صدہا سال کی پرانی مسیحی سلطنت و کلیساؤں اور عیسائی جانوں کے بچانیکی خاطر مارنے مرنے پر تیار ہو گیا تو اس نے سلطان کو یہ آخری پیغام نہایت ہی مایوسانہ حالت میں بھیجا: "اگر خدا آپ کو مجھ پر رحم کرنے اور سابقہ قصوروں کو معاف کر دینے کی توفیق عطا فرمائے تو میں خوشیاں مناؤنگا اور آپ کی ترقی دولت و اقبال کے لئے خدا کے سامنے دست بدعا ہونگا ورنہ خدا اور اس کے مقدس بیٹے مسیح کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم ہے اور آخر وقت تک آپکا مقابلہ کرنیکے لئے تیار ہوں" اس کا سلطان المعظم نے مختصر جواب دیا جو کہ یہ ہے "محمد ثانی کے ہاتھوں تمہاری نجات دو ہی صورتوں میں ہو سکتی ہے یا تو تمہارے تخت پر میرا جلوس ہو جائے اور یا حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے میرا مزار بن جائے۔" اب جنگ ناگزیر ہو گئی اور دونوں فریق جنگ کی تیاریاں بڑے شد و مد سے کرنے لگے۔ چونکہ سلطان موسم بہار کا انتظار کر رہا تھا اور موسم بہار تک حملہ کو ملتوی کر رکھا تھا اس لئے قیصر نے تمام مسیحی سلطنتوں کو پیغام دیئے کہ خدا کے واسطے آؤ اور میرے اور نیز مسیحی مذہب کے ننگ و ناموس کو ان ظالم ترکوں کے ہاتھ سے بچاؤ۔ چنانچہ اس کی التجا پر دنیا کی سب ہی طاقتوں نے اسکی شرکت گوارا کی اور درمے قدمے سخنے ہر طرح سے قیصری حکومت کو امداد بہم پہنچائی یورپ کی کئی سلطنتوں کے مہیب جنگی جہاز خلیج باسفورس میں لنگر انداز ہو گئے اور ترکوں کے جارحانہ اقدام کا انتظار کرنے لگے۔

مجاہدین کا کوچ

جب سلطان جنگ کے پورے استحکام اور انتظام و انصرام کو انجام دے چکا تو بہت تند و تیز طوفان باد و باراں کی طرح یعنی جیوش تاہو کا بادل افق قسطنطنیہ پر امڈا ہوا پورے جاہ و جلال کے ساتھ ہلال کو چمکاتا ہوا قیصری دار السلطنت پر آمنڈ پڑا۔

لشکر کو سلطانی ہدایات

(۱) صرف اپنے مسلح مقابل کا مقابلہ کرو اور جو تم سے متعرض نہ ہو اس سے ہرگز مت بولو۔ (۲) بوڑھوں عورتوں بچوں پر کسی قسم کا ظلم ہرگز ہرگز روا نہ رکھا جائے (۳) عیسائیوں کی کسی عبادت گاہ کی بے حرمتی نہیں کیجائے۔ (۴) پر امن رعایا کو کسی قسم کا گزند نہ پہنچے (۵) جو تمہارا مقابلہ کرے اس کے ٹکڑے کردو۔

یہ ہے ترکوں کی بے نقاب تصویر جس کو یورپی مورخین نے تعصب کی پٹی باندھ کر اور تنگدلی کا پیشہ اختیار کر کے ترکوں کی بے بنیاد سفاکی اور بے پرکی ظالمانہ حکایات سے اسکی رنگ آمیزی کر کے بلکہ جہالت کے ذہنوں سے دانستہ کر کے عوام الناس کے سامنے پیش کی ہے۔ ان علمبرداران تہذیب سے کوئی یہ پوچھے کہ کیا تہذیب اسی کو کہتے ہیں جو کہ تم نے اس موجودہ تہذیبی دور میں طرابلس، بربرہ، مراکش، اور روس میں دکھلائی؟ کیا ترکوں کو تمہارے ساتھ اسی طرح پیش آنا چاہیے تھا جو برتاؤ کہ تم نے اب ہم نامیں ان کے ساتھ روا رکھا تھا۔ تفو ایسی انصاف پر کذب اور ان دروغ گو مورخین کی مکروہ تحریر پر۔

ترک جیسی جیسی پیش قدمی کرتے جاتے تھے ہستہ کے تمام ممالک سخر کرتے جاتے تھے کسی کی یہ ہمت نہ تھی کہ ترکی افواج کے اس سیل رواں کو روکے صرف سیبیریا سفطرا الجہ مقابلہ کرینگی

جرات کی تھی جس کی کہ سلطان افواج نے فوراً ہی اپنی بے پناہ شمشیر زنی سے پرخچے اڑا دیئے۔

قسطنطنیہ کا نظارہ

اب سلطان کی نظر کے سامنے قسطنطنیہ کی فلک بوس عمارتیں کوہ پیکر گنبد اور ابر از در روم قیصری قوتیں نصب لبند و بالا تھے اور ایر صلیبی علم کی سہیم لہرا رہی تھیں کیونکہ اب اس کے اور قسطنطنیہ کے درمیان صرف پانچ میل کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ یہاں پر سلطان نے قدرے توقف کیا اور اپنی افواج کو باقاعدہ جنگی صفوف میں آراستہ کیا اور صفوف کو ترتیب دیکر پیش قدمی شروع کی سینٹ رومس نامی دروازہ کے پاس پہونچا خیمہ زن ہو گیا اور علم سلطانی نصب کر دیا۔

قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے پہونچکر سلطان کو لمحہ بھر چین نہیں تھا ہر وقت اسی فکر و دھن میں لگا رہتا تھا کہ کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے تاکہ حملہ کامیاب ثابت ہو۔ تمام وقت اپنے طرح طرح کے منصوبے باندھنے میں صرف کرتا تھا۔ ہر وقت سپہ سالاران اور انجینیروں کے ساتھ مجلس مشاورت گرم رہتی قسطنطنیہ کا نقشہ سامنے رکھا ہوتا اور سپہ سالاران افواج اور وزرا اور مدبرین سے یہی مشورے ہوتے رہتے کہ توپیں کہاں کہاں پر نصب کیا جائے، سرنگیں کسطرح کھودی جائیں کشتیں کس جگہ ڈالی جائیں۔ فصیل پر منجنیق کسطرف لگائی جائیں۔ رات کو تبدیل لباس کر کے اپنے سپاہ کے پاس جاتا اور ان کے دلی حالات معلوم کرنیکی کوشش کرتا۔ علماء لشکر کے درمیان روزانہ فضائل جہاد اور مراتب شہید پر وعظ کہا کرتے تھے اور جہاد فی سبیل اللہ کی سپاہ کو ترغیب دیتے تھے فوج کے ہر سپاہی کا دل و دماغ ایک ایک قرآنی آیات سے منور تھا۔ اور جذبۂ جہاد اور شوق شہادت کا سمندر ان بہادروں کے دلوں میں ٹھاٹھیں مارتا تھا۔ غرض کہ سلطان نے اپنے اوپر خواب و خور سب کچھ حرام کر لیا تھا تمام رات اضطرابی کی حالت میں نیند نہیں آیا کرتی تھی۔

سلطان کی سپاہ کی تعداد میں مختلف روایتیں ہیں یورپین مورخ تو بہت ہی زیادہ بتاتے ہیں کیونکہ اگر کم تعداد بتائیں تو اس قلیل اسلامی فوج کے ہاتھوں سارے یورپ کی شکست بیان کرتے ہوئے انہیں شرم آتی ہے لیکن مسلمان مورخین و نیز حق گو یورپین محققین اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ سلطان فوج کی تعداد ساٹھ ہزار سے کسی طرح بھی زیادہ نہیں تھی جو کہ بالکل صحیح ہے۔ اس کے علاوہ مخالفین کی طاقت قوت اور تعداد کا اتنا ہی بیان کر دینا کافی ہے کہ پوپ (جو کہ سارے دنیا کے عیسائیوں کا پیشوا ہے) کی آواز جہاد کے ساتھ ہی تمام یورپ کے پُر جوش عیسائی قسطنطنیہ ہی میں آ موجود ہوئے تھے اور جب تک برابر آتے ہی رہے جب تک کہ قسطنطنیہ ان کے ہاتھوں سے نکل نہیں گیا۔ مخالفین کا جہازی بیڑہ بھی ترکوں کے بیڑے سے کہیں بڑا تھا اور تعداد میں بھی زیادہ تھا کیونکہ یونانی اطالوی اور کئی ایک یورپین طاقتوں کے جہاز اس میں شامل تھے۔

قیصر کی حالت قابل رحم تھی مگر اس کا کیا علاج تھا خود ہی اس نے یہ آفت اپنے سر پر بلائی تھی۔ ذلت اور شکست کی ڈراونی اور مہیب شکلیں اس کی نظروں کے سامنے تھیں اور اہل رعایا کی جانوں اور عصمتوں کے خون بہنے کا خیال اس کے دل کو شہر مردہ کئے ہوئے تھا۔ لیکن اس کے یہ توہمات بیجا تھے ترک ایسے سفاک و ظالم نہ تھے کہ شاہی خاندان کے افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے اور با عصمت شاہی خواتین کی عصمتوں پر ڈاکے ڈالتے۔ ان کے مقدس مذہب نے ان کو صحیح معنوں میں انسان بنا دیا تھا اور وہ اپنے مذہب محترم کے سچے دل سے پیرو تھے

وہ کوئی بھی بیکار روائی کرنا نہیں چاہتے تھے جیسا کہ [illegible] رات دن شہر کی فصیلوں کے استحکامات اور اپنی فوج کو جوش اور جرأت دلاتے ہوئے گرتا پھرتا تھا، وہ چاروں طرف گھومتا پھرتا تھا اور ہر چھوٹی سی چھوٹی بات کو بھی خود اپنی نظروں سے دیکھتا غرض قیصر کی عجیب حالت تھی بالکل سنگ دیوانہ ہو رہا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ قسطنطنیہ کا دفاعی استحکام کچھ اس طریقہ اور مضبوطی سے کیا گیا تھا کہ جس کو دیکھ کر کوئی شخص جو ذرا سی بھی عقل و خرد رکھتا ہو یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس پر دنیا کی کوئی قوم فتح پا سکتی ہے۔

فصیل کی موٹائی شہر کے ہر چہار طرف چھ چھ میل تھی، فصیل کے نیچے نیچے سو فٹ گہری خندق کھدی ہوئی تھی شہر کے تمام آہنی اور مضبوط دروازے اس قدر سختی کے ساتھ بند کئے گئے تھے کہ فصیل کی مضبوطی کی بھی ان کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رہی تھی فصیلوں پر رومی سپاہی نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے اور ایک لمحہ کیلئے بھی غافل نہیں تھے در اصل وہ بھی اپنے شہر کی حفاظت کے لئے سر ہتھیلی پر رکھے ہوئے تھے۔

خلیج باسفورس کے دہانہ پر تمام یورپین طاقتوں کا متحدہ بیڑہ جو کہ بڑے بڑے مشہور و معروف اور تجربہ کار امیر البحروں کے ماتحت میں تھا ترکی بیڑہ کے جارحانہ اقدام کا منتظر کھڑا تھا۔ بڑی بڑی موٹی آہنی زنجیریں دہانہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک باندھی گئی تھیں جن سے گذرنا ناممکن تھا۔

اب اس قدر انتظامات کی موجودگی میں آپ حضرات خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ ترکوں کو کن کن مشکلات اور دشواریوں سے دوچار ہونا پڑا ہوگا۔ بری جانب سے مسلمانوں کے حملہ آور ہونے میں کچھ فائدہ نہیں تھا بلکہ سراسر نقصان ہی نقصان نظر آتا تھا۔ اول تو انکا فصیل تک پہونچنا ہی ناممکن تھا کیونکہ فصیل تک آتے ہی آتے رومی اتار دم توپیں اور رومی سپاہ کی بندوقوں کی گولیاں انکو لقمۂ اجل بنا دینے کے لئے کافی تھیں۔ اچھا فرض کیجئے اگر ترک فصیل تک پہونچ بھی جاتے تو سو فٹ گہری خندق کا آسانی کے ساتھ عبور کر لینا کوئی آسان کام نہیں تھا اگر عبور کر بھی لیتے تو زمین کھود کر بھی ترک شہر کے اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ زمین بہت سخت اور پتھریلی تھی۔ بحری جانب سے سلطان کو کامیابی کی بالکل ہی امید نہیں تھی کیونکہ اول تو اُن کے پاس جہازی بیڑہ بہت چھوٹا تھا اور جو تھا بھی تو اس میں جہاز بہت چھوٹے تھے۔ برخلاف اس کے دشمنوں کا بیڑہ اس سے کہیں زیادہ تعداد اور مضبوطی میں چڑھا ہوا تھا ان مشکلات کے ہوتے ہوئے کیا کوئی یہ کہہ سکتا تھا کہ سلطان کامیاب ہو جائے گا ہرگز نہیں کبھی نہیں ان کی کامیابی ناممکن نظر آتی تھی لیکن قربان جائے اس خدائے قادر و توانا کے جس نے مسلمانوں کو فتح کا مژدہ سنایا ہے اور وعدہ کیا ہے (انا فتحنا لک فتحا مبینا) مگر کن مسلمانوں سے نہیں مسلمانوں سے جو کہ حقیقت میں مسلمان ہوں۔ آخر باوجود ان دشواریوں کے سلطان کامیاب ہوئے اور قسطنطنیہ فتح کیا گیا۔

ہنگامہ کارزار

میانوں سے نکل آئیں تڑپ کر پھر وہ شمشیریں
پلٹ دی تھیں جنہوں نے مشرق و مغرب کی تقدیریں

گو اس قدر دشواریاں اور مشکلات حائل تھیں لیکن سلطان اور اسلامی لشکر نے اس پر بھی ہمت نہیں ہاری۔ سلطان کو پڑے پڑے ایک عرصہ ہو گیا تھا آخر کار مجبور ہو کر ایک روز مجاہدین کو بری جانب سے حملہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ سلطانی حکم ملتے ہی سب سے پہلے منجنیق ترکی توپخانہ نے اپنی توپوں سے بے پناہ آتشباری شروع کر دی۔ توپخانہ کی آتشباری نے فصیل پر قیامت توڑ رکھی تھی گولوں کی پے در پے ضربوں سے فصیل کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہو جاتی تھی۔ لیکن بہادر رومی ایسی آتشباری اور گولوں کے مینہ میں فوراً ہی فصیل کی مرمت کر دیتے تھے اور اپنی لاشوں سے خندق پاٹتے جاتے تھے اس موقعہ پر رومیوں کی جانثاری واقعی قابل ستائش ہے اور یہ تو کہنے سے آگ نکل نکل کر بجلی کی چمک کا سماں پیدا کر رہی تھی۔ [illegible] سیاہ فضا پر تاریکی چھائی ہوئی تھی اور ہر جا گولہ [illegible] توپوں کے منہ سے آگ نکل نکل کر بجلی کی چمک کا سماں پیدا کر رہی تھی۔

آدھا دن ختم ہونے کے بعد توپیں خاموش کر دی گئیں۔ اور مجاہدین فضا میں تلواریں علم کرکے ان کے سایہ میں نہایت سرعت کے ساتھ فصیل کی طرف پیش قدمی شروع کی اور خندق تک پہونچ گئے۔ نصرانی ٹڈی دل فوجیں نہایت جوش اور جرأت کے ساتھ خندق میں اُتر آئیں اور ترکوں کے اس حملہ کا انکو اپنی شمشیر زنی سے تابڑ توڑ جواب دینا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کی شمشیر زنی کے بعد سو فٹ گہری خندق رومی اور ترکی خون اور لاشوں سے جب بھر گئی تو رومی فوجیں واپس ہو گئیں اور فصیل پر سے اپنی گولیوں کی بوچھار سے مدافعت کرنے لگیں چونکہ اب رات ہو گئی تھی اس لئے قتل و خونریزی بند کر دی گئی اور صبح ہونے کا انتظار کیا جانے لگا ترکوں کو قوی امید تھی کہ کل کی جنگ فیصلہ کن ہوگی۔ اور قسطنطنیہ ہمارے ہاتھ آ جائیگا لیکن صبح ہونے پر سلطان اور اسلامی لشکر کے حیرت و استعجاب کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے یہ دیکھا کہ خندق جو کہ لاشوں سے اٹی اور دوسری چیزوں سے پٹ گئی تھی پھر پہلے ہی کی طرح صاف ہے اور فصیل اور گنبدوں میں جو رخنے پڑ گئے تھے وہ رات ہی رات میں پھر درست کر دئے گئے ہیں غرض پھر معرکہ جدال و قتال گرم ہو گیا اور ترک اور رومی ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے۔ سورج غروب ہونے پر پھر لڑائی بند کر دی گئی اور لاشوں سے سوائے خندق پٹ جانے کے ترکوں کو اور کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ صبح ہونے پر پھر وہی دیکھا گیا جو گذشتہ دن دیکھا گیا تھا یعنی ترکوں نے جو کچھ نقصانات فصیل اور عمارات شہر کو پہونچائے تھے ان کی تلافی کر دی گئی تھی سلطان اپنی محنت اور اپنے جانباز دل کے تلاف جان کے باوجود اپنے کو کامیابی سے دور دیکھ کر انتہائی غم و غصہ کی حالت میں پیچ و تاب کھا رہا تھا۔

غرض اب روزانہ یہی ہوا کرتا تھا ترک اپنی گولہ باری اور شمشیر زنی سے جو کچھ رومیوں کا نقصان دن بھر میں کرتے تھے وہ رومی رات ہی رات میں از سر نو اسکو مستحکم اور استوار کر لیتے تھے جب سلطان نے بری حملہ میں کامیابی کی کوئی صورت نظر آتی نہیں دیکھی تو مجبوراً بحری جنگ کی طرف بھی اُسے اپنی توجہ مبذول کرنی پڑی کہ شاید اسی طرف سے کچھ فتح و کامرانی کی سبیل پیدا ہو۔ ترکی بیڑہ کی نقل و حرکت دیکھ کر مخالف بیڑہ نے نہایت شدت کے ساتھ گولہ باری اور آتش فشانی اسلامی بیڑہ پر شروع کر دی ترک ایسی گولوں اور آگ کے مینہ میں نہایت مردانگی اور دلیری سے بڑھے چلے جا رہے تھے لیکن دشمن کی سخت مدافعت کی وجہ سے مجبوراً انکو پسپا ہونا پڑا اور ہزاروں جانیں ضائع کرنے کے بعد ہزیمت اُٹھانی پڑی اس کے بعد پھر ترکوں نے اپنی بے مثل جرأت سے کام لیکر حملہ کیا۔ لیکن پھر گولوں اور آتش کے سامنے ان کے گوشت اور استخواں کے جسم کمزور ثابت ہوئے اور پھر شکست کھانا پڑی۔ ترکوں کی اس بحری شکست سے عیسائی بیڑہ کو بہت فائدہ پہونچ رہا تھا۔ وہ ترکوں کے لئے راستہ مسدود کرتے جاتے تھے یہاں تک کہ اب ایک انچ جگہ ایسی نہیں چھوڑی تھی جس میں ترک آ سکیں۔

اب سلطان کی عجیب کیفیت تھی ایک مہینہ سے زیادہ لڑتے لڑتے اور قسطنطنیہ پر حملہ کرتے ہو گیا تھا اور ہزاروں جانوں اور کروڑوں روپیہ پر پانی پھر چکا تھا۔ لیکن مقصد اس وقت تک حاصل نہ ہو سکا تھا چونکہ بحری اور بری دونوں لڑائیوں میں ہزیمت اٹھانی پڑی تھی اس لئے سلطان کوئی ایسی ترکیب چاہتا تھا کہ جس کے ذریعہ عیسائی بیڑہ سے بغیر نبرد آزما ہوئے اس کا بیڑہ شاخ زریں میں پہونچ جائے۔ لیکن ایسا کیسے ہو سکتا تھا جبکہ نصرانی بیڑہ خلیج کے دہانہ پر کھڑا تھا

آخر کار سلطان نے اپنے خداداد پر فہم دماغ سے ایک ایسی تدبیر نکالی کہ جس کی نظیر تاریخ عالم میں اور کہیں نظر نہ آتی یعنی راتوں رات میں باسفورس اور شاخ زریں کے درمیان کی دس میل لمبی سنگلاخ زمین پر اپنا جہازی بیڑہ چلاتا ہوا فصیل کے پاس سمندر میں لا ڈالا خشکی پر

جہاز چلتے ہوئے کسی کو دیکھنے لوگ کنار خواب میں بھی کبھی نہیں دیکھے ہوں گے۔ لیکن اس اولو العزم سلطان نے کر دکھایا۔ اس کی ترکیب یہ کی گئی تھی کہ پہلے اس میل سنگلاخ زمین کو ہموار کیا گیا جنگل کاٹے گئے۔ اور اس پر چوبی تختے بچھائے گئے اور ان پر جانوروں کی چربی اور تیل ملا کر انکو خوب چکنا کیا گیا۔ اس کے بعد جہازوں کے بادبان کھول کر اس کو ان تختوں پر چڑھا دیا گیا۔ اور سلطانی فوج ان جہازوں کو مشعلوں کی روشنی اور ڈھول ڈھمکے کے شور و غل میں چوبی زمین پر گھسیٹتی چلی گئی۔ اور سمندر میں ڈال دیا۔ اسی طریقہ سے اسّی جہاز رات ہی رات میں فصیل کے نیچے سمندر میں پہونچ گئے۔ رات کے وقت محصورین مشعلوں کی روشنی دیکھتے اور شور و غل سنتے تھے لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ لیکن جب صبح کو محصورین نے ترکی بیڑہ کو نشان ہلالی اڑاتے ہوئے اپنی فصیل کے نیچے کھڑا دیکھا تو ان کے ہوش و حواس گم ہو گئے۔ ان کو اپنی آنکھوں پر شبہ ہوتا تھا کہ یہ جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں اصلیت ہے یا کوئی وہم۔ قیصر نے اپنے بیڑہ کو ان پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اب ترکی بیڑہ ایسے موقع پر پہنچ گیا تھا کہ عیسائی بیڑہ اسکا کچھ کر نہیں سکتا تھا۔ ترکی بیٹریاں جو ساحل پر نصب تھیں انہوں نے اس زور و شور سے عیسائی بیڑہ پر گولہ باری کی کہ جو جہاز بھی آگے بڑھا فوراً ہی غرق ہو گیا اب قیصر اور محصورین کو کامل ناامیدی ہو گئی تھی اور وہ اپنی جان و مال سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے یہ دیکھ کر قیصر نے بہ نہایت لجاجت اور نرمی سے معافی مانگی اور صلح کر لینا چاہی لیکن اب سلطان راضی نہیں ہوتا تھا۔ خیر صلح تو نہیں ہوئی لیکن اس درمیان میں ایک ہفتہ ضرور گذر گیا جس میں نصرانی شہر کی مدافعت کے لئے اور زیادہ استحکام کر سکے۔ اسی درمیان میں سلطان نے یہ خبر سنی کہ ہنگری اور اٹلی سے بھی افواج نے ترکوں کے مقابلہ کے لئے کوچ کر دیا ہے تو سلطان نے اب حملہ میں تاخیر کرنا مناسب نہیں سمجھا اور ۲۹ مئی ۱۴۵۳ء عام حملہ کیلئے مقرر کر دی گئی۔ اور سپاہ کو بہت انعام و اکرام دینے کا وعدہ کیا حکم سلطانی سن کر سپاہ بہت خوش ہوئی اور مسرت کے نعرے بلند کئے۔ ۲۸ مئی کو تمام فوج نے روزہ رکھا اور افطار کے بعد خوب خوشی منائی۔ چراغاں کیا اور چونکہ فتح کی کامل امید تھی اس لئے مجاہدین و غازیان اسلام نے تہلیل اور تکبیر سے آسمان سر پر اٹھا لیا تھا۔ محصورین یہ نعرے سنکر اور روشنی دیکھ کر بے مارے مرے جاتے تھے۔ جب قیصر کو معلوم ہوا کہ کل میرا اور روم سلطنت کا خاتمہ ہونیوالا ہے تو اس نے اپنے سپہ سالاران افواج اور وزرا اور امرا کو آخری ملاقات کیلئے اپنے محل میں بلایا اور ہر ایک سے بغلگیر ہو ہو کر اور رو رو کر رخصت ہوا اس کے بعد محل میں گیا اور سب شاہی بیگمات کو آخری مرتبہ دیکھکر سینٹ آیا صوفیہ کے گرجے میں گیا اور بہت رو رو کر دعا مانگی اس کے بعد گھوڑے پر سوار ہو کر مورچوں کی طرف روانہ ہو گیا۔

خدا خدا کر کے ۲۹ مئی کی صبح نمودار ہوئی اور پو پھٹتے ہی مسلمانوں نے ایک دم بحری اور بری دونوں جانب سے حملہ شروع کر دیا۔ پہلے تو حسب معمول ترکی توپخانہ نے آگ برسانا شروع کی جس کا جواب اندر سے بھی گولوں ہی سے دے رہے تھے۔ فریقین کی گولہ باری سے زمین کا اس جگہ کا حلیہ بگڑ گیا تھا۔ اور یہ دھول اور دھواں سب نے ملکر ایک دوسرے کو ایک دوسرے سے پوشیدہ کر دیا تھا۔ چونکہ ترکی توپیں اپنا کام انجام دے چکی تھیں فصیل کو انہوں نے بے پناہ گولہ باری اور آتش فشانی سے چھلنی چھلنی کر دیا تھا اور اکثر مقامات پر اتنے بڑے بڑے سوراخ ہو گئے تھے کہ محصورین اور حملہ آور انہیں سے ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ رہے تھے اس لئے توپیں خاموش کرنے کے بعد اسلامی فوج جس میں تاتاری، عربی، شامی، مسلمان جو کہ جہاد فی سبیل اللہ کے شوق میں آئے تھے اپنی شمشیروں کو بجلی کی طرح چمکاتی ہوئی بڑھی۔ ان شیر دل مجاہدین کی بھوکے شیروں کی طرح جھپٹنے عجیب کیفیت طاری کر دی تھی، ترکی فوجیں جانتے اپنے بادشاہوں کی آنکھوں میں دیکھنے کے بعد دیکھے حملہ کرتی

تھیں شہر اور قیصر [illegible] اپنی شمشیر زنی سے خوب شجاعت اور مردانگی کے جوہر دکھا رہی تھی اسی ہنگامہ میں مشہور رومی سپہ سالار جان گسٹینان نے اپنی چیدہ فوج کو لیکر ترکی فوج کے قلب پر حملہ کیا اور دوسری یونانی فوجیں داہنے اور بائیں بازوؤں سے ترکی فوج کو دبا رہی تھیں۔ لیکن ترکی سپاہیوں کی شیروں کی طرح دہاڑنے اور بے پناہ شمشیر زنی نے ذرا سی دیر میں رومی بہادروں کا جوش ٹھنڈا کر دیا لیکن پیچھے ہٹنے تک پہونچ جانیکی نوبت رومی پھر جم گئے۔ فصیل سے توپوں کے گولے موت و ہلاکت بن بن کر گر رہے تھے دھوئیں کی تاریکی میں ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا تھا۔ میدان جنگ میں گھوڑوں کی ٹاپوں اور سپاہیوں کی دوڑ بھاگ سے گرد کا ایک ابر غلیظ چھا گیا تھا۔ دوست و دشمن کی شناخت نہیں رہی تھی نقاروں کی مہیب آوازیں گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور مجروحین کی آہ و بکا اور چیخ و پکار اور غازیوں کی نعرہائے تکبیر دلوں میں خوف و دہشت پیدا کر رہے تھے۔ گرد کے تاریک ابر میں سنانیں اور شمشیریں چمک چمک کر آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھیں۔ غرض اس نمونہ قیامت ہنگامہ کارزار میں کسی کو یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ غالب کون ہے اور مغلوب کون ہے۔ نصرانی مٹی دل سپاہ امنڈ امنڈ کر ترکی فوج پر چھا چھا جاتی تھی۔ قریب شام کے عیسائیوں کے نعروں کی کمی نے یہ بتایا کہ اب ان پر مصیبت آ پڑی اور ان کے قدم اکھڑ گئے۔ اپنی سپاہ کو روکتا اور بھاگنے سے قریب جب قیصر نے دیکھا تو کہا شاباش بہادرو شاباش ایک مرتبہ اور کوشش کرو اور پھر تمہارے وطن کی نجات ہے۔

سلطان میدان جنگ میں گھوڑے پر سوار جنگ کا نظارہ دیکھ رہا تھا اور سپاہ کی ہمت پُرجوش الفاظ میں بڑھا رہا تھا۔ دس ہزار جنگ آزمودہ بہادر سلطان کو حلقہ میں لئے ہوئے تھے جو کہ خطرہ کے وقت سلطان پر جان نثار کرنے کیلئے تیار تھے، جنگ کا اب فیصلہ ہونے ہی والا تھا کیونکہ عیسائیوں کے قدم اکھڑ چلے تھے آخر کار سب سے پہلے مشہور نصرانی سپہ سالار جان جسٹینین زخمی ہو کر بھاگ کھڑا ہوا اس کے بھاگتے ہی فوج بھی بھاگ اٹھی بہترین قیصری سپاہ کو بھاگتے ہوئے دیکھکر دوسری امدادی فوجوں نے بھی راہ فرار اختیار کی۔ اور ترکوں کیلئے میدان صاف کر گئے۔ اس کے بعد شاخ زریں کی طرف جو اسلامی فوج حملہ آور تھی اس نے ایک برج پر قبضہ کر کے ہلالی جھنڈا اس پر نصب کر دیا۔ یہ دیکھکر دوسری اسلامی فوجیں جوش میں دیوانہ ہو گئیں بے خوف و خطر اندھا دھند فصیل کو چیونٹیوں اور چھپکلی کی طرح لپٹ گئیں۔ فصیل ڈھا دی اور پھاٹک توڑ ڈالا اور شہر میں گھس پڑے قیصر آخری وقت تک مقابلہ کرتا رہا جب اسلامی مجاہدین سے اپنے کو محصور دیکھا تو چلا کر کہا کہ کیا کوئی عیسائی زندہ نہیں ہے جو میرا سر تن سے جدا کر دے؟ یہ سنکر کسی نے اس کا سر کاٹ دیا اور روم سلطنت کا آخری تاجدار خاک و خون میں تڑپتا ہوا نظر آیا۔ اسلامی فوج نے شعلوں روشن کیکے رات میں شہر کو خوب لوٹا۔ چالیس ہزار عیسائی فوج قتل اور ساٹھ ہزار اسیر ہوئی اور بقیہ بھاگ گئی۔

امام ابو حنیفہ کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت پر وہ فخر کرتے ہیں۔ اس کے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی ناموزوں ہے۔ سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف امام صاحب کے حالات علمی کارناموں مناظروں اور دقیق دقیق مسائل کے معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے۔ فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے اور حقیقت میں امام موصوف کا بھی مایہ الامتیاز فن یہی ہے۔ قیمت اصلی عہ رعایتی ۸ نہ

مالیات عامہ اور ہمارے افلاس کے اسباب

(جی۔ سی۔ عان رپا۔ ایم اے۔ بی۔ ایس۔ سی)

مالیات عامہ قومی فلاح و بہبود میں جس قدر مد و معاون ہو سکتا ہے حقیقت میں حکومت کا کوئی دوسرا شعبہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا یہی ایک قوم کی طاقت کا بہترین سبب ہو سکتا ہے۔ جب اس کا انتظام کسی وطن پرور شخص کے ہاتھ میں ہو اور پھر اگر اسی محکمہ کو غلط طریقہ پر چلایا جائے تو قوم کی تباہی کا بھی موجب ہو جائے گا۔ مثل دیگر طاقتور حربوں کے اس علم کا استعمال بھی فائدہ اور نقصان کے پیدا کر دینے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اور اسی لئے اس محکمہ کا انتظام آزمودہ دوستوں ہی کے ہاتھ میں رہنا چاہئے۔

حکومت اسی محکمہ کی مدد سے ملک کے قدرتی ذرائع آمدنی کو نشو و نما دیتی ہے جن کے مالکان شخصی اپنی کوتاہ نظری کے باعث ان قدرتی ذرائع کو جلد تباہ اور ختم کر دیتے ہیں۔ حکومت کا یہ دستور ہے کہ حالات کی جانچ وسعت نظری سے کیا کرے کیونکہ وہ طویل انتظار کو برداشت کر سکتی ہے۔ حالانکہ افراد اپنی محدود زندگیوں کے باعث دولت کے حصول کی خواہش میں ان نقصانات کو نظر انداز کر سکتے ہیں جو ملک کے قدرتی ذرائع آمدنی کے نقصان کے باعث آئندہ نسلوں کو پہنچ سکتا ہے۔ زراعت کے لئے ڈھلانے میں کھیت نکالنے اور تیل کے چشموں سے جلد از جلد تیل حاصل کرنے کے لئے حکومت امریکہ کا ساکوان کے جنگل کو جلا دینا اس نقصان کی ایک نمایاں مثال ہے جو ایک قوم ہی کو نہیں بلکہ دنیا کو پہنچ سکتا ہے کیونکہ ساری دنیا ایک اقتصادی شیرازہ بندی میں متحد ہو گئی ہے اور ایک خطہ ارض کا نقصان سارے دنیا کا نقصان تصور ہوتا ہے۔ پس فن مالیات حاضرہ ان لوگوں پر شدید ذمہ داری عاید کرتا ہے جن کے افعال اس قدر وسیع الاثر نتائج پیدا کر سکتے ہیں۔

اس حالت تغیر اور انقلاب میں جب قوم ایک دور سے دوسرے دور میں پہنچ رہی ہو یعنی جب ایک زرعی قوم صنعتی بن رہی ہو اور دستکاری کی جگہ کلیں لے رہی ہوں، تو ایک کامیاب حکومت کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اقتصادی کوششوں کو ایسے صحیح راستوں پر لگائے کہ قومی پیداوار کو نقصان نہ پہنچ جائے بلکہ اس کے پیداوار کی طاقت کو اور بڑھا دے اور اس تغیر و تبدل کے دوران میں کوئی اقتصادی زیان نہ ہو۔ یہ اسی صورت میں کامیاب بنایا جا سکتا ہے کہ حکومت مختلف صنعتی و تجارتی تجربوں پر روپیہ صرف کرے اور ان کے کامیاب نتائج سے ملک کو روشناس کرے اور پھر بیرونی تجارت پر ایسی ہوشیاری کے ساتھ محصول لگائے جو کہ دیسی صنعتوں کی حفاظت اور ترقی کا موجب ہو اور مضبوط اور منظم تجارت خارجہ کا مقابلہ کر سکے اور ایسا بھی کیا جا سکتا ہے کہ حکومتی امداد کے ذریعے کمزور صنعتوں کو ان کے ابتدائی دور میں بچا لیا جائے تا کہ طاقتور ہو کر مقابلہ کے لائق ہو سکیں۔ ایسی ہی بہتر رہبری نگہبانی اور امداد سے لوگوں کے لئے حصول دولت کے مختلف متوازی راستے نکل آئیں گے۔ قومی فلاح نہ محض چند کے تونگر ہونے کا نام ہے نہ اس کا نام ہے کہ ہر شخص پر حصول دولت کی ایک قسم کی لامحدود راہ کھول دی جائے کیونکہ اگلی صورت میں دولت کی غیر متوازی تقسیم بے چینی اور بے اطمینانی کا باعث ہو گی اور پچھلی صورت ساری قوم کے لئے تباہی کا موجب ہو سکتی ہے جس طرح کہ فاقہ کشوں

کے لئے امساک باراں کی مصیبت۔ وہ قوم جس کے حصول دولت کا انحصار صرف ایک ہی پگڈنڈی پر ہو زیست کی کشمکش میں بہت جلد اپنے آپ کو مشکلات میں مبتلا پائے گی۔ پیداوار متناسب آبادی کے مقابلہ میں پیچھے رہ جائے گی اگر خصوصیت کے ساتھ پیداوار کے اور ذرائع نہ کھول دئے جائیں۔ دور مند اور حساس حکومت وقت کے امکانات پر دھیان رکھتے ہوئے اقتصادی ترقی کو بڑھائے گی۔ زوال کے امکانات کو روک دے گی۔ صنعت و تجارت کا ایک فنی ملاپ عوام کی فلاح و اقبال کا سبب ہو جائے گی۔ اطمینان اور مسرت کی فضا پیدا ہو گی۔ غریب و امیر بڑے اور چھوٹے سب میں خوش حالی نظر آنے لگے گی۔ جون رسکن کا یہ خیال حقیقت پر مبنی ہے کہ "زندگی دولت ہے" اور جے۔ اے ہوبسن "اندازہ تونگری کے لئے پیمانہ زر کے بجائے انسانی خوش حالی کے ایک درجہ کو پیمانہ بنانا پسند کرتا ہے" کسی حکومت کی منفعت بخش پالیسی کی جانچ اسی سے ہو سکتی ہے کہ بلا کسی روک کے افراد قوم نے اپنے جوش عمل سے عمل و خیال کے قومی خزانہ میں کیا سرمایہ جمع کیا۔ لوگوں کی استعداد پیداوار کو بڑھانے کے بعد ہی بقول شکھر ایک بادشاہ مالیہ وصول کرنے کا حق رکھتا ہے، جس طرح ایک مالی اسی وقت پھل جمع کرتا ہے جب اچھی طرح درختوں کی پرورش و پرداخت کر لی ہو۔ پھر لگان عائد کرنا چاہئے کہ رعایا کو کوئی تکلیف نہ پہنچے جیسے کوٹلیا کے تشبیہ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ لگان اور محصولات کی مثال پھل کی ہے جسے پک جانے پر ہی بلا کسی نقصان کے درخت سے توڑا جا سکتا ہے۔ اجراء محصولات کا ایک دانشمندانہ اصول، مالیہ پیدا کرنے کے باوجود بھی لوگوں میں کسب معاش کی طاقت کو خراب نہیں کرتا۔ حکومت کے قیام و دوام کو نقصان پہنچائے بغیر محصولات رعایا کی بچت سے وصول ہونا چاہئے۔ ایک ہندی مثل کے بموجب سلطنت کو کوئلہ بیچنے والے کے مانند ہونا چاہئے۔ جو درختوں کو کاٹتا، جلاتا اور اس فطری ذریعہ آمدنی کے تباہی سے اپنا منافع حاصل کرتا ہے۔ بلکہ اسے باغبان کے مانند ہونا چاہئے جو پھول اگر نہ چنے تو وہ سب مرجھا کر ضائع ہو جائیں۔ پس وہ پھول چن لیتا ہے اور پودوں میں پھر کلیاں نکل پڑتی ہیں۔ محصولات کے مواقع کو خوب جانچ لینا چاہئے۔ اور لوگوں کی استعداد کی مناسبت ہی سے بوجھ ڈالنا چاہئے وہ جن کی آمدنی گزران اوقات کی حد سے زیادہ نہیں ان کو محصولات کی رو سے آزاد رکھنا اور ان کا بار مرفہ الحال لوگوں پر ڈالنا مصلحت و انصاف کے مطابق ہے

اشیاء پر محصولات بالواسطہ قائم کرنے میں ہوشمندانہ اور تجربہ کارانہ انتخاب سے کام لینا چاہئے تا کہ دیسی مصنوعات کو فروغ ہو اور ضروریات زندگی گراں ہو کر غربا کی مصیبت کا باعث نہ ہو جائیں۔ لگان بالواسطہ مالیہ کے حصول کا ایک کار آمد ذریعہ ہے اور اس ذریعہ سے حکومت کو مالیہ اس طرح وصول ہوتا ہے کہ دینے والے کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اس کی مثال ان مدھ مکھیوں کی سی ہے جو پھول کو بغیر کسی طرح کا نقصان پہنچائے

ہونگے رس چوس لیا کرتی ہیں۔ پس اس طرز محصول کے عائد کرنے میں ان لوگوں کو جو اس کام کے ذمہ دار قرار دئے گئے ہوں بے حد حزم و احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ مالیہ کے وصول ہونے سے رعایا کی استعداد پیداوار میں ترقی ہونی چاہئے نصرف صاحب حیثیت سے وصول ہو کر اس طرح غربا اور اصحاب حاجت پر صرف ہونا چاہئے جس طرح سمندر سے ابخرے اٹھتے ہیں اور بادل بن کر زمین پر برستے ہیں غربا کی تعلیم ان کی معاشی ضروریات کی کار بہاری ہونی چاہئے۔ شخصی زندگی میں بھی روپیہ کا صرف غایت سمجھ اور احتیاط سے ہونا چاہئے۔ لیکن محکمہ مالیات کا نظم بے حد مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ ایک غریب سے جو اپنی بسر اوقات سے زیادہ حاصل نہیں کرتا، ایک روپیہ محصول لیکر اسے اُن پر صرف کرنا جو نسبتاً خوش حال ہوں ایک کھلی ہوئی غلطی ہے کیونکہ وہ قلیل رقم اس کے لئے ایک کار آمد سہارا ہے اور اس طریقہ سے تو سارے قومی سرمایہ کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے۔ ٹیکس ادا کرنے والوں کی صلاحیت۔ اور استفادہ حاصل کرنے والی جماعت کی ضروریات کا موازنہ ہر وقت ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

ملک کی اقتصادی حالت کو سامنے رکھتے ہوئے انتظامات ملکی پر اسی قدر صرف کرنا چاہئے جس قدر کہ قوم کی برداشت کے لائق ہو۔ ایک درمیانی حیثیت کے آدمی کے لئے جس کی آمدنی چھ ہزار سالانہ سے زیادہ کی نہ ہو ایک فورڈ موٹر کار رکھنا مفید ہو سکتا ہے مگر اسی شخص کا رولس رائس رکھنا محض جنون میں شمار ہوگا۔ موثر حکومت کا معیار جو درکار ہے ایک اضافی خیال ہے نہ کہ جامد۔ ہر چیز میں خواہ وہ نظم سلطنت ہی کیوں نہ ہو ایک احساس تناسب ہونا چاہئے۔ محض گراں صرف حکومت کے برقرار رہنے کی یہ کوئی معقول وجہ نہیں کہ وہ منظم و مؤثر ہے ملکی مرفہ الحالی ایک اچھی اور مؤثر حکومت کی اصلی کسوٹی ہے۔ نہ یہ کہ عمال حکومت کس طرح گھڑی کی سوئی کی طرح اپنے فرائض انجام دیا کرتے ہیں۔ ملکی انتظامات کو اس طرح چلانا چاہئے جس سے قوم کے قوائے عملی اور دماغی کو پوری طرح ترقی کرنے کا موقع ملے۔ وہ انتظامات حکومت قطعی ناکام سمجھا جائے گا جو لوگوں کو مرفہ الحالی کی طرف نہ لیجائے خواہ عمال حکومت اپنے نظام اوقات کی پابندی میں کیسے ہی سخت کیوں نہ ہوں۔ اس امر کی جانچ کہ قوم کو اخراجات حکومت کے برداشت کی صلاحیت کہاں تک ہے۔ اس طریقہ سے بہترین ہو سکتی ہے کہ مشاہرہ ملازمین کا موازنہ قوم کے اوسطاً آمدنی سے کیا جائے۔ یہ طرز موازنہ، عوام و حکام کے اقتصادی توازن کو عیاں کردیگا اور پھر دوسرے ملکوں سے اشیاء کے نرخ، صلاحیت عمل اور دیگر اقتصادی حالات کی جانچ کی ضرورت نہ ہوگی۔

ایک تو نگر و مرفہ الحال قوم کے بنانے میں جو اقتصادی اصول پیش نظر رہنے چاہئیں ان کو بیان کرنے کے بعد انہی اصول کی روشنی میں ہندوستان کے حالات کا سرسری مطالعہ کرنا چاہئے اور اس امر کو ذرا گہرائی سے جانچنے کے لئے کہ سیاست اور مالیت عامہ نے ہندوستان کی کیا حالت کردی ہے اس کی ضرورت ہوگئی ہے کہ موجودہ برطانوی دور سے پہلے کی اقتصادی حالات کا اندازہ کیا جائے۔

انیسویں صدی میں ہندوستان کی اقتصادی حالت

ہرچند کہ صدیوں تک ہندوستان کی تاریخ تبدیلیاں دکھاتی رہی اور گو مختلف سلطنتوں کی حیثیت انصاف و ظلم کا نقشہ پیش کرتی رہی مگر من حیث مجموع دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں اس نے امن اور دولت مندی کا حیرت انگیز نقشہ پیش کیا۔ قرون وسطیٰ میں ہندوستان دنیا کا اقتصادی مرکز و محل تھا۔ انکشاف امریکہ ان کوششوں کا نتیجہ تھا جو غیر ترقی یافتہ مغربی قومیں ہندوستان کے ساتھ براہ راست تجارتی تعلقات قائم کرنے کے لئے کر رہی تھیں۔ اس زمانہ کے نظریہ کے مطابق ہندوستان اعلیٰ پیمانہ کا تجارتی ملک تھا۔ چھوٹی چھوٹی قیمتی مصنوعات جو دستکاری کا اعلیٰ نمونہ ہوتی تھیں ان کا تبادلہ دوسرے ملکوں سے سونے کے عوض میں ہوا کرتا تھا۔ اشیاء کی نکاسی میں چونکہ حفاظت اور حمل و نقل ایک مشکل مسئلہ تھا۔ اس لئے کثیر التعداد کم قیمت اشیاء کی تجارت نافع بخش نہ تھی مگر نفیس اور قیمتی اشیاء کی نکاسی اس قدر تھی کہ روم بھی اپنے دور اقبال میں ملک سے سونے کے نکل جانے پر شکوہ کناں رہتا تھا باوجود قطعی مخالف شواہد کے اس خیال کا تاہنوز قائم رہنا کہ ہندوستان میں سونے کی لاانتہا کھپت ہے۔ اس قدیم غیر ملکی تجارت کے فروغ کی بنا پر ہے جو اُسے زمانہ قدیم میں حاصل تھا۔ ہندوستانی مصنوعات کی برآمد نے ساری دنیا کا سونا سمیٹ لیا تھا ملکی خام اجناس سے ملک ہی میں مصنوعات تیار ہو جاتی تھیں اور ہندوستان کے جہاز ایک طرف تو براہ خلیج ایران و عرب یورپ کو اور دوسری طرف چین و جاپان کو اپنی مصنوعات لیجایا کرتے تھے۔ اس طرح ملک میں صنعت و حرفت کا اس قدر چلن تھا کہ بکر و بزاز اور شہر و دیار کے لوگوں کے لئے کام اور معروفیت کی کوئی کمی نہ تھی اور قومی ذہانت اور قوت عمل کے فروغ کے لئے ہندوستان اندرونی و بیرونی کاموں کا ایک مناسب و خوشگوار اجتماع ہر وقت فراہم رکھتا تھا۔ ہندوستان کے مغربی ساحل کا کپڑا اور مشرقی ساحل کی ململ میں روئی کی پیداوار سے خوبصورت ململ تیار ہوتا تھا۔ اٹھارویں صدی میں ململ کی برآمد انگلستان میں اس قدر ہوگئی تھی کہ انگلستان کی صنعت پارچہ بافی کو قطعی تباہی سے بچانے کے لئے بھاری محصولات قائم کردئے گئے۔ ہاتھی دانت، اور پتھر کی بیش مصنوعات کی ہر جگہ بڑی مانگ تھی۔ اور ہند کا نام اُن مخصوص صنعتوں میں ضرب المثل ہوگیا تھا۔ ریشمی کپڑے، زردوزی اور قالین امرا کے ذوق سلیم کو پورا کرتے تھے۔ ملکی جہازرانی کے سبب ملک ہی میں جہاز تیار ہوتے تھے ایک انگریز مقیم بالا سور کے خط مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۶۶۰ء کے حوالے سے جو اس نے ڈائرکٹران کمپنی لندن کو لکھا تھا مسٹر بگر جی لکھتا ہے کہ "بہت سے انگریز جہازراں تاجروں کے جہاز و بادبان ہر سال یہاں تیار ہوتے ہیں۔ پرانے اور بہترین قسم کے ساگوان یہاں بکثرت موجود ہیں اور بہترین لوہا بھی باافراط دستیاب ہوتا ہے اور ہر قسم کی کاریگری کے کام مثلاً بولٹ، میخ، کیل، لنگر وغیرہ یہاں کے لوہار نہایت ہوشیاری سے انجام دیتے ہیں۔ مضبوط جہاز تیار کرنے میں اور صحت و درستگی کے ساتھ جہازوں کو پانی میں اتار دینے میں یہاں کے کاریگر ہر ہوشیار کاریگر سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ۱۸۱۱ء کے بعد زیادہ تر بھی ہندوستان سے جنگی اور تجارتی جہاز لیکر انگلستان جایا کرتے تھے اور کبھی انگلستان والے یہاں کے مشاق کاریگروں سے نقشہ بنوایا کرتے تھے۔

عہد قدیم کی خوبصورت عمارتیں، نہریں، کنوئیں، تالاب اور سڑکیں جو اب تک

[illegible] ہیں۔ بلکہ [illegible]
[illegible]

یہ صحیح ہے کہ ملک کے محدود حصوں میں کبھی کبھی قحط کی تباہ کاریاں پھیل جایا کرتی تھیں مگر سارا ملک بیک وقت کبھی اس مصیبت میں گرفتار نہیں ہوا۔ اس زمانے کے قحط کا سبب استعداد پیداواری کی خرابی نہ تھی بلکہ غلط کی کمی جو بوجہ امساک باراں قطعات ملک میں پیدا وار نہ ہونے کے سبب ہو جایا کرتا تھا۔ پس بجائے اقتصادی سبب کے یہ مصیبت محض اتفاقات ناگہانی پر مبنی تھی۔ راستوں اور بار برداری کی دقتوں کے باعث قحط زدہ علاقوں میں رسد اور امداد پہنچانے کا کام تقریباً مشکل ہوا کرتا تھا۔

وقتاً فوقتاً کوئی غیر ملکی طاقت جس نے ہندوستان کی دولت پر حریفانہ نظریں ڈالیں ملک پر چڑھ دوڑیں۔ مندروں اور ایوانوں کے اندوختوں کو لوٹ کر روانہ ہو گئیں کچھ اور ان کی لوٹ مار اور غارتگر فوجوں کی بندش ہو جانا لازمی تھا مگر من حیث مجموع کاشتکار اور صناع اپنے کاروبار کے لئے آزاد تھے اور بصورت یہ بیرونی حملے لوگوں کی دولت کمانے کی استعداد اور صلاحیت کو ضائع نہ کرتے تھے۔

عارضی ہنگاموں کے دفع ہو جانے کے بعد لوگ پھر اپنی کمائی میں لگ جاتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر زر کے انبار کے بجائے قوم کی استعداد پیداواری کا نام "دولت" رکھا جائے تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان بیرونی حملوں نے ہندوستان کو بھی نقصان نہیں پہنچایا۔ زراعت ایک پاک پیشہ خیال کیا جاتا تھا۔ اور شاہزادے اپنی نبرد آزمائیوں میں ہری بھری کھیتیوں کو نقصان سے بچاتے تھے۔ پس اس امر کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ سنہ ۱۷۳۹ء کے عظیم الشان نادر شاہی حملے کیونکر ہندوستان کی اقتصادی شیرازہ بندی کو تباہ نہ کر سکے اور اس حملے کا محض ایک عارضی اور وقتی اثر ہو کر رہ گیا۔ یہ بات امکانی اور لائق یقین ہو سکتی ہے کہ قوم کو بغیر شدید نقصان پہنچانے امریکہ سے فورڈ اور روکفلر کی دولت معدوم ہو جائے مگر حقیقت میں وہ عبرتناک اور اندوہناک سماں ہوگا جب کاشتکار سے زراعت کے مواقع اور مزدور سے کام کے وسائل چھین لئے جائیں "جس نے میری تھیلی چرایا" اس نے ایک بے حقیقت چیز لیا" ایک انگریزی مثل ہے۔ اور ذرائع آمدنی کے محفوظ رہنے پر ایک انسان کا اگر روپیہ چوری ہو جائے تو اسے نسبتاً کم نقصان ہوگا حالانکہ اگر ایک ہوشیار کاریگر کی آنکھ نکال لی جائے یا ہاتھ کاٹ لیا جائے تو اس کی حالت کس قدر افسوس ناک ہو جائے گی ظاہر ہے۔ ہندوستان کی بیرونی حملوں اور ظالمانہ حکومتوں نے لوگوں کو کچھ تکلیف ضرور پہنچایا مگر ان عارضی مصیبتوں کے دفع ہوتے ہی شاہراہ ترقی سامنے آجاتی تھی۔

محصولات ملکی خواہ کسی صورت سے بھی وصول ہوتے ہوں ملک ہی میں خرچ ہو جاتے تھے۔ امراء اور سلاطین کا اسراف صنعت و حرفت کے فروغ کا باعث ہوتا کیونکہ نفیس اور خوبصورت اشیاء کی مانگ بڑھ جایا کرتی تھی۔ متعدد سلاطین صاحب علم و حرفہ کی قدر افزائی میں مشہور تھے بنا بریں قوم اپنی اجتماعی پیداوار کا فائدہ حاصل کر لیا کرتی تھی۔ اور جو کچھ ملک میں تیار ہوتا تھا۔ اس طرح صرف ہو جاتا تھا کہ ملک کا سرمایہ ملک ہی میں رہ جاتا

[illegible] یہاں سے بالعموم نظام حکومت ملک کے ذہین طبقہ سے لئے جاتے تھے اور پھر اسی طرح ہندوؤں کے رواداری کا بند و بست ہو جاتا تھا۔

بستیوں پر لگان ایسی پنچایتوں کے زیر نگرانی لگایا جاتا تھا جو اپنی بستی اور بستی والوں کے حالات سے شخصی طرح پر آگاہ ہوتے تھے ہر چند کہ لگان دیکھنے میں زیادہ معلوم ہوتا تھا مگر اس کی وصولی میں رحم و انصاف کا انسانی عنصر زیادہ تر کام کرتا تھا اور تھوڑی سی روو قدح کے بعد اکثر کچھ لگان معاف کر دیا جاتا تھا۔ ادائیگی میں بھی یہ آزادی تھی کہ خواہ جنس ہی میں ادا کیا جائے خواہ نقدی میں اور یہ آسانی اقتصادی مشکلات سے بچنے کا اکثر راستہ پیدا کر دیتی تھی۔ قحط یا دیگر اتفاقی حوادث سے بچنے کے لئے کاشتکار اور دیگر لوگ غلہ کی ایک مقدار محفوظ رکھتے تھے اور ایسا کبھی نہ ہوتا تھا کہ کچھ "مد محفوظ" رکھے ہوئے ملک سے سارے کا سارا غلہ باہر چلا جائے۔

ہر بستی میں ایسے مدارس ہوتے تھے جن کے لئے زمینیں وقف ہوتی تھیں۔ بستی کی ضروریات اور احتیاج پر تقسیم عمل کے اصول پر لوگوں کی نظر اس طرح رہتی تھی جس سے ایک مختصر جمہوری نظام حکومت کا نقشہ قائم رہا کرتا تھا۔

اٹھارویں صدی کے آخر میں ہندوستان کی یعنی اس کے شمال جنوب مغرب و مشرق کی جو حالت تھی اس کا حال مغربی سیاحوں کے حوالوں سے درج ذیل کیا جاتا ہے جس سے ہمارے گذشتہ دور اقبال اور مرفہ الحالی کا نقشہ آنکھوں میں گھوم جائے گا۔

بیشوپ ہیبر اپنے اخبار میں بھرت پور کی حالت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس ملک کی سرزمین اپنی آبادی اور سیرابی کے لحاظ سے ہندوستان کی بہترین زمینوں کا مقابلہ کرتی ہے۔ غلہ کی حسین کھیتیاں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں خصوصاً باگلے کی کاشت تو اس قدر خوبصورت معلوم ہوتی ہے جو بیان سے باہر ہے۔ میں نے متعدد چینی کے کارخانے دیکھے اور بہت سی ایسی زمینیں دیکھیں جن سے ادکھ فوراً کاٹی گئی تھیں یہ تمامی حالتیں ملک کی خوش حالی کا پتہ دیتی تھیں آبادی زیادہ نہ تھی مگر لوگ بام ترقی پر جاتے ہوئے نظر آتے تھے۔ اور خوش حالی ہر طرف نظر آتی تھی۔

کمپنی (ایسٹ انڈیا) کی حکومت کے مقابلہ میں ساری آبادی صنعت اور زراعت کا ایسا خوشنما منظر پیش کرتی کہ مجھ کو یہ گمان ہوتا تھا کہ آیا بھرت پور کا راجہ بہت ہی ہمدرد اور لائق تقلید حکمران ہے یا پھر انگریزی طریقہ حکومت دیسی ریاستوں کے مقابلہ میں ملکی فلاح اور بہبود کے لحاظ سے نامحمود، ناقص اور نا مکمل ہے" یہ حال تو شمالی حصہ ہند کا ہوا۔ اب جنوبی حصہ کا حال سنئے۔ لفٹننٹ کرنل مور سلطان ٹیپو کی حکومت کا حال ان الفاظ میں تحریر کرتا ہے کہ "جب ایک شخص اجنبی ملک سے گذرتا ہوا دیکھے کہ زمین آباد ہے۔ آبادی فروغ پر ہے شہر آباد ہو رہے ہیں تجارت

اور عظمت و وقعت ترقی پر ہے اور ہر چیز میں زندگی اور ابھار نمایاں ہے تو قدرتاً اس نتیجہ پر پہنچنا چاہئے کہ حکومت ملک کے مناسب حال بہترین نقشہ سلطنت نیپلس کی حکومت کا سمجھنا چاہئے۔ اس کی حکومت میں رعایا کو جو آرام و خوش حالی نصیب تھی وہ مقابلتاً کسی دوسری سلطنت سے کم نہ تھی۔ اور نہ کبھی رعایا کو سلطان کے خلاف کوئی شکایت پیدا ہوئی حالانکہ اگر ہوتی تو اس کے دشمن جو بہت تھے اس کی شکایتوں کو سن کر بہت خوش ہوتے اور اسے رائی کا پربت بنا کر سارے عالم میں پھیلا دیتے۔

مشرقی ہندکا حال مسٹر ہوگل جو حقیقت نگار قلم بنگال کی حالت کو بیان کرتے ہوئے یوں تحریر کرتا ہے کہ "لوگوں کے جان و مال محفوظ تھے مسافروں کو حکومت کی نگہبانی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیا جاتا تھا۔ خواہ وہ سامان تجارت کے ساتھ ہوں یا نہیں۔ اور اس طرح راستوں کی حفاظت کے لئے نگہبان مقرر ہوتے تھے" مزید براں ڈھاکہ کا زرخیز خطہ اور جیہ

چڑھ آیا تھا۔ ۔ ۔ ست کا انتظام انصاف کے ساتھ کیا جاتا تھا جبوت جن کی تعلیم دیانتداری اور ایمانداری پر راسخ رہنے کے اصول پر ہوتی تھی ملک کا انتظام بہت خوبی سے کر رہا تھا۔ اور اس کے بعد میں لوگ امن اور فارغ البالی سے دن گزار رہے تھے اس نے خلق کی اجارہ داری کو بالکل موقوف کر دیا تھا۔

خطہ مغربی کے متعلق انکوئل ڈیو پیرن مہاراشٹر کی حالت بیان کرتا ہوا لکھتا ہے کہ "جب ہم مہاراشٹر میں داخل ہوتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سست و سادگی کے قدیم عہد میں آ گئے ہیں جہاں فطرت نے اپنی سادگی کو نہیں چھوڑا ہے جنگ اور مصیبت ناپید ہے۔ لوگ تندرست محنتی اور خوش ہیں۔ مدارات اور خوش خلقی کا دور دورہ ہے۔ دوست پڑوسی اور اجنبی مسافر کی یکساں طرح ہر گھر میں تواضع مدارات کی جاتی ہے۔" انیسویں صدی کے آخر میں ملک کی مرفہ الحالی کا دلچسپ نقشہ دیکھا۔ ہمیں موجودہ صدی کے عام اقتصادی حالات پر نظر ڈالنی چاہئے۔ (باقی)

ریف کے آٹھ مسلمان

(از جناب مرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی)

یہ افسانہ ترجمہ نہیں ہے بلکہ ریفی بھائیوں اور ان کے عجیب و غریب بہادری کا سچا واقعہ ہے اور میں نے کسی اخبار میں دیکھا تھا چنانچہ اس واقعہ کے پیش نظر یہ افسانہ میں نے غازی عبدالکریم کی جنگ سے متاثر ہو کر لکھا۔ افسانہ کا آخری پیراگراف خیالی ہے۔

سمندر کے کنارے دور تک فوجی کیمپ چلا گیا تھا جگہ جگہ پختہ بارکیں اور عمارتیں بنی ہوئی تھیں اور ہر موقع پر مورچے بھی نصب تھے۔ کچھ فاصلے پر ہسپانیہ کے چند جنگی جہاز لنگر انداز تھے اور سمندر کے کنارے کی چہل پہل بتا رہی تھی کہ عنقریب سرزمین مراقش میں کیا کچھ ہونے والا ہے ——— وہی کچھ جو ہم سب نے آخر دیکھ لیا اور سن لیا کہ کس طرح غازی عبدالکریم نے ہسپانیہ کے بہادروں کو اپنے مٹھی بھر جانبازوں کی امداد سے پے در پے شکستیں دیں۔

جنگ و جدال کا ایک طرح کوئی احتمال نہ تھا۔ کیونکہ اس کے لئے بہ ظاہر کوئی وجہ نہ تھی لیکن پردے ہی پردے میں ہسپانیہ کی خود سرانہ حکمت عملی سے معاملہ بگڑ چکا تھا اور کوئی کُل کھلا چاہتا تھا چنانچہ چند ہی سال بعد جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔

(۱)

عبداللہ بن علی ریف کا ایک غریب مزدور تھا جو سمندر کے کنارے کی بستیوں میں محنت و مزدوری سے اپنا پیٹ پالنے آیا تھا۔ اس نے اس سے قبل ہسپانوی سپاہیوں کا نام تو سنا تھا مگر انہیں دیکھا نہ تھا۔ وہ اب تک اُن آداب سے ناواقف تھا جو ریف کے ایک معمولی باشندے کو ہسپانیہ کے سپاہیوں اور افسروں کے ساتھ ملحوظ رکھنے چاہئیں تھے۔ اگر وہ ایک غریب مگر مضبوط اور طاقت ور ریافی تھا تو ساتھ ہی اپنے سینہ میں ایک مضبوط دل بھی رکھتا تھا۔ اس کا قوی دل اور اس کی ہمت عہد اصل غرناطہ کے سورماؤں کی یادگار تھی۔ اسے معلوم نہ تھا کہ ڈیوک آف میڈینا سدونیا کی فوج اور افسر سمندر کے کنارے پر اُترے ہوئے ہیں اور نہ اسے یہ معلوم تھا کہ یہ اُسی میڈینا سدونیا کے ڈیوک ہیں جس میڈینا سدونیا کے میدان جنگ پر اس کے آباؤ اجداد نے ڈیوک موصوف کے آباؤ اجداد کو شکست دیکر قدیم ہسپانیہ کی عظمت کو مٹی میں ملا دیا تھا۔

عبداللہ کو ساحل کی چھاؤنی کی بستیاں بھی پیرس و لندن سے کم نہ معلوم ہوتی تھیں کیونکہ یہاں کی تمام چیزیں اس کے لئے نئی تھیں۔ اس قسم کے مقام پر تمام گرد و پیش کی چیزیں عموماً ایک اجنبی پر رعب طاری کر دیتی ہیں مگر شاید یہ معلوم کر کے ناظرین کو تعجب ہوگا کہ ریف والوں کے پہلو میں اور قسم کا دل ہوتا ہے۔

عبداللہ ایک مختصر سے بازار میں کھڑا تھا جب اس نے دیکھا کہ سامنے سے ایک فوجی افسر پورے طمطراق کے ساتھ آ رہا ہے۔ اس کے جلو میں بہت سے آدمی تھے اور آگے آگے فوجی چپراسی تھے۔ اس کو معلوم بھی نہ تھا کہ ایسے موقع پر ایک ریفی کا فرض ہے کہ وہ سامنے سے ہٹ جائے اور سڑک کے کنارے مؤدب کھڑا رہے۔

وہ اس افسر اور اس کے ساتھیوں کو حماقت آمیز تعجب سے دیکھ رہا تھا اور وہیں کھڑا رہا۔ حتیٰ کہ فوجی چپراسی اس کے قریب آ گئے۔ فوجی چپراسی نے عبداللہ کی گستاخی پر برافروختہ ہو کر نہایت ہی بدتمیزی سے اس کو دھکا دیا۔ عبداللہ کو طیش آ گیا اور اس نے چپراسی پر حملہ کرنا چاہا کہ اچانک اس کی پشت پر ایک رائفل کا کُندا پڑا۔ بل کھا کر اس نے مڑ کر دیکھا کہ ایک یورپین سپاہی نے اس کو مارا ہے طیش میں آ کر اس نے صاحب بہادر کی کنپٹی پر اس زور سے مکا مارا کہ وہ زمین پر دراز ہو گئے۔ قبل اس کے کہ وہ بھاگ سکے چار پانچ آدمیوں نے جھپٹ کر اس کو دبا لیا اور لاتیں اور ٹھوکریں اور رائفل کے کندے مار مار کر اس کو بے حال کر دیا۔

دنیا کے قوانین جدا ہیں اور وہ قوانین جدا ہیں جن کا اجرا ہسپانوی فوج غریب ریف والوں پر کرتی ہے اگر کوئی ریف والا ہسپانوی فوجی سپاہی یا افسر کی توہین کرے تو کم از کم سزا جو دی جا سکتی ہے وہ سزائے موت ہے۔

عبداللہ کو جب فوجی حوالات سے نکالا گیا تو اس کے دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑی ہوئی تھیں وہ عمارت سے باہر سنتری کے ساتھ آ رہا تھا کہ اس کے کانوں تک کچھ خوفناک الفاظ پہنچے۔ اس نے پورا جملہ نہ سنا مگر لفظ "قتل" صاف سنا۔ اس کے کان کھڑے ہو گئے اور ایک دم سے حقیقت اس کو معلوم ہو گئی...... وہ قتل کرنے کے لئے اس کو کہیں لیجا رہے تھے! یکایک ناامید اور مایوس ہونے کے بجائے اس کو سخت غصہ آیا۔ اس کی آنکھیں غیظ و غضب کے مارے سرخ ہو گئیں اور وہ سوچنے لگا کہ کیا کروں۔ جیسے ہی وہ پھاٹک کے باہر نکلا اس نے ایک ہسپانوی سوار کو پہرہ پر متعین پایا۔ چشم زدن میں اس نے کچھ طے کر لیا۔ جھٹکا دے کر اس نے ایک دو ہتڑ ہسپانوی کے سر پر دیا جو اس کو کشاں کشاں لئے جا رہا تھا۔ اس سنتری کے سر پر دونوں ہتھکڑیاں پوری طاقت سے ایسی پڑیں کہ وہ گر پڑا۔ قبل اس کے وہ سنبھل سکے اس نے لپک کر ہسپانوی پہرہ دار سوار کو ٹانگ سے پکڑ کر گھوڑے پر سے لوٹ دیا گھوڑے کی زین پکڑ کر ایک زقند مار کر سوار ہو جانا ایک چشم زدن کا کام تھا۔ وہی ہتھکڑی کا ایک ہاتھ اس نے گھوڑے پر مارا اور گھوڑا یہ تماشا دیکھ کر اس کو لیکر بھاگا۔

فوجی بارکوں سے اس پر گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی۔ مگر جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے۔ گھوڑے کا رُخ اس نے پہاڑوں کی طرف کر دیا تھا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ سیاہی اُجالے پر غالب آتی جاتی تھی۔ اور جس وقت فوجی رسالے کے جوان پہاڑیوں کے دامن میں پہنچے سورج ڈوب چکا تھا۔ اور عبداللہ کا پتہ تک نہ چلتا تھا۔

(۲)

عبداللہ جب پہاڑیوں کا پہلا سلسلہ پار کر گیا تو اس کو اطمینان ہوا۔ ہتھکڑی توڑنے کی کوشش کی مگر بیکار۔ وہ رات بھر چلتا رہا کہ مبادا کوئی دشمن پہنچے صبح ہوتے ہوتے وہ ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں اس کو معلوم تھا کہ کوئی خطرہ نہیں

شخص تو بھی وسنے نہیں لا سکتا۔ یہاں پہنچکر خود بخود اس کی زبان سے اشعار نکلنے لگے۔
(جس کا کہ اس کے دل تک میں کبھی وجود نہ تھا) کی شان میں اشعار نکلنے لگے۔

اس نے آبادی میں پہنچکر ایک لوہار سے اپنی ہتھکڑیاں کٹوائیں۔ لوہار نے جب اس نے غور کیا تو مارے خوشی کے اس کا کلیجہ کھنچا جا رہا تھا۔ کیا وہ بہترین سودا کر کے نہیں آ رہا تھا۔ ہتھکڑی بیت مار کے عوض میں ایک قیمتی گھوڑا مع زین اور دیگر سامان کے ...... وہ اب ایک طرح سے رئیس آدمی تھا۔

دو پہاڑوں کے بیچ میں اونچی نیچی زمین پر دو چار جھونپڑیاں تھیں اور یہی کل آبادی تھی جہاں وہ آیا تھا۔ سامنے اس نے دیکھا کہ ایک پہاڑ کی ٹیکری عمدہ سا مکان بنا ہے جس کے ارد گرد پھیلی ہوئی دور تک کھیت چلے گئے ہیں وہ آگے بڑھا اور اس نے دیکھا کہ آدمی غلہ کاٹ کر جمع کر رہے ہیں۔ وہ تیزی سے اسی طرف بڑھا۔ کیونکہ لوہار نے جواب دے ہی دیا تھا کہ میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں اور اس کو امید تھی اسی طرف سے کچھ نہ کچھ بہت ہو سکتا تھا اور پہلا آدمی جو اسے ملا اس سے اس نے کہا "میں بھوکا ہوں" آدمی نے جواب میں کچھ فاصلے پر ایک شخص کی طرف انگلی اٹھا دی۔ یہ شخص ایک درخت کے سایہ میں زمین پر چٹائی بچھائے بیٹھا تھا۔ اس کے پاس اس کی رائفل رکھی ہوئی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کھیتوں کا مالک یہی ہے۔ عبداللہ نے اس کے بعد پہنچکر سلام کے بعد اپنا سوال دہرایا۔

اس نے جواب دیا۔ "اترو اور اطمینان سے بیٹھو"۔ عبداللہ یہ کہتا ہوا کہ میں بہت بھوکا ہوں۔ گھوڑے پر سے اتر پڑا اور اس کو درخت سے باندھ دیا۔ اس شخص نے زور سے آواز دی "صالحہ۔ صالحہ" اور سامنے کی بلندی پر مکان کی طرف دیکھنے لگا آواز سن کر عبداللہ نے دیکھا کہ ایک حسین اور نوجوان لڑکی دوڑی آ رہی ہے وہ بلندی سے پتھریلے اور اونچے نیچے راستہ پر سے ایسی تیزی سے اتر رہی تھی کہ جیسے کوئی بھولا راستہ پر سے آ رہا ہو۔ یہ اس شخص کی بہن تھی۔ اس نے عبداللہ کی طرف اشارہ کر کے اس کے لئے کچھ کھانا لانے کو کہا۔ اس نے عبداللہ کی طرف غور سے دیکھا اور اسی مکان کی طرف چلی گئی۔

عبداللہ کا بھوک کے مارے برا حال تھا۔ تمام رات اس نے گھوڑے کی پیٹھ پر گزاری تھی۔ کھانا نہ ہوتا تو ممکن ہے وہ اپنی بے تابی ظاہر نہ ہونے دیتا مگر کھانے کی موجودگی اور پھر دیر! ...... یہ اسے مارے ڈال رہی تھی۔
کسی نے سچ کہا ہے کہ کسی جگہ آگ لگی تھی وہاں اور لوگوں کے علاوہ کوئی بھوکے صاحب بھی تھے مضمون یہ ہوا کہ ع۔

اور دوڑے اسے بجھانے کو لے رکابی یہ دوڑے کھانے کو

قصہ مختصر لڑکی کو جب غیر معمولی دیر ہوئی اور تین چار تقاضے بھوک کے اور عبداللہ نے کر لئے اور لڑکی پھر بھی نہ آئی تو اس شخص نے مسکرا کر کہا "جاؤ گھر پر ہی کھا آؤ"۔

عبداللہ اصل بھوکے کی طرح گھر پر پہنچا۔ لڑکی کھانا لیکر نکل ہی رہی تھی۔ اس کو دیکھکر رک گئی اور مسکرا کر بولی "تو بہت بھوکا معلوم ہوتا ہے" عبداللہ نے کھانے کی صورت دیکھکر بے تاب ہو کر کہا "بہت بھوکا ہوں"۔

جو کی روٹیاں تھیں تھوڑا سا پنیر تھا اور پیاز۔ عبداللہ اس کے کھانے پر بدحواس ہو کر گرا۔ وہ کھانا کھانے میں اس طرح مشغول تھا کہ اس کو یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ اس کی بدحواسی کو لڑکی دلچسپی سے دیکھ رہی ہے۔ جب کھانا ختم ہونے لگا تو عبداللہ نے نظر اٹھا کر دیکھا اور لڑکی سے پوچھا "تو کیوں ہنستی ہے"؟

[illegible] اور کھانا کھا رہا تھا
عبداللہ نے فوری جواب دیتے ہوئے کہا "ہاں اور لاؤ"۔
لڑکی اٹھی اور اس نے اتنی ہی مقدار کھانے کی عبداللہ کے سامنے لا کر رکھ دی عبداللہ کی بدحواسی کچھ دور ہو گئی تھی اور اب وہ باتیں کرتا جاتا تھا اور کھاتا جاتا تھا اس کو معلوم ہوا کہ اس گھر کے مالک سات بھائی ہیں۔ جن کی یہ اکیلی بہن ہے وہ شخص جو درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ سب سے بڑا بھائی تھا دوسرے بھائی آس پاس کے کھیتوں میں کام دیکھ رہے تھے اور خود بھی کر رہے تھے۔ بھائی اور بعد بھی مزدوروں کی اکثر ضرورت رہتی ہے۔ وہ سب بھائیوں سے چھوٹی تھی شاید عبداللہ کو یہاں مزدوری مل سکتی تھی۔

عبداللہ نے اپنا قصہ بھی شروع سے اخیر تک تفصیل کے ساتھ سنایا۔ لڑکی کو سخت تعجب ہوا اور اس نے عبداللہ کو تعریف کی نظر سے دیکھا۔ قصہ بیان کرنے میں عبداللہ کا سینہ دب دب کر ابھر رہا تھا۔ کیونکہ دوران گفتگو میں اپنے دشمنوں کے ذکر کے ساتھ اس کو غصہ بھی آتا تھا۔

یہ لڑکی عبداللہ کو بہت اچھی معلوم ہو رہی تھی اس نے اس سے پہلے سینکڑوں لڑکیاں دیکھی تھیں اور اس سے کہیں زیادہ روپیہ پیسہ والی اور شکل و صورت والی مگر اس نظر سے اس نے کبھی کسی کو نہ دیکھا تھا اور نہ کبھی اس سے پیشتر کوئی لڑکی اس کو ایسی اچھی معلوم ہوئی جیسی یہ۔ لہذا جب لڑکی نے اس کا قصہ سننے کے بعد کہا "تو بڑا بہادر اور ہمت والا ہے" تو لڑکھڑاتی زبان سے رک رک کر عبداللہ نے بھی کہہ دیا "تو بڑی اچھی لڑکی ہے" لڑکی نے اپنی آنکھیں نیچی کر لیں۔ اور عبداللہ نے اپنے کو کچھ بے چین سا پایا۔

عبداللہ کو وہ گھر ہی پر چھوڑ کر اپنے بھائیوں کے پاس چلی گئی۔ کیونکہ عبداللہ کو بے حد نیند آ رہی تھی۔ وہ ایسا بے خبر سویا کہ تن بدن کا ہوش نہ رہا۔

دوپہر ہونے آئی اور لڑکی اس دوران میں دو مرتبہ اس کو دیکھنے آئی۔ کیونکہ بھائی نے بار بار کہا تھا کہ دیکھ آ مہمان سوتا ہے یا جاگتا ہے۔ معلوم نہ تھا کہ عبداللہ رات بھر کا جاگا ہے اور اس نے بھائی سے کہا تھا۔ وہ ایک مرتبہ آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ عبداللہ چت لیٹا ہے۔ ایک ہاتھ اس کا اس کے سینے پر ہے اور سوتے میں کچھ لفظ چبا چبا کر بول رہا ہے۔ اس کو کچھ شبہ سا ہوا اور وہ قریب آئی تاکہ اس شبہ کو یقین کو پہنچ گیا کیونکہ اس نے سن لیا عبداللہ کہہ رہا تھا "یا صالحہ۔ صالحہ۔ یا صالحہ" وہ چپ ہو جاتا تھا اور پھر اسی طرح کہتا تھا اور درمیان خاموشی میں جو اس کے چہرہ کی حالت تھی وہ معلوم کیا مگر ایسی تھی کہ سادہ لوح صالحہ بھی شاید سمجھ گئی کہ اس بے خبر سونے والے کے چوڑے چکلے سینہ میں کیا کچھ چھپا ہے۔ وہ واپس جانے والی ہی تھی کہ صالحہ صالحہ کہتے کہتے وہ یکدم سے "یا صالحہ" زور سے کہکر چونک پڑا۔ اس کی آنکھیں صالحہ پر جو پڑیں وہ اچھل پڑا گھبرا کر وہ آنکھیں ملنے لگا۔ صالحہ شرمندہ ہو کر یہ کہکر چلی گئی کہ بھائی نے بلایا ہے۔

(۳۴)

عبداللہ محنتی ہی نہیں تھا بلکہ کام کرنے میں گویا جن تھا۔ کام تمام دنیا کا تھا اور یہ نہیں دیکھتا تھا کہ کام کا وقت گزر گیا اور اب اگر وہ کام کرے گا تو اس کی مزدوری کسی گنتی شمار نہ ہو گی۔ وہ کام کام کے لئے کرتا تھا۔ نہ کہ دام کے واسطے حالانکہ اس کی کام کرنے پندہ میں ہی کم ہوتے تھے مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سات بھائی نہیں ہیں بلکہ آٹھواں عبداللہ بھی اس تن دہی سے کام کرنے کے ساتھ ہی ساتھ عبداللہ عشق کی دولت کا میلان صالحہ کی طرف

پھر وہ تبدیل ہوتا گیا۔ … صالحہ کہتا
گر عبداللہ خواہ مخواہ صالحہ سے کام کی ہی باتوں کی باتوں میں دلچسپی لیتا پاتا تھا۔ ایک روز اس نے … صالحہ سے کہہ دیا کہ میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد … کبھی اس نے صالحہ سے کوئی بات … نہیں کی مگر پھر بھی … ایسی چیز نہیں کہ چھپانے سے چھپ سکے نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ صالحہ کے بھائیوں نے تاڑ لیا۔ چونکہ عبداللہ اپنی محنت کی وجہ سے ان کو نامناسب معلوم ہوتا اور وہ عبداللہ سے خوش تھے اور اس کی دل شکنی بھی نہ کرنا چاہتے تھے لہٰذا انہوں نے بہتر خیال کیا کہ اس معاملہ کو یہیں کا یہیں روک دینا مناسب ہے۔ بڑے بھائی نے پہلے تو صالحہ کو بلا کر اصل حال دریافت کیا۔ جن کے دل صاف ہیں اور ٹھیک ہیں ان کے دل میں کوئی وجہ نہیں کہ چور ہو چنانچہ صالحہ نے بھائیوں سے صاف کہہ دیا کہ مجھ سے ..... ایک مرتبہ عبداللہ نے نکاح کے لئے کہا تھا جس کا میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ علاوہ اس کے اس نے کبھی مجھ سے غیر معمولی بات بھی نہیں کی۔ بڑے بھائی نے بہن کو گلے سے لگا لیا۔

"اب تم عبداللہ سے بات نہ کرنا۔ وہ اچھا آدمی ہے مگر مزدور اور مفلس ہے۔" صالحہ کے دل میں بھائی کی زبان سے عبداللہ کے بارے میں لفظ "اچھا" جو نکلا وہ گھر کر گیا۔ نہ معلوم کیوں یہ قدرتی امر ہے کہ اگر کسی کے بارے میں میرا خیال ہو جائے کہ اچھا آدمی ہے اور کوئی اس کی تصدیق کر دے تو طبیعت کو اچھا معلوم ہوتا ہے کیا یہی حال صالحہ کا تھا؟..... شاید اس کے بعد اس نے عبداللہ کو بلا کر علیحدہ منع کر دیا کہ صالحہ کے عقد کا خیال چھوڑ دے۔ ریف ہندوستان نہیں ہے اور وہاں چھوٹے بھی کم ہوتے ہیں عبداللہ چونکہ اس خیال کو چھوڑنے والا نہ تھا اس لئے کوئی وجہ اس کو نہ معلوم ہوئی کہ خواہ مخواہ وہ اس کا خیال چھوڑ دینے کا اقرار کرے وہ مناسب پیرایہ میں حجت اور بحث کرنے لگا تنگ آکر بڑے بھائی نے تیز ہو کر عبداللہ سے پوچھا "تو عقد کیسے کرنا چاہتا ہے کیا تیرے پاس مکان ہے؟"

"عبداللہ نے کہا نہیں۔"

"مویشی ہیں؟"

"ایک گھوڑا ہے جو میں نے … کے مہم میں … لوں گا۔"

طعنہ دیکر "وہ بھی چرایا ہوا۔"

عبداللہ تن کر بولا "یہ میرے ہاتھوں سے چوری نہیں ہوئی۔ میں اپنے زور بازو سے لایا ہوں۔"

"علاوہ گھوڑے کے کچھ زمین تیرے پاس ہے یا نہیں؟"

"نہیں۔"

"علاوہ تن پہ کے کپڑوں کے اور بھی نہیں"

"نہیں"

بھائی نے جل کر کہا "تو پھر آخر تیرے پاس ہے کیا؟ جو تو میری خوبصورت بہن کی قسمت پھوڑنا چاہتا ہے۔ تیرے پاس رائفل تک نہیں ہے۔"

عبداللہ نے کہا "اس سے تمہیں کیا مطلب وہ قطعی مجھ سے راضی ہے اور میں اس کو آرام سے رکھوں گا۔"

"وہ نادان ہے" بھائی نے کہا۔ "وہ ابھی کم عمر ہے اپنا بھلا برا نہیں جانتی۔ یا تو وعدہ کر کہ اب اس سے بات نہ کرے گا اور عقد کے خیال کو چھوڑ دے گا ورنہ یہاں سے دور ہو۔"

"میں جاتا ہوں مگر اچھی طرح سمجھ لو کہ میں عقد کے خیال کو ترک نہیں کر سکتا۔" یہ عبداللہ کا قطعی جواب تھا۔ بھائی نے ایک طنزیہ "ہوں" سے کام لیا۔ عبداللہ نے اپنی بقیہ مزدوری بھی نہ مانگی اور وہاں سے چل دیا۔

(۴)

عبداللہ کو مفت میں گھوڑا کیا ملا کہ خیر کے منہ کو خون لگ گیا اسے اپنی فلاح اسی میں معلوم ہوئی کہ ہسپانیوں کو مارو اور لوٹو۔ یہ دشمن دین بھی اور ان کا مال حلال ہے دو چار ہم خیال بہت ہی جلد مل گئے اور ہسپانی کیمپ پر شبخون مارنا ان کا معمول ہو گیا۔ بہت جلد ہی معلوم ہو گیا کہ یہ بڑی عمدہ تجارت ہے۔ کچھ عرصہ بعد ساتھی مل گئے اور تھوڑے ہی دنوں میں قسمت نے انہیں سب کچھ دے دیا۔ عمدہ عمدہ رائفلیں۔ کارتوس۔ سامان حرب۔ عمدہ عمدہ کپڑے اور روپیہ پیسہ سب ہی کچھ ہو گیا جب اس نے دیکھا کہ میں ایک باحیثیت سوار ہوں تو وہ تجارت ہی کے خیال سے صالحہ کے بھائیوں کے ہاں پہنچا۔ مگر بھائیوں نے پھر بھی انکار کر دیا اور کہا کہ ہم صالحہ کی شادی ایک دوسرے شیخ سے طے کر رہے ہیں۔ عبداللہ بھائیوں کے لئے کچھ تحفے لایا تھا جو انہوں نے قبول نہ کئے۔ مگر انہوں نے کہا کم از کم کھانا کھا کر جانا۔ عبداللہ شام تک وہاں رہا اور اسی اثنا میں خوش قسمتی سے اس کو صالحہ سے گفتگو کرنے کا موقع مل گیا۔ عبداللہ نے صرف اس سے اتنا پوچھا "شیخ اچھا ہے یا میں؟" صالحہ نے کہا "تو اچھا ہے۔"

یہ الفاظ بمشکل صالحہ کی زبان سے نکلے تھے کہ … رائفل لیکر غلہ کے انبار کے پیچھے سے نکلا۔ اس نے عبداللہ کو ڈانٹا تو … بھی تیز ہو کر بولا "مجھ سے زیادہ اچھی طرح تیری بہن کو دنیا میں کوئی نہیں رکھ سکتا۔" بہن کا چھوٹا بھائی نے کچھ نہ دیا۔ صالحہ کا ہاتھ پکڑ کر اس نے گھسیٹا اور بڑے بھائی کے پاس لے گیا۔ صالحہ کو بڑے بھائی نے بھی ڈانٹا اور بطور سزا یا حفاظت کے اس کو غلہ کی ایک چوڑی مگر گہری کھتی میں قید کر دیا۔ جو کھیتوں میں ایک اونچے مقام پر تھی۔ اس کے بعد عبداللہ سے بھائیوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ تم اب یہاں سے قطعی چلے جاؤ۔ ورنہ وعدہ کرو کہ صالحہ سے عقد کا خیال چھوڑ دو گے۔ عبداللہ نے کہا کہ "یہ ناممکن ہے۔" تو انہوں نے کہا "تو پھر چلے جاؤ۔ ورنہ اگر کھیتوں کے آس پاس ہم نے دیکھ پایا تو گولی مار دیں گے۔" عبداللہ چلا گیا۔

وہاں سے تو وہ چلا گیا مگر اب اس کے پاس روپیہ تھا اور اس نے باسانی ایک مزدور سے معلوم کر لیا کہ صالحہ صبح سے شام تک دو چار روز کے لئے اسی غلہ کی کھتی میں قید رہے گی کیونکہ انہیں احتمال تھا کہ شاید عبداللہ آس پاس ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کھتی پر کوئی ڈھکنا نہیں۔ مگر نیچی ہونے کی وجہ سے صالحہ بغیر سیڑھی کے اوپر نہ آ سکتی تھی اتنا پتہ کافی تھا۔

عبداللہ تاک میں تھا دو تین روز بعد موقع پا کر جھٹپٹے شام کے وقت جب تمام مزدور وغیرہ بھائیوں سے مزدوری لینے میں مصروف تھے۔ وہ اس کھتی پر پہنچا رسی ڈال کر اس نے صالحہ سے پکڑنے کو کہا۔ صالحہ نے تامل کیا اور رسی کی طرف توجہ نہ کی تو اس نے رائفل نکال کر کہا کہ "تیرے گولی مار کر ابھی اپنے بھی مار لوں گا۔" صالحہ کو کسی طرح منظور نہ تھا کہ اپنے بھائیوں کی مرضی کے خلاف جائے اور اس نے اس دھمکی کی پرواہ نہ کی تو عبداللہ نے سچ مچ رائفل مارنے کے لئے سیدھی کی۔ جان سب کو پیاری ہوتی ہے اس نے رسی پکڑ لی۔ نہ اس وجہ سے کہ اس کو اپنی جان پیاری تھی بلکہ اسے عبداللہ کی جان کا بھی خیال تھا جس کو وہ اپنی وجہ سے خودکشی کرانا ہرگز نہ چاہتی تھی۔

صالحہ کو عبداللہ نے اپنے مضبوط ہاتھوں سے چشم زدن میں اوپر لے لیا۔ کیونکہ کھتی زیادہ گہری نہ تھی۔ اس کو گھوڑے پر بٹھا کر اس نے سیدھا ان پہاڑوں کی طرف رخ

پہاڑیوں کا سلسلہ وور سمندر کے کنارے تک چلا گیا تھا۔

عبداللہ کو زیادہ وقفہ نہ مل سکا۔ بھائیوں کو معلوم ہو گیا۔ پہاڑوں کے رہنے والے خوب جانتے تھے کہ عبداللہ کس طرف جا سکتا ہے۔ بھائیوں نے اپنے تیز گھوڑے دوڑائے اور عبداللہ کو اندھیرے ہی میں پہاڑ کے دامن میں جا لیا۔ فوراً گولی چلنے لگی۔ اندھیرا بالکل نہ ہوا تھا اور عبداللہ نے اپنے دشمنوں کو دیکھا۔ وہ تنہا اور جو سب سے آگے تھا اس کی طرف رائفل اٹھا کر فیر کیا۔ صالحہ سے اس نے کہا تھا کہ گولی گھوڑے کے مارو ں گا۔ اور گھوڑے ہی کے لگی۔ مگر وہاں تو اب بھی آدمی درجن تھے۔ چشم زدن میں عبداللہ نے دیکھا کہ پہاڑ کے دامن میں گھرا جا رہا ہوں وہ سوچ رہا تھا کہ کیا کروں کہ اتنے میں ایک گولی اس کے گھوڑے کے لگی۔ اور وہ مع صالحہ کے گرا۔ مضبوط آدمی تھا صالحہ کو بوجھ کی طرح اس نے اپنے طاقتور ہاتھوں سے سنبھالا اور گھوڑا چھوڑ کر پہاڑ کی طرف بھاگا۔ اب اندھیرا ہو گیا تھا جس سے اس نے فائدہ اٹھایا اور ٹوٹی پھوٹی شکستہ زمین میں جو پہاڑیوں تک چلی گئی تھی صالحہ کو لیکر ایسا غائب ہوا کہ بھائیوں نے بہت کچھ ڈھونڈا مگر نشان تک نہ پایا۔ صالحہ کی حالت عجیب تھی وہ ایک مردہ کی طرح تھی صالحہ کے بھائی اپنی بہن کو ایسے بھلا کاہے کو چھوڑ دیتے وہ تلاش میں مشغول ہو گئے اب وہ سب پیدل تھے۔ وہ بھائی جس کا گھوڑا مارا گیا تھا گھوڑوں کو ایک جگہ لیکر بیٹھ گیا اور بقیہ نے پہاڑ کی گھاٹیاں اور جھاڑیاں دیکھنا شروع کیں۔

(۵)

عبداللہ صالحہ کو لئے ہوئے ایک ٹیکری پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایسی ایسی سینکڑوں ہی ٹیکریاں بےشمار سے نکلے ہوئے تھے اور ایک سناٹے کا عالم تھا۔ عبداللہ کے ہاتھ میں رائفل تھی اور وہ چاروں طرف متجسس نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ فاصلہ پسند کرنے میں اس کو کچھ نظر آیا تو اس نے فوراً رائفل اٹھایا۔ "مت مار و" بدقسمت بہن نے گڑگڑا کر کہا۔ "مت مار و" اور عبداللہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ عبداللہ نے اس کو کس طرح لٹا کر خاموش کر دیا۔ رائفل کی آواز پہاڑوں میں گونجتی ہوئی سمندر تک چلی گئی۔ اور عبداللہ کے منہ سے نکلا "وہ مارا"۔ صالحہ بےبسی سے ہاتھوں میں منہ چھپائے رو رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ رائفل کی آواز پر بقیہ بھائی آئیں گے۔ لہٰذا فوراً اس نے صالحہ کو ساتھ لیا اور تیزی سے ٹیکری پر سے اتر کر پہاڑیوں کا دوسرا سلسلہ پکڑ لیا اسے بھی اس نے پار کیا۔ اور نکل کر صاف میدان میں پہنچا۔ اس نے تیزی سے یہ حصہ پار کیا اور پہاڑیوں کا تیسرا سلسلہ پکڑ لیا۔ جس کو اس نے بڑی دشواری مگر تیزی سے پار کیا۔ لیکن صالحہ کے بھائی عبداللہ سے بھی چالاک نکلے۔ بجائے اس کے کہ وہ رائفل کی آواز پر جاتے وہ جان گئے کہ وہاں سے عبداللہ سرک گیا ہوگا۔ کہاں جائے گا؟ یہ وہ خوب جانتے تھے۔ کیونکہ آگے کے دونوں پہاڑی سلسلے چھپنے کے کام کے ہی نہ تھے۔ فوراً انہوں نے تیزی سے راستہ کاٹ کر ایسا رخ کیا کہ عبداللہ پہاڑی پار نہ کرنے پائے عبداللہ نے مشکل سے دم لیا تھا کہ اس نے فاصلہ پر آسمان کی صاف و شفاف نیلگوں سطح میں متحرک چیزیں دیکھیں جو ایک پہاڑ کی چوٹی پر تھیں۔ وہ بھائیوں کی تیزی اور چالاکی کا قائل ہو گیا۔ کیونکہ وہ اب تیزی سے اتر کر نیچے سامنے سے اسے گھیرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ وہ تیزی سے صالحہ کو لیکر نیچے اترا تو اس نے ایک بڑی سرنگ کا دہانہ دیکھا۔ یہ راستہ ہسپانوی گورنمنٹ پہاڑ کاٹ کر نکال رہی تھی اس نے سوچا کہ اس میں گھس کر پار نکل جاؤں کیونکہ اس کے سوا کوئی مفر ہی نہ تھا۔ اس نے یہی کیا اور تیزی سے اس پار نکل گیا کچھ

فاصلہ پر سمندر کی جانب اس کو روشنی نظر پڑی جس کو وہ خود کچھ نہ سمجھتا تھا شکستہ مکان تھا اور تیزی سے نکلنا ہی چاہتا تھا کہ چار پانچ آدمیوں نے ایک دم حملہ کیا اس کو اس طرح پیچھے سے آ لیا کہ وہ گرفتار ہو گیا۔ یہ لوگ ہسپانی تھے اور معلوم ہوتے تھے شاید سرنگ پر کام کرنے والے تھے۔ عبداللہ کو حتی بہ تقلید ان کے اشارے پر چلنا پڑا۔ کیونکہ اس کی گردن پر ایک پستول کی نالی رکھی ہوئی تھی اور وہ جانتا تھا کہ انگلی کے اشارے سے اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

عبداللہ اور صالحہ کو یہ لوگ اسی روشنی کی طرف لے گئے ... کے مکان میں عبداللہ کو ایک آدمی کے سامنے پیش کیا ... بیٹھا پائپ پی رہا تھا۔ گو عبداللہ کے ہاتھ پیر آزاد تھے۔ لیکن دونوں ہاتھ ... آدمی مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ ہسپانوی زبان میں ان لوگوں نے کچھ باتیں کیں جن کا نتیجہ یہ نکلا کہ صالحہ کو کسی دوسری جگہ علیحدہ لے جانے لگے۔ صالحہ نے زور لگایا اور اس طرح اپنے کو بچانے کی کوشش کی کہ تین آدمی اس کو کھینچ گھسیٹ کر بمشکل تمام لیجا سکے وہ عبداللہ کو مدد کے لئے پکار رہی تھی۔ مگر عبداللہ جانتا تھا کہ ایسے موقع پر امداد کی کوشش کرنا در اصل ہمیشہ کے لئے امداد کی توقع کھونا ہے۔ لہٰذا وہ چپ رہا۔ گو وہ اسی طرح کھڑا تھا۔ لیکن اب اس کی حالت ہی دوسری تھی۔ یکایک اس کو خیال آیا کہ صالحہ مجھ پر بھروسہ کر کے آئی تھی اور ان ناشائستہ لوگوں کے سامنے وہ فریاد کر رہی تھی اور مجھ سے مدد مانگ رہی تھی۔ وہ خوب جانتا تھا کہ صالحہ کو کیوں وہ علیحدہ لے گئے ہیں۔ اس کے دل میں ایک چوٹ سی لگی تھی اور یہ خیال گذرا کہ کہیں میری امداد بے وقت ہو کر بیکار نہ جائے۔ وقت تھا تو یہی تھا۔ وقت پر مدد نہ کی تو بیکار ہے اور وقت پر مدد کرنے کے لئے اگر جان دیدی تو صالحہ کو لاکر ظالموں کے پنجے میں پھنسا دینے کا کفارہ یا اب یا کبھی نہیں۔ یہ سوچ کر اس نے دیکھا تو یہاں اب صرف تین آدمی تھے۔ دو تو اس کو پکڑے تھے اور ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس نے دل میں کہا دو کے لئے تو میں کافی ہوں کہ اتنے میں اس کو کہیں لیجانے کے لئے موڑنے لگے۔ چشم زدن میں اس نے جھٹکا دیکر غوطہ مارا۔ پستول کے فائر کی آواز ہوئی۔ گولی اس کے گلے کو چاٹتی ہوئی چلی گئی۔ اور قسمت کی خوبی کہ سامنے کرسی والے آدمی کے لگی۔ جو وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اٹھتے اٹھتے عبداللہ نے دشمن کا پستول والا ہاتھ پکڑ لیا اور پستول چھین کر بجائے اس کے کہ استعمال کرتا اس نے جیب میں رکھ لیا۔ کیونکہ فیر کر کے دوسروں کو اس طرف متوجہ نہیں کرنا چاہتا تھا قبل اس کے کہ اس کے دشمن کوئی کارروائی کر سکیں عبداللہ نے دونوں کو گرا کر دبا لیا اور دونوں کے سر ٹکرا دئے اور ایک خنجر سے جو اس کے پاس تھا دونوں کو ذبح کر کے رکھ دیا۔

یہ لوگ جو صالحہ کو پکڑ کر دوسری جگہ لے گئے تھے ہسپانی مزدور تھے۔ آوارہ بد چلن اور بزدل۔ جس نیت سے صالحہ کو علیحدہ لے گئے تھے وہ خوب جانتی تھی۔ فی الحال انہوں نے صالحہ کو بالکل ایک جیسی ... میں ڈال دیا جیسی کہ ... کے بت پرستی فرق صرف اتنا تھا کہ یہ ... تھی اور اس کے ... کا ایک بھاری تختہ رکھا تھا۔ یہ تینوں ... دوسری جگہ سے شراب لینے گئے تھے۔

صالحہ نے جب اندر اپنے کو مقید پایا تو ادھر ادھر دیکھا ایک لمبی سی ... اور ایک میز رکھی ہوئی پائی۔ فوراً اس کی سمجھ میں ایک تدبیر آگئی۔ میز ...

پھر بھی اندازہ صحیح ہی ہوا۔ اس نے ایک خطرناک [illegible]
تھا مگر وہ کسی طرح بھاگتی ہوئی جنگل پہنچ گئی۔ ادھر شکاری نے گھوڑا تھام
کر پکڑ کر اس کی طرف دوڑایا۔ اس نے سر باہر نکالا اور رینگ کر باہر نکل
گئی۔ چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا تھا اور ادھر ادھر گھومی۔ پھر دروازے سے ہوتی ہوئی گئی
تھی اس طرف نہ جانا چاہتی تھی۔ دوسرے راستے کو تلاش کرنے لگی۔ ایک
دوسرا دروازہ اسے نظر آیا۔ اس نے کھولا۔ سامنے صاف کھلا میدان تھا دھیرے
ماشا [illegible]

(۶)

عبداللہ [illegible] گرفتاری کے منتظر تھا کہ اب کوئی اور آتا ہے مگر لیکن اس کو چاروں طرف سناٹا معلوم ہوا۔ اس نے اپنے دل میں کہا کوئی نہیں ہے اور پھر صالحہ کو ڈھونڈنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ اتنے میں اس نے پیر کی آہٹ سنی اور وہ ایک جگہ چھپ گیا۔ وہ اس جگہ پہنچا جہاں صالحہ مقید تھی۔ اس نے جھانک کر میں دیکھا کہ ایک شخص نے قید خانہ کا تختہ اٹھایا اور حیران سا ہو کر پہاڑی زبان میں کچھ کہا اور میں چلا آیا۔ وہ سیدھا دروازے کی طرف بھاگا۔ ادھر وہ گیا اور ادھر عبداللہ نے تختہ اٹھا کر اندر جھانکا اور حقیقت معلوم کر لی کہ صالحہ بھاگ چکی ہے اتنے میں اس کمرے سے ایک ہولناک چیخ آئی۔ وہاں تین لاشے پڑے ہوئے تھے عبداللہ نے موقع کو غنیمت خیال کیا۔ اس نے دروازہ کھلا پایا جس سے صالحہ گئی تھی اور وہ بھی نکل بھاگا۔ اب اس کے پاس اپنی رائفل اور خنجر تھا اور وہ کھلی ہوا میں آزادی کا سانس لے رہا تھا۔ وہ تیزی سے بھاگا جا رہا تھا کہ اس نے فاصلہ پر دیکھا کہ اندھیرے میں کوئی جا رہا ہے۔ یہ صالحہ تھی اور تیزی سے بڑھ کر اس نے اندھیرے میں سلام لیا۔ صالحہ دوڑ کر اس کے پاس آ گئی۔ تفصیل بتلانے کا وقت نہ تھا۔ عبداللہ صالحہ کو لیکر تیزی سے پہاڑیوں میں گھس گیا۔

بہت دیر کی دیکھ بھال کے بعد عبداللہ ایک عافیت کے مقام پر پہنچا یہ ایک اونچی ٹیکری تھی اور اس میں ایک غار نما کھوہ تھی۔ یہاں اس نے صالحہ کو بٹھایا اور دیر تک ادھر ادھر دیکھتا رہا مگر سناٹا رہا۔ جب اس کا اطمینان ہو گیا تو وہ غار میں آیا اور اس نے اپنا توشہ دان اور پانی کی بوتل نکالی۔ خود کھایا اور صالحہ کو کھلایا وہ بالکل تھکا ہوا تھا اور صالحہ بھی تھک کر چور ہو رہی تھی۔ سردی اپنا زور دکھا رہی تھی۔ عبداللہ دیوار سے تکیہ لگا کر اس طرح بیٹھ گیا کہ سامنے باہر کا منظر تھا۔ صالحہ کو اس نے اپنے [illegible] لگا کر سلا دیا۔ رائفل ہاتھ میں لیکر دیوار سے سر لگا کر گویا سونے کا پورا [illegible] جاگتے رہنے کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں نیند [illegible] اور دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی۔

صبح عبداللہ کی آنکھ جو کھلی تو سورج نکل چکا تھا۔ وہ گھبرا کر اٹھا تو صالحہ کو روتے پایا۔ اس نے کوئی خوف [illegible] رو رہی تھی۔ وہ باہر نکل کر بلندی پر سے ادھر ادھر دیکھنے [illegible] صالحہ غار میں وضو کر کے نماز پڑھ کر دعائیں مانگ رہی تھی اس نے ادھر [illegible] "آج رات کو ہم اپنے گاؤں میں پہنچ جائیں گے" وہ چپے چپے سے واقف [illegible] تھا کہ یہ اس وقت کہاں کھڑا ہوں۔ دراصل یہاں سے بمشکل دن بھر کا راستہ تھا مگر چونکہ صالحہ ساتھ تھی لہٰذا اس کا خیال تھا کہ زیادہ سے زیادہ آدھی رات تک پہنچ جائے گا۔ وہ صالحہ کو بلا کر آنے ہی کو تھا کہ ایک گولی سن سے کرتی ہوئی اس کے سر پر سے نکل گئی اور رائفل کی آواز پہاڑوں

پچھلا دروازہ تنگ کر تھی تو بھی بھاگ گئی۔ اس نے گھیر کر دیکھا۔ فاصلہ پر صالحہ کے بھائی تھے۔ قبل اس کے کہ وہ گردن پھیر سکے گولیاں اور آئیں اور وہ زمین پر لیٹ گیا۔ صالحہ بھی لیٹ گئی۔ سرکتے سرکتے صالحہ کو لئے ہوئے وہ تیزی سے نیچے اترا وہ چپے چپے سے واقف تھا۔ وہ ایک پیدل [illegible] اور وہ جانتا تھا کہ ان پہاڑیوں میں داخل ہونے کے لئے انہوں نے اپنے گھوڑے کہاں چھوڑے ہوں گے۔ وہ صالحہ کو لیکر تیزی سے اتار رہا۔ پہاڑیوں کی سنگلاخ زمین پر آدھ گھنٹے کی دوڑ کے بعد وہ ایک جگہ پہنچا۔ یہاں اس نے صالحہ کو بٹھا دیا اور کہا ٹھہرو دبے پاؤں وہ جھکا جھکا جا رہا تھا ایک جگہ پہنچ کر ایک پتھر کی آڑ سے دیکھا کہ ایک آدمی محفوظ جگہ بیٹھا ہے اور سامنے [illegible] گھوڑے کھڑے ہیں۔ ایک دوسرا آدمی ایک خون آلود چادر اوڑھے [illegible] پڑا ہوا تھا۔ وہ جان گیا کہ یہ اس بھائی کا لاشہ ہے جس نے اس کو کل گولی سے مارا تھا اس نے رائفل اٹھائی اور نشانہ باندھ کر فائر کر دیا۔ ایک کر پہنچا اور ایک اور بھائی کو خون میں مرغ بسمل کی طرح تڑپتا چھوڑا۔ سب سے اچھا گھوڑا اس نے لیا اور جھپٹ کر سیدھا صالحہ کی طرف بھاگا۔ اس نے مڑ کر تعجب سے دیکھا کہ وہ بھائی جو خون میں چادر لوٹے پڑا تھا مردہ نہ تھا بلکہ زندہ تھا۔ صالحہ رو رہی تھی۔ عبداللہ نے اس سے کچھ نہ کہا۔ صرف چمکار کر تسلی دی اور گھوڑے پر جلدی سے بٹھا کر خود بھی سوار ہو گیا۔ یہ جا وہ جا۔

(۷)

لیکن صالحہ کے بھائی بھی آخر انہی پہاڑیوں کے رہنے والے تھے۔ فائر کی آواز پر دوڑتے ہوئے آئے اور ایک اور بھائی کو خون میں تڑپتا پایا۔ اس کو وہیں چھوڑا اور گھوڑوں پر سوار ہو کر پانچوں کے پانچوں عبداللہ کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔

عبداللہ کا گھوڑا سب سے بہتر تھا اور اس کو موقعہ بھی مل گیا تھا مگر اس پر ایک کے بجائے دو سوار تھے۔ بار بار وہ مڑ کر دیکھتا تھا اور سوائے دشت جبل کے کچھ اس کو دکھائی نہ دیتا تھا۔ گھوڑا صالحہ کی آواز "یا اخی" پر ہوا ہو رہا مار کر زمین سے نکلا جاتا تھا۔ اس کے سات بھائی تھے اور سات گھوڑے تھے سب بھائی گھوڑوں کو "اخی" کہتے تھے اور یہ بھی "اخی" کہتی تھی تاکہ گھوڑا جان جائے کہ کون سوار ہے۔ عبداللہ کو خیال تھا کہ اب اس کی گرد پا کو بھی صالحہ کے بھائی نہیں پا سکتے اور اس نے دیر سے مڑ کر بھی نہ دیکھا تھا اور گھوڑا اڑا لئے چلا جا رہا تھا کہ گولی کی آواز آئی جو سنسناتی ہوئی اس کے سر پر سے نکل گئی۔ عبداللہ نے مڑ کر دیکھا اور غصہ میں آ کر گھوڑا مقابلہ کے لئے پھیرا۔ نشانہ باندھ کر تین فائر کئے جو سب خالی گئے اور وہ دیکھ رہا تھا کہ پانچوں بھائی گھوڑے جھونکے چلے آ رہے ہیں۔ صالحہ اپنے ہاتھوں سے آنکھیں بند کئے ہوئے رو رہی تھی۔ عبداللہ کے سر پر سے گولیاں اڑی چلی جا رہی تھیں کیونکہ پانچوں بھائی بے تحاشا فیر کرتے جھپٹتے چلے آ رہے تھے۔ عبداللہ نے سانس روک کر ہاتھ سادھ کر پھر نشانہ باندھا اور فیر کر دیا۔ اس کے منہ سے نکلا وہ صالحہ نے ہاتھ ہٹا کر فاصلہ پر ایک اور بھائی کو گرتے دیکھا۔ اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی۔ عبداللہ بھاگا "یا اخی" کہکر اس نے جنگلی گیت گانا شروع کر دیا وہ کیا جان تھا گویا اس کے سر پر سے گیت گاتی سنسناتی چلی جا رہی تھیں

اور اس کے راگ کے ساتھ ملکر پہاڑی کی صدائے بازگشت گیا ہی مستانہ آوازوں کا سلسلہ پیدا کر رہی تھی۔ گاتے گاتے وہ مڑکر دیکھتا اور "یا اخی" کا نعرہ سن کر فرس طرارے بھرنے لگتا۔ وہ جھومتا گیت گاتا اور گولیوں کا راگ سنتا اڑا جا رہا تھا کہ ایک گولی اس کی ران میں لگی جو پار ہوکر صالحہ کی پنڈلی کو چاٹتی ہوئی نکل گئی۔ اس کے بدن میں ایک برقی جھٹکا سا محسوس ہوا اور بس اپھر ایک سنسنی خیز لہر دوڑتی ہوئی معلوم ہوئی۔ اگر صالحہ نہ چیختی تو شاید اس کو علم بھی نہ ہوتا کہ میرے گولی لگی ہے۔ یہ گولی بس تازیانہ کا کام کر گئی۔ ٹانگ کو اس نے جھٹکا دیکر کہا "شکر ہے ہڈی بچ گئی" گھوما اور نشانہ باندھ کر متواتر چار فیر کئے۔ ایک بھائی اور کم ہوا۔ "یا اخی" کہکر گھوڑا پھیر کر پھر اسی طرح اپنے قبیلہ کے جنگی گیت گاتا اور گولیوں کے شیریں راگ سنتا اڑا چلا جا رہا تھا۔

دراصل صالحہ کے بھائی بیوقوف تھے جو بھاگتے ہی میں فیر کرتے تھے عبداللہ اپنے کو خطرہ میں ڈالکر گھوڑا روک کر فیر کرتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اب صرف تین بھائی رہ گئے تھے۔

عبداللہ کو اگر خیال تھا تو صالحہ کا کہ وہ زخمی ہو گئی ہے۔ گو زخم بہت معمولی تھا۔ وہ اسی طرح گولیوں کے سائے میں اڑا چلا جا رہا تھا کہ اتنے میں ایک گولی اس کے بائیں بازو پر پڑی۔ خوش قسمتی سے وہ بھی پار نکل گئی۔ مگر اس کا ہاتھ جھول گیا۔ غصہ کے مارے اس کے دل کا خون پیشانی پر پہنچا۔ خشمگیں ہوکر اس نے گھوڑا پھیرا۔ صالحہ سر جھکائے عبداللہ کی گود میں ہاتھوں میں منہ چھپائے رو رہی تھی۔ اس کا بایاں ہاتھ بیکار تھا لہذا اس نے صالحہ کے کندھے پر رائفل ٹکاکر تین فیر کئے "وہ مارا" "اب صرف دو بھائی رہ گئے۔ وہ عنقریب ختم ہونے والی جنگ کی فتح کے خیال سے خوش ہو رہا تھا اور گھوڑے کو "یا اخی" "یا اخی" کہکر صاف نکال لیجانا چاہتا تھا کہ اتنے میں اس کے ساتھ ہی ساتھ دو گولیاں لگیں۔ ایک بایاں شانہ توڑتی ہوئی نکل گئی اور دوسری نے بائیں پیر کی پنڈلی کا قیمہ کر دیا۔ وہ جل کر پھر گھوما۔ اس کا ہاتھ کام نہ کرتا تھا مگر صالحہ کا کندھا اس کے بھائیوں کے قتل کے لئے موجود تھا۔ اس نے اس پر رائفل ٹکاکر لگاتار چار فیر کئے اور اب صرف ایک بھائی رہ گیا۔ اس نے پھر گھوڑا دوڑایا اور بھاگا۔

اب عبداللہ کی حالت خراب تھی چار گولیاں کھا چکا تھا اور خون کے فوارے بدن سے چھوٹ رہے تھے پیاس کی شدت سے الگ بیتاب تھا مگر وہاں بھلا پانی پینے کی مہلت کہاں۔ وہ غیر معمولی طاقت کا جوان پہاڑی تھا ورنہ اس کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو گھوڑے سے گر جاتا۔ لیکن اس وقت ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ میں گر رہا ہوں اور اس نے صالحہ سے کہا کہ مجھے سنبھالے رہنا۔ گھوڑا "یا اخی" کی آواز پر طرارے بھرتا چلا جا رہا تھا کہ اتنے میں ایک گولی اس کے پٹھے پر پڑی۔ گھوڑا بدک کر دو لتیاں مار کر بری طرح بھاگا اور "یا اخی" کے لفظ نے اور بھی تازیانہ کا کام کیا۔ گولیاں بدستور اپنا خوشگوار راگ سنا رہی تھیں۔ گو کم تھیں۔ اتنے میں گھوڑے میں جو غیر معمولی تیزی گولی کھا کر آ گئی تھی وہ کم ہوتی معلوم ہوئی۔ اور عبداللہ نے گھوڑے کو جھڑکی دی کہ "او نامرد ایک گولی میں تیرا یہ حال ہے" مگر وہاں گھوڑے کی حالت ہی خراب تھی۔ اب موت عبداللہ کے سامنے تھی۔ اس نے اپنا آخری کارتوس بہت نشانہ سادھ کر استعمال کیا۔ یہ اس کا آخری کارتوس اور آخری فیر تھا۔ رائفل اب گویا تھی جس کو اس نے پھینک دیا۔ بھلا ئے سبب رکھتے کے اس نے گھوڑے کو اب ایک طرف کر دیا۔ گولیاں چلنا بند ہو گئیں "کیا صالحہ کے بھائی کے پاس بھی کارتوس ختم ہو گئے؟" عبداللہ نے دل میں سوچا مگر پھر دل ہی نے جواب دیدیا کہ اب صالحہ کے بھائی کو اپنے کارتوس خراب کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ وہ اس کا نہ تو کچھ بگاڑ سکتا تھا اور نہ بھاگ کر جا سکتا تھا گھوڑا ہلکا مگر تیز قدم چال جا رہا تھا اور عبداللہ کو تکلیف سی ہو رہی تھی کہ ایک دم سے گھوڑے نے گردن ڈال کر پھریری سی لی اور صالحہ اور عبداللہ کو لے کر منہ کے بل گرا عبداللہ نے سنبھلنا چاہا مگر اپنے کو قطعی بیکار پایا۔ اس نے بمشکل گھٹنوں کے بل رینگ کر گھوڑے کے ماتھے پر شکریہ کا بوسہ دیا۔ جو اب دم توڑ رہا تھا۔

صالحہ کا بھائی اب قریب آگیا تھا۔ عبداللہ نے صالحہ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا جو اپنا منہ ہاتھوں میں چھپائے ہوئے رو رہی تھی۔ عبداللہ نے صالحہ کے بھائی کو قریب آتا دیکھکر اپنا خنجر نکال لیا۔ وہ گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا جھوم رہا تھا بھائی نے دس پندرہ قدم کے فاصلہ پر پہنچکر گھوڑا روک لیا وہ اس عبرتناک منظر کو بھلا کن نظروں سے دیکھ رہا ہوگا۔ بدقسمت بھائی! قبل اس کے کہ وہ کچھ بولے عبداللہ بولا "سمجھا جب تک میں زندہ ہوں اور میرے بدن میں ایک رمق جان بھی باقی ہے تو اپنی بہن کو مجھ سے نہیں لے سکتا گولی میرے سینہ میں مارنا ورنہ تجھے بھی زندہ نہ چھوڑوں گا!"

صالحہ نے اپنے روتے ہوئے چہرے پر سے ہاتھ ہٹا کر عبداللہ کی بغل میں سے جھانک کر دیکھا کہ بھائی نے کندھے پر رائفل لگا لیا ہے اور فائر کرنا ہی چاہتا ہے وہ کھڑی ہو گئی اور بھائی کو رائفل ہٹانا پڑا کہ کہیں صالحہ کے نہ لگ جائے۔ کیونکہ عبداللہ جھوم رہا تھا اور بل کھا رہا تھا۔ عبداللہ نے مڑکر صالحہ کو بٹھا دیا اور پھر بھائی کی طرف مخاطب ہوکر کہا "میں کہہ چکا کہ جب تک زندہ ہوں میں تیری بہن کو نہ چھوڑوں گا میں نے کل سے اس وقت تک " عبداللہ نے اپنا خشک حلق تھوک سے تر کرتے ہوئے کہا "آٹھ قتل اس کی خاطر کئے ہیں جن میں سے چھ تیرے بھائی ہیں"

"وہ دو اور کون ہیں؟" یہ کہتا ہوا صالحہ کا بھائی گھوڑے پر سے اتر پڑا۔

عبداللہ نے صالحہ کو اس طرح بغل میں دبا کر [illegible] کہ گویا "مال غرب پیش عرب" گویا صالحہ کا بھائی اسے چھیننے آ رہا ہے۔ وہ بولا "جب تک میری جان میں جان ہے کہیں صالحہ کو واپس لینے کا خیال بھی دل میں نہ لانا" یہ کہکر اس نے خنجر کو چمکایا۔ لیکن بھائی رک گیا اور اس نے پھر پوچھا تو عبداللہ نے ان دونوں بہادر فردوروں کے قتل کا قصہ سنایا۔

صالحہ کا بھائی کچھ فاصلہ پر بیٹھکر اس دردناک منظر کو دیکھ رہا تھا اور سر جھکائے ہوئے نہ معلوم کس سوچ میں پڑا تھا عبداللہ پر کمزوری غالب آ رہی تھی اور اس کو اندیشہ تھا کہ کہیں میں بیہوش نہ ہو جاؤں اور صالحہ کا بھائی موت سے پہلے گویا زندگی ہی میں صالحہ کو نہ لے لے۔ اس نے کمزور مگر بلند آواز میں کہا۔ "اگر تو مرد ہے تو مجھے جلدی مار دے اور میرے بیہوش ہونے کا مت انتظار کر"

بھائی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ اپنی بہن کو پکارا "صالحہ جیسے

عبداللہ نے معلوم کس نیت سے صالحہ کی طرف دیکھ کر کہا "تیرا بھی جانا بہتر ہو" حالانکہ صالحہ بیقراری ہو گئی اور اس نے بجائے جواب دینے کے اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھپا کر رونا شروع کیا۔ صالحہ کا بھائی ایک عجیب پریشانی میں تھا اور یہ صین اس کو بے تاب کئے ہوئے تھا۔ وہ کھڑا ہو گیا۔ اور پھر اس نے کہا "صالحہ۔ صالحہ میرے ساتھ چل" عبداللہ نے کہا "بھائی اگر وہ جانے میں نہ روکوں گا" صالحہ اسی طرح سسکیاں لے کر رو رہی تھی۔ عبداللہ نے پھر صالحہ کے بھائی سے بطور آخری اپیل کے کہا۔ "مجھے مارنا ہے تو جلدی کر مجھ پہ بے ہوشی کا غلبہ ہو رہا ہے۔" عبداللہ صالحہ کے بھائی کی طرف دیکھ رہا تھا جو سر جھکائے خدا جانے کیا سوچ رہا تھا۔ کہ اس نے عبداللہ کے بار بار کے تقاضے پر عبداللہ کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور ایک عجیب لہجہ میں کہا: "عبداللہ میں تجھ کو نہیں مار سکتا۔"

عبداللہ نے ناامید اور متعجب ہو کر پوچھا "کیوں؟"

صالحہ کے بھائی نے کہا "اس لئے ...... اس لئے کہ مجھے تیرا وہ جملہ یاد آ رہا ہے۔"

"کون سا جملہ؟"

"وہ جو تو نے اس روز مجھ سے کہا تھا جب میں نے تجھے اور صالحہ کو جدا کیا تھا"

عبداللہ پر کمزوری کے غلبہ کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہوا چاہتی تھی مگر معلوم نہیں وہ کس طرح اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھا۔ اس کا دماغ کام نہ کرتا تھا۔ اس نے یاد کرنے کی کوشش کی۔ اس کا دماغ بے کار سا ہو رہا تھا اس کو یہ بھی یاد نہ آیا کہ اس نے کب جدا کیا تھا۔ اس نے کہا "وہ کیا جملہ تھا مجھے نہیں معلوم۔"

صالحہ کے بھائی نے کہا "تو نے کہا تھا ...... سچ کہا تھا ...... اس نے ذرک کر کہا "تو نے مجھ سے کہا تھا کہ تیری بہن کو مجھ سے زیادہ کوئی آرام سے نہیں رکھ سکتا واقعہ یہ ہے کہ تو نے سچ کہا تھا اور میں مان گیا کہ تجھ سے زیادہ کوئی دوسرا میری بہن کی قدر نہیں کر سکتا۔"

یہ وہی بھائی تھا جس سے عبداللہ نے یہ الفاظ کہے تھے اور اب اس نے خود دیکھ لیا کہ عبداللہ اس کی بہن کے لئے کیا کچھ نہ کر چکا تھا اور کیا کچھ نہ کرنے کو تیار تھا۔

عبداللہ نے خنجر پھینک کر دونوں ہاتھ پھیلا دیے اور صالحہ کے بھائی نے رائفل پھینک کر دوڑ کر اپنے زخمی بہنوئی کو گلے سے لگا لیا۔ بے ہوش ہو کر گرتے گرتے عبداللہ نے صالحہ کے بھائی کی پیشانی چوم لی۔ صالحہ کا بھائی رو رہا تھا اور بوتل سے پانی لے کر عبداللہ کے گلے میں ٹپکا کر اس کی جان بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔

(۸)

اس واقعہ کے تین سال بعد کا قصہ ہے کہ حج کے موقع پر آٹھ آدمی ایک عورت اور ایک بچہ مکہ معظمہ میں میں نے دیکھے۔ ادھر ادھر کی چہل پہل میں دیکھا تو عجیب دلکش نظارہ تھا۔ دو برس کے بچہ پہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آٹھوں فدا تھے۔ دوران طواف میں بچہ کبھی ایک کے کاندھے پر تھا تو کبھی دوسرے کے کاندھے پر۔ ان میں سے ...... اچھے تھے اور کس قدر جاذب نگاہ تھے اس گروہ کے گرد میں ایک عجیب کشش تھی۔ اگر ان میں سے کوئی بھی ذرا سا بچھڑ جاتا تو وہ سب پریشان سے ہو جاتے تھے۔ ان میں سے کسی کو بھی گوارا نہ تھا کہ ایک دوسرے کی نظروں سے لمحہ بھر کے لئے بھی اوجھل ہو جائے۔ عورت عربی یا بالفاظ دیگر مشرقی حسن کی تصویر تھی۔ اس کا چہرہ خاموش اور سنجیدہ تھا مگر اس وقت اس کا خاموش اور متین چہرہ بھی اندرونی جذبات کو چھپا نہ سکتا تھا۔ جب اس کا خوبصورت اور تندرست بچہ اس کندھے سے اس کندھے پر جاتا تھا اور سارے بوسوں کے اس کا معصوم چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ طرز و انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ ان میں سے ایک گشیدہ قامت جوان جو اپنے ساتھ والوں سے ذرا مختلف ہے اس خاتون کا شوہر ہے۔

اس کے بعد میں نے مدینہ میں اس ٹولی کو گنبد خضرا کی چوکھٹ پر عقیدت کے پھول چڑھاتے دیکھا اور وہاں کا منظر ایسا تھا جو میں کبھی نہ بھولوں گا۔ بہرحال میں نے اپنے گائڈ کی امداد سے ان اچھے لوگوں سے تعارف حاصل کیا اور پھر شام کو ان کی جائے قیام پر جا کر یہ قصہ [illegible] کا سب کی زبانی سنا۔ ایک ہی وقت میں بعض اوقات دو تین بھائی [illegible] تھے اور کبھی کوئی واقعہ رہ جاتا تو دوسرا بتا دیتا۔

سب کچھ میری سمجھ میں آ گیا مگر نہ سمجھ میں آیا تو یہ کہ آخر اتنی گولیاں چلیں اور کوئی نہ مرا! گولیوں کے نشان دیکھے جن میں سے دو کے داہنے سینہ کو توڑ کر عبداللہ کی گولی نکل گئی تھی۔ کسی کے شانے میں لگ کر پشت کو توڑ کر نکل گئی تھی۔ ایک کے داہنی جانب پسلیوں کے نیچے عین کھال کی سطح پر گولی ایسی رکھی ہوئی تھی کہ ہاتھ سے پکڑ لو۔ میں دل میں کہہ رہا تھا کہ کاش یہ میرے پڑوسی ہوتے۔ وہ سب ایک ہی جگہ رہتے تھے اور بہت خوش تھے۔

جب ریف کی جنگ مجاہد اعظم عبدالکریم نے شروع کی تو بار بار مجھے ان بھائیوں کا اور عبداللہ کا خیال آتا تھا اور لوگ ہسپانوی شکست پر تعجب کرتے تھے اور میں پہلے ہی سے جانتا تھا کہ یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ جنگ ہوئی تھی اور ختم بھی ہو گئی۔ لیکن پھر بھی یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی کہ کس طرح اتنی گولیاں چلیں اور ایسی ایسی جگہ لگیں لیکن کوئی نہ مرا۔ خوش قسمتی سے یہ معمہ بھی حل ہو گیا۔ ہسپانوی اور فرانسیسی طبی کمیشن کی رپورٹ کا حسب ذیل اقتباس قابل غور ہے جو ہسپانوی نمائندے نے فرانسیسی جنرل سے جنگی مشاورت کے دوران میں کیا تھا اور جو اس کمیشن کے روبرو بطور شہادت کے پیش کیا گیا۔

عموماً ریفی ایک گولی سے نہیں مرتے تاوقتیکہ وہ پھٹ جانے والی نہ ہو۔ ستر فی صدی ریف کے پہاڑی لوگ سینہ پر گولی کھا کر بھی بچ جاتے ہیں۔ بشرطیکہ دل محفوظ رہے۔ لیکن فرانسیسی یا ہسپانوی زخمیوں میں سے ستر فیصدی اس قسم کے زخمی ضرور مر جاتے ہیں۔ (نظام المشائخ)

رضائے الٰہی کے شیدائی

نہیں مل سکتے ہیں تو وہ مولوی کے خریداروں میں تلاش کیجئے یہی وہ لوگ ہیں جو اسلامی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں مسلمانوں کے انتشار کی جہاں ہزاروں مثالیں اسلام کی صورت کو داغدار بنائے ہوئے ہیں وہاں ایک عدیم المثال اتحاد کی کیفیت ناظرین مولوی میں دیکھ سکتے ہیں سنی، شیعہ، مقلد، غیر مقلد، احمدی، بہائی غرض ہر فرقہ کے پیرو مولوی کی کمان امانت لیتے ہیں، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مولوی کی بڑی کامیابی ہے کہ اس نے تمام فرقوں کو ایک مرکز پر جمع کر دیا، وہ خالص اسلام کا داعی ہے، اور اس کے پڑھنے والے نمونہ اکثر المسلمین ہیں، کس قدر خوشی ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ جس قوم کے دو حقیقی بھائی متحد الخیال ہی بالکل ہوں ہیں وہاں خدائی لشکر کے اٹھارہ ہزار سپاہی یک جان و یک قالب ہیں، اللہم الف بین قلوبہم انحادوا.

کوئی مہینہ ایسا خالی نہیں جاتا، کہ خریداروں کے بڑھانے کی اپیل نہ کی جائے، اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ ساتھی اس کے عادی ہو گئے ہیں، جس مہینہ ذرا بھلا کر ہوا اپیل ہوئی اور یہ خدائی سپاہی بھی آرام کرنے لگے، جہاں بگل بجا اور سب ہوشیار ہو گئے، اس لئے ہر مہینہ بڑے شدومد سے اسی سوال کو دہرانا پڑتا ہے، ابھی پچھلے مہینہ کی بات ہے اپیل میں زور نہیں تھا، یہ مہینہ جیسا گذرا ہے ہمارا دل ہی جانتا ہے یہاں یہ کیفیت ہے کہ ذرا کام میں ڈھیل ہوئی اور قرض خواہوں نے بوٹیاں نوچنی شروع کر دیں

چیل کے گھونسلے میں ماس کی تلاش محکمہ انکم ٹیکس کی ستم ظریفی دیکھئے کہ غریب مولوی کے پاس حکم آیا ہے کہ حساب بتلاؤ تاکہ انکم ٹیکس لگایا جائے یہاں صحیح حساب کتاب کہاں تھی رسالہ کے دفتر میں صرف تین آدمیوں کا عملہ ہو، اور جس میں کارکن مالک بھی ہو، اڈیٹر بھی، منیجر بھی ہو محرر بھی، کاتب بھی ہو اور چپراسی بھی اور جن سالہا سال سے ہمیشہ تا فرج کے دست کرم اور اعانت و خیرات کا رہین منت رہے وہاں آمدنی اور انکم ٹیکس کا سوال ہی دیوانہ سا ہونے کا کام دے گا، یہی ہوا، ایک الٹا ایک حد کا حساب تعجب ہو جب انکم اڈکر پچاس روپے ماہوار اکاؤنٹس پر خرچ کئے جائیں، اور یہاں پورے عملے پر ساٹھ روپے خرچ ہوتے ہیں وہ تو میری شبانہ روز کی محنت ہے جو کام پورا کرا دیتی ہے خونکہ حساب کتاب صحیح تو نادار تخمینہ لکھنا پڑا، واقعہ ہے کہ اختتام تخمینے کے بعد چکرا گیا مولوی کا سالانہ خرچ پچیس ہزار پانسو چار روپے، اور آمدنی اندازہ تقریبا سولہ ہزار اور نفع کتب تقریبا ۳ ہزار ساڑھے پانچ ہزار کا گھاٹا، پھر سوچ ہوا کہ آخر یہ رقم پوری کیونکر ہوتی تو معلوم ہوا کہ صرف قرضہ بڑھ رہا ہے، ہنوز کے اختتام تک گیارہ ہزار نو سو چھیتر کا قرضہ تھا، وہ تو خدا کے فضل سے آپ کے پرچہ کی ساکھ ایسی ہے کہ قرض خواہ مشفق ہیں، ورنہ لینک کیا لیجے دیجے، بہر حال انکم ٹیکس بہادر کا یہ احسان ضرور ہوا کہ اندھیرے سے اجالے میں آگیا، اب آپ ہی بتلائیے کہ اگر میرا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے نہ رہ جاتا تو اور کیا ہو،

یہ نہ سمجھئے کہ اس روداد کے بعد میں کوئی خالص نقد اعانت چاہتا ہوں، حاشا ایک پیسہ بھی منت لینا نہیں چاہتا صرف اخلاقی مدد چاہتا ہوں، اور اس کے آگے کسی سے بھیک نہیں بلکہ مطالبہ کرتا ہوں

(۱) مولوی کے لئے اس مہینے میں جس قدر بھی زیادہ سے زیادہ کوشش سے خریدار مہیا کر سکیں خریدار مہیا کر دیجئے ۲۰ ہزار خریدار ہو جائیں تو سالانہ نقصان میں نصف کی کمی ہو جائے اور موجودہ قرضہ کا بڑا حصہ ادا ہو جائے اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہر صاحب استطاعت ایک جلد کتاب الاسلام خریدے، کتاب الاسلام کی فہرست مضامین آئندہ صفحات میں ظاہر اگر یہ بار اعتبار ہوں تو کوئی معرض کرے گا کہ ایسی کتاب اردو تو اردو کسی زبان میں بھی آج تک نہیں لکھی گئی، اور میرا یقین ہے کہ اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد عیسائی مسلمان ہو جائے گا، جس کے سامنے اسلام ہر وقت آئینہ ہوگا، پھر ۷۲۰ صفحے کی ضخیم کتاب ہے اور قیمت صرف چار روپے، اگر آپ ۸ ہزار دوستوں میں سے ہر ایک صرف ایک ہزار ہی اس مہینے ایک کتاب خریدنے کی اعانت فرما دیں تو ایک تہائی قرضہ ادا ہو جائے، خدا علیم ہے کہ میں نے کفایت اور پیسے پیسے کی حد کر رکھی ہے، ایک ایک پیسہ کی بچت کا متلاشی رہتا ہوں، اس قرضہ میں ایک پیسہ بھی میرے ذاتی اخراجات کے قرض کا نہیں ہے،

آئندہ پرچہ مسلمان نمبر ہوگا. رجب ۱۳۵۷ھ سے مولوی کی سولہویں جلد شروع ہوتی ہے اور اس جلد کا پہلا نمبر مسلمان نمبر ہوگا، اور انشاء اللہ اپنی نوع کا عجیب و غریب نمبر ہوگا، اس میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمان کیسا ہونا چاہئے، یہ پرچہ اسلامی تعلیمات کا بیش بہا مرقع ہوگا، خدا کرے مضامین ویسے ہی لکھے جا سکیں جیسا میں نے خاکہ تیار کیا ہے اس پرچہ کے تمام مضامین اگر کتاب کی صورت میں شائع ہوں تو ۲۵۶ صفحات میں آئیں اور اتنی ضخامت کی کتاب ایک روپیہ میں بکتی ہے، اگر دیکھا جائے تو اس حساب سے ایک روپیہ کا تو صرف یہی ایک پرچہ ہوا، کیا آپ مولوی کے خریدار مہیا کرتے وقت لوگوں کو یہ بتلا کر بھی ان سے ایک دو پیہ سالانہ وصول کرنے میں ناکام رہیں گے، جو توجہ کرتے ہیں وہ بلا تکلف بیچارے بھی ہوشیار رہتے ہیں، خطاب تو ان سے ہے جو کر سکتے ہیں اور نہیں کرتے یا ذرا سی بھی دلم و دوش سے اکتا جاتے ہیں،

پچھلے پرچے میں ان معاونین کے اسمائے گرامی شائع ہوئے تھے وہ سب جولائی کے تھے اور اس پرچہ میں اگست کے نام شائع ہوں گے مقصد یہ ہے کہ اس مہینہ خریدار بنانے والے بھائیوں کی کافی سرد مہری رہی، طویل فہرست سے یہ اندازہ نہ کیجئے گا، کہ اس مہینے بھی مولوی صاحب کی دعوت خوب زور سے ہوئی، اس مہینے میں مولوی صاحب کا اکثر وقت رہا اور سوڈا و نمک کا پانی بھی نہیں ملا۔

اب ان رضائے الٰہی کے شیدائیوں سے بھی روشناس ہو لیجئے جو مولوی کی اشاعت میں صرف خدا اور رضائے خدا کو سامنے رکھ کر کوشش کرتے ہیں، اللہ ناصر انکی ہمیشہ مدد فرمائے اور دنیا و دین کی ہر نعمت سے وہ بہرہ مند ہوں، آمین یا رب العالمین

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
عالی جناب غلام نبی صاحب ہانسی	۳	جناب حافظ قمر الدین صاحب	۲
۔ ایم اسحاق خاں صاحب آگرہ	۵	۔ محمد منصور صاحب سیالپور	۲
۔ احمد میاں صاحب احمد آباد	۲	۔ شیخ نور محمد صاحب پونہ کیمپ	۲
۔ فیض محمد خاں جمعدار صاحب	۳	۔ افضل الدین صاحب	۳
۔ ڈاکٹر محمد حسین صاحب احمد آباد	۲	۔ محمد عبدالحیٔ صاحب	۵
۔ نصر احمد خاں صاحب فارسٹ	۲	۔ مولوی محمد علی صاحب	۲
۔ عبدالمجید صاحب	۲	۔ محمد سلیمان خاں صاحب لکھنؤ	۲

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
عالیجناب سید حیدر حسین صاحب کانپور	۲	جناب محمد خان صاحب مستان نیرو	۱	سید یوسف صاحب سپیا ماسٹر [illegible]	۴	جناب محمد عبدالبصیر صاحب حیدرآباد	۱
" عزیز احمد صاحب لکھنؤ	۴	" سید محمد شفیع علی صاحب لکھنؤ	۱	حافظ فقیر اللہ صاحب گورکھپور	۲	" ایس ایم مصطفیٰ صاحب پٹنہ	۲
" شیخ محمد صاحب سہاگپور	۲	" حسن خانصاحب نجن گاڑ	۱	" سلیمان یاسین صاحب صادقیہ	۳	" سید احمد صاحب کالیکٹ	۳
" حیات خانصاحب کونڈیلی	۲	" سید محبوب علی صاحب ننڈیال	۱	" محمد حسین امین صاحب فتحپور	۳	" اصغر علی صاحب قاب نگر	۲
" حکیم صاحب دریگا ورکشاپ	۲	" محمد شریف صاحب پھولری کلیان	۱	" مولوی فضل حق صاحب گورکھپور	۲	" فضل حسین صاحب کنڈیان	۴
" میر احمد علی صاحب حیدرآباد دکن	۵	" امیر ادریس صاحب علی پور کلکتہ	۱	" عصمت اللہ صاحب فیروزپور	۲	" محمد ہدایت اللہ صاحب [illegible]	۱
" عبدالسبحان صاحب کولاری	۳	" علی اللہ صاحب پرتاب گڑھ	۱	" ایم حبیب الحق صاحب مہو	۲	" محبوب خاں صاحب ناگپور	۳
" نور محمد صاحب پشاور	۳	" سید جلال الدین صاحب وکیل بھگاڑو	۲	حافظ مظہر الحق صاحب کوہاٹ	۲	" محمد امیر بخش صاحب کھنی مروارہ	۲
" عبدالحمید خاں صاحب نانشہ	۳	" عبدالغنی صاحب سانجھر لیک	۳	" سراج الحق صاحب ہوشیارپور	۲	" حافظ عبدالغفور صاحب جونپور	۳
" قاضی محمد رفیع الدین صاحب سانگلی	۲	" محمد اسمٰعیل صاحب مدوباس	۲	" شیخ نبی بخش صاحب مظفر گڑھ	۳	" شجاعت حسین صاحب لشکر	۳
" عبدالرزاق صاحب خانپور	۲	" مولوی حاتم علی صاحب ہوشیارپور	۲	" عبداللہ صاحب ٹیلر ماسٹر بلیا	۲	" جناب قاضی گل حسین صاحب بہار	۴
" منشی قادر بخش صاحب آگرہ	۲	" ملک عبدالحق صاحب کاروار	۲	" محمد رشید الدین صاحب ٹریلی کین	۵	" محبوب علی صاحب حیدرآباد	۲
" ایم ولایت اللہ صاحب کراچی	۷	" الٰہی بخش صاحب پاتھر ڈیہہ	۱	" حافظ عبدالکریم صاحب جاورہ	۲	" محمد بسم اللہ صاحب بڑنیرہ	۲
" خلیل محمد صاحب پہلور	۲	" سلامت حسین صاحب بریمن برگنج	۱	" محمد یوسف علی صاحب دمہراجی	۲	" محمد سلیم صاحب بیگھیا	۲
" اللہ دین صاحب حلوائی	۲	" ایم عبداللہ صاحب ٹریلی کین	۲	" عاشق علی صاحب رتبک	۴	" محمد یعقوب صاحب گونڈہ	۲
" حیدر بیگ صاحب جہلم	۳	" سید حسین پیر صاحب کرنول	۷	" ایم ڈی آدم صاحب بیادگی	۲	" حاجی طالب ولد محمد صدیق صاحب	۲
" چودھری علی محمد صاحب دہاروال	۲	" شاہ نبی محی الدین صاحب رائچور	۵	" محمد سرفراز الدین صاحب [illegible]	۱	" منصور بن اسلم صاحب بیرگی	۴
" محمد حبیب احمد صاحب شاہجہانپور	۲	" سید شعبان علی صاحب لکھنؤ	۱	" سید دلاور علی صاحب ماہم	۳	" محمد صاحب ایس آئی بیگن پلی	۳
" حاجی حافظ محمد یوسف صاحب آشٹہ	۵	" مولوی عزیز الدین صاحب چرتھاول	۱	" احمد خان صاحب جاورہ	۳	" میر احمد شاہ صاحب ننگرگی	۴
" عبدالصمد صاحب کراچی کیمری	۲	" عبدالحمید صاحب لاہور	۱	" سید عبدالرحیم صاحب حیدرآباد	۳	" حافظ محمد حنیف صاحب لوکاہا	۱
" عبدالخالق صاحب افسر مدرس بہانی	۴	" سید بشیر احمد صاحب رضوی	۳	" غوث بخش صاحب جلال پور پیروالہ	[illegible]	" ایم اے رشید صاحب لاہور	۵
" احمد نور صاحب دہار بازار	۲	" محمد حنیف شاہ صاحب فیض آباد	۲	" سید وصی الدین صاحب رانچی	۲	جناب مولوی مہر محمد بخش صاحب [illegible]	۱۰
" ولی محمد صاحب منڈلہ	۲	" مولوی ابراہیم صاحب دیوہا	۲	" ہارون عبدالحمید صاحب [illegible]	۲	" محمد یعقوب علی صاحب طاہم	۵
" امیر الحسن صاحب رنگپور	۲	" نواب خان یاسین خان صاحب [illegible]	۲	" عبدالغفور صاحب باران	۱	" ایم اے منشی صاحب کوسمر	۲
" نیاز احمد صاحب جالندھر	۲	" ایس ایم عبدالسلام صاحب [illegible]	۵	" نذیر الحسن صاحب صوفی علی گڑھ	۱	" فتح محمد صاحب بیلاڑہ	۱
" سردار خانصاحب رائچور	۳	" مولوی عبدالرشید صاحب بھوپال	۴	" ایوب احمد صاحب لال گنج	۱	کے ایم اے بانڈے صاحب لاہور	۳
" شیخ محمد حسین صاحب محمد عثمان بمبئی	۴	" محمد قمر الدین صاحب حیدرآباد دکن	۳	" نذیر احمد صاحب ہردوئی	۱	شرف الدین صاحب سید سرفراز	۳
" منشی ظہور حسین صاحب منگلوری	۲	" محمد اسحاق صاحب بنارس چھاؤنی	۲	" حافظ نور محمد صاحب شاکر دوارہ	۳	" محمد اعظم صاحب ننڈلورگ	۳
" ملک عبدالحی صاحب تھیاگی	۳	" سید ادریس صاحب منگولی	۳	" امتیاز احمد صاحب آگرہ	۱	" عبدالمجید صاحب اسلام آباد	۲
" بشیر حسین صاحب کھم	۳	" فضل احمد صاحب دہلپور	۲	" حامد علی صاحب بہاولپور	۱	" عبدالوحید خاں صاحب ملکنڈہ	۳
" سردار خان صاحب [illegible] دہری	۱	" فرزند علی صاحب فیروزپور	۲	" ایم حیات شریف صاحب کھم	۲	" نذیر الدین صاحب سورت گڑھ	۱
" محمد معین احمد صاحب بخارا	۱	" محمد ولی حیدر صاحب پرنیی	۳	" بادام گل صاحب پیر پیائی	۴	" محمد عثمان صاحب اینا کو فرخ آباد	۱
" عثمان گل صاحب لاہور	۱	" محمد جلیل صاحب غازیپور	۱	" محمد عبداللطیف صاحب ترستارہ	۳	" عبدالمجید صاحب ایوت محل	۴
جناب ڈاکٹر عبدالستار صاحب احمد پور [illegible]	۳	" نذیر احمد صاحب شولاپور	۲	" قاری عبدالقیوم صاحب کرسی	۱	" حاجی محمد نعمت اللہ صاحب [illegible]	۲
" کے شیخ مہران صاحب کوکناڈا	۲	" عبدالرحمان صاحب واچیلنگ	۲	" محمد بشیر صاحب راکھا	۱	" مشتاق حسین صاحب آگرہ	۷
" نبی شریف صاحب حیدرآباد دکن	۴	" غلام معین الدین صاحب بیگو سرائے	۲	" ایس ایم حسن صاحب احمد نگر	۲	" فضل الٰہی صاحب ڈلہوزی	۵
" خان محمد صاحب مسلوانی	۲	" محمد حسین صاحب رائچور	۳	" معرفت شاہ صاحب پشاور	۳	" محمد بشیر صاحب جاورہ	۳
" محمد خان صاحب کلرک مدنک	۱	" مولوی نعیم الدین صاحب گوالیار	۲	" حبیب الرحمان خانصاحب	۲	**ابھی بہت باقی ہیں**	

پھر ایک سال کے بعد

بللہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

کتاب الاسلام چھپ کر طیار ہے

پورے ایک سال تک خاموشی سے کام کرنے کے بعد خدا کے فضل نے مجھے اس قابل کیا کہ آپ کو کتاب الاسلام کے مکمل ہونے کی خبر سنا دوں، عمر میں پہلی مرتبہ یہ حماقت کی تھی کہ کتاب چھپنے سے پہلے روپیہ پیشگی منگایا، اور وہی راس نہ آیا، میرا دل ہی جانتا ہے جیسی زحمت پیش آئی اس کتاب میں انتہائی ہے، پہلا اڈیشن پورا کتابت شدہ ردی کیا، اسمیں ۸ سو روپے سے کچھ زائد ایسے برباد ہوئے کہ وہ اس اڈیشن میں ذرا بھی کام نہ آئے دوستوں کے طعنے سنے جنہوں نے پیشگی روپیہ دیا تھا انہوں نے یہی سمجھ لیا، کہ روپیہ جمع کرنے کا خوب بہانہ بنایا، سب کی سنتا اور مصروف عمل رہتا، خدا کی کریمی تھی، کہ اس نے اس نقصان کے بعد مجھے ایسا خاکہ طیار کرنے کی توفیق دی جس سے یہ کتاب اب ہندوستان کی ہر مذہبی کتاب سے ممتاز ہے اور اس قدر جامع اور اسلامی تعلیمات سے پر آج تک کوئی کتاب کسی زبان میں نہیں طیار ہوئی

کتاب الاسلام میں اوامر و نواہی اسلام اور قانون شریعت کی تفصیل تو ہے ہی لیکن بڑی ضرورت اس زمانہ میں یہ ہے کہ انسان اپنے مذہب کو عقلی طور سے سمجھ کر اور دوسرے ادیان سے موازنہ کر کے اس کو اختیار کرے، ہم میں سے ہزارہا بھائی صرف اس لئے مسلمان ہیں کہ وہ مسلمان ماں باپ کی اولاد تھے یا انہوں نے چند فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کر لیا۔ اور قانون شریعت سے بلاواسطہ روشناس ہوگئے، کتاب الاسلام میں بتلایا گیا ہے، کہ مذہب کسے کہتے ہیں اور مذہب دنیا میں کب سے ہے؟ مذہب کی صداقت کا معیار کیا ہے، دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے؟ مذہب اور مذہب اسلام میں کیا فرق ہے؟ دنیا کے مشہور مذاہب کون کون سے ہیں اور کب سے ہیں اور انکی امتیازی خصوصیات کیا ہیں؟ اسلام سچے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں، اسلام کسے کہتے ہیں اور مسلمان کون ہوتا ہے اسلام دنیا میں کب سے ہے اور اسمیں کب تک باقی رہنے کی صلاحیت ہے؟ دوسرے مروجہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے، اسلام اور اس کی صداقت پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں اس کا کیا جواب ہے، اسلام اور اس کی تعلیمات کے متعلق غیر مسلموں کی کیا رائے ہے؟ اسلام کی اہم تعلیمات کیا ہیں اور آج کل کے مسلمان ان تعلیمات پر کس حد تک عمل پیرا ہیں اسلام کی اہم تعلیمات کن کتابوں میں ہیں اور وہ کتابیں کب اور کیسے بنیں، وحی و الہام اور اس کے اقسام، نزول وحی کیفیت، قرآن و حدیث کی تاریخ، اسلامی تعلیم کو سمجھنے کے لئے قرآن و حدیث کے علاوہ کن کتابوں کی معلومی ضرورت ہے، یہ وہ چیزیں ہیں کہ اگر ایک مسلمان ان سے بہرہ ور ہو جائے تو وہ ہی صحیح معنوں میں سچا مسلمان ہے اور دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان کو ہرگز ہرگز مرتد نہیں بنا سکتی مجھے تو یقین ہے کہ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد آریوں اور عیسائیوں میں ہلچل پڑ جائیگی اور انکی شدھی اور بپتسمہ کی فیکٹریاں بند ہو جائیگی

کتاب الاسلام حالات حاضرہ کو ملحوظ رکھ کر بہترین کتاب ثابت ہوگی، مذکورہ تعلیمات کے علاوہ خالص اسلامی اصول کا تذکرہ بھی اس کتاب میں بہت مفصل ہے مثلاً علم کلام فقہ، اسلامی آداب و اخلاق، اسلامی تصوف، اسلام کے مشہور فرقوں کے حالات، اس کے بعد اسلامی عقائد ہیں اور اس قدر تفصیل سے ہیں کہ شاید ہی کوئی کتاب اتنے بڑے مجموعہ کی حامل ہو، اس کے بعد عبادات ہیں، یہ اس کتاب کا سب سے بڑا حصہ ہے اور کوئی مسئلہ ایسا نہیں چھوڑا گیا ہے جو انسانی ضروریات کے لحاظ سے ذہن میں آسکے اور اس کا جواب اس کتاب میں نہ ملے، اس کے بعد سنن و مستحبات عبادات اور اعمال و اوراد و اوراد ہیں، پھر معاملات اور آخر میں اسلامی تصوف، ریاضات اور مجاہدات

پچھلے سال جب کتاب الاسلام کا اعلان کیا تھا تو اندازہ تھا کہ کتاب آٹھ سو صفحات پر ختم ہوگی لیکن جب جدید خاکہ طیار کیا، تو اس کی ضخامت میں غیر معمولی وسعت ہوگئی اور اب ۱۲ سو صفحات کے قریب پہنچ گئی ہے کاغذ بھی بہت دبیز اور اعلیٰ ہے اس لحاظ سے اس کی قیمت چھ روپے ہونی چاہئے تھی اور سابقہ کتاب ردی شدہ کے نقصان کو ملا کر میری لاگت اسپر چار روپے فی جلد آئی ہے اب اگر وہی مشتہرہ قیمت چار روپے رکھتا ہوں، تو زیادہ سے زیادہ میرا لگا ہوا روپیہ واپس مل سکتا ہے اس وقعہ یہی، یہ اڈیشن میں چار روپے فی جلد کے حساب سے ہی دونگا اس لئے آپ لوگ بلا تاخیر منگالیں

جن حضرات کے پیشگی روپے لگے ہوئے ہیں ان کو بہرحال یہ کتاب دو روپے میں ہی دی جائیگی، لیکن اب محصول ڈاک بجائے ۱۰ ر کے ایک روپیہ ہو گیا ہے نیز کتاب بلا جلد بھی نہیں آسکتی، کیونکہ میں نے سب کی جلدیں بنوانے کا ٹھیکہ دیدیا ہے اس لئے اس لئے ۸ ر جلد چرمی کے اور ۱۰ ر اضافہ محصول کے ۱۴ ر کا وی پی انکو جائیگا اس لئے وہ ۱۴ ر کے وی پی کا انتظار فرمائیں، اگر ان میں سے کسی بھائی نے اپنا مقام بدل دیا ہو تو فوراً اطلاع دیں۔

بعض بھائیوں نے اپنے روپے کے بدلے کتابیں منگاتے وقت اس کا وعدہ لے لیا تھا کہ جب کتاب طیار ہوگی تو وہ دو روپے کے حساب سے ہی لیں گے، اور انکو تحریری یادداشت بھیجدی گئی تھی، وہ بھائی ہی میری تحریر بھیجکر دو روپے میں کتاب لے سکتے ہیں، اس کے علاوہ کسی طرح بھی رعایت کی گنجائش نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ حضرات محض مجھے رعایت کے متعلق لکھکر مجھے نادم نہ فرمائینگے،

دوستوں کو ترغیب دیجئے کہ اگر انہیں توفیق خرید ہو تو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں یقین فرمائیے کہ اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ کو یقین کرنا ہوگا کہ اسلام حقیقت میں سب سے بہتر صحیح راستہ ہے اور متحیر ہو جائینگے کہ اسلام میں کیا کیا خوبیاں ہیں

[illegible] فہرست مضامین [illegible]

[illegible] کتاب کی فہرست [illegible] مضامین [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کتاب

[illegible] کی کتاب [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] سکتے ہیں [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] عورتوں کے کھانا

[illegible] کتاب [illegible] کا

[illegible] کھانے کا [illegible]

[illegible] کھانا کھانے [illegible]

[illegible] جاتے ہیں گویا [illegible] کتاب

[illegible] کی [illegible] خاوند کو [illegible] لینے کا

[illegible] ہے

جن لوگوں کو [illegible] لذیذ کھانا پکوانا

پسند ہو [illegible] زندگی کا فکر ہو، وہ

یہ کتاب [illegible] ضخامت [illegible] قیمت [illegible] محصول

[illegible]

میاں بیوی کے فرائض

[illegible] مگر [illegible] بیوی [illegible] تھا [illegible]

[illegible] کہ [illegible] کی بیوی نے

[illegible] کہ [illegible] ہے کہ ہر

[illegible] تو اپنے گھر [illegible]

[illegible] بیوی [illegible] معلومات کی [illegible]

[illegible] کہ ہر

[illegible] جمیدیہ پریس دہلی نے

کتاب میاں بیوی کے فرائض شایع کی ہے جو قرآن [illegible]

[illegible] احکام میاں اور بیوی دونوں کو بتلاتے ہیں [illegible]

[illegible] گیا ہے کہ انہیں کس طرح مردوں کی اطاعت کرنی چاہیئے

[illegible] کو بتلایا ہے کہ عورتوں کی دلشکنی کس طرح گھر کو خراب [illegible]

[illegible] کو ناراض کرتی ہے۔ فرمان رسالت [illegible]

یہ کتاب میاں بیوی دونوں کو محبت کی شاہراہ پر لے جائے گی

یہ کتاب کبیدہ اور آزردہ دلوں کو یکجا کر دے گی۔ یہ کتاب ہر

اس گھر میں بڑی ضروری ہے جو اپنے ظلمت کدہ کو راحت کا گھر

بنانا چاہیں۔ قیمت مع محصول ۵ رکل ۱۳

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

[illegible] کربلا

رسالہ [illegible] کی [illegible] کیا حال ہوا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کو [illegible] ہیں تو کتاب

[illegible] شہیدان کربلا [illegible]

[illegible] واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ درج کئے گئے

ہیں [illegible] انتہا تک اس [illegible]

نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یزید کی تخت نشینی

حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا، ترک وطن، امام مظلوم کی

[illegible] کی شرارت، ظالموں کا معصوموں کو

[illegible] کر جام شہادت پلانا۔ اہلبیت پر مظالم یہ کتاب

کربلا کی نہایت درد انگیز تاریخ ہے جگہ بہ جگہ مراثی کے

مرثیہ بھی لیے گئے ہیں۔ اور آخر میں تو حضرت خواجہ حسن

نظامی کے نثر کے مرثیے اس قدر المناک ہیں، کہ ہچکی

بندھ جاتی ہے۔ دور حاضرہ کی سب سے موثر اور دردناک

کتاب ہے اور لطف یہ ہے کہ [illegible] غیر مستند نہیں

قیمت مع محصول ۵ رکل ۱۳ر حمیدیہ پریس دہلی

مجربات طبی

اب ہر شخص لائق طبیب اور بہترین معالج

[illegible] کتاب تیار ہو گئی ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] دہلی

مبادی تجارت

معلومات تجارت کے لیے سب سے بہتر کتاب مبادی تجارت ہے

اس کے ہزاروں بیش بہا قابل قدر مشوروں میں سے ممکن ہے

کہ ایک اور صرف ایک مشورہ آپ کی فلاکت زدہ زندگی کی کایا

پلٹ دے اور جس کی قیمتی معلومات سے بھرے ہوئے صفحات میں

سے کیا عجب ہے کہ ایک صفحہ بلکہ ایک سطر آپ کو امیر بنا دے مبادی

تجارت سے بہتر آج تک اردو میں کوئی کتاب شایع نہیں ہوئی

یہ کتاب یورپ اور امریکہ کی صدہا کتابوں کے مطالعہ کے بعد لکھی گئی

ہوئی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ صدہا انسان اپنی [illegible]

زندگی کامیاب بنا چکے ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے صدہا [illegible]

میں سے ایک صفحہ ایک کلی آدمی کی زندگی کو پلٹ سکتا ہے۔ اور

[illegible] مفلس سے [illegible] بنا سکتا ہے اس کتاب کی مدد سے ہر

عقل و سمجھ کا شخص بہت کم سرمایہ سے بڑا نفع اٹھا سکتا ہے

اور [illegible] بغیر سرمایہ کے لاکھوں روپیہ پیدا کر سکتا ہے

[illegible] تو واپس کر دیجیے یہ کتاب تجارت کا بہترین

[illegible] ہر وہ شخص جو تجارت کرنا چاہے اس کتاب کو

[illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی

کے لیے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام نہایت ایمانداری

کے ساتھ صحیح صحیح تجربہ کر کے درج کر دیئے ہیں معمولی عقل

کا آدمی بھی اس کتاب کے مطالعہ سے کوئی نہ کوئی ہنر سیکھ

سکتا ہے۔ اور اگر چند روز استقلال سے کام کرتا ہے، تو

ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپے کا مالک بن سکتا ہے اس میں

صابن سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے شربت ہر قسم کے

[illegible] کی ترکیبوں کے علاوہ خضاب، [illegible]

کے نسخے بال اڑانے کا پوڈر بنانے کے طریقے ہر قسم کی سیاہیوں

کے تیار کرنے اور ان کو فروخت کرنے کے لیے مشورہ، ڈبل

روٹی بسکٹ، کیک بنانا، نقلی سونا، نقلی چاندی بنانا نقلی

ہیرا بنانا، فوٹوگرافی، گھڑی سازی، عطاری، حکمت، صدہا

قسم کے صابون بنانے کے طریقے، غرض کوئی کام ایسا نہیں

ہے جس کی سہل ترکیب اس کتاب میں نہ ہو۔ مصنف کا

دعوے ہے کہ اس سے بہتر ایسی اعلیٰ ایسی مفید اور [illegible]

کتاب آج تک شایع نہیں ہوئی۔ قیمت مع محصول [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دوزخ سے نجات

نجات پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آیندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے۔ توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق ابھی تک اردو میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے نام سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں۔ توبہ کے معنی، اردو کی نعت، مناجات توبہ، توبہ کی قسمیں، فضیلت توبہ، سرور عالم کے ارشادات، ارباب طریقت کی توبہ، توبہ کی ضرورت، باب توبہ کب تک کھلا ہے، تائب و صابر، قبولیت توبہ، حکایات توبہ، ترک گناہ، حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ، توبہ کا ذکر قرآن میں، گناہوں کی لذت، گناہ کا خیال، معافی کے ذرائع، صغیرہ گناہ بھی کبیرہ ہو جاتے ہیں، گناہوں سے بچنے کا علاج، گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں، مولا کی بندہ نوازی، پرہیز، استغفار، عبادت دل، امید و بیم، عبد و معبود میں راز و نیاز، گناہوں سے نیکیوں کی بربادی فوری ہو جاتی ہے، ملامت سے بے فکری، گناہوں سے نقصانات [illegible]، چنانچہ اپنی قسم کی بالکل انوکھی کتاب ہے قیمت دس آنہ محصول [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مرنے کے بعد [illegible]

کیا ہوتا ہے۔ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کے لیے ہر انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہیں اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے فلسفہ روح انسانی، روح کا نزول، عہد میثاق، روح حیوانی، روح انسانی، تناسخ، آواگون، حقیقت موت، عیادت، سکرات موت، تلقین، جسم سے روح کا نکلنا، حضرت آدم کی وفات، پیغمبر رسولوں کی وفات، ایمان و کفر، نیک روحیں، علیین، ابرار، مقربین کا خاتمہ، بری روحیں، سجین، کفار کی ارواح، سوال و جواب منکرین، عالم برزخ، عذاب و ثواب کا فلسفہ، قبر کا عذاب، تجہیز و تکفین، نماز جنازہ، جنازہ کے تمام مسائل، دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ و درود، تلاوت قرآن کا ثواب قبرستان، زیارت قبور، تعزیت و تسلی، کھانا کھلانا، نجات اخروی، مردوں کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے دوسرے حصہ میں ۳۳ اصحاب کرام اور اولیائے عظام کے رویائے صادقہ کے احوال ہیں، جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتائے ہیں، قیمت ۱۲ر بارہ آنے، محصول [illegible] کل [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

[illegible] خواب [illegible]

آپ کے خواب کی تعبیر [illegible]

تعبیرات دریافت کرنے کے لیے آپ کو کسی [illegible] کہ جب آپ کے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا [illegible] کامل [illegible] ان میں سے کوئی ایک آدھ ایسا کامل ہو جو ٹھیک تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات سے اطلاع دے سکے عام طور سے اس علم سے بے بہرہ لوگوں سے تعبیر پوچھ کر خواہ مخواہ تشویش بڑھتی ہے۔ اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہوں تو **خواب نامہ صدیقی** کو منگا کر پڑھئے جس میں اس کے مولف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کے خواب کو مفصل بیان کر کے بتلایا ہے، کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے، اور فراموش خواب کیسے یاد آتے ہیں، اور دن کے کس حصہ مہینے کے کس دن اور کس تاریخ کا خواب قابل تعبیر ہوتا ہے، شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کے علم پر نہایت نایاب ضمیمہ ہے قیمت [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے تاکہ اس کا انجام اگر ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں رمالوں سے یا جوگیوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنس کر اپنے ایمان کو ضائع نہ کریں، بزرگان دین نے اپنے صحیح فالنامے ایسے لکھے ہیں، جن سے انسان کے کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ ایسے صوفی عالم گذرے ہیں، جنہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے، ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیاء یعنی فالنامہ پیغمبران، فالنامہ اولیائے کرام، فالنامہ غوث الاعظم، فالنامہ دیوان حافظ، فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے، یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک غیر معلوم کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس تمام مجموعہ کا نام **فالنامہ ناصری** ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسا اعلیٰ اور مستند فالنامہ اس سے پیشتر شائع نہیں ہوا قیمت آٹھ آنے محصول [illegible] کل [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کون سا امتی ہے جو شیدا نہ ہوگا پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے بہرہ ور ہو چکے ہوں خوشا نصیب و زہے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا، اور درود شریف کے وہ اوراد و وظائف بتلائے ہیں جن سے زیارت حبیب اللہ لازمی ہو جاتی ہے

چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں، اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں، جنہوں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت جس جس طریقہ سے کی ہے حضرت ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت اب عام ہو گئی ہے، اب بھی کوئی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اللہ کی مرضی اور اس کی سیہ بختی۔

قیمت آٹھ آنے، محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول مجلد

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے [illegible] لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں، دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل پانچ حصے ہیں،

صلوٰۃ الرسول اللہ کے قریب پہنچانے والی دعائیں جو [illegible] قرآن شریف سے لی گئی ہیں ترجمہ و تفسیر مولوی اشرف علی صاحب

مناجات مقبول دیباچہ مولوی اشرف علی صاحب [illegible] بہت ہی موثر سات منزل کی مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہوتا [illegible]

ہفت احزاب از حضرت مولانا اشرف علی صاحب [illegible]

[illegible] دعائے مقبول ہفت احزاب [illegible]

حزب البحر دعا مع ترجمہ [illegible] حضرت مولانا اشرف علی صاحب [illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں

[illegible] کے تمام پوشیدہ مالاوں سے واقف ہوجانا صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ عورت [illegible] اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی جنسی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے۔ عورت کی نسوانی زندگی بالکل فلسفہ ہے۔ عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت، عورت کی تربیت، عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے یہ کتاب حقیقتاً عورت کی [illegible] پیدا ہے اس کتاب کو آپ پڑھ کر ہر قسم کی کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائیں گے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک ہیں اور علمی تصویریں بھی سو کے قریب ہیں۔ لکھائی چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے۔ ضخامت دو سو صفحات

قیمت دو روپیہ محصول ڈاک ہر ۔/۔

حمیدیہ پریس دہلی

[illegible] رات

[illegible] لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان عورت کے ہئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف آور امر ہے جس پر دنیا کی بقا رکھا ہوا ہے یہ فطرت کی لبید دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے چلی جاتی ہیں لیکن یہ زندگی تو حیوان بھی گزار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے ما بہ الامتیاز ہو۔ یہ کتاب مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہے۔ کتاب کے جزئیات سے تعارف اتنے مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتلانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سید صابر علی صاحب ماہر علوم صنفیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخر تصنیف ہے اور نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول کی مصداق ہے ۲۷۰ صفحات کی ضخامت ہے اور متعدد علمی تصاویر اندرونی اعضائے نسوانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ہر ۔/۔

حمیدیہ پریس دہلی

بہار شباب

صنفی کتابوں میں آج تک جس اسلوب بیان کو امتیاز رہا ہے وہ جذبات کی ہیجانی ہے گو یہ چیز مطالعہ کو کشش تو بخشتی ہے لیکن نتائج کے لحاظ سے اتنی اہم نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ صنفی معلومات سے عوام کو مستفید کیا جائے بہار شباب اپنی نوعیت میں ایک صنفی معلومات کا وہ ذخیرہ ہے جو بہترین کتابوں میں بھی نہ ملیگا، بہار شباب میں اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ صنف کی حقیقی تعریف کا اہتمام کرتے ہوئے کتاب کو اسی دائرہ میں رکھا جائے۔ بہار شباب میں جابجا تاریخی و ادبی حکایات کا عبرت و موعظت کا بہترین سرمایہ ہے بہار شباب میں گل چینی حسن کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ بہار شباب میں نوجوانوں کو مختلف دواؤں کی خرابیاں بتلاتے ہوئے بہترین مقوی نسخہ جات بتلائے گئے ہیں، بہار شباب میں مباشرت کی فراوانی کا سامان ہے۔ بہار شباب طبی جواہر ریزوں کا گلدستہ ہے۔ بہار شباب میں نسوانی رعنائیاں، شب زفاف کی جمال کی اٹکھیلیاں، حادی شباب کے رنگین کارنامے ہیں غرضکہ اس کتاب میں وہ سب کچھ ہے جو [illegible] مسرتوں کے اضافہ کا باعث ہوتا ہے متعدد پر شباب فوٹو بھی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ محصول ہر ۔/۔ ضخامت [illegible] صفحات حمیدیہ پریس

کشمیری کوک شاستر

یعنی

مجربات بو علی سینا با تصویر

یہ کتاب شیخ الرئیس بو علی سینا کے وہ زود اثر اور مجرب نسخے جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے، بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کرکے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کرکے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے حریفوں پر لطف و مسرت کی زندگی پر ہمیشہ غالب رہیں، اگر [illegible] کتابوں میں ہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھئے اور اس پر عمل کیجئے تادم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو بیس سال کا نوجوان اپنے ہم [illegible] حیات سے حاصل کرسکتا ہے زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔ اس کتاب میں آئینہ و دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ [illegible] صفحات قیمت ایک روپیہ محصول ہر ۔/۔ [illegible] کتاب متعدد [illegible] ہے کہ صرف پنجاب میں کئی ہزار [illegible] ہے۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پرکیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں، اور رازداروں کو نہایت ہی وضاحت و متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی زندگی کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے، ہندوستانی گھروں میں بدنصیب بیبیاں ہیں جو کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا، اسی خیال کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب صدہا مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگین معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب نامچہ عروسی میں چند اعلیٰ درجہ کے فوٹو بلاک کی تصویریں دی گئی ہیں، کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۱۹۲ صفحات

قیمت صرف ایک روپیہ محصول ہر ۔/۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

انگریزی کوک شاستر

یعنی نقد دم لذت اٹھائیے اور مال لطف یعنی بچے کی صحت سے رستگاری پائیے، اسی لئے اس کا نام برتھ کنٹرول ہے عورت کی شباب آفریں لذت اس وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تمام حسن و جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو اولاد کی کثرت سے نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ عزیز والدین کے لئے ان کی پرورش سوہان روح ثابت ہوتی ہے اور انسان اپنی زندگی کی بہت سی مسرتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے برتھ

کنٹرول ایک حیرت انگیز علمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو گی تم کو معلوم ہو جائیگا کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا بے نظیر طریقہ ایسا ہے اس کتاب کو پڑھ کر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہے جب چاہوگے اولاد ہوگی جب چاہو گے نہ ہوگی۔ پھر لطف یہ کہ اس حیرت انگیز کتاب کی مدد سے تم جب خواہش بیٹا بیٹی پیدا کر سکتے ہو، یہ کتاب یورپ و امریکہ کی بہترین سائنٹیفک کتابوں کا چربہ ہے۔

قیمت ایک روپیہ محصول ہر ۔/۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

[illegible] کامل

[illegible] حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب [illegible] مصنف [illegible] قرآن شریف کی [illegible] دو سال [illegible] سکتے [illegible] چالیس [illegible] تک [illegible] ایڈیشن چھپ [illegible] ہوا ہے [illegible] کا مذہبیت اعلیٰ ہے اپنی جلد میں صرف [illegible] ہے اور یہ مفسر جو اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے کے بعد قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہو جاتے ہیں [illegible] ساتوں جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے جلد اول کی قیمت [illegible] روپیہ [illegible] ساتوں کی فی جلد چار روپیہ ہے گویا اس طرح کامل [illegible] روپیہ کی ہے [illegible] چار روپیہ خرچ ہوتا ہے کامل تفسیر طلب کرنے والوں [illegible] روپیہ کی رعایت ہے یعنی ۲۵ روپیہ میں مل سکتی ہے ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے [illegible] ریل سے منگانے والے [illegible] ریلوے اسٹیشن انگریزی میں ضرور لکھیں اور [illegible] پیشگی ضرور بھیجدیں

حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

[illegible] ان

[illegible] مسلمانوں کے [illegible] خواجہ صاحب کا خیال ہے کہ مسلمانوں کی اس حالت تنزل اور شقاوت کا سبب صرف یہ ہے کہ انہوں نے سپاہیانہ زندگی ترک کردی ہے [illegible] مسلمان غافل [illegible] اتحاد و جہاد [illegible] اشاعت کے بیٹھے ہیں۔ خواجہ صاحب نے قرآن حکیم کو [illegible] نہایت پر زور اور دلکش طرز تحریر میں امت کے سامنے پیش کیا ہے اور عمل و فکر کی دعوت دی ہے کتاب کا حجم ۴۲۰ صفحات مجلد ہے۔ قیمت چار روپیہ محصول ۱۰ [illegible]

بیان یعنی سورۂ آل عمران کی تفسیر از خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی یہ پورا سلسلہ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی ضروریات اور شبہات کو پیش نظر رکھ کر لکھا گیا ہے اور رائج الوقت تفاسیر کے برخلاف نہایت صاف اور اچھی [illegible] صفحات قیمت [illegible] محصول [illegible]

برہان یعنی سورۂ نور کی تفسیر از خواجہ عبدالحی صاحب [illegible] متعلقات زناشوئی اور پردہ کے متعلق احکام شادی کو خاص طور سے مفسر کیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ

حمیدیہ پریس دہلی

[illegible]

[illegible] ہماری زبانی [illegible] آپ [illegible] لیکن آپ نے یہ سوچا ہے کہ اس میں کیا [illegible] اس کتاب میں [illegible] شریف کے متعلق [illegible] کو پورے [illegible] حکایات عجیبہ اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ [illegible] حضرت مولانا احمد سعید صاحب [illegible] کی لکھی ہوئی حنفی عقائد کی آئینہ دار ہے [illegible] اعمال بھی ہیں ابھی ابھی چھپ کر پریس سے آئی ہے اس کی قیمت بلحاظ ضخامت و بلحاظ [illegible] ضروری تھی لیکن رسول [illegible] کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر اس کی قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

[illegible]

حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف کتاب

رکن دین مجلد

ہے جس کو پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو۔ فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں اور رکھی ہے۔ کہ تمام مسائل سوال و جواب کی صورت میں لکھے ہیں، اور اس طرح ہر وہ سوال جو کسی نمازی کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ نماز پڑھنی ہے، تو یہ کتاب بھی منگایئے، ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے، ضخامت تقریباً ڈھائی سو صفحات، یہ کتاب عورتوں بچوں، [illegible] یکساں مفید ہے کیونکہ عام فہم عبارت [illegible] میں چھپی ہوئی ہے قیمت اصلی [illegible] مجلد [illegible] محصول [illegible]

بہشتی زیور کامل مجلد

یہ کتاب عورتوں کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کے جدا جدا حصے ہیں

حصہ اول الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان

حصہ دوم، وضو طہارت حیض و نفاس کا بیان نماز کے مسائل

حصہ سوم، روزہ زکوٰۃ، حج قربانی مع منت وغیرہ کے مسائل

حصہ چہارم، طلاق نکاح، مہر، ولی، عدت وغیرہ کے احکام

حصہ پنجم، معاملات حقوق معاشرت مع [illegible] قواعد تجوید

حصہ ششم، اصلاح باطن و تہذیب و اخلاق ذکر قیامت و جنت

حصہ ہفتم اصلاح رسوم، مروجہ شادی و غمی، میلاد عرس تیجہ

حصہ ہشتم نیک بیبیوں کی حکایتیں و سیرت اخلاق نبوی

حصہ نہم ضروری اور مفید علاج بچوں اور عورتوں کے

حصہ دہم دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ

حصہ یازدہم بہشتی گوہر یہ حصہ خاص مردوں کے لئے ہے مسائل اور معاملات [illegible] کا ہے ہر حصہ کی قیمت [illegible] [illegible] کامل [illegible]

[illegible]

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب بظاہر اگرچہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے، لیکن [illegible] مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل بیانات ہیں، نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلامی عقائد کی روشنی میں، ملائکہ اور جنات انسان [illegible] اور مجبور بھی، انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، [illegible] ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا [illegible] حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول [illegible] آج تک کیوں محفوظ ہے بسم اللہ کی تفسیر [illegible] زمانہ گذشتہ کے علما، اور [illegible] اسلام [illegible] کی غرض و غایت، رسول عربی کا رحم و کرم [illegible] قرآن مجید کا خلاصہ، بعض اسرار [illegible] رحمت کی تقسیم [illegible]

[illegible]

پانچ ترجمۃ القرآن معہ تفسیر کامل احسن التفاسیر مجلد جرمنی

جس کو اعلیٰ حضرت حضور نظام نے دوران قیام دہلی میں نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اس کی تفسیر کی وجہ سے اپنی تلاوت کے لیے مخصوص فرمایا کیونکہ اس کی تفسیر حضرت علامہ شاہ محمد حسن صاحب قبلہ محدث نور اللہ مرقدہ کی جانکاہ محنت سے تیار ہوئی تھی اور کتابی صورت میں ایک ایک پارہ کے حساب سے اسی سال میں ہدیہ ہوگئی اور وہ اب بالکل نایاب ہو گئی تھی اس قرآن شریف کے حاشیہ پر [illegible]

جرمنی کے بہترین ولایتی کاغذ پر اب نیا اڈیشن چھپا ہے

[illegible]

[illegible] کو یہ قرآن شریف

[illegible]

اس میں سے ذیل پانچ ترجمے ہیں

[illegible]

[illegible] احسن التفاسیر [illegible]

رعایت [illegible] قرآن شریف [illegible] بارہ روپے [illegible]

مینیجر رسالہ مولوی وحیدیہ پریس دہلی

[illegible]

و ما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطأ و من

اور مسلمان کو شایاں نہیں کہ مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے اور جو شخص

عاشقان الٰہی کے لئے سب سے بڑی تفسیر والی حمائل شریف مترجمہ و مفسرہ

مولانا عاشق الٰہی و مصدقہ حضرت مولانا مولوی محمود حسن قبلہ قدس اللہ سرہ

۴۲ خوبیوں والی حمائل شریف مترجم

یہ حمائل شریف اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے اور اتنی کامل تفسیر والی حمائل آجتک نہیں چھپی۔ تمام تفسیر باوجود گنجان ہونے کے بہت صاف چھپی ہے اور بہت آسانی سے پڑھی جاسکتی ہے اسمیں حسب ذیل خوبیاں ہیں (۱) یہ ۱۵ سطری حمائل ہے اس لئے متن کا قلم خوب جلی ہے (۲) ترجمہ مولوی فاضل علامہ حضرت عاشق الٰہی صاحب کا ہے (۳) اس کی تفسیر حمائل شریف لباب النقول، بخاری شریف، جلالین شریف بیضاوی شریف، موضح القرآن، فتح الرحمن عزیزی، مظہر العجائب، مدارک التنزیل، اتقان، ابن کثیر سے ماخوذ ہے اور سب کے حوالے مع صفحات درج ہیں (۴) اس کے علاوہ خازن، روح المعانی سے بھی کچھ لیا گیا ہے (۵) چونکہ آیات قرآنی کا سمجھنا اسباب نزول پر موقوف ہے اس لئے تمام آیتوں کا شان نزول درج ہے (۶) حاشیہ پر علاوہ تفسیر کے فوائد بھی ہیں (۷) خاص آیات اور تلاوت سورہ کے بعد ثواب کی احادیث بھی لکھی ہیں اس سے مقاصد بزرگی کا فائدہ بھی ہوتا ہے (۱۰) سورتوں کی ترتیب جو مصحف میں کتب ہیں لیکن ترتیب نزولی جدا ہے اس کی ترتیب (۱۱) سورتوں کے نام کی وجہ تسمیہ بتادی گئی ہے (۱۲) ربع نصف ثلث کا نشان متن میں آیت کے اوپر بھی ہے (۱۴) جن خاص سورتوں کے خاص موقعہ پر جس دعا کا پڑھنا مسنون ہے ان کا ذکر (۱۵) قرآن شریف کے غلط لہجہ اور گاکر پڑھنے کی تنبیہ (۱۶) چونکہ طاعت کا اجر معلوم ہونے سے تلاوت کی رغبت بڑھتی ہے اس لئے تلاوت کے فضائل باتشریح درج ہیں (۱۷) قرآن مجید میں جن انبیا کا صراحتاً ذکر ہے ان کے مفصل حالات شروع میں ہیں (۱۸) نبی آخرالزماں حضرت رسول کریم کے حالات بالتفصیل (۱۹) ازواج رسول کریم کے حالات (۲۰) صحابہ کرام کے حالات اور ان کے درجات (۲۱) فرشتے جن کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں ان کے نام اور کام (۲۲) ہاروت ماروت کا قصہ (۲۳) جہنم کے فرشتوں کے نام اور ان کے کام (۲۴) کفار جن کا ذکر قرآن میں ہے ان کے حالات (۲۵) قبائل کے نام و حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۶) القاب انبیاء و القاب کفار جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۷) دنیاوی مکان اور مقامات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۸) اخروی مکان و مقامات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۹) وہ سلسلے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے (۳۰) پرندوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۳۱) ان بتوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۳۲) رموز قرآن (۳۳) سجدۂ تلاوت کی بحث اور اس کے مسائل (۳۴) صفحات ایک ہزار کے قریب (۳۵) آخر میں حضرت مولانا محمود حسن قبلہ کی تصدیق صحت ترجمہ و تفسیر درج ہے (۳۶) شجرہ حضرات چشتیہ صابریہ مع حالات و سنہ وفات (۳۷) صحت کے بڑے بڑے حافظ مضامین ہیں جن کا مقدمہ میں ذکر ہے (۳۸) تقطیع رسالہ مولوی کے صفحہ کی نصف ہے (۳۹) بہت کمیاب ہے یہ صرف دفتر رسالہ مولوی میں ملتی ہے [illegible] (۴۱) جلد کا ل [illegible] کی نقالی کا رہے وحواشی باوجود باریک ہونے کے بالکل صاف چھپے ہوئے ہیں۔ **سب سے بڑی خوبی** ہے کہ اس وقت اتفاق سے نصف قیمت پر مل رہی ہے اس کا ہدیہ پہلے ساڑھے چار روپے تھا، اور اس سے پہلے پانچ روپے، لیکن اب ہدیہ صرف ڈھائی روپے ہے، چند جلدیں باقی ہیں جو صاحب جلد منگالیں گے وہ فائدہ میں رہیں گے

ہدیہ مجلد چرمی غیر مطلا شدہ صرف عا محصولڈاک بذمہ کل ہے

منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

قرآن شریف

تاریخ القرآن

[illegible] کتاب [illegible] قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام [illegible] سے واقفیت [illegible] کتاب کافی [illegible] اور یہ اڈیشن تقریبا ختم [illegible] مضامین کا مجموعہ ہے

نزول قرآن، اسمیں بتایا گیا ہے [illegible] کیونکر نازل ہوا، اور پہلی آیت کس جگہ نازل ہوئی اور پہلی آیت کہاں نازل ہوئی (۲) قرآن شریف کے نزول کی حکمتیں، مختلف علما کے خیالات (۳) وحی کی قسمیں اسمیں وحی کی قسم کی تشریح بیان ہوئی ہے (۴) نسخ ایک آیت میں حکم اور دوسری میں نسخ (۵) منسوخات قرآن میں کتنی جگہ ہیا ہوا ہے (۶) جمع و ترتیب قرآن یعنی کب جمع ہوا اور پہلے کیا ترتیب نزولی اور اب کیا ہے (۷) سورۃ اور آیات ترتیب وار کیونکر ہیں اور ہیں صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت کیا تھی (۸) رسم الخط یعنی قرآن شریف کی کتابت کیونکر ہوئی (۹) املا قرآن یعنی حروف، اعراب وغیرہ کی تشریح (۱۱) اوقاف یعنی تلاوت میں کہاں کہاں ٹھہرنا چاہیے (۱۲) وقف اور وصل کی [illegible] (۱۳) اختلاف قرأت اسمیں عربی [illegible] کوئی قرأت کا ذکر ہے (۱۴) قرأ کا بیان یعنی مشہور قاریوں کا تذکرہ (۱۵) مفسرین قرآن کا اہم تذکرہ (۱۶) قرآن پاک کا اعجاز پر بہت مبسوط بحث ہے (۱۷) قرآن مجید کے فضائل اور اسکی تلاوت کا ثواب (۱۸) قرآن کی فضیلت کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے (۱۹) سورتوں کے فضائل اور ان کے اعمال احادیث سے (۲۰) کوتاہیاں جو قرآن کی تلاوت میں ہوتی رہتی ہیں (۲۱) آداب تلاوت احادیث [illegible] قرآن سے (۲۲) دیگر مسائل ضروریہ متعلقہ قرآن شریف، یہ بہت مفید کتاب ہے [illegible]

ماہوار مذہبی رسالہ

مدیر مسئول عبد الحمید [illegible]

بخاری شریف کے لیے [illegible] ایک کم

[illegible]

عبد الحمید

منیجر رسالہ مولوی یوسف [illegible] دہلی

[illegible]

ہمالیہ پہاڑ جہاں سونا چاندی لوہے کی کانیں ہوتی ہیں [illegible]
سے یہ سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے عرصہ ۴۰ سال [illegible]
ویدک طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے جس کے
سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں

فوائد: ... اور مردمی قوتوں کا تجلی اضافہ کرنے والی تمام قسم کے جریانوں سلسل بول کو دور کرنے والی [illegible]

اکسیر اعظم

اصلی سلاجیت

حکیموں ڈاکٹروں نے متفق ہو کر تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے [illegible] ہر قسم کے جریانوں کو دفع کر کے طاقت [illegible]
دوا نہیں ہے جس کے استعمال سے بوڑھے اور جوان [illegible] سستی اور کمزوری
ہو جاتی ہے کچھ دن استعمال کرنے سے [illegible] پیشاب کے ساتھ دھات کا جانا
کا جانا بار بار پیشاب آنا مثانہ کی کمزوری [illegible] پاگل پن وغیرہ بیشتر [illegible]
ہیں اور منی دھات کو طاقتور بناتا ہے [illegible] طاقت [illegible] بدن [illegible]
چہرہ پر رونق آجاتی ہے [illegible] استعمال کرنے سے [illegible]
نیز خونی بادی بواسیر کو [illegible] جسم کی ہر تکلیف کو اور درم [illegible]
اور ضعف [illegible] بدن [illegible]

ان کے اوصاف [illegible] سلاجیت [illegible]
نیز [illegible] پیشاب کے ساتھ [illegible]

ہر حال [illegible] ہماری سلاجیت [illegible]
ترکیب استعمال [illegible]

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے ۲/۴ دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے ۴/۴ بیس تولہ کی قیمت [illegible]
محصول الگ [illegible] تولہ [illegible] قیمت بیس روپے علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

Himalaya Depot
Hardwar (Saharanpur)

تصدیق

ہماری سلاجیت کی [illegible] مولانا [illegible]
میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کیا [illegible] ہمالیہ ڈپو ہردوار [illegible]
فی الواقعہ بہت مفید اور بہتر چیز ہے [illegible]

ھدیہ

اسی وجہ سے گمان غالب ہے کہ رمضان شریف سے قبل ہی یہ اڈیشن ختم ہو جائے

ہوا ہی نہیں ہوا اور ابتدا سے ابتک ایک لاکھ میں ہزار روپے کا ہدیہ ہوا

کوئی بھی ترجمہ والا قرآن نہیں ملتا چہ جائیکہ دو ترجمہ والا

جانے دیتا اب اس سے متمتع ہونا آپ کا کام ہے غالب قیاس یہ ہے کہ رمضان شریف تک یہ

اسی مہینے لیں نکال لینی چاہیے ، بہرحال یہ نادر موقعہ ہے اس سے فائدہ اٹھا لیجیے

تقطیع اس رسالہ کی برابر ہے ، کاغذ سفید ولایتی نادرے کا ہے ، حاشیہ اور فوائد ہے

صاحب کا تحت لفظی ترجمہ ہے دوسرا ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا

ابن کثیر ، مدارک ، موضح القرآن ، ضحاک ، مسند حاکم ، ابن مردویہ ، ابن ابی حاتم ، مسند

تمام احکام قرآن ومسائل ، قصص ، تاریخ ، حکایات ، ظاہری و باطنی اشارات ، مندرجہ تفاسیر کی جو بایہ الاعتبار

مقدمہ جس کے پانچ حصے ہیں ، اول حضرت آدم سے لے کر تمام پیغمبروں کی سوانح عمریاں اور انکی امتوں

سے لے کر وفات تک مفصل سوانح عمری اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفار سے ہوئے آپ کے

بادشاہوں کے نام برائے دعوت اسلام روانہ فرمائے تھے ، بعد میں خلفاء راشدین کے کامل حالات میں

اور تعویذات ہدیہ مجلد چرمی کامل نقرئی جالدار صرف ڈھائی روپے

قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً

فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ

ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ

ضعیف العمر

آسان قرآن مجید

بہت ہی سستا قرآن ایک

ہے نہ کام کرنے والے حیران ہیں کہ کسی حساب سے بھی اس قدر عمدہ قلم اتنی ضخامت کا قرآن شریف

عمدہ کتابت ہے، اعراب بجا اور حروف کشادہ ہیں قلم کا نمونہ سامنے موجود ہے

ہے جس سے عربی الفاظ کے معنی بھی ٹھیک طور سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ اس کا کاغذ مصری ہے جو قرآن شریف

سیاہ طباعت بہت نمایاں ہو جاتی ہے اور یہ قرآن شریف چونکہ بہت مشہور ہے

ہو سکتا ہے

اور تمام **ضعیف العمر بزرگ ہلکی روشنی اور چاندنی میں بسہولت پڑھ سکتے ہیں**

یہی وجہ ہے کہ اس قرآن شریف کا نام آسان قرآن شریف ہے اس کا کاغذ بھی کافی دبیز ہے

بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے ابتدا میں ایک طویل مقدمہ بھی ہے اور جس قدر قرآن پاک میں

مقامات سے پڑھ کر اس کی خوبیاں اور مضامین گنوائے جائیں تو دفتر درکار ہے

قرآن شریف ہے اور بہت ہی کم ہدیہ کا ہے ھدیہ مجلد چرمی پشتہ چار روپے

کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے لیکن ریل کے لیے

ملنے کا پتہ :- دفتر رسالہ مولوی محمد ... دہلی

حیدرآباد و بھوپال کی وظیفہ یاب خوشنویس خاتون کے ہاتھ کا لکھا ہوا

علامہ مفتی مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ اور تفسیر والا چھوٹی تقطیع کا قرآن شریف

میں ایک طویل مقدمہ ہے اور **کاغذ بہت اعلیٰ ہے**

کتابت ایک مستند خاتون نے کی ہے

چھوٹی تقطیع کا اعجاز نما قرآن یاب ہے، ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب کا

سطر میں اس سے بڑا ترجمہ صاف اور واضح ہے۔ تفسیر موضح القرآن بیان القرآن

مستند مولویوں کی مستند ہے بہت ہی اچھا ہے۔ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے

چند عنوان یہ ہیں، دیباچہ، آداب تلاوت قرآن شریف میں کہیں انبیاء کا مختصر ذکر ہے

تمام فرشتوں کا حال جن کا قرآن میں ذکر ہے، وہ کتابیں جن کا قرآن میں ذکر ہے

وہ تمام جن کا قرآن میں ذکر ہے، وہ مقامات جن کا قرآن میں ذکر ہے

اس بہ ہیں ایسے عمدہ کاغذ پر ترجمہ اور تفسیر کا قرآن آج تک نہیں ملا

مجلد اتنا ہلکا ہے

[illegible] اصطلاحات قرآنی [illegible]

[illegible] کی خریداری [illegible]

[illegible] مولوی منشی [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] آپ نمونہ [illegible]

[illegible] یہ قرآن شریف ابھی نہیں [illegible] اس کے ترجمہ اور حاشیہ کی کتابت [illegible]

[illegible] ترجمہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا جو با محاورہ ہے اور نہایت سلیس ہے حاشیہ [illegible]

[illegible] اور ایک [illegible] فہرست مضامین [illegible] کے علاوہ [illegible]

[illegible] فرشتوں کے حالات [illegible] قرآن میں آیا ہے [illegible] قرآن میں آیا ہے [illegible]

[illegible] قرآن مجید کی تعلیم کے فضائل، قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہئے، قرآن مجید کے مقامات [illegible]

[illegible] قرآن شریف کی [illegible] آسان کرنے والی دعائیں [illegible]

[illegible] تقطیع [illegible] ایک [illegible] قرآن شریف [illegible]

[illegible] لیکن اتنا موٹا نہیں ہے

[illegible] ڈھائی روپے محصولڈاک چودہ آنے چھپائی سیاہ چمکدار حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

سُورَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ آيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ
نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۥ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

مولوی

ہر اسلامی مہینے کی ابتدائی تاریخ کو جمعیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱ | بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ | نمبر ۲

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد النبی الامی الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔ اما بعد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم شعبان شہری ورمضان شہر اللہ وقال صلی اللہ علیہ وسلم قوموا لیلہا وصوموا نہارہا۔

برادران اسلام! یہ مہینہ شعبان المعظم کا ہے اور اس ماہ معظم کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے [illegible] مسلمانوں کا اس ارشاد نبوی کے بعد فرض ہو جاتا ہے کہ محمد رسول اللہ کے ماہ مبارک کو اسی طرح منائیں جس طرح حضور ختمی پناہ کی مرضی ہو اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرتے تھے۔

ماہ شعبان کے متعلق نہایت کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں اور ہم بہت آسانی کے ساتھ معلوم کر سکتے ہیں کہ رسول اللہ اس ماہ شعبان میں کس طرح [illegible] بسر فرماتے تھے اور اپنے غلاموں کے لئے آپ نے کیا ہدایات دی ہیں اور [illegible] کس طرح اس مہینہ کا خیر مقدم کیا جائے۔

[illegible] شعبان المعظم کے متعلق احادیث کا ذکر کیا جائے اور اس پر بحث کی جائے [illegible] کی اطاعت و عبادت اسلام کی حقیقی غایت ہے [illegible] ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون [illegible] جن و انس کو صرف اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے لیکن عبادت [illegible] ہیں بلکہ اگر دل [illegible]

وقت جو دعا کی جاتی ہے مروی ہیں چاند دیکھتے وقت [illegible] استغفار غرضکہ کوئی کام ایسا نہیں ہے جس کے سلسلہ میں خدا کی یاد [illegible] اور اس سے دعا و استمداد کی ہدایتیں نہ ملتی ہوں [illegible] عبادت کے معنی یہ ہیں کہ بندہ اسکی طرف متوجہ ہو اس توجہ کے مختلف طریقے ہیں [illegible] نماز دعا ذکر فکر وغیرہ۔

ماہ شعبان المعظم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مہینہ فرما کر امت کو اس طرف متوجہ فرمایا ہے کہ اس مہینہ میں ان کو [illegible] ہر جگہ پہلے تو اس ماہ مبارک کے فضائل بیان کرتے ہیں جو احادیث میں وارد ہوئے ہیں جن میں پہلی اور سب سے بڑی فضیلت تو اس کی یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نسبت فرمایا شعبان شہری ورمضان شہر اللہ یعنی شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا۔ یہ حدیث حضرت عائشہ سے مروی ہے دوسری حدیث حضرت انس سے مروی ہے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو آپ فرماتے اللھم بارک لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان یعنی اے اللہ رجب اور شعبان کو ہمارے لئے برکت والا کر دے اور ہم کو رمضان میں پہنچا دے۔

برادران اسلام اب آپ یہ دیکھئے کہ اس ماہ مبارک شعبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل کیا ہوتا تھا آپ کیا کیا بات اس مہینہ میں اختیار فرماتے تھے تاکہ اسی اسوۂ حسنہ کے قدم بقدم چلنے کی سعادت ہم بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں کہ اسوۂ رسول کی پیروی ہی میں ہماری نجات ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم حتی نقول لا یفطر ویفطر حتی نقول لا یصوم وما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استکمل صیام شہر قط الا رمضان وما رأیتہ فی شہر اکثر منہ صیاما فی شعبان یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب آپ افطار نہ فرمائیں گے یعنی رمضان تک مسلسل روزے رکھتے جائیں گے اور کبھی افطار پر افطار کئے چلے جاتے یعنی روزہ نہ رکھنے کا سلسلہ اس قدر طویل ہوتا یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب آپ روزہ نہ رکھیں گے اور حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے سوا کسی مہینہ کے پورے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا نیز آپ یہ بھی فرماتی ہیں کہ رمضان کو چھوڑ کر جس کے روزے فرض ہیں آنحضرت شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ شعبان کے روزے رکھتے تھے مگر کچھ کم یعنی پورے تیسوں روزے نہیں رکھتے تھے بلکہ کچھ چھوڑ دیتے تھے۔

[illegible] شعبان [illegible] رمضان یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ رکھنے کے لئے شعبان کا مہینہ محبوب تر تھا آپ اس مہینہ میں روزہ رکھتے اور اس کو رمضان سے ملا دیتے۔

اسی طرح کی اور بھی بہت سی روایتیں ہیں بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شعبان کے بعض حصہ میں روزے رکھتے تھے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ پورے مہینے کے روزے سوائے شعبان و رمضان کے اور کسی مہینے کے نہیں رکھتے تھے۔

برادران ملت! ان سب روایتوں سے جو امر متحقق ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان المعظم میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اسلئے ہمارے لئے اچھی سعادت نصیب ہو اگر ہم بھی اس ماہ مبارک میں اسی طرح کثرت سے روزے رکھا کریں [illegible] اس سے [illegible] کے بعد [illegible] جب حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] تب بھی ہر مہینہ روزہ رکھا کرتے خصوصاً ایام بیض کے روزے تو کبھی بھی ترک نہ فرماتے تھے اور صوم داؤد کی آپ نے بہت تعریف فرمائی ہے یعنی ایک دن بیچ روزہ رکھنا اور روزہ رکھنے سے حضور کا اس قدر شغف اول تو اس لئے تھا کہ آپ عبادت الٰہی کو بہت محبوب رکھتے تھے خواہ وہ نماز کی شکل میں ہو یا روزہ کی شکل میں خواہ حج کی شکل میں ہو یا صدقات و خیرات کی صورت میں اور خواہ ذکر و فکر کی صورت میں ہو دوسرے اس لئے کہ روزے کے بارہ میں قرآن حکیم نے یہ اطلاع دی ہے کہ وہ انسان کو متقی اور پرہیزگار بناتا ہے یعنی روزہ کی صفت قرآن نے لعلکم تتقون فرمائی ہے اس لئے سرکار دو عالم نے اس بابرکت ماہ شعبان کو روزے کے لئے مخصوص فرمایا کہ اس کے بعد رمضان کا مہینہ آتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اور جو روزہ ہی کے لئے مخصوص ہے لہٰذا یہ امر بہت ہی برکت و سعادت کا باعث ہو جائیگا اگر اس رمضان سے پہلے مہینہ یعنی شعبان میں بھی لوگ روزہ رکھا کریں۔

لیکن برادران اسلام! اس کے علاوہ ایک وجہ اور اس ماہ شعبان میں روزہ رکھنے کی احادیث میں مذکور ہے وہ یہ کہ اس مہینہ میں انسانی اعمال رب العالمین کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں اسلئے حضور نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل ایسے وقت میں پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔ ھو شھر یرفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم۔

دوسری وجہ صوم شعبان کی یہ مذکور ہے لیس نفس تموت فی سنۃ الا کتب اجلھا فی شعبان فاحب ان یکتب اجلی وانا فی عبادۃ ربی و عمل صالح یعنی تمام سال میں کوئی نہیں مرتا مگر یہ کہ اس کی اجل شعبان میں لکھ دی جاتی ہے اسلئے مجھکو یہ پسند ہے کہ میری اجل ایسے حال میں لکھی جائے کہ میں اپنے رب کی عبادت اور عمل صالح میں مشغول ہوں۔

یہ دوسری وجہ جو آپ نے بیان کی اور معلوم ہو گیا کہ شعبان میں روزہ رکھنا کس قدر اہمیت رکھتا ہے یہ بالکل حقیقت ہے کہ خواہ کوئی مسلمان کیسا ہی گناہگار ہو [illegible] رہتا ہو اور اس کی زندگی خواہ کیسی ہی معصیت کا شکار ہو مگر اس کی یہ دلی خواہش ہوگی کہ اس کی عاقبت محمود اور خاتمہ بالخیر ہو اور جب اس کی اجل لکھی جانے والی ہو تو وہ عمل صالح میں مشغول ہو تاکہ خدا تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے۔

بہرحال جس نقطہ نظر سے بھی دیکھا جائے شعبان المعظم میں روزہ رکھنا باعث

[illegible] پیدا کر [illegible] اور ماہ شعبان المعظم کے متعلق [illegible] آپ اس ماہ مبارک [illegible]

برادران اسلام! [illegible] ماہ مبارک [illegible] اپنا مہینہ [illegible] فضیلت [illegible] اس ماہ کی پندرھویں شب کو بعض ایسی خصوصیات حاصل ہیں جو لیلۃ القدر کے سوا کسی دوسری شب کو حاصل نہیں ہیں۔

اس شب کے متعلق آیا ہے کہ سارے سال کا حال اس شب کو لکھا جاتا ہے یعنی رزق اور مرنے والوں کا حال اسی شب کو طے کیا جاتا ہے سب سے بڑی فضیلت جو اس شب کی وارد ہوئی ہے وہ یہ ہے ان اللہ تعالیٰ ینزل اللہ تعالیٰ الی سماء الدنیا لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لکل مسلم الا رجل مشرک او رجل فی قلبہ شحناء یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شعبان کی پندرھویں شب کو حق عزوجل سماء دنیا یعنی وہ آسمان جو اس ظاہری دنیا سے متصل ہے اس پر نزول اجلال فرماتا ہے اور ہر ایک گنہگار کو بخش دیتا ہے سوائے مشرک کے اور اس شخص کے جو اپنے دل میں کینہ اور عداوت رکھتا ہو یہ روایت جو اوپر مذکور ہوئی ہے حضرت ابوبکر صدیق کی سند سے مروی ہے دوسری روایت حضرت علی کی سند سے حسب ذیل ہے۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا نھارھا فان اللہ ینزل فیھا لغروب الشمس الی سماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے فرمایا آپ نے کہ جب شعبان کی پندرھویں شب آوے تو رات کو عبادت کرو اور دن میں روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ غروب آفتاب سے سماء دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور پھر ندا فرماتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت کا طالب کہ اس کو بخش دوں اور ہے کوئی رزق کا طلبگار کہ اس کو رزق دوں اور ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اس کو عافیت عطا کروں اور ہے کوئی ایسا اور ہے کوئی ایسا یعنی ہر قسم کا ذکر فرماتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔

اور ایک حدیث میں مروی ہے کہ سوائے لیلۃ القدر کے کوئی شب شعبان کی پندرھویں شب سے زیادہ افضل نہیں ہے۔

برادران اسلام! ان احادیث سے شعبان کی پندرھویں شب کے فضائل پر اچھی طرح روشنی پڑتی ہے اگرچہ اور بھی بہت سی احادیث اس شب مبارک کے متعلق ہیں مگر ہم نے صرف انہی چند حدیثوں پر اکتفا کیا ہے ان سے [illegible] ہوا کہ حق عزوجل اپنے بندوں پر اس شب میں [illegible] کس قدر مہربانی اور رحم فرماتے ہیں [illegible]

برادران اسلام! [illegible]

[illegible] سمجھو ہیں اور
[illegible] مغفرت طلب کرنا اور اپنے [illegible] ذکر میں [illegible] اپنے
نفس [illegible] عبادت [illegible] گناہوں کے [illegible] تاکہ اس کو معبود
کریم [illegible] مغفرت الٰہی
کی [illegible] محبت میں [illegible] کہ اس سے طلب [illegible]
[illegible] گنہگار ہیں اور اگر
جلد [illegible] ہے تو شعبان کی پندرہویں شب طلب
مغفرت کے لئے [illegible] ہے اس سے بہتر کوئی صورت ہم کو جلد سے جلد
اپنی مغفرت کی کوشش طلب کرنے اور اس میں کامیاب ہونے کے لئے مل سکتی ہے۔

[illegible] برادران اسلام! اس ماہ شعبان اور اس کی پندرہویں شب کی قدر کرو
اگر آپ چاہتے ہیں کہ [illegible] فضل و عنایات خداوندی سے [illegible] ماہ معظم شعبان
اور اس کی پندرہویں شب کی برکات و فضائل تم کو معلوم ہو چکے ہیں اور سرکار دو عالم
کے [illegible] اس سے مستفید ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ جس قدر
ہو سکے اور جس قدر [illegible] طاقت ہے [illegible] اس ماہ مبارک میں روزے رکھو اور پندرہویں
شب کو [illegible] رب العزت کی عبادت میں گزار دو اور اس سے مغفرت طلب کرو اس کے حضور
میں [illegible] سر جھکا دو اس کے دربار میں اپنی پیشانی رگڑ دو اور اس کی بارگاہ میں
عرض [illegible] کرو کہ اے سب شاہوں کے بادشاہ اور سب حاکموں کے حاکم
ہم پر [illegible] لطف و کرم کی بارش کر ہمارے گناہوں کو معاف کر ہماری خطاؤں سے درگذر
فرما ہمارے قصوروں سے چشم پوشی فرما ہم کو نیکیوں کی توفیق عطا فرما اور [illegible]
[illegible] سے بچا [illegible] طاعت و عبادت کا ذوق مرحمت فرما اور اپنے حبیب
پاک محمد رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کا عشق عطا فرما۔

برادران اسلام! کسی کو نہیں معلوم کہ ہم کب تک اس دنیا میں رہیں گے اور کب
ہمارا وقت پورا ہو جائیگا اور کوئی نہیں جانتا کہ آج کے بعد کل اس کو تلافی مافات
کی مہلت ملیگی بھی یا نہیں اس لئے جو موقع اور جو وقت ملے اسے غنیمت سمجھنا چاہیے
اور [illegible] کے [illegible] اور مرض عصیاں کا علاج کرنے میں تاخیر نہ کرنا چاہیے اور
قلب [illegible] کی [illegible] کے ساتھ بارگاہ کبریائی میں عرض گذار ہونا چاہئے۔
تاکہ اس کی بخشش و عطا ہمارے دکھوں کا علاج اور زخموں کا مرہم بنے

برادران اسلام! شعبان المعظم اور اس ماہ کی پندرہویں شب کے متعلق تفصیلی احکام
[illegible] سرکار دو عالم کا اسوۂ حسنہ آپ کے سامنے آ چکا ہے اب ہمیں اپنے متعلق
[illegible] ہمارا ایک فرض ہے [illegible] دل میں [illegible] لینا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں گے اور قوموا لیلہا وصوموا نہارہا
[illegible] عبادت الٰہی میں [illegible] روزہ رکھو پر عمل پیرا ہوں گے

ماہ شعبان اور اس ماہ کی پندرہویں شب کے متعلق اس سے زیادہ [illegible]
[illegible] کہ پندرہویں شب کو حضور قبرستان [illegible]
[illegible]
[illegible] شعبان [illegible] کے متعلق [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہوگئے ہیں یہ کیسی بدبختی [illegible] مسلمانان ہند کی [illegible]
ہم کو [illegible] ہیں [illegible] کہ اس پر [illegible] نہیں بلکہ اس ماہ کو [illegible]
وہ اپنی طرف سے نکال لیتے ہیں اور اسے [illegible] کر دیتے ہیں یہ [illegible]
بگڑی ہے [illegible] سرکشی اور [illegible]
غفلت [illegible] کاہلی اور بے خیالی سے جن کاموں [illegible]
ہم [illegible] کئے گئے ہیں ان کا انجام دینا ہی [illegible]
گمراہی [illegible] جو فرائض ہمارے ذمہ [illegible] گئے ہیں ان کو ترک کر دینا
اور ان کی بجائے اپنی طرف سے نئی قسم کی باتیں گھڑ لی جائیں مثلاً ہر ایک مسلمان عاقل
بالغ پر نماز پنجگانہ فرض ہے اس کا تارک فاسق ہے لیکن اگر ترک صلوٰۃ کے ساتھ ہم
اس کی بجائے اس کے قائم مقام کوئی دوسری صورت پیدا کر لیں تو ایسی شدید گمراہی ہو
کھلی ہوئی ضلالت ہے جو کفر تک منجر ہو جاتی ہے۔

شعبان المعظم اور اس کی پندرہویں شب کے متعلق حکم تو یہ ہے کہ روزہ رکھو اور عبادت
الٰہی میں شب کو جاگو لیکن ہمارا طرز عمل کیا ہو گیا ہے کہ ہم میں سے ایک فیصدی بھی اس ماہ
مبارک میں روزہ نہیں رکھتا اور پندرہویں شب کو بجائے عبادت الٰہی میں مشغول رہنے
کے آتشبازی میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بعض [illegible] حلوا سازی اور حلوا خوری میں [illegible]
کے بجائے مصروف رہتے ہیں یہ دونوں مشاغل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]
ہوئے مشاغل کے مقابلہ میں کیونکر ایجاد ہو گئے اور کس نے ایجاد کئے یہ تو معلوم نہیں
مگر یہ واقعہ ہے کہ ان دونوں مشاغل نے ہمہ گیر صورت اختیار کر لی ہے آتشبازی
کی بدعت تو ایسی ہے کہ ہر طبقہ اور خیال کے مسلمان علماء اس کی ہر سال مذمت کرتے
ہیں اور اس کے خلاف ہر جگہ وعظ ہوتے ہیں اور ہر ایک مسلمان کے نزدیک یہ چیز
ہر ایک نقطۂ نظر سے مذموم اور بری ہے مگر اس کے باوجود مسلمانوں پر کوئی اثر نہیں
ہوتا اور وہ ہر سال لاکھوں ہی نہیں بلکہ تقریباً [illegible] کروڑ روپیہ آگ اور دھوئیں کی
نذر کر دیتے ہیں گویا اتنی بڑی رقم جو اگر مسلمانوں کے کسی فلاح و بہبود کے کام میں
صرف ہو مثلاً تعلیم پر تو مسلمانوں کی جہالت اور افلاس کی نکبت و ذلالت کا بہت جلد خاتمہ
ہو جائے [illegible] کا اندازہ غلط نہیں ہے کیونکہ صرف جرمنی اور جاپان سے جو آتش
بازی آتی ہے وہ ایک کروڑ سے زائد کی ہوتی ہے اور خود ہندوستان میں جو
بنتی ہے جو اس کے علاوہ ہے اس کا اندازہ بھی ایک کروڑ سے کم نہیں کیا گیا ہے ہر
[illegible] ہر سال مسلمان جیسی مفلس قوم کی جیب سے اتنی بڑی
رقم نکل جاتی ہے اور وہ بھی ایسے لغو اور بیہودہ شغل کے سلسلہ میں جس کا کوئی دینی اور
دنیاوی فائدہ نہیں جو سے زیادہ قابل ملامت اور لائق مذمت فعل ہو۔

برادران اسلام! سوچئے اور سمجھئے کہ کہاں تو سرکار دو عالم کا یہ ارشاد گرامی۔
قوموا لیلہا وصوموا نہارہا کہ دن کو روزہ رکھو اور رات کو عبادت کرو اور
کہاں ہمارا طرز عمل کہ [illegible] روپیہ کی آتشبازی پھونک ڈالتے ہیں جس میں نہ کوئی دینی
فائدہ ہے اور نہ دنیا کا۔

رہا [illegible] کا [illegible] حلوا سازی اور حلوا خوری کی یہ رسم خاص اس موقعہ
پر [illegible] ایجاد ہوگئی اور کس نے [illegible] مسلمانوں کے ہر [illegible]
آتشبازی کے مقابلہ پر اس کی قباحت کچھ [illegible] نہیں اور اگر [illegible] کو [illegible] اس
حلوا [illegible] میں [illegible] کر دیا کریں اور اس کو کسی قسم کی مذہبی حیثیت نہ دیں اور مذہبی
حکم [illegible] اختیار نہ کریں تو شاید اس کی قباحت کم ہو [illegible] بلکہ بالکل ہی دور

ہو جائے گا افسوس کہ اس [illegible]
ہیں کہ شب برات میں حلوا بنانا ایسا کوئی مذہبی حکم ہے جو [illegible] کوئی تعلق مذہب سے نہیں ہے مگر شب برات میں حلوا کا اہتمام اس التزام اور خاص توجہ کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ گویا یہ [illegible] ضروری اور اہم مذہبی حکم ہے کہ اگر اس کی تعمیل نہ کی گئی تو قیامت برپا ہو جائے گی جس طرح بھی ممکن ہو خواہ زیور اور برتن گروی رکھ کر اور سودی قرض لیکر یہ حلوا کرنی پڑے مگر پوری ضرور کی جائے۔

برادران اسلام! اگر خدا نے آپ کو وسعت اور نعمت عطا کی ہے تو شب برات نہیں بلکہ ہر روز حلوا بنائیے اور خوب کھائیے اور کھلائیے مگر خدا کے لئے شب برات کے سلسلہ میں جو حلوا بنتا ہے اگر اس کی مقدرت نہ ہو تو قرض دام لیکر ہرگز اس رسم کو انجام نہ دیجئے اور اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ یہ کوئی مذہبی چیز نہیں ہے اس کا کوئی تعلق مذہبی احکامات سے نہیں ہے اگر محض رسمی و دنیاوی چیز سمجھ کر بغیر قرض دام کے آپ یہ رسم ادا کریں تو کچھ زیادہ مضائقہ کی بات نہیں اگرچہ اصلاح عوام کے خیال سے اس کا ترک ہی اولیٰ و احسن ہوگا۔

برادران اسلام! اس سلسلہ میں یہ حقیقت اور بھی زیادہ افسوسناک ہے کہ اس حلوا سازی میں غرباء کا حصہ بہت کم ہوتا ہے ہر گھر میں حلوا بنتا ہے مگر وہ انہیں دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم ہو جاتا ہے غریب جن کو استطاعت نہیں کبھی حلوے کی شکل ہی نہیں دیکھتے وہ اس موسم حلوا میں بھی ویسے ہی محروم رہ جاتے ہیں یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے اگر یہ کوئی دینی رسم ہوتی تب بھی محض اس وجہ سے بُری بن جاتی کہ اس میں غریبوں کا کوئی حصہ نہیں چہ جائیکہ سرے سے جو رسم غیر صحیح ہو اس میں جو ایک اچھا پہلو پیدا کیا جا سکتا ہو اس سے بھی اس کو محروم کر دیا جائے۔

بہر حال شعبان المعظم اور اس کی پندرہویں شب کے متعلق سب کچھ جو صحیح ہے اور جو بھی جو غلط ہے آپ کو معلوم ہو گیا اب آپ کو اختیار ہے کہ اس ماہ معظم کو جس کو حضور سرکار دو عالم نے اپنا مہینہ فرمایا ہے جس طرح چاہیں منائیں حضور کے ارشادات اور سرکار کا اسوۂ حسنہ آپ کو معلوم ہو گیا اور موجودہ زمانہ کے مراسم سے آپ واقف ہی ہیں اب نور اور ظلمت اور سعادت و ضلالت دونوں طرح کی راہیں آپ کے سامنے کھلی ہوئی ہیں مبارک ہیں وہ لوگ جو صراط مستقیم اختیار کرتے اور اسی پر گامزن ہوتے ہیں

اللھم اعوذ بعفوك من عقابك واعوذ برضاك من سخطك واعوذبك منك جل وجهك لا احصي ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك بارك الله لنا ولكم في القرآن العظيم ونفعنا واياكم بالآيات والذكر الحكيم انه تعالى جواد كريم ملك بر رؤف رحيم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان محمدا عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه وسلم

اما بعد: درود و سلام ہو اس ذات ستودہ صفات پر جو خلق اللہ کا [illegible]

[illegible]

اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اپنا دین و ایمان سمجھتے

اور درود و سلام ہو حضرت فاطمہ زہرا پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر اور نور نظر تھیں اور جو عالی قدر کے طور و عادت کے عین مطابق زندگی گزارتی تھیں اور شعبان المعظم اور اس کی پندرہویں شب کو دن کو روزہ رکھ کر رات کو عبادت کر کے فکر عمل بیدار رہتی تھیں۔

اور درود و سلام ہو حضرت کے لاڈلے نواسوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین پر جو جوانان جنت کے سردار ہیں اور جو اپنے نانا جان کے قدم بقدم چلنا اپنی سعادت سمجھتے تھے اور شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے اور پندرہویں شب کو عبادت الٰہی میں خصوصیت کے ساتھ بسر کرتے تھے۔

اور درود و سلام ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت و جلوت کی محرم راز تھیں اور جن سے ہزاروں حکمت و معرفت اور علم و دین کی حدیثیں مروی ہیں اور جو رسول اللہ کے بتلائے ہوئے راستہ پر گامزن رہتی تھیں اور اسوۂ رسول کے خلاف کبھی نہیں قدم اٹھاتی تھیں اور جو شعبان کے مہینہ میں روزہ رکھتی اور اس کی پندرہویں شب کو عبادت الٰہی میں مصروف رہتی تھیں۔

اور درود و سلام ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور حضرت حمزہ و عباس پر اور جملہ عشرہ مبشرہ اور ائمہ اہل بیت اور علماء و صلحاء اور اولیاء امت پر کہ یہ سب بزرگ سرکار دو عالم کے ارشادات و ہدایات اور اسوۂ حسنہ کے مطابق شعبان المعظم اور اس کی پندرہویں شب کو روزہ اور عبادت میں مصروف و مشغول رہتے تھے۔

اور درود و سلام ہو حضرت پیران پیر سید شیخ عبد القادر جیلانی اور حضرت خواجگان غریب نواز خواجہ معین الدین اجمیری پر جن کی مساعی جمیلہ سے اسلام کی ترقی ہوئی اور معارف و حقائق کی اشاعت ہوئی اور جن کو بلند علمی مراتب [illegible] سرفراز فرمایا کہ وہ سرکار دو عالم کے نقش قدم کی پیروی کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے اور ارشادات و ہدایات نبوی کی حرف بحرف تعمیل کرتے تھے۔

اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو اپنے لطف و کرم سے [illegible] توفیق عطا فرما کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں تیری اور تیرے رسول کی مرضی کے مطابق عمل کریں اور اے خدائے رحمن و رحیم مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ فضائل و اخلاق کے حامل بنیں اور رذائل صفات سے اجتناب کریں تاکہ دنیا میں سربلند [illegible] بخشش و مغفرت کے مستحق ہوں۔

[illegible]

نظرات

جامعہ ملیہ اسلامیہ کا جشن تاسیس

[illegible] سال کی طرح امسال بھی جامعہ [illegible] کی جامعہ ملیہ اسلامیہ نے [illegible] یوم تاسیس کے [illegible]

۲۸ اکتوبر [illegible] صبح ۹ بجے [illegible] سہ پہر [illegible] مدرسہ تعلیم بالغان [illegible] شام جلسہ تعلیم بالغان اور حفظان صحت [illegible] تقسیم انعامات۔

۲۹ اکتوبر [illegible] بجے صبح، جلسہ یادگار تاسیس
۱۰ بجے صبح افتتاح نمائش۔ شب کو ۸ بجے بزم سخن

۳۰ اکتوبر [illegible] بجے صبح جلسہ طلبائے قدیم چار بجے سے ۵ بجے شام [illegible] شب کو مولانا احمد سعید صاحب کا وعظ۔ اس وعظ کا موضوع [illegible] مسلمانوں کی دنیاوی فلاح و ترقی مذہب کی پابندی پر منحصر ہے۔

جامعہ کو قائم ہوئے سترہ سال ہو چکے اس کو مولانا محمد علی مرحوم و مغفور نے قائم کیا تھا اور اس کا سنگ بنیاد حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن محدث رحمۃ اللہ علیہ نے نصب فرمایا تھا۔

جامعہ کے قیام کی غرض یہ تھی کہ حکومت کے ہر قسم کے اثر سے آزاد رہ کر ملت اسلامیہ کی ضروریات و مقتضیات کے مطابق مسلمانوں کے بچوں کو تعلیم دی جائے اور ان کی ایسی تربیت کی جائے کہ ان کا کیرکٹر ان کی سیرت ان کا کردار اور ان کی ذہنیت کا دامن ہر قسم کی ذہنی غلامی سے پاک ہو اور آزاد تعلیم اور بہترین تربیت ایک ایسے نوجوان کی تشکیل کرے جو اپنے اسلامی اور ملی و وطنی فرائض کا صحیح احساس [illegible] سے عہدہ برآ ہونے کا عزم و ارادہ اور حوصلہ اور ولولہ بھی رکھتا ہو اور ایسے [illegible] اخلاق [illegible] ہو وہ اپنے مستقبل کو صرف سرکاری یا نجی [illegible] پر منحصر نہ رکھتا ہو بلکہ وہ اپنے بلندی حوصلہ کے سامنے کائنات کی وسعت کو تنگ سمجھتا ہو۔

بہر حال جامعہ ملیہ اسلامیہ کے مقاصد دوسری تعلیمی درسگاہوں کے مقاصد سے بالکل مختلف [illegible] جس طرح مقاصد مختلف و ممتاز ہیں اسی طرح اس کے [illegible] دوسری درسگاہوں سے مختلف اور ممتاز ہیں جامعہ کی سترہ سالہ [illegible] خصوصی امتیازات کا [illegible] ہے۔ جامعہ کی فضا [illegible] اس حقیقت کے مظہر ہیں کہ یہ ادارہ [illegible] اساتذہ اور طلبا [illegible] [illegible]

[illegible] کالجوں کے طلبا بھی جب ایثار [illegible] سادہ اسلامی زندگی بسر کرتے ہیں بہتر قسم کے [illegible] بجائے کھدر [illegible] استعمال کرتے ہیں ان کے ساتھ [illegible] اور حکومت اور اس کے وسیع نظام کا [illegible] ان پر [illegible] میں پڑھتے ہیں اور حکومت اور اس کے تمام نظام کی طرف سے [illegible] حاصل کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ سارے ہندوستان میں صرف جامعہ ملیہ اسلامیہ ہی ایک ایسا آزاد اور مجسمہ ایثار و قربانی کا ادارہ ہے جس پر مسلمانان ہند بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں ہندؤں میں اس قسم کے متعدد ادارے موجود ہیں [illegible] نے نہایت حقیر معاوضہ پر اپنی زندگیاں وقف کر دی ہیں مثلاً گروکل کانگڑی، سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی، سرونٹس آف پیپلز سوسائٹی، گجرات ودیاپیٹھ، کاشی ودیاپیٹھ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن مسلمانوں میں سوائے جامعہ کے کوئی دوسرا نام پیش نہیں کیا جا سکتا تاہم یہ کچھ فخر کی بات نہیں ہے کہ جامعہ کا باعتبار ایثار و قربانی کے نمبر اول ہے کیونکہ اول الذکر ادارے اس قوم کے ہیں جو حیات ملی و قومی کے ہر گوشہ پر نظر رکھتی ہے اور بقدر ضرورت سب کی تکمیل کرتی ہے اور غریب جامعہ [illegible] اس قوم کا ادارہ ہے جس کی [illegible] یہ ہے کہ جو مسئلہ جس قدر زیادہ اہم اور ضروری ہے وہ اس کی طرف سے اسی قدر زیادہ بے پرواہ اور غافل ہے چنانچہ جامعہ بھی جو صرف ایک درسگاہ ہی نہیں بلکہ ایک تحریک ہے چونکہ سب سے زیادہ ضروری اور سب سے زیادہ اہم ادارہ ہے اس لئے اس کی طرف سے مسلمان سب سے زیادہ بے پرواہ ہیں۔

یوم تاسیس پر شیخ الجامعہ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب ایم اے پی ایچ ڈی نے سال بھر کی جامعہ کی کارگذاری بیان فرمائی، اگرچہ یہ ایک سالانہ رپورٹ سے زائد کچھ نہ تھی اور عموماً تعلیمی رپورٹیں جس بے لطفی کے ساتھ سنی جاتی ہیں وہ سب کو معلوم ہے مگر شیخ الجامعہ نے جو رپورٹ سنائی وہ مطبوعہ تحریر نہ تھی بلکہ محض زبانی تقریر تھی اور تقریر بھی بالکل سیدھی سادی جس میں فن خطابت سے مطلق کام نہیں لیا گیا تھا مگر اس کے باوجود شیخ الجامعہ کا ایک ایک لفظ دل و جگر میں تیر و نشتر کی طرح پیوست ہو رہا تھا اس بے پناہ اثر کی وجہ صاف تھی ایثار و قربانی کا پیکر ایک ایسے ادارہ کی سال بھر کی روئداد بیان کر رہا تھا جس کی تمام فضا میں کا تمام عملہ اور جس کے تمام در و دیوار ایثار و قربانی کی زندہ یادگار ہیں۔

مگر یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایسا اہم اور اس قدر مفید اور ضروری ادارہ اور مسلمانان ہند کا یہ عالم ہے کہ سب سے زیادہ اسی ادارہ کی طرف سے غافل ہیں اور سب سے زیادہ اسی کی طرف سے بے توجہ اور بے پرواہی برت رہے ہیں یہ کس قدر ظلم ہے کہ ایسا مفید اور ضروری ادارہ اس طرح مسلمانان ہند کی غفلت کا شکار ہو رہا ہے۔

ہم ناظرین برہان سے اپیل کریں گے کہ وہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ساتھ اپنی دلچسپی قائم کریں اور اس کے تفصیلی حالات براہ راست معلوم کریں جس کے بعد قدرتاً

[illegible] جامعہ سے ثابت [illegible] فضا [illegible] پیدا [illegible] ہندوستان [illegible]

[illegible] یہ ہے کہ وہ جامعہ [illegible] کیونکہ [illegible] اظہار [illegible] تعلیمی [illegible] ہے کہ موجودہ مصروفیتوں پر قناعت کر لی جائے [illegible] جامعہ کے پیش نظر تعلیم و تربیت کا وسیع پروگرام ہے جو صرف کمی سرمایہ کی وجہ سے عملی شکل اختیار نہیں کر سکتا بہر حال اس وقت جامعہ کو موجودہ مالی مشکلات سے نجات دلانا بھی بہت اہم ہے۔

ہم مولوی کے خریداروں اور پڑھنے والوں کی توجہ جامعہ ملیہ کی امداد کی طرف دلاتے ہیں ہمیں معلوم ہے کہ مولوی کے خریدار زیادہ تر غریب ہیں اگرچہ احساس اور باوجود غربت کے نیک کاموں میں حصہ لینا ہمیشہ غربا کے حصہ میں چلا آتا ہے اور یہ شرف آج سے نہیں بلکہ تیرہ سو برس سے غربا کے لئے مخصوص ہے اسلام غربا ہی نے پہلے قبول کیا تھا اور غربا ہی سے اسلام کو تقویت اور ترقی حاصل ہوئی اس لئے مولوی کے خریداروں سے باوجودیکہ وہ غربا کی جماعت ہے لیکن ہمیں پوری امید ہے کہ وہ جامعہ کی امداد کی طرف متوجہ ہوں گے ظاہر ہے کہ مولوی کے خریداروں سے بڑی بڑی رقموں کی تو امید کی ہی نہیں جا سکتی لیکن اس کے ساتھ ان کی کم رقم کی تعداد بھی بڑے بڑے امراء و رؤسا کے [illegible] عطیات سے زیادہ وسیع ہوگی اگر مولوی کے خریدار صرف ایک ایک روپیہ بھی جامعہ کی امداد میں بھیج دیں تو ۲۱ ہزار روپیہ فوراً شیخ الجامعہ صاحب کے پاس جمع ہو سکتے ہیں کیونکہ بفضلہ تعالیٰ مولوی کے خریداروں کی تعداد اس وقت ۲۱ ہزار سے اوپر ہی ہے اور اگر وہ لوگ بھی اس کار خیر میں حصہ لیں اور ضرور حصہ لینا چاہئے جو مولوی کے خریدار تو نہیں لیکن مولوی ان کی نظر سے گذرتا ہے اور وہ مولوی کو پڑھتے اور پسند کرتے ہیں تو نہایت ہی آسانی کے ساتھ چند روز میں ایک لاکھ روپیہ فراہم ہو سکتا ہے جس سے جامعہ اپنی عمارتوں کی تعمیر شروع کر سکتی ہے۔

بہرحال ہم پرزور طریقہ پر ناظرین کرام سے اس کار خیر میں شرکت کرنے کی درخواست کرتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ ناظرین کرام اپنے فرض کو محسوس کریں گے اور جامعہ کی امداد میں کچھ نہ کچھ رقم ضرور دیں گے۔

روپیہ اس پتہ پر بھیجا جا سکتا ہے " شیخ الجامعہ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ قرول باغ۔ دہلی۔

کنگ نادر خاں کی شہادت

جب تک مولوی کا یہ پرچہ شائع ہوگا اس وقت تک [illegible]

کنگ نادر خاں کی شہادت کی تمام تفصیلات سے ناظرین کرام [illegible] واقف ہو چکے ہیں [illegible]

بہرحال کنگ نادر شاہ کی شہادت جو ایک نوجوان افغان کے ہاتھ سے عمل میں آئی [illegible] ایک [illegible] حادثہ [illegible] جنرل نادر خاں [illegible] صرف آج سے چار سال قبل [illegible] بادشاہ [illegible] افغانستان [illegible]

[illegible]

بعد وہ بادشاہ [illegible] سے اپنے وطن [illegible] کی ابتدا [illegible] جنرل نادر خاں [illegible] پہنچانے کے بعد افغانستان کا [illegible] تاج کا ایک [illegible] اور مخلصانہ کارنامہ ہے جس کی نظیر تاریخ [illegible] خال خال ہی [illegible] مثالیں کم ہی ہیں۔

[illegible] شکست دیکر افغانستان [illegible] ایثار و قربانی [illegible] بادشاہ افغانستان کہلانے کی تمنا [illegible] کوئی رکاوٹ نہ تھی بلکہ فضا [illegible] گردش چرخ نیلوفری" جنرل نادر خاں [illegible] غریب الوطنی کے دن بسر کرنے لگے۔

چار سال تک مسلسل جنرل نادر خاں بحیثیت نادر شاہ بادشاہ افغانستان کے نظم و نسق کو چلاتے رہے اس چار سال کی مدت میں نادر شاہ [illegible] ہوشمندی اور احتیاط کے ساتھ ملک کو آگے بڑھاتے [illegible] ترقی دینے میں کوشاں [illegible] لگا سکتا [illegible] کو ترقی دینے اور [illegible] وہ وطن دوست وطن خواہ [illegible] سال میں ملکی نظم و نسق تعلیم [illegible] اصلاح [illegible] اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وہ [illegible] رکھتے تھے۔

لیکن اسی کے ساتھ [illegible] افغانستان [illegible] ان کے عنصر [illegible]

[illegible]

[illegible]

اس کے علاوہ ... بیان ... جنرل نادر خاں پر یہ بھی اعتراض
تھا کہ ... افغانی مفاد کو قربان کر دیا ہے اور انگریزی
... جرمنی میں عبدالعزیز خاں برادر اکبر نادر شاہ کو
جس ... نے قتل کیا تھا اس نے بھی بیان دیا تھا کہ چونکہ نادری حکومت
نے ... انگریزوں کے ... اس لئے میں نے یہ قتل کیا ہے۔
... صحیح نہ ہو ... بہت زیادہ مبالغہ ہو ... اس خیال کی محض
... کہ عام طور پر یہ خیال پھیل گیا تھا کہ افغانستان کی بغاوت میں
... امان اللہ خاں پیرس سے ... گئے تھے اور انگریزی امداد سے
... اس خیال کی بنا پر دوسرا خیال پیدا ہوا ہو لیکن اس میں کوئی
... افغانستان میں ان دونوں خیالوں کی بنا پر جن کا اوپر ذکر کیا گیا نادر شاہ
... ایک گروہ موجود تھا نادر شاہ نے اس گروہ کے ممتاز
... نہایت بیدردی کے ساتھ قتل کرا دیا چنانچہ اسی درجہ اور مرتبہ کے تھے
... جنرل نادر خاں تھے مثلاً جنرل غلام نبی خاں وغیرہ اس
... نادر شاہ نے بغاوت کا
... قتل ... اس قتل و خونریزی
... سامنے تو یہ نادر شاہی اس خیال سے کہ اپنے
... کے سلسلہ کی ... قتل ان کی بے
... آج سے چار سال قبل ایک گردش ...
... افغانستان کے مالک و وارث بنے تھے اسی طرح ۸ نومبر
... دی۔ ... سامنے آگیا ...
... چکا ...
... کر شانوں سے
... تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن
تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک

[illegible]

تک ... کی حالت ... انقلاب ... نہیں
کر سکتا ... بظاہر سکون ... امان اللہ خاں ...
... افغانستان کا ہے ... سیاسیات کے ... ہیں کچھ نہیں
کہا جا سکتا فی الحال صرف اسی قدر خیال کیا جا سکتا ہے کہ چونکہ حکومت ...
... حکومت کی مؤثر ہے اس لئے کسی ایسے انقلاب کا ... نظر آتا
ہے ... ہو سکے کہ غازی امان اللہ خاں پھر تخت افغانستان پر جلوہ افروز ہو
گئے اگرچہ غازی امان اللہ خاں نے نادر شاہ کے قتل کے سلسلہ میں ایک بیان کے
دوران میں اپنے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ اگر اہل افغانستان مجھ سے
اصلاحی پروگرام کے ... طلب کریں گے تو میں اب بھی پوری طاقت کے ساتھ ان کی
خدمت کے لئے تیار ہوں مگر ظاہر ہے کہ موقع کی سوجھ بوجھ ... دوسری
چیز ہے اسلئے فی الحال کوئی توقع امان اللہ خاں کے دوبارہ سریر آرائے افغانستان
ہونے کی نہیں ہے۔

بہرحال ہر ایک شخص کی یہ دلی تمنا ہوگی کہ افغانستان ہلاکت انگیز شورش
اور تباہی خیز انقلاب سے محفوظ رہے۔

فتنہ یہود اور خون مسلم

جنگ عظیم ... زیادہ مسلمانوں کے حق میں مضر اور ہلاکت ثابت ہوئی ہے

کسی قوم کو اس قدر شدید نقصانات نہیں پہنچا جس قدر مسلمانوں کو ... ترکی حکومت
کے حصے بخرے کر کے کچھ اس طرح اس کے اجزا کو منتشر کیا گیا ہے کہ ایک عجیب
طرح اختلال پیدا ہو گیا ہے۔ شام فرانس کے حوالہ کر دیا گیا ہے۔ عراق برائے نام
آزاد ہے ورنہ درحقیقت برطانوی ... عمل کے اشارہ پر رقص کر رہا ہے۔ زیادہ
ظاہر جس کو کہا جا سکتا ہے وہ یہ کہ موصل کے تیل کے چشمے انگلستان کے مفاد کی
نذر ہو چکے ہیں۔ حجاز و نجد آزاد ہیں مگر شریفی و سعودی جنگ کا نتیجہ یہ عجیب و غریب
نکلا کہ خاص حجاز کے دو اہم ساحلی مقام ... سے شرق اردن کے حوالہ کرا دیئے
گئے اور اس طرح وہ برطانیہ کے قبضہ میں آگئے۔ ان میں سے ایک نہایت اہم بندرگاہ
ہے اور دوسرا ہوائی جہازوں کے مستقر کا کام دے سکتا ہے۔ اس طرح حجاز کی حکومت
سے بھی برطانیہ نے اپنے لئے حصہ مخصوص کرا لیا۔

اب رہ گیا فلسطین و شرق اردن کا حصہ یہاں براہ راست انگریزی اقتدار کو
قائم ہے چونکہ یہاں ایک بندرگاہ قائم کر کے تمام عرب پر انگریزی اثر کا دباؤ رکھنا
نیز دیگر سیاسی اغراض کی تکمیل پیش نظر تھی اس لئے اس اسلامی ملک کو جو جسم اسلام
کے جگر کا حکم رکھتا ہے براہ راست اپنے قبضہ میں رکھا اور اس سرزمین مقدس کے
لئے ایک ... انگیز اسکیم تیار کی اور فوراً اس پر عملدرآمد شروع کر دیا اس
اسکیم کا منشا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اسلامی ملک کے جگر میں ایک ایسی
زہریلی پچکاری لگا دی جائے جو تمام خون چوس لے اور اس کے بجائے ...
... پر ہو۔

یہ فلسطین میں یہودیوں کی نو آبادی قائم کرنے کی اسکیم ہے جس کو برطانیہ
کے ... دماغ نے ایجاد کی ہے اس کا منشا ہے کہ فلسطین کو یہودیوں کی
نو آبادی بنا دی جائے جس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلے گا کہ تھوڑے عرصہ کے اندر عربوں
کی اکثریت گھٹ کر اقلیت بن جائے اور اس طرح وہاں یہودی حکومت قائم ہو جائے
گویا اسلامی جسم کا جگر ایسے عنصر کا ... جو نہ صرف ... اسلامی ... دشمن

اصل سوال ... کے خلاف ... [illegible]

[illegible]

... سے ... [illegible] ...

... تمام ... فلسطین ... [illegible]

ہر جگہ بار بار عرب ... کو یہاں ... نہیں ... [illegible]

دفن میں ... کے گھاٹ اتار دیا گیا اور ابھی تک وہاں پوری طرح امن قائم نہیں ہوا۔

اس ظالمانہ مسلمان کش اور عرب دشمن اسکیم کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ عربوں کی زمینیں اور جائدادیں یہودیوں کے قبضہ میں چلی جا رہی ہیں اور جس رفتار سے یہودیوں کی آبادی بڑھ رہی ہے اور جس تیزی کے ساتھ عربوں کی زمین اور جائداد پر یہودیوں کا قبضہ ہو رہا ہے اگر یہ رفتار اسی طرح جاری رہی تو وہ وقت دور نہیں جبکہ غریب مسلمانوں کو اس سرزمین مقدس کو خیرباد کہنا پڑے گا یہ پالیسی صرف اسی غرض سے اختیار کی گئی ہے تاکہ تمام عربی بولنے والی آبادی کے جسم میں ایک ایسا ناسور ڈال دیا جائے جس کے ذریعہ جس وقت جس حصہ جسم کو مفلوج کرنا مقصود ہو وہ کیا جا سکے۔

بہرحال یہ مسلمانان فلسطین پر کھلا ہوا ظلم ہے اور یہ ظلم برطانوی اغراض شہنشاہانہ کے لئے روا رکھا گیا ہے۔ فلسطینی عربوں پر گولیوں کا چلانا اور اس سلسلہ میں چند جانوں کے اتلاف کو اس قدر زیادہ اہمیت نہیں ہے بلکہ اصل سوال یہودی نوازی کا ہے جس کے ذریعہ ایک ... قوم کو مسلمانوں کے سروں پر مسلط کیا جا رہا ہے اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا سامان فراہم کیا جا رہا ہے۔

ہم یہاں کیا کر سکتے ہیں۔ خالی خولی جلسوں تاروں اور اخبارات میں مضامین لکھنے سے ہم حکومت برطانیہ کو اس بیہودہ پالیسی سے منحرف نہیں کر سکتے جب خلافت جیسی زبردست تحریک کے ذریعہ ہم برطانیہ کو اس کی مسلم آزار روش سے باز نہ رکھ سکے اور غازی مصطفیٰ کمال کی تلوار نے مسٹر لائڈ جارج کی فرعونیت کے تمام بل نکلے کی طرح نکال کر رکھ دیے تو فلسطینی مظالم کا سدباب بھی ہماری مساعی سے نہیں ہو سکتا ہاں اگر کچھ ہو سکتا ہے تو فلسطینی عرب ہی کر سکتے ہیں۔

لیکن ہم ان مسلمانوں سے دریافت کرتے ہیں جو مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کے ... ہیں کہ وہ ذرا اپنی آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ جن کی وہ پوجا کر رہے ہیں اور جن کو وہ مسلمانوں کا خدا ثابت کرنا چاہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ سارے مسلمان ان کی طرح انگریزوں کی پوجا کرنے لگیں ان کا مسلمانان عالم کے ساتھ کس قسم کا طرز عمل ہے اور کس طرح کا سلوک وہ ہر جگہ کر رہے ہیں۔ بہرحال یہ مسلم کانفرنس والوں کے سوچنے کی بات ہے جن کے نزدیک برطانیہ سلامت کا مطلب ہے ... [illegible] ... کے بعد بھی ... مسلمانان ہند کبھی ... کہ مسلمانان ہند ... انگریزوں کی ... اس وطن کی تحریک میں ... کیونکہ مسلمانوں کو ... سے ... صرف انگریزوں کی غلامی کے ... [illegible]

دو مسلم لیگیں

[illegible]

مسلم لیگ ... [illegible] ... بنگال ... [illegible] ... ہیں ایک کے پریسیڈنٹ میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر ... ہیں جن کی صدارت میں ابھی حال میں کلکتہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ہوا ہے اور اس اجلاس ... اہمیت کی ... پاس ہوئی ہیں

دوسری مسلم لیگ کے صدر حافظ ہدایت حسین ... ہیں اس لیگ کا سالانہ اجلاس ... نومبر کو دہلی میں منعقد ہوا ... اس وقت باقاعدہ دو مسلم لیگیں موجود ہیں اور دونوں اصل ہونے کی مدعی ہیں ... ایک دوسرے کو نام نہاد کہتی ہیں یعنی ایک کے نزدیک دوسری کا ... [illegible]

یہ ہے مسلمانوں کی اس سب سے بڑی اور سب سے پرانی سیاسی جماعت کا حال جس کا نام مسلم لیگ تھا اور جو کسی زمانہ میں مسلمانوں کی تنہا نمائندہ جماعت سمجھی جاتی تھی اور جس کا وقار ہر حلقہ میں مسلم تھا مگر خودغرضوں کی ... نہ صرف یہ کہ ایک جماعت کے دو حصے ہو گئے بلکہ ان میں سے کوئی بھی کسی طرح کی اہمیت اپنے اندر نہیں رکھتا دونوں کی بے حیثیتی کا یہ عالم ہے کہ مسلمان دونوں میں سے کسی کی طرف متوجہ نہیں اس کی وجہ صرف یہی کہ اشخاص و افراد نے اس قدر کثرت سے ذاتی اغراض کے لئے اس کو تختہ مشق بنایا کہ اس کی حیثیت ہی ... اب کیفیت یہ ہے کہ کوئی پالیسی کا اختلاف نہیں ہے عقیدہ کا اختلاف نہیں ہے ... نہیں ہے مگر اس کے باوجود ایک مسلم لیگ کی دو ہو گئی ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ خودغرضیوں نے دونوں لیگوں سے جو افراد وابستہ ہیں ان کو ملکی مفاد کی طرف سے اندھا کر دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب مسلم لیگ ایک تھی جب بھی اس میں ... جو جماعت قابل تھی یعنی مسٹر محمد یعقوب وغیرہ ... [illegible] ... اغراض کا ذریعہ بناتے ہوئے تھے ... [illegible] ... علیحدہ مسلم لیگ کی ... [illegible] ... مسلم لیگ کا ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

مسٹر پٹیل کی موت

مسٹر وٹھل بھائی پٹیل ... جو ہندوستان کے ... وطن فرزندان وطن میں سے ایک ... ہندوستانی ... کے لئے خدا کا لاکھ ... اپنے وطن سے دور ... انتقال ہو گیا اگرچہ آپ کی عمر کافی اور ستر کے قریب تھی مگر ... حصول آزادی کے لئے جد و جہد میں مشغول رہتے تھے اس لئے ہم آپ کی موت کو اپنی تمناؤں کے نقطۂ نظر سے قبل از وقت کہتے ہیں ... موت تو وقت ہی پر آتی ہے اور اس کا جو وقت ہے وہ ٹل نہیں سکتی۔

مسٹر پٹیل ایک ... اور ایڈوانس ... تھے دو مرتبہ جیل جا چکے تھے ... اور وطن سے آپ کو اس قدر عشق تھا کہ مرتے دم تک اسکا وظیفہ ورد زبان رہا۔

مسٹر پٹیل اسمبلی کے پہلے منتخب پریسیڈنٹ تھے اور انہوں نے اس شان سے صدارت کے فرائض انجام دیئے کہ سارے ہندوستان میں انکی دھوم مچ گئی۔ بہرحال مسٹر پٹیل کی موت سے ہندوستان کی ایک بہت بڑی طاقت اٹھ گئی۔

بغض و عناد کی بدترین مثال

دہلی سے ایک روزانہ اخبار تیج نکلتا ہے یہ ہندؤں کا اخبار ہے اور اب تک کانگریسی اور عام ملکی معاملات میں اس کی روش ... اچھی ... اس اخبار نے سوامی دیانند جی کا ... اس میں ... مسلمان اہل قلم کے مضامین بھی حاصل کر کے طبع کئے گئے تھے مثلاً مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب، مولانا احمد سعید صاحب، خواجہ حسن نظامی صاحب، مولانا ... صاحب وغیرہ۔

یہ تمام مضامین سوامی دیانند کی ان خدمات کے متعلق تھے جو ... ہندؤں کو ... سے ... کی طرف مائل کرتا ... جو ان کا ... اور ... جھوت چھات کا ... وغیرہ۔

[illegible]

... ہندو اور مسلمان لیڈروں کے اور مسلمان اہل قلم ... بزرگوں کے متعلق مضامین مختلف رسائل میں چھپتے رہتے ہیں اور یہ ایک عام دستور ہو گیا ہے اور اس روش کو اس لئے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ اس سے ہندوستان کی عام فضا بہتر ہوتی ہے ہندو مسلمانوں کے تعلقات پر اچھا اثر پڑتا ہے اور تعلقات خوشگوار ہوتے ہیں۔

لیکن کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ اس ... بھی چشم عناد و خصومت کے لئے وجہ ... بن گئے۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب اور جناب مولانا احمد سعید صاحب کے ان ... کو لیکر لاہور کے اخبار انقلاب نے ایک طوفان برپا کر دینے کی کوشش کی۔ اعتراض یہ نہیں تھا کہ کوئی ایسی بات لکھدی جو نہ لکھنی چاہئے تھی بلکہ یہ اعتراض ہے کہ جو کچھ لکھا گیا وہ تو ٹھیک ہے لیکن اس میں چند گالیوں کا اضافہ کیوں نہیں کر دیا گیا۔ یعنی ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کے سلسلہ میں مسلمانوں کی جو رائے ہے اس کا اظہار اس موقع پر کیوں نہیں کر دیا گیا بس یہ ایک ایسا جرم ہے جو ناقابل معافی ہے اور ان دونوں مفتی و مولوی کی عاقبت خراب کر دینے کے لئے انقلاب کے نزدیک بالکل کافی ہے اور ان حضرات کی ساری عمر کی نیکیاں اس ایک گناہ عظیم سے زائل اور برباد ہو گئیں۔

انقلاب نے یہ روش محض اس لئے اختیار کی کہ اسکو سیاسیات میں جمعیۃ العلماء اور اس کے صدر و ناظم سے اختلاف ہے اور اب اس نے اس اختلاف رائے کو مستقلاً عناد اور بغض کی شکل میں تبدیل کر لیا ہے اور اسی جذبۂ عناد کا یہ گندہ اور نجس مظاہرہ اس نے کیا ہے۔

لیکن حضرت مفتی صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب کو خوش ہونا چاہئے کہ انقلاب نے اس سلسلہ میں بغض و عناد کی نمائش کر کے اپنے آپ کو بالکل بے نقاب کر لیا ہے اور کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی اس دھوکہ میں مبتلا نہیں ہو سکتا کہ فی الواقع انقلاب نے اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ کسی درجہ میں بھی کوئی ایماندارانہ چیز ... کہی جا سکتی ہے اور ہر شخص دیکھتے ہی یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ اس عناد و بغض کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو جمعیۃ العلماء اور اس کے ارکان سے بوجہ سیاسی اختلاف کے اس اخبار اور اس کے ایڈیٹروں کو ہے۔

خدا ہر ایک مسلمان کو ایسے بغض و عناد سے محفوظ رکھے جس سے انسان دوسرے مسلمانوں کی عزت و آبرو کا دشمن بن جاتا ہے۔

معارف القرآن

(بلسلسلہ گذشتہ)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ

(ترجمہ) بیشک وہ لوگ کافر ہو چکے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ عین مسیح ابن مریم ہے حالانکہ مسیح نے خود فرمایا کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے بیشک جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک قرار دیگا سو اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیگا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا

تفسیر پہلی آیت میں یہودی بداعمالیوں کا ذکر تھا یہاں نصاریٰ کے مشرک فرقوں کے کفر و بہتان کا بیان ہے ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ قائل ہیں کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے وہ کافر ہیں یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے مسیح بن مریم میں حلول کیا تھا وہ کافر ہیں۔ ... ... آگے ارشاد ہوتا ہے کہ مسیح نے تو ان سے کہدیا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم اس خدا کی پرستش کرو جو میرا اور تمہارا دونوں کا پروردگار ہے یعنی حضرت مسیح نے بنی اسرائیل کو تعلیم دی تھی کہ عبادت کے لائق کوئی انسان یا بت و فرشتہ نہیں ربوبیت اسی خدائے یکتا کے لائق ہے جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی اسی نے سب کو پیدا کیا وہی خالق و رازق ہے وہی تمام صفات کمالیہ کا جامع ہے لہذا وہی معبود برحق ہے اسی کی عبادت فرض ہے گو یا مسیح نے یہ کہدیا تھا کہ میں بندہ ہوں مخلوق ہوں مریم کا بیٹا ہوں میں ہرگز معبود نہیں اور معبود کیسا میں الوہیت میں شریک بھی نہیں اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جو کوئی اس کے ساتھ کسی کو شریک کرے تو خدا نے جنت اس پر حرام کر دی ہے اس کا ٹھکانا ہمیشہ کے لئے دوزخ ہے یعنی اگر کوئی شرک کرے خواہ افعال میں شرک کرے مثلاً جو باتیں خدا نے اپنے واسطے مخصوص کر رکھی ہیں اور ان کو عبادت قرار دیا ہے وہ باتیں کسی مخلوق کے لئے بجا لائے کسی کے نام کی نماز پڑھے یا کسی کی منت کا روزہ رکھے یا زندہ و مردہ کے سامنے سجدہ یا رکوع کرے یا کسی کا طواف کرے یا کسی کے نام پر جانور ذبح کرے خواہ اعتقاد میں شرک کرے مثلاً کسی کو رازق خالق اور متصرف الحالات خیال کرے یا کسی پیر کے حکم کو شریعت کا حکم سمجھے [illegible] نندہ کرنے والا اور مارنے والا کسی شخص کو تصور کرے [illegible] صفات میں شرک کرنے والا [illegible] جنت میں داخل ہونا اس پر حرام ہے کیونکہ اس نے اپنے [illegible] خالق اور [illegible] کی اس کی عبادت میں [illegible] کو قابل [illegible] مشرک [illegible] جہنم کے لائق ہے [illegible] [illegible]

کہ بعض نصاریٰ [illegible] کی صفت میں [illegible]

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝

(ترجمہ) بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا ایک ہے بجز ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں اور اگر یہ لوگ [illegible] لوگ کافر ہیں ان پر دردناک عذاب [illegible] تو یہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں [illegible] بڑی رحمت والے ہیں مسیح ابن مریم [illegible] اسی پیغمبر گذر چکے ہیں اور ان کی والدہ ایک ولیہ [illegible] دیکھئے ہم کیونکر دلائل ان سے بیان کر رہے ہیں [illegible]

تفسیر سابق آیات میں نصاریٰ کے [illegible] تھا لیکن یہ کہتا تھا کہ خدا نے مسیح میں حلول کر لیا [illegible] بیان ہے جو تثلیث کا قائل ہے [illegible] میں کا ایک فرد ہے وہ کافر ہیں [illegible] خدا ہیں عیسیٰ مریم اور [illegible] عناصر ہیں [illegible] ترکیب [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] سے پہلے [illegible] ہیں اس [illegible]

[illegible] اس کی توبہ قبول [illegible] ہے [illegible]

[illegible] کر رحمت [illegible] خوش ہو جاتا [illegible] اس کے آگے [illegible] اس فرقہ کے عقیدہ

[illegible] بیان کئے گئے ہیں ارشاد ہوتا ہے۔

[illegible] صرف رسول تھے [illegible] کے بیٹے تھے مریم کے بطن میں رہے اور پھر [illegible] کی طرح پیدا ہوئے پہلے ان کا وجود نہ تھا تو کیا کوئی حادث مخلوق خدا یا خدا کا شریک الوہیت ہو سکتا ہے رہی یہ بات کہ بہت سی باتیں ان سے دیگر انسانی طاقت سے بڑھ کر صادر ہوتی تھیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کے رسول تھے اور رسول کی روحانی طاقت دیگر انسانوں کی معمولی طاقت سے بہت زیادہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ طرح طرح کے معجزات ان سے صادر ہوتے تھے۔

[illegible] سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں عیسیٰ بھی ان کی طرح فانی ہیں ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتے لہٰذا وہ شریک الوہیت بھی ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ جس طرح پچھلے انبیاء موسیٰ و ابراہیم وغیرہم خدا کے بندے اور رسول تھے اور ایک زمانہ تک تبلیغ کر کے ان کی دنیاوی حیات ختم ہو گئی اسی طرح مسیح بھی خدا کے بندے اور رسول تھے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے بچہ ہوئے جوان ہوئے ہر طرح سے تغیر پذیر ہوئے پھر کس طرح شریک الوہیت یا الٰہ ہو سکتے ہیں جبکہ وہ مشغلہ زوال اور تغیر پذیری میں تمام مخلوق کی طرح تھے۔

[illegible] کی ماں ایک [illegible] تھیں یعنی حضرت مریم نے کوئی بد حرکت نہیں کی ہمیشہ [illegible] رہیں [illegible] یوسف نجار سے انہوں نے [illegible] کیا۔ خدا کی قدرت [illegible] مسیح کو پیدا کیا کیا کسی عورت کا بچہ بھی خدا کا بیٹا اور خدا ہو سکتا ہے [illegible] جاتا ہے۔

[illegible] کھانا کھایا کرتے تھے دیگر حیوانات کی طرح ان کی حاجت بھی [illegible] کوئی محتاج انسان خدا یا خدا کا شریک ہو سکتا ہے خدا؟ [illegible] اس کھانے کی آمیزش ہے یہاں سے [illegible] سے مستغنی ہو وہ خواہ مخواہ خدا ہوگا [illegible] ہیں اور [illegible] خدا نہیں ہیں مطلب صرف یہ [illegible]

[illegible]

[illegible] جو حضرت موسیٰ [illegible] نقصان اور [illegible]

[illegible] حاصل تھا [illegible]

نہیں سو جس کو خدا چاہتا ہے کہ بندہ کو عذاب سے نجات دے مگر انسان خود کو بھی بلکہ عذاب میں مبتلا ہونا چاہتا ہے ترغیب و ترہیب ابطال باطل و اظہار وغیرہ

قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(ترجمہ) آپ فرمائیے کیا خدا کے سوا ایسے کی عبادت کرتے ہو جو کہ تم کو نہ کوئی ضرر پہنچانے کا اختیار رکھتا ہو اور نہ نفع پہنچانے کا حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سنتے ہیں سب جانتے ہیں

تفسیر:- گذشتہ آیات میں نصاریٰ کے مشرک فرقوں کا تذکرہ تھا یہاں تمام مشرکین کو عموماً اور نصاریٰ کو خصوصیت کے ساتھ خطاب ہوتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ اے مشرکین تم خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی کیوں پرستش کرتے ہو جو تم کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتی یعنی مخلوق کی پرستش کرنی جو صفات زوال پذیر اور محتاج اشیاء کو خدا بنانا سراسر حماقت ہے جب ان کے قبضہ میں اپنا وجود تک نہیں کسی کو نفع نقصان پہنچانے کا ان کو اختیار ہے سب خدا کے محتاج ہیں تو تم کو چاہیے کہ اس شرک فی الصفات سے توبہ کرو خدا سے معافی چاہو کیونکہ خدا تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے اگر سچے دل سے تائب ہو گے تو خدا تعالیٰ معاف فرما دیگا۔

مقصود بیان:- توبہ کی تعلیم [illegible] عقائد [illegible] مع ثبوت عقلی ہدایت کسی مخلوق کی خواہ نبی ہو یا ولی پرستش کرنی یا ان کے سامنے عبادت کے افعال کرنے کی ایک لطیف طریقہ سے ممانعت اظہار قدرت و جلال، مخلوق کی بیکسی اور محتاجی کا بیان وغیرہ۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝

(ترجمہ) آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب تم اپنے دین میں ناحق غلو مت کرو اور ان لوگوں کے خیالات پرست چلو جو خود ہی غلطی میں پڑ چکے ہیں اور بہتوں کو غلطی میں ڈال چکے ہیں اور وہ لوگ سیدھے راستے سے دور ہو گئے تھے

تفسیر:- اس آیت میں تمام اہل کتاب کو صحیح تعلیم اور سچے عقائد و اعمال کی ہدایت کی جاتی ہے ارشاد ہوتا ہے اے اہل کتاب یعنی اے یہود و نصاریٰ حق کے خلاف دین میں غلو اور کمی بیشی نہ کرو یعنی حضرت مسیح کو ان کے درجہ سے نہ گراؤ کہ ان پر تہمتیں لگاؤ اور دجال [illegible] کہنے لگو جیسا کہ یہودی کہتے ہیں اور نہ اتنا بڑھاؤ کہ خدا کا بیٹا یا خدا کہنے لگو جیسا کہ نصاریٰ قائل ہیں اس سے آگے خدا تعالیٰ کورانہ تقلید سے منع فرماتا ہے بات یہ تھی کہ قدماء یہود و نصاریٰ نے توریت و انجیل میں تحریف کر کے کچھ سے کچھ بنا لیا تھا آخری نسلوں کے پاس وہی بگاڑی ہوئی کتابیں تھیں یا پیش نظر آباء و اجداد کی زندگیاں یا اعمال و عقائد تھے [illegible] اپنے سلف کی کورانہ تقلید کرنے میں مبتلا تھے [illegible] و باطل اور صحیح و غلط کو اپنی عقل سے نہیں سمجھتے تھے جس طرح ماں باپ نے بتایا یا عمل کرتے ہوئے دیکھا یا تبدیل شدہ مذہبی کتابوں میں دیکھا ویسا عمل کرنے لگے خدا تعالیٰ بطور نصیحت فرماتا ہے کہ تمہارے سلف خود ہی گمراہ تھے اور بہتوں کو گمراہ بنا کر گئے تھے اور جادۂ اعتدال سے [illegible] افراط و تفریط میں پڑ گئے تھے تم کیوں ان کی پیروی کر کے گمراہ ہوتے ہو۔

کتاب الصلٰوۃ

۸۰۳۔ عبدالرحمٰن بن عابس کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے ایک شخص نے پوچھا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (عید گاہ) جانے میں حاضر ہوئے ہو؟ تو انہوں نے کہا ہاں اگر میری قرابت آپ سے نہ ہوتی تو میں حاضر نہ ہو سکتا (یعنی کمسنی کے سبب) آپ اس نشان کے پاس گئے جو کثیر بن صلت کے مکان کے پاس ہے پھر آپ نے خطبہ پڑھا اس کے بعد عورتوں کے پاس گئے اور انہیں نصیحت کی اور ان کو صدقے کا حکم دیا کہ وہ اپنا مال صدقہ دیں پس کوئی عورت اپنا ہاتھ (یعنی انگوٹھی) کی طرف جھکانے لگی اور کوئی اپنی انگلی (سے انگوٹھی) کسی بلال کی طرف اس کو بلال کی چادر میں ڈالتی تھیں پھر آپ اور بلال گھر کو لوٹ گئے۔

باب رات کے وقت اور اندھیرے میں عورتوں کا مسجدوں کی طرف جانا ممنوع نہیں ہے

۸۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن عشاء کی نماز میں تاخیر کر دی یہاں تک کہ عمر نے آپ کو آواز دی کہ عورتیں اور بچے سو گئے ہیں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ زمین والوں میں سے سوا تمہارے کوئی اس نماز کا منتظر نہیں ہے اور اس وقت مدینہ کے سوا کہیں نماز نہ پڑھی جاتی تھی اور عشاء کی نماز شفق کے غائب ہونے کے بعد سے تہائی رات تک پڑھ لیتے تھے۔

۸۰۴۔ ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب رات کے وقت تم سے تمہاری عورتیں مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دو۔

۸۰۵۔ حضرت ام سلمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں جب فرض نماز کا سلام پھیرتی تھیں تو فوراً کھڑی ہو جاتی تھیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ مرد جو نماز پڑھے ہوئے تھے جتنی دیر اللہ چاہتا تھا ٹھیر جاتے تھے پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو سب مرد کھڑے ہو جاتے۔

۸۱۰۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ چکتے تھے تو عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی لوٹتی تھیں اندھیرے کے سبب سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔

۸۱۱۔ ابو قتادہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس میں طول دوں مگر بچہ کے رونے کی آواز سن کر اپنی نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں اس بات کو برا سمجھ کر اس کی ماں پر سختی کروں۔

۸۱۲۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت کو ملاحظہ کرتے جو عورتوں نے نکالی ہے تو بے شک انہیں مسجد جانے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا کسی نے عمرہ سے کہا کیا بنی اسرائیل (کی عورتوں) کو منع کر دیا گیا تھا بولیں ہاں۔

باب عورتوں کا مردوں کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے

۸۱۳۔ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو آپ کے سلام پھیرتے ہی عورتیں کھڑی ہو جاتی تھیں اور آپ کھڑے ہونے سے پہلے تھوڑی دیر ٹھیرے رہتے [illegible] اللہ اعلم [illegible] تاکہ عورتیں مردوں سے پہلے لوٹ جائیں۔

۸۱۴۔ انس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم کے گھر میں ہماری امامت کی نماز پڑھی تو میں اور ایک لڑکا آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ام سلیم ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔

باب صبح کی نماز سے فراغت کر کے عورتوں کا جلد چلا جانا اور ان کا مسجد میں کم ٹھیرنا (ثابت ہے)

۸۱۵۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے تھے تو مسلمانوں کی عورتیں (واپس) لوٹ جاتی تھیں کہ اندھیرے کے سبب پہچانی نہ جاتی تھیں یا (یہ کہا کہ) باہم ایک دوسرے کو نہ پہچانتی تھیں۔

باب عورت کا اپنے شوہر سے مسجد جانے کی اجازت مانگنا (ضروری ہے)

۸۱۶۔ ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی عورت مسجد جانے کی اجازت مانگے تو وہ اس کو نہ روکے۔

جمعہ کی کتاب

باب جمعہ کی نماز فرض (ثابت) ہے، بدلیل قول اللہ تعالیٰ کے اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون اور سورہ جمعہ میں لفظ فاسعوا فامضوا کے معنے میں ہے

۸۱۷۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہم (با اعتبار زمانہ کے) پچھلے ہیں مگر قیامت کے دن اگلوں سے سبقت لیجانے والے ہیں سوا اس کے کہ انہیں ہم سے پہلے کتاب دی گئی (اور) یہ (جمعہ کا) دن ان میں (بھی) تھا (جن) کی عبادت کرنا ان پر فرض کیا گیا تھا مگر انہوں نے اس میں اختلاف کیا اللہ نے ہمیں اس کی ہدایت کر دی پس سب لوگ اس بات میں ہمارے پیچھے [illegible] کریں گے، اور نصاریٰ پرسوں (یعنی اتوار کے دن) عبادت کریں گے۔

باب جمعہ کے دن غسل کی فضیلت کا بیان [illegible] اور بچے [illegible] کے ذمہ نماز جمعہ میں حاضر ہونا ضروری ہے

۸۱۸۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ میں آئے تو اسے چاہیے [illegible]

[illegible]

[illegible]

کتاب الفقہ

باب الصوم

(بسلسلہ گذشتہ)

۱۰- اگر کسی نے نذر مانی تھی کہ ان دنوں میں روزہ رکھا کرے گا اور پھر شیخ فانی ہوگیا تو ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے اگر تنگدستی کی وجہ سے یہ بھی نہ کر سکے تو خدا تعالیٰ سے معافی مانگے اگر اس طرح نذر کی کہ پنجشنبہ آئندہ کا روزہ رکھوں گا پنجشنبہ کو روزہ نہ رکھا تو قضا لازم ہوگی پھر اگر قضا میں تاخیر ہوگئی یہاں تک کہ شیخ فانی ہوگیا یا ہمیشہ کے روزوں کی نذر کی تھی پھر کسی وجہ سے عاجز ہوگیا یا اپنی معاش میں مشغول رہ کر محنت بہت کی کہ روزہ رکھنے سے عاجز ہوگیا تو اس کو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے پھر اگر تنگدست ہو جائے اور کھانا بھی نہ کھلا سکے تو خدا تعالیٰ سے مغفرت مانگے کیونکہ وہ مجبور ہے۔ عالمگیری

۱۱- اگر کسی نے اپنے اوپر روزے واجب کر لئے تھے کہ مر گیا تو اس کے مختار فدیہ ادا کریں اگر وہ شروع سے بیمار ہی رہا اور مر گیا۔

(۱) اگر کسی نے اپنے اوپر مہینہ بھر کے روزے واجب کر لئے تھے کہ مہینے کے گذرنے سے پہلے مر گیا تو اس پر مہینہ بھر کے روزے واجب ہوں گے اور اس کو لازم ہے کہ وصیت کر جائے کہ ہر روزے کے بدلے نصف صاع گیہوں دیئے جائیں چاہے ان روزوں کے لئے کوئی خاص مہینہ مقرر کیا تھا یا نہ کیا تھا (عالمگیری)

(ب) اگر کسی بیمار نے اپنے اوپر مہینہ بھر کے روزے واجب کر لئے تھے اور تندرست ہونے سے پہلے مر گیا تو اس پر اس کی قضا دینی واجب نہیں۔ ہاں اگر ایک دن بھی تندرست رہ کر مر گیا تو اس پر واجب ہے کہ مہینہ بھر کے روزوں کے فدیہ کی وصیت کرے لیکن امام محمد کہتے ہیں کہ اس پر اتنے دنوں کے فدیہ کی وصیت واجب ہے جتنے دن تندرست رہا ہے۔ اس کے متعلق شیخین کی یہ دلیل ہے کہ نذر کے ذریعہ کل مہینے کے روزے واجب ہو گئے تھے لہٰذا اس کے متعلق جو عذر ہو وہ جاتا رہے وہ بھی تمام کا ہو بخلاف قضائے رمضان کے کہ اس میں اتنے روزوں کی قضا دینی لازم ہے کہ جتنے دن بعد رمضان وہ تندرست رہا کیونکہ اس صورت میں ایک مہینہ کی قضا دینی ہوگی۔ ہدایہ

نفلی روزوں کے خاص احکام

جو احکام فرض روزوں کے متعلق ہیں وہی نفل روزوں کے متعلق ہیں مگر نفل روزوں کا یہ حکم مخصوص ہے۔

(۱) نفل روزہ اگر شروع کر دیا تو اس کا پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے اگر وہ فاسد ہو جائے اگرچہ کسی عذر کی وجہ سے ہو تو اس کی قضا دینی واجب ہوگی (در مختار)

(۲) اگر نفل روزہ عیدین یا ایام تشریق میں رکھے یعنی جن دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے ان روزوں کو شروع کر کے توڑ دیا تو ان کی قضا دینی واجب نہیں۔

(۳) اگر نفل روزہ کسی عذر شرعی سے توڑا گیا تب بھی اس کی قضا دینی ہوگی۔

[illegible] جب ... روزہ وا ...

(۴) رمضان کے علاوہ اور روزوں کو بلا عذر توڑنے سے کفارہ لازم نہ ہوگا کیونکہ رمضان کے روزہ کا توڑنا بڑا گناہ ہے اور کسی اور روزہ کا توڑنا اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

اگر کسی روزہ میں (سوائے روزہ رمضان کے) قضا یا کفارہ کی صورت دو مرتبہ بھی واقع ہو تب بھی اس روزہ کی صرف ایک ہی قضا دینی ہوگی۔

(۵) فرض روزوں کے علاوہ اور روزوں کے واسطے بعض متعلقین کی اجازت کی ضرورت ہے۔

(۶) عرفہ کے دن اگر عرفہ کے روزہ کی نیت کی اور قضا یا نذر یا کفارہ کے روزہ کی بھی نیت کی تو بعض علماء کے نزدیک دونوں قسم کے روزے پورے ہوں گے۔

(۷) اگر رمضان کی قضا کسی کے ذمہ ہو تب بھی نفلی روزہ رکھنے کی ممانعت نہیں۔

نفل روزہ کے واسطے بعض متعلقین کو اجازت کی ضرورت

(۱) عورت کو بغیر اجازت اپنے خاوند کے نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے (عالمگیری)

اگر بغیر اجازت خاوند کے بیوی روزہ رکھ لے تو خاوند روزہ تڑوا سکتا ہے اور اس روزہ کی قضا عورت جب ہی کرے جب خاوند اس کو اجازت دے یا خاوند سے علیحدہ ہو چکی ہو۔

اگر خاوند مریض ہو یا روزہ دار ہو یا حج یا عمرہ کے احرام میں ہو تو بغیر اجازت کے نہیں اور خاوند کو اس وقت جائز ہی نہیں کہ بیوی کو روزہ رکھنے سے منع کرے اگر منع کرے تب بھی بیوی ایسی صورت میں نفل روزہ رکھ سکتی ہے۔

(۲) غلام اور لونڈی کو بغیر اجازت اپنے مالک کے نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے مدبرہ ام ولد سب کے واسطے ایسا ہی حکم ہے جائز نہیں۔

غلام یا لونڈی کو بغیر اپنے مالک کی اجازت کے نفل روزہ رکھنا جائز ہی نہیں چاہے مالک بیمار ہو یا روزہ دار ہو یا حج یا عمرہ کے احرام میں ہو۔

جو روزے غلام پر اس کے اپنے فعل کی وجہ سے واجب ہوئے ہوں ان کا بھی یہی حکم ہے جو روزہ نفل کا ہے سوائے کفارہ ظہار کے روزہ کے یعنی کفارہ ظہار کے روزے رکھنے کے واسطے غلام کو اپنے مالک کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے اور قسم کے روزے جو اس کے فعل سے اس پر واجب ہوئے ہوں ان کے واسطے اجازت کی ضرورت ہے۔

ہلال رمضان المبارک

شعبان کی ۲۹ تاریخ کو ہلال کے متعلق بڑی تحقیق واقع ہوتی ہیں اگر مطلع صاف ہو تو چاند کا ہونا تسلیم کئے جانے کے واسطے جماعت کثیر یعنی بہت سے آدمیوں کی گواہی چند سرے ضرور رکھا جائے گا مگر بصورتیکہ کوئی شخص مسافرت سے آیا ہو اور اس نے راستہ میں چاند دیکھا تو اس ایک شخص کی گواہی ہی چاند ہونے کے متعلق قبول کی جائیگی اگر یہ شک واقع ہو کہ رمضان کی پہلی ہے یا شعبان کی تیسویں تو ایسے روزہ نہ رکھے تھا اور علما خاص شرائط پر ایسا روزہ رکھ سکتے ہیں پھر اگر تیس شعبان کو رویت ہلال ہو یا نہ ہو دوسرے روز روزہ ضروری ہوگا رویت ہلال کے ...

[illegible] عادل شخص کی گواہی قبول ہوگی [illegible]
ہونے کا احتمال ہو جس شب رمضان کا چاند نظر آ جائے [illegible]
[illegible] کے ساتھ صلوٰۃ التراویح بھی پڑھی جاتی ہے اور جب عید کا چاند نظر آ جائے
تو صلوٰۃ التراویح بند کر دی جاتی ہے۔

انتیس شعبان کو رویت ہلال

(۱) ۲۹ شعبان کو ہلال رمضان دیکھنے کے واسطے لوگوں کو متوجہ ہونا چاہیے
اور تلاش کرنا چاہیے پس اگر چاند دیکھ لیں تو روزہ رکھ لیں اور اگر چاند بوجہ
ابر و غبار نہ دکھائی دے تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزہ رکھیں۔
دلیل۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہلال رمضان دیکھ کر روزہ
رکھو اور ہلال عید دیکھ کر روزہ کھولو اگر مطلع صاف نہ ہو اور چاند دکھائی نہ دے تو
شعبان کے تیس دن شمار کرو کیونکہ ابھی ماہ شعبان کا حصہ باقی ہے کیونکہ ابھی
شعبان کی ۲۹ تاریخ ہے اور اس سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا جب تک
کوئی وجہ نہ پیش کی جائے اور وجہ کیا ہے وہی ہلال کا ظاہر ہونا اور وہ ابر و غبار
کی وجہ سے دکھائی نہیں دیا۔

(۲) اگر مطلع صاف نہ ہو یعنی چاند کے نکلنے کی جگہ پر ابر و غبار ہو تو امام کو چاہیے
کہ ایک آدمی کی گواہی چاند دیکھنے کے متعلق تسلیم کرے خواہ وہ شخص مرد ہو یا عورت
آزاد ہو یا غلام۔ (ہدایہ)

وجہ یہ ہے کہ ہلال رمضان کا دیکھنا ایک دینی امر ہے (کیونکہ رمضان کے روزوں
کا واجب ہونا اس سے متعلق ہے) لہٰذا یہ گواہی حدیث کی روایت کے طور پر ہوئی
اور اسی وجہ سے لفظ شہادت کا ذکر اس شخص کو کرنا (کہ میں شہادت دیتا ہوں) ضروری
نہیں۔ اور ایک شخص عادل کی روایت حدیث کے متعلق مقبول ہوتی ہے۔ (ہدایہ)
حضرت امام شافعی کی ایک روایت سے یہی پایا جاتا ہے کہ رویت ہلال رمضان
کے ثبوت کے واسطے دو گواہوں کی شرط ہے اور جو کچھ ذکر کیا گیا کہ ہلال رمضان کا
دیکھنا امر دینی ہے اور ایک ہی شخص کا خبر دینا تسلیم کیا جائے گا) وہ امام شافعی
کے قول کا جواب ہے نیز یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کی تھی ایک
شخص کی شہادت رویت ہلال رمضان کے متعلق۔ (ہدایہ)

مروی ہے سنن اربعہ میں ابن عباس سے کہ ایک اعرابی رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے چاند دیکھا ہے آپ نے فرمایا
تو گواہی دیتا ہے کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے اس نے کہا ہاں پھر آپ نے
دریافت کیا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ محمد رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے اس نے کہا ہاں تو
آپ نے فرمایا کہ اے بلال پکار دے لوگوں کو کہ کل روزہ رکھیں۔
امام مالک کے نزدیک شہادت دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی قبول کی جائے گی۔
اگر امام یا قاضی نے خود ہی چاند دیکھا ہو تو وہ چاہے تو خود ہی لوگوں کو روزہ رکھنے
کا حکم کر دیں یا کسی کو گواہ بنائیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے چاند کے حکم میں [illegible]
گواہی میں عادل شخص ہونے کی شرط ہے کیونکہ فاسق کا قول دینیات میں قبول
نہیں ہے اور طحاوی نے جو فرمایا ہے کہ چاہے وہ شخص عادل ہو یا غیر عادل تو غیر
عادل سے وہی مطلب مستور الحال ہونا ہے یعنی جس کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو کہ فاسق
ہے اور محدود بحد قذف کی گواہی بھی مقبول ہوگی کیونکہ وہ تو بہ کر چکا ہو اور یہ قول [illegible]

[illegible] ہے کہ [illegible] گواہی مقبول [illegible]
گواہی میں اس وجہ سے کہ اس شخص کا قاضی کے حکم [illegible]
[illegible] مسلمان ہو عادل ہو عاقل ہو بالغ ہو [illegible]
[illegible] کی گواہی تسلیم نہیں کی جائے گی۔ (عالمگیری)
اگر کسی شخص کا حال پوشیدہ ہو یعنی یہ معلوم نہیں کہ وہ فاسق ہے یا
[illegible] نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ اس کی گواہی قبول ہوگی
[illegible] ظاہر روایت میں بھی یہی کہا ہے اور شمس الائمہ حلوانی نے بھی یہی
کہا ہے جیسا کہ شرح نقایہ میں مذکور ہے [illegible]
محدود بحد قذف کی گواہی ہلال رمضان کے متعلق مقبول [illegible] ہلال عید
دیکھنے کے متعلق مقبول نہیں ہے۔ (جوہرۃ النیرہ)
اگر ایک شخص گواہی دے کہ دوسرے شخص نے چاند دیکھا [illegible]
قابل تسلیم ہے کہ غلام کی گواہی پر غلام گواہی دے اور عورت کی گواہی پر عورت
گواہی دے۔ اس گواہی میں شہادت کا ذکر یا دعویٰ اور حاکم کے سامنے
کی شرط نہیں ہے۔ چنانچہ اگر کسی نے حاکم کے روبرو گواہی دی اور حاکم سے
سنا تو اس سننے والے کو روزہ رکھنا لازم ہوگا بشرطیکہ گواہی دینے والا عادل
ہو اور یہ ضروری نہیں کہ حاکم حکم جاری کرے جب ہی روزہ رکھا جائے چاند دیکھنے
کے متعلق ابو بکر اسکاف نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص اس طرح بیان کرے کہ میں نے
اپنے شہر سے باہر کسی گاؤں میں چاند دیکھا جبکہ بادل چھائے ہوئے تھے تو اس کی گواہی قبول
کی جائے گی سوائے ایسی تشریح کے اور طریق پر گواہی قبول نہ کی جائے گی۔
اگر ایک عادل شخص رمضان کا چاند دیکھے تو اس کو لازم ہے کہ اس کے متعلق
گواہی دے چاہے وہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت حتیٰ کہ پردہ نشین عورت بھی
اور لونڈی بھی بلا اجازت اپنے مالک کے گھر سے نکل کر گواہی دے۔
اگر فاسق اکیلا چاند دیکھے تو اس کو لازم ہے کہ اس کے متعلق گواہی دے کیونکہ
کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قاضی فاسق کی گواہی قبول کر لیتا ہے لیکن قاضی کو اختیار ہے
کہ اس کی گواہی قبول کرے یا نہ کرے۔ دیہات میں اگر کوئی چاند دیکھے تو اس کو چاہیے
کہ اپنے گاؤں کی مسجد میں جا کر گواہی دے اور اگر گاؤں میں کوئی حاکم نہ ہو جس کے
روبرو گواہی دی جائے اور وہ شخص عادل ہو تو لوگوں کو چاہیے کہ اس کے کہنے پر روزہ
رکھ لیں۔ فتاویٰ عالمگیری)
۳۔ اگر مطلع صاف ہو یعنی چاند نکلنے کی جگہ پر ابر و غبار نہ ہو تو ایک ایسی
جماعت کثیر کی گواہی قبول کی جائے گی جن کی خبر سے علم یقینی ہو جائے۔
ایسی گواہی کا قبول کرنا امام کی رائے پر منحصر ہے [illegible]
ہے چنانچہ شرح [illegible] میں لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے [illegible]
ایک دو آدمی کی گواہی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] جماعت کثیر سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گزشتہ)

مقالہ تینتالیسواں

فرمایا: مخلوق سے سوال کرنا نہیں کیا مگر اس کو جاننے کے سبب اور اپنے ایمان اور یقین و معرفت کی کمی اور صبر کی کمی کی وجہ سے سوال کیا اور سوال سے وہ شخص بچا کہ جس نے اللہ عزوجل کی معرفت کا حصہ لیا ہے اور جس کے ایمان و یقین کی قوت زیادہ ہے جبکہ معرفت حق ہر وقت اور ہر لحظہ زیادہ ہے اور وہ اللہ عزوجل سے حیا کرتا ہے کہ اپنے مولا کے ہوتے ہوئے کیا کسی سے سوال کرے۔

مقالہ چوالیسواں

(عارف باللہ کی بعض دعائیں قبول نہ ہونے کی وجہ)

فرمایا: عارف کی ہر ایک دعا جسے وہ اپنے پروردگار سے مانگتا ہے قبول نہیں کی جاتی اور ہر وعدہ پورا نہیں کیا جاتا اس لئے تاکہ اس پر رجا و امید غالب نہ ہو جائے اور وہ ہلاک ہو جائے کیونکہ ہر حال اور ہر مقام میں خوف و رجا و امید ہیں اور ان کی مثال یہ ہے کہ یہ دونوں پرندے کے دو بازؤں کی طرح ہیں جس طرح کہ ان دونوں کے بغیر اس کا اڑنا تمام نہیں ہو سکتا اسی طور پر کوئی حال اور کوئی مقام بغیر خوف و امید کے پایا نہیں ہوتا، مگر ہر حال و مقام کے خوف و رجا اس حال و مقام کے مناسب ہوتے ہیں۔ پس عارف مقرب الحق ہے اور اس کا حال و مقام یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی شئے کا ارادہ نہ کرے اور کسی غیر اللہ کی طرف مائل نہ ہو اور کسی غیر سے نہ آرام لے نہ انس کرے پس عارف کا اپنی دعا کی قبولیت کو چاہنا اور حق سبحانہ تعالیٰ سے وفائے عہد کو طلب کرنا اس چیز کو چاہنا ہے جو اس کے حالت کے مناسب نہیں۔ سو دعا قبول نہ ہونے اور وعدہ پورا نہ کرنے میں دو سبب ہیں ایک یہ کہ اس پر امید کا غلبہ اپنے پروردگار کے مکر سے بے خوف اور بے فکر ہو جانے سے غفلت نہ آ جائے اور وہ ہلاک نہ ہو جائے اور دوسرا سبب دعا کی عدم قبولیت نہ ہونے کا یہ ہے کہ وہ اس کا چاہنا اور طلب کرنا اپنے پروردگار کے ساتھ اس کے سوا کسی شئے کو شریک ٹھہرانا ہے کیونکہ دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے بعد ظاہر آ کوئی معصوم نہیں ہے اس لئے اس کی دعا قبول نہیں کرتا اور وعدہ اس کے لئے پورا نہیں کرتا تاکہ وہ شہوت نفس اور طبیعت سے سوال نہ کرنے لگے کیونکہ اس میں شرک ہے اور شرک کی آفات تمام احوال میں اور تمام مقامات میں قدم قدم پر بہت ہی لاگو ہے ہاں جب اس کا سوال اس کے قرب حق کے لئے ہو تو کرنے کا حکم ہے کہ نماز روزہ کے سوا دوسرے فرائض و نوافل اور قرب حق کو زیادہ کرتے ہیں اور حکم دیا ہے۔

مقالہ پینتالیسواں

(مصیبت اور نعمت والے شخص کی حالت)

فرمایا: آگاہ ہو جا کہ لوگوں میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ شخص ہے جسے نعمت دی گئی ہے دوسرا وہ ہے کہ جسے بلا میں خدا کے حکم سے مبتلا کیا گیا ہے پھر جسے نعمت دی گئی ہو وہ اس دنیاوی نعمت میں گناہ اور کدورت و تیرگی سے خالی نہیں ہوتا اور وہ اس نعمت سے بہت آسائش کی حالت میں ہوتا ہے کہ ناگہاں تقدیر الٰہی اس پر انواع مصائب اور بلایا اور امراض سے ایسی چیزیں لے آتی ہیں جو نعمت کو اس پر مکدر کر دیتی ہیں یعنی اس کے نفس و مال اور اہل و اولاد پر پریشانیاں آ جاتی ہیں پھر وہ ایسا شخص رنجیدہ و غمگین ہو جاتا ہے گویا وہ کبھی نعمت یافتہ نہ تھا پھر وہ اس نعمت کو اور اس کی حلاوت کو بھول جاتا ہے اور اگر اس کی تونگری اس کے مال اور جاہ اور نوکری غلاموں اور دشمنوں سے امن رہنے کے ساتھ قائم و برقرار رہتی ہے پھر اس حالت نعمت میں ایسا مگن ہے گویا وہ بلا ہی نہیں ہے اور حالت بلا میں وہ ایسا مایوس ہے گویا وہ نعمت ہی نہیں ہے اور یہ سب اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے مولیٰ کو نہیں جانتا اور اگر اس بات کو جانتا کہ اس کا مولیٰ فعال لما یرید رحیم چیز کا ارادہ کرتا ہے اُسے کر دینے والا ہے اور جسے چاہتا ہے ایک حال سے دوسرے حال میں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ میں بدلتا ہے اور تلخ و شیریں بناتا ہے غنی اور فقیر، بلند اور پست کرتا ہے عزت و ذلت دیتا ہے زندہ کرتا اور مارتا ہے آگے لاتا اور پیچھے لیجاتا ہے تو نعمت سے جو چیز کہ اسے حاصل ہے کبھی اس پر وہ اطمینان نہ کرتا اور نہ اس نعمت پر مغرور نہ ہوتا اور حالت بلا میں کبھی رکش نہ ہوتا، آرام سے ناامید نہ ہوتا اور یہ سب اس وجہ سے ہی ہے کہ وہ دنیا (کی حقیقت) کو نہیں جانتا اور دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا بلا کا گھر اور زندگی کو تاریک کرنے والی اور جہل و تکالیف اور کدورت کی جگہ ہے دنیا کی اصل بلا ہے اور نعمت کا پہنچنا دنیا کی اصل کے خلاف ہے پس دنیا ایلوے کے درخت کے مانند ہے اول اس کا پھل کڑوا ہے اور آخر میں اس کا اثر شہد میٹھا ہے کوئی شخص اس کی حلاوت و شیرینی کو نہیں جانتا جب تک کہ اس کے تلخ کو نہ چکھے اور کوئی شخص ہرگز شہد کو نہیں پاتا جب تک کہ بلاؤں اور مصیبتوں کا زہرآب نہ پیئے۔ پھر جس نے دنیا کی بلا پر صبر کیا اس پر دنیا کی نعمتیں نازل ہوئیں کیونکہ مزدور کو مزدوری نہیں دی جاتی جب تک کہ اس کی پیشانی سے پسینہ نہیں نکلتا اور اس کا جسم ماندہ اور اس کی روح غمگین اور اس کا دل تنگ نہیں ہو جاتا اور اس کی قوت زائل اور اپنی سی مخلوق کی خدمت کرنے پر اس کا نفس ذلیل اور اس کی نفسانیت شکستہ نہیں ہو جاتی (مزدوری نہیں ملتی) جب ان سب تلخیوں کو پی لیا اس کے بعد یہ تلخیاں اس کے لئے اچھے کھانے اور میوے اور لباس اور سرور اور راحتیں لاتی ہیں اگرچہ کسی قدر ہی ہوں پس دنیا کی ابتداء ظرف شہد کا اس کنارہ بالائی کے مثل ہے جو تلخی سے ملا ہوا ہے اور شہد کا کھانے والا برتن کی تہ میں نہیں پہنچتا اور شہد خالص نہیں کھا سکتا جب تک کہ اس ظرف شہد کے اوپر کے حصہ میں جو تلخی ہے اسے نہ چاٹ لے۔ پس جبکہ بندہ اللہ کے بجا لانے اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے جو چیزیں جاری ہوتی ہیں ان پر گردن تسلیم جھکا دینے اور ان چیزوں کی تلخیاں چکھتا ہے اور ان کے بوجھ برداشت کرتا ہے اور اپنی خواہش کی مخالفت کرتا ہے

ادعیات ماہ شعبان

(از افادات سلطان العارفین حضرت خواجہ [illegible] چشتی [illegible])

نماز و دعا شب

ماہ شعبان کی ساتویں شب میں بارہ رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ سورۂ اخلاص پانچ دفعہ پڑھے تو اگر اپنے سارے گناہوں سے پاک ہو جائے اور صبح کے وقت دو رکعت نماز ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص سو بار پڑھے اور بعد سلام کے سجدے میں سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ خَالِقُ النُّوْرِ شَعْبَانَ مِنْ نُّوْرٍ كَمَا لِمُّ هٰذَا خَلْقٌ كُنْتُمْ بِمَا كُنْتُمْ بِهٖ كہے۔

جو شخص یہ چاہے کہ اس کی توبہ قبول ہو اور دعا اس پر مستقیم رہے تو چاہیئے کہ ماہ شعبان کے پہلے دو شنبہ کی رات کو غسل کرے اور بارہ رکعت نماز تین سلام سے ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ جو سورہ جانتا ہو پڑھے حق تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور اس کی نیت کو مستحکم کر دے گا۔

روزہ و اوراد شعبان

جو شخص ماہ شعبان میں ایک دن روزہ رکھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں اور وہ اس قدر پاک ہو جائے جیسے اسی دن اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو اور حق تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں اور اس کے ماں باپ کے نامۂ اعمال میں ایک سال کا ثواب لکھا جاتا ہے کہ جو اس مہینے میں ابتدائی تین روزے درمیانی تین روزے اور آخری تین روزے رکھے اس کی یہ عبادت ایسی ہے جیسے اس نے خدائے تعالیٰ کی ستر سال عبادت کی اور شہیدوں سے ہو شخص سارے شعبان کے مہینے میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ہزار بار کہتا رہے اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہزار سال عبادت لکھے اور اس کے ہزار سال گناہ معاف کرے اور قیامت کے دن جب وہ قبر سے اٹھایا جائے اس کا چہرہ چودہویں رات کے چاند کی مانند روشن ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو صدیقوں میں شامل کرے۔

فضیلت شب برات

حضرت قبلہ تاج المتقین سلطان العارفین المرشد الہادی مولانا خواجہ سید حافظ محمد علی شاہ خیرآبادی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے یہ لکھ کر عنایت فرمایا تھا کہ شب برات میں آفتاب ڈوبنے کے بعد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ چالیس بار کہے اور میں نے اسکے فوائد مشائخ چشتیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کتابوں میں دیکھے ہیں کہ اس رات جو شخص چالیس مرتبہ لاحول الخ کہے خدا تعالیٰ اسکے چالیس سالہ گناہ بخش دے چالیس حوریں اس کی خدمت کو دے اور چالیس شہروں کو اس کی شفاعت سے بخشے اور بہشت عطا کرے۔

شب برات کی کئی فضیلتیں ہیں ایک یہ کہ جو شخص تھوڑا یا بہت اس دن روپیہ غلہ یا کپڑا صدقہ کرے حق تعالیٰ ان تین چیزوں کی برکت سے اس کی روزی فراخ کرے۔ دوسرے خلق اس کو ہمیشہ ان کے تنگیوں سے منع کرے کہ منع کرنا فرض ہے تیسرے خود اپنے آپ کو برے عادات اور منکرات سے بچائے کہ یہ بھی فرض ہے۔ چوتھے نماز بہت زیادہ پڑھے سو رکعت یا جس قدر ہو سکے پانچویں سورۂ اخلاص دس دس بار پڑھے۔ پانچویں [illegible] کے فرض سے دو گنے کرے اس میں [illegible] عشاء [illegible] ان کے [illegible] مغفرت [illegible] خدا تعالیٰ اپنے [illegible] سارے [illegible] اسی دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو [illegible] کرے کہ اس رات [illegible] آٹھویں [illegible] کہ اس رات کو صدقہ [illegible] کرے [illegible] زیادہ کرے کہ ذکر کرنے والوں کی جنت [illegible] اگر کسی سے لڑائی ہو گئی ہو تو اس سے صلح کرے۔ بارہویں [illegible] غدر، عداوت، جادوگری، مکاری اور [illegible] سے توبہ کرے کیونکہ ان گناہوں میں مبتلا رہنے والے [illegible] تیرہویں اس رات کثرت سے اپنے لئے اپنے ماں باپ اور [illegible] مانگے۔ چودہویں ایک آبخورے میں تین بار [illegible] سال تک دو فوائد حاصل ہوں ایک یہ کہ [illegible] میں کا ملی ذکر کرے۔ پندرہویں اس رات کو برتن بچائے [illegible] غلہ کپڑا اور روپیہ پیسہ میں برکت ہو۔ سولہویں اس رات کو [illegible] سے پرہیز کرے۔ سترہویں [illegible] بہت سی عبادت [illegible] کریں۔ اٹھارہویں جب نماز پڑھے [illegible] تسبیح زیادہ [illegible] جس مگر نماز پڑھے [illegible] سجدے میں [illegible] سَجَدَ لَكَ سَوَادِيْ وَخَيَالِيْ وَاٰمَنَ بِكَ فُؤَادِيْ وَاَقَرَّ بِكَ لِسَانِيْ وَهَا اَنَا ذَا بَيْنَ يَدَيْكَ يَا عَظِيْمُ يَا عَظِيْمُ اِغْفِرْ ذَنْبِيَ الْعَظِيْمَ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ اِلَّا الرَّبُّ الْعَظِيْمُ پڑھے پھر [illegible] بعد درود شریف یہ دعا سو بار پڑھے اَللّٰهُمَّ هَبْ لِيْ قَلْبًا نَقِيًّا مِّنَ الشِّرْكِ بَرِيًّا لَا كَافِرًا وَّلَا شَقِيًّا اور دوسرے سجدہ میں اَعْفِرُ وَجْهِيْ فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِيْ وَحَقٌّ لِوَجْهِ سَيِّدِيْ اَنْ تُعَفَّرَ الْوُجُوْهُ لَهٗ کہے۔ یہ دعا بہت چاہیئے۔ انیسویں اس رات کو رات بھر جاگتا رہے تاکہ اس کا دل کبھی نہ مرے۔

نماز و دعائے شب برات

حضرت صاحب قبلہ تاج المتقین سلطان العاشقین المرشد الہادی مولانا حاجی سید محمد علی شاہ خیرآبادی قدس سرہ العزیز نے اس طرح تحریر فرمائی کہ اول دو رکعت نماز بہ نیت حفظ الایمان ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ آیۃ الکرسی تین بار پھر دوسری [illegible] رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ اخلاص پچیس بار پڑھے پھر تین رکعت [illegible] ہر رکعت میں فاتحہ اور سورۂ اخلاص ایک ایک بار پڑھے اور [illegible] [illegible] بہ نیت [illegible] [illegible] کرنے ہے۔

... سے بڑھ کر ... دعا پڑھے

أَعُوذُ بِوَجْهِكَ الَّذِي أَكْمَلْتَ بِهِ الْكَلِمَاتِ التَّامَّاتِ [illegible] الْأَسْمَاءِ الَّتِي كَتَبْتَ بِهَا الطَّيِّبَاتِ وَعَلَّمْتَهُ الْخَلْقَ ... وَالْأَرْضِ ... أَعُوذُ بِكَ مِنْكَ ... مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ ... مِنْ خَلْقِكَ وَمَا أَعْلَمُ ... وَلَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

اس کے بعد ... شب برات پڑھے

دعائے شب برات بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ ... فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ الْمُبَارَكَةِ وَلَا تَحْرِمْنَا بَرَكَةَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَاجْعَلْ آخِرَ كَلَامِنَا بِالشَّهَادَةِ وَاخْتِمْ لَنَا بِالشَّهَادَةِ وَأَنْزِلْنَا مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ○

ہمارے حضرت صاحب قبلہ تاج العارفین سلطان السالکین المرشد الہادی مولانا سید خواجہ حافظ محمد علی شاہ خیرآبادی قدس اللہ سرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ ... شب برات کے متعلق ... نہیں فرمایا ... دوسری کتابوں سے اس جگہ لکھ دی گئی ہے اور یہاں ... کتابوں سے لکھا جاتا ہے۔

جو شخص ... بالوں سے ... چاہے اس رات بعد نماز عشا تیس رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص تین بار سورۂ انا انزلنا ایک بار پڑھے اور جب سلام پھیرے ایک بار لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ... سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ سو بار درود شریف اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھ ... مانگے۔

اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي فِي أُمِّ الْكِتَابِ شَقِيًّا فَامْحُ عَنِّي اسْمَ الشَّقَاوَةِ وَإِنْ كُنْتَ قَدَّرْتَ عَلَيَّ ... إِلَى النِّعْمَةِ الْمُسْتَقْبِلَةِ وَاجْعَلْ لِي نَصِيبًا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ ... عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ۔

کہ اس کا ... میں ... برکت ... ایک روایت ہے کہ ... رکعت ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ سورۂ انا انزلنا سورۂ فلق سورۂ ناس ایک ایک بار پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ بارہ رکعت چھ سلاموں سے ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ ... اور سورۂ اخلاص تین تین بار پڑھے ایک اور روایت ہے کہ تیس رکعت ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ انا انزلنا سورۂ اخلاص سورۂ فلق اور ناس تین تین بار پڑھے اور ایک روایت ہے کہ بارہ رکعت ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص دس بار پڑھے بعد سلام ... بیٹھے اور دو ... پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ أَعْظَمِ عِبَادِكَ نَصِيبًا فِي كُلِّ خَيْرٍ تَقْسِمُهُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ مِنْ نُورٍ تَهْدِي بِهِ أَوْ رَحْمَةٍ تَنْشُرُهَا أَوْ رِزْقٍ تَبْسُطُهُ أَوْ بَلَاءٍ تَدْفَعُهُ أَوْ ضُرٍّ تَرْفَعُهُ أَوْ فَضْلٍ تَقْسِمُهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ اَللّٰهُمَّ هَبْ لِي قَلْبًا تَقِيًّا مِنَ الشِّرْكِ بَرِيًّا لَا كَافِرًا وَلَا شَقِيًّا

اور دوسرے سجدے میں یہ کہے سَجَدَ وَجْهِي فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِي وَحَقَّ لِوَجْهِ سَيِّدِي أَنْ تُعَفَّرَ الْوُجُوهُ لَهُ سَجَدَ وَجْهِيَ الْفَانِي لِوَجْهِكَ الْبَاقِي إِلٰهِي أَخْرِسْ ... وَجْهًا خَرَّ لَكَ سَاجِدًا پس حاجت مانگے اور یہ کہے۔ اَللّٰهُمَّ يَا ذَا الْمَنِّ وَلَا يُمَنُّ عَلَيْكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا ذَا الطَّوْلِ وَالْإِنْعَامِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ يَا ظَهْرَ اللَّاجِئِينَ وَيَا جَارَ الْمُسْتَجِيرِينَ وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي فِي أُمِّ الْكِتَابِ عِنْدَكَ شَقِيًّا ... فَامْحُ عَنِّي اسْمَ الشَّقَاوَةِ وَأَثْبِتْنِي فِي أُمِّ الْكِتَابِ عِنْدَكَ سَعِيدًا ... وَإِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي فِي أُمِّ الْكِتَابِ عِنْدَكَ مَحْرُومًا مُقَتَّرًا عَلَيَّ رِزْقِي فَامْحُ عَنِّي حِرْمَانِي وَتَقْتِيرَ رِزْقِي وَأَثْبِتْنِي ... فَإِنَّكَ قُلْتَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ اسی رات میں کشائش حال کے لئے دو رکعت نماز اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ سورۂ اخلاص ... بار پڑھے تاکہ حق تعالیٰ اس کے رزق میں برکت ... مقصود حاصل ہو اور ... نماز ... سو ... ادا کرے ... جو آیت چاہے پڑھے بعد سلام سورۂ فاتحہ سورۂ اخلاص سورۂ فلق سورۂ ناس ... آیۃ الکرسی اور لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ایک ایک بار پڑھے۔

فضائل شعبان المعظم

(از قلم جناب علامہ شریف احمد شاکر [illegible])

فرزندانِ توحید پر جس جمود و بے حسی کا عالم طاری ہے وہ صد درجہ افسوسناک ہے اور اس پر جس قدر بھی حزن و ملال کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ معاملات ہوں یا عبادات، اخلاقیات ہوں [illegible] ایک طرف مسلمان عبادات کے سلسلہ میں بھی ایک پیکرِ غفلت بنے ہوئے ہیں اور ایک لمحہ کے لئے بھی انہیں یہ خیال نہیں آتا کہ ہمارا مقصدِ تخلیق کیا ہے ہم کیوں مخلوق کئے گئے ہیں اور [illegible] ذاتِ باری سے کیا وعدہ ہو چکا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ پوری دنیائے اسلام میں کوئی ایک کلمہ گو بھی بے نمازی نہ رہتا کوئی ایک [illegible] بھی ایسا نہ ملتا جو فریضہ صوم سے بیگانہ رہتا کوئی ایک ذی استطاعت بھی ایسا نہ ہوتا جو حج اور زکوٰۃ نہ دیتا لیکن افسوس کچھ ایسا انقلاب پیدا ہو گیا ہے کہ اگر اجتماعی حیثیت سے غور کیا جائے تو یہ المناک حقیقت نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے کہ دیگر اقوام مسلمانوں سے زیادہ فرض شناس ہیں اور اپنے طریق پر پوجا پاٹ بھی مسلمانوں سے زیادہ کرتی ہیں یہ اسی کا وبال ہے کہ یہ بہترین امت کے خطاب سے مشرف قوم دنیا کے ہر حصہ میں ذلت و افلاس کا شکار بنی ہوئی ہے ہر قوم ترقی کر رہی ہے اور یہ تنزل۔

ہم لکھنے بیٹھے ہیں فضائل شعبان لیکن [illegible] رونا ہوا ہے جب سرا ہی غائب ہو [illegible] کا ذکر ہی کیا ہے یہاں فرائض ہی کا رونا ہے سنن و واجبات کو کون دیکھے اور [illegible] ایک امید ہے [illegible] ایک جماعت ہے مستثنیٰ ایک گروہ ہے بے مقصد! ضرورت تھی کہ مسلمان نمونہ بن کر دنیا کے سامنے آتے اور دنیا والوں کو خدا پرستی کا سبق پڑھاتے مگر جو خود اپنا سبق بھول گئے ہوں وہ دوسروں کو کیا پڑھائیں گے مسلمان نماز پنجگانہ اور رمضان کے روزوں ہی سے بے نیاز بنے ہوئے ہیں انہیں کیا بتایا جائے اور کیا کہا جائے کہ وہ شعبان میں عبادت سنن کی طرف رجوع ہو کر ثواب حاصل کریں اور آقائے حقیقی کے سامنے جھکیں بہرکیف جن کے قلب میں عبادت کی تڑپ موجود ہے اور جسے ایزد تبارک و تعالیٰ نے قلب سلیم عطا کیا ہے وہ ضرور اس مضمون کو توجہ کے ساتھ پڑھیں گے اور شوق کے ساتھ اس پر عمل کریں گے۔

شعبان کی عظمت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "رجب اور رمضان کے مابین ایک مبارک مہینہ ہے جس کی عظمت و فضیلت سے لوگ بے خبر اور ناواقف ہیں یہ مہینہ شعبان کا مہینہ ہے اس کی عظمت کا راز یہ ہے کہ اس مہینہ میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں میں بہتر سمجھتا ہوں کہ جب میرے اعمال رب العزت کے سامنے پیش ہوں تو میں روزہ دار ہوں۔"

حضرت اسامہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شعبان میں آپ کے بکثرت روزے رکھنے کی وجہ دریافت کی تھی اس پر آپ نے یہ الفاظ زبان مبارک سے ارشاد فرمائے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ آپ شعبان مبارک میں بکثرت روزے رکھا کرتے تھے ایک اور حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں اس قدر بکثرت روزے رکھا کرتے تھے [illegible] آپ کی عبادت کا [illegible] حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رب قدیر ہیں سرور کائنات ہیں باعث تخلیق عالم ہیں معصوم ہیں لیکن اس کے باوجود آپ عبادت و ریاضت کے اس درجہ شائق تھے کہ [illegible] اوقات یاد الٰہی میں بسر کر دیتے تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت کے مطابق حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ نفلی روزے بکثرت رکھا کرتے تھے جب آپ روزے رکھنے شروع کرتے تو ہمیں یہ گمان ہوتا تھا کہ اب آپ زندگی بھر روزے رکھیں گے اور جب آپ چھوڑ دیتے تو یہ خیال ہوتا تھا کہ اب آپ نے روزے رکھنا بالکل ہی ترک کر دیا ہے [illegible] غرض رمضان میں پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے اور شعبان میں بکثرت رکھتے تھے۔ کتنی شرم اور بدبختی کی بات ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم ہو کر اور معاصی اور گناہوں سے یکسر پاک ہو کر بھی اس درجہ عبادت کریں [illegible] گرم ملک میں شعبان کا تقریباً پورا مہینہ روزوں ہی میں گزار دیں اور ہم جو گناہوں اور بداعمالیوں کے شکار ہیں [illegible] کی تلافی اور [illegible] کے لئے تیار نہ ہوں یہ سعادت تو کسے نصیب ہے کہ [illegible] اور روزہ [illegible] کوئی قید [illegible] نہیں ہوتا کہ مخصوص ماہ شعبان ہی میں مسلمان عبادت کی طرف متوجہ ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت ہو کہ عبادت و یاد الٰہی میں [illegible] ہو جائیں [illegible] اس ریاضت و جد و جہد [illegible] اور اس پر حیرت کا اظہار کریں تو آپ [illegible] طریقے پر فرما دیں کہ کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں [illegible] شکر گزاری اور [illegible] کا شوق عبادت [illegible] نہیں ہوتے۔

رسول کا مہینہ

شعبان وہ مبارک و مسعود مہینہ ہے جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مہینہ بتایا ہے چنانچہ ارشاد ہے: شعبان شهري و رمضان شهر الله "رمضان پاک اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے" اس کا مطلب [illegible] بعد سال میں سب سے زیادہ [illegible] مہینہ شعبان کا ہے [illegible] اگر کسی مہینہ کو سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے تو وہ مہینہ شعبان ہی کا ہے [illegible]

[illegible] ہر مسلمان پر فرض ہے [illegible]
[illegible] اصل ہے۔

[illegible] رسول اللہ کی محبت [illegible]
[illegible] ہر مسلمان کے قلب [illegible]
[illegible]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] کر دیا تھا اور جیسا کہ [illegible] تو اترا اللہ کریم کے ساتھ بندے [illegible] خذوا من العمل ما تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا یعنی اس راہ میں اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو اور اپنی طاقت سے زیادہ عمل کی طرف قدم نہ بڑھاؤ کہ تھک جاؤ لیکن اللہ پاک تو [illegible] سے نہیں تھکتا۔ اس حدیث کے تیور ملاحظہ ہوں کتنی محبت اور کتنی شفقت مترشح ہے [illegible] کو تکمیل بھی ہے اور ساتھ ہی یہ خیال بھی ہو کہ [illegible] تھک نہ جائیں [illegible] عبادت گراں نہ گزرے کہ اس سے ایک طرف تو [illegible] دوسری طرف گرانی اور [illegible] احساس ممکن ہے کہ انہیں ثواب سے محروم کر دے۔

مقصود [illegible] یہ ہے کہ بندے آقا کے سامنے جھکیں سر عبدیت خم کریں، اس کی یاد سے غافل نہ ہوں ان کی [illegible] سے اس کا سر جدا نہ ہو ایسی عبادت [illegible] طاقت و استطاعت سے زیادہ اور جو طبیعت پر گراں گزرے بار بنکر طبیعت [illegible] بھی پیدا کرتی ہے اور جوش [illegible] عبادت جیسی [illegible] اور یہ روح رجانی ہے اور [illegible] انسان دنیا کو [illegible] یہ ہے کہ بندے [illegible] عیش اٹھائیں [illegible] حقیقت ہی ہے کہ دل کی [illegible] سے بہتر ہیں چشتیہ سلسلہ عالیہ صابریہ کے بزرگ اور خلیفہ شیخ محمد [illegible] صاحب [illegible] کہ اصول یہ ہے کہ دل نہ لگے تو [illegible] دل لگتا ہو تو [illegible] بیٹھے۔ اس قول اور [illegible] کی [illegible] سکتے ہیں جس عبادت اور جس عمل میں دل [illegible] عبادت نہیں [illegible] عبادت نہیں بلکہ بار ہے عبادت وہی [illegible] شوق سے ہو [illegible] اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ [illegible] کی طرف اپنے ساتھیوں کو متوجہ کیا [illegible] عبادت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کو ایک دفعہ تو بندگی کا [illegible] شب [illegible] کے [illegible] عبادت [illegible] رسول اور محبت رسول [illegible] اور کہا اگر اتنا التزام ہو تو ہر مسلمان کو رکھنا چاہئے یہ ایسی چیز ہے کہ کسی بندے کی طبیعت پر گراں گزر سکتی ہے ایک رات دن کے چوبیس گھنٹے [illegible] مدت نہیں گزراتی ہی عبادت اللہ تعالیٰ کو جو رؤف بالعباد ہے خوش [illegible] کر دی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تو ایک بڑی چیز تھی وہاں تو ذوق [illegible] کے ہمیشہ منتظر رہتے تھے جنت دوزخ ثواب عذاب نجات و فلاح کا خیال تھا وہاں تو ایک عشق تھا ایک والہانہ جذبہ تھا آقا اور [illegible] نیاز تھے خدا جانے کیا تھا ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کو محبوب رب العالمین مشہور ہیں ہی مگر آپ کی نظروں میں ذات باری تعالیٰ ہی محبوب ترین دلربا ترین اور عزیز ترین ذات تھی باری تعالیٰ کو پہچاننے اور جاننے والے کہیں ہیں مگر کیسا پہچاننا اور کس کا جاننا جس نے ایک جھلک بھی اس جلوہ حقیقی کا دیکھ لیا پھر اس کی [illegible] دیکھنے کے قابل ہی نہیں رہتا جلوہ اور پھر محبوب حقیقی اور رب قدیر کا جلوہ دل کو سرور و لذت سے لبریز کر دیتا ہے اس جیسا محبوب اس جیسا معشوق اس جیسا [illegible] حسین نہ کوئی ہے اور نہ ہو سکتا ہے اس کی دلربائیاں اس کی جلوہ ریزیاں اور [illegible] پیاری ادائیں سب سے نرالی اور سب سے جدا ہیں دنیا میں [illegible] کا ایک [illegible] نظر آتا ہے تو ہوش و حواس گم ہو جاتے ہیں وہ تو سراسر نور سراسر حسن اور سراسر جمال ہے اسے دیکھ کر پھر کے دیکھنے کی [illegible] رہتی ہے اگر بندے اس کی ایک جھلک بھی دیکھ لیں تو سرشار ہو جائیں بےخود ہو جائیں اور سب کچھ بھول جائیں۔

رسول اللہ نے دیکھا تھا کھلی آنکھوں دیکھا تھا پھر خدا جانے لوگ کیوں آپ کی عبادت پر متعجب ہیں اور کیوں استعجاب حیرت سے آپ کا پوری شب کی عبادت کا ذکر کرتے ہیں لوگ ایک پاؤں کے ورم کو لئے پھرتے ہیں وہ تو ایسی [illegible] اور [illegible] کہ اسے دیکھا اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر تو جسم تو جسم اگر جان [illegible] بھی [illegible] ہو جائے تو خبر نہ ہو پرواہ نہ ہو [illegible] آقا ہی سب کچھ ہے مگر بندوں پر سب سے زیادہ مہربان وہی ہے اور جو بھی ڈھونڈے اسے مل جاتا ہے اور جو بھی اسے چاہے اسے اپنے دیدار جمال سے شادکام کر دیتا ہے یوں پہچاننے کو تو وہ ایک بعید القیاس ہستی ہے خود نبی کریم فرماتے ہیں کہ جتنا جاننے کا حق تھا میں نے بھی اسے نہ جانا مگر اپنے ظرف [illegible] اس کا جلوہ ہر شخص اگر سعی کرے تو اور سچا عشق رکھتا ہو تو دل کی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے بہرکیف ہمیں جانا کہیں تھا اور نکل کہیں گئے مختصر یہ ہے کہ حضور نبی کریم کی عبادت تو ایک عاشقانہ عبادت تھی آپ ذات باری کے عاشق تھے ہم بندے دل اور آنکھوں دونوں کے اندھے ہیں وہ اس درجہ اور اس مقام کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے تاہم: ہمارا آقا ہے اور آقا بھی مہربان و کریم اگر ہم بندوں سے اتنا بھی نہ ہو کہ ہم اس کی بندگی ہی دل سے کریں [illegible] کے ساتھ اس کے سامنے سر جھکائیں اور سال میں چند راتیں اور چند دن اس کی یاد کے لئے وقف کر دیں تو اس سعادت کے علاوہ ہم اس کے اجر و ثواب سے بھی محروم

شعبان کی پندرھویں [illegible]

[illegible] ابوبکر صدیق [illegible]

دیکھئے [illegible] نہیں ہے شب برات [illegible] اس شب کو [illegible] ان کی عظمت [illegible] عبادت [illegible] جاتے تھے [illegible] ایک حدیث [illegible] ایک [illegible] ہے [illegible] اصطلاح میں [illegible] کہا جاتا ہے [illegible] مرکزی نقطہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ کہاں ہے البتہ اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ شب [illegible] کے بعد [illegible] سے پہلے ہے لیکن شعبان المعظم کی پندرہویں شب وہ مبارک شب ہے کہ اس شب میں باری تعالیٰ کا نزول اجلال آسمان دنیا کی طرف ہوتا ہے [illegible] اس کے سامنے بندوں کے اعمال نامے پیش ہوتے ہیں اور پورے سال کے اندر مرنے والے اور پیدا ہونے والوں کی فہرستیں تیار ہوتی ہیں اور انہیں سے بندوں کو خطاب ہوتا ہے الا من مستغفر فاغفر له الا من مسترزق فارزقه الا من مبتلى فاعافيه الا كذا الا كذا حتى يطلع الفجر میرے بندوں میں ہے کوئی استغفار مانگنے والا بندہ کہ میں اس کے گناہ بخش دوں ہے کوئی رزق طلب کرنے والا بندہ کہ میں اس کو رزق عطا کر دوں اور ہے کوئی مصیبت زدہ بندہ کہ میں اس کو صحت و عافیت مرحمت کروں اور یہاں تک صبح صادق تک اپنے بندوں کو یونہی خطاب کرتا رہتا ہے

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس رات مغفرت مانگنے والوں کے گناہ معاف ہوتے ہیں رزق طلب کرنے والوں کو رزق ہی ملتا ہے اور مصیبت زدوں کی مصیبتیں دور ہوتی ہیں غرض جملہ دعائیں قبول ہوتی ہیں گویا دنیوی اور اخروی فائز المرامیاں حاصل ہوتی ہیں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خود خدائے جل و علا مانگنے اور طلب کرنے والوں کو بلاتا اور ڈھونڈتا ہے یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اگر مسلمان اس رات کی عزت و حرمت نہ سمجھیں تو انتہائی بدنصیبی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ارشاد ہے ينزل الله تعالى الى سماء الدنيا ليلة النصف من شعبان فيغفر لكل الا رجل مشرك او قلبه شحناء یعنی شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر اپنی خاص توجہ مبذول کرتا ہے اور شرک و کینہ کے علاوہ سب گناہگاروں کو بخش دیتا ہے۔

اس سے مسلمانوں کو یہ سبق بھی حاصل ہونا چاہئے کہ وہ شرک اور کینہ جیسے رذیل اخلاق سے توبہ کر لیں مسلمانوں میں اقوام غیر کے ساتھ رہنے کی وجہ سے بہت سی شرکی رسوم سرایت کر گئی ہیں جو شرکیات کہلاتی ہیں اور کینہ گویا معمولی بات ہے اس سے نوبت کہ مسلمان بچے ہوئے نظر آتے ہیں [illegible] اور عزیزوں اور بھائیوں تک میں یہ [illegible] ہوتی ہے مسلمان نہیں سمجھتے کہ یہ کتنا شدید گناہ ہے کہ رحمت ایزدی بھی کینہ ور کی طرف آتے ہوئے [illegible] اختیار کر لیتی ہے دیکھئے اس سال پندرہویں شب کو کتنے مسلمان ایسے ہیں جو رسوم مشرکانہ اور کینہ سے توبہ کرتے ہیں مسلمانوں کو خوب سمجھ لینا چاہئے کہ مشرک اور کینہ ور کی نہ صرف یہ کہ مغفرت نہیں ہوتی بلکہ اس کی کوئی دعا بھی قبول نہیں ہوتی تا وقتیکہ [illegible] چاہئے کہ وہ مشرکانہ رسوم و کینہ سوزی سے توبہ کرکے اس مرتبہ پندرہویں شب کو عبادت شروع کریں ورنہ ان کی عبادت [illegible] ایک خسران و نقصان ثابت ہوگی [illegible] کے سوا [illegible] نہ ہوگی۔

[illegible]

برکتوں والی شب

[illegible] حضرت [illegible] المعظم کی پندرہویں شب [illegible] شب برات [illegible] ہے [illegible] باری تعالیٰ کی [illegible] ہیں کہ [illegible] کی مغفرت [illegible] امت کو بخشتا ہے بندوں کی مغفرت [illegible] کرتا رہتا ہے اور اس نے اس امت کو [illegible] شب کی عبادت ہزار ہزار سالوں کی عبادت [illegible] ہوتے ہیں اور دوسری طرف ہزار ہزار سالوں کی عبادت [illegible] کے اعمال کا عنوان ذریعہ بن جاتا ہے رمضان المبارک کے [illegible] متبرک مہینہ ہی ہے دنیا اور دنیا والوں کی موت و حیات کے معاملات اسی میں طے ہوتے ہیں اس لئے مسلمان اس مہینہ کو جتنا بھی اہمیت دیں کم ہے نصیب اور سعادت مند مسلمان اس شب میں نوافل [illegible] عظیم کا ایک گرانقدر گرانمایہ ذخیرہ اکٹھا کر لیتے ہیں بلکہ [illegible] معاف کرا لیتے ہیں ورنہ مانگی مرادیں پاتے ہیں رات کہاں ہے [illegible] جو تقسیم کیا جاتا ہے اور تقسیم کرتا ہے جس کے خزانے بھرپور ہیں اور جس کے [illegible] سے کبھی کمی نہیں ہوتی۔

پھر ہم یہی کہیں گے کہ ذرا اس عبادت میں سے جو ظاہری اور سرسری [illegible] اور کثافتوں سے پاک ہو کر کی جائے خلوص و [illegible] کے ساتھ کی جائے نماز [illegible] میں روزوں میں زکوٰۃ میں عبادت میں مزا نہیں رہا اس کی [illegible] بے مزگی بن جاتی ہے کیوں آخر وجہ کیا ہے سمجھو اور سوچو کہ پہلے [illegible] کے کیوں حریص تھے اور اب یہ بے التفاتی اور بے رغبتی کیوں ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ دل صاف نہیں اور سینہ [illegible] باطنی شرک، جھوٹ، فریب، کینہ، حسد، غصہ، غیبت، بہتان، افترا سے بھرا ہوا ہے وہ پاک ذات [illegible] اور پاک جگہ تمکین اختیار کرتی ہے [illegible] پاکیزگی اور تصفیہ قلب کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا اس لئے [illegible] منعکس ہوتے تھے عبادت میں سرور و لذت کی ایک [illegible] اور لوگ اس لذت کے حصول کے لئے [illegible] ہوتے تھے

اب نہ وہ پاکیزگیاں ہیں اور نہ وہ صفائیاں [illegible] کیسی اچھی نمازیں اور عبادتیں [illegible] پڑھتے ہیں لذت و سرور کہاں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عبادت

[illegible]

عبادات سے [illegible] بزرگوں کا [illegible] میں مضمر ہے کہ وہ
اپنی [illegible] سفر و حضر میں [illegible] ہوں گی [illegible]
[illegible] پڑھتے تھے [illegible] اکثر پوری پوری رات
عبادت [illegible] گذار دیتے تھے انہیں [illegible] کی تھی آخری نجات
[illegible] کی طرف سے [illegible] حاصل ہوچکا تھا پانچ وقت کی نماز ادا کر لینے
کے [illegible] قرآن پر بہت آسان [illegible]
[illegible] مگر نہیں ان پر عبادت بالکل [illegible] تھی وہ
[illegible] نہیں اتارتے تھے ان کی عبادت ہماری [illegible]
کی طرح [illegible] عبادت تھی [illegible] دکھاوے کی یا بندش ہی نہیں تھی ایک
شوق تھا ایک لگن تھی۔ ایک عشق تھا جو انہیں تلاوت و سجدے کے لئے بے چین
و بیتاب بنائے رکھتا تھا ان کی پاکیزگی اور سینہ کی صفائی تھی جو پاک پروردگار
سے ان کا رشتہ جوڑے رہی تھی پاکی پاکی کی طرف رہبری کر رہی تھی انہیں
عبادت میں سکون باطن اور راحت و لذت ملتی تھی اسی لئے اسی راحت و
لذت کے حصول میں پوری پوری راتیں گذار دیتے تھے نہ ثواب سے مطلب
تھا اور نہ عذاب سے خوف ایک سرور ایک لذت اور ایک سرشاری تھی جس میں
وہ ڈوبے رہتے تھے۔

بار بار کہا جاچکا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ ظاہری صفائی اور لباس و جسم
کی پاکی و پاکیزگی کی طرف تو آج سب کا خیال ہے مگر حقیقی پاکیزگی جو دل
کی پاکیزگی سے عبارت ہے اس کی طرف بھول کر بھی کسی کو توجہ نہیں ہوتی جہاں
[illegible] سے پہلے صاف تو کرو اور اس کی صفائی اور
پاکیزگی کا اہتمام تو کرو پھر لذت نہ آئے تو شکوہ کیجئے ہم کہتے ہیں اور بار بار
کہتے ہیں [illegible] کیجئے [illegible] پڑھئے کوئی اثر
[illegible] روح پاکیزہ [illegible] نماز میں پڑھی
[illegible] لذت نصیب کیسے ہو [illegible] ظاہری صفائی سے دل کو
کیسے [illegible] جیسے کپڑا میلا اور پھر صاف ہوتا ہے
[illegible] غسل کر کے اور صاف لباس پہن کر
[illegible] ذہن [illegible] کا فرق لگ جائے
[illegible] جب ظاہری صفائی و باطنی صفائی سے کوئی
[illegible] فرصت میسر ہے تو باطنی صفائی اور پاکیزگی
[illegible] صفائی باطن ہی [illegible] بس
[illegible] اس سے کیا
[illegible]

[illegible] حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible] دل کو گندگیاں [illegible]
جن کی [illegible] کا باعث [illegible] مشرک [illegible]
[illegible] ترک کر دیا [illegible]
[illegible] جانے والا رقیب [illegible]
[illegible] شطرنج اور تاش کھیلنے والا [illegible]

اس فہرست کو بار بار پڑھو اور سوچو کہ آج مسلمانوں کی بھری دنیا میں کتنے
مسلمان ہیں جو ایسے ہیں جن کا نام اس فہرست کو دیکھ کر ذہن کے شیشے [illegible]
پھر ان گندگیوں کے باوجود وہ اگر عبادت کے لئے [illegible] بھی ہو جائیں تو کیسے
انہیں خاک لذت آئے گی اور ثواب ملے گا۔ انعام چاہتے ہو تو پہلے انعام پانے
کی اہلیت تو اپنے اندر پیدا کرو مغفرت و نجات کی آرزو ہے تو مغفرت کا کام
بھی تو کرو۔ کوئی احمق ہی ہوگا جو غلاظت سے تھڑے ہوئے کپڑے پہن کر مسجد میں
گھس جائے اور نماز کے لئے ہاتھ باندھ کر قبولیت دعا اور منظوری عبادت کی توقع
رکھے۔

اگر یہ توقع غلط ہے تو یقیناً ایک ظالم ستمگار جھوٹے حاسد اور کینہ توز کے متعلق
بھی ان باطنی غلاظتوں کے ساتھ یہ توقع غلط ہے کہ اس کی عبادت مقبول
ہوگی ہم نوافل اور عبادت شب پانزدہم کے فضائل کے سلسلے میں یہ سب کچھ
اسی لئے لکھ رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں کہ [illegible] رحمت ایزدی کے متلاشی دعا و
عبادت تو ضرور کریں مگر ان خامیوں کو پیش نظر رکھ کے اور دیکھ کر کہ آیا ان میں
کوئی غلاظت موجود نہیں ہے اور ہے تو پہلے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس سے
توبہ کر لی جائے توبہ کر کے صفائے قلب کے ساتھ آقائے حقیقی کے سامنے جائیے
اور پھر دیکھئے کہ کیسے لطف آتے ہیں کیسی سرشاریاں پیدا ہوتی ہیں اور کتنی لذتیں
ملتی ہیں شعبان المعظم اپنی تمام برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ آگیا ہے پہلے
توبۂ نصوح اور صفائے قلب و باطن کے ساتھ اس ماہ کے دنوں میں جتنے
روزے رکھے جائیں رکھئے اس کی راتوں میں جتنی نوافل دل سے اور شوق و ذوق
سے پڑھی جائیں پڑھئے اور کچھ نہ ہوسکے استطاعت نہ ہو ہمت نہ ہو تو بھی
اتنا تو ضرور کیجئے کہ چودہویں کو دن بھر روزہ رکھئے غروب آفتاب کے وقت
۷۰ مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس کے معانی کو ذہن نشین کر کے پڑھئے
روزہ افطار کر کے اور کھانے اور نماز مغرب و عشاء سے فارغ ہو کر ایک گوشے
میں نوافل شروع کر دیجئے اگر صبح تک ممکن نہ ہو تو کم از کم دو ڈھائی بجے تک۔
یعنی دو ڈھائی بجے شب تک تو ضرور نماز و عبادات میں مصروف رہئے اور اس
دوران میں تین مرتبہ کسی وقت تین مرتبہ سورہ یاسین شریف (معنی فہم)
پڑھئے کہ ترقی رزق بحالی صحت اور عافیت کے لئے اکسیر و موثر
ہے [illegible] اگر آپ نے اس سال یہ اہتمام کر لیا اور [illegible]
ذوق و شوق یاد الٰہی کے بعد دعائیں مانگیں تو وہ ضرور قبول ہوں گی انشاءاللہ
سال [illegible] گا۔

شب برات کا حلوہ

(از عبدالحمید خاں)

شب برات آگئی ایک عسرت ہے جس میں مسرت کی ایک لہر ہے جو ہر طرف دوڑ رہی ہے بچے علیحدہ بکل بکلا رہے ہیں عورتیں جدا مشغول نظر آ رہی ہیں، نوجوان الگ مسرور ہیں جو ان فیصلوں کے لئے بھی نئی نئی فکریں لاحق ہو گئی ہیں۔ بازاروں کی حالت دیکھئے تو وہاں بھی عجیب صورت دکھائی دیگی دکانیں سج گئی ہیں آگے بڑھ کر دیکھئے تو تختوں پر سفید چادریں ڈال دی گئی ہیں جن پر نمایاں طور پر قرینے سے شکر سوجی اور میوے کی ڈھیریاں لگی ہوئی ہیں دوسری طرف خرید و فروخت ہو رہی ہے گھی کا نرخ برابر چڑھتا چلا جا رہا ہے کوچہ و بازار میں سڑکوں پر فصیلوں میں نئی نئی دکانیں نکل گئی ہیں جن پر بچوں اور نوجوانوں کا ہر وقت ایک ہجوم لگا رہتا ہے ٹھیلوں پر دیا سلائیوں میں اندر اور باہر کی طرف انار مہتابیاں چرخیوں اور چھچھوندروں کے انبار کے انبار پڑے اور لگے ہوتے ہیں۔

یہ آتشبازی ہیں جو شب برات کے متبرک و مقدس لمحوں میں چھوڑنے اور پھونکنے کے لئے مختلف اقسام کی آتشبازی بنا اور تیار کر رہے ہیں اور سال بھر کا کھانے پینے کا انتظام انہی چند دنوں کی کمائی میں کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں یورپ اور جاپان کے تاجروں میں بھی ایک سرگرمی پیدا ہو گئی انہوں نے بھی لاکھوں روپے کا سامان جہازوں پر لاد کر کے ہندوستان بھیج دیا ہے جو بازاروں میں پھیل گیا ہے اور بساطیوں کی آمدنی دس گنی اور بیس گنی تک بڑھ گئی ہے پنساریوں کی بھی چاندی ہے گندھک شورہ اور پوٹاس روزانہ ہزاروں روپے کی فروخت ہو رہی ہے کمہار بھی انار وغیرہ بنا کر خوب کما رہے ہیں غرض پورے بازار میں ایک سرگرمی اور چہل پہل نمایاں ہے اور ہر طرف ایک رونق نظر آ رہی ہے یہ سب کچھ ایک شب برات کی بدولت ہے اور پورے بازار میں مسلمانوں اور صرف مسلمانوں کا پیسہ رقص کر رہا ہے۔

کروڑوں روپے کی بربادی

کیا ہوگا شب برات کو گھر گھر حلوے بنیں گے کوچہ کوچہ آتشبازیاں چھوٹیں گی نہ صرف امرا کے گھروں اور کاشانوں میں یہ رنگ دکھائی دیگا بلکہ غریب سے غریب گھر میں بھی اس روز اور کچھ نہیں تو کم از کم دس دس پانچ پانچ روپے تو حلوے اور آتشبازی کی صورت میں ضرور ہی خرچ ہو جائیں گے اندازہ کیا گیا ہے کہ ہندوستان میں ہر سال شب برات کے موقعہ پر آتشبازی پر کم از کم ایک کروڑ اور حلوے مانڈے پر دو کروڑ روپیہ صرف ہوتا ہے یوں سمجھئے کہ قوم کا ڈھائی تین کروڑ روپیہ سالانہ شب برات کی تقریب پر صرف ہو جاتا ہے یہ ایک اتنی بڑی اور عظیم رقم ہے کہ اس سے دو بڑی بڑی [illegible] لڑائی جا سکتی ہیں دو تین عظیم الشان اعلیٰ درجہ کی یونیورسٹیاں کامیابی کے ساتھ چلائی جا سکتی ہیں دو سو بڑے بڑے صنعتی کارخانے قائم کر کے ہزاروں بے روزگار مسلمانوں کے لئے روزگار مہیا کیا جا سکتا ہے ایک لاکھ نہیں تو پچاس ہزار طلباء اس سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں تو

[illegible] مسلمانوں کو اتنی رقم [illegible] اپنے سرمایہ سے جاری تعلیم نہ ہی اسلامی [illegible] حاصل کر سکتی ہیں۔

یہ سب کچھ صرف ایک سال کی حالت ہے اگر کہیں اس کا چوتھا حصہ بھی مسلمان بیت المال میں سال بسال جمع کر دیں تو ملت و قوم کو کسی چیز کی کمی نہ رہے اور ہر ایک کام پورے ہوتے رہیں پھر یوں تو ہماری شادی دوستی اور اضاعت زر کا ایک فلسفہ ہے جو تمام اقوام سے الگ اور بے نظیر ہے جس کے پاس کوئی اندوختہ نہیں جبکہ قسمت کی کنجی [illegible] جاتا ہو اور جو نہ تمول سے آشنا ہے اور نہ اصل معیشت سے ہزاروں نہیں لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جو آفتاب کی جھلسا دینے والی تمازت اور سرما کے کڑاکے جاڑوں میں صبح سے شام تک اپنا خون پسینہ ایک کر کے دو چار آنے پیسے کماتے ہیں اور بمشکل اپنا گذارہ چلاتے ہیں مگر شب برات جو ایک برکتوں اور سعادتوں کی رات ہے ان کے لئے ایک جان کے درپے جان بن جاتی ہے کہ پاس پیسہ نہیں ہے دل نہیں چاہتا مگر رسم و رواج سے مجبور ہیں برادری اور محلے کی ملامت سے لرزہ براندام ہیں کہ یہاں حلوے پک رہے ہیں پاس پڑوس والوں کے یہاں آتشبازیاں چھوٹ رہی ہیں اب اگر ان کے یہاں ہی حلوہ نہیں پکتا تو منہ کیسے دکھائیں اسلئے ناک رکھنے کے لئے ادھار قرض لیا جاتا ہے کارخانہ والوں آقاؤں اور محلے والوں کی خوشامدیں کی جاتی ہیں قسطیں لی جاتی ہیں بنیوں سے سود روپیہ لیا جاتا ہے اور کچھ نہیں ہوتا تو گھر کی کوئی چیز برتن یا زیور رہن رکھوا جاتے ہیں سو سو جتن ہوتے ہیں ہزاروں ہزار خواریاں برداشت کی جاتی ہیں مگر شب برات میں حلوے اور آتشبازی کا انتظام ضرور کیا جاتا ہے اور خواہ کچھ ہو یا نہ ہو شب برات کے دن کسی نہ کسی طرح حلوہ ضرور پکتا ہے

شب برات کی حقیقت

ہم نے دہلی لکھنؤ اور دیگر مقامات پر خود دیکھا ہے کہ جن لوگوں کو پیٹ بھر روٹی نہیں ملتی اور بڑی مشکل سے ہوتی ہے ان کے یہاں بھی حلوہ ضرور پکتا ہے اور عزیزوں اور ملنے جلنے والوں میں تقسیم ہوتا ہے کہ ایسے کم مایہ اور غریب سے غریب شخص بھی مانگ تانگ کر قرض لے کر سود پر روپیہ اٹھا کر دو سیر آدھ سیر حلوہ ضرور بنا لیتا ہے کہا جاتا ہے کہ بعض ناواقف لوگ شب برات کو ایک مذہبی تقریب سمجھتے ہیں یہ غلط اور بالکل غلط ہے کہنے اور سمجھنے کا سوال نہیں یہ حقیقت اور مسلم حقیقت ہے کہ ہندوستان کے عوام و خواص تقریباً سب بلا تخصیص شب برات کو ایک تہوار جانتے ہیں [illegible] بلکہ مشاہدہ تو یہ ہے کہ عید بقرعید جیسے مذہبی [illegible] اور اسلامی تہوار میں اتنا اہتمام نہیں کیا جاتا [illegible] جو شب برات [illegible] حقیقتاً [illegible]

[illegible] ہے جس کا اظہار [illegible] ہوتا ہے [illegible] کے بارے [illegible] جاتے ہیں [illegible] سوال کرتے [illegible] ہیں۔

پھر سب کچھ اچھی طرح [illegible] سے ہوتا ہے اور مصیبت ہے تو جب کے ساتھ ہوتا یہ آ رہا ہے شب برات کا حلوہ بھی ہمارا کھایا ہوا ایسا ہی یقینی ہو گیا ہو جیسے آفتاب کا آفتاب ہونا ہے کہ شب برات کوئی تہوار نہیں ہے کوئی مذہبی تقریب نہیں [illegible] سب کچھ جاننے والا بھی چند لوگوں کے لئے تو حیرت میں پڑ جاتے ہیں کہ اس کے مذہبی تہوار ہونے کا گہرا نقش اور دماغ پر مرتسم ہو چکا ہے۔

ایک اور مصیبت یہ ہے کہ عام طور پر کیا کریں یہ حلوے کی رسم کچھ ایسی مبارک ساعت میں ایجاد و اختراع ہوئی تھی کہ ہر قوم اس میں ملوث ہوتی ہے اور ایک عالم سے لیکر ایک عامی تک اور کھاتے پیتے سے لیکر ایک غریب تک کے گھر میں حلوہ لازماً پکتا ہو اور بندوں اور دوستوں میں تقسیم ہوتا ہے پھر جب یہ رسم اجتماعی صورت اختیار کر گئی ہو اور اس کی جڑیں اللہ ہی اللہ بہتر جانتا ہے کہ زمین کے چپے چپے کا احاطہ کر چکی ہوں تو مسلمان جتنے بھی ہوں [illegible] یا کچھ جانتے ہیں وہ نہیں سب ہی اس رسم و بدعت کے شکار ہیں اور سب ہی لطف رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کا استیصال بہت ہی دشوار ہو چکا ہے اور لاکھ بار سمجھانے اور بتانے کے باوجود پھر بھی مسلمانوں کو سمجھانا پڑتا ہے اور سمجھانے پر بھی لوگ باز نہیں آتے خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدلتا ہے چاہے خاموش ہی ہو جائیں اس طرح بھی نہیں جاتے ہیں گھروں میں حلوہ ہی پکایا جائے تو سب تو سرگرم عمل رہیں گے ہزار گھروں میں سے تو خوشبو نکل رہی ہوگی لاکھ انسان تو خرافات میں مبتلا ہوں گے خود ہمیں آپ جانتے ہیں کہ نو خیز بچوں کی طبیعت ہوتی ہیں [illegible] اور جہالت کا زمانہ ہے [illegible] ذوق پسند اور ہنگامہ دوست ہوتی ہیں مرد نہ بھی جائیں گے روک سکے ہیں تو جب وہ برابر کے دس گھروں میں چہل پہل دیکھیں گے محلہ کے گھروں سے ان کے یہاں سوغاتیں آئیں گی تو انہیں بھی [illegible] اور ان کے دل میں بھی امنگ اٹھے گی۔

وہ بھلا کب یہ برداشت کر سکیں گے کہ محلہ کے سو گھروں میں کڑھائیاں چڑھی ہوں حلوے بنتے ہوں اور چہل پہل ہو رہی ہو اور ان کا گھر سونا رہے وہ ضد کریں گی [illegible] کریں گی اور ایک سال نہیں تو اگلے سال ضرور حلوہ بنائیں گی [illegible] ہے بیچارا اور سخت گیر کیوں نہ ہو [illegible] گھر کے [illegible] عورتوں کی چلتی ہے گھر کے اندر اس کا راج ہوتا ہے اور مرد مجبور ہو جاتے ہیں [illegible] کے اصرار کے آگے سر جھکا [illegible] یہی وجہ ہے کہ [illegible] سے [illegible] ایک سال [illegible] ہی ہیں وہ دوسرے سال پھر [illegible] ہو جاتے ہیں بھلا [illegible] برداشت کر [illegible] اور پٹاخے [illegible] رہیں محنت [illegible] صورت [illegible] ہوں

[illegible] ان کی حمایت کرتی ہیں وہ بات پھر ہو جاتی ہے کہ انہیں

بہلانے والا ان کی خوشی کرنے کے لئے طرح طرح کی [illegible] اور جہاں [illegible] ضروری ہو [illegible] لائے اور [illegible] آتشبازی [illegible] اس شخص کی مجبوری اور سراقع کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم یعنی تمہاری بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہوتے ہیں ان سے بچو اور احتیاط کرتے رہو۔

دوسری جگہ قرآن میں بتایا گیا ہے انما اموالکم واولادکم فتنۃ

تیسری جگہ فرمایا گیا ہے یا ایھا الذین آمنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ کہ اے ایمان والو دیکھو اور متنبہ رہو کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے ایک [illegible] کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری اولاد تمہارے مال اور تمہاری بیویاں تمہیں اللہ کی یاد سے غافل کر دیں اور تم ان کی خوشنودی کی دلجوئی میں اپنے پیدا کرنے والے رب قدیر کے ذکر سے بے پروا ہو جاؤ۔

عبادت و سعادت کے لیے

شب برات کا مہینہ وہ متبرک و مقدس مہینہ ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص عبادت روزہ کے لئے منتخب کیا تھا اور آپ اس مہینہ میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ احادیث صحیحہ میں اس مہینہ کے روزوں کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے اور بعض احادیث میں تو صاف مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں اکثر تواتر کے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے اتنے روزے کہ رمضان کے بعد اور کسی مہینہ میں بھی اتنے روزے نہ رکھتے تھے آپ نے صاف صاف الفاظ میں فرما دیا تھا کہ رمضان تو اللہ کا مہینہ ہے مگر شعبان میرا ہے اس میں عمل کرو اور آگے چلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے اپنی امتیوں کو بتا دیا تھا کہ اس ماہ شعبان کی پندرہویں شب بڑی متبرک اور بڑی ہی فضیلت کی شب ہے اس میں اللہ تعالیٰ سب سے نیچے آسمان پر نزول اجلال کرتا ہے بندوں کے اعمال کا محاسبہ کرتا ہے سال بھر مرنے والوں اور پیدا ہونے والوں کی فہرستیں اسی شب میں تیار ہوتی ہیں اور یہی نہیں بلکہ خدائے قدوس خود بندوں کو مخاطب کرتا ہے اور پکارتا ہے کہ کوئی مغفرت مانگنے والا ہے میں بخش دوں، کوئی ہے رزق طلب کرنے والا جسے میں رزق عطا کر دوں، کوئی ہے امن و عافیت کی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کر دوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ اس شب میں قبرستان تشریف لیجاتے تھے اور مردوں کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگا کرتے پندرہویں شب کی پوری آپ عبادت و نوافل میں بسر کیا کرتے تھے دن کو روزہ رکھتے اور شب کو عبادت میں مصروف ہو جاتے ہمارے آقا و مولا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ عمل ہو یہ طریقہ ہو یہ اسوہ حسنہ ہو اور ہم [illegible] جان سے [illegible] کیا کرتے ہیں ہمارا عمل کیا ہوتا ہے کہ دن بھر روزے کے بجائے حلوے کے لئے گھی، سوجی اور شکر کی خرید اور حلوہ سازی میں گذرتا ہے اور آفتاب غروب ہوتے ہی ہم آتشبازی کے کھیل میں مصروف ہو جاتے ہیں اور عبادت و نوافل کے بجائے یہ ہوتا ہے کہ نصف شب تک آسمان کی طرف آگ برساتے رہتے ہیں گویا آقائے حقیقی کا استقبال کہ جو آسمان پر جلوہ افروز ہے ہم آگ اور انگاروں سے کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ

پھر ہم پر جس قہر کا عتاب بھی نازل ہو کم ہے وہ تو یہ کہیے کہ آقا ہی کریم و رؤف

[illegible] ضرورت و فضیلت کے سلسلے میں ہم ہر فرد کی [illegible] حضرت عائشہ سے امن و مغفرت طلب کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے رحمت جوش مارتا ہے بڑھ کر معاملہ ہے اللہ پسان آگ برسائی جا رہی ہو یہ تو عالم یقین ہیں اور بہت کم ہے کہ ہماری دعائیں [illegible] نعت میں نہ پہنچ سکیں کہ جاتی ہیں ہمارے سب نے بھلا یا ہے [illegible] یہ کہ کھلا ہوا دشمن ہے ایسی حرکت دہرا کرتے ہیں اور پھر اسی شکوے اس شب رات ماہ شعبان المعظم کی پندرہویں شب وہ دعا و قبول کی رات، مبارک و مقدس و متبرک ساعتیں اور ہم [illegible] کرنا ہیں چاہئے تو یہ تھا کہ نمازیں پڑھتے، دعائیں مانگتے، [illegible] اور گڑگڑا کر دعائیں مانگتے لیکن ہم ہوائیاں چھوڑتے ہیں پٹاخے چلاتے ہیں اناروں اور چھچھوندروں میں آگ لگاتے ہیں اور شفقت کے ساتھ لگاتے ہیں۔

وہ تو خدا ہی ہے جو ہماری ان شیطنت کاریوں کی پرواہ نہیں کرتا اور ہماری گستاخیوں اور بے ادبیوں کو ٹال جاتا ہے ورنہ اگر ہمارا کوئی ملازم یا ہمارے ساتھ یہ سلوک روا رکھے اور ہماری کرم فرمائیوں اور عنایتوں کے ساتھ اس طرح پیش آئے تو ہم کھڑے کھڑے اس کی کھال کھینچ لیں اور کبھی ایک لمحہ کے لئے اس کی صورت دیکھنا بھی گوارا نہ کریں دنیا میں ایک نہیں کروڑوں اس کے نام لیوا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویداران محبت موجود ہیں مگر اپنے سینہ میں دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ تو ان میں کتنے ایسے ہیں جو اپنے جان و دل سے عزیز ترین پیغمبر کے اسوہ عمل پر کار بند نظر آتے ہوں اور خدا کی خوشنودی و رضا جوئی کے لئے دن بھر کھانے پینے اور دیگر خواہشات نفس سے خود کو روکتے ہوں غیروں کی بخشش و مغفرت کے لئے تو کیا دل سے دعا مانگیں گے اپنے لئے ہی کچھ نہیں ہوتا بیویوں اور برادریوں کی خوشنودی و دلداری کے لئے اور شو سے قرض و دام کر کے بھی حلوے پکتے ہیں اور اپنے بچوں اور اپنے نفس کی خوشی کے لئے تو دھڑا دھڑ آتشبازی چھوڑی جاتی ہے مگر آقائے حقیقی کے لئے کچھ نہیں ہوتا۔

نمود و ریا کا طوفان

پھر کہا تو یہ جاتا ہے کہ حلوہ مُردوں اور مرنے والوں کی فاتحہ دلانے کے لئے ہوتا ہے لیکن یہ بھی فاتحہ اور خیر و ثواب ہے کہ غریبوں، مسکینوں اور مستحقوں کے پیٹ تو دو گھونٹ بھی نہ بھریں اور پیٹ بھروں اور دوستوں اور عزیزوں کو منوں حلوہ تقسیم کر دیں فاتحہ ہی دلانی اور ثواب ہی پہنچانا مقصود ہے تو اس کے لئے حلوے اور انواع و اقسام کی [illegible] کی کیا ضرورت ہے اور اتنا التزام کیوں کہ قرض و دام کر کے بھی حلوہ ضروری پکایا جائے دینا ہی ہے اور کرنا ہی ہے تو کیوں نہ دال، روٹی یا گوشت روٹی غربا میں تقسیم کی جائے جس سے ایک وقت ہزاروں اور لاکھوں بھوکوں کا پیٹ بھرے اور مرنے والوں کو بھی ثواب پہنچے پھر ایصال ثواب کے لئے ہر حالت میں حلوہ کا ہونا ہی کیا ضرور ہے حدیث شریف میں تو ہے کہ [illegible] ہی ممکن ہو تو وہ بھی دو دو کر کے بھی قربت کی نیت کرنے کے لئے کافی ہے۔

فریضہ نماز سے غفلت برتی جائے روزہ کو ایک اذیت دہ فرض سمجھا جائے

[illegible] تو ضرور [illegible] عین [illegible] بجھا [illegible] پاجزی [illegible] جو سرا عنصر ہے اور سرا یا [illegible] سبب [illegible] شدت کے [illegible] ذکیا ہو کبھی رمضان میں [illegible] یہ تاکید مزید ہی جو مسلمانوں کے ذہن میں ایک ہی [illegible] گیا ہے ہی نہیں۔

جہالت و حقیقت یہی ہو کہ سب [illegible] رسماً ہو [illegible] اختیار کر گئی ہے اور شب برات ایک تہوار بنالی گئی ہے جو کہ [illegible] اس زمانہ میں ایک رسم سے زیادہ ہرگز نہیں [illegible] ایک شغل اور ایک نمود و نمائش ہے کہ صاحب ہم [illegible] ہیں بڑے مبلغ ہیں، بڑے خدا دوست ہیں [illegible] ہی سوا نہیں رہا اور ہم نے شب برات صرف خدا کی [illegible] ہو اور حلوہ جو بڑی پالیاں رہیں بلکہ اب تو [illegible] ہو بھی پھر جب فاتحہ دلائی تو [illegible] پختہ ہیں اور ہماری ہمسایوں میں کم کر اور [illegible] پختہ ہیں اس سے کیا مراد ہے کچھ نہیں ایک نمائش ہی ایک شان ایک ریا ایک نمائش بلکہ بس!

یہ چیزیں قطعاً حرام ہیں جس عمل میں نمود و ریا کی فضا ہو یعنی جس کے متعلق ذرہ برابر فخر کا جذبہ پیدا ہو وہ بالکل بے اثر عمل ہوتا ہے جس پر ثواب ملنا تو ایک طرف الٹا عذاب ہوتا ہے اس سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ مسلمان جو کروڑ روپیہ سالانہ خرچ کرتے ہیں وہ بالکل ضائع جاتا اور بے کار ہوتا ہے [illegible] میں ریا و نمود کے عناصر شامل ہونے سے اس کا اجر بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

کیا آپ اس خیال میں مبتلا ہیں کہ آپ کو ان فضولیات میں جو [illegible] پر ثواب ملے گا یا آپ سے باز پرس نہ کی جائے گی، کیا [illegible] اللہ نے روپیہ اس لئے نہیں دیا کہ آپ یوں [illegible] جائے دولت بھی ایک امانت ہے اور اس کے صرف [illegible] کے متعلق ہر دولتمند سے روز حشر سوال کیا جائے گا [illegible] النعیم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بندوں کے لئے رشد و ہدایت کی راہ کھول کر اور صاف بتا دیا ہے کہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین [illegible] شیطان کے بھائی [illegible] کی زد میں [illegible] اسراف [illegible] بالکل شیطنت [illegible]

... ان کو کھانا ... کھجوں کے ... کر ...

... خیالات ... عوام ... کا ... ہے ...

... کیا جائے ... جو ... کو ... وہ ... جائے

... آپ کی ... کا نام آجائے ... کو ثواب ...

... پیٹ بھر جائے ... کیا جائے ... دوسرے

آنے کسی ... کا خیال ہی نہ آئے میسر ہو تو آپ ...

... نصف ... پر بھی فاتحہ ... ہو

... کر وہاں بچوں کا پیٹ ... شکر ...

... تو بتاشہ اور ایک چھوارہ ہی پر فاتحہ دلا دو

... کو کھلا دو ... کثیر و قلیل کا خیال نہیں وہاں تو ... سمجھی جاتی ہے۔

...ل کریم کا اسوۂ عمل

خوب سمجھ لیجئے کہ یہ بالکل غلط ہے کہ شب برات کوئی مذہبی تہوار ہے حضرت شاہ عبدالحق ... محدث دہلوی ... آخر کے بہت بڑے فاضل بزرگ گذرے ہیں اور جو غیر مقلد ... ایک خوش عقیدہ ... حنفی قاری تھے صاف لکھا ہے کہ شب برات ... کیا جاتا ہے وہ ایک بدعت قبیحہ سے کم نہیں اور یہ ایک بہت بری رسم ... دیوالی کے جوار پر ایجاد ہوگئی ہے جس کی سند میں کوئی صحیح ... ساتھ نہیں ملائی جا سکتی اور نہ کسی مستند کتاب ... کسی معتبر ... سے ہی کہیں تائید نہیں ہوتی۔

... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان المعظم کو اپنا مہینہ بتایا مگر اسکے ... آپ نے ہی کبھی ... بنایا ... ...

... فاتحہ ... اور تابعین عظام کی زندگیاں ... ہی ایک ایک ... سامنے ہے لیکن اس ... کہیں بھی کوئی سراغ نہیں ملتا ... مسلمان سیرت رسول ... صحابہ اور احادیث کو ... دیکھ سکتا ہے ... اسلام میں کوئی اصل نہ ہو اس پر مسلمانوں کا ... کے ساتھ ... انتہائی گمراہی اور ضلالت ... فرماتے ... کلوا ... خطوات الشیطان ... تمہیں

... شیطان کا ... اور شیطانی باتوں سے ... ہے ...

... کہ ... فضول رسم پر خرچ کریں۔

... شب برات اور ... چراغ وغیرہ کے متعلق جو صد ہا رسوم ایجاد ہوگئی ہیں ان پر جو کچھ خرچ ہوتا ہے اور ... ہیں یہ خطوات الشیطان نہیں تو اور کیا ہیں۔ یہ شیطان ہی چلتا اور کہتا ہے کہ لوگوں کو دکھانے کی خاطر اپنی دولت و دریا دلی کا اظہار کرنے کے لئے خوب کھانے اور حلوے پکاؤ اور انہیں خوانوں میں رکھ کر تقسیم کرو سارے محلے میں تقسیم کرو۔ ... موت مناؤ، شادی کی طرح ... پٹاخے ... چھوڑو تاکہ بندے ان خرافات و مشاغل میں منہمک ہو کر خدا کی یاد سے غافل ہو جائیں۔

شب برات عبادت کی رات تھی شیطان نے اس سے غافل کرنے کے لئے حلوے اور آتش بازی کی ایجاد کی اور اب مسلمان ... کو چھوڑ کر اسی میں لگ گئے فاتحہ کا مقصد ہی مرنے والوں اور موت کو یاد کرکے تنبیہ ہوتا تھا لیکن تنبیہ تو سکون وسادگی میں ہوتا ہے سب تو حلوے اور حلوے کی تقسیم میں مصروف ہوتے ہیں رہا روزی میں فاتحہ دلائی اور سب دوسری طرف مشغول ہو گئے یہی خطوات الشیطان کہلاتا ہے۔

مسلمانو! خدا کے لئے سنبھلو اور بیدار ہو اس متبرک رات کو جو شب قدر کے بعد سب سے متبرک رات ہے آتش بازی اور حلوے کے انہماک میں نہ گنواؤ اپنی موت کو یاد کرو میسر ہو تو تھوڑے کھانے پر مرنے والوں کی فاتحہ بھی دلا دو دن کو روزہ رکھو اور تمام معاصی و مناہی سے توبہ کرکے آقائے حقیقی کی یاد و عبادت کے مزے لوٹو اس کے سامنے دعائیں مانگو وہ بہت بڑی رحیم و کریم ذات ہے وہ تمہاری مغفرت ہی کرے گا تمہیں رزق بھی دیگا۔ تمہیں امن و عافیت بھی عطا کرے گا ایک عمر "خطوات الشیطان" کی پوجا میں مصروف ہو ایک رات تو بندے بنکر مولا سے رشتہ جوڑ لو آسے یاد کرو اس کا کہنا مانو پھر دیکھو وہ آقا اور ماں باپ سے ستر درجہ محبت کرنے اور اپنے ضعیف مخلوق بندوں کی ذرہ نوازی اور بندہ پروری پر بے چین ہو جانے والا آقا تمہیں کیا دیتا ہے اور تم کیا پاتے ہو۔ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید یعنی اگر تم اس کی فرمانبرداری اور اس کی طاعت اور اس کی بخشی ہوئی نعمتوں کے شکر گذار بندے بنکر رہوگے تو تمہارے لئے حقیقی نعمتیں اور راحتیں مقرر ہیں اور اگر تم نے اس کی نافرمانی کی اور اس کی نعمتوں کا شکر نہ بجا لائے تو البتہ اس کا عذاب شدید ہے۔

آمد آمد رمضان

(از حضرت مولانا مولوی سید عبدالرؤف صاحب ناظم تبلیغ ندوہ [illegible])

الحمد للہ الذی نزل الفرقان وکلم بالقرآن وقال کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم والصلوٰۃ والسلام علی عبدہ ورسولہ محمد الذی صلی وقام وصام۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے سب مسلمانوں پر علی العموم واضح ہو کہ رمضان شریف قریب آیا۔ رمضان وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن نازل ہوا۔ اور جس کے روزے ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہوئے اور جس کی نسبت اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے جاتے ہیں جیسا کہ ان لوگوں پر فرض تھے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ روزے کا رواج ہر قوم اور مذہب میں پایا جاتا ہے حضرت آدم علیہ السلام ایام بیض کے یعنی ہر قمری مہینہ کی تیرہویں، چودہویں، پندرہویں کے روزے رکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جبکہ طور پر توریت کتاب لینے کے واسطے گئے تو چالیس دن کے روزے رکھے تھے جس کا ذکر توریت کے چونتیسویں باب میں ہے اور حضرت دانیال نبی نے تین ہفتہ کے روزے رکھے تھے جس کا ذکر دانیال کے دسویں باب میں ہے اور حضرت الیاس نے چالیس دن کے روزے رکھے تھے جس کا ذکر توریت میں ہے اور حضرت عیسیٰ مسیح نے بیابان میں چالیس روزے رکھے تھے جس کا ذکر متی اور لوقا کی انجیلوں میں ہے۔

ہندو دھرم میں بھی منوجی نے روزے کا حکم دیا ہے اور اس کو وہ برت کے نام سے پکارتے ہیں۔ راماین سے معلوم ہوتا ہے کہ رام چندر جی بھی روزے رکھتے تھے اور مہابھارت سے ثابت ہوتا ہے کہ راجہ یدھشٹر اور ان کے سب بھائی بھی روزے رکھتے تھے اسی طرح مصر وغیرہ کی اقوام بھی روزے رکھتی تھیں۔

اللہ تعالےٰ نے جب مسلمانوں کو قرآن مجید میں روزے کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ہی تسلی بھی دی اور یہ فرمادیا کہ ایاما معدودات تم روزے رکھنے سے گھبراؤ نہیں روزے تو گنتی کے چند دن کے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اللہ تعالیٰ تم کو آسانی دینا چاہتا ہے اور مشکلات میں ڈالنا نہیں چاہتا اور یہ بھی فرمایا کہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے واسطے اچھا ہوگا بشرطیکہ تم کو روزے کی خوبیوں کے سمجھنے کی عقل بھی ہو۔

اے مسلمانو جس طرح تمہارا جسم غذا سے پرورش پاتا ہے اسی طرح تمہاری روح روزے سے مسرور ہوتی ہے اور روزہ تمہارے اندر روحانی قوتیں بڑھاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ من صام شہر رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ یعنی جو شخص ایمان اور طلب ثواب کے لئے روزہ رکھتا ہے اس کے تمام گذشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ بندہ کا روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا ثواب دوں گا کہ روزہ دار میری ہی خاطر اپنی خواہشات کو اور کھانے پینے کو ترک کر دیتا ہے اور بجائے [illegible]

مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص روزے سے ہو تو اس کو چاہیئے کہ کوئی بری بات منہ سے نہ نکالے اور نہ کسی سے لڑائی جھگڑا کرے اور اگر کوئی دوسرا اس کو برا کہے یا اس سے لڑے تو روزہ دار کو چاہیئے کہ اس شخص سے کہدے کہ میں روزہ دار ہوں یعنی میں تم سے لڑ جھگڑ نہیں سکتا کیونکہ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے اور بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے روزہ رکھا مگر جھوٹ کو ترک نہ کیا اور جہالت کی باتوں سے پرہیز نہ کیا تو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی اللہ تعالیٰ کو کچھ ضرورت نہیں ہے۔

بھائیو آجکل دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں مگر روزہ کے آداب سے واقف نہیں ہیں روزہ منہ میں ہے اور جھوٹ بولتے ہیں گالیاں بکتے ہیں اور بات بات میں لوگوں سے لڑائی جھگڑے کرتے ہیں یہاں تک کہ ایک محاورہ ہو گیا ہے کہ فلاں صاحب کا روزہ اچھل رہا ہے یعنی انہوں نے آج چونکہ روزہ رکھا ہے اس واسطے لوگوں سے لڑتے پھرتے ہیں۔ اچھا روزہ دار وہ ہے جو روزہ کی حالت میں جھوٹ نہ بولے نہ کسی کا شکوہ کرے نہ کسی کی غیبت کرے نہ گالیاں بکے نہ جھوٹی قسمیں کھائے نہ کسی سے لڑائی جھگڑا کرے بلکہ نہایت نرمی اور خندہ پیشانی کے ساتھ سب لوگوں سے معاملات میں مصروف رہے اور کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ ان میاں کو اس واسطے غصہ آرہا ہے کہ آج یہ روزہ سے ہیں۔

خصوصاً عورتوں کو سب سے زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے وہ روزہ رکھنے میں مردوں سے زیادہ مضبوط اور جفاکش ہوتی ہیں مگر مردوں سے زیادہ لڑائی جھگڑے اور سخت کلامیوں کی ان کو عادت ہوتی ہے اس واسطے عورتوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر وہ روزہ میں بد مزاجیاں کریں گی اور کسی کو برا بھلا کہیں گی اور لڑائی جھگڑے مول لیں گی تو ان کے روزہ کا ثواب جاتا رہے گا اور ان کا روزہ محض فاقہ رہ جائے گا جس طرح روزہ میں کھانا اور پینا ناجائز ہے اسی طرح جھوٹ بولنا غیبت کرنا اور [illegible] غصہ کرنا اور لڑنا جھگڑنا بھی ناجائز ہے اکثر گھروں میں عورتیں روزہ رکھکر اپنے شوہروں سے اور گھر کے لوگوں سے جھگڑتی ہیں اور بعض مرد بھی روزہ رکھکر اپنی منکوحوں کو گالیاں دیتے ہیں اور سخت کلامی سے پیش آتے ہیں یاد رکھو ایسے لوگوں کے روزے اللہ کے یہاں رد سمجھے جائیں گے اور کوئی ثواب نہ [illegible] اور جو لوگ روزہ رکھتے ہی نہیں وہ تو اسلام کے [illegible] [illegible] فرض ہے [illegible] [illegible] مسافروں کو روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے [illegible] روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو وہ روزے کی [illegible] روزہ کے عوض فدیہ دے سکتے ہیں۔

[illegible] روزہ [illegible] معلوم نہیں ہیں
اس دن بھر کا صبر [illegible] بھوک پیاس کی تکلیف [illegible] دل بجھ جاتے
ہیں ہمارے [illegible] ہے جو سال بھر میں ایک مہینہ اللہ تعالیٰ کے
سامنے [illegible] اور خواہشات نفسانی میں [illegible] نقصان دے روزہ
انسان کے [illegible] ضبط پیدا کر دیتا ہے [illegible] انسان کی موجودہ
شان کے [illegible] روزے سال بھر میں صرف ایک مہینے کے لیے
آتے ہیں انسان کو [illegible] اور چند روزہ [illegible] ثابت قدم رہنا چاہیے
تاکہ تمام سال ہر کام میں اس کی جسمانی مستعدی قائم و برقرار رہے جو لوگ
روزہ میں ثابت قدم نہیں رہتے ان کے ہر دنیاوی کام میں کمزوری اور
کم ہمتی پائی جاتی ہے۔

طبی لحاظ سے بھی روزہ نہایت مفید چیز ہے جس طرح جلاب لینے سے معدہ
اور جسم کی تمام بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اسی طرح روزہ بھی انسانی جسم کی تمام
خرابیوں کو درست کر دیتا ہے اور دوا کے بغیر بہت سے امراض محض روزہ کی
وجہ سے دور ہو جاتے ہیں اس واسطے روزہ ضرور رکھنا چاہیے۔

بظاہر روزہ تکلیف کی چیز معلوم ہوتا ہے لیکن اس کو شروع کر کے دیکھو تو پہلے
پہلے تکلیف معلوم ہوگی اس کے بعد ایک ایسی کیفیت اور ایسی خوشی روزے سے
حاصل ہوگی جس کی مثال دنیا کی اور کسی خوشی میں نہیں پائی جاتی حدیث
شریف میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ روزہ
دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں ایک روزہ افطار کرنے کے وقت اور دوسری
اس وقت جب قیامت کے دن روزہ دار اپنے روزہ کا انعام اپنے پروردگار
سے حاصل کرے گا۔

اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دن بھر کی شدید بھوک پیاس کے بعد جب
انسان روزہ افطار کرتا ہے تو اس وقت کی فرحت و خوشی دنیا کی تمام بڑی بڑی
خوشیوں سے بھی بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

جو لوگ روزہ نہیں رکھتے ہیں ان کو روزہ کے افطار کے وقت دوسروں
کی خوشیاں دیکھ کر حسرت و ندامت بھی اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے جتنی فرحت
روزہ دار کو افطار سے ہوتی ہے روزہ خور کا دل اور ضمیر اندر ہی اندر پشیمان
ہوتا اور شرماتا ہے اور ندامت کے دریا میں غوطے کھاتا ہے اور اس کی تکلیف
دن بھر کی بھوک پیاس سے کئی حصہ زیادہ ہو جاتی ہے اگر وہ روزہ رکھ لیتا تو
افطار کے وقت اس کو بھی ایسی ہی خوشی ہوتی جیسی روزہ داروں کو ہے اور
اس کو اپنے ضمیر کے سامنے اتنا شرمندہ نہ ہونا پڑتا۔

پس عزیز بھائیو! اور بہنو! رمضان شریف کے استقبال کی تیاریاں
شروع کر دو [illegible] آنے والے رمضان میں روزہ قضا نہ کرنے
اور روزہ رکھو گے [illegible] نصیحت [illegible] وفاداری
[illegible] سے [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ روزے [illegible] ہے وہیں یہ بھی حکم
[illegible]
[illegible] روزے [illegible]
[illegible] واسطے [illegible]

[illegible] کمزور یا بیمار پاتا ہو نابالغ بچوں کو ہرگز ہرگز روزہ رکھنے [illegible] نہیں
ورنہ ان کو سخت گناہ ہوگا اور بچوں کا فوت بھی ان کی گردن پر ہوگا کیونکہ خدا
نے نابالغ بچوں پر روزہ فرض نہیں کیا ہے جب بچے بالغ ہو جائیں تو ان
کو روزہ رکھوانا چاہیے ایسی ہی بعض عورتیں سخت بیماری کی حالت میں بھی
روزے رکھتی ہیں اور بعض اوقات روزہ سے ان کا مرض اتنا بڑھ جاتا ہے کہ وہ
مر جاتی ہیں یا مدت تک تندرست نہیں ہوتیں ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ بیماری کی
حالت میں روزہ رکھنا مناسب نہیں جب اللہ تعالیٰ نے بیمار والوں کو روزہ قضا کرنے
کی اجازت دیدی ہے تو خدا کے انعام سے مستفید ہوں ایسے ہی بعض مرد بھی
سخت بیماریوں کی حالت میں روزہ قضا نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے مر جاتے
ہیں یا ان کی بیماریاں بڑھ جاتی ہیں یہ بھی غیر ضروری ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے سفر کی حالت میں روزہ قضا کرنے کی اجازت دیدی
ہے اس واسطے وہ لوگ جو سخت مصیبت کی مسافرت میں روزہ رکھ کر اپنے آپ کو
ہلاکت میں ڈال لیتے ہیں وہ بھی خدا کے انعام کی قدر نہیں کرتے۔

بھائیو! روزہ رکھو مگر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور ایسا روزہ رکھو جو تمہارے
دلوں کو اور تمہاری زبانوں کو جھوٹ، فحش گوئی، غیبت اور کینہ و عناد سے پاک کر دے
اور دعا کرو کہ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

برادران اسلام! ماہ رمضان کے فضائل اس قدر زیادہ ہیں کہ اس مختصر
مضمون میں کسی طرح بیان نہیں ہو سکتے سب سے بڑی فضیلت اس ماہ مبارک کی
تو یہی ہے کہ دنیا کی رشد و ہدایت اور زمین کے بسنے والوں سے ضلالت و گمراہی کو
دور کرنے والی کتاب مبین یعنی قرآن حکیم اسی مہینہ میں نازل ہوا اور جس رات
کو نازل ہوا وہ ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر اور [illegible] مشرف رات ہے اگر دوسرے
فضائل نہ ہوتے تو صرف یہی ایک فضیلت رمضان المبارک کی کیا کم تھی کہ اس
مہینہ میں خدا نے اپنا وہ کلام نازل فرمایا جو قیامت تک کے لیے دنیا اور اہل دنیا
کی ہدایت کا باعث ہے لیکن اس کے علاوہ اور بھی لاتعداد فضائل ہیں جو ایک
صاحب ایمان مسلمان کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ صدق دل سے اس ماہ مبارک کا
خیر مقدم کرے اور ان برکات کو حاصل کرے جو اس مقدس و مبارک مہینہ ہی میں
حاصل ہو سکتی ہیں اور وہ برکات بےشمار ہیں منجملہ ان کے یہ ماہ مغفرت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء و
غلقت ابواب جہنم وسلسلت الشیاطین یعنی رمضان المبارک کے آتے
ہی رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے
جاتے ہیں اور شیاطین کو مقید و پابہ زنجیر کر دیا جاتا ہے یہ بھی ارشاد نبوی ہے کہ جو
رمضان کے روزے رکھے اور اس کی راتوں میں نماز پڑھے بشرطیکہ ایمان و اخلاص
کے ساتھ ہو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اسی طرح روزے کے فضائل
بھی بےشمار ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کا سونا عبادت
اور اس کا خاموش رہنا تسبیح ہے اور اس کی دعا مقبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ
بخش دیئے جاتے ہیں روزہ کو ڈھال اور مضبوط قلعہ بھی فرمایا ہے یعنی روزہ گناہوں
سے اسی طرح انسان کو بچاتا ہے جیسے ڈھال تلوار کے وار کو روکتی ہے دوسری حدیث
میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ دوزخ کی آگ اور دوزخ کی مشکلات سے
بچنے کے لیے ڈھال ہے یہ بھی ارشاد نبوی ہے کہ روزہ دار کو افطار کے وقت

[illegible]
نعمت ملا ہے اور ... [illegible] ... رسالت ... [illegible]
یعنی ... [illegible] ... الا اللہ ... [illegible]
کیونکہ روزہ کے متعلق آیا ہے الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ میرے لئے
ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیس
فی الصیام ریاء روزہ میں ریا نہیں ہے روزہ کے متعلق روایت ہے کہ روزہ اور
قرآن دونوں قیامت کے دن روزہ دار اور قرآن پڑھنے والے کی شفاعت کریں
گے اور ان کی شفاعت قبول ہوگی یہ بھی ارشاد نبوی ہے کہ ہر شے کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور
جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے

اعمال خیر کی کئی قسمیں ہیں بعض اعمال کا ثواب دوگنا ملتا ہے بعض کا دس گنا
اور بعض کا سو گنا مگر روزہ کے ثواب کی کوئی حد نہیں بلکہ اس کے اجر کا علم خدا ہی
کو ہے۔ برادران اسلام یہ تمام فضائل و برکات جو رمضان اور روزہ کے
لئے ہیں ان کے سننے اور ان کے معلوم ہو جانے سے کوئی فائدہ نہیں اگر آپ
ان برکات کے حصول کے لئے بے چین اور مضطرب نہ ہوا سچ تو یہ ہے کہ قرآن حکیم
کے اس ارشاد کے بعد کہ روزہ تم پر فرض کیا گیا جیسے گزشتہ امتوں پر فرض کیا گیا
تھا تاکہ تم متقی بنو کسی دوسرے حکم یا فضائل کے معلوم کرنے کی ضرورت نہیں رہتی
کیونکہ فرضیت صوم کی غرض و غایت خود خدائے اسلام نے جامع اور بلیغ طریقہ
میں بیان فرما دی ہے یعنی روزہ اس لئے فرض کیا گیا ہے تاکہ تقویٰ کی صفت تم
میں پیدا ہو تقویٰ ایک ایسی جامع اور بلیغ اصطلاح شرع ہے کہ جو انسان کی
روحانی ترقی کا بلند ترین درجہ ہے تقویٰ کے معنے خدا سے ڈرنے اور پرہیز گار
بننے کے ہیں یعنی کبھی کسی حال میں بھی خدا کا خوف دل سے دور نہ ہو اور ہر لحظہ
اور ہر گھڑی یہ خیال رہے کہ جو قدم بھی اٹھاتا ہوں اسے خدا دیکھ رہا ہے مقصد
یہ ہے کہ ایک انسان اس قدر اپنے آپ کو مرضی الٰہی کا تابع کر دے کہ دین کا ہو یا
[illegible] جو سانس بھی لے اور جو قدم بھی اٹھائے اس میں یہ دیکھ لے
کہ اس کی مرضی کے خلاف تو نہیں ہے غرض کہ تقویٰ ایک بلند ترین مقام ہے اور یہی
وہ صفت ہے جس کی نسبت ارشاد الٰہی یہ ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم
جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے وہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ کرم ہے اور روزہ کی
غایت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ انسان کو متقی بناتا ہے یعنی اللہ کے نزدیک معزز
و کرم بنا دیتا ہے۔

پس اے برادران اسلام اگر تم چاہتے ہو کہ تم متقی بنو اور تمہاری خواہش ہو
کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک معزز و محترم بن جاؤ تو تمہیں چاہیئے کہ روح
کی آمادگی اور دل کی مستعدی کے ساتھ مقدس ماہ رمضان کا خیر مقدم و استقبال
کرو کون جانتا اور کسے معلوم ہے کہ ہم آئندہ رمضان تک زندہ رہیں گے اپنے
گزشتہ پر حسرت و افسوس اور اپنی غفلت پرستی و معصیت شعاری پر
ندامت ہو تو اس فرصت کو غنیمت شمار کرنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کی ان
مہربانی اور عنایت سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے کہ اس نے تلافی مافات
کے لئے رمضان المبارک کی زیارت کا پھر موقع عطا کر دیا ورنہ ہمارے اعمال تو
[illegible] اور غیر مستحق ہیں کیونکہ ہندوستان کے دونوں [illegible]

[illegible]
[illegible]
ان [illegible]
[illegible]
[illegible]
قال [illegible]
اور اس کی اطاعت و عبادت سے [illegible]
لیا ہے اور ایسا [illegible]
اور بہت جو [illegible]
کو بیہودہ سے اور بیہودوں کو ... [illegible]
مقصدی نہیں بھولی اور ... [illegible]
ستحار ... [illegible]
بیگانہ بنا دیا ہے کہ نہ خدا کی عبادت و عبادت ... [illegible]
رحمت و روحانیت اور اس کا نفس زاحسان ... [illegible]
و سرکشی نے ہمیں [illegible] بیگانہ بنا دیا ہے ... [illegible]
اور اس کی خوشنودی و رضا جوئی کو زندگی کا [illegible]
یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک اپنی مغفرت بنا ہی و برکت ... [illegible]
ہم پر سایہ فگن ہوتا ہے مگر ہم بدنصیب ... [illegible]
مست بادۂ غفلات پڑے ... [illegible]
... گزر جاتے ہیں۔
برادران عزیز! اپنی گزشتہ زندگی پر [illegible]
کا جائزہ لیجئے اور پھر خود ہی فیصلہ کیجئے کہ کیا آپ نے اپنی زندگی اس طرح گزاری
ہے کہ اس مغفرت و غفران سے آپ بے نیاز ہیں کیا آپ کو اس کی مغفرت اور
اس کے فضل و احسان کی ضرورت نہیں ہے اور کیا آپ کو تلافی مافات کی ضرورت
نہیں ہے۔

حضرات! اگر تنہائی میں بیٹھ کر صدق دل سے اپنے اعمال کا جائزہ
کریں تو معلوم ہو گا کہ مقدس ماہ رمضان کا ... [illegible] ... ایک ایسی
نعمت غیر مترقبہ ہے کہ اس سے زیادہ کوئی نعمت نہیں ہو سکتی ... [illegible] رمضان المبارک
کی مغفرت پناہی کے سوا اور کون ہے ... [illegible]
اے فرزندان اسلام ماہ مقدس کے ورود کو غنیمت ... [illegible]
آلودگی کو دور کرنے ... [illegible]
ایسا نہ ہو کہ اس خیر و برکت والے ... [illegible]
رحمت الٰہی و مغفرت خداوندی کے ... [illegible]
ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں اور ... [illegible]
تمہیں اور ... [illegible]
جو غفلت کے بعد ہوشیار ... [illegible]
تاریکی سے ... [illegible]
[illegible]
ایک [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] اس ماہ مبارک میں [illegible] ہیں اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہے اس [illegible] چاہیے
[illegible] وقت قرآن مجید
[illegible]
اور [illegible] کہ اس ماہ شریف میں عبادات وصدقات کا ثواب
معمولی دنوں سے [illegible] خصوصاً [illegible] سے بکثرت حاصل
کرنا [illegible] مقدس [illegible] ہیں۔

لیکن [illegible] روزہ بھی اس طرح رکھنا چاہیے کہ اس کا فائدہ حاصل ہو جیسا کہ [illegible] بیان کیا جا چکا ہے روزہ کی غرض وغایت تقویٰ و پرہیزگاری کا حصول ہے اگر یہ مقصد حاصل نہ ہوا تو بیکار ہے اور فاقہ اور روزہ میں کوئی فرق نہیں [illegible] [illegible] کی ایک حدیث ہے یعنی اگر روزہ دار ظلم و عناد [illegible] نہیں [illegible] قول و فعل گناہوں سے نہیں بچتا کو فسق و کذب اور لغو اعمال روزہ کی حالت میں [illegible] جاری رکھتا ہے تو اللہ ایسی فاقہ کشی سے بے نیاز ہے اس لئے [illegible] اور [illegible] سے باز نہ آئے کا کام نہیں ہے گو فرض ادا ہو جاتا ہے مگر [illegible] سے احتراز کرنے سے لعلکم تتقون کا مقصد حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب ہم تمام اعضاء وجوارح کا روزہ رکھیں اور مکمل روزہ وہی ہے جس میں ہاتھ پاؤں ناک کان آنکھ زبان [illegible] بڑے اعمال و افعال و فسق و فجور سے بچیں زبان کا روزہ یہ ہے کہ لغو کذب غیبت اور لا یعنی کلام سے باز رہے اور کسی کو نقصان پہنچائے نہ اذیت و تکلیف دے بلکہ ذکر الٰہی و تلاوت قرآن میں مشغول رہے کان کا روزہ یہ ہو کہ لغو کذب غیبت وغیرہ کے سننے سے محفوظ رہے آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ محرمات پر نہ اٹھے ہاتھ پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ خلاف شریعت افعال کی طرف نہ بڑھے اور نہ فسق و معصیت کا کام اس سے صادر ہو کسی کو [illegible] کسی کا حق زبردستی نہ چھینے غرضیکہ وہ تمام اعمال بد [illegible] سے احتراز کیا جائے اسی طرح [illegible] روزہ [illegible] سے پاک رکھا جائے اگر [illegible] روزہ رکھا جائے تو نا ممکن ہے کہ روزہ کا جو مقصد ہے [illegible] حاصل نہ ہو

[illegible] روزہ کے چار درجے مقرر کئے ہیں [illegible] میں فرماتے ہیں کہ [illegible]
[illegible]

[illegible] اصلی طرف سے روزہ رکھو لے یعنی ہر طرف سے کٹ کر صرف خدا کا ہو رہے۔

برادران اسلام! غور کرو کہ اگر اس طریقہ پر روزہ رکھا جائے تو کیا اللہ کا وعدہ اور اس کے رسول کی بشارت پوری ہونے سے رک سکتی ہے؟ ہم کو دل کی صفائی اور روح کی پاکیزگی و طہارت کے ساتھ روزہ رکھنا اور تلاوت و تسبیح میں مشغول ہونے کے لئے تیار ہونا چاہیے کیونکہ وہ مبارک ساعتیں بہت جلد آنے والی ہیں جب فرشتے آسمانی برکات کے دروازے ساکنان زمین پر کھول دیں گے اور اللہ کی رحمت و مغفرت بارش کی طرح برسنے لگے گی خدا نہ کرے کہ تم غفلت میں پڑے رہو اور رحمت و مغفرت الٰہی سے محروم رہ جاؤ۔

قرآن کریم کے کل کے کل احکام میں کسی عبادت کا پورا کرنا یا رسم کا بجا لانا مقصود نہیں ہوتا یہی حال رمضان کا ہے روزے رکھنے کی اصل غرض محض اس قدر نہیں ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کی تعمیل کرے اور اسے خوش کر دے بلکہ اصل غرض اور حقیقی مقصود یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے اسے خود بھی فائدہ پہنچے اس کی اپنی تہذیب نفس ہو اور بنی نوع انسان کے لئے بھی اس کا وجود مفید ہو ہم اپنے آپ کو اذیت دے کر اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے درحقیقت اسلام اس بات کو اچھا نہیں سمجھتا کہ انسان اپنے آپ کو ہلاک کرے جیسے کہ اس کی پاک کتاب قرآن کریم سے اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے کیا یہ سچ نہیں ہے اور ہر ایک مسلمان اس بات سے واقف نہیں ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راہبانہ زندگی کے اصول کو جڑ سے کاٹ دیا ہے اور آپ کا یہ ارشاد کس کو معلوم نہیں کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام یعنی اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں ہے ہاں اس کے بالمقابل ہم کو یہ حکم ہے کہ ہم ایسی زندگی بسر کریں جو ایک پابندی کی زندگی ہو اور جس میں ہم کو وہ تربیت حاصل ہو کہ اپنی [illegible] پر انسان کس طرح قابو پا سکتا ہے اور کس طرح اپنی آسائشوں کو ترک کرنا سیکھ سکتا ہے روزہ رکھنے کا حقیقی مقصود یہی ہے کہ ہم اپنے آپ کو ایک ضابطہ کا پابند کرنا سیکھیں صرف انہیں چیزوں پر گزارہ کریں جو جائز طور پر ہمارے [illegible] دوسروں کے اموال اور حقوق کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچائیں اور اس سے بڑھ کر یہ بھی سیکھیں کہ کس طرح انسان ایک وقت اپنی جائز خواہشات کو بھی ایک مقصد کے لئے ترک کر سکتا ہے اور ان کو ترک کر کے دوسروں کو مدد دے سکتا ہے۔

قواعد صحت کے نقطہ خیال سے روزے رکھنا بعض وقت صحت انسانی کے لئے مفید ہوتا ہے علم طب نے اس بات کو یقینی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ بہت سی بیماریاں زیادہ تر انسان پر حملہ آور ہوتی ہیں جو بسیار خور ہو یا خراب ہضمی کرتا ہو اور وہ شخص نسبتاً بیماری کے خطرے سے محفوظ رہتا ہے جو اپنی عادات میں محتاط اور اصول پرہیز پر عامل ہو اور اس قسم کا انسان اگر بیماری حملہ آور ہو تو وہ اس حملہ کا دفعیہ نسبتاً آسانی سے کر سکتا ہے بسیار خوری کی عادت عمر کو کم کرتی اور صحت کو برباد کرتی ہے علاوہ ازیں اس قسم کی عادات انسان کی شہوانی خواہشات کی محرک ہیں اور اس طرح ہیجان کے ساتھ اور ہزاروں قسم کی برائیاں آ جاتی ہیں اس معاملہ میں ہمارے لئے کامل نمونہ ہمارے رسول کریم کی پاک اور بے لوث زندگی ہے جنہوں نے کبھی کسی دوسرے کو ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا جس کو خود پہلے کر کے نہیں دکھا دیا۔ حضرت عائشہ حضور کی نسبت فرماتی ہیں کہ وہ سب انسانوں کا [illegible]

اَحکامُ الصِّیام

(از جناب مولانا شیخ محمد یاست علی صاحب [illegible] قادری خطیب [illegible] (دہلی))

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ اللہ تعالیٰ اپنے قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ یاایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۔ ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدی والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ۔

(ترجمہ) یعنی اے ایمان والو! تم پر چند دنوں (یعنی ایک مہینے) کے روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے (یہ) اس لئے کہ تم متقی (پرہیزگار) ہو جاؤ۔ پھر تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اگر بیماری میں کسی قسم کے نقصان یا مرض بڑھنے کا اندیشہ ہو یا سفر میں تکلیف ہو تو ان دونوں صورتوں میں روزہ نہ رکھے اور جتنے روزے چھوٹ جائیں ان کی گنتی اور دنوں میں (قضا کے روزے رکھ کر) پوری کر لے۔ اور جن لوگوں میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو جیسے شیخ فانی یعنی [illegible] کہ جسکی طاقت بوجہ زیادتی عمر کے دن بدن کم ہوتی جاتی ہو عورت ہو یا مرد، ان کو بجائے روزہ رکھنے کے، ہر روزے کے عوض روزانہ ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا بطور فدیہ کے کھلانا یا دینا چاہئے پھر جو شخص اپنے شوق سے نیکی کرے یعنی روزے ہی رکھے تو یہ اس کے واسطے بہت بہتر بات ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر تم روزہ ہی رکھو تو تمہارے واسطے (بہ نسبت فدیہ دینے کے) نہایت ہی اچھا ہے بشرطیکہ تم کچھ علم (اور سمجھ) رکھتے ہو۔ اور مسلمانو تم پر جس مہینے کے روزے فرض ہوئے ہیں وہ رمضان کا مہینہ ہے کہ جس میں قرآن پاک نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور جس میں ہدایت اور امتیاز (حق و باطل) کے صاف صاف احکام ہیں پس تم لوگوں میں سے جو شخص (بشرط صحت و تندرستی و قیام فی الوطن) اس مہینہ کو پائے تو ضرور بالضرور روزے رکھے (پ ۲۔ س ۲۔ ع ۷)۔

برادران اسلام! امسال کا مبارک مہینہ رمضان شریف آ رہا ہے یہ وہ مبارک اور مقدس مہینہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا مہینہ فرماتا ہے اور یہی وہ بزرگ و برتر مہینہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر قرآن پاک نازل فرمایا پھر وہ قرآن پاک حسب موقع و ضرورت ۲۳ سال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ پس اس نزول قرآن پاک کے شکرانے میں اور اس کی یادگار قائم رکھنے اور مسلمانوں کو متقی و پرہیزگار بنانے کے لئے اس مہینہ کے روزے فرض کر دیئے گئے۔

چونکہ میری ناچیز تحریر کا منشاء یہ ہے کہ رمضان المبارک کے فضائل و مسائل کی خلاصۃً عرض کروں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کے چند مسائل اختصار کے ساتھ عرض کر دوں [illegible]۔

چاند دیکھنے کے مسائل

گو رمضان کے مسائل بیان کرنے سے پیشتر رویت ہلال یعنی چاند دیکھنے کے مسائل عرض کرنا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف کتاب رویت الہلال میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یاد رکھو گنتی ماہ شعبان کے چاند کی واسطے معلوم کرنے حساب رمضان المبارک کے۔

اور کتاب منتقی میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حضرت عبدالرحمن بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یعنی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کا چاند دیکھ کر روزے رکھو اور عید کا چاند دیکھ کر روزہ افطار کر کے عید کرو اور حج و قربانی میں غور کرو اور اگر ابر یا غبار ہو یعنی مطلع صاف نہ ہو اور رمضان کا چاند ۲۹ شعبان کو نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔ اور اگر دو معتبر اور ثقہ مسلمان اس طرح گواہی دیں کہ ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے چاند رمضان کا ہو یا عید کا، تو ان کی گواہی قبول کر لو اگر رمضان کا چاند ہو تو روزہ رکھو اور عید کا چاند ہو تو روزہ افطار کر کے عید کرو" (رواہ احمد و نسائی)۔

مسئلہ ان دونوں حدیثوں کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ رجب کی ۲۹ اور ۳۰ تاریخ کو چاند دیکھیں تاکہ شعبان کی تاریخوں کا حساب صحیح معلوم رہے پھر جب صحت حساب کے ساتھ شعبان کی ۲۹ تاریخ ہو تو رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کی کوشش کرنا چاہئے اگر چاند دکھائی دے تو دوسرے دن رمضان شریف کا پہلا روزہ رکھنا چاہئے اور اگر ۲۹ شعبان کو رمضان کا چاند نظر نہ آوے تو پھر شعبان کے ۳۰ دن پورے کرنے کے بعد رمضان کا روزہ رکھنا چاہئے اور اگر مطلع ابر و گرد و غبار کی وجہ سے صاف نہیں ہو تو ایسی صورت میں جب تک دو معتبر و ثقہ مسلمان یعنی سچے اور پرہیزگار اور پابند صوم و صلوٰۃ مسلمان یا ایک ایسا ہی مسلمان اور دو [illegible] پرہیزگار اور روزہ و نماز کی پابند عورتیں [illegible] چاند دیکھنے کی [illegible] شہادت نہ دیں [illegible] چاند [illegible] نہ ہوگا اور نہ روزہ رکھا جائے گا۔ **مسئلہ** [illegible] رمضان [illegible] ایک مسلمان مرد یا ایک مسلمان عورت [illegible] شہادت [illegible] [illegible] ایک مسلمان مرد [illegible] کی شہادت ضروری ہے۔ **مسئلہ** رمضان کے چاند [illegible]

بلکہ جب [illegible] سے ملی ہے [illegible] رمضان کے
ایک روزے کے بدلے پورے ایک سال کے روزے رکھے جائیں تو بھی اس
ایک روزہ کا عوض پورا نہ ہوگا، یا رمضان کا ایک روزہ ایک سال کے
روزوں کے برابر ہے جیسے پر تعجب ہے وہ لوگ جو باوجود
صحت و تندرستی کے بلا عذر شرعی رمضان کے روزے نہیں رکھتے اور
اس کے ثواب عظیم سے محروم رہتے ہیں پھر بھی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں
اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین۔ **مسئلہ** اگر کوئی بدبخت و بے
نصیب بے باک اور شامت اعمال سے بلا عذر شرعی کے روزہ نہ رکھے
یا کسی سبب عذر شرعی کسی بیماری وغیرہ سے مجبور ہو کر روزہ نہ رکھا ایسے
لوگوں کو چاہیئے کہ وہ علانیہ سب کے سامنے کھانا پانی پان حقہ سگرٹ تمباکو
بیڑی وغیرہ کھانے پینے نہ پھریں اور نہ اپنے آپ کو روزہ خور ظاہر کریں
بلکہ مکان کے اندر ہی کھائیں پئیں اور باہر جب نکلیں تو روزہ دار ہی معلوم
ہوں اس سے ریاکاری مقصود نہیں ہے بلکہ ماہ رمضان شریف جیسے
مبارک اور مقدس مہینہ کی حرمت رکھنا مقصود ہے اور اپنی عزت و
آبرو قائم رکھنا مراد ہے واقعی کیسے شرم اور غیرت کی بات ہے کہ مسلمان ہو کر
بغیر عذر شرعی کے روزہ نہیں رکھتا اور اپنے مقدس مہینہ رمضان المبارک
کی بے حرمتی اعلانیہ کرتا پھرتا ہے شریعت اسلام میں ایسے بلا عذر شرعی
روزہ خور اور علانیہ کھانے پینے والوں کے قتل کر دینے کا حکم ہے چنانچہ درمختار
کے حاشیہ میں یہ وجہ لکھی ہے کہ ایسا شخص دین اسلام کے ساتھ (یعنی اسکے
حکموں کے ساتھ) مسخرہ پن کرنے والا ہے یا منکر ہے اس حکم کا جو دین سے
بالضرورت ثابت ہے پس ایسے شخص کے قتل کے حلال ہونے میں اور اس
حکم کے کئے جانے میں کسی کو اختلاف نہیں (متفق علیہ)
بعض جاہل ناواقف بیہودہ بے نصیب روزہ خور علانیہ کھانے پینے
والے جب ٹوکے جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جب اللہ سے چوری نہیں تو بندے
سے کیا چوری ان بے ایمانوں کا یہ کہنا بالکل جھوٹ اور سراسر لغو ہے میں
ایسے نادانوں سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر تم خدا کی واسطے کہیں رات میں
چوری کرو یا کسی کو موقع پا کر تنہائی میں قتل کر ڈالو اور یہ باتیں خدا سے چھپی
ہوئی نہیں ہیں پھر تم اس سے بالکل بری نہیں ہو تم پر کوئی الزام نہیں ایسی صورت
میں تم سے اگر کوئی حاکم عدالت یا کوئی اپنا غیر انتہا عزیز اور دریافت کرے کہ
بتاؤ تم نے رات کو فلاں جگہ چوری کی یا فلاں شخص کو تم نے تنہا پا کر قتل کر ڈالا
کیا تم ایسی صورت میں اپنے اس قول کی پابندی کرتے ہوئے کہو گے جب
اللہ سے چوری نہیں تو بندہ سے کیا چوری؟ اپنا چوری کرنا اور قتل کرنا بتا دو گے
یا ڈر کے مارے انکار کر دو گے کہ میں نے یہ دونوں جرم نہیں کئے اور
ان جرموں کا اقرار کرو گے؟ حاشا و کلا ہرگز اقرار نہ کرو گے تو اب تمہارا وہ
قول کیا ہوا اور اب اپنا اس جرم کو بندے سے کیوں پوشیدہ رکھتے ہو جبکہ
[illegible] اپنی روزہ خوری کو بھی پوشیدہ رکھو [illegible]
[illegible] متبرک و مقدس مہینہ رمضان المبارک کی بے حرمتی بے عزتی اور
[illegible] کرنے سے پرہیز کرو اللہ توفیق دے
[illegible] اس ماہ مقدس کی خصوصیات میں سے نماز تراویح بھی ہے

یہ نماز سنت مؤکدہ ہے رمضان کا چاند دیکھنا ہے جب کہ شروع کی بات ہے
اور عید کا چاند دیکھ کر پھر نہیں پڑھتے، یہ نماز عشاء کے بعد وتروں سے پہلے
بیس رکعت باجماعت یا تنہا دو دو یا چار چار رکعت کی نیت سے پڑھی جاتی
ہے یہ نماز تراویح مسافر کو بھی معاف نہیں ہے مگر اتنی طاقت ہو تو
وہ بھی پڑھے، دو رکعت کی نیت سے پڑھنے میں ثواب زیادہ ہے اور ہر چار
رکعت پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھنا چاہیئے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ
ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْهَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَ
الْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ
سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ اَللّٰهُمَّ نَسْئَلُکَ
الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ یَا خَالِقَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ بِرَحْمَتِکَ
یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا کَرِیْمُ یَا سَتَّارُ یَا رَحِیْمُ یَا جَبَّارُ یَا خَالِقُ
یَا بَارُّ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ بِرَحْمَتِکَ
یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔
مسئلہ تراویح میں ایک قرآن پاک پڑھنا اور سننا سنت ہے اس سے
زیادہ مستحب ہے اگرچہ بعض علماء تراویح کی صرف آٹھ رکعت کہتے ہیں مگر جمہور
علماء کا اتفاق بیس رکعت پر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ تر اور تمام
صحابہ خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ بیس ہی رکعت پڑھتے رہے اور رمضان
میں وتر کی نماز بھی جماعت سے پڑھنا چاہیئے اگرچہ تنہا بھی پڑھنا جائز ہے۔

اعتکاف

اس ماہ رمضان المبارک کی ایک خصوصیت اعتکاف بھی ہے
کچھ دنوں تک یا کچھ دیر خدا کی خوشنودی کے واسطے مسجد میں
بیٹھے رہنے کو اعتکاف کہتے ہیں اس کی مدت کم سے کم ایک دن ہے اور یہ
سنت علی الکفایہ ہے تمام شہر یا قصبہ یا موضع یا محلہ میں سے اگر صرف ایک آدمی
نے بھی اعتکاف ادا کیا تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو گیا ورنہ سب کے سر اس ترک
سنت علی الکفایہ کا گناہ رہا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق بخشے۔
مسئلہ اعتکاف کرنے والے کے واسطے روزہ رکھنا ضرور ہے، بغیر روزہ
اعتکاف درست نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان المبارک کے آخری
عشرہ (یعنی آخری دس دنوں میں) اعتکاف فرمایا کرتے تھے پس سنت یہ ہے
کہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں یعنی ۲۰ تاریخ کو آفتاب غروب ہونے کے
بعد گویا رمضان کی اکیسویں شب کو روزہ دار اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں
داخل ہو اور مسجد سے عید کا چاند دیکھ کر نکل آوے۔ ۲۰ تاریخ کے علاوہ بھی آخری
عشرہ کی تاریخوں میں اعتکاف شروع ہو سکتا ہے بعض حضرات ۲۷ رمضان
کو یعنی شب ۲۷ کو معتکف ہوتے ہیں اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ گویا ایک عاجز
اور ناتوان بندہ بکمال عاجزی و انکساری اپنے رحیم و کریم خطاپوش عاجز نواز آقا
کے گھر یعنی آ پڑا اس لئے محض مسجد میں بہ نیت اعتکاف ٹھیرنا ہی اگرچہ عبادت
ہے مگر چاہیئے کہ بلحاظ تقدس ماہ رمضان المبارک اور متبرک و مقدس مقام
یعنی مسجد کے ایسے وقت اور ایام اور ایسی پاک جگہ میں عبادت کی زیادہ
کوشش کرے اور علاوہ نماز فریضہ پنجگانہ کے نوافل نماز تلاوت قرآن پاک
اور درود شریف و دیگر اوراد و وظائف وغیرہ میں مشغول رہنا چاہیئے خاموشی

[illegible] رہ سکتا ہے مسئلہ [illegible] معتکف کے لئے ایسی مسجد میں بیٹھے جس میں جمعہ ہوتا ہو ورنہ [illegible] ہو سکتا ہے کہ جس میں پانچوں وقت نماز با جماعت ہوتی ہو مسئلہ معتکف بغیر ضرورت خاص کے مثلاً پاخانہ پیشاب غسل اور نماز جمعہ کی حاجت کے باہر نہ نکلے اور اگر نماز جمعہ کے واسطے جامع مسجد جائے تو وہاں صرف [illegible] سنت پڑھ لے اور فوراً چلا آوے نفل وہاں نہیں پڑھ سکتا مسئلہ معتکف اگر بضرورت خاص مسجد سے نکلے تو بالکل خاموش رہے البتہ چلتے پھرتے ہوئے سلام کا جواب دے سکتا ہے کیونکہ سلام کا جواب دینا [illegible] بیٹھے ہوئے بات چیت کرنی جائز ہے اور اگر وہ رک جائیگا یا [illegible] بات چیت کرنے لگیگا تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا اور اسی طرح بلا ضرورت مسجد سے نکلنے پر بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے مسئلہ معتکف مسجد کے اندر ہر بات چیت کر سکتا ہے اور اگر گھر پر کوئی دوسرا سودا سلف کرنے والا نہ ہو تو مسجد میں رہکر سودا خرید سکتا ہے مگر مسجد میں وہ چیز نہ ہو جو خریدی جائے مسئلہ معتکف کو جائز [illegible] حرام ہے مسئلہ عورتوں کو اپنے گھر ہی میں ایک کونے میں [illegible] اپنے شوہر کی اجازت سے اعتکاف کرنا جائز ہے بغیر اجازت جائز نہیں ہے شوہر والی عورت کو جائز ہے معتکفین کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔ اعتکاف کرنے والا اعتکاف میں بیٹھنے سے تمام گناہوں سے بچا رہتا ہے تو اس کے واسطے وہ سب نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں جو دوسرے نیکیاں کرنے والوں کے واسطے لکھی جاتی ہیں مثلاً بیمار کی عیادت جنازہ کی شرکت اور نادار غریبوں کی محتاجوں کی امداد چونکہ یہ سب کام معتکف نہیں کر سکتا اس لئے اس کے نامہ اعمال میں ان سب باتوں کے بھی ثواب لکھے جاتے ہیں مختصر یہ کہ معتکف کا سونا جاگنا سب مسجد ہی میں ہوتا ہے بلا ضرورت مسجد سے باہر جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائیگا معتکف کو مسجد کے اندر اور لوگوں سے باتیں کرنا جائز ہے۔

شب قدر

رمضان المبارک میں ایک رات اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو ایسی عطا فرمائی ہے کہ جس میں عبادت کرنے والے کو درگاہ رب العزت سے ایک ہزار مہینوں کی راتوں میں عبادت کرنے کے ثواب کے برابر ثواب ملتا ہے اگرچہ یہ صحیح طریقہ پر نہیں بتایا جا سکتا کہ وہ کونسی رات ہے مگر اکثر بزرگان عظام وعلماء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین رمضان کے آخری عشرہ میں ۲۷ تاریخ [illegible] گذر لینے کے بعد آنے والی رات [illegible] قرار دیتے ہیں اس رات کو لیلۃ القدر یا شب قدر کہتے ہیں اور اس کی بزرگی قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہے اس رات کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام دنیا میں [illegible] اور خدا کی رحمت کا نزول ہوتا رہتا ہے فرشتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام عبادت گذار (یعنی جو لوگ اس شب میں شب بیداری کے ساتھ عبادت کرتے ہیں) ان سے مصافحہ کرتے ہیں جس کی پہچان یہ ہے کہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں دل میں رقت پیدا ہو جاتی ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور بدن میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کیفیت ہر شخص کے اندر پیدا ہو [illegible] مسلمانوں کو چاہئے کہ مغرب کے وقت سے لیکر صبح تک برابر عبادت [illegible]

[illegible]

عید الفطر اور اس کے متعلق ضروری احکام

[illegible]

مسلمانوں کا ایک بہترین تہوار [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] خوشی اور مسرت کا اور روزہ [illegible] حسرت اور ندامت کا دن ہے اگرچہ [illegible] خوشی مناتے ہیں مگر درحقیقت [illegible] اس خوشی [illegible] حق نہیں۔

عید الفطر کے دن جب شریعت اسلام [illegible] مسنون ہیں (۱) بہت سویرے سو کر اٹھنا کہ فجر کی نماز قضا نہ ہونے پائے (۲) [illegible] چھوارے یا قند سے شیرینی سے روزہ افطار کرنا بعض لوگوں کا دستور ہے کہ عید کی صبح اٹھتے ہی حقہ سگرٹ۔ پان۔ تمباکو وغیرہ استعمال کرنے لگتے ہیں ایسے لوگوں کو چاہئے کہ پہلے چھوارے یا شیرینی سے روزہ افطار کریں [illegible] کا استعمال کریں (۳) غسل کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عید الفطر کے دن غسل کرنے والا قیامت کے دن [illegible] سے [illegible] ہوگا۔ (۴) مسواک کرنا (۵) حسب دستور عمدہ اور صاف کپڑے پہننا (۶) خوشبو یعنی عطر وغیرہ لگانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عید الفطر کے دن کپڑوں میں عطر لگانے والا [illegible] جنت کی [illegible]۔

(۷) اپنی آرائش اور زینت کرنا یعنی خط بنوانا۔ سر کے بال [illegible] تیل لگانا۔ کنگھی کرنا۔ سرمہ لگانا وغیرہ (۸) عید الفطر کی نماز کے واسطے عید گاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا (۹) نماز پڑھنے کے واسطے عید گاہ جانا اور ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۰) نماز عید گاہ ہی میں پڑھنا بغیر عذر شرعی کے شہر کی مسجد میں عیدین کی نماز درست نہیں (۱۱) پیدل عید گاہ کو جانا (۱۲) عید گاہ جاتے ہوئے عید الفطر میں آہستہ اور عید الاضحیٰ میں بلند آواز سے تکبیر یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر ولله الحمد کہنا جائے کہ عید گاہ میں تکبیر ختم ہو۔

صدقۂ فطر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہر ایک [illegible] صاحب نصاب [illegible] چاندی یا [illegible] اپنی طرف سے اور [illegible] کی طرف سے [illegible] سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے [illegible]

[illegible]

مسئلہ صدقۂ فطر [illegible]

[illegible]

عید کی [illegible] جو [illegible] ہے [illegible]

فرشتوں [illegible] بلند کیا جاتا ہے [illegible]

مسئلہ صدقہ فطر [illegible] صرف قریب [illegible] قیمت [illegible]

مالک ہو [illegible] اسلام اور اسلامی تعلیمات [illegible]

ہے مسجد [illegible] نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ [illegible] صدقہ فطر ادا نہیں کرتا اس کے روزے قبول نہیں ہوتے آسمان کے نیچے [illegible] رہتے ہیں اور قیامت کے دن [illegible] اس کے [illegible] عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اور فرمایا کہ صدقہ فطر دینے والے کے روزے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور تمام گناہ اس کے بخش دیتا ہے اور اس کے جسم کے [illegible] کی قبر کی زیارت کرنے فرشتے آتے ہیں اور قیامت کے دن وہ براق پر سوار ہو کر جنت میں داخل ہوگا۔ اور فرمایا کہ صدقہ فطرا دا کرنے والے کو ہر دانہ کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے ایک سال کی عبادت کی ثواب اور جنت میں ایک گھر [illegible] کے بدلے ایک حور عطا فرمائے گا۔ اور فرمایا کہ جو مال والا صدقہ فطر ادا نہیں کرتے وہ ہمارے ساتھ عیدگاہ میں نہ آویں۔ صدقہ فطر عیدگاہ جانے سے پہلے دینا بہتر ہے۔

نماز عیدین

دونوں عیدوں کی نماز کے مسائل بالکل یکساں ہیں صرف نماز کی نیت میں فرق ہے یعنی عید الفطر کی نماز کی نیت میں دو رکعت نماز واجب عید الفطر کہا جاتا ہے اور دوسری عید میں دو رکعت نماز واجب عید الاضحیٰ کہتے ہیں اس کے سوا کوئی اور فرق نہیں۔

مسئلہ عیدین کی نماز کا وقت ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے کے بعد سے دوپہر سے پہلے تک ہے اس عرصہ میں جبھی چاہے پڑھے۔ یہ نماز واجب ہے اور اس میں جماعت شرط ہے بغیر جماعت کے نہیں ہوتی البتہ ایک جماعت ہو جانے کے بعد دوسری جگہ دوسری جماعت ہو سکتی ہے۔ قبل نماز عیدین کے عیدگاہ میں یا جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہاں نفل نماز پڑھنا منع ہے۔ **مسئلہ** اگر کسی عذر معقول اور مجبوری کی وجہ سے پہلی شوال عید الفطر کی نماز نہیں ہو سکی تو دوسرے دن پڑھنا جائز ہے۔ یہ حکم عید الفطر کا ہے عید الاضحیٰ کی نماز بغیر عذر کے بھی ۱۰ تاریخ سے ۱۲ ذی الحجہ تک جائز ہے اور پڑھی جا سکتی ہے۔ **مسئلہ** جمعہ میں خطبہ نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور عیدین میں نماز کے بعد۔ جمعہ کا خطبہ واجب ہے عیدین کا خطبہ سنت ہے لیکن سننا خطبہ کا خواہ جمعہ ہو یا عیدین کا یکساں واجب ہے نماز کے وقت بات چیت کرنا منع ہے سننے والے نزدیک ہوں یا دور سامعان کے کانوں میں آواز پہنچ رہا ہو یا نہ پہنچے ہر حالت میں سننے والے بالکل خاموش رہیں اور خطبہ ہی کی طرف متوجہ رہیں یہاں تک کہ اگر کوئی غلطی سے باتیں کرنے لگے تو آواز سے منع بھی نہیں کرنا چاہئے اشارہ سے منع کر دیں اور بغیر خطبہ سنے ہوئے عیدگاہ سے نہ جائیں ورنہ ترک واجب کا گناہ ہوگا نماز عیدین کی قضا نہیں ہے۔

نماز عیدین پڑھنے کی ترکیب

عیدین کی نماز ہو گو ایک سال میں صرف دو دفعہ ہی پڑھی جاتی ہے اس لئے بہت سے لوگ اس کے پڑھنے کی ترکیب بھول جاتے ہیں لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترکیب بھی عرض کر دوں۔ آدمی کو چاہئے کہ اس نماز کی نیت دل میں کرنا چاہئے کہ نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز واجب عید الفطر [illegible] چھ تکبیروں کے واسطے اللہ تعالیٰ کے پیچھے اس امام کے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر اس کے بعد ہاتھ حسب معمول ناف کے نیچے باندھ لے پھر سبحانک اللہم وبحمدک آخر تک پڑھے اس کے بعد تین بار تکبیر کہے اور ہر تکبیر کے ساتھ کانوں تک ہاتھ اٹھائے مگر دو مرتبہ تو ہاتھ چھوڑ دے اور تیسری دفعہ پھر ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے اس کے بعد امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر قرأت پڑھے اور مقتدی خاموشی کے ساتھ سنتے رہیں۔ پھر حسب معمول رکوع و سجود کر کے ایک رکعت پوری کریں یہ پہلی رکعت کی ترکیب ہے دوسری رکعت کی ترکیب یہ ہے کہ جب امام قرأت پڑھ چکے تو پھر امام کے ساتھ تین تکبیریں کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہے اور اس مرتبہ تینوں دفعہ ہاتھ چھوڑ تا رہے یہاں تک کہ چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے اور سجدہ کر کے حسب معمول نماز ختم کرے۔ تکبیروں میں ایک تکبیر کہنے کے بعد تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر ٹھہر کر دوسری تکبیر کہے اسی طرح چھوڑوں تکبیروں کے درمیان وقفہ ہونا چاہئے نماز کے بعد خطبہ ہوگا پھر دعا مانگی جائے گی۔

مسبوق کی ترکیب

اگر نماز عیدین پڑھنے کے واسطے جماعت کھڑی ہو چکی اور قرأت ہو رہی ہے اس وقت شریک ہونے والے کو چاہئے کہ نیت کر کے ہاتھ باندھے اور سبحانک اللہم نہ پڑھے مگر تینوں تکبیریں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر کہے اور دو مرتبہ ہاتھ چھوڑ کر تیسری مرتبہ ہاتھ باندھ لے اور قرأت سننے لگے۔ اور اگر قرأت ختم ہو جانے کے بعد رکوع میں کوئی شخص شریک ہو تو شریک ہونے والے کو گمان ہے کہ نیت کے بعد سبحانک اللہم چھوڑ کر کھڑے کھڑے تینوں تکبیریں کہہ کر رکوع میں شریک ہو جائے گا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہہ لے پھر رکوع کرے اور اگر نماز [illegible] نہیں ہے تو نیت کر کے فوراً رکوع میں شریک ہو جائے اور رکوع میں ہی اللہ اکبر کانوں تک ہاتھ [illegible] تینوں تکبیریں کہے اس کے بعد رکوع کی تسبیح سبحان ربی العظیم پڑھے اور اگر رکوع کی تسبیح بھی کہنے کا موقع نہ ہو تو اس کو چھوڑ دے مگر تکبیریں کہنا ضروری ہے اور اگر پہلی رکعت بالکل چھوٹ گئی یعنی جماعت رکوع سے کھڑی ہو گئی تو ایسی صورت میں شریک جماعت ہونے والے کو چاہئے کہ دوسری رکعت امام کے ساتھ پڑھے اور قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر چپ رہے درود شریف اور دعا نہ پڑھے جب امام ایک سلام دائنی طرف پھیرے تو یہی مقتدی بیٹھا رہے اور جب دوسرا سلام بائیں جانب پھیرے تو اپنی چھوٹی ہوئی رکعت پڑھنے کو کھڑا ہو جائے اور چھوٹی ہوئی رکعت اس طرح پڑھے جس طرح دوسری رکعت پڑھی جاتی ہے اور اگر دونوں رکعتیں چھوٹ گئیں اور رکوع کے بعد کسی حالت میں شریک ہوا تو ایسا شخص سلام پھیرنے کے بعد اپنی رکعتیں پوری کرنے کو کھڑا ہو تو پہلے تینوں تکبیریں کہے پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد اور سورۃ پڑھے اور دوسری رکعت میں الحمد اور سورۃ کے بعد تکبیریں کہے اور حسب معمول نماز ختم کرے۔ اور اگر کسی کو کوئی رکعت بھی نہ ملی تو اب وہ تنہا نہیں پڑھ سکتا ہاں اگر دو تین آدمی اور بھی ہوں تو پہلی جگہ نماز سے الگ جماعت سے پڑھ لیں ورنہ اس نماز کی قضا نہیں ہے۔

عید کے بعد چھ روزے

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سال کے اندر پانچ دن ایسے بھی ہیں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے وہ دن یہ ہیں۔ عید الفطر، عید الاضحیٰ اور تین دن ۱۱-۱۲-۱۳ تاریخ ذی الحجہ کے ان کو ایام تشریق کہتے ہیں البتہ عید الفطر کے بعد ۲ تاریخ سے چھ روزے رکھنے بہت بڑا ثواب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے پورے رمضان کے روزے [illegible]

روزہ اور اعلیٰ تربیت

از جناب سید محمد [illegible]

خدا نے پاک قرآن کریم میں خطاب فرما کر ارشاد فرماتا ہے
یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ مسلمانو! تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے اگلی قوموں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تمہیں تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا ہو۔
قرآن کریم کی یہ ایک آیہ مبارکہ ہے جس سے تین امور واضح ہوتے ہیں۔
(۱) روزہ مسلمانوں پر فرض ہے (۲) اس سے تقویٰ و پرہیزگاری پیدا ہوتی ہے (۳) یہ مسلمانوں ہی پر فرض نہیں کیا گیا بلکہ مسلمانوں سے پیشتر جو قومیں اس دنیا میں گزر چکی ہیں ان پر بھی روزہ فرض کیا گیا تھا۔

روزہ کی مذہبی حیثیت

اسلام میں نماز کو بڑی فضیلت حاصل ہے عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں روزہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے لیکن احادیث صحیحہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ روزہ کی اہمیت نماز سے کم نہیں بلکہ کچھ زیادہ ہی ہے حدیث قدسی میں ہے کہ نبی نوع انسان کا ہر عمل اپنا ہوتا ہے لیکن روزہ میرا ہے اس کا بدلہ میں ہی دوں گا (بخاری) ہر نیکی کا اجر دس گنا ہوتا ہے اور کبھی سات سو تک بھی پہنچ جاتا ہے اور ایک نیکی کے عوض سات سو نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں لیکن روزہ سب نیکیوں سے مستثنیٰ ہے اس نیکی کا تعلق مخصوص طور پر میرے ساتھ ہے اور اس کا بدلہ میں ہی دوں گا بندے نے کھانے پینے کی خواہشات کو میری وجہ سے ترک کیا ہے اس لئے میں ہی اس کا صلہ اور اجر عطا کروں گا۔ (مسلم)
روزہ اور قرآن دونوں قیامت میں شفاعت کریں گے روزہ کہے گا کہ میری وجہ سے اس بندے نے کھانا پینا ترک کیا میری شفاعت اس کے حق میں قبول ہو اللہ تعالیٰ دونوں کی شفاعت قبول فرمائے گا (احمد طبرانی)
جس نے روزے کو فرض سمجھ کر ثواب کی امید پر رکھا وہ بخشا گیا یہ تو تھی اس کے ثواب کی اجمالی کیفیت اب وعید سنئے کہ صاف حکم ہے کہ جس نے جان بوجھ کر روزہ توڑا اسے چاہیئے کہ وہ کفارہ کے طور پر مسلسل ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے ورنہ عذاب الٰہی کا منتظر رہے۔

روزہ اور اخلاقی بلندی

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں روزے رکھا کرو تندرست رہو گے (طبرانی)، روزہ دار کو چاہیئے کہ وہ فحش باتوں سے احتراز کرے اگر کوئی اس سے جھگڑا کرے اور روزہ دار کو گالی دے تو جواب میں کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں تیری گالی کا جواب نہیں دوں گا (بخاری) یہ مہینہ صبر اور باہمی سلوک و غمخواری کا مہینہ ہے۔ مختصراً یہ کہ خدا و رسول نے ہمیں بتایا ہے کہ روزہ محض ایک حکم کا اتباع نہیں بلکہ اس میں ہزار در ہزار حکمتیں پوشیدہ ہیں انسان تندرست رہتا ہے اور بلند اخلاقی و روحانی محاسن پیدا ہوتے ہیں۔
واضح رہے کہ اسلامی عبادات خاص طور پر دو قسم کی ہیں بدنی اور مالی بدنی عبادت یعنی روزہ کا شمار ہے۔ خدائے قدوس کا کوئی حکم ایسا نہیں ہے جو [illegible]

[illegible] ہے اور روزہ سے جو تمام اوصاف حاصل ہوتے ہیں انسان [illegible] ہے کہ ان کی حکمت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح [illegible] اسی طرح روزہ میں بھی اہمیت ہے اور اس سے انسان کی سیرت بلند ہوتی ہے یہاں ہم اجمالی طور پر بتائیں گے کہ روزوں سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔
(۱) برداشت کا مادہ پیدا ہوتا ہے (۲) مصیبت کے وقت صبر و ضبط سے کام لینے کی مشق ہوتی ہے (۳) گناہ اور برائیوں سے بچنے کی عادت پیدا ہوتی ہے (۴) نرمی و لینت اور تحمل و بردباری کا سبق حاصل ہوتا ہے (۵) ملکی اور روحانی قوت بڑھتی اور قوت بہیمیہ گھٹتی جاتی ہے (۶) اسی طرح روزہ سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اسی طرح روزے سے تربیت قلب و جذبات ہوتی ہے اور روحانیت روشن ہوتا چلا جاتا ہے (۷) تندرستی اور صحت ترقی کرتی ہے (۸) نیکی کی طرف رجحان بڑھتا چلا جاتا ہے (۹) غریبوں اور مسکینوں کی حالت کا اندازہ ہو جاتا ہے جب بھوک اور پیاس کا غلبہ ہوتا ہے تو اس وقت اس امر کا احساس ہوتا ہے کہ غربا، اور مساکین کو بھی ایسی ہی تکالیف ہوتی ہوں گی اسی احساس کے ساتھ ہی ان کی امداد و اعانت اور خدائے قدوس کی خوشنودی کے حصول کی طرف توجہ ہوتی ہے چونکہ پیش نظر سال کا ایک ہی ماہ کا ہوتا ہے اس لئے انسان روزہ کے بیشمار ثواب کے حصول کے لئے وہ عبادت الٰہی میں مصروف رہنے اپنی محنت کو کامیاب بنانے کے لئے گناہوں سے بچنے کی سعی کرتا ہے جیسا اکثر ہے کہ تھوڑے روزے کی تو بات ہی ہے میں جب دن بھر بھوکا پیاسا رہ کر روزہ رکھتا ہوں تو اسے جھوٹ غیبت سے حسد کینے، جھگڑے اور فحش گوئی سے کر وہ دل اثر کرے یہ سلسلہ تیس دن تک برقرار قائم رہتا ہے نظریہ النفسیات ہے کہ جس کام کو وہ متواتر و مسلسل کے ساتھ کرتا ہے تو وہ اس کا عادی ہوتا ہے اور عادی ہو جانے کے بعد اسے ایک روحانی لذت محسوس ہونے لگتا ہے اور سعید روحیں اسی طرح گناہوں سے بچ کر اور نیکیوں کو اختیار کر کے نیکیوں کی عادی بن جاتی ہیں اور نیک ہونا اصطلاح اسلامی میں تقویٰ کہلاتا ہے۔

تقویٰ کا مفہوم

قرآن کریم میں ہے وان تصبروا و تتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا یعنی اگر تم صبر اور تقویٰ حاصل کرو تو معاندین اسلام کا مکر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا انہیں دین اور دنیا دونوں کی بشارت حاصل ہو [illegible] دونوں جگہ [illegible] سعادت [illegible] کا احاطہ [illegible] سعادت ہوتا [illegible] ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم [illegible]

[illegible]

اب آپ [illegible] غور کیجیے اور [illegible] حیثیت جس کی [illegible] نے روزہ کا [illegible] خاص تقویٰ قرار دیا ہے [illegible] جب انسان اس [illegible] ہو جاتا ہے تو پھر کوئی دشمن [illegible] نقصان نہیں پہنچا سکتا [illegible] اچھی طرح ہے [illegible] حاصل ہو جاتا ہے [illegible] سمجھتے ہیں اور کرکٹر [illegible] حاصل ہو بلکہ وہ کرکٹر جس میں [illegible] ہو۔

کرکٹر [illegible] اہمیت کو تمام دنیا اور تمام حکماء اور فلاسفروں نے تسلیم کیا ہے اور [illegible] انسانی عظمت کا انحصار اسی پر ہے اس عہد میں بھی کرکٹر کو [illegible] میں سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اور [illegible] قوم میں بھی [illegible] انسان کی عظمت اخلاق اور بلند مرتبت کا انحصار اسی پر ہے اسی پر ہے کہ جب تک مسلمانوں میں یہ کرکٹر [illegible] واقعی خدائے ذوالجلال کے ارشاد کے مطابق کوئی دشمن اسلام انہیں نقصان نہ پہنچا سکا اور دنیا میں عزت و حشمت اور دولت و سلطنت کے وہی مالک رہے واقعی کرکٹر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر اس میں روحانیت اور ملکوتیت کا رنگ بھی ہو تو انسان دارین کی [illegible] کا حال [illegible] اور دنیا تا عرصہ میں وہ کامرانی کی [illegible] زندگی بسر کرتا ہے۔ آج انسانوں اور قوموں میں کرکٹر تقویٰ پیدا کرنے کے [illegible] کی مساعی کی جارہی ہیں اور تربیت و تعلیم کے لئے گویا [illegible] پیدا کئے جارہے ہیں جو انسان اور جو قوم کرکٹر کی حامل نہیں وہ دنیا میں [illegible] ترقی نہیں کرسکتی مسلمان جو اس عہد میں انتہائی پستی کی گہرائیوں میں پڑے ہوئے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے تقویٰ کی زندگی کو خیرباد کہہ دیا کرکٹر یا تقویٰ کیا ہے تمام ذمائم اخلاق جھوٹ، [illegible]، غضب، کینہ، حسد اور [illegible] سے بچنا اور اخلاقی فضائل نیکی، نیکوکاری، شرافت، مروت، [illegible]، سخاوت، خوش مزاجی، تحمل، غربا پروری، ہمدردی اور انصاف کو [illegible] ظاہر ہے کہ جب انسانوں کے گروہ اور ملکوں کی بستیاں [illegible] اور وہ فضائل اخلاق پر عامل رہیں گی تو ان کی تمام ذہنی [illegible] انسانی قوتیں بیدار ہو جائیں گی اور ان کے بیدار ہو جانے پر دنیا کی کوئی قوت انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گی روزہ کی یہ عظمت کتنی بڑی اور کتنی عظیم ہے کہ وہ انسانوں میں وہ مادہ اور قوت یعنی کرکٹر (تقویٰ) پیدا کر دیتا ہے جو [illegible] کا بہترین [illegible] ہے۔

مسلمان اس زمانہ میں روزے رکھتے ہیں مگر یہ مطلوبہ مقصد حاصل نہیں ہوتا اس کی [illegible] وجہ یہ ہے کہ انہوں نے محض دن بھر بھوکا پیاسا رہنے کا نام روزہ سمجھ لیا ہے [illegible] اوقات [illegible] کے لئے رکھا جاتا ہے [illegible] نہیں جب تک [illegible] اور گناہوں سے اجتناب نہ کیا جائے [illegible] کی حالت میں [illegible] اجتناب کامل نہ کیا جائے [illegible]

اگر روزے کے ساتھ مسلمان اپنے اخلاق کا تحفظ بھی کریں تو ان کے قلب میں [illegible] پیدا ہو جاتا اور وہ کرکٹر (تقویٰ) کے حامل بن جاتے۔

روزہ اور دیگر اقوام

روزہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ دنیا کی تمام قدیم و جدید مذاہب میں اس کا وجود پایا جاتا ہے جو آیت ہم نے ابتدائے مضمون میں پیش کی ہے اس کے اتباع میں ہم نے تاریخی اوراق کی جس قدر ورق گردانی کی اسی قدر حقائق نگاہوں کے سامنے آتے گئے بابل، نینوا، مصر، ہند، عراق، عرب، فلسطین، شام، ایران، چین اور روم یورپ میں جو قومیں بستی تھیں ان میں روزہ کا رواج موجود تھا [illegible] مذہب میں اسے داخل عبادت سمجھا گیا ہے تاریخ میں لکھا ہے کہ جولیس سیزر، آگسٹس [illegible] کے سی لیس جیسے زبردست فرمانروائے روما بھی روزے رکھا کرتے تھے [illegible] اسیریا اور افریقہ کی عورتیں تک روزہ رکھا کرتی تھیں توحید پرست اقوام نے تو روزہ کو ہمیشہ جزو مذہب سمجھا ہے۔

عیسائیوں میں روزے رکھے جاتے ہیں مگر بر خلاف طریق پر انگلش چرچ میں روزہ یہ ہے کہ ایک مدت معینہ تک اپنی پسند سے ایک یا کئی چیزوں کو ترک کئے رہے۔ گریک چرچ میں مریم کرسمس اور [illegible] کے روزے اور [illegible] میں سینٹ ایرا اور کرسمس کے روزے بہت مشہور ہیں ان روزوں میں روزہ دار پر صرف اتنی پابندی ہوتی ہے کہ وہ پنجشنبہ بدھ اور جمعہ کے روز گوشت نہ کھائے [illegible] حضرت عیسیٰ کی نسبت مروی ہے کہ انہوں نے چالیس دن کے روزے رکھے (انجیل لوقا باب ۴ درس ۱۳) لیکن عیسائیوں میں ایک ساتھ اور ایک ہی مدت میں یہ روزے نہیں رکھے جاتے بلکہ مختلف اوقات میں رکھے جاتے ہیں۔

یہودیوں میں سب سے اہم اور بڑا روزہ کفارہ کا ہوتا ہے [illegible] تشری کی دس تاریخ کو اس طرح رکھا جاتا ہے کہ نویں کی مغرب سے دسویں کی مغرب تک کچھ کھانا پینا تو ایک طرف سر میں تیل ڈالنا منہ دھونا حتیٰ کہ جوتا پہننا بھی ممنوع ہے اس روزہ کا تارک یہودیوں میں قوم سے خارج کر دیا جاتا تھا۔

یہودیوں میں والدین کی برسی [illegible] کی سالگرہ اور [illegible] شادی کا بھی ایک ایک روزہ مقرر ہے [illegible] یادگاروں کے مواقع پر بھی روزے رکھے جاتے ہیں بعض میں کچھ کھایا پیا نہیں جاتا اور بعض میں صرف گوشت یا کسی اور ضمنی چیز پر گزارہ کر لیا جاتا ہے۔

پارسیوں میں روزوں کے نام اور ہیں ان میں دو مشہور ہیں کہ وہ بہمن روز [illegible] روز اور گوش روز اور رام روز کے دن روزے رکھا کرتے ہیں کچھ اور بھی روزے ہیں جو بہمن اور سپند کہلاتے ہیں لیکن ان کے یہاں کوئی دشواری نہیں صرف اتنی پابندی ہے کہ روزہ دار [illegible] اور چارپایوں کا گوشت نہ کھائے البتہ پھل، غلہ اور ترکاری کھا سکتا ہے یہاں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زرتشتی مذہب میں کچھ نہ کھانا اور بے آب و دانہ رہنا ناجائز ہے ہندوؤں میں مختلف مواقع پر کچھ روزے رکھے جاتے ہیں ان میں روزہ دار صرف غلہ گوشت اور ترکاری نہیں کھا سکتا اور مٹھائی کھا پی سکتا ہے اس سے واضح ہوگا کہ اسلامی روزہ فطرت انسانی کے عین موافق ہے اور اس سے مطلوبہ فوائد آسانی حاصل ہو سکتے ہیں نہ یہاں یہودیوں کے دستور کی طرح طویل فاقہ کرنا پڑتا ہے اور نہ یہ [illegible] کہ کچھ [illegible] مشہور ہیں۔ اسلام نے جو صورت پیش کی [illegible]

اسلامی روزے
غیر اسلامی روزوں کے مقابلہ میں

(از جناب حاجی عبدالمنان صاحب وکیل ایم کلکٹری)

روزے غیر مسلمین میں

غیر مسلم اقوام میں روزے کی ابتدا کب اور کس طرح ہوئی اس کے متعلق محققین کے خیالات میں اختلاف ہے۔ میرا مقصد اس سے تفصیلی بحث کرنا نہیں ہے نہ اس کی اس مختصر مضمون میں گنجائش ہے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ از منہ قدیم میں روزہ ہر قوم میں کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا اور اس پر مختلف مقاصد کی تکمیل کے لئے [illegible] کا بیان آگے آ جائیگا لوگ زیادہ تر انفرادی حیثیت سے ابتک عامل ہیں۔

روزے کے بعض مختلف اقوام نے مختلف پیرایوں میں بیان کئے ہیں لیکن ایک بات باختلاف جزئیات سب میں مشترک ہے اور وہ ایک خاص مدت کے لئے چند چیزوں کا ترک استعمال ہے بعض لوگ کھانے پینے کی چند اشیاء کو ترک کرکے صرف دودھ یا پھلوں کا استعمال جاری رکھتے ہیں بعض کھانے کی تمام چیزیں ترک کر دیتے ہیں مگر پانی کا استعمال نہیں چھوڑتے بعض اکل و شرب دونوں کو خیرباد کہتے ہیں مگر تعلقات زناشوئی یا دیگر نفسانی خواہشات اور گناہوں سے پرہیز نہیں کرتے ان میں روزے کا مقصد بھی نہایت ہی معمولی ہے وہ روزہ محض اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھ کر یا اپنے معبودوں کی خفگی دور کرنے کے لئے رکھتے ہیں بعض لوگ محض کسی بزرگ کی تقلید میں یا جسم کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے روزہ رکھتے ہیں غیر مسلمین کی کتب مذہبی میں روزہ کسی ضابطے کے ماتحت ہی نہیں رکھا گیا اگر کہیں کچھ قواعد ہیں بھی تو وہ اس قدر ناقص اور غیر مربوط ہیں کہ کسی صورت سے بھی وہ ضابطۂ عمل کے موزوں نہیں ہو سکتے۔

اسلامی روزہ

اسلامی قوانین کے مطابق روزہ دار وہ ہے جو صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک نہ صرف کھانے پینے کی تمام چیزوں کو ترک کر دے بلکہ تعلقات زناشوئی کی جائز خواہشات کو بھی محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے چھوڑ دے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی زبان، آنکھ، کان، اپنے دل و دماغ اپنے ہاتھ پاؤں اور جسم کے دیگر اعضا سے روزہ رکھے یعنی زبان کو موقع نہ دے کہ جھوٹ بولے یا کسی کی غیبت کرے یا اشیائے خورد و نوش کا ذائقہ چکھے کانوں کو موقع نہ دے کہ کسی کی غیبت یا جھوٹ اور بری باتیں سن سکیں، آنکھوں کو موقع نہ دے کہ وہ کسی غیر محرم عورت یا کسی کے مال پر ناجائز نظر ڈالیں ہاتھ پاؤں پر قابو رکھے کہ برے افعال کی طرف حرکت نہ کر سکیں شرمگاہ کی حفاظت کرے۔

مندرجہ بالا [illegible] تو روزہ دار ان سے گریز کرنے کا خیال اسلام [illegible] عادات [illegible] پھینک دے غرضکہ تمام خواہشات نفسانی کی زنجیر توڑ کر [illegible] آزاد ہو جائے اور بے نفس ہستی بن جائے لیکن اس جگہ [illegible] روزہ کی یہی روح نہیں پیدا ہوتی تو اس کا حقیقی مقصد پورا نہیں ہوتا [illegible] سمجھ کر روزہ دار عبادت و تقویٰ میں زیادتی کرے اور ایسے اعمال حسنہ کی

کثرت سے ذکر ہے جس سے خدا کی پیاری مخلوق کو فائدہ پہنچتا ہے [illegible] معیار اسلامی روزوں کا جو اپنا جواب آپ ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر کام کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں کہ وہ روزے کے نام (کرکے) اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ ایک جگہ اور ارشاد ہے۔

جو شخص رمضان کے مہینہ میں صدقہ دیتا ہے اس کا صدقہ بہ نسبت اور مہینوں کے صدقے کے بہت زیادہ ہے۔

ایک اور روایت میں ہے روزہ عذاب الٰہی کے لئے سپر ہے لہٰذا روزہ دار کو چاہیئے کہ فحش بات نہ کہے جہالت نہ کرے اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو وہ دو مرتبہ کہہ دے میں روزہ دار ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ دار اپنا کھانا پینا اور اپنی خواہشات میرے لئے چھوڑ دیتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا ہوں ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے لیکن روزے کا اس سے کئی گنا زیادہ ملیگا۔

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین مقید کر دیئے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نکاح کی قدرت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کیونکہ یہ اس کی نظر اور شرمگاہ کی حفاظت کریگا لیکن جو شخص اس کی قدرت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے (یعنی روزے ہی اس کی نظر و شرمگاہ کی حفاظت کریں گے)۔

اسلام میں روزوں کی اہمیت

اسلام نے بمقابلہ دیگر مذاہب روزوں کو بلند ترین حیثیت دی ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ انہیں مثل عبادت کے اپنا ایک رکن قرار دیتا ہے تمام جماعت پر رمضان کے روزوں کو فرض کرتا ہے اور اس کے منکر کو اپنے دائرہ سے خارج کرتا ہے رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ کئی مسنون و نفل روزوں کو بھی جائز قرار دیکر اپنے پرستاروں کو ترغیب دیتا ہے کہ ان پر وہ حتی المقدور عمل کرتے رہیں۔

اسلام کے علاوہ کسی دیگر مذہب نے پوری جماعت پر روزہ فرض نہیں کیا [illegible] اسے تزکیۂ نفس [illegible] روزہ کا مقصد [illegible] اسلام ہی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ روزوں کو انسانی فلاح [illegible] زیادہ اہمیت دی ہے۔ مسلمانوں کی [illegible] کتاب [illegible] روزے فرض کئے گئے تھے

[illegible] لیکن افسوس ہے کہ [illegible] نے اپنے ہاتھوں سے [illegible] اور [illegible] کے مطابق احکام میں [illegible] کتاب [illegible] اس وقت میں [illegible] نہیں کر سکتی۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ مسلمانوں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر یعنی اہل کتاب پر روزے فرض کئے گئے تھے تم پر بھی فرض کئے جاتے ہیں تاکہ تم گناہوں سے بچو۔

اور رمضان کے متعلق ارشاد ہے شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ یعنی رمضان کا مہینہ جس میں قرآن شریف نازل ہوا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور حق کی کھلی نشانیاں اور فیصلہ حق و باطل کتاب ہے جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو روزے رکھے۔

اسلام میں روزہ کا اعلیٰ مقصد

اسلام میں روزہ کا مقصد نہایت بلند و اعلیٰ ہے وہ روزہ کو تزکیہ نفس و تربیت اخلاق کے لئے ایک زبردست قوت تسلیم کرتا ہے وہ اسے جسمانی، تمدنی، اخلاقی اور روحانی غرضکہ ہر پہلو سے ترقی انسانی کے لئے نہایت ضروری قرار دیتا ہے وہ فاقہ کشی کو یا کسی کی تقلید میں رسماً جسمانی تکلیف برداشت کرنے کو منع کرتا ہے۔

اسلامی روزہ دار کو خدا کی محبت میں جائز خواہشات کو ترک کر کے ناجائز خواہشات سے پرہیز کرنا سکھاتا ہے انسان کے ادنیٰ جذبات کو قربان کر کے اعلیٰ جذبات پیدا کرتا ہے۔

اسلامی روزہ میں نہ صرف جسمانی فوائد موجود ہیں بلکہ وہ اخلاقی اور روحانی تربیت کا زبردست ذریعہ ہے وہ انسان کو تقویٰ و پاکبازی سکھانے کا عمدہ طریقہ۔ مختصر یہ کہ اسلامی نقطۂ نظر سے روزہ ایک ریاضت ہے جس کی بدولت انسان اپنے نفس کی تادیب و تہذیب کرتا ہے۔ اور اپنے سفلی جذبات پر قابو پانے کی عادت ڈالتا ہے روزہ ہر کو ایک طرف تقویٰ سکھاتا ہے اور دوسری طرف اپنی بچائی ہوئی چیزوں کو خیرات و حسنات میں صرف کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور اس طرح سے سوسائٹی کے ہر فرد کو جماعت کی سچی خدمت کرنے کی عملی تعلیم دیتا ہے اسلامی روزہ کے مقصد کا یہی آخری حصہ نہایت اہم ہے یہی اس کی اسپرٹ ہے اور اسی پر اس کی مقبولیت یعنی خدا کی رضا و خوشی کا انحصار ہے۔

اسلامی روزہ کا زبردست فلسفہ

اسلام صحیح معنوں میں خدا اور انسان کے باہمی تعلق سے بھی نہایت پیار سے انسان کی فطرت میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کے جذبات رکھے گئے ہیں۔

دنیا کی تمام چہل پہل یہ تمام کاروبار سیاسیات، اقتصادیات، تجارت، تعلیم، تہذیب، دستکاری وغیرہ وغیرہ سب محض انسان کے انفرادی اور اجتماعی جذبات کا نتیجہ ہیں غرضکہ زندگی کے یہ دونوں پہلو ایسی قسم لازم و ملزوم ہیں کہ [illegible] ایک کو دوسرے کے بغیر ممکن ہو جاتا ہے اسلام [illegible] ہے اس لئے

فطرت کے مذکورہ بالا قانون کو تسلیم کرتا ہے لیکن انفرادیت کو اخلاقی شخصیت قرار دیکر اپنی پاک تعلیم سے ہر فرد کو اخلاقی شخص بناتا ہے اور اسی کو بنیاد تسلیم کر کے اس پر اخلاقیات یعنی عملی انسانیت کی عمارت تعمیر کرتا ہے اسی اخلاقی شخصیت کو قرآن پاک کی اصطلاح میں عبدیت کہا گیا ہے جس کا اشارہ "فادخلی فی عبادی" میں موجود ہے غرضکہ یہ اخلاقی شخصیت جسے عبدیت یا انانیت دونوں کا باہمی امتزاج یا خدا اور انسان کی باہمی تعلق کہہ سکتے ہیں۔

یہی انسانیت یا مدنیت صالحہ کا سنگ بنیاد ہے اسی لئے اسلام اپنی تمام عملی تعلیم میں انفرادی یا اجتماعی دونوں حیثیتوں کو ضروری قرار دیتا ہے اور ایسے طریقے تعلیم کرتا ہے جن پر عمل کر کے ہر فرد جماعت انسانیت کی مشین کا ایک پرزہ بننے کی اہلیت اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے۔

اسلام روزہ کو بھی اس اہلیت کے پیدا کرنے کا ایک زبردست [illegible] عبادت زکوٰۃ و حج کے اپنا ایک رکن قرار دیتا ہے اور انسانی فطرت و ضروریات کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی دو قسمیں بیان کرتا ہے یعنی لازمی و اختیاری، وہ رمضان شریف کے روزوں کو تمام جماعت پر فرض کر کے ان کی ادائیگی کے لئے مفصل اور قابل عمل قواعد پیش کرتا ہے اور ایک طرف انعامات بے پایاں کی نوید جانفزا سناتا دوسری طرف عدم تعمیل کی سزا سے ڈرا کر ہر مسلم کو بشرطیکہ وہ فطرتاً معذور نہ ہو اس کی ادائیگی پر مجبور کرتا ہے۔

ان لازمی روزوں کے علاوہ سال میں متعدد نفل و مسنون روزے اختیاری قرار دیکر فراخ دلی کے ساتھ ان کی ادائیگی پر انعام یا ثواب کی خوشخبری دیتا ہے تاکہ جماعت کے افراد وقتاً فوقتاً روزہ کی زبردست قوت سے کام لیکر اخلاقی شخصیت کی تکمیل کی طرف بڑھتے جائیں۔

اسلامی روزہ اخلاقی شخصیت کی تکمیل کس طرح کرتا ہے

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اسلامی روزہ عین حکمت ہے جسمانی تمدنی اخلاقی اور روحانی فوائد کے لحاظ سے

آپ اپنی مثال ہے کون نہیں جانتا کہ کھانا پینا اور دیگر خواہشات نفسانی ہی تمام انسانی جد و جہد کی محرک ہوتی ہیں انہیں چیزوں میں اعتدال کا قائم نہ رہنا دنیاوی بدنظمی کی جڑ ہے دوسروں کے مقبوضات پر قبضہ کرنے کی خواہش دوسروں کو زبان کے ذریعہ سے ایذا رسانی کی نیت یا کسی اور طریقہ سے نقصان پہنچانے کی کوشش ہی تمام جرائم کی بنیاد ہے۔

ناجائز خواہشات انسان کو ناجائز طریقوں سے جد و جہد کرنے پر مجبور کرتی ہیں اسلام جو دنیا میں رحمت و امن کا پیغام لیکر آیا ہے روزہ کے ذریعہ اپنے پرستاروں کو تقویٰ یعنی برائیوں سے پرہیز کرنا سکھا کر اور نیکیوں کا عامل بنا کر ہر قسم کی بدامنی یا بدنظمی کی جڑوں کو جمنے ہی نہیں دیتا۔

پوری جماعت اسی صورت میں متقی ہو سکتی ہے کہ اس کا ہر فرد متقی ہو اسلام روزوں کو ہر فرد پر (جو کسی وجہ سے معذور نہ ہوں) فرض قرار دیکر متقی بناتا ہے ایک مسلم روزہ دار جو اپنے جائز مقبوضات کو خدا کی محبت میں ترک کر سکتا ہے وہ کبھی دوسروں کے مال کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ معمولی حالت میں خود اپنے مقبوضات کے استعمال میں حد سے زیادہ منہمک ہوگا اسی طرح جو

شخص جائز تعلقات اور نا جائز تعلقات سے بھی ایک مدت کے لئے رُک سکتا ہے وہ کس طرح ایک نا محرم عورت پر شہوانی نظر ڈال سکے گا۔

بھوک اور پیاس کی تکلیف کا اندازہ بھی صحیح طور پر وہی شخص کر سکتا ہے جو خود بھوک اور پیاس کی تکلیف اٹھائے عمر میں ایک آدھ مرتبہ نہیں بلکہ ہر سال ایک دو روز نہیں بلکہ مسلسل ایک ماہ تک رمضان المبارک کے علاوہ دیگر مسنون و نفل روزے رکھنے والے مسلمان دوسروں کی بھوک پیاس کی تکلیف کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں اور روزہ کی حالت میں بھی دنیادی کاروبار کو بند نہ کر کے خود کو جفاکش بناتے ہیں۔

روزہ معدہ کی خرابی کو دور کر کے اس میں ہضم کی قوت و صلاحیت کو تیز کرتا ہے اور اس طرح بہت سی بیماریوں کو پیدا ہونے کا موقع نہیں دیتا جس کی وجہ سے جسم کو جلد زائل ہونے سے بچا کر روح کو عرصہ تک بحالت تندرستی رہنے کا موقع دیتا ہے۔

اسلامی روزے کی حکمت یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ اسلام مختلف نوع العادات کا اور ہر نیکی پر معمول اوقات سے دس گنا زیادہ ثواب کا وعدہ کر کے روزہ دار کو ترغیب دیتا ہے کہ وہ نیک کام میں زیادتی کرے اور حسنات کا مجموعہ بجائے اپنے جائز مال کو خود اپنے ہی استعمال کے لئے ذخیرہ چھوڑے بلکہ اسے دوسروں پر خرچ کرے مسکینوں اور محتاجوں کو خیرات اور صدقات دے اور اس طرح جو غیر معمولی فرق امیر و غریب کی حالتوں میں نظر آتا ہے اسے حتی الامکان کم کر کے سب کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش کرے۔

کیا کوئی دوسرا مذہب انسان کو متقی و پرہیزگار بنانے کا اور خدمت خلق اللہ کے لئے پوری قوم میں ہمدردی و ایثار کے سچے جذبات پیدا کرنے کا طریقہ اس سے بہتر پیش کر سکتا ہے۔

ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ چھوٹا سا لیکن نہایت بلیغ ارشاد کہ:-
"جو شخص گوشت کے دو ٹکڑوں کی یعنی زبان اور عضو مخصوص کی حفاظت کرے میں اس کے جنتی ہونے کا ضامن ہوں"۔ تمام اخلاقی تعلیم کا لب لباب کس انصاف پسند شخص کو اس امر سے انکار ہو سکتا ہے کہ گوشت کے یہی چھوٹے ٹکڑے دنیا میں بڑے بڑے جرائم کے ذمہ دار ہیں۔

ذرا سا غور کرنے پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ ان ٹکڑوں کی حفاظت کا بہترین ذریعہ اسلامی روزہ ہے

اسلامی روزہ [illegible]

ایک ماہ تک [illegible] جس میں [illegible] ہے تا کہ [illegible] ہے تا کہ [illegible] بھی نہیں بلکہ [illegible] سے مسلمان عمل کر کے بچ جاتے ہیں اسلام کسی پر بھی ایسی سختی نہیں کرتا کا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (کسی کی طاقت سے زیادہ) اس کی طاقت و وسعت کے مطابق ریاضت و محنت کا حکم دیتا ہے۔

چنانچہ بیماروں، کمزوروں اور مسافروں کو کمسن بچوں اور خدا کی راہ میں لڑنے والے سپاہیوں کو حیض و نفاس والی حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کو اگر روزہ رکھنے سے انہیں یا ان کے بچوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو روزہ رکھنے پر مجبور نہیں کرتا بلکہ بعض حالات میں حکم دیتا ہے کہ وہ روزہ افطار کر دیں ارشاد باری تعالیٰ ہے و من کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یعنی جو بیمار ہو یا مسافر ہو تو شمار کرنے اور ایام میں قضا بحالت مجبوری قضا ہو گئے ہوں اور دوسرے دنوں میں اتنے روزے رکھنے نہایت بڈھوں کے لئے (بشرط استطاعت) یہ بھی جائز کر دیا گیا ہے کہ ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا جائے۔ خیال کرو کس طرح روزہ کے مقصد کا اہم ترین جزو قومی خدمت ثابت کیا گیا ہے۔ ان قواعد و ضوابط میں قابلی خطا و نسیان کا کافی لحاظ رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے اگر کسی قسم کا نقص روزہ میں واقع ہو جائے تو اس کی وجہ سے وہ قابل سزا نہیں قرار پاتا بلکہ صرف خطا کی صورت میں محض قضا کرنا لازم ہے۔

اسلامی روزے کے فضائل اور اہمیت کو دیکھتے ہوئے تو یہ ضرور تھا کہ انسان کو تمام عمر روزہ رکھنے کا حکم دیا جاتا لیکن ایسا سخت حکم فطرت انسانی کے خلاف اور ناقابل عمل ہوتا اس لئے اسلام کی رحمت نے ہر سال کا ایک ماہ معدود یعنی گنتی کے چند روزے ہی ہم پر فرض کئے۔ کمال بے عقلی اور نامردی ہے کہ انسان اپنے مالک و منعم حقیقی رب کریم کے حکم کے موافق تھوڑے دن کی تکلیف و محنت گوارا کرے خصوصاً جبکہ اس تکلیف و مشقت میں ہماری فائدہ ہے اور جس میں ہماری ہی [illegible] اصلاح و فلاح مضمر ہے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت [illegible]

زکوٰۃ اور اس کے فوائد

(از جناب ... محمد شاہ صاحب مدیر حقیقت اسلام)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گئے تقریباً بارہ سو سال ہو چکے تھے اور انجیل نازل ہوئے بھی چھ سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا تھا۔ ان مقدس نوشتوں کی تعلیمات کو ... ہوس پرست علماء نے اپنے مطلب کی خاطر اس درجہ تحریف کر دیا تھا کہ ان مقدس کتابوں کا کوئی نشان باقی نہ رہا۔ صحیح رہنمائی کے اسباب ناپید تھے۔ دنیا محتاج ہدایت تھی۔ انسان کی زندگی اس کے لئے وبال جان بنی ہوئی تھی۔ ... خونریزیاں تھیں، بے حقیقتیاں تھیں اور ... یہاں تک کہ انسان ... پرست کا ایسا ... تھا اپنے رشتہ کی کوئی تمیز نہ تھی۔ جو امیر ہوتا اسے دوسرے غریب بھائیوں سے کوئی شفقت نہ ہوتی بلکہ وہ انہیں ڈھور ڈنگروں کی طرح سمجھتا ان پر طرح طرح کے مظالم روا رکھتا۔ جو غریب ہوتے وہ یہ سمجھتے کہ شاید وہ پیدا ہی غلام ہوئے تھے اور انہیں غلامی ہی کی حالت میں مرنا ہے۔ آزادی سے اس درجہ مایوس ہو چکے تھے کہ اب انہیں اس کی مطلق آرزو ہی پیدا نہ ہوتی۔ وہ یہ سمجھتے کہ صرف ... خدا ... جو ان کے آقا ... ہیں۔ عیش و عشرت کی زندگی گزارنے کا حق رکھتے ہیں اور ہم صرف ان کی غلامی کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ ... چند ہستیاں جو ساہوکار زمانہ سے دولت و ثروت حاصل کر لیتیں اپنے سوا باقی بے شمار انسانوں کو ڈھور ڈنگروں کی طرح ... کر دیا۔ کتنا ... منظر تھا کہ ایک انسان اپنے جیسے انسان کو جو اس جیسی شکل و شباہت رکھتا ہو اس لئے وہ کان، وہ آنکھیں، وہ ہاتھ، وہ پاؤں۔ ایک ناک اور ایک سر رکھتا ہو اتنا ذلیل اور بے عزت سمجھے کہ اس سے گھوڑے گدھے، بیل اور بھینسے کا کام لے اور کتنی شرمناک ہے یہ بات کہ کوئی شخص انسان ہو کر کسی دوسرے انسان کے سامنے اس قدر ذلیل و خوار اور اس قدر بے غیرت اور بے شرم ہو جائے کہ اپنے ضمیر کو فنا کر کے جانوروں کی سی زندگی گزارنے پر قانع ہو اور اسے کبھی یہ خیال پیدا نہ ہو کہ مجھے ایسے ظالم کے پنجۂ استبداد سے نکل کر جلد از جلد باعزت و باوقار اور آزادانہ زندگی گزارنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

جب ظلم و عصیان اور جور و استبداد کی کوئی حد نہ رہی اور مظلوم انسان کا کوئی حامی نہ رہا تو ... اس ... وحشت و بربریت اور ظلم و تعدی کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم کر کے ... بنیادوں پر مساوات انسانی کو قائم کر دینا چاہا اور ... حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس عظیم الشان کام کے لئے ... دنیا کی ہدایت کے لئے قرآن پاک کو نازل کیا اور حکم دیا۔

اے رسول جو احکام تجھ پر نازل کئے گئے ہیں وہ لوگوں تک اسی طرح پہنچا دے اور اگر تو نے کوئی بات چھپائی تو تو فرض نبوت ... کا ... ہو گا۔ باقی رہا	یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس

... لوگوں کا، تو آپ ان سے متعلق ... نہیں ... ہم تمہاری حفاظت کے ... ہیں۔

... زیادہ ... کا مخاطب ...

... کو ادا ہوتا ہے۔ یہ مرض شروع سے چلا آتا تھا اور اس کا کوئی موثر علاج جب تک نہ معلوم ہو سکتا تھا، اسلام چاہتا تھا کہ ایک ایسی مساوات انسانی قائم ہو کہ دنیا میں کوئی شخص اتنا غریب نہ رہے کہ دوسرے اسے لونڈی غلام بنا کر رکھیں یا وہ اپنے لئے کسی دوسرے انسان کا محتاج ہو۔ اس واسطے دولتمندوں کو حکم دیا کہ اگر زیادہ نہیں تو جمع شدہ روپے یا مال تجارت میں سے تھوڑی سی رقم ہر سال ایک معین حساب سے غرباء میں تقسیم کر دیا کرو ورنہ آخرت میں سخت عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اللہ کے نام پر خرچ نہیں کرتے انہیں سنا دو کہ ان کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہو گا۔ اس دن یہ سونا چاندی دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور پھر اس سے ان کے ماتھے ان کی کروٹیں اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی اور کہا جائے گا دیکھو یہ وہی چیزیں ہیں جو تم اپنے لئے جمع کر کے رکھا	والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ۵

کرتے تھے اب ان کا مزہ چکھو۔

اس آیت شریفہ کا نازل ہونا تھا کہ دولتمندوں کے حواس باختہ ہو گئے جو لوگ ابھی اسلام سے باہر تھے ان کا تو خیر پوچھنا ہی کیا۔ یہاں تو یہ لوگ جو حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے ان میں بھی چہ میگوئیاں ہونے لگیں سب حیران تھے کہ کیا کریں کسی کو جرات نہ تھی کہ رسالتمآب سے اس کے متعلق کچھ عرض کرے۔ بالآخر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حوصلہ کیا۔ اور کہا لو میں رسول خدا سے عرض کرتا ہوں ابھی مسئلہ حل ہوا جاتا ہے چنانچہ آپ دربار رسالت میں حاضر ہو کر یوں عرض پرداز ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ: میرے آقا! اس آیت شریفہ پر عمل کرنا آپ کے صحابہ کے لئے سخت مشکل ہے وہ حیران ہیں کہ کیا کیا جائے یہ حکم ہمارے لئے ناقابل عمل ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم: اے عمر! گھبراؤ نہیں۔ کھانے پینے کے بعد تمہاری آمدنی میں سے جو کچھ بچ رہے اس میں اللہ کے نام پر اگر ایک قلیل سی رقم دیدو گے تو تمہارا مال پاک ہو جائے گا نقصانات و حوادثات کی زد سے بچا رہیگا۔ زکوٰۃ فرض کرنے میں اللہ کی کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ دنیا کا حق صرف اس چیز پر ہو جو زکوٰۃ دینے کے بعد بچے سونے چاندی کے خزانے جمع کر کے کیا لو گے بہترین خزانہ جو ایک انسان جمع کر سکتا ہے یہ ہے کہ اسے ایک ایسی صالح بیوی حاصل ہو کہ جب اس کی طرف نظر کرے تو جی خوش ہو جب اس کو حکم دے تو تعمیل کرے اور جب خاوند آنکھوں سے غائب ہو تو وہ باعصمت رہے اور مال کی پوری حفاظت کرے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر۔ واقعی زکوٰۃ میں بہت فائدے ہیں۔

یہ پہلا دن تھا کہ جب دنیا نے جو دولت اور امیری کا ہوا سیلاب دیکھا تو پھر ایک طرف تو یہ حالت تھی کا عرب کے رہنے والے سے خود ایک ایک درہم کی تلاش میں تھے لیکن ان کے جو انجیوں پر شمار کی جا سکتی تھیں سب غریب تھے اور انتہائی غریب مسلمان زکوٰۃ ادا کرنے لگے تو پہلے سال ہر شخص مستحق نظر آتا تھا مگر چند ہی سالوں میں یہ حالت ہو گئی کہ جسے دیکھو خود صاحب نصاب ہے۔ لوگ زکوٰۃ ہاتھ میں لے کر صبح سے شام تک مستحقین کی تلاش میں مارے مارے پھرتے مگر کوئی شخص ایسا نہ ملتا جو زکوٰۃ لینے کو تیار ہو چنانچہ بار ہا صحابہ کرام کو اس امر کی شکایت کرنے کا موقع ملا کہ پہلے اب کسے زکوٰۃ دیں کوئی لینا ہی نہیں۔ سب کہتے ہیں کہ ہم غنی ہیں۔

ادائے زکوٰۃ کی اہمیت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں سونے کا ایک زیور پہن رکھا تھا آپ نے پوچھا اے ام سلمہ! اس زیور پر زکوٰۃ دے چکی ہو؟ آپ نے عرض کی حضور نہیں اور پوچھا کہ کیا زیور پر بھی کنز (خزانہ) کا اطلاق ہوتا ہے اور اس پر بھی وعید ہے (جو سونا چاندی کے خزانہ جمع کرنے پر ہے) ارشاد ہوا ہاں! اگر زکوٰۃ ادا کر دو تو پھر اس کا پہننا اور رکھنا جائز ہے۔ (ابو داؤد، دار قطنی)

اسماء بنت یزید رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ساتھ ان کی بیٹی تھی جس کے ہاتھ میں دو کڑے تھے حضور نے پوچھا کہ تم اس کی زکوٰۃ دیا کرتی ہو؟ اس نے عرض کی حضور نہیں آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ تمہیں ان کے عوض آگ کے کڑے پہنائے وہ اس بات سے اس قدر خوف زدہ ہوئیں کہ کڑے فوراً اتار پھینکے (نسائی)

حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم زکوٰۃ ادا کرتے ہو اور تمہارے پاس اس قدر دولت کے خزانے ہوں تمہیں زمین کے اندر دفن کرنے کی ضرورت پیش ہو تو بھی وہ خزانے تمہارے لئے موجب عذاب نہیں ہوں گے اگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تو تھوڑی دولت بھی تمہارے لئے آگ کا ایندھن ہوگی۔ (طبرانی)

مسلمانوں پر زکوٰۃ کیوں فرض کی گئی

اللہ عزوجل نے ہر اس سعادت مند انسان پر جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھتا ہو ہر سال اپنے مال پر زکوٰۃ کا ادا کرنا فرض کر دیا ہے اور اسے اس قدر ضروری قرار دیا ہے کہ اگر ارکان اسلام میں سے صرف زکوٰۃ ادا نہ کی جائے باقی تمام ارکان پر عمل ہو تو بھی انسان مسلمان نہیں ایسا مسلمان جو فرضیت زکوٰۃ کا منکر ہو کافر قرار دیا گیا اور واجب القتل ٹھہرایا گیا منکرین زکوٰۃ سے حضرت ابو بکر صدیق کی جنگ سب کو معلوم ہے اور قرآن کریم کا یہ ارشاد کہ جو لوگ زکوٰۃ ادا نہ کریں گے ان کی دولت ہی سے ان کی پیشانیاں کو داغیں گے اور انہیں داغی جائیں گی کوئی تھوڑی سی بات نہیں لہٰذا ہم خود غور کریں کہ اس معاملہ میں اتنی سختی کیوں قرار دی گئی اس قدر تو ہر شخص جانتا ہے کہ خداوند کریم کا کوئی حکم عبث نہیں اور اسلام کا کوئی قانون اصولی نہیں۔

اسلام سے پہلے دنیا کی جو حالت تھی اس کا ایک دھندلا سا خاکہ پیچھے بھی دکھایا جا چکا ہے مختصر یہ کہ انسان ہی انسان کے لئے مصیبت کا باعث تھا خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کو ایسی ذلیل و خوار حالت میں نہیں دیکھنا چاہتا اس کا منشاء ہے کہ تمام بنی نوع انسان سے مساوات کے ساتھ تقریباً ایک

[illegible]

خوشی خوشی پہنچانے جاتے ہیں۔

یہی زکوٰۃ کے فرض کرنے کی غرض ہے تاکہ دولت کی دولت ملاحظہ ہو اور مفلس لوگ فائدہ اٹھا سکیں پاؤں پر کھڑے ہو سکیں جو مقصد ہے کہ غریبوں کو تنگ دستی اور ذلت آمیز زندگی سے نکال کر اس قابل بنا دیں کہ وہ بھی دنیا میں کام کرنے کے قابل بن جائیں اس سے ایسا پیار و محبت کریں جیسا ایک شفیق باپ اپنے بیٹے سے کرتا ہے یا جیسے ایک بڑا بھائی شفقت و محبت سے اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھتا ہے سب لوگ ایک دوسرے کی خدمت کریں بھوکے کو کھانا کھلائیں پیاسے کو پانی پلائیں غلاموں کو آزاد کرائیں مسافر کو نادار ہو جانے کی حالت میں رستے کی طرف جانے والے یا دین کی حفاظت کرنے والے سپاہیوں کو ضروریات زندگی مہیا کریں اور انہیں سامان حرب بہم پہنچائیں مقروضوں کا قرض ادا کریں نادار اور مفلس لوگوں کی امداد کر کے انہیں ہمیشہ کے لئے غریبی کے شکنجہ سے نکالیں انہیں باتوں کے پیش نظر زکوٰۃ فرض ہوئی چنانچہ قرآن پاک کا ارشاد ہے

انما الصدقات للفقراء
والمساکین والعاملین علیہا
والمؤلفة قلوبہم وفی الرقاب
والغارمین وفی سبیل اللہ
وابن السبیل فریضة من اللہ
واللہ علیم حکیم۔

زکوٰۃ تو بس فقیروں کا حق ہے اور مسکینوں کا اور ان لوگوں کا جو وصول کرنے والے ہیں اور نو مسلموں کا جن کے دل پرچانے کی ضرورت ہو اور غلاموں کا جو آزاد کرانا چاہیں اور ان لوگوں کا جو کسی مصیبت میں پھنس کر مقروض ہو گئے ہوں اور جہاد

کرنے والوں کا اور روزی کی تلاش میں سفر کرنے والے مسافروں کا اللہ نے یہ فرض کیا ہے اور اللہ کو ہر بات کا علم ہے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں اسلام کے کسی کام میں ذاتی غرض کو دخل نہیں ہے روپیہ پیسہ کا معاملہ نازک ہوتا ہے اور سب ذاتی غرضیں اسی سے وابستہ ہوتی ہیں بے ایمانی، جھوٹ، دغا بازی اور فریب کاری محض روپیہ حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہیں مگر دیکھو اسلام کسی کی ذاتی غرض کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتا، وہ چاہتا ہے کہ سب لوگ خوش حال ہوں اور مطمئن۔

زکوٰۃ فرض ہوئی تو آیت مندرجہ بالا کی تشریح میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکوٰۃ صرف ان لوگوں سے لی جائیگی جو امیر ہوں اور غریبوں کو دی جائے گی۔ اور فرمایا کہ لوگو مظلوموں کی آہ سے ڈرو جب ان کے دل سے بد دعا نکلتی ہے تو فوراً مقبول ہوتی ہے۔ ہر شخص جسے ذرا سا بھی خدا نے فہم و ادراک عطا کیا ہے یہ سمجھ سکتا ہے کہ ان الفاظ کے ارشاد کرنے سے حضور کا منشا کیا تھا صرف یہی کہ وہاں رہو کہ اسلام کو ہر گز برداشت نہیں کہ ایک آدمی کے پاس تو اپنی تمام ضروریات پوری کرنے کے بعد دولت کے انبار لگے ہوں اور عیش و عشرت میں سونے چاندی کے برتنوں میں کھائے اور دوسری طرف اپنے جیسے انسانوں کو روٹی کا محتاج بنا کر غلامانہ سلوک روا رکھے اور دوسری طرف یہ حالت ہو کہ لاکھوں انسان بھوکے مر رہے ہوں ان کے پاس ستر پوشی کے لئے کپڑا نہ ہو پیٹ بھرنے کو روٹی نہ ملے

[illegible]

ان کے علاوہ کن لوگوں کو زکوٰۃ دینی چاہیے

[illegible] قرآن کریم کی آیت [illegible] جس میں [illegible] بیان کی گئی ہے

اس کی رو سے آٹھ قسم کے لوگ زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

اول فقیر۔ فقیر وہ ہیں جو اپنا بار روزگار اٹھا سکتے ہوں مگر صاحب نصاب نہ ہوں اور ابھی تک وہ تعلیم میں ترقی کر رہے ہوں اور اس طرح دین و ملک کی خدمت پر قادر ہو سکنے کے قابل نہ ہوں کیونکہ جو شخص صاحب ذوق مال ہو وہ ملت و مذہب کی کوئی خدمت کر سکتا ہے ان لوگوں کو مال زکوٰۃ دینا چاہیے تاکہ وہ کاروبار کر کے اپنی آمدنی بڑھا سکیں اور آئندہ سال یا دو تین سال میں خود صاحب نصاب ہو جائیں اور جس طرح دوسروں نے ان کی پرورش کی تھی اب وہ اپنے دیگر محتاج بھائیوں کی پرورش کر سکیں اور انہیں اپنے سایۂ عاطفت میں لے کر ان کی امداد کریں۔ زکوٰۃ دینے والے شخص اس جذبہ سے متاثر ہو کر زکوٰۃ دیں گے۔ باقی رہے لینے والے ان کے لئے صاف طور پر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما یزال الرجل یسئل الناس حتی یأتی یوم القیامة لیس فی وجهه مزعة لحم (بخاری)

جو کوئی لوگوں سے سوال کرنے کا عادی ہو قیامت کے دن اس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا۔

لأن یأخذ احدکم حبله فیأتی بحزمة حطب علی ظهره فیبیعها فیکف الله بها وجهه خیر له من ان یسأل الناس اعطوه او منعوه (بخاری)

اگر کوئی شخص رسی لیکر ایندھن اکٹھا کر کے اور اس کی گٹھڑی پیٹھ پر لاد کر بازار میں بیچے اور اس سے اپنا پیٹ پالے تو وہ اس بات سے کہیں اچھا ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے کوئی اسے دے اور کوئی انکار کر دے (بخاری)

الید العلیا خیر من الید السفلی والید العلیا هی المنفقة والسفلی هی السائلة (مسلم)

اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے اچھا ہوتا ہے اوپر والا ہاتھ دینے والے کا ہوتا ہے اور نچلا ہاتھ سوال کرنے والے کا (مسلم)

فقیر کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کر سکتا اس لئے مناسب یہ ہے کہ ایسے لوگ جو امداد کے مستحق ہوں ان کو خود تلاش کر کے اس طور زکوٰۃ دی جائے کہ دوسروں کو خبر تک نہ ہو جس سے ان کو لیتے ہوئے شرم آئیگی اور وہ فائدہ اٹھا سکیں گے اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو پنجگانہ نماز کے واسطے مسجد میں آتے ہیں انہیں ہر ایسے مستحق حضرات کا علم رہتا ہے اگر اپنی مسجد یا محلہ میں کوئی ایسا شخص نہ ہو تو پھر آس پاس کے محلہ یا مسجد کے لوگوں میں سے تلاش کریں اور علی ہذا القیاس۔

ایک شہر کے لوگ دوسرے شہر کے لوگوں کو مال زکوٰۃ نہ دیں الا یہ کہ کسی کے عزیز و اقارب دوسرے شہر میں رہتے ہوں اور فقیر ہوں ان کو مال زکوٰۃ دیا جا سکتا ہے زکوٰۃ دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود فقیر کو تلاش کرے کیونکہ فقیر خود سوال نہیں کر سکتا اور جو سوال کرتا ہے وہ فقیر نہیں مسکین ہو سکتا ہے [illegible]

رہتے ہیں حالانکہ فقراء کی امداد کی جائے تو وہ جلد از جلد اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکنے کی صلاحیت رکھتے ہیں قرآن نے فقیر کی تعریف ذیل کے الفاظ میں کی ہے۔

للفقراء الذین احصروا فی سبیل الله لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبهم الجاهل اغنیاء من التعفف تعرفهم بسیماهم لا یسئلون الناس الحافا

زکوٰۃ ان فقیروں کو دو جو اللہ کی راہ میں گھرے ہوئے ہیں تلاش روزی میں سفر نہیں کر سکتے ناواقف لوگ ان کو دولت مند سمجھتے ہیں [illegible] تم انہیں ان کی علامت سے پہچان لیتا ہے وہ چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔

دوم مسکین۔ مسکین وہ ہیں جن بیچاروں کے پاس قوت لا یموت نہ ہو اگر صبح کھانا میسر ہے تو شام کی فکر لاحق ہے ایسے لوگ بہت مصیبت زدہ ہوتے ہیں اگر ان کی جلد از جلد خبر گیری نہ کی جائے تو ملت و مذہب کے واسطے ان لوگوں کا بوجھ ناقابل برداشت ہو جاتا ہے ان لوگوں میں اپاہج، لنگڑے اور اندھے بھی شامل ہیں جو بیچارے بہت حد تک روزی پیدا کرنے سے عاری رہتے ہیں ان کو سوال کرنے کی بھی اجازت ہے ان کی امداد کرنا مسلمان قوم کا اولین فرض ہے ان لوگوں کی امداد بھی اسی خیال سے کی جاتی ہے کہ وہ اپنی روزی کمانے کے قابل ہو سکیں ان کے لئے مدرسے جاری کرنے چاہئیں اور وہاں ان کی بود و باش اور تعلیم کے خرچ کا مکمل انتظام ہونا چاہیے اور جو لوگ نہ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اور نہ کوئی اور پیشہ کاروبار کرنے کے قابل ہیں ان کی امداد بھی قوم کا فرض ہے کیونکہ زمرہ مساکین کے لئے یہی ہونا چاہیے کہ وہ شہر بشہر اور گاؤں بگاؤں مارے مارے پھریں جہاں کوئی شخص رہتا ہے وہاں کے لوگ اس کے حالات سے واقف ہوتے ہیں اگر وہ مسکین ہے تو اس شہر کے لوگوں پر فرض ہے کہ وہ اس کی امداد کریں اور اس کو بھی چاہیے کہ وہ ان سے مانگے دربدر بھیک مانگتے پھرنے کی اجازت نہیں، زکوٰۃ کا مال صرف مسلمانوں سے لیا جا سکتا ہے اور صرف مسلمان کو دیا جا سکتا ہے لہذا مساکین کو چاہیے کہ اپنے محلہ کی مسجد کے لوگوں یا شہر یا گاؤں کے امراء سے متعارف رہیں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ زکوٰۃ دینے اور لینے والے دونوں مسجد میں نماز ادا کرتے ہوں اسی طرح امیر و غریب سب ایک دوسرے سے متعارف رہیں گے زکوٰۃ دینے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کس کو دیتا ہے اور لینے والے بھی بغیر کسی پریشانی کے کچھ نہ کچھ حاصل کر لیں گے ان مساکین کے واسطے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی حکم ہے جو فقراء کے لئے تھا یعنی جو شخص بغیر ضرورت کے اور ہمیشہ سوال کرے گا قیامت کے دن اس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا۔

ان میں سے وہ لوگ جو ترقی کرنے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی صلاحیت رکھتے ہوں ان کو دو تین سال کے اندر اندر اپنی حالت درست کر لینا چاہیے تاکہ زیادہ دیر تک قوم کے سر پر بوجھ نہ بنے رہیں۔

سوم مقروض۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی حادثہ آسمانی یا انسانی لغزش کی وجہ سے کاروبار کو نقصان پہنچ جاتا ہے وہ بیچارہ آسودگی کی حالت سے افلاس و فلاکت میں پھنس جاتا ہے اس کے مقروض ہونے کا نہ تو یہ سبب ہوتا ہے کہ اس نے سٹہ کھیلا تھا نہ لڑکے لڑکی کی شادی پر فضول خرچ کیا تھا بلکہ کھڑی کھیتی وغیرہ کو آگ لگ جانے سے زمین کو دریا کے سیلاب کی وجہ سے باغات کے پھل کو باد سموم کے چلنے سے جو نقصان پہنچتا ہے وہ اس کی تباہی کا باعث ہوتا ہے یا

... [illegible] ... مستحق ... [illegible]
... [illegible] ... مسلمان بھائیوں کی مدد ہونا چاہیئے ... ترجیح ... زکوٰۃ ... [illegible]
... [illegible] ... زکوٰۃ ... [illegible]
... [illegible] ... اپنی زکوٰۃ فنڈ سے ... [illegible]
... کے پاس روپیہ نہ ہو تو وہ مرکز ... کی حالت ... مناسب
کا سوال ہی نہیں ہے۔

چہارم روزی کی تلاش میں سفر کرنے والے مسافر۔ اسلام کو ایسے لوگوں سے انتہائی ہمدردی ہے جو اپنی مالی مشکلات کی گتھیاں سلجھانے کے واسطے بغرض روزی سفر ... کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی ہر ممکن امداد کریں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی خوشحالی ... [illegible] ... وجوہ میں سے ایک وجہ یہ بتائی کہ وہ لوگ جو اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کرتے ہیں ... ان کے لئے تمام ... [illegible] ... رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک جگہ تمہیں رزق کی تنگی ہو جائے ... تو وہ جگہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ رہائش اختیار کر لو خدا تمہارے رزق میں فراخی دیگا۔

مسافروں سے وہ اشخاص مراد نہیں ہیں جنہوں نے بھیک مانگنے کے واسطے سفر اختیار کیا ہو اور اپنی روزی کمانے کا پیشہ ہی سفر کرنا اور بھیک مانگنا بنا رکھا ہو وہ لوگ جو بطور پیشہ گداگری کرتے پھرتے ہیں زکوٰۃ کے مال میں ان کا مطلق کوئی حق نہیں اگر کوئی صاحب ان کی امداد کرنا چاہیں تو نفلی صدقہ و خیرات سے کریں۔ پس وہ لوگ جو روزی کی تلاش میں سفر کر رہے ہوں ان کو زکوٰۃ فنڈ سے امداد دی جانی چاہیئے۔

مال زکوٰۃ کن لوگوں کیلئے حرام ہے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اپنی آل کے واسطے زکوٰۃ کا مال حرام قرار دیا ہے آپ نے فرمایا کہ اے بنو ہاشم! زکوٰۃ لوگوں کے ہاتھوں کی میل ہے تمہیں نہیں چاہیئے کہ اس سے فائدہ اٹھاؤ چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی ہاشمی یعنی خاندان رسالت سے تعلق رکھنے والے بزرگ نے زکوٰۃ کا مال نہیں لیا یہاں تک کہ اگر خاندان رسول اللہ میں سے بیت المال کے واسطے مال زکوٰۃ جمع کرے تو دوسرے عمال کی طرح اس کو زکوٰۃ فنڈ سے تنخواہ وغیرہ نہیں مل سکتی اور یہ صاحب رضاکارانہ کام کریں یا ... کسی دوسرے فنڈ سے ان کو تنخواہ دے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی نے بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کا مال ناجائز قرار دیکر یہ ثابت کر دیا ہے کہ آئندہ لوگ اس طرح بڑی بڑی تحریکوں کو چلایا کرتے ہیں اگر ... [illegible] ... وسلم خود زکوٰۃ کا مال لیتے یا اپنی آل کو لینے کی اجازت دیتے تو لوگوں کے دلوں میں نعوذ باللہ ہزاروں شبہات اٹھ سکتے تھے کیونکہ ہمارے لیڈر کارکن یا مذہبی تحریکات کو چلانے والے بزرگ اس اسوۂ حسنہ سے سبق سیکھیں گے اور جس کام کو وہ چلانا چاہتے ہیں ... اس کی کامیابی کی خاطر اس ایثار سے کام لیں جو بڑی بڑی تحریکات کو چلانے کے لئے ضروری طلب ہوتا ہے

یہ حضرات جو خود صاحب زکوٰۃ ہوں وہ بھی مال زکوٰۃ نہیں لے سکتے ... [illegible] ... کر لینے ... اسی طرح اگر ... مستحق ... زکوٰۃ کا مال ... ہمیشہ اپنے کسی ... یا ... کو خواہ وہ ... [illegible]

... [illegible] ...
... [illegible] ... زکوٰۃ ... [illegible]
... [illegible] ... کا ہر مستحق ... [illegible]
پیشہ ... زکوٰۃ کا مال ... [illegible]
... [illegible] ... کی ہدایات کے مطابق ... نظام شروع کر دیں۔ زکوٰۃ فنڈ سے ان لوگوں کی امداد کر کے ان کو باقاعدہ روزی کمانے کے قابل ... [illegible]

زکوٰۃ کا مال صرف مستحق لوگوں پر خرچ کرنا چاہیئے وہ لوگ جو دوسروں سے ... کراتے ہیں اور جن کے بیانات کی تصدیق کے لئے ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہوتا انہیں زکوٰۃ کا مال نہیں دینا چاہیئے کیونکہ اس طرح مستحقین کی حق تلفی ہوتی ہے اور نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

کن لوگوں پر زکوٰۃ فرض ہے

عورتوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم عورتوں کے ... جن کے پاس ساڑھے باون تولے ... یا ساڑھے سات تولے ... کا زیور ہو وہ ہر سال ماہ رجب میں زکوٰۃ ادا کرے ہر سال ... چاہیئے اور سونے چاندی کا نرخ بازار سے معلوم کر کے ان کی قیمت تول کے مطابق نکال کر اس قیمت کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ دینا چاہیئے زیورات ... والوں کے لئے سخت وعید آئی ہے۔

صاحب جائداد یتیموں کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو کسی یتیم کا جو صاحب جائداد ہو والی بنایا جائے اسے چاہیئے کہ وہ یتیموں کے مال سے ان کی خاطر تجارت کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ زکوٰۃ ادا کرتے کرتے چند سالوں میں تمام روپیہ خورد برد ہو جائے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص کو نکما بیٹھ کر باپ دادا کے جمع کردہ روپے کو نہ کھاتے رہنا چاہیئے بلکہ وہ یا اس کے ولی کو تجارت میں وہ روپیہ لگا دینا چاہیئے تاکہ ... اپنا پیٹ پالا جائے دوسرے زکوٰۃ ادا ہو سکے تیسرے سرمایہ بجائے کم ہونے کے ... ہر سال کے بعد بیلنس شیٹ بنا کر زکوٰۃ نکالیں جو روپیہ سال بھر ... حصہ یا ڈھائی فیصدی بطور زکوٰۃ ادا کیا جائے۔

صاحب جائداد حضرات جو کوئی تجارت نہیں کرتے ان کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بعض حضرات کھیتی باڑی ... کرتے ہیں ... ہے اور بعض ... زمین ... [illegible] ... اگر ... [illegible] ... ہوں ... [illegible] ... سال ... [illegible] ... زکوٰۃ ... [illegible]

[illegible] ان کے پاس [illegible] کے پاس سے [illegible] چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ ادا کریں۔

تجارت پیشہ حضرات کو زکوٰۃ ادا کرنیکا طریقہ

تجارت پیشہ حضرات کو [illegible] انکم ٹیکس کے لئے بیلنس شیٹ بنایا کرتے ہیں ہر سال ماہ رجب [illegible] بیلنس شیٹ تیار کریں میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک تاجر بیلنس شیٹ [illegible] ہر سال حالات کی تفصیل تیار کئے بغیر کوئی شخص [illegible] انکم ٹیکس والے [illegible] کو مجبور کیا ہے کہ وہ اپنے کل حسابات سال بسال تیار کریں تاکہ ان کی جانچ پڑتال کے بعد ان پر مناسب انکم ٹیکس لگایا جائے پس جس طرح پر انکم ٹیکس کے لئے حسابات تیار کئے جاتے ہیں اسی طرح سے زکوٰۃ کے لئے حساب تیار کرنا ہوتا ہے بیلنس شیٹ سے آپ کو دو باتیں معلوم ہونگی ایک تو یہ کہ گذشتہ سال جب کاروبار شروع کیا تھا تو راس المال یعنی سرمایہ کس قدر تھا۔ دوسرے یہ کہ اس سال تجارت میں کس قدر نفع یا نقصان ہوا۔

جس رقم پر زکوٰۃ لگائی جائیگی اُس کے معلوم کرنیکا طریقہ

جب بیلنس شیٹ بنا لیا جائے اور راس المال اور نفع و نقصان معلوم ہو جائے تو نفع کی حالت میں ابتدائے سال میں جس قدر راس المال تھا اس میں سے فرنیچر اور آلات صنعت کی موجودہ قیمت نکال کر باقی روپیہ پر زکوٰۃ ادا کی جائے اور اگر خدانخواستہ نقصان ہوا ہو تو ابتدائے سال میں جس قدر راس المال تھا اس میں سے نقصان کی رقم اور فرنیچر اور آلات صنعت کی موجودہ قیمت نکال کر باقی پر زکوٰۃ ادا کی جائے اگر ایسا ہوا تو بتاؤ اس کا روبار میں نقصان ہرگز نہ ہوگا اور جو حوادثات زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے مال و منال کو لاحق ہو سکتے ہیں ان سے یہ محفوظ رہے گا کیونکہ رسول پاک خدا کے نبی امی نے فرمایا کہ اذا ادیت الزکوٰۃ مالک فقد قضیت ما علیک (ترمذی) (ترجمہ: جب تونے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو تیرے سر سے جو بلا تھی وہ ٹل گئی۔

راس المال میں سے فرنیچر اور آلات صنعت کو علیحدہ کرنا کیوں ضروری ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی سمرہ بن جندب روایت کرتے ہیں کہ یا مرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ارشاد فرمایا کرتے تھے ان نخرج ما نعد للبیع کہ زکوٰۃ کا حساب [illegible] صرف قابل فروخت چیزوں میں کیا کرو۔

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ [illegible] پر کوئی [illegible] امام ابو حنیفہ امام شافعی [illegible] امام احمد بن حنبل [illegible] زکوٰۃ ادا [illegible] فروخت کی غرض سے رکھا ہو۔

[illegible] زکوٰۃ فرض [illegible]

ہو گی۔ آج کل ہندوستان میں اشرفی یا پونڈ [illegible] نہیں ہے مگر کسی کے پاس ہوں اور اشرفیاں چلتی تو اُنکو شمار کر کے ان کا وزن معلوم کریں اور کل کا چالیسواں حصہ یعنی اڑھائی فیصدی بطور زکوٰۃ ادا کر دیں بشرطیکہ وہ ساڑھے سات تولے سے زائد ہوں۔

یہ ظاہر ہے کہ بیلنس شیٹ کو بنانے وقت بٹہ کھاتہ کو شمار کر لیا جاتا ہے یہ بٹہ کھاتا ہمیشہ نقصان سمجھا جاتا ہے اور اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں اور اگر بعد ازاں چلی کردہ روپیہ وصول ہو جائے تو اُسے منافع سمجھا جائیگا اور اس پر زکوٰۃ لازم آئے گی۔

بیلنس شیٹ کی اہمیت سے کوئی دکاندار ناواقف نہیں ہر چھوٹی موٹی تجارت کرنے والے کو اپنا حساب کتاب معقول طریقے پر رکھنا چاہیئے اور اگر سرکاری انکم ٹیکس کے لئے نہیں تو خدائی انکم ٹیکس (زکوٰۃ) کے واسطے ہر سال ماہ رجب میں حساب کی تفصیل تیار کر کے زکوٰۃ نکالنی چاہیئے دنیا میں مالی ترقی کے لئے حساب کو جس قدر اہم سمجھا جائے اسی قدر کم ہے یورپین ممالک کی اس قدر حیرت انگیز تجارتی ترقی کی وجہ سے محض ان حسابات سے غافل نہ ہونا ہے اور مسلمانوں کی تباہی اس سے بے پرواہ ہونے کی وجہ سے ہے پس اگر زکوٰۃ ہی کی خاطر حساب رکھا جائے تو دوسرے تمام معاملات بھی سدھر جاتے ہیں۔

میرا پختہ یقین ہے کہ مسلمان تجار کی تمام مالی مصیبتوں اور دوسری مشکلوں کا صرف یہ حل ہے کہ وہ ہر سال اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنا شروع کر دیں جس کے باعث انہیں مجبوراً حسابات درست رکھنے ہوں گے اور یہ حسابات ان کی تجارتی پوزیشن ان کے سامنے آئینہ کی طرح صاف رکھیں گے اور اگر اس قدر ہو جائے تو تجارت میں نقصان اٹھانا محض ناممکن ہے۔

اتحاد عمل اور وحدت خیال کی ضرورت

ہر پیشہ، ہر پیشہ ور گروہ کے اتحاد کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ملک کے کونے کونے اور چپے چپے میں بلکہ ہر محلہ محلہ میں مسلمانوں کی کمیٹیاں جلد از جلد قائم ہو جانی چاہئیں ان کمیٹیوں کے ممبروں میں وحدت خیال اور اتحاد عمل کا جذبہ کام کرے اور یہ لوگ آپس میں اس طرح شیر و شکر ہوں کہ کوئی ایک دوسرے کو جدا نہ کر سکے یہ لوگ مل کر باہمی تبادلۂ خیالات سے اپنی سود بہبود اور ترقی کے ذرائع اختیار کریں اور اس پر عمل پیرا ہو کر اپنا قلیل افلاس دور کر کے اپنی اقتصادی اہمیت کو بڑھائیں۔

قومی بیت المال کی ضرورت

مسلمانوں کی آج وہی حالت ہو رہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے دس بارہ سو سال بعد بنی اسرائیل کی تھی ہاکثر دیکھا گیا ہے کہ آج کل نظام زندگی کا میلان اس طرف ہے کہ دولتمند تو دولتمند اور مفلس مفلس تر ہو جائیں مگر مذہبی نقطۂ نگاہ سے جیسا کہ سطور بالا میں بالتوضیح بتایا جا چکا ہے ہمارا فرض ہے کہ مفلسوں کو زیادہ مفلس اور جاہلوں کو زیادہ جاہل ہونے سے بچائیں اس لئے ہمارا خیال ہے کہ ہمیں ایک ایسے قومی بیت المال کی فوراً بنیاد رکھنی چاہیئے جس میں صدقات خیرات کا روپیہ جمع ہو اور جو بوقت ضرورت کام آئے اور ہر شہر کے غرباء و مساکین کی مالی اعانت کا کفیل ہو سکے قومی بیت المال کی ضرورت و اہمیت اور اس کے فوائد پر کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے وہ مسئلہ ہے کہ جس پر ہر قریہ، ہر شہر، ہر ملک اور ہر صوبہ میں ہر مسلمان زندہ [illegible]

جنگ کی نسبت مسلمانوں کو [illegible]
قومی بیت المال کے قیام [illegible] ہمارے
نزدیک اس عام ترتیب اور احساس کے لئے یہی وقت آگیا ہے کہ تمام اسلامیانِ
ہند یہ تہیہ کر لیں کہ وہ محلے کی مسجدوں میں مسلمانوں کی زکوٰۃ کمیٹیاں بنا کر
زکوٰۃ صدقہ اور خیرات کا روپیہ جمع کر کے ایک منظم اور باضابطہ طریقے سے غریبوں
میں تقسیم کریں اس روپیہ کے جمع کرنے اور اس کے تقسیم کرنے کے واسطے قواعد
و ضوابط بنائیں حسابات بالکل موجودہ زمانے کے طریقے کے مطابق نہایت صاف
ستھرے رکھے جائیں اور ہر وہ شخص جو اپنا مال زکوٰۃ صدقہ یا خیرات کمیٹی کو دیتا
ہے اس بات کا مجاز ہو کہ جب چاہے حساب کتاب کو دیکھ سکے پڑتال کر سکے اپنی
تسلی کر سکے اگر خدا نخواستہ کسی سے کوئی بے ایمانی کی حرکت سرزد ہو تو اسے عبرت
انگیز سزا دی جائے۔

یہ مسئلہ بے شک مشکل ہے اور اپنے حل و عقد کے لئے زیادہ قابلیت اور پختہ
کاری کا طالب ہے لیکن آپ کو یہ مقولہ ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے کہ جب خدا
انسان پر ایک بار ڈالتا ہے تو خود ہی اس کا سہارا بن جاتا ہے۔ انسان جب
تک کوئی کام شروع نہیں کرتا اس وقت تک تو صدہا مشکلات نظر آیا کرتی ہیں
لیکن تاریخ شاہد ہے کہ ہمارے ہی جیسے کمزور انسانوں نے بڑے بڑے پہاڑوں میں
سرنگیں کھود دی ہیں اور زمین کو کھود کھود کر سمندر بنا دیا ہے۔

اگر فرض کر لیا جائے کہ ایک محلہ میں سو سوا سو ڈیڑھ سو گھر آباد ہیں تو اس
[illegible]
[illegible]
[illegible] کے ساتھ [illegible] کی رائے
کے مطابق [illegible]
[illegible]
باقی [illegible]
کے ارکان کا فرض ہوگا کہ وہ محلے کی بیواؤں یتیموں معذوروں اور ضرورت مندوں کی
ایک فہرست تیار کریں تاکہ اس محلے کے مستحق اس زکوٰۃ فنڈ سے باآسانی مستفید ہو سکیں
ہم نے مسئلہ بالا مختصراً آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے اب یہ آپ کی خواہش پر منحصر
ہے کہ خیرات صرف انہیں لوگوں کو دیں جو مستحق ہیں اور اگر آپ کی یہ منشاء ہے کہ آپ کی
قوم پیشہ ور گداگروں اور مفت خوروں کے وجود سے پاک ہو جائے تو پھر آپ کسی طرح
انہیں لوگوں کی امداد پر خرچ کیجئے جن کا آپ پر حق ہے اگر آپ ایک عزم راسخ کے
ساتھ کھڑے ہو گئے تو یقیناً وہ دن دور نہیں ہوگا جب آپ کی قوم کے یتیم
اور نادار بچے جن کا وجود قوم کے لئے بصورت موجودہ باعث ننگ ہے تعلیم پا کر
یا صنعت و حرفت سیکھ کر ملک کو [illegible] قوم [illegible]
کیا اس وقت جو خوشی اور مسرت آپ کو حاصل ہوگی وہ آپ کی [illegible]
معاوضہ نہ ہوگی۔ اگر ہم نے خدا کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنا [illegible]
[illegible] دنیا میں سربلندی حاصل ہوگی [illegible]

نقد و نظر

ترجمان القرآن ماہوار حیدرآباد دکن میں تحریک القرآن کے نام سے کچھ عرصہ ہوا ایک مجلس قائم ہوئی تھی جس کا
مقصد تحقیق قرآن تھا اس کے اہتمام سے ترجمان القرآن کے نام سے ایک ماہوار رسالہ
جاری کیا گیا تھا جس کے ایڈیٹر غالباً مولوی ابو محمد مصلح صاحب تھے چند پرچے مولانا
مصلح صاحب کی ادارت میں کامیابی کے ساتھ نکلے اس کے بعد بعض وجوہ کی بنا پر
اس رسالہ کی ادارت مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کے سپرد ہوگئی
اور سید صاحب نے باوجود مشکلات کے ایک ایسے اہم رسالہ کی ادارت کی ذمہ داریاں
قبول فرما لیں مولانا ابوالاعلیٰ صاحب سے علمی و ادبی طبقہ [illegible] کے ناظرین اچھی
طرح واقف ہیں آپ ایک عرصہ تک جمعیۃ العلماء کے ارگن سہ روزہ الجمعیۃ کی ادارت
کے فرائض انجام دے چکے ہیں کئی اہم کتابوں کے مصنف و مترجم بھی ہیں اور ایک
اچھے سلیقہ شعار انشاء پرداز ہونے کے ساتھ خالص علمی و ادبی ذوق کے مالک ہیں
اور اسلامی علوم پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں اور جو کچھ لکھتے ہیں وہ سنجیدہ علمی طریقہ پر
مدلل ہوتا ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اس رسالہ کا مقصد علوم و معارف قرآنی کی نشر و اشاعت
ہے اس مقصد کو پیش نظر ہمیشہ نہایت بلند پایہ اور محققانہ مضامین اس میں شائع
ہوتے ہیں جو عموماً علوم و معارف قرآنیہ سے متعلق ہوتے ہیں۔

مسلمان کے پاس سب سے بڑی متاع بلکہ یوں کہنا صحیح تر ہوگا کہ خدا کی سرزمین پر اور
اس کے نیلگوں آسمان کے نیچے سب سے زیادہ بیش قیمت متاع قرآن اور صرف قرآن
ہی ہے اور ہر قرن اور عہد کے مسلمانوں نے قرآن حکیم کی خدمت کی ہے اور یہ کہنا
بالکل صحیح ہے کہ دنیا میں کوئی دوسری قوم اس باب میں مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی
گزشتہ ڈیڑھ دو صدیوں میں عیسائیوں کی مقدس انجیل کی بہت زیادہ اشاعت ہو چکی
اس کو صرف سرمایہ کا اثر کہا جا سکتا ہے اس کے مقابلہ میں مسلمانوں نے علمی حیثیت سے
قرآن حکیم کے ساتھ اس قدر شغف کا اظہار کیا کہ محض قرآن حکیم کے سلسلہ میں متعدد
علوم و مسائل مدون ہو گئے چونکہ مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ فلاح انسانیت کی بنیاد اور حق
قرآن حکیم ہی پر منحصر ہے اس لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ جس قدر ہو سکے اور جہاں تک
امکان میں ہو قرآن حکیم کے معارف و حقائق کی اشاعت کی جائے اور نئے نئے مختلف
جدید علوم و فنون کی مطابقت کے ساتھ قرآن اور اس کی ہدایت قرآنی کو دنیا کے
سامنے پیش کیا جائے۔

ترجمان القرآن کے اس وقت تک جس قدر نمبر شائع ہو چکے ہیں وہ اس حقیقت
کے مظہر ہیں کہ جس غرض و مقصد کو پیش نظر رکھ کر یہ رسالہ نکالا گیا ہے وہ بحسن
وجوہ پورا ہو رہا ہے خصوصاً جب سے مولانا ابوالاعلیٰ صاحب کے ہاتھ میں اس
رسالہ کی زمام ادارت آئی ہے رسالہ کی معنوی حیثیت بہت بلند ہو گئی ہے اور
متعدد ایسے بلند پایہ مضامین شائع ہو چکے ہیں جو بلند سے بلند علمی رسالہ کے
لئے بھی باعث فخر ہو سکتے ہیں [illegible] کتابت و طباعت کاغذ وغیرہ
سب بہتر قسم کا ہوتا ہے۔ چندہ سالانہ [illegible] نمونہ [illegible] مفت [illegible]
منیجر رسالہ ترجمان القرآن [illegible] حیدرآباد دکن

اشارات عبرت

(از مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی مدیر و مہتمم ترجمان القرآن دکن)

سیاست، تجارت، صنعت و حرفت، اور علوم و فنون کے میدانوں میں مغربی قوموں کی حیرت انگیز ترقیات کو دیکھ کر بہت سے لوگ اس درجہ مرعوب و دہشت زدہ ہو جاتے ہیں کہ انہیں گمان ہونے لگتا ہے کہ شاید ان قوموں کی ترقی لازوال ہے، دنیا بھر کی قسمت کا آخری فیصلہ ہو چکا ہے، روئے زمین کی حکومت اور عناصر کائنات کی فرمانروائی کا انہیں ٹھیکہ دے دیا گیا ہے اور اب کوئی طاقت ایسی نہیں جو ان کو ہٹا کر یا ان کے مقابلہ میں ابھر سکے۔

دنیا میں ایسا گمان ہمیشہ ان سب قوموں کے متعلق کیا جا چکا ہے جو اپنے وقت کی غالب قومیں تھیں۔ مصر کے فراعنہ، عرب کے عاد و ثمود، عراق کے کلدانی، ایران کے اکاسرہ، یونان کے جہانگیر فاتح، روم کے عالمگیر فرمانروا، اسلام کے جہانگیر و جہانبان، تاتار کے عالم سوز سپاہی سب اسی گروہ کی اسٹیج پر اسی طرح غلبہ و قوت کے تماشے دکھا چکے ہیں اور ہر ایک جس کے کھیل کی باری آئی اس نے اپنی طاقت و جبروت کا کرتب دکھا کر اسی طرح دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ ہر قوم جس کا غلغلہ اسی طرح دنیا پر چھاگئی ہے۔ اسی طرح اس کے چار دانگ عالم میں اپنی شوکت و جبروت کے ڈنکے بجائے ہیں۔ اسی طرح دنیا نے بہوت ہو کر گمان کیا ہے کہ ان کی طاقت لازوال ہے۔ مگر جب ان کی اجل پوری ہو گئی اور حقیقت میں لازوال طاقت رکھنے والے فرمانروا نے ان کے زوال کا اٹل فیصلہ صادر کر دیا تو وہ ایسے گرے کہ اکثر روئے زمین سے نابود ہو گئے اور بعض کا نام و نشان اگر دنیا میں باقی رہا بھی تو وہ اس طرح کہ وہ اپنے محکوموں کے محکوم ہوئے، اپنے غلاموں کے غلام بنے، اپنے مغلوبوں سے مغلوب ہو کر رہے قد خلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین۔

کائنات کا نظام کچھ اس طرح واقع ہوا ہے کہ اس میں کہیں سکون اور ٹھہراؤ نہیں ہے۔ ایک پیہم حرکت، تغیر اور گردش ہے جو کسی چیز کو ایک حالت پر قرار نہیں لینے دیتی۔ ہر کروٹ کے ساتھ ایک نیا دور ہے، ہر بناؤ کے ساتھ ایک بگاڑ ہے، ہر بہار کے ساتھ ایک خزاں ہے، ہر چڑھاؤ کے ساتھ ایک اتار ہے اور اسی طرح اس کا عکس بھی ہے۔ ایک ذرہ جو کبھی دانہ کی طرح ہوا میں اڑا اڑا پھرتا ہے، کل وہی زمین میں اپنا پھل کر کے ایک تناور درخت بن جاتا ہے پھر سالوں وہی سوکھ کر بے جان خاک ہو جاتا ہے اور پھر فطرت کی طرف سے بخشنے والی قوتیں اسے چھوڑ کر کسی دوسرے بیج کی پرورش میں لگ جاتی ہیں۔ زندگی کے اس اتار چڑھاؤ کو دیکھا جائے تو جب ان میں سے کسی ایک تماشہ کو زیادہ طویل مدت تک جاری رہتے ہوئے دیکھتا ہے تو گمان کرتا ہے کہ یہ حالت دائمی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کہتا ہے کہ اب یہی رہے گا۔ اگر چڑھاؤ ہے تو خیال کرتا ہے کہ چڑھا ہی رہے گا۔ لیکن یہاں فرق صرف جلد اور دیر کا ہے، دوام کسی حالت میں بھی نہیں ہے۔ وتلک الایام نداولها بین الناس۔

دنیا کے حالات ایک طرح کی دوری حرکت میں گردش کر رہے ہیں۔ پیدائش اور موت، جوانی اور بڑھاپا، طاقت اور ضعف، بہار اور خزاں، تنگی اور فراخی، غرض یہی گردش کے مختلف فنون ہیں۔ اس گردش میں باری باری سے ہر چیز پر ایک دور اقبال کا آتا ہے جس میں وہ ترقی کرتی چلی جاتی ہے، قوت اور شوکت دکھاتی ہے، حسن اور بہار کی نمائش کرتی ہے حتیٰ کہ اپنی ترقی کی انتہائی حد کو پہنچ جاتی ہے۔ پھر ایک دوسرا دور ادبار کا آتا ہے جس میں وہ گھٹتی ہے، مرجھاتی ہے، ضعف اور ناتوانی میں مبتلا ہوتی ہے اور آخر کار رفتہ رفتہ انہی طاقتوں کا شکار ہو جاتی ہے جنہوں نے اس کی ابتدا کی تھی۔

یہ اپنی مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اور دنیا کی سب چیزوں کے مانند یہی سنت انسان پر بھی جاری ہے خواہ اس کو فرد کی حیثیت سے لیا جائے یا قوم کی حیثیت سے۔ ذلت اور عزت، عسر اور یسر، تنزل اور ترقی اور ایسی ہی دوسری تمام کیفیات اسی دوری حرکت کے ساتھ مختلف افراد اور مختلف قوموں میں تقسیم ہوتی رہتی ہیں۔ باری باری سب پر یہ دور گزرتے ہیں۔ ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اس تقسیم میں کلیۃً محروم رکھا گیا ہو یا جس پر کسی ایک کیفیت کو دوام بخشا گیا ہو۔ خواہ وہ اقبال کی کیفیت ہو یا ادبار کی سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔

روئے زمین کے چپہ چپہ پر ہم کو ان قوموں کے آثار ملتے ہیں جو ہم سے پہلے گزر چکی ہیں۔ وہ اپنے تمدن و تہذیب، اپنی صنعت و کاریگری، اپنی ہنرمندی و چابکدستی کے ایسے نشانات دنیا میں چھوڑ گئی ہیں جن کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آجکل کی ترقی یافتہ اور غالب قوموں سے کچھ کم نہ تھیں بلکہ اپنے مخصوص میدان کا غلبہ کچھ ان سے زیادہ ہی تھا کانوا اشد منهم قوۃ واثاروا الارض وعمروها اکثر مما عمروها۔ مگر پھر ان کا حشر کیا ہوا؟ اقبال سامنے دیکھ کر وہ بہک گئے، نعمتوں کی بارش نے ان کو غرہ میں ڈال دیا، خوشحالی ان کے لیے فتنہ بن گئی، غلبہ اور حکومت سے مغرور ہو کر وہ جابر و قہار بن بیٹھے۔ انہوں نے اپنے کرتوتوں سے اپنے نفس پر آپ ظلم کرنا شروع کر دیا واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیه وکانوا مجرمین۔ اللہ نے ان کی سرکشی کو دیکھ کر ان کو ڈھیل دی وکاین من قریۃ املیت لها وهی ظالمۃ اور یہ ڈھیل بھی معمولی ڈھیل نہیں، بعض قوموں کو صدیوں تک یہی ڈھیل ہی باقی رہی۔ وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون۔ مگر یہ مہلت ان کے لیے ایک نیا فتنہ بن گئی۔ وہ سمجھے کہ خدا ان کی تدبیروں کے مقابلہ میں عاجز آگیا ہے اور اب دنیا پر خدا کی نہیں ان کی حکومت ہے۔ آخر کار قہر الٰہی بھڑک اٹھا، ان کی طرف سے نصرت پھر گئی، اقبال کے بجائے ادبار کا دور آگیا، ان کی چالوں کے مقابلہ میں خدا نے ایک چال چلا مگر خدا کی چال ایسی تھی کہ وہ اس کو سمجھ ہی نہ سکتے تھے پھر اس کا توڑ کہاں سے کرتے ومکروا مکرا ومکرنا مکرا وهم لا یشعرون۔ خدا کی چال سامنے سے نہیں آتی خواہ انسان کے اندر سے اس کا ظہور ہو اور دل میں مرا

کرکے اپنا علم ترقی [illegible]
مگر اس کے محاسن پر مظاہر کی بجائے اس کے بیچ کی آنکھیں پھوٹ چکی ہیں وہ
اس کو آنکھوں کا اندھا نہیں بلکہ عقل کا اندھا بنا دیتی ہے فانہا لا تعمی الا
بصار و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔ اور جب اس کے دل
کی آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں تو ہر تدبیر جو وہ اپنی بہتری کے لئے سوچتا ہے وہ
الٹی اس کے خلاف پڑتی ہے، ہر قدم جو وہ کامیابی کے مقصد کی طرف اٹھاتا ہے
وہ اس کو ہلاکت کے جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ اس کی ساری قوتیں خود اس کے
خلاف بغاوت کر دیتی ہیں اور اس کے اپنے ہاتھ اس کا گلا گھونٹ کر رکھ دیتے
ہیں فانظر کیف کان عاقبۃ مکرہم انا دمرناہم و قومہم
اجمعین۔

اس اقبال و ادبار کا ایک مکمل نقشہ ہم کو آل فرعون اور بنی اسرائیل کے
قصے میں ملتا ہے۔ اہل مصر جب ترقی کے انتہائی مدارج کو پہنچ گئے تو انہوں نے ظلم و
سرکشی پر کمر باندھی۔ ان کے بادشاہ فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا اور ایک کمزور قوم بنی
اسرائیل کو جو حضرت یوسف کے زمانہ میں وہاں جا کر آباد ہو گئی تھی حد سے زیادہ جور و
ستم کا تختہ مشق بنایا۔ جب اس کی اور اہل مصر کی سرکشی حد سے زیادہ بڑھ گئی
تو خدا نے ارادہ کیا کہ ان کو نیچا دکھائے اور اسی ضعیف قوم کو سربلند کرے جس کو وہ
ہیچ سمجھتے تھے۔ چنانچہ اس کا ارادہ پورا ہوا۔ اس ضعیف قوم میں حضرت موسیٰ پیدا کئے
گئے ان کو خود فرعون کے گھر میں خود اس کے ہاتھوں سے پرورش کرایا گیا اور
انہیں اس خدمت پر مامور کیا گیا کہ اپنی قوم کو مصریوں کی غلامی سے نجات دلائیں۔
انہوں نے فرعون کو نرمی کی راہ سے سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔ خدا کی طرف سے فرعون اور
اس کی قوم کو مسلسل تنبیہیں کی گئیں۔ قحط پر قحط پڑے، طوفان پر طوفان آئے، خون
برسا، ٹڈی دل ان کی کھیتیوں کو چاٹ گئے، جوئیں اور مینڈک ان کو خوب
ستا گئے مگر ان کے کبر میں فرق نہ آیا۔ فاستکبروا وکانوا قوماً مجرمین۔
جب تمام حجتیں ایک ایک کر کے ختم ہو گئیں تو عذاب الٰہی کا فیصلہ نافذ ہو گیا۔ خدا کے
حکم سے حضرت موسیٰ اپنی قوم کو لے کر مصر سے نکل گئے۔ فرعون اپنے لشکروں سمیت سمندر
میں غرق کر دیا گیا اور مصر کی طاقت ایسی تباہ ہوئی کہ صدیوں تک نہ ابھر سکی۔ فاخذنہ
وجنودہ فنبذنہم فی الیم فانظر کیف کان عاقبۃ الظالمین۔

پھر بنی اسرائیل کی باری آئی۔ مصری قوم کو گرانے کے بعد کائنات کے حقیقی فرمانروا
نے اس قوم کو زمین کی حکومت بخشی جو دنیا میں ذلیل و خوار تھی۔ واورثنا القوم
الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغاربہا التی بارکنا
فیہا وتمت کلمۃ ربک الحسنیٰ علیٰ بنی اسرائیل بما صبروا۔
اور اس کو دنیا کی تمام قوموں پر فضیلت عطا فرمائی۔ وانی فضلتکم علی
العالمین۔
مگر یہ فضیلت اور سیادت [illegible] کے ساتھ مشروط تھی۔ حضرت
موسیٰ کی زبان سے پہلے ہی کہلوا دیا گیا تھا کہ تم کو زمین کی خلافت دی تو ضرور دیکھا
جائے گا [illegible] نظر رکھی جائے گی کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ کیف تعملون
[illegible] وہ شرط ہے جو بنی اسرائیل کے ساتھ [illegible] بلکہ [illegible] قوم کو بھی

[illegible]
پس جب بنی اسرائیل [illegible]
حق کو باطل سے بدل دیا، حرام کو حلال کیا، [illegible] اور [illegible]
زبردست [illegible] ہو گئے [illegible] کی طرف
جانے لگا [illegible] دنیا کی [illegible]
[illegible] کی طرف [illegible] ان سے [illegible]
ان کو عراق، یونان اور روم کے جابر سلاطین سے پامال کرایا گیا اور
منتشر کر دیا گیا ان کو ذلت و خواری کے ساتھ ملک ملک [illegible]
کا استحقاق ہمیشہ کے لئے ان سے چھین لیا گیا [illegible]
میں ایسے گرفتار ہوئے [illegible] کر دیا [illegible]
علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباءو بغضب من اللہ۔

آج اسی سنت الٰہی کا اعادہ پھر ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔ [illegible]
اعمال میں [illegible] گرفتار ہو چکی ہیں [illegible]
ہے جتنی تنبیہیں ممکن تھیں وہ سب ان کو دی جا چکی ہیں۔ جنگ عظیم، مصائب،
معاشی مشکلات، بے کاری کی کثرت، امراض خبیثہ کی [illegible]
یہ سب کھلی ہوئی روشن آیات ہیں جن سے وہ آنکھیں رکھتے تو معلوم کر سکتے تھے کہ
ظلم و سرکشی، نفس پرستی اور حق فراموشی کے کیا نتائج ہوتے ہیں مگر وہ ان کا
سبق نہیں لیتے۔ حق سے منہ موڑنے پر برابر اصرار کئے جا رہے ہیں۔ ان کی [illegible]
مرض تک نہیں پہنچتی، صرف آثار مرض کو دیکھتے ہیں اور انہی کا علاج کرنے میں اپنی
ساری تدبیریں صرف کر رہے ہیں [illegible] جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا
چلا جاتا ہے [illegible] ختم ہونے والا ہے
اور آخری فیصلہ کا وقت قریب ہو۔

قدرت الٰہی نے [illegible] شیطان مغربی قوموں پر مسلط کر دیے ہیں [illegible]
[illegible] کی طرف کھینچے لئے جا رہے ہیں۔ ایک قطع نسل کا شیطان ہے، دوسرا جنگ
کا شیطان، تیسرا شیطان ان کے افراد پر [illegible]
[illegible]
اپنے ہاتھوں سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
آپ ہلاک کر سکے [illegible] شیطان [illegible]
دوسرا شیطان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بڑھ [illegible] ہوگی
اس [illegible] نے جمع کر [illegible] کے
مرکز [illegible] کا [illegible]
وہ کسی [illegible] جائیگا [illegible] تباہی
نازل [illegible] زمین کی تباہی [illegible] ہوگی۔

یہ [illegible] اس دنیا کی قسم کا سامنا [illegible] بلکہ یورپ امریکہ اور جاپان میں [illegible] جنگ کے لئے جس [illegible] کی تیاریاں ہو رہی ہیں ان کو دیکھ دیکھ کر [illegible] اہل بصیرت لرز رہے ہیں اور اس جنگ کے نتائج کا تصور کر کے [illegible] جاتے ہیں حال ہی میں سرجان فیومان نے جو پہلے امریکہ کے [illegible] سٹاف کا ایک رکن تھا آیندہ جنگ پر ایک مضمون لکھا ہے اس میں [illegible] آیندہ جنگ محض فوجوں کی لڑائی نہیں ہوگی بلکہ ایک قتل عام ہوگا جس میں عورتوں اور بچوں تک کو نہ چھوڑا جائے گا [illegible] والوں کی عقل نے جنگ کا کام سپاہیوں سے چھین کر کیمیاوی مرکبات اور بے روح آلات کے سپرد کر دیا ہے جو مقاتل اور غیر مقاتل میں تمیز کرنے سے قاصر ہیں اب [illegible] میدانوں اور قلعوں میں نہیں بلکہ شہروں اور بستیوں میں [illegible] جدید نظریہ کے مطابق غنیم کی اصلی قوت فوجوں میں نہیں بلکہ [illegible] آبادی [illegible] تجارت کی منڈیاں اور صنعتی کارخانے ہیں۔

اب ہوائی جہازوں سے طرح طرح کے بم برسائے جائینگے جن سے آتش فشاں مادے زہریلی ہوائیں امراض کے جراثیم [illegible] کر دیئے جائیں گے جو دم بھر میں ہزاروں لاکھوں کی آبادی کو نیست و نابود کر دیں گے ان میں سے ایک قسم کے بم ایسے ہیں جن کا ایک گولہ [illegible] بڑی سے بڑی عمارت کو پارہ پارہ کر سکتا ہے ایک زہریلی ہوا کلورین سے موسوم ہے جس کی خاصیت یہ ہے کہ جو اس کو سونگھے گا وہ ایسا محسوس کریگا کہ گویا پانی میں ڈوب گیا ہے ایک دوسری قسم کی زہریلی ہوا میں سانپ کے زہر کی خاصیت ہے اور اس کے سونگھنے سے بالکل وہی اثرات ہوتے ہیں جو سانپ کے کاٹے سے ہوتے ہیں اسی قسم کی بارہ زہریلی ہوائیں ان میں ایسی ہیں جو تقریباً غیر مرئی ہیں ان کے اثرات ابتداءً بالکل محسوس نہیں ہوتے اور جب محسوس ہوتے ہیں تو تدبیر علاج کے امکانات باقی نہیں رہتے ان میں سے ایک خاص [illegible] بہت بلندی پر پھیل جاتی ہے اور جو ہوائی جہاز اس کے [illegible] سے گذرتا ہے [illegible] ایک [illegible] اندازہ کیا گیا ہے کہ اس قسم کی [illegible] ایک [illegible] مقدار [illegible] ایک گھنٹہ کے اندر [illegible] تباہ کیا جا سکتا ہے [illegible] جس کو [illegible] کیلئے صرف [illegible]

حال [illegible] ایک [illegible] آتش [illegible] ایک [illegible] کام [illegible] اس کا [illegible] ہزار [illegible] کی حرارت [illegible] اس سے [illegible] ایک [illegible] اس کے [illegible] [illegible]

ہے خیال یہ ہے کہ ان گولوں کو [illegible] پھینکا جائیگا تاکہ اس مدت سے اس سرے تک [illegible] پھر جب [illegible] پھیل جائینگے تو زہریلی ہواؤں کے ہوائی جہازوں سے بم برسائے جائینگے جن سے تباہی کی تکمیل ہو جائے گی۔

ان ایجادات کو دیکھ کر ماہرین فن نے اندازہ لگایا ہے کہ چند ہوائی جہازوں سے دنیا کے بڑے سے بڑے اور محفوظ دارالسلطنت کو چند گھنٹوں میں جو نہ [illegible] کیا جا سکتا ہے لاکھوں کی آبادی کو اس طرح مسموم کیا جا سکتا ہے کہ رات کو اچھے خاصے سوئیں اور صبح کو ایک بھی زندہ نہ اٹھے زہریلے مادوں سے ایک پورے ملک میں پانی کے ذخائر کو مسموم [illegible] اور حیوانات کو ہلاک کھیتوں اور باغوں کو غارت کیا جا سکتا ہے ان تباہ کن حملوں کی مدافعت کا کوئی موثر ذریعہ ابھی تک ایجاد نہیں ہوا ہے بجز اس کے کہ دونوں محارب فریق ایک دوسرے پر اسی طرح حملے کریں اور دونوں ہلاک ہو جائیں۔

یہ آیندہ جنگ کی تیاریوں کا ایک مختصر بیان ہے اگر آپ تفصیلات معلوم کرنا چاہتے ہوں تو کتاب "دوسری جنگ کیونکر ہوگی" ملاحظہ کیجئے جو جینوا کی انٹر پارلیمنٹری یونین نے باقاعدہ تحقیق کے بعد شائع کی ہے اس کو پڑھ کر آپ اندازہ کریں گے کہ مغربی تہذیب نے کس طرح اپنی ہلاکت کا سامان اپنے ہاتھوں فراہم کیا ہے اب اس کی عمر کا امتداد صرف اعلان جنگ کی تاریخ تک ہے جس روز دنیا کی دو بڑی سلطنتوں کے درمیان جنگ چھڑی اسی روز سمجھ لیجئے کہ مغربی تہذیب کی تباہی کے لئے خدا کا فیصلہ صادر ہو چکا کیونکہ دو بڑی سلطنتوں کے میدان میں اتر آنے کے بعد کوئی چیز جنگ کو عالمگیر ہونے سے نہیں بچا سکتی اور جب جنگ عالمگیر ہوگی تو تباہی بھی عالمگیر ہی ہوگی۔

ظهر الفساد فى البر والبحر بما كسبت ايدى الناس ليذيقهم بعض الذى عملوا لعلهم يرجعون	لوگوں کے اپنے ہاتھوں کے کئے ہوئے کرتوتوں سے خشکی اور تری میں فساد رونما ہو گیا ہے تاکہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے

شاید وہ اب بھی رجوع کریں۔

بہرحال اب قریب ہے کہ وراثت ارضی کا نیا بندوبست ہو اور ظالمین و مترفین کو الگ کسی دوسری قوم کو جو غالباً مستضعفین ہی میں سے ہوگی زمین کی خلافت پر سرفراز کیا جائے دیکھنا ہے کہ اس مرتبہ حضرت حق کی نظر انتخاب کس پر پڑتی ہے۔

ہمارے پاس یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ آیندہ کونسی قوم اٹھائی جائیگی یہ اس کی دین ہے جس سے چاہتا ہے چھینتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے قل اللهم مالك الملك تؤتى الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء مگر اس معاملہ میں بھی اس کا ایک قانون ہے جسے اس نے اپنی کتاب عزیز میں بیان فرما دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک قوم کو جب وہ اس کے برے اعمال کی وجہ سے گراتا ہے تو اس کی جگہ کسی ایسی قوم کو اٹھاتا ہے جو اس مغضوب قوم کی طرح بدکار اور اس کے مانند سرکش نہ ہو۔

وان تتولوا يستبدل قوما غيركم ثم لا يكونوا امثالكم	اگر تم نے روگردانی کی تو وہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو اٹھائیگا پھر وہ لوگ تمہاری طرح نہ ہونگے۔

اس لئے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آجکل جو کمزور اور مغلوب النفس قومیں مغربی تہذیب کی نقالی کر رہی ہیں اور زندگی و موت کے معاملہ کو درجہ [illegible] بہت ان میں باقی رہ گئے ہیں،

مہذب انسانیت پر [illegible] الٰہی

از جناب مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر دین دنیا [illegible] دہلی

نہیں معلوم کتنا عرصہ ہوا جب ایک اشارہ کیا اس اشارہ کے ساتھ ہی خاک کے [illegible] آپس میں پیوست ہو گئے اور ان ذرات کے پیوست ہونے سے ایک خوشنما ہستی بنی جسے انسان کا لقب دیا۔ اس خاکی مورت نے جب جان و جسم کا [illegible] لباس پایا تو [illegible] اپنی حقیقت کو بھلا دیا اور نئی نئی صورتیں [illegible] دنیا کے سامنے آئی یہ خاکی مورت کبھی [illegible] کبھی [illegible] بن کر دنیا کے سامنے ایک افسانہ چھوڑ گیا اور کبھی فرعون کی صورت میں آ کر عبرت کی ایک داستان صفحۂ ہستی پر رکھ گیا۔

چودہ سو برس [illegible] مشیت نے اسی انسان کو ایک نئی صورت میں دیکھا یہ مہذب انسان دنیا کے [illegible] رہا تھا کہ مذہب نام ہے اس [illegible] کا جو دنیا کو تباہ کرنے کے [illegible] اصحاب تھے کہانیوں کا جو خلاف عقل ہیں [illegible] اس وقت کا جس کے ذریعہ مہذب انسان کو ہیبت ناک [illegible] یا جائے اور انسانی دنوں کو عذاب الٰہی کے [illegible] انسانوں سے [illegible] بنایا جائے ایک قیاسی خدا کے [illegible] انسان کو جھکایا جائے اور اس کے قہر سے [illegible] انسان کو لرزہ بر اندام کیا جائے اگر عذاب اور قہر الٰہی واقعات ہیں تو اب طوفان نوح کیوں رونما نہیں ہوتا کسی فرعون کو دریائے نیل میں کیوں غرق نہیں کیا جاتا اب عصائے موسیٰ کہاں ہے دم عیسیٰ کدھر گیا اگر یہ سب چیزیں درست ہیں تو اس زمانہ میں ہم کو کیوں نہیں دکھائی دیتیں کیا سائنس کی قوتوں سے گھبرا کر نظام الٰہی بدل گیا ہے۔

مشیت الٰہی نے مہذب [illegible] خاک کی یہ جرات دیکھی تو وہ مسکرائی ابھی وہ مسکرا ہی رہی تھی کہ لوگوں نے دیکھا کہ ایک کالے رنگ والے [illegible] کی طرف ایک سفید رنگ کا انسان بڑھا اور اس نے کالے رنگ کے انسان کی ٹھوکروں سے تواضع کرتے ہوئے کہا تم ہی جیسے [illegible] نے مشرق میں ہڑتال اور بائیکاٹ کی بیماری پھیلائی ہے کیا تمہیں معلوم ہے کہ آج شہر میں ہڑتال ہو رہی ہے مجھے قلی نہیں ملتا یہ سامان اٹھا اور میرے ساتھ چل [illegible] کہنا چاہتا تھا کہ ایک [illegible] نے اس کی زبان [illegible] اور اس غریب کو [illegible] قلی بننا پڑا قدرت نے [illegible] صاحب کے کان میں چپکے سے کہا کہ نوع انسان پر عذاب آج بھی نازل ہوتا ہے مگر بدلی ہوئی صورت میں قہر الٰہی اب بھی دنیا کو تباہ کرتا ہے مگر غلامی کی شکل میں۔ اے مشرق کے مغرب زدہ انسان کیا اس سے زیادہ قہر الٰہی اور کوئی ہو سکتا ہے کہ آج تو مشرق میں پڑا ہوا [illegible] رہا ہے اور وہ مغربی لوگ تجھے غلام بنائے ہوئے ہیں جو کل تیرے ہی دربار میں جب تو جہانگیر کہلاتا تھا دست بستہ کھڑے ہوا کرتے تھے کیا غلامی کی زنجیروں میں صدیوں مقید رہنے کے بعد بھی تو کہہ سکتا ہے کہ قہر الٰہی کوئی چیز نہیں ہے نادان اگر آسمان سے آگ برستی اور زمین سے طوفان اٹھ [illegible] تجھے مٹا دیتا تو یہ تیرے حق میں اس سے بہتر تھا کہ تو صدیوں سے محکوم ہے [illegible] بس ایک غلام ہے یہ عذاب الٰہی کی انتہا ہے کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی اور عذاب [illegible]

مشیت الٰہی نے ایک [illegible] انسان کی طرف اشارہ کر کے کہا اس کی صورت دیکھ یہ کتنا [illegible] کتنا کمزور ہے پہلے زمانے کے انسان سے [illegible] اس کے بعد [illegible] فتنوں میں مبتلا ہے پریشانیوں میں گھرا ہوا ہے [illegible] کماتا ہے مگر اس کے روپے پیسے میں کوئی برکت نہیں [illegible]

اس کی شکل [illegible] قدرت نے اس کی [illegible] صحت سے محروم [illegible] شمار [illegible] کے باوجود [illegible] تنگدست ہے [illegible] یہ اسے قدرت کا عذاب نہیں کہتا تو [illegible] کیا کہا جا سکتا ہے۔

مشیت الٰہی نے پھر کہنا شروع کیا اے [illegible] اپنی صورت آئینہ میں دیکھ [illegible] کیسی [illegible] صورت [illegible] کے باوجود اپنے آپ کو ایک ناکارہ عورت کی شکل میں تبدیل کر دیا کیا اس سے زیادہ کوئی قدرت کا عذاب ہو سکتا ہے کہ [illegible] صورت مسخ [illegible] صورت کو آئینہ میں دیکھ [illegible] قدرت کی [illegible] تیرے ہی ہاتھ سے تیری شکل کو مسخ کرا دیا ہے۔

اس کے بعد مشیت الٰہی نے ایک [illegible] کی طرف اشارہ کر کے کہا اس [illegible] کو دیکھ یہ کس بری طرح سے عذاب الٰہی کا شکار ہوئی ہے اس کا سر [illegible] گیا اور اس کی اچھی بھلی صورت کو فرعون کے زمانہ کے [illegible] کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور اس کے جسم کو دیکھ جو بالکل عریاں ہے اور اسی طرح عریاں ہے جس طرح [illegible] جاہلیت میں لونڈیاں عریاں کر کے بازار میں فروخت کے لئے لائی جاتی تھیں کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی قدرت کا عذاب ہو سکتا ہے۔

پھر مشیت الٰہی کہنے لگی کہ اے مشرق کے نادان مہذب انسان قدرت کا یہ عذاب کیا کم ہے کہ تجھے ایسے مغربی لباس میں [illegible] جس کے پہننے کے بعد تو [illegible] بھی نہیں سکتا اور جب تو عالم مجبوری میں [illegible] کی طرح [illegible] تو تجھ [illegible] تیرے کپڑے [illegible] کر جاتی ہیں اس سے زیادہ اور کیا قدرت کا عذاب چاہتا ہے۔

مشیت الٰہی نے مہذب انسان کی طرف [illegible] کہا اے مغرب زدہ انسان تیری حالت کس قدر قابل رحم ہے [illegible] استنجا کرنے کے لئے پانی [illegible] نہیں اور [illegible] سے اسی طرح طہارت [illegible] کرتا ہے جس طرح جنگلی جانور زمین سے جسم رگڑ کر [illegible] کیا کرتے ہیں قدرت کا عذاب اس سے بڑھ کر [illegible] انسان ہونے کے باوجود حیوانوں کی صف میں تجھے لا کھڑا کر دیا گیا۔

مشیت الٰہی بار بار مہذب انسان کو ان عذابوں سے آگاہ کر رہی [illegible] انسان [illegible] قلب کی [illegible] ہر وقت ایک [illegible] کی کیفیت میں مبتلا رہتا ہے [illegible] میں [illegible] عذاب [illegible] اور [illegible] عذاب الٰہی کے [illegible] نجات [illegible] آ [illegible]

[illegible] مہذب یا طالب [illegible] ہوں گی

(از جناب [illegible] سید حسن ریاض صاحب ایڈیٹر [illegible] لکھنؤ)

فیروز [illegible] ہوں گے آپ نے ان کو [illegible] تمہیں شرم نہیں آتی [illegible] کہا ہے کہ [illegible] معلوم نہیں کہ کیا داخل ستر [illegible] سے [illegible] یہاں اس گرمی کی حالت [illegible] کا تم [illegible] ہو کیا فی [illegible] کے ساتھ [illegible] بیٹھے ہوئے میری شامت اعمال جو میں نے [illegible] بیبا ہونے ہی مرجاتا تو اچھا تھا جل بیٹھ میرے سامنے [illegible]

یہ کس [illegible] میں [illegible] داخل ستر ہیں۔ یہ جناب کو خبر ہی نہیں۔ کیا بہ [illegible] کرتی ہے کہ [illegible] خیال [illegible] ان کو ذرا بھی تو بات میں محدود نہیں کر سکتے کسی [illegible] کے [illegible] نے [illegible] کر کھلنے داخل ستر ہیں [illegible] کے [illegible] معلوم نہیں کہ دور حاضر کے تمام ماہرین سائنس اس پر متفق ہیں کہ دھوپ اور ہوا جسم کی صحت کے لئے بہت مفید ہیں۔ یورپ میں بڑے [illegible] اور ماہرین سائنس اب بالکل برہنہ رہتے ہیں تو ان کا اخلاق درست ہوتا چاہیے۔ یہ مذہب والے کیا جانیں میں ناچتا بھی ہوں اور شراب بھی پیتا ہوں مگر کوئی کثرت سے تھوڑی پیتا ہوں جو [illegible] بھی دن بھر ناچنے میں کیا حرج ہے [illegible] بہترین ورزش ہے اور یہ [illegible] واقعہ ہے کہ اس کا اخلاق پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔

فیروز بھی [illegible] تھا کہ سلیم آگیا۔ سلیم اس کا ماموں زاد بھائی ، بی [illegible] لکھنؤ سے [illegible] میں [illegible] کی ڈگری لیکر آیا ہے مگر اس کی وضع قطع اور سر پر [illegible] پینے ہوئے چھوٹی سی داڑھی منہ پر۔

فیروز نے دیکھتے ہی کہا کہئے مولوی صاحب !

سلیم نے ہنس کر کہا بھئی یہ مولوی صاحب کیا تمہیں کیا [illegible] ہے جو اس قدر [illegible] کے [illegible] نہیں آپ ہی مولوی صاحب ہیں۔ قدامت پسند پرانے خیال کے [illegible] آپ نے [illegible] صاحب فرما رہے تھے کہ نیکر پہننا ناجائز ہے اور عریانی ہے آپ ہی تاکید کریں گا !

بیشک انہوں نے صحیح کہا ، بے حیائی عریانی تو ہے ہی اور میاں فیروز یہ قدامت پسند کیا لفظ ہے [illegible] کہ تم اسے گالی کی طرح استعمال کرتے ہو۔

فیروز - کیوں ! قدامت پسند ہی لوگ ہیں جو [illegible] [illegible] نہیں ، پنڈتوں پیروں [illegible] اور شیخوں کے توہمات پر اندھا دھند عامل ہیں۔

سلیم - سچ ہے آپ نے تعریف اچھی کی [illegible] قدامت پسند وہ ہیں جو [illegible] کے اقوال اور افعال کی پیروی کرتے ہیں ہی ؟

فیروز - بیشک

سلیم - [illegible] کے متعلق آپ کی کیا [illegible] کے لوگوں [illegible] کے اقوال [illegible] عمل کرتے ہیں [illegible] عمل کرتے [illegible]

سلیم ۔ جلدی نہ کرو ابھی منہ میرے سوال کا جواب [illegible] اس کا جواب ان کے متعلق کیا ہے ؟ !

فیروز - وہ بھی غلط ہے۔

سلیم - اچھا تو تم انھیں کیا کہو گے ؟

فیروز ! کیا کہا۔

سلیم - جس طرح ان کا تم نے ایک نام رکھ لیا ہے اس کو تم قدامت پسند کہتے ہو ان کو بھی تو کچھ کہو کر پہچان لیے۔ اور ہے [illegible] کیوں نہیں کہتے

فیروز - اچھا کہئے۔

اب مشکل یہ ہے کہ ابتدائی ابیات کا تم نے مطالعہ [illegible] سائنس [illegible] پڑھی قدیم دور وسطیٰ یا عصر حاضر کسی زمانے [illegible] ایف اے تک [illegible] کی تعلیم ابتدائی ہوتی ہے بیشک [illegible] بہت ہوا ، اتنا ماہر قابلیت ان دونوں پر فلسفی قدرت [illegible] ہو مگر ان سائنس اصول بحث تم نہیں کر سکو گے لہذا میں صرف تمہاری استعداد کے مطابق تم سے سوالات کرتا ہوں۔

فیروز کا چہرہ غصے کے مارے سرخ ہو گیا ۔ بگڑ کر بولا سلیم تم بھی اسے کیا ہو گئے ہو کسی کو خیال ہی میں نہیں لاتے جتنے دن تم نے لکھنؤ میں [illegible] ہے میں یہاں مطالعہ کرتا رہا ہوں۔

سلیم - بھئی تم تو خفا ہو گئے اس سے کوئی تحقیر تو میرا مقصود نہ تھا میں نے تو واقعہ کے طور پر کہا کہ اگر اس مسئلہ پر سائنٹفک اور فلسفیانہ گفتگو کیا ہو سکے گی اب مجبوراً ہی کرنا ہے کہ بحث کو دنیا کے ذاتی تجربات اور مشاہدات تک محدود کر دیا جائے۔

فیروز پر سلیم کی غیر محدود قابلیت کا رعب تو پہلے ہی سے بہت تھا مگر اس وقت کے تیور سے اس کو اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر میں نے کوئی بلند دعویٰ کر دیا اور پکڑا گیا تو دشواری ہو گی اس نے اس توہین کو گوارا کر کے کہا خیر یہ تمہیں اختیار حاصل ہے چاہے اصول سے بحث کرو یا فرع سے مگر ان پرانے مذہبی ڈھکوسلوں کا قائل نہیں ہوں۔

سلیم - اچھا میں سب سے پہلے آپ کے لباس ہی کو لیتا ہوں اسی سے آپکو بہت دلچسپی ہے یہ آپ نے نیکر پہننا کیوں شروع کیا اس میں کیا حکمت ہے اور اخلاق کی ترقی میں یہ کیونکر معاون ہے۔

فیروز - یہ اس زمانہ کے فیشن میں داخل ہے گرمی کے موسم میں جسم کو ہلکا رکھنا ہے بیشک اخلاق سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

سلیم - غنیمت ہے اخلاق عریب کو تو آپ کے جانچنے سے نجات ملی مگر کیا گرمی آپکی ٹانگوں کو ہی لگتی ہے پنڈلی جسم کا یہ وہی حصہ ہے جو ہمیشہ ڈھکا رہتا ہے مگر کل کائنات جسم پر موٹی اونی قمیص آپ نے پہن رکھی ہے اور ہوا کو نیکر کے اندر جانے کا راستہ بند کیا ہے بالکل محسوس نہیں کرتا۔

فیروز - کیوں صاحب اگر جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

[illegible]

[illegible] کھیل بہت فضول سے ہیں [illegible]

فیروز۔ نہیں یہ بات تو نہیں۔

سلیم۔ پھر کیا بات ہے۔

فیروز۔ یہ اس زمانے کے شائستہ لوگوں کا لباس ہے۔

سلیم۔ جس کو آپ نے بغیر اس کے فنی نقصانات پر غور کئے ہوئے اختیار کر لیا۔

فیروز۔ ہاں یونہی سمجھئے۔ اب ہر چیز میں حکمت تھوڑی دیکھی جاتی ہے۔

سلیم۔ میں تو ابھی اس بات کی حکمت اور چند دلائل گن کر [illegible] لباس کے معاملے میں تو تم نے اس کا اقرار کیا کہ تم نے یورپ والوں کی اندھی تقلید کی۔ حق تو یہ ہے یورپ اور امریکہ کے مشہور ماہرین اختراع لباس ابھی حال میں جمع ہوئے تھے انہوں نے یہ متفقہ فیصلہ دیا ہے کہ یورپ اور امریکہ کے مردوں کا لباس طبی حیثیت سے نہایت مضر صحت ہے۔ لباس ہلکا، ڈھیلا ڈھالا اور ایسا ہونا چاہیے جو جلد دھل سکے اس معیار پر ہم مشرقیوں کا لباس پورا اترتا ہے یہ بھی اسی ہفتے کے [illegible] میں [illegible] کمیشن کی کارروائی شائع ہوئی ہے جو لباس انہوں نے تجویز کیا ہے وہ قریب قریب عربوں کا سا ہے۔

فیروز۔ واقعی یورپ کے ماہرین اختراع لباس نے!

سلیم۔ جی ہاں۔

فیروز۔ اچھا میں تم ہی سے پوچھتا ہوں کہ مرد اور عورتوں کے ساتھ ناچنے میں کیا حرج ہے کیا یہ صحت اور اخلاق دونوں کے لئے بہتر نہیں۔

سلیم۔ صحت کے لئے تو شاید آپ اس کو اس اعتبار سے مفید سمجھتے ہیں کہ اس میں ہاتھ پیر چلائے جاتے ہیں مگر اخلاق کے لئے کیونکر مفید ہے۔

فیروز۔ بھئی مرد اور عورتیں ایک جگہ جمع ہوتے ہیں وہ جو ایک فضول جھجک ہوتی ہے وہ دور ہو جاتی ہے ایک دوسرے کے ساتھ نرمی اور تواضع سے پیش آنے کی عادت پیدا ہوتی ہے یورپ کی عورتوں کو آپ دیکھئے جب ملتے ہیں تو مسکراہٹ کے ساتھ ملتی ہیں [illegible] مرد بھی نہایت خوش مزاج ہوتے ہیں یہ سب ان کی اجتماعی مخلوط تفریحی سرگرمیوں ہی کا نتیجہ ہے۔

سلیم۔ ان مخلوط تفریحی سرگرمیوں کے دوسرے نتائج پر بھی ذرا غور ہو جائے۔

فیروز۔ وہ کیا۔

سلیم۔ وہ جو آپ مس [illegible] کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اور سینہ سے سینہ ملا کر ناچتے ہیں اور اس سے جو آپ کے رگ و پے میں ایک ارتعاش اور ایک سنسنی ہوتی ہے۔

فیروز۔ جی نہیں یہ سب فضول بات ہے۔

سلیم۔ اچھا اگر فضول بات ہے تو آپ نے کبھی مسز [illegible] کو اپنا شریک رقص کیوں نہیں بنایا۔

فیروز۔ لاحول ولا قوۃ اس کی تو صورت دیکھ کر نفرت آتی ہے۔

سلیم۔ جب صرف اخلاق کی اصلاح اور ورزش ہی مقصود ہے تو میرے خیال میں مسز [illegible] کا ہاتھ ناچنے کے لئے زیادہ موزوں ہے ایک تو یہ کہ اس سے ایک حسین و جمیل کی ترجیح کا اظہار ہوتا ہے اور دوسرے یہ کہ اس کا [illegible] دل [illegible] کا کوئی [illegible]

[illegible]

سلیم۔ [illegible]

فیروز۔ [illegible]

سلیم۔ مگر یہ صرف وہ چیزیں ہیں جو [illegible] بھلا کر آتی ہیں [illegible] سے روکتی ہیں اس کا تعلق اخلاق سے کچھ نہیں۔

فیروز۔ خدایا! یہ تو [illegible] جس نے فلسفہ کے دماغ کو تنگ، فکر کو محدود اور [illegible] کر دیا ہے۔

سلیم۔ یہ کیونکر؟

فیروز۔ جس کو دیکھا نہیں، سمجھ سکتے نہیں جس کے وجود کی کوئی قابل وثوق شہادت نہیں اسے کیونکر مانیں۔

سلیم۔ صحیح ہے۔ مگر [illegible] آپ [illegible] کی تعریف کرتے ہیں [illegible] کہ اس نے جراثیم کی حیات [illegible] کیا آپ نے خود کسی [illegible] چلتے پھرتے [illegible] مارتے ہوئے اور زندہ دیکھا ہے۔

فیروز۔ نہیں مگر سارے اخباروں میں اس کا ذکر ہے تمام یورپ اس کی تعریف کر رہا ہے اب ایسا [illegible] کیا ہے کہ [illegible] ہو اور سب اس کی قابلیت کو تسلیم کر لیتے ہیں سائنس [illegible] کے نازک آلات کو استعمال نہیں کر سکتا اور میری نظر میں [illegible] احساس پیدا ہوا ہے جس سے جراثیم کی حیات دیکھی اور سمجھی جا سکیں اس لئے ذاتی تجربہ کیسے ممکن ہے؟

سلیم۔ ٹھیک ہے۔ مگر الٰہیات میں آپ کو کامل [illegible] حاصل ہے وہ تمام مدارج آپ نے طے کر لئے ہیں آپ کی روح اور قلب میں لطافت پیدا ہو چکی ہے لہٰذا آپ نے محسوس کر لیا کہ خدا کا وجود نہیں اور جتنے پیغمبر اور اولیاء [illegible] ہوئے ہیں سب جھوٹے تھے اور اس زمانے کے [illegible] سائنس کے مقابلہ میں بالکل غیر معتبر تھے۔

فیروز۔ نہیں ایسا تو نہیں۔ مگر تمام یورپ کے فلسفی اور سائنس داں ان پر اعتراض کرتے ہیں۔

سلیم۔ اچھا تو آپ کے کسی بات کو ماننے اور نہ ماننے کا انحصار اس پر ہے کہ یورپ کے فلسفیوں اور ماہرین سائنس نے اس کو مانا ہے یا نہیں اگر یہ ہے تو آپ نے کسی بات کی تحقیق نہیں کی ان معاملات میں آپ یورپ کی اندھی تقلید کر رہے ہیں۔

فیروز۔ یعنی تم تو فضول بحث کرتے ہو [illegible] اندھی تقلید کیسی ہو گئی!

سلیم۔ اچھا [illegible]

فیروز۔ [illegible]

سلیم [illegible] کے متعلق [illegible] بیان ہو۔

فیروزہ۔ [illegible] اب ہر وقت [illegible] رہتا ہے اس کا [illegible] ہے کہ خدا ایک نہیں [illegible] کا نام ہے جب کی نوشت [illegible] ہے جب کوئی [illegible] ہے تب سب قصہ ختم [illegible] سے [illegible] ہونا چاہیے

سلیم نے [illegible] بنگل زندہ نہیں [illegible] بنگل کا نام آپ نے کہاں [illegible] قریب ہے تو یہ [illegible] سمجھے کہ آپ کا

نفس [illegible] ہے اور [illegible] مذہب کی قیود سے [illegible] اپنی لاعلمی کے سبب آپ کے دل پر یورپ کا رعب ہے افسوس ہے [illegible] پھر تم کرو تو یہ بدنصیب آدمی میل بھی مذہب ہی کی قیود ہی میں [illegible] ہے مذہب ہے کیا چیز فی الحقیقت اخلاقیات کا مستند ضابطہ ہے جو شخص مذہب سے بے بہرہ ہے وہ اخلاق سے بھی محروم ہے۔

فیروزہ۔ بس بیگم وہ میرا اچھا چھوڑ [illegible] اختیار کر رہی تھی آج اس سے وعدہ ہے [illegible] میاں کو دیکھے بجائے آج وہ سو روپے کی ضرورت تھی کسی طرح نہ دیتے فیروزہ نے چھتری اٹھائی اور سلیم کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔

کیا شان ہے خدا کی

[illegible]

اب ہماری سنیے

[illegible]

معاونین مولوی

جب ان صاحبان کے [illegible] معاونین [illegible] اشاعت [illegible]

[illegible] اللہم [illegible]

[illegible] احسن [illegible]

نام معاونین	تعداد
جناب محمد ظہیر الدین صاحب گجرات	۲
محمد الدین صاحب [illegible]	۱
حکیم [illegible] عالم صاحب [illegible]	۱
عبدالمجیب صاحب [illegible]	۱
عبدالکریم صاحب [illegible]	۲
محمد حسین صاحب کراچی	۱
عبدالمنان صاحب [illegible]	۱
عزیز الحق صاحب گیا	۳
محمد اسماعیل صاحب [illegible]	۳
غلام محمد صاحب [illegible]	۱
سعادت خان صاحب [illegible]	۲
بابو [illegible] علی صاحب [illegible]	۳
میرزا عثمان [illegible] صاحب [illegible]	۴
حکیم محمد اسحاق صاحب [illegible]	۵
مولوی عبدالعزیز [illegible]	۳
محمد بخش صاحب [illegible]	۳
محمد علی صاحب ساکن [illegible]	۱
مولوی عبدالستار صاحب [illegible]	۲
سید علی صاحب [illegible]	۲
سید عبدالقادر صاحب [illegible]	۲
میرزا شاہ علی بیگ صاحب [illegible]	۵
کرم الٰہی صاحب [illegible] جہلم	۱
رفیق احمد صاحب [illegible]	۴
[illegible] عنایت اللہ صاحب [illegible]	۲
حافظ محمد اسماعیل صاحب [illegible]	۱
جناب [illegible] علی صاحب [illegible]	۵
سید [illegible] علی صاحب [illegible]	۱
سید عبداللطیف صاحب [illegible]	۲
سید علی محمد صاحب [illegible]	۲
محمد حامد اشرف صاحب [illegible]	۲
[illegible] عبدالوہاب صاحب [illegible]	۲
ملک احمد [illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] علی صاحب [illegible]	۱
[illegible]	[illegible]

نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد
جناب محمد حنیف صاحب [illegible]	۱	جناب مولوی احمد اللہ صاحب [illegible]	۳
[illegible] اسماعیل صاحب [illegible]	۱	برکت علی صاحب [illegible]	۱
عبدالمجید عبدالحفیظ صاحب [illegible]	۲	محمد محبت علی صاحب [illegible]	۳
شیخ قطب الدین صاحب [illegible]	۱	خریدار نمبر ۵۱۵۳ [illegible]	۳
عبدالرزاق صاحب [illegible]	۲	[illegible]	۴
ننگر خان صاحب [illegible]	۱	[illegible] صاحب [illegible]	۳
سید برہان الدین صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱
ایم۔ اے صدیقی صاحب [illegible]	۱	محمد صدیق صاحب [illegible]	۳
صدیق احمد صاحب [illegible]	۳	[illegible]	۲
ذکی حسین صاحب مرادآباد	۲	سید محبت علی صاحب [illegible]	۱
محمود علی صاحب کانپور	۴	لطیف محمد صاحب [illegible]	۲
اللہ بخش صاحب رحیم یار خان	۱	[illegible] صاحب [illegible]	۱
خدا بخش صاحب رحیم یار خان	۲	عبدالرحمن صاحب [illegible]	۲
شیخ عبدالامیر صاحب [illegible]	۳	[illegible]	۱
عبدالرزاق صاحب [illegible]	۱	شیخ بادشاہ صاحب [illegible]	۳
سلیمان احمد صاحب ہزاری باغ	۲	ملک احمد صاحب [illegible]	۳
محسن رضا صاحب نینی تال	۳	الفت حسین صاحب [illegible]	۱
مطیع الرحمان صاحب [illegible]	۱	مولوی عبدالمجید صاحب [illegible]	۲
قاضی عبدالحکیم صاحب راجپورہ	۲	محمد عنایت اللہ صاحب [illegible]	۲
اشرف علی صاحب [illegible]	۲	غلام محمد صاحب [illegible]	۱
امیر شاہ صاحب [illegible]	۱	شیخ کمال صاحب [illegible]	۲
محمد یحییٰ صاحب فیض آباد	۲	غلام محی الدین صاحب [illegible]	۳
محمد خلیل صاحب [illegible]	۱	میرزا [illegible] بیگ صاحب	۱
محمد اسحاق حسین صاحب [illegible]	۳	جناب امیر شاہ صاحب [illegible]	۲
رحمت اللہ صاحب لاہور	۱	محمد [illegible] صاحب [illegible]	۱
رفیق احمد صاحب کلکتہ	۲	[illegible] علی صاحب [illegible]	۱
مستری عبدالغنی صاحب [illegible]	۵	ڈاکٹر نواب علی صاحب [illegible]	۱
محمد خلیل صاحب [illegible]	۱۱	[illegible] خاں صاحب [illegible]	۱
عبدالغنی صاحب [illegible] لاہور	۱	محمد مقبول صاحب [illegible]	۲
مولانا ابو سعید صاحب [illegible]	۲	محمد جمیل صاحب [illegible]	۲
سید محمد امین صاحب [illegible]	۱	چودھری اللہ دتہ صاحب [illegible]	۱
نظام علی صاحب [illegible]	۲	محمد [illegible] صاحب [illegible]	۱
حکیم فضل محمد صاحب [illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]	۱
اختر الزمان صاحب [illegible]	۳	[illegible] تفضل حسین صاحب [illegible]	۲
بی آئی [illegible] صاحب [illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]	۲
این آئی قادری صاحب [illegible]	۱	میرزا [illegible] بیگ صاحب [illegible]	۱
[illegible]	۲	رحمت شاہ صاحب [illegible]	۲
عثمان غنی صاحب [illegible]	۲	[illegible] خاں صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲	[illegible] رضا صاحب [illegible]	۲
[illegible]	۱	[illegible]	۲

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲	[illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]	۲	میر محمد [illegible] صاحب جالندھر
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible] صاحب [illegible]	۱	[illegible] صاحب مونگھیر
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱	[illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]	۱	حامد حسین صاحب اٹاوہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲	[illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]	۱	[illegible] صاحب اٹاوہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible] صاحب [illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible] صاحب [illegible]	۳	خان بیگ صاحب گوجرانوالہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲	[illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]	۳	عنایت احمد صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible] صاحب [illegible]	۲	سید حسن رضا صاحب نینی تال
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱	[illegible]	۵	[illegible] صاحب [illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۳	[illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]	۳	عنایت اللہ صاحب لاہور
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲	[illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]	۲	ڈاکٹر عزیز الرحمٰن صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱	[illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]	۱	عبد الرزاق صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱	[illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]	۵	[illegible] صاحب کراچی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲	[illegible]	۱	[illegible] صاحب [illegible]	۵	سید حسن زیدی صاحب حیدرآباد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲	[illegible]	۱	[illegible] صاحب [illegible]	۵	شیخ فضل الٰہی صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۳	[illegible]	۳	[illegible] صاحب [illegible]	۵	شیخ عبد الرشید صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	محمد قمر الدین صاحب الہ آباد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] صاحب لکھنؤ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	غلام سرور صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	یوسف علی صاحب سکندرآباد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	حکیم بہاء الدین صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	شبیر علی صاحب جالندھر
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	سید محمد حسین صاحب دہلی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	سید میاں قطب الدین صاحب
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایم اے [illegible] صاحب بنارس
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	نور محمد صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	عبد السبحان صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	محمد حبیب اللہ صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] خان صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	عبد الغفور خان صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بہشتی زیور کامل مجلد

[illegible] کامل [illegible]
گیارہ حصے [illegible]
حصہ [illegible] مسائل حصہ ۳
زکوٰۃ، حج [illegible] حصہ ۴ [illegible]
حصہ [illegible] معاشرت
زوجین [illegible] تہذیب اخلاق
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] مجلد [illegible] محصول [illegible]

فلاحِ دین و دنیا

[illegible] کتابوں کی
[illegible] دینی اور دنیاوی
مسائل [illegible] دنیا کی بنیاد
اور [illegible] کی ایسی کوئی صورت نہیں
[illegible] یہ کتاب ہندوستان بھر میں
[illegible] نماز کی فرضیت
[illegible] نہایت کمل دینی [illegible]
یہ کتاب [illegible] بدست [illegible]
دنیادار اور ایک دانشمند فلاسفر موجود ہے، قیمت
مجلد [illegible] محصول ڈاک ۱۰

مذہبی معلومات

[illegible] مذہب [illegible]
مسلمان تو کہتے ہیں، لیکن اسلامی تعلیم [illegible]
ہیں اور جب ان سے مذہبی واقفیت سب
پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اردو میں ایسی کوئی
کتاب ہی نہیں جو ہم کو مطمئن کر سکے اور کم سے کم وقت
میں ہم زیادہ اسلامی معلومات حاصل کر سکیں ایسے
لوگوں کو چاہئے کہ وہ مذہبی معلومات کا مطالعہ کریں
جو تمام اسلامی تعلیم کی روح ہے جس میں صدہا مسائل
درج ہیں [illegible] کے معلوم کرنے کے لئے لوگ [illegible]
پر شوکرتی کہلاتے پھرتے ہیں اس کتاب کو [illegible]
[illegible] نہیں بنایا گیا قیمت [illegible]

دینی ضروریات

[illegible]
[illegible]
[illegible] اس وقت [illegible]
سکتا [illegible] معلومات [illegible]
[illegible]
[illegible] اس کتاب میں یہ ہے مذہبی معلومات
کے متعلق [illegible] کوئی ضروری بات نظر انداز نہیں
ہوئی، انداز بیان نہایت سلیس اور دلنشین ہے
اور یہ بھی [illegible] ہر شخص کے مطالعہ [illegible]
[illegible] قیمت بھی بہت کم ۔۔ صفحات قیمت [illegible]
[illegible] صرف آٹھ آنے، محصول ۵ کل [illegible]

تفسیر سورہ یٰسین

تفسیر [illegible] بہ جلد عبادت دلچسپ
[illegible] عقلی دلائل
[illegible] تفسیر [illegible]
[illegible] اور تفسیر [illegible]
[illegible] تفسیر [illegible] ہے اور [illegible]
[illegible] کو ذہن نشین
کیا [illegible]
تفسیر [illegible] تفسیر [illegible] ہے اور [illegible]
ایک ایک [illegible] تفصیل [illegible] کیا گیا ہے
گویا [illegible] اس کتاب [illegible]
[illegible] قیمت صرف آٹھ آنے [illegible]

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب [illegible] سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن حقیقت
میں مذہب اسلام سے متعلق ایک جامع تفسیر ہے جس میں
سب [illegible] ہیں، نئی روشنی میں قرآن کی
تفسیر [illegible] اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل
اسلام [illegible] کی روشنی میں ملائکہ اور جنات اور
[illegible] انبیائے کرام کی فطری
[illegible] عذاب قبر کا عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ
ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت، [illegible]
[illegible] صداقت رسول، قرآن مجید [illegible]
[illegible] علامہ [illegible]
[illegible] قیمت آٹھ آنے محصول ۳ر

تفسیر لبت سورہ

نماز پڑھتے ہیں، خدا کی حضوری پانچ وقت نصیب
ہوتی ہے اور اس سے راز و نیاز کرتے ہیں، لیکن ہم میں
کہ ہمیں خبر نہیں کہ ہم نے کیا کہا، اور اس نے کیا سنا
[illegible] منہ پر ہاتھ پھیرے اور چل دیئے
کردیں، نماز میں عام طور سے جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں
ان کی یہ تفسیر ہے، یہ تفسیر پڑھنے کے بعد نماز کا لطف [illegible]
کیونکہ ہر وہ نکتہ نماز پڑھنے میں دل نشین ہوگا جو اس
کتاب میں ہے، واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں
کہ آپ کی نماز نماز ہو جائے تو پھر یہ لبت سورہ
ضرور منگائیے ۲۲۰ صفحے مجلد کتاب ہے
قیمت آٹھ آنے محصول [illegible] کل ۱۰ر

تفسیر ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر ہے مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم
اسی سے شروع ہوتی ہے، کوئی مسلمان ایسا نہیں
ہوگا جس کو یہ سورت یاد نہ ہو لیکن آپ نے یہ سوچا
بھی کہ اس میں کیا کیا معارف ہیں، اس کتاب میں
الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ دو سو
صفحوں میں آگئے ہیں، اولیاء اللہ کی [illegible]
[illegible] اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ حیرت میں آجائیں
حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی
حنفیہ عقائد کی آئینہ دار ہے اور اس میں صدہا مسائل
بھی ہیں ضخامت دو سو صفحات قیمت [illegible] اب
[illegible] قیمت ہے، محصول ڈاک، کل [illegible]

نماز کی پانچوں مجلد

یہ کتاب [illegible] کی حیثیت [illegible]
[illegible]
[illegible] جاتے
ہیں [illegible] نماز کی حقیقت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کتاب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے، لیکن
باطن میں اس کے ہزاروں فلسفے پنہاں ہیں جو
ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے
ہیں اس کتاب کے پڑھنے کے بعد آپ حیرت میں
[illegible] انسانوں کی [illegible]
[illegible] ہے اس کے علاوہ [illegible]
[illegible] نماز [illegible]
[illegible] اور تنہا نماز [illegible]
[illegible]
[illegible] کتاب [illegible] الصلوٰۃ
[illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

نماز و مسائل جمعہ

مسلمانوں کے ہفت روزہ اجتماع دینی کا فلسفہ نماز
جمعہ کے متعلق پوری مذہبی سیاسی اور معاشرتی معلومات
مولوی سید نذیر الحق صاحب مصنف کتاب الاسلام کی
[illegible] کتاب ہے اس کتاب سے مسلمانوں کی معلومات
میں بیش بہا اضافہ ہوگا، اس کتاب کو پڑھنے
کے بعد معلوم ہوگا، کہ جمعہ کی فضیلت کیا ہے اور نماز
جمعہ کی شرکت خطبہ اگر اس کو صحیح ترتیب و اصول
سے ادا کیا جائے تو کس درجہ ہماری قومی ترقی کا موجب
ہو سکتا ہے اس کے علاوہ نماز جمعہ کے پورے پورے
مسائل ہیں، یہ کتاب ہر ایک صاحب معرفت
اور مذہبی [illegible] قیمت ۴ر اور کتابوں کے
ساتھ منگائیے

آداب عبادت

حجۃ الاسلام علامہ محمد غزالی کی کتاب کا آسان و سلیس
ترجمہ جس میں حسب ذیل آداب ہیں، نیند سے بیدار ہو
پاخانہ جانا، وضو کے آداب، غسل کے آداب تیمم،
مسجد کا داخلہ، طلوع آفتاب سے زوال تک کے
آداب، تمام نمازوں کے آداب، سونے کے آداب
امامت و اقتدا کے آداب جمعہ کے آداب روزوں
کے آداب، گناہوں سے اجتناب کا بیان، دل
کی معصیتوں کا بیان، خدا کے ساتھ آداب صحبت
و معاشرت نیز مخلوق کے ساتھ معاملات کا بیان
[illegible] طاعت کے آداب، گناہوں
سے بچنا، اور مخلوق سے ملنا جلنا، قیمت ۴ر

دلائل الخیرات

[illegible]

جواہر القرآن

[illegible]

بارہ سورۃ مجلد

[illegible]

مناجات مقبول

[illegible]

قرآنی دعائیں موثر

آپ کی دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں اس لئے کہ آپ دعا
مانگنے کے طریقے سے ناواقف ہیں، اگر آپ اس سے
واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپ کی ہر
دعا قبول ہے۔ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد
ہو جائیں گے مفلس ہیں تو زردار ہو جائیں گے، بیمار
ہیں تو تندرست رہیں گے، فراق کشیدہ ہیں تو وصال
نصیب ہوں گے، پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے
غرضیکہ آپ کی ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں
کیونکہ ایسے طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی
[illegible] بہت ہی مقبول [illegible]
قیمت [illegible] محصول [illegible]

پیغمبری دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول پاک کی
[illegible] آثار سلف و بزرگان دین کے مجرب معمولات
اور اوراد و وظائف لکھے گئے ہیں، جن کے مقبول ہونے میں
آپ کو کسی کو شبہ نہ ہوگا، اس میں وہ دعائیں ہیں
جو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں
کو تعلیم فرمائی ہیں، یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت
نے کی ہیں اور صحابہ و ازواج کو حضور نے تلقین کیں
خدا کی اپنی اور رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں
جو حضرت نے مانگیں اور صحابہ و ازواج کو تلقین
شدہ دعائیں اس قدر موثر ہیں [illegible] قیمت
صرف [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

مجموعہ اعمال قرآنی

آیات قرآنی سے مجربات لاثانی از علامہ حضرت
شاہ اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے تجربہ کی
اور روحانیت کے راز ربانی کا کرشمہ [illegible]
آپ نے قرآن شریف کے مضمون اعمال [illegible]
اور دنیا کا کوئی [illegible] میں ایک بھی [illegible]
نہیں چھوڑی ہے جس کا [illegible] اس کتاب میں نہ ہو
[illegible]
[illegible]
[illegible] اصل قیمت [illegible] اب
تو کتاب [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

اوراد و وظائف

[illegible]

تسخیر القلوب

[illegible]

مرنے سے پہلے

[illegible]

مرنے کے بعد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بارہ مجالس مجلد

[illegible] کتاب [illegible]
[illegible] تعالیٰ (۲)
[illegible] (۳) [illegible] (۴) بعثت
حالات (۵) ختم نبوت (۶) فضائل رسول
اسوہ رسول (۸) محبت رسول (۹) فضائل
و اخلاق (۱۰) معاشرت (۱۱) اسلامی وراثت
(۱۲) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۳) [illegible]
کربلا یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے اور آسان
لفظوں میں سب سے بہتر کتاب ہے اسکی خوبی یہ
کہ بہت تھوڑی اردو جاننے والے بھی بہت آسانی
سے پڑھ لیتے ہیں۔ قیمت مجلد ۱۲ر محصول مر

خطبات محمدی

یہ وہ مقبول عام منفی خطبے ہیں جو صرف ماہ
[illegible] سے چھ۔ ۰۰۰ و ساجد [illegible]
جانے لگے ہیں وہ خطبات ہیں جن کے پڑھنے کا
سے پہلے تمام خطبات [illegible] ہو گئے ہیں
کیونکہ [illegible] خطبے ہیں، ہر خطبے کے متعلق
ہیں اور آخر میں نظم، پھر خطبہ ثانی اس کتاب
کے شائع ہو جانے سے مسلمانوں کی بہت بڑی
ضرورت رفع ہو گئی اس کتاب میں ہر ماہ کے پانچ
خطبے ہیں اس کے علاوہ دو خطبے عید کے ہیں
بہت دلنشین عام فہم انداز بیان ہے ہر خطبہ میں
[illegible] عربی، پھر اردو، پھر منظوم [illegible]

خطبات [illegible] مجلد

[illegible]

ریاض سیف الحق

[illegible]

شرح مثنوی مولانا روم

مثنوی شریف کی عبارات شان مخلوط بیان
یہ وہ کتاب ہے جو عالم تصوف کی جان
یہ وہ کتاب ہے جو تشنہ کامان حقیقت کو
[illegible] یہ وہ کتاب ہے جس کو یہ شرف
حاصل ہے کہ [illegible] سے خوب تک سیر آ
ہو جاتے ہیں صوفی صافی ایسا نہیں جو اس
کتاب سے مستغنی ہو صوفیوں کو اس کی ضرورت
فاضلوں، [illegible]، اور فقیروں، [illegible]
کو اسکی ضرورت [illegible] کے لوگوں کو بہرحال
اسکی ضرورت ہے ضخامت ... صفحات قیمت
[illegible] صرف [illegible] محصول ڈاک [illegible]

تاریخ اسلام کامل مجلد

جلد چھ کی صرف ہے تین روپے جلد یا رہ تین روپے
بعثت رسول کریم سے لیکر ترکی جدید حکومت تک
(۱) اس میں سنہ ہجری سے ایک صدی پہلے سے [illegible]
رسول تک کے حالات شامل ہیں ۲۹۰ صفحات
(۲) اس میں خلافت راشدہ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان
و علی کی خلافتیں اور فتوحات اسلام ۸۸ صفحات
(۳) اس میں خلفاء بنی امیہ کی جہد حکومت اور
شہادت امام حسین مفصل درج ہے ۱۲۸ صفحات
(۴) اس میں خلفاء بنی عباس کے نام و کمال حالات
ہیں اور تاریخ عروج اسلام ضخامت ۹۶ صفحے
(۵) اس میں سلطنت عثمانیہ ترکوں کے حالات ہیں

[illegible] فاروق

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چہار [illegible] اولیا

[illegible]

امام ابو حنیفہ

کے حالات پڑھنا ہر حنفی مسلمان کے لیے ضروری ہے
کیونکہ جنکی نسبت پر وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات
سے بے خبر رہنا نہایت ہی نامناسب ہے سیرۃ النعمان
علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے، امام صاحب کے حالات
علمی کارناموں، شاگردوں اور فقہ و درس کے سلسل
کے معلوم کرنے کے لیے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ
کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے نکات علمی بیان کیے
ہیں جن سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور
حقیقت میں امام موصوف کا پایہ بالا متیاز فن
ہے۔ ضخامت ... صفحات مجلد کتاب ہے
قیمت [illegible] محصول ڈاک

قیر ات کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول کریم تک
جتنے نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن شریف
میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہے بڑی مستند
احادیث سے منتخب ہے ۴۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب
انبیاء کے حالات قطبوں کی ترکیب و نیز معارف
سے بھرے ہیں سب سے اہم ترین چیز اس کتاب
کی یہ ہے کہ دیگر مستند کتب ترتیب یافتہ کے
مقابلہ میں [illegible] کی عبادتوں اور عملی
[illegible] عبادت الٰہی کی تشریح پیدا ہوتی ہے
[illegible] کتاب ہے جو بہت کم مجلد بارہ آنے
۱۲ر محصول ڈاک ۹ر [illegible] پریس دہلی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مونسٹر انگلش ٹیچر

[illegible]

مرقاۃ العربیہ

ایک مدت سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا
حاصل کرنا مشکل ہے، مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور
کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ لائق مصنف نے قواعد
کی ترتیب اس خوش اسلوبی سے قائم کی ہے کہ [illegible]
[illegible] اس کتاب سے [illegible]
سکتا ہے، تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہیں
جس کے متعلق پہلے سے بتا دیا ہو، ہر نئے [illegible]
کے لئے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں
قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالیں
اس قاعدہ کی تشریح ہے، ہر سہ جلد کی قیمت
[illegible] روپیہ محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

فارسی بول چال

ہندوستان کی درسگاہوں میں فارسی [illegible]
کتاب یہ فارسی بول چال ہے جو جناب [illegible]
سے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے
فاضل حضرت نے [illegible] سال کی [illegible]
فارسی زبان کو اردو میں [illegible] کتاب
[illegible]
[illegible] کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

کریم اللغات مجلد

[illegible]

اسرار صنعت

[illegible]

اسرار [illegible]

[illegible]

[illegible]

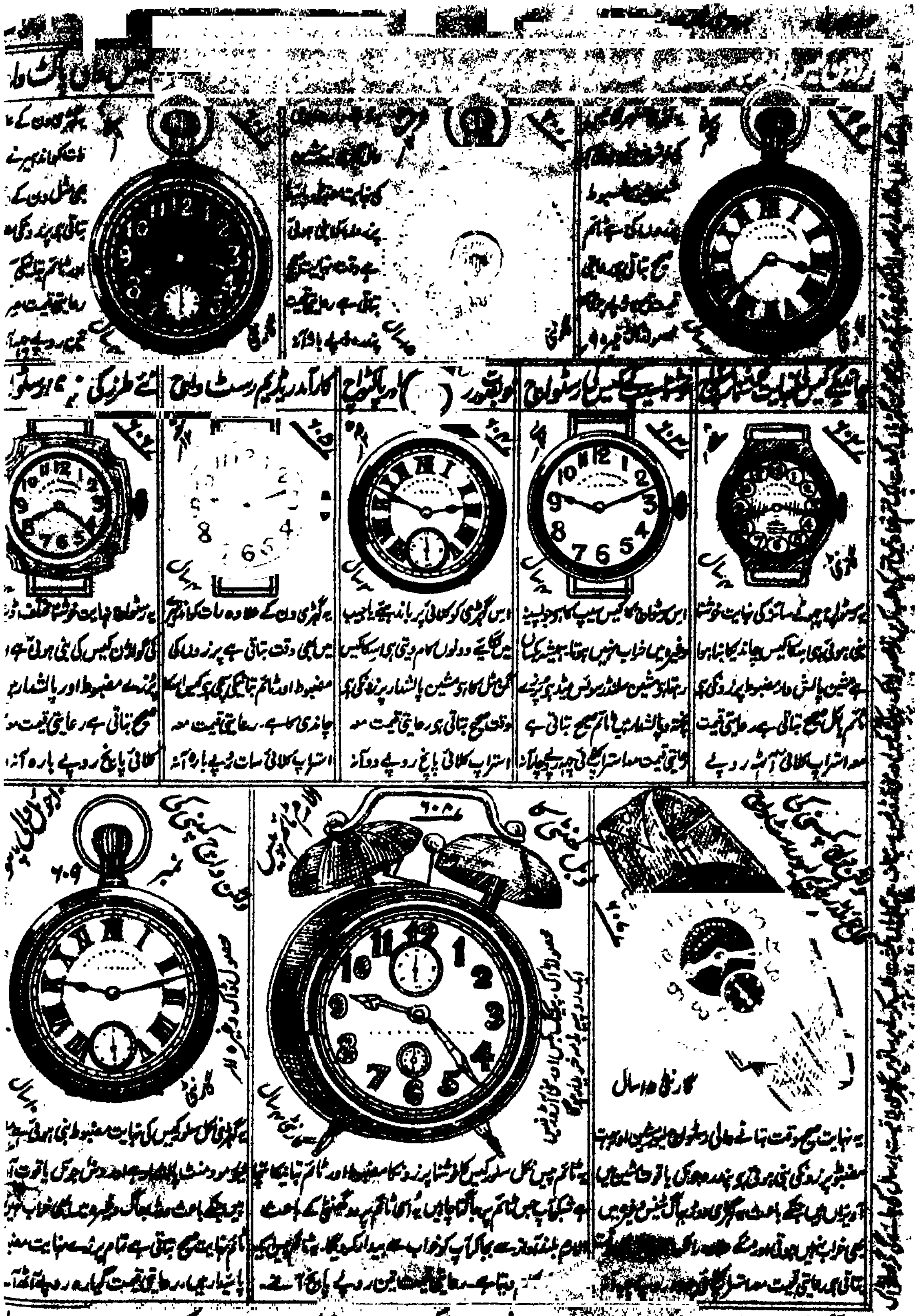
[illegible]

[illegible] رمضان

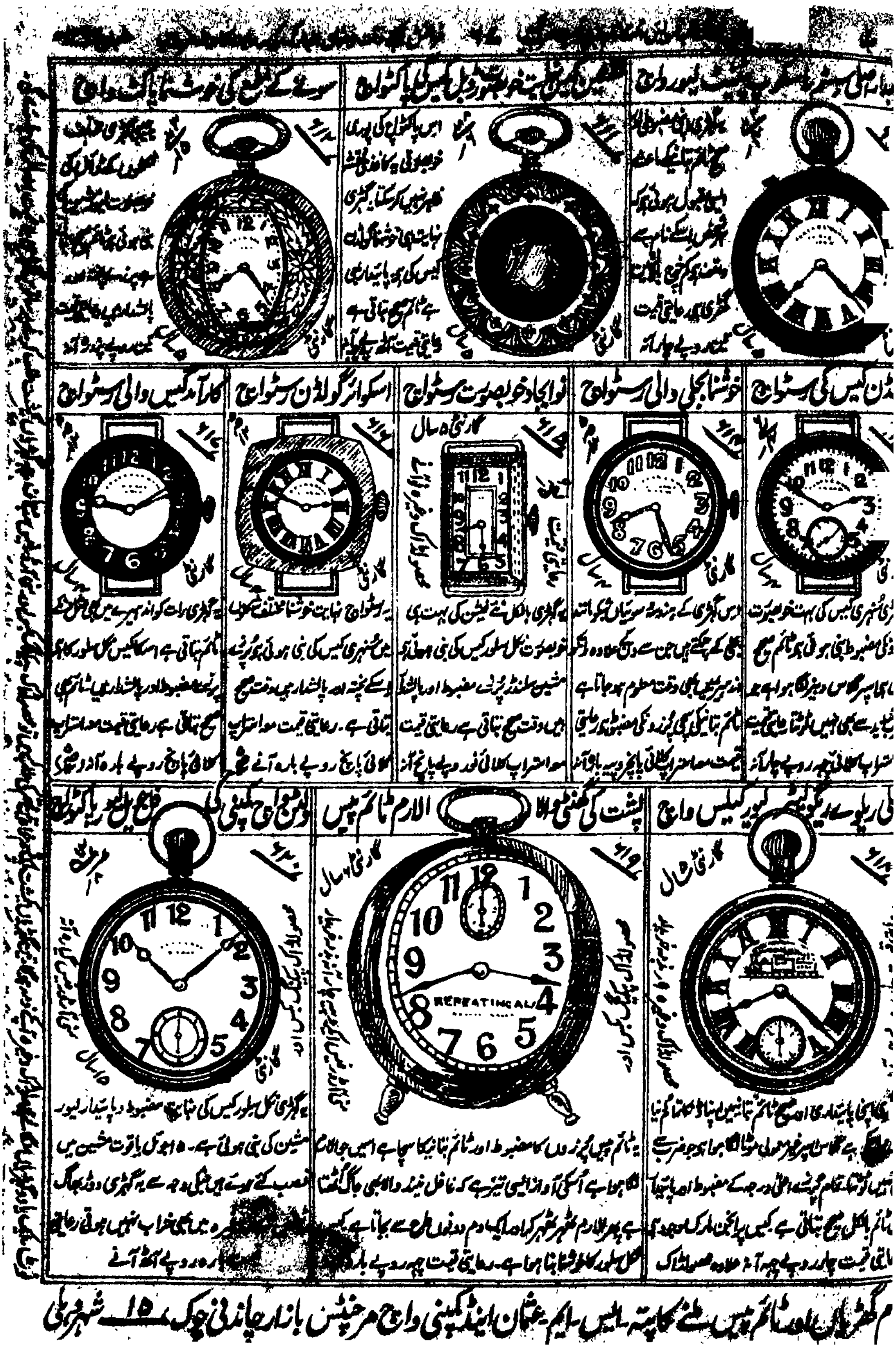
[illegible]

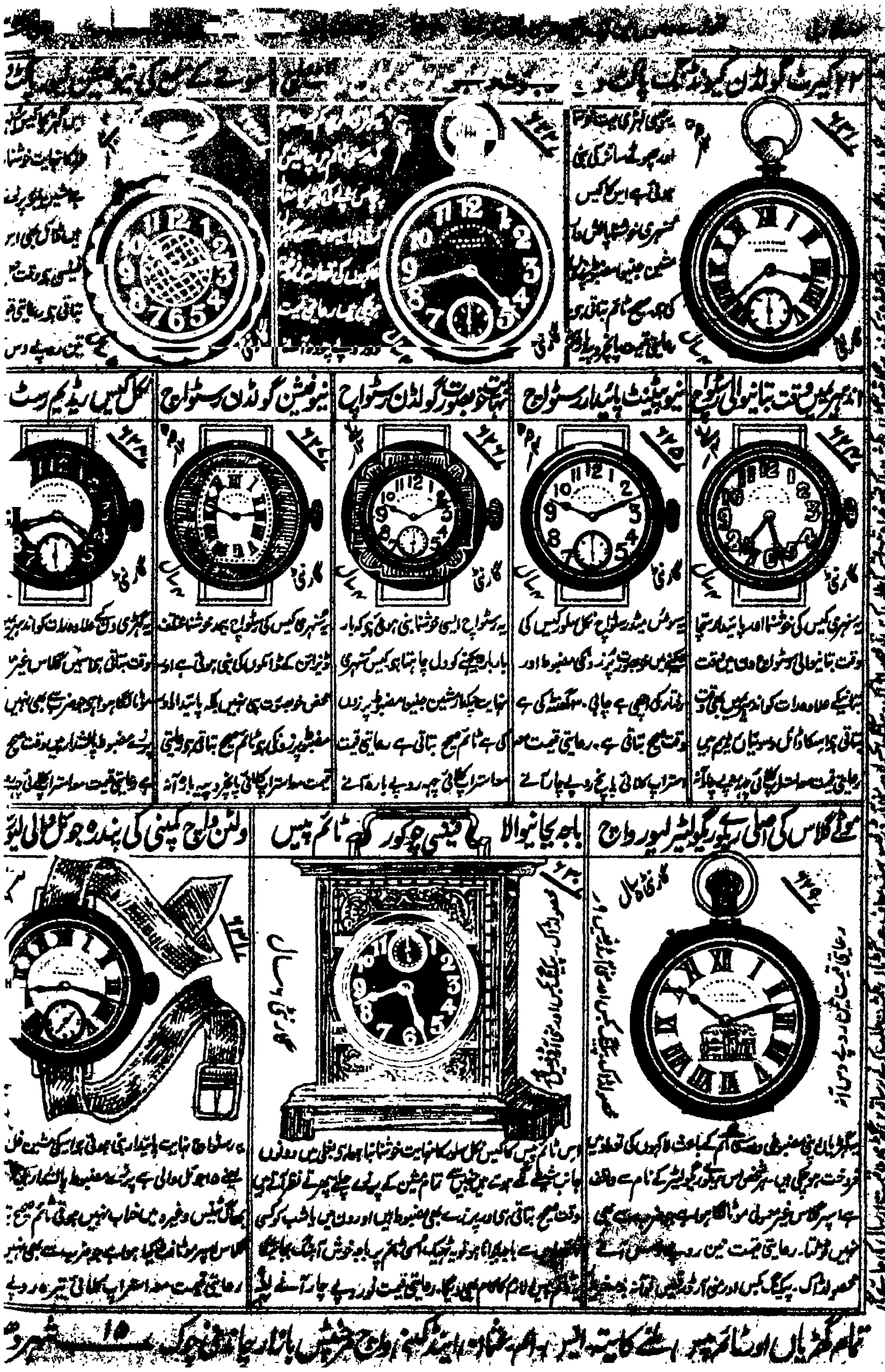


رعایت کا مبارک مہینہ
جو سال میں ایک ہی بار آتا ہے اس سے ضرور فائدہ اٹھائیے
خوشنما و پائیدار رسٹ واچ
حیرت انگیز بغیر سوئیوں کی رسٹ واچ
پائیدار نیو پیٹنٹ رسٹ واچ
خوبصورت اٹھ پہل رسٹ واچ
چراغ گولڈن رسٹ واچ
والا الارم دار ٹائم پیس
S.M. USMAN & CO
تمام گھڑیاں اور ٹائم پیس ملنے کا پتہ ایس ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۵ شہر دہلی



تمام گھڑیاں ارشاد ٹائم پیس ملنے کا پتہ۔ ایس ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس


سونے کے ملمع کی خوشنما پاکٹ واچ
کلاں آمد کیس والی رسٹ واچ
اسکوائر گولڈن رسٹ واچ
خوشنما بجلی والی رسٹ واچ
الارم ٹائم پیس
REPEATING ALARM
م گھڑیاں اور ٹائم پیس ملنے کا پتہ ایس ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس بازار چاندنی چوک نمبر 15 شہر دہلی

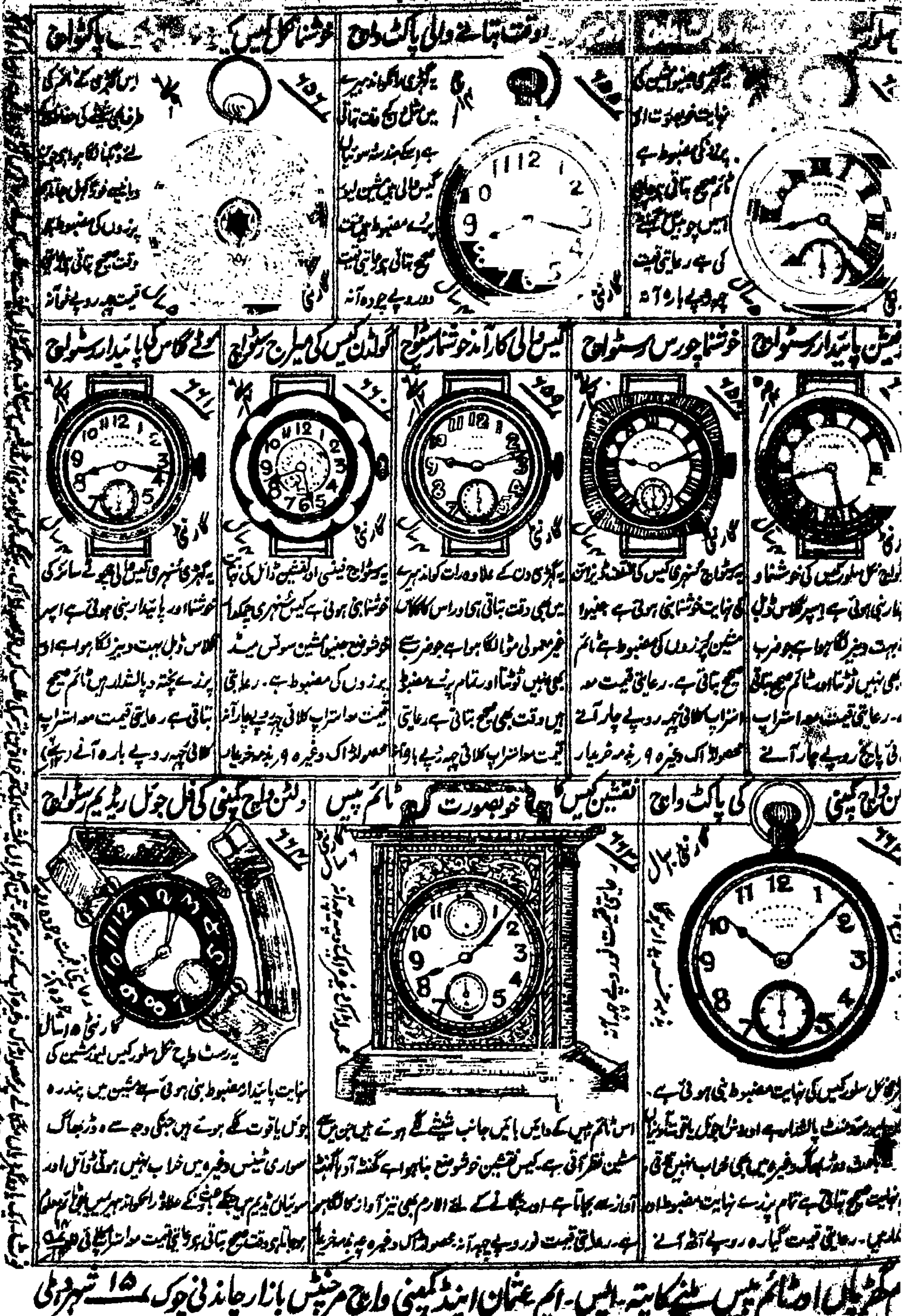

گیرٹ گولڈن کیوڈیٹ پاکٹ واچ
ادھر ہمیں قیمت بتانیوالی رسٹ واچ
یہ سنہری کیس کی خوشنما اور پائیدار سچا وقت بتانیوالی رسٹ واچ دن میں وقت بتانیکے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے اسکا ڈائل دسوئیاں ریڈیم ہیں
نیو پیٹنٹ پائیدار رسٹ واچ
یہ سوئس میڈ رسٹ واچ نکل سلور کیس کی دیکھنے میں خوبصورت پرزے مضبوط اور رفتار کی اچھی ہے چابی ۳۰ گھنٹہ کی ہے وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت
نہایت خوبصورت گولڈن رسٹ واچ
یہ رسٹ واچ ایسی خوشنما بنی ہوئی ہے کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے کیس سنہری نہایت چمکدار مشین مضبوط پرزوں کی ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت
نیو فیشن گولڈن رسٹ واچ
نکل کیس ریڈیم رسٹ
موٹے گلاس کی اصلی ریکور ریگولیٹر لیور واچ
باجہ بجانیوالا قیمتی چوکور ٹائم پیس
ولٹن واچ کمپنی کی پندرہ جوئل والی لیور
تمام گھڑیاں اور ٹائم پیس ملنے کا پتہ
15



اندھیرے میں وقت بتانیوالی گیلس پاکٹ واچ
نکل سلور کیس کی گیلس ہنٹنگ پاکٹ واچ
۲۲ کیرٹ گولڈن کیس پاکٹ واچ
یہ گھڑی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے
اس گھڑی کے ٹائم کرسٹل شیشے کی حفاظت کیلئے
قیمت سات روپے
بجلی والی کار آمد رسٹ واچ
خوبصورت گولڈن رسٹ واچ
شب چراغ گولڈن رسٹ واچ
نیو فیشن فینسی رسٹ واچ
نیو وضع اسٹیل رسٹ واچ
خوشنما بڑے سائز کی رسٹ واچ
سوتوں کو جگانے والا الارم دار ٹائم پیس
S.M.USMAN & Co
گیلس پاکٹ واچ
یہ ٹائم پیس پرزوں کا مضبوط اور ٹائم بتانے کا سچا ہے
رعایتی قیمت پانچ روپے بارہ آنہ
چھ روپے بارہ آنے
رعایتی قیمت بارہ روپے آٹھ آنے
ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم۔ عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۵ شہر دہلی



پچھلے سائز کا ریگولیٹر
۱۰ کیرٹ گولڈن فینسی رسٹ واچ
نئے نمونہ کی رسٹ واچ
نہایت خوبصورت رسٹ واچ
شاندار گولڈن فینسی رسٹ واچ
نئے فیشن کی گولڈن رسٹ واچ
فیشن ایبل رسٹ واچ
ریپیٹنگ الارم ریڈیم ٹائم پیس
رعایتی قیمت
روپے دس آنے
REPEATING ALARM
RADIUM
یہ ٹائم پیس دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم بتاتا ہے
اور ٹائم بتانے کا سچا ہے۔ رعایتی قیمت آٹھ روپے چار آنے
تمام گھڑیاں اور ٹائم پیس ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم۔ عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۵



خوشنما کل ایس
وقت بتانے والی پاکٹ واچ
موٹے گلاس کی پائیدار رسٹ واچ
گولڈن کیس کی بہار رسٹ واچ
کیس والی کارآمد خوشنما رسٹ واچ
خوشنما چورس رسٹ واچ
پائیدار رسٹ واچ
ولٹن واچ کمپنی کی فل جوئل ریڈیم رسٹ واچ
نقشین کیس کا خوبصورت ٹائم پیس
کی پاکٹ واچ
دو روپے چودہ آنہ
چھ روپے بارہ آنہ
قیمت معہ اسٹراپ کلائی چھ روپے چار آنہ


اندھیرے میں وقت بتانے والی
اٹھ روزہ چابی کا پائیدار آفس کلاک
پائیدار سنہری کیس کی رسٹ واچ
اصلی ریلوے ریگولیٹر لیور پاکٹ
پائیدار کیس والی خوشنما رسٹ واچ
اس گھنٹہ میں چابی آٹھ روز میں ایک بار دیجاتی ہے۔ گھنٹہ آدھا گھنٹہ آواز سے بجاتا ہے۔ تمام پرزے مضبوط و پائیدار ہیں۔ وقت نہایت صحیح بتاتا ہے۔ کیس اعلیٰ ڈیزائن عمدہ لکڑی کا پالش دار بنا ہوا ہے
بیس پچیس برس تک بخوبی کام دے گا
۶۷۱ اسکا سائز لمبائی قریب ۱۹ انچ چوڑائی ۱۲ انچ ہے۔ گارنٹی ۱۰ سال۔ رعایتی قیمت صرف نو روپے۔
۶۷۲ اسکا سائز لمبائی قریب ۲۲ انچ چوڑائی قریب ۱۴ انچ ہے گارنٹی ۱۲ سال۔ قیمت صرف گیارہ روپے۔
۶۷۳ اسکا سائز لمبائی ۲۴ انچ اور چوڑائی ۱۷ انچ ہے۔ گارنٹی ۱۵ سال قیمت صرف سولہ روپے۔
یہ سوئس میڈ کلائی کی گھڑی دیکھنے میں خوشنما پرزوں کی مضبوط عمدہ رفتار کی ہے۔ ٹائم صحیح بتاتی ہے چابی ... گھنٹہ کی ہے کیس گولڈن یعنی سنہری خوبصورت بنا ہوا ہے۔ رعایتی قیمت مع اسٹراپ کلائی پانچ روپے بارہ آنہ۔ محصولڈاک وغیرہ ۹ر
گولڈن (سنہری) کیس خوشنما
اطلاع بغیر پیشگی پانچ روپے وصول ہوئے تعمیل فرمائش نہیں کیجائیگی
تمام گھڑیاں اور کلاک ملنے کا پتہ ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس بازار چاندنی چوک

دواخانہ معدن الصحت دہلی کی مجرب ادویہ

جو عرصہ بیس سال سے جاری ہے

حکیم محمد شفیع صاحب مدظلہ دستار یافتہ مدرسہ طبیہ دہلی، شاگرد رشید ارسطوئے دوراں

مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب مرحوم و مغفور

[illegible] کہ اس دواخانہ کی شہرت علاوہ ہندوستان کے غیر ممالک تک ہو [illegible] نیز حکیم صاحب موصوف کی اخلاص مندی

[illegible] کا نمایاں [illegible] ملک کو [illegible] ظاہر ہو چکا ہے حسب ضرورت دوا منگا کر آزمائش کریں اور صداقت کی داد دیں +

معجون [illegible]	حب مقوی باہ	حب کیمیائے عشرت	طلائے مجلوق	سفوف [illegible]
[illegible]	جوانی کی غلط کاریوں [illegible] اعضائے رئیسہ کی کمزوری [illegible] قیمت [illegible]	مادہ تولید کا قوام رقیق یا فاسد ہو جانے سے کمزوری اعصاب [illegible] ایک روپیہ چار آنے	جوانی کی غلط کاریوں [illegible] زیادتی اعصاب کی کمزوری [illegible] قیمت [illegible]	[illegible]
[illegible]	حب بواسیر خونی	رفیق معدہ	حب بواسیر بادی	[illegible]
[illegible]	یہ مرض [illegible] قیمت ۲۰ خوراک [illegible]	رفیق معدہ [illegible] قیمت ۲۰ خوراک ایک روپیہ	بواسیر بادی میں [illegible] قیمت ۲۰ خوراک [illegible]	[illegible]
[illegible]	معجون مقوی دماغ	معجون مقوی اعصاب	سفوف دافع کثرت احتلام	حب دافع سرعت انزال
[illegible]	[illegible]	کمزوری کی وجہ [illegible]	یہ سفوف کثرت احتلام [illegible] قیمت [illegible]	[illegible] قیمت [illegible]

تمام ادویہ ملنے کا پتہ: دواخانہ معدن الصحت زیر جامع مسجد دہلی

روغن بیخ خوب

[illegible] ... سے نیند آتی ہو
تو اس روغن کو استعمال کیجئے یہ
علاوہ نیند لانے کے دماغی کمزوری
نقصان کو بھی دور کرتا ہے۔
قیمت فی شیشی بارہ آنے
(۱۳)

معجون نسیان

[illegible] ... معجون کے استعمال سے [illegible]
... طلباء [illegible] کے لئے
نہایت مفید ہے۔
قیمت [illegible]

حب ممسک

یہ گولیاں سرعت کو دور کرنے کے
علاوہ جریان۔ بدخوابی کو بھی دور
کرتی ہیں زیادہ خوبی تجربہ پر
موقوف ہو آپ بھی [illegible]
تو امساک ہوگا ورنہ ان کا [illegible]
نہیں ہوتا۔
قیمت ۱۶ خوراک [illegible]

حب جریان

اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس موذی
مرض سے نجات حاصل کریں
تو یہ گولیاں ضرور استعمال کریں۔
یہ معکر۔ ... وہ قطرہ جو
پیشاب کے آخر میں آتا ہو اس کے
لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔
قیمت ۴۰ خوراک [illegible]

حب سوزاک

یہ مرض اکثر عیاش اور زانیوں کو
ہوا کرتا ہے جو پیشاب کرتے وقت
سخت تکلیف دیتا ہے اگر اسکا با
قاعدہ علاج نہ کیا جائے تو تمام
جسم میں خرابی پیدا کر دیتا ہے
[illegible] پیشاب کو بند
کر دیتی ہے یہ گولیاں [illegible]

حب [illegible]

[illegible] ... گولیاں [illegible]
... خارج کر دیتی ہیں اور
[illegible]
قیمت [illegible] خوراک [illegible]

روغن [illegible]

[illegible] ... مرض [illegible]
... نہایت مفید [illegible]

حب بند کشاد

یہ مرض اکثر سوزاک کے بعد ہوا
کرتا ہے جس کی وجہ سے پیشاب کا
سوراخ بند ہو کر جریان۔ سرعت
احتلام جیسے امراض پیدا کر دیتا
ہے اسکے لئے یہ گولیاں مفید ہیں۔
قیمت چالیس خوراک [illegible]

معجون مولد منی

یہ معجون [illegible] اعضاء جسمانی
کی کمزوری کو دور کرنے میں [illegible]
[illegible] کرتی ہے۔ طبیعت
دماغ۔ جگر۔ معدہ کو قوی کرتی ہے
نہایت عمدہ [illegible] ہے۔
قیمت [illegible]

طلاء [illegible]

[illegible]

ضروری اطلاع :- [illegible]

[illegible]

کیا واقعی آپ بھی مسلمان ہیں؟

یہ سوال خواہ آپ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو لیکن آجکل کے ہر مسلمان سے کیا جا سکتا ہے اس لئے نہیں کہ خاکم بدہن کلمہ طیبہ دنیا سے [illegible] گیا ہے یا اس لئے نہیں کہ خدانخواستہ [illegible] نہیں لکھا گیا ہے یا حج بند ہو گیا یا روزہ رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے خدا کے بندے مفقود ہو گئے بلکہ اس لئے کیا جا سکتا ہے کہ اسلام کے پیشتر [illegible] اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ ہی نہیں کیا وہ ارکان اسلام ضرور پورے کرتے ہیں لیکن صرف اس لئے کہ ان کے آباؤ اجداد بھی کرتے تھے وہ اوامر و نواہی کی کچھ [illegible] پابندی بھی ضرور کرتے ہیں لیکن اس لئے [illegible] ایسا ہی کہتے [illegible] لیکن یہ ایک مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں ہے مسلمان وہ ہے جو کامل طور سے جانتا ہے کہ میں مسلمان کیوں ہوں [illegible] اسلامی تعلیمات کی کتابوں میں اس تعلیم کا فقدان ہے وہاں مذہب کو صرف نقلی طور پر بتایا گیا ہے۔ ضرورت اس کی تھی کہ پہلے عقلی طور سے اسلام کی خوبیاں ذہن نشین ہوتیں [illegible] کلام بیان ہوتے [illegible] معلوم ہوتا کہ عبادت سے ہمارا ہی فائدہ ہے خدا کو ہماری عبادت کی ضرورت نہیں۔ الحمد للہ کہ حمیدیہ پریس اس میں کامیاب ہو گیا اور اس نے ایک ایسی کتاب شائع کر دی جو اسلامی تعلیمات میں اپنی نوعیت کی سب سے پہلی کتاب ہے اسلام کی خوبیاں اور اس کے بیان کردہ اوامر و نواہی ایک ہی ذخیرہ جس کو بیان کرنے کے لئے [illegible] دفتر درکار ہیں [illegible] اس پوری تفصیل کو ۲۰۰ صفحات میں پورا کر دیا گیا ہے اور [illegible] مذہبی معلومات کے سلسلہ کی کوئی ایک بات بھی ایسی نہ رہنے پائے جو اس کتاب میں نہ مل سکے اس کتاب کا نام

کتاب الاسلام

ہے اور یہی وہ کتاب ہے جو سات سال کی مسلسل محنت کے بعد نتیجہ [illegible] کیا ہے [illegible] مرتبہ تیار کی گئی [illegible] کی وجہ سے ردی کر دی گئی اور آٹھویں [illegible] پر باقی ہو گئی [illegible] ہندوستان میں متفقہ طور پر تسلیم کر لیا گیا۔

بحیثیت مسلمان [illegible] جب آپ مسلمان ہیں [illegible] کتاب کو پڑھ کر [illegible] کیا واقعی آپ بھی مسلمان ہیں [illegible] سچے مسلمان کامل

کتاب الاسلام میں اوامر و نواہی [illegible] قانون شریعت [illegible] مذہب دنیا میں کب سے [illegible] مذہب کی صداقت کا معیار کیا ہے۔ دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے [illegible] حضرت مبادیات کیا ہیں۔ اسلام سچے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں [illegible] باقی رہنے کی [illegible] ہے۔ دوسرے مروجہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے [illegible] تعلیمات کے متعلق جو مسلموں کا کیا [illegible] اسلام کی اہم تعلیمات کیا ہیں۔ اور آج کل کے مسلمان ان تعلیمات [illegible] وحی والہام [illegible] اقسام نزول وحی کی کیفیت۔ قرآن و حدیث کی تاریخ [illegible] ہو جانے تو صحیح معنوں میں سچا مسلمان ہے اور دنیا کی بڑی سے بڑی [illegible] مجھے تو یقین ہے کہ اس کتاب کے [illegible] ہونے کے بعد آریوں اور عیسائیوں میں کھلبلی پڑ جائے گی [illegible]

کتاب الاسلام حالات حاضرہ کو ملحوظ رکھ کر [illegible] عقائد، اسلامی عبادات (فقہ) اسلامی آداب، اسلامی [illegible] اسلامی عبادات [illegible] اس کتاب کا [illegible] میں نہ ہوں اس کے بعد سنن و مستحب عبادات [illegible]

یہ ایک اجمالی خاکہ ہے [illegible] کتاب کا جس [illegible] کتاب ہے جو [illegible] کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ کوئی مذہب [illegible] مذہب اور فرسودہ خیالات کے مسلمانوں کے لئے [illegible] اسلام فقہ روزہ نماز [illegible] نام ہے انسانی زندگی کے ہر سانس کا جو خدا کے لئے [illegible] ہے اور عمل [illegible] لہٰذا [illegible] کی رفتار، حرکت اور عمل کتاب الاسلام پڑھ لینے کے بعد [illegible] کتاب الاسلام بتاتی ہے [illegible] جو لیے جسکی زندگی کا [illegible] انسان کے لئے [illegible] اسلام سے بٹ کر اپنے کو بیان کیا ہے ہیں اور کیا مقصود کی بجائے [illegible] کتاب الاسلام [illegible] مسلمان اور غیر مسلم [illegible] خدا کو [illegible]

آج پھر اسلام بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ آؤ [illegible] کتاب الاسلام [illegible] کے پیچھے [illegible] کہا تو پھر آجاؤ۔ جو تم چاہتے ہو وہ سب [illegible] یہاں۔ [illegible] تو یہاں۔ [illegible] تو یہاں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خدا ہے تو یہاں۔ [illegible] کی طرف آؤ مغفرت کی طرف۔ آؤ رحمت کی طرف: اسلام کے نام لیواؤ اور اسلام سے بھاگنے والو مسلمان بنو اور سچے مسلمان بنو۔ لہٰذا اسلام ہی نجات کا ذریعہ ہے

إن الدين عند الله الإسلام

ضخامت بارہ سو صفحات قیمت مجلد چرمی صرف چار روپے محصولڈاک ایک روپیہ کل پانچ روپے حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کتاب الاسلام کے مضامین کی فہرست [illegible]

باب اول

[illegible]

باب دوم

[illegible]

پتہ دفتر رسالہ مولوی [illegible] دہلی

[illegible] پریس [illegible] دہلی میں چھپا

مولوی

ماہوار مذہبی رسالہ

مدیر مسئول - عبد الحمید خان

... چار سو بھائی اور شریک ہو سکے

بخاری شریف کی سعادت میں ۔۔ ۶ بھائی تو شریک ہو چکے ہیں، صرف ۔۔۴ بھائیوں کے لیے اور گنجائش ہے [illegible] ایڈیشن پورا ہو جائے گا۔ اس کے بعد جب دوسرا ایڈیشن چھپے گا، جب دیکھا جائے گا۔ [illegible] بالآخرہ کی صحیح مثال بخاری شریف اردو کی طباعت کی شرکت ہے، اجر آخرت تو ظاہر ہے اور دنیا [illegible] کے تین جلدیں کامل کی ہونگی، بہت اعلیٰ کاغذ ضخامت ۔۔ صفحہ تینوں جلدیں مجلد چرمی [illegible] پیشگی دینے والوں کے لئے صرف پانچ روپے، علاوہ محصولڈاک۔

پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجیے۔ پہلی جلد تیار فوراً بھیجی جائے گی، اور غالباً دوسری جلد [illegible] اس پرچہ کے شائع ہونے تک طیار ہو جائے تو دونوں جلدیں فوراً ارسال ہونگی اور تیسری جلد جب تیار ہوگی [illegible] جلدوں کا محصولڈاک وصول کرنے کے لئے وی پی بھیجی جائے گی، جلدی بھیجئے ۔۔ سے زائد گنجائش [illegible]

[illegible] دفتر مولوی

رسالہ مولوی [illegible] دہلی

[illegible] ورنہ کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکے گی۔ منیجر

[illegible]

مولوی دہلی

ہر اسلامی مہینے کی ۱۵ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۷ | بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ | نمبر ۵

خطبہ

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً کما امر واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ارغاماً لمن جحد بہ وکفر قال اللہ تعالیٰ فی القرآن ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ وافضل الاشغال خدمۃ الناس وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔ خداوند عالم وقیوم کی حمد وثنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے بعد برادران اسلام۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس وسطر زندگی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر ایک لمحہ امت کی سود وبہبود کی فکر ہی میں بسر ہوتا تھا اور ہر وقت آپ کے پیش نظر امت کی صلاح وفلاح ہی کا کام رہتا تھا اور حضور مبعوث ہی اسی لئے کئے گئے تھے اور آپ کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ مخلوق الٰہی کا دین اور دنیا سدھرے اور وہ ہر دو نقطہ نظر سے کامیاب زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مختصر لفظوں کے اندر ہماری توجہ بھی اس طرف مبذول فرما دی ہے کہ ہر ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان اور ملت اسلام کے متعلق کیا فرض ہے۔

حضور کا ارشاد ہے کہ الدین النصیحۃ یعنی دین خیرخواہی ہے یعنی مکمل دین یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے انسانوں کی خیرخواہی چاہے یعنی دوسرے کی بھلائی چاہے نصیحت کے معنی خیرخواہی کے ہیں خیرخواہی کے متعدد مدارج ہیں پہلا درجہ تو زبانی خیرخواہی کا ہے یعنی کسی کو اچھی طرح صلاح دینا نیک مشورہ سے اس کی مدد کرنا نفع اور نقصان سے آگاہ کر دینا دوسرا درجہ خیرخواہی کا یہ ہے کہ اس کے لئے سعی کرنا اپنا وقت اپنی طاقت اپنا اثر اور اپنی دولت بھی اس کی فلاح وبہبود کے لئے صرف کرے اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ ان سب امور کے علاوہ اپنا سب کچھ دوسروں کی فلاح وبہبود کے لئے قربان کر دے یہ سب سے بڑا اور سب سے بلند وبرتر مرتبہ ہے جو ہیچ ہیچ یہ مرتبہ بلند ملا جسکو مل گیا۔

ہر ایک مدعی کے واسطے ... [illegible] ... کرتی یعنی

لیلیٰ ہر دشی کے واسطے سو سوزش نہیں

... [illegible] ... کی نسبت سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

افضل الاشغال خدمۃ الناس

تمام مشاغل سے افضل وبہتر شغل انسانی خدمت ہے اور اگر اسی شغل میں کوئی اپنی پوری طاقت تمام دولت اور جان تک قربان کر دے تو اس کے مرتبہ اور اس کی بزرگی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اگر خدمت خلق وخیرخواہی بنی نوع انسانی کا یہ جذبہ خلوص وصداقت پر مبنی ہوتا ہے تو ایسے افراد خلق کے مرجع بنجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے قلوب ان کے لئے کھول دیتا ہے اور اس کے بندے پروانہ وار اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور راہ ہدایت وسعادت حاصل کرتے ہیں۔

بہرحال خدمت خلق وخیرخواہی مخلوق ایک سعادت ہے جس کے حصہ میں آئے وہ جس قدر فخر ومباہات کرے کم ہے۔

برادران اسلام! اب ہمیں اپنے احوال کا مطالعہ کرنا چاہیئے اور اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم کہاں تک اس معیار پر پورے اترتے ہیں اور آیا ہماری زندگی کا کچھ حصہ اس افضل الاشغال میں بھی صرف ہوتا ہے یا نہیں جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرخواہی کا نام دین ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا ایک فیصدی کیا معنی ایک فی ہزار اور ایک فی لاکھ بھی ایسے افراد نہیں ہیں جن کا عمل افضل الاشغال پر ہو اور وہ اپنے وقت کا کچھ حصہ محض لوجہ اللہ خدمت خلق پر صرف کرتے ہوں۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے نصیحت وخیرخواہی کے مختلف مراتب ہیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابتدائی مراتب اور درجے کے افراد واشخاص بھی ہماری ملت کے اندر بہت کم ہیں یعنی زبانی نصیحت گو اور خیرخواہی چاہنے والوں کی بھی ہمارے یہاں قلت ہے اور جو لوگ ہیں وہ محراب ومنبر سے نصیحت کرتے ہیں مگر خود ان کا دامن عمل خالی ہوتا ہے وہ کوری باتیں کرتے ہیں اور قال تعالیٰ رسول اللہ صلعم تو ان کی زبانوں پر ہوتا ہے مگر ان کے قلوب اس ہدایت وسوز اور گداز سے نا آشنا ہوتے ہیں اور ان کے اندر خدمت خلق وخیرخواہی ملت کا کوئی مخلصانہ جذبہ اور کوئی سچی تڑپ نہیں ہوتی وہ محض پیشہ ور واعظ ہوتے ہیں اور ان کے پیش نظر طلب منفعت اور کسب مال ہوتا ہے جو کچھ زبان سے کہتے ہیں اس کا ان کے دل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس لئے اس زبانی نصیحت فرمائی وعظ گوئی کا مطلق لوگوں کے قلوب پر اثر نہیں ہوتا ایسے ہی پیشہ ور بے عمل بلکہ بدعمل واعظوں کی نسبت عارف شیراز فرماتے ہیں

واعظاں کیں جلوہ بر محراب ومنبر میکنند || چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

ایسے واعظ اور نصیحت گو ملک اور قوم کو کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں ان پیشہ ور واعظوں کو نظر انداز کر دیجئے تو الدین النصیحہ پر عمل کرنے والے مفقود صفت ہیں یا یہ زبانی نصیحت فرمانے والوں کا حال ہے اس سے اگر آگے بڑھیئے اور عملی خیرخواہان امت

ملت کا جائزہ لیجئے تو ہمیں بھی تعطل اور اضمحلال نظر آئے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی قوم و ملت کی یہ انتہائی بدنصیبی ہے کہ اس کے اصحاب ایثار پیشہ اور مخلص بہی خواہان ملت کا قحط ہو اور تمام افراد ملت صرف انفرادی مشاغل اور ذاتی اغراض ہی میں منہمک ہو کر رہ جائیں اور اپنی ملت و قوم اور خلق خدا کے سود و بہبود کی ان کو مطلق پرواہ نہ ہو ایسی ملت آج نہیں تو کل اور جلد نہیں تو دیر سے ضرور قعر ذلت میں گر جائے گی۔

قرآن حکیم نے بھی مسلمانوں کے لئے ایک ایسی جماعت اور ایک ایسے گروہ کی ضرورت بتلائی ہے جو خیر و فلاح کی طرف لوگوں کو دعوت دیتی رہے اچھے کاموں کا حکم دے اور بُرے کاموں سے روکے چنانچہ ارشاد ربانی ہے ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر اے مسلمانوں تمہارے اندر خود تمہیں میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے جو خیر کی طرف دعوت دے اچھے کاموں کا حکم دے اور بُرے کاموں سے روکے اس آیت میں صاف طریقہ پر بتلایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے جو خالصاً لوجہ اللہ خادم خلق اللہ اور کے بندوں کو بھلائی اور بہتری کی راہ دکھلائے اور برائی و بدی کے راستہ پر چلنے سے روکے قرآنی الفاظ میں یدعون الی الخیر میں خیر کا لفظ عام ہے اور نہایت ہی وسیع المعنی خیر بہتری اور بھلائی کی ہر صورت پر حاوی ہے خواہ یہ بہتری اور بھلائی کسی نوعیت کی ہو اور کسی شکل پر مبنی ہو لفظ خیر کے اندر داخل ہے خواہ دینی بہتری و بھلائی ہو یا سیاسی و اقتصادی ہو خواہ اخلاقی بہتری ہو یا معاشرتی و تعلیمی ہو سب لفظ خیر کے وسیع معنی و مفہوم میں شامل ہیں۔ مثلاً آپ ایک جاہل خاندان کی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دیں اور اس کو حصول علم کی راہ دکھلائیں تو آپکا یہ فعل یدعون الی الخیر میں داخل ہوگا۔ اسی طرح کسی شخص کو اگر آپ کسی اچھے کام کی طرف راغب کریں تو یہ یدعون الی الخیر میں ضرور گنا جائے گا ایک خاندان ہے جو افلاس کی مصیبت میں مبتلا ہے اور افلاس کے جو نتائج ہیں ان سب کا ظہور اس خاندان پر ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے یعنی افلاس کے لوازم میں سے جہالت توہم پرستی مذموم اخلاق و عادات بُری معاشرت بد صحبت جیسے یہ سب معائب افلاس کے ساتھ ساتھ آتے ہیں ایک خاندان ان سب معائب کا شکار ہے آپ نے کوشش کر کے اس خاندان کے افراد کو دولت پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور حصول دولت کے ذرائع ان کو بتلائے اور کسب کے راستہ میں جو مشکلات اور موانع تھے آپ نے ان کو ان کے راستے سے دور کیا اور سہولتیں بہم پہنچائیں یہاں تک کہ کچھ عرصہ کے بعد آپکی مساعی سے یہ خاندان افلاس اور اس کی پیدا کردہ برائیوں سے نجات پا گیا اور اس کے اندر علم بھی آ گیا اخلاق بھی سدھر گئے اعمال و افعال بھی نیک ہو گئے آپ کی ان مساعی کا نام یدعون الی الخیر ہوگا۔

برادران اسلام! ہم کو اپنے اپنے مقام پر یہ دیکھنا ہے کہ کیا ایسی مقدس جماعت منظم جماعتیں اور افراد موجود ہیں جن کی ضرورت خداوند حکیم کی طرف سے ہم کو بتلائی گئی ہے غور سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ صحیح معنوں میں اور صحیح قسم کی جماعتیں جو یدعون الی الخیر اور یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر کی صفت میں داخل ہوں نہ ہونے کے برابر ہیں اور افسوس اس امر کا ہے کہ نہ تو اس قسم کی منظم جماعتیں ہیں اور نہ بہت سے افراد ایسے ہیں جن کے مجموعہ پر جماعت یا گروہ کا اطلاق ہو سکے اور اگر بعض مقامات پر مختلف ناموں سے جماعتیں موجود بھی ہیں جو خیر خواہی ملت و خدمت خلق کی مدعی ہیں تو وہ بہت کم حکم الٰہی یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر کے معیار پر اترتی ہیں بلکہ نہیں اترتیں اسکی وجہ یہ ہے کہ خلوص و للہیت سے تہی دامن ہیں اور نمود و نمائش اور شہرت و [illegible] ان کا مقصد ہے اور بعض اوقات دوسرے اغراض [illegible] ایسی جماعتوں کی تہ میں ہوتے ہیں خالص خیر خواہی ملت و خدمت گذاری خلق کے لئے ایسی جماعتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اور پھر ذرا ملت اسلامیہ کی وسعت کو دیکھو کہ وہ ہندوستان کے ایک ایک گوشہ میں پھیلی ہوئی ہے اور ایسی تمام بلاد و جماعتیں انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں جن کے نام سے بھی دیہات کے مسلمان واقف و آگاہ نہ ہوں گے پھر جو غریب ناخواندہ مفلس و بے سہارے مسلمان دور دراز دیہات و قصبات میں آباد ہیں ان کے لئے یدعون الی الخیر والی جماعت کونسی ہے اور مسلمانوں کی جہاں چھوٹی سی چھوٹی آبادی بھی ہو وہاں یدعون الی الخیر کی جماعت ضرور ہونی چاہیئے جو مسلمانوں کی بہتری و بھلائی کے لئے کام کرتی رہے۔

برادران اسلام! اگر مسلمانوں کی جماعت غور سے دیکھی جائے تو بہت ہی افسوسناک نظر آئیگی زندگی کے جتنے شعبے ہیں سب میں ان کی حالت ناگفتہ ہے آپ مذہبی حالت کو بچشم غائر دیکھئے کس قدر زبوں و زار ہے کہ بیان نہیں کی جا سکتی دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ مذہبی لوگ ہیں یہی نماز روزہ کے پابند اور داڑھیاں رکھنے والے لبیں ترشوانے والے نیم ساق پاجامہ پہننے والے اور پیشانیوں پر نماز کی گٹھہ رکھنے والے ایسے لوگوں کو پابند شریعت کہا جاتا ہے۔

دوسرا گروہ ہے جو نماز روزے کا پابند نہیں داڑھی رکھتا ہے منڈاتا بھی کپڑے ہر قسم کے پہنتا ہے یہ جماعت پابند شریعت نہیں کہلاتی عام طور پر مسلمانوں کو انہی دو گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے لیکن حیرت کا مقام ہے کہ جو گروہ پابند شریعت کہلاتا ہے حقیقتاً اس کی حالت بھی نہایت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔ باوجودیکہ وہ نماز پڑھتا اور روزے رکھتا ہے لیکن اخلاقی حالت نہایت پست ہوتی ہے نماز انسان کے اندر شریف ملکات پیدا کرتی ہے اور فحش و منکر سے انسان انسان کو روکتی ہے قرآن حکیم میں ہے ان الصلوٰة تنھی عن الفحشاء والمنکر یعنی نماز فحش اور منکر سے باز رکھتی ہے گویا نماز کی یہ صفت ہے کہ وہ نمازی کو فحش و منکر سے باز رکھتی ہے۔

مگر برادران اسلام! آپ اپنے خدائے علیم و خبیر کو گواہ کر کے فرمائیے کہ کیا آجکل کے نمازیوں کی حالت اس آیت کے مطابق ہے جس میں نماز کی صفت فحش و منکر سے باز رکھنا بتلایا گیا ہے اگر ایمانداری سے ہم جواب دیں گے تو لامحالہ ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ آجکل کی نمازیوں کی حالت وہ نہیں ہے جس کا ذکر آیت مقدس میں کیا گیا ہے اسی طرح روزہ کی صفت "لعلکم تتقون" بیان کی گئی ہے یعنی رمضان کے روزے انسان کو متقی اور پرہیزگار بناتے ہیں تقویٰ بہت وسیع المعنی اور وسیع المفہوم قرآنی و شرعی اصطلاح ہے لغوی ترجمہ تو ڈرنے اور پرہیز کرنے کے ہیں مگر شرعی اصطلاح کا وسیع مفہوم یہ ہے کہ انسان جو قدم بھی زندگی میں اٹھائے اور جو عمل اور جو فعل بھی اس سے سرزد ہو اس میں وہ خدا سے خوف کرے یعنی یہ خیال کر کے کوئی کام کرے کہ خدا کے نزدیک یہ فعل کیسا ہے اگر وہ فعل [illegible] اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا نہیں ہے تو اس سے بچے اور پرہیز کرے گویا متقی ہونے کے یہ معنے ہوئے کہ اس سے رضائے الٰہی کے خلاف کوئی کام سرزد نہ ہو اور اوامر کا پابند اور نواہی سے یکسر نفور ہو مطلب یہ ہوا کہ جب انسان کو اس قسم کا اطمینان ہو جائے

ہے کہ وہ پرہیزگاری کے خلاف قدم نہیں اٹھاتا اور تمام ایسے اعمال و افعال سے اجتناب کرتا ہے جن کے متعلق یہ شبہ بھی ہو کہ خدا اور اس کی اتاری ہوئی شریعت کے خلاف ہے۔

مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں نہیں ہے یعنی جب نماز اور روزہ کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ فحش اور منکر سے باز رکھتی اور متقی بناتی ہے تو اس زمانہ میں جو نمازی اور روزہ دار ہیں ان کے اندر ان صفات کا جلوہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتا اور کیوں ان لوگوں میں صحیح قسم کا تقویٰ نہیں پیدا ہوتا اور کیوں فحش و منکر سے ان کے دامن محفوظ نہیں رہتے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کلام ربانی میں نماز اور روزے کی جو صفات اور ان کا جو اثر بیان کیا گیا ہے وہ غلط ہو یہ تو محال ہے ایمان کی صفت اور ان کا اثر تو یقیناً وہی ہے جو قرآن حکیم میں بیان کیا گیا ہو کیونکہ خدا اور اس کا کلام غلط نہیں ہو سکتا۔

پھر جب یہ طے شدہ امر ہے کہ خدا نے نماز اور روزے کی جو صفات بیان کی ہیں وہ حق ہیں اور آجکل کے نمازیوں اور روزے داروں میں ان کا کوئی اثر نظر نہیں آتا تو عقل ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم یہ تسلیم کریں کہ جن شرائط کے ساتھ نماز روزہ کی عبادتیں ہمیں ادا کرنی چاہئیں ان شرائط کے مطابق نہ ہم نماز ادا کرتے ہیں اور نہ روزہ رکھتے ہیں اگر پورے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کریں اور اس طرح نماز میں کھڑے ہوں کہ ہم اب بارگاہ الٰہی میں حاضر ہیں ہمارا قلب ہمارا دماغ اور ہماری روح تمام تر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور ما سوی اللہ کا خطرہ بھی دل میں باقی نہ رہے تو لازمی طور پر ایسی نماز کا وہی اثر ہم پر مترتب ہوگا جو قرآن پاک میں بیان فرمایا گیا ہے چنانچہ ایک واقعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے کہ کسی جہاد میں آپ کے پاؤں میں تیر لگا لوگوں نے اس کو نکالنے کی کوشش کی مگر اس میں اس قدر درد و تکلیف ہوتی تھی کہ تاب برداشت نہ تھی آخر حضرت علی نے فرمایا کہ جب میں نماز میں ہوں اس وقت یہ تیر پاؤں سے نکال لیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور بغیر کسی دقت کے تیر نکال لیا گیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خبر بھی نہ ہوئی یہ تھی وہ نماز جس کی صفت حق جل و علا نے تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر میں فرمائی ہے نہ کہ یہ نماز جو ہم پڑھتے ہیں جس کے متعلق مولانا روم نے فرمایا کہ:

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

چنانچہ حالت یہ ہے کہ ہم باوجودیکہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روزہ بھی رکھتے ہیں مگر اسی کے ساتھ ہر قسم کے فحش و منکر میں مبتلا ہیں ہر قسم کی بداخلاقیوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور ہر نوع کی بدکرداریاں ان کے دامنوں سے وابستہ رہتی ہیں۔

صرف مذہبی ہی حالت ایسی نہیں ہے بلکہ اخلاقی معاشرتی اقتصادی ہر قسم کی زندگی اسی طرح تباہ حال ہے مگر کوئی نہیں جو الدین النصیحۃ پر عمل کرکے ان کی خیر خواہی کرے کوئی نہیں جو افضل الاشغال خدمت الناس کا قدر شناس بنکر ان کی خدمت کرے اور کوئی نہیں جو ارشاد الٰہی و حکم ربانی ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر کی تعمیل کرے اور اس ملت مسلمہ کو دعوت خیر دے جو زندگی کے ہر شعبہ میں خیر سے محروم ہو گئی ہے اور امر معروف سے دور و مجبور اور منکر سے متصل و قریب ہو گئی ہے۔

پس اب اے برادران اسلام ہمیں کوشش کرنی چاہئیے کہ ہم میں ایسے لوگ پیدا ہوں اور ہم ان کی دعوت خیر کو لبیک کہیں ہمارے اسلاف کی حالت اس لئے بہتر تھی کہ ان کے اندر ایسی جماعتیں موجود تھیں جو خالصتاً لوجہ اللہ اسلام کی خیر خواہی کا فرض انجام دیا کرتی تھیں اور ان کو خیر کی دعوت دیتی رہتی تھیں امر معروف کی طرف بلاتی اور امر منکر سے روکتی رہتی تھیں اور ملت ان کے کلام اور ان کی صدا کو گوش ہوش سے سنتی تھی جس کا نتیجہ یہ تھا کہ دین اور دنیا کی سرفرازی سے بہرہ ور ہو کر ہمکنار تھی بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ ونشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ

اما بعد۔ درود و سلام بھیجو اس ہادی برحق محمد رسول اللہ پر جس نے ہم کو یہ ہدایت فرمائی کہ ہم ایک دوسرے کی خیر خواہی کیا کریں اور خلق کی خدمت کو افضل الاشغال قرار دے کر کسب سعادت کا موقع مرحمت فرمایا۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ آل و اصحاب و ازواج مطہرات پر خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی حضرت امام حسن حضرت امام حسین حضرت فاطمہ زہرا حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت حفصہ اور حضرت حمزہ و حضرت عباس پر کہ یہ تمام بزرگان دین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے تھے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہے خدمت خلق ان کا شعار تھا اور لوگوں کو دعوت خیر دیتے تھے اچھائیوں کا حکم کرنے اور برائیوں سے روکتے رہتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو بقیہ عشرہ مبشرہ حضرت سعد حضرت سعید حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت ابو عبیدہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف پر اور تمام صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت عظام و مشائخ طریقت و علمائے شریعت پر جن کا مسلک و مشرب مسلمانوں کی خیر خواہی و خدمت تھی اور جو دعوت الی الخیر امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل پیرا تھے۔

اے اللہ تمام مسلمانان عالم کو توفیق دے کہ وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کو اپنا شعار بنائیں خدمت خلق کی اہمیت کو محسوس کریں اور اس افضل و بہتر شغل کو اختیار کریں اور اے خدائے قادر و مختار مسلمانوں کے اندر وہ جذبہ اور وہ کیفیت پیدا کر کہ وہ تیرے احکام کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں اور اپنی زندگیاں یکسر مطابق کتاب و سنت کے مطابق بنالیں اور ان کے اندر ہر جگہ امر معروف و نہی منکر کے فرائض انجام دینے والی اور خیر و بھلائی کی طرف امت کو دعوت دینے والی جماعتیں قائم فرما دے تاکہ وہ تیرے احکام کی تبلیغ و اشاعت کریں اور تیرے رسول کے فرامین گھر گھر پہنچائیں اور لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی۔ [illegible] یعظکم لعلکم تذکرون۔ فاذکروا اللہ [illegible] وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واعز واجل واتم واھم

شذرات

آزاد علاقہ پر بمباری

کچھ عرصہ سے مہمند اور قبائل میں سے بعض پر حکومت ہند کے احکام کے مطابق فضائے آسمانی سے بمباری کی جا رہی ہے اور متعدد مرتبہ ان قبائل کے مواضعات اور بستیوں پر بمباری کی جا چکی ہے۔

اس بمباری کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ حلیمزئی قبیلہ کے اندر تین اشخاص پوشیدہ ہیں جو قبائل کے اندر شاہ نادر خاں کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے تھے اس قبیلہ سے انگریزی حکومت نے مطالبہ کیا کہ تم ان تینوں پناہ گزین مجرموں کو نادر خاں یا شاید حکومت ہند کے حوالہ کر دو چونکہ قبیلہ مذکور ان تینوں اشخاص کو حاضر کرنے سے قاصر رہا اس لئے یہ فرض کر کے کہ مذکورہ اشخاص اسی قبیلہ کی پناہ میں ہیں اور قبیلہ ان کو دینا نہیں چاہتا ان پر یہ کہکر بمباری شروع کر دی گئی کہ اگر ۲۴ گھنٹہ کے اندر تم نے پناہ گزینوں کو حوالہ نہ کیا تو تمہاری پوری آبادی پر بمباری شروع کر دی جائے گی چنانچہ اس وقت تک متعدد دفعہ بمباری کی جا چکی ہے بعض سالم گاؤں بالکل برباد و تباہ ہو چکے ہیں۔

اس وقت تک جس قدر خبریں آئی ہیں ان میں اتلاف جان کی کوئی خبر نہیں آئی لیکن ایسی سخت بمباری سے کہ گاؤں کے گاؤں اور بستی کی بستی تہس نہس ہو گئی ہو اس کا شبہ ہوتا ہے کہ اگر تباہ شدہ مکانوں کا ملبہ ہٹایا جائے تو ممکن ہے کہ اس کے نیچے سے لاشیں برآمد ہوں۔

بمباری خواہ کسی قصور میں ہو تمام تہذیبوں اور شائستگیوں کے خلاف ایک وحشیانہ اور بے رحمانہ فعل ہے بین الاقوامی لیگ نے سول آبادی پر جو غیر مصافی غیر جنگی شہریوں پر فضائے آسمانی سے بمباری کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے لیکن یہ کیسی بوالعجبی اور کس قدر حیرت انگیز امر ہے کہ اس دور تہذیب و شائستگی میں صرف اسی قصور پر کہ کسی آزاد قبیلہ میں دو تین افراد پناہ گزین ہیں جو کسی دوست حکومت کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں اور اس قبیلہ کے یہ گمان ہے کہ اس نے ان کو پناہ دی ہے ان پر چند گھنٹوں کا نوٹس دیکر بمباری کرنا کس قدر نامنصفانہ اور وحشیانہ فعل ہے۔

واضح ہو کہ یہ قبیلہ جس پر بمباری ہو رہی ہے سرکشی کا اظہار نہیں کر رہا ہے یعنی وہ یہ نہیں کہتے کہ جن پناہ گزینوں کا آپ مطالبہ کر رہے ہیں ہم ان کو نہیں دیں گے تم سے جو کچھ ہو سکے وہ کر لو بلکہ وہ غریب یہ کہتے ہیں کہ اب وہ پناہ گزین یہاں نہیں ہیں بلکہ یہاں سے کسی اور جگہ چلے گئے ہیں اسلئے ہم ان کو حاضر کرنے سے معذور ہیں اس کے معنے یہ ہوئے کہ وہ سرتابی و سرکشی نہیں کر رہے ہیں ممکن ہے کہ حکومت کی اطلاع یہ ہو کہ وہ اشخاص ابتک اسی جگہ میں روپوش ہیں قبیلہ مذکور بہانہ کر رہا اور جھوٹ بول رہا ہے لیکن اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ سرکشی و تمرد کا اظہار نہیں کر رہا یہ کہتے ہیں کہ "ہمارے یہاں وہ اشخاص تھے تو مگر اب کہیں چلے گئے ہیں یہاں نہیں ہیں" اور اس میں کہ "اب ہمارے پاس وہ پناہ گزین ہیں مگر ہم نہیں دیں گے جو تم سے ہو سکے کر لو" ان دونوں اقوال میں بڑا فرق ہے اگرچہ ہمارے نزدیک اس دوسری صورت میں بھی بلا امتیاز مرد و عورت بچے بوڑھے اور جوان معذور و مجبور اور بے قصور سب پر بمباری کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے لیکن ممکن تھا کہ شاید یک فیصدی اس صورت میں جائز کہا جا سکتا مگر جب صورت یہ ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے ملزم ہمارے پاس نہیں ہیں تو اس صورت بمباری کرنا تو صد درجہ نامناسب اور قابل ملامت ہے۔

عذر گناہ بدتر از گناہ

یہ کس قدر بارد عذر ہے کہ بمباری سے قبل ۲۴ گھنٹہ کا نوٹس اس قبیلہ اس گاؤں والوں کو دیدیا جاتا ہے جس پر بمباری کی جاتی ہے سوال یہ ہے کہ اس قسم کا نوٹس کس غرض سے دیا جاتا ہے اگر اس کی غرض یہ ہے کہ اس گاؤں والوں کی جان و مال کو نقصان نہ پہنچے اور وہ اپنی جان و مال لیکر بھاگ جائیں تو یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو قبائل کو اپنی جان اور مال کے بچانے میں کامیابی ہوتی ہے یا باوجود ۲۴ گھنٹے کے نوٹس کے ان کو نقصان پہنچتا ہے اگر نقصان نہیں پہنچتا تو بمباری لغو اور فضول ہے اس بے سود بمباری کا قبائل پر کیا اثر پڑے گا اور کیوں ہندوستانی خزانہ کا روپیہ بیکار راکھ اور دھواں میں برباد کیا جاتا ہے اور اگر جان و مال کو نقصان پہنچتا ہے تو یہ بھی ظاہر ہے کہ نقصان صرف قصور واروں ہی کو نہ پہنچتا ہوگا بلکہ بے قصوروں کو بھی نقصان پہنچتا ہوگا یہ صورت قابل اعتراض و قابل نفرین و ملامت ہے۔

پھر ۲۴ گھنٹہ کے نوٹس کے معنے یہ تو نہیں ہیں کہ کسی بستی کے تمام عورت مرد بوڑھے بچے اندھے لولے لنگڑے اپاہج اور ہر قسم کے معذور و مجبور اپنا اپنا مال و اسباب لیکر نکل جانے میں ضرور ہی کامیاب ہو سکتے ہوں گے جس وقت وہ بھاگ رہے ہوں گے اس وقت ہوائی جہاز کیا ان کے سروں پر نہ منڈلا رہے ہوں گے کہ وہ کہاں جا رہے ہیں ۲۴ گھنٹہ کی قلیل مدت میں پھر کسی بستی کے تمام افراد اپنا نقد و جنس مال و اسباب خانہ داری لیکر فرار ہو سکیں اور کسی محفوظ جگہ میں پناہ گزین ہو سکتے ہیں ہمارے نزدیک یہ بہت دشوار اور بہت مشکل ہے اور اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں تو پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی بمباری سے کیا فائدہ اور کیوں بیکار روپیہ برباد کیا جا رہا ہے۔

بہرحال کوئی شکل و صورت کیوں نہ ہو لیکن حکومت کی یہ پالیسی نہ صرف مسلمانوں کے نزدیک بلکہ تمام ہندوستانیوں کے نزدیک سخت قابل اعتراض ہے کیونکہ اس طرح چند آدمیوں کے قصور کی سزا میں کسی بستی کی پوری آبادی کو سزا دینا اور سزا بھی جرمانہ وغیرہ کی نہیں بلکہ بمباری کی جس سے سخت ہلاکت و بربادی پھیلتی ہے انسانیت اور تہذیب کے خلاف ہے حکومت کی اس پالیسی سے خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کے دلوں میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور عام طور سے یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ یہ بمباری حکومت ہند کی فارورڈ پالیسی کا نتیجہ ہے اور یہ چاہتی ہے کہ آزاد قبائل کو غلام بنا لیا جائے کوئی ہندوستانی اور کوئی مسلمان حکومت کی اس پالیسی کی حمایت نہیں کر سکتا صدیوں سے جو مسلمان قبائل آزادانہ زندگی بسر کر رہے ہیں ان کو غلام بنایا جائے اور ان کی آزادی ختم کی

جائے اور ان کے علاقہ پر قبضہ کر لیا جائے۔

ہمیں امید ہے کہ حکومت فوراً اپنے غلط اقدام کو واپس لے گی اور مسلمانوں کو مزید شکایت کا موقع نہ دیگی کیونکہ اس سلسلہ میں پہلے ہی مسلمانوں کے قلوب برطانوی و انگریزی حکومت کی طرف سے دکھے ہوئے ہیں اور اسلامی ممالک کے ساتھ جو طرز عمل اس کا رہا ہے اس کی تلخ یاد ابھی دلوں سے دور نہیں ہوئی۔

غلط مخالفت

ہماری بدبختیوں میں سب سے بڑی بدبختی اور بدنصیبی یہ ہے اور ہمیشہ رہی ہے یہ ہے کہ اصلاح امت و ترقی ملت کا کوئی کام ہم نے بروقت نہیں کیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملت اسلامیہ دوسری ملتوں سے پسماندہ ہو کر رہ گئی اور افسوس یہ ہے کہ اگر فلاح و بہبود ملت کی کوئی تحریک شروع بھی ہوئی تو اکثر و بیشتر اوقات نام نہاد ملاؤں مولویوں نے مخالفت کر کے شدید نقصان پہنچایا ہے چنانچہ انگریزی تعلیم کے لئے جب بیچارے سرسید مرحوم نے آواز بلند کی اور مسلمانوں سے کہا کہ اپنے بچوں کو انگریزی تعلیم دلاؤ ورنہ زمانہ ان کو حرف غلط کی طرح مٹا دیگا اور بغیر انگریزی تعلیم کے اسلامی ہند اپنا وقار قائم نہیں رکھ سکتا اور اگر اس سے انحراف و اجتناب کیا تو جہالت و افلاس سے مسلمان پیچھے رہ جائینگے اور ملکی مناصب میں ان کے لئے جگہ نہ رہے گی اور زندگی کے ہر ایک شعبہ میں پسماندگی ان کو قعر ذلت میں گرا دیگی۔

ضرورت تو اس امر کی تھی کہ زمانہ کے کروٹ بدلتے ہی ہم بھی ملت کو مشورہ دیتے کہ وہ بھی لباس تعلیم اتار کر جدید سامان سے آراستہ ہو کر ترقی کی دوڑ میں شامل ہو جاتے مگر ہمارے علمائے کرام نے کچھ کا کچھ سمجھا اور جب سرسید کے سر ہو گئے اور نہ صرف ان کے خلاف کفر و فسق کے فتوے دینے شروع کر دیئے بلکہ سرے سے انگریزی تعلیم ہی کے دشمن ہو گئے اور اس کے ناجائز و حرام ہونے کا فتویٰ دیدیا اور نہایت جوش و خروش کے ساتھ اس کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا عوام پر علماء اور مولویوں کا آج بھی کافی اثر ہے اور آج سے ۴۰ سال قبل تو علماء کی آواز صدائے آسمانی اور بمنزلہ وحی اور الہام کے سمجھی جاتی تھی نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ سرسید کی آواز کی طرف متوجہ ہوئے مگر بہت کم توجہ کے ساتھ اگر علماء سرسید کی آواز کا ساتھ دیتے تو انگریزی تعلیم کے حاصل کرنے کا جوش و خروش عام طور پر پھیل جاتا اور مسلمان مستعدی و تندہی کے ساتھ انگریزی تعلیم کی طرف متوجہ ہو جاتے اور آج یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا کہ زندگی کے ہر ایک شعبہ میں ہمسایہ قوم سے پیچھے ہیں یہ پسماندگی صرف اسی وجہ سے ہوئی کہ ہم تعلیم میں پچاس سال پیچھے رہ گئے اور وہ سب سے آگے بڑھ گئے اور ان کا بڑھنا قدرتی امر تھا اب ملا لوگ نوحہ خوانی کرتے رہتے ہیں کہ ہندو علم شعبوں پر حاوی ہو گئے ہیں ان کو حاوی ہو ہی جانا چاہئے تھا جبکہ مقتضیات زمانہ کے حصول میں وہ آپ سے پچاس سال آگے تھے۔

گو ایک طویل عرصہ تک انگریزی تعلیم کے خلاف مولوی لوگ پروپیگنڈا کرتے رہے مگر زمانہ کے اسٹیم رولر نے سب کو پیس کر رکھ دیا اور جو مخالف تھے ان کو تسلیم کرنا پڑا کہ واقعی بغیر انگریزی تعلیم کے امت کے وقار و ملت کے تحفظ کا تصور نہیں رکھا جا سکتا اب ہم دیکھتے ہیں کہ انہی مولویوں کی اولاد کالجوں اور اسکولوں میں تعلیم حاصل کر رہی ہے جو انگریزی تعلیم کی حرمت کا فتویٰ دے چکے تھے اصل بدقسمتی ہماری یہ ہے کہ ہماری کچھ ایسی سرشت ہو گئی ہے کہ صحیح وقت پر صحیح کام اول تو شروع ہی نہیں کرتے اور اگر کوئی شروع کرتا ہے تو جماعت پسند ملا کی طرف سے اس کی مخالفت شروع ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قوم اجتماعی طور پر صحیح وقت پر کام کر کے اس کے نتائج حاصل کرنے سے محروم رہ جاتی ہے۔

جس طرح انگریزی تعلیم کی مخالفت کی گئی اسی طرح سیاسیات میں حصہ لینے کی مخالفت کی گئی اور اس گناہ کی ابتدا خود سرسید نے کی نیت تو بہرحال سب ہی کی اچھی ہوتی ہے سرسید مرحوم کی بھی نیت اچھی تھی مگر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سیاسیات میں مسلمان اور بھی زیادہ پسماندہ ہو کر رہ گئے ہندوؤں کی جو پالیسی آج سے چالیس سال پہلے تھی مسلمان اب اس پر عمل پیرا ہیں ہمیں یقین ہے کہ جس طرح آج ہماری قوم کو اپنی اس حماقت پر افسوس ہو رہا ہے کہ کیوں انگریزی تعلیم کی مخالفت کی اور کیوں نہ صحیح وقت پر صحیح طریق سے تعلیم حاصل کی اسی طرح سیاسیات کے موجودہ طریق عمل پر بھی ہمیں تھوڑے عرصہ کے بعد افسوس کرنا پڑے گا اور ہم بہت جلد محسوس کر لیں گے کہ موجودہ طرز عمل نے ہم کو سیاسی اعتبار سے بھی کمزور اور پسماندہ حالت میں ڈال دیا ہے کیونکہ اس وقت کی ہماری سیاست یہ ہے کہ ہندوؤں کے بالمقابل ہم حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں اور چونکہ حکومت کے آلہ کار بن گئے ہیں اس لئے وہ کچھ ایسی مراعات ہمیں دے رہی ہے جن کو ہم نے اسی کے اشارہ پر اپنے قومی مطالبات بنا لیا ہے حالانکہ حقیقتاً ان کے حاصل ہو جانے سے مستقبل میں ملت کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچیگا البتہ آج اس سے اشخاص و افراد ضرور فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اٹھائینگے۔ لیکن جس طرح انگریزی تعلیم کی مخالفت کرنے کی غلطی کا آج ہمیں اعتراف کرنا پڑا ہے اور بلا استثنا پوری قوم اس وقت کی مخالفت کو غلط اور تباہ کن بتلاتی ہے اسی طرح تھوڑے عرصہ کے بعد سیاسی طریق کار کے متعلق بھی ہمیں اپنی ہلاکت آفریں غلطی کا احساس ہوگا اور علانیہ اس کا اعتراف کرنا پڑیگا۔

افسوس ہے کہ رشتہ کلام الجھ گیا اور اصل موضوع سے قلم دور نکل گیا کہنا یہ تھا کہ جیسی انگریزی تعلیم کی مخالفت کر کے ہم کو پچھتانا پڑا ہے اسی طرح اب پھر ہم نے لڑکیوں کی جبریہ تعلیم کی مخالفت کرنی شروع کر دی ہے اور اس سلسلہ میں بھی ہمیں اپنی حماقت کا ایک دن ماتم کرنا پڑیگا آنجہانی گوکھلے نے لڑکوں کی جبریہ تعلیم کا بل امپیریل کاونسل میں پیش کیا تھا تو اس وقت بھی یہ شرف مسلمانوں کو حاصل ہوا تھا کہ انہوں نے اس کی مخالفت کی تھی خدا خدا کر کے لڑکوں کی جبریہ تعلیم کا نفاذ شروع ہو گیا ہے اگرچہ بعض بعض ملانے اب بھی شور مچاتے رہتے ہیں مگر اس سلسلہ میں اب ان کی شنوائی نہیں ہوتی۔

لیکن لڑکیوں کی جبریہ تعلیم کی جو مخالفت بعض حلقوں سے ہوئی شروع ہوئی ہے اس کے موثر ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ عام مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانا اس سلسلہ میں بہت آسان کام ہے اور مولوی لوگ بہت آسانی کے ساتھ یہ کہکر عوام کے اندر شورش برپا کر سکتے ہیں کہ مسلمان لڑکیوں کا ناموس خطرے میں پڑ جائے گا پردہ اٹھ جائیگا لڑکیاں کرسٹان بن جائینگی وغیرہ وغیرہ بہرحال یہ نہایت تباہ کن اور افسوسناک ذہنیت ہے اور اگر کچھ اور لوگوں نے اس قسم کی آوازوں کو ابتدا میں دبا نہ دیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ اس وقت بھی مسلم لڑکیاں تعلیم میں دوسری اقوام سے پسماندہ ہیں جبریہ تعلیم کے نفاذ اور مسلمانوں کا اس سے اعراض کرنے کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ ہمسایہ قوم کی عورتیں بھی مردوں کی طرح تعلیم میں بالکل پیچھے رہ جائینگی اور آج ہم محسوس نہ کریں مگر وہ وقت بہت قریب آرہا ہے کہ جس طرح لڑکوں کی تعلیم

کا ہم آج اہتمام کر رہے ہیں اسی طرح لڑکیوں کی تعلیم کے لئے افسوس ہمیں اہتمام کرنا پڑیگا اور اس وقت کا افسوس بالکل بیکار ہوگا۔

اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

مولانا حسرت موہانی ہماری ملت کے مایۂ ناز فرزند ہیں اور ان چند نفوس میں سے ہیں جن سے خواہ کسی کو کسی وقت کتنا ہی اختلاف رائے کیوں نہ ہو مگر مولانا کے خلوص و حمیت اور بے غرضی و بے لوثی کا ہر ایک شخص قائل ہے اور قائل رہیگا ہمیں بارہا مولانا حسرت کی رائے اور پالیسی سے اختلاف کرنا پڑا ہے مگر اس کے باوجود ہمارے دل میں مولانا کی عزت و وقعت میں کبھی فرق نہیں آیا۔

گزشتہ چند سال مولانا پر ایسے گزرے ہیں کہ ہمیں آپ کی آراء سے شدید اختلاف کرنا پڑا ہے مگر جب کبھی بھی اظہار اختلاف کے لئے ہمارا قلم اٹھا اسی وقت یہ خیال بھی دامنگیر ہوا کہ ہماری یہ کوشش فضول ہے اس وقت مولانا کا رنگ طبیعت یہی ہے بہت ممکن ہو کہ جلد ہی خود مولانا ہی کی زبان اور قلم اس کی تردید شروع کر دے۔

آجکل مولانا حسرت موہانی نے ایک مزدور پارٹی قائم کی ہے اور جا بجا اس کی شاخیں قائم فرما رہے ہیں اسی سلسلہ میں چند ماہ قبل ایک انڈیپنڈنٹ پارٹی آپ نے قائم فرمائی تھی جس کے صدر مسٹر حسین قدوائی ہیں۔

اس مزدور پارٹی کا پروگرام یہ ہے کہ وہ جدید کونسلوں وغیرہ پر قبضہ کرے یہ پارٹی ہندو مسلم کی تمیز سے بالاتر ہے اور ہمیں یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ مولانا نے پھر اپنے قدیم مسلک کی طرف رجوع کر لیا ہے چنانچہ چند روز ہوئے متھرا میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ گزشتہ چند برسوں میں ہندو مسلم اتحاد کی جتنی کوششیں کی گئیں وہ سب رائیگاں گئیں ہندوؤں کو منایا گیا تو مسلمان روٹھ گئے اور مسلمانوں کو منایا گیا تو ہندو روٹھ گئے ہندو اور مسلمان رضامند ہو گئے تو سکھ بگڑ گئے غرض اسی الجھن میں یہ مسئلہ پڑا رہا اور سلجھنے کی کوئی صورت نہ نکلی۔

اب مولانا نے یہ جو مزدور پارٹی قائم فرمائی ہے اس کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ یہ دشوار مسئلہ صرف اسی طرح حل ہو سکتا ہے کہ مذہبی اور عقائد کی بنا پر پارٹیاں قائم ہونی چاہئیں مثلاً مزدور پارٹی کسان پارٹی ساہوکار پارٹی شہریوں کی پارٹی اور دیہاتیوں کی پارٹی وغیرہ وغیرہ ان پارٹیوں میں ہندو مسلمان سکھ وغیرہ تقسیم ہو جائیں گے اگر اس قسم کی پارٹیاں قائم ہو جائیں تو ہندو مسلم مسئلہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ مولانا کا یہ ارشاد بالکل صحیح ہے یہی ایک حل ہے اور اس کے سوا ہندوستان کی بدبختی کا کوئی دوسرا حل نہیں ہے کانگریس اور قوم پرست مسلمان طویل عرصہ سے یہی چلا رہے ہیں کہ مذہب کی بنا پر حقوق کی طلب تقسیم کا اصول تباہ کن ہے اور جس قدر تحفظات یہ مسلمان نعرہ دیں گے وہ تحفظات ان کو حاصل ہوتے جائیں گے وہ کمزور ہوتے جائینگے کیونکہ اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرنے کی بجائے حکومت کی عطا کردہ مراعات پر بھروسہ ہوگا جو کمزوری کی بنیادی اینٹ ہے بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ مولانا نے اپنا پرانا مسلک ازسرنو اختیار کر لیا خدا کرے اس کو دوام ہو اس کا کام کامل ہو اور ایسا نہ ہو کہ کچھ دنوں کے بعد اس کو بھی چھوڑ کر کوئی نئی راہ نکالیں اور ہمیں کہنا پڑے "اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی"

سر یعقوب کا ارشاد

سر محمد یعقوب صاحب مراد آبادی اس لحاظ سے بہت زیادہ قابل قدر و قابل تعریف بزرگ ہیں کہ آپ نے بہت تھوڑے عرصہ میں بہت زیادہ ترقی کی ہے اور جہاں تک اپنی ذات کا تعلق ہے اپنے آپ کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے آج سے چند سال پہلے گمان بھی نہ تھا کہ آپ اس قدر جلد ترقی کا طبیب سرپر مدینہ مسلم لیگ کے صدر ہیں آپ سیاسیات میں نمایاں ہوئے مگر استاد کا مقام اپنی جگہ ہی سنگ و ہیکت "سر" ہو گیا اور مالی منافع کے ذرائع بھی کافی پیدا کر آجکل حکومت کی عنایت فرمائیوں کے سلسلہ میں لندن اور دیگر بلاد یورپ

سر محمد یعقوب صاحب ان ذی ہوش اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے کی تائید کر کے اور کانگریس اور ہندوؤں اور قوم پرور مسلمانوں کو صرف گا اس رفعت و عظمت تک رسائی حاصل کر لی ہے۔

بہرحال آجکل آپ انگلستان تشریف لے گئے ہیں وہاں سے واپسی پر ایک مختصر قصیدہ وزیر اعظم اور وزیر ہند کی شان میں بھی چلتے چلاتے ارشاد ہے کہ میں اپنے ہموطنوں کو صبر و خاموشی کی تلقین کرتا ہوں اگرچہ ہمارے مطالبات پورے ہوتے نظر نہیں آتے لیکن پھر بھی ہمیں وزیر اعظم اور وزیر ہند کی نیک دلی اور خواہی پر اعتماد اور بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

کوئی سر یعقوب صاحب سے پوچھے کہ حضرت جب مطالبات پورے ہوتے آپ کو نظر نہیں آتے تو پھر آپ کیوں اپنے ہموطنوں کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ صبر اختیار کریں اس وقت تو آپکو یہ مشورہ دینا چاہیئے تھا کہ جو کچھ کر سکتے ہو کر گزرو گو اس سے کچھ امید نہیں مگر آپنے اس کے بجائے صبر کی تلقین فرما دی اس ارشاد سے آپ کو تو ضرور فائدہ پہنچ سکتا ہے لیکن غریب ہموطنوں کو تو اس سے کچھ بھی نہیں پہنچ سکتا۔

رہا جناب وزیر اعظم اور وزیر ہند پر اعتماد اور بھروسہ رکھنے کا ارشاد تو ہمارے نزدیک اس ارشاد سے تو بہتر یہ تھا کہ آپ اپنے ہموطنوں سے فرماتے کہ وزیر اعظم اور وزیر ہند پر نہیں بلکہ خدائے واحد کی استعانت و استمداد پر اعتماد کرو اور اپنی قوت بازو پر بھروسہ لیکن مصیبت یہ ہے کہ اگر اس قسم کا مشورہ دینے کے آپ عادی ہوتے تو محمد یعقوب سے سر یعقوب کیسے بنجاتے اور اگر آئندہ کی راہ کھلی رکھنی ہوتی ایسے مشورہ دیں بفضلہ ابھی تو آپ کو بہت ترقی کرنی ہے۔

منجے کی تازہ بکواس

سر چمن لال سیتلواڈ کس قدر صحیح فرمایا ہے کہ منجے اور جیکر ہی وہ اشخاص ہیں جنہوں نے ہندو مسلم مفاہمت کے راستہ میں ہمیشہ روڑے اٹکائے۔

آجکل آپ بھی انگلستان تشریف لے گئے ہیں اور اس حیثیت سے کہ گویا ہندو قوم کے تنہا محافظ آپ ہی ہیں اور آپ اگر نہ جاتے تو ہندو قوم تباہ و برباد ہو گئی ہوتی حال میں جناب فاریو اکا ذکر کرتے ہوئے آپنے فرمایا ہے کہ اس وقت ہندو مسلم کے لئے کچھ کام کرنا ہندوؤں کے لئے سخت مضرت رساں ہوگا اور اس کے معنے مکمل شکست کے ہونگے اس کی بجائے ہمیں مسلسل اور متواتر لڑتے ہی رہنا چاہیئے۔ مشورہ نہایت معقول ہے اس لئے کہ اگر ہندو مسلم مفاہمت ہو جائے تو پھر منجے کو کون پوچھے گا ڈاکٹر منجے تو اسی وقت تک ڈاکٹر منجے اور ہندو مہاسبھائی ہیں جب تک لڑائی جھگڑے کی بنیاد قائم ہے جہاں اس کا کوئی فیصلہ ہو گیا پھر ڈاکٹر صاحب کو کوئی نہیں پوچھے گا کہ آپ کون بزرگ ہیں کیونکہ آپ اسی ہندو مسلم قضیہ اور فسادوں کے سلسلہ میں برسر عام آئے ہیں آپ کی پوزیشن تو پلیٹ فارم پر کچھ بھی نہیں ایک سبب ... سر جیکر پر جو ...

کے معمولی ڈاکٹر ہیں آپ کی خاص ہندو قوم کے نقطۂ نظر سے بھی کوئی خاص خدمات نہیں ہیں آپ نے بس مسلمانوں کو گالیاں دے کر ترقی کی ہے اسی ذریعہ سے آپ گول میز کانفرنس وغیرہ میں ہر مرتبہ شریک کئے گئے کیونکہ ایسے لڑانے کی کوشش سے زیادہ مفید اور کون ثابت ہو سکتا ہے ایک طرف ڈاکٹر مونجے دوسری طرف ڈاکٹر شفاعت احمد خاں لیکن ڈاکٹر شفاعت احمد خاں ایک تعلیم یافتہ آدمی تو ہیں۔

بہرحال ڈاکٹر مونجے کی ساری زندگی مسلمانوں کو گالیاں دینے میں بسر ہوئی وہ کیونکر برداشت کر سکتے تھے کہ پنجاب کے ہندو، مسلمان اور سکھ کوئی فیصلہ کر لیں کیونکہ جہاں پنجاب کا قضیہ طے ہوا پھر سمجھنا چاہیے کہ ہندو مسلم قضیہ کی گتھی سلجھ گئی اور بقیہ مسائل نہایت آسانی سے طے ہو جائیں گے مگر سوال یہ ہے کہ اس کے بعد ڈاکٹر مونجے کیا کریں گے اس وقت تو ہندو مسلمانوں کے لڑانے کا مقدس کام وہ انجام دے رہے ہیں اگر اس خدمت کے انجام دہی کی ضرورت نہ رہی تو بیچارے ڈاکٹر صاحب کے لئے کیا کام باقی رہ جائے گا آپ کو کانگریس کے کام سے کوئی دلچسپی نہیں کانگریس کے پلیٹ فارم پر قدم رکھنے کے معنی جیل یاترا کے ہیں اسی مصیبت سے بچنے کے لئے تو ڈاکٹر صاحب ... پڑ چلے تھے اور ہندو مسلم قضیہ کے اکھاڑے میں کود پڑے تھے کہ یہ بالکل محفوظ میدان ہے یہاں آؤ بھگت کافی ملے زیادہ، ہندو بھی پیچھے اور سرکار بھی اپنی ضرورت کے لئے دست شفقت پھیرے گی اور جیل کا بھی کوئی کھٹکا نہیں ہے اس سے زیادہ اچھا کام اور پیشہ اور کون سا ہو سکتا تھا۔

لیکن ڈاکٹر مونجے کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس قسم کی بدنام اور مذموم سیاست کا دور دورہ ہمیشہ قائم نہیں رہے گا اور ہندو قوم کو آپ زیادہ عرصہ تک آپ اپنے دام فریب میں مبتلا نہیں رکھ سکتے ایسے آثار و علائم صاف نظر آ رہے ہیں کہ ہندو قوم کے نوجوان خصوصاً اور عام ہندو بھی یہ سمجھنے لگے ہیں کہ آپ کی تنگ نظرانہ پالیسی خود ہندو قوم کے لئے بھی کچھ مفید نہیں ہے اور آپ کی شورش پسندی جو ہندو مسلم تعصب میں ہے یہ اپنے حلوے مانڈے کے لئے ہے نہ کہ ہندو قوم کی بہتری کے لئے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک اس قسم کے اشخاص و افراد کو بیجا عزت دی جاتی رہے گی اور خود قوم اور ملک کی طرف سے ان کی حوصلہ شکنی نہ ہوگی اس وقت تک یہ لوگ اپنی مضرت رسانی سے باز نہیں آ سکتے اور کیوں آئیں کہ بغیر کسی قسم کے ایثار و قربانی کے عزت و دولت دونوں حاصل ہوتی ہیں وہ ان کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کریں تو بھوکے مریں اور مصائب و آلام میں مبتلا ہوں جیسا کہ کانگریسوں کا حال ہے۔

جاپان اور ہندوستان اور برطانیہ

چند مہینے گذرے جاپان کے سوتی مال پر مزید محصول عائد کر دیا گیا تھا کیونکہ جاپانی سوتی کپڑا ریشمی کپڑے کی طرح اس قدر سستا آنے لگا ہے کہ کوئی کپڑا کسی ملک کا بھی جاپانی کپڑے کا سستے پن میں مقابلہ نہیں کر سکتا اب جاپان سے ایک وفد آیا ہے کپڑے اور روئی کے تاجروں کے نمائندے ہیں یہ گورنمنٹ ہند سے ملاقات کریں گے اور کوئی فیصلہ کی راہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی معاملہ جاپان اور ہندوستان کا ہے لیکن یہ خبر دلچسپی سے خالی نہیں کہ جونہی جاپانی ڈیلیگیٹوں کے آنے کی خبر شائع ہوئی لنکاشائر اور مانچسٹر کے تاجروں کے پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے اور انہوں نے بھی ہندوستان کی طرف کوچ کر دیا اور اس میں اس قدر عجلت اور تیز رفتاری سے کام لیا کہ جاپانی وفد سے پہلے پہنچنے کی ٹھان لی اور حکومت ہند کو اطلاع دی کہ جاپانیوں سے ملنے سے قبل ہم سے مل لیا جائے۔

چونکہ یہ معاملہ مشتبہ تھا اور طرح طرح کے شبہات پیدا ہو گئے تھے یعنی یہ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ برطانوی مفاد پر ہندوستانی مفاد کو قربان نہ کر دیا جائے چنانچہ حکومت ہند کو رفع شک کے لئے اعلان کرنا پڑا کہ برطانوی تاجروں کی آمد کوئی خاص معنی نہیں رکھتی وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ جاپانیوں سے پہلے مل لیں اور اپنا نقطۂ نگاہ پیش کر دیں۔

جاپانی کیوں آ رہے ہیں یہ ایک سوال ہے جس کا جواب بہت آسان ہے یعنی یہ کہ اپنے فائدے کے لئے آ رہے ہیں ان کی کوشش یہ ہوگی کہ کوئی ایسا معاہدہ حکومت ہند سے ہو جائے جس سے وہ ہندوستان میں اپنی مصنوعات خصوصاً کپڑا اور وہ بھی سوتی کپڑا بھیج سکے اور محصول بہت کم ہو۔

ہم کوئی ماہر اقتصادیات نہیں ہیں اس لئے تجارت درآمد و برآمد کے متعلق کوئی ایسی رائے ظاہر نہیں کر سکتے جو قطعی کہی جا سکے لیکن معمولی عقل جس چیز کا تقاضا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ایسا کوئی معاہدہ کسی ملک سے بھی نہیں کرنا چاہیے جس کا نتیجہ یہ نکلے کہ ہمارے ملک میں باہر سے سونا اور چاندی کم آئے اور باہر کے ملکوں میں ہمارے ہاں سے زیادہ جائے چاہیے تو یہ تھا کہ ایسا معاہدہ ہو کہ ہمارے یہاں سے دولت کم جائے اور آئے زیادہ اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم اتنا تو ہونا ہی چاہیے کہ برابر سرابر رہا اور گھاٹا نہ اٹھانا پڑے۔

جاپانی ہوں یا لنکاشائر والے انگریز ہوں یا ہے کسی کو بھی یہ اجازت نہ ملنی چاہیے کہ وہ بلا روک ٹوک اور غیر مشروط طور پر اپنی مصنوعات سے ہندوستانی بازاروں کو پاٹ دیں اور جو معاہدہ بھی ہو وہ اس اصول کے ماتحت ہونا چاہیے کہ ہندوستان کی صنعت کو نقصان نہ پہنچے کوئی ایسی صورت نکالنی چاہیے کہ جو چیزیں کہ ہندوستان میں تیار ہوتی ہیں وہ اگر باہر سے آئیں تو اس ہندوستانی صنعت سے زیادہ ارزاں اور سستی نہ فروخت ہو سکیں۔ اور دوسرا اصول یہ ہونا چاہیے کہ جتنا مال کوئی ہمارا خریدے اتنا ہی ہم اس کا خریدیں اس سے زائد نہیں۔ اور تیسرا اصول یہ ہونا چاہیے کہ کسی خاص ملک کے ساتھ کوئی خاص رعایت نہ ہونی چاہیے۔

اصل یہ ہے کہ گذشتہ چند ماہ ہوئے جو جاپانی سوتی کپڑے پر مزید محصول عائد کیا گیا تھا اس کے متعلق سیاسی اور تجارتی دونوں حلقوں میں یہ خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ بہ نسبت ہندوستان کے لنکاشائر کا مفاد زیادہ مد نظر رکھا گیا ہے اور برطانیہ کے سوتی کپڑے کو مزید محصول سے مستثنیٰ رکھنا اس نے اس شبہ کو قوی کر دیا کہ لنکاشائر کا مفاد مد نظر ہے نہ کہ ہندوستان کا اور اب چونکہ برطانوی اور لنکاشائر کے ڈیلیگیٹ بھی آ رہے ہیں اور ان کی خواہش یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ سے جاپانی ڈیلیگیٹوں سے پہلے ملاقات کریں اس سے شبہ اور بھی قوی سے قوی تر ہوگا کہ کہیں ہندوستان کے مفاد کو لنکاشائر کے مفاد پر قربان نہ کر دیا جائے بہرحال جو معاہدہ بھی ہو وہ ہندوستان کے براہ راست مفاد کو پیش نظر رکھ کر کیا جائے ایسا نہ ہو کہ بیچ میں لنکاشائر کا مفاد کود پڑے اور اس کی وجہ سے اچھے شرائط پر جاپان سے معاہدہ نہ ہو سکے اور جاپانی مال سے اسی طرح ہندوستان کے بازار بھرتے رہیں۔

گاندھی جی کا تازہ برت

گاندھی جی کو اچھوتوں کے لئے کام کرنے کی جیل کے اندر سے اجازت ملی ہوئی تھی جس وقت کہ آپ کو رہا کیا گیا تھا اب دوبارہ گرفتاری پر گاندھی جی نے ہر

مراعات کیلئے درخواست دی کہ انکو وہ سہولتیں پھر پہنچائی جائیں جو پہلے حاصل تھیں تاکہ وہ ہریجنوں کے متعلق حسب دستور سابق کام کرسکیں۔ یکم اگست کو یہ درخواست گاندھی جی نے کی تھی مگر ۱۴ اگست تک کوئی جواب حکومت کی طرف سے موصول نہیں ہوا حالانکہ درمیان میں ایک یا دو مرتبہ مہاتما جی نے یاددہانی بھی کی آخرکار ۱۴ اگست سے گاندھی جی نے برت رکھنے کا اعلان بھی کر دیا کہ یا تو مطالبہ پورا کیا جائے ورنہ وہ بھوک ہڑتال کرکے جان قربان کر دیں گے۔ اور بھوک ہڑتال شروع کر دی۔

اس کے بعد گورنمنٹ نے جو سہولتیں پہلے دے رکھی تھیں ان میں کچھ قطع برید کرکے گاندھی جی کو بھیجدیں گاندھی جی نے ایک نظر دیکھکر ان پر اطمینان کا اظہار کیا اور برت کو ملتوی کرنے کا ارادہ بھی ظاہر کیا مگر جب دوبارہ حکومت کی بھیجی وہ سہولتوں کو گاندھی جی نے دیکھا اور غور کیا تو انہوں نے محسوس کیا کہ ان کو ہریجن کے کام میں ان مراعات سے پوری آسانی حاصل نہ ہوگی اور جس طرح آزادی کیساتھ ہریجن کا کام وہ کرنا چاہتے ہیں ان شرائط کے ساتھ نہیں کر سکتے اس لئے وہ برت نہیں کھولیں گے۔

چنانچہ آج کہ ۲۲ اگست ہے گاندھی جی کے برت کو ساتواں روز ہے اور اب انکو جیل سے نکال کر ہسپتال میں پہنچا دیا گیا ہے اور حکومت نے بھی اعلان کر دیا ہے کہ جو سہولتیں ہم نے دیدی ہیں وہ اس کے نزدیک ہریجن کام کے لئے کافی ہیں اور سابقہ سہولتیں جو دی گئی تھیں وہ اب نہ دی جائینگی کیونکہ اس وقت تو گاندھی جی ایسے قیدی تھے جو بغیر مقدمہ چلائے نظربند رکھے گئے تھے مگر اب معمولی سزا یافتہ قیدی ہیں جو سہولتیں دیدی گئی ہیں وہ ہی بہت زیادہ ہیں۔

اب اس کے معنی یہ ہیں کہ یا تو حکومت جھکے اور گاندھی جی کا مطالبہ منظور کرے یا گاندھی جی اپنا مطالبہ ترک کردیں اور اگر دونوں میں سے کوئی نہ ہو تو گاندھی جی جان دیدیں اس وقت جو صورت حال ہے وہ یہی ہے کہ ادھر حکومت نے جو شرائط پیش کی تھیں وہ گاندھی جی کے نزدیک ناکافی ہیں اور گورنمنٹ کے نزدیک وہ بالکل کافی ہیں اور گاندھی جی نے اپنے مطالبے کے لئے جان کی بازی لگا رکھی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ گاندھی جی کا انتقال ہو جائے۔

یہ تو تھے واقعات ہماری رائے اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ یہ ایک ایسا اہم مسئلہ نہیں تھا جس کے لئے گاندھی جی نے جان کی بازی لگادی ہے گو یہ صحیح ہو کہ بشرائط کی وجہ سے خاطر خواہ کام ہریجنوں کے متعلق گاندھی جی نہ کرسکیں مگر باوجود ان رکاوٹوں کے ایک حد تک کام ہو سکتا ہے پھر ایسا معاملہ نہیں ہے کہ اس کے لئے جان کی بازی لگادی جائے خصوصاً ایسی قیمتی جان جیسی کہ گاندھی جی کی ہے جس سے سی امیدیں ملک کی وابستہ ہیں۔

لیکن دوسری طرف حکومت کا رویہ سخت قابل اعتراض اور اس لحاظ سے مضحکہ خیز ہے کہ یہی گاندھی جی جن کو چار مہینے قبل اسی جیل میں وہ سہولتیں دے رکھی تھیں جو آج دینے سے انکار کر رہی ہے اور اصولی طور پر آج بھی حکومت نے ان کو یہ دیدیا ہے کہ وہ جیل میں رہکر ہریجنوں کے متعلق کام کرسکیں تھوڑے پیمانہ پر سہولتیں دی ہیں اور یہ بھی مسلم شدہ امر ہے کہ گاندھی جی سے یہ اندیشہ نہیں ہے کہ وہ ان کا ناجائز فائدہ اٹھائیں گے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں اک ذرا سی بات پر حکومت نے ایک ایسی قیمتی جان کو نہایت حقیر اور غیر معمولی مطالبہ کے لئے خطرہ میں ڈالدیا ہے

جس کا ضائع ہو جانا ملک کیلئے بہت بڑا نقصان ہے اگر حکومت اپنی ضد پر اڑی رہی اور گاندھی جی کی جان کا ضائع ہونا معمولی نقصان نہیں ہوگا اس سے تمام ملک میں ایک خوفناک غم و غصہ اور ہیجان پیدا ہو جائے گا اور وہ رنج و غصہ ناخوشگوار صورتیں پیدا کرنے کا خطرہ ہے۔

ہم نہایت صفائی کے ساتھ کہتے ہیں کہ حکومت کی یہ ضد ملک کے کسی حصہ میں بھی پسندیدگی کی نظروں سے نہیں دیکھی جا رہی ہے اور ہمیں امید ہے کہ جو غلط قسم کی پالیسی حکومت نے اختیار کر رکھی ہے اب اس کو ترک کرکے اپنی دانشمندی کا ثبوت دیگی ورنہ دلوں کی تلخیاں اور بڑھیں گی اور رنج و غصہ کی خلیج زیادہ وسیع ہو جائے گی۔

انفرادی سول نافرمانی

ابھی پچھلے گذشتہ نمبر میں گاندھی جی اور وائسرائے کی جو خط وکتابت ہوئی تھی پونہ کانفرنس پر ہم تفصیلی بحث کر چکے ہیں گاندھی جی کی درخواست ملاقات کو ٹھکرا دینے کے معنی ہی یہ تھے کہ گاندھی جی پھر جیل چلے جائیں کیونکہ وہ اپنے پہلے ہی بیان میں کہہ چکے تھے اور اب ہماری بھی یہی رائے ہے کہ بغیر حکومت کا خیال کئے ہوئے ملک کے موجودہ حالات کو پیش نظر رکھکر سول نافرمانی غیر معین عرصہ کے لئے بند کر دینی چاہئے تھی مگر خواہ ہماری یہ رائے کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہو لیکن حالات و واقعات بتلا رہے تھے کہ وائسرائے نے ملاقات سے انکار کرکے فوراً ہی ایسی صورت پیدا کردی ہے کہ ملک کو امن و اطمینان مطلوبہ حاصل نہ ہو کیونکہ یہ ہر شخص جانتا ہے کہ جب تک گاندھی جی جیل میں ہیں اور جب تک کانگریس کی طرف سے خاتمہ جنگ کا اعلان نہیں ہوتا اس وقت تک صحیح اور حقیقی امن و سکون کی فضا پیدا نہیں ہو سکتی خواہ سول نافرمانی کی تحریک بالکل ہی فیل کیوں نہ ہو جائے اور عام لوگ جیل جانا خواہ بالکل ہی بند کر دیں مگر یہ حقیقت ہے کہ گاندھی جی کا وجود جب تک جیل میں رہیگا ملک کے اندر بے چینی اور اضطراب ضرور موجود رہیگا۔

ہم جب موجودہ حالات میں اجتماعی سول نافرمانی کے بند کرنیکا مشورہ دے چکے ہیں تو بھلا انفرادی سول نافرمانی کے جاری رکھنے کو کیونکر جائز رکھ سکتے ہیں ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب حالات اس قدر بدل گئے ہیں تو مساعدت احوال کی امید منقطع ہو گئی ہے تو کیوں جرات آزما قدم اٹھانے سے گریز کیا گیا اور کیوں نہ صاف کہدیا گیا کہ چونکہ اس وقت حالات مساعد نہیں ہیں اس لئے سول نافرمانی کی تحریک بند کی جاتی ہے اور اس کی بجائے حالات کے مطابق دوسرا پروگرام پیش کیا جاتا ہے اگر اس قسم کا قدم اٹھایا جاتا تو آج جو جمود کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے وہ ہرگز نہ ہوتی اور ملک کے سامنے ایک ایسا پروگرام ہوتا جس پر ضعیف و توانا کمزور و طاقتور سب مل کر عمل کر سکتے تھے اور زندگی و حرکت ملک میں پیدا ہو سکتی تھی افسوس ہے کہ طویل عرصہ تک اس قسم کی حرکت کی اب کوئی توقع نہیں ہے سوائے اسکے کہ سوراج پارٹی کی طرح کوئی جدید پارٹی قائم ہو جائے اور وہ میدان میں آکر جدید پیدا شدہ حالات کے مطابق کام شروع کرے۔

معارف القرآن

(بسلسلۂ گذشتہ)

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل نے سات باتوں کی نصیحت کی مسکینوں سے محبت رکھوں۔ اپنے سے کم مرتبہ کو دیکھوں اونچے کی طرف نظر نہ کروں۔ صلۂ رحم کروں کسی سے کچھ سوال نہ کروں۔ حق بات کہوں اگرچہ تلخ ہو حق میں کسی کی ملامت سے خوف نہ کروں لا حول ولا قوۃ الا باللہ بہت پڑھا کروں، اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ یہ پانچوں اوصاف خدا کی مہربانی و عنایت ہیں خدا جس کو چاہتا ہے اپنا فضل عطا کرتا ہے اس کا فضل وسیع ہے اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کون شخص اور کونسی قوم کس لائق ہے

مقصود بیان:۔ خدا اور صرف خدا سے محبت کرنے کی تعلیم۔ مسلمانوں کو باہم میل و ملت اور مہربانی و اتحاد کا حکم۔ دشمنان دین کو نہایت سختی کے ساتھ دفع کرنے کی ہدایت۔ راہ خدا میں جان و مال صرف کر لینے کے متعلق ارشاد دینی امور میں کسی ملامت گر کی ملامت سے متاثر ہونے کی ممانعت۔ آئندہ واقعات کی پیشین گوئی اور اسلام کی ترقی کی خبر

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ
يُقِيمُونَ الصَّلوٰةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكوٰةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝
وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ
حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝

ترجمہ:۔ تمہارے دوست تو اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ ان میں خشوع ہوتا ہے اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھیگا اور اس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بلاشک غالب ہے۔"

تفسیر:۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے (جو پہلے زبردست یہودی عالم تھے اور پھر مسلمان ہو گئے تھے)، ایک مرتبہ آنحضرت سے عرض کیا کہ یارسول ہم کو ہماری قوم نے چھوڑ دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرما دیا گیا کہ تم کو خدا اور رسول کی دوستی کافی ہے جو تم کو چھوڑ دیں تم کچھ پرواہ نہ کرو محمد بن اسحاق کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام آیتیں حضرت عبادہ بن صامت کے بارہ میں نازل ہوئیں جبکہ انہوں نے یہود سے بیزاری اور خدا و رسول کی محبت کا اظہار کیا بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی قصہ یہ ہوا کہ ایک سائل مسجد میں سوال کرتا ہوا آیا حضرت علی رکوع کی حالت میں تھے آپ نے رکوع کی حالت میں اپنی انگوٹھی انگلی سے اتار کر اس کو دیدی بہر صورت مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کا دوست خدا ہے اس کا رسول ہے اور وہ مومن بندے ہیں جو باقاعدہ خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتے ہیں اور رکوع کی حالت میں صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہو کہ باقاعدہ نماز ادا کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور مسلمانوں کی سی نماز پڑھتے ہیں یہود کی طرح نماز نہیں پڑھتے جس کے اندر رکوع نہیں ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص اللہ رسول اور مومنوں کو دل سے چاہتا ہے اور دل سے ان سے محبت کرتا ہے خدا اس کی مدد کرتا ہے کیونکہ خدا کا گروہ ہمیشہ غالب رہتا ہے اور اسی کو نتائج دارین حاصل ہوتی ہے خواہ دنیا میں کبھی کافر غالب ہو جائیں مگر حقیقی غلبہ مسلمانوں ہی کو حاصل ہوتا ہے حق ہمیشہ باطل پر غالب رہتا ہے کیونکہ دنیا ایک راستہ ہے موت پر جا کر یہ راستہ ختم ہوتا ہے لہذا غلبہ کا نتیجہ جسکو حاصل ہو اور ہی غالب ہوا اور باقی سب فانی۔

مقصود بیان:۔ نماز باقاعدہ ادا کرنی چاہیئے خصوصاً رکوع نہایت اطمینان اور اعتدال کے ساتھ ہونا چاہیئے مطلب یہ کہ عبادت و پرستش خدا ہر شخص پر لازم ہے غریبوں اور مسکینوں کی صدقہ و خیرات اور فرضی زکوٰۃ دینی چاہیئے اور ان کا افلاس دور کرنا چاہیئے یعنی مالی ہمدردی کرنی چاہیئے مذکورہ بالا صفات والا فرقہ ہمیشہ غالب رہتا ہے وغیرہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا
دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ
قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝
وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلوٰةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ط
ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝

ترجمہ:۔ اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے جو ایسے ہیں کہ انہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ان کو اور دوسرے کفار کو دوست مت بناؤ اور اللہ تعالےٰ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو اور جب تم نماز کے لئے اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے۔"

تفسیر:۔ جب اذان ہوتی اور مسلمان نماز شروع کرتے تو یہود کہتے کہ یہ کھڑے ہوئے ہیں خدا کرے کہ انہیں کھڑا ہونا نصیب نہ ہو اور جب مسلمانوں کو رکوع و سجود کرتے دیکھتے تھے تو ہنسی اور مذاق اڑاتے تھے اسی طرح ایک نصرانی تھا جب اذان میں اشہد ان محمد الرسول اللہ سنتا تو کہتا "حرق الکاذب" یعنی خدا کرے یہ جھوٹا جل جائے ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اور اس کے اہل و عیال سب سو رہے تھے ایک نوکر گھر میں آگ لیکر آیا ایک چنگاری گر پڑی نصرانی اس کا گھر اور سب گھر والے جل بھن کر خاک ہو گئے۔ محمد بن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے بعد حضور کعبہ کے اندر داخل ہوئے بلال ہمرکاب تھے حضور نے بلال کو اذان دینے کا حکم دیا اور بلال نے اذان دی ابوسفیان حارث بن ہشام اور عتاب کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے ایک نے کہا فلاں شخص کیا بزرگ اور خوش نصیب تھا کہ اس بیہودہ ناگوار آواز سننے سے

پہلے مرگیا دوسرا بولا واللہ اگر میں جانتا کہ وہ حق پر ہے تو اس کی پیروی کرتا ابو سفیان بولا کہ بھائی میں تو کچھ زبان سے نکال نہیں سکتا ورنہ یہ سنگ ریزے میرے قول کی ان کو خبر دیدیں گے یعنی میرے قول کی حضرت کو خبر پہنچ جائے گی تھوڑی دیر کے بعد حضرت اقدس باہر تشریف لائے اور فرمایا مجھے معلوم ہو جو کچھ تم نے باتیں کیں میں ان سے واقف ہوں اس کے بعد حضور نے تمام باتیں بتادیں کہ تم یہ کہہ رہے تھے عتاب و حارث مسلمان ہو گئے ابو محذورہ کہتے ہیں کہ مسلمان ہونے سے پہلے ہم نے ایک مقام پر مؤذن کی اذان سنی تو ہم لوگوں نے اس کی آواز پر مذاق اڑانا شروع کیا۔ الخ رفاعہ بن زید اور سوید بن حارث منافقوں نے منافقانہ اظہار اسلام کیا تھا اور بعض مسلمان ان سے اختلاط رکھتے تھے آیت مذکورہ میں اس اختلاط اور ربط و ضبط کی ممانعت ہو گئی بہر صورت آیت مذکورہ کی شان نزول میں سے قبل اس قسم کے بہت سے واقعات ہوئے تھے جن کے بعد یہ آیت نازل ہوئی مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو تم کافروں کو اور ان اہل کتاب کو دلی دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے اگر تم سچے مسلمان ہو تو خدا کا خوف کرو ان سے موالات چھوڑ دو جب تم لوگوں کو نماز کے لئے پکارا کرتے ہو یعنی اذان کہتے ہو اور لوگ اگر نماز میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ لوگ نماز کا مذاق و کھیل بناتے ہیں ایسی بیہودگیوں کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ لوگ نادان اور بے عقل ہیں حقیقت سمجھنے کی ان میں قابلیت نہیں ہے۔

مقصود بیان: کسی حکم شریعت کا مذاق اڑانا کفر ہے، جہالت و نافہمی خدا کا عذاب ہے کفار سے ترک موالات کرنی چاہیے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ ۝ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللَّهِ ۚ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ ۚ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝

ترجمہ: آپ کہیے کہ اے اہل کتاب تم ہم میں کونسی بات معیوب پاتے ہو بجز اس کے کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجی گئی ہے اور اس پر جو پہلے بھیجی جا چکی ہے باوجود اس کے کہ تم میں اکثر لوگ ایمان سے خارج ہیں آپ کہیے کیا میں تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو اس سے بھی خدا کے ہاں پاداش ملنے میں زیادہ برا ہو وہ ان اشخاص کا طریقہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا ہو اور ان پر غضب فرمایا اور ان کو بندر اور سور بنا دیئے ہیں اور انہوں نے شیطان کی پرستش کی ہو ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بھی بہت برے ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دور ہیں۔

سبب: ایک مرتبہ حضور اکرم کی خدمت میں ابو یاسر نافع غازی بن عمر اور بعض اکابر یہود حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ اے محمد آپ کس چیز پر ایمان لانے ہو آپ نے فرمایا اللہ پر اور تمام انبیاء ابراہیم اسمٰعیل اسحٰق یعقوب موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام حضرت عیسیٰ کا نام سنکر ... کہنے لگے کہ ... اور دو کلمے ...

کہ مانے ہم اس کو بھی نہیں سمجھتے ہماری دانست میں تمہارے دین سے بدتر کوئی دین نہیں ہے اس وقت یہ آیت اتری ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمان سے کہدو کہ تم ہم میں سوائے اس کے کیا عیب نکالتے ہو کہ ہمارا ایمان خدا پر قرآن پر اور دوسری آسمانی کتابوں پر ہے اور ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ تمہاری جماعت میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں بس صرف اتنی وجہ سے ہمارا دین تمہاری رائے میں بدترین دین ہے آؤ میں تم کو ان فرضی عیب والوں سے بدترین فرقہ بتاؤں جو خدا کے ہاں سے سخت سزایاب ہو چکا ہے جس پر خدا اپنی پھٹکار کر چکا ہے جن پر خدا کی مار ہو چکی ہے جن میں سے شیطان کے پجاری رہ چکے ہیں جن کو خدا نے بندروں اور سوروں کی شکل میں مسخ کر دیا تھا وہ فرقہ یہودی ہے اس کا طریقہ بہت ہی برا ہے اور اس سے زیادہ دنیا میں کوئی گمراہ فرقہ نہیں ہے یہود بیچارے اس بات کے قائل ہیں کہ روز شنبہ جو عبادت کے لئے خدا کی طرف سے مقرر کر دیا گیا ہے بنی اسرائیل نے اس کی نافرمانی کی اور عذاب خدا میں مبتلا ہو کر بندر اور سور ہو گئے یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ جو لوگ بندر اور سور کی شکل پر ہو گئے تھے ان کی نسل منقطع ہو گئی اور وہ خود تین روز میں ذلیل و خوار ہو کر ہلاک ہو گئے۔ مسلم و ابو داؤد میں حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے ایک دفعہ رسول اللہ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یہ بندر و سور انہی یہود کی نسل میں جو مسخ ہوئے تھے فرمایا نہیں ہاں اللہ نے جب کسی قوم کو ملعون کر کے مسخ کیا تو پھر ان کی نسل ہرگز باقی نہیں رکھی اور بندر و سور تو خدا کی مخلوق پہلے سے موجود تھی جب اللہ تعالیٰ نے یہود پر غضب نازل کیا تو ان کو بھی مسخ کر کے بندروں اور سوروں کی مثل کر دیا ماحصل مطلب یہ ہے کہ اے اہل کتاب تم ہمارے دین پر کیا طعن کر سکتے ہو ہمارا دین صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اس کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرتے تو تم ہم میں کیا عیب نکال سکتے ہو ذرا اپنی خبر لو تم سے بدتر کون ہوگا کہ شیطان کی پرستش تم نے کی خدا کی نافرمانیاں تم نے کیں اور اس کی وجہ سے تم ملعون ہو کر سور و بندر ہو گئے تم سے زیادہ گمراہ و سرکش اور جہنم آب کون ہو سکتا ہے۔

مقصود بیان: مسلمانوں کو صحیح عقائد کی تعلیم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور حدود شرعیہ پر کاربند رہنے کی ہدایت۔ اہل کتاب کی سرکشی و نافرمانی کی صراحت اسلام کے روشن عقائد کی طرف پر لطف اشارہ، وغیرہ۔

وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ۝ وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝

ترجمہ: اور جب یہ لوگ تم لوگوں کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ وہ کفر ہی کو لیکر آئے تھے اور کفر ہی کو لیکر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ

خوب جانتے ہیں جبکہ یہ پوشیدہ رکھتے ہیں اور آپ ان میں بہت آدمی ایسے دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر گرتے ہیں واقعی ان کے یہ کام برے ہیں ان کو مشائخ اور علما گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے واقعی ان کی یہ عادت بری ہے۔

تفسیر:۔ یہ آیات گزشتہ آیات کا تکملہ ہیں گزشتہ آیات میں یہود کی بعض نافرمانیوں کا بیان تھا یہاں ان کی دیگر سرکشیوں کی تصریح ہے ارشاد ہوتا ہے کہ اے اہل ایمان جب منافق یہودی تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں مسلمان ہیں حالانکہ کفر ہی کو لیکر آئے تھے اور کفر ہی کو لیکر چلے گئے نہ آنے سے پہلے مسلمان تھے نہ آنے کے بعد تمہاری صحبت کا ان پر کچھ اثر پڑا کہ مومن ہو جاتے ظاہر میں ایمان کے دعویدار ہو گئے مگر ان کے دلوں میں نفاق بھرا پڑا ہے جس کو خدا خوب جانتا ہے دیکھو بہت یہود جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے میں کیسی جلدی جلدی کرتے ہیں اور حرام خواری میں کیسی تیزی دکھاتے ہیں کس قدر رشوتیں لیتے ہیں ان کے یہ اعمال اور یہ حرکات بہت ہی برے ہیں اور فقط یہی نہیں کہ عوام صرف نافرمان ہوں بلکہ ان میں سے چھوٹے بڑے سب گناہ کرنے پر یکساں دلیر ہو گئے ہیں ان کے علماء اور خدا پرستی کا دعویٰ کرنے والے لوگ بھی تو ان کو دروغ بافی اور حرام خواری سے منع نہیں کرتے ان علماء و احبار کی یہ حرکتیں ہی بہت بری ہیں۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ عوام تو سرکش و نافرمان تھے علماء اور اہل علم لوگ بھی رشوتیں لیکر حق گوئی سے باز رہتے ہیں سب فرقہ کا فرقہ گمراہی میں مبتلا ہے اور آوا کا آوا خراب ہے۔

حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو تم سے پہلی قومیں معصیت اور گناہوں کی وجہ سے برباد ہو گئیں علماء و فقہاء ان کو منع نہ کرتے تھے جب نافرمانی انتہا کو پہنچ گئی تو خدا کے پنجہ میں گرفتار ہو گئے لہذا تم کو چاہیئے کہ بلا نازل ہونے سے پہلے تم لوگوں کو نیکی کی ہدایت اور برائی سے ممانعت کرو یاد رکھو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کسی کی روزی نہیں کاٹ سکتا اور نہ کسی کی موت کو وقت سے پہلے لا سکتا ہے (ابو حاتم وابو داؤد) حضرت جریر صحابی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جس قوم میں کوئی شخص گناہ کرتا ہو اور لوگ اس کو باوجود قدرت رکھنے کے نہیں روکتے ان کو خدا تعالیٰ موت سے پہلے عذاب میں ضرور مبتلا کرے گا (ابن ماجہ ابو داؤد) **مقصود بیان** خدا کی نافرمانی سے انسان عذاب دنیوی اور تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے دین میں سستی اور کوتاہی کرنی حرام ہے جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو دین کی پابندی کی ہدایت کی جائے علماء و فقہاء کو لازم ہے کہ لوگوں کو بری باتوں سے منع کریں اور نیکی کی ہدایت کریں ورنہ عذاب خداوندی میں مبتلا ہوں گے علماء و مشائخ کا صرف یہی کام نہیں کہ اپنی کشتی سنبھال کر بچائیں بلکہ ڈوبتوں کو نکالنا بھی ان کا فرض ہے وغیرہ۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ

ترجمہ:۔ اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے ان ہی کے ہاتھ بند ہیں اور یہ اس کہنے سے رحمت سے دور کر دیے گئے بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں اور جو مضمون آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب ہو جاتا ہے اور ہم نے ان میں باہم قیامت تک عداوت و بغض ڈالدیا جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں حق تعالیٰ اس کو فرو کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے۔

تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ نے توریت میں یہودیوں کو مخصوص طور پر بتا دی تھی کہ جب محمد مبعوث ہوں تو فوراً ان پر ایمان لانا اور ہر طرح سے مدد کرنا لیکن جب آنحضرت مبعوث ہوئے تو علمائے یہود نے خوف کیا اور خیال کیا کہ اگر ہم انکی تصدیق کرینگے تو ہمارے سب مرید مسلمان ہو جائینگے اور ہماری آمدنی و پیری جاتی رہیگی یہ خیال کرکے توریت میں سے حضور کے تمام احوال و صفات کو بدل ڈالا اور مریدوں کو اسلام سے روکا نتیجہ یہی ہوا جس کا ان کو خوف تھا یعنی ان گناہوں کی پاداش میں خدا تعالیٰ نے ان کو افلاس میں مبتلا کیا اور اس قدر تنگ حال کیا کہ فاقہ مرنے لگے اسی زمانہ میں بنی قینقاع کے سردار فنحاص اور شاس بن قیس وغیرہ کہنے لگے کہ خدا کے ہاتھ (نعوذ باللہ) بند ہو گئے خدا بخیل ہو گیا کہ ہم کو روزی نہیں دیتا اس پر حسب ذیل آیت مذکورہ آیت نازل ہوئی ارشاد ہوتا ہے کہ یہودی نفاق تو کرتے ہی ہیں اور حرام خوار بھی ہیں اس کے علاوہ خدا کی شان میں بھی گستاخی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ بند ہو گئے ہیں اور خدا بخیل ہو گیا ہے ہم کو رزق نہیں دیتا اس کے بعد بطور عتاب کے ارشاد ہوتا ہے انہی کے ہاتھ بندھ جائیں اور ان پر پھٹکار ہو خدا کے ہاتھ بند نہیں ہیں اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں رازق علی الاطلاق ہے جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے جس کو جتنا چاہتا ہے دیتا ہے (ید کے معانی عربی زبان میں مختلف ہیں قدرت، نعمت، مدد، ملک، سخاوت، ہاتھ وغیرہ امام ابوالحسن اشعری کے نزدیک یہاں پر ید سے مراد ہاتھ ہے مگر خدا کے ہاتھ وغیرہ کی ماہیت کوئی نہیں جان سکتا کہ کس طرح کا ہاتھ ہے اس کی حقیقت کا تصور کسی کے دماغ میں آسکتا ہے کیونکہ وہ مشابہت مخلوق سے پاک ہے ہاں اتنا کہا جا سکتا ہے کہ اس کا ہاتھ مخلوق کے ہاتھ سے اور اس کا چہرہ مخلوق کے چہرہ سے اور اس کی آنکھ مخلوق کی آنکھ سے بالکل مغایر اور الگ ہے مخلوق کے اعضاء کے ساتھ اس کو بالکل مشابہت نہیں امام غزالی اور جمہور محدثین کا یہی مذہب ہے۔ فرقہ مجسمہ و یہود وغیرہ قائل ہیں کہ خدا کے ایسے ہی ہاتھ ہیں جیسے مخلوق کے اور ایسے ہی دیگر اعضاء ہیں جیسے ہمارے نعوذ باللہ من ذلک) مطلب یہ ہے کہ خدا مالک ہے مختار ہے نہ بخیل ہے نہ مجبور جس کو چاہتا ہے دیتا ہے جتنا چاہتا ہے دیتا ہے کسی کو اس کی مرضی پر دخل نہیں کوئی اس کی شان میں بلا وجہ اعتراض کرنے کا حق نہیں رکھتا یہودیوں کو خدا نے تنگ حال بنا دیا ہے تو ان کی

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ سابقہ)

باب۔ سجدہ کرنے کی فضیلت (کا بیان)

۷۵۶۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا کیا تم شب بدر میں چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو جب اس کے اوپر ابر نہ ہو ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ نہیں آپ نے فرمایا تو کیا تم آفتاب کے دیکھنے میں شک کرتے ہو جبکہ اس کے اوپر ابر نہ ہو ان لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا پس تم اسی طرح اپنے پروردگار کو دیکھو گے قیامت کے دن لوگ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ (جو دنیا میں) جو جس کی پرستش کرتا تھا وہ اس کے پیچھے ہو لے چنانچہ کوئی ان میں سے آفتاب کے پیچھے ہو لے گا اور کوئی ان میں سے چاند کے پیچھے ہو لیگا اور کوئی ان میں سے بتوں کے پیچھے ہو لیگا اور یہ (امت) باقی رہ جائے گی اور اس میں اس کے منافق (بھی شامل) ہوں گے پس اللہ (اس صورت میں جس کو وہ نہیں پہچانتے) ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں تو وہ کہیں گے (ہم تجھے نہیں جانتے) ہم اس جگہ کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس آ جائے اور جب وہ آئے گا ہم اسے پہچان لیں گے پھر اللہ عزوجل ان کے پاس (اس صورت میں) آئیگا (جس کو وہ پہچانتے ہیں) اور فرمائے گا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں تو وہ کہیں گے کہ ہاں تو ہمارا پروردگار ہے پس اللہ انھیں بلائیگا اور جہنم کی پشت پر (پل بنا کر) ایک راہ نکالی جائیگی تو تمام پیغمبر جو اپنی امتوں کے ساتھ (اس پل سے) گزریں گے ان میں سے پہلا میں ہوں گا اور اس دن سوا پیغمبروں کے کوئی بول نہ سکے گا اور پیغمبروں کا کلام اس دن اللھم سلم سلم ہوگا[1] اور جہنم میں سعدان کے کانٹوں کے مشابہ آنکڑے ہوں گے کیا تم لوگوں نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں صحابہ نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا تو وہ سعدان کے کانٹوں کے مشابہ ہوں گے سوا اس کے کہ ان کی بڑائی کی مقدار سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا وہ آنکڑے لوگوں پر ان کے اعمال کے موافق لپٹیں گے تو ان میں سے کوئی کوئی اپنے عمل کے سبب سے جہنم میں گر کر ہلاک ہو جائے گا اور کوئی ان میں سے (مارے زخموں کے) ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا بعد اس کے نجات پائیگا یہاں تک کہ جب اللہ دوزخیوں میں سے جن پر مہربانی کرنا چاہے گا تو اللہ فرشتوں کو حکم دیگا کہ جو لوگ اللہ کی پرستش کرتے تھے وہ نکال لئے جائیں چنانچہ فرشتے انہیں نکال لیں گے اور فرشتے انہیں سجدوں کے نشانوں سے پہچان لیں گے اور اللہ نے دوزخ کی آگ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ سجدہ کے نشان کو کھائے پس ابن آدم کل جسم کو آگ کھا لیگی سوا سجدوں کے نشان کے تو آگ سے وہ نکالے جائیں گے (اس حال میں کہ) وہ سیاہ ہو گئے ہوں گے پھر ان کے اوپر آب حیات ڈالا جائے گا (اس کے پڑنے سے) وہ ایسے تر و تازہ ہو جائیں گے جیسے دانہ سیل کے بہاؤ میں اگتا ہے بعد اس کے اللہ بندوں کے درمیان میں فیصلہ کرنے سے فارغ ہو جائے گا اور ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان میں باقی رہ جائے گا اور وہ تمام دوزخیوں سے باعتبار دخول جنت کے آخر ہوگا اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا کہیگا کہ اے میرے پروردگار میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے کیونکہ مجھے اس کی ہوا نے زہر آلود کر دیا ہے اور مجھے اس کے شعلہ نے جلا دیا ہے اللہ فرمائے گا کہ کیا عنقریب تو ایسا تو نہ کرے گا کہ اگر تیرے ساتھ یہ احسان کر دیا جائے تو تو اس کے علاوہ اور کچھ مانگے وہ کہیگا تیری بزرگی کی قسم نہیں پھر اللہ عزوجل کو اس بات پر جس قدر وہ چاہے گا عہد و میثاق دیگا پس اللہ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دیگا پھر جب وہ جنت کی طرف منہ کرے گا اس کی تر و تازگی دیکھیگا تو جس قدر اللہ اس کا چپ رہنا چاہے گا وہ چپ رہے گا بعد اس کے کہے گا کہ اے پروردگار مجھے جنت کے دروازے کے پاس بڑھا دے تو اللہ اس سے فرمائے گا کہ کیا تو نے اس بات پر قول و قرار نہ کئے تھے کہ اس کے سوا جو تو مانگ چکا اور کچھ سوال نہ کرے گا وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار میں تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ ہوں گا تو اللہ فرمائے گا کہ عنقریب اگر تجھے یہ بھی عطا کر دیا جائے تو ایسا تو نہ ہوگا کہ تو اس کے علاوہ اور کچھ سوال کرے وہ عرض کرے گا کہ تیری بزرگی کی قسم نہیں میں اس کے سوا سوال نہ کروں گا پھر اپنے پروردگار کو جس قدر قول و اقرار وہ چاہے گا دیگا پس اللہ اس کو جنت کے دروازہ کے پاس بڑھا دے گا پس جب اس کے دروازہ پر پہنچ جائیگا اور اس کی شگفتگی اور تازگی اور سرور جو اس میں ہے دیکھیگا تو جتنی دیر اللہ اس کا چپ رہنا چاہے گا چپ رہے گا بعد اس کے کہیگا کہ اے میرے پروردگار مجھے جنت میں داخل کر دے اللہ عزوجل فرمائے گا کہ اے ابن آدم تیری خرابی ہو تو کس قدر عہد شکن ہے کیا تو نے اس بات پر قول و قرار نہ کئے تھے کہ اس کے سوا جو تجھے دیا جا چکا ہے اور کچھ نہ مانگے گا وہ عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار مجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ کر پس اللہ اس کی باتوں سے ہنسنے لگا بعد اس کے اس کو جنت میں جانے کی اجازت دیگا اور فرمائیگا کہ خواہش کر (جہاں تک تجھ سے ہو سکے) چنانچہ وہ خواہش کرنے لگے گا یہاں تک کہ اس کی خواہشیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ بزرگ و برتر فرمائے گا کہ یہ یہ چیزیں چاہ اور مانگ اس کا پروردگار اسے یاد دلانے لگے گا یہاں تک کہ جب اس کی خواہشیں تمام ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھے یہ بھی دیا جاتا ہے اور اسی کے مثل اس کے ساتھ اور بھی یہ حدیث سن کر ابو سعید خدری نے

---

[1] ترجمہ: (اے اللہ ہماری امت کے لوگوں کو سلامت رکھ اے اللہ سلامت رکھ اور سلامتی کے ساتھ اس پل سے پار اتار دے) ۱۲

ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس مقام پر) یہ فرمایا تھا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ تجھے یہ اور اس کے ساتھ اس کے مثل دس گنا دئیے جاتے، پس ابوہریرہؓ بولے کہ مجھے اس حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف آپ کا یہی قول یاد ہے کہ تجھے یہ (بھی) دیا جاتا ہے اور اسی کے مثل اس کے ساتھ (اور بھی) ابوسعید فرماتے ہیں کہ میں نے خود آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تجھے یہ اور اس کے دس مثل (اس کے ساتھ دئیے جاتے) ہیں۔

باب سجدوں میں کہنا چاہیے کہ اپنے دونوں پہلو کو اور پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھے۔

۷۵۷ عبداللہ بن مالک ابن بحینہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں اس قدر کشادگی رکھتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سپیدی ظاہر ہوتی تھی۔

باب سجدہ میں چاہیے کہ اپنے پیروں کی انگلیاں قبلہ رخ رکھے اس کو ابوحمید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

باب جب کوئی شخص اپنا سجدہ پورا نہ کرے (تو اس کی نماز نہ ہوگی)

۷۵۸ حذیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نہ اپنا رکوع پورا کرتا ہے اور نہ اپنا سجدہ پس جب وہ اپنی نماز ختم کر چکا تو اس سے حذیفہ نے کہا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی اور (ابووائل) کہتے ہیں مجھے خیال ہے کہ حذیفہ نے یہ بھی کہا کہ اگر تو مر جائے گا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف طریقہ پر مرے گا۔

باب سجدہ سات ہڈیوں کے بل ہونا چاہیے

۷۵۹ ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات اعضا کے بل سجدہ کرنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ کہ بالوں کو نہ پکڑے اور نہ کپڑے کو اور وہ سات اعضا یہ ہیں پیشانی دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے دونوں پیر۔

۷۶۰ ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم سات ہڈیوں کے بل سجدہ کریں اور نہ بالوں کو روکیں اور نہ کپڑے کو۔

۷۶۱ عبداللہ بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ ہم سے براء بن عازب نے بیان کیا اور وہ جھوٹے آدمی نہیں ہیں وہ کہتے تھے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے تو کوئی شخص ہم میں سے اپنی پیٹھ نہ جھکاتا تھا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے تھے۔

باب ناک کے بل سجدہ کرنا ضروری ہے

۷۶۲ ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں کے بل سجدہ کروں پیشانی کے بل اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک اور دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں اور پیروں کی انگلیوں کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ کپڑوں کو اور بال کو نہ سمیٹیں۔

باب کیچڑ میں بھی ناک کے بل سجدہ کرنا (ضروری ہے)

۷۶۳ ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز ابوسعید خدری کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا کہ آپ ہمارے ہمراہ درخت کی طرف کیوں نہیں چلتے تاکہ ہم حدیث بیان کریں پس وہ نکلے ابوسلمہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیجئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے شب قدر کے بارہ میں کیا سنا ہے وہ بولے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار رمضان شریف کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا اور ہم لوگوں نے بھی آپ کے ہمراہ اعتکاف کیا پس جبرئیل آپ کے پاس آئے اور کہا کہ جس کی آپ جستجو کرتے ہیں وہ (یعنی شب قدر) وہ آپ کے آگے ہے لہذا آپ نے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا اور ہم نے بھی آپ کے ہمراہ اعتکاف کیا پس جبرئیل آپ کے پاس آئے اور کہا کہ جس کی آپ جستجو کرتے ہیں وہ آپ کے آگے ہے پس بیسویں رمضان کی صبح کو آپ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ جس نے نبی کے ساتھ اعتکاف کیا ہو وہ دوبارہ پھر کرے کیونکہ میں نے شب قدر کو دیکھ لیا لیکن میں اسے بھول گیا اور اب صرف اتنا یاد ہے کہ وہ اخیر عشرہ میں طاق رات میں ہے اور میں نے (خواب میں) یہ دیکھا کہ گویا میں مٹی اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں اور اس وقت تک مسجد کی چھت کھجور کی شاخ سے بنی تھی اور (اس وقت) ہم آسمان میں کوئی چیز (ابر وغیرہ) نہ دیکھتے تھے کہ میں ایک ٹکڑا بادل کا آیا اور ہم پر پانی برسا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی یہاں تک کہ میں نے کیچڑ کا نشان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور آپ کی ناک پر دیکھا یہ آپ کے خواب کی تصدیق تھی۔

تیسرا پارہ ختم ہوگیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چوتھا پارہ شروع ہوا

باب نماز میں کپڑوں کا گرہ دینا اور ان کا باندھ لینا (تاکہ ستر نہ کھلنے پائے) ثابت ہے، اور جس شخص نے اس خوف سے کہ اس کا ستر کھل جائے گا اپنا کپڑا اپنی طرف سمیٹ لیا (اس نے اچھا کیا)

۷۶۴ سہل بن سعد کہتے ہیں کہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتے تھے اور وہ اپنے تہبندوں کو چھوٹے ہونے کے سبب سے اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے ہوتے تھے تو عورتوں سے کہہ دیا گیا تھا کہ تم اپنے سر نہ اٹھانا یہاں تک کہ مرد سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں۔

باب (نماز میں) بال نہ سمیٹے

۷۶۵ ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (خدا کی طرف سے) یہ حکم دیا گیا تھا کہ سات ہڈیوں کے بل سجدہ کریں اور نماز پڑھتے میں، نہ اپنے بال سمیٹیں اور نہ کپڑا۔

باب سجدوں میں دعا اور تسبیح (کیا پڑھنی چاہیے)

۷۶۶ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنے رکوع اور اپنے سجدہ میں کہا کرتے تھے سبحانك اللهم ربنا وبحمدك اللهم اغفرلی حکم قرآن کی تعمیل کرتے تھے۔

ؔ قرآن کریم میں سورہ اذا جاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ تسبیح بحمد ربک واستغفرہ یعنی

باب۔ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (چاہیے)

۷۶۷۔ ابو قلابہ سے روایت ہے کہ مالک بن حویرث نے (ایک دفعہ) اپنے دوستوں سے کہا کہ کیا میں تمہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بتلاؤں ابو قلابہ کہتے ہیں وہ وقت کسی فرض نماز کا نہ تھا پس وہ کھڑے ہو گئے پھر انہوں نے رکوع کیا اور تکبیر کہی بعد اس کے اپنا سر اٹھایا اور تھوڑی دیر کھڑے رہے بعد اس کے سجدہ کیا پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنا سر اٹھایا بعد اس کے سجدہ کیا پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنا سر اٹھایا (پس انہوں نے ہمارے اس شیخ یعنی عمرو بن سلمہ کی جیسی نماز پڑھی) ابو ایوب کہتے ہیں کہ وہ ایک بات ایسی کرتے تھے کہ ہم نے اور لوگوں کو اسے کرتے ہوئے نہیں دیکھا تیسری یا چوتھی رکعت میں بیٹھتے تھے۔ (مالک بن حویرث کہتے ہیں کہ) ہم اسلام لانے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کی خدمت میں قیام کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جاؤ تو اس اس طرح سے اس اس وقت میں نماز پڑھا کرنا پس جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے کوئی اذان کہہ دے اور تم میں کا بڑا تمہاری امامت کرے۔

۷۶۸۔ براء کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سجود اور آپ کا رکوع اور آپ کا بیٹھنا دونوں سجدوں کے درمیان میں قریب برابر کے ہوتا تھا۔

۷۶۹۔ انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں اس بات میں کمی نہ کروں گا کہ تمہیں ویسی ہی نماز پڑھاؤں جیسی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ ہمیں نماز پڑھاتے تھے ثابت کہتے ہیں کہ انس بن مالک ایک بات ایسی کرتے تھے کہ میں نے اور لوگوں کو وہ بات کرتے نہیں دیکھی وہ جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تھے تو کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا کہ وہ (سجدہ کرنا) بھول گئے اور وہ دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر تک بیٹھے رہتے تھے کہ کہنے والا کہتا کہ وہ دوسرا سجدہ کرنا بھول گئے۔

باب سجدوں میں مرد کو چاہیے کہ اپنی دونوں کہنیاں (زمین) پر نہ بچھائے اور ابو حمید کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ دیے نہ ان کو بچھائے ہوئے تھے اور نہ ان کو سمیٹے ہوئے تھے۔

۷۷۰۔ انس بن مالکؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سجدوں میں اعتدال کرو اور تم میں سے کوئی شخص اپنی دونوں کہنیاں زمین پر کتے کی بچھانے کی طرح نہ بچھائے۔

باب جو شخص اپنی نماز کی طاق رکعت میں پہلے سیدھا بیٹھ جائے بعد اس کے کھڑا ہو۔

۷۷۱۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ مجھ سے مالک بن حویرث لیثی نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تو دیکھا کہ جب آپ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تھے تو جب تک سیدھے نہ بیٹھ جاتے تھے کھڑے نہ ہوتے تھے۔

۷۷۲۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ مالک بن حویرث ہمارے پاس آئے اور ہمیں ہماری اسی مسجد میں نماز پڑھائی اور انہوں نے کہہ دیا کہ میں تمہیں نماز پڑھاتا ہوں لیکن میں نماز پڑھنا نہیں چاہتا بلکہ میں تمہیں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ایوب کہتے ہیں میں نے ابو قلابہ سے کہا کہ مالک بن حویرث کی نماز کیسی تھی وہ بولے کہ ہمارے ان شیخ یعنی عمرو بن سلمہ کی نماز کے مثل ایوب کہتے ہیں کہ وہ شیخ پوری تکبیر کہتے تھے اور جب اپنا سر دوسرے سجدے سے اٹھاتے تھے تو بیٹھ جاتے تھے اور زمین پر ٹیک جاتے تھے بعد اس کے کھڑے ہوتے تھے۔

باب (چاہیے کہ) دو رکعتوں سے اٹھتے وقت تکبیر کہے اور ابن زبیر اپنے اٹھنے میں تکبیر کہتے تھے۔

۷۷۳۔ سعید بن حارث کہتے ہیں کہ ہمیں ابو سعید نے نماز پڑھائی تو جس وقت انہوں نے اپنا سر پہلے سجدے سے اٹھایا اور جب سجدہ کیا اور جب انہوں نے دوسرے سجدے سے سر اٹھایا اور جب دو رکعتوں سے فراغت کر کے اٹھے تو بلند آواز سے تکبیر کہی اور کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

۷۷۴۔ مطرف کہتے ہیں کہ میں نے اور عمران بن حصین نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک مرتبہ نماز پڑھی تو ہم نے ان کو دیکھا کہ جب وہ سجدہ کرتے تھے تکبیر کہتے تھے اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے تھے تکبیر کہتے تھے بعد سلام پھیرنے کے عمرانؓ نے میرا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ بے شک اس شخص نے ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھائی یا یہ کہا کہ بے شک اس شخص نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلا دی۔

باب تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ اور ام درداء اپنی نماز میں مرد کی نشست کی طرح بیٹھتی تھیں اور فقیہہ تھیں۔

۷۷۵۔ عبداللہ بن عمرؓ کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن عمر کو دیکھتے تھے کہ جب وہ نماز میں بیٹھتے تھے تو چار زانو بیٹھتے تھے تو میں نے بھی ایسا ہی کیا اور میں اس زمانہ میں کمسن تھا تو مجھے عبداللہ بن عمر نے منع کیا اور کہا کہ نماز کا طریقہ تو یہی ہے کہ تم اپنا داہنا پیر کھڑا کر لو اور بایاں دوہرا کر لو میں نے کہا آپ جو ایسا کرتے ہیں بولے کہ میرے پیر کمزور ہو گئے ہیں، مجھے اٹھا نہیں سکتے۔

۷۷۶۔ محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ہم لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا ابو حمید ساعدی بولے کہ مجھے تم سب سے زیادہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد ہے میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ نے تکبیر (تحریمہ) کہی تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں شانوں کے محاذی کرتے اور جب آپ نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر جمائے پھر اپنی پیٹھ کو جھکا دیا اور جس وقت آپ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو سیدھے ہو گئے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر چلی گئی اور جب آپ نے سجدہ کیا تو دونوں ہاتھ اپنے زمین پر رکھ دیے نہ ان کو بچھائے ہوئے تھے اور نہ سمیٹے ہوئے تھے اور اپنے پیر کی انگلیاں آپ نے قبلہ رخ کر لی تھیں پھر جس وقت آپ دو رکعتوں میں بیٹھے تو اپنے بائیں پیر پر بیٹھے اور داہنے پیر کو کھڑا کر لیا پھر جب آخری رکعت میں بیٹھے تو آپ نے اپنے بائیں پیر کو آگے کر دیا اور دوسرے پیر کو کھڑا کر لیا اور اپنی نشستگاہ کے بل بیٹھے۔

شافعیہ کا مذہب ہے کہ پہلی اور تیسری رکعت کے سجدوں کے بعد بیٹھنا مسنون ہے اس کو جلسہ استراحت کہتے ہیں حنفیہ کے نزدیک یہ جلسہ مسنون نہیں ہے دونوں کے کتب فقہ میں مذکور ہیں ۱۲

کتاب الفقہ

باب الصوم

(بسلسلہ گذشتہ)

مطلب یہ ہے کہ اگر پورے دس روز حیض آچکا ہے اور سحری کے وقت ختم ہونے تک فارغ ہو گئی تب تو روزہ رکھ لے اور اگر دس روز سے کم حیض آیا ہے اور ایسے وقت بند ہوا کہ سحری کا وقت ختم ہوا تھا تو روزہ اس کے ذمہ نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں نہانے کا وقت اور اس کے بعد ایک ساعت اور شمار کیا جائیگا گویا دس روز سے کم حیض کی صورت میں ایسے وقت بند ہونا چاہیے کہ نہا کر فارغ ہو کر ایک ساعت اور مل جائے تب سحری کا وقت ختم ہو تو روزہ اس پر واجب ہوگا ورنہ اس کی بھی قضا دینی ہوگی۔

۴۔ دوران حیض میں روزہ کی نیت کرلی۔

اگر دوران حیض میں روزہ کی نیت کی تھی اور صبح کو (یعنی سحری کے وقت) حیض بند ہوگیا اور روزہ رکھ لیا تو یہ روزہ صحیح ہے (عالمگیری)

۵۔ پیاس و بھوک کی شدت کی وجہ سے عقل زائل ہونے کا خوف ہو۔ (دیکھو دفعہ ۵۷)

(۱) اگر روزہ میں پیاس یا بھوک سے ہلاک ہو جانے یا عقل کے زائل ہونے کا خوف ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے جیسے اگر لونڈی کو کام کی وجہ سے ایسی تھکن ہو جائے کہ ہلاکت کا خوف ہو یا جیسے کسی شخص کو بادشاہ کے حکم سے گرمی کے موسم میں پکڑ کر دربار میں بٹھا دیں اور اس وجہ سے اس کو ہلاک ہونے یا عقل کے زائل ہونے کا خوف ہو تو روزہ توڑ دے۔

(۲) اگر کسی مشقت کی وجہ سے مثلاً بہت پھرنے چلنے یا کام کی زیادتی کی وجہ سے روزہ میں پیاس بہت لگی اور افطار کر لیا۔ تو کفارہ لازم ہوگا مگر بعض کے نزدیک صرف اس روزہ کی قضا ہی دینی ہوگی اور بقالی نے اسی پر عمل کیا ہے۔

۶۔ سخت بڑھاپے کی وجہ سے (جیسا کہ شیخ فانی کی صورت میں)

۱۔ شیخ فانی وہ شخص ہے جو بوجہ بڑھاپے کے ہر روز کمزور ہوتا چلا جائے یہاں تک کہ مر جائے (فتاوی عالمگیری)

۲۔ شیخ فانی جو روزہ نہ رکھ سکے اس کو جائز ہے کہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دے (جیسا کہ کفارہ کی صورت میں کیا جاتا ہے) جو حکم بڈھے آدمی کے واسطے ہے وہی بڑھیا عورت کے واسطے بھی ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

امام مالک کے نزدیک فدیہ اس پر واجب نہیں ہے۔

۳۔ اگر شیخ فانی فدیہ ادا کرنے کے بعد روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے تو فدیہ کا حکم باطل ہو جائے گا اور اس پر روزے واجب ہو جائینگے کیونکہ یہ فدیہ ہمیشہ معذور رہنے کی صورت میں تھا۔

۷۔ نفل روزہ کسی خاص عذر سے قبل زوال افطار کر سکتے ہیں اور بعد زوال صرف والدین کی نافرمانی کے خوف سے۔ اور جب روزہ واجب افطار نہیں کر سکتے۔

ضیافت نفل روزہ توڑنے کے واسطے عذر ہے چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے افطر واقض یوما مکانہ (افطار کرو اور اس کی قضا بعد میں دو) (ہدایہ)

(۲) افطار جائز ہے زوال سے پہلے۔ رازی نے کہا ہے کہ نفل روزہ بغیر عذر توڑنا جائز نہیں یہ کافی میں لکھا ہے اور یہی اصح ہے جیسا کہ محیط سرخسی میں لکھا ہے یہی ظاہر روایت بھی ہے جیسا نہر الفائق میں لکھا ہے امام ابو یوسف اور امام محمد سے مروی ہے کہ ضیافت بھی روزہ توڑنے کے واسطے عذر ہے یہ کافی میں لکھا ہے فقہا نے کہا ہے کہ مذہب صحیح یہی ہے کہ اگر دعوت کرنے والا ایسا شخص ہو کہ اگر اس روزہ دار کے ضیافت میں آجانے ہی سے خوش اور راضی ہو جائے اور کھانا نہ کھانے سے اس کو رنج نہ ہو تو روزہ نہ توڑے اور اگر جانتا ہے کہ اس کو کھانا نہ کھانے سے رنج ہوگا تو روزہ توڑ دے اور بعد میں قضا کرے۔ شمس الائمہ حلوانی نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں سب سے بہتر قول یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو بھروسہ ہے کہ وہ قضا رکھ سکیگا تو اپنے مسلمان بھائی کی دل آزاری نہ کرے اور روزہ توڑ دے اور اگر یہ بھروسہ نہیں کہ قضا رکھ سکیگا تو روزہ نہ توڑے۔ اگرچہ روزہ نہ توڑنے میں مسلمان کی دل آزاری ہی ہو یہ حکم اس حالت میں ہے کہ جب ایسا موقع زوال سے پہلے واقع ہو لیکن زوال کے بعد کسی صورت میں روزہ نہ توڑے ہاں اگر والدین کی نافرمانی ہوتی ہو تو توڑ دے۔ (عالمگیری)

۳۔ ضیافت روزہ واجب توڑنے کے واسطے عذر نہیں ہے۔ (نہایہ)

۴۔ جیسا مہمان کے واسطے ضیافت روزہ توڑنے کے واسطے عذر ہے ایسا ہی میزبان کے واسطے ہے۔ (شرح وقایہ)

۸۔ غازی اگر جانتا ہو کہ رمضان میں دشمن سے لڑیگا اور روزہ رکھنے میں اس کو ضعف کا خوف ہو تو اسکو روزہ توڑنا جائز ہے۔

پھر اگر لڑائی کا اتفاق نہ ہوا تو اس پر کفارہ واجب ہوگا کیونکہ لڑائی میں قوت حاصل کرنے کے واسطے پہلے کھانا کھا لینے کی ضرورت پڑتی ہے مرض کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا (عالمگیری)

۹۔ بعض اور عذروں کی وجہ سے۔

اگر کوئی مفلس خرچ کی وجہ سے محتاج ہو اور اس کا پیشہ ایسا ہے کہ اگر اس کی ذریعہ سے کمائے تو روزہ کو نقصان پہنچتا ہے اور روزہ توڑنا پڑتا ہے تو جب ایسا نقصان اس کو پہنچ جائے اور وہ بیمار ہو جائے جب روزہ توڑ سکتا ہے اس سے پہلے اس کو روزہ توڑنا حرام ہے۔ (عالمگیری)

۱۱۔ ماہ رمضان کی اطلاع نہ ہونے پر روزے کس طرح رکھے

جس شخص کو کافر قید کر کے لے گئے ہوں اور اس کو معلوم نہ ہو کہ رمضان کا مہینہ کب شروع ہوا اور کب ختم ہوا تو حسب ذیل طریق پر روزے رکھ سکتا ہے...

چاہیے کہ مہینہ کا اندازہ اٹکل پر رکھے۔

۱۔ اگر روزے ماہ رمضان سے پہلے رکھے گئے تو ادا نہیں ہونگے (عالمگیری)

۱۔ اگر کوئی شخص دار الحرب میں تھا اور وہاں اس کو ماہ رمضان ٹھیک نہ معلوم ہوا اور اس نے کسی سال اٹکل پر رمضان کے روزے رکھے اور ہمیشہ اصل ماہ رمضان سے پہلے رکھتا رہا تو سال اول کے روزے بالاتفاق ادا نہ ہوں گے ہاں دوسرے سال کے روزے پہلے سال کی قضا واقع ہوں گے اور تیسرے سال کے روزے دوسرے سال کی قضا بشرطیکہ اس نے یہ نیت کی ہو کہ میں رمضان کے روزے رکھتا ہوں (اور کسی اور نیت سے ادا نہ ہوں گے) (فتاوی عالمگیری)

۲۔ اگر روزے ماہ رمضان کے بعد رکھے گئے اور ایام تشریق اور عید میں نہ آئے کیونکہ ان دنوں میں روزے رکھنا حرام ہے اور نیت روزہ کی رات سے کی تو روزے ادا ہو جائینگے مگر شرط یہ ہے کہ۔

۱۔ اگر شوال میں واقع ہوئے تو اگر اصل رمضان تیس دن کا تھا اور شوال ۲۹ دن کا تھا تو ایک دن کا روزہ اس کو بطور قضا اور رکھنا ہوگا۔

انتیس ، ، انتیس ، ، ، ، ، ، ، ، ،
تیس ، ، ، تو دو دن کے روزے ، ،
انتیس ، ، تیس تو کسی دن کا روزہ نہیں بنا ہو

ب۔ اگر ذیقعدہ میں واقع ہوئے تو اگر اس سال ربا کسی اور مہینہ میں)
رمضان ۳۰ دن کا تھا اور مہینہ ۳۰ دن کا تھا تو کسی دن کی قضا لازم [نہیں]
، ۲۹ ، ، ، ۲۹ ، ، ، ،
، ، ، ، ۳۰ ، ، ، ،
، ۳۰ ، ، ، ۲۹ تو ایک دن کا روزہ اسکو بطور قضا اور رکھنا ہوگا

ج۔ اگر ذی الحجہ میں واقع ہوئے
، ۳۰ ، ، ، ذی الحجہ ۲۹ تو چار دن کے روزے بطور قضا اور رکھنے ہونگے
، ۲۹ ، ، ، ۲۹ ، ، ، ، ،
، ، ، ، ۳۰ تو تین دن ، ، ،
، ۳۰ ، ، ، ۲۹ پانچ دن ، ، ،

۳۔ ان روزوں میں قضا کی نیت نہ کی جائے گی کیونکہ اس نے یہ نیت کی ہے کہ جو رمضان کے روزے اس پر فرض ہیں وہ ادا کرتا ہوں۔

۱۔ قضا کی نیت کی گئی۔ اگر کسی نے ۱۳۰۸ھ میں رمضان کے روزے نہ رکھے پھر اس کی قضا کی نیت سے ایک مہینہ کے روزے رکھے اور وہ سمجھتا تھا کہ جو ۱۳۰۸ھ کے رمضان کے روزے رکھنے رہ گئے تھے تو امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ جائز ہے اگر اس ایک مہینہ نے قضا روزے رکھنے میں یہ نیت کی کہ میں رمضان ۱۳۰۸ھ کے روزے رکھتا ہوں اور وہ یہی سمجھتا ہے کہ اسی سال کے رمضان کے روزے رکھنے رہ گئے تھے تو امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ یہ جائز نہیں ہے

۱۲۔ روزہ کی نذر ماننا یعنی روزہ کا واجب ہونا اور احکام

۱۔ نذر کا روزہ وہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ذمہ کوئی روزہ رکھنا واجب کرلے۔ نذر کے روزے کے واجب ہونے کا سبب نذر مان لینا ہے (ہدایہ)

۲۔ اگر نذر اس طرح کہکر مانی کہ اگر میرا قصور معاف ہو جائے گا تو میں اتنے روزے رکھوں گا تو جب تک اس طرح نہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اتنے روزے واجب ہوں۔ جب تک وہ واجب نہ ہوں گے بموجب قیاس کے ہے اور استحسان یہ ہے کہ کسی طرح کہے واجب ہو جائیگے۔ (عالمگیری)

۳۔ اگر روزہ کی نذر کو کسی شرط پر موقوف کیا تو اس شرط کے موجود ہونے سے پہلے اس نذر کا ادا کرنا بالاجماع جائز نہیں۔ عالمگیری

۴۔ اگر نذر کے روزوں کے واسطے کوئی مہینہ معین کیا اور اس مہینہ سے پہلے روزے ادا کر دیئے تو جائز ہے نزد امام اعظم۔ عالمگیری

چنانچہ اگر اس طرح کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ رجب کے روزے رکھوں مگر اس کے بدلے ربیع الاول کے روزے رکھ لئے تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے مگر امام محمد کے نزدیک جائز نہیں۔ (عالمگیری)

۵۔ جتنے دن کے روزے رکھنے کی زبان سے کہکر نذر مانی ہے اتنے دن کے رکھنے ہوں گے اگر برابر برابر رکھنے کی مانی ہو تو ایسا کرنا ہوگا اور سلسلہ توڑ دینے سے دوبارہ شروع کرنے ہونگے ہاں اگر متفرق روزے رکھنے کی نیت کی ہو تو برابر رکھ سکتا ہے (۱) اگر کسی نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایک یا دو یا تین روزے رکھوں تو جتنے دن کی نذر مانی ہے اتنے دن کے روزے رکھے اور جب چاہے جب رکھے۔ (عالمگیری)

۲۔ اگر کسی نے اس طرح نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایک دن کا روزہ رکھوں مگر زبان سے نکل گیا کہ ایک ماہ کے روزے رکھوں تو مہینہ بھر کے روزے رکھنے واجب ہوں گے کیونکہ نذر کے حکم میں قصد و غیر قصد برابر ہیں۔ عالمگیری

۳۔ اگر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایک یا دو یا تین روزے برابر برابر رکھوں تو جتنے دن کی نذر مانی ہو اتنے دن کے برابر برابر رکھنے ہوں گے۔ اگر بیچ میں روزہ توڑ دیا تو از سر نو سب رکھنے ہوں گے۔

۴۔ اگر کسی نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایک یا دو یا تین روزے متفرق طور پر رکھوں تو جتنے دن کی نذر مانی ہے اگر اتنے دن کے روزے برابر برابر رکھے تو جائز ہے۔ عالمگیری

۶۔ اگر کسی دن روزہ رکھنے کی نذر مانی تھی کہ اس روز عید تھا یا وہ روز ایام ممنوعہ میں سے تھا یا اس روز کسی اور واجب کا روزہ رکھ لیا تو اس کی قضا دے۔ اگر نذر مانی کہ فلاں دن روزہ رکھوں گا اور اس روز کسی اور واجب کا روزہ رکھ لیا (مثلاً رمضان کی قضا یا کفارہ کا) تو وہ روزہ اس واجب کا ہوگا اور نذر کے روزہ کی قضا دینی لازم ہوگی یہی صحیح ہے۔ اگر نذر اس طرح کی کہ اب جو پنجشنبہ آئیگا اس کا روزہ رکھوں گا اور اس روز روزہ رکھا تو اس کی قضا ہو گئی ہوگی۔ اگر موسم کی شدت مثلاً سخت گرمی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا تو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور سردی کے موسم میں اس کی قضا دے (درمختار)

۵۔ اگر عورت نے [illegible] میں روزہ رکھنے کی حالت میں اُسے حیض آ گیا تو اس روزہ کی قضا دے [illegible]

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

مقالہ چھتیسواں

اور کتاب و سنت کو اپنا پیشوا بنا اور دونوں میں تامل اور تدبر کے ساتھ دیکھ کتاب و سنت کی گہرائیوں میں جا اور دونوں پر عمل کر اور قیل و قال اور ہوس پر فریفتہ نہ ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ہمارے) رسول تمہارے پاس جو چیز لاتے ہیں اس کو لو اس پر عمل کرو اور جس سے منع کریں اس کو چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو۔ اور رسول کی مخالفت نہ کرو (اس طرح) کہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں اس پر عمل کرنا چھوڑ دو اور ہرگز اپنے نفس کے لئے کوئی عمل اور کوئی عبادت نئی نہ بناؤ (اپنی طرف سے جدت) ایجاد نہ کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کے حق میں فرمایا جو راہ راست سے گمراہ ہو گئی تھی اور رہبانیت کو ان اہل کتاب نے ایجاد کیا تھا اور اللہ نے فرمایا ہم نے ان پر رہبانیت کو فرض نہیں کیا تھا پھر بیشک اللہ نے اپنے نبی کو پاک کیا اور باطل سے آپ کو جدا رکھا اور فرمایا آپ خواہش نفس سے کچھ نہیں فرماتے ہیں مگر آپ کا کلام وحی ہے جو آپ کی طرف بھیجی گئی پس جو چیز کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دین و شریعت سے) تمہارے پاس لائے ہیں اور تم کو سناتے ہیں، وہ ان کی خواہش اور نفس سے نہیں ہے بلکہ ہماری جانب سے ہے پس ان کی پیروی کرو پھر اللہ عزوجل نے فرمایا اے ہمارے رسول کہہ دو کہ اے ایمان والو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع (میری پیروی) کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا پس بیان کر دیا اللہ تعالیٰ نے کہ محبت الٰہی کا راستہ صرف رسول اللہ کے قول و فعل کا اتباع ہے نہ اس کے برخلاف نہیں ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسب کرنا میرا طریقہ ظاہر ہے اور توکل کرنا میری حالت (باطنی) ہے یا جیسا کہ بہ عبارت دیگر آپ نے کہا تو بس اے طالب تو نبی صلعم کی سنت اور آپ کی حالت کے درمیان میں ہے اگر تیرا ایمان ضعیف ہے تو بس تیرے لئے کسب کرنا ہے جو آپ کی سنت ہے اور اگر تیرا ایمان قوی ہے تو تیرے لئے توکل کرنا ہے جو آپ کی حالت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور بس تم اللہ ہی پر توکل کرو اپنے تمام کاموں کو اسی کو سپرد کر دو اور فرمایا اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے بس اللہ اس کے لئے کافی ہے اور فرمایا اللہ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے پس بہ تحقیق اللہ نے تجھے توکل کرنے کا حکم فرمایا اور تنبیہ کی جس طرح کہ اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا امر فرمایا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی ایسا کام کرے گا جس کی صحت پر ہمارا حکم نہیں ہے پس وہ عمل اس شخص کا باطل ہے یہ حکم آپ رزق اور اعمال اور اقوال سب کو شامل ہے واضح ہو کہ آپ کے سوا ہمارے لئے کوئی نبی نہیں ہے جس کی ہم متابعت کریں اور نہ قرآن کے سوا ہمارے لئے کوئی کتاب ہے جس پر ہم عمل کریں پس کتاب و سنت ان دونوں کے باہر نہ جا ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا پھر تیری خواہش اور شیطان تجھے ہلاک اور گمراہ کر دیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا خواہش کی پیروی مت کر پھر یہ تجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کر دے گی بس ہر آفت سے سلامتی کتاب اور سنت کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہے اور ہلاکی ان دونوں کے ماسوا میں ہے اور کتاب و سنت کے عمل کرنے سے بندہ ولایت ابدالیت اور غوثیت کے مقام پر ترقی کرتا ہے۔

مقالہ سینتیسواں ۳۷

(حسد کی برائی)

فرمایا اے مومن! میں تجھے تیرے پڑوسی کا حاسد کیوں دیکھتا ہوں اس کے کھانے پر اور اس کے پینے اور پہننے پر اور اس کے نکاح کرنے اور اس کی سکونت پر اور تو حسد کرتا ہے اس کی تونگری اور اپنے مولیٰ کی دی ہوئی نعمتوں اور اس کی قسمت میں جو خوش قسمتی کہ مولیٰ نے اسے بخشش کی ہے تصرف کرنے پر کیا تو نہیں جانتا کہ حسد ان چیزوں کی قسم سے ہے جو تیرے ایمان کو ضعیف کرتا اور تجھے اپنے مولیٰ کی نظر رحمت سے گرا دیتا اور تجھے اس کا دشمن (مخالف) بنا دیتا ہے کیا تو نے حدیث (قدسی) جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے نہیں سنی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حسد کرنے والے میری نعمت کے دشمن ہیں اور کیا تو نے یہ ارشاد نبوی نہیں سنا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح کہ آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے پھر تو اے مسکین اس اپنے ہمسایہ کی کس چیز پر حسد کرتا ہے آیا اس کی قسمت پر جو اسے ملی ہے یا اپنی قسمت پر اگر تو اس کی قسمت پر حسد کرتا ہے (جو) اس کے لئے ہے اور خدا نے اسے دی جیسا کہ اللہ عزوجل کے اس قول سے ثابت ہے ہم نے ان کے درمیان ان کے اسباب معیشت کو حیات دنیا میں تقسیم کر دیا ہے تو بس تو نے اس پر ظلم کیا کیونکہ وہ تو وہ شخص ہے جو اس نعمت میں کہ مولیٰ نے اس پر فضل و بخشش فرمائی اور اسی کے لئے اس نعمت کو مقدر کیا اور اس میں اس کے سوا کسی کے لئے حصہ نہیں رکھا تصرف کرتا ہے پھر تجھ سے زیادہ ظالم تجھ سے زیادہ بخیل اور تجھ سے زیادہ احمق اور کم عقل کون ہوگا کہ دوسرے کے حصہ پر جھگڑتا ہے اور اگر تو اپنے نصیب پر جھگڑتا ہے تو تو نے نادانی کی نہایت نادانی کی کیونکہ تیرا نصیب تیرے غیر کو ہرگز نہ دیا جائے گا اور نہ وہ تجھ سے تیرے غیر کی طرف منتقل ہوگا حاشا للہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ... میرے نزدیک حکم نہیں بدلتا اور نہ میں اپنے بندوں کے لئے ظالم ہوں بیشک اللہ تجھ پر کبھی ظلم نہیں کرے گا اس طرح کہ تجھ سے اس چیز کو چھین لے جو تجھے دی ہے اور تیرے لئے مقدر کی ہے پھر یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ چیز تیرے غیر کو دے دے بس پھر کسی پر حسد کرنا یہ تیری نادانی ہے اور اپنے بھائی پر ظلم کرنا ہے اپنے بھائی پر حسد کرنے سے تیرے لئے زیادہ سزاوار یہ ہے کہ تو زمین پر حسد کرے جو معدن و کان ہے خزانہ ذہبی معدنیات اور گڑے ہوئے مالوں کی اور انواع طلا و نقرہ اور جواہر و ہر قسم کی اشیا کی جن کو قوم عاد و ثمود کے اگلے بادشاہوں اور فارس کے کسریٰ اور اعظم

کے قیصر نے تبع کیا اور سکندر نے یہ منصب ہو تیری مثال مگر اس شخص کی سی جس نے ایک بادشاہ کو اس کے غلبہ و حشمت اور لشکروں کے ساتھ دیکھا اور بادشاہ کی طرف زمین کے خزائن و محاصل کو لاتے اور جمع کرتے دیکھا اور طرح طرح کی نعمتوں لذات و شہوات کے ساتھ بادشاہ کو لذت و نعم میں پرورش پاتے ہی دیکھا مگر اس نے ان چیزوں پر بادشاہ کے لئے تو حسد نہ کیا لیکن اس نے ایک جنگلی کتے کو دیکھا جو اس بادشاہ کے کتوں میں سے ایک کتے کی خدمت کرتا ہے اور اس کے ساتھ کھڑا رہتا ہے اور اسی کے ساتھ شب گذارتا اور صبح کرتا ہے پھر شاہی مطبخ سے شاہی کتے کا جھوٹا بچا ہوا خراب کھانا اس جنگلی کتے کو دیا جاتا ہے جسے وہ باندازہ کفایت کھالیتا ہے پھر یہ شخص اس جنگلی کتے پر حسد کرنے لگا اور اسے دشمن سمجھنے لگا اور اس کے مرنے اور ہلاک ہونے کا خواہشمند ہوا اور زہد اور دین اور قناعت کی جہت سے نہیں بلکہ خبث کمینگی اور کم ظرفی کے سبب اس جنگلی کتے کی جگہ پر قائم ہونے اور جھوٹا کھانے میں اس کا جانشین ہونے کی آرزو کرنے لگا تو کیونکہ نہ ہو اس شخص سے زیادہ احمق اور نادان اور جاہل کوئی مرد ہوگا اے مسکین اگر تو جان لے کہ تیرا پڑوسی عنقریب کل قیامت کے دن دراز حساب سے کس چیز کو پہنچے گا اگر اس نے اسکی دی ہوئی نعمت پر اس کی اطاعت نہیں کی ہے اور اس نعمت سے اس کا حق ادا نہیں کیا اس کا حکم بجا نہ لایا اور اس کی منع سے اس کی دی ہوئی نعمت میں باز نہ رہا اور اس نعمت سے خدا کی طاعت و عبادت میں اس نے مدد نہ لی تو نہ ایسی حالت کو پہنچے گا کہ قیامت کے دن آرزو کرے گا کاش اس نعمت سے اسے دنیا میں ذرہ برابر بھی نہ دیا جاتا اور وہ کسی نعمت کو کبھی کسی دن نہ دیکھتا کیا تو نے اس قول کو نہیں سنا جو حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اصحاب بلا کے ثواب کو دیکھکر عافیت والے قیامت کے دن یہ آرزو کریں گے کاش ان کا جسم دنیا میں قینچیوں سے کاٹا جاتا بس تیرا پڑوسی کل اپنی درازی حساب اور جھگڑے اور دنیا میں نعمت سے اپنے نفع اٹھانے کے سبب قیامت کے دن پچاس ہزار برس آفتاب کی گرمی میں اپنے کھڑے رہنے کو دیکھکر آرزو کریگا کاش کہ وہ دنیا میں تیری جگہ مصیبت کا مارا ہوتا مگر تو اس دن ان تکالیف و آفات سے علیحدہ عرش کے سایہ میں اکل و شرب کرنے والا ناز و نعمت یافتہ اور آسودہ و فرحان و خندان رہے گا دنیا کے شدائد تنگی اور آفات اور مصائب پر صبر اور ہجر نعمت پر ہر حالت راضی رہنے کی وجہ سے اور تیرے لئے دنیا میں جن امور کو اللہ نے تدبیر حکم کیا تھا مثلاً تیری ذلت و تیرے غیر کی عزت تیری تنگی غیر کی فراخی تیری بیماری غیر کی تندرستی تیری محتاجی غیر کی تونگری ان سب امور میں اپنے پروردگار کی مرضیات سے تیرے موافق رہنے کے سبب تو زیر سایۂ عرش اس قدر راحت و انعام یافتہ ہوگا بس اللہ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں سے بنائے جنہوں نے بلاء پر صبر اور نعمتوں پر شکر کیا اور اپنے تمام کام کو مالک زمین و آسمان پر چھوڑا اور اسی کے سپرد کیا۔

مقالہ اڑتیسواں

(جو بات اپنے میں نہ ہو اس کا دعویٰ نہ کرنا)

فرمایا جس نے اپنے مولیٰ کا کام صدق و خلوص کے ساتھ کیا وہ اس کے غیر سے صبح و شام ہر وقت بیزار رہا کرتا ہے اے قوم اس چیز کا دعویٰ نہ کرو جو تمہیں حاصل نہیں خدا کو ایک جانو اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور قضاء و قدر کے تیروں کا نشانہ بن جاؤ جو شخص خدا کے لئے نہ پہچانے ہیں ... کرنے کے لئے ... عاشق خدا کی محبت میں ہلاک ہوتا ہے اس کا اجر خدا کے مقابل میں خدا کی شان و کرم پر واجب ہو جاتا ہے۔

مقالہ انتالیسواں

(عناد۔ نفاق۔ اتفاق کی تشریح)

فرمایا کسی چیز کو خواہش نفس کے دخل کے ساتھ حکم الٰہی کے بغیر لینا گویا اس کی مخالفت کرنا ہے اور خواہش نفس کے بغیر حکم پروردگار سے کسی شے کو لینا مرضی مولیٰ سے موافقت اور اتفاق کرنا ہے اور اسے چھوڑ دینا ریا یا نفاق ہے

مقالہ چالیسواں

از مرۂ روحانیین میں داخل ہونے کی تدبیر

فرمایا روحانیین اولیاء اللہ کی جماعت میں داخل ہونے کی آرزو و طمع رکھتا ہے تو کہ حتیٰ کہ تو اپنے تمام احکام بشری کی مخالفت اور اپنے تمام جوارح و اعضا سے جدا ہو جائے اور یہاں تک کہ تو اپنی ہستی سے اپنے حرکات و سکنات اپنے سننے دیکھنے اور بولنے اور پکڑنے اور چلنے سے اور اپنے عمل و عقل سے خالی ہو جائے اور تیرے اندر وجود روح کے قبل تجھ سے جو چیزیں وجود اعضا سے تھیں اور نفخ روح کے بعد تجھ میں جو چیزیں رونما ہوئیں (وہ عقل سے) پائی گئیں ان سب سے تو تنہا ہو جائے کیونکہ یہ سب چیزیں تیرے لئے تیرے پروردگار سے حجاب ہیں پھر جب تو روح خالص بن گیا تو سر السر ہوگا یعنی بھید اور غیب الغیب یعنی غیب کا بھی غیب ہوگا اور مرتبہ فنا فی الذات کو پہنچے گا اور اپنے سر باطن میں تو یقیناً سب چیزوں سے جدا ہو جائے گا اور تمام اشیاء کو اپنا مطلوب و مقصود کے مخالف اور اس کے دیدار کا حجاب اور اس کے جلوہ کے لئے ظلمت و تاریکی ماننے والا ہوگا جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے فرمایا بیشک یہ سب اصنام میرے دشمن ہیں مگر اللہ رب العالمین میرا دوست ہے انہوں نے بتوں کی نسبت فرمایا ہے پس تو بھی اپنے تمام وجود اور اجزا اور خلق کو اپنے پندار میں اصنام سمجھ ان میں سے کسی شی کی تابعداری نہ کر اور ان میں سے کسی کی فرمانبرداری کر اب اس وقت تو اسرار پر اور علوم لدنی کے غرائب پر امین بنا دیا جائے گا اور تکوین و خرق عادات پیدائش کا سبب قدرت جو قبیل قدرت الٰہیہ سے ہے اور وہ قوت کہ مومنین کو بہشت میں جو ملے وہ دنیا ہی میں سپرد کی جائے گی پھر تو اس حالت میں ایسا ہوگا گویا کہ مرنے کے بعد زندہ کر دیا گیا ہے جیسے کہ آخرت میں زندہ کیا جائیگا اور تیرا وجود قدرت الٰہیہ کا مظہر ہو جائے گا اب اس وقت تو اللہ سے سنے گا اور اللہ سے دیکھیگا اللہ سے بولے گا اللہ سے پکڑیگا اور اللہ سے چلیگا اللہ سے سمجھے گا اللہ سے قرار پائے گا اور اسی سے آرام لیگا پھر تو اللہ کے ماسوا سے اندھا اور اللہ کے غیر سے بہرا ہو جائیگا اور حدود شرع کی حفاظت اور امر و نہی کو قائم رکھتے ہوئے تو کسی غیر حق کو موجود نہ دیکھیگا اگر شرعی حدود سے کوئی شے چھوٹ جائے تو تو آگاہ ہو جا کہ تو فتنہ میں ڈالا گیا ہے اور شیاطین تجھ سے کھیل رہے ہیں پس اس وقت تو حکم شرع پر پلٹ آ اور اس سے چمٹ جا اور اپنے

تاریخ اسلام

(بسلسلہ سابقہ)

حیات و ممات

جہاد فی سبیل اللہ پر جو کہ کمربستہ لیا ہو جس مجاہد نے شہادت گاہ کا رستہ
ادائے فرض کر کے شعر نیکے اور مائل رضائے حق بلا پھرتا ہوا اجلا ہو میدان میں
ہاں نفس امارہ کو خاک و خون میں تولا پاکر جو گر جائے اگر میدان میں تیر اجل کھا کر
سمجھ لو اس نے پائی منزل مقصود پالی ہے یہ اس کے خون کی سرخی نہیں تیرگی کی لالی ہے
وہ زندہ ہے کبھی ماتم نہ کرنا چاہیے اس کا بہت مسرور ہے وہ غم نہ کرنا چاہیے اس کا

پس جو لوگ مسلمانوں کو دن رات اغیار کی کثرت تعداد اور قوت سے ڈراتے ہیں اور مسلمانوں کو اجنبی اقتدار کے قدموں پر گراتے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں وہ اسلامی روایات کا مضحکہ اڑاتے ہیں اور اسلامی غیرت و حمیت اور شجاعت و بسالت کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں جنگ بدر نے قیامت تک کے لئے مسلمانوں کو سبق دیدیا ہے کہ ان کو اغیار کی کثرت تعداد اور قوت سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے اور حفظ ملت کے لئے جاں سپاری کیلئے ہر وقت کمربستہ رہنا چاہیے۔

آمدم برسر مطلب جب مکہ میں کفار کی ہزیمت کی خبر پہنچی تو گھر گھر صف ماتم بچھ گئی اور رونا پڑ گیا۔ آنحضرت صلعم نے مال غنیمت کو ایک جگہ جمع کرایا اور عبداللہ بن کعب کے سپرد کر دیا پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہ کو فتح کی خوشخبری دیکر مدینہ کو روانہ کر دیا۔ یہ خبر مدینہ میں ۱۷ رمضان المبارک کو ایسے وقت پہنچی جبکہ لوگ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلعم زوجہ عثمان غنی کو دفن کر رہے تھے آنحضرت صلعم مقام بدر سے روانہ ہو کر مقام صفراء میں پہنچے اور مال غنیمت کو حکم الٰہی کے مطابق بحصہ مساوی تقسیم کر دیا اسیران جنگ میں سے نضر بن حارث کی گردن مارنے کا حکم دیا یہاں سے روانہ ہو کر آپ مقام عرق الظبیہ میں پہنچے یہاں عقبہ بن ابی معیط کی گردن مارنے کا حکم دیا اس کے بعد آپ لشکر کو پیچھے چھوڑ کر تیزی کے ساتھ مدینہ کو روانہ ہو گئے آپ کے ایک روز بعد لشکر اور قیدی بھی پہنچ گئے

حضرت مصعب بن عمیر کا جذبہ اسلام

جب قیدی مدینہ میں پہنچ چکے تو آنحضرت صلعم نے صحابہ میں ان کو تقسیم فرما دیا اور تاکید کر دی کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کریں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیں اور نہ کوئی جبر و سختی کریں۔ قیدیوں میں ایک شخص ابو عزیز بن عمیر بھی تھے جو حضرت مصعب بن عمیر کے حقیقی بھائی تھے ابو عزیز کہتے ہیں کہ جب مجھے بدر سے گرفتار کر کے مدینہ کی طرف لا رہے تھے تو میں انصاریوں کی ایک جماعت کے زیر حراست تھا جب یہ لوگ کھانا کھانے بیٹھتے تو مجھے روٹی دیدیتے اور خود کھجوریں کھا کر گذارا کرتے جب ہم مدینہ پہنچے تو میں ایک انصاری کے حصہ میں آیا میرے بھائی مصعب بن عمیر نے اپنے اس انصاری کو کہا کہ اس کو خوب اچھی طرح حفاظت سے رکھنا اور خوب سختی کرنا اس کی ماں بڑی مالدار ہے معقول فدیہ دیگی میں نے یہ معاملہ سنکر اپنے بھائی سے کہا کہ واہ بھائی اچھی خیر خواہی کر رہے ہو اپنے حقیقی بھائی سے مصعب نے ہمدردی نہیں حضرت مصعب بن عمیر نے فرمایا کہ اب میرے بھائی تم نہیں ہو بلکہ میرا بھائی یہ ہے جو تمہاری حفاظت کر رہا ہے غرض یہ کہ ابو عزیز کی ماں نے چار ہزار درہم دیکر رہائی دلوائی۔

اسیران بدر کے متعلق رسول خدا صلعم نے مسجد نبوی میں صحابہ سے مشورہ فرمایا کہ کیا کرنا چاہیے سب سے پہلے حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ جس کا عزیز ہے اسی کے حوالہ کر دیجئے تاکہ وہ اس کو قتل کرے میرے عزیز مجھے دیجئے کہ میں ان کو قتل کر دوں تاکہ مشرکوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت قرابتداری کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے اور اسلام کے مقابلہ میں تمام رشتے ہیچ ہیں حضرت ابوبکر صدیق نے یہ رائے دی کہ فدیہ لیکر سب کو چھوڑ دیا جائے تاکہ مسلمانوں کو مالی امداد پہنچے اور ہم… زر و سامان جنگ درست کر سکیں اور ممکن ہے کہ ان کی نسلوں میں سے کوئی مسلمان ہو جائے آنحضرت صلعم نے ابوبکر صدیق کی رائے پسند فرمائی سو جو اپنا فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے ان کو یونہی رہا کر دیا اور جو مالدار تھے ان کے لئے مکہ والوں نے فدیہ بھیجکر اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو چھڑا لیا نیز جو نادار تھے اور فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے ان کو کہا گیا کہ مدینہ کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دو اور آزاد ہو جاؤ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت زینبؓ کا ہار ابو العاصؓ کے فدیہ میں

زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک مکہ میں اپنے شوہر ابو العاص کے یہاں تھیں جب انہیں اپنے شوہر کی اسیری کا حال معلوم ہوا تو فدیہ میں اپنے گلے کا ہار جو ان کی ماں ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی یادگار تھا بھیجا۔ جس وقت رسول خدا صلعم نے یہ ہار دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے اور صحابہ سے فرمایا کہ اگر مناسب سمجھو تو یہ ہار زینب کو واپس کر دو کیونکہ یہ اس کی ماں کی یادگار ہے صحابہ نے بخوشی اس کو منظور کیا اور ابو العاص یونہی چھوڑ دیئے گئے یہ مکہ میں آئے اور حضرت زینبؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں بھجوا دیا اور اس واقعہ کے چھ برس بعد مسلمان ہو گئے۔

اس واقعہ سے مسلمانوں کی جمہوریت کا ایک عمدہ سبق ملتا ہے جس سے شخصی استبداد و حکمرانی کی جڑ اکھڑتی ہے باوجود اس کے کہ رسول خدا صلعم خدا کے رسول …… اور مالک کون و مکان تھے اور صحابہ آپ پر پروانہ وار فدا تھے آپ کے کسی حکم اور مشورہ سے انحراف نہیں کر سکتے تھے مگر پھر بھی آپ معمولی معمولی باتوں میں صحابہ سے مشورہ کر لیا کرتے تھے کیونکہ جمہوریت اور صلاح و مشورہ ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے تعمیر ملت کے کام بحسن و خوبی سرانجام پاتے ہیں اور ہر قسم کی ترقی و کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

ابولہب کسی وجہ سے مکہ میں ہی رہ گیا تھا جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکا تھا بدر میں کفار کی ہزیمت اور بڑے بڑے سرداروں کے مقتول ہونے کی خبر سے اس کے دل پر ایک ایسا زبردست دھکا لگا کہ ایک ہفتہ کے بعد اسی صدمہ سے مر گیا۔

صفوان بن امیہ کی سازش اور اسلام کا کرشمہ

صفوان بن امیہ کا باپ امیہ اور بھائی علی دونوں جنگ بدر میں مارے گئے تھے اس لئے اس کو کفار کی شکست کا حد سے زیادہ صدمہ تھا اور اس کے سینہ میں جوش انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی اس نے عمیر بن وہب کو خفیہ طور پر تیار کیا کہ محمد (صلعم) کو جا کر کسی طرح قتل کر دے عمیر زہر میں بجھی ہوئی ایک تلوار لیکر مدینہ کو روانہ ہو گیا یہ اپنے ارادہ کی تکمیل کی فکر میں پھر رہا تھا کہ اتفاقاً حضرت عمرؓ مل گئے ان کو عمیر کے اس طرح یہاں مدینہ میں پھرنے سے کچھ شبہ ہوا اور آپ اس کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے رحمۃ للعالمین نے فرمایا عمیر کو چھوڑ دو پھر اس کو قریب بلایا اور نہایت نرمی اور اخلاق کے ساتھ دریافت کیا کہ عمیر یہاں کس ارادہ سے آئے عمیر نے کہا میرا بیٹا قیدیوں میں ہے میں اس کو رہا کرانے آیا ہوں آپ نے فرمایا سچی بات کیوں نہیں کہتے تم کو صفوان نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے اور پھر خفیہ مشورہ کی کیفیت ساری بیان کی بات سنکر عمیر دم بخود رہ گیا اور پکار اٹھا کہ بیشک آپ خدا کے سچے رسول ہیں اور کلمہ شہادت پڑھکر سچے دل سے مسلمان ہو گیا۔

اسی ماہ رمضان المبارک میں جو جو مشہور واقعات ہوئے وہ یہ ہیں رمضان کی آخری تاریخوں میں صدقہ فطر واجب ہوا اور عیدین کی نمازیں اور قربانی بھی واجب ہوئی نیز اسی سال انحضرت صلعم کی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا اور آپ نے ذوالنورین کا لقب پایا اور اسی سال حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوا۔

غزوۂ سویق

جنگ بدر کے بعد کفار کے حوصلے پست نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کے دلوں میں انتقام کی آگ اور بھی زیادہ مشتعل ہو گئی چنانچہ ابو سفیان دو سو سواروں کی جمعیت لیکر بارادہ قتل و غارت مکہ سے روانہ ہو گیا مدینہ کے قریب پہنچکر کھجوروں کے ایک باغ میں آگ لگا دی اور دو مسلمانوں کو قتل کر دیا جو کاشتکاری کے کاموں میں مصروف تھے اس حملہ کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچی اور آپ مسلمانوں کو لیکر مقابلہ کے لئے نکلے مگر کفار کے پیر کہاں تھے جو مجاہدین اسلام کا مقابلہ کرتے اس لئے وہ حواس باختہ ہو کر ایسے فرار ہوئے کہ اپنے ستوؤں کے تھیلے بھی وہیں چھوڑ گئے تاکہ بوجھ ہلکا ہو جائے اور بھاگنے میں آسانی ہو انحضرت صلعم نے مقام کدر تک کفار کا تعاقب کیا اور جا بجا ستوؤں کے تھیلے پڑے پائے اس واقعہ کا نام اسلامی تاریخ میں غزوۂ سویق مشہور ہوا کیونکہ عربی زبان میں ستو کو سویق کہتے ہیں یہ واقعہ ۲ ہجری کے ماہ ذی الحجہ میں واقع ہوا۔

ہجرت کا تیسرا سال

فتح بدر کے بعد عبداللہ بن ابی کے لئے اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ اپنی امیدوں کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہکر ظاہری طور پر اسلام قبول کرے اور اندر ہی اندر سازشیں کر کے اپنے عناد کی آگ بجھائے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا بظاہر اسلام قبول کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی اسی پر مجبور کیا اور مکہ والوں اور یہودیوں سے سازباز شروع کی مدینہ کے یہودی پہلے ہی مسلمانوں کے دشمن تھے اور اسلامی اقتدار کی بیخ کنی کا جذبہ اپنے سینوں میں رکھتے تھے فتح بدر سے ان کی دشمنی اور عداوت میں اور بھی ترقی ہوئی یعنی کفار کہ عبداللہ بن ابی، اس کی جماعت کے یہودی اب متفقہ طور پر اسلام کی دشمنی پر کمربستہ ہو گئے سب مل کر ایذا رسانی اور اندر ہی اندر سازشیں کرنے لگے

کعب بن اشرف یہودی تو مدینہ سے مکہ میں آگیا تھا تاکہ مکہ والوں کو دشمنی پر ابھارے یہاں آکر اس نے یہ وطیرہ اختیار کیا کہ مقتولین کے نوحے لکھنے اور لوگوں کو سنانے شروع کر دیئے اپنے اشعار سے کو انتقام پر ابھارتا تھا اور ان کو غیرت دلاتا تھا جب مکہ میں مسلمانوں کے خلاف آتش انتقام کو خوب بھڑکا دیا اور ان کے سینوں میں آگ لگا دی تو مدینہ میں آگیا اب یہاں یہ روش اختیار کی کہ مسلمانوں کی ہجو میں اشعار شروع کر دیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدینہ کے یہودی اور منافقوں نے اور زیادہ شور اور اہتمام کے ساتھ اسلام دشمنی کا کام اپنے ہاتھ میں لیا ان کا حوصلہ تو یہاں تک بڑھا کہ عام طور پر بدزبانیوں کا سلسلہ شروع کر دیا حضور صلعم کی مجلس میں آ آ کر ہتک آمیز اور بیہودہ کلمات بکنے لگے السلام علیکم کی جگہ السام علیکم (تم پر موت آئے) کہتے اور راعنا کی جگہ راعینا وغیرہ الفاظ استعمال کرتے اس کے علاوہ منافقوں اور یہودیوں نے وہ طریقہ یہ اختیار کیا کہ بظاہر مسلمان ہو جاتے اور کچھ دنوں کے بعد مرتد ہو جاتے ان کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان اسلام سے متنفر اور بدظن ہو جائیں اور ان کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں غرض اس طرح یہودیوں نے مسلمانوں کے لئے نئی نئی مشکلات اور خطرات کا دروازہ کھول دیا مگر مسلمانوں کا صبر دیکھئے کہ یہ تمام باتیں دیکھتے تھے اور اپنے نبی کے حکم کے بغیر کچھ نہ کرتے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کی مجلسوں اور مجمعوں میں جا جا کر اور وعظ و نصیحت کرتے کہ دیکھو معاہدہ پر قائم رہو ملک میں بدامنی اور فتنہ مت پھیلاؤ ورنہ ابو جہل اور عتبہ کی طرح اپنے کئے کی سزا بھگتو گے اور اس کا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا مگر سب یہود آپ کو سخت و سست کہتے اور خوب تمسخر اڑاتے یہودیوں نے کہا کہ قریش مکہ تدبیر جنگ سے ناواقف تھے اگر ہم سے مقابلہ کرو گے تو معلوم ہوگا اس کے مقابلہ میں حضور صلعم کا اسوۂ حسنہ اور رحمت و رافت دیکھئے کہ یہ تمام باتیں خندہ پیشانی سے سنتے اور وعظ و نصیحت سے راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے غرض آپ حتی الامکان عفو و درگذر سے کام لیتے رہے اور اپنی طرف سے ہر طرح معاہدہ کو نباہا اور تمام باتوں کو صبر و سکون سے سنا۔

بنی قینقاع کی جلاوطنی

بتلا دیا گیا ہے کہ معاہدہ کی پابندی ایسی حالت میں کہ ایسے شریر بدمعاش اور نالائق لوگوں کے مقابلہ میں عفو و درگذر سے کام لینا یہ بانئ اسلام کی شان رحمۃ للعالمینی تھی کہ آپ نے رحم دلی سے کام لیا اگر یہودی انسان ہوتے تو احسان مانتے اور اسلام دشمنی سے باز آ جاتے لیکن لاتوں کے بھوت باتوں سے کب مانتے ہیں آخر خود اپنے ہاتھوں سامان بربادی فراہم کرنے لگے۔

ایک روز بنی قینقاع کی بستی میں کوئی میلہ تھا اس میں ایک انصاری عورت دودھ بیچنے کے لئے گئی واپسی میں ایک یہودی سنار کی دوکان پر بھی چلی گئی کوئی زیور خریدنا تھا نا ہنجار سنار نے اس انصاری عورت کو چھیڑا اتفاق سے

ایک انصاری بھی ادھر آنکلے انہوں نے اس ناشائستہ حرکت کو دیکھکر عورت کی حمایت کی اتنے میں اور یہودی آگئے انہوں نے بھی انصاری پر حملہ کر دیا ادھر کچھ انصاری بھی اپنے بھائی کی امداد کو پہنچ گئے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ انصاری اور ایک یہودی مارے گئے دوسرے یہودیوں کو خبر لگی تو وہ بھی مسلح ہو کر آگئے اور رسول کریم صلعم بھی صحابہ کو لیکر پہنچ گئے یہودیوں کو آمادہ قتال پایا مقابلہ ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ یہودی مقابلہ کی تاب نہ لاکر اپنے قلعہ میں محصور ہو گئے پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد قلعہ پر مسلمان قابض و متصرف ہو گئے اور تمام یہودیوں کو گرفتار کر لیا جن کی تعداد سات سو تھی۔

اسیران جنگ کے متعلق عرب کا عام دستور یہ تھا کہ سب کے سب بلا دریغ قتل کر دیئے جاتے تھے اس دستور کے مطابق یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ ہم بالضرور قتل کئے جائینگے مگر دربار نبوت میں یہ بربریت کہاں تھی وہاں تو سب کے لئے دریچہ رحمت کھلا ہوا تھا عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین ان یہودیوں کا دلی ہمدرد تھا اس لئے اس نے باصرار سفارش کی کہ ان کو صرف جلاوطن کر دیا جائے اتنی سزا ان کے لئے کافی ہے آپ نے اس سفارش کو قبول کر لیا اور حضرت عبادہ بن صامت ان کو خیبر تک نکال آئے۔

اسلام سے پہلے عرب میں جنگ و صلح کا کوئی قانون اور اصول نہیں تھا اس سے زیادہ وحشت و بربریت اور کیا ہوگی کہ اسیران جنگ بلا دریغ قتل کر دیئے جاتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے وہ اصول و قوانین منضبط فرمائے جن پر آج مہذب دنیا و متمدن حکومتیں چل رہی ہیں۔

کعب بن اشرف کی شرارتوں اور سازشوں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس شخص نے اب اور بھی زیادہ شرارت شروع کی مسلمان عورتوں کے نام عشقیہ اشعار لکھنے لگا اور آنحضرت صلعم کے قتل کی تدبیریں اور سازشیں کرنے لگا حضور کو معلوم ہوا تو آپ نے صرف اتنا کہا کہ ذرا احتیاط برتنے لگے جب اس کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو ایک صحابی محمد بن مسلمہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شریر کو قتل کر دوں آپ نے اجازت دیدی انہوں نے قتل کر دیا۔

جنگ اُحد

جنگ بدر کے بعد مکہ میں ابو سفیان سردار سمجھا جاتا تھا اس کی بیوی ہندہ کا باپ اور بھائی بدر میں مارے گئے تھے اس نے ابو سفیان کو غیرتیں دلائیں اور ایسی لعنت و ملامت کی کہ ابو سفیان پوری توجہ اور قوت کے ساتھ جنگی تیاریوں میں مصروف ہو گیا جو نفع ملک شام کی تجارت میں ہوا تھا اس نے وہ سب جنگ کے ساز و سامان میں لگا دیا دیگر قبائل کو شریک جنگ کرنے کے لئے رجز خوان بھیجے گئے کہ وہ لوگوں کو جنگ پر آمادہ کریں چنانچہ قریش کے تمام حلیف قبائل بنو کنانہ اہل تہامہ اور مکہ کے حبشی غلام بھی شریک جنگ ہو گئے غرض مکہ والے پورے ایک سال غور و خوض کے ساتھ جنگی تیاریاں کرتے رہے اور چار ہزار جنگجو نبرد آزما بہادروں کا لشکر ماہ شوال کی ابتدائی تاریخوں میں مکہ سے روانہ ہو گیا جس میں سرداران قریش کی لڑکیاں اور عورتیں بھی شامل تھیں تاکہ اپنے شوہروں اور عزیزوں کے قاتلوں کو قتل ہوتے ہوئے دیکھیں شعرا بھی تھے کہ وہ بہادروں کے دلوں کو گرماتے رہیں مردوں کا سردار ابو سفیان اور عورتوں کی سپہ سالار اس کی بیوی ہندہ تھی اسی لشکر میں جبیر بن مطعم کا ایک حبشی غلام وحشی بھی شامل تھا جو نیزہ چلانا خوب جانتا تھا جس کا نشانہ بہت ہی کم خطا جاتا تھا جبیر بن مطعم نے کہا کہ اگر تو نے حمزہ کو قتل کر دیا تو میں تجھے آزاد کر دوں گا اسی طرح ہندہ نے کہا کہ اگر تو نے میرے باپ کے قاتل حمزہ کو قتل کر دیا تو میں تجھے اپنا زیور اتار کر دیدوں گی مختصر یہ کہ اس جوش و خروش اور ساز و سامان کے ساتھ یہ لشکر روانہ ہوا اور ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچا۔

مسلمانوں کی مجلس مشاورت

جس وقت مدینہ میں اس لشکر کے آنے کی خبر پہنچی تو رسول خدا صلعم نے ایک مجلس مشاورت منعقد کی اور صحابہ سے دریافت فرمایا کہ کفار کا مقابلہ مدینہ میں رہکر کرنا چاہئے یا باہر نکل کر عبد اللہ بن ابی نے رائے دی کہ مدینہ میں رہکر مقابلہ کرنا چاہئے جس سے اس کا دلی منشا یہ تھا کہ … کفار کہ یہاں اگر مسلمانوں کی قوت توڑ دیں اور تجربہ کار صحابہ اور خود حضور صلعم کی بھی رائے تھی کہ مدینہ میں ٹھہرکر مدافعت کی جائے لیکن نوجوان پرجوش صحابہ نے اصرار کیا کہ مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے تاکہ دشمن کو ہماری کمزوری کا احساس نہ ہو آپ نے اسی رائے کو پسند فرمایا اور کثرت رائے بھی اسی طرف تھی یہ ۱۴ شوال جمعہ کا دن تھا اس کے بعد آپ نے نماز جمعہ ادا فرمائی پھر گھر میں تشریف لیگئے اور دو زرہ پہنکر مسلح ہو کر نکلے اس واقعہ کی نسبت اللہ پاک فرماتا ہے اور اے نبی وہ وقت یاد کرو جب تم صبح ہی صبح اپنے گھر والوں سے نکلے اور مسلمانوں کو ٹھکانوں پر بٹھلاتے تھے۔ بعد نماز جمعہ آپ ایک ہزار صحابہ کی جمعیت لیکر مدینہ سے روانہ ہوئے اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو نمازوں کی امامت کے لئے چھوڑ گئے ابھی آپ مدینہ سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر پہنچے ہونگے کہ عبد اللہ بن ابی اپنے تین سو آدمیوں کو لیکر واپس چلا گیا اس خیال سے کہ مسلمانوں میں اس سے ابتری اور بددلی پیدا ہوگی مگر بہانہ یہ کیا کہ چونکہ میری رائے پر عمل نہیں کیا گیا اس لئے میں واپس ہوتا ہوں ان تین سو منافقوں کے جدا ہونے سے مسلمانوں کی تعداد سات سو رہ گئی ان میں سے بھی آپ نے چھوٹی عمر کے لڑکوں کو واپس کر دیا غرض آپ مدینہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر احد کی پہاڑی کے دامن میں شام کے وقت پہنچ گئے جہاں کفار پہلے ہی سے خیمہ زن تھے چونکہ شام ہو گئی تھی اس لئے رات خاموشی سے گذری اگلے روز ۱۵ شوال بروز شنبہ ۳ھ کو میدان کارزار گرم ہو گیا۔

لشکر اسلام احد کی پہاڑی کو پس پشت رکھکر خیمہ زن ہوا تھا عقب سے دشمن … برآسانی حملہ آور ہو سکتا تھا اس لئے رسول خدا صلعم نے پچاس آدمیوں کی ایک جمعیت کو عبد اللہ بن جبیر انصاری کی سرکردگی میں پشت کی ایک گھاٹی پر متعین کر کے تاکید کر دی کہ خواہ لشکر اسلام پر کچھ ہی گذرے مگر اس گھاٹی کو کسی حالت میں بھی نہ چھوڑنا آنیوالے خطرہ کو ایک فوجی ہوش سردار اور مآل اندیش سپہ سالار کی حیثیت سے پہلے ہی محسوس فرما لیا تھا جس سے آپ کا کمال تدبر ظاہر ہوتا ہے اس کے بعد آپ نے صفوف جنگ کو آراستہ کیا میمنہ پر زبیر بن العوام کو اور میسرہ پر منذر بن عمرو کو مامور فرمایا امیر حمزہ کو مقدمۃ الجیش مقرر فرمایا حضرت مصعب بن عمیر کو علم دیا اور آپ نے اپنی تلوار حضرت ابو دجانہ کو دی جو اس تلوار کو مسرت سے لیکر اکڑتے ہوئے میدان جنگ میں پھرنے لگے دوسری طرف کفار کی صفیں اس طرح آراستہ تھیں کہ سو سواروں کی سواری خالد بن ولید کو میمنہ پر متعین کیا سو سوار عکرمہ بن ابو جہل کو دیکر میسرہ پر مقرر کیا بنو عبد الدار کے حصہ میں علمبرداری آئی لشکر کفار میں دو سو گھوڑے تھے اور تین ہزار کا لشکر برابر ساز و سامان سے آراستہ تھا پیادوں کا سردار عبد اللہ بن ربیعہ تھا غرض مسلمان تعداد کے لحاظ سے چوتھائی سے بھی کم تھے

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی صاحب کے لئے لکھوائی گئی ہے

(نوشتہ حضرات مارہروی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

قرآن اور عورتوں کی حالت کی اصلاح

نزول قرآن سے پیشتر عورتوں کی حالت نہایت قابل افسوس تھی ازدواج پر کوئی قید نہ تھی جتنی عورتیں جو چاہتا کرلیتا اور جب چاہتا چھوڑ دیتا۔ سوتیلی ماں متعدد حقیقی بہنوں، خالہ، پھوپی، بھانجی اور بھتیجی تک سے نکاح ہو جاتے تھے ہرقل قیصر روم کے گھر میں اس کی بھتیجی ہی تھی ایرانیوں میں تو ماں بہن سے بھی نکاح ہو جاتے تھے بیوہ عورتیں ورثہ کی طرح تقسیم ہو جاتیں بعض لوگ لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے قرآن کریم نے دنیا میں سب سے پہلے اس مظلوم طبقہ کی بیکسی کی امداد کی اور انھیں مردوں کی غلامی اور جبر و ظلم سے رہائی دلائی قرآن میں ارشاد باری ہے

والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتب اللہ علیکم و احل لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فریضة ولا جناح علیکم فیما تراضیتم به من بعد الفریضة ان اللہ کان علیما حکیما

(اور دوسروں کی منکوحہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں مگر وہ عورتیں جو تمہارے قبضہ میں آجائیں یہ تم پر اللہ کا حکم ہے۔ تم پر حلال ہے کہ تم اپنے مالوں سے شہوت پرستوں کی طرح نہیں بلکہ پارساؤں کی طرح عورتوں سے شادی کرلو پھر جن عورتوں سے تم تمتع حاصل کر چکے ان کا مقررہ مہر انھیں ادا کردو البتہ اگر رضامندی سے کچھ کمی بیشی ہو جائے تو کوئی گناہ نہیں تحقیق اللہ تعالےٰ علیم و حکیم ہے۔"

یا ایها الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرها ولا تعضلوهن لتذهبوا ببعض ما اتیتموهن الا ان یاتین بفاحشة مبینة وعاشروهن بالمعروف فان کرهتموهن فعسی ان تکرهوا شیئا و یجعل اللہ فیه خیرا کثیرا

(اے ایمان والو تمہارے لئے جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے مالک بن جاؤ انھیں اس نیت سے نہ روکے رکھو کہ جو کچھ تم نے انھیں دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لے لو تاوقتیکہ انھوں نے کوئی صریح بےحیائی نہ کی ہو اور ان سے نیکنامی کے طریق پر گذران کرو۔ اگر تم ان سے کراہت کرتے ہو تو یاد رکھو کہ ممکن ہے کہ تم ایسی بات سے کراہت کرتے ہو جس میں اللہ تعالےٰ نے بہت بھلائی رکھی ہے۔

ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف وللرجال علیهن درجة واللہ عزیز حکیم۔ عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر ویسے ہی ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر ہیں یہ ضرور ہے کہ مردوں کو عورتوں پر کچھ فضیلت حاصل ہے اور اللہ تعالےٰ زبردست حکمت والا ہے۔ للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن جو مردوں نے کمایا وہ مردوں کا حصہ اور جو عورتوں نے کمایا وہ عورتوں کا حصہ ہے

نزول قرآن سے پیشتر عورتوں کو خاوندوں، رشتہ داروں اور والدین کے ترکہ سے حصہ ہی نہیں دیا جاتا تھا قرآن نے ان کا ترکہ مقرر کیا وراثت کا حقدار بنایا اور اپنی کمائی اور اپنی اور اپنی آبائی جائداد کا انھیں اسی طرح مالک بنا دیا جس طرح کہ مرد مالک ہوتے ہیں عورتوں کا حصہ مردوں سے نصف ضرور ہے لیکن ساتھ ہی مہر کی بھی حقدار قرار دی گئیں اس لئے اس کی کسر پوری ہو گئی۔ ایرانیوں میں عورت کی حالت باپ ہی کے گھر میں غلاموں جیسی تھی وہ بیٹیوں کو فروخت بھی کر سکتے تھے عیسائیت کی حالت دیکھنی ہو تو اس مہذب زمانہ ہی میں یورپ میں دیکھ لیجئے وہ اپنے خاوند پر نہ گزارہ کا دعویٰ کر سکتی ہیں نہ اپنی آبائی یا ذاتی پیدا کردہ جائداد کو اپنی مرضی کے مطابق کام میں لا سکتی ہیں کسی سے قرض نہیں لے سکتیں جو کچھ وہ خاوند کی غیبت میں کمائیں وہ ان کے خاوند کا مال متصور ہوتا ہے۔

تعدد ازدواج پر بھی پابندی عائد کر دی اور طلاق کو اشد ضرورت کے وقت جائز قرار دینے کے باوجود اسے نہایت مبغوض اور مکروہ چیز بتایا گیا طلاق کے بارہ میں یہودیوں میں یہ افراط تھی کہ مرد جب چاہے بلا کسی وجہ کے طلاق دیدے جیسا کہ حضرت موسیٰ فرماتے ہیں کہ جب کوئی طلاق دینی چاہے طلاق نامہ لکھ دے پھر یہ جبر کہ کوئی اس سے شادی نہ کرے۔

اخبار ریا میں لکھا ہے کہ "نہ حشمہ بحرمت اور مطلقہ سے شادی نہ کی جائے۔"

عیسائی اور بت پرست قوموں میں یہ تفریط تھی کہ طلاق کا فقدان تھا البتہ زنا کے جرم میں طلاق دی جا سکتی تھی یہ دونوں صورتیں معاشرت و تمدن کے لئے برباد کن تھیں یہودیوں والی شرط میں عورت محض ایک مصیبت زدہ مخلوق تھی اور دوسرے میں مایوس و معلق اسلام نے اعتدال کی راہ اختیار کی ایک طرف طلاق کو انتہائی مکروہ اور قابل نفرت چیز قرار دیا اور دوسری طرف ناموافقت عدم صورت اور عدم موافقت مزاج کی انتہائی صورت میں اسے جائز بھی رکھا لیکن اس طرح کہ مرد و عورت کے مستقبل پر کوئی اثر نہ پڑے مجبوراً جان ملٹن نے بائبل سے طلاق کا جواز ثابت کرنے کی سعی کی ہے پھر طلاق کی روک کے لئے بھی مختلف پیچیدگیاں پیدا کر دیں مقصد یہ تھا کہ زندگی اتفاق و محبت سے بسر ہو نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں یورپ میں طلاق کی نہایت کثرت ہے وہاں مسلمانوں میں شاذ ہی اس کی مثالیں ملتی ہیں دیکھ لیجئے اسلامی احکام کتنے ابدی و فطری ہیں جنھیں کبھی بدلنے اور تبدیل کرنے کی ضرورت داعی نہیں ہوتی حالانکہ عیسائیوں اور منصفوں کو اپنے مذہبی احکام کے خلاف طلاق پر عمل کرنا پڑ رہا ہے بائبل سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ سلیمان کی سات سو سے زائد بیویاں تھیں اور تین سو حرم تھیں (اسلاطین ۱۱) حضرت داؤد کی ۹۹ بیویاں تھیں یہودیوں عیسائیوں زرتشتیوں ہندوؤں الغرض سبھی میں کثرت ازدواج کی علامتیں تھیں شاہ مقتلین اور خسرو پرویز وغیرہ ان

کے یہاں تہذیب کی بہت سی بوپاں تھیں منکوحہ بیویوں کے علاوہ یہود عورتوں کو بھی گے طرق پر رکھ لیتے تھے۔ یمن اور عرب کے اقطاع میں یہ رسم بھی تھا کہ ایک عورت متعدد خاوند کر سکتی تھی ہندوستان میں کوروپانڈو میں بھی یہی رواج تھا قرآن نے اسے ہی بند کیا ہر قسم کی غیر منکوحہ عورتوں کو رکھنا حرام قرار دیا اور صرف چار تک اس کی حد مقرر کی اور وہ بھی انصاف کی کڑی شرط کے ساتھ یورپ نے ایک عورت کی موجودگی میں دوسری عورت کو ناجرم قرار دیا ہے مگر یہ بھی فطرت کے خلاف ہے اور اس سے زناکاری کو تقویت حاصل ہوتی ہے گویا قرآن پہلی کتاب ہے اور اسلام پہلا مذہب تھا جس نے عورتوں کی جداگانہ ہستی تسلیم کی وراثت میں اس کا حق مقرر کیا اس کے حقوق کی تصریح کی اس سے نیکی اور حسن سلوک کے تاکیدی احکام نافذ کئے مرد اور عورت کے حقوق کی بہترین تصریح کی اور ایسے طریقے تجویز کئے جن سے دونوں کی زندگی عیش و آرام کے ساتھ بسر ہو سکے۔

قرآن اور طریق تمدن

عرب میں وحشت و بربریت، سرکشی و جہالت اور لغویت و بے سلیقگی عام تھی نہ سلام نہ مصافحہ اور نہ معانقہ گھروں میں مرد عورت بے ستر رہتے جس کے گھر میں جاتے بے دھڑک گھس جاتے سلام ذلت کے مترادف سمجھا جاتا دوسروں کی تحقیر اور حسب و نسب پر فخر عام بات تھی قرآن کریم نے اس لغویت و وحشت کا خاتمہ کر کے انھیں تہذیب و تمدن کے آئین سے آشنا کیا

آداب مجلس:- یایھا الذین امنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزوا فانشزوا "اے ایمان والو جب تم سے مجلس میں کہا جائے کہ کھل کر بیٹھو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشادگی پیدا کرے گا اور جب کھڑے ہونے کو کہا جائے تو کھڑے ہو جاؤ" یعنی آداب مجلس کا خیال رکھو اور میر مجلس جو کہے اسے مانو اور اس پر عمل کرو۔

لباس کی عمدگی:- یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ لعلھم یذکرون۔ "اے فرزند آدم ہم نے تمہارے لئے لباس بنایا ہے جو تمہاری ستر پوشی بھی کرتا ہے اور تزئین کے کام بھی آتا ہے لیکن سب سے بہتر لباس تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے تاکہ تم اس پر غور کر کے عمل بھی کرو اور اس کی نعمتوں کا ذکر بھی"

خذوا زینتکم عند کل مسجد "نماز کے لئے اچھے کپڑے پہنا کرو"

یعنی اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ہم نے تمہاری ستر پوشی اور زینت جسمانی کے لئے لباس پیدا کیا ہے۔ ضرور ہے کہ سب سے بہتر لباس تمہارے اخلاقی محاسن ہی ہیں اور ان کی موجودگی میں کسی چیز کی ضرورت نہیں تھی۔ انسان نیک اور صاحب صفات ہے تو اس کی لباس پر کسی کی نگاہ بھی نہ پڑے گی تاہم پھر بھی لباس ایک نعمت ہے جس کو پہن کر ایک شان پیدا ہوتی ہے مساجد میں جایا کرو تو اچھا لباس پہن کر جایا کرو ظاہر ہے کہ برے لباس میں انسان بھی برا معلوم ہوتا ہے اور لباس سے انسان میں ایک قسم کی شان اور خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے اس طرح گویا لباس کے اچھے رکھنے اور زینت سمجھنے کی

طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

آداب معاشرت: یایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا ذلکم خیر لکم لعلکم تذکرون فان لم تجدوا فیھا احدا فلا تدخلوھا حتی یؤذن لکم وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم واللہ بما تعملون علیم۔ لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم

ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم واللہ بما تعملون علیم لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون "اے ایمان والو اپنے گھر والوں کے سوا غیروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو تاوقتیکہ تم ان سے پوچھ نہ لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہے سمجھو اور عمل کرو اور اگر تمہیں ان کے گھروں میں کوئی نہ ملے تو اندر نہ جاؤ تاوقتیکہ تمہیں اندر جانے کی اجازت نہ دی جائے اور اگر تم سے واپس جانے کو کہا جائے تو واپس چلے آیا کرو تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ طریقہ یہی ہے جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے البتہ جن مکانوں میں تمہارا اسباب رکھا ہو اور ان میں کوئی نہ رہتا ہو وہاں چلے جایا کرو اور جو کچھ تم ظاہر یا مخفی طریق پر کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے اچھی طرح واقف ہے"

کتنی بہتر اور مفید نصائح ہیں جن کے ہر لفظ سے شائستگی مترشح ہے

نفاق اور ظاہرداری:- ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لھم نصیرا۔ "تحقیق وہ لوگ جن کے قول و فعل میں یکسانیت نہیں ہوتی دل میں کچھ ہوتا ہے اور زبان پر کچھ وہ دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ڈالے جائیں گے اور اس حالت میں ان کا کوئی مددگار و معاون نہ ہوگا"

ان المنافقین ھم الفاسقون وعد اللہ المنافقین والمنافقات والکفار نار جھنم خالدین فیھا "جو نفاق اور منافقت سے کام لینے والے ہیں وہی بدعہد و بدکار ہیں اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور عورتوں سے دوزخ کا وعدہ کیا ہے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"

ان الذین لا یرجون لقاءنا ورضوا بالحیاۃ الدنیا واطمانوا بھا والذین ھم عن آیاتنا غافلون۔ اولئک ماواھم النار بما کانوا یکسبون "جو لوگ ہمارے دیدار کا یقین نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی سے راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں اور جو ہماری آیتوں سے غافل ہیں ان کا ٹھکانا ان کے اعمال کے سبب آگ میں ہوگا"

نفاق ضعف ایمان، ضعف اعتقاد، ضعف عمل اور عزم و قول کے ضعف کے ہم معنی ہے ریاکاری اور پالیسی اسی کے مترادف ہے ایسے لوگوں کو تنبیہ کیا گیا ہے کہ اس حرکت و معصیت کی سزا جہنم ہے آجکل بھی ایسے لوگ ہیں جو اول درجہ کے ریاکار ہیں ریاکار آدمی کے پیش نظر آخرت و انجام نہیں ہوتا بلکہ محض دنیا ہوتی ہے اور وہ دنیوی فوائد کے حصول کے لئے لوگوں سے ہیچ بنتا، چکنی چپڑی باتیں کرتا جھوٹے یقین دلاتا اور ہر طرح اپنا کام نکالتا ہے دنیوی زندگی کے عیش سے مطمئن ہوتا ہے ایسے لوگوں کو سختی کے ساتھ

متنبہ کیا گیا ہے۔

صبر، سچائی اور قرآن

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات والقانتین والقانتات والصادقین والصادقات والصابرین والصابرات والخاشعین والخاشعات والمتصدقین والمتصدقات والصائمین والصائمات والحافظین فروجھم والحافظات والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما

"تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مومن مرد اور مومن عورتیں فرماں بردار مرد اور فرمانبردار عورتیں سچے مرد اور سچی عورتیں صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں عجز و نیاز کرنے والے مرد اور عجز و نیاز کرنے والی عورتیں خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں پاکدامن مرد اور پاکدامن عورتیں اللہ تعالے کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں جتنی بھی ہیں سب کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے" آخرت اور عقبیٰ میں تو انھیں درجات ملیں گے ہی لیکن دنیا نے دیکھا اور یہی فلک اور آسمان اور اس پر تمام چمکنے والے تارے شاہد ہیں کہ ان بزرگوں نے اپنی زندگی ہی میں کتنے بڑے مراتب پائے آج بھی جو مسلمان اپنے اندر یہ جوہر جذب کرلیں تو خدائے برتر و توانا انھیں ضرور عیش و کامرانی سے دوچار اور راحت و عروج کی شادکامیوں سے بہرہ ور کریگا اس لئے کہ اس کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوا کرتا۔

قرآن اور اخلاقی ذمائم

ارشاد باری ہے قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا و ما بطن والاثم والبغی بغیر الحق "اے نبی کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار نے بدکاریوں اور فواحش کو حرام کیا ہے خواہ یہ فواحش علانیہ طور پر کئے جائیں یا خفیہ طریق پر گناہ ہو" نادہ جب سرکشی کے متعلق بھی یہی حکم ہے یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم "اے ایمان والو اللہ تعالے اور اس کے رسول کریم اور تم میں سے جو صاحب حکم ہو اس کی اطاعت کرتے رہو" اس حکم اور قرآنی امر نے ان مفسدہ پرداز اعراب میں نیکی اور نیکوکاری کی ایک زبردست روح پیدا کردی جو ہمیشہ فتنہ و فساد میں مبتلا رہتے تھے اور شرارت و بغاوت جن کا شعار تھا اور جو اطاعت و فرمانبرداری کے نام سے بیگانہ تھے قرآن نے ظاہری اور باطنی فواحش کو حرام قرار دیکر اطاعت و فرمانبرداری کو ضروری ظاہر کر کے صلح و امن اور اخلاق و اتقیاء کا جذبہ پیدا کردیا۔

ساتھ ہی حسبی و نسبی فخر و مباہات کے سلسلہ کی بھی مذمت کردی اور اسے صرف شناخت اور پہچان کا ذریعہ قرار دیکر یہ حقیقت واضح کردی کہ شریف وہ نہیں جس کے آباؤ اجداد شریف تھے بلکہ شریف وہ ہے جو شریفوں جیسے کام کرتا ہے اور متقی ہے یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ان اللہ علیم خبیر۔

عرب اقوام انتقام و قصاص میں بہت حساس اور تیز تھیں غلام کے قتل کے بدلے میں آزاد کو عورت کے بدلے میں مرد کو اور اپنے مرد کے بدلے میں جب تک مخالف قبیلے کے دو مردوں کو قتل نہ کرلیتی تھیں دم نہ لیتی تھیں پھر مخالف قبیلہ اسی طرح انتقام کی تاک میں رہتا تھا کبھی کبھی شاذ ایسا بھی ہوتا تھا کہ قاتل یا قاتل قبیلہ سے روپیہ یا مال لے لیا جاتا تھا قرآن کریم نے اس لغویت کی بھی اصلاح کی لیکن پورے دانشمندانہ طریقہ سے قصاص کو تو فرض بتایا کہ یہ اقتضائے عدلیت تھا کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ لیکن اس کی تشریح و صراحت میں ایک نکتہ پیدا کردیا اور نوعیت قصاص بتادی ولکم فی القصاص حیاۃ یا اولی الالباب لعلکم تتقون۔

قتل کے عوض میں قصاص تو فرض ہے مگر جاہلیت کے زمانہ کا قصاص نہیں کہ جو مل گیا اُسے بدلے میں پکڑ کر قتل کردیا بلکہ جو قاتل اور مجرم ہے اسی کو قتل کیا جائے فمن عفی لہ من اخیہ شئ میں یہ صراحت بھی کردیگئی کہ اگر مقتول کے وارث کچھ فدیہ لے کے یا خوشی سے معاف کرچکے تو پھر انتقام کے جذبات ٹھنڈے ہو جانا چاہئیں اور اسی فیصلہ پر عمل ہونا چاہئے انسان کی جان کی حرمت اور تحفظ کا بھی خیال رکھا گیا ہے اور قصاص کا بھی مگر یہ چیز ورثائے مقتول پر چھوڑ دیگئی ہے اگر وہ معاف کرینگے تو دل صاف رہیں گے اور امکانات شر و فساد مسدود ہو جائینگے

فطرت کے تاروں میں قرآن کریم کا ایک نغمہ

(از علامہ محمد عثمان صاحب فارقلیط)

قرآن حکیم بانی فطرت کی کتاب ہے وہ فطرت کی باتیں بتاتی ہے اور براہ راست انسانی فطرت سے اپیل کرتا ہے۔ ایک انسان قرآن حکیم کی تلاوت کرتا ہے اور کچھ نہیں سمجھتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں انسان زیر تلاوت آیات کا کیا مطلب ہے لیکن کسی مقام پر وہ جھجک کر ٹھہر جاتا ہے اس کو ایک چیز مرغوب اور پسند آ جاتی ہے وہ اس پر نگاہ جماتا ہے غور کرتا ہے اور بلا تدبیر محسوس طریقہ پر وہ چیز اس کے قلب پر اثر کرتی ہے اور اس کے دماغ کے بعض گوشوں کو ہلا دیتی ہے وہ نہیں جانتا کہ میں نے کیا پڑھا اور کیا سمجھا لیکن وہ اپنے قلب و دماغ میں ایک کیفیت ایک سرور محسوس کر رہا ہے وہ اپنی اس کیفیت کو زبان سے ادا نہیں کر سکتا مگر اس کی موجودگی سے بھی انکار نہیں کر سکتا آؤ ہم بتائیں کہ اس نے کیا چیز محسوس کی اور کس چیز نے اس کے مضراب قلب پر ضرب لگائی وہ کیفیت وہ سرور اور وہ لذت اور وہ شعور فطرت کا وجد ہے فطرت کی آواز ہے اور فطرت کا نغمہ ہے جس کو اس کی روح سن رہی ہے اور وہ خود ایک ایسی لذت محسوس کر رہا ہے جس کی ترجمانی کے لئے زبان میں طاقت نہیں یہ ہے وہ فطرت جس سے براہ راست قرآن نے اپیل کی ہے اور اس کی زبان پر قفل چڑھا کر اس کی ہستی کو سراپا لذت بنا دیا۔

قرآن فطرت سے اپیل کرتا ہے اور یہی وہ اپیل ہے جو زبان کو خاموش مگر روح کو ہمہ تن گوش بنا دیتی ہے یہی وہ کیفیت ہے جو قرآن کریم کے تلاوت کرنے والے پر ابر نو بہار کی طرح چھا جاتی ہے۔

غور کرو ایک شخص قرآن حکیم کی آیات سے کتنا متاثر ہوتا ہے گو وہ ان کے معانی اور مطالب بیان نہیں کر سکتا مگر ان کے اثر سے بے خود ہو جاتا ہے اور ضمیر اندر سے گواہی دیتا ہے کہ اس کی کوئی کھوئی ہوئی چیز مل گئی۔

(۲)

یہ تو ایک وجدانی کیفیت ہے جو تلاوت قرآن عزیز سے طاری ہوتی ہے اب ذرا آنکھ کھول کر اور زبان سے کام لیکر قرآن حکیم کی فطری تعلیم کا جائزہ لو قرآن حکیم کی سطر سطر میں انسانی فطرت کی بستیاں نظر آئیں گی اسکے اجڑے ہوئے دیار کی دل فریبیاں نظر آئیں گی اس کو وہ چیز محسوس ہوگی جس کو وہ زبان سے بیان بھی کر سکتا ہے اور اس کا پورا نقشہ الفاظ میں کھینچ کر رکھ سکتا ہے وہ ہے قرآن حکیم کا اسلوب بیان اس کا طرز استدلال اس کے حکیمانہ اقوال اور اس کا وہ بے نظیر نظم و ترتیب جس پر نظم و ارتباط کا کامل مفہوم ختم ہو جاتا ہے۔

(۳)

سب سے پہلے خدا کے وجود کو لو کیونکہ بقسمت انسان جہاں اور گمراہیوں اور تاریکیوں میں مبتلا ہے وہاں اس کو اپنے صانع اپنے خالق اور اپنے مربی کے وجود میں بھی شک ہو جاتا ہے اور وہ مصنوع اور مخلوق ہونے کے باوجود اپنے صانع اور خالق کا انکار کر بیٹھتا ہے اور فطرت کی آواز اوہام و ظنون میں خاموش ہو جاتی ہے قرآن کریم نے ایسے منکرین کے لئے جو طرز استدلال قائم کیا ہے وہ اپنی وسعت ہمہ گیری اور تاثر و گیرائی کے اعتبار سے ایسا نادر اور معنوی حسن کا مظہر ہے جس کا ادراک سوائے ان لوگوں کے اور کوئی نہیں کر سکتا جو قلب سلیم اور فہم ثاقب کے مالک ہیں اور جن کے قلب صافی پر ملاء اعلیٰ کے نقوش منعکس ہوتے ہیں یہاں مثال کے طور پر باری تعالیٰ کے وجود کے اثبات پر صرف ایک آیت لکھی جاتی ہے جو خدا کے منکروں کو لاجواب نہیں بلکہ حقائق و دلائل کا پورا آفتاب دکھا رہا ہے ارشاد باری ہے۔

ام خلقوا من غیر شیء ام ھم الخلقون۔ کیا یہ لوگ بغیر خالق کے یوں ہی پیدا ہو گئے ہیں یا وہ اپنے نفوس کے آپ ہی خالق ہیں؟

اب ذرا قرآن حکیم کے اس استدلال اور فطری اسلوب بیان پر غور کرو کہ ایک سمجھنے والے کے دل پر کیسی زور کی چوٹ پڑ رہی ہے اور اس کے فہم و دانش کی کل کائنات کو کس طرح مسخر کر لیا گیا ہے۔

(۴)

پہلی چیز تو یہ بیان فرمائی کہ جو لوگ صانع اور خالق کی ہستی کے منکر ہیں حالانکہ وہ اپنے گرد و پیش مصنوعات و مخلوقات کا ایک لامتناہی سلسلہ دیکھ رہے ہیں اور وہ خود بھی مصنوع و مخلوق ہیں، وہ خود بتائیں کہ بغیر خالق کے مخلوق اور بغیر صانع کے مصنوع بغیر مؤثر کے متاثر اور بغیر متحرک کے حرکت کس طرح منصۂ شہود پر آ سکتی ہے اگر دنیا میں اور دنیا کی لامتناہی اشیاء میں ایک بھی ایسی مثال مل جائے جو بغیر بنانے والے کے بغیر خاص شکل و صورت میں نمودار ہوئی ہو تو بیشک تم انکار واجب الوجود میں حق بجانب قرار دیئے جا سکتے ہو اور تمہارا یہ عقیدہ بلا دلیل مسموع ہو گا کہ بغیر کاریگر کے بھی کوئی شے بن سکتی ہے لیکن اگر باوجود تلاش و جستجو کے تم کو ساری کائنات میں ایک مثال بھی ایسی نہ ملے جو تمہارے خیال کی دستگیری کرے تو بتاؤ باری تعالیٰ کے نہ ماننے میں تمہارے پاس کونسی دلیل ہے جس کو تم قلب کی پوری تقویت کے ساتھ اور فطرت کی کامل گواہی کے ہمراہ پیش کر سکتے ہو۔ غور کرو جب ایک روٹی بھی بغیر پکانے والے کے نہیں پک سکتی جب ایک گلاس بھی بغیر کسی بالا ارادہ ہستی کے پانی سے نہیں بھرا جا سکتا اور جب ایک اینٹ بھی کسی صانع کے بغیر بنائی جا سکتی تو پھر بتاؤ کہ امن خلق السموات والارض یہ آسمان اور یہ وسیع و عریض زمین یہ سمندر اور یہ پہاڑ یہ سورج اور یہ چاند یہ چرند پرند اور یہ انسان یہ کھانے کمانے کی چیزیں اور یہ استعمال کرنے کے لئے ہمہ کائنات خود بخود بن گئی، کیا پھولوں کی باس اس کا خود پیدا کردہ ہے؟ کیا اس کی بھینی بھینی خوشبو اور اس کے زرد سرخ اور سفید رنگ اتفاقات کا نتیجہ ہیں اور کیا اتفاقات میں یہ تسلسل یہ ارتباط اور یہ دوام بھی باقی رہتا ہے ام خلقوا من غیر شیء چاہے وہ! کیا تم بغیر کسی برتر ہستی کی منشا کے خود بخود پیدا ہو گئے ہرگز نہیں ہرگز نہیں

اللہ الذی خلق السموات والارض بغیر عمد ترونھا	اللہ ہی نے آسمان اور زمین کو بغیر کسی سہارے کے پیدا کیا اور اس چیز کو تم خود دیکھتے ہو
واللہ الذی خلق لکم من انفسکم	اور اللہ ہی نے تمہارے فائدہ اور زندگی

نباتا	کہ نے زمین سے طرح طرح کی جڑیاں پیدا کیں۔
هو الذی جعل لکم ما فی الارض جمیعا۔	اسی نے تمہارے لئے زمین کی کل چیزیں پیدا کیں
هو الذی جعل لکم من الاخضر نارا فاذا انتم منه توقدون	خدا ہی نے درختوں میں سے تمہارے لئے آگ پیدا کی جس کو تم کھانا پکانے اور دیگر ضروریات کے لئے سلگاتے ہو۔

(۵)

ام خلقوا من غیر شیٔ سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ بغیر کسی صانع اور خالق کے کوئی مصنوع بن ہی نہیں سکتی اب بھی اگر خدا کی ہستی سے انکار ہے تو بتاؤ ام هم الخالقون یعنی ہر چیز اپنے وجود کی آپ خالق ہے کیا یہ سچ ہے کہ تم نے خود اپنے آپ کو پیدا کیا؟ انسان نے خود اپنے وجود کو ہست کیا انسان ذہن اپنے وجود کے آپ خالق ہیں؟ اگر یہ چیز ہے تو بتاؤ ایک ہی چیز ایک ہی وقت خالق بھی ہو اور مخلوق بھی صانع بھی ہو اور مصنوع بھی کیا فاعل اپنے فعل پر تقدم نہیں رکھتا؟ فرض کرو جس وقت تم نے اپنے وجود کو بنایا تو بنانے والے بھی تم اور بننے والے بھی تم اور وہ بھی ایک وقت معین میں اگر الف نے الف کو بنایا تو الف کا وجود مقدم ہوا اور تم کہتے ہو کہ ایک ہی وقت میں الف فاعل بھی ہے اور مفعول بھی صانع بھی ہے اور مصنوع بھی دیکھو ایک ہتھوڑا تمہارے سامنے رکھا ہے کیا اس ہتھوڑے کو اسی ہتھوڑے نے بنایا ہے جو خود اکیلا ہے ہرگز نہیں انسانی عقل ایک لمحہ کے لئے بھی ایک ہی چیز کو اپنے نفس کا خالق نہیں مان سکتی۔ پس ثابت ہوا کہ نہ پہلی صورت صحیح ہے اور نہ دوسری یعنی نہ تم بغیر کسی بنانے والے کے خود بخود بن گئے اور نہ تم نے آپ اپنے وجود کو بنایا لہٰذا اب یہی صورت قائم اور ثابت رہی کہ تمہارا کوئی نہ کوئی خالق اور صانع ہے جس نے ایک خاص ہیئت و ترکیب اور شکل و صورت کے ساتھ بنایا اور اس میں آلات و جوارح پیدا کر کے ان کو کام کرنے کے قابل بنا دیا۔

هو الذی خلقکم فی بطون امهاتکم لا تعلمون شیئا وجعل لکم السمع والابصار والافئدة لعلکم تشکرون ہ	اسی نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں پیدا کیا اور تمہاری یہ حالت تھی کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے پھر اسی نے تمہارے جسم میں کان پیدا کئے آنکھیں بنائیں اور دل لگا دیا تاکہ۔

(۶)

قرآن حکیم نے یہ استدلال صرف اللہ تعالیٰ کے وجود پر کیا ہے جس میں اس قدر دلربائی اور کشش ہے اور جو اس قدر اوفق بالطبع ہے کہ فطرت کی آواز اس سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے گویا ضمیر اس دلیل کو اس طرح قبول کر لیتا ہے جس طرح عاشق اپنے محبوب کی اداؤں کو اپنے سینہ میں جگہ دیتا ہے۔ یہ ہے وہ قرآن حکیم کا فطری بیان جس کی طرف شروع مضمون میں اشارہ کیا گیا اور جس کا ادراک کر کے انسان اس ہستی کے سامنے گر جاتا ہے جس کو کائنات کی ہر چیز کا خالق ہے۔

قرآن حکیم کے اس اسلوب بیان اور حسن ترتیب کے ساتھ ذرا اس کے اختصار اور اجمال پر بھی نظر کیجئے واجب الوجود کی ہستی کا اثبات کیا جا رہا ہے جو الٰہیات مسائل میں سب سے اہم مسئلہ ہے جس کے ثبوت اور جس کی مخالفت پر تمام حجت کی بنیاد ہے کیا واجب الوجود کے عقیدہ کو ثابت یا باطل کیا جا رہا ہے ضرورت تو یہ ایک ضخیم اور مطول کتاب تصنیف کی جاتی مگر قرآن حکیم نے نہ زیادہ فلسفیانہ اور نہ قابل فہم دلائل پیش نہیں کرتا بلکہ سیدھی سادی وہ بات ضمیر کو پکڑ لیتی ہے اور اسی سے دو باتیں دریافت کر کے اسی پر فیصلہ چھوڑ دیتا ہے استفت قلبك اپنے دل سے فتویٰ لو وہی منصف ہے مقدمہ کا فیصلہ وہی کرے گا لطف اسی میں ہے کہ مجرم خود اپنے خلاف اور ایک قاتل اپنے محضر قتل پر دستخط ثبت کرے۔

وفی انفسکم افلا تبصرون	تمہارے ہی نفس میں وہ حقیقت پوشیدہ ہے جس کا تم انکار کرتے ہو لیکن تم بصیرت سے کام لو
اقرأ کتابك کفی بنفسك الیوم علیك حسیبا	تم اپنے نفس کی کتاب کا مطالعہ کرو وہی تمہارا فیصلہ کر دے گی۔

(۷)

میں شروع سے کہتا آرہا ہوں کہ قرآن حکیم کا طرز کلام مناظرانہ نہیں ہے وہ انسان کی آنکھ کان اور زبان سے خطاب نہیں کرتا بلکہ اس کا براہ راست قلب و ضمیر سے ہوتا ہے یہ خطابت کا وہ اسلوب ہے جو فلسفہ کی گھاٹیوں میں گھیر ہو جاتا ہے اور جو بحث کے لئے دلائل اور مباحث کی کوئی کہہ سکتے۔

دنیا میں جادو یا سحر کی تاثیر مثل مانی گئی ہے اور جب کسی کے کلام میں تاثیر موجیں مارتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس کے کلام میں جادو ہے کفار عرب جو قرآن کے اول مخاطب ہیں وہ بھی سحر یا جادو کی محیرالعقول تاثیر کے قائل تھے جب انہوں نے قرآن کو سنا اور اس کی تاثیر کو وہ جھٹلا نہ سکے تو انہوں نے قرآن کو سحر یا جادو کہہ دیا گو کفار عرب قرآن کو جادو کہہ کر اس کی مذمت کیا کرتے تھے مگر ان کی مذمت میں بھی حقیقت اور جوہریت جلوہ گر ہے یعنی انہوں نے قرآن کو جادو اور پیغمبر اسلام کو جادوگر کہہ کر گویا اس کا اعتراف کر لیا کہ قرآن اپنی تاثیر اور گیرائی میں وہ درجہ رکھتا ہے جس کا مفہوم سوائے لفظ جادو کے اور کسی لفظ سے ادا نہیں کیا جا سکتا یہ ان کی غلطی تھی کہ وہ قرآن کو جادو سمجھ بیٹھے کیونکہ ان کے نزدیک جادو کے سوا کسی کلام میں اتنا اثر ہو ہی نہیں سکتا تھا جو اس کلام میں نظر آتا ہے گو انہوں نے غلط اور فاش غلطی کی مگر اس غلطی میں بھی وہ نادانستہ ایک ہی حقیقت کا اعتراف کر گئے گو زبان پر انکار تھا مگر ضمیر میں قرآن کا اعتراف پوشیدہ تھا۔

وجحدوا بها واستیقنتها انفسهم ظلما وعلوا	گو انہوں نے ظلم و عداوت کی وجہ سے قرآن کا انکار کیا مگر ان کے نفس نے

اور اعتراف کی چاشنی محسوس کر لی۔

(۸)

اس بیان سے یہ مقصود نہیں ہے کہ قرآن حکیم سے وجود باری تعالیٰ کا اثبات کیا جائے بلکہ منشاء یہ ہے کہ قرآن عزیز کے اس اسلوب بیان پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے جو اس کتاب حکیم کا طرۂ امتیاز ہے اور جو دنیا کی دیگر کتابوں میں خط امتیاز کھینچ دیتا ہے یہ اسلوب بیان انسانی دماغ کی اختراع نہیں ہو سکتا کیونکہ عالم الغیب نہیں ہے بلکہ محدود علم و عقل والا ہے اس کو کیا معلوم کہ کروڑوں انسانوں کی فطرت

یہی ہے اور اس نکتہ کو ترک کر کے کوئی کلام معقول ہو سکتا ہے قرآن حکیم نے
اپنے بیان اور طرز استدلال میں جو مؤثر حیثیت اختیار کی ہے وہ انسانی فطرت کے تقاضے
اور ذوق کے عین مطابق ہے گویا قرآن حکیم کو بانی فطرت نے فطرت ہی کے سانچے
میں ڈھال کر انسانوں کو اس کا مخاطب بنایا ہے وجود باری کے علاوہ ہر موضوع
ہر مسئلہ اور ہر حقیقت اسی فطرت کی آئینہ دار ہے۔

(۹)

اس سے آگے چلئے اور دیکھئے کہ وجود باری تعالیٰ کے بعد توحید الٰہی کا اثبات قرآن
عزیز و حکیم نے کس پر حکمت استدلال کے ساتھ کیا ہے توحید الٰہی کا موضوع اسلام
کا عظیم الشان موضوع ہے جس پر اسلام کی کل کائنات گردش کرتی ہے۔ دنیا میں
باری تعالیٰ کے منکرین کی تعداد مشرکین اور متعدد آلہہ کے قائلین سے بہت کم ہے
اس لئے قرآن عزیز نے توحید کے اثبات پر اپنے خاص اسلوب بیان کو ختم کر دیا ہے۔
توحید کے اثبات میں قرآن عزیز جو طرز اختیار کرتا ہے اس کا منشا ذہنی انسان
کی فطرت اور ضمیر ہی ہے اس خصوص میں بھی اس نے دقیق اور عسیر الفہم مباحث و
دلائل سے پرہیز کیا ہے اور وہ طریقہ اختیار کیا ہے جو انسان کے ہر فرد کی فکری
استعداد کے مطابق ہے چنانچہ فرمایا:-

لو کان فیہما آلھۃ الا اللہ لفسدتا۔	اگر آسمان و زمین کا خدا ایک نہ ہوتا بلکہ ایک کے سوا کوئی اور بھی خدا ہوتے تو یہ دونوں کبھی کے برباد ہو جاتے۔

بتائیے! کیا یہ دلیل ایسی ہے کہ جس کو عقلا اور ارباب علم ہی سمجھ سکیں! یہ وہ
استدلال ہے جس کو ایک فلاسفر اور ایک دہقانی برابر سمجھ سکتے ہیں اور ان دونوں
کی فطرت ایک ہی کیفیت کے ساتھ اس کا اعتراف کرتی ہے۔
فرمایا کہ اگر دو خدا ہوتے تو یہ نظام عالم کبھی کا فساد و تخریب کی نذر ہو گیا ہوتا کیونکہ
ہر ایک مستقل خدا ہوتا دوسرے کے اثر سے بالکل خالی ہوتا اور کامل اختیارات
کے دونوں مالک ہوتے اس صورت میں دونوں کا ایک ہی ارادہ اور منشا ہونا
باطل ہو جاتا وہ خود مختار نہیں رہتے یا تو ہر ایک خدا کی مخلوق جدا ہوتی اور ہر
خدا کی مخلوق پر دوسرے کو کوئی اقتدار و اختیار نہ ہوتا اس صورت میں دونوں خدا
اپنی اپنی جگہ ناقص ٹھہرتے کیونکہ خدا تو وہی ہے جس کو قدرت کاملہ اور اختیارات
کاملہ حاصل ہوں یا یہ صورت ہوتی کہ تمام مخلوقات میں دونوں خدا مشترک ہوتے
اور شریک ہونے کی حیثیت سے وہ ہر چیز پر اقتدار رکھتے لیکن ظاہر ہے کہ جس چیز
پر بھی اشتراک ہوگا اس میں تملیک مشترک نہ ہوگی یعنی مالک تو ایک ہی ہوگا
لیکن استعمال و اقتدار میں دونوں شریک ہوں گے مالک تو وہی خدا ہوگا جس
نے اس چیز کو پیدا بھی کیا ہوگا اس لئے ایک خدا مالک رہا اگر دوسرا خدا اس
قادرانہ صفت سے محروم ہو گیا۔

(۱۰)

نظام عالم کی ترتیب بتا رہی ہے کہ یہ تمام کائنات ایک ہی کاریگر کے عمل کا نتیجہ
ہے ورنہ یہ نظام اور یہ ترتیب ہرگز قائم نہ رہتا۔
اثبات توحید کے بعد ابطال شرک پر جو اسلوب قرآن حکیم نے اختیار کیا ہے وہ
بھی ہے جس کا مندرجہ بالا سطور میں اظہار کیا گیا مثلاً ایک جگہ حضرت سیدنا مسیح
علیہ السلام کی الوہیت کا ابطال ان الفاظ میں کیا گیا ہے

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام	مسیح تو سوائے رسول کے اور کچھ بھی نہیں تھا جیسے اور بھی پیغمبر پہلے گذر چکے ہیں ان کی ایک ماں بھی تھی اور وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔

اور اگرچہ کیسی ہلکی غذا ہے جو روحانی مریض کے معدہ فکر میں ہضم ہو جاتی ہے اگر
اس کو ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی پہلے تو یہ فرمایا کہ مسیح تو صرف ایک رسول ہیں
حضرت مسیح کی الوہیت کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر پھینک دیا اس پر جو دلیل پیش فرمائی
بس وہی فطرت اور ضمیر کی آواز ہے جس کو میں پیش کر رہا ہوں وہ دلیل یہ ہے کہ جس
کو عیسائی خدا کہتے ہیں وہ تو کھانا کھایا کرتا تھا یعنی وہ اپنے وجود کو قائم رکھنے کے لئے
کھانے اور پینے کا محتاج تھا اور جو شخص اپنی بقا کے لئے غلہ پانی ہوا اور روشنی وغیرہ
کا محتاج ہو وہ خدائی کے لائق کس طرح ہو سکتا ہے۔
پھر حضرت مسیح کے ساتھ ان کی والدہ صدیقہ کو ملا کر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ جس طرح حضرت
مریم انسان اور کھانے پینے کی محتاج تھیں اسی طرح حضرت مسیح بھی انسان ہی تھے
پھر کیا کہ حضرت مریم کھانا کھا کر خدا نہ بنیں مگر حضرت مسیح کھانے پینے کے محتاج ہوتے
ہوئے خدا بن گئے!

ھو الذی یطعم ولا یطعم خدا تو رسول کو کھلاتا ہے کیونکہ وہ مخلوق
ہیں مگر خود نہیں کھاتا کیونکہ وہ مخلوق نہیں اور جو مخلوق نہیں وہ محتاج بھی نہیں
قرآن عزیز کی اس دلیل کو جس خوبی کے ساتھ ایک فلاسفر اور علم النفس
کا ماہر سمجھ سکتا ہے اسی طرح ایک دہقانی اور ان پڑھ بھی سمجھ سکتا ہے اور
اس پر دلیل کی لطافت میں کوئی فرق نہیں آتا۔
یہ ہے قرآن حکیم کا اسلوب بیان جو اس کی ایک ایک سطر سے نمایاں ہے اور
جو اس قدر دلکش ہے کہ پڑھنے والے کی فطرت اس کو فوراً قبول کر لیتی ہے۔

تنزیل من رب العالمین نزل بہ الروح الامین علیٰ قلبک لتکون من المنذرین۔	یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے جو بذریعہ جبریل امین آپ کے قلب

مبارک پر نازل کیا گیا ہے تاکہ آپ غافل بندوں کو بیدار کریں ؟ قرآن کریم کا حجۃ قلب
اور قرآن قلب اور فطرت انسانی سے ہی اپیل کرتا ہے۔

عبد و معبود کے تعلقات اسلام میں

(از حضرت مولانا مولوی مطلوب الرحمٰن صاحب نگرامی)

مذہب اسلام ظاہری و باطنی صوری اور معنوی خوبیوں کا ایک ایسا مجموعہ ہے کہ دنیا کی تاریخ جس کی مثال لانے سے عاجز ہے یہ تمدن یہ تہذیب یہ طریق معاشرت یہ اصول معیشت یہ حسن سیرت یہ پاکیزگی اخلاق یہ یگانگت یہ محبت یہ اتحاد یہ اتفاق جس کی تعلیم اسلام نے دی ہے کیا کسی مذہب میں اس کی کوئی نظیر مل سکتی ہے اعمال و جذبات کی اصلاح انبیاء و مرسلین کا تعارف ملائکہ کی تعریف حشر و نشر کی تفصیل جزاء اعمال کی توضیح اور یہ بھی نہیں خود خدا کے تصور اور خدا اور خدائی کے رابطہ و علاقہ کی تشریح خالق و مخلوق کے تعلق عبد و معبود کے درمیانی رشتہ کی وضاحت جیسی کچھ اسلام نے کی ہے کیا کہیں اور بھی موجود ہے دراصل یہ اسی رشتہ کی تصدیق و توثیق ایمان کی علامت اور اسی کا قطع و فسخ کفر کا پیش خیمہ ہے۔

یہودیوں کے یہاں بھی صفات خداوندی کے ذکر سے موجود ہیں لیکن انسانوں کے لئے ان صفات کا تعلق بس خواہ سزا دہی کے غیظ و غضب اس کی شان جباری اور صفت قہرمانی کے اظہار کے علاوہ اور کیا ہے۔

عیسائیوں کے یہاں بھی اوصاف تو ظاہر ہیں لیکن اولاد آدم کے معاصی پر باپ کی ندامت و ناراضی کے سوا کسی دوسرے تعلق کا پتہ اور کیا چلتا ہے پر شارع اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے لائے ہوئے مذہب اسلام میں خدا کی صفات اور خدا اور اس کے بندوں کے تعلقات، پورے شرح و بسط اور پوری تشریح و تفصیل کے ساتھ موجود ہیں کہ تفصیل مختصر بندہ و خدا کی بنائی کا صحیح لطف اٹھا سکتا ہے۔

اسلام میں خدا کا اپنے بندوں کے ساتھ تعلق صرف جبروت یا رحم و کرم ہی تک محدود نہیں بلکہ یہودیوں کا جبار و قہار اور عیسائیوں کا رحیم و کریم خدا مسلمانوں کے لئے ایک ہی وقت میں جبار و قہار بھی ہے رحمٰن و رحیم بھی، شدید العقاب بھی ہے اور غفار و ستار بھی اور اسی پر بس نہیں وہی خالق و مالک بھی ہے وہی رب و معبود بھی، وہی ماتا و پیتا وہی ہلاتا ہے وہی کہ باقاعدہ بیماروں کی شفا بھی ہے اور بھٹکوں کی ہدایات بھی وہی ہے جس میں خواہشیں پوری ہیں اور سرفرازیاں بھی وہی ہے کہ ہر غائب و حاضر کے علم رکھتا ہے اور ہر ہر شے و جنس کے خور میں پیدا ہے وہ دل کی ہر جنبش کو سنتا اور کیا جیسی ہر حرکت کی خبر رکھتا ہے کائنات کا ہر تغیر اسی کی مرضی کے موافق اور ملوکہ کا ہر انقلاب اسی کی مشیت و حکمت کے مطابق عمل میں آتا رہتا ہے دنیا کا ہر بڑا اور چھوٹا ہر امیر و غریب ہر عالم و جاہل اس کا محتاج اور وہ ان میں سے ہر ایک سے غنی اور ہر ایک سے بے نیاز۔

خدا کی صفات اور بندوں کے ساتھ اس کے تعلقات کا یہ مختصر خاکہ وضاحت و صراحت کے ساتھ خود خدا کی کتاب قرآن مجید میں موجود ہے جس میں وہ کہیں خلق و ایجاد کی شان میں ظاہر ہوا کہیں حاکم یوم معاد بن کر سامنے آیا کہیں گنہگاروں کے گناہ بخشتے کہیں مشکلیں و جابروں کے سر کچلتے کہیں زندوں کو مردہ کہیں مردوں کو زندہ کرد کھاتا کہیں عبرت و بصیرت کے لئے دل آویز قصے سناتے کہیں اپنے انعام و اکرام کے نذر گنانے غرض ہر صورت اور ہر حکمت سے اپنی معبودیت اور بندوں کے ساتھ اپنے تعلق کی اولیت و ابدیت کا یقین ان کے دلوں میں اتار دیا ہے شاہ آنحضرت الی ربہ سبیلا سورۂ فاتحہ کو لے لیجئے ہر ہر حرف خدا کے تعلق اور اس کے مضبوط و مستحکم رشتہ کا آئینہ ہے رب العالمین سارے عالم کا پالنہار پروردگار اگر ہے تو، وہی الرحمٰن الرحیم بندوں کے ساتھ مہر و کرم اگر ہے تو اسی کی شان ہے مالک یوم الدین قیامت کے دن عتاب و ثواب کا مالک اگر کوئی ہے تو وہی ہے بندوں کو عبادت اگر کرنی چاہئے تو اسی کی کرنی چاہئے اپنے کاموں میں اعانت اگر چاہئے تو اسی سے مانگنی چاہئے تعلق خداوندی کے اس اجمال کی تفصیل جو خدا اپنے تعلقات کا اظہار اپنے کلام میں یوں فرماتا ہے۔

یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون (سورہ بقر) اے لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے والے لوگوں کو پیدا کیا عجب نہیں کہ تقویٰ و پاکیزگی قلب کی دولت سے بہرہ اندوز ہو وہ تمہارا پروردگار وہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے فرش اور آسمان کو سقف بنایا اور آسمان سے پانی برسا کر تمہارے رزق کے لئے پھل پیدا کئے لہذا کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور تم جانتے ہو۔

تقریباً اسی مضمون کو دوسرے الفاظ میں آگے چل کر یوں بیان فرمایا گیا ہے۔

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء فسوھن سبع سموات وھو بکل شیء علیم تم کیسے خدا کے ساتھ کفر کرتے ہو درانحالیکہ تم بے جان تھے پس اس تعالیٰ نے تمہیں زندہ کیا پھر وہی تم کو مارتا ہے اور وہی تم کو پھر زندہ کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اسی نے ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی کل کائنات پیدا کی پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا پس سات آسمان بنائے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ خدا نے اپنے بندوں کے ساتھ اپنے کیا کیا تعلقات بتلائے ہیں اور پھر مکرر اس کی تفصیل فرمائی ہے کہ بندوں کی پیدائش نا پیدائش ان کا جینا اور مرنا ان کا کھانا اور پینا سب کچھ اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا زمین کی کل کائنات اس نے اپنے بندوں کے لئے خلق فرما دی ہے۔

دراصل تعلقات عبد و معبود اور خداوند کریم کی مہربانیوں بندوں کے ساتھ اس کے الطاف و عنایات کا ایک عجیب منظر ہے تیرتے ہوئے دریا اور لمبے لمبے چشمے یہ لہلہاتا ہوا سبزہ یہ اونچے اونچے پہاڑ یہ گھنی اور گنجان جھاڑیاں یہ تناور درخت یہ خوشرنگ و خوشبو پھول پتیاں یہ چرند یہ پرند یہ نباتات یہ جمادات سب کچھ خدا نے انسان ہی کے عیش و آرام کی خاطر پیدا کیا یہاں تو صرف زمین اور اسی کی کائنات کا ذکر ہے لیکن ایک دوسری جگہ و سخر لکم ما فی السموات

والارض جمیعا ارشاد ہوا ہے یعنی زمین اور اس کی کائنات ہی پر کیا منحصر ہے آسمان و زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ سب کا سب معبود نے عبد ہی کی خاطر خلق فرمایا۔

ان دونوں آیتوں کے مفہوم کو جس میں زمین و آسمان کی ساری چیزوں کی تخلیق کی غرض و غایت کا انتساب انسان کی طرف کیا گیا ہے تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرمانے چلئے سورہ نحل میں ارشاد ہے:۔

خلق السموات والارض بالحق تعالیٰ عما یشرکون۔ یقیناً اللہ ہی نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور وہ بلند ہے ان چیزوں سے کہ جنھیں لوگ اسکا شریک بتاتے ہیں۔ والانعام خلقها لکم فیها دفء ومنافع ومنها تأکلون۔ اسی اللہ نے چوپایوں کو پیدا کیا جن کی کھالوں میں تم لوگوں کے لئے جڑاول ہے اور دوسرے بہت سے منافع و فوائد ہیں اور انھیں میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔

ولکم فیها جمال حین تریحون وحین تسرحون۔ اور انھیں چوپایوں میں تمہارے لئے زینت ہے جب ان کو شام کے وقت چرا کر واپس لاتے ہو اور جب صبح کے وقت چرانے کے لئے لے جاتے ہو۔

وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیه الا بشق الانفس ان ربکم لرؤف رحیم۔ اور وہی چوپائے تمہارے بوجھوں کو ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچاتے ہیں جہاں تک ان کو تم نہیں پہنچا سکتے تھے لیکن مرکھپ کر بیشک تمہارا پروردگار بڑا ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

والخیل والبغال والحمیر لترکبوها وزینة ویخلق ما لا تعلمون۔ اور اسی خدا نے گھوڑے خچر اور گدھے بھی پیدا کئے تاکہ تم اس پر سوار ہو اور وہ تمہارے لئے زینت ہیں اور وہ بہتیری ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے۔

پھر آگے ارشاد ہوتا ہے۔ هو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب ومنه شجر فیه تسیمون۔ اسی خدا نے آسمان سے پانی نازل فرمایا کہ جس میں کچھ تمہارے پینے کے لئے اور اسی میں کچھ پانی ایسا ہے جس سے درخت سیراب ہوتے ہیں جنھیں تم اپنے مویشیوں کو چراتے ہو۔

ینبت لکم به الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات ان فی ذلک لآیة لقوم یتفکرون۔ وہی خدا پانی کے ذریعہ سے تمہارے لئے کھیتی زیتون چھوارے انگور اور ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے اور اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانی ہے۔ وسخر لکم اللیل والنهار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون۔ وما ذرأ لکم فی الارض مختلفا الوانه ان فی ذلک لآیة لقوم یذکرون۔ اور تمہارے لئے رات اور دن آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کو اپنے حکم سے مسخر فرمایا ہے اور ان چیزوں میں عقل رکھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور جو چیزیں تمہاری زمین میں اگائی ہیں ان کے مختلف رنگ میں اس میں ارباب فکر کے لئے بڑی نشانی ہے۔ وهو الذی سخر البحر لتأکلوا منه لحما طریا وتستخرجوا منه حلیة تلبسونها وتری الفلک مواخر فیه ولتبتغوا من فضله ولعلکم تشکرون۔ اللہ ہی ہے جس نے دریا کو مسخر کیا تاکہ تم اس سے نکال کر مچھلی کا تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زیور نکالو جس کو تم پہنتے ہو اور تم کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں اور اس نے یہ دریا تمہاری تسخیر میں دیدیا ہے تاکہ اس کے فضل کی جستجو کرو اور تاکہ خدا کا شکر کرو۔

والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم وانهارا وسبلا لعلکم تهتدون وعلامات وبالنجم هم یهتدون۔ اور اس نے زمین میں مضبوط پہاڑ گاڑ دیئے تاکہ زمین تمہیں لیکر کسی طرف ڈھل نہ جائے اور نہریں پیدا کیں راستے بنائے تاکہ تم راستے پر چلو اور نشانیاں بنائیں تاکہ تم راستے پر ہو اور نشانیاں بنائیں اور لوگ ستاروں کے ذریعے بھی راستہ معلوم کرتے ہیں۔

اسی سورہ نحل میں آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے:۔

والله انزل من السماء ماء فاحیا به الارض بعد موتها ان فی ذلک لآیة لقوم یسمعون۔ اور اسی نے جس نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر اسکے ذریعہ سے زمین کو اسکی موت کے بعد زندہ کیا بیشک اس میں اس قوم کے لئے جو کچھ سنتی سمجھتی ہے ایک بڑی نشانی ہے۔ وان لکم فی الانعام لعبرة نسقیکم مما فی بطونه من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین۔

اور یقیناً تم لوگوں کے لئے چوپایوں میں غور و فکر کا مقام ہے کہ ہم ان کے پیٹوں میں سے جو کہ گوبر اور خون ہے دودھ نکال کر تم کو پلاتے ہیں اور وہ دودھ بھی کیا دودھ ہے خالص دودھ ہے اور پینے والوں کے لئے آسانی سے حلق سے نیچے اتر جانے والا ہے۔ سورۂ مومنون میں ارشاد ہے:۔

وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکناه فی الارض وانا علی ذهاب به لقادرون۔ فانشانا لکم به جنات من نخیل واعناب لکم فیها فواکه کثیرة ومنها تأکلون۔ وشجرة تخرج من طور سیناء تنبت بالدهن وصبغ للآکلین۔ اور ہم نے اندازے کے ساتھ آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کو زمین میں ٹھیرایا اور ہم اس پانی کو لیجانے پر بھی قادر ہیں۔ پھر اسی پانی سے ہم نے تمہارے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کئے کہ تمہارے لئے ان میں بہت سے میوے ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو اور اس درخت کو پیدا کیا جو طور سینا میں پیدا ہوتا ہے اور کھانے والوں کے لئے روغن اور سالن لئے ہوئے اگتا ہے۔

سورہ فرقان میں ہے:۔

وهو الذی جعل لکم اللیل لباسا والنوم سباتا وجعل النهار نشورا۔ وهو الذی ارسل الریاح بشرا بین یدی رحمته وانزلنا من السماء ماء طهورا لنحیی به بلدة میتا ونسقیه مما خلقنا انعاما واناسی کثیرا۔ اور اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو پردہ پوش بنایا نیند کو راحت و آرام قرار دیا اور دن کو چلنے پھرنے کے لئے مقرر کیا وہی ہے جس نے اپنی رحمت سے ہوا کو خوشخبری بنا کر بھیجا اور ہم نے آسمان سے پاک اور صاف پانی برسایا تاکہ اس کے ذریعہ سے ہم مردہ زمین کو زندہ کریں اور اپنی مخلوق میں چوپایوں اور انسانوں کو سیراب کریں۔

ان آیات کو دیکھنے کے بعد خدا کے وہ تعلقات جو وہ اپنے بندوں کی مادی دنیا کے ساتھ رکھتا ہے پوری وضاحت کے ساتھ سامنے آ جاتے ہیں اور خوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ عالم مادہ کے یہ سارے تغیرات جن سے آج دن ہم اپنی زندگی میں بیش از بیش فوائد حاصل کر رہے ہیں در اصل ہمارے معبود نے ان کی تخلیق ہمارے ہی لئے فرمائی ہے لیکن کیا معبود کے تعلقات عبد کے ساتھ صرف اس کی دنیا مادہ تک ہی محدود ہیں؟ نہیں بلکہ جس طرح بندوں کی مادیات سے اسے تعلق ہے اسی طرح اسے ان کی روحانیات سے بھی ایک ازلی رشتہ اور ابدی علاقہ ہے

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم نے جسم انسانی کی راحت و آرام کی خاطر جو اہتمام فرمایا ہے اس سے کہیں زیادہ اس کی کائنات روحانی کی آسائش و زیبائش کی فکر کی ہے ارشاد ہوتا ہے۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ اللہ نے مومنین پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں ایک رسول انہیں کی جنس میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر آیات قرآنی تلاوت فرماتے ان کا تزکیہ نفس کرتے اور ان کو قرآن اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اگرچہ یہ لوگ اس سے قبل کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے۔"

ایک دوسری جگہ اسی روحانی تعلق کا اظہار یوں فرمایا جاتا ہے۔

اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ اس کی نعمت کو یاد کرو جبکہ تم سب آپس میں دشمن تھے پس اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی اور تم سب آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا کذلک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تھتدون۔ تم لوگ ایک آگ کے گڑھے کے کنارہ تھے پس اللہ نے تم کو اس سے نکالا اور وہ تمہارے لئے ایسے ہی نشانیاں ظاہر فرماتا رہتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔"

اسی طرح قرآن پاک میں جگہ جگہ احکام یا انعام کی صورت میں خدا نے اپنے بندوں کی کائنات روحانی کے ساتھ اپنے رشتہ اور علاقہ کا اظہار فرمایا ہے غرض یہ کہ بندوں کی مادی زندگی ہو یا روحانی اسلامی تعلیم کے مطابق ہر آن ان کا معبود ان کی نصرت و دستگیری کرتا اور ان کی ہر حالت میں وہی ان کے کام آتا ہے جس معبود کا اپنے بندوں کے ساتھ یہ تعلق ہو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ بندے بھی زندگی کے ہر ہر لمحے میں اسے یاد رکھیں اور خلوت و جلوت ظاہر و باطن امارت و غربت صحت و علالت کسی حالت میں بھی اس کے دھیان سے غافل نہ ہوں زندگی ہو تو اسی کے لئے اور موت ہو تو اسی کی راہ میں چنانچہ خداوند کریم کی جانب سے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو ہدایت فرمائی جاتی ہے

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین اے رسول صلعم فرما دیجئے کہ میری نماز اور میری عبادت میری زندگی اور میری موت سب کچھ اس اللہ کے لئے ہے جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔"

رسول اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری زندگی اسی طرح گزری ہوئی آیت کا نمونہ تھی ایک طرف تو آپ کے عمل نے مسلمانوں کے لئے یہ اسوہ حسنہ قائم کر دیا کہ وہ ہر کام خدا کے لئے کریں اور دوسری طرف اپنی زبان حقیقت ترجمان سے مسلمانوں کے لئے وہ لائحہ عمل تعلیم فرمایا کہ جس پر عمل کر کے انسان بندگی کے اس مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے جس کو اگر معرفت کی آخری منزل کہا جائے تو بجا نہ ہوگا جبکہ بندہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے کسی آن اور کسی شان میں بھی اپنے پروردگار سے غافل نہیں رہ سکتا احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ فرمائیے تو پتہ چلتا ہے کہ روحی فداہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے کس کس طرح حلقہ بگوشان اسلام کو اپنے مبارک عمل یا پاکیزہ ارشاد کے ذریعہ معبود کے ساتھ اپنی بندگی و بیچارگی کے تعلقات کو قائم کرنے کی ہدایت کی ہے چنانچہ

سب سے پہلے اسی کو ملاحظہ فرمائیے کہ معبود کے ذکر اس کی کبریائی کے تذکرہ اس کی رحمت و رافت کے صرف زبانی اقرار کو شارع اسلام نے کس قدر قیمتی قرار دیا ہے کہ مسلمان بندوں کو کیونکر اسکے ذکر کی ہدایت کی ہے ایک شخص دربار نبوی میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ۔

مجھے کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے جس کو میں مضبوطی کے ساتھ حاصل ہو جاؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ تمہاری زبان اسکے ذکر سے تر رہے۔"

اسی ترمذی کی دوسری روایت ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو تمہارے اعمال میں سے سب سے اچھے عمل کی خبر نہ دوں جو تمہارے معبود کے نزدیک بہت پاکیزہ تر عمل ہے جو تمہارے درجات کو بڑھانے والا ہے اور تمہارے لئے سونے چاندی کی خیرات دینے اور میدان جہاد میں جا کر مرنے اور دشمنوں کو مارنے سے بہتر ہے لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں ضرور آپ نے فرمایا وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔"

یہاں تک تو صرف ذکر الٰہی کا سوال تھا اب یہ ملاحظہ ہو کہ کیونکر اس کا اہتمام فرمایا ہے کہ بندہ کا دینی و دنیاوی ہر عمل اس کی ہر جنبش اور ہر حرکت کا آغاز خدا ہی کے نام اور اسی سے استعانت تام پر ہو اور یہ سب اس لئے کہ اسلام اور خدا فراموشی میں کبھی دور کا رشتہ بھی پیدا نہ ہو سکے۔

براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا میں تمہیں چند ایسے کلمات نہ بتلا دوں جن کو تم سوتے وقت کہہ لیا کرو پس اگر تم اس رات میں مر گئے تو تمہاری موت اسلام پر ہوگی اور اگر بچ گئے اور صبح کو اٹھے تو اجر جزیل اور فضل عظیم کے مستحق قرار پاؤ گے پھر فرمایا کہ کہا کرو

اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ (ترمذی)

اے خداوند میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور تیری ہی طرف متوجہ ہوا اور اپنا معاملہ تیرے ہاتھوں میں دے دیا تیری بخشش کی امید پر اور تیرے عذاب کے خوف سے اور میں نے تجھی پر بھروسہ کیا تجھ سے بچ کر سوائے تیری طرف کے اور کہاں جائے پناہ ہے میں تیری اس کتاب پر جس کو تو نے نازل کیا اور تیرے اس نبی پر جس کو تو نے بھیجا ایمان لایا۔"

یعنی اس وقت جبکہ دن بھر کی محنت و مشقت سے تھکا ہوا خدا کا بندہ اپنے اعضاء میں از سر نو چستی و چالاکی پیدا کرنے کے لئے کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہے اس کے لئے شارع اسلام نے یہ اوپر گزرے ہوئے کلمات تعلیم فرمائے ہیں جن کی تلقین اس کے سوا اور کچھ مقصد نہیں کہ آرام کے وقت بھی معبود کی کبریائی اور اپنی بیچارگی کا اعلان کر کے رشتہ عبودیت میں ایک مضبوط کڑی کا اضافہ کر دیا جائے رات بھر آرام کی نیند سونے کے بعد جب یہ خدا کا بندہ بیدار ہوتا ہے پھر اسی کے ذکر کی تلقین کی جاتی ہے جس کا نام لیکر وہ چند گھنٹے پیشتر سو گیا تھا

حضرت ابو ہریرہ سے یہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو تعلیم فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے جب کوئی صبح کو سو کر اٹھے تو اسے چاہئے کہ کہا کرے۔

اَللّٰھُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰی وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ "اے خدا تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کیا اور تیرے نام کے ساتھ شام کیا تیرا ہی نام لیکر جیتے اور تیرا ہی نام لیکر مریں گے اور تیری ہی طرف ٹھکانہ ہے۔"

صرف سونے ہی جاگنے پر کیا منحصر ہے ہر کام کے آغاز میں معبود کا نام زبان پر اور اس کی قدرت و عظمت کا یقین دل میں ہونا ضروری ہے مثلاً اگر عبد مسلم سفر کا ارادہ رکھتا ہے تو بھی معبود ہی کے بھروسے پر اور اسی سے استعانت طلب کرتے ہوئے اسے اپنا قدم گھر کے باہر نکالنا چاہیئے کیونکہ اس کے رہنما روحی فداہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا عمل یہی تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے نکلتے تو فرماتے

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰھُمَّ اَصْحِبْنَا بِنُصْحِكَ وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ اَللّٰھُمَّ ازْوِلَنَا الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ "اے خدا سفر میں تو ہی ساتھی ہے اور میرے بعد گھر بار بال بچوں کا تو ہی نگہبان ہے اے خدا سفر میں اپنی حفاظت کو میرے ساتھ رکھ اور بخیر و خوبی واپس لا اے خدا اس سفر کو جلد طے کرا دے اور ہم پر سفر کو آسان فرما دے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ اے خدا میں تیرا واسطہ دیکر سفر کی مشکلات اور کسی آفت میں گرفتار ہو کر لوٹنے سے پناہ مانگتا ہوں۔" یہی بندۂ مسلم سفر کرتا ہوا جب کہیں قیام کرے تب بھی معبود کو نہ بھولے بلکہ اسی کا نام لیتا ہوا اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوا جہاں ٹھیرنا ہو ٹھیرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت و خوشخبری کے پردے میں اسی کی ہدایت فرمائی ہے، خولہ بنت حکیم سلمیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "جو شخص کسی جگہ اثنائے سفر میں بغرض قیام اترا اور اس نے یہ کہہ لیا کہ میں اللہ تعالٰے کی صفات کاملہ کے واسطے سے اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو پیدا کیا گیا تو جب تک وہ شخص کوچ نہ کرے گا اور مقیم رہے گا اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔"

یہ ارشاد نبوی بڑی حکمت پر مبنی ہے ایک جانب تو رشتہ عبودیت کی توثیق ہو رہی ہے اور دوسری جانب حفاظت و صیانت کی خوشخبری دیکر بندے کو رشتہ عبودیت کے قائم کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے۔ یہی مسافر جب اپنا سفر ختم کر کے اپنے مکان واپس آئے اس وقت بھی وہ معبود ہی کی حمد و ثنا میں رطب اللسان ہو کتب احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یوں ہی مسطور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے تو فرماتے "ہم لوگ صحیح و سلامت واپس آئے ہم گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں۔"

سفر تو بڑی چیز ہے گھر سے باہر نکلے بازار میں سودا سلف لینے جائیے تو بھی اس کے دھیان سے غافل نہ ہوجیئے اس سلسلہ میں بھی رسول صلعم کا قول اور عمل ملاحظہ فرماتے چلئے۔ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لاتے تھے تو فرماتے تھے اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔ سرپر میں نے بھروسہ کیا ہے خدا میں تیرا واسطہ دیکر پناہ مانگتا ہوں اس امر سے کہ میں جادۂ حق سے پھسل جاؤں یا گمراہ ہو جاؤں یا میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا جہل و نادانی کی باتیں کروں یا میرے ساتھ جہالت برتی جائے۔"

یہ تو عمل رسول تھا جو قول رسول ہی کے مانند ہر مسلمان کے لئے قابل عمل ہے اب بازار جانے آنے کے لئے ارشاد نبوی یوں ذکر ہے :۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بازار میں داخل ہوا اور اس نے کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں ہے سلطنت اور تعریف اسی کے لئے ہے وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا خیر اسی کے ہاتھ میں ہے اللہ اس کے لئے ہزاروں نیکیاں لکھیگا اور ہزاروں ہزار برائیاں اس کے نامہ اعمال سے مٹائے گا اور ہزار گنا اس کا مرتبہ بلند کرے گا۔"

زندگی کا وہ کونسا لمحہ ہے کہ جس میں خدا کے مسلمان بندے کو اس سے غافل رہنے کی فرصت دیگئی ہے اور حیات مسلم کا وہ کونسا حصہ ہے جس میں اسے خدا فراموشی کا ادنیٰ سے ادنیٰ موقع مل سکتا ہے عبد مسلم کا اپنے معبود کے ساتھ یہ تعلق سوتے جاگتے سفر و حضر ہی کی کیفیات تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر لمحے اور حیات مستعار کی ہر گھڑی میں وہ اپنے معبود ہی کی عزت و عظمت کا کلمہ پڑھتا ہوا نظر آئے گا کھانے پینے کی کوئی دعوت ہو یا بے تکلف احباب کی بیٹھک خلوت کا گوشۂ تنہائی ہو یا جلوت کی رنگینی بزم کہیں بھی اس کے ہاتھوں سے معبود کی رضا جوئی کا سر رشتہ جدا نہیں ہوتا۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو اللہ کھانا کھلائے اُسے کہنا چاہیئے کہ اے اللہ اس کھانے میں ہمارے لئے برکت دے اور ہم کو اس سے اچھا کھانا کھلا۔

یہ تو اس وقت کے لئے ہے جب وہ کھانا شروع کرے کھانے سے فراغت پر اسے کیا کرنا چاہیئے اس کے لئے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یوں موجود ہے۔

حضرت ابی امامہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ ارشاد فرماتے "جید و بے پایاں تعریف پاک اور مبارک تعریف اللہ کے لئے ہے نہ اس کی اطاعت سے منہ موڑا جا سکتا ہے اور نہ اس سے بے پرواہ ہوا جا سکتا ہے اے اللہ تو ہی ہم سب کا پروردگار ہے۔"

مجلس احباب گرم ہے خدا کا ایک مسلمان بندہ جو اس مجلس کے ایک رکن کی حیثیت رکھتا ہے وہ مجلس سے اٹھنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کے لئے بھی تسبیح و تحمید کے یہ الفاظ احادیث میں مذکور ہیں

سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ پاک ہے تو اے اللہ اور تیری حمد کے ساتھ میں شروع کرتا ہوں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

اگر کسی مسلمان کا کوئی دوست یا عزیز و قریب سفر کے لئے تیار ہے اور یہ اسے رخصت کر رہا ہے تو اس وقت بھی اسے معبود ہی پر اعتماد کلی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی

کو نعمت کی ... ادا ... کرے۔

اور تیرا دین تیری امانت ہے کہ جس سے مرد اہل و عیال بھی ہوتے ہیں، اور تیرا آخری عمل ہیں اسے کے سپرد کرتا ہوں۔"

ابھی تک جو کچھ آپکے سامنے پیش کیا گیا ہے وہ عبد مسلم کے اُن مشغول لمحات کا ذکر تھا جن میں وہ کسی کام کے آغاز یا انجام پر بطور شکر نعمت یا طلب اعانت اپنے محبوب و معبود کی عظمت کا اقرار کرتا رہتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ جب کسی کام میں مشغول ہو تب ہی معبود کی حمد و ثنا میں رطب اللسان ہو بلکہ اکثر کائنات کے تغیر اور فضائے عالم کی تبدیلیوں پر بھی ایسے کلمات استعانت و اطاعت کے ادا کرنے کی عملی ہدایت فرمائی گئی ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے کہ ہوا میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے اور اس نے آندھی کی شکل اختیار کرلی ہے تو فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس آندھی یا خیر کی جو اس کے اندر ہے اور جس خیر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے واسطے سے اس کے شر سے اور اس شر سے جو اس کے اندر ہے اور جس شر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔"

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل کی کڑک چمک کی آواز سنتے تو ارشاد فرماتے ...

... اے اللہ ہم کو ... نہ مار اور ... سے ہلاک نہ کر اور ہم کو اس سے پہلے کہ تیرا عذاب اور غضب ہو محفوظ کر دے۔"

افق سما پر جب ہلال طلوع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ اے اللہ ہم پر اس چاند کو سعادت و ایمان کے ساتھ طلوع فرما سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما اے چاند میرا اور تیرا پروردگار خدا ہے آپ نے دیکھا کہ ایک مسلمان بندہ سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے غرض کہ ہر وقت خدا کی حمد و تعریف اور اسی کی ثنا و صفت میں رطب اللسان رہتا ہے اور زندگی کے کسی لمحہ میں بھی وہ معبود کی عظمت و قدرت کے خیال سے غافل نہیں ہوتا۔

ہر مذہب اپنی صداقت و حقانیت کا مدعی ہے اور ہر ایک کا یہی دعویٰ ہے کہ اسی کی اتباع معرفت الٰہی کی راہ بتاتی ہے لیکن کیا اسلام کے سوا کوئی اور مذہب ہے جس نے مالک و مملوک عبد و معبود کے رشتوں کو اس طرح جوڑ دیا ہو جیسے تلوار کی تیز دھار بجوم افکار یا زر و جواہر کا انبار کوئی ایک بھی توڑ نہیں سکتا خدا سے بندگی اور بندہ دل کی بیچارگی کے یہ تعلقات جو اور دل کو پے در پے ریاضتوں سے بھی حاصل نہیں ہوتے ایک مسلمان محض اپنی زبان کی حرکت و ذکر حاصل کر سکتا ہے اور یہی وہ مذہب ہے جس نے شریعت کی راہ سے طریقت کی کٹھن منزلیں طے کرا دیں اور انسان کو معرفت و حقیقت کے وہ مناظر دکھلائے جس پر فرشتوں کو بھی رشک آئے۔

مذہب

از جناب زبدۃ الحکماء حکیم عبد المجید بقائی

مذہب کے معنے راستہ کے ہیں جس پر انسان چلتا ہو لیکن اصطلاح میں مذہب ایمان اور عقل کے ضابطہ یا دستور العمل کا نام ہے اور اس کے مفہوم میں کسی فوق العادۃ اور ورار الکائنات مدبر منتظم مرتب قاہر اور جابر ہستی کا اعتقاد رکھنا بھی داخل ہے۔

دہریہ یا لاادری کا بھی کوئی نہ کوئی مذہب ہوتا ہے یعنی اس کا مذہب یہ ہے کہ وہ خدا کو نہیں مانتا یا اس میں شک کرتا ہے لیکن ہم عرف عام ایسے لوگوں کو لامذہب کہتے ہیں اور ہمارا مطلب اس سے یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص خدا کو نہیں مانتا اس کی وجہ یہی ہے کہ خدا کا اعتقاد مذہب میں داخل ہے۔

مذہب میں کسی نہ کسی قوت مدبرہ کا ماننا ضروری ہے خواہ وہ دشنو یا ہو یا اہالوہی ہو یا اور انگریزی میں مذہب کے لئے لفظ ریلیجن ہے یہ لاطینی سے نکلا ہوا اس کے لغوی معنے ہیں یعنی اپنے آپ کو کسی ہستی کے ساتھ وابستہ کر دینا چونکہ انسان اپنے آپ کو ایک ہستی سے وابستہ کر دیتا ہے اس لئے یہ لفظ ٹھیک ہو۔

مذاہب عالم کی بنیاد

اس میں شک نہیں کہ دنیا میں جتنے مذاہب ہیں انکی بنیاد نیک نیتی سے ڈالی گئی ہے گو جہل نے کچھ بیہودہ رسم و رواج کو مذاہب میں داخل کر کے ان کی اصلی حقیقت کو کھو دیا تاہم اس کا الزام بانیان مذاہب پر عائد نہیں ہو سکتا وہ سب یقیناً بنی نوع انسان کے محسن تھے اسلئے سب کی تعظیم کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے۔

ہندوستان اور مذہبی تخیل

ہندوستان کو عموماً مذہب کا شیدائی کہا جاتا ہے اور بعض کی طرف اس کو اس کی جہالت کا سبب قرار دیتے ہیں ہم اس کو تو کسی طرح بھی تسلیم نہیں کر سکتے ہاں یہ ضرور کہیں گے کہ مذاہب کے پردوں میں گناہ کبیرہ ہوتے ہیں لیکن ان میں خدا کا خوف ہوتا ہو نہ رسول حق تعلیمات عمل میں آتی ہیں اس کی ذمہ داری مذہب پر نہیں بلکہ بڑی حد تک کورانہ تقلید اور جہل مرکب پر ہے ورنہ مذہب تو امن عامہ اور اخلاق حمیدہ کی تعلیم دیتا ہے۔

ہندوستان کی بدقسمتی یہ ہے کہ اس نے مذہب کے دائرہ عمل کو محض دینی فرائض تک محدود رکھا ہے اور دنیاوی امور میں اس کے پیروؤں کا رویہ بالکل برعکس ہے۔

مذہب اور دنیاوی امور

یہ ایک غلط خیال ہے کہ دین اور دنیا متضاد چیزیں ہیں اور بیک وقت ان کا حصول محال ہے اصل میں یہ تخیل عیسائیت بدھ ازم وغیرہ نے دنیا کے سامنے پیش کیا اور ہمارے بعض مسلمان بھائی بھی اسی لے میں کہنے لگ گئے ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں — ایں خیال است و محال است و جنوں

حالانکہ اس شعر میں مرشد روم نے دنیائے دوں سے مجتنب رہنے کا درس دیا اور اس کی تشریح بھی کر دی ؎

چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اور ہمارا فرض اولین بھی ہے کہ واقعی ہم دنیائے دوں سے منہ موڑ کر دینے

خیر کے متلاشی ہوں کیونکہ اسلام جیسے مذہب کا میں متبع ہوں اس کی تعلیم یہ ہے کہ اگر ہم برق ہوا پانی اور دیگر عطیات خداوندی سے پورا استفادہ حاصل نہیں کرتے تو ہم خالق کے ناشکر گزار ہیں جب مذہبی تعلیم کا دنیاوی امور میں ہمارے دل پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا اور ہم اخلاق اور دیگر خصائل میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھتے ہم اپنے نفس امارہ پر دنیوی خواہشات میں قابو نہیں پا سکتے خواہشات حیوانی کو فرد نہیں کر سکتے تو دیندار ہونا تو در کنار انسان بننا ہی مشکل ہے دنیوی فرائض دین سے جدا نہیں مذہب میں اصول حفظان صحت علم الاخلاق حقوق العباد اصول معاشرت وغیرہ محض نظام دنیوی اور حیات انسانی قائم رکھنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

مذہبی رنگ لیں ان کی اہمیت اور زیادہ ہو گئی ہے اور ہر نفس ان کی پابندی پر مجبور ہے مگر افسوس ایسا نہیں ہوتا۔ عالم بے عمل جاہل مطلق سے زیادہ قابل ملامت ہے آخر الذکر کو اپنے فرائض کا احساس نہیں اول الذکر کو احساس ہے مگر پھر بھی طرز عمل برعکس ہے یہ ایک ناقابل معافی قصور ہے اگر ہم خدا کو حاضر ناظر سمجھتے ہیں تو یقیناً ہمارے دنیاوی اعمال میں لغزش نہیں آ سکتی اگر ہم واقعی موت کو یقینی اور برحق جانتے ہیں تو بدی کا ارتکاب ہرگز نہیں کر سکتے مگر ہم نے مذہب کے دائرے کو بالکل محدود کر دیا ہے اور وہ صرف چند رسوم کا نام رہ گیا ہے۔

لارڈ ایبری کی رائے

مذہب دنیاوی اشغال میں ہمارے چال چلن کا راہ نما ہماری حرکات و سکنات کا امین ہے آسودگی کے زمانہ میں ہمارا محافظ ہے ایام مصیبت میں موجب راحت ہے شکار کدہ میں ہمارا معاون خطرے میں پناہ اور رنج میں مشفق ہے۔

فنش کا قول

مذہب محض اس فلفویت کا نام نہیں جو اوقات مقررہ پر رنگ اور کان دین ادا کرنے لیں عمل میں لاتے ہیں بلکہ یہ ایک دستور روح ہے جو ہمارے خیالات و افعال میں جاگزیں ہو کر ان کو اعلیٰ اور برتر بنا دیتی ہے ایک سچے مذہب میں ناقابل عمل باتیں نہیں ہو سکتیں نہ بیرون قیاس مسائل کا طومار ہو سکتا ہے اس کا حرف حرف انسانی فطرت کے لئے ہوگا اور انسان جس طرح غذا کے نفع کے لئے اس کی پیروی کریگا اسی طرح دنیاوی بہبودی بھی اس کی تقلید سے پیدا ہو گی کیونکہ دنیا تو مزرعۃ آخرت کا ہی نام ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہود کو خطاب

یہ حکم جو آج میں تمہارے روبرو بغرض تعمیل پیش کر رہا ہوں نہ تو تم سے پوشیدہ ہے نہ بیرونی نہ جنت میں ہے کہ تم کہنے لگو کون وہاں جائے تاکہ ہم اس کی سند لاکر عمل پیرا ہوں بیرے حکم کے الفاظ سے بہت قریب ہیں یعنی تمہاری زبان پر ہیں تمہارے دل میں کہ تم ان پر عمل کر سکو مذہب کی بنا اعتقاد راسخ پر ہے۔

سلٹن کا قول

اگرچہ اس نے مبالغہ سے کام لیا ہے لیکن پھر بھی اس کا قول لطف سے خالی نہیں کہتا ہے۔

دو لوگ محض فتنہ و فساد پھیلانے کے لئے ہم مذہب ہونے کا اعتراف کر لیتے ہیں ورنہ اعتقادات میں اس قدر اختلاف ہو گیا ہے کہ دنیا میں تین شخص بھی ایسے نہ ملیں گے جو تمام مذہبی امور میں ایک ہی اعتقاد رکھتے ہوں۔

شک کو بنیاد تصور کیا جاتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ گلستان فطرت کے طلسم ایسے ہی ہیں جو انسان کو مبہوت بنا دیتے ہیں مگر بعض چیزیں ایسی ہیں جن کا ہمارے دل کو کافی احساس ہے مگر زبان سے ادا نہیں ہو سکتیں کیونکہ زبان دلی خیالات کے اظہار کرنے کا ایک ناقص آلہ ہے۔

مذہب اور فلسفہ مذہب اور فلسفہ میں یہی فرق ہے کہ مذہب انسان کو اپنے اوپر کسی ما وراء الکائنات مدبر کو ماننے پر مجبور کر دیتا ہے اگر کسی مذہب میں خدا کی تعلیم نہ ہو تو وہ مذہب سوسائٹی فرقہ یا معاہدہ بنکر رہ جائے گا کیونکہ خدا کا تخیل ہی ایسی چیز ہے جو انسان کو مذہبی ارکان کا شیدائی بنا سکتی ہے۔

فلسفہ بھی انسان کو نیکی کی تعلیم دیتا ہے لیکن مذہب ایک قدم آگے بڑھتا ہے اور کہتا ہے جو عند اللہ ... یہ بات فلسفہ نہیں کر سکتا انسان کمزور ہے اور وہ طبعًا ایک طاقتور ہستی سے رشتہ جوڑنا چاہتا ہے خدا کو ماننا بھی اسی لئے ہے کہ وہ اس کی بگڑی کو بنا دے اگر خدا میں یہ صفت نہ ہو تو وہ کیوں نہ زینو فلاطینس یا فرفریوس کا متبع ہو جائے۔

مذہب اور سائنس سائنس جس کا منتہائے نظر یہ ہے کہ کائنات کا مطالعہ کیا جائے اور قوائے نظریہ انسانی جو جو اتم موجودات ... استفادہ کریں گو عیسائیت بدھ ازم ہندو ازم اور دیگر مذاہب سائنس کے ساتھ ٹکرائے اور بڑھتے سیلاب کے سامنے ٹھہر نہ سکے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں ان مذاہب کے پرستاروں نے مذہب ہی سے قطع تعلق کر لیا اور فلسفہ کو اپنا ہادی بنایا اور اپنی کم مائگی کی وجہ سے تمام دنیا کے مذاہب کو اپنے مذاہب پر قیاس کر لیا جس پر تحریکات جدیدہ برہمو سماج، آریہ سماج ہندوستان میں سوشیلزم نیلزم کمیونزم یا سٹیوزم ممالک یورپ میں ایک بین دلیل ہیں اور یہ لوگ اپنی تنگ نظری کی وجہ سے بجائے اس کے کہ ایسے مذہب کو تلاش کریں جو ان کی تسلی کر دے مذہب ہی کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں اور بعض اپنے اپنے خیالات کو صحیح مسلک قرار دیتے ہیں۔

لیکن اسلام ہمارا اسلام جس کا میں مدعی ہوں سائنس اور اس کے منتہائے نظر کے لئے خود طریق کار تجویز کرتا ہے۔ قرآن پاک خدا کا قول ہے اور سائنس خدا کا فعل ہے اور ان دونوں میں تضاد ناممکن ہے عیسائیت میں جو نزاع مابین مذہب اور سائنس قائم ہوئی اس کا بانی آگسٹن ہے۔

مذہب کیوں نام ہو رہا ہے روح جسم خاکی کا راہ نما ہے اور اس کا تعلق خاص ذات پاک سے ہے گویا روح مثل آفتاب کے ہے اور نفس مثل پھیکے ہے ہمارا دن کا مشاہدہ ہے کہ جب ابر آفتاب سے ہٹ جاتا ہے تو دھوپ تیز ہو جاتی ہے اور جب ابر کے پرت اس کے درمیان آ جاتے ہیں تو دھوپ کی تیزی کم ہو جاتی ہے لیکن آفتاب کی اصل صفات میں اس عارضی حجاب سے کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی یہی حالت بعینہٖ انسان کی ہے کہ جب تک مادیت کا دور دورہ رہتا ہے روحی اثر کمزور پڑ جاتا ہے اور جب اس کے برعکس ہوتا ہے تو مثل

آفتاب کے روحی اپنی اصل قوت میں جلوہ نما ہوتی ہے فی زمانہ مادہ پرستی اس حد تک انتہا کو پہنچ گئی ہے تنگ ظرفی خود غرضی حرص و حسد ترقی پذیر ہیں اور انہیں فضا سے عالم تاریک ہو رہا ہے فطرت کے حسن حقیقی اور منشاء الٰہی پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

مذہب کی حقیقت ہر فرد انسانی کو چاہیئے کہ وہ مذہب کی حقیقی روح سمجھے اور مذہب کی غرض و غایت پر غور کرے اچھا مذہب اور بانی مذہب وہی ہے جو امن و عافیت کا حامی ہے نسل انسانی کی ترقی اور امداد باہمی کا مؤید ہے اور ہر قسم کے پیشواؤں کی عزت کرنا سکھاتا ہے اور جو انسانوں کے مابین الفت و محبت کے تعلقات برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ ایسا کامل مذہب میرے نزدیک اگر کوئی ہے تو اسلام اور پیارا اسلام ہی ہے جس کا محیط کل ہونا اس امر کی بین دلیل ہے جس کا خدا اپنے آپ کو رب المسلمین نہیں بلکہ رب العالمین کہتا ہے اور جس کے مقدس بانی رحضور پرنور فداہ ابی و امی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرسل الی المسلمین نہیں ہیں بلکہ وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین تمام جہانوں کے لئے رحمت کا مصداق ہیں۔

مذہبی تحقیقات کی مختصر تاریخ ازمنہ وسطیٰ میں عموماً لوگ مذہبی معلومات کو اپنے مذہب تک محدود رکھتے تھے اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ لوگوں میں تعصب زیادہ ہوتا تھا جب یورپ کو پوپ کی غلامی سے رہائی حاصل ہوئی تو وہاں مذہبی تحقیقات کا دور دورہ ہو گیا بدقسمتی سے ہندوستان میں ہندو پنڈتوں اور جاہل مولویوں نے ایسی تنگ نظری میں ہندو مسلمانوں کو پھانس رکھا تھا کہ انھیں انیسویں صدی تک مطالعہ نصیب نہ ہوا۔

بہر حال اہل مغرب نے وسعت کا ثبوت زندگی اور سلطنتیان کے زیر اثر آزاد خیالی کی اور اس سلسلہ میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ موازنہ مذاہب کا شوق لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گیا جب انگریز ہندوستان میں آئے تو تہذیب اور موازنہ مذاہب کا خیال بھی ساتھ لائے۔

رفتہ رفتہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں بھی ان دونوں چیزوں کا رواج ہو گیا ۱۸۹۳ء میں شکاگو (امریکہ) پارلیمنٹ آف ریلیجنز قائم ہوئی اس کے تین سال بعد لاہور میں بھی ۱۸۹۶ء میں ایک مشترکہ جلسہ مذاہب ہوا۔

دنیا کے مشہور مذاہب دنیا میں چھ مذہب مشہور ہیں ہندو ازم، مجوسیت، یہودیت، بدھ مت، عیسائیت، اسلام۔ ان میں صرف ایک ہی ایسا ہے جس میں خدا کا ذکر نہیں اور وہ بدھ مت ہے یہی وجہ ہے کہ علماء مورخین بدھ مت کو مذہب نہیں بلکہ مت کہتے ہیں اور اسے ایک فلسفیانہ نظام سمجھتے ہیں لیکن چونکہ انسان مجبور ہے کہ وہ کسی نہ کسی ہستی کو اپنے اوپر یا کائنات پر حکمران مانے یہی وجہ ہے کہ بدھ مت کے ماننے والوں نے گوتم بدھ کو خدا مان لیا۔

اسلام اور اس کا پیام میرے دوستو کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اسلام دنیا میں ایک ہی پیام لے کر آیا یعنی لا الٰہ الا اللہ یہ کہ انسانیت کے بکھرے

نوٹ: مسلمان ابتداء از عروج ہی تحقیق مذاہب میں یقینا مشغول رہتے تھے اور غیر ذمہ داری کر ہی سکتے تھے کہ اس فن میں یورپ ان ہی کے خیالات سے متاثر ہوا اور وہ تحریک آزاد نظری نے اپنی تحریک کا دلدادہ ہی سے مستعد لیا اس فن میں علامہ عبدالکریم شہرستانی کی کتاب الملل والنحل میرے دعویٰ میں بطور دلیل پیش ہو سکتی ہے۔

...ے عناصر کو ایک سلک میں منسلک کرنے لیکن آہ ! آج اسلام ہدف ملامت
...ا ہوا ہے اور اس کے ماننے والے اپنے فرائض سے غافل ہیں سب جانتے
...اور سب کہتے ہیں کہ مذہب کا مقصد قیام امن ہے۔
لیکن صد ہزار افسوس کہ آج مذہب ہی نسل انسانی کے امن کی تباہی کا باعث
...رہا ہے اسی بنا پر الحاد پرست کہتے ہیں کہ ہم کو مذہب کی ضرورت نہیں۔
...پھر کیا واقعی مذہب اپنی اصلیت کے لحاظ سے باعث فساد ہے۔ خدا کی قسم ہرگز
...میں مذہب کبھی بھی باعث فساد نہیں ہو سکتا اسلام کے متعلق تو میں علی وجہ البصیرت
...سکتا ہوں کہ یہ دنیا میں پیغام امن لیکر آیا ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ آج اسلام
...اصل روح مجرد رسا ہے اور جس چیز کو آج نوجوان دیکھکر اسلام سے نفرت کرتے ہیں
...چند رسموں کا مجموعہ ہے وہ ایک قالب ہے جس میں روح نہیں آج چند نا سمجھ
...خود غرض ملاؤں اور جاہل فقیروں اور پیروں نے اسلام کو بچوں کا کھیل بنا لیا
...ہے اور چند رسموں کا نام اسلام رکھا ہے۔
علمائے ربانی اور صوفیان با اخلاص اس سے مستثنیٰ ہیں اور انہی کی برکت سے
آج بھی دنیا میں اور اسلام موجود ہے میں ان کا ادنیٰ ترین خادم ہوں۔
جب تک علمائے حق اور اصحاب صدق و صفا کامل عزم و استقلال کے
ساتھ جاہل صوفیوں اور ملاؤں کا دام تزویر چاک نہیں کریں گے بلاشبہ فضائے عالم
مکدر رہے گی اور نسل انسانی کو امن نصیب نہ ہو گا۔
یاد رہے اسلام صرف چند معاشرتی اور تمدنی رسموں کا نام نہیں بلکہ وہ ان
سب چیزوں سے بالاتر ایک مکمل اور اکمل لائحہ عمل ہے جو انسان کو دین و دنیا
میں عروج و ترقی کے انتہائی منازل طے کرا دیتا ہے روحانی اور دنیوی ترقیوں
کی شاہراہوں کا منبع حقیقی ہے ؎

چیست اسلام؟ شاہراہ نجات — نکتۂ امتیاز موت و حیات
چیست اسلام؟ علم را پر و بال — نوبہار حدیقۂ اعمال
چیست اسلام؟ جلوہ ریز قلوب — شرق و مغرب و شمال و جنوب
چیست اسلام؟ فطرت ازلی — نقش لوح محیط لم یزلی
چیست اسلام؟ شاہد توحید — معنی نسخۂ ادب تمہید

بارش اور قرآن کریم

(از جناب مولوی حبیب علی محمد رسول صاحب)

بادلوں کی قسمیں

سائنس والوں نے بادلوں کو کئی قسموں پر تقسیم کیا ہے لیکن بعض معتبر سائنسدانوں نے صرف چار قسمیں بیان کی ہیں (۱) سیرس یہ پہلی قسم ہے اس کا ترجمہ سحاب مجعد یا سحاب لطاف کیا گیا ہے یہ ابر نقش کی طرح گھونگھر والے یا مرغ کے نرم پروں کی طرح سفید اور سبک ہوتے ہیں اور سبک ہونے کے سبب بلندی سے بلند پہاڑوں سے بھی اونچائی پر پہنچ جاتے ہیں ایک شخص نے ان بادلوں تک پہنچنے کی سعی کی غبارہ میں بیٹھکر ۱۸ ہزار فٹ کی بلندی تک اڑا مگر ان بادلوں تک نہ پہنچ سکا یہ بادل چونکہ بہت بلندی پر ہوتے ہیں اس لئے سطح زمین پر ہوا جس سمت کو چلتی ہے اس کی مخالف جانب میں حرکت کرتے ہیں جدید تحقیقات سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ یہ بادل برف کے نہایت چھوٹے چھوٹے ذروں سے مرکب ہوتے ہیں کیونکہ جب یہ بادل ہمارے اور آفتاب یا ماہتاب کے درمیان حائل ہوتے ہیں تو مخصوص رنگ کے ہالے نظر آتے ہیں اور یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ابر میں برف کے اجزا موجود ہیں قرآن کریم نے بادلوں کی بہت سی قسمیں بیان کی ہیں ان میں جو قسم مذکورہ بالا ابر مجعد سے مشابہت یا مطابقت رکھتی ہے وہ "مزن" ہے اہل لغت نے "المزن" کے معنی ابر سفید کے بیان کئے ہیں اور مذکورہ بالا ابر بھی سفید ہوتا ہے قرآن کریم میں جس جگہ ابر مزن کا ذکر ہے وہ حسب ذیل ہے افرءیتم الماء الذی تشربون ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون لو نشاء جعلناہ اجاجا فلولا تشکرون (ترجمہ) بھلا دیکھو تو سہی جو پانی تم پیتے ہو کیا تم نے اس کو اتارا ہے مزن سے یا ہم ہیں اتارنے والے اگر ہم چاہیں تو اس کو کھاری کر ڈالیں تم شکر کیوں نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر اپنے مختلف انعامات اور احسانات کا ذکر فرمایا ہے اور اسی سلسلہ میں اس پانی کا بیان کیا ہے جو مزن سے نازل ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ میرا احسان ہے کہ تمہیں ایسا خوشگوار پانی پلاتا ہوں اور اگر چاہوں تو اس کا مزہ تلخ کر دوں کہ تم ہرگز پی نہ سکو۔

سائنس نے بادل کی دوسری قسم کا نام اسٹریٹس رکھا ہے عربی میں اس کو مخطط یا مطبق کہتے ہیں بعض ماہرین سائنس نے عربی میں اس کا نام عارض تجویز کیا ہے یہ ابر خطوط یا طبقات کی طرح نظر آتے ہیں افق کے قریب ہوتے ہیں اور غروب آفتاب کے وقت آفتاب کے سامنے حائل ہو جاتے ہیں قرآن مجید نے ابر کی اس قسم کا ذکر اس آیۂ کریمہ میں ارشاد فرمایا ہے اللہ الذی یرسل الریح فتثیر سحابا فیبسطہ فی السماء کیف یشاء ویجعلہ کسفا فتری الودق یخرج من خلالہ الخ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو پھر وہ اٹھا لاتی ہیں بادلوں کو پھر اس کو پھیلاتا ہے آسمان میں جس طرح چاہتا ہے اور اس کو کر دیتا ہے تہ بتہ پھر تو دیکھتا ہے کہ نکلتا ہے مینہ اس کے درمیان میں سے۔ اس آیۂ کریمہ میں اس ابر کا نام جس کو سائنس نے ابر مخطط مطبق یا عارض کہا ہے سحاب کسف بتلایا گیا ہے کسف کا لفظ بادل کی نوعیت کو بخوبی ظاہر کر رہا ہے کہ وہ بادل تہ بتہ ہو کسف کے یہ معنی مختلف لغتوں میں مرقوم ہیں اور مترجمین قرآن نے بھی اس لفظ کا یہی ترجمہ کیا ہے۔

بادل کی تیسری قسم کا نام انگریزی میں کیومولس ہے اس قسم کے بادلوں کا منظر ایسا دکھائی دیتا ہے گویا بادلوں کا انبار لگا ہوا ہے یہ بادل نہایت کثیف اور گہرے ہوتے ہیں یہ سب کچھ ہوتا ہے مگر ان میں پانی زیادہ نہیں ہوتا جو زمین پر برسے یہ بادل اس وقت نظر آتے ہیں جب بارش ہو چکنے کے بعد سورج چمکتا ہو نکلتا ہے اردو کی سائنس کی کتابوں میں کیومولس کے مرادف دو لفظ لکھے ہیں ایک ابر متراکم اور دوسرا غمامہ اگرچہ یہ دونوں لفظ قرآن مجید میں واقع ہوئے ہیں لیکن کیومولس کا مرادف اور ہم معنی لفظ غمامہ صحیح ہے کیونکہ قرآن کریم میں جہاں کہیں لفظ رکام مستعمل ہوا ہے اس سے وہ بادل مراد ہیں جو تہ بتہ ہو گئے ہیں اور برستے بھی ہیں حالانکہ کیومولس کی تعریف تو یہ ہے کہ وہ برستے نہیں ہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ان میں پانی اتنا قلیل ہوتا ہے کہ نہ برسیں تو گویا برسیں ہیں لفظ غمامہ کیومولس کا صحیح ترجمہ ہے لفظ غمامہ خود معنی خیز ہے کہ غمامہ سے وہ بادل مراد ہیں جو آسمان پر بکھرے ہوئے ہوں زمین پر سایہ فگن ہوں مگر ان کا برسنا لازمی نہ ہو قرآن کریم میں یہ لفظ کئی جگہ وارد ہوا ہے ان میں سے ایک یہ ہے وظللنا علیکم الغمام اور ہم نے تم پر سایہ کیا ابر کا، غمام سے صرف سایہ ہوتا ہے اور کیومولس کی تعریف ہے کہ وہ سایہ فگن ہونے کے سوا پانی نہیں برساتے اس آیت کے علاوہ دوسری آیتوں میں بھی لفظ غمام آیا ہے وہاں بھی وہی ابر مراد ہیں جو صرف سایہ کا مقصد پورا کرتے ہیں۔

بادلوں کی چوتھی قسم کا نام نمبس ہے بعض لوگوں نے اس کا ترجمہ حاملات اور بعض نے ممطر کیا ہے نمبس وہ بادل ہیں جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں ان کا رنگ سیاہ یا خاکی ہوتا ہے زمین کے قریب ہوتے ہیں یہ برسنے والے بادل ہیں اور جب برسنے کے بعد غائب ہو جاتے ہیں اس وقت آسمان پر نقرئی دھاریاں نظر آتی ہیں قرآن حکیم نے اس قسم کے بادلوں کا نام عارض ممطر رکھا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فلما راوہ عارضا مستقبل اودیتھم قالوا ھذا عارض ممطرنا (ترجمہ) تو جب انہوں نے دیکھا اس (عذاب) کے بادل کو اپنی بادیوں کے سامنے تو کہنے لگے کہ یہ عارض ممطر (یعنی برسنے والا بادل) ہے یعنی دشمنوں پر ایک عذاب نازل کرنے والا بادل بھیجا گیا تو چونکہ وہ عارض ممطر کے مشابہ تھا اس لئے انہوں نے سمجھا کہ یہ ابر تو وہ ہے جس سے ہمیشہ پانی برسا کرتا ہے۔ مذکورہ بالا چار قسموں کے علاوہ قرآن کریم میں بادلوں کی اور قسموں کا بھی ذکر ہے جو حسب ذیل ہے۔ سحاب المسخر خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے والسحاب المسخر بین السماء والارض اور بادل جو گھرا ہوا ہے آسمان اور زمین کے درمیان میں، یہ بادل وہ ہیں جو آسمان میں گھرے رہتے ہیں مگر برستے نہیں ہیں کیونکہ پہلے پانی برسنے کا ذکر کیا ہے پھر جانوروں کے پھیلانے اور ہواؤں کے چلانے کا ذکر کر کے پھر سحاب المسخر کا بیان کیا ہے اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ سحاب المسخر کبھی نہیں برستے چنانچہ پوری آیت حسب ذیل ہے ان فی خلق السموات والارض

واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیہا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیٰت لقوم یعقلون۔ بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات دن کے ادل بدل میں اور جہازوں میں جو چلتے ہیں سمندر میں وہ چیزیں لیکر جو نفع دیتی ہیں لوگوں کو اور پانی میں جس کو اتارا اللہ نے آسمان سے پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے اور پھیلائے اس میں ہر قسم کے جانور اور ہواؤں کے پھیرنے میں اور بادل میں جو گھرا ہوا ہے آسمان اور زمین کے درمیان ان سب میں نشانیاں ہیں۔ اس آیت میں لفظ مسخر اس لئے فرمایا کہ بادل کی بالعموم خاصیت برسنے کی ہے مگر حکم الٰہی کا پابند ہو کر جو بادل پانی نہیں برساتا اس کا نام سحاب مسخر رکھا ہے۔

سحاب ثقیل اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وھو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقناہ لبلد میت فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات (ترجمہ) اور وہی ہے جو مژدہ لانے والی ہوائیں بھیجتا ہے اس کی رحمت کے آگے یہاں تک کہ جب ہوائیں اٹھا لاتی ہیں ثقیل بادلوں کو تو ہم انھیں ہانک دیتے ہیں مردہ شہر کی جانب پھر ہم اتارتے ہیں بادل سے پانی پھر نکالتے ہیں پانی سے ہر طرح کے پھل۔ اس آیہ کریمہ میں غور و تدبر کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ابر ثقیل وہ بادل ہے جو پانی سے گراں بار ہو اور اس سے جو پانی برستا ہے وہ خشک زمینوں کو سرسبز اور درختوں کو بارآور کرتا ہے یعنی اس بادل کے پانی سے کھیتی ہری ہوتی ہے اور درختوں میں پھل لگتے ہیں۔

سحاب مدرار قرآن کریم میں لفظ سماء مختلف معانی میں مستعمل ہوا ہے جن کو ہم کسی اور مضمون میں بیان کریں گے یہاں ہم بادلوں کے اقسام بیان کرتے ہیں اس لئے عرض کرتے ہیں کہ قرآن میں لفظ سماء بادلوں کے معنے میں بھی وارد ہوا ہے چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ویا قوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا ویزدکم قوۃ الی قوتکم ولا تتولوا مجرمین اور اے قوم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر توبہ کرو اس کی جناب میں وہ چھوڑے گا تم پر سماء مدرار (خوب برسانے والا بادل) اور تم کو زیادہ دیگا قوت پر قوت اور اعراض مت کرو مجرم رہ کر۔

اس آیہ کریمہ سے صبح روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ سماء مدرار وہ بادل ہے جو خوب برستا ہو اور جس سے قوم کی ہر قسم کی حالت مضبوط اور قوی ہو جاتی ہو اس سے تالاب اور چشمے بھر جاتے ہیں اناج اور پھل کی پیداوار ہوتی ہے اور اس طرح انسانوں کی زندگی آسودگی اور فارغ البالی سے بسر ہوتی ہو۔

سحاب رکام یا سحاب مرکوم سورۂ نور میں اللہ جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے الم تر ان اللہ یزجی سحابا ثم یؤلف بینہ ثم یجعلہ رکاما فتری الودق یخرج من خلالہ وینزل من السماء من جبال فیہا من برد فیصیب بہ من یشاء ویصرفہ عن من یشاء یکاد سنا برقہ یذھب بالابصار کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی بادل کو چلاتا ہے پھر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے پھر ان کو تہ بتہ کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ بادل میں سے مینہ نکل کر برس رہا ہے اور آسمان میں جو (بادلوں کے) پہاڑ ہیں اُن سے اولے نازل کرتا ہے تو جس پر چاہتا ہے اس پر برسا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا رکھتا ہے اور بادل میں جو بجلی ہوتی ہے اس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے۔

اس آیت پر عمیق نگاہ ڈالئے تو صاف روشن ہوگا کہ یہ سحاب رکام وہ بادل ہے جو بہت سے بادلوں سے مل کر آسمان کو گھیر لیتا ہے اور وہ منظر پیش کرتا ہے جسے گھنگھور گھٹا کا چھانا کہتے ہیں ان بادلوں میں سے پانی برستا ہے کبھی اولے برستے ہیں اور کبھی بجلی چمکتی ہے ایک اور مقام پر خدا تعالیٰ نے اس بادل کو سحاب مرکوم بھی فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے وان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم ترجمہ:- اور اگر دیکھیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا تو کہنے لگیں کہ سحاب مرکوم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنان ملت معجزہ طلب کیا کرتے تھے کہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا کر دکھلائیے ان کے جواب میں خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ایسا بھی ہوتا تو لوگ کبھی قبول نہ کرتے بلکہ یہ کہتے کہ یہ تو سحاب مرکوم ہے یعنی وہ تہ بہ تہ غلیظ ابر ہے جو بارش برسانے کو ظاہر ہوا ہے ہمارے خیال میں سحاب رکام یا سحاب مرکوم کی اس قدر تشریح کافی ہے۔

معصرات یہ وہ بادل ہیں جو زور شور سے برستے ہیں اور ایسے وقت پر برستے ہیں کہ فصل کو بڑا فائدہ پہنچتا ہے اور کھیتیاں ہری ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وانزلنا من المعصرات ماء ثجاجا لنخرج بہ حبا ونباتا وجنت الفافا اور نچوڑنے والی بدلیوں میں سے پانی کا ریلا نازل کیا تاکہ ہم اس سے دانہ اور سبزہ نکالیں اور لپٹے ہوئے باغات۔

آیہ مندرجۂ بالا سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ معصرات وہ بادل ہیں جن سے زور شور کے ساتھ پانی برستا ہو اور اس پانی سے اناج اور سبزہ پیدا ہوتا ہے اور جو پانی باغوں کو سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے۔

مندرجۂ بالا سطور کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہوگا کہ قرآن کریم نے سائنس کی بتلائی ہوئی بادل کی قسموں کے علاوہ اور بہت سی قسمیں بیان کی ہیں اور ایسی خوبی سے بیان کی ہیں کہ جو لوگ اس علم میں بخوبی مہارت رکھتے ہیں وہ قرآن کریم کے ارشادات پڑھ کے بیحد محظوظ ہوں گے۔

اب ہم اس بات پر غور کریں کہ جو پانی بادلوں سے برستا ہے اس کا کیا حشر ہوتا ہے کہاں جاتا ہے اور کہاں جا کر ٹھہرتا ہے سائنس کی تحقیقات یہ ہے کہ جو پانی برستا ہے وہ تین صورتوں میں تقسیم ہو جاتا ہے ایک حصہ تو بخارات بنکر اڑ جاتا ہے ایک حصہ زمین میں جذب ہو جاتا ہے ایک حصہ ندیوں اور نالوں میں چلا جاتا ہے اور ان کے راستوں سے سمندر میں پہنچ جاتا ہے۔

قرآن مجید نے ان مطالب کو نہایت لطافت کے ساتھ بیان کیا ہے سورۂ رعد میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا فاحتمل السیل زبدا رابیا ومما یوقدون علیہ فی النار ابتغاء حلیۃ او متاع زبد مثلہ کذلک یضرب اللہ الحق والباطل فاما الزبد فیذھب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کذلک یضرب اللہ الامثال ۔ اسی نے آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے

اپنے اندازے کے مطابق نالے بہ نکلے پھر پانی پر پھولا ہوا جھاگ آگیا اور جس چیز کو زیور یا کوئی اور سامان بنانے کے لئے آگ میں تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی جھاگ ہوتا ہے اس طرح خدا حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے سو جھاگ تو سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور پانی جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھیرا رہتا ہے اس طرح خدا مثالیں بیان فرماتا ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں خدا تعالیٰ نے کئی حقائق کا ذکر فرمایا ہے ارشاد کیا ہے کہ پانی آسمان سے برستا ہے وہ ندی نالوں میں بہتا ہے بڑے نالوں میں زیادہ اور چھوٹے نالوں میں کم ایک حصہ پانی کا کف بنکر نمایاں ہوتا ہے پانی میں جب ہوا کی آمیزش ہوتی ہے تو کف بنتا ہے اور جب گرمی پڑتی ہے تو جھاگ بخارات بنکر اڑ جاتا ہے کیونکہ اس پر تپش آفتاب کا اثر جلد ہوتا ہے جس وقت زیور بناتے وقت دھات کو تپایا جاتا ہے تو جھاگ اٹھتی ہے اور وہ آگ کی حرارت سے جل کر نابود ہو جاتی ہے یہی حال پانی کے جھاگ کا ہوتا ہے پانی جو زمین میں جذب ہو جاتا ہے وہ نفع کا فیض پہنچاتا ہے۔

خدا تعالیٰ سورۂ زمر میں ارشاد فرماتا ہے الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض ثم یخرج بہ زرعا مختلفا الوانہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر اس کو چلایا چشموں میں زمین کے اندر پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کہ کئی رنگ ہیں اس کے رنگ۔

اس آیہ کریمہ کا مفہوم دوسرے الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ مینہ کا پانی زمین کے اندر جذب ہو جاتا ہے اور اس سے چشمے وجود میں آتے ہیں اور جس سے مختلف قسم کی کھیتیاں پیدا ہوتی ہیں۔

سورۂ مومنون میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے و انزلنا من السماء ماء بقدر فاسکنہ فی الارض و انا علی ذھاب بہ لقادرون اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی اندازہ کے ساتھ پھر اس کو ٹھیرایا زمین میں اور ہم اس کو لے جانے پر قادر ہیں۔

اس آیہ کریمہ کا مطلب صاف ہے کہ آسمان سے جو پانی برستا ہے وہ زمین کے مختلف مقامات مثلاً تالاب دریا سمندر اور کنڈ وغیرہ میں جا کر ٹھیر جاتا ہے اور جس طرح خداوند عالم پانی کو مذکورہ بالا مقامات میں جمع فرما دیتا ہے اسی طرح اس کو پھر بخارات کی صورت میں یا کوئی اور طریقہ سے نابود بھی کر سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ سورۂ ذاریات کی ابتدا اس طرح فرماتا ہے والذاریات ذروا فالحاملات وقرا (ترجمہ قسم ہے ان ہواؤں کی جو پانی اور گرد کے ذروں کو بکھیر کر اڑا دیتی ہے اور پھر بھاری بادلوں کو اٹھاتی ہیں)

ان آیتوں کا مفہوم یہ ہے کہ ہوا پانی اور گرد کے ذرات کو اڑا کر بکھیر دیتی ہے اور بادلوں کو اٹھانا بھی ہوا کا کام ہے اس سے سائنس کی وہ تحقیق صحیح ثابت ہوتی ہے کہ پانی کچھ حصہ بخارات بنجاتا ہے ہم نے اوپر کی سطروں میں قرآن کریم اور سائنس کی کتابوں سے بیان کیا ہے کہ بادلوں کی کتنی قسمیں ہیں اور بادلوں سے جو پانی برستا ہے وہ کہاں جاتا ہے اب اس پر غور کریں کہ قرآن کریم نے بارش یا مینہ کی کتنی قسمیں بیان فرمائی ہیں اور ان کے کیا کیا اوصاف ذکر کئے ہیں اس بارہ میں ہم ذیل میں متعدد آیتیں پیش کرتے ہیں اور ہر آیت کی ضروری تشریح کرتے ہیں تاکہ ناظرین کرام اس بحث کو آسانی سے سمجھ سکیں۔

بارش کی قسمیں صیب یہ وہ بارش ہے جب برستی ہے تو آسمان پر ایسی گھنگھور گھٹائیں چھا جاتی ہیں اور ایسی تاریکی محیط ہوتی ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا بادل گرجتے ہیں جس سے ایسی ہولناک آوازیں آتی ہیں کہ انسان کانپنے لگتے ہیں بجلی اس طرح تڑپ تڑپ کر چمکتی ہے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں ایک مثال بیان کرتے ہوئے اس قسم کی بارش کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے ملاحظہ ہو ارشاد ہوتا ہے۔

او کصیب من السماء فیہ ظلمت و رعد و برق یجعلون اصابعھم فی اذانھم من الصواعق حذر الموت واللہ محیط بالکفرین۔ یکاد البرق یخطف ابصارھم کلما اضاء لھم مشوا فیہ (ترجمہ) یا ان کا حال بارش جیسا ہے جو آسمان سے اتری اور جس میں اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی ہے کہ انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں اپنے کانوں میں کڑاک کے مارے موت کے ڈر سے اور اللہ گھیرے ہوئے ہے کافروں کو قریب ہے کہ بجلی اچک لے جائے ان کی آنکھیں جب ذرا چمکی ان پر تو اس میں چل لئے۔

اس آیہ مبارکہ میں لفظ صیب قابل غور ہے جس مادہ سے یہ لفظ بنا ہے اسی سے لفظ مصیبت بھی مشتق ہے پس معلوم ہوا کہ یہ بارش انسانوں کیلئے ایک پیغام مصیبت ہے۔

موسلا دھار بارش ہم نے جہاں بادلوں کے اقسام بیان کئے ہیں وہاں وہاں سحاب مدرار یعنی موسلا دھار بارش برسانے والے بادل کا ذکر کر دیا ہے اب یہاں موسلا دھار بارش کے بارہ میں چند آیات کریمہ حوالہ قلم کرتے ہیں۔ کوئی شخص اگر یہ اطلاع دے کہ فلاں مقام پر کل موسلا دھار بارش ہوئی تھی تو سامعین فوراً سمجھ جائیں گے کہ کس قدر زور شور سے پانی برسا تھا اس لئے ہم یہاں اس عام فہم لفظ کی مزید تشریح کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔

لفظ مدرار موسلا دھار بارش کا مرادف ہے قرآن کریم میں یہ لفظ کئی مقامات پر وارد ہوا ہے چنانچہ سورۂ انعام میں ارشاد ہوتا ہے وارسلنا السماء علیھم مدرارا (ترجمہ اور ہم نے برسایا ان پر مینہ موسلا دھار)

سورۂ ہود میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و یقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا و یزدکم قوۃ الی قوتکم ولا تتولوا مجرمین (ترجمہ اور اے قوم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر توبہ کرو اس کی جناب میں وہ بھیجدیگا تم پر موسلا دھار مینہ برسانے والا بادل اور تم کو زیادہ دیگا قوت پر قوت اور اعراض مت کرو مجرم رہکر)

سورۂ نوح میں ایک آیہ مبارک یوں وارد ہے فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا و یمددکم باموال و بنین و یجعل لکم جنت و یجعل لکم انھرا (ترجمہ) تو میں نے کہا کہ مغفرت چاہو اپنے رب سے بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے کہ بھیج دیگا تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش اور تمہاری امداد فرمائے گا مال اور بیٹوں سے اور کر دیگا تمہارے لئے باغات اور کر دیگا تمہارے لئے نہریں۔

مندرجہ بالا تینوں مقامات کو بغور پڑھئے اور ان کے ترجمہ کو تامل سے مطالعہ کیجئے تو صاف ظاہر ہوگا کہ موسلا دھار بارش خدائے کریم کی رحمت ہے جو توبہ استغفار کی وجہ سے نازل ہوتی ہے اس بارش سے انسانوں کو تقویت ملتی ہے باغات سرسبز ہوتے ہیں نہریں بہتی ہیں اور یہ سب باتیں نوع انسانی کیلئے از حد مفید ہیں۔

اولوں کی بارش بعض اوقات پانی کے قطرات کہ پانی ہی کی شکل منجمد ہو کر نہیں

بلکہ جب فضا میں طوفان برپا ہوتا ہے اور کرہ ہوا میں کوئی خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تو بخارات بجائے اولے کی صورت میں برسنے لگتے ہیں یہ اولے نہایت سخت اور کروی شکل کے ہوتے ہیں جن کی مقدار خشخاش کے دانے سے لیکر انڈوں کے برابر ہوا کرتی ہے بلکہ بعض وقت نارنگی کے برابر بھی ہوتے ہیں یہ اکثر گرمی کے موسم میں گرا کرتے ہیں اور جاڑے کے موسم میں شاذ و نادر یہ زیادہ تر دن کو برستے ہیں اولوں کی حقیقت اب تک برابر دریافت نہیں ہوئی ہے غالباً مرطوب اور گرم ہوا میں سرد ہوا کی ایک رو کے یکایک آ جانے سے اولوں کی تکوین ہوتی ہے کیونکہ اس سے تیز قسم کی ہوا آنًا فانًا سرد ہو کر بخارات کو منجمد کر دیتی ہے اور اس طرح اولے بن جاتے ہیں ... سائنس کی ایک کا اقتباس ہے۔ قرآن کریم نے اولوں کی بارش کو پتھروں کی بارش کہکر بیان فرمایا ہے اولوں میں مجریت ہوتی ہے اس لئے ان کو پتھر کہنا بالکل صحیح ہے سورہ اعراف میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے وامطرنا علیہم مطرا فانظر کیف کان عاقبۃ المجرمین اور ہم نے برسایا ان پر پتھروں کا مینہ سو دیکھ کیا ہوا انجام گنہگاروں کا انجام اسی طرح سورہ ہود میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلما جاء امرنا جعلنا عالیہا سافلہا وامطرنا علیہا حجارۃ من سجیل منضود (ترجمہ) پھر جب پہنچا ہمارا حکم تو ہم نے کر دیا اس بستی کے اوپر کے حصہ کو نیچے اور اس پر پتھر برسائے جو تہ بتہ تھے۔

سورہ حجر میں یوں ارشاد ہوتا ہے فاخذتہم الصیحۃ مشرقین فجعلنا عالیہا سافلہا وامطرنا علیہم حجارۃ من سجیل پھر ان کو پکڑا ایک ہولناک آواز نے سورج نکلتے پھر ہم نے اس بستی کو کر ڈالا اوپر تلے اور برسائے ان پر پتھر سجیل کے سورۂ نور میں اللہ جل شانہ نے اولوں کا ذکر تفصیل سے فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے وینزل من السماء من جبال فیہا من برد فیصیب بہ من یشاء ویصرفہ عن من یشاء یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار (ترجمہ) اور وہ اتارتا ہے آسمان کے ان پہاڑوں سے جو آسمان میں ہیں اولے پھر ان کو ڈال دیتا ہے جس پر چاہتا ہے اور اس کو ہٹا دیتا ہے جس سے چاہتا ہے قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک اچک لے جائے آنکھوں کو۔ مندرجہ بالا آیات کریمہ میں چند الفاظ قابل شرح ہیں اول لفظ سجیل پر غور کریں اہل لغت نے اس کو سنگ گل کا معرب بتایا ہے اور اس کے معنے پتھر یا کنکریاں بیان کئے ہیں ہم نے سجیل کے معنے اولوں کے لئے ہیں کہ آسمان سے اولے برستے ہیں۔ سورہ حجر کی آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اولوں کی بارش دن کے وقت ہوتی ہے سائنس کے منقولہ بالا اقتباس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے سورۂ حجر کی اسی آیہ مبارکہ سے یہ بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ جب اولوں کی بارش ہوتی ہے تو اس سے پیشتر ایک ہولناک آواز پیدا ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا تمام آیتوں کا مطالعہ کرنے سے صاف روشن ہوتا ہے کہ اولوں کی بارش دراصل ایک ہولناک عذاب ہے جس سے انسان اور حیوان ہلاک ہو جاتے ہیں اور بستیاں اور کھیتیاں ویران اور برباد ہو جاتی ہیں۔ اب سورہ نور کی مندرجہ بالا آیت پر غور فرمائیے اس میں دو لفظ قابل توجہ ہیں جبال اور برد جبال کا آسمان پر ہونا شاید بادی النظر میں تعجب خیز نظر آئے مگر اس کے اصل معنی یہ ہیں کہ آسمان میں برف منجمد ہو جاتا ہے اور یہ برف اولوں کی شکل میں برستا ہے برد کے لغوی معنے اولا ہیں اور ہر لغت میں اس کے یہی معنے بیان کئے گئے ہیں۔ قبل اسکے کہ ہم آیۂ مذکورہ کے معنی و مطلب کو بیان کریں سائنس کی ایک کتاب سے اولوں کے بارہ میں چند سطروں کو نقل کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

"برف نام ہے پانی کے جمے ہوئے بخارات کا۔ اگر بخارات جب ہوا میں بلند ہوتے ہیں تو بارش کے بادل بننے کے عوض برف کے بادل بن جاتے ہیں"

اولے بالعموم انگلی کے ناخنوں کے برابر ہوا کرتے ہیں کبھی انڈے کے برابر ہوتے ہیں کبھی تو ان کی سلیں کی سلیں گرتی ہیں جس سے ہزاروں جانور میدانوں میں مرے پڑے رہتے ہیں اور صدہا انسان مر جاتے ہیں۔ پس جب آسمان پر برف کے بادل بنتے ہیں اور ان سے برف کی سلیں اور چٹانیں زمین پر گرتی ہیں تو برف کے بادل یا ان سلوں کے مجموعہ کو اگر پہاڑ کہا گیا ہے تو بالکل بجا اور درست کہا گیا ہے اور سائنس کی تحقیقات کے بالکل مطابق ہے۔

اولوں کو حجر یا پتھر کہنے میں ایک اور راز پوشیدہ ہے وہ یہ کہ اولوں میں تبلر یا بلوریت کی خاصیت ہوتی ہے اس بات کے کما حقہ سمجھنے کے لئے بلور یا بلوریت کی حقیقت کو پہلے معلوم کر لینا چاہیے اکثر اشیا مثلاً نمک مصری اور بلور وغیرہ میں تبلر کی خاصیت پائی جاتی ہے یعنی وہ ریاضی کی مسدس شکلوں کو بالخاصہ اختیار کر لیتے ہیں پانی میں بھی یہی خاصیت ہے جو نمک اور بلور میں پائی جاتی ہے یعنی جب پانی جم کر برف بن جاتا ہے تو برف کے سب ٹکڑے مسدس یعنی شش پہلو ہوتے ہیں اگرچہ برف کے تمام ٹکڑوں میں شکل مسدس عام اور مشترک ہوتی ہے مگر یہی مسدس شکلیں ایک ہزار مختلف نمونوں میں پائی جاتی ہیں۔

ایک اور سائنس کی کتاب میں بلوریت کے متعلق حسب ذیل تشریح مرقوم ہے:

"یہ برف کے ٹکڑے آسمان سے گرا کرتے ہیں اگر ان کو قریب سے دیکھو تو ہر برف کے ستارہ میں چھ کرنیں نظر آئیں گی یہ سب کرنیں پانی کے چھوٹے چھوٹے ذروں سے بنتی ہیں یہ اس مخفی اور پوشیدہ قوت کا کرشمہ ہے جسے قوت تبلر کہتے ہیں قوت تبلر کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ بلور ہمیشہ شش پہلو ہوتا ہے اکثر جمادات میں بھی یہی خاصیت ہوتی ہے پس وہ قوت جو ان سب کو مذکورہ بالا اشیاء کو شکل مذکورہ سے مخصوص کرتی ہے یا یوں کہو کہ بلور کی طرح شش پہلو بناتی ہے اسکو قوت تبلر کہتے ہیں"

بارش کے قطرے سیدھے گرا کرتے ہیں لیکن جب اولے گرتے ہیں تو آسمان سے شوخیاں کرتے ہوئے نیچے آتے ہیں اور کبھی ادھر اور کبھی ادھر گرتے ہیں۔

سائنس کے مندرجہ بالا اقتباسات کو مطالعہ کرنے کے بعد قرآن مجید کا اولوں کو پتھر کہنا بالکل صحیح ہے اول اس لئے کہ وہ پتھر کی طرح سخت ہوتے ہیں دوسرے اس لئے کہ ان میں بلور کی طرح تبلر پائی جاتی ہے یعنی مسدس شکل کے ہوتے ہیں یا صاف زبان میں کہئے کہ اولے شش پہلو ہوتے ہیں ان وجوہ کی بنا پر قرآن مجید نے اولوں کو سجیل حجارے نام زد کیا ہے ان اہم مباحث پر غور و تامل کے بعد اب قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیتوں کی پھر تلاوت فرمائیے سورہ حجر میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے فاخذتہم الصیحۃ مشرقین فجعلنا عالیہا سافلہا وامطرنا علیہم حجارۃ من سجیل پھر ان کو پکڑا ایک ہولناک آواز نے سورج نکلتے پھر ہم نے اس بستی کو کر ڈالا تہ و بالا اور ان پر برسائے پتھر سجیل کے شائد کہ آپ نے سورۂ نور میں اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالی ہے ارشاد ہوتا ہے وینزل من السماء من جبال فیہا من برد فیصیب بہ من یشاء ویصرفہ عن من یشاء یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار اور وہ اتارتا ہے آسمان کے ان پہاڑوں سے جو آسمان میں ہیں اولے پھر ان کو ڈال دیتا ہے جس پر چاہتا ہے

دہاں کو بشارت دیتا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے قریب ہو کہ اس کی بجلی کی ایک چمک آنکھوں کی بینائی کو... مندرجہ بالا آیتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ژالہ باری کی بارش ایک عذاب الٰہی ہے جس سے بستیاں اور کھیتیاں غارت ہوتی ہیں۔

غیث امساک باراں اور خشک سالی کے بعد جب مخلوق پانی کے لئے سخت اضطراب میں ہو اس اثناء میں جو بارش نازل ہوتی ہے اس کا نام غیث ہے سورہ شوریٰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ وھو الولی الحمید اور وہی ہے جو اتارتا ہے بارش اس کے بعد کہ وہ ناامید ہو چکے تھے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت اور وہی ہے ولی حمید ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے ارشاد کیا کہ قحط کے بعد پھر ایسا سال آئیگا جس میں خوب بارش ہوگی اور پھلوں کی خوب پیداوار ہوگی سورہ یوسف میں رب العزت ارشاد فرماتا ہے ثم یاتی من بعد ذلک عام فیہ یغاث الناس وفیہ یعصرون پھر آئیگا اس کے بعد ایسا برس جس میں مینہ برسائے جائینگے اور لوگ اس میں شیرہ نچوڑیں گے۔ غیث اور یغاث ایک ہی مادہ غاث کے مشتقات ہیں۔ سورہ حدید میں بھی غیث نامی بارش کا ذکر ہے ارشاد ہوتا ہے کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ (ترجمہ) مانند غیث کے کہ بھلی لگتی ہو اس کی پیداوار کفار کو۔ مندرجہ بالا آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جو بارش خشک سالی قحط اور امساک باراں کے بعد برسے اور اس سے خوب پیداوار ہو اس کا

ودق لغت میں ودق باران شدید کو کہتے ہیں قرآن کریم کی اصطلاح میں ودق وہ بارش ہے جو ہوا اور موسم کے مناسب برستی ہو اور جہاں جہاں برستی ہو وہاں کے باشندے اس کے نتائج کا خیال کر کے اظہار مسرت کرتے ہیں اس لئے کہ اس سے اناج اور پھل کی بکثرت پیداوار ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی بارش کا دو جگہ ذکر فرمایا ہے چنانچہ سورہ روم میں ارشاد ہوا ہے اللہ الذی یرسل الریح فتثیر سحابا فیبسطہ فی السماء کیف یشاء ویجعلہ کسفا فتری الودق یخرج من خللہ فاذا اصاب بہ من یشاء من عبادہ اذا ھم یستبشرون (ترجمہ) اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر اس کو پھیلاتا ہے آسمان میں جس طرح چاہتا ہے اور اس کو تہ بتہ کر دیتا ہے پس تو دیکھتا ہے کہ مینہ نکلتا ہے اس کے درمیان میں سے پھر جب اس کو پہنچا دیتا ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں تب ہی وہ لوگ خوشیاں مناتے ہیں۔ دوسرا مقام سورہ نور میں حسب ذیل ہے الم تر ان اللہ یزجی سحابا ثم یؤلف بینہ ثم یجعلہ رکاما فتری الودق یخرج من خللہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ چلاتا ہے بادل کو پھر ان کو ملا دیتا ہے پھر ان کو رکھتا ہے تہ بتہ پھر تو دیکھتا ہے مینہ کو نکلتا ہے بادل کے بیچ میں سے۔ ان دونوں آیتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ودق وہ بارش ہے جو ہوا اور موسم کے مطابق ہوتی ہے اس سے پیداوار ہوتی ہے اور لوگوں کی خوشی کا باعث بنتی ہے۔

ماءً صبّا یہ وہ بارش ہے جو اعتدال کے ساتھ برستی ہے اس سے اناج اور میوے پیدا ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ سورہ عبس میں ارشاد فرماتا ہے انا صببنا الماء صبا ثم شققنا الارض شقا فانبتنا فیھا حبا وعنبا وقضبا وزیتونا ونخلا وحدائق غلبا وفاکھۃ وابا متاعا لکم ولانعامکم ہم نے پانی برسایا پھر پھاڑا زمین کو پھر ہم نے اس میں اگایا اناج انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور باغات گھنے اور میوہ اور چارہ تمہارے اور تمہارے چارپایوں کے لئے۔

ماءً ثجاجا لفظ ثجاج کے معنے اس بارش کے ہیں جو زور شور سے ہوتی ہے اور جس سے اناج اور نباتات کی پیداوار ہوتی ہے اور باغات میں درختوں کی اس قدر نشوونما ہوتی ہے کہ وہ گنجان ہو جاتے ہیں سورہ نبا میں خدا فرماتا ہے وانزلنا من المعصرات ماء ثجاجا لنخرج بہ حبا ونباتا وجنت الفافا اور اتارا بادلوں سے پانی بہنے والا تاکہ نکالیں اس کے ذریعہ سے غلہ اور سبزی اور باغ لپٹے ہوئے۔ آیت مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ماءً ثجاجا وہ بارش ہے جو زور شور سے ہو اور جس سے اناج اور پھل پیدا ہوں اور باغوں کے درختوں میں وہ بالیدگی آئے کہ ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے نظر آنے لگیں۔

ماءٍ منہمر یہ وہ بارش ہے جو موسلا دھار بارش سے بھی زیادہ زور شور سے برستی ہے جب یہ برستی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور بادلوں میں شگاف پڑ گئے ہیں اس کی مزید تفصیل عرض کرنے کے پہلے ہم قدرت کے ایک قانون کا عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

گرمی کے موسم میں کنوؤں کا پانی کم ہو جاتا ہے مگر جب بارش کا زمانہ قریب آتا ہے اور آسمان پر ابر چھا جاتا ہے اس وقت کنوؤں اور چشموں میں پانی بڑھ جاتا ہے خواہ بارش ہو یا نہ ہو اور جب بارش ہونے لگتی ہے تو ان میں پانی کی افزائش ہوتی ہے یعنی جس قدر بارش زیادہ ہوگی اسی مناسبت سے کنوؤں اور چشموں میں پانی زیادہ خواہ ان کنوؤں میں بارش کا پانی گرے یا نہ گرے چنانچہ اس حقیقت کو خدا نے سورہ قمر میں حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ مذکور کرتے ہوئے بیان کیا ہے ففتحنا ابواب السماء بماء منھمر وفجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علی امر قد قدر پس ہم نے کھول دیئے آسمان کے دروازے موسلا دھار پانی سے اور بہائے زمین سے چشمے تو پانی مل گیا ایک امر پر جو مقدر ہو چکا تھا۔

موسلا دھار بارش سے مخلوق کو فیض پہنچتا ہے اور یہ بارش خدائے کریم کا ایک ابر رحمت ہے اس کے برخلاف ماء منہمر وہ بارش ہے جس سے دنیا میں طوفان برپا ہوتا ہے زمین پانی سے بھر جاتی ہے عمارتیں غرقاب ہو کر منہدم ہو جاتی ہیں حیوانات انسان ہلاک ہو جاتے ہیں باغات اور کھیتیاں تباہ و ویران ہو جاتی ہیں یہ بارش رحمت خداوندی نہیں بلکہ ایک قہر الٰہی ہے جیسا کہ حضرت نوح کے عہد میں یہ عذاب نازل ہوا جو طوفان نوح سے مشہور و معروف ہے۔

لفظ منہمر ہمر سے مشتق ہے اس کے کئی معنی ہیں شاخ کے دفعۃً ٹوٹنے کا بارش بہنے ہلاک ہونے یا غصہ میں آنے کے ہیں ان معانی کو پیش نظر رکھنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماء منہمر وہ بارش ہے جو غضب الٰہی سے دفعۃً نازل ہو جس سے نتیجہ ہلاکت اور تباہی کے سوا کچھ اور نہ ہو انہمار جو مادہ مذکورہ سے مشتق ہے اس کے معنے ہیں شکستہ و ویران ہونا پانی کا گرنا اور آنسو کا بہنا اور درخت کے کا لاٹھی کے مارنے سے گرنا ان معانی پر تامل کیجئے تو معلوم ہوگا کہ اس بارش سے دنیا تباہ و ویران ہوتی ہے جیسے کوئی شخص غصہ میں کسی درخت پر لاٹھی مارے اور اس سبب سے یکبارگی دفعۃً جھڑ جائیں اور اس تباہی کو دیکھ کر انسان کی آنکھ آنسو بہا تو تعجب کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ماء منہمر ایک ہلاکت خیز اور طوفانی بارش کا ہے جس سے مخلوق ہلاک اور بستیاں برباد ہو جاتی ہیں۔

فلسفۂ عالم پر اسلام کا احسان

(ابو نصر مولوی منہاج الدین صاحب عالی سہسرامی)

یہ ناقابل تردید واقعہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب طرح طرح کی برائیوں تاریکیوں اور جہالتوں میں مبتلا تھا تہذیب الاخلاق کا یہ عالم تھا کہ ایک شاعر ماں کے ساتھ زنا کرنے کے واقعات فخریہ اپنی انوکھی زبان میں قصیدہ در قصیدہ کہہ جاتا تھا۔ تدبیر المنزل (خانہ داری) کی کیفیت یہ تھی کہ کوئی والد و مولود کے حقوق سے واقف نہ تھا جو بچیاں پیدا ہوتیں انہیں قتل کر دیا جاتا تھا گھر ہی میں دو بھائی بات بات پر لڑ مرتے اور اسی کا سلسلہ دو قبیلوں یا گروہوں میں تقسیم ہو کر اس طرح پھیل جاتا تھا کہ صدیوں زمین انسانی خون سے لالہ زار بنی رہتی تھی سیاست مدنیہ (ملکی انتظامات) اتنی تھی کہ ملک میں بجائے امن و امان کے ہر گوشۂ عرب میں جنگ و جدال کے نقارے گرج رہے تھے اور خدا کی اشرف مخلوق جانوروں کی طرح حلال کی جا رہی تھی۔

مگر اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ برائیوں کے یہ خصائص محض عرب ہی میں پائے جاتے تھے بلکہ ہر حصۂ زمین پر مادر گیتی کے ان فرزندوں کا عجیب و غریب حال تھا جسے اشرف المخلوقات کہتے ہیں انگلستان میں برٹن جیسی لیا نہ صنعت قوم آباد تھی فرانس میں قتل و قتال کا بازار گرم تھا جرمنی، روس، ایشیا وغیرہ کا بھی یہی حال تھا اور خود بھارت میں سنڈاس کی طرح عفونت کی گنگا بہ رہی تھی لیکن اس وقت اور ملکوں سے نسبتاً یونان کو جو خوبی و فضیلت حاصل تھی وہ اس کے اس فلسفہ سے ظاہر ہے۔

فلسفہ (حقائق موجودہ کا واقعی علم جس نے نفس کو کوئی اعلیٰ فائدہ بھی حاصل ہو، جس کو حکمت بھی کہتے ہیں پہلے اس کی تقسیم یوں ہوئی۔ حکمت عملیہ (موجودات کے وہ علم و عمل جن کا وجود انسان کی قدرت میں ہو) حکمت نظریہ (وہ موجودات کا علم جن کا وجود انسانی قدرت و اختیار سے بالاتر ہے) پھر ان دونوں (حکمت علیہ و نظریہ) کی تین تین قسمیں ہوئیں حکمت علیہ تہذیب الاخلاق (شخص واحد کے مصالح کا علم) حکمت علیہ تدبیر المنزل (جماعت کے مصالح کا علم جن کا تعلق ایک گھر سے ہو) حکمت علیہ سیاست مدنیہ (ایسی جماعت کے مصالح کا علم جس کا تعلق ایک شہر یا ملک سے ہو) حکمت نظریہ الٰہیہ (ایسی اشیاء کا علم جو اصلا مادہ کی محتاج نہیں) حکمت نظریہ ریاضیہ (ایسی اشیا کے احوال کا علم جو وجود خارجی میں مادہ کی محتاج ہوں مگر وجود ذہنی میں نہیں) حکمت نظریہ طبیعیہ (ایسی اشیا کے احوال کا علم جو وجود خارجی و ذہنی دونوں میں مادہ کی محتاج ہوں) حکمت کی ان چھ قسموں کے علاوہ اور بھی بہت سی قسمیں ہیں جن کا ایک لامتناہی و بے پایاں سلسلہ قسم در قسم ہوتا ہوا چلا گیا ہے لیکن ہمیں صرف حکمت علیہ کی ان تین قسموں کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے جس کو تدبیر منزل تہذیب اخلاق سیاست مدنیہ کہتے ہیں۔

اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یونان نے مذکورہ بالا حکمت علیہ کی تینوں قسموں کو کہاں تک عملی جامہ پہنایا! کتنی ترقی دی؟ اور کہاں کہاں اس کا اثر پہنچا جواب میں اتنا کہنا بیجا نہ ہوگا کہ عرب چین، فرانس، روس، جرمنی، ہند وغیرہ میں تہذیب اخلاق، تدبیر منزل سیاست مدنیہ کا کوئی مظہر تو کیا موجود ہوتا خود یونان بھی ان خوبیوں کا عملی ضامن و کفیل نہ تھا۔

چونکہ عرب اور ملکوں سے بہت زیادہ گندگی میں مبتلا تھا اور اس میں جو قومیں آباد تھیں وہ علی العموم ایسی تھیں جن سے انسانیت کے تمام اوصاف سلب ہو چکے تھے اور ان پر درندگی و بہیمیت نے قبضہ کر لیا تھا لیکن یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی قوم پر اس کے بداعمالیوں سے عفونت کا بادل ٹوٹ ٹوٹ کر برس جاتا ہے اور اس کا پانی خس و خاشاک کی طرح انسانی خصائل حمیدہ کو بہا کر صاف کر دیتا ہے تو مشیت کو حرکت ہوتی ہے اور پھر وہ ایک ایسا مصلح اعظم پیدا کر دیتی ہے جس کی نگاہ اولین قوموں کو انسانیت کے اعلیٰ مدارج پر پہنچا دیتی ہے یوں تو دنیا کے ممالک میں اس وقت عام طور پر ایسی باتیں پائی جاتی تھیں جن کی اصلاح ضروری تھی لیکن اس عمومیت میں جو خصوصیت عرب کو حاصل تھی وہ کسی دوسرے ملک کو نہ تھی اس ملک میں جب حد درجہ کی برائی پیدا ہو گئی تو مشیت کی آنکھوں نے گوشۂ چشم التفات سے دیکھا اور ایک ایسا برگزیدہ انسان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا کر دیا جس نے دنیا میں قوم دہر ستی ہی نظری فلسفہ کی دولت کو عام طور پر بانٹا جس کی تفصیل اجمالی یہ ہے:۔

تہذیب الاخلاق۔ انسان میں ایک ایسی مخصوص قوت بھی ہے جس پر آسانی سے افعال صادر ہونے کی استعداد و قابلیت موجود ہے اور یہ ایسا عام لفظ ہے جس میں اچھی بری دونوں باتیں شامل ہیں اس قوت کا وہ پہلو جس سے اچھے اچھے افعال صادر ہوں وہ اخلاق ہے اور اس کا دوسرا پہلو قبیح ہے۔

(۱) جہاں بری اور فحش باتیں کسی عیب میں داخل نہ تھیں وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولا تقربوا الفواحش فواحش یعنی بری باتوں کے قریب نہ ہو۔

(۲) جہاں زنا کرنا فخر سمجھا جاتا تھا وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولا تقربوا الزنی انہ کان فاحشۃ زنا بری بات ہے اس کے قریب نہ ہو۔

(۳) جہاں چوری درحقیقت گویا آبائی پیشہ تھا وہاں اسلام نے یہ احسان کیا السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما چوری کرنے والا خواہ مرد ہو یا عورت اُن کے ہاتھ کاٹ لو۔

(۴) جہاں خطا کی معافی نہ تھی وہاں اسلام نے یہ احسان کیا خذ العفو عفو کی عادت ڈالو۔

(۵) جہاں جہالت عزت تھی وہاں اسلام نے یہ احسان کیا اعرض عن الجاہلین جاہلوں سے اعراض کرو۔

(۶) جہاں بے حیائی تھی وہاں اسلام نے یہ احسان کیا قد افلح من زکٰھا فلاح پاتا ہے جو (نفس کو) پاک کرے۔

تدبیر المنزل:۔ خانہ داری جو حقیقت میں معاشرت کے لئے جزو اعظم ہے اس میں والد و مولود کے حقوق ہیں۔

(۱) جہاں والدین کے ساتھ نیکی اور خدمت کرنی ایک لامعلوم دنیا تھی وہاں اسلام نے یہ احسان کیا بالوالدین احسانا۔

(۲) جہاں باپ کے مرنے کے بعد ماں وارثہ میں ہوکر حلال ہو جاتی تھی وہاں اسلام نے یہ احسان کیا کہ منع فرمایا ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا وہ تم پر حرام ہیں۔

(۳) جہاں اولاد کی تعلیم و تربیت کا لحاظ کیا بلکہ جب لڑکیاں پیدا ہوتیں تو بے رحم باپ اس کو قتل کر ڈالتے جیسے اس نے اپنی کرپشت انسان کو کچھ نہیں سانپ کا بچہ سمجھا جاتا تھا۔ وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولا تقتلوا اولادکم اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

سیاست مدنیہ:- ملکی انتظامات بھی ایک ضروری چیز ہے ملک کی ترقی و تنزل کی بلندی اسی پر موقوف ہے اور حقیقی امن و امان کا درست طریقہ یہی سیاست ہے جس ملک میں سیاست کی مدوح نہیں وہ ملک ہمیشہ بدامنی کی جسمانی بیماریوں میں مبتلا رہے گا۔

(۱) جہاں ہمیشہ نفاق کے شعلے بھڑکتے رہتے وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولا تفرقوا آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔

(۲) جہاں اتحاد و اتفاق نہ تھا وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر تمہیں چاہیے ایک گروہ ہو جاؤ کہ بلاؤ نیکی کی طرف لوگوں کو۔

اس تفصیل اجمالی کے بعد جو حقیقت سامنے آتی ہے اس کے متعلق کیا کہا جائے کہ عرب کیا ہو کر رہ گیا۔ خود فلاسفہ نے جب دیکھا کہ حکمت عملیہ کی یہ تینوں (تہذیب الاخلاق تدبیر المنزل سیاست مدنیہ) قسمیں انتہائی عروج پر پہنچی ہوئی ہیں اور عملاً اس سے بہتر تعلیم نہیں ہو سکتی تو وہ مان کر اپنی کتاب سے حکمت عملیہ کا اتنا حصہ (تہذیب الاخلاق تدبیر المنزل سیاست مدنیہ) یہ عذر کرتے ہوئے نکال دیا ان الشریعۃ المصطفویۃ قد فصلت الطرقۃ علی وجہ اکمل واتم شریعت محمدیہ نے اس صورت کو بہترین طریقہ پر اور انتہائی تفصیل سے پورا کر دیا۔

ہندوؤں اور مسلمانوں میں کیسے صلح ہو سکتی ہے

(از جناب مولوی سعید نذر الحق صاحب مصنف کتاب اسلام)

یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ جب تک ہندوستان کی مختلف ملتوں کے درمیان اتحاد یعنی حصول آزادی کے لئے اشتراک عمل نہ ہوگا ہندوستانیوں کو سوراج کی ہوا تک بھی نہیں لگ سکتی خصوصاً جب تک ہندو مسلم اتحاد نہ ہوگا غلامی کی زنجیر سخت اور پنجۂ استبداد کی گرفت مضبوط تر ہوتی جائیگی اور جس روز ہندو مسلم اتحاد ہوگیا اسی روز ہندوستان کا نقشہ کچھ سے کچھ ہو جائے گا حصول آزادی کی راہ میں جس قدر مخالفات و مشکلات حائل ہیں دفعۃً لخت لخت ہو جائینگی یا پس پا کے ہاں ہٹ جائینگے اور آفتاب آزادی طلوع ہو کر ظلمکدۂ ہند کو بقعۂ نور بنا دیگا غرض یہی ایک اہم ترین مسئلہ ہے جس پر ہندو مسلم زعماء کو اپنی تمام تر توجہ مرکوز کر دینی چاہئے اور تمام کاموں کو چھوڑ دینا چاہئے ورنہ پھر کسی ہندو یا مسلمان کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ آزادی کا لفظ اپنی زبان پر لائے اور جذبات حریت کی توہین و تذلیل کرے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض نیک نیت سرگرم ہندو مسلم زعماء قیام اتحاد کی کوششوں میں مصروف ہیں اگرچہ ان کو بار بار ناکامی اور مایوسی کا سامنا ہوتا ہے اور ہندوستان کا جہاز امید نفاق و شقاق اور ناامیدیوں کی چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا ہے مگر شیدائے آزادی کے یہ ممنون ہیں کہ اپنی دیوانہ سری کو چھوڑ نہیں اور مایوس ہونے میں نہیں آتے یہی ایک شعاع امید ہے جو ہندوستانیوں کے دل کو ڈھارس بندھا رہی ہے اور یہ امید لگی ہوئی ہے کہ شاید کبھی ہندو مسلم اتحاد ہو جائے مگر بالفعل تو دیکھنے میں یہ آ رہا ہے کہ جتنی زیادہ کوششیں اتحاد و یگانگت کی ہو رہی ہیں اسی قدر ساحل مقصود سے بعد ہوتا جا رہا ہے اگر یہی لیل و نہار ہیں تو یہی ہوتا ہے کہ ایک نہ ایکدن ہندوستان کی یہ دو بڑی بڑی قومیں ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر اجنبی اقتدار کے قدموں پر آ رہیں گی اور آزادی کی خواہش گوشۂ نامرادی میں دفن ہو کر رہ جائیگی۔

عجیب تماشا ہے کہ ہر طرف یہی چرچا ہے کہ ہندو مسلم اتحاد ہونا چاہئے وقت کی اہم ترین ضرورت یہی ہے اور ہندو مسلم زعماء کوششیں بھی کر رہے ہیں مگر نیتوں میں خلوص و ایثار نہیں کہتے سب ہیں کرتا کوئی نہیں۔

ہندو مسلم اتحاد کی ناکامی کی وجہ

ہمارے بعض غیر ذمہ دار ہندو مسلم زعماء کی یہ بناوٹی غیر ذمہ دارانہ نفاق پرور اور فتنہ انگیز روش ہے کہ جب کبھی قیام اتحاد کی کوششیں ناکام ہوتی ہیں تو وہ اس ناکامی کی ذمہ داری ایک دوسرے پر لاد دیتے ہیں اور خود ہر طرح بری الذمہ ہو جاتے ہیں عوام الناس حیران رہ جاتے ہیں کہ کس کو حق بجانب سمجھیں اور کس کو الزام دیں یہی چیز ہے جس نے قیام اتحاد کی کوششوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے

اس معاملہ میں میری ناقص رائے تو یہ ہے کہ وطن پرور ہندو مسلم زعماء نے ابھی اپنی قوم کی رائے عامہ پر قبضہ نہیں پایا ہے اور جو آنا اثر و اقتدار رکھتے ہیں ان میں اتنی ہمت و جرأت نہیں کہ وہ اپنی قوم کی رائے عامہ کو اگر باہمی طور پر کبھی سمجھوتہ کر لیں میں بلا خوف و تردید کہتا ہوں اگر گاندھی جی اپنے خداداد اثر و رسوخ سے کام لیکر اپنی قوم کو ذرا سے ایثار پر آمادہ کر لیں تو آج ہی ہندو مسلم اتحاد ہو سکتا ہے اور یہ گتھی جس کی عقدہ کشائی سے ناخن تدبیر عاجز آ چکے ہیں آسانی کے ساتھ سلجھ سکتی ہے۔

میں نے ابھی آپ کو بتلایا ہے کہ راست عامہ ابھی ہندو مسلم تعلق کے لئے پیدا نہیں ہوئی ہے اور یہ خواہش صرف زبانوں پر ہے اور دل خالی ہیں اب یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ یہ صورت حال کیوں ہے بگوش ہوش سنئے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں نے اپنی اپنی صحیح پوزیشن کو نہیں سمجھا ہے اور ان کے دماغوں میں نفاق و شقاق کے جو جراثیم اجنبی اقتدار نے بھر دیئے ہیں وہ ابھی دماغوں سے زائل نہیں ہوئے پس ضرورت ہے کہ دونوں قوموں کے سامنے ہر ان کی صحیح پوزیشن رکھدی جائے لہذا میں پہلے ہندوؤں کو مخاطب کرتا ہوں اور ان سے غور و فکر کی امید رکھتا ہوں

ہندوستان کے ہندوؤں کے نام

جنگ آزادی کے سورماؤ! تمہیں اپنی بھارت ماتا سے جو محبت و نسبت ہے اور آپنے اس کی زنجیریں کاٹنے میں جو مصائب و آلام سہے ہیں ان کی ہمیں بصدق دل اعتراف ہے اور ہم دل و جان ان کی قدر کرتے ہیں آپ کی وطن پرستی میں کوئی کلام نہیں مگر ساتھ ہی مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ آپ نے مسلمانوں سے ہمیشہ مغایرت و اجنبیت برتی کہ حقیقۃً اپنی وطن پروری کا ثبوت نہیں دیا تم نے آجتک مسلمانوں کو اچھوت اور ملیچھ کہا اور بارہا نفرت و حقارت کا ثبوت دیا جس کے جواب میں قدرتی طور پر مسلمان بھی آپ سے نفرت برتنے لگے ممکن ہے آپ کو اس میں کلام ہو اس لئے میں ایک چیز آپکے سامنے لاتا ہوں کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ آپ نے مسلمانوں کو ملیچھ سمجھ کر ان کے ہاتھ کا کھانا پینا چھوڑا اگرچہ وہ بیچارے آپ کے ہاتھ کا کھاتے پیتے رہے اس سے بڑھکر آپ کی مغایرت اور نفرت برتنے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

اگر آپ مسلمانوں سے پیار و محبت بڑھاتے آپس میں کھان پان کا سلسلہ پیدا کرتے اور ان کو غیر و اجنبی نہ سمجھتے تو یقیناً قیام اتحاد کی راہ میں جو مشکلات آج حائل ہیں وہ ہرگز نہ ہوتیں کاش اب بھی آپ مسلمانوں سے کھان پان شروع کر کے اپنی وطن پرستی کا ثبوت دیں۔

بھارت واسیو! تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ مسلمان یہاں لوٹ مار کرنے اور یہاں کی دولت لوٹنے نہیں آئے تھے بلکہ آپ کو پیغام حق سنانے آئے تھے اس ملک کو اپنا وطن سمجھا اس ملک کی دولت کو اسی ملک کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کیا اور یہاں کی معاشرت و تمدن پر بہت بڑا احسان کیا مسلمانوں کی آمد کے وقت جو حالت اس ملک اور اس ملک کے باشندوں کی تھی وہ محتاج بیان نہیں اسلامیوں کی بدولت جو حیرت انگیز انقلاب اس ملک میں ہوا اور اس ملک کی مذہبی اقتصادی اور سیاسی زندگی میں جو تغیر رونما ہوا اس کا حال

مشہور ہندو لیڈروں اور مؤرخوں کی زبانی سنیے اور مسلمانوں کے احسانات بیکراں کا اندازہ لگائیے۔

ہندوستان پر مسلمانوں کے احسانات خود ہندوؤں کی زبانی

بنگال کے مشہور ہندو لیڈر بابو بپن چندرپال صاحب فرماتے ہیں جب مسلمان اس ملک میں فاتح بن کر آئے مگر [illegible] کے خلاف انہوں نے ہندوستان کو بہت جلد اپنا وطن بنالیا اور ہر جگہ ہمسایہ ملک کے باشندوں میں اور ان میں کوئی چیز مابہ الامتیاز نہ رہی۔ مسلمانوں کی انتہائی ہمدردی ایثار اور حسنات ہی کا جذبہ تھا جس نے ہندوستان جیسے عظیم الشان ملک کی مذہبی زندگی اور خیالات میں انقلاب عظیم پیدا کردیا اور ایک فاتح کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوکر ہزارہا نفوس کی معاشرت و قلوب کو متاثر کئے بغیر نہ چھوڑا۔

شریمتی سروجنی نائیڈو صاحبہ

فرماتی ہیں اسلام کی حریت و جمہوریت کا سبق لینے کے لائق ہے ملک گیری اسلام کا مذہبی مقصد رہا ہے اس کا اصلی مقصد تھا حریت و آزادی کی اشاعت عمومی اور غلامی کا استیصال عربوں نے صرف ملک اور زمینیں ہی نہیں بلکہ دل و دماغ فتح کئے ہیں۔ اسلام نے ہمیں ایک ایسی پیاری زبان (اردو) بخشی ہے جو ہندو مسلم اتحاد کی ایک غیر فانی یادگار رہے (اخبار وکیل ۶ جنوری ۱۹۲۶ء)

سر پی سی رائے

مشہور ہندو سائنسدان فرماتے ہیں:۔ مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے کے کچھ ہی اسباب کیوں نہ ہوں موجودہ زمانہ میں وہ اس ملک کے اصلی باشندے اور مادر وطن کے حقیقی سپوت اسی طرح ہیں جس طرح ہندو۔ ہندو مسلم صدیوں سے اس ملک میں بھائی کی طرح رہتے چلے آئے ہیں ان کی زندگی ان کے مفاد اور ان کی خواہشات باہم اس طرح مل جل گئی ہیں کہ ان کا علیحدہ کرنا دشوار ہے اور اب یہ کہنا بیہودہ ہے کہ ہندوستان مسلمانوں کی سوتیلی ماں ہے اور ان کے حقیقی مفاد و تعلقات کسی اور ملک سے وابستہ ہیں (اخبار نجات بجنور ۱۵ فروری ۱۹۲۳ء)

پروفیسر ٹی ایل وسوانی ایم اے

ایک سندھی ہندو فاضل فرماتے ہیں:۔
"یہ کہنا ہرگز مبالغہ میں داخل نہیں کہ ہندوستان کے خیال و نیز طرز معاشرت میں اسلام نے نمایاں اضافہ کیا ہے اس نے ہندوستان میں قومیت کی بنا ڈالی اور اس خطہ زمین کے فن شاعری فن تعمیر و دیگر علوم و فنون کو اپنی غیر معمولی ذکاوت و ذہانت سے چار چاند لگا دیئے (اخبار مسلم راجپوت امرتسر ۱۴ جولائی ۱۹۲۶ء)

مسٹر مکندی لال بی اے بیرسٹر ایٹ لا

نے ایک طویل مضمون رسالہ سرسوتی الہ آباد میں شائع کیا تھا جو حقائق سے لبریز ہے اس کے چند جملے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔
"وہ ہندوستان میں مسلمانوں کے آنے کا زمانہ بھارت کی پستی اور تنزل کا زمانہ تھا بلکہ اٹھنے اور ترقی کرنے کا تھا۔ ہندو تہذیب بے بس [illegible] طاقت اور زندگی سے خالی ہو چکی تھی اور اسے بیرونی رگوں کی ضرورت تھی وہ ضروری دوائی جو ہندوستان کو کمزور سے مضبوط بنائے وہ مسلمانوں کے تسلط اور یہاں حکومت کرنے سے حاصل ہوئی"
اسی قسم کے اور بھی سینکڑوں اقتباسات دیئے جا سکتے ہیں جن سے اسلامی عہد کے برکات اور منفعتوں کی داستان [illegible] کے باعث میں صرف انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

ہندو بھائیو! ان اقتباسات سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ مسلمانوں کا اس ملک میں آنا اس ملک کے لئے کس قدر بابرکت اور نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا۔ اسلام والوں نے اس ملک کی زبوں حالی اور پستی کو کیسے دور کرکے اس ملک کو اسفل السافلین سے نکال کر عروج و ترقی کے بلند مینار تک پہنچایا اور کس طرح اس ملک کو اپنا وطن بنا کر اس کی تاریکی، ظلمت، جہالت، وحشت، نحوست اور ادبار کو اپنی پاک نفسی اور بے لوث خدمات سے دور کیا۔

ہندو بھائیو! باوجود ان باتوں کے جب آپ کی طرف سے یہ سنا جاتا ہے کہ مسلمان غیر ملکی ہیں، انہیں ہندوستان سے کوئی ہمدردی نہیں انہوں نے آج تک ملک کی کوئی خدمت نہیں کی وہ حقوق حقوق کے الفاظ بار بار زبان پر لاتے ہیں اور ان سے نفرت و حقارت کا برتاؤ دیکھا جاتا ہے تو کلیجہ شق ہو جاتا ہے کہ یہ ہماری خدمات اور احسانات اور یہ ان کا صلہ۔ خدارا انصاف کیجئے کیا یہی مسلمان اجنبی اور غیر ہیں جنہوں نے اس ملک کے تمدن و معاشرت کو کہیں سے کہیں پہنچایا؟ اگر آپ ذرا انصاف سے کام لیتے تو آپ کو اقرار کرنا پڑتا کہ جتنی خدمت اس ملک کی ہم مسلمانوں نے کی ہے وہ ابھی تک اور کسی کے حصہ میں نہیں آئی جو احسانات بیکراں مسلمانوں نے اس خطہ زمین پر کئے وہ کسی اور قوم سے ممکن نہیں اور مسلمانوں کی یہی خدمات جلیلہ ہیں جو انہیں اس ملک کا جائز وارث اور حصہ دار ثابت کرتی ہیں۔

کیا اخلاق اور انسانیت کا تقاضا نہیں کہ ایسے جلیل القدر محسنوں سے رشتہ اتحاد قائم رکھا جائے اور ان سے ہمیشہ کے لئے عہد وفا باندھا جائے اور اُن سے عدل و انصاف کے ساتھ رواداری اور محبت کا سلوک کیا جائے۔ ہندوستان کی تاریخ نہایت بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہی ہے کہ کب آپ اپنے محسنوں کی طرف صلح و محبت کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ ہم یہ ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کرسکتے کہ آپ پر محسن کشی اور احسان فراموشی کا الزام عائد کیا جائے۔

ہندو بھائیو! آپ ہندوستان میں باعتبار سیاسیات، اقتصادیات ہر محکمہ اور ترقی کی ہر لائن میں ہم سے آگے بڑھے ہوئے ہو اور ہم ہر طرح آپ سے پیچھے ہیں اگر مسلمان آپ سے بدظن ہوں اور آپ سے مطمئن نہ ہوں تو یہ ایک فطری چیز ہے ان کو حق بجانب سمجھا جاسکتا ہے لیکن اگر آپ مسلمانوں سے غیر مطمئن ہوں تو یہ کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا آپ کا تو حق تھا کہ اگر مسلمان اپنے جائز حقوق سے زیادہ بھی کچھ مانگتے تو آپ ہنسی خوشی سے دیدیتے مگر یہ کیا ہے کہ آپ جائز حقوق دینے میں بھی بخل سے کام لیتے ہیں۔

میں تفصیلات میں پڑے بغیر صرف ایک چیز آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تھوڑا عرصہ ہوا کہ ہندو مہاسبھا کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ دہلی میں علیحدگی سندھ کے خلاف قرارداد منظور کی گئی تھی حالانکہ یہ وہ مسئلہ ہے جس پر اصولاً تمام سیاسی جماعتیں متفق ہو چکی ہیں خود کانگریس بھی علیحدگی کے اصول کو تسلیم کرچکی ہے مگر آپ کے بعض افراد ہیں کہ اس کے خلاف برابر چیخ رہے ہیں بھلا بتلایئے یہ کہاں کا انصاف اور اصول پرستی ہے کیا تمام اتحاد کی کوششوں کا تقاضا یہی ہونا چاہیے کہ ایک مسلمہ اور فیصل شدہ چیز کی خلاف

دفاں سے ہمیشہ کے لئے ہر جانا پسند ہی نہ کرتے جب تک ہندو مسلم اتحاد نہیں ہو گے یقینی طور ہندوستان کے مستقبل کو تاریک بنا رہی ہو ما ہندو بھائیو! چند مفاد پرستوں اور چند ہندوؤں کے لئے ہندو دلدادی کی عادت ترک کر دو ورنہ حق پسند ہندوستانی یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ صرف آپ کی زبان وطن پرستی کا دعویٰ کرتی ہو مگر دل وطن پرستی کے جذبات سے خالی ہے مسلمان آپ سے انصاف اور ہمدردی کا متمنی ہے کیونکہ اس کی قسمت کی باگ آپ کے ہاتھ میں ہے اگر آپ ان سے نفرت برتیں گے اور ان کے جائز حقوق دینے میں بخل کریں گے تو آپ انھیں ہندوستان میں علیحدہ سلطنت بنانے اور جداگانہ قوت پیدا کرنے کے لئے متحد پائیں گے پھر مادر وطن کو جو نقصان پہنچے گا اس کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوگی۔

ہندو مسلم اتحاد کے فقدان کا ہی باعث ہے کہ آج حکومت ٹال رہی ہے کیونکہ دوست صلح کے لئے انتظار سے انکار رہی ہو اگر کانگریس مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر متحدہ و متفقہ صورت میں صلح کی گفت و شنید کرتی تو وہ حکومت کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اتنا بے بس نہ پاتے اور ہندوستان کی یہ تذلیل بغیر نہ ہوتی اگر آپ نیک نیتی سے ہندو مسلم اتحاد کی داغ بیل ڈال دیں اور اس مسئلہ کا حل تلاش کر لیا جائے تو ساری مایوسیاں دور ہو سکتی ہیں آج ہی ملک کے اندر ایک تازہ روح پیدا ہو سکتی ہے اور آج ہی حکومت کے استقلال ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتی ہے۔

یہی وقت ہے کہ سابق غلطیوں کی تلافی کی جائے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے کی دل سے کوشش کی جائے اور اشتراک عمل کی روح پیدا کی جائے۔

اگر آپ برا نہ مانیں تو مجھے کہنے دیجئے کہ آپ جو اب تک بے نیاز نہ روش برتی ہے اس کی علت یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کو چھوڑ کر آگے بڑھنا چاہتے ہیں آپ ہر مسئلہ کو ایک مخصوص جماعتی نقطہ نظر سے دیکھنے کے عادی ہوتے جا رہے ہیں آپ اس غلط فہمی کا شکار رہیں کہ آپ تنہا سرگرم سابقت ہو سکتے ہیں یہی تو وجہ ہے کہ آپ مسلمانوں سے منافرت کی برت رہے ہیں دیکھنے میں آ رہا ہے کہ کانگریس آج کوئی اقدام کرتی ہیں تو وہ ہندوستان کے مشترکہ قومی مفاد کے لئے نہیں ہوتا بلکہ خالص ہندو مفاد کے لئے ہوتا ہو بتلائیے ایسی صورت اور ذہنیت کی موجودگی میں کیونکر قیام اتحاد کی کوششیں بار آور ہو سکتی ہیں۔

ضرورت ہے کہ آپ تبدیلیٔ ذہنیت کا ثبوت دیں مسلمانوں پر اعتماد کریں اپنی ہمت و ارادہ کو بلند کریں ان سے محبت و وفاداری کا سلوک کریں اور عدل و انصاف کو ہاتھ سے جانے نہ دیں اگر آپ نے مسلمانوں سے پیار و محبت بڑھایا تو مسلمانوں کو اپنا سب سے بڑا ہمدرد و خیر خواہ پائیں گے مسلمان جانباز سرفروش اور اپنے محسنوں کا ہمدرد ہوتا ہے اور اسے پیار و محبت سے خریدا جا سکتا ہے اس احسو ر کیا ہے مسلمانوں کی طرف دست صلح بڑھاؤ۔

ہندوستان کے مسلمانوں کے نام

مسلمانو! تم بہترین امت ہو خدا نے تم کو دنیا میں اس لئے بھیجا ہے کہ دنیا میں حق و صداقت کا بول بالا کرو اعلاء کلمۃ اللہ میں سرفروشی اور دنیا کے کونے کونے میں پیغام حق پہنچا دو تم دنیا کے امن کے محافظ اقوام عالم کے رہبر اور بنی نوع انسان کے ہمدرد ہو اور تمہارا نہ صرف اخلاقی اور انسانی فرض ہے بلکہ مذہبی فرض ہے کہ مظلوموں بیکسوں غریبوں یتیموں، بدخلقی اور دیانت سے عمل کی امداد و دستگیری کرو انسان کو ہر قسم کی غلامی سے نجات دلاؤ اسلام نے تمھیں اخلاق کی تعلیم دی ہے حق پسندی کی تلقین کی ہے، ظلم و فریب اور بے انصافی سے محترز رہنے کی ہدایت فرمائی ہے اور عدل و انصاف کو تم پر فرض کر دیا ہے اور تمہیں دنیا میں بے پناہ اخلاقی نمونہ بنا کر بھیجا ہے کہ خدا کی مخلوق کو بچا کر صلح و سلامتی کا سبق سکھانے والی ہو۔

حق پر استواری مسلمانوں کا وصف خصوصی ہے

تم دنیا میں بلا شرکت غیرے حق کے علمبردار ہو حق پرستی تمہارا شیوہ ہے حق پرستی تمہارا رہنما تمہاری، یہ امتیازی خصوصیت ہے تم اپنی جان دے سکتے ہو شیر دل سے مقابلہ کر سکتے ہو پہاڑوں سے ٹکرا سکتے ہو دریاؤں کو پایاب کر سکتے ہو اور سولی کے تختوں پر لٹک سکتے ہو مگر حق و صداقت سے انحراف و انکار نہیں کر سکتے اور اگر کبھی اس کے برخلاف نظر آئے تو سمجھ لو کہ آپ سے روح صداقت جاتی رہی یہ حق پرستی اور صداقت شعاری ہی کا نتیجہ تھا کہ دنیا تمہارے قدموں پر جھک گئی کیونکہ دنیا کی نظر میں حق سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں جب دنیا کسی کے حق پرست ہونے کا یقین ہو جاتا ہے تو اسے اپنے سر آنکھوں پر بٹھاتی ہے بس حق کو پہچاننا، حق کو قبول کرنا اور حق پر استوار رہنا تمہارا سب سے بڑا فرض اور امتیازی وصف ہے اگر یہ چیز تم سے جاتی رہے تو پھر تمہارا اسلامی جسد روح ہو جاتا ہے اور پھر دنیا میں تمہارا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

مذکورہ بالا فرائض کی بجا آوری کے لئے تمہارے آباؤ اجداد یہاں ہندوستان میں آکر آباد ہوئے تھے اور پھر اسی سرزمین کی فلاح و بہبود کے لئے انھوں نے اپنی تمام توجہ اور قوت صرف کی اپنے خلق و مروت سے یہاں کے باشندوں کے نہ صرف جسموں کو بلکہ قلوب و ارواح تک کو مسخر کیا اپنے لطف و کرم سے دریا بہائے محبت و وفاداری کے گلشن کھلائے اور دوست دشمن اپنے بیگانے سب پر ابر کرم بن کر برسے اگر وہ یہاں کے باشندوں سے محبت و وفاداری کا سلوک نہ کرتے اور اس ملک کو اپنا وطن نہ بناتے تو ان کو اتنا عروج نہ حاصل ہوتا غرض یہ ملک جیسا تمہارا ہے ایسا ہی ہندوؤں کا ہے اس ملک میں تم ہزار سال سے رہتے چلے آ رہے ہو اور تمہیں یہیں رہنا ہے تمہارے آباؤ اجداد یہیں آرام فرما ہیں تمہارے بڑے بڑے صوفیا اور علما اسی خاک کے ذروں میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمک رہے ہیں اور تمہارے تمدن و معاشرت کی پرشوکت و عظمت یادگاریں یہیں قائم ہیں اور تمہارا مرنا جینا اسی ملک سے وابستہ ہو لہٰذا اس ملک کی ترقی اور فلاح کا بار سب سے زیادہ تمہارے حصہ میں آتا ہے۔

وطن سے محبت کرنا مسلمانوں کا فرض ہے

اسوۂ رسول کی روشنی میں تمہارا فرض ہے وطن کی مصنوعات اور وطن کی تیار کردہ اشیاء کا خریدنا اور ملک کا ترقی دینا تمہارا ملی فرض ہونا چاہئے اس کے ساتھ ہی تم یہ بھی یاد رکھو کہ "مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا" اسلام کا مطمح نظر کوئی صوبہ یا ملک خاص نہیں بلکہ اس کا مقصد ساری دنیا کی نجات ہے تمہاری ہمدردی کا دائرہ تمام ملکوں اور قوموں کے لئے وسیع ہے تم غیر مذاہب پیروؤں کے ساتھ رواداری کی کوشش کرنے کے ذمہ دار ہو دنیا کے امن کے محافظ ہو اور تمام انسانوں کی آبادی اور ان

کے حقوق کی حفاظت کی۔ بالغرض ہندو دنیا نے تمہاری سیرچشمی فیاضی کو دیکھا اور مسالمت کے جوش نظر دیکھے ہیں ان کو قائم رکھو۔

بزدل مفکرین کا گمراہ کن فلسفہ

اس وقت ہندوستان پر ایک اجنبی زبردست قوت قابض ہے جس کی موجودگی میں ہندوستان کی ترقی اور فلاح ایک موہوم امید ہے۔ ہندوستان کی سچی خدمت کرنے والوں کا لازمی طور پر اس قوت سے تصادم ہو جاتا ہے اور تصادم کی صورت میں بہت سے مصائب و آلام کا سامنا یقینی ہے یہی وجہ ہے کہ اس قوت کے خوشامدی اپنے مفاد کو خطرہ کی وجہ سے ہمارے بزدل مفکرین اور خودغرض رہنما یہ فلسفہ چھانٹا کرتے ہیں کہ مسلمان وطن کا نام ہی زبان پر نہ لائیں کیونکہ مسلمان خدا پرست ہیں نہ کہ وطن پرست لیکن یہ فلسفہ لغو اور پرفریب ہے اور خطرات و مصائب سے بچنے کا محض ایک بہانہ ہے کیونکہ مسلمانوں کی خداپرستی ہی وطن پرستی کی صورت اختیار کرتی ہے وطن کے ساتھ وطن پرستی کا لفظ نہایت ہی گمراہ کن اور بے حقیقت ہے مسلمان جتنا زیادہ خدا پرست ہوگا اتنا ہی زیادہ وہ ہمدرد نوع انسان ہوگا اور اقوام عالم کی نجات و رہبری کا فرض ادا کرے گا اور یہی اس کی وطن پرستی ہو۔

اگر بزدل مفکرین اور غلامی پسند رہنماؤں کے الفاظ میں کچھ بھی حقیقت ہوتی تو اس کے مطابق عمل بھی دیکھنے میں آتا مگر نہیں تو ان کی خداپرستی کسی صورت سے بھی نظر نہیں آتی بہت اچھا جناب آپ مسلمان ہیں خداپرست ہیں اسلام اور مسلمانوں کے بہت بڑے ہمدرد ہیں اور وطن کا بت توڑنا چاہتے ہیں مگر بندہ نواز یہ تو بتلائیے کہ آپ کی مسلمانی کس چیز سے ظاہر ہوتی ہے خدا کے لئے آپ کیا کام کر رہے ہیں خدا کی راہ میں آپ نے کتنے مصائب جھیلے ہیں کون کونسی جانی اور مالی قربانیاں دی ہیں اور آپ کی خداپرستی کا کیا ثبوت ہے اگر آپ برا نہ مانیں تو میں عرض کروں گا کہ آپ کی خداپرستی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ آج تک کبھی احکام اسلام پر چلنے کی اور خدا کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی توفیق نہیں ہوئی ہمیشہ شریعت اسلامیہ کے احترام کو انگریزی اقتدار پر قربان کرتے رہے اور اپنے آقاؤں کی رضامندی کے لئے ان کے چرنوں پر رونده رہے اس سے بڑھ کر آپ کی خداپرستی کا کیا ثبوت ہوگا۔

ہم آپ کی خداپرستی کو خوب جانتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ آپ یہ لفظ صرف اپنی بزدلی و بے عملی چھپانے کے لئے بولا کرتے ہیں تاکہ آپ کی اسلام و مسلمان دشمنیوں اور غلامانہ ذہنیتوں پر پردہ پڑا رہے۔

ہندوستان کی آزادی ممالک اسلامیہ کی آزادی ہے

مسلمانو! آزادی حاصل کرنا اور آزاد رہنا تمہارا مذہبی فرض ہے اسلام اور غلامی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے سوائے خدا کے کسی کا غلام نہیں ہو سکتا اور اگر ہو تو سمجھ لیجئے کہ اس کے اسلامی جسد سے ترقی روح نکل چکی ہے خدا کے فضل سے تم اسلامی برادری کے ایک رکن ہو تم تمام دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ رشتہ اتحاد میں منسلک ہو دنیا کے مسلمانوں کا دکھ تمہارا دکھ ہے تمہاری تعداد ہندوستان میں اتنی ہے جتنی اور کسی آزاد اسلامی سلطنت میں بھی نہیں اگر کسی آزاد اسلامی سلطنت میں آٹھ کروڑ

مسلمان ہوتے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی ہندوستان کی غلامی سے ممالک اسلامیہ غلام ہیں اور اگر ہندوستان آزاد ہو جائے تو ممالک اسلامیہ آزادی کے ساتھ آزاد ہو سکتے ہیں کیونکہ تمہاری تقویت دنیائے اسلام کی تقویت ہوگی لہٰذا تمہارے اوپر ہندوستان کی آزادی کا فرض ہندوؤں سے زیادہ ہے۔

ضرورت یہ ہے کہ تم طاقتور بنو اور اپنی تنظیم کرو اور ہندوستان کی آزادی کی سرتوڑ کوشش کرو۔ تمہیں ہندوؤں کی اکثریت سے خوف دلایا جاتا ہے کہ سوراج ملا اور ہندوؤں نے تمہیں ہضم کر لیا بزدلی کا یہ وہ زہر ہے جس سے تم ہلاک ہو جاؤ گے ہندوؤں کی اکثریت سے خوف کرنا اور اس بہانہ غلامی پر قناعت کرنا اسلام اور مسلمانوں کی انتہائی توہین و تذلیل ہے اگر تمہارے آباؤ اجداد کی نظروں میں قلت و کثرت کوئی چیز ہوتی تو اسلام عرب سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھتا اگر تم آٹھ کروڑ مسلمان حقیقی مسلمان بن جاؤ تو خدا کی قسم دنیا بھر کی تمام طاقتیں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتیں خدا سے ڈرنے والا کسی کی طاقت و کثرت سے مرعوب نہیں ہو سکتا یہ تمہارے ایمانوں کی کمزوری ہے کہ تم ہندوؤں کی کثرت و طاقت سے مرعوب ہو اگر تم آٹھ کروڑ ہونے کے باوجود بھی اتنے کمزور ہو کہ ہندو تمہیں ہضم کر جائیں گے تو سمجھ لو کہ آج سے تم مر چکے اور اس تباہی سے تمہارے مدعی بھی نہیں بچا سکتے اگر تم ہندوؤں سے حقوق کی بھیک مانگ کر اور ان کے رحم و کرم پر جینا چاہتے ہو تو بیشک وہ تمہیں ضرور ہضم کر جائیں گے کیونکہ دنیا میں ایسے بھیک منگوں بزدلوں اور کمزوروں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

مسلمانو! اکابر اسلام کے اس بیان کو اچھی طرح یاد رکھو کہ اگر تم دنیا میں عزت کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہو اور ممالک اسلامیہ کی ترقی و آزادی چاہتے ہو تو ہندوستان کے مسلمانوں کو مضبوط اور طاقتور بناؤ اور ہندوستان کے مسلمان اس طرح مضبوط نہیں بن سکتے کہ وہ ہندوؤں سے ہمیشہ کی دشمنی خرید لیں مجاہدہ حریت سے پہلو تہی کر کے چوہوں کے بلوں میں جا گھسیں اور اسمبلی و کونسلوں کی چند ممبریوں اور کرسیوں کے بھروسہ پر جئیں تم اگر مضبوط بن سکتے ہو تو ایثار و قربانی اور خودداری کا ثبوت دینے مجاہدہ حریت میں حصہ لینے اور ہندوؤں سے اتحاد کرنے سے اگر تم اپنی ہمسایہ قوم سے الگ برسرجنگ رہے تو مضبوط کیا خاک ہو گے اور زیادہ مٹو گے اور اپنے ساتھ ممالک اسلامیہ کی گرفت بھی مضبوط کر دو گے پس اگر آپ ہندوستان اور ممالک اسلامیہ کی آزادی و ترقی چاہتے ہیں اور طاقتور ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ پر یہ بات یقین کر لینی پڑے گی آپس میں مسلمانوں کی تنظیم اور ہندوؤں سے اتحاد۔

کہا جاتا ہے کہ ہندو تمہارے دشمن ہیں اور ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنا چاہتے ہیں اگر واقعی ہندو تمہارے دشمن ہیں تو انگریز کون سے تمہارے دوست ہیں جو ہندوؤں سے بچا کر انگریزوں کی گود میں گھسے جاتے ہو ہندو صرف تمہارا دشمن ہے مگر انگریز دنیائے اسلام کا دشمن ہے ہندو تمہارا کس طرح سے بے دست و پا ہے اور تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا مگر انگریز دنیائے اسلام کا گلا گھونٹ رہا ہے اور اگر سچ پوچھو تو تمہارے دشمن نہ انگریز ہیں اور نہ ہندو بلکہ تم خود اپنے دشمن آپ ہو اور تمہارا دوست نہ ہندو نہ انگریز تم نے اسلامی احکام سے منہ موڑا ہے اور خدا سے غداری کی ہے اس لئے ساری دنیا

تمہاری دشمن ہے اور تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتا ہے۔

مختصر یہ کہ تمہاری فلاح و بہبود اور ترقی و آزادی اسی بات میں مضمر ہے کہ تم بانیٔ اسلام کی طرح ہندوستان کو اپنا وطن سمجھو۔ تمہاری تمام ہمتیں اس کے لئے بیدار ہو جانی چاہئیں اور ہندوؤں سے جیسے بھی ہو سکے اتحاد کر لینا چاہئے اگر وہ تمہارے جائز اور واجبی حقوق دینے میں بخل کرتا ہے تو کوئی پرواہ نہ کرو اور ان سے کہہ دو کہ ہم مسلمان ہیں خدا پرستی ہمارا شیوہ ہے اور سارے جہان کا درد ہمارے سینہ میں ہے ہم اپنے جائز حقوق اپنی طاقت سے حاصل کر لیں گے اپنے حقوق نہ چھوڑیں گے نہیں اور تمہارے حقوق پر نظر نہ ڈالیں گے۔

مسلمانو! حقیقت یہ ہے کہ اگر تم چند ملازمتوں اور ممبریوں کے بجائے خدا پر اعتماد کرنا سیکھو اور اپنی قوتوں کو منظم کرو باہمی تنظیم و اتحاد سے طاقتور بن جاؤ تو ہندو بیچارہ کیا چیز ہے دنیا کی کوئی طاقت تمہارے حقوق نہیں دبا سکتی دعا ہے کہ خدا تمہیں عقل و سمجھ عطا کرے تمہیں حقیقی مسلمان بننے کی توفیق دے اور تمہارا حامی و ناصر ہو۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کا ایک معتدل حل بیان کر دیا جائے۔

ہندو مسلم اتحاد کا ایک معتدل حل

واقعہ یہ ہے کہ ہندوؤں کو مسلمانوں پر اعتماد نہیں اور مسلمانوں کو ہندوؤں پر اعتماد نہیں بس تمام جھگڑوں کی جڑ یہی ہے اگر دونوں قوموں میں ایک دوسرے پر اعتماد ہو اور نیتیں صاف ہوں تو ایک ہی دن میں اتحاد ہو جائے اور اگر یہ نہیں تو اگر سینکڑوں قابل قبول حل بھی پیش کئے جائیں تو کچھ بھی نہیں علاوہ ازیں اتحاد کیسے ہو کہ مسلمان اپنے مطالبات پر اڑے ہوئے ہیں اور ہندو اپنی جگہ قائم ہیں مسلمان کہتا ہے کہ اس کے مطالبات اقل ترین ہیں ان میں ردوبدل کی گنجائش نہیں ہندو کہتا ہے کہ مسلمان جائز حقوق سے زیادہ مانگتے ہیں نہ ہندو جھکتا ہے اور نہ مسلمان اس میں بھی تیسری گرہ یہ لگ گئی کہ سکھوں کے مطالبات حد سے زیادہ ہیں ہندو اور سکھ دونوں مل کر مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک ہو جاتے ہیں۔

جھگڑے کی دوسری بنا یہ ہے کہ مسلمان جہاں اقلیت میں ہیں وہاں زائد حقوق مانگتے ہیں اور جہاں اکثریت میں ہیں وہاں اپنی اکثریت قائم رکھنا چاہتے ہیں اسی طرح جہاں ہندو اقلیت میں ہیں وہاں وہ بھی مسلمانوں کی دیکھا دیکھی زائد حقوق مانگتے ہیں دادو دہش کا یہ اصول ہی سرے سے غلط ہے مثلاً مسلمانوں کی پوزیشن دیکھئے جہاں وہ ۲۰ فیصدی ہیں وہاں اگر ان کو چالیس فیصدی حقوق بھی مل جائیں تب بھی وہ اقلیت میں ہی ہیں پھر ایسی بے معنی چیز پر کیوں اصرار کیا جائے ہماری سمجھ میں بس ایک ہی اصول ہونا چاہئے جس سے تمام جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہندوستان بھر میں ہر قوم کو آبادی کے لحاظ سے حقوق دیئے جائیں کسی کو ذرہ برابر ترجیح نہ ملے۔

اب رہ گیا طریق انتخاب کا جھگڑا وہ اس طرح حل ہو سکتا ہے کہ انتخاب نہ جداگانہ ہو اور نہ مشترک ہر قوم کے لئے آبادی کے لحاظ سے نشستیں محفوظ کر دی جائیں اور پھر انتخاب مشترک کر دیا جائے بس ہندو مسلم اتحاد کی یہی صورت ہو سکتی ہے اس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

ہندو مسلمانو! خدارا جلدی متحد ہو جاؤ اب بھی وقت ہے کہ اپنے اپنے انجام و مآل کو دیکھو اور اگر تم یونہی گتھم گتھا رہے تو نہ ہندوؤں کا بھلا ہو گا اور نہ مسلمانوں کا اجنبی طاقت نے گھیرے ہیں پھر اجنبی اقتدار کا قانون لٹھ ہے اور تمہارے سر پر جو کچھ ہو گا ظاہر ہے۔

ہمارے اندر اس وقت مولانا محمد علی اور سی آر داس جیسے معاملہ فہم دور اندیش متحمل بردبار رہنماؤں کی ضرورت ہے اگر یہ بزرگ ہستیاں ہم میں ہوتیں تو یقیناً ملک کی حالت دوسری ہوتی مگر افسوس کہ وہ ہم میں نہیں اور اس وقت جناب حضرت العلامہ مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا ابوالکلام آزاد گاندھی جی اور پنڈت مالویہ پر بڑی ذمہ داری ہے اگر یہ محترم رہنما تمام دیگر امور کو چھوڑ کر اپنی تمام تر توجہ اس مسئلہ پر مرکوز کر دیں تو یقیناً اس مسئلہ کا تصفیہ ہو سکتا ہے اور اگر ان رہنماؤں کے سوا ہندو مسلمانوں کی دوسری ہستیاں بروئے کار آئیں تو قیامت تک بھی ہندو مسلم اتحاد نہیں ہو سکتا دیکھئے یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور کب ہندو مسلم اتحاد کی جانفزا خبر آتی ہے اور کب بدقسمت ہندوستان کی غلامی کی زنجیریں کٹتی ہیں۔

دنیا میں مسلمان کہاں ہیں؟

(از حضرت مولانا مولوی سید عبدالرؤف صاحب [illegible])

مسلمان تو دنیا میں بہترین امت بنا کر بھیجے گئے تھے ان کو ایک کتاب مقدس قرآن مجید دی گئی تھی جو ان کی دینی و دنیوی رفعت و برتری کی کفیل و ضامن تھی اور دنیا میں ان کی زندگی کا مشن یہ تھا کہ وہ اقوام عالم کی نجات و رستگاری میں سرگرم عمل رہیں مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ دیکھتے ہیں یہ آرہا ہے کہ پہلے احکام اسلامی سے منہ موڑ لیا ہے ہم خدا کی نافرمانی پر دلیر و بیباک ہو گئے اگلی طاعت کیشی جاتی رہی احکام شرعیہ کا احترام نہ رہا قوانین اسلام کی علانیہ خلاف ورزی ہونے لگی محرمات شرعیہ اور ممنوعات مذہبی پر بلا روک ٹوک کے عمل ہونے لگا برسر بازار زنا کے اڈے قائم ہیں جس کی زینت اس قوم کی منکوحات ہیں جنہوں نے اقوام عالم کو پاکیزگی حیات کا درس دیا تھا شراب کی دکانیں کھلی ہوئی ہیں جن کی رونق اس قوم کے بدبخت افراد سے جنہوں نے دوسری قوموں کے افراد کو تنزل و تسفل کی گہرائی سے اٹھا کر اخلاق و روحانیت کے بلند مینار پر پہنچایا تھا۔

آہ یہ کیسی جگر خراش حالت ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی روایات مذہبی جوش اور مذہبی احساس باقی نہیں رہا مسلمانوں کے پاس اس عہد غلامی میں اپنی روایات کے بقا، اپنی تہذیب کے تحفظ شریعت اسلامیہ کے احترام اور احکام اسلامی پر عمل کرنے کے لئے اگر کوئی چیز ہو سکتی ہے تو صرف فدا کاری کا جذبہ جاں نثاری کا مادہ، ذوق عمل اور قوت ایمانی لیکن صد ہزار افسوس نہایت ملامت کے ساتھ ان سے تہیدستی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے ہم نے اپنے سکوت و جمود سے اپنی شاندار روایات کو خاک میں ملا دیا ہم ہر مو ہرم طاقت اور غیر الٰہی قوت سے ڈرنے لگے قربانی سے جی چرانے لگے اور عمل کے نام موت آنے لگی ہمارے اندر سے قوت عمل رخصت ہو گئی اور ہمارا اسلام صرف کتابوں میں بند اور زبانوں تک محدود ہے۔

نتیجہ دین فراموشی شریعت اسلامیہ سے آزادی اور احکام اسلامی سے روگردانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم جتنے بلند تھے اتنے ہی پست ہو گئے ہم دنیا کے حکمران تھے لیکن آج اغیار کے محکوم ہیں اگر ہمارے دماغ پر ذہنی غلامی مسلط ہے تو دوسری طرف اجسام جبر و استبداد کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں ایک طرف علماء سوء اور مکار پیروں کی مذہبی غلامی نے ہمارے سینوں کو ذوق عمل اور قوت ایمانی سے خالی کر دیا تو دوسری طرف مشاطرات سیاست کی غلامی نے ہمارا اندوختہ سلف ایک ایک کر کے چھین لیا اس پر مزید تباہی و بربادی یہ کہ ہم غلامی پر قانع ہیں ہماری مذہبی اور قومی زندگی اغیار کے دست کرم کی محتاج ہے ہماری مردہ اور غلامانہ ذہنیت نے انگریز کے مفاد کو اسلام کے مفاد پر مقدم سمجھنے پر مجبور کر رکھا ہے ہمیں اسلامی مفاد کی بجائے برطانوی مفاد عزیز ہے ہم نے احکام خداوندی کی بجائے انگریزی احکام کی تعمیل ضروری اور لازمی سمجھی ہوئی ہے مرضیات انگریز مرضیات الٰہی پر مقدم ہیں انگریز کی رضامندی و خوشنودی کے لئے خدا اور اس کے رسول کی ناراضی کی مطلق پرواہ نہیں۔

یہی غلامی اور غلامانہ ذہنیت ہے جو ہمیں تنزل و تسفل کے گڑھے سے نکلنے نہیں دیتی اور ہم دنیا میں ہر طرح ذلیل و رسوا ہیں اور ہمارے اندر مذہبی جوش اور دینی احساس پیدا نہیں ہوتا چونکہ شریعت اسلامیہ کے مجرموں اور قوانین خداوندی کی خلاف ورزی کرنے والوں کی موجودہ تمدن نے پشت پناہی کی ہے مغربی تہذیب نے ان کی حوصلہ افزائی کی ہے حکومت کی طرف سے کوئی باز پرس نہیں اگر کوئی اپنے مذہبی احکام کے احترام میں کسی برائی، زنا اور چوری سے آنکھیں ملانا اور اس کی اصلاح کرنا چاہے تو قانون آزادی کا ڈنڈا سر پر پڑتا ہے اور مذہبی مجرموں کو آزاد چھوڑ دیا گیا ہے اس لئے تھیٹر سینما آباد ہیں اور شراب خانوں میں رونق ہے اور زنا کا بازار لگا ہوا ہے مگر مسلمانوں کی دینی مجلسیں ویران انجمنیں برباد اور مسجدیں بے چراغ ہیں نہ مذہب سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ مذہب والوں سے کوئی ہمدردی ہے ہم اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے دنیا میں ذلیل و رسوا ہیں۔

ہم اب وہ ہیں کہ اپنے سے منہ پڑے قعر ذلت میں
فضیلت ایک ہی اسلاف کی ہم میں نہیں باقی

یہ جینا کیا جینا ہے یہ ذلت کیسی ذلت ہے
نہ دنیا کا شرف باقی نہ رسم و راہ دین باقی

ہمارے جسم پژمردہ دماغ افسردہ دل مردہ
غم ایام سہنے کو ہے اک جان حزیں باقی

ہم زندہ ہیں مگر مردہ سے بدتر کہنے کو ہم زندہ ہیں مگر اپنے نفسوں کے لئے معصیت و سیاہ کاری کے لئے، خدا اور اس کے رسول کے لئے نہیں قوم کے لئے ہم مردہ سے بدتر ہیں دنیا کی زندہ قوموں کے لئے ہماری زندگی کا کوئی ثبوت نہیں ہم جیتے ہیں مگر بستی و عیش پرستی کے لئے، اور اس بیداری کا کسی کو علم نہیں ایک زمانہ تھا کہ مسلمان کا نام ہیبت افلاک کو لرزا دیتا تھا اب یہ وقت ہے کہ ہم اپنے مذہبی شعائر اور عبادتگاہوں کا تحفظ بھی نہیں کر سکتے۔

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو سال پہلے اس زمانہ کے مسلمانوں کے متعلق فرما دیا تھا لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ یعنی ایک زمانہ آئیگا کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن صرف رسمی طور پر باقی رہ جائے گا یہی وہ زمانہ ہے جس کے متعلق حضور نے پیشین گوئی فرمائی تھی یہ وہ ناہنجار زمانہ ہے جس سے صحابہ نے پناہ مانگی ہے اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں اخلاق و روحانیت کا برسر بازار قتل عام ہو رہا ہے اور جس کے متعلق صحیح طور پر کسی نے کہا ہے

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

جراثیم معصیت جب کسی قوم و ملک میں غلامی مسلط ہو جاتی ہے اس کی زبان کا نام نہیں رہتا اور غلامی پر قناعت کر لی جاتی ہے تو ان کے دل اور دماغ بھی [illegible]

جرائم۔ معاصی کی کثرت ہو جاتی ہے اور قوم کی قوم ولولۂ آزادی، حب استقلال اور بغض محکومیت کے جذبات سے محروم ہو جاتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی بزدل نامرد، ناپاک اور نابکار قوم کی تذلیل کے لئے اک زمانہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے بالآخر زمانہ اس کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتا ہے۔

قرآن کریم کی اصطلاح میں انہی جرائم استبداد معصیت کا نام شیطان ہے اور اس کے تسلط کا زمانہ بدترین زمانہ ہوتا ہے اس کے متعلق ارشاد باری ہے ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض له شیطاناً فهو قرین خدا کی یاد سے جو غافل ہو جاتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پھر وہی اس کا ساتھی ہوتا ہے۔

آہ آج یہی حال مسلمانوں کا جرائم استبداد نے ان کی اسلامیت کو فنا کر دیا نہ خدا کی یاد سے غافل ہو گئے دین کی طرف سے مڑ گئے شیطان ہم پر مسلط ہو گیا اور وہی ہمارا ساتھی ہے

ہمارے تنزل و تسفل کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اغیار ہیں دنیا کو معدوم سمجھتے ہیں ہماری تذلیل کرنے پر بیباک ہیں اور ہماری موت نما زندگی پر ہنس رہے ہیں۔ ع خندہ زن کفر است بر اسلام ما

آؤ اب اپنے اسلام کے متعلق برناڈ شاہ کا فتویٰ سنو اور اگر کچھ شرم و غیرت ہے تو چاہ ندامت میں ڈوب مرو کہ بدطینتوں، کید باطنوں اور سطح بینوں کے ہاتھوں خدا کا دین تو ذلیل و رسوا نہ ہو اور ہماری ذلت و رسوائی ہر تک ہی محدود رہے۔

سنگاپور کے عربی اخبار الہدی کے نامہ نگار نے شہرۂ آفاق آرٹسٹ اہل قلم اور افسانہ نگار مسٹر برناڈ شاہ سے مل کر اسلام کے متعلق چند سوالات کئے جن کا آپ نے نہایت خندہ پیشانی اور وسیع القلبی کے ساتھ جواب دیا نامہ نگار اور مسٹر موصوف کے درمیان حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

نامہ نگار۔ میں نے اسلام کی تعریف میں آپ کا ایک مضمون ابھی حال میں پڑھا ہے میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ ذاتی طور پر اسلام کو کیا سمجھتے ہیں!

برناڈ شاہ۔ اسلام آزادی، دستور، ذہنی حریت، تجارت اور صنعت و حرفت کا مذہب ہے مزید برآں اسلام شریفوں کا مذہب ہے۔

نامہ نگار۔ جب آپ اسلام کو ایسا اچھا مذہب سمجھتے ہیں تو پھر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیوں نہیں کرتے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ آپ بیک وقت اشتراکی بھی ہیں اور شریف بھی۔

برناڈ شاہ۔ بیشک میرا یہی دعویٰ ہے اور لوگ بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ میں اشتراکی ہوں لیکن مجھے نہیں معلوم کہ آیا میرا اور لوگوں کا یہ دعویٰ واقعی صحیح ہے یا نہیں۔

نامہ نگار۔ لیکن آپ نے اپنی انگلش کتابوں میں لوگوں کو یہی ترغیب دی ہے کہ لوگ شریف آدمی بنیں۔

برناڈ شاہ۔ خیر ان باتوں کو جانے دیجئے اب یہ تو بتلایئے کہ دنیا میں کتنے مسلم ہیں جو اپنی تعلیمات پر خود عمل کرتے ہیں

نامہ نگار۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا؟

برناڈ شاہ۔ ہرگز نہیں، کیونکہ دنیا میں اور بہت سی تحریکیں ہیں جو ممکن ہے کہ اسلام کی ترقی کو روک دیں لیکن یہ ضرور ہے کہ اسلام کے ماننے والوں کی تعداد باقی تمام غیر مذاہب کے ماننے والوں سے زیادہ ہو جائے گی مگر یہاں ایک اور بات بھی ہے جسے بھولنا نہیں چاہیئے۔

نامہ نگار۔ وہ کیا بات ہے!

برناڈ شاہ۔ وہ بات یہ ہے کہ اسلام ایک الگ چیز ہے اور مسلمان الگ چیز اسلام اچھا ہے مگر مسلمان کہاں موجود ہیں۔

نامہ نگار۔ کیا آپ کے خیال میں اجتماعی نقطۂ نظر سے مسیحیت اسلام کا مقابلہ کر سکتی ہے۔

برناڈ شاہ۔ بالکل نہیں، میرے خیال میں کسی مذہب کا بھی اجتماعی نظام اتنا مکمل نہیں جتنا اسلام کا اجتماعی نظام ہے

نامہ نگار۔ لیکن اب قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان بیدار ہو نے لگے ہیں

برناڈ شاہ۔ مگر کس مقام پر کہاں؟

نامہ نگار۔ ممالک عرب میں۔

برناڈ شاہ۔ وہاں کے تمام مسلمان عرب قوم کے افراد ہیں اور ان کی تحریک قومی تحریک ہے نہ کہ اسلامی اسلام ابھی دنیا بیدار ہوگا جب مسلمان صرف اسلام کی بنیادوں پر جد و جہد کریں گے

نامہ نگار۔ مسلمان مبلغ یورپ اور امریکہ میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں ان کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

برناڈ شاہ۔ بیشک یہ مسلمان مبلغ ہمدردی کے مستحق ہیں لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ مسلمان عیسائیوں کی طرح وسیع پیمانہ پر تبلیغ اسلام کر سکیں گے مسلمانوں کی کوئی ایک تبلیغی انجمن کسی معمولی عیسائی انجمن کی برابری نہیں کر سکتی۔

اس مکالمہ میں خط کشیدہ عبارت خاص طور پر قابل توجہ ہے مسلمانوں کو شرم و عبرت سے کام لینا چاہیئے اور برناڈ شاہ کی نصیحتوں پر عمل کرنا چاہیئے کیا مسلمان اب بھی حقیقی مسلمان بننے یعنی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش نہ کریں گے اور کیا وہ اب بھی خواب مرگ سے بیدار نہ ہوں گے۔

مسلمانو! خدارا بیدار ہو جاؤ
تم بہت کچھ سو چکے زمانہ تمہیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہا ہے

یہ سونے کا وقت نہیں دنیا کی تمام قومیں بیدار ہیں اور میدان ترقی میں سرپٹ دوڑ رہی ہیں مگر صرف تمہیں ہو کہ سو رہے ہو اور اگر بیدار ہوتے ہو تو نفاق و شقاق کی آگ لگا دیتے ہو تم اپنی آنکھوں سے ملت مسلمہ کی تباہی دیکھتے ہو اور اغیار سے اپنی ذلت و رسوائی کے طعنے سن رہے ہو مگر تمہاری پیشانی پر بل تک نہیں آتا تمہاری غیرت اسلامی میں جوش نہیں آتا تمہارے خون میں حرارت پیدا نہیں ہوتی تمہارے تغافل نے تمہاری تہذیب، تمہاری روایات تمہارے مذہب، تمہارے تمدن اور تمہاری اقتصادیات پر نہایت ہی ناگوار اثر ڈالا ہے اور تمہیں تباہ کر ڈالا ہے کہ تمہاری حیثیت ایک عضو معطل سے زیادہ نہیں تم کسی طرح بھی خواب غفلت سے بیدار ہونے میں نہیں آتے اور تمہاری آنکھیں نہیں کھلتیں اور تم اپنے فرائض کو نہیں پہچانتے جب تمہیں زمانے کے انقلابات و اقوام عالم کی بیداری، حوادث و آلام اور مصائب مشکلات بھی بیدار نہ کر سکے تو قدرت نے ہمیں ٹھکرا دیا اور زمانہ نے ہماری نااہلیت اور

نالائقی کا فیصلہ صادر کر دیا۔ جو تم آج برناڈ شاہ کی زبان سے سن رہے ہو۔

اب قوم کی تباہی کا مرثیہ پڑھنے کا وقت نہیں ہے

مسلمانوں کی تباہی و بربادی اور تنزل و تسفل کا مرثیہ پڑھتے ہوئے ایک صدی گذر گئی ہیں اب مرثیہ خوانی کا وقت ختم ہو گیا اب جتنی مرتبہ قوم کے تنزل کی داستان دہرائی جائے گی اپنا اور مسلمانوں کا قیمتی وقت ضائع کیا جائے گا اور کچھ حاصل نہ ہوگا صرف عمل درکار ہے عمل ہی سے قومیں زندہ ہوا کرتی ہیں نہ کہ محض باتیں بنانے سے مسلمانوں کے عمل کرنے کے لئے اخبارات و رسائل اور تصنیف و تالیف میں کافی سے زیادہ ذخیرہ موجود ہے اب جتنے زیادہ مضامین لکھے جائینگے وہ زیادہ سے زیادہ بے عمل ہوتے جائینگے کیونکہ مضامین نے مسلمانوں کو دماغی عیاش کر دیا ہے وہ مضامین محض اپنے ذوق کی تسلی کے لئے پڑھتے ہیں ان میں زبان کا چٹخارہ اور نئی نئی باتیں اور حقائق و معارف دیکھنا چاہتے ہیں۔ میرا بس چلے تو میں ہندوستان کے تمام ایڈیٹروں، مضمون نگاروں، واعظوں اور لیکچراروں سے پرزور درخواست کروں کہ وہ اب مضامین لکھنا اور تقاریر کرنا چھوڑ دیں بلکہ قوم کے سامنے خود عملی نمونہ بنکر آئیں ورنہ مسلمانوں کی رہنمائی اور رہبری کا دم بھرنا چھوڑ دیں۔

مسلمانو! بس اب جاگو خدا تک جو کچھ سن چکے ہو اس پر عمل کر دو یہ وقت ہے ہاتھ بنانے کا نہیں ورنہ ہمیں کہنا پڑے گا ؎

سحر کا گجر بھی بجا تم نہ جاگے
بالآخر شور ہے جا بجا تم نہ جاگے

گئی صبح کاذب ہوئی صبح صادق
مگر بہر ذکر خدا تم نہ جاگے

یہ کیا خفتہ بختی ہے کا ہے خواب یارو
کہ افسوس وقت دعا تم نہ جاگے

نئی روشنی پر یہ اندھیر ہے ہے
چراغ سحر بھی بجھا تم نہ جاگے

سحر کیسی اور ذکر کیا دوپہر کو
غضب ہو کہ دن ڈھل چکا تم نہ جاگے

لئے خوب خراٹے پھیلائے پاؤں
یہانتک کہ دن بھی چڑھا تم نہ جاگے

زمانے نے بازو تمہارا پکڑ کر
جگایا تمہیں بارہا تم نہ جاگے

مزا خواب شیریں کا آخر یہ کرا دا
تمہیں پھر بھی یہ کیا ہوا تم نہ جاگے

نتیجہ ہے اس خواب راحت کا زحمت
پڑا وقت سر پر پڑا تم نہ جاگے

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے واقف نہوں اور آپ کو یہ نہ معلوم ہو کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی اس ضرورت کیلئے حسب ذیل کتابیں منگائیے پھر آپ نماز قضا کرنے پر قادر نہ ہوں گے۔

نماز کی حقیقت اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز کا شائق ہو جاتا ہے قیمت ۲ر

ترغیب نماز نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق جل و علا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک نماز کے بدلے میں ہزار ہزار نیکیاں اور ترک پابندی کی وعیدیں تاکید نماز کے لئے یہ دونوں کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں ہو ۳ر

نماز و دعا کا بیان جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی محبت دل میں رچ جائے گی تو پھر نماز کی ترکیب پڑھئے اور بچوں کو پڑھائیے اور بڑوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۳ر

اعمال بخشش جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل ہیں روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل بھی لکھے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ کے نیک نماز پڑھتے ہیں کیسی ان کی نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں جو ان کو کیا برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں سلیس عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے قیمت ۲ر

یہ سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت ہی نہیں جائیگی قیمت پانچوں مجلد ایک روپیہ

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ: **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

مناد اور واعظین کو بشارت

ملک کی موجودہ ضروریات کو دیکھتے ہوئے اور اس لحاظ کے کہ اسلام کی تمام معلومات اردو زبان میں چھپ گئی اب وعظ کسی خاص طبقہ کے لئے نہ چاہیئے حمیدیہ پریس دہلی نے ایک نہایت ہی آسان اور بہت عجیب چھپوائی کتاب چھپوائی

وعظ سعید ہے اور شیریں مقال واعظ عالم باعمل حضرت مولانا مولوی صاحب ناظم تبلیغ سرکار آصفیہ نے اس کو واعظ گویوں اور مبلغوں کی آسانی کے لئے دور لکھا ہے نیز واعظوں کی آسانی کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے کہ اس کتاب کے ایک مطالعہ کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اس میں امراض روحانی حرص حسد حب دنیا تکبر چوری تہمت بدگمانی بخل طمع غصہ غلط زبان زنا لواطت وغیرہ سود سوال ریا شان و شوکت جتانا شرک شراب مزامیر منافق نفاق نوحہ خود پسندی حق العباد وغیرہ کے متعلق لکھا ہے ساتھ حمیدہ کی ترغیب احسان اکل حلال امانت آنکھ ایمان تسبیح صلوٰۃ التسبیح توبہ تحمل توکل تہجد صبر خوف حج فضائل و مسائل قربانی وغیرہ و ترغیب زیارت مدینہ فضائل درود شریف بسم اللہ شریف نماز در رجب ربیع الاول روزہ شریف ذکر الٰہی استغفار اتفاق و مشین گریبان سرکار دو عالم و پیشہ کا علم زہد سخاوت طریقت سنت دعا کے آداب شبہات کے فضائل رقب شکر صبر صراط مستقیم جنت دوزخ علم و عمل عدل عبادت فقر و فکر قناعت کلمہ طیبہ پانچوں کلمے اذکار کی ترغیب محبت باری تعالیٰ متقی مراقبہ نماز وغیرہ فضائل غرضکہ اس میں ۱۰۷ بیان ہیں جو آیات قرآنی اور احادیث سے مزین ہیں حکایات الصالحین سے بیان کو مزین اور عام فہم کیا ہے جس سے لطف سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر حکایت اور ہر قصہ خود اپنی جگہ ایک وعظ کی کتاب ہے بہت ہی دلچسپ وعظ سکھانے والی کتابوں میں یہ کتاب بہت ہی ممتاز ہے اس کا ۵۰۰ صفحات کے قریب ہے چونکہ یہ رفاہ عام کے لئے ہے اس لئے اس کی قیمت بہت کم رکھی ہے یعنی اعلیٰ مجلد کی قیمت صرف عہ ہے ۱۱ر محصول ڈاک میں خرچ ہوتے ہیں

ملنے کا پتہ: **حمیدیہ پریس دہلی**

کانگریس کمیٹیوں کے توڑ دیئے جانیکے بعد

قوم پروروں کو کیا کرنا چاہیئے

(از ادارہ مولوی)

قارئین مولوی کو اخبارات کے ذریعہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ کانگریس کے قائم مقام صدر مسٹر آنے نے مہاتما گاندھی کے مشورہ سے تمام کانگریس کمیٹیاں توڑ دی ہیں اور اجتماعی سول نافرمانی بند کرکے صرف انفرادی سول نافرمانی کے جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے یعنی سول نافرمانی اب کسی نظام کے ماتحت نہیں کی جائے گی نہ اس کے لئے کوئی نظام بنایا جائے گا بلکہ اب اس کی صورت یہ ہوگی کہ جس کا جی چاہے اور وہ یہ محسوس کرے کہ مجھے سول نافرمانی کرنی چاہیئے بس وہ جائے اور قانون کی خلاف ورزی کرے ہر شخص اپنا آپ لیڈر ہوگا اور اپنا آپ رہنما کسی پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ ہوگی ہر ایک شخص آزاد ہوگا اور کسی قسم کی راز داری بھی نہیں برتی جائیگی کانگریس کمیٹیاں توڑ کر صرف آل انڈیا ڈکٹیٹر اور صوبجات کے ڈکٹیٹر رہیں گے جہاں ایسا ممکن ہو سکے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو سکے تو اس کی بھی ضرورت نہیں واضح ہو مسٹر آنے کے اعلان کے اس حصہ سے گاندھی جی کو اختلاف تھا یعنی وہ یہ چاہتے تھے کہ آل انڈیا اور صوبجاتی ڈکٹیٹرشپ بھی توڑ دی جائے اور ہر قسم کی مطلق العنانی کا دروازہ کھول دیا جائے مگر مسٹر آنے چونکہ ضابطہ کے مطابق آل انڈیا کے صدر ہیں اور انہی کو تمام اختیارات حاصل ہیں اس لئے گاندھی جی کچھ نہ کر سکے اور صرف آل انڈیا اور صوبجاتی ڈکٹیٹرشپ باقی رہ گئی اور سب کچھ ختم کر دیا گیا۔

اس اعلان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو سول نافرمانی نہ کریں وہ کانگریس والے تعمیری کام کر سکتے ہیں۔

ہم اس اعلان کے حسن و قبح پر یہاں تفصیلی بحث نہیں کرنی چاہتے کیونکہ اس کے لئے بہترین جگہ شذرات کے کالم ہیں لیکن اس قدر ضرور عرض کریں گے کہ کانگریس کمیٹیوں کا توڑنا نہ تو قاعدہ کے مطابق تھا اور نہ مناسب اور مفید ہے کیونکہ کانگریس کمیٹیوں کے توڑنے کے بعد تعمیری کاموں کے لئے ملک کو ایک جدید نظام قائم کرنا پڑے گا اور کوئی جدید نظام قائم کرنا اور تمام ملک کے اندر اس کو وسعت دینا اور اس نظام کو با اثر اور طاقتور بنانا یہ آسان کام نہیں ہے۔

لیکن بہر حال یہ تیر کمان سے نکل چکا ہے اگر مستقبل قریب میں کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ کانگریس کمیٹیاں پھر سے قائم کر دی جائیں تو کسی نئے آرگنائزیشن اور نظام کے قائم کرنے کی ضرورت نہ ہوگی لیکن اگر یہ فیصلہ قائم رہے تو سوچنا پڑے گا کہ وہ لوگ جو سول نافرمانی میں حصہ لینا نہیں چاہتے خواہ کسی وجہ سے بھی ہو وہ کیا کام کریں اور کس نہج پر اور کن ذرائع سے کام کریں۔

یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ اس وقت ملک سول نافرمانی کے لئے ہرگز تیار نہیں ہے ہم اس وقت اس امر سے بحث نہیں کرنی چاہتے کہ سول نافرمانی صحیح ذریعہ حصول مقاصد کا ہے یا نہیں کیونکہ اس حقیقت پر بحث کرنا سخت مشکل ہے جو لوگ ملک میں سول نافرمانی کو صحیح ذریعہ حصول مقاصد کا سمجھتے ہیں ان کے نقطۂ نظر سے قانونی مشکلات کی وجہ سے بحث کرنا خطرہ سے خالی نہیں ہے اگر ان کا نقطۂ نظر پیش کیا جائے اور اس کے دلائل بھی پیش کئے جائیں تو آرڈیننس کی تلوار فوراً چمکنے لگے گی اس لئے اس موضوع پر کھلے دل سے بحث نہیں کی جا سکتی۔

لیکن خواہ سول نافرمانی صحیح ذریعہ حصول مقاصد کا ہو یا نہ ہو یہ بالکل واضح ہے کہ موجودہ فضا ملک کی سول نافرمانی کے موافق نہیں ہے اور ملک اس کے لئے تیار نہیں معلوم ہوتا کہ اس تحریک کو چلا کر اس کے نتائج کو برداشت کرے اگر ملک اس کے لئے تیار ہوتا تو آرڈیننس کی موجودگی خود تحریک کو تقویت دینے کے لئے ایک بڑا سبب ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تحریک تو آج بھی چل سکتی ہے مگر اس قدر سخت آرڈیننس کی موجودگی میں کیسے چل سکتی ہے وہ حقیقتاً اس حقیقت کو کیسے فراموش کر دیتے ہیں کہ آرڈیننس کا وجود اور آرڈیننس کی سخت گیری و ہمہ گیر گرفت خود ایک قوی اور طاقتور محرک ہونا چاہیئے تحریک کے چلنے کے لئے اگر اس محرک کے باوجود تحریک نہیں چلتی تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ملک حکومت کے فرامین اور طاقت کی سول نافرمانی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور ہمارے نزدیک خواہ کوئی ذریعہ کتنا ہی موثر کیوں نہ ہو اور حصول مقاصد کا کیسا ہی یقینی ذریعہ کیوں نہ ہو لیکن اگر ملک اس کا کاربند نہیں ہوتا اور اس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو اس سے کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

مثلاً دہلی سے لاہور پہنچنے کا سب سے اچھا بہتر اور جلد پہنچانے والا ذریعہ ریل اور موٹر ہے آپ ایک قافلہ سے کہتے ہیں کہ تم اگر لاہور پہنچنا چاہتے ہو تو ریل پر یا موٹر پر سوار ہو جاؤ لیکن قافلہ والا سواریوں کے استعمال سے انکار کر دے تو یقینی طور پر اس قافلہ کے لئے دونوں سواریاں غیر مفید اور فضول ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کا افادہ اسی صورت میں ثابت ہو سکتا ہے جب وہ استعمال کی جائیں اور جن کو لاہور پہنچنا ہے وہ ان کو استعمال کریں اس مثال سے سول نافرمانی کا موجودہ حالات میں غیر مفید ہونا اچھی طرح ثابت ہو جاتا ہے۔

اسی طرح سول نافرمانی خواہ کس قدر مفید نہ درست اور کم از کم قربانی کا ذریعہ حصول مقصد کے لئے ہو مگر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس وقت ملک اس حربہ کو استعمال کرنے کے لئے آمادہ اور تیار نہیں ہے۔

پھر اب کیا کیا جائے کیا باوجود اس حقیقت نفس الامری کے کہ سول نافرمانی کی تحریک لوگوں کو اپیل نہیں کرتی عوام اور ملک اس میں حصہ لینے کے لئے تیار نہیں ہیں پھر بھی اس کا جاری رہنا ہی سب سے بڑا کام ہے اور خواہ [illegible] کے ساتھ اس میں [illegible] کی طرح حصہ نہ لیں اور شریک نہ ہوں پھر بھی مٹھی بھر گاندھی جی کا اور چند لیڈروں اور ان کے ساتھ تھوڑے سے کام کرنے والوں کا جیل میں رہنا اس مقصد کو ہم سے قریب کر دیگا؟ ہمارے نزدیک ہرگز ملک انفرادی سول نافرمانی سے اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکتا جبکہ اجتماعی سول نافرمانی بھی کامیاب

نہیں ہو سکی گو ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہو کہ اجتماعی سول نافرمانی اگر پورے عرصے تک جاری رہ سکے تب بھی وہ حصول مقصد میں ناکام رہے گی لیکن موجودہ صورت حال یہ ہے کہ جب اجتماعی سول نافرمانی کامیاب نہیں ہو سکی یعنی ملک نے اس کا ساتھ نہیں دیا تو انفرادی سول نافرمانی کیونکر کامیاب ہوگی اور اس کا ملک کیا ساتھ دیگا ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تنہا گاندھی جی بھی جیل میں رہیں گے تو ملک کے اندر امن و اطمینان کی فضا پیدا نہیں ہو سکے گی اور دلوں میں اضطراب اور بےچینی برابر قائم رہے گی مگر اس سے ہم کبھی فوری نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے اور نہ کسی فوری مضرت اور نقصان کو روک سکتے ہیں حکومت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس نے جو رویہ اختیار کر رکھا ہے اس سے ملک میں اضطراب برابر قائم رہے گا لیکن وہ یہ بھی خوب جانتی ہے کہ اس قسم کا اضطراب مستقبل قریب میں اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور وہ اپنے ارادوں کو عمل کا جامہ پہنا سکتی ہے۔

اب کیا کرنا چاہیئے

اس وقت حالت یہ ہے کہ ملک میں کوئی طاقتور اور باا‌ثر اس قسم کی جماعت ہی نہیں ہے جو باقاعدہ طور پر جدوجہد کرے اور قانون کے اندر رہ کر حکومت کا مقابلہ کر سکے لبرل جماعت صرف چند لیڈروں کا نام ہے جس میں بہت سے قابل افراد ہیں وہ نہایت قابلیت کے ساتھ بحث کر سکتے ہیں تقریریں بھی کر سکتے ہیں اخبارات میں مضامین بھی لکھ سکتے ہیں اور اخبار نویسوں کو انٹرویو بھی بہت زور کے ساتھ دے سکتے ہیں مگر یہ سب کچھ آرام کرسیوں پر بیٹھ کر یا کسی آراستہ ہال میں اس سے باہر کچھ بھی نہیں۔ حکومت بھی جانتی ہے کہ یہ سب لیڈر ہیں اور جتنی ان کی تعداد ہے اس سے بھی کم ان کے پیچھے ہیں لبرل جماعت اس قدر کمزور ہے کہ اس سے کچھ بھی امید نہیں کی جا سکتی۔

اس جماعت کے علاوہ ہندوستان کے طول و عرض میں کوئی دوسری جماعت ایسی نہیں ہے جو پابند قانون رہ کر بھی حکومت اور اس کی جبر و تشدد کی پالیسی کا مقابلہ کر سکے کانگریس نے اول دیگر اور اس کی جاری کردہ تحریک انفرادی سول نافرمانی مردہ اور ناکام ہو چکی ہے مستقبل قریب میں اس سے کسی قسم کی امید نہیں ہو ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اگر چہ کانگریس کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی مگر اپنی تحریک سے جس قدر عام بیداری ملک میں اس نے پیدا کر دی ہے وہ اس امر کی ضرور ضامن ہو کہ آئندہ دو تین سال بعد کانگریس کی آواز اس سے زیادہ طاقتور ہوگی جتنی کہ ۱۹۳۰ء و ۱۹۳۱ء میں ثابت ہو چکی ہے لیکن بہرحال تو اس وقت کا ہے آج کیا کیا جاوے کیا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہا جائے اور حکومت کو اجازت دے دی جائے کہ جو چاہے کرے کوئی آواز اس کے خلاف بلند نہ ہو اور کوئی طاقت اس کی بےجا خواہشوں کی مزاحم نہ ہو لیکن کیا صرف دو ہی راستے ہیں یا تو نان کوآپریشن اور سول نافرمانی کی جائے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو خاموش بیٹھ رہا جائے اور کچھ نہ کیا جائے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پالیسی خودکشی کی ہے اور اس سے شدید نقصان ملک کو پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر موجودہ حالات میں کیا کیا جائے ہمارے نزدیک سب سے بہتر تو یہ ہے کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا جلسہ طلب کیا جائے اور اس میں یہ فیصلہ کیا جائے کہ ہر قسم کی سول نافرمانی کو غیر معین عرصہ کے لئے یا جب تک مناسب حالات نہ پیدا ہوں اس وقت تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے اور تعمیری پروگرام کا ایک ریزولیوشن پاس کیا جائے جس میں ہندو مسلم اتحاد سودیشی کی ترقی ...... سیاسی بیداری اور اصلاحات جدیدہ کی مخالفت رکھی جائیں اور چند اسی قسم کی اور چیزیں داخل پروگرام کی جائیں تاکہ اس جماعت کے افراد کو پوری مصروفیت رہے۔

اگر یہ ممکن نہ ہو سکے یعنی آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا اجلاس نہ ہو سکے اور سول نافرمانی کو بند کر کے تعمیری پروگرام نہ پیش کرے تو پھر مجبوراً کوئی دوسری آل انڈیا جماعت بنانی پڑے گی اور ایک نیا نظام قائم کرنا پڑے گا تاکہ اس سے ملک میں تعمیری کام کیا جا سکے اور جدید اصلاحات میں گورنروں اور گورنر جنرل کے مطلق العنانی کے نتائج بد سے ملک کو بچایا جا سکے۔

نئی جماعت قائم کرنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ کانگریس معطل ہو چکی ہے سول نافرمانی جب تک بند نہ ہو حکومت کانگریس کمیٹیوں کو کوئی کام بھی نہ کرنے دیگی اور کانگریس کے سوا کوئی ایسی جماعت اس وقت موجود نہیں ہے جو آل انڈیا بھی ہو اور فرقہ وارانہ جماعت نہ ہو یوں تو مسلم کانفرنس مسلم لیگ اور ہندو مہاسبھا موجود ہیں مگر ان کو آپس میں لڑنے ہی سے فرصت نہیں ہے یہ مشترکہ مفاد اور ملک کی کیا خدمت کر سکتی ہیں اور ان کا اگر کچھ اثر ہے بھی تو اپنے اپنے فرقوں ہی پر ہے ان کی آواز ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں نہیں گونج سکتی اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ یہ جماعتیں خود غرضوں کے قبضہ میں ہیں اور ان کے ذاتی اغراض و مفاد کبھی ان کو مردانہ وار حکومت کے مقابلہ پر ڈٹ کر کھڑے ہونے کی اجازت نہ دیں گے یعنی ہمت اور کم ہمتی و خود غرضی باتیں قانون کی حد میں رہ کر بھی حکومت کی نامناسب پالیسی کے خلاف کوئی زوردار آواز بلند نہیں کر سکتیں پھر ان کا حلقہ اثر محدود اور ان کا زاویہ نگاہ بھی محدود۔

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اگر کانگریس میدان عمل میں نہیں آ سکتی تو ایک نئی جماعت قائم کی جائے مگر یہ جماعت کسی ایک فرقہ و قوم کی نہیں بلکہ تمام فرقوں کی یعنی ایسی جماعت ہونی چاہیئے جس میں ہر ایک فرقہ کے ترقی پسند ایثار پیشہ اور شخصی اغراض سے بالا اور پاک اشخاص و افراد شامل ہوں وہ تمام کانگریسی جو جیلوں سے باہر ہیں اور باہر رہنا چاہتے ہیں ان کو اسی نئی جماعت میں شامل ہو جانا چاہیئے اگر کانگریسی اصحاب اس جماعت میں شامل ہو گئے تو اس کا یہ نتیجہ نکلیگا کہ یہ جماعت بہت جلد ایک طاقتور اور بااثر جماعت کی صورت میں منتقل ہو جائے گی کیونکہ کانگریس کا نظام جو سارے ہندوستان پر حاوی ہے اسی وجہ سے ہے کہ کانگریس یعنی جو کانگریس میں حصہ لیتے ہیں ان کی کافی تعداد ہر جگہ موجود ہے اور چونکہ کانگریس کمیٹیوں کی معطلی کی وجہ سے کانگریس والے بیکار ہیں اس وجہ سے وہ فوراً اسی جماعت میں شامل ہو جائینگے اور ان کی شرکت سے اس جماعت کو کافی اقتدار حاصل ہو جائے گا کیونکہ ان کی قربانیوں کا ملک پر خاص اثر ہے۔

جب سے نئے حالات رونما ہوئے ہیں ہر طرف سے یہ صدائیں بلند ہو رہی ہیں کہ کانگریس کا جدید اصلاحات کو بائیکاٹ کرنا سخت نقصان دہ ہوگا اور اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ انگلستان اور ہندوستان دونوں جگہ رجعت پسندوں کا غلبہ ہو جائے گا لیکن فی الحال تو کانگریس سے یہ توقع نہیں کہ سول نافرمانی بند کر کے جدید پروگرام پر عمل کرنے کا اعلان کر دے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ کانگریسی اس تجربہ کو کام میں لانے کے لئے اسی قسم کی ایک جماعت قائم کریں جیسی کہ پنڈت موتی لال نہرو اور دیش بندھو داس اور حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم نے سوراج پارٹی بنائی تھی یہ پارٹی کانگریس

ے اندر رہکر ہی قائم کرنی چاہیئے جیسا کہ سوراج پارٹی تھی ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اس
پارٹی میں اور جماعتوں اور افراد و اشخاص کو شریک ہونے کی دعوت دی جائے مگر یہ پارٹی
جماعت ہونی چاہیئے کانگریس ہی کی ایک شاخ۔

بہرحال اب وقت آگیا ہے کہ ایک ایسی جماعت بنجائے جو تعمیری کام کرے اور ملک کو اس نقصان سے بچائے جو جدید اصلاحات سے اس صورت میں پہنچ سکتا ہے کہ اچھے اور محب وطن و ایثار پیشہ لوگوں کی بجائے خود غرض اور خوشامدی لوگ جدید اصلاحات پر قابض ہو جائیں۔

ہمارے نزدیک جلد سے جلد کسی مرکزی مقام پر کانگریسی لیڈروں کو جمع ہونا چاہیئے اور اس میں ملک کی دوسری جماعتوں اور معتدل اشخاص کو بھی مدعو کرنا چاہیئے اور جمع ہوکر ایک پارٹی قائم کرلینی چاہیئے جس کا نام کانگریس سوراج پارٹی ہو۔ اس کے مقاصد میں ملک کی آزادی بنیادی مقصد ہو اور ایسے ذرائع ہوں جو موجودہ حالات میں اختیار کئے جاسکتے ہوں اور ایک مفصل و مدلل پروگرام بنانا چاہیئے جس پر عمل کیا جاسکے اور جس کا ملک اور قوم ساتھ دے۔ ایسا پروگرام بنانے سے کوئی فائدہ نہیں جس پر عمل نہ ہو سکے اور ملک اس کا ساتھ نہ دے جیسا کہ اس وقت سول نافرمانی کا حال ہے۔

اصلاحات کا بائیکاٹ خودکشی ہے

اس نئی پارٹی کے پروگرام میں یہ ضرور ہونا چاہیئے کہ اگر اصلاحات اس قابل ہوں کہ ان پر عمل کیا جائے تو پارٹی ان پر عمل کریگی اور اگر اس قابل نہ ہوں تو ان کی مضرت سے ملک کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرےگی۔

تمام حالات کو پیش نظر رکھکر دیکھئے تو معلوم ہو جائیگا کہ جدید اصلاحات کی طرف سے بے نیاز ہو جانا اور ان کا بائیکاٹ کرنا کسی طرح دانشمندی میں داخل نہیں ہے اس لئے کہ محض کانگریس کے بائیکاٹ کردینے سے مکمل بائیکاٹ نہیں ہوتا اگر صورت حال یہ ہوتی کہ کانگریس کے بائیکاٹ کرنے سے ملک میں ایک متنفس بھی ان میں حصہ لینے کے لئے نہ ملتا تو بیشک یہ حربہ کامیاب ہوتا مگر یہاں حالت یہ ہے کہ ہندو مسلمان سکھ اور دوسرے فرقوں کے سینکڑوں اور ہزاروں آدمی ایسے موجود ہیں جو دوڑکر اور منہ کے بل گر کر اسمبلی اور کونسلوں میں جا بیٹھینگے اور جدید اصلاحات میں حصہ لیں گے اور جن لوگوں نے بائیکاٹ کیا ہے ان کو گالیاں دیں گے کہ یہ بیہودہ شوریدہ سر لوگ ہیں جن کے سامنے سوائے تخریب کے کچھ نہیں اور انہوں نے ہمیشہ ملک کو نقصان ہی پہنچایا کبھی کوئی تعمیری کام انہوں نے نہیں کیا اور حکومت انہی لوگوں کو ملک کی نمائندہ کہےگی جیسا کہ آج موجودہ اسمبلی اور کونسلوں کو حکومت کی طرف سے نمائندہ جماعت کہا جاتا ہے اور ان کے پاس کردہ آرڈی نینسوں کو ملک کے منتخب کردہ نمائندوں اسمبلی اور کونسلوں کے پاس کردہ قوانین بتلایا جاتا ہے حالانکہ یہ امر واقعہ ہے کہ کانگریس کے بائیکاٹ نے یہ صورت پیدا کی ہے کہ سوراج پارٹی اور اس کے ساتھ نیشنلسٹ پارٹی نے واک آؤٹ کیا تھا اور اسمبلی اور ہندوستان بھر کی کونسلوں کو چھوڑ کر باہر نکل آئے تھے اور دوبارہ جب انتخاب ہوا تو اس کو کانگریس نے بائیکاٹ کردیا یعنی اپنی طرف سے بائیکاٹ کردیا یعنی اپنی طرف سے امیدوار کھڑے نہیں کئے تھے اور کانگریس کے اعلان بائیکاٹ کی وجہ سے برل اور دوسرے اچھے اور آزاد خیالات کے لوگ اسمبلی اور کونسلوں کے انتخاب میں کھڑے نہ ہوئے اس لئے خوشامدیوں اور خودغرضوں کو موقع مل گیا اور [illegible]

ہوگئے ان کو نمائندہ کہنا نمائندگی کی توہین کرنی ہے مگر حکومت ان کو نمائندہ تسلیم کرتی ہے اور دنیا بھر میں یہی ڈھنڈورا پیٹتی ہے کہ عوام کی نمائندہ جماعت ہے جس نے آرڈی نینسوں کو قانون کی شکل دیدی ہے۔

اگر آئندہ بھی بائیکاٹ جاری رکھا گیا تو اس کا نتیجہ یہی نکلیگا کہ جدید کونسلوں اور مرکزی مجلس قانون ساز میں نہایت گھٹیا قسم کے حکومت پرست اور خوشامدی خود غرض بھر جائینگے اور حکومت کے اشارہ پر ناچتے رہیں گے اور گورنروں کو ان اختیارات سے کام لینے کی ضرورت نہ پڑے گی جو ان کو دئے گئے ہیں بلکہ گورنمنٹ وزیروں ہی کے ہاتھوں سے اپنی منشاء کے مطابق کام لے لیگی اور دنیا پر یہ ظاہر کیا جائیگا کہ سب کچھ ہندوستانیوں ہی کے ہاتھوں سے انجام دیا جا رہا ہے۔

لہذا جدید اصلاحات کے سلسلہ میں اب بائیکاٹ کی غلطی کو ہرگز نہ دہرانا چاہیئے بلکہ انتخابی جدوجہد میں شریک ہوکر اسمبلی اور کونسلوں پر قبضہ کرلینا چاہیئے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اگر کانگریسی کوئی جماعت قائم کریں اور اپنے ساتھ ہر فرقہ کے ترقی پسند عنصر کو شامل کرلیں تو ان کے مقابلہ پر کوئی شخص کامیاب نہیں ہو سکتا چنانچہ اس کا ثبوت اس امر سے مل سکتا ہے کہ جہاں کہیں میونسپلٹی اور کارپوریشن وغیرہ میں کانگریس کی طرف سے انتخاب میں لیا گیا وہاں بھاری اکثریت نے کانگریس کے نامزد امیدواروں کی کامیاب ہوئی کلکتہ کارپوریشن کے انتخاب میں گو خود کانگریس والوں میں خود نا اتفاقی تھی یعنی دونوں پارٹیاں کھڑی ہوئی تھیں لیکن باوجود بہت بڑی اکثریت سے دونوں جماعتیں کامیاب ہوگئیں اور اس وقت کارپوریشن کانگریس والوں کے ہاتھ میں ہے اسی طرح ابھی حال میں ایک ہفتہ ہوا کہ صوبہ متوسط میں کسی جگہ میونسپلٹی کا انتخاب ہوا اس انتخاب میں ۲۸ میں سے ۲۷ کانگریس والوں نے حاصل کرلی ہیں۔ واضح ہو کہ اس میں مسلمان نشستیں بھی شامل ہیں کما ذکر ۵۔۶ مسلمان نشستیں بھی ہونگی مطلب یہ ہے کہ کانگریس کی طرف سے مسلمان بھی غیر کانگریسی مسلمانوں کے مقابلہ پر کامیاب ہوئے اور اس کی کھلی ہوئی وجہ یہ ہے کہ کانگریس میں جو مسلمان شامل ہیں ان کی قربانیوں سے کون انکار کرسکتا ہے بیچارے تحریک خلافت سے لیکر آجتک برابر جیل میں جاتے اور چکیاں پیستے رہے ہیں ان کے مقابلہ پر یہ لوگ کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں جو رات دن حکومت کی خوشامد کرتے رہتے ہیں۔

بہرحال گفتگو یہ تھی کہ اگر قوم پروروں کی جماعت انتخاب میں کھڑی ہو تو وہ بہت بڑی اور بھاری اکثریت لیکر ہر جگہ کامیاب ہو سکتی ہے اور تمام صوبجاتی اور مرکزی مجالس واضع قوانین پر قوم پروروں کا قبضہ ہو سکتا ہے اور وہ بغیر کسی دوسری جماعت کی امداد کے تمام صوبوں اور مرکز میں اپنی وزارت قائم کرسکتے ہیں اور اس کے ذریعہ اپنے ملک کی خدمت کرسکتے ہیں۔

ایک معترض اعتراض کرسکتا ہے کہ جدید اصلاحات میں رکھا ہی کیا ہے جس پر عمل کرکے ملک کو کوئی نفع پہنچایا جائے اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ نفع کا خیال چھوڑ کر نقصان سے بچانے کے لئے قوم پروروں کو نئی کونسلوں پر قبضہ کرنا چاہیئے اور خود غرض خوشامدیوں کو موقع نہ دینا چاہیئے کہ وہ ذاتی اغراض و مقاصد کی قربانگاہ پر ملک کے مفاد کو بھینٹ چڑھا دیں۔

لیکن ہمارے خیال میں جدید اصلاحات میں حصہ لینے اور کونسلوں وغیرہ پر قبضہ کرنے میں کچھ فائدے بھی ہیں اول فائدہ یہ ہے کہ اگر کم از کم جن کمشنوں کی آزادی

جلد جلد کے سلسلہ میں آزادی اور قوم پرستی کا پیغام پہنچا سکیں گے کیونکہ جدید اصلاحات میں تین کروڑ رائے دہندگان ہوں گے اور ہر ایک رائے دہندہ تک پہنچنا ضروری ہے اس طرح ایک عظیم الشان پروپیگنڈا ہو جائے گا اس سے عام بیداری پیدا ہوگی سینکڑوں جلسے ہوں گے ہزاروں تقریریں ہوں گی سینکڑوں جلوس نکلیں گے ہزار ہا مضامین اور لاکھوں پوسٹر اشتہار ٹریکٹ اور ہینڈبل شایع ہوں گے اس سے ملک کے اندر ایک نئی زندگی پیدا ہوگی آزادی کا پیغام اور آزادی کے خیالات گھر گھر پہنچ جائینگے۔

انتخاب کے بعد جب کونسلوں اور اسمبلی پر قوم پرستوں کا قبضہ ہو جائے گا تو گورنروں کو صوبجات میں اور گورنر جنرل کو مرکز میں وزارت قائم کرنے کے لئے قوم پرستوں ہی کو بلانا پڑے گا کیونکہ انہی کی اکثریت ہوگی بہرحال تمام صوبجات اور مرکز میں قوم پرستوں کی وزارتیں قائم ہو جائینگی جس کے معنے یہ ہوئے کہ قومی اور ملکی نقطۂ نظر سے ان محکموں کا کام ہوگا جو وزارت کے ماتحت ہوں گے اور گورنر کو جو بے پناہ اختیارات دیئے گئے ہیں ان کے استعمال میں اس کو دشواریاں پیش آئینگی کیونکہ اگر وہ مداخلت کرے گا تو وزارت فوراً استعفیٰ دیدیگی اور چونکہ کونسل میں اکثریت غدار پارٹی کی ہوگی اس لئے کونسل میں سے دوسری کسی پارٹی کی بھی وزارت قائم نہ ہو سکیگی نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تو گورنر کو پھر قوم پرور لیڈر کے سپرد قلمدان وزارت کرنا پڑے گا یا پھر کونسل وغیرہ کو توڑ کر گورنر سب کچھ اپنے ہاتھ میں لے لیگا ان دونوں صورتوں میں ملک کا فائدہ ہے اول الذکر صورت میں گورنر کو قوم پرور وزارت کے سامنے جھکنا پڑے گا اور آیندہ بیجا مداخلت سے گورنر کو اجتناب کرنا پڑے گا اور دوسری صورت میں اصلاحات کا مقصد فوت ہو جائے گا اور مطلق العنانی کا دور دورہ ہوگا جس سے ملک میں ایجی ٹیشن پیدا ہوگا اور صحیح قسم کی آزادی کے لئے فضا پیدا ہوگی بہرحال اس صورت میں ایجی ٹیشن کی بنیادیں مضبوط ہو نگی اور ملک یہ محسوس کرے گا کہ جن لوگوں کو کونسلوں میں بھیجا گیا تھا وہ خود غرض نہ تھے بلکہ مردانہ وار انہوں نے گورنر اور اس کی مطلق العنانی کا مقابلہ کیا پھر اگر وہ باہر آکر کوئی دوسرا پروگرام ملک کے سامنے رکھیں گے تو ملک ان کے سامنے لبیک کہے گا۔

لیکن اگر قوم پروروں نے اس دفعہ بھی اصلاحات کا بائیکاٹ کر دیا یعنی وہ کانگریسی جو اب سول نافرمانی کے حق میں نہیں ہیں اور جیلوں سے باہر ہیں انھوں نے اصلاحات کے سلسلہ میں کوئی قدم نہ اٹھایا تو یہ ایک قسم کی خودکشی کے مترادف ہوگا کیونکہ قوم پروروں کی جماعت ایک طویل عرصہ کیلئے سیاسی میدان سے غیر حاضر ہو جائے گی اور حکومت اپنی پسند کردہ جماعت خود غرض کو مواقع بہم پہنچائے گی کہ وہ آگے بڑھیں اور ملک کو گمراہ کن طرز عمل اور گمراہ کن پروپیگنڈا سے متاثر کریں اور چونکہ میدان خالی ہوگا جو خود غرض افراد اور جماعتیں آگے بڑھ جائینگی اور اسمبلی و کونسلوں میں پہنچ جائیں گی پھر ان کو نیچے دکھیلنا دشوار ہوگا اور حکومت انہی کو نمایندگان ملک کہکر ان کے ذریعہ اپنے مقاصد پورے کرے گی اور کوئی تحریک اور کوئی متحرک جماعت چونکہ بالمقابل نہ ہوگی اس لئے تردید یعنی موثر تردید نہ ہو سکے گی۔

اس لئے ہم پورے وثوق کے ساتھ اس رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ قوم پروروں کو جس کے معنے کانگریسی لیڈران کے ہمدردوں کے ہیں میدان عمل میں نکلنا چاہیئے اور صاف طور پر اعلان کر دینا چاہیئے کہ ہم ہرگز ہرگز خود غرض اشخاص اور جماعتوں کو اس کا موقع نہ دیں گے کہ وہ اپنی ذاتی و شخصی اغراض کی قربان گاہ پر ملک و ملت کے مفاد کو قربان کر دیں ہم جدید انتخابات میں حصہ لیں گے اور ملک کو جس قدر ممکن ہو سکے گا جدید اصلاحات کے ذریعہ فائدہ پہنچائینگے اور گورنروں اور گورنر جنرل کی مطلق العنانی سے جو مضرت اور نقصان ملک کو پہنچ سکتا ہے اس کو روکیں گے۔

اگر قوم پروروں نے انتخابات میں حصہ لیا تو ان کی کامیابی تو یقینی ہے اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ کانگریسیوں کے مقابلہ پر مشکل کسی کو کامیابی ہو سکتی ہے اور جب بھاری اکثریت کے ساتھ کونسلوں اور اسمبلی میں قوم پرور پہنچ جائینگے تو اس جھوٹے پروپیگنڈے کی خود بخود تردید ہو جائے گی جو ایک عرصہ سے کیا جا رہا ہے کہ کانگریس ملک کی اکثریت کی نمایندہ جماعت نہیں ہے بلکہ وہ بھی منجملہ بہت سی سیاسی جماعتوں کے ایک جماعت ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ سب سے بڑی جماعت ہو اس جھوٹے پروپیگنڈا کی قلعی تردید ہو جائے گی اور دنیا پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ کانگریس تو بہت بڑی چیز ہے اس کا صرف ایک حصہ جس نے انفرادی سول نافرمانی میں حصہ نہیں لیا اس کی ہردلعزیزی کا یہ حال ہے کہ انتخابات میں اسکو مجموعی طور پر بھاری اکثریت کے ساتھ کامیابی ہوئی ہے یعنی تمام سیاسی جماعتوں اور اشخاص و افراد کے مقابلہ پر اس کو اکثریت حاصل ہوئی ہے جس کے صاف معنے یہی ہیں کہ ملک بحیثیت مجموعی اس جماعت کی پشت پر ہے اب تک جو ملک و ملت کے لئے قربانیاں کرتی رہی ہے ان لوگوں اور جماعتوں کے ساتھ نہیں ہے جو صرف زبانی ہی دعوے کرتے رہتے ہیں اپنی ملت کے لئے انہوں نے کبھی کوئی قربانی نہیں کی اور نہ ملک کے لئے اور جب کانگریس کے ایک حصہ کی ہردلعزیزی کا یہ حال ہے تو اگر کہیں پوری کانگریس انتخابات میں حصہ لیتی تو نتائج اور بھی زیادہ واضح اور شاندار نکلتے۔

بہرحال اگر قوم پسندوں نے انتخابات میں حصہ لیا تو ان کی کامیابی یقینی ہے اور کامیابی کی صورت میں ساری دنیا پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ ہندوستان کے اندر واقعتہً سیاسی جماعت صرف کانگریس ہی ہے جس کا اثر جا نفوذ مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک پھیلا ہوا ہے اور ملک و ملت جس کی پشت پر ہے۔

اس انتخابی جدوجہد ہی پر اس جماعت کا کام ختم نہیں ہو جاتا بلکہ بہت سے تعمیری کام بھی جو کئے جا سکتے ہیں جن سے نہ صرف ملک ہی کو فائدہ پہنچیگا بلکہ قوم پرور جماعت کے اثر و اقتدار میں بھی بدرجہا اضافہ و ترقی ہوگی۔

ہمیں امید ہے کہ بہت جلد قوم پرست ہندو مسلمان اور سکھ کسی مقام پر جمع ہو کر جدید حالات کی روشنی میں جدید پالیسی پر غور کریں گے اگر اس موقع پر جرأت و دلیری سے کام نہ لیا گیا تو آیندہ دس سال سیاست قوم پرورانہ اسپرٹ سے بالکل خالی رہیگی۔

نوٹ :۔ آپ کا نمبر خریداری آپ کے پتے کے شروع میں درج ہے خط و کتابت کے وقت اس کا حوالہ ضرور دیجئے ورنہ شکایت کی تعمیل ناممکن ہے۔ (منیجر)

انتقادات

سیرت محمد علی

"سیرت محمد علی" کے نام سے ایک ضخیم کتاب جامعہ کی طرف سے شایع ہوئی ہے جو پانسو سے زاید صفحات پر مشتمل ہے اور مولانا محمد علی کی متعدد تصویریں ہیں کاغذ طباعت بہترین ہے قیمت تین روپیہ ہے اور مکتبہ جامعہ ملیہ قرول باغ سے ملتی ہے۔

مولانا محمد علی کی سوانح حیات کے نام سے اس وقت تک متعدد کتابیں شایع ہوچکی ہیں مگر اس کے باوجود ایک ایسی تصنیف کی پھر بھی ضرورت تھی جو کسی ایسے قلم سے نکلی جاتی جو مولانا محمد علی سے زیادہ واقف و آگاہ ہوتا اور گذشتہ بیس سالہ ہندوستان کی تاریخ سے بھی کماحقہ واقف ہوتا اور صرف سطحی معلومات ہی نہ ہوتی بلکہ صحیح و حقیقی حالات و واقعات کا ایک حد تک ذاتی علم ہوتا۔

اخبارات میں جس وقت یہ اعلان نکلا کہ مولانا عبدالماجد بی۔ اے دریا بادی کی نگرانی میں مولانا محمد علی کی لائف لکھی جارہی ہے تو ہمیں بیحد خوشی ہوئی تھی کیونکہ مولانا عبدالماجد صاحب ایک اچھے مصنف ہیں اور مولانا محمد علی سے شدید قسم کی عقیدت رکھتے ہیں اور کم و بیش بارہ، پندرہ سال قبل سے ہندوستان کی سیاسیات کا مطالعہ بھی کررہے ہیں اور اپنے دامنوں کو خطرات سے بچاکر ایک حد تک سیاسیات میں حصہ بھی لے چکے ہیں یعنی اودھ خلافت کمیٹی کے صدر رہ چکے ہیں ہفتہ وار سچ کے ایڈیٹر ہیں جو سیاسیات پر بھی بحث کرتا رہتا ہے ایسے شخص کی نگرانی میں مولانا محمد علی کی جو سیرت لکھی جائے گی خیال تھا کہ وہ ہمہ وجوہ قابل اطمینان ہوگی۔

مگر اب کہ سیرت محمد علی شایع ہوگئی ہے اور ہمارے سامنے ہے تو اس کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ جو توقعات تھیں وہ پوری نہیں ہوئیں اور خلاف توقع بہت سی ایسی باتیں اس میں شامل کردی گئی ہیں جو ایسے زعیم ملت کی لائف میں شامل نہ ہونی چاہئے تھیں جیسے کہ مولانا محمد علی مرحوم تھے۔

اس کتاب کے مصنف اگرچہ رئیس احمد صاحب ہیں اور اس میں شک نہیں کہ محرر سطور وہی ہوں گے مگر حقیقت میں اس کے مصنف عبدالماجد صاحب ہی ہیں کیونکہ سیرت محمد علی کی ایک سطر بھی بغیر ان کی مرضی و منشا کے نہیں لکھی گئی کتاب کا خاکہ بھی انہوں نے تیار کرکے دیا ہوگا اور واقعات کی ترتیب اور زبان اور رنگ انشا سب بتلا رہے ہیں کہ فی الحقیقت یہ کتاب عبدالماجد صاحب کی ہے اور اس لحاظ سے اس کتاب کے محاسن و معائب کی تمام ذمہ داری عبدالماجد صاحب دریابادی پر ہی عائد ہوتی ہے۔

یہ کتاب اگرچہ ساڑھے پانچسو صفحات پر ختم کی گئی ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مولانا محمد علی کے سوانح حیات کے بہت سے ضروری ابواب پھر بھی تشنۂ تکمیل رہ گئے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر ضروری چیزوں کو غیر ضروری حد تک طول دیدیا گیا ہے ورنہ بیس بائیس سالہ زندگی کے لئے ساڑھے پانسو صفحات کم نہیں ہوتے کیونکہ مولانا محمد علی کی پبلک زندگی کی عمر اسی قدر تھی۔

عموماً سیرت کے معنے آجکل یہ لئے جاتے ہیں کہ جس کی سیرت لکھی جائے اس کی جیسی کچھ بھی سیرت ہو اس کی سیرت اچھے پہلو سے عیوب اور کمزوریاں بالکل ہی پوشیدہ

سب پر روشنی ڈالی جائے مگر ابھی تک ہندوستان خصوصاً مسلمانوں کے مذاق یہ بات نہیں پیدا ہوئی وہ اگر سوانح حیات اور سیرت کسی کی مرتب کرتے ہیں تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مصنف پرستانہ تعریف اور مدح و ثنا لکھنے کے اور کچھ واجب ہی نہیں ہے اس لئے وہ صاحب سیرت کی کمزوریاں اور اس کے عیوب کے متعلق بحث نہیں کرتے گویا وہ معصوم پیدا ہوا تھا اس نے اپنی زندگی میں کوئی غلطی کی ہی نہیں کوئی کمزوری دکھائی اور نہ کوئی غیر صحیح قدم اٹھایا مولانا محمد علی کی لائف بھی اسی اصول کے تحت لکھی یا لکھوائی گئی ہے اور عبدالماجد صاحب دریابادی کا رنگ طبع ہر ایک سطر سے ظاہر ہے۔

اگر صرف یہی اصول پیش نظر تھا کہ مولانا نے مرحوم کی لائف ایک مدح نامہ کی شکل میں شائع ہو تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہ تھا کیونکہ کسی شخص کی یہ خواہش نہیں ہوسکتی کہ مولانا محمد علی کے اندر جو بے شمار خوبیاں اور محاسن تھے ان کے ساتھ ان کی کمزوریاں اور ان کی لغزشیں اور غلطیاں بھی پڑھیں اور یقیناً ہر شخص ایسی کتاب شوق سے پڑھ لیگا جس میں شروع سے آخر تک مولانا محمد علی کی تعریف ہی تعریف ہو اور اس کو پڑھ کر خوش بھی ہوگا مگر اس قسم کی کتاب سے سیرت نگاری کا فرض ادا نہ ہوگا۔

لیکن سیرت محمد علی کے نام سے جو کتاب عبدالماجد صاحب نے لکھوا کر شایع کی ہے وہ صرف مدح نامہ محمد علی نہیں ہے بلکہ مذمت و ملامت نامہ مسلم علما و زعما بھی ہے اس کتاب میں شاید ہی کوئی مسلم لیڈر اور عالم باقی ہو جس پر لعن و طعن نہ کیا گیا ہو اسی طرح مسلم جماعتوں پر لعن و طعن کیا گیا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی تالیف سے پہلے ہی یہ فیصلہ کرلیا گیا تھا کہ اس کتاب میں مسلمان علما، و زعما کی مٹی پلید کی جائے چنانچہ جمعیت علماء سے جو اختلاف محمد علی کو آخر وقت میں بعض مسائل پر پیدا ہوگیا تھا اس کا ذکرہ صدر جمعیت انداز میں کیا گیا ہے اور جمعیت العلماء کے صدر و ناظم یعنی حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب قبلہ اور جناب مولانا مولوی احمد سعید صاحب کے ساتھ تمام جماعت علماء پر لعن و طعن کیا گیا ہے اور پوری جماعت کی تحقیر و توہین پر کتاب کا یہ حصہ مشتمل ہے چنانچہ اس سے متاثر ہوکر معاصر الجمعیۃ کو پندرہ سولہ مقالات سپرد قلم کرنے پڑے جو انتہائی شریفانہ انداز میں لکھے گئے ہیں اور واقعات سے مدلل و مبرہن ہیں جن سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

صرف جمعیت العلماء اور اس کے ارکان ہی ہدف ملامت نہیں بنے بلکہ وہ تمام افراد و اشخاص جن کو مولانا مولوی محمد علی مرحوم سے کبھی اختلاف رہا یا مولانا مرحوم کو کسی سے اختلاف ہوا اس کی مٹی ضرور پلید کی گئی ہے یہاں تک کہ ایسے میں بغضداری اور وسعت مشربی سے کام لیا گیا ہے کہ عبدالماجد صاحب کو جس کسی سے کوئی شکایت کبھی پیدا ہوئی ہے اس کی بھی مٹی خراب کی گئی ہے مثلاً مولانا ابوالکلام آزاد سے مولانا عبدالماجد صاحب کو دیرینہ بغض ہے چنانچہ ان کے خلاف زہر بجھے کمینے تلے اس کتاب میں کئے گئے ہیں اگرچہ ان موقع پر ان کا نام نہیں لیا گیا مگر اس مقام کی عبارت پڑھکر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بغض ماجدی کی یہ تلوار کس

بتلائی گئی ہے واقعہ یہ ہے کہ نفس جذبات یا غلط اجتماع کی تالیف کے سلسلہ میں "مد جزر و کرب" کی اصطلاح کے مقابلہ پر الہلال میں "مد لذت و الم" کی سفارش کی گئی تھی اس مسئلہ کو عبدالماجد صاحب نے ایک نزاعی حیثیت دے دی تھی اور الہلال میں اسی سلسلہ میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں نہایت شگفتہ طریق اور مزاقانہ انداز میں عبدالماجد صاحب سے نوک جھوک تھی اور یہیں سے کہا گیا تھا کہ اگر علمی ذوق ہے تو اس قدر زود رنجی کا شیوہ چھوڑنا پڑے گا وہ تاریخ اور آج کا دن ہے کہ عبدالماجد صاحب مولانا ابوالکلام آزاد سے علمی بغض رکھتے ہیں اور اس کا اندازہ آج بھی ہر شخص عبدالماجد صاحب سے مولانا ابوالکلام کے متعلق گفتگو کر کے کر سکتا ہے اسی بغض و کینہ کا مظاہرہ نہایت کمینگی کے ساتھ اس کتاب میں کیا گیا ہے۔

مولانا ابوالکلام کے علاوہ بھی مشکل سے کوئی بچا ہوگا جس سے مولانا محمد علی سے اختلاف کرنے کا گناہ سرزد ہوا ہو اور اس پر کیچڑ نہ پھینکی گئی ہو مثلاً مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر انصاری، چودھری خلیق الزماں، مولانا عبدالقادر قصوری، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا احمد سعید، مولانا عبدالباری رحمتہ اللہ علیہ، مولانا ظفر علی خاں اور خدا معلوم کتنے اصحاب ہیں جن پر زبان طعن دراز کی گئی ہے خود عبدالماجد صاحب کو خود بھی کتاب کا یہ نقص اس قدر نمایاں طور پر محسوس ہوا کہ کتاب میں پانچ نامے جو صفحات قلمبند کئے ہیں ان میں اس نقص کی طرف اشارہ کر کے یہ چند گناہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہو اور رئیس احمد صاحب کو بھی اس پردہ میں معذرت کرنی پڑی ہے کہ یہ ناگوار فرض محض سیرت نگاری کے فرض کو محسوس کر کے ادا کرنا پڑا حالانکہ سیرت نگاری کے فرض سے اگر سبکدوش ہونا ضروری ہوتا تو اس قسم کا مدح نامہ نہ لکھا جاتا اور مولانا محمد علی کو معصوم فرشتہ نہ دکھایا جاتا بلکہ مولانا محمد علی جو تھے وہی ان کو دکھایا جاتا مگر ہاں تو اس کتاب کے لکھنے سے مقصد ہی دوسرا تھا یعنی یہ کہ تمام لیڈر اور تمام علماء کی دھجیاں بکھیری جائیں اور ان کو حقیر و ذلیل صورت میں پیش کیا جائے۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مولانا محمد علی کی لائف یہ فرض کر کے لکھی گئی ہے کہ ہندوستان میں جو سیاسی مذہبی ملی تحریک شروع ہوئی اور جو اجتماعی کام بھی اجتماعی حیثیت سے ہوا بس وہ صرف مولانا محمد علی کی وجہ سے ہوا یعنی صرف انہی کی ایک ذات واحد تھی جس نے سب کچھ کیا اور کسی نے کچھ نہیں کیا اور اگر کچھ آدمیوں نے کچھ کام کئے تو ان کی حیثیت محض [illegible] کی سی تھی کسی زمانہ میں الحمد للہ رب العالمین کا ترجمہ یہ کرایا جاتا تھا کہ سب تعریف ثابت ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے جو پروردگار ہے عالموں کا اور مولوی صاحب اس کی تفسیر یہ بیان کیا کرتے تھے کہ دنیا میں خواہ کوئی شخص قابل تعریف کام کرے اس کام کی تعریف اور اس کام کے کرنے والے کی تعریف نہ ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ رب العالمین کی تعریف ہوگی جس نے اس کو پیدا کیا پالا پرورش کیا اور کام کرنے کی عقل و سمجھ دی مثلاً لوہار کوئی مشین بنائے جو بہت اچھی اور مفید ہو تو لوہار قابل تعریف نہ ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ ہوگا جس نے لوہار کو ایسی مشین بنانے کی عقل و توفیق عطا فرمائی اور یہ فرمایا تھا کہ سب تعریف ثابت ہے واسطے اللہ کے جس نے مشین بنائی لہذا لوہار کی نسبت دور کر دی جائے گی کیونکہ حقیقت میں اس کا وجود کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

اسی طرح عبدالماجد صاحب دریابادی نے اس کتاب کو اس قاعدہ کلیہ کے تحت لکھوایا ہے کہ سب تعریف ثابت ہے واسطے مولانا محمد علی کے جو کرنے والے ہیں کام کے قدر نہیں کیا گیا کسی دوسرے نے سوائے مولانا محمد علی کے۔

اس ذہنیت کے ماتحت جب کسی شخص کی سوانح حیات لکھی جائیگی تو ظاہر ہے کہ قدم قدم پر لوگوں کی توہین و تذلیل ہوگی چنانچہ اس کتاب کا یہی حال ہے کہ مولانا محمد علی کی مدح و ستائش کے پہلو میں ان کے تمام ساتھی کام کرنے والوں کی قدم قدم پر تحقیر و تذلیل کی گئی ہو جس [illegible] عبدالماجد صاحب اور رئیس احمد صاحب دونوں نے اس کی معذرت کی ہے جو عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر وابستہ لوگوں کی توہین و تذلیل مقصود نہ ہوتی تو تمام واقعات اور مولانا محمد علی کی پوری پوری تعریف و توصیف بھی ہو سکتی ہے اور جن کی توہین و تذلیل اس کتاب میں دانستہ کی گئی ہے اس سے بھی بچا جا سکتا تھا مگر جب ایک مقصد یہ ہو کہ مولانا محمد علی کے تمام معاصرین کی توہین و تذلیل کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے تو کیسے ممکن تھا کہ اس سے بچنے کی کوشش کی جاتی اور محترم قائدین ملت اور علماء اسلام کی پگڑیاں نہ اچھالی جائیں [illegible] اس کتاب میں جہاں کہیں مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کا [illegible] انتہائی حسن عقیدت اور تعظیم کے ساتھ لیا گیا کہیں محترم اڈیٹر صاحب [illegible] عبدالماجد صاحب وغیرہ کہیں مولانا عبدالماجد دریابادی اور شاید بعض جگہ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب بھی ہو لیکن اس کے مقابل ڈاکٹر انصاری، مولانا ابوالکلام، مولانا ظفر علی خاں، مولانا عبدالباری صاحب مرحوم، مولانا کفایت اللہ، مولانا حسین احمد صاحب اور دوسرے بزرگوں کے نام [illegible] حالات پڑھئے جن میں ان کا ذکر ہے یا ان کی طرف اشارات [illegible] معلوم ہوگا کہ ہمارا مصنف [illegible] میں ان بزرگوں کی عزت و عظمت [illegible] کہ عبدالماجد صاحب کی ہو حالانکہ [illegible] صاحب آج تک کسی خفیف سے خفیف خطرہ کے بھی قریب نہیں گئے [illegible] اور مجاہدین دین حنیف کی صف میں اور محفوظ رکھا [illegible] قربانیوں کے خلاف بہت کچھ مگر جہاں خطرہ کا خفیف جھلک بھی نظر آئی چپ سادھ کر بیٹھ گئے مطلب یہ کہ عبدالماجد صاحب کو ان بزرگوں سے کوئی نسبت ہی نہیں جنہوں نے راہ دین و ملت میں قربانیاں کی ہیں طرح طرح کے مصائب تمام برداشت کئے ہیں اور اب تک کر رہے ہیں مگر ان کی تو قدر و قیمت [illegible] کی گئی ہو اور عبدالماجد صاحب برابر قابل احترام نہیں سمجھا گیا مگر عبدالماجد صاحب کا [illegible] سے ذکر کیا گیا ہے کہ گویا مولانا محمد علی کے بعد قابل پرستش عبدالماجد صاحب ہی کی ذات ہے۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ واقعات غلط سلط لکھے گئے ہیں بعض واقعات کی صورت مسخ کر دی گئی ہے مثلاً ایک واقعہ [illegible] لکھا گیا ہے کہ انہوں نے صوبہ سرحد اصلاحات کے [illegible] اسمبلی میں [illegible] صوبہ سرحد اصلاحات کا مسئلہ پیش ہوا تو موتی لال نہرو [illegible] کہا کہ اس سوال کو [illegible] کا سوال بنا دیا گیا پنڈت جی نے کہا کہ پانی کے [illegible] ہر شخص کو حق ہے کہ جو رستہ چاہے [illegible] یہ بالکل غلط ہے [illegible] مخالفت کی۔

بہرحال اسی قسم کی غلط بیانیوں سے یہ کتاب معمور ہے اور اس کو [illegible] کا ایک دروازہ کھول دیا گیا ہے اور اس کی تمام تر ذمہ داری عبدالماجد صاحب پر عائد ہوتی ہے ہمارے خیال میں اس کی اشاعت روک دینی چاہیے اور دوسرا ایڈیشن صحیح واقعات کے ساتھ شائع کرنا چاہیئے جو اکابر علماء و زعماء پر طعن سے خالی ہو۔

پٹھان کا بیٹا

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

[illegible] سے کچھ آگے جا کر [illegible] ایک چھوٹا [illegible] جنگل [illegible] ہے اس لئے [illegible] جنگل [illegible] شکار [illegible] آرام سے ۔ بیٹھے ہوئے فرصت کے وقت [illegible]

[illegible] لوگوں کا اتنا بڑا مجمع کسی نے کبھی دیکھا [illegible] اس طرح میں شکار کی غرض سے آتے [illegible] ہوئی تھی قصبہ کا ایک ایک بچہ اسٹیشن [illegible] موجود تھے اور اس اجتماع کا باعث یہ تھا کہ گزشتہ [illegible] قصبہ [illegible] کے رئیس اعظم عبدالرحمٰن خاں ڈاکوؤں [illegible] وقت ایک ڈاکو کی گولی سے ہلاک ہو گئے تھے اور اس وقت ان کی [illegible] جا رہی تھی تاکہ اپنے خاندانی قبرستان میں دفن کی جائے۔

عبدالرحمٰن خاں اگرچہ بہت بڑے رئیس تھے اور بالعموم اس درجہ کے رئیس [illegible] بہت کچھ تکلیف کا باعث ہوا کرتے ہیں لیکن وہ کچھ ایسے [illegible] سے بھلائی کے سوا برائی نہیں پہنچی یہی وجہ تھی کہ سارا [illegible] ان کی عمر کوئی [illegible] معلوم ہوتے تھے [illegible] ان کی آنکھ کھلی تو فوراً اسی طرح ڈاکوؤں کو پکڑنے کے لئے باہر نکل آئے اور ایک ڈاکو کو پکڑ بھی لیا مگر اس کے [illegible] کی گولی ان کے دل پر بیٹھی اور اسی وقت گر کر [illegible] یہ گروہ کچھ عرصہ سے اس علاقہ میں آیا ہوا تھا اور اس [illegible] پہنچی تھیں آس پاس کے دیہات [illegible] کے نام سے لوگ [illegible] ایک [illegible] ڈال چکا تھا اور اس [illegible] انسان کا جوان بیٹا دونوں کا [illegible] تھے یہ عجیب بات تھی کہ [illegible] مشہور ہوئے تھے اور [illegible] صرف اسی طرح [illegible] کے ہاتھوں اپنی جان [illegible] پولیس بڑی سرگرمی کے ساتھ مصروف تفتیش تھی اور گرفتاری [illegible] ایسا [illegible] سیلاب کی طرح [illegible] تباہی پھیلا کر نکل جاتا [illegible] طرح طرح کی روایتیں مشہور تھیں [illegible]

سکتا ہو اس کے پاس تو سکندر شاہ صاحب کا تعویذ ہے۔ پہلی بیعت [illegible] اور بریلی میں ایک ہلچل مچی ہوئی تھی اور پولیس افسروں کو رات کی نیند حرام تھی۔ عبدالرحمٰن خاں کی لاش کو رخصت کرنے کے لئے تمام گاؤں آیا ہوا تھا اور ہر شخص غمگین دکھائی دیتا تھا لیکن سب سے زیادہ قابل رحم حالت ان کے نوجوان لڑکے کی تھی جس کا نام عبدالمنان تھا جو اگرچہ خود بھی زخمی تھا لیکن باپ کے مرنے کے غم نے گویا خود اپنے آپ کو بھی بھول گیا تھا سر دبائے شکستہ عبدالمنان باپ کی لاش کے پہلو میں بیٹھا تھا اور اس کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ یہ کیا ہو گیا اس کی نگاہیں زمین پر گڑی ہوئی تھیں نہ وہ کسی چیز کو دیکھ رہا تھا اور نہ کوئی خاص خیال اس کے دماغ میں تھا اس کا غم کوئی معمولی غم نہ تھا [illegible] اسی سال علیگڑھ یونیورسٹی سے بی اے پاس کیا تھا اور اب وہ اپنی چھٹی کا زمانہ گزارنے اور شکار کھیلنے کے لئے گھر آیا ہوا تھا۔

پہلی بیعت [illegible] اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جانے کے بعد بھی منان کی حالت میں کوئی فرق نہ پڑا۔ وہ اب بھی اسی طرح غم و رنج کی ایک زندہ تصویر تھا دوستوں نے اس کا دل بہلانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے انہوں نے بہت چاہا کہ کسی طرح اس کا غم غلط ہو جائے لیکن وہ بھی کامیاب نہ ہو سکے وہ ہر وقت کسی گہری سوچ میں مبتلا رہتا تھا اور استغراق کا یہ عالم تھا کہ لوگوں سے بولنا چالنا تک چھوڑ دیا تھا اپنے دوستوں سے اگر کبھی وہ گفتگو کرتا بھی تھا تو وہ بھی فیروز کے متعلق ہوتی تھی اور بار بار اس کی زبان سے یہ فقرہ نکلا کرتا تھا کہ آخر یہ پولیس کس مرض کی دوا ہے جبکہ وہ چار مہینے کی مسلسل کوششوں کے باوجود ایک مجرم کا پتہ نہیں لگا سکی اور وہ مجرم بھی کہیں روپوش نہیں ہو گیا ہے بلکہ یہیں [illegible] کے سر پر موجود ہے اور مزید [illegible] کرتا رہتا ہے۔

ایک دن نہ معلوم منان کو کیا خیال آیا کہ وہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اب میں خود اپنے باپ کے قاتل کا پتہ لگاؤں اور اسے پھانسی دلاؤں۔

سپرنٹنڈنٹ۔ واقعی آپ کا دل یہی چاہتا ہوگا اور اس میں کچھ حرج بھی نہیں ہے لیکن آپ ابھی بالکل نوجوان ہیں اور ان ڈاکوؤں کی شرارتوں کا آپ کو ذرا بھی تجربہ نہیں ہے اس لئے اندیشہ ہے کہ انھیں گرفتار کرنے کی بجائے کہیں آپ خود ان کے ہاتھوں میں نہ پڑ جائیں نیز جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے بہت زیادہ بیرحم آدمی ہے اور اسے دوسروں کی جان لینے میں ذرا سا بھی تامل نہیں ہوتا۔

منان۔ یہ صحیح ہے کہ پولیس افسروں کی طرح تو ہوشیاری کے ساتھ میں کام نہ کر سکوں گا لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ پولیس افسروں کے دل میں وہ جوش نہیں ہے جو میرے دل میں ہے اس لئے بہت ممکن ہے کہ میں کامیاب ہو جاؤں۔

سپرنٹنڈنٹ۔ آپ کی مرضی میں اپنے ماتحتوں کو ہدایت کر دوں گا کہ ہر موقع پر آپ کا خیال رکھیں اور ضرورت ہو تو آپ کو مدد دیں لیکن میں ایک مرتبہ پھر آپ [illegible]

میں کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس جھگڑے میں نہ پڑیں اور الگ ہی رہیں تو بہتر ہے۔ فیروزا بہت ہی غیر معمولی قابلیتوں کا انسان ہے اور ہمارے محکمے کے افسر بھی اس کی عیاریوں سے پریشان ہو چکے ہیں اس وقت تک نہیں کہا جا سکتا کہ کہاں ہے نہیں معلوم ہو سکا ہے کہ اس کی جائے پناہ کہاں ہے کیونکہ وہ اس قدر ہوشیار ہے کہ قصبوں اور دیہاتوں میں وہ کسی سے مطلقاً ذرا سا بھی تعلق نہیں رکھتا اور یہ واقعہ ہے کہ کسی شخص کو اس کے حلیہ تک نہیں معلوم ہو یہ بالکل ممکن ہے کہ وہ معمولی شریفانہ لباس پہنکر روزانہ مجھ سے یا میرے ماتحت افسروں سے ملاقات کرجائے انہی سب باتوں کو پیش نظر رکھکر میں آپ کو منع کرنا چاہتا ہوں آئندہ جیسی آپ کی مرضی ہو

مشان۔ میں اس بیش قیمت مشورے کے لئے سچے دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن میں کیا کروں میری رگوں میں خالص افغانی خون ہے جو ہیجان میں آچکا اور اب اس میں اس وقت تک سکون نہیں پیدا ہو سکتا کہ جب تک یا تو میں اپنے باپ کے قاتل سے انتقام نہ لے لوں یا پھر خود موت ہی ہمیشہ کے لئے میرے دوران خون کو بند کر دے جن مشکلات کا آپ نے ذکر کیا وہ سب میرے پیش نظر ہیں لیکن میرا دل کہتا ہے کہ میں ضرور کامیاب ہوں گا جس رات کو ہمارے یہاں ڈاکہ پڑا تھا میں نے فیروزا کی شکل کسی نہ کسی حد تک دیکھی تھی اور میرا خیال ہے کہ اگر سامنا ہو گیا تو میں اسے پہچان سکوں گا میں اپنی حفاظت کے لئے دو پستول اپنے ساتھ رکھوں گا اور اگر ضرورت پڑی تو انہیں بے دریغ استعمال بھی کروں گا آپ سے صرف یہی درخواست ہے کہ آپ اپنے پولیس افسروں کو ہدایت فرما دیں کہ میری اطلاع دہی پر وہ سستی سے کام نہ لیں اور جلد سے جلد اس جگہ پہنچ جائیں کہ جہاں میں انہیں بلاؤں۔

سپرنٹنڈنٹ۔ بہتر ہے میں انتظام کر دوں گا۔

مشان۔ شکریہ۔

مشان نے مصنوعی بالوں کی جٹائیں سر پر باندھیں، مصنوعی داڑھی اور مونچھیں لگا لیں، گیروے رنگ کے کپڑے پہنے ایک تانبا سا چمٹا ہاتھ میں لیا اور جنگل کی طرف چل دیا اس نے سوچا کہ ترتیب سے جنگلوں میں فیروزا کو تلاش کرنا فضول ہے کیونکہ اگر وہ یا اس کا گروہ کہیں قریب میں رہتا ہوتا تو دیہات کے باشندے کبھی نہ کبھی ضرور انہیں دیکھتے لیکن پولیس ایک ایک گاؤں والے سے پوچھ چکی تھی اور ہر ایک نے کانوں پر ہاتھ رکھا تھا اور یہی کہا تھا کہ ہم نے انہیں کبھی نہیں دیکھا۔ جنگل میں داخل ہو کر اس نے شمال کا رخ کیا اور تھوڑا آگے بڑھ کر دریائے ساردا کے کنارے کنارے اپنا سفر جاری رکھا اگر کہیں کوئی آبادی نظر پڑ جاتی اور وہاں کچھ کھانے کو مل جاتا تو خیر ورنہ اکثر جنگل کے پھلوں پر اور سارد کے ٹھنڈے اور میٹھے پانی پر گزارا کیا کرتا جنگل کے وہ حصے زیادہ گھنے اور آبادیوں سے بہت دور نظر آتے انہی میں بے خوف و خطر گھس جاتا اور کبھی کبھی اپنا راستہ چھوڑ کر دریا سے کئی کئی کوس دور ہو جاتا اور ایسے مقام کو خوب اچھی طرح دیکھتا کہ جو بظاہر بہت بھیانک اور خوفناک نظر آتا ہو وہ کبھی رات بھر سفر کرتا کبھی دن میں کبھی حد سے زیادہ گھنے جنگل میں گھس جاتا اور کبھی کھلے میدانوں میں آجاتا غرض اسی طرح مسلسل دو مہینے سفر کر کے اس نے جنگل کا ایک ایک کونا چھان مارا لیکن فیروزا اور اس کے گروہ کا کہیں پتہ نہ ملتا تھا نہ لگا اثنائے سفر میں جہاں کہیں کوئی آبادی آجاتی تو گاؤں والے اسے سادھو اور خدا رسیدہ فقیر سمجھ کر اس کے پاس آتے اور اپنی اپنی مرادیں بیان کرتے وہ [illegible] ان باتوں میں [illegible] گروہ کے متعلق [illegible] [illegible] کہیں کچھ نہ معلوم ہوا کہ [illegible] فیروزا کی [illegible] کا [illegible] معلوم ہو سکا کہ جو کچھ بھی پتہ چل سکتا۔

مشان کا گشت ہوا تقدیر [illegible] تھا رو [illegible] اور [illegible] اُتار رہا تھا اور مصنوعی جٹائیں [illegible] لنگر میں چلا ہوا مشان علیگڈھ کا [illegible] دو مہینے سے ہر قسم کی شدید تکلیفیں [illegible] تھا اور سوچنے لگا ہوا تھا کہ کسی طرح اس ڈاکو کا پتہ لگا لے جو اس کے باپ کا قاتل ہے پہاڑ اور جنگلوں اس کی تکلیفوں کے ساتھ جنگل [illegible] خوف سب چیزیں تھیں کہ مشان کے بجائے اگر کوئی اور ہوتا تو [illegible] بہت پہلے ہی باز آجاتا لیکن مشان ابھی دھن کا پکا اور ارادے کا مضبوط تھا وہ یہ فیصلہ کر کے چلا تھا کہ یا تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو گا یا اسی مقصد کی خاطر اپنی جان شمال کی طرف بڑھتے بڑھتے تقریباً دو مہینے کے بعد وہ کوہ ہمالہ کے دامن پہنچ گیا اور اس نے دیکھا کہ پہاڑ کے نشیب و فراز کی وجہ سے یہاں بکثرت ایسے موجود ہیں کہ جہاں اس قسم کے مجرموں کی بڑی بڑی جماعتیں مستقل پوشیدہ رہ سکتی ہیں وہ ایک پہاڑ پر چڑھا اور جب اس کی چوٹی پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ وہاں سے وہ بہت دور تک آس پاس کی گھاٹیوں کو دیکھ سکتا ہے اس لئے اس نے طے کر لیا کہ چند روز اسی چوٹی پر بیٹھ کر دیکھے ایک تارک الدنیا فقیر کی طرح وہ بڑے اطمینان کے ساتھ وہاں بیٹھ گیا اور گرد و پیش کے منظر سے دل بہلانے لگا چوٹی پر دو ہی رات اسے تیسرا روز تھا کہ علی الصباح ایک کوہستانی دہقان اس کے پاس آیا اور اس کے پیروں کو ہاتھ لگانے کے بعد بیٹھ گیا۔

مشان۔ کیوں بچہ کیا چاہتا ہے؟

دیہاتی۔ مہاراج کے درشن کرلئے بس سب کچھ مل گیا میری اور کوئی اچھا

مشان۔ اچھا بابا مالک تیرا بھلا کرے گا بچہ تیرا گھر کہاں ہے۔

دیہاتی۔ یہاں سے کوس بھر پر ایک گاؤں ہے۔

مشان۔ کوئی بڑا گاؤں ہے؟

دیہاتی۔ مہاراج آپ چلیں چل کر دیکھ لیں وہیں اشنان کر کے کچھ بھوجن کریں اور سب گاؤں والوں کو درشن بھی دیدیں۔

مشان۔ (مسکرا کر) سادھو کا بھوجن کرنا کیا بابا اچھا چلو تمہارا گاؤں دیکھ دیہاتی آگے ہو لیا اور مشان اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ پہاڑ کی دشوار گزار راستہ اور پھر جنگل، بہت دشواری سے دونوں آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ ایک پہاڑی کا ایک چھوٹا سا ٹیلہ طے کر رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک شیر سامنے جنگل کا یہ حسین جانور اور خوفناک درندہ بھی شاید رات بھر اپنے غار میں آرام کر کے اب ناشتہ کرنے کے لئے جا رہا تھا اور پہاڑ کی گھاٹی میں بیٹھا سوچ رہا تھا طرف کا رخ کرے ان دو جیتے جاگتے انسانوں کو آتے دیکھ کر اس نے ایک ادا کے ساتھ اپنا سر اٹھایا انسان پر ایک غائر نظر ڈالی دیہاتی شیر کو دیکھتے ہی بھاگ کر بیٹھا اور مشان کی آڑ لیکر فوراً پکڑ لی اور کی بائیں ہمت کرنے سے پہلے بہت دور

ہوگئی [illegible] ہی پکار کر [illegible]
ایک خوف [illegible] قدر حسین [illegible] تقریباً [illegible]
[illegible] اس سے [illegible]
[illegible]
[illegible] آواز [illegible]
[illegible] اور نہایت [illegible] اور اس
[illegible] کے ساتھ [illegible] لیکر ٹھیک اس
[illegible] آواز ہوا اور گولی بالکل صحیح نشانہ پر لگی
[illegible] ڈھیر ہوگیا۔
[illegible] نکلا اور پھر گر ہیں لگا لیا اور چاروں طرف اس
پستول [illegible] کیسا چھوڑ کر بھاگ گیا تھا دیہاتی آواز نے
[illegible] اور منان نے دیکھا کہ شیر کے کھڈ میں کھڑا ہوا نیچے
معلوم کرنے [illegible] کو اللہ کی اللہ تبارک شیر پکا ہوا تب وہ پھر
مشکل [illegible] کے قریب آگرا۔ اس کی جرات اور اس کی نشانہ بازی کی بہت
تعریف کرنے لگا۔

"مہاراج آپ نے تو آج بڑے عجب کا کام کیا یہ شیر آدمیوں پر لاگو ہو گیا تھا اور کئی ویرو انسانوں کو کھا چکا تھا آپ نے اس کے مارنے کا [illegible] بڑا احسان کیا ہے۔"

منان۔ بھئی میں نے تو کسی پر بھی احسان نہیں کیا ہے اپنی جان بچانے کے لئے میں نے اسے مار دیا اگر میں اسے نہ مارتا تو وہ مجھے مار ڈالتا۔

دیہاتی (تعجب سے) میں! اگر مہاراج آپ کی بندوق کہاں ہے جس سے آپ نے اسے مارا!

منان۔ (مسکرا کر) ہماری جیب میں ہے

دیہاتی (حیرت سے) جیب میں! بندوق جیب میں کیسے آگئی!

منان۔ چھوٹی سی بندوق ہے جسے پستول کہتے ہیں۔

باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں جب اس پہاڑی سے نیچے اتر آئے تو منان نے دیکھا پہاڑ کی بالکل جڑ میں ایک چھوٹا سا مستطیل میدان جو اندازاً سو گز مربع ہوگا درختوں سے بالکل صاف ہے اور اس کے سامنے جنگل شروع ہو جاتا ہے جو اس مقام پر اور سے زیادہ گھنا اور بالکل تاریک۔ یہ منان ایک کوس سے زیادہ راستہ طے کر چکا تھا اور یہاں پہنچ کر اسے توقع تھی کہ گاؤں نظر آجائے گا لیکن جب اسے کہیں آبادی کا کوئی نشان نظر نہ آیا تو اس نے پوچھا:

"تمہارا گاؤں ابھی کتنی دور ہے؟"

دیہاتی۔ مہاراج بس اب ہم پہنچ گئے سامنے پیڑوں کی آڑ میں گاؤں والوں کی جھونپڑیاں ہیں۔

منان بے فکری اور اطمینان کے ساتھ آگے بڑھا اور اب یہ دونوں میدان کو طے کر کے جنگل کے بالکل قریب پہنچ گئے دیہاتی [illegible] تھا اور اس نے ایک ایسے لہجہ میں کہ جس میں ادب یا تعظیم کا شائبہ تک نہ تھا کہا

"[illegible] تمہارے پاس پستول کہاں سے آیا؟ [illegible] ایسی چیز کا کیا [illegible] شک ہوتا ہے کہ کہیں تم کوئی ڈاکو تو نہیں ہو [illegible] کسی [illegible] یا سادھو [illegible] پستول اور بندوقیں [illegible] ہیں [illegible] کہا اور [illegible] کر ایک [illegible] اتنا بڑا شیر ڈھیر ہو گیا اور سانس تک نہ لیا۔"

منان اس کے بدلے ہوئے انداز سے چونک کر بولا۔ بابا فقیر کے پاس سب کچھ ہوتا [illegible] ایسی چیزیں اپنے پاس نہ رکھیں تو بھلا ایسے جنگلوں اور پہاڑوں میں [illegible]

دیہاتی نے تین مرتبہ آہستہ آہستہ سیٹی بجائی اور اس کے بعد نہایت کرخت لہجہ میں بولا۔ مجھے دھوکہ دینا آسان کام نہیں ہے میں خوب جانتا ہوں کہ تم خفیہ پولیس محکمہ کے ہو اور سادھو کا بھیس بنا کر مجھے گرفتار کرنے آئے ہو جس وقت تم ناسک پور کے جنگل میں تھے میں نے اسی وقت تمہیں پہچان لیا تھا اور اس وقت سے اب تک برابر تمہارے پیچھے پیچھے پھر رہا ہوں مجھے ابھی تک پورا یقین نہیں تھا اسی لئے آج تمہیں یہاں بلا لایا تھا کہ تمہاری جامہ تلاشی لے کر معلوم کروں گا کہ تم کون ہو۔ مگر اب اس کی بھی ضرورت نہیں ہی کیونکہ تمہارے پاس پستول کا ہونا اور تمہارے نشانہ کا اتنا صحیح ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ تم پولیس کے افسر ہو۔

منان (مسکرا کر) بابا تو کیسی باتیں کر رہا ہے ہم تو سادھو لوگ ہیں اسی طرح جنگل مارے مارے پھرتے ہیں۔ یہ پہاڑی اچھی معلوم ہوئی تو چار دن کو یہیں بسیرا کر لیا۔ تم فیروزا چور تو [illegible] گیا اور کوئی اور ہے تو ہمیں کیا۔ ہم کیا جانیں کہ فیروزا کون ہے۔ سادھو سنتوں کو اس طرح دق کرنا اچھا نہیں ہوتا۔

فیروزا۔ چندا!

چندا کو آواز دینے پر منان نے مڑ کر دیکھا تو آٹھ دس [illegible] سات آدمی دہقانی لباس میں اس کے پیچھے کھڑے ہیں۔ اور انہیں میں سے ایک آگے بڑھ کر فیروزا کے قریب آیا

فیروزا۔ دیکھو چندا یہ بہت بڑے انسپکٹر صاحب ہیں انہیں بہت اچھی طرح سے رکھنا ایسا نہ ہو کہ یہ تمہاری قید سے نکل بھاگیں اور ہاں پہلے ان کا پستول تو لیلو۔ (منان سے مخاطب ہو کر) انسپکٹر صاحب خیریت اسی میں ہے کہ چپکے سے پستول دے دیجئے۔

منان۔ بابا تو کیوں دیوانہ ہوا ہے فقیروں سے دل لگی کرتا ہے تجھے پستول لینا ہے تو لیلے۔

فیروزا۔ (مسکرا کر) اچھا پستول تو دیدو پھر کچھ اور باتیں کرنا۔ چندا نے اپنے آدمیوں کو بھی اشارہ کیا اور خود بھی آگے بڑھا تاکہ منان کو اپنی حراست میں لے لے۔ منان کسی قدر دہنی طرف کو گھوما اور تھوڑا پیچھے کو بھی ہٹ گیا اور اس طرح چندا اور اس کے دہنی جانب اور فیروزا سامنے کی طرف اس سے تقریباً دس قدم پر ہوگئے۔ ایکدفعہ پھر فیروزا [illegible]

بابا تمہیں دھوکا ہوا ہے میں انسپکٹر ونسپکٹر کوئی نہیں [illegible] ایک غریب سادھو ہوں مجھے ستانے سے تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ پستول مجھے [illegible] صاحب نے دیا تھا کہ جنگل میں سینکڑوں بلاؤں کا سامنا ہوتا ہے [illegible] اسی لئے ایسے ہی موقعوں کے لئے اپنے پاس رکھتا ہوں۔

چندا۔ (ڈانٹ کر) بدمعاش کہیں کا! باتیں بنائے جاتا ہے پستول نکال کے نہیں دیتا اپنے ہوش میں ہے۔ اور نہ ایسے نہیں مانیگا۔ یہ کہہ کر [illegible] پستول چھین لے۔ چندا ایک بہت قدآور اور طاقتور شخص تھا اور اس کی صورت ہی ایسی ڈراؤنی تھی کہ معمولی آدمی تو اسے دیکھ کر ہی ڈر جاتا ایک ظالمانہ مسکراہٹ کے ساتھ وہ آگے بڑھا لیکن منان نے کسی قدر پیچھے ہٹ کر کہا۔

"بابا تم کوئی ہمیں ہاتھ مت لگاؤ ہم پستول اپنے آپ دیئے دیتے ہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنے کپڑوں کے اندر ہاتھ ڈالے اور دونوں ہاتھوں میں ایک ایک پستول لے کر فیروزا سے کہا۔

"میں ہرگز ہرگز پولیس کا افسر نہیں ہوں لیکن اتنا بزدل بھی نہیں ہوں کہ اپنے پستول یونہی بے لڑے بھڑے تمہیں دے دوں اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو

جدھر سے آئے ہو ادھر ہی چلے جاؤ یہ دونوں پیالے بھرے ہوئے ہیں اور میرے نشانے کا حال تمہیں معلوم ہی ہو چکا ہے اب اگر کسی نے میری طرف کو قدم بڑھایا تو سمجھ لو کہ بے موت مارا جائے گا۔

فیروزا اور اس کے ساتھی کچھ دیر تو ٹھہرے رہ گئے لیکن جب سب جنگ آزمودہ ڈاکو تھے اس لئے صرف ایک لمحے کے بعد وہ سب سنان کی طرف دوڑے اور چار کارتوس دائیں سے مڑ کر گر ہو ہی مجبوراً سنان کو فیر کرنا پڑا۔ وہ فیر کرتا جاتا تھا اور جنگل کے اندر کی طرف بھاگتا جاتا تھا سب سے پہلے بدری کے گولی لگی اور اس کے گرنے سے ایک ڈاکو کی ہمت پست ہو گئی دوسری گولی چند اکی ٹانگ میں لگی اور وہ بھی بیکار ہو کر رہ گیا فیروزا اور باقی ماندہ پانچ ڈاکوؤں میں سے تین بڑی ہوشیاری کے ساتھ درختوں کی آڑ لیتے ہوئے سنان کا تعاقب کرتے رہے جنگل کے اندر تقریباً ایک میل گھس جانے کے بعد سنان کو پھر موقع مل گیا اور اس نے ان میں سے ایک کو اور گرا دیا فیروزا کے غصہ کی کوئی انتہا نہ تھی وہ گالیاں دیتا جاتا تھا اور برابر سنان کے پیچھے اس امید پر چلا آرہا تھا کہ جب کارتوس ختم ہو جائیں گے تو سے پکڑ لوں گا سنان بھی آستا ہو [illegible] کہ اس بات کا کچھ نہ سکا اس نے بھاگتے ہی بھاگتے اپنی پیٹی میں سے کارتوس نکال کر پیالے پر پھر بھر لیا تھا وہ اگر چاہتا تو فیروزا اور اسکے ساتھیوں کا باآسانی کام تمام کر سکتا تھا لیکن اس کی خواہش یہ تھی کہ کسی طرح وہ آبادی کے قریب پہنچ جائے تاکہ پولیس کو اطلاع کرنے میں آسانی ہو۔

تقریباً ڈھائی میل آگے بھاگنے کے بعد اس نے دیکھا کہ تھوڑی دور پر جنگل کے ختم کے آثار کچھ نظر آرہے ہیں لیکن پیچھے کی طرف مڑ کر دیکھنے پر معلوم ہوا کہ فیروزا اور اسکے ساتھی غائب ہیں فیروزا کو اس کی ٹیکری کا علم تھا اور جب اس نے دیکھا کہ اس کا دشمن اس کی ٹیکری تک پہنچ جانے لگا تو اس نے تعاقب چھوڑ دیا اور لوٹ گیا۔ آج پہلی مرتبہ سنان نے فیروزا کی شکل اچھی طرح دیکھی اور اس کی جائے پناہ کا کچھ پتہ بھی سامنے آ گیا۔

دامن کوہ کے اسی میدان میں کہ جہاں فیروزا نے اپنے آپ کو سنان پر ظاہر کیا تھا ایک غریب گھسیارا بیٹھا ہوا کر رہا ہے گھاس چھیل رہا ہے ٹھیک دوپہر کا وقت ہے اور دھوپ کی تیزی سے گھبرا کر جنگل کے تمام جانور سایہ دار درختوں کے نیچے یا پہاڑ کے غاروں میں جا کر چھپ گئے ہیں ہوا چل رہی ہے لیکن بہت کافی گرم ہے اور ذرا گرمی سے پریشان ہو کر گھسیارے نے بھی ایک عظیم الشان درخت کے سائے میں پناہ لی جس کے سایہ کا دور آنا بڑا تھا کہ بیٹھیں بیک وقت اس کے نیچے پناہ گزیں ہو سکتی تھیں قریب ہی میں ایک کنواں تھا گھسیارے نے اپنی لٹیا اور ڈور نکالی اور کنویں سے پانی بھر کر پیا اور ہری ہری گھاس پر لیٹ گیا گھسیارا اگرچہ بظاہر آرام کے لئے لیٹا ہوا تھا لیکن اس کی نگاہ برابر سامنے والے پیپل کے درخت پر تھی جو خشک ہو کر زمین سے تقریباً پانچ فٹ کی اونچائی پر ٹوٹ گیا تھا اور اب اس کی گزشتہ عظمت و شان کی یادگار صرف ایک کھوکھلا تنہ باقی رہ گیا تھا جس کا دور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بھوکا گویا منہ پھاڑے ہوئے ہے۔ کچھ دیر کے بعد گھسیارا اٹھا اور آہستہ آہستہ خشک درخت کے پاس گیا یہ گھسیارا بحقیقت عبد السنان تھا جسے خیال ہو گیا تھا کہ ضرور یہ سات ڈاکوؤں کی جائے پناہ ہے کیونکہ اسے یاد تھا کہ گزشتہ موقع پر فیروزا نے سیٹی بجائی تھی اور وہ اپنے گھوڑے سے ایک دو نہیں پورے سات آدمی نکل کر اس کے پیچھے اکٹھے ہوئے تھے۔ یہی بات تھی کہ سنان اتنی مشقت سے بھاگی کہ [illegible] تھا اس کی گزشتہ [illegible] کو اس میدان میں ایک قسم کی سنسنی چھائی ہوئی تھی کہ گویا اس میدان میں جہاں چند گھنے درختوں کے دامن کی جگہ ایسی نہ تھی جہاں کوئی چھپ سکے آخر اس نے ایک گر اس کو کھوکھلے تنے کے اندر جھانکا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی اس کے نیچے ہی ایک غار کا دہانہ سا نظر آیا اور اس کے شک یقین سے بدل گئے کئی مرتبہ اس نے ارادہ کیا کہ اس غار کے اندر اترے اور وہاں کا پتہ لگائے لیکن ہمت نہ پڑی اور وہ [illegible] کچھ دیر تک تذبذب میں رہا۔

بہت دیر تک اس کے خیالات [illegible] کہ وہ یہ سمجھتا ہوا [illegible] کہ اس میں پڑے بغیر کامیابی کی توقع [illegible] درخت کے تنے پر چڑھ کر اندر اتر گیا جو دہانہ اسے نظر آیا تھا وہ حقیقت [illegible] سے بہت ہی خفیف روشنی پہنچانے کا انتظام کیا گیا تھا [illegible] تو دل میں بڑا خوش ہوا اور ریوالور کا کندہ نہایت مضبوطی کے ساتھ پکڑ کر [illegible] سنان آہستہ آہستہ آگے کو بڑھتا چلا گیا سرنگ بالکل سیدھی نہ تھی بلکہ اس میں بہت ہی [illegible] تقریباً دو سو گز راستے طے کرنے کے بعد [illegible] بہت چوڑی ہو گئی ہے اور جس جگہ وہ کھڑا ہے وہ گویا ایک زمین دوز کمرہ ہے جس کی لمبائی اور چوڑائی چار چار گز سے زیادہ نہ تھی اس کمرہ میں روشنی کا انتظام راستہ کی بہ نسبت بہت زیادہ تھا اور سنان نے دیکھا کہ ایک طرف کونے میں پانچ بندوقیں دیوار سے لگی کھڑی ہیں اور ہر بندوق کے اوپر ایک پیٹی کارتوسوں کی لٹکی ہوئی ہے کمرہ میں اس سامان کے سوا اور کچھ نہ تھا اور اسے اچھی طرح دیکھ لینے کے بعد سنان نے وہ بندوقیں اور پیٹیاں کندھوں پر لاد لیں اور بہ احتیاط تمام سرنگ سے باہر آیا اور یہ سب چیزیں پہاڑ کے اس غار میں جا کر چھپا دیں جس میں وہ گزشتہ دو روز سے ٹھہرا ہوا تھا۔

اس کام سے فارغ ہو کر اس نے پہلے اچھی طرح ادھر ادھر نگاہ کی اور پھر ہمت کر کے دوسرے سوکھے ہوئے تنے کے اندر گیا کہ جو اندر سے کھوکھلا تھا اور جس کی جڑ میں بھی اسی طرح سرنگ کا دہانہ نظر آرہا تھا یہ سرنگ پہلی سے زیادہ روشن تھی اور کچھ دور چل کر اسے معلوم ہوا کہ اس میں سے دو نہیں بلکہ کئی ایک راستے بنے ہوئے ہیں وہ کسی ایک پر نہیں بلکہ سب پر چلا گیا لیکن جب وہ سرنگ چوڑی ہونے لگی اور اس نے اندازہ کیا کہ اب کمرہ قریب ہی ہوگا تو اسے کسی آدمی کی سی آہٹ معلوم ہوئی اور ٹھٹک کر رہ گیا اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور سر سے پاؤں تک ٹھنڈا پسینہ آگیا اس کو معلوم ہوا کہ کوئی اس کی طرف آرہا ہے اور جب اسے یقین ہو گیا کہ ضرور کوئی آدمی ہے تو اس نے جیب سے بجلی کی مشعل نکال کر بائیں ہاتھ میں لی اور داہنے ہاتھ میں ریوالور لیکر تیار ہو گیا آنے والا بڑی احتیاط کے ساتھ آہستہ آہستہ سنان کی طرف بڑھ رہا تھا اور جب دونوں کے درمیان صرف تین چار گز کا فاصلہ رہ گیا تو دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا بیک وقت دونوں طرف سے بجلی کی مشعلیں روشن ہوئیں اور فیروزا کے بالکل طرح ان سے نکلتی ہوئی لکیر ابھر آئی اور وہ لمحہ بھر کے لئے بڑی سنان کی طرح ہو گیا کوئی انتظار نہ تھا اس نے دیکھا کہ اس کے سامنے فیروزا ڈاکو کی جا نہ ایک نہایت ہی حسین اور کمسن لڑکی کھڑی ہوئی ہے۔

”تم کون ہو اور یہاں کیسے آئے؟“ لڑکی نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں پوچھا۔

سنان نے سر کار میں جواب دیا تمہیں کیا [illegible]

لڑکی: جواب دو کیونکہ یہاں کے سب ہی [illegible] ہیں تمہاری صورت بھی جو ہمدردی کی سی ہے تم پہلے ہرگز یہاں نہ آئے۔

منان۔ اگر میں چار نہیں ہوں تو آپ بھی ڈاکو کی بیوی نہیں ہو سکتیں۔
لڑکی۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ میں ڈاکو کی بیوی نہیں ہوں
منان۔ تو یہ بھی ٹھیک ہے کہ میں چار یا گھسیارا نہیں ہوں
لڑکی (کسی قدر تلخ لہجہ میں) تو پھر آپ کون ہیں اور یہاں کیوں آئے؟
منان۔ پہلے آپ بتایئے کہ آپ کون ہیں اور یہاں کیسے پہنچیں
لڑکی۔ میں اپنے حالات آپ کو نہیں بتا سکتی۔
منان۔ آپ کے حالات اس حد تک تو مجھے معلوم ہیں کہ آپ کا کسی نہ کسی کا تعلق خیر دنا ڈاکو اور اس کے گروہ سے ہے یہ بھی معلوم ہے کہ یہ اور اسی طرح کی اور سب سرنگیں انہیں کے چھپنے کے ٹھکانے ہیں اور اب جبکہ مجھے اس قدر معلوم ہے اور پھر بھی آپ اپنے حالات مجھ سے چھپانے کی کوشش کر رہی ہیں تو پھر آپ نے یہ کس طرح توقع کر لی کہ میں اپنے حالات آپ کو بتا دوں گا آپ مجھ پر اعتبار کیجئے تو میں بھی آپ پر اعتبار کر سکتا ہوں۔
لڑکی۔ (کچھ سوچ کر) یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہیں تو اب میرا انہیں چھپانا فضول ہے میں اسی بدقسمت ڈاکو کی بیٹی ہوں جس کا نام ابھی آپ نے لیا تھا اور میرا نام زہرہ ہے
زہرہ! (منان) زہرہ! کس قدر پیارا نام ہے۔
اچھا اب آپ کو بتا ہی دوں میرا نام عبدالمنان ہے اور آپ کے والد نے گذشتہ موقع پر جو گراچیدر میں ڈاکہ ڈالا تھا تو بے خطا اور بے قصور میرے والد کو جو بالکل نہتے تھے بندوق کا نشانہ بنایا تھا میں نے بہت دنوں تک انتظار کیا کہ پولیس مجرموں کا پتہ چلائے لیکن جب ادھر سے مایوسی ہوئی تو خود ان کی تلاش میں نکلا اور اب یہاں تک پہنچا ہوں۔
لڑکی۔ تو فرزند ہو کر، تو تم میرے والد کو گرفتار کراؤ گے!
منان۔ اگر میں ایسا کروں تو کیا بیجا ہوگا؟ تمہارے والد نے نہ معلوم اس وقت تک کتنے گھر ویران کر دیئے اور کتنی عورتوں کو بیوہ اور کتنے بچوں کو یتیم بنا دیا انہیں شاید معلوم نہیں کہ وہ کس قدر سنگدل بے رحم اور ظالم ہے نہ نہ شاید تم اس کے ساتھ رہنا ہی پسند کرتی ہو۔
لڑکی۔ مگر ابا نے تو ہمیشہ مجھ سے یہی کہا کہ میں خود کبھی ڈاکہ نہیں ڈالتا ہوں میرے پاس آدمی ہیں وہ ڈاکہ ڈالا کرتے ہیں۔
منان۔ اسی لئے انہوں نے تمہیں اسی دھوکہ میں رکھا کہ انہیں ڈر تھا کہ تم ان سے نفرت کرنے لگو گی
لڑکی (کچھ سوچ کر) یہ تو بہت برا ہوا ابا نے بہت برا کیا مگر پھر بھی ..... اچھا کچھ نہیں میں کچھ نہیں کہتی جو آپ کے جی میں آئے وہ کیجئے آخر آپ کے بھی تو والد ہی کی جان گئی ہے آپ کو اپنے والد سے بڑی محبت تھی جب ہی تو اس طرح اپنی جان پر کھیل کر یہاں آئے سب بچوں کو اپنے باپ سے ایسی ہی محبت ہوا کرتی ہے مجھے بھی ابا سے بہت محبت ہے مگر مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ ایسے برے آدمی ہیں
منان (افسوس کے لہجہ میں) مجھے افسوس ہے کہ میں نے ان کے حالات بیان کر کے تمہارے دل کو دکھایا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک میرا اور میرے باپ کی جان کا تعلق ہے میں انہیں تمہاری خاطر سے معاف کرنے کے لئے بھی تیار ہوں لیکن ان کا گرفتار ہونا اس لئے ضروری ہے کہ وہ تمام خلق خدا کے لئے مصیبت کا باعث بنے ہوئے ہیں اور اگر وہ اسی طرح آزاد رہے تو خدا ہی جانے کتنے خاندان ان کے ہاتھوں برباد ہو جائیں گے تمہارے دل کو بیشک سخت صدمہ ہوگا لیکن اگر تم ایمان اور انصاف سے

تو تم خود اپنے ہاتھ سے اپنے باپ کو پکڑ کر پولیس کے حوالہ کر دو گی۔
لڑکی۔ (کمزور آواز سے) جس شخص نے اتنے خون کئے ایسا وہ ضرور سزا کا مستحق ہے میرے دل کو چاہے کتنا ہی صدمہ کیوں نہ ہو مگر میں انہیں ہرگز ہرگز نہ روکوں گی تم انہیں گرفتار کرا دو آج تین روز سے وہ اپنے تمام ساتھیوں کو لیکر پھر کسی جگہ ڈاکہ ڈالنے گئے ہیں اور مجھ سے آج آنے کو کہہ گئے تھے جب تم آئے ہو تو میں یہی سمجھی تھی کہ تمہاری آہٹ کی آواز بھی شاید وہ آ گئے ان کے آنے سے پہلے اگر تم کوئی تدبیر کرنی چاہتے ہو تو کر لو ابھی آج تک کبھی نہیں ہوا ہے کہ جس دن کے لئے وہ مجھ سے کہہ گئے ہوں اس دن لوٹ کر نہ آئے ہوں میرے خیال میں وہ شام تک ضرور آ جائیں گے۔
منان۔ تم واقعی بہت شریف اور ایماندار ہو میں ابھی جا کر پولیس کو اطلاع کرتا ہوں مگر وہ جلد سے جلد بھی آئی تو کل صبح تک یہاں پہنچے گی تم اپنے باپ سے اس وقت تک میرے آنے کا ذکر تو نہیں کرو گی (منان نے تجسس آمیز نگاہوں سے زہرہ کی طرف دیکھا)
زہرہ۔ نہیں میں ان سے کچھ نہیں کہوں گی مجھے اب ان سے نفرت ہوتی جاتی ہے مجھے بڑی شرم معلوم ہوتی ہے کہ میرا باپ ڈاکو ہے اور اس نے اتنے خون کئے ہیں۔
منان۔ (محبت آمیز لہجہ میں) اس میں تمہارے لئے شرمندہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے تمہیں تو آج تک یہ بات معلوم ہی نہ تھی اچھا وقت کم ہے اور اب مجھے سرنگ میں کسی کے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی زہرہ اور منان اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر دونوں نے بجلی کے بلب کا رخ آنے والے کی طرف کر دیا۔
لمبا تڑنگا، شکستہ حال، ننگے سر، پگڑی سے ہاتھ اور پاؤں کے زخم بندھے ہوئے خیر دنا ڈاکو لنگڑا لنگڑا کر سرنگ میں آتا نظر پڑا ایک کی بجائے بجلی کے دو بلب روشن دیکھ کر اس کا ماتھا ٹھنکا اور اس نے زہرہ کو آواز دی۔
زہرہ! یہ دوسرا کون آدمی ہے!
قبل اس کے کہ زہرہ کچھ جواب دے منان خود آگے بڑھا۔
"میں وہ شخص ہوں کہ جس کے باپ کو تم نے بے گناہ اور بے قصور جو گراچیدر میں قتل کیا تھا اور میں وہ شخص ہوں جو سادھو بن کر اس علاقہ میں تمہاری تلاش میں آیا تھا اور جسے تم پولیس کا افسر سمجھ کر اپنے یہاں قید کرنے کے لئے اس جگہ تک لائے تھے اور میں وہ ہوں جو اس روز تمہارے کئی آدمیوں کو زخمی کر کے نکل گیا تھا آخر میں نے تمہارے چھپنے کی جگہ کا پتہ لگا لیا اور اب تم اور تمہارا سارا گروہ میرے قبضہ میں ہے میری تمنا تھی کہ اگر تم کہیں اکیلے مجھے ملتے تو تم سے مقابلہ کر کے اپنے باپ کا بدلہ لیتا لیکن افسوس کہ تم آج ملے تو ایسے حال میں کہ زخموں سے چور چور ہو رہے ہو۔ زخمیوں پر ہاتھ اٹھانا مردوں کا کام نہیں ہے اس لئے میں تمہیں معاف کرتا ہوں اور موقع دیتا ہوں اب پولیس [illegible]"
ڈاکو نے بہت غور سے دیر تک منان کی صورت دیکھی اور پھر کچھ سوچ کر کہا:-
"تم بیشک شریف اور بہادر ہو میں بھی شریف تھا اور بہادر ہوں: زمانے نے مجھ پر ایسے ایسے ظلم کئے کہ میں ان کی تاب نہ لا سکا لوگوں نے میرے ساتھ ایسی ایسی بے ایمانیاں کیں کہ مجھے انسانوں ہی سے نفرت ہو گئی اور مجبور ہو کر میں نے یہ پیشہ اختیار کر لیا مجھے واقعی انسانوں سے نفرت تھی اور کسی آدمی کی جان لیتے وقت مجھے اتنا سا بھی افسوس نہ ہوتا تھا کہ جتنا کسی مچھر کو مار دینے سے ہوتا ہے۔ میں روپے کا لالچی نہیں تھا میں نے لاکھوں اکٹھا کر کے روپے اپنے اس پیشہ کے ذریعہ سے پیدا کئے لیکن سب دوسروں کو دیدیئے اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا میں صرف اس لئے ڈاکو تھا کہ مجھے انسانوں سے نفرت تھی اس سے پہلے کبھی پولیس کو میرے ارادوں کی اطلاع نہ ہو سکی اور کبھی میں کیا میرا کوئی

کوئی بھی اگر قتل نہیں ہوا لیکن اب شاید میرا آخری وقت آگیا ہے اودہر تم نے میری چھپنے کی جگہ معلوم کرلی اودہر میرا ایک ساتھی شرقی انعام کے لالچ میں پولیس سے مل گیا یہاں سے دس کوس پر برلا ایک گانوں ہے جس میں ہم نے ڈیرہ ڈاکہ ڈالنا چاہا تھا مگر مخبر نے پولیس کو خبر کردی تھی اور بہت سی پولیس اور فوج وہاں پہلے ہی آکر چھپ رہی تھی ہم پہنچے تو انہوں نے ہمیں گھیر لیا اور بڑا سخت مقابلہ ہوا میں نے پانچ آدمیوں کو مار کر مشکل سے اپنی جان بچائی اور جنگل میں گھس گیا میرا ایک بازو ٹوٹ گیا ہے ٹانگ میں ایک بہت بڑا زخم ہے اور چھوٹے موٹے زخم تو نہ معلوم کتنے تمام بدن پر ہیں میرا خیال تھا کہ یہاں پہنچکر مجھے پناہ مل جائے گی اسی طرح مرتا گرتا جس طرح بھی ہو سکا یہاں آکر پہنچا لیکن معلوم ہوا کہ اب میرا وقت آچکا ہے زہرہ سے مخاطب ہوکر زہرہ بیٹی ذرا سا پانی دو پیاس کے مارے میرے حلق میں کانٹے پڑ گئے ہیں (پانی پیکر) یہ زہرہ میری لڑکی نہیں ہے (زہرہ چونک پڑی) یہ مرزا معظم شکوہ کی لڑکی ہے جو نجیب آباد کے نواح میں رہتے تھے۔ آہ! مجھے وہ وقت یاد ہے کہ میں نے اس کی والدہ پر قبضہ کرنے کے لئے انھیں اپنے ہاتھ سے قتل کیا زہرہ اس وقت صرف چھ مہینے کی تھی اس کی والدہ دیہاں اس کی آہ و زاری کو میں زبردستی اٹھا لایا۔ مگر وہ ایسی صاحب عصمت تھی کہ راستہ ہی میں چھری مار کر اس نے اپنا خاتمہ کر لیا۔ میری جیسی ناپاک طبیعت سے یہ کچھ بھی بعید نہ تھا کہ میں اسی وقت زہرہ کا بھی گلا گھونٹ کر پھینک دیتا لیکن اس کی آنکھوں میں مجھے ہمیشہ اس کی ماں کی تصویر نظر آیا کرتی تھی اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کی ماں سے زیادہ مجھے بھی محبت تھی میں نے اس چھ مہینے کی جان کو اپنے کلیجہ سے لگاکر رکھا اور جو تکلیفیں اس کے لئے میں نے اٹھائی ہیں وہ شاید اس کی ماں بھی نہ اٹھا سکتی۔

بھائی عبد المنان! میں جانتا ہوں کہ تم بہادر اور شریف ہو یہ میرا آخری وقت ہے کل صبح تک بھی میں زندہ نہیں رہ سکتا اگر ایک ذلیل قاتل پر اور اگر اپنے باپ کے قاتل پر تم اس کے آخری وقت میں یہ احسان کرنا پسند کرو تو میں زہرہ کا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دینا چاہتا ہوں یہ نیک ہے معصوم ہے پھول ہی کی طرح بھولی ہے تم اس کی قدر کر سکتے ہو تم اسے آرام پہنچا سکتے ہو اور تم اسے خوش رکھ سکتے ہو میرا دل اندر سے کہہ رہا ہے کہ تم میری درخواست کو رد نہ کرو گے (التجا آمیز نگاہوں سے منان کی طرف دیکھنے لگا)

منان۔ بھائی میں تیار ہوں تمہارے حالات سنکر میرے دل پر بڑا اثر ہوا ہے اگر تم اپنے گزشتہ افعال پر اب بھی سچے دل سے نادم ہو تو دنیا میں تمہیں سزا ملے لیکن خداوند کریم ضرور معاف کردیگا۔

فیروزا۔ کیا مجھ جیسے گنہگار کو بھی؟

منان۔ اس کی شان کریمی سے کوئی بات بھی بعید نہیں ہے۔

فیروزا نے اپنے اس ہاتھ کو دیکھا جس میں پستول تھا اور اس کے بعد زہرہ اور منان سے مخاطب ہوکر کہا:۔

میں پولیس والوں کے ہاتھوں بے عزت ہوکر اسپتال میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا نہیں چاہتا لہذا تم دونوں کو خوش رہو۔ دیوار کے فیر کی آواز سے تمام سرنگ گونج گئی منان نے گھبرا کر زہرہ کو اپنی طرف کھینچا اور وہ بے اختیار ہوکر اس سے لپٹ گئی ہوش و حواس درست ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ فیروزا سامنے پڑا دم توڑ رہا تھا۔

زہرہ اور منان سرنگ سے باہر نکلے اور جلد سے جلد انہوں نے تمام واقعات کی اطلاع پولیس میں کردی پولیس نے سب سرنگوں کی تلاشی لیکر بہت ہتھیار اور برآمد کئے اور انھیں بند کرا دیا سہ تو اے ڈاکے میں پولیس نے فیروزا کے گروہ میں سے بہت سے ڈاکوؤں کو گرفتار کر لیا تھا اور ان سے پتہ چلنے پر قیس کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔

منان نے گھر پہنچکر زہرہ کو اپنے گھر کا اجالا بنا دیا اور ہر موقع پر اس کا یہی مقولہ تھا کہ "خطرات میں پڑے بغیر کامیابی کی توقع فضول ہے"

رضائے الٰہی کے شیدائی

اگر ہندوستان میں کہیں بکاؤ بکنا چلتے ہیں، تو رسالہ مولوی کے خریداروں دیکھئے، جو صرف رضائے الٰہی کے لیے مولوی کی ترقی اشاعت کرتے ہیں۔ اور خود مجھے اتنا فکر نہیں جتنا ان کو فکر ہے، وہ تو مولوی کا خرچ ہی اٹھاتے ہیں۔ گزشتہ معاونین کی موجودگی میں مولوی کا سرمایہ ہزاروں کا نقد ہوتا لیکن اب بھی یہ کیفیت ہے کہ اس کی تہیدستی ہر وقت سوہان روح ہے، جب یہ کیفیت ہوئی ہے کہ رسالہ کی آمدنی و خرچ میں تین سو روپے ماہوار سے زائد کا نقصان ہے، اب یہ کمی اشتہارات کرتے سے پوری ہونی چاہیے کتابیں کم بکتی ہیں اور اس کی وجہ یہی معلوم ہوئی ہے کہ مولوی ہی میں اتنا سامان بہم پہنچایا جاتا ہے کہ وہ کتابوں سے خاصے بے نیاز ہو جاتے ہیں، اب یہ کمی پوری ہو تو کیسے، یا تو آپ اس کی کوئی تدبیر بتلائیے یا پھر کتابیں خریدیئے یا دوسروں سے خریدوائیے، جو کام میں خود کر سکتا ہوں اس کے لیے نہیں کہا کرتا، اور جو میرے بس کا نہ ہو تو اس کے لیے لے دے کے آپ ہی معاونین ہیں، اور کس سے کہہ سکتا ہوں، سو پچاس روپے ماہوار کی بات ہوتی تو چند معاونین مخصوص کرکے امانت لے لیتا، اب اتنی خطیر رقم تو آپ سب مل کر ہی پوری کر سکتے ہیں۔ یا پھر آپ لوگ مشورہ دیجئے کہ ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہیے، کیونکہ قرض کا بار بڑھ ہی رہا ہے گھٹنے کی کوئی صورت نہیں۔

مجھ سے زیادہ مولوی کی ترقی پسند کرنیوالے

یہ بھائی ہیں جن کی کوشش کی وجہ سے مولوی اب اکیس ہزار چھپ رہا ہے، خدا ان کا حافظ و ناصر ہو جیسے یہ مولوی اور خدا کے دین کے نگہبان و ناصر ہیں، اجر تو وہ خدا سے پائیں گے دنیا و دین میں اللھم صل مرادھم بالخیر

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب غفور الدین صاحب اسٹیشن	۴	جناب غلام محمد صاحب ملازیا	۳
یاسین حسن صاحب حیدرآباد	۲	چودھری برکت علی صاحب جھنڈکی	۷
" عبد الرحمان صاحب جمناگرہ	۳	" نبی محمد صاحب پورن پور	۱
عبدالقادر صاحب بڑہ پیٹھ	۱	" عبدالنور صاحب بنڈواڑہ	۱
" حکیم مولوی محمد عالم صاحب انگوگے [illegible]	۲	" محمد فخرالدین صاحب فخر نظامی	۵
محمد رب نواز صاحب تمندار ڈیرہ اسماعیل	۲	" شیخ عبدالرحمان صاحب سکندرآباد	۲
منشی عبدالخالق صاحب اولارس گنٹور	۳	" جان محمد صاحب تاجر گڑھی	۲
خان بہادر نواب محمد ابوبکر خان صاحب [illegible]	۵	" عبدالستار صاحب ناگور	۲
منشی عبدالصمد صاحب پٹنہ	۲	" سید فخرالدین صاحب پشاور	۲
محمد علی صاحب [illegible]	۲	" سید سردار علی شاہ صاحب پٹی	۲
عبدالحق صاحب [illegible] چیترگل	۲	" شیخ قاسم صاحب گارڈ	۲

نام معاونین	تعداد	نام معاونین	خریدار	نام معاونین	خریدار	نام معاونین	خریدار
جناب ممتاز احمد صاحب ہیڈ کلرک نشتر	۲	جناب ابن الاسلم علی صاحب مشتملہ	۵	جناب ڈاکٹر محراب خاں صاحب لکھنؤ	۱	جناب شرف الدین صاحب ہیڈ ماسٹر	۲
" قاضی عبد الباری صاحب اکیا	۲	" حبیب داد صاحب بلار پور	۲	" سلامت اللہ صاحب لاہور	۱	چودھری محمد علی صاحب ایس ڈی اے	۱
" سید محبت علی صاحب جروہ پور	۱	" عبد الکریم صاحب کیپل	۱	" محمد شفیع صاحب اجودھیا گنج	۴	" احمد حسین سید صاحب گنجور	۱
" مولوی سید جلال الدین صاحب سکھا پور	۱	" صوفی فخر الحسن صاحب گبرونڈہ	۱	" حاجی فقیر حسین صاحب ندر	۲	" محمد سردار الدین صاحب اسٹاف ماسٹر	۳
" غلام معین الدین صاحب قرشی انبالہ		" نصیر الدین صاحب جودھ پور	۲	" محمد رفیق صاحب بہرت پور	۱	" محمد شریف صاحب ... نیمر	۱۰
" ماسٹر عبد الکریم صاحب ...	۱	" فتح الدین صاحب چھپرنا نیوال	۲	" محمد نسیم صاحب کولتی	۲	" چھیبہ حاجی عبد الحکیم صاحب احمد آباد	۲
" عبد اللطیف صاحب کلکتہ	۱	" سید بارک علی صاحب دمدر کرنال	۱	" عبد الحق صاحب قلن	۱	حیدر خاں صاحب اجمیر شریف	۲
" باقر علی صاحب ... پور	۵	" عبد الغنی صاحب نیارو لکنا	۱	" محمد عظمت اللہ صاحب کانپور	۸	" عبد الغفور خاں صاحب پھلود	۲
" منشی احترام صاحب ... پور	۲۳	" عبد الرحمان صاحب سدھولی	۱	" شیخ عبد اللہ صاحب بنیا	۲	" محمد شفیع صاحب بل میم پورہ	۲
" سید ... احمد صاحب ...	۳	" احمد یار خاں صاحب سیالٹ	۱	" محمد ریاض حسین صاحب ... غازی پور	۴	" قمر الزماں صاحب ...	۳
" قاضی معین الدین احمد صاحب آگرہ	۱	" بابو احمد دین صاحب کوزیا نوالہ	۳	" بنیا ... فضل احمد صاحب لائل پور	۲	" سید عبد العزیز صاحب رضوی	۲
" عبد الرحیم صاحب ...	۱	" محمد ظہور الدین صاحب گجرات	۱	" میاں ... شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر	۲	" سید عالم شاہ صاحب ...	۲
" محمد رب نواز صاحب ...	۵	" احمد علی صاحب الہ آباد	۱	" محمد رفیق الحسن صاحب کلکتہ	۲	" برکت علی صاحب گورداسپور	۱
" مولوی عبد الغفور صاحب ...	۵	" ... علی صاحب پٹواری بہاولپور	۳	" سید حامد علی صاحب اگوالیار	۴	" ... ایم عبد اللہ صاحب ملتان	۱
" احمد علی خاں صاحب ... آباد	۱	" احمد ایوب صاحب کلرک ...	۲	" اختر محمد صاحب بارہ بنکی	۱	" منشی محمد یعقوب صاحب ...	۲
" منشی ... صاحب سورت	۲	" محمد ابراہیم صاحب ...	۴	" ... تاج الدین صاحب ...	۳	" عبد الرحمان صاحب ...	۱
" ایس ایم حنیف صاحب ...	۲	" حاجی محمد ... الدین صاحب ...	۲	" مولوی ... علی صاحب ...	۳	" سید ... حسن صاحب گورکھپور	۲
" ... ایم ڈاکٹر صاحب بمبئی	۱	" سید محی الحق صاحب دربھنگہ	۳	" ... حبیب احمد صاحب ...		" بابو محمد حسن صاحب ...	۲
" رحمت اللہ صاحب ... نیلور	۳	" حافظ نفیس صاحب کہرود	۲	" سید امیر علی صاحب وکیل ... پورہ	۵	" محمد حسین ... صاحب ...	۲
" شفیع احمد خاں صاحب چتوڑ	۴	" چودھری جلال الدین صاحب لاہور	۳	" سید محمد غوث صاحب ...	۱	" فقیر محمد صاحب ... کوٹ کپورہ	۱
" فضل محمد صاحب ...	۷	" محمد اسماعیل صاحب فیروز پور	۲	" بشیر الدین خاں صاحب ...	۱	" حافظ ... صاحب ...	۱
" ناظم صدیقی دواخانہ سیالکوٹ	۲	" محمد خلیل صاحب کلرک مراد آباد	۷	" عبد الرحمن خاں صاحب ...	۱	" اسماعیل بن یعقوب صاحب ...	۳
" احمد حسین صاحب کانسٹیبل گونڈہ	۳	" محمد یوسف خان صاحب ...	۴	" سید محمد احمد نواز شاہ صاحب بہاولپور	۳	" سید محمد ابو الخیر صاحب ... علی گڑھ	۱
" ماسٹر ... علی صاحب لاڈپورہ	۲	" محمد یعقوب خاں صاحب بانکی پور	۳	" ایم اے رشید صاحب ... لاہور	۱۰	" سید منصور شاہ صاحب ...	۳
" محمد رضا حسین صاحب بارہ بنکی	۵	" محمد نواب علی صاحب ردولی	۲	" محمد علی خاں صاحب ...	۳	" محمد عظمت اللہ صاحب انصاری	۳
" الیاس صاحب ... گونڈہ	۲	" سید پیر بادشاہ میاں صاحب ...	۴	" ایم شفیع اللہ صاحب ...	۳	" حافظ ... الدین صاحب ...	۲
" مولوی نبی بخش صاحب ...	۴	" حکیم آل حسن صاحب فتح پور	۱	" ایم عظیم خاں صاحب مدراس	۳	" میرزا عزیز بیگ صاحب ...	۲
" محمد ... صاحب کراچی	۲	" محمد عبد اللطیف صاحب امرتسر	۲	" سید رفیق الحسن صاحب ...	۳	" فضل الٰہی صاحب پٹواری ...	۲
" ... صاحب محمد ابراہیم صاحب ...	۲	" عبد الکریم صاحب ... پور	۴	" عبد الغنی صاحب ...	۴	" شیخ داود صاحب حاجی بشیر بمبئی	۳
" سید محمد امین صاحب غازی پور	۳	" عبد الرحمان صاحب رائے گڑھ	۲	" غلام رسول صاحب ...	۲	" سید قاسم صاحب آگرہ ...	۱
" محمد برکت اللہ صاحب ...	۴	" سید فخر الدین صاحب وکیل گلبرگہ	۲	" سید توقیر احمد صاحب نگینہ	۲	" خواجہ محمد تراب صاحب حیدر آباد	۳
" ... پیر محمد صاحب ...	۴	" شبیر حسن صاحب ...	۳	" عبد الرحیم صاحب مرزا پور	۲	" میر ... صاحب ... آباد	۳
" مطلوب حسین صاحب ...	۲	" مفتی شوکت علی صاحب گورداسپور	۵	" شیخ غلام مرتضیٰ صاحب ...	۵	" مولوی محمد بخش صاحب مالدہ	۲
" حافظ قدرت اللہ صاحب ...	۲	" محمد دین صاحب ...	۳	" منشی ظفر علی صاحب ... لکھنؤ	۱	" محمد یوسف صاحب ...	۳
" غلام مرتضیٰ خاں صاحب جیون	۲	" ڈاکٹر احمد حسن صاحب لکھنؤ	۲	" عبد الصمد صاحب ...	۱	" قاضی محمد یوسف صاحب ...	۱۰
" وارث علی صاحب کان پور	۲	" محمد یعقوب صاحب ...	۱	" حکیم محمد حنیف صاحب ...	۱	" مولوی کرم الدین صاحب ...	۲
" خلیب ... احمد حسین صاحب ...	۲	" ... صاحب ...	۲	" سید محمود صاحب آگرہ	۱	" عبد اللطیف صاحب ...	۲
" مولوی عبد القدوس صاحب ... پور	۱	" اختر حسین صاحب کانپور	۲	" محمد شفاعت حسین صاحب ...	۱	" سید شاہ نور الرحمن صاحب ...	۲

اسم صاحبان	تعداد	[illegible]	تعداد	[illegible]	تعداد	[illegible]	تعداد
جناب شیخ حشمت علی صاحب سنگرولی	۲	جناب محمد اشرف صاحب [illegible]	۲	جناب مولوی عبدالرشید صاحب [illegible]	۲	جناب حکیم اللہ صاحب [illegible]	۳
" حکیم محمد مقبول صاحب کانڈیل	۲	" بابو حبیب اللہ صاحب مغل پورہ	۳	" ثناء اللہ صاحب حکیم پور [illegible]	۳	" مولوی سید محمود احمد صاحب [illegible]	۳
" حاجی [illegible] صاحب کالکنارا	۳	" بابو محمد حنیف صاحب کوٹشہر	۱	" مولوی غلام نبی صاحب ویرم گام	۲	" میر محی الدین صاحب میسور	۱
منشی کرم الٰہی صاحب مام نگر	۲	" محمد اشرف خان صاحب موتی پور	۲	" حافظ عنایت [illegible] صاحب [illegible] پور	۱	" میم غلام جیلانی صاحب حیدرآباد	۵
" قدرت علی خاں صاحب ہردوئی	۲	" محمد خاں صاحب فورٹ سینڈیمن	۱	" محمد لبیب صاحب ابوالعلائی [illegible]	۱	" عبدالرحمان صاحب میاں [illegible]	۲
" محمد عبداللہ صاحب [illegible]	۴	" محمد فاضل خاں صاحب لکھنؤ	۲	" امیں محمد سلیمان صاحب مائے پور	۱	" حکیم عبدالسلام صاحب بنارس	۴
" دوست محمد خاں صاحب اجمیر	۲	" چودھری عبدالرحمان صاحب [illegible]	۴	" عبدالقادر صاحب مہو	۱	" [illegible] صاحب سکندرآباد	۱
" غلام نبی صاحب حیدرآباد	۲	" مولوی غلام نبی صاحب کوہیسر	۱۰	" محمد یاسین صاحب [illegible]	۱	" عبدالحکیم صاحب کریالہ	۱
" دوست محمد خاں صاحب اجمیر	۲	" میرزا غلام نبی صاحب اندور	۱	" علی محمد صاحب [illegible] السوانہ	۴	" محمد [illegible] صاحب [illegible]	۱
" غلام نبی صاحب حیدرآباد	۲	" اکبر علی صاحب رحیم یار خان	۳	" محمد شفیع صاحب چھانگا مانگا	۱	بی بی [illegible] صاحب [illegible]	۲
" محمد اسلم صاحب نوابگنج	۲	" بابو احمد بخش صاحب لاہور	۲	" محمد نورالہدیٰ صاحب دلدار نگر	۳	" محمد حبیب اللہ صاحب [illegible]	۲
" محمد حسین صاحب اندورسی	۲	حکیم محمد ضمیر صاحب غازی پور	۲	" مولوی نورالدین صاحب [illegible]	۲	" محمد نبی خاں صاحب بریلی	۲
" عبدالمجید صاحب [illegible] پالن پور	۲	" امیر احمد صاحب موضع [illegible]	۱	" عبدالعلی صاحب [illegible]	۱	" محمد عظیم صاحب گارڈ بریلی	۲
" حیدر خاں صاحب گلبرگہ	۳	" میاں جان صاحب [illegible]	۱	" بابو قادر بخش [illegible] پٹنہ	۵	" محمد [illegible] الرحیم صاحب جبل پور	۳
" غلام محی الدین صاحب [illegible]	۱	" شیخ امیر بخش صاحب سراج دین [illegible]	۲	" عزیز الرحمن صاحب [illegible]	۱	" محمد حسین شیخ صاحب [illegible]	۱
" سید امتیاز علی صاحب رائے بریلی	۲	[illegible] رحمت اللہ صاحب [illegible]	۴	" سید منظور احمد صاحب [illegible]	۲	" امام خاں صاحب دیول گھاٹ	۱
" محمود خاں صاحب شاہجہانپور	۱	عمر دراز خاں صاحب دہتری	۱	" سید ولی صاحب [illegible] بلاری	۱	" ملک [illegible] محمد حسین صاحب [illegible]	۱
" عبدالمجید صاحب [illegible]	۱	مولوی برکت علی صاحب وزیرآباد	۲	" بابو قادر بخش صاحب [illegible]	۵	" یعقوب صاحب [illegible]	۱
" سید محمد سعید صاحب الہ آباد	۳	سید عبدالرحمان صاحب [illegible]	۲	" محمد شفیع صاحب [illegible]	۱	" وزیر احمد صاحب امروہا	۱
" عبداللطیف صاحب بنگلور	۲	" حمید اللہ صاحب [illegible]	۱	" جناب سیف اللہ شاہ صاحب [illegible]	۱	" سراج الدین صاحب [illegible]	۱
" محمد ادریس [illegible]	۲	" سید اسحاق صاحب کالا ڈیرہ	۱	" غلام محمد ولد احمد صاحب سری نگر	۲	" کریم بخش صاحب [illegible] پور	۱
" محمد عظمت اللہ صاحب انصاری [illegible]	۲	" میر احمد حسین صاحب [illegible]	۴	" میر محی الدین صاحب [illegible]	۱	" محمد یوسف صاحب [illegible]	۱
" محمد معین الدین صاحب [illegible] پورنیہ	۱	" حکیم عامل شاہ صاحب شاہ آباد	۲	" سید عبدالقادر صاحب [illegible]	۳	" صدیق احمد صاحب رانچی	۱
" علی محمد خاں صاحب [illegible]	۲	" محمد عبدالستار صاحب [illegible]	۴	" ملک عطا محمد صاحب لاہور	۴	" حافظ نبی رضا صاحب سیتاپور	۵
الٰہی بخش صاحب [illegible]	۴	" رحیم خاں صاحب نصیرآباد	۲	" حکیم عالم علی صاحب بھرت پور	۱	" میرزا عزیز بیگ صاحب [illegible]	۲
" محمد افضل [illegible] صاحب [illegible]	۳	" سید سجاد علی صاحب [illegible]	۲	" محمد ابراہیم صاحب نینی تال	۴	" سید آل حسن صاحب رائے بریلی	۲
" سید [illegible] شاہ صاحب لاہور	۳	" بابو محمد میاں صاحب الہ آباد	۱	" امانت علی صاحب [illegible]	۲	" منشی بشارت حسین صاحب [illegible]	۱
" محمد طاہر صاحب [illegible]	۲	" ممتاز احمد صاحب [illegible] پور	۱	" محمد نعمت اللہ صاحب [illegible]	۱	" احمد اللہ صاحب [illegible]	۳
" سید محبوب شاہ صاحب [illegible] بمبئی	۴	" غلام علی صاحب [illegible]	۲	" محمد افضل صاحب [illegible]	۳	" حاجی کریم بخش صاحب [illegible]	۵
" یوسف [illegible] ابراہیم صاحب [illegible]	۱	" امانت علی صاحب [illegible]	۳	" شہاب الدین صاحب قریشی [illegible]	۱	" ایم [illegible] فاروقی صاحب [illegible]	۲
" دوست محمد خاں صاحب نینی تال	۶	" علی شیر صاحب [illegible]	۱	" قمر احمد صاحب [illegible]	۳	" شیخ [illegible] بخش صاحب الہ آباد	۲
" عنایت [illegible] صاحب چارسدہ	۲	" بابو انتظام علی صاحب لاکھیری	۳	" مولوی برکت علی صاحب وزیرآباد	۲	" [illegible] صاحب [illegible] لکھنؤ	۲
" [illegible] غلام احمد صاحب [illegible]	۲	" محمد نصیرالدین صاحب [illegible]	۱	" میاں ابراہیم علی صاحب شاہ آباد دکن	۳	" سید احمد حسین صاحب گیا	۲
" کالو خاں صاحب [illegible] وزیرآباد	۱	" مولوی محمد ابراہیم صاحب [illegible]	۱	" مولوی [illegible] داؤد صاحب [illegible]	۲	" محمد اشفاق احمد صاحب [illegible]	۴
" اعجاز حسین صاحب شملہ	۱	" غلام [illegible] ریاض الدین صاحب [illegible]	۵	" محمد اکرام الدین صاحب [illegible]	۲	" آدم خاں صاحب [illegible]	۲
کنور مصطفٰی خاں صاحب [illegible]	۲	" محمود شاہ صاحب شاہ [illegible]	۵	" محمد خلیل خاں صاحب [illegible]	۴	حافظ محمد اسماعیل صاحب مہو	۲۰
مخدوم محمد اسلم صاحب [illegible]	۲	" محمد اسماعیل صاحب لاہور	۲	" امام عبدالرحمان صاحب [illegible]	۱	" [illegible] خاں صاحب پشاور	۲
مولوی محمد حسن صاحب [illegible]	۳	" سید عبدالعزیز صاحب [illegible]	۱	" قاضی محمد امین صاحب [illegible]	۲	ابھی بہت باقی ہیں، باقی آئندہ	

[illegible] بہت سے ... ایک دیکھئے [illegible] اشتہار [illegible] صرف [illegible] ملاحظات ہیں

آسان مجید قرآن مترجم

ایک صفحہ مولوی کے دو صفحہ کی برابر، قلم اتنا جلی جتنا آپ نے اکثر نمونہ اشتہار میں دیکھا ہوگا، ترجمہ بنا بھی جیسے اوپر کی موٹی سطر، کاغذ اس سے بھی زیادہ موٹا جتنا مولوی کا ہوتا ہے، لیکن کاغذ کا رنگ سرخی سے، یعنی گلابی مائل، اور مضبوط ہوتا ہے، اس لئے چھپائی بھی خوب روشن ہے، میں ایک نظر کی عینک لگاتا ہوں، لیکن پانچ گز کے فاصلے سے متن بلا عینک پڑھ لیتا ہوں، ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے حاشیہ پر تفسیر ہے، مجلد چرمی پشتہ کی وزن ہے سیر ہے، ہدیہ چار روپے ہیں اور محصول ڈاک [illegible] کل سوا [illegible]

[illegible] بے مثل [illegible]

تقطیع مولوی کے صفحہ کے برابر ہے، دو ترجمہ اور کامل تفسیر ہے، کاغذ مولوی نور محمد صاحب نے اس کے لئے جرمنی سے خاص طور سے منگایا ہے، چھپائی بہت اعلیٰ ہے ایک ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا اور دوسرا مولوی اشرف علی صاحب کا، حاشیہ بہت مفصل ہے ابتدا میں ایک طویل مقدمہ ہے، ایک ہزار صفحہ کی ضخامت ہے، کاغذ اچھا چھپائی اچھی بالکل صحیح یہ خوبیاں ہوتی ہیں اور وہ سب ہیں، حاشیہ دار ہے، چمڑے کی نقرئی کار جلد ہے، ہدیہ پہلے تو چھ روپیہ تھا اب چار روپیہ ہے محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

[illegible] بہترین [illegible] خوش نما

اس کی تقطیع بھی مولوی کے برابر ہے دو ترجمے عربی کی کتابت دہلی کے سب سے اعلیٰ خوشنویس منشی صلاح الدین صاحب نے کی ہے اس لئے اس کا حسن بہت بڑھ گیا ہے ترجمہ اول مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا اور ترجمہ ثانی مولوی اشرف علی صاحب کا حاشیہ پر موضح القرآن، ابتدا میں حضرت خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا مقدمہ ضخامت ۹۰۰ صفحہ کے قریب ہے کاغذ سفید اعلیٰ، ساٹن مجلد چرمی نقرئی کا ہدیہ ساڑھے تین روپے، اور یہی قرآن شریف بلا حاشیہ کپڑے کی جلد کا بھی ہے وہ پونے تین روپیہ میں ملتا ہے محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

بیشمار خوبیوں والا مترجم

تاریخی یادگار، کتابت کا یہ عجب نمونہ ہے جب تک یہ نہ دیکھا جائے گا تو سو روپے میں بھی نہیں ملیگا، مرحوم منشی قاسم علی صاحب کا لکھا ہوا، شدہ [illegible] پیدا ہوگئے نہ ایسا لکھا جائے گا، تقطیع مولوی لیبان یعنی ایک انچ بڑی، ترجمہ ایک ہی ہے مولوی اشرف علی صاحب کا حاشیہ پر شان نزول ابتدا میں چالیس صفحہ کا مقدمہ، کاغذ بھی بہت اعلیٰ چکنا ایسا جیسا مولوی کا ٹائٹل کا ہوتا ہے لیکن [illegible] نہیں ہے ... صفحہ سے زیادہ ضخامت ہے اور بہت ہی اچھا چھپا ہے قیمت ڈھائی روپے محصول ڈاک ایک روپیہ کل ساڑھے تین روپے

معجز نما حمائل مترجم

یہ مولوی نور محمد صاحب کی مشہور و معروف حمائل ہے اس کا کاغذ بھی انہوں نے جرمنی سے منگایا ہے تقطیع مولوی کے صفحہ سے آدھی ضخامت [illegible] صفحہ ہی ساڑھے، ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا، حاشیہ میں لبیبہ تفسیر مع ضروریات قرآن ابتدا میں ایک علمی مقدمہ، نہایت اعلیٰ چھپائی ہے اور چونکہ کاغذ بہت اچھا ہے اس لئے چھپائی اور حاشیہ اس کو بہت ہی دیدہ زیب بنا دیا ہے چھ روپے ہدیہ میں پہلے پہل دس ہزار ہدیہ ہوئی، اب مجلد چرمی کا ہدیہ ساڑھے تین روپے ہے محصول ڈاک کل سوا چار روپے

چالیس خوبیوں والی متوسط

معمولی چھپائی، اچھا کاغذ، مولوی سے نصف تقطیع، کتابت ایک ایسی خاتون کی جو دو اسلامی ریاستوں سے وظیفہ پاتی ہیں، ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا، ابتدا میں ۲۰ صفحہ کا مقدمہ ضخامت ایک [illegible] صفحہ [illegible] حاشیہ [illegible] تفسیر بھی [illegible] ہے [illegible] ہدیہ [illegible] اس کا ہدیہ مجلد چرمی نقرئی کار ڈھائی روپے ہے محصول ڈاک ۱۲ کل سوا تین روپے، جلدیں تھوڑی سی ہیں، جلد منگا لیجئے

کارڈ سائز مترجم حمائل

پوسٹ کارڈ کے برابر صفحہ، کاغذ اعلیٰ سفید، کتابت منشی عبدالغنی صاحب، ساڑھے [illegible] ترجمہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا با محاورہ، چھپائی ساٹن، حاشیہ پر عجیب و غریب علامہ مفتی عبداللہ صاحب [illegible] کا لکھا ہوا بہت [illegible] ضخامت ... صفحہ کے قریب [illegible] کتاب [illegible] جیبی تقطیع ہونے کے [illegible] سے پڑی جا سکتی ہے، مجلد چرمی نقرئی کا ہے، خاص [illegible] ہزار [illegible] بہت مقبول ہوئی، قیمت سوا روپیہ [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل [illegible] جلدیں [illegible]

خوشنما مترجم حمائل

تقطیع [illegible] انچ طول [illegible] انچ عرض، کاغذ بہت اعلیٰ کتابت منشی صلاح الدین صاحب کی، ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا، حاشیہ مولوی عبدالماجد صاحب ناظم جمعیۃ علماء دہلی کا، چھپائی [illegible] زیب [illegible] [illegible] جو ٹی تقطیع ہے ذرا بہت موزوں ہے اور پڑھنے میں کتابت کی خوشنمائی کی وجہ بہت سہولت ہوتی ہے، سفر میں کام دیتی ہے، پہلے اس کا ہدیہ چار روپے تھا اور چار روپے میں ہزاروں ہدیہ ہوئی، اب اس کا ہدیہ تین روپے محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

بلا ترجمہ سولہ سطری متوسط

تقطیع مولوی کے برابر، پندرہ سطریں، قلم موٹا، چھپائی ہر قرآن سے بہتر، ایسا اچھا قرآن بچوں کے پڑھنے کے لئے آج تک نہیں چھپا، یہ دعوے ہے کہ یہ قرآن شریف اپنی آپ نظیر ہے، اس کی کتابت میں یہ خوبی ہے کہ اس کا ایک ایک حرف الگ الگ ہے اور اعراب بالکل ٹھیک لگے ہیں اس لئے نہ تو بچہ غلط پڑھ سکتا ہے اور نہ اس کے دماغ پر کوئی بار پڑتا ہے اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے اس سال ایک صرف میں نے [illegible] ہدیہ کیا ہے، اب اس کے دام بھی کم ہوگئے، مجلد چرمی کامل ایک روپیہ چھ آنہ محصول ڈاک [illegible]

بلا ترجمہ نورانی قرآن

تقطیع مولوی کے برابر ہے، پندرہ سطریں، قلم متوسط، چھپائی بہت ہی دیدہ زیب ہے اس کی بڑی اور لاجواب خصوصیت اس کی کتابت ہے جو اپنا تاریخی درجہ رکھتی ہے یہ قرآن شریف بھی منشی محمد قاسم صاحب مرحوم کا لکھا ہوا تو سبحان اللہ کیا کتابت ہے دیکھئے تو یہ تحریر میں نور آتا ہے، افسوس کہ مرحوم کی یہ [illegible] یادگار ہے، اس کے ختم ہونے کے بعد یہ قرآن شریف کسی قیمت کو نہیں ملے گا، [illegible] مجلد چرمی ایک سوا روپیہ (عہ) پانچ جلدیں [illegible] اور دس جلدیں مجلد چرمی دس روپے محصول ڈاک [illegible]

بطرز تیسیر القرآن با ترجمہ

تقطیع گیارہ انچ طول ساڑھے سات انچ عرض کتابت ہر لفظ خوب علیحدہ علیحدہ قلم خوب جلی گویا اتنی بڑی تقطیع میں تا [illegible] سطریں ہیں کاغذ بہت عمدہ موٹا اور چکنا و سفید، [illegible] خوب سیاہ، سرورق نہایت خوشنما کو اور بوڑھوں اور ضعیف [illegible] کے لئے بہت خصوصیت یہ ہے کہ [illegible] الگ ہو اس لئے تلاوت سہل تر ہوتی ہے اور صحیح پڑھا جاتا ہے، ہدیہ مجلد چرمی پشتہ [illegible] مضبوط جلد پونے دو روپے، رنگین کاغذ کا ڈیڑھ روپیہ لیکن رنگی کاغذ بھی ہے، محصول ڈاک ۱۵

بلا ترجمہ جرمنی مطبوعہ

تقطیع مولوی سے آدھی، کاغذ بھی جرمنی کا ہی چھپائی بھی جرمنی کی، جلد بھی جرمنی کی بنی ہوئی، خوشنما چھپائی کاغذ کے لحاظ سے کچھ نہ پوچھئے ہندوستان بھر میں جواب نہیں، بہت خوبصورت ہے، زیادہ خوشنما ٹائپ کی چھپی ہوئی، بلاد اسلامیہ میں صرف یہی رائج ہے پہلے بھی ہزاروں ہدیہ کیا، اس کا پہلے ہدیہ ڈھائی روپے تھا، لیکن ایک سال سے سستا کر دیا ہے، یہ قرآن شریف تو ایسا ہے کہ پڑھنا ہی نہیں فقط دیکھنے کا ہے آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا ہوتا قیمت سوا دو روپے محصول [illegible]

جو آنے میں نہیں وہ خدا کے لیے ہے جو [illegible] ف کی مالکی ہر وقت لیبون سے فورا لیجئے در تہ بندہ نہیں

دلائل الخیرات محشی چرمی

بس فورا دلائل الخیرات آج تک چھپی ہیں ان سب میں ہر اعتبار سے ممتاز ہے اس لئے کہ حضرت العلامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کی مجوزہ اور مرتبہ ہے اس کی چھپائی اور کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور حاشیہ اس کا سب سے اعلیٰ ہے اس دلائل کی خصوصیت مفتی صاحب چونکہ مشہور محدث ہیں اس لئے اس کی تمام ادعیات صحاح کا نچوڑ ہیں، ان دعاؤں اور درودوں نے ہزاروں کی تمنائیں پوری کیں، اس کی ادعیات اور حاشیہ پڑھ کر ایک عجیب کیف طاری ہو جاتا ہے قیمت مجلد چرمی سوا روپیہ محصولڈاک ۔

دلائل الخیرات مترجم

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لئے بڑی اکسیر چیز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے منصب شرائط کے ساتھ اس کو پڑھا جائے ان کے اوصاف اثرات بیان کرنے کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اس کی کوئی بھی حاجت کہیں نہیں اٹکی رہتی اس کے استفادہ کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس کے عامل رسول کریم کی زیارت سے بھی مشرف ہوتے ہیں، پھر بھی اکیلی نعمت کیا کم ہے۔ وظائف و اوراد کے سلسلے میں اس کتاب کو بڑی اہمیت ہے ۲۴۲ صفحات مترجم خوشخط قیمت اس نئے محصولڈاک، رکل آٹھ

معجزنما بارہ سورہ مجلد

جدید اڈیشن معہ ہفت اعزاب یہ نیا اڈیشن بھی مجلد ہے، پہلا نمبر ۲۰۰ صفحہ کا ہے اور یہ ۲۲۴ صفحہ کا ہے اسمیں ہفت روزہ مناجات نماز اور چہت کے علاوہ اور بہت سی مجربات ایس شامل ہوئی ہیں، ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین اور خواص و فضائل و اعمال سورہ ہائے قرآن از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تقطیع مولوی نصف ہے کاغذ چھپائی مناسب اعلیٰ ہے اسمیں حسب ذیل سورتیں ہیں، سورہ یاسین رفتح، رحمان واقعہ، ملک، مزمل، کہف، نون اور ناس ہفت ہیکل شش قفل وغیرہ قیمت بارہ آنے محصول

جواہر القرآن

قرآن کریم وہ نعمت ہے جس سے تمام روحانی حاصل ہوتی ہے۔ قرآن شریف سے بڑھ کر وظیفہ نہیں اور حوائج دینی اور دنیوی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں علمائے خاص بجز دعا میں خواہش کرکے جواہر القرآن کیلئے اور رفع حاجات کے لئے اس کا طریقہ یہ فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن سے شروع جمعہ کے دن کے لئے تقسیمات ہفتہ کے لئے اتوار کو تسبیحات، پیر کو آیات توکل منگل کو تہلیلات بدھ کو تعلیلات اور جمعرات کو قیمت مجلد ۲ محصولڈاک ۔ رکل ۱۳

مناجات مقبول

۲۹۲ صفحات کی مجلد کتاب ہے مرتبہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول دن کی اردو ونظم میں بہت ہی مرتبہ مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور اولیائے عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں، پھر قرآن شریف سات دن کی اولیائے کرام کی مجرب دعائیں ہیں جناب حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے، پھر استخارہ منزل، پھر دعا کے بعد استعاذہ، شجرہ اور ادعیہ نظم مترجم، درود شریف منظوم ترجمہ مولوی اسرار صاحب بڑی موثر انداز میں بیان کیگئی ہیں قیمت مجلد چھ آنہ محصولڈاک ۲ ۔ رکل ۱۲

مجموعہ اعمال قرآنی

آیات قرآنی سے تعویزات لا ثانی از حضرت علامہ اشرف علی صاحب، حضرت مولانا کے تبحر علمی اور واقفیت اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے دنیاوی و دینی ضروریات میں ایک بھی ایسی چیز نہیں ہے جس کی دوا اس کتاب میں نہ ہو امراض کی شفا ہے بلیات کی دفاع ہے حفظ آت جیسے ہے آثار اسی رزق ہے، سب کے وظیفے ہیں، تعویز کے نقش ہیں ۱۲۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے۔ اس قدر مقبول و حاجت روا ہے کہ ہزاروں بکتی ہے۔ قیمت ۹ محصولڈاک ۲ رکل ۱۱

قرآنی دعائیں مترجم

آپکی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اسلئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپ کی ہر دعا مقبول ہے، اگر آپ بے اولاد ہونگے تو صاحب اولاد ہو جائیں گے مفلس ہیں تو زردار ہونگے بے یار ہیں تو مددگار ملیں گے، فراق کشیدہ رہے ہیں تو صاحب وصال ہونگے پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے، غرضکہ آپ کے ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں، کیونکہ اسمیں طریقہ دعا کے قرآن پاک میں بتائی ہوئی دعائیں ہیں بہت ہی مقبول و موثر ہے، قیمت ۸ محصولڈاک ۲ رکل ۱۰

پیغمبری دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول پاک دعائیں، آثار سلف اور بزرگان دین کے معمولات اثر والے وظائف لکھے گئے ہیں جو مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شبہ نہ ہوا اسمیں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمایا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگی ہیں اور ازواج کو حضور نے تلقین کیں خدا کی اپنی تلقین کی ہوئی دعائیں جس قدر بھی موثر ہوں کم ہیں، اسی لئے یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ بکتی ہے قیمت آٹھ آنے محصولڈاک ۲ رکل ۱۰

تفسیر و اعمال آیۃ الکرسی

اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا، اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا تسخیر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جو چاہے وہ کر سکتا ہے، یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مبتلائے مرض کو شفا بخشی ہے، سینکڑوں مقدمات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا مشتاقوں کو آغوش مراد سے جا ملایا جن کی بیسیوں بخت سے جاگے، جس کی قسمت بیدار کر دیا، جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کو اچھا کیا، یہ تو نقد فائدہ ہے قرض کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے مقامات عالیہ قیمت آٹھ آنے محصولڈاک ۲

اوراد و وظائف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں، انسان تنگ و مجبور ہو کر جانے، راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہوں پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی انسانی تمنا کا آخری زینہ ہے، یہیں سے وہ تنا بر آتی ہیں جنہیں مجبور انسان اور شکست خوردہ زمان مستحیل حالات میں ہوتے ہیں۔ فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہیں انہیں بہت عرصہ سے مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو جو کہ بہت نایاب ہیں۔ قیمت دس آنے، محصولڈاک ۲

عملیات باقی

خواجہ باقی باللہ

اسمیں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ خواجہ باقی باللہ نقشبندی کے وہ مجرب اعمال ہیں جن کی وجہ سے آپ کی مراد دلی پوری ہو جائیگی یہ کتاب نہایت کوشش سے بعرف کثیر کئی ہی مستند قلمی کتابوں سے ماخوذ ہے بعض کتابیں تو مشکل تمام بلخ و بخارا سے منگائیں اسمیں وہ اعمال اور اوراد ہیں جو اکثر خرقہ پوش نقشبندیوں کے پاس خزینہ کی طرح تھے۔ یہ کتاب اپنی باطنی خوبیوں اتنی مرصع ہے کہ شاید ہی کوئی اور کتاب اپنے اثرات اور خوبیوں کے لحاظ سے ایسی مل سکے ہر عمل کامیاب اور ہر تعویذ تیر بہدف قیمت آٹھ آنے محصولڈاک ۲ رکل ۱۰

چار ولیوں کے اعمال

اور انکی سوانح عمریاں اور تیر بہدف مجرب وظائف
۱ عملیات غوثیہ، ابتدا میں سوانح و حالات اور باقی کتاب میں مجرب عملیات و تعویزات
۲ عملیات چشتیہ اسمیں اول خواجہ معین الدین چشتی کے حالات اس کے بعد مجرب عملیات
۳ عملیات صابریہ ابتدا میں حالات و مجاہدات حضرت صابر اور یہ بہترین مصدری عملیات
۴ عملیات ہجویری یہ وہ عملیات ہیں جو داتا گنج بخش کے بہت مجرب ہیں، ۸۰ صفحہ ہر ایک کی قیمت چار آنے ہے اگر یکجا منگائیں تو مجلد ملے گی اور مجلد کی قیمت صرف ایک

جاہل عابد کی ہزار سالہ عبادت عالم اور اسلام سے واقف مسلمان کی ایک سال کی عبادت کے برابر نہیں ہوتی۔ آپکو عالم بننے کا شوق ہو تو

اسلامی تعلیم مجلد

فقہ اسلامی کی یہ وہ مستند اور مقبول عام کتاب ہے جس کو مفتی سید محمود الہدی سنگلاں نے محنت سے مرتب کیا۔ فقہ اسلامی اور آسان طرز ادا میں اپنی آپ نظیر ہے۔ اس کا درجہ بہت بلند ہے جن لوگوں کے پاس یہ کتاب ہو جو ہے انہوں نے کسی مولوی سے کسی مسئلہ میں فتوی لینے کی ضرورت محسوس نہ کی یہی وجہ ہے کہ ملک میں اس کا شہرہ ہو گیا۔ اپنی آسانی کے لئے علمائے کرام بھی اسے زیر مطالعہ رکھتے ہیں۔ آپ مسلمان ہیں تو مذہب سے واقفیت بھی ضروری ہے اور مذہب کی معلومات کے لئے یہ کتاب آپ کیلئے ضروری ہے۔ قیمت مجلد تین روپے محصول ۱۲ر

بہشتی زیور کامل

مجلد نہایت اعلی۔ یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس کے گیارہ حصے ہیں۔ الف بے سے اور کچھ ضروری حصہ وضو طہارت اور نماز کے مسائل حصہ زکوۃ حج قربانی۔ حصہ طلاق، نکاح، مہر، ولی عدت وغیرہ۔ حصہ معاملات، حقوق معاشرت زوجین۔ حصہ اصلاح باطن تہذیب اخلاق حصہ اصلاح رسوم مروجہ شادی وغمی حصہ نیک بیویوں کی حکایتیں حصہ ضروری اور مفید علاج حصہ دنیاوی باتیں۔ حصہ مردوں کے لئے خاص مسائل یہ سب ایک جگہ مجلد میں ضخامت ۷۰۰ صفحات قیمت مجلد جرمی دو روپے محصول ڈاک عہ کل

دینی تعلیم مکمل

یعنی سو چالیس صفحوں کی کتاب جلسے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا اس سلیس اردو ترجمہ ہے۔ یہ کتاب ام فقہ کہلاتی ہے۔ ہمارے دین فقہ کی اردو کتابیں جتنی مذہب اسی سے ماخوذ ہیں۔ اس میں طہارت، نماز، روزہ حج، زکوۃ، نکاح، طلاق، حقوق آداب معاشرت بیع، شہری ایباس، شکار، دیوانی و فوجداری دینی قوانین، زراعت، تجارت، حکومت، صنعت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو قیمت مجلد غیر محصول ۸ر

عبادت کا مقصد

یہی نہیں جب کہ انسان روزہ نماز پڑھ لیا کرے بلکہ عبادت کا مقصد یہی ہے کہ انسان خدا کے اخلاق سے متصف ہو جائے اور اس کا ہر قول اطاعت خدا میں اٹھے۔ یہ بات آپ کو اسلام کی امتیازی خصوصیت سے معلوم ہوگی کہ عبادت کا مقصد ایک آدمی کو اچھا مسلمان، کامل انسان، اچھا دوست، عمدہ شوہر، لائق بیٹا، بہترین شہری، غمخوار پڑوسی اور دنیا میں امن قائم کرنیوالا ذمہ دار شہری ہو۔ عبادت اور ہر سانس عبادت خداوندی ہوگا۔ اگر ہر مسلمان اسلامی زندگی بنانا چاہتا ہے عبادت کی قیمت دس آنے محصول ڈاک ۷ر

نماز کی پابندی مجلد

یہ کتاب زمانہ حاضرہ کی ذہنیت اور مذہبی بیگانگی کو مد نظر رکھ کر لکھوائی گئی ہیں، اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو اڈیشن نکل گئے ہیں۔ (۱) نماز کی حقیقت و فلسفہ عجیب و غریب کتاب (۲) ترغیب نماز اسمیں نمازیوں اور بے نمازیوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں (۳) نماز سکھنی کتاب اسمیں تمام نمازوں کے پڑھنے کی ترکیب ہے (۴) نمازیوں کی کہانیاں، یہ کتاب پڑھ کر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) عقائد کی کتاب اسمیں آمنت باللہ کی تفسیر ہے۔ یہ سب کتابیں پانچ کی پانچوں ایک ساتھ منگانے میں مجلد ایک روپیہ

معلومات نماز

نئی تشریحات کے ساتھ بالکل نئے انداز میں نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے اور بتلایا ہے کہ اگر صحیح معنوں میں نماز پڑھی جائے تو وہ انسان کو بہترین انسان بنا دیتی ہے عنوان چند یہ ہیں مذہب اسلام، عبادت و حکمت، احکام عبادت کے منافع، ثمرات حیات، ثمرات دنیا، ثمرات آخرت تارک نماز، فضیلت نماز، نماز کے طبی فائدے امتیازی عبادت۔ مقصد نماز، نفلی عبادت نماز کے وقتوں کا قرآن سے ثبوت بے نمازیوں کی کہانیاں، نماز قرآن میں، نماز کے فضائل اسکے بعد تمام نمازوں کا بیان -۱۹۰ صفحے قیمت آٹھ آنے

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو صرف رکن دین مجلد نہ ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو۔ غرضکہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب ہی منگائیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر بڑے چھوٹے مسئلہ سے واقف ہو جائینگے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ اڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی خود چھپوایا ہے۔ ۲۵۰ صفحات قیمت مجلد دس آنے (۱۰) محصول ڈاک ۔ کل

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر ایک حکم کی پابندی ہے لیکن اس میں اس کے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائیں گے کہ نماز میں انسانوں کی اچھی صحت و حیات کو کس قدر دخل ہے، اس کے علاوہ اس کتاب میں ہر نماز کی علیحدہ علیحدہ فضیلت بیان کی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور تمام مذہبی دینی اور دنیاوی فائدے کا ذریعہ نماز ہے۔ ایک عبد الجبار صاحب عالم کی کتاب مقاصد الصلوۃ کا اردو ترجمہ ہے صفحات قیمت چھ آنے محصول ۳ر

نماز اور مسائل جمعہ

مسلمانوں کے جمعہ، روزہ، اجتماع دینی کا فلسفہ نماز جمعہ کے متعلق پوری مذہبی سیاسی اور معاشرتی معلومات مولوی سید نذیر الحق صاحب مصنف تاریخ اسلام کی لکھی ہوئی کتاب اور اس کتاب سے مسلمانوں کی معلومات میں ایک بیش بہا اضافہ ہوگا، اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اندازہ ہوگا کہ جمعہ کی کیا فضیلت ہے اور نماز جمعہ کی شرکت خطبہ اگر اس کو صحیح ترتیب و اصول سے ادا کیا جائے تو کس حد تک ہماری قومی ترقی کا موجب ہو سکتا ہے مطالعہ سے قابل ہی ہیں، قیمت صرف چار آنے محصول ڈاک ۔ اس لئے اور کتابوں کے ساتھ منگائیے

آداب عبادت

انسان کا ہر کام اگر وہ خدا کے بتائے ہوئے طریقہ پر ہو عبادت ہے اور عبادت وہی مقبول ہے جب اس کے آداب کے ساتھ کی جائے یہ کتاب حضرت امام محمد غزالی کی کتاب کا ترجمہ ہے اور اسمیں حسب ذیل ابواب ہیں۔ علم کا شرف، آداب طاعت، آداب عبادت آداب نماز، رہنے سہنے کے آداب گناہوں سے اجتناب۔ اعضاء کے گناہ، دل کے گناہ، کن کن مسائل کا مسلمانوں میں ہونا ضروری ہے یہ اس قدر ضروری کتاب ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا بہت ضروری ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت چار آنے اور کتابوں کے ساتھ منگائیے

تفسیر پنج سورہ مجلد

نماز پڑھتے ہیں، خدا کی حضوری پانچ وقت نصیب ہوتی ہے، مولا سے راز و نیاز ہوتے ہیں لیکن ہم ہیں کہ نہیں خبر نہیں ہم نے کیا کہا اور اس نے کیا سنا۔ سورہ حرکتیں کی سورہ پاسے پیر سے سطلی تہ کر دیا، نماز میں عام طور سے جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں یہ انکی تفسیر ہے، یہ تفسیر پڑھنے کے بعد نماز کا لطف آ جائیگا کیونکہ ہر وہ نکتہ نماز پڑھنے میں ذہن نشین ہوگا جو اس کتاب میں ہے واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی نماز نماز ہو جائے تو پنج سورہ ضرور منگائیے ۲۰۰ صفحات مجلد کی قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۸ر

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن حقیقت میں مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تفسیر ہے جس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس۔ خدا کی ہستی کے دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں، ملائکہ اور جنات، انسان قادر ہے یا مجبور، انبیاء کرام کی فطری طاقتیں۔ عذاب قبر کا عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا، دین اور سائنس، روح کی حقیقت، نجات کا راستہ، اسماء الحسنی قرآن مجید کیونکر محفوظ ہے غرضیکہ بہت سے مضامین ہیں قیمت دس آنے محصول

[illegible] رسول مقبول [illegible] سے اگر آپ کو انبیا صحابہ اولیا عظام سے محبت ہے تو ان کے حالات ضرور پڑھئے

بڑی سوانح رسول مقبول

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان، صحت تاریخ، عمدہ کاغذ، صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے تاریخ عرب اور میلاد رسول سے لیکر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں۔ یہ کتاب ہی عاشق رسول مصنف نے ایسے والہانہ انداز میں لکھی ہے کہ اس کا مطالعہ بے حد بصیرت افروز ہے۔ کتابت کتابت دہ ہے۔ یوں تو آپ نے رسول مقبول کی صدہا سوانح عمریاں پڑھی ہونگی لیکن اس کا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کر دے گا ضخامت ۵۰۰ صفحے، قیمت بہت کم صرف ۱۲/ر محصولڈاک ۹/ر کل ۵/۔

سوانح غوث پاک

آسمان تصوف کے آفتاب حضرت پیران پیر غوث پاک کی بڑی سوانح عمری دنیا کا کون سا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر جیلانی کے عقیدتمند موجود نہ ہوں آج تک اس انداز سے اس قدر مفصل حالات بڑے پیرار دو زبان میں نہیں چھپے تھے جیسے اس کتاب میں ہیں اسی وجہ اس کا پہلا ایڈیشن غوث پاک کے پروانوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اس کتاب میں آپ کی ولادت سے لے کر وصال تک کے حالات ہیں خصوصاً حضور کی کرامات بہت مفصل لکھی ہیں نہایت اعلیٰ چھپائی اور کاغذ ہے، قیمت مجلد تین روپے محصولڈاک ۱۳/ر کل ۳/۔

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کو مکمل سوانح عمری ہے بڑی مستند احادیث سے مستند ہے ۲۰۰ صفحوں کی مجلد کتاب ہے انبیا کے حالات سے ظاہر ہے کہ عجیب و غریب صادقے پڑھنگے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر داستانوں کے سخت ترتیب دیا ضاف کے مقابلہ میں اس تحریر کی بلکی عبادتوں اور اعلیٰ اثر سے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے اتنی ضخیم کتاب اور ہدیہ بہت کم مجلد کتاب ہے قیمت ۱۲/ر محصولڈاک ۹/ر کل ۵/۔

شاہ جیلاں

بارہ مجالس، یہ غوث الاعظم کی علمی سوانح عمری ہے جو علامہ سید نذیر الحق مولف کتاب اسلام نے لکھی ہے، آپ غوث پاک کے بیٹے ہیں اس لیے یہ مجالس بڑی مستند ہیں (۱) فضیلت قطبیت (۲) پیدائش (۳) رکنیت و غوثیت (۴) حلیہ مبارک لباس اور خلق (۵) آپکا تحصیل علم حیات عبادت (۶) آپکا طریقہ (۷) آپ کی فضیلت و برتری تمام اولیاء پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپ کی عبادت (۱۱) آپ کی ازواج اور اولاد۔ ضخامت ۸۸ صفحات قیمت چھ آنہ محصولڈاک ۶/ر

چھیانوے بڑے ولی

ان کے حالات انکی کرامات ان کے خوارق انکی تعلیمات انکی والہانہ تبلیغ اسلام ان کے اوراد ان کے اسرار باطنیہ، انکی اولیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے جسمیں اکابر اولیا اللہ کے حالات ہیں، اس کا نام تذکرۃ الاولیاء بھی ہے وہ کتاب جسمیں اکابر اولیاء اللہ کے حالات ہیں اسمیں ہندوستان کے بھی ہیں عراق کے بھی شام کے بھی ہیں اور ایران کے بھی، مشرق قریب کے بھی ہیں اور بعید کے بھی، یہ کتاب خدا رسیدہ لوگوں کا مجلی آئینہ ہے بڑی تقطیع کی ۰۰۰ صفحات کی ضخیم کتاب ہے قیمت مجلد ڈیڑھ روپیہ ۲/ر

سات سو اولیاء ہند

کفرستان ہند میں ۷۰۰ اولیائے کرام تو ایسے مدفون ہیں جن کا حال اس کتاب میں ہے یہ ایک تیمور یہ خاندان کے چشم و چراغ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور اسمیں حالات و کرامات کے ساتھ اقوال الاولیا کا بھی وہ خزانہ شامل ہے جو شاید اور کہیں بھی دیکھنے کو ملے یہ کتاب اپنی جگہ خود صاحب تصنیف ہے کیونکہ ایک ہندو پرس نے اس کو پہلے پہل چھاپا اور مالا مال ہوگیا، اگر یہ کتاب مسلمانوں کے مطالعہ سے گذرگی، تو ان کے دماغ جگمگا ہیروں سے پُر ہو جائیں گے، اس کی قیمت چار روپے کی تھی اب ساڑھے تین روپے میں ملتی ہے محصولڈاک ۱۴/ر

کفرستان کے تین ولی

۱۔ حضرت خواجہ معین الدین، ۱ سمیں آپکی سیاحت ہندوستان میں آمد تبلیغی سرگرمیاں، کرامات ساحروں سے مقابلہ اور مرغوب فی دین اللہ افواجا

۲۔ حضرت بابا فرید گنجشکر، آپکے خاندان کے حالات، لقب کی وجہ، خواجہ بختیار کاکی سے عقیدت، چلہ، تبلیغ دین، کرامات کا ظہور اور رحلت وغیرہ۔

۳۔ سیرت صابر کلیری، آپکے ابتدائی حالات مجاہدات، مرشد کا لنگر تقسیم کرنا، اور خود نہ کھانا صابر کا لقب پانا، خرقہ خلافت حاصل کرنا، کلیر تشریف لے جانا اور جلالی کرامات کا ظہور، تینوں کی قیمت صرف ایک روپیہ محصولڈاک ۷/ر

ولیوں کے حالات

مولوی عبدالرحمن صاحب شوق امرتسری کی لکھی ہوئی کتاب بچوں اور عورتوں کیلئے ۱۲۸ صفحات بہت اچھی چھپی ہوئی اسمیں حسب ذیل ولیوں کے حالات ہیں، غوث پاک، حضرت اویس قرنی حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت علاء الدین صابر، خواجہ حسن بصری، حضرت مالک بن دینار حضرت خواجہ فرید گنجشکر، حضرت امیر خسرو، حضرت نظام محبوب الٰہی، حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر حضرت بایزید بسطامی حضرت جنید بغدادی ماہ حضرت ابراہیم ادہم حضرت مسلم، ابو داؤد داؤد ابن قیمت صرف ۲/ر محصولڈاک ۹/ر کل ۱۳/ر

امت کی مائیں

علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے ازواج مطہرات کی سوانح عمری ہے اس کتاب میں تعدد ازدواج کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے، اور جو دشمن رسول کریم انکی ازدواج مطہرات پر اعتراض کرتے ہیں انکا منہ توڑ جواب ہے اس کتاب میں حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ کی لالفت بہت میسر طے ہے اور حیات آفریں ہے۔ کتاب پڑھنے ہی سے اس کی خوبی معلوم ہو سکتی ہے ان گھروں میں کیا بہت مفید ہوگی جہاں میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہے کیونکہ رسول اللہ کی ازدواجی زندگی ایسی منبع ہے جس کی انتہا بلا استاز نمونہ ہے قیمت ۱۰/ر محصول ۲/ر

پانچ مقدس ہستیاں

۱۔ سرتاج انبیاء، یعنی رسول کریم کی سوانح عمری آسان زبان میں دلچسپ انداز بیان میں ۹۶ صفحے

۲۔ صدیق الرسول، رفیق رسول سیدنا ابوبکر صدیق کے حالات نہایت دلچسپ موثر ہیں تیجے

۳۔ فاروق الاسلام حضرت عمر فاروق کی پر جیب زندگی کے دلچسپ حالات عورتوں اور بچوں کی سمجھ کے موافق

۴۔ جامع القرآن، عورتوں اور بچوں کی ذہنیت کو ملحوظ رکھ کر حضرت عثمان کے حالات لکھے گئے ہیں

۵۔ سرتاج زہرا، حضرت علی اور حضرت خاتون جنت کے حالات اور ان میاں بیوی کی پر اخلاص زندگی ۳۴۰ صفحات سب یکجا مجلد قیمت ۱۲/ر محصول ۷/ر

پانچ برگزیدہ صوفی

۱۔ امام غزالی تصوف کے سب سے بڑے علمبردار واقف اسرار روحانی بزرگ کے حالات قیمت ۳/ر

۲۔ مولانا روم، جنکی مثنوی ہست قرآن در زبان پہلوی، صحوا انتخاب سبحان مثنوی قیمت ۳/ر

۳۔ حافظ شیرازی وہی شیراز کا صاحب عرفان شاعر جسکے دیوان کا فاقہ سچ ترہ قیمت ۳/ر

۴۔ شیخ سعدی جنکی گلستان اور بوستان آجتک ویسے ہی مہک رہے ہیں، قیمت ۳/ر

۵۔ امیر خسرو، مرغ الزمان صوفی صافی جنکی زندگی مجرب بر عرفان ہی، قیمت ۳/ر پانچوں ایک وقت میں منگائیں تو ۱/۲ محصول ۲/ر

امام ابو حنیفہ

کے حالات پڑھنے مسلمان کیلئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات کو بے خبر رہنا نہایت ہی ناموزوں ہے، سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارناموں، مناظروں اور دقیقہ رس مسائل کے معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے۔ فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جن سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ الامتیاز فن ہی ہے ضخامت ۴۰۰ صفحے قیمت صرف ۲/ر چیدہ کتے محصول ۵/ر

[illegible] جو زندگی میں انقلاب کیونکر ہوا، آپ یہ کتابیں پڑھیں تو معلوم ہو کہ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے!!

الفاروق

یا اسلاف تھے اور کیا ہم ہیں جاننے کو الفاروق پڑھئے۔ اسمیں خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مختصر حالات ہیں، یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنکا ثانی زمین پر پھر پیدا نہیں ہوا۔ نوشیرواں کی فرضی روایات عدل پر خوش ہونے والو ذرا اس عدل فاروقی کے حالات پڑھو، جب معلوم ہوگا عدل کسے کہتے ہیں، مساوات مساوات کے مدعیو ذرا اس جلیل القدر صحابی کی شان مساوات تو دیکھو بیت المقدس میں شاہانہ داخلہ ہے، کس طرح غلام سوار اور آقا پیادہ ہے، ... بڑے بڑے بادشاہ حالات پڑھو ۲۶۰ صفحے مجلد ۱۲/

الہارون

خلیفۂ عباسیہ میں جلیل القدر بادشاہ ہارون رشید کی سوانح حیات اسمیں ابتدائی تاریخ عرب حالات عہد رسالت شجرہ نسب خاندان بنی امیہ کی تاریخ اس کے بعد عباسیوں کی تاریخ ہارون رشید کی تخت نشینی ہارون رشید کا زمانہ خلافت، کمال عروج، زوال خاندان برامکہ، ہارون رشید کی خلافت کا آخری زمانہ اور وفات ہارون رشید کے نجی حالات زبیدہ خاتون ملکہ ہارون کی لائف اور دور ارتقائے اسلام کے تمیز واقعات ضخامت ۲۴۴ صفحات قیمت اس کی پہلے تو کبھی تین روپے بھی، اب بارہ آنے محصولڈاک ۶/ کل ۱۲/

المامون

عباسیوں کا دوسرا نامور اولو العزم بادشاہ ہارون رشید کا جانشین۔ اس میں تاریخ عروج اسلام کے دلفروز واقعات ہیں، مامون کی ولادت تعلیم و تربیت اندرونی خانہ جنگی، بہنوں کا قتل، عراق کی بغاوت دوسرے گورنروں کا بغاوت کرنا، بغاوت کا فرو فتوحات ملکی، جزیرہ صقلیہ کی فتح۔ وسعت سلطنت خراج تعلیمی صنعتی ادارے طبی دوسرا افزائی اراکین سلطنت، عہدے، ذوق علمی، طرب افزا مجالس اور خلیفہ ہارون کے عہد کے سرہا واقعات از علامہ شبلی مرحوم ۲۰۰ صفحات قیمت چھ آنے محصولڈاک ۶/ کل ۱۳/

غازی صلاح الدین اعظم

کی سوانح عمری جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے تنہا پھر مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سفاکی و بربادی کے وہ سین آپکی آنکھوں کے سامنے آئیں گے جس کو آپکا مجاہدانہ جوش جو مدتوں سے سرد ہو رہا ہے فی الفور گرم ہو جائیگا۔ اور آپ میں حریت و آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائیگا کتاب کے شروع میں غازی موصوف کا فوٹو بھی ہے یہی وہ کتاب ہے جو مردہ دلوں میں جان ڈالدیتی ہے۔ قیمت دو روپے۔ محصولڈاک ۸/ کل ۲/۸

ٹرکی کے ۳۰ خلیفہ

دیکھئے کس طرح سلطان عثمان خان اول نے اپنی بیکسی کی حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی، اور کس طرح مسلمانوں کی مجاہدانہ بہادری چلی پھولی، عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا، عیسائی سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت کو ملیامیٹ کر دینے کے لئے کیا کیا منصوبے باندھے لیکن ترکوں نے جس بہادری سے مقابلہ کیا وہ حیرت انگیز ہے ایک طرف دنیا کے عیسائی اور دوسری طرف چند مجاہد تھے، آخر فتح حق کو ہوئی اس کتاب میں ۳۰ بادشاہوں کے حالات ہیں اور ترکان امراء کا تذکرہ بھی ہے اور فوٹو بھی ہیں قیمت پہلے دو روپے

شاہان تغلق

یہ حضرت مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی کی وہ مقبول کتاب ہے جو آئینہ حقیقت نما کے نام سے ہزاروں فروخت ہو چکی ہے، یہ حصہ جو شاہان تغلق کی تاریخ ہے بہت مقبول ہے کیونکہ اس ہی زمانہ میں ہندوؤں کا شگیرا ن پاش پاش ہوا اور چند فنون نئی دین اسرا نوابا کا دلکش منظر اس عہد میں ہے نظیر تھا

مولانا اکبر شاہ خاں صاحب کا نام ہی اس کتاب کے اہم ہونے کی بڑی ضمانت ہے اور ناظرین مولوی اس کو بہت پسند کریں گے۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۱۰/ کل ۱/۸

شامی جہاد

یہ علامہ واقدی کی تاریخ شام کا ترجمہ فتوح الشام سے ماخوذ ہے اس کا انداز بیان بہت دلچسپ ہے کیونکہ حضرت خواجہ حسن نظامی کی تالیف ہے اور اس کے انداز بیان میں ہی وہ جادو ہے جس سے غیرت اسلامی جوش میں آجاتی ہے، شام فتح ہوا اس سلسلہ کے صدہا ولولہ انگیز واقعات اس کتاب میں ہیں، پانچسو صفحہ کی ضخیم کتاب ہے اگر آپ کو ابتدائے عروج اسلام کا سچا نقشہ دیکھنا ہے تو یہ کتاب منگائیے واقعہ یہ ہے کہ اس کو ختم کئے بغیر نیند حرام ہو جاتی ہے۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ ۸/ محصولڈاک ۶/

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا عبد الحلیم شرر لکھنوی۔ تاریخ نگاری میں جو مولانا مرحوم کو شہرت ملی ہے وہ یگانہ ہے اور تحریر کی دلنشینی جو انکی تصانیف کو میسر ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو اس کتاب میں حسب ذیل مشاہیر کے حالات ہیں محمود ایاز، علی بیگ، ابن عربی، قوم چلیز ہرقل، ابو القاسم، ابن منیر، حسان بن ثابت، افلاطون، بیغی مال، الپ ارسلان، سیر علی شیر، ان مشاہیر کے حالات پڑھنے سے معلومات میں اضافہ ہونے کے ساتھ لطف لٹریچر بھی ہے۔

قیمت ۸/ رعایتی ۱۲/ محصولڈاک ۶/ کل ایک روپیہ تین آنے

لیڈی حلیمہ خاتون

جنہوں نے پورے پچاس پنڈتوں اور دو سو پادریوں سے مباحثہ کیا، بارہ روز مناظرہ رہا آخر میں اسلام کی فتح ہوئی اور لیڈی موصوف نے اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لئے وقف کر دی، یہ اصل سچا واقعہ ہے، جس کو ابو المسلم مولانا حسن الدین نے بطرز سوال و جواب دو سو صفحات میں نہایت قابلیت سے تالیف کیا ہے، کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اور کھانا پینا اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر شخص مناظر ہو سکتا ہے قیمت رعایتی ۱۰/ محصولڈاک ۶/ کل ۱/

ساوتری

ایک ہندو خاندان کا سچا افسانہ جو تبلیغی مقاصد کے لئے بہت مفید ہے جسمیں دکھایا گیا ہے کہ آج کل کا ایک ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نو مسلم خاتون نے کس طرح ہزارہا مصائب برداشت کرکے اور باوجود دیکھ لوہے سے داغے جانے کے بھی آخر وقت تک مسلمان رہی، یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہے اور معاصر معارف والجمعیت نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں اہل خیر حضرات اس کو مفت تقسیم کرتے ہیں

قیمت چھ آنے محصول ۶/

نامور خواتین

جنہوں نے اپنے حسن عالمتاب سے بادشاہوں کی سلطنت تہ و بالا کر دی، جنہوں نے بہادر اور شجیع ہوکر تلواریں کند کر دیں، جنہوں نے وارفتہ حسن نوجوانوں کے جان نثار کرنے جیسی چاند سی صورت پر قربان کرا ڈالے، اس کتاب میں ۳۰ ایسی خواتین کے حالات ہیں جن کے نام یہ ہیں، زبیدہ خاتون، ام الخیر رابعہ بصریہ، محمد، زبیدہ، رابعہ شامیہ، شہدہ کاتبہ علیہ بنت مہدی، قطر الندی، خدیجہ بنت الحکم ام ہانی مریم، فاطمہ فقیہہ، فاطمہ نیشاپوری، زلیخا ملکہ بلقیس، ملکہ صبا، ملکہ زنوبیہ، ام ابان وغیرہ وغیرہ مجلد ۱۲/ محصول ۶/ کل ۱/۲

اندلس کی شہزادی

جب مسلمانوں کی خانہ جنگیوں نے اندلس کی حکومت کو ان سے چھڑوا دیا اور عیسائیوں نے چھین لیا اس وقت بہادران کا کیرکٹر یہ تھا کہ وہ اپنے وطن سے دغا نہیں کرتے تھے، اور جبکہ ایک دوسری عیسائی سلطنت نے اس پر حملہ کیا، تو انہوں نے وطن عزیز کی خاطر ملک پر جان قربان کردی، جہاں عیسائی سپہ سالار دم بخود تھے وہاں ایک چرواہے نے ملکۂ اندلس کی جان بچائی تاریخی افسانہ ہے، دلچسپ لٹریچر ہے۔ کیونکہ مولانا راشد الخیری مد ظلہ العالی کی تصنیف ہے

قیمت ۸/ محصولڈاک ۶/ کل ۱/۲

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں حضور کو سب سے پہلے گھر والوں کو اسلامی تعلیم دی، آپ بھی اپنے بچوں اور عورتوں کو پہلے اسلامی تعلیم دیجئے

دس زنانہ بستہ

بی علمی پھولوں کا گلدستہ یا دس بیش بہا کتابوں کا مجموعہ (۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) سینا پرونے کی کتاب (۹) پرھنے کی کتاب (۱۰) اصلی جہیز، جو کتاب جس مضمون پر شروع کی ہے اس کو مکمل کر دیا ہے اپنی بچیوں کو ضرور اس کتاب کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کاموں سے واقف ہو جائے اور ساتھ ہی مذہبی معلومات سے بیگانہ نہ رہے، قیمت ایک روپیہ محصول ۴ر

آٹھ اسلامی کتابیں

بچوں کی مذہبی معلومات بڑھانے کے لئے آسان آٹھ کتابیں پہلی، اللہ کی نعمتیں، جنتیں ملائکہ وغیرہ کا بیان دوسری، ایمان، عقائد، وضو، تیمم، اذان وغیرہ تیسری، نماز کی پوری تفصیل، اور آسان مسائل چوتھی، مرنے کے بعد اور پہلے کے حالات و مسائل پانچویں، زکوٰۃ کا بیان، اور روزہ کا پورا بیان چھٹی، حج کا بیان اور حقوق کا بیان ساتویں ارکان ایمان، ارکان اسلام، معاشرت آٹھویں، حقوق العباد، توکل اور گناہ وغیرہ آٹھوں کی ضخامت ۳۴۴ صفحہ قیمت یکجا مجلد سوا روپیہ محصول ۴ر

سات اخلاقی کتابیں

اس میں حسب ذیل سات اخلاقی کتابیں ہیں، اور ہر کتاب عورتوں کے لئے بیحد مفید ہے، ہدیۃ المستورات، عورتوں کی مذہبی معلومات ادب نسواں، بچیوں کو ادب سکھانے کے متعلق انتظام خانہ داری، مضمون نام سے ظاہر ہے کھانا پکانا، ہنڈ کا پکانے کی ترکیبیں ہنر، نفیس، مختلف ہنروں کی باتیں، سلائی وغیرہ لیڈی ڈاکٹر، اس میں مخصوص نسوانی امراض کا علاج اخلاقی گیت، مضمون نام سے ظاہر ہے کوئی کتاب علیحدہ نہیں ملتی سب یکجا مجلد ہے ۴۰۴ صفحات قیمت مجلد ۱۲ر محصول ڈاک ۴ر

پانچ سلسلہ تعلیم اسلام

جس کو مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اس کے پانچ حصے ہیں، اول قاعدہ ہے اس کے بعد پہلا حصہ اس میں عقائد کی ابتدائی باتیں اور طہارت دوسرا حصہ اس میں عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان تیسرا حصہ اس میں عقائد کی اونچی باتیں اور روزہ چوتھا حصہ اس میں زکوٰۃ، حج اور حقوق العباد وغیرہ اب تک ان رسائل کی تعداد تین لاکھ چھ ہزار شائع ہو چکی ہے اور شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو جہاں یہ رائج نہ ہو، پانچوں حصے ایک جگہ مجلد قیمت فی جلد مجلد ایک روپیہ محصول ڈاک ۴ر

تین دینی کتابیں

۱ چہل پیغمبروں کے حالات بہت آسان زبان میں تاکہ بچے عورتیں کم پڑھے لکھے مرد آسانی سے پڑھ لیں کاغذ چھپائی اعلیٰ ۸۰ صفحات

۲ اقوال الرسول بچوں اور عورتوں اور کم پڑھے لکھے مردوں کے لئے صحاح ستہ کی منتخب ترا احادیث کا صحیح ترجمہ روزمرہ کی باتیں

۳ عقائد حنفی، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی کتاب العقائد کا بہت آسان ترجمہ قابل ترجمہ نے بڑی فلسفی بحثوں کو آسان طریقہ پر ترجمہ کیا ہے کہ بچے عورتیں بھی سمجھ لیں، قیمت ہر سہ جلد صرف دس آنے مجلد ۱۰ر محصول ڈاک ۴ر

تین عربی و اردو کے قاعدے

۱ اسہل القرآن، یہ عربی اور اردو دونوں کا قاعدہ ہے ۴۰ صفحہ کی ضخامت ہے ابتدا میں لڑکوں کے قریب تصاویر ہیں۔ اور قیمت ۴ر پانچ پیسے

۲ یسرنا القرآن قرآن شریف پڑھانے کا بے نظیر قاعدہ جس نے پڑھ لینے کے بعد چھ مہینے میں تیرا تیس سے بچہ قرآن شریف خود دیکھ کر پڑھ لیتا ہے قیمت ۴ر

۳ ختم القواعد، عربی پڑھانے کا ایسا قاعدہ جس کا انداز تحریر بچوں کی ذہنیت کو ملحوظ رکھ کر اس قدر سہل ہے کہ اور کوئی قاعدہ اس کے مقابلہ کا نہیں دیکھا گیا۔ قیمت ۱ر ۱۲ کے یا تو ایک روپیہ کے [illegible] یا اور کتابوں کے ساتھ

دو اردو کے قاعدے

۱- **عام فہم قاعدہ** اردو پڑھانے کا ایک عجیب و غریب قاعدہ ہے ۲۴ صفحے کی ضخامت ہے متعدد تصاویر ہیں، بہت چھپا ہے اور بہت مقبول ہو گیا، اس میں اردو پڑھانے کے طریقے بھی ہیں جس سے استادوں کے لئے بڑی آسانی ہے قیمت ۱ر

۲- **معلم الاطفال**، پڑھ سکتا الا [illegible] سب قاعدوں میں یکتا، بڑی خوبی اس میں یہ ہے کہ اگر مفرد الفاظ شروع میں ہیں تو آخر تک ہر سبق میں ان کو دوہرایا گیا ہے تاکہ خواندگی پڑھنے کی حاجت ہی نہیں رہتا اور بار بار وہ الفاظ ذہن نشین ہوتے رہیں قیمت ۱ر ایک روپیہ کے ۲۰

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے، لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوش اسلوبی سے قائم کی ہے کہ معمولی آدمی بغیر استاد کی مدد کے اس کتاب سے عربی سیکھ سکتا ہے، تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملے گی جس کے متعلق پہلے سے زیادہ یا ہم نے عنوان کے لئے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ لکھا ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح کی ہے۔ ہر جلد کی قیمت ۸ر ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۴ر کل ۱۲ر

معلم عربی

ہر مسلمان کی قدرتی خواہش ہے کہ وہ عربی اتنی ضرور جان جائے جس سے وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھ لے اگر معارف نہیں معلوم ہوں تب بھی الفاظ کے معنی تو معلوم ہو جائیں، عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت پیچیدہ تھا اس کے ابتدائی صرف و نحو ہی چار چار سال میں ختم ہوتے تھے، معلم عربی میں صرف و نحو کے طویل سلسلہ میں چھوڑ کر ایسے انداز پر عربی پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ بغیر کسی مدد اور استاد کے ایک سبق روزانہ پڑھنے سے تین مہینے میں وہ خاصا قرآن کا مفہوم سمجھنے لگے گا اور اس کے بعد نماز میں بھی بڑی کیفیت ہوگی آپ بھی اس کا اندازہ کیجئے۔ قیمت ۸ر محصول ڈاک ۴ر

مونس انگلش ٹیچر

کوئی جدید اطلاع نہیں دہرانی ہے یہ پرانی اطلاع ہو گئی ہے کہ ضرورت کی نئی چیزیں انگریزی کی ہاتھی اور حقیقت یہ ہے کہ آج کل اسی وجہ سے ہر مہینہ صدہا کتابیں فروخت ہوتی ہیں، اور اسی انداز سے برابر بک رہی ہیں، اگر آپ اس کتاب کا ایک سبق روزانہ صرف ایک گھنٹہ کی محنت سے پڑھیں تو بغیر استاد کی ذرا سی مدد کے آپ انگریزی پڑھنے کا کام بخوبی چلا لیں گے، اب تو یہ کہنا ہی نہیں ہوتا ہے کیونکہ اس کے خلاف ثابت نہیں ہوا یہ وہ طلسمی کتاب ہے کہ جس کے پاس پہنچی اس کو تقریباً کامیاب کر دیا ۴۰۰ صفحہ قیمت ایک روپیہ ۴ر

فارسی بول چال

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھانے والی کتاب یہ فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے دو فاضل حضرات نے سالہا سال کی محنت سے فارسی زبان کو اردو میں ڈھالا ہے، شروع کتاب میں فارسی کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھے گئے ہیں، اس کے علاوہ ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے، مضامین، چٹھیاں، بیمارداری اور مبارکبادی، تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں درج ہیں، قیمت ۱۲ر محصول ۴ر

کریم اللغات مجلد

فارسی زبان کے ۰۰ ہزار الفاظ کے لغات کی یہ کتاب آپ کو جہاں نہیں ملتی ہو روزمرہ بول چال میں کتنے فارسی الفاظ ایسے ہوتے ہیں، جو باوجود روزمرہ بولنے کے بھی ان کے معنوں سے واقف نہیں اور بعض مرتبہ انکا محل استعمال غلط ہو جاتا ہے پڑھے لکھے لوگوں میں جب اس کی وجہ سے خفت ہوتی ہے تو بڑا غصہ آتا ہے اتنی بڑی بات کے لئے ذرا سی تکلیف گوارا کیجئے اور کریم اللغات اپنے مطالعہ میں رکھئے دو چار مہینوں میں آپکی بول چال اور تقریر میں نہایت موزوں اور برجستہ الفاظ آ جائیں گے مجلد ۰۰ صفحات قیمت ۱۲ر محصول ۴ر

[illegible]

بے نماز جو پڑھیں حمائل قرآن سبحان اللہ کتنا مقبول ہے

جس میں ... روپیہ ... اور میں سب خرید لیتا مقبولیت کیوجہ ... پڑھنے والے ... اس مرتبہ چالیس ... کاغذ ...

[illegible]

کاغذ چکنا سفید اور بہت ہی اعلیٰ ہے [illegible]

[illegible]

ہدیہ مجلد ... بلا خانہ ... ڈھائی روپے محصول ڈاک چودہ آنے چھپائی سیاہ چکدار حمیدیہ پریس دہلی

منزل ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

اور نہ ان لوگوں کا جو رستے سے گم ہو گئے

مالیہ پہاڑ جہاں سے چاندی اور سونے کی کانیں ہوتی ہیں [illegible] سے کرامات پروردگار
ہے یہ سلاجیت [illegible] ۴۴ سال سے [illegible]
وید [illegible] جو ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے جس کے ہزاروں
سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں؟

السلاجیت اعظم

اصلی سلاجیت اصلی

[illegible] ڈاکٹروں نے [illegible] تجربہ کر کے [illegible] سلاجیت کی [illegible] ان کو دفع کر کے طاقت دینے والی کوئی دوا نہیں ہے جس کے استعمال
سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں [illegible] فائدہ نظر آتا ہے بدن سے سستی اور کمزوری [illegible] غائب ہو جاتی ہے چند دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی
[illegible] کمزوری [illegible] احتلام ہونا [illegible] پیشاب کے ساتھ دھات کا جانا، پیشاب میں شکر کا جانا، بار بار پیشاب آنا، مثانہ کی کمزوری، نامردی [illegible]
[illegible] وغیرہ ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتے ہیں اور [illegible] دھات کو طاقت [illegible] اس کے استعمال سے [illegible]
پیدا ہوتی ہے [illegible] روشنی، بدن میں پھرتی، چہرہ پر رونق آ جاتی [illegible] پیشاب کی [illegible]
[illegible] سات دن استعمال کرنے [illegible] ایسے ہی [illegible] بواسیر کو بھی دور کرتا ہے [illegible] درد [illegible]
[illegible] جسم کی [illegible] تکلیف کو [illegible] بدن پیلا پڑ جانا [illegible] کی بیماری کو دور کرنے کی خاص طاقت اور اثر رکھتا ہے
اس کے اوصاف [illegible] کتابوں میں لکھے ہیں [illegible] دنیا میں [illegible] ایسی نہیں ہے کہ جس کی سلاجیت سے نفع نہ پہنچے [illegible]
[illegible] کمزوری اور [illegible] کی خاص دوا ہے،
[illegible] ایک ماہ میں پانچ تولہ کھاتا رہیگا تو [illegible] بیماریوں سے بچ کر [illegible] تندرست رہے گا [illegible]

ترکیب استعمال

[illegible] جاتی ہے اور قیمت بھی بہت [illegible] فائدہ [illegible] خاص و عام [illegible]

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپیہ [illegible] دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے [illegible] بیس تولہ کی آٹھ روپے

[illegible] تولہ [illegible] ساڑھے پندرہ روپے، اور اسی تولہ کی قیمت تیس روپے [illegible] علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ ہمالیہ ڈپو [illegible] ضلع سہارنپور

Har [illegible] (Saharanpur)

تصدیق

[illegible] سلاجیت [illegible] جناب [illegible] سید مولانا [illegible]
[illegible] سلاجیت [illegible] استعمال کیا [illegible]
[illegible] سلاجیت [illegible] مفید [illegible]

[illegible]

[illegible]

مولوی

مدیر مسئول - عبدالحمید خان

فقط ڈھائی سو بھائی اور مل جائیں تو

تو بخاری شریف کا یہ ایڈیشن پورا ہو جائے۔ اس مرتبہ تو صرف پیشگی دینے والے بھائیوں کو ہی بخاری شریف مل سکتی ہے بتعداد [illegible] تک یہ پرچہ شائع ہونے تک تو غالباً دوسری سعادتیں اور شریک ہو سکیں گے اور غالباً آئندہ اس کا اشتہار شائع نہیں ہوگا۔ اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو پانچ روپے بھیج دیجئے۔ دوسرا ایڈیشن خدا جانے کب چھپ سکے۔ دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں جن میں پانچ ہزار تین سو [illegible] آئی ہیں۔ تیسری جلد میں بھی غالباً [illegible] حدیثیں ہونگی یعنی [illegible] ہزار اقوال نبوی کا صحیح ترین سرمایہ پانچ روپے میں اور مجلد [illegible] تین جلدوں میں واقعہ ہے کہ حیرت ناک رعایت اور عجیب ترین ثواب لوٹنے کا موقعہ ہے۔

[illegible]

[illegible]

سستا۔ دو ترجمے
قرآن مجید
یعنی دو ترجموں والا

[illegible] کیونکہ یہ قرآن ہر لحاظ سے اپنی آپ ہی مثال [illegible]

[illegible] جان گیا [illegible]

[illegible] اب اس کے مقابلہ کا [illegible] قرآن شریف [illegible]

[illegible] مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے جو تحت اللفظی ہے [illegible]

[illegible] حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن اور بیان القرآن سے ماخوذ ہے [illegible]

[illegible] ۔ دہلی کے بہترین خوشنویس منشی صلاح الدین صاحب [illegible]

[illegible] ایک حرف کا ادب [illegible]

[illegible] شان نزول صحاح ستہ سے (۱۰) ایک فہرست ہی مضامین قرآنی کی [illegible]

[illegible] (۱۲) فضائل قرآن (۱۳) سورتوں کے خواص [illegible]

[illegible] کلام الٰہی کی آیتوں پر [illegible]

[illegible] ثابت کیا ہے کہ خدا کا کلام ہے [illegible]

[illegible] قرآن شریف نے عرب کی کایا پلٹ دی (۲۹) قرآن [illegible]

[illegible] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر سعادت [illegible]

[illegible] تلاوت قرآن کے آداب [illegible]

[illegible] قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب [illegible]

[illegible] کاغذ دبیز سفید چکنا [illegible]

[illegible] کرنے والوں کے لیے [illegible]

[illegible] جلد چرمی [illegible] نہایت پختہ پائدار (۵۱) نہایت اعلیٰ قسم کا [illegible]

[illegible] بہت سستا ہے۔ پہلے یہی قرآن شریف چھ روپیہ میں ہدیہ ہوتا تھا اور پچھلے سال [illegible]
اب باوجود ضخامت بڑھ جانے کے اس کا ہدیہ مجلد چرمی [illegible] کا ساڑھے تین روپیہ [illegible]
[illegible] جہاں بھی چاہے گھر بیٹھے منگا لیجیے۔ پتہ یہ ہے [illegible]

منیجر [illegible] پریس [illegible]

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنٰهُ

تحقیق قارون تھا قوم موسیٰ کی سے پس سرکشی کی اوپر ان کے اور دیا ہم نے [illegible]

قارون موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے تھا سو وہ کثرت مال کی وجہ سے ان لوگوں کے مقابلہ میں [illegible]

مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ

[illegible] اس قدر کہ تحقیق اس کی بیاری جھکی تھیں [illegible] جماعت [illegible]

[illegible]

اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا

جب کہا واسطے اس کے قوم اس کی نے مت خوش ہو [illegible]

[illegible] اس مال پر مت اترا [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۷ | بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ | نمبر ۶

خطبہ

الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا فللہ الحمد رب السموات ورب الارض وما فیہما ورب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید نبی الامی الذی بعثہ علی العالمین بشیرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

اما بعد۔ برادران اسلام! تمام سعادتوں اور تمام نیکیوں کا سرچشمہ اور تمام بدیوں اور تمام برائیوں کا مخزن دل ہے آپ جانتے ہیں کہ دل کیا ہے وہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جس کو قلب کہتے ہیں۔ اطبا کہتے ہیں کہ قلب کی حرکت بند ہونے سے انسان مر جاتا ہے یعنی زندگی کا انحصار قلب کی حرکت پر ہے قلب ہی حرکت اور اس کی مزاجی کیفیت انسان کو زندہ رکھتی ہے اور بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتی ہے اور جہاں قلب کی کیفیت میں کسی قسم کا تغیر واقع ہوا اور صحت جسمانی میں فرق آیا اور روگ اور بیماریوں نے اپنے بیٹھنے کا راستہ بنایا اور اگر فوراً علاج معالجہ کی طرف توجہ نہ دی گئی تو زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے اور بالآخر زندگی ختم ہو جاتی ہے اگر احتیاط اور علاج نہ کیا جائے تو اکثر حالتوں میں زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے اور بالآخر زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اگر احتیاط و علاج نہ کیا جائے تو اکثر حالتوں میں زندگی نہایت بری حالت و دشمن کیفیت کے ساتھ ختم ہوتی ہے اسی لئے جو لوگ اپنی زندگی کو عزیز رکھتے ہیں وہ ذرا سی سوء مزاج قلب میں پاتے ہیں تو فوراً اس کے علاج کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

برادران اسلام! اوپر کی سطور سے آپ نہ سمجھئے گا کہ ہم آج کے خطبہ میں قلب اور صحت جسمانی پر بحث کرنی چاہتے ہیں اور اس خطبہ کے سننے والے اور پڑھنے والے مسلمانوں کو طبی ہدایات دینی چاہتے ہیں یا کسی دوا کی سفارش کا ارادہ رکھتے ہیں اگر یہ مقصد بھی ہوتا تو یہ بھی بے فائدہ نہ تھا کیونکہ یہ ہماری دلی خواہش ہے کہ ملت اسلامیہ تندرست و توانا اور جسمانی حیثیت سے بھی طاقتور ہو اور ملت اسلامیہ کے فرزند تھکے ہوئے کمزور اور بیماریوں کے شکار نہ ہوں۔ جسمانی صحت [illegible] دین اور دنیا کی سعادت [illegible] ہے اگر صحت اچھی نہ ہو [illegible] تو ایک طرف دین فرائض کا ادا کرنا [illegible] [illegible]

کر سکیگا اور ایک عالم حدیث و فقہ کیونکر انجام دے سکیگا مقصد یہ ہے کہ صحت جسمانی بھی غیر ضروری چیز نہیں ہے بلکہ نہایت اہم اور ضروری چیز ہے اور مسلمانوں کو اس طرف ہمیشہ اپنی توجہ مبذول رکھنا چاہئے۔

مگر ہم جس قلب کا اور اس کی بیماریوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ کبھی بیمار نہ پڑے وہ قلب ہے جو مہبط انوار الٰہی ہے اور جو معارف و اسرار الٰہی کا مخزن و معدن ہے اور جو خانہ کعبہ سے زیادہ معزز و محترم ہے جو تجلی و انوار کا مرکز اور ایقان ہے جو صاحب گوش و بصر ہے جو بصیرت و بصارت دونوں کا مالک ہے اور جو صاحب جوش و خروش اور محل حکمت و معرفت الٰہیہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قلب کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر وہ صالح حالت میں ہے تو تمام جسم صالح حالت میں ہے اور اگر وہ فساد پذیر ہوا اور بگڑا تو سب فاسد ہوا اور بگڑا۔ الا وھی القلب یعنی مضغۃ لحم اور گوشت کا لوتھڑا اس معدن انوار قلب کا محل ہے اور جس طرح یہ قلب جو تمام جسم کے اندر خون تقسیم کرتا ہے بیمار پڑتا ہے تو سارا جسم بیمار پڑ جاتا ہے اسی طرح یہ قلب جو مطلع انوار و معدن اسرار ہے اگر فاسد ہوا اور بیمار پڑا تو تمام روحانی و دینی نظام جسم فساد زدہ اور علیل ہو جاتا ہے۔

برادران اسلام! جس قلب کا ہم ذکر کر رہے ہیں وہی سعادت دارین کا سرچشمہ ہے اگر وہ صالح اعمال کے ساتھ ہے اگر وہ فساد پذیر ہوا تو ہر سیدھا جسم بیمار و علیل کر رہی رہتا ہے اس لئے ہم آج کے خطبہ میں اصلاح قلب کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلانی چاہتے ہیں کہ تمام کمالات کی اصلاح قلب پر منحصر ہے قلب ہی وہ جوہر پاک ہے کہ اگر اجزا ناقص و فاسد سے پاک و صاف ہو تو ہر قلب کی صلاح و فلاح حاصل ہوتی ہے اور اگر قلب میں روگ پیدا ہوا تو ہر ایک طرح کے مفاسد ہمارے دینی و دنیاوی اعمال میں پیدا ہو جائیں گے اس لئے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا دین اور ہماری دنیا دونوں سنور جائیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر وقت اپنی توجہ اصلاح قلب کی طرف مبذول رکھیں کیونکہ ہر قسم کی اصلاحات کی جڑ اور بنیاد اصلاح قلب ہے جب تک قلب کی اصلاح نہ ہوگی کسی قسم کی اصلاح ہمارے حالات کی نہیں ہو سکتی۔ برادران اسلام! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس حدیث کی طرف اوپر کی سطور میں اشارہ کیا گیا ہے اگرچہ اس کی ظاہری صورت صرف خبر کی سی ہے مگر مقصد اس حدیث قدسی کا صرف یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک امتی کی کوشش ہو کہ اگر وہ فلاح دارین و سعادت کونین کا آرزومند ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے قلب کو صالح اور تندرست حالت میں رکھے اور جس قلب پر فلاح دارین و سعادت

[illegible]

[illegible] ... قلب ... پیدا ہو گیا ...

گمراہی کے ایسے راستے پر لگ جاتا ہے جس کا انجام ہی ہولناک ہوتا ہے

اس حالت میں ... شیطان کی ... [illegible]

الغرض قلب کے ہر ایک گوشہ پر ... اگر انسان اپنے قلب

کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے تو پھر اس کے سنبھلنے کی کوئی امید نہیں رہتی اور وہ

... تو پھر اس وقت تک نہ سنبھلے جب تک

توفیق الٰہی نے دستگیری نہ کی اور خدا معلوم کتنے صاحب ذوق و شرف

گم گشتہ راہ ... کی طرف ... کی وجہ سے قعر ضلالت میں

گر گئے اور اس وقت تک نہ ابھرے جب تک توفیق الٰہی دستگیر نہ ہوئی۔

سوال کیا جا سکتا ہے کہ آخر وہ روگ اور بیماریاں کونسی ہیں جو اس طرح دل کو بیماری اور بدکاری کے غار میں دھکیل دیتی ہیں۔ بلحاظ علت یہ روگ اور یہ بیماریاں باہر سے نہیں آتیں بلکہ اندر ہی سے نشوونما پاتی ہیں اگر ان کو رفع دفع کیا جائے اور وہ ہر ایک فعل اور عمل سے پہلے قلب کے کسی نہ کسی گوشہ میں پہنچ جاتی ہیں جو فعل بد اور عمل مذموم ہو اور وہ عمل بد اور فعل مذموم انہی کی تحریک اور اشارہ سے سرزد ہوتے ہیں اس لئے ہر شخص کو بھی ان روگوں اور دل کی بیماریوں سے واقف ہونا ہے ہر وقت اسی کا یہ فرض ہے کہ جونہی قلب میں اس قسم کا کوئی جذبہ پیدا ہو جو کسی ایسے فعل کا محرک ہو رہا ہو جو مذموم ہے اس کی فوری اصلاح کی طرف متوجہ ہو جانا چاہئے اور اس جذبہ کو دل سے نکال کر پھینک دینا چاہئے اس قسم کے محرکات نفس امارہ کے بطن ضلالت سے پیدا ہوتے ہیں ان کے خلاف اگر جدوجہد نہ کی گئی تو یہ مضبوطی کے ساتھ قلب کے عمیق گوشوں میں اپنی جگہ بنا لیتے ہیں اور انسان کو سعادت دارین کی راہ مستقیم سے باز رکھ کر ابدی ضلالت کے غار میں دھکیل دیتے ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ سخت مشکل اور دشوار گذار راہ ہے جو آسانی سے طے نہیں کی جا سکتی تو سرکار دوعالم نے اس کو جہاد اکبر فرمایا جہاد بالسیف اس قدر مشکل نہیں کیونکہ ایک دفعہ جان و دل مضبوط کر کے میدان جہاد میں قدم رکھ دیا پھر کوئی مشکل اور دشواری باقی نہیں رہتی لیکن جہاد اکبر کا راستہ قدم قدم پر دشواریوں سے پر اور مشکلات سے معمور ہوتا ہے کیونکہ وہ بیماری کی تاک میں ساحروں اور ملعونوں ... جاری رہتا ہے اور نفس امارہ بھی بیماری محرکات بروئے کار لاتی رہتی ہیں ان سے ہوشیار رہنا پڑتا ہے

مثال کے طور پر فرض کیجئے کہ بعض جذبات آپ کے گردوپیش موجود ہیں ان پر آپ کو پورا دسترس حاصل ہے اور پوری آزادی کے ساتھ ان پر آپ قابو حاصل کر سکتے ہیں کوئی رکاوٹ کسی سمت سے مزاحمت کا خطرہ اندیشہ بھی نہیں ہے بدنامی اور رسوائی کا بھی خوف نہیں مواخذہ دنیوی اور سزا کا بھی خطرہ نہیں تو سمجھ لیجئے وقت یہی مناسب ہے اس حالت میں نفس امارہ نے بگاڑ کے فتنہ ہونے کی ترغیب دی اس ... ہی وقت ہے جو انسان کو گناہ سے بچاتی ہے وہ طاقت یہی ... جو نیکی کے لئے ... [illegible]

[illegible]

نہیں ... کرتے نفس ... [illegible]

... قلب ... کی تحریکات ... [illegible]

... اور یہ کیفیت ابتدا میں پیدا نہیں ہوتی بلکہ ... اصلاح قلب کی کوشش کرتے رہنے کے بعد ... [illegible] کامل طریق پر اصلاح ہو جاتی ہے تو پھر ... [illegible] ... گردوپیش موجود ہوں مگر نفس امارہ کو جرأت ہی نہیں ہوتی کہ وہ قلب کو ارتکاب گناہ کی ترغیب دے۔

برادران اسلام! قلب کی صحیح اصلاح اگر ہو جائے تو گویا دین اور دنیا سنور گئیں جس انسان کے پہلو میں ایسا قلب ہو جو نفس امارہ پر غالب احکام الٰہیہ ... میں مشغول رہتے رہتے مصفیٰ اور مجلیٰ ہو چکا ہے یاد رکھئے کہ یہ ایسی دولت اس انسان کے پہلو میں ہے جو انمول ہے اور تمام دنیا کے خزائن دیکر بھی اگر کوئی خریدنا چاہے تو نہیں خرید سکتا کیونکہ زمین کی ... میں جو خزانے مدفون ہیں ان سے اصلاح یافتہ قلب نہیں مل سکتا قلب صالح بازار میں نہیں بکتے بلکہ برسوں کے مجاہدے کے بعد کہیں جا کر کسی انسان کے پہلو میں پیدا ہوتا ہے مگر جب یہ پیدا ہوگیا تو گویا سعادت دارین کی کلید ہاتھ میں آگئی ہم نے قلب صالح کو سعادت دارین کا سرچشمہ اور کلید کہا ہے کیونکہ قلب صالح جس انسانی پہلو میں ہوگا اس شخص سے ناممکن ہے کہ کوئی ایسا فعل سرزد ہو جو دین اور دنیا میں سے کسی کو نقصان اور مضرت پہنچانے والا ہو یعنی پھر انسان سے ایسے افعال ہی نہیں سرزد ہو سکتے جو دینی یا دنیاوی حیثیت سے مضر ہوں اول تو جب وقت انسانی اعمال شریعت کے مطابق ہوتے تو دین کے ساتھ وہ دنیا کے لئے بھی مفید ہوتے ہیں اور مضر تو کسی صورت میں نہیں ہو سکتے اور وہ تمام اعمال یا افعال داخل حسنات ہو جاتے ہیں بشرطیکہ مشروع ہوں اور حسن نیت کے ساتھ انجام دئیے جاتے ہیں لیکن صالح قلب جس پہلو میں ہو اس سے محض دنیا کمانے کے سلسلہ میں جو افعال سرزد ہوتے ہیں وہ بھی مضر نہیں ہو سکتے بلکہ معقول اور مدلل افعال ہی اس سے سرزد ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ نفس کی ترغیب و تحریک میں مبتلا ہو کر مستقل نفع دنیا کے خلاف عمل نہیں کر سکتا بعض اوقات انسان عارضی نفع کی خاطر نفس کے فریب میں آکر اندھا ہو جاتا ہے اور وہ کر گزرتا ہے جو مصلحت کے خلاف اور مستقل نفع ... مگر قلب صالح ... حاصل کرنے کے لئے نفع مستقل کو ضائع ... ایسے اعمال و افعال ... جو ... نفع دنیا کو ضائع کرنے والے ہوں ... قلب ... کلید ... اور سرچشمہ ہو جاتا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible] سے محفوظ [illegible]

خلاف [illegible] کی زندگی [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] سے اُٹھ جائے گی

بچھری [illegible] کا ثبات اور مطلوب

اور ایک ایسی دولت کے مالک ہم بن جائیں [illegible]

مشرع [illegible] ہے کہ انسانی زندگیاں سراپا

بن جائیں [illegible] وقت بن سکتی ہیں جب ہمارے قلوب کی اصلاح

ہو جائے اور ہمارے پہلو اور سینے ایسے دلوں سے آباد ہو جائیں جو ریاضت

و مجاہدہ سے تجلی و مزکی ہوں۔

اور بیان [illegible] کس قدر مبارک ہیں وہ لوگ جو ایسے قلوب اپنے پہلوؤں میں رکھتے ہیں جو ریاضت قلب و صفا اور مجاہدہ مسلسل سے مجلی و مصفیٰ ہو گئے ہیں اور ایسے نفوس کے مالک ہیں جن کو اچھی طرح منقح کر لیا گیا ہے جو رب کی مرضیات اور کے سامنے سرنگوں ہیں اور فسق و فجور اور فحش و منکر سے متنفر ہیں پس برادران ملت ہم میں سے ہر شخص کا یہی فرض ہے کہ اس کے سینے مجلی و مزکی قلب سے آباد ہوں یقین کیجئے کہ جن کے سینوں کے اندر حق آگاہ دل نہیں ہیں وہ سینے اور وہ پہلو ویرانے سے بدتر ہیں۔ خواجہ میر درد مرحوم نے فرمایا ہے کہ ؎

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے

کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

واقعی حضرات! انسان وہی زندہ کہلائے جا سکتے ہیں جن کے پہلوؤں اور سینوں میں زندہ قلوب متحرک ہیں دل کی زندگی سے خواجہ میر درد کا مطلب یہی ہے کہ وہ حق آگاہ ہوں اور یہ حق آگاہی مجاہدہ و ریاضت سے حاصل ہوتی ہے اور صوفیانہ مجاہدات کو چھوڑ کر صرف یہی ایک مجاہدہ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے یعنی ہر وقت نفس سے جنگ اور اس کی ترغیبات سے اعراض کرتے رہنا سب سے زیادہ موثر ریاضت و مجاہدہ ہے جو نفس کو مغلوب اور قلب کو مجلی و مزکی کرتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ لکم ولنا فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا محمداً عبدہ ورسولہ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

اما بعد درود و سلام بھیجو اس نبی محترم اور اس رسول معظم سرکار دو عالم [illegible] جس نے دین اور دنیا دونوں کی سربلندی بخشی اور سر [illegible] کی نجات اور ترقی دونوں کی تاریخ ہم پر کھول دیئے اور بتا دیا کہ ہر [illegible] کے اندر ایسی دولت چھپی ہے کہ اگر ہم اس کو صحیح طریقے سے صاف کر کے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو دین اور دنیا دونوں میں سرخرو اور سرفراز ہو سکتے ہیں اور جس نے اصلاح قلب کی طرف اپنی امت کو خاص طور پر متوجہ فرمایا اور بتلایا کہ چونکہ قلب کی اصلاح ہو سکتی ہے اور دین و دنیا کی کل سعادتیں اصلاح قلب کے ساتھ وابستہ ہیں۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اصحاب و ازواج خلفاء اور تمام مہاجرین و انصار پر خصوصاً خلیفہ اول امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ پر کہ چاروں خلفاء رسول متبع صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی ہمیشہ حرف بحرف پیروی کرتے تھے اور اصلاح قلب کے ارشاد کی پوری توجہ سے تعمیل کی تھی جس کا نتیجہ یہ تھا کہ اللہ اور اس کا رسول ان سے راضی و خوش تھا۔

اور درود و سلام بھیجو حضرات امام حسن اور امام حسین اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمۃ الزہرا پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے اور آنکھوں کی ٹھنڈک تھے اور اپنے باپ اور جد امجد کے ارشاد اقدس کے مطابق قلوب صافی اپنے سینوں میں رکھتے تھے جو نور اور سینہ تجلی گاہ حق تھے۔

درود و سلام بھیجو حضرات ازواج مطہرات خصوصاً ام المومنین حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر جن کو رسول اللہ کے ساتھ عشق اور رسول اللہ کو جن سے محبت بے غایت تھی اور جن کے طفیل اسلام نے بڑی تقویت اور قوت حاصل کی اور جو ایک کامل نمونہ تھیں دوسری مسلمان عورتوں کے لئے کیونکہ ان کو اصلاح قلب کی اہمیت و ضرورت کا پورا پورا احساس تھا اور بموجب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اصلاح قلب میں ہمہ وقت ساعی رہتی تھیں۔

اور درود و سلام بھیجو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما پر اور بقیہ عشرہ مبشرہ حضرت سعد حضرت سعید حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت ابو عبیدہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جملہ اصحاب صفہ اور اہل بیت و ائمہ و مجتہدین و مشائخ و اسلام کرام و شاہان نیک فرجام اور تمام مسلمین و مسلمات عوام پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر سر آنکھوں سے چلتے تھے اور اصلاح قلب کی طرف متوجہ رہتے تھے۔

اور اے اللہ تمام مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ اصلاح قلب کی طرف متوجہ ہوں اور قلوب کو ذکر و ریاضت سے مجلی و مزکی کریں اور نفوس پر قابو پائیں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر۔

ہندوستان کی بیکاری

صرف بنگال میں ہی [illegible] لاکھ بیکار

[illegible] بیکاری کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم مسئلہ ہے اور دنیا میں جہاں کہیں بھی قومی حکومتیں قائم ہیں ان کی سب سے زیادہ توجہ اسی مسئلہ کی طرف مبذول رہتی ہے کہ کسی طرح اس کو حل کیا جائے اور بیکاری کی لعنت ملک سے دور کی جائے وہ حکومت سب سے زیادہ قابل تعریف اور کامیاب سمجھی جاتی ہے اور اگلے انتخاب میں پھر اس کے کامیاب ہو جانے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں جو اپنے دور حکومت میں بیکاروں کی تعداد گھٹانے اور بیکاروں کے لئے کام مہیا کرنے میں کامیاب ہوتی ہے بیکاروں کی جماعت حکومتوں کے لئے ایک وبال جان ہوتی ہے کیونکہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان بیکاروں کو بقدر ضروریات روٹی کپڑا اور رہنے کے لئے مکان مہیا کرے چنانچہ جن یورپین ملکوں میں بیکاروں کی تعداد جتنی زیادہ ہو اسی قدر اس کے خزانہ پر بار ہوتا ہے اور ایک بھاری رقم بیکاروں کے روٹی کپڑے اور قیام و طعام کے مصارف میں ادا کرنی پڑتی ہے کیونکہ ان یورپین ممالک میں جہاں قومی حکومتیں قائم ہیں بیکاروں کا بار حکومت برداشت کرتی ہے اور کوئی شخص بھوکا نہیں سو سکتا اس لئے ان کی تعداد باقاعدہ رجسٹر رہتی ہے چنانچہ انگلستان میں [illegible] لاکھ بیکار آجکل ہیں اسی طرح تمام یورپین ممالک میں ہیں بعض میں کم بعض میں زیادہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ تمام یورپ یعنی انگلستان فرانس اٹلی آسٹریا جرمنی اسپانیہ امریکہ اور یورپ کی تمام چھوٹی چھوٹی حکومتوں کے بیکاروں کی تعداد تقریباً تین کروڑ ہوگی۔

لیکن ناظرین کرام یہ سنکر حیران ہوں گے کہ جس قدر سارے یورپ اور امریکہ میں بیکار ہیں تقریباً اس قدر ہندوستان میں بیکاروں کا اندازہ لگایا گیا ہے چونکہ ہندوستان میں کوئی قومی حکومت نہیں ہے جو اس فرض کو محسوس کرے کہ ان بیکاروں کو روٹی کپڑا اور مکان مہیا کرے اس لئے یہاں بیکاروں کی تعداد معلوم کرنے کا بندوبست نہیں کیا گیا لیکن خدا معلوم کس سلسلہ میں بنگال کے بیکاروں کی تعداد معلوم ہو گئی ہے وہ اس قدر زیادہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں سے کسی ملک کی بھی اتنی تعداد بیکاروں کی نہیں ہے یعنی ہندوستان کے صرف ایک صوبہ بنگال میں [illegible] لاکھ بیکار ہیں۔

یہ بات دیکھنے کے قابل امر ہے کہ بنگال کوئی پسماندہ صوبہ نہیں ہے بلکہ تعلیم وغیرہ کے لحاظ سے تمام صوبوں سے آگے ہے اور اس صوبہ کا صدر مقام کلکتہ ایک بہت بڑا تجارتی مرکز ہے کہ اس سے بڑا کوئی دوسرا مرکز ہندوستان میں نہیں ہے یعنی بمبئی کا درجہ بھی اس کے بعد ہے سینکڑوں ملیں اور کارخانے ہیں جوٹ کی کاشت جو ہندوستان کی [illegible] ہے وہ بنگال ہی میں پیدا ہوتا ہے اسی طرح چاول اور چاء کی کاشت بھی غالباً یہیں ہوتی ہے غرضکہ بنگال ہندوستان کا ترقی یافتہ صوبہ کہا جاتا ہے سیاسی بیداری بھی [illegible] بنگال ہی میں ہے مگر ہندوستان کے اس قدر ترقی یافتہ صوبہ میں بھی [illegible] لاکھ بیکار ہیں [illegible] اندازہ لگایا گیا [illegible]

[illegible] ترقی یافتہ صوبہ بنگال میں [illegible] لاکھ بیکار ہیں ان کے اندر بیکاری کا [illegible] اندازہ ہو گا یا [illegible] کہ ہندوستان میں [illegible] تمام ہندوستان میں بیکار ہیں یعنی تعداد بیکار ہیں جتنی تعداد تمام ہندوستان میں بیکاروں کی تعداد [illegible] اتنی بڑی تعداد ہے کہ بہت سے ملکوں کی آبادی سے زیادہ ہے مثلاً مصر ترکی، عراق، حجاز، نجد، شام، فلسطین، ایران، افغانستان ان میں سے کسی ایک ملک کی آبادی اتنی نہیں ہے جتنی کہ ہندوستان میں صرف بیکاروں کی آبادی ہے ایشیا کی طرح یورپ میں بھی بہت سے ملک ہیں جن کی آبادی ہمارے بیکاروں سے کم ہے اس وقت ہمارے سامنے صحیح تعداد و شمار دنیا کی آبادی کے نہیں ہیں لیکن یہ یقینی امر ہے کہ انگلستان فرانس جرمنی اور اٹلی کو خارج کر دینے کے بعد یورپ کے کسی ملک کی اتنی آبادی نہ ہوگی جتنی کہ بد قسمت و غلام ہندوستان کے بیکاروں کی آبادی ہے۔

لیکن کیا کبھی آپ نے اپنی مہربان گورنمنٹ کو اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کرتے ہوئے سنا حکومت کی بے توجہی کا اندازہ تو صرف اس سے لگ سکتا ہے کہ اس نے آج تک بیکاروں کی تعداد معلوم کرنے کی بھی سعی و کوشش نہیں کی چہ جائیکہ ان کی بیکاری کو دور اور ختم کرنے کی کوشش یا ان کی روٹی اور کپڑے کا فکر [illegible] آزاد ملکوں میں کس قدر فرق ہے آزاد ممالک میں جہاں قومی حکومتیں قائم ہیں بیکاروں کی تعداد کی کمی و بیشی اور ان کی طرف توجہ اور بے توجہی حکومتوں میں انقلاب پیدا کرنے کا سبب بن جاتے ہیں لیکن ایک ہندوستان ہے جہاں حکومت توجہی نظر سے بھی دیکھنے کی مستحق اس بیکاروں کی آبادی کو نہیں سمجھتی اسلئے کہ ہم کو [illegible] حاصل نہیں ہے اور ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ ہم کیا کر سکتے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہئے ہم اپنے فضول مسائل میں الجھا دیئے گئے ہیں جو کسی قسم کا کوئی نفع اپنے اندر نہیں رکھتے مثلاً جدا گانہ انتخاب وغیرہ۔

مسلمانوں کی توجہ کے قابل

اوپر کے شذرہ میں جن حالات کا ذکر کیا گیا ہے مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان کا تعلق زیادہ تر انہی کی قوم و فرقہ کے ساتھ ہے اگر بنگال میں [illegible] لاکھ بیکار ہیں تو ان میں زیادہ تر مسلمان ہی سمجھے جائیں گے یعنی [illegible] میں سے [illegible] لاکھ کے قریب مسلمان بیکار ہوں گے یہ قیاس بلا دلیل نہیں ہے [illegible] مسلمان ہی دور کر سکتے ہیں ہندوؤں سے سب سے زیادہ پست اور تعلیم و دولت میں پیچھے ہیں ہندو ہمیشہ مسلمانوں سے تعلیم و دولت اور تجارت میں آگے ہیں پھر بنگال میں تو ہندو بہت ترقی یافتہ ہیں بنگال کے ہندو دیگر صوبوں میں ترقی یافتہ سمجھے جاتے ہیں بلکہ بنگال کی ترقی کے معنے بنگالی ہندوؤں کی ترقی کے ہیں جہانتک بنگال کے مسلمانوں کا تعلق ہے وہ ہندوستان کے ہر ایک صوبہ کے مسلمانوں سے زیادہ پست اور جاہل و مفلس ہیں [illegible] بالکل ٹھیک ہے کہ [illegible] لاکھ بیکاروں میں سے مسلمانوں کی تعداد [illegible]

اسی طرح [illegible] کے بیکاروں میں [illegible]

[illegible]

بیکاری ... اگر دور نہیں تو ذرہ کم کردینا مسلمانوں کے بس سے ... آبادی ... کمی کر ... بیکاری ... ہر ایک کو روٹی میسر ہے اور تن ڈھکنے کو کپڑا ... ہندوستان کی آبادی میں سے بیکار ہیں مسلمان ... دوسری قوموں کے مسلمان کتنے بیکار ہیں۔

اب ہم ان مسلمان لیڈروں اور رہنماؤں سے دریافت کرتے ہیں جو موجودہ مطالبات کے علمبردار ہیں کہ ان میں کوئی مطالبہ مسلمانوں کی بیکاری کو دور کرنے کا بھی ہے کیا کوئی ایسا مطالبہ بھی ہے جس سے ہم کے مسلمانوں کو روٹی اور ننگے مسلمانوں کو کپڑا مل سکے اور وہ اپنے اور اپنے بچوں کی پرورش کر سکیں اور ان کو تعلیم دلا سکنے کے قابل ہو سکیں۔ کیا مسلم کانفرنس، مسلم لیگ اور اسی قسم کی دوسری جماعتیں بتا سکتی ہیں کہ آپ کی مسلمانوں کی نمایندہ کمیٹی میں حق تیلا... جدا گانہ انتخاب کے مطالبے سے مسلمانوں کی بیکاری ان کا افلاس ان کی جہالت اور ان کی تباہ حالی کیونکر دور ہو سکتی ہے اور نہ صرف جداگانہ انتخاب بلکہ دوسرے کے دوسرے موجودہ مطالبات سے مسلمانوں کی جہالت افلاس اور بیکاری کیونکر دور کیا جا سکتا ہے بلکہ ہم تو یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہیں کہ اگر حکومت ابھی تمام ملازمتیں مسلمانوں ہی کو دے دے جو نا ممکن اور محال ہے تب بھی تمام مسلمانوں کا افلاس اور ان کی بیچارگی ان کی نکبت و فلاکت کس طرح دور ہو سکتا ہے کیونکہ اس طرح زیادہ سے زیادہ ایک کروڑ مسلمان ملازم ہو جائیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان خود غرض لیڈروں نے جن کو حکومت نے اپنی اغراض کی تکمیل کے لئے نمایاں کر رکھا ہے اور جن کو وہ نمایندہ تسلیم کرتی ہے انہوں نے کبھی مسلمانوں کی خستہ حالی اور اس کے دور کرنے کے مسئلہ پر سنجیدگی یا اخلاص کے ساتھ غور ہی نہیں کیا۔ یہ صرف ان مسائل پر اپنی کوششیں مرکوز کئے ہوئے ہیں جن کی تکمیل پر ان کے اغراض کی تکمیل منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے بہروپ اور خود غرض رہنماؤں کی مصیبت سے نجات دے اور عام مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنے نفع اور نقصان کو سمجھیں اور خود غرض اور ماتم پیشہ رہنماؤں کے فریب کو محسوس کریں اور ان سے دور رہا کریں۔ آمین۔

ایک نیا پولیٹیکل قتل

۲۰ ستمبر کو مدنا پور بنگال کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور کلکٹر مسٹر برج جو ایک انگریز آئی سی ایس تھے انقلاب پسندوں کے ہاتھ سے قتل کر دئیے گئے۔ کو آزادی کے حصول میں پولیٹیکل قتل اور سیاسی دہشت انگیزی کے متعلق آج بار بار اس حقیقت کو ظاہر کیا جا چکا ہے کہ یہ بیکار اور غیر مفید بلکہ مضر طریق کار ہے اس لئے مزید اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ ممکن ہے بعض لوگ محض ... اس قسم کے واقعات کی مذمت کرنے ہوں یا بعض لوگ محض حکومت کو خوش کرنے اور اپنی وفاداری کا اظہار کر کے اپنے ذاتی اغراض پورے کرنے کے لئے ان حوادث کی ملامت کرتے ہوں مگر ہماری حیثیت اس سے بالکل مختلف ہے ہم بحیثیت دہشت انگیزی کی تحریک کو بیہودہ اور غیر مفید خیال کرتے ہیں ہرگز ہرگز اس سے آزادی حاصل نہیں ہو سکتی اور اگر بر تقدیر محال اس ... حکومت برداشت نہیں ... ہندو یا مسلمان یا ہندوستان کی کسی دوسری ملک ... کے حکومت ...

سے وحشت بردار ہوتے

بہرحال ہم بارہا اس رائے کا اظہار کر چکے ہیں کہ انفرادی دہشت انگیزی حصول مقاصد کے لئے بالکل ناکارہ اور غیر مفید ... فعل عبث ہی نہیں بلکہ مضر بھی ہے کیونکہ کوئی حادثہ ایسا نہیں ہوتا جس کے بعد وسیع سازشی مقدمہ نہ قائم ہو جاتا ہو اور ایک ایک مقدمہ میں بے شمار بے گناہ بھی جاتے ہیں اور اگر پولیس چاہے تو شاید تمام ... گناہ ہی جائیں پھر بے گناہ ... اس لئے نہیں بنتے کہ ان کا یہی فعل کا اصل ... بلکہ محض سزا کے خوف سے ... گواہ بن جاتے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی مستحکم عقیدے کے ماتحت نہیں بلکہ محض وقتی جوش کے ماتحت بے سوچے سمجھے دہشت انگیز افعال کے مرتکب ہو جاتے ہیں یہ قابل افسوس امر ہے اور نوجوانوں کو جوش کے علاوہ عقل سے بھی کام لینا چاہئے۔

فرنگیوں کا بھرا دودھ

مشہور اینگلو انڈین اخبار اسٹیٹسمین نے مدنا پور کے حادثہ پر شاید تمام عمر میں پہلی مرتبہ ایک ایسی رائے کا اظہار کیا ہے جس کو صحیح قسم کی رائے کہا جا سکتا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں بھی اپنی عادت کی مجبوری سے ایک صحیح اور معقول مقالہ کو تعصب و دیرینہ کی گندگی سے خراب کر دیا ہے یعنی مدنا پور کے حادثہ پر اظہار رائے کرتے ہوئے خواہ مخواہ کانگریس کو اور کانگریسیوں کو حسب عادت قدیم گالیاں دے ڈالی ہیں اور اس قسم کے حوادث کی ذمہ داری ان پر عاید کی ہے حالانکہ دنیا جہان کو معلوم ہے کہ حکومت کا وفادار ترین طبقہ بھی ان حوادث کے خلاف کانگریسیوں سے زیادہ موثر کارروائی نہیں کرتا وفادار حضرات تو صرف لعنت ملامت کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں لیکن کانگریس ہر وقت ہر موقع پر عدم تشدد کی اشاعت اور تشدد کی مذمت ہی نہیں بلکہ دلائل و براہین سے اس کا غیر مفید اور مضر ہونا ثابت کرتے رہتے ہیں خواہ کوئی موقع ہو اور خواہ کیسی ہی جوشیلی اور ۱۲۲ الف میں آنے والی باغیانہ تقریر کریں مگر اسی کے ساتھ عدم تشدد پر ضرور زور دیتے ہیں اور تشدد کو مضر اور غیر مفید بتاتے ہیں بہرحال اینگلو انڈین معاصر کا کانگریس والوں پر یہ حملہ محض بربنائے مقتضائے طبع تھا یعنی ؎

نیش عقرب نہ از پے کین است مقتضائے طبیعتش این است

خیر اسٹیٹسمین کے اس حصہ کی شکایت تو فضول ہے کیونکہ یہ تو اس کا شیوہ قدیم ہے اور یہ تو بہرحال ایک پولیٹیکل قتل کا واقعہ ہے اینگلو انڈین اخبارات تو معمولی ... کی ذمہ داری بھی کانگریس ہی پر عائد کر دیتے ہیں اور اگر ان کا بس چلے تو اس دفعہ جس قدر سیلاب آئے ہیں اور ان سے جس قدر نقصان پہنچا ہے اس کو کانگریس ہی کے نامہ اعمال میں شامل کر دیں اس لئے اس کی شکایت تو فضول ہے لیکن تمام ہندوستانیوں کو اسٹیٹسمین کی اس اولین حقگوئی اور سچی بات راست گفتاری کا شکریہ ضرور ادا کرنا چاہئے جو مدنا پور کے حادثہ کے سلسلہ میں کانگریس والوں کو گالیاں دینے کے بعد ... کی ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

" ہر سال قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں لیکن ہم اس سلسلہ کو کس طرح مسدود کر سکتے ہیں یہ دونوں کا فرض ہے کہ وہ اس مسئلہ پر غور و فکر کو اپنے روزمرہ کے معمولات میں داخل کر لیں ہم ہر انگریز سے درخواست کریں گے کہ وہ ہندوستان کے پیچیدہ مسائل کا کوئی حل تلاش کرنے کی تدبیر سوچے۔ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی ... کمیٹی نے جب اس مسئلہ پر غور کرنا شروع کیا تو وہ ذرا سمجھ گئی کہ

ہندوستان کا ہر وائسرائے اصلاحات کی کیوں حمایت کرتا [illegible] نے محسوس کر لیا ہے کہ ہندوستان برداشت ہال کی حکومت ہندوستانیوں کی ایک مستقل شکایت بن گئی ہے، ڈیلی میل کی ہرزہ سرائیوں کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ وائٹ ہال سے بیٹھ کر حکومت نہیں کی جا سکتی اور جب تک اس بات کی کوشش جاری رہے گی جب تک ایک لارڈ سالسبری کو لندن میں بیٹھ کر اپنی بکواس کے ذریعہ سے وائسرائے کے رستے میں موانع پیدا کرنے کی آزادی حاصل رہے گی جب تک ہندوستان کے اقتصادی مسائل کو ہندوستان کے نقطۂ نگاہ سے نہیں بلکہ مسٹر [illegible] یا دوسرے برطانوی بینکروں کے نقطۂ نگاہ سے دیکھا جاتا رہے گا جب تک انہیں یہ غلط فہمی رہے گی کہ حکومت ہندوستانیوں کا اشتراک کچے دھاگے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا جسے بات کی بات میں توڑا جا سکتا ہے اس وقت تک خفیہ بغاوت جاری رہے گی اور اس کے ساتھ قاتلانہ اقدام کا سلسلہ بھی جاری رہے گا انتہائی تشدد کے ذریعہ سے ہم زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے ہیں کہ ان واقعات کی تعداد میں کمی کر دیں مگر ہم انہیں کلیتہً ختم نہیں کر سکتے ہمارے سامنے دو راستے ہیں یا تو ہندوستان کو مکمل خود اختیاری دے دیں یا نیم مارشل لا قائم کر دیں لیکن اہل برطانیہ جو ہندوستان کی موجودہ حکومت کی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے اہل نہیں ہیں اس نیم مارشل لا کی ذمہ داریوں سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتے ہیں؟

اسٹیٹسمین کی یہ رائے جو ہم نے نقل کر دی ہے کسی تشریح یا تبصرہ کی محتاج نہیں ہے سارے ہندوستانی لیڈر آج سے نہیں ہمیشہ سے یہی کہتے چلے آ رہے ہیں اگر برطانوی قوم اور حکومت ہند و حکومت انگلستان اس حقیقت کو محسوس کر لیں جو پہلی بار ایک اینگلو انڈین اخبار نے ظاہر کی ہے تو تمام مصائب و مشکلات کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور نہایت درجہ امن و سکون کی فضا پیدا ہو سکتی ہے۔

ہوم ممبر کا تازہ ارشاد

کونسل آف اسٹیٹ میں ایک صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ کالے پانی جو سیاسی قیدی روانہ کئے گئے ہیں ان کو واپس بلا لیا جائے اور اگر واپس نہ بلایا جائے تو وہاں ان کے لئے بہتر انتظام کیا جائے۔ ہوم ممبر صاحب جو ایک [illegible] انگریز ہیں اور جن کو اس امر پر بجا فخر ہے کہ انہوں نے کانگریس کی تحریک کو کچل کر رکھ دیا ہے اور جن کا اعتقاد آہنی پنجہ کی گرفت میں ہے اور ہر جگہ کی سختی [illegible] انتقامی کو زیادہ پسند کرتے ہیں انہوں نے اس تجویز کے خلاف نہایت تحکمانہ اور مغرورانہ انداز میں فرمایا کہ حکومت کالے پانی کی سزا کے طریقہ کو چھوڑ نہیں سکتی اور فرمایا کہ دہشت انگیزی کا مقابلہ کرنے کے لئے قیدیوں کو ضرور کالے پانی بھیجا جائیگا۔

ہوم ممبر کے ارشاد کے متعلق ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ جب تک طاقت آپ کے ہاتھ میں ہے آپ سیاسی قیدیوں کو کالے پانی کے جہنم میں ضرور بھیجے جائیے لیکن ہمیں یقین ہے کہ جس تحکمانہ انداز میں آج ہوم ممبر نے اس عزم کا اظہار فرمایا ہے اس سے زیادہ عاجزانہ انداز میں ایک وقت آئیگا کہ یہی ہوم ممبر کو رائے عامہ کی طاقت کے سامنے سر جھکانا پڑے گا اور اس مطالبہ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہندوستان کے قیدی ہندوستان سے باہر نہیں بھیجے جائینگے۔

[illegible] سوال کالے پانی کے قیدیوں کا [illegible] گاندھی جی کا [illegible] عمل اور [illegible] ایک بحث چھیڑ دی آپ نے فرمایا کہ پنڈت جواہر لال اور گاندھی جی نے کراچی کانگریس کے موقع پر بعجلت [illegible] ریزولیشن میں سیاسی تشدد کی مخالفت کرتے ہوئے سیاسی قاتلوں کی بہادری اور قربانی کا اعتراف کیا تھا اس کے بعد فرمایا کہ وہ ریزولیشن تو مرتب ہو گیا اب حال میں [illegible] مسٹر [illegible] کے قتل پر مہاتما گاندھی نے بیان دیتے ہوئے حکومت کی غلط کاروائیوں کو ایسے قتلوں کا سبب ٹھیرایا ہے حکومت ایسے بیان اور قاتلوں سے ہمدردی میں زیادہ فرق نہیں سمجھتی اس کے معنی صرف یہی ہیں کہ حکومت کے طرز عمل پر کسی قسم کی نکتہ چینی نہیں کرنی چاہیے اگر دہشت انگیزی کی مذمت اور قاتلوں کی ملامت کے ساتھ کوئی یہ مشورہ حکومت کو دے کہ اس کو ہندوستان کے متعلق اپنی پالیسی کو بدلنا چاہیے تو حکومت کے نزدیک یہ پسندیدہ فعل نہ ہوگی۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی یہ باور کر سکتا ہے کہ گاندھی جی کے وہم و گمان میں بھی تشدد یا تشدد پسندوں سے ہمدردی کا کوئی خیال پیدا ہو سکتا ہے گاندھی جی کی تمام زندگی اور ان کی زندگی کا ہر لمحہ اس حقیقت کو دہرا رہا ہے کہ وہ تشدد اور تشدد پسند دونوں کے خلاف اپنی زندگی کو وقف کئے ہوئے ہیں اور یہ کہنا مبالغہ سے خالی نہ ہوگا کہ حکومت سے زیادہ گاندھی جی نے تشدد کے خلاف جہاد کیا ہے انہوں نے ہندوستان کی سیاست کو عدم تشدد کے اصولوں کا پابند کر دیا ورنہ ظاہر ہے کہ صرف دو ہی جماعتیں ہوتیں ایک لبرل دوسرے تشدد پسند اور چونکہ لبرل ایک بے عمل جماعت ہے اس لئے تشدد پسندوں کا زور بڑھ جانے کا شدید خطرہ تھا مگر گاندھی جی کے عدم تشدد نے سیاسی ہندوستان کی بھاری اکثریت کا رخ بدل دیا ایسے شخص کی رائے زنی کو یہ کہنا کہ وہ حکومت کے نزدیک قاتلوں کی ہمدردی کے ہم معنی ہے نری بدذوقی اور کوری زیادتی ہے۔

اصل یہ ہے کہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس نے جو تشدد کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے اس کے خلاف ایک حرف نہ کہا جائے بلکہ اس کی تعریف کی جائے یہ بالکل ناممکن ہے اور کوئی دیانتدار شخص جو یہ سمجھتا ہے کہ نوجوانوں کی بے راہ روی اور دہشت انگیزانہ سرگرمیوں میں ان کا مبتلا ہو جانا فلاں اسباب کی بنا پر ہے تو وہ ان اسباب کی طرف حکومت کو ضرور توجہ دلائے گا اور حکومت کو ان اسباب کی طرف متوجہ کرنا ملک اور حکومت دونوں کے ساتھ وفاداری کرنا ہے۔

ہم اس سلسلہ میں اسٹیٹسمین کی پہلی بار کی حق گوئی کی طرف حکومت کو توجہ دلاتے ہیں بالآخر اس دشمن ہند اخبار کو بھی اسی طرح حقیقت کا اظہار کرنا پڑا جس کی طرف گاندھی جی نے اشارہ کیا ہے اور دوسرے لوگ بھی جس کی طرف حکومت کو متوجہ کرتے رہتے ہیں۔

جناب وائسرائے کی تقریریں

اس ہفتہ میں وائسرائے نے دو اہم تقریریں کی ہیں یوں تو وائسرائے کی ہر ایک تقریر اہم ہوتی ہے [illegible] حالات [illegible] کے متعلق حکومت کی پالیسی اور حکمت عملی [illegible]

تھے اور ملک [illegible] حضرات ان مسائل پر رائے ظاہر کریں تاکہ حکومت کی حکمت عملی [illegible]

مجملہ دیگر امور کے ایک سرحد پر بمباری، دوسرے موجودہ سیاسی حالات تیسرے ملک [illegible] حالات جو گئے بیرون ہند کا مسئلہ اور اسی قسم کے مسائل پر آپ نے اظہار رائے فرمایا ہے۔

سرحد کی بمباری

سرحد کی بمباری کو جائز اور انسانیت و شرافت کے اصول کے مطابق ثابت کرنے کی آپ نے بہت کوشش کی مگر افسوس ہے کہ یہ ساری کوشش رائیگاں گئی کیونکہ آپ کی تقریر سے ملک میں کسی قسم کا اطمینان نہیں ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد اسمبلی کے اجلاس کو اسی مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے ملتوی کرنے کی تجویز رکھی گئی جس سے معلوم ہوا کہ ملک مطمئن نہیں ہوا اور شفیع داؤدی جیسے حکومت پرست کو ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ التوائے اجلاس کی تحریک پیش کریں۔ جناب وائسرائے نے ایک عجیب و غریب منطق بمباری ہوائی جہاز کے متعلق ارشاد فرمائی یعنی یہ کہ سالہا سال سے بمباری سرحد پر ہوتی چلی آ رہی ہے مگر پہلے کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی سمجھ میں نہیں آتا بڑے وائسرائے نے یہ کیسی کھلی کھلی مضحکہ خیز دلیل استعمال کی ہے غالباً اس لئے کہ ایک بُری چیز کو پہلے بُرا نہیں کہا گیا وہ آج بھی نہیں ہو سکتی بہرحال جناب وائسرائے کو معلوم ہونا چاہئیے کہ ان کی منطق بالکل غلط ہے اور ہندوستان کے نہ صرف مسلمان بلکہ سارے عامہ بمباری کو خلاف انسانیت اور وحشیانہ فعل سمجھتی ہے

سیاسیات

وائسرائے صاحب نے فرمایا کہ سول نافرمانی نیم جان حالت میں دم توڑ رہی ہے اور یہ بھی اس لئے کہ اس کے جاری کرنے والے دعیقی [illegible] رہی اور خالی اثر کام کر رہا ہے لیکن عوام کی رائے اس کے خلاف ہو گئی ہے

افسوس ہے کہ ہم اس رائے میں بھی وائسرائے کے ہم خیال نہیں ہیں یعنی سول نافرمانی کی تحریک کی سست رفتاری کی وجہ یہ نہیں ہے کہ رائے عامہ اس کے خلاف ہو گئی ہے اور حکومت کے طرز عمل سے متفق ہے ہو گئی ہے بلکہ زیادہ تر اقتصادی حالات اور حکومت کے تشدد کی وجہ سے تحریک دب گئی ہے لیکن اس سے وائسرائے اور ان کی گورنمنٹ فخر نہیں کر سکتی کیونکہ تشدد کے ذریعہ کسی سیاسی تحریک کو دبا دینا بالخصوص ایسی تحریک جو پرامن ہو زیادہ مشکل نہیں ہے مگر اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ رائے عامہ اس کے خلاف ہو گئی ہے سیاسی تحریکات میں اس قسم کے اتار چڑھاؤ آیا ہی کرتے ہیں اور دب دب کر از سر نو تحریکیں ابھرتی ہیں اور پہلے سے زیادہ زور شور سے شروع ہوتی ہیں بشرطیکہ وہ دنیاوی ہستی کا ہو لیکن اگر فی الواقع رائے عامہ کے اندر تبدیلی ہو جائے تو دوبارہ اس تحریک کا ابھرنا مشکل ہو جاتا ہے ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اراکین حکومت نے رائے عامہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی بلکہ رائے عامہ پر اس تشدد کا برا اثر ڈال دیا کہ وہ دب گئی ہے مگر آئندہ اس دباؤ کو رائے عامہ برداشت کرے اور اس دباؤ کو نظر انداز کر کے آگے بڑھ جائے اس لئے بہتر ہوگا کہ حکومت رائے عامہ کو اپنے حق میں کرنے کی کوشش کرے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب رواداری کے ساتھ ہندوستان کے مذہب کے مطالبات پر غور کرنے کی پالیسی اختیار کی جائے۔

ہندوستان میں احمقانہ اور باہر دانشمندانہ

جناب وائسرائے نے بعض دیگر امور پر بھی اظہار خیال فرمایا ہے مجملہ ان کے جنوبی و مشرقی افریقہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ یوگنڈا کی مجلس وضع آئین میں ایک اور ہندوستانی کے لئے نشست دیدی گئی ہے اور کینیا میں ہندوستانیوں نے طے کیا ہے کہ بغیر ترجیحی سلوک کو خطرے میں ڈالے ہوئے وہ مشترکہ نیابت و انتخاب سے جانے کے لئے تیار ہیں۔ حکومت ہند اسے عاقلانہ فیصلہ خیال کرتی ہے؟ ہم اس فیصلے کے متعلق تو کچھ بھی نہیں کہنا چاہتے کیونکہ وہاں کے تفصیلی حالات سے ہم واقف نہیں ہیں لیکن ہم کو جناب وائسرائے سے یہ دریافت کیا جا سکتا ہے کہ جو فیصلہ جنوبی و مشرقی افریقہ میں عقلمندانہ ہے اور وائسرائے اور حکومت ہند کے نزدیک مشترکہ انتخاب سے اس علاقہ کی عام بہبودی میں اضافہ ہوگا اور حکومت کو امید ہے کہ اس مشترکہ انتخاب سے بہت جلد مختلف فرقوں میں باہمی رواداری اور اتحاد پیدا ہو جائے گا۔ وہ ہندوستان کے لئے کیوں دانشمندانہ نہیں سمجھا گیا۔ اگر جنوبی افریقہ میں مشترک انتخاب سے وہاں کی عام بہبودی میں اضافہ ہوگا تو ہندوستان میں مشترک انتخاب سے کیوں عام بہبودی میں اضافہ نہ ہوگا اور اگر جنوبی افریقہ میں مشترک انتخاب کے ذریعہ بہت جلد مختلف فرقوں میں باہمی رواداری اور اتحاد ہو جائیگا تو ہندوستان میں مخلوط و مشترک انتخاب سے یہ کیوں نہ پیدا ہو سکیگا آخر یہ کیا مصیبت ہے کہ جس طریق انتخاب کو وائسرائے اور ان کی حکومت جنوبی افریقہ میں دانشمندانہ سمجھتی ہے ہندوستان کے لئے احمقانہ خیال کرتی ہے اور کیوں ہندوستان میں مخلوط انتخاب کو رائج کر کے ہندوستان کی مختلف اقوام میں رواداری اور اتحاد نہیں پیدا کرتی پھر کیا یہ سمجھیں کہ اگر ہندوستان کی اقوام میں رواداری اور اتحاد پیدا ہو جائے گا تو انگلستان کا مفاد خطرہ میں پڑ جائے گا اس لئے ہندوستان کو مخلوط انتخاب سے محروم رکھا جا رہا ہے اور جداگانہ انتخاب کی لعنت سے اس کو نجات نہیں ملتی۔

گاندھی جی کا نیا اعلان ایک سال تک سول نافرمانی نہ کرینگے

مہاتما گاندھی جو اپنے برت کی وجہ سے رہا کر دئیے گئے تھے اب آپ نے پنڈت جواہر لال نہرو سے رہائی حالت میں رہا کئے گئے ہیں اور جن کو ایک سال کی سزا ہوئی تھی، مشورہ اور مبادلہ آراء کے بعد ایک بیان شائع کیا ہے جس میں آپ نے لکھا ہے کہ بہت کچھ غور و فکر کرنے اور مسلسل خدا سے دعا کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ میں آئندہ ایک سال تک یعنی جس دن کہ ان کو جو یہ سزا ہوئی تھی اور اس دن تک جس دن یہ سزا ختم ہوتی ہے ہمارے سول نافرمانی سے احتراز کروں اور یہ پورا سال ہریجن کے کام میں صرف کروں اور اگر صحت اجازت دے تو دوسرے تعمیری کام بھی کروں

اس کے ساتھ ہی مہاتما گاندھی جی نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ پونا کانفرنس کے بعد انفرادی سول نافرمانی کا جو پروگرام ملک کے سامنے کانگریس کی طرف سے میں نے میرے مشورہ سے رکھا ہے اس پر میرے اس فیصلہ کا کوئی اثر نہ پڑے گا بلکہ اپنی جگہ پر جاری رہیگی۔

آپ اس سال بھر تک آپ ہریجن کا کام اور ہو سکا تو دیگر تعمیری کام انجام دینگے نیز اگر کوئی ان سے ستیہ گرہ اور سول نافرمانی کے بارہ میں مشورہ طلب کریگا تو آپ اس کا مشورہ بھی دینگے اور قومی تحریک کو غلط راستے پر پڑنے سے روکیں گے یعنی تشدد

[illegible]

گاندھی جی نے یہ فیصلہ کیوں کیا اس کی وجہ جیسا کہ شائع شدہ تعلقات سے معلوم ہوتا ہے ان کے خلاف توقع چھوڑ دیا ہے اور اب وہ محسوس کرتے ہیں کہ پھر جلد عام سول نافرمانی کرکے جیل جانے کے یہ معنی ہیں کہ پھر نہ یہ کھیل کھیلا جائے یعنی حکومت گرفتار کرے اور پھر ان کا کسے لئے شرائط خود مقرر کرے اور گاندھی جی روزہ رکھیں اور ان کی زندگی خطرہ میں پڑ جائے تو حکومت ان کو رہا کرے اس کے بعد پھر گاندھی جی سول نافرمانی کریں اور پھر از سر نو یہی کھیل کھیلا جائے گا گاندھی جی نے اپنے بیان میں لکھا ہے کہ یہ چوہے بلی کا کھیل کھیلنا میں پسند نہیں کرتا اور یہ ایک بیہودہ بات ہے اور بیہودہ پن کو ستیہ گرہ میں کوئی دخل نہیں ہے اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پوری مدت سزا تک جاری سول نافرمانی بند کردوں لیکن اگر حکومت نے گاندھی جی کو گرفتار کرلیا تو گاندھی جی نے لکھا ہے کہ اگر اس دفعہ پھر حکومت نے یہی کھیل کھیلا یعنی ہریجن کے کام کے لئے مجھکو مطلوبہ آزادی نہ دی اور مجھکو روزہ رکھنا پڑا اور میری زندگی خطرہ میں پڑنے لگی تو مجھکو رہا کرے تو اس صورت میں اس دفعہ میرا روزہ رہائی کے بعد بھی جاری رہے گا یہانتک کہ میں اپنی زندگی حکومت کے اس کھیل پر قربان کردوں گا۔

ہر گاندھی جی کے فیصلہ میں مطابقت تو نہیں پاتے یعنی پونہ کانفرنس کے بعد جو مشورہ انفرادی سول نافرمانی کا انہوں نے دیا تھا اس سے ان کی موجودہ فیصلہ مطابقت نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود ہم اس فیصلہ کو محض اس بنا پر مفید تصور کرتے ہیں کہ گاندھی جی کے باہر رہنے سے شاید آگے چل کر کوئی صورت حکومت اور کانگریس کے درمیان مفاہمت اور سمجھوتہ کی پیدا ہوجائے لیکن بہتر ہوتا کہ گاندھی جی ایک سال کے لئے انفرادی سول نافرمانی بھی بند کردیتے۔

اب ہندوستان کی سیاست کچھ اس قدر پیچیدہ بن گئی ہے کہ مستقبل قریب میں اس کی گتھیوں کا سلجھنا ممکن نظر نہیں آتا البتہ جدید اصلاحات قانون کی صورت اختیار کرلیں اور ہر ایک جماعت کو اپنی پوزیشن معلوم ہوجائے تب شاید کوئی ایسی صورت پیدا ہو جو ملک اور قوم کے لئے بہتر اور مفید کہی جاسکے۔

آیندہ پرچہ معراج المومنین نمبر ہوگا

رجب ۱۳۵۷ھ پرچہ انہار ہوگا

جلد کا پہلا پرچہ ہے۔ اور یہ نماز نمبر ہوگا۔ رجب میں ہونا معراج نمبر نکلا کرتا ہے۔ یہ مولوی کی جدت ہے کہ اس نے معراج کی مدح و ثنا کو لیکر اس پرچہ کے لئے مخصوص کرلیا۔ اور یہ واقعہ ہے کہ معراج کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ ہمکو امین تقرب خداوندی کا بہترین ذریعہ نماز جیسی نعمت ملی۔ نماز کی ہزارہا تاکیدات کے باوجود مسلمان اس اہم فریضہ سے غافل رہتے ہیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو نماز کی حقیقت۔ فلسفہ اور اسرار سے واقفیت ہی نہیں جو وہ شوق اور حضوری قلب کے ساتھ ادا کریں۔ خدا کی ذات سے امید ہے کہ مولوی کا نماز نمبر ترغیبات نماز کے سلسلہ میں کافی امداد دے گا۔ اچھے مضامین لکھوائے جارہے ہیں جو انشاء اللہ نماز کے متعلق ہزارہا مفید معلومات سے پر ہونگے۔ اور مولوی کے ۸۰ صفحات میں اتنا مسالہ ہوگا کہ اگر وہ کتابی صورت میں ہو تو ایک روپیہ کم میں ہدیہ نہ ہو۔ ایک مختصر سا خاکہ پیش کرتا ہوں۔ اس سے اندازہ فرمایئے کہ یہ پرچہ کس قدر قیمتی اور ضروریات اسلامی کی اشاعت کا کیسا کفیل ہے۔ خدا کرے یہ پوری کتاب میری حسب منشا طیار ہوجائے اور ناظرین مولوی بھی ذوق

[illegible]

ختم کیا ہے ... [illegible] ... صفت ... وجوہ نواقض وضو اور اسباب نجاست ... کے متعلق ہوسکتا ہے۔ گنہگار ازدواج ... راحت وکامل اتک قائل ... اور طہارت ... کی تفصیلات ہے۔ ذاتی نجاست اور نفس کی تجلی کیلئے عبادت ... ہے ... ہوں۔ اسلام اور دیگر مذاہب کی عبادات کا مقابلہ ... اسلام اور عبادت۔ عبادات اسلام بالکل فطری ہیں۔ اسلامی عبادات کا تکامل اور تکمیل عبادت کا ذکر جو دیگر مذاہب نے نہیں کیا۔ طہارت و پاکیزگی۔ طہارت جسمانی کی اہمیت۔ طہارت کے معنی اور اقسام طہارت کا فلسفہ۔ طہارت کامل کیلئے ہے کامل طہارت ... اسلام اور طہارت بر ملکی ہیں۔ بانی اسلام کی نظافت و پاکیزگی۔ مسواک ہی کی حکمتیں ہیں۔ اسلام نے جہانی طہارت کو کیوں لازمی قرار دیا۔ وضو اور غسل کا فلسفہ۔ اعضاء وضو کی ترتیب و حکمت۔ وضو کے فرائض سنن و مستحبات۔ وضو کے روحانی اور طبی فوائد ... وضو اسلام کی ساتھ پاکی ہے۔ وضو توڑنے والی چیزیں۔ نجاست کے اقسام اور احکام ... نجاست غلیظہ کا حکم۔ نجاست حقیقی کیونکر دور ہو۔ نجاست کے روحانی نقصانات۔ نجاست کا اثر اخلاق پر۔ شہر اور معاشرت کی نجاست۔ نماز کی فرضیت و اہمیت۔ نماز پہلے کب فرض تھی۔ نماز کی تاکید احادیث سے۔ نماز کی فضیلت حضور کی۔ نماز دین کا ستون ہے۔ نماز سے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ ان تمام احادیث و آثار کا خلاصہ۔ ترک صلوٰۃ پر وعید۔ تارک صلوٰۃ کا انجام کفر۔ عمداً نماز چھوڑنا۔ نماز سے غفلت کا نتیجہ۔ نماز کے لغوی معنی۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز رحم الٰہی ہے۔ اسلامی عبادت کا معنوی کمال۔ اذان۔ اذان اور تکبیر۔ اذان کیا ہے۔ اذان اور مسلمان۔ اذان ہمیں کیا سبق دیتی ہے۔ اذان اور مؤذن کے فضائل۔ اذان کب جاری ہوئی۔ تکبیر۔ صفوں کی درستی اور ترتیب۔ امامت۔ امامت اور ائمہ مساجد وظائف کی کہانی۔ جماعت۔ نماز باجماعت کا قرآن سے ثبوت۔ جماعت کی تاکید۔ جماعت کے فضائل۔ ترک جماعت کے عذر۔ جماعت کے بارہ میں مسلمانوں کی کمزوری۔ عیدین کی حکمت۔ جمعہ کی شرطیں۔ شہر کی تعریف۔ جمعہ کے فضائل۔ جمعہ میں کیا کرنا چاہئے۔ جمعہ کی ساعت مقبولہ۔ ترک جمعہ کی وعید۔ خطبہ کی غرض کیا ہے۔ مذہبی احکام کی نشر و اشاعت کا قدرتی نظام خطبہ کے بارہ میں مسلمانوں کی غفلت۔ اجتماعات جمعہ کی تنظیم۔ قومی جشن کے دو دن عیدین۔ دیگر ارکان تکبیر قیام اور چار رکعت۔ رکوع و سجود۔ نماز کی روح خشوع اور خضوع۔ نماز کے روحانی فوائد۔ نماز کے دیگر اسرار ظاہری و باطنی۔ نماز کی حفاظت۔ نماز کے لئے پابندی اوقات کا فلسفہ۔ نماز میں دو تین اور چار رکعتیں کیوں ہیں۔ اسلامی عبادات کو فرائض سنن نوافل میں کیوں تقسیم کیا۔ نماز کے فاسد کرنیوالے افعال۔ نمازیں کثرت سے کیونکر پیدا کی جاسکتے ہیں۔ ائمہ مساجد کے بارہ میں مسلمانوں کی بے ذوقی۔ ترغیبات کے لئے مساجد پیدا کرنے کی ضرورت۔ مصلی پر ایک نظر۔ مسجدیں اسلام کے علم و عمل کے مرکز ہیں۔ مسجدوں ہی سے اسلام کا عروج شروع ہوا تھا وہیں سے شروع ہوگا۔ اسلام میں مساجد کی حیثیت دینی۔ مساجد اسلامیہ اور حالات سیاسیہ۔ مساجد کی آبادی اور رونق کس چیز سے ہے۔ موجودہ مساجد کی حالت تنظیم ... انشاء اللہ یہ سب مضامین نماز نمبر میں ہونگے۔

اس کا صلہ کیا ملیگا

یہ ان ... کہ یہ نمبر عوام کے لئے ... ہم ... ہے کہ ... لازم کرنے کا ... جیش۔ ۲ ... قبول کیجئے ... [illegible]

چاہتے ہیں وہ اپنا ارادہ ... [illegible]

معارف القرآن

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ قرآن سے ان کو ہدایت نہیں ہو سکتی ہدایت تو کیا بلکہ اس سے ان کی سرکشی اور کفر و انکار اور زیادہ ہوتا ہے کیونکہ اہل کتاب میں ان کی سرشت خراب ہے ہر سبق کی روشنی سے ان کی تیرگی میں اور اضافہ ہوتا ہے آگے فرماتا ہے کہ ہم نے ان کے آپس میں بغض و عداوت قیامت تک کے لئے ڈال دیا یعنی دین کے بارے میں ان میں ہمیشہ تفرقہ پڑا رہے گا ہر فرقہ دوسرے کا مخالف ہوگا، جب کبھی انہوں نے لڑائی کی آگ سلگائی اور جب کبھی خدا نے اس کو بجھا دیا اور چلنے نہ دیا اس کے دو معنے ہیں (۱) یعنی جب رسول اللہ سے انہوں نے لڑنا چاہا اللہ نے ان کو مردود کیا اور شکست نصیب کی (۲) یہ لوگ جب کسی سے لڑنے کا ارادہ کرتے مغلوب ہوئے ذلیل و خوار ہوئے بخت نصر نے ان کو تباہ کیا پھر طیطوس رومی نے انکو ذلیل و برباد کیا پھر شاہ کیخسرو یعنی کیخسرو نے ان کا قتل عام کیا آخر میں خدا نے اسلام بھیجا اور ان کے مذہب کو قطعاً منسوخ کر دیا اور اس وجہ سے یہ جزیہ دے دیکر خوار ہوئے) یہ لوگ ملک میں فساد کرنے کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں حالانکہ خدا فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

مقصود بیان خدا تمام صفات نقصان سے پاک ہے خدا کی شان میں گستاخی کفر ہے خدا غنی ہے قادر مطلق ہے جس کا مادہ خراب ہوا اور سرشت تاریک ہوا اس کو آفتاب ہدایت سے کوئی روشنی نہیں مل سکتی کسی فرقہ اور کسی مذہب کا باہمی تفرقہ اور آپس کا بغض و عناد خدا کا عذاب ہے جس قوم میں باہم پھوٹ ہو وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہے گی کامیابی کی تدبیر اس کو کبھی حاصل نہیں ہو سکتی ملک میں فساد کرنا سخت گناہ ہے فساد معاشرت فساد نظم فساد امن وغیرہ سب حرام ہیں اس سے خدا کا عذاب آتا ہے وغیرہ۔

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ
سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا
التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِم مِّن رَّبِّهِمْ
لَأَكَلُوا مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم ۚ مِّنْهُمْ أُمَّةٌ
مُّقْتَصِدَةٌ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ۝

(ترجمہ) اور اگر یہ اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی تمام برائیاں معاف کر دیتے اور ضرور ان کو نعمت کے باغوں میں داخل کرتے اور اگر یہ لوگ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی اس کی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے کھاتے ان میں ایک جماعت راہ راست پر چلنے والی ہے اور زیادہ ان میں ایسے ہیں کہ ان کے کردار بہت برے ہیں۔

تفسیر: یہ آیات پچھلی آیات کا تتمہ ہیں گزشتہ آیات میں اہل کتاب کی کفریات کا بیان تھا یہاں توبہ کی ایک بہترین تعلیم ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ اگر یہودی و عیسائی ایمان لے آتے کفر سے پرہیز کرتے آسمانی کتابوں پر چلتے اور ان کے حکم کے بموجب آنحضرت کی نبوت پر ایمان لے آتے اور اللہ سے ڈرتے رہتے تو ہم ان کے سارے گناہ معاف کر کے جنت میں داخل کر دیتے اور دنیا میں ایسی برکت دیتے کہ ان کے اوپر سے رزق برستا اور پاؤں کے نیچے سے ابلتا اور یہ بافراغت اطمینان سے بلا محنت کھایا کرتے آسمان سے بارشیں بکثرت ہوتیں اور زمین سے پیداوار عمدہ ہوتی مگر انہوں نے خدا کی نہ سنی آسمانی کتابوں پر ایمان نہ لائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو نہ مانا لہٰذا ان کے کرتوت کی وجہ سے ان کو ذلیل و خوار کیا مفلس و محتاج کیا ان میں سے بعض تو درمیانی چال چلتے ہیں کتب سابقہ اور ایمان لاتے ہیں اور خدا کے احکام پر عملدرآمد کرتے ہیں آنحضرت کی نبوت کو مانتے ہیں مثلاً عبداللہ بن سلام و نجاشی شاہ حبش وغیرہ مگر اکثر ان میں سے بہت بداعمال ہیں سرکش ہیں نہ کتب سابقہ پر ان کا حقیقی ایمان ہے۔ قرآن پر، توریت و انجیل وغیرہ پر قائم رہنے کے یہ معنے نہیں کہ ایک ہی وقت میں سب کتابوں کے احکام کی تعمیل کی جائے کیونکہ یہ ناممکن ہے توریت میں بہت چیزیں حلال تھیں اور انجیل میں وہ حرام کر دی گئیں اسی طرح قرآن میں بہت سے احکام سابقہ منسوخ کر دیئے گئے بلکہ اقامت کے یہ معنے ہیں کہ جس طرح آسمانی کتابوں پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا تھا اسی طرح عمل کرتے اس سے تجاوز نہ کرتے یعنی جب تک پہلی کتاب منسوخ نہ ہوئی اس پر عمل کرتے اور پھر دوسری کتاب کے موافق عملدرآمد کرتے اسی طرح اخیر میں قرآن کو دستور العمل بناتے اور سب کتابوں کو ترک کر دیتے۔

مقصود بیان خدا کی فرمانبرداری سے رزق میں کشائش اور فراغت ہوتی ہے اور نافرمانی سے رزق میں تنگی کتب سابقہ کے تمام احکام کتب سابقہ کے تمام احکام کو ماننے والا آنحضرت کی نبوت پر ضرور ایمان لائے گا کیونکہ کتب سابقہ میں حضور کے اوصاف بیان کر دیئے گئے ہیں اقتصاد و میانہ روی بہترین چیز ہے وغیرہ

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن
لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ
النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝

(ترجمہ) اے رسول جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ سب پہنچا دیجئے اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام بھی نہیں پہنچایا اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا یقیناً اللہ تعالیٰ ان کافروں کو راہ نہ دیں گے۔

[illegible]

کا حق ادا کر دیا [illegible]

کہ جس طرح سے ہم نے تم کو [illegible] مبعوث کیا [illegible] اسی طرح تم بھی [illegible] علاوہ کسی [illegible] سے تبلیغ کرو [illegible] حضرت [illegible]

شیعوں سے منقول روایت ہے کہ [illegible] پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علی کے [illegible] حصے چاہے وہ [illegible] اس حکم کی تعمیل کر دیں کی

ہونا ممکن ہے چنانچہ حکم [illegible] کہ تم حج [illegible] جب حضور نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جس وقت تم سے میرا حال دریافت کیا جائے گا [illegible]

وقت تم کیا کہو گے اس وقت مجمع میں [illegible] صحابہ موجود تھے سب نے یک زبان کہا ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے رسالت کی تبلیغ کی اور امانت ادا کی [illegible] خوب نصیحت کی [illegible] ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم نے خدا کے تمام احکام نہ پہنچائے تو گویا فرض رسالت ادا ہی نہیں کیا [illegible] حکم کی تبلیغ نہ کرنا تمام احکام کی عدم تبلیغ کی بنا پر ہے۔ اس آیت کی شان نزول [illegible] سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب آیت مذکورہ بالا نازل ہوئی حضرت کو تمام احکام لوگوں تک پہنچانے کا حکم ہوا تو آپ نے باقتضاء بشریت اس بھاری بوجھ کے [illegible] خیال کر کے عرض کیا کہ بار الٰہا میں تنہا ہوں اور ہر طرف دشمن جمع ہو رہے ہیں کیونکر تعمیل حکم کر سکوں گا اس وقت یہ حصہ نازل ہوا اور فرمایا گیا کہ یہ تو ہر صورت تم کو کرنا ہوگا تکلیفوں اور مصیبتوں کا برداشت کرنا پیغمبر [illegible] کا کام ہے تم کو [illegible] کے ساتھ اس بار کو اٹھانا چاہئے ورنہ اگر [illegible] ذرہ بھی [illegible] تم نے [illegible] کیا تو گویا کل ہی تعمیل نہیں کی کیونکہ حکم کے ایک حصہ کی مخالفت کل حکم کی مخالفت کی برابر ہے۔ اس کے آگے ارشاد ہوتا ہے کہ تم دشمنوں سے [illegible] ہو تم کو شہید نہیں کر سکتے خدا تمہارا حافظ ہے کیونکہ تمہارا [illegible] نگہبان [illegible] کر لیگا۔ ترمذی وغیرہ میں روایت ہے کہ جو کفار عرب میں [illegible] ہوتی تھیں [illegible] کہ جو دشمن [illegible] ممکن تھا اس لئے آنحضرت [illegible] کے وقت [illegible] حفاظت کر [illegible] عباس وغیرہ باری باری [illegible] حضور کے استراحت کا وقت پہرہ دیا کرتے تھے اور ساتھ اس طرح سے [illegible] جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت نے خیمہ سے سر باہر نکال کر فرمایا کہ لوگو اب اپنے گھروں کو جاؤ میرا محافظ اللہ ہے یعنی حضور کو خدا تعالیٰ کی طرف سے علم ہو گیا کہ جب تک تبلیغ دین نہ ہو جائے اس وقت تک کوئی [illegible] گزند نہیں پہنچا سکتا لیکن اس آیت سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ [illegible] وغیرہ کے صدمہ سے بھی حفاظت کا وعدہ فرما لیا گیا تھا کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہے آیت میں صرف جان کی حفاظت کا وعدہ ہے اس کے علاوہ یہ بات بھی جان لینی ضروری ہے کہ [illegible] نہایت لازمی ہے کیونکہ اسباب سے قطع نظر کر کے براہ راست خود اللہ نے آپ کی حفاظت کا وعدہ فرما لیا تھا اس لئے حضور نے اسباب حفاظت کو ترک کر دیا اور [illegible] کیا گیا یا یہ ایک خصوصیت ہے جس کی حضور نے تعمیل کی [illegible] موجود ہے کہ جنگ احد میں جب مسلمانوں کو شکست ہوئی تو بہت سے کافر آپ کی تلاش میں نکلے کہ آپ کو قتل کر دیں تلاش کرتے کرتے آپ تک پہنچے

[illegible]

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّ[illegible]

وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ ۗ وَلَيَزِيدَ[illegible]

كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُ[illegible]

فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَا[illegible]

هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ

الْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا[illegible]

يَحْزَنُونَ ۝

ترجمہ: کہدیجئے کہ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں جب تک توریت کی اور انجیل اور جو کتاب تمہارے رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے اس کی پابندی کرو گے اور [illegible] آپ کے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہے اس سے [illegible] کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب ہو جاتا ہے تو آپ ان پر رنج نہ کیا کیجئے یہ [illegible] بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور نصرانی اور صابئین اور [illegible] جو اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان لائیگا اور اچھے کام کریگا [illegible] نہ وہ مغموم ہوں گے

[illegible]

عذاب ہے ... اہل کتاب کی
سرکشی اور کفر ... ہونا چاہیے کہ
یہ لوگ کافر ... ہیں ... باوجود
کہلا رہے ... اس قابل نہیں کہ ان کی
حالت پر ... اسلام
کا اظہار کرنے والے ... صابی کہلانے والے اور عیسائیت کا
دعویٰ کرنے والے ... خدا پر اور روز قیامت پر ان کا
سچا ایمان ہو اور اعمال ... نیک ہیں تو ان کو قیامت کے دن نہ عذاب
خدا کا خوف ہوگا نہ ... ان کی ضرور نجات ہوگی۔

مطلب یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ... یہودی نصرانی وغیرہ اقوام اگر اللہ تعالیٰ پر
ایمان لائے اور ... زمانہ کے ... پیروی ... منسوخ ہونے کے وقت
میں یا ان کی شریعت باقی رہنے کے وقت تک جو لوگ ایمان صحیح اور عمل صالح
پر ہوں گے ... بہشت میں ... بے غم ہوں گے اسی
طرح حضرت عیسیٰ کے عہد میں جو لوگ عیسیٰ پر ایمان لائے اور نیکوکار رہے
وہ مغفور ہیں آنحضرت کے زمانہ میں جو لوگ قرآن پر ایمان لائے اور آپ کی
ہدایت کے مطابق ... قائل ہوئے وہ عذاب خدا سے مامون ہیں خلاصہ
یہ کہ ہر زمانہ میں اس وقت کی شریعت اور نبی کا ماننا لازمی ہے۔

صابیوں کی تحقیق میں اختلاف ہے ... مجاہد کی ایک روایت ہے کہ صابیہ ایک
گروہ ہے جس کا کوئی دین نہیں دوسری روایت میں ہے کہ صابیہ یہود و مجوس
میں سے ایک گروہ ہے حسن کہتے ہیں کہ صابی مجوس کے مانند ہیں۔ قتادہ کا
قول ہے کہ یہ ملائکہ کی پرستش کرتے ہیں اور زبور پڑھتے ہیں ... وہب بن
منبہ قائل ہیں کہ صابیہ صرف خدا کو مانتے ہیں ... نہیں کرتے اور کسی شریعت
کو تسلیم نہیں کرتے۔ ابوالعالیہ کا قول ہے کہ صابی ... کے قریب رہتے تھے جو تمام
انبیاء کو مانتے تھے ہر سال ایک ماہ کے روزے رکھتے تھے اور یمن
کی طرف منہ کر کے پانچ وقت کی نماز پڑھتے تھے بعض کہتے ہیں کہ جو دین
نوح پر چلتے ہیں صابی کہلاتے ہیں اور یہی قول قوی ہے۔

مقصود بیان ... کی نجات اسی وقت ممکن ہے جب آنحضرت کی نبوت
اور قرآن پر ایمان صادق ہو ... ایمان کا دعویٰ ... معتبر نہیں تاوقتیکہ
حقیقت ایمان پیدا نہ کی جائے اور اعمال نیک نہ ہوں ...
سے اور زیادہ ... ہوتے ہیں ... تاریکی میں گھر جاتے ہیں ...
شقی ہیں ان کی ... نہیں ... ازلی بدنصیبوں کا ماتم کہاں تک۔
ان کی ... ترہیب ... وغیرہ۔

لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ
رُسُلًا كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا
كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ۝ وَحَسِبُوا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا
وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ
وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان کے پاس بہت سے پیغمبر
بھیجے جب کبھی ان کے پاس کوئی پیغمبر ایسا حکم لایا کہ جس کو ان کا جی نہ چاہتا تھا
سو بعضوں کو جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو قتل ہی کر ڈالتے تھے اور یہی گمان کیا
کہ کچھ سزا نہ ہوگی اس سے اور بھی اندھے اور بہرے بن گئے پھر اللہ تعالیٰ نے
ان پر توجہ فرمائی پھر بھی اندھے اور بہرے بنے رہے یعنی ان میں کے بہتیرے اور
اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والے ہیں۔

تفسیر۔ بنی اسرائیل کی سرکشی اور نافرمانی کا پہلے بیان کیا گیا تھا اور پھر
توبہ کی ہدایت کی گئی تھی اب ان ... بنی اسرائیل کی عہد شکنی اور افعال
شنیعہ کو بیان کیا جاتا ہے اور یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہم نے ہرچند ان کو توبہ کا
موقعہ دیا اور ہدایت پر آجانے کا حکم دیا مگر انہوں نے ہرگز نہ مانا چنانچہ ارشاد
ہوتا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں
پر ایمان لانا اور بہت سے رسول بھی ہم نے ان کے پاس بھیجے چنانچہ ایک ہزار سے
زائد رسول صرف بنی اسرائیل کے پاس بھیجے گئے لیکن جب ان لوگوں کے پاس
انہی کی قوم میں سے کوئی رسول خدا کا پیغام لاتا تھا اور ان کی نفسانی خواہشات کے خلاف
کوئی حکم لاتا تھا تو یہ اس کو نہیں مانتے تھے بلکہ اپنی نفسانی خواہش کی پابندی
کرتے تھے ان کی سرکشی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ بعض انبیاء کی تو صرف تکذیب
ہی کرنے پر اکتفا کرتے تھے اور ان کے قول کو نہیں مانتے تھے اور بعض کو قتل
کر دیا کرتے تھے چنانچہ حضرت یحییٰ نے جب بہن سے نکاح کرنے کو منع کیا تو
بادشاہ وقت نے ان کو شہید کرا دیا، ان کا خیال تھا کہ اس تکذیب انکار اور
قتل انبیاء کی ان کو سزا نہیں ملیگی اور یہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ حق ہے اس
لئے حق کے سننے اور صداقت کے دیکھنے سے ان کے کان بہرے اور آنکھیں
اندھی ہو گئی تھیں نہ رسولوں کی صداقت کے علامات ان کو آنکھوں سے
سوجھتے تھے نہ حقانیت آمیز کلام ان کے کان سن سکتے تھے بالآخر خدا نے ان کو
دنیوی سزا دی بخت نصر شاہ بابل کو ان پر مسلط کیا اس نے ستر ہزار بنی اسرائیل
کو ایکدن میں کاٹ کر ڈال دیا ہزاروں عورتوں اور بچوں کو باندی غلام بنا کر لے
گیا اخیر میں ان کو خدا نے توبہ کی توفیق عطا کی اور یہ تائب ہوئے تو خدا نے
ان کا قصور معاف فرمایا لیکن جس قوم کی سرکشی کا یہ حال ہو کر نبیوں کی شان سے
واقف ہونے کے باوجود بیباکی کے ساتھ انبیاء کو قتل کرے اس کی قساوت
قلبی سے بعید ہے کہ راہ نجات اختیار کرے اس لئے پھر انہوں نے احکام خدا
کی وہی بیحرمتی کی خدا نے ان پر رحم فرمایا تھا کہ آنحضرت کو ان کی ہدایت کیلئے
مبعوث کیا اور ان کو توبہ کا موقع دیا مگر یہ ازلی بدبخت پھر اندھے بہرے بنے
رہے نہ راہ راست دیکھی نہ کلام الٰہی کو ... سے سنا ... بداعمالیاں
ان میں باقی رہیں ان کے اندھے بہرے بننے سے کیا ہوتا ہے خدا ان
کے اعمال کو خوب جانتا ہے اور ان کے افعال شنیعہ کو دیکھ رہا ہے خدا کی
طرف سے حجت تمام ہو چکی اپنے کرتوت کی سزا یہ خود بھگتیں گے۔

مقصود بیان بنی اسرائیل کی عہد شکنی کا بیان۔ قتل انبیاء کی تصریح
اس امر کا بیان کہ خدا بندہ کو توبہ کا موقعہ دیتا ہے مگر انسان خود اپنی بد
اعمالیوں سے اس کو کھو دیتا ہے انسان عہد شکن ہے مگر خدا مہربان ہے۔
اسلام کی ترغیب۔ عذاب خدا سے ترہیب۔

بسلسلہ گزشتہ

باب بعض لوگوں نے پہلے تشہد کو واجب نہیں سمجھا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں کے بعد (بغیر تشہد پڑھے) کھڑے ہو گئے اور لوٹے نہیں۔

۷۷۷۔ عبداللہ بن بحینہ کہتے ہیں اور وہ قبیلہ ازد شنوءہ کے ہیں اور بنی عبد مناف کے حلیف ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی تو آپ پہلی دو رکعتوں (کے ختم) میں کھڑے ہو گئے اور بیٹھے نہیں تو لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ جب آپ نماز تمام کر چکے اور لوگ آپ کے سلام پھیرنے کے منتظر ہوئے تو آپ نے بیٹھے ہی بیٹھے تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کئے بعد اس کے سلام پھیرا۔

باب پہلے قعدہ میں تشہد پڑھنا چاہیئے۔

۷۷۸۔ عبداللہ بن مالک بن بحینہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی تو دوسری رکعت کے سجدوں کے بعد کھڑے ہو گئے حالانکہ آپ پر بیٹھنا ضروری تھا پس جب آپ اپنی آخری نماز پر پہنچے تو بیٹھے ہی بیٹھے دو سجدے (سہو کے) کئے۔

باب قعدہ اخیرہ میں بھی تشہد پڑھنا چاہیئے

۷۷۹۔ عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ ہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے تو قعدہ میں یہ کہا کرتے تھے کہ السلام علی جبرئیل ومیکائیل السلام علی فلان وفلان تو ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا کہ اللہ تو خود ہی سلام ہے (اس پر سلام بھیجنے کی کیا ضرورت) پس جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو کہے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کیونکہ جس وقت تم یہ کہو گے تو یہ دعا اللہ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائے گی خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔

باب سلام پھیرنے سے پہلے (نماز کے اندر) دعا کرنا (ثابت ہے)۔

۷۸۰۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دعا کیا کرتے تھے اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فتنۃ المحیا والممات اللھم انی اعوذ بک من الماثم والمغرم تو آپ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ آپ قرض سے بہت پناہ مانگتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے) آپ نے فرمایا کہ جب آدمی قرضدار ہو جاتا ہے تو وہ جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے وعدہ خلافی کرتا ہے۔

۷۸۱۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمایئے جسے میں اپنی نماز میں مانگوں، آپ نے فرمایا یہ کہو کہ اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔

باب جو دعا اچھی معلوم ہو بعد تشہد کے پڑھے اور دعا کا پڑھنا کچھ ضروری نہیں ہے۔

۷۸۲۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ ہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز میں ہوتے تھے تو قعدہ میں کہا کرتے تھے کہ السلام علی اللہ من عبادہ السلام علی فلان وفلان تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ السلام علی اللہ نہ کہو کیونکہ اللہ تو خود ہی سلام ہے بلکہ یوں کہو التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کیونکہ جب تم یہ کہو گے تو یہ اللہ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائے گی خواہ وہ آسمان میں ہو یا آسمان و زمین کے بیچ میں اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ بعد اس کے جو دعا اسے اچھی معلوم ہو انتخاب کر کے اللہ سے مانگے۔

باب بعض لوگوں نے اپنی پیشانی اور ناک سے مٹی وغیرہ نماز کے اندر نہیں پونچھی یہاں تک کہ نماز ختم کر لی (ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے حمیدی کو اس حدیث سے دلیل لیتے دیکھا ہے) اس بات پر استدلال کرتے تھے کہ نماز کے اندر پیشانی نہ پونچھی جائے۔

۷۸۳۔ ابوسلمہ کہتے ہیں میں نے ابوسعید خدری سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ مٹی کا دھبہ آپ کی پیشانی میں میں نے دیکھا۔

باب

۷۸۴۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تھے تو جس وقت آپ اپنا سلام پورا کر چکتے تھے عورتیں کھڑی ہو جاتی تھیں اور آپ اپنے کھڑے ہونے سے پہلے تھوڑی دیر ٹھیر جاتے تھے (ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں یہ سمجھتا ہوں واللہ اعلم کہ آپ کا ٹھیرنا اس لئے تھا کہ عورتیں چلی جائیں قبل اس کے کہ قوم کے وہ لوگ جو نماز ختم کر چکے ہیں ان سے ملیں۔

۷۸۵۔ عتبان بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو جب آپ نے سلام پھیرا اسی وقت ہم نے بھی سلام پھیرا۔

باب بعض لوگوں نے (مقتدیوں) امام کو سلام نہیں کیا اور نماز کے سلام کو کافی سمجھا۔

۷۸۶۔ محمود بن ربیع کہتے ہیں کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یاد ہیں اور وہ کلی جو آپ نے ایک ڈول سے جو ہمارے گھر میں تھا ہمارے منہ پر کر دی تھی وہ بھی مجھے یاد ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عتبان بن مالک سے پھر بنی سالم کے کسی شخص سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں بنی سالم کی امامت کرتا تھا [illegible]

اپنی بینائی کو کمزور پاتا ہوں اور جب بارش ہوتی ہے تو میری قوم کی مسجد کے درمیان میں بہت سے پانی حائل ہو جاتا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ پر آپ نماز پڑھ لیجئے تاکہ اس کو میں مسجد بنا لیتا۔ آپ نے فرمایا میں انشاء اللہ ایسا کروں گا پس دوسرے دن جب دن چڑھ آیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لے گئے اور ابوبکر آپ کے ہمراہ تھے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت طلب کی اور میں نے آپ کو اجازت دی آپ بیٹھے نہیں یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے گھر کے کس مقام پر چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں تو میں نے آپ کو اس مقام کی طرف اشارہ کیا جہاں میں آپ کا نماز پڑھنا چاہتا تھا پس آپ کھڑے ہو گئے اور ہم لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی بعد اس کے آپ نے سلام پھیرا ہم نے بھی سلام پھیرا۔

باب نماز کے بعد (اللہ کا) ذکر کرنا ثابت ہے۔

۷۸۷۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ جب لوگ فرض نماز سے فارغ ہوں اس وقت بلند آواز سے ذکر کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (رائج) تھا اور ابن عباس کہتے ہیں کہ جب میں سنتا تھا کہ لوگ ذکر کرتے ہوئے لوٹے تو میں (نماز کے ختم ہو جانے کو) معلوم کر لیتا تھا۔

۷۸۸۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا اختتام تکبیر سے جان لیتا تھا۔

۷۸۹۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ فقیر آئے اور انھوں نے کہا کہ زیادہ دولت والے لوگ بڑے بڑے درجے اور دائمی عیش لے گئے وہ نماز پڑھتے ہیں جیسی کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں (غرض جو عبادت ہم کرتے ہیں وہ اس میں شریک ہیں) اور ان کے پاس مال کی زیادتی ہے جس سے وہ حج کرتے ہیں عمرہ کرتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں آپ نے فرمایا کیا میں تم سے ایک ایسی بات نہ بیان کروں کہ اگر تم اس پر عمل کرو تو جو لوگ تم سے آگے نکل گئے ہوں تم ان کو پا لو گے اور کوئی تمہارے بعد تک نہ پہنچ سکے گا اور تم تمام ان لوگوں میں کہ جن کے درمیان میں تم ہو بہتر ہو جاؤ گے سوا اس شخص کے جو اسی کے مثل عمل کرے تم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ تسبیح اور تحمید اور تکبیر پڑھ لیا کرو بعد اس کے ہم لوگوں نے اختلاف کیا اور ہم میں سے بعض نے کہا کہ ہم تینتیس مرتبہ تسبیح پڑھیں گے اور تینتیس مرتبہ حمد پڑھیں گے اور تکبیر چونتیس مرتبہ پڑھیں گے تو میں نے پھر آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا سبحان اللہ و الحمد للہ واللہ اکبر کہا کرو یہاں تک کہ ہر ایک ان میں سے تینتیس مرتبہ ہو جائے۔

۷۹۰۔ مغیرہ کے منشی کہتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ نے مجھ سے ایک خط میں معاویہ کو یہ لکھوایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد پڑھا کرتے تھے

باب جب امام سلام پھیر چکے تو لوگوں کی طرف منہ کر لے۔

۷۹۱۔ سمرہ بن جندب کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نماز پڑھ چکتے تھے تو اپنا منہ ہماری طرف کر لیتے تھے۔

۷۹۲۔ زید بن خالد جہنی کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں بعد بارش کے جو شب کو ہوئی تھی صبح کی نماز پڑھائی پھر جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف اپنا منہ کر کے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے پروردگار عزوجل نے کیا فرمایا ہے وہ بولے اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے (آپ بولے کہ) اس نے یہ فرمایا کہ میرے بندوں میں کچھ لوگ میرے مومن بنے اور کچھ کافر تو جنہوں نے کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی وہ تو میرے مومن ہیں ستاروں کے منکر ہیں لیکن جنہوں نے کہا کہ ہم پر فلاں ستارے کے سبب سے بارش ہوئی وہ میرے کافر ہیں ستارے کے مومن ہیں۔

۷۹۳۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایک شب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (عشاء کی) نماز نصف شب تک موخر کر دی بعد اس کے ہمارے پاس تشریف لائے پھر جب نماز پڑھ چکے تو آپ نے ہماری طرف منہ کر لیا اور فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ کر سو رہے اور تم برابر انتظار میں رہے جب تک تم نے نماز کا انتظار کیا۔

باب امام کا بعد سلام کے اپنے مصلے میں ٹھہرنا (ثابت ہے) اور ہم سے آدم نے نقل کیا کہ ابن عمر اسی مقام میں (نفل) نماز (بھی) پڑھتے تھے جہاں انھوں نے فرض نماز پڑھی ہوتی تھی اور ایسا ہی قاسم نے بھی کیا ہے اور ابوہریرہ سے اس کا مرفوع ہونا منقول ہے کہ امام اپنے (اس) مقام میں (جہاں اس نے فرض نماز پڑھی ہے) نفل نہ پڑھے مگر یہ صحیح نہیں۔

۷۹۴۔ ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیر چکتے تھے تو تھوڑی دیر اپنی جگہ پر ٹھہر جاتے تھے ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں یہ سمجھتا ہوں واللہ اعلم (کہ آپ) اس لئے (ٹھہر جاتے تھے) کہ جو عورتیں نماز سے فراغت پائیں وہ چلی جائیں اور ابن ابی مریم کہتے ہیں کہ ہم کو نافع نے خبر دی نافع کہتے ہیں مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا کہ مجھے ابن شہاب نے یہ لکھ بھیجا کہ مجھ سے ہند نے ام سلمہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی (اور یہ ہند ام سلمہ کے پاس بیٹھنے والیوں میں سے تھیں) وہ کہتی تھیں کہ آپ سلام پھیر دیتے تھے تو عورتیں لوٹ جاتی تھیں اور اپنے گھروں میں داخل ہو جاتی تھیں اس سے پہلے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوٹیں۔

باب جو شخص لوگوں کو نماز پڑھا چکنے کے بعد اپنی حاجت یاد کرے اور لوگوں کو پھاندتا ہوا چلا جائے (یہ) انتظار نہ کرے کہ وہ لوگ اٹھ جائیں اور (راستہ صاف) ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

۷۹۵۔ عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مدینہ میں عصر کی نماز پڑھی تو آپ سلام پھیر کر عجلت کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور لوگوں کی گردنوں سے پھاند کر آپ اپنی بیبیوں کے کسی حجرہ کی طرف تشریف لے گئے لوگ آپ کی اس سرعت سے گھبرا گئے پھر آپ ان کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ آپ کی سرعت سے متعجب ہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے کچھ سونا یاد آگیا تھا جو ہمارے ہاں رکھا ہوا تھا تو میں نے اس بات کو برا سمجھا کہ وہ مجھے خدا کی یاد سے

پڑھے جانے میں سے ... کی تقسیم کرنے ... [illegible]

باب (نماز کی) فراغت کے بعد، داہنے اور بائیں (دونوں) طرف پھرنا (جائز) ہے اور انس بن مالک (کبھی) اپنی داہنی طرف سے اور (کبھی) بائیں طرف سے پھرا کرتے تھے اور جو شخص (خاص کر) اپنی داہنی جانب سے پھرنے کا قصد کرتا تھا اسے عیب لگاتے تھے۔

۷۹۹۔ اسود کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ (دیکھو کہیں) تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں سے شیطان کا کچھ حصہ نہ لگائے (اس طرح) پر کہ وہ یہ سمجھے کہ اس پر ضروری ہے کہ (بعد نماز) کے اپنی داہنی طرف پھرے بیشک میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر بائیں جانب پھرتے دیکھا ہے۔

باب کچے لہسن اور پیاز اور گندنا کے بارہ میں (شریعت کیا آیا ہے) اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ جس شخص نے بھوک کے سبب یا بے بھوک لہسن یا پیاز کھایا وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے (لہسن پیاز کی برائی پر دلالت کرتا ہے)

۸۰۰۔ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے وہ ہماری مسجد میں ہم سے نہ ملے (عطا) کہتے ہیں میں نے کہا کہ کس قسم کا لہسن مراد ہے جابر نے کہا کہ میں یہی جانتا ہوں کہ کچا لہسن مراد ہے۔

۸۰۱۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر میں فرمایا کہ جو شخص اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے تو ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

۸۰۲۔ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس درخت یعنی لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے علیحدہ رہے یا (یہ فرمایا کہ) ہماری مسجد سے علیحدہ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھے اور ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیگ لائی گئی جس میں چند سبز ترکاریاں (پکی ہوئی) تھیں آپ نے اس میں بو پائی تو آپ نے پوچھا کہ (اس میں کیا ہے) تو جو جو ترکاریاں اس میں تھیں وہ آپ کو بتلا دی گئیں آپ نے فرمایا کہ اسے میرے بعض اصحاب کی طرف (جو اس وقت آپ کے پاس تھے) قریب کر دو پھر جب انہوں نے دیکھا تو اس کا کھانا ناپسند کیا اور فرمایا کہ تم کھا لو میں نہ کھاؤں گا، کیونکہ میں اس سے مناجات کرتا ہوں جس سے تم مناجات نہیں کرتے۔

۸۰۳۔ ایک شخص نے انس بن مالک سے پوچھا کہ تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لہسن کے بارہ میں کیا سنا ہے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ جو شخص اس درخت میں سے کھائے وہ ہمارے قریب نہ آئے اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

باب بچوں کا وضو کرنا ثابت ہے اور ان پر غسل اور طہارت اور جماعت میں اور عیدین میں اور جنازوں میں حاضر ہونا کب واجب ہے اور ان کی صفیں کس طرح ہونی چاہئیں۔

۸۰۴۔ شعبی کہتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک منبوذ کی قبر پر گیا تھا کہ آپ نے لوگوں کی امامت کی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی (اور اس کی نماز جنازہ پڑھی) سلیمان کہتے ہیں، میں نے کہا کہ اے ابو عمر تم سے یہ کس نے بیان کیا ہے انھوں نے کہا ابن عباس نے۔

۸۰۵۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں ایک شب اپنی خالہ میمونہ کے ہاں رہا ... [illegible] ... رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ... پھر جب کچھ رات رہ گئی تو ... آپ نے ایک لٹکی ہوئی مشک سے ہلکا سا وضو کیا عمرو (راوی) اس وضو کو بہت خفیف اور قلیل بتلاتے تھے ابن عباس کہتے ہیں کہ آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوگئے تو میں بھی اٹھا اور میں نے وضو کیا جیسا آپ نے کیا تھا پھر میں آیا اور آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو مجھے آپ نے اپنی داہنی جانب کر لیا پھر جس قدر اللہ نے چاہا آپ نے نماز پڑھی پھر آپ لیٹ رہے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے پھر مؤذن آپ کو نماز (فجر) کی اطلاع دینے کے لئے آپ کے پاس آیا اور آپ اس کے ساتھ نماز کے لئے اٹھ گئے اور آپ نے وضو نہیں کیا۔ ہم نے عمرو سے کہا کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سوتی تھی مگر آپ کا دل نہ سوتا تھا عمرو نے کہا کہ میں نے عبید بن عمیر کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ انبیا کا خواب وحی ہے پھر انہوں نے پڑھا انی اری فی المنام انی اذبحک (یعنی اگر ان کا دل بھی سو جاتا تو ان کا سونا وحی کیسے سمجھا جاتا)

۸۰۶۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ ان کی دادی ملیکہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے جو انھوں نے آپ کے لئے تیار کیا تھا بلایا تو آپ نے اس میں سے کھایا اور فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں تمہیں نماز پڑھا دوں تو میں اپنی ایک چٹائی کی طرف کھڑا ہو گیا جو کثرت استعمال سے سیاہ ہو گئی تھی اور اس کو میں نے پانی سے صاف کیا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ایک بچہ میرے ہمراہ تھا اور بڑھیا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی پس آپ نے ہمارے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی۔

۸۰۷۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر سامنے آیا اور میں اس وقت قریب بلوغ کے تھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (مقام) منیٰ میں بغیر دیوار کی آڑ کے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو میں بعض صف کے آگے سے گذرا اور اترا اور گدھی کو میں نے چھوڑ دیا تاکہ چرے اور میں صف میں شامل ہو گیا پس کسی نے مجھ پر اس کا انکار نہیں کیا۔

۸۰۸۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک رات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کی یہاں تک کہ عمر نے آپ کو آواز دی کہ عورتیں اور بچے سو رہے ہیں ... پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا کہ روئے زمین کے لوگوں میں سے تمہارے سوا کوئی نہیں ہے جو اس وقت یہ نماز پڑھے اور اس وقت مدینہ والوں کے سوا کوئی نماز نہ پڑھتا تھا۔

الفقہ

(سلسلہ گذشتہ)

۷۔ اگر [illegible] عید کے دن روزہ رکھنے کی نیت مانی ہے تو اس کے بدلے کسی اور روز کا روزہ رکھ لے۔

(۱) چنانچہ یہ نذر [illegible] حنفیہ کے نزدیک جائز ہے برخلاف زفر و شافعی کے وہ کہتے ہیں کہ ایسی نذر معصیت ہے کیونکہ اس روز روزہ رکھنے کی ممانعت آئی ہے حنفیہ کا یہ قول ہے کہ اس روز کی نذر ماننا تو امر مشروع ہے مگر اس روز روزہ نہ رکھنے کی جو ممانعت آئی ہے تو اس وجہ سے ہے کہ خدا تعالیٰ کی دعوت ترک ہوتی ہے اور اصل نذر [illegible] ہوگی کہ اس روز نہ رکھے تاکہ معصیت سے بچا رہے اور واجب اپنے ذمہ سے اتارنے کو اور دنوں میں رکھ لے پھر اگر روزہ اس روز رکھ بھی لے تو واجب [illegible] سے سبکدوش ہو جائیگا کیونکہ جو نذر اس کے ذمہ تھی اس نے پوری کر دی۔ ہدایہ

(۲) یوم عید کا روزہ۔ اگر یہ نذر مانی کہ عید کے روز روزہ رکھوں گا تو عید کے روز نہ رکھے بلکہ کسی اور دن اس کی قضا رکھے بلکہ امام شافعی اور امام زفر کے نزدیک تو اس کی قضا [illegible] ضروری نہیں ہے۔

(۳) عید کے روزہ کی نذر مانی اور قسم کھائی۔ اگر عید کے روز روزہ رکھنے کی نذر مانی اور اس امر کے متعلق قسم بھی کھائی تو مذکورہ بالا صورت میں علاوہ قضا دینے کے قسم کا کفارہ بھی دینا ہوگا یعنی تین روزے اور دینے ہوں گے، اور ابو یوسف کے نزدیک کفارہ واجب نہ ہوگا۔

۸۔ اگر کسی نے آدھے دن کے روزہ کی نذر مانی۔ تو صحیح نہیں ہے (یعنی پورے دن سے کم کی نہ ہونی چاہیئے)

چنانچہ اگر کسی نے یوں کہا کہ میرے ذمہ واجب ہے کہ آدھے دن کا روزہ رکھوں تو یہ نذر صحیح نہیں ہوگی۔ عالمگیری

۹ روزہ کی نذر جب ذیل طریق پر مانی جاتی ہے اور اسکے متعلق جو احکام ہیں وہ محاذ میں درج ہیں

نمبر	روزے کی نذر ماننے کے مختلف طریقے	مطلب و حکم شرعی	سند
	اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے		
۱	" کہ روزہ رکھوں۔	تو ایک روزہ رکھنا واجب ہوگا	عالمگیری
۲	" کہ ایک دن اور ایک دن کا روزہ رکھوں	تو ایک ہی دن کا روزہ رکھنا واجب ہے الا جبکہ اس کی نیت یہ کہنے سے یہ ہو کہ ہمیشہ روزہ رکھوں	"
۳	" کہ جس روز فلاں شخص آئے اس روز روزہ رکھوں	اگر وہ شخص ایسے وقت آیا کہ جب نذر ماننے والا کھانا کھا چکا تھا یا ایسے وقت آیا کہ نذر ماننے والی کو حالت روزہ نہ رکھنے کی درپیش تھی یا زوال کے بعد آیا، یا رات کو آیا، تو نذر ماننے والے پر کچھ واجب نہیں ہاں اگر دن کو زوال سے پہلے آیا تو نذر ماننے والے نے اگر کچھ کھایا نہیں ہے تو نذر پوری کرے۔	
۴	" کہ جس روز فلاں شخص آئے اس روز ہمیشہ روزہ رکھوں	وہ شخص ایک روز آیا مگر اس روز نذر ماننے والا کھانا کھا چکا تھا تو اس روز کا روزہ اس پر واجب نہ ہوگا ہاں اسی قسم کے اور دنوں میں ہر ہفتہ اس پر واجب ہوگا۔	"
۵	" کہ [illegible]	اتفاق ایسا ہوا کہ وہ دونوں باتیں ایک ہی روز واقع ہوئیں تو اسی روز کا ہمیشہ روزہ رکھے	"
۵	" اور [illegible]		
۶	" کہ صوم [illegible] رکھوں [illegible]	تو تین دن کے روزے واجب ہیں بشرطیکہ نیت زیادہ کی نہ کی ہو۔	"
۷	" کہ صوم ایام [illegible] یا صوم الایام رکھوں	دس دن کے روزے واجب ہوں گے (نزد امام اعظم)، [illegible] دن کے (نزد صاحبین)	"
۸	" کہ پنجشنبہ کے روزے رکھوں	تو سب سے پہلے پنجشنبہ کا روزہ واجب ہوگا۔ اگر اور کچھ نیت نہ تھی۔	"
۹	" کہ بار بار پندرہ دن کے روزے رکھوں	اگر اس نے پندرہ دن کے روزے رکھے اور بیچ میں ایک دن کا روزہ نہ رکھا اور یاد نہ رہا کہ وہ خالی دن آخر کے پانچ دن میں سے ہے یا پہلے دس دن میں سے تو چاہیئے کہ پانچ اور رکھے کہ اس پورے ہو جائیں۔	
۱۰	" کہ دس [illegible] دن کے روزے رکھوں	تو تیرہ دن کے روزے واجب ہوں گے	فتح القدیر
۱۱	" کہ [illegible]	تو گیارہ دن " " "	قاضی خاں
۱۲	" کہ [illegible]	تو اکیس دن " " "	"
۱۳	" کہ [illegible]	تو سات دن " " " بشرطیکہ اس نے خاص جمعہ ہی کے روزہ کی نیت کی	عالمگیری

نمبر	روزے کی نیت کے الفاظ	حکم	حوالہ
	الٰہی فلاں کام کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے		
۱۴	کہ جمعوں کے روزے رکھوں	تو اس پر جمعوں کے روزے واجب ہوں گے اور اگر تمام عمر کے جمعوں کی نیت کی تھی تو اس پر ہر جمعہ کا روزہ واجب ہوگا	۱۲
۱۵	کہ روزہ رکھوں ہفتہ کے دن آٹھ روز	تو اس پر آٹھ روزے دو ہفتوں کے واجب ہوں گے۔	〃
۱۶	کہ روزہ رکھوں ہفتہ کے دن سات روز	تو سات روزے واجب ہوں گے کیونکہ ... تو اس کا کلام ... پر محمول ہوگا ... صورت کے۔	〃
۱۷	کہ اس مہینہ کے جمعوں کے روزے رکھوں	تو اس ماہ میں جتنے جمعے ہیں گے اس کے روزے رکھنے ہوں گے۔	〃
۱۸	کہ برابر برابر دس روز مہینہ کے اول آخر رکھوں	تو چند روز ہیں ... کے برابر روزے رکھنا چاہئیں۔	〃
۱۹	کہ مہینہ بھر کے روزے رکھوں تندرست ہو کر یا بیمار	(۱) تو تیس روز کے روزے اس پر واجب ہوں گے جب تک ... تا خیر کرنے کا مضائقہ نہیں اور تاخیر کی وجہ سے بھی گناہ نہیں ہوگا (۲) تندرست ہونے پر (۳) تندرست ہونے سے پہلے مرگیا تو اس پر کچھ واجب نہیں (۴) کچھ روز اچھا رہ کر مرگیا تو جتنے دن تندرست رہا اتنے دن کے روزوں کی اس پر وصیت	عالمگیری 〃 〃 〃
۲۰	کہ اس مہینہ کے روزے رکھوں	تو اگر اس ماہ کے ابھی کچھ دن باقی ہیں تو صرف ان ہی دنوں کے روزے رکھنے ہوں گے	〃
۲۱	کہ برابر برابر ایک ماہ کے روزے رکھوں	تو برابر برابر ہی رکھنے ہوں گے اگر ایک یا کئی دن بیچ میں رہ گئے تو ... کل روزوں کی قضا نہیں دینی ہوگی۔ اور پھر قضا لگاتار دینے چاہیے ...	〃
۲۲	کہ شوال ذی قعدہ ذی الحجہ کے روزے رکھوں	تو چاند کے حساب سے روزے رکھے اور ذی قعدہ ذی الحجہ تیس تیس دن کے اور شوال ۲۹ دن کا ہو تو اس پر پانچ دن کے روزے اور واجب ہوں گے دو عیدین کے اور تین ایام تشریق کے اور بعض جگہ آیا ہے کہ چھ دن کے روزے اور واجب ہوں گے	قاضی خاں
۲۳	کہ مثل ماہ رمضان کے ایک ماہ کے روزے رکھوں	(۱) اگر رمضان کی مثال برابر روزہ رکھنے کے واسطے دی تو ایک ماہ کے برابر روزے رکھنے واجب ہوں گے (۲) اگر رمضان کی مثال کو ... کی نیت نہیں کی تو تیس دن کے روزے رکھنے واجب ہوں گے برابر برابر یا متفرق (۳) اگر رمضان کی مثال ... ہونے میں دی تو کہیں روزہ جدا جدا رکھ سکتا ہے۔	عالمگیری
۲۴	کہ رجب کے روزے رکھوں	(۱) لیکن اس کے عوض ربیع الاول کے روزے رکھ لئے تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور امام محمد کے نزدیک نہیں۔ (۲) اتفاقی ... کفارہ ظہار کے دو ماہ کے روزے جو رکھے اس میں رجب بھی آگیا تو رجب کے مہینے کی قضا دے۔	〃 〃 〃
۲۵	کہ ایک سال کے روزے رکھوں	جب سال معین نہیں کیا تو ایک سال کے روزے رکھے چاند کے حساب سے اور اس کے بعد ۳۵ اور ... رمضان کے بدلے اور دو عیدین اور تین ایام تشریق کے بدلے اگر عورت نے نذر کی ہو تو اس کو تمام ایام حیض کی قضا دینی ہوگی	〃 〃 〃
۲۶	〃	(۱) اگر عید الفطر سے پہلے نذر کی تو عیدین و ایام تشریق کے روزہ نہ رکھے اور ان کی قضا نہیں دے (۲) اگر شوال میں نذر کی ہے تو عید الفطر کی قضا اس پر لازم نہیں (۳) اگر ایام تشریق کے بعد نذر مانی تو عیدین اور ایام تشریق کی قضا اس پر لازم نہیں	〃 〃 〃
۲۷	کہ برابر ایک سال کے روزے رکھوں	تو اس صورت میں رمضان کی قضا واجب نہیں کیونکہ رمضان سال میں شامل ہو	〃
۲۸	صوم دھر	۲ ماہ کے روزے رکھنے واجب ہوں گے	〃
۲۹	صوم الدہر	تو تمام عمر کے روزے رکھنے واجب ہوں گے	〃

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

مقالہ اکتالیسواں

(مومن کی مثال اور اس کی کیفیت)

فرمایا۔ ہم تجھے ایک مثال آدمی کی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو بادشاہ نہیں دیکھتا ہے کہ عوام میں سے ایک شخص کو حاکم بنا دیتا ہے اور اسے (اپنے) عہدہ سے ایک شہر کی حکومت دیتا اور اسے خلعت پہناتا اور اس کے اعزاز و وقار کے لئے علم قائم کرتا اور اسے نقارہ اور طبل اور لشکر عطا فرماتا ہے پھر وہ ایک مدت دراز تک اسی حالت (اعزاز و حکومت) پر قائم رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جب اس عطائے سلطانی پر اطمینان اور اس کے ثبات و بقا پر اعتقاد کر لیتا ہے اور اس پر عجب و گھمنڈ کرتا ہے اور اپنی گذشتہ حالت بے قدری اور اپنی ذلت و محتاجی اور گمنامی اور کس مپرسی کو بھول جاتا ہے اور اس کے نفس میں کبر و نخوت آ جاتی ہے تو یکایک بے سان و گمان اس کے ایک نہایت وقت خوش میں اس کے پاس بادشاہ کی طرف سے معزولی کا پروانہ آیا اور پھر بادشاہ نے اس سے ان جرائم کا مطالبہ و محاسبہ کیا جو اس نے اپنے دوران حکومت بادشاہ کے امر و نہی سے تجاوز کرتے ہوئے کئے تھے پھر بادشاہ نے اس کو نہایت تنگ و تاریک قید خانہ میں بند کر دیا اور اس کا زمانہ قید دراز ہوا اور اس حبس میں اس کی سختی (ذلت، فقیری) اور محتاجی کو ہمیشگی ہوئی اور اس مصیبت میں اس کی کبر و نخوت پگھل گئی اور اس کی نفسانیت ٹوٹ گئی اور اس کی آتش نفس و خواہش ٹھنڈی ہو گئی اور اس کی یہ حالتیں بادشاہ کے مشاہدہ و علم میں ہیں پھر اب بادشاہ نے اس پر رحم کیا اور اسے رافت و رحمت کی نظر سے دیکھا اور حکم دیا اسے قید سے نکالنے اور اس کے ساتھ احسان کرنے کا اور اسے خلعت پہنانے اور حکومت واپس دینے کا اور اس شغل اور اس بحالی (اعزاز) کو اس کے حق میں اپنی بڑی بخشش ٹھہرایا اور یہ موہبت و عطائے حکومت اس کے لئے ایسی دائمی صاف اور کافی اور متبارک باد ہو کر برقرار رہتی ہے پھر واپس نہیں لی جاتی۔ پس یہی حال ہے مومن کا کہ اللہ تعالیٰ جب اسے اپنا مقرب اور برگزیدہ بناتا ہے تو اس کی قلب کی آنکھ کے سامنے اپنی رحمت و احسان و انعام کے دروازے کھول دیتا ہے پھر مومن اپنے دل کی آنکھ سے وہ چیز دیکھتا ہے کہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خطرہ گذرا مثلاً آسمانوں اور زمین کے مطالعہ و مشاہدہ عجائب و غرائب اور کلام لذیذ و لطیف اور وعدۂ جمیل اور محبوبیت اور اجابت دعا اور استجابت دعا اور وعدہ اور اس کا پورا کیا جانا اور اس کے قلب میں ان مکان سے ان کلمات حکمت کا آنا جو اس کی زبان پر ظاہر ہو جاتے ہیں اور تمام باطنی نعمتوں کے علاوہ ظاہری نعمتیں دیگی اس کے لئے اللہ تعالیٰ پوری کر دیتا ہے [illegible] اور اس کے کل و مشروب

اور لباس اور نکاح کرنے اور حلال و مباح چیزوں میں اس کے لئے وسعت و فراخی اور حفظ حدود شرعیہ و عبادات ظاہرہ پر دوام سے قوت عطا فرماتا ہے پھر اللہ عزوجل ان (ظاہری و باطنی) نعمتوں کو اپنے اس مومن بندہ پر ہمیشہ دیر تک قائم رکھتا ہے جو بندۂ مومن کو ایک زمانہ دراز سے اللہ کی طرف کھینچا گیا ہے حتیٰ کہ یہ بندہ اپنے اس (حال) پر مطمئن ہوا اور اس سے مغالطہ کھایا اور اس نے اس (حال) کے دوام (و بقا) کا اعتقاد کر لیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس کی ذات پر اور اس کے مال اور اہل و عیال پر طرح طرح کی مصیبتوں اور بلاؤں کے دروازے کھول دیئے پھر وہ تمام نعمتیں کہ پیشتر اللہ نے اس کو دی تھیں اس سے منقطع ہو جاتی ہیں پھر وہ متحیر حسرت زدہ اور دل شکستہ رہ جاتا ہے اور یاروں سے منقطع ہو جاتا ہے اس حالت موجودہ میں اگر اپنے ظاہر کو دیکھتا ہے تو اس میں اس کو ایسی چیز نظر آتی ہے جو اسے بری معلوم ہوتی ہے اور اگر اپنے قلب پر اور باطن پر نظر ڈالتا ہے تو ایسی چیز دیکھتا ہے جو اسے محزون و غمگین بنا دیتی ہے اور اگر اللہ سے اس ضرر کے دور ہونے کا سوال کرتا ہے تو (اس میں) قبولیت (کا اثر) نہیں پاتا اور اگر اللہ سے (اس) وعدۂ جمیل کو طلب کرتا ہے (جس کا امیدوار تھا) تو اسے جلد ہی نہیں پاتا اور اگر کسی شئے کا اس کو وعدہ دیا گیا (تھا) تو اس وعدہ کے پورا ہونے کی خبر (اسے) نہیں دی جاتی اور اگر کوئی خواب دیکھتا ہے تو اس کی تعبیر پر اور اس کی تصدیق پر قدرت نہیں ہوتا اور اگر مخلوق کی طرف رجوع کرنے کا قصد کرتا ہے تو اس کا کوئی راستہ نہیں پاتا اور اگر اس حال میں اس کے لئے کوئی رخصت ظاہر ہوتی ہے اور اس پر عمل کر لیتا ہے تو اس پر جلد عذاب آ جاتا ہے اور مخلوق کے ہاتھ اس کے جسم کی طرف بڑھتے ہیں اور لوگوں کی زبانیں اس کی آبرو ریزی پر تل جاتی ہیں اور وہ جس حال میں اب گرفتار ہے اگر اس سے رہائی کی اور اس حالت اول کی طرف جو قبل ابتلا میسر تھی لوٹنے کی دعا کرتا ہے تو یہ دعا قبول نہیں کی جاتی اور اگر اس حالت بلا میں راضی اور خوشحال رہنے کو طلب کرتا ہے تو یہ چیز بھی نہیں دی جاتی بس (اس پر جو بلا چاری ہیں) اب اس کا نفس پگھلنے لگتا ہے اور اس کی خواہش زائل ہونے لگتی ہے اور اس کا ارادہ اور آرزو کوچ کرنے لگتے ہیں اور تمام ہستیاں نابود ہونے لگتی ہیں پھر یہ کیفیت اس کے لئے ہمیشہ دراز رکھی جاتی ہے بلکہ اسے نچوڑنے کے لئے تشدید و تاکید کے طور سے (اس کیفیت میں) زیادتی کی جاتی ہے یہاں تک کہ یہ بندہ جب اخلاق انسانی اور صفات بشریہ سے فنا ہو جائے گا اور محض روح باقی رہ جائے گی اب اپنے باطن میں آواز سنے گا کہ اپنے پاؤں کو زمین پر مار یہ نہانے اور پینے کا خوشگوار ٹھنڈا پانی ہے جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے کہا گیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس مخلص مومن کے قلب میں اپنی رافت و رحمت اور اپنے لطف و احسان کے سمندر جاری کر دیتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ اپنی رضا والی تازگی اور اپنی خوشبوئے معرفت اور [illegible]

[illegible] ظاہری و باطنی نعمتوں کے دروازوں کا افتتاح کرتا ہے اور اس کی طرف اس کے تمام احوال میں لوگوں کے ہاتھوں کو بخشش وعطا اور خدمت سے کھول دیتا ہے اور زبانیں ہر جگہ اور ہر وقت اس کی حمد و ثنا اور اس کے پاکیزہ ذکر و بیان کے لئے اور ہاتف ہر طرف سے اس کے رو برو آنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے اور لوگوں کی گردنیں اس کے لئے جھکا دیتا ہے اور بادشاہوں اور ارباب دنیا کو اس کے لئے مسخر کر دیتا ہے اور اس طرح اللہ اس پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کو پورا کر دیتا ہے اور ظاہر میں تو اپنی مخلوق اور نعمت کے واسطہ اور وسیلہ سے اس کی پرورش کا وہ خود والی ہو جاتا ہے اور باطن میں اس کی باطنی تربیت کو بلا واسطہ اپنے لطف و کرم سے آراستہ کر دیتا ہے اور آ سے موت کے آنے تک اس حال میں دائما رکھتا ہے پھر آ سے ایسی نعمتوں کی طرف لے آتا ہے جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ [illegible] ان کا خطرہ گذرا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کوئی نفس نہیں جانتا کہ اس کی جزائے اعمال میں وہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا چیز ہے جو پوشیدہ رکھی گئی ہے۔

مقالہ بیالیسواں

(نفس کے لئے دو حال ہیں تیسرا نہیں)

فرمایا نفس کے لئے دو حالتیں ہیں دوکوئی تیسری حالت نہیں ہے ایک حالت عافیت دوسری حالت بلا جب نفس بلا میں مبتلا ہوتا ہے تو گھبرا جاتا شکایت کرتا ناخوش ہوتا اور اعتراض کرتا اور حق عز و جل پر تہمت لگاتا ہے اور نفس کی حالت یہ ہے کہ بلا پر صبر نہیں ہے قضا پر رضا نہیں ہے ارادہ الٰہی کے ساتھ موافقت نہیں ہے بلکہ نفس کا کام سوء ادب کرنا اور مخلوق اور اسباب کو خدا کے ساتھ شریک ٹھیرانا اور کفر کرنا ہے اور جب نفس عافیت میں ہوتا ہے تو اس کا کام حرص کرنا اور اترانا اور شہوات و لذات کی پیروی کرنی ہے۔ نفس جب ایک خواہش کو پا لیتا ہے تو دوسری خواہش کی طلب کرتا ہے اور نعمتوں سے کہ اس کے پاس ہے اس کو حقیر جانتا ہے اور نفس ان موجودہ نعمتوں میں عیب و نقص نکالتا ہے اور ان سے اعلیٰ اور بہترین نعمت کو طلب کرتا ہے کہ اس نعمت میں اس کا حصہ نہیں ہے اور جو نعمت کہ اس کا حصہ ہے اس سے منہ پھیر لیتا ہے پھر اس طرح نفس انسان کو بڑی سختی میں ڈال دیتا ہے اور جو چیز اس کے روبرو موجود ہے اس کا مقسوم ہے اس سے راضی نہیں ہوتا اس وجہ سے نفس دنیا میں ہلاکت کی جگہ تک تعب طویل و سختی دراز میں جس کی نہ غایت ہے نہ انتہا پڑ جاتا ہے اس کے بعد آخرت کی سختی میں گرفتار ہوتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے سخت ترین عذابوں میں سے ایک عذاب اس چیز کا طلب کرنا ہے جو مقسوم نہیں ہے پس جب نفس کسی بلا میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے دور ہونے کے سوا کوئی اور آرزو نہیں کرتا اور موجودہ ہر نعمت ہر خواہش اور ہر لذت کو بھول جاتا ہے اور ان میں سے کسی چیز کو طلب نہیں کرتا پھر جب نفس کو بلا سے نجات دی جاتی ہے تو وہ اپنی سرکشی اور عیش اور تکبر کی طرف پلٹ جاتا ہے اور اپنے پروردگار کی طاعت سے اعراض کرتا ہے

[illegible] دنیا کی حق [illegible] ہوا ہوتا اس چیز کو جو پائی ہے بالکل ہی بھول جاتا ہے پھر نفس کو بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب کی سزا دی جاتی ہے اور مستقبل میں معاصی سے کو روکنے اور باز رکھنے کے لئے دیا جاتا ہے کہ وہ جیسا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ سخت بلاؤں کی طرف لوٹایا جاتا ہے کیونکہ عافیت و نعمت نے اصلاح نفس نہیں کی تو اب بلا اور سختی ہی اس کی حفاظت کرے پھر اگر نفس بلاؤں کے دور ہو جانے کے وقت پر اچھا ادب کرتا اور طاعت اور شکر اور مقسوم پر راضی رہنے کو اپنے اوپر لازم کر لیتا تو یہ دنیا و آخرت میں اس کے لئے بہتر ہوتا اور پھر وہ نعمت و عافیت میں زیادتی کو اور رضائے الٰہی اور طیب زندگانی اور لطف و توفیق کو پا لیتا پس جو شخص کہ دنیا و آخرت کی خیریت و سلامتی کا خواستگار ہو اس پر واجب ہے کہ صبر و رضا اختیار کرے مخلوق سے خالق کی شکایت کرنی چھوڑ دے اپنی حاجتوں کو خدا ہی سے طلب کرے اس کی طاعت کو اپنے لئے لازم کرے انتظار کشائش کرے اور کل کی طرف سے خالق کی طرف لوٹ آئے کیونکہ خالق اپنی تمام مخلوق سے بہتر ہے اور اکثر وقت اس سے کسی چیز کو نہ پانا ہی پا لینا ہے سزا اس کی نعمت ہے بلا اس کی دوا ہے وعدہ اس کا نقد ہے اور وعدہ اس کا نقد ہے اور قول اس کا فعل ہے کیا اس رحیم و کریم کا یہ قول نہیں ہے جب اس نے کسی شے کے لئے ہو جا کہنے کا ارادہ کیا بس وہ شے اسی وقت فوراً ہو جاتی ہے بلا ریب کہ خدا کے سب افعال اچھے ہیں اور سب میں حکمت و مصلحت ہے مگر اللہ نے اس مصلحت و حکمت کے علم کو اپنے بندوں سے چھپا رکھا ہے اور اس علم کو مخصوص بالذات میں وہ تنہا ہے پھر بندہ کے لئے زیادہ بہتر ہے اور یہی اس کے حال کے لائق و مناسب ہے کہ رضا و تسلیم اور ادائے احکام و احتراز نواہی میں عبودیت کے ساتھ مشغول رہے اور قدر کے روبرو گردن جھکائے رکھے اور لوازم ربوبیت میں کہ وہ قدر اور اس کی بنیاد اور اس کے محل اجرا کی علت ہیں ہرگز مشغول نہ ہو اور یہ اعتراض کرنے سے کہ کب ہوا کس لئے اور کیونکر ہوا اور اپنی تمام حرکات و سکنات میں حق عز و جل پر تہمت لگانے سے ساکت رہے زبان کو بند رکھے اور ان سب باتوں کی سند حضرت عبداللہ بن عباس کی وہ حدیث ہے جو عطا سے مروی ہے اور عطا حضرت ابن عباس سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سوار تھے ناگاہ آپ نے مجھے فرمایا لڑکے! خدا کے حق کی نگہداشت کر خدا تیری نگہداشت کرے گا خدا کو حاضر جان تو خدا کو اپنے سامنے پائے گا جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر اور جب مدد مانگے تو اللہ سے مانگ جو چیز ہونے والی تھی وہ اسے لکھ کر قلم خشک ہو گیا سب بندے مل کر تجھے ایسی چیز سے نفع پہنچانے کی کوشش کریں جو تیرے لئے مقدر نہیں کی ہے تو وہ اس پر قدرت نہ پائیں گے اور اگر سب بندے مل کر کوشش کریں کہ تجھے اس چیز سے ضرر پہنچائیں جو اللہ نے تیرے مقدر نہیں کی ہے تو وہ اس پر قدرت نہ پائیں گے پھر اگر تو ہو سکے تو یقین کے ساتھ اللہ سے معاملہ کر سکے تو کر اور اگر نہ کر سکے تو جس چیز کو تو برا جانتا ہے اور تکلیف اٹھاتا ہے اس پر صبر کرنا بہت زیادہ نیکی ہے اور جان لو کہ صبر کے

مدد ہے اور دکھ کے ساتھ آسائش ہے اور ہر سختی کے ساتھ آسانی ہے تو پھر ہر مومن کو لازم ہے کہ اس حدیث [illegible]

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

...نگ کی ابتدا اور صحابہ کے شجاعانہ کارنامے

اس کے بعد حملہ آوری شروع ہوئی حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت ابودجانہ نے وہ شجاعت دبہادری دکھائی کہ رستم وسہراب ...بہادرانہ کارنامے گرد ہوکر رہ گئے۔ حضرت علی بپھرے ہوئے شیر کی ...ح کفار کی صفوں کو درہم برہم کر رہے تھے حضرت امیر حمزہ دشمنوں پر شیر ...انند ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے اور حضرت ابودجانہ بھی عجیب طرح کی شجاعت ...جوہر دکھلا رہے تھے یہ صفوں کو چیرتے ہوئے آگے جا رہے تھے کہ ...ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان آگئی وہ دیکھ کر چلائی آپ نے اپنا ہاتھ ...روک لیا کہ میری تلوار عورت کے خون سے آلودہ نہ ہو اس طرح ہند ...بان بچی۔

حضرت امیر حمزہ نے مشرکین کے علمبردار طلحہ کو قتل کیا اور آگے بڑھتے ہوئے چلے گئے وحشی غلام نے آپ کو بڑھتے ہوئے دیکھا تو ایک ...ھر کی آڑ میں چھپ گیا اور موقع پاکر اپنا نیزہ کھینچ مارا جو ایک پہلو سے نکل ...دوسرے پہلو سے پار ہو گیا اور حضرت امیر حمزہ شہید ہو گئے۔ حضرت حنظلہ ...خوب بہادری دکھلا رہے تھے اور صفوں کو چیرتے ہوئے ابوسفیان تک ...گئے اس پر وار کرنا ہی چاہتے تھے کہ شداد بن اسود لیثی نے پیچھے سے ...وار کیا اور یہ بھی شہید ہو گئے۔ ذوالفقار حیدری کا تو کیا ہی کہنا تھا بجلی ...کی طرح چمک رہی تھی اور کفار کے خون سے اپنی پیاس بجھا رہی تھی اس کی ...کاٹ سے کفار دبکتے پھر رہے تھے قریش کے بارہ علمبردار یکے بعد ...دیگرے قتل ہوئے جن میں سے آٹھ کو صرف حضرت علی نے قتل کیا ...علمبرداروں میں سے جب ایک قتل ہوتا تو دوسرا اس کی جگہ علم اٹھا لیتا ...جب آخری علمبردار صواب قتل ہوا تو پھر کسی کو اٹھانے کی جرات نہ ہوئی ...جھنڈا اسی طرح زمین پر پڑا رہا اور اب کفار کے میدان سے پاؤں اکھڑ گئے ...لڑتے ہوئے پیچھے ہٹنا شروع کیا اور پھر پشت پھیر کر بھاگنے لگے ان کی ...عورتوں نے بھی اپنا سارا سامان چھوڑ چھوڑ کر بھاگنا شروع کیا ...اپنے مردوں کو دف بجا بجا کر شجاعت و استقامت کی ترغیب دلا رہی تھیں ...تھوڑی دیر کے وقت تک مشرکوں کو شکست اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

...اندازوں کی حکم رسول سے نافرمانی

وہ جماعت جو گھاٹی پر متعین تھی جب اس ...کفار کے علم کو سرنگوں دیکھا تو ان کو بھی اس بات کا شوق ہوا اور دینی ...غیرت نے جوش مارا کہ ہم بھی کفار کا تعاقب کریں اور اپنے دل کا حوصلہ نکالیں ...ان کے سردار عبداللہ بن جبیر نے ہر چند سمجھایا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ ...علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیے اور اپنی جگہ سے نہیں ہٹنا چاہیے ...فتح کی خوشی میں کون سنتا تھا انھوں نے اپنی جگہ کو چھوڑ دیا خالد بن ولید اس گھاٹی کی اہمیت کو پہلے ہی سمجھ گئے تھے جب انھوں نے مسلمانوں کو اس گھاٹی سے حرکت کرتے ہوئے دیکھا تو وہ سو سواروں کا دستہ لیکر اور ایک میل کا چکر کاٹ کر اسی گھاٹی پر آئے اور پیچھے سے اچانک مسلمانوں پر حملہ کر دیا گھاٹی پر صرف عبداللہ بن جبیر بچے ہوئے تھے یہ بھی لڑ کر شہید ہوئے یہ دوبارہ حملہ دیکھ کر عکرمہ بن ابوجہل نے سو سواروں کا دستہ لیکر دوسری طرف سے حملہ کر دیا اور دیگر کفار بھی مقابلہ کے لئے ٹوٹ پڑے اس اچانک حملہ نے بنا بنایا کام بگاڑ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ لڑائی کا رنگ بدل گیا مسلمان [illegible] کے نرغہ میں آگئے ان کی جمعیت میں انتشار اور سراسیمگی آگئی ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی اور ہر طرف سے ان پر تلواریں برسنے لگیں

تاجدار مدینہ کا چہرۂ اقدس زخمی

مسلمانوں کی تھوڑی تھوڑی جمعیت الگ الگ کفار کے نرغہ میں تھی مدنی آقا بھی بارہ جاں نثار صحابہ کے ساتھ کفار کے نرغہ میں آگئے حضرت مصعب بن عمیر علم لئے حضور کے نزدیک ہی استادہ تھے ابن قمیہ نے ان پر حملہ کیا اور یہ شہید ہو گئے چونکہ یہ آنحضرت صلعم کے ہم شبیہ تھے ابن قمیہ نے سمجھا کہ حضور شہید ہو گئے یہ خیال کرکے خوشی سے اچھل پڑا اور ایک بلند مقام پر چڑھ کر بلند آواز سے پکارا قد قتلت محمداً یعنی میں نے محمد صلعم کو قتل کر دیا اس آواز کو سنکر مسلمان تو اپنی جگہ حیران و ششدر رہ گئے اور مشرکوں کے دل بڑھ گئے اور وہ خوشی سے اچھلنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر کعب بن مالک بہت سراسیمہ ہوئے مگر جب آگے بڑھ کر اپنے آقا و مولا کو صحیح سالم دیکھا تو پکارا اے مسلمانو خوش ہو جاؤ کہ رسول اللہ زندہ و سلامت موجود ہیں پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا الی عباد اللہ انا رسول اللہ یعنی خدا کے بندو میری طرف آؤ میں خدا کا رسول ہوں یہ آواز سنکر مسلمان تو اپنے سید و مولا کی حفاظت کے لئے کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے آگے بڑھے اور کفار آپ کی جگہ معلوم کرکے پوری قوت اور جوش کے ساتھ ادھر لوٹ پڑے سب کے سب حضور ہی کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس طرح آپ کی ذات اقدس لڑائی کا مرکز بن گئی اس ہنگامہ قیامت میں عبداللہ بن شہاب زہری نے آپ کے قریب پہنچ کر وار کیا جس سے چہرہ مبارک زخمی ہو گیا دوسری طرف ابن قمیہ نے ایک ایسا زبردست وار کیا کہ خود کے دو حلقے آپ کے چہرہ مبارک میں آنکھ کے نیچے کی ہڈی میں گھس گئے ان کو حضرت عبیدہ بن الجراح نے دانت سے پکڑ کر کھینچا تو ان کے دو دانت ٹوٹ گئے آہ کیسی قیامت خیز گھڑی تھی کہ حبیب خدا صلعم کے چہرہ اقدس پر خون بہ رہا تھا اگر اس وقت آپ ذرا بھی بددعا کے لئے زبان ہلا دیتے تو زمین و آسمان ایک ہو جاتے اور کفار کا تخم تک نہ رہتا مگر قربان آپ کی رحمت و رافت کے کہ آپ نے فرمایا تو یہ کہ۔

کیف یفلح القوم خضبوا وجہ نبیہم بالدم وہو یدعوہم الی اللہ یعنی وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے چہرہ

[illegible] اس سے خون [illegible] آپ کو زخمی دیکھ کر کفار کئی گنا زیادہ جوش کے ساتھ حملے کرنے لگے۔

حضرت ابودجانہ اور دیگر صحابہ کی فداکاری

ادھر صحابہ میں بے شمار فداکاری کے جذبات جوش مارنے لگے ہر مسلمان کی خواہش اور کوشش یہی تھی کہ خود کو قربان کر کے آپ کی حفاظت کرے صحابہ نے آپ کے گرد حلقہ بنا لیا حضرت ابودجانہ نے آپ کی طرف منہ کر کے اپنی پشت کو سپر بنا لیا جو تیر آتا تھا اس کو آپ اپنی پشت پر لیتے تھے ان کی پشت تیروں سے چھلنی ہو گئی مگر اپنی جگہ سے نہیں ہٹے حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت ابوطلحہ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت زبیر بن العوام بھی آپ کی حفاظت میں دیوار آہنی کی طرح قائم رہے اور تیر و تلوار سے دشمنوں کو رد کرتے رہے حضرت طلحہ دشمنوں کی تلواروں کو اپنے ہاتھ پر روکتے تھے حتیٰ کہ کثرت زخموں کی وجہ سے آپ کا ہاتھ بھی بیکار ہو گیا حضرت زیاد بن سکن انصاری صحابی نے پانچ ساتھیوں کے [illegible] حضرت عمارہ بن زیاد آپ کی حفاظت میں شہید ہوئے

حضرت ام عمارہؓ کی بہادری

یہ نیک دل خاتون بھی رسول خدا صلعم کی حفاظت کر رہی تھیں ہمت کر کے آپ کے قریب پہنچ گئیں ابن قمیئہ نے رسول خدا صلعم پر وار کیا تو انہوں نے مردانہ وار اس کو روکا اور تلوار سے کئی وار ابن قمیئہ پر کئے مگر چونکہ وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے بیکار گئے ابن قمیئہ نے ان پر تلوار سے حملہ کیا آپ کا ہاتھ شانہ کے قریب سے زخمی ہو گیا اس ہنگامہ میں ایک شقی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دور سے ایک پتھر کھینچ مارا جس سے آپ کا ہونٹ زخمی ہو گیا اور ایک دانت شہید ہو گیا اسی حالت میں آپ کا پائے مبارک ایک گڑھے میں جا پڑا حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر نکالا ایسے موقعہ پر ایک بہترین مقام کا حاصل کرنا ضروری تھا چنانچہ رسول خدا صلعم نے صحابہ کو ایک پہاڑ کی پناہ لینے کا حکم دیا تاکہ لڑائی کا ایک محاذ قائم ہو جائے یہ تدبیر مسلمانوں کے لئے نہایت ہی مفید ثابت ہوئی اب مسلمانوں کے قدم ذرا جم گئے اور کفار کو مار مار کر ہٹانا شروع کیا کفار نے بھی بلند مقام پر چڑھنا شروع کیا مگر آنحضرت صلعم نے حضرت عمر فاروقؓ کو حکم دیا کہ وہ کفار کو روکیں حضرت عمرؓ نے ابوسفیان کے آدمیوں کو بلند جگہ پر چڑھنے سے باز رکھا اور زبردستی وہاں سے ہٹا دیا۔

اب مسلمانوں نے بھی آہستہ آہستہ بلند جگہ پر چڑھنا شروع کیا اس منتشر مسلمان حضور کے اردگرد ایک جگہ جمع ہو گئے ایک کافر ابی بن خلف [illegible] کر کے حضور پر حملہ کرنے کی نیت سے آگے بڑھا صحابہ نے آگے بڑھ کر اس کو روکنا چاہا مگر آپ نے فرمایا کہ آنے دو وہ قریب پہنچ کر حملہ ہی کرنا چاہتا تھا کہ آپ نے ایک صحابی حارث بن صمہ کے ہاتھ سے نیزہ لیکر اس پر وار کیا اور اس کے گردن کے نیچے کی ہڈی میں زخم آیا زخم کھاتے ہی بدحواس ہو کر بھاگا مشرکین نے اس کا خوب مذاق اڑایا آخر یہ اسی زخم سے واپسی میں مکہ پہنچنے سے پہلے ہی مر گیا۔

ابوسفیان [illegible] آپ صلعم [illegible] کوئی جواب نہ دیا گیا پھر ابوسفیان نے پوچھا کیا تم میں ابوبکر صدیق ہیں اس کا بھی کوئی جواب نہیں ملا پھر پوچھا کیا تم میں عمر بن الخطاب ہیں مگر اس کا بھی کوئی جواب نہیں ملا پھر بولا معلوم ہوتا ہے یہ سب قتل ہو گئے اس پر حضرت عمرؓ بیتاب ہو کر بولے او دشمن خدا کیا بکتا ہے یہ سب بفضل تعالیٰ زندہ موجود ہیں اور تو عنقریب رسوا ہوگا یہ دندان شکن جواب سن کر ابوسفیان فخریہ لہجہ میں بولا اعل ہبل یعنی ہبل بلند ہو آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق حضرت عمرؓ نے جواب دیا اللہ اعلیٰ واجل یعنی اللہ بزرگ و برتر ہے ابوسفیان نے کہا لنا عزی ولا عزی لکم یعنی عزی ہمارا ہے تمہارا نہیں حضرت عمرؓ نے جواب دیا اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم اللہ پاک ہمارا والی ہے تمہارا نہیں ابوسفیان نے کہا یہ لڑائی برابر ہو گئی اور ہم نے جنگ بدر کا بدلہ لے لیا حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں برابری نہیں ہوئی ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے دوزخ میں اس کے بعد ابوسفیان یہ کہہ کر خاموش ہو گیا کہ ہمارا تمہارا مقابلہ پھر آئندہ سال بدر میں ہوگا حضور نے فرمایا کہ ہاں ہم کو یہ منظور ہے۔

کفار کی دوبارہ شکست اور جنگ کا اختتام

یہ جواب و سوال کر کے ابوسفیان میدان چھوڑ کر چلا گیا رسول خدا صلعم نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ابوسفیان مکہ کو جاتا ہے یا مدینہ پر حملہ کا قصد ہے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ یہ بات معلوم کر کے بتائیں تھوڑی دور جا کر حضرت علیؓ خبر لائے کہ وہ مکہ کی طرف گیا ہے اس کے بعد آپ پہاڑی پر سے اترے اور مسلمانوں نے آکر شہیدوں کو دفن کر دیا اس جنگ میں ۷۵ انصار اور [illegible] مہاجر شہید ہوئے ہندہ بنت عتبہ نے موقع پا کر حضرت امیر حمزہ کی لاش کا مثلہ کر دیا تھا یعنی ناک کان وغیرہ کاٹ ڈالے تھے سینہ نکال کر دانتوں سے چبایا مگر نگل نہ سکی

ایک قابل ذکر واقعہ

علمبردار اسلام حضرت مصعب بن عمیر کو کفن بھی پورا میسر نہ آیا صرف ایک چادر اتنی چھوٹی تھی کہ اگر سر ڈھانکتے تو پیر کھل جاتے اور اگر پیر ڈھانکتے تو سر کھل جاتا آخر سر چھپایا اور پیروں کو گھاس ڈال کر چھپا دیا۔ جنگ سے فارغ ہو کر لشکر اسلام مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا راستہ میں حضرت مصعب کی بیوی بھی آتی ہوئی مل گئیں ان کو ان کے ماموں حضرت حمزہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش کی شہادت کی خبر سنائی گئی آپ نے یہ سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا پھر آپ کے شوہر کی شہادت کی خبر دی گئی تو آپ بیتاب ہو گئیں [illegible]

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو رسالہ مولوی کیلئے لکھی جا رہی ہے

(نوشتہ حضرت مراد مارہروی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سود کا استیصال

عرب میں یہ قاعدہ تھا کہ اگر مقررہ وقت پر روپیہ ادا نہ ہو تو اصل کی رقم بڑھا کر اس پر سود لگایا جاتا اور یہ سلسلہ برابر قائم رہتا تھا جس سے ہمدردی بنی نوع انسان مجروح ہوتی تھی اخلاق و مروت کے جذبات فنا ہوتے تھے قرآن نے لا تاکلوا الربوا اضعافا مضعفۃ کا حکم دیکر واتقوا اللہ لعلکم تفلحون فرماکے اس پر مہر دلالت ثبت کردی اور واضح کر دیا کہ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کہ یہ ڈر ہی تمہاری فلاح و بہبود کا باعث ہے سود کی مذمت میں اور بھی کئی آیتیں ہیں

حمیت عامہ کا اعلان

آپ انہیں صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ ہر مذہب والا دوسرے مذہب والوں کے ساتھ انھیں گمراہ سمجھکر نہایت وحشیانہ سلوک کرتا تھا اور انھیں مٹانے اور فنا کرنے پر تلا رہتا تھا قرآن کریم نے کسی دین کی تنقیص و مذمت نہیں کی اور واضح کیا کہ مسلمانوں کو تمام کتب سماوی پر ایمان لانا لازم ہے اور جن پیغمبروں پر وہ نازل ہوئیں ان کی عزت و حرمت فرض ہے دوسرے اس میں صریح ناانصافی نظر آتی تھی کہ ان لوگوں کو بھی مذموم بیان کیا جائے جن کے کانوں میں فرمان ربی نے گونج نہ پیدا کی ہو اور ان میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو انما انت منذر ولکل قوم ھاد اے محمد تم تو محض لوگوں کو ڈرانے اور خدا کے خوف سے آگاہ کرنے والے ہو ہم نے کوئی قوم بھی ایسی نہیں رکھی جس میں ہدایت کرنے والے نہ بھیجے ہوں ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ہم نے ہر امت و ہر قوم میں اس کی ہدایت کے لئے اپنے رسول پیدا کئے۔ پھر ربوبیت ربی کا یہ کتنا بڑا شکوہ اور کتنا عظیم الشان مظاہرہ ہے کہ وہ کہتا ہے اور نہایت رحیمانہ انداز میں کہتا ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا جب تک ہم کسی قوم میں رسول نہ بھیج لیں کسی کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتے۔ ان آیات بینات سے واضح ہو رہا ہے کہ دنیا کی ہر قوم اور ہر امت میں ہدایت کرنے والے رسول اور ہادی بھیجے گئے اور خدا کے قانون اجمال انہی لوگوں کو سزا دینا ہوگا جنھیں ہدایت پہنچ گئی اور انہوں نے اس کے باوجود قرآن کی اور صحیح راستہ اختیار نہیں کیا۔ آگے چل کر ایک اور جگہ فرمایا اور بتایا ہے کہ تم یہ امر نہیں تو ایک طرف ہم نے کوئی بستی اور کوئی آبادی بھی ایسی نہیں چھوڑی جہاں کہ ہم نے اپنا نذیر یا پیغمبر اور ہوشیار کرنے والا لوگوں کو صراط مستقیم پر چلانے والا نہ بھیجا ہو پھر اعلان عام ہے افغیر دین اللہ یبغون وله اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرھا والیه یرجعون لیکن یہ عجیب بات ہے کہ وہ دین الٰہی کو چھوڑ کر دوسرے دین اور دوسرے راستے اختیار کرتے ہیں حالانکہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے سب اسی کی [illegible]

فرمانبرداری اور اطاعت میں مصروف ہیں خواہ رضامندی سے ایسا کر رہے ہوں یا مجبوری سے کر رہے ہیں اور آخر میں سب کو لوٹنا بھی اسی کے پاس ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے زبردست اقتدار کا یہ حال ہے کہ سب اس کی اطاعت پر مجبور ہیں مانو یا نہ مانو لیکن جانا تمہیں اسی کے پاس ہے جب صورت یہ ہے پھر کیسا اس کا دین اختیار نہیں کرتے اور دوسرا دین تلاش کرتے پھرتے ہو

جو شخص اس تعلیم کو اپنے قلب کی گہرائیوں میں جگہ دیگا ممکن نہیں کہ وہ دیگر مذاہب کے پیروؤں سے تعصب برتے اور ان کے پیشوایان مذہبی کتب کی عزت پر حملہ نہ ہو۔ توریت اور انجیل کے متعلق قرآن کریم میں صراحت ہے فیہ ھدی و نور کہ ان میں ہدایت اور نور ہے یا ایھا الذین امنوا امنوا باللہ و رسوله والکتب الذی نزل علی رسوله والکتاب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملئکته وکتبه ورسله والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا اے مومنو اللہ پر اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے رسول پر اتاری اور ان کتابوں پر جو پہلے اتاری گئیں ایمان لاؤ اور جو اللہ کو اس کے فرشتوں کو اس کی کتابوں کو اس کے رسولوں کو اور یوم آخرت کو نہیں مانتا۔ پس وہ بہت ہی بے راہ اور بھٹکا ہوا ہو

پھر فرماتا ہے اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور اللہ ایمان والوں کا دوست ہے انھیں تاریکی سے نکال کر نور روشنی میں لے آتا ہے۔ واللہ ذو فضل علی المومنین مومنوں پر اللہ تعالیٰ فضل کیا کرتا ہے۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور پھر اچھے عمل بھی کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا میں اپنا خلیفہ و نائب بنانے کا وعدہ کیا ہے اور وہ ضرور خلیفہ بنائے جائینگے۔ وکان حقا علینا نصر المومنین ہم پر حق ہے کہ ہم مومنوں کی امداد کریں وبشر الذین امنوا وعملوا الصلحت ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھار جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے انھیں خوشخبری سنا دو کہ جنت میں ان کے لئے ایسے باغ رکھے گئے ہیں جن کے نیچے نہریں پوری روانی کے ساتھ بہ رہی ہیں الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل نیکوں اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو کچھ خوف نہیں اور نہ انہیں غمگین و اداس ہونے کی ضرورت ہے جو لوگ ایمان لائے اور متقی ہیں ان کے لئے دنیا میں بھی بشارتیں ہیں اور آخرت میں بھی یہ بشارتیں اور مسرتیں لا تبدیل لکلمت اللہ تو ان لوگوں کے لئے ہیں جو ایمان دار بھی ہیں اور جن کے عمل بھی نیک ہیں لیکن جن کے اعمال اچھے نہیں اور اخلاق سے بھی گرے ہوئے ان کے لئے

شدید وعید بھی موجود ہیں۔ ایمان شرط مقدم ہے جو لوگ خدا کو خدا ہی نہیں مانتے آخر ان کے اچھے اعمال میں بھی برکت کہاں سے آسکتی اور حقیقی طور پر ان انہیں کون صلہ دے گا قرآن کریم میں صاف صاف موجود ہے کہ کذالک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یومنون اسی طرح اللہ ان لوگوں پر ناپاکی ڈالتا ہے جو ایمان نہیں لاتے (انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یومنون جو لوگ ایمان نہیں لاتے ہم نے شیطانوں کو ان کا رفیق بنا دیا ہے۔ کتنی شدید وعید ہے کہ وقطعنا دابر الذین کذبوا بآیاتنا وما کانوا مومنین ہم نے ان لوگوں کی جڑیں کاٹ ڈالیں جنھوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور مومن نہ بنے۔

ایمان کی انتہا کمال سعادت اور کفر کی انتہا انتہائی شقاوت و بدبختی ہے وقل للذین لا یومنون اعملوا علی مکانتکم انا عاملون وانتظروا انا منتظرون فبعد القوم لا یومنون جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دو کہ وہ اپنی جگہ بیٹھے اپنے عمل و کار میں مصروف رہیں ہم بھی ان کے ساتھ عمل کرنے والے اور اس کا نتیجہ دیکھنے والے ہیں اور ہم بھی انتظار کر رہے ہیں پس جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے لئے دوری اور بعد ہے یعنی وہ فلاح سے دور پڑے رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے مقابلہ میں ایمان والوں کے لئے یہ بشارت دے چکا ہے یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور جنھیں علم دیا گیا اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کرتا ہے۔ غور کیجئے کیسی پیاری اور کیسی شاندار تعلیم ہے جہاں ایماندار اور فرمانبرداروں کو بڑی بڑی بشارتیں اور جنت کے وعدے کئے گئے ہیں وہاں نافرمانوں کی جڑیں کاٹ کر رکھ دینے اور انھیں شدید عذاب دینے کی بھی تصریح کر دی گئی ہے سو دنیا ہی میں دیکھ لو نافرمان بیٹا ہو اس سے بھی باپ خوش نہیں رہتا۔

عیب جوئی و بدظنی

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے کہ یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچا کرو اور دوسروں کے حالات کے تجسس میں نہ لگے رہو اور نہ لوگوں کی غیبت کیا کرو کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے پس تم اس سے کراہت کرو اور اللہ سے ڈرو تحقیق اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول کرنے اور رحم کرنے والا ہے۔

لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ خواہ مخواہ دوسروں کے عیب ڈھونڈتے ان کے متعلق بدگمانیاں قائم کرنے اور ان کی غیبت میں ان کی برائی کرنے اور برائی کے ساتھ نام لینے میں مصروف رہتے ہیں جس سے ان کا نفس موٹا اور قلب تاریک ہوتا چلا جاتا ہے اور بڑی بڑی عداوتیں اور فساد ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی نقصان پہنچتا ہے آپ بھی اس مسئلہ سے محفوظ نہیں رہتے اور بلا تدبر ایک بری عادت قائم ہوتی چلی جاتی ہے اس لئے قرآن کریم نے ہمارے دلوں کو ان اخلاقی رذائل سے روکا انھیں گناہ بتا کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور توبہ کرنے کی نصیحت کی اور ساتھ ہی فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ رحیم ہے۔

ہے اور توبہ و ندامت کو قبول ہی کر لیتا ہے اگر تم ان گناہوں سے توبہ کرو گے تو تمہارے رب پاک اس توبہ کو قبول کر لے گا دیکھئے پیارے رب کی نگاہیں کس ایک گوشے کو بھی تاریک نہیں رہنے دیتیں اور ہر برائی سے بچنے کی تاکید کرتی چلی جارہی ہیں۔

تدبیر عمل کا فلسفہ اور قرآن

تقدیر کے متعلق انسانوں نے طرح طرح کے مختلف خیالات قائم کر رکھے ہیں اسلام میں بھی کئی فرقے پیدا ہو گئے ایک کہتا ہے کہ جو روز ازل میں جو لکھا جا چکا ہے وہی ہو گا آخرت میں دوزخ ہے تو خواہ عمل کر لے پھر بھی دوزخ ہی ملیگی اور اگر جنت ہے تو صد ہزار عمل بھی برا کرے تو جنت ہی ملے گی دوسرا کہتا ہے ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں غرض اس مسئلہ نے بھی دنیا والوں کو پریشان کر رکھا ہے۔ قرآن کریم نے اس پر بھی تیز روشنی ڈالی اور یہ واضح کر دیا کہ تقدیر سے مراد وہ قانون الٰہی ہے جس کے مطابق ہر شے وجود میں آتی ہے اور اپنا عمل کرتی ہے اسے آیات الٰہی قدرت، نیچر، فطرت اللہ اور سنت اللہ یا تقدیر جو چاہیں کہہ لیں قرآن حکیم میں ہے وخلق کل شی فقدرہ تقدیرا ہم نے ہر شے کو پیدا کیا اور پھر ان چیزوں کے خاص خاص اندازے مقرر کر دیئے پھر ارشاد باری ہے انا کل شی خلقنہ بقدر ہم نے ہر شے اور ہر چیز کو ایک اندازہ پر پیدا کیا آگے چل کر ارشاد ہے لا تبدیل لخلق اللہ خلق اللہ یا فطرت اللہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوا کرتی۔ نظام عالم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے ذالک تقدیر العزیز العلیم اس عزیز و علیم خدا کی یہ تقدیر یا سنت یا قانون ہے سمجھنے اور غور کرنے کی جگہ ہے کہ دنیا کی تمام مصنوعات تمام چیزیں اور تمام اشیا مختلف طریقوں اور خاص خاص ترکیبوں سے بنتی ہیں اور ظہور میں آتی ہیں ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ کوئی لباس آپ سے آپ تیار ہو گیا ہو کوئی عمارت خود بخود تیار ہو گئی کوئی جہاز آپ سے آپ وجود میں آگیا ہو مختلف مادوں کو ترکیب خاص کے ساتھ ملانے لکڑی کو خاص طریق سے کاٹنے اور چھیلنے اور لوہے کو خاص طریق پر پگھلانے اور ڈھالنے ہی سے چیزیں تیار ہوتی ہیں کام کرنے والا ہوشیار اور مشاق ہے اور اس نے احتیاط اور حزم کے ساتھ کام لیا ہے تو لازماً چیز اچھی تیار ہو گی ورنہ خراب یہ ایک عام بات اور عام اصول ہے جسے ہر صاحب عقل و علم کا انسان بھی جانتا اور سمجھتا ہے اسی طرح انسانی کامیابیاں اور مقاصد ہیں اگر انسانی مساعی صحیح و درست ہیں ہوشمندی و احتیاط کے ساتھ کی جا رہی ہیں تو جتنی بہتر یہ تدابیر ہوں گی اتنی ہی عمدہ اور اعلیٰ کامیابی ہوگی اور اگر تدبیر درستی ہی میں خامی ہے تو جس طرح ناقص مواد سے ناقص ہی چیز تیار ہوتی ہے اور اکثر خراب بھی ہو جاتی ہے اسی طرح ناقص اور خام تدابیر انسان کو ناکام بنا دیتی ہیں یہ قانون قدرت ہے لیکن انسان کی نگاہ اپنی خامی اور نقص کی طرف تو نہیں جاتی اور وہ جھٹ اپنی ناکامی کا الزام تقدیر کے سر تھوپ دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ کیا کروں میری قسمت ہی بری ہے سونے پر ہاتھ ڈالتا ہوں مٹی ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے ان لیس للانسان الا ما سعی وان سعیہ سوف یری انسان کو تو اتنا ملے گا جتنی اس نے کوشش کی ہوگی اور یہ کہ وہ اپنی کوشش کا ثمرہ دیکھ لے گا یعنی انسان کو سعی و کوشش کے سوا کچھ نہیں

نہیں [illegible] دیکھ لیتا ہے، ہر ایک اور جگہ ارشاد ہے جس نے ایک ذرہ کی برابر بھلائی کی ہو وہ اس کو دیکھ لیگا اور جس نے ایک ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی اس کا نتیجہ بھی اسے معلوم ہو جائیگا یعنی انسان جو بھلائی یا برائی کرتا ہے اس کا اچھا برا نتیجہ دیکھ لیتا ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کل نفس بما کسبت رهينة ہر ایک شخص اپنے عملوں کا رہین منت ہے جیسا عمل کرتا ہے ویسا پاتا ہے لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت جو اچھا کیا اس کا اچھا نتیجہ ملیگا اور جو برا کیا اس کا برا نتیجہ ملتا ہے۔

غافل اور سست آدمی اپنی غفلتوں اور خامیوں پر تو نظر نہیں کرتے اور نہ جد و سعی کی طرف مائل نہیں ہوتے بس تقدیر پر الزام دھرنا شروع کر دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ بھائی مشیت الٰہی کے مقابلہ میں کیا چارہ ہے کیا ایسا کہنا بے ادبی اور گستاخی نہیں کہ کریں تو خود اور اس کا اتہام رکھیں فاعل حقیقی کے سر قصور ان کا اپنا الزام دیں خدا کو نعوذ باللہ ایسے ہی لغو خیالات و معتقدات کے متعلق ارشاد باری ہے ما اصابك من سيئة فمن نفسك اور جو نقصان و برائی تجھے پہنچا ہے وہ تیری ہی حرکات سے پہنچا ہے حالانکہ خدائے قدیر کبھی برائی اور برے کاموں کا حکم نہیں دیتا قرآن حکیم اور احادیث شریف کسی سے بھی انسان کا مجبور ہونا ثابت نہیں یہ محض غلط فہمی ہے کہ انسان خود کو مجبور بہ تقدیر سمجھ لے۔

قرآن کریم میں فريقا هدى وفريقا حق عليهم الضللة ایک فرقہ کو ہدایت کی اور ایک فرقہ کو گمراہ کیا۔ لیکن اسی آیت کے آگے موجود ہے انهم اتخذوا الشيطين اولياء من دون الله ويحسبون انهم مهتدون اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنا لیا ہے اور گمان یہ کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ کیا اس سے واضح نہیں ہوتا کہ ان کی غفلتیں اور بدکاریاں ہی ان کی گمراہی کا باعث بنی ہیں وما يذكرون الا ان يشاء الله وہ نصیحت حاصل کرتے ہیں مگر اسی وقت جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اس کے ساتھ یہ ارشاد باری کہنے اور دعویٰ کرنے والے ملحوظ نہیں رکھتے کہ وما تشاؤن الا ان يشاء الله رب العلمين تم وہ چاہتے ہی نہیں جو رب العالمین تمہارے لئے چاہتا ہے۔ یہاں رب العالمین کے الفاظ میں جو نکتہ ہے اسے بھی زیر نظر رکھیے لیکن خدائے برتر و توانا ساری دنیا اور دنیا والوں کی پیدا کرنے پالنے پرورش کرنے اور انھیں ترقی دینے والا ہے لیکن لوگ اس کی منشا کے مطابق چلتے ہی نہیں اور خود ہی اس غفلت و نافرمانی سے گمراہ ہوتے اور نقصان اٹھاتے ہیں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدائے قدوس ہمیشہ ہی کی بہتری ہی سوچتا ہے اگر وہ اس کے کہنے اور منشا کے مطابق چلیں تو ضرور فلاح حاصل کریں نیز ہر کام میں اور بندوں کے ارادے میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ بھی شامل ہوتا ہے کوئی اچھا کام کرتا ہے تو قدوس اکبر کی منشا امداد اس میں شامل ہو جاتی ہے اور کوئی برا کام کرتا ہے تو وہ بے نیاز صمد اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور خالی جگہ دیکھ کر وہاں شیطان آ دھمکتا ہے اچھے کاموں میں اللہ تعالیٰ سے مدد ملتی ہے اور برے کاموں میں شیطان یا زندگی کے [illegible] موجود ہوتا ہے

تہذیب جدید کے علمبردار فلاسفر اور ماہر علم نفسیات کا یقین ہے کہ نیت یعنی خواہش اور مضبوط ارادہ بہت بڑی طاقت ہے۔ بڑی طاقت اسی لئے ہے کہ ایک تو انسان عمل و کار میں پورے جوش کے ساتھ مصروف ہوتا ہے اور دوسرے خدائی امداد و طاقت محرک بنجاتی ہے خود ارشاد باری ہے ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك جو بھلائی تجھے آتی ہے وہ تیرے اللہ کی طرف سے آتی ہے اور جو برائی تجھے آتی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے آتی ہے الله ولي الذين امنوا يخرجهم من الظلمت الى النور والذين كفروا اولياؤهم الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمت اللہ تعالیٰ مومنوں کا والی ہے انھیں اندھیرے سے روشنی کی طرف کھینچ کر لاتا ہے اور جو لوگ کافر ہو گئے ہیں ان کے والی طاغوت ہیں جو انھیں نور سے نکال کر اندھیرے کی طرف لیجاتے ہیں۔

اس حقیقت کو اس طرح بالکل واضح کر کے رب قدیر ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے کہ ان سعيكم لشتى فاما من اعطى واتقى وصدق بالحسنى فسنيسره لليسرى واما من بخل واستغنى وكذب بالحسنى فسنيسره للعسرى تحقیق تمہاری کوششیں مختلف ہیں بس جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا اس سے ڈرتا اور نیک امر کی تصدیق کرتا ہے ہم اس کے لئے خوشحالی کا راستہ آسان کر دیتے ہیں لیکن جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا اس سے بے پرواہ رہتا ہے اور نیک باتوں کی تکذیب کرتا ہے ہم اس کے لئے بدحالی اور مشکلات کا راستہ آسان کر دیتے ہیں ويمدهم في طغيانهم اور لوگوں کو سرکشی میں بڑھنے دیتا ہے اور سنئے قرآن کریم نے کوئی چیز چھوڑی نہیں ومن يعش عن ذكر الرحمن نقيض له شيطانا فهو له قرين جو شخص رحمن کے ذکر سے غافل رہتا ہے ہم اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں پس وہ ہر وقت اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کے ساتھ ہر وقت شیطان رہے گا وہ ضرور گمراہ ہوگا اس لئے کہ شیطان بنی آدم کا دشمن ہے اور وہ اس کی رہنمائی ضلالت ہی کی طرف کرے گا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ خود خدائے قدوس کسی کو نیکی یا بدی پر مجبور یا مجبور کرتا ہے جو اس کی فرمانبرداری کرتا ہے اس کی امداد کرتا ہے اور جو اس کی اطاعت سے سرتابی کرتا ہے اس پر یا تو شیطان خود قابض ہو جاتا ہے یا کر دیا جاتا ہے قلب اور آنکھ اور کان پر مہریں اسی صورت میں ثبت ہوتی ہیں جب ان کی ضلالتیں اور معصیت کاریاں حد اعتدال سے تجاوز ہو جاتی ہیں۔

لیکن اب دیکھنا اور غور و تحقیق کرنا یہ ہے کہ اللہ کن لوگوں کی ہدایت چاہتا ہے اور کن کے لئے گمراہی قرآن شریف ہی اس کا خود ہی جواب دیتا ہے ان الذين كفروا وظلموا لم يكن الله ليغفر لهم ولا ليهديهم طريقا تحقیق جن لوگوں نے ظلم کئے اور ہمارے احکام نہ مانے اللہ ان کی مغفرت نہیں کریگا اور نہ انھیں ہدایت دیگا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اس کی ہدایت و مغفرت سے محروم وہی لوگ ہیں جو ظالم بھی ہیں اور اس کے احکام بھی نہیں سنتے اور مانتے۔

نیز یہ امر واضح ہوا کہ جو ایماندار اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں انھیں وہ صراط مستقیم پر ڈالتا اور اپنی رحمت و فضل کا مستحق بنا لیتا ہے یہی تقدیر ہے اور یہی قسمت جو ایک اصطلاحی الفاظ ہے گویا قانون قدرت کو تقدیر کہتے ہیں۔

اسلام اور حالات حاضرہ

(از حضرت مولانا مولوی محمد یار [illegible] صاحب [illegible])

اہل مشرق عام اس سے کہ ہندو ہوں یا مسلمان، ان پر مشرق میں روحانیت کی جھلکیاں ایسی ہوتی ہیں جو دوسروں کے لئے موجب خیر و برکت اور باعث فیض و رحمت ہوتی ہیں ان کی برکات اخلاقی، روحانی بھی ہوتی ہیں اور مادی بھی یعنی تمدنی و سیاسی۔

اہل یورپ کی ظاہر پرست مادی آنکھ نور روحانیت و اخلاقی شرافت سے بے بہرہ ہے اس لئے وہ اس حقیقت کے ادراک سے قاصر ہیں ان کی تمام سعی مادی ترقی پر ختم ہوتی ہے اور ان کے ظاہری و باطنی قوی تعلیم ترقی میں مصروف عمل ہیں اس لئے ان کو اس کی تحصیل میں ننگ انسانیت پیشوں کے اختیار کرنے سے بھی عار نہیں۔

یورپ کی اس مادی ترقی نے اہل مشرق کے دل و دماغ کو بھی حیران و پریشان کر دیا ہے اور ہم اس کریہہ ناگوار طبع منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے سادہ لوح بھائی اپنے آبائی مفاخر کو فراموش کر کے اور اپنی پایہ اخلاق شرافت کو بالائے طاق رکھ کر یورپ کی اندھا دھند تقلید کر رہے ہیں کچھ تو انکی مادی ترقی و چمک دمک اور کچھ ان کے زیر اثر نشو و نما پا کر وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ یورپ کے عروج و ترقی کا اصل سبب یہی بے دینی و بد اخلاقی ہے اور یوں اس طرح آہستہ آہستہ روحانی کیف اور اخلاقی اقدار ان کے دل و دماغ سے بالکل مٹ رہا ہے، معاذ اللہ

ایسی ترقی انسانیت کے لئے ہلاکت کا گڑھا ہے کیونکہ انسان روح اور جسم ہر دونوں سے مرکب ہے جس طرح اسے جسم کی پرورش کے لئے مادی چیزوں کی ضرورت ہے اسی طرح اسے روح کی تربیت و ہدایت کے لئے روحانی امور کی بھی حاجت ہے۔

یہ امر مسلم کل ہے کہ روح جوہر شریف ہے اور مادہ ایک خسیس چیز ہے پس خسیس چیز کی پرورش میں لگ کر شریف جوہر سے غافل و بے پروا ہو جانا شان عقلمندی کے خلاف ہے ایسے ہی لوگوں کے مناسب حال قرآن مجید میں ارشاد ہے قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا ۰ الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا۔

یعنی اے پیغمبر ان سے کہو کہ کیا ہم تم کو ایسے لوگوں کی خبر بتائیں جو اپنی عملی زندگی میں نہایت خسارے میں ہیں یہ وہ ہیں جن کی ساری سعی دنیوی زندگی کے اسباب کی تحصیل میں برباد ہو گئی اس پر بھی وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں اچھا کر رہے ہیں۔

چونکہ یورپ کے اس مادیت کا تسلط ہم ہندوستانیوں (ہندو ہوں یا مسلمان) سب کے دماغوں پر تقریباً پورا پورا ہو چکا ہے اور بدقسمتی سے ہمارے مذاق اخلاقی و روحانی لطافت سے بے ذوق ہو گئے ہیں اس لئے بموجب "اگر زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز" میں اس کے متعلق اس مختصر مضمون میں صرف یہ بیان کروں گا کہ "دین و دنیا میں کیا جوڑ ہے" اور ایک انسان ایک ہاتھ میں دین اور دوسرے میں دنیا لے کر کس طرح زندگی بسر کر سکتا ہے یا بالفاظ دیگر یہ کہ ہم شعائر پرہیزگار رہتے ہوئے بھی ہم کس طرح دنیا میں ایک مقتدر و مختار قوم بن سکتے ہیں خدا کے فضل سے امید ہے کہ موجودہ عقدہ اسلام اور حالات حاضرہ کا حل ہو جائے گا وما توفيقي الا بالله

اسلام سے پیشتر عرب کے لوگ تین طرح پر تھے

ایک دنیا کی عیش و عشرت میں منہمک اور جسمانی لذتوں سے سرشار، توہم پرستی میں مبتلا اور رواج و رسومات کے پھندوں میں گرفتار ہو کے غفلت کے شیطانی اور مقتضائے حال کے مذاق سے غافل عقل و انجام بینی کے دشمن جذبات نفس کے مقہور، مال کی [illegible] پرستی [illegible] ان کا خیال تھا کہ جو کچھ ہے بس یہی مادی دنیا ہے اس کے بعد عالم آخرت محض ایک ذہنی و خیالی چیز ہے جس کی حقیقت واقعی کچھ بھی نہیں ہے جو چیز عاقبت میں کام آنے والی ہیں یعنی عبادت الٰہی، نیک کرداری، پرہیزگاری وغیرہ، ان کے آگے وہ ان کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے تھے چنانچہ ان کی بابت فرمایا۔

يعلمون ظاهرا من الحيوة الدنيا وهم عن الاخرة هم غافلون

یہ لوگ دنیا کی ظاہری زندگی کو خوب جانتے پہچانتے ہیں لیکن عاقبت کی طرف سے بالکل غافل ہیں۔ نیز فرمایا۔

وقالوا ان هي الا حياتنا الدنيا وما نحن بمبعوثين یہ لوگ کہتے ہیں کہ بس ہماری تو یہی دنیاوی زندگی ہے اور ہم دوبارہ حساب اعمال کے لئے اٹھائے نہیں جائیں گے۔

ان عیش پرستوں کے مقابلہ میں ایک دوسرا گروہ بھی تھا گو تعداد میں بہت تھوڑا تھا وہ ان دنیاداروں کی ایسی بری زندگی سے سخت بیزار اور جسمانی لذات اور فانی عیشوں سے سخت متنفر تھا ان کا خیال تھا کہ کسب معاش اور دنیوی تعلقات خدا کی یاد میں حارج ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے بہت سے گناہ سرزد ہونے لگتے ہیں جن سے انسانی اخلاق تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اور نور روحانیت بجھ جاتا ہے۔

ظلم و ستمگاری، سرقہ و ڈکیتی، زنا و بدکاری، حسد و بغض، خیانت و مکاری غرض سب برائیوں کا سرچشمہ یہی دنیاداری ہے اس لئے وہ لوگ شہری آبادیاں اور دنیاداروں کی صحبت سے کنارہ کش ہو کر جنگلوں اور صحراؤں میں تجرد کی زندگی بسر کرتے تھے جہاں سخت سخت ریاضتیں ان کا محبوب مشغلہ، مرغوب اور [illegible] بخش شغل تھیں ان کو رہبان کہتے تھے چنانچہ اسی رہبانیت کی نسبت فرمایا۔

ورهبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم یعنی ترک دنیا کی رسم انہوں نے از خود ایجاد کر لی تھی ہم نے ان پر مقرر نہیں کی تھی۔

غرض یہ دو باہمی ہر دو گروہ کے تو کس خدا سے غافل کر دینے والی چیز تھی ایک نے [illegible] خدا کو چھوڑ دیا اور جنہوں نے خدا کے لئے [illegible] میں دنیا کو سنبھالا [illegible]

ان دو [illegible] تھا نہ ہر دو [illegible]
لیکن وہ باطن [illegible] پرستی میں بھیڑیے تھے
دین تعلیم [illegible] قوم کے دین [illegible] حاصل کرنے والے بلکہ
دنیا دار [illegible] کی جیبیں کترنے والے بڑے
مکار [illegible]

چنانچہ [illegible] فرمایا۔

یا ایھا الذین آمنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون
اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ

اے مسلمانو! بہت سے علماء (شریعت) اور مشائخ (طریقت) لوگوں کے مال باطل طریق سے کھاتے ہیں اور خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔

عرب سے باہر دوسری دنیا کی حالت بھی [illegible] ظہر الفساد فی البر والبحر خشکی و تری میں [illegible] مصر یونان روم ایران [illegible] ہندوستان سب جگہ یہی حال تھا

الغرض تین طرح کے لوگ تھے۔ [illegible] سے غافل تھے اور خدا پرست ہو کر دنیوی تعلقات سے متنفر تھے [illegible] دیندار دنیادار ایک تو اس تاریکی میں تھے کہ اس دنیا کو [illegible] ہی نہیں دوسرے اس غلطی میں تھے کہ دنیا بالکل بیکار و بے سود بلکہ موجب خسران و نقصان ہے دنیا میں [illegible] خدا [illegible] اور خدمت خلق پیدا کریں تو دنیوی تعلقات سے بے تعلق ہونا لازم اور تیسرے [illegible] کو کہ جانے دو ہر ایک ان میں سے افراط و تفریط میں پڑ کر جادۂ اعتدال اور صراط مستقیم سے منحرف ہو چکا تھا کیونکہ انسان محض [illegible] گوشت ہی نہیں کہ اس کی کوشش صرف [illegible] پرورش ہی پر ختم ہو جائے اور [illegible] لا یعقل حیوانات میں کیا امتیاز رہے گا اور [illegible] کا کیا حق ہوگا؟

قرآن مجید میں اسی سلسلے میں فرمایا۔

والذین کفروا یتمتعون ویاکلون کما تاکل الانعام والنار مثوی لھم [illegible] پیغمبر برحق کی دعوت کا انکار کرنے والے [illegible] وہ دنیوی فوائد سے متمتع ہوتے [illegible] جانور [illegible] لا یعقل حیوانات [illegible]

پھر [illegible] ایک زمانہ [illegible] کی وجہ سے [illegible] بڑی شرف و فضیلت [illegible] کو بتلانے کے لئے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ولقد کرمنا بنی آدم وحملناھم فی البر والبحر ورزقناھم من الطیبات وفضلناھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا۔ ہم نے بنی آدم کو بہت عزت بخشی [illegible] خشکی اور تری میں [illegible] کی روزی کا سامان [illegible] انسان کو اپنی مخلوقات میں سے بہت سی [illegible] پر بزرگی و برتری بخشی۔

[illegible]

کی غذا دائیہ حیات ہو بلا سے ایک نہایت متناسب اور خوبصورت ہیکل جو متناسب الاعضا سربلند قامت بھی بخشی گئی ہے یہ ہیکل قدرت کی گرانمایہ امانت و ودیعت ہے پس اس کا قائم رکھنا بھی انسان کا ایک بھاری فرض ہے چنانچہ فرمایا۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر ساخت میں پیدا کیا ہے۔

تیسرے گروہ کی غلطی یہ تھی کہ دینداری کی آڑ میں دنیا کمانا مکاری و عیاری ہے جو خلوص قلب اور انابت و رجوع الی اللہ کے خلاف ہے یہ گروہ پہلے دونوں سے بدتر اور نہایت خطرناک تھا پہلے گروہ نے غلطی کی لیکن دنیا میں مشغول ہو کر خود فریب کھایا کسی دوسرے کو نہیں دیا اور دوسرے گروہ نے غلطی کی لیکن نیک نیتی سے اور نقصان کیا لیکن صرف دینوی باقی رہے یہ تیسرے مکار سو انہوں نے جان بوجھ کر اپنی عاقبت برباد کر لی اور دیگر لوگوں کو فریب دیکر دنیا کمائی اسی لئے قرآن شریف میں ان کی مذمت بیشتر ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر فریق کو اس کی غلطی سے آگاہ کیا اور دنیاوی تعلقات کو قائم رکھتے ہوئے پرہیزگار رہنے کی ہدایت کی اور صرف زبانی ارشاد و ہدایت بلکہ اپنے نمونہ عمل سے بتلا دیا کہ دین و دنیا دونوں کی گٹھڑی کو سنبھالتے ہوئے دنیا کے خطرناک دریا سے اس طرح صحیح و سلامت پار اتر سکتے ہیں اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ اس میں شک نہیں کہ صدیوں کی بگڑی ہوئی طبیعتوں میں یہ فرق پیدا کرنا اور نسلوں کی الجھی ہوئی ذہنیتوں میں یہ خیال ڈالنا بہت مشکل تھا کہ اسی زندگی میں اور انہی چوبیس گھنٹے کے شب و روز میں اپنی جسمانی پرورش اور زن و فرزند کے تعلقات اور کسب معاش اور ملک گیری و جہانبانی کی مصروفیتوں میں رہتے ہوئے اور نیند اور بیداری سفر و حضر صحت و بیماری دوستوں اور برادروں کے روابط مخالفین کی مخالفت حاسدوں کی مزاحمت ایسے امور کی کشمکشوں میں زندگی گزارتے ہوئے قلبی انابت اور رجوع اپنے خالق و مالک کی طرف بھی رکھ سکتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ ان سب تعلقات کو پرہیزگاری کے سایہ میں نبھا سکتے ہیں یاد خدا میں حارج نہیں ہوتے چنانچہ فرمایا۔

یسبح لہ فیھا بالغدو والاصال رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار ان عبادت گاہوں میں صبح و شام ایسے لوگ خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں جن کو سوداگری اور خرید و فروخت خدا کے ذکر اور نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ کے ادا کرنے سے غافل نہیں کرنے پاتی وہ لوگ اس دن سے ڈرتے ہیں جب مارے خوف کے دل الٹ جائینگے اور آنکھیں پھری کی پھری رہ جائینگی۔

پھر یہ کہ یہ سب باتیں ذہنی طور پر سمجھا لینی اتنی دشوار نہیں جس قدر یہ کہ ایسے پست خیال افتادہ اور صحرائی قوم کے عملی قوی میں حرکت پیدا کر کے ان کو مصروف عمل کرنا اور پھر کامیابی کے عالم پر پہنچانا مشکل ہو۔

لیکن [illegible] کے جس [illegible] و جانفشانی کا نہایت

[illegible] تعلق اور [illegible] زینت [illegible] کی [illegible]
پرہیز [illegible] حلال حرام کا تمیز ہے [illegible] اس طرح ان
کی اولاد کو حد اعتدال پر رکھنے اور اس میں شک نہیں کہ تشابہات دنیوی
سے حد اعتدال تک متمتع ہونے سے یاد خدا سے غفلت نہیں ہوتی چنانچہ فرمایا۔

یا ایہا الذین امنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ھم الخاسرون۔

مسلمانو! تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد خدا کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو ایسا کریگا یعنی ان میں مشغول ہوکر یاد خدا سے غفلت کریگا تو وہ لوگ خسارے میں رہیں گے۔

نیز فرمایا:۔

یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ لعلکم یذکرون

اے بنی آدم! ہم نے تم پر ایک لباس انعام کیا جو تمہاری شرمگاہ کو ڈھانکتا ہے اور تمہارے لئے موجب زینت بھی ہو اور اس کے علاوہ لباس تقوی بھی ہے جو اس ظاہری لباس سے بہت بہتر ہے وہ خدا کے نشانات میں سے ہے تاکہ لوگ تذکرہ اختیار کریں۔

اب تک میں جو کچھ بیان کر سکا وہ سب قرآن مجید کی تعلیم کی خوبی کے متعلق تھا اس وقت تک مجھے موقع نہیں ملا کہ آپ کو قرآن حکیم کے بیان کی خوبی بھی بتاؤں یعنی یہ کہ قرآن مجید کس امر کو کس طرح بتاتا ہے اور ذہن انسانی کو کس طرح ظاہر سے باطن یا محسوسات سے معقولات کی طرف انتقال کراتا ہے۔

میں جانتا ہوں کہ ان امور میں پڑجانے سے میں اپنے موضوع سے کسی قدر دور جا پڑوں گا لیکن آپ سے معافی کا خواستگار رہتا ہوا اتنا عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس آیت کے حسن بیان اور طرز ادا نے مجھے مجبور کردیا ہے کہ جب تک اس کی بابت کچھ مزید شرح نہ کروں آگے نہ بڑھوں۔ صاحبان اس آیت کے آخر میں لفظ یذکرون ہے جس کے ترجمہ کے لئے مجھے اپنے قصور علم یا نقصان زبان کی وجہ سے کوئی ایک لفظ اس کے مساوی نہ ملا تو میں اس کا ترجمہ نہیں کرسکا لہذا اب مرکب الفاظ میں تشریح کرنے کی ضرورت پڑی۔

تذکر کہتے ہیں ایک بات کو سمجھکر دوسری بات کے یاد آجانے کو جیسے کہ ایک بات کے سمجھانے سے دوسری بات یاد کرا دینے کو مثلا کیمرہ [illegible] ارشاد ہے:۔

ولقد ارسلنا موسی بآیاتنا ان اخرج قومک من الظلمت الی النور وذکرھم بایام اللہ

ہم نے موسی کو اپنے نشان دیکر بھیجا کہ اپنی قوم یعنی اسرائیل کو اندھیروں سے اجالے کی طرف نکال لاؤ اور ان کو ان کی موجودہ پست حالی میں خدا کے ایام (انقلاب روزگار) یاد دلاکر نصیحت کرو۔

اسی طرح یتیموں کے مال کی حفاظت اور پورے ناپ تول اور عدل و انصاف کی بات کہنے اور عہد کے پورا کرنے کے احکام دینے کے لئے فرمایا:۔

ذلکم وصکم بہ لعلکم تذکرون

یعنی تم کو ان باتوں کا حکم اس لئے [illegible] کرو۔

[illegible]

[illegible]
[illegible] کو [illegible] کی [illegible]
کا [illegible]
پیدا کرے [illegible]
یہ افعال [illegible] سے [illegible] کردئے گئیں گے
جب تم کسی دوسرے کے حق میں بھی کام کروگے تو [illegible] نقصان
کی وجہ سے دیکھے ہی نہ سکیں گے [illegible]

اسی طرح اس آیت لباس میں لفظ [illegible] کرکے سمجھایا کہ جس طرح ظاہری لباس تمہاری ظاہری پردہ پوشی اور زینت کا موجب ہے اسی تقوی یا ورع پرہیزگاری بھی ایک لباس ہے جو تمہارے باطنی عیوب کو چھپاتا اور تمہیں باطنی حسن سے زینت دیتا ہے اور عقل کی رو سے یہ بالکل ظاہر ہے کہ یہ باطنی پردہ پوشی اور زینت اس ظاہری پردہ پوشی اور زینت سے بدرجہا بہتر ہے پس اس کے حاصل کرنے میں بھی کوشش کرنی لازم ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوگا کہ لباس ظاہری میں پردہ پوشی اور زینت تو ہے لیکن تقوی میں یہ دونوں باتیں کہاں ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نیک دو امر ہیں خدا کے حکموں کو بجا لانا اور اس کے منہیات سے باز رہنا فرمایا۔ وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصکم بہ لعلکم تتقون۔

یہی مذکورہ بالا تعلیم میرا سیدھا راستہ ہے پس تم اسی کی پیروی کرو اس کے سوا دوسرے متفرق رستوں کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تم کو خدا کی راہ سے جدا کردیں گے خدا نے تم کو ان باتوں کی وصیت (تاکید) اس لئے کی ہے کہ تم پرہیزگار بن سکو۔

میرے معزز بھائیو! اور دوستو! ابھی ایک اور بات باقی ہے کہ لباس ظاہری میں پردہ پوشی اور زینت تو ظاہر ہے لیکن تقوی میں یہ دونوں باتیں کہاں ہیں؟ دیکھئے! اس آیت میں فاتبعوہ کا امر بھی ہے اور لا تتبعوا السبل کی نہی بھی ہے اور اسی امر و نہی پر کاربند ہونے کو تقوی کہا۔

پس لباس باطن یعنی تقوی میں منہیات سے بچنے کی شق تو پردہ ہے اور دوسری شق یعنی خدا کے امروں کا بجا لانا وہ زینت ہے۔

چونکہ ظاہری لباس سے تو خوب مزین ہیں لیکن تقوی سے خالی ہیں خواہ منہیات و معاصی کے ارتکاب کی وجہ سے خواہ فرائض و احکام کے [illegible] کی وجہ سے ان کی نسبت آنحضرت نے فرمایا رب کاسیۃ فی الدنیا عاریۃ فی الآخرۃ یعنی بہت سی عورتیں ہیں کہ دنیا میں تو لباس پہنے ہوئے ہیں لیکن آخرت میں وہ ننگی ہوں گی۔

ہر چند کہ اس حدیث میں عورت کے صیغے ہیں لیکن مفہوم سے مستنبط ہے کہ ایسے مردوں کا بھی حکم ایسا ہی ہوگا اور اب آجکل تو بہت سے نوجوان بھی عورتوں کی طرح صورت شکل اور لباس میں باطنی ظاہری زیب و زینت کے دلدادہ و شائق ہو رہے ہیں اور [illegible] اور زینت وجاذبیت [illegible] کچھ نہیں رہی کیونکہ زینت اور یہ باتیں جو تقوی کی شکل ہیں

اس آیت لباس میں [illegible]

اصل مقصد [illegible] کرتا ہوا آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم — چنانکہ حرف عصا گفت موسیٰ اندر طور

ہمارے [illegible] علیہ وسلم [illegible] سے ان ہر سہ گروہوں کو راہ راست پر [illegible] کا اجمالی خلاصہ یوں ہے کہ ایک طرف تو آپ دنیا داروں کو تقویٰ اور پرہیزگاری [illegible] جو عنداللہ ان کے ہاں دوسری طرف لیکن درویشوں [illegible] شہروں میں لائے کہ شہر [illegible] رہائش کے قابل ہوسکتے ہیں اور تقویٰ و پرہیزگاری (جو اصل مقصود ہے) اس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تعلقات دنیوی سے متمتع ہونا گناہ نہیں ہے شہروں میں آ کے رہو۔ بیوی بال بچے کے تعلقات قائم کرو۔ حلال و حرام میں تمیز کرتے ہوئے کسب معاش کرو اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ تقسیم کے اصول سے اوقات نماز میں خدا کو یاد کرو کسب کے اوقات میں روزی کماؤ سونے کے اوقات میں آرام کرو گویا معمورۂ عالم کو دنیا داروں اور درویشوں دونوں کے رہنے کے لائق بنا دیا۔ چنانچہ فرمایا:۔

قل من حرم زینة الله التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق — اے پیغمبر ان خشک زاہدوں سے کہہ دو کہ خدا کی زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی اور روزی کی ستھری چیزیں کس نے حرام کیں؟ (یعنی حرام نہیں ہیں)؟

باقی رہے تیسری صنف کے لوگ سو ان کے لیے تھوڑی سی فہمائش کافی تھی مثلاً یہ کہ دنیا دار تو تم ہو ہی اور دینداری کا دم بھی بھرتے ہی ہو ہم تم کو دنیاداری سے تو منع کرتے نہیں ہاں یہ ضرور کہتے ہیں کہ تم اپنے عمل میں اخلاص پیدا کرو اور یہی نمازیں محض خدا کی رضا کے لیے ادا کرو دیندارانہ وضع کو ذریعہ معاش نہ بناؤ بلکہ ٹھیک اسی طرح دنیا دار بنکر حلال وجوہ سے روزی کماؤ جس طرح وہ دنیا دار کماتے ہیں جن کو تم حقیر سمجھتے ہو ایسے لوگ زیادہ تر اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ہی تھے کیونکہ ایسے کام عموماً لکھے پڑھے اور ظاہر صورت صوفی صافی ہی کرتے ہیں اور خواندہ (خواندہ زیادہ تر اہل کتاب) ہی میں تھے اُمّی لوگ لکھے پڑھے سے عموماً عاری تھے وہ ایسی مکاری و عیاری نہیں جانتے تھے اُن کا جو کچھ کرتے تھے کھلا کھلا کرتے تھے چنانچہ ان ظاہر پرستوں کی نسبت فرمایا:۔

وما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین له الدین حنفاء ویقیموا الصلوٰة ویؤتوا الزکوٰة وذلک دین القیمة — ان کو صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ خدا کی عبادت یک رنگ ہو کر صرف اسی کے لیے کیا کریں اور نماز بھی پڑھا کریں اور زکوٰۃ بھی دیا کریں اور یہ پختہ کاموں کا ہی دستور دین ہے:

ہر فریق کی اصلاح کے لیے قرآن شریف میں کثرت سے آیات ہیں لیکن میں وقت کی قلت کا لحاظ کرتے ہوئے انہی آیات مذکورہ بالا پر اکتفا کرتا ہوں اور ایک طرف مطلب کے تو یک ترلاتا ہوں۔

آنحضرت صلعم کی اس حکیمانہ تعلیم سے چند سالوں میں سب کے دماغ روشن ہو گئے اور اس [illegible] حق تعالیٰ میں سب کو اپنی کجی کی صورت اصلی رنگ میں نظر آنے لگی حتیٰ کہ اب خدا تعالیٰ نے ان سے یوں خطاب کیا:۔

ولکن الله حبب الیکم الایمان وزینه فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان — مسلمانو! اللہ نے ایمان تمہارے نزدیک نہایت ہی محبوب کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دے دیا ہے اور کفر و بدکاری اور نافرمانی تمہارے نزدیک مکروہ و ناپسند کر دی ہے۔

ملک کی سابقہ حالت کا اس موجودہ حالت سے مقابلہ کرتے ہوئے ہم آپ کو نمایاں طور پر ایک عظیم انقلاب نظر آئیگا زمین و آسمان تو وہی ہوں گے اس زمین پر اس آسمان کے سایہ تلے اب وہ برے اقوال اور گندے افعال نہ پائے جائینگے جن سے آسمان پھٹنے کے قریب ہوتا تھا اور زمین لرزتی تھی ان آدمیوں کی صورتیں تو وہی نظر آئیں گی لیکن سیرتوں میں دن رات کا فرق معلوم ہوگا یہ کوئی نئی نسل پیدا نہیں ہوئی تھی کہ نسلاً بعد نسل ایسا بڑا انقلاب پیدا ہو گیا بلکہ اسی موجودہ نسل کے بڈھے اور جوان مرد اور عورتیں غلام اور ان کے بڑے بڑے گردنکش آقا خدائے ذوالجلال کے آستانہ پر جبین نیاز مل رہے ہیں اور گڑگڑا کر گذشتہ قصوروں کی معافی چاہ رہے ہیں۔

مدتوں کے بھاگے ہوئے غلام بغیر وارنٹ گرفتاری کے خود بخود کمال انابت و رجوع قلبی سے درگاہ رب العزت میں حاضر ہو کر عفو جرائم کی درخواستیں کر رہے ہیں اور لطف یہ کہ اس میں روحانی حظ اور قلبی مسرت پا رہے ہیں۔

اینٹ پتھر کو سجدہ کرنے والے اب صرف اپنے مالک کے سامنے پیشانی زمین پر رکھ کر اس کی تسبیحیں پڑھ رہے ہیں اور قیصر و کسریٰ تک کے سامنے بھی نہیں جھکتے۔ شراب کے نشے سے سرشار ہو کر بدکاریوں میں راتیں گزارنے والے اور نیند کی بیہوشی سے صبح تک بستروں سے نہ اٹھنے والے عفیف و پرہیزگار ہو کر عیالدار ہوتے ہوئے شب بیدار تہجد گزار ہو رہے ہیں جن کی شان میں یوں وارد ہے۔

تتجافی جنوبهم عن المضاجع یدعون ربهم خوفا وطمعا — ان کے پہلو بستروں سے ہٹ ہٹ جاتے ہیں (اور وہ) اپنے پروردگار سے اس کے عذاب کے خوف سے اور اس کی رحمت کی امید پر دعائیں مانگتے ہیں؟

نیز انہی کی صفت میں فرمایا:۔

والذین یبیتون لربهم سجدا وقیاما — نیز (رحمن کے بندے) وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام میں یعنی تہجد کی نماز میں رات گزار دیتے ہیں۔

بیوگان اور یتامیٰ کے مال ظلم و استبداد سے کھا جانے والے جن کے پتھر جیسے دلوں پر اس کی کچھ بھی ٹھیس نہیں لگتی تھی اب وہ بیوگان کی عزت و حرمت کے محافظ اور یتیموں کے کفیل و مربی ہو رہے ہیں ان کے مالوں کی نگہبانی کے علاوہ ان کی تعلیم و تربیت میں اپنے عزیز مال و اوقات خرچ کر رہے ہیں کہ وہ کس مپرسی کی حالت سے ترقی کر کے اور قوم کے ہم رنگ ہو کر مفید ارکان ہو سکیں۔

جس قوم میں قانون وراثت میں اس قدر سخت قیدیں تھیں کہ عورت تو عورت ان نرینہ فرزندوں کو بھی محروم رکھا جاتا تھا جو گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کر میدان کارزار میں لڑنے کے قابل نہ ہوں اب وہ آنحضرت ؐ کی اصلاح کی برکت سے مرد کے ترکے سے عورت کو والدین کے ترکے سے بیٹی کو اور خورد سال بلکہ

[illegible] کی صورت ہے یہ ہیں۔

جو قوم ولادت کے وقت ہی لڑکیوں کا گلا گھونٹ دیتی تھی یا [illegible] رکھا تو چند سال بعد بھی جلی جلی رہتی ہے یہ ہر [illegible] کیا اب وہ حسن رحمۃ للعالمین کی ہدایات [illegible] کے طریق عمل کی پیروی کر کے لڑکیوں کو نہایت شفقت سے پال رہے ہیں ان کو دین و اخلاق کی تعلیم دے رہی ہیں شرعی طریقہ سکھا رہے ہیں اور ان کو گھر کے لئے امور خانہ داری میں ایک بہتر معلمہ بنا رہے ہیں۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ قدرت نے حضرت صلعم کو نرینہ اولاد نہ دی ایک نہیں دو نہیں تین نہیں بلکہ چار بیٹیاں عطا کیں اور تین بیٹے بخشے لیکن خدائے حکیم کی حکمت دیکھئے کہ آپ کے سب بیٹے صغر سنی ہی میں فوت ہو گئے اور سب لڑکیاں زندہ رہیں جن کو آپ نے نہایت شفقت و پیار سے پالا بلوغت کی عمر کو پہنچیں آپ نے ان کی شادیاں کیں اور ان کے سب امور بحسن و خوبی انجام دیئے۔ اللهم صل وسلم علی محسن بنی البریۃ۔

مسلمانو! میرے عزیز بھائیو! کیا آپ نہیں چاہتے کہ دل عقیدت سے نوع انسانی خصوصاً صنف نازک کے ایسے شفیق محسن پر درود شریف بھیجیں کیوں نہیں۔ ہاں تو پڑھئے اللهم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ۔

ظالم ڈاکو اور رہزن کسی پر ترس نہ کھانے والے اب قافلوں کے محافظ مظلوموں کے حامی اور مسلمانوں کے قائد بن رہے ہیں

زمانہ جاہلیت کے عربوں کی ضد اور تعصب، تکبر و نخوت، فخر و مباہات، رعونت وغیرہ جن میں جنگ و جدال، فتنہ و فساد، مردم آزاری، خونریزی کس کو یاد نہیں ہو وہی لوگ ہاں وہی لوگ ذرا کہ آئندہ نسل ۱۱ آنحضرت صلعم کی برکت سے آپس میں ایک دوسرے کے ہمدرد غمخوار بلکہ بھائی بھائی ہو رہے ہیں انہی سے خطاب کر کے فرمایا:۔

واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔

مسلمانو! تم خدا کی وہ نعمت بھی یاد کرو جب تم آپس میں دشمن تھے تو خدا نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا پس تم اس کی نعمت (پیغمبر اسلام و کلام الٰہی) سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔"

اس کے بعد قدرت کا تماشا دیکھئے کہ یہی بھیڑ بکری چرانے والے لوگ دنیا کے فاتح ہو کر اخلاق و تمدن، تہذیب و تمدن اور سیاست و جہانبانی میں استاد روزگار ثابت ہوئے۔ یہ کوئی معمولی انقلاب نہیں تھا میں اپنے ناقص مطالعہ کا اعتراف کرتے ہوئے نہایت وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ زمانہ کی آنکھ نے اپنی پیدائش سے اس وقت تک صفحہ ہستی پر یہ نظارہ کبھی نہیں دیکھا تھا لیل و نہار کے دور میں اسے یہ سماں کبھی نظر نہیں آیا تھا وہ اپنی قسمت پر جس قدر بھی ناز کرے بجا ہے اور اپنے نصیبے پر جس قدر بھی فخر کرے سزاوار ہے کہ میں مبارک ہستی کے شوق میں اس نے کتنا لیل و نہار کے سیاہ و سفید رنگ بدلے اور جس صاحب شکت کے جلوہ کی آرزو میں وہ ہزارہا سال سے آفتاب و ماہتاب کی [illegible]

[illegible] دور میں [illegible] اور [illegible] کی [illegible] تھا۔

[illegible] حضرت عبد المطلب [illegible] سے رات [illegible] بھی دیکھ لیا کہ [illegible] علیک [illegible] جو کہ اس قسب [illegible] نہایت فاتح [illegible] داخل ہو گئے اور فتح کا جھنڈا [illegible] قریش کو خدا کا [illegible] یا معشر قریش ان اللہ قد اذهب عنکم نخوۃ الجاهلیۃ وتعظمها بالآباء الناس من آدم وآدم خلق من تراب ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایها الناس انا خلقناکم [illegible] یا معشر قریش ویا اهل مکۃ ما ترون انی فاعل بکم قالوا خیرا اخ کریم وابن اخ کریم ثم قال اذهبوا فانتم الطلقاء

اے گروہ قریش! بیشک خدا نے آج تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادوں کی وجہ سے فخر کا دور کر دیا ہے تم لوگ آدم سے ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیا گیا تھا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا اور تمہاری ذاتیں اور قبیلے صرف تمہاری پہچان کے لئے بنائے تم میں سے خدا کے ہاں بڑی عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے اے گروہ قریش و اہل مکہ! تمہارا کیا خیال ہے میں تم سے کیا سلوک کروں گا انہوں نے کہا نیک سلوک آپ ہمارے صاحب کرم بھائی ہیں اور صاحب کرم بھائی (عبد اللہ بن عبد المطلب) کے بیٹے ہیں پھر آپ نے فرمایا جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

میرے معزز و عزیز بھائیو! یہ وہ کامیابی ہے جو سوائے آپ کے کسی سیاسی لیڈر کسی بادشاہ اور کسی مصلح کو کبھی حاصل نہیں ہوئی اور نہ کوئی دوسرا اس عظمت و شان کا گزرا ہے کہ اپنی مذہبی بھی اپنی قوم کا ہو اور اپنی سیاست و سلطنت کا بھی ہو سکا آپ سوائے آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات کے کسی ایک میں یکجا جمع نہیں پائے

طول بہت ہو گیا ہے اور مضمون ابھی بہت سا باقی ہے لہٰذا میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوتا ہوں اور ختم کرنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ یہ چند خیال جو وہ سب باتیں جن کا آپ کو ضرورت ہے نہایت و عقیدت سے با قواعد تاریخ کے رنگ میں بیان کی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اصل مقصود ابھی بہت سا باقی ہے میں گزشتہ تفصیل کو ختم کرنے اور بعض مثالوں کو واضح کرنے کے لئے آپ سے صرف تین [illegible] چاہتا ہوں [illegible] اول یہ کہ آپ نے کبھی سوچا اور خیال کیا کہ اس کارخانہ عالم سفلی میں خداوند عالم نے اپنے حبیب حضرت محمد صلعم کے لئے کیا سامان مہیا کئے [illegible]

[illegible] کی کامیابی [illegible] کی [illegible] جاتی ہے اور اس
[illegible] میں [illegible] ارشاد [illegible] نے [illegible] کہ ایک سنسان
[illegible] بن میں [illegible] کے [illegible] عالم طور پر وحشیوں اور
درندوں سے [illegible] اس میں [illegible] ہونے کی صورت
[illegible] کے کوئی [illegible] نہیں تھا کہ خداوند تعالیٰ آپ کے لئے
[illegible] تمدن اور علوم و فنون میں ترقی [illegible] اور [illegible] کے خوگر ملک
میں جگہ تنگ ہو گئی تھی مثلاً ہندوستان کہ اس کی قدیم روایات اس
[illegible] کی شہادت دیتی ہیں اور ایران کہ اس کی سلطنت بھی بہت پرانی
تھی اور روم کہ وہ [illegible] کے قانون کی ہمہ گیری کا سکہ ایک عالم پر
بٹھایا ہوا تھا اور یونان کہ علوم و فنون میں دنیا جہان کا استاد تھا اور
مصر کہ اس کے بادشاہوں کا جبروت و سطوت مشہور عالم تھا۔

خداوند عالم نے اپنے حبیب فاتح دنیا استاد جہان مصلح عالم کو
ایک سنسان و ویرانے میں پیدا کیا اور اس میں بھی اس حصے میں جن کی کیفیات
ہیں خود اس کے اپنے کلام میں وارد ہے بواد غیر ذی زرع یعنی
ایسی وادی میں جہاں نباتات نام کو نہیں یعنی بنجر میں یا یوں کہئے کہ ایک
ناقابل زراعت وادی میں پیدا کیا۔

ظاہر ہے کہ ایسے علاقے کے لوگوں کے اخلاق نرم تو ہوں گے نہیں
سخت ہی ہوں گے ریگستان و سنگستان کے رہنے والے نہ نازک بدن
ہو سکتے ہیں نہ نازک مزاج، [illegible] میں بسنے والے موم نہیں ہو سکتے اچھا
تو پھر خدا تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا؟

قدرت کی اس گہری حکمت کو سمجھنے کے سلسلے میں ایک سوال کرنے کی جرأت
کرتا ہوں اس کے جواب سے خدا کے فضل سے اس حکمت کا راز کھل جائے
گا وہ یہ کہ آپ بتائیں کہ بجھے ہوئے یا کچھ کچھ دہکتے ہوئے کوئلے میں پھونکیں
مار مار کر اسے مفید مطلب بنانا موزوں و آسان ہوگا یا تیز شعلے والی آگ کی
تیزی کو اعتدال کے درجے پر لانا۔ ظاہر ہے کہ شعلے والی آگ کی تیزی کو معتدل
کر کے اسے مفید مطلب بنانا موزوں و آسان ہوگا۔

بس اسی سے سمجھ لیجئے کہ ہندوستان و ایران اور روم و مصر و یونان سب
ممالک ترقی پا چکنے کے بعد تنزل کے عمیق گڑھے میں گرے ہوئے تھے تعیشات
اعمال جو عیاشی و [illegible] اور [illegible] کا لازمی نتیجہ ہے زوال کی صورت
میں ان ممالک میں پیدا ہو چکی تھی ان کے فطری قوی زائل ہو چکے تھے اور ان
کے جذبات کی تیزی ختم ہو چکی تھی یا یوں سمجھئے کہ ان کے سب جذبات درجہ تفریط
[illegible] لیکن اہل عرب کے برخلاف عرب کی ساری فطری قوتیں موجود تھیں
کسی غیر کے حاکم نہ تھے نہ کسی غیر کے محکوم و غلام [illegible] تھے۔

[illegible] شہر یار م ... [illegible] غلام شہر یار م
ان کی [illegible] فساد [illegible] سب ایسی تھیں جو ان جذبات
کے ماتحت [illegible] درجہ اعتدال سے گزر کر درجہ افراط پر
پہنچا ہوتا ہے [illegible] قتل و قتال جھگڑے اور خونریزی مفاخرت و
مبارزت عصبیت [illegible] جیسے کام [illegible] سے نہیں تھے
اور شراب [illegible] و نمود کے لئے پر تکلف عام

[illegible] انہیں کبھی ہوس نہیں کر سکتے۔

پس خدائے حکیم نے یہ چاہا کہ فاتح اعظم اور مصلح عالم کو ایک ایسے ملک میں
پیدا کرے جو غیروں کے قید و تغلب سے آزاد ہو ان کی سیاسی روح زندہ ہو
وہ قوم خود داری و عصبیت کی مالک ہو اپنی قوم کے سوا کسی غیر کے سامنے کبھی
برداشت نہ کر سکتی ہو کسی کے احسان مند ہونے کے بجائے احسان کرنا ان کا فخر
ہو پس ان کی اصلاح کے لئے کسی بڑی تکلیف و محنت کی ضرورت نہیں تھی
ان کو غلطی کا احساس کرایا اور بس جا کر درجہ افراط سے درجہ اعتدال پر لا کھڑا
کیا کیونکہ تیز جذبات والا انسان سمجھ جانے پر اپنی غلطی کو فوراً تسلیم کر لیتا ہے
اور پھر دوسروں کی اصلاح میں اسی طرح جد و جہد کرتا ہے جس طرح مخالفت
میں سعی و کوشش کرتا تھا اور حقیقت امر سمجھ لینے کے بعد اسے عمل میں لانے
کے لئے اس کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی نہ کسی کا دباؤ نہ کسی کا لالچ

پس آنحضرت صلعم نے قوم عرب کے تیز جذبات کو درجہ اعتدال پر لا کر
ان کو اس قابل بنا دیا کہ وہ ایک قلیل مدت میں فاتح عالم ہو گئے اور ایک
صدی کے اندر حکومت اسلام کی حدود اس قدر وسیع ہو گئیں کہ اگر ایک طرف
مشرق میں ہندوستان کے سربفلک پہاڑوں سے ٹکراتی تھیں تو دوسری طرف
مغرب اقصیٰ میں کوہ پیرینز کے پار تک پہنچ گئی تھیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ تو قدرت کا کام تھا کہ آنحضرت صلعم کو ایک ایسے
آزاد ملک میں پیدا کیا جس پر کسی غیر کا کبھی سایہ بھی نہ پڑا تھا اس کے علاوہ
خود آنحضرت صلعم نے اس قوم کی نبض شناسی کس طرح کی؟ اور ان کی بے قاعدگی
کو منظم کس طرح کیا؟ اس میں آپ لوگوں کا اصل مقصود اسلام اور حالات
حاضرہ پوری طرح واضح ہو جائے گا یہ معلوم ہو کہ قومیت کا مدار دو چیزیں
ہیں عصبیت اور اجتماعی قوت۔

حضرات یہ تو آپ صاحبان کو معلوم ہی ہے کہ عربوں میں عصبیت غالب
درجے کی تھی اگر کسر تھی تو بس اجتماعی نظام کی تھی کہ ان کی ساری قوت ذاتی جھگڑوں
آپس کی جنگوں اور انتقاموں میں صرف ہوتی تھی اور مجتمع ہونے نہیں پاتی
تھی پس آنحضرت صلعم نے ان کو ایک اسٹیج پر مجتمع کر کے آپس میں ایک دوسرے
کا ہمدرد و غمخوار بلکہ برادر و غمگسار بنا دیا حقیقت میں یہ بھی الٰہی کرشمہ تھا کیونکہ
نبی ہی کے سب کام خدائی توفیق کی طرف منسوب ہوتے ہیں چنانچہ اسی بھی
میں فرمایا۔ وان یریدوا ان یخدعوک فان حسبک اللہ ھو
الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین والف بین قلوبھم لو
انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ
الف بینھم انہ عزیز حکیم۔

یعنی (اے پیغمبر!) اگر یہ (کفار صلح کے رنگ میں) تم کو دھوکا دینا چاہیں تو
تم کو تو بس ایک اللہ ہی کافی ہے وہ وہی تو ہے جس نے اپنی امداد اور جماعت
مومنین سے تمہاری تائید کی اور ان (مومنوں) کے دلوں میں الفت ڈال دی
اگر تم دنیا کا سارا مال خرچ کر دیتے تو پھر بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ
کر سکتے لیکن اللہ تعالیٰ نے (بغیر روپے کے لالچ کے محض اپنے فضل سے)
ان میں (ایک دوسرے کی) الفت ڈال دی بیشک وہ بڑا زبردست اور
بڑا با حکمت ہے۔

پس اگر آپ بھی حالات حاضرہ پر غالب آنا چاہتے ہیں اور ان [illegible]
کو اپنی مرضی کے موافق دیکھنا چاہتے ہیں تو اول تو [illegible]
اور عصبیت و حمیت پیدا کریں اور پھر اپنی قوت کو کسی محکم نظام کے تحت
جمع کریں اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ [illegible]
کہاں ملے گا؟ جو منبر پر جا کر سب کے سامنے [illegible]
المہدی بعدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
آنحضرت صلعم کی اس آواز کو ساڑھے تیرہ سو سال گزر چکے ہیں اور آج
تک اسی طرح گونج رہی ہے اس عرصہ میں بڑے بڑے مصلح اور ریفارمر
گزرے ہیں کوئی اس مصلح اعظم کے پاسنگ بھی نہیں تھا مثلاً زمانہ حال کے سب سے
بڑے آدمی گاندھی جی سمجھے جاتے ہیں جنہوں نے اپنی قوم اور اپنے ملک
کی آزادی کے لئے ایک عالم کو حیرت میں ڈال رکھا ہے میں ان کے ارادے اور
ہمت کی قدر کرتا ہوں گو ایک رسول برحق کے ساتھ ایک ملکی لیڈر اور غیر
رسول شخص کا مقابلہ مناسب نہ ہو لیکن چونکہ ان کی اکثر قوم ان کو مہاتما
اور بعض خدا کا اوتار بھی سمجھنے لگے ہیں اور ان کے نزدیک گاندھی جی کی عزت
و عظمت خدا کے بعد کسی دوسرے سے کم نہیں رام کے نام کی جے پکارتے ہیں
ان کے فرمان پر مال و جان، عزت و آبرو، زن و فرزند سب کچھ قربان کر رہے
ہیں اس لئے حالات حاضرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ان کی سعی اور طریق عمل
کے متعلق بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں جس کا مختصر بیان یہ ہے کہ مہاتما گاندھی جی
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول پر اپنی قوم میں عصبیت و حمیت
پیدا کر رہے ہیں اور ان کی قوت کو محکم نظام کے تحت جمع کر رہے ہیں اور
وہ اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہو رہے ہیں لیکن یہ نتیجہ کہ منزل مقصود
پر پہنچ جائیں بلکہ یہ بھی کہ اسے دور سے ہی دیکھ لیں "ہنوز دلی دور است"
کی مثل ہے اسے نہ تو گاندھی جی دیکھیں گے اور نہ وہ نسل جن میں وہ اپنی
سعی و عمل شروع کر رہے ہیں۔

باقی رہیں آئندہ نسلیں سو ان کا حال خدا کو معلوم ہے کہ وہ کس کینڈے
کی ہوں گی کیونکہ ابھی تک قوم میں اکثر ایسے بھی انتہا پسند بھی ہیں اور میانہ رو
اعتدال پسند بھی ہیں اور ٹوڈی اور خوشامدی اور وفادار رنگروٹ بھی ہیں
جو نادیدہ مفاد پر ہنگامی نظر فریب کو ترجیح دیتے ہیں اور معلوم ہے کہ اجزائے
مرکبہ میں کبھی کوئی جزو غالب آ جاتا ہے اور کبھی کوئی اس لئے آئندہ کی بابت
کوئی صحیح رائے قائم نہیں ہو سکتی۔

گاندھی جی کی یہ ترقی انتہائی بھی جائے تو اس کے بعد تنزل و
انحطاط لازم اور اگر اس کے بعد ترقی کا کوئی اور درجہ باقی ہے تو خدا جانے
اونٹ کس کروٹ بیٹھے اور قوم اس درجہ پر پہنچے یا نہ پہنچے اور گاندھی جی
اس دنیا سے کوچ کر جائیں پہلے بہر دو حال گاندھی جی کی زندگی میں موعودہ
یا مزعومہ کامیابی موہوم ہے۔

اخلاقی اصلاح میں جتنی کامیابی ہوئی وہ بھی ظاہر ہے شراب خانے
برابر کھلے ہیں بمبئی سے کلکتہ رنگون تک اور کشمیر و پنجاب سے دکن تک تمام
ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی [illegible] کی بجاری روزمرہ ہزاروں لاکھوں
روپے خرچ کر کے یورپ سے دھڑا دھڑ شراب منگوا رہے ہیں بلکہ

[illegible] ہندوستانیوں کے
وحشت کی [illegible] کے لئے جو
[illegible] عمل کر رہے
ہیں۔

آنحضرت صلعم نے تئیس برس [illegible] خدا کی [illegible] خالص عبادت
اور [illegible] تہذیب اخلاق و شائستگی میں سیاسی انقلاب
[illegible] اپنی آنکھوں سے دیکھ کر
اس دنیائے فانی سے انتقال فرمائے ہیں جب قوم کو تیرہ سو برس
کی فاتح ہوئی ہے۔ ابوبکر صدیق و عمر فاروق جیسے پیدا ہوئے عثمان
ذی النورین اور امیر معاویہ جیسے [illegible] نسل میں سے [illegible]
قوم صاحبان علم کے گھروں کی [illegible] ہوئی ہے اور [illegible] کے قرآن اور اللہ
کے رسول کے علم کی بلندی، تہذیب و عمل کی اشاعت اور عدل و انصاف و مساوات
کی ترویج میں فروغ کرتی ہے انہی کی شان میں کہا گیا ہے کہ

کہا امیروں نے جہاں میں آ گیا

شراب خوری و حرام کاری ملک عرب سے یکدم دور ہو گئی بھیڑ بکریاں چرانے
والے امیر کبیر اور سلاطین عالم ہو گئے لیکن [illegible] غافل نہیں ہوئے
پہلو میں سیاسی جوش رکھتے ہوئے ماں باپ اور دیگر بزرگوں سے [illegible]
گستاخ نہیں ہوئے تمدنی و اقتصادی ترقی میں حرام و حلال میں تمیز کرتے ہر
سود حرام جانتے ہیں [illegible] رشوت لینا غصب اور دھوکے سے مال حاصل
کرنا خنزیر کے برابر سمجھتے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے ایام جاہلیت میں وہ یہ سب
کام کرتے تھے اور یہاں تو بڑے بڑے سیاسی لیڈر، بڑے بڑے تعلیم
[illegible] کسب حلال کرتے کرتے قومی تحریکوں میں شامل ہو کر وجہ حلال
سے کنارہ کش ہو کر [illegible] قومی چندوں کو ذریعہ معاش بنائے ہوئے
ہیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

آنحضرت صلعم مال حرام سے صدقہ اور قومی چندہ قبول نہیں فرماتے چنانچہ [illegible]
لا یقبل اللہ صلوٰۃ بغیر طہور ولا صدقۃ من غلول یعنی
تعالیٰ طہارت (غسل و وضو) کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا اور حرام و خیانت کے
مال سے صدقہ خیرات قبول نہیں کرتا۔

جس طرح حلال کمانے کی نسبت فرمایا ہے
یا ایہا الذین امنوا کلوا من طیبات ما رزقنکم یعنی اے مسلمانو
کھاؤ تم پاک چیزوں سے جو ہم نے تم کو عطا کیں۔

اسی طرح خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کی نسبت بھی فرمایا۔
یا ایہا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم یعنی اے مسلمانو
اپنی پاک کمائی میں سے راہ خدا میں خرچ کیا کرو۔

اور عام اخلاقی و سیاسی و روحانی برائیوں کی مخالفت میں فرمایا۔
قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا وما بطن والاثم والبغی
بغیر الحق وان تشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطانا وان تقولوا
علی اللہ ما لا تعلمون یعنی اے پیغمبر ان سے کہہ دو کہ میرے رب نے
ہر قسم کی بے حیائی ظاہری و باطنی [illegible] حرام کر دی ہے [illegible]

اور آپ کی [illegible] کے ساتھ شریک ہو کر ان ناجیوں کے بارہ میں خدا [illegible] کوئی آیت بھی نازل نہیں کی اور نہ ہی دعا میں کریں [illegible] سے ہیں گاندھی جی کا نام کو علم نہیں؟

غرض آنحضرت [illegible] ہستی کے سب امید جسمانی و روحانی انسانی وسائل [illegible] کی اصلاح کی اور آپ خدا کے فضل سے اپنی کوشش کا اپنی آنکھ سے بار آور دیکھ کر نہایت مطمئن دل سے دنیا سے رخصت ہوئے لیکن گاندھی جی جو آج دنیا بھر میں یکتا اور ہندوستان میں اپنی اکثر قوم میں جسے لوگ کبھی خدا کا اوتار خیال کرتے ہیں نوع انسانی کی نہیں بلکہ صرف ہندوستان کی آزادی دیکھنا چاہتے ہیں پھر ہر ایک وجہ ہر طرح کی ممکن کوشش کرنے کے خواہ وہ کوشش تدبیر کے متعلق ہو خواہ صرف اقوال کے متعلق خواہ عمل شدہ اور مکروہات کے متعلق ابھی مقصود کے نزدیک تک بھی نہیں پہنچے۔

پھر یہ کہ آنحضرت صلعم کی قوم مال و دولت میں بڑھے ہوئے ہیں اور دولت میں بکرور ہے تعداد میں بالکل کم تعداد اور دنیوی حیثیت میں اپنے حریفوں اور مخالفوں سے کمتر ہے۔ لیکن گاندھی جی کی قوم ماشاء اللہ دولت کی دھنی علوم مروجہ میں دیگر جملہ قوموں سے فائق شاہی رسوخ میں ان سب سے آگے تدبیر و مطلب برآری میں استاد تعداد میں شاہی قوم سے صد ہا گنا زیادہ ممتاز عہدوں پر فائز دفاتر پر حاوی بلکہ ان سب سے بڑھ کر یہ کہ گورنمنٹ کی پالیسی کو خوب سمجھنے والی بلکہ ان کے نقش قدم پر چلنے والی لیکن ان کی مراد ابھی تک معرض التوا میں ہے۔ گاندھی جی پہلے اعلان کر چکے ہیں کہ اگر چھ مہینے تک سوراج نہ ملا تو میں آبادی چھوڑ دوں گا ہمالیہ کی چوٹیوں پر چلا جاؤں گا دس سال کا عرصہ گزر گیا لیکن نہ تو سوراج ملا اور نہ گاندھی جی کوہ ہمالیہ پر گئے۔

دوسری طرف دیکھیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تملکوا العرب وتدین لکم العجم — یعنی اے لوگو! تم لا الہ الا اللہ کا اقرار کرو تم عرب کے بادشاہ ہو جاؤ گے اور عجمی تمہاری رعیت ہو جائیں گے۔

آپ کی یہ آواز اس وقت کی ہے جب کہ آپ کے ساتھ کوئی قومی جماعت نہیں تھی چند ایک غرباء و ضعفاء آپ کے ساتھی تھے جن کو نہ گھر میں امن تھا نہ شہر میں امان آخر چند سال میں عرب آپ کی حیات طیبہ ہی میں زیر نگیں ہو جاتا ہے اور آپ اپنی رحلت کے آخری دن دوسرے ممالک [illegible] کے لئے اپنے دست مبارک سے جھنڈا قوم کے ہاتھ میں دیتے ہیں اور تاکیدی حکم فرماتے ہیں کہ اس لشکر کو ضرور بھیج کر رہنا۔ گویا [illegible] فتوحات کا ہی دور نہ دیکھ کر قوم کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیتے ہیں اور دنیا سے نہایت اطمینان کے ساتھ رخصت ہوتے ہیں۔ یہ [illegible] جس کی نظیر دنیا جہان میں کسی قوم کی تاریخ میں نہیں ملتی آخر اس کا کیا سبب ہے کہ ایسے بڑے بڑے مدبر [illegible] زمانہ [illegible] صاحبان علم [illegible] ہزاروں [illegible] نہیں [illegible] کرنے کے لئے موجود ہوں وہ ناکام رہیں اور ایک امی سب رکاوٹوں پر غالب آتا ہوا ایک مٹھی بھر بے سر و سامان غریب جماعت سے پوری طرح کامیاب ہو کر دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔

صاحبان! میں اپنی جانب سے اس کا کوئی سبب مقرر نہیں کرتا بلکہ میں اس کارساز و بادشاہ حقیقی مالک زمین و آسمان کے قول سے استناد کرتا ہوں جس نے آنحضرت سے اور آپ کی مخلص جماعت سے وعدہ کیا تھا کہ میں تم کو دنیا میں ضرور ضرور حاکم بناؤں گا۔

چنانچہ ارشاد ہے۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون۔

یعنی خدائے تعالیٰ تم میں سے ان مخلصین اور جاں نثاروں میں سے ان لوگوں سے جو ایماندار ہیں اور نیکوکار بھی ہیں وعدہ کرتا ہے کہ وہ ان کو زمین میں ٹھیک اسی طرح اختیار و اقتدار بخشے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو بخشا تھا اور ان کے اس دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے یعنی اسلام کو صاحب اقتدار بنائے گا یعنی وہ انہیں مسلط زمین و سلطنت کا وارث بنا دے گا اور ان کے موجودہ خوف کو امن سے بدل دے گا وہ اس امن و اقتدار کی حالت میں میری ہی عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک بھی نہیں گردانیں گے اور جو لوگ اس نشان کے پورا ہونے کے بعد بھی کافر و منکر رہیں گے تو وہ نہایت ہی مکر و عدول (ثابت) ہوں گے۔

یہ آواز آنحضرت صلعم کے اپنے خیال کی نہ تھی بلکہ یہ خدائی نقارہ تھا۔ مولانا روم صاحب ایسی آوازوں کی نسبت فرماتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

بس صرف یہی اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم قوم سے جو وعدہ کر رہے ہیں وہ خدا کے حکم سے کر رہے ہیں جس کا پورا ہونا لازم تھا اور گاندھی جی اپنے خیال اور خواہش سے ایسا کہتے ہیں اور اپنی آواز کو مؤثر بنانے کے لئے پر زور الفاظ اور امید افزا عبارتوں سے قوم کو دلاسا دیتے ہیں۔ شتان بینھما یعنی ان دونوں میں بہت فرق ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

اسلامی عبادت کی اہمیت

(از مولانا [illegible] صاحب ندوی)

عبادت کے معنی خدائے قدوس کی بارگاہ عظمت و جلال میں سر جھکانے اپنی عبودیت کا اظہار کرنے اور اس تعالیٰ کو وحدہ لاشریک سمجھنے کے ہیں۔ عبادت اس وقت تک عبادت کہلانے کی مستحق نہیں جب تک بندہ سراپا نیاز ہو کر پوری مسکینی و عجز اور خدا کے پورے جبروت و جلال کے تصور کے ساتھ سر عبودیت نہ جھکائے اس کی غرض قرب خدا اور حصول رضائے الٰہی ہے بہترین طریق عبادت وہی ہے جس سے وصال الٰہی حاصل ہو سکے۔ عبادت قرب الٰہی ہر مذہب و مشرب کا خاص جزو سمجھی جاتی ہے اور مختلف طریق پر مختلف ادا کی جاتی ہے چونکہ یہ چیز نہایت ہی اہم چیز ہے اس لئے ہر مذہب نے اسے اہمیت بھی دی ہے اور اسے بہت دقیق چیز بھی سمجھا ہے لیکن لوگوں نے اس میں بڑی بڑی ٹھوکریں بھی کھائی ہیں اور انسانی ذوق سے کام لے کر اس میں ایسی ایسی ایجادیں کر بیٹھے ہیں کہ بعض طریقے تو بالکل مضحکہ خیز ہو گئے ہیں۔

بعض کیا اکثر حضرات یہ سمجھ بیٹھے کہ بارگاہ الٰہی تک پہنچنے میں دنیا اور دنیوی تعلقات بہت حارج اور بہت مانع ہیں اس لئے وہ دنیا ہی سے علیحدہ ہو گئے اور اس کی دنیا کو چھوڑ کر اس کی طرف رجوع ہوئے تاریخ شاہد ہے کہ ان دنیا کو چھوڑنے اور رہبانیت اختیار کرنے والوں نے کس طرح مقاصد حیات کی گونہ تحقیر کی اور کس طرح غرض و غایت تخلیق عالم کو فراموش کر بیٹھے ایک حیات ہر کیا بنی ہے بے سود اور بے مقصد سی ہو کر رہ گئی جنگلوں میں داخل ہوئے جنگلوں میں پہنچے پہاڑوں کے غاروں میں جا گھسے، تنہائی کی تلاش کی اور سنسان مقامات میں فروکش ہوئے اور ایک ہو کر ایک کونے میں جا پڑے اور ایک [illegible] سی عمریں گزار دیں زندگیاں ختم کر دیں لیکن نتیجہ صفر ہی رہا اور رہنا چاہئے تھا۔ ایک شخص کے پاس ایک کروڑ نہیں ایک ارب [illegible] فراہم ہو جائے اور اس سے دنیا اور دنیا والوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچے۔ ایک شخص علم و فضل میں شان یکتائی پیدا کرے ایک متنفس [illegible] حکمت میں مخزن کمالات ہو لیکن دنیا کے لئے اس کا وجود و عدم وجود برابر ہے اگر اس سے اسے کوئی فائدہ نہ پہنچے ترک دنیا کر کے رہبانیت کی تنہائی میں اگر کسی نے گوہر مقصود پا بھی لیا اس کا دامن مقصود سے بھر بھی گیا تو یہ کوئی کمال اور کوئی ما فوق الفطرت کرشمہ نہیں ہے کوئی کرامت کوئی قابلیت اور کوئی اعجاز نہیں کہا جا سکتا۔

ترک دنیا کا لازمی نتیجہ ہے کہ قعر دریا میں تختہ بند ہو کر دامن کو خشک [illegible] آنے والے حوادث و آفات کے [illegible] میں محصور ہو کر اپنے قدم [illegible] جہنم [illegible] میں [illegible] آگ [illegible] دنیا میں [illegible] دل کو صاف رکھے [illegible] ناگہانیوں اور اضطراب انگیز [illegible] کے گرداب میں پھنسے کشتی [illegible] ہاتھ سے نہ چھوٹے ساحل پر کھڑے ہو کر [illegible] کا مشورہ [illegible] بنو [illegible] ممکن ہو کر اپنی [illegible] کی طاقت [illegible] کرنا کچھ [illegible] نہیں معلوم ہوتا ایک عورت [illegible] اور ماں [illegible] خدمت کو [illegible]

کہ ہر [illegible] رسم [illegible] میں یکجا یکجا [illegible] ہے وہ حضرت [illegible] نماز [illegible] ایسی بات [illegible] مقصد زندگی [illegible] مصائب [illegible] کو ان کو [illegible] پانچ [illegible] ہے جن کو [illegible] کو [illegible] کی [illegible] پر [illegible] ڈال رکھی ہے۔

دوسری طرف [illegible] کا وقت [illegible] تیار کرتا ہے [illegible] کا مقصد [illegible] کر دیا ہے [illegible] حالات [illegible] بالکل [illegible] کے ساتھ کام [illegible] ہے [illegible] سے الگ [illegible] پاک [illegible] اور [illegible]

ایک شخص کے ساتھ [illegible] کی [illegible] چوٹی ہیں ملازمت کی زنجیریں پاؤں میں پڑی [illegible] وہ معبود [illegible] کی عبادت کرتا [illegible] خدا [illegible] تو بیشک وہ [illegible] قدر ہے لائق [illegible] ہے اور . . . . اصطلاحی عبادت ہر کیف عبادت ہے مگر ایک [illegible] انسان کی عبادت اور ایک صوفی اور [illegible] انسان کی عبادت میں فرق ہے اور بہت بڑا فرق ہے کہا جا سکتا ہے کہ [illegible] عزلت گزین [illegible] قربانیاں کی ہیں لذائذ دنیوی کو ترک کیا ہے اور [illegible] ریاضات و مجاہدات میں عمر صرف کی ہے بیشک یہ بہت بڑی قربانی ہے [illegible] بات ہے مگر سوال یہ ہے کہ آخر یہ قربانیاں کی کیوں گئیں لذائذ کو ترک کیوں کیا گیا [illegible] دنیا کے تعلقات اور دنیا کی [illegible] انھیں [illegible] چیزیں [illegible] ہو جائیں [illegible] تھا اور یہی خیال [illegible] دنیا [illegible] کے دنیا کے [illegible] میں [illegible] بہت افضل [illegible]

[illegible]

انسان کو ... اس کی ... کی عبادت برابر کیونکر ہو سکتی تھی۔

... معصیت ...

ایک شدید قسم کی غلط فہمی اور غلط خیالی جو ... سامنے رکھنی بھی چاہئے کہ ... وانے ہر حالت میں ترک جائے ہیں اور ... کہیں ... نہیں سکتے حقیقت یہ ہے کہ خدا پرستی کی راہ میں ہرگز مانع اور مانع نہیں ہے۔ البتہ اس کا غلط اور بے محل استعمال یا ... سے بنا دیتا ہے۔ ... رہبانیت نے ... کو وسعت نظری حقائق پر غور نہ کرنے کا موقع نہیں دیا وہ یہ سمجھ بیٹھے کوئی واقع دنیا ہی صرف چیز ہے جو بندے کے آقا تک پہنچنے میں مانع ہے اسی لئے اسلام نے رہبانیت کو ناجائز قرار دیا اور بتایا ہے کہ یہ ... جس تک پہنچنے کی کوشش کی جا رہی ہے اسی نے قرآن میں بتایا ہے کوئی چیز بے فائدہ نہیں بنائی گئی خدائے قدوس کا فرمان ہے کہ ہم نے دنیا کو بے فائدہ نہیں بنایا بچوں اور ... وغیرہ سے بے بہرہ مجنونوں کا ... نہیں کوئی ایک ذی عقل اور ذی ہوش انسان بھی ایسا نہیں جو بیکار کام میں اپنا وقت ضائع کرے جب ذی ہوش انسان کے متعلق ہمارا یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے تو خدا تو پھر خدا ہے وہ بھلا اتنی بڑی اور اتنی اہم چیز کو کیونکر بے فائدہ بنا سکتا ہے۔

مشکوٰۃ باب شفقت میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یہ ارشاد موجود ہے الخلق عیال اللہ فاحب الخلق من احسن الی عیالہ یعنی تمام انسان خدائے تعالیٰ کے عیال ہیں پس خدا کی نظر میں بہترین انسان وہ ہے جو اپنے عیال نیز یگانہ و بیگانہ کے ساتھ اسی طرح بہترین سلوک کرے جس طرح خود خدائے رب العزت اپنی مخلوقات کے ساتھ مہربانی و شفقت اور رحمت و رافت کا سلوک کرتا ہے بہرحال ہمارے نزدیک جو انسان بھی دنیا سے کلی طور پر الگ اور علیحدہ ہو جاتا ہے وہ گویا خدائے برتر و توانا کے بنائے ہوئے اس کارخانہ کو لغو اور عبث قرار دیتا ہے بہترین طریق عمل وہی ہو سکتا ہے اور صحیح طرز عمل ہم نہیں دنیا اسی کو کہہ سکتی ہے جو جہاں زیادہ ... موجب مشقت نہ ہو وہاں وہ ہر طبقہ کے انسان کے لئے قابل عمل ہو، اس پر بڑے چھوٹے امیر غریب، تاجر صناع آقا مزدور اور مسافر و حاضر غرض ہر شخص عمل کر سکتا ہو۔

آسان و اہم عبادت

اسلام نے جو طریق عبادت مقرر کیا ہے وہ بالکل ایسا ہی ہے آسان بھی ہو اور قابل عمل بھی چیز ہے تخلقوا باخلاق اللہ یعنی خدا کے اخلاق جیسے اخلاق اپنے ... اس کی صفات وحسنات کو اپنے اندر جذب کرو اپنی زندگی کو اس کے ... کا صحیح نمونہ بناؤ اور ... اتحاد و محبت کے ساتھ چلیں تو یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب خدائے قدوس کو موجود و حاضر ... سمجھا جائے اور ساتھ ہی یہ سمجھ ... کہ کامل انسانی جتنی بہتر سے بہتر صفات وحسنات استقصا اور اندازہ ... سکتی ہے ... ذات احدیت میں موجود و مرکوز ہیں۔

لیکن رسالت کا ... میں کوئی ایسا مشکل نہیں ... نے اپنے جیسے ... کی ... کے ... خدا ... مجمع ... اپنا ... اصلاح اور اخلاق ... منتخب کر لیا وہی رسول ... اسلامی

عقیدہ کے مطابق تو دنیا میں کوئی ایک قوم اور ایک ملک بھی ایسا نہیں جہاں اس قسم کے معلم خدا کی طرف سے مبعوث نہ ہوئے ہوں اب جب اس بندے کو اتنا بڑا منصب بارگاہ الٰہیہ سے عطا ہوتا ہے وہ جمہور عباد کو تعلیم دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس معلم کی بھی عزت ہونی چاہئے دنیوی معلموں ہی کی عزت کی جاتی ہے اور جنھیں ہم خود اپنی تعلیم کے لئے مقرر کرتے ہیں انھیں بھی قابل عزت سمجھتے ہیں تو یہ معلم جو خدا کے مقرر کئے ہوئے معلم ہیں انھوں نے ہمیں تعلیمات دی ہیں ہمیں بڑا یا ہے اور بارگاہ ربانی میں قرب حاصل کیا ہے پھر وجہ کیا ہے کہ ان کی عزت و تقدیس میں کوتاہی کی جائے۔

دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنھیں ہم نے کبھی نہیں دیکھا صرف معلم کے بتانے پر تسلیم کر لیا ہے بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنھیں ہم روز دیکھتے ہیں مگر پہلے ان کی ماہیت و حقیقت کا کوئی علم نہیں ہوا استاد نے بتا دیا اسے باور کر لیا مثلاً چاند میں پہاڑوں کی موجودگی مریخ میں انسانوں کی آبادی زمین کے نیچے پانی کا سمندر کس نے دیکھا ہے دنیا کو سورج کے گرد گھومتے اپنی آنکھ سے کس نے مشاہدہ کیا ہے پانی پہاڑوں، سونے چاندی، تاروں، سیاروں اور جنگلوں کی ماہیت کا حقیقی و واقعی علم کسے ہے سب لوگ کہاں جانتے ہیں کہ بجلی کیونکر بنتی ہے لاسلکی کا نظام کیا ہے تارے کیسے بن گئے چاند اور سورج کیسے وجود میں آگئے یہ سب کچھ ہمیں دیکھنے سے نہیں بتانے ہی سے معلوم ہوا ہے اسی طرح خدا، جنت، دوزخ مرنے کے بعد پیش آنے والے حالات بھی روحانی معلموں ہی کے بتانے ہوئے ہیں کوئی وجہ نہیں کہ ہم دنیا کے معلموں کی تو باتوں پر اعتماد کریں اور روحانی معلموں کی تعلیم سے اعراض و اباء کرتے رہیں اور ... باتیں ... سمجھ میں آنے کا معاملہ تو ایک موٹری مشین وہ اگر ... آدمیوں کے سامنے لا کر رکھ دی جائے تو وہ بھی ہرگز اس کے پیچ پرزوں کو نہ سمجھ سکیں گے الٰہی کا ایک بیج ہتھیلی پر رکھ کر کسی ناواقف سے کہا جائے کہ اس میں سے ایک سو فٹ طویل اور پچاس فٹ عریض درخت نکل آتا ہے تو کون ہی اسے باور کرے گا ایک ساتویں درجہ کے طالب علم کو کسی طرح بھی بی اے کورس نہیں سمجھایا جا سکتا۔

لہٰذا خدا کے وجود حیات بعد ممات جنت دوزخ کے وجود پر تو ہمیں روحانی معلموں ہی کی تعلیم اور انہی کے علم پر انحصار و اکتفا کرنی پڑے گی اور کرنی چاہئے خیر ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے مطلب ایمان بالغیب کی اس صورت کے بعد اب نماز کا درجہ ہے جو اپنے اندر ایک خصوصیت کا رنگ رکھتا ہے اس کے علاوہ اسلام میں روزہ زکوٰۃ اور حج بھی داخل عبادت ہیں نماز کے علاوہ باقی فرائض اور عبادات ایسی ہیں جو ہر شخص پر ہر حالت میں فرض نہیں بلکہ صرف بعض حالات ... ہیں اس لئے ہم اس وقت اسی کے متعلق تصریح اور اظہار خیالات پر اکتفا کرتے ہیں اسلام نے نماز کو کتاباً موقوتاً قرار دیا ہے اور اسے ہر بالغ و عاقل پر دن و رات میں پانچ مرتبہ پڑھنا مقرر اور فرض کر دیا ہے اور اس کے تارک کو سخت و شدید عذاب کی وعید ہے۔

نماز اور اجتماع

نماز کے لئے تعین جگہ اور تعین اوقات کی ضرورت اس لئے بھی ہوئی کہ اسلام اپنے ہر کام اور ہر عمل میں شیرازہ بندی اور اجتماع کو مقدم اور ضروری سمجھتا ہے اور بار بار اس پر زور دیتا چلا جاتا ہے اسلام چاہتا ہے کہ تمام دنیا ایک مرکز پر جمع ہو جائے اس کے نزدیک ...

اور افتراق و تشتت پر بہت زیادہ [illegible]
ہے قرآن شریف میں وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ
اللہ موجود ہے یعنی اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے اس لئے مشرق و مغرب
کی طرف منہ کر لینے ہی میں کوئی شک نہیں جیسا کہ ہونے تھیں ایک مرکز مقام
پر جمع کرنے اور تشتت و انتشار کی بلا سے بچانے کے لئے ایک خاص مقام مقرر
کر دیا ہے تاکہ وحدت انسانی کے قیام کی غرض مفقود و معدوم نہ ہو جائے۔

نماز کے اوقات مقرر کرنے کا فلسفہ بھی یہی ہے کہ اجتماع میں فرق و افتراق پیدا
نہ ہو۔ غور کیجئے کہ اگر کوئی وقت مقرر نہ کیا جاتا تو حالت کیا ہوتی کوئی کسی وقت
نماز پڑھتا اور کوئی کسی وقت اجتماع غیر ممکن ہو جاتا پھر یہ نہ ہوتا کہ مسلمان ان ہی
پانچ وقت ایک جگہ جمع ہوتے اگر انسان ہی کہہ دیا جاتا کہ نماز پڑھا کرو اور پانچ
وقت اپنا سر ہمارے سامنے جھکا لیا کرو تو ہر وقت امکان تھا اور بہت
ممکن و اغلب تھا کہ اکثریت اس کی طرف سے غافل ہو جاتی بہت سے افراد سستی
کاہلی اور سہل انگاری کی نذر ہو جاتے اس سے اجتماع بھی ہو گیا اور وقت کی
قدر و قیمت کا احساس بھی ہوا اور ہر کام کو وقت پر کرنے کا سبق بھی ملا اجتماع
میں ایک اور بات بھی ہے کہ مشکل سے مشکل کام آسان ہونے لگتا ہے حتیٰ کہ ترک لہو
بھی ایک جشن بن جاتا ہے تنہا نماز پڑھنے والوں میں بالعموم سستی پائی جاتی ہے
ان پر یہ عمل کسی حد تک گراں بھی گزرتا ہے اور یہ خیال رہتا ہے کہ پڑھ لیں گے
ابھی تو بہت وقت ہے اس خیال کے ساتھ ہی سستی آ موجود ہوتی ہے نمازیں قضا
ہونے لگتی ہیں یا کم از کم ذوق شوق سے نہیں پڑھی جاتیں سب کے ساتھ سب
کام ہلکے اور پر لطف معلوم ہوتے ہیں اور گرانی و سستی کے ساتھ جسم میں ایک
چستی اور دل میں ایک لذت پیدا ہوتی ہے۔

امیر و غریب اور ایاز و محمود کے امتیازات سامنے آ موجود ہوتے امارت
کی نظر غربت پر ہمیشہ حقیر ہی پڑتی رہتی ہے بلکہ یوں کہا جائے تو درست ہوگا
کہ یہ طبقے ہی علیحدہ علیحدہ رہے ہیں ان کے میل جول کے مواقع بھی کالعدم
رہے ہیں وقت کی تعیین اور جماعت کی فضیلت و تاکید کا کتنا خوشگوار ثمرہ
یہ ہے کہ امیر تو امیر شاہ تک مساجد میں آتے ہیں اور شاہی و گدائی اور امارت
والا اس کے تمام امتیازات چھوڑ کر اور ترک کر کے آتے ہیں اور سب دوش
بدوش کھڑے ہو جاتے ہیں اس طرح دونوں طبقوں میں اتحاد بڑھتا ہو باہمی
میل جول کی عادت پڑتی ہے ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوتا ہو
اور با ہمدگر بے تکلفی اور بے تکلفی کے ساتھ اخوت و ہمدردی پیدا ہوتی ہو ظاہر
ہے کہ جب ایک محلہ کے امیر و غریب دن میں ایک دو مرتبہ نہیں پانچ
مرتبہ ایک ہی مسجد میں ملتے جلتے اور آتے جاتے رہیں گے رکوع و سجود ساتھ
ساتھ ہوتے رہیں گے بات چیت کا سلسلہ جاری رہے گا تو دونوں دونوں
کے لئے ہرگز اجنبی نہ رہیں گے۔ اجنبیت و غیریت بالکل دور ہو جائے گی
اور سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہے کہ عبادت الٰہی اور اخلاقی کی راہ کے
سب سے بڑے موانع دور ہو جائیں گے۔

پاکیزگی قلب

حسد، غرور، ریا، نمود، غیبت، تکبر اور [illegible] قلب کی وہ گندگیاں غلاظتیں ہیں جو دل
کے متبرک کاشانے کو تباہ و ناپاک کر کے رکھ دیتی ہیں۔ تنہا ہر انسان پاک
[illegible] ضرورت ہے کہ
[illegible]
میں ذوق و شوق [illegible]
عبادت ایک رسم بن کر رہ جاتی ہے [illegible] رکوع و سجود کا
نام نہیں یہ تو معراج المومنین ہے۔

غور کیجئے اور حقیقتاً غور کیجئے جب بندہ خدا کے دربار میں حاضر ہوتا ہے جو سب سے بڑا
اور سب سے با جبروت دربار ہے اس کے دربار میں پورے ادب اور پورے
انکسار ہی کے ساتھ حاضر ہونا چاہئے تمام شاہی دربار [illegible] پر ایک نگاہ
ڈال جائیے بعض صرف دست بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں بعض صرف جھکنے پر اکتفا
کرتے ہیں بعض سجدہ ہی میں پڑے رہتے ہیں اور بعض دو زانو ہو کر اور آنکھیں
بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ اسلام نے چوکڑی مار کر بیٹھنے اکڑ کر کھڑے ہو جانے
اور ہاتھ پاؤں پھیلائے رہنے کے تکلم طریقے اپنے عبادت کو تو ایک بد تہذیبی
اور گستاخی سمجھ کر متروک کر دیا البتہ ادب و احترام اور انکسار و تذلل کے جملہ طریقے
نماز کے اندر جمع کر دئیے انسان نماز پڑھتا ہے تو پہلے خدائے قدوس کے سامنے
دست بستہ کھڑے ہو کر اس کی تسبیح و تقدیس اور حمد و ستائش کرتا ہے اس کی
جبروت و عظمت اور اپنی بندگی کا اعتراف کرتا ہے اور دعا مانگتا ہے سبحانک
اللھم اور الحمد شریف اسی کے لئے تو نماز پڑھی جاتی ہے پھر جھک کر اس کی
عظمت کی تسبیح پڑھتا ہے پھر انتہائی تذلل کے ساتھ اس کے سامنے سر بسجود ہو کر
اس کی علو شان اور اپنی بیچارگی تسلیم کرتا ہے پھر دو زانو ہو بیٹھتا ہے گویا وہ
معلم حقیقی سے سبق حاصل کر رہا ہے غرض نماز کے اندر جتنی حرکات انسانی ہیں
اور دل کی اندرونی اور قلبی کیفیت کی مظہر ہیں یقیناً اس سے بہتر طریق عبادت
ممکن ہی نہیں ہو سکتی۔

اب اگر انسان حسد، غرور، و نمود اور تہمت و غیبت کی گندگیوں سے آلودہ
قلب لیکر دربار الٰہی میں حاضر ہو تو وہاں سے پھٹکار ہی پڑے گی اور اُسے
خاک بھی لطف حاصل نہ ہو گا انسان کمزور بھی ہے اور بندہ بھی خدائے قدوس
نے خود ہی عبادت میں جماعت کی صورت پیدا کر کے ایسے حالات پیدا کر دیے
کہ یہ قلبی گندگیاں از خود نابود ہو جائیں اور غلاظتیں نابود ہو جاتی ہیں افسوس
ہے مسلمان جماعت کے ان مصالح کو بھی کھو بیٹھے ایک ایک محلہ میں دس دس
مساجد بن گئیں گھروں میں نماز پڑھ لینا عام ہو گیا ہم کسی آیندہ مضمون
میں ثابت کریں گے کہ مساجد کے علاوہ اور کہیں نماز پڑھنی جائز ہی نہیں البتہ
شرعی مجبوری کی حالت میں گھروں دکانوں اور میدانوں میں نماز جائز ہی
ہے عام حالات میں مساجد میں نماز نہ پڑھنا ایک حد تک معصیت کی حد میں
آ جاتا ہے رسول کریم نے ایک دن خود فرمایا تھا کہ جی چاہتا ہے ان لوگوں کے
گھروں میں آگ لگا دوں جو گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے ضرورت سے زیادہ مساجد کی تعمیر کی شدید مخالفت کی
تھی اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جماعت سے نماز کتنی اہم چیز ہے بلکہ بعض
علماء کے نزدیک تو بغیر جماعت کے نماز ہوتی ہی نہیں ہاں اگر کسی معقول
عذر کی وجہ سے مسجد میں حاضری اور با جماعت نماز ادا کرنے سے معذور ہو تو
جائز ہے کاش مسلمان سمجھیں اور غور کریں۔

قرآن کریم اور بارش

از جناب طبیب علی عبد الرسول صاحب

(گذشتہ سے پیوستہ)

آب باران کی خوبیاں

ہم نے قرآن مجید کی بیان کی ہوئی بارش کی تمام قسموں کو عرض کر دیا اب ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ بارش کا پانی کن کن خوبیوں کا حامل اور کن کن صفتوں سے موصوف ہوتا ہے قبل اس کے کہ ہم قرآن مجید سے اس موضوع کے بارہ میں آیات کریمہ نقل کریں ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ قدیم اور جدید سائنس کی کتابوں سے بارش کے پانی کے متعلق چند اقوال درج کر دیں۔

"مخزن الادویہ" جو یونانی طب کی مفردات کے متعلق ایک معتبر اور ضخیم کتاب ہے اس میں بارش کے پانی کے بارہ میں جو رائے درج ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

"جو پانی کہ لطافت، خفت، صفائی، سرعت نفوذ اور انحدار وغیرہ صفات میں تمام پانیوں سے بہتر اور کامل پانی ہیں مگر مینہ کا پانی۔

حکیم بو علی سینا اپنی مشہور عالم تصنیف قانون کی جلد اول میں آب باران کے بارہ لکھیں یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں عمدہ پانی کی قسم سے آب باران ہے خصوصاً جو گرمیوں میں گرجتے ہوئے بادل سے برسے اور جو پانی ایسی بدلی سے برسے جس کے ساتھ سخت ہوائیں چلتی ہیں اس کے بخارمیں کدورت ہوتی ہے اس لئے اس کے پانی میں بھی کدورت ہوتی ہے، آب باران گرچہ جمیع اقسام آب سے بہتر ہے مگر بوجہ لطافت و رقت اس میں ہوائی اور ارضی فساوات جلد اثر کر سکتے ہیں اور پانی کو فاسد کر دیتے ہیں

سائنس کی ایک کتاب میں یوں مرقوم ہے کہ:۔

بارش کا پانی خاصیت شیریں اور گوارا ہوتا ہے۔

اب ہم قرآن کریم سے آب باران کے فوائد اور خوبیاں بیان کرنے والی آیتیں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں سورہ فرقان میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔ وانزلنا من السماء ماء طهورا اور ہم نے اتارا آسمان سے پاک پانی۔

سورہ ق میں ارشاد باری حسب ذیل ہے:۔

ونزلنا من السماء ماء مباركا اور ہم نے اتارا آسمان سے مبارک پانی

قرآن کریم نے آب باران کی دو لفظوں میں ایسی جامع و مانع تعریف فرما دی ہے جس سے بہتر تعریف نہیں ہو سکتی ارشاد ہے کہ آب باران مبارک اور طاہر ہے ان دونوں لفظوں کی تشریح کی اس لئے ضرورت نہیں ہے کہ قرآن کریم نے آب باران کے جو فوائد اور منافع شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمائے ہیں وہ ان لفظوں کی بدرجہ اتم تفسیر موجود ہے اور اب ہم انہیں آیات کریمہ کو ذیل میں نقل کرتے ہیں جن میں آب باران کے فوائد اور منافع کا مفصل ذکر ہے:

سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتا ہے وينزل عليكم من السماء ماء ليطهركم به ويذهب عنكم رجس الشيطن وليربط على قلوبكم ويثبت به الاقدام اور اسا تار تا تم پر آسمان سے پانی کہ اس سے تم کو پاک کرے اور دور کرے تم سے شیطانی نجاست اور تاکہ محکم گرہ لگا دے تمہارے دلوں پر اور جمائے اس سے تمہارے قدم۔"

ان آیات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے، جنگ کا موقع تھا پانی موجود نہیں تھا مسلمان ریتلی زمین پر فروکش تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی جس سے وہ لوگ جو پہلے ناپاکی کے حال میں تھے پاک ہوئے زمین جو نرم اور ریتلی تھی کہ قدم جمنا مشکل تھا بارش کے سبب سخت ہو گئی اور مسلمان کافروں کے مقابلہ میں قدم جما کر لڑنے کے قابل ہو گئے۔

اس آیت سے آب باران کے حسب ذیل منافع معلوم ہوتے ہیں کہ اس سے وضو اور غسل کر کے پاک و صاف ہو سکتے ہیں اور اگر نرم زمین پر نازل ہو تو اس سے سختی پیدا ہو جاتی ہے۔

سورہ حجر میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فانزلنا من السماء ماء فاسقينكموه وما انتم له بخازنين "پھر ہم نے اتارا آسمان سے پانی پھر وہ پانی تم کو پلایا اور تم اس کا خزانہ نہیں رکھتے تھے"۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آب باران تمہارے پینے کے کام آتا ہے اور اس کا خزانہ تمہارے پاس نہیں ہے"

سورہ ق میں ارشاد باری جل شانہ یوں وارد ہوا ہے ونزلنا من السماء ماء مباركا فانبتنا به جنت وحب الحصيد، والنخل باسقت لها طلع نضيد، رزقا للعباد واحيينا به بلدة ميتا "اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی مبارک پھر اس سے پیدا کئے باغ اور اناج جو کاٹا جاتا ہے اور کھجوروں کے درخت لمبے لمبے جن کے گابھے تہ بتہ ہیں روزی بندوں کے لئے اور ہم نے زندہ کر دیا اس سے مردہ زمین کو"

بارش کے فوائد کو خداوند سبحانہ نے سورہ زمر میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے الم تر ان الله انزل من السماء ماء فسلكه ينابيع في الارض ثم يخرج به زرعا مختلفا الوانه کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا آسمان سے پانی پھر اس کو چلایا چشموں میں زمین کے اندر پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کہ گوناگون ہیں اس کے رنگ۔

سورہ فاطر میں کھیتی کے عوض پھلوں کی پیدائش کا ذکر فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے الم تر ان الله انزل من السماء ماء فاخرجنا به ثمرات مختلفا الوانها "کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالا اس کے ذریعہ سے پھل کہ مختلف ہیں ان کے رنگ"۔

ان دونوں آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اناجوں اور پھلوں میں جو رنگ کا اختلاف پایا جاتا ہے اس میں پانی کو بھی دخل ہے۔

سورہ نمل میں ارشاد خداوندی یوں مذکور ہے وانزل لكم من السماء

ماءً فانبتنا فیها من کل زوج کریم ۔ اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے اگائی زمین میں ہر نفیس قسم سے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح حیوانات میں جوڑے ہوتے ہیں اسی طرح نباتات میں بھی جوڑے ہوتے ہیں۔ سورہ نحل میں آب باراں کے فوائد کو کسی قدر تشریح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے ھو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب ومنه شجر فیه تسیمون ینبت لکم به الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات،

وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی کہ اسی سے پیتا ہے اور اسی سے درخت ہیں جس میں تم چراتے ہو اگاتا ہے تمہارے لئے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے پھل۔

سورہ مومنون میں ارشاد خلاق دو عالم یوں کیا گیا ہے وانزلنا من السماء ماء بقدر فانشانا لکم به جنت من نخیل واعناب لکم فیها فواکه کثیرة ومنها تاکلون اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی اندازہ کے ساتھ اور پھر ہم نے پیدا کئے تمہارے لئے اس پانی سے باغ کھجور اور انگوروں کے اور تمہارے لئے اس میں میوے ہیں بکثرت اور ان ہی میں سے تم کھاتے ہو۔"

سورہ نحل کے ایک دوسرے مقام میں ارشاد کبریائی یوں واقع ہوا ہے والله انزل من السماء ماء فاحیا به الارض بعد موتها اور اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر اس سے زندہ کر دیا زمین کو اس کے مرنے کے بعد" سورہ فرقان میں اس مضمون کو یوں ادا کیا گیا ہے:۔ وانزلنا من السماء ماء طهورا لنحیی به بلدة میتا ونسقیه مما خلقنا انعاما واناسی کثیرا ولقد صرفنه اور ہم نے اتارا آسمان سے پاک کرنے والا پانی تاکہ اس سے زندہ کر دیں مردہ شہر کو اور پلائیں اپنے پیدا کئے ہوئے بہتیرے چوپاؤں اور آدمیوں کو اور ہم نے تقسیم کیا۔

اسی مطلب کو سورہ روم میں یوں فرمایا ہے وینزل من السماء ماء فیحیی به الارض بعد موتها اتارتا ہے آسمان سے پانی پھر اس سے زندہ کر دیتا ہے زمین کو اس کے مرے پیچھے۔

اسی مفہوم کو مزید وضاحت کے ساتھ سورہ روم کے پانچویں رکوع میں یوں ارشاد کیا گیا ہے وان کانوا من قبل ان ینزل علیهم من قبله لمبلسین فانظر الی اثر رحمت الله کیف یحیی الارض بعد موتها اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کہ ان پر مینہ اتارا جائے پہلے ہی سے ناامید ہو رہے تھے پس دیکھ رحمت الٰہی کے آثار کہ کیا تب کو وہ کیونکر زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرے پیچھے۔"

اب ہم ان آیات کو نقل کرتے ہیں جن میں آب باراں کے فوائد و منافع تفصیل و تشریح سے بیان کئے گئے ہیں جیسے پہلے ملاحظہ کیجئے سورہ انعام کی حسب ذیل آیتیں ارشاد ہوتا ہے کہ وھو الذی انزل من السماء ماء فاخرجنا به نبات کل شیء فاخرجنا منه خضرا نخرج منه حبا متراکبا ومن النخل من طلعها قنوان دانیة وجنت من اعناب والزیتون والرمان مشتبها وغیر

متشابه انظروا الی ثمره اذا اثمر وینعه ۔ اور وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالا اس سے ہر قسم کی نباتات پھر ہم نے نکالا اس سے سبزہ جس سے نکالتے ہیں دانے ایک پر ایک چڑھے ہوئے اور کھجور کے گابھے میں سے خوشے جھکے ہوئے اور باغ انگور کے اور زیتون اور انار آپس میں ملتے جلتے اور جدا جدا بھی دیکھو ہر ایک درخت کے پھل کو جب وہ پھل لاتا ہے اور اس کا پکنا دیکھو یہ پھل مشابہ نظر آتے ہیں مگر لذت میں مختلف ہوتے ہیں۔

سورہ حم سجدہ میں بارش کے فوائد کو اس طرح بیان فرمایا ہے فاذا انزلنا علیها الماء اهتزت وربت پھر جب ہم نے اس پر اتارا پانی تو لہلہانے لگی اور ابھر آئی۔

اس مضمون کو نئے انداز سے سورہ مومنون میں بیان کیا ہے وانزلنا من السماء ماء بقدر فانشانا لکم به جنت من نخیل واعناب لکم فیها فواکه کثیرة ومنها تاکلون وشجرة تخرج من طور سیناء تنبت بالدهن وصبغ للاکلین ہم نے اتارا پانی اندازہ کے ساتھ پھر ہم نے پیدا کئے تمہارے لئے اس پانی سے باغ کھجوروں کے اور انگوروں کے اور تمہارے لئے اس میں میوے بکثرت اور ان ہی میں سے کھاتے ہو اور وہ درخت بھی جو طور سینا سے نکلتا ہے کہ اگتا ہے تیل لئے ہوئے اور سالن کھانے والوں کے لئے۔

اسی مطلب کو سورہ حج میں نہایت اختصار لیکن جامع الفاظ میں بیان کر دیا ہے الم تر ان الله انزل من السماء ماء فتصبح الارض مخضرة کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی تو زمین ہو جاتی ہے سرسبز۔"

اسی مطلب کو سورہ طٰہٰ میں نئے انداز تحریر میں یوں بیان کیا ہے وانزل من السماء ماء فاخرجنا به ازواجا من نبات شتی کلوا وارعوا انعامکم اور اتارا تمہارے لئے آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالے اس سے طرح طرح کے مختلف کھاؤ اور چراؤ اپنے چوپاؤں کو۔"

اسی حقیقت کو سورہ نمل میں الفاظ کا جامہ یوں پہنایا گیا ہے وانزل لکم من السماء ماء فانبتنا به حدائق ذات بهجة اور اتارا تمہارے لئے آسمان سے پانی پھر اگائے اس سے باغ رونق والے۔"

سورہ ابراہیم کے ایک مقام میں بارش کو اس کی پیداوار کو ایک انعام الٰہی بتا کر ارشاد کیا ہے الله الذی خلق السموات والارض وانزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لکم وان تعدوا نعمت الله لا تحصوها اللہ وہی ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالا اس سے پھلوں کی قسم سے تمہارے لئے روزی اور اگر گنو اس کی نعمتوں کو تو پورا نہ گن سکو گے۔

سورہ یونس میں دنیا کی زندگی کو آب باراں سے مشابہت دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ کماء انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض مما یاکل الناس والانعام حتی اذا اخذت الارض زخرفها وازینت وظن اهلها انهم قدرون علیها پانی کی سی ہے کہ ہم نے اتارا اس کو آسمان سے پھر رلا ملا اس سے سبزہ زمین کا جس کو کھاتے ہیں

آدمی اور چوپائے ۔۔۔ یہاں تک کہ جب پکڑا زمین نے اپنا بناؤ اور سنگھار کر لیا اور سمجھا ہمت والوں نے کہ وہ قابو پا گئے ہیں کھیتی پر۔

سورۂ یوسف میں قحط اور شادابی کا ذکر کرتے ہوئے سحاب باران کے منافع کو ایک لفظ میں بیان کر دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ثم یاتی من بعد ذلک عام فیہ یغاث الناس وفیہ یعصرون پھر آئیگا اس کے بعد ایسا برس جس میں مینہ برسائے جائینگے اور لوگ اس میں سے شیرہ نچوڑیں گے یعنی انگوروں کی خوب پیداوار ہوگی اور ان کا عرق اور شیرہ نکالیں گے

اب ہم آب باراں کے فوائد کے بارہ میں ایک اور مقام پیش کر کے اس فصل کو ختم کرتے ہیں وہ مقام سورۂ اعراف میں ہے اور حسب ذیل ہے:۔

فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا ہم اتارتے ہیں بادل سے پانی پھر نکالتے ہیں پانی سے ہر طرح کے پھل اور جو زمین پاکیزہ ہے اس کی پیداوار نکلتی ہے اس کے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے اس سے ناقص ہی نکلتا ہے۔

وجود باری کا ثبوت

ہم نے گزشتہ صفحات میں بارش کے مضمون پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی ہے۔ یہ بتلایا گیا ہے کہ بادل کس طرح بنتے ہیں۔ پانی کیونکر برستا ہے بادلوں کی کتنی قسمیں ہیں اور بارش کے کتنے اقسام ہیں اس کے بعد بتلایا گیا ہے کہ بارش سے انسان حیوان اور زمین کو کیا کیا فوائد پہنچتے ہیں اب ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ بارش کو دیکھ کر اخلاقی، روحانی اور مذہبی کون کون سے سبق ملتے ہیں اور اخلاق اور مذہب کی کن کن ہدایتوں پر اس سے استدلال ہو سکتا ہے سب سے پہلے ہم وجود باری تعالیٰ کے بارہ میں بارش سے دلیل پیش کرتے ہیں غور کیجئے کہ بارش کے ہونے میں انسان کی نہ عقل و دانش کو دخل ہے نہ اس میں انسان کی محنت و سعی کا کوئی دقیقہ صرف ہوتا ہے بلکہ محض قدرت خداوندی سے ایک نظم و ترتیب کے ساتھ سمندر کا گرم ہونا بخارات کا اٹھنا ان کا ہوا کے ساتھ آسمان پر چڑھنا خنکی کے سبب قطرات کا باہم بننا اور پھر جہاں خدا چاہے وہاں برسنا سب واقعات ہوتے رہتے ہیں اور اس سے طرح طرح کے فوائد خلق کو پہنچتے رہتے ہیں:

اللہ تعالیٰ سورۂ عنکبوت میں ارشاد فرماتا ہے ولئن سالتہم من نزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض من بعد موتہا لیقولن اللہ قل الحمد للہ بل اکثرہم لا یعقلون۔ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے اتارا آسمان سے پانی پھر اس سے زندہ کر دیا زمین کو اس کے مرے پیچھے تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے کہہ دو کہ الحمد للہ بلکہ ان میں بہتیرے سمجھتے نہیں۔ سورۂ لقمن میں ایک اور مقام پر وجود باری اور ابطال شرک میں بارش سے استدلال کیا ہے وہ یہ ہے وانزلنا من السماء ماء فانبتنا فیہا من کل زوج کریم ھذا خلق اللہ فارونی ماذا خلق الذین من دونہ اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے اگائی اس میں ہر شے کے نفیس جوڑے یہ تو اللہ کے خلق ہیں اب تم دکھا دو مجھ کو کہ انہوں نے کیا پیدا کیا جو اس کے سوا ہیں۔ اسی استدلال کو استفہامیہ انداز میں سورۂ نحل میں بیان کیا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے (ترجمہ) بھلا کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور اتارا تمہارے لئے آسمان سے پانی پھر اگائے اس سے باغ رونق والے تم کو ممکن نہ تھا کہ اگا سکو ان کے درختوں کو کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں بلکہ وہ لوگ کج روی کرتے ہیں۔

حشر و نشر کا ثبوت

زمین جب بالکل خشک ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس میں گھاس تک باقی نہیں رہتی تو پھر ہم کہتے ہیں کہ اس میں حیات اور زندگی نہیں ہے اور مردہ ہے لیکن ابر رحمت سے بارش ہوتی ہے تو اسی خشک اور مردہ زمین سے گھاس نکلتی ہے یہاں تک کہ سبزہ لہلہانے لگتا ہے اور زمین زندہ ہو جاتی ہے پس جب زمین کا مردہ ہو کر زندہ ہونا مشاہدہ سے ثابت ہے تو قدرت خداوندی سے مردوں کا قبروں سے اٹھنا کیا مشکل ہے اس دلیل کو خدائے عالم نے کئی جگہ بیان کیا ہے۔ سورۂ اعراف میں ارشاد ربانی یوں ہے حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقنہ لبلد میت فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذلک نخرج الموتی لعلکم تذکرون یہاں تک کہ جب وہ اٹھا لاتی ہیں بوجھل بادلوں کو تو ہم انہیں ہانک دیتے ہیں مردہ شہر کے جانب پھر ہم اتارتے ہیں بادل سے پانی پھر پانی سے ہر طرح کے پھل اسی طرح ہم نکالیں گے مردوں کو تاکہ تم غور کرو۔ سورۂ روم میں ایک مقام پر بارش کے برسنے کو مفصل ذکر کر کے یوں ارشاد ہوتا ہے فانظر الی آثر رحمت اللہ کیف یحی الارض بعد موتہا ان ذلک لمحی الموتی وھو علی کل شیء قدیر پس دیکھ (اے مخاطب) رحمت الٰہی کے آثار کی جانب کہ وہ کیونکر زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد بیشک وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اسی مضمون کو سورۂ فاطر میں عجب دلکش پیرایہ میں بیان کیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔ (ترجمہ) اور اللہ وہ ہے جس نے چلائیں ہوائیں پھر وہ اٹھا لاتی ہیں بادلوں کو پھر ہم نے ان کو ہانک دیا مردہ شہر کی جانب پھر اس سے زندہ کر دیا زمین کو اس کے مرنے کے بعد اسی طرح ہوگا نشر قیامت میں۔

اسی استدلال کو سورۂ زخرف میں نہایت ایجاز و اختصار سے بیان کیا ہے والذی نزل من السماء ماء بقدر فانشرنا بہ بلدۃ میتا کذلک تخرجون اور وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی ایک انداز سے پھر ہم نے زندہ کر دیا اس سے مردہ شہر کو اسی طرح تم بھی قبروں سے نکالے جاؤ گے۔

مُردوں کے زندہ ہونے کے بارہ میں اسی دلیل کو سورہ حم تجدہ میں ایک اور اسلوب میں بیان کیا ہے ارشاد ہوتا ہے ومن آیاتہ انک تری الارض خاشعۃ فاذا انزلنا علیہا الماء اہتزت وربت ان الذی احیاھا لمحی الموتی انہ علی کل شیء قدیر اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو کہ خاشع پڑی ہوئی ہے پھر جب ہم نے اس پر اتارا پانی وہ لہلہانے لگی اور ابھرنے لگی بیشک جس نے زمین کو زندہ کر دیا وہی مردوں کو جلانے والا ہے بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

قیامت کے دن قبروں سے مردوں کے نکلنے کا ثبوت سورۂ ق کی آیات میں بھی دیا گیا ہے پہلے پانی اور اس کے برکات کا ذکر کر کے پھر ارشاد فرمایا ہے کہ یوں ہی مردے قبروں سے خروج کریں گے دیکھئے ارشاد ربانی ونزلنا من السماء ماء مبرکا فانبتنا بہ جنت وحب الحصید والنخل باسقت لہا طلع نضید۔ رزقا للعباد واحیینا بہ بلدۃ میتا کذلک الخروج اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی برکت والا پھر اس سے اگائے باغ اور اناج جو کاٹا جاتا ہے اور کھجوروں کے درخت لمبے لمبے جن کے گابھے تہ بتہ روزی بندوں کے لئے اور ہم نے زندہ کر دیا اس سے مردہ شہر کو اسی طرح نکل کھڑا ہونا ہے یعنی اسی طرح خروج ہوگا قبروں سے۔

نقالی

از جناب مولوی محمد عثمان صاحب فارقلیط

کسی قوم کی حقیقی عزت و رفعت کا دارومدار دولت و سرمایہ کی کثرت پر نہیں ہے بلکہ ان ذاتی خوبیوں اور دماغی قابلیتوں پر ہے جس کی وہ خود خالق ہوتی ہے اور اس کی حفاظت کے سامان بھی خود ہی فراہم کرتی ہے یہی وہ سرچشمہ ہے جس سے مختلف تمدنوں اور تہذیبوں کی تخلیق ہوتی رہی ہے اور اسی کے ترکیبی عناصر جذب و کشش کی قوت پیدا کر دیتے ہیں آج بھی تاریخ میں ایسی قوموں کے حالات ملتے ہیں جو کسی زمانہ میں سیم و دولت پر ماہتاب بنکر چمکیں اور عارضی شان و شوکت کے جلوے دکھا گئیں لیکن چونکہ وہ زمانہ کی کثرت کے ساتھ ذاتی کمالات اور عقلی و فکری استعداد سے محروم تھیں اس لئے وہ نہ اپنا کوئی مستقل تمدن چھوڑ گئیں اور نہ ان کے پیچھے کوئی ایسا نشان باقی رہا جو بقائی دولت سے مالا مال ہوتا اس کے ساتھ ایسی قومیں بھی گذری ہیں جو اگرچہ خود موجود نہیں رہیں لیکن دوسری قوموں کو وہ کمالات سپرد کر گئی تھیں جن پر مختلف تہذیبوں کی بنیاد پڑی اور ان ہی کی قائم کردہ اساس پر مستقبل کی تعمیر ہوئی۔

عقلی بلوغ و اجتہاد

اگر ہم احتیاط کے ساتھ قوموں کے قوائے نفسی کا مطالعہ کریں اور ان اسباب و وجوہ پر نظر ڈالیں جنھوں نے بہت سی قوموں کو ان کے اصلی موقف سے گرایا اور بعض کو پستی سے نکال کر عروج پر پہنچایا تو تم کو معلوم ہوگا کہ اس ہبوط و صعود میں عقلی بلوغ و اجتہاد کے وجود اور عدم وجود کو بڑا دخل ہے اور یہی وہ عنصر ہے جس سے تعمیر و تخریب کا کوئی خاکہ تیار ہوتا ہے اگر کسی قوم کی تہذیب بلند اور پائیدار ہے اور اس کے اجتماعی کارناموں میں عقلی جدت اور کشش پائی جاتی ہے تو سمجھ لو کہ اس کی فکری استعداد درجۂ کمال کو پہنچی ہوئی تھیں اور اس کی یہ جوہریت اور اصلیت خود اس کی پیدا کردہ تھی کیونکہ ناممکن ہے کہ کوئی قوم ذہنی کمالات سے محروم ہونے کے باوجود اپنی پائدار تہذیب کے بانی قرار پائے اور حتی المقدور اس کی حفاظت کے سامان فراہم کر جائے۔ اس کے مقابلہ میں اگر کسی قوم کی مدنیت بھونڈی اور غیر مستقل نظر آئے اور قلیل عرصہ میں اس کی اصلی صورت کچھ سے کچھ بن جائے تو فیصلہ کرنا پڑے گا کہ وہ ذاتی جوہر سے محروم اور اجتہادی قوت سے بے بہرہ تھی اسی معیار پر قوموں کے ہبوط و صعود کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور اسی پر موجودہ دنیا کی تعمیر کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔

ذہنی زوال کے اسباب

سوال یہ ہے کہ عقلی بلوغ و اجتہاد کا زوال کب ظہور میں آتا ہے اور وہ کیا اسباب ہیں جو انسان کو اس کے اصلی موقف پر قائم نہیں رہنے دیتے اس کا جواب ایک ہی ہے یعنی حریت عمل اور استقلال حیات سے محرومی اور اس کی قوم کے غلبہ اور تسلط سے پیدا شدہ غلامی کے نتائج جو قوم کسی وجہ سے غلامی کی لعنت میں گرفتار ہو جاتی ہے وہ رفتہ رفتہ اپنے دماغی اور فکری کمالات کو بھی کھو بیٹھتی ہے اور یہ وہی سب سے بڑی ذہنی غلامی کا پیش خیمہ ہے جہاں مادی غلامی نے جگہ لی تو رفتہ رفتہ دماغی غلامی بھی مسلط ہو جاتی ہے اور ذہن و فکر کی جملہ قوتیں ایک ایک کرکے رخصت ہو جاتی ہیں ایسی حالت میں اس قوم کی مثال اس راہ رو کی سی ہے جس کی شمع چھین لی گئی ہو اور وہ رہبری کے لئے دوسروں کا سہارا ڈھونڈنے لگے ظاہر ہے کہ یہ گمراہ مسافر ہر مرحلہ پر ٹھوکر کھائیگا اور تاریکی میں غیر یقینی اور متزلزل قدم اٹھانے پر مجبور ہوگا لیکن اگر اس میں اپنی شمع کو محفوظ رکھنے کی طاقت ہوتی اور وہ جرأت و ہمت کے ساتھ اپنی لالٹین کو مضبوط ہاتھوں سے تھامے رہتا تو وہ کبھی کسی دوسرے کا محتاج نہ ہوتا اور اپنے نفس پر اعتماد کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا جاتا۔

اجنبی عناصر کی آمیزش

آزادی کی نعمت سے محرومی کا یہ وہ نتیجہ ہے جس سے کسی قوم کو مفر نہیں ہو جب کوئی قوم اپنے اصلی اور حقیقی موقف سے اس طرح گر کر ذاتی خوبیوں سے معرا ہو جاتی ہے تو اس کے بعد زوال و نکبت بھی اس کا قدم اور بڑھا ہے اور اس میں بجائے اجتہاد و بصیرت کا سبق لینے کے بر سر اقتدار قوموں کے نقش قدم پر چلنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے حتی کہ اس میں صحیح اور غلط چیز کے سمجھنے کی کوئی قوت باقی نہیں رہتی وہ بچوں کی طرح ہر نظر فریب چیز کی طرف دوڑتی ہے اور ہر اس چیز کو اختیار کرنے پر آمادہ رہتی ہے جو آزاد قوموں کے ہاتھوں سے اس کو ملے اب وہ اپنے نفس پر اعتماد نہیں کرتی بلکہ دوسری قومیں اس کی عقیدت کا مرکز ہوتی ہیں وہ اپنے اختیار اور تمیز کو کام میں نہیں لاتی بلکہ وہ دوسروں کی پسند اور خواہش کو اپنی پسند اور خواہش بنا لیتی ہے اس غلامانہ جذبہ اور کورانہ عقیدت کا دوسرا نام نقالی ہے جو آج مشرقی قوموں بالخصوص ہندوستان کا طرۂ امتیاز ہے اور جس نے مذہب اور قومیت کے اعلیٰ جذبات پر بہت ہی برا اثر ڈالا ہے۔

اس نقالی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ جب انسان اپنی بصیرت کی روشنی سے محروم ہو جاتا ہے تو اس میں ضرورت سے زیادہ حیرت کا عنصر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ انجان کی ہر چیز پر تعجب و حیرت کے ساتھ نظر ڈالتا ہے اس مقام پر اس کی حالت اس شخص کی سی ہو جاتی ہے جو عقل و تمیز کا حامل ہو اور جس میں خارجی مؤثرات کو دفع کرنے کی طاقت باقی نہ رہی ہو اس کی عقل و عناصر کا قرآن حکیم کی زبان میں جاہلیت ہے جس میں جہل و حمق کا فیصلہ اور دانش کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا چنانچہ قرآن حکیم اس جاہلیت کا نفس کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

أفحكم الجاهلية يبغون ومن أحسن من الله حكما لقوم يوقنون۔	کیا لوگ اب بھی جاہلیت (یا نقالی) کی تلاش میں ہیں حالانکہ ارباب یقین کے لئے خدا سے بڑھ کر کون بہتر رہنما ہو سکتا ہے؟

دوسرے ...

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ

جب لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ تم اس چیز پر ایمان لاؤ جو خدا نے اتاری ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ داداؤں کے نقش قدم پر چلتے ہیں لیکن اگر ان کے باپ دادا عقل وفکر کی نعمت سے محروم ہوں اور صحیح راستہ سے وہ بہکے ہوں جب بھی یہ انہی کی نقالی کرتے رہیں گے؟

قرآن عزیز نے جو نقالوں اور اندھے مقلدوں کے متعلق ارشاد فرمایا اس کے بعد ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو علم ویقین کے سایہ میں چلتے ہیں اور اجتہاد وبصیرت کی روح ان میں زندگی کی ہر لہر پیدا کرتی رہتی ہے چنانچہ ارشاد ہے

قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي

اے نبی کہہ دو! میرا تو یہ طریقہ ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں تو بصیرت کے ساتھ (جس میں نقالی کا کوئی نام ونشان نہیں) اور جو میرے طریقہ پر چلنے والے ہیں وہ بھی اجتہاد وبصیرت کی دعوت دیتے ہیں۔

ان آیات کا مطلب بالکل واضح ہے جب اسلام نے ان قوموں کو جو علم وفکر واجتہاد کی نعمت سے محروم ہو چکی تھیں اور نقل وتقلید پر ہی ان کا دارومدار رہ گیا تھا، انہوں نے اس دعوت اجتہاد کو یہ کہہ کر تقلید سے رد کرنا چاہا اور وہی کہا جو آجکل کے نقال اور مغرب کے پرستار کہتے ہیں۔

اسلام کے اول مخاطبین نے کہا تھا کہ ہمیں عقل وبصیرت کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم اس قابل ہی نہیں رہے کہ اپنی خداداد استعدادوں سے کام لے سکیں کیا آج مغرب زدہ طبقہ بعینہ یہی نہیں کر رہا کیا وہ اپنی مشرقیت پر خود خاک نہیں ڈالتا اور کیا مغرب کی نقالی پر اس کو فخر نہیں ہے؟

اپنی قابلیتوں اور استعدادوں کی تخفیف اور دوسروں کی نقل وسرقہ پر فخر ذہنی پستی کا وہ آخری مقام ہے جس میں گر کر بہت ہی کم لوگوں کو ابھرنا نصیب ہوتا ہے جس کے بعد عقل گمراہی اور فکری ضلالت کا اور کوئی درجہ باقی نہیں رہتا آج مغرب کی سحر اندازیوں نے مغرب زدہ ہندوستانیوں کی یہی حالت کر دی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ نقالی پر شرم وندامت کے ساتھ قدم نہیں رکھتے بلکہ فخر ومباہات کے جذبات کے ساتھ آستانہ مغرب پر جبیں سائی کرتے ہیں اور غیرت وحمیت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی ہی خودداری شرافت اور صلاحیتوں پر تمسخر کرنے میں ان کو مزہ آنے لگتا ہے ان کی حالت اس شخص کی سی ہوگئی ہے جو کسی نامحرم جمیلہ کے حسن پر فریفتہ ہو کر اپنی ہی منکوحہ پر آوازے کسے اور اس کی شکل دیکھنے میں اس کو عار آئے۔

موجودہ زمانہ کا الحاد

آج نقالی اور فکری استعدادوں سے محرومی کا نتیجہ بالکل یہ ظہور میں آ رہا ہے کہ نوجوان طبقہ میں الحاد وبے دینی کی وبا پھیل رہی ہے اور اسلام کے متعلق ان میں شبہات اور بدگمانیاں پیدا ہو گئے ہیں مگر قابل غور سوال یہ ہے کہ آخر اس مغرب زدہ اور الحاد پسند طبقہ میں یہ شکوک پیدا ہوتے ہیں اور وہ کون اسباب ہیں جنہوں نے اس تجدد پسند طبقہ کو ریب وارتیاب کی دلدل میں پھنسا دیا ہے معمولی غور کے بعد اس سوال کا جواب ہر شخص دے سکتا ہے حقیقت میں نوجوان طبقہ نے شکوک وشبہات کی یہ دنیا خود ہی آباد کی ہے ان کے دماغوں میں شکوک پیدا نہیں ہوئے بلکہ پیدا کئے گئے ہیں اور یہ مصیبت خود انہوں نے مول لی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان بدنصیبوں کے شکوک کا ازالہ نہیں ہوتا جو شخص مرض کو خود ہی دعوت دے بیٹھے اس کا علاج اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جن چیزوں کے متعلق شکوک پیدا ہوتے ہیں ان چیزوں کی تحقیق جب تک خود ان کے اصلی سرچشمے سے نہ کی جائے اور حقیقی اہلیت پیدا کر کے اصل ماخذ تک دسترس حاصل نہ کی جائے اس وقت تک نہ تو شکوک کا ازالہ ہوگا اور نہ شکوک کا یہ سلسلہ کہیں جا کر ختم ہوگا اگر غور سے دیکھا جائے تو ان شکوک وشبہات میں بھی نقالی اپنی پوری قوت سے کام کر رہی ہے جس کو انتہائی سادگی یا فریب کاری سے اجتہاد کا مرتبہ دے دیا گیا ہے۔

بصیرت یا نقالی

اگر کسی شخص کو فلسفہ اور مابعد الطبیعات کے بعض اصولوں سے اختلاف ہے یا وہ شک وارتیاب کے پنجہ میں گرفتار ہے تو کیا اس کے لئے یہ لازم نہیں کہ وہ فلسفہ اور مابعد الطبیعات کے ہر گوشہ کو بصیرت کی نظروں سے دیکھے اور مہارت واہلیت کے بعد ان مسائل پر کلام کرے۔ کیا اقلیدس کی شکلوں پر اس شخص کو اعتراض کرنا زیب دیگا جس نے کبھی کسی شکل کے سمجھنے کی کسی کامل الفن سے کوشش نہ کی ہو۔

جب مبانی اور نقلی اعتراضات کو سن کر اگر فلسفہ کے مسائل اور اقلیدس کی شکلوں سے شبہات پیدا ہوں تو ان شبہات کے ازالہ کی آخر کیا صورت ہو۔ کیا یہی حال ان ارباب اجتہاد کا نہیں ہے جن کو اسلام کے بعض احکام واصول نے تذبذب میں ڈال رکھا ہے اسلام کے جن اصول پر ان کو اعتراض ہے کب انہوں نے ان اصول کو خود ان کتابوں سے سمجھنے کی کوشش کی ہے جن میں وہ مرتب ومدون ہیں انھوں نے اسلامی اصول دیکھے مگر کیا مگر استادان مغرب کے آستانہ پر انہوں نے اسلام کے متعلق تحقیقات کی مگر سر ولیم میور ڈاکٹر اسپرنگر، کارلائل، مارگولیتھ اور مستشرقین مغرب کے صحیفوں میں انہوں نے کبھی یہ تکلیف گوارا نہیں کی کہ جن مسائل پر ہم کو شک ہے اس کی تحقیق اصل کتابوں سے کر لی جائے۔

الحاد کا سرچشمہ

اس کے بعد ایک اور مصیبت ہے اور وہ یہ کہ جو شبہات مغرب زدوں کے دماغوں میں چکر لگا رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ ان کی ایک ہی ضرب سے مذہب پاش پاش ہو جائے گا نہ خود بھی ان مجتہدوں کے دماغ کی پیداوار نہیں ہیں بلکہ وہ شبہات وہی ہیں جن کو مغرب کے ینبوعوں نے اپنے صحائف میں درج کر دیئے ہیں اے کاش ان نقالوں کا دماغ بھی ان شبہات کو پیدا کرتا اور وہ تعمیر کے نہیں تو تخریب کے ہی خالق بنتے مگر اس رسوائی کا کیا علاج کہ وہ شبہات بھی مغرب سے مستعار لیتے ہیں اور اس پر دعویٰ اجتہاد وتحریر۔

ناظرین کرام آپ کو نقالی کا ایک اور کرشمہ دکھانا ہے ذہنی افلاس اور بصیرت سے تہی دامنی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ اگر نقالوں کے ہم مشرب

[illegible] مذہب اس پر عمل کریں تو [illegible] کی نظر میں قدامت پسند [illegible]
[illegible] کہلاتے ہیں لیکن اگر [illegible] استاد ان مغرب [illegible]
[illegible] کے ساتھ اس کی روشن خیالی، تجدد پروری اور عالی دماغی پر محمول کی جائیگی
یورپ کے مقلدین غالباً اس غیر منصفانہ تقسیم کی وجہ نہ بتا سکیں
بالکل اصل چیز وہی ہے جس کو ہم نقالی کے نام سے موسوم کرتے ہیں
نقال اس بات کا فیصلہ کر لیتا ہے کہ جس کی ہم نقل کر رہے ہیں وہ ہر
[illegible] میں نقل کرنے کے قابل ہے اور یورپ کی دکان سے جو چیز خریدی
[illegible] گی وہ بہرحال اچھی اور بہمہ صفات موصوف ہوگی۔

[illegible] عادلانہ تقسیم

اگر علماء اسلام کے اصولوں پر گفتگو کریں تو وہ [illegible] قابل نفرت و حقارت اور اگر مسائل نکاح و طلاق [illegible] اظہار خیال کریں تو قابل صد ملامت لیکن اگر چرچ آف انگلینڈ کے صدر [illegible] بشپ (بادشاہ انگلستان) پادریوں سے اپیل میں شراب اور نان [illegible] کو مسیح کا خون اور گوشت ثابت کریں اور اسی پر اپنا ووٹ دیں کہ [illegible] شراب مسیح کا خون اور روٹی مسیح کا گوشت بن جاتا ہے عین صواب! تمام تجدد [illegible] پر سکوت کی مہر لگ جاتی ہے اور کوئی نہیں جو ملک معظم کو قدامت [illegible] تنگ خیال اور دقیانوس وغیرہ القاب عنایت کرے!

اگر قرآن حکیم کی تلاوت پر کوئی غریب مسلمان اصرار کرے تو فوراً اس کو [illegible] کی جاتی ہے مگر ملک معظم جارج پنجم تاج کے شب سے یہ کہیں [illegible] روزانہ بائبل کا مطالعہ کرتے ہیں تو تمام متجددین و روشن خیالوں کی گردنیں جھک [illegible] جاتی ہیں اور کسی کی زبان سے یہ نہیں نکلتا کہ ملک معظم قدامت پسند ہیں۔

حلف کو موکد کرنے کے لئے مسلمان قرآن کو اٹھا لے تو وہ بھی دقیانوسی کا خطاب [illegible] لیکن جمہوریہ امریکہ کا صدر روزویلٹ اور جرمنی کا ڈکٹیٹر ہر ہٹلر بار [illegible] افتتاح کے موقعہ پر انجیل کو ہاتھ میں اٹھا کر وطن اور قوم کی خدمت [illegible] عہد کریں تو عین روشن خیالی اور نئی روشنی زدہ طبقہ ان پر لب بھی نہ ہلائے [illegible] اگر کسی عالم باعمل مولوی ملا کے ہاتھ کو کوئی مسلمان عقیدت کے جذبہ سے [illegible] بوسہ دے تو پیر پرست اور خدا جانے کیا کیا القاب پائے لیکن اٹلی کا مختار [illegible] مسولینی پوپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے قدم چومے اور ہاتھ کو [illegible] بوسہ دے تو عین صواب اور کسی یورپ زدہ کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ اس پر کچھ نہیں [illegible] چند آرٹیکل ہی ان کے خلاف نکال کر اپنی روشن خیالی کا ثبوت دے۔

[illegible] غور کیا کہ یہ [illegible] موجودہ ترقیوں سے غیر [illegible] اسی عاشق صادق کی طرح جو معشوق کی ہر برائی کو دلربائی کا ایک سامان سمجھتا اور اس کی نظر پاکیزہ حسن دلربائی کا جامہ پہنتا رہتا ہے مجبور ہیں کہ وہ ہر برائی کو جو معشوق یورپ کے مبارک ہاتھوں سے ان کے پاس پہنچے اپنے سینہ سے لگائیں اور اپنی آنکھوں میں جگہ دیں یہی وہ نابینائی ہے جو بصیرت سے محروم ہو جانے اور نقالی اختیار کرنے سے پیدا ہو جاتی ہے۔

مندرجہ بالا حقائق پر نظر ڈالنے سے اس بات کے تسلیم کرنے میں کوئی امر مانع نہیں کہ ہندوستان کی "تجدد پرور" اور "نئی روشنی" والا طبقہ اپنی دہریت و الحاد میں مغرب کا شاگرد ہے یعنی مذہب اسلام کی نسبت جو ان کو شکوک و شبہات ہیں وہ یورپ سے ہی مستعار لئے گئے ہیں۔

دماغی افلاس کا آخری درجہ

ہمیں اس بات کا ملال نہیں کہ دور حاضر کے ارباب اجتہاد الحاد و زندقہ کی طرف کیوں مائل ہو رہے ہیں [illegible] کے دل میں اسلام کی نسبت تذبذب اور ارتیاب کیوں پیدا ہو گیا ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اس قسم کا طبقہ ہر زمانہ میں موجود رہا ہے اور اس نے ہمیشہ [illegible] کہ مذہب کو خطرہ ہے اور وہ زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتا لیکن افسوس اور ملال اس بات کا ہے کہ اس طبقہ کو الحاد بھی ایجاد کرنا نہیں آیا اس نے الحاد کو بھی تو مغرب کی دریوزہ گری سے [illegible] اگر وہ الحاد کو خود ہی ایجاد کرتے اور اس میں جدت میں بصیرت کا کوئی شائبہ ہوتا تو ہم کو افسوس نہ ہوتا بلکہ ہم کسی قدر خوش ہوتے کہ گو اس طبقہ نے الحاد اختیار کیا ہے مگر وہ کسی کی نقالی سے نہیں بلکہ اپنے اجتہاد سے لیکن یہ کیا ہے کہ ہم مرتے ہیں تو دوسروں کی نقالی کرتے ہیں اور اغیار سے زہر کا پیالہ بھیک مانگ کر منہ کو لگاتے ہیں اگر حرام کھا کر مرنا ہی مقصود ہے تو کیا اپنے سنگ آستان پر اس کی مشق نہیں کر سکتے افسوس سر بھی پھوڑتے ہیں تو آستانہ غیر [illegible] پر سر پھوڑ کر مرنے کے لئے کس کے آستانہ کی تلاش ہے الحاد و دہریت اختیار کرنے میں یورپ ہی کو کیوں استاد بنایا جائے کیا ہمارے متجددین "[illegible]" کو اس بات پر ناز ہے کہ وہ الحاد بھی دوسروں سے بھیک مانگ کر اختیار کرتے ہیں جب مرنا ہے تو آستانہ غیر کی کیا حاجت!

حرمیت اور اسلام

(از جناب مولوی سید عبدالرؤف صاحب ناظم کتب خانہ ندویہ)

خدائے برتر تو آنا قرآن مجید میں فرماتا ہے ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعلمین یعنی کہ کرمہ وہ پہلا گھر ہے جو دنیا میں بندوں کی عاشقانہ آرزوؤں کی تکمیل اور نیاز مندانہ تمناؤں کے پورا کرنے کے لئے بنایا گیا یہ بڑی برکت کی چیز ہے یہیں سے اہل عالم کے لئے سعادت وہدایت اور برکات وحسنات کے چشمے پھوٹے اسی جگہ گم گشتگان راہ ہدایت کو صراط مستقیم کا پتہ چلتا ہے اور یہی اسرارالٰہی کا مرجع ہے قرآن کریم میں اس کی عظمت وشان اور جلالت مرتبہ کو ذہن نشین اور دلوں پر نقش کالحجر کرنے کے لئے مثابۃ للناس۔ البلد الامین کے الفاظ بھی جلوہ گر ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ خود باری تعالیٰ ہی اس کی بزرگی وجلالت من دخلہ کان امنا کے نقرے سے واضح کر رہا ہے۔

ہمیں یہاں اس دستوری، تاریخی اور سیاسی آئین وضابطہ سے کچھ سروکار نہیں جو طول وعرض عرب میں نافذ العمل تھا کہ کیا ہی مجرم ہو کوئی ہو کسی نے کتنا ہی عظیم جرم کیا ہو مگر اس گھر میں داخل ہوتے ہی قدم رکھتے ہی ہر قسم کے گزند وضرر سے محفوظ ہو جاتا ہے بلکہ بتانا اور سمجھانا یہ ہے کہ وہ اس بار امانت کا حامل ہو جاتا ہے جس کی طرف آیۂ پاک انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان میں اشارہ کیا گیا اور جو اپنی نوعیت میں کچھ اتنا قوی صفت اور قوی قوت ہے کہ جب اس کے اٹھانے کے متعلق آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں سے کہا گیا تو وہ لرز اٹھے کانپ گئے تھرانے لگے اور عرض کرنے لگے کہ بار الٰہا ہمیں تو معذور ہی رکھ ہمیں تو بخش ہمارے اندر اتنی قوت اور اتنا حوصلہ کہاں ہے کہ ہم اس بار امانت کے متحمل ہوں ہم تو پاش پاش ہو جائیں گے ہمارے جگر شق ہو جائینگے لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا آغوش میں لے لیا اور اپنے قلب میں جگہ دی۔

ظاہر ہے کہ جو ہستی امانت ربانی کی حامل ہو اسے کائنات کا کوئی ذرہ اور مخلوقات عالم کی کوئی ذی روح اور غیر ذی روح ہستی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی وہ تمام دنیوی مضرات سے امن میں رہتا ہے بلدالامین کا یہی مطلب ہے۔

خود فرمان نبوی بھی یہی ہے کہ خلوص نیت سے فریضہ حج ادا کرنے والا تمام معاصی سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک نومولود بچہ ہوتا ہے عظمت کعبہ کے لئے صرف یہی اشارات کافی ہیں "بار امانت" کی تصریح اوہام معذور ہے اور زیادہ ایہ خواص کا کام ہے۔

حضرت جعفر بن محمد بن علی سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک روز فرمایا کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مخاطب کر کے انی جاعل فی الارض خلیفۃ کہا تو وہ بیساختہ کہہ اٹھے اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک یعنی خدائے قدوس نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ پیدا کرنا چاہتا ہوں تو وہ کہنے لگے کہ کیا تو دنیا میں ایسی ہستی پیدا کر رہا ہے جو شر وفساد برپا کریگی اور خون بہائیگی حالانکہ ہم تیری حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس کے لئے موجود ہیں یہ معترضانہ جواب سنکر غضب الٰہی جوش میں آگیا اور حکم ہوا کہ انی اعلم مالا تعلمون جو میں جانتا ہوں تم نہیں سمجھتے یہ ہیبتناک جواب سنکر فرشتوں پر ایک لرزہ طاری ہو گیا وہ خوف سے کانپنے لگے اور انھوں نے عرش کے گرد طواف شروع کر دیا آخر اس طواف سے رحمت الٰہی جوش میں آئی ان کی عاجزی اور توبہ قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین پر بھی ایک ایسا مکان تعمیر کرو جہاں میرے گنہگار بندے اسی طرح سے طواف کر کے مجھ سے طلب عفو کیا کریں اور میں اسی طرح ان کے گناہ معاف کیا کروں۔

چنانچہ بحکم ربی دنیا میں سب سے پہلا عبادتخانہ اور سب سے پہلی عمارت کعبہ شریف ہی ہے بہت سے مفسرین اور مورخین کا بھی اسی پر اتفاق ہے مشہور یوروپین مورخ گبن اپنی تاریخ "ڈیکلائن اینڈ فال روما" میں لکھتا ہے کہ کعبہ کی قدامت مسلم امر ہے اور یہ سنہ عیسوی سے پیشتر کسی زمانہ میں تعمیر ہوا تھا ایک اور قدیم یونانی مورخ ڈایوڈورس نے ساحل بحر احمر کی آبادیوں کا ذکر کرتے ہوئے جہاں تبیوت اور سبین کا حال لکھا ہے: "ہاں ایک مشہور معبد کی موجودگی کا بھی اعتراف کیا ہے" یہ معبد خانہ کعبہ تھا زمانہ حال کے مورخین نے بڑی کاوش وجستجو کے بعد یہ قیاس قائم کیا ہے کہ کعبہ سنہ ۲۰۰۰ ق۔م میں تعمیر ہوا تھا۔

انسان اور بار امانت

یہ وہ قیاس واندازہ ہے جو قدیم صحائف وآثار عہد عتیق اور مختلف کتبات سے کیا گیا ہے ٹھیک سنہ اور تاریخ کا تعین نہ کوئی حتمی طور پر کر سکتا تھا اور نہ کر سکا البتہ اتنا ضرور معلوم ہو گیا اور تحقیق کے ساتھ معلوم ہو گیا کہ آج سے تقریباً چار ہزار برس پیشتر تک دنیا میں کعبہ شریف موجود تھا اور دنیا والے سب سے بڑا معبد اسے ہی تسلیم کرتے تھے یہ زمانہ بھی اتنا قدیم ہے کہ اس سے پیشتر کی تاریخ کا کوئی پتہ نہیں یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت کوئی تہذیب موجود ہو نہ ہی اور انسان مکان بنا کر رہنا سیکھ گئے تھے یقین اغلب کیا صحیح معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم نے اس میں عبادت شروع کی اور یہیں اور اسی متبرک قطعہ زمین پر آپکو خلعت خلافت کے ساتھ وہ بار امانت بھی عطا ہوا جسے اٹھانے سے کوہ وجبل اور ارض وسماء بھی معذوری ومجبوری کا اظہار کر چکے تھے اور یہ اس کی عظمت کا سب سے بڑا اور سب سے اہم سبب ہے۔

پہلی عظمت تو شرف اولیت دوسری بار امانت کی سپردگی تیسری عظمت قبلہ گاہ مسلمین ہونا اور چوتھی عظمت یہ ہے کہ یہ شہر تمام بڑے بڑے براعظموں میں ایک مرکزی نقطہ کی حیثیت رکھتا ہے یہی سے اسلام دنیا کی اطراف زمین

سمجھتے ہیں عرب ایشیا یورپ اور افریقہ کے بیچوں بیچ میں ہے اور کرہ ارض کی تری دونوں راستوں سے یہ دنیا کو اپنے داہنے اور اپنے بائیں ہاتھ سے سمیٹ کر ایک کر رہا ہے اور اس کی اس شان مرکزیت میں اب بھی کسی کو کوئی شبہ ہو تو طول البلد اور عرض البلد کے حساب سے دیکھ لے دنیا کی آبادی شمال میں ۶۰ درجے عرض البلد اور جنوب میں ۴۰ درجے تک ہے اور دونوں کا مجموعہ ۱۲۰ اور اوسط ۶۰ نکلتا ہے اور اگر ۶۰ میں ۴۰ تفریق کئے جائیں تو ۲۰ درجے ہیں دوسری طرف ۸۰ میں ساٹھ منہا کئے تو بھی ۲۰ ہی باقی بچیں گے کہ مکہ معظمہ ۲۱ درجہ پر آباد ہے اسی لئے بالکل ٹھیک طریق پر اسے ناف زمین کہا گیا ہے ناف جسم کے وسط ہی میں ہوتی ہے۔

اس حساب اور اس کی مرکزیت کے حسابی صحت کے متحقق ہو جانے سے اس شہر اور اس عبادتگاہ کی کتنی اہمیت بڑھ جاتی ہے جس طرح فرمانروایان عالم سہولت کار اور انتظامی آسانیوں کے لئے پایہ تخت ایسی جگہ اور ایسے مقام پر قائم کرنے کے لئے آرزومند رہتے ہیں جو مرکزی و وسطی حیثیت رکھتی ہے اور بوقت ضرورت یہاں سے ہر مقام پر یکساں اوقات میں امداد و فوج پہنچائی جا سکے اسی طرح معبود برحق نے اپنے بندوں کی رشد و ہدایت اور عبادت کے لئے بھی ایک ایسا ہی مرکزی نقطہ اور مرکزی مقام تجویز فرمایا جہاں سے آفتاب کرم طلوع ہو کر ہر طرف اپنی شعاعیں پھیلا سکے اور نور عرفان کی تجلیاں چاروں طرف منتشر ہو جائیں، مادر گیتی نے جتنے جلیل القدر اور گرامی مرتبت انبیاء و رسل پیدا کئے وہ بھی سب عرب ہی میں پیدا ہوئے فیوض ربانی کے چشمے یہیں سے ابلے اور یہی ارض پاک مہبط انبیاء بنی رہی اور اسی لئے بنی رہی کہ یہ ایک مرکزی قطعہ ارض ہے اور یہاں سے ایشیا یورپ اور افریقہ میں یکساں توجہ سے روشنی پھیلائی جا سکتی ہے۔

مکہ معظمہ کی اہمیت

مکہ معظمہ میں آج بھی حضرت آدم حضرت ابراہیم اور حضرت نبی کریم کے آثار متبرکہ کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں بڑے بڑے عظمت و شان والے انبیاء یہاں آتے اور اس بیت اللہ کی زیارت سے سعادت اندوز ہوتے رہے انجیل مقدس سے حضرت موسیٰ کا بھی یہاں حاضر ہونا اور حج کرنا ثابت ہے بیت المقدس بھی بہت مقدس جگہ ہے اور ہزارہا سال تک اقوام عالم کا ایک بڑا معبد رہ چکا ہے ہندوستان میں سومنات کے مندر کی بھی بہت بڑی حیثیت تھی ان سے اتر کر اور بھی معابد تھے جنہیں مختلف اقوام کے تاجداروں نے اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندا بیت المقدس پر بخت نصر اور ٹیٹس نے یورش کی اور اسے فتح کر کے اینٹ سے اینٹ بجا دی سومنات پر سلطان محمود غزنوی نے ہلہ بول دیا لیکن کسی غیر مسلم قوم کو کبھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ مکہ معظمہ پر لشکر کشی کرتی۔

یمن عہد قدیم میں دنیا کا امریکہ تھا وہ ہمیشہ مکہ معظمہ کی مرکزیت کو حسد کی نگاہوں سے دیکھتا۔ آخری دور میں جبکہ یہ سلطنت حبش کا ایک صوبہ بنا ہوا تھا اور ابرہہ یہاں داد حکمرانی دے رہا تھا اسے لشکر کشی کی جرأت ہوئی اور اس بنا پر ہوئی کہ اس نے یمن میں ایک جدید اور عظیم الشان معبد تیار کیا اور اسے بیت اللہ شریف کی حیثیت سے مرکزی اہمیت دینی چاہی لیکن جب [illegible] لگا کہ یمن جیسے زرخیز اور شاداب ملک کے معبد کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتی اور حجاز جیسے بے آب و گیاہ خطہ کی ایک معمولی عمارت کی طرف ہر سال انسانوں کا ایک سیلاب امنڈا پڑتا ہے تو اس نے سوچا کہ پہلے اس عمارت کو ڈھا دیا جائے پھر اپنے معبد کی طرف انسانوں کو رجوع کر لیا جائے گا یہی سمجھ کر خود فیلوں کو لیکر اور ایک فوج جرار لیکر بیت اللہ کو ڈھانے کے لئے لشکر لیکر مکہ معظمہ کی طرف بڑھا مکہ والوں کی طاقت ہی کیا تھی حضرت عبدالمطلب سردار ابرہہ کے دربار میں حاضر ہو کر صرف کہا کہ آپ ہمارے معبد سے تعرض نہ کریں ہمیں ہمارے معبد کی مرکزیت کے قیام کی آرزو ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں جب وہ باز نہ آیا تو آپ یہ کہہ کر لوٹ آئے کہ اس کا گھر ہے تو وہی اس کی حفاظت کر سکتا ہے ہم میں ابرہہ سے مقابلہ کی سکت نہیں یہ سمجھتے ہو کہ پھر ابرہہ کے لشکر جرار اور [illegible] فیلان نے بیت اللہ شریف کو اسی طرح تباہ کر کے رکھ دیا جس طرح بخت نصر نے بیت المقدس کو اور سلطان محمود غزنوی نے سومنات کو کیا تھا۔

کس کا زہرہ تھا کس کی جرأت تھی!! جو اس معبد اول اور اس خانہ خدا کی طرف قدم اٹھاتا ابرہہ لشکر لئے بڑھا آتا تھا کہ فضائے آسمانی میں ابابیلوں کی ایک فوج نمودار ہوئی جن کی چونچ میں صرف ایک ایک کنکری تھی وارسل علیہم طیرا ابابیل۔

ایک ایک ابابیل نے ایک ایک کنکری ایک ایک ہاتھی پر پھینکی کنکری تھی یا بم شیل درحقیقت ایک قہر الٰہی تھا جس پر گری جس کے لگی پار نکل گئی اڑا دیئے ابرہہ بھی جیتا رہا بھاگا اور اس نے انجام کار اپنے آپ بچا لیا قرآن مجید میں خود خدائے قدوس فرماتا ہے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل کیا تو نہیں دیکھتا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا یعنی ہمارے اندر ساری قوتیں موجود ہیں ہم معبود ہیں ہم نے خاص جگہ خاص مقصد کے لئے زمین پر اول بیت تعمیر کرایا تھا ابرہہ کی یہ ایک خود کشانہ جسارت تھی کہ وہ اس کی اہمیت نہ سمجھتے اور دیکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھا اور بڑھا تو اس نے نتیجہ دیکھ لیا اور ہم نے کس خوبی و آسانی سے اس کے لشکر کو آناً فاناً میں تباہ و برباد کر دیا اور اپنا گھر بچا لیا۔

کعبہ کی تاریخ

طوفان نوح میں چونکہ تمام شہر تباہ ہو چکے تھے عبادت کرنے والے بھی نہ رہے تھے اس لئے بیت اللہ کی عمارت بھی سیلاب کی نذر ہو گئی پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ نے اس کی تجدید کی اور ایک عرصہ کے بعد اس کی تولیت بنی جرہم کے قبضہ میں آگئی ان کے زمانہ میں بھی ایک پہاڑی نالہ سے بہت نقصان پہنچ جانے کے بعد انہی بنیادوں پر اس کی تعمیر ہوئی بعد ازاں قوم عمالقہ نے اس پر قبضہ پا کر اسے از سر نو تعمیر کیا پھر قریش میں اس کی تولیت آگئی اور انہوں نے [illegible] کی لکڑی سے اس کی چھت بنا دی [illegible] طرح برابر اس کی مرمت و تجدید ہوتی رہی اور خلیفہ عبدالملک اموی نے اسے اصلی بنیادوں پر از سر نو بنایا [illegible] سنگ مرمر کے ستون قائم کئے خلیفہ متوکل علی اللہ نے اس کی دیواروں کو چاندی سے منڈھوایا اور چھت اور اندر کی اطراف میں سونے کے پتر [illegible]

پر قائم ہے ... اس کی تاریخ ... اس کی ...
اور اس کی مرکزی حیثیت پر غور کرے تو وہ حیران رہ جائے گا حقیقت یہ ہے کہ خدا کی تمام حکمتوں کو تو کیا اس کی نعمتوں میں مضمر بے شمار حکمتوں کا بھی عقول بشری احاطہ ہی نہیں کر سکتیں۔ بظاہر بھی بہت سے مصالح دینی اور دنیوی اس کے ساتھ وابستہ ہیں اور جو باطن خدا جانے اس عبادت اور اس گھر کی تعمیر میں کیا کیا حکمتیں مضمر و پوشیدہ ہیں۔

اہم دینی و ملی مرکز

بظاہر سب سے اہم اور سب سے ارفع مقصد تو یہی ہے کہ مسلمانوں کا ایک اہم دینی مرکز ایک مرکزی مقام پر ہو جہاں ساری دنیا کے مسلمان ایک ہی وقت ایک ہی صورت ایک ہی رنگ اور ایک ہی حالت میں ایک ہی مقصد کے لیے جمع ہو سکیں اور اس مرکز میں ایک قسم کی الہی شان اور ایسا تقدس وا احترام مضمر و نمایاں ہو کہ کوئی ذی استطاعت مسلمان ایک وقت خاص میں یہاں آنے سے اعراض نہ کر سکے یہی وجہ ہے کہ حج کے اجتماع کو ایک اہم عبادت اور خاص فرض قرار دیا گیا۔ کعبہ معظمہ کیا ہے ایک تناور درخت کی جڑ ہے جس کی شاخیں اطراف عالم پر محیط ہیں ایک خزینہ برقی ہے جس سے پوری دنیائے اسلام میں کرنٹ پہنچ رہا ہے ایک بند ہے جو اکناف گیتی کو اپنی دہاروں سے سیراب کرنے کا کفیل ہے ایک روحانی پیچ ہے جس سے کروڑوں انسان بندھے ہوئے ہیں اور ایک ایک رسی ہر مسلمان کے گلے میں پڑی ہوئی ہے اس کا کوئی وطن ہے نہ دیس ہے جو کچھ ہے کعبہ معظمہ ہے کہیں رہے کہیں بسے کہیں پھرے چین میں ہو یا مراکش میں تارویجے ہو یا نیپال میں دہلی میں ہو یا نیو یارک میں خیال رکھے کہ میرا اصلی اور حقیقی مستقر اور اصلی وطن یہی قطعہ پاک ہے ایک جلوہ گاہ ربانی ہے جہاں سے اہل دل عاشقانہ اور مجنونانہ وارفتگی کے عالم میں دور دراز سے اقطاع عالم سے شہر دیار اور قصبات و قریات سے اکتساب ضیا کرتے ہیں اور نور ریزی کی چنگاریاں اپنے نہاں خانہ قلب میں لیکر اپنی اپنی جگہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ دولت ایمان یہیں سے تقسیم ہوئی زہد و ورع کے زر و جواہر یہیں سے دنیا میں پہیلے سکہ اسلام کی ٹکسال یہی ہے۔

مرکزیت سے مسلمانوں کا تغافل

افسوس صد افسوس! واحسرتا! کہ مسلمانوں نے اس مرکز ازلی کی اہمیت کو بہت جلد بھلا دیا دنیا نے اجتماع اور اپنی شیرازہ بندی کے لیے مرکز کی تلاش میں سرگرداں ہے جگہ جگہ بنیادیں گاڑی جاتی ہیں مصنوعی گھر بنائے جاتے ہیں نئے نئے قاعدے تلاش کئے جاتے ہیں۔ ہمارا مرکز کعبہ اور ہمارا قاعدہ قرآن موجود ہے جو ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں آستانہ ایزدی پر پہنچا دیتا ہے مگر ہم غفلت سے ہیں جو ہیں پھر احساس نہیں ہے سب ہیں کہ موت کی نیند پڑے سو رہے ہیں سب ہیں کہ ان پہ ایک مجنونانہ سرشاری مسلط ہے سب ہیں کہ شیاطین کے پھندوں کی طرف بلا احساس دوڑے چلے جا رہے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو خلافت ارض آج ہماری ہی ہاتھوں کے قبضہ میں ہوتی دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کے تخت بچھے ہوتے ... عالم کا تاج انھی کے سروں پر جگمگاتا اور ... کے ... نشانوں کی طرف ہوتا۔

فرزندان اسلام کے پاؤں میں رنگ و نسل قوم و وطن اور عصبیت کی جتنی زنجیریں پڑی ہوئی تھیں مکہ مکرمہ کی تربت کے ساتھ کاٹ دی گئی تھیں ان کے سامنے دین قیم کی ایک حبل المتین پیش کر دی گئی تھی کہ وہ رسی مضبوط تھامے رہیں انھیں انما المومنون اخوۃ کا سبق پڑھا دیا گیا تھا ان کے لیے ایک مرکز قرار دیا گیا تھا ایک ہی قسم کی عبادت اور ایک ہی نوعیت کا مذہب تھا سب کچھ تھا سب کچھ تھے کچھ نہ رہا کچھ نہ رہے حلقہ بگوشان اسلام میں زندگی ہوتی شعلہ ایمان ان کے قلوب میں روشن ہوتا تو وہ مرکز سے بندھے رہتے جہاں رہتے بھائی بھائی بنکر رہتے مسلمان ہو کر رہتے شیر و شکر ہو کر رہتے اور سب کچھ ہو کر بھی خدا کے ہوتے مگر کچھ نہیں انھی کے کاشانوں میں خاک اڑ رہی ہے انھیں کے ... ہر ... آگ برسا رہے ہیں حقیقی مرکز دائرے مرکز سے لوٹ کر ... اپنی حبل المتین کو ایک حد تک نہیں بڑی حد تک چھوڑ کر پریشان ہیں اور جن کا کوئی مرکز نہیں وہ اپنے نئے نئے اور غیر حقیقی اور غیر روحانی مرکز بنا کر عیش و سرور کے لطف اٹھا رہے ہیں دیکھ ہی رہے ہو کہ ایک منتشر و مغضوب قوم تو ایک مرکز اور ایک قومی گھر کے لئے مری جا رہی ہے جان دے دیتی ہے اور فلسطین میں آ آ کر آباد ہو رہی ہے اور یہاں فاقہ مستیوں کے ساتھ بے احساسیاں بھی شامل ہو رہی ہیں آج ہماری جمعیۃ اسلام کا صدر دفتر مکہ معظمہ میں اور اس کی بڑی بڑی شاخیں انگلستان جرمن فرانس سٹریلیا افریقا چین ہندوستان اور امریکہ میں اور ان شاخوں سے پھوٹنے والی چھوٹی چھوٹی شاخیں شہروں اور قصبوں میں ہونی چاہیے تھیں تمام مسلمان اس کے ممبر ہوتے یہیں سے ہماری ملی رہنمائی ہوتی یہیں دنیا بھر کے مسلمانوں کے نمائندے رہتے یہیں زکوٰۃ و صدقات کی آمدنی کے علاوہ چار چار آنہ چندہ فراہم ہو کر جمع ہوتا یہیں عطیات پہنچتے اور یہیں سے تقسیم ہوتے تو آج اس زوال و انحطاط پر بھی فرزندان توحید کی ملی قوت پوری دنیا پر چھا جاتی جملی اور ملی کی جملہ ضروریات ہرگز تشنہ تکمیل نہ رہتیں اور نہ وہ آئے کہ حوادث بنے رہتے کون تھا جو چالیس کروڑ شیرازہ بند مسلمانوں کو آنکھیں دکھا سکتا سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ خدا کسی قوم کو تباہ نہیں کرتا بلکہ قومیں خود اپنی بے حسی سے تباہ ہوتی ہیں۔ ابھی وقت ہے کہ حج کے فلسفہ کو سمجھو بیت اللہ کی عظمت کا احساس کرو افسوس ہم نے خدا کو چھوڑ دیا خدا نے ہمیں بھلا دیا۔
کسی کا شعلہ فریاد ہو ظلمت ربا کیونکر ... گراں ہے شب پرستوں پر سحر کی آسمانی

اجتماعی فساد کا منبع کہاں ہے؟

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب [illegible])

مسلمانوں کی تمام پستیوں، ذلتوں، کمزوریوں اور بدبختیوں کا واحد سبب یہ ہے کہ ان کی حیات اجتماعی فنا ہو گئی، ان کی جمعیت پریشان ہو گئی اور وہ متحد و متفق نہیں رہے۔ اسلام نے ان کو ایک رشتہ میں منسلک کیا تھا، انکو مانند ایک جسم کے بنایا تھا اور سب کو اخوت اسلامی کا سبق دیا تھا مگر اسلام نے جس شدت اور سختی کے ساتھ ان کو تفرقہ، تشتت اور فرقہ بندی سے روکا اسی قدر آزادی اور ناعاقبت اندیشی کے ساتھ وہ متفرق اور فرقہ بند ہو گئے، باہمی بغض و عناد، تحقیر و تذلیل اور تکفیر و تفسیق سے ملت واحدہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئیے، اور مسلمان کی چھری مسلمان کے گلے پر بے دریغ چلنے لگی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم اپنی شجاعت و بسالت اور شرعی آن بان کو کھو بیٹھے اور زندہ قوموں کی ٹھوکروں سے پامال ہونے کے لئے باقی رہ گئے۔

اس پر مستزاد یہ کہ تقریباً نصف صدی سے پیہم و مسلسل کوشش ہو رہی ہے کہ کسی طرح مسلمان متحد و متفق ہوں مگر ان کی تنظیم ہونے میں نہیں آتی بلکہ جوں جوں اتحاد و اتفاق کی کوشش کی جاتی ہے روز بروز وہ اور بھی زیادہ منتشر اور پریشان ہو رہے ہیں اور یہ مثال صادق آ رہی ہے کہ "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"۔ اسی سلسلہ میں علامہ محمد فرید وجدی مصری نے اپنی کتاب "الاسلام فی عصر العلم" میں ایک نہایت ہی قیمتی اور پر از حقائق مضمون بعنوان "من این جاء الفساد الاجتماعی" شائع کیا ہے جو اس قابل ہے کہ اس کو ہندوستان کے مسلمانوں تک پہنچایا جائے تاکہ انکو معلوم ہو جائے کہ افتراق و فساد کا منبع کہاں ہے اور مسلمانوں کے انتشار و افتراق کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ میں اس قیمتی مضمون کے ترجمہ کو کسی قدر کمی و بیشی کے ساتھ اپنے الفاظ میں پیش کرتا ہوں، امید کہ ناظرین کرام اس مضمون کا بامعان نظر مطالعہ کریں گے و ہو ہذا:

آپ ایک طویل اور فلسفیانہ اور بصیرت افروز تمہید کے بعد فرماتے ہیں کہ آج دنیا کی مہذب اور زندہ قومیں میدان ترقی میں دوڑ رہی ہیں، ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانا چاہتی ہیں اور نئے نئے علوم و انکشافات سے بہرہ ور ہو کر اپنے مستقبل کو شاندار بنا رہی ہیں مگر مسلمان بھی ہیں جو انجام و مآل سے بے خبر غفلت کی میٹھی نیند سو رہے ہیں اور نئے علوم سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے ہیں اور جب کبھی ان کو ترقی و تقدم کا خیال آتا ہے اور وہ خواب مرگ سے کروٹ بدلتے ہیں تو بجائے ترقی و ترفع کی راہ پر گامزن ہونے اور اپنی عملی قوتوں کو صحیح راستہ پر لگانے کے ہلاکت و تباہی کی راہ پر لیتے ہیں یعنی آپس میں دست و گریباں ہو جاتے ہیں، تفرق و تشتت کا ایک نیا فتنہ کھڑا کر دیتے ہیں، بغض و عناد کی آگ کو اور زیادہ مشتعل کر دیتے ہیں اور قومی تخریب و تدمیر پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

کہ وہ قوم کی قوتوں کو صحیح راستہ پر لگائیں، اجتماعی زندگی پیدا کریں، قومی غیرت و حمیت کو زندہ کریں اور خلوت و رہبانیت کو ترک کر کے قوموں کی پریشان اور ان کی جمعیت کو پراگندہ کریں، ان کی غیرت و حمیت کو بلند کریں اور نفوس کو تعلیم و تربیت سے آراستہ کریں [illegible] ایک دوسرے کے دل آزاری اور تخریب و تدمیر کے اور کچھ نہیں اور وہ اس قوم کے مرض کو اور بڑھا رہے ہیں، انہوں نے ابھی تک قوم کے مرض اور دوا اور طریق استعمال کو بھی تک سمجھا ہی نہیں حالانکہ وہ ان کے سامنے مگر وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔

کہا جاتا ہے کہ ہمارا مرض عدم اتحاد ہے اور ہماری دوا اتحاد ہے اور ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم عدم اتحاد کے مارے ہوئے نہیں، بیشک ہمارے لئے اتحاد لازم ہے لیکن میں تو یہ کہتا ہوں کہ عدم اتحاد بذاتہ کوئی مرض نہیں بلکہ دیگر امراض میں سے ایک عرض ہے اور اگر ہم اس بارہ میں یہ جاننا چاہتے ہو کہ ہم کیوں وہم میں پڑے ہوئے ہیں تو اس امر پر غور کرو۔

اگر عدم اتحاد مرض ہے اور اتحاد اس کی دوا تو اتحاد کیلئے کونسی چیز ملت سے کیا ہمارے لئے یہی زندگی اچھی ہے کہ مرض کی تکلیف سے تڑپتے رہیں اور زندہ اقوام کی ٹھوکروں سے پامال ہوتے رہیں کہا جائے گا کہ عدم اتحاد کا باعث سوء تربیت اور عدم علم ہے ہم کہتے ہیں کہ اگر یہی بات ہے تو تمہارا یہ قول غلط ہو گیا کہ ہمارا مرض عدم اتحاد ہے اور لازم آیا کہ عدم تربیت کو مرض کہا جائے اب اس پر سوال ہوتا ہے کہ کیا دنیا کی تمام قوموں میں ہم ہی قلیل التربیت و قلیل العلم ہیں کیا ہم متمدن جنگجو جماعتوں سے بھی زیادہ کم علم اور ناتربیت ہیں اگر اتحاد تربیت اور علم ہی پر موقوف ہے تو ماننا پڑے گا کہ نوع انسانی میں کبھی اجتماع ہوا ہی نہیں حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہے، حیات اجتماعیہ کی تشکیل علم و تربیت کے آنے سے قبل ہوئی۔

پھر آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو قومیں جہالت و وحشت کی تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں ان میں باہمی محبت و اتحاد مہذب قوموں سے زیادہ ہے جیسے افریقہ کے بعض قبائل، وہ تمام وحشی ہیں ان میں سوائے جہل اور عدم تربیت کے اور کوئی شکایت نہیں، تم افریقہ کے وحشیوں کو دیکھو گے کہ وہ کس طرح علم و تمدن والی حریص اور طامع قوموں کے مقابلہ میں مدافعت کر رہے ہیں اور جفاکشی کا ثبوت دے رہے ہیں۔

علاوہ ازیں اگر ہم جمود اتحاد کو علم و تربیت سے متعلق کر دیں تو ماننا پڑے گا کہ تمام دستہ قلمی اور منطقی ہو جائے کہ مقدمات منطقیہ کو ترتیب دے اور ان نتائج منطقیہ کا استخراج کرے اول تو یہ بات ممکن ہو تو کر کے آئے گا کہ وہ اتحاد کو صرف فلسفیوں اور منطقیوں کے ساتھ خاص کرنا پڑے گا جو تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف ہے [illegible]

مسلمانوں کے اخبارات و رسائل

قومی جرائد کا مقصد وحید [illegible] اور جماعت [illegible]

کے عوام نے ... ایک دوسرے کے قریب ہیں جو قصے اور سیلاب ... موجودہ مدارس کے پیروؤں کا ماننے سے پہلے ہمارے آباؤ اجداد بہت ہمارے زیادہ متحد و متفق تھے یہ تمام دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اتحاد علم و تربیت کا نتیجہ نہیں بلکہ صحت کی حیات اجتماعیہ کے لئے لازم ہے جیسا کہ جسم کے اعضاء کا اپنے وظائف کی ادائیگی اور اپنے فرائض میں ایک دوسرے کا ممد و معاون ہونا نتیجہ ہے حیات شخصیہ کا۔

اب اس عقدہ کی گرہ کشائی حیات اجتماعیہ کے ادراک و کیفیت پر موقوف ہے اور یہ موضوع اس مسئلہ کی تفصیل و تشریح کا متحمل نہیں اس لئے ہم اس مسئلہ کو ایک خاص مقالہ کے لئے ترک کرتے ہیں مختصر یہ کہ اگر ہم ایک ہزار سال تک بھی یہ کہتے اور لکھتے رہیں گے کہ ہمارا مرض عدم اتحاد ہے اور اس کا علاج علم و تربیت ہے کرتے رہیں گے تو یہ مرض قیامت تک بھی اچھا نہ ہوگا اور عدم اتحاد کی وجہ سے جن مصائب و آلام نے ہمیں گھیر رکھا ہے ان کی مقاومت نہ کرسکیں گے جیسے ایک سطحی مریض اگر مرض کی تشخیص سے پہلے علاج کرے تو مرض بجائے گھٹنے کے اور زیادہ بڑھیگا اور بالآخر قبر تک پہنچائیگا اسی طرح حیات اجتماعیہ سے اعراض کرکے فساد اجتماعی دور نہیں ہوسکتا بلکہ سوائے غلغلۂ فساد اور مزید انتشار کے اور کچھ نہ ہوگا

اگر تم چاہتے ہو کہ ہم یہ بات مثالوں میں ذہن نشین کریں تو ان انسانی نظائر پر غور کرو ہم خیال کرتے ہیں کہ ناظرین میں سے کسی پر یہ امر مخفی نہ ہوگا کہ زندہ جسم کے اعضاء باہم ایک دوسرے کے ساتھ ایک عجیب ارتباط رکھتے ہیں اور ان کے وظائف متعلقہ کا تعلق دوسرے اعضاء کے ساتھ نہایت ہی حیران کن ہے مثلاً معدہ کی خرابی سے پیدا ہوتا ہے انسان اس قسم کے بعید علامات سے حیران و پریشان ہو جاتا ہے یہی حال امراض اجتماعیہ کا ہے۔

ہمارے موضوع کا عنوان آج : بعد من این جاءوا الفساد ہے نہایت ہی دقیق اور طویل ہے ہم یہاں اس پر پوری جامعیت اور تفصیل کیساتھ روشنی نہیں ڈال سکتے بلکہ فساد اجتماعی کے اولین جراثیم کی تحلیل کرنا چاہتے تھے۔

آجکل مسلمانوں میں جو بدعات و خرافات رائج ہوچکی ہیں اور انہوں نے ان کے قلوب و اذہان پر قبضہ کرلیا ہے مسلمانوں کے تمام مصائب تا خر کو انہی بدعات و خرافات کی طرف منسوب کیا جاتا ہے مگر ہم اس قسم کا خیال رکھنے والوں کے ساتھ متفق نہیں کہ وہ ان کے عدم اتحاد اور پستی و ذلت کے علل ہیں بلکہ وہ تو اعراض ہیں جن کے علل دوسرے ہیں اگر تم ان حقیقی اسباب و علل کا ادراک نہیں کرسکتے تو تمہاری مثال اس طبیب کی سی ہوگی جو اصول کو چھوڑ کر فروع کا علاج کرے دوسرے ہم اس بات کا اقرار نہیں کرسکتے کہ ہمارے ہبوط کا سبب وہ بدعات و خرافات ہیں جو دین میں شائع ہو چکی ہیں کیونکہ بدعات و خرافات تو تمام اقوام و ملل میں اور مسلمانوں سے زیادہ حتی کہ ان کے مذاہب سراسر اوہام و خرافات کا مجموعہ بن کر رہ گئے ہیں مسلمانوں میں تو الحمدللہ خدا کے فضل و کرم سے کسی نہ کسی حد تک حقیقت اسلام موجود ہے اور ہم خدانخواستہ دیگر اقوام کی طرح بت پرستی مظاہر پرستی تثلیث پرستی اور مادہ پرستی وغیرہ پرستیاں نہیں اگر بدعات تنزل و تاخر کا باعث ہوتیں تو ہم جاپانیوں کو ترقی کی شاہراہ پر نہ دیکھتے۔

اسلام میں بدعات و خرافات کے ذمہ دار علماء ہیں

اس میں شک نہیں کہ مسلمان بدعات و خرافات میں گرفتار اسلام کی حقیقی ۔ ۔ ۔ روح اور شرعی شان کھو چکے مگر اصولی طور پر ان کے تنزل و تعطل کا سبب ان کو نہیں قرار دیا جاسکتا بیشک وہ بدعات کی وجہ سے ذلیل و رسوا ہیں مگر ہم عوام الناس کو ان کی بنا پر لعنت و ملامت نہیں کرسکتے کیونکہ ان کا کیا دھرا نہیں وہ علماء ہیں جنہوں نے ان کو میدان ضلالت میں لا ڈالا اگر تم اس پر دلیل مانگتے ہو تو عالی بدعتیوں کی طرف دیکھو جو اپنی ہر بدعت کے ثبوت میں کسی نہ کسی عالم کے قول یا عمل کو پیش کرتے ہیں اگر تم یہ کہو کہ عوام الناس ہی خود ان کے ذمہ دار ہیں انہوں نے صالحین کی طرف ان چیزوں کو منسوب کر دیا جن کی نسبت سوائے خدا کے کسی کے لئے جائز نہ تھی اور انہوں نے ان کے اقوال و افعال سے وہ باتیں نکالیں جو ان میں نہ تھیں اور وہ باتیں داخل کردیں جو ان میں نہ تھیں اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اس کا سبب بھی علماء ہی ہیں کیونکہ عام لوگوں میں اتنا مادہ نہیں کہ خود دین میں سے کوئی بات نکال لیں اور صالحین کے اقوال و افعال کی طرف کوئی بات اپنی طرف سے منسوب کردیں پس جو کچھ بھی ہے علماء کے سبب ہے جنہوں نے قبور کی مقاصیر بنایا ان پر قبے کروائے اور جنہوں نے مساجد کو زینت دیکر بادشاہوں کے دربار و سرایا کے مانند بنا دیا، جنہوں نے مقابر کو زینت دیکر لہو و لعب اور دنیوی مشاغل کے مراکز بنایا اور وہی ہیں جو عوام کو حقیقت اسلام کی طرف دعوت و ارشاد سے غافل ہیں مگر بدعات و خرافات کو رواج دینے اور ملت واحدہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں رات دن منہمک اور سرگرم رہتے ہیں اور پرلطف یہ کہ یہ سب کچھ دین کے پردہ میں ہوتا ہے۔

علماء سوء خطباء اور واعظ عوام کی جہالت اور بد اعمالی کی شکایت کرتے ہیں کہ ان پر لعنت و ملامت کی بوچھاڑ کرتے ہیں مگر بدعات و خرافات پر گرفت کرنے سے غافل ہیں کیا وہ علماء نہیں جو ہزار سال روپیہ مساجد کی دیواروں پر اور بجلی سے ان کو بقعۂ نور بنا دینے میں خرچ کرا دیتے ہیں جو مساجد میں حقیقی دعوت و ارشاد کا دروازہ خطیب و واعظ پر بند کر دیتے ہیں اور اپنی مرضی و مفاد کے خلاف بولنے سے روک دیتے ہیں کیا حقیقت دین کو منقلب کرنے والے اور اس کو قبر پرستی سے آلودہ کرنے والے سوائے خواص کے عوام ہیں! کون ہے جس نے عوام کو دین کی پیشکش کرنے پر دلیر کیا کون ہے جس نے امت مسلمہ کو دلوں سے غداری سکھائی کون ہے جس نے اسراف و تبذیر کی تعلیم دی کس نے ان کو مذہبی تقلید کے جال میں پھنسایا کس نے ان کو اجنبی اقتدار کے قدموں پر جھکا دیا کس نے انکو اپنی غلامانہ ذہنیت کے سبب ذلت و مسکنت اور غلامی و محکومی پر قناعت کئے رہنا سکھایا! یہ جمود و تعطل کیا ہے مسلمانوں کا نظام حیات کیوں منقلب ہے ان تمام باتوں میں تمہیں علماء ہی کا کسی نہ کسی طرح ہاتھ نظر آئیگا حقیقت یہی ہے جب تک خواص نہ بگڑیں عوام نہیں بگڑتے بہتر یوں پر تباہی جب ہی آتی ہے جب ان کے چرواہے غافل ہو جائیں ایسی حالت میں ہم کیسے مشرق کی غلطی کو عوام کی طرف منسوب کرسکتے ہیں کیا جنگ عظیم کی تباہ کاریوں میں خواص کا ہاتھ نہ تھا پس عوام کو لعنت ملامت کرنے کے بجائے خواص کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے تنظیم پکارنے والوں کو خود منظم ہونا چاہئے یہاں سے معلوم ہوا کہ اخیر میں فسلو کا قبیح خواص یعنی علماء و رہبر ہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔

اسلام اور نسلی امتیاز

(از جناب مولوی سید نظیر حسن صاحب سہسوانی)

جس طرح انسان من حیث انسانیت کے بالکل برابر ہیں سو میت رنگ ونسل کوئی امتیازی نشان نہیں اگر کوئی تمیز ہو سکتی ہے تو وہ صرف مذہب سے کیونکہ انسانوں کی تخلیق آدم وحوا علیہما السلام سے ہوئی تو کیسے ممکن ہے کہ اس کا ایک لڑکا اونچی ذات کے ہو اور دوسرا نیچی ذات سے ایک کی اولاد دوسرے کے ساتھ نہ بیٹھ سکے ایک دوسرے کے ساتھ کھانا نہ کھا سکے ایک کی شادی دوسرے کے یہاں نہ ہو سکے کیا اس کو عقل سلیم تسلیم کرتی ہے کہ عقل بالغ کا یہ فیصلہ ہونا آج کی انتہا درجہ کی بیوقوفی کی دلیل ہے۔

مسلمانو تم نے قرآن پاک کی تعلیم کو بالکل بھلا دیا کیا تمہیں یاد نہیں کہ تمہیں کیا سبق دیا گیا تھا قرآن پاک میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ ہم نے تم کو دنیا میں قبائل در قبائل کر دیا وہ محض پہچان کے لئے نہ کسی شرافت کی وجہ سے نہیں تم میں معزز شخص خدا کے نزدیک وہی ہے جو زیادہ متقی ہو اس سے صاف طور سے معلوم ہو گیا کہ دنیاوی شرافت اور رذالت کوئی شے نہیں ہے بلکہ دراصل شرافت تقویٰ ہے انسان کو اسی کی کوشش کرنا چاہیئے جاہلیت کے زمانہ میں عرب میں بھی شرافت کا بہت چرچا تھا نبی علیہ السلام کے ہمنشیں بلال عمار خبیب وغیرہ تھے چونکہ یہ لوگ غلام تھے اس لئے کفار مکہ حضور کی خدمت میں نہیں آتے تھے اور حضور سے درخواست کرتے تھے کہ جب ہم آپ کے پاس آیا کریں تو ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیا کیجئے بعض دفعہ حضور نے اس وجہ سے کہ شاید یہ لوگ اسلام لے آئیں اپنے دل میں ایسا کرنے کا خیال کیا ہی تھا کہ فوراً فرمان خداوندی نازل ہوا۔

ولا تطرد الذین یدعون
ربہم بالغداۃ والعشی
یریدون وجہہ ما علیک
من حسابہم من شیء وما
من حسابک علیہم من شیء
فتطردہم فتکون من الظالمین

جو لوگ خدائے تعالیٰ کو صبح شام یاد کرتے ہیں تم ان کو اپنے پاس سے مت ہٹاؤ اگر تم نے ایسا کیا تو تم ظالم ہوگے" جب خدائے قدوس اپنے پیارے رسول کے متعلق ایسا فرماتا ہے تو کیا تم کو اس کے عذاب کا ڈر نہیں ہم دیگر مذاہب والوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ عورتوں کے ذریعہ سے کر رہے ہیں مگر مسلمانوں کا حال اس کے بخلاف ہے اگر کوئی معزز قوم کا شخص اسلام لائے اور وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنا چاہے تو یہ کسی صورت میں ممکن نہیں یہ صورت تو مسلم ہی کے ساتھ مخصوص نہیں اگر کوئی نیچ ذات کا شخص کسی شریف خاندان سے مراسم پیدا کرے یہ بھی ممکن نہیں اگر ان شریف حضرات سے ان کے اس امر پر کوئی دلیل مانگی جائے تو وہی جواب ملتا ہے جو کفار قریش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے اپنے اجداد کو یاد کر کے کہیں بڑے افسوس کا مقام ہے کہ آباء و اجداد کی اقتداء کو اتنی محبوب ہے کہ اس پر جان ومال قربان کرنے کو تیار ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا اور باوجود اس کے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں حالانکہ سرور کائنات کا فرمان ہے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں لہذا بہتر یہی ہے کہ یہ لوگ آئندہ سے یا تو مسلمان کہنا چھوڑ دیں یا اپنے اقوال سے رجوع کریں اور خدا سے توبہ کریں اور وہ لوگ جو کہ اپنے کو اہل بیت سے کہتے ہیں اور فخر سے اپنے کو سید کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں ان کے اندر تو زیادہ یہ مرض پایا جاتا ہے ان کو یہی چاہیئے کہ آئندہ اہل بیت اور سید کے مقدس نام کی ہتک نہ کریں مسلمانو سنو اور غور سے سنو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں احسن الی جارک تکن مومنا واحب للناس ما تحب لنفسک تکن مسلما مومن کی علامت ہے کہ وہ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے اور مسلمانوں کی علامت یہی ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرے وہی دوسروں کے لئے محبوب رکھے آپ لوگ یہ محبوب رکھتے ہیں کہ کسی مجلس میں جائیں اور دھتکار کر نکال دیئے جائیں اور لوگ ذلت کی نگاہ سے دیکھیں کیا یہ پسند ہے کہ آپ کا کسی رشتہ دار کی شادی کا پیغام دیا جائے اور وہ محض اسلئے رد کر دیا جائے کہ نسل میں فرق ہے غور کیجئے کہ اس میں آپ کی کتنی سخت ذلت ہے آپ اس کو کبھی نہیں برداشت کر سکتے پھر کیا دوسروں کی ذلت کرنا آپ کو گوارا ہے لہذا اگر آپ کے یہی خیالات ہیں تو مسلمان ہونا تو درکنار آپ دائرہ انسانیت ہی سے خارج سمجھے جائیں گے یہ باتیں پیدا کر کے آپ ایک مسلم کی ذلت نہیں کر رہے بلکہ حقیقتاً تعلیم اسلام کی ذلت کر رہے ہیں (اعاذنا اللہ منہ) کیونکہ نبی علیہ السلام نے اپنے آخری حج کے خطبے میں فرمایا تھا ایک مسلم کی عزت آبرو اس کی جان ومال تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح کہ یہ حرمت والا شہر اور حرمت والا مہینہ اور حرمت والا دن ہے اور سنو دوسری حدیث میں آتا ہے کہ خدا کے نزدیک ایک مسلم کی عزت آسمان وزمین کے تباہ و برباد کرنے سے زیادہ قیمتی ہے جس چیز کو خدا اور اس کا محبوب رسول محبوب رکھے مگر یہ تعجب شرفاء اس کو برا سمجھیں یہ اسلام دشمنی نہیں تو اور کیا ہے کیا قرآن کی آیت لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ آپ کو غور و فکر کرنے کے لئے ناکافی ہے اللہ کے رسول کا طرز عمل بنو ہاشم و قریش وانصار اور غلاموں کے ساتھ یکساں تھا ہر ایک کو اپنے پاس بٹھاتے اور شفقت و محبت سے گفتگو کرتے تھے بلکہ ان کے مکانوں پر تشریف لے جاتے تھے امہات المومنین میں سے حضرت زینب کے سوا کوئی بھی قریش سے نہیں تھیں بلکہ بعض امہات المومنین قریش سے بھی نہیں مثلاً حضرت صفیہ

سی بن [illegible] ہودہ کی بیٹی تھیں اسی طرح حضرت ماریہ قبطیہ قبطی تھیں کیا یہ چیز قابل اتباع نہیں ہے خود خدا نے تعالے عمل کرنے کا حکم دیتا ہے مگر فرمایا لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس خدا اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اگر تمہیں خدا کی خوشنودی کا خیال ہے تو لوگوں سے بہترین سلوک کرنے پر حاصل ہو سکتی ہے علاوہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جو فصیح و بلیغ لمبا چوڑا خطبہ دیا تھا اس میں یہ بھی فرمایا تھا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی الا بالتقوی کلکم بنو آدم و آدم من التراب کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر فضیلت حاصل ہے البتہ ان دونوں میں سے جو شخص بھی زیادہ متقی و پرہیزگار ہوگا خواہ کسی قبیلہ اور کسی قوم سے ہو وہی افضل ہوگا تم تمام آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے غالباً اب تو اس بات کے دلائل قائم کرنے کی ضرورت نہ ہوگی اور اگر ہے تو ہمارے پاس کوئی کمی نہیں اب آثار صحابہ لیجئے سرور رسول نے ایک سریہ اسامہ بن زید کی سرکردگی میں روانہ فرمایا مگر حضور کی بیماری بڑھ گئی اس لئے وہ سریہ واپس آگیا جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے آپ نے اس سریہ کو اسامہ بن زید کی ہی سپہ سالاری میں روانہ کیا اسامہ نبی علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام زید کے بیٹے تھے اور لشکر میں بڑے بڑے قریشی بھی تھے اس لئے چند لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کسی قریشی کے سپہ سالار بنانے کو کہا مگر حضرت ابوبکر نے اس سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہی میں بھی کروں گا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت بلال و عمار وغیرہ آتے ہیں دوسری طرف سے ابوسفیان وغیرہ سرداران قریش بھی آتے ہیں دربار خلافت میں اطلاع کرائی جاتی ہے خادم آتا ہے اور حضرت بلال و عمار وغیرہ کو لیجاتا ہے اور ابوسفیان وغیرہ بیٹھے رہ جاتے ہیں اسی طرح تمام صحابہ حضرت بلال کو سردار کہکر پکارا کرتے تھے حضرت عمرؓ نے لوگوں کا وظیفہ مقرر کیا اس میں اسامہ بن زید کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا اور اپنے بیٹے کا کم جب ان کے بیٹے نے شکایت کی کہ اسامہ تو مجھ سے کم حیثیت ہے مجھ سے بڑے نہیں ہیں مگر آپ نے ان کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا اور میرا کم حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر کے بیٹے کو اتنا نہیں چاہتے تھے جتنا کہ اسامہ کو اور اس قسم کے ہزاروں واقعات ہیں اسلام نے دنیا کو مساوات کا قیمتی سبق دیا ہے اس نے ایک دوسرے کو بھائی بنا دیا ہے جس قدر جلد ممکن ہو ان بدترین خیالات کو دماغ سے دور کر دو اور متحد ہو کر وہ کام کرو کہ تمام عالم کے دل پر تمہاری ہیبت و عظمت اسی طرح بیٹھ جائے جس طرح تمہارے اسلاف نے بٹھائی تھی۔

وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضاہ

رشتہ داروں کے حقوق ایک مسلمان پر

(از جناب ابو محمد مولوی یعقوب احمد صاحب دہلوی)

مگر یہ تمام تعلقات صرف میاں بیوی سے وابستہ نہیں ہیں بلکہ ان تعلقات کے سلسلہ میں وہ اقربا اور اعزہ بھی شامل ہیں جن کی خدمت اور خبرگیری مرد یا عورت کے ذمہ عائد ہوتی ہے۔

اولاد با لعموم دونوں کی متاع مشترک ہے جس کی قدرتی محبت دونوں کے دلوں میں ہوتی ہے اور اس کے متعلق والدین کے جو فرائض ہیں وہ اس قدر واضح ہیں کہ محتاج بیان نہیں لیکن بعض خاندانوں میں سوتیلی اولاد سے بھی سابقہ پڑتا ہے اگر ایسی اولاد پہلی بیوی سے ہے تو موجودہ بیوی کو اگرچہ اس کے ساتھ قدرتاً الفت نہیں ہو سکتی لیکن اس کا فرض ہے کہ وہ حقوق العباد اور خاوند کی خوشی کے خیال سے اس کے ساتھ محبت کرے کیونکہ خدا نے اسے اس کے باپ کی دولت و ثروت میں حصہ دار اور مستحق بنایا ہے اسی طرح اگر عورت کے پہلے خاوند سے کوئی اولاد قابل پرورش ہو تو اگرچہ وہ موجودہ خاوند کی دولت و آمدنی میں کوئی استحقاق نہیں رکھتی لیکن عورت کی خوشی اور انسانیت کے خیال سے اس کی پرورش کرنی چاہیئے اس کے علاوہ عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مہر اور نان و نفقہ سے ایسی اولاد کی پرورش کرے۔

اسلام میں ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام نے اسی محبت و شفقت کے ساتھ جو اپنی صلبی اولاد کے ساتھ ہوتی ہے ایسی اولاد کی پرورش کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل مسلمانوں کے لئے ایک سنت اور صحابہ کرام کا ہر ایک کام ایک نمونہ عمل ہے۔

اب ذرا غور سے دیکھو کہ مندرجہ بالا قسم کی اولاد کے ساتھ عورت و مرد کی محبتیں گھر میں کس قسم کی مسرت پیدا کرتی ہیں اور زوجین میں کس طرح محبت بڑھنے کا باعث ہوتی ہیں۔

تعلقات عزیز داری میں والدین اور ذوی القربیٰ کا خیال رکھنا ان کی خبرگیری کرنا اور ان کی خدمت بجا لانا بھی فرائض میں داخل ہے والدین جو ہزاروں تکلیفیں اٹھا کر اولاد کی پرورش کرتے ہیں اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اولاد ان کی خدمت بجا لائے اور جب وہ اپنی دولت اور کمائی کا بڑا حصہ اولاد کی پرورش میں صرف کرتے ہیں تو ان کا استحقاق ہے کہ وہ اولاد کی کمائی اور دولت سے بھی فائدہ اٹھائیں۔

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے پاس مال ہے اور میرا باپ میرے مال کا حاجتمند ہے، فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کی ملکیت ہیں۔ اس کے بعد حاضرین کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا، کہ تمہاری اولاد تمہاری پاک اور حلال کمائی ہے، تم اپنی اولاد کی کمائی میں سے بے خدشہ کھاؤ۔

والدین کی اطاعت فرمانبرداری اور خدمت جس درجہ اولاد پر فرض ہے اور اعزا و اقربا کے ساتھ جیسے حسن سلوک اور مودت و محبت کی ترغیب و تاکید کی گئی ہے اس کا اندازہ قرآن حکیم اور احادیث نبوی سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ امر بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ خداوند کریم نے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اس درجہ وقیع سمجھا ہے کہ اس نے اپنی عبادت کرنے اور شرک سے دور رہنے اور نماز و زکوٰۃ کا حکم دیا ہے وہیں والدین کے ساتھ احسان کرنے کی بھی ہدایت کی ہے۔

واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وبالوالدين احسانا وبذى القربى واليتمى والمسكين والجار ذى القربى والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبيل وما ملكت ايمانكم ان الله لا يحب من كان مختالا فخورا	اور اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت بناؤ ماں باپ اور قرابت والوں اور محتاجوں اور قرابت والے پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور پاس کے بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو لونڈی غلام تمہارے قبضہ میں ہیں ان سب کے ساتھ سلوک کرتے رہو اللہ ان لوگوں کو دوست نہیں رکھتا جو اتراتے اور اکڑتے پھریں۔
ووصينا الانسان بوالديه حسنا وان جاهداك لتشرك بى ما ليس لك به علم فلا تطعهما	اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی سمجھا دیا کہ اگر ماں باپ تیرے پیچھے ہوں کہ تو ہمارا کسی کو شریک ٹھیرائے جس کے شریک خدا ہونے کی تیرے پاس کوئی معقول دلیل نہ ہو تو اس بات میں ان کا کہا نہ ماننا۔
وبرا بوالديه ولم يكن جبارا عصيا	اور اپنے والدین کے خدمت گزار تھے اور سخت گیر اور خود سر نہ تھے۔
واوصنى بالصلوة والزكوة ما دمت حيا وبرا بوالدتى ولم يجعلنى جبارا شقيا	اور مجھ کو حکم دیا کہ جب تک زندہ رہوں نماز پڑھوں اور زکوٰۃ دوں اور مجھ کو اپنی ماں کا خدمتگذار بنایا اور مجھ کو سخت گیر اور بد راہ نہیں کیا۔

یہی نہیں کہ احسان کی ہدایت کی گئی ہو بلکہ ادب اور نرمی سے بات کرنے کی بھی تاکید کی گئی ہے۔

وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا اما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما	اور اے پیغمبر تمہارے پروردگار نے حکم قطعی دیدیا ہے کہ لوگو! اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے رہنا اگر والدین میں کا ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں تو ان کے

آگے ہوں بھی نہ کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب کے ساتھ بات کرنا۔

[illegible] ساتھ [illegible]
ان کے ساتھ [illegible] مغفرت اور رحمت مانگنے کی [illegible]

واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما کما ربیانی صغیرا — اور ان کے لئے محبت سے خاکساری کا پہلو جھکائے رکھنا یعنی ماں باپ کے آگے جھکائے رکھنا اور ان کے حق میں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار جس طرح انہوں نے مجھے چھوٹے سے پالا ہے اور میرے حال پر [illegible] رہے ہیں اسی طرح تو بھی ان پر اپنا رحم فرما۔

والدین کے بعد زیادہ تر جو قریبی عزیز ہوتے ہیں ان کی تفصیل کی کوئی حاجت نہیں ہے ان کی نسبت صرف ذیل کی ایک حدیث کو پڑھ لینا چاہیے حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ اس بات کا حقدار کون ہے کہ جس کے ساتھ میں سلوک کروں فرمایا تیری ماں عرض کیا پھر کون فرمایا تیری ماں عرض کیا پھر کون فرمایا تیری ماں اس نے عرض کیا پھر کون فرمایا تیرا باپ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں یعنی اپنی ماں سے سلوک کر پھر تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیرا باپ پھر جو تجھ سے زیادہ قریب کا رشتہ رکھتا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث بھی ترمذی شریف میں ہے کہ آنحضرت ؐ نے تین دفعہ ماں کے ساتھ اور پھر باپ کے ساتھ سلوک کرنے کے بعد پھر جو زیادہ قریب ہو اس کے ساتھ سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی۔

ترمذی شریف میں ایک حدیث حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ایک بڑے گناہ کا مرتکب ہو گیا ہوں تو کیا میرے لئے توبہ ہے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے عرض کیا نہیں فرمایا تیری خالہ موجود ہے کہا ہاں فرمایا اس کے ساتھ سلوک کر۔

اب اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہیے کہ خالہ کے ساتھ سلوک کرنے کی اس لئے ہدایت کی گئی کہ وہ خوش ہو کر گناہ کے بخشے جانے کی خدا سے دعا کرے اور اس کے ساتھ جو ماں کی طرح ہے نیکی کرنا کفارہ گناہ کا موجب ہوگا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کی تمام خوبیاں ایک ایک کر کے رخصت ہوتی جاتی ہیں اور ان کی جگہ برائیاں آتی جاتی ہیں یہی حالت رشتہ داری کے تعلقات کی بھی ہے اگر ایک بھائی دولتمند یا آسودہ حال ہے اور دوسرے بھائی غریب ہیں یا کسی کے والدین غیر مستطیع ہیں تو اول تو خود اس آسودہ حال شخص کو ہی ان کی پروا نہیں ہوتی پھر اگر بیوی بھی بدمزاج یا سسرال والوں سے متنفر ہو تو ان لوگوں کی زندگی جن کے حقوق کے متعلق اس طرح کے احکام ہیں جو اوپر بیان ہوئے ہیں نہایت بیکسی و ذلت کی زندگی ہو جاتی ہے مگر یہ دونوں یعنی شوہر اور بیوی نہ دنیا کا لحاظ کرتے ہیں نہ آخرت کے اس عذاب سے ڈرتے ہیں جو ان اعمال کے اس عالم میں ان پر نازل ہوگا۔

والدین اور اعزہ کے ساتھ حسن سلوک اور مروت و محبت وہ حقوق ہیں جو خداوند کریم نے اولاد پر اور دوسرے اعزہ پر مقرر کئے ہیں ان حقوق کے ادا نہ کرنے کی بابت خواہ دنیاوی قوانین میں کوئی چارہ کار نہ ہو لیکن جو لوگ حشر و نشر پر ایمان اور روز محشر کی بازپرس پر یقین رکھتے ہیں وہ ضرور سمجھتے ہیں کہ اس کا اس دنیا میں نہ سہی اس دنیا میں چارہ کار ہے اگر بیوی کے اثر سے اس کا خاوند ان حقوق کو ادا کرنے سے مجبور ہو تو آخرت میں اس کا بار ان دونوں پر پڑے گا البتہ اگر بیوی اپنی ملک و جائداد میں سے اپنے اعزہ کے حقوق ادا کرنے چاہے اور خاوند مانع ہو تو چونکہ خاوند کی اطاعت سب پر مقدم ہے اس لئے عورت تو گنہگار نہ ہوگی مگر خاوند معصیت میں مبتلا ہو جائے گا پس اس معاشرتی زندگی میں گھر کی مسرت و برکت اور خداوند کریم کی رحمت کا بہت بڑا انحصار والدین اور اعزہ کے ساتھ حسن سلوک پر مبنی ہے۔

عموماً ساسیں جب اپنے بیٹے کا گھر بار کرتی ہیں تو وہ اس بات کو فراموش کر جاتی ہیں کہ وہ بھی کبھی بہو تھیں۔ اور بہوئیں بھی اس بات کو خیال میں نہیں لاتیں کہ ایک دن وہ بھی ساس بنیں گی پس یہی فراموشی اور بدخیالی ساس بہوؤں کے فساد کی جڑ ہوتی ہے جو عورتیں عقلمند ہوتی ہیں وہ سمدھیانے سسرال اور میکے کے جھگڑوں کو پاس نہیں آنے دیتیں اور کوئی بات ایسی نہیں کرتیں کہ نزاع برپا ہو۔ نزاعات کے برپا نہ ہونے اور انسداد کا سب سے بہتر ذریعہ یہی ہے کہ گھر کے ہر شخص کو ایک دوسرے کے مرتبہ اور حق کا خیال رکھنا چاہیے اور ان حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے جو خداوند کریم نے مقرر کئے ہیں۔

تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظلمون ۝	یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں تو ان سے آگے مت بڑھو اور جو اللہ کی باندھی ہوئی حدوں سے آگے بڑھ جائیں تو یہی لوگ برسر ناحق ہیں۔

اسلام [illegible] جانبازی

مجاہد کی زندگی کا مقصد اس دنیا میں نہایت ہی رفیع ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان حق کا اظہار کرتا رہے اور دنیا والوں کو تاریکی سے نکال کر ہدایت اور روشنی کی شاہراہ پر لگا دے۔ [illegible] ظاہر ہے کہ یہی قوم کے اندر قربانی و ایثار کا وہ بے پایاں جذبہ ہو کہ وہ موت کو حیات سے زیادہ عزیز جانے کیونکہ اعلائے حق کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ طاغوتی طاقتیں اور باطل پرست مسلمان سے برسر جنگ ہوں علاوہ ازیں تاریخ و واقعات پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ قوموں اور ملکوں کی بقاء و فنا کا مسئلہ زندگی اور موت کے فلسفہ پر موقوف ہے اور دنیا میں وہی قوم معزز اور بلند اقبال ہو سکتی ہے جو قومی و اجتماعی مفاد کے تحفظ کے لئے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دے اور قوم و مذہب کی خاطر اپنے آپ کو ہلاکت کے منہ میں ڈال دے۔

اسلام نے سب سے پہلے موت اور زندگی کی عقدہ کشائی کی

اسلام نے دنیا میں ظاہر ہو کر سب سے پہلے جو کام کیا اور مسلمانوں کے دماغ میں جذبات پیدا کئے وہ موت اور زندگی کی عقدہ کشائی تھی اسلام نے بتلایا مومن کو اعلاء کلمۃ الحق کے لئے موت سب سے زیادہ عزیز ہونی چاہئے قومی و اجتماعی بقاء و تحفظ کیلئے قیام امن اور ربط عمل کے لئے اور خدمت خلق کی خاطر جاں سپاری کیلئے مومن کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے نیز اسلام نے بتلایا کہ اس کی راہ میں جو موت آتی ہے وہ اس جہان کی زندگی سے بدرجہا بہتر اور قیمتی ہے یہ دنیا کی زندگی عارضی اور ناقص ہے مگر موت کے بعد جو زندگی آنے والی ہے وہ حقیقی اصلی اور ابدی ہے نیز بتلایا کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے اور جنت کا ملنا جہاد و صبر پر موقوف ہے اسلام کے اس فلسفہ کو صحابہ کرام نے خوب سمجھا اسی کے مطابق اپنی زندگیاں وقف کیں اور اسلام کے پہلے ہی مطالبہ پر اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر دیا چنانچہ اسلامی تاریخ عہد اول کے مسلمانوں کی قربانیوں اور جاں سپاریوں پر شاہد عدل ہے تاریخی واقعات میں ہر جگہ یہی فلسفہ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے اور ہر مجاہد حق کی زندگی یا اسی فلسفہ کا مظہر اتم بن کر سامنے آتی ہے۔

اسی فلسفہ کا نتیجہ تھا کہ مسلمان کبھی قلت و کثرت سے مرعوب نہیں ہوئے جدھر رخ اٹھایا فتح و ظفر نے قدم چومے اور بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر و زبر کر دیا صحابہ کرام نشہ شہادت سے سرشار تھے وہ دنیا پر اس لئے نہیں ٹوٹ پڑتے تھے کہ کسی ملک کو فتح کریں بلکہ محض شہادت نوش کرنے کی غرض سے اقوام عالم سے لڑتے تھے یہ مسلمانوں ہی کا دل گردہ تھا کہ اس فلسفہ کی روشنی میں جنگ موتہ کے اندر صرف تین ہزار جاں نثار صحابہ نے دو لاکھ عیسائیوں سے مقابلہ کیا کیا دنیا کی کوئی قوم اس کی نظیر لا سکتی ہے ہرگز نہیں ایسی جاں سپاریاں مسلمانوں ہی سے مخصوص رہی ہیں۔

مسلمان کیوں بزدل ہو گئے

جب تک مسلمان [illegible] کو سمجھے [illegible] جس [illegible] کا شہرہ دنیا میں [illegible] اور مگر ادب [illegible] ہدایت [illegible] سے [illegible] جہاں کا نقشہ بدل دیا اور تمام دنیا کا نقشہ بدل دیا [illegible] جب سے مسلمانوں نے اس فلسفہ کو [illegible] اسی وقت سے بزدل [illegible] ہو گئے ہیں [illegible] غلام ذلیل [illegible] ہو گئے [illegible] موت آئے [illegible] شاہد قرآنی کی [illegible] ان [illegible] حکمران ہونے کی بجائے غلام و محکوم ہو گئے [illegible] مسلمان [illegible] اسلامی روح پیدا کریں [illegible] موت [illegible] تخت و بخت [illegible] ہو سکتے ہیں۔

قومی بقا و تحفظ کا ایک شاندار اصول

اسلام مسلمانوں کی [illegible] دونوں کی ترقی کا ضامن و کفیل ہے اس [illegible] مسلمانوں کے انفرادی و اجتماعی حفاظت و ترقی کے دو بڑے اصول بتلائے ہیں پہلا اصول ملی شیرازہ کا ہے اسی سے جماعت قوم کی تعمیر ہوتی ہے اور مسلمانوں کی اجتماعی تنظیم کا دار و مدار ہے دوسرا اصول انفرادی و اجتماعیت پر قربان کر دینے کا [illegible] ہے کہ ہر مسلمان اپنے نفس پر ملت و جماعت کو مقدم سمجھے اگر کسی مسلمان کی زندگی سے پوری ملت یا جماعت کو نقصان پہنچتا ہو تو وہ اپنے آپ کو بلا تامل ہلاکت و تباہی میں ڈال دے۔

اگر مسلمان آج [illegible] دونوں اصولوں کو اختیار کر لیں اور مالی و جانی قربانی کا مادہ اپنے اندر پیدا کر لیں تو کل ہی تخت و رفعت پر بیٹھ سکتے ہیں اور اگر انہوں نے مالی و جانی قربانی سے جی چرایا تو دنیا ست [illegible] زندہ نہیں رہ سکتے [illegible] رسالت [illegible] کی زندگی [illegible] اصول تھے جن کو سامنے رکھ کر [illegible] مالی و جانی قربانی [illegible] اگر [illegible] کا نمونہ چھوڑ رہے ہیں جو رہتی دنیا تک [illegible] مسلمانوں کو یہ سبق دیتے رہیں گے کہ اسلام کی [illegible] اور عشق رسول کا دم بھرنے والا تھا کی راہ میں سر [illegible] کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اپنی تاریخ سے واقفیت نہیں [illegible] کا [illegible] و شاندار [illegible] سے اصل ہی نا واقف [illegible] نے اپنے اسلاف کے کارناموں سے [illegible] بے اعتنائی برتی ہے [illegible] کارناموں سے [illegible] واقف ہے [illegible] اسلام کے نام [illegible] [illegible] عمر فاروق خالد ابن ولید اور صلاح الدین [illegible] کا نام نہیں [illegible] کے کارناموں سے واقفیت ہم پہنچا [illegible] والوں کا کام ہے [illegible] اسلام [illegible] ان مسلمانوں کے [illegible] حقوق کے [illegible]

...خدا پرستی [illegible] دل کو بہت ڈھونڈا
...ہی نہیں ملا
گر ہمیں کہیں نہیں ملا، کا ملت تمام فارشد

...ملت خود فراموش [illegible] کون بتائے کہ تم تو اس کے ایک ہو لیکن ایک رہبر کی پرستش کرتے ہو مگر مسلمانوں کے یہاں تو لاکھوں جانباز بہادر ہیں جو مجاہدین اور صحابہ کے طفیل درجہ بلند پایہ شخصیت کے مالک ہیں مگر تم کیا جانو کہ جانبازی اور بہادری کس بلا کا نام ہے کیونکہ تمہارا دماغ روحانیت سے خالی ہو، مادیت نے تمہیں اندھا کر دیا ہے۔

آؤ اب میں تمہیں اسلام کے ایک مایہ ناز اور جانباز سپاہی سے روشناس کراتا ہوں۔

حضرت مصعب بن عمیر

حضرت مصعب بن عمیر ایک مشہور اور جلیل القدر صحابی ہیں آپ فصیح و بلیغ مقرر یا آخر مبلغ میدان جنگ کے مشہور مجاہد تھے زندگی بسر کرنے والے جانباز سپاہی اور عالم باعمل تھے غرض آپ کی ذات میں وہ تمام خوبیاں اور کمالات یکجا تھے جو ایک کامل مسلمان میں ہونے چاہئیں [illegible] جس چیز نے آسمان ترقی پر آفتاب و ماہتاب بنکر چمکایا وہ یہ تھی کہ وہ بڑے عالم فاضل، محدث، فقیہ اور عابد و زاہد ہی نہیں تھے بلکہ جانباز سپاہی مجاہد اور تلوار کے دھنی بھی تھے چنانچہ واقعہ اسلام میں رومی سپہ سالار نے ایک جاسوس مسلمانوں کا حال دریافت کرنے کے لئے اسلامی لشکر میں بھیجا جب وہ صحابہ کے بے نمونہ اعلیٰ خوبیوں اور پاک زندگیوں کو دیکھ کر واپس آیا تو سپہ سالار سے ان کا دیندار اور نیکوکار ہونا یوں بیان کیا ھم بالليل رهبان و بالنهار فرسان وہ لوگ راتوں کو مستغرق عبادت میں راہب ہوتے ہیں اور دن کو شہسوار غرض حضرت مصعب بن عمیر کی بہادری کا سکہ مشرکین عرب کے قلب پر بیٹھا ہوا تھا کیونکہ جنگ بدر اور احد میں جہاں جہاں حق کی طرف سے علمبرداری کے فرائض بجا لا چکے تھے اور میدان جنگ میں اپنی تلوار کے جوہر دکھا چکے تھے جنگ احد میں مسلمانوں کی فتح ان اجتہادی غلطی سے شکست سے بدل گئی تھی اور میدان جنگ سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تھے اس نازک وقت میں حضرت مصعب نے بڑی جانبازی اور بہادری کا ثبوت دیا یعنی جھنڈے کو بلند رکھا جب کفار نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ سے جھنڈا نہیں گرتا تو انہوں نے متفقہ اللہ کر لیا کہ ایک مرتبہ جس طرح بھی ہو سکے مصعب کے ہاتھ سے جھنڈا چھین لیا جائے چنانچہ مشرکین کے لشکر سے ایک شخص قمیہ نے نکل کر آپ کا مقابلہ کیا اور اس زور سے تلوار چلائی کہ آپ کا ہاتھ کٹ کر علیحدہ جا پڑا مگر وہ اس بہادر نے بائیں ہاتھ میں جھنڈا لے لیا اور اس کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔

مشرکین نے جب دیکھا کہ ایسے کاری زخم کی تکلیف کی حالت میں بھی جھنڈا سرنگوں نہیں ہوا انہوں نے اور بھی زیادہ سختی اور جھنجھلاہٹ کے ساتھ حملہ بول دیا کیونکہ جھنڈا گرنے ہی پر کامل فتح اور شکست کا دارومدار تھا مشرکین قریب پہنچ کر جھنڈا ہاتھ سے چھین لینے کی کوشش کرتے مگر آپ اپنے تو یک [illegible] جھپٹنے دینے اور [illegible] کرتے تھے لیکن آخر آپ کا دوسرا ہاتھ بھی کٹ گرا [illegible] کی کوشش [illegible] ہاتھ [illegible] کے بعد آپ کیا کر سکتے

تھے عقل فیصلہ صادر کرتی ہے کہ ایسی حالت میں جھنڈا فوراً گر پڑا ہوگا لیکن نہیں ایسا نہیں ہوا تم بہت حیران ہوگے اور عقل سوچنے لگی کہ صداقت کے اس پروانہ نے دوسرا ہاتھ کٹتے ہی کٹے ہوئے ہاتھوں سے جھنڈے کو سینہ سے چمٹا لیا اور جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دیا کیا دنیا ایسا کوئی بہادر جانباز پیش کر سکتی ہے اور کیا کسی قوم کے بہادر میں یہ استقلال یا مردمی اور شجاعت دکھائی جا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں یہ جوش صداقت، مردانگی اور استقلال تو حق ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

سینہ پر تیروں کی بارش

ابھی تم نے حضرت مصعب کی شجاعت کیا دیکھی ہے اور دیکھو اور اپنے نفسوں کا احتساب کرو کہ کیا اعلاء کلمۃ الحق کے لئے یہی جوش شجاعت تم میں بھی ہے آخر تمہیں بھی تو اپنی خدا پرستی کا دعویٰ ہے جو اپنی جان پر ایسی مصیبت برداشت کرنے کا تو کیا ذکر ثبوت دیں گے ان میں تو اتنی بھی جرأت نہیں کہ ایک ادنیٰ سی مصیبت بھی برداشت کر سکیں غرض آپ کے سینہ پر تیروں کی بارش ہونے لگی مشرکین کے سردار قمیہ نے جب دیکھا کہ دونوں ہاتھ کٹ جانے پر بھی جھنڈا نہیں گرا تو اس نے طیش میں آکر تلوار پھینک دی اور ذرا فاصلہ سے ایک ایسا تیر مارا کہ سینہ میں پیوست ہو گیا اور آپ اسلام کی عزت کو سینہ سے چمٹائے ہوئے جنت کو سدھارے۔

لڑائی کے خاتمہ پر سردار دو جہان سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مصعب بن عمیر کی لاش کے قریب آئے اور ان کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر یہ آیت تلاوت کی من المومنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه "مومنوں میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے اس عہد کو پورا کیا جو انہوں نے اپنے خدا سے باندھا تھا" پھر شہید حق کی لاش کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"میں نے تم کو مکہ میں دیکھا ہے جہاں تم سے زیادہ کوئی خوبصورت اور خوش لباس نہ تھا یہ آج کیا ہو گیا ہے کہ تمہارے چہرہ پر گرد پڑی ہوئی ہے بال الجھے ہوئے ہیں اور جسم پر صرف ایک چادر ہے بیشک اللہ کا رسول گواہی دیتا ہے کہ تم سب شہداء قیامت کے روز اللہ کے حضور میں رہو گے"

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثار صحابہ کو فرمایا کہ راہ خدا کے ان شہیدوں کی زیارت کرو ان پر سلام بھیجو خدا کی قسم قیامت تک جو شخص ان کو سلام بھیجے گا یہ لوگ اس کا جواب دیں گے"

دیکھا مسلمانو! یہ تھا صحابہ کی ایثار، قربانی، جوش صداقت اور ہمت و شجاعت کا اولین نمونہ یہ تھا قرن اول کے مسلمانوں کا جوش ایمان، قرآن کی تعبیر کا عملی نمونہ اسلام کی صحیح تفسیر اور حقیقت ایمان کی روح ان کے قلوب اسلامی درد سے معمور تھے ان کے دلوں میں ایک ٹیس تھی ان کے خون میں اسلامی جوش تھا ان کے کانوں میں صدائے حق کی شنوائی تھی ہمارے پاس بھی قلب ہے مگر درد سے نا آشنا سر ہے مگر سودائے عشق سے خالی جگر ہے مگر لذت الم سے نابلد کان ہیں مگر آواز حق سے بہرے اور رگوں میں خون ہے مگر منجمد جس میں حرارت نہیں۔

صحابہ کرام نے اپنی جان و مال کے ایثار و قربانی کے جو نجات بخش کارنامے چھوڑے ہیں وہ ہر زمانہ میں مسلمانوں کے لئے قیامت تک باعث عبرت و ندامت ثابت ہوتے رہیں گے اور ہمارے زبانی دعویداروں کا منہ چڑاتے رہیں گے

چین میں اشاعتِ اسلام

از جناب [illegible] قریشی

(۱) ساتویں صدی عیسوی میں جبکہ پیغمبرِ اسلام ظاہر ہوئے عرب تاجر جنوبی چین میں لنکے اور تمام ساحلی علاقوں میں آ بسے جہاں تک اسلام پھیل گیا اور مسلمانوں کی تعداد اس قدر بڑھی کہ شاہ چین نے خود ان کے لئے ایک عظیم الشان مسجد بنا دی اور اس پر ایک تختی لگا دی اس تختی پر ساتویں صدی کی تاریخ کندہ ہے۔

(۲) دوسری روایت یہ ہے کہ شاہ چین نے اسلام کی شہرت سنی تو ایک وفد مکہ مکرمہ بھیجا اس وفد کے ساتھ حضرت وہاب تشریف لائے انہوں نے دیر تک شاہ چین سے گفتگو کی آپ کی تشریف آوری کے بیس برس کے بعد خود شاہ چین مسلمان ہو گیا۔

(۳) تیسری روایت یہ ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک صحابی کو چین بھیجا انہوں نے یہاں ایک مسجد بنائی اور اس کا نام بانی چنگشن (یادگار نبی) رکھا اس مسجد کے قریب صحابی کی قبر بھی موجود ہے۔

عرب کی ولولہ انگیزی

ان تینوں روایات کی روشنی میں عرب کی جوانِ ہمتی، ولولہ انگیزی اور ترکتازی پر نظر کرو اور دیکھو کہ وہ کیا بجلی تھی جو ظہورِ اسلام کے ساتھ ہی عرب کی رگوں میں بھری گئی وہ کہاں سے نکلے ہیں اور اشاعتِ اسلام کے جوش میں کہاں پہنچے ہیں! فاصلے کی دوری، حالات کی ناواقفیت، زبان کی ناواقفیت، جان کا ڈر، غیر مذاہب کا خوف، کوئی چیز بھی ان کے راہ میں حائل نہ تھی۔

خدا پرستوں کے کارنامے

مسلمانوں کی تبلیغی ولولہ انگیزی کے عجیب و غریب کارنامے تاریخِ اسلام میں محفوظ ہیں گیارہویں صدی میں یورپ کے عیسائی ایک مسلمان کو قید کر کے لے گئے اور اسے ڈینوب کی وادی میں رکھا یہ پہلا مسلمان تھا جو یورپ میں پہنچا جہاں یہ قیدی رکھا گیا "[illegible]" نامی ایک قوم آباد تھی، اس بزرگ نے آہستہ آہستہ اس قوم میں تبلیغ کی اور پوری قوم کو مسلمان بنا لیا۔

اکبر کے بیٹے جہانگیر نے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی کو قید خانے میں بھجوا دیا آپ نے اس قید کو ہی غنیمت سمجھا اور ہندو قیدیوں میں تبلیغِ اسلام شروع کر دی اور دو برس میں سینکڑوں ہندوؤں کو مسلمان بنا لیا۔

عبدالعزیز تو یکی لکھتے ہیں کہ چلوریا کے علاقہ میں مسلمانوں کے پرانے قلعے مسمار کر کے جب حکومتِ چین نے نئے قلعہ کی تعمیر شروع کی تو قلعہ کی دیواروں سے اور اس کے کھنڈرات سے بہت سے قدیم سکے نکلے جن کے سامنے کے رخ پر بسم اللہ شریف اور کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا اور پشت پر حسبِ ذیل آیت لکھی ہوئی تھی

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون۔ اللہ وہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ سب دینوں پر غالب آ جائے خواہ یہ چیز کافروں کو کیسی ہی ناگوار ہو۔

دین کو غالب کرنے کا جذبہ

دین کو غالب کرنے کا جذبہ مسلمان سلاطین اور مجاہدین کے لئے زندگی کی روح تھا یہی جذبہ تھا جو مسلمانوں کو کسی ایک زمین پر جمنے نہ دیتا تھا غلبۂ دین کی بیقراری انہیں بیابانوں، سمندروں، صحراؤں اور جنگلوں میں لئے پھرتی تھی، انہیں زندگی کا فکر نہ تھا غلبۂ دین ہی کی فکر تھی وہ اس فکر میں سراپا گداز تھے زندگی کے ایک ایک آرام کو اور موت کی ایک ایک خوفناکی کو فراموش کر چکے تھے [illegible] تہذیب، ریل اور تار، اخبار اور معاشر لیتی کے زمانے [illegible] ہم کو معلوم نہیں ہیں تاہم اسے امر بنی عباس کے زمانے [illegible] قرآن کا سارا تھا مسجد میں بنو اریا تھا اور غلبۂ دین کی بنیادیں مضبوط کر رہا تھا۔

عرب کا اثر چین پر

سلطنتِ اسلامیہ اور ملتِ اسلامیہ کی تاریخ پر سرسری نظر ڈالو جس غلبۂ دین کے لئے چین میں پہنچے انہوں نے وہاں بھی یہی کیا تھا شریف حسن بن جلال سمرقندی نے ساتویں صدی ہجری میں چین کو دیکھا تھا وہ لکھتا ہے:

"چین میں سلطان خاں کی سلطنت ہے، بادشاہ اگرچہ غیر مسلم ہے مگر یہاں مسلمانوں کی بڑی تعداد آباد ہے، بادشاہ ان کی بہت تعظیم و تکریم کرتا ہے، یہی لوگ اس کی سلطنت کا جزوِ اعظم اور روح رواں ہیں قاعدہ ہے کہ جب کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کو قتل کر دیتا ہے تو اس کو بدلے میں قتل نہیں کرتے بلکہ اس سے خون بہا لیتے ہیں مگر یہاں قتل کے واقعات شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں یہاں کے انتظامات بہت درست ہیں"

اس عبارت کو پڑھو اور بار بار پڑھو اور غور کرو اس میں اسلام کے روحانی اخلاقی اور سیاسی غلبے کے کس قدر اٹل دلائل موجود ہیں اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کے اخلاق عام انسانیت کے عام اخلاق کی نسبت بہت زیادہ بلند تھے۔

مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ تھی [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی دل دہلا دینے والی شجاعت [illegible] تھی

بادشاہ اگرچہ غیر مسلم تھا مگر ان کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا مسلمانوں کے علمی اور اخلاقی [illegible] کی دلیل ہے

غیر مسلم سلطنت کا جزوِ اعظم اور روح رواں مسلمان تھے [illegible] ظاہر ہے کہ مسلمان [illegible] اور [illegible]

جب تعداد کی کثرت [illegible] کا خیال [illegible] کرے گا

پھر ایک اس ... سلطنت چین کا فتح ہونا اور عجز و حلم ہونے کے باوجود مسلمانوں کا یہ طرز عمل کہ وہ اپنے قاتلوں کو بھی معاف کر دیتا تھے ثابت کرتا ہے کہ اس وقت مسلمانوں کا قدم عفو و درگزر کے معاملے میں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر قائم تھا۔

شاہان چین پر اثر

چنگیز خاں یا اس کے جانشینوں نے مسلمانوں کی ہلاکت اور تباہی پر کمر باندھ رکھی تھی اسلامی مبلغین ان کے ساتھ لگ گئے اور یہ دشمن قوم سب کی سب مسلمان ہو گئی اور اس زمانہ میں اسلام کے لئے بہت بڑی قوت اور حفاظت ثابت ہوئی۔

چغتائی سلطنت کے فرمانروا مجوسی تھے، یہ لوگ مسلمانوں کے سخت دشمن تھے جب ترماشیرین تخت پر بیٹھا تو اسلامی مبلغین نے اس سے اپیل کی ۷۲۵ھ میں بادشاہ مسلمان ہو گیا یہی سلطنت ست گئی اور ترکستان کا خطہ اور ماوراء النہر میں مسلمانوں کی حکومت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

برکت خاں جو چنگیز خاں کی اولاد میں سے تھا تخت حکومت پر بیٹھا تو مولانا شمس الدین باخرزی نے اسے خط لکھا اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی بادشاہ مسلمان ہو گیا پھر ازبک بن طغرل ہلاکو اور ہلاکو خاں کا بیٹا مسلمان ہوئے اور اس طرح چین میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد پیدا ہو گئی۔

سید اجل شمس الدین

چین کے صوبہ ینان میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مسلمان مبلغ یہاں آیا اور پانچ سال تک حکومت کر گیا اس نے زبان سے کسی کو کچھ نہیں کہا لیکن اس کا عمل اس کا اخلاق اور اس کی روحانیت اس قدر زبردست اور عظیم الشان تھی کہ وہ جس کوچہ سے گذر گیا لوگ اسلام پر فدا ہو گئے ہزارہا چینیوں نے اس کی صورت کو دیکھ کر اسلام قبول کیا آج اگر چہ اس کے انتقال پر ساڑھے چھ سو سال پورے ہو چکے ہیں لیکن اس کے عشق و محبت کا دریا ابھی تک سرزمین چین میں موجزن ہے اور لاکھوں اور کروڑوں بدھ اور کنفوشیوں اس غیر قوم غیر وطن اور غیر مذہب کے انسان کے نقش قدم کی پرستش میں مستفید اور مشغول رہتے ہیں۔

اس عظیم الشان عرب کا نام سید اجل شمس الدین محمد عمر تھا مولوی عبد القدوس صاحب نے مسٹر مارتھان کے حوالے سے اس عظیم الشان مسلمان کے حالات معارف میں شائع کرائے ہیں، مسٹر مارتھان اسلام کے شدید ترین دشمن ہیں اور ان کا قاعدہ ہے کہ تاریخ میں جہاں کہیں کوئی ایسا واقعہ مل جاتے ہیں جس میں مسلمانوں کی نیک نامی کا شائبہ بھی ہو فوراً ان سے انکار کر دیتے ہیں لیکن خدا کی قدرت دیکھو کہ یہ متعصب اور بے خبر مسیحی مورخ بھی سید عمر کی شان میں رطب اللسان ہے۔

بزرگان اسلام کے آفتاب اقبال کی ضیا باریاں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ان لوگوں کے کام ... میں خدا نے ... جلال کی کیسی کیسی تو فیقیں اور ہمتیں شامل کی تھیں ایک مسلمان صحرائے عرب کے ایک گوشہ سے نکلتا ہے ہزاروں میل طے کر کے چین جیسے ملک میں پہنچتا ہے جہاں کے باشندے آج تک غیر ملکیوں سے نفرت کرتے ہیں ... پہنچتا ہے یہاں اس کا کوئی ہمدرد نہیں ہے کوئی ... سے واقف ... نا واقف ہے زبان سے ناواقف

سے غیر قوم غیر ملک اور غیر مذہب کے لوگوں میں آباد ہوا ہے اور ایسی بے مثال عظمت و قبولیت حاصل کرتا ہے کہ اس کے دم سے پورے صوبے اور پورے ملک کی کایا پلٹ جاتی ہے۔

سید عمر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اس طرح شروع ہوتے ہیں۔

ابتدائی زندگی

جب چنگیز خاں نے مغرب کی طرف حملہ کیا تو یہ عرب نوجوان ایک ہزار سواروں سمیت اس کے ساتھ شامل ہو گیا ۱۲۲۹ء تک اس کے ساتھ رہا اور اس کے بعد سلطان او غوتائی سلطان تانغو سلطان قوبیلائے خاں کی ملازمت میں داخل ہوا سید مرحوم کی فرض شناسی اور صلاحیت نکا سگاری کی حالت یہ تھی کہ سلاطین چین جو بھی عہدہ اس کے سپرد کرتے تھے وہ اپنے آپ کو اس سے بہت زیادہ بلند ثابت کر دیتے تھے کہ وہ

وہ ان کے اخلاق اور ان کی غیر معمولی ذہانت سے ایسے گرانبہا امور تکمیل پاتے تھے کہ ہر دفعہ سلطنت کا استحکام اور رعایا کی محبت اور دو چند ہو جاتی تھی۔

صوبہ ینان چین کا بہت بڑا علاقہ ہے یہ علاقہ اس زمانہ میں سب سے زیادہ برباد اور سب سے زیادہ باغی علاقہ مشہور تھا ہر طرف لوٹ مار کا بازار گرم تھا علاقہ کے جنگجو اور باغی قبائل ہر وقت تلوار سے ایک دوسرے کی گردنیں ناپتے رہتے تھے زمین بنجر اور ویران تھیں طوفان آتے تھے تو ہر طرف قیامت برپا ہو جاتی تھی پہاڑی سلسلوں کی فراوانی امن و انتظام کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ تھی زمین ایسی ہی پتھریلی اور سیاہ تھی جیسے باشندگان ینان کے دل حکومت چین نے ہر چند اس علاقہ کے امن و انتظام کے لئے کوشش کی مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔

صوبہ ینان کی گورنری

۱۲۷۴ء میں صوبہ ینان کی گورنری سید عمر رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کی گئی اس وقت آپ پر ضعیفی کا عالم طاری تھا قضا نے سید مرحوم کو اس علاقہ میں صرف پانچ سال تک کام کرنے کا موقعہ دیا ہے لیکن ان پانچ سالوں میں ان کی ذات سے جس قدر کام انجام پائے وہ اس قدر اہم اور دور رس تھے کہ انہوں نے صوبہ ینان ہی نہیں بلکہ ساری چین کی کایا پلٹ دی۔

سید عمر کے کارنامے

مسٹر مارتھان لکھتے ہیں کہ سید عمر نے یہاں اگر پرائمری اور سکنڈری مدارس قائم کئے سڑکیں بنائیں قلعے تعمیر کئے دریاؤں پر مضبوط پل باندھے خشک اور بے آباد علاقوں میں نہریں حوض اور کنوئیں بنائے اور بنجر زمینوں کے مرکزوں میں پانی کے بڑے بڑے خزانے جمع کر دیئے جن میں بعض اب بھی باقی ہیں اور زائرین کی نظروں میں اپنے عظیم الشان بانی کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

ایسے وحشت خیز علاقے میں یتیم خانوں اور محتاج خانوں کا کون تصور کر سکتا ہے فرانسیسی انسائیکلو پیڈیا کا بیان ہے کہ سید عمر وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے یتیم خانوں اور محتاج خانوں کی بنیاد رکھی اور فاما الیتیم فلا تقہر کے حکم ربانی کی اطاعت میں بے نوا یتیموں اور فقیروں پر برکت اور راحت کا دروازہ کھول دیا۔

سید عمر کے مرکز حکومت کے چاروں طرف بنجر اور غیر آباد زمین ویرانی اور تباہی

[illegible] چینیوں کی [illegible]

[illegible] کی اس دنیا کی [illegible] کا باقاعدہ محکمہ قائم کیا جس کا فرض تھا کہ وہ حکومت کی طرف سے زمین کے چھوٹے قطعوں میں نئی نئی چیزیں کاشت کر کے چینیوں کو فن زراعت کی تعلیم دے۔

صوبہ یُنان کا رقبہ ڈیڑھ لاکھ مربع میل تھا صوبے کا ایک حصہ ہر وقت طوفانیوں کے خطرے میں گھرا رہتا تھا ضلع تشا وشیان کی ندی میں جب سیلاب آنے لگتے تو وہ ہر طرف تباہی برپا کر دیتی تھی۔ سید رحمۃ اللہ علیہ اس طرف متوجہ ہوئے آپ نے اس ضلع میں ایک اتنی بڑی نہر کھدوائی کہ وہ ان تمام علاقوں کو پانی بخشے اور بے آب علاقوں میں بجا تی تھی ایک انگریز سیاح بروجہال نے ۲۰ جنوری ۱۹۱۱ء کو اپنا سفرنامہ شائع کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ چشمہ رحمت اس وقت بھی چین کے بنجر اور علاقوں پر ابر بہاری کی طرح آب حیات برسا رہا ہے:

- صوبہ یُنان کے باشندے تجارت کی منفعت سے بے خبر تھے سید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علاقہ کے مختلف مرکزوں میں ہفتہ وار بازار اور ہفتہ میں دو بار لگنے والے بازاروں اور نمائشوں کا انتظام کیا چنگی معاف کر دی اور تجارت کو ترقی دی۔
- صوبہ یُنان کا ذکر ہے! چین کے کسی علاقہ میں بھی ڈاک کا کوئی انتظام نہ تھا۔ سید عمر نے ڈیڑھ سو سواروں کا ایک دستہ خطوط رسانی پر مقرر کر دیا گھوڑوں کی تبدیلی کے لئے راستے اور سٹیشن مقرر کئے ڈیڑھ لاکھ مربع میل زمین کی حالت یہ تھی کہ بعید ترین شہروں کی خبریں ہر روز سرے دن دارالخلافہ میں پہنچ جاتی ہیں یہی دیکھ کر وہ عظیم الشان مسلمان جس نے صرف پانچ سال کے عرصہ میں یُنان ایسے بے ننگ و نام صوبے میں یہ تمام انتظامات مکمل کر دیئے تھے مذہبی حالات میں معاودار کتنا تھا انگریز سیاح بروجہال لکھتا ہے۔
- دریائے شیلی کے کنارہ پر سید مذکور کا تعمیر کردہ ایک قدیم شوالہ اب تک موجود ہے اس علاقہ کے کنفوشیوس اس شوالہ کو بہت متبرک مانتے ہیں اور سال میں ایک بار اس پر بڑا میلہ لگتا ہے دور دراز سے لوگ آتے ہیں۔

بے مثال عدل و رافت

سید عمر کی بلند اخلاقی صلح جوئی رواداری اور معدلت گستری کے بہت سے قصے ابھی تک چینیوں کو یاد ہیں جن میں ایک قصہ یہ ہے

ایک دفعہ بوبان نامی ایک سردار نے علاقہ یُنان کے ایک قلعہ پر قبضہ کر لیا قبلائی شاہ نے سید رحمۃ اللہ علیہ کے نام مدافعت کا حکم بھیجا آپ اس سے جنگ کو طول دینا چاہتے تھے اور جب لوگوں نے سوال کیا تو فرمانے لگے مجھے خوف آتا ہے کہ میرے ہاتھ سے کسی بے گناہ کا خون ہو۔ سید رحمۃ اللہ علیہ جب دشمن کے مقابلہ پر آئے تو دشمن نے ان کو صلح کے لئے سفیر بھیجے اور اطاعت قبول کی مگر شرط یہ رکھی کہ مفتوحہ شہر خالی نہ کیا جائے گا لیکن اس وقت جبکہ صلح کی گفتگو ہو رہی تھی سید رحمۃ اللہ علیہ کی فوج کے چند سپاہیوں نے قلعہ پر حملہ کر دیا چونکہ دشمن دوسری طرف صلح میں مصروف تھا اس لئے قلعہ فتح ہو گیا۔ سید عمر کو یہ حال معلوم ہوا تو آپ نے اسی وقت اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا اور قلعہ دشمن کے حوالہ کر دیا سید کی اس وعدہ وفائی جوانمردی اور مروت کا دشمن کے دل پر بہت اثر ہوا پھر اس کے کوئی [illegible] کے خوف کا ایک قطرہ گرے [illegible] چند [illegible] سید عمر کی خدمت میں بھیجے

[illegible]

انتقال [illegible]

[illegible] میں [illegible] کیا [illegible] بوریانگ چین کے صوبہ [illegible] ہر ایک [illegible] نشان سے [illegible] کیا [illegible] کا انتقال ہو گیا۔ چینیوں کا دستور ہے کہ جب ان کا کوئی بڑے آدمی کا انتقال ہو جاتا ہے تو وہ اس کے [illegible] بنا کر [illegible] اور بہت بنا کر [illegible] کے طور پر نصب کرتے ہیں۔ سید عمر کے انتقال کی جگہ جہاں جہاں بھی پہنچی چینیوں نے [illegible] اور [illegible] کی پرستش کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

سیرت اجلی

اس [illegible] انتقال کے ایک سو سال بعد ۱۳۹۹ء [illegible] کا ترجمہ ہوا اور اس علاقہ [illegible] کی ایک کتاب تحریر کی گئی [illegible] کے حالات مرتب کر کے دربار میں پیش کئے گئے سات سال تک وہ اسے چین کے حالات جمع کرتی رہی جو آخر بات ان علماء نے دربار میں کہی یہ تھی کہ تہذیب و تمدن کا خادم اور ماہی رعایا خواہ ہونے کے اعتبار سے چین کا کوئی وزیر سید اجل عمر کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ بادشاہ بہت متاثر ہوا اس نے حکم دیا جس کی تعمیل میں [illegible] سید موصوف کی سوانح عمری لکھی گئی تاکہ ہر طالب علم جو چین میں پیدا ہو حضرت کے حالات کا مطالعہ کر سکے اس لئے اس کو تمام مدارس کے [illegible] داخل کیا گیا سید عمر رحمۃ اللہ علیہ کی قدر دانی کی یہ آخری حد نہیں [illegible] میں اس مرد خدا کے عظیم الشان کارناموں نے چینی حکومت کے احساسات میں پھر جنبش پیدا کی اور حکومت نے اپنے عہد کے سب سے بڑے مصنف [illegible] کو حکم دیا کہ وہ سید عمر کے سوانح پر زیادہ تفصیل اور زیادہ تحقیق سے روشنی ڈالے مصنف مذکور نے اپنی کتاب کی جلد اول میں [illegible] کی اس کتاب میں سید عمر [illegible] کا لقب سید اجل نہیں لکھا بلکہ اس کی بجائے "الامیر الامین الحسن" لکھا ہے۔

سبق حاصل کرو

اس طویل مضمون کے لکھنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم ناظرین ہوش کو ایک بچے مسلمان کی عظمت و اہمیت سے روشناس کرائیں۔ حقیقی مسلمان یہ ہے ایک مسلمان کی طاقتیں یہ ہے وہ اقبال کی برکت و نصرت جو بشرط اطاعت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسلام کے شامل حال رہتی ہے کاش ہندوستان میں کوئی ایسا مسلمان پیدا ہو جاتا تو ہندوستان کی بیشتر حالت سدھر جاتی۔

بہرحال ملت اسلامیہ کے بزرگان اسلام کی عظیم الشان روایات پر نظر کر دیکھیں کہ روایات کی عزت کے محافظ [illegible] حالات پر نظر کریں اور پستی و ذلت و ادبار و زوال کی زنجیروں کو اپنے جسم سے علیحدہ کر دیں [illegible] بلند اقبال کی ترقی چاہیں [illegible] کی پیروی کے ساتھ [illegible] دنیا فاتحین [illegible] بنا سکتی تھی [illegible] سلطنت و خلافت [illegible] [illegible] بلکہ دوسرے مسلمانوں کو توفیق [illegible] کے نقش قدم پر [illegible]

کانگریس منسٹریوں کے ٹوٹ جانے کے بعد ہم کس طرح ملک کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟

تعمیری پروگرام کی ضرورت

(از ادارہ مولوی)

ہم ماہ گذشتہ کی اشاعت میں اس اہم سوال کی طرف اجمالی اشارہ کر چکے ہیں کہ کانگریس منسٹریوں کے مستعفی ہو جانے کے بعد ان لوگوں کو کیا کرنا چاہیے جو انفرادی سول نافرمانی میں حصہ نہیں لینا چاہتے یا نہیں لے سکتے ہم نے لکھا تھا کہ جدید اصلاحات کے ماتحت جو کونسلیں وغیرہ قائم ہونگی قوم پرور ہندو مسلمانوں کو ان پر قبضہ کر لینا چاہیے تاکہ خود غرض اور خوشامدی لوگ نہ جا سکیں اور اگر قوم پرستوں نے کونسلوں کے بائیکاٹ کی پالیسی قائم رکھی تو اسی قسم کے حضرات کونسلوں میں بھر جائیں گے جیسے کہ آجکل ہیں جو ہر نئے آرڈیننسوں کو قانون کی شکل دیتی ہے لیکن تعمیری کاموں سے یہ تو صرف ایک کام ہے اور بہت سے کام ایسے ہیں کہ جو کانگریس کے نقطہ نظر سے بھی مفید ہیں اور قانون کے بھی خلاف نہیں ہیں اگر ان کاموں کو انجام دینے والی جماعت اگر کوئی ہو سکتی ہے تو وہ قوم پرستوں ہی کی ہو سکتی ہے کیونکہ باقی جماعتیں تو پلیٹ فارموں پر سے دیوان وار تقریریں اور اخباروں کے نمائندوں کو انٹرویو دینے کے سوا کوئی عملی جدوجہد کرنے کی عادی نہیں ہیں اور جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کانگریس لیڈران کے تعطل کے بعد قوم پرور جو جیلوں سے باہر ہیں نہ کوئی کام نہیں کر سکتے جب تک کہ کوئی ارگنائزیشن نہ قائم ہو کیونکہ تعمیری کام تو بغیر تنظیم کے نہیں ہو سکتا مگر اس تجربے سے کوئی نتیجہ حاصل کرنا پیش نظر ہو جب تجربے کے لئے تنظیم اور ارگنائزیشن کی ضرورت ہے تو ظاہر ہے کہ تعمیری کاموں کے لئے ایک باضابطہ اور وسیع ارگنائزیشن کی کس قدر ضرورت ہوگی۔ بہرحال اس وقت سب سے پہلا کام یہ ہے کہ صرف تعمیری کاموں کے لئے قوم پرستوں کی ایک جماعت بن جائے اس میں ان سب لوگوں کو شریک ہونے کی دعوت دی جائے جو قوم پرستانہ نقطہ نظر رکھتے ہوں جن کی زندگی کے گذشتہ اعمال و اشغال اس نقطہ نظر کے مؤید ہوں اور جو آئندہ ایثار پیشگی اور بے غرضی کے ساتھ کام کریں اور گو یہ لوگ نافرمانی اور دوسرے قسم کی غیر آئینی کاموں سے احتراز کریں گے مگر آئین کے دائرہ کے اندر رہ کر پوری جرأت و جسارت کے ساتھ حکومت کے ناانصافانہ کاموں کا مقابلہ کر سکیں یہ بڑی مصیبت اور بدبختی ہے کہ اکثر لوگ حکومت سے ذاتی اغراض کی بنا پر مرعوب ہو جاتے ہیں اور ملکی و ملی مفاد کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے قربان کر دیتے ہیں قوم کا فرض ہے کہ وہ ایسے اشخاص و افراد کو اس قسم کے مواقع بہم پہنچانے سے انکار کر دیں جن پر بیٹھ کر وہ اپنی خود غرضی کی بنا پر ملک و ملت کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں

غرض یہ کہ صرف تعمیری کاموں کی تکمیل کے لئے قوم پرستوں کی ایک جماعت کی تشکیل کی جانی چاہیے اور یہ جماعت اسی قدر طاقتور اور وسیع الاثر ہونی چاہیے جس قدر کہ کانگریس تھی پھر اس جماعت کو قومی تعمیر کے تمام شعبوں کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیے اس وقت ایک دو نہیں متعدد کام ایسے ہیں جن پر قوم پرستوں کی پوری توجہ مبذول ہونے کی ضرورت ہے اور وہ ایک دو دن کے لئے نہیں بلکہ برسوں ان کے لئے ان تھک کام کرنے کی ضرورت ہے۔ تعمیری کام بھی ایسے ہیں جن میں ہنگامہ خیز کام کوئی کام نہیں ہے خاموشی کے ساتھ اور نام و نمود کی خواہش کے بغیر کام کرنے کی ضرورت ہے اور یہ بہت مشکل کام ہے کیونکہ خاموشی کے ساتھ کام کرنا جس میں نام و نمود کا موقع کم ہو شہرت اور عزت کے مواقع بھی کم ہوں ایسے کام کو بہت کم لوگ پسند کرتے ہیں کیونکہ بدقسمتی سے دو قسم کے لوگ زیادہ ہوتے ہیں ایک تو خود غرض دوسرے جاہ پسند و شہرت طلب اور ان دونوں قسم کے لوگوں سے یہ امید نہیں رکھنی چاہیے کہ کوئی ایسا کام کرنے پر رضامند ہو جائیں گے جو شہرت و جاہ اور نمود و نمائش کے مواقع اپنے اندر کم رکھتا ہو۔ پھر مدبر کا کام کرنا بہت دشوار ہوتا ہے اور معمولی آدمیوں کے بس کی بات نہیں ہوتی اس قسم کے کام صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو ایثار پیشہ ہوتے ہیں اور ملک و ملت کے لئے قربانی کا کوئی جذبہ اپنے اندر رکھتے ہیں اور کوئی فوری مفاد حاصل کرنے کی خواہش ان کے اندر نہیں ہوتی ایسے لوگ اگر منظم صورت میں تعمیر ملت اپنے ذمہ لیں تو بہت کچھ خدمت اپنے ملک اور قوم کی کر سکتے ہیں اور ان کی مساعی سے نہایت قیمتی اور دوررس نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

مثلاً سودیشی تحریک کی تقویت کا کام ایک ایسا کام ہے کہ ایک بڑی جماعت اس میں اپنا وقت صرف کر سکتی ہے اور اگر مستعدی اور خلوص کے ساتھ اس تحریک کو چلایا جائے تو ملک سیاسی اور اقتصادی حیثیت سے بہت تھوڑے عرصہ میں بہت زیادہ ترقی کر سکتا ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ وہ تمام حضرات جو انفرادی سول نافرمانی میں حصہ نہیں لے رہے ہیں منظم ہو کر تعمیری کام کریں اور جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے بہت سے تعمیری کاموں میں سے ایک اہم کام سودیشی کی تحریک کو تقویت دینا بھی ہے اور یہ ایسی تحریک ہے جو اپنے اندر نہایت مفید اور قیمتی نتائج در آغوش رکھنے کے خلاف قانون نہیں ہے اور پورے جوش و خروش کے ساتھ اس تحریک کو آگے بڑھایا اور ترقی دی جا سکتی ہے۔

اگر قوم پرست اور کانگریسی اصحاب غور سے دیکھیں تو سودیشی کی تحریک ملک کے لئے وہ نتائج پیدا کر سکتی ہے جو ان حضرات کو مطلوب ہیں اور جو ان کو موجودہ حالات میں آرڈیننس کی وجہ سے حاصل نہیں کر سکتے یعنی آجکل بائیکاٹ کی تحریک کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا ہے اور کوئی شخص بائیکاٹ کا لفظ بھی استعمال نہیں کر سکتا لیکن ذرا غور سے دیکھیے تو بائیکاٹ کی تحریک کا جو مقصد ہے وہ سودیشی کی تحریک سے حاصل ہو سکتا ہے بائیکاٹ کی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ بدیشی اشیا ہم نہ خریدیں لیکن ضروریات زندگی تو ترک نہیں کی جا سکتیں وہ تو ضرور خریدی جائیں گی یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ بائیکاٹ کی تحریک کے ماتحت ہم کسی خاص ملک کی اشیا خریدنا چھوڑ دیں ان کی بجائے دوسرے ملک کی اشیا نہ خریدیں کیونکہ زندگی کی ضروریات پوری کرنی ہیں اگر بائیکاٹ کی حرکت کے ماتحت فرض کیجیے کہ ہم نے انگلستان کی بنی ہوئی

[illegible]

[illegible] کرنا ہے [illegible]

[illegible] اس طرح سے انگلستان کو نقصان پہنچ [illegible]
ملک کو نقصان پہنچتا ہے تو اس سے حکومت [illegible] ہے اگر یہ بھی
تحریک کو مسلسل کامیابی [illegible] جاری نہیں رکھ سکتے مگر ابھی تحریک [illegible]
میں ایک تو یہ ہے کہ ہم اپنے مخالف کو نقصان پہنچا سکتے ہیں مگر اس سے
خود کوئی نفع حاصل نہیں کر سکتے اور دوسری خرابی یہ ہے کہ حکومت اس تحریک
کے چلنے اور بڑھنے نہیں دیتی بلکہ اس کے خلاف قانون تیار کر کے اس کو جاری [illegible]
لیکن بائیکاٹ کی تحریک کے خلاف سودیشی کی تحریک سے دونوں باتیں حاصل
ہو جاتی ہیں یعنی اپنے مخالفین کو ہم اپنے آگے جھکنے پر مجبور کر سکتے ہیں اور
اپنے ملک کو اس سے فائدہ پہنچا سکتے ہیں یعنی مثبت اور منفی دونوں قسم کے نفع
سودیشی تحریک سے حاصل ہو سکتے ہیں اور حکومت کوئی دخل اندازی نہیں کر سکتی
اس لئے مسلسل اس تحریک کو جاری رکھا جا سکتا ہے اور ترقی دی جا سکتی ہے
اس تحریک کے ذریعہ سیاسی بیداری بھی پیدا کی جا سکتی ہے اور سیاسی نتائج
حاصل کئے جا سکتے ہیں جن کی توقع ہم بائیکاٹ کی تحریک سے کرتے ہیں یعنی یہ
انگلستان کے تاجروں پر اس کا اثر پڑنا ناگزیر ہے اور اس سے حکومت ہند کا
متاثر ہونا بھی ناگزیر ہے ہمارے نزدیک سودیشی کی تحریک بائیکاٹ کی تحریک
سے زیادہ مفید اور موثر ہے اس لئے اس طرف اہل ملک کو عموماً اور قوم ہند کو
خصوصاً توجہ کرنی چاہئے۔

سودیشی تحریک پر تفصیلی نظر

اگر ہم سودیشی کی تحریک پر غور اور تفصیل سے نظر ڈالیں تو ہمیں اندازہ
ہو سکتا ہے کہ یہ تحریک اس قدر مفید اور اس قدر زود اثر اور ہمہ گیر ہے کہ کوئی دوسری
تحریک اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی بحالات موجودہ یعنی ہندوستان کی [illegible]
حالت میں اس سے زیادہ موثر اس سے زیادہ مفید اور اس سے زیادہ دور رس
نتائج پیدا کرنے والی اور ساتھ ہی بے خطر کوئی دوسری تحریک نہیں ہو سکتی یہ تحریک
ملک کے ہر ایک بعید سے بعید گوشہ تک بغیر کسی دقت اور خطرہ کے پہنچ سکتی ہے
ہر ایک فرقہ اور طبقہ کے اندر اس کو مقبول بنایا جا سکتا ہے یہ صحیح ہے کہ بہ نسبت
بائیکاٹ کے سودیشی کی تحریک میں جاذبیت کم ہے مگر اول تو آئندہ دو سال تک
ہم بائیکاٹ کا لفظ بھی اس وقت تک استعمال نہیں کر سکتے جب تک یہ فیصلہ
نہ کر لیں کہ اب جیل جانا ہے کیونکہ بائیکاٹ کے خلاف جو آرڈیننس [illegible]
نے نافذ کیا تھا موجودہ [illegible] اسمبلی نے اس کو تین سال کے لئے قانون کی
شکل دے دی ہے اس لئے بائیکاٹ کی تحریک کا چلانا ناممکن ہے اس کے علاوہ بائیکاٹ
کی تحریک [illegible] زیادہ عرصہ تک نہیں چلائی جا سکتی کیونکہ وہ کسی مستقل بنیاد
پر شروع نہیں کی جا سکتی بلکہ عموماً اس کی تہ میں کوئی وقتی خیال ہوتا ہے جو کچھ عرصہ
تک تو کام دیتا ہے اس کے بعد جوش ٹھنڈا پڑا تحریک بھی سرد پڑی اس میں
شک نہیں کہ تھوڑے دنوں تک تو نہایت زور شور سے یہ تحریک چلا کرتی ہے مگر یہ
بھی واقعہ ہے کہ زیادہ عرصہ تک یہ تحریک نہ کبھی چلی ہے اور نہ چل سکتی ہے مثلاً بائیکاٹ
کی تحریک ایک نہیں بلکہ کئی بار شروع ہوئی مگر ہر ایک دفعہ کچھ دنوں زور شور سے

[illegible] ہوئی اور سیاسی [illegible]
[illegible] مگر ہر دفعہ کچھ
[illegible] نہیں کر سکے [illegible]
[illegible] ناجائز اور نہیں
[illegible] کے خلاف قانون بنایا
[illegible] تعمیل کرنا [illegible]
[illegible] لیکن [illegible]
کے خلاف [illegible] اور دو سال تک [illegible] کوئی شخص جیل کا
خطرہ [illegible] اس لئے [illegible] نعم البدل ہو سکتی
اس کو پورے جوش و خروش کے ساتھ شروع کر دینا چاہئے [illegible] تحریک سودیشی
کو بائیکاٹ کا نعم البدل کہتے ہیں اس لئے کہ اس تحریک میں بھی [illegible] شامل ہے
جو بائیکاٹ میں [illegible] اپنے مطالبات منظور کرانے کی [illegible]
اور اس کے علاوہ ملک و ملت کے لئے نفع حاصل کرنے کی طاقت بھی اس تحریک
کے اندر موجود ہے جب ہم کسی شخص سے کہتے ہیں کہ وہ صرف سودیشی اشیاء کا
استعمال کرے تو اس کے معنی [illegible] ہوتے ہیں کہ وہ غیر سودیشی یعنی غیر ملکی چیزوں
کو خریدے اور نہ استعمال کرے [illegible] کا نام بائیکاٹ ہے بائیکاٹ کے معنے
ہی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ کسی خاص ملک یا غیر ملکوں کی اشیاء کی خرید و
استعمال ترک کر دیا جائے مگر اس میں اس امر کی کمی ہے کہ تحریک بائیکاٹ اپنے
ملک [illegible] کی ترقی کی طرف [illegible] زیادہ توجہ نہیں [illegible] اس نتیجہ
[illegible]
[illegible] زیادہ مفید ثابت [illegible]
[illegible] اور دوسرا [illegible] نتائج [illegible] اگرچہ ہم اس
حقیقت کے بھی قائل ہیں کہ قوم اور ملک کی [illegible] حیات بھی قائم
ہیں جب تحریک [illegible] ہو جاتی [illegible] کے ساتھ ملک [illegible] امیدیں
ہو جایا کرتی ہیں اور ملک کے مستقبل کی شاندار کامیابی کا [illegible] پروگرام
پر ہوتا ہے اگر ایسے حالات رونما ہو جائیں تو اس وقت تحریکوں کی مخالفت
نہیں کی جا سکتی مگر اس وقت بھی اگر تعمیری [illegible] کے مواقع ہوں تو اہل ملک کا فرض ہے
کہ وہ اس طرف سے غفلت نہ برتیں [illegible] ملک اور قوم کی [illegible]
تعمیر [illegible] تخریب میں نہیں ہے اور جب کبھی [illegible] تخریب اختیار
کرنی پڑتی ہے تو اس کا اصلی [illegible] تعمیر کے راستہ
میں جو موانع اور مشکلات حائل ہوتی ہیں ان کو [illegible]
محض تخریب کے لئے [illegible] اور نہ تخریب کو [illegible]
کے لئے اختیار کیا جاتا ہے

لیکن موجودہ حالات [illegible]
اختیار نہیں کر سکتے اس [illegible]
[illegible] کر سکتے ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible] آج [illegible] کی تحریک
سودیشی کی تحریک [illegible]

[illegible] عمل [illegible] ہے کیونکہ ہندوستان کے اندر اس تحریک کو [illegible] کیا جا سکتا ہے اور اختلاف و مخالفت کا کسی گوشہ سے بھی اندیشہ نہیں [illegible] ایک ایسی تحریک ہے جس سے ہندو مسلمان سکھ عیسائی پارسی اور سرکاری [illegible] حضوری [illegible] اور انگریزوں اور [illegible] کے خوشامد [illegible] کی مخالفت کرنا پڑتا ہے ممکن نہیں کہ کوئی طبقہ [illegible] اس تحریک کی مخالفت کرے صرف وہ تاجر [illegible] جو غیر ملکی اشیاء کی تجارت کرتے ہیں اور ملک کی دولت غیر ملکوں میں بھیج دیتے ہیں اور خود ایک دلال کی طرح کمیشن کے نفع پر گذارہ کرتے ہیں مگر اس گروہ کی بھی یہ ہمت نہیں پڑے گی کہ سودیشی تحریک کی مخالفت شروع کر دے بلکہ ان کو بھی اس تحریک سے متاثر ہو کر بدیشی اشیاء کی تجارت ترک کر دینی پڑے گی اور اس کی جگہ سودیشی اشیاء کی تجارت کرنے لگیں گے۔

بہر حال تعمیری پروگرام کا اہم ترین جز سودیشی کی تحریک ہے اور وقت کے مطابق ہے کسی طرف سے اس کی مخالفت کا اندیشہ نہیں ہے بلکہ ہر ایک گوشہ سے امداد ملنے کی توقع ہے اور ہر ایک سمت سے اس کا خیر مقدم ہوگا یہاں تک کہ خود حکومت کی طرف سے بھی اس کی حوصلہ افزائی کی امید ہے خواہ یہ حوصلہ افزائی بادل ناخواستہ ہی کیوں نہ ہو مگر ہوگی ضرور لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ پوری مستعدی تندہی اور ہوشمندی کے ساتھ اس تحریک کو چلایا جائے۔

سب سے پہلی ضرورت اس امر کی ہے کہ جو جماعت اس تحریک کو شروع کرے وہ پوری طرح منظم ہو جیسی کہ کانگریس ایک منظم اور طاقتور جماعت ہے تمام ملک میں اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں جیسی کہ کانگریس کی ہیں نہایت کثرت سے ہر جگہ اس کے کارکن ہوں جو ایسے ہی ایثار پیشہ ہوں جیسے کانگریسی ہوتے ہیں کہ اپنا وقت اور اپنی قوت اس تحریک کو تقویت اور ترقی دینے میں صرف کر سکیں اور یہ نظام نیچے سے لیکر اوپر تک ایک مسلسل کڑی کی صورت میں ہو جیسا کہ کانگریس کا نظام ہے تاکہ جس وقت سودیشی کی تحریک شروع ہو تو بیک وقت تمام ملک میں اور ملک کے گوشہ گوشہ میں اس تحریک کا بگل بجنے لگے اور ہر ایک صوبہ اور ہر ایک ضلع اور ہر ایک شہر قصبہ اور گاؤں سے سودیشی کی صدائیں بلند ہونے لگیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جس قدر وسیع اور جس قدر منظم اور طاقتور نظام ہوگا اسی قدر زیادہ تحریک زور و شور سے ترقی کرے گی اور جس قدر کمزور نظام ہوگا اسی قدر تحریک کمزور ہوگی۔ سودیشی کی تحریک کے سلسلہ میں اس جماعت کا کیا فرض ہوگا جس کا اوپر ذکر کیا گیا اور وہ کیا کیا کرے گی اور اسے کیا کیا کرنا چاہیے یہ تو خود اس جماعت کے سوچنے کا کام ہے اور اگر ایسی کوئی جماعت قائم ہو جائے گی تو وہ بہت کچھ سوچ سکتی ہے [illegible] جب ہم تحریک پیش کر رہے ہیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ اس تحریک کا خاکہ پیش کر سکیں کہ جو نتائج ہمارے پیش نظر ہوں اگر سب نہیں تو ان میں سے چند تو [illegible] مشورہ کی صورت میں پیش کر دیں۔

ہمارے نزدیک سب سے پہلے ایک طاقتور وسیع اور ایثار پیشہ و مستعد افراد پر مشتمل ایک ایسا نظام قائم کرنا چاہیے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں اس نظام کا کام ہوگا کہ وہ سودیشی کا پروپیگنڈا اس طریقہ پر کرے جو صداقت پر مبنی ہو [illegible] ہو اور [illegible] کسی خاص طبقہ تک محدود نہ ہو بلکہ ملک کے تمام طبقے [illegible] پروپیگنڈے سے یکساں طور پر متاثر ہوں اگر کوئی طبقہ عام پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہو تو اس کے متاثر کرنے کے لئے خاص طور سے پروپیگنڈا کرنا چاہیے یعنی مثلاً فرض کیجئے کہ مسلمان سودیشی کے پروپیگنڈا سے متاثر نہ ہوں تو اس جماعت کا فرض ہے کہ وہ یہ معلوم کرے کہ وہ کیا اسباب ہیں جن کی بنا پر مسلمان سودیشی کی تحریک سے متاثر نہیں ہوتے اگر وہ اسباب معلوم ہو جائیں تو ان کو سامنے رکھ کر سودیشی کا پروپیگنڈا کرنے کی ضرورت ہوگی مثلاً اگر مسلمانوں کے اندر یہ غلط خیال ہو کہ ان کو اس تحریک سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا بلکہ اس سے صرف ہندوؤں کو فائدہ پہنچے گا جیسا کہ تحریک آزادی کے متعلق بعض خود غرض اور سرکاری مسلمانوں نے مسلمانوں کے بعض طبقات کو گمراہ کر رکھا ہے کہ سوراج سے تو ہندوؤں کا راج قائم ہو جائے گا اس لئے ہمیں تحریک آزادی سے الگ رہنا چاہیے اور انگریزوں کی غلامی پر قانع رہنا چاہیے۔

بہر حال اگر مسلمان اس تحریک سے مذکورہ بالا غلط فہمی کی وجہ سے الگ رہیں تو واقعات کو پیش کر کے ان کو بتلانا چاہیے کہ اس تحریک سے سب سے زیادہ مسلمانوں ہی کو فائدہ پہنچے گا کیونکہ تمام صناع دستکار اور مزدور مسلمان ہی ہیں یعنی جس قدر سودیشی مصنوعات کو ترقی ہوگی اسی قدر مسلمانوں کا افلاس کم ہوگا یہ واقعات اعداد و شمار کے ذریعہ ثابت کئے جا سکتے ہیں اور ملک کے اندر جس قدر صنعتیں ہیں ان میں جو صنعتیں مسلمانوں کے ہاتھ میں ہیں ان سب کا ذکر کر کے مسلمانوں کو سودیشی تحریک کا معاون اور حامی بنایا جا سکتا ہے اور ان کو اس حقیقت سے آگاہ کیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے افلاس کی اصلی وجہ یہی ہے کہ غیر ممالک کی صنعتوں نے ہندوستان کی صنعت کو تباہ و برباد کر دیا ہے جو تمام تر نہیں تو اس کا بڑا حصہ مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا اگر اس کے علاوہ کوئی اور وجہ مسلمانوں کی علیحدگی کی ہو تو اس کو معلوم کر کے اس غلط فہمی کو دور کرنا چاہیے اسی طرح ہندوستان کے ہر ایک قوم اور طبقہ کے اندر اس تحریک کو مقبول بنانے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

یہ تو صرف پروپیگنڈے کا کام تھا جس کو بڑے سلیقہ اور ہوشمندی کے ساتھ انجام دینے کی ضرورت ہے یعنی اس طرح کہ لوگوں کے اندر سودیشی کی تحریک گھر کرے اور ایک عام ہر دلعزیزی حاصل ہو جائے یہ پروپیگنڈا مختلف طریقوں سے ہونا چاہیے یعنی صرف اشتہار پوسٹر پمفلٹ ہی پر اکتفا نہیں کرنی چاہیے بلکہ تحریر و تقریر جلسے جلوس اور نمائشوں کے ذریعہ پروپیگنڈا کرنا چاہیے کامیاب پروپیگنڈے کے یہ معنی ہیں کہ ملک کے اندر ایسی فضا پیدا ہو جائے کہ ہر کس و ناکس یہ محسوس کرنے لگے کہ واقعی میرا قومی و ملکی فرض ہے کہ میں اپنی ضروریات کی تمام چیزیں اپنے ملک ہی کی بنی ہوئی خریدوں اور استعمال کروں اور جو چیزیں کہ ملک میں نہیں بنتی ہیں اگر ہو سکے تو ان کے استعمال کو ترک یا ملتوی کر دوں اور اگر ترک نہیں کر سکتا تو پھر ایسے ملک کی بنی ہوئی اور چیز خریدوں جس سے ہمارا تعلق صلح کا ہے اور جس سے ہم کو کسی قسم کے نقصان کی توقع نہ ہو اور جس سے نقصان نہیں پہنچ رہا اور نہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

آپ کو پوری طاقت صرف کر کے ملک کے اندر ایسی فضا پیدا کرنی چاہیے اور دوسری طرف سودیشی اشیاء کی نمائشیں دکانیں بازار اور گودام ہر جگہ کھلوانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ بہت سے اشخاص ایسے ہیں کہ اگر ان کی ضرورت کی چیزیں سودیشی آسانی سے ان کو دستیاب ہو جائیں تو وہ ضرور خریدیں اور بدیشی پر سودیشی اشیاء کو ضرور ترجیح دیں لیکن ان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ بہت سی تکلیف اٹھا کر

اور سودیشی [illegible] [illegible]
ہو جاتے ہیں کسی سودیشی کے خلاف [illegible] پیدا ہو جاتے۔

اصول یہ ہے کہ کسی شہر کے لوگ ہوں گے ایک قسم لوگوں کی آج [illegible] [illegible] ہوگی جب [illegible] اس قسم کے لوگ [illegible] سامنے سودیشی اشیاء کے اور کچھ استعمال نہیں کرتے یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ اگر سفر میں بستر ساتھ نہ رہا اور جن کے پاس [illegible] ہوتے اس بنے [illegible] کا سامان بدیشی رہ یا تو ساری رات بغیر [illegible] اور سردی کی وجہ سے جاگ کر گزار دی مگر بدیشی بستر استعمال نہ کیا ایسے اشخاص کے لئے کسی خاص تیاری کی ضرورت نہیں کیونکہ اس قسم کے لوگ تو جہاں کہیں بھی ان کی ضرورت کی چیز ملیگی وہاں سے تلاش کر کے خرید لیں گے خواہ اس تلاش میں ان کو کسی قدر تکلیف اور زحمت اٹھانی پڑے۔

لیکن عام لوگ اس جذبہ کے نہیں ہو سکتے بہت سے لوگ ایسے ہوں گے کہ اگر ان کی ضرورت کے وقت ان کے سامنے سودیشی چیز آ جائیگی تو وہ خرید لیں گے مگر اس کی تلاش میں سرگرداں ہونا پسند نہ کریں گے ایسے لوگ بہت کثرت سے ہوں گے بہت سے لوگ اس قسم کے ہونگے کہ غیر ملکی اشیاء کے مقابلہ پر سودیشی اشیاء کو صرف اس صورت میں ترجیح دینگے جب سودیشی چیز قیمت اور اچھائی کے لحاظ سے مقابلہ کی کم از کم برابر سرابر ہو۔ بعض لوگ اس قسم کے ہوں گے کہ صرف اس صورت میں سودیشی اشیاء خریدنی پسند کرینگے کہ جب وہ قیمت میں بھی کم ہو اور اچھی بھی ہو اس لئے جو سوسائٹی یا جماعت اس تحریک کو شروع کرے اس کا فرض ہے کہ تمام پہلو کو پیش نظر رکھے اور تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے جن امور کی ضرورت ہے سب کی طرف توجہ مبذول کرے اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ محض حب الوطنی کے جذبہ کو ابھار کر اور اس سے اپیل کر کے ہم سودیشی کی تحریک کو کامیاب نہیں بنا سکتے ہیں کہ اس طرح حب الوطنی کے جذبہ سے اپیل کر کے ہم عارضی کامیابی حاصل کر لیں گے مستقل کامیابی اس طرح حاصل نہیں ہو سکتی مستقل کامیابی تو صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے جب ہم تجارتی نقطہ نظر سے اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں اور تمام پہلوؤں پر نظر رکھ کر تحریک کی ترقی کے لئے کام کریں مثلاً ایک چیز یہ ہے کہ ہندوستانی مصنوعات کی ایک مکمل فہرست مع اس کی کیفیت کے مرتب کر کے بہت کثرت سے تمام ملک کے اندر شائع کی جائے ہماری ضرورت کی کون کونسی چیزیں کس قسم کی اور کس قیمت کی تیار ہونے لگی ہیں ابھی تک تو لوگوں کو یہی علم نہیں ہے کہ ہندوستان نے کس قدر دیسی مصنوعات میں ترقی کی ہے اور کیا کیا چیزیں بننے لگی ہیں بلکہ جو سکے اور مفید ثابت ہو سکے تو بدیشی اور سودیشی کا مقابلہ کر کے دکھانا چاہیئے کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ دیسی چیز کسی نہ کسی حیثیت سے بدیشی سے عمدہ ہوتی ہے یا تو قیمت میں سستی ہو گی یا مال عمدہ ہوگا بہرحال دیسی مصنوعات کی مکمل فہرست شائع ہونی چاہیئے اور ہر سال جو جدید مصنوعات تیار ہوں ان کا اس فہرست میں اضافہ ہونا چاہیئے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ تمام اضلاع میں جو بڑے شہر ہوں [illegible] ضلع کے صدر مقام پر سودیشی [illegible] کھلوانے کی کوشش کرنی چاہیئے جہاں ضرورت کی سب اشیاء مل سکیں [illegible] کوشش کرنی چاہیئے کہ اسٹور والے نہایت کم نفع پر سودا بیچیں تاکہ لوگوں کو یہ شکایت نہ ہو کہ سودیشی اشیاء گراں ملتی ہیں۔

[illegible] [illegible] [illegible]
سودیشی [illegible] [illegible] سودیشی مصنوعات [illegible]
[illegible] [illegible] معلوم ہوتا رہے [illegible] [illegible] تمام لشاع [illegible]
کمیٹیاں اور لیگیں کام [illegible] ساتھ میں بہت جلسے ہوں گے اور مختلف شہروں کے [illegible] بھی [illegible] کریں گے کیونکہ شوروموں کے قائم کرنے میں انہی لوگوں کا فائدہ ہے جن کی مصنوعات ہیں۔

چوتھے جہاں بڑے شہر ہیں جیسے کلکتہ بمبئی کانپور دہلی لاہور کراچی مدراس وغیرہ ان شہروں میں [illegible] سودیشی اسٹور یا شوروموں کے سودیشی مارکٹ قائم کرنے چاہئیں جن میں صرف سودیشی اشیاء کی دوکانیں ہوں اور خوردہ فروشی اور تھوک فروشی ہر ایک قسم کی دوکانیں ہونی چاہئیں سودیشی مارکٹ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ایک خریدار کو اپنی ضرورت کی تمام چیزیں ایک ہی احاطہ کے اندر مل جائینگی اور خریدار کو یہ اطمینان رہے گا کہ سودیشی کے نام سے بدیشی چیز اس کے سامنے نہ آئیگی کیونکہ بہت سے بے ایمان دوکاندار بدیشی اشیاء سودیشی کے نام سے فروخت کرتے ہیں لیکن سب سے بڑا فائدہ سودیشی مارکٹ قائم کرنے سے یہ ہے کہ ہر ایک خریدار کو خواہ وہ متفرق اشیاء کا خریدار یا تھوک کا خریدار ہو اس کو ایک ہی جگہ اس کی ضرورت کی تمام چیزیں مل جائینگی ایک فائدہ یہ ہوگا کہ اس مارکٹ میں دیکھ کر [illegible] ترغیب ہوگی کہ آئندہ جو ضرورت بھی پیش آئے اس کے لئے اس مارکٹ کا ایک پھیرا کر لینا چاہیئے۔

علاوہ سب سے اہم اور ضروری کام یہ ہے کہ جو چیزیں ہندوستان میں ابھی تک نہیں بنتی ہیں ان کی بابت معلوم کرے کہ ہندوستان بنیت کرے [illegible] ہندوستان میں بننے لگے ہیں تو ان کی [illegible] اندازہ کیجئے جو کام لگتا ہو وہ ہندوستان میں بنانے کی کوشش کرانا چاہئے کہ وہ ہندوستان میں بننے لگے اسی طرح اور [illegible] چیزیں ہیں جو ابھی ہندوستان میں نہیں بنتیں کوشش کر کے سرمایہ داروں کو ان صنعتوں کے لئے [illegible] سے تیار کرانا چاہیئے مثلاً موٹر بنانے کا کارخانہ قائم ہونا چاہیئے لیکن ہمارے ملک کے لئے سب سے زیادہ ضروری کام یہ ہے کہ [illegible] کی جائیں جن کی ہر گھر کو ضرورت رہتی ہو جیسے کپڑا ہمارا یہ فرض ہے کہ جس قدر ہندوستان میں کپڑا صرف ہوتا ہو ہر ایک قسم کا اپنی ضرورت کے مطابق تیار کریں اور ساتھ ہی اتنا اچھا اور تیار کریں کہ بدیشی کپڑے کا مقابلہ کر سکے [illegible] میں مقابلہ کر سکے اگر ہم کپڑے کی صنعت کو ہندوستان میں مکمل کر لیں تو ستر اسی کروڑ روپیہ سالانہ جو ہندوستان سے باہر جاتا ہے وہ ہندوستان ہی میں رہے اسی طرح رفتہ رفتہ دوسری صنعتوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے کپڑے کے بعد بدیشی شکر کا نمبر ہے جو ہندوستان کے قریب باہر سے آتی ہے صنعت شکر سازی کی طرف توجہ تو ہو گئی ہے اور بہت جلد شکر کی صنعت کا [illegible] ہندوستان کے قبضہ میں آ جائیگی لیکن پارچہ کی صنعت ابھی تک کم [illegible] گئی ہے جو ہندوستان میں جس قدر [illegible] ہے اس کا ایک تہائی [illegible] ہندوستان تیار ہوتا ہے اور ایک تہائی باہر ملکوں سے آتا ہے جب ہم اس کو [illegible] پورا کرنے میں [illegible] ملک میں تیار کرنے لگیں یہ سوال سودیشی کی تحریک [illegible] [illegible] استقلال محنت اور [illegible] [illegible]

حصو اور مزدور

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد رضا)

زرپور تھا تو ایک گاؤں ہی لیکن شہر کے بالکل قریب ہونے کی وجہ سے چونکہ اس کی عمارتیں [illegible] اور خوبصورت تھیں اس لئے اچھا خاصہ قصبہ سا معلوم ہوتا تھا اس کی [illegible] بڑی خصوصیت یہ تھی کہ شہر سے گاؤں تک نہایت اچھی اور پختہ سڑک آئی تھی اور اسی مناسبت سے ایسے لوگ کہ جو شہر کے دفتروں میں ملازم تھے اور شہر کے مکانوں کا کرایہ نہیں دے سکتے تھے زرپور میں مکان کرایہ پر لیکر رہتے تھے صبح صبح سائیکل چلا کر اپنے دفتروں کو جایا کرتے تھے دفتروں کے ان بابوؤں کی وجہ سے گاؤں میں ایک اچھی خاصی تعداد صاف ستھرے لوگوں کی نظر آتی تھی اور اسی وجہ سے گاؤں میں ایک اچھی خاصی بڑی بڑی دکانیں بھی گاؤں میں پیدا ہو گئی تھیں۔

گاؤں کے زمیندار مرزا حاتم بیگ صاحب تھے جن کے خاندان میں شاہی وقت سے نواب کا خطاب چلا آتا تھا مرزا صاحب بڑے مخیر رئیس تھے اور خرچ کرتے وقت کبھی انھیں اس بات کا خیال ہی نہ آتا تھا کہ ان کی آمدنی کتنی ہے اور وہ کتنا خرچ کئے دے رہے ہیں بیٹے کی شادی پر مرزا صاحب نے جس طرح دل کھول کر دولت لٹائی تھی وہ آج تک تمام زرپور کو یاد تھا اور اب وہ بیٹی کے بیاہ کی تیاریوں میں مصروف تھے شہر سے ایک باقاعدہ ڈاک لگی ہوئی تھی اور روزانہ کچھ سامان شہر سے آتا چلا آ رہا تھا مرزا صاحب اکثر باتوں میں اپنے دوستوں سے کہا کرتے تھے کہ یہ گاؤں بھی دونوں بچوں کے لئے تھا اور میں انہی کی شادی پر اسے لگا دوں گا۔

لیکن مرزا صاحب آپ یہ تو سوچئے کہ اب اس گاؤں کے علاوہ آپ کے پاس اور کوئی جائیداد نہیں ہے اگر آپ نے پورا گاؤں انہی دو شادیوں میں لٹا دیا تو پھر آپ کیا کریں گے اور صاحبزادے کے لئے کیا چھوڑ جائیں گے۔ جب کبھی کوئی یہ کہتا تو مرزا صاحب ایک بے پرواہی کی ادا کے ساتھ جواب دیتے کہ میاں جس نے دانت دیئے ہیں وہ کھانے کو بھی دیگا“ اور بات آئی گئی ہو جاتی۔

مرزا صاحب کی لڑکی کی شادی کی تیاریاں تقریباً ایک سال تک ہوتی رہیں جب شادی کا وقت آیا تو مرزا صاحب نے بالکل صحیح معنوں میں اپنا سارا گھر بار رشیدہ کو اپنے گھر سے رخصت کیا تھوڑی سی نقدی اور تھوڑے سے زیورات کے سوا اب مرزا صاحب کے پاس کچھ باقی نہ رہا تھا کیونکہ زرپور کا آدھا حصہ تو وہ پہلے ہی [illegible] چکے تھے اب باقی آدھے کی بھی نوبت آگئی۔

مرزا صاحب چونکہ اس قدر مستغنی المزاج واقع ہوئے تھے کہ انھیں اس طرح اپنے نادار ہو جانے کا ذرا سا بھی افسوس نہ تھا البتہ کبھی کبھی دبی زبان سے وہ اس بات پر ضرور رنج و ملال کا اظہار کیا کرتے تھے کہ زرپور میں جو محتاج خانہ انھوں نے بنوایا تھا اس کے متعلق ان کی تمام تجاویز تکمیل کو نہ پہنچ سکیں اس محتاج خانہ کا نام انھوں نے دار المساکین رکھا تھا اور اس کے متعلق ان کا یہ ارادہ تھا کہ آہستہ آہستہ ترقی کر کے اس کو ایک ایسا ادارہ بنا دیں کہ کم سے کم پانچ ہزار محتاج اس میں رہ سکیں [illegible] محتاج خانہ ایک شاندار اور خوبصورت عمارت ہے جس میں رہنے کے لئے نہایت صاف ستھرے اور ہوادار چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے تھے مرکز کے سامنے مختصر سا صحن تھا اور پوری عمارت کی پشت پر زمین کا ایک بہت ہی وسیع قطعہ اس غرض سے چھوڑ دیا گیا تھا کہ محتاجوں میں سے جو لوگ کام کر سکتے ہیں وہ اس میں کھیتی باڑی کیا کریں مرزا صاحب اس قسم کی خیرات سے بالکل قائل نہ تھے کہ فقیروں کو نقد پیسے تقسیم کئے جائیں یا لنگر کے طور پر روٹیاں بانٹی جائیں ان کا یہ خیال تھا کہ بالکل مفت میں خوراک حاصل کرنے کا استحقاق صرف انہی تھوڑے سے اپاہجوں اور بیماروں کو حاصل ہے جو کسی طرح کوئی کام کر ہی نہیں سکتے یا جن کے لئے کام کرنا مضر ہے ان کا خیال تھا کہ اگر انتظامات معقول ہوں تو محتاج خانے کی آمدنی اتنی ہو سکتی ہے کہ باہر سے کسی قسم کی امداد کی ضرورت نہ رہے ابھی یہ محتاج خانہ بالکل ابتدائی حالت میں تھا اور مرزا صاحب نے اپنے خرچ سے سو محتاجوں کے رہنے کے لائق مکانات تعمیر کرا دیئے تھے ان مکانات میں زیادہ تر ایسی عورتیں رہتی تھیں جن کا کوئی کمانے والا موجود نہ تھا اور حق یہ ہے کہ ایسے آرام اور اس قدر عزت کے ساتھ رہتی تھیں کہ شاید اپنے گھر پر بھی اس طرح نہ رہ سکیں سال کے سال مرزا صاحب اس کی عمارت میں تھوڑا اضافہ کراتے رہتے تھے اور اب انھیں اسی بات کا رنج تھا کہ آئندہ وہ اسے ترقی دینے سے محروم ہو گئے کئی مرتبہ ان کے دل میں خیال آ چکا تھا کہ اپنے رہنے کی عالیشان کوٹھی فروخت کر کے اس محتاج خانہ کی عمارت کی تکمیل کر دیں لیکن دور اندیشی نے انہیں ایسا کرنے سے ابھی تک روک رکھا تھا۔

دو سال بعد آخر وہ وقت آ ہی گیا کہ مرزا صاحب محتاج خانہ کے لئے نہیں بلکہ خود اپنے اخراجات چلانے کے لئے اپنی خوبصورت اور بیش قیمت کوٹھی فروخت کرنے پر مجبور ہوئے۔

عالم منزل اپنی خوشنمائی حسن تعمیر اور گرد و نواح کے مناظر کی دلکشی کے لئے دور دور تک مشہور تھی اس کے بکنے کا اعلان ہوتے ہی صدہا امیر اور رئیس اس کے خریدنے پر آمادہ ہو گئے لیکن اس کی خریداری کا فخر جس شخص کو حاصل ہوا وہ کوئی راجہ تھے نہ نواب بلکہ محکمہ تعلیم کے ایک پنشن خوار افسر تھے جو طالب احمد زبیری کے نام سے مشہور تھے مسٹر زبیری کی عمر پچاس سے کچھ اوپر تھی اور ان کے محلہ والے اکثر ان کے متعلق یہ رائے رکھتے تھے کہ ان کا دماغ کچھ خراب ہو گیا ہے اس کوٹھی کے خریدنے سے کچھ پہلے زبیری صاحب ریاست بہاسو میں ولیعہد کی تعلیم پر مقرر تھے اور عام طور پر خیال یہی تھا کہ یہ کوٹھی انہیں نواب صاحب بہاسو نے خرید کر دی ہے بہرحال حقیقت خواہ کچھ ہی ہو زبیری صاحب نے اس کوٹھی کو خریدا اور اس کا نام ”مدرسۃ العالیہ“ رکھ کر ملک کے تمام بڑے بڑے اخبارات و رسائل میں یہ اعلان شائع کرا دیا کہ پروفیسر زبیری ایم۔ اے پی۔ ایچ ڈی سابق انسپکٹر مدارس نے صرف اعلیٰ طبقہ کے بچوں کی تعلیم کے لئے زرپور میں مدرسۃ العالیہ کے نام سے ایک نئی درسگاہ کھولی ہے جہاں رؤسا کے بچوں کو بہترین تعلیم دینے کے علاوہ انھیں اعلیٰ طبقہ کے بول [illegible]

[illegible] شادی [illegible]
میں پیسہ نہیں ہے گویا اس اعلان کے ساتھ چند مشہور تحریروں اور مقالے تاریخی
کے نام بھی تھے جن کو پڑھ کے زبیری صاحب کی سمجھ داری میں دیتے گئے۔
اس اعلان کا خاطر خواہ اثر ہوا اور چند ہی روز میں ہر گوشہ ملک سے بڑے
بڑے رئیسوں کے بچے مدرسۃ العالیہ میں داخل ہونے کے لئے آنے لگے۔ زبیری
صاحب کی تمام عمر محکمہ تعلیم ہی میں گذری تھی اور زمانہ ملازمت میں ان کی سچی لگن
ذہانت اور دماغ کے نام سے مشہور ہو گئی تھی کہ وہ نئی نئی تجاویز سوچتے اور ان
پر غور کرنے میں منہمک رہا کرتے تھے اب انھیں اپنی بہت سی تجاویز پر عملدرآمد
کرنے کا موقع ملا اور حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے اپنی درسگاہ کے انتظامات
بھی اس خوش اسلوبی سے کئے کہ دو ہی سال کے اندر مدرسۃ العالیہ کا نام
تمام ہندوستان میں مشہور ہو گیا۔
مدرسۃ العالیہ جس کوٹھی میں واقع تھا اس کے متعلق احاطہ کے طور پر ایک
بہت ہی وسیع میدان پڑا ہوا تھا جس کے چاروں طرف اب باقاعدہ چہار دیواری
بنوا دیا گیا تھا اور اس احاطہ میں رئیسوں کے بچے کرکٹ فٹ بال ہاکی اور
ٹینس وغیرہ کھیلا کرتے تھے ایک سمت تو سواری گھر بنا ہوا تھا جہاں انھیں
گھوڑے کی سواری سکھائی جاتی تھی اور دوسری طرف ایک نہایت ہی
خوبصورت اور وسیع پختہ تالاب بنوا دیا گیا تھا تاکہ بچے تیرنا سیکھ سکیں ایک
مختصر سے باغیچہ میں انھیں فن زراعت اور فن باغبانی کی تعلیم دی جاتی
تھی اور چھوٹے چھوٹے لڑکے ایک ہی وردی پہنے ننھے ننھے بیلچے ہاتھوں میں
لئے جب ایک ساتھ زمین کھودنے میں مصروف ہوتے تھے تو دیکھنے والوں
کے لئے یہ نظارہ بہت ہی خوش آئند ہوتا تھا۔
زبیری صاحب کی قابلیت اور حسن انتظام کا چرچا اب ہر زبان پر تھا اور
[illegible] پور میں جو شخص اس مدرسہ کی بدولت اب ایک گاؤں سے ترقی کر کے ایک
خوشحال قصبہ ہو گیا تھا انھیں بڑی عزت اور توقیر حاصل تھی۔ زبیری صاحب اپنے
آپ کو لئے ہوئے رہتا اور کبھی کسی سے کھل کر نہ ملنا ایسی چیزیں تھیں کہ لوگوں کی
نظر میں ہر شخص انھیں مغرور اور متکبر خیال کر لیتا تھا لیکن ذرا سے کو پڑنے پر کسے
ان کی رائے بدلنی پڑتی تھی اور معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ صرف ایک خود دار اور تنہائی
پسند آدمی تھے یہی وجہ تھی کہ جب کبھی اتفاق سے زبیری صاحب بازار سے گزرتے
ہوتے تو دوکاندار اکثر کھڑے ہو کر بڑی تعظیم سے انھیں سلام کرتے تھے اور یہ
تعظیم محض نمائشی اور اس قسم کی نہ ہوتی تھی کہ جیسی عام طور پر سب دوکاندار اپنے
بڑے بڑے گاہکوں کی کیا کرتے ہیں بلکہ اس میں سچ مچ خلوص موجود ہوتا تھا۔

امیر بیٹا! ذرا مزدور کے ساتھ چلے جاؤ اور یہ کرسیاں جن کی مرمت ہو گئی
ہے مدرسہ عالیہ میں پہنچا آؤ۔ مادھو بڑھئی نے آری چلاتے چلاتے ہاتھ روک
کر اور پیشانی کا پسینہ پونچھ کر کہا امیر کی عمر کوئی تیرہ سال کی تھی سانولا رنگ
کشادہ پیشانی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں اور قد و قامت باپ کی طرح خوب لمبا
چوڑا کمر سے کی ایک دھوتی باندھے اور گاڑھے کی ایک کرتی کے بند درست
کر کے باندھے اور آستین سے ناک پونچھ کر مزدور کے ساتھ ہو لیا۔
مادھو کا خاندان کئی پشتوں سے [illegible] پور میں آباد تھا۔ مادھو اگرچہ بالکل

[illegible] سے قید با
[illegible] کے کام کے ساتھ [illegible] ایک خاص قابل
[illegible] مقامات میں پڑھنے والے [illegible] کے پیسے
دھرے میں بیٹھ کر تیزی [illegible] اس کے تمام وجوہات تھے
[illegible] چیزیں اس کے پاس [illegible] کے لئے [illegible] نہیں مدد ہو شمشیر تھی کہ
اس سے اچھے ہوتے اور کاٹھ [illegible] ہر جگہ نکلی نہیں بنا سکتا
سے شام تک مادھو اپنی ہی کا ایک [illegible] باندھے اپنے جیب کے پاس
بیٹھا کام کرتا رہتا [illegible] اس کا کچھ تعلق تھا اور یہی اس کا
[illegible] جہاں [illegible] اپنے دوستوں کے ساتھ [illegible] کے لٹھوں اور
کاٹھی کے پہیوں پر بیٹھ کر حقہ پیتے اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے میں تھوڑا سا
وقت گزار دیا کرتا تھا مادھو کی عمر اب پچاس سال کی تھی لیکن آنکھ کے باوجود
اب بھی جس وقت وہ اپنا بھاری بسولہ اٹھا کر لکڑی کے ٹکڑوں کو چھیل کر
کے لئے نکالتا اور مسلسل ضرب میں لگاتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ اس کے بازوؤں
کے بنے ہوئے ہیں اور کسی مشین کی کمانی انھیں باقاعدہ حرکت دے رہی ہے
امیر کو بھی قدرت نے بڑھئی ہی کا کام کرنے کے لئے دنیا میں بھیجا تھا اور جبکہ
اس کی عمر صرف سات یا آٹھ برس کی تھی اسی وقت سے اس میں یہ عادت تھی
کہ جہاں کہیں کوئی لکڑی کا ٹکڑا پڑا دیکھتا اٹھا لیتا اس کو ہر طرف
سے الٹ پلٹ کر دیکھتا اور پھر کوشش سے اس پر اس چیز کا نقشہ بناتا کہ جو اس
میں سے نکل سکتی تھی اور اکثر اس بھولپن سے [illegible] کے بنائے ہوئے
نقشے اس قدر صحیح ہوتے تھے کہ مادھو [illegible] انھیں اٹھا اور
فخر کے ساتھ لوگوں سے کہتا کہ میرا امیر مجھ سے بھی اچھا کام کیا کرے گا۔
امیر آگے آگے اور مزدور پیچھے پیچھے اس مختصر سے فاصلہ کو طے کر کے کر
رہا تھا اور [illegible] میں حائل تھا مدرسۃ العالیہ پہنچے اس مدرسہ میں آنے کا امیر کو اس
سے پہلے کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا عجیب قسم کی عالیشان عمارت تھی جو اس کے
جھونپڑے کے گھر سے بہت ہی مختلف تھی اس کی وسیع اور خوشنما محرابیں اور اونچے
اونچے دروازے سنگ مرمر کا پختہ فرش بڑے بڑے کمرے جن میں فرنیچر سجا ہوا
تھی اور سب سے بڑھ کر اس کی صفائی یہ سب ایسی چیزیں تھیں جنھیں دیکھ کر امیر
کچھ ہوش کھو سا گیا کبھی وہ ایک چیز کو دیکھتا تھا اور کبھی دوسری کو اور اس
معائنہ اور ملاحظہ میں وہ کچھ ایسا محو ہوا کہ وہ یہ بھی بھول گیا کہ کس کام کے لئے
وہاں گیا تھا۔
لڑکے! کیا تم کرسیاں لے کر آئے ہو؟ مدرسہ کے مہتمم صاحب نے اپنی عینک
کے شیشے رومال سے صاف کرتے ہوئے کہا۔
امیر (جو محویت سے چونک کر) جی ہاں سلام بابا نے جو بدلی کی کرسیاں بھیجی ہیں
مہتمم: بالکل ٹھیک ہو گئیں؟
امیر: جی ہاں دیکھ لیں سب طرح سے ٹھیک ہیں۔
مہتمم: یہ کرسیاں [illegible] ہیں انہی کے کمرے میں [illegible] ہاتھ سے
اشارہ کر کے اور سامنے والا [illegible] کا۔
امیر نے سلام کیا اور مزدور کو ساتھ لے کر [illegible]
چند قدم زبیری کے [illegible]

میں [illegible] سے دیکھا کہ پروفیسر صاحب کا لڑکا [illegible] ایک آدمی کا بچہ تھا لیکن اس سے کس قدر مختلف [illegible] منظم ہونے کی بجائے اس کے سر کے بال [illegible] ایک طرف کو مانگ نکلی ہوئی تھی منہ ایسا صاف دھلا ہوا تھا [illegible] دیکھتے ہی رہو چہرے جیسے ہاتھ اور ان کی [illegible] آنکھیں اس کی نہ تھی موٹی موٹی اور کمزوری انگلیوں سے بالکل مختلف تھیں بولے تو کچھ اور ہی عجیب انداز کے تھے بالکل صاحب لوگوں کے سے نہ گانٹھ کی گرہ تھی نہ گمٹے کی ڈھیلی اور نہ چوٹے بچے کا شگلیا کے ہاتھ کا بنا ہوا [illegible] میں بھی بہت کچھ فرق تھا لیکن اس تمام فرق کے باوجود تھا وہ آدمی ہی کا بچہ امیر کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ یہ فرق کیوں تھا شروع شروع میں اس کا دل غالب احمد (پروفیسر صاحب کا لڑکا) کی طرف کھنچا تھا اور اس سے دوستی پیدا کرنے کی خواہش اس کے دل میں پیدا ہوئی تھی لیکن جب اس نے غالب کا وہ پر تکلف اور مغرور انداز اور طرز تکلم دیکھا تو اس کو اس سے ایک بیگانگی سی محسوس ہوئی اور وہ رغبت جاتی رہی واپسی میں سارا پھر اس کا ننھا سا دماغ اس مسئلہ کو حل کرنے میں مصروف رہا مگر کامیابی نہ ہوئی کوٹھی کا وہ شاندار منظر میدان کی وہ ہری ہری اور نرم دوب گملوں کے رنگین اور خوشنما بوٹے لڑکوں کے بہترین پہننے اور بشاش چہرے غالب احمد کا [illegible] سے پیدا ہوا تھا غرضکہ مدرسہ عالیہ کی ایک ایک چیز اسے [illegible] تھی اور اسے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ گویا وہ ایک بہت ہی مزے دار خواب دیکھ رہا ہے ننھا سا دماغ دن بھر اسی ادھیڑ بن میں مصروف رہا [illegible] جب وہ سونے کے لئے لیٹا تو اس نے بڑی لجاجت سے باپ سے کہا بابا ہم پڑھا کریں گے ہمیں پڑھنے بٹھا دو۔

"کہاں بٹھا دو؟ کیا کہا؟" منہ سے حقہ کی نے الگ کرکے عارف نے ذرا گرج کر پوچھا۔

امیر: بابا ہم کتابیں پڑھنے کو چاہتا ہے ہمیں پڑھنے بٹھا دو۔

"[illegible] پڑھ لکھ گیا تو بابو بنے گا۔ باپ دادا آری بسولہ چلاتے چلاتے مر گئے اور تجھے بابو بننے کا شوق اٹھا ہے خبردار جو تو نے اب پڑھنے لکھنے کا نام لیا بڑا آیا بیچارہ پڑھنے والا۔

امیر نے پھر کچھ نہ کہا اور خاموش ہو کر سو گیا۔

ان حالات پر چند سال گزر گئے اس طویل مدت میں قدرپور میں عظیم الشان انقلابات ہو گئے چھوٹا موٹا قصبہ تو وہ پہلے ہی بن گیا اب مزید ترقی کر لینے پر اچھا خاصہ شہر سا معلوم ہونے لگا صاف ستھرے نیلے آسمان کی بجائے اب ہر وقت فضا میں ملوں کے دھوئیں کا مرغولہ نظر آتا تھا اور چند دولت سے بنے ہوئے مٹی کے مکانوں کی جگہ سخت اور پختہ اینٹ پتھر کی بے شمار عمارتیں کھڑی ہو گئی تھیں [illegible] اور گھروں کو ٹھنڈا رکھنے والے چھپروں اور کھپریلوں کی بجائے [illegible] ہوئے ٹین کے سائبان نظر آنے لگے اور [illegible] ان بے ڈھب مکانوں کا ایک اچھا خاصا گنجان [illegible]

پروفیسر زبیری کو انتقال کئے پانچ برس ہو گئے ہیں اور ان کے مدرسہ عالیہ کا انتظام ان کے صاحبزادے پروفیسر غالب احمد زبیری ایم۔ اے کے زیر ہاتھوں میں آ گیا۔

غالب کی عمر اب تیس سال کی تھی ایم۔ اے اس نے باپ کی زندگی ہی میں پاس کر لیا تھا اور مدرسہ کا کام بھی ایک بہت بڑی حد تک ان کے سامنے ہی اپنے ہاتھوں میں لے لیا تھا حوصلہ اور ہمت میں وہ باپ سے کسی طرح کم نہ تھا اور پھر نوجوانی کا جوش عمل اس پر اور اضافہ غالب نے انتہائی انہماک کے ساتھ کام کرنا شروع کیا لیکن یہ عجیب بات تھی کہ اس کی اس قدر محنت اور کوشش کے باوجود اسکول کی حالت روز بروز بگڑتی ہی چلی جا رہی تھی طالب احمد کے زمانہ میں تو یہ حالت تھی کہ بیسیوں رئیسوں کی درخواستیں آتی تھیں کہ ہمارے بچے کو مدرسہ میں داخل کر لیا جائے اور زبیری صاحب انہیں بس لئے مسترد کر دیتے تھے کہ پچاس سے زائد طالبعلموں کو رکھنے کی ان کے مدرسہ میں گنجائش نہ تھی یا اب ان کے مرتے ہی یہ حال ہو گیا کہ پچاس کی تعداد کا پورا کرنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ زبیری مرحوم کے زمانہ میں اس درسگاہ سے اس قدر کافی آمدنی ہوتی تھی کہ کم و بیش ہزار ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار زبیری صاحب کو بچ رہتے تھے اور اب حالت یہ تھی کہ بڑی دشواریوں سے مدرسہ کا خرچ پورا ہوتا تھا جہاں تک علوم و فنون سکھانے کا تعلق ہے مدرسہ عالیہ کی تعلیم میں کوئی خاص فرق نہیں آیا تھا بلکہ حق یہ ہے کہ اگر کچھ تبدیلی ہوئی تھی تو بہتری اور ترقی ہی کی طرف ہوئی تھی البتہ یہ ضرور تھا کہ نوجوان ہاتھوں میں آکر اسکول سے وہ پرانی سادگی اور بے ساختگی رخصت ہو چکی تھی جو ایک زمانہ میں اس کی خصوصیت تھی حقیقی کام پر اب نمود و نمائش کو مدرسہ کے ہر شعبہ میں ترجیح دی جانے لگی تھی اور اساتذہ کا وقت بچوں کو کچھ مفید باتیں سکھانے سے زیادہ رجسٹروں کی خانہ پری پر صرف ہونے لگا تھا ضابطہ اور قاعدہ کی پابندی پر اس قدر زیادہ زور دیا جاتا تھا کہ بسا اوقات خود اس قسم کی سختی بچوں اور استادوں کو اس بات پر مجبور کر دیتی تھی کہ اصل اور حقیقت خواہ کچھ بھی نہ ہو لیکن ہر کام اور ہر بات کے ظاہر کو اس قدر درست اور آراستہ کریں کہ اس پر نکتہ چینی نہ ہو سکے بچوں کی خوراک سے بہت زیادہ توجہ ان کے لباس پر صرف کی جاتی تھی اور سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کی جوتی تک ہر پوشش تازہ ترین فیشن کے مطابق ہونا لازمی قرار پا گئی تھی صحت و عافیت پر آداب مجلسی اب مقدم ہو گئے تھے اور ورزشی کھیلوں سے اب بچہ کی غیر حاضری اتنا بڑا جرم نہ تھی جتنا کہ کوٹ کے بٹن کا بے قاعدہ لگا ہونا یا سر کے بالوں کا برش سے نا آشنا ہونا گھوڑے کی سواری نام کے لئے سکھائی اب بھی جاتی تھی لیکن زیادہ زور جس چیز پر دیا جاتا تھا وہ موٹر کا چلانا تھا اس طبی معائنہ کے علاوہ جس کے لئے ہر لڑکے کو روزانہ ایک مقررہ کمرہ میں دوسروں کے ساتھ صف باندھ کر کھڑا ہونا اور مدرسہ کے ڈاکٹر صاحب کی نباضی کی مشق کے لئے اپنا ہاتھ ریلوے کے سگنل کی طرح آگے کو نکالے رہنا پڑتا تھا ہر لڑکے کو صحت جسمانی کے متعلق ایک رجسٹر کی بھی خانہ پری کرنی پڑتی تھی اور اس میں ہر روز پاخانہ کا رنگ، پاخانہ کا قوام پاخانہ کی مقدار، پاخانہ کا وقت اور چوبیس گھنٹہ میں رفع حاجت کی مجموعی تعداد نیز پیشاب کا رنگ، بو، مقدار وغیرہ درج کرنی پڑتی تھی لیکن پاخانہ اور پیشاب کا اس قدر اہتمام ہونے کے باوجود کھانے کے متعلق کوئی ایسا رجسٹر موجود نہ تھا جس میں بچہ یہ لکھ سکتا کہ جو کھانا اسے ملا تھا؟

[illegible] کی شہرت [illegible] ان کی ضرورت سے [illegible]

فرصت [illegible] بعد اگر [illegible] کی [illegible]

احساس کی ایک لہر سی دوڑ جاتی ہے۔ طالب علم کے پڑھنے کی میز کے اوپر [illegible]

علی بار بار کر جاتے تھے اور چاروں طرف ایک مرعوب و حیرانی یا تو رعب اور یا قربانی

پر قناعت کرتے تھے جیسے کہا جاتا ہے وہ انکا [illegible] اور جس کے نام سے ان کا

نہ [illegible] تھا اس سے پہلے مرحوم مسٹر زبیری کے زمانہ میں یہاں پاس

کی قیود عائد نہیں اس زمانہ میں آداب مجلس اور ظاہری تکلفات پر سادگی اور

بے تکلفی کو ترجیح دی جاتی تھی اور جہاں جب اس کا پاٹھ [illegible] کرنے کی

بجائے خلوص و محبت کے ساتھ صفائی اور پاکیزگی کی خوبیاں ان کے دل پر نقش

کر دی جاتی تھیں۔ نوجوان زبیری کی یہ خواہش تھی کہ طلبا اپنے آپ کو عوام سے بالا

تر کوئی چیز سمجھنے لگیں اور اپنے اندر ایسی صفات بھی پیدا کریں کہ وہ فی الحقیقت عام

انسانی جماعت کی [illegible] سے بہت بلند ہو جائیں لیکن غلطی یہ ہوتی تھی کہ طلبا

جب خود کو عوام الناس سے بالاتر ہستی خیال کرنے لگتے تھے تو انہیں عوام سے

ایک بیگانگی اور ایک تنفر سا ہو جاتا تھا اور اپنی رعایا یا اپنے ماتحتوں کا مخدوم

بن بیٹھنے کا جذبہ شروع ہی سے ان کے دل میں پیدا ہو جاتا تھا اس سے

پہلے ایسی حالت نہ تھی بڑے مسٹر زبیری کی بھی یہی کوشش کا نتیجہ طالب علم کو

عوام سے بہت بالاتر کوئی چیز بنا دیں لیکن ایسا کرنے کے لئے وہ ہر ممکن طریقہ

سے اپنے طالب علموں کے دل میں بھی نوع انسان کی ہمدردی کے جذبات کو ترقی

دیا کرتے تھے اور اس طرح انہیں اس قابل بنا دیتے تھے کہ وہ خواہ کہیں بھی

رہیں خود تو خلق اللہ کے خادم بنے رہیں اور خلق اللہ کی خوبیاں دیکھ انہیں

اپنا مخدوم بنا لے۔

بہرحال نوجوان زبیری کی انتہائی کوششوں کے باوجود مدرسۃ العالیہ اپنی

شہرت اور اپنی اصلیت کو قائم نہ رکھ سکا اور وہ وقت آگیا کہ اگر اپنے وقار

میں بیٹھے بیٹھے مسٹر زبیری سر ہلا کر اس مسئلہ پر غور کرنے لگتے کہ اسکول کو جاری

رکھنے کے لئے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ اب سے صرف امراء اور نوابوں کے

بچوں تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ متوسط طبقہ کے خوشحال لوگوں کو بھی موقع دیا

کہ اپنے بچوں کو اس میں داخل کرا دیں ان کی اپنی طبیعت میں بھی چونکہ

کسی قدر امیرانہ نخوت داخل تھی اس لئے یہ خیال کئی مرتبہ دل میں آیا تھا پھر بھی کسی

طرح طبیعت اس پر راضی نہ ہوتی تھی لیکن جب مالی مشکلات سامنے آتی تھیں اور یہ

محسوس ہوتا تھا کہ اب اگر اسکول کو جاری رکھنے کا کوئی ذریعہ ہے تو یہی کہ اسکی

تخصیص اڑا دی جائے تو پھر وہ مجبور ہو جاتے تھے اور ارادہ سا کر لیتے تھے کہ

متوسط طبقہ کے لئے بھی اس کے دروازے کھول دیئے جائیں۔

پرانے ملازموں کی تعداد بھی زیادہ نہ تھی اور نور پور کے مشہور رئیس کے

مرے ہوئے بھی ابھی تک آٹھ برس ہو چکے تھے امیر بخش نے باپ کی ملازمت کے باوجود

کافی تعلیم حاصل کر لی تھی اور علم کی بدولت اسے دنیا کے حالات سے بہت کچھ

آگاہی حاصل ہو چکی تھی اپنے علم کی بدولت اس نے اپنے کام میں بے انتہا ترقی کی

اور میزوں اور کرسیوں اور الماریوں اور مسہریوں کے نت نئے نمونوں سے [illegible]

بازو بھر دیا مختصر سا چھپر کا سائبان ایک عالیشان پختہ عمارت کی صورت

اختیار کر چکا تھا اور جہاں اکیلے میاں قادر اور ان کے صاحبزادے میاں امیر

[illegible]

[illegible] سے [illegible] کی [illegible]

[illegible] کی [illegible] تھی [illegible]

[illegible] کی بڑی بھاری قوم [illegible]

[illegible] اور [illegible] کی اپنی عقل اور [illegible]

[illegible] کو کوئی [illegible] جس میں ہر وقت [illegible] سے مختلف

[illegible] کے پاس [illegible] کے بیٹے کی آمدنی

[illegible] دو ہزار روپیہ ماہانہ ہے کہ شاید [illegible] کے [illegible] سواری کے لئے اعلیٰ

گاڑیاں تیار کرانے کے لئے دنیا بھر کی تعریف [illegible] کر شہر میں بہت کم

وقت گزرتا ہے سب کچھ امیر بخش کو حاصل تھا لیکن تمام عیش و آرام کے باوجود وہ امیروں

رئیسوں کی طرح آرام طلب نہیں بنا تھا اس کے کارخانہ میں سب ملا کر کوئی

ڈھائی سو آدمی نوکر تھے لیکن اپنی ذاتی خدمت کے لئے اس نے ایک ملازم بھی نہ رکھا تھا

تمام کام اپنے ہاتھ سے کرتا تھا اور دفتر اور کارخانہ کی نگرانی [illegible] مستعدی سے کرتا تھا

کسی ملازم کی مجال نہ تھی کہ ذرا سا بھی [illegible] کرتا اور [illegible] گھنٹوں میں

اس قدر سختی سے کام لینے کے بعد فرصت کے گھنٹوں میں وہ اپنے تمام ملازموں کا

رفیق تھا مزدوروں میں سے اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو وہ جب تک اسے پوری طرح

تندرستی نہ ہو جاتی [illegible] امیر بخش کی عمر اب اٹھائیس سال کی ہو چکی تھی لیکن اس وقت تک اسے

اپنی شادی کا خیال نہ آیا تھا۔ امیر بخش کا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کی عمر کوئی دس

سال کی تھی اور اس کے متعلق امیر بخش کی خواہش تھی کہ اسے بالکل امیرانہ طرز پر

تعلیم دلائے اس لئے جیسے ہی اس نے یہ سنا کہ زبیری نے مدرسۃ العالیہ میں متوسط طبقہ

کے بچوں کو داخل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو اسے بڑی خوشی ہوئی اور مسٹر زبیری کے پاس پہنچا۔

"کون مسٹر امیر بخش وہی جن کا فرنیچر کا کارخانہ ہے نوکر سے پوچھا۔

جی ہاں حضور وہی ہیں۔

مجھ سے انہیں کیا کام ہو سکتا ہے۔ اچھا خیر بلاؤ۔

امیر بخش اندر داخل ہوا اور زبیری نے ایک ایسے انداز سے کہ جس سے ان کے

چہرہ کا ایک ایک رگ ریشہ ظاہر تھا اور نہایت بے تکلفی سے تعظیم دی۔ اپنے امیر بخش صاحب

کہئے کیسے تکلیف فرمائی میں تو [illegible] کا کام نہیں۔ اتنا کہہ کر زبیری نے کہا۔

امیر بخش نے سنا ہے کہ اب آپ نے یہ مبارک فیصلہ کیا ہے کہ اپنے فیض سے متوسط طبقہ

کو بھی محروم نہ رکھیں گے۔

زبیری نے کسی قدر [illegible] جی ہاں مدرسے کی [illegible] کی ہیں

امیر بخش میری دلی آرزو تھی کہ میرے چھوٹے بھائی کو یہ فخر حاصل کرنے کا موقع [illegible]

زبیری کافی تھا، چونکہ کس [illegible] کا ہو جائے گا؟

امیر بخش جی ہاں [illegible] ہے کہ آپ [illegible] دیکھ کر خوش ہوں گے [illegible]

[illegible] آپ کے [illegible] تعلیم کی ابتدائی دلچسپی [illegible]

زبیری [illegible] میں [illegible] باتیں [illegible] کے [illegible]

امیر بخش صاحب [illegible]

امیر [illegible]

زبیری [illegible]

[illegible]

...ممکن نہیں کہ ... سے نشیں ہیں کہ ایسی ... سکیں گے۔ (پھر کچھ سوچتے ہوئے) ایک ... صاحب مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے بھائی کو ... سکتا کیونکہ میں اسے بیسوں گاؤں کے بسنے ہوں ... مدرسہ ... کے لئے عام ہوگیا اور اس میں کوئی خصوصیت نہ رہی ... میں لا ابالی اور جاہلوں کے جو بچے پڑھتے ہیں جو ان کے والدین ... معلوم ہوگا کہ یہاں ان کے بچے عوام کے بچوں کے ساتھ رہتے بیٹھتے اور پڑھتے ہیں تو انہیں سخت شکایت پیدا ہوگی اور میں انہیں کچھ جواب نہ دے سکوں گا متوسط طبقہ کے صرف وہ بچے لئے جاسکتے ہیں جن کا تعلق اچھے بڑے خاندانوں سے ہے آپ کا بھائی جہاں تک مجھے معلوم ہے معاف کیجئے گا بلحاظ ذاتی حالت کے متعلق کوئی امتیاز بخش تجویز نہ پیش کرسکیگا۔

امیر بخش نے یہ سب کچھ سنا اور اس کے بعد بہت ہی ٹھنڈے دل سے کہا۔

زبیری صاحب میں آپ کی اس صاف گوئی سے خوش ہوا لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آج دس بیس ہزار روپے حکومت وقت کی امداد کی خاطر صرف کر سکوں خان بہادر یا سر کا خطاب حاصل کرلوں تو فوراً میرا خاندان شریفوں کا خاندان بن جائے گا اور پھر آپ کو میرے بچوں کے داخل کرنے میں ذرا سا تامل بھی نہ ہوگا تو آپ خدا خود ہی غور فرما لیجئے کہ ایسی شرافت بھی کوئی شرافت ہے جو دس پانچ ہزار روپے میں خریدی جاسکے؟ اس کے علاوہ کیا دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس کے متعلق یقین کے ساتھ یہ کہا جاسکے کہ دو چار یا دس پشت پہلے اس کے بزرگوں نے کوئی ایسا پیشہ نہیں کیا تھا جسے آپ ذلیل پیشہ خیال کرتے ہیں۔

زبیری۔ ممکن ہے کہ آپ کا خیال صحیح ہو مجھے معلوم ہے کہ آپ ایک بہت بڑی رقم ہر سال "حاتم خانے" پر صرف کیا کرتے ہیں اس کے صلہ میں حکومت غالباً آپ کو بہت جلد کوئی خطاب دیدے گی جب ایسا ہوجائے تو پھر آپ تشریف لے آئیے گا۔

امیر کسی قدر آزردگی کے ساتھ "حاتم خانے" پر جو کچھ میں صرف کیا کرتا ہوں اس کے متعلق میرے جذبات کی آپ نے جو قدر فرمائی اس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرکے اب رخصت ہونا چاہتا ہوں۔

زمانہ اپنی معمولی رفتار سے گزرتا رہا نور پور کی سڑکوں کے کنارے کے اونچے اونچے اور سایہ دار درختوں نے کئی بہاریں دیکھ لیں قصبہ کی آبادی بھی ... برابر ترقی ہوتی رہی ہاں ایک مدرسۃ العالیہ تھا اس کی حالت روز بروز گرتی چلی جاتی تھی نوجوان اور باہمت زبیری نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے لیکن ... جانے کیا تماشا تھا کہ ہر کوشش کا اثر الٹا پڑتا تھا دس سال میں مدرسہ کی یہ حالت ہوگئی کہ کمرے سونے پڑے تھے استادوں کو ان کی ... رخصت کردیا گیا تھا اور مسٹر زبیری بھی ... فکر کی وجہ سے چالیس ... بالکل ضعیف ... ہوگئے مسلسل بیس سال سے ... تک کوشش کررہے تھے اس میں ... کی مدد ... سوہان بن گیا تھا اور اب مدرسۃ العالیہ کا نام بھی ان کے دماغ کے لئے ایک ... زہر ... اور جلتی پھرتی ایک سلاخ ہوگیا تھا جو کان تک پہنچتے ہی دماغ کو جلاتا ہوا تیر کی طرح پار ہو جاتا تھا اس روحانی کرب نے ان کی صحت پر بھی بہت ہی خراب اثر کیا اور وہ ... میں مبتلا ہوگئے اور ان تمام مصیبتوں پر طرہ یہ تھا کہ آمدنی کا بھی اب کوئی ذریعہ نہ رہا تھا۔

نور پور کے پانچ چار متمول باشندوں کے بچے ان کے سپرد کردئے تھے جنہیں وہ پڑھا دیا کرتے تھے اور اسی حقیر اور مختصر سی آمدنی پر ان کا اور ان کے گھر والوں کا گذارہ تھا مگر ... دوروں کی شدت اور کثرت نے انہیں اس آمدنی سے بھی بڑی حد تک محروم کردیا اور بالآخر انہوں نے مدرسۃ العالیہ کی شاندار اور تاریخی عمارت فروخت کر ڈالی تاکہ اپنا علاج معالجہ کرسکیں اور انہیں دیکھ کر تعجب ہوا کہ جس شخص نے اس کی سب سے زیادہ قیمت لگائی وہ ... کا لڑکا امیر بخش تھا۔

عمارت کی فروخت سے زبیری کو بہت کافی روپیہ ملا تھا اور انہوں نے اپنے علاج پر اسے پانی کی طرح بہایا لیکن مرض کی حالت میں اس سے کچھ ایسا کوئی فرق نہ پڑا کہ دوروں کی کثرت اور شدت میں کسی قدر تخفیف ہوگئی اور پہاڑی مقامات کی آب و ہوا سے بھی بس اسی قدر نفع پہنچا کہ ان میں اتنی طاقت آگئی کہ اگر دورے فرصت دیں تو معمولی طور سے تھوڑا بہت چل پھر لیں پانچ سال تک اسی طرح اپنے علاج کے سلسلے میں مارے مارے پھرنے کے بعد زبیری نے دیکھا کہ بنک میں اب مشکل سے ان کے کوئی ایک ہزار روپے باقی رہ گئے ہیں اور اس طرح مجبور و معذور ہوکر انہیں پھر نور پور کا رخ کرنا پڑا۔

زبیری کو معلوم تھا کہ نور پور میں غرباء کے قیام کے لئے "حاتم خانہ" تھا اس میں امیر بخش نے بہت کچھ ترقیاں کردی تھیں اور چند چھوٹی چھوٹی کوٹھیاں خرید کر اس غرض سے اسی محتاج خانہ سے متعلق کردی گئی تھیں کہ ایسے لوگوں کو رہنے کو دیدی جائیں جو پہلے امیر ... تھے اور اب کسی وجہ سے غریب اور نادار ہوگئے ہیں تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ وہ محتاج خانہ میں رہتے ہیں اور ان کی عزت اور ان کے وقار میں فرق نہ آئے۔

نور پور میں زبیری کا اپنا مکان اب کوئی نہ تھا اور سرمایہ کی قلت اس بات کی بھی اجازت نہ دیتی تھی کہ کوئی معقول مکان کرایہ پر لیکر رہیں اس لئے بادل ناخواستہ انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ اگر ممکن ہو تو حاتم خانہ کی اس قسم کی کوئی کوٹھی اپنے لئے حاصل کرلیں۔

نور پور میں اس نے اپنے ایک دوست کو اپنے پہنچنے کی تاریخ سے اطلاع دیدی تھی اور اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس کے دوست نے اسٹیشن ہی پر چپکے سے ایک پاس دیا جس کی رو سے اسے ایک نہایت اچھی کوٹھی میں رہنے کا استحقاق حاصل ہوتا تھا

یہ پاس کیا؟ میں نے تو آپ سے کوئی ایسی درخواست نہیں کی تھی کہ میرے لئے پاس حاصل کرلیجئے زبیری نے بڑے تعجب سے کہا۔

دوست:۔ میں نے حاصل نہیں کیا ہے بلکہ یہ آپ کے ایک شاگرد نے لاکر خود مجھے دیا تھا اور مجھ سے یہ درخواست کی تھی کہ اسے آپ کی خدمت میں پیش کردوں۔

زبیری۔ میرا شاگرد! میرا ایسا کونسا شاگرد ہوسکتا ہے اور ہاں میں نے ...

[illegible]

پہنچے اور انہوں نے دیکھا کہ تمام ضروری سامان سے آراستہ [illegible] میں انہوں نے اپنے اس نامعلوم شاگرد کی تعریف کی اور [illegible] تمام اس میں [illegible] تھے۔

دوسرے روز ایک نوجوان لڑکا ان سے ملاقات کرنے کے لئے آیا، پہلے بھی ان سے [illegible] چکا تھا اور زبیری اس نے یہ درخواست کی وہ آئے [illegible] کے امتحان کے لئے تیار کرا دیں معاوضہ چونکہ بہت ہی معقول تھا اس لئے زبیری نے اس کی درخواست منظور کر لی اور اس کے بعد اپنے کسی شک کی بنا پر انہوں نے اس سے پوچھا۔

کیا میرے اس [illegible] کے متعلق کل آپ ہی نے انتظامات کئے تھے۔

لڑکا۔ میں نے کسی قسم کا کوئی انتظام نہیں کیا تھا لیکن اگر آپ کو یہاں کوئی تکلیف ہو تو فرمایئے میں خدمت کرنے کے لئے حاضر ہوں۔

زبیری۔ آپ کا شکریہ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے بلکہ اس قدر آرام [illegible] اپنے اس شاگرد کا شکریہ ادا کرنے کے لئے بیتاب ہوں جس نے میرے آرام کا اس قدر خیال رکھا۔ تو آپ کو بھی معلوم نہیں کہ کس نے انتظام کیا تھا!

زبیری۔ بالکل نہیں صرف اتنا معلوم ہے کہ میرا کوئی شاگرد ہے۔

دیکھ سوچ کر۔ اچھا یہ تو بتایئے کہ آپ کس کے صاحبزادے ہیں!

لڑکا۔ میرے والد کا انتقال ہو چکا ایک غیر معروف سے آدمی تھے آپ ان سے واقف نہ ہوں گے اچھا اب مجھے اجازت دیجئے میں کل سے روزانہ اسی وقت حاضر ہوا کروں گا۔

مورث عالیہ کی عمارت دلہن بنی ہوئی تھی بیرونی پھاٹک سے لیکر کوٹھی کے برآمدے تک سڑک کے دونوں جانب مصنوعی درخت آراستہ کئے گئے تھے جن میں ہزاروں [illegible] میں چھوٹے چھوٹے اور رنگ برنگ بجلی کے قمقمے روشن تھے کوٹھی کا درمیانی وسیع کمرہ بجلی کی روشنی سے بقعۂ نور بنا ہوا تھا مہمانوں کی [illegible] پر [illegible] امیر بخش [illegible] امان کا چھوٹا بھائی ایک ایک کو لیجا کر اس بڑے کمرہ میں کھانے کی میز پر بٹھا رہا تھا [illegible] چہرے سے خوشی اور مسرت ہویدا تھی اور میزبانوں کی دلی شادمانی کا اندازہ [illegible] سے ہو رہا تھا جس سے وہ ہر ایک مہمان کو خوش آمدید کہتے تھے واقعہ یہ تھا کہ آج امیر بخش کے لڑکے کا عقیقہ تھا اور [illegible] نے شہر کے تقریباً تمام معززین کی دعوت کی تھی جب سب مہمان [illegible] کھانا شروع ہوا [illegible] امیر بخش سے [illegible] پروفیسر زبیری [illegible] آپ نے [illegible] نہیں [illegible]

[illegible]

سب [illegible] مشغول ہو گئے۔

کرم صاحب [illegible] ان سے کہا بھائی صاحب [illegible] ایک بات [illegible] آپ اس کا سبب بتا دیں تو میں آپ سے پوچھوں۔

امیر۔ مسکرا کر پوچھو اگر مجھے معلوم ہوا تو بتا دوں گا۔

سکندر۔ دیکھو تایا بھائی، زبیری صاحب [illegible] لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپ ان کی بڑا ادب [illegible] کرتے ہیں۔

امیر۔ میں نے ان کے ساتھ کون سا سلوک کیا ہے۔

سکندر۔ جب میں چھوٹا تھا اور ان کے پاس پڑھتا تھا تو [illegible] اور آپ کو ان کے پاس پڑھتے [illegible] سب سے زیادہ [illegible] دیتے تھے لیکن آپ نے [illegible] انہیں [illegible] اس وقت ہوا کہ جب بڑی حقارت کے ساتھ آپ سے [illegible] میں آپ کا بھائی اس سے [illegible] نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی شریف کا [illegible] نہیں ہوا اس کے بعد وہ [illegible] چلے گئے اور جب کئی سال بعد آپ کو [illegible] انکی خبر ملی تو آپ نے ان کی درخواست کے بغیر صرف اس خیال سے کہ یہاں ان کا کوئی گھر نہیں ہے انہیں [illegible] دینے کا فیصلہ [illegible] کر لیا اور جب یہ معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں کوئی کوٹھی خالی نہیں ہے تو آپ نے صرف انہیں کے خیال سے [illegible] اپنے لئے [illegible] ان کے لئے [illegible] کرا دی اور اسے [illegible] ضروری سامان سے آراستہ کرا دیا اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد آپ نے آج تک کبھی یہ بھی ظاہر نہ ہونے دیا کہ ان کے لئے یہ سب کچھ کس نے کیا [illegible] آپ نے بالکل بے ضرورت مجھے مجبور کیا کہ [illegible] ان [illegible] اور سو روپیہ ماہانہ ان کا مقرر کر دیا حالانکہ مجھے اپنی تیاری میں [illegible] لینے کی قطعاً ضرورت نہ تھی اور میرے متعلق بھی آپ نے ان پر یہ ظاہر [illegible] دیا کہ میں آپ کا بھائی ہوں [illegible] اسی طرح ان کی [illegible] کہ ایک [illegible] کے لڑکے کے [illegible] نہیں [illegible]

[illegible]

بقیہ شذرات

شذرات کے بقیے دیکھئے صفحہ نمبر ۹

[illegible] کے افکار

پنڈت جواہر لال نہرو جیسے جلیل [illegible] شخصیتوں [illegible]

[illegible] یہ وہ سب کچھ لکھا ہے جو حضرت پر جیا کی ہندوستانی [illegible] اسی قسم کے اور نظریہ حیات، گو وقت عزیز کی ضرورت ہے کہ [illegible] بیانات کی [illegible] و ابھار خیال کا لب ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ گو حضرت پنڈت جی [illegible] کا عمل [illegible] ہر بنفس دو دوری جہاں [illegible] کے [illegible] نظر آتا ہے۔

[illegible] کی صدی تقسیم اور موجودہ حالات اور ہندوستان کی فضا [illegible] اور پنڈت جواہر لال کی تنقیص کا سیاسی کا منصوبہ [illegible] بہت کچھ تقدیر تو یہ ہند پنڈت نہرو کی لینا آگے نا جانا [illegible] اور غیر اسلامی حالات مزید خطرناک ہیں۔ گو اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ جس طرح [illegible] حکومت ہندوستان کے [illegible] کی اکثر آبادی کے بے اطمینانی اور بے چینی [illegible] ہے اسی طرح آئندہ بھی ہندوستان کی آبادی کا کثیر حصہ غیر مطمئن اور مضطرب رہیگا۔ اگر آزاد ہندوستان کا طرز حکومت اس قسم کا رہا جس قسم کے طرز حکومت کی اس وقت بنیاد ڈالی جا رہی ہے، جب ہندوستان کے سیاسی [illegible] کہ ہندوستان ویسا ہی آزاد ہونا چاہئے جیسا کہ افغانستان آزاد ہے تو اس کے معنی خواہ ان کے نزدیک کچھ ہی ہوتے ہوں مگر عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ ہندوستان اپنے تمام حالات کے فیصلہ کرنے میں ایسا ہی آزاد ہو جیسا افغانستان آزاد ہے لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ جو طرز حکومت افغانستان کا ہے وہی ہندوستان کا بھی ہونا چاہئے۔

حقیقت یہ ہے کہ خواہ پنڈت جواہر لال نہرو کا خواب شرمندہ تعبیر ہو یا نہ ہو مگر یقینی طور پر مستقبل کے ہندوستان کے لئے جس طرز حکومت کی تشکیل ہو رہی ہے وہ طرز حکومت [illegible] جانے کے بعد بھی ہندوستان کو مطمئن نہ کر سکے گا یعنی ہندوستان کی آبادی کے کثیر حصہ کو اس وقت بھی اطمینان نہ ہوگا یہ عدم اطمینان اسی وقت حاصل ہوگا جب ہندوستان کے [illegible] اور [illegible] راحت و آرام کے سامان مہیا ہو جائیں گے۔ اگر [illegible] ہندوستان سے افغانستان اور دوسرے ملکوں میں آج کل جا رہی ہے یعنی [illegible] بیرونی ممالک کے سرمایہ داروں کی جیب میں جانے کے ہندوستانی [illegible] جیب میں جانے لگے تو ہندوستان کی ۸۰ فیصدی آبادی کو اس تبدیلی حکومت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اور اس قسم کا سوراج بھی ایسا ہی قابل نفرت ہوگا جیسی کہ غیر ملکی حکومت قابل نفرت ہو رہی ہے، اس لئے پنڈت جواہر لال نہرو اپنے افکار کو عملی سیاست [illegible] اس حقیقت سے انکار نہ کرنا چاہئے کہ وہی طرز حکومت اطمینان بخش [illegible] جو [illegible] کی جائے کہ جس [illegible] کے مستقبل کو [illegible]

[illegible] سے قبل ختم ہو جا [illegible] ۱۹۵۱ [illegible] اگر [illegible] ۲۰ تاریخ تک آ جائے [illegible] ۲۰ تاریخ سے قبل نہ کیا [illegible] پرچہ جاری [illegible]

وسواس الخناس

علم یافتہ طبقہ اس وسیع مشاہدہ کی صحت پر شخص کے [illegible] میں آ رہی ہے کہ [illegible] لیکن [illegible] نے [illegible] ۳۰

کے کلام مقدس میں فرمایا ہے من شر الوسواس الخناس۔ الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس پناہ مانگتا ہوں میں خناس کے وسوسوں کی شرارت سے جو وسوسہ ڈالتا ہے انسانوں کے دلوں میں۔ وہ وسوسہ ڈالنے والے شیطان جن یا انسان سب ہی ہیں۔

بے شک ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے نفوس کی ناجائز خواہشات اور کمزور ترغیبات و وسوسۂ شیطانی ہی انسانوں کو مصائب میں مبتلا کرنے والے اور انسانوں کی ترغیب دلانے والے انسان ہی ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم کو اچھی صحبت حاصل کرنے اور بری صحبت سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے خود مشاہدہ کرنے والے بچوں کو بھی خناس کی ہم نشینی سے روکا گیا ہے جو خناس وسواس اور شیطانی ترغیبات کا مجموعہ ہو اور جو امراض متعدی طاعون، ہیضہ، جذام وغیرہ کی طرح تندرست اشخاص کو متاثر اور ہلاک کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔

تازہ مثال ہر زمانہ میں بری صحبت کی خرابیوں کی مثالیں پیش آتی رہتی ہیں اور اسی بنا پر کہا گیا ہے، صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند۔ مگر آجکل دہلی میں جو مثال پیش آئی ہے وہ بدترین نمونہ وسواس الخناس اور بری صحبت کا ہے واقعہ یہ ہے کہ چند روز سے نواب صاحبہ رامپور کی بڑی بہن شہزادی بیگم صاحبہ اپنے دو جوان لڑکوں کے ساتھ دہلی آئی ہوئی ہیں، اور انہوں نے اخبارات میں [illegible] شائع کرائے ہیں، جن سے ان کی بیکسی اور مظلومیت کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے، اور معلوم ہوتا ہے، کہ رامپور کے حکمران نے اپنی بہن اور ان کے بچوں کو ایسی تکلیفیں دیں کہ وہ مجبور اور بے بس ہو کر ترک وطن کر کے دہلی چلے آئے۔ اور ہر شخص کو ان سے ہمدردی پیدا ہونے لگی۔ مگر جب شہزادی بیگم صاحبہ کے اصلی اور اندرونی حالات شائع ہوئے۔ تو معاملہ برعکس ہو گیا، اور ظاہر ہوا کہ شہزادی بیگم صاحبہ اور ان کے صاحبزادے ایک خناس وسوسہ کا شکار ہوئے ہیں اور یہ افسوسناک واقعہ محض بری صحبت کی بنا پر نمودار ہوا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے، کہ رامپور کے موجودہ نواب صاحب کے والد اعلیٰ نواب یوسف علی خاں مرحوم نے اپنے لڑکے صاحبزادہ حیدر علی خاں مرحوم کو ایک رقم دی تھی جس سے انہوں نے بدایوں کے ضلع میں ایک زراعتی علاقہ نامی ملک خرید لیا تھا جس کی معقول آمدنی تھی اور صاحبزادہ حیدر علی خاں نہایت عمدہ سلیقہ کے ساتھ اس جائداد کو چلاتے تھے مگر ان کے صاحبزادے سعادت علی خاں اپنے والد کی رحلت کے بعد بری اور خناسی ترغیبات میں مبتلا ہو گئے، اور اپنی خاندانی بیگم کی موجودگی میں ایک بازاری عورت انتخاب کی کو گھر میں ڈال لیا، اور اس عورت کی بری صحبت اور خناسی وساوس کے اثر سے ان کی جائداد پر بری تباہی آئی اور ان کی شریف بیگم اور بے گناہ بچے بھی خوفناک مصائب برداشت کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے یہاں تک کہ خود صاحبزادہ سعادت علی خاں بھی ایک تکلیف دہ مرض میں مبتلا ہو کر راہی ملک عدم ہوئے اور اخراجات نکل جانے کے ماتحت موت کے بعد بیگم سے رامپور میں آئی اور خاندانی حکومت کی خواتین کے پاس اپنا ایک مرکز [illegible] زادہ کی بیوہ بہن کے رہنے لگی اور چند ہی روز کے اندر مرحوم نواب حامد علی خاں

حامیان دین کے نام رہ گئے

ادر آزادی کا لطف اٹھاؤ … شہزادی بیگم صاحبہ

کہا جاتا ہے کہ نواب صاحب رامپور اس وقت رامپور میں تھے

[illegible] زندگی میں انقلاب پیدا ہوجائے

تاریخ [illegible]

[illegible]

تاریخ مکہ معظمہ

[illegible] سے [illegible] تک
[illegible] حالات [illegible]
[illegible]
[illegible] کی تاریخ
[illegible] کو [illegible]
[illegible] کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے
اس کتاب میں تاریخ حج و مناسک حج بھی پوری
تفصیل ہے۔ اور خانہ کعبہ، غار ان، صفا و مروہ
[illegible] اور متبرک مقامات کے فوٹو
بھی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے محصول ۴ر

تاریخ مدینہ منورہ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یکساں دکھتا
ہے جو خود شہر مدینہ و روضۂ اقدس و [illegible]
مقدسہ و مسجد نبوی۔ وہ کون سا مسلمان ہے جسے ان
مقامات کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق
نہ ہو۔ یقیناً ہر مسلمان کو جس کو حضور سے محبت ہو اسے
شہر مدینہ کی تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا،
لہٰذا ہم نے صدہا تاریخ کی مستند کتابوں سے مدینہ منورہ
کے حالات اخذ کر کے یہ کتاب تیار کرائی ہے جو حضور
انور کے عہد مبارک سے لے کر موجودہ سلطان [illegible]
تک کے حالات کا مجموعہ ہے بہت مقبول کتاب
ہے۔ قیمت ایک روپیہ محصول ۴ر

تاریخ حبیب الٰہ

حضور اکرم کے حالات ہر اعتقاد و ہر خیال کے لوگوں
نے لکھے ہیں، بعض نے خوارق کو اہمیت دی ہے بعض
نے معجزات کو الا کیا ہے بعض نے ضعیف گر موثر
روایات سے بزم میلاد کو گرماگرم کیا ہے لیکن علمائے
دیوبند سے حضرت شاہ نے سیرت حبیب پر قلم اٹھایا ہے
اس نے ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی
معاملات اور ہر واقعہ کو بغیر سند لئے اور تحقیق کئے
نہیں لکھا ان دیوبندی میلاد ناموں میں کوئی
روایت اور کوئی واقعہ ایسا نہیں ہو جسے ذرا
بھی شک یا شبہ ہو سکے مذکورہ کتاب اسی اہمیت کو
ملحوظ رکھ کر لکھی گئی ہے ۔۔۔ صفحات قیمت مجلد ۲ر محصول

تاریخ [illegible]

[illegible]
[illegible] مولانا [illegible]
صاحب [illegible] اسلام میں، بہت اعلیٰ
[illegible] کتاب آج تک
[illegible] قرآن پاک [illegible]
[illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

تاریخ سلاطین ترک

دیکھئے ترکوں نے کس طرح سلطان عثمان خاں اول نے [illegible]
بے کسی کی حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی بنیاد
ڈالی اور کس طرح مسلمانوں کی مجاہدانہ برادری
چھوٹی چھوٹی عیسائی سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت
کو ملیامیٹ کر دینے کے لئے کیا کیا منصوبے باندھے
لیکن ترکوں نے کس بہادری سے مقابلہ کیا وہ
حیرت انگیز تھا، ایک طرف دنیا کے عیسائی اور دوسری
طرف چند مجاہدین، آخر حق کو فتح ہوئی [illegible] کتاب
میں بادشاہوں کے حالات ہیں، اور ترکان احرار کا
تذکرہ بھی ہے اور فوٹو بھی ہیں قیمت ۲ر
[illegible] محصول ڈاک [illegible] مع کل ۳ر

تاریخ حریت اسلام

جس میں زمانہ رسالت، عہد خلافت راشدہ اور خلافت
بنی امیہ، خلافت عباسیہ، عہد بنی امیہ، اندلس
دیلمیہ، دولت ہسپانیہ نوبیہ کے علاوہ
مصر، ترکی، الجزائر، مراکش و فرمانروایان ہند
خاندان افاغنہ۔ غلامان و سوریان و عہد مغلیہ
وغیرہ، اور سلاطین بادشاہان دکن و سندھ و کشمیر
کے عہد ہائے گذشتہ کے راستباز و حق پرست مجاہدین کی
کیفیت حیرت انگیز جرات آفرین اور ولولہ انگیز استقلال
اور جوش ایثار کے عبرت آموز حالات اور عدل و انصاف
حریت و مساوات کا آئینہ، مجلد کتاب پانسو صفحے
ضخامت قیمت مجلد ڈھائی روپے محصول ڈاک ۴ر

صلاح الدین اعظم

کی سوانح عمری جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح
عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم
بالجزم کیا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے تنہا
مجاہدین اسلام دشمنان اسلام عیسائیوں کو
نیست و نابود کر کے ان کی آرزوؤں کو خاک میں ملایا
کتاب کو پڑھتے پڑھتے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں
کی سفاکی و بربادی کے وہ سین آپ کی آنکھوں کے سامنے
آئیں گے جن سے آپ کا مجاہدانہ خون جو مدتوں سے سرد
ہے فوراً گرم ہو جائے گا، اور آپ میں حریت و آزادی
کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائے گا۔ کتاب کے شروع میں
غازی موصوف کا فوٹو بھی ہے قیمت دو روپے محصول ۴ر

سیدنا فاروق اعظم

[illegible]

الہارون

خلیفہ عباسیہ [illegible] بادشاہ ہارون
رشید کی [illegible] اس میں ابتدا میں تاریخ عرب
حالات [illegible] خاندان بنی امیہ
[illegible] پھر عباسیوں کی تاریخ
[illegible] ہارون رشید کا [illegible]
[illegible] خاندان برامکہ،
[illegible] زبیدہ خاتون ملکہ
[illegible] اسلام کے
[illegible] تاریخی کتاب ہے
[illegible] ۲۲۲
[illegible] مجلد ۲ر

المامون

عباسیوں کا اولوالعزم اور مشہور و معروف خلیفہ
ہارون رشید کا جانشین، اہم تاریخی عروج اسلام
کے دل افروز واقعات ہیں۔ مامون کی ولادت
تخت نشینی، المامون خانہ جنگی، بھائیوں کا قتل، ہرات
کی بغاوت، دوسرے گورنروں کی بغاوت
بغاوت کا فرو، فتوحات ملکی، جزیرہ صقلیہ کی
فتح، وسعت سلطنت، مزاج [illegible]
علمی حوصلہ افزائی، اراکین سلطنت کے [illegible]
ذوق علمی، طرب افزا مجالس، اور مامون [illegible]
مستند واقعات از علامہ شبلی مرحوم
ضخامت [illegible] صفحے قیمت [illegible] محصول [illegible]

سیدہ کا لال

اس شاہ ترجمہ کی علامہ راشد الخیری کا لکھا ہوا
شہادت نامہ جس کے فرضی اصلاحی قصے پڑھنے کی
سخت سے سخت دل ہل جاتے ہیں اور سیدنا امام
حسین علیہ السلام کا واقعہ شہادت تو اپنی جگہ خود
ہی بے حد الم انگیز ہے، اب اس کا تصور کیجئے کہ درد
انگیز حال عجیب ہر دلعزیز کے قلم سے لکھے گئے ہوں
تو ہے کوئی سخت سے سخت دل انسان جو اس کو
پڑھے کا اس کتاب کا ایک باب بھی بلا رو کے پڑھ لیگا
یقین فرمائیے کہ خونریزی کربلا پر یہ کتاب پہلی
اور آخری ہے اور جو شخص بلا [illegible] کتاب ختم کرے
وہ دام واپس لے لے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۴ر

شرح مثنوی مولانا روم

[illegible]

[illegible]

[illegible] وظائف

عملیات کاملہ

چار ولیوں کے عمل

کتاب التعویذات

اوراد و وظائف

کنز الحسین اردو

صحیفہ قدسی

تسخیر القلوب

دوائیں و دعائیں

[illegible] کا اطمینان ہو جاتا ہے ... بیٹیاں تو سکھ ہی سکھ ہے

[illegible] ملا

[illegible]

لائق بیوی

میاں بیوی کی ایک دوسرے سے ... [illegible] ... زندگی ... [illegible] ... اس وقت تک ناآشنا تھے، آپس میں بھی محبت پیدا ہو جائے گی اس کے لئے ... اصلاح کے لئے یہ نہایت لاجواب کتاب ہے اس کے مطالعہ کے بعد بیوی جو شوہر کے لئے مسرت ... بہترین ... کے لئے اس کتاب سے ... اس کتاب کے مطالعہ کے بعد میاں بیوی ایک دوسرے کے عاشق ہو جائیں گے، نہایت مفید اور کارآمد کتاب ہے۔ قیمت آٹھ آنے محصول ۴/

عورت کی تربیت

تو غیر معمولی ... [illegible] ... تربیت کی خرابی کی وجہ سے ... تو قوت ... سکتی ہے اور ... لیکن ... ہو سکتی ہے۔ تربیت کی خرابی کی وجہ سے مردوں کا تو ذکر ہی کیا عورتیں ... نالائق ہیں۔ تربیت کی خامی دور کرنے کے لئے عورت کی تربیت بہترین کتاب ہے اس کتاب کا مطالعہ ایک عورت کو میکے میں اور سسرال میں قابل فخر بنا سکتا ہے کیونکہ اس میں اخلاق کی وہ اعلیٰ تعلیم دی گئی ہے جو عورتوں کو ... الاخلاق بنا دیتی ہے۔ قیمت ۸/ محصول ۴/

جیسا بیٹی

... سے پہلے اور ماں بننے کے بعد وہ عورتیں جو ماں بننے والی ہیں یا ماں بن چکی ہیں، اگر اولاد کا سچا لطف حاصل کرنا چاہتی ہیں اور اولاد کی زندگی کا وبال نہیں بننا چاہتی ہیں کہ ... کتاب "جیسا بیٹی" کا مطالعہ کریں اس میں ... سے پہلے اور ماں بننے کے بعد کی ہدایتیں ہیں۔ ... گھر میں یہ کتاب ہو گی اس گھر کے بچے تربیت یافتہ اور ہونہار ہوں گے اس میں ماؤں کو بتایا گیا ہے کہ وہ کس طرح اولاد کی زندگی سے سچا لطف حاصل کر سکتی ہیں۔ نہایت اہم اور مفید کتاب ہے۔ قیمت آٹھ آنے محصول ۴/

اولاد کی تربیت

[illegible] ... ضرورت ... تربیت ... ہیں ... [illegible] ... صداقت ... [illegible] ... قیمت ... محصول ڈاک ۴/

میاں بیوی کے خطوط

کیا آپ محبت کرنا چاہتے ہیں۔ دنیا میں محبت کے دو پہلو ہیں، لیکن محبت کرنا ... جاتے ایک مشہور مصنف کہتا ہے کہ جو شوہر اپنی بیوی سے محبت تو رکھتے ہیں لیکن محبت کا اظہار کے طریقے سے واقف نہیں ان کی بیویاں ان سے بدگمان ہو جاتی ہیں۔ اگر بیوی سے جدائی کے بعد آپ کو بدگمان نہیں بنانا چاہتے اور بیوی نہیں چاہتی کہ ان کا ... شوہر کے دل میں شک پیدا ہو، تو میاں بیوی کے خطوط پڑھیں اس میں میاں بیوی کی بڑی دلچسپ اور پسندیدہ خط وکتابت ہے ... کے ... ہے۔ قیمت آٹھ آنے محصول ۴/

چار تعلیم نسواں

عورتوں اور بچیوں کے لئے بہا نذیر اخلاقی اور تبلیغی ...
(۱) اللہ پاک کی صفتیں، نبیوں، پیغمبروں کے حالات مقدس عورتیں، مشہور خواتین ۳۲ صفحے
(۲) اللہ کے احسانات، نبیوں کی مقدس ذات اور کارنامے، عورتوں کی خصوصیات مذہبی ۳۲ صفحے
(۳) ایمان، اسلام، قرآن، موسم کے حالات ... سے آگے والی چیزیں، ادراخلاقی سبق وغیرہ ۳۲ صفحے
(۴) تعلیم اور طریقہ زندگی، لباس، زیور، مہمان نوازی، دیانت اور صحابیات کا طریق زندگی

چاروں کتابیں ۱۰۰ صفحات کی ہیں اور ایک جلد میں، قیمت رعایتی دس آنے محصول ۴/

دس زنانہ بستہ

دس علمی بیبیوں نے گلدستہ ادس ... کتابیں ...
(۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب
(۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب
(۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب
(۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب
(۹) پردہ کی کتاب (۱۰) اصلی جہیز

جو کتاب جس مضمون پر شروع کی ہے اس کو مکمل کر دیا ہے، اپنی بچی کو ضرور دس کتابوں کی تعلیم دیں تاکہ وہ گھر داری کے تمام کاموں سے واقف ہو اور ساتھ ہی مذہبی معلومات سے بیگانہ نہ رہے۔ ایک ہی جلد مجلد ہیں، قیمت ایک روپیہ محصول ۴/

سات تاریخی [illegible]

[illegible]

[illegible] کتابیں

... کتاب ... بہترین ...
(۱) ... [illegible]
(۲) ... [illegible]
(۳) ... [illegible]
... [illegible] ... محصول ...

خاموش تبلیغ

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے ... مسلمانوں کا افلاس روز بروز بڑھ رہا ہے، مسلمان غیر شرعی مراسم کے باعث تباہ ہو رہے ہیں اور کروڑوں روپیہ غیر مسلم ... میں جا چکا ہے، ان حالات سے متاثر ہو کر حضرت مولانا ... صاحب ... ایک دلچسپ افسانہ لکھا ہے، اس کتاب میں اصول تجارت، مسئلہ سود، ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت، ... شادی و غمی کے مراسم ... وغیرہ کا تفصیلی ذکر ہے۔ قیمت دس آنے محصول ۴/

دہلی کا دستر خوان

دہلی کی ایک ممتاز خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین داستان کس قدر جلد مقبول ہو گئی، کہ حیرت ہو گئی، دہلی کا دستر خوان وہ سہل اور آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے جس سے چھوٹی چھوٹی ناسمجھ لڑکیاں اور مرد بھی آسانی کم ... کھانے ... کھا لیتے ہیں ... یہی وہ کتاب ہے جو ہندو اور مسلمان دونوں میں مقبول ہے اور اچھی خاصی تعداد میں فروخت ہو رہی ہے ... اور ... کا انتظام ... کا سلیقہ، کھانا پکانے ... ہے ... قیمت ۱۲ محصول ۴/

استادِ روزگار

مجربات حسبی

دوکانداری

فن داستاں طرازی

[illegible] ان کتابوں کے علاوہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

دولھا دولھن

[illegible] کی کہانی اور [illegible] نقصانات پہنچ جاتے ہیں ان کو [illegible] اس کتاب کے مطالعہ کے بعد [illegible] لذت پیدا ہو جائیگی [illegible] اس کتاب کو [illegible] علوم [illegible] کی ضرورت نہیں [illegible] کی حاجت [illegible] یہ اردو میں لاجواب اور مہذب کتاب ہے [illegible] قیمت [illegible]

عیش [illegible]

[illegible] شادی شدہ حضرات [illegible] اولاد، خوبصورت [illegible] عورت کی محبت [illegible] کے مطالعہ کے بعد حاصل [illegible] بیان نہیں چھوڑا ہے، بڑی عجیب کتاب ہے قیمت [illegible] محصولڈاک [illegible]

مرد عورت

عورت [illegible] عشق [illegible] زندگی [illegible] کہ شادی شدہ [illegible] کس طرح حاصل کی جا سکتی ہے [illegible] کے بعد [illegible] کر [illegible] سکتا ہے۔ اس [illegible] یہ لاجواب کتاب [illegible] کتاب [illegible] پوشیدہ جذبات سے آگاہ کریگی [illegible] کی ناخوشگوار زندگی کو خوشگوار بنا [illegible] کا نوں [illegible] مستقل [illegible] یہ کتاب [illegible] ممکن ہے کہ [illegible] مرد کو مجبور [illegible] قیمت ایک روپیہ [illegible]

شب عروسی

[illegible] سب باتیں معلوم [illegible] دوستوں کو [illegible] قیمت [illegible] محصولڈاک [illegible]

عورت

ہو [illegible] کی رعنائیاں دیکھنے [illegible] تمام پوشیدہ [illegible] ممکن ہے [illegible] اس کتاب [illegible] جنسی کتابوں کا [illegible] کا کل [illegible] عورت کی [illegible] تربیت۔ عورت کے [illegible] زندگی کے [illegible] پوشیدہ باتیں [illegible] اس کتاب [illegible] قیمت [illegible]

لذت شباب

شباب جوانی کی [illegible] ہو، تو لذت شباب [illegible] کوک شاستر کا مطالعہ کیجے جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں۔ عورت کے تاثرات کیا ہیں جن کی [illegible] کس طرح لذت اندوز ہو [illegible] کس وقت فراق ہوتا ہے شباب کی [illegible] کس [illegible] ہے، عورت اگر عورت اور مرد اگر مرد ہے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں، لذت شباب میں [illegible] حیات تازہ بخشنے کے لیے [illegible] فوٹو بلاک ہیں، قیمت ایک روپیہ [illegible]

شب [illegible] عروسی

[illegible] شباب [illegible] دوشیزہ کا شب [illegible] کی چند راتوں کا وہ مشاہدہ اور کیف انگیز [illegible] ہیں کہ پڑھتے پڑھتے مسکیاں [illegible] یہ صرف چند [illegible] کا مجموعہ ہی نہیں ہے بلکہ [illegible] پوشیدہ [illegible] کتاب ہے [illegible] اتنی دلچسپ [illegible] جنسی معلومات سے پُر شاید ہی کوئی دوسری کتاب ہو [illegible] کیف [illegible] کے ساتھ ساتھ [illegible] دل و دماغ کے ساتھ آنکھیں بھی لطف اندوز ہوں قیمت ایک روپیہ محصولڈاک [illegible]

کیف وصلت

[illegible]

بہار شباب

جنسی کتابوں [illegible] اسلوب بیان کو امتیاز [illegible] جذبات کی [illegible] ہے [illegible] مطالعہ کے [illegible] نہ ہو لیکن [illegible] کو مدام [illegible] قیمت [illegible] محصولڈاک [illegible]

شاہی کوک شاستر

ہر بادشاہوں کے لیے شباب وہ [illegible] ہے اس کتاب میں [illegible] نے لذت کے چشمہ عورت کو اپنی [illegible] میں پیش کیا ہے کہ وہ لذتیں جو ایک جوان آدمی کے ذہن میں عورتوں میں ہوتی ہیں، شاید آپ کے پاس [illegible] نہ ہوں۔ ارباب [illegible] نے عورت کے [illegible] سے لذت ہی لذت ثابت کی [illegible] قوت [illegible] کو مزید طاقتور [illegible] اور ہزاروں [illegible] حکایات وصل جو بیان [illegible] لاکھوں [illegible] قیمت [illegible] روپیہ محصول [illegible]

افسانے راز پنہاں

اردو زبان میں [illegible] کتاب [illegible] عجیب و غریب [illegible] اس دلچسپ موضوع پر شاید کوئی کتاب [illegible] نہیں [illegible] دو ہزار دو سو [illegible] کی نفسانی خواہشات کے حالات [illegible] امریکہ کی ایک [illegible] عورت نے [illegible] صورت میں پیش کئے اور امریکہ میں ایک تہلکہ [illegible] اب اس کا ترجمہ بھی ہو گیا ہے، خدا جانے کب تک [illegible] لوگوں کے مطالعہ میں جائے [illegible] اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے [illegible] کہ [illegible] ماہ میں دو ہزار فروخت ہو چکی، قیمت ایک روپیہ محصول [illegible]